جلد اوّل

# آپ کے مسائل

## اور اُن کا حل

عقائد، اجتہاد
محاسنِ اسلام
غیر مسلم سے تعلقات
غلط عقائد رکھنے والے فرقے
جنت و دوزخ
توہم پرستی

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِعلمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِاسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطافرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِاسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۴۹۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# تعارف

مشرقی پنجاب کے ضلع لدھیانہ اور ضلع جالندھر کے درمیان دریائے ستلج حدفاصل کا کام دیتا تھا۔ ضلع لدھیانہ کے شمال مشرقی کونے میں دریائے ستلج کے درمیان ایک چھوٹی سی جزیرہ نما بستی "عیسیٰ پور" کے نام سے آباد تھی، جو ہر برسات میں گرنے اور بننے کی خوگر تھی، یہ مصنف کا آبائی وطن تھا۔ تاریخِ ولادت محفوظ نہیں، اندازہ یہ ہے کہ سن ولادت ۱۳۵۱ھ-۱۹۳۲ء ہوگا۔ والدہ ماجدہ کا انتقال شیرخوارگی کے زمانے میں ہوگیا تھا۔ والد ماجد الحاج چوہدری اللہ بخش مرحوم ومغفور، حضرتِ اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت اور ذاکر وشاغل اور زیرک و عاقل بزرگ تھے۔ دیہات میں پنچائتی فیصلے نمٹانے میں ان کا شہرہ تھا، قریب کی بستی موضع جسووال میں والد صاحب کے پیر بھائی حضرت قاری ولی محمد صاحب ایک خضرصفت بزرگ تھے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم انہی سے ہوئی، پرائمری کے بعد ۱۳ برس کی عمر ہوگی کہ لدھیانہ کے مدرسہ محمودیہ اللہ والا میں داخل ہوئے، یہاں حضرت مولانا امداداللہ صاحب حصاروی سے فارسی پڑھی، اگلے سال مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے مدرسہ انوریہ میں داخلہ لیا، دوسال یہاں مولانا انیس الرحمٰنؒ، مولانا لطف اللہ شہیدؒ و دیگر اساتذہ سے ابتدائی عربی کی کتابیں ہوئیں۔ ۲۷ر رمضان ۱۳۶۶ھ کو پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا، اور مشرقی پنجاب سے مسلم آبادی کے انخلاء کا ہنگامہ رستاخیز پیش آیا۔ مہینوں کی خانہ بدوشی کے بعد چک ۳۳۵ ڈبلیو بی ضلع ملتان میں قیام ہوا۔ وہاں سے قریب منڈی جہانیاں میں چوہدری اللہ داد خان مرحوم کی تعمیر کردہ جامع مسجد میں مدرسہ رحمانیہ تھا، وہاں حضرت مولانا غلام محمد لدھیانوی اور دیگر اساتذہ سے تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا، ایک سال مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاول نگر میں حضرت مولانا عبداللہ رائے پوریؒ، ان کے برادر خورد حضرت مولانا لطف اللہ شہید رائے پوریؒ اور حضرت مولانا مفتی عبداللطیف صاحب مدظلہ العالی سے متوسطات کی تعلیم ہوئی، اس کے بعد چار سال جامعہ خیرالمدارس ملتان میں تعلیم ہوئی۔ ۷۲-۱۳۷۳ھ میں مشکوٰۃ شریف ہوئی، ۷۳-۱۳۷۴ھ میں دورۂ حدیث اور دورۂ حدیث کے بعد ۷۴-۱۳۷۵ھ میں تکمیل کی۔ خیرالمدارس میں درج ذیل اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے:

حضرتِ اقدس اُستاذ العلماء مولانا خیرمحمد جالندھری قدس سرہٗ (بانی خیرالمدارس وخلیفہ مجاز حضرتِ اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ) حضرت مولانا عبدالشکور کامل پوری، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی، حضرت مولانا محمد نور صاحب، حضرت مولانا غلام حسین صاحب، حضرت مولانا

جمال الدین صاحب، حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری۔

تعلیم سے فراغت کے سال حضرتِ اقدس مولانا خیرمحمد جالندھریؒ سے سلسلۂ اشرفیہ، امدادیہ، صابریہ میں بیعت کی اور علوم ظاہری کے ساتھ تعمیرِ باطن میں ان کے انوار وخیرات سے استفادہ کیا۔

تعلیم سے فراغت پر حضرت مرشد کے حکم سے روشن والا ضلع لائل پور کے مدرسہ میں تدریس کے لئے تقرر ہوا، اور دو سال میں وہاں ابتدائی عربی سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک تمام کتابیں پڑھانے کی نوبت آئی۔ دو سال بعد حضرت مرشد نے ماموں کانجن، ضلع لائل پور بھیج دیا، وہاں حضرت الاستاذ مولانا محمد شفیع ہوشیارپوری (حال مدرّس دارالعلوم کورنگی) کی معیت میں قریباً دس سال قیام رہا۔

تعلیم وتدریس کے ساتھ لکھنے کا شوق شروع ہی سے تھا، مشکوٰۃ شریف پڑھنے کے زمانے میں طبع زاد مشکوٰۃ **التقریر النجیح** کے نام سے تالیف کی تھی۔

سب سے پہلا مضمون مولانا عبدالماجد دریابادی کے ردّ میں لکھا، موصوف نے ''صدقِ جدید'' میں ایک شذرہ قادیانیوں کی حمایت میں لکھا تھا، اس کے جواب میں ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند میں ایک مضمون شائع ہوا تھا، لیکن اس سے تشفی نہیں ہوئی، اس لئے برادرم مستری ذکراللہ کے ایما پر مرحوم کی تردید میں مضمون لکھا جو ''دارالعلوم'' ہی کی دو قسطوں میں شائع ہوا۔ ماہنامہ دارالعلوم کے ایڈیٹر مولانا ازہر شاہ قیصر کی فرمائش پر ''فتنۂ انکارِ حدیث'' پر ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام'' میں بھی شائع ہوا، جمعیت علمائے اسلام سرگودھا کے احباب نے اس کو کتاب کی شکل میں شائع کیا۔

فیلڈ مارشل ایوب خان ۱۹۶۲ء میں بی ڈی نظام کے تحت ملک کے صدر بنے تو پاکستان کے ''اکبرِ اعظم'' بننے کے خواب دیکھنے لگے، ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور اس کے رفقاء کو ابوالفضل اور فیضی کا کردار ادا کرنے کے لئے بلایا گیا، ڈاکٹر صاحب نے آتے ہی اسلام پر تابڑتوڑ حملے شروع کردیئے، ان کے مضامین اخبارات کے علاوہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے ماہنامہ ''فکرونظر'' میں شائع ہورہے تھے۔ حضرتِ اقدس شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوری نوّراللہ مرقدہٗ کی تمام تر توجہ ''فضل الرحمانی فتنہ'' کے کچلنے میں لگی ہوئی تھی، اور ماہنامہ ''بینات'' کراچی میں اس فتنے کے خلاف جنگ کا بگل بجایا جاچکا تھا۔ ''بینات'' میں ڈاکٹر صاحب کے جو اقتباسات شائع ہورہے تھے ان کی روشنی میں ایک مفصل مضمون لکھا جس کا عنوان تھا: ''ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا تحقیقاتی فلسفہ اور اس کے بنیادی اُصول''، یہ مضمون ''بینات'' کو تصحیح کے لئے بھیجا، تو حضرتِ اقدس بنوریؒ نے کراچی طلب فرمایا، اور حکم فرمایا کہ ماموں کانجن سے ایک سال کی رُخصت لے کر کراچی آجاؤ۔ یہ ۱۹۶۶ء کا واقعہ ہے، چنانچہ حکم کی تعمیل کی، سال ختم ہوا تو حکم فرمایا کہ یہاں مستقل قیام کرو۔ بعض وجوہ سے ان دنوں کراچی میں مستقل قیام

مشکل تھا، جب معذرت پیش کی تو فرمایا کہ کم سے کم ہر مہینے دس دن ''بینات'' کے لئے دیا کرو۔ ہر مہینے دس دن کا ناغہ ماموں کانجن کے حضرات نے قبول نہ کیا، اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ناظمِ اعلیٰ حضرت مولانا حبیب اللہ رشیدی مرحوم ومغفور نے اس کو قبول فرمالیا۔ چنانچہ تدریس کے لئے ماموں کانجن سے ساہیوال جامعہ رشیدیہ میں تقرر ہوگیا، یہ سلسلہ ۱۹۷۴ء تک رہا، ۱۹۷۴ء میں حضرتِ اقدس بنوریؒ نے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی امارت وصدارت کی ذمہ داری قبول فرمائی تو جامعہ رشیدیہ کے بزرگوں سے فرمایا کہ ان کو جامعہ رشیدیہ سے ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان آنے کی اجازت دی جائے۔ ان حضرات نے بادلِ نخواستہ اس کی اجازت دے دی، اس طرح جامعہ رشیدیہ سے تدریسی تعلق ختم ہوا۔ بیس دن مجلس کے مرکزی دفتر ملتان میں اور دس دن کراچی میں گزارنے کا سلسلہ حضرتؒ کی وفات (۳رذیقعدہ ۱۳۹۷ھ، ۱۷راکتوبر ۱۹۷۷ء) تک جاری رہا۔ حضرت بنوریؒ کا ہمیشہ اصرار رہا کہ مستقل قیام کراچی میں رکھیں، ان کی وفات کے بعد ان کی خواہش کی تکمیل ہوئی۔ اس طرح ۱۹۶۶ء سے آج تک ''بینات'' کی خدمت جاری ہے اور ربّ کریم کے فضل واحسان سے توقع ہے کہ مرتے دَم تک جاری رہے گی۔

مئی ۱۹۷۸ء میں جناب میر شکیل الرحمٰن صاحب نے جنگ کا اسلامی صفحہ ''اقرأ'' جاری فرمایا تو ان کے اصرار اور مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی اور مولانا مفتی احمد الرحمٰن کی تاکید وفرمائش پر اس سے منسلک ہوئے اور دیگر مضامین کے علاوہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کا مستقل سلسلہ شروع کیا۔ جس کے ذریعے بلامبالغہ لاکھوں مسائل کے جوابات، کچھ اخبارات کے ذریعہ اور کچھ نجی طور پر لکھنے کی نوبت آئی، الحمدللہ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

بیعت کا تعلق حضرتِ اقدس مولانا خیر محمد جالندھری نوّر اللہ مرقدہٗ سے تھا، ان کی وفات (۲۱رشعبان ۱۳۹۰ھ، ۲۲راکتوبر ۱۹۷۰ء) کے بعد حضرت قطب العالم ریحانۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجرِ مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ (المتوفی ۲۴رمئی ۱۹۸۲ء، ۲۹ررجب ۱۴۰۲ھ) سے رُجوع کیا اور حضرتِ شیخ نے خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا، اسی کے ساتھ عارف باللہ حضرتِ اقدس ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی نوّر اللہ مرقدہٗ (المتوفی ۱۵ررجب ۱۴۰۶ھ) نے بھی سندِ اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

بینات، ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ اقرأ ڈائجسٹ کے علاوہ ملک کے مشہور علمی رسائل میں شائع شدہ سیکڑوں مضامین کے علاوہ چند کتابیں بھی تالیف کیں، جن کی فہرست درج ذیل ہے:

۱:- اُردو ترجمہ خاتم النبیین، از علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ۔

۲:- اُردو ترجمہ حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، از حضرت شیخ مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنیؒ۔

۳:-عہدِ نبوت کے ماہ وسال (ترجمہ "بذل القوۃ فی سنی النبوۃ" از مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ)۔
۴:-سیرتِ عمر بن عبدالعزیزؒ (عربی سے ترجمہ)۔
۵:-سوانح حیات حضرتِ شیخؒ۔
۶:-اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم، دو جلدیں۔
۷:-عصرِ حاضر حدیثِ نبوی کے آئینہ میں۔
۸:-شہاب مبین لرجم الشیاطین۔
۹:-تنقید اور حقِ تنقید۔
۱۰:-ترجمہ فرمان علی پر ایک نظر۔
۱۱:-مرزائی اور تعمیرِ مسجد۔
۱۲:-قادیانیوں کو دعوتِ اسلام۔
۱۳:-سر ظفر اللہ خان کو دعوتِ اسلام۔
۱۴:-قادیانی جنازہ۔
۱۵:-قادیانی مردہ۔
۱۶:-قادیانی ذبیحہ۔
۱۷:-قادیانی کلمہ۔
۱۸:-قادیانی مباہلہ (مرزا طاہر کے جواب میں)۔
۱۹:-قادیانیوں اور دُوسرے غیر مسلموں کا فرق۔
۲۰:-مرزا قادیانی اپنی تحریروں کے آئینہ میں۔
۲۱:-حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام، اکابرِ اُمت کی نظر میں۔
۲۲:-نزولِ عیسیٰ علیہ السلام۔
۲۳:-حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی۔
۲۴:-المہدی والمسیح۔
۲۵:-غدارِ پاکستان، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی۔
۲۶:-ربوہ سے تل ابیب تک۔

# پیش لفظ

الحمدللہ! ۵رمئی ۱۹۷۸ء وحی کے پہلے لفظ ''اقرأ'' کے نام سے اسلامی صفحہ کا آغاز کیا گیا، اس صفحہ کے پہلے شمارہ میں درج ذیل تحریر اس صفحہ کے مقصد کے طور پر بیان کی گئی، اس کا عکس پیش خدمت ہے۔

بفضل خدا ابتدا ہی سے اس شعبہ کی سرپرستی میرے محترم اور شفیق بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے قبول فرمائی اور دیگر مضامین کے ساتھ ایک مستقل سلسلہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے عنوان سے شروع کیا جس میں قارئین کے مذہبی سوالات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ الحمدللہ بہت جلد مقبول ہوا اور یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ اس کے ذریعہ قارئین کو بے شمار دینی باتیں معلوم ہوئیں اور ہزاروں غلطیوں کی اصلاح ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ''جنگ'' کا یہ صفحہ سب سے زیادہ مقبول اور معلومات افزا ہے۔ ''جنگ'' کا ہر قاری سب سے پہلے اسی کو پڑھتا ہے۔ ۵رمئی ۱۹۷۸ء کو شروع کیا ہوا یہ سلسلہ الحمدللہ ''اقرأ'' کی صورت میں اپنی اسی مقبولیت کے ساتھ آج بھی جاری ہے، گیارہ سال گزرنے کے باوجود قارئین کی دِلچسپی میں ذرا بھی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اخبار کی زندگی بہت محدود ہوتی ہے اور اس کا ریکارڈ رکھنا اور اسے محفوظ کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے، اس لئے قارئین کی طرف سے بہت اصرار تھا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے اس علمی ذخیرہ کو کتابی شکل میں محفوظ کردیا جائے تاکہ مستقبل کی نسلیں اس علمی ذخیرہ سے استفادہ کرسکیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ہم اپنے قارئین کی خواہش کی تکمیل میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی پہلی جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کتاب کی تدوین وطباعت کے مراحل میں جناب ڈاکٹر شہیرالدین صاحب، مولانا محمد جمیل خان (انچارج اسلامی صفحہ اقرأ)، مولانا محمد نعیم امجد سلیمی، عبداللطیف طاہر، مولانا سعید احمد جلال پوری، محمد وسیم غزالی، محمد صغیر کاتب، محمد جاوید ڈسکوی اور عبدالستار چودھری نے بہت تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور میرے لئے اور میرے ادارہ کے لئے اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائے، وما توفیقی الا باللہ!

(ناشر)

محمد عتیق الرحمٰن لدھیانوی

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

**ایمانیات**



**اجتہاد و تقلید** ۴۰

جنت



تعویذ، گنڈے اور جادو ۴۲۷



جنات ۴۳۲

توہم پرستی

متفرق مسائل ۴۶۰

# ایمانیات

## مسلمانوں کے بنیادی عقائد

### ایمان کی حقیقت

س...... ایمان کیا ہے؟ حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

ج...... حدیث جبرائیل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا پہلا سوال یہ تھا کہ اسلام کیا ہے؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے پانچ ارکان ذکر فرمائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا دوسرا سوال یہ تھا کہ: ایمان کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاوٴ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور ایمان لاوٴ اچھی بری تقدیر پر۔''

ایمان ایک نور ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے دل میں آجاتا ہے، اور جب یہ نور دل میں آتا ہے تو کفر و عناد اور رسومِ جاہلیت کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور آدمی ان تمام چیزوں کو جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، نورِ بصیرت سے قطعی سچی سمجھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''تم میں سے کوئی شخص موٴمن نہیں ہوسکتا ہے یہاں تک کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہوجائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔'' آپؐ کے لائے ہوئے دین میں سب سے اہم تر یہ چھ باتیں ہیں جن کا ذکر اس حدیث پاک میں فرمایا ہے، پورے دین کا خلاصہ انہی چھ باتوں میں آجاتا ہے:

ا:...... اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات میں یکتا سمجھے، وہ اپنے وجود اور اپنی ذات وصفات میں ہر نقص اور عیب سے پاک اور تمام کمالات سے متصف ہے، کائنات کی ہر چیز اسی کے ارادہ ومشیت کی تابع ہے، سب اسی

کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، کائنات کے سارے تصرفات اسی کے قبضہ میں ہیں، اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔

۲:......فرشتوں پر ایمان یہ کہ فرشتے، اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل نورانی مخلوق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ہو، بجالاتے ہیں، اور جس کو جس کام پر اللہ تعالیٰ نے مقرر کردیا ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس میں کوتاہی نہیں کرتا۔

۳:......رسولوں پر ایمان یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور انہیں اپنی رضامندی اور ناراضی کے کاموں سے آگاہ کرنے کے لئے کچھ برگزیدہ انسانوں کو چن لیا، انہیں رسول اور نبی کہتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی خبریں رسولوں کے ذریعے ہی پہنچتی ہیں، سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے، اور سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی، بلکہ آپؐ ہی کا لایا ہوا دین قیامت تک رہے گا۔

۴:......کتابوں پر ایمان یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی معرفت بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سے آسمانی ہدایت نامے عطا کئے، ان میں چار زیادہ مشہور ہیں: تورات، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی، زبور جو حضرت داوٴد علیہ السلام پر نازل کی گئی، انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی اور قرآن مجید جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ یہ آخری ہدایت نامہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے پاس بھیجا گیا، اب اس کی پیروی سارے انسانوں پر لازم ہے اور اس میں ساری انسانیت کی نجات ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس آخری کتاب سے روگردانی کرے گا وہ ناکام اور نامراد ہوگا۔

۵:......قیامت پر ایمان یہ کہ ایک وقت آئے گا کہ ساری دنیا ختم ہوجائے گی زمین و آسمان فنا ہوجائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سب کو زندہ کرے گا اور اس دنیا میں لوگوں نے جو نیک یا برے عمل کئے ہیں، سب کا حساب و کتاب ہوگا۔ میزانِ عدالت قائم ہوگی اور ہر شخص کی نیکیاں اور بدیاں اس میں تولی جائیں گی، جس شخص کے نیک عملوں کا پلہ بھاری ہوگا اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا پروانہ ملے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا

اور قرب کے مقام میں رہے گا جس کو ''جنت'' کہتے ہیں، اور جو شخص کی برائیوں کا پلہ بھاری ہوگا اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا پروانہ ملے گا اور وہ گرفتار ہوکر خدائی قید خانے میں جس کا نام ''جہنم'' ہے، سزا پائے گا، اور کافر اور بے ایمان لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔ دنیا میں جس شخص نے کسی دوسرے پر ظلم کیا ہوگا، اس سے رشوت لی ہوگی، اس کا مال ناحق کھایا ہوگا، اس کے ساتھ بدزبانی کی ہوگی یا اس کی بے آبروئی کی ہوگی، قیامت کے دن اس کا بھی حساب ہوگا، اور مظلوم کو ظالم سے پورا پورا بدلا دلایا جائے گا۔ الغرض خدا تعالیٰ کے انصاف کے دن کا نام ''قیامت'' ہے، جس میں نیک و بد کو چھانٹ دیا جائے گا، ہر شخص کو اپنی پوری زندگی کا حساب چکانا ہوگا اور کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا۔

۶:...... ''اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ کارخانۂ عالم آپ سے آپ نہیں چل رہا، بلکہ ایک علیم و حکیم ہستی اس کو چلا رہی ہے۔ اس کائنات میں جو خوشگوار یا ناگوار واقعات پیش آتے ہیں وہ سب اس کے ارادہ و مشیت اور قدرت و حکمت سے پیش آتے ہیں۔ کائنات کے ذرہ ذرہ کے تمام حالات اس علیم و خبیر کے علم میں ہیں اور کائنات کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان تمام حالات کو، جو پیش آنے والے تھے، ''لوحِ محفوظ'' میں لکھ لیا تھا۔ بس اس کائنات میں جو کچھ بھی وقوع میں آرہا ہے وہ اسی علم ازلی کے مطابق پیش آرہا ہے، نیز اسی کی قدرت اور اسی کی مشیت سے پیش آرہا ہے۔ الغرض کائنات کا جو نظام حق تعالیٰ شانہ نے ازل ہی سے تجویز کر رکھا تھا، یہ کائنات اس طے شدہ نظام کے مطابق چل رہی ہے۔

## نجات کے لئے ایمان شرط ہے

س:...... ہم نے سن رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر میں دوزخ سے ہر اس آدمی کو نکال لے گا جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی موحد کو مشرک کے ساتھ رکھوں۔ تو کیا آج کل کے عیسائی اور یہودیوں کو بھی دوزخ سے نکال دے گا؟ کیونکہ وہ بھی اللہ کو مانتے ہیں، لیکن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے، اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں۔ تو کیا عیسائی اور یہودی ''رائی

۲۱
فہرست

برابر ایمان والوں' میں ہوں گے یا نہیں؟

ج...... دائمی نجات کے لئے ایمان شرط ہے، کیونکہ کفر اور شرک کا گناہ کبھی معاف نہیں ہوگا اور ایمان کے صحیح ہونے کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کو ماننا کافی نہیں، بلکہ اس کے تمام رسولوں کا ماننا بھی ضروری ہے اور جو لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا آخری نبی نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں رکھتے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے رسول اور خاتم النبیین ہونے کی شہادت دی ہے، پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت اور ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اللہ تعالیٰ کی شہادت کو جھٹلاتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بات کو جھوٹی کہے وہ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا نہیں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کرنا شرطِ نجات ہے، غیر مسلم کی نجات نہیں ہوگی۔

## مسلمان کی تعریف

س...... مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو ماننے والا مسلمان ہے، دینِ اسلام کے وہ امور جن کا دین میں داخل ہونا قطعی تواتر سے ثابت اور عام و خاص کو معلوم ہو، ان کو ''ضروریاتِ دین'' کہتے ہیں۔ ان ''ضروریاتِ دین'' میں سے کسی ایک بات کا انکار یا تاویل کرنے والا کافر ہے۔

س...... قرآن اور حدیث کے حوالہ سے مختصراً بتائیں کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ یہ بات پھر عرض کروں گا کہ صرف قرآن شریف اور حدیث شریف کے حوالے سے بتائیں، دوسرا کوئی حوالہ نہ دیں، ورنہ لوگوں کو پھر موقع ملے گا کہ یہ ہمارے فرقہ کے بزرگ کا حوالہ نہیں۔

ج...... ایمان نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے قبول کرنے کا اور اس کے مقابلہ میں کفر نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی قطعی و یقینی بات کو نہ ماننے کا۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں ''ما انزل الی الرسول'' کے ماننے کو ''ایمان'' اور ''ما انزل الی الرسول'' میں سے کسی ایک کے نہ ماننے کو

''کفر'' فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث شریفہ میں بھی یہ مضمون کثرت سے آیا ہے، مثلاً: صحیح مسلم (جلد:۱ ص:۳۷) کی حدیث میں ہے: ''اور وہ ایمان لائیں مجھ پر اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر۔'' اس سے مسلمان اور کافر کی تعریف معلوم ہوجاتی ہے۔ یعنی جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تمام قطعی ویقینی باتوں کو من وعن مانتا ہو وہ مسلمان ہے، اور جو شخص قطعیاتِ دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑتا ہو، وہ مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہے۔

مثال کے طور پر قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے، اور بہت سی احادیث شریفہ میں اس کی یہ تفسیر فرمائی گئی ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور ملتِ اسلامیہ کے تمام فرقے (اپنے اختلافات کے باوجود) یہی عقیدہ رکھتے آئے ہیں، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدے سے انکار کرکے نبوت کا دعویٰ کیا، اس وجہ سے قادیانی غیرمسلم اور کافر قرار پائے۔

اسی طرح قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے، مرزا قادیانی اور اس کے متبعین اس عقیدے سے منحرف ہیں، اور وہ مرزا کے ''عیسیٰ'' ہونے کے مدعی ہیں، اس وجہ سے بھی وہ مسلمان نہیں۔ اس طرح قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو قیامت تک مدارِ نجات ٹھہرایا گیا ہے، لیکن مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ''میری وحی نے شریعت کی تجدید کی ہے، اس لئے اب میری وحی اور میری تعلیم مدارِ نجات ہے۔'' (اربعین نمبر:۴ ص:۷، حاشیہ) غرض کہ مرزا قادیانی نے بے شمار قطعیاتِ اسلام کا انکار کیا ہے، اس لئے تمام اسلامی فرقے ان کے کفر پر متفق ہیں۔

## ابتدائی وحی کے تین سال بعد عمومی دعوت وتبلیغ کا حکم ہوا

س…… زمانۂ فترۃ وحی میں تبلیغ اسلام کی دعوت جاری رہی یا نہیں؟ جبکہ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ…… صاحب کی رائے میں پہلی وحی کے بعد تین سال تک آپؐ کو ٹریننگ دی جاتی رہی اور اس کے بعد تبلیغ کا حکم ہوا۔ امید ہے کہ آپ جواب سے نوازیں گے۔

ج……ابتدائی وحی کے نزول کے بعد تین سال تک وحی کا نزول بند رہا، یہ زمانہ ''فترۃ وحی'' کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس وقت تک دعوت و تبلیغ کا عمومی حکم نہیں ہوا تھا۔ ''زمانۂ فترت'' کے بعد سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت و انذار کا حکم دیا گیا، اس ''فترۃ وحی'' میں بہت سی حکمتیں تھیں۔ ………صاحب نے ''ٹریننگ'' کی جو بات کی، وہ ان کی اپنی فکری سطح کے مطابق ہے۔

## گونگے کا اظہارِ اسلام

س……ہمارے ہاں ایک گونگا ہے جس کے ماں باپ مرچکے ہیں اور وہ پیدائش سے اب تک ہندو رہا ہے، اور اب وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے، اس کی عمر ۲۸ سال ہے، جبکہ وہ ان پڑھ ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اس کو کلمہ کس طرح پڑھایا جائے جبکہ وہ سن بھی نہیں سکتا؟ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کلمہ طیبہ لکھ کر پانی میں گھول کر پلادیا جائے، مسلمان ہوجائے گا!

ج……کلمہ گھول کر پلانے سے تو مسلمان نہیں ہوگا، البتہ اگر وہ اشارے سے توحید و رسالت کا اقرار کرے تو مسلمان ہوجائے گا۔

## ہر مسلمان غیرمسلم کو مسلمان کرسکتا ہے

س……کیا کوئی عام مسلمان (جو روزے نماز کا پابند ہو) کسی غیرمسلم کو مسلمان بناسکتا ہے؟ اور اگر بناسکتا ہے تو اس کا طریقۂ کار کیا ہے؟

ج……غیرمسلم کو کلمہ شہادت پڑھادیجئے، اور جس کفر میں وہ گرفتار تھا اس سے توبہ کرادیجئے، بس مسلمان ہوجائے گا! اس کے بعد اسے اسلام کی ضروری باتوں کی تعلیم دیجئے۔

## دین اور مذہب میں کیا فرق ہے؟

س……مذہب اور دین میں کیا فرق ہے؟ نیز یہ کہ اسلام مذہب ہے یا دین؟

ج……دین اور مذہب کا ایک ہی مفہوم ہے، آج کل بعض لوگ یہ خیال پیش کر رہے ہیں کہ دین اور مذہب الگ الگ چیزیں ہیں، مگر ان کا خیال غلط ہے۔

## صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟

س……اکثر بزرگوں نے صراطِ مستقیم کو صرف مسجد تک محدود رکھا، نیک کام صرف روزہ، زکوٰۃ

اور نماز کو قرار دیا، جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کو کافر کہنا کیا درست ہے؟ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کافر قرار دینا کیا صحیح ہے؟ نماز فرض ہے، فرض کریں اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب رہا ہے اور چیخ چیخ کر بچاؤ بچاؤ پکار رہا ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو بچالیں اور ایک فرض نماز ہے اگر دو منٹ ہم نے صرف کردیئے تو قضا ہوجائے گی، کیا ہم ایسے میں مصلیٰ بچھا کر دریا کے کنارے نماز ادا کریں گے؟ یا اس ڈوبتے ہوئے انسان کی زندگی بچائیں گے؟

خداوند کریم نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ، ترجمہ...... دکھا ہم کو سیدھا راستہ، یہ سورۂ فاتحہ میں آیا ہے، جسے الحمد شریف کہا جاتا ہے، جو ہر ایک نماز میں پڑھی جاتی ہے، جس کے نہ پڑھنے سے نماز نامکمل ہوتی ہے جسے ہم ہر نماز میں پانچ وقت پڑھتے ہیں کہ دکھا ہم کو سیدھا راستہ، کیا ہم غلط راستے پر ہیں؟ اگر نہیں تو ہم کون سا صحیح راستہ مانگ رہے ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ صراطِ مستقیم کوئی اور ہے، سیدھی راہ کوئی اور ہے جو جنت کی طرف جاتی ہے؟ کیا ہم اس راہ پر چل رہے ہیں جو صرف مسجد تک جاتی ہے؟

براہ کرم آپ ہمیں وہ طور اور طریقے بتائیں جن پر عمل کرکے ہم سیدھے راستے یعنی صراطِ مستقیم پر چل سکتے ہیں۔

ج...... قرآن کریم نے جہاں ہمیں یہ دعا سکھائی ہے: ''دکھا ہمیں سیدھا راستہ''، وہیں اس سیدھی راہ کی یہ کہہ کر وضاحت بھی کردی ہے: ''راہ ان لوگوں کی کہ انعام فرمایا آپ نے ان پر، نہ ان پر غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ صراطِ مستقیم نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کے راستہ کا، اسی صراطِ مستقیم کا مختصر عنوان اسلام ہے اور قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات اسی کی تشریح کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے پاکر جتنے اعمال امت کو بتائے ہیں اور جس جس وقت کے لئے جو جو عمل بتایا، اپنے اپنے درجہ کے مطابق ان سب کا بجالانا ضروری ہے، اور ان میں سے کسی ایک کو بھی معمولی اور حقیر سمجھنا درست نہیں، اگر ایک ہی وقت میں کئی عمل جمع ہوجائیں تو ہمیں یہ اصول بھی بتادیا گیا ہے کہ کس کو مقدم کیا جائے گا اور کس کو مؤخر؟ مثلاً: آپ نے جو

مثال لکھی ہے ایک شخص ڈوب رہا ہے تو اس وقت اس کو بچانا پہلا فرض ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے کوئی نابینا آدمی کنویں یا کسی گڑھے میں گرنے لگے تو نماز کو توڑ کر اس کی جان بچانا فرض ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صراطِ مستقیم مسجد تک محدود نہیں اور وہ شخص احمق ہے جو اسلام کو مسجد تک محدود سمجھتا ہے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ مسجد والے اعمال ایک زائد اور فالتو چیز ہیں، بلاشبہ اسلام صرف نماز، روزے اور حج و زکوٰۃ کا نام نہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ چیزیں غیرضروری ہیں، نہیں! بلکہ یہ اسلام کے اعلیٰ ترین شعائر اور اس کی سب سے نمایاں علامتیں ہیں، جو شخص دعویٔ مسلمانی کے ساتھ نماز اور روزے کا بوجھ نہیں اٹھاتا اس کے قدم "صراطِ مستقیم" کی ابتدائی سیڑھیوں پر بھی نہیں، کجا کہ اسے صراطِ مستقیم پر قرار و ثبات نصیب ہوتا۔

رہی یہ بات کہ جب ہم صراطِ مستقیم پر قائم ہیں تو پھر اس کی دعا کیوں کی جاتی ہے کہ: "دکھا ہم کو سیدھی راہ"، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ ایک ہے صراطِ مستقیم پر قائم ہوجانا اور دوسری چیز ہے صراطِ مستقیم پر قائم رہنا۔ یہ دونوں باتیں بالکل جدا جدا ہیں، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص آج صراطِ مستقیم پر ہے لیکن خدانخواستہ کل اس کا قدم صراطِ مستقیم سے پھسل جاتا ہے اور وہ گمراہی کے گڑھے میں گرجاتا ہے۔ قرآن کریم کی تلقین کردہ دعا "**اھدنا الصراط المستقیم**" حال اور مستقبل دونوں کو جامع ہے اور مطلب یہ ہے کہ چونکہ آئندہ کا کوئی بھروسہ نہیں، اس لئے آئندہ کے لئے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی دعا کی جاتی ہے کہ: "اے اللہ! جس طرح آپ نے محض اپنے لطف و کرم سے ہمیں اپنے مقبول بندوں کے راستہ صراطِ مستقیم پر ڈال دیا ہے، آئندہ بھی ہمیں مرتے دم تک اسی پر قائم رکھئے۔"

آپ نے دریافت کیا ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کو کافر کہنا کیا درست ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا لیکن وہ نماز کی فرضیت کا قائل ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ میں اس اعلیٰ ترین فریضۂ خداوندی کو ترک کرکے بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہو رہا

ہوں اور میں قصور وار اور مجرم ہوں، ایسے شخص کو کافر نہیں کہا جائے گا اور نہ اسے کوئی کافر کہنے کی جرأت کرتا ہے۔

لیکن یہ شخص اگر نماز کو فرض ہی نہ سمجھتا ہو اور نہ نماز کے چھوڑنے کو وہ کوئی گناہ اور جرم سمجھتا ہو، تو آپ ہی فرمایئے کہ اس کو مسلمان کون کہے گا؟ کیونکہ اس کو مسلمان سمجھنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمانوں پر نماز فرض ہونا ذکر فرمایا ہے، وہ نعوذ باللہ! غلط ہے، کیا خدا اور رسولؐ کی بات کو غلط کہہ کر بھی کوئی شخص مسلمان رہ سکتا ہے...؟

آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کافر کہنا صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز صحیح نہیں، بلکہ گناہِ کبیرہ ہے، مگر یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمان کون ہوتا ہے؟

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے پاکر جو دین امت کو دیا ہے، اس پورے کے پورے دین کو اور اس کی ایک ایک بات کو ماننا اسلام ہے، اور ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں اور دینِ اسلام کی جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے کسی ایک بات کو نہ ماننا یا اس میں شک و تردد کا اظہار کرنا کفر کہلاتا ہے۔ پس جو شخص دینِ اسلام کی کسی قطعی اور یقینی بات کو جھٹلاتا ہے یا اس کا مذاق اڑاتا ہے وہ مسلمان نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو ماننے کا مختصر عنوان کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے۔ مسلمان یہ کلمہ پڑھ کر خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اقرار کرتا ہے، اور اس اقرار کے یہی معنی ہیں کہ وہ خدا کے ہر حکم کو مانے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو خدا کا فرمان سمجھے گا، اس کلمہ طیبہ کے پڑھ لینے کے باوجود جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو نعوذ باللہ! غلط کہتا ہے وہ اپنے اس اقرار میں قطعاً جھوٹا ہے، اس لئے ایسے شخص کو مسلمان کہنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کی اجازت ہے اور نہ کسی بے ایمان کافر کو مسلمان کہنے کی گنجائش ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ:...... "اے نبی! کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی

طرف سے آچکا، اب جس کا جی چاہے (اس حق کو مان کر) مؤمن بنے اور جس کا جی چاہے (اس کا انکار کردے) کافر بنے۔ (مگر یہ یاد رکھے کہ) بے شک ہم نے (ایسے) ظالموں کے لئے (جو حق کا انکار کرتے ہیں) آگ تیار کر رکھی ہے۔'' (الکہف:۲۹)

## کیا امتِ محمدیہ میں غیرمسلم بھی شامل ہیں؟

س...... کیا امتِ محمدیہ میں غیرمسلم بھی شامل ہیں؟ ایک صاحب نے بتایا کہ امتِ محمدیہؐ کی مغفرت کی دعا نہیں کرنی چاہئے، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ امتِ مسلمہ کی مغفرت کر، کیونکہ کافر بھی امتِ محمدیہ میں شامل ہیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس اعتبار سے تو کافر بھی ہیں کہ آپؐ کی دعوت اور آپؐ کا پیغام ان کے لئے بھی ہے، مگر جب ''امتِ محمدیہ'' کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہی لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہی، آپؐ کے پیغام کی تصدیق کی اور آپؐ پر ایمان لائے، اس لئے ''امتِ محمدیہ'' کے حق میں دعائے خیر کرنا بالکل درست ہے اور ان صاحب کی بات صحیح نہیں۔

## تحریف شدہ آسمانی کتب کے ماننے والے اہلِ کتاب کیوں؟

س...... خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ چاروں کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں بھی تبدیلی یا اس میں اپنی مرضی سے کچھ گھٹا یا بڑھا کر اگر اس کی پیروی کی جائے تو کیا اس صورت میں پیروی کرنے والے اہل کتاب کہے جائیں گے؟

ج...... قرآن کریم تو تحریفِ لفظی سے محفوظ ہے، اس لئے قرآن کریم کے بارے میں تو یہ سوال غیرمتعلق ہے، پہلی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے، مگر چونکہ وہ لوگ اصل کتاب کو ماننے کے مدعی ہیں اس لئے ان کو اہل کتاب تسلیم کیا گیا ہے۔

## مسلمانوں کو اہلِ کتاب کہنا کیسا ہے؟

س...... حالانکہ مسلمان کتاب سماوی کے حامل ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری

نبی مانتے ہیں، تو کیا اس وجہ سے ان کو اہلِ کتاب کہنا شرعاً یا لغتاً کسی بھی نوع سے درست ہے یا نہیں؟

ج...... ''اہل کتاب'' اصطلاحی لفظ ہے، جو قرآن کریم سے پہلے کی منسوخ شدہ کتابوں کے ماننے والوں پر بولا جاتا تھا، مسلمانوں پر نہیں۔

## حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے ایمان پر بحث کرنا جائز نہیں

س...... مولانا صاحب! ایک بہت اہم مسئلہ ہے جو تین چار روز سے مجھے بے حد پریشان کئے ہوئے ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے محلے میں ایک صاحبہ ہیں تین چار روز پہلے وہ ہمارے گھر بیٹھی فرما رہی تھیں کہ رسولِ خداؐ کی والدہ (نعوذ باللہ!) کافر تھیں، کیونکہ رسول اکرمؐ سے پہلے اسلام نہیں تھا۔

ج...... یہ مسئلہ بہت نازک اور حساس ہے۔ محققین نے اس میں گفتگو کرنے سے منع کیا ہے۔ امام سیوطیؒ نے تین رسائل اس مسئلہ پر لکھے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کا ایمان ثابت کیا ہے، اگر کسی کو ان کی تحقیق پر اطمینان نہ ہو تب بھی خاموشی بہتر ہے۔ ان محترمہ سے کہئے کہ ان سے قبر میں اور حشر میں یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے بارے میں ان کا عقیدہ کیا تھا؟ اس لئے وہ اس غلط بحث میں پڑ کر اپنا ایمان خراب نہ کریں اور نہ اہل ایمان کے جذبات کو بے ضرورت مجروح کریں۔

## انگریز امریکن وغیرہ کفار رحمتوں کے زیادہ حقدار یا مسلمان؟

س...... کیا یورپ ایشیا اور امریکن اقوام پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتیں کہ وہاں کا عام آدمی خوشحال ہے۔ نیک، ایماندار اور انسان نظر آتا ہے، ہم مسلمانوں کی نسبت خدائی احکامات (حقوق العباد) کا زیادہ احترام کرتا ہے۔ کیا وہ اللہ (جو رحمت للعالمین ہے) کی رحمتوں سے ہماری نسبت زیادہ مستفید نہیں ہو رہا ہے؟ حالانکہ ان کے ہاں کتے، تصاویر، دونوں کی بہتات ہے۔ کیا ہم صرف اس وجہ سے رحمت کے حق دار ہیں کہ ہم مسلمان ہیں؟ چاہے ہمارے کرتوت دین اور اسلام کے نام پر بدنما دھبّہ ہی کیوں نہ ہوں؟ رحمت کا حق دار کون ہے؟ پاکستانی؟ جو

حقوق العباد کے قاتل اور چینی انگریز کے پیروکار ہیں! جواب سے آگاہ فرماویں۔

ج……حق تعالیٰ شانہ کی رحمت دو قسم کی ہے: ایک عام رحمت، دوسری خاص رحمت۔ عام رحمت تو ہر عام و خاص اور مؤمن و کافر پر ہے، اور خاص رحمت صرف اہل ایمان پر ہے۔ اول کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسری کا تعلق آخرت سے۔ کفار جو دنیا میں خوشحال نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ساری اچھائیوں کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے اور ان کے کفر اور بدیوں کا وبال آخرت کے لئے محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو ان کی برائیوں کی سزا دنیا میں ہی دی جاتی ہے۔ بہرحال کافروں اور بدکاروں کا دنیا میں خوشحال ہونا ان کے مقبول ہونے کی علامت نہیں۔ دوسرا کافروں کو دنیا میں خوش رکھنا ایسا ہے جس طرح سزائے موت کے قیدی کو جیل میں اچھی طرح رکھا جاتا ہے۔

## نسخ قرآن کے بارہ میں جمہور اہلِ سنت کا مسلک

س……مسئلہ یہ ہے کہ مولانا محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہ ''علوم القرآن'' ص:۱۶۴ پر رقم طراز ہیں کہ: ''جمہور اہلِ سنت کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایسی آیات موجود ہیں جن کا حکم منسوخ ہوچکا ہے۔ لیکن معتزلہ میں سے ابومسلم اصفہانی کا کہنا یہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی بلکہ تمام آیات اب بھی واجب العمل ہیں۔ ابومسلم کی اتباع میں بعض دوسرے حضرات نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اور ہمارے زمانے کے اکثر تجدد پسند حضرات اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ جن آیتوں میں نسخ معلوم ہوتا ہے یہ حضرات ان کی ایسی تشریح کرتے ہیں جن سے نسخ تسلیم نہ کرنا پڑے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ موقف دلائل کے لحاظ سے کمزور ہے اور اسے اختیار کرنے کے بعد بعض قرآنی آیات کی تفسیر میں ایسی کھینچ تان کرنی پڑتی ہے جو اصولِ تفسیر کے بالکل خلاف ہے۔'' یہ تو تھا تقی صاحب کا بیان۔ ادھر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ ''فیض الباری'' ج:۳ ص:۱۴۷ پر فرماتے ہیں:

''انکرت النسخ راساً وادعیت ان النسخ لم یرد فی القراٰن راساً.''

آگے اس کی تشریح فرماتے ہیں:

"اعنی بالنسخ کون الاٰیة منسوخة فی جمیع ماحوته بحیث لا تبقی معمولة فی جزئیّ من جزئیاتها فذالک عندی غیر واقع وما من اٰیة منسوخة الا وهی معمولة بوجه من الوجوہ وجهة من الجهات."

(فیض الباری ج:۳ ص:۱۴۷)

برائے کرم یہ بتائیں کہ مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کے بارے میں کیا تاویل کریں گے؟ کیا یہ صریح نسخ کا انکار نہیں ہے؟ واللہ! میرا ان کے بارے میں حسنِ ظن ہی ہے، صرف اپنے ناقص ذہن کی تشفی چاہتی ہوں۔ نیز ناچیز لڑکیوں کو پڑھاتی ہے تو اس قسم کے مسائل میں توجیہ بہت مشکل ہوتی ہے۔ برائے کرم یہ بتائیں کہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک مندرجہ ذیل آیت کی کون سی جزئی پر عمل باقی ہے:

"یٰـاَیها الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة، ذالک خیر لکم واطهر، فان لم تجدوا فان الله غفور رحیم." (المجادلة:۱۲)

میرے کہنے کا مقصود یہ ہے کہ اِدھر مولانا محمد تقی صاحب کا فرمان ہے کہ بجز معتزلہ یا ان کے ہم مشرب کے کسی نے نسخ کا انکار نہیں کیا، اور اُدھر دیوبند کے جلیل القدر اور چوٹی کے بزرگ یہ فرمائیں:

"ان النسخ لم یرد فی القراٰن راساً."

تو توجیہ مجھ جیسی ناقص العقل والدّین کے لئے بہت مشکل ہے، اس الجھن کو حل فرماکر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ج...... معتزلہ کے مذہب اور حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے مسلک کے درمیان فرق یہ ہے کہ معتزلہ تو نسخ فی القرآن کے سرے سے منکر ہیں۔ جیسا کہ آج کل قادیانی اور نیچری بھی یہی رائے رکھتے ہیں، ان کے نزدیک قرآن کریم میں جو حکم ایک بار نازل کردیا گیا اس کی جگہ پھر کبھی دوسرا حکم نازل نہیں ہوا، حضرت شاہ صاحبؒ دیگر اہلِ حق کی طرح نسخ فی

القرآن کے قائل ہیں، مگر وہ یہ فرماتے ہیں کہ آیاتِ منسوخہ کو جو قرآن کریم میں باقی رکھا گیا اس میں حکمت یہ ہے کہ ان آیات کے مشمولات میں کسی نہ کسی وقت کوئی نہ کوئی جزئی معمول بہٖ ہوتی ہے، یہ نہیں ہوا کہ کسی آیت کو اس طرح منسوخ کردیا جائے کہ اس کے مشمولات و جزئیات میں سے کوئی فرد کسی حال میں بھی معمول بہٖ نہ رہے، مثلاً: آیتِ فدیہ صوم کا حکم ان لوگوں کے حق میں منسوخ ہے جو روزے کی طاقت رکھتے ہوں، خواہ ان کو روزے میں تکلیف و مشقت برداشت کرنا پڑتی ہو۔ مگر شیخ فانی وغیرہ کے حق میں روزے کا فدیہ اب بھی جائز ہے اور وہ اسی آیت کے تحت مندرج ہے۔ اس لئے یہ آیت اپنے بعض مشمولات کے اعتبار سے تو منسوخ ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح موجود ہے، لیکن اس کے بعض جزئیات اب بھی زیرِ عمل ہیں۔ اس لئے یہ بالکلیہ منسوخ نہیں، بلکہ بعض اعتبارات و جزئیات کے اعتبار سے منسوخ ہے۔ اس کی دوسری مثال آیاتِ مناجات ہے:

”یٰٓاَیھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول... الخ۔“

جو آپ نے نقل کی ہے، آیت میں جو حکم دیا گیا ہے وہ پہلے واجب تھا، جسے منسوخ کردیا گیا اور اس کے نسخ کی تصریح اس کے مابعد کی آیت میں موجود ہے۔ مگر اس کا استحباب بعد میں بھی باقی رہا، اس لئے اس آیت میں بھی ”نسخ بالکلیہ“ نہیں ہوا، بلکہ اپنے بعض مشمولات و جزئیات کے اعتبار سے یہ آیت بعد میں بھی معمول بہا رہی۔

الغرض حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے ارشاد: ”ان النسخ لم یرد فی القرآن راساً“ کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کریم میں نازل ہونے کے بعد کبھی کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا، جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی جو آیات منسوخ ہوئیں ان میں ”نسخ من کل الوجوہ“ یا ”نسخ بالکلیہ“ نہیں ہوا کہ ان آیات کے مشمولات و جزئیات میں سے کوئی جزئیہ کسی حال اور کسی صورت میں بھی معمول بہا نہ رہے، بلکہ ایسی آیات میں ”نسخ فی الجملہ“ ہوا ہے، یعنی یہ آیات اپنے بعض محتویات و مشمولات کے اعتبار سے اگرچہ منسوخ ہیں، مگر ان کے بعض جزئیات و مشمولات بدستور معمول بہا ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشاد کی یہ تشریح خود ان کی اس عبارت سے واضح ہے جو آپ نے نقل کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:


فہرست

”ان النسخ لم يرد فی القراٰن راساً، اعنی بالنسخ کون الاٰية منسوخة فی جميع ماحوته بحيث لا تبقیٰ معمولة فی جزئی من جزئياتها. فذالک عندی غير واقع وما من اٰية منسوخة الا وهی معمولة بوجه من الوجوه من الجهات.“

ترجمہ:......”بے شک قرآن کریم میں نسخ بالکلیہ واقع نہیں ہوا اور اس نسخ بالکلیہ سے میری مراد یہ ہے کہ کوئی آیت اپنے تمام مشمولات کے اعتبار سے منسوخ ہوجائے کہ اس کی جزئیات میں سے کوئی جزئی بھی معمول بہ نہ رہے، ایسا نسخ میرے نزدیک واقع نہیں، بلکہ جو آیت بھی منسوخ ہے وہ کسی نہ کسی وجہ اور کسی نہ کسی جہت سے معمول بہا ہے۔

اس ضمن میں آیتِ فدیہ کی مثال دینے کے بعد فرماتے ہیں:

”وبالجملة جنس الفدية لم ينسخ بالكلية فهی باقية الی الاٰن فی عدة مسائل وليس لها ماخذ عندی غير تلک الاٰية فدل علیٰ انها لم تنسخ بمعنی عدم بقاء حكمها فی محل ونحوه.“

ترجمہ:......”خلاصہ یہ ہے کہ جنس فدیہ بالکلیہ منسوخ نہیں ہوا بلکہ فدیہ متعدد مسائل میں اب تک باقی ہے اور ان مسائل میں فدیہ کا مأخذ میرے نزدیک اس آیت کے سوا نہیں، پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت بایں معنی منسوخ نہیں ہوئی کہ اس کا حکم کسی محل میں بھی باقی نہ رہا ہو۔“

## متعدی امراض اور اسلام

س...... کیا جذام والے سے اسلام نے رشتہ ختم کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو اس کے مریض سے

جینے کا حق کیوں چھینا جاتا ہے؟ اور یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ: ”اس سے شیر کی طرح بھاگو اور اس کو لمبے بانس سے کھانا دو“؟

ج...... جو شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے لوگوں کو اذیت ہوتی ہو، اگر لوگوں کو اس سے الگ رہنے کا مشورہ دیا جائے تو یہ تقاضائے عقل ہے، باقی بیماری کی وجہ سے اس کا رشتہ اسلام سے ختم نہیں ہوگا، اس بیماری پر اس کو اجر ملے گا۔ اسلام تو مرض کے متعدی ہونے کا قائل نہیں، لیکن اگر جذامی سے اختلاط کے بعد خدانخواستہ کسی کو یہ مرض لاحق ہوگیا تو ضعیف الاعتقاد لوگوں کا عقیدہ بگڑے گا اور وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ مرض اس کو جذامی سے لگا ہے، اس فسادِ عقیدہ سے بچانے کے لئے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ: اس سے شیر کی طرح بھاگو (لمبے بانس سے کھانا دینے کا مسئلہ مجھے معلوم نہیں، نہ کہیں یہ پڑھا ہے)۔ الغرض جذام والے کی تحقیر مقصود نہیں بلکہ لوگوں کو ایذائے جسمانی اور خرابیٔ عقیدہ سے بچانا مقصود ہے۔ اگر کوئی شخص قوی الایمان اور قوی المزاج ہو وہ اگر جذامی کے ساتھ کھاپی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھایا ہے۔

## اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انبیاء علیہم السلام کی معیت نصیب ہوگی، ان کا درجہ نہیں!

س...... کیا آپ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ کی پوری تشریح بیان فرمائیں گے؟:

”ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیّن والصدیقین والشھداء والصّٰلحین وحسن اولٰئک رفیقًا۔“ (النساء:۶۹)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ”جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء (علیہم السلام) اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں، اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔“ اور اس کی تشریح یہ بتلاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبی، صدیق، شہید اور صالح کا درجہ مل سکتا ہے۔

ج…… یہ تشریح دو وجہ سے غلط ہے، ایک تو یہ کہ نبوت ایسی چیز نہیں جو انسان کو کسب و محنت اور اطاعت و عبادت سے مل جائے، دوسرے اس لئے کہ اس سے لازم آئے گا کہ اسلام کی چودہ صدیوں میں کسی کو بھی اطاعتِ کاملہ کی توفیق نہ ہوئی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کوشاں رہیں گے، گو ان کے اعمال کم درجے کے ہوں، ان کو قیامت کے دن انبیاء کرامؑ، صدیقین، شہداء اور مقبولانِ الٰہی کی معیت نصیب ہوگی۔

## ولی اور نبی میں کیا فرق ہے؟

س…… اولیاء اور انبیاء میں فرق کس طرح واضح کیا جائے؟

ج…… نبی براہ راست خدا تعالیٰ سے احکام لیتا ہے، اور "ولی" اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع ہوتا ہے۔

## کوئی ولی، غوث، قطب، مجدد، کسی نبیؑ یا صحابیؓ کے برابر نہیں

س…… حضرت، ولی، قطب، غوث، کوئی بڑا صاحبِ تقویٰ، عالم دین، امام وغیرہ ان سب میں سے کس کے درجہ کو پیغمبروں کے درجہ کے برابر کہا جاسکتا ہے؟

ج…… کوئی ولی، غوث، قطب، امام، مجدد، کسی ادنیٰ صحابیؓ کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، نبیوں کی تو بڑی شان ہے، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

## کیا گوتم بدھ کو پیغمبروں میں شمار کرسکتے ہیں؟

س…… تعلیم یافتہ جدید ذہن کے لوگ گوتم بدھ کو بھی پیغمبروں میں شمار کرتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

ج…… قرآن و حدیث میں کہیں اس کا ذکر نہیں آیا، اس لئے ہم قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ شرعی حکم یہ ہے کہ جن انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں ان پر تو تفصیلاً قطعی ایمان رکھنا ضروری ہے، اور باقی حضرات پر اجمالاً ایمان رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے بندوں کی ہدایت کے لئے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، خواہ ان کا تعلق کسی خطہ ارضی سے ہو، اور خواہ وہ کسی زمانے میں ہوئے

ہوں، ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

## کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا کیسا ہے؟

س..... قرآن شریف میں صاف صاف آیا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو، لیکن پھر بھی یہ وسیلہ بنانا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ج...... وسیلہ کی پوری تفصیل اور اس کی صورتیں میری کتاب ''اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم'' حصہ اول میں ملاحظہ فرمالیں۔ بزرگوں کو مخاطب کرکے ان سے مانگنا تو شرک ہے، مگر خدا سے مانگنا اور یہ کہنا کہ: ''یا اللہ! بطفیل اپنے نیک اور مقبول بندوں کے میری فلاں مراد پوری کردیجئے''، یہ شرک نہیں۔

صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۳۷ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا منقول ہے:

**''اللّٰھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا.''**

ترجمہ:...... ''اے اللہ! ہم آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ توسل کیا کرتے تھے، پس آپ ہمیں بارانِ رحمت عطا فرماتے تھے۔ اور (اب) ہم اپنے نبی کے چچا (عباس) کے ذریعہ توسل کرتے ہیں تو ہمیں بارانِ رحمت عطا فرما۔''

اس حدیث سے توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور توسل باولیاء اللہ دونوں ثابت ہوئے، جس شخصیت سے توسل کیا جائے اسے بطور شفیع پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

## بحق فلاں دُعا کرنے کا شرعی حکم

س...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں دعا کرنا کیسا ہے؟ کیا قرآن وسنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟

ج...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں کے ساتھ دعا کرنا بھی توسل ہی کی ایک صورت ہے، اس لئے ان الفاظ سے دعا کرنا جائز اور حضرات مشائخ کا معمول ہے۔ ''حصن حصین'' اور ''الحزب الاعظم'' ماثورہ دعاؤں کے مجموعے ہیں، ان میں بعض روایات میں ''**بحق السائلین علیک، فان للسائل علیک حقا**'' وغیرہ الفاظ منقول ہیں، جن سے اس

کے جواز و استحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے، ہماری فقہی کتابوں میں اس کو مکروہ لکھا ہے، اس کی توجیہ بھی میں ''اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم'' میں کرچکا ہوں۔

## توفیق کی دُعا مانگنے کی حقیقت

س……توفیق کی تشریح فرمادیجئے! دعاؤں میں اکثر خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ اللہ فلاں کام کرنے کی توفیق دے۔ مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے، مگر وہ صرف دعا ہی پر اکتفا کرتا ہے اور دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ: ''جب سے توفیق ہوگی تب میں نماز شروع کروں گا۔'' اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے تاکہ ہمارے بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا توفیق کا پردہ اتر جائے۔

ج……توفیق کے معنی ہیں کسی کارِ خیر کے اسباب من جانب اللہ مہیا ہوجانا، جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرستی عطا فرما رکھی ہے اور نماز پڑھنے سے کوئی مانع اس کے لئے موجود نہیں، اس کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا بلکہ صرف توفیق کی دعا کرتا ہے، وہ درحقیقت سچے دل سے دعا نہیں کرتا بلکہ نعوذ باللہ! دعا کا مذاق اڑاتا ہے، ورنہ اگر وہ واقعی اخلاص سے دعا کرتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ نماز سے محروم رہتا۔

## کسبِ معاش کے آداب

س……قرآن وسنت کی رُو سے مستقبل کی منصوبہ بندی (اپنی ذات کے لئے) کیسی ہے؟ یعنی جائز ذرائع سے مستقبل کے لئے دولت کا جمع کرنا، اپنی آئندہ نسلوں کے لئے سہولیات اور آسانیاں بہم پہنچانا، فراوانیٔ رزق کے لئے کوششیں کرنا، جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رازق اور خالق ہے۔ میری مراد یہ نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے، بلکہ بہتر مستقبل کی منصوبہ بندی اور اس کے لئے کوششیں کرنا ہے۔ مولانا صاحب اس سے ہمارے معاشرے میں کافی برائیاں پیدا ہورہی ہیں۔

ج…… جو شخص حلال ذریعہ سے مال کمائے اور شریعت نے مال کے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں، وہ بھی ٹھیک طور پر ادا کرتا رہے، اسی کے ساتھ یہ کہ مال کمانے میں ایسا منہمک نہ ہو کہ آخرت کی تیاری سے غفلت اور فرائضِ شرعیہ کی بجاآوری میں سستی واقع ہوجائے۔ ان تین

شرائط کے ساتھ اگر مال کما کر اولاد کے لئے چھوڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں، لیکن اگر ان تین میں سے کسی ایک شرط میں کوتاہی کی تو یہ کمایا ہوا مال اس شخص کے لئے قبر میں بھی اور حشر میں بھی وبال بن جائے گا۔ مال کے بارے میں کتاب وسنت کی تعلیمات کا خلاصہ میں نے ذکر کردیا، اس کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہئے۔

## اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں

س...... کسی نفع ونقصان کو پیشِ نظر رکھ کر کوئی آدمی کوئی قدم اُٹھائے اور بیماری کے حملہ آور ہونے سے پہلے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا کیا توکل کے خلاف تو نہیں؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا صحیح مفہوم سمجھا دیجئے۔

ج...... توکل کے معنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے ہیں، اور بھروسہ کا مطلب یہ ہے کہ کام اسباب سے بنتا ہوا نہ دیکھے بلکہ یوں سمجھے کہ اسباب کے اندر مشیتِ الٰہی کی روح کارفرما ہے، اس کے بغیر تمام اسباب بیکار ہیں:

عقل در اسباب می دارد نظر
عشق می گوید مسبّب رانگر

مطلقاً ترکِ اسباب کا نام توکل نہیں، بلکہ اس بارے میں تفصیل ہے کہ جو اسباب ناجائز اور غیرمشروع ہوں ان کو توکل برخدا بالکل ترک کردے، خواہ فوراً یا تدریجاً، اور جو اسباب مشروع اور جائز ہیں ان کی تین قسمیں ہیں اور ہر ایک کا حکم الگ ہے:

۱:...... وہ اسباب جن پر مسبّب کا مرتب ہونا قطعی ویقینی ہے، جیسے کھانا کھانا، ان اسباب کا اختیار کرنا فرض ہے اور ان کا ترک کرنا حرام ہے۔

۲:...... ظنی اسباب: جیسے بیماریوں کی دوا دارو، اس کا حکم یہ ہے کہ ہم ایسے کمزوروں کو ان اسباب کا ترک کرنا بھی جائز نہیں، البتہ جو حضرات قوتِ ایمانی اور قوتِ توکل میں مضبوط ہوں ان کے لئے اسبابِ ظنّیہ کا ترک جائز ہے۔

۳:...... تیسرے وہمی اور مشکوک اسباب: (یعنی جن کے اختیار کرنے میں شک ہو کہ مفید ہوں گے یا نہیں) ان کا اختیار کرنا سب کے لئے خلافِ توکل ہے، گو بعض

صورتوں میں جائز ہے، جیسے جھاڑ پھونک وغیرہ۔

## اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کا شرعی حکم

س...... رزق کے بارے میں یہاں تک حکم ہے کہ جب تک یہ بندے کو مل نہیں جاتا وہ مر نہیں سکتا، کیونکہ خدا نے اس کا مقدر کر دیا ہے۔ خدا کی اتنی مہربانیوں کے باوجود جو لوگ انسانوں کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں، ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ملازمت سے نہ نکال دیئے جائیں، تو اس وقت ڈر، خوف وغیرہ رکھنے والے کیا مسلمان ہیں؟ جن کا ایمان خدا پر کم اور انسانوں پر زیادہ کہ یہ خوش ہیں تو سب ٹھیک ورنہ زندگی اجیرن ہے۔

ج...... ایسے لوگوں کی اسباب پر نظر ہوتی ہے، اور اسباب کا اختیار کرنا ایمان کے منافی نہیں، بشرطیکہ اسباب کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے، ناجائز اسباب کا اختیار کرنا البتہ کمالِ ایمان کے منافی ہے۔

## کیا عالمِ ارواح کے وعدہ کی طرح آخرت میں دُنیا کی باتیں بھی بھول جائیں گی؟

س...... ہمارے امام صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی چار دفعہ حالت بدلے گی۔ (۱) دنیا میں آنے سے پہلے عالمِ ارواح میں اللہ سے وعدہ۔ (۲) عالمِ دنیا میں قیام۔ (۳) عالمِ قبر۔ (۴) عالمِ آخرت جنت یا دوزخ۔ مولوی صاحب ہم کو عالمِ ارواح میں اپنی روح کی موجودگی کا علم اب ہوا ہے، اور جو روحوں نے اللہ سے بندگی کا وعدہ کیا اس میں ہماری روح بھی شامل تھی، لیکن ہم کو تو پتہ نہ چلا، ہمیں تو اس دنیا میں بتایا گیا کہ تم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا تو جس طرح عالمِ ارواح کا ہمیں احساس نہیں ہوا تو کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جزا و سزا، قبر و آخرت کا ہمیں اس طرح پتہ نہ چلے جس طرح عالمِ ارواح میں ہمیں کچھ پتہ نہ چلا؟

ج...... عالمِ ارواح کی بات تو آپ کو بھول گئی، لیکن دنیا کی زندگی میں جو کچھ کیا وہ نہیں بھولے گا۔

## کشف والہام اور بشارت کیا ہے؟

س......کشف، الہام اور بشارت میں کیا فرق ہے؟ حضرت محمدؐ کے بعد کسی کو کشف، الہام یا بشارت ہونا ممکن ہے؟ قرآن وحدیث کے حوالے سے واضح کیجئے گا۔

ج......کشف کے معنی ہیں کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا۔ الہام کے معنی ہیں دل میں کسی بات کا القا ہو جانا۔ اور بشارت کے معنی خوشخبری کے ہیں، جیسے کوئی اچھا خواب دیکھنا۔

۲:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کشف والہام اور بشارت ممکن ہے، مگر وہ شرعاً حجت نہیں، اور اس کے قطعی ویقینی ہونے کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے نہ کسی کو اس کے ماننے کی دعوت دی جاسکتی ہے۔

## کشف یا الہام ہوسکتا ہے، لیکن وہ حجت نہیں

س......اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھے کشف کے ذریعہ خدا نے حکم دیا ہے کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اور فلاں بات کہو، ایسے شخص کے بارہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج......غیر نبی کو کشف یا الہام ہوسکتا ہے، مگر وہ حجت نہیں، نہ اس کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہوسکتا ہے، بلکہ اس کو شریعت کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھا جائے گا، اگر صحیح ہو تو قبول کیا جائے گا ورنہ ردّ کردیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ سنتِ نبویؐ کا متبع اور شریعت کا پابند ہو، اگر کوئی شخص سنتِ نبویؐ کے خلاف چلتا ہو تو اس کا کشف والہام کا دعویٰ شیطانی مکر ہے۔

# اجتہاد وتقلید

## کیا ائمہ اربعہ، پیغمبروں کے درجہ کے برابر ہیں؟

س......کیا پیغمبروں کے درجے کے برابر ہونے کے لئے کم سے کم امام (امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ وغیرہ) کے برابر ہونا ضروری ہے؟

ج......امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ تو امتی ہیں، اور کوئی امتی کسی نبی کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

## کیا کسی ایک فقہ کو ماننا ضروری ہے؟

س...... کیا اسلام میں کسی ایک فقہ کو ماننا اور اس پر عمل کرنا لازمی ہے؟ یا اپنی عقل سے سوچ کر جس امام کی جو بات زیادہ مناسب لگے اس پر عمل کرنا جائز ہے؟

ج...... ایک فقہ کی پابندی واجب ہے، ورنہ آدمی خودرائی و خودغرضی کا شکار ہوسکتا ہے۔

## کسی ایک امام کی تقلید کیوں؟

س...... جب چاروں امام، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ برحق ہیں تو پھر ہمیں کسی ایک کی تقلید کرنا کیوں ضروری ہے؟ ان چاروں سے پہلے لوگ کن کی تقلید کرتے تھے؟

ج...... جب چاروں امام برحق ہیں تو کسی ایک کی تقلید حق ہی کی تقلید ہوگی، چونکہ بیک وقت سب کی تقلید ممکن نہیں لامحالہ ایک کی لازمی ہوگی۔

دوم:...... تقلید کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ گمراہ ہوکر اتباعِ ہویٰ کا شکار نہ ہوجائے جبکہ ائمہ عظام سے پہلے کا دور خیرالقرون کا دور تھا، وہاں لوگ اپنی مرضی چلانے کے بجائے صحابہ کرامؓ سے پوچھ لیتے تھے۔

## شرعاً جائز یا ناجائز کام میں ائمہ کا اختلاف کیوں؟

س...... اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں کام فلاں امام کے نزدیک جائز ہے، لیکن فلاں کے نزدیک جائز نہیں۔ دینی اعتبار سے کوئی بھی کام ہو دو باتیں ہی ممکن ہیں جائز یا ناجائز، لیکن یہاں بات مہمل سی ہے، اصل بات بتائیں، میں نے پہلے بھی کئی ایک سے پوچھا مگر کسی نے مجھے مطمئن نہیں کیا۔

ج...... بعض امور کے بارے میں تو قرآن کریم اور حدیث نبوی (صلی اللہ علیٰ صاحبہ وسلم) میں صاف صاف فیصلہ کردیا گیا ہے (اور یہ ہماری شریعت کا بیشتر حصہ ہے) ان امور کے جائز و ناجائز ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں، اور بعض امور میں قرآن و سنت کی صراحت نہیں ہوتی، وہاں مجتہدین کو اجتہاد سے کام لے کر اس کے جواز یا عدمِ جواز کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ علم و فہم اور قوتِ اجتہاد میں فرق ایک طبعی اور فطری چیز ہے، اس لئے ان کے

اجتہادی فیصلوں میں اختلاف بھی ہے، اور یہ ایک فطری چیز ہے، اس کو چھوٹی سی دو مثالوں سے آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

۱:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ایک مہم پر روانہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ عصر کی نماز فلاں جگہ جاکر پڑھنا۔ نماز عصر کا وقت وہاں پہنچنے سے پہلے ختم ہونے لگا تو صحابہؓ کی دو جماعتیں ہوگئیں، ایک نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر نمازِ عصر پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اس لئے خواہ نماز قضا ہوجائے مگر وہاں پہنچ کر ہی پڑھیں گے، دوسرے فریق نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشائے مبارک تو یہ تھا کہ ہم غروب سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں، جب نہیں پہنچ سکے تو نماز قضا کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

بعد میں یہ قصہ بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا تو آپؐ نے دونوں کی تصویب فرمائی اور کسی پر ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔ دونوں نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق منشائے نبویؐ کی تعمیل کی (صلی اللہ علیہ وسلم)، اگرچہ ان کے درمیان جواز و عدمِ جواز کا اختلاف بھی ہوا۔ اسی طرح تمام مجتہدین اپنی اجتہادی صلاحیتوں کے مطابق منشائے شریعت ہی کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں، مگر ان کے درمیان اختلاف بھی رونما ہوجاتا ہے، اور اس اختلاف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ برداشت فرمایا، بلکہ اس کو رحمت فرمایا، اور اس ناکارہ کو اس اختلاف کا رحمت ہونا اس طرح کھلی آنکھوں نظر آتا ہے جیسے آفتاب۔

دوسری مثال:......ہمیں روزمرہ پیش آتی ہے کہ ایک ملزم کی گرفتاری کو ایک عدالت جائز قرار دیتی ہے اور دوسری ناجائز، قانون کی کتاب دونوں کے سامنے ایک ہی ہے، مگر اس خاص واقعہ پر قانون کے انطباق میں اختلاف ہوتا ہے، اور آج تک کسی نے اس اختلاف کو ''مہمل بات'' قرار نہیں دیا۔ چاروں ائمہ اجتہاد ہمارے دین کے ہائی کورٹ ہیں، جب کوئی متنازعہ فیہ مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوتا ہے تو کتاب و سنت کے دلائل پر غور کرنے کے بعد وہ اس کے بارے میں فیصلہ فرماتے ہیں۔ ایک کی رائے یہ ہوتی ہے کہ یہ جائز ہے، دوسرے کی رائے یہ ہوتی ہے کہ یہ ناجائز ہے، اور تیسرے کی رائے یہ ہوتی ہے کہ یہ مکروہ ہے، اور چونکہ سب کا فیصلہ اس امر کے قانونی نظائر اور کتاب و سنت کے دلائل پر مبنی

ہوتا ہے، اس لئے سب کا فیصلہ لائق احترام ہے، گو عمل کے لئے ایک ہی جانب کو اختیار کرنا پڑے گا۔ یہ چند حروف قلم روک کر لکھے ہیں، زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں، ورنہ یہ مستقل مقالے کا موضوع ہے۔

## کسی ایک فقہ کی پابندی عام آدمی کے لئے ضروری ہے مجتہد کے لئے نہیں

س...... کیا ہم پر ایک فقہ کی پابندی واجب ہے؟ کیا فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی یہ سب اسلام ہیں؟ حق تو صرف ایک ہوتا ہے؟

کیا آپ کے ائمہ نے فقہ کو واجب قرار دیا ہے؟ امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے فقہ کی پابندی کیوں نہیں کی؟ ایک واجب چھوڑ کر گناہ گار ہوئے اور یہی نہیں بلکہ ایک نئی فقہ پیش کردی (نعوذ باللہ)۔

ج...... ایک مسلمان کے لئے خدا و رسولؐ کے احکام کی پابندی لازم ہے۔ جو قرآن کریم اور حدیثِ نبویؐ سے معلوم ہوں گے، اور علم احکام کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہوگی، اور صلاحیتِ اجتہاد کے لحاظ سے اہل علم کی دو قسمیں ہیں: مجتہد اور غیر مجتہد۔ مجتہد کو اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرنا لازم ہے اور غیر مجتہد کے لئے کسی مجتہد کی طرف رجوع کرنا ہے۔

لقوله تعالیٰ: "فَاسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ." (النحل:۴۳)

ولقوله عليه السلام: "الا سألوا اذ لم يعلموا فانما شفاء العي السؤال." (ابوداؤد ج:۱ ص:۴۹)

ائمہ اربعہ مجتہد تھے، عوام الناس قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے لئے ان مجتہدین سے رجوع کرتے ہیں، اور جو حضرات خود مجتہد ہوں ان کو کسی مجتہد سے رجوع کرنا نہ صرف غیر ضروری بلکہ جائز بھی نہیں۔ اور کسی معین مجتہد سے رجوع اس لئے لازم ہے تاکہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے بجائے خواہش نفس کی پیروی نہ شروع ہوجائے کہ جو مسئلہ اپنی خواہش کے مطابق دیکھا وہ لے لیا۔ آنجناب اگر خود اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہوں تو اپنے اجتہاد پر عمل فرمائیں، میں نے جو لکھا وہ غیر مجتہد لوگوں کے بارے میں لکھا ہے۔

## کیا اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے؟

س......علماء کرام سے سنتے آئے ہیں کہ تیسری صدی کے بعد سے اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور اس کے بعد پیش آنے والے مسائل کے حل کی کیا صورت ہے؟

ج...... چوتھی صدی کے بعد اجتہادِ مطلق کا دروازہ بند ہوا ہے، یعنی اس کے بعد کوئی مجتہدِ مطلق پیدا نہیں ہوا، جہاں تک نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کا تعلق ہے ان پر ائمہ مجتہدین کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں غور کیا جائے گا اور اس کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔

اجتہاد کا دروازہ بند ہو جانے کا یہ مطلب نہیں کہ چوتھی صدی کے بعد اجتہاد ممنوع قرار دے دیا گیا، بلکہ یہ مطلب ہے کہ اجتہادِ مطلق کے لئے جس علم و فہم، جس بصیرت و ادراک اور جس ورع و تقویٰ کی ضرورت ہے وہ معیار ختم ہو گیا اب اس درجہ کا کوئی آدمی نہیں ہوا جو اجتہادِ مطلق کی مسند پر قدم رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، شاید اس کی حکمت یہ تھی کہ اجتہاد سے جو کچھ مقصود تھا، یعنی قرآن و سنت سے شرعی مسائل کا استنباط وہ اصولاً و فروعاً مکمل ہو چکا تھا، اس لئے اب اس کی ضرورت باقی نہ تھی، ادھر اگر یہ دروازہ ہمیشہ کو کھلا رہتا تو امت کی اجتماعیت کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، واللہ اعلم!

## چاروں اماموں کی بیک وقت تقلید

س......عصرِ حاضر کے ایک مشہور واعظ ............ فرماتے ہیں کہ وہ کسی ایک فقہ کے مقلد نہیں، بلکہ وہ پانچ ائمہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ) کی پیروی کرتے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا بیک وقت ایک سے زائد فقہوں کی پیروی کی جا سکتی ہے؟ انسان حسبِ منشا کسی بھی فقہ کے فیصلہ کو اپنا سکتا ہے؟ کیا یہ عمل کلی مقصد شریعت کے منافی نہیں؟

ج......مسائل کی دو قسمیں ہیں: ایک تو وہ مسائل جو تمام فقہاء کے درمیان متفق علیہ ہیں، ان میں تو ظاہر ہے کہ کسی ایک مسلک کی پیروی کا سوال ہی نہیں۔ دوسری قسم ان مسائل کی ہے جن میں فقہاء کا اجتہادی اختلاف ہے، ان میں بیک وقت سب کی پیروی تو ہو نہیں سکتی، ایک ہی کی پیروی ہو سکتی ہے، اور جس فقیہ کی پیروی کی جائے اس مسلک کے تمام شروط کا لحاظ رکھنا بھی

ضروری ہے۔ پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ تمام مسائل میں ایک ہی فقہ کی پیروی کی جائے، اس میں سہولت بھی ہے، یکسوئی بھی ہے اور نفس کی بے قیدی سے امن بھی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک فقیہ کی پیروی کرلی اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے فقیہ کی، اس میں چند خطرات ہیں، ایک یہ کہ بعض اوقات ایسی صورت پیدا ہوجائے گی کہ اس کا عمل تمام فقہاء کے نزدیک غلط ہوگا، مثلاً: کوئی شخص یہ خیال کرے کہ چونکہ گاؤں میں امام شافعیؒ کے نزدیک جمعہ جائز ہے، اس لئے میں ان کے مسلک پر جمعہ پڑھتا ہوں، حالانکہ امام شافعیؒ کے مسلک پر نماز صحیح ہونے کے لئے بعض شرائط ایسی ہیں جن کا اس کو علم نہیں، نہ اس نے ان شرائط کو ملحوظ رکھا، تو اس کا جمعہ نہ تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہوا اور نہ امام شافعیؒ کے نزدیک ہوا۔

دوسرا خطرہ یہ ہے کہ اس صورت میں نفس بے قید ہوجائے گا، جس مسلک کا جو مسئلہ اس کی پسند اور خواہش کے موافق ہوگا اس کو اختیار کرلیا کرے گا، یہ اتباعِ ہویٰ و نفس ہے۔

تیسرا خطرہ یہ کہ بعض اوقات اس کو دو مسلکوں میں سے ایک کے اختیار کرنے میں تردد پیدا ہوجائے گا اور چونکہ خود علم نہیں رکھتا اس لئے کسی ایک مسلک کو ترجیح دینا مشکل ہوجائے گا، اس لئے ہم جیسے عامیوں کے لئے سلامتی اسی میں ہے کہ وہ ایک مسلک کو اختیار کریں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ یہ تمام فقہی مسلک دریائے شریعت سے نکلی ہوئی نہریں ہیں۔

## قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے چاروں فقہوں خصوصاً حنفی فقہ پر زور کیوں؟

س...... کوئی شخص فقہ حنفی سے تعلق رکھتا ہے لیکن اپنا مسئلہ فقہ مالکی سے حل کرانا چاہتا ہے، تو آپ اس کو روک دیتے ہیں۔ جس کی ایک وجہ تو یہ ہو کہ فقہ حنفی میں ہوتے ہوئے فقہ مالکی کی طرف اس لئے رجوع کر رہا ہو کہ اس میں نرمی ہو، تو اسی دائرہ (فقہ حنفی) میں رہتے ہوئے اسے ناجائز کہہ سکتے ہیں۔ لیکن قطع نظر ان ساری باتوں کے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر ان ائمہ اربعہ کی فقہ کو مذہب کا درجہ کیوں دیا جاتا ہے کہ اس وقت چاروں اماموں کے ماننے والوں کے مابین اس قدر دوری ہے جبکہ ایک اچھے مسلمان کو ہر وہ بات جو کتاب و سنت کے نزدیک حقیقت ہو ماننی چاہئے اور فقہ کی اہمیت بہت زیادہ کردی گئی

حالانکہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت ضروری ہے، اس واضح حکم کے بعد آپ بتائیں کہ کسی امام، مجدد، ظلی یا بروزی، نبی کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے؟

ج…… محترم ومکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مجھے جناب کے گرامی نامہ سے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنی تمام الجھنیں بے کم و کاست پوری بے تکلفی سے بیان کردیں، تفصیل سے لکھنے کی افسوس ہے کہ فرصت نہیں، اگر جناب سے ملاقات ہوجاتی تو زبانی معروضات پیش کرنا زیادہ آسان ہوتا، بہرحال چند امور عرض کرتا ہوں:

ا:…… دینِ اسلام کے بہت سے امور تو ایسے ہیں جن میں نہ کسی کا اختلاف ہے نہ اختلاف کی گنجائش ہے۔ لیکن بہت سے امور ایسے ہیں کہ ان کا حکم صاف قرآن کریم یا حدیث نبوی میں مذکور نہیں، ایسے امور کا شرعی حکم دریافت کرنے کے لئے گہرے علم، وسیع نظر اور اعلیٰ درجہ کی دیانت وامانت درکار ہے۔ یہ چاروں بزرگ ان اوصاف میں پوری امت کے نزدیک معروف ومسلّم تھے، اس لئے ان کے فیصلوں کو بحیثیت شارحِ قانون کے تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ عدالتِ عالیہ کی تشریح قانون مستند ہوتی ہے، اس لئے یہ تصور صحیح نہیں کہ لوگ اللہ ورسولؐ کی اطاعت کے بجائے ان بزرگوں کی اطاعت کرتے ہیں، صحیح تعبیر یہ ہے کہ اللہ ورسولؐ کے فرمودات کی جو تشریح ان بزرگوں نے فرمائی اس کو مستند سمجھتے ہیں، قانون کی تشریح کو کوئی عاقل قانون سے انحراف نہیں سمجھا کرتا، اس لئے چاروں فقہ قرآن وسنت ہی سے مأخوذ ہیں، اور ان کی پیروی قرآن وسنت کی پیروی ہے۔

۲:…… رہا یہ کہ جب چاروں تشریحات مستند ہیں تو صرف فقہ حنفی ہی کو کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری فقہوں کی پوری تفصیلات ہمارے سامنے نہیں، نہ ساری کتابیں موجود ہیں، اس لئے دوسری فقہ کے ماہرین سے رجوع کا مشورہ تو دیا جاسکتا ہے مگر خود ایسی جرأت خلافِ احتیاط ہے۔

دوم:…… یہ کہ یہاں اکثر لوگ فقہ حنفی سے وابستہ ہیں، پس اگر کوئی شخص دوسری فقہ سے رجوع کرے گا تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ سہولت پسندی کی خاطر ایسا کرے گا،

نہ کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے۔

## ایک دوسرے کے مسلک پر عمل کرنا

س…… اگر کوئی شخص اپنے مسلک کے علاوہ کسی مسلک کی پیروی ایک یا ایک سے زائد مسائل میں کرے تو کیا اس کی اجازت ہے؟ یعنی اگر کوئی شافعی، امام ابوحنیفہؒ کے مسئلہ پر عمل کرے تو کیا اس کی اجازت ہے؟

ج…… اپنے امام کے مسلک کو چھوڑ کر دوسرے مسلک پر عمل کرنا دو شرطوں کے ساتھ صحیح ہے: ایک یہ ہے کہ اس کا منشا ہوائے نفس نہ ہو بلکہ دوسرا مسلک دلیل سے اقویٰ (زیادہ قوی) اور احوط (زیادہ احتیاط والا) نظر آئے۔ دوم یہ کہ دو مسلکوں کو گڈمڈ نہ کرے، جس کو فقہاء کی اصطلاح میں "تلفیق" کہا جاتا ہے، بلکہ جس مسلک پر عمل کرے اس مسلک کی تمام شرائط کو ملحوظ رکھے۔

# محاسنِ اسلام

## اسلام دینِ فطرت

س…… میرے ایک مسیحی دوست کے سوال کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت کریں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام بڑا خشک مذہب ہے اور فطری دین ہونے کا دعویدار بھی ہے۔ اسلام میں تفریح کا کوئی تصور ہی نہیں، ہر طرف بوریت ہی بوریت ہے، دل بہلانے والی سب چیزیں ناجائز ہیں۔ موسیقی کی طرف ہر انسان کا رجحان ہوتا ہے، اور ہر روح وجد میں آجاتی ہے، اسلام فطرتِ انسان کو اس تقاضے سے کیوں باز رکھتا ہے؟ محظوظ ہونے کی اجازت کیوں نہیں دیتا؟ موجودہ زمانے میں مشینی دور کی وجہ سے ہر آدمی مصروف ہے اور دن بھر کام کرنے کے بعد ہر آدمی کا دل تفریح کرنے کو چاہتا ہے، یہ ریڈیو، ٹیلی ویژن، سینما ڈانس کلب اور کھیل کے میدان ہیں۔ جوان لڑکوں کا فٹ بال اور ہاکی کھیلنا بہت حد تک بوریت ختم کرنے کا سامان مہیا کرتا ہے۔ امید ہے کہ آپ ضرور جواب دیں گے، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

ج…… آپ کے مسیحی دوست کو غلط فہمی ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اور فطرت روح کی بالیدگی کا تقاضا کرتی ہے، اور اسلام روح کی بالیدگی اور اس کی تفریح کا پورا سامان مہیا کرتا ہے، اور اس کا کامل و مکمل نظام عطا کرتا ہے۔ جبکہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں روح کی صحیح تفریح اور بالیدگی کا فطری نظام موجود نہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، نغمے و موسیقی اور دیگر خرافات جن کو سامانِ تفریح سمجھا جاتا ہے، یہ نفس کی تفریح کا سامان ہے، روح کی تفریح کا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر مقبولانِ الٰہی کی زندگی ان کھیل تماشوں کی تفریح سے بالکل خالی ملتی ہے، اور آج بھی ان تفریحات کی طرف فساق و فجار کا رجحان ہے، جو حضرات روحانیت سے آشنا اور معرفتِ الٰہی کے جام سے سرشار ہیں وہ ان چیزوں کو لہو و لعب سمجھتے ہیں۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ یہ تفریح نفس کو موٹا اور فربہ کرکے انسان کو یادِ خدا سے غافل کردیتی ہے، اس لئے اسلام عین تقاضائے فطرت کے مطابق ان کو غلط اور لائق احتراز بتلاتا ہے۔

## اسلام دوسرے مذاہب سے کن کن باتوں میں افضل ہے؟

س…… قریب قریب دنیا کے سارے مذاہب انسانی فلاح و ابدی سکون (بہتر آخرت) کی ہدایات دیتے رہتے ہیں، بے شک اسلام دنیا کا آخری اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا سچا مذہب ہے۔ جس کی گواہی دنیا کے بڑے بڑے مذاہب اور توریت، انجیل اور زبور سے ملتی ہے، ذرا تفصیل سے بتائیں کہ اسلام کی کون سی چیز اور کون سے حقائق اسے دوسرے مذاہب سے افضل تر بتاتے ہیں؟

ج…… ایک تابعیؒ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا تھا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بہت ہی عجیب سی بات بتایئے، جواب میں انہوں نے فرمایا: بیٹا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات ایسی ہے جو عجیب نہیں تھی!

ام المؤمنینؓ کا یہی ارشاد آپ کے سوال کا جواب ہے، آپ دریافت فرماتے ہیں کہ اسلام کس بات میں دوسرے مذاہب سے افضل ہے؟

ہماری گزارش یہ ہے کہ اسلام کی کون سی چیز دوسرے مذاہب سے افضل و برتر نہیں؟ عقائد و عبادت کی جو تفصیل اسلام نے پیش کی ہے، کیا دنیا کا کوئی مذہب یہ تفصیل پیش کرتا

ہے؟ اخلاق، معاملات، معاشرت اور سیاست کے بارے میں اسلام نے جو تفصیلی ہدایات عطا کی ہیں، کیا یہ ہدایات کسی دوسرے مذہب کی کتابوں میں ڈھونڈنے سے بھی ملتی ہیں؟

پھر اسلام اپنے ہر حکم میں جو کامل اعتدال ملحوظ رکھتا ہے، کیا دنیا کے کسی مذہب میں اس اعتدال کی نظیر ملتی ہے؟ اور ساری باتوں کو چھوڑ کر آپ صرف ایک نکتہ پر غور فرمائیے کہ وہ تمام بڑے بڑے مذاہب جو آج دنیا میں موجود ہیں، انہوں نے کسی نہ کسی شکل میں انسان کا سر مخلوق کے آگے جھکایا، کسی نے آگ اور پانی کے سامنے، کسی نے حیوانات کے سامنے، کسی نے سورج چاند اور اجرامِ فلکی کے سامنے، اور کسی نے خود انسانی ہستیوں کے آگے، اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس نے انسان کو ''اشرف المخلوقات'' کا بلند ترین منصب عطا کیا، اس کے صحیح مقام سے آگاہ کیا، اور اسے اپنے جیسی مخلوق کی بندگی سے نجات دلا کر خالق کائنات کی بندگی کی راہ دکھائی۔ اسلام ہی نے دنیا کو بتایا کہ انسان کائنات کی پرستش کے لئے نہیں بلکہ خود کائنات اس کی خدمت کے لئے ہے، یہ اسلام کا انسانیت پر وہ احسان ہے جس کے شکر سے وہ کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتی، اور یہ اسلام کا وہ طرۂ امتیاز ہے جس میں دنیا کا کوئی مذہب اس کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

یہ آپ کے سوال کا بہت ہی مختصر سا جواب ہے، جس کی تفصیل کے لئے ایک ضخیم تصنیف کی ضرورت ہے۔

# کفر، شرک اور ارتداد کی تعریف اور احکام

## شرک کسے کہتے ہیں؟

س……شرک کس کو کہتے ہیں؟

ج……خدا تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے، اس کی قسمیں بہت سی ہیں، مختصر یہ کہ جو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہئے تھا وہ کسی مخلوق کے ساتھ کرنا شرک ہے۔

## شرک کی حقیقت کیا ہے؟

س……شرک ایک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ البتہ وہ شخص

مرنے سے پہلے توبہ کرلے تب ہی یہ گناہ معاف ہوسکتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نادانستہ طور پر شرک میں مبتلا ہوجاتا ہے اور اسی حالت میں مرجاتا ہے تو اس کا یہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے یا کبھی بخشش نہ ہوگی؟

ج…… شرک کے معنی ہیں حق تعالیٰ کی الوہیت میں یا اس کی صفاتِ خاصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔ اور یہ جرم بغیر توبہ کے ناقابلِ معافی ہے، نادانستہ طور پر شرک میں مبتلا ہونے کی بات سمجھ میں نہیں آئی، اس کی تشریح فرمائی جائے۔

## امورِ غیر عادیہ اور شرک

س…… کیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء، اولیاء اور فرشتوں کو اختیارات اور قدرتیں بخشی ہیں؟ جیسے انبیاء کرام نے مُردوں کو زندہ کیا، اس کے علاوہ کوئی فرشتہ ہوائیں چلاتا ہے، کوئی پانی برساتا ہے، وغیرہ، مگر ''درسِ توحید'' کتاب میں ہے کہ بھلائی برائی، نفع نقصان کا اختیار اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں، خواہ نبی ہو یا ولی، اللہ کے سوا کسی اور میں نفع و نقصان کی قدرت جاننا ماننا شرک ہے۔

ج…… جو امور اسبابِ عادیہ سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً: کسی بھوکے کا کسی سے روٹی مانگنا یہ تو شرک نہیں، باقی انبیاء و اولیاء کے ہاتھ پر جو خلافِ عادت واقعات ظاہر ہوتے ہیں وہ معجزہ اور کرامت کہلاتے ہیں، اس میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا ہے، مثلاً: عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا، یہ ان کی قدرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا تھا، یہ بھی شرک نہیں، یہی حال ان فرشتوں کا ہے جو مختلف کاموں پر مأمور ہیں، امورِ غیر عادیہ میں کسی نبی اور ولی کا متصرف ماننا شرک ہے۔

## کافر اور مشرک کے درمیان فرق

س…… کافر اور مشرک کے درمیان کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ کافر اور مشرک کے ساتھ دوستی کرنا، طعام کھانا اور سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز یہ کہ اگر سلام کا جواب دینا جائز ہے تو کس طرح جواب دیا جائے؟

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں سے کسی بات سے جو انکار کرے وہ ''کافر'' کہلاتا ہے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کی ذات میں، صفات میں، یا اس کے

کاموں میں کسی دوسرے کو شریک سمجھے وہ ''مشرک'' کہلاتا ہے۔ کافروں کے ساتھ دوستی رکھنا منع ہے، مگر بوقتِ ضرورت ان کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کافروں نے کھانا کھایا ہے، کافر کو خود تو سلام نہ کیا جائے، اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہا جائے۔

## کافروں اور مشرکوں کی نجاست معنوی ہے

س…… ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کالم میں جناب والا کا ایک جواب تھا کہ: ''غیرمسلموں مثلاً عیسائیوں کے ساتھ ایک پلیٹ میں کھانا جائز ہے، مگر ایسا نہ ہو کہ کفر سے نفرت ہی نہ رہے۔''

قرآن مجید میں پارہ نمبر:۱۰ سورۂ توبہ کی آیت نمبر:۲۸ کا ترجمہ ہے: ''اے ایمان والو! یہ مشرکین نجس (ناپاک) ہیں، ان کو مسجدِ حرام کے قریب بھی نہ آنے دو۔'' اس آیت سے بندہ کم علم نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مشرکین نجس ہیں، جیسا کہ کتا اور سور نجس ہے، نہ کتے اور سور کے ساتھ ایک پلیٹ میں کھانا جائز ہے اور نہ ہی مشرکین کے ساتھ ایک پلیٹ میں کھانا جائز ہے۔

کیونکہ اکٹھے کھانے پینے سے مسلمان وہ نجس کھانا جو مشرک و کافر کا ہاتھ لگنے سے نجس ہوتا ہے، کھاتا ہے اور جو شخص نجاست کھاتا ہے اس کے نماز روزوں کا کیا کہنا! مسلمان کے تو اگر بدن کے باہر بھی نجاست لگی ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

ایسے لوگ جو غیرمسلموں سے میل جول رکھتے ہیں، ان کی زندگی غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ صرف نام کے ہی مسلمان رہ گئے ہیں۔ عمل کا ان کے قریب سے گزر بھی نہیں، بعض لوگ اپنے اس عمل کو نام نہاد وسیع النظری کہتے ہیں، مگر یہ ان کی وسیع النظری نہیں بلکہ غرق ہونے کا عمل ہے۔

قبلہ و کعبہ مولانا صاحب! گزارش دست بستہ ہے کہ اتنے دلائل سننے کے باوجود اگر میں غلطی پر ہوں تو امید ہے کہ گستاخی کی معافی فرماکر مدلل اور تفصیل سے تصحیح فرمائیں گے۔

ج…… کافروں اور مشرکوں کے نجس ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں، یہ تو قرآن کریم کا فیصلہ ہے، لیکن ان کی نجاست ظاہری نہیں، معنوی ہے، اس لئے کافر و مشرک کے ہاتھ منہ اگر پاک

ہوں تو ان کے ساتھ کھانا جائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کافروں نے بھی کھانا کھایا ہے۔ ہاں! ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات جائز نہیں، کتے اور خنزیر کا جھوٹا کھانا ناپاک ہے، مگر کافر کا جھوٹا ناپاک نہیں۔

## شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟

س...... شرک و بدعت کی تعریف کیا ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

ج...... خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور تصرف و اختیار میں کسی اور کو شریک سمجھنا شرک کہلاتا ہے، اور جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ نے نہیں کیا، بلکہ دین کے نام پر بعد میں ایجاد ہوا، اسے عبادت سمجھ کر کرنا بدعت کہلاتا ہے، اس اصول کی روشنی میں مثالیں آپ خود بھی متعین فرماسکتے ہیں۔

## بدعت کی تعریف

س...... بدعت کسے کہتے ہیں؟ بدعت سے کیا مراد ہے؟ جواب ٹو دی پوائنٹ دیں۔

ج...... بدعت کی تعریف درمختار (مع حاشیہ شامی ج:۱ ص:۵۶۰ طبع جدید) میں یہ کی گئی:

**"ھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لا بمعاندۃ بل بنوع شبھۃ۔"**

ترجمہ:...... "جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معروف و منقول ہے اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنا ضد و عناد کے ساتھ نہیں بلکہ کسی شبہ کی بناء پر۔"

اور علامہ شامیؒ نے علامہ شمنیؒ سے اس کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے:

**"ما احدث علیٰ خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبھۃ او استحسان وجعل دینا قویما وصراطاً مستقیماً۔"**

ترجمہ:...... "جو علم، عمل یا حال اس حق کے خلاف ایجاد کیا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، کسی قسم کے شبہ یا

استحسان کی بنا پر اور پھر اسی کو دین قویم اور صراطِ مستقیم بنالیا جائے وہ بدعت ہے۔''

خلاصہ یہ کہ دین میں کوئی ایسا نظریہ، طریقہ اور عمل ایجاد کرنا بدعت ہے جو:

الف:......طریقۂ نبویؐ کے خلاف ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ صراحتاً، نہ دلالۃً نہ اشارۃً۔

ب:......جسے اختیار کرنے والا مخالفت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے بطورِ ضد و عناد اختیار نہ کرے، بلکہ بزعم خود ایک اچھی بات اور کارِ ثواب سمجھ کر اختیار کرے۔

ج:......وہ چیز کسی دینی مقصد کا ذریعہ و وسیلہ نہ ہو بلکہ خود اسی کو دین کی بات سمجھ کر کیا جائے۔

## کافر، زندیق، مرتد کا فرق

س ۱:......کافر اور مرتد میں کیا فرق ہے؟

۲:......جو لوگ کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہوں وہ کافر کہلائیں گے یا مرتد؟

۳:......اسلام میں مرتد کی کیا سزا ہے؟ اور کافر کی کیا سزا ہے؟

ج......جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو کافر اصلی کہلاتے ہیں، جو لوگ دینِ اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہوجائیں وہ ''مرتد'' کہلاتے ہیں، اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں اور قرآن و حدیث کے نصوص میں تحریف کرکے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں، انہیں ''زندیق'' کہا جاتا ہے، اور جیسا کہ آگے معلوم ہوگا کہ ان کا حکم بھی ''مرتدین'' کا ہے، بلکہ ان سے بھی سخت۔

۲:......ختم نبوت، اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے، اس لئے جو لوگ دعویٔ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں وہ مرتد اور زندیق ہیں۔

۳:......مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے، اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کرکے

پکا سچا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کردیا جائے، لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کردیا جائے، جمہور ائمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے، البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرتد عورت اگر توبہ نہ کرے تو اسے سزائے موت کے بجائے حبسِ دوام کی سزا دی جائے۔

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے، لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یا نہیں؟ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کرلے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، وہ بہرحال واجب القتل ہے۔ امام احمدؒ سے دونوں روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کرلے تو قتل نہیں کیا جائے گا اور دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی سزا بہرصورت قتل ہے خواہ توبہ کا اظہار بھی کرے۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے ازخود توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور سزائے قتل معاف ہوجائے گی، لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا اعتبار نہیں، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندیق، مرتد سے بدتر ہے، کیونکہ مرتد کی توبہ بالاتفاق قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو لوگ مرتد ہوگئے

س…… عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا کہ: ''میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا، اور تم میں کے چند لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے یہاں تک کہ میں ان کو (کوثر کا) پیالہ دینا چاہوں گا تو وہ لوگ میرے پاس سے کھینچ لئے جائیں گے، میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! یہ لوگ تو میرے صحابی ہیں! تو خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ: تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں۔'' (صحیح بخاری)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا: ''سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے، اور ہوشیار رہو! چند آدمی میری امت کے لائے جائیں گے اس وقت میں کہوں گا: اے رب! یہ تو میرے صحابی ہیں! اللہ کی جانب سے ندا آئے گی کہ: تو نہیں جانتا انہوں نے تیرے بعد کیا کیا۔ یہ لوگ (اصحاب) تیرے (محمدؐ) جدا ہونے

کے بعد مرتد ہوگئے تھے۔“ (صحیح بخاری)

مذکورہ بالا دو احادیث مبارکہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیں، ان احادیث مبارکہ میں جن اصحاب کو صاف لفظوں میں مرتد اور بدعتی کہا گیا ہے، وہ اصحاب کون ہیں؟

ج…… ان کا اولین مصداق وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگئے تھے، اور جن کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا، ان کے علاوہ وہ تمام لوگ بھی اس میں داخل ہیں جنھوں نے دین میں گڑبڑ کی، نئے نظریات اور بدعات ایجاد کیں۔

## مرتد کی توبہ قبول ہے

س…… ہمارے چچا نے آج سے تیس سال قبل ایک عیسائی عورت سے نکاح کیا تھا، اور ان کے پادری کی شرائط کو مانتے ہوئے دینِ اسلام کو چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا اور اپنا سابقہ اسلامی نام عبدالجبار ختم کرکے عیسائی نام پی ایل مارٹن رکھا تھا، ان کے تین لڑکے بھی ہیں جو اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں، لیکن ان کے نام عیسائیوں والے ہیں، اب ہمارے چچا کہتے ہیں کہ میں دوبارہ مسلمان ہوگیا ہوں اور انہوں نے اپنا سابقہ نام عبدالجبار پھر اختیار کرلیا ہے، اور وہ اب باقاعدگی سے فجر کی نماز اور جمعہ کی نماز بھی ادا کرتے ہیں، جبکہ ان کے جاننے والوں کا کہنا ہے کہ وہ مسجد میں آنے کا حقدار نہیں کیونکہ یہ شخص اب ساری عمر کے لئے مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس کی زوجہ نے بھی دینِ اسلام قبول کرلیا ہے اور اپنا اسلامی نام راحیلہ رکھا ہے، آپ سے التماس ہے کہ شریعت اور حدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ کیا یہ دونوں میاں بیوی اب مسلمان سمجھے جائیں گے یا نہیں؟

ج…… جو شخص (نعوذ باللہ!) دینِ اسلام سے پھر جائے اور کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے وہ مرتد کہلاتا ہے، اور مرتد اگر سچے دل سے توبہ کرکے دوبارہ اسلام قبول کرلے تو اس کی توبہ صحیح ہے، اور وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا، اس لئے اگر آپ کے چچا نے بیوی بچوں سمیت اسلام قبول کرلیا ہے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ کیا جائے، ان کو مسجد سے روکنا غلط ہے، ان کے لڑکوں کے نام تبدیل کرکے مسلمانوں کے نام رکھ دیئے جائیں اور پورے خاندان کو

چاہئے کہ پنجگانہ نماز اور دین کے دیگر فرائض و واجبات کی پوری پابندی کریں اور دینی مسائل بھی ضرور سیکھیں۔

## اسلامی حکومت میں کافر، اللہ کے رسول کو گالی دے تو وہ واجب القتل ہے

س...... اگر اسلامی حکومت میں رہنے والا کافر، اللہ کے رسول کو گالی دے تو کیا اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا؟ حدیث میں ہے جو ذمی اللہ کے رسول کو گالی دے اس کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے وہ واجب القتل ہے۔

ج...... فقہ حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ جو شخص اعلانیہ گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے، درمختار اور شامی میں اس کا واجب القتل ہونا نہایت تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے، اور خود شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (جن کو غیر مقلد اپنا امام مانتے ہیں) کی کتاب ''الصارم المسلول'' میں بھی حنفیہ سے اس کا واجب القتل ہونا نقل کیا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا ہے، جس کا نام ہے:

''تنبیه الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابه الکرام علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام''

یہ رسالہ مجموعہ رسائل ''ابن عابدین'' میں شائع ہو چکا ہے۔ الغرض ایسے گستاخ کا واجب القتل ہونا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

اور یہ جو بحث کی جاتی ہے کہ اس سے عہدِ ذمہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ یہ محض ایک نظریاتی بحث ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے اور کافر وہ پہلے ہی سے ہے، لہٰذا اس سے ذمہ تو نہیں ٹوٹے گا، مگر اس کی یہ حرکت موجبِ قتل ہے۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ شخص ذمی نہیں رہا، حربی بن گیا، لہٰذا واجب القتل ہے، پس نتیجہ بحث دونوں صورتوں میں ایک ہی نکلا، نظریاتی بحث صرف توجیہ و تعلیل میں اختلاف کی رہی۔ حدیث میں بھی اس کے واجب القتل ہونے ہی کو ذکر فرمایا گیا، اس کے ذمہ ٹوٹنے کو نہیں، اس لئے یہ حدیث حنفیہ کے خلاف نہیں۔

## قرآن پاک کی توہین کرنے والے کی سزا

س...... امیر خان کی اپنے چھوٹے حقیقی بھائی کے ساتھ کسی چھوٹی سی بات پر لڑائی ہوگئی تھی،

امیر خان اور اس کے بیٹوں نے چھوٹے بھائی اور اس کے گھر والوں کو مارا پیٹا اور زخمی کیا۔ آخر پولیس تک نوبت پہنچی، کچھ عرصہ بعد امیر خان کے چھوٹے بھائی نے جرگے کے ساتھ قرآن لے کر بڑے بھائی سے معافی مانگی کہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں، جو غلطیاں آپ نے کی ہیں وہ بھی میں اپنے سر لیتا ہوں، آپ خدا کے لئے اور قرآن پاک کے صدقے مجھے معاف فرمائیں، لیکن امیر خان نے پورے جرگے کے سامنے قرآن مجید کے لئے یہ توہین آمیز الفاظ استعمال کئے: ''قرآن مجید کیا ہے؟ یہ تو صرف ایک چھاپہ خانے کی کتاب ہے، اس کے سوا کچھ بھی نہیں، آپ مجھے سات ہزار روپے دیں یا میرے ساتھ کیس لڑیں۔''

الف:......کیا یہ بندہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے جو کلام پاک کی توہین کرے؟

ب:......کیا ایسا بندہ مرجائے تو اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:......اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، برتاوٴ کرنا کیسا ہے؟

ج......قرآن مجید کی توہین کفر ہے، یہ شخص اپنے ان الفاظ کی وجہ سے مرتد ہوگیا ہے، اور اس کا نکاح باطل ہوگیا۔ اس پر توبہ کرنا لازم ہے، مرتد کا جنازہ جائز نہیں، نہ اس سے میل جول ہی جائز ہے۔

## ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے

س...... ہمارے علاقے میں ابھی کچھ دن پہلے ایک جماعت آئی تھی، جو صرف فجر، عصر، عشاء کی نماز ادا کرتی تھی، معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ وہ لوگ صرف انہی نمازوں کو ادا کرتے ہیں جن کا نام قرآن پاک میں موجود ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ کون سا فرقہ ہے جو صرف قرآن پاک کی بات مانتا ہے؟

ج......حدیث کے نہ ماننے والوں کا لقب تو منکرینِ حدیث ہے، باقی نماز پنجگانہ بھی اسی طرح متواتر ہیں، جس طرح قرآن متواتر ہے، جو شخص پانچ نمازوں کا منکر ہے وہ قرآن کریم کا بھی منکر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام کا بھی منکر ہے۔ ایسے تمام دینی امور جن کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی تواتر کے ساتھ ثابت ہے، اور جن کا دینِ محمدی میں داخل ہونا ہر خاص و عام کو معلوم ہے، ان کو ''ضروریاتِ دین'' کہا جاتا

ہے۔ان تمام امور کو بغیر تاویل کے ماننا شرطِ اسلام ہے، ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس میں تاویل کرنا کفر ہے، اس لئے جو فرقہ صرف تین نمازوں کا قائل ہے، پانچ نمازوں کو نہیں مانتا وہ اسلام سے خارج ہے۔

## صحابہؓ کو کافر کہنے والا کافر ہے

س......زید کہتا ہے کہ صحابہؓ کو کافر کہنے والا شخص ملعون ہے، اہل سنت والجماعت سے خارج نہ ہوگا۔عمر کا کہنا ہے کہ صحابہؓ کو کافر کہنے والا شخص کافر ہے، کس کا قول صحیح ہے؟

ج......صحابہؓ کو کافر کہنے والا کافر اور اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے۔

## صحابہؓ کا مذاق اڑانے والا گمراہ ہے اور اس کا ایمان مشتبہ ہے

س...... جو شخص صحابہؓ کا مذاق اڑائے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے نام مبارک کے معنی بلی چلی کے کرے، نیز یہ بھی کہے کہ میں ان کی حدیث نہیں مانتا، کیا وہ مسلمان ہے؟

ج...... جو شخص کسی خاص صحابی کا مذاق اڑاتا ہے وہ بدترین فاسق ہے، اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، ورنہ اس کے حق میں سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے، اور جو شخص تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو...معدودے چند کے سوا...گمراہ سمجھتے ہوئے ان کا مذاق اڑاتا ہے وہ کافر اور زندیق ہے، اور یہ کہنا کہ میں فلاں صحابیؓ کی حدیث کو نہیں مانتا-نعوذ باللہ-اس صحابیؓ پر فسق کی تہمت لگانا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، دین کا ایک بڑا حصہ ان کی روایت سے منقول ہے، ان کا مذاق اڑانا اور ان کی روایات کو قبول کرنے سے انکار کرنا نفاق کا شعبہ اور دین سے انحراف کی علامت ہے۔

## دین کی کسی بھی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے ایسا کرنے والا اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرے

س......کوئی شخص کفر کے الفاظ بولتا ہے، مثلاً: ''روزہ وہ رکھے جو بھوکا ہو''، یا ''روزہ وہ رکھے جس کے گھر میں گندم نہ ہو''، ''نماز میں اٹھک بیٹھک کون کرے؟'' یا اسی طرح کے اور کوئی کلمہ کفر بولے تو کیا اس کا ایمان ختم ہو جاتا ہے؟ اس کی نماز روزہ اور حج، صدقات اور زکوٰۃ ختم ہو جاتے ہیں، اور اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ اس کو اب کیا کرنا چاہئے؟ کیا نکاح دوبارہ



فہرست

پڑھائے؟ اور توبہ کس طرح کرے؟ اگر وہ توبہ نہیں کرتا ہے اور عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے جبکہ بیوی کے ساتھ نکاح تو جاتا رہا، کیا وہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے؟ اب وہ کس طرح پھر سے مسلمان ہوگا؟ براہ کرم تفصیل سے جواب دیں، نامعلوم کتنے شخص اس میں مبتلا ہیں؟

ج...... دین کی کسی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے، اس سے ایمان ساقط ہوجاتا ہے، ایسے شخص کو اپنے کلماتِ کفریہ سے توبہ کرکے اور کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہئے، نکاح بھی دوبارہ کیا جائے، اگر بغیر توبہ یا بغیر تجدید نکاح کے بیوی کے پاس جائے گا تو بدکاری کا گناہ دونوں کے ذمہ ہوگا۔

## سنت کا مذاق اڑانا کفر ہے

س...... کسی سنت کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟

ج...... سنت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا نام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز کا مذاق اڑانے والا کھلا کافر ہے، اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو مذاق اڑانے کے بعد مرتد ہوگیا۔

## مفاد کے لئے اپنے کو غیر مسلم کہنے والا کافر ہوجاتا ہے

س...... رمضان المبارک میں چند ہوٹل دن میں روزے کے دوران بھی کھلے رہتے ہیں، اس کے علاوہ ہندوؤں کے مندروں اور عیسائیوں کے چرچ میں واقع ہوٹل اور کینٹین بھی دن کے اوقات میں کھلے رہتے ہیں، ان ہوٹلوں پر غیر مسلموں کے علاوہ مسلمان روزہ خوروں کی ایک بڑی تعداد کھانا وغیرہ چھپ کر کھاتی ہے، اگر کبھی روزے کے دوران ان میں سے کسی ہوٹل پر پولیس کا چھاپہ پڑ جائے تو مسلمان روزہ خور پکڑے جاتے ہیں، وہ سزا کے خوف سے پولیس کے سامنے یہ اقرار کرلیتے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں، بلکہ ہندو یا عیسائی ہیں۔ روزہ خوروں کا زبانی یہ اقرار سن کر پولیس انہیں چھوڑ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک شخص کی بینک میں کافی رقم جمع ہے، جب حکومت کی طرف سے بینک اس رقم میں سے زکوٰۃ کی رقم منہا کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص مسلمان ہوتے ہوئے محض زکوٰۃ کی رقم کو منہا ہونے سے بچانے کے لئے بینک کو تحریری طور پر یہ اقرار نامہ دے دیتا ہے کہ میں غیر مسلم ہوں۔ مہربانی فرما کر یہ بتائیے کہ اس طرح اگر کوئی مسلمان تحریری یا زبانی طور پر خود کے غیر مسلم


فہرست

ہونے کا اقرار کرے تو اس کے ایمان کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

ج...... یہ کہنے سے کہ: ''میں مسلمان نہیں ہوں'' آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے، مسلمان نہیں رہتا، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے اور آئندہ کے لئے اس مذموم حرکت سے توبہ کرنی چاہئے، روزہ چھوڑنے کے دوسرے عذر بھی تو ہو سکتے ہیں، کسی کو جھوٹ ہی بولنا ہو تو اسے کوئی اور عذر پیش کرنا چاہئے، اپنے کو غیر مسلم کہنا حماقت ہے۔

## نماز کا انکار کرنے والا انسان کافر ہے

س...... ایک شخص جو کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ''خاص بندہ'' کہتا ہے، اس کے بقول ہمارا کلمہ -نعوذ باللہ- لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں ہے بلکہ کلمہ کچھ یوں ہے: ''اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ۔ نمبر۲: پورے دن میں صرف ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کو سجدہ کر لیا جائے بہت ہے، یعنی پانچ وقت کی نماز فرض نہیں ہے، نماز پڑھنے کا رُخ کعبۃ اللہ کی مخالف سمت میں ہے۔ ۳: رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں بلکہ سب دن اللہ کے ہیں، جب چاہیں روزہ رکھیں۔ ۴: فطرہ اور زکوٰۃ واجب نہیں ہیں۔ ۵: اس وقت جو حج ہو رہا ہے وہ ایک -نعوذ باللہ- دکھلاوا اور ڈھکوسلا ہے۔ ۶: بینک میں پیسہ فکسڈ ڈیپازٹ کروانے سے جو سود یا (منافع) ملتا ہے وہ جائز ہے۔ ۷: حضور اقدسؐ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، لیکن یہ بات خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آئندہ کوئی نبی آئے گا یا نہیں؟ ۸: قرآن شریف میں تحریف ہو چکی ہے۔ ۹: ولی اللہ نبی کی امت میں سے نہیں ہیں۔ یہ میں نے صرف چند موٹی موٹی باتیں لکھی ہیں جبکہ تفصیلاً اس سے بہت کچھ زیادہ ہے۔

ج...... یہ شخص جس کے عقائد آپ نے لکھے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا منکر اور خالص کافر ہے اور ''خاص بندہ'' ہونے سے مراد اگر یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام آتے ہیں تو یہ شخص نبوت کا مدعی اور مسیلمہ کذاب اور مرزا قادیانی کا چھوٹا بھائی ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے

س...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کے باوجود بھی کیا کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟

ج……آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے، فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے لئے تصغیر کا صیغہ استعمال کیا وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

## کیا گستاخِ رسول کو حرامی کہہ سکتے ہیں

س……بعض لوگ سورۂ قلم کی آیت:۱۳(زنیم) سے استدلال کرکے گستاخِ رسول کو حرامی کہتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

ج……آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یا کسی بھی رسول کی گستاخی کرنا بدترین کفر ہے (نعوذ باللہ)، مگر قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں جس شخص کو ’’زنیم‘‘ کہا گیا ہے اس کو گستاخِ رسول کی وجہ سے ’’زنیم‘‘ نہیں کہا گیا، بلکہ یہ ایک واقعہ کا بیان ہے کہ وہ شخص واقعتاً ایسا ہی بدنام اور مشکوک نسب کا تھا۔ اس لئے اس آیت کریمہ سے یہ اصول نہیں نکالا جاسکتا کہ جو شخص گستاخِ رسول کے کفر کا ارتکاب کرے اس کو ’’حرامی‘‘ کہہ سکتے ہیں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کا کیا حکم ہے؟

س……ایک آدمی اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں کرتا، نماز بھی پڑھتا ہے لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا تو کیا وہ آدمی جنت کا حق دار ہے؟

ج……جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا وہ خدا پر یقین کیسے رکھتا ہے؟

## اہلِ کتاب ذمی کا حکم

س……سوال حذف کردیا گیا۔

ج……جو غیرمسلم حضرات کسی اسلامی مملکت میں رہتے ہوں وہ خواہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب، انہیں ’’ذمی‘‘ کہا جاتا ہے۔ ’’ذمہ‘‘ عہد کو کہتے ہیں، چونکہ اسلامی حکومت کا ان سے عہد ہے کہ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے گی، اس لئے وہ ’’ذمی‘‘ یا ’’معاہد‘‘ کہلاتے ہیں۔ تمام اہل ذمہ کے حقوق یکساں ہیں مگر اہل کتاب کو دو خصوصیتیں حاصل ہیں: ایک یہ کہ ان کا ذبیحہ مسلمان کے لئے حلال ہے، اور دوسری یہ کہ اہل کتاب کی

عورتوں سے مسلمان کا رشتہ ازدواج جائز ہے۔ غیراہل کتاب کا نہ ذبیحہ حلال ہے، نہ ان کی عورتوں سے نکاح حلال ہے۔

## ایک اسلامی ملک میں ایسی جسارت کرنے والوں کا شرعی حکم کیا ہے؟

س…… جناب کی توجہ ایک ایسے اہم معاملے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، جس کا تعلق دین اسلام سے ہے اور جس کے خلاف دیدہ دلیرانہ اعتراض اور رکیک حملوں سے ایک مسلمان کا دین وایمان نہ صرف غارت ہوجاتا ہے بلکہ قرآنی قانون اور ہمارے اس ملک کے قانون کی رُو سے ایسے شخص کے خلاف غداری کے جرم میں مقدمہ چل سکتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ''ڈان'' کے ۷/جولائی ۱۹۷۸ء کے شمارے میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے، اس میں مضمون نگار نے قرآنی قوانین کا بڑی بے باکی سے مذاق اڑایا ہے، اس کے افکار کا خلاصہ یہ ہے:

۱:…… قرآن میں صرف تین چار قانون ہیں، مثلاً: نکاح، طلاق، وراثت لیکن یہ قانون تو پیغمبرِ اسلام کی بعثت سے پہلے بھی جاہل عربوں میں رائج تھے، آپؐ نے ان میں کچھ اضافے اور اصلاح کی۔

۲:…… قرآنی قانون کو حرفِ آخر سمجھنا اور یہ کہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی اور اصلاح نہیں ہوسکتی، ایسا موقف ایک خاص گروہ کا ہے، جو صحیح نہیں، بلکہ ایسے اعتقاد کے بوجھ کو اپنے کندھوں پر لے کر پھرنے کے بجائے اسے اتار پھینکنا چاہئے تاکہ موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ قوموں کی رفتار کا ہم ساتھ دے سکیں۔

۳:…… ہم نے اپنی دقیانوسی مذہبی ذہنیت سے اپنے اوپر ترقی کی راہیں بند کرلی ہیں۔

۴:…… ہمارے چار اماموں کے فیصلے بھی حرفِ آخر نہیں، وہ حدیثوں سے ہٹ کر قیاس کے ذریعہ فیصلے کرتے تھے۔

۵:…… ''مسلمان قوم ہی دنیا کی بہترین قوم ہے'' ایسے غلط عقیدے کی بنا پر مسلمان غرور سے اتراتے پھرتے ہیں، یہ قرآن کے مطابق صحیح نہیں۔

۶:…… اب وقت آگیا ہے کہ قرآنی قانونوں کی ازسرنو تشریح کی جائے، اور اس میں آج کے ترقی یافتہ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی اور اصلاح کی جائے۔

۷:...... کیونکہ قرآنی قوانین بقول بدرالدین طیب جی (بمبئی ہائی کورٹ کے جج) نامکمل ہیں، مثلاً: وراثت کا قانون نامکمل ہے اور اس میں اصلاح ضروری ہے۔

۸:...... قرآنی قانون نامکمل ہیں، برخلاف اس کے آج کل اینگلوسیکسن یا فرنچ قانون مکمل ہے، اور ان قانون دانوں کی صدیوں کی کاوش اور دریافت کی بدولت یہ قوانین آج دنیا بھر میں رائج ہیں، ان میں بہت کچھ مواد اسلامی قانون میں لینے کی ضرورت ہے۔

۹:...... مسلمانوں کو آج اس زمانے میں تیرہ سو سالہ پرانی زندگی جینے پر مجبور کرنا زیادتی ہے، وغیرہ۔

احقر کی گزارش ہے کہ ایسے خیالات رکھنے والا اور اخبار میں ان خیالات کا پرچار کرنے والا مسلمان کیسے ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے خلاف اسلامی قانون اور ہمارا ملکی قانون حرکت میں نہیں آسکتا؟ ہماری وزارتِ قانون اور وزارتِ مذہبی امور ایسے شخص کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے سے کیوں خاموش ہے؟ کیا یہ شخص ایسے غیراسلامی پرچار سے ہزاروں بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ نہیں کر رہا؟ اور کیا آج جبکہ سارا ملک اسلامی نظام رائج کرنے کا متفقہ مطالبہ کر رہا ہے، اس کو یہ شخص غارت کرنے کی کوشش نہیں کر رہا ہے؟ کیا اس کی یہ کوشش نظریۂ پاکستان، جس کے طفیل یہ ملک وجود میں آیا ہے، غیرقانونی اور غیراسلامی نہیں؟ میرے خیال میں تو اس شخص کو اس قدر چھوٹ نہیں دینی چاہئے، ایسے زہریلے پروپیگنڈہ کا اس کے شروع میں ہی مکمل طور پر قلع قمع کردینا چاہئے، کیونکہ ایسے اسلام دشمن گروہ اس ملک میں نظامِ اسلام رائج ہونے کے خلاف منظّم سازش کر رہے ہیں، اور اس کو ہماری خاموشی سے فروغ مل رہا ہے۔

ج...... آپ نے ''ڈان'' کے مضمون نگار کے جن خیالات کو نقل کیا ہے یہ خالص کفر و الحاد ہے، اور یہ شخص زندیق اور مرتد کی سزا کا مستحق ہے، اسی کے ساتھ ''ڈان'' اخبار بھی قرآن کریم کی توہین کے جرم کا مرتکب ہوا ہے، اس لئے یہ اخبار بند ہونا چاہئے، اور اس کے مالکان اور ایڈیٹر کو زندقہ پھیلانے کی سزا ملنی چاہئے۔

## پانچ نمازوں اور معراج کا منکر بزرگ نہیں ”انسان نما ابلیس“ ہے

س...... پچھلے دنوں میری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی جو دیکھنے میں بہت پرہیزگار معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے مجھ پر یہ ثابت کرنا چاہا کہ دن میں تین نمازیں فرض ہیں اور یہ بات قرآن کی رُو سے ثابت ہے، اور اس سلسلے میں مجھے انہوں نے سورہ ہود کی آیت: ۱۱۴ کا حوالہ دیا اور اس کا ترجمہ دکھایا جس سے یہی ثابت ہوتا نظر آرہا تھا کہ دن میں تین نمازیں فرض ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل قرآن کے مطابق تھا اور وہ خود پانچ وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے، اور انہیں یہ تحفہ معراج کے مبارک موقع پر ملا تھا۔ تو انہوں نے کہا: ”تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ نبیؐ پانچ وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ اور جب قرآن پاک کہہ رہا ہے کہ تین نمازیں فرض ہیں تو ہم اس سے انکار تو نہیں کرسکتے۔ اور اس نے معراج کے واقعہ کو ماننے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ: ”ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا۔“ میں نے سورۂ اسراء کا حوالہ دیا تو موصوف کہنے لگے کہ: ”اس میں تو یہی لکھا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، اگر یہ سب حقیقت ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کا ذکر کرتا، کیونکہ یہ اتنی اہم بات تھی اور سورۂ اسراء کی مذکورہ آیت سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں آسمان سے ہوکر آئے تھے۔“

ج...... چند باتیں اچھی طرح سمجھ لیجئے!

اول:...... پانچ وقت کی نماز کا قرآن کریم میں ذکر ہے، احادیث شریفہ میں بھی، اور پوری امت کا اس پر اجماع اور اتفاق بھی ہے، یہ بات صرف مسلمان ہی نہیں، غیرمسلم بھی جانتے ہیں کہ مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے، اس لئے نماز پنجگانہ کا ادا کرنا فرض ہے، اس کی فرضیت کا عقیدہ رکھنا فرض ہے، اور اس کا انکار کفر ہے۔

دوم:...... ایک ”بزرگ“ نے آپ کو قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ دکھایا اور آپ پریشان ہوگئے، مسلمان کا عقیدہ ایسا کچا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی مجہول آدمی کے ذرا سا وسوسہ ڈالنے سے ٹوٹ پھوٹ جائے۔ آپ کو اور نہیں تو یہی سوچنا چاہئے تھا کہ جس قرآن حکیم کی

ایک آیت کو اردو ترجمہ کی مدد سے آپ نے سمجھنے کی کوشش کی اور پریشان ہوگئے، یہ قرآن پہلی بار آپ پر یا اس ”بزرگ“ پر نازل نہیں ہوا، یہ آپ سے پہلے بھی دنیا میں موجود تھا، اور چودہ صدیوں کے وہ اکابر بزرگانِ دین جن کا شب و روز کا مشغلہ ہی قرآن کریم کا پڑھنا تھا، اور جو قرآن سمجھنے کے لئے اس کے کسی اردو یا انگریزی ترجمہ کے محتاج نہیں تھے، وہ سب کے سب نماز پنجگانہ کی فرضیت کے قائل چلے آئے ہیں۔ یہ حضرات قرآن کریم کو آپ سے اور آپ کے اس ”بزرگ“ سے تو بہرحال زیادہ ہی سمجھتے ہوں گے، پھر ایک آدھ آدمی کو تو غلطی بھی لگ سکتی ہے، مگر یہ کیا بات ہے کہ ہر دور اور ہر زمانے کے مسلمان خواہ مشرق کے ہوں یا مغرب کے نماز پنجگانہ کو فرض سمجھتے آئے ہیں، ان سب کو غلطی پر متفق ماننے کے بجائے کیا یہ آسان نہیں کہ ان ”بزرگ“ صاحب کو ٹھوکر لگی ہو اور وہ آیت کریمہ کا مطلب نہ سمجھے ہوں؟ جو شخص ساری دنیا کو پاگل کہتا ہو کیا یہی بات اس کے خللِ دماغ اور پاگل پن کی دلیل نہیں؟

سوم:...... ان صاحب کا یہ کہنا کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وقت نماز پڑھا کرتے تھے؟ اس کے جواب میں ان سے دریافت کیجئے کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ آنجناب اپنے باپ کے گھر پیدا ہوئے تھے؟ اور فلاں خاتون کے بطن سے تولد ہوئے تھے؟ چند آدمیوں کے کہنے پر آپ نے اپنے باپ کو باپ اور ماں کو ماں تسلیم کرلیا، حالانکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ غلط کہتے ہوں۔ لیکن مشرق و مغرب کی ساری مسلم و غیرمسلم دنیا ہر دور، ہر زمانے میں جو شہادت دیتی چلی آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ نمازیں پڑھا کرتے تھے یہ آپ کے نزدیک ”ثبوت“ نہیں؟ اور آپ اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو آپ کے پاس اپنے ماں باپ کا بیٹا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ یا آپ اپنے نسب کے بارے میں بھی ایسے شک و شبہ کا اظہار فرمائیں گے؟ کیا دین کے قطعیات کو ایسی لغویات سے رد کرنا دماغ کی خرابی نہیں؟

چہارم:...... قرآن کریم میں ”اسراء“ کا ذکر ہے، لیکن آپ کے ”بزرگ“ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حقیقت نہیں، تو کیا ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے ”بے حقیقت“ بات بیان کردی؟ ”اسراء“ کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، اور اس کی



فہرست

تفصیلات احادیث شریفہ میں آئی ہیں، اس کے منکر کو درحقیقت خدا اور رسول اور قرآن و حدیث ہی سے انکار ہے۔

پنجم:......مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

یعنی بہت سے شیطان آدمیوں کی شکل میں ہوا کرتے ہیں، اس لئے ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے دینا چاہئے۔ آپ کا یہ "بزرگ" بھی "انسان نما ابلیس" ہے، جو دین کی قطعی و یقینی باتوں میں وسوسے ڈال کر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔

## جو ملنگ فقیر نماز روزے کے قائل نہیں وہ مسلمان نہیں پکے کافر ہیں

س......فقیر اور ملنگ پاکستان میں مزاروں پر بہت ہوتے ہیں، انہوں نے اپنے آپ کو روزے اور نماز سے کنارہ کش کرلیا ہے، اللہ اور رسول کی باتیں کرتے ہیں، چرس پیتے رہتے ہیں، کیا ان کے لئے روزہ نماز معاف ہے؟

ج......جو شخص نماز روزے کا قائل نہیں وہ مسلمان نہیں پکا کافر ہے، جن فقیر ملنگوں کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ اکثر و بیشتر اسی قماش کے لوگ ہوتے ہیں۔

## نماز کی اہانت کرنے اور مذاق اڑانے والا کافر ہے

س......ایک عورت نے اپنے خاوند کو نماز پڑھنے کو کہا اور دوسرے لوگوں سے بھی کہلوایا تو خاوند نے جواب دیا کہ: "اللہ تعالیٰ کیا ٹخنے موتنے کی جگہ کو اونچا کرنے سے ہی راضی ہوتا ہے؟" عورت صلوٰۃ و صوم کی نہایت پابند ہے، اس کو کسی نے یہ کہا ہے کہ تیرے خاوند کا تجھ سے نکاح باقی نہیں رہا، کیونکہ اس نے عبادت کا مذاق اڑایا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو اس طرح دوبارہ نکاح سے جہاں وہ آئندہ حرکت نہیں کرے گا وہاں دوسرے لوگ جو اس قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں باز آجائیں گے۔

ج......اس شخص کا یہ کہنا کہ: "کیا اللہ تعالیٰ ٹخنے موتنے کی جگہ کو اونچا کرنے ہی سے راضی ہوتا ہے؟" نماز کی اہانت اور اس کا مذاق اڑانے پر مشتمل ہے، اور دین کی کسی بات کا مذاق

اڑانا اور اس کی حقارت کرنا کفر ہے، اس لئے یہ شخص کلمہ کفر بکنے سے مرتد ہوگیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، اگر وہ اپنے کلمہ کفر سے توبہ کرکے دوبارہ مسلمان ہوجائے تو نکاح کی تجدید ہوسکتی ہے، اور اگر اس کو اپنے کلمہ کفر پر کوئی ندامت نہ ہو اور اس سے توبہ نہ کرے تو اس کی بیوی عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

## بلاتحقیق حدیث کا انکار کرنا

س…… میں نے ایک حدیث مبارک پڑھی تھی کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس کے پاس سے نکل کر اس کے سر پر لٹکتا رہتا ہے، پھر جب وہ فراغت کے بعد پشیمان ہوتا ہے تو ایمان واپس آجاتا ہے۔

یہ حدیث میں نے اپنے ایک دوست کو اس وقت سنائی جب زنا کا موضوع زیرِ گفتگو تھا، اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ یہ حدیث ہے، تو اس نے جواب دیا کہ: ''چھوڑو! یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔''

پہلا سوال یہ ہے کہ یہ حدیث مسند اور معتبر ہے یا ضعیف؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ میرے دوست کا یہ کہنا کہ یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں، کہاں تک صحیح ہے؟ اس کا جواب ذرا وضاحت اور تفصیل سے دیجئے گا۔

ج…… یہ حدیث مشکوٰۃ شریف (ص:۱۷) پر صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کی گئی ہے، آپ کے دوست کا اس کو ''مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں'' کہنا، جہالت کی بات ہے۔ ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور بغیر تحقیق کے ایسی باتیں کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے، ورنہ بعض اوقات ایمان ضائع ہوجاتا ہے۔

## ایک نام نہاد ادیبہ کی طرف سے اسلامی شعائر کی توہین

س…… اسلام آباد میں گزشتہ دنوں دو روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس برائے خواتین منعقد ہوئی جس میں عالمِ اسلام کی جید عالم دین خواتین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جہاں اسلام کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کام ہوا وہاں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو توجہ طلب ہیں، ٹیلی ویژن کی ایک ادیبہ نے کہا کہ مردوں میں کوئی نہ کوئی کجی رکھی گئی ہے، یہ

قدرت کی مصلحت ہے کہ حضورؐ کے بیٹا نہیں تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں تھے (بحوالہ رپورٹ روزنامہ جسارت ص:۲ مؤرخہ ۲۵/دسمبر ۱۹۸۶ء)۔

آپ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتایئے کہ ایسا کیوں تھا؟ اور ایک اسلامی حکومت میں ایسی خواتین کے لئے کیا سزا ہے؟

ج……حدیث شریف میں ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اوراس کو سیدھا کرنا ممکن نہیں، اگراس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو ٹوٹ جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص:۲۸۰)

ادیبہ صاحبہ نے جو شاید اس اجتماع کے شرکاء میں سب سے بڑی عالم دین کی حیثیت میں پیش ہوئی تھیں، اپنے اس فقرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کے مقابلہ کی کوشش کی ہے۔

ادیبہ صاحبہ کی عقل و دانش کا عالم یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادوں کے عمر نہ پانے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کو نقص اور کجی سے تعبیر کرتی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون! حالانکہ اہلِ فہم جانتے ہیں کہ دونوں چیزیں نقص نہیں کمال ہیں، جس کی تشریح کا یہ موقع نہیں۔ رہا یہ کہ ایک اسلامی حکومت میں ایسی دریدہ دہن عورتوں کی کیا سزا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شرعاً ایسے لوگ سزائے ارتداد کے مستحق اور واجب القتل ہیں۔

## شوہر کو لبیں تراشنے پر برا کہنے سے سنت کے اِستخفاف کا جرم ہوا جو کفر ہے

س……ایک شخص نے سنت کے مطابق اپنی لبیں تراش لیں، اس کی بیوی نے دیکھ کر کہا کہ: ''یہ کیا منحوسوں والی شکل بنالی ہے؟'' اور دوسرے موقع پر کہا کہ: ''کیا یہ آدمیوں والی شکل ہے؟'' اس شخص کو کسی نے بتایا کہ یہ کلمہ کفر ہے اوراس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا اس کو شبہ ہوگیا ہے کہ اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟ ازروئے شرع شریف اس کا حکم بیان فرمایا جائے کہ اس شخص کو کیا کرنا چاہئے؟

ج……اس سوال میں چند امور قابل غور ہیں:

اول:……لبیں تراشنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ



فہرست

وسلم نے امت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اور مونچھیں بڑھانے کو مجوس اور مشرکین کا شعار قرار دیا ہے، اور جو شخص مونچھیں بڑھائے اور لبیں نہ تراشے اس کو اپنی امت سے خارج قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے واضح ہے:

**"عن عائشة رضی الله عنها قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: عشر من الفطرة، قص الشارب واعفاء اللحية ..... الحديث."**

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ج:۲ ص:۲۷۴ وفی روایۃ: "عشرة من السنّة .... الخ." نسائی ج:۲ ص:۲۷۴)

ترجمہ:...... "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں۔ مونچھیں تراشنا اور داڑھی بڑھانا..... الخ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: "دس چیزیں سنت میں سے ہیں۔ مسواک کرنا، لبیں تراشنا، داڑھی بڑھانا..... الخ۔"

**"قال الخطابی فسر اكثر العلماء الفطرة فی الحديث بالسنة (قلت كما فی رواية النسائی المذكورة) وتأويلهٔ ان هذه الخصال من سنن الانبياء الذين امرنا ان نقتدی بهم."** (معالم السنن مع مختصر سنن ابی داؤد ج:۱ ص:۳۲)

ترجمہ:...... "امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے اس حدیث میں فطرت کی تفسیر سنت سے کی ہے (اور یہ نسائی کی روایت میں مصرح ہے) جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ باتیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں، جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔"

**"وفی المرقاة قوله: "عشر من الفطرة" اي عشر خصال من سنة الانبياء الذين امرنا ان نقتدی بهم،**

فکانا فطرنا علیھا۔'' (حاشیہ مشکوٰۃ ص:۴۴)

ترجمہ:......''اور حاشیہ مشکوٰۃ میں مرقات سے نقل کیا ہے کہ: ''دس امور فطرت میں داخل ہیں'' اس سے مراد یہ ہے کہ یہ امور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں، جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، پس یہ امور گویا ہماری فطرت میں داخل ہیں۔''

''وفی مجمع البحار نقلا عن الکرمانی ای من السنۃ القدیمۃ التی اختارھا الانبیاء علیھم السلام واتفقت علیھا الشرائع فکانھا امر جبلی فطروا علیہ، منھا قص الشارب. فسبحانہ ما اسخف عقول قوم طولوا الشارب واحفوا اللحیٰ عکس ما علیہ الفطرۃ جمیع الامم قد بدلوا فطرتھم، نعوذ باللہ!''

(مجمع البحار ج:۴ ص:۱۵۵ طبع جدید)

ترجمہ:......''اور مجمع البحار میں کرمانی سے نقل کیا ہے کہ ان امور کے فطرت میں داخل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ یہ امور اس قدیم سنت میں داخل ہیں جس کو انبیاء کرام علیہم السلام نے اختیار کیا اور تمام شریعتیں ان پر متفق ہیں، پس گویا یہ فطری امور ہیں، جو انسانوں کی فطرت میں داخل ہیں۔ سبحان اللہ! وہ لوگ کس قدر کم عقل ہیں جو تمام امتوں کی فطرت کے برعکس مونچھیں تو بڑھاتے ہیں اور داڑھی کا صفایا کرتے ہیں، ان لوگوں نے اپنی فطرت کو مسخ کرلیا، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

''عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقص او یأخذ من شاربہ وکان ابراھیم خلیل الرحمٰن صلوٰات الرحمٰن علیہ

یفعله. رواه الترمذی.“ (مشکوٰۃ ص:۳۸۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لبیں تراشا کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیٰ نبینا وعلیہ السلام بھی یہی کرتے تھے۔“

”عن ابن عمر رضی الله عنهما، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب. متفق علیه.“ (مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:...... ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں صاف کراؤ۔“

”عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: جزوا الشوارب وارخوا اللحیٰ خالفوا المجوس.“ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔“

”عن زید بن ارقم رضی الله عنه: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من لم یأخذ من شاربه فلیس منا. رواه احمد والترمذی والنسائی.“

(مشکوٰۃ ص:۳۸۱ واسناده جید وقال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح. کما فی حاشیة جامع الاصول ج:۴ ص:۷۶۵)

ترجمہ:...... ”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص

اپنی لبیں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔‘‘

دوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق اڑانا یا اس کی تحقیر کرنا کفر ہے۔

”ففی الشامية نقلا عن المسايرة كفر الحنفية بالفاظ كثيرة (الىٰ) او استقباحها كمن استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه.“ (ج:۴ ص:۲۲۲)

ترجمہ:...... ’’چنانچہ فتاویٰ شامی نے مسایرہ سے نقل کیا ہے کہ: حنفیہ نے بہت سے الفاظ کو کفر قرار دیا ہے، مثلاً: کسی سنت کو برا کہنا جیسے کسی شخص نے عمامہ کا کچھ حصہ حلق کے نیچے کرلیا ہو، کوئی شخص اس کو برا سمجھے یا مونچھیں تراشنے کو برا کہے تو یہ کفر ہے۔‘‘

”وفی البحر: وباستخفافه بسنة من السنن.“ (ج:۵ ص:۱۳۰)

ترجمہ:...... ’’اور البحر الرائق میں ہے: اور کسی سنت کی تحقیر کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔‘‘

”وفی شرح الفقه الاكبر: ومن الظهيرة: من قال لفقيه اخذ شاربه: ”ما اعجب قبحا او اشد قبحا قص الشارب ولف طرف العمامة تحت الذقن!“ يكفر، لأنه استخفاف بالعلماء يعنى وهو مستلزم لاستخفاف الانبياء لان العلماء ورثة الانبياء، وقص الشارب من سنن الانبياء فتقبيحه كفر بلا اختلاف بين العلماء.“ (ص:۲۱۳)

ترجمہ:...... ’’اور شرح فقہ اکبر میں فتاویٰ ظہیریہ سے نقل کیا ہے کہ: کسی فقیہ نے لبیں تراش لیں، اس کو دیکھ کر کسی نے کہا کہ: ’’لبیں تراشنا اور ٹھوڑی کے نیچے عمامہ لپیٹنا کتنا برا لگتا ہے!‘‘ تو کہنے والا کافر ہوجائے گا، کیونکہ یہ علماء کی تحقیر ہے اور یہ مستلزم ہے انبیاء

کرام علیہم السلام کی تحقیر کو، کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں (پس ان کی تحقیر انبیاء کی تحقیر ہے اور انبیاء کی تحقیر کفر ہے) نیز لبیں تراشنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے، پس اس کو برا کہنا بغیر کسی اختلاف کے کفر ہے۔“

سوم:...... جو مسلمان کلمہ کفر بکے وہ مرتد ہوجاتا ہے، میاں بیوی میں سے کسی ایک نے کلمہ کفر کہا تو نکاح فسخ ہوجاتا ہے، اس پر ایمان کی تجدید لازم ہے اور توبہ کے بعد نکاح دوبارہ کرنا ضروری ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

”وفی شرح الوھبانیة للشرنبلانی ما یکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا، وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح.“

(شامی ج:۴ ص:۲۴۶)

ترجمہ:...... ”اور شرح وہبانیہ للشرنبلانی میں ہے کہ جو چیز کہ بالاتفاق کفر ہو اس سے تمام اعمال باطل ہوجاتے ہیں اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور (اگر اسی حالت میں صحبت کرتے رہے تو) اس کی اولاد ناجائز ہوگی، اور جس چیز کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس سے توبہ واستغفار اور دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔“

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”ولو اجرت کلمة الکفر علی لسانها مغایظة لزوجها (الیٰ قوله) تحرم علیٰ زوجها فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنیٰ شیء ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لها ان تتزوج الا بزوجها.“ (ج:۱ ص:۲۳۹)

ترجمہ:...... ”اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے نفرت کا

اظہار کرتے ہوئے زبان سے کلمہ کفر بک دیا تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی، اس کو تجدید ایمان (اور تجدید نکاح) پر مجبور کیا جائے گا اور ہر قاضی کو حق ہوگا کہ (اس کو توبہ کرانے کے بعد) معمولی مہر پر دوبارہ نکاح کردے، خواہ مہر ایک ہی دینار ہو، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو، اور عورت کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنے کا حق نہیں۔''

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں یہ عورت، سنت نبوی اور سنت انبیاء کا مذاق اڑانے اور اس کی تحقیر کرنے کی وجہ سے مرتد ہوگئی، اس کو توبہ کی تلقین کی جائے اور توبہ کے بعد نکاح کی تجدید کی جائے، جب تک عورت اپنی غلطی کا احساس کرکے سچے دل سے تائب نہ ہو اور دوبارہ نکاح نہ ہوجائے اس وقت تک شوہر اس سے ازدواجی تعلق نہ رکھے۔

## غیر مسلم کو شہید کہنا

س…… عرض خدمت ہے کہ ملک بھر میں یکم مئی کے روز مزدوروں کا عالمی دن منایا گیا، جو ہر سال ''شکاگو کے شہیدوں'' کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر ملک بھر میں سرکاری چھٹی تھی۔ ''شکاگو کے شہیدوں'' کی یاد میں جلسے منعقد ہوئے، اخبارات اور ذرائع ابلاغ کے اداروں کی طرف سے ''شکاگو کے شہیدوں'' کو خراج تحسین پیش کیا گیا، یہ ہر سال ہوتا ہے اور ہو رہا ہے (شاید ہوتا ہی رہے)۔ اس ناچیز کی رائے میں یہ دن ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں منانا سراسر غلط ہے، ستم تو یہ ہے کہ اس دن امریکہ کے شہر شکاگو میں صدی پہلے مارے جانے والے مزدوروں کو (جو غیر مسلم تھے) لفظ ''شہید'' سے مخاطب کرکے ہم تاریخ اور اسلامی عظمت کا مذاق اڑا رہے ہیں، کوئی غیر مسلم ''شہید'' کہلانے کا حقدار کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب تو وہ حضرات دے سکیں گے جو ان غیر مسلموں کو ''شہید'' کہتے ہیں۔ لیکن افسوس تو تب ہوتا ہے جب یہ حضرات اپنے قومی ہیروؤں کو یکسر نظر انداز کردیتے ہیں، ٹیپو سلطان ''حیدر علی''، سید احمد شہیدؒ اور احمد شاہ ابدالیؒ وغیرہ اسی ماہ میں شہادت نوش کرچکے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے، سات سمندر پار کے غیر مسلم اور غیر اہم مرنے والوں کو ہر سال سرکاری سطح پر یاد کرتے ہیں، لیکن ان عظیم ہیروؤں کو یاد

کرنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں ایسا ہونا تو نہیں چاہئے، مگر ایسا ہو رہا ہے، کیوں؟ میں آپ کی معرفت اہل دانش و عقل سے یہ پوچھنے کی گستاخی کر رہا ہوں، امید ہے کہ آپ اپنے کالم کے ذریعے اس مسئلے کی جانب ارباب اختیار کی توجہ مبذول کرائیں گے، شکریہ!

ج...... غیر مسلم کو ''شہید'' کہنا جائز نہیں، باقی یہاں کے اہل عقل و دانش آپ کے سوال کا کیا جواب دیں گے؟ ہمارے ''اسلامی جمہوریہ'' میں کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے؟ اور اب تو برائی کو برائی سمجھنے والے بھی کم ہوتے جارہے ہیں۔

## کیا شوہر کو بندہ کہنا شرک ہے؟

س...... بعض مقامات میں ''شوہر'' کو بندہ کہا جاتا ہے، مثلاً: کہتے ہیں: ''شاہد، راحیلہ کا بندہ ہے''، اسی طرح کسی عورت سے پوچھا جائے اس کے شوہر کے متعلق کہ یہ کون ہے؟ وہ کہتی ہے: ''یہ میرا بندہ ہے۔'' محترم! واضح فرمائیں کسی انسان کو عورت کا بندہ کہنا درست ہے؟ جبکہ کل انسان خدا تعالیٰ کے بندے ہیں اور اسی کی بندگی کرتے ہیں، اور اگر بندہ کی نسبت عورت کی طرف کی جائے تو اس میں شرک کا احتمال تو واقع نہیں ہوتا؟ جس طرح علماء دین ان ناموں کے رکھنے سے منع فرماتے ہیں: عبدالرسول، عبدالنبی، عبدالحسن، پیراں دتہ، وغیرہ کہ یہ شرکیہ نام ہیں۔

ج...... اس محاورہ میں ''بندہ'' سے مراد شوہر ہوتا ہے، اس لئے یہ شرک نہیں ہے۔

# غیر مسلم سے تعلقات

## غیر مسلم کو قرآن دینا

س...... قرآن پاک انگریزی ترجمے کے ساتھ اگر کوئی غیر مسلم پڑھنے کے لئے مانگے تو کیا اس کو قرآن پاک دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... اگر اطمینان ہو کہ وہ قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں کرے گا تو دینے میں کوئی حرج نہیں، اس سے کہا جائے کہ غسل کر کے اس کی تلاوت کیا کرے۔

## غیرمسلم والدین اور عزیزوں سے تعلقات

س...... میری تمام برادری کا تعلق ........ کا فرطبقہ سے ہے، اور میں الحمدللہ! حضور رسالت مآبؐ کے دامن رحمت کے نمک خواروں میں سے ہوں۔ حنفی مسلک کی رُو سے مستند حوالہ جات سے فرمائیے کہ میرا ان لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا، رشتہ داری، لین دین ہونا چاہئے کہ نہیں؟ عرصہ پانچ سال سے میرا اپنے دل کی آواز سے ان لوگوں سے خاص طور پر میل ملاپ قطعاً بند ہے، شریعتِ مطہرہ کی رُو سے یہ بھی بتائیے کہ میرا اپنے والد کے ساتھ عمل کیسا ہونا چاہئے کہ جن کا تعلق بھی اسی کافر طبقے سے ہے؟ وہ قطعاً میری تبلیغ کا اثر نہیں لیتے بلکہ پیٹھ پیچھے مجھے بددعائیں اور گالیاں نکالتے ہیں، کیا مذہبی فرق کے ناطے سے جو گالیاں، بددعا مجھے پڑتی ہے کیا ان کی بھی کوئی حیثیت ہے کہ نہیں؟

ج...... والدین اگر غیرمسلم ہوں اور خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت ضرور کرنی چاہئے، لیکن ان سے محبت کا تعلق نہیں ہونا چاہئے، اسی طرح ایسے عزیز و اقارب سے بھی دوستانہ و برادرانہ تعلق جائز نہیں۔ آپ کے والدین کی بددعاؤں اور گالیوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ وہ اس طرزِ عمل سے خود اپنے جرم میں اضافہ کرتے ہیں۔

## غیرمسلم رشتہ دار سے تعلقات

س...... میرے ایک عزیز کی شادی ہندو گھرانے میں ہوئی، لڑکی مسلمان ہوگئی اب ان ہندو لوگوں سے تعلقات ہوگئے ہیں، ان کے گھر میں آمد و رفت ہوتی ہے، اب ان کے گھر میں کھانے پینے کی کیا صورت ہوگی؟ کیا ان کے گھروں میں ہر قسم کا کھانا کھا سکتے ہیں؟

ج...... غیرمسلم کے گھر کھانا کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ یہ اطمینان ہو کہ وہ کھانا حلال اور پاک ہے، البتہ کسی غیرمسلم سے محبت اور دوستی کا تعلق جائز نہیں۔

## غیرمسلم کے ساتھ دوستی

س...... غیرمسلم کے ساتھ دعا سلام اور ان کو اپنے برتن میں کھلانا پلانا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... غیرمسلم کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے، مگر ان سے دوستی اور محبت جائز نہیں، ہم میں اور

ان میں عقائد و اعمال کا فرق ہے۔

## غیرمسلم کا کھانا جائز ہے، لیکن اس سے دوستی جائز نہیں

س…… میرا ایک دوست عیسائی ہے، میرا اس کے گھر روزانہ کا آنا جانا ہے، اکثر وہ مجھے کھانا بھی کھلا دیتا ہے۔ کیا کسی غیرمسلم کے یہاں کھانا کھالینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ جس پلیٹ میں ہم کھانا کھاتے ہیں ان میں اکثر وہ لوگ سور وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔

ج…… برتن اگر پاک ہوں اور کھانا بھی حلال ہو تو غیرمسلم کا کھانا جائز ہے، مگر غیرمسلم سے دوستی جائز نہیں۔

## شیعوں کے ساتھ دوستی کرنا کیسا ہے؟

س…… سنی مسلمان اور شیعہ میں مذہبی طور پر مکمل اختلاف ہے، یعنی پیدائش سے مرنے کے بعد تک تمام مسائل میں فرق واضح ہے۔ دونوں کے ایمانیات، اخلاقیات، ارکانِ دینِ اسلام مختلف ہیں، تو شیعہ مسلک کے ساتھ دوستی رکھنا کیسا ہے؟ جو دوستی رکھتا ہے اس کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟ ان کے ساتھ مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے؟ ان کی خوشی غمی میں شرکت مسلمان کی جائز ہے یا نہیں؟ ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا جائز ہے؟ ان کی خیرات چاول روٹی وغیرہ کھانا حلال ہے یا نہیں؟ مسلمان اپنی شادی میں ان کو دعوت دے یا نہیں؟ اگر شیعہ پڑوسی ہوں تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟ کیا ان کی پکی ہوئی چیز استعمال کی جائے یا نہیں؟

ج…… شیعوں کے ساتھ دوستی اور معاشرتی تعلقات جائز نہیں، ان کی چیزیں کھانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اطمینان ہو کہ وہ حرام یا ناپاک نہیں۔

## غیرمسلم اور کلیدی عہدے

س…… ایک گروہ کہتا ہے کہ: ”کافر کو کافر نہ کہو“ کیا ان کا یہ قول درست ہے؟

ج…… قرآن کریم نے تو کافروں کو کافر کہا ہے!

س…… کیا اسلامی مملکت میں کفار و مرتدینِ اسلام کو کلیدی عہدے دیئے جاسکتے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہو تو یہ بتایئے کہ ان لوگوں کے اسلامی مملکت میں کلیدی عہدوں پر فائز ہونے

کی صورت میں اس اسلامی مملکت پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں؟

ج…… غیرمسلموں کو اسلامی مملکت میں کلیدی عہدوں پر فائز کرنا بنص قرآن ممنوع ہے۔

## مسلمان کی جان بچانے کے لئے غیرمسلم کا خون دینا

س…… کسی مسلمان کی جان بچانے کے لئے کسی غیرمسلم کا خون دینا جائز ہے یا ناجائز؟

ج…… جائز ہے۔

## غیرمسلم کی امداد

س…… ایک غیرمسلم کی مدد کرنا اسلام میں جائز ہے؟ میرے ساتھ کچھ کرسچین عیسائی مذہب کے لوگ کام کرتے ہیں، جو اکثر و بیشتر مجھ سے مالی امداد کا تقاضا کرتے ہیں، یہ امداد کبھی بطورِ قرض ہوتی ہے، کبھی وہ روپیہ لے کر واپس نہیں کرتے، ایسی صورت میں کیا واقعی مجھے مدد کرنا چاہئے؟

ج…… غیرمسلم اگر مدد کا محتاج ہو اور اپنے اندر مدد کرنے کی سکت ہو تو ضرور کرنی چاہئے، حسن سلوک تو خواہ کسی کے ساتھ ہو اچھی بات ہے، البتہ جو کافر، مسلمانوں کے درپے آزار ہوں ان کی اعانت و مدد کی اجازت نہیں۔

## غیرمسلموں کے مندر یا گرجا کی تعمیر میں مدد کرنا

س…… اسلام میں اس چیز کی گنجائش ہے کہ مسلمان حضرات اقلیتوں کو گرجا یا مندر وغیرہ بنانے میں مدد دیں، اور اس قسم کی تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں؟ اس کو غیرمتعصّبانہ رویہ اور اقلیتوں سے تعلقات بہتر بنانے کا نام دیا جائے، گوکہ اسلام میں غیرمسلموں کو مذہبی آزادی حاصل ہے، لیکن ان کی حوصلہ افزائی کرنا کہاں تک ٹھیک ہے؟

ج…… اسلامی مملکت میں غیرمسلموں کو مذہبی آزادی ہے، مگر اس کی بھی حدود ہیں، جن کی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں درج ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ غیرمسلموں کی مذہبی آزادی مسلمانوں کی مذہبی بے عزتی کی حد تک نہیں پہنچنی چاہئے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایمان و عقل نصیب فرمائیں۔

## غیرمسلم استاد کو سلام کہنا

س......اگر استاد ہندو ہو تو کیا اس کو السلام علیکم کہنا چاہئے یا نہیں؟

ج......غیرمسلموں کو سلام نہیں کیا جاسکتا۔

س......مباح علوم میں غیرمسلم اساتذہ کی شاگردی کرنی پڑتی ہے، وہ اس علم میں اور عمر میں بڑے ہوتے ہیں اور جیسا کہ رسمِ دنیا ہے، شاگرد ہی سلام میں پیش قدمی کرتا ہے، تو ان کو کس طرح سلام کے قسم کی چیز سے مخاطب کرے؟ مثلاً: ہندوؤں کو ''نمستے''، یا عیسائیوں کو ''گڈمارننگ'' کہے یا کچھ نہ کہے اور کام کی بات شروع کردے۔ راہ چلتے ملاقات ہونے پر بغیر سلام دعا کے پاس سے گزر جائے؟

ج......غیرمسلم کو سلام میں پہل تو نہیں کرنی چاہئے، البتہ اگر وہ پہل کرے تو صرف وعلیکم کہہ دینا چاہئے، لیکن اگر کبھی ایسا موقع پیش آجائے تو سلام کے بجائے صرف اس کی عافیت اور خیریت دریافت کرتے ہوئے یوں کہہ دیا جائے: ''آپ کیسے ہیں؟'' ''آیئے آیئے مزاج تو اچھے ہیں''، ''خیریت تو ہے'' وغیرہ، سے اس کی دل جوئی کرلی جائے۔

## ایسے برتنوں کا استعمال جو غیرمسلم بھی استعمال کرتے ہوں

س......ہمارے یہاں شادی اور دیگر تقریبات پر ڈیکوریشن والوں سے رجوع کیا جاتا ہے، دیگ کے لئے، پلیٹوں کے لئے، جگ اور گلاس کے لئے، انہیں ہم لوگ بھی استعمال میں لاتے ہیں اور دوسری قومیں مثلاً: ہندو، بھنگی، عیسائی، بھیل وغیرہ بھی۔ ان برتنوں کا استعمال ہمارے لئے کہاں تک درست و جائز ہے؟

ج......دھوکر استعمال کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

## جس کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو، اسے سلام نہ کرے

س......یہاں پر یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کون شخص کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے؟ علاوہ سکھ حضرات کے کیونکہ ہندو، عیسائی اور دیگر حضرات اور ہم مسلمانوں کا ایک ہی لباس اور ایک ہی انداز ہے، علاوہ چند انسانوں کے جن کی وضع قطع سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں یا ٹوپی وغیرہ پہننے سے، تو کیا مشترکہ اور مشکوک حالت میں ہم سلام کریں یا نہ کریں؟



فہرست

ج…… جس شخص کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ مسلمان ہے، اسے سلام نہ کیا جائے۔

## غیرمسلم کا ہدیہ قبول کرنا

س…… یہاں پر اکثر غیرمسلم ہندو، عیسائی، سکھ وغیرہ رہتے ہیں، لیکن جب ان میں سے کسی کا کوئی تہوار یا اور کوئی دن آتا ہے تو یہ حضرات اپنے اسٹاف کے حضرات کو خوشی میں کچھ مشروبات اور دیگر اشیاء وغیرہ نوش کرنے کے لئے دیتے ہیں، کیا ایسے موقع پر ان کا کھانا پینا مسلمانوں کے لئے درست ہے یا نہیں؟

ج…… غیرمسلم کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ناپاک نہ ہو۔

## ہندو کی کمائی حلال ہو تو اس کی دعوت کھانا جائز ہے

س…… ہندو، مسلمان اگر آپس میں دوست ہوں اور ہندو جائز پیشہ کرتا ہو اور ہندو دوست، مسلمان دوست کو کھلاتا پلاتا ہو تو کیا مسلمان دوست کو ہندو دوست کی چیزیں کھانا پینا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر مسلمان حرام کھانے کی وعیدوں میں شامل ہوگا۔

ج…… ہندو کی کمائی اگر حلال طریقہ سے ہو تو اس کی دعوت کھانا جائز ہے۔

## غیرمسلم کے ساتھ کھانا پینا اور ملنا جلنا

س…… ہم نے مسافروں کے پانی پینے کے لئے ٹھنڈے مٹکوں کی سبیل بنا رکھی ہے، ایک دن ایک عیسائی نے ہمارے مٹکوں میں سے پانی نکال کر اپنے گلاس میں پیا اور ہم نے اس سے کہا کہ آئندہ یہاں سے پانی نہ پیا کریں۔ اس نے کہا: میں اس چیز کی معافی چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہاں پر ایک عالم موجود تھا اور میں نے اس سے پوچھا کہ یہ واقعہ ابھی آپ کے سامنے ہوا ہے، کیا پانی گرادیا جائے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ: پانی گرادیں اور یہ بھی کہا کہ: اہل کتاب کے ساتھ آپ کھاپی سکتے ہیں۔ اب عیسائیوں کے ساتھ کھانا پینا اور ان کا ہمارے برتن کو ہاتھ لگانا کیسا ہے؟ خدا کے لئے اس کا جواب ضروری دیں تاکہ ہماری اصلاح ہوجائے۔

ج…… کسی غیرمسلم کے پانی لینے سے برتن اور پانی ناپاک نہیں ہوجاتا… کسی غیرمسلم کو آپ اپنے دسترخوان پر کھانا بھی کھلاسکتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر غیرمسلم بھی کھانا کھاتے تھے، غیرمسلم سے دوستانہ الفت و محبت جائز نہیں۔

## غیر مسلموں کے مذہبی تہوار

س…… اگر کوئی مسلمان، ہندوؤں کے مذہبی تہواروں میں ان سے دوستی یا کاروباری تعلق ہونے کی وجہ سے شرکت کرے تو یہ شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟

ج…… غیر مسلموں کی مذہبی تقریبات و رسوم میں شرکت جائز نہیں، حدیث میں ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کے مجمع کو بڑھایا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

## غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھانا

س…… ہماری کمپنی کا باورچی یعنی روٹی پکانے والا کافر ہے، ہندو ہے، کیا ہم اس کے ہاتھوں کا پکا ہوا کھا سکتے ہیں؟ ہم مسلمان کافی ہیں لیکن پاکستانی بہت تھوڑے ہیں۔

ج…… غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھانا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے ہاتھ پاک صاف ہوں۔

## چینی اور دوسرے غیر مسلموں کے ہوٹلوں میں غیر ذبیحہ کھانا

س…… کچھ عرصے سے میرے دماغ میں ایک بات کھٹک رہی ہے، وہ یہ کہ ہمارے ہاں بیشتر لوگ شوقیہ طور پر چائنیز ریسٹورنٹس میں کھانا کھاتے ہیں، لیکن اس بات کی تحقیق نہیں کرتے کہ جو کھانا وہ کھاتے ہیں آیا وہ حلال ہوتا ہے یا حرام؟ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ جب اس نے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ یہ ہوٹل والے نہ صرف جانور اپنے ہاتھ سے کاٹتے ہیں بلکہ بعض اوقات مری ہوئی مرغیاں بھی کاٹ دیتے ہیں۔ میری عرض ہے کہ کیا غیر مسلم کے ہاتھ سے کٹا ہوا جانور حلال ہوتا ہے یا نہیں؟

ج…… ایسے ہوٹل میں کھانا نہیں کھانا چاہئے جہاں پاک ناپاک، حلال و حرام کی تمیز نہ کی جاتی ہو، اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ وہ اہل کتاب بھی ہوں، اہل کتاب کے علاوہ باقی غیر مسلموں کا ذبیحہ حرام ہے۔

## مختلف مذاہب کے لوگوں کا اکٹھے کھانا کھانا

س…… اگر سو آدمی اکٹھے کھانا کھاتے ہیں اور برتن اسٹیل کے ہیں یا چینی کے اور ان کو صرف گرم پانی سے دھویا جاتا ہے، سو آدمیوں میں عیسائی، ہندو، سکھ، مرزائی ہیں، برتن ایک

دوسرے سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں، اگر عیسائی، سکھ، ہندو، مرزائی کا برتن کسی مسلم کے پاس آجائے تو کیا جائز ہے؟ اگر نہیں تو مسلح افواج میں ایسا ہوتا ہے، حکومت اس سے پرہیز کرتی ہے، تو فوج میں انتشار پیدا ہوسکتا ہے، یا فوجیوں کے دل میں ایک دوسرے کے خلاف کوئی بات بیٹھ سکتی ہے۔

ج…… غیرمسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا بھی جائز ہے اور اس کے استعمال شدہ برتنوں کو دھوکر استعمال کرنے میں بھی مضائقہ نہیں، ہمارا دین اس معاملہ میں تنگی نہیں کرتا، البتہ غیرمسلموں کے ساتھ زیادہ دوستی کرنے اور ان کی عادات و اطوار اپنانے سے منع کرتا ہے۔

## غیرمسلم کے ساتھ کھانا جائز ہے، مرتد کے ساتھ نہیں

س…… کسی مسلمان کا غیرمذہب کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… غیرمسلم کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے، مگر مرتد کے ساتھ جائز نہیں۔

## کیا غیرمسلم کے ساتھ کھانا کھانے سے ایمان تو کمزور نہیں ہوتا

س…… میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں ایک بہت بڑے پروجیکٹ پر کام کرتا ہوں، جہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہی تعداد میں کام کرتی ہے، مگر اس پروجیکٹ میں ورکروں کی دوسری بڑی تعداد مختلف قسم کے عیسائیوں کی ہے، وہ تقریباً ہر ہوٹل سے بلا روک ٹوک کھاتے ہیں اور ہر قسم کا برتن استعمال میں لاتے ہیں، برائے مہربانی شرعی مسئلہ بتایئے کہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں کہیں ہمارا ایمان تو کمزور نہیں ہوتا؟

ج…… اسلام چھوت چھات کا قائل نہیں، غیرمسلموں سے دوستی رکھنا، ان کی شکل، وضع اختیار کرنا اور ان کے اطوار و عادات کو اپنانا حرام ہے، لیکن اگر ان کے ہاتھ نجس نہ ہوں تو ان کے ساتھ کھالینا بھی جائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کافروں نے بھی کھانا کھایا ہے۔ ہاں! طبعی گھن ہونا اور بات ہے۔

## عیسائی کے ہاتھ کے دھلے کپڑے اور جھوٹے برتن

س…… میرے گھر میں ایک عیسائی عورت (جمعدارنی) کپڑے دھوتی ہے، یہ لوگ گندا کام نہیں کرتے، شوہر مل میں نوکر ہے اور بیوی لوگوں کے کپڑے دھوتی ہے، کیا اس کے دھوئے

ہوئے کپڑوں کو میرے لئے دوبارہ پاک کرنا ہوگا یا وہ اس کے ہاتھوں کے قابل استعمال ہوں گے، جبکہ میں بفضل خدا پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں، اور کیا ان کے لئے علیحدہ برتن رکھنا چاہئے یا کہ انہیں برتنوں کو دھوکر استعمال کرنا صحیح ہے؟

ج…… اگر کپڑوں کو تین بار دھوکر پاک کر دیتی ہے تو اس کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں، دوبارہ پاک کرنے کی ضرورت نہیں، غیر مسلم کے جھوٹے برتنوں کو دھوکر استعمال کرنا صحیح ہے۔

## ہندوؤں کا کھانا ان کے برتنوں میں کھانا

س…… یہاں ''ام القوین'' میں ہر مذہب کے لوگ ہیں، زیادہ تر ہندو لوگ ہیں، اور ہوٹل میں ہندو لوگ کام کرتے ہیں، اب ہم پاکستانی لوگوں کو بتائیں کہ وہاں پر روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے جواب ضرور دیں گے۔

ج…… اگر ہندوؤں کے برتن پاک ہوں اور یہ بھی اطمینان ہو کہ وہ کوئی حرام یا ناپاک چیز کھانے میں نہیں ڈالتے تو ان کی دکان سے کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

## بھنگی پاک ہاتھوں سے کھانا کھائے تو برتن ناپاک نہیں ہوتے

س…… کوئی بھنگی اگر مسلمان بن کر کسی ہوٹل میں کھانا کھائے اور ہوٹل کے مالک کو یہ خبر نہ ہو کہ یہ بھنگی ہے، کیا ہوٹل کے برتن پاک رہیں گے؟

ج…… بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے کھانا کھانے سے برتن ناپاک نہیں ہوتے۔

## شیعوں اور قادیانیوں کے گھر کا کھانا

س…… شیعہ کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے یا غلط؟ قرآن وسنت کی روشنی میں واضح فرمائیں۔ نیز قادیانی کے گھر کا کھانا کھانا صحیح ہے یا غلط ہے؟

ج…… شیعوں کے گھر حتی الوسع نہیں کھانا چاہئے، اور قادیانی کا حکم تو مرتد کا ہے، ان کے گھر جانا ہی درست نہیں، نہ کسی قسم کا تعلق۔

## مرتدوں کو مساجد سے نکالنے کا حکم

س…… اگر کوئی قادیانی، ہماری مسجد میں آکر الگ ایک کونے میں جماعت سے الگ نماز پڑھ

لے، کیا ہم اس کو اس کی اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ ہماری مسجد میں اپنی مرضی سے نماز پڑھے؟

ج...... کسی غیرمسلم کا ہماری اجازت سے ہماری مسجد میں اپنی عبادت کرنا صحیح ہے۔ نصاریٰ نجران کا جو وفد بارگاہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوا تھا انہوں نے مسجد نبوی (علیٰ صاحبہ الف الف صلوٰۃ وسلام) میں اپنی عبادت کی تھی... یہ حکم تو غیرمسلموں کا ہے۔ لیکن جو شخص اسلام سے مرتد ہوگیا ہو اس کو کسی حال میں مسجد میں داخلے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اسی طرح جو مرتد اور زندیق اپنے کفر کو اسلام کہتے ہوں (جیسا کہ قادیانی، مرزائی) ان کو بھی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

## بتوں کی نذر کا کھانا حرام ہے

س...... ہندوؤں کے تہواروں پر ”پرشاد“ نام کی خوراک تقسیم کی جاتی ہے، جس میں پھل اور پکے پکائے کھانے بھی ہوتے ہیں، اور یہ خوراک مختلف بتوں کی نذر کر کے تقسیم کی جاتی ہے، اس کو بعض مسلمان بھی کھاتے ہیں۔ ازراہ کرم بتایئے کہ یہ مسلمانوں کے لئے مطلق حرام ہے یا جائز ہے؟

ج...... بتوں کے نام کی نذر کی ہوئی چیز شرعاً حرام ہے، کسی مسلمان کو اس کا کھانا جائز نہیں۔

## غیرمسلموں کے لئے ایمان وہدایت کی دعا جائز ہے

س...... ہمارے محلّہ کی ایک مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد بہ آواز بلند رب العالمین کو مخاطب کر کے صرف مسلمانوں کی بھلائی کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں، اب ہمارا ایک ”بہائی“ دوست ہے، وہ کہتا ہے کہ دعائیں صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ سب کے لئے مانگنی چاہئیں، آپ کا کیا خیال ہے؟

ج...... غیرمسلموں کے لئے ایمان وہدایت کی دعا کرنی چاہئے۔

## نرگس اداکارہ کے مرتد ہونے سے اس کی نماز جنازہ جائز نہیں تھی

س...... سوال یہ ہے کہ کیا ایک مسلمان جو بعد میں کافر ہوجائے اور اسی حالت میں مرجائے تو اس کا جنازہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کی تازہ مثال ابھی حال ہی میں بھارت میں ہوئی، جس کا اخباروں میں بہت چرچا ہوا ہے۔ بھارت کی مشہور فلمی ایکٹریس نرگس جو پہلے مسلمان تھی


فہرست

اور شادی ایک ہندو کے ساتھ کرلی اور شادی کے ساتھ ہی اس نے مذہب بھی بدل دیا اور ہندو مذہب کا نام نرملا رکھا، اور باقاعدہ پوجا پاٹ ادا کرتی تھی اور اسی حالت میں مرگئی اور اس کی باقاعدہ نمازِ جنازہ ادا کرکے دفن کیا گیا اور ہندوؤں نے اس کی چتا بنائی اور اپنی پوری پوری رسوم ادا کی ہیں، آپ خود سوچیں کہ اس کی نمازِ جنازہ کیسے اور کس طریقہ سے ادا ہوسکتی تھی؟ اور کیا یہ اسلام کے ساتھ ایک مذاق نہیں ہے جس کو ان لوگوں نے اداکاری سمجھا ہوا ہے؟ آپ خدا کے لئے اس کا جواب دیں کیونکہ ہم پاکستانیوں پر اس خبر کا گہرا اثر ہوا ہے اور ہم آپ کے جواب کا انتظار کریں گے۔

ج...... غیرمسلم کا جنازہ جائز نہیں، اور مرتد تو شرعاً واجب القتل ہے، اس کا جنازہ کیسے جائز ہوگا؟ آپ نے صحیح لکھا ہے کہ جن لوگوں نے نرگس مرتدہ کا جنازہ پڑھا، انہوں نے اسلام کا مذاق اڑایا ہے، استغفراللہ!

## شرعی احکام کے منکر حکام کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

س...... جو حکام شریعتِ مطہرہ کی توہین کے مرتکب ہوں تو سورۂ مائدہ پارہ:۶، آیت نمبر:۴۴، ۴۵، ۴۷ کی رُو سے ایسے حکام کی نمازِ جنازہ پڑھائی جاسکتی ہے یا بغیر نماز کے دفن کرنا چاہئے؟

ج...... جو شخص کسی شرعی حکم کی توہین کا مرتکب ہو وہ مرتد ہے، اس کی نمازِ جنازہ نہیں کیونکہ نمازِ جنازہ مسلمان کی ہوتی ہے۔

## غیرمسلم کے نام کے بعد ’’مرحوم‘‘ لکھنا ناجائز ہے

س...... جب کوئی ہندو یا غیرمسلم مرجاتا ہے تو مرنے کے بعد اگر اس کا نام لیا جائے تو اسے آنجہانی کہتے ہیں، لیکن میں نے بعض کتابوں میں ہندوؤں کے آگے لفظ مرحوم دیکھا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ اور لفظ ’’مرحوم‘‘ کی وضاحت بھی فرمادیں، اللہ آپ کو جزائے خیر دے گا۔

ج...... غیرمسلم کو مرنے کے بعد ’’مرحوم‘‘ نہیں لکھنا چاہئے، ’’مرحوم‘‘ کے معنی ہیں کہ اللہ کی اس پر رحمت ہو۔ اور کافر کے لئے دعائے رحمت جائز نہیں۔

## غیر مسلم کی میّت پر تلاوت اور دعا و استغفار کرنا گناہ ہے

س……آج دبئ کے ٹی وی اسٹیشن پر اسپیشل پروگرام اندرا گاندھی کی آخری رسومات دکھائی جارہی تھیں تو ایک بات جو زیرِ غور آئی وہ یہ کہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت سنی گئی، ہم چونک گئے کہ وہاں پر ہندوؤں کی کتاب گیتا پڑھی جارہی تھی اور دوسری طرف تلاوت قرآن کریم پڑھی جارہی تھی، اور سامنے چِتا جل رہی تھی، لہٰذا ہم آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مطلع فرمائیں کہ غیر مذہب کی میّت پر قرآن کریم کی آیات پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… غیر مسلم کے لئے نہ دعا و استغفار ہے، نہ ایصالِ ثواب کی گنجائش، بلکہ جان بوجھ کر پڑھنے والا گناہگار ہوگا۔

## کیا مسلمان غیر مسلم کے جنازے میں شرکت کرسکتے ہیں

س……غیر مسلم، ہندو یا میگواڑ، بھنگی کے مردے کو مسلمانوں کا کاندھا دینا یا ساتھ جانا کیسا ہے؟

ج……اگر ان کے مذہب کے لوگ موجود ہوں تو مسلمانوں کو ان کے جنازے میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔

## غیر مسلم کا مسلمان کے جنازے میں شرکت کرنا اور قبرستان جانا

س…… کیا کسی غیر مسلم کا مسلمان کے جنازے میں شرکت کرنا جائز ہے اور مسلمانوں کے قبرستان میں جانا صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ اگر کوئی غیر مسلم کسی جنازے میں یا قبرستان میں جاتا ہے تو میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مسلم تو ناپاک ہوتا ہے اور اگر وہ پاک جگہ جائے تو وہ بھی ناپاک ہوجاتی ہے، اور مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک اور صاف رہے اور جو شخص کلمہ گو نہیں یعنی مسلمان نہیں ہوتا وہ پاک نہیں ہوتا۔

ج……کوئی غیر مسلم، مسلمان کے جنازے میں شرکت کیوں کرے گا؟ باقی کسی غیر مسلم کے قبرستان جانے سے قبرستان ناپاک نہیں ہوتا، اور غیر مسلم پر ہمارے مذہب کے جائز احکام لاگو ہی نہیں ہوتے۔

## غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا

س...... کیا ایک غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جاسکتا ہے؟

ج...... غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

## مسلمانوں کے قبرستان کے نزدیک کافروں کا قبرستان بنانا

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی کافر کا مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا تو جائز نہیں، لیکن مسلمانوں کے قبرستان کے متصل ان کا قبرستان بنانا جائز ہے یا کہ دور ہونا چاہئے؟

ج...... ظاہر ہے کہ کافروں، مرتدوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام اور ناجائز ہے، اس طرح کافروں کے مسلمانوں کے قبرستانوں کے قریب بھی دفن کرنے کی ممانعت ہے، تاکہ کسی وقت دونوں قبرستان ایک نہ ہوجائیں، کافروں کی قبریں مسلمانوں کی قبروں سے دور ہونی چاہئیں تاکہ کافروں کے عذاب والی قبر مسلمانوں کی قبر سے دور ہو کیونکہ اس سے بھی مسلمانوں کو تکلیف پہنچے گی۔

# بشریتِ انبیاءؑ

## بشریتِ انبیاء علیہم السلام

س...... جناب مکرمی مولانا صاحب! السلام علیکم، بعدہٗ عرض ہے کہ آپ کا رسالہ ''بینات'' شاید پچھلے سال یعنی ۱۹۸۰ء کا ہے، اس کا مطالعہ کیا، جس میں چند جگہ کچھ اس قسم کی باتیں دیکھنے میں آئیں کہ جن کی وضاحت ضروری ہے، کیونکہ میں نے دیگر حضرات کی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ہے، جس سے آپ کی بات اور ان حضرات کی بات میں بڑا فرق ہے، یا تو آپ ان کے خلاف ہیں؟ یا ان کی تحریروں کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

مثلاً: نمبر: ۱صفحہ: ۳۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لحاظ سے نہ صرف نوعِ بشر میں داخل ہیں، بلکہ افضل البشر ہیں، نوعِ انسان کے سردار ہیں، آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں، ''بشر اور انسان دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔''

لیکن جب میں دوسرے حضرات کی تصانیف کو سامنے رکھتا ہوں تو زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے، آخر اس کی کیا وجہ؟ حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''تحقیق امت نے اجماع کیا اس پر کہ شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کیا جائے، پس تابعین نے اعتماد کیا صحابہ کرامؓ پر اور تبع تابعین نے تابعین پر، اس طرح ہر طبقہ میں علماء نے اپنے پہلوں پر اعتماد کیا۔'' (عقدالجید ص:۳۶ مطبع دہلی)

امید ہے کہ اگر دین کا سمجھدار طبقہ یا کم از کم وہ حضرات جو تبلیغ دین میں قدم رکھتے ہیں وہ تو اس طریقہ کو اختیار کریں تاکہ دین میں تواتر قائم رہے، اب مندرجہ بالا مسئلہ میں آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف بشر ہیں مگر افضل ہیں، انسانوں کے سردار اور آدم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشر ہے۔ مگر...

حکیم الامت جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنی تصنیف ''نشر الطیب'' میں پہلا باب ہی نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھا ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اللہ تعالیٰ نے نور سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ساری کائنات کی پیدائش کا اظہار کیا ہے، اور اس ضمن میں چند احادیث بھی روایت کی ہیں، جن میں یہ ذکر بھی ہے کہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رَبّ کے پاس نور تھے۔''

اور یہ بھی ہے کہ: میں اس وقت نبیؐ تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

اور جناب رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں: امداد السلوک میں اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے (دفتر سوم مکتوب نمبر:۱۰۰ میں) فرمایا جس سے چند باتوں کا اظہار ہوتا ہے:

۱:......حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک نور ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خلقت من نور اللہ“، میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔

۲:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور آپ کا سایہ نہ تھا۔

۳:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت و مصلحت کے پیشِ نظر خوبصورت انسان ظہور فرمایا۔

مطلب یہ کہ مجدد صاحبؒ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو نور ہی مانتے ہیں، لیکن قدرتِ خداوندی نے مصلحت کے تحت شکل انسانی میں ظہور کیا۔

رسالہ ”التوسل“، جو مولوی مشتاق احمد صاحب دیوبندی کی تصنیف ہے اور مولوی محمود الحسن صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب اور مفتی محمد شفیع صاحب علمائے دیوبند کی تصدیقات سے مؤید ہے، اس میں لکھا ہے کہ: ”قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین.“ میں نور سے مراد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نورِ مجسم اور روشن چراغ ہیں۔

نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ صراطِ مستقیم کے دیکھنے اور خوفناک طریق سے حالت حیات میں بھی وسیلہ ہے اور بعد وفات بھی وسیلہ ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت اسی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ (التوسل صفحہ: ۲۲۔ تفسیر کبیر ج:۳ ص:۵۶۶)۔

”قد جائکم من اللہ نور و کتٰب مبین. ان المراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبالکتٰب القراٰن.“ (تفسیر کبیر ج:۱۱ ص:۱۸۹)۔

آپ سے عرض ہے کہ آپ بتائیں کہ یہ عقائد درست ہیں؟

نوٹ:......ان حضرات کے عقائد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نور ثابت ہے جو آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوا۔

ج...... حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کے حوالے سے آپ نے جو اصول نقل کیا ہے کہ: ''شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کیا جائے'' یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن آنجناب کا یہ خیال صحیح نہیں کہ راقم الحروف نے نور و بشر کی بحث میں اس اصول سے انحراف کیا ہے، میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت نور بھی اور بشر بھی، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور بشر ہونے میں کوئی منافات نہیں کہ ایک کا اثبات کرکے دوسرے کی نفی کی جائے، بلکہ آپ صفتِ ہدایت اور نورانیتِ باطن کے اعتبار سے نورِ مجسم ہیں اور اپنی نوع کے اعتبار سے خالص اور کامل بشر ہیں۔

بشر اور انسان ہونا کوئی عار اور عیب کی چیز نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کا انتساب خدانخواستہ معیوب سمجھا جائے، انسانیت و بشریت کو خدا تعالیٰ نے چونکہ ''احسن تقویم'' فرمایا ہے، اس لئے بشریت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کمالِ شرف ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انسان ہونا انسانیت کے لئے موجبِ صد عزت وافتخار ہے۔

میرے علم میں نہیں کہ حضراتِ سلف صالحین میں سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرکے آپؐ کو دائرہ انسانیت سے خارج کیا ہو۔ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بشریت میں بھی منفرد ہیں، اور شرف و منزلت کے اعتبار سے تمام کائنات سے بالاتر اور: ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!'' کے مصداق ہیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکمل البشر، افضل البشر اور سید البشر ہونا ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے، کیوں نہ ہو جبکہ خود فرماتے ہیں:

''انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر!''

(مشکوٰۃ ص:۵۱۱، ۵۱۳)

ترجمہ:...... ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن، اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا!''

قرآن کریم میں اگر ایک جگہ:

''لقد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین.''

فرمایا ہے (اگر نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد لی جائے) تو دوسری جگہ یہ بھی فرمایا ہے:

”قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا.“

(بنی اسرائیل:۹۳)

ترجمہ:......”آپؐ فرمادیجئے کہ: سبحان اللہ! میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں مگر پیغمبر ہوں اور کیا ہوں؟“

”قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰهکم اله واحد.“ (الکہف:۱۱۰)

ترجمہ:......”آپؐ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔“

”وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد، افان مت فهم الخالدون.“ (الانبیاء:۳۴)

ترجمہ:......”اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کسی بھی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا، پھر اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہوجائے، تو کیا یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ کو رہیں گے؟“

قرآن کریم یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نوعِ بشر ہی سے بھیجے گئے:

”ما کان لبشر ان یؤتیه الله الکتٰب والحکمة والنبوة ثم یقول للناس کونوا عبادًا لی من دون الله.“

(آل عمران:۷۹)

ترجمہ:......”کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرماوے، پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر۔“

”وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیًا او من

وراءِ حجاب او یرسل رسولًا فیوحی باذنه ما یشاء.“

(الشوریٰ:۵۱)

ترجمہ:......”اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرماوے مگر (تین طریق سے) یا تو الہام سے، یا حجاب کے باہر سے، یا کسی فرشتے کو بھیج دے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے۔“

اور انبیاء کرام علیہم السلام سے یہ اعلان بھی کرایا گیا ہے:

”قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده.“ (ابراہیم:۱۱)

ترجمہ:......”ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہیں، لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرمادے۔“

قرآن کریم نے یہ بھی بتایا کہ بشر کی تحقیر سب سے پہلے ابلیس نے کی، اور بشرِ اول حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے یہ کہہ کر انکار کردیا:

”قال لم اکن لاسجد لبشر خلقته من صلصال من حماءٍ مسنون.“ (الحجر:۳۳)

ترجمہ:......”کہنے لگا میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے، جو سڑے ہوئے گارے سے بنی ہے، پیدا کیا ہے۔“

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ کفار نے ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اتباع سے یہ کہہ کر انکار کیا کہ یہ تو بشر ہیں، کیا ہم بشر کو رسول مان لیں؟

”فقالوا ابشرا منا واحدا نتبعه انا اذا لفی ضلال وسعر.“ (القمر:۲۴)

ترجمہ:......''پس کہنے لگے: کیا ہم ایسے شخص کی اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے، تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور جنون میں پڑ جائیں گے۔''

''وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشر رسولا. قل لو کان فی الارض ملٰئکة یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا.'' (بنی اسرائیل:۹۴،۹۵)

ترجمہ:......''اور جس وقت ان لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکی اس وقت ان کو ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی بات مانع نہ ہوئی کہ انہوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپؐ فرمادیجئے: اگر زمین میں فرشتے رہتے ہوتے کہ اس میں چلتے بستے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔''

ان ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام انسان اور بشر ہی ہوتے ہیں، گویا کسی نبی کی نبوت پر ایمان لانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ان کو بشر اور رسول تسلیم کیا جائے، اسی لئے تمام اہل سنت کے ہاں رسول کی تعریف یہ کی گئی ہے:

''انسان بعثه اللہ لتبلیغ الرسالة والاحکام.''

(شرح عقائد نسفی)

ترجمہ:......''رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغامات اور احکام بندوں تک پہنچانے کے لئے مبعوث فرماتے ہیں۔''

جس طرح قرآن کریم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کا اعلان فرمایا ہے، اسی طرح احادیث طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بغیر کسی دغدغہ کے اپنی بشریت کا اعلان فرمایا ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں یہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میرا نور تخلیق کیا گیا (اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے) وہاں یہ بھی فرماتے ہیں:

۱ :......"اللّٰھم انما انا بشر فای المسلمین لعنته او سببته فاجعله له زکوٰة واجراً."

(مسلم ج:۲ ص:۳۲۳ عن عائشہؓ)

ترجمہ:......"اے اللہ! میں بھی ایک انسان ہی ہوں، پس جس مسلمان پر میں نے لعنت کی ہو، یا اسے برا بھلا کہا ہو، آپ اس کو اس شخص کے لئے پاکیزگی اور اجر کا ذریعہ بنادے۔"

۲ :......"اللّٰھم انی اتخذ عندک عھداً لن تخلفنیه فانما انا بشر فای المؤمنین اٰذیته، شتمته، لعنته، جلدته فاجعلها له صلوٰة وزکوٰة وقربة تقربه بها الیک یوم القیامة." (مسلم ج:۲ ص:۳۲۴ عن ابی ہریرہؓ)

ترجمہ:......"اے اللہ! میں آپ کے یہاں سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں، آپ اس کے خلاف نہ کیجئے! کیونکہ میں بھی ایک انسان ہی ہوں، پس جس مؤمن کو میں نے ایذا دی ہو، گالی دی ہو، لعنت کی ہو، اس کو مارا ہو، آپ اس کے لئے اس کو رحمت و پاکیزگی بنادیجئے کہ آپ اس کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائیں۔"

۳ :......"اللّٰھم انما محمد (صلی اللہ علیه وسلم) بشر یغضب کما یغضب البشر. الحدیث."

(عن ابی ہریرہؓ مسلم ج:۲ ص:۳۲۴)

ترجمہ:......"اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایک انسان ہی ہیں، ان کو بھی غصہ آتا ہے جس طرح اور انسانوں کو غصہ آتا ہے۔"

۴ :......"انی اشترطت علی ربی فقلت: انما انا بشر ارضی کما یرضی البشر واغضب کما یغضب البشر." (مسلم ج:۲ ص:۳۲۴ عن انسؓ)

ترجمہ:......''میں نے اپنے رب سے ایک شرط کرلی ہے، میں نے کہا کہ: میں بھی ایک انسان ہی ہوں، میں بھی خوش ہوتا ہوں، جس طرح انسان خوش ہوتے ہیں اور غصہ ہوتا ہوں جس طرح دوسرے انسان غصہ ہوتے ہیں۔''

**۵:......''انما انا بشر وانه یأتینی الخصم فلعل بعضهم ان یکون ابلغ من بعض، فاحسب انه صادق، فاقضی له، فمن قضیت له بحق مسلم فانما هی قطعة من النار فلیحملها او یذرها.''**

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۳۲، مسلم ج:۲ ص:۷۴ عن ام سلمہؓ)

ترجمہ:......''میں بھی ایک آدمی ہوں اور میرے پاس مقدمہ کے فریق آتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض زیادہ زبان آور ہوں، پس میں اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کردوں، پس جس کے لئے میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کردوں وہ محض آگ کا ٹکڑا ہے، اب چاہے وہ اسے اٹھالے جائے، اور چاہے چھوڑ جائے۔''

**۶:......''انما انا بشر مثلکم انسیٰ کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی.''**

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۸، صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۱۲ عن ابن مسعودؓ)

ترجمہ:......''میں بھی تم جیسا انسان ہی ہوں، میں بھی بھول جاتا ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو، پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔''

**۷:......''انما انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من دینکم فخذوا به، واذا امرتکم بشیٔ من رائی فانما انا**

بشر.“ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۶۴ عن رافع بن خدیجؓ)

ترجمہ:...... ”میں بھی ایک انسان ہی ہوں، جب تم کو دین کی کسی بات کا حکم کروں تو اسے لے لو اور جب تم کو (کسی دنیوی معاملے میں) اپنی رائے سے بطور مشورہ کوئی حکم دوں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔“

۸:...... ”الا ایها الناس! فانما انا بشر یوشک ان یأتی رسول ربی فأجیب ..... الخ.“

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷۹ عن زید بن ارقمؓ)

ترجمہ:...... ”سنو! اے لوگو! پس میں بھی ایک انسان ہی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد (یہاں سے کوچ کا پیغام لے کر) آئے تو میں اس کو لبیک کہوں۔“

قرآن کریم اور ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفتِ نور کے ساتھ موصوف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی نفی کردی جائے، نہ ان نصوصِ قطعیہ کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار ممکن ہے۔

میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ بشریت کوئی عار اور عیب کی چیز نہیں، جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کرنا سوءِ ادب کا موجب ہو، بشر اور انسان تو اشرف المخلوقات ہے، اس لئے بشریت آپؐ کا کمال ہے، نقص نہیں، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشرف المخلوقات میں سب سے اشرف و افضل ہونا خود انسانیت کے لئے مایۂ افتخار ہے۔

”اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر، انسان اور آدمی ہونا نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طرۂ افتخار ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے سے انسانیت و بشریت رشکِ ملائکہ ہے۔“ (اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم ج:۱ ص:۳۵)

یہی عقیدہ اکابر اور سلف صالحین کا تھا، چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)"، القسم الثانی ص:۱۵۷، مطبوعہ ملتان میں لکھتے ہیں:

"قد قدمنا انه صلى الله عليه وسلم وسائر الانبياء والرسل من البشر. وان جسمه وظاهره خالص للبشر يجوز عليه من الآفات والتغيرات والآلام والاسقام وتجرع كأس الحمام ما يجوز على البشر وهذا كله ليس بنقيصة، لأن الشئ انما يسمى ناقصاً بالاضافة الىٰ ما هو اتم منه واكمل من نوعهٖ، وقد كتب الله تعالىٰ علىٰ اهل هذه الدار: فيها يحيون وفيها يموتون ومنها يخرجون وخلق جميع البشر بمدرجة الغير."

ترجمہ:...... "ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و رسل نوعِ بشر میں سے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک اور ظاہر خالص بشر کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر پر وہ تمام آفات و تغیرات اور تکالیف و امراض اور موت کے احوال طاری ہوسکتے تھے۔ جو انسان پر طاری ہوتے ہیں اور یہ تمام امور کوئی نقص اور عیب نہیں، کیونکہ کوئی چیز ناقص اس وقت کہلاتی ہے جبکہ اس کی نوع میں سے کوئی دوسری چیز اتم و اکمل ہو، دار دنیا کے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات مقدر فرمادی کہ وہ زمین میں جئیں گے، یہیں مریں گے اور یہیں سے نکالے جائیں گے، اور تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے تغیر کا محل بنایا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف کی چند مثالیں پیش کرنے کے بعد ص:۱۵۸، ۱۵۹ لکھتے ہیں:

"وهكذا سائر انبيائه مبتلى ومعافى وذلك من

تمام حكمته ليظهر شرفهم فی هذه المقامات، ويبين امرهم، ويتم كلمته فيهم، وليحقق بشريتهم، ويرتفع الالتباس من اهل الضعف فيهم، لئلا يضلوا بما يظهر من العجائب علىٰ ايديهم، ضلال النصارىٰ بعيسىٰ بن مريم. قال بعض المحققين: وهذه الطوارى والتغيرات المذكورة انما تختص باجسامهم البشرية المقصودة بها مقاومة البشر ومعانات بنی اٰدم لمشاكلة الجنس واما بواطنهم فمنزهة غالباً عن ذالك معصومة منه متعلقة بالملأ الاعلىٰ والملٰئكة لاخذها عنهم وتلقيها الوحی منهم." (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ج:۲ ص:۱۵۷، ۱۵۹)

ترجمہ:...... "اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کہ وہ تکالیف میں بھی مبتلا ہوئے اور ان کو عافیت سے بھی نوازا گیا، اور یہ حق تعالیٰ کی کمالِ حکمت تھی تاکہ ان مقامات میں ان حضرات کا شرف ظاہر ہو، اور ان کا معاملہ واضح ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کی بات ان کے حق میں پوری ہوجائے، اور تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی بشریت کو ثابت کردے اور امت کے اہلِ ضعف کو ان کے بارے جو التباس ہوسکتا تھا وہ اٹھ جائے، تاکہ ان عجائبات کی وجہ سے جو ان حضرات کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں، گمراہ نہ ہوجائیں۔ جس طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گمراہ ہوئے۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ: یہ عوارض اور تغیرات مذکورہ ان بشری اجسام کے ساتھ مخصوص ہیں جن سے مقصود بشریت کی مقاومت اور بنی آدم کی مشقتوں کا برداشت کرنا ہے، تاکہ ہم جنسوں کے ساتھ مشاکلت ہو، لیکن ان کی ارواح طیبہ ان امور سے متأثر نہیں ہوتیں، بلکہ وہ معصوم

ومنزہ اور ملأ اعلیٰ اور فرشتوں سے تعلق رکھتی ہیں، کیونکہ وہ فرشتوں سے علوم اخذ کرتی ہیں، اوران سے وحی اخذ کرتی ہیں۔“

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوعِ انسان میں داخل نہیں۔ آپ نے جو حوالے نقل کئے ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نور کی صفت کا اثبات کیا گیا ہے، مگر اس سے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار لازم نہیں آتا اس لئے وہ میرے مدعا کے خلاف نہیں، اور نہ میرا عقیدہ ان بزرگوں سے الگ ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ”نشر الطیب“ میں سب سے پہلے نورِ محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات) کی تخلیق کا بیان فرمایا ہے، اور اس کے ذیل میں وہ احادیث نقل کی ہیں جن کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔ لیکن حضرتؒ نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح بھی فرمادی ہے، چنانچہ پہلی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مسند عبدالرزاق کے حوالے سے یہ نقل کی ہے:

”آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نورِ الٰہی اس کا مادہ تھا، بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا .....پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے، ایک حصہ سے قلم پیدا کیا، دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش، آگے حدیث طویل ہے۔“

اس کے فائدہ میں لکھتے ہیں:

”اس حدیث سے نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے، ان اشیاء کا نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے متأخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔“

اور اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''ظاہراً نورِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) روح محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عبارت ہے، اور حقیقت روح کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے، اور مجرد کا مادیات کے لئے مادہ ہونا ممکن نہیں۔ پس ظاہراً اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا اور اس مادہ سے چار حصے کئے گئے ....الخ۔ اور اس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بننا اس طرح ممکن ہوا کہ وہ مادہ اس کا جزو نہ ہو، بلکہ کسی طریق سے محض اس کا سبب خارج عن الذات ہو۔''

دوسری روایت جس میں فرمایا گیا ہے کہ: بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا، اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے....اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اور اس وقت ظاہر ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بدن تو بنا ہی نہ تھا، تو پھر نبوت کی صفت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح کو عطا ہوئی تھی، اور نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی روحِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام ہے، جیسا اوپر مذکور ہوا۔''

اس سے واضح ہے کہ حضرت تھانویؒ کے نزدیک نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس روح ہے، اور اس فصل میں جتنے احکام ثابت کئے گئے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مقدسہ کے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک روح کے اول الخلق ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار لازم نہیں آتا۔

اور حضرت تھانویؒ کی تشریح سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے خدا تعالیٰ کے نور سے پیدا کئے جانے کا یہ مطلب نہیں کہ نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نعوذ باللہ! نورِ خداوندی کا کوئی حصہ ہے، بلکہ یہ مطلب ہے کہ نورِ خداوندی کا فیضان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مقدسہ کی تخلیق کا باعث ہوا۔

آپ نے قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی ''امداد السلوک'' کا حوالہ دیا ہے کہ:

> ''احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے، اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔''

''امداد السلوک'' کا فارسی نسخہ تو میرے سامنے نہیں، البتہ اس کا اردو ترجمہ جو حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے ''ارشاد الملوک'' کے نام سے کیا ہے، اس کی متعلقہ عبارت یہ ہے:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو اولادِ آدم ہی میں ہیں، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنالیا تھا کہ نورِ خالص بن گئے، اور حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا۔ اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کے سایہ ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو اس قدر تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے، چنانچہ ان کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پُر اور اتنی مشہور ہیں کہ نقل کی حاجت نہیں۔ نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ''جو لوگ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑتا ہوگا۔'' اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ: ''یاد کرو اس دن کو جبکہ مؤمنین کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا، اور منافقین کہیں گے کہ ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ اخذ کریں۔'' ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ایمان اور نور دونوں

حاصل ہوتے ہیں۔'' (ارشادالملوک مطبوعہ سہارنپور ص:۱۱۴،۱۱۵)

اس اقتباس سے چند امور بالکل واضح ہیں:

اول:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اولادِ آدم علیہ السلام میں سے ہونا تسلیم کیا گیا ہے، اور آدم علیہ السلام کا بشر ہونا قرآن کریم میں منصوص ہے۔

دوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس نورانیت کا اثبات کیا گیا ہے، وہ وہ ہے جو تزکیہ و تصفیہ سے حاصل ہوتی ہے، اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس قدر اکمل و اعلیٰ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''نورِ خالص'' بن گئے تھے۔

سوم:...... جسم اطہر کا سایہ نہ ہونے کو متواتر نہیں کہا گیا، بلکہ ''شہرت سے ثابت'' کہا گیا ہے۔ بہت سی روایات ایسی ہیں کہ زبان زد عام و خاص ہوتی ہیں، مگر ان کو تواتر یا اصطلاحی شہرت کا مرتبہ تو کیا حاصل ہوتا، خبر آحاد کے درجہ میں ان کو حدیث صحیح یا قابل قبول ضعیف کا درجہ بھی حاصل نہیں ہوتا، بلکہ وہ خالصتاً بے اصل اور موضوع ہوتی ہیں، سایہ نہ ہونے کی روایت بھی حد درجہ کمزور ہے، یہ روایت مرسل بھی ہے اور ضعیف بھی اس درجہ کی کہ اس کے بعض راویوں پر وضعِ حدیث کی تہمت ہے۔

(اس کی تفصیل حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے مضمون میں ہے جو آخر میں بطورِ تکملہ نقل کر رہا ہوں۔)

چہارم:...... احادیث کی تصحیح و تنقیح حضراتِ محدثینؒ کا وظیفہ ہے، حضراتِ صوفیاء کرامؒ کا اکثر و بیشتر معمول یہ ہے کہ وہ بعض ایسی روایات جو عام طور سے مشہور ہوں ان کی تنقیح کے درپے نہیں ہوتے، بلکہ برتقدیر صحت اس کی توجیہ کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی شیخ قطب الدین مکی قدس سرہٗ نے (جن کے رسالہ مکیہ کا ترجمہ حضرت گنگوہیؒ نے کیا ہے) اس مشہور روایت کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی پر نورانیت اور تصفیہ کا اس قدر غلبہ تھا کہ بطورِ معجزہ آپؐ کا سایہ نہیں تھا..... بہرحال اگر سایہ نہ ہونے کی روایت کو تسلیم کرلیا جائے تو یہ بطورِ معجزہ ہی ہوسکتا ہے۔ گویا غلبہ نورانیت کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر روح کے احکام جاری ہوگئے تھے، اور جس طرح روح کا سایہ نہیں


فہرست

ہوتا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا بھی سایہ نہیں تھا، لیکن اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی نفی لازم نہیں آتی، ایک تو اس لئے کہ شیخ خود آپؐ کی بشریت کی تصریح فرمارہے ہیں۔ دوسرے نور کی یہ صفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام متبعین اہل ایمان کے لئے ثابت فرمارہے ہیں، ظاہر ہے کہ اس نور کی بشریت سے منافات ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام متبعین کی بشریت کا انکار لازم آئے گا۔ تیسرے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو سب سے زیادہ جانتی ہیں، وہ فرماتی ہیں:

”کان بشراً من البشر. رواہ الترمذی.“

(مشکوٰۃ ص:۵۲۰)

ترجمہ:...... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔“

سایہ نہ ہونے کی روایت کے بارے میں فتاویٰ رشیدیہ سے ایک سوال و جواب یہاں نقل کرتا ہوں۔

”سوال:...... سایہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑتا تھا یا نہیں؟ اور جو ترمذی نے نوادر الاصول میں عبدالملک بن عبداللہ بن وحید سے انہوں نے ذکوان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا، سند اس حدیث کی صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع؟ ارقام فرماویں۔

جواب:...... یہ روایت کتبِ صحاح میں نہیں، اور ”نوادر“ کی روایت کا بندہ کو حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے؟ ”نوادر الاصول“ حکیم ترمذی کی ہے، نہ ابوعیسیٰ ترمذی کی، فقط واللہ اعلم!

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔“

اس اقتباس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ سایہ نہ ہونے کی روایت حدیث کی متداول کتابوں میں نہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حوالے سے آپ نے تین باتیں نقل کی ہیں:

''ا:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک نور ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''خلقت من نور اللہ.'' میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔

۲:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

۳:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت و مصلحت کے پیشِ نظر بصورتِ انسان ظاہر فرمایا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہونے اور سایہ نہ ہونے کی تحقیق اوپر عرض کرچکا ہوں، البتہ یہاں اتنی بات مزید عرض کردینا مناسب ہے کہ: ''خلقت من نور اللہ'' کے الفاظ سے کوئی حدیث مروی نہیں، مکتوبات شریفہ کے حاشیہ میں اس کی تخریج کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کی ''مدارج النبوۃ'' کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے:

''انا من نور اللہ والمؤمنون من نوری.''

ترجمہ:...... ''میں اللہ کے نور سے ہوں، اور مؤمن میرے نور سے ہیں۔''

مگر ان الفاظ سے بھی کوئی حدیث ذخیرۂ احادیث میں نظر سے نہیں گزری، ممکن ہے کہ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو ''نشر الطیب'' کے حوالے سے گزر چکی ہے) کی روایت بالمعنی ہو، بہرحال اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس کی شرح وہی ہے جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی ''نشر الطیب'' سے نقل کرچکا ہوں۔

سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اجزاء و حصص سے پاک ہے، اس لئے کسی عاقل کو یہ تو وہم بھی نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور، نورِ خداوندی کا جز اور حصہ ہے، پھر اس روایت میں اہل ایمان کی تخلیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ذکر کی گئی، اگر جزئیت کا مفہوم لیا جائے تو لازم آئے گا کہ تمام اہل ایمان نورِ خداوندی کا جز ہوں، اس قسم کی روایات کی عارفانہ تشریح کی جاسکتی ہے، جیسا کہ امام ربانیؒ نے کی ہے، مگر ان پر

عقائد کی بنیاد رکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو... نصوصِ قطعیہ کے علی الرغم ... نوعِ انسان سے خارج کردینا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

تیسری بات جو آپ نے حضرت مجدد رحمہ اللہ سے نقل کی ہے، اول تو وہ ان دقیق علوم و معارف میں سے ہے کہ جو عقولِ متوسطہ سے بالاتر ہیں، اور جن کا تعلق علوم مکاشفہ سے ہے، جو حضرات تصفیہ و تزکیہ اور نورِ باطن کے اعلیٰ ترین مقامات پر فائز ہوں وہی ان کے افہام و تفہیم کی صلاحیت رکھتے ہیں، عام لوگ ان دقیق علوم کو سمجھنے سے قاصر ہیں، ان لوگوں کو اگر ظاہرِ شریعت سے کچھ مس ہوگا تو ان اکابر کی شان میں گستاخی کریں گے (جس کا مشاہدہ اس زمانے میں خوب خوب ہو رہا ہے)، اور جن لوگوں کو ان اکابر سے عقیدت ہوگی وہ ظاہرِ شریعت اور نصوصِ قطعیہ کو پس پشت ڈال کر الحاد و زندقہ کی وادیوں میں بھٹکا کریں گے: "**فان الجاهل إما مفرط وإما مفرّط**"، اس لئے اکابر کی وصیت یہ ہے کہ:

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد است تیز
چوں نداری تو سپر واپس گریز
پیش ایں الماس بے اسپر میا
کز بریدن تیغ را نبود حیا
چہ شبہا نشستم دریں سیر گم
کہ دہشت گرفت آستینم کہ قم
محیط است علم ملک بر بسیط
قیاس تو بروے نہ گردد محیط
نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد
نہ فکرت بغور صفاتش رسد

دوسرے، آپ نے حضرت مجددؒ کا حوالہ نقل کرنے میں خاصے اختصار سے کام لیا ہے، جس سے فہمِ مراد میں التباس پیدا ہوتا ہے، حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق حق تعالیٰ کے علمِ اضافی سے ہوئی ہے:

''ومشہود می گردد کہ علم جملی کہ از صفات اضافیہ گشتہ است نوریست کہ در نشاۃ عنصری بعد از انصباب از اصلاب بارحام متکثرہ بمقتضائے حکم و مصالح بصورت انسانی کہ احسن تقویم است ظہور نمودہ و مسمّٰی بمحمد واحمد شدہ۔''

ترجمہ:...... ''اور ایسا نظر آتا ہے کہ علم اجمالی جو کہ صفاتِ اضافیہ میں سے ہوگیا ہے، ایک نور ہے جو کہ نشاۃ عنصری میں بہت سی پشتوں اور رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حکم و مصالح کے تقاضے سے انسانی صورت میں جلوہ گر ہوا، اور محمد واحمد کے پاک ناموں سے موسوم ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً کثیراً۔''

حضرت امام ربانیؒ کے اقتباس سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

۱:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق حق تعالیٰ کے علمِ اجمالی سے ... صفتِ اضافیہ کے مرتبہ میں ... ہوئی۔

۲:...... یہ صفتِ اضافیہ ایک نور تھا، جس کو انسانی قالب عطا کیا گیا۔

۳:...... چونکہ انسانی صورت سب سے خوبصورت سانچہ ہے، اس لئے حکمتِ خداوندی کا تقاضا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان اور بشر کی حیثیت سے پیدا کیا جائے۔ اگر بشری ڈھانچے سے بہتر کوئی اور قالب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی انسانی شکل میں پیدا نہ کیا جاتا۔ اس سے واضح ہے کہ حضرت امام ربانیؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے منکر نہیں، اور نہ وہ نور، بشریت کے منافی ہے جس کا وہ اثبات فرمارہے ہیں۔

آپ نے رسالہ ''التوسل'' اور ''تفسیر کبیر'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ آیتِ کریمہ: ''قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین.'' میں ''نور'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔

اس آیت میں ''نور'' کی تفسیر میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ دوم یہ کہ اسلام مراد ہے۔ اور سوم یہ کہ قرآن کریم مراد ہے۔ اس قول

کو امام رازیؒ نے اس بنا پر کمزور کہا ہے کہ معطوفین میں تغایر ضروری ہے، لیکن یہ دلیل بہت کمزور ہے۔ بعض اوقات ایک چیز کی متعدد صفات کو بطورِ عطف ذکر کردیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ''بیان القرآن'' میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

بہرحال ''نور'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، یا اسلام ہو، یا قرآن کریم، بہرصورت یہاں ''نور'' سے ''نورِ ہدایت'' مراد ہے جس کا واضح قرینہ آیت کا سیاق ہے۔

''یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم۔'' (المائدہ:۱۶)

ترجمہ:...... ''اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو، جو رضائے حق کے طالب ہوں، سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں (یعنی جنت میں جانے کے طریقے کہ عقائد و اعمال خاصہ ہیں، تعلیم فرماتے ہیں۔ کیونکہ پوری سلامتی بدنی و روحانی جنت ہی میں نصیب ہوگی) اور ان کو اپنی توفیق (اور فضل) سے (کفر و معصیت کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان و طاعت کے) نور کی طرف لے آتے ہیں، اور ان کو (ہمیشہ) راہِ راست پر قائم رکھتے ہیں۔'' (بیان القرآن)

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

''وتسمیۃ محمد والاسلام والقرآن بالنور ظاھرۃ لان النور الظاھر ھو الذی یتقوی بہ البصر علیٰ ادراک الاشیاء الظاھرۃ۔ والنور الباطن ایضاً ھو الذی تتقوی بہ البصیرۃ علیٰ ادراک الحقائق والمعقولات۔''

(تفسیر کبیر ج:۱۱ ص:۱۸۹)

ترجمہ:...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور قرآن کو نور فرمانے کی وجہ ظاہر ہے، کیونکہ ظاہری روشنی کے ذریعہ

آنکھیں ظاہری اشیاء کو دیکھ پاتی ہیں، اسی طرح نورِ باطن کے ذریعہ بصیرت حقائق و معقولات کا ادراک کرتی ہے۔“

علامہ نسفیؒ ”تفسیر مدارک“ میں لکھتے ہیں:

”او النور محمد صلی الله علیه وسلم لانه یهتدی به کما سمی سراجاً.“ (ج:۱ ص:۳۱۶)

ترجمہ:......”یا نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چراغ کہا گیا ہے۔“

قریب قریب یہی مضمون تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی، تفسیر صاوی، روح البیان اور دیگر تفاسیر میں ہے۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا:

”جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نوع کے اعتبار سے بشر ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفت ہدایت کے لحاظ سے ساری انسانیت کے لئے مینارۂ نور ہیں۔ یہی نور ہے جس کی روشنی میں انسانیت کو خدا تعالیٰ کا راستہ مل سکتا ہے، اور جس کی روشنی ابد تک درخشندہ و تابندہ رہے گی، لہٰذا میرے عقیدے میں آپ بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی۔“

میری ان تمام معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نور کی صفت ثابت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت اور بشریت کے دائرے سے خارج کردینا ہرگز صحیح نہیں۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اعتقاد لازم ہے، اسی طرح آپؐ کی انسانیت و بشریت کا عقیدہ بھی لازم ہے، چنانچہ میں فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے یہ نقل کرچکا ہوں:

”ومن قال لا ادری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان انسیًّا او جنیًّا یکفر، کذا فی الفصول العمادیۃ (ج:۲ ص:۳۶)، وکذا فی البحر الرائق (ج:۵ ص:۱۳۰).“ (فتاویٰ عالمگیری ج:۲ ص:۲۶۳)

ترجمہ:......”اور جو شخص یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا جن، وہ کافر ہے۔“

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں یا بشر؟

س......کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اس بارہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں کی طرح لفظ بشریت سے پکارا جائے۔ عمرو کہتا ہے کہ یہ غلط ہے، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور میں درجہ بشریت میں بھی اور نورانیت میں بھی ہیں۔ آیا ان دونوں میں کون حق پر ہے؟

ج......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نوع کے لحاظ سے بشر ہیں، اور قرآن کریم کے الفاظ میں ”بشر مثلکم“ ہیں۔ ہادیٔ راہ ہونے کی حیثیت سے نور اور سراپا نور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں اور بشر انسان ہی کو کہتے ہیں، آپؐ کو انسان ماننا فرض ہے اور آپؐ کی انسانیت کا انکار کفر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر زید آپؐ کے نور ہونے کا بھی قائل ہے تو اس کا موقف بھی صحیح ہے اور اگر بشریت اور نورانیت میں تضاد سمجھتا ہے تو اس کا موقف غلط ہے، آپؐ بشر کامل ہیں اور صفتِ ہدایت کے اعتبار سے نورِ کامل ہیں۔

## مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

س......مسئلہ حیات النبی کے سلسلہ میں مولانا اللہ یار خاں کی کتاب ”حیاتِ انبیاء“ پڑھی اور اس کے بعد یہ مسئلہ صراحتاً شیخ القرآنؒ نے اپنی تفسیر ”جواہر القرآن“ میں بیان فرمایا ہے، لیکن مولانا اللہ یار خان نے حیات کی کیفیت روح کا جسم اطہر یعنی بدن عنصری کے ساتھ منوانے کے لئے دلائل دیئے ہیں، حالانکہ شیخ القرآنؒ نے جسم مثالی کو تسلیم کروایا ہے۔ براہِ کرم اس کی

وضاحت فرمادیں اور بتائیں کہ یہ مسئلہ ایمانیات سے ہے؟

ج...... میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مطہرہ میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے، مگر حیاتِ دنیوی سے بھی قوی تر ہے۔ جو حضرات اس مسئلہ کے منکر ہیں، میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا، نہ وہ علمائے دیوبند کے مسلک پر ہیں۔

# معراج

## معراج جسمانی کا ثبوت

س...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی یا روحانی؟ برائے کرم تفصیلی جواب سے نوازیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج حاصل نہیں ہوئی تھی۔

ج...... حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ''نشر الطیب'' میں لکھتے ہیں:

> ''تحقیق سوم:...... جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری میں جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اس کی اجماع ہے اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہیں..... (آگے اس کے دلائل فرماتے ہیں)۔'' (نشر الطیب ص:۸۰ مطبوعہ سہارنپور)

اور علامہ سہیلیؒ ''الروض الانف شرح سیرت ابن ہشام'' میں لکھتے ہیں کہ:

> ''مہلب نے شرح بخاری میں اہل علم کی ایک جماعت کا قول نقل کیا ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوئی، ایک مرتبہ خواب میں، دوسری مرتبہ بیداری میں جسد شریف کے ساتھ۔'' (ج:۱ ص:۲۴۴)

اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے یہ فرمایا کہ معراج خواب میں ہوئی تھی، انہوں نے پہلے واقعہ کے بارے میں کہا ہے، ورنہ دوسرا واقعہ جو قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں مذکور ہے، وہ بلاشبہ بیداری کا واقعہ ہے۔

## معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کتنی بار ہوئی؟

س...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات (شبِ معراج) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنی بار حاضر ہوئے؟

ج...... پہلی بار کی حاضری تو تھی ہی، نو (۹) بار حاضری نمازوں کی تخفیف کے سلسلے میں ہوئی، ہر بار کی حاضری پر پانچ نمازیں کم ہوتی رہیں، اس طرح دس بار حاضری ہوئی۔

## کیا معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

س...... کیا معراج کی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

ج...... اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف چلا آتا ہے، صحیح یہ ہے کہ دیکھا ہے، مگر دیکھنے کی کیفیت معلوم نہیں۔

## کیا شبِ معراج میں حضرت بلالؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے؟

س...... کیا آتی دفعہ حضرت بلالؓ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یا کہ پہلے آئے یا بعد میں؟

ج...... شبِ معراج میں حضرت بلالؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ سفر نہیں تھے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس کس چیز پر آئے تھے؟

س...... ہم دوستوں میں ایک بحث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر جاتی دفعہ تو براق پر گئے، مگر واپسی میں براق پر آئے تھے یا براہِ راست آگئے تھے؟

ج...... اس کی کوئی تصریح تو نظر سے نہیں گزری بظاہر جس ذریعہ سے آسمان پر تشریف بَری ہوئی اسی ذریعہ سے آسمان سے واپس تشریف آوری بھی ہوئی ہوگی۔

# حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حقیقت

س...... خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی جو شخص نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے، اس کی شفاعت ضروری ہوجاتی ہے؟ کیا ابلیس لعین، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کی شکل میں آسکتا ہے؟

ج…… حدیث شریف میں ہے کہ: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔'' اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوجانا مبارک ہے، مگر اس کو بزرگی کی دلیل نہیں سمجھنا چاہئے۔ اصل چیز بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی ہے، جو اتباعِ سنت کا اہتمام کرتا ہو، وہ اِن شاء اللہ مقبول ہے، اور جو شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو وہ مردود ہے، خواہ اس کو روزانہ زیارت ہوتی ہو، اور اس کے لئے شفاعت بھی ضروری نہیں۔

## خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی اصول

س…… مولانا صاحب! خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پرکھنے کا کیا معیار ہے؟ کہ یہ خواب سچا ہے یا جھوٹا؟ بے شک شیطان اشرف الانبیاء کی صورت میں خواب میں نہیں آسکتا، لیکن لاکھوں انسانوں کی صورت میں خواب میں آسکتا ہے، اور کسی بھی صورت کو نبی کے عنوان سے دکھا سکتا ہے، اور ان میں وہ نشانیاں بھی پیدا کرسکتا ہے جو نبی میں مظہر ہوں اور صرف نبی ہی پہچان سکتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو دیکھا ہی نہیں تو وہ اسے خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا، اور اگر دیکھ بھی لے تو وہ محض خیالی تصویر ہوگی، تو جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی نہیں ان کے خواب پر کن دلیلوں کے ساتھ یقین کیا جائے کہ خواب سچا ہے یا جھوٹا؟ دلیلیں ٹھوس ہونی چاہئیں، کیونکہ کمزور دلائل پر ہر آدمی خواب میں زیارت کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

ج…… خواب میں اگر کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو وہ خواب تو صحیح ہے، کیونکہ شیطان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں متمثل ہونے کی اجازت نہیں۔ البتہ یہاں چند امور قابل لحاظ ہیں:

اول:…… بعض اہل علم کا ارشاد ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شکل وصورت میں ہو تو تب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت ہے، اور اگر کسی اور حلیہ میں ہو تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں، لیکن اکثر محققین اس کے قائل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جس ہیئت میں بھی ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت ہے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی شکل وصورت میں دیکھے تو یہ دیکھنے والے کی حالت کے اچھا ہونے کی علامت ہے، اور اگر خستہ حالت میں دیکھے تو یہ دیکھنے والے کے دل ودماغ اور دینی حالت کے پراگندہ ہونے کی علامت ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ایک آئینہ ہے، جس میں ہر دیکھنے والے کی حالت کا عکس نظر آتا ہے۔

دوم:...... خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی بسا اوقات تعبیر کی محتاج ہوتی ہے، مثلاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواں سال دیکھے تو اور تعبیر ہوگی، اور پیرانہ سالی میں دیکھے تو دوسری تعبیر ہوگی۔ خوشی کی حالت میں دیکھے تو اور تعبیر ہوگی اور رنج وبے چینی کے عالم میں دیکھے تو دوسری تعبیر ہوگی، وعلیٰ ہذا!

سوم:...... جبکہ خواب دیکھنے والے نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں نہیں کی تو اس کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب ہی میں اس کا علمِ ضروری حاصل ہوجاتا ہے اور اسی علم پر مدار ہے، اس کے سوا کوئی ذریعہ علم نہیں، اِلَّا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ٹھیک اسی شکل وشمائل میں ہو جو وصال سے قبل حیاتِ طیبہ میں تھی، اور اس سے خواب کی تصدیق ہوجائے۔

چہارم:...... خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو برحق ہے، لیکن اس خواب سے کسی حکمِ شرعی کو ثابت کرنا صحیح نہیں، کیونکہ خواب میں آدمی کے حواس معطل ہوتے ہیں، اس حالت میں اس کے ضبط پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے صحیح طور پر ضبط کیا ہے یا نہیں؟ علاوہ ازیں شریعت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے مکمل ہوچکی تھی، اب اس میں کمی بیشی اور ترمیم وتنسیخ کی گنجائش نہیں، چنانچہ تمام اہلِ علم اس پر متفق ہیں کہ خواب حجتِ شرعی نہیں، اگر خواب میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

کوئی ارشاد سنا تو میزانِ شریعت میں تولا جائے گا، اگر قواعدِ شرعیہ کے موافق ہو تو دیکھنے والے کی سلامتی واستقامت کی دلیل ہے، ورنہ اس کے نقص و غلطی کی علامت ہے۔

پنجم:...... خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بڑی برکت وسعادت کی بات ہے، لیکن یہ دیکھنے والے کی عنداللہ مقبولیت ومحبوبیت کی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کا مدار بیداری میں اتباعِ سنت پر ہے۔ بالفرض ایک شخص کو روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہو، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تارک ہو اور وہ فسق وفجور میں مبتلا ہو تو ایسا شخص مردود ہے۔ اور ایک شخص نہایت نیک اور صالح متبع سنت ہے، مگر اسے کبھی زیارت نہیں ہوئی، وہ عنداللہ مقبول ہے۔ خواب تو خواب ہے، بیداری میں جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی دولت سے محروم رہے وہ مردود ہوئے، اور اس زمانے میں بھی جن حضرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں ہوئی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب ہوئی وہ مقبول ہوئے۔

ششم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا جھوٹا دعویٰ کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے، اور یہ کسی شخص کی شقاوت وبدبختی کے لئے کافی ہے، اگر کسی کو واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تب بھی بلاضرورت اس کا اظہار مناسب نہیں۔

## خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے صحابیؓ کا درجہ

س...... کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے اسے صحابہ کرامؓ کا درجہ ملتا ہے؟

ج...... ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے، خواب میں زیارت سے صحابی کا درجہ نہیں ملتا، صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو، اور پھر ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ یہاں یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ صحابی کا درجہ کسی غیر صحابی کو نہیں مل سکتا، خواہ وہ کتنا ہی بڑا غوث، قطب اور ولی اللہ کیوں نہ ہو؟

## کیا غیر مسلم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو سکتی ہے؟

س...... پچھلے دنوں میرا کراچی جانے کا اتفاق ہوا، وہاں پر ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں پیش

امام تشریف لائے، انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا: حافظ صاحب! ایک عیسائی شخص کہہ رہا ہے کہ جلدی کرو مجھے کلمہ پڑھاؤ، کیونکہ مجھے رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے تجھے دین، ایمان عطا کیا ہے، جلدی کر اور ایمان لے آ۔ لہٰذا امام صاحب نے اس شخص کی بات سنی اور پھر اس عیسائی شخص کے پاس گئے اور اسے کلمہ پڑھایا اور وہ شخص کلمہ پڑھنے کے فوراً بعد فوت ہوگیا۔ اب آپ یہ تحریر فرمائیں کہ آیا حافظ صاحب کی یہ بات درست تھی؟ کیا عیسائی شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوسکتا ہے؟

ج...... ضرور ہوسکتا ہے! آپ کو اس میں کیا اشکال ہے؟ اگر یہ خیال ہو کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا تو بڑے شرف کی بات ہے، یہ شرف کسی کافر کو کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اس سے بڑھ کر شرف ہونا چاہئے، ابوجہل و ابولہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا، جب یہ چیز ان کے لئے شرف کا باعث نہ بنی، تو کسی غیر مسلم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا شرف کا باعث کیسے ہوسکتا ہے؟ اصل باعثِ شرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور پیروی ہے، اگر یہ نہ ہو تو صرف زیارت کوئی شرف نہیں۔

## انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ وصحابیاتؓ، ازواجِ مطہراتؓ اور صاحبزادیاںؓ

### حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار سال کا زمانہ گزرا

س...... پچھلے دنوں اخبار میں ایک انسانی کھوپڑی کی تصویر چھپی تھی اور لکھا تھا کہ یہ کھوپڑی تقریباً سولہ لاکھ سال پرانی ہے، یہ پڑھ کر تعجب ہوا، کیونکہ سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام تھے، ان کو زیادہ سے زیادہ اس زمین پر آئے ہوئے دس ہزار سال گزرے ہوں گے، اس سے پہلے انسان کا اس زمین پر وجود نہ تھا، تو سائنس دانوں کا اس انسانی کھوپڑی

کے بارے میں یہ خیال کہ یہ سولہ لاکھ سال پرانی ہے، کہاں تک درست ہے؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس زمین پر آئے ہوئے اندازاً کتنے سال ہوگئے ہیں؟

ج...... مؤرّخین کے اندازے کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار سال کے قریب زمانہ گزرا ہے، سائنس دانوں کے یہ دعوے کہ اتنے لاکھ سال پرانی کھوپڑی ملی ہے، محض اٹکل پچو ہیں۔

## حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا

س...... حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے کون سا سجدہ کیا تھا؟

ج...... اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو بطور تعظیم تھا۔

دوم...... یہ کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور آدم علیہ السلام کی حیثیت ان کے لئے ایسی تھی جیسی ہمارے لئے قبلہ شریف کی۔

## کیا انسان آدمؑ کی غلطی کی پیداوار ہے؟

س:...... آدم علیہ السلام کو غلطی کی سزا کے طور پر جنت سے نکالا گیا اور انسانیت کی ابتداء ہوئی، تو کیا اس دنیا کو غلطی کی پیداوار سمجھا جائے گا؟ یا پھر آدمؑ کی اس غلطی کو مصلحتِ خداوندی سمجھا جائے؟ اگر آدمؑ کی اس غلطی میں مصلحتِ خداوندی تھی تو کیا انسان کے اعمال میں بھی مصلحتِ خداوندی شامل ہوتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر اعمال و افعال کی سزا کا ذمہ دار کیوں؟

ج...... حضرت آدم علیہ السلام سے جو خطا ہوئی تھی وہ معاف کردی گئی، دنیا میں بھیجا جانا بطور سزا کے نہیں تھا، بلکہ خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے تھا۔

## حضرت آدم علیہ السلام سے نسل کس طرح چلی؟
## کیا ان کی اولاد میں لڑکیاں بھی تھیں؟

س...... حضرت آدم علیہ السلام سے نسل کس طرح چلی؟ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو پیدا فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام کی اولادوں میں تین نام قابلِ ذکر ہیں، اور یہ تینوں نام لڑکوں کے ہیں۔ ۱: ہابیل۔ ۲: قابیل۔ ۳: شیث۔ آخرکار ان تینوں کی

شادیاں بھی ہوئی ہوں گی، آخر کس کے ساتھ جبکہ کسی بھی تاریخ میں آدم علیہ السلام کی لڑکیوں کا ذکر نہیں آیا۔ آپ مجھے یہ بتادیجئے کہ ہابیل، قابیل اور شیث سے نسل کیسے چلی؟ میں نے متعدد علماء سے معلوم کیا، مگر مجھے ان کے جواب سے تسلی نہیں ہوئی، اور بہت سے علماء نے غیر شرعی جواب دیا۔

ج...... حضرت آدم علیہ السلام کے یہاں ایک بطن سے دو بچے جڑواں پیدا ہوتے تھے، اور وہ دونوں آپس میں بھائی بہن شمار ہوتے تھے، اور دوسرے بطن سے پیدا ہونے والے بچوں کے لئے ان کا حکم چچا کی اولاد کا حکم رکھتا تھا، اس لئے ایک پیٹ سے پیدا ہونے والے لڑکے لڑکیوں کے نکاح دوسرے بطن کے بچوں سے کردیا جاتا تھا۔ ہابیل، قابیل کا قصہ اسی سلسلہ پر پیش آیا تھا، قابیل اپنی جڑواں بہن سے نکاح کرنا چاہتا تھا جو دراصل ہابیل کی بیوی بننے والی تھی۔ لڑکیوں کا ذکر عام طور سے نہیں آیا کرتا، قابیل و ہابیل کا ذکر بھی اس واقعہ کی وجہ سے آگیا۔

## حضرت داوٴد علیہ السلام کی قوم اور زَبور

س...... یہودی، عیسائی اور مسلمان قوم تو دنیا میں موجود ہے، آیا حضرت داوٴد علیہ السلام کی قوم بھی دنیا میں کہیں موجود ہے؟ اگر ہے تو کہاں؟ اور زبور جو حضرت داوٴد علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ کسی بھی حالت میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کہاں ہے؟

ج...... حضرت داوٴد علیہ السلام کا شمار انبیائے بنی اسرائیل میں ہوتا ہے، اور وہ شریعتِ توراة کے متبع تھے، اس لئے ان کے وقت کے بنواسرائیل ہی آپ کی قوم تھے۔ موجودہ بائبل کے عہد نامہٴ قدیم میں ایک کتاب ”زبور“ ہے جسے یہودی، داوٴد علیہ السلام پر نازل شدہ مانتے ہیں۔

## حضرت یحییٰ علیہ السلام شادی شدہ نہیں تھے

س...... میں نے ایف۔اے اسلامیات کی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت یحییٰ شادی شدہ ہیں، جبکہ ”جنگ“ بچوں کے صفحہ میں لکھا ہے کہ حضرت یحییٰ شادی شدہ نہیں ہیں۔ کیا یہ سچ ہے کہ حضرت یحییٰ شادی شدہ نہیں ہیں؟

ج...... جی ہاں! حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں پیغمبروں نے نکاح نہیں کیا،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو جب قربِ قیامت میں نازل ہوں گے تو نکاح بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ اس لئے صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام ہی ایسے ہیں جنھوں نے شادی نہیں کی، اس لئے قرآن کریم میں ان کو "حصور" فرمایا گیا ہے۔ اس لئے اگر آپ کی اسلامیات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا شادی شدہ ہونا لکھا ہے تو غلط ہے۔

س...... اگر شادی شدہ نہیں ہیں تو ان کا ذکر قرآن مجید میں کیوں آیا؟

ج...... قرآن کریم میں تو ان کے شادی نہ کرنے کا ذکر آیا ہے، شادی کرنے کا نہیں!

## حضرت ہارون علیہ السلام کے قول کی تشریح

س...... ایک مولوی صاحب مسجد میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا واقعہ بیان فرمارہے تھے۔ جس میں حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول ہوئی اور حضرت ہارونؑ پیغمبر بنادیئے گئے، اس کے بعد حضرت موسیٰؑ خدا سے ہم کلام ہونے کے لئے تشریف لے گئے تو ان کے بعد سامری نے ایک بچھڑا بنایا اور اسے بنی اسرائیل کے سامنے پیش کیا کہ یہی خدا ہے۔ اب بنی اسرائیل میں دو گروہ پیدا ہوگئے، ایک جو بچھڑے کو خدا مانتا تھا اور دوسرا وہ جو اس کی پوجا نہیں کرتا تھا۔ حضرت ہارونؑ انہیں اس سے باز نہ رکھ سکے اور جب حضرت موسیٰؑ واپس تشریف لائے تو وہ حضرت ہارونؑ پر ناراض ہوئے کہ تو نے منع کیوں نہ کیا؟ تو حضرت ہارونؑ نے فرمایا:

ترجمہ:...... "اے میری ماں کے بیٹے! نہ پکڑ میری داڑھی اور نہ سر، میں ڈرا کہ تو کہے گا کہ پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں اور یاد نہ رکھا میری بات کو۔"

مولوی صاحب نے اس کے بعد لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "لوگو! دیکھا تم نے تفرقہ کتنی بری چیز ہے کہ ایک پیغمبر نے وقتی طور پر شرک کو قبول کرلیا، لیکن تفرقے کو قبول نہ کیا۔" کیا مولوی کی یہ تشریح صحیح ہے؟

ج...... مولوی صاحب نے حضرت ہارون علیہ السلام کے ارشاد کا صحیح مدعا نہیں سمجھا، اس لئے نتیجہ بھی صحیح اخذ نہیں کیا۔ حضرت ہارون علیہ السلام کا توقف کرنا اور گوسالہ پرستوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتظار میں تھا، موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے وقت ان کو نصیحت کرگئے تھے کہ قوم کو متفق اور متحد رکھنا اور کسی ایسی بات سے احتراز

کرنا جو قوم میں تفرقہ کا موجب ہو۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو توقع تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی پر قوم کی اصلاح ہوجائے گی اور اگر ان کی غیر حاضری میں ان لوگوں سے قتل وقتال یا مقاطعہ کی کاروائی کی گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی اصلاح ناممکن ہوجائے کیونکہ وہ لوگ بھی کہہ چکے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک ہم اس سے باز نہیں آئیں گے۔ اس لئے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک ان لوگوں کے خلاف کوئی کاروائی کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ صرف زبانی فہمائش پر اکتفا کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ "معارف القرآن" میں لکھتے ہیں:

> "اس واقعہ میں حضرت موسیٰؑ کی رائے از روئے اجتہاد یہ تھی کہ اس حالت میں حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اس مشرک قوم کے ساتھ نہیں رہنا چاہئے تھا، ان کو چھوڑ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آجاتے، جس سے ان کے عمل میں مکمل بیزاری کا اظہار ہوجاتا۔
>
> حضرت ہارون علیہ السلام کی رائے از روئے اجتہاد یہ تھی کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہمیشہ کے لئے بنی اسرائیل کے ٹکڑے ہوجائیں گے اور تفرقہ قائم ہوجائے گا اور چونکہ ان کی اصلاح کا یہ احتمال موجود تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے بعد ان کے اثر سے یہ سب پھر ایمان اور توحید کی طرف لوٹ آویں، اس لئے کچھ دنوں کے لئے ان کے ساتھ مساہلت اور مساکنت کو ان کی اصلاح کی توقع تک گوارا کیا جائے، دونوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل، ایمان و توحید پر لوگوں کو قائم کرنا تھا، مگر ایک نے مفارقت اور مقاطعہ کو اس کی تدبیر سمجھا، دوسرے نے اصلاحِ حال کی امید تک ان کے ساتھ مساہلت اور نرمی کے معاملہ کو اس مقصد کے لئے نافع سمجھا۔" (ج:۶ ص:۱۴۲)

## کیا حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے؟

س…… حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ جو دوسرے آدمی شریکِ سفر تھے وہ غالباً حضرت خضرؑ تھے، عام خیال یہی ہے۔ حضرت خضرؑ کا پیغمبر ہونا قرآن سے ثابت نہیں، پیغمبر کے بغیر کسی پر وحی بھی نازل نہیں ہوتی، غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، تو پھر حضرت خضرؑ کو ظالم بادشاہ، نافرمان بچے اور دیوار والے خزانے کے متعلق کس طرح علم ہوا، جبکہ حضرت موسیٰؑ کو ان کی خبر تک نہ تھی؟

ج…… قرآن کریم کی ان آیات سے جن میں حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے، یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے، اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے۔ اور جو حضرات اس کے قائل ہیں کہ وہ نبی نہیں تھے، شاید ان کی مراد یہ ہو کہ دعوت وتبلیغ کی خدمت ان کے سپرد نہیں تھی، بلکہ بعض تکوینی خدمات ان سے لی گئیں، بہرحال حق تعالیٰ شانہ سے براہِ راست ان کو علم عطا کیا جانا قرآن کریم سے ثابت ہے، لہٰذا ان کو ظالم بادشاہ، نافرمان بچے اور دیوار والے خزانے کا علم ہوجانا بذریعہ وحی تھا، اور جو علم بذریعہ وحی حاصل ہو، اسے علمِ غیب نہیں کہا جاتا۔

## حضرت خضر علیہ السلام کے ذمہ کیا ڈیوٹی ہے؟

س…… حضرت خضر علیہ السلام کیا زندہ ہیں؟

ج…… حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ اس میں قدیم زمانے سے شدید اختلاف چلا آتا ہے، مگر چونکہ کوئی عقیدہ یا عمل اس بحث پر موقوف نہیں اس لئے اس میں بحث کرنا غیرضروری ہے۔

## حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم کے ساتھ صرف ''ص'' لکھنا

س…… کچھ عرصہ قبل کسی صاحب نے آپ سے ایک سوال پوچھا تھا کہ کچھ لوگ انگلش میں لفظ ''محمد'' کو Mohammad کے بجائے صرف Mohd لکھ دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم نے ''محمد'' کو شارٹ کرکے لکھ دیا ہے، اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انگریزوں کے نزدیک لفظ ''محمد'' کی اہمیت خواہ کتنی ہی کم ہو، ایک مسلمان کے لئے لفظ

''اللہ'' کے بعد تمام ذخیرۂ الفاظ میں سب سے اہم لفظ ''محمد'' ہے، اس لفظ میں تخفیف کا مطلب تو یہ ہوا کہ لکھنے والے کو نعوذ باللہ! گویا اس لفظ سے نفرت ہے۔ لفظ ''محمد'' کو مخفف کرکے لکھنے کا رواج غالباً فرنگی سازش ہے اور مسلمان اس مسئلے کی سنگینی کو سمجھ نہیں سکے۔ Mohammad کے بجائے Mohd (موہڈ) ایک مہمل اور بے معنی لفظ ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو ایک مہمل اور بے معنی لفظ میں تبدیل کردینا کسی مسلمان کے لئے ہرگز رَوا نہیں ہوسکتا۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ: چند حضرات صرف "M" لکھ دیتے ہیں، یہ بھی انگریزی فیشن ہے۔

محترمی! میں نے اس مسئلے اور آپ کے جواب کو زیادہ سے زیادہ ناواقف لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں کئی طالب علموں نے وعدہ کیا کہ آئندہ ہم ''محمد'' کو Mohd یا صرف M نہیں لکھیں گے، بلکہ پورے حروفِ تہجی Mohammad لکھا کریں گے۔ اب مجھے ٹنڈو آدم سے اپنے ایک طالب علم بھائی کا خط موصول ہوا ہے، جس میں اسکول میں اپنے نام سے پہلے M لکھنے سے گریز کیا، ماسٹر صاحبان نے وجہ پوچھی تو اس طالب علم نے آپ کا جواب دہرایا اور کہا کہ: صرف M لکھنا انگریزی فیشن ہے۔ تو اس کے جواب میں ماسٹر صاحبان نے کہا کہ: ''اگر ''محمد'' کو انگریزی میں پورا لکھنے کی بجائے صرف "M" لکھنا غلط ہے تو پھر اخبارات، کتابوں میں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پورا لکھنے کی بجائے صرف (ﷺ) لکھ دیا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟''

ج...... صرف (ﷺ) کا نشان کافی نہیں، بلکہ پورا درود شریف لکھنا چاہئے اور اس میں کسی بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ ہماری تحریر سے درود شریف کی اہمیت زیادہ ہے، اس کو کیوں نہ لکھا جائے؟ میں جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مقدس لکھتا ہوں، پورے اہتمام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا ہوں، اور اس میں کبھی بخل نہیں کرتا۔ لیکن اخبار کے کاتب ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی جگہ صرف (ﷺ) لکھ دیتے ہیں۔

## رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی

س...... ہمارے ہاں ایک صوفی پیر ہیں، ایک دن انہوں نے مجھے اور میرے دوست کو کہا


فہرست

کہ: ایک خوبصورت لڑکی ہو، جس سے ایک لڑکا محبت کرتا ہو، اور آپ بھی اس سے محبت کرنے لگیں تو نتیجہ کیا ہوگا؟ ہم نے کہا: انجام لڑائی اور دشمنی! تو کہنے لگا: ظاہر ہے کہ جو لڑکی سے محبت کرتا ہے وہ کیونکر چاہے گا کہ میری محبوبہ سے کوئی محبت کرے؟ پھر کہنے لگا کہ: تم اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہیں اور تم نبی علیہ السلام سے محبت کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارا دشمن ہوجائے گا، وہ کیسے چاہے گا کہ میری محبت سے کوئی دوسرا محبت کرے؟ اس کے باوجود بھی اگر بندہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ کافی سزائیں دیتے ہیں، اگر کافی سزائیں سہنے کے بعد بھی بندہ اپنے نبی سے محبت کرے تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے بندے کے آگے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، یعنی خدا بندے کے سامنے جھک جاتا ہے۔ اس کی وضاحت فرمادیں کہ یہ انسان کن عقائد کا مالک ہے؟

ج…… یہ صوفی جی بے علم اور ناواقف ہیں، ان کا یہ کہنا کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ہم محبت کریں تو خدا تعالیٰ دشمن ہوجائے گا اور سزا دے گا“ یہ کلمۂ کفر ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ: ”خدا بندے کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے“ یہ بھی کلمۂ کفر ہے، ایسے بے دین اور جاہل کے پاس نہیں بیٹھنا چاہئے۔

## حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کے ناموں پر ”ؐ“ یا ”ؑ“ لکھنا

س…… عام طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کے اسماء مبارکہ پر ”ؐ“، ”ؑ“ وغیرہ لگادیتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

ج…… پورا درود و سلام لکھنا چاہئے۔

## صیغہ خطاب کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنا

س…… قرآن مجید میں صلوا علیہ ہے، کیا ”صلی اللہ علیک یا رسول اللہ“ پڑھنے سے درود کا حق ادا ہوجاتا ہے؟

ج…… خطاب کے صیغہ کے ساتھ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر کہنا چاہئے، دوسری جگہ غائب کے صیغہ سے کہنا چاہئے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درود

شریف کے جو صیغے امت کو تعلیم فرمائے ہیں، وہ غائب کے صیغے ہیں۔

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

س...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ اور آپ کے لباس اور بالوں کے متعلق تفصیل سے بیان فرمائیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک شمائل ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے، اس کو "خصائل نبوی" سے نقل کیا جاتا ہے۔

"ابراہیم بن محمد، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں)، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لانبے تھے، نہ زیادہ پستہ قد، بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے تھے، بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے تھے، نہ گول چہرہ کے، البتہ تھوڑی سی گولائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں تھی، یعنی (چہرۂ انور بالکل گول نہ تھا، نہ بالکل لانبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز، بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً: کہنیاں اور گھٹنے)، اور ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُرگوشت تھی۔ آپ کے بدنِ مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے (یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال زیادہ ہوجاتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدنِ مبارک پر خاص خاص جگہوں کے علاوہ جیسے بازو، پنڈلیاں، وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں بال نہیں تھے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مبارک پُرگوشت تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدنِ مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے

(یعنی یہ کہ گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اس لئے کہ اس طرح دوسرے کے ساتھ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے، اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہوجاتی ہے، بلکہ سینہ مبارک سمیت اس طرف توجہ فرماتے۔ بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے تو تمام چہرہ مبارک سے فرماتے، کن انکھیوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے، مگر یہ مطلب اچھا نہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے والے تھے نبیوں کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے تھے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے (غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم دل وزبان، طبیعت، خاندان، اوصافِ ذاتی اور نسبی ہر چیز میں سب سے افضل تھے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہوجاتا تھا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول وہلہ میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا، اول تو جمال وخوبصورتی کے لئے بھی رعب ہوتا ہے:

شوق افزوں مانع عرض تمنا داب حسن
بارہا دل نے اٹھائے ایسی لذت کے مزے

اس کے ساتھ جب کمالات کا اضافہ ہو تو پھر رعب کا کیا پوچھنا! اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مخصوص چیزیں عطا ہوئیں، ان میں رعب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا)۔ البتہ جو شخص پہچان کر میل جول کرتا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ و اوصاف کا گھائل ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنالیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا باجمال وباکمال نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا، نہ بعد میں دیکھا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔''

❀ :......اور لباس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول مبارک کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ لباس میں اکثر سوتی کرتا زیب تن فرماتے تھے، جس کی آستینیں عموماً گٹوں تک اور لمبائی آدھی پنڈلی تک ہوتی تھی۔ ایک بار رومی ساخت کا جبہ بھی، جس کی آستینیں

آگے سے تنگ تھیں، استعمال فرمایا۔ سفید لباس کو پسند فرماتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے، اکثر لنگی استعمال فرماتے تھے، یمانی چادروں کو پسند فرماتے تھے، شلوار کا خریدنا اور پسند فرمانا ثابت ہے، مگر پہننا ثابت نہیں۔ سبز چادریں بھی استعمال فرمائیں، گاہے سرخ دھاریوں والی دو چادریں بھی استعمال فرمائیں، بالوں کی بنی ہوئی سیاہ چادر (کالی کملی) بھی استعمال فرمائی، سرمبارک پر کپڑے کی کلاہ اور اس کے اوپر دستار پہننے کا معمول تھا۔

❁:......سرمبارک پر پٹے رکھنے کا معمول تھا، جو اکثر و بیشتر نرمہ گوش (کانوں کی لو) تک ہوتے اور کبھی کم و بیش بھی ہوتے تھے۔ حج و عمرہ کا احرام کھولنے کے موقع پر سر کے بال استرے سے صاف کرادیئے جاتے اور موئے مبارک رفقاء و احباب میں تقسیم فرمادیئے جاتے، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین!

نعلین شریفین رنگے ہوئے چمڑے کے ہوتے تھے، جن میں دو تسمے ہوا کرتے تھے، ان کا نقشہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

هٰذَا مِثَالُ نَعْلِهٖ — صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
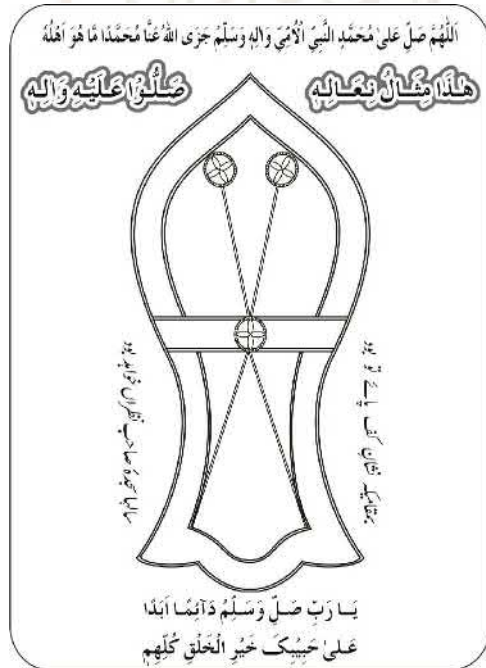
## طائف سے مکۃ المکرّمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کی پناہ میں تشریف لائے؟

س...... کیا جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے تو آپ کی مکہ مکرمہ سے شہریت ختم کردی گئی تھی اور پھر آپ کسی شخص کی امان حاصل کرکے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے؟ اگر ایسا ہے تو اس شخص کا نام بھی تحریر فرمائیں کہ وہ کون شخص تھا؟

ج...... مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے ''سیرۃ المصطفیٰ'' (ج:۱ ص:۲۸۱) میں، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ ''سیرت کبریٰ'' (ج:۲ ص:۷۰۱) میں طبقات ابن سعد کے حوالے سے (سیرت مصطفیٰ میں زاد المعاد کا حوالہ بھی دیا گیا ہے) اور حافظ ابن کثیرؒ نے ''البدایہ والنہایہ'' (ج:۳ ص:۱۳۷) میں اموی کی مغازی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطعم بن عدی کی پناہ میں تشریف لائے تھے، اور پناہ میں آنے کا یہ مطلب نہیں تھا جو آپ نے سمجھا ہے کہ اس سے پہلے مکہ کی شہریت ختم کردی گئی تھی، بلکہ یہ مطلب تھا کہ مطعم بن عدی نے ضمانت دی تھی کہ آئندہ اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ستائیں گے۔

## حواری کسے کہتے ہیں؟

س...... ہم نے قرآن پاک میں حواریوں کا ذکر تیسرے، ساتویں اور اٹھائیسویں پارے میں پڑھا، اس ضمن میں کچھ سوالات:

۱:...... حواری کون لوگ تھے؟

۲:...... حواری کا مطلب کیا ہے؟

۳:...... حواری کو اردو میں کیا پکارا جاتا ہے؟

۴:...... حواری کے علاوہ دوسرا گروہ کون سا تھا جو کافر ٹھہرا؟

۵:...... اور اس کی مفصل تفصیل بیان کریں اور حواریوں کا خطاب کن کو ملا؟

ج...... ''حواری'' کا لفظ ''حَــوَرَ'' سے ہے، جس کے معنی سفیدی کے ہیں، ان آیات میں ''حواری'' کا لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص احباب و اصحاب کے لئے استعمال ہوا ہے، جن کی تعداد بارہ (۱۲) تھی، حواری کا لفظ اردو میں بھی مخلص اور مددگار دوست کے معنی

میں استعمال ہوتا ہے، وارث سرہندی صاحب کی کتاب ''علمی لغت'' میں ہے:

''حواری: خاص، برگزیدہ، مددگار، دھوبی، حضرت عیسیٰؑ کا صحابی، وہ جس کا بدن بہت سفید ہو۔''

وہ کافر گروہ جس کا ذکر سورۃ الصّف کی آیت:۱۴ میں ہے، اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا تو عیسائیوں کے تین گروہ ہوگئے۔ ایک نے کہا کہ وہ خود ہی خدا تھے اس لئے آسمان پر چلے گئے۔ دوسرے نے کہا کہ وہ خدا تو نہیں مگر خدا کے بیٹے تھے، اس لئے باپ نے اپنے بیٹے کو اپنے پاس بلالیا۔ یہ دونوں گروہ کافر ہوگئے۔ تیسرا گروہ مسلمانوں کا تھا، انہوں نے کہا کہ وہ نہ خدا تھے، نہ خدا کے بیٹے تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت کے تحت ان کو آسمان پر اٹھالیا (اور قربِ قیامت میں وہ پھر نازل ہوں گے)، یہ گروہ مؤمن تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور ان کے سچے پیروکاروں کا یہی عقیدہ تھا۔

## عشرہ مبشرہ کس کو کہتے ہیں؟

س...... ایک حافظ صاحب کہتے تھے کہ بی بی فاطمہؓ کا ذکر عشرہ مبشرہ میں ہے۔ عشرہ مبشرہ کس کو کہتے ہیں؟

ج...... عشرہ مبشرہ ان دس صحابہ کو کہتے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وقت میں جنت کی بشارت دی، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ۱: ابوبکر۔ ۲: عمر۔ ۳: عثمان۔ ۴: علی۔ ۵: طلحہ۔ ۶: زبیر۔ ۷: عبدالرحمٰن بن عوف۔ ۸: سعد بن وقاص۔ ۹: ابوعبیدہ بن جراح۔ ۱۰: سعید بن زید، رضی اللہ عنہم۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں، وہ خواتینِ جنت کی سردار ہوں گی، مگر ''عشرہ مبشرہ'' ایک خاص اصطلاح ہے، ان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شامل نہیں، اسی طرح دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ وحی ترجمان سے جنت کی بشارتیں ملیں مگر ''عشرہ مبشرہ'' میں ان کو شمار نہیں کیا جاتا۔

## انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ کیا لکھا جائے؟

س…… آٹھویں جماعت کی انگریزی کی کتاب (انگلش میڈیم) میں ایک سبق ہے: ''حضرت علی'' اور بریکٹ میں Peace Be Upon Him لکھا ہوا ہے، جو ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کا انگلش ترجمہ ہے۔ اسی طرح فارسی کی ہشتم جماعت کی کتاب میں حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ''علیہ السلام'' لکھا ہوا ہے، کیا پیغمبروں کے علاوہ صحابہ کبارؓ کے ساتھ یہ الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو آپ اپنے مؤقر جریدے کی وساطت سے اسے نصاب کمیٹی اور اعلیٰ حکام و عمال حکومت کے نوٹس میں لائیں۔

ج…… اہل سنت والجماعت کے یہاں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''علیہ السلام'' انبیاء کرام کے لئے لکھا جاتا ہے، صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' لکھنا چاہئے اور حضرت علی کے نام نامی پر ''کرم اللہ وجہہ'' بھی لکھتے ہیں، متعلقہ حضرات کو آپ کی اس تنبیہ پر شکریہ کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔

## خلفائے راشدین میں چار خلفاءؓ کے علاوہ دوسرے خلفاء کیوں شامل نہیں؟

س…… دینی طور پر جب خلفائے راشدین کا ذکر آتا ہے تو اس سے مراد صرف چار خلفائے راشدین لئے جاتے ہیں، یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، اس کے بعد حضرت امام حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ جو کہ دونوں صحابی ہیں، ان کا نام کیوں نہیں شامل کیا جاتا؟ حالانکہ یہ بھی خلفائے راشد ہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور بھی نہایت مثالی دور رہا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ خاص طور پر جو چار یار خلفاء کو حق چار یار کہا جاتا ہے، آپ قرآن و حدیث سے ان چار خلفاء کی خصوصیت کو ثابت کرکے جواب دیں، اور یہ بھی کہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کا ان کے ساتھ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا؟

ج…… ''خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' کے لئے دیگر اوصاف کے ساتھ ہجرت شرط تھی، جس کی طرف سورۃ النور کی آیت استخلاف میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ اور یہ شرط صرف چاروں خلفائے راشدینؓ میں پائی گئی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

خلافت کا تتمہ تھی، جس سے خلافت نبوت کے تیس سال پورے ہوئے، جس کی تصریح حدیث نبوی: ''خلافة النبوة ثلاثون سنة'' میں آئی ہے، یعنی خلافتِ نبوت تیس سال ہوگی۔ یہ ترمذی اور ابوداوٴد کی روایت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں چونکہ ہجرت کی شرط نہیں پائی گئی اس لئے ان کا شمار خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نہیں کیا جاتا۔ ان کی خلافت، خلافتِ عادلہ تھی اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ چونکہ صحابی نہیں تابعی ہیں، اس لئے ان کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ نہیں کہلاتی، البتہ خلافتِ راشدہ کے مشابہ تھی۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتا'' کا مصداق کون ہے؟

س...... واضح حوالہ کے ساتھ یہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے صحابیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ فلاں ہوتے۔

ج...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب.'' (ترمذی ج:۲ ص:۲۰۹)

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت ووفات

س...... امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کون سی ہے؟

ج...... ولادت کی تاریخ معلوم نہیں، وفات شب سہ شنبہ ۲۲/جمادی الاخریٰ ۱۳ھ مطابق ۲۳/اگست ۶۳۴ء بہ عمر ۶۳ سال ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے پچاس سال پہلے ولادت ہوئی۔

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تائید میں نزولِ قرآن

س...... سوال یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کس رائے کے حق میں قرآن میں آیتیں نازل ہوئیں؟

ج...... حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت کئی مرتبہ حاصل ہوئی کہ وحیِ خداوندی

نے ان کی رائے کی تائید کی۔ حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے ''تاریخ الخلفاء'' میں ایسے بیس اکیس مواقع کی نشاندہی کی ہے، اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ''ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء'' میں دس گیارہ واقعات کا ذکر کیا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جنگِ بدر کے قیدیوں کو قتل کیا جائے، اس کی تائید میں سورۃ الانفال کی آیت: ۶۷ نازل ہوئی۔

۲:...... منافقوں کا سرغنہ، عبداللہ بن اُبیّ مرا تو آپ کی رائے تھی کہ اس منافق کا جنازہ نہ پڑھایا جائے، اس کی تائید میں سورۃ التوبہ کی آیت: ۸۴ نازل ہوئی۔

۳:...... آپ مقامِ ابراہیم کو نماز گاہ بنانے کے حق میں تھے، اس کی تائید میں سورۂ بقرہ کی آیت: ۱۲۵ نازل ہوئی۔

۴:...... آپ ازواجِ مطہرات کو پردہ میں رہنے کا مشورہ دیتے تھے، اس پر سورۂ احزاب کی آیت: ۵۳ نازل ہوئی اور پردہ لازم کردیا گیا۔

۵:...... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب بدباطن منافقوں نے ناروا تہمت لگائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیگر صحابہؓ کے علاوہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی رائے طلب کی، آپ نے سنتے ہی بے ساختہ کہا: ''توبہ! توبہ! یہ تو کھلا بہتان ہے!'' اور بعد میں انہی الفاظ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل ہوئی۔

۶:...... ایک موقع پر آپ نے ازواجِ مطہرات کو فہمائش کرتے ہوئے ان سے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بہتر بیویاں عطا کردے گا، اس کی تائید میں سورۃ التحریم کی آیت نمبر: ۵ نازل ہوئی، وغیرہ وغیرہ۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت وشہادت

س...... امیرالمؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ شہادت کون سی ہے؟

ج...... ولادت ہجرت سے چالیس سے قبل ہوئی۔ ۲۶/ذی الحجہ ۲۳ھ بروز چہارشنبہ مطابق

۳۱؍اکتوبر ۶۴۴ء کو نمازِ فجر میں ابولؤلؤ مجوسی کے خنجر سے زخمی ہوئے، تین راتیں زخمی حالت پر زندہ رہے، ۲۹؍ذی الحجہ (۳؍نومبر) کو وصال ہوا۔ یکم محرم ۲۴ھ کو روضۂ اطہر میں آسودۂ خاک ہوئے، حضرت صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

## حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف بہتان تراشیاں

س…… میں نے آج سے کچھ عرصہ پہلے جمعہ کے وعظ کے دوران ایک واقعہ امام صاحب سے سنا تھا۔ وہ یہ ہے کہ: ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قبر میں عذاب ہوا، (معاذ اللہ!) جس سے ان کی پنڈلی کے ٹوٹنے کی آواز باہر تک لوگوں نے سنی، اس عذاب کی وجہ یہ تھی کہ ان پر ایک دفعہ پیشاب کا ایک چھینٹا پڑ گیا تھا۔''

جنابِ عالی! اس وقت تو مجھے اتنا شعور نہیں تھا، لیکن آج میں اس واقعہ پر غور کرتا ہوں تو میرا دل نہیں مانتا کہ یہ واقعہ سچ ہوگا، لیکن پھر یہ بھی سوچتا ہوں کہ یہ واقعہ ایک عالم دین کی زبانی سنا ہے، عجیب کشمکش کا شکار ہوں، امید ہے آپ میری اس کشمکش کو دور فرمادیں گے، میرے خیال میں یہ واقعہ صریحاً غلط ہے۔

ج…… مجھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسے کسی واقعہ کا علم نہیں، پہلی بار آپ کی تحریر میں پڑھا، میں اس کو صریحاً غلط اور بہتان عظیم سمجھتا ہوں، ان واعظ صاحب سے حوالہ دریافت کیجئے۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف

س…… بہت سے عالموں سے سنا ہے کہ خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اور ملک شام میں ان کی فوج کافروں سے لڑ رہی تھی، حضرت عمر فاروقؓ نے خطبہ پڑھتے پڑھتے فوج کے جرنیل ساریہؓ کو فرمایا کہ: ''اے ساریہؓ! پہاڑ کو سنبھالو'' چنانچہ ساریہؓ نے عمر فاروقؓ کی آواز سنی، اور پہاڑ کو سنبھالا، اس طرح ان کو فتح نصیب ہوئی۔ کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف اور کرامت تھی، یہ واقعہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ (دیکھئے: حیاۃ الصحابہ ج:۳ ص:۵۶۸، الاصابہ ج:۲ ص:۳، البدایہ والنہایہ ج:۷ ص:۱۳۱)۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت و عمر شریف

س...... امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ شہادت کون سی ہے؟

ج...... تاریخ شہادت میں متعدد اقوال ہیں، مشہور قول ۱۸؍ذی الحجہ ۳۵ھ (۱۷؍جون ۶۵۶ء) بروز جمعہ کا ہے، عمر مبارک مشہور قول کے مطابق ۸۲ سال تھی۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے آسمانی وحی سے ہوا

س...... کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ سے کردیا؟

ج...... طبرانی کی روایت ہے کہ: ”میں نے عثمانؓ سے ام کلثومؓ کا نکاح نہیں کیا مگر آسمانی وحی کے ساتھ۔“ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ: ”یہ جبریلؑ بتارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کے ساتھ تیرا عقد کردیا ہے، رقیہ کے مہر جتنے مہر کے ساتھ۔“ (مجمع الزوائد ج:۹ ص:۸۳ میں اس مضمون کی متعدد روایتیں ہیں، اور طبرانی کی مذکورہ بالا روایت کو حسن کہا ہے)۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کیوں کہا جاتا ہے؟

س...... مہربانی کرکے یہ بتائیں کہ ہر صحابیؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ بولا جاتا ہے، اور علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ، تو اس کی کیا وجہ ہے؟

ج...... خارجی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کے ساتھ بددعا کے گندے الفاظ استعمال کرتے تھے، اس لئے اہل سنت نے ان کے مقابلہ کے لئے یہ دعائیہ الفاظ کہنے شروع کئے: ”اللہ تعالیٰ آپ کا چہرہ روشن کرے۔“

## کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے مؤقت تھے؟

س...... روزنامہ جنگ میں ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد'' کے عنوان سے ایک صاحب کے جواب میں لکھا تھا کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد کئی نکاح کئے اور کئی اولادیں ہوئیں، آپ نے حضرت علیؓ کی بعض اولاد کے نام بھی درج فرمائے ہیں۔

مولانا صاحب! سوال یہ ہے کہ جناب فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے جو متعدد نکاح کئے تھے کیا وہ دائمی تھے یا مؤقتی نکاح تھے؟

برائے مہربانی آپ اس کی وضاحت کریں یعنی فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے جو نکاح کئے تھے کیا وہ دائمی تھے یا مؤقتی (متعہ) نکاح تھے؟ نیز حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ حضرت علیؓ کی چند ازواج کے نام درج فرمائیں۔

ج...... اسلام میں نکاح مؤقت کا کوئی تصور نہیں، اگر ایسا ہوتا تو طلاق مشروع نہ کی جاتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو نکاح کئے وہ مؤقت نہیں تھے، آپ کی کچھ ازواج آپ کی زندگی میں فوت ہوگئیں، بعض کو طلاق دے دی، کچھ آپ کے آخری لمحہ تک رہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ البدایہ والنہایہ ج:۷ ص:۳۳۲ میں لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں کوئی اور نکاح نہیں کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد کئی نکاح کئے، بعض بیویاں آپ کی زندگی میں فوت ہوگئیں، بعض کو طلاق دے دی۔ انتقال کے وقت آپ کی چار بیویاں اور اُنیس کنیزیں تھیں، چودہ پندرہ صاحبزادے اور سترہ صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، محمد بن حنفیہؒ، محمد اوسطؒ، محمد اصغرؒ، عبداللہؒ، عباسؒ، جعفرؒ، عبیداللہؒ، یحییٰؒ، عونؒ۔ اور صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں: زینب کبریٰ، ام کلثوم (ان کا عقد امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا)، رقیہ، ام الحسن، رملہ کبریٰ، ام ہانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام جعفر، ام سلمہ، جمانہ۔

## حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر مبارک اور تاریخ شہادت

س……امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ شہادت کون سی ہے؟

ج……شہادت ۱۷؍رمضان المبارک ۴۰ھ مطابق ۲۴؍جنوری ۶۶۱ء بہ عمر ۶۳ سال۔

## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے؟

س……حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے؟ اور کس موقع پر ایمان لائے تھے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

ج……مشہور تو یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، لیکن ''الاصابہ'' (ج:۳ ص:۴۳۳) میں واقدی سے نقل کیا ہے کہ آپؓ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے تھے، لیکن اپنے اسلام کا اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا۔

# حضرت عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے بارے میں چند شبہات کا ازالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام جناب یوسف لدھیانوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد!

قاضی ابوبکر بن العربیؒ ۴۶۸ھ تا ۵۴۳ھ اپنی کتاب ''العواصم من القواصم'' کے ایک باب میں رقم طراز ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایک کمر توڑ حادثہ تھا، اور عمر بھر کی مصیبت، کیونکہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ کے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

اور حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے دوران اپنی الجھن میں پڑ گئے۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ: موت کے وقت بنی عبدالمطلب کے چہروں کی جو کیفیت ہوتی ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی دیکھ رہا ہوں، سو آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں اور معاملہ ہمارے سپرد ہو تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

پھر اس کے بعد حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں الجھ گئے وہ فدک، بنی نضیر اور خیبر کے ترکہ میں میراث کا حصہ چاہتے تھے۔''

ائمہ حدیث کی روایت کے مطابق حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کے متعلق کہا تھا کہ جب حضرت عباسؓ اور علیؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقاف کے بارے میں حضرت عمرؓ کے پاس اپنا جھگڑا لے کر گئے تو حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: ''اے امیر المؤمنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرا دیں۔''

دیگر جگہ پر ہے کہ آپس میں گالی گلوچ کی..... (ابن حجر، فتح الباری)۔

''حضرت علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری بیماری میں مبتلا تھے، لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ: اے ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: اب آپ پہلے سے اچھی حالت میں ہیں۔ تو حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: خدا کی قسم تین روز کے بعد آپ پر لاٹھی کی حکومت ہوگی، مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اس بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات عنقریب ہونے والی ہے، کیونکہ بنی عبدالمطلب کے چہروں کی جو کیفیت موت کے وقت ہوتی ہے وہی مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہو رہی ہے، آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اگر آپ ہمیں خلافت دے جائیں تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے اور اگر آپ کسی اور کو خلافت دے دیں تو پھر ہمارے متعلق اس کو وصیت کر جائیں۔ تو حضرت علیؓ نے کہا: خدا کی قسم! اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

متعلق سوال کریں اور آپ ہم کو نہ دیں تو پھر لوگ ہم کو کبھی نہ دیں گے اور میں تو خدا کی قسم! اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز سوال نہ کروں گا۔'' یہ حدیث صحیح بخاری کتاب المغازی اور البدایہ والنہایہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے، اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔

## سوالات

۱:......حضرت علیؓ چھپ کر کیوں بیٹھ گئے تھے؟

۲:......کیا ان دونوں کو مال و دولت کی اس قدر حرص تھی کہ بار بار ترکہ مانگتے تھے جبکہ ان کو حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے علم کرادیا تھا کہ اس مال کی حیثیت ترکے کی نہیں، تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔

۳:......یہ جھگڑا ان دونوں کو نہ صرف مال و دولت کا حریص ثابت کرتا ہے بلکہ اخلاقی پستی کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے، کیونکہ گالی گلوچ شرفاء کا وطیرہ نہیں۔

۴:......''تین روز کے بعد آپ پر لاٹھی کی حکومت ہوگی'' اس عبارت کو واضح کریں۔

۵:......حضرت عباسؓ کو کیسی فکر پڑی ہے کہ خلافت ملے، نہ ملے تو وصیت ہی ہوجائے کہ ان کے مفادات محفوظ ہوجائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وفات کا صدمہ اگر غالب ہوتا تو یہ خیالات اور یہ کارروائیاں کہاں ہوتیں؟

۶:......حضرت علیؓ کے الفاظ سے تو ان کا ارادہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار ہی کیوں نہ کردیں، انہیں خلافت درکار رہے، اور یہ بھی کہ انہیں احتمال یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمادیں گے، اسی لئے کہتے ہیں کہ: میں نہ سوال کروں گا (اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس خلافت کو حاصل کروں گا)، حضرت علیؓ کے الفاظ اگر یہ مفہوم ظاہر نہیں کرتے تو پھر کیا ظاہر کرتے ہیں؟

امید ہے کہ آپ جواب جلد ارسال فرمائیں گے۔

فقط والسلام

محمد ظہور الاسلام

## الجواب

سوالات پر غور کرنے سے پہلے چند امور بطورِ تمہید عرض کردینا مناسب ہے:

اول:...... اہل حق کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی تحقیر و تنقیص جائز نہیں، بلکہ تمام صحابہؓ کو عظمت و محبت سے یاد کرنا لازم ہے، کیونکہ یہی اکابر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان واسطہ ہیں، امام اعظمؒ اپنے رسالہ ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

"ولا نذكر الصحابة (وفى نسخة ولا نذكر احمد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم) الا بخير." (شرح فقہ اکبر: ملا علی قاریؒ ص:۸۵، طبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:...... ''اور ہم، صحابہ کرامؓ کو (اور ایک نسخہ میں ہے کہ ہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابؓ میں سے کسی کو) خیر کے سوا یاد نہیں کرتے۔''

امام طحاویؒ اپنے عقیدہ میں فرماتے ہیں:

"ونحب اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا نفرط فى حب احد منهم، ولا نتبرأ من احد منهم، ونبغض من يبغضهم وبغير الحق يذكرهم، ولا نذكرهم الا بالخير، وحبهم دين وايمان واحسان، وبغضهم كفر ونفاق وطغيان." (عقیدۃ الطحاوی ص:۲۶، طبع ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گجرانوالہ)

ترجمہ:...... ''اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی محبت میں افراط و تفریط نہیں کرتے۔ اور نہ کسی سے برأت کا اظہار کرتے ہیں، اور ہم ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان میں سے کسی سے بغض رکھے یا ان کو ناروا


فہرست

الفاظ سے یاد کرے۔ ان سے محبت رکھنا دین و ایمان اور احسان ہے، اوران سے بغض رکھنا کفر ونفاق اور طغیان ہے۔"

امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم الرازیؒ (المتوفی ۲۶۴ھ) کا یہ ارشاد بہت سے اکابر نے نقل کیا ہے کہ:

"اذا رأیت الرجل ینقص احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فاعلم انه زندیق، لان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق، والقراٰن حق، وانما ادی الینا ھذا القراٰن والسنن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وانما یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنة. والجرح بھم اولیٰ وھم زنادقة." (مقدمہ العواصم من القواصم ص:۳۴)

ترجمہ:......"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک حق ہیں، اور قرآن کریم حق ہے، اور قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات ہمیں صحابہ کرامؓ ہی نے پہنچائے ہیں، یہ لوگ صحابہ کرامؓ پر جرح کر کے ہمارے دین کے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کتاب وسنت کو باطل کردیں، حالانکہ یہ لوگ خود جرح کے مستحق ہیں، کیونکہ وہ خود زندیق ہیں۔"

یہ تو عام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں اہل حق کا عقیدہ ہے، جبکہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا شمار خواص صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ حضرت عباسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: "عمّي وصنو أبي" فرمایا کرتے تھے، یعنی "میرے چچا اور میرے باپ کی جگہ"، اور ان کا بے حد اکرام فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے

وسیلہ سے استسقاء کرتے تھے، ان کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں ان کے بہت سے فضائل ومناقب وارد ہیں۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب تو حدشمار سے خارج ہیں، ان کے دیگر فضائل سے قطع نظر وہ اہل حق کے نزدیک خلیفہ راشد ہیں، قاضی ابوبکر بن العربیؒ "العواصم من القواصم" میں، جس کے حوالے آپ نے سوال میں درج کئے ہیں، لکھتے ہیں:

"وقُتل عثمان فلم یبق علی الارض احق بها من علی فجاءته علی قدر فی وقتها ومحلها، وبین الله علیٰ یدیه من الاحکام والعلوم ما شاء الله ان یبین. وقد قال عمر: لو لا علی لهلک عمر! وظهر من فقهه وعلمه فی قتال اهل القبلة من استدعائهم، ومناظرتهم، وترک بیادرتهم، والتقدم الیهم قبل نصب الحرب معهم، وندائه: لا نبدأ بالحرب، ولا یتبع مول، ولا یجهز علیٰ جریح، ولا تهاج امرأة، ولا نغنم لهم مالاً. وامره بقبول شهادتهم والصلوٰة خلفهم. حتی قال اهل العلم: لو لا ما جری ما عرفنا قتال اهل البغی." (ص:۱۹۴)

ترجمہ:...... "اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو روئے زمین پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی خلافت کا مستحق نہیں تھا، چنانچہ نوشتہ الٰہی کے مطابق انہیں خلافت اپنے ٹھیک وقت میں ملی، اور برمحل ملی۔ اور ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے وہ احکام وعلوم ظاہر فرمائے جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: "اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔" اور اہل قبلہ سے قتال کرنے میں ان کے علم وتفقہ کے جوہر ظاہر ہوئے، مثلاً انہیں دعوت دینا، ان سے بحث ومناظرہ کرنا، ان سے لڑائی میں پہل نہ

کرنا، اوران کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل یہ اعلان کرنا کہ ہم جنگ میں ابتداء نہیں کریں گے، بھاگنے والے کا تعاقب نہیں کیا جائے گا، کسی زخمی کو قتل نہیں کیا جائے گا، کسی خاتون سے تعرض نہیں کیا جائے گا، اور ہم ان کے مال کو غنیمت نہیں بنائیں گے، اور آپ کا یہ حکم فرمانا کہ اہل قبلہ کی شہادت مقبول ہوگی اور ان کی اقتدا میں نماز جائز ہے وغیرہ، حتیٰ کہ اہل علم کا قول ہے کہ: اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اہل قبلہ کے ساتھ قتال کے یہ واقعات پیش نہ آتے تو ہمیں اہل بغی کے ساتھ قتال کی صورت ہی معلوم نہ ہوسکتی۔‘‘

پس جس طرح کسی ایک نبی کی تکذیب پوری جماعت انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب ہے، کیونکہ دراصل یہ وحیِ الٰہی کی تکذیب ہے۔ ٹھیک اسی طرح کسی ایک خلیفہ راشد کی تنقیص خلفائے راشدین کی پوری جماعت کی تنقیص ہے، کیونکہ یہ دراصل خلافتِ نبوت کی تنقیص ہے۔ اسی طرح جماعتِ صحابہؓ میں سے کسی ایک کی تنقیص وتحقیر پوری جماعتِ صحابہؓ کی تنقیص ہے، کیونکہ یہ دراصل صحبتِ نبوت کی تنقیص ہے، اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ! اللہ! فی اصحابی، لا تتخذوھم غرضاً بعدی، فمن احبھم فبحبی احبھم، ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم۔‘‘ (ترمذی ج:۲ ص:۲۲۶)

ترجمہ:...... ’’میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! ان کو میرے بعد ہدفِ ملامت نہ بنالینا، پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔‘‘

خلاصہ یہ کہ ایک مسلمان کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھنا اور انہیں خیر کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے، خصوصاً حضراتِ خلفائے راشدین رضی اللہ

عنہم، جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیابتِ نبوت کا منصب حاصل ہوا۔ اسی طرح وہ صحابہ کرامؓ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں محبّ ومحبوب ہونا ثابت ہے، ان سے محبت رکھنا حُبِّ نبوی کی علامت ہے۔ اس لئے امام طحاویؒ اس کو دین وایمان اور احسان سے تعبیر فرماتے ہیں، اوران کی تنقیص وتحقیر کو کفر ونفاق اور طغیان قرار دیتے ہیں۔

دوم:...... ایک واقعہ کے متعدد اسباب وعلل ہوسکتے ہیں، اور ایک قول کی متعدد توجیہات ہوسکتی ہیں۔ اس لئے ہمیں کسی واقعہ پر گفتگو کرتے ہوئے، یا کسی کے قول کی توجیہ کرتے ہوئے صاحبِ واقعہ کی حیثیت ومرتبہ کو ملحوظ رکھنا لازم ہوگا۔ مثلاً: ایک مسلمان یہ فقرہ کہتا ہے کہ: ''مجھے فلاں ڈاکٹر سے شفا ہوئی''، تو قائل کے عقیدہ کے پیشِ نظر اس کو کلمۂ کفر نہیں کہا جائے گا۔ لیکن یہی فقرہ اگر کوئی دہریہ کہتا ہے تو یہ کلمۂ کفر ہوگا۔ یا مثلاً: کسی پیغمبر کی توہین وتذلیل اور اس کی داڑھی نوچنا کفر ہے، لیکن جب ہم یہی واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ان کی شان وحیثیت کے پیشِ نظر کسی کو اس کا وسوسہ بھی نہیں آتا۔

سوم:...... جس چیز کو آدمی اپنا حق سمجھتا ہے، اس کا مطالبہ کرنا، نہ کمال کے منافی ہے اور نہ اسے حرص پر محمول کرنا صحیح ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر کون کامل ومخلص ہوگا؟ لیکن حقوق میں بعض اوقات ان کے درمیان بھی منازعت کی نوبت آتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان فیصلے فرماتے تھے، مگر اس بات پر نکیر نہیں فرماتے تھے کہ یہ منازعت کیوں ہے؟ اور نہ حق طلبی کو حرص کہا جاتا ہے۔

چہارم:...... اجتہادی رائے کی وجہ سے فہم میں خطا ہوجانا لائقِ مؤاخذہ نہیں، اور نہ یہ کمال واخلاص کے منافی ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام باجماع اہلِ حق معصوم ہیں، مگر اجتہادی خطا کا صدور ان سے بھی ممکن ہے، لیکن ان پر چونکہ وحیِ الٰہی اور عصمت کا پہرہ رہتا ہے اس لئے انہیں خطاء اجتہادی پر قائم نہیں رہنے دیا جاتا، بلکہ وحیِ الٰہی فوراً انہیں متنبہ کردیتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ دیگر کاملین معصوم نہیں، ان سے خطائے اجتہادی سرزد ہوسکتی ہے، اور ان کا اس پر برقرار رہنا بھی ممکن ہے، البتہ حق واضح ہوجانے

کے بعد وہ حضرات بھی اپنی خطائے اجتہادی پر اصرار نہیں فرماتے بلکہ بغیر جھجک کے اس سے رجوع فرمالیتے ہیں۔

پنجم:...... رائے کا اختلاف ایک فطری امر ہے، اور کاملین و مخلصین کے درمیان اختلاف رائے کی وجہ سے کشاکشی اور شکررنجی پیدا ہوجانا بھی کوئی مستبعد امر نہیں، بلکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے، قیدیانِ بدر کے قتل یا فدیہ کے بارے میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلافِ رائے ہوا، وہ کس کو معلوم نہیں؟ لیکن محض اس اختلافِ رائے کی وجہ سے کسی کا نام دفترِ اخلاص و کمال سے نہیں کاٹا گیا۔ باوجودیکہ وحیِ الٰہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید کی، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پر... جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید حاصل تھی... رحیمانہ عتاب بھی ہوا، مگر کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضل و کمال اور صدیقیتِ کبریٰ میں کوئی ادنیٰ فرق بھی آیا۔ اسی طرح بنوتمیم کا وفد جب بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوا تو اس مسئلہ پر، کہ ان کا رئیس کس کو بنایا جائے، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلافِ رائے ہوا، جس کی بنا پر دونوں کے درمیان تلخ کلامی تک نوبت پہنچی، اور سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات اس سلسلہ میں نازل ہوئیں، اس کے باوجود ان دونوں بزرگوں کے قرب و منزلت اور محبوبیت عنداللہ و عندرسولہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔

الغرض اس کی بیسیوں نظیریں مل سکتی ہیں کہ انتظامی امور میں اختلافِ رائے کی بنا پر کشاکشی اور تلخی تک کی نوبت آسکتی ہے، مگر چونکہ ہر شخص اپنی جگہ مخلص ہے، اس لئے یہ کشاکشی ان کے فضل و کمال میں رخنہ انداز نہیں سمجھی جاتی۔

ششم:...... حکومت و امارت ایک بھاری ذمہ داری ہے، اور اس سے عہدہ برآ ہونا بہت ہی مشکل اور دشوار ہے، اس لئے جو شخص اپنے بارے میں پورا اطمینان نہ رکھتا ہو کہ وہ اس عظیم ترین ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوسکے گا، اس کے لئے حکومت و امارت کی طلب شرعاً و عرفاً مذموم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"انکم ستحرصون علی الامارة وستکون

ندامة یوم القیامة فنعم المرضعة وبئست الفاطمة.“

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۱۰۵۸، کتاب الاحکام،

باب ما یکرہ من الحرص علی الامارة)

ترجمہ:......”بے شک تم امارت کی حرص کروگے اور عنقریب یہ قیامت کے دن سراپا ندامت ہوگی۔ پس یہ دودھ پلاتی ہے تو خوب پلاتی ہے اور دودھ چھڑاتی ہے تو بری طرح چھڑاتی ہے۔“

لیکن جو شخص اس کے حقوق ادا کرنے کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہو، اس کے لئے اس کا مطالبہ شرعاً وعقلاً جائز ہے، اور اگر وہ کسی خیر کا ذریعہ ہو تو مستحسن ہے، سیدنا یوسف علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے شاہ مصر سے فرمایا تھا:

”اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم.“ (یوسف:۵۵)

ترجمہ:......”ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کردو، میں ان کی حفاظت رکھوں گا، اور خوب واقف ہوں۔“

اور قرآن کریم ہی میں سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰة والسلام کی یہ دعا بھی نقل کی گئی ہے:

”رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی، انک انت الوھاب.“ (ص:۳۵)

ترجمہ:......”اے میرے رب! میرا (پچھلا) قصور معاف کر اور (آئندہ کے لئے) مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانہ میں) کسی کو میسر نہ ہو۔“ (بیان القرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت، جسے اسلام کی اصطلاح میں ”خلافت راشدہ“ کہا جاتا ہے، ایک عظیم الشان فضیلت ومنقبت اور حسب ذیل وعدۂ الٰہی کی مصداق ہے:

”وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت

لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا.“ (النور:۵۵)

ترجمہ:......”(اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا، جیسا کہ ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی، اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت) کے لئے قوت دے گا، اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بامن کردے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔“ (بیان القرآن)

جو شخص اس خلافت کی اہلیت رکھتا ہو، اس کے لئے اس کے حصول کی خواہش مذموم نہیں، بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے فضل و کمال کو حاصل کرنے کی فطری خواہش ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں یہ اعلان فرمایا کہ: ”میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت رکھتے ہیں۔“ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر شخص اس فضیلت کو حاصل کرنے کا خواہش مند تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ما احببت الامارة الا یومئذ قال فتساورت لها رجاء ان ادعیٰ لها قال فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب فاعطاه ایاها. الحدیث.“

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷۹)

ترجمہ:......”میں نے اس دن کے سوا امارت کو کبھی نہیں

چاہا، پس میں اپنے آپ کو نمایاں کر رہا تھا، اس امید پر کہ میں اس کے لئے بلایا جاؤں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور وہ جھنڈا ان کو عنایت فرمایا۔“

ظاہر ہے کہ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ خواہش کرنا کہ امارت کا جھنڈا انہیں عنایت کیا جائے، اس بشارت اور اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے تھا۔ شیخ محی الدین نوویؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”انما کانت محبته لها لما دلت علیه الامارة من محبته لله ولرسوله صلی الله علیه وسلم ومحبتهما لهٗ والفتح علیٰ یدیه.“ (حاشیہ مسلم)

ترجمہ:...... ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس دن امارت کی محبت وخواہش کرنا اس وجہ سے تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ ومحبوب ہونے کی دلیل تھی، اور اس شخص کے ہاتھ پر فتح ہونے والی تھی۔“

الغرض خلافتِ نبوت ایک غیر معمولی شرف، امتیاز اور مجموعہ فضائل وفواضل ہے، جو حضرات اس کے اہل تھے اور انہیں اس کا پورا اطمینان تھا کہ وہ اس کے حقوق ان شاء اللہ پورے طور پر ادا کرسکیں گے، ان کے دل میں اگر اس شرف وفضیلت کے حاصل کرنے کی خواہش ہو تو اس کو ”خواہشِ اقتدار“ سے تعبیر کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ یہ کارِ نبوت میں شرکت اور جارحۂ نبویؐ بننے کی حرص کہلائے گی، مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

”ایام خلافت بقیہ ایام نبوت بودہ است۔ گویا در ایام نبوت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تصریحاً بزبان مے فرمود، ودر ایام خلافت ساکت نشستہ بدست وسر اشارہ مے فرماید۔“

(ازالۃ الخفاء ج:۱ ص:۲۵)

ترجمہ:...... ”خلافتِ راشدہ کا دور، دورِ نبوت کا بقیہ تھا۔

گویا دورِ نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صراحتاً ارشادات فرماتے تھے، اور دورِ خلافت میں خاموش بیٹھے ہاتھ اور سر کے اشارے سے سمجھاتے تھے۔“

ان مقدمات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلینے کے بعد اب اپنے سوالات پر غور فرمائیے:

## ۱:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر میں بیٹھ جانا:

قاضی ابوبکر بن العربیؒ نے پہلا قاصمہ (کمر توڑ حادثہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کو قرار دیا ہے، اور اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ اس ہوش ربا سانحہ کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سکتہ طاری ہوگیا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر وارفتگی کی سی کیفیت طاری ہوگئی تھی، وغیرہ وغیرہ۔

اس پوری عبارت سے واضح ہوجاتا ہے کہ اس قیامت خیز سانحہ کے جو اثرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مرتب ہوئے، قاضی ابوبکر بن العربیؒ ان اثرات کو ذکر کر رہے ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اس حادثہ کا یہ اثر ہوا تھا کہ وہ گھر میں عزلت نشین ہوگئے تھے۔

آپ نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ کسی محبوب ترین شخصیت کی رحلت کے بعد جہان ان کے لئے تیرہ و تار ہوجاتا ہے، ان کی طبیعت پر انقباض وافسردگی طاری ہوجاتی ہے، اور دل پر ایک ایسی گرہ بیٹھ جاتی ہے جو کسی طرح نہیں کھلتی، ان کی طبیعت کسی سے ملنے یا بات کرنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتی، وہ کسی قسم کا جزع فزع یا بے صبری کا اظہار نہیں کرتے لیکن طبیعت ایسی بجھ جاتی ہے کہ مدتوں تک معمول پر نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب اس خطہ ارضی پر نہیں ہوا، اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر کوئی عاشق زار اس چشم فلک نے نہیں دیکھا، ہمیں تو ان اکابر کے صبر وتحمل پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس عشق ومحبت کے باوجود یہ حادثۂ عظیمہ کیسے برداشت کرلیا؟ لیکن آپ اِنہیں عشاق کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے...؟

راقم الحروف نے اپنے اکابر کو دیکھا ہے کہ جب درسِ حدیث کے دوران

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے سانحۂ کبریٰ کا باب شروع ہوتا تو آنکھوں سے اشک ہائے غم کی جھڑی لگ جاتی، آواز گلوگیر ہوجاتی اور بسا اوقات رونے کی ہچکیوں سے گھگی بندھ جاتی، جب اہل قلوب پر چودہ سو سال بعد بھی اس حادثۂ جان کاہ کا یہ اثر ہے تو جن عشاق کی آنکھوں کے سامنے یہ سب کچھ بیت گیا، سوچنا چاہئے کہ ان کا کیا حال ہوا ہوگا؟

رفتم و از رفتن من عالمے ویران شد
من مگر شمعم چوں رفتم بزم برہم ساختم

خاتونِ جنت، جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتی تھیں: ''انس! تم نے کیسے گوارا کرلیا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو!'' (صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۴۱)

اور مسند احمد کی روایت میں ہے: ''تم نے کیسے گوارا کرلیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرکے خود لوٹ آؤ!'' (حیاۃ الصحابہ ج:۲ ص:۳۲۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ہوئی تو فرمایا: ''آہ! میری کمر ٹوٹ گئی۔'' صحابہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ مسجد میں پہنچے مگر کسی کو توقع نہ تھی کہ وہ مسجد تک آسکیں گے۔ (حیاۃ الصحابہ ج:۲ ص:۳۲۳)

اگر ہم درد کی اس لذت اور محبت کی اس کسک سے ناآشنا ہیں تو کیا ہم سے یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ جن حضرات پر یہ قیامت گزر گئی تو ہم ان کو معذور ہی سمجھ لیں...!!

اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھ جانے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جمعہ، جماعت اور دینی و معاشرتی حقوق و فرائض ہی کو چھوڑ بیٹھے تھے، شیخ محبّ الدین الخطیبؒ حاشیہ العواصم میں لکھتے ہیں:

''واضاف الحافظ ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ (ج:۵ ص:۲۴۹) ان علیا لم ینقطع عن صلوٰۃ من الصلوٰت خلف الصدیق وخرج معہ الی ذی القصۃ لما خرج الصدیق شاھدا سیفہ یرید قتال اھل الردہ۔'' (ص:۳۸)

ترجمہ:......''اور حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ (ج:۵ ص:۲۴۹) میں اس پر اتنا اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا سلسلہ ترک نہیں فرمایا تھا، نیز جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرتدین سے قتال کرنے کے لئے تلوار سونت کر ''ذی القصہ'' تشریف لے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ان کے ساتھ نکلے تھے۔''

پس جب آپ سے نہ دینی و معاشرتی فرائض میں کوتاہی ہوئی اور نہ نصرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ان سے کوئی ادنیٰ تخلف ہوا تو کیا اس بنا پر کہ شدتِ غم کی وجہ سے ان پر خلوت نشینی کا ذوق غالب آگیا تھا، آپ انہیں موردِ الزام ٹھہرائیں گے؟

**۲:......طلبِ میراث:**

جہاں تک بار بار ترکہ مانگنے کا تعلق ہے، یہ محض غلط فہمی ہے، ایک بار صدیقی دور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ترکہ ضرور مانگا تھا، اور بلاشبہ یہ ان کی اجتہادی رائے تھی، جس میں وہ معذور تھے، اسے اپنا حق سمجھ کر مانگ رہے تھے، اس وقت نصِ نبویؐ:

**''لا نورث، ما ترکناه صدقة.''**

ترجمہ:......''ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی، جو کچھ ہم چھوڑ کر جائیں، وہ صدقہ ہے۔''

کا یا تو ان کو علم نہیں ہوگا یا ممکن ہے کہ حادثۂ وصال نبویؐ کی وجہ سے ان کو ذہول ہو، جس طرح اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آیت: ''**وما محمد الا رسول**'' سے ذہول ہوگیا تھا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت دیگر آیات کے ساتھ) برسرِ منبر تلاوت فرمائی تو انہیں ایسا محسوس ہوا گویا یہ آیت آج ہی نازل ہوئی تھی۔

الغرض ان اکابر کا ترکہ طلب کرنا، نہ مال کی حرص کی بنا پر تھا اور نہ یہ ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس ارشادِ نبویؐ سننے کے بعد انہوں نے دوبارہ کبھی


فہرست

مطالبہ دہرایا ہو، یا انہوں نے اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی منازعت فرمائی ہو۔ قاضی ابوبکر بن العربیؒ لکھتے ہیں:

"وقال لفاطمة وعلی والعباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا نورث، ما ترکناہ صدقة، فذکر الصحابة ذالک." (العواصم ص:۴۸)

ترجمہ:...... "اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرات فاطمہ، علی اور عباس رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔" تب دیگر صحابہؓ نے بھی یہ حدیث ذکر کی۔"

اس کے حاشیہ میں شیخ محب الدین الخطیبؒ لکھتے ہیں:

"قال شیخ الاسلام ابن تیمیة فی منهاج السنة (ج:۲ ص:۱۵۸) قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "لا نورث، ما ترکناہ صدقة." رواہ عنہ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر وسعد وعبدالرحمن بن عوف والعباس بن عبدالمطلب وازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوهریرة والروایة عن هولاء ثابتة فی الصحاح والمسانید." (ص:۴۸)

ترجمہ:...... "شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ (ج:۲ ص:۱۵۸) میں لکھتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: "ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں: حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف، عباس بن عبدالمطلب، ازواج مطہرات اور ابوہریرہ رضی

اللہ عنہم اور ان حضرات کی احادیث صحاح ومسانید میں ثابت ہیں۔“

اس سے واضح ہے کہ حدیث: ”لا نورث، ما ترکناہ صدقة“ کہ خود حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما بھی روایت کرتے ہیں، اس لئے یا تو ان کو اس سے پہلے اس حدیث کا علم نہیں ہوگا یا وقتی طور پر ذہول ہوگیا ہوگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس حدیث کے مفہوم میں کچھ اشتباہ ہوا ہو، اور وہ اس کو صرف منقولات کے بارے میں سمجھتے ہوں، بہرحال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متنبہ کردینے کے بعد انہوں نے نہ اس حدیث میں کوئی جرح وقدح فرمائی، نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منازعت کی، بلکہ اپنے موقف سے دستبردار ہوگئے۔ اور یہ ان مؤمنین قانتین کی شان ہے جن میں نفسانیت کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔ الغرض ”بار بار ترکہ مانگنے“ کی جو نسبت ان اکابر کی طرف سوال میں کی گئی ہے، وہ صحیح نہیں۔ ایک بار انہوں نے مطالبہ ضرور کیا تھا، جس میں معذور تھے، مگر وضوح دلیل کے بعد انہوں نے حق کے آگے سرِتسلیم خم کردیا۔ البتہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں یہ درخواست ضرور کی تھی کہ ان اوقافِ نبویہ کی تولیت ان کے سپرد کردی جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اولاً اس میں کچھ تأمل ہوا، لیکن بعد میں ان کی رائے بھی یہی ہوئی، اور یہ اوقاف ان کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ بعد میں ان اوقاف کے انتظامی امور میں ان کے درمیان منازعات کی نوبت آئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کی شکایت کی (جس کا تذکرہ سوال سوم میں کیا گیا ہے)، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی کہ یہ اوقاف تقسیم کرکے دونوں کی الگ الگ تولیت میں دے دیئے جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ درخواست مسترد فرمادی۔ صحیح بخاری میں مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ کی طویل روایت کئی جگہ ذکر کی گئی ہے، ”باب فرض الخمس“ میں ان کی روایت کے متعلقہ الفاظ یہ ہیں:

”ثم جئتمانی تکلمانی وکلمتکما واحدة وامرکما واحد جئتنی یا عباس تسالنی نصیبک من ابن اخیک وجاءنی هذا یرید علیاً یرید نصیب امرأته من

ابیھا، فقلت لکما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”لا نورث، ما ترکناہ صدقۃ.“ فلما بدا لی ان ادفعہ الیکما قلت ان شئتما دفعتھا الیکما علی ان علیکما عھد اللہ ومیثاقہ لتعملان فیھا بما عمل فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبما عمل فیھا ابوبکر وبما عملت فیھا منذ ولیتھا فقلتما ادفعھا الینا، فبذالک دفعتھا الیکما فانشدکم باللہ ھل دفعتھا الیھما بذالک؟ قال الرھط: نعم! ثم اقبل علیٰ علی وعباس فقال انشدکما باللہ ھل دفعتھا الیکما بذالک؟ قال: نعم! قال: فتلتمسان منی قضاء غیر ذالک؟ فواللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض! لا اقضی فیھا غیر ذالک فان عجزتما عنھا فادفعاھا الیّ، فانی اکیفکماھا.“

(بخاری، باب فرض الخمس ج:۱ ص:۴۳۶)

ترجمہ:...... ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تم دونوں میرے پاس آئے درآنحالیکہ تمہاری بات ایک تھی اور تمہارا معاملہ ایک تھا، اے عباس! تم میرے پاس آئے تم مجھ سے اپنے بھتیجے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے مال سے حصہ مانگ رہے تھے، اور یہ صاحب، یعنی علیؓ اپنی بیوی کا حصہ ان کے والد کے مال سے مانگ رہے تھے۔ پس میں نے تم سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔“ پھر میری رائے ہوئی کہ یہ اوقاف تمہارے سپرد کردیئے جائیں، چنانچہ میں نے تم سے کہا کہ: اگر تم چاہو تو میں تمہارے سپرد کئے دیتا ہوں مگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق

ہوگا کہ تم ان میں وہی معاملہ کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا، اور جو میں نے کیا جب سے یہ میری تولیت میں آئے ہیں۔ تم نے کہا کہ: ٹھیک ہے، یہ آپ ہمارے سپرد کردیجئے۔ چنانچہ اسی شرط پر میں نے یہ اوقاف تمہارے سپرد کئے۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں نے اسی شرط پر ان کے سپرد کئے تھے یا نہیں؟ سب نے کہا: جی ہاں! پھر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا میں نے یہ اوقاف اسی شرط پر تمہاری تحویل میں دیئے تھے یا نہیں؟ دونوں نے کہا: جی ہاں! اسی شرط پر دیئے تھے۔ فرمایا: اب تم مجھ سے اور فیصلہ چاہتے ہو (کہ دونوں کو الگ الگ حصہ تقسیم کرکے دے دوں)، پس قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں! میں اس کے سوا تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا، اب اگر تم ان اوقاف کی تولیت سے عاجز آگئے ہو تو میرے سپرد کردو، میں ان کے معاملہ میں تمہاری کفایت کروں گا۔“

اس روایت کے ابتدائی الفاظ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ ان دونوں اکابر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پھر میراث کا مطالبہ کیا تھا، مگر سوال و جواب اور اس روایت کے مختلف ٹکڑوں کو جمع کرنے کے بعد مراد واضح ہوجاتی ہے کہ اس مرتبہ ان کا مطالبہ ترکہ کا نہیں تھا، بلکہ ان کے نزدیک بھی یہ حقیقت مسلّم تھی کہ ان اراضی کی حیثیت وقف کی ہے، اور وقف میں میراث جاری نہیں ہوتی، اس بار ان کا مطالبہ ترکہ کا نہیں تھا، بلکہ وہ چاہتے تھے کہ اس کی تولیت ان کے سپرد کردی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اولاً اس میں تأمل ہوا کہ کہیں یہ تولیت بھی میراث ہی نہ سمجھ لی جائے، لیکن غور و فکر کے بعد ان حضرات کی درخواست کو آپ نے قبول فرمالیا اور یہ اوقاف ان دونوں حضرات کے سپرد کردیئے گئے۔ پھر جس طرح

انتظامی امور میں متولیان وقف میں اختلاف رائے ہوجاتا ہے، ان کے درمیان بھی ہونے لگا، حضرت علی رضی اللہ عنہ علم وفقاہت میں چونکہ فائق تھے اس لئے وہ اپنی رائے کو ترجیح دیتے تھے، گویا عملی طور پر بیشتر تصرف ان اوقاف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چلتا تھا، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تصرفات مغلوب تھے، اس سے ان کو شکایت پیدا ہوئی اور انہوں نے دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ ان اوقاف کو تقسیم کرکے ہر ایک کا زیر تصرف حصہ الگ کردیا جائے، مگر حضرت عمرؓ نے یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا کہ یا تو اتفاقِ رائے سے دونوں اس کا انتظام چلاؤ، ورنہ مجھے واپس کردو، میں خود ہی اس کا انتظام کرلوں گا۔

اور علیٰ سبیل التنزل یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ حضرات، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی پہلی بار طلبِ ترکہ ہی کے لئے آئے تھے تب بھی ان کے موقف پر کوئی علمی اشکال نہیں، اور نہ ان پر مال و دولت کی حرص کا الزام عائد کرنا ہی درست ہے، بلکہ یوں کہا جائے گا کہ ان کو حدیث کی تاویل میں اختلاف تھا، جیسا کہ بخاری شریف کے حاشیہ میں اس کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

شرح اس کی یہ ہے کہ حدیث: ”لا نورث، ما ترکناہ صدقۃ“ تو ان کے نزدیک مسلّم تھی، مگر وہ اس کو صرف منقولات کے حق میں سمجھتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو منقولات و غیر منقولات سب کے حق میں عام قرار دیا، بلاشبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث کا جو مطلب سمجھا وہی صحیح تھا، لیکن جب تک ان حضرات کو اس مفہوم پر شرحِ صدر نہ ہوجاتا، ان کو اختلاف کرنے کا حق حاصل تھا، اس کی نظیر مانعینِ زکوٰۃ کے بارے میں حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کا مشہور مناظرہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بار بار کہتے تھے:

> ”کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یقولوا لا الٰه الا اللہ، فمن قالها فقد عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی اللہ.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۸)

ترجمہ:......"آپ ان لوگوں سے کیسے قتال کرسکتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ "لا الٰہ الا اللہ" کے قائل ہوجائیں، پس جو شخص اس کلمہ کا قائل ہوگیا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کرلی، مگر حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک حدیث کا مفہوم سمجھنے میں دقت پیش آرہی ہے، اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے موقف کو خلافِ حدیث سمجھ کر ان سے بحث و اختلاف کرتے ہیں، تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی ارشادِ نبوی کا وہ مفہوم کھول دیا جو حضرت صدیق اکبرؓ پر کھلا تھا۔ جب تک انہیں شرحِ صدر نہیں ہوا انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بحث و مناظرہ تک نوبت پہنچی۔ ٹھیک اسی طرح ان حضرات کو بھی حدیث: "لا نورث، ما ترکناہ صدقۃ." میں جب تک شرحِ صدر نہیں ہوا کہ اس کا مفہوم وہی ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سمجھا، تب تک ان کو اختلاف کا حق تھا، اور ان کا مطالبہ ان کے اپنے اجتہاد کے مطابق بجا اور درست تھا۔ لیکن بعد میں ان کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شرحِ صدر ہوگیا، اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کو صحیح اور درست تسلیم کرلیا، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان اوقاف کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی، بلکہ ان کی جو حیثیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متعین کرگئے تھے اسی کو برقرار رکھا، اگر ان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موقف پر شرحِ صدر نہ ہوا ہوتا تو ان اوقاف کی حیثیت تبدیل کرنے سے انہیں کوئی چیز مانع نہ ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ مطالبۂ ترکہ ان حضرات کی طرف سے ایک بار ہوا، بار بار نہیں، اور اس کو مال و دولت کی حرص سے تعبیر کرنا کسی طرح بھی زیبا نہیں، اس کو اجتہادی رائے کہہ سکتے ہیں اور اگر وہ اس سے رجوع نہ بھی کرتے تب بھی لائقِ ملامت نہ تھے، اب جبکہ انہوں


فہرست

نے اس سے رجوع بھی کرلیا تو یہ ان کی بے نفسی وللّٰہیت کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے، اس کے بعد بھی ان حضرات پر لب کشائی کرنا نقصِ علم کے علاوہ نقصِ ایمان کی بھی دلیل ہے۔

**۳:...... حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی باہمی منازعت:**

اس منازعت کا منشا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے، اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ یہ منازعت کسی نفسانیت کی وجہ سے نہیں تھی، نہ مال و دولت کی حرص سے اس کا تعلق ہے، بلکہ اوقاف کے انتظام وانصرام میں رائے کے اختلاف کی بنا پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وقتی طور پر شکایت پیدا ہوگئی تھی، اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے، ایسا اختلافِ رائے نہ مذموم ہے، نہ فضل وکمال کے منافی ہے۔ جہاں تک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کا تعلق ہے جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں، اور جن کے حوالے سے نعوذ باللہ! ان پر اخلاقی پستی کا فتویٰ صادر کیا گیا ہے، تو سائل نے یہ الفاظ تو دیکھ لئے مگر یہ نہیں سوچا کہ یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟ کس کو کہے تھے؟ اور ان دونوں کے درمیان خوردی و بزرگی کا کیا رشتہ تھا؟ اور عجیب تر یہ کہ قاضی ابوبکر بن العربیؒ کی جس کتاب کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں، اسی کتاب میں خود موصوف نے جو جواب دیا ہے، اسے بھی نظرانداز کردیا گیا، ابوبکر بن العربیؒ ''العواصم'' میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کو نقل کرکے لکھتے ہیں:

''قلنا اما قول العباس لعلی فقول الاب للابن، وذالک علی الرأس محمول وفی سبیل المغفرة مبذول، وبین الکبار والصغار فکیف الأباء والابناء مغفور موصول.'' (ص:۱۹۶)

ترجمہ:...... ''ہم کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے بارے میں حضرت عباسؓ کے الفاظ، بیٹے کے حق میں باپ کے الفاظ ہیں، جو سر آنکھوں پر رکھے جاتے ہیں، اور سبیل مغفرت میں صرف کئے جاتے ہیں، بڑے اگر چھوٹوں کے حق میں ایسے الفاظ استعمال کریں تو انہیں

لائق مغفرت اور صلہ رحمی پر محمول کیا جاتا ہے، چہ جائیکہ باپ کے الفاظ بیٹے کے حق میں۔‘‘

اور ’’العواصم‘‘ ہی کے حاشیہ میں فتح الباری (ج:۶ ص:۱۲۵) کے حوالے سے لکھا ہے:

’’قال الحافظ ولم ار فی شیء من الطرق انه صدر من علی فی حق العباس شیء بخلاف ما یفهم من قوله فی روایة عقیل ”استبا“ واستصواب المازری صنیع من حذف هذه الالفاظ من هذا الحدیث وقال لعل بعض الرواة وهم فیها وان کانت محفوظة فاجود ما تحمل علیه ان العباس قالها ادلالا علیٰ علی لانه کان عنده بمنزلة الولد فاراد ردعه عما یعتقد انه مخطئی فیه.‘‘ (ص:۱۹۵)

ترجمہ:...... ’’حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کسی روایت میں میری نظر سے یہ نہیں گزرا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں کچھ کہا گیا ہو، بخلاف اس کے جو عقیل کی روایت میں ’’استبا‘‘ کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے، اور مازریؒ نے ان راویوں کے طرزِ عمل کو درست قرار دیا ہے جنھوں نے اس حدیث میں ان الفاظ کے ذکر کو حذف کردیا ہے۔ مازریؒ کہتے ہیں: غالباً کسی راوی کو وہم ہوا ہے اور اس نے غلطی سے یہ الفاظ نقل کردیئے ہیں، اور اگر یہ الفاظ محفوظ ہوں تو ان کا عمدہ ترین محمل یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ناز کی بنا پر کہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت ان کے نزدیک اولاد کی تھی، اس لئے پُرزور الفاظ میں ان کو ایسی چیز سے روکنا چاہا جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ وہ غلطی پر ہیں۔‘‘

حافظؒ کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور منقح ہوگئے:

اول:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی نامناسب لفظ سرزد نہیں ہوا، اور عقیل کی روایت میں ''استبا'' کے لفظ سے جو اس کا وہم ہوتا ہے، وہ صحیح نہیں۔

دوم:......حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے جو الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نقل کئے گئے ہیں، ان میں بھی راویوں کا اختلاف ہے، بعض ان کو نقل کرتے ہیں اور بعض نقل نہیں کرتے۔ حافظؒ، مازریؒ کے حوالے سے ان راویوں کی تصویب کرتے ہیں، جنھوں نے یہ الفاظ نقل نہیں کئے، جن راویوں نے نقل کئے ہیں، ان کا تخطیہ کرتے ہیں اور اسے کسی راوی کا وہم قرار دیتے ہیں۔

سوم:......بالفرض یہ الفاظ محفوظ بھی ہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹے کی ہے، اور والدین، اولاد کے حق میں اگر ازراہِ عتاب ایسے الفاظ استعمال کریں تو ان کو بزرگانہ ناز پر محمول کیا جاتا ہے، نہ کوئی عقلمند ان الفاظ کو ان کی حقیقت پر محمول کیا کرتا ہے اور نہ والدین سے ایسے الفاظ کے صدور کو لائق ملامت تصور کیا جاتا ہے، اس لئے حضرت عباسؓ کے یہ الفاظ بزرگانہ ناز پر محمول ہیں۔

تمہیدی نکات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ کرچکا ہوں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے ملاکر دیکھئے! کیا یہ واقعہ اس واقعہ سے بھی زیادہ سنگین ہے؟ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس عتاب و غضب سے ان کے مقام و مرتبہ پر کوئی حرف نہیں آتا، تو اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے حق میں اپنے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے کچھ الفاظ استعمال کرلئے تو ان پر (نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!) اخلاقی پستی کا فتویٰ صادر کرڈالنا، میں نہیں سمجھتا کہ دین و ایمان یا عقل و دانش کا کون سا تقاضا ہے؟ بلاشبہ گالی گلوچ شرفاء کا وطیرہ نہیں، مگر یہاں نہ تو بازاری گالیاں دی گئی تھیں، اور نہ کسی غیر کے ساتھ سخت کلامی کی گئی تھی، کیا اپنی اولاد کو سخت الفاظ میں عتاب کرنا بھی وطیرۂ شرفاء سے خارج ہے؟ اور پھر حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا وارد ہے:

”اللّٰھم انی اتخذ عندک عھدا لن تخلفنیه فانما انا بشر فای المؤمنین اٰذیته شتمته لعنته جلدته فاجعلها له صلوٰة وزکوٰة وقربة تقربه بھا الیک یوم القیامة.“ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۲۴)

ترجمہ:......”اے اللہ! میں آپ سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں، آپ میرے حق میں اس کو ضرور پورا کردیجئے، کیونکہ میں بھی انسان ہی ہوں، پس جس مؤمن کو میں نے ستایا ہو، اسے کوئی نامناسب لفظ کہا ہو، اس پر لعنت کی ہو، اس کو مارا ہو، آپ اس کو اس شخص کے حق میں رحمت و پاکیزگی اور قربت کا ذریعہ بنادیجئے کہ اس کی بدولت اس کو قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائیں۔“

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سب وشتم کی نسبت فرمائی ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے حق میں میری زبان سے ایسا لفظ نکل گیا ہو جس کا وہ مستحق نہیں تو آپ اس کو اس کے لئے رحمت و قربت کا ذریعہ بنادیجئے۔ کیا اس کا ترجمہ ”گالی گلوچ“ کرکے نعوذ باللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اخلاقی پستی کی تہمت دھری جائے گی؟ اور اسے وطیرۂ شرفاء کے خلاف کہا جائے گا؟ حق تعالیٰ شانہ سخن فہمی اور مرتبہ شناسی کی دولت سے کسی مسلمان کو محروم نہ فرمائے۔

۴:......لاٹھی کی حکومت:

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: ”انت واللہ بعد ثلٰث عبد العصا.“ (بخدا! تم تین دن بعد محکوم ہوگے) صحیح بخاری (ج:۲ ص:۶۳۹) کے حاشیہ میں ”عبدالعصا“ کے تحت لکھا ہے:

”کنایة عن صیرورته تابعا لغیره، کذا فی التوشیح. قال فی الفتح: والمعنی انه یموت بعد ثلٰث وتصیر انت مامورا علیک وھذا من قوة فراسة العباس.“

ترجمہ:...... ''یہ اس سے کنایہ ہے کہ وہ دوسروں کے تابع ہوں گے۔ توشیح میں اسی طرح ہے۔ حافظؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ: مراد یہ ہے کہ تین دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوجائے گا، اور تم پر دوسروں کی امارت ہوگی، اور یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قوتِ فراست تھی۔''

خلاصہ یہ کہ ''عبدالعصا'' جس کا ترجمہ، ترجمہ نگار نے ''لاٹھی کی حکومت'' کیا ہے، مراد اس سے یہ ہے کہ تم محکوم ہوگے، اور تمہاری حیثیت عام رعایا کی سی ہوگی۔

یہاں یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ کنائی الفاظ میں لفظی ترجمہ مراد نہیں ہوتا، اور اگر کہیں لفظی ترجمہ گھسیٹ دیا جائے تو مضمون بھونڈا بن جاتا ہے، اور قائل کی اصل مراد نظروں سے اوجھل ہوجاتی ہے۔ مثلاً: عربوں میں ''فلان کثیر الرماد'' کا لفظ سخاوت سے کنایہ ہے، اگر اس کا لفظی ترجمہ گھسیٹ دیا جائے کہ: ''فلاں کے گھر راکھ کے ڈھیر ہیں'' تو جو شخص اصل مراد سے واقف نہیں وہ راکھ کے ڈھیر تلے دب کر رہ جائے گا، اور اسے یہ فقرہ مدح کے بجائے مذمت کا آئینہ دار نظر آئے گا... یہی حال... ''عبدالعصا'' کا بھی سمجھنا چاہئے۔ کرنے والے نے اس کا لفظی ترجمہ کرڈالا، اور عام قارئین چونکہ عرب کے محاورات اور لفظ کی اس کنائی مراد سے واقف نہیں اس لئے انہیں لاٹھیوں کی بارش کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

''لا ترفع عصاک عن اھلک.''

ترجمہ:...... ''اپنے گھر والوں سے کبھی لاٹھی ہٹا کر نہ رکھو۔''

مجمع البحار میں اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اي لا تدع تأديبهم وجمعهم علىٰ طاعة الله تعالىٰ، يقال: ''شق العصا''، اي فارق الجماعة، ولم يرد الضرب بالعصا ولٰكنه مثل ...... ليس المراد بالعصا المعروفة بل اراد الادب وذا حاصل بغير الضرب.''

ترجمہ:......"یعنی ان کی تادیب اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر جمع کرنے کا کام کبھی نہ چھوڑو، محاورے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے "لاٹھی چیر ڈالی" یعنی جماعت سے الگ ہوگیا۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد لاٹھی سے مارنا نہیں، بلکہ یہ ایک ضرب المثل ہے ...... یہاں عصا سے معروف لاٹھی مراد نہیں، بلکہ ادب سکھانا مراد ہے اور یہ مارنے پیٹنے کے بغیر بھی ہوسکتا ہے۔"

اسی طرح "عبدالعصا" میں بھی معروف معنوں میں لاٹھی مراد نہیں، نہ لاٹھی کی حکومت کا یہ مطلب ہے کہ وہ حکومت لاٹھیوں سے قائم ہوگی یا قائم رکھی جائے گی، بلکہ خود حکومت و اقتدار ہی کو "لاٹھی" سے تعبیر کیا گیا ہے، اور مطلب یہ ہے کہ تم دوسروں کی حکومت کے ماتحت ہوگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و خویش اور آپ کے پروردہ تھے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ ان کی حیثیت گویا ایک طرح سے شہزادے کی تھی (اگر یہ تعبیر سوءِ ادب نہ ہو)، حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تین دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایۂ عاطفت اُٹھتا محسوس ہو رہا ہے، اس کے بعد تمہاری حیثیت، ملتِ اسلامیہ کے عام افراد کی سی ہوگی۔

**۵:......حضرت عباسؓ کا مشورہ:**

قاضی ابوبکرؒ کی کتاب "العواصم من القواصم" میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ اس طرح نقل کئے گئے ہیں:

**"اذهب بنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلنسأله فیمن یکون هذا الامر بعده، فان کان فینا علمنا ذالک، وان کان فی غیرنا علمنا فاوصیٰ بنا."** (ص:۱۸۶)

ترجمہ:......"چلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیں، آپ سے دریافت کریں کہ آپ کے بعد یہ امرِ خلافت کس کے پاس ہوگا؟ پس اگر ہمارے پاس ہوا تو ہمیں معلوم ہوجائے گا،

اور اگر کسی دوسرے کے پاس ہوا تب بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا، اس صورت میں آپ ہمارے حق میں وصیت فرمادیں گے۔“

اور یہ بعینہٖ صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۹ کے الفاظ ہیں، آپ نے اول تو ان الفاظ کا ترجمہ ہی صحیح نہیں کیا، معلوم نہیں کہ یہ ترجمہ جناب نے خود کیا ہے، یا کسی اور کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

دوم:...... یہ کہ اہل علم آج تک صحیح بخاری پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں، مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں ان کو کبھی اشکال پیش نہیں آیا۔ خود قاضی ابوبکر بن العربیؒ اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

”رأی العباس عندی اصح واقرب الی الاٰخرة والتصریح بالتحقیق وھذا یبطل قول مدعی الاشارة باستخلاف علی فکیف ان یدعیٰ فیه نص.“ (ص:۱۸۶، ۱۸۷)

ترجمہ:...... ”حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رائے میرے نزدیک زیادہ صحیح اور آخرت کے زیادہ قریب ہے۔ اور اس میں تحقیق کی تصریح ہے اور اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہو جاتا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کا اشارہ فرمایا تھا، چہ جائیکہ اس باب میں نص کا دعویٰ کیا جائے۔“

انصاف فرمایئے کہ جس رائے کو ابوبکر بن العربیؒ زیادہ صحیح اور اقرب الی الآخرة فرما رہے ہیں، آپ انہی کی کتاب کے حوالے سے اسے ”خلافت کی فکر پڑنے“ سے تعبیر کر کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں۔

اور آپ کا یہ خیال بھی آپ کا حسنِ ظن ہے کہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وفات کا صدمہ اگر غالب ہوتا تو یہ خیالات اور یہ کارروائیاں کہاں ہوتیں“...... خود آپ نے جو روایت نقل کی ہے اس میں تصریح ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت مایوسی کی حد میں داخل ہو چکی ہے، اور

آپؐ اپنے خدام کو داغِ مفارقت دینے والے ہیں، عین اس حالت میں اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ جو امور اختلاف و نزاع اور امت کے شقاق و افتراق کا موجب ہوسکتے ہیں، ان کا تصفیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے کرالینا مناسب ہے، تاکہ بعد میں شورش و فتنہ نہ ہو، تو آپ کا خیال ہے کہ وہ بڑا ہی سنگ دل ہے، اس کو ذرا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و محبت ہے نہ اسے آپؐ کی بیماری کا صدمہ ہے، اور نہ وفات کا غم ہے...... آپ ہی فرمائیں کہ کیا یہ صحت مندانہ طرزِ فکر ہے؟

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان ...بنو ہاشم ... کے بزرگ ترین فرد تھے، اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ خاندان کے بزرگوں کو ایسے موقعوں پر آئندہ پیش آنے والے واقعات کا ہولناک منظر پریشان کیا کرتا ہے، اگر کسی الجھن کا اندیشہ ہو تو وہ وفات پانے والے شخص کی زندگی ہی میں اس کا حل نکالنے کی تدبیر کیا کرتے ہیں۔ یہ روزمرہ کے وہ واقعات ہیں جن سے کم و بیش ہر شخص واقف ہے، ایسے موقعوں پر اس قسم کے سرد و گرم چشیدہ بزرگوں کی راہنمائی کو ان کے حسن تدبر اور دور اندیشی پر محمول کیا جاتا ہے، اور کسی معاشرے میں ان کے اس بزرگانہ مشورے کو سنگدلی پر محمول نہیں کیا جاتا، اور نہ کسی ذہن میں یہ وسوسہ آتا ہے کہ ان بڑے بوڑھوں کو مرحوم سے کوئی تعلق نہیں، مرنے والا مر رہا ہے ان کو ایسی باتوں کی فکر پڑی ہے۔

ٹھیک یہی بزرگانہ حسن تدبر اور دور بینی و دور اندیشی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس رائے پر آمادہ کر رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے جارہے ہیں تو آپؐ کے بعد آپؐ کی جانشینی کا مسئلہ خدانخواستہ کوئی پیچیدہ صورت اختیار نہ کرلے، اس لئے اس کا تصفیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ ہو جائے تو بہتر ہے...... اور ان کا یہ اندیشہ محض ایک توہماتی مفروضہ نہیں تھا بلکہ بعد میں یہ واقعہ بن کر سامنے آیا، اور یہ تو حق تعالیٰ شانہ کی عنایتِ خاصہ تھی کہ یہ نزاع فوراً دب گیا، ورنہ خدانخواستہ یہ طول پکڑ جاتا تو سوچئے کہ اس امت کا کیا بنتا؟ اب اگر عین مایوسی کی حالت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی فہم و فراست سے یہ مشورہ دیا کہ یہ قصہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ

طیبہ ہی میں طے ہوجانا چاہئے، تو فرمائیے کہ انہوں نے کیا برا کیا؟

اوپر میں نے جس عنایتِ خداوندی کا ذکر کیا ہے، غالباً اسی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد گرامی: ”یأبی اللہ والمؤمنون الا ابابکر!“ میں اشارہ فرمایا تھا، چنانچہ:

”عن عائشة قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنیٰ متمن ویقول قائل انا اولیٰ، ویأبی اللہ والمؤمنون الا ابابکر!“

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷۳)

ترجمہ:......”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلاوٴ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے، اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں سب سے بڑھ کر خلافت کا مستحق ہوں، دوسرا نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان ابوبکر کے سوا کسی اور کا انکار کرتے ہیں۔“

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے:

”لقد هممت .... او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ فاعهد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یأبی اللہ ویدفع المؤمنون او یدفع اللہ ویأبی المؤمنون.“

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۴۶،۱۰۷۲)

ترجمہ:......”میرا ارادہ ہوا تھا کہ میں ابوبکر اور ان کے صاحبزادے کو بلابھیجوں اور تحریر لکھوادوں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ

کہنے والے کہیں گے اور تمنا کرنے والے تمنا کریں گے، لیکن پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ (ابوبکرؓ کے سوا کسی دوسرے کا) انکار کریں گے، اور مسلمان مدافعت کریں گے۔ یا یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مدافعت فرمائیں گے اور اہلِ اسلام انکار کردیں گے۔“

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نزاع و اختلاف کا اندیشہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لاحق تھا، اور جس کا وہ تصفیہ کرالینا چاہتے تھے، اس اندیشے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہنِ مبارک بھی خالی نہیں تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی چاہتے تھے کہ اس کا تحریری تصفیہ کرہی دیا جائے، لیکن پھر آپ نے حق تعالیٰ شانہ کی رحمت و عنایت اور اہلِ اسلام کے فہم و بصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کے سپرد فرمادیا کہ انشاء اللہ اس کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا انتخاب ہوگا، اور اختلاف و نزاع کی کوئی ناگفتہ بہ صورت انشاء اللہ پیش نہیں آئے گی۔

الغرض حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بزرگانہ مشورہ نہایت صائب اور مخلصانہ تھا اور اس میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کی صفائی یا معذرت کی ضرورت لاحق ہو۔ رہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ اگر خلافت ہمارے سوا کسی اور صاحب کو ملے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو ہمارے بارے میں وصیت فرمادیں گے، یہ بھی محض اپنے مفادات کا تحفظ نہیں (جیسا کہ سوال میں کہا گیا ہے) بلکہ یہ ایک دقیق حکمت پر مبنی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین کی عزت و توقیر درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت و عظمت اور عزت و توقیر کا ایک شعبہ ہے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام خدام اور متعلقین کے بارے میں مختلف عنوانات سے تاکیدیں اور وصیتیں فرمائی ہیں، کہیں عام صحابہ کرامؓ کے بارے میں، کہیں حضرات خلفائے راشدینؓ کے بارے میں، کہیں حضرات انصارؓ کے بارے میں، کہیں حضرات امہات المؤمنینؓ کے بارے میں اور کہیں حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ کے بارے میں جیسا کہ حدیث کے طالب علم ان امور سے بخوبی واقف ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مشورۂ وصیت کا منشا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ واقارب کو نہ ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عظمت وتوقیر کے بارے میں خصوصی وصیت فرماجائیں تاکہ خلافت بلافصل سے ان کی محرومی کو ان کے نقص اور نااہلیت پر محمول نہ کیا جائے اور لوگ ان پر طعن وتشنیع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جفا و بے مروتی کے مرتکب نہ ہوں، پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فکر اپنے مفادات کی نہیں، بلکہ ان لوگوں کے دین وایمان کی ہے جو اپنی خام عقلی سے ان کی خلافت سے محرومی کو ان پر لب کشائی کا بہانہ بنالیں۔

اور اگر یہی فرض کرلیا جائے کہ وہ خلافت سے محرومی کی صورت میں اپنے خاندان کے مفاد کے تحفظ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کرانا چاہتے تھے، تب بھی سوچنا چاہئے کہ آخر وہ کس کا خاندان ہے؟ کیا خانوادۂ نبوت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کلمۂ خیر کہلانا جرم ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے ذاتی مفاد کا تحفظ نہیں کررہے (حالانکہ عقلاً وشرعاً یہ بھی قابلِ اعتراض نہیں) وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خاندان کے بارے میں کلمہ خیر کہلانا چاہتے ہیں، کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ایک مسلمان کی نظر میں اس لائق بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں کوئی کلمہ خیر امت کو ارشاد فرمائیں؟ اور جو شخص ایسا خیال بھی دل میں لائے تو اسے طعن وتشنیع کا نشانہ بنالیا جائے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

کیا اسی مرض الوفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ...تکلیف کی شدت کے باوجود... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیتیں نہیں فرمائیں؟ کیا حضرات انصارؓ کے بارے میں وصیت نہیں فرمائی؟ کیا غلاموں اور خادموں کے بارے میں وصیت نہیں فرمائی؟ کیا اہل ذمہ کے بارے میں وصیت نہیں فرمائی؟ ...اگر کسی نیک نفس کے دل میں خیال آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاندانِ نبوت کے بارے میں بھی کوئی وصیت فرمادیں تو اس کو خود غرضی پر محمول کرنا کیا صحیح طرزِ فکر ہے؟

غالباً اسی مرض الوفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المؤمنینؓ سے

فرماتے تھے:

”ان امر کن مما یھمنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون الصدیقون.“

(ترمذی ج:۲ ص:۲۱۶، مناقب عبدالرحمٰن بن عوفؓ، مستدرک حاکم ج:۳ ص:۳۱۲، موارد الظمأن ص:۵۴۷ حدیث:۲۲۱۶، مشکوٰة ص:۵۶۷)

ترجمہ:......”بے شک میرے بعد تمہاری حالت مجھے فکرمند کررہی ہے، اور تمہارے (اخراجات برداشت کرنے) پر صبر نہیں کریں گے مگر صابر اور صدیق لوگ۔“

الغرض زندگی سے مایوسی کی حالت میں مرنے والے کے متعلقین کے بارے میں فکرمندی ایک طبعی امر ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ...توکل علی اللہ اور تعلق مع اللہ کے سب سے بلندترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود... اپنے بعد اپنے متعلقین کے بارے میں فکرمند ہوئے، اسی کا عکس حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قلبِ مبارک پر پڑا اور ان کو خیال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہلِ خاندان کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرماجائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلِ قرابت کے بارے میں بھی بڑی تاکیدی وصیتیں فرمائی ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ، خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ قرابت کی رعایت کا بہت ہی اہتمام تھا، جس کے بے شمار واقعات پیشِ نظر ہیں، یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں جسے ”العواصم“ صفحہ:۴۸ کے حاشیہ میں شیخ محبّ الدین الخطیبؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے:

”والذی نفسی بیدہ! لقرابة رسول الله صلی الله علیه وسلم احب الی ان اصل من قرابتی.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۲۶، باب مناقب قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ:......”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری

جان ہے! البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک کرنا مجھے اپنے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک سے زیادہ محبوب ہے۔“

بلاشبہ ایک مؤمن مخلص کا یہی ایمانی جذبہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و محبت کی نمایاں علامت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے:

”احبوا اللہ لما یغذوکم بہ من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۲۲۰، حاکم ج:۳ ص:۱۵۰ عن ابن عباسؓ، حسنہ الترمذی، وصححہ الحاکم ووافقہ الذھبی ورقم لہ السیوطی فی الجامع الصغیر بالصحۃ ج:۱ ص:۱۱)

ترجمہ:......”اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو، کیونکہ اپنی نعمتوں کے ساتھ تمہیں پالتا ہے، اور مجھ سے محبت رکھو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میری محبت کی وجہ سے۔“

### ۶:......حضرت علی رضی اللہ عنہ اور طلبِ خلافت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس مشورہ پر کہ چلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استصواب کرالیں کہ خلافت ہمارے پاس ہوگی یا کسی اور صاحب کے پاس؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

”انا واللہ لئن سألناھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنعناھا لا یعطیناھا الناس بعدہ.

وانی واللہ لا اسألھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.“ (العواصم ص:۱۸۶، صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۹)

ترجمہ:......”بخدا! اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نہ دی تو لوگ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں دیں گے۔

اور بخدا! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال نہ کروں گا۔“

جس شخص کے ذہن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے میل نہ ہو وہ تو اس فقرہ کا مطلب یہی سمجھے گا کہ ان کا مقصود حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مشورے کو قبول نہ کرنا تھا، اور اس پر انہوں نے ایک ایسی دلیل بیان کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس پر خاموش ہونا پڑا، یعنی جب خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح یہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت ہمیں دے جائیں، اسی طرح یہ بھی احتمال ہے کہ کسی اور صاحب کا نام تجویز فرمادیں، اب اگر یہ معاملہ ابہام میں رہے تو اس کی گنجائش ہے کہ مسلمان خلافت کے لئے ہمیں منتخب کرلیں، لیکن اگر سوال کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تو ہمارے انتخاب کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی، اب فرمایئے کہ یہ ابہام کی صورت آپ کے خیال میں ہمارے لئے بہتر ہے یا تعیین کی صورت؟

ظاہر ہے کہ اس تقریر پر دور دور بھی کہیں اس الزام کا شائبہ نظر نہیں آتا جو آپ نے یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر عائد کرنا چاہا ہے کہ:

”ان کا ارادہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار ہی کیوں نہ کردیں انہیں اپنی خلافت درکار ہے، اور یہ بھی کہ انہیں احتمال یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمادیں گے، اس لئے انہوں نے کہا میں سوال نہ کروں گا اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس خلافت کو حاصل کروں گا۔“

اس الزام کی تردید کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل ہی کافی ہے، اگر ان کا ارادہ یہی ہوتا کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے علی الرغم ...نعوذ باللہ... اپنی خلافت قائم کرنی ہے تو وہ ضرور ایسا کرتے، لیکن واقعات شاہد ہیں کہ خلفائے ثلاثہ کے دور میں انہوں نے ایک دن بھی خلافت کا دعویٰ نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ خلافتِ نبوت کا مدار محض نسبی قرابت پر

نہیں، بلکہ فضل و کمال اور سوابق اسلامیہ پر ہے، اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان امور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے فائق ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص خلافت کا مستحق نہیں، صحیح بخاری میں ان کے صاحبزادہ حضرت محمد ابن الحنفیہؒ سے مروی ہے:

**"قلت لابی: من ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال: ابوبکر! قال قلت: ثم من؟ قال: عمر! وخشیت ان یقول عثمان، قلت: ثم انت؟ قال: ما انا الا رجل من المسلمین!"** (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۱۸)

ترجمہ:...... "میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل و بہتر آدمی کون ہے؟ فرمایا: ابوبکرؓ! میں نے عرض کیا: ان کے بعد؟ فرمایا: عمرؓ!...... مجھے اندیشہ ہوا کہ اب پوچھوں گا تو حضرت عثمانؓ کا نام لیں گے، اس لئے میں نے سوال بدل کر کہا کہ: ان کے بعد آپ کا مرتبہ ہے؟ فرمایا: میں تو مسلمانوں کی جماعت کا ایک فرد ہوں۔"

وہ اپنے دورِ خلافت میں برسرِ منبر یہ اعلان فرماتے تھے:

**"خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وبعد ابی بکر عمر رضی اللہ عنھما، ولو شئت اخبرتکم بالثالث لفعلت."** (مسند احمد ج:۱ ص:۱۰۶)

ترجمہ:...... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، اور ابوبکر کے بعد عمر، رضی اللہ عنہما، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے مرتبہ کا آدمی بھی بتا سکتا ہوں۔"

اس سلسلہ کی تمام روایات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "ازالۃ الخفاء"، جلد:۱ صفحہ:۶۶ میں جمع کردی ہیں، وہاں ملاحظہ کرلی جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری

ایام میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو امامتِ صغریٰ تفویض فرمائی ہے، یہ درحقیقت امامتِ کبریٰ کے لئے ان کا استخلاف ہے۔

"اخرج ابوعمرو فی الاستیعاب عن الحسن البصری عن قیس بن عباد قال: قال لی علی بن ابی طالب: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض لیالی وایاما ینادی بالصلوٰۃ فیقول: مروا ابابکر یصلی بالناس! فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرت فاذا الصلوٰۃ علم الاسلام وقوام الدین فرضینا لدنیانا من رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدیننا فبایعنا ابابکر رضی اللہ عنہ." (ازالۃ الخفاء ج:۱ ص:۶۸)

ترجمہ:......"حافظ ابوعمرو ابن عبدالبرؒ الاستیعاب میں حضرت حسن بصریؒ سے اور وہ قیس بن عبادؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن رات بیمار رہے، نماز کی اذان ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے دیکھا کہ نماز اسلام کا سب سے بڑا شعار اور دین کا مدار ہے، پس ہم نے اپنی دنیا (کے نظم ونسق) کے لئے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا، اس لئے ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔"

اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اسی کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں بھی خلافتِ نبوت کی صلاحیت واہلیت بدرجۂ اتم موجود تھی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعدد ارشادات سے انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اس خلافتِ نبوت میں بھی ان کا حصہ ہے، اور یہ کہ خلافت اپنے وقت موعود پر ان کو ضرور پہنچے گی، ان ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل وتشریح کا یہ موقع نہیں، یہاں صرف ایک حدیث نقل کرتا ہوں:

”عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: کنا جلوسا ننتظر رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج علینا من بعض بیوت نسائه، قال: فقمنا معه فانقطعت نعله فتخلف علیها علی یخصفها فمضیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم ومضینا معه، ثم قائم ینتظره وقمنا معه، فقال: ان منکم من یقاتل علیٰ تاویل هذا القراٰن کما قاتلت علیٰ تنزیله. فاستشرقنا وفینا ابوبکر وعمر رضی الله عنهما، فقال: لا! ولکنه خاصف النعل. قال؛ فجئنا نبشره قال وکأنه قد سمعه.“ (مسند احمد ج:۳ ص:۸۲، قال الهیثمی رواه احمد ورجاله رجال الصحیح غیر فطر بن خلیفه وهو ثقة. مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۳۳)

ترجمہ:......”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہراتؓ میں سے کسی کے گھر سے باہر تشریف لائے، پس ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لئے اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعل مبارک ٹوٹ گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی مرمت کے لئے رک گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے، ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتظار میں کھڑے ہوگئے اور ہم لوگ بھی ٹھہر گئے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک تم میں سے ایک شخص قرآن کی تاویل پر قتال کرے گا، جیسا کہ میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا ہے۔ پس ہم سب اس کے منتظر ہوئے کہ اس کا مصداق کون ہے؟ ہم میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے تم لوگ مراد نہیں ہو، بلکہ وہ جوتا گانٹھنے والا مراد ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خوشخبری دینے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ایسا محسوس ہوا گویا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہلے سے سن رکھا ہے۔“

اس تفصیل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب واضح ہوجاتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال نہیں کرتا، اور یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمادیا تو مسلمان ہمیں کبھی نہیں دیں گے، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر یہ فرماتے (اور یہ فرمانا محض احتمال نہیں تھا بلکہ یقینی تھا) کہ میرے بعد علیؓ کو خلیفہ نہ بنایا جائے بلکہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا جائے تو اس کا متبادر مفہوم تو یہی ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں، لیکن لوگوں کو یہ غلط فہمی ضرور ہوسکتی تھی کہ علیؓ میں خلافت کی صلاحیت واہلیت ہی نہیں، یا یہ کہ خلافتِ نبوت میں ان کا سرے سے کوئی حصہ ہی نہیں، اور آپ کے دورۂ خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کو پیش کرکے لوگوں کو اس غلط فہمی میں ڈالا جاسکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ”میرے بعد علیؓ کو خلیفہ نہ بنانا“ یہ تھا غلط فہمی کا وہ اندیشہ جس کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روک دیا تو اندیشہ ہے کہ مسلمان اس کو ایک دائمی دستاویز بنالیں گے اور ہمیں خلافت کے لئے نااہل تصور کرلیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ غلط فہمی، جس کا اندیشہ تھا، نہ صرف منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان

ارشادات کے ساتھ ایک بدترین ظلم بھی ہوتا، جو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔

**ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم**

## (سائل کا دوسرا خط)

محترم المقام جناب علامہ محمد یوسف لدھیانوی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد!

جناب کا محبت نامہ ملا، یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریر میں بہت وقت صرف ہوتا ہے، پھر آپ جیسے مصروف آدمی کے لئے اور بھی مشکل ہے، لیکن جیسا کہ جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ: ''رفع التباس'' کو الگ سے شائع کرانے کا ارادہ ہے، اس لئے کچھ وضاحت طلب باتیں تحریر کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ باتیں ہماری اعلیٰ درجہ کی کتابوں میں درج ہیں۔ مترجمین حضرات نے ترجمہ کرتے وقت بریکٹس کے اندر فاضل الفاظ کا اضافہ کرکے پیچیدگیاں پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا، لہٰذا عوام کو دو طرح سے نقصان میں مبتلا کیا، ایک تو لوگ شک میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس شک کا فائدہ امامیہ حضرات اٹھاتے ہیں کہ اہل سنت کے مذہب پر طعن کرتے ہیں، اور اپنے باطل عقائد کی اشاعت شروع کردیتے ہیں، ایک عامی سنی مسلمان جس کا مذہب سنی سنائی باتوں اور کچھ معاشرتی رسموں پر (جو اسے ورثے میں ملتی ہیں) مبنی ہوتا ہے، اگر امامیہ نہ بھی بنے تو ان سے متأثر ہوجاتا ہے اور خود اپنے اکابر سے بدگمان۔

اور تمام باتیں میں انشاء اللہ ملاقات پر ہی عرض کروں گا، لیکن فی الحال چند وہ باتیں تحریر کرتا ہوں کہ اگر ان کی صفائی ہوجائے تو جناب کی یہ تحریر ایک مقدس تحقیق کا مرتبہ پائے گی (اِن شاء اللہ)۔

جناب نے تحریر فرمایا ہے: ''بہرحال حضرت ابوبکرؓ کے متنبہ کردینے کے بعد انہوں نے اس حدیث میں نہ کوئی جرح اور قدح فرمائی نہ منازعت کی، بلکہ اپنے موقف

سے دستبردار ہوگئے اور یہ ان مؤمنین قانتین کی شان ہے جن میں نفسانیت کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔'' اس تحریر کو دیکھنے کے بعد اگر یہ تسلیم کیا جائے گا کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فیصلہ خلوص نیت سے تسلیم کیا اور اپنے موقف سے دستبردار ہوگئے تو پھر شکوہ و شکایت کا کیا معنی؟ جناب نے اس بیان کے بعد ''باب فرض الخمس'' کی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اسے ''ثم جئتمانی'' سے آگے ٹکڑا نقل فرمایا ہے خود اس حدیث میں اس سے پہلے بیان ہے خود حضرت عمرؓ کا کہ ان کو اس فیصلہ پر شکایت تھی۔ حضرت عمرؓ مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں: ''اور تم اس وقت سے اس مسئلہ میں شکوہ کرتے تھے'' لیکن حقیقت میں بات شکوہ و شکایت تک ہی محدود نہ تھی، اسی بخاری کی یحییٰ بن بکیر والی روایت کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اس مسئلہ میں حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہوگئیں بلکہ اپنی وفات تک ان سے بات نہیں کی۔ ''فتح الباری'' لابن حجرؒ الجزء التاسع میں تحریر ہے کہ ان کو بھیجا گیا تھا (بھیجنے والے حضرت علیؓ تھے) ''ان فاطمة ارسلت الی ابی بکر تسأله میراثها.'' غور فرمائیں۔ اس شخص سے ناراض، جس نے اپنا ذاتی مال سارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کر دیا تھا، کیا معنی رکھتی ہے؟ ابن حجرؒ نے جلد نمبر: ۷ کے حاشیہ میں جو بحث کی ہے، وہاں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''یہ جدائی نتیجہ تھی غصہ کی وراثت کے نہ ملنے پر۔'' اس مضمون کو میں نے تیسیر الباری میں بھی دیکھا، علامہ وحید الزمان نے صفحہ: ۲۸۱، ۲۸۰ پر تحریر فرمایا ہے: ''فاطمہؓ کی ناراضگی بمقتضائے صاحبزادگی تھی، اس کا کوئی علاج نہ تھا۔'' یہ عبارت میں نہیں سمجھا کہ جناب کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اس کے آگے انہوں نے طویل کلام کیا ہے جو کہ غیر متعلق اور بے معنی ہے، چونکہ ابوبکرؓ نے فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کیا، یہ فیصلہ ان کا اپنا نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تھا، پھر ابوبکرؓ سے ناراضگی کیا معنی؟ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، اسی حدیث میں آگے دیکھیں: ''حضرت فاطمہؓ کی حیات میں حضرت علیؓ کو لوگوں میں وجاہت حاصل تھی، جب حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوگیا، حضرت علیؓ نے لوگوں کا رخ پھرا ہوا پایا تو حضرت ابوبکرؓ سے صلح اور بیعت کی درخواست کی۔'' گویا یہ صلح اور بیعت بحالت مجبوری قبول فرمائی اور جو مقام حضرت علیؓ کو صحابہؓ کے

درمیان حاصل تھا وہ جناب رضی اللہ عنہ کی ذاتی وجاہت ولیاقت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ صحابہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لحاظ کرتے ہوئے ان کو اہمیت دیتے تھے۔ ان کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ مقام کھودیا، جب تک لوگوں نے نگاہیں نہ پھیریں وہ نہ تو صلح پر آمادہ ہوئے اور نہ بیعت پر، انا للہ وانا الیہ راجعون! پھر راضی بھی ہوئے تو شرائط لگاتے ہیں کہ تنہا آیئے، آخر عمر رضی اللہ عنہ کیا کوئی مقام نہیں رکھتے تھے؟ کیا عمر رضی اللہ عنہ کوئی کم حیثیت کے آدمی تھے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت تسلیم، کیا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمات، ان کا ایمان، ان کا اسلام کوئی اور مثال آپ پیش کرسکتے ہیں؟ جو کچھ اسلام کے لئے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا، کیا آپ ایک دوسرا نام لے سکتے ہیں؟ خود اسی حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بات کا اقرار فرمارہے ہیں کہ: ''قرابت کی وجہ سے وہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے رہے ہیں۔''

کیا اس مقصد کے حصول کے لئے جنگِ صفین برپا نہیں کی گئی؟ ''عراقی'' اور ''عجمی''، جو کہ شیعانِ علی کہلائے ''شامیوں'' اور عربوں سے کس لئے دست وگریباں کئے گئے؟ وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رومیوں سے جنگ درپیش تھی، کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ عجمی اور عراقی شیعان وہی لوگ نہیں تھے جو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے ہیرو ہونے پر ناز کرتے تھے، ان ہی لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دلوائی اور مجبور کیا کہ مسلمانوں کی صفوں کو درہم برہم کریں، مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا پہلا کامیاب کارنامہ یہی انجام دیا گیا، آخر چنگیز خان، نپولین اور اس قبیل کے اور لوگوں کے حالات بھی تو ہیں، حالانکہ یہ لوگ کافر تھے پھر بھی ایسے غافل اور بے بس نہ تھے کہ کسی اہم شخصیت کے قتل کے سلسلہ میں یہ نہ معلوم کرسکیں کہ قاتل کون ہے؟ خود جن سپاہیوں کے ساتھ میدانِ کارزار میں مصروف ہوں ان کے متعلق ہی نہ جانتے ہوں کہ کس قماش کے لوگ ہیں؟ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی صدیوں پرانی دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں، لائف آف نپولین کا مصنف ایک انگریز ہے، جس نے اعتراف کیا ہے کہ اسے اپنے ایک ایک سپاہی کا نام یاد رہتا تھا، اور صرف ایک نپولین ہی نہیں، بے شمار مشاہیر ایسے گزرے ہیں، اور آپ بھی بخوبی علم رکھتے ہیں کہ اپنی سلطنت کے گوشے گوشے کے حالات سے کیسے باخبر رہتے تھے، وقتی ذہول اور اجتہادی غلطی آخر کہاں کہاں اور کب تک ساتھ دے گی؟ جس شخص کے تدبر کا یہ عالم ہو کہ اپنے حقیقی بھائی تک کو اپنا موافق نہ بناسکے اور جب

حضرت عقیلؓ ان سے ناراض ہوکر معاویہؓ کے پاس گئے تو کیا ہوا؟ اور یہ سلسلہ کب صفین کے بعد ختم ہوگیا تھا؟ ”بنوامیہ“ اور ”بنوعباس“ کے ادوار میں ”علوی“ اور ”عباسی“ خروج ایک دو تو نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہوں، ایک خط میں یہ سب بیان غیرممکن ہے۔

اس میں شک نہیں کہ شاہ ولی اللہؒ نے **ازالة الخفاء** میں حضرت علیؓ کے مناقب بے شمار بیان کئے ہیں (حالانکہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اسلام کو جو فروغ حاصل ہوا، طرزِ حکومت، معاشرت غرضیکہ ہر قسم کی تفصیل ہے جو انہوں نے لکھی) اس کے علاوہ اور لکھ بھی کیا سکتے تھے؟ پھر شاہ ولی اللہؒ کا ماخذ زیادہ تر ”**ریاض النضرة للمحب الطبری**“ ہی رہا، نہایت کثرت سے موضوع اور ضعیف روایتیں مذکور ہیں، اور جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے ان صاحب نے اور تاریخ اسلام کے مؤلف نجیب خیرآبادی نے بھی حضرت علیؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ تینوں کی خلافت کے حالات تحریر کرنے کے بعد باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: ”حضرت علیؓ بحیثیت گورنر کوفہ“۔

میرا خیال تھا کہ عمرؓ کی تقریر پر علامہ عینیؒ کا خیال بھی دیکھوں، لیکن گناہ گار ابھی تک ایسا نہ کرسکا، ہاں فتح الباری کی ۷ویں جلد کے ۱۴، ۱۵ صفحہ پر یہ بحث ہے، وہاں تین احادیث کا حوالہ موجود ہے:

۱:...... **عمر بن شبة من طريق ابی البختری علی سبيل الميراث** (نسائی)۔

۲:...... بلکہ نسائی میں بھی **من طريق عكرمه علی سبيل الولاية** کا حوالہ ہے۔

۳:...... اور بطور والی کے مطالبہ کے، سلسلہ ابوداؤد کی حدیث کا بھی ذکر ہے،

بہرحال نسائیؒ جیسا کہ آپ کے بھی علم میں ہے حدیث کے معاملہ میں بخاریؒ سے بھی سخت تھے، ان تینوں احادیث کی روشنی میں ہی کوئی رائے درست ہوسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بات یہ واضح فرمادیں کہ کیا بات مانع تھی کہ حضرت علیؓ نے کسبِ معاش کی طرف کوئی توجہ نہ دی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف امت کو راغب فرماتے تھے، جب مطالبہ نکاح کا فرمایا تو کچھ نہ تھا کہ زرہ بیچ دی گئی، آگے فاطمہؓ کو ہی نہیں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اذیت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کی بیٹی سے نکاح فرمانے کا


فہرست

ارادہ کرتے ہیں، نکاح تو خیر چار تک ہوسکتے ہیں لیکن ایسا شخص جو ایک بیوی کی کفالت اور خود اپنی کفالت نہ کرسکے کیا اسے بھی اجازت ہے کہ نکاح پر نکاح کرتا چلا جائے؟ کتب احادیث میں وقتی طور پر صرف دو کام کرتے نظر آتے ہیں، یہودی کے باغ میں پانی دینا یا پھر ایک مرتبہ گھاس کاٹنا.....

والسلام، محمد ظہور الاسلام

## الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مخدوم ومکرم، زیدت عنایاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ ناکارہ قریباً دو مہینے کے بعد اپنے دفتر میں حاضر ہوسکا، پھر جمع شدہ کام کے ہجوم نے جناب کا گرامی نامہ اٹھا کر دیکھنے کی بھی مہلت نہ دی، آج ذرا سانس لینے کا موقع ملا تو آپ کا خط لے کر بیٹھ گیا ہوں، تفصیل سے لکھنے کا موقع اب بھی نہیں، تاہم مختصراً لکھتا ہوں۔

خط کے مندرجات پر غور کرنے سے پہلے بلاتکلف مگر خیرخواہانہ عرض کرتا ہوں کہ روافض کی چیرہ دستیوں کے ردِ عمل کے طور پر ہمارے بہت سے نوجوان، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نقائص وعیوب تلاش کرنے لگے ہیں، اور چونکہ علمی اشکالات تو ہر جگہ پیش آتے ہیں، اس لئے جس طرح روافض حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے بارے میں کچھ نہ کچھ تلاش کرتے رہتے ہیں، اسی طرح ہمارا یہ نوجوان طبقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ ڈھونڈتا رہتا ہے، اور چونکہ دل میں کدورت ونفرت کی گرہ بیٹھ گئی ہے، اس لئے انہیں ان اشکالات کے علمی جواب سے بھی شفا نہیں ہوتی... حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باتفاق اہلِ سنت خلیفہ راشد ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں، علاوہ ازیں خود حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے مدۃ العمر ان سے محبت و اکرام کا برتاؤ کیا ہے، گویا ہمارے جوشیلے نوجوان، رفض کے ردِ عمل کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو نقائص چن چن کر جمع کرتے ہیں، وہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لائق توجہ تھے، نہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی نظر میں، اور نہ اکابر اہل سنت کی نظر میں۔

اب ان اشکالات کے حل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان مزعومہ نقائص کا ایک ایک کر کے جواب دیا جائے، یہ طریقہ طویل بھی اور پھر شفا بخش بھی نہیں، کیونکہ فطری بات ہے کہ جس شخص سے نفرت و عداوت کی گرہ بیٹھ جائے اس کی طرف سے خواہ کتنی ہی صفائی پیش کی جائے، تکدر نہیں جاتا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور اکابر اہل سنت رحمہم اللہ پر اعتماد کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا محبوب و مطاع سمجھا جائے، اور ان کے بارے میں جو اشکالات پیش آئیں انہیں اپنے فہم کا قصور سمجھا جائے، بلکہ ان اشکالات پر حتی الوسع توجہ ہی نہ کی جائے۔ اس ناکارہ کے نزدیک یہی آخر الذکر طریق پسندیدہ اور اسلم ہے، ان دونوں صورتوں کی مثال ایسی ہے کہ گھر کے صحن میں خس و خاشاک پڑے ہوں اور آدمی ان سے گھر کی صفائی کرنا چاہتا ہو تو ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک ایک تنکے کو اٹھا کر باہر پھینکے، ظاہر ہے اس میں وقت بھی زیادہ صرف ہوگا مگر پوری صفائی پھر بھی نہیں ہوگی، اور دوسری صورت یہ ہے کہ جھاڑو لے کر تمام صحن کو صاف کر دے، اس میں وقت بھی زیادہ نہیں لگے گا اور صفائی بھی دیدہ زیب ہو جائے گی۔ پس میرے نزدیک مؤخر الذکر طریق ہی ایسی جھاڑو ہے جس سے شکوک و شبہات کے تمام خس و خاشاک سے سینۂ مؤمن کو پاک و صاف کیا جاتا ہے۔ یہ روایات جن کی بنیاد پر اشکالات کئے جارہے ہیں، ہمارے اکابر اہل سنت کی نظروں سے اوجھل نہیں تھیں، لیکن ان کے سینۂ بے کینہ میں حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی جانب سے کبھی میل نہیں آیا، اور نہ کسی نے ان بزرگوں پر زبانِ طعن کھولی، جی چاہتا ہے کہ ہم آپ بھی بس یہی طریق اپنائیں۔

اسی ضمن میں ایک اور ضروری گزارش کرنے کو بھی جی چاہتا ہے، وہ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جو زمانہ ملا وہ احادیثِ طیبہ کی اصطلاح میں ''فتنہ کا دور'' کہلاتا ہے، اور ''فتنہ'' کی تعریف ہی یہ ہے کہ اس میں صورت حال مشتبہ ہو جاتی ہے اور کسی ایک جانب فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی اشکال پیش آیا، کچھ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، کچھ ان کے مقابل، کچھ غیر جانبدار، اپنے فہم و اجتہاد کے مطابق جس فریق نے جس پہلو کو راجح اور اقرب الی الصواب سمجھا، اسے اختیار فرمایا، اور

ہر فریق اپنے اجتہاد پر عنداللہ ماجور ٹھہرا۔ کیونکہ ان میں سے ہر شخص عنداللہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کا مکلّف تھا اور ہر ایک رضائے الٰہی میں کوشاں تھا۔ جب فتنہ کا یہ غبار بیٹھ گیا تو اکابر اہل سنت نے اس فتنہ کی تفصیلات میں غور و فکر اور کرید کرنے کو پسند نہیں فرمایا، بلکہ ایک مختصر سا فیصلہ محفوظ کر دیا کہ اس دور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ راشد تھے اور وہ حق پر تھے، باقی حضرات اپنے اپنے اجتہاد کی بنا پر معذور و ماجور ہیں ...... اب ہمارے نوجوان نئے سرے سے اس دور کی تفصیلات کو کھنگال کر ان اکابر کے بارے میں ''بے لاگ فیصلے'' فرمانے بیٹھے ہیں، خود ہی انصاف کیجئے کہ جن اکابر کے سر سے یہ سارے واقعات گزرے، جب وہی اس میں چکرا گئے تھے اور ان کو صورت حال کا تجزیہ کر کے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا تو آج چودہ صدیوں کے بعد میں اور آپ، کتابیں پڑھ پڑھ کر فیصلے کرنے بیٹھ جائیں تو کیا کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی توقع کی جاسکتی ہے...؟ کم از کم اس ناکارہ کی نظر میں تو یہ بالکل ناممکن ہے اور اس سے سوائے فکری انتشار اور دلوں کی کجی کے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ پھر یہ کارِ عبث بھی ہے، نہ تو قبر میں ہم سے یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے ایامِ فتنہ کے واقعات میں کیوں غور و خوض نہیں کیا تھا؟ اور نہ حشر میں ہمیں یہ زحمت دی جائے گی کہ تم ان اکابر کے درمیان فیصلہ کرو اور ہر ایک کی فردِ جرم (نعوذ باللہ!) مرتب کرو۔ پس ایک ایسی عبث چیز جس میں بحث و تمحیص کا کوئی نتیجہ متوقع نہ ہو بلکہ اس سے دامنِ ایمان کے تار تار ہونے کا خطرہ لاحق ہو، اس میں وقتِ عزیز کو کھونا اور اپنی توانائیاں صرف کرنا کہاں تک صحیح ہوگا؟ اس لئے میرا ذوق یہ ہے اور اسی کا آپ کو بلاتکلف مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ان چیزوں میں اپنا وقت ضائع نہ کیا جائے، بلکہ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان کے دورِ خلافت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سرتاج سمجھا جائے اور اس سلسلہ میں اگر کوئی اشکال سامنے آئے تو اسے اپنے فہم کا قصور تصور کیا جائے۔ ان اکابرؓ کے حق میں لب کشائی نہ کی جائے... ہاں! اگر کوئی شخص روافض و خوارج کی طرح، اہل سنت کی تحقیق ہی کو صحیح نہیں سمجھتا اور بزعم خود گزشتہ تمام اکابر سے بڑھ کر اپنے آپ کو محقق سمجھتا ہے، اس کے لئے یہ تقریر کافی نہیں، مگر خدا نہ کرے کہ ہم

آپ یہ راستہ اختیار کریں، اس بے تکلف گزارش کے بعد اب میں جناب کے خط کے مندرجات پر بہت اختصار کے ساتھ کچھ لکھتا ہوں۔

ا:......طلبِ میراث کے سلسلہ میں میں نے دو جواب دیئے تھے۔ ایک یہ کہ یہ حضرات، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے مطمئن ہوگئے تھے، جس کا قرینہ یہ ہے کہ وہ خود بھی حدیث: ''لا نورث، ما ترکناہ صدقة'' کو روایت فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہی توجیہ راجح ہے اور روایات کے جن الفاظ سے اس کے خلاف کا وہم ہوتا ہے، وہ لائق تأویل ہیں۔ دوسرا جواب میں نے حاشیہ بخاری کے حوالے سے دیا تھا کہ اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ حضرات، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق نہیں ہوئے، تب بھی ان کے موقف میں کوئی علمی اشکال نہیں، بلکہ یہ حدیث کی توجیہ و تأویل کا اختلاف ہے، اور یہ محل طعن نہیں۔ قرآن و حدیث کے فہم میں مجتہدین کا اختلافِ رائے کبھی محل طعن نہیں سمجھا گیا، پس حدیث کی مراد میں اگر ان حضرات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوا اور اس ضمن میں شکوہ و شکایت کی نوبت بھی آئی ہو تو یہ ان حضرات کا آپس کا معاملہ تھا، مجھے اور آپ کو ان میں سے کسی ایک فریق سے شکوہ و شکایت کرنے کا کیا حق ہے جبکہ وہ آپس میں شیر و شکر تھے۔

۳:......علمائے اہل سنت کے نزدیک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ناراض ہونے کی روایت راوی کی تعبیر ہے۔ حافظؒ نے عمر بن شبہ کی روایت نقل کی ہے: ''**فلم تکلمه فی ذالک المال.**'' کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اس مال کے بارے میں پھر گفتگو نہیں کی۔ اس عدمِ تکلم کو ناراضی سمجھ لیا گیا اور پھر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بہ سند صحیح نقل کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور ان کو راضی کرلیا۔ پس یہ دونوں حضرات تو باہم راضی ہوگئے اور حق تعالیٰ شانہ بھی دونوں سے راضی ہوگئے۔ رضی اللہ عنہما۔ اب اگر روافض اس رضامندی کو تسلیم نہ کرکے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی نہ ہوں یا ہم آپ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہوں تو اس سے نقصان

کس کا ہوگا؟ ہمارا یا ان بزرگوں کا؟ اور اگر یہی فرض کرلیا جائے کہ وہ مرتے دم تک ناراض رہیں تو ان کی یہ ناراضی بھی للہ فی اللہ تھی، ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تاویل سے اختلاف تھا، گو ان کی رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں مرجوح ہو، مگر یہ ان کا اجتہاد تھا۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا محض رضائے الٰہی کے لئے کیا۔ ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی جو موقف اختیار کیا محض رضائے الٰہی کے لئے، اور میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ اختلافِ رائے مخلصین کے درمیان بھی ہوسکتا ہے، اور ہوتا رہا ہے۔

۳:...... ''ان فاطمة ارسلت ..... الخ'' میں ''ارسلت'' کا لفظ بصیغہ معروف پڑھا جائے، یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔

۴:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذاتی وجاہت بھی حاصل تھی، مگر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے مغلوب تھی، جس طرح چاند کے سامنے ستارے مغلوب ہوتے ہیں، لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں ان کو دوہری وجاہت حاصل تھی، ان کے وصال کے بعد یہ دوسری وجاہت نہیں رہی۔ اور قدرتی طور پر حضرات شیخینؓ کی موجودگی میں ان کی طرف لوگوں کا رجوع کم تھا، اس سے یہ سمجھ لینا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہیں تھی، غیرمنطقی بات ہے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ خود چل کر ان کے درِ دولت پر تشریف لے جاتے ہیں تو ان کی عظمت و وجاہت کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں، کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس طرزِ عمل کے بعد بھی مجھے اور آپ کو حق پہنچتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حمایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے وقعتی کریں؟

۵:...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعتِ خلافت ثقیفہ بنی ساعدہ میں اچانک ہوئی تھی اور اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اکابر بنوہاشم کو شریکِ مشورہ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا، جس کا انہیں طبعی رنج تھا، ان اکابر کو اس پر اعتراض نہیں تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیوں خلیفہ بنایا گیا؟ البتہ انہیں دوستانہ شکوہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خاندان کو اتنا غیر اہم کیوں سمجھ لیا گیا کہ ان سے مشورہ بھی نہ لیا جائے۔ پس ایک تو صدمہ سانحۂ نبویؐ کی وجہ سے، دوسرے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرض کی وجہ سے اور تیسرے اس رنج کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر گوشہ گیر رہتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کچھ کھنچے کھنچے سے رہتے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں بھی لوگ اس کھنچاؤ کو محسوس کرتے تھے، مگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صدمہ، ان کے مرض اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مشغولی کے پیش نظر لوگوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سانحۂ وصال کے بعد اس صورت حال میں تبدیلی ناگزیر تھی۔ دوسرے حضرات کی بھی خواہش تھی کہ اس کھنچاؤ کی سی کیفیت کو ختم کردیا جائے، اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی یہی چاہتے تھے، مگر شاید وہ منتظر تھے کہ روٹھے ہوؤں کو منانے میں پہل دوسری طرف سے ہو، بالآخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فیصلہ کرلیا کہ اس جمود کی سی کیفیت کو ختم کرنے میں وہ خود پہل کریں گے۔ اس کے لئے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، کم از کم اس ناکارہ کو تو اس میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی جسے لائق اعتراض قرار دیا جائے۔ انسانی نفسیات کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ ایسے طبعی امور میں رنج و شکوہ ایک فطری بات ہے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس صورت حال کو ختم کرنے میں پہل کرنا اس ناکارہ کے نزدیک تو ان کی بہت بڑی منقبت ہے، اور خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو ''مجبوری'' کا طعنہ نہیں دیا، جو آپ دے رہے ہیں، بلکہ جیسا کہ اسی روایت میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، گویا ان کے طبعی شکوہ و رنج کو قبول فرمایا، اس کے بعد کیا میرے، آپ کے لئے رَوا ہوگا کہ اس واقعہ کو بھی نعوذ باللہ! ان اکابر کے جرائم و عیوب کی فہرست میں شامل کرکے ان پر لب کشائی کریں؟ نہیں! بلکہ ہمارا فرض تو یہ بتایا گیا ہے کہ ہم یہ کہیں: ''ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلًّا للذین اٰمنوا، ربنا انک رءوف رحیم''۔

۶:...... جہاں تک آپ کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ اس موقع پر حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کو کیوں ساتھ آنے سے منع کیا؟ اس کے بارے میں گزارش ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ، مجھ، آپ سے زیادہ جانتے تھے، کتبِ حدیث میں حضرت عمرؓ کے جو فضائل و مناقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے مروی ہیں، اس سلسلہ میں ان کا مطالعہ کافی ہے۔

اس موقع پر چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے رنج و شکوہ کا اظہار کرنا تھا، وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری سے واقف تھے، اس لئے ان کو یقین تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو ان کے شکوہ شکایت کو سن کر تحمل و متانت سے جواب دے دیں گے، اور اشک شوئی فرمائیں گے، کوئی اور ساتھ ہوا تو ایسا نہ ہو کہ شکووں کے جواب میں وہ بھی شکوہ و شکایت کا دفتر کھول بیٹھے، اور نوبت تو تو میں میں تک آپہنچے۔ اس لئے انہوں نے درخواست کی کہ تنہا تشریف لائیے تاکہ جن دو شخصوں کا معاملہ ہے وہ اندرون خانہ بیٹھ کر تنہا ہی نمٹا لیں، کسی تیسرے کو مداخلت کی ضرورت نہ پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آنے سے انہوں نے منع نہیں کیا، بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تنہا تشریف لانے کی درخواست کی، اور ان دونوں تعبیروں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور اگر بالفرض وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لانے سے منع کر دیتے تب بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں تھی، نہ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت اور اہمیت کا انکار لازم آتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و اہمیت مسلّم، لیکن جب ان سے کوئی گلہ شکوہ ہی نہیں، نہ کوئی جھگڑا، تو اگر ان کی مداخلت کو بھی قرینِ مصلحت نہ سمجھا گیا ہو تو مجھے، آپ کو کیوں شکایت ہو؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سختی تو ضرب المثل ہے، اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوتے تو ممکن تھا کہ ان کے کسی شکوہ کو نادرست سمجھتے ہوئے سختی سے اس کی تردید فرماتے، اور گفتگو بجائے مصالحت کے مناظرہ کا پہلو اختیار کر جاتی۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بلیغ اصرار کے باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا ساتھ جانا قرینِ مصلحت نہیں سمجھا، اور اسی کی نظیر ثقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ ہے کہ وہاں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود تقریر فرمانا بہتر سمجھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تقریر کی اجازت نہیں دی۔ بعض دفعہ ایک بات بالکل حق

ہوتی ہے لیکن انداز بیان میں سختی آجانے سے اس کی افادیت کم ہوجاتی ہے، مصالحت کے مواقع میں اگر آدمی پورا تولنے بیٹھ جائے تو کبھی صلح نہیں ہوپاتی، بلکہ بعض اوقات معمولی بات سے بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ بہرحال اس مصالحتی موقع پر کسی تیسرے کا آنا نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرینِ مصلحت سمجھا، اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔ اس سے اگر ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے بیٹھ جائیں تو یہ ہماری خوش فہمی ہوگی کہ ان اکابر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نفرت تھی، یا ان کی نظر میں ان کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

۷:...... آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: ''قرابت کی وجہ سے وہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے رہے ہیں۔'' یہ فقرہ شاید جناب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس تقریر سے اخذ کیا ہے جو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے کی تھی، اس کا پورا متن حسبِ ذیل ہے:

''فتشهد علی بن ابی طالب ثم قال: انا قد عرفنا یا ابابکر فضیلتک وما اعطاک الله ولم ننفس علیک خیرا ساقه الله الیک ولٰکنک استبددت علینا بالامر وکنا نحن نری لنا حقا لقرابتنا من رسول الله صلی الله علیه وسلم فلم یزل یکلم ابابکر حتی فاضت عینا ابی بکر.'' (صحیح مسلم ج:۲ ص:۹۱)

ترجمہ:...... ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا کہ: اے ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت کے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، اس کے معترف ہیں۔ اور اس خیر پر ہمیں کوئی رشک وحسد نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے حوالے کردی ہے، لیکن ہمیں شکوہ ہے کہ آپ نے معاملہ ہم سے بالا بالا طے کرلیا جبکہ ہمارا خیال یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی بنا پر ہم بھی اس معاملہ میں کچھ حق رکھتے تھے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنسو بہ نکلے۔“

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اس خطبہ میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا یہ مفہوم ہو کہ وہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے، بلکہ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ ہمارا خیال تھا کہ یہ معاملہ ہمارے بغیر طے نہیں ہوگا، قرابتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس سلسلہ میں ہم سے مشورہ ضرور لیا جائے گا، لیکن آپ حضرات نے معاملہ بالا بالا ہی طے فرمالیا اور ہمیں حق رائے دہی کا موقع ہی نہیں دیا، چنانچہ امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”وکان سبب العتب انه مع وجاهته وفضیلته فی نفسهٖ فی کل شیء وقربه من النبی صلی الله علیه وسلم وغیر ذالک رأی انه لا یستبدا بامر الا بمشورته وحضوره وکان عذر ابی بکر وعمر وسائر الصحابة واضحا لانهم رأوا المبادرة بالبیعة من اعظم مصالح المسلمین وخافوا من تأخیرها حصول خلاف ونزاع تترتب علیه مفاسد عظیمة ..... الخ.“ (شرح مسلم ج:۲ ص:۹۱)

ترجمہ:...... ”حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رنج وشکوہ کا سبب یہ تھا کہ اپنی ذاتی وجاہت اور ہر معاملہ میں اپنی فضیلت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت اور دیگر امور کی بنا پر یہ سمجھتے تھے کہ امرِ خلافت ان کے مشورہ وحاضری کے بغیر طے نہیں ہوگا۔ اِدھر حضرت ابوبکر وعمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عذر واضح ہے کہ انہوں نے بیعت کے معاملہ میں جلدی کو مسلمانوں کی سب سے بڑی مصلحت سمجھا، اور اس کی تأخیر میں خلاف ونزاع کے اٹھ کھڑے ہونے کا اندیشہ کیا، جس پر مفاسدِ عظیمہ مرتب ہوسکتے تھے۔“

الغرض حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی تقریر میں جس حق کو ذکر فرما رہے ہیں، اس

سے یہ مراد نہیں کہ وہ اپنے تئیں خلافت کا ابوبکرؓ سے زیادہ مستحق سمجھتے تھے، بلکہ اس حق سے مرادِ حق رائے دہی ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ اپنی حیثیت و مرتبہ کے پیش نظر وہ امرِ خلافت میں رائے دہی کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور ان کا یہ شکوہ اپنی جگہ درست اور بجا تھا کہ ان سے کیوں مشورہ نہیں لیا گیا، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے اس شکوہ کی تردید نہیں فرمائی، بلکہ اپنا عذر پیش کیا۔ بہرحال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فقرہ سے استحقاقِ خلافت کا دعویٰ یا تو روافض نے سمجھا اور اس کی بنیاد پر حضراتِ شیخین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نشانۂ طعن بنایا، یا پھر آنجناب نے اسی نظریہ کو لے کر الٹا استعمال کیا، اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عیوب میں شامل کرلیا، اہل سنت اس فقرے کا وہی مطلب سمجھتے ہیں جو اوپر امام نوویؒ کی عبارت میں گزر چکا ہے۔

۸:...... جناب کا فقرہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ:

> ''کیا اس مقصد کے حصول کے لئے ''جنگِ صفین'' برپا نہیں کی گئی؟ عراقی اور عجمی جو کہ شیعانِ علی کہلائے، شامیوں اور عربوں سے کس لئے دست و گریباں کئے گئے؟ وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ حضرت امیر معاویہؓ کو رومیوں سے جنگ درپیش تھی......''

اہل حق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے دورِ خلافت میں خلیفہ برحق اور خلیفہ راشد سمجھا ہے، اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات کی بنا پر اہل سنت کے عقائد میں داخل ہے، اس لئے ہمیشہ حضراتِ اہل سنت نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عذر کو واضح کیا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بالمقابل صف آراء ہوئے، لیکن جناب کی تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ جائز تھے، جنہوں نے ہوسِ اقتدار کی خاطر ہزاروں مسلمانوں کو کٹوادیا۔ گویا جناب کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بھی انکار ہے، جس کی آگے چل کر جناب نے یہ کہہ کر قریب قریب تصریح کردی ہے کہ:

> ''جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے ان صاحب نے اور تاریخ اسلام کے مؤلف نجیب خیرآبادی نے بھی حضرت علی رضی اللہ

عنہ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ تینوں کی خلافت کے حالات تحریر کرنے کے بعد باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: حضرت علیؓ بحیثیت گورنر کوفہ۔‘‘

اگر جناب اہل سنت کے عقیدہ کے علی الرغم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ راشد ہی تسلیم نہیں کرتے تو مجھے جنگِ صفین وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقف کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہئے، بلکہ خود اسی مسئلہ پر گفتگو ہونی چاہئے کہ اہلِ سنت کا عقیدہ و نظریہ صحیح ہے یا نعوذ باللہ! غلط؟ لیکن اگر آپ اہل سنت کے عقائد و نظریات کو برحق سمجھتے ہیں اور ان کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ راشد جانتے ہیں تو آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ خلیفہ راشد کو بغاوت رونما ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے تھا...؟

جہاں تک عراقیوں اور عجمیوں کو شامیوں اور عربوں سے دست و گریباں کرانے کا تعلق ہے، یہ عراقی و شامی اور عربی و شامی کی تفریق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذہن میں نہیں تھی، ان کے سامنے صرف مطیع و غیر مطیع کا سوال تھا، خواہ کوئی ہو، انہیں نہ شامیوں کے شامی اور عربوں کے عرب ہونے کی وجہ سے ان سے کوئی پرخاش تھی، اور نہ عراقیوں اور عجمیوں سے محض ان کے عراقی یا عجمی ہونے کی بنا پر کوئی انس تھا۔ یہ تفریق ہی ’’عصبیتِ جاہلیت‘‘ ہے، جو میرے، آپ کے ذہن میں تو آسکتی ہے، لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دامنِ ذہن ان داغ دھبوں سے آلودہ نہیں تھا، وہ واقعتاً خلیفہ راشد تھے، ان کی حمایت میں صحابہؓ بھی تھے اور تابعینؒ بھی، عرب بھی تھے اور عجمی بھی، ’’شیعانِ علی‘‘ کی اصطلاح ان کے زمانہ کی نہیں تھی، بلکہ بعد کی پیداوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ جاکر وہاں کی گورنری کا منصب نہیں سنبھالا تھا، بلکہ مدینہ طیبہ سے خلیفہ بن کر گئے تھے، اور مہاجرین و انصار نے ان سے بیعتِ خلافت کی تھی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن چھ اکابر کو خلافت کے لئے نامزد کیا تھا، ان میں صرف حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہی کا نام باقی رہ گیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ خود بخود مستحقِ خلافت رہ گئے تھے، اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے نامزد کردہ خلیفہ تھے۔

۹:......آپ نے یہ شبہ بھی کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کیوں نہیں لیا؟ اور آپ نے ان کو مغفل ثابت کرنے کے لئے خاصا زورِ قلم صرف کیا ہے، یہ شبہ آج کل بہت سے عنوانات سے بار بار دہرایا جاتا ہے۔ مجھے صفائی سے یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ ایک عرصہ تک میں خود بھی اس وسوسہ کا مریض رہا ہوں، مگر بحمداللہ! یہ وسوسہ محض وسوسے کی حد تک رہا۔ میں نے کبھی اس وسوسہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر نکتہ چینی کا ذریعہ نہیں بنایا اور نہ اس کی وجہ سے حضرت موصوفؓ سے محبت وعقیدت میں رتی برابر کوئی فرق آیا، بلکہ جب بھی یہ وسوسہ آیا فوراً یہ خیال آتا رہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنھوں نے تئیس برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے، جنھیں لسانِ نبوت نے: "یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ." (صحیح بخاری ومسلم وترمذی، مشکوٰۃ ص:۵۶۶) کا اعلیٰ ترین تمغہ مرحمت فرمایا، جنھیں پیچیدہ ترین مسائل میں صحیح فیصلہ کرنے کی سند: "اقضاھم علی" (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۵۶۶) کہہ کر عطا فرمائی اور... "اللّٰھم ادر الحق معہ حیث دار" (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۵۶۷) کی دعا دے کر حق کو ان کے ساتھ اور ان کو حق کے ساتھ دائر وسائر کردیا، وہ علم ودانش، دیانت وامانت، طہارت وتقویٰ اور مقاصدِ شریعت کے فہم و بصیرت میں مجھ نالائق وبدکار سے تو بہرحال فائق ہی تھے۔

(واقعہ یہ ہے کہ یہ ناکارہ اب تو اس خیال کو بھی گستاخی اور سوءِ ادب سمجھتا ہے اور اس پر سوبار استغفار کرتا ہے، کہاں حضرت علیؓ اور کہاں مجھ ایسے ٹٹ پونجیے: "چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔")

پس انہوں نے وفورِ علم وتقویٰ، کمالِ خشیت وانابت اور خدا اور رسول سے محبت و محبوبیت کے باوصف جو کچھ کیا وہ عین تقاضائے شریعت وتقویٰ ہوگا۔ اور اگر ان کا موقف مجھ نالائق کو سمجھ میں نہ آئے تو ان پر اعتراض کا موجب نہیں بلکہ اپنی بدفہمی لائقِ ماتم ہے۔ الغرض اس وسوسہ کو ہمیشہ اپنی نالائقی وکم فہمی پر محمول کیا، تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دستگیری فرمائی اور اس وسوسے سے نجات دلائی، فلہ الحمد ولہ الشکر!

اس شبہ کا حل یہ ہے کہ جن لوگوں نے خلیفۂ مظلوم حضرت عثمان شہید رضی اللہ عنہ و

ارضاہ کے خلاف یورش کی اور آپؓ کے مکان کا محاصرہ کیا، فقہ اسلامی کی رو سے ان کی حیثیت باغی کی تھی، پھر ان کی دو قسمیں تھیں، ایک وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اپنی دنیا و عاقبت برباد کی، اور دوسرے وہ لوگ جن کا عمل صرف محاصرے تک محدود رہا۔ اول الذکر فریق میں چھ نام ذکر کئے جاتے ہیں: ۱: محمد بن ابی بکرؓ۔ ۲: عمرو بن حمقؓ۔ ۳: کنانہ بن بشیر۔ ۴: غافقی۔ ۵: سوران بن حمران۔ ۶: کلثوم بن تجیب۔ مگر قاتلینِ عثمانؓ میں اول الذکر دونوں صاحبوں کا نام لینا قطعاً غلط ہے، کیونکہ محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں تو تصریح موجود ہے کہ جب انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا اور حضرتؓ نے یہ فرمایا کہ: ''بھتیجے! اگر تمہارے والد زندہ ہوتے اور وہ اس حرکت کو دیکھتے تو پسند نہ کرتے۔'' تو یہ شرمندہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے، اس کے بعد نہ صرف یہ کہ خود قتل میں شریک نہیں ہوئے، بلکہ دوسروں کو بھی روکنے کی کوشش کی، اور حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور علمائے اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اس گناہ میں شریک نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد بن ابی بکرؓ اور عمرو بن حمقؓ کو قاتلینِ عثمانؓ کی فہرست میں ذکر کرنا صحیح نہیں۔ رہے باقی چار اشخاص! ان میں سے مؤخر الذکر دونوں شخص موقع ہی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے ہاتھوں مارے گئے، اب صرف دو شخص رہ گئے! کنانہ بن بشیر اور غافقی، یہ دونوں موقع سے فرار ہو گئے، بعد میں یہ بھی مارے گئے۔ اس طرح قاتلینِ عثمانؓ میں سے کوئی شخص ہلاکت سے نہیں بچا۔ رہا وہ فریق جس کا عمل محاصرے تک محدود رہا، اور انہوں نے خونِ عثمانؓ سے ہاتھ رنگین نہیں کئے، ان کی حیثیت باغی کی تھی، خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی آخری لمحہ تک ان کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں دی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نئے خلیفہ کی اطاعت کرلی، انقیاد و اطاعت کے بعد محض بغاوت کے جرم میں کسی کو قتل کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں۔ بحر الرائق (ج:۵ ص:۱۵۳) میں ہے:

''وفی المحیط قال الباغی تبت والقی السلاح کف عنه لان توبة الباغی بمنزلة الاسلام من الحربی فی

**افادة العصمة والحرمة."**

ترجمہ:......"اور محیط میں ہے جب باغی کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں اور ہتھیار ڈال دے تو اس سے ہاتھ روک لیا جائے گا، کیونکہ جس طرح حربی کافر اسلام لانے کے بعد معصوم الدم ہوجاتا ہے، اسی طرح باغی کے توبہ کرنے کے بعد اس کی جان و مال محفوظ ہوجاتے ہیں۔"

پس اطاعت و انقیاد کے بعد اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان باغیوں سے تعرض نہیں کیا تو یہ قواعدِ شرعیہ کے عین مطابق تھا۔

(یاد رہے کہ یہاں صرف حضرت علیؓ کے موقف کی وضاحت کر رہا ہوں، جو اکابر صحابہؓ قصاص کا مطالبہ فرماتے تھے، وہ بھی اپنے علم و اجتہاد اور فہم و بصیرت کے مطابق اپنے موقف کو برحق سمجھتے تھے، اور وہ عنداللہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کے مکلّف تھے، ان کے موقف کی وضاحت کا یہ موقع نہیں۔)

اور ان پر ہماری نکتہ چینی دراصل باغیوں کے احکام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، اور جناب کا یہ فقرہ کہ: "وقتی ذہول اور اجتہادی غلطی آخر کہاں کہاں اور کب تک ساتھ دے گی؟" اس موقع پر قطعاً بے محل ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں نہ کوئی ذہول ہوا اور نہ انہوں نے یہاں کوئی اجتہادی غلطی کی، بلکہ پوری بیدار مغزی کے ساتھ اس پیچیدہ ترین مسئلہ میں ٹھیک منشائے شریعت کی تعمیل کی۔

۱۰:...... جناب نے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاملنے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عدمِ تدبر کی دلیل قرار دیا ہے، اور اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ جو شخص اپنے سگے بھائی کو اپنے موقف کا قائل نہ کرسکے اس کی بے تدبیری کا کیا ٹھکانا ہے...! جناب نے یہ لطیفہ سنا ہوگا کہ ایک صاحب (مجھے نام میں تردد ہے، کتاب اس وقت سامنے نہیں) کھانا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان پر کھاتے تھے اور نماز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھتے تھے، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: "کھانا ان کا لذیذ ہوتا ہے، اور نماز ان کی۔" واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیت المال کے معاملہ میں بہت

ہی محتاط تھے، ان کے ہاں داد و دہش کی کوئی مد نہیں تھی، جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں خاصے فراخ دل تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ زہد و تقویٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے نقش قدم پر تھے، اور ان کے بلند ترین معیار پر پورا اترنا کسی اور کے بس کی بات نہ تھی، اس لئے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کا اپنے ماں جائے کو چھوڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جانا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں شمار کئے جانے کی چیز ہے کہ ان کے اعلیٰ ترین معیارِ تقویٰ کا ساتھ دینے سے ان کے سگے بھائی بھی قاصر تھے۔ لیکن کیا کیجئے! جس شخصیت سے الفت و محبت کا رشتہ نہ رہے اس کے محاسن بھی عیوب نظر آیا کرتے ہیں، عربی شاعر نے صحیح کہا ہے:

وعین الرضا عن کل عیب کلیلة
ولکن عین السخط تبدی المساویا

۱۱:......اموی اور عباسی دور میں وقتاً فوقتاً جو علوی و عباسی خروج ہوتے رہے، جناب نے ان کو بھی ''عیوبِ علی'' کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ ان ''خروجوں'' کا منشا کیا تھا؟ ان میں سے کون سے حق بجانب تھے اور کون سے ناحق؟ اور یہ کہ اس وقت کے اکابر امت نے ان خروجوں کے بارے میں کیا اظہارِ خیال فرمایا؟ میں آپ سے یہ دریافت کرنے کی گستاخی کروں گا کہ آپ نے ان خروجوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف مرتب کردہ ''فردِ جرم'' میں کیسے شامل فرمالیا؟ کیا بعد کے لوگوں کے قول و فعل کی، اگر وہ ناحق ہوں، ذمہ داری بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی پر عائد ہوتی ہے؟ اگر کسی شخصیت کی طرف سے ہمارے دل میں خدانخواستہ میل ہے تو کیا ناکردہ گناہوں کو بھی اس کے کھاتے میں ڈال دینا چاہئے...؟

۱۲:......آنجناب لکھتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ شاہ ولی اللہؒ نے ازالۃ الخفا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب بے شمار بیان کئے ہیں۔ حالانکہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اسلام کو جو فروغ حاصل ہوا،

طرزِ حکومت، معاشرت غرضیکہ ہر چیز کی تفصیل ہے، جو انہوں نے لکھی ہے.... کہ اس کے علاوہ اور لکھ بھی کیا سکتے تھے؟ پھر شاہ ولی اللہؒ کا مأخذ زیادہ تر ”ریاض النضرة للمحب الطبری“ رہا، جہاں نہایت کثرت سے موضوع اور ضعیف روایتیں مذکور ہیں۔“

یہ ناکارہ کند ذہن، جناب کے اس فقرے کا مدعا سمجھنے سے قاصر ہے، شاید آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرات خلفائے ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) کے دور تو خدماتِ اسلامیہ سے بھرپور ہیں، مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خانہ خدمات سے یکسر خالی ہے، ان کے پلّے فضائل و مناقب کے سوا کچھ نہیں، اور ان کے فضائل و مناقب کی روایتیں بھی چونکہ بیشتر محبّ طبری سے نقل کی گئی ہیں، اس لئے وہ من گھڑت اور ناقابل اعتبار حد تک ضعیف ہیں۔ گویا ان کے مناقب کی گاڑی بھی موضوع و منکر روایتوں ہی سے چلتی ہے، ورنہ وہ اس میدان میں بھی قریباً صفر ہیں۔ جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمات کا تعلق ہے (ان خدمات سے قطع نظر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دورِ مسعود میں ان سے ظہور پذیر ہوئیں) ان کے زمانۂ خلافت کی خدمات بھی امت کے لئے مایۂ صد سعادت ہیں۔ البتہ زمانے کے الوان مختلف ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمات کا رنگ اور ہے، حضرات عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی خدمات کا اور، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمات کا اور... ان امور کی تفصیل کے لئے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کے رسالہ ”انتباہ المؤمنین“ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ جس میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک میں وہ خصوصیات ودیعت فرمائی تھیں جن کی ان کے دورِ خلافت میں ضرورت تھی۔ اس ناکارہ کا احساس یہ ہے... اور انشاء اللہ یہ احساس غلط نہ ہوگا... کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملتا تو ان سے وہی کچھ ظہور پذیر ہوتا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوا، اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا جاتا تو وہ وہی کرتے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ فتنوں کے پُرآشوب زمانے میں انہوں نے جس استقامت کا مظاہرہ کیا، اور قدم قدم پر مشکلات

اور کانٹوں کے باوجود جادۂ شریعت پر جس طرح مضبوطی کے ساتھ گامزن رہے، بعد کا کوئی شخص اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ ان کا وہ کمال ہے جو ہزار خوبیوں پر بھاری ہے۔ پھر اہل فتنہ سے کیا معاملہ کیا جانا چاہئے؟ یہ علم صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ امت کو حاصل ہوا، بلاشبہ ان کی خدمات فتنوں کے گرد و غبار میں دب کر رہ گئی ہیں، اس لئے ظاہر بینوں کو وہ نظر نہیں آتیں، لیکن یہ بھی اپنی بصیرت کا قصور ہے، نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔ قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کا وہ فقرہ پھر دیکھ لیا جائے جسے اس سلسلہ میں پہلے نقل کر چکا ہوں۔

اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ ان کے پاس صرف ''بے شمار فضائل و مناقب'' ہیں اور بس! تب بھی میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ''خدمات'' سے مقصد قرب عنداللہ کے سوا کیا ہے؟ اور جب ان کا مقرب بارگاہِ الٰہی ہونا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں تو آپ خدمات کو دیکھیں گے، یا ان کے اعلیٰ ترین مدارجِ قرب و رضا کو، جو نصِ نبویؐ سے ثابت ہیں؟ الغرض جب خدمات کا مقصد و مدعا اور غرض و غایت ان کو حاصل ہے تو آپ خدمات کی تلاش کی فکر میں کیوں پڑتے ہیں...؟

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ مناقب کی روایات جو ازالة الخفاء میں ذکر کی گئی ہیں، موضوع یا ضعیف ہیں! اول تو یہ بات خود حضرت شاہ صاحبؒ کی تصریح کے خلاف ہے، وہ فرماتے ہیں:

> ''بالجملہ ما از ایراد احادیث موضوعہ و احادیث شدیدة الضعف کہ بکار متابعات و شواہد نمی آید تحاشی داریم وآنچہ در مرتبۂ صحت و حسن است یا ضعف متحمل دارد آں را روایت کنیم۔'' (ج:۲ ص:۲۶۰)
>
> ترجمہ:......''ہم موضوع احادیث اور ایسی شدید ضعیف احادیث، جو متابعات و شواہد کے کام نہیں آتیں، ان کے ذکر کرنے سے پرہیز کریں گے، اور جو صحت و حسن کے مرتبہ میں ہیں، یا قابلِ تحمل ضعف رکھتی ہیں ان کو روایت کریں گے۔''

اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے ''من المتواتر'' کہہ کر متعدد احادیث ذکر کی

ہیں۔اوراس سے بھی قطع نظر کیجئے تو مناقبِ علیؓ کے لئے ہمیں محبّ طبری کی ''الریاض النضرہ'' پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں، صحاحِ ستہ اور دیگر مسانید ومعاجم میں جو روایات منقول ہیں ان میں صحیح، حسن اور مقبول احادیث بھی کچھ کم نہیں، بشرطیکہ ہمارا دل اس پر راضی بھی ہو، اور احادیث کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے عموماً اور حضراتِ مہاجرین وانصار کے خصوصاً جو فضائل قرآنِ کریم میں مذکور ہیں، کیا آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں؟ پھر جس شخص کے فضائل ومناقب خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہوں، اس پر خردہ گیری کیوں کر روا ہوسکتی ہے؟

۱۳:...... جناب نے دریافت فرمایا ہے کہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسبِ معاش پر کیوں توجہ نہیں دی، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس طرف راغب فرمایا ہے۔'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فقر وافلاس کے طعنے دینا بھی آج کل کچھ لوگوں کا لذیذ مشغلہ ہے، جناب کا یہ سوال بھی غالباً انہی اصحاب سے تأثر کا نتیجہ ہے، اس پر تفصیل سے لکھنے کی ضرورت تھی، مگر فرصت اس کی متحمل نہیں! مختصر یہ کہ کسبِ معاش ہر ایک کے لئے یکساں حکم نہیں رکھتا، کسی کے لئے ضروری ہے، اور کسی کے لئے غیر ضروری۔ اس کے لئے مراتب و درجات کی تفصیل امام غزالیؒ اور دیگر اکابر کی تصنیفات میں مل جائے گی۔ جو حضرات دینی خدمات کے لئے وقف ہوں اور کسبِ معاش میں مشغول ہونے سے ان خدمات میں حرج ہوتا ہو ان کا کسبِ معاش میں مشغول ہونا صحیح نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ ۲،۲ مہینے تک گھر میں چولہا گرم نہیں ہوتا تھا، اس کے باوجود منصبِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسبِ معاش کا کوئی شغل اختیار نہیں فرمایا، اب اگر کوئی شخص آپ کا پورا فقرہ نقل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بجائے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھ دے اور جناب سے یہی سوال کر ڈالے جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا ہے، تو فرمایئے! آپ کا جواب کیا ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب... بقول آپ کے... امت کو کسبِ معاش کی طرف راغب فرماتے تھے تو خود کون سا کسب فرماتے تھے؟ اور اسی سوال میں اگر جناب کا یہ

فقرہ بھی نقل کردیا جائے کہ: ''جو شخص ایک بیوی کی بھی کفالت نہ کرسکتا ہو، اور خود اپنی کفالت نہ کرسکے تو اسے بھی اجازت ہے کہ نکاح پر نکاح کرتا چلا جائے؟'' تو سوچئے کہ معاملہ کتنا نازک اور سنگین ہوجائے گا، خصوصاً جب یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ امہات المؤمنینؓ کے نان و نفقہ کے مطالبہ کا واقعہ نہ صرف صحیح احادیث میں بلکہ قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔

کسبِ معاش تو اپنی یا اپنے عیال کی ضرورت کی بنا پر ایک مجبوری ہے، نہ کہ بذاتِ خود کوئی کمال۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگر کچھ نہیں کماتے تھے تو وہ خود یا ان کے اہلِ خانہ کسی کے دروازے پر بھیک مانگنے تو نہیں گئے تھے کہ انہیں نہ کمانے کا طعنہ دیا جائے؟ اور اگر وہ اپنے فقر و فاقہ، زہد و قناعت اور تبتل عن الدنیا کے باوجود، بقول آپ کے نکاح پر نکاح کئے چلے جاتے تھے تو لوگ انہیں لڑکیوں پر لڑکیاں نہ دیتے؟ کیسی عجیب بات ہے کہ فقر و فاقہ اور زہد و قناعت کی صفت، جو بھلے زمانوں میں مایۂ صد فخر سمجھی جاتی تھی اور جسے اعلیٰ ترین فضیلت تصور کیا جاتا تھا، آج اسی پر طعنہ زنی ہو رہی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بقول آپ کے: ''یہودی کے باغ کو پانی دینے یا گھاس کاٹنے'' کے سوا کوئی ہنر نہیں آتا تھا، تو اس کے لئے مجھے اور آپ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کی فکر اگر ہوتی تو اس مقدس ہستی کو ہوتی جس نے اپنی چہیتی بیٹی ''خاتونِ جنت'' ان کو بیاہ دی (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا)، کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسبِ معاش کی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت ہے، نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اہلِ خانہ کو، لیکن آج حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ طعن بھی کیا جارہا ہے کہ وہ کچھ کماتے نہیں تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

۱۴:...... آنجناب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابوجہل کی بیٹی سے ارادۂ نکاح کے واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ: ''آگے فاطمہؓ ہی کو نہیں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اذیت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کی بیٹی سے نکاح فرمانے کا ارادہ کرتے ہیں۔'' حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اذیت دینے کا قصد کیا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، انہوں نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ضرور کیا

تھا، لیکن یہ بات ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں تھی کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواریٔ خاطر کی موجب ہوسکتی ہے، ورنہ اس نکاح کا انہیں وسوسہ بھی نہ آتا، پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا تو انہوں نے اپنا ارادہ فوراً ترک کردیا۔ اگر وہ یہ نکاح کرتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور ان کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی لیکن نہ انہوں نے نکاح کیا اور نہ ان حضرات کو اذیت ہوئی، بلکہ ان کے ارادہ ملتوی کردینے پر ان حضرات کو یقیناً مسرت ہوئی ہوگی۔ لیکن آنجناب ان پر یہ الزام دھرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی اور الزام بھی ایسا سنگین جس پر قرآن کریم میں لعنت آئی ہے، آپ کچھ تو انصاف کیجئے کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہوتی تو وہ "**رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ**" اور "**رضی اللہ عنہ**" کی بشارتوں سے سرفراز ہوتے یا "**ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والأخرۃ واعد لھم عذابا مھینا**" (الاحزاب:۵۷) کے زمرے میں آتے...؟

جناب نے مقطع سخن پر اذیتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات چھیڑی ہے تو یہ ناکارہ بھی جناب سے ایک بات پوچھنے کی جرأت کرتا ہے، وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جو تعلق تھا وہ بھی آپ کو معلوم ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کے "بے شمار مناقب" بیان فرمائے ہیں، وہ بھی جناب کے سامنے ہیں، سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین شخصیت کے نقائص و عیوب تلاش کرنا، اس کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنا، اس کی تحقیر کے پہلو کرید کرید کر نکالنا، اس سے خود نفرت رکھنا اور دوسروں کو متنفر کرنے کی کوشش کرنا، کیا ان ساری باتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہیں ہوتی ہوگی؟ اب جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عیوب اچھال رہے ہیں، کیا ان کا یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں لائقِ ستائش ہے؟ اور کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ترین عزیز کی تنقیص کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذادہی کے مرتکب اور دنیا و آخرت میں خسرانِ عظیم کے مستوجب نہیں؟ روافض خذلھم اللہ! سے ہمیں یہی تو شکایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبوں

کی تنقیص کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں، اگر یہی کام ہم بھی کرنے لگیں تو ان میں اور ہم میں کتنا فاصلہ رہ جاتا ہے...؟ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اس بلا سے محفوظ رکھے، والسلام!

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شادی

س...... کیا حضرت بلالؓ کی شادی ان کے وصال سے چند روز قبل ہوئی اور وہ بھی غیبی اشارہ پر؟ کیا حضرت بلالؓ کی عمر منجانب اللہ ۴۰ سال سے بڑھائی گئی تھی؟

ج...... حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یمن میں شادی کی تھی، یہ معلوم نہیں کہ وفات سے کتنا عرصہ پہلے کی تھی، نہ غیبی اشارے کا علم ہے، اور چالیس سال عمر بڑھائے جانے کی بات غلط ہے، ان کی عمر ساٹھ برس سے کچھ زیادہ ہوئی ہے اور ۱۸ھ یا ۱۹ھ یا ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

## حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بدگمانی کرنا

س...... ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بہت سے لوگ بدگمانیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صحابی نہیں تھے۔ ان کے بارے میں وضاحت فرمائیں، نیز حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کے علاوہ کسی اور کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ج...... حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ صحابی تھے، ان کے حق میں یہ بدگمانی غلط ہے۔

"رضی اللہ عنہ" صحابہ کے لئے ہے، دوسروں کو نہیں کہنا چاہئے، اگرچہ لغوی معنی کے لحاظ سے دعا ہے اور اسی بنا پر تابعین وائمہ دین کے لئے بھی یہ صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

## حضرت ابوسفیانؓ کا نام کس طرح لکھا جائے

س...... کورس میں جو دینیات پڑھائی جاتی ہے، اس کتاب میں کہیں بھی اگر صحابہؓ کے اس دور کا واقعہ آتا ہے جب وہ مشرف بہ اسلام نہیں تھے، تو وہاں پر لکھا رہتا ہے فلاں صحابیؓ (جب وہ ایمان نہیں لائے تھے)، لیکن جب کبھی بات ابوسفیان کی ہو رہی ہو تو وہاں صرف ابوسفیان لکھا ہوتا ہے، حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں لکھا جاتا (جبکہ وہ مسلمان ہوگئے تھے) اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ مصنّفین کی غلطی ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟

ج...... یہ غلطی ہے، ان کا اسم گرامی بھی ادب وتعظیم کے ساتھ لکھنا چاہئے، اسلام سے پہلے کی غلطیاں معاف ہیں۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

س...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی لڑکی سیدہ فاطمہ تھیں۔ جبکہ میں نے پڑھا ہے کہ آپ کی چار لڑکیاں تھیں اور لڑکا ابراہیم تھا جو مدینہ منورہ میں وفات پاگئے، لڑکیوں میں سیدہ فاطمہؓ کا نکاح شیرِ خدا حضرت علیؓ سے ہوا، جبکہ سیدہ رقیہؓ، سیدہ زینبؓ کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا، چوتھی لڑکی کا علم نہیں، آپ یہ بتائیں کہ یہ چاروں کس کے بطن سے پیدا ہوئی ہیں؟ اور نکاح کن سے ہوا؟ اور وفات کہاں پائی؟ اور اگر ان کے بطن سے کوئی اور اولاد ہوئی ہو تو وہ بھی بتادیں، کیا ان میں سے کسی کا نکاح عرشِ معلیٰ پر باندھا گیا تھا یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تو چار تھیں، سب سے بڑی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، ان کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے ہوا، اور ان سے چھوٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان سے چھوٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، ان دونوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا، اس بنا پر ان کا لقب ذوالنورین ہے، سب سے چھوٹی سیدہ فاطمہ زہرا خاتونِ جنت ہیں، رضی اللہ عنہا، ان کا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔

صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے، بعض نے پانچ لکھے ہیں، قاسم، عبداللہ، طیب، طاہر، ابراہیم رضی اللہ عنہم۔ اول الذکر چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے، اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کی حرم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ طیب و طاہر حضرت عبداللہ ہی کے لقب ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

## عمر، بکر، زید فرضی ناموں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بے ادبی نہیں ہوتی

س...... زید ایک اسکول کا ہیڈ ماسٹر ہے۔ اس سوال میں ''زید'' کا لفظ ایک فرضی نام کے بطور لکھا گیا ہے، اس کے علاوہ بھی اردو زبان میں زید، عمر، بکر کے الفاظ فرضی ناموں کی جگہ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جناب مولانا صاحب! آپ مجھ سے بہت بہتر جانتے ہیں کہ یہ

نہایت ہی جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے نام نامی ہیں، اس لئے ہمیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے عزت و احترام کی خاطر ان اسماء کو فرضی نام کے طور پر استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

ج…… اچھی تجویز ہے، لیکن ان فرضی ناموں کو استعمال کرتے ہوئے کبھی کسی کا ذہن اکابر کی طرف نہیں جاتا، اس لئے بے ادبی کا نظریہ غلط ہے۔

## حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر

س…… حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی عمر تھی جب ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیا سے رخصت ہوئیں؟

ج…… پچاس برس۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کب شادی کی؟

س…… کیا ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیات تھیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین مریم اسلام حبیبہ محبوبِ خدا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی تھی؟

ج…… حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد۔

## کیا سیّدہ زینبؓ کا شوہر مسلمان تھا؟

س…… سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جس سے نکاح ہوا تھا کیا وہ مسلمان تھا؟

ج…… حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد حضرت ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا، عقد کے وقت تو وہ مسلمان نہیں تھے (اس وقت غیر مسلموں سے عقد کی ممانعت نہیں آئی تھی)، جنگِ بدر کے بعد وہ مسلمان ہوکر مدینہ ہجرت کرآئے تھے۔

## حضرت اُمِّ ہانی کون تھیں؟

س…… ام ہانی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا رشتہ تھا؟ ام ہانی جن کے گھر سے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے، ام ہانی کا نسب نامہ کیا ہے؟ جواب تفصیل سے دیں۔

ج...... اُمّ ہانی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔

# حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں مسلکِ اہلِ سنت

## حضرت حسینؓ اور یزید کی حیثیت

س...... مسلمانوں میں واقعہ کربلا کے حوالے سے بہت سے غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، کچھ لوگ جو یزید کی خلافت کو صحیح مانتے ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیتے ہیں، جبکہ یزید کو امیر المؤمنین کہتے ہیں۔ از راہ کرم یہ فرمایئے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی کہنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟ یزید کو امیر المؤمنین کہنا کہاں تک درست ہے؟

ج...... اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے، ان کے مقابلے میں یزید حق پر نہیں تھا، اس لئے یزید کو امیر المؤمنین نہیں کہا جائے گا، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''باغی'' کہنے والے اہل سنت کے عقیدہ سے باغی ہیں۔

صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) نوجوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔'' (ترمذی)

جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ! ''باغی'' کہتے ہیں، وہ کس منہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت و سیادت میں جنت میں جائیں گے؟

## کیا یزید کو پلید کہنا جائز ہے؟

س...... مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ ایک مشہور حدیث بسلسلۂ فتح قسطنطنیہ ہے کہ جو پہلا دستہ فوج کا قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا، ان لوگوں کی مغفرت ہوگی۔ یزید بھی اس دستہ میں شریک تھا، اس لئے اس کی مغفرت ہوگی۔ ایسی صورت میں ''یزید پلید'' کہنا مناسب ہے؟

لوگ کتابوں میں یزید کو اکثر اس نام سے یاد کرتے ہیں۔

دوسرے کون جانتا ہے کہ یزید نے مرنے سے پہلے توبہ کرلی ہو، اللہ بہتر جانتا ہے، جب تک اس کا یقین نہ ہوجائے کہ فلاں کی موت کفر پر ہوئی اس کا کافر کہنا یا اس کو لعنت کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

ج…… یزید کو پلید اس کے کارناموں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، اہل مدینہ کا قتل عام اور کعبہ شریف پر سنگ باری اس کے تین سالہ دور کے سیاہ کارنامے ہیں۔ یہ کہنا کہ ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، لہٰذا اس کی کوئی ذمہ داری یزید پر عائد نہیں ہوتی، بالکل غلط ہے۔ ابن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ہی تو کوفہ کا گورنر بنایا گیا تھا۔ جہاں تک حدیث شریف میں مغفرت کی بشارت کا تعلق ہے، وہ بالکل صحیح ہے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید کے غلط کاموں کو بھی صحیح کہا جائے۔ مغفرت گناہگاروں کی ہوتی ہے، اس لئے مغفرت اور گناہ میں کوئی تعارض نہیں۔ ہاں! یزید کے کفر کا فتویٰ دینا اس پر مبنی ہے کہ اس کے خاتمہ کا قطعی علم ہو، وہ ہے نہیں۔ اس لئے کفر کا فتویٰ اس پر ہم بھی نہیں دیتے، گو یزید کے سیاہ کارناموں کی وجہ سے اس کو بہت سے حضرات نے مستحق لعنت قرار دیا ہے، مگر اس کا نام لے کر لعنت ہم بھی نہیں کرتے، مگر کسی پر لعنت نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اس کی حمایت بھی کی جائے، واللہ اعلم!

## یزید پر لعنت بھیجنے کا کیا حکم ہے؟

س…… کیا یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے؟

ج…… اہل سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں، یہ رافضیوں کا شعار ہے، قصیدہ بدء الامالی، جو اہل سنت کے عقائد میں ہے، اس کا شعر ہے:

ولم یلعن یزیداً بعد موت
سوی المکثار فی الاغراء غال

اس کی شرح میں علامہ علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ: ''یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی سوائے رافضیوں، خارجیوں اور بعض معتزلہ کے، جنہوں نے فضول گوئی میں

مبالغہ سے کام لیا ہے۔“ اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

”فلا شک ان السکوت اسلم.“

”اس لئے اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے، نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اس کی مدح وتوصیف کی جائے۔“

## یزید اور مسلکِ اعتدال

یزید کے بارے میں اوپر جو دو سوال و جواب ذکر کئے گئے ہیں ان پر ہمیں دو متضاد مکتوب موصول ہوئے، ذیل میں پہلے وہ دونوں مکتوب درج کئے جاتے ہیں، اس کے بعد ان پر تبصرہ کیا جائے گا۔

### پہلا خط

محترمی مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاجِ گرامی بخیر ہوگا، چند دن ہوئے ایک دوست نے بڑے گہرے تاسف کے ساتھ تذکرہ کیا کہ مولانا یوسف لدھیانوی صاحب بھی غیر ارادی اور غیر شعوری طور پر ”شیعوں“ کو خوش کرنے کے لئے عام قسم کی خلافِ حقیقت باتیں کرنے لگے، کریدنے پر پتہ چلا کہ آپ نے کسی ہفتگی میں ”یزید پلید“ لکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، کوئی اور چکر ہوگا۔ مولانا یوسف لدھیانوی جیسا عالم ومحقق شخص ایسی بات نہیں کہہ سکتا، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ”یزید“ ایک جلیل القدر صحابی کا فرزند اور ہزارہا صحابہؓ کا معتمد ہے، اس کی ولی عہدی کی تجویز، دین وملت کے دوررس اور وسیع تر مفاد کی خاطر خود اصحابِ بیعتِ رضوان نے پیش کی، اس وقت موجود تمام صحابہ کرام اور تقریباً نصف درجن ازواجِ مطہرات نے اس تجویز کو پسند فرمایا، چنانچہ چھٹے خلیفہ راشد امامِ عادل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحیثیت خلیفۂ وقت اس متفقہ تجویز کا اعلان فرمایا، بیعت ہوئی، دس سال بعد جب ”یزید“ عملاً خلیفہ بنا تو اسی طے شدہ پالیسی کے مطابق پوری سلطنت میں آٹومیٹک طریقہ سے بیعتِ خلافت عمل میں آگئی۔ اس وقت موجود سینکڑوں

جلیل القدر صحابہؓ نے بیعت فرمائی، اعتماد کیا، تعاون کیا، اکا دکا کی اختلافی آواز ظاہر ہے اس پونے سو سے بھی زائد اتفاق و اتحاد کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ جیسے جید اور عالم فاضل صحابہ کو کوئی ''پلیدی'' نظر نہیں آئی جو حقیقی بزرگ اور عینی شاہد ہیں۔ یہ بعد کے ''ننھے منے'' بزرگوں کو ''پلیدی'' کہاں سے نظر آ گئی۔ پھر حضرت حسینؓ کے جوان العمر، متقی و پارسا صاحبزادے جو اس دور اور کوفی منافقوں کی برپا کردہ ''کربلا'' کے عینی شاہد ہیں وہ بھی کوئی بات نہیں فرماتے، نہ قاتل کہتے ہیں نہ پلید، بلکہ بیعت فرماتے ہیں اور اخیر تک مکمل وفاداری کے ساتھ تعاون فرماتے ہیں۔ مزید عرض کیا کہ بھائی، یہ سب دشمنانِ صحابہ رافضیوں کا پروپیگنڈہ اور مسلمانوں کی سادہ لوحی ہے۔ ورنہ تابعین کی صف اول کی شخصیت، حج و جہاد کا قائد، متفقہ خلیفہ، ''پلید'' وغیرہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ایسی عامیانہ بات مولانا لدھیانوی نہیں کہہ سکتے۔ ''میرا واعظ'' بڑے تحمل سے سنا اور پھر چند گھنٹے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا شمارہ میرے سامنے رکھ دیا، میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس کی بات درست تھی، واقعی آپ سے ''سہو'' ہوگیا، میں کبھی آپ کا اسم گرامی دیکھتا اور کبھی ''یزید پلید'' کا عنوان! یاللعجب!

حضرت! لاپرواہیاں چھوڑ دیجئے! شیعیت، کفریات کا مجموعہ ہے، مگر صدیاں گزر گئیں، نہ ان کی تکفیر کی گئی، نہ ان کو امتِ مسلمہ سے کاٹا گیا، ''اسلامی فرقہ'' سمجھا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے دجل و فریب سے سنی مسلمانوں کے دل و دماغ پر بھی قبضہ کیا ہوا ہے، ماتم کے علاوہ خیالات میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مولانا بنوری مرحوم نے مودودیت کو چالیس سال بعد پہچانا! مولانا منظور نعمانی نے ''شیعیت'' کو اب آ کر پہچانا! آپ کتنا عرصہ لگائیں گے؟

خدا کے لئے سبائیت زدگی چھوڑیئے، صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے عز و شرف کا تحفظ فرمایئے، من گھڑت بہتانات کو پہچانئے۔

والسلام

ارشاد احمد علوی ایم اے

ہوائی اڈہ روڈ، نزد مسجد اقصیٰ، رحیم یار خان

## دوسرا خط

محترم مولانا صاحب دامت برکاتہم

رمضان وشوال ۱۴۰۱ھ، بمطابق اگست ۱۹۸۱ء کا شمارہ نمبر:۳-۴/ ج:۳۹ زیر نظر ہے۔ مسائل واحکام کے زیرعنوان فضل القیوم نامی سائل کے ایک اہم سوال کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''اہل سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں، یہ رافضیوں کا شعار ہے۔'' (ص:۶۲-۷۷)۔

آپ کو معلوم ہے کہ محمود احمد عباسی کی تشدد آمیز تحقیق اور مودودی کی منافقانہ تالیف ''خلافت وملوکیت'' کے بعد اس طرح کے یہ مسائل ایک خاص اہمیت حاصل کرچکے ہیں، اس لئے میں اس عریضہ کے توسط سے مزید تحقیق اور روایات کی تطبیق کا متمنی ہوں۔

آپ کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت میں سے کوئی بھی جواز لعنت یزید کا قائل نہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''السیف المسلول'' میں فرماتے ہیں:

''فقیر کے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور محققین اہل حدیث کا مذہب بھی یہی ہے۔ ان میں امام ابوالفرج ابن جوزی بھی ہیں، علم وجلالت شان میں بہت اونچے، انہوں نے اس مسئلہ پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے: ''الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید'' صفحہ:۴۸۸۔

ترجمان مسلک اہل دیوبند حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب مدظلہ العالی ''شہید کربلا اور یزید'' میں فرماتے ہیں:

''یہ سب شہادتیں ہم نے اس لئے نہیں پیش کیں کہ ہمیں یزید پر لعنت کرنے سے کوئی خاص دلچسپی ہے، نہ ہم نے آج تک کبھی لعنت کی، نہ آئندہ ارادہ ہے، اور نہ ان لعنت ثابت کرنے والے علماء وائمہ کا منشاء یزید کی لعنت کو بطورِ وظیفہ کے پیش کرنا ہے، ان کا منشاء صرف یزید کو ان غیرمعمولی ناشائستگیوں کی وجہ سے مستحق لعنت قرار دینا یا زیادہ سے

زیادہ لعنت کا جواز ثابت کرنا ہے۔" صفحہ:۱۴۵۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

"ان الامام احمد لما سأله ولده عبدالله عن لعن یزید، قال: کیف لا یلعن من لعنه الله تعالیٰ فی کتابه؟ فقال عبدالله: قد قرأت کتاب الله عز وجل فلم اجد فیه لعن یزید! فقال الامام: ان الله تعالیٰ یقول:

"فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم. اولئک الذین لعنهم الله....." (محمد:۲۲،۲۳)۔

وای فساد وقطعیة اشد مما فعله یزید."

چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

"وقد جزم بکفره وصرح بلعنه جماعة من العلماء فمنهم الحافظ ناصر السنة ابن الجوزی وسبقه القاضی ابویعلیٰ وقال العلامة التفتازانی:

"لا نتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه وعلیٰ انصاره واعوانه." وممن صرح بلعنه الجلال السیوطی علیه الرحمة. (ج:۲٦ ص:۷۲)۔

وانا اقول الذی یغلب علیٰ ظنی ان الخبیث لم یکن مصدقاً برسالة النبی صلی الله علیه وسلم وان مجموع ما فعل مع اهل حرم الله تعالیٰ واهل حرم نبیه علیه الصلوٰة والسلام وعترته الطیبین الطاهرین فی الحیاة وبعد المماة وما صدر منه من المخازی لیس باضعف دلالة علیٰ عدم تصدیقه من القاء ورقة من المصحف الشریف فی قذر. ولا اظن ان امره کان خافیا علیٰ اجلة المسلمین اذ ذاک ولکن کانوا مغلوبین مقهورین لم یسعهم الا الصبر لیقضی الله امرا کان مفعولًا ولو سلم ان الخبیث کان مسلماً فهو مسلم جمع من الکبائر ما لا یحیط به نطاق البیان وانا اذهب الیٰ جواز لعن مثله علی التعیین." (ج:۲٦ ص:۷۳)۔

آپ جیسے معتدل اور متین صاحبِ علم پر ضروری ہے کہ اس مسئلہ کی تنقیح فرماکر جواب عنایت فرمادیں اور اکابرینِ اہلِ سنت کے ان مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دے کر ذہنی الجھن کو دور فرماویں۔

احقر

عبدالحق رحیم یار خان

ج…… یہ دونوں خط یزید کے بارے میں افراط و تفریط کے دو انتہائی سروں کی نمائندگی کرتے ہیں، ایک فریق "حبِ یزید" میں یہاں تک آگے نکل گیا ہے کہ "مدحِ یزید" کو اہلِ سنت کا شعار ثابت کرنے لگا ہے، اس کی خواہش ہے کہ یزید کا شمار اگر "خلفائے راشدین" میں نہیں تو کم از کم "خلفائے عادلین" میں ضرور کیا جانا چاہئے، اور یزید کے سہ سالہ دور میں جو سنگین واقعات رونما ہوئے، یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر اہلِ بیت کا قتل، واقعۂ حرہ میں اہلِ مدینہ کا قتلِ عام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں حرمِ کعبہ پر یورش، ان واقعات میں یزید کو برحق اور اس کے مقابلہ میں اکابر صحابہؓ کو امامِ برحق کے باغی قرار دیا جائے۔

دوسرا فریق "بغضِ یزید" میں آخری سرے پر ہے، اس کے نزدیک یزید کی سیاہ کاریوں کی مذمت کا حق ادا نہیں ہوتا، جب تک کہ یزید کو دین و ایمان سے خارج اور کافر و ملعون نہ کہا جائے۔ یہ فریق یزید کو اس عام دعائے مغفرت و رحمت طلبی کا مستحق بھی نہیں سمجھتا جو امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے گناہ گاروں کے لئے کی جاتی ہے۔

لیکن اعتدال و توسط کا راستہ شاید ان دونوں انتہاؤں کے بیچ میں سے ہوکر گزرتا ہے، اور وہ یہ کہ یزید کی مدح سرائی سے احتراز کیا جائے، اس کے مقابلہ میں حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور دیگر اجلّۂ صحابہؓ و تابعینؒ (جو یزیدی فوجوں کی تیغِ ظلم سے شہید ہوئے) کے مؤقف کو برحق سمجھا جائے، لیکن اس کی تمام تر سیاہ کاریوں کے باوجود چونکہ اس کا خاتمہ بر کفر کسی دلیلِ قطعی سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس کے کفر میں توقف کیا جائے، اور اس کا نام لے کر لعنت سے اجتناب کیا جائے، جمہور اہلِ سنت اور اکابرِ دیوبند کا یہی

مسلک ہے اور یہی سلامتی کی راہ ہے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ ''معارف السنن'' میں لکھتے ہیں:

''ویزید لا ریب فی کونہ فاسقاً ولعلماء السلف فی یزید وقتلہ الامام الحسین خلاف فی اللعن والتوقف. قال ابن الصلاح: فی یزید ثلاث فرق: فرقۃ تحبہ، وفرقۃ تسبہ، وفرقۃ متوسطۃ لا تتولاہ ولا تلعنہ. قال: وھذہ الفرقۃ ھی المصیبۃ.... الخ.'' (ج:۶ ص:۸)

ترجمہ:...... ''یزید کے فاسق ہونے میں تو کوئی شک نہیں، اور علمائے سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ یزید پر اور امام حسینؓ کے قاتلین پر لعنت کی جائے یا توقف کیا جائے۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ: یزید کے بارے میں تین فرقے ہیں: ایک فرقہ اس سے محبت رکھتا ہے، ایک فرقہ اس سے بغض رکھتا ہے اور اسے گالیاں دیتا ہے، اور ایک فرقہ میانہ رو ہے، وہ نہ اسے اچھا جانتا ہے اور نہ اس پر لعنت کرتا ہے۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ: یہی فرقہ جادۂ صواب پر ہے۔''

حضرت بنوری قدس سرہٗ کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ یزید کے فسق پر تو اہل سنت کا قریب قریب اجماع ہے، البتہ اس میں اختلاف رہا ہے کہ یزید پر لعنت کی جائے یا اس کے معاملے میں توقف کیا جائے؟ مکتوب دوم میں اس فریق کی نمائندگی کی گئی ہے جو یزید کے ایمان میں بھی شک رکھتا ہے اور بلاتردد اس پر لعنت کے جواز کا قائل ہے۔ اگرچہ یہ قول بھی سلف کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، لیکن جیسا کہ میں عرض کرچکا ہوں، جمہور اکابر اہل سنت اور اکابر دیوبند اس کو گناہ گار مسلمان سمجھتے ہوئے اس پر لعنت کے بارے میں توقف ہی کے قائل ہیں۔

مدحِ یزید کو اہل سنت کا شعار قرار دینا، جیسا کہ ہمارے علوی صاحب کی تحریر سے مترشح ہے، ایک نیا انکشاف ہے، جو کم از کم ہماری عقل و فہم سے بالاتر چیز ہے۔

ہمارے بعض اکابر کے قلم سے ''یزید پلید'' کا لفظ نکل جاتا ہے، میرا جو مضمون ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں ایک سوال کے جواب میں شائع ہوا تھا، اس میں ان اکابر کے اس طرزِ عمل کی توجیہ کی گئی تھی کہ یہ یزید کی سیاہ کاریوں کے خلاف بے ساختہ نفرت وغیظ کا اظہار ہے۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریفہ میں بڑے اہتمام کے ساتھ یزید کے نام کے ساتھ ''بے دولت'' کا لفظ لکھتے ہیں، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، مسند الہند شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر اکابر ''یزید پلید'' کا لفظ لکھتے ہیں۔ ہمارے علوی صاحب انکشاف فرماتے ہیں کہ یہ سب ''ننھے منے بزرگ'' تھے، ماشاء اللہ! چشم بددور! اپنے اکابر کا ادب و احترام ہو تو ایسا ہو! میرے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ اگر یہ تمام اکابر ''ننھے منے بزرگ'' تھے، تو ان کے مقابلے میں محمد یوسف لدھیانوی یا جناب ارشاد علوی صاحب کی کیا اہمیت ہے؟ اگر ان اکابر نے حدیث وتاریخ، حالاتِ صحابہؓ اور عقائد اہل سنت کو نہیں سمجھا تھا تو ما وشما کی ''تحقیق'' کا کیا وزن رہ جاتا ہے؟ شاید وہ ہمارے علوی صاحب کے نزدیک ''حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ'' کے مقابلے میں حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوشریح اور واقعہ حرہ کے تمام صحابہؓ وتابعینؒ بھی ''ننھے منے بزرگ'' ہی ہوں گے، بلکہ خود حرمِ مدینہ، حرمِ مکہ اور حرمتِ بیتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی یزید کے مقابلہ میں ''ننھی منی سی چیز'' ہی ہوگی۔ کیونکہ یزید نے آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو بھی ملحوظ نہیں رکھا، حرمِ مدینہ کو بھی پامال کیا، اور حرمِ کعبہ پر بھی چڑھائی کی، اگر یہ تمام چیزیں یزید کے مقابلے میں ''ننھی منی'' ہیں تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ بس ''یزید کی محبت'' ہی اسلام کا ایسا مقدس عقیدہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں نہ حرمِ مکہ کی کوئی عظمت ہے، نہ حرمِ مدینہ کی، نہ خانوادۂ نبوت کی، نہ اجلہ صحابہؓ وتابعینؒ کی، اور نہ بعد کے تیرہ سو سالہ اکابر امت کی...... رہا علوی صاحب کا یہ شبہ کہ بہت سے صحابہؓ وتابعینؒ نے یزید کی بیعت کی تھی، ان کے بنائے ہوئے خلیفہ کو ''پلید'' کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اس ناکارہ کے خیال میں یہ شبہ ایسا نہیں کہ کوئی ذی فہم آدمی اس میں الجھ کر رہ جائے۔

جناب علوی صاحب غور فرمائیں کہ یہاں دو بحثیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ یزید کا استخلاف صحیح تھا یا نہیں؟ اور دوسرے یہ کہ خلیفہ بن جانے کے بعد اس نے جو کارنامے انجام دیئے وہ لائق تحسین ہیں یا لائق نفرت؟ اور ان کارناموں کی بنا پر وہ اہل ایمان کی محبت اور مدح وستائش کا مستحق ہے، یا نفرت وبیزاری اور مذمت وتقبیح کا؟

جناب علوی صاحب کا استدلال اگر کچھ مفید ہوسکتا ہے تو پہلی بحث میں ہوسکتا ہے کہ چونکہ بہت سے صحابہؓ وتابعینؒ نے اس سے بیعت کرلی تھی، اس لئے اس کے استخلاف کو صحیح سمجھنا چاہئے، ہرچند کہ اس استدلال پر بھی جرح وقدح کی کافی گنجائش ہے، لیکن یہاں استخلافِ یزید کا مسئلہ سرے سے زیرِ بحث ہی نہیں، اس لئے علوی صاحب کا یہ شبہ قطعی طور پر بے محل ہے۔ یہاں تو بحث یزید کے استخلاف کے بعد کے کارناموں سے ہے کہ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اس نے جو کچھ کیا، وہ خیر وبرکت کے اعمال تھے یا فسق وفجور کے؟ ان کی وجہ سے وہ ''طاہر ومطہر'' کہلانے کا مستحق ہے یا ''پلید وملعون'' کہلانے کا؟ اور ان کارناموں کے بعد اس کے بارے میں اکابر امت نے کیا رائے قائم کی؟ میں اوپر بتاچکا ہوں کہ اس کے سہ سالہ دور کے تین واقعات مشہور ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کا قتل، حرمِ مدینہ کی پامالی اور اہل مدینہ کا قتل عام، حرمِ کعبہ پر فوج کشی۔ کیا کوئی ایسا شخص جس کے دل میں ایمان کی رمق ہو، ان سنگین واقعات کے بعد بھی اس کے دل میں یزید کی محبت اور اس کی عزت وعظمت باقی رہ سکتی ہے؟ کیا ہمارے علوی صاحب کسی صحابیؓ یا کسی جلیل القدر تابعیؒ کا حوالہ پیش کرسکتے ہیں، کہ انہوں نے ان واقعات پر یزید کو دادِ تحسین دی ہو؟ اور کیا یہ واقعات ہمارے علوی صاحب کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کے موجب نہیں ہوئے ہوں گے؟ یزید کی حمایت ومخالفت سے ذہن کو فارغ کرکے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ جب خانوادۂ نبوت کو خاک وخون میں تڑپایا جارہا ہو، جب مدینۃ الرسول میں صحابہ کرامؓ اور ان کی اولاد کو تہ تیغ کیا جارہا ہو، اور حرمِ کعبہ پر فوج کشی کرکے اس کی حرمت کو مٹایا جارہا ہو اور پھر یہ واقعات ایک کے بعد ایک، پے در پے ہورہے ہوں، تو کون مسلمان ہوگا جو یزید کے کردار

پر صدائے آفرین بلند کرے؟ اور ان تمام سیاہ کاریوں کے باوجود یزید کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائیں۔

# تقدیر

## تقدیر کیا ہے؟

س…… میرے ذہن میں تقدیر یا قسمت کے متعلق بات اس وقت آئی جب ہمارے نویں یا دسویں کے استاد نے کلاس میں یہ ذکر چھیڑا، انہوں نے کہا کہ ہر انسان اپنی تقدیر خود بناتا ہے، اگر خدا ہماری تقدیر بناتا تو پھر جنت و دوزخ چہ معنی دارد؟ مطلب یہ کہ ہم جو برے کام کرتے ہیں، اگر وہ خدا نے ہماری قسمت میں لکھ دیئے ہیں تو ہمارا ان سے بچنا محال ہے، پھر دوزخ اور جنت کا معاملہ کیوں اور کیسے؟ میرے خیال میں تو انسان خود اپنی تقدیر بناتا ہے۔

میں نے اپنے ایک قریبی دوست سے اس سلسلے میں بات کی تو اس نے بتایا کہ: خدا نے بعض اہم فیصلے انسان کی قسمت میں لکھ دیئے ہیں، باقی چھوٹے چھوٹے فیصلے انسان خود کرتا ہے، اہم فیصلوں سے مراد بندہ بڑا ہوکر کیا کرے گا؟ کہاں کہاں پانی پیئے گا وغیرہ، لیکن انسان اپنی صلاحیت اور قوتِ فیصلہ کی بنیاد پر ان فیصلوں کو تبدیل بھی کرسکتا ہے۔

آپ نے کچھ احادیث وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں، آپ نے اس کے ساتھ کوئی وضاحت نہیں دی، صرف یہ کہہ دینا کہ: ''قسمت کے متعلق بات نہ کریں۔'' میری رائے میں تو کوئی بھی اس بات سے مطمئن نہیں ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات کہی ہے تو انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ: ''سابقہ قومیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ وہ تقدیر کے مسئلے پر اُلجھے تھے۔'' اب ذرا آپ اس بات کی وضاحت کردیں تو شاید دل کی تشفی ہوجائے۔

ج…… جان برادر۔ السلام علیکم! اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی، اچھی بری چیز صرف اللہ تعالیٰ کے ارادہ، قدرت، مشیت اور علم سے وجود میں آئی ہے، بس میں اتنی بات جانتا ہوں کہ ایمان بالقدر کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا، اس کے آگے یہ کیوں، وہ کیوں؟ اس سے میں معذور ہوں۔

تقدیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس کو انسانی عقل کے ترازو سے تولنا ایسا ہے کہ کوئی عقل مند سونا تولنے کے کانٹے سے ”ہمالیہ“ کا وزن کرنا شروع کردے، عمریں گزر جائیں گی مگر یہ مدعا عنقا رہے گا۔

ہمیں کرنے کے کام کرنے چاہئیں، تقدیر کا معمانہ کسی سے حل ہوا نہ ہوگا، بس سیدھا سا ایمان رکھئے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، اور ہر چیز اس کی تخلیق سے وجود میں آئی ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار وارادہ عطا کیا ہے مگر یہ اختیار مطلق نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے دریافت کیا کہ انسان مختار ہے یا مجبور؟ فرمایا: ایک پاؤں اٹھاؤ! اس نے اٹھالیا، فرمایا: دوسرا بھی اٹھاؤ! بولا: حضور! جب تک پہلا قدم زمین پر نہ رکھوں دوسرا نہیں اٹھاسکتا۔ فرمایا: بس انسان اتنا مختار ہے، اور اتنا مجبور! بہرحال میں اس مسئلہ میں زیادہ قیل وقال سے معذور ہوں اور اس کو بربادیٔ ایمان کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

## تقدیر برحق ہے، اس کو ماننا شرطِ ایمان ہے

س ۱:...... آدمی کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے تقدیر لکھ دی جاتی ہے کہ یہ آدمی دنیا میں یہ کام کرے گا، کیا تقدیر میں لکھا ہوتا ہے کہ جب دنیا فانی سے رخصت ہوگا تو اس کی اتنی نیکیاں اور اتنی بدیاں ہوں گی؟ تو پھر نامۂ اعمال اور تقدیر میں کیا فرق ہے؟

۲:...... اگر کوئی آدمی مصائب وآلام میں مبتلا ہو تو کہتے ہیں کہ اس کی تقدیر لکھی ہی اس طرح ہوگی، اور اگر کوئی عیش وعشرت سے زندگی گزار رہا ہو تو کہتے ہیں کہ اس کی تقدیر اچھی ہے، جبکہ فرمانِ الٰہی ہے کہ: جتنی کسی نے کوشش کی اتنا ہی اس نے پایا۔ تو تقدیر کیا ہے؟

۳:...... اور ایک جگہ پڑھا ہے کہ تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا جاتا ہے وہ بدل نہیں سکتا، جبکہ امام المرسلینؐ نے فرمایا کہ: ”مظلوم کی دعا رد نہیں ہوتی، اس کی دعا کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اپنی عزت کی! میں تیری مدد کروں گا۔“ تو کیا اس کا مطلب یہی ہے کہ دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے؟

۴:...... نجومی یا عامل وغیرہ ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر بتاتے ہیں کہ آپ کی تقدیر ایسی ہے، اسی طرح کچھ فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ طوطے کے ذریعے فال معلوم

کریں اور عوام کو بیوقوف بناتے ہیں، کیا اللہ کے سوا کسی کو معلوم ہے کہ آنے والا وقت کیا ہوگا؟

۵:...... المختصر یہ کہ کیا تقدیر آدمی پر منحصر ہے جیسی بنائے یا پہلے لکھ دی جاتی ہے، اگر پہلے لکھ دی جاتی ہے تو کیا بدل سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں کیونکہ ہوگا وہی جو تقدیر میں لکھا ہوگا۔

ج...... تقدیر برحق ہے۔ اور اس کو ماننا شرطِ ایمان ہے۔ لیکن تقدیر کا مسئلہ بے حد نازک اور باریک ہے، کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اور آدمی صفاتِ الٰہیہ کا پورا احاطہ نہیں کرسکتا۔ بس اتنا عقیدہ رکھا جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کو پہلے سے اس کا علم تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا تھا۔ پھر دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ بعض میں انسان کے ارادہ و اختیار کا بھی دخل ہے، اور بعض میں نہیں۔ جن کاموں میں انسان کے ارادہ و اختیار کو دخل ہے، ان میں سے کرنے کے کاموں کو کرنے کا حکم ہے، اگر انہیں اپنے ارادہ و اختیار سے ترک کرے گا تو اس پر مؤاخذہ ہوگا، اور جن کاموں کو چھوڑنے کا حکم ہے ان کو اپنے ارادہ و اختیار سے چھوڑنا ضروری ہے، نہیں چھوڑے گا تو مؤاخذہ ہوگا۔ الغرض جو کچھ ہوتا ہے تقدیر کے مطابق ہی ہوتا ہے لیکن اختیاری امور پر چونکہ انسان کے ارادہ و اختیار کو بھی دخل ہے، اس لئے نیک و بد اعمال پر جزا و سزا ہوگی، ہمارے لئے اس سے زیادہ اس مسئلہ پر کھود کرید جائز نہیں، نہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔

## تقدیر و تدبیر میں کیا فرق ہے؟

س...... جناب سے گزارش ہے کہ میرے اور میرے دوست کے درمیان اسلامی نوعیت کا ایک سوال مسئلہ بنا ہوا ہے، اگر ہم لوگ اس مسئلہ پر خود ہی بحث کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ غلط بھی نکال سکتے ہیں، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس مسئلے کو حل کرکے ہم سب لوگوں کو مطمئن کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ تقدیریں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں، لیکن جب کوئی شخص کسی کام کو کئی بار کرنے کے باوجود ناکام رہتا ہے تو اسے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ: ''میاں! تمہاری تقدیر خراب ہے، اس میں تمہارا کیا قصور؟'' تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کی کوششیں رائیگاں

جاتی ہیں جب تک کہ اس کی تقدیر میں اس کام کا کرنا لکھا نہ گیا ہو، لیکن جب کوئی شخص اپنی تدبیر اور کوشش کے بل بوتے پر کام کرتا ہے تو خدا کی بنائی ہوئی تقدیر آڑے آتی ہے۔

ج…… حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تقدیر کے مسئلہ پر بحث کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ہمیں بحث میں الجھے ہوئے دیکھ کر بہت غصے ہوئے، یہاں تک کہ چہرۂ انور ایسا سرخ ہوگیا گویا رخسارِ مبارک میں انار نچوڑ دیا گیا ہو، اور بہت ہی تیز لہجے میں فرمایا:

”کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا میں یہی چیز دے کر بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگ اسی وقت ہلاک ہوئے جب انہوں نے اس مسئلہ میں جھگڑا کیا، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اس میں ہرگز نہ جھگڑنا۔“ (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۲۲)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ”جو شخص تقدیر کے مسئلہ میں ذرا بھی بحث کرے گا، قیامت کے دن اس کے بارے میں اس سے بازپرس ہوگی۔ اور جس شخص نے اس مسئلہ میں گفتگو نہ کی اس سے سوال نہیں ہوگا۔“ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۲۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک ان چار باتوں پر ایمان نہ لائے:

۱:…… اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۲:…… اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے۔

۳:…… موت اور موت کے بعد والی زندگی پر ایمان لائے۔

۴:…… اور تقدیر پر ایمان لائے۔“ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۲۲)

ان ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند چیزیں معلوم ہوئیں:

۱:…… تقدیر حق ہے اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

۲:…… تقدیر کا مسئلہ نازک ہے، اس میں بحث و گفتگو منع ہے اور اس پر قیامت کے دن بازپرس کا اندیشہ ہے۔

۳:…… تدبیر، تقدیر کے خلاف نہیں، بلکہ تقدیر ہی کا ایک حصہ ہے۔

## کیا تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے؟

س…… جن چیزوں پر ایمان لائے بغیر بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا، ان میں تقدیر بھی شامل ہے۔ لیکن ہمیں یہ تو معلوم ہی نہیں کہ تقدیر میں کیا کیا ہوتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تقدیر میں موت، رزق اور جس سے شادی ہونی ہوتی ہے وہ ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آخر جس تقدیر پر ہمارا ایمان ہے اس میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں اور کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے ہر چیز پہلے سے معین کردی ہے؟

ج…… تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ یہ ساری کائنات اور کائنات کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے، اور کائنات کی تخلیق سے پہلے ہر چیز کا علمِ الٰہی میں ایک اندازہ تھا، اسی کے مطابق تمام چیزیں وجود میں آتی ہیں، خواہ ان میں انسان کے اختیار و ارادہ کا دخل ہو یا نہ ہو، اور خواہ اسباب کے ذریعہ وجود میں آئیں یا بغیر ظاہری اسباب کے۔

جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اسباب کے ماتحت رکھا ہے، ان کے جائز اسباب اختیار کرنے کا حکم ہے، اور ناجائز اسباب سے پرہیز کرنا فرض ہے۔

## تقدیر بنانا

س…… کیا انسان اپنا اچھا مستقبل خود بناتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس کا مستقبل شاندار بناتا ہے؟ میرا نظریہ یہ ہے کہ انسان اپنی دماغی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی قسمت خود بناتا ہے، جبکہ میرے ایک دوست کا نظریہ مجھ سے مختلف ہے، اس کا کہنا ہے کہ انسان اپنا اچھا مستقبل خود نہیں بناسکتا بلکہ ہر آدمی کی قسمت اللہ تعالیٰ بناتا ہے۔

ج…… انسان کو اچھائی برائی کا اختیار ضرور دیا گیا ہے، لیکن وہ اپنی قسمت کا مالک نہیں، قسمت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے، اس لئے یہ کہنا کہ انسان اپنی تقدیر کا خود خالق ہے یا یہ کہ اپنی تقدیر خود بناتا ہے، اسلامی عقیدے کے خلاف ہے۔

## کیا ظاہری اسباب تقدیر کے خلاف ہیں؟

س…… تقدیر پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے، یعنی اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا لیکن

جب اسے نقصان پہنچے یا مصیبت میں گرفتار ہوتو وہ ظاہری اسباب کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے، وہ کیوں ایسے کہتا ہے کہ: ”اگر ایسا نہیں ایسا کیا جاتا تو ایسا ہوتا اور یہ نقصان نہ ہوتا اور یہ مصیبت نہ آتی“ تو کیا اس طرح کہنے سے گناہ تو نہیں ہوتا؟ اور تقدیر پر ایمان رکھنے کے سلسلہ میں اس طرح کہنے سے اس کی ایمانیت میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا؟ اور کیا انسان کو تقدیر کے بارے میں سوچنا نہیں چاہئے؟

ج...... شرعی حکم یہ ہے کہ جو کام کرو خوب سوچ سمجھ کر بیدار مغزی کے ساتھ کرو، اس کے جتنے جائز اسباب مہیا کئے جاسکتے ہیں ان میں بھی کوتاہی نہ کرو۔ جب اپنی ہمت و بساط اور قدرت واختیار کی حد تک جو کچھ تم کرسکتے ہو کرلیا، اس کے بعد نتیجہ خدا کے حوالے کردو، اگر خدانخواستہ کوئی نقصان وغیرہ کی صورت پیش آجائے تو یوں خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ ہوا، اور اسی میں حکمت تھی۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ اگر یوں کرلیتے تو یوں ہوجاتا، اس سے طبیعت بلاوجہ بدمزہ اور پریشان ہوگی، جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوچکا، اسے تو کسی صورت میں واپس نہیں لایا جاسکتا، تو اب ”اگر، مگر“ کا چکر سوائے بدمزگی و پریشانی کے اور کیا ہے؟ اس لئے حدیث میں اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے، اور اس کو ”عملِ شیطان“ کی کنجی فرمایا گیا ہے۔ درحقیقت یہ ضعفِ ایمان، ضعفِ ہمت، حق تعالیٰ شانہ سے صحیح تعلق نہ ہونے کی علامت ہے۔

## انسان کے حالات کا سبب اس کے اعمال ہیں

س...... ایک انسان جس کو اپنی قسمت سے ہر موقع پر شکست ہو یعنی کوئی آدمی مفلس ونادار بھی ہو، غربت کی مار پڑی ہو، علم کا شوق ہو لیکن علم اس کے نصیب میں نہ ہو، خوشی کم ہو، غم زیادہ، بیماریاں اس کا سایہ بن گئی ہوں، ماں باپ، بہن بھائی کی موجودگی میں محبت سے محروم ہو، رشتے دار بھی ملنا پسند نہ کرتے ہوں، محنت زیادہ کرے پھل برائے نام ملے، ایسا انسان یہ کہنے پر مجبور ہو کہ یا اللہ! جیسا میں بدنصیب ہوں ایسا تو کسی کو نہ بنا۔ اس کے یہ الفاظ اس کے حق میں کیسے ہیں؟ اگر وہ اپنی تقدیر پر صبر کرتا ہو اور صبر نہ آئے تو کیا کرنا چاہئے؟

ج...... انسان کو جو ناگوار حالات پیش آتے ہیں ان میں سے زیادہ تر انسان کی شامتِ

اعمال کی وجہ سے آتے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ سے شکایت ظاہر ہے کہ بے جا ہے، آدمی کو اپنے اعمال کی درستی کرنی چاہئے اور جو امور غیر اختیاری طور پر پیش آتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی تو ذاتی غرض ہوتی نہیں بلکہ بندے ہی کی مصلحت ہوتی ہے، ان میں یہ سوچ کر صبر کرنا چاہئے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کو میری ہی کوئی بہتری اور بھلائی منظور ہے، اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو بے شمار نعمتیں عطا کر رکھی ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے اور ''الحمدللہ علیٰ کل حال'' کہنا چاہئے۔

## انسان کی زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے، کیا وہ سب کچھ پہلے لکھا ہوتا ہے؟

س...... انسان کی زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے کیا وہ پہلے سے لکھا ہوتا ہے؟ یا انسان کے اعمال کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے؟

ج...... یہ تقدیر کا مسئلہ ہے۔ اس میں زیادہ کھود کرید تو جائز نہیں، بس اتنا ایمان ہے کہ دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا یا ہو رہا ہے، یا آئندہ ہوگا، ان ساری چیزوں کا اللہ تعالیٰ کو دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے ہی علم تھا۔ دنیا کی کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے، نہ قدرت سے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس علم کے مطابق کائنات کی ہر چیز اور ہر انسان کا ایک چارٹ لکھ دیا ہے، دنیا کا سارا نظام اسی خدائی نوشتہ کے مطابق چل رہا ہے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، جو شخص اس کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں۔

یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ و اختیار اور عقل و تمیز کی دولت بخشی ہے، اور یہ طے کر دیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اور اپنے ارادہ و اختیار سے فلاں فلاں کام کرے گا۔

یہ بھی ایمان ہے کہ انسان کے اچھے یا برے اعمال کا نتیجہ اسے ثواب یا عذاب کی شکل میں آخرت میں ملے گا، اور کچھ نہ کچھ دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں قرآن کریم اور حدیث شریف میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں، ان پر ایمان رکھنا چاہئے۔ اس سے زیادہ اس مسئلہ پر غور نہیں کرنا چاہئے، اس میں بحث و مباحثہ سے منع کیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔

## برا کام کر کے مقدر کو ذمہ دار ٹھہرانا صحیح نہیں

س...... ایک آدمی جب برا کام کرتا ہے، اس سے اگر پوچھا جائے تو کہتا ہے کہ یہ میرے مقدر میں لکھا ہوا تھا، جب اللہ نے اس کے مقدر میں لکھا تھا تو پھر اس کا کیا قصور؟

ج...... بندے کا قصور تو ظاہر ہے کہ اس نے برا کام اپنے اختیار سے کیا تھا، اور مقدر میں بھی یہی لکھا تھا کہ وہ اپنے اختیار سے برا کام کر کے قصوروار ہوگا اور سزا کا مستحق ہوگا۔

تنبیہ:...... برا کام کر کے مقدر کا حوالہ دینا خلافِ ادب ہے، آدمی کو اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا چاہئے۔

## خیر اور شر سب خدا کی مخلوق ہے، لیکن شیطان شر کا سبب و ذریعہ ہے

س......اخبار جنگ کے ایک مضمون بعنوان ''ایمان کی بنیادیں'' میں صحیح مسلم کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ حضرت عمرؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ: آنے والے شخص نے جو درحقیقت جبرائیل علیہ السلام تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسانی شکل میں آئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بتایئے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی بھیجی ہوئی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور آخرت کو حق جانو، حق مانو اور اس بات کو بھی مانو کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے خدا کی طرف سے ہوتا ہے چاہے وہ خیر ہو، چاہے شر ہو۔ (صحیح مسلم)۔

ہم اب تک یہ سنتے آئے تھے کہ خیر خدا کی طرف سے اور شر شیطان کی طرف سے ہے۔ اب مذکورہ بالا حدیث پڑھ کر ایمان ڈانوا ڈول ہو رہا ہے اور نہ جانے مجھ جیسے کتنے کمزور ایمان والے بھی شش و پنج میں پڑ گئے ہوں گے، کیونکہ جب شر بھی خدا کی طرف سے ہے تو پھر انسان مجرم کیوں؟

ج...... ہر چیز کی تخلیق خدا تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے، خواہ خیر ہو یا شر، شیطان شر کا خالق نہیں، بلکہ ذریعہ اور سبب ہے، اس لئے اگر شر کی نسبت شیطان کی طرف سبب کی حیثیت سے کی جائے تو غلط نہیں، لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ خیر کا خالق ہے، اسی طرح شیطان کو شر کا خالق سمجھا جائے تو یہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کے نزدیک ہر چیز کا ایک ہی خالق ہے۔

## ہر چیز خدا کے حکم کے ساتھ ہوتی ہے

س...... میری ایک عزیزہ ہر بات میں خواہ اچھی ہو یا بری ''خدا کے حکم سے'' کہنے کی عادی ہیں، یعنی اگر کوئی خوشی ملی تو بھی اور اگر لڑکا آوارہ نکل گیا یا اسی قسم کی کوئی اور بات ہوئی تب بھی وہ یہی کہتی ہیں۔ بتایئے کیا ان کا اس طرح کہنا درست ہے؟

ج...... تو کیا کوئی چیز خدا کے حکم کے بغیر بھی ہوتی ہے؟ نہیں! ہر چیز خدا کے حکم سے ہوتی ہے، مگر خیر کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہوتی ہے اور شر اور برائی میں یہ نہیں ہوتا۔

## قاتل کو سزا کیوں جبکہ قتل اس کا نوشتۂ تقدیر تھا

س...... ایک شخص نے ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ ایک آدمی کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ اس کے ہاتھوں فلاں شخص قتل ہوجائے گا، تو پھر اللہ پاک کیوں اس کو سزا دے گا؟ جبکہ اس کی تقدیر میں یہی لکھا تھا، اس کے بغیر کوئی چارہ ہو ہی نہیں سکتا، جبکہ ہمارا تقدیر پر ایمان ہے کہ جو تقدیر میں ہے وہی ہوگا تو پھر اللہ پاک نے سزا کیوں مقرر کی ہوئی ہے؟

ج...... تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص اپنے ارادہ و اختیار سے فلاں کو قتل کرکے سزا کا مستحق ہوگا، چونکہ اس نے اپنے ارادہ و اختیار کو غلط استعمال کیا اس لئے سزا کا مستحق ہوا۔

## خودکشی کو حرام کیوں قرار دیا گیا جبکہ اس کی موت اسی طرح لکھی تھی

س...... جب کسی کی موت خودکشی سے واقع ہونی ہے تو خودکشی کو حرام کیوں قرار دیا گیا جبکہ اس کی موت ہی اس طرح لکھی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ رہنمائی فرمائیں اور تفصیل کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں، اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

ج...... موت تو اسی طرح لکھی تھی مگر اس نے اپنے اختیار سے خودکشی کی، اس لئے اس کے فعل کو حرام قرار دیا گیا۔ اور عقیدۂ تقدیر رکھنے کے باوجود آدمی کو دوسرے کے برے افعالِ اختیاریہ پر غصہ آتا ہے، مثلاً: کوئی شخص کسی کو ماں بہن کی گالی دے تو اس پر ضرور غصہ آئے گا، حالانکہ یہ عقیدہ ہے کہ حکمِ الٰہی کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا!

### شوہر اور بیوی کی خوش بختی یا بدبختی آگے پیچھے مرنے میں نہیں ہے

س…… بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایسی عورتیں جو اپنے خاوند کے انتقال کے بعد زندہ رہتی ہیں وہ بدبخت ہیں، اور جو عورتیں خاوند سے پہلے انتقال کر جاتی ہیں وہ بہت خوش نصیب ہیں۔

ج…… خوش بختی اور بدبختی تو آدمی کے اچھے اور برے اعمال پر منحصر ہوتی ہے، پہلے یا بعد میں مرنے پر نہیں۔

## غلط عقائد رکھنے والے فرقے

### اُمت کے تہتر فرقوں میں کون برحق ہے؟

س…… خواجہ محمد اسلام کی کتاب ''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' کے اندر صفحہ:۳۳۵ پر عنوان ''امت محمدیہ، یہود و نصاریٰ اور فارس و روم کا اتباع کرے گی'' کی تفصیل میں نبی پاکؐ کا ارشاد پڑھا جس میں آپؐ نے فرمایا: ''بلاشبہ بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے ہوگئے تھے، اور میری امت کے تہتر (۷۳) مذہبی فرقے ہوں گے جو ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: وہ (جنتی) کون سا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: (جو اس طریقہ پر ہوگا) جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔'' میرا تعلق اہل سنت جماعت سے ہے، دورِ حاضر میں کون سا مذہبی فرقہ نبیؐ کے ارشاد کے مطابق صحیح ہے؟

ج…… اس سوال کا جواب تو خود اسی حدیث میں موجود ہے، یعنی: ''**ما انا علیه واصحابی!**'' پس یہ دیکھ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے طریقہ پر کون ہے؟

### ۷۲ ناری فرقوں کے نیک اعمال کا انجام

س…… کئی عالموں کی زبانی سنا ہے کہ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت تک مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے، جن میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا جبکہ بقایا فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے، تو اس حدیث کے متعلق مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ:

اب جبکہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ تقریباً ہر ملک میں مسلمانوں کے کئی فرقے بن گئے ہیں، اور نہ جانے اور کتنے فرقے پیدا ہوں گے تو کیا ان سب فرقوں میں سے صرف

ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا؟ نیز ایک کے علاوہ دیگر جو نیک کام کرتے ہیں کیا اس کا ان کو اجر نہیں ملے گا؟ اگر ایک کے علاوہ باقی سب فرقے دوزخ میں جائیں گے تو وہ دوزخ سے کبھی نہیں نکلیں گے؟

ج……آپ نے جو حدیث نقل کی ہے وہ صحیح ہے اور متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے، اس حدیث کا مطلب سمجھنے کے لئے چند امور کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

اول:……جس طرح آدمی غلط اعمال (زنا، چوری وغیرہ) کی وجہ سے دوزخ کا مستحق بنتا ہے، اسی طرح غلط عقائد ونظریات کی وجہ سے بھی دوزخ کا مستحق بنتا ہے۔ اس حدیث میں ایک فرقہ ناجیہ کا ذکر ہے جو صحیح عقائد ونظریات کی وجہ سے جنت کا مستحق ہے، اور ۷۲ دوزخی فرقوں کا ذکر ہے جو غلط عقائد ونظریات رکھنے کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ہوں گے۔

دوم:……کفر وشرک کی سزا تو دائمی جہنم ہے، کافر ومشرک کی بخشش نہیں ہوگی، اور کفر وشرک سے کم درجے کے جتنے گناہ ہیں، خواہ ان کا تعلق عقیدہ ونظریہ سے ہو یا اعمال سے، ان کی سزا دائمی جہنم نہیں بلکہ کسی نہ کسی وقت ان کی بخشش ہوجائے گی، خواہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے یا کسی شفاعت سے، بغیر سزا کے معاف فرمادیں یا کچھ سزا بھگتنے کے بعد معافی ہوجائے۔

سوم:……غلط نظریات وعقائد کو بدعات واہواء کہا جاتا ہے اور ان کی دو قسمیں ہیں۔ بعض تو حد کفر کو پہنچتی ہیں، جو لوگ ایسی بدعاتِ کفریہ میں مبتلا ہوں وہ تو کفار کے زمرہ میں شامل ہیں اور بخشش سے محروم۔ اور بعض بدعات حد کفر کو نہیں پہنچتیں، جو لوگ ایسی میں مبتلا ہوں وہ گناہ گار مسلمان ہیں اور ان کا حکم وہی ہے جو اوپر گناہ گاروں کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے خواہ اپنی رحمت سے یا کسی کی شفاعت سے، بغیر سزا کے معاف فرمادیں یا سزا کے بعد بخشش ہوجائے۔

ان تینوں مقدمات سے ان ۷۲ فرقوں میں ہر ایک کے ناری ہونے کا مطلب ہوگا کہ جو فرقے بدعات کفریہ میں مبتلا ہوں ان کے لئے دائمی جہنم ہے اور ان کا کوئی نیک عمل مقبول نہیں، اور جو فرقے ایسی بدعات میں مبتلا ہوں گے جو کفر تو نہیں مگر فسق اور گناہ ہے،

ان کے نیک اعمال پر ان کو اجر بھی ملے گا۔ اور فرقہ ناجیہ کے جو افراد عملی گناہوں میں مبتلا ہوں گے ان کے ساتھ ان کے اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا، خواہ شروع ہی سے رحمت کا معاملہ ہو یا بدعملیوں کی سزا کے بعد رہائی ہوجائے۔

## مسلمان اور کمیونسٹ

س…… ایک صاحب نے اخبار میں لکھا تھا کہ: خدانخواستہ ایک مسلمان کمیونسٹ بھی ہوسکتا ہے۔ پڑھ کر بہت دکھ ہوا، میرا عقیدہ ہے کہ دینِ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور کمیونزم ایک الگ عقیدہ اور ضابطۂ حیات ہے اور اسلام سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مطلع فرمائیں کہ آیا کوئی شخص بیک وقت مسلمان اور کمیونسٹ ہوسکتا ہے؟

ج…… مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہے، اسلام اور کمیونزم الگ الگ نظام ہیں، اس لئے کوئی مسلمان کمیونسٹ نہیں ہوسکتا، اور نہ کوئی کمیونسٹ مسلمان رہ سکتا ہے۔

## کفریہ عقائد

س…… میرا تعلق ایک ایسے فرقے سے ہے جس کا کلمہ، نماز اور دوسرے ارکان عام مسلمانوں سے الگ ہیں، زکوٰۃ پر عقیدہ نہیں رکھتے، حج اور قربانی بھی نہیں کرتے، برائے مہربانی جواب دیں کہ:

۱:…… اس فرقہ کے ماننے والوں کی بخشش ہوگی کہ نہیں؟

۲:…… اس فرقہ کے ماننے والے مسلمانوں کے زمرے میں آتے ہیں یا نہیں؟

دو روز قبل ایک دوست کی وساطت سے ایک پمفلٹ ملا جس میں درج ذیل عقائد تھے، وضو کی ہمیں ضرورت نہیں، اس لئے کہ دل کا وضو ہوتا ہے۔ پانچ وقت فرض نماز کے بدلے میں تین وقت کی دعا کافی ہے، اس میں قیام و رکوع کی ضرورت نہیں ہے، قبلہ رُخ کی ضرورت نہیں ہے، ہر سمت رُخ کرکے پڑھ سکتے ہیں، جس کے لئے صرف تصور کافی ہے۔ روزہ تو اصل میں آنکھ، کان اور زبان کا ہوتا ہے، کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہمارا روزہ سوا پہر کا ہوتا ہے جو صبح دس بجے کھول لیا جاتا ہے، وہ بھی اگر کوئی رکھنا چاہے، ورنہ روزہ

فرض نہیں ہے۔ زکوٰۃ کے بجائے آمدنی پر روپیہ میں دو آنہ فرض ہے۔ حج فرض نہیں، عبادت مالی تصرفات کر کے معاف کرائی جاسکتی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسے عقائد کے حامل لوگ مسلمان سمجھے جائیں گے۔

ج……جس فرد یا جماعت کے عقائد مسلمانوں کے نہیں اور دینِ اسلام کے بنیادی ارکان (کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کو بھی وہ تسلیم نہیں کرتے، وہ مسلمانوں کے زمرے میں کیسے شامل ہوسکتے ہیں؟ اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے نازل کردہ دین کو نہ مانیں، ان کی بخشش کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ جو اسلام کی کسی بات کا بھی قائل نہ ہو، وہ مسلمان کیسے ہوسکتا ہے؟

## بہائی مذہب اور ان کے عقائد

س……ایک مسئلہ حل طلب ہے، یہ مسئلہ صرف میرا نہیں بلکہ تمام پاکستانی مسلمانوں کا ہے اور فوری توجہ طلب ہے، مسئلہ یہ ہے ''اسلام اور بہائی مذہب'' بہائی مذہب کے عقائد یہ ہیں:

۱:……کعبہ سے منحرف ہیں، ان کا کعبہ اسرائیل ہے، بہاء اللہ کی آخری آرام گاہ۔

۲:……قرآن پاک سے منحرف ہیں، ان کی مذہبی کتاب بہاء اللہ کی تصنیف کردہ ''کتاب اقدس'' ہے۔

۳:……ان کے ہاں وحی نازل ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔

۴:…… جہاد اور جزیہ ناجائز اور حرام ہے۔

۵:…… پردہ ناجائز ہے۔

۶:…… بینکاری سود جائز ہے۔

۷:…… بہائی مذہب کا عقیدہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ ہی خدا کے کامل اور اکمل مظہر ظہور اور خدا کی مقدس حقیقت کے مطلع انوار ہیں۔

۸:……ان کے نام اسلامی ہوتے ہیں۔

۹:……کیا یہ درست ہے کہ بقول بہاء اللہ ایک ہی روح القدس ہے، جو بار بار پیغمبران کے جسد خاکی میں ظاہر ہوتا ہے۔

۱۰:...... یہ ختم نبوت اور ختم رسالت سے منکر ہیں، ان کا کہنا ہے کہ خدا ہر ایک ہزار سال کے بعد ایک مصلح پیدا کرتا رہتا ہے اور کرتا رہے گا۔

جو مسلمان ان کا مذہب اختیار کر رہے ہیں وہ ملحد ہو رہے ہیں۔

ج...... بہائی مذہب کے جو عقائد سوال میں درج کئے گئے ہیں ان کے الحاد و باطل ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لئے کسی مسلمان کو ان کا مذہب اختیار کرنا جائز نہیں، کیونکہ بہائی مذہب اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔

## ذکری فرقہ غیر مسلم ہے

س...... میں ایک تعلیم یافتہ شخص ہوں۔ میرے آباء واجداد خود کو مسلمان کہلاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم ''ذکری'' ہیں۔ میں نے اتنی ساری کتابیں پڑھی ہیں مگر کسی کتاب میں میں نے اس کا ذکر نہیں سنا۔ میں سعودیہ، کویت، قطر، دوبئ بھی گیا ہوں، لیکن میں نے عربوں میں یہ فرقہ نہیں دیکھا۔ میں نے اپنی فٹ بال ٹیم کے ساتھ پنجاب، سرحد، بلوچستان اور اندرون سندھ کا بھی دورہ کیا ہے لیکن میں نے اس فرقہ کا نام کہیں نہیں سنا۔ میں حیران ہوں کہ ہم قرآن مجید پر مکمل یقین رکھنے کا اعتراف کرتے ہیں اور اسی کو ایک سچی کتاب تصور کرنے کے باوجود نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سے انحرافی ہیں۔ میں نے اپنے والد، والدہ، بڑے بھائی اور دیگر افراد سے اس بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے مگر کسی نے مجھے تسلی بخش جواب نہیں دیا ہے۔ میرے والد صاحب کا عنقریب انتقال ہوگیا ہے، میں نے والدہ صاحبہ سے کہا کہ یہ کوئی مذہب نہیں، میں نماز پڑھوں گا، لیکن وہ مجھے روک رہی ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ تفصیلی جواب سے نوازیں آیا والدہ صاحبہ کو چھوڑ دوں یا نماز پڑھوں جبکہ وہ مجھ سے ناراض ہوں گی۔ آخر میں کیا کروں؟

ج...... ذکری فرقہ کے لٹریچر کا میں نے مطالعہ کیا ہے، وہ اپنے اصول و فروع کے اعتبار سے مسلمان نہیں ہیں، بلکہ ان کا حکم قادیانیوں، بہائیوں اور مہدویوں کی طرح غیر مسلم اقلیت کا ہے۔ جو لوگ ذکریوں کو مسلمان تصور کرتے ہوئے ان میں شامل ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اس فرقۂ باطلہ سے برأت کرنی چاہئے۔ آپ اپنی والدہ کی خدمت

ضرور کریں، لیکن نماز روزہ اور دیگر احکامِ خداوندی میں ان کی اطاعت نہ کریں۔

## آغا خانی، بوہری شیعہ فرقوں کے عقائد

س……آغا خانیوں کے عقائد کیا ہیں؟ نیز دیگر فرقوں یعنی جماعت المسلمین، بوہری اور شیعہ کے پس منظر اور غلط عقائد بھی بیان کیجئے۔

ج……آغا خانی فرقہ کے عقائد پر ''آغا خانیت کی حقیقت'' کے نام سے ایک رسالہ شائع ہو چکا ہے، اس کا مطالعہ فرمائیے۔ بوہری فرقہ بھی آغا خانیوں کی طرح اسماعیلیوں کی ایک شاخ ہے۔ ''جماعت المسلمین'' غیر مقلدوں کی ایک جماعت ہے، وہ ائمہ اربعہؒ کے مقلدین کو مشرک کہتے ہیں۔ شیعہ حضرات کے عقائد و نظریات عام طور پر معروف ہیں، خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نعوذ باللہ! ظالم و غاصب اور منافق و مرتد سمجھتے ہیں اور قرآن کریم میں رد و بدل کے قائل ہیں، اس کے لئے میرا رسالہ ''ترجمہ فرمان علی پر ایک نظر'' دیکھ لیا جائے۔

## خمینی انقلاب اور شیعوں کے ذبیحہ کا حکم

س……آپ کا ایک مسئلہ جولائی ۱۹۸۶ء کے اقرأ ڈائجسٹ میں پڑھا کہ اہل تشیع کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، کیونکہ وہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں۔

قبلہ میں اپنے تعارف میں صرف یہ کہوں گا کہ میں ایک عالم دین نہیں لیکن ایک دیندار مسلمان ضرور ہوں۔ آپ کے ان الفاظ کو اپنی عملی زندگی میں دیکھا تو یہ حقیقت سے بعید نظر آئے جس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے کافی عرصہ عرب ممالک میں گزارا ہے اور اب بھی متحدہ عرب امارات میں ہوں۔ سعودیہ، عراق، شام، بحرین اور مسقط میں جو گوشت آتا ہے وہ آسٹریلیا اور ڈنمارک سے آتا ہے، مرغی فرانس سے آتی ہے، میں نے ان کے ذبیحہ پر شک کی بنا پر کئی علماء کرام سے تحقیق کی لیکن افسوس کہ کہیں سے بھی جواب تسلی بخش نہ مل سکا۔ بلکہ کئی حضرات نے کہا کہ ہم خود تو نہیں کھاتے لیکن کھانے میں حرج بھی نہیں ہے، کیونکہ اسلامی ملک ہے، سربراہ مسلمان ہے، کسی نے کہا کہ بس حلال سمجھ کر کھالو۔ لیکن میں علماء کرام کے سامنے یہ کہنے کی گستاخی نہ کرسکا کہ حرام گوشت میرے حلال سمجھ کر کھانے سے

حلال نہیں ہوسکتا، خدا جانے ہمارے علماء کی کسمپرسی تھی کہ وہ مسئلہ بتانے سے بھی گریز کرتے ہیں، یا یہ واقعی ہی حلال ہے۔

اسی تجسّس کی وجہ سے ایک دن ایک شیعہ ساتھی سے ملاقات ہوئی، ہوٹل میں کھانے کا سوچا تو وہ صاحب بولے کہ میں تو ہوٹل میں صرف دال کھاتا ہوں، وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ گوشت کا ذبیحہ مشکوک ہے، اس لئے اجتناب کرتا ہوں۔ خیر قصہ کوتاہ میں نے ان کی وساطت سے ان کے ایک نجفی عالم دین سے رابطہ قائم کیا، ان سے یہی سوال پوچھا تو انہوں نے صاف حرام کہا۔ ان سے ان کی خوراک کے بارے میں پوچھا تو بولے کہ یہاں پر سمندر کے کنارے ہر روز کچھ دنبے ذبح ہوتے ہیں وہاں سے ہم گوشت لے آتے ہیں، اگرچہ اس میں دشواری کافی ہے، لیکن حرام نہیں کھاتے، بلکہ سبزی دال اس کا نعم البدل موجود ہے۔

یہاں پر ایک یہ غلطی کرکے ان کو بتادیا کہ میرا تعلق فقہ حنفی سے ہے، ان سے وہی آپ والا مسئلہ پوچھا تو فرمانے لگے کہ یہ ان صاحب کی اپنی تحقیق ہے، ممکن ہے ہمیں مسلمان نہ سمجھتے ہوں۔ البتہ ذبیحہ کے لئے مسلمان کا تکبیر پڑھنا شرط ہے اور مسلمان کے اصولِ دین شرط ہیں۔ بہرحال کہانی بہت لمبی ہوگئی ہے، مجھے آپ سے جو شکایت ہے اس کی گستاخی کی پہلے معافی چاہوں گا کہ آپ ایک غیرمسلم کے ذبیحہ پر یقین کرتے ہیں حلال ہے اور وہ بھی مشین سے ذبح کیا ہوا (حالانکہ پاکستان میں بھٹو دور میں یہ مذبح خانے علماء نے اسی لئے بند کرادیئے تھے)، اور ایک مسلمان کو غیرمسلم کہتے ہوئے اس کے ذبیحہ کو حرام قرار دے رہے ہیں، حالانکہ ایک مسلمان کو غیرمسلم کہنا کتنا جرم ہے لیکن یہ عام ہوچکا ہے، ہم آپس میں بھی ایک دوسرے کو غیرمسلم کہہ جاتے ہیں، مجھے یہ بات دکھ دیتی ہے کہ آپ جیسے جید عالم ایسے مسائل بیان فرمائیں کہ جب روس، امریکہ افغانستان کے بہانے ہم کو مٹانے کی کوشش میں ہیں۔

بہرحال قبلہ مجھ نااہل اور جاہل کی سوچ کا جہاں تک تعلق ہے وہ یہ کہ میری عمر تقریباً پچاس سال ہوچکی ہے، یہ مسائل کبھی بھی پہلے نہیں اٹھائے گئے، یہ اس وقت اٹھے جب ایران میں اسلامی انقلاب آیا، مجھے یہ شک ہو رہا ہے کہ وائٹ ہاؤس کا حکم سعودیہ کی

سنہری تھیلی میں ہم تک پہنچایا جارہا ہو، اور امریکہ اپنی شکست کا بدلہ ایران کے بجائے مسلمانوں سے لینا چاہتا ہو اور اس میں ہماری غربت سے فائدہ اٹھا رہا ہو، خدا کرے میرے خیالات غلط ہوں۔ قبلہ میری آخر میں گزارش ہے کہ مجھے معاف رکھنا اور التماس ہے کہ ہمیں اخوت کا سبق دیں اور اگر آج یہ شیعہ سنی کی جنگ ہے تو کل یہ بریلوی دیوبندی تک پہنچے گی تاوقتیکہ برصغیر میں مسلمانوں کا نام ختم ہو۔ آپ کا اشارہ ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے، عرب کے مسلمانوں سے کفر خائف نہیں، ثبوت کے لئے سعودیہ کی حکومت اور عوام کی حالت سے آپ واقف ہیں، جو کہ عالم اسلام کا مرکز ہے، باقی اس شیعہ سنی جنگ میں کتنے مسلمان قتل ہوں گے اس کے عذاب وثواب میں آپ برابر کے شریک ہوں گے۔

ج…… جہاں تک آپ کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ ''میں غیر مسلم کے مشینی ذبیحہ کو بھی حلال کہتا ہوں'' تو یہ آپ کا نرا حسن ظن ہے، اہل کتاب کا ذبیحہ تو قرآن مجید میں حلال قرار دیا گیا ہے اور مشینی ذبیحہ کو میں مردار سمجھتا ہوں۔ اسی طرح اہل کتاب کے علاوہ کسی دوسرے غیر مسلم کا ذبیحہ بھی مردار ہے۔ جہاں تک آپ کے اس فقرے کا تعلق ہے کہ ''میں مسلمان کے ذبیحہ کو حرام کہتا ہوں'' یہ بھی غلط ہے۔ شیعہ اثنا عشری کے بارے میں میں نے یہ لکھا تھا کہ:

۱:…… قرآن کریم کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں۔

۲:…… تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر و مرتد یا ان کے حلقہ بگوش سمجھتے ہیں۔

۳:…… بارہ اماموں کا درجہ انبیائے کرام علیہم السلام سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔

یہ تو آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ مجھ سے شیعوں کے ان عقائد کا ثبوت طلب کریں کہ میں نے ان پر بے بنیاد الزام لگایا ہے یا واقعی ان کی مستند کتابوں میں اور ان کے مجتہد علماء کے یہ عقائد ہیں۔ میں جب آپ چاہیں اس کا ثبوت ان کی تازہ ترین کتابوں سے جو اب بھی ہندو پاک اور ایران میں چھپ رہی ہیں، پیش کرنے کو حاضر ہوں۔ اور جب ان کے یہ عقائد ثابت ہوجائیں تو آپ ہی فرمائیے کہ ان عقائد کے بعد بھی ان کو مسلمان ہی سمجھئے گا؟ اور آپ کا یہ خیال کہ ''یہ مسائل اس وقت اٹھائے گئے ہیں جب ایران میں ''اسلامی'' انقلاب آیا'' یہ آنجناب کی غلط فہمی ہے، اس ناکارہ نے آج سے ۹، ۱۰ سال پہلے

”اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم“ لکھی تھی، اس وقت ”خمینی انقلاب“ کا کوئی اتا پتا نہیں تھا، اس میں بھی میں نے شیعہ عقائد کے انہی تین نکات پر بحث کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

”شیعہ مذہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پہلے دن سے امت کا تعلق اس کے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ دینا چاہا، اس نے اسلام کی ساری بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی، اور اسلام کے بالمقابل ایک نیا دین تصنیف کر ڈالا۔ آپ نے سنا ہوگا کہ شیعہ مذہب اسلام کے کلمہ پر راضی نہیں، بلکہ اس میں ”علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل“ کی پیوند کاری کرتا ہے، بتائیے! جب اسلام کا کلمہ اور قرآن بھی شیعوں کے لئے لائق تسلیم نہ ہو تو کس چیز کی کسر باقی رہ جاتی ہے؟ اور یہ ساری نحوست ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض و عداوت کی، جس سے ہر مؤمن کو اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔“ (ص:۲۴)

اسی میں شیعہ مذہب کی بنیاد ”بغضِ صحابہ“ کا تذکرہ کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا:

”الغرض یہ تھی وہ غلط بنیاد جس پر شیعہ نظریات کی عمارت کھڑی کی گئی، ان عقائد و نظریات کے اولین موجد وہ یہودی الاصل منافق تھے (عبداللہ بن سبا اور اس کے رفقاء) جو اسلامی فتوحات کی یلغار سے جل بھن کر کباب ہوگئے تھے۔“

آنجناب کا ”خمینی انقلاب“ کو ”اسلامی انقلاب“ کہنا اس امر کی دلیل ہے کہ آنجناب کو خمینی صاحب کے عقائد و نظریات کا علم نہیں۔ میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ مولانا محمد منظور نعمانی کی کتاب ”ایرانی انقلاب“ کا مطالعہ فرمالیں یا کم سے کم ماہنامہ ”بینات“ کراچی ربیع الاول اور ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ کے شماروں میں اس ناکارہ نے جو کچھ لکھا ہے اس کو دیکھ لیں بشرطِ انصاف، آپ کی غلط فہمی دور ہوجائے گی۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کیسا ”اسلامی انقلاب“ ہے جس میں حضرات خلفائے راشدینؓ اور اکابر صحابہؓ کو کافر و منافق اور


فہرست

مکار و خود غرض کہہ کر تبرا کیا جائے اور جس میں چالیس فیصد سنی آبادی کو کچل کر رکھ دیا جائے، نہ انہیں اپنے مسلک کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت ہو، اور نہ آواز اٹھانے کی، اگر اس کا نام ''اسلامی انقلاب'' ہے تو شاید ہمیں ''اسلامی انقلاب'' کی تعریف بدلنی پڑے گی۔ آپ کا یہ کہنا کہ یہ سب کچھ امریکہ بہادر کے اشارۂ چشم و ابرو پر ہو رہا ہے اور یہ کہ وہائٹ ہاؤس کا حکم سعودیہ کی سنہری تھیلیوں میں ہم تک پہنچایا جا رہا ہے، یہ آنجناب کا حسن ظن ہے اور میں آپ کو اس میں معذور سمجھتا ہوں، اس لئے کہ یہ بات آپ کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی کہ آج کے دور میں کوئی روپے پیسے کے لالچ کے بغیر محض رضائے الٰہی اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کی خیر خواہی کی غرض سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال اس کا فیصلہ ''روزِ جزا'' میں ہوگا کہ اس ناکارہ پر آنجناب کا یہ الزام کس حد تک حق بجانب تھا؟

## شیعوں کے تقیہ کی تفصیل

س...... شیعوں کی یہاں تقیہ کی کیا صورت ہے؟ شیعہ ایک مثال دیتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بادشاہ وقت کے خلاف فتویٰ دیا، جب ان کو لوگ گرفتار کرنے کے لئے آئے تو وہ مسجد میں عبادت کر رہے تھے، جب ان سے پوچھا گیا تو دو قدم پیچھے ہٹ کر کہا کہ: ابھی یہاں تھے! یہ واقعہ میں نے اپنے کسی مولوی صاحب سے سنا ہے، شیعہ اس کو سنی حضرات کا تقیہ کہتے ہیں، لہٰذا آپ بتائیں کہ تقیہ کس کو کہتے ہیں؟

ج...... شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا جو واقعہ آپ نے لکھا اس کی تو مجھے تحقیق نہیں، البتہ اسی قسم کا واقعہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند کا ہے، اور یہ تقیہ نہیں ''توریہ'' کہلاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا فقرہ کہا جائے کہ مخاطب اس کا مطلب کچھ اور سمجھے اور متکلم کی مراد دوسری ہو، بوقت ضرورت جھوٹ سے بچنے کے لئے اس کی اجازت ہے۔ رہا شیعوں کا تقیہ! وہ یہ ہے کہ اپنے عقائد کو چھپایا جائے اور عقائد و اعمال میں بظاہر اہل سنت کی موافقت کی جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۳۰ برس تک اہل سنت کے دین پر عمل کرتے رہے اور انہوں نے شیعہ دین کے کسی مسئلہ پر بھی کبھی عمل نہیں فرمایا، یہی حال ان باقی حضرات کا رہا جن کو شیعہ ائمہ معصومین مانتے ہیں تقیہ کی ایجاد کی ضرورت اس لئے پیش

آئی کہ شیعوں پر یہ بھاری الزام تھا کہ اگر حضرت علیؓ اور ان کے بعد کے وہ حضرات جن کو شیعہ ائمہ معصومین کہتے ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) ان کے عقائد وہی تھے جو شیعہ پیش کرتے تھے تو یہ حضرات، مسلمانوں کے ساتھ شیر وشکر کیوں رہے؟ اور سوادِ اعظم اہل سنت کے عقائد و اعمال کی موافقت کیوں کرتے رہے؟ شیعوں نے اس الزام کو اپنے سر سے اتارنے کے لئے ''تقیہ'' اور ''کتمان'' کا نظریہ ایجاد کیا، مطلب یہ کہ یہ حضرات اگرچہ ظاہر میں سوادِ اعظم (صحابہؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ) کے ساتھ تھے، لیکن یہ سب کچھ ''تقیہ'' کے طور پر تھا، ورنہ درپردہ ان کے عقائد عام مسلمانوں کے نہیں تھے، بلکہ وہ شیعی عقائد رکھتے تھے اور خفیہ خفیہ ان کی تعلیم بھی دیتے تھے، مگر اہل سنت کے خوف سے وہ ان عقائد کا برملا اظہار نہیں کرتے تھے۔ ظاہر میں ان کی نمازیں خلفائے راشدین (اور بعد کے ائمہ) کی اقتدا میں ہوتی تھیں، لیکن تنہائی میں جاکر ان پر تبرا بولتے تھے، ان پر لعنت کرتے تھے، اور ان کو ظالم و غاصب اور کافر و مرتد کہتے تھے، پس کافروں اور مرتدوں کے پیچھے نماز پڑھنا بربنائے ''تقیہ'' تھا، جس پر یہ اکابرا عن جدٍ عمل پیرا تھے۔

یہ ہے شیعوں کے ''تقیہ'' اور ''کتمان'' کا خلاصہ۔ ہم اس طرزِ عمل کو نفاق سمجھتے ہیں، جس کا نام شیعہ نے تقیہ رکھ چھوڑا ہے، ہم ان اکابر کو ''تقیہ'' کی تہمت سے بری سمجھتے ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ ان اکابر کی پوری زندگی اہل سنت کے مطابق تھی، وہ اسی کے داعی بھی تھے، شیعہ مذہب پر ان اکابر نے ایک دن بھی عمل نہیں کیا۔

## ''جماعت المسلمین'' اور کلمہ طیبہ

س...... آج کل ایک نئی جماعت ''جماعت المسلمین'' جو کہ کوثر نیازی کالونی میں ہے، یہ لوگ کلمہ طیبہ کو نہیں مانتے کہ یہ قرآن شریف اور حدیث میں نہیں ہے، اس لئے آپ لوگ غلط پڑھتے ہیں، اصل کلمہ، کلمۂ شہادت ہے، جو لوگ کلمۂ طیبہ نہیں پڑھتے وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، رشتہ داری، لینا دینا، کھانا پینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... کلمۂ شہادت میں کلمۂ طیبہ ہی کی گواہی دی جاتی ہے، اگر کلمۂ طیبہ کوئی چیز نہیں تو گواہی کس چیز کی دی جائے گی؟ دراصل مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے شیطان لوگوں کے

دل میں نئی باتیں ڈالتا رہتا ہے، یہ لوگ گمراہ ہیں ان سے محتاط رہنا چاہئے۔

## عیسائی بیوی کے بچے مسلمان ہوں گے یا عیسائی؟

س...... اگر کوئی مسلمان آدمی کسی عیسائی مذہب کی عورت سے محبت کرتا ہو اور پھر وہ اس عورت کے مذہب کا ہو کر شادی کرے اور جب شادی کے بعد بچے ہوں تو آدھے مسلمان اور آدھے عیسائی یعنی وہ عورت شادی سے پہلے کہہ دیتی ہے کہ دو بچے عیسائی ہوں گے اور دو بچے مسلمان۔ اب اس کے دو بچے عیسائی ہیں اور دو مسلمان۔ یعنی ایک لڑکا اور ایک لڑکی عیسائی اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی مسلمان۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہے کہ ایک ہی گھر میں دو بچے مسلمان اور دو بچے کافر ہوں؟ اور وہ آدمی اب شادی کے اتنے عرصہ بعد کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، یہ کہاں تک درست ہے کہ ایسی شادیاں ہو جاتی ہیں اور ان کی اولاد کہاں تک عیسائی اور کہاں تک مسلمان ہے؟

ج...... اگر کسی مسلمان نے اہل کتاب سے شادی کی اور اس سے اولاد پیدا ہو تو وہ مسلمان ہوگی، یہ شرط کرنا کہ آدھی مسلمان ہوگی اور آدھی کافر، قطعاً غلط ہے۔ اور ایسی شرط کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ اولاد کے کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے، اور اگر ایسی شرط نہ رکھی تب بھی اگر اولاد کے کافر ہو جانے کا خطرہ ہو تو عیسائی عورت سے شادی کرنا گناہ ہے۔

## صابئین کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

س...... سورۃ البقرہ کی آیت: ۶۲ میں نصاریٰ اور صابئین کی بابت جو بیان کیا گیا ہے ذرا وضاحت فرمادیجئے، کیا یہ لوگ بھی جنت میں جاسکیں گے؟

ج...... ان میں سے جو لوگ اسلام لے آئیں وہ جنت میں جائیں گے، اسلام لائے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے۔

نوٹ:...... صابئین صابی کی جمع ہے اور ''صابی'' لغت میں اس کو کہتے ہیں جو ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین میں داخل ہو جائے، لہٰذا صابی وہ لوگ تھے جو اہل کتاب کے دین سے نکل گئے تھے۔ قتادہؒ فرماتے ہیں کہ: صابی وہ لوگ تھے جنھوں نے ادیانِ سماویہ

میں سے ہر ایک سے کچھ نہ کچھ لے لیا، چنانچہ وہ زبور پڑھتے تھے، ملائکہ کی عبادت کرتے تھے اور نماز کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرکے پڑھا کرتے تھے۔

## فرقہ مہدویہ کے عقائد

س...... فرقہ مہدویہ کے متعلق معلومات کرنا چاہتا ہوں، ان کے کیا گمراہ کن عقائد ہیں؟ یہ لوگ نماز، روزہ کے پابند اور شریعت کے دعویدار ہیں، کیا مہدویہ، ذکریہ ایک ہی قسم کا فرقہ ہے؟ مہدی کی تاریخ کیا اور مدفن کہاں ہے؟

ج...... فرقہ مہدویہ کے عقائد و نظریات پر مفصل کتاب مولانا عین القضاۃ صاحب نے "ہدیہ مہدویہ" کے نام سے لکھی تھی، جواب نایاب ہے، میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔

فرقہ مہدویہ سید محمد جون پوری کو مہدی موعود سمجھتا ہے، جس طرح کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی سمجھتے ہیں۔ سید محمد جون پوری کا انتقال افغانستان میں غالباً ۹۱۰ھ میں ہوا تھا۔

فرقہ مہدویہ کی تردید میں شیخ علی متقی محمد طاہر پٹنی اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے رسائل لکھتے تھے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دیگر جھوٹے مدعیوں کے ماننے والے فرقے ہیں اور ان کے عقائد و نظریات اسلام سے ہٹے ہوئے ہیں، اسی طرح یہ فرقہ بھی غیر مسلم ہے۔ جہاں تک مختلف فرقوں کے وجود میں آنے کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ نئے نئے نظریات پیش کرتے ہیں اور ان کے ماننے والوں کا ایک حلقہ بن جاتا ہے، اس طرح فرقہ بندی وجود میں آجاتی ہے۔ اگر سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم رہتے اور صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلتے تو کوئی فرقہ وجود میں نہ آتا۔ رہا یہ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس کا جواب اوپر کی سطروں سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہمیں کتاب و سنت اور بزرگانِ دین کے راستہ پر چلنا چاہئے اور جو شخص یا گروہ اس راستہ سے ہٹ جائے ہمیں ان کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔

## امام کو خدا کا درجہ دینے والوں کا شرعی حکم

س...... میرا تعلق ایک خاص فرقہ سے رہا ہے، لیکن اب خدا کے فضل سے میں نے اس

مذہب کو چھوڑ دیا ہے، میں اس مذہب کے چند عقائد یہاں لکھ رہا ہوں۔

عقائد:......اس مذہب میں امام کو خدا کا درجہ دے دیا گیا ہے، اور اپنی تمام حاجات و خواہشات حتیٰ کہ گناہوں کی معافی بھی انہی سے مانگی جاتی ہے۔ پانچ وقت کی نماز کی بجائے تین وقت کی ''دعا'' پڑھی جاتی ہے، جو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ سے بالکل مختلف ہے، نہ تو وضو کا کوئی تصور ہے اور نہ رکوع و سجود کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے، اور جس طرح ان کے مرد اور عورتیں سج دھج کر کے جماعت خانہ جاتے ہیں، وہ تو آپ نے خود بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ روزہ، زکوٰۃ اور حج اس مذہب کے ماننے والوں پر فرض ہی نہیں۔ آپ کتاب وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا ان عقائد کے ساتھ کوئی شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟

ج......آپ نے جو عقائد لکھے ہیں، وہ اسلام سے یکسر مختلف ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان میں سے بہت سے سمجھدار اور پڑھے لکھے حضرات خود بھی محسوس کرتے ہوں گے کہ ان کے عقائد اسلام سے قطعی الگ ہیں، لیکن ایک خاندانی روایت کے طور پر وہ ان عقائد کو اپنائے چلے آتے ہیں، جن لوگوں کے دل میں آخرت کی فکر اور صحیح دین اختیار کرنے کی خلش پیدا ہوجاتی ہے ان کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرمادیتے ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے دوسرے بھائیوں کی بھی اس ہدایت کی طرف رہنمائی کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصیب فرمائی ہے۔

## ڈاکٹر عثمانی گمراہ ہے

س......ڈاکٹر عثمانی جو کراچی میں رہتے ہیں اور مختلف قسم کے پمفلٹ، لٹریچر شائع کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ج......ڈاکٹر عثمانی گمراہ ہے، اس کے نزدیک (سوائے اس کی ذات اور اس کے ہم نواؤں کے) کوئی بھی صحیح مسلمان نہیں، سب نعوذ باللہ! مشرک ہیں، تمام اکابر امت کو اس نے گمراہ کہا ہے۔

# قادیانی فتنہ

## جھوٹے نبی کا انجام

س...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکانِ نبوت پر روشنی ڈالئے اور بتایئے کہ جھوٹے نبی کا انجام کیا ہوتا ہے؟ مرزا قادیانی کا انجام کیا ہوگا؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں، جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے، چنانچہ تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا، خود مرزا قادیانی منہ مانگی ہیضے کی موت مرا اور دم واپسیں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔

## مسلمان اور قادیانی کے کلمہ اور ایمان میں بنیادی فرق

س...... انگریزی دان طبقہ اور وہ حضرات جو دین کا زیادہ علم نہیں رکھتے لیکن مسلمانوں کے آپس کے افتراق سے بیزار ہیں، قادیانیوں کے سلسلہ میں بڑے گومگو میں ہیں، ایک طرف وہ جانتے ہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہئے، جبکہ قادیانیوں کو کلمہ کا بیج لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے، دوسری طرف وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تھا، برائے مہربانی آپ بتایئے کہ قادیانی جو مسلمانوں کا کلمہ پڑھتے ہیں کیونکر کافر ہیں؟

ج...... قادیانیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں، جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے، تو پھر آپ لوگ مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ مرزا صاحب کے صاحب زادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنے رسالہ ''کلمۃ الفصل'' میں اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں۔ ان دونوں جوابوں سے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ قادیانی صاحبان ''محمد رسول اللہ'' کا مفہوم کیا لیتے ہیں؟

مرزا بشیر احمد صاحب کا پہلا جواب یہ ہے کہ:

''محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں، اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں، ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں! حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔

غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔''

یہ تو ہوا مسلمانوں اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کے کلمے میں پہلا فرق! جس کا حاصل یہ ہے کہ قادیانیوں کے کلمہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے، اور مسلمانوں کا کلمہ اس نئے نبی کی ''زیادتی'' سے پاک ہے، اب دوسرا فرق سنئے! مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

''علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ (یعنی مرزا صاحب) خود فرماتا ہے: ''صار وجودی وجوده'' (یعنی میرا وجود محمد رسول اللہ ہی کا وجود بن گیا ہے۔ از ناقل) نیز ''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما


فہرست

عرفنی وما رأیٰ" (یعنی جس نے مجھ کو اور مصطفیٰ کو الگ الگ سمجھا، اس نے مجھے نہ پہچانا، نہ دیکھا۔ناقل) اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا (نعوذ باللہ! ناقل) جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔

پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی.....فتدبروا۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۵۸، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد:۱۴، نمبر:۳، ۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہوا کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور قادیانی جب "محمد رسول اللہ" کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے جو لکھا ہے کہ: "مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں دوبارہ تشریف لائے ہیں" یہ قادیانیوں کا بروزی فلسفہ ہے، جس کی مختصر سی وضاحت یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں دوبار آنا تھا، چنانچہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرزا غلام احمد کی بروزی شکل میں ...معاذ اللہ!...مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں جنم لیا۔ مرزا صاحب نے تحفہ گولڑویہ، خطبہ الہامیہ اور دیگر بہت سی کتابوں میں اس مضمون کو بار بار دہرایا ہے۔ (دیکھئے خطبہ الہامیہ ص:۱۷۱، ۱۸۰)

اس نظریہ کے مطابق قادیانی امت مرزا صاحب کو "عین محمدؐ" سمجھتی ہے، اس کا عقیدہ ہے کہ نام، کام، مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے مرزا صاحب اور محمد رسول اللہ کے درمیان کوئی دوئی اور مغائرت نہیں ہے، نہ وہ دونوں علیحدہ وجود ہیں، بلکہ دونوں ایک ہی شان،

ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی... غیر مسلم اقلیت... مرزا غلام احمد کو وہ تمام اوصاف والقاب اور مرتبہ ومقام دیتی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب بعینہٖ محمد رسول اللہ، محمد مصطفیٰ ہیں، احمد مجتبیٰ ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، امام الرسل ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، صاحبِ کوثر ہیں، صاحبِ معراج ہیں، صاحبِ مقامِ محمود ہیں، صاحبِ فتح مبین ہیں، زمین وزمان اور کون ومکان صرف مرزا صاحب کی خاطر پیدا کئے گئے، وغیرہ وغیرہ۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بقول ان کے مرزا صاحب کی ''بروزی بعثت'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت سے روحانیت میں اعلیٰ واکمل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی ابتداء کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ ان ترقیات کی انتہا کا، وہ صرف تائیدات اور دفع بلیات کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ برکات کا زمانہ ہے، اس وقت اسلام پہلی رات کے چاند کی مانند تھا (جس کی کوئی روشنی نہیں ہوتی) اور مرزا صاحب کا زمانہ چودہویں رات کے بدرِ کامل کے مشابہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین ہزار معجزات دیئے گئے تھے اور مرزا صاحب کو دس لاکھ، بلکہ دس کروڑ، بلکہ بے شمار۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہنی ارتقاء وہاں تک نہیں پہنچا جہاں تک مرزا صاحب نے ذہنی ترقی کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے وہ رموز واسرار نہیں کھلے جو مرزا صاحب پر کھلے۔

مرزا صاحب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت وبرتری کو دیکھ کر... قادیانیوں کے بقول... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں سے عہد لیا کہ وہ مرزا صاحب پر ایمان لائیں اور ان کی بیعت ونصرت کریں۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیوں کے نزدیک نہ صرف مرزا صاحب کی شکل میں محمد رسول اللہ خود دوبارہ تشریف لائے ہیں، بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر پیدا ہونے والا قادیانی ''محمد رسول اللہ'' اصلی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنی شان میں بڑھ کر ہے، نعوذ باللہ! استغفر اللہ!

چنانچہ مرزا صاحب کے ایک مرید (یا قادیانی اصطلاح میں مرزا صاحب کے ''صحابی'') قاضی ظہورالدین اکمل نے مرزا صاحب کی شان میں ایک ''نعت'' لکھی، جسے خوش خط لکھوا کر اور خوبصورت فریم بنوا کر قادیان کی ''بارگاہِ رسالت'' میں پیش کیا، مرزا صاحب اپنے نعت خواں سے بہت خوش ہوئے اور اسے بڑی دعائیں دیں۔ بعد میں وہ قصیدۂ نعتیہ مرزا صاحب کے ترجمان اخبار بدر جلد:۲ نمبر:۴۳ میں شائع ہوا، وہ پرچہ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے، اس کے چار اشعار ملاحظہ ہوں:

امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرشِ ربِ اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں!
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکملؔ
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا صاحب کا ایک اور نعت خواں، قادیان کے ''بروزی محمد رسول اللہ'' کو ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدر الدّجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازئ امت
ہے اب ''احمد مجتبیٰ'' بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثتِ ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل قادیان ۲۸/مئی ۱۹۲۸ء)

یہ ہے قادیانیوں کا ''محمد رسول اللہ'' جس کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

چونکہ مسلمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی مانتے ہیں، اس لئے کسی مسلمان کی غیرت ایک لمحہ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی منصبِ نبوت پر قدم رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کجا کہ ایک ''غلامِ اسود'' کو ...نعوذ باللہ!... ''محمد رسول اللہ'' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اعلیٰ و افضل بنا ڈالا جائے۔ بنابریں قادیان کی شریعت مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیتی ہے، مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

> ''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ وہی ہے۔''
>
> ''اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت (قادیان کی بروزی بعثت ...ناقل) میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے..... آپ کا انکار کفر نہ ہو۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۴۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

> ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (ص:۱۱۰)

ان کے بڑے بھائی مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

> ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی



فہرست

بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

ظاہر ہے کہ اگر قادیانی بھی اسی محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کا کلمہ مسلمان پڑھتے ہیں تو قادیانی شریعت میں یہ ’’کفر کا فتویٰ‘‘ نازل نہ ہوتا، اس لئے مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ کے الفاظ گو ایک ہی ہیں مگر ان کے مفہوم میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہے۔

## کلمہ شہادت اور قادیانی

س...... اخبار جنگ ’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ کے عنوان کے تحت آنجناب نے ایک سائل کے جواب میں کہ کسی غیرمسلم کو مسلم بنانے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا ہے کہ:

’’غیرمسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے، مسلمان ہوجائے گا۔‘‘

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیرمسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظرثانی فرمائیں، آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطورِ سند پیش کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

ج...... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت کے ساتھ خلافِ اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے، یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے، کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے مسلمان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔'' (تذکرہ طبع جدید ص:۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحب زادے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص:۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

## مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈا

س...... میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے، میں اسے اسلام کے متعلق بتاتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے، اخبار میں بھی آیا تھا۔ برائے مہربانی مجھے بتائیں میں اسے کیا جواب دوں؟

ج...... اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کر کے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے نہ اس پر سزا

دی جاتی ہے، البتہ وہ غیر مسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ان کو سزا دی جاتی ہے۔

## قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی ہی (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہیں

س...... اخبار جنگ میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے زیرِ عنوان آپ نے مسلمان اور قادیانی کے کلمہ میں کیا فرق ہے، مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریر کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ:

''یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہے کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور قادیانی جب محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔''

مکرم جناب مولانا صاحب! میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ کہتا ہوں کہ میں جب کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں تو اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں۔ ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نہیں ہوتے۔ اگر میں اس معاملہ میں جھوٹ بولتا ہوں تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام مخلوق کی طرف سے مجھ پر ہزار بار لعنت ہو اور اسی یقین کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ کوئی احمدی کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نہیں لیتا، اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اسی طرح حلفیہ بیان اخبار جنگ میں شائع کروائیں کہ درحقیقت احمدی لوگ (یا آپ کے قول کے مطابق قادیانی) کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا حلف شائع کروادیا تو سمجھا جائے گا کہ آپ اپنے بیان میں مخلص ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے گا کہ کون اپنے دعوے یا بیان میں سچا اور کون جھوٹا ہے؟ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ظاہر ہوجائے گا کہ آپ کے بیان کی بنیاد، خلوص، دیانت اور تقویٰ پر نہیں بلکہ یہ محض ایک کلمہ گو جماعت پر افتراء اور اتہام ہوگا جو ایک عالم کو زیب نہیں دیتا۔

نوٹ:......اگر آپ اپنا حلف شائع نہ کرسکیں تو میرا یہ خط شائع کردیں تاکہ قارئین کو حقیقت معلوم ہوسکے۔

ج...... نامہ کرم موصول ہوکر موجب سرفرازی ہوا۔ جناب نے جو کچھ لکھا میری توقع کے عین مطابق لکھا ہے۔ مجھے یہی توقع تھی کہ آپ کی جماعت کی نئی نسل جناب مرزا صاحب کے اصل عقائد سے بے خبر ہے اور جس طرح عیسائی تین ایک، ایک تین کا مطلب سمجھے بغیر اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ساتھ ہی توحید کا بھی بڑے زور شور سے اعلان کرتے ہیں۔ کچھ یہی حال آپ کی جماعت کے افراد کا بھی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ ''محمد رسول اللہ'' سے مرزا صاحب کو نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذاتِ عالی کو مراد لیتے ہیں اور یہ کہ اگر آپ ایسا عقیدہ رکھتے ہوں تو فلاں فلاں کی ہزار لعنتیں آپ پر ہوں۔ مگر آپ کے مراد لینے یا نہ لینے کو میں کیا کروں؟ مجھے تو یہ بتایئے کہ میں نے یہ بات بے دلیل کہی یا مدلل؟ اور اپنی طرف سے خود گھڑ کر کہہ دی ہے یا مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے حوالوں سے؟ جب میں ایک بات دلیل کے ساتھ کہہ رہا ہوں تو مجھے قسمیں کھانے کی کیا ضرورت؟ اور اگر قسموں ہی کی ضرورت ہے تو میری طرف سے اللہ تعالیٰ، ''انک لرسول اللّٰہ'' کی قسمیں کھانے والوں کے مقابلے میں ''انھم لکاذبون'' کی قسم کھاچکا ہے۔

میرے بھائی! بحث قسموں کی نہیں، عقیدے کی ہے! جب آپ کی جماعت کا لٹریچر پکار رہا ہے کہ مرزا صاحب ''محمد رسول اللہ'' ہیں، وہی رحمۃ للعالمین ہیں، وہی ساقی کوثر ہیں، انہی کے لئے کائنات پیدا کی گئی، انہی پر ایمان لانے کا سب نبیوں (بشمول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) عہد لیا گیا ہے، اور مصطفیٰ اور مرزا میں سرے سے کوئی فرق ہی نہیں بلکہ دونوں بعینہٖ ایک ہیں، وغیرہ وغیرہ، اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب چونکہ بعینہٖ محمد رسول اللہ ہیں اس لئے ہمیں کسی اور کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں! کوئی دوسرا آتا تو ضرورت ہوتی اور پھر اسی بنیاد پر پرانے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو منہ بھر کر کافر بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ نئے محمد رسول اللہ کے منکر ہیں، تو فرمایئے کہ آپ کے ان

سب عقائد کو جاننے کے باوجود میں کس دلیل سے تسلیم کرلوں کہ آپ نئے محمد رسول اللہ کا نہیں بلکہ اسی پرانے محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں؟ اگر جناب کو میرے درج کردہ حوالوں میں شبہ ہو تو آپ تشریف لاکر ان کے بارے میں اطمینان کرسکتے ہیں۔

## مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

س...... ثابت کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، ان کی تحریروں کے حوالے دیں۔ ہمارے محلے کے چند قادیانی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

ج...... مرزا قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروہ ہیں، ایک لاہوری، دوسرا قادیانی (جن کا مرکز پہلے قادیان تھا اب ربوہ ہے) ان دونوں کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات اور تحریروں میں باصرار وتکرار نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے، لیکن لاہوری گروہ اس دعوائے نبوت میں تاویل کرتا ہے۔ جبکہ قادیانی گروہ کسی تاویل کے بغیر مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے۔

آپ سے جن صاحب کی گفتگو ہوئی ہے وہ غالباً لاہوری گروہ کے ممبر ہوں گے، ان کی خدمت میں عرض کیجئے کہ یہ جھگڑا تو وہ اپنے گھر میں نمٹائیں کہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کی کیا توجیہ وتاویل ہے؟ ہمارے لئے اتنی بات بس ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور دعویٰ بھی انہی لفظوں میں جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، مثلاً:

”قل یا ایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا.“ (الاعراف:۱۵۸)

”قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی.“ (الکھف:۱۱۰)

وغیرہ، وغیرہ۔

اگر ان الفاظ سے بھی دعویٰ نبوت ثابت نہیں ہوتا تو یہ فرمایا جائے کہ کسی مدعیٔ نبوت کو نبوت کا دعویٰ کرنے کے لئے کیا الفاظ استعمال کرنے چاہئیں؟


فہرست

رہیں دعویٔ نبوت کی تاویلات! تو دنیا میں کس چیز کی لوگ تاویلیں نہیں کرتے، بتوں کو خدا بنانے کے لئے لوگوں نے تاویلیں ہی کی تھیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے والے بھی تاویلیں ہی کرتے ہیں۔ جس طرح کسی اور کھلی ہوئی غلط بات یا غلط عقیدہ کی تاویل لائق اعتبار نہیں، اسی طرح حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بھی قطعی غلط ہے اور اس کی کوئی تاویل (خواہ خود مدعی کی طرف سے کی گئی ہو یا اس کے ماننے والوں کی جانب سے) لائق اعتبار نہیں۔ دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاریؒ شرح ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

''دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع.''

ترجمہ:...... ''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔''

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ: ''اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوش وحواس سے محروم ہو تو اس کو معذور سمجھا جائے گا ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔''

## منکرینِ ختمِ نبوت کے لئے اصل شرعی فیصلہ کیا ہے؟

س...... خلیفہ اول بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور تمام منکرینِ ختمِ نبوت کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرینِ ختمِ نبوت واجب القتل ہیں۔ لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو صرف ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دینے پر ہی اکتفا کیا، اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ: ''اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ حقوق انہیں پورے پورے دیئے جائیں گے۔'' ہم نے قادیانیوں کو نہ صرف حقوق اور تحفظ فراہم کئے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرینِ ختمِ نبوت اسلام کی رو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق اور تحفظ کے حقدار ہیں؟

ج...... منکرین ختم نبوت کے لئے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا، پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے، لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں، بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان، حکومت سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔ کسی اسلامی مملکت میں مرتدین اور زنادقہ کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے اربابِ حل وعقد کی توجہ کا متقاضی ہے۔

## قادیانی اپنے کو ''احمدی'' کہہ کر فریب دیتے ہیں

س...... آپ کے مؤقر جریدہ کی ۲۹ر دسمبر کی اشاعت میں یہ پڑھ کر تعجب ہوا کہ جہاں قادیانی حضرات کے مذہب کا شناختی کارڈ فارم میں اندراج ہوتا ہے وہاں شناختی کارڈ میں اس کا کوئی اندراج نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی فروگزاشت ہے جس سے فارم میں اندراج کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے، یہاں میں یہ گزارش کروں گا کہ قادیانیوں کے لئے لفظ ''احمدی'' کا اندراج کسی طور جائز نہیں۔ یہ غلطی اکثر سرکاری اعلانات میں بھی سرزد ہوتی ہے، اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ بہت سے حضرات اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ قادیانیوں نے لفظ ''احمدی'' اپنے لئے کیوں اختیار کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو الفاظ ''اسمہ احمد'' آئے ہیں، وہ دراصل مرزا صاحب کی مراجعت کی پیش گوئی ہے، حالانکہ چودہ سو سال سے جملہ مسلمین کا یہی اعتقاد رہا ہے لفظ ''احمد'' حضور مقبول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آیا ہے، اور آپ کا نام احمد مجتبیٰ بھی تھا، اور شاید مرزا صاحب کے والد بزرگوار کا بھی یہی اعتقاد ہو، جنہوں نے آپ کا نام ''غلام احمد'' رکھا تھا، اسی طرح انجیل میں لفظ ''فارقلیط'' علمائے اسلام کے نزدیک حضورؐ ہی کی آمد کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ فارقلیط معرب ہے یونانی لفظ پیری کلی ٹاس کا جو بذات خود ترجمہ ہے عبرانی زبان میں ''احمد'' کا جس زبان میں پہلے انجیل لکھی گئی تھی اسے بھی حضورؐ کے ورود مسعود کی پیش گوئی شمار کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن قادیانی حضرات اسے بھی مرزا صاحب کی آمد کی پیش گوئی شمار کرتے ہیں چنانچہ بجائے قادیانی کے

لفظ ''احمدی'' کا استعمال قادیانی حضرات کے موقف اور ان کے پروپیگنڈے کو تقویت دینے کے مترادف ہے، اس لئے میرا ادنیٰ مشورہ یہ ہے کہ اس جماعت کے لئے لفظ قادیانی ہی استعمال کرنا مناسب ہے۔

ج...... آپ کی رائے صحیح ہے! قادیانیوں کا ''اسمہ احمد'' کی آیت کو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنا ایک مستقل کفر ہے، مرزا غلام احمد قادیانی تحفہ گولڑویہ میں ص:۹۶ میں لکھتا ہے: ''یہی وہ بات ہے جو میں نے اس سے پہلے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔'' (روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۲۵۴)

## ایک قادیانی نوجوان کے جواب میں

جواب:...... آپ کا جوابی لفافہ موصول ہوا، آپ کی فرمائش پر براہ راست جواب لکھ رہا ہوں اور اس کی نقل ''جنگ'' کو بھی بھیج رہا ہوں۔

اہلِ اسلام قرآن کریم، حدیث نبوی اور اجماعِ اُمت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، خود جناب مرزا صاحب کو اعتراف ہے کہ:

> ''مسیح ابن مریم کی آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور صحاح میں جس قدر پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔''
>
> (ازالہ اوہام ص:۵۵۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

لیکن میرا خیال ہے کہ جناب مرزا صاحب کے ماننے والوں کو اہل اسلام سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا چاہئے، کیونکہ جناب مرزا صاحب نے سورہ الصّف کی آیت:۹ کے حوالے سے ان کی دوبارہ تشریف آوری کا اعلان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح

کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا (اس آیت میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۸، ۴۹۹)

جناب مرزا صاحب قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ثبوت محض اپنی قرآن فہمی کی بنا پر نہیں دیتے بلکہ وہ اپنے الہام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس آیت کا مصداق ثابت کرتے ہیں:

”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکساری اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی روح سے مسیح کی ”پہلی زندگی“ کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے ....... اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے، یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔“ (ایضاً ص:۴۹۹)

اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ مرزا صاحب اپنے الہام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی الہامی پیش گوئی بھی کرتے ہیں، چنانچہ اسی کتاب کے ص:۵۰۵ پر اپنا ایک الہام ”عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم“ درج کر کے اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں:

”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے ”جلالی طور پر“ ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق وحق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا

ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاض کے واقع ہوا ہے، یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا، اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔''

ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ آنے پر ایمان نہ رکھا جائے تو نہ صرف یہ قرآن کریم کی قطعی پیش گوئی کی تکذیب ہے، بلکہ جناب مرزا صاحب کی قرآن فہمی، ان کی الہامی تفسیر اور ان کی الہامی پیش گوئی کی بھی تکذیب ہے۔ پس ضروری ہے کہ اہل اسلام کی طرح مرزا صاحب کے ماننے والے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے پر ایمان رکھیں ورنہ اس عقیدے کے ترک کرنے سے قرآن وحدیث کے علاوہ مرزا صاحب کی قرآن دانی بھی حرفِ غلط ثابت ہوگی اور ان کی الہامی تفسیریں اور الہامی انکشافات سب غلط ہوجائیں گے، کیونکہ:

''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص:۲۲۲)

اب آپ کو اختیار ہے کہ ان دو باتوں میں کس کو اختیار کرتے ہیں، حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کو؟ یا مرزا صاحب کی تکذیب کو؟

جناب مرزا صاحب کے ازالہ اوہام صفحہ:۹۲۱ والے چیلنج کا ذکر کرکے آپ نے شکایت کی ہے کہ نوے سال سے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

آں عزیز کو شاید علم نہیں کہ حضرات علمائے کرام ایک بار نہیں، متعدد بار اس کا جواب دے چکے ہیں، تاہم اگر آپ کا یہی خیال ہے کہ اب تک اس کا جواب نہیں ملا، تو یہ فقیر (باوجودیکہ حضرات علماء احسن اللہ سعیہم کی خاکِ پا بھی نہیں) اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے حاضر ہے، اسی کے ساتھ مرزا صاحب کی کتاب البریہ ص:۲۰۷ والے اعلان کو بھی

ملا لیجئے، جس میں موصوف نے بیس ہزار روپیہ تاوان دینے کے علاوہ اپنے عقائد سے توبہ کرنے اور اپنی کتابیں جلا دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

تصفیہ کی صورت یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب کے موجودہ جانشین سے لکھوا دیا جائے کہ یہ چیلنج اب بھی قائم ہے اور یہ کہ وہ مرزا صاحب کی شرط پوری کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں، اور اسی کے ساتھ کوئی ثالثی عدالت، جس کے فیصلے پر فریقین اعتماد کرسکیں، خود ہی تجویز فرمادیں، میں اس مسلّمہ عدالت کے سامنے اپنی معروضات پیش کردوں گا، عدالت اس پر جو جرح کرے گی اس کا جواب دوں گا، میرے دلائل سننے کے بعد اگر عدالت میرے حق میں فیصلہ کردے کہ میں نے مرزا صاحب کے کلیئے کو توڑ دیا اور ان کے چیلنج کا ٹھیک ٹھیک جواب دے دیا ہے تو ۲۰ ہزار روپے آں عزیز کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو چھوڑتا ہوں۔ دوسری دونوں باتوں کو پورا کرنے کا معاہدہ پورا کرادیجئے گا، اور اگر عدالت میرے خلاف فیصلہ صادر کرے تو آپ شوق سے اخبارات میں اعلان کرادیجئے گا کہ مرزا صاحب کا چیلنج بدستور قائم ہے اور آج تک کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اگر آپ اس تصفیہ کے لئے آگے بڑھیں تو اپنی جماعت پر بہت احسان کریں گے۔

## ایک قادیانی کا خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے گمراہ کن استدلال

س…… بخدمت جناب مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہٗ

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ!

جناب عالی! گزارش ہے کہ جناب کی خدمت میں مکرم و محترم جناب بلال انور صاحب نے ایک مراسلہ ختم نبوت کے موضوع پر لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا، آپ نے اس مراسلہ کے حاشیہ پر اپنے ریمارکس دے کر واپس کیا ہے، یہ مراسلہ اور آپ کے ریمارکس خاکسار نے مطالعہ کئے ہیں، چند ایک معروضات ارسالِ خدمت ہیں، آپ کی خدمت میں مؤدبانہ اور عاجزی سے درخواست ہے کہ خالی الذہن ہوکر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرتے ہوئے ایک خداترس اور محقق انسان بن کر ضد و تعصب، بغض و کینہ دل سے نکال کر ان معروضات پر غور فرما کر اپنے خیالات سے مطلع

فرمائیں، یہ عاجز بہت ممنون و مشکور ہوگا۔

سوال نمبر:۱:...... جناب بلال صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں، کیونکہ قرآن مجید پر، جو خدا تعالیٰ کا آخری کلام ہے، اس پر ایمان رکھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہیں، تمام آسمانی کتابیں، جن کی سچائی قرآن مجید سے ثابت ہے، ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج تمام ارکانِ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اسلام پر کاربند ہیں۔

آپ نے ریمارکس میں لکھا ہے کہ: ''منافقین اسلام بھی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو منافق قرار دیا ہے، یہی حال قادیانیوں کا ہے۔''

مکرم جناب مولانا صاحب! یہ آپ کی بہت بڑی زیادتی ہے، جسارت اور ناانصافی ہے اور ضد و تعصب اور بغض و کینہ کی ایک واضح مثال ہے۔ سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو قرآن شریف میں منافق ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے وہ کسی مولوی یا مفتی کا قول نہیں ہے اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منافق ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا تھا، یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اور ان کو منافق کہنے والی اللہ تعالیٰ کی علیم و خبیر ہستی تھی جو کہ انسانوں کے دلوں سے واقف ہے کہ جس کے علم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یا آپ کے خلفاء نے اپنے زمانہ میں کسی کے متعلق کفر یا منافق کا فتویٰ صادر کیا ہو، اگر آپ کے ذہن میں کوئی مثال ہو تو تحریر فرمائیں، یہ عاجز بے حد آپ کا ممنون و مشکور ہوگا۔

سوال نمبر:۲:...... مکرم مولانا! اگر آپ کے اس اصول کو درست تسلیم کرلیا جائے کہ کسی انسان کا اپنے عقیدہ کا اقرار تسلیم نہ کیا جائے تو مذہبی دنیا سے ایمان اُٹھ جائے گا۔ اس حالت میں ہر فرقہ دوسرے فرقہ پر کافر اور منافق ہونے کا فتویٰ صادر کردے گا اور کوئی شخص بھی دنیا میں اپنے عقیدہ اور اپنے ایمان کی طرف منسوب نہ ہوسکے گا، اور ہر ایک شخص کے بیان کو تسلیم نہ کرنے کی صورت میں وہ شخص اپنے بیان میں جھوٹا اور منافق قرار دیا جائے

گا اور یہ سلوک آپ کے مخالفین آپ کے ساتھ بھی روا رکھیں گے اور آپ کو بھی اپنے عقیدہ اور ایمان میں مخلص قرار نہ دیں گے کیا آپ اس اصول کو تسلیم کریں گے۔

کیا خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایسا کہنے کی اجازت دی ہے؟ دنیا کا مسلّمہ اخلاقی اصول جو آج تک دنیا میں رائج ہے اور مانا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص اپنا جو عقیدہ اور مذہب بیان کرتا ہے اس کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ ایک مسلمان کو مسلمان اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، ایک ہندو کو ہندو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے، اسی طرح ہر سکھ کہلانے والے، عیسائی کہلانے والے اور دیگر مذہب کی طرف منسوب ہونے والوں سے معاملہ کیا جاتا ہے، اور اس اخلاقی اصول کو دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے اور ساری دنیا اس پر کاربند ہے، پس جب تک احمدی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ:

(۱) ۱:......اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲:......اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں۔

۳:......اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

۴:......اللہ تعالیٰ کے سب فرشتوں کو مانتے ہیں۔

۵:......اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح پانچ ارکانِ دین پر عمل کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور اسلام کو آخری دین مانتے ہیں اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں، اس وقت تک دنیا کی کوئی عدالت، دنیا کا کوئی قانون، دنیا کی کوئی اسمبلی اور دنیا کا کوئی حاکم اور کوئی مولوی، ملاں اور مفتی، جماعت کو اسلام کے دائرہ سے نہیں نکال سکتی اور نہ ہی ان کو کافر یا منافق کہہ سکتے ہیں، اس لئے کہ ہمارے پیارے نبی دل و جان سے پیارے آقا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ نے حضور سے پوچھا ''ایمان'' کیا ہے؟ حضور نے فرمایا:

(۲) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے

رسولوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا درست ہے۔

پھر حضرت جبرائیلؑ نے پوچھا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

''شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، قائم کرنا نماز کا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر استطاعت ہو تو ایک بار حج کرنا۔ حضرت جبرائیلؑ بولے درست ہے۔ آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جبرائیلؑ تھے جو انسان کی شکل میں ہو کر تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب الایمان)۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

۱:...... یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

۲:......نماز قائم کرنا۔

۳:......رمضان کے روزے رکھنا۔

۴:......زکوٰۃ ادا کرنا۔

۵:......زندگی میں ایک بار حج کرنا۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو کھاتا ہے وہ مسلمان ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت اس کو حاصل ہے پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر خدا تعالیٰ کو اس کے عہد میں جھوٹا نہ بناؤ۔ (بخاری جلد اول باب فضل استقبال القبلۃ)۔

(۵) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک موقع پر فرمایا:

''ایمان کی تین جڑیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی لڑائی نہ کر اور اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ بنا اور اسلام سے خارج مت قرار دے۔

پس مسلمان کی یہ وہ تعریف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور جس کی تصدیق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی۔

اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہے اور مسلمان اور مؤمن ہے۔ اب انصاف آپ کریں کہ آپ کا بیان کہاں تک درست اور حق پر مبنی ہے۔

دوبارہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ پر غور کرلیجئے۔

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے، ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ حق اور حشر حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا زیادہ کرے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہیں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض جانتے ہیں۔

اور ہم آسمان اور زمین کو گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت کے دن ہمارا اس پر دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

ان حالات میں اب کس طرح ہم کو منکر اسلام کہہ سکتے ہیں، اگر تحکم سے ایسا کریں گے تو آپ ضدی اور متعصب تو کہلاسکیں گے مگر ایک خداترس اور متقی انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہوسکتے۔ امید ہے کہ آپ انصاف کی نظر سے اس مکتوب کا مطالعہ فرماکر اس

کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ محمد شریف

## الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم ھدانا اللہ وایاکم الیٰ صراط مستقیم!

جناب کا طویل گرامی نامہ، طویل سفر سے واپسی پر خطوط کے انبار میں ملا۔ میں عدیم الفرصتی کی بنا پر خطوط کا جواب ان کے حاشیہ میں لکھ دیا کرتا ہوں، جناب کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ جب آپ دین کی ساری باتوں کو مانتے ہیں تو آپ کو خارج از اسلام کیوں کہا جاتا ہے؟

میرے محترم! یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ آپ کے اور مسلمانوں کے درمیان بہت سی باتوں میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی مانتے ہیں اور مسلمان اس کے منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اگر واقعتاً نبی ہیں تو ان کا انکار کرنے والے کافر ہوئے، اور اگر نبی نہیں تو ان کو ماننے والے کافر۔ اس لئے آپ کا یہ اصرار تو صحیح نہیں کہ آپ کے عقائد ٹھیک وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں، جبکہ دونوں کے درمیان کفر و اسلام کا فرق موجود ہے، آپ ہمارے عقائد کو غلط سمجھتے ہیں اس لئے ہمیں کافر قرار دیتے ہیں، جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب، حکیم نوردین صاحب، مرزا محمود صاحب اور مرزا بشیر احمد صاحب، نیز دیگر قادیانی اکابر کی تحریروں سے واضح ہے اور اس پر بہت سی کتابیں اور مقالے لکھے جاچکے ہیں۔

اس کے برعکس ہم لوگ آپ کی جماعت کے عقائد کو غلط اور موجب کفر سمجھتے ہیں، اس لئے آپ کی یہ بحث تو بالکل ہی بے جا ہے کہ مسلمان، آپ کی جماعت کو دائرۂ اسلام سے خارج کیوں کہتے ہیں؟ البتہ یہ نکتہ ضرور قابل لحاظ ہے کہ آدمی کن باتوں سے کافر ہوجاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام باتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول چلی آتی ہیں اور جن کو گزشتہ صدیوں کے اکابر مجددین بلا اختلاف ونزاع، ہمیشہ مانتے چلے آئے ہیں (ان کو ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے) ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر

ہے اور منکر کافر ہے۔ کیونکہ ''ضروریاتِ دین'' میں سے کسی ایک کا انکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پورے دین کے انکار کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار پورے قرآن مجید کا انکار ہے، اور یہ اصول کسی آج کے مُلّا، مولوی کا نہیں بلکہ خدا اور رسولؐ کا ارشاد فرمودہ ہے اور بزرگانِ سلف ہمیشہ اس کو لکھتے آئے ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کے عقائد میں بہت سی ''ضروریاتِ دین'' کا انکار پایا جاتا ہے، اس لئے خدا اور رسولؐ کے حکم کے تحت مسلمان ان کو کافر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ پس اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کا حشر اسلامی برادری میں ہو تو مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے جو نئے عقائد ایجاد کئے ہیں ان سے توبہ کر لیجئے، ورنہ ''لکم دینکم ولی دین'' والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ!

## کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگن پہننے والی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی

س...... یہاں قادیانی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی (علیہ السلام) نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں، لیکن وہ کنگن حضور (علیہ السلام) نہ پہن سکے، اس کا مطلب ہے کہ ان کی پیش گوئی جھوٹی نکلی (نعوذ باللہ)۔ یہ حدیث کیا ہے؟ کس کتاب کی ہے؟ وضاحت سے لکھیں۔

ج......دو کنگنوں کی حدیث دوسری کتابوں کے علاوہ صحیح بخاری (کتاب المغازی) باب قصہ الاسود العنسی صفحہ:۶۲۸، اور کتاب التعبیر باب النفخ فی المنام ص:۱۰۴۲ میں بھی ہے، حدیث کا متن یہ ہے:

> ''میں سو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں پر دو کنگن سونے کے رکھے گئے، میں ان سے گھبرایا اور ان کو ناگوار سمجھا، مجھے حکم ہوا کہ ان پر پھونک دو، میں نے پھونکا تو دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر ان دو جھوٹوں سے کی جو دعویٔ نبوت کریں گے، ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔''

اس خواب کی جو تعبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ سو فیصد سچی نکلی، اس کو ''جھوٹی پیش گوئی'' کہنا قادیانی کافروں ہی کا کام ہے۔

## قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا شرعی حکم

س…… کوئی شخص قادیانی گھرانے میں رشتہ یہ سمجھ کر کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں، اسلام میں ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… جو شخص قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہو اس کے باوجود ان کو مسلمان سمجھے تو ایسا شخص خود مرتد ہے کہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے۔

## کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ قادیانی تھا تو کیا کیا جائے؟

س…… کسی فرد کے ساتھ کھانا کھالینا بعد میں اس فرد کا یہ معلوم ہونا کہ وہ قادیانی تھا پھر کیا حکم ہے؟

ج…… آئندہ اس سے تعلق نہ رکھا جائے۔

## علمائے حق کی کتب سے تحریف کر کے قادیانیوں کی دھوکا دہی

س…… مکرمی و محترمی مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ملتان سے آپ کا ایڈریس منگوایا، اس سے قبل بھی میں نے آپ کو خط لکھے تھے شاید آپ کو یاد ہو، مگر اب آپ کا ایڈریس بھول جانے کی وجہ سے ملتان سے منگوانا پڑا۔ عرض ہے کہ میں ایف ایس سی (میڈیکل) کر لینے کے بعد آج کل فارغ ہوں، میڈیکل کالج میں ایڈمیشن میں ابھی کافی دیر ہے، اس لئے جی بھر کر مطالعہ کر رہا ہوں، مجھے شروع ہی سے مذہب سے لگاؤ ہے، ایک دوست (جو کہ احمدی ہے) نے مجھے اپنے لٹریچر سے چند رسائل دیئے میں نے پڑھے۔ مولانا مودودی مرحوم کے رسائل ''ختم نبوت'' اور ''قادیانی مسئلہ'' بھی پڑھے اور احمدیوں کی طرف سے ان کے جوابات بھی۔ مولانا کے دلائل و شواہد کمزور دیکھ کر بڑی پریشانی ہوئی۔ آپ کا پمفلٹ ''شناخت'' بھی پڑھا مگر اس کا جواب نہیں ملا۔ البتہ آج کل قاضی محمد نذیر صاحب کی کتاب ''تفسیر خاتم النبیینؐ'' پڑھ رہا ہوں جو آپ کی شائع کردہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر کا جواب ہے۔ جس میں آپ نے مولانا محمد انور شاہ

صاحب کے فارسی مضمون کا ترجمہ وتشریح کی ہے۔ اصل کتاب نہیں پڑھ سکا اس لئے جواب کے استحکام کو محسوس کرنا قدرتی امر ہے۔ بہرحال احمدی لٹریچر پڑھ کر میں یہ سمجھ سکا ہوں کہ ہمارے علماء کوئی ایسی بات پیش نہیں کرتے جس سے احمدی لاجواب ہوجائیں، وہ ہر ایک بات کا مدلل جواب دیتے ہیں، وہ مشائخ کی عبارت دے کر ثابت کرتے ہیں کہ ان کا نظریہ وہی ہے جو ان مشائخ عظام کا تھا، اس بات سے بڑی الجھن ہوتی ہے، کیا ہم ان شواہد کو جھٹلا سکتے ہیں، آخر ایسی باتیں لکھنے کا کیا فائدہ جن کا مدلل جواب دیا جاسکتا ہے۔ آخر ایسی باتیں کیوں نہیں لکھی جاتیں جن سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔ پھر کسی کو دودھ میں پانی ڈالنے کی جسارت نہ ہو۔ اگر ہم سچے ہیں تو ہماری سچائی مشکوک کیوں ہوجاتی ہے؟

جواب کا انتظار رہے گا۔ احقر عبدالقدوس ہاشمی

ج…… اس ناکارہ نے قادیانیوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں اور قادیانیوں سے زبانی اور تحریری گفتگو کا موقع بھی بہت آتا رہا ہے، قادینی غلط بیانی اور خلط مبحث کرکے ناواقفوں کو دھوکا دیتے ہیں، ہمارے اور ان کے بنیادی مسائل دو ہیں: ایک ختم نبوت۔ دوسرا نزولِ عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ دونوں مسئلے ایسے قطعی ہیں کہ بزرگانِ سلف میں ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوا، بلکہ ان کے منکر کو قطعی کافر اور خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے۔ قادیانی صاحبان اپنا کام چلانے کے لئے اکابر کے کلام میں سے ایک آدھ جملہ جو کسی اور سیاق میں ہوتا ہے، نقل کرلیتے ہیں، کبھی کسی نے غلطی سے کسی بزرگ کا قول غلط نقل کردیا اسی کو اڑا لیتے ہیں، ان کے ناواقف قاری یہ سمجھ کر کہ جن بزرگوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی قادیانیوں کے ہم عقیدہ ہوں گے، دھوکے میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ یہاں اس کی صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں، آپ نے بھی پڑھا ہوگا کہ قادیانی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب ''تحذیر الناس'' کا حوالہ دیا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے اور یہ کہ یہ امر خاتم النبیین کے منافی نہیں، حالانکہ حضرتؒ کی تحریر اسی کتاب میں موجود ہے کہ جو شخص خاتمیت زمانی کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو خاتمیت زمانی ظاہر

ہے، ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے، ادھر تصریحات نبوی مثل:

"انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی." او کما قال.

جو بظاہر بطرز مذکورہ اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔ گو الفاظ مذکور بہ سند تواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ، باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ۔ باجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے، ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔" (تحذیر الناس طبع جدید ص:۱۸، طبع قدیم ص:۱۰)

اس عبارت میں صراحت فرمائی گئی ہے کہ:

الف......خاتمیت زمانی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا، آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے۔

ب:......اس پر تصریحاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متواتر موجود ہیں اور یہ تواتر رکعاتِ نماز کے تواتر کی مثل ہے۔

ج:......اس پر امت کا اجماع ہے۔

د:......اس کا منکر اسی طرح کافر ہے، جس طرح ظہر کی چار رکعت فرض کا منکر۔

اور پھر اسی تحذیر الناس میں ہے:

"ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی، اور مجھ سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ

سامع منصف انشاء اللہ انکار ہی نہ کر سکے۔ سو وہ یہ ہے کہ.....“

(طبع قدیم ص:۹، طبع جدید ص:۱۵)

اس کے بعد یہ تحقیق فرمائی ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت مرتبی بھی ثابت ہے اور خاتمیت زمانی بھی، اور ”مناظرہ عجیبہ“ میں جو اسی تحذیر الناس کا تتمہ ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں:

”مولانا! حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ آپؐ اول المخلوقات ہیں.....“ (ص:۹ طبع جدید)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”البتہ وجوہ معروضہ مکتوب تحذیر الناس تولد جسمانی کی تاخیر زمانی کے خواستگار ہیں، اس لئے کہ ظہور تاخر زمانی کے سوا تاخر تولد جسمانی اور کوئی صورت نہیں۔“ (ص:۱۰)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”اور اگر مخالف جمہور اس کا نام ہے کہ مسلّمات جمہور باطل اور غلط اور غیر صحیح اور خلاف سمجھی جائیں، تو آپ ہی فرمائیں کہ تاخر زمانی اور خاتمیت عصر نبوت کو میں نے کب باطل کیا؟ اور کہاں باطل کیا؟

مولانا! میں نے خاتم کے وہی معنی رکھے جو اہل لغت سے منقول ہیں اور اہل زبان میں مشہور، کیونکہ تقدم و تاخر مثل حیوان، انواع مختلفہ پر بطور حقیقت بولا جاتا ہے، ہاں تقدم و تاخر فقط تقدم و تاخر زمانی ہی میں منحصر ہوتا تو پھر درصورت ارادۂ خاتمیت ذاتی و مرتبی البتہ تحریف معنوی ہو جاتے۔ پھر اس کو آپ تفسیر بالرائے کہتے تو بجا تھا۔“ (ص:۵۲)

”مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ کی ہے تغلیط

نہیں کی، مگر ہاں آپ گوشہ عنایت وتوجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں۔ اخبار بالعلۃ مکذب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مصداق اور موٴید ہوتا ہے، اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیت مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی میں ابتدائے مرتبی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کردیا۔“ (ص:۵۳)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

”مولانا! معنی مقبول خدام والا مقام.......

مختار احقر سے باطل نہیں ہوتے، ثابت ہوتے ہیں۔ اس صورت میں بمقابلہ ”قضایا قیاساتہا معہا“ اگر من جملہ ”قیاسات قضایاہا معہا“ معنی مختار احقر کو کہئے تو بجا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر لیجئے، صفحہ نہم کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہوجائیں، اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے، چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے۔

سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزامی اگر دربارۂ توجہ الی المطلوب، مطابقی سے کمتر ہو مگر دلالت ثبوت اور دل نشینی میں مدلول التزامی مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہوسکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے.......“

”حاصل مطلب یہ کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں، بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاوٴں جمادیئے.....“ (ص:۷۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اپنا دین وایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔" (ص:۱۴۴)

حضرت نانوتویؒ کی یہ تمام تصریحات اسی تحذیر الناس اور اس کے تتمہ میں موجود ہیں، لیکن قادیانیوں کی عقل وانصاف اور دیانت وامانت کی داد دیجئے کہ وہ حضرت نانوتویؒ کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔ جبکہ حضرت نانوتویؒ اس احتمال کو بھی کفر قرار دیتے ہیں اور جو شخص ختم نبوت میں ذرا بھی تامل کرے اسے کافر سمجھتے ہیں۔

اس ناکارہ نے جب مرزا صاحب کی کتابوں مطالعہ شروع کیا تو شروع شروع میں خیال تھا کہ ان کے عقائد خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر کسی کا حوالہ دیں گے تو وہ تو صحیح ہی دیں گے، لیکن یہ حسن ظن زیادہ دیر قائم نہیں رہا، حوالوں میں غلط بیانی اور کتر بیونت سے کام لینا مرزا صاحب کی خاص عادت تھی، اور یہی وراثت ان کی اُمت کو پہنچی ہے۔ اس عریضہ میں، میں نے صرف حضرت نانوتویؒ کے بارے میں ان کی غلط بیانی ذکر کی ہے، ورنہ وہ جتنے اکابر کے حوالے دیتے ہیں سب میں ان کا یہی حال ہے، اور ہونا بھی چاہئے، جھوٹی نبوت جھوٹ ہی کے سہارے چل سکتی ہے، حق تعالیٰ شانہ عقل وایمان سے کسی کو محروم نہ فرمائیں۔

## ایک قادیانی کے پُرفریب سوالات کے جوابات

ہمارے ایک دوست سے کسی قادیانی نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے رسالہ "مسیح موعود کی پہچان" پر کچھ سوالات کئے اور راقم الحروف سے ان کے جوابات کا مطالبہ کیا، ذیل میں یہ سوال وجواب قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔

تمہید:

رسالہ "مسیح موعود کی پہچان" میں قرآن کریم اور ارشاداتِ نبویہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات جمع کردی گئی ہیں، جو اہل ایمان کے لئے تو اضافہ ایمان میں مدد دیتی


فہرست

ہیں، لیکن افسوس ہے کہ سوال کنندہ کے لئے ان کا اثر الٹا ہوا، قرآن کریم نے صحیح فرمایا! ’’ان کے دلوں میں روگ ہے، پس بڑھا دیا ان کو اللہ نے روگ میں۔‘‘

بقول سعدیؒ:

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

سائل نے ارشاداتِ نبوت پر اسی انداز میں اعتراض کئے ہیں جو ان کے پیشرو پنڈت دیانند سرسوتی نے ’’ستیارتھ پرکاش‘‘ میں اختیار کیا تھا، اس لئے کہ ارشاداتِ نبویہ نے مسیح علیہ السلام کی صفات وعلامات اور ان کے کارناموں کا ایسا آئینہ پیش کردیا ہے جس میں قادیانی مسیحیت کا چہرہ بھیانک نظر آتا ہے، اس لئے انہوں نے روایتی حبشی کی طرح اس آئینے کو قصوروار سمجھ کر اسی کو زمین پر پٹخ دینا ضروری سمجھا تاکہ اس میں اپنا سیاہ چہرہ نظر نہ آئے، لیکن کاش! وہ جانتے کہ:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

رسالہ ’’مسیح موعود کی پہچان‘‘ پر سائل نے جتنے اعتراضات کئے ہیں ان کا مختصر سا اصولی جواب تو یہ ہے کہ مصنفؒ نے ہر بات میں احادیثِ صحیحہ کا حوالہ دیا ہے، اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا، اس لئے سائل کے اعتراضات مصنفؒ پر نہیں بلکہ خاکش بدہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں۔ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے منکر ہیں، یا مسٹر پرویز کے ہم مسلک ہیں تو بصد شوق پنڈت دیانند کی طرح اعتراضات فرمائیں، اور اگر انہیں ایمان کا دعویٰ ہے تو ہم ان سے گزارش کریں گے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیجئے، مگر جو لوگ ارشاداتِ نبویہ کو سرمہ چشمِ بصیرت سمجھتے ہیں ان کا ایمان برباد نہ کیجئے! اس کے بعد اب تفصیل سے ایک ایک سوال کا جواب گوش گزار کرتا ہوں، ذرا توجہ سے سنئے!

س...... ’’امت محمدیہ کے آخری دور میں ........ دجال اکبر کا خروج مقدر ومقرر تھا۔‘‘

(ص:۵ سطر: پہلی و دوسری) اگر یہ دجال اکبر تھا تو لازماً کوئی ایک یا بہت سارے دجال اصغر بھی ہوں گے۔ ان کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائی جائے، کب اور کہاں ظاہر ہوں گے، شناخت کیا ہوگی اور ان کے ذمہ کیا کام ہوں گے اور ان کی شناخت کے بغیر کسی دوسرے کو یک دم ''دجال اکبر'' کیسے تسلیم کرلیا جائے گا۔

ج...... جی ہاں! ''دجالِ اکبر'' سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجال کئی ہوئے اور ہوں گے۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر غلام احمد قادیانی تک جن لوگوں نے دجل وفریب سے نبوت یا خدائی کے جھوٹے دعوے کئے، ان سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **''دجالون کذابون''** فرمایا ہے، ان کی علامت یہی دجل وفریب، غلط تاویلیں کرنا، چودہ سو سال کے قطعی عقائد کا انکار کرنا، ارشاداتِ نبویہ کا مذاق اڑانا، سلف صالحین کی تحقیر کرنا اور غلام احمد قادیانی کی طرح صاف اور سفید جھوٹ بولنا، مثلاً:

❁ :......انا انزلناہ قریباً من القادیان۔

❁ :......قرآن میں قادیانی کا ذکر ہے۔

❁ :......مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آئے گا، اور پنجاب میں آئے گا، وغیرہ وغیرہ۔

س......اس رسالہ کے مطالعہ سے ابتداء ہی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بن باپ کی پیدائش سے لے کر واقعہ صلیب کے انجام تک جس قدر بھی علامات یا دوسری متعلقہ ظاہری نشانیاں اور باتیں بیان کی گئی ہیں وہ اس وجود کے متعلق ہیں جسے مسیح علیہ السلام، عیسیٰ بن مریم اور مسیح ناصری کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے، اور اب بھی جبکہ رسالہ مذکورہ کے مصنف کے خیال کے مطابق مسیح موعود یا مہدی موعود وغیرہ کا نزول نہیں ہوا (بلکہ انتظار ہی ہے) تب بھی پوری دنیا اس مسیح کے نام اور کام اور واقعات سے بخوبی واقف ہے۔ یہ نشانیاں تو اس قوم نے آج کے لوگوں سے زیادہ دیکھی تھیں، (محض سنی اور پڑھی ہی نہیں تھیں) جن کی طرف وہ نازل ہوا تھا، تب بھی اس قوم نے جو سلوک اس کے ساتھ کیا، کیا وہ دنیا سے چھپا ہوا ہے، اس وقت بھی اس قوم نے اسے اللہ تعالیٰ کا نبی ماننے سے انکار کردیا تھا اب اگر وہ

(یا کوئی) آکر کہنے لگے کہ میں وہی ہوں جو بن باپ پیدا ہوا تھا، میری ماں مریم تھی اور میں پنگوڑے میں باتیں کیا کرتا تھا اور مردے زندہ کیا کرتا تھا، چڑیاں بنا کر ان میں روح پھونکا کرتا تھا، اندھوں کو بینائی بخشتا تھا اور جذام کے مریض تندرست کردیا کرتا تھا وغیرہ وغیرہ تو اب بھی موجودہ تمام اقوام کو کیونکر یقین آسکے گا کہ واقعی پہلے بھی یہ ایسا کرتا رہا ہوگا اور یہ یقیناً وہی شخص ہے اور جب پہلی بار نازل ہوا تو محض بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آیا تھا اور جب مقامی لوگوں نے دل و جان سے قبول نہ کیا تو گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں اتنے سفر اختیار کئے کہ "مسیح" کے لقب سے پکارا جانے لگا لیکن اب جبکہ وہ دوسری بار نازل ہوگا تو ایک سراپا قیامت بن کر آئے گا جیسا کہ رسالہ ہذا سے ظاہر ہے، مثلاً ملاحظہ فرمائیں:

"جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مرجائے گا۔" (ص:۱۸، علامت:۶۴)۔

"سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔" (ص:۱۸، علامت:۶۵)۔

ج...... اس سوال کا جواب کئی طرح دیا جاسکتا ہے۔

۱:...... مرزا قادیانی پر مسیح موعود کی ایک علامت بھی صادق نہیں آئی، مگر قادیانیوں کو دعویٰ ہے کہ انہوں نے مسیح موعود کو پہچان لیا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر قرآن و حدیث کی دوصد علامات صادق آئیں گی ان کی پہچان اہلِ حق کو کیوں نہ ہوسکے گی؟

۲:...... یہود نے پہچاننے کے باوجود نہیں مانا تھا اور یہود اور ان کے بھائی (مرزائی) آئندہ بھی نہیں مانیں گے، نہ ماننے کے لئے آمادہ ہیں، اہلِ حق نے اس وقت بھی ان کو پہچان اور مان لیا تھا اور آئندہ بھی ان کو پہچاننے اور ماننے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

۳:...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا جو خاکہ ارشاداتِ نبویہ میں بیان کیا گیا ہے اگر وہ معترض کے پیشِ نظر ہوتا تو اسے یہ سوال کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ فرمایا گیا ہے کہ مسلمان دجال کی فوج کے محاصرے میں ہوں گے، نماز فجر کے وقت یکا یک عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، اس وقت آپ کا پورا حلیہ اور نقشہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان

فرمادیا ہے، ایسے وقت میں جب ٹھیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ نقشہ کے مطابق وہ نازل ہوں گے تو ان کو بالبداہت اسی طرح پہچان لیا جائے گا جس طرح اپنا جانا پہچانا آدمی سفر سے واپس آئے تو اس کے پہچاننے میں دقت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی حدیث میں یہ نہیں آتا کہ وہ نازل ہونے کے بعد اپنی مسیحیت کے اشتہار چھپوائیں گے، یا لوگوں سے اس موضوع پر مباحثے اور مباہلے کرتے پھریں گے۔

س…… لگے ہاتھوں مولوی صاحب اس رسالہ میں یہ بھی بتادیتے تو مسلمانوں پر احسان ہوتا ہے کہ ان کی (یعنی مسیح موعود کی) سانس مومن اور کافر میں کیونکر امتیاز کرے گی۔ کیونکہ بقول مولوی صاحب ان کی سانس نے صرف کافروں کو ڈھیر کرنا ہے، نظر ہر انسان کی بشرطیکہ کسی خاص بیماری کا شکار نہ ہو تو لامحدود اور ناقابل پیمائش فاصلوں تک جاسکتی ہے اور جاتی ہے تو کیا مسیح موعود اپنی نظروں سے ہی اتنی تباہی مچادے گا؟

ج……جس طرح مقناطیس لوہے اور سونے میں امتیاز کرتا ہے، اسی طرح اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی نظر بھی مؤمن و کافر میں امتیاز کرے تو اس میں تعجب ہی کیا ہے؟ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نظر (کافرکش) کا ذکر مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے۔

س……اور اگر یہ سب ممکن ہوگا تو پھر دجال سے لڑنے کے لئے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں کیوں جمع ہوں گی (ملاحظہ ہو ص:۱۹، علامت نمبر:۱۷)۔

ج……دجال کا لشکر پہلے سے جمع ہوگا اور دم عیسوی سے ہلاک ہوگا، جو کافر کسی چیز کی اوٹ میں پناہ لیں گے وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

س……اور یاجوج ماجوج کو ہلاک کرنے کے لئے بددعا کی ضرورت کیوں پیش آئے گی (ملاحظہ ہو ص:۳۱، علامت نمبر:۱۶۲)، کیا مسیح موعود کی ہلاکت خیز نظر یاجوج ماجوج کو کافر نہ جان کر چھوڑ دے گی کیونکہ جیسا پہلے بتایا جاچکا ہے کہ کافر تو نہیں بچ سکے گا، شاید اسی لئے آخری حربہ کے طور پر بددعا کی جائے گی۔

ج…… یہ کہیں نہیں فرمایا گیا کہ دم عیسوی کی یہ تاثیر ہمیشہ رہے گی، بوقت نزول یہ تاثیر ہوگی اور یاجوج ماجوج کا قصہ بعد کا ہے، اس لئے دم عیسوی سے ان کا ہلاک ہونا ضروری نہیں۔

س...... اگر مسیح ابن مریم اور مسیح موعود ایک ہی وجود کا نام ہے (اور محض دوبارہ نزول کے بعد مسیح بن مریم نے ہی مسیح موعود کہلانا ہے) اور اس نے نازل ہوکر خود بھی قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر چلانا ہے (ملاحظہ ہو ص:۲۲، علامت نمبر:۹۹) تو بقول مولوی صاحب جب عیسیٰ کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا وہ اس آیت سے ثابت کرتے ہیں: "انی متوفیک ورافعک الیّ" (آل عمران:۵۵) (ص:۱۶، علامت نمبر:۴۹) تو کیا مولوی صاحب بتائیں گے کہ کیا یہ قرآن مجید میں قیامت تک نہیں رہے گی اور اس کا مطلب ومفہوم عربی زبان اور الٰہی منشا کے مطابق وہی نہیں رہے گا جواب تک مولوی صاحب کی سمجھ میں آیا ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو نزول کے وقت بھی تو یہ آیت یہی اعلان کر رہی ہوگی کہ عیسیٰ بن مریم کو آسمان پر اٹھالیا، اٹھالیا تو پھر واپسی کے لئے کیا یہ آیت منسوخ ہوجائے گی، یا عیسیٰ اسے خود ہی منسوخ قرار دے کر اپنے لئے راستہ صاف کرلیں گے، کیونکہ قرآن مجید میں تو کہیں ذکر نہیں کہ کوئی بھی آیت کبھی بھی منسوخ ہوگی۔ لہٰذا یہ آیت عیسیٰ کی واپسی کا راستہ قیامت تک روکے رکھے گی اور یہ وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے خود کیا ہے اور مولوی صاحب خود بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ ذکر ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے لہٰذا کسے حق حاصل ہے کہ اس میں یعنی اس کے متن میں ردّوبدل کرسکے۔

ج...... یہ آیت تو ایک واقعہ کی حکایت ہے اور اسی حکایت کی حیثیت سے اب بھی غیرمنسوخ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد بھی غیرمنسوخ رہے گی، جیسا کہ: "انی جاعل فی الارض خلیفة. واذ قلنا للملٰئکة اسجدوا لاٰدم." وغیرہ بے شمار آیات ہیں۔ سائل بے چارا یہ بھی نہیں جانتا کہ نسخ امرونہی میں ہوتا ہے اور یہ آیت امرونہی کے باب سے نہیں بلکہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوا کرتی۔

س...... مولوی صاحب نے کہیں بھی یہ بات وضاحت سے نہیں بیان فرمائی کہ قرآن مجید میں اگر عیسیٰ کے آسمان پر جانے کا جیسے ذکر موجود ہے تو کہیں اسی وجود کے واپس آنے کا ذکر بھی واضح اور غیرمبہم طور پر موجود ہے۔

ج...... وضاحت کی ہے، مگر اس کے سمجھنے کے لئے علم وعقل اور بصیرت وایمان درکار ہے۔

دیکھئے علامت نمبر:۵۷ جس میں حدیث نمبر:۱ کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس میں قرآن مجید کی آیت موجود ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے اصل کتاب میں حدیث نمبر:۶۷ تا ۸۵۔

س……سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی طور پر یہ منوا بھی لیا جائے کہ مسیح موعود کا نام عیسیٰ بن مریم بھی ہوگا تو بھی یہ کیسے منوایا جائے کہ اس وقت یہ نام صفاتی نہیں ہوگا بلکہ عیسیٰ بن مریم ہونے کی وجہ سے یقینی طور پر یہ وجود وہی ہوگا جو کبھی مریم کے گھر بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا ….. وغیرہ وغیرہ، بلکہ مولوی صاحب اپنے رسالہ میں خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ کبھی کبھی معروف نام استعمال تو ہو جاتا ہے لیکن ذات وہ مراد نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ نام مشہور ہوا ہو، مثلاً ملاحظہ فرمائیں ص:۱۱، علامت نمبر:۱۰ جہاں مولوی صاحب مسیح موعود کے خاندان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”آپ کے ماموں ہارون ہیں“ (یا اخت ہارون) لیکن مولوی صاحب فوراً چونک اٹھتے ہیں اور ”ہارون“ پر حاشیہ جماتے ہیں (ملاحظہ ہو حاشیہ زیر ص:۱۱) ”ہارون سے اس جگہ ہارون نبیؑ مراد نہیں کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا …..“ تو جیسے یہاں مولوی صاحب کو ”ہارون“ کی فوراً تاویل کرنا پڑی تاکہ الجھن دور ہو تو کیوں نہ جب مسیح موعود کو عیسیٰ بن مریم بھی کہا جائے تو اسے بھی صفاتی نام سمجھ کر تاویل کرلی جائے اور جسمانی طور پر پہلے والا عیسیٰ بن مریم مراد نہ لیا جائے کیونکہ ابھی ابھی بتایا جاچکا ہے کہ مولوی صاحب کے اپنے حوالہ کے مطابق بھی مسیح بن مریم کے اٹھائے جانے کے بعد اس کا واپس آنا ممکن نہیں کیونکہ کوئی آیت منسوخ نہیں ہوگی اور ”ورافعک الیّ“ والی آیت اوپر ہی اٹھائے رکھے گی، لوٹ آنے کی اجازت نہیں دے گی۔

ج……عیسیٰ بن مریم ذاتی نام ہے، اس کو دنیا کے کسی عقلمند نے کبھی ”صفاتی نام“ نہیں کہا، یہ بات وہی مراقی شخص کہہ سکتا ہے جو بار ریش و بروت اس بات کا مدعی ہو کہ ”وہ عورت بن گیا، خدا نے اس پر قوتِ رجولیت کا مظاہرہ کیا“، ”وہ مریمی صفت میں نشو و نما پاتا رہا، پھر وہ یکایک حاملہ ہوگیا، اسے دردزہ ہوا، وضع حمل کے آثار نمودار ہوئے، اس نے عیسیٰ کو جنا، اس طرح وہ عیسیٰ بن مریم بن گیا۔“ انبیاء علیہم السلام کے علوم میں اس ”مراق“ اور ”ذیابیطس

کے اثر“ کی کوئی گنجائش نہیں۔

ہارون، حضرت مریمؑ کے بھائی کا ذاتی نام تھا، یہ کس احمق نے کہا کہ وہ صفاتی نام تھا؟ اور خاندان کے بڑے بزرگ کے نام پر کسی بچے کا نام رکھ دیا جائے تو کیا دنیا کے عقلاء اس کو ”صفاتی نام“ کہا کرتے ہیں؟ غالباً سائل کو یہی علم نہیں کہ ذاتی نام کیا ہوتا ہے اور صفاتی نام کسے کہتے ہیں؟ ورنہ وہ حضرت مریم کے بھائی کے نام کو ”صفاتی نام“ کہہ کر اپنی فہم و ذکاوت کا نمونہ پیش نہ کرتا، ہارون اگر ”صفاتی نام“ ہے تو کیا معترض یہ بتاسکے گا کہ ان کا ذاتی نام کیا تھا؟

س…… اس رسالہ میں جابجا تناقض ہے، مثلاً ملاحظہ فرمائیں ص:۱۸ اور ص:۱۹ علامت نمبر:۷۰ تا ۷۶۔ ”بوقت نزول عیسیٰؑ یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوئے ہوں گے۔ اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے، حضرت مہدی عیسیٰؑ کو امامت کے لئے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے، جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰؑ ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں امام بنائیں گے، پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔“ ان سب باتوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ مولوی صاحب یہ منوانا چاہتے ہیں کہ امام، مہدی ہوں گے۔ چلو یہ بات مولوی صاحب کی تسلیم کرلی جائے تو پھر مولوی صاحب خود ہی بعد میں ص:۲۲، علامت نمبر:۹۴ میں فرماتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰؑ لوگوں کی امامت کریں گے۔“ یعنی اب امام حضرت عیسیٰؑ کو بنایا اور بتایا گیا ہے۔ اب مولوی صاحب ہی بتائیں کہ ان کے رسالہ میں صحیح اور غلط کی پہچان کیسے ہوسکتی ہے یا سچ کو جھوٹ سے علیحدہ کیسے کیا جائے؟

ج…… پہلی نماز میں امام مہدیؒ امامت کریں گے، اور بعد کی نمازوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام… تناقض کیسے ہوا؟

س…… یا پھر ایک ضمنی سوال یوں پیدا ہوتا ہے کہ جیسے عیسیٰؑ اور مسیح موعود مولوی صاحب کی تحقیق کے مطابق ایک ہی جسمانی وجود کا نام ہے تو کیا کہیں مولوی صاحب مسیح موعود اور مہدی کو بھی ایک ہی تو نہیں سمجھتے اور اب بات یوں بنے گی کہ وہی عیسیٰؑ ہیں، وہی مسیح موعود ہیں اور وہی مہدی ہیں یا کم از کم مولوی صاحب کی تحقیق اور منطق تو یہی پکار رہی ہے۔

ج…… جی نہیں! عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی رضی اللہ عنہ کو ایک ہی شخصیت ماننا ایسے شخص کا کام ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ ہو۔ احادیث متواترہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی الگ الگ علامات اور الگ الگ کارنامے ذکر فرمائے ہیں۔

س…… اور مزید ایک ضمنی لیکن مضحکہ خیز سوال مولوی صاحب کی اپنی تحریر سے یوں اٹھتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ''پھر حضرت مہدیؓ نماز پڑھائیں گے۔'' ملاحظہ ہو ص:۱۹، علامت نمبر:۶۷۔ یہاں مولوی صاحب نے مہدیؓ لکھا ہے اور ایسا ہی کئی جگہوں پر مہدیؓ لکھا ہے۔ سب صاحب علم جانتے ہیں کہ '' رضؓ '' اختصار ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ مطلب آسان ہے اور عموماً یہ ان لوگوں کے نام کے ساتھ عزت اور احترام کے لئے استعمال ہوتا ہے جو فوت ہو چکے ہوں، دنیا سے گزر چکے ہوں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شامل ہوں یا ویسا روحانی درجہ رکھتے ہوں …… ابھی مسیح موعود تو آئے بھی نہیں اور بقول مولوی صاحب مہدی رضی اللہ عنہ بھی ہو چکے، تو کیا نماز پڑھانے کے لئے یہ مہدی صاحب بھی دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس آئیں گے۔

ج…… یہ سوال جیسا کہ سائل نے بے اختیار اعتراف کیا ہے، واقعی مضحکہ خیز ہے، قرآن کریم نے: ''السابقون الاولون من المهاجرين والانصار.'' (التوبہ:۱۰۰) اور ان کے تمام متبعین کو ''رضی اللہ عنہم'' کہا ہے جو قیامت تک آئیں گے۔ شاید سائل، پنڈت دیانند کی طرح خدا پر بھی یہ مضحکہ خیز سوال جڑ دے گا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بھی مکتوبات شریفہ میں حضرت مہدی کو ''رضی اللہ عنہ'' کہا ہے۔ معترض نے یہ مسئلہ کس کتاب میں پڑھا ہے کہ صرف فوت شدہ حضرات ہی کو ''رضی اللہ عنہ'' کہہ سکتے ہیں؟ حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہوں گے، اس لئے ان کو ''رضی اللہ عنہ'' کہا گیا۔

س…… یا وہ بھی بقول مولوی صاحب حضرت عیسیٰ کی طرح کہیں زندہ موجود ہیں (آسمان پر یا کہیں اور) اور مسیح موعود کے آتے ہی آ موجود ہوں گے اور امامت سنبھال لیں گے۔

ج…… ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے۔

س…… کیا اس کی بھی کوئی سند قرآن مجید میں موجود ہے اور کیا ہے؟

ج......جی ہاں! ارشادِ نبوت یہی ہے، اور قرآنی سند ہے: ''ما اٰتاکم الرسول فخذوہ۔'' (الحشر:۷) جس کو غلام احمد قادیانی نے بھی قرآنی سند کے طور پر پیش کیا ہے۔

س......مزید سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی نماز پڑھاتے ہی کہاں چلے جائیں گے کیونکہ بعد میں تو جو کچھ بھی کرنا کرانا ہے وہ مسیح موعود ہی کی ذمہ داری مولوی صاحب نے پورے رسالہ میں خود ہی بیان فرمائی اور قرار دی ہے۔ محض ایک نماز کی امامت اور وہ بھی ایک جماعت کی جو ۸۰۰ (آٹھ سو) مردوں اور ۴۰۰ (چار سو) عورتوں پر مشتمل ہوگی (ملاحظہ ہو ص:۱۹، علامت نمبر:۷۲)۔

ج......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد (جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پہلی نماز کی امامت کرچکیں گے) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا امام کی حیثیت سے مشن پورا ہوچکا ہوگا اور امامت وقیادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائے گی، تب حضرت مہدی کی حیثیت آپ کے اعوان وانصار کی ہوگی۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد ان کی وفات بھی ہوجائے گی (مشکوٰۃ ص:۴۷۱)۔ پس جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیگر اعوان و انصار اور مخصوص رفقاء کے تذکرہ کی ضرورت نہ تھی، اسی طرح حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے تذکرے کی بھی حاجت نہ رہی، کیا اتنی موٹی بات بھی کسی عاقل کے لئے ناقابلِ فہم ہے؟

س...... یہ کوئی بہت بڑا کارنامہ نہیں، کیونکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کی امامت تو مولوی صاحب نے خود بھی کئی بار کی ہوگی۔

ج......حضرت مہدی اس سے قبل بڑے بڑے کارنامے انجام دے چکے ہوں گے جو احادیثِ طیبہ میں مذکور ہیں، مگر وہ اس رسالہ کا موضوع نہیں اور نماز میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا امام بننا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان کی اقتدا کرنا بجائے خود ایک عظیم الشان واقعہ ہے، اس لئے حدیثِ پاک میں اس کو بطورِ خاص ذکر فرمایا گیا۔

س......مولوی صاحب نے اپنے رسالہ ہی میں خود تاویل کا راستہ کھول دیا ہے اور اس کا سہارا بھی لیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص:۲۰، علامت نمبر:۸۰۔

ا:......''آپ صلیب توڑیں گے......یعنی صلیب پرستی کو اٹھادیں گے۔'' یہ الفاظ

جو مولوی صاحب نے خود لکھے ہیں، یہ محض تاویل ہے اس حدیث شریف کی جس میں صرف صلیب کو توڑنے کا ذکر ہے۔ صلیب پرستی اٹھادینے کی کوئی بات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائی کیا مولوی صاحب ایسی کوئی حدیث شریف کا حوالہ دے سکتے ہیں؟ پھر ملاحظہ ہو ص:۲۰، علامت نمبر:۸۱۔

۲:...... ''خنزیر کو قتل کریں گے ......یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔'' یہ الفاظ بھی مولوی صاحب کی اپنی تاویل ہے۔ کیونکہ حدیث مذکور میں صرف خنزیر کو قتل کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔ باقی مولوی صاحب کے الفاظ وہاں موجود نہیں۔ کیا مولوی صاحب حدیث شریف میں یہ دکھاسکیں گے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں بلکہ مولوی صاحب کی یا دوسرے علماء کرام کی بیان فرمودہ تاویل ہے، اب یہ حق مولوی صاحب ہی کا کیوں ہے کہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں تاویل کرلیں۔

۳:...... ''ورافعک الیّ'' کی بھی تاویل ہوسکتی ہے۔

ج...... تاویل کا راستہ... تاویل اگر علم ودانش کے مطابق اور قواعدِ شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو اس کا مضائقہ نہیں، وہ لائقِ قبول ہے، لیکن اہلِ حق کی صحیح تاویل کو دیکھ کر اہلِ باطل اُلٹی سیدھی تاویلیں کرنے لگیں تو وہی بات ہوگی کہ: ''ہرچہ مردم می کند بوزنہ ہم می کند'' بندر نے آدمی کو دیکھ کر اپنے گلے پر استرا پھیر لیا تھا۔ مثلاً عیسیٰ بن مریم بننے کے لئے پہلے عورت بننا، پھر حاملہ ہونا، پھر بچہ جننا، پھر بچے کا نام عیسیٰ بن مریم رکھ کر خود ہی بچہ بن جانا، کیا یہ تاویل ہے یا مراقی سودائ؟

۱:...... ''صلیب کو توڑ دیں گے ......یعنی صلیب پرستی کو مٹادیں گے۔'' بالکل صحیح تاویل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک آدھ صلیب کے توڑنے پر اکتفا نہیں فرمائیں گے بلکہ دنیا سے صلیب اور صلیب پرستی کا بالکل صفایا کردیں گے۔

۲:...... ''خنزیر کو قتل کریں گے ......یعنی نصرانیت کو مٹادیں گے۔'' یہ تاویل بھی بالکل صحیح ہے، اور عقل وشرع کے عین مطابق۔ کیونکہ خنزیر خوری آج کل نصاریٰ کا خصوصی شعار ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصرانیت کے اس خصوصی شعار کو مٹائیں گے، اور خنزیر کو

قتل کریں گے، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جاہلیت کے کتوں کے ساتھ اختلاط کو مٹانے کے لئے کتوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔

۳:...... ''ورافعک الیّ'' کی تاویل... یہ تاویل جو قادیانی کرتے ہیں، قرآن کریم اور ارشادات نبویؐ اور سلف صالحین کے عقیدے کے خلاف ہے، اس لئے مردود ہے، اور اس پر بندر کے اپنا گلا کاٹنے کی حکایت صادق آتی ہے۔

س...... ''ورافعک الیّ'' میں زندہ آسمان پر اٹھایا جانا کیوں مراد لیا جائے؟

ج...... ''ورافعک الیّ'' میں ''زندہ آسمان پر اٹھایا جانا'' مراد ہے، کیونکہ ''وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ'' میں ''رفع الی اللہ'' قتل کے مقابلے میں واقع ہوا ہے، جہاں رفع قتل کے مقابلے میں ہو وہاں ''زندہ آسمان پر اٹھایا جانا'' ہی مراد ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معنی قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کے ارشاد میں کہیں آیا ہو تو اس کا حوالہ دیجئے! قیامت تک ساری مرزائی امت مل کر بھی ایک آیت پیش نہیں کرسکتی۔

س...... اللہ تعالیٰ نے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن مجید میں یہی حکم دیا تھا کہ: ''بلغ ما انزل الیک'' (المائدہ:۶۷) ''جو تیری طرف اتارا گیا ہے اس کی تبلیغ کر'' اور ساتھ ہی یہ توجہ بھی دلائی تھی کہ: ''لست علیھم بمصیطر'' (الغاشیہ:۲۲) ''میں نے تجھے ان پر داروغہ نہیں مقرر کیا بلکہ کھول کھول کر نشانیاں بیان کرنے والا بنا کر بھیجا ہے'' اور یہ سب قرآن مجید میں بہ تفصیل موجود ہے۔ مولوی صاحب نے خود ہی فرمایا ہے کہ مسیح موعود خود بھی قرآن پر عمل کریں گے اور دوسروں سے بھی کروائیں گے۔ (ملاحظہ ہو ص:۲۲، علامت نمبر:۹۹) تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یوں خود عمل کرکے نہیں دکھایا کہ اپنی نظروں سے لوگوں کو کھا گئے ہوں، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، یہودیوں کو چن چن کر قتل کردیتے رہے ہوں۔ (ملاحظہ فرمائیں ص:۲۱، علامت نمبر:۸۷ اور نمبر:۸۸) تو یہ کس قرآن مجید پر مسیح موعود کا عمل ہوگا؟ اور کس انداز کا عمل ہوگا؟ کیا اس سے مسیح موعود کی شان بلند ہوگی یا اسے دوبارہ نازل کرنے والے رحیم و کریم اللہ تعالیٰ کی؟ (نعوذ باللہ من ذالک!)

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کے تخت نہیں الٹے، خلفائے راشدینؓ

نے کیوں الٹے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جزیرۂ عرب سے نہیں نکالا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں نکالا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوتغلب سے دوگنا زکوٰۃ وصول نہیں کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں کی؟ اگر یہ ساری چیزیں قرآن کریم اور منشائے نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی سے کیوں "یہودیانہ" ضد ہے؟ وہ بھی تو جو کچھ کریں گے فرموداتِ نبویہ کے مطابق ہی کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان امور کی تفصیلات بھی بیان فرماچکے ہیں۔

س...... اور پھر بوقت نزول حضرت مسیح موعود دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے (ملاحظہ ہو ص:۱۷، علامت نمبر:۶۲) اس کی بھی تاویل ہی کرنی پڑے گی، ورنہ فرشتے کون دیکھے گا اور اگر وہ انسانی شکل اختیار کرکے اتریں گے تو پھر یہ جھگڑا قیامت تک ختم نہیں ہوگا کہ وہ واقعی فرشتے تھے یا محض انسان تھے اور اس کھینچ تان سے مولوی صاحب خوب واقف ہوں گے۔

ج...... کیوں تاویل کرنا پڑے گی؟ اس لئے کہ غلام احمد قادیانی اس سے محروم رہے؟ رہا وہ جھگڑا جو آپ کے دماغ نے گھڑا ہے، یہ بتائیے کہ جب جبریل علیہ السلام پہلی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی کے لے کر آئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کس طرح پہچانا تھا؟ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کو کس طرح یقین آگیا تھا کہ یہ واقعی فرشتے ہیں؟

آپ کا یہ اعتراض ایسا مہمل ہے کہ اس سے سلسلۂ وحی مشکوک ہوجاتا ہے، ایک دہریہ آپ ہی کی دلیل لے کر یہ کہے گا کہ: "انبیاء کے پاس جو فرشتے آتے تھے وہ انسانی شکل میں ہی آتے ہوں گے اور یہ جھگڑا قیامت تک ختم نہیں ہوسکتا کہ وہ واقعی فرشتے تھے یا انسان تھے، اور جب تک یہ جھگڑا طے نہ ہو سلسلۂ وحی پر کیسے یقین کرلیا جائے گا؟" تعجب ہے کہ قادیانی تعلیم نے دین تو سلب کیا ہی تھا عقل و فہم کو بھی سلب کرلیا ہے...!

س...... آج تک کتنی ہی باتیں مسلمانوں کے مختلف فرقے ابھی تک طے نہیں کرسکے، اور اگر تاویلات نہیں کی جائیں گی تو مولوی صاحب خود ہی اپنی بیان کردہ علامات کی طرف توجہ

فرمائیں، سنجیدہ طبقہ کے سامنے کیونکر منہ اٹھاسکیں گے۔

ج…… بہت سے جھگڑے تو واقعی طے نہیں ہوئے، مگر قادیانیوں کی بدقسمتی دیکھئے کہ جن مسائل پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا چودہ صدیوں سے اتفاق رہا یہ ان سے بھی منکر ہو بیٹھے، اور یوں دائرۂ اسلام ہی سے خارج ہوگئے۔ مثلاً: ختم نبوت کا انکار، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار، ان کی دوبارہ تشریف آوری کا انکار، وغیرہ وغیرہ۔

س……''مال و زر لوگوں میں اتنا عام کردیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔'' (ص:۲۲، علامت نمبر:۳۳)۔

''ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔'' (ص:۲۲، علامت نمبر:۱۰۰)۔

''ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھرجاتا ہے۔'' (ص: علامت نمبر:۱۰۹)۔

''صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔'' (ص:۲۴، علامت نمبر:۱۱۰)۔

کیونکہ مسیح موعود مال و زر اتنا عام کردیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ (مذکورہ بالا ص:۲۲، علامت نمبر:۹۳)۔

''اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے، یہاں تک کہ بعض اپنی کمان کا چلہ جلاکر کھاجائیں گے۔'' (ص:۲۶، علامت نمبر:۱۲۴)۔

ملاحظہ فرمایا کہ ابھی ابھی تو مسلمان صدقہ دینا چاہتے تھے اور لینے والا کوئی نہیں تھا، مال و زر اتنا عام تھا کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں تھا اور ابھی مسلمانوں ہی کی یہ حالت بتائی جارہی ہے کہ وہ کمان کا چلّے بھی جلاکر کھائیں گے تاکہ پیٹ کی آگ کسی طور ٹھنڈی ہو۔

کیا یہی وہ تحقیق ہے جس پر مولوی صاحب کو فخر ہے!

ج……ان احادیث میں تعارض نہیں، سلبِ ایمان کی وجہ سے سائل کو صحیح غور و فکر کی توفیق نہیں ہوئی، مسلمانوں پر تنگی اور ان کے کمان کے چلّے جلاکر کھانے کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے ذرا پہلے کا واقعہ ہے، جبکہ مسلمان دجال کی فوج کے محاصرے میں ہوں گے، اور خوشحالی و فراخی کا زمانہ اس کے بعد کا ہے۔

## کیا قادیانیوں کو جبراً قومی اسمبلی نے غیرمسلم بنایا ہے؟

س...... ''لا اکراہ فی الدین''، یعنی دین میں کوئی جبر نہیں، نہ تو آپ جبراً کسی کو مسلمان بنا سکتے ہیں اور نہ ہی جبراً کسی مسلمان کو آپ غیرمسلم بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ مطلب ٹھیک ہے تو پھر آپ نے ہم (جماعت احمدیہ) کو کیوں جبراً قومی اسمبلی اور حکومت کے ذریعہ غیرمسلم کہلوایا؟

ج...... آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاسکتا، یہ مطلب نہیں کہ جو شخص اپنے غلط عقائد کی وجہ سے مسلمان نہ رہا اس کو غیرمسلم بھی نہیں کہا جاسکتا، دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ کی جماعت کو قومی اسمبلی نے غیرمسلم نہیں بنایا، غیرمسلم تو آپ اپنے عقائد کی وجہ سے خود ہی ہوئے ہیں، البتہ مسلمانوں نے غیرمسلم کو غیرمسلم کہنے کا ''جرم'' ضرور کیا ہے۔

## قرآن پاک میں احمد کا مصداق کون ہے؟

س...... قرآن پاک میں ۲۸ویں پارے میں سورہ صف میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ اس سے مراد کون ہیں؟ جبکہ قادیانی، مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔

ج...... اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ (مشکوٰۃ ص:۵۱۵) قادیانی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ اس کو بھی نہیں مانیں گے۔

## قادیانیوں کے ساتھ اشتراک تجارت اور میل ملاپ حرام ہے

س...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں!

قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے، چونکہ قادیانی مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں، تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا

تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا راہ و رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

ج…… صورتِ مسئولہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ تجارت کرنا، خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے، کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں، گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں، لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی، غمی، کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا اختلاط، ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم!

## قادیانیوں سے میل جول رکھنا

س…… میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے، محلّہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں سے شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔

میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا، میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور الگ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں، والد صاحب انتقال کر چکے ہیں، والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔

اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے، میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھر کو مدعو نہ کریں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔

اب سوال ہے کہ میرے لئے شریعت اور اسلامی احکامات کے رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا۔ اس صورت حال میں جو بات صائب ہو، اس سے براہ کرم شریعت کا منشا واضح کریں۔

ج…… قادیانی مرتد اور زندیق ہیں، اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے، اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں

ہرگز شریک نہ ہوں، ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے، واللہ اعلم!

## مرزائیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے والا مسلمان

س...... ایک شخص مرزائیوں (جو بالاجماع کافر ہیں) کے پاس آتا جاتا ہے اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے، اور بعض مرزائیوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ ہمارا آدمی ہے، یعنی مرزائی ہے، مگر جب خود اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت اور حیات عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرحمۃ وفرضیت جہاد وغیرہ تمام عقائد اسلام کا قائل ہوں اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو کافر، کذاب، دجال، خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ تو کیا وجوہ بالا کی بنا پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا؟ اگر از روئے شریعت وہ کافر نہیں ہے تو اس پر فتویٰ لگانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ ان کے عقائد مذکورہ معلوم ہو جانے پر بھی تکفیر کرتا ہو اور کفار والا ان کے ساتھ سلوک کرتا ہو اور اس کی نشر واشاعت کرتا ہو۔

ج...... ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بائیکاٹ کریں، سلام وکلام ختم کریں، اس کو علیحدہ کردیں اور بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آجائے، اگر باز آگیا تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

## قادیانی کی دعوت اور اسلامی غیرت

س...... ایک ادارہ جس میں تقریباً پچیس افراد ملازم ہیں، اور ان میں ایک قادیانی بھی شامل ہے، اور اس قادیانی نے اپنے احمدی (قادیانی) ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے، اب وہی قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام اسٹاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اور اسٹاف کے کئی ممبران اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں۔ جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے پر تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد، دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں تو ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کرنا درست نہیں ہے۔ آپ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی

میں اس کی وضاحت کردیں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہوسکے۔

ج…… مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ: ’’میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔‘‘ جو شخص آپ کو کتا، خنزیر، حرامزادہ اور کافر یہودی کہتا ہو، اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے!

## قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا

س…… اگر پڑوس میں زیادہ اہل سنت جماعت رہتے ہوں، چند گھر قادیانی فرقہ کے ہوں ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا یا ویسے راہ و رسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے، ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں، قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

## قادیانیوں سے رشتہ کرنا یا ان کی دعوت کھانا جائز نہیں

س…… قادیانیوں کی دعوت کھالینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ نیز ایسے انسان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر کوئی قادیانی کو کافر سمجھ کر اس کی دعوت کھاتا ہے تو گناہ بھی ہے اور بے غیرتی بھی، مگر کفر نہیں، جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی رکھے اس کو سوچنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا؟

## قادیانی نواز وکلاء کا حشر

س…… کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان دین متین اس مسئلے میں کہ گزشتہ دنوں مردان میں قادیانیوں نے ربوہ کی ہدایت پر کلمہ طیبہ کے بیج بنوائے، پوسٹر بنوائے اور بیج اپنے بچوں کے

سینوں پر لگائے اور پوسٹر دکانوں پر لگا کر کلمہ طیبہ کی توہین کی، اس حرکت پر وہاں کے علماء کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کردیا، اور فاضل جج نے ضمانت کو مسترد کرتے ہوئے ان کو جیل بھیج دیا، اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے مسلمان وکلاء صاحبان ان قادیانیوں کی پیروی کررہے ہیں اور چند پیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز کرنے کے لئے جدوجہد کررہے ہیں، ان وکلاء صاحبان میں ایک سید ہے۔ برائے کرم قرآن اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمادیں کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ان وکلاء صاحبان کا کیا حکم ہے؟

ج…… قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمپ ہوگا اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا، یہ وکلاء جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے، قیامت کے دن غلام احمد کے کیمپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی وکالت کرنا اور بات ہے، لیکن شعائر اسلامی کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں، ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے، جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قادیانیوں کی حمایت و وکالت کرتا ہے وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل نہیں ہوگا خواہ وہ وکیل ہو یا کوئی سیاسی لیڈر، یا حاکمِ وقت۔

## اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کرلے تو اس کا شرعی حکم

س…… اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے عقد کرلیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج…… قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے، رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

الف:…… اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا…

ب:......اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مرتدوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا...

تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا، البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتد عورت کو فوراً علیحدہ کردے اور آئندہ کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے، اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے، کیونکہ عقائدِ کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے، اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

## قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

س...... احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جارہا ہے، کیا یہ جبر اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

ج......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان، مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں، تو خود انصاف فرمائیے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور ازروئے عقل و انصاف کسی غیرمسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر و اکراہ کی نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار و ارادے سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے، نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے، اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہئے۔

اب آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے؟ اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

## ''دین دارا انجمن'' اور ''میزان انجمن'' والے قادیانیوں کی بگڑی ہوئی جماعت ہیں، کافر و مرتد ہیں، ان سے کسی مسلمان کا نکاح حرام ہے

س……اللہ کے فضل سے ہمارے گھرانے میں بڑے چھوٹے سب نماز کے پابند ہیں اور ہمارا گھرانہ مذہبی گھرانہ ہے۔ ''میزان انجمن'' کراچی میں قائم ہے، اس انجمن کے بانی اور اراکین ''صدیق دین دار چن بسویشور'' کے ماننے والے پیروکار ہیں، یہ لوگ لمبی داڑھیاں، سر کے لمبے عورتوں جیسے بال رکھے ہوئے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد اور موجودہ مرزا طاہر احمد ''مامور من اللہ'' ہیں، ان کے اپنے ایک آدمی شیخ محمد ہیں، شیخ محمد کو مظہر خدا مان کر ان کو نماز کی طرح سجدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیخ محمد پر الہام ہوتا ہے، جو الہام ہوئے ہیں اب تک وہ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کی تبلیغ کراچی کورنگی میں زور و شور سے جاری ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ ان کی جماعت کے اراکین میں ہر ایک کا مقام بلند ہے، ایک صاحب جن کی عمر ۸۰ سال ہے، خود کو ''نرسیو اوتار'' اور روح مختار محمدی کہتے ہیں۔ ایک بدیع الزمان قریشی ہیں جو نائب صدر ہیں خود کو خلیفہ الارض کہتے ہیں، کراچی کے اہل سنت سرمایہ دار چند ایسے ہیں جو ان کی صورت اور حلیہ سے متأثر ہو کر ماہانہ اشاعت اسلام کے نام پر چندہ معقول رقم بھی دیتے ہیں، یہ پورا گروہ خود کو مبلغ اسلام کہتا ہے۔

ہمارے چند رشتہ داروں کو ان لوگوں نے اپنا ہم عقیدہ بنالیا ہے، ہر جمعہ ہمارے رشتہ دار ماموں ممانی ان کے بچے ہمارے گھر آتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ میزان انجمن کے رکن بن جاؤ، دنیا اور آخرت سنور جائے گی، ہندوؤں کا اوتار چن بسویشور مر گیا، اس کی روح صدیق دین دار صاحب میں آگئی، صدیق دین دار صاحب مرے نہیں اور وہ خدا کی اصلی صورت میں نہیں بلکہ اور روپ میں آئے تھے، اب لطیف آباد سندھ میں جدید دنیا کا آدم اور خدا شیخ محمد ہے، ان کی مذہبی انجمن میزان کے رکن بن جاؤ۔ شنکر کرشن، نرسیو،

ہنومان، کالی دیوی، رام یہ سب پیغمبر تھے اور شنکر کی قوت زبردست تھی، رسول مقبول محمد رسول اللہ کو اپنی تمام طاقت شنکر نے دی تھی، محمد رسول اللہ میں شنکر کی روح منتقل ہوگئی، سورۃ اخلاص صدیق دین دارچن بسویشور نے خود نازل کی تھی اور انہوں نے تفسیر بھی لکھی ہے۔

آپ کو اللہ اور رسول کا واسطہ ہے جلد جواب سے مطلع فرمایئے، ہماری ممانی کہتی ہیں: ''میزان انجمن دنیا کے مسلمانوں کو حق کا راستہ بتانے کے لئے وجود میں آئی ہے، پاکستان میں حق کی جماعت میزان انجمن ہی ہے اور صدیق دین دارچن بسویشور دنیا کا نظام چلا رہے ہیں۔''

آپ یہ بتائیں کہ قرآن کریم اور احادیث سے کیا یہ تمام باتیں درست ہیں؟ ہندو اوتاروں کی یا مسلمان پیغمبروں کی روح کا ایک دوسرے میں یا جس میں چاہے منتقل ہونا صحیح ہے؟

صدیق دین دارچن بسویشور کی اصلیت و حقیقت کیا ہے کیا تھی؟ ضروری بات یہ ہے کہ یہ جماعت نماز بھی پڑھتی ہے، اور نام مسلمانوں ہندوؤں کے ملے ہوئے رکھے ہیں، جیسے سید سراج الدین نرسیو اوتار یا صدیق دین دارچن بسویشور ان کے نام ہیں، امید ہے کہ ہمارے لئے زحمت کریں گے ہمارے گھر والے ماموں، ممانی ان کے بچوں کے ہر جمعہ آکر تبلیغ کرنے سے حیران ہیں، کیا ہم ان کی باتوں کو مانیں یا نہ مانیں گھر میں آنے سے منع کردیں؟ اپنے بیٹوں کے لئے رشتہ مانگتے ہیں کیا ہم اپنی بہنوں کو جو کنواری ہیں اپنے صدیق دین دارچن بسویشور کے پیرو ماموں کے بیٹوں کو دے سکتے ہیں؟ شرعی حیثیت سے جوابات عنایت فرما کر ہمارے ایمان کو محفوظ رکھنے میں معاون بنیں، ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے، والدہ سنی ہیں ہم سب سنی ہیں اور بڑے چھوٹے سب مذہبی ہیں، مذہبی گھرانہ ہے۔

ج...... ''میزان انجمن'' قادیانیوں کی بگڑی ہوئی جماعت ہے، یہ لوگ مرزا قادیانی کو ''مسیح موعود'' مانتے ہیں، حیدرآباد دکن میں مرزا قادیانی کا ایک مرید بابو صدیق تھا، اس کو مامور من اللہ، نبی، رسول، یوسف موعود اور ہندوؤں کا چن بسویشور اوتار مانتے ہیں۔ بابو صدیق

کے بعد شیخ محمد کو مظہرِ خدا اور تمام رسولوں کا اوتار مانتے ہیں، اس لئے ''دین دار انجمن'' اور ''میزان انجمن'' کے تمام افراد مرزائیوں کے دوسرے فرقوں کی طرح کافر و مرتد ہیں، یہ لوگ قادیانی عقائد کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے تناسخ کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں، اس انجمن کے افراد کو ان کے عقائد جاننے کے باوجود مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے۔ کسی مسلمان لڑکی کا ''میزان انجمن'' کے کسی مرتد سے نکاح نہیں ہوسکتا، اگر لڑکی ایسے مرتد کے حوالے کردی گئی تو ساری عمر زنا اور بدکاری کا وبال ہوگا۔ اس انجمن کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ سماجی و معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔ الغرض یہ مرتدوں کا ایک ٹولہ ہے جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے، حالانکہ ان کے عقائد خالص کفریہ ہیں۔

## دین دار انجمن کا امام کافر و مرتد ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

س…… نیو کراچی میں قادیانیوں کی عبادت گاہ مسجد فلاح دارین میں ''دین دار جماعت'' کا قادیانی یاسین پیش امام ہے، جو بہت چالاک، جھوٹا مکار اور غاصب ہے، اس نے مکاری سے کئی کوارٹر حاصل کر رکھے ہیں، کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں پر خود قبضہ کر رکھا ہے اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں کے تالے توڑ کر اپنے پالتو بدمعاشوں کا قبضہ کروا رکھا ہے، اور کئی مسلمانوں کو دھوکا دے کر مسجد کے نام سے رقم وصول کی اور مسجد میں لگانے کے بجائے اپنے گھر میں خرچ کی۔ اور اپنے پالتو بدمعاشوں کی سرپرستی اور عیاشی پر خرچ کی۔ براہ کرم آپ یہ بتائیں جن لوگوں نے لاعلمی میں مسجد کے نام پر اس کو رقم دی اس کا ثواب ان کو ملے گا یا وہ رقم برباد ہوگئی؟ اور ہمارے محلّہ کے کچھ لوگ لاعلمی میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو اس کے قادیانی ہونے کا علم ہوا تو نماز چھوڑ دی، اب لوگ قریبی بلال مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں جو نمازیں ہم لوگ اب تک قادیانی یاسین کے پیچھے لاعلمی میں پڑھ چکے ہیں وہ نمازیں ہوگئیں یا ان کی قضا کرنا پڑے گی یا کوئی اور طریقہ ہے؟

ج…… ''دین دار انجمن'' قادیانیوں کی جماعت ہے اور یہ لوگ کافر و مرتد ہیں، کسی غیر مسلم

کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا نہیں ہوتی، جن لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر یاسین مرتد کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنی نمازیں لوٹائیں، اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ''دین دار انجمن'' کے افراد جہاں جہاں مسلمانوں کو دھوکا دے کر امامت کر رہے ہوں ان کو مسجد سے نکال دیں، ان کی تنظیم کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

## دین دار انجمن کے پیروکار مرتد ہیں ان کا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے

س…… ہمارے محلے میں دین دار انجمن کے نام سے ایک تنظیم کام کر رہی ہے، جس کے نگران اعلیٰ سعید بن وحید صاحب ہیں جو کہ ہمارے علاقے میں ہی رہائش رکھتے ہیں، ان کے صاحب زادے کا حال ہی میں حادثہ کی وجہ سے انتقال ہوگیا، علاقے کے مسلمانوں کے ردِ عمل کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ علاقے میں نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے قبرستان میں نماز جنازہ پڑھانے کے بعد اسی قبرستان میں تدفین کردی گئی، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… دین دار انجمن کے حالات و عقائد پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''قادیانی مذہب'' میں ذکر کئے ہیں، اور جناب مفتی رشید احمد لدھیانوی نے اس فرقہ کے عقائد پر مستقل رسالہ ''بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا'' کے نام سے لکھا ہے۔

یہ جماعت، قادیانیوں کی ایک شاخ ہے، اور اس جماعت کا بانی بابو صدیق دین دار ''چن بسویشور'' خود بھی نبوت بلکہ خدائی کا مدعی تھا، بہر حال یہ جماعت مرتد اور خارج از اسلام ہے، ان سے مسلمانوں کا سا معاملہ جائز نہیں، ان کا جنازہ نہ پڑھا جائے، نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ان مرتدین کا جو مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردیا گیا ہے اس کو اکھاڑنا ضروری ہے، اس کے خلاف احتجاج کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کریں۔

# عقیدۂ ختم نبوت

## نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

س……حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب آسمان سے نازل ہوں گے؟

ج……قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو قیامت کی بڑی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے اور قیامت سے ذرا پہلے ان کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔ لیکن جس طرح قیامت کا معین وقت نہیں بتایا گیا کہ فلاں صدی میں آئے گی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت بھی معین نہیں کیا گیا کہ وہ فلاں صدی میں تشریف لائیں گے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: ”اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی، پس تم اس میں ذرا بھی شک مت کرو۔“ (سورۂ زخرف)۔ بہت سے اکابر صحابہؓ وتابعینؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قربِ قیامت کی نشانی ہے، حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

> ”یہ تفسیر حضرت ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابوالعالیہؒ، ابومالکؒ، عکرمہؒ، حسن بصریؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ اور دیگر حضرات سے مروی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کی متواتر احادیث وارد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت سے قبل تشریف لانے کی خبر دی ہے۔“
>
> (تفسیر ابن کثیر ج:۴ ص:۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

''شب معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم الصلوٰت والتسلیمات) سے ہوئی تو آپس میں قیامت کا تذکرہ ہونے لگا کہ کب آئے گی؟ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا، انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا کہ: قیامت کے وقوع کا ٹھیک وقت تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، البتہ میرے رب کا مجھ سے ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے جب دجال نکلے گا تو میں اس کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گا، وہ مجھے دیکھ کر اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے، پس اللہ تعالیٰ اس کو میرے ہاتھ سے ہلاک کردیں گے، یہاں تک شجر و حجر بھی پکار اٹھیں گے کہ اے مسلم! میرے پیچھے کافر چھپا ہوا ہے، اس کو قتل کردے۔

قتل دجال کے بعد لوگ اپنے اپنے علاقے اور ملک کو لوٹ جائیں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے، وہ جس چیز پر سے گزریں گے اسے تباہ کردیں گے، تب لوگ میرے پاس ان کی شکایت کریں گے، پس میں اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں بددعا کروں گا، پس اللہ تعالیٰ ان پر یکبارگی موت طاری کردیں گے، یہاں تک کہ زمین ان کی بدبو سے متعفن ہوجائے گی، پس اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جو ان کے اجسام کو بہا کر سمندر میں ڈال دے گی، پس میرے رب کا مجھ سے یہ عہد ہے کہ جب ایسا ہوگا تو قیامت کی مثال پورے دنوں کی حاملہ کی سی ہوگی، جس کے بارے میں اس کے مالک نہیں جانتے کہ اچانک دن میں یا رات میں کسی وقت اس کا وضع حمل ہوجائے۔'' (مسند احمد، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، ابن جریر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا ہے، معلوم ہوا کہ ان کی تشریف آوری بالکل قربِ قیامت میں ہوگی۔

س…… نیز آپ کی کیا کیا نشانیاں دنیا پر ظاہر ہوں گی؟

ج…… آپ کے زمانہ کے جو واقعات، احادیث طیبہ میں ذکر کئے گئے ہیں ان کی فہرست خاصی طویل ہے، مختصراً:

❁:......آپ سے پہلے حضرت مہدی کا آنا۔

❁:......آپ کا عین نماز فجر کے وقت اترنا۔

❁:......حضرت مہدی کا آپ کو نماز کے لئے آگے کرنا اور آپ کا انکار فرمانا۔

❁:......نماز میں آپ کا قنوتِ نازلہ کے طور پر یہ دعا پڑھنا: ”قتل الله الدجال.“

❁:......نماز سے فارغ ہوکر آپ کا قتل دجال کے لئے نکلنا۔

❁:......دجال کا آپ کو دیکھ کر سیسے کی طرح پگھلنے لگنا۔

❁:......”بابِ لُدّ“ نامی جگہ پر (جو فلسطین شام میں ہے) آپ کا دجال کو قتل کرنا، اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھانا۔

❁:......قتل دجال کے بعد تمام دنیا کا مسلمان ہوجانا، صلیب کے توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا عام حکم دینا۔

❁:......آپ کے زمانہ میں امن و امان کا یہاں تک پھیل جانا کہ بھیڑیئے، بکریوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ چرنے لگیں اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں۔

❁:......کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج کا نکلنا اور چار سو فساد پھیلانا۔

❁:......ان دنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے رفقاء سمیت کوہ طور پر تشریف لے جانا اور وہاں خوراک کی تنگی پیش آنا۔

❁:......بالآخر آپ کی بددعا سے یاجوج ماجوج کا یکدم ہلاک ہوجانا اور بڑے بڑے پرندوں کا ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینکنا۔

❁:......اور پھر زور کی بارش ہونا اور یاجوج ماجوج کے بقیہ اجسام اور تعفن کو بہا کر سمندر میں ڈال دینا۔

❁:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرب کے ایک قبیلہ بنوکلب میں نکاح کرنا اور اس سے آپ کی اولاد ہونا۔

❁:......”فج الروحا“ نامی جگہ پہنچ کر حج وعمرہ کا احرام باندھنا۔

❁ :......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اطہر کے اندر سے جواب دینا۔

❁ :......وفات کے بعد روضۂ اطہر میں آپ کا دفن ہونا وغیرہ وغیرہ۔

❁ :......آپ کے بعد ''مقعد'' نامی شخص کو آپ کے حکم سے خلیفہ بنایا جانا اور مقعد کی وفات کے بعد قرآن کریم کا سینوں اور صحیفوں سے اٹھ جانا۔

❁ :......اس کے بعد آفتاب کا مغرب سے نکلنا، نیز دابۃ الارض کا نکلنا اور مؤمن و کافر کے درمیان امتیازی نشان لگانا وغیرہ وغیرہ۔

س...... یہ کس طرح ظاہر ہوگا کہ آپ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟

ج......آپ کا یہ سوال عجیب دلچسپ سوال ہے، اس کو سمجھنے کے لئے آپ صرف دو باتیں پیش نظر رکھیں:

اول:......کتب سابقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیش گوئی کی گئی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و علامات ذکر کی گئی تھیں، جو لوگ ان علامات سے واقف تھے ان کے بارے میں قرآن کریم کا بیان ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ اگر کوئی آپ سے دریافت کرے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ تو اس کے جواب میں آپ کیا فرمائیں گے؟ یہی نا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جو کتب سابقہ میں مذکور تھیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر منطبق کرنے کے بعد ہر شخص کو فوراً یقین آجاتا تھا کہ آپ وہی نبی آخرالزمان ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کی ہیں ان کو سامنے رکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کی تعیین میں کسی کو ادنیٰ سا شبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ ہاں! کوئی شخص ان ارشاداتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناواقف ہو یا کج فطری کی بنا پر ان کے چسپاں کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو، یا محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس سے پہلوتہی کرے تو اس کا مرض لاعلاج ہے۔

دوم:......بعض قرائن ایسے ہوا کرتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آدمی یقین لانے پر مجبور ہوجاتا ہے اور اسے مزید دلیل کی احتیاج نہیں رہ جاتی، مثلاً آپ دیکھتے ہیں کہ کسی مکان کے سامنے محلے بھر کے لوگ جمع ہیں، پورا مجمع افسردہ ہے، گھر کے اندر کہرام مچا ہوا ہے، درزی کفن سی رہا ہے، کچھ لوگ پانی گرم کررہے ہیں، کچھ قبر کھودنے جارہے ہیں، اس منظر کو دیکھنے کے بعد آپ کو یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہے گی کہ کیا یہاں کسی کا انتقال ہوگیا ہے؟ اور اگر آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ فلاں صاحب کافی مدت سے صاحبِ فراش تھے اور ان کی حالت نازک تر تھی تو آپ کو یہ منظر دیکھ کر فوراً یقین آجائے گا کہ ان صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی خاص کیفیت، خاص وقت، خاص ماحول اور خاص حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے، جب وہ پورا نقشہ اور سارا منظر سامنے آئے گا تو کسی کو یہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ یہ واقعی عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا نہیں؟

تصور کیجئے! حضرت مہدی عیسائیوں کے خلاف مصروفِ جہاد ہیں، اتنے میں اطلاع آتی ہے کہ دجال نکل آیا ہے، آپ اپنے لشکر سمیت بہ عجلت بیت المقدس کی طرف لوٹتے ہیں، اور دجال کے مقابلے میں صف آراء ہوجاتے ہیں، دجال کی فوجیں اسلامی لشکر کا محاصرہ کرلیتی ہیں، مسلمان انتہائی تنگی اور سراسیمگی کی حالت میں محصور ہیں، اتنے میں سحر کے وقت ایک آواز آتی ہے: "قد اتاکم الغوث!" (تمہارے پاس مددگار آپہنچا!)، اپنی زبوں حالی کو دیکھ کر ایک شخص کے منہ سے بےساختہ نکل جاتا ہے کہ: "یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز معلوم ہوتی ہے۔" پھر اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے سفید منارہ کے پاس نزول فرماتے ہیں اور عین اس وقت لشکر میں پہنچتے ہیں جبکہ صبح کی اقامت ہوچکی ہے اور امام مصلیٰ پر جاچکا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام کوائف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں جب وہ ایک ایک کرکے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے تو کون ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

شناخت سے محروم رہ جائے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صفات و علامات، ان کا حلیہ اور ناک نقشہ، ان کے زمانۂ نزول کے سیاسی حالات اور ان کے کارناموں کی جزئیات اس قدر تفصیل سے بیان فرمائی ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ جب یہ پورا نقشہ لوگوں کے سامنے آئے گا تو ایک لمحہ کے لئے کسی کو ان کی شناخت میں تردد نہیں ہوگا۔ چنانچہ کسی کمزور سے کمزور روایت میں بھی یہ نہیں آتا کہ ان کی تشریف آوری پر لوگوں کو ان کے پہچاننے میں دقت پیش آئے گی، یا یہ کہ ان کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوجائے گا، کوئی ان کو مانے گا اور کوئی نہیں مانے گا، اس کے برعکس یہ آتا ہے کہ مسلمان تو مسلمان، دجال کے لشکر سے نمٹنے کے بعد غیر مذاہب کے لوگ بھی سب کے سب مسلمان ہوجائیں گے اور دنیا پر صرف اسلام کی حکمرانی ہوگی۔

یہ بھی عرض کردینا مناسب ہوگا کہ گزشتہ صدیوں سے لے کر اس رواں صدی تک بہت سے لوگوں نے مسیحیت کے دعوے کئے اور بہت سے لوگ اصل و نقل کے درمیان تمیز نہ کرسکے، اور ناواقفی کی بنا پر ان کے گرویدہ ہوگئے، لیکن چونکہ وہ واقعتاً "مسیح" نہیں تھے، اس لئے وہ دنیا کو اسلام پر جمع کرنے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بناکر اور ان کے درمیان اختلاف و تفرقہ ڈال کر چلتے بنے۔ ان کے آنے سے نہ فتنہ و فساد میں کمی ہوئی، نہ کفر و فسق کی ترقی رک سکی، آج زمانے کے حالات بانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ وہ اس تاریک ماحول میں اتنی روشنی بھی نہ کرسکے جتنی کہ رات کی تاریکی میں جگنو روشنی کرتا ہے۔ وہ یہ سمجھے کہ ان کی من مانی تاویلات کے ذریعہ ان کی مسیحیت کا سکہ چل نکلے گا، لیکن افسوس کہ ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمودہ علامات اتنی بھی چسپاں نہ ہوئیں جتنی کہ ماش کے دانے پر سفیدی، کسی کو اس میں شک ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ نقشہ کو سامنے رکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ ایک ایک علامت کو ان مدعیوں پر چسپاں کرکے دیکھے، اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر سکتا ہے مگر ان مدعیوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات و علامات منطبق نہیں ہوسکتیں۔ کاش! ان لوگوں نے بزرگوں کی یہ نصیحت یاد رکھی ہوتی:

بصاحب نظرے بنما گوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند

## خاتم النبیّین کا صحیح مفہوم وہ ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے

س...... ایک بزرگ نے خاتم النبیین یا لفظ خاتمیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اسلام کو خاتم الادیان کا اور پیغمبر اسلام کو خاتم الانبیاء کا خطاب دیا گیا ہے۔ خاتمیت کے دو معنے ہوسکتے ہیں، ایک یہ کہ کوئی چیز ناقص اور غیر مکمل ہو اور وہ رفتہ رفتہ کامل ہوجائے، دوسرے یہ کہ وہ چیز نہ افراط کی مد پر ہو نہ تفریط کی مد پر بلکہ دونوں کے درمیان ہو جس کا نام اعتدال ہے۔ اسلام دونوں پہلوؤں سے خاتم الادیان ہے، اس میں کمال اور اعتدال دونوں پائے جاتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اس عالیشان عمارت کی آخری اینٹ ہوں جس کو گزشتہ انبیاء تعمیر کرتے آئے ہیں، یہ اسلام کے کمال کی طرف اشارہ ہے، اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ مذہب اسلام ایک معتدل اور متوسط طریقہ کا نام ہے اور مسلمانوں کی قوم ایک معتدل قوم پیدا کی گئی ہے اس سے اسلام کے اعتدال کا ثبوت ملتا ہے۔'' کیا خاتم النبیین کا یہ مفہوم صحیح ہے اور سبھی فرقوں کا اس پر اتفاق ہے؟ راہنمائی فرماکر ممنون فرماویں۔

ج...... ''خاتم الانبیاء'' کا وہی مفہوم ہے جو قرآن وحدیث کے قطعی نصوص سے ثابت اور امت کا متواتر اور اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''آخری نبی'' ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، اس مفہوم کو باقی رکھ کر اس لفظ میں جو نکات بیان کئے جائیں وہ سرآنکھوں پر، اپنی عقل وفہم کے مطابق ہر صاحبِ علم نکات بیان کرسکتا ہے، لیکن اگر ان نکات سے متواتر مفہوم اور متواتر عقیدہ کی نفی کی جائے، تو یہ ضلالت وگمراہی ہوگی اور ایسے نکات مردود ہوں گے۔

## خاتم النبیّین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

س...... خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں؟ آخری نبی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو

نبوت نہیں عطا کی جائے گی۔ مولانا صاحب! اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو حضرت عائشہؓ کے قول کی وضاحت کردیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''اے لوگو! یہ تو کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے، مگر یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (حضرت عائشہؓ، تکملہ مجمع البحار)۔

ج…… اسی تکملہ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ارشاد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے پیش نظر فرمایا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ملی تھی اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشا یہ ہے کہ کوئی بددین خاتم النبیین کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نہ آنے پر استدلال نہ کرے، جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ آیت خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کو روکتی ہے۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد مرزا قادیانی کی تردید وتکذیب کے لئے ہے۔

س…… مہدیؓ اس دنیا میں کب تشریف لائیں گے؟ اور کیا مہدیؓ اور عیسیٰؑ ایک ہی وجود ہیں؟

ج…… حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ، آخری زمانہ میں قربِ قیامت میں ظاہر ہوں گے، ان کے ظہور کے تقریباً سات سال بعد دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ مرزا قادیانی نے خودغرضی کے لئے عیسیٰ اور مہدی کو ایک ہی وجود فرض کرلیا، حالانکہ تمام اہل حق اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

## نبوت تشریعی اور غیرتشریعی میں فرق

س…… اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"قولوا انه خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده"

ج…… تکملہ مجمع البحار میں علامہ محمد طاہر پٹنی نے یہ قول نقل کرکے لکھا ہے:

"وھذا ناظر الی نزول عیسیٰ."

یعنی یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر فرمایا۔

س......امام عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں: ''مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی محض تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے۔ جس کی تائید حدیث میں حفظ القرآن....الخ۔ سے بھی ہوتی ہے (جس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے قرآن حفظ کرلیا اس کے دونوں پہلوؤں سے نبوت بلاشبہ داخل ہوگئی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک ''لا نبی بعدی ولا رسول'' سے مراد صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو شریعت لے کر آئے۔ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں: ''جو نبوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے منقطع ہوئی ہے وہ صرف غیر تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقامِ نبوت۔'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اس لئے اس نے ان کی خاطر تشریعی نبوت باقی رکھی۔ مذکورہ بالا دو اقوال واضح فرمادیں۔ تشریعی اور غیر تشریعی بھی واضح فرمادیں، کیا اس کو اپنے لئے دلیل بناسکتے ہیں؟

ج......شیخ ابن عربیؒ اولیاء اللہ کے کشف والہام کو ''نبوت'' کہتے ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو جو منصب عطا کیا جاتا ہے اسے ''نبوت تشریعی'' کہتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے۔ چونکہ انبیاء کرام کی نبوت ان کے نزدیک تشریع کے بغیر نہیں ہوتی اس لئے ولایت والی نبوت واقعتاً نبوت ہی نہیں۔ علامہ شعرانیؒ اور شیخ ابن عربیؒ بھی انبیاء کرام والی نبوت (جو ان کی اصطلاح میں نبوت تشریعی کہلاتی ہے) کو ختم مانتے ہیں اور ولایت کو جاری۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، فرق صرف اصطلاح کا ہے۔ واللہ اعلم!

## کیا پاکستانی آئین کے مطابق کسی کو مصلح یا مجدد ماننا کفر ہے؟

س......آپ کے اور میرے علم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے، لیکن پاکستانی آئین کے مطابق، جو بھٹو دور میں بنا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مصلح، کوئی مجدد یا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اگر کوئی شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے تو وہ غیر مسلم ہے۔ اس لحاظ سے تو میں اور آپ بھی غیر مسلم ہوئے، کیونکہ آپ نے بعض سوالات کے جوابات میں کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی تشریف لائیں گے، براہ مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

ج...... جناب نے آئین پاکستان کی جس دفعہ کا حوالہ دیا ہے اس کے سمجھنے میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، اور آپ نے اس کو نقل بھی غلط کیا ہے۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ (۳) کا پورا متن یہ ہے:

''جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو آخری نبی ہیں) کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو شخص کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔''

آئین کی اس دفعہ میں ایک ایسے شخص کو غیر مسلم کہا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہونے کا قائل ہو، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے حصول کا مدعی ہو یا ایسے مدعیٔ نبوت کو اپنا دینی پیشوا تسلیم کرتا ہو۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہوں گے، نہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، اور نہ کوئی ان کو نبی مانتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ نبی ہیں، مگر ان کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ملی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے مل چکی ہے۔ مسلمان ان کی تشریف آوری کے بعد ان کی نبوت پر ایمان نہیں لائیں گے بلکہ مسلمانوں کا ان کی نبوت پر پہلے سے ایمان ہے، جس طرح حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام کی نبوت پر ایمان ہے (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات)۔ اس لئے آئینِ پاکستان کی اس دفعہ کا اطلاق نہ تو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پر ہوتا ہے، کیونکہ وہ مدعیٔ نبوت نہیں ہوں گے، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوتا ہے، کیونکہ ان کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی ہے نہ کہ بعد کی، اور نہ ان مسلمانوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو ان حضرات کی تشریف آوری کے قائل ہیں۔

اس دفعہ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حاصل ہونے والی نبوت کا دعویٰ کیا۔ ''یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا.'' (الاعراف:۱۵۸) کا نعرہ لگایا، اور لوگوں کو اس نئی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت

دی، نیز اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے ایسے لوگوں کو اپنا دینی مصلح اور پیشوا تسلیم کیا اور ان کی جماعت میں داخل ہوئے۔

امید ہے یہ مختصر سی وضاحت آپ کی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے کافی ہوگی۔

## ختم نبوت کی تحریک کی ابتداء کب ہوئی؟

س...... ختم نبوت کی تحریک کی ابتداء کب ہوئی؟ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب جھوٹے مدعیانِ نبوت نے دعویٰ کیا تھا یا کسی اور دور میں؟

ج...... ختم نبوت کی تحریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' سے ہوئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدعیانِ نبوت کے خلاف جہاد کرکے اس تحریک کو پروان چڑھایا۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس عمر میں نازل ہوں گے؟

س...... ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ حدیث کی روشنی میں بیان کریں کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں پیدا ہوں گے یا پھر اس عمر میں تشریف لائیں گے جس عمر میں آپ کو آسمان پر اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ جواب ضرور دیں اس طرح ہوسکتا ہے کہ آپ کی اس کاوش سے چند قادیانی اپنا عقیدہ درست کرلیں، یہ ایک قسم کا جہاد ہے، آپ کی تحریر ہمارے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

ج...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اسی عمر میں نازل ہوں گے، ان کا آسمان پر قیام ان کی صحت اور عمر پر اثر انداز نہیں، جس طرح اہل جنت، جنت میں سدا جوان رہیں گے اور وہاں کی آب و ہوا ان کی صحت اور عمر کو متاثر نہیں کرے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں اس وقت قیام فرما ہیں، وہاں زمین کے نہیں آسمان کے قوانین جاری ہیں، قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ: ''تیرے رب کا ایک دن تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر ہے۔''

اس قانونِ آسمانی کے مطابق ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہاں سے گئے ہوئے دو دن بھی نہیں گزرے۔ آپ غور فرما سکتے ہیں کہ صرف دو دن کے انسان کی صحت و عمر میں کیا کوئی نمایاں تبدیلی رونما ہو جاتی ہے؟

مشکل یہ ہے کہ ہم معاملاتِ الٰہیہ کو بھی اپنی عقل و فہم اور مشاہدہ و تجربہ کے ترازو میں تولنا چاہتے ہیں، ورنہ ایک مؤمن کے لئے فرمودۂ خدا اور رسول سے بڑھ کر یقین و ایمان کی کون سی بات ہو سکتی ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ پیدا ہونے کا سوال تو جب پیدا ہوتا کہ وہ مر چکے ہوتے، زندہ تو دوبارہ پیدا نہیں ہوا کرتا، اور پھر کسی مرے ہوئے شخص کا کسی اور قالب میں دوبارہ جنم لینا تو ''آواگون'' ہے جس کے ہندو قائل ہیں۔ کسی مدعیٔ اسلام کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت نے اس کے قالب میں دوبارہ جنم لیا ہے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی کے تشریف لائیں گے یا بحیثیت اُمتی کے؟

س...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی تشریف لائیں گے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے؟ اگر آپ بحیثیت نبی تشریف لائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیسے ہوئے؟

ج...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو بدستور نبی ہوں گے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ان کی شریعت منسوخ ہوگئی اور ان کی نبوت کا دور ختم ہوگیا۔ اس لئے جب وہ تشریف لائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے خلاف نہیں کیونکہ نبی آخر الزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی تھی۔

## کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے متعلق قرآن خاموش ہے؟

س…… زید یہ اعتقاد رکھے اور بیان کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے یا وفات دیئے جانے کے بارے میں قرآن پاک خاموش ہے، جیسا کہ زید کی یہ عبارت ہے: ''قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرۂ زمین سے اٹھا کر آسمان پر کہیں لے گیا اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی، اس لئے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔'' تو زید جو یہ بیان کرتا ہے، آیا اس بیان کی بنا پر مسلمان کہلائے گا یا کافر؟ وضاحت فرمائیں۔

ج…… جو عبارت سوال میں نقل کی گئی ہے، یہ مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کی ہے، بعد کے ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح کردی گئی ہے۔ اس لئے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا البتہ گمراہ کن غلطی قرار دیا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی تصریح ''بل رفعہ اللہ الیہ'' اور ''انی متوفیک ورافعک الی'' میں موجود ہے۔ چنانچہ تمام ائمہ تفسیر اس پر متفق ہیں کہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو ذکر فرمایا ہے اور رفع جسمانی پر احادیث متواترہ موجود ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کو احادیث متواترہ اور امت کے اجماعی عقیدہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ آیات رفع جسمانی میں قطعی دلالت کرتی ہیں اور یہ کہنا غلط ہے کہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی تصریح نہیں کرتا۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح پہچانا جائے گا؟

س…… اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جسم کے ساتھ موجود ہیں تو جب وہ اتریں گے تو لازم ہے کہ ہر شخص ان کو اترتے ہوئے دیکھ لے گا، اس طرح تو پھر انکار کی گنجائش ہی نہیں، اور سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے۔

ج…… جی ہاں! یہی ہوگا اور قرآن و حدیث نبویؐ میں یہی خبر دی گئی ہے، قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے:

''اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے، مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوگا ان پر گواہ۔'' (النساء)

اور حدیث شریف میں ہے:

''اور میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں عیسیٰ بن مریم کے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا، پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو پہچان لینا۔ قد میانہ، رنگ سرخ و سفید، بال سیدھے، بوقت نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے، خواہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو، ہلکے رنگ کی دو زرد چادریں زیب تن ہوں گی، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو بند کردیں گے اور تمام مذاہب کو معطل کردیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کذاب کو ہلاک کردیں گے۔ زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہوجائے گا، یہاں تک کہ اونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا زمین پر رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی، پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔ (مسند احمد ج:۲ ص:۴۳۷، فتح الباری ج:۶ ص:۴۹۳، مطبوعہ لاہور۔ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص:۱۶۱)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن کیا ہوگا؟

س…… حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کا مقصد کیا ہے اور ان کا مشن کیا ہوگا؟ جبکہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا مکمل اور پسندیدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی آمد عیسائیوں کی اصلاح کے لئے ہوسکتی ہے۔

اگر اسلام کے لئے تسلیم کرلیا جائے تو ہمارے آخر الزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کمی ہوگی، برائے نوازش اخبار کے ذریعہ میرے سوال کا جواب دے کر ایسے ذہنوں

کو مطمئن کیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن کیا ہوگا؟

ج...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوری تفصیل و وضاحت سے ارشاد فرمادیا ہے، اس سلسلے میں متعدد احادیث میں پہلے نقل کرچکا ہوں، یہاں صرف ایک حدیث پاک کا حوالہ دینا کافی ہے۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: انبیاء علاّتی بھائی ہیں، ان کی مائیں الگ ہیں مگر ان کا دین ایک ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہونے والے ہیں، پس جب ان کو دیکھو تو پہچان لو۔

قامت میانہ، رنگ سرخ و سفیدی ملا ہوا، ہلکے زرد رنگ کی دو چادریں زیب تن کئے نازل ہوں گے۔ سر مبارک سے گویا قطرے ٹپک رہے ہیں، گو اس کو تری نہ پہنچی ہو، پس وہ نازل ہوکر صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کو ہلاک کردیں گے۔ روئے زمین پر امن و امان کا دور دورہ ہوجائے گا۔ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین میں چالیس برس ٹھہریں گے، پھر ان کی وفات ہوگی، مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ان کو دفن کریں گے۔''

(مسند احمد ج:۲ ص:۴۰۶، فتح الباری ج:۶ ص:۲۵۷)

اس ارشاد پاک سے ظاہر ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصل مشن یہود و نصاریٰ کی اصلاح اور یہودیت و نصرانیت کے آثار سے روئے زمین کو پاک کرنا ہے، مگر چونکہ یہ زمانہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت کا ہے اس لئے وہ امت محمدیہ کے ایک فرد بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور خلیفہ کی حیثیت میں تشریف لائیں گے۔

چنانچہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

’’سن رکھو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا، سن رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہیں، سن رکھو کہ وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، جزیہ بند کردیں گے، لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے گی، سن رکھو جو شخص تم سے ان کو پائے ان سے میرا اسلام کہے۔‘‘

(مجمع الزوائد ج:۲ ص:۲۰۵، درمنثور ج:۲ ص:۲۴۲)

اس لئے اسلام کی جو خدمت بھی وہ انجام دیں گے اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کی حیثیت سے امتِ محمدیہ میں آکر شامل ہونا ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی کا باعث نہیں بلکہ آپ کی سیادت و قیادت اور شرف و منزلت کا شاہکار ہے، اس وقت دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی تمام انبیاء گزشتہ (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔‘‘　(مشکوٰۃ شریف ص:۳۰)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں

س… جیسا کہ احادیث و قرآن کی روشنی میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، اب ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کون سے آسمان پر ہیں اور ان کے انسانی ضروریات کے تقاضے کیسے پورے ہوتے ہوں گے؟ مثلاً: کھانا پینا، سونا جاگنا اور انس والفت اور دیگر اشیاء ضرورت انسان کو کیسے ملتی ہوں گی؟ وضاحت کرکے مطمئن کریں۔

ج… حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا، اور قربِ قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے، جس پر قرآن و سنت کے قطعی دلائل قائم ہیں اور جس پر امت کا اجماع ہے۔ حدیثِ معراج میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰؑ سے دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی، آسمان پر مادی غذا اور بول و براز کی ضرورت پیش نہیں آتی جیسا کہ اہلِ جنت کو ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول قرآن وحدیث کی روشنی میں

س……کیا قرآن مجید میں کہیں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟ اور وہی آکر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے؟

ج……سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا مضمون قرآن کریم کی کئی آیتوں میں ارشاد ہوا ہے، اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ متواتر احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع دی گئی ہے اور جن پر بقول مرزا صاحب کے ''امت کا اعتقادی تعامل چلا آرہا ہے'' وہ سب انہی آیات کریمہ کی تفسیر ہیں۔

### پہلی آیت:

سورۃ الصّف آیت:۹ میں ارشاد ہے: ''وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول، ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ اسے غالب کردے تمام دینوں پر، اگرچہ کتنا ہی ناگوار ہو مشرکوں کو۔''

> ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے……سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔''
>
> (براہین احمدیہ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب ص:۴۹۸، ۴۹۹، روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳، ۵۹۴)

''یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالم گیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔''

(چشمہ معرفت مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب ص:۸۳، ۹۱، روحانی خزائن ج:۲۳ ص۹۱)

جناب مرزا صاحب کی اس تفسیر سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱:......اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر دوبارہ آنے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔

۲:......مرزا صاحب پر بذریعہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کی پیش گوئی کا جسمانی اور ظاہری طور پر مصداق ہیں۔

۳:......امت کے تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اسلام کا غلبہ کاملہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوگا۔

جناب مرزا صاحب کی اس الہامی تفسیر سے جس پر تمام مفسرین کے اتفاق کی مہر بھی ثبت ہے، یہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے اس قرآنی وعدہ کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ضرور دوبارہ تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے اسلام تمام مذاہب پر غالب آجائے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تمام مذاہب کو مٹادیں گے۔'' (ابوداؤد، مسند احمد، مستدرک حاکم)

بعد میں جناب مرزا صاحب نے خود مسیحیت کا منصب سنبھال لیا لیکن یہ تو فیصلہ آپ کرسکتے ہیں کہ کیا ان کے زمانے میں اسلام کو غلبہ کاملہ نصیب ہوا؟ نہیں! بلکہ اس کے

برعکس یہ ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمان جناب مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ٹھہرے، ادھر مسلمانوں نے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو اسلام سے الگ ایک فرقہ سمجھا، نتیجہ یہ کہ اسلام کا وہ غلبہ کاملہ ظہور میں نہ آیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر تھا۔ اس لئے جناب مرزا صاحب کے دعویٔ مسیحیت کے باوجود زمانہ قرآن کے وعدے کا منتظر ہے اور یقین رکھنا چاہئے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس وعدے کے ایفاء کے لئے خود بنفس نفیس تشریف لائیں گے، کیونکہ بقول مرزا صاحب... ''ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔''

## دوسری آیت:

سورۃ النساء آیت: ۱۵۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے اور تمام اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی خبر دی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے موت اس کی کے پہلے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔'' (فصل الخطاب ج:۲ ص:۸۰ مؤلفہ حکیم نوردین قادیانی)

حکیم صاحب کا ترجمہ بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے فارسی ترجمہ کا گویا اردو ترجمہ ہے۔ شاہ صاحبؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند۔''

ترجمہ:...... ''یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو یہودی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت موجود ہوں گے وہ ایمان لائیں گے۔''

اس آیت کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ:

۱:...... عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں دوبارہ تشریف لانا مقدر ہے۔

۲:...... تب سارے اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

۳:...... اور اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

پورے قرآن مجید میں صرف اس موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر ہے جس سے پہلے تمام اہلِ کتاب کا ان پر ایمان لانا شرط ہے۔

اب اس آیت کی وہ تفسیر ملاحظہ فرمائیے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہؓ و تابعینؒ سے منقول ہے۔

صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات میں امام بخاریؒ نے ایک باب باندھا ہے: ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام'' اور اس کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! البتہ قریب ہے کہ نازل ہوں تم میں ابن مریم حاکمِ عادل کی حیثیت سے، پس توڑ دیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر کو اور موقوف کریں گے لڑائی اور بہ پڑے گا مال، یہاں تک کہ نہیں قبول کرے گا اس کو کوئی شخص، یہاں تک کہ ایک سجدہ بہتر ہوگا دنیا بھر کی دولت سے۔ پھر فرماتے تھے ابوہریرہؓ کہ پڑھو اگر چاہو قرآن کریم کی آیت: ''اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا حضرت عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے اور ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن ان پر گواہ۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی قرآن کی اس آیت کی تفسیر ہے اسی لئے حضرت ابوہریرہؓ نے اس کے لئے آیت کا حوالہ دیا۔ امام محمد بن سیرینؒ کا ارشاد ہے کہ ابوہریرہؓ کی ہر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔ (طحاوی شریف ج:۱ ص:۲۱)

بخاری شریف کے اسی صفحہ پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی خبر دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''وامامکم منکم'' فرمایا۔

یہ حدیث بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ دونوں حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں حاکمِ عادل کی حیثیت سے اس امت میں تشریف لانا۔

۲:...... کنز العمال ج:۷ ص:۲۶۷ (حدیث نمبر:۳۹۷۲۶ ص:۲۵۷) میں بروایت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے..... الخ۔''

۳:......امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات ص:۴۲۴ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''تم کیسے ہوگے جب عیسیٰ بن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تم میں شامل ہوکر تمہارے امام ہوں گے۔''

۴:......تفسیر درمنثور ج:۲ ص:۲۴۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میرے اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا، دیکھو! وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔''

۵:......ابوداوٗد ص:۵۹۴ اور مسند احمد ج:۲ ص:۴۰۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''انبیاء کرام باپ شریک بھائی ہیں۔ ان کی مائیں (شریعتیں) الگ الگ ہیں اور دین سب کا ایک ہے، اور مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم سے ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور بے شک وہ تم میں نازل ہوں گے پس جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا، ان کا حلیہ یہ ہے قد میانہ، رنگ سرخ وسفید، دو زرد رنگ کی چادریں زیب بدن ہوں گی، سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے، خواہ ان کو تری نہ پہنچی ہو، پس لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے، پس صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام مذاہب کو مٹادیں گے اور مسیح دجال کو ہلاک کردیں گے، پس زمین میں چالیس برس ٹھہریں گے، پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔''

یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں جن سے آیت زیر بحث کی تشریح ہوجاتی ہے۔

اب چند صحابہؓ وتابعینؒ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیے:

۱:......مستدرک حاکم ج:۲ ص:۳۰۹، درمنثور ج:۲ ص:۲۴۱، اور تفسیر ابن جریر ج:۶ ص:۱۴ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے اور یہ کہ جب وہ تشریف لائیں گے تو ان کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

۲:......ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر یہ فرماتی ہیں کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اور جب وہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے آپ کی موت سے پہلے آپ پر ایمان لائیں گے۔ (تفسیر درمنثور ج:۲ ص:۲۴۱)

۳:......درمنثور کے مذکورہ صفحہ پر یہی تفسیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن الحنفیہ سے منقول ہے۔

۴:......اور تفسیر ابن جریر ج:۶ ص:۱۴ میں یہی تفسیر اکابر تابعین حضرت قتادہؒ، حضرت محمد بن زید مدنیؒ (امام مالک کے استاذ)، حضرت ابو مالک غفاریؒ اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کے الفاظ یہ ہیں: ”آیت میں جس ایمان لانے کا ذکر ہے یہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ہوگا۔ اللہ کی قسم! وہ ابھی آسمان پر زندہ ہیں، لیکن آخری زمانے میں جب وہ نازل ہوں گے تو ان پر سب لوگ ایمان لائیں گے۔“

اس آیت کی جو تفسیر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ سے نقل کی ہے بعد کے تمام مفسرین نے اسے نقل کیا ہے اور اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے، لہٰذا کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کی خبر دی ہے اور دورِ نبوی سے آج تک یہی عقیدہ مسلمانوں میں متواتر چلا آرہا ہے۔

## تیسری آیت:

سورۂ زخرف آیت:۶۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہے: ”اور وہ نشانی ہے قیامت کی، پس تم اس میں مت شک کرو۔“

اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہؓ و تابعینؒ کا ارشاد ہے کہ: عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا قربِ قیامت کی نشانی ہوگی۔

۱:......صحیح ابن حبان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

”قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔“
(موارد الظمآن ص:۴۳۵ حدیث:۱۷۵۸)

۲:......حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم آپس میں مذاکرہ کررہے تھے، اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کہ: کیا مذاکرہ ہو رہا تھا؟ عرض کیا: قیامت کا تذکرہ کررہے تھے! فرمایا: قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو! دخان، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا، عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا، یاجوج وماجوج کا نکلنا......الخ۔“ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص:۴۷۲)

۳:......اور حدیث معراج جسے میں پہلے بھی کئی بار نقل کرچکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، قیامت کا تذکرہ ہوا کہ کب آئے گی؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی، پھر عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا:

”قیامت کا ٹھیک ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں، البتہ مجھ سے میرے رب کا ایک عہد ہے کہ قربِ قیامت میں دجال نکلے گا تو میں اسے قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گا۔ (آگے قتل دجال اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کی تفصیل ہے، اس کے بعد فرمایا) پس مجھ سے میرے رب کا عہد ہے کہ جب یہ سب کچھ ہوجائے گا تو قیامت کی مثال پورے دنوں کی حاملہ جیسی ہوگی۔“

(مسند احمد ج:۱ ص:۳۷۵، ابن ماجہ ص:۳۰۹، تفسیر ابن جریر ج:۱۷ ص:۷۲، مستدرک حاکم ج:۴ ص:۴۸۸، ۵۴۵، فتح الباری ج:۱۳ ص:۷۹، درمنثور ج:۴ ص:۳۳۶)

ان ارشاداتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت کی تفسیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد جو انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مجمع میں فرمایا اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے نقل کیا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کی نشانی کے طور پر دوبارہ تشریف لانا اور آکر دجالِ لعین کو قتل کرنا، اس پر اللہ تعالیٰ کا

عہد، انبیاء کرامؑ کا اتفاق اور صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے، اور گزشتہ صدیوں کے تمام مجددین اس کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں، کیا اس کے بعد بھی کسی مؤمن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے میں شک رہ جاتا ہے...؟

۴:......اس آیت کی تفسیر بہت سے صحابہؓ و تابعینؒ سے یہی منقول ہے کہ آخری زمانہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قربِ قیامت کی نشانی ہے، حافظ ابن کثیر اس آیت کی تحت لکھتے ہیں:

''یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا قیامت کی نشانی ہے، یہی تفسیر حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ، ابوالعالیہؒ، عکرمہؒ، حسن بصریؒ، ضحاکؒ اور دوسرے بہت سے حضرات سے مروی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کی احادیث متواتر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر ج:۴ ص:۱۳۲)

## چوتھی آیت:

سورۂ مائدہ کی آیت:۱۱۸ میں ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی میں اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے عرض کریں گے:

''اے اللہ! اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر بخش دیں تو آپ عزیز و حکیم ہیں۔''

سیدنا ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ: الٰہی! یہ تیرے بندے ہیں (مگر انہوں نے میری غیر حاضری میں مجھے خدا بنایا اس لئے) واقعی انہوں نے اپنے اس عقیدے کی بنا پر اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنالیا ہے اور اگر آپ بخش دیں، یعنی ان لوگوں کو، جن کو صحیح عقیدے پر چھوڑ کر گیا تھا اور (اسی طرح ان لوگوں کو بھی بخش دیں جنھوں نے اپنے عقیدہ سے رجوع کرلیا، چنانچہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر لمبی کردی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے زمین کی طرف اتارے جائیں

گے، تب عیسائی لوگ اپنے قول سے رجوع کرلیں گے، تو جن لوگوں نے اپنے قول سے رجوع کیا اور تیری توحید کے قائل ہوگئے اور اقرار کرلیا کہ ہم سب (بشمول عیسیٰ علیہ السلام کے) خدا کے بندے ہیں پس اگر آپ ان کو بخش دیں جبکہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا ہے تو آپ عزیز و حکیم ہیں۔" (تفسیر درمنثور ج:۲ ص:۳۵۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر سے واضح ہوا کہ یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کی دلیل ہے۔

آپ نے اپنے سوال میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے؟ اس کے جواب میں صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تیرہویں صدی کے آخر تک امتِ اسلامیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؓ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، اور یہ کہ نازل ہوکر پہلی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی اقتداء میں پڑھیں گے۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عیسیٰ اور مہدی کے ایک ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا ہے، اس کی دلیل نہ قرآن کریم میں ہے، نہ کسی صحیح اور مقبول حدیث میں، اور نہ سلف صالحین میں سے کوئی اس کا قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حضرت مہدیؓ اس امت کے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

## حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر شبہات

جناب نے یہ بھی دریافت فرمایا ہے کہ کیا "کل نفس ذائقة الموت" کی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اثر انداز نہیں ہوتی؟ جواباً گزارش ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو، مجھ کو، زمین کے تمام لوگوں کو، آسمان کے تمام فرشتوں کو، بلکہ ہر ذی روح مخلوق کو شامل ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر متنفس کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موت آئے گی۔ لیکن کب؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا وقت بھی بتادیا ہے کہ آخری زمانہ میں نازل ہوکر

وہ چالیس برس زمین پر رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور میرے روضہ میں ان کو دفن کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص:۴۸۰)

اس لئے آپ نے جو آیت نقل فرمائی ہے وہ اسلامی عقیدہ پر اثر انداز نہیں ہوتی، البتہ یہ عیسائیوں کے عقیدہ کو باطل کرتی ہے۔ اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے پادریوں کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔'' یہ نہیں فرمایا کہ: عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں۔ (درمنثور ج:۲ ص:۳)

## آخری گزارش

جیسا کہ میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا مسئلہ آج پہلی بار میرے آپ کے سامنے پیش نہیں آیا اور نہ قرآن کریم ہی پہلی مرتبہ میرے، آپ کے مطالعہ میں آیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے قرآن مجید متواتر چلا آتا ہے اور حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بھی۔ اس امت میں اہل کشف، ملہم و مجدد بھی گزرے ہیں اور بلند پایہ مفسرین و مجتہدین بھی، مگر ہمیں جناب مرزا صاحب سے پہلے کوئی ملہم، مجدد، صحابی، تابعی اور فقیہ و محدث ایسا نظر نہیں آتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں دوبارہ تشریف آوری کا منکر ہو۔ قرآن کریم کی جن آیتوں سے جناب مرزا غلام احمد صاحب وفات مسیح ثابت کرتے ہیں، ایک لمحہ کے لئے سوچئے کہ کیا یہ آیات قرآن کریم میں پہلے موجود نہیں تھیں؟ کیا چودہویں صدی میں پہلی بار نازل ہوئی ہیں؟ یا گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر... نعوذ باللہ... قرآن کو سمجھنے سے معذور اور عقل و فہم سے عاری تھے؟

> ''پس اگر اسلام میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے معلم نہیں آئے جن میں ظلی طور پر نورِ نبوت تھا تو گویا خدا تعالیٰ نے عمداً قرآن کو ضائع کیا کہ اس کے حقیقی اور واقعی طور پر سمجھنے والے بہت جلد دنیا سے اٹھالئے گئے۔ مگر یہ بات اس کے وعدہ کے

برخلاف ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **انا نحن نزلنا الذکر وانه له لحافظون**۔یعنی ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر قرآن کے سمجھنے والے ہی باقی نہ رہے اور اس پر یقینی اور حالی طور پر ایمان لانے والے زاویۂ عدم میں مختفی ہوگئے تو پھر قرآن کی حفاظت کیا ہوئی۔ اور اس پر ایک اور آیت بھی بین قرینہ ہے اور وہ یہ ہے **بل ھو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم**۔یعنی قرآن آیات بینات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں۔ یہ آیت بلند آواز سے پکار کر کہہ رہی ہے کہ کوئی حصہ تعلیم قرآن کا برباد اور ضائع نہیں ہوگا اور جس طرح روزِ اوّل سے اس کا پودا دلوں میں جمایا گیا یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔“

(شہادۃ القرآن ص:۵۴، ۵۵، مؤلفہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی)

بلاشبہ جس شخص کو قرآن کریم پر ایمان لانا ہوگا اسے اس تعلیم پر بھی ایمان لانا ہوگا جو گزشتہ صدیوں کے مجددین اور اکابرامت قرآن کریم سے متواتر سمجھتے چلے آئے ہیں، اور جو شخص قرآن کریم کی آیتیں پڑھ پڑھ کر ائمہ مجددین کے متواتر عقیدہ کے خلاف کوئی عقیدہ پیش کرتا ہے، سمجھنا چاہئے کہ وہ قرآن کریم کی حفاظت کا منکر ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر میں نے جو آیات پیش کی ہیں، ان کی تفسیر صحابہؓ و تابعینؒ کے علاوہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کی ہے۔ ان کے علاوہ جس صدی کے ائمہ دین اور صاحبِ کشف والہام مجددین کے بارے میں آپ چاہیں، میں حوالے پیش کردوں گا کہ انہوں نے قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور آخری زمانے میں دوبارہ آنے کو ثابت کیا ہے۔

جن آیتوں کو آپ کی جماعت کے حضرات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی دلیل میں پیش کرتے ہیں، من گھڑت تفسیر کے بجائے ان سے کہئے کہ ان میں ایک ہی آیت

کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، صحابہ کرامؓ سے، تابعینؒ سے یا بعد کے کسی صدی کے مجدد کے حوالے سے پیش کردیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں، وہ آخری زمانہ میں نہیں آئیں گے، بلکہ ان کی جگہ ان کا کوئی مثیل آئے گا۔ کیا یہ ظلم و ستم کی انتہا نہیں کہ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مجددین کے عقیدے پر قائم ہیں ان کو تو ''فیج اعوج'' (یعنی گمراہ اور کجرو لوگ) کہا جائے، اور جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اکابرِ امت کے خلاف قرآن کی تفسیر کریں اور ان تمام بزرگوں کو ''مشرک'' ٹھہرائیں، ان کو حق پر مانا جائے۔

---

میرے دل میں دو تین سوال آئے ہیں، جن کے جواب چاہتا ہوں، اور یہ جواب قرآن مجید کے ذریعہ دیئے جائیں، اور میں آپ کو یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ میں ''احمدی'' ہوں، اگر آپ نے میرے سوالوں کے جواب صحیح دیئے تو ہوسکتا ہے کہ میں آپ کے قریب زیادہ آجاؤں۔

س:۱:...... کیا آپ قرآن مجید کے ذریعہ یہ بتاسکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور اس جہان میں فوت نہیں ہوئے؟

س:۲:...... کیا قرآن مجید میں کہیں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟ اور وہ آکر امام مہدی کا دعویٰ کریں گے؟

س:۳:...... ''کل نفس ذائقة الموت'' کا لفظی معنی کیا ہے؟ اور کیا اس سے آپ کے دوبارہ آنے پر کوئی اثر نہیں پڑتا؟

ج...... جہاں تک آپ کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ: ''اگر آپ نے میرے سوالات کے جواب صحیح دیئے تو ہوسکتا ہے کہ میں آپ کے قریب آجاؤں'' یہ تو محض حق تعالیٰ کی توفیق و ہدایت پر منحصر ہے۔ تاہم جناب نے جو سوالات کئے ہیں، میں ان کا جواب پیش کر رہا ہوں اور یہ فیصلہ کرنا آپ کا اور دیگر قارئین کا کام ہے کہ میں جواب صحیح دے رہا ہوں یا نہیں؟ اگر میرے جواب میں کسی جگہ لغزش ہو تو آپ اس پر گرفت کرسکتے ہیں، وباللہ التوفیق!

اصل سوالات پر بحث کرنے سے پہلے میں اجازت چاہوں گا کہ ایک اصولی بات پیش خدمت کروں۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ تشریف آوری کا مسئلہ آج پہلی بار میرے اور آپ کے سامنے نہیں آیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے لے کر آج تک یہ امتِ اسلامیہ کا متواتر اور قطعی عقیدہ چلا آتا ہے، امت کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہ رہا ہو، اور امت کے اکابر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ائمہ مجددینؒ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس عقیدے کا قائل نہ ہو۔ جس طرح نمازوں کی تعداد رکعات قطعی ہے، اسی طرح اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد کا عقیدہ بھی قطعی ہے، خود جناب مرزا صاحب کو بھی اس کا اقرار ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجے کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔''
>
> (ازالہ اوہام، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

> ''اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے، بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا، اور یہ پیش گوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے۔''
>
> ''یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانے میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی

جہالت نہ ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کرکے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے۔“

(شہادۃ القرآن ص:۲، روحانی خزائن ج:۶ ص:۲۹۸)

مرزا صاحب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی احادیث کو متواتر اور امت کے اعتقادی عقائد کا مظہر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پھر ایسی احادیث جو تعامل اعتقادی یا عملی میں آکر اسلام کے مختلف گروہوں کا ایک شعار ٹھہر گئی تھیں، ان کو قطعیت اور تواتر کی نسبت کلام کرنا تو درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص:۵، روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۰۱)

جناب مرزا صاحب کے یہ ارشادات مزید تشریح و وضاحت کے محتاج نہیں، تاہم اس پر اتنا اضافہ ضرور کروں گا کہ:

۱:......احادیثِ نبویہ میں (جن کو مرزا صاحب قطعی متواتر تسلیم فرماتے ہیں)، کسی گمنام ”مسیح موعود“ کے آنے کی پیش گوئی نہیں کی گئی، بلکہ پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قربِ قیامت میں دوبارہ نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ پوری امتِ اسلامیہ کا ایک ایک فرد قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں صرف ایک ہی شخصیت کو ”عیسیٰ علیہ السلام“ کے نام سے جانتا پہچانتا ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بنی اسرائیل میں آئے تھے، اس ایک شخصیت کے علاوہ کسی اور کے لئے ”عیسیٰ بن مریم علیہ السلام“ کا لفظ اسلامی ڈکشنری میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔

۲:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک امتِ اسلامیہ میں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ متواتر رہا ہے، اس طرح ان کی حیات اور

رفع آسمانی کا عقیدہ بھی متواتر رہا ہے، اور یہ دونوں عقیدے ہمیشہ لازم وملزوم رہے ہیں۔

۳:...... جن ہزار ہا کتابوں میں صدی وار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا لکھا ہے، ان ہی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا انکار مرزا صاحب کے بقول ''دیوانگی اور جنون کا ایک شعبہ ہے'' تو ان کی حیات کے انکار کا بھی یقیناً یہی حکم ہوگا۔

ان تمہیدی معروضات کے بعد اب آپ کے سوالوں کا جواب پیشِ خدمت ہے۔

ا:...... حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام:

آپ نے دریافت کیا تھا کہ کیا قرآن کریم سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں؟ جواباً گزارش ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی گرفت سے بچاکر آسمان پر زندہ اٹھالیا۔

پہلی آیت:...... سورۃ النساء آیت:۱۵۷، ۱۵۸ میں یہود کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ: ''ہم نے مسیح بن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا۔'' اللہ تعالیٰ ان کے اس ملعون دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''انہوں نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا، نہ انہیں سولی دی، بلکہ ان کو اشتباہ ہوا...... اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے بڑی حکمت والا ہے۔''

یہاں جناب کو چند چیزوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں:

ا:...... یہود کے دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلب (سولی دیئے جانے) کی تردید فرمائی، بعدازاں قتل اور رفع کے درمیان مقابلہ کرکے قتل کی نفی کی اور اس کی جگہ رفع کو ثابت فرمایا۔

۲:...... جہاں قتل اور رفع کے درمیان اس طرح کا مقابلہ ہو جیسا کہ اس آیت میں ہے، وہاں رفع سے روح اور جسم دونوں کا رفع مراد ہوسکتا ہے، یعنی زندہ اٹھالینا صرف روح کا رفع مراد نہیں ہوسکتا اور نہ رفع درجات مراد ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم، حدیث نبویؐ

اور محاورات عرب میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ کسی جگہ قتل کی نفی کر کے اس کی جگہ رفع کو ثابت کیا گیا ہو، اور وہاں صرف روح کا رفع یا درجات کا رفع مراد لیا گیا ہو، اور نہ یہ عربیت کے لحاظ سے ہی صحیح ہے۔

۳:...... حق تعالیٰ شانہ جہت اور مکان سے پاک ہیں، مگر آسمان چونکہ بلندی کی جانب ہے اور بلندی حق تعالیٰ کی شان کے لائق ہے، اس لئے قرآن کریم کی زبان میں ''رفع الی اللہ'' کے معنی ہیں آسمان کی طرف اٹھایا جانا۔

۴:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کی دستبرد سے بچا کر صحیح سالم آسمان پر اٹھالیا جانا آپ کی قدر و منزلت کی دلیل ہے، اس لئے یہ رفع جسمانی بھی ہے اور روحانی اور مرتبی بھی۔ اس کو صرف رفع جسمانی کہہ کر اس کو رفع روحانی کے مقابل سمجھنا غلط ہے، ظاہر ہے کہ اگر صرف ''روح کا رفع'' عزت و کرامت ہے تو ''روح اور جسم دونوں کا رفع'' اس سے بڑھ کر موجب عزت و کرامت ہے۔

۵:...... چونکہ آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ عام لوگوں کی عقل سے بالاتر تھا اور اس بات کا احتمال تھا کہ لوگ اس بارے میں چہ میگوئیاں کریں گے کہ ان کو آسمان پر کیسے اٹھالیا؟ اس کی کیا ضرورت تھی؟ کیا اللہ تعالیٰ زمین پر ان کی حفاظت نہیں کرسکتا تھا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کو کیوں نہیں اٹھایا گیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام شبہات کا جواب ''وکان اللہ عزیزا حکیما'' میں دے دیا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ زبردست ہے، پوری کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح سالم اٹھالینا اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں اور ان کے ہاں زندہ رہنے کی استعداد پیدا کردینا بھی اس کی قدرت میں ہے، کائنات کی کوئی چیز اس کے ارادے کے درمیان حائل نہیں ہوسکتی اور پھر وہ حکیم مطلق بھی ہے، اگر تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو تمہیں اجمالی طور پر یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ اس حکیم مطلق کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالینا بھی خالی از حکمت نہیں ہوگا، اس لئے تمہیں چون و چرا کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ پر یقین رکھنا چاہئے۔

۶:……اس آیت کی تفسیر میں پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک کے تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا گیا اور وہی قربِ قیامت میں آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے۔ چونکہ تمام بزرگوں کے حوالے دینا ممکن نہیں اس لئے میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر اکتفا کرتا ہوں۔ ''جو قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص:۲۴۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۲۵)

تفسیر درمنثور (ج:۲ ص:۳۶)، تفسیر ابن کثیر (ج:۱ ص:۳۶۶)، تفسیر ابن جریر (ج:۳ ص:۲۰۲) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپؐ نے یہودیوں سے فرمایا: ''بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور بے شک وہ تمہاری طرف دوبارہ آئیں گے۔''

تفسیر درمنثور (ج:۲ ص:۳) میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے وفد سے مباحثہ کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا، اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی؟''

تفسیر ابن کثیر (ج:۱ ص:۵۷۴)، تفسیر درمنثور (ج:۲ ص:۲۳۸) میں حضرت ابن عباسؓ سے بہ سندِ صحیح منقول ہے کہ: ''جب یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شباہت ایک شخص پر ڈال دی، یہود نے اسی ''مثیلِ مسیح'' کو مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے اوپر سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔''

جیسا کہ اوپر عرض کرچکا ہوں امت کے تمام اکابر مفسرین و مجددین متفق اللفظ ہیں کہ اس آیت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح سالم زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا، اور سوائے فلاسفہ اور زنادقہ کے سلف میں سے کوئی قابلِ ذکر شخص اس کا منکر نہیں ہوا، اور نہ کوئی شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھنے اور پھر صلیبی زخموں سے

شفایاب ہونے کے بعد کشمیر چلے گئے اور وہاں ۸۷ برس بعد ان کی وفات ہوئی۔

اب آپ خود ہی انصاف فرماسکتے ہیں کہ امت کے اس اعتقادی تعامل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی میں شک کرنا اور اس کی قطعیت اور تواتر میں کلام کرنا جناب مرزا صاحب کے بقول ''درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ'' ہے یا نہیں...؟

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا

س...... ایک عیسائی نے یہ سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ہیں، اس طرح حضرت عیسیٰ رسول اللہ کے ساتھ روح اللہ بھی ہیں، لہٰذا حضرت عیسیٰ کی شان بڑھ گئی۔

ج...... یہ سوال محض مغالطہ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کی روح بلاواسطہ باپ کے ان کی والدہ کے شکم میں ڈالی گئی، باپ کے واسطہ سے بغیر پیدا ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ضرور ہے مگر اس سے ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ ورنہ آدم علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونا لازم آئے گا، کہ وہاں ماں اور باپ دونوں کا واسطہ نہیں تھا۔ پس جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر واسطہ والدین کے محض حق تعالیٰ شانہ کے کلمہ ''کن'' سے پیدا ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر واسطہ والد کے کلمہ ''کن'' سے پیدا ہوئے، اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا بغیر ماں باپ کے وجود میں آنا ان کی افضلیت کی دلیل نہیں، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کی افضلیت کی دلیل نہیں۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن کہاں ہوگا؟

س...... میں اس وقت آپ کی توجہ اخبار جنگ میں ''کیا آپ جانتے ہیں؟'' کے عنوان سے سوال نمبر:۲ ''جس حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہیں وہاں مزید کتنی قبروں کی گنجائش ہے؟ اور وہاں کس کے دفن ہونے کی روایت ہے؟ یعنی وہاں کون دفن ہوں گے؟'' اس کے جواب میں حضرت مہدیؒ لکھا ہوا ہے، جبکہ ہم آج تک علماء سے سنتے آئے ہیں کہ

حجرے میں حضرت عیسیٰؑ دفن ہوں گے۔

ج…… حجرہ شریفہ میں چوتھی قبر حضرت مہدیؓ کی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔

## حضرت مریمؑ کے بارے میں عقیدہ

س…… مسلمانوں کو حضرت مریمؑ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے اور ہمیں آپؑ کے بارے میں کیا معلومات نصوصِ قطعیہ سے حاصل ہیں؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت آپؑ کی شادی ہوئی تھی، اگر ہوئی تھی تو کس کے ساتھ؟ کیا حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کے "رفع الی السماء" کے بعد زندہ تھیں؟ آپ نے کتنی عمر پائی اور کہاں دفن ہیں؟ کیا کسی مسلم عالم نے اس بارے میں کوئی مستند کتاب لکھی ہے؟ میری نظر سے قادیانی جماعت کی ایک ضخیم کتاب گزری ہے جس میں کئی حوالوں سے یہ کہا گیا ہے کہ حضرت مریمؑ پاکستان کے شہر مری میں دفن ہیں، اور حضرت عیسیٰؑ مقبوضہ کشمیر کے شہر سری نگر میں۔

ج…… نصوصِ صحیحہ سے جو کچھ معلوم ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کی شادی کسی سے نہیں ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے وقت زندہ تھیں یا نہیں؟ کتنی عمر ہوئی؟ کہاں وفات پائی؟ اس بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی تذکرہ نہیں۔ مؤرخین نے اس سلسلہ میں جو تفصیلات بتائی ہیں، ان کا مأخذ بائبل یا اسرائیلی روایات ہیں۔ قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس کی تائید قرآن وحدیث تو کجا کسی تاریخ سے بھی نہیں ہوتی، ان کی جھوٹی مسیحیت کی طرح ان کی تاریخ بھی "خانہ ساز" ہے۔

# علاماتِ قیامت

## قیامت کی نشانیاں

جبرائیل علیہ السلام نے پانچواں سوال یہ کیا کہ پھر ایسی نشانیاں ہی بتا دیجئے جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اب قیامت قریب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں قیامت کی دو نشانیاں بتائیں۔



فہرست

اول یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے.....اس کی تشریح اہل علم نے کئی طرح کی ہے، سب سے بہتر توجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس میں اولاد کی نافرمانی کی طرف اشارہ ہے، مطلب یہ کہ قربِ قیامت میں اولاد اپنے والدین سے اس قدر برگشتہ ہوجائے گی کہ لڑکیاں جن کی فطرت ہی والدین کی اطاعت، خصوصاً والدہ سے محبت اور پیار ہے، وہ بھی ماں باپ کی بات اس طرح ٹھکرانے لگیں گی جس طرح ایک آقا اپنے زرخرید غلام لونڈی کی بات کو لائق توجہ نہیں سمجھتا، گویا گھر میں ماں باپ کی حیثیت غلام لونڈی کی ہوکر رہ جائے گی۔

دوسری نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ لوگ جن کی کل تک معاشرے میں کوئی حیثیت نہ تھی، جو ننگے پاؤں اور برہنہ جسم جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے وہ بڑی بڑی بلڈنگوں میں فخر کیا کریں گے۔ یعنی رذیل لوگ معزز ہوجائیں گے۔ ان دونشانیوں کے علاوہ قربِ قیامت کی اور بہت سی علامتیں حدیثوں میں بیان کی گئی ہیں۔ مگر یہ سب قیامت کی ''چھوٹی نشانیاں'' ہیں، اور قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں جن کے ظاہر ہونے کے بعد قیامت کے آنے میں زیادہ دیر نہیں ہوگی، یہ ہیں:

۱:......حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا اور بیت اللہ شریف کے سامنے رکن اور مقام کے درمیان لوگوں کا ان کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کرنا۔

۲:......ان کے زمانے میں کانے دجال کا نکلنا اور چالیس دن تک زمین میں فساد مچانا۔

۳:......اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔

۴:......یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

۵:......دابۃ الارض کا صفا پہاڑی سے نکلنا۔

۶:......سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور یہ قیامت کی سب سے بڑی نشانی ہوگی، جس سے ہر شخص کو نظر آئے گا کہ اب زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوا چاہتا ہے اور اب اس نظام کے توڑ دینے اور قیامت کے برپا ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ اس نشانی کو دیکھ کر لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہوجائے گا مگر یہ اس عالم کی نزع کا وقت ہوگا، جس طرح نزع کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی، اسی طرح جب سورج مغرب سے طلوع

ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ اس قسم کی کچھ بڑی بڑی نشانیاں اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ قیامت ایک بہت ہی خوفناک چیز ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے لئے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور قیامت کے دن کی رسوائیوں اور ہولناکیوں سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

## علاماتِ قیامت کے بارے میں سوال

س...... آپ نے روزنامہ جنگ کے جمعہ ایڈیشن میں علاماتِ قیامت میں ''جاہل عابد اور فاسق قاری'' کے عنوان سے لکھا ہے کہ: ''آخری زمانہ میں بے علم عبادت گزار اور بے عمل قاری ہوں گے۔'' آپ ذرا تفصیل سے سمجھائیں کہ ایسے عابد جو جاہل ہوں کس زمرے میں آئیں گے؟ کیونکہ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو جاہل نہ کہیں کیونکہ جاہل تو ابوجہل تھا یا اس کی ذریات ہوں گی، لیکن ایسے بے علم بھی نظر آجاتے ہیں جو بڑے عبادت گزار ہوتے ہیں اور شاید پُرخلوص بھی اور شاید اتنا علم بھی رکھتے ہوں کہ نماز کے الفاظ اور سورۂ اخلاص کے ساتھ نماز ادا کرسکیں، وضو اور غسل کا طریقہ انہیں آتا ہو، کیا ایسے لوگ ان جاہل عابدوں کے زمرے سے خارج ہوں گے؟ اگر یہ لوگ جاہل عابدوں کے زمرے میں شمار نہ کئے جائیں تو اس سے کمتر درجہ میں یعنی جن کو نماز پڑھنی بھی نہ آتی ہو وہ عبادت گزار کیسے بن سکتا ہے؟

لہٰذا آپ تفصیل سے سمجھادیں کہ حدیث شریف کا مطلب کیا ہے؟ آیا ''یہ ایسے عابد ہوں گے اور ناجی ہوں گے اور ایسے قاری ہوں گے جن کے پاس علم تو بڑا ہوگا لیکن عمل نہیں کریں گے۔'' یا ''یہ بے علم عبادت کریں گے اور بے عمل عالم ہوں گے اور دونوں ہی گھاٹے میں رہیں گے کیونکہ بے علم عمل نہیں اور بغیر عمل علم نہیں۔''

ج...... ''بے علم عبادت گزار'' سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے دین کے ضروری مسائل، جن کی روزمرہ ضرورت پیش آتی ہے، نہ سیکھے ہوں۔ اگر کسی نے اتنا علم جو ہر مسلمان پر فرض ہے، سیکھ لیا ہو تو وہ ''بے علم'' کے زمرے میں نہیں آتا۔ خواہ کتاب کے ذریعے سیکھا ہو، یا حضرات علماء کی خدمت میں بیٹھ کر زبانی سیکھا ہو، اور جو شخص فرض علم سے بھی بے بہرہ ہو اس

کے ''جاہل'' ہونے میں کیا شبہ ہے؟ اور ''فاسق قاری'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین کا علم تو رکھتے ہیں، مگر عمل سے بے بہرہ ہیں۔

## حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلِ سنت کا عقیدہ

س...... ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی رو سے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آخر الزمان ہیں۔ یہ ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے، لیکن پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ ان کی وفات کے بعد اور قیامت سے پہلے ایک نبی آئیں گے، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ جن کی والدہ کا نام حضرت آمنہ اور والد کا نام حضرت عبداللہ ہوگا، تو کیا یہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں ہوں گے جو دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟ میرے نانا محترم مولوی آزاد فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں فرما رہے تھے کہ قیامت سے پہلے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دنیا میں تشریف لائیں گے، لوگوں نے نشانیاں سن کو پوچھا: یا رسول اللہ! کیا وہ آپؐ تو نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کر خاموش رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ کہہ رہی تھی میں اس دنیا میں دوبارہ آؤں گا، اس کا جواب تفصیل سے دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج...... حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہل حق کا اتفاق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جس طرح صورت و سیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح وہ شکل و شباہت اور اخلاق و شمائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے، وہ نبی نہیں ہوں گے، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، نہ ان کی نبوت پر کوئی ایمان لائے گا۔

ان کی کفار سے خوں ریز جنگیں ہوں گی، ان کے زمانے میں کانے دجال کا خروج ہوگا اور وہ لشکر دجال کے محاصرے میں گھر جائیں گے، ٹھیک نماز فجر کے وقت دجال کو قتل کرنے کے لئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور فجر کی نماز حضرت مہدی

رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھیں گے، نماز کے بعد دجال کا رخ کریں گے، وہ لعین بھاگ کھڑا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور اسے "بابِ لُدّ" پر قتل کردیں گے، دجال کا لشکر تہ تیغ ہوگا اور یہودیت و نصرانیت کا ایک ایک نشان مٹادیا جائے گا۔

یہ ہے وہ عقیدہ جس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام سلف صالحین، صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مجددینؒ معتقد رہے ہیں۔ آپ کے نانا محترم نے جس خطبہ کا ذکر کیا ہے اس کا حدیث کی کسی کتاب میں ذکر نہیں، اگر انہوں نے کسی کتاب میں یہ بات پڑھی ہے تو بالکل لغو اور مہمل ہے، ایسی بے سروپا باتوں پر اعتقاد رکھنا صرف خوش فہمی ہے، مسلمان پر لازم ہے کہ سلف صالحین کے مطابق عقیدہ رکھے اور ایسی باتوں پر اپنا ایمان ضائع نہ کرے۔

## حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور کب ہوگا؟ اور وہ کتنے دن رہیں گے؟

س…… امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور کب ہوگا؟ اور آپ کہاں پیدا ہوں گے؟ اور کتنا عرصہ دنیا میں رہیں گے؟

ج…… امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا کوئی وقت متعین قرآن و حدیث میں نہیں بتایا گیا۔ یعنی یہ کہ ان کا ظہور کس صدی میں؟ کس سال ہوگا؟ البتہ احادیثِ طیبہ میں بتایا گیا ہے کہ ان کا ظہور قیامت کی ان بڑی علامتوں کی ابتدائی کڑی ہے جو بالکل قربِ قیامت میں ظاہر ہوں گی اور ان کے ظہور کے بعد قیامت کے آنے میں زیادہ وقفہ نہیں ہوگا۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کہاں پیدا ہوں گے؟ اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت منقول ہے کہ مدینہ طیبہ میں ان کی پیدائش و تربیت ہوگی۔ مکہ مکرمہ میں ان کی بیعت و خلافت ہوگی اور بیت المقدس ان کی ہجرت گاہ ہوگی۔ روایات و آثار کے مطابق ان کی عمر چالیس برس کی ہوگی جب ان سے بیعتِ خلافت ہوگی، ان کی خلافت کے ساتویں سال کانا دجال نکلے گا، اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزریں گے اور ۴۹ برس میں ان کا وصال ہوگا۔

## حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ

س…… روزنامہ جنگ میں آپ کا مضمون علاماتِ قیامت پڑھا، اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہر مسئلے کا حل اطمینان بخش طور پر اور حدیث وقرآن کے حوالے سے دیا کرتے ہیں۔ یہ مضمون بھی آپ کی علمیت اور تحقیق کا مظہر ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پورا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰؑ کے کفار اور عیسائیوں سے جو معرکے ہوں گے ان میں گھوڑوں، تلواروں، تیر کمانوں وغیرہ کا استعمال ہوگا، فوجیں قدیم زمانے کی طرح میدانِ جنگ میں آمنے سامنے ہوکر لڑیں گی۔ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ سے نو گھڑ سواروں کو دجال کا پتہ معلوم کرنے کے لئے شام بھیجیں گے، گویا اس زمانے میں ہوائی جہاز دستیاب نہ ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسیٰؑ دجال کو ایک نیزے سے ہلاک کریں گے، اور یاجوج ماجوج کی قوم بھی جب فساد برپا کرنے آئے گی تو اس کے پاس تیر کمان ہوں گے۔ یعنی وہ اسٹین گن رائفل، پسٹل اور تباہ خیز بموں کا زمانہ نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے وجود میں آنے کے بعد سے سائنس برابر ترقی کر رہی ہے اور قیامت کے آنے تک تو اس میں قیامت خیز ترقی ہوچکی ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ، اللہ کے حکم سے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ یاجوج ماجوج کی قوم سے بچنے کے لئے کوہِ طور کے قلعے میں پناہ گزیں ہوں گے، یعنی دنیا کے باقی اربوں انسانوں کو جو سب مسلمان ہوچکے ہوں گے، یاجوج ماجوج کے رحم وکرم پر چھوڑ جائیں گے۔ اتنے انسان تو ظاہر ہے اس قلعے میں بھی نہیں سما سکتے۔ میں نے کسی کتاب میں یہ دعا پڑھی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو بتائی تھی، مجھے یاد نہیں رہی۔ مندرجہ بالا وضاحتوں کے علاوہ وہ دعا بھی تحریر فرمادیں تو عنایت ہوگی۔

ج…… انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں، آج ذرائع مواصلات اور آلات جنگ کی جو ترقی یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے، آج سے ڈیڑھ دو صدی پہلے اگر کوئی شخص اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر ''جنون'' کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی ترقی

اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہے گی یا خودکشی کرکے انسانی تمدن کو پھر تیر و کمان کی طرف لوٹا دے گی؟ ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا خطرہ ہر وقت موجود ہے اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ براندام ہیں، تو ان احادیثِ طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا جن میں حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

فتنۂ دجال سے حفاظت کے لئے سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم ہے، کم از کم اس کی پہلی اور پچھلی دس دس آیتیں تو ہر مسلمان کو پڑھتے رہنا چاہئے، اور ایک دعا حدیث شریف میں یہ تلقین کی گئی ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ."

ترجمہ:...... "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے ہر فتنے سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ سے اور قرض و تاوان سے۔"

## حضرت مہدیؓ کے ظہور کی کیا نشانیاں ہیں؟

س...... آپ کے صفحہ "اقرأ" کے مطابق امام مہدیؓ آئیں گے، جب امام مہدیؓ آئیں گے تو ان کی نشانیاں کیا ہوں گی؟ اور اس وقت کیا نشان ظاہر ہوں گے جس سے ظاہر ہو کہ حضرت امام مہدیؓ آگئے ہیں؟ قرآن و حدیث کا حوالہ ضرور دیجئے۔

ج...... اس نوعیت کے ایک سوال کا جواب "اقرأ" میں پہلے دے چکا ہوں، مگر جناب کی رعایتِ خاطر کے لئے ایک حدیث لکھتا ہوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ:

''ایک خلیفہ کی موت پر (ان کی جانشینی کے مسئلہ پر) اختلاف ہوگا، تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ آجائے گا (یہ مہدیؓ ہوں گے اور اس اندیشہ سے بھاگ کر مکہ آجائیں گے کہ کہیں ان کو خلیفہ نہ بنادیا جائے) مگر لوگ ان کے انکار کے باوجود ان کو خلافت کے لئے منتخب کریں گے، چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے۔''

''پھر ملک شام سے ایک لشکر ان کے مقابلے میں بھیجا جائے گا، لیکن یہ لشکر ''بیداء'' نامی جگہ میں جو کہ مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پس جب لوگ یہ دیکھیں گے تو (ہر خاص و عام کو دور دور تک معلوم ہوجائے گا کہ یہ مہدیؓ ہیں) چنانچہ ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے بیعت کریں گی۔ پھر قریش کا ایک آدمی جس کی ننھیال قبیلہ بنوکلب میں ہوگی آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ آپ بنوکلب کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے وہ ان پر غالب آئے گا اور بڑی محرومی ہے اس شخص کے لئے جو بنوکلب کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ پس حضرت مہدیؓ خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو استقرار نصیب ہوگا)۔ حضرت مہدیؓ سات سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔'' (یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ص:۴۷۱ میں ابوداؤد کے حوالے سے درج ہے، اور امام سیوطیؒ نے العرف الوردی فی آثار المہدیؓ ص:۵۹ میں اس کو ابن ابی شیبہ، احمد ابوداؤد، ابویعلیٰ اور طبری کے حوالے سے نقل کیا ہے)۔

## الامام المہدیؓ... سنی نظریہ

محترم المقام جناب مولانا لدھیانوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''جنگ'' جمعہ ایڈیشن میں کسی سوال کے جواب میں آپ نے مہدی منتظر کی

''مفروضہ پیدائش'' پر روشنی ڈالتے ہوئے ''امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کے پُرشکوہ الفاظ استعمال کئے ہیں جو صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے مخصوص ہیں۔ دوسرے، قرآن مقدس اور حدیث مطہرہ سے ''امامت'' کا کوئی تصور نہیں ملتا، علاوہ ازیں اس سلسلہ میں جو روایات ہیں وہ معتبر نہیں کیونکہ ہر سلسلۂ رواۃ میں قیس بن عامر شامل ہے، جو متفقہ طور پر کاذب اور من گھڑت احادیث کے لئے مشہور ہے۔

ابن خلدون نے اس بارے میں جن موافق ومخالف احادیث کو یکجا کرنے پر اکتفا کیا ہے ان میں کوئی بھی سلسلۂ تواتر کو نہیں پہنچتی، اور ان کا انداز بھی بڑا مشتبہ ہے۔

لہٰذا میں حق وصداقت کے نام پر درخواست کروں گا کہ مہدی منتظر کی شرعی حیثیت قرآن عظیم اور صحیح احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بذریعہ ''جنگ'' مطلع فرمائیں، تاکہ اصل حقیقت ابھر کر سامنے آجائے، اس سلسلہ میں مصلحت اندیشی یا کسی قسم کا ابہام یقیناً قیامت میں قابل مؤاخذہ ہوگا۔

شیعہ عقیدہ کے مطابق مہدی منتظر کی ۲۵۵ھ میں جناب حسن عسکریؒ کے یہاں نرجس خاتونؒ کے بطن سے ولادت ہوچکی ہے اور وہ حسن عسکریؒ کی رحلت کے فوراً بعد ۵ سال کی عمر میں حکمتِ خداوندی سے غائب ہوگئے اور اس غیبت میں اپنے نائبین، حاجزین، سفرا اور وکلاء کے ذریعہ خمس وصول کرتے، لوگوں کے احوال دریافت کرکے حسبِ ضرورت ہدایات، احکامات دیتے رہتے ہیں، اور انہیں کے ذریعہ اس دنیا میں اصلاح وخیر کا عمل جاری ہے، اس کی تائید میں لٹریچر کا طویل سلسلہ موجود ہے۔

میرے خیال میں علمائے اہل سنت نے اس ضمن میں اپنے اردگرد پائی جانے والی مشہور روایات ہی کو نقل کردیا ہے، مزید تاریخی یا شرعی حیثیت وتحقیق سے کام نہیں لیا، اور اغلباً اسی اتباع میں آپ نے بھی اس ''مفروضہ'' کو بیان کرڈالا ہے، کیا یہ درست ہے؟

ج...... حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کے ''پُرشکوہ الفاظ'' پہلی بار میں نے استعمال نہیں کئے، بلکہ اگر آپ نے مکتوبات امامِ ربانیؒ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مکتوبات شریفہ میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے حضرت مہدیؒ کو انہیں الفاظ سے یاد

کیا ہے۔ پس اگر یہ آپ کے نزدیک غلطی ہے تو میں یہی عرض کرسکتا ہوں کہ اکابرِ امت اور مجددینِ ملت کی پیروی میں غلطی:

ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است

کی مصداق ہے۔ غالباً کسی ایسے ہی موقع پر امام شافعیؒ نے فرمایا تھا:

ان کان رفضاً حُب اٰل محمد
فلیشھد الثقلان انی رافضیاً

ترجمہ:...... ''اگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا نام رافضیت ہے، تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں پکا رافضی ہوں۔''

آپ نے حضرت مہدی کو ''رضی اللہ عنہ'' کہنے پر جو اعتراض کیا ہے، اگر آپ نے غور و تأمل سے کام لیا ہوتا تو آپ کے اعتراض کا جواب خود آپ کی عبارت میں موجود ہے۔ کیونکہ آپ نے تسلیم کیا ہے کہ ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے مخصوص رہے ہیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیق و مصاحب ہوں گے، پس جب میں نے ایک ''مصاحبِ رسول'' ہی کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟ عام طور پر حضرت مہدی کے لئے ''علیہ السلام'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جو لغوی معنی کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے، اور مسلمانوں میں ''السلام علیکم، وعلیکم السلام'' یا ''وعلیکم وعلیہ السلام'' کے الفاظ روزمرہ استعمال ہوتے ہیں، مگر کسی کے نام کے ساتھ یہ الفاظ چونکہ انبیاء کرام یا ملائکہ عظام کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اس لئے میں نے حضرت مہدیؓ کے لئے کبھی یہ الفاظ استعمال نہیں کئے، کیونکہ حضرت مہدیؓ نبی نہیں ہوں گے۔

جناب کو حضرت مہدیؓ کے لئے ''امام'' کا لفظ استعمال کرنے پر بھی اعتراض ہے، اور آپ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''قرآن مقدس اور حدیث مطہرہ سے امامت کا کوئی تصور نہیں ملتا'' اگر اس سے مراد ایک خاص گروہ کا نظریہ امامت ہے تو آپ کی یہ بات صحیح ہے۔ مگر جناب کو یہ بدگمانی نہیں ہونی چاہئے تھی کہ میں نے بھی ''امام'' کا لفظ اسی اصطلاحی مفہوم میں استعمال کیا

ہوگا، کم سے کم امام مہدیؒ کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ کا استعمال ہی اس امر کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ "امام" سے یہاں ایک خاص گروہ کا اصطلاحی "امام" مراد نہیں۔

اور اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی شخص کو امام بمعنی مقتدا، پیشوا، پیش رو کہنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی تو آپ کا یہ ارشاد بجائے خود ایک عجوبہ ہے۔ قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر امت کے ارشادات میں یہ لفظ اس کثرت سے واقع ہوا ہے کہ عورتیں اور بچے تک بھی اس سے نامانوس نہیں۔ آپ کو "واجعلنا للمتقین اماما" کی آیت اور "من بایع اماما" کی حدیث تو یاد ہوگی اور پھر امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے ہزاروں افراد ہیں جن کو ہم "امام" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ فقہ و کلام کی اصطلاح میں "امام" مسلمانوں کے سربراہ مملکت کو کہا جاتا ہے (جیسا کہ حدیث: "من بایع اماما" میں وارد ہوا ہے)۔

حضرت مہدیؒ کا ہدایت یافتہ اور مقتدا و پیشوا ہونا تو لفظ "مہدی" ہی سے واضح ہے اور وہ مسلمانوں کے سربراہ بھی ہوں گے، اس لئے ان کے لئے "امام" کے لفظ کا استعمال قرآن وحدیث اور فقہ و کلام کے لحاظ سے کسی طرح بھی محل اعتراض نہیں۔

ظہورِ مہدیؒ کے سلسلہ کی روایات کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد کہ:

> "اس سلسلہ میں جو روایات ہیں وہ معتبر نہیں، کیونکہ ہر سلسلۂ رواۃ میں قیس بن عامر شامل ہے، جو متفقہ طور پر کاذب اور من گھڑت احادیث کے لئے مشہور ہے۔"

بہت ہی عجیب ہے! معلوم نہیں جناب نے یہ روایات کہاں دیکھی ہیں جن میں سے ہر روایت میں قیس بن عامر کذاب آ گھستا ہے؟

میرے سامنے ابوداؤد (ج:۲ ص:۵۸۸، ۵۸۹) کھلی ہوئی ہے، جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی، حضرت ام سلمہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی روایت سے احادیث ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے کسی سند میں مجھے قیس بن عامر نظر نہیں آیا۔ جامع ترمذی (ج:۲ ص:۴۶) میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن مسعود اور حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی احادیث ہیں، ان میں سے اول الذکر دونوں احادیث کو امام ترمذیؒ نے "صحیح" کہا ہے، اور آخر الذکر کو "حسن"، ان میں بھی کہیں قیس بن عامر نظر نہیں آیا۔

سنن ابن ماجہ میں یہ احادیث حضرات عبداللہ بن مسعود، ابوسعید خدری، ثوبان، علی، ام سلمہ، انس بن مالک، عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہم کی روایت سے مروی ہیں۔ ان میں بھی کسی سند میں قیس بن عامر کا نام نہیں آتا۔

مجمع الزوائد (ج:۷ ص:۳۱۵ تا ۳۱۸) میں مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے اکیس روایات نقل کی ہیں:

۱:......حضرت ابوسعید خدریؓ: ۴

۲:......حضرت ام سلمہؓ: ۴

۳:......حضرت ابوہریرہؓ: ۳

۴:......حضرت ام حبیبہؓ: ۱

۵:......حضرت عائشہؓ: ۱

۶:......حضرت قرۃ بن ایاسؓ: ۱

۷:......حضرت انسؓ: ۱

۸:......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: ۱

۹:......حضرت جابرؓ: ۱

۱۰:......حضرت طلحہؓ: ۱

۱۱:......حضرت علیؓ: ۱

۱۲:......حضرت ابن عمرؓ: ۱

۱۳:......حضرت عبداللہ بن حارثؓ: ۱

ان میں سے بعض روایات کے راویوں کی تضعیف کی ہے اور دو روایتوں میں دو کذاب راویوں کی بھی نشاندہی کی ہے، مگر کسی روایت میں قیس بن عامر کا نام ذکر نہیں کیا، اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ ہر روایت کے سلسلۂ رواۃ میں قیس بن عامر شامل ہے، محض غلط ہے۔

آپ نے مؤرخ ابن خلدون کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس سلسلہ میں موافق اور مخالف احادیث کو یکجا کرنے پر اکتفا کیا ہے، ان میں کوئی بھی سلسلۂ تواتر کو نہیں پہنچتی اور ان کا انداز بھی بڑا مشتبہ ہے۔

اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ آخری زمانے میں ایک خلیفہ عادل کے ظہور کی احادیث صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث میں مختلف طرق سے موجود ہیں۔ یہ احادیث اگرچہ فرداً فرداً آحاد ہیں مگر ان کا قدر مشترک متواتر ہے۔ آخری زمانے کے اسی خلیفہ عادل کو احادیثِ طیبہ میں ''مہدی'' کہا گیا ہے، جن کے زمانے میں دجال اعور کا خروج ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوکر اسے قتل کریں گے۔ بہت سے اکابر امت نے احادیثِ مہدیؓ کو نہ صرف صحیح بلکہ متواتر فرمایا ہے اور انہی متواتر احادیث کی بنا پر امتِ اسلامیہ ہر دور میں آخری زمانے میں ظہورِ مہدیؓ کی قائل رہی ہے، خود ابن خلدون کا اعتراف ہے:

''اعلم ان المشهور بين الكافة من اهل الاسلام على ممر الاعصار انه لا بد فی آخر الزمان من ظهور رجل من اهل البيت يؤيد الدين ويظهر العدل ويتبعه المسلمون ويستولی علی الممالک الاسلامية ويسمی بالمهدی ويكون خروج الدجال وما بعده من اشراط الساعة الثابتة فی الصحيح علی اثره وان عيسیٰ ينزل من بعده فيقتل الدجال او ينزل معه فيساعده علیٰ قتله ويأتم بالمهدی فی صلاته.'' (مقدمہ ابن خلدون ص:۳۱۱)

ترجمہ:...... ''جاننا چاہئے کہ تمام اہل اسلام کے درمیان ہر دور میں یہ بات مشہور رہی ہے کہ آخری زمانے میں اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ضروری ہے جو دین کی تائید کرے گا، اس کا نام مہدی ہے اور دجال کا خروج اور اس کے بعد کی وہ علاماتِ قیامت

جن کا احادیث صحیحہ میں ذکر ہے ظہورِ مہدی کے بعد ہوں گی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام مہدی کے بعد نازل ہوں گے، پس دجال کو قتل کریں گے۔ یا مہدی کے زمانے میں نازل ہوں گے، پس حضرت مہدیؒ قتل دجال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیق ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز میں حضرت مہدیؒ کی اقتدا کریں گے۔''

اور یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے عقائد پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں بھی ''علاماتِ قیامت'' کے ذیل میں ظہورِ مہدی کا عقیدہ ذکر کیا گیا ہے، اور اہل علم نے اس موضوع پر مستقل رسائل بھی تالیف فرمائے ہیں۔ پس ایک ایسی خبر جو احادیث متواترہ میں ذکر کی گئی ہو، جسے ہر دور اور ہر زمانے میں تمام مسلمان ہمیشہ مانتے چلے آئے ہوں، اور جسے اہل سنت کے عقائد میں جگہ دی گئی ہو، اس پر جرح کرنا یا اس کی تخفیف کرنا، پوری امتِ اسلامیہ کو گمراہ اور جاہل قرار دینے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ آپ نے اپنے خط کے آخر میں مہدی کے بارے میں ایک مخصوص فرقہ کا نظریہ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

''میرے خیال میں علماء اہل سنت نے اس ضمن میں اپنے اردگرد پائی جانے والی مشہور روایات ہی کو نقل کر دیا ہے۔ مزید تاریخی یا شرعی حیثیت و تحقیق سے کام نہیں لیا اور اغلباً اسی اتباع میں آپ نے بھی اس ''مفروضہ'' کو بیان کر ڈالا، کیا یہ درست ہے؟''

گویا حفاظِ حدیث سے لے کر مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ تک وہ تمام اکابرِ امت اور مجددینِ ملت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا، آپ کے خیال میں سب دودھ پیتے بچے تھے کہ وہ تاریخی و شرعی تحقیق کے بغیر گرد و پیش میں پھیلے ہوئے افسانوں کو اپنی اسانید سے نقل کر دیتے اور انہیں اپنے عقائد میں ٹانک لیتے تھے؟ غور فرمائیے کہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ''**ولعن آخر هذه الامة اولها**'' کی کیسی شہادت آپ کے قلم نے پیش کر دی...! میں نہیں سمجھتا کہ احساسِ کمتری کا یہ عارضہ ہمیں کیوں لاحق ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے گھر کی ہر چیز کو ''آوردۂ اغیار'' تصور کرنے لگتے ہیں۔ آپ علمائے اہل

سنت پر یہ الزام لگانے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ انہوں نے ملاحدہ کی پھیلائی ہوئی روایات کو تاریخی وشرعی معیار پر پرکھے بغیر اپنے عقائد میں شامل کرلیا ہوگا (جس سے اہل سنت کے تمام عقائد وروایات کی حیثیت مشکوک ہوجاتی ہے، اور اسی کو میں ''احساسِ کمتری'' سے تعبیر کررہا ہوں)، حالانکہ اسی مسئلہ کا جائزہ آپ دوسرے نقطہ نظر سے بھی لے سکتے تھے کہ آخری زمانے میں ایک خلیفہ عادل حضرت مہدیؓ کے ظہور کے بارے میں احادیث و روایات اہل حق کے درمیان متواتر چلی آتی تھیں۔ گمراہ فرقوں نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اسی عقیدہ کو لے کر اپنے انداز میں ڈھالا اور اس میں موضوع اور من گھڑت روایات کی بھی آمیزش کرلی۔ جس سے ان کا مطمع نظر ایک تو اپنے سیاسی مقاصد کو بروئے کار لانا تھا، اور دوسرا مقصد مسلمانوں کو اس عقیدے ہی سے بدظن کرنا تھا، تاکہ مختلف قسم کی روایات کو دیکھ کر لوگ الجھن میں مبتلا ہوجائیں اور ظہورِ مہدیؓ کے عقیدے ہی سے دستبردار ہوجائیں۔ ہر دور میں جھوٹے مدعیان مہدویت کے پیش نظر بھی یہی دو مقصد رہے، چنانچہ گزشتہ صدی کے آغاز میں پنجاب کے جھوٹے مہدی نے جو دعویٰ کیا اس میں بھی یہی دونوں مقصد کارفرما نظر آتے ہیں۔ الغرض سلامتیٔ فکر کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم اس امر کا یقین رکھیں کہ اہل حق نے اصل حق کو جوں کا توں محفوظ رکھا اور اہل باطل نے اسے غلط تعبیرات کے ذریعہ کچھ کا کچھ بنادیا، حتیٰ کہ جب کچھ نہ بن آئی تو امام مہدی کو ایک غار میں چھپا کر پہلے غیبتِ صغریٰ کا اور پھر غیبتِ کبریٰ کا پردہ اس پر تان دیا، لیکن آخر یہ کیا اندازِ فکر ہے کہ تمام اہل حق کے بارے میں یہ تصور کرلیا جائے کہ وہ اغیار کے مالِ مستعار پر جیا کرتے تھے!

جہاں تک ابن خلدون کی رائے کا تعلق ہے، وہ ایک مؤرخ ہیں، اگرچہ تاریخ میں بھی ان سے مسامحات ہوئے ہیں، فقہ وعقائد اور حدیث میں ابن خلدون کو کسی نے سند اور حجت نہیں مانا، اور یہ مسئلہ تاریخ کا نہیں بلکہ حدیث وعقائد کا ہے، اس بارے میں محدثین ومتکلمین اور اکابر امت کی رائے قابل اعتناء ہوسکتی ہے۔

امداد الفتاویٰ جلد ششم میں صفحہ: ۲۵۹ سے صفحہ: ۲۶۷ تک ''موخذۃ الظنون عن ابن خلدون'' کے عنوان سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے ابن

خلدون کے شبہات کا شافی جواب تحریر فرمایا ہے، اسے ملاحظہ فرمالیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ ''مسئلہ مہدی'' کے بارے میں اہلِ حق کا نظریہ بالکل صحیح اور متواتر ہے اور اہلِ باطل نے اس سلسلہ میں تعبیرات و حکایات کا جو انبار لگایا ہے نہ وہ لائقِ التفات ہے اور نہ اہلِ حق کو اس سے مرعوب ہونے کی ضرورت ہے۔

## کیا امام مہدیؓ کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہوگا؟

س...... کیا امام مہدیؓ کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہوگا؟

ج...... امام مہدی علیہ الرضوان نبی نہیں ہوں گے، اس لئے ان کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو حضرت مہدیؓ کے زمانے میں نازل ہوں گے وہ بلاشبہ پہلے ہی سے اولوالعزم نبی ہیں۔

## کیا حضرت مہدیؓ و عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں؟

س...... مہدیؓ اس دنیا میں کب تشریف لائیں گے؟ اور کیا مہدیؓ اور عیسیٰؑ ایک ہی وجود ہیں؟

ج...... حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ آخری زمانہ میں قربِ قیامت میں ظاہر ہوں گے، ان کے ظہور کے قریباً سات سال بعد دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

## ظہورِ مہدیؓ اور چودہویں صدی

س...... امام مہدی ابھی تک تشریف نہیں لائے اور پندرہویں صدی کے استقبال کی تیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔

ج...... مگر امام مہدیؓ کا چودہویں صدی میں ہی آنا کیوں ضروری ہے؟

س...... علاوہ اس کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد ہوتا ہے۔

ج...... ایک ہی فرد کا مجدد ہونا ضروری نہیں، متعدد افراد بھی مجدد ہوسکتے ہیں اور دین کے

خاص خاص شعبوں کے الگ الگ مجدد بھی ہوسکتے ہیں، ہر خطہ کے لئے الگ الگ مجدد بھی ہوسکتے ہیں۔ حدیث میں ''من'' کا لفظ عام ہے، اس سے صرف ایک ہی فرد مراد لینا صحیح نہیں اور ان مجددین کے لئے مجدد ہونے کا دعویٰ کرنا اور لوگوں کو اس کی دعوت دینا بھی ضروری نہیں اور نہ لوگوں کو یہ پتہ ہونا ضروری ہے کہ یہ مجدد ہیں، البتہ ان کی دینی خدمات کو دیکھ کر اہل بصیرت کو ظن غالب ہوجاتا ہے کہ یہ مجدد ہیں۔

س...... حضرت مہدیؓ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودہویں صدی کے باقی ماندہ قلیل عرصہ میں کیسے آجائیں گے؟

ج...... مگر ان کا اس قلیل عرصہ میں آنا ہی کیوں ضروری ہے؟ کیا چودہویں صدی کے بعد دنیا ختم ہوجائے گی؟ جناب کی ساری پریشانی اس غلط مفروضے پر مبنی ہے کہ: ''حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کا چودہویں صدی میں تشریف لانا ضروری تھا، مگر وہ اب تک نہیں آئے۔'' حالانکہ یہ بنیاد ہی غلط ہے، قرآن وحدیث میں کہیں نہیں فرمایا گیا کہ یہ دونوں حضرات چودہویں صدی میں تشریف لائیں گے، اگر کسی نے کوئی ایسی قیاس آرائی کی ہے تو یہ محض اٹکل ہے، جس کی واقعات کی دنیا میں کوئی قیمت نہیں، اور اگر اس کے لئے کسی نے قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا ہے تو قطعاً غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اس سے دریافت فرمائیے کہ چودہویں صدی کا لفظ قرآن کریم کی کس آیت یا حدیث شریف کی کس کتاب میں آیا ہے؟

نوٹ:...... جناب نے اپنا سرنامہ ایک ''پریشان بندہ'' لکھا ہے، اگر آپ اپنا اسم گرامی اور پتہ نشان بھی لکھ دیتے تو کیا مضائقہ تھا؟ ویسے بھی گمنام خط لکھنا، اخلاق ومروت کے لحاظ سے کچھ مستحسن چیز نہیں۔

## مجدد کو ماننے والوں کا کیا حکم ہے؟

س...... ہر صدی کے شروع میں مجدد آتے ہیں، کیا ان کو ماننے والے غیر مسلم ہیں؟

ج...... ہر صدی کے شروع میں جن مجددوں کے آنے کی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خبر دی گئی ہے وہ نبوت ورسالت کے دعوے نہیں کیا کرتے، اور جو شخص ایسے دعوے کرے

وہ مجدد نہیں، لہٰذا کسی سچے مجدد کو ماننے والا تو غیرمسلم نہیں، البتہ جو شخص یہ اعلان کرے کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں'' اس کو ماننے والے ظاہر ہے غیرمسلم ہی ہوں گے۔

س…… چودہویں صدی کے مجدد کب آئیں گے؟

ج…… مجدد کے لئے مجدد ہونے کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں، جن اکابر نے اس صدی میں دینِ اسلام کی ہر پہلو سے خدمت کی وہ اس صدی کے مجدد تھے، گزشتہ صدیوں کے مجددین کو بھی لوگوں نے ان کی خدمات کی بنا پر ہی مجدد تسلیم کیا۔

## چودہویں صدی کے مجدد حضرت محمد اشرف علی تھانویؒ تھے

س…… مشہور حدیث مجدد مسلمانوں میں عام مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر سو سال کے سرے پر ایک نیک شخص مجدد ہوکر آیا کرے گا۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ چودہویں صدی گزر گئی مگر کوئی بزرگ مجدد کے نام اور دعویٰ سے نہ آیا، اگر کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کا پتہ بتائیں۔

ج…… مجدد دعویٰ نہیں کیا کرتا، کام کیا کرتا ہے۔ چودہ صدیوں میں کن کن بزرگوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟ چودہویں صدی کے مجدد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ تھے، جنھوں نے دینی موضوعات پر قریباً ایک ہزار کتابیں لکھیں اور اس صدی میں کوئی فتنہ، کوئی بدعت اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس پر آپ نے قلم نہ اٹھایا ہو۔ اسی طرح حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف و سلوک، عقائد و کلام وغیرہ دینی علوم میں کوئی ایسا علم نہیں جس پر آپ نے تالیفات نہ چھوڑی ہوں۔ بہرحال مجدد کے لئے دعویٰ لازم نہیں، اس کے کام سے اس کے مجدد ہونے کی شناخت ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد نے مجدد سے لے کر مہدی، مسیح، نبی، رسول، کرشن، گرونانک، رودر گوپال ہونے کے دعویٰ تو بہت کئے مگر ان کے ناہموار قدپران میں سے ایک بھی دعویٰ صادق نہیں آیا۔

## کیا چودہویں صدی آخری صدی ہے؟

س…… بعض لوگ کہتے ہیں کہ چودہویں صدی آخری صدی ہے، اور چودہویں صدی ختم

ہونے میں ڈیڑھ سال باقی ہے، اس کے بعد قیامت آجائے گی۔ جبکہ میں اس بات کو غلط خیال کرتا ہوں۔

ج…… یہ بات سراسر غلط ہے! قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیامت کا معین وقت نہیں بتایا گیا اور اس کی بڑی بڑی جو علامتیں بیان فرمائی گئی ہیں وہ ابھی شروع نہیں ہوئیں، ان علامتوں کے ظہور میں بھی ایک عرصہ لگے گا، اس لئے یہ خیال محض جاہلانہ ہے کہ چودہویں صدی ختم ہونے پر قیامت آجائے گی۔

## چودہویں صدی ہجری کی شریعت میں کوئی اہمیت نہیں

س…… چودہویں صدی ہجری کی اسلام میں کیا اہمیت ہے؟ اور جناب کسی شخص نے مجھ سے کہا ہے کہ: ''چودہویں صدی میں نہ تو کسی کی دعا قبول ہوگی اور نہ ہی اس کی عبادات۔'' آخر کیا وجہ ہے؟

ج…… شریعت میں چودہویں صدی کی کوئی خصوصی اہمیت نہیں، جن صاحب کا یہ قول آپ نے نقل کیا ہے، وہ غلط ہے۔

## پندرہویں صدی اور قادیانی بدحواسیاں

س…… جناب مولانا صاحب! پندرہویں صدی کب شروع ہو رہی ہے؟ باعث تشویش یہ بات ہے کہ بندہ نے قادیانیوں کا اخبار ''الفضل'' دیکھا، اس میں اس بارے میں متضاد باتیں لکھی ہیں، چنانچہ مؤرخہ ۷؍ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ، ۲۹؍اکتوبر ۱۹۷۹ء کے پرچہ میں لکھا ہے کہ: ''سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کے لئے جس کے شروع ہونے میں دس دن باقی رہ گئے ہیں ایک اہم پروگرام کا اعلان فرمایا ہے۔''

مگر الفضل ۱۲؍ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ، ۳؍نومبر ۱۹۷۹ء کے اخبار میں لکھا ہے کہ سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث پر آسمانی انکشاف کیا گیا ہے کہ پندرہویں صدی جس کی ابتداء اگلے سال ۱۹۸۰ء میں ہو رہی ہے، اور ربوہ کے ایک قادیانی پرچہ ''انصار اللہ'' نے ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ، مارچ ۱۹۷۹ء کے شمارے میں ''چودہویں صدی ہجری کا اختتام'' کے عنوان سے ایک ادارتی نوٹ میں لکھا ہے:

''اسلامی کیلنڈر کے مطابق چودھویں صدی کے آخری سال کے چوتھے ماہ کا بھی نصف گزر چکا ہے، یعنی آج پندرہ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ہے اور چودھویں صدی ختم ہونے میں صرف ساڑھے آٹھ ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے، پندرہویں صدی کا آغاز ہونے والا ہے (گویا محرم ۱۴۰۰ھ سے)۔''

آپ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ پندرہویں صدی کب سے شروع ہورہی ہے، اس ۱۴۰۰ھ سے یا اگلے سال محرم ۱۴۰۱ھ سے؟ یا ابھی دس سال باقی ہیں؟

ج…… صدی سو سال کے زمانہ کو کہتے ہیں، چودھویں صدی ۱۳۰۱ھ سے شروع ہوئی تھی، اب اس کا آخری سال محرم ۱۴۰۰ھ سے شروع ہورہا ہے، اور محرم ۱۴۰۱ھ پندرہویں صدی کا آغاز ہوگا۔ باقی قادیانی صاحبان کی اور کون سی بات تضادات کا گورکھ دھندا نہیں ہوتی؟ اگر نئی صدی کے آغاز جیسی بدیہی بات میں بھی تضاد بیانی سے کام لیں تو یہ ان کی ذہنی ساخت کا فطری خاصہ ہے، اس پر تعجب ہی کیوں ہو…؟

## دجال کی آمد

س…… دجال کی آمد کا کیا صحیح حدیث میں کہیں ذکر ہے؟ اگر ہے تو وضاحت فرمائیں۔

ج…… دجال کے بارے میں ایک دو نہیں بہت سی احادیث ہیں اور یہ عقیدہ امت میں ہمیشہ سے متواتر چلا آیا ہے، بہت سے اکابر امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث متواتر ہیں۔

## دجال کا خروج اور اس کے فتنہ فساد کی تفصیل

جنگ اخبار میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کے بارے میں حدیث کے حوالہ سے ''ان کا حلیہ اور وہ آکر کیا کریں گے'' لکھا تھا، اب مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات بھی لکھ دیں تو مہربانی ہوگی۔

س:۱:…… خر دجال کا حلیہ حدیث کے حوالہ سے (کیونکہ ہم نے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ بہت تیز چلے گا، اس کی آواز کرخت ہوگی وغیرہ وغیرہ)۔

س:۲:......کانا دجال جو اس پر سواری کرے گا، اس کا حلیہ۔

ج...... دجال کے گدھے کا حلیہ زیادہ تفصیل سے نہیں ملتا، مسند احمد اور مستدرک حاکم کی حدیث میں صرف اتنا ذکر ہے کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا اور مشکوٰۃ شریف میں بیہقی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ اس کا رنگ سفید ہوگا۔

دجال کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں اس کے حلیہ، اس کے دعویٰ اور اس کے فتنہ وفساد پھیلانے کی تفصیل ذکر کی گئی ہے، چند احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱:......رنگ سرخ، جسم بھاری بھرکم، قد پستہ، سر کے بال نہایت خمیدہ الجھے ہوئے، ایک آنکھ بالکل سپاٹ، دوسری عیب دار، پیشانی پر ”ک، ف، ر“ یعنی ”کافر“ کا لفظ لکھا ہوگا جسے ہر خواندہ وناخواندہ مؤمن پڑھ سکے گا۔

۲:...... پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر ترقی کرکے خدائی کا مدعی ہوگا۔

۳:......اس کا ابتدائی خروج اصفہان خراسان سے ہوگا اور عراق وشام کے درمیان راستہ میں اعلانیہ دعوت دے گا۔

۴:......گدھے پر سوار ہوگا، ستر ہزار یہودی اس کی فوج میں ہوں گے۔

۵:......آندھی کی طرح چلے گا اور مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین میں گھومے پھرے گا۔

۶:......مدینہ میں جانے کی غرض سے احد پہاڑ کے پیچھے ڈیرہ ڈالے گا، مگر خدا کے فرشتے اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، وہاں سے ملک شام کا رخ کرے گا اور وہاں جاکر ہلاک ہوگا۔

۷:......اس دوران مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ طیبہ میں جتنے منافق ہوں گے وہ گھبرا کر باہر نکلیں گے اور دجال سے جاملیں گے۔

۸:......جب بیت المقدس کے قریب پہنچے گا تو اہل اسلام اس کے مقابلہ میں نکلیں گے اور دجال کی فوج ان کا محاصرہ کرلے گی۔

۹:......مسلمان بیت المقدس میں محصور ہوجائیں گے اور اس محاصرہ میں ان کو سخت ابتلا پیش آئے گا۔

۱۰:......ایک دن صبح کے وقت آواز آئے گی: ''تمہارے پاس مدد آپہنچی!'' مسلمان یہ آواز سن کر کہیں گے کہ: ''مدد کہاں سے آسکتی ہے؟ یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے۔

۱۱:......عین اس وقت جبکہ فجر کی نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے شرقی منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے۔

۱۲:......ان کی تشریف آوری پر امام مہدیؓ (جو مصلّے پر جاچکے ہوں گے) پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان سے امامت کی درخواست کریں گے، مگر آپ امام مہدیؓ کو حکم فرمائیں گے کہ نماز پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے۔

۱۳:......نماز سے فارغ ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے، آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھوٹا سا نیزہ ہوگا، دجال آپ کو دیکھتے ہی اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ آپ اس سے فرمائیں گے کہ: اللہ تعالیٰ نے میری ایک ضرب تیرے لئے لکھ رکھی ہے، جس سے تو بچ نہیں سکتا! دجال بھاگنے لگے گا، مگر آپ ''بابِ لُدّ'' کے پاس اس کو جالیں گے اور نیزے سے اس کو ہلاک کردیں گے اور اس کا نیزے پر لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

۱۴:......اس وقت اہل اسلام اور دجال کی فوج میں مقابلہ ہوگا، دجالی فوج تہہ تیغ ہوجائے گی اور شجر و حجر پکار اُٹھیں گے کہ: ''اے مؤمن! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، اس کو قتل کر۔''

یہ دجال کا مختصر سا احوال ہے، احادیث شریفہ میں اس کی بہت سی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں۔

## یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت

س......آپ نے اپنے صفحہ ''اقرأ'' میں ایک حدیث شائع کی تھی اور اس میں قیامت کی نشانیاں بتائی گئی تھیں جن میں دجال کا آنا، دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا آنا وغیرہ شامل

ہیں۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ یاجوج ماجوج، دابۃ الارض سے کیا مراد ہے؟ اور آیا کہ یہ نشانی پوری ہوگئی؟

ج…… دجال کے بارے میں ایک دوسرے سوال کے جواب میں لکھ چکا ہوں، اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔

یاجوج ماجوج کے خروج کا ذکر قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے، ایک سورۂ انبیاء کی آیت:۹۶ میں جس میں فرمایا گیا ہے:

''یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج ماجوج اور وہ ہر اونچان سے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور قریب آن لگا سچا وعدہ (یعنی وعدۂ قیامت) پس اچانک پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی آنکھیں منکروں کی ہائے افسوس! ہم تو اس سے غفلت میں تھے، بلکہ ہم ظالم تھے۔''

اور دوسرے سورۂ کہف کے آخری سے پہلے رکوع میں جہاں ذوالقرنین کی خدمت میں یاجوج ماجوج کے فتنہ وفساد برپا کرنے اور ان کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنانے کا ذکر آتا ہے، وہاں فرمایا گیا ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار کی تعمیر کے بعد فرمایا:

''یہ میرے رب کی رحمت ہے، پس جب میرے رب کا وعدہ (وعدۂ قیامت) آئے گا تو اس کو چور چور کردے گا، اور میرے رب کا وعدہ سچ ہے۔ (آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اور ہم اس دن ان کو اس حال میں چھوڑ دیں گے کہ ان میں سے بعض بعض میں ٹھاٹھیں مارتے ہوں گے۔''

ان آیاتِ کریمہ سے واضح ہے کہ یاجوج ماجوج کا آخری زمانے میں نکلنا علمِ الٰہی میں طے شدہ ہے اور یہ کہ ان کا خروج قیامت کی نشانی کے طور پر قربِ قیامت میں ہوگا۔ اسی بنا پر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے خروج کو قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں شمار کیا گیا ہے، اور بہت سی احادیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان کا خروج سیدنا عیسیٰ

علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ احادیث طیبہ کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کو قتل کرنے کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہے:

”پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہوگا اور گرد و غبار سے ان کے چہرے صاف کریں گے اور جنت میں ان کے جو درجات ہیں وہ ان کو بتائیں گے۔ ابھی وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو خروج کی اجازت دی ہے جن کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں، پس آپ میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے جائیے۔

اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے پھسلتے ہوئے اتریں گے، پس ان کے دستے بحیرہ طبریہ پر گزریں گے تو اس کا سارا پانی صاف کردیں گے اور ان کے پچھلے لوگ آئیں گے تو کہیں گے کہ کسی زمانے میں اس میں پانی ہوتا تھا۔ اور وہ چلیں گے یہاں تک کہ جب جبل خمر تک جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے پہنچیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم قتل کرچکے اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ پس وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون سے رنگے ہوئے واپس لوٹا دے گا۔

اور اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہِ طور پر محصور ہوں گے اور اس محاصرہ کی وجہ سے ان کو ایسی تنگی پیش آئے گی کہ ان کے لئے گائے کا سر تمہارے آج کے سو درہم سے بہتر ہوگا۔ پس اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج

کی گردنوں میں کیڑا پیدا کردے گا، جس سے وہ ایک آن میں ہلاک ہوجائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے رفقاء کوہِ طور سے زمین پر اتریں گےتو ایک بالشت زمین بھی خالی نہیں ملے گی جوان کی لاشوں اور بدبو سے بھری ہوئی نہ ہو، پس اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے رفقاء اللہ سے دعا کریں گے، تب اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کے مثل پرندے بھیجے گا، جوان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کو منظور ہوگا پھینک دیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا کہ اس سے کوئی خیمہ اور کوئی مکان چھپا نہیں رہے گا، پس وہ بارش زمین کو دھوکر شیشے کی طرح صاف کردے گی (آگے مزید قربِ قیامت کے حالات مذکور ہیں)۔"

(صحیح مسلم، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، کنزالعمال)

۲:......ترمذی کی حدیث میں ہے کہ وہ پرندے یاجوج ماجوج کی لاشوں کو نہبل میں لے جاکر پھینکیں گے اور مسلمان ان کے تیر کمان اور ترکشوں کو سات برس بطور ایندھن استعمال کریں گے۔ (مشکوٰۃ ص:۴۷۴)

۳:......ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، قیامت کا تذکرہ آیا، تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوا، انہوں نے فرمایا: قیامت کے وقوع کا وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، البتہ میرے رب عزوجل کا مجھ سے ایک وعدہ ہے اور وہ یہ کہ دجالِ اکبر خروج کرے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے میں اتروں گا، وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ کی طرح پگھلنا شروع ہوگا، پس اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھ سے ہلاک کردیں گے۔ یہاں تک کہ شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ: اے مؤمن! میرے پیچھے کافر چھپا ہوا ہے اسے قتل کر! پس میں دجال کو قتل کردوں گا


فہرست

اور دجال کی فوج کو اللہ تعالیٰ ہلاک کردے گا۔

پھر لوگ اپنے علاقوں اور وطنوں کو لوٹ جائیں گے۔ تب یاجوج ماجوج نکلیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑے ہوئے آئیں گے، وہ مسلمانوں کے علاقوں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر سے گزریں گے اسے تباہ کردیں گے، جس پانی پر سے گزریں گے اسے صاف کردیں گے، لوگ مجھ سے ان کے فتنہ و فساد کی شکایت کریں گے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا، پس اللہ تعالیٰ انہیں موت سے ہلاک کردے گا، یہاں تک کہ ان کی بدبو سے زمین میں تعفن پھیل جائے گا، پس اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو ان کو بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔

بس میرے ربّ عزوجل کا مجھ سے جو وعدہ ہے اس میں فرمایا کہ جب یہ واقعات ہوں گے تو قیامت کی مثال اس پورے دنوں کی حاملہ کی ہوگی جس کے بارے میں اس کے مالکوں کو کچھ خبر نہیں ہوگی کہ رات یا دن کب، اچانک اس کے وضع حمل کا وقت آجائے۔

(مسند احمد، ابن ماجہ، ابن جریر، مستدرک حاکم، فتح الباری، درمنثور، التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص:۱۵۸، ۱۵۹)

یاجوج ماجوج کے بارے میں اور بھی متعدد احادیث ہیں جن میں کم و بیش یہی تفصیلات ارشاد فرمائی گئی ہیں، مگر میں انہی تین احادیث پر اکتفا کرتے ہوئے یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آیا یہ نشانی پوری ہوچکی ہے یا ابھی اس کا پورا ہونا باقی ہے؟ فرمایئے! آپ کی عقل خداداد کیا فیصلہ کرتی ہے؟

رہا دابۃ الارض! تو اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ النمل آیت:۸۲ میں آیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

> ”اور جب آن پڑے گی ان پر بات (یعنی وعدۂ قیامت کے پورا ہونے کا وقت قریب آلگے گا) تو ہم نکالیں گے ان کے لئے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں لاتے تھے۔“

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دابۃ الارض کا خروج بھی قیامت کی بڑی علامتوں میں

سے ہے اور ارشاداتِ نبویہ میں بھی اس کو علاماتِ کبریٰ میں شامل کیا گیا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو، دخان، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا، عام فتنہ اور ہر شخص سے متعلق خاص فتنہ۔(مشکوٰۃ ص:۴۷۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کی پہلی علامت جو لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگی، وہ آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے، ان میں سے جو پہلے ہو دوسری اس کے بعد متصل ہوگی۔ (مشکوٰۃ، صحیح مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ تین چیزیں جب ظہور پذیر ہوجائیں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو، یا اس نے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کی ہو، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا ظاہر ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا۔ (مشکوٰۃ، صحیح مسلم)

ایسا لگتا ہے کہ اس دنیا کے لئے آفتاب کے طلوع وغروب کا نظام ایسا ہے جیسے انسان کی نبض کی رفتار ہے۔ جب سے انسان پیدا ہوا ہے اس کی نبض باقاعدہ چلتی رہتی ہے، لیکن نزع کے وقت پہلے نبض میں بے قاعدگی آجاتی ہے اور کچھ دیر بعد وہ بالکل ٹھہر جاتی ہے، اسی طرح جب سے اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا کیا ہے سورج کے طلوع وغروب کے نظام میں کبھی خلل نہیں آیا، لیکن قیامت سے کچھ دیر پہلے اس عالم پر نزع کی کیفیت طاری ہوجائے گی اور اس کی نبض بے قاعدہ ہوجائے گی، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ آفتاب کو ہر دن مشرق سے طلوع ہونے کا اذن ملتا ہے، ایک دن اسے مشرق کے بجائے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کا حکم ہوگا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

پس جس طرح نزع کی حالت میں ایمان قبول نہیں ہوتا، اسی طرح آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد (جو اس عالم کی نزع کا وقت ہوگا) توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اس وقت ایمان لانا مفید نہ ہوگا، نہ ایسے ایمان کا اعتبار ہوگا، اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے بعد بے ایمانوں کو رسوا کرنے اور ان کے غلط دعویٔ ایمان کا راستہ بند کرنے کے لئے مؤمن و کافر پر الگ الگ نشان لگادیا جائے گا۔

''دابۃ الارض جب نکلے گا تو اس کے پاس موسیٰ علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی، وہ انگشتری سے مؤمن کے چہرے پر مہر لگادے گا جس سے اس کا چہرہ چمک اٹھے گا، اور کافر کی ناک پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے مہر لگادے گا۔ (جس کی وجہ سے دل کے کفر کی سیاہی اس کے منہ پر چھاجائے گی) جس سے مؤمن و کافر کے درمیان ایسا امتیاز ہوجائے گا کہ مجلس میں مؤمن و کافر الگ الگ پہچانے جائیں گے۔''

دابۃ الارض کے تھوڑے عرصہ بعد ایک پاکیزہ ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان کا انتقال ہوجائے گا اور صرف شریر لوگ رہ جائیں گے، چوپاؤں کی طرح سڑکوں پر شہوت رانی کریں گے، ان پر قیامت واقع ہوگی۔'' (مشکوٰۃ)

# گناہوں سے توبہ

## گناہ کی توبہ اور معافی

س...... ایک بچہ مسلمان گھر میں پیدا ہوتا ہے اور اسی گھر میں پل کر جوان ہوتا ہے، اس کے دل میں دین کی محبت بھی ہوتی ہے، لیکن شیطان کے بہکانے پر گناہ بھی کرلیتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہِ کبیرہ میں ملوث ہوجاتا ہے، لیکن گناہِ کبیرہ کرنے کے بعد اس کے دل کو سخت ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوکر توبہ کرلیتا ہے اور سچی توبہ کرلیتا ہے۔ کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کو شرعی سزا دنیا میں نہ دی جائے اور نہ اس کے اقبالِ جرم کے علاوہ گناہ کا کوئی ثبوت موجود ہے۔

ج...... آدمی سچی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ گناہگار کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے اور کسی بندے کا حق اس سے متعلق نہ ہو اور کسی کو اس گناہ کا پتہ بھی نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ کسی سے اس گناہ کا اظہار نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ واستغفار کرے۔

## اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سزا کیوں دیتے ہیں؟ جبکہ وہ والدین سے زیادہ شفیق ہیں

س...... جب بھی سزا وجزا کا خیال آتا ہے میں سوچتی ہوں کہ ہم تو اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنا چاہتا ہے کہ والدین جو کہ اولاد سے محبت کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ۔ اگر یہ مان لیا جائے تو ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ والدین اولاد کی معمولی پریشانی اور تکلیف پر تڑپ اٹھتے ہیں، اولاد کتنی ہی سرکش و نافرمان ہو، والدین ان کے لئے دعا ہی کرتے ہیں، تکلیف اولاد کو ہو، دکھ ماں محسوس کرتی ہے، والدین اولاد کو دکھی کبھی نہیں دیکھ

سکتے۔ آپ نے یہ واقعہ ضرور پڑھا ہوگا کہ ایک شخص اپنی محبوبہ کے کہنے پر اپنی ماں کو قتل کرکے اس کا دل لے جارہا تھا، راہ میں اسے ٹھوکر لگی ماں کا دل بولا: بیٹا! کہیں چوٹ تو نہیں لگی؟ یہ واقعہ اولاد کی محبت کی پوری عکاسی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی جس میں امیر، غریب، خوبصورت، بدصورت، اپاہج و معذور ہر قسم کے لوگ بنائے، لوگوں کو خوشیاں اور دکھ بھی دیئے، چند احکامات بھی دیئے، کچھ کو مسلمانوں میں پیدا کیا، کچھ کو کفار میں، مرنے کے بعد عذاب و ثواب رکھا، جزا جتنی خوبصورت، سزا اتنی ہی خطرناک، رونگٹے کھڑے کردینے والی، مسلسل اذیت دینے والی سزائیں جن کی تلافی بھی اس وقت ناممکن ہوگی، جاں کنی، قبر و حشر، غرض ہر جگہ عذاب و ثواب کا چکر... مجھے تو یہ دنیا بھی عذاب ہی لگتی ہے، میں جب بھی یہ کچھ سوچتی ہوں مجھے ایسا لگتا ہے اللہ نے انسانوں کو کھلونوں کی مانند بنایا ہے جن سے وہ کھیلتا ہے اور کھیل کے انجام کے بعد سزا و جزا۔

آپ دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ ہر کوئی دنیا کو سرائے سمجھ سکتا ہے؟ دنیا کی رنگینی کو چھوڑ کر زندگی کون گزار سکتا ہے؟ پھر جو انسان کو بنایا اور اتنی پابندی کے ساتھ دنیا میں بھیجا، علاوہ ازیں دکھ سکھ دیئے، اگر والدین سے زیادہ اللہ محبت کرنے والے ہیں تو وہ بندوں کے دکھ پر کیوں نہیں تڑپتے؟ والدین جو سکھ دے سکتے ہیں دیتے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ کا دل نہیں تڑپتا جب وہ دکھ دیتے ہیں بندوں کو؟ عذاب دے کر وہ خوش کیسے رہ سکتا ہے؟ جو کفار کے گھر پیدا ہوئے انہیں کس جرم کی سزا ملے گی؟ ہر شخص تو مذہب کا علم نہیں رکھتا۔ جب بھی عذاب کے بارے میں سوچتی ہوں میرے ذہن میں یہ سب کچھ ضرور آتا ہے، للہ! مجھے سمجھایئے کہیں یہ میری سوچ میرے لئے تباہ کن ثابت نہ ہو۔ (ایک خاتون)

ج...... آپ کے سوال کا جواب اتنا تفصیل طلب ہے کہ میں کئی دن اس پر تقریر کروں تب بھی بات تشنہ رہے گی۔ اس لئے مختصراً اتنا سمجھ لیجئے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر والدین سے زیادہ رحیم و شفیق ہے۔ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے، ایک حصہ دنیا میں نازل فرمایا، حیوانات اور درندے تک جو اپنی اولاد پر رحم کرتے ہیں وہ اسی

رحمتِ الٰہی کے سو میں سے ایک حصے کا اثر ہے، اور یہ حصہ بھی ختم نہیں ہوا، بلکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس حصہ رحمت کو بھی باقی ننانوے حصوں کے ساتھ ملا کر اپنے بندوں پر کامل رحمت فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ کے دو سوال ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر تکلیفیں اور سختیاں کیوں آتی ہیں؟ اور دوم یہ کہ آخرت میں گناہ گاروں کو عذاب کیوں ہوگا؟

جہاں تک دنیا کی سختیوں اور تکلیفوں کا تعلق ہے یہ بھی حق تعالیٰ شانہ کی سراپا رحمت ہیں۔ حضرات عارفین اس کو خوب سمجھتے ہیں۔ ہم اگر ان پریشانیوں اور تکلیفوں سے نالاں ہیں تو محض اس لئے کہ ہم اصل حقیقت سے آگاہ نہیں، بچہ اگر پڑھنے لکھنے میں کوتاہی کرتا ہے تو والدین اس کی تأدیب کرتے ہیں، وہ نادان سمجھتا ہے کہ ماں باپ بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ اگر کسی بیماری میں مبتلا ہو تو والدین اس سے پرہیز کراتے ہیں، اگر خدانخواستہ اس کے پھوڑا نکل آئے تو والدین اس کا آپریشن کراتے ہیں، وہ چیختا ہے اور اس کو ظلم سمجھتا ہے، بعض اوقات اپنی نادانی سے والدین کو برا بھلا کہنے لگتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح حق تعالیٰ کی جو عنایتیں بندے پر اس رنگ میں ہوتی ہیں بہت سے کم عقل ان کو نہیں سمجھتے، بلکہ حرفِ شکایت زبان پر لاتے ہیں، لیکن جن لوگوں کی نظرِ بصیرت صحیح ہے وہ ان کو الطافِ بے پایاں سمجھتے ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے کہ: ''جب اہل مصائب کو ان کی تکالیف و مصائب کا اجر قیامت کے دن دیا جائے گا تو لوگ تمنا کریں گے کہ کاش! یہ اجر ہمیں عطا کیا جاتا، خواہ دنیا میں ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے۔'' (ترمذی ج:۱ ص:۶۲)۔ لہٰذا بندۂ مؤمن کو حق تعالیٰ شانہ کی رحیمی و کریمی پر نظر رکھنی چاہئے، دنیا کے آلام و مصائب سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ داروئے تلخ ہماری صحت و شفا کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ اگر بالفرض ان آلام و مصائب کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہوتا، نہ ان سے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوتا، نہ یہ ہماری ترقیٔ درجات کا موجب ہوتے اور نہ ان پر اجر و ثواب عطا کیا جاتا تب بھی ان کا یہی فائدہ کیا کم تھا کہ ان سے ہماری اصل حقیقت کھلتی ہے، کہ ہم بندے ہیں،

خدا نہیں! خدانخواستہ ان تکالیف و مصائب کا سلسلہ نہ ہوتا تو یہ دنیا بندوں سے زیادہ خدا کہلانے والے فرعونوں سے بھری ہوئی ہوتی۔ یہی مصائب و آلام ہیں جو ہمیں جادۂ عبدیت پر قائم رکھتے ہیں اور ہماری غفلت و مستی کے لئے تازیانۂ عبرت بن جاتے ہیں اور پھر حق تعالیٰ تو محبوبِ حقیقی ہیں اور ہم ان سے محبت کے دعویدار...! کیا محبوبِ حقیقی کو اس ذرا سے امتحان کی بھی اجازت نہیں، جس سے محبّ صادق اور غلط مدعی کے درمیان امتیاز ہوسکے...؟ اور پھر اس پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا، اب جو ناگوار حالات ہمیں پیش آتے ہیں ضرور ان میں بھی کوئی حکمت ہوگی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان میں حق تعالیٰ شانہ کا کوئی نفع نہیں، بلکہ صرف اور صرف بندوں کا نفع ہے، گو اپنے ناقص علم و فہم سے ہم اس نفع کو محسوس نہ کرسکیں۔ الغرض ان مصائب و آلام میں حق تعالیٰ شانہ کی ہزاروں حکمتیں اور رحمتیں پوشیدہ ہیں اور جس کے ساتھ جو معاملہ کیا جارہا ہے وہ عین رحمت و حکمت ہے۔

رہا آخرت میں مجرموں کو سزا دینا! تو اول تو ان کا مجرم ہونا ہی سزا کے لئے کافی ہے، حق تعالیٰ شانہ نے تو اپنی رحمت کے دروازے کھلے رکھے تھے، اس کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا تھا، اپنی کتابیں نازل کی تھیں اور انسان کو بھلے برے کی تمیز کے لئے عقل و شعور اور ارادہ و اختیار کی نعمتیں دی تھیں۔ تو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی بغاوت، انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت، کتبِ الٰہیہ کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے مقابلہ میں خرچ کیا، انہوں نے رحمت کے دروازے خود اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرلئے، آپ کو ان پر کیوں ترس آتا ہے...؟

علاوہ ازیں اگر ان مجرموں کو سزا نہ دی جائے تو اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ خدا کی بارگاہ میں مؤمن و کافر، نیک و بد، فرمانبردار و نافرمان، مطیع اور عاصی ایک ہی پلے میں تلتے ہیں، یہ تو خدائی نہ ہوئی اندھیر نگری ہوئی! الغرض آخرت میں مجرموں کو سزا اس لئے بھی قرینِ رحمت ہوئی کہ اس کے بغیر مطیع اور فرمانبردار بندوں سے انصاف نہیں ہوسکتا۔

یہ نکتہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ آخرت کا عذاب کفار کو تو بطورِ سزا ہوگا، لیکن گناہ

گار مسلمانوں کو بطورِ سزا نہیں بلکہ بطورِ تطہیر ہوگا، جس طرح کپڑے کو میل کچیل دور کرنے کے لئے بھٹی میں ڈالا جاتا ہے، اسی طرح گناہ گاروں کی آلائشیں دور کرنے کے لئے بھٹی میں ڈالا جائے گا، اور جس طرح ڈاکٹر لوگ آپریشن کرنے کے لئے بدن کو سن کرنے والے انجکشن لگادیتے ہیں کہ اس کے بعد مریض کو چیر پھاڑ کا احساس تک نہیں ہوتا، بہت ممکن ہے کہ حق تعالیٰ شانہ گناہ گار مسلمانوں پر ایسی کیفیت طاری فرمادیں کہ ان کو درد والم کا احساس نہ ہو، اور بہت سے گناہ گار ایسے ہوں گے کہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت ان کے گناہوں اور سیاہ کاریوں کے دفتر کو دھوڈالے گی اور بغیر عذاب کے انہیں معاف کردیا جائے گا۔ الغرض جنت پاک جگہ ہے اور پاک لوگوں ہی کے شایانِ شان ہے، جب تک گناہوں کی گندگی اور آلائش سے صفائی نہ ہو وہاں کا داخلہ میسر نہیں آئے گا، اور پاک صاف کرنے کی مختلف صورتیں ہوں گی، جس کے لئے جو صورت تقاضائے رحمت ہوگی وہ اس کے لئے تجویز کردی جائے گی۔ اس لئے اکابر مشائخ کا ارشاد ہے کہ آدمی کو ہمیشہ ظاہری و باطنی طہارت کا اہتمام رکھنا چاہئے اور گناہوں سے ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہئے۔ حق تعالیٰ شانہ محض اپنے لطف وکرم سے اس ناکارہ کی، آپ کی اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش فرمائیں۔

رہا آپ کا یہ شبہ کہ دنیا کو کون سرائے سمجھ سکتا ہے اور دنیا کی رنگینی کو چھوڑ کر کون زندگی گزار سکتا ہے؟ میری بہن! یہ ہم لوگوں کے لئے جن کی آنکھوں پر غفلت کی سیاہ پٹیاں بندھی ہیں، واقعی بہت مشکل ہے، اپنے مشاہدہ کو جھٹلانا اور حق تعالیٰ شانہ کے وعدوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر اپنے مشاہدہ سے بڑھ کر یقین لانا خاص توفیق و سعادت کے ذریعہ ہی میسر آسکتا ہے۔ لیکن کم سے کم اتنا تو ہونا چاہئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کی بات پر جتنا یقین واعتماد رکھتے ہیں کم سے کم اتنا ہی یقین واعتماد اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر رکھیں۔ دیکھئے! اگر کوئی معتبر آدمی ہمیں یہ خبر دیتا ہے کہ فلاں کھانے میں زہر ملا ہوا ہے، تو ہم اس شخص پر اعتماد کرتے ہوئے اس زہر آمیز کھانے کے قریب نہیں پھٹکیں گے، اور بھوکوں مرنے کو زہر کھانے پر ترجیح دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دنیا کو یکسر چھوڑنے کی تعلیم نہیں فرماتے، بلکہ صرف دو چیزوں کی تعلیم فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا میں رہتے ہوئے کسبِ حلال کرو، جن جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے ان سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ زہر ہے جو تمہاری دنیا و آخرت کو برباد کردے گا اور اگر غفلت سے اس زہر کو کھاچکے ہو تو فوراً توبہ و ندامت اور استغفار کے تریاق سے اس کا تدارک کرو۔

اور دوسری تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں اتنا انہماک نہ کرو کہ آخرت اور مابعد الموت کی تیاری سے غافل ہوجاؤ، دنیا کے لئے محنت ضرور کرو، مگر صرف اتنی جس قدر کہ دنیا میں رہنا ہے، اور آخرت کے لئے اس قدر محنت کرو جتنا کہ آخرت میں تمہیں رہنا ہے۔ دنیا کی مثال شیرے کی ہے، جس کو شیریں اور لذیذ سمجھ کر مکھی اس پر جا بیٹھتی ہے، لیکن پھر اس سے اُٹھ نہیں سکتی، تمہیں شیرۂ دنیا کی مکھی نہیں بننا چاہئے۔

اور آپ کا یہ شبہ کہ جو لوگ کافروں کے گھر میں پیدا ہوئے انہیں کس جرم کی سزا ملے گی؟ اس کا جواب میں اوپر عرض کرچکا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سیاہ و سفید کی تمیز کرنے کے لئے بینائی عطا فرمائی ہے، اسی طرح صحیح اور غلط کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے عقل و فہم اور شعور کی دولت بخشی ہے، پھر صحیح اور غلط کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا ہے، کتابیں نازل فرمائی ہیں، شریعت عطا فرمائی ہے، یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہوجائے، اور وہ کل عذر نہ کرسکیں کہ ہم نے کافر باپ دادا کے گھر جنم لیا تھا اور ہم آنکھیں بند کرکے انہی گمراہوں کے نقشِ قدم پر چلتے رہے۔

اس مختصر سی تقریر کے بعد میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ بندے کا کام بندگی کرنا ہے، خدائی کرنا یا خدا تعالیٰ کو مشورے دینا نہیں! آپ اس کام میں لگیں جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے، اور ان معاملات میں نہ سوچیں جو ہمارے سپرد نہیں۔ ایک گھسیارہ اگر رموزِ مملکت و جہاں بانی کو نہیں سمجھتا تو یہ مشتِ خاک اور قطرۂ ناپاک رموزِ خداوندی کو کیا سمجھے گا...؟ پس اس دیوار سے سر پھوڑنے کا کیا فائدہ، جس میں ہم سوراخ نہیں کرسکتے اور جس کے پار جھانک کر نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلامتیٔ فہم نصیب فرمائیں اور اپنی رحمت کا مورد بنائیں۔

## توبہ سے گناہ کبیرہ کی معافی

س…… کیا توبہ کرنے سے تمام کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں؟ اگر معاف ہوجاتے ہیں تو کیا قتل بھی معاف ہوجاتا ہے؟ کیونکہ قتل کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اس مسئلہ پر یہاں پر بعض مولانا صاحب اس کے قائل ہیں کہ توبہ سے قتل بھی معاف ہوجاتا ہے، لیکن بعض کہتے ہیں کہ قتل حقوق العباد میں سے ہے، حقوق اللہ تو معاف ہوجاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں آپ وضاحت فرمائیں۔

ج…… قتلِ ناحق ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے جن کو حدیث میں ''ہلاک کرنے والے'' فرمایا ہے، یہ حق اللہ بھی ہے اور حق العبد بھی، تاہم جس سے یہ کبیرہ گناہ سرزد ہوگیا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور ہمیشہ مانگتا رہے، مگر چونکہ اس قتل سے حق العبد بھی متعلق ہے اس لئے مقتول کے وارثوں سے معاف کرانا بھی ضروری ہے۔

## اپنے گناہوں کی سزا کی دعا کے بجائے معافی کی دعا مانگیں

س…… مجھ پر اپنے گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے جب بھی رقت طاری ہوجاتی ہے بے اختیار دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے اس کی سزا دے دے، مجھے سزا دے دے۔ کیا مجھے ایسی دعا کرنا چاہئے یا یہ غلط ہے؟

ج…… ایسی دعا ہرگز نہیں کرنی چاہئے، بلکہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ خواہ میں کتنی ہی گناہ گار ہوں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ ان کی رحمت کا ایک چھینٹا دنیا بھر کے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنا کہ وہ مجھے گناہوں کی سزا دے، اس کے معنی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سزا کو برداشت کرسکتے ہیں۔ توبہ! توبہ! ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ معمولی تکلیف بھی نہیں سہار سکتے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہئے۔

## بار بار توبہ اور گناہ کرنے والے کی بخشش

س…… آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کئی ایسے مسلمان بھی ہیں جو پنج وقتہ نماز قائم

کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے صغیرہ وکبیرہ گناہ کرتے ہیں جن کو اسلام منع کرتا ہے اور پھر یہ لوگ گناہ کرکے توبہ کرتے ہیں، اور پھر دوبارہ وہی کام کرتے ہیں جس سے توبہ کی تھی اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا جن میں، میں بذاتِ خود شامل ہوں روزِ قیامت میں کیا حشر ہوگا؟

ج…… گناہ تو ہرگز نہیں کرنا چاہئے، ارادہ یہی ہونا چاہئے کہ کوئی گناہ نہیں کروں گا، لیکن اگر ہوجائے تو توبہ ضرور کرلینی چاہئے، اگر خدانخواستہ دن میں ستر بار گناہ ہوجائے تو ہر بار توبہ بھی ضرور کرنی چاہئے، یہاں تک کہ آدمی کا خاتمہ توبہ پر ہو ایسا شخص مغفور ہوگا۔

## کیا بغیر سزا کے مجرم کی توبہ قبول ہوسکتی ہے

س…… کیا بغیر سزا کے اسلام میں توبہ ہے؟ مثلاً: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو دیکھیں تو کئی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجرم کو سزا کا حکم دیا پھر اس کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

ج…… اگر مجرم کا معاملہ عدالت تک نہ پہنچے اور وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرنے والے ہیں، لیکن عدالت میں شکایت ہوجانے کے بعد سزا ضروری ہوجاتی ہے، بشرطیکہ جرم ثابت ہوجائے، اس صورت میں توبہ سے سزا معاف نہ ہوگی اس لئے اگر کسی سے قابلِ سزا گناہ صادر ہوجائے تو حتی الوسع اس کی شکایت حاکم تک نہیں پہنچانی چاہئے، اس پر پردہ ڈالنا چاہئے اور اس کی توبہ قبول کرنی چاہئے۔

## بغیر توبہ کے گناہ گار مسلمان کی مرنے کے بعد نجات

س…… اگر کوئی شخص بہت گناہ گار ہو اور وہ توبہ کئے بغیر مرجائے تو ایسے شخص کی نجات کا کوئی راستہ ہے؟ جبکہ اس کی اولاد بھی نہ ہو۔

ج…… مؤمن کو بغیر توبہ کے مرنا ہی نہیں چاہئے، بلکہ رات کے گناہوں سے، دن طلوع ہونے سے پہلے، اور دن کے گناہوں سے رات آنے سے پہلے توبہ کرتے رہنا چاہئے۔ جو مسلمان توبہ کئے بغیر مرجائے اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، چاہے اپنے فضل

سے بغیر سزا کے معاف کردے، یا سزا کے بعد اسے رہا کردے۔

## فرعون کا ڈوبتے وقت توبہ کرنے کا اعتبار نہیں

س...... ایک شخص کہتا ہے کہ جب فرعون مع اپنے لشکر کے دریائے نیل میں غرق ہوا اور ڈوبنے لگا تو اس نے کہا کہ اے موسیٰ میں نے تیرے رب کو مان لیا، تیرا رب سچا اور سب سے برتر ہے، پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے اسے بذریعہ دعا کیوں نہیں اپنے رب سے بچوایا؟ اب وہ شخص کہتا ہے کہ بروزِ قیامت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا کہ جب فرعون نے توبہ کرلی اور مجھے رب مان لیا تو اے موسیٰ تو نے کیوں نہیں اس کے حق میں دعا کر کے اسے بچایا؟ وہ اپنی بات پر مصر ہے کہ ضرور یہ سوال روزِ محشر موسیٰ علیہ السلام سے کیا جائے گا۔ اس شخص کا بیان نوٹ کر کے میں نے آپ تک پہنچایا ہے، اب آپ اپنے حل سے ضرور نوازیں کہ آیا وہ شخص گناہ گار ہوگا؟ وہ ٹھیک کہتا ہے یا کہ غلط؟

ج...... فرعون کا ڈوبتے وقت ایمان لانا معتبر نہیں تھا، کیونکہ نزع کے وقت کی نہ توبہ قبول ہوتی ہے نہ ایمان! اس شخص کا موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرنا بالکل غلط اور بے ہودہ ہے، اس کو اس خیال سے توبہ کرنی چاہئے، وہ نہ صرف گناہ گار ہو رہا ہے بلکہ ایک جلیل القدر نبی پر اعتراض کفر کے زمرہ میں آتا ہے۔

## صدقِ دل سے کلمہ پڑھنے والے انسان کو اعمال کی کوتاہی کی سزا

س...... کیا جس مسلمان نے صدقِ دل سے کلمہ طیبہ پڑھا ہو، رسالت وغیرہ پر ایمان ہو مگر زندگی میں قصداً کئی نمازیں اور فرائض اسلام ترک کئے ہوں، تو ایسا مسلمان اپنی سزا بھگت کر جنت میں جاسکے گا یا ہمیشہ دوزخ کا ہی ایندھن بنا رہے گا؟

ج...... نماز چھوڑنا اور دیگر احکامِ اسلام کو چھوڑنا سخت گناہ اور معصیت ہے، احادیث میں نماز چھوڑنے والے کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں اور ان احکام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے انسان فاسق ہوجاتا ہے اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، لیکن اس کے باوجود اگر ایسے بدعمل شخص کا عقیدہ صحیح ہو، توحید و رسالت پر قائم ہو، ضروریاتِ دین کو مانتا ہو، وہ آخرکار جنت میں جائے گا خواہ سزا سے پہلے یا سزا پانے کے بعد، لیکن اگر کسی کا عقیدہ

ہی خراب ہو، کفر اور شرک میں مبتلا ہو، یا ضروریاتِ دین کا انکار صریح بلاتاویل کرے، تو ایسے شخص کی نجات کبھی نہ ہوگی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں رہے گا، کبھی اس کو دوزخ کے عذاب سے رہائی نہیں ملے گی۔

## نماز، روزوں کی پابند مگر شوہر اور بچوں سے لڑنے والی بیوی کا انجام

س...... ایک عورت جو بہت ہی نماز، روزہ کی پابند ہے، کسی حالت میں بھی روزہ نماز نہیں چھوڑتی ہے، یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں روزہ رکھتی ہے اور صبح شام قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے، اس کے سات بچے ہیں، جو کہ سب ہی اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں مگر وہ عورت بہت ہی غصے والی ہے اور ضدی بھی، بعض موقع پر بچوں اور شوہر سے لڑ پڑتی ہے یہاں تک کہ غصہ کی وجہ سے ان لوگوں سے ماہ دو ماہ تک بولنا ترک کردیتی ہے، یہاں تک کہ شوہر اور بچوں کو مرنے کی بددعائیں دیتی رہتی ہے، مگر اپنی نماز بدستور پڑھتی ہے، غصہ اتنا زیادہ ہے کہ شوہر اور بچوں کی ہر بات پر جو صحیح بھی ہوتی ہے تو بھی غصہ میں آجاتی ہے، اس کی مرضی کے خلاف اگر کوئی بات ہوجاتی ہے قیامت برپا کردیتی ہے، جبکہ مسلمان کو تین روز سے زیادہ غصہ رکھنا حرام ہوتا ہے تو کیا ڈیڑھ دو ماہ غصہ رکھ کر نماز، روزہ اور کوئی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں نماز، روزہ ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ جبکہ ایک مسئلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ بغیر عذر کے مسجد اور جماعت کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، یہاں تو غصہ حرام ہے اور اس حرام کے ساتھ نماز روزہ اور کسی عبادت کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے؟

ج...... نماز روزہ تو اس خاتون کا ہوجاتا ہے اور کرنا بھی چاہئے، لیکن اتنا زیادہ غصہ اس کی نیکی کو برباد کردیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ: ایک عورت نماز روزہ بہت کرتی ہے مگر ہمسائے اس سے نالاں ہیں۔

فرمایا: ”وہ دوزخ میں ہے۔“ عرض کیا گیا کہ: ایک عورت فرائض کے علاوہ نفلی نماز تو زیادہ نہیں پڑھتی مگر اس کے ہمسائے اس سے بہت خوش ہیں۔ فرمایا: ”وہ جنت میں ہے۔“ خصوصاً کسی خاتون کی اپنے شوہر اور اپنے بچوں سے بدمزاجی تو سو عیبوں کا ایک

عیب ہے، ایسی عورت کا آخرت میں تو انجام ہوگا سو ہوگا اس کی دنیا بھی اس کے لئے جہنم سے کم نہیں اور اگر اس کے شوہر صاحب اور بچے (جو بالغ ہوں) نماز روزے کے پابند نہیں تو جو انجام اس عورت کا ہوگا وہی ان کا بھی ہوگا۔

## سچی توبہ اور حقوق العباد

س...... اگر انسان گناہِ کبیرہ کرتا ہے، مثال کے طور پر زنا یا شراب پیتا ہے، کسی کا حق مارتا ہے، کسی کا دل توڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نیک ہدایت دیتا ہے وہ ان گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ کے لئے پرہیز کرتا ہے، کیا اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے؟

میں بچپن میں تقریباً ۱۵ سال کی عمر تک نانی کے ساتھ رہا، میں نے اپنی نانی کا دل دکھایا، انہیں تنگ کیا، انہوں نے مجھے بددعا دی اور نانی کا انتقال ہوئے ۷ سال ہوگئے ہیں، اب میں ۲۲ سال کا ہوں، میں چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

ج...... سچی توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں، البتہ حقوق ذمہ رہ جاتے ہیں، پس اگر کسی کا مالی حق اپنے ذمہ ہو تو اس کو ادا کردے یا صاحبِ حق سے معاف کرالے، اور اگر غیر مالی حق ہو (جیسے کسی کو مارنا، گالی دینا، غیبت کرنا وغیرہ) تو اس کی زندگی میں اس سے معاف کرائے، اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعا و استغفار کرتا رہے، انشاء اللہ معافی ہوجائے گی۔



فہرست

## گناہ گار دوسروں کو گناہ سے روک سکتا ہے

س...... میں ایک گناہ گار آدمی ہوں، انتہائی گناہ کئے ہیں اور کر رہا ہوں۔ لیکن میری فطرت یہ ہے کہ میں جو گناہ کرتا ہوں اگر وہی گناہ کسی اور کو کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو اسے خدا کا خوف دلاتا ہوں کہ تم کو ایسے گناہ نہیں کرنے چاہئیں، حالانکہ میں خود اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہوں۔ ایک دفعہ کسی کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نظر سے گزرا:

"ایک آدمی قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اس کی انتڑیاں آگے سے نکل پڑیں گی، دوسرے جہنمی اس سے پوچھیں گے اے فلاں! تو، تو

ہمیں نیکی کی تلقین کیا کرتا تھا پھر اس عذاب میں؟ وہ کہے گا: ہاں! میں تمہیں نیکی کی تلقین کرتا تھا مگر خود اس کے قریب نہ جاتا تھا اور برائیوں سے تم کو روکتا تھا اور خود برائیاں کرتا تھا۔“

مندرجہ بالا ارشادِ گرامی پڑھنے کے بعد میں نے لوگوں کو ہدایت کرنا بند کردی ہے، اب جب کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں تو بھی اسے منع نہیں کرتا کہ میں خود گناہ گار ہوں، اگر میں اسے منع کروں گا تو میرا قیامت والے دن وہی حشر ہوگا۔ آپ وضاحت فرمادیں کہ میں کیا کروں؟ گناہوں سے متعدد بار توبہ کی ہے مگر پھر وہی گناہ سرزد ہوجاتے ہیں، درجنوں قسموں کا کفارہ میرے سر پر ہے، ہر گناہ کے لئے قسم کھاتا ہوں مگر وہ گناہ کسی نہ کسی صورت میں ہوجاتا ہے، غرض کہ دل بالکل کالا ہوچکا ہے اور شیطان کے راستے پر گامزن ہوں، خدا میری حالت پر رحم کرے، اور آپ بھی دعا کریں اور کچھ ہدایت و نصیحت فرمادیں۔

ج...... گناہ گار اگر دوسروں کو گناہ سے روکے تو یہ بھی نیکی کا کام ہے، دوسروں کو گناہ سے باز رکھنے کا کام تو نہیں چھوڑنا چاہئے، البتہ خود گناہ کو چھوڑنے کی ہمت ضرور کرنی چاہئے۔

اس کے لئے آپ مجھ سے نجی خط و کتابت کریں، اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہوئی تو اِن شاء اللہ آپ کو سچی توبہ کی توفیق ہوجائے گی، گناہوں سے پریشان نہیں ہونا چاہئے البتہ ان کے تدارک کا اہتمام کرنا چاہئے۔

# موت کے بعد کیا ہوتا ہے؟

## موت کی حقیقت

س……موت کی اصل حقیقت کیا ہے؟

ج……موت کی حقیقت مرنے سے معلوم ہوگی، اس سے پہلے اس کا سمجھنا سمجھانا مشکل ہے، ویسے عام معنوں میں روح و بدن کی جدائی کا نام موت ہے۔

## مقررہ وقت پر انسان کی موت

س……قرآن وسنت کی روشنی میں بتایا جائے کہ انسان کی موت وقت پر آتی ہے یا وقت سے پہلے بھی ہوجاتی ہے؟

ج……ہر شخص کی موت وقت مقرر ہی پر آتی ہے، ایک لحہ کا بھی آگا پیچھا نہیں ہوسکتا۔

## اگر مرتے وقت مسلمان کلمہ طیبہ نہ پڑھ سکے تو کیا ہوگا؟

س……اگر کوئی مسلمان مرتے وقت کلمہ طیبہ نہ پڑھ سکے اور بغیر پڑھے انتقال کر جائے تو کیا وہ مسلمان مرا یا اس کی حیثیت کچھ اور ہوگی؟

ج……اگر وہ زندگی بھر مسلمان رہا ہے تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا اور مسلمانوں کا برتاؤ اس کے ساتھ کیا جائے گا۔

## کیا قبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ دکھائی جاتی ہے؟

س……ہماری فیکٹری میں ایک صاحب فرمانے لگے کہ جب کسی مسلمان کا انتقال ہوجائے اور اس سے سوال جواب شروع ہوتے ہیں تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو قبر میں بذاتِ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ تو اس پر دوسرے صاحب کہنے لگے کہ نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں آتے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مردہ کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ تو مولانا صاحب! ذرا آپ وضاحت فرمادیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پورے جسمانی وجود کے ساتھ قبر میں آتے ہیں یا ان کی ایک طرح سے تصویر مردے کے سامنے پیش کی جاتی ہے، اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے؟

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود تشریف لانا یا آپ کی شبیہ کا دکھایا جانا کسی روایت سے ثابت نہیں۔

## مردہ دفن کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے

س…… بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کو دفن کیا جاتا ہے اور دفن کرنے والے لوگ جب واپس آتے ہیں تو مردہ ان واپس جانے والوں کی چپل کی آواز سنتا ہے، عذابِ قبر حق ہے یا نہیں؟

ج…… عذابِ قبر حق ہے، اور مردے کا واپس ہونے والوں کے جوتے کی آہٹ کو سننا صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے۔ (ج:۱ ص:۱۷۸)

## کیا مردے سلام سنتے ہیں؟

س…… سنا ہے کہ قبرستان میں جب گزر ہو تو کہو: ''السلام علیکم یا اہل القبور'' جس شہرِ خاموشی میں آپ حضرات غفلت کی نیند سو رہے ہیں، اسی میں میں بھی انشاء اللہ آکر سوؤں گا۔ سوال یہ ہے کہ جب مردے سنتے نہیں تو سلام کیسے سن لیتے ہیں؟ اور اگر سلام سن لیتے ہیں تو ان سے اپنے لئے دعا کرنے کو بھی کہا جاسکتا ہے؟

ج…… سلام کہنے کا تو حکم ہے، بعض روایات میں ہے کہ وہ جواب بھی دیتے ہیں، اور سلام کہنے والے کو پہچانتے بھی ہیں، مگر ہم چونکہ ان کے حال سے واقف نہیں، اس لئے ہمیں صرف اس چیز پر اکتفا کرنا چاہئے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔

## قبر کا عذاب برحق ہے؟

س…… فرض کریں تین اشخاص ہیں تینوں کی عمریں برابر ہیں اور تینوں برابر کے گناہ کرتے ہیں لیکن پہلا شخص صدیوں پہلے مرچکا ہے، دوسرا قیامت سے ایک روز پہلے مرے گا اور جبکہ

تیسرا قیامت تک زندہ رہتا ہے۔ اگر قبر کا عذاب برحق ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا تو اس رو سے پہلا شخص صدیوں سے قیامت تک قبر کے عذاب میں رہے گا، دوسرا شخص صرف ایک دن قبر کا عذاب اٹھائے گا، جبکہ تیسرا قبر کے عذاب سے بچ جائے گا، کیونکہ وہ قیامت تک زندہ رہتا ہے، لیکن قبر کے عذاب میں یہ تفریق نہیں ہوسکتی کیونکہ تینوں کی عمریں برابر ہیں اور گناہ بھی برابر ہیں۔ آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

ج…… قبر کا عذاب وثواب برحق ہے اور اس بارے میں قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث متواترہ وارد ہیں، ایسے امور کو محض عقلی شبہات کے ذریعہ ردّ کرنا صحیح نہیں، ہر شخص کے لئے برزخ کی جتنی سزا حکمتِ الٰہی کے مطابق مقرر ہے وہ اس کو مل جائے گی، خواہ اس کو وقت کم ملا ہو یا زیادہ، کیونکہ جن لوگوں کا وقت کم ہو، ہوسکتا ہے کہ ان کی سزا میں اسی تناسب سے اضافہ کردیا جائے۔ عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔

## قبر کے حالات برحق ہیں

س……شریعت میں قبر سے کیا مراد ہے؟ سنا ہے کہ قبر جنت کے باغوں میں ایک باغ ہوتی ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔ ایک ایک قبر میں کئی کئی مردے ہوتے ہیں، اگر ایک کے لئے باغ ہے تو اس میں دوسرے کے لئے گڑھا کس طرح ہوگی؟

۲:…… سنتے ہیں کہ فرشتے مردے کو اٹھا کر قبر میں بٹھا دیتے ہیں، تو کیا قبر اتنی کشادہ اور اونچی ہوجاتی ہے؟

۳:……سنا ہے سانس نکلتے ہی فرشتے روح آسمان پر لے جاتے ہیں پھر وہ واپس کس طرح اور کیوں آتی ہے؟ قبر کے سوال وجواب کے بعد کہاں ہوتی ہے؟

ج……قبر سے مراد وہ گڑھا ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے اور ''قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔'' یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ ایک ایک قبر میں اگر کئی کئی مردے ہوں تو ہر ایک کے ساتھ معاملہ ان کے اعمال کے مطابق ہوگا، اس کی حسی مثال خواب ہے، ایک ہی بستر پر دو آدمی سو رہے ہیں، ایک تو خواب

میں باغات کی سیر کرتا ہے اور دوسرا سخت گرمی میں جلتا ہے، جب خواب میں یہ مشاہدے روزمرہ ہیں تو قبر کا عذاب وثواب تو عالمِ غیب کی چیز ہے اس میں کیوں اشکال کیا جائے؟

۲:.......جی ہاں! مردے کے حق میں اتنی کشادہ ہوجاتی ہے، ویسے آپ نے کبھی قبر دیکھی ہو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ قبر اتنی ہی بنائی جاتی ہے جس میں آدمی بیٹھ سکے۔

۳:.......حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ روح میت میں لوٹائی جاتی ہے، اب روح خواہ علّیّین یا سجین میں ہو اس کا ایک خاص تعلق بدن سے قائم کردیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بدن کو بھی ثواب یا عذاب کا احساس ہوتا ہے، مگر یہ معاملہ عالمِ غیب کا ہے، اس لئے ہمیں میت کے احساس کا عام طور سے شعور نہیں ہوتا۔ عالمِ غیب کی جو باتیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں، ہمیں ان پر ایمان لانا چاہئے۔ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶) کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تم کو بھی عذابِ قبر سنادے جو میں سنتا ہوں۔''

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

الف:.......قبر کا عذاب برحق ہے۔

ب:.......یہ عذاب سنا جاسکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے تھے، یہ حق تعالیٰ شانہ کی حکمت اور غایت رحمت ہے کہ ہم لوگوں کو عام طور سے اس عذاب کا مشاہدہ نہیں ہوتا، ورنہ ہماری زندگی اجیرن ہوجاتی اور غیب، غیب نہ رہتا، مشاہدہ میں تبدیل ہوجاتا۔

ج:.......یہ عذاب اسی گڑھے میں ہوتا ہے جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے اور جس کو عرفِ عام میں قبر کہتے ہیں، ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے تو......'' ظاہر ہے کہ اگر عذاب اس گڑھے کے علاوہ کسی اور ''برزخی قبر'' میں ہوا کرتا تو تدفین کو ترک کرنے کے کوئی معنی نہیں تھے۔

## قبر کا عذاب وثواب برحق ہے

س......جنگ اخبار میں آپ نے ایک سوال کے جواب میں قبر کے عذاب وثواب کو قرآن و حدیث سے قطعی ثابت ہونے کو فرمایا ہے، اور یہ کہ اس پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ میں اس

گتھی کو سمجھنے کے لئے برس ہا برس سے کوشش کر رہا ہوں اور کئی علماء کو خط لکھے مگر تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ قرآن حکیم میں کئی جگہ کچھ اس طرح آیا ہے کہ ہم نے زندگی دی ہے، پھر تمہیں موت دیں گے اور پھر قیامت کے روز اٹھائیں گے، یا سورۂ بقرہ میں دو موت اور دو زندگی کا ذکر ہے یعنی تم مردہ تھے ہم نے زندگی عطا کی پھر تمہیں موت دیں گے اور قیامت کے دن پھر اٹھائیں گے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ایک تو دنیا کی زندگی ہے، دوسری آخرت کی۔ جب یہ صرف دو زندگیاں ہیں تو قبر کی زندگی کون سی ہے؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ حساب کے دن ہی فیصلہ ہوگا اس سے پیشتر کیا فیصلہ؟

ج...... اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے اور یہ مضمون متواتر احادیث طیبہ میں وارد ہے، ظاہر ہے کہ برزخ کے حالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بہتر جانتے تھے۔ اس لئے اس عقیدہ پر ایمان لانا ضروری ہے اور محض شبہات کی بنا پر اس کا انکار صحیح نہیں، رہا آپ کا یہ شبہ کہ قرآن کریم میں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر آتا ہے، یہ استدلال عذابِ قبر کی نفی نہیں کرتا کیونکہ قبر کی زندگی محسوس و مشاہد نہیں، اسی لئے اس کو برزخی زندگی کہا جاتا ہے، اور قرآن کریم کی جن آیات میں دو زندگیوں کا ذکر ہے اس سے محسوس و مشاہد زندگیاں مراد ہیں۔

اور آپ کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ: ''حساب کے دن ہی فیصلہ ہوگا'' مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دنیا میں یا برزخ میں نیک و بد اعمال کا کوئی ثمرہ ہی مرتب نہ ہو، قرآن و حدیث کے بے شمار نصوص شاہد ہیں کہ برزخ تو برزخ، دنیا میں بھی نیک و بد اعمال پر جزا و سزا مرتب ہوتی ہے، اور برزخی زندگی کا تعلق دنیا سے زیادہ آخرت سے ہے، اس لئے اس میں جزا و سزا کے ثمرات کا مرتب ہونا بالکل قرین قیاس ہے۔

## عذابِ قبر پر چند اشکالات اور ان کے جوابات

س...... جمعہ ایڈیشن میں ''عذابِ قبر'' کے عنوان سے آپ نے ایک سوال کا جواب دیا ہے، اس میں کئی طرح کے اشکالات ہیں:

۱:...... آپ نے ان صاحب کے سوال کا جواب قرآن یا صحیح حدیث کی روشنی میں

نہیں دیا۔

۲:......سورۂ یونس میں اللہ نے فرعون کے متعلق فرمایا ہے کہ اب تو ہم تیرے بدن کو بچائیں گے تاکہ تو اپنے بعد کے آنے والوں کے لئے نشانِ عبرت بنے (سورۂ یونس:۹۲)۔ اور یہ بات سب ہی کو معلوم ہے کہ فرعون کی ممی آج تک موجود ہے مگر اس فرعون کے متعلق سورۃ المؤمن میں اللہ نے فرمایا ہے: ’’دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ (آلِ فرعون) پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔‘‘ (المؤمن:۴۶)۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرعون اور آلِ فرعون کو عذاب کہاں دیا جارہا ہے؟ پھر ہم اس دنیا میں بھی دیکھتے ہیں کہ ہندو، چینی، اور غالباً روسی بھی اپنے مردے جلادیتے ہیں، اور بہت سے لوگ جو جل کر مرجائیں، فضائی حادثے کا شکار ہوجائیں یا جنہیں سمندر کی مچھلیاں کھاجائیں تو انہیں تو قبر ملتی ہی نہیں، انہیں عذاب کہاں دیا جاتا ہے؟

۳:......قرآن، مردوں کے متعلق یہ بتاتا ہے: ’’مردے میں جان کی رمق تک نہیں ہے، انہیں اپنے متعلق یہ تک نہیں معلوم کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔‘‘ (النحل:۲۱)۔ اور فرمایا: ’’(اے نبی) آپ ان لوگوں کو نہیں سناسکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔‘‘ (فاطر:۲۲)۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن میں جان کی رمق تک نہیں اور جو سن تک نہیں سکتے، ان کو عذاب کیسے دیا جارہا ہے؟

ج...... جناب نے میرے جواب کو یا تو پڑھا نہیں یا پھر سمجھا نہیں، ورنہ آپ نے جتنے شبہات پیش کئے ہیں ان میں ایک شبہ بھی آپ کو پیش نہ آتا، میں نے اپنے جواب میں لکھا تھا:

> ’’اہلِ سنت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قبر کا عذاب وثواب برحق ہے اور یہ مضمون متواتر احادیثِ طیبہ میں وارد ہے۔‘‘

میں ’’متواتر احادیث‘‘ کا حوالہ دے رہا ہوں لیکن آنجناب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ جواب قرآن یا صحیح حدیث کی روشنی میں نہیں دیا۔ فرمایئے! کہ ’’متواتر احادیث‘‘ کو

''صحیح حدیث''، نہیں کہتے؟ اور اس کے بعد آپ نے جو شبہات پیش کئے ہیں میں نے ان کے جواب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

''ظاہر ہے کہ برزخ کے حالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بہتر جانتے تھے، اس لئے اس عقیدہ پر ایمان لانا ضروری ہے، اور محض شبہات کی بنا پر اس کا انکار درست نہیں۔''

اگر آپ میرے اس فقرے پر غور کرتے تو آپ کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہ ہوتا کہ جس عقیدے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار احادیث میں بیان فرمایا ہو اور پوری امت کے اکابر جس عقیدے پر متفق چلے آئے ہوں وہ قرآن کریم کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے؟ اسی سے آپ یہ بھی سمجھ سکتے تھے کہ عذابِ قبر کی نفی پر آپ نے جن آیات کا حوالہ دیا، آپ نے ان کا مطلب نہیں سمجھا اور غلط فہمی کی بنا پر آپ کو شبہ پیش آیا۔

عذابِ قبر کی نفی وہی شخص کرسکتا ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات اس کے بارے میں موجود ہیں، اور اگر اس بات کو جان لینے کے بعد کوئی شخص اس کا قائل نہیں تو اس کے معنی اس کے سوا کیا ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، صحابہ کرامؓ سے اور چودہ صدیوں کے اکابر امت سے بڑھ کر قرآن فہمی کا مدعی ہو؟ جو آیات آپ نے عذابِ قبر کی نفی پر پیش کی ہیں اگر ان سے واقعی عذابِ قبر کی نفی ثابت ہوتی تو یہ تمام اکابر عذابِ قبر کے کیسے قائل ہوسکتے تھے؟

چونکہ آپ کو اس اجمالی جواب سے تشفی نہیں ہوئی، اس لئے مناسب ہے کہ آپ کے شبہات کا تفصیلی جواب بھی عرض کیا جائے، آپ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ فرعون اور آلِ فرعون کو صبح و شام (علی الدوام) آگ پر پیش کیا جاتا ہے، یہی عذابِ قبر ہے جس کو قرآن کریم میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ فرعون کی لاش تو محفوظ ہے، اس کو عذاب ہوتا ہوا ہمیں نظر نہیں آتا، پھر فرعون اور آلِ فرعون کو عذاب کہاں ہو رہا ہے؟

اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ ایک شخص آپ کے پہلو میں لیٹے ہوئے کوئی مہیب خواب دیکھ رہا ہے، آگ میں جل رہا ہے، پانی میں ڈوب رہا ہے، سانپ اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے،

درندے اس پر حملہ آور ہورہے ہیں، اسے پکڑ کر پابندِ سلاسل کردیا جاتا ہے، طرح طرح کی سزائیں اسے دی جارہی ہیں، وہ ایک زور کی چیخ مار کر خواب سے بیدار ہوجاتا ہے، اس کے بدن پر لرزہ طاری ہے، جسم پسینے میں شرابور ہورہا ہے، آپ اس سے پوچھتے ہیں کیا ہوا؟ وہ اپنا خواب بیان کرتا ہے، آپ اس سے کہتے ہیں کہ: تم بڑے جھوٹے ہو! میں تمہارے پاس بیٹھا ہوا تھا، مجھے تو نہ تمہاری آگ کے شعلے نظر آئے، نہ پانی کی لہریں دکھائی دیں، نہ میں نے تمہارے سانپ کی پھنکار سنی، نہ تمہارے درندوں کی دھاڑیں میرے کان میں پڑیں، نہ میں نے تمہارے طوق و سلاسل کو دیکھا... فرمائیے! کیا آپ کی اس منطق سے وہ اپنے خواب کو جھٹلادے گا؟ نہیں! بلکہ وہ کہے گا کہ تم بیدار تھے، میں خواب کی جس دنیا میں تھا اس میں میرے ساتھ نہیں تھے۔ آپ دونوں کے درمیان صرف بیداری اور خواب کا فاصلہ تھا، اس لئے خواب دیکھنے والے پر خواب میں جو حالات گزرے، آپ پاس بیٹھے ہوئے ان حالات سے بے خبر رہے۔ اس طرح خوب سمجھ لیجئے کہ زندوں اور مردوں کے درمیان دنیا اور برزخ کا فاصلہ حائل ہے، اگر مردوں پر گزرنے والے حالات کا زندہ لوگوں کو احساس و شعور نہ ہو تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ مردوں کو کوئی عذاب و ثواب نہیں ہورہا، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا اور ان کا جہان الگ الگ ہے، اس لئے ہمیں ان کے حالات کا شعور نہیں، گو ان کے بدن ہمارے سامنے پڑے ہوں۔ آپ جب عالمِ برزخ میں پہنچیں گے وہاں آپ کو مشاہدہ ہوگا کہ فرعون کے اسی بدن کو عذاب ہورہا ہے جو ہمارے سامنے پڑا ہے، لیکن یہ عذاب ہمارے مشاہدہ سے ماورا ہے، جس طرح بیدار آدمی سونے والے کے حالات سے واقف نہیں لیکن خواب بیان کرنے والے کے اعتماد پر اس کے خواب کو تسلیم کرتا ہے، اسی طرح اگرچہ ہم قبر اور برزخ کے حالات سے واقف نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے ان پر ایمان لائے ہیں، کسی چیز کا محض اس بنا پر انکار کردینا کہ وہ ہمارے مشاہدہ سے بالاتر چیز ہے، عقلمندی نہیں حماقت ہے!

قرآن کریم میں ہے کہ ملک الموت روح قبض کرتا ہے، لوگ ہمارے سامنے مرتے ہیں، ہم نے کبھی ملک الموت کو روح قبض کرتے نہیں دیکھا، مگر چونکہ یہ ہمارے مشاہدہ

سے بالاتر چیز ہے اس لئے صاحبِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرتے ہوئے مشاہدہ کے بغیر اسے مانتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے تھے اور گھنٹوں آپ سے گفتگو کرتے لیکن صحابہ کرامؓ کو نہ ان کا سراپا نظر آتا تھا، نہ ان کی بات سنائی دیتی تھی۔ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد پر نزولِ جبرائیل علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔ پس جب ہم اللہ تعالیٰ کے وجود کو، اس کے فرشتوں کو، انبیاء گزشتہ کو، ان کی کتابوں کو، آخرت کو، حشر و نشر کو، حساب و کتاب کو، جنت و دوزخ کو، الغرض بے شمار غیبی حقائق کو جو ہمارے مشاہدہ سے ماورا ہیں، بے دیکھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد پر مان سکتے ہیں اور مانتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ برزخ اور قبر کے حالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرتے ہوئے کیوں نہ مانیں، یہاں اپنے مشاہدہ کا حوالہ کیوں دیں...؟

قبر کے حالات کا تعلق عالمِ برزخ سے ہے، جو عالمِ غیب کی چیز ہے، اہلِ ایمان جس طرح دوسرے غیبی حقائق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھروسے ایمان لاتے ہیں اسی طرح قبر اور برزخ کے ان حالات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"الذین یؤمنون بالغیب" اہلِ ایمان کا پہلا وصف ہے، اور غیب سے مراد وہ حقائق ہیں جو ہماری عقل و مشاہدہ سے ماورا ہیں، پس ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ ان غیبی حقائق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد پر مانا جائے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم (خوف و دہشت کی بنا پر) مردوں کو دفن نہ کرسکو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں قبر کا وہ عذاب سنا دے جو میں سنتا ہوں۔" (مشکوٰۃ ص:۲۵)

آپ کا دوسرا شبہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ جلا دیئے جاتے ہیں، بعض درندوں اور مچھلیوں کا لقمہ بن جاتے ہیں، انہیں قبر میں دفن کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی، انہیں عذاب کہاں دیا جاتا ہے؟

یہ شبہ بھی نہایت سطحی ہے، مرنے والے کے اجزا خواہ کہیں متفرق ہو جائیں وہ علمِ

الٰہی سے تو غائب نہیں ہو جاتے۔ صحیح بخاری میں اس شخص کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد مجھے جلا کر آدھی راکھ ہوا میں اڑا دینا اور آدھی دریا میں بہا دینا، کیونکہ میں بہت گناہ گار ہوں، اگر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ آ گیا تو مجھے سخت سزا ملے گی۔ مرنے کے بعد بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا، اللہ تعالیٰ نے بر و بحر کے اجزا کو جمع فرما کر اسے زندہ فرمایا اور اس سے سوال کیا کہ: تو نے یہ وصیت کیوں کی تھی؟

اگر اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت مسلّم ہے کہ وہ ہوا میں اڑائے ہوئے اور دریا میں بہائے ہوئے اجزا کو جمع کر سکتے ہیں تو یقین رکھئے کہ وہ ایسے شخص کو برزخ میں ثواب و عذاب دینے پر بھی قادر ہیں۔ ہاں! اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پے در پے متواتر ارشادات پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو، صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے تمام اکابر امت کے اجماعی عقیدے کو بھی لغو سمجھتا ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط اور قدرتِ کاملہ میں بھی شک و شبہ ہو، اسے اختیار ہے کہ قبر اور برزخ کے عذاب و ثواب کا شوق سے انکار کرے، جب وہ خود اس منزل سے گزرے گا تب یہ غیبی حقائق اس کے سامنے کھل جائیں گے مگر اس وقت کا ماننا بیکار ہو گا...!

اس میں کیا شبہ ہے کہ مردے اس جہان والوں کے حق میں واقعی مردہ ہیں، لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ ان میں برزخ کے عذاب و ثواب کا بھی شعور نہیں؟ جب ہم اسی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جاگنے والوں کو سونے والوں کے حالات کا شعور نہیں اور سونے والا بیداری کے حالات سے لاشعوری کے عالم میں چلا جاتا ہے، لیکن خواب کے حالات سے وہ بے شعور نہیں، تو اسی طرح کیوں نہ سمجھا جائے کہ مرنے والوں کو برزخی احوال کا پورا شعور ہے، اگرچہ ہمیں ان کے شعور کا شعور نہیں "ولٰکن لا تشعرون" میں اسی حقیقت کی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

آپ کا چوتھا شبہ یہ تھا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں، بالکل بجا اور صحیح ہے۔ مگر اس آیتِ کریمہ میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ قبر والوں کو سنانا ہماری قدرت سے خارج ہے، یہ تو نہیں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے

بھی خارج ہے، نہ یہ کہ مرنے والوں میں کسی چیز کے سننے کی صلاحیت ہی نہیں ہے، قبر کے مردے دنیا والوں کی بات سنتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے آج تک چلا آیا ہے، لیکن اس آیتِ کریمہ سے یہ سمجھنا کہ مردوں کو برزخ اور قبر کے حالات کا بھی شعور نہیں اہل حق میں اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ "الفقہ الاکبر" میں فرماتے ہیں:

"اور قبر میں منکر نکیر کا سوال کرنا حق ہے اور بندہ کی طرف روح کا لوٹایا جانا حق ہے اور قبر کا بھینچنا حق ہے اور اس کا عذاب تمام کافروں کے لئے اور بعض مسلمانوں کے لئے حق ہے ضرور ہوگا۔"

(شرح فقہ اکبر ص:۱۲۱،۱۲۲)

## حشر کے حساب سے پہلے عذابِ قبر کیوں؟

س...... حشر کے روز انسان کو اس کے حساب کتاب کے بعد جزا یا سزا ملے گی، پھر یہ حساب کتاب سے پہلے عذابِ قبر کیوں؟ ابھی تو اس کا مقدمہ ہی پیش نہیں ہوا اور فیصلے سے پہلے سزا کا عمل کیوں شروع ہوجاتا ہے؟ مجرم کو قید تو کیا جاسکتا ہے، مگر فیصلے سے پہلے اسے سزا نہیں دی جاتی، پھر یہ عذابِ قبر کس مد میں جائے گا؟ برائے کرم تفصیل سے جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

ج...... پوری جزا و سزا تو آخرت ہی میں ملے گی۔ جبکہ ہر شخص کا فیصلہ اس کے اعمال کے مطابق چکایا جائے گا، لیکن بعض اعمال کی کچھ جزا و سزا دنیا میں بھی ملتی ہے، جیسا کہ بہت سی آیات و احادیث میں یہ مضمون آیا ہے، اور تجربہ و مشاہدہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے، اسی طرح بعض اعمال پر قبر میں بھی جزا و سزا ہوتی ہے، اور یہ مضمون بھی احادیثِ متواترہ میں موجود ہے۔ اس سے آپ کا یہ شبہ جاتا رہا کہ ابھی مقدمہ ہی پیش نہیں ہوا تو سزا کیسی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پوری سزا تو مقدمہ پیش ہونے اور فیصلہ چکائے جانے کے بعد ہی ہوگی، برزخ میں جو سزا ہوگی اس کی مثال ایسی ہے جیسے مجرم کو حوالات میں رکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کے لئے برزخ کی سزا کفارۂ سیئات بن جائے، جیسا کہ

دنیوی پریشانیاں اور مصیبتیں اہلِ ایمان کے لئے کفارۂ سیئات ہیں۔ بہرحال قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس سے ہر مؤمن کو پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص:۲۵)

## عذابِ قبر کا احساس زندہ لوگوں کو کیوں نہیں ہوتا؟

س...... ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ گناہگار بندے کو قبر کا عذاب ہوگا، پرانے زمانے میں مصری لاشوں کو محفوظ کرلیا کرتے تھے، اور آج کل اس سائنسی دور میں بھی لاشیں کئی ماہ تک سردخانوں میں پڑی رہتی ہیں، چونکہ قبر میں نہیں ہوتیں تو پھر اسے عذابِ قبر کیسے ہوگا؟

ج...... آپ کے سوال کا منشا یہ ہے کہ آپ نے عذابِ قبر کو اس گڑھے کے ساتھ مخصوص سمجھ لیا ہے، جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ عذابِ قبر نام ہے اس عذاب کا جو مرنے کے بعد قیامت سے پہلے ہوتا ہے، خواہ میت کو دفن کردیا جائے یا سمندر میں پھینک دیا جائے یا جلادیا جائے یا لاش کو محفوظ کرلیا جائے اور یہ عذاب چونکہ دوسرے عالم کی چیز ہے اس لئے اس عالم میں اس کے آثار کا محسوس کیا جانا ضروری نہیں، اس کی مثال خواب کی سی ہے، خواب میں بعض اوقات آدمی پر سخت تکلیف دہ حالت گزرتی ہے لیکن پاس والوں کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

## پیر کے دن موت اور عذابِ قبر

س...... میں نے پڑھا ہے کہ جو شخص (مسلمان) جمعہ کے دن یا رات میں مرے گا عذابِ قبر سے بچالیا جائے گا۔ آپ سے پیر والے دن اور رات کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ اس قسم کی کوئی فضیلت ہے؟ حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ج...... پیر کے دن کے بارے میں تو معلوم نہیں، جمعہ کے دن اور شبِ جمعہ میں مرنے والوں کے لئے عذابِ قبر سے محفوظ رہنے کا مضمون ایک روایت میں آیا ہے مگر یہ روایت کمزور ہے۔

## کیا روح اور جان ایک ہی چیز ہے؟

س...... کیا انسان میں روح اور جان ایک ہی چیز ہے یا روح علیحدہ اور جان علیحدہ چیز ہے؟ کیا جانوروں کے ساتھ بھی یہی چیز ہے؟ جب انسان دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو کیا جان اور روح دوبارہ ڈالی جائے گی؟

ج...... انسان اور حیوان کے درمیان جو چیز امتیاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ حیوان کے اندر تو ''روحِ حیوانی'' ہوتی ہے جس کو ''جان'' کہتے ہیں، اور انسان میں اس ''روحِ حیوانی'' کے علاوہ ''روحِ انسانی'' بھی ہوتی ہے، جس کو ''نفس ناطقہ'' یا ''روحِ مجرد'' بھی کہا جاتا ہے، اور ''روحِ حیوانی'' اس نفس ناطقہ کے لئے مرکب کی حیثیت رکھتی ہے، موت کے وقت روح حیوانی تحلیل ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے روح انسانی اور نفس ناطقہ کا انسانی بدن سے تدبیر و تصرف کا تعلق منقطع ہوجاتا ہے۔ برزخ میں بدن سے روح کا تعلق تدبیر و تصرف کا نہیں رہتا، بس اتنا تعلق فی الجملہ باقی رہتا ہے جس سے میت کو برزخی ثواب و عذاب کا ادراک ہوسکے۔ قیامت کے دن جب مردوں کو زندہ کیا جائے گا تو روح اور بدن کے درمیان پھر وہی تعلق قائم ہوجائے گا۔

## قبر میں جسم اور روح دونوں کو عذاب ہوسکتا ہے

س...... قبر کا عذاب صرف جسم کو ہوتا ہے یا روح کو بھی ساتھ ہوتا ہے؟

ج...... قبر میں عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے، روح کو تو بلاواسطہ اور بدن کو بواسطہ روح کے۔

## موت کے بعد مردہ کے تاثرات

س...... موت کے بعد غسل، جنازے اور دفن ہونے تک انسانی روح پر کیا بیتتی ہے؟ اس کے کیا احساسات ہوتے ہیں؟ کیا وہ رشتہ داروں کو دیکھتا اور ان کی آہ و بکا کو سنتا ہے؟ جسم کو چھونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے یا نہیں؟

ج...... موت کے بعد انسان ایک دوسرے جہان میں پہنچ جاتا ہے، جس کو ''برزخ'' کہتے ہیں۔ وہاں کے پورے حالات کا اس جہان میں سمجھنا ممکن نہیں، اس لئے نہ تو تمام کیفیات

بتائی گئی ہیں، نہ ان کے معلوم کرنے کا انسان مکلّف ہے، البتہ جتنا کچھ ہم سمجھ سکتے تھے عبرت کے لئے اس کو بیان کر دیا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میّت پہچانتی ہے کہ کون اسے غسل دیتا ہے، کون اسے اٹھاتا ہے، کون اسے کفن پہناتا ہے اور کون اسے قبر میں اتارتا ہے۔ (مسند احمد، معجم اوسط طبرانی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اگر نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو، اور نیک نہ ہو تو کہتا ہے کہ ہائے بدقسمتی! تم مجھے کہاں لئے جارہے ہو؟ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب میّت کا جنازہ لے کر تین قدم چلتے ہیں تو وہ کہتا ہے:

"اے بھائیو! اے میری نعش اٹھانے والو! دیکھو! دنیا تمہیں دھوکا نہ دے، جس طرح اس نے مجھے دھوکا دیا، اور وہ تمہیں کھلونا نہ بنائے جس طرح اس نے مجھے کھلونا بنائے رکھا۔ میں جو کچھ پیچھے چھوڑے جارہا ہوں وہ تو وارثوں کے کام آئے گا مگر بدلہ دینے والا مالک قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے جرح کرے گا اور اس کا حساب و کتاب مجھ سے لے گا۔ ہائے افسوس! کہ تم مجھے رخصت کر رہے ہو اور تنہا چھوڑ کر آجاؤ گے۔" (ابن ابی الدنیا فی القبور)

ایک اور حدیث میں ہے (جو بہ سند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) کہ میت اپنے غسل دینے والوں کو پہچانتی ہے اور اپنے اٹھانے والوں کو قسمیں دیتی ہے، اگر اسے روح و ریحان اور جنتِ نعیم کی خوشخبری ملی ہو تو کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو، اور اگر اسے جہنم کی بدخبری ملی ہو تو کہتا ہے: خدا کے لئے مجھے نہ لے جاؤ۔ (ابوالحسن بن براء، کتاب الروضہ)

یہ تمام روایات حافظ سیوطیؒ کی "شرح الصدور" سے لی گئی ہیں۔

## قبر میں جسم سے روح کا تعلق

س…… انسان جب مرجاتا ہے تو اس کی روح اپنے مقام پر چلی جاتی ہے لیکن مردے سے جب قبر میں سوال و جواب ہوتا ہے تو کیا پھر روح کو مردہ جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مردے کو قوتِ گویائی عطا کر دیتا ہے؟ قبر میں عذاب صرف جسم کو ہوتا ہے یا روح کو بھی برابر کا عذاب ہوتا ہے؟

ج…… حدیث پاک میں روح کے لوٹانے کا ذکر آتا ہے، جس سے مراد ہے جسم سے روح کا تعلق قائم کردیا جانا۔ روح خواہ علّیّین میں ہو یا سجین میں، اس کو بدن سے ایک خاص نوعیت کا تعلق ہوتا ہے، جس سے بدن کو بھی ثواب و عذاب اور رنج و راحت کا ادراک ہوتا ہے، عذاب و ثواب تو روح و بدن دونوں کو ہوتا ہے، مگر دنیا میں روح کو بواسطہ بدن راحت والم کا ادراک ہوتا ہے اور برزخ یعنی قبر میں بدن کو بواسطہ روح کے احساس ہوتا ہے، اور قیامت میں دونوں کو بلا واسطہ ہوگا۔

نوٹ:ا:……''علّیّین'' کا مادّہ علو ہے، اور اس کا معنی بلندی ہے، یعنی علّیّین آسمانوں پر ایک بہت ہی عالی شان مقام ہے، جہاں نیک لوگوں کی ارواح پہنچائی جاتی ہیں وہاں ملاء اعلیٰ کی جماعت ان مقربین کی ارواح کا استقبال کرتی ہے۔

۲:……''سجین''کا مادّہ سجن ہے اور سجن عربی زبان میں قید خانے کو کہتے ہیں، اس میں تنگی، ضیق اور پستی کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ سجین ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ غرض بدکاروں کے اعمال وارواح مرنے کے بعد اسی قید خانے میں رکھی جاتی ہیں، جبکہ نیک لوگوں کے اعمال اور ارواح ساتوں آسمانوں سے اوپر موجود علّیّین میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھی جاتی ہیں۔

## دفنانے کے بعد روح اپنا وقت کہاں گزارتی ہے؟

س…… دفنانے کے بعد روح اپنا وقت آسمان پر گزارتی ہے یا قبر میں یا دونوں جگہ؟

ج…… اس بارے میں روایات بھی مختلف ہیں اور علماء کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ مگر تمام نصوص کو جمع کرنے سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ نیک ارواح کا اصل مستقر علّیّین ہے (مگر اس کے درجات بھی مختلف ہیں)، بدارواح کا اصل ٹھکانا سجین ہے اور ہر روح کا ایک خاص تعلق اس کے جسم کے ساتھ کردیا جاتا ہے، خواہ جسم قبر میں مدفون ہو یا دریا میں غرق ہو، یا کسی درندے کے پیٹ میں۔ الغرض جسم کے اجزاء جہاں جہاں ہوں گے روح کا ایک خاص تعلق ان کے ساتھ قائم رہے گا اور اسی خاص تعلق کا نام برزخی زندگی ہے، جس طرح نورِ آفتاب سے زمین کا ذرہ ذرہ چمکتا ہے، اسی طرح روح کے تعلق سے جسم کا ہر ذرہ ''زندگی''

سے منور ہو جاتا ہے، اگر چہ برزخی زندگی کی حقیقت کا اس دنیا میں معلوم کرنا ممکن نہیں۔

## کیا روح کو دنیا میں گھومنے کی آزادی ہوتی ہے؟

س...... روح کو دنیا میں گھومنے کی آزادی ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ جن جگہوں کو پہچانتی ہے، مثلاً گھر، وہاں جاسکتی ہے؟

ج...... کفار و فجار کی روحیں تو ''سجین'' کی جیل میں مقید ہوتی ہیں، ان کے کہیں آنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نیک ارواح کے بارے میں کوئی ضابطہ بیان نہیں فرمایا گیا۔ اس لئے اس سلسلہ میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے، اصل بات یہ ہے کہ روح اپنے تصرفات کے لئے جسم کی محتاج ہے، جس طرح جسم روح کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا، اسی طرح روح بھی جسم کے بغیر تصرفات نہیں کرسکتی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ موت کے بعد اس ناسوتی جسم کے تصرفات ختم کر دیئے جاتے ہیں، اس لئے مرنے کے بعد روح اگر کوئی تصرف کرسکتی ہے تو مثالی جسم سے کرسکتی ہے، چنانچہ احادیث میں انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور بعض صالحین کے مثالی جسم دیئے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن ارواح کو مرنے کے بعد مثالی جسم عطا کیا جاتا ہے وہ اگر باذن اللہ کہیں آتی جاتی ہوں تو اس کی نفی نہیں کی جاسکتی۔ مثلاً: لیلۃ المعراج میں انبیاء کرام علیہم السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لئے بیت المقدس میں جمع ہونا، شہداء کا جنت میں کھانا پینا اور سیر کرنا، اس کے علاوہ صالحین کے بہت سے واقعات اس قسم کے موجود ہیں لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اس کے لئے کوئی ضابطہ متعین کرنا مشکل ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احد سے واپس ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبر پر ٹھہرے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہو۔ (پھر صحابہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا) پس ان کی زیارت کرو، اور ان کو سلام کہو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! نہیں سلام کہے گا ان کو کوئی شخص مگر یہ ضرور جواب دیں گے اس کو قیامت تک۔ (حاکم، وصححہ بیہقی، طبرانی)

مسند احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: ''میں اپنے گھر میں (یعنی حجرۂ شریفہ روضۂ مطہرہ میں) داخل ہوتی تو پردہ کے کپڑے اتار دیتی تھی، میں کہا کرتی تھی کہ یہ تو میرے شوہر (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میرے والد ماجد ہیں، لیکن جب سے حضرت عمرؓ دفن ہوئے اللہ کی قسم! میں کپڑے لپیٹے بغیر کبھی داخل نہیں ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی بنا پر۔'' (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ص:۱۵۴)

## کیا روحوں کا دنیا میں آنا ثابت ہے؟

س…… کیا روحین دنیا میں آتی ہیں یا عالم برزخ میں ہی قیام کرتی ہیں؟ اکثر ایسی شہادتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ روحیں اپنے اعزہ کے پاس آتی ہیں، شب برأت میں بھی روحوں کی آمد کے بارے میں سنا ہے۔ آپ اس مسئلے کی ضرور وضاحت کیجئے مرنے کے بعد سوم، دسواں اور چہلم کی شرعی حیثیت کی وضاحت بھی بذریعہ اخبار کر دیجئے تاکہ عوام الناس کا بھلا ہو۔

ج…… دنیا میں روحوں کے آنے کے بارے میں قطعی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں اور نہ اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث ہی وارد ہے۔ سوئم، دسواں اور چہلم خودساختہ رسمیں ہیں، ان کی مکمل تفصیل آپ کو میری کتاب ''اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم'' میں ملے گی۔

## کیا روحیں جمعرات کو آتی ہیں؟

س…… سنا ہے کہ ہر جمعرات کو ہر گھر کے دروازے پر روحیں آتی ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ اور کیا جمعرات کی شام کو ان کے لئے دعا کی جائے؟

ج…… جمعرات کو روحوں کا آنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نہ اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے، باقی دعا و استغفار اور ایصالِ ثواب ہر وقت ہوسکتا ہے، اس میں جمعرات کی شام کی تخصیص بے معنی ہے۔

## کیا مرنے کے بعد روح چالیس دن تک گھر آتی ہے؟

س…… کیا چالیس دن تک روح مرنے کے بعد گھر آتی ہے؟

ج…… روحوں کا گھر آنا غلط ہے۔

## حادثاتی موت مرنے والے کی روح کا ٹھکانا

س......ایک صاحب کا دعویٰ ہے کہ جو ہنگامی موت یا حادثاتی موت مرجاتے ہیں یا کسی کے مارڈالنے سے، سوایسے لوگوں کی روحیں برزخ میں نہیں جاتیں وہ کہیں خلاء میں گھومتی رہتی ہیں اور متعلقہ افراد کو بسا اوقات دھمکیاں دینے آجاتی ہیں۔ مگر مجھے یہ سب باتیں سمجھ میں نہیں آتیں، میرا خیال ہے کہ روح پرواز کے بعد علّیّین یا سجین میں چلی جاتی ہے اور ہر ایک کے لئے برزخ ہے اور قیامت تک وہ وہیں رہتی ہے، براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں میری تشفی فرمایئے۔

ج......ان صاحب کا دعویٰ غلط ہے اور دورِ جاہلیت کی سی توہم پرستی پر مبنی ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں آپ کا نظریہ صحیح ہے، مرنے کے بعد نیک ارواح کا مستقر علّیّین ہے اور کفار و فجار کی ارواح سجین کے قید خانہ میں بند ہوتی ہیں۔

## روح پرواز کرنے کے بعد قبر میں سوال کا جواب کس طرح دیتی ہے؟

س......موت واقع ہوتے ہی روح پرواز کر جاتی ہے، جسم دفن ہونے کے بعد یہ روح دوبارہ واپس آکر منکر و نکیر کے سوالوں کے جواب کیسے دیتی ہے؟

ج......قبر میں روح کا ایک خاص تعلق جس کی کیفیت کا ادراک ہم نہیں کر سکتے، جسم سے قائم کر دیا جاتا ہے جس سے مردہ میں حس و شعور پیدا ہو جاتا ہے۔

## مرنے کے بعد روح دوسرے قالب میں نہیں جاتی

س......کیا انسان دنیا میں جب آتا ہے تو دو وجود لے کر آتا ہے، ایک فنا اور دوسرا بقا، فنا والا وجود تو بعد مرگ دفن کر دینے پر مٹی کا بنا ہوا تھا، مٹی میں مل گیا۔ بقا ہمیشہ قائم رہتا ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال کا حل قرآن و حدیث کی رو سے بتائیں کیونکہ میرا دوست الجھ گیا ہے، یعنی دوسرے جنم کے چکر میں۔

ج......اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے اور دوبارہ اس کو کسی اور قالب میں دنیا میں پیدا نہیں کیا جاتا، اواگون والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ایک ہی روح لوٹ

لوٹ کر مختلف قالبوں میں آتی رہتی ہے، کبھی انسانی قالب میں، کبھی کتے، گدھے اور سانپ وغیرہ کی شکل میں۔ یہ نظریہ عقلاً ونقلاً غلط ہے۔

## کیا قیامت میں روح کو اُٹھایا جائے گا؟

س…… سنا ہے کہ مرنے کے بعد قبر کے اندر انسان جاتے ہیں یہی اعضاء گل سڑ کر کیڑوں مکوڑوں کی نذر ہوجاتے ہیں، اگر یہی اعضاء کسی ضرورت مند کو دے دیئے جائیں تو وہ شخص زندگی بھر اس عطیہ دینے والے کو دعائیں دیتا رہے گا۔ کہا جاتا ہے کہ انسان جس حالت میں مرا ہوگا اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا، یعنی اگر اس کے اعضاء نکال دیئے گئے ہوں گے تو وہ بغیر اعضاء کے اُٹھایا جائے گا، مثلاً اندھا وغیرہ، جبکہ اسلامی کتابوں سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز انسان کے جسموں کو نہیں بلکہ اس کی روح کو اُٹھایا جائے گا۔

ج…… اعضاء کا گل سڑ جانا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ میت کے اعضاء بھی کاٹ لینا جائز ہے۔ معلوم نہیں آپ نے کون سی اسلامی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ قیامت کے روز انسان کے جسم کو نہیں بلکہ صرف اس کی روح کو اُٹھایا جائے گا؟ میں نے جن اسلامی کتابوں کو پڑھا ہے ان میں تو حشر جسمانی لکھا ہے۔

## برزخی زندگی کیسی ہوگی؟

س…… روزنامہ جنگ کراچی کے صفحہ ''اقرأ'' میں آپ کا مفصل مضمون روح کے بارے میں پڑھا جو کہ ایک صاحب کے سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا، اس مضمون کو پڑھنے کے بعد چند سوالات ذہن میں آئے ہیں، جو گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے لکھا ہے کہ: ''کفار و فجار کی روحیں تو ''سجین'' کی جیل میں مقید ہوتی ہیں، ان کے کہیں آنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اور نیک ارواح کے بارے میں کوئی ضابطہ بیان نہیں فرمایا گیا۔''

اور آپ نے لکھا ہے: ''اگر باذن اللہ (نیک ارواح) کہیں آتی جاتی ہیں تو اس کی نفی نہیں کی جاسکتی۔''

کیا ان دو باتوں کا ثبوت کہیں قرآن وحدیث سے ملتا ہے؟

حالانکہ قرآن میں سورۂ مؤمنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:...... ''(سب مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ (آڑ) حائل ہے، دوسری زندگی تک''، یعنی مرنے کے بعد دنیا میں واپس نہیں آسکتے، خواہ وہ نیک ہوں یا بد۔

جیسا کہ سورہ یٰسین میں آیا ہے:

ترجمہ:...... ''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کردیا تھا، اب وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔''

اس بات کا ایک اور ثبوت ترمذی اور بیہقی کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم کو غم زدہ پا رہا ہوں۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جواب میں عرض کیا کہ: والد ''اُحد'' میں شہید ہوگئے اور ان پر قرض باقی ہے اور کنبہ بڑا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جابرؓ! کیا تم کو میں یہ بات بتاؤں کہ اللہ نے کسی سے بھی پردے کے بغیر بات نہیں کی مگر تمہارے والد سے آمنے سامنے ہوکر کہا کہ: عبداللہ! مانگو، تم کو دوں گا۔ تمہارے باپ نے کہا: مالک مجھے پھر دنیا میں واپس لوٹادے تاکہ میں دوسری بار تیری راہ میں قتل کیا جاؤں! اس پر مالک عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ: میری طرف سے یہ بات کہی جاچکی ہے کہ لوگ دنیا سے چلے آنے کے بعد پھر اس کی طرف واپس نہ جاسکیں گے۔ (ترمذی و بیہقی)۔

عموماً لوگ کہتے ہیں کہ یہاں مراد جسمانی جسم کے ساتھ ہے، کیونکہ جسم بغیر روح کے بے معنی ہے اور روح بغیر جسم کے۔ اگر یہ بات تسلیم کی جائے کہ صرف روح دنیا میں آتی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روح سنتی بھی ہے اور دیکھتی بھی ہے تو یہ بات سورۂ مؤمنون کی آیات سے ٹکراتی ہے، سورۂ احقاف میں اللہ نے یہ بات واضح کردی ہے کہ دنیا سے گزر جانے والے لوگوں کو دنیاوی حالات کی کچھ خبر نہیں رہتی، ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ:...... ''اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو آواز دے حالانکہ وہ قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے وہ تو ان کی پکار سے غافل

ہیں۔“ (الاحقاف آیت:۵، ۶)۔

دراصل یہی وہ گمراہ کن عقیدہ ہے جو شرک کی بنیاد بنتا ہے، لوگ نیک بزرگوں کو زندہ و حاضر و ناظر سمجھ کر دستگیری اور حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں اور اللہ کے ساتھ ظلمِ عظیم کرتے ہیں۔

ازراہ کرم ان باتوں کو کسی قریبی اشاعت میں جگہ دیں تا کہ لوگوں کے دل میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور ہوسکیں، اللہ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔

ج…… یہ تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ موت فنائے محض کا نام نہیں کہ مرنے کے بعد آدمی معدومِ محض ہوجائے، بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں اور زندگی کے ایک دور سے دوسرے دور میں منتقل ہونے کا نام موت ہے۔ پہلے دور کو ”دنیوی زندگی“ کہتے ہیں اور دوسرے دور کا نام قرآن کریم نے ”برزخ“ رکھا ہے۔

برزخ اس آڑ اور پردے کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان واقع ہو، چونکہ یہ برزخی زندگی ایک عبوری دور ہے اس لئے اس کا نام ”برزخ“ تجویز کیا گیا۔

آپ نے سوال میں جو احادیث نقل کی ہیں ان کا مدعا واضح طور پر یہ ہے کہ مرنے والے عام طور پر ”برزخ“ سے دوبارہ دنیوی زندگی کی طرف واپس نہیں آتے (البتہ قرآن کریم میں زندہ کئے جانے کے جو واقعات مذکور ہیں، ان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا)۔

اور میں نے جو لکھا ہے کہ: ”اگر باذن اللہ نیک ارواح کہیں آتی جاتی ہوں تو اس کی نفی نہیں کی جاسکتی۔“ اس سے دنیوی زندگی اور اس کے لوازمات کی طرف پلٹ آنا مراد نہیں کہ ان آیات واحادیث کے منافی ہو، بلکہ برزخی زندگی ہی کے دائرے میں آمد و رفت مراد ہے، اور وہ بھی باذن اللہ…!

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ:

> ”دراصل یہی وہ گمراہ کن عقیدہ ہے جو شرک کی بنیاد بنتا ہے، لوگ نیک بزرگوں کو زندہ اور حاضر و ناظر سمجھ کر دستگیری اور


فہرست

حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں۔“

اگر اس سے آپ کی مراد ”برزخی زندگی“ ہے تو جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا یہ اسلامی عقیدہ ہے، اس کو گمراہ کن عقیدہ کہہ کر شرک کی بنیاد قرار دینا صحیح نہیں۔ جبکہ حضرت جابرؓ کی وہ حدیث جو آپ نے سوال میں نقل کی ہے وہ خود اس ”برزخی زندگی“ کا منہ بولتا ثبوت ہے اور پھر شہداء کو تو صراحتاً زندہ کہا گیا ہے اور ان کو مردہ کہنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ شہداء کی یہ زندگی بھی برزخی ہی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ دنیوی زندگی کا دور تو ان کا بھی پورا ہو چکا ہے۔ بہرحال ”برزخی زندگی“ کے عقیدے کو گمراہ کن نہیں کہا جاسکتا۔ رہا لوگوں کا بزرگوں کو حاضر و ناظر سمجھ کر انہیں دستگیری کے لئے پکارنا! تو اس کا ”برزخی زندگی“ سے کوئی جوڑ نہیں، نہ یہ زندگی اس شرک کی بنیاد ہے۔

اولاً:...... مشرکین تو پتھروں، مورتیوں، درختوں، دریاؤں، چاند، سورج اور ستاروں کو بھی نفع و نقصان کا مالک سمجھتے اور ان کو حاجت روائی اور دستگیری کے لئے پکارتے ہیں۔ کیا اس شرک کی بنیاد ان چیزوں کی ”برزخی زندگی“ ہے؟ دراصل جہلاء شرک کے لئے کوئی بنیاد تلاش نہیں کیا کرتے، شیطان ان کے کان میں جو افسوں پھونک دیتا ہے وہ ہر دلیل اور منطق سے آنکھیں بند کرکے اس کے القاء کی پیروی شروع کردیتے ہیں۔ جب پوجنے والے بے جان پتھروں تک کو پوجنے سے باز نہیں آتے تو اگر کچھ لوگوں نے بزرگوں کے بارے میں مشرکانہ غلو اختیار کرلیا تو اسلامی عقیدے سے اس کا کیا تعلق ہے؟

ثانیاً:...... جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، مشرکین عرب فرشتوں کو بھی خدائی میں شریک، نفع و نقصان کا مالک اور خدا کی بیٹیاں سمجھتے تھے اور تقرب الی اللہ کے لئے ان کی پرستش کو وسیلہ بناتے تھے، کیا ان کے اس جاہلانہ عقیدے کی وجہ سے فرشتوں کی حیات کا انکار کردیا جائے؟ حالانکہ ان کی حیات برزخی نہیں دنیوی ہے اور زمینی نہیں آسمانی ہے۔ اب اگر کچھ لوگوں نے انبیاء و اولیاء کی ذواتِ مقدسہ کے بارے میں بھی وہی ٹھوکر کھائی جو مشرکین عرب نے فرشتوں کے بارے میں کھائی تھی تو اس میں اسلام کے ”حیاتِ برزخی“ کے عقیدے کا کیا قصور ہے؟ اور اس کا انکار کیوں کیا جائے...؟

ثالثاً:...... جن بزرگوں کو لوگ بقول آپ کے زندہ سمجھ کر دستگیری اور حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں، وہ اسی دنیا میں لوگوں کے سامنے زندگی گزار کر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ حضرات اپنی پوری زندگی میں توحید وسنت کے داعی اور شرک و بدعت سے مجتنب رہے، اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کرتے رہے، انہیں بھوک میں کھانے کی ضرورت ہوتی تھی، بیماری میں دوا دارو اور علاج معالجہ کرتے تھے، انسانی ضروریات کے محتاج تھے، ان کی یہ ساری حالتیں لوگوں نے سر کی آنکھوں سے دیکھیں اس کے باوجود لوگوں نے ان کے تشریف لے جانے کے بعد ان کو نفع و نقصان کا مالک و مختار سمجھ لیا اور انہیں دستگیری و حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کردیا، جب ان کی تعلیم، ان کے عمل اور ان کی انسانی احتیاج کے علی الرغم لوگوں کے عقائد میں غلو آیا تو کیا ''حیاتِ برزخی'' (جو بالکل غیر محسوس چیز ہے) کے انکار سے اس غلو کی اصلاح ہوجائے گی؟

الغرض نہ حیاتِ برزخی کے اسلامی عقیدے کو شرک کی بنیاد کہنا صحیح ہے، نہ اس کے انکار سے لوگوں کے غلو کی اصلاح ہوسکتی ہے، ان کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں قرآن و سنت اور خود ان بزرگوں کی تعلیمات سے پورے طور پر آگاہ کیا جائے۔

''حیاتِ برزخی'' کے ضمن میں آپ نے ''سماعِ موتیٰ'' کا مسئلہ بھی اٹھایا ہے، چونکہ یہ مسئلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانے سے اختلافی چلا آرہا ہے، اس لئے میں بحث نہیں کرنا چاہتا، البتہ یہ ضرور عرض کروں گا کہ سماعِ موتیٰ کا مسئلہ بھی اس شرک کی بنیاد نہیں جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے، اس کی دلیل میں ایک چھوٹی سی بات عرض کرتا ہوں، آپ کو معلوم ہوگا کہ بہت سے فقہائے حنفیہ سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں اس کے باوجود ان کا فتویٰ یہ ہے:

> ''وفی البزازیة: قال علمائنا من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم، یکفر.'' (البحر الرائق ج:۵ ص:۱۲۴)
>
> ترجمہ:...... ''فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ ہمارے علماء نے فرمایا جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر اور وہ سب کچھ جانتی ہیں، تو ایسا شخص کافر ہوگا۔''

اس عبارت سے آپ یہی نتیجہ اخذ کریں گے کہ سماعِ موتیٰ کے مسئلہ سے نہ بزرگوں کی ارواح کا حاضر و ناظر ہونا لازم آتا ہے، نہ عالم الغیب ہونا، ورنہ فقہائے حنفیہ جو سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں، یہ فتویٰ نہ دیتے۔

آپ نے سورۂ احقاف کی جو آیت نقل فرمائی ہے، اس کو حضرات مفسرین نے مشرکینِ عرب سے متعلق قرار دیا ہے، جو بتوں کو پوجتے تھے، گویا "لا یستجیبون" اور "غافلون" کی یہ دونوں صفات جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی ہیں، وہ بتوں کی صفات ہیں جو جمادِ محض تھے، لیکن اگر اس آیت کو تمام معبودانِ باطلہ کے لئے عام بھی مان لیا جائے تب بھی اس سے ان کی حاجت روائی پر قادر نہ ہونا اور غائب ہونا تو لازم آتا ہے مگر اس سے حیات کی نفی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ عموم کی حالت میں یہ آیت فرشتوں کو بھی شامل ہوگی، اور آپ جانتے ہیں کہ ان سے قدرت اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی تو صحیح ہے مگر حیات کی نفی صحیح نہیں بلکہ خلافِ واقعہ ہے۔

آخر میں گزارش ہے کہ "برزخ" جو دنیا و آخرت کے درمیان واقع ہے، ایک مستقل جہان ہے اور ہماری عقل و ادراک کے دائرے سے ماورا ہے، اس عالم کے حالات کو نہ دنیوی زندگی پر قیاس کیا جاسکتا ہے، نہ اس میں اندازے اور تخمینے لگائے جاسکتے ہیں، یہ جہان چونکہ ہمارے شعور و احساس اور وجدان کی حدود سے خارج ہے اس لئے عقلِ صحیح کا فیصلہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے جو حالات ارشاد فرمائے (جو صحیح اور مقبول احادیث سے ثابت ہوں) انہیں ردّ کرنے کی کوشش نہ کی جائے، نہ قیاس و تخمین سے کام لیا جائے۔

اہلِ قبور کے بارے میں چند ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اس مضمون میں نقل کرچکا ہوں، جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے، اور چند امور یہ ہیں:

۱:......قبر میں میت کے بدن میں روح کا لوٹایا جانا۔

۲:......منکر نکیر کا سوال و جواب کرنا۔

۳:......قبر کا عذاب و راحت۔

۴:......بعض اہلِ قبور کا نماز و تلاوت میں مشغول ہونا۔

۵:......اہل قبور (جو مؤمن ہوں) کا ایک دوسرے سے ملاقات کرنا۔
۶:......اہل قبور کو سلام کہنے کا حکم۔
۷:......اہل قبور کی طرف سے سلام کا جواب دیا جانا۔
۸:......اہل قبور کو دعا و استغفار اور صدقہ خیرات سے نفع پہنچانا۔
۹:...... برزخی حدود کے اندر اہل ایمان کی ارواح کا باذنِ الٰہی کہیں آنا جانا جیسا کہ شبِ معراج میں انبیاء علیہم السلام کا بیت المقدس میں اجتماع ہوا۔

خلاصہ یہ کہ جو چیزیں ثابت ہیں ان سے انکار نہ کیا جائے، اور جو ثابت نہیں ان پر اصرار نہ کیا جائے، یہی صراطِ مستقیم ہے، جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے، واللہ الموفق!

## بزرگوں کے مزار پر عرس کرنا، چادریں چڑھانا ان سے منتیں مانگنا

س......کئی جگہ پر کچھ بزرگوں کے مزار بنائے جاتے ہیں (آج کل تو بعض نقلی بھی بن رہے ہیں) اور ان پر ہر سال عرس ہوتے ہیں، چادریں چڑھائی جاتی ہیں، ان سے منتیں مانگی جاتی ہیں، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

ج...... یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے، بزرگوں کے عرسوں کے رواج کی بنیاد غالباً یہ ہوگی کہ کسی شیخ کی وفات کے بعد ان کے مریدین ایک جگہ جمع ہو جایا کریں اور کچھ وعظ و نصیحت ہو جایا کرے۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ مقصد تو غائب ہو گیا اور بزرگوں کے جانشین باقاعدہ استخوان فروشی کا کاروبار کرنے لگے اور "عرس شریف" کے نام سے بزرگوں کی قبروں پر سینکڑوں بدعات و محرمات اور خرافات کا ایک سیلاب اُمڈ آیا اور جب قبر فروشی کا کاروبار چمکتا دیکھا تو لوگوں نے "جعلی قبریں" بنانا شروع کر دیں، انا للہ وانا الیہ راجعون!

## قبر پر پھول ڈالنا خلافِ سنت ہے

س......اپنے عزیزوں کی قبر پر پانی ڈالنا، پھول ڈالنا، آٹا ڈالنا اور اگربتی جلانا صحیح ہے یا نہیں؟

ج......دفن کے بعد پانی چھڑک دینا جائز ہے، پھول ڈالنا خلافِ سنت ہے، آٹا ڈالنا مہمل بات ہے اور اگربتی جلانا مکروہ و ممنوع ہے۔

## قبروں پر پھول ڈالنے کے بارے میں شاہ تراب الحق کا موٴقف

گزشتہ جمعہ ۱۲؍دسمبر روزنامہ جنگ میں سوالات و جوابات کے کالم میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جناب یوسف لدھیانوی صاحب نے قبروں پر پھول ڈالنے کو خلافِ سنت قرار دیا ہے۔ بحیثیت ایک سنی مذہبی خیالات رکھنے کے پیشِ نظر ہمارا فرض ہے کہ ہم صحیح مسئلہ کی نشاندہی کریں۔ واضح ہو کہ قبر پر پھول ڈالنا قطعی خلافِ سنت نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں قبروں پر عذاب ہو رہا ہے، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ لی اور اس کو چیر کر دونوں قبروں پر ایک ایک گاڑ دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تک یہ تر رہیں گی، ان پر عذاب میں کمی رہے گی۔ (مشکوٰۃ شریف باب آداب الخلاء فصل اول) اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ اس حدیث سے ایک جماعت نے دلیل پکڑی ہے کہ قبروں پر سبزی پھول اور خوشبو ڈالنے کا جواز ہے۔ ملا علی قاری نے مرقات میں اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ مزاروں پر تر پھول ڈالنا سنت ہے۔ نیز علامہ عبدالغنی نابلسیؒ نے بھی ''کشف النور'' میں اس کی تصریح فرمائی۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں صفحہ:۳۶۴ میں ہے کہ ہمارے بعض متأخرین اصحاب نے اس حدیث کی رو سے فتویٰ دیا کہ خوشبو اور پھول قبر پر چڑھانے کی جو عادت ہے وہ سنت ہے، فقہ حنفیہ کی مشہور و معروف کتاب فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیت جلد پنجم، باب زیارت القبور میں قبروں پر پھول ڈالنے کو اچھا فعل لکھا ہے۔ نیز علامہ شامی نے بھی شامی میں جو فقہ حنفیہ کی معروف کتاب ہے، جلد اول بحث زیارت القبور میں اسے مستحب کہا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قبروں پر پھول ڈالنے کو خلافِ سنت کہنا سخت جہالت اور علمِ دین کی کتب احادیث و کتب فقہ سے نابلد ہونے کی دلیل ہے۔ ہمارے خیال میں روزنامہ جنگ کو اس قسم کی دل

آزاری والی بحث سے بچنا چاہئے اور جواب دینے والوں کو بھی تنبیہ کردینا چاہئے۔
شاہ تراب الحق قادری

## مسئلہ کی تحقیق یعنی قبروں پر پھول ڈالنا بدعت ہے

س......روزنامہ جنگ ۱۲/دسمبر کی اشاعت میں آپ نے جو ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا کہ: ''قبروں پر پھول چڑھانا خلافِ سنت ہے۔'' ۱۹/دسمبر کی اشاعت میں ایک صاحب شاہ تراب الحق قادری نے آپ کو جاہل اور کتاب وسنت سے بے بہرہ قرار دیتے ہوئے اس کو سنت لکھا ہے، جس سے کافی لوگ تذبذب میں مبتلا ہوگئے ہیں، براہ کرم یہ خلجان دور کیا جائے۔

ج......اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے چند امور کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

۱:......''سنت'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کو کہتے ہیں۔ خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ وتابعینؒ کے عمل کو بھی سنت کے ذیل میں شمار کیا جاتا ہے۔ جو عمل خیرالقرون کے بعد ایجاد ہوا ہو وہ سنت نہیں کہلاتا۔ قبروں پر پھول ڈالنا اگر ہمارے دین میں سنت ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ وتابعینؒ اس پر عمل پیرا ہوتے، لیکن پورے ذخیرۂ حدیث میں ایک روایت بھی نہیں ملتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی خلیفہ راشد، کسی صحابی یا تابعی نے قبروں پر پھول چڑھائے ہوں، اس لئے یہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نہ خلفائے راشدینؓ کی، نہ صحابہؓ کی، نہ تابعینؒ کی۔

۲:......ہمارے دین میں قرآن وحدیث اور اجماعِ امت کے بعد ائمہ مجتہدین کا اجتہاد بھی شرعی حجت ہے، پس جس عمل کو کسی امام مجتہد نے جائز یا مستحسن قرار دیا ہو وہ بھی سنت ہی سے ثابت شدہ چیز سمجھی جائے گی۔ قبروں پر پھول چڑھانے کو کسی امام مجتہد نے بھی مستحب قرار نہیں دیا۔ فقہ حنفی کی تدوین ہمارے امام اعظمؒ اور ان کے عالی مرتبت شاگردوں کے زمانہ سے شروع ہوئی، اور ہمارے ائمہ فقہاء نے تمام سنن وآداب کو ایک ایک کرکے مدون فرمایا، مگر ہمارے پورے فقہی ذخیرہ میں کسی امام کا یہ قول ذکر نہیں کیا گیا کہ قبروں پر پھول چڑھانا بھی سنت ہے یا مستحب ہے، اور نہ کسی امام وفقیہ سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے کسی قبر پر پھول چڑھائے ہوں۔

۳:......جیسا کہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے، تین صدیوں کے بعد سے متأخرین کا دور شروع ہوتا ہے، یہ حضرات خود مجتہد نہیں تھے، بلکہ ائمہ مجتہدین کے مقلد تھے، ان کے استحسان سے کسی فعل کا سنت یا مستحب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریفہ میں فتاویٰ غیاثیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

> ''شیخ امام شہیدؒ نے فرمایا کہ: ہم مشائخ بلخ کے استحسان کو نہیں لیتے، بلکہ ہم صرف اپنے متقدمین اصحاب کے قول کو لیتے ہیں، کیونکہ کسی علاقہ میں کسی چیز کا رواج ہوجانا اس کے جواز کی دلیل نہیں۔ جواز کی دلیل وہ تعامل ہے جو صدرِ اول (زمانہ خیرالقرون) سے چلا آتا ہو، تاکہ یہ دلیل ہو اس بات کی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس عمل پر برقرار رکھا تھا، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہی تشریع ہوگی، لیکن جو تعامل کہ صدرِ اول سے متواتر چلا نہ آتا ہو تو بعد کے لوگوں کا فعل حجت نہیں، اِلَّا یہ کہ اس پر تمام ملکوں کے تمام انسانوں کا تعامل ہو، یہاں تک کہ اجماع ہوجائے اور اجماع حجت ہے۔ دیکھئے! اگر لوگوں کا تعامل شراب فروش یا سودخوری پر ہوجائے تو اس کے حلال ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔'' (مکتوب:۵۴ دفتر دوم)


فہرست

امام شہیدؒ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ اگر مشائخ متأخرین نے قبروں پر پھول چڑھانے کے استحسان کا فتویٰ دیا ہوتا تب بھی ہم اس فعل کو ''سنت'' نہیں کہہ سکتے تھے، لیکن ہمارے متأخرین مشائخ میں سے بھی کسی نے کبھی قبروں پر پھول چڑھانے کے جواز یا استحسان کا فتویٰ نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مُلّا علی قاریؒ اور علامہ شامیؒ نے متأخرین شافعیہ کا فتویٰ تو نقل کیا ہے (جیسا کہ آگے معلوم ہوگا) مگر انہیں کسی حنفی فقیہ کا متأخرین میں سے کوئی بھی قول نہیں مل سکا۔ اب انصاف کیا جاسکتا ہے کہ جو عمل نہ تو صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو، نہ صحابہؓ و تابعینؒ سے، نہ ہمارے ائمہ مجتہدینؒ سے، نہ ہمارے متقدمین و

متأخرین سے، کیا اس کو سنت کہا جاسکتا ہے...؟

۴:......شاہ صاحب نے مشکوٰۃ آداب الخلاء سے جو حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر شاخیں گاڑی تھیں، اس سے عام قبروں پر پھول چڑھانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ حدیث میں صراحت ہے کہ یہ شاخیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں یا گناہگار مسلمانوں کی ایسی قبروں پر گاڑی تھیں جو خدا تعالیٰ کے قہر و عذاب کا مورد تھیں۔ عام قبروں پر شاخیں گاڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا معمول نہیں تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاملہ شاذ و نادر فساق کی مقہور و معذب قبروں کے ساتھ فرمایا، وہی سلوک اولیاء اللہ کی قبورِ طیبہ کے ساتھ روا رکھنا، ان اکابر کی سخت اہانت ہے اور پھر اس کو ''سنت'' کہنا ستم بالائے ستم ہے۔ سنت تو جب ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ گاروں کی قبروں کے بجائے (جن کا معذب ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحیِ قطعی سے معلوم ہوگیا تھا) اپنے چہیتے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یا اپنے لاڈلے اور محبوب بھائی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ یا کسی اور مقدس صحابیؓ کی قبر سے یہ سلوک فرمایا ہوتا۔

۵:......پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ان قبروں کا معذب ہونا وحیِ قطعی سے معلوم ہوگیا تھا، اور جیسا کہ صحیح مسلم (ج:۲ ص:۴۱۸) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے شفاعت فرمائی تھی اور قبولیتِ شفاعت کی مدت کے لئے بطورِ علامت شاخیں نصب فرمائی تھیں۔ اس لئے اول تو یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور اس کا شمار معجزاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا جاتا ہے۔ بالفرض کوئی شخص اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور معجزہ تسلیم نہ کرے تب بھی اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ جس شخص کو کسی قطعی ذریعہ سے کسی قبر کا معذب و مقہور ہونا معلوم ہوجائے اور وہ شفاعت کی اہلیت بھی رکھتا ہو، وہ بطورِ علامت قبر پر شاخیں نصب کرسکتا ہے، لیکن اس حدیث سے عام قبروں پر شاخیں گاڑنے اور پھول چڑھانے کا سنتِ نبویؐ ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس مضمون کا اس حدیث

سے کوئی دور کا تعلق ہے۔ حافظ بدرالدین عینیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

''اسی طرح جو فعل کہ اکثر لوگ کرتے ہیں یعنی پھول اور سبزہ وغیرہ رطوبت والی چیزیں قبروں پر ڈالنا، یہ کوئی چیز نہیں (لیس بشئ) سنت اگر ہے تو صرف شاخ کا گاڑنا ہے۔'' (ج:۱ ص:۸۷۹)

۶:...... شاہ صاحب نے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی اشعۃ اللمعات کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ''ایک جماعت نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ قبروں پر سبزی اور پھول اور خوشبو ڈالنے کا جواز ہے۔''

کاش! جناب شاہ صاحب یہ بھی لکھ دیتے کہ حضرت شیخ محدث دہلویؒ نے اس قول کو نقل کرکے آگے اس کو امام خطابیؒ کے قول سے رد بھی کیا ہے، حضرت شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام خطابیؒ نے، جو ائمہ علم اور قدوۂ شراحِ حدیث میں سے ہیں، اس قول کو رد کیا ہے اور اس حدیث سے تمسک کرتے ہوئے قبروں پر سبزہ اور پھول ڈالنے سے انکار کیا ہے، اور فرمایا کہ یہ بات کوئی اصل نہیں رکھتی، اور صدرِ اول میں نہیں تھی۔''

(اشعۃ اللمعات ج:۱ ص:۲۰۰)

پس شیخ رحمہ اللہ نے چند مجہول الاسم لوگوں سے جو جواز نقل کیا ہے، اس کو تو نقل کردینا اور ''ائمہ اہل علم وقدوۂ شراحِ حدیث'' کے حوالے سے ''این سخن اصلے ندارد در صدرِ اول نبوذ'' کہہ کر جو اس کے بدعت ہونے کی تصریح کی ہے، اس سے چشم پوشی کرلینا، اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے۔

اور پھر حضرت شیخ محدث دہلویؒ نے ''لمعات التنقیح'' میں حنفیہ کے امام حافظ فضل اللہ توربشتیؒ سے اسی قول کے بارے میں جو یہ نقل فرمایا ہے:

**''قول لا طائل تحته، ولا عبرة به عند اهل العلم.''** (ج:۲ ص:۴۴)

ترجمہ:...... ''یہ ایک بے مغز و بے مقصد قول ہے اور اہل



فہرست

علم کے نزدیک اس کا کوئی اعتبار نہیں۔‘‘

کاش! شاہ صاحب اس پر بھی نظر فرمالیتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ حضرت محدث دہلویؒ قبروں پر پھول چڑھانے کا جواز نہیں نقل کرتے، بلکہ اسے بے اصل بدعت اور بے مقصد اور ناقابلِ اعتبار بات قرار دیتے ہیں۔

۷:......شاہ صاحب نے مُلّا علی قاریؒ کی مرقات کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ: ’’مزاروں پر پھول ڈالنا سنت ہے۔‘‘ یہاں بھی شاہ صاحب نے شیخ علی قاریؒ کی آگے پیچھے کی عبارت دیکھنے کی زحمت نہیں فرمائی۔ مُلّا علی قاریؒ نے مزاروں پر پھول چڑھانے کو سنت نہیں کہا، بلکہ امام خطابی شافعیؒ کے مقابلے میں ابنِ حجر شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ: ’’ہمارے (شافعیہ کے) بعض متأخرین اصحاب نے اس کے سنت ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔‘‘ امام خطابیؒ اور امام نوویؒ کے مقابلے میں ان متأخرین شافعیہ کی، جن کا حوالہ ابنِ حجر شافعیؒ نقل کر رہے ہیں، جو قیمت ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں، تاہم یہ شافعیہ کے متأخرین کا قول ہے، ائمہ حنفیہ میں سے کسی نے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا، نہ متقدمین علمائے دین نے اور نہ مُلّا علی قاریؒ نے ہی کسی حنفی کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ متأخرین حنفیہ میں سے امام حافظ فضل اللہ تورپشتیؒ کا قول اوپر گزر چکا ہے کہ یہ بے مغزبات ہے اور یہ کہ اہلِ علم کے نزدیک اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ نیز علامہ عینیؒ کا قول گزر چکا ہے کہ قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنا کوئی سنت نہیں۔

۸:......شاہ صاحب نے ایک حوالہ طحطاوی کے حاشیہ مراقی الفلاح سے نقل کیا ہے، علامہ طحطاویؒ نے جو کچھ لکھا ہے وہ ’’فی شرح المشکاۃ‘‘ کہہ کر مُلّا علی قاریؒ کے حوالے سے لکھا ہے، اس لئے اس کو مستقل حوالہ کہنا ہی غلط ہے، البتہ اس میں یہ تصرف ضرور کردیا گیا ہے کہ شرح مشکوٰۃ میں ابنِ حجرؒ سے بعض متأخرین اصحابِ شافعیہ کا قول نقل کیا ہے، جسے شاہ صاحب کے حوالے میں ’’اسے ہمارے بعض متأخرین اصحاب نے اس حدیث کی رو سے فتویٰ دیا‘‘ کہہ کر اسے متأخرین حنفیہ کی طرف منسوب کردیا گیا، گویا شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے کچھ کا کچھ بنادیا ہے۔

۹:......شاہ صاحب نے ایک حوالہ علامہ شامیؒ کی ردالمحتار سے نقل کیا ہے کہ

انہوں نے اس کو مستحب لکھا ہے۔ یہاں بھی شاہ صاحب نے نقل میں افسوس ناک تساہل پسندی سے کام لیا ہے۔

علامہ شامیؒ نے ایک مسئلہ کے ضمن میں حدیث جرید نقل کرکے لکھا ہے کہ:

"اس مسئلہ سے اور اس حدیث سے قبر پر شاخ رکھنے کا استحباب بطورِ اتباع کے اخذ کیا جاتا ہے اور اس پر قیاس کیا جاتا ہے آس وغیرہ کی شاخیں رکھنے کو، جس کی ہمارے زمانے میں عادت ہوگئی ہے اور شافعیہ کی ایک جماعت نے اس کی تصریح بھی کی ہے اور یہ اولیٰ ہے بہ نسبت بعض مالکیہ کے قول کے، کہ ان قبروں سے عذاب کی تخفیف بہ برکت دستِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے، پس اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔"

علامہ شامیؒ کی اس عبارت میں قبروں پر پھول ڈالنے کا استحباب کہیں ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ بطورِ اتباع کھجور کی شاخ گاڑنے کا استحباب اخذ کیا گیا ہے، اور آس وغیرہ کی شاخیں گاڑنے کو اس پر قیاس کیا گیا ہے، اور اس کی علت بھی وہی ذکر کی ہے، جو امام تورپشتیؒ کے بقول "لاطائل اور اہل علم کے نزدیک غیر معتبر ہے۔" پس جبکہ ہمارے ائمہ اس علت کو ردّ کرچکے ہیں تو اس پر قیاس کرنا بھی مردود ہوگا۔

علامہ شامیؒ نے بھی بعض شافعیہ کے فتوے کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ائمہ احناف میں سے کسی کا فتویٰ علامہ شامیؒ کو بھی نہیں مل سکا، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے ائمہ کے فتوے کے خلاف ایک غیر معتبر اور بے اثر تعلل پر قیاس کرنا کس حد تک معتبر ہوگا۔

ایک حوالہ شاہ صاحب نے شیخ عبدالغنی نابلسیؒ کا نقل کیا ہے۔ ان کا رسالہ "کشف النور" اس ناکارہ کے سامنے نہیں کہ اس کے سیاق وسباق پر غور کیا جاتا، مگر اتنی بات واضح ہے کہ علامہ شامیؒ ہوں یا شیخ عبدالغنی نابلسیؒ، یا بارہویں تیرہویں صدی کے بزرگ، یہ سب کے سب ہماری طرح مقلد ہیں، اور مقلد کا کام اپنے امام متبوع کی تقلید کرنا ہے، پس اگر

علامہ شامیؒ، شیخ عبدالغنی نابلسیؒ یا کوئی اور بزرگ ہمارے ائمہ کا فتویٰ نقل کرتے ہیں تو سر آنکھوں پر، ورنہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے الفاظ میں یہی عرض کیا جاسکتا ہے:

''اینجا قول امام ابی حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ معتبر است، نہ عمل ابی بکر شبلی و ابی حسن نوری۔'' (دفتر اول مکتوب:۲۶۶)

ترجمہ:...... ''یہاں امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول معتبر ہے، نہ کہ ابوبکر شبلی اور ابوالحسن نور کا عمل۔''

۱۰:...... جناب شاہ صاحب نے اس ناکارہ کی جانب جو الفاظ منسوب فرمائے ہیں، یہ ناکارہ ان سے بدمزہ نہیں، بقول عارف:

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

غالباً سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی یہ بہت ہلکی سزا ہے جو شاہ صاحب نے اس ناکارہ کو دی ہے۔ اس جرمِ عظیم کی سزا کم از کم اتنی تو ہوتی کہ یہ ناکارہ بارگاہِ معلّیٰ میں عرض کرسکتا:

بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست
تو نیز برسر بام آ کہ خوش تماشائیست

بہرحال اس ناکارہ کو تو اپنے جہل در جہل کا اقرار و اعتراف ہے، اور ''بتر زانم کہ گوئی'' پر پورا وثوق واعتماد۔ اس لئے یہ ناکارہ جناب شاہ صاحب کی قند و شکر سے بدمزہ ہو تو کیوں ہو؟ لیکن بہ ادب ان سے یہ عرض کرسکتا ہوں کہ اس ناکارہ نے تو بہت ہی محتاط الفاظ میں اس کو ''خلافِ سنت'' کہا تھا (جس میں سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونے کے باوجود جواز یا استحسان کی گنجائش پھر بھی باقی رہ جاتی تھی)، اس پر تو جناب شاہ صاحب کی بارگاہ سے جہالت اور نابلد ہونے کا صلہ اس ہیچ مدان کو عطا کیا گیا، لیکن امام خطابیؒ، امام نوویؒ، امام تورپشتیؒ، امام عینیؒ، جنھوں نے اس کو بے اصل، منکر، لاطائل، غیر معتبر عند اہل العلم اور لیس بشیٔ فرمایا ہے، ان کے الفاظ تو اس ناکارہ کے الفاظ کی نسبت بہت ہی سخت

ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شاہ صاحب کی بارگاہ سے ان حضرات کو کس انعام سے نوازا جائے گا؟ اور پھر شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ جوان بزرگوں کو ''ائمہ اہل علم وقدوۂ شراحِ حدیث'' کہہ کر خراجِ تحسین پیش کررہے ہیں اوران کی توثیق وتائید فرماتے ہیں، ان کو کس خطاب سے نوازا جائے گا؟ کیا خیال ہے ان حضرات کو ''علم دین کی کتب احادیث وفقہ'' کی کچھ خبر تھی، یا یہ بھی شاہ صاحب کے بقول ''سخت جہالت میں مبتلا'' تھے؟

۱۱:...... اس بحث کو ختم کرتے ہوئے جی چاہتا ہے کہ جناب شاہ صاحب کی خدمت میں دو بزرگوں کی عبارت ہدیہ کروں، جن سے ان تمام خلافِ سنت امور کا حال واضح ہوجائے گا، جن میں ہم مبتلا ہیں۔

پہلی عبارت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ہے، وہ ''شرح سفر السعادۃ'' میں لکھتے ہیں:

> ''بہت سے اعمال وافعال اور طریقے جو سلف صالحین کے زمانہ میں مکروہ وناپسندیدہ تھے وہ آخری زمانہ میں مستحسن ہوگئے ہیں۔ اوراگر جہال عوام کوئی کام کرتے ہیں تو یقین رکھنا چاہئے کہ بزرگوں کی ارواحِ طیبہ اس سے خوش نہیں ہوں گی، اوران کے کمال ودیانت اورنورانیت کی بارگاہ ان سے پاک اور منزہ ہے۔'' (ص:۲۷۲)

اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''جب تک آدمی بدعتِ حسنہ سے بھی، بدعتِ سیئہ کی طرح احتراز نہ کرے، اس دولت (اتباعِ سنت) کی بُو بھی اس کے مشامِ جان تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور یہ بات آج بہت ہی دشوار ہے، کیونکہ پورا عالم دریائے بدعت میں غرق ہوچکا ہے، اور بدعت کی تاریکیوں میں آرام پکڑے ہوئے ہے۔ کس کی مجال ہے کہ کسی بدعت کے اٹھانے میں دم مارے، اور سنت کو زندہ کرنے میں لب کشائی کرے۔ اس وقت کے اکثر علماء بدعت کو رواج دینے والے

اور سنت کو مٹانے والے ہیں۔ جو بدعات پھیل جاتی ہیں تو مخلوق کا تعامل جان کر ان کے جواز بلکہ استحسان کا فتویٰ دے ڈالتے ہیں اور بدعت کی طرف لوگوں کی راہ نمائی کرتے ہیں۔'' (دفتر دوم مکتوب:۵۴)

دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق عطا فرمائے۔

## قبروں پر پھول ڈالنا بدعت ہے، ''مسئلہ کی تحقیق''

روزنامہ جنگ ۱۲؍دسمبر ۱۹۸۰ء کے اسلامی صفحہ میں راقم الحروف نے ایک سوال کے جواب میں قبروں پر پھول چڑھانے کو ''خلافِ سنت'' لکھا تھا، توقع نہ تھی کہ کوئی صاحب جو ''سنت'' کے مفہوم سے آشنا ہوں، اس کی تردید کی زحمت فرمائیں گے، مگر افسوس کہ شاہ تراب الحق صاحب نے اس کو اپنے معتقدات کے خلاف سمجھا اور ۱۹؍دسمبر کے جمعہ ایڈیشن میں اس کی پُرجوش تردید فرمائی، اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ اس مسئلہ پر دلائل کی روشنی میں غور کیا جائے، چنانچہ راقم الحروف نے ۲؍جنوری ۱۹۸۱ء کے جمعہ ایڈیشن میں ''مسئلہ کی تحقیق'' کے عنوان سے اس مسئلہ پر طرفین کے دلائل کا جائزہ پیش کیا، جناب شاہ تراب الحق صاحب نے ۱۶؍جنوری کی اشاعت میں ''مسئلہ کی تحقیق کا جواب'' پھر رقم فرمایا ہے، جہاں تک مسئلہ کی تحقیق کا تعلق ہے بحمداللہ! میری سابق تحریر ہی اس کے لئے کافی وشافی ہے۔ تاہم شاہ صاحب نے جو نئے نکات اٹھائے ہیں، ذیل میں ان کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱:......لفظ ''سنت'' کی وضاحت پہلے بھی کرچکا ہوں، مگر شاہ صاحب نے اس اصطلاح کی اہمیت پر توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے اتنی بات مزید عرض کردینا مناسب ہے کہ جب ہم کسی چیز کو سنت کہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے منسوب کرتے ہیں۔ کسی ایسی چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے منسوب کرنا جائز نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کی ہو، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہو، نہ صحابہؓ وتابعینؒ نے، جو اتباعِ سنت کے سب سے بڑے عاشق تھے، اس پر عمل کیا ہو، ہمارے زیرِ بحث مسئلہ میں شاہ صاحب بھی یہ ثابت نہیں کرسکے کہ


فہرست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس قبروں پر پھول چڑھاتے تھے یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اس کی ترغیب دی ہے، یا صحابہؓ و تابعینؒ نے اس پر عمل کیا ہو، یا ائمہ مجتہدینؒ میں سے کسی نے قیاس و اجتہاد ہی سے اس کے استحسان کا فتویٰ دیا ہو۔ یہ مسئلہ البتہ متأخرین کے زیر بحث آیا ہے اور بعض متأخرین شافعیہ نے حدیث جرید سے اس کا استحسان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، مگر محققین شافعیہ و حنفیہ و مالکیہ نے شد و مد سے ان کے استدلال کی تردید کردی ہے اور اسے بے اصل بدعت اور غیر معتبر عند اہل العلم قرار دیا ہے، اگر شاہ صاحب بنظر انصاف غور فرماتے تو ایسی چیز کو جسے ائمہ محققین بدعت فرمارہے ہیں، ''سنت'' کہنے پر اصرار نہ کرتے کیونکہ ایک خود تراشیدہ بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب کرنا سنگین جرم ہے۔

۲:...... ہمارے شاہ صاحب نہ صرف یہ کہ اسے سنت کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک غلط بات منسوب کر رہے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ انہوں نے قبروں پر پھول چڑھانے کو عقائد میں شامل فرمالیا ہے، جیسا کہ ان کے اس فقرے سے معلوم ہوتا ہے:

> ''حقیقت حال یہ ہے کہ اخبارات و رسائل میں ایسے استفسارات و مسائل کے جواب دیئے جائیں جس سے دوسروں کے جذبات مجروح نہ ہوں اور ان کے معتقدات کو ٹھیس نہ پہنچے۔''

شاہ صاحب کا مشورہ بجا ہے مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ کسی کے نزدیک قبروں پر پھول چڑھانا بھی دین حنیفی کے معتقدات میں شامل ہے یا اس کو ''خلافِ سنت'' کہنے سے اسلامی عقائد کی نفی ہوجاتی ہے۔ راقم الحروف نے اسلامی عقائد اور ملل و نحل کی جن کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، ان میں کہیں بھی یہ نظر سے نہیں گزرا کہ قبروں پر پھول چڑھانا بھی ''اہل سنت والجماعت'' کے معتقدات کا ایک حصہ ہے۔ یہ تو میں شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ سے نقل کرچکا ہوں کہ: ''ایں سخن اصلے ندارد در صدرِ اول نبود۔'' یعنی اس کی کوئی اصل نہیں، اور صدرِ اول میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ کیا میں شاہ تراب الحق صاحب سے بہ ادب دریافت کرسکتا

ہوں کہ قبروں پر پھول چڑھانا دینِ اسلام کے معتقدات میں کب سے داخل ہوا اور یہ کہ کیا شاہ صاحب کے معتقدات صدرِ اول کے خلاف ہیں کہ جس چیز کا صدرِ اول میں کوئی وجود ہی نہ تھا وہ ماشاء اللہ آج شاہ صاحب کا جزوِ عقیدہ بن چکی ہے؟ قبروں پر پھول چڑھانے کو معتقدات میں داخل کرلینا افسوسناک غلو پسندی ہے اور یہ غلو پسندی بدعت کا خاصہ ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ بدعت رفتہ رفتہ ''سنت'' کی جگہ لیتی ہے اور پھر آگے بڑھ کر لوگوں کا جزوِ ایمان بن جاتی ہے اور لوگ اس بدعت کو بڑی عقیدت سے اسلام کا عظیم شعار سمجھ کر بجالاتے ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اس بدعت کے خلاف لب کشائی کرتا ہے تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص اسلام کی ایک سنت اور ایک عظیم شعار کی مخالفت کر رہا ہے۔ امام دارمیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد نقل کیا ہے جو بدعت کی اس نفسیات کی تشریح کرتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

> ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب فتنۂ بدعت تم کو ڈھانک لے گا؟ بڑے اسی میں بوڑھے ہوجائیں گے اور بچے اسی میں جوان ہوں گے، لوگ اسی فتنہ کو سنت بنالیں گے، اگر اسے چھوڑا جائے تو لوگ کہیں گے سنت چھوڑ دی گئی۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ: اگر اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ سنت تبدیل کی جارہی ہے)۔ عرض کیا گیا کہ: یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب تمہارے علماء جاتے رہیں گے، جہلا کی کثرت ہوجائے گی، حرف خواں زیادہ ہوں گے مگر فقیہ کم، امراء بہت ہوں گے، امانت دار کم، آخرت کے عمل سے دنیا تلاش کی جائے گی اور غیر دین کے لئے فقہ کا علم حاصل کیا جائے گا۔''

(مسند دارمی ص:۳۶، باب تغیر الزمان، مطبوعہ نظامی کانپور ۱۲۹۳ھ)

اس لئے شاہ صاحب اگر قبروں پر پھولوں کو معتقدات میں شامل کرتے ہیں تو یہ وہی غلو پسندی ہے جو بدعت کی خاصیت ہے اور اس کی اصلاح پر شاہ صاحب کا ناراض ہونا

وہی بات ہے جس کی نشاندہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے، حسبنا اللہ ونعم الوکیل!

۳:...... مسئلہ کی تحقیق کے آخر میں میں نے شاہ صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ قبروں کے پھولوں کو "خلافِ سنت" کہنے کا جرم پہلی بار مجھ سے ہی سرزد نہیں ہوا، مجھ سے پہلے اکابر ائمہ اعلام اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ سخت الفاظ استعمال فرماچکے ہیں، اس لئے شاہ صاحب نے صرف مجھ ہی کو جاہل و نابلد نہیں کہا، بلکہ ان اکابر کے حق میں بھی گستاخی کی ہے۔

حق پسندی کا تقاضا یہ تھا کہ میرے اس توجہ دلانے پر شاہ صاحب اس گستاخی سے تائب ہوجاتے اور یہ معذرت کرلیتے کہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ پہلے اکابر بھی اس بدعت کو رَدّ کرچکے ہیں۔ لیکن افسوس کہ شاہ صاحب کو اس کی توفیق نہیں ہوئی، البتہ میں نے اپنے الفاظ میں نرمی اور لچک کی جو تشریح بین القوسین کی تھی اس کو غلط معنی پہنا کر مجھ سے سوال کرتے ہیں:

> الف:...... "جب آپ کے نزدیک پھولوں کا ڈالنا جائز یا مستحسن ہے یا اس کے ہونے کی گنجائش ہے تو اس موضوع پر طوفان برپا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

جنابِ من! اس تشریح میں میں پھولوں کے جواز یا استحسان کا فتویٰ نہیں دے رہا بلکہ اپنے پہلے الفاظ "خلافِ سنت" میں جو نرمی اور لچک تھی اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ کو سمجھانا مقصود تھا کہ آپ بھی اس کو عین "سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" نہیں سمجھتے ہوں گے، زیادہ سے زیادہ اس کے جواز یا استحسان ہی کے قائل ہوں گے، یہ عقیدہ تو آپ کا بھی نہیں ہوگا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں پر پھول چڑھایا کرتے تھے، اس لئے آپ میرے الفاظ "خلافِ سنت" میں یہ تاویل کرسکتے تھے کہ گو یہ عمل سنت سے ثابت نہیں، مگر ہم اس کو مستحسن سمجھ کر کرتے ہیں، عین سنت سمجھ کر نہیں، مگر افسوس کہ آپ نے میری محتاط تعبیر کی کوئی قدر نہ کی، بلکہ فوراً اس کی تردید کے لئے کمربستہ ہوگئے اور بجائے علمی دلائل کے تجہیل و تحمیق کا طریقہ اپنایا۔ اب انصاف فرمائیے کہ طوفان کس نے برپا کیا، میں نے یا خود


فہرست

آنجناب نے؟ اور جو عمل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ سے ثابت نہ ہو، اس کو خلافِ سنت لکھنے کو جناب کا پھلجڑی چھوڑنے سے تعبیر کرنا بھی سوقیانہ اور بازاری زبان ہے، جو اہلِ علم کو زیب نہیں دیتی۔

اسی ضمن میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

ب:...... "حیرت کی بات ہے کہ آپ اس امر کو خلافِ سنت قرار دے رہے ہیں اور دوسری طرف آپ کو اس میں جائز بلکہ مستحب ہونے کی گنجائش نظر آتی ہے، از راہِ نوازش ایسی کوئی مثال پیش فرمائیں جس میں کسی امر کو باوجود خلافِ سنت ہونے کے مستحب قرار دیا گیا ہو۔"

گویا شاہ صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں وہ مستحب تو کیا جائز بھی نہیں۔ اس لئے وہ مجھ سے اس کی مثال طلب فرماتے ہیں۔ جناب شاہ صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہزاروں چیزیں ایسی ہیں جو خلافِ سنت ہونے کے باوجود جائز ہیں۔ مثلاً ترکی ٹوپی یا جناح کیپ سنت نہیں مگر جائز ہے، اور نماز کی نیت زبان سے کرنا خلافِ سنت ہے، مگر فقہاء نے اس کو مستحسن فرمایا ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسی کو سنت کہنے لگے تو غلط ہوگا۔

۴:...... آفتابِ سنت کے آگے بدعت کا چراغ بے نور ہوجاتا ہے، شاہ صاحب قبروں کے پھولوں کا کوئی ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ کے عمل سے پیش نہیں کرسکے، اور نہ میرے ان دلائل کا ان سے کوئی جواب بن پڑا جو میں نے اکابر ائمہ سے اس کے بدعت ہونے پر نقل کئے تھے، اس لئے شاہ صاحب نے اس ناکارہ کی "کتاب فہمی" کی بحث شروع کردی۔ علامہ عینیؒ کی ایک سطر کا جو ترجمہ میں نے نقل کیا تھا، شاہ صاحب اس کو نقل کرکے لکھتے ہیں:

"راقم الحروف (شاہ صاحب) اہلِ علم کے سامنے اصل عربی عبارت پیش کر رہا ہے اور انصاف کا طالب ہے کہ لدھیانوی

صاحب نے اس عبارت کا مفہوم صحیح پیش کیا ہے بلکہ ترجمہ بھی درست کیا ہے یا نہیں؟''

شاہ صاحب اپنے قارئین کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ ایک ایسا اناڑی آدمی جو عربی کی معمولی عبارت کا مفہوم تک نہیں سمجھتا، بلکہ ایک سطری عبارت کا ترجمہ تک صحیح نہیں کرسکتا، اس نے بڑے بڑے اکابر کی جو عبارتیں قبروں پر پھول ڈالنے کے خلافِ سنت ہونے پر نقل کی ہیں، ان کا کیا اعتبار ہے؟

راقم الحروف کو علم کا دعویٰ ہے نہ کتاب فہمی کا، معمولی طالب ہے، اور طالب علموں کی صفِ نعال میں جگہ مل جانے کو فخر وسعادت سمجھتا ہے:

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

مگر شاہ صاحب نے اصل موضوع سے ہٹ کر بلاوجہ ''کتاب فہمی'' کی بحث شروع کردی ہے، اس لئے چند امور پیش خدمت ہیں:

اول:......شاہ صاحب کو شکایت ہے کہ میں نے علامہ عینیؒ کی عبارت کا نہ مفہوم سمجھا، نہ ترجمہ صحیح کیا ہے۔ میں اپنا اور شاہ صاحب کا ترجمہ دونوں نقل کئے دیتا ہوں، ناظرین دونوں کا موازنہ کرکے دیکھ لیں کہ میرے ترجمہ میں کیا سقم تھا۔

شاہ صاحب کا ترجمہ:

''اور اسی طرح (اس کا بھی انکار کیا ہے) جو اکثر لوگ کرتے ہیں۔ یعنی تر اشیاء مثلاً پھول اور سبزیاں وغیرہ قبروں پر ڈال دیتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں اور بے شک سنت گاڑنا ہے۔''

راقم الحروف کا ترجمہ:

''اسی طرح جو فعل کہ اکثر لوگ کرتے ہیں، یعنی پھول اور سبزہ وغیرہ رطوبت والی چیزیں قبروں پر ڈالنا، یہ کوئی چیز نہیں (لیس بشیٔ) سنت اگر ہے تو صرف شاخ کا گاڑنا ہے۔''

اس امر سے قطع نظر کہ ان دونوں ترجموں میں سے کون سا سلیس ہے اور کس میں گنجلک ہے؟ کون سا اصل عربی عبارت کے قریب تر ہے اور کون سا نہیں؟ آخر دونوں کے مفہوم میں بنیادی فرق کیا ہے؟ دونوں سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ شاخ کا گاڑنا تو سنت ہے مگر پھول اور سبزہ وغیرہ ڈالنا کوئی سنت نہیں، اس ہیچ مدان کے ترجمہ میں شاہ صاحب کو کیا سقم نظر آیا؟ جس کے لئے وہ اہلِ علم سے انصاف طلبی فرماتے ہیں۔

دوم:......اس عبارت کے آخری جملہ "وانما السنة الغرز" کا ترجمہ موصوف نے یہ فرمایا: "اور بے شک سنت گاڑنا ہے۔" حالانکہ عربی کے طالب علم جانتے ہیں کہ "انما" کا لفظ حصر کے لئے ہے، جو بیک وقت ایک شے کی نفی اور دوسری شے کے اثبات کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی حصر کے اظہار کے لئے راقم الحروف نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ: "سنت اگر ہے تو صرف شاخ کا گاڑنا ہے۔" جس کا مطلب یہ ہے کہ پھول اور سبزہ وغیرہ تر اشیاء ڈالنا کوئی سنت نہیں، صرف شاخ کا گاڑنا سنت ہے۔ لیکن شاہ صاحب "انما" کا ترجمہ "بے شک" فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ! اور لطف یہ کہ الٹا راقم الحروف کو ڈانٹتے ہیں کہ تو نے ترجمہ غلط کیا ہے۔

سوم:......جس عبارت کا میں نے ترجمہ نقل کیا تھا، شاہ صاحب نے اس کے ماقبل و مابعد کی عبارت بھی نقل فرمادی۔ حالانکہ اس کو "قبروں پر پھول" کے زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں تھا، لیکن ان سے افسوسناک تسامح یہ ہوا کہ انہوں نے "وکذالک ما یفعله اکثر الناس" سے لے کر آخر عبارت "فافهم" تک کو امام خطابیؒ کی عبارت سمجھ لیا ہے، حالانکہ یہ امام خطابیؒ کی عبارت نہیں، بلکہ علامہ عینیؒ کی عبارت ہے۔ امام خطابیؒ کا حوالہ انہوں نے صرف "وضع الیابس الجرید" کے لئے دیا ہے۔ حدیث کے کسی طالب علم کے سامنے یہ عبارت رکھ دیجئے اس کا فیصلہ یہی ہوگا کیونکہ اول تو ہر مصنف کا طرزِ نگارش ممتاز ہوتا ہے، امام خطابیؒ جو چوتھی صدی کے شخص ہیں ان کا یہ طرزِ تحریر ہی نہیں، بلکہ صاف طور پر یہ علامہ عینیؒ کا اندازِ نگارش ہے۔ علاوہ ازیں امام خطابیؒ کی معالم السنن موجود ہے، جن جن حضرات نے امام خطابیؒ کا حوالہ دیا ہے وہ "معالم" ہی سے دیا ہے، شاہ صاحب تھوڑی سی زحمت اس کے دیکھنے کی فرمالیتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ امام خطابیؒ نے کیا لکھا ہے اور

حافظ عینیؒ نے ان کا حوالہ کس حد تک دیا ہے؟ ان تمام امور سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر ”وکذالک ما یفعله اکثر الناس ...... الخ.“ کی عبارت کو ”انکر الخطابی“ کے تحت داخل کیا جائے (جیسا کہ شاہ صاحب کو خوش فہمی ہوئی ہے) تو عبارت قطعی بے جوڑ بن جاتی ہے، شاہ صاحب ذرا مبتدا و خبر کی رعایت رکھ کر اس عبارت پر ایک بار پھر غور فرمالیں اور حدیث کے کسی طالب علم سے بھی استصواب فرمالیں۔

چہارم:...... یہ تو شاہ صاحب کے جائزہ کتاب فہمی کی بحث تھی، اب ذرا ان کے ”صحیح ترجمہ“ پر بھی غور فرمالیا جائے۔

حافظ عینیؒ کی عبارت ہے:

”ومنها انه قیل هل للجرید معنی یخصه فی الغرز علی القبر لتخفیف العذاب؟ والجواب انه لا معنی یخصه بل المقصود ان یکون ما فیه رطوبة من ای شجر کان ولهذا انکر الخطابی ومن تبعه وضع الیاس الجرید.“

شاہ صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

”اس حدیث سے متعلق مسائل میں سے یہ بھی ہے کہ بعض حضرات یہ دریافت کرتے ہیں کہ تخفیفِ عذاب کے لئے قبر پر خصوصی طور پر شاخ ہی کا گاڑنا ہے؟

تو جواب یہ ہے کہ شاخ کی کوئی خصوصیت نہیں، بلکہ ہر وہ چیز جس میں رطوبت ہو مقصود ہے۔ خطابیؒ اور ان کے متبعین نے خشک شاخ کے قبر پر رکھنے کا انکار کیا ہے...... الخ۔“

شاہ صاحب کا یہ ترجمہ کس قدر پُرلطف ہے؟ اس کا اصل ذائقہ تو عربی دان ہی اٹھا سکتے ہیں! تاہم چند لطیفوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

الف:...... علامہ عینیؒ نے اس حدیث سے متعلقہ احکام و مسائل ص:۸۷۴ سے ص:۸۷۷ تک ”بیان استنباط الاحکام“ کے عنوان سے بیان فرمائے ہیں، اور

ص:۸۷۷ سے ص:۸۷۹ تک ”الاسئلة والاجوبة“ کا عنوان قائم کرکے اس حدیث سے متعلق چند سوال و جواب ذکر کئے ہیں۔ انہیں میں سے ایک سوال و جواب وہ ہے جو شاہ صاحب نے نقل کیا ہے۔ آپ ”منها“ کا ترجمہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث سے متعلقہ مسائل میں سے یہ بھی ہے۔“ شاہ صاحب غور فرمائیں کہ کیا یہاں ”حدیث کے مسائل“ ذکر کئے جارہے ہیں...؟

ب:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معذب قبروں پر ”جرید“ نصب فرمائی تھی، اور ”جرید“ شاخِ خرما کو کہا جاتا ہے۔ علامہ عینیؒ نے جو سوال اٹھایا وہ یہ تھا کہ کیا شاخِ کھجور میں کوئی ایسی خصوصیت ہے جو دفعِ عذاب کے لئے مفید ہے، جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصب فرمایا؟ یا یہ مقصود ہر درخت کی شاخ سے حاصل ہوسکتا تھا؟ علامہ عینیؒ جواب دیتے ہیں کہ: نہیں! شاخِ کھجور کی کوئی خصوصیت نہیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ تر شاخ ہو، خواہ کسی درخت کی ہو۔ یہ تو تھا علامہ عینیؒ کا سوال و جواب، ہمارے شاہ صاحب نے سوال و جواب کا مدعا نہیں سمجھا، اس لئے شاہ صاحب سوال و جواب کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

”بعض حضرات یہ دریافت کرتے ہیں کہ تخفیفِ عذاب کے لئے قبر پر خصوصی طور پر شاخ ہی کا گاڑنا ہے؟
تو جواب یہ ہے کہ شاخ میں کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس میں رطوبت ہو، مقصود ہے۔“

اگر شاہ صاحب نے مجمع البحار یا لغتِ حدیث کی کسی اور کتاب میں ”جرید“ کا ترجمہ دیکھ لیا ہوتا یا شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی شرح مشکوٰۃ سے اس حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیا ہوتا تو ان کو علامہ عینیؒ کے سوال و جواب کے سمجھنے میں الجھن پیش نہ آتی، اور وہ یہ ترجمہ نہ فرماتے۔

اور اگر شدتِ مصروفیت کی بنا پر انہیں کتابوں کی مراجعت کا موقع نہیں ملا تو کم از کم اتنی بات پر تو غور فرمالیتے کہ اگر علامہ عینیؒ کا مدعا یہ ہوتا کہ شاخ کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہر رطوبت والی چیز سے یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے تو اگلے ہی سانس میں وہ پھول وغیرہ

ڈالنے کو "لیس بشیٔ" کہہ کر اس کی نفی کیوں کرتے؟ ترجمہ کرتے ہوئے تو یہ سوچنا چاہئے تھا کہ علامہؒ کے یہ دونوں جملے آپس میں ٹکرا کیوں رہے ہیں؟

ج:...... چونکہ شاہ صاحب کے خیالِ مبارک میں علامہ عینیؒ شاخ کی خصوصیت کی نفی کرکے ہر رطوبت والی چیز کو مقصود قرار دے رہے ہیں، اس لئے انہوں نے علامہؒ کی عبارت سے "من ای شجر کان" کا ترجمہ ہی غائب کردیا۔

د:...... پھر علامہ عینیؒ نے "ولھذا انکر الخطابی" کہہ کر اپنے سوال و جواب پر تفریع پیش کی تھی، شاہ صاحب نے "لھذا" کا ترجمہ بھی حذف کردیا، جس سے اس جملہ کا ربط ہی ماقبل سے کٹ گیا۔

ہ:...... "وکذالک ما یفعلہ اکثر الناس" سے علامہ عینیؒ نے اس سوال و جواب کی دوسری تفریع ذکر فرمائی تھی، ہمارے شاہ صاحب نے اسے امام خطابیؒ کے انکار کے تحت درج کرکے ترجمہ یوں کردیا: "اور اسی طرح اس کا بھی انکار کیا ہے جو اکثر لوگ کرتے ہیں۔" اس ترجمہ میں "اس کا بھی انکار کیا ہے" کے الفاظ شاہ صاحب کا خود اپنا اضافہ ہے۔

و:...... علامہ عینیؒ نے قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنے کو "لیس بشیٔ" (یہ کوئی چیز نہیں) کہہ کر فرمایا تھا: "انما السنۃ الغرز" یعنی سنت صرف شاخ کا گاڑنا ہے۔" اس پر ایک اعتراض ہوسکتا تھا، اس کا جواب دے کر اس کے آخر میں فرماتے ہیں: "فافھم" جس میں اشارہ تھا کہ اس جواب پر مزید سوال و جواب کی گنجائش ہے۔ مگر ہمارے شاہ صاحب چونکہ یہ سب کچھ امام خطابیؒ کے نام منسوب فرما رہے ہیں، اس لئے وہ بڑے جوش سے فرماتے ہیں:

> "پھر بے چارے خطابی نے بحث کے اختتام پر "فافھم" کے لفظ کا اضافہ بھی کیا مگر افسوس کہ مولانا صاحب موصوف نے اس طرف توجہ نہ فرمائی۔"

یہ ناکارہ، جناب شاہ صاحب کے توجہ دلانے پر متشکر ہے، کاش! شاہ صاحب خود بھی توجہ کی زحمت فرمائیں کہ وہ کیا سے کیا سمجھ اور لکھ رہے ہیں۔

شاید علامہ عینیؒ کا یہ ”فافہم“ بھی الہامی تھا، حق تعالیٰ شانہ کو معلوم تھا کہ علامہ عینیؒ کے ۵۴۵ سال بعد ہمارے شاہ صاحب، علامہؒ کی اس عبارت کا ترجمہ فرمائیں گے، اس لئے ان سے ”فافہم“ کا لفظ لکھوادیا، تاکہ شاہ صاحب، علامہؒ کی اس وصیت کو پیشِ نظر رکھیں اور ان کی عبارت کا ترجمہ ذرا سوچ سمجھ کر کریں۔

پنجم:...... ”کتاب فہمی“ اور ”صحیح ترجمہ“ کے بعد اب شاہ صاحب کے طریق استدلال پر بھی نظر ڈال لی جائے، موصوف نے علامہ عینیؒ کی مندرجہ بالا عبارت سے چند فوائد اس تمہید کے ساتھ اخذ کئے ہیں:

”مذکورہ بالا ترجمہ سے لدھیانوی صاحب کی کتاب فہمی اور طریق استدلال کا اندازہ ہوجائے گا۔ لیکن ناظرین کے لئے چند امور درج ذیل ہیں۔“

ا:......شاہ صاحب نمبر:ا کے تحت لکھتے ہیں:

”شاخ لگانا ہی مسنون نہیں اس چیز کو تر ہونا چاہئے۔ لہٰذا خشک چیز کا لگانا مسنون نہیں، البتہ شاخیں سبز اور پھول تر ہونے کے باعث مسنون ہیں۔“

پھول ڈالنے کا مسنون ہونا علامہ عینیؒ کی عبارت سے اخذ کیا جارہا ہے، جبکہ ان کی عبارت کا ترجمہ خود شاہ صاحب نے یہ کیا ہے:

”اور اسی طرح اس کا بھی انکار کیا ہے جو اکثر لوگ کرتے ہیں یعنی تر اشیاء مثلاً پھول اور سبزیاں وغیرہ قبروں پر ڈال دیتے ہیں یہ کچھ نہیں اور بے شک سنت گاڑنا ہے۔“

پھول اور سبزہ وغیرہ تر اشیاء قبر پر ڈالنے کو علامہ عینیؒ خلافِ سنت اور لیس بشیٴ فرماتے ہیں، لیکن شاہ صاحب کا اچھوتا طریق استدلال اس عبارت سے پھولوں کا مسنون ہونا نکال لیتا ہے۔ شاید شاہ صاحب کی اصطلاح میں ”لیس بشیٴ“ (کچھ نہیں، کوئی چیز نہیں) کے معنی ہیں: ”مسنون چیز“۔

۲:......شاہ صاحب کا فائدہ نمبر:۲اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے کہ:

''وضع یعنی ڈالنا مسنون نہیں بلکہ غرز یعنی گاڑنا مسنون ہے، اور خطابی نے انکار پھولوں اور سبزیوں کے ڈالنے کا کیا ہے نہ کہ گاڑنے کا جیسا کہ اگلی عبارتوں سے ظاہر ہے، اس طرح دو بنیادی اشیاء مسنون ہیں ایک تو رطب ہونا دوسرے غرز۔''

شاہ صاحب کی پریشانی یہ ہے کہ علامہ عینیؒ (اور شاہ صاحب کے بقول امام خطابیؒ) تو پھولوں کے ڈالنے کو لیس بشیٔ اور غیر مسنون فرمارہے ہیں، اور شاہ صاحب کو بہرحال پھولوں کا مسنون ہونا ثابت کرنا ہے، اس لئے اپنے مخصوص اندازِ استدلال سے ان کے قول کی کیا خوبصورت تاویل فرماتے ہیں کہ خطابیؒ کے بقول پھولوں کا ڈالنا تو مسنون نہیں، ہاں! ان کا گاڑنا ان کے نزدیک بھی مسنون ہے۔ اللہ الصمد!

شاہ صاحب نے کرنے کو تو تاویل کردی لیکن اول تو یہ نہیں سوچا کہ ہماری بحث بھی تو پھولوں کے ڈالنے ہی سے متعلق ہے، اور اس کا غیر مسنون ہونا جناب نے خود ہی رقم فرمادیا، پس اگر اس ناکارہ نے قبر پر پھول ڈالنے کو خلافِ سنت کہا تھا تو کیا جرم کیا...؟

پھر اس پر بھی غور نہیں فرمایا کہ جو حضرات اولیاء اللہ کے مزارات پر پھول ڈال کر آتے ہیں، وہ تو آپ کے ارشاد کے مطابق بھی خلافِ سنت فعل ہی کرتے ہیں، کیونکہ سنت ہونے کے لئے آپ نے دو بنیادی شرطیں تجویز فرمائی ہیں، ایک اس چیز کا رطب یعنی تر ہونا، اور دوسرے اس کا گاڑنا، نہ کہ ڈالنا۔

پھر اس پر بھی غور نہیں فرمایا کہ قبر پر گاڑی تو شاخ جاتی ہے، پھولوں اور سبزیوں کو قبر پر کون گاڑا کرتا ہے؟ ان کو تو لوگ بس ڈالا ہی کرتے ہیں، پس جب پھولوں کا گاڑنا عادۃً ممکن ہی نہیں اور نہ کوئی ان کو گاڑتا ہے اور خود ہی شاہ صاحب بھی لکھ رہے ہیں کہ کسی چیز کا قبر پر گاڑنا سنت ہے، ڈالنا سنت نہیں تو جناب کے اس فقرے کا آخر کیا مطلب ہوگا کہ:

''خطابی نے انکار پھولوں اور سبزیوں کے ڈالنے کا کیا ہے نہ کہ گاڑنے کا۔''

کیا کسی ملک میں شاہ صاحب نے قبروں پر پھولوں کے گاڑنے کا دستور دیکھا سنا بھی ہے؟ اور کیا یہ ممکن بھی ہے؟ اگر نہیں تو بار بار غور فرمائیے کہ آخر آپ کا یہ فقرہ کوئی مفہوم محصل رکھتا ہے؟

پھر جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا شاہ صاحب یہ ساری باتیں امام خطابیؒ سے زبردستی منسوب کررہے ہیں، ورنہ امام خطابیؒ کی عبارت میں پھولوں کے گاڑنے اور ڈالنے کی ''باریک منطق'' کا دور دور کہیں پتہ نہیں۔ مناسب ہے کہ یہاں امام خطابیؒ کی اصل عبارت پیش خدمت کروں، شاہ صاحب اس پر غور فرمالیں، حدیث ''جرید'' کی شرح میں امام خطابیؒ لکھتے ہیں:

''واما غرسه شق العسيب على القبر وقوله (لعله يخفف عنهما ما لم ييسا) فانه من ناحية التبرک باثر النبی صلی الله علیه وسلم ودعائه بالتخفیف عنهما وکانه صلی الله علیه وسلم جعل مدة بقاء النداوة فیهما حدا لما وقعت به المسئلة من تخفیف العذاب عنهما ولیس ذالک من اجل ان فی الجرید الرطب معنی لیس فی الیابس والعامة فی کثیر من البلدان تفرش الخوص فی قبور موتاهم واراهم ذهبوا الی هذا ولیس لما تعاطوه من ذالک وجه، والله اعلم!'' (معالم السنن ج:۱ ص:۱۹، ۲۰)

ترجمہ:...... ''رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاخِ خرما کو چیر کر قبر پر گاڑنا اور یہ فرمانا کہ: ''شاید کہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو جب تک کہ یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔'' تو یہ تخفیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر اور آپؐ کی دعائے تخفیف کی برکت کی وجہ سے ہوئی، اور ایسا لگتا ہے کہ آپؐ نے جوان قبروں کے حق میں تخفیفِ عذاب کی دعا کی تھی ان شاخوں میں تری باقی رہنے کی مدت کو اس تخفیف کے لئے حد مقرر کردیا گیا تھا، اور اس تخفیف کی یہ وجہ نہیں تھی کہ کھجور کی تر


فہرست

شاخ میں کوئی ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے جو خشک میں نہیں پائی جاتی، اور بہت سے علاقوں کے عوام اپنے مردوں کی قبروں میں کھجور کے پتے بچھا دیتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ اسی کی طرف گئے ہیں (کہ تر چیز میں کوئی ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے جو تخفیفِ عذاب کے لئے مفید ہے) حالانکہ جو عمل کہ یہ لوگ کرتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، واللہ اعلم!“

۳:...... شاہ صاحب نے تیسرا افادہ عینیؒ کی عبات سے یہ اخذ کیا ہے:

”قبروں پر پھول ڈالنے کا سلسلہ کوئی نیا نہیں، بلکہ خطابیؒ کے زمانہ سے چلا آتا ہے، اور یہ بھی نہیں کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہوں بلکہ خطابیؒ کا بیان ہے کہ یہ فعل ”اکثر الناس“ کا ہے۔“

شاہ صاحب اس نکتہ آفرینی سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خطابیؒ کے زمانے سے قبروں پر پھول چڑھانے پر سوادِ اعظم کا اجماع ہے، اور اس ”اجماع“ کے خلاف لب کشائی کرنا گویا الحاد و زندقہ ہے، جس سے سوادِ اعظم کے معتقدات کو ٹھیس پہنچی ہے، مگر قبلہ شاہ صاحب اس نکتہ آفرینی سے پہلے مندرجہ ذیل امور پر غور فرمالیتے تو شاید انہیں اپنے طرزِ استدلال پر افسوس ہوتا۔

اولاً:...... وہ جس عبارت پر اپنے اس نکتہ کی بنیاد جما رہے ہیں، وہ امام خطابیؒ کی نہیں بلکہ علامہ عینیؒ کی ہے، اس لئے قبروں پر پھول چڑھانے کو امام خطابیؒ کے زمانہ کے ”اکثر الناس“ کا فعل ثابت کرنا بنا الفاسد علی الفاسد ہے، ہاں! یوں کہئے کہ امام خطابیؒ کے زمانہ کے ”عوام“ مردے کی قبر میں کھجور کے تر پتے بچھایا کرتے تھے، علامہ عینیؒ کے زمانے تک یہ سلسلہ کھجور کے پتوں سے گزر کر پھول چڑھانے تک پہنچ گیا۔

ثانیاً:...... جب سے یہ سلسلہ عوام میں شروع ہوا اسی وقت سے علمائے امت نے اس پر نکیر کا سلسلہ بھی شروع کردیا۔ خطابیؒ نے ”اس کی کوئی اصل نہیں“ کہہ کر اس کے بدعت ہونے کا اعلان فرمایا اور علامہ عینیؒ نے ”لیس بشیٔ“ کہہ کر اس کو خلافِ سنت قرار دیا۔ کاش!

کہ جناب شاہ صاحب بھی حضرات علمائے امت کے نقش قدم پر چلتے، اور عوام کے اس فعل کو بے اصل اور خلافِ سنت فرماتے۔ بہرحال اگر جناب شاہ صاحب خطابیؒ یا عینیؒ کے زمانے کے عوام کی تقلید فرمارہے ہیں تو اس ناکارہ کو بحول اللہ وقوتہ اکابر علمائے امت اور ائمہ دین کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل ہے اور وہ امام خطابیؒ اور علامہ عینیؒ کی طرح اس عامیانہ فعل کے خلافِ سنت ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ جناب شاہ صاحب کو اگر تقلیدِ عوام پر فخر ہے تو یہ ہیچ مدان، ائمہ دین کے اتباع پر نازاں ہے اور اس پر شکر بجالاتا ہے، یہ اپنا اپنا نصیب ہے کسی کے حصے کیا آتا ہے:

ہر کسے را بہر کارے ساختند

ثالثاً:...... جناب شاہ صاحب نے علامہ عینیؒ کی عبارت خطابیؒ کی طرف منسوب کرکے یہ سراغ تو نکال لیا کہ پھولوں کا چڑھانا خطابیؒ کے زمانہ سے چلا آتا ہے، کاش! وہ کہیں سے یہ بھی ڈھونڈ لاتے کہ چوتھی صدی (خطابیؒ کے زمانہ) کے عوام نے جو بدعتیں ایجاد کی ہوں وہ چودہویں صدی میں نہ صرف "سنت" بن جاتی ہیں بلکہ اہل سنت کے عقائد وشعار میں بھی ان کو جگہ مل جاتی ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

جناب شاہ صاحب نے اگر میرا پہلا مضمون پڑھا ہے تو امام شہیدؒ کا ارشاد بھی ان کی نظر سے گزرا ہوگا جو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے فتاویٰ غیاثیہ سے نقل کیا ہے کہ متأخرین (جن کا دور چوتھی صدی سے شروع ہوتا ہے) کے استحسان کو ہم نہیں لیتے۔ غور فرمائیے جس دور کے اکابر اہل علم کے استحسان سے بھی کوئی سنت ثابت نہیں ہوتی، شاہ صاحب اس زمانے کے عوام کی ایجاد کردہ بدعات کو "سنت" فرمارہے ہیں اور اصرار کیا جارہا ہے کہ ان بدعات کے بارے میں اس زمانے کے اکابر اہل علم نے خواہ کچھ ہی فرمایا ہو ہمیں اس کے دیکھنے کی ضرورت نہیں، چونکہ صدیوں سے عوام اس بدعت میں ملوث ہیں، لہٰذا اس کو خلافِ سنت کہنا روا نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس "لاجواب منطق" سے شاہ صاحب نے اپنے ضمیر کو کیسے مطمئن کرلیا۔

رابعاً:...... ہمارے شاہ صاحب تو امام خطابیؒ کے زمانے کے عوام کو بطورِ حجت و

دلیل پیش فرمارہے ہیں اور علمائے امت کی نکیر کے علی الرغم ان کے فعل سے سند پکڑ رہے ہیں۔ آیئے! میں آپ کو اس سے بھی دو صدی پہلے کے ''عوام'' کے بارے میں اہل علم کی رائے بتاتا ہوں۔

صاحب درمختار نے باب الاعتکاف سے ذرا پہلے یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ اکثر عوام جو مُردوں کے نام کی نذر و نیاز مانتے ہیں اور اولیاء اللہ کی قبور پر روپے پیسے اور شمع، تیل وغیرہ کے چڑھاوے ان کے تقرب کی غرض سے چڑھاتے ہیں، یہ بالاجماع باطل و حرام ہے، اِلَّا یہ کہ فقراء پر صرف کرنے کا قصد کریں۔ اس ضمن میں انہوں نے ہمارے امام محمد بن الحسن الشیبانی مدون مذہب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۹ھ) کا ارشاد نقل کیا ہے:

**''ولقد قال الامام محمد لو كانت العوام عبيدى لاعتقتهم واسقطت ولائى وذالك لانهم لا يهتدون فالكل بهم يتغيرون.''**

ترجمہ:...... ''اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر عوام میرے غلام ہوتے تو میں ان کو آزاد کردیتا اور ان کو آزاد کرنے کی نسبت بھی اپنی طرف نہ کرتا کیونکہ وہ ہدایت نہیں پاتے، اس لئے ہر شخص ان سے عار کرتا ہے۔''

علامہ شامیؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اہل فہم پر مخفی نہیں کہ امامؒ کی مراد اس کلام سے عوام کی مذمت کرنا اور اپنی طرف ان کی کسی قسم کی نسبت سے دوری اختیار کرنا ہے، خواہ ولاء (نسبت آزادی) کے ساقط کرنے سے ہو، جو قطعی طور پر ثابت ہے اور اس اظہار برأت کا سبب عوام کا جہل عام ہے، اور ان کا بہت سے احکام کو تبدیل کردینا، اور باطل و حرام چیزوں کے ذریعہ تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ پس ان کی مثال انعام کی سی ہے کہ اعلام و اکابر ان سے عار کرتے ہیں، اور ان عظیم شناعتوں سے

برأت کا اظہار کرتے ہیں......''

یہ امام محمدؒ کے زمانے کے عوام ہیں جن کے افعال و بدعات سے امام محمدؒ اور دیگر اعلام واکابر برأت کا اظہار فرماتے ہیں، لیکن اس کے دو صدی بعد کے عوام کی بدعات ہمارے شاہ صاحب کے لئے عین دین بن جاتی ہیں اور بڑے اطمینان کے ساتھ فرماتے ہیں کہ پھول چڑھانے کا سلسلہ تو امام خطابیؒ کے دور سے چلا آتا ہے، اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ وہی عوام ہیں جن کے جہل عام اور تغیر احکام کی شکوہ سنجی ہمارے اعلام واکابر کرتے چلے آئے ہیں۔

یہ اس ناکارہ کے مضمون پر شاہ صاحب کی تنقیدات کے چند نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں، جن سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ شاہ صاحب اور ان کے ہم ذوق حضرات بدعات کی ترویج واشاعت کے لئے کیسی کیسی تاویلات ایجاد فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ سنت کے نور سے ہمارے دل و دماغ اور روح و قلب کو منور فرمائیں اور بدعات کی ظلمت و نحوست سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

# آخرت کی جزا وسزا

## بروزِ حشر شفاعتِ محمدیؐ کی تفاصیل

س...... بروزِ محشر شفاعتِ امتِ محمدی کی تفاصیل کیا ہیں؟

ج......ان تفصیلات کو قلمبند کرنے کے لئے تو ایک دفتر چاہئے، مختصر یہ ہے کہ شفاعت کی کئی صورتیں ہوں گی۔

اول:......شفاعتِ کبریٰ: یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ قیامت کے دن جب لوگوں کا حساب وکتاب شروع ہونے میں تأخیر ہوجائے گی تو لوگ نہایت پریشان ہوں گے، لوگ کہیں گے کہ چاہے ہمیں دوزخ میں ڈال دیا جائے مگر اس پریشانی سے نجات مل جائے، تب لوگ اپنے علماء سے اس مسئلہ کا حل دریافت کریں گے، علماء کرام کی طرف سے فتویٰ دیا جائے گا کہ اس کے لئے کسی نبی کی شفاعت کرائی جائے، لوگ علی الترتیب سیّدنا آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ

السلام اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے مگر یہ سب حضرات معذرت کریں گے اور اپنے بعد والے نبی کا حوالہ دیتے جائیں گے۔

مسند ابوداؤد طیالسی (ص:۳۵۴ مطبوعہ حیدرآباد دکن) کی روایت میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شفاعت کی درخواست کرنے والوں سے فرمائیں گے:

''یہ بتاؤ! اگر کسی برتن پر مہر لگی ہوئی ہو تو جب تک مہر کو نہ کھولا جائے اس برتن کے اندر کی چیز نکالی جاسکتی ہے؟''

وہ عرض کریں گے: نہیں!

آپؑ فرمائیں گے کہ:

''پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج یہاں تشریف فرما ہیں، ان کی خدمت میں حاضری دو۔''

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا مشورہ دیں گے، اور پھر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کریں گے، آپؐ ان کی درخواست قبول فرماکر شفاعت کے لئے ''مقامِ محمود'' پر کھڑے ہوں گے اور حق تعالیٰ شانہ آپؐ کی شفاعت قبول فرمائیں گے، یہ شفاعتِ کبریٰ کہلاتی ہے، کیونکہ اس سے تمام امتیں اور تمام اولین و آخرین مستفید ہوں گے اور سب کا حساب شروع ہوجائے گا۔

دوم:...... بعض حضرات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

سوم:...... بعض لوگ جو اپنی بدعملی کی وجہ سے دوزخ کے مستحق تھے، ان کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کیا جائے گا، یہ شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے طفیل میں دیگر مقبولانِ الٰہی کو نصیب ہوگی۔

چہارم:...... جو گناہ گار دوزخ میں داخل ہوں گے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات ملائکہ اور اہل ایمان کی شفاعت سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ان سب حضرات کی شفاعت کے بعد حق تعالیٰ شانہ تمام اہل لا الٰہ الا

اللہ کو دوزخ سے نکال لیں گے (یہ گویا ارحم الراحمین کی شفاعت ہوگی)، اور دوزخ میں صرف کافر باقی رہ جائیں گے۔

پنجم:......بعض حضرات کے لئے جنت میں بلندیٔ درجات کی شفاعت ہوگی۔

ششم:......بعض کافروں کے لئے دوزخ میں تخفیفِ عذاب کی شفاعت ہوگی۔

ان تمام شفاعتوں کی تفصیلات احادیث شریفہ میں وارد ہیں۔

## خدا کے فیصلہ میں شفاعت کا حصہ

س......اگر شفاعت فیصلے پر اثر انداز نہیں ہوسکتی تو اس کا فائدہ معلوم نہیں اور اگر یہ فیصلے پر اثر انداز ہوتی ہے تو یہ تصرف ہے، اس لئے شفاعت کے بارے میں آپ کا جواب اطمینان بخش نہیں ہے۔

ج......"اِلَّا بِاِذْنِہٖ" تو قرآن مجید میں ہے، اس لئے شفاعت بالاذن پر ایمان لانا تو واجب ہے، رہا تصرف کا شبہ تو اگر حاکم ہی یہ چاہے کہ اگر اس گناہ گار کی کوئی شفاعت کرے تو اس کو معاف کردیا جائے، گو معاف وہ ازخود بھی کرسکتا ہے، مگر شفاعت میں شفیع کی وجاہت اور حاکم کی عظمت کا اظہار مقصود ہو، تو اس میں اشکال کیا ہے...؟

## قیامت کے دن کس کے نام سے پکارا جائے گا؟

س......قیامت کے دن میدانِ حشر میں والدہ کے نام سے پکارا جائے گا یا والد کے نام سے؟

ج......ایک روایت میں آتا ہے کہ لوگ قیامت کے دن ماں کی نسبت سے پکارے جائیں گے، لیکن یہ روایت بہت کمزور بلکہ غلط ہے، اس کے مقابلے میں صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے، جس میں باپ کی نسبت سے پکارے جانے کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے۔

## روزِ قیامت لوگ باپ کے نام سے پکارے جائیں گے

س......روزنامہ جنگ کے جمعہ ایڈیشن میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" پڑھا، یہ کالم میں عام طور پر باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔

اس کالم کے تحت آپ نے ایک صاحب کے سوال کا جو جواب دیا ہے، میں اس

جواب کی ذرا وضاحت چاہتا ہوں، ان کا سوال تھا: ''کیا قیامت کے روز باپ کے نام سے پکارا جائے گا یا ماں کے نام سے؟''

بچپن سے ہم سنتے چلے آرہے ہیں کہ قیامت کے روز ہر فرد اپنی ماں کے نام سے پکارا جائے گا لیکن آج پہلی دفعہ میں نے آپ کے حوالے سے یہ پڑھا کہ قیامت کے روز افراد باپ کی نسبت سے پکارے جائیں گے۔

آپ کے علم میں ہوگا کہ قدیم زمانہ سے لے کر آج تک دنیا کے مختلف ممالک میں ایسے باقاعدہ مراکز ہیں، جہاں عصمت فروشی اور بردہ فروشی کو جائز کاروبار کا درجہ حاصل ہے، اور ایسے مراکز میں ظاہر ہے بچے پیدا ہوں گے، تو ایسے بچوں کے باپ قیامت کے روز کون ہوں گے اور کس ولدیت سے ان کو پکارا جائے گا؟

میرے محدود علم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے بطن مریم سے بغیر کسی باپ کے پیدا کیا جو کہ اللہ جل شانہ کی قدرت کا کرشمہ ہے، تو عالی قدر! ذرا یہ بات مجھے سمجھا دیجئے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰؑ کو کس ولدیت سے پکارا جائے گا؟

واضح رہے کہ بچپن میں ہم اسی بنا پر یہ سنتے چلے آرہے ہیں کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کے کوئی باپ نہیں وہ صرف ماں کی اولاد ہیں، اس لئے قیامت کے روز حضرت عیسیٰؑ کی وجہ سے تمام لوگوں کو ماں کی نسبت سے پکارا جائے گا۔

حضور والا! میرا اس ناقص ذہن میں آنے والے ان دو سوالوں کا جواب دے کر میرے علم میں اضافہ فرمائیں۔

ج…… عام شہرت تو اسی کی ہے کہ لوگ قیامت کے دن اپنی ماؤں کی نسبت سے پکارے جائیں گے، لیکن یہ بات نہ تو قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے، نہ کسی قابل اعتماد حدیث میں۔ بلکہ اس کے برعکس صحیح احادیث میں وارد ہے کہ لوگ قیامت کے دن اپنے باپ کی نسبت سے پکارے جائیں گے، جیسا کہ پہلے تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ جو بچے صحیح النسب نہیں یا کنواری ماؤں سے پیدا ہوتے ہیں، ان کو کس نسبت سے پکارا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا کی ساری قوموں میں بچے کو

باپ سے منسوب کیا جاتا ہے اور فلاں بن فلاں کہا جاتا ہے، مگر یہاں بن باپ کے بچوں سے کبھی کوئی اشکال نہیں ہوا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسے بچوں کا نسب ماں سے منسوب کردیا جاتا ہے، اسی طرح قیامت میں بھی ایسے بچوں کو ان کی ماؤں سے منسوب کردیا جائے گا، اور جن بچوں کے نام کی شہرت دنیا میں باپ سے تھی ان کو ان کے اسی مشہور باپ سے منسوب کردیا جائے گا، واللہ اعلم!

اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تو دنیا میں بھی ان کی والدہ مقدسہ مریم بتول سے تھی اور ہے، چنانچہ قرآن کریم میں جگہ جگہ ''عیسیٰ بن مریم'' فرمایا گیا ہے، قیامت کے دن بھی ان کی یہی نسبت برقرار رہے گی۔ چنانچہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو سوال و جواب ہوگا، قرآن کریم نے اس کو بھی ذکر کیا ہے، اور ان کو ''عیسیٰ بن مریم'' سے مخاطب فرمایا ہے، اور یہ خصوصیت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے کہ دنیا اور قیامت میں ان کی نسبت ماں کی طرف کی جاتی ہے، اس سے تو اس بات کو اور زیادہ تقویت ملتی ہے کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ماں کے نام سے پکارے جائیں گے باقی کوئی اور ماں کے نام سے نہیں پکارا جائے گا، تاکہ ان کی خصوصیت معلوم ہوسکے۔ بہرحال احادیث نبویہ اور قرآن مجید سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قیامت کے دن افراد کی نسبت والد کی طرف ہوگی۔

## مرنے کے بعد اور قیامت کے روز اعمال کا وزن

س…… جناب مفتی صاحب! کیا یہ صحیح ہے کہ روزِ محشر ہمارے گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا وزن ہمارے ثواب صغیرہ و کبیرہ سے ہوگا اور جس کا پلہ زیادہ یا کم ہوگا اسی کے مطابق جزا و سزا کے مستحق ہوں گے۔

ج…… قرآن کریم کی آیات اور صحیح احادیث میں اعمال کا موزون ہونا مذکور ہے۔ اس میزان میں ایمان و کفر کا وزن کیا جائے گا اور پھر خاص مؤمنین کے لئے ایک پلہ میں ان کے حسنات اور دوسرے پلہ میں ان کے سیئات رکھ کر ان اعمال کو وزن ہوگا، جیسا کہ درمنثور میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور

سیئات غالب ہوئے تو دوزخ، اور اگر دونوں برابر ہوئے تو اعراف اس کے لئے تجویز ہوگی، پھر خواہ شفاعت سے سزا کے بغیر یا سزا کے بعد مغفرت ہوجائے گی۔

نوٹ:...... جنت اور جہنم کے درمیان حائل ہونے والے حصار کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے، اس مقام پر کچھ لوگ ہوں گے جو جنت و دوزخ دونوں طرف کے حالات دیکھ رہے ہوں گے، وہ جنتیوں کے عیش و آرام کی بہ نسبت جہنم میں، اور جہنمیوں کی بہ نسبت جنت میں ہوں گے، اس مقام پر کن لوگوں کو رکھا جائے گا؟ اس میں متعدد اقوال ہیں، مگر صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے حسنات و سیئات (نیکی اور بدی) کے دونوں پلڑے برابر ہوں گے۔

## کیا حساب و کتاب کے بعد نبی کی بعثت ہوگی

س...... ٹیلی ویژن کے پروگرام فہم القرآن میں علامہ طالب جوہری نے فرمایا کہ: خداوند تعالیٰ قیامت کے بعد ان غیر مسلموں پر دوبارہ نبی مبعوث فرمائے گا جن تک اسلام نہیں پہنچا تا کہ وہ مسلمان ہوجائیں۔ انہوں نے روایت کا ذکر کیا مگر تفصیل نہیں بتائی اس طرح تو مثلاً حبشی قوم جن کی زندگی کا پورا حصہ جنگل میں گزرا اور غیر مسلم ہوکر مرے، کیا قیامت کے بعد پھر سے غیر مسلم کے لئے اسلام کی تبلیغ شروع کی جائے گی؟ تو کون سے نبی ہوں گے جو یہ تبلیغ کا کام کریں گے؟

ج...... قیامت میں کسی نبی کے مبعوث کئے جانے کی روایت میرے علم میں نہیں، جن لوگوں کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی ان کے بارے میں راجح مسلک یہ ہے کہ اگر وہ توحید کے قائل تھے تو ان کی بخشش ہوجائے گی ورنہ نہیں۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جزا و سزا میں شریک نہیں بلکہ اطلاع دینے والے ہیں

س...... عزت و ذلت اور جزا و سزا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، ساتھ ہی اپنے کلام پاک میں سورۂ اعراف کے رکوع:۲۳، سورۂ احزاب رکوع:۶ اور سورۂ السبا رکوع:۳ میں حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دینے والا قرار دیا، اس لفظ خوشخبری دینے والے کا کیا مفہوم سمجھا جائے؟ کیا اس میں علمِ غیب پنہاں ہے؟ جہاں اللہ تعالیٰ جزا و سزا کا خود ہی مالک ہے، اس میں رسالت مآب بھی شریک ہیں، جبکہ آپ خوشخبری دینے والے ہیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیک اعمال پر خوشخبری دینے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے نیک جزا کا وعدہ فرمایا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جزا و سزا میں شریک نہیں بلکہ منجانب اللہ جزا و سزا کی اطلاع دینے پر مامور ہیں۔

## جرم کی دنیاوی سزا اور آخرت کی سزا

س...... اگر ایک شخص نے قتل کیا ہو اور اس کو دنیا میں پھانسی یا عمر قید کی سزا مل گئی تو کیا قیامت کے دن بھی اس کو سزا ملے گی؟

ج...... آخرت کے عذاب کی معافی توبہ سے ہوتی ہے، پس اگر اس کو اپنے جرم پر پشیمانی لاحق ہوئی اور اس نے توبہ کرلی اور خدا تعالیٰ سے معافی مانگی تو آخرت کی سزا نہیں ملے گی، ورنہ مل سکتی ہے۔ چونکہ ایسا مجرم جسے دنیا میں سزا ملی ہو اکثر اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے اور وہ اس سے توبہ کرتا ہے اس لئے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: جس شخص کو دنیا میں سزا مل گئی وہ اس کے لئے آخرت کے عذاب سے کفارہ ہے اور جس کو دنیا میں سزا نہیں ملی اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اس کے کرم سے توقع ہے کہ معاف کردے۔

## انسان جنتی اپنے اعمال سے بنتا ہے اتفاق اور چیزوں سے نہیں

س...... اگر کوئی رمضان کی چاند رات کو یا پہلے روزے کو انتقال کرے تو کیا وہ جنتی ہے؟ یا غسل کے بعد خانہ کعبہ کے غلاف کا ٹکڑا قبر میں دفن کرنے تک مردے کے سرہانے رہے تو کیا وہ جنتی ہوا؟

ج...... نہیں! جنتی تو آدمی اپنے اعمال سے بنتا ہے، کسی شخص کے بارے میں قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ وہ جنتی ہے، البتہ بعض چیزوں کو اچھی علامت کہہ سکتے ہیں۔

## کیا تمام مذاہب کے لوگ بخشے جائیں گے؟

س...... ایک شخص نے یہ کہا کہ: کوئی ضروری نہیں کہ قرآن و حدیث کے پابند اشخاص ہی

بخشے جائیں گے، بلکہ تمام مذاہب کے لوگوں کی بخشش ہوگی۔

ج…… یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کے تمام مذاہب کے لوگوں کی بخشش ہوگی، خالص کفر ہے۔ کیونکہ دیگر مذاہب کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں، ان کے بارے میں قرآن مجید میں جابجا تصریحات موجود ہیں کہ ان کی بخشش نہیں ہوگی، پس جو شخص خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہو وہ یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ تمام مذاہب کے لوگ بخشے جائیں گے۔

## غیر مسلموں کے اچھے اعمال کا بدلہ

س…… اگر کوئی غیر مسلم نیکی کا کوئی کام کرے مثلاً کہیں کنواں کھدوا دے یا مخلوقِ خدا سے رحم وشفقت کا برتاؤ کرے، جیسا کہ کچھ عرصہ قبل بھارتی کرکٹر بشن سنگھ بیدی نے ایک مسلمان بچے کے لئے اپنے خون کا عطیہ دیا تھا، تو کیا غیر مسلم کو نیک کام کرنے پر اجر ملے گا؟

ج…… نیکی کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے، اور ایمان کے بغیر نیکی ایسی ہے جیسے روح کے بغیر بدن۔ اس لئے اس کو آخرت میں اجر نہیں ملے گا البتہ دنیا میں ایسے اچھے کاموں کا بدلہ چکا دیا جاتا ہے۔

س…… دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ: غیر مسلم جو اچھے کام کرتے ہیں ان کو قیامت میں ان کا صلہ ملے گا، اور وہ جنت میں جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ غیر مسلم چاہے اہل کتاب کیوں نہ ہوں ان کو نیک کاموں کا صلہ یہاں مل سکتا ہے، قیامت میں نہیں ملے گا، نہ وہ جنت میں جائیں گے جب تک کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہوتے۔

ج…… آپ کی بات صحیح ہے! قرآن مجید میں اور احادیث شریفہ میں بے شمار جگہ فرمایا گیا ہے کہ جنت اہل ایمان کے لئے ہے، اور کفار کے لئے جنت حرام ہے، اور یہ بھی بہت سی جگہ فرمایا گیا ہے کہ نیک اعمال کے قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے، بغیر ایمان کے کوئی عمل مقبول نہیں، نہ اس پر قیامت کے دن کوئی اجر ملے گا۔

س…… تمام لوگ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور امت محمدی سے ہیں، عیسائی یا یہودی لوگ جن پر اللہ کریم نے تورات، انجیل نازل فرمائی ہیں، اگر وہ اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں،

اس کے علاوہ سخاوت، غریبوں کی مدد کرنا، ہسپتال بنانا اور اس کے علاوہ کئی اچھے کام کرتے ہیں جن کی اسلام نے بھی اجازت دی ہے، تو کیا وہ لوگ جنت میں نہیں جاسکتے؟ اللہ کریم غفور رحیم ہے۔

ج…… قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر و شرک کے گناہ کو معاف نہیں کرے گا، اس سے کم درجے کے جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہے معاف کردے گا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اس امت میں جو شخص میرے بارے میں سنے اور مجھ پر ایمان نہ لائے خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ خلاصہ یہ کہ نجات اور مغفرت کے لئے ایمان شرط ہے، بغیر ایمان کے بخشش نہیں ہوگی۔

## گناہ گار مسلمان کی بخشش

س…… مولانا صاحب! کیا گناہ گار مسلمان جس نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا ہو، لیکن ساری زندگی گناہوں میں گزار دی وہ آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد جنت میں داخل ہوسکے گا یا نہیں؟

ج…… جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا انشاء اللہ اس کی کسی نہ کسی وقت ضرور بخشش ہوگی، لیکن مرنے سے پہلے آدمی کو سچی توبہ کرلینی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا تحمل نہیں ہوسکتا، اور بعض گناہ ایسے ہیں جن کی نحوست کی وجہ سے ایمان سلب ہوجاتا ہے (نعوذ باللہ)، اس لئے خاتمہ بالخیر کا بہت اہتمام کرنا چاہئے، اور اس کے لئے دعائیں بھی کرتے رہنا چاہئیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حسنِ خاتمہ کی دولت نصیب فرمائیں اور سوءِ خاتمہ سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

## گناہ اور ثواب برابر ہونے والے کا انجام

س…… اگر قیامت کے دن انسان کے گناہ اور ثواب برابر ہوں تو کیا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں؟

ج…… ایک قول کے مطابق یہ شخص کچھ مدت کے لئے ''اعراف'' میں رہے گا، اس کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔

## کیا قطعی گناہ کو گناہ نہ سمجھنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

س...... جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ: ’’رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔‘‘ تو کیا ایسے دوزخی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ میں رہیں گے؟ اسی طرح دوسرے گناہ گار بھی جو اس دنیا میں مختلف گناہوں میں ملوث ہیں، دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے یا گناہوں کی سزا مل جانے کے بعد جنت میں داخل کردیئے جائیں گے؟ یا دوزخی کو کبھی جنت نصیب نہ ہوگی؟

ج...... دائمی جہنم تو کفر کی سزا ہے، کفر و شرک کے علاوہ جتنے گناہ ہیں اگر آدمی توبہ کئے بغیر مرجائے تو ان کی مقررہ سزا ملے گی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے بغیر سزا کے بھی معاف فرماسکتے ہیں، بشرطیکہ خاتمہ ایمان پر ہوا ہو لیکن یہ یاد رہنا چاہئے کہ گناہ کو گناہ نہ سمجھنے سے آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور یہ بہت ہی باریک اور سنگین بات ہے۔ بہت سے سود کھانے والے، رشوت کھانے والے اور داڑھی منڈوانے یا کترانے والے اپنے آپ کو گناہ گار ہی نہیں سمجھتے، خلاصہ یہ ہے کہ جن گناہوں کو آدمی گناہ سمجھ کر کرتا ہو اور اپنے آپ کو گناہ گار اور مجرم تصور کرتا ہو، ان کی معافی تو ہوجائے گی، خواہ سزا کے بعد ہو یا سزا کے بغیر، لیکن جن گناہوں کو گناہ ہی نہیں سمجھا ان کا معاملہ زیادہ خطرناک ہے۔

## گناہ گار مسلمان کو دوزخ کے بعد جنت

س...... جنت کی زندگی دائمی ہے، کیا دوزخ میں ڈالے گئے کلمہ گو کو سزا کے بعد جنت میں داخل کیا جائے گا یا وہ سزا بھی ابدی ہے؟ قرآن و حدیث سے وضاحت فرمائیں۔

ج...... جس شخص کے دل میں ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا ایمان بھی ہوگا، وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا، سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا۔

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عذابِ الٰہی کو روکنے کا ذریعہ ہے

س...... ایک عرض ہے کہ دینی رسالہ بینات خالص دینی ہونا چاہئے، کسی پر اعتراض و تشنیع مجھے پسند نہیں۔ اس سے نفرت کا جذبہ ابھرتا ہے، صدر ضیاء الحق کے بیانات پر اعتراضات

یقیناً عوام میں نفرت پھیلنے کا ذریعہ بنتے ہیں، جس سے مملکت کی بنیادیں کھوکھلی پڑ جانے کا خطرہ ضرور ہے۔ ویسے بھی ملک اندرونی اور بیرونی خطرات سے دوچار ہے، کہیں بھارت آنکھیں دکھا رہا ہے، تو کہیں کارمل انتظامیہ کی شہ پر روس کی آواز سنی جاتی ہے، کہیں خمینی کے اسلامی انقلاب کی آمد آمد کی خبریں سننے میں آجاتی ہیں، کہیں ملک کے ہتھوڑا گروپ، کلہاڑا گروپ وغیرہ کی صدائیں سننے میں آتی ہیں۔ غرض ایسے حالات میں ذرا سی چنگاری ہمارے پاکستان کا شیرازہ بکھیر سکتی ہے، اس صورت میں پھر یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ اس بارے میں اگر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے تو نوازش ہوگی۔

ج…… آپ کا یہ ارشاد تو بجا ہے کہ وطن عزیز بہت سے اندرونی و بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے، اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ ان حالات میں حکومت سے بے اعتمادی پیدا کرنا قرینِ عقل و دانش نہیں، لیکن آنجناب کو معلوم ہے کہ بینات میں یا راقم الحروف کی کسی اور تحریر میں صدر ضیاء الحق صاحب کے کسی سیاسی فیصلے کے بارے میں کبھی لب کشائی اور حرف زنی نہیں کی گئی:

کارِ مملکت خسرواں دانند!

لیکن جہاں تک دینی غلطیوں کا تعلق ہے، اس پر ٹوکنا نہ صرف یہ کہ اہلِ علم کا فرض ہے (اور مجھے افسوس اور ندامت کے ساتھ اعتراف ہے کہ ہم یہ فرض ایک فیصد بھی ادا نہیں کر پا رہے) بلکہ یہ خود صدرِ محترم کے حق میں خیر کا باعث ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو امیر المؤمنین حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا واقعہ سناتا ہوں، جو حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی قدس سرہٗ نے ”حیاۃ الصحابہ“ میں نقل کیا ہے:

”واخرج الطبرانی وابویعلیٰ عن ابی قبیل عن معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنهما، انه صعد المنبر یوم القمامة فقال عند خطبته: ”انما المال مالنا والفیٔ فیئنا، فمن شئنا اعطیناه ومن شئنا منعناه. فلم یجبه احد فلما کان فی الجمعة الثانیة قال مثل ذالک، فلم یجبه احد، فلما کان فی الجمعة الثالثة قال مثل مقالته، فقام

اليـه رجل ممكن حضر المسجد فقال: كلا! انما المال مـالـنا والفئ فيئنا، فمن حال بيننا وبينه حاكمناه الى الله بـأسيـافنا. فنزل معاوية رضى الله عنه فارسل الى الرجل فـادخـلـهٔ فـقـال الـقـوم: هلـك الرجل! ثم دخل الناس فـوجـدوا الرجل معه على السرير فقال معاوية رضى الله عـنه للناس: ان هذا احياني احياه الله، سمعت رسول الله صـلى الله عـليــه وسـلـم يـقـول: "سيكون بعدى امراء يـقولون ولا يرد عليهم، يتقاحمون فى النار كما تتقاحم الـقـردة." وانى تكلمت اول جمعـة فلم يرد علىّ احد، فـخشيـت ان اكون منهم، ثم تكلمت فى الجمعة الثانية فـلـم يـرد عـلىّ احد، فقلت فى نفسى انى من القوم، ثم تـكـلـمـت فـى الجمعة الثالثة فقام هذا الرجل فرد علىّ فـاحيـانـى احيـاه الله." قال الهيثمى (ج:۵ ص:۲۳۶) رواه الـطبـرانـى فـى الـكبيـر والاوسـط، وابـويعلىٰ ورجالـه ثقات." (حياة الصحابة ج:۲ ص:۶۸)

ترجمہ:...... "حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، قمامہ کے دن منبر پر تشریف لے گئے اور اپنے خطبہ میں فرمایا کہ: مال ہمارا ہے اور فئے (غنیمت) ہماری ہے، ہم جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ ان کی یہ بات سن کر کسی نے جواب نہیں دیا۔ دوسرا جمعہ آیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں پھر یہی بات کہی، اب کے بھی انہیں کسی نے نہیں ٹوکا، تیسرا جمعہ آیا تو پھر یہی بات کہی اس پر حاضرین مسجد میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا: ہرگز نہیں! یہ مال ہمارا ہے، اور غنیمت ہماری ہے، جو شخص

اس کے اور ہمارے درمیان آڑے آئے گا ہم اپنی تلواروں کے ذریعہ اس کا فیصلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کریں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے اترے تو اس شخص کو بلا بھیجا، اور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ لوگوں نے کہا کہ: یہ شخص تو مارا گیا! پھر لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت معاویہؓ کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے، حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے فرمایا: اس شخص نے مجھے زندہ کردیا، اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ: ''میرے بعد کچھ حکام ہوں گے، جو (خلافِ شریعت) باتیں کریں گے لیکن کوئی ان کو ٹوکے گا نہیں، یہ لوگ دوزخ میں ایسے گھسیں گے جیسے بندر گھستے ہیں۔'' میں نے پہلے جمعہ کو ایک بات کہی، اس پر مجھے کسی نے نہیں ٹوکا، تو مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میں بھی انہیں لوگوں میں نہ ہوں۔ پھر میں نے دوسرے جمعہ کو یہ بات دہرائی، اس بار بھی کسی نے میری تردید نہیں کی، تو میں نے اپنے جی میں سوچا کہ میں انہی میں سے ہوں۔ پھر میں نے تیسرے جمعہ یہی بات کہی تو اس شخص نے اٹھ کر مجھے ٹوک دیا، پس اس نے مجھے زندہ کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھے!''

اور یہ نہ صرف صدرِ محترم کے حق میں خیر و برکت کی چیز ہے، بلکہ امت کی صلاح وفلاح بھی اسی میں ہے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''والذی نفسی بیده! لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر او لیوشکن الله ان یبعث علیکم عذاباً من عنده ثم لتدعنه ولا یستجاب لکم. رواه الترمذی.'' (مشکوٰۃ ص:۴۳۶)

ترجمہ:......''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تمہیں معروف کا حکم کرنا ہوگا، اور برائی سے روکنا ہوگا، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کردے، پھر تم اس سے دعائیں کرو، اور تمہاری دعائیں بھی نہ سنی جائیں۔''

ان ارشاداتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں راقم الحروف کا احساس یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل عذابِ الٰہی کو روکنے کا ذریعہ ہے۔ آج امت پر جو طرح طرح کے مصائب ٹوٹ رہے ہیں اور ہم گوناگوں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ کی ''احتسابی حس'' کمزور اور نہی عن المنکر کی آواز بہت دھیمی ہوگئی ہے۔ جس دن یہ آواز بالکل خاموش ہوجائے گی اس دن ہمیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روزِ بد سے محفوظ رکھیں۔

# جنت

## جنت میں اللہ کا دیدار

س...... کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو نظر آئیں گے؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج......اہل سنت والجماعت کے عقائد میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، یہ مسئلہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔

## نیک عورت جنتی حوروں کی سردار ہوگی

س...... جناب! آج تک یہ سنتے آئے ہیں کہ جب کوئی نیک مرد انتقال کرتا ہے تو اسے ستر حوریں خدمت کے لئے دی جائیں گی، لیکن جب کوئی عورت انتقال کرتی ہے تو اس کو کیا دیا جائے گا؟

ج……وہ اپنے جنتی شوہر کے ساتھ رہے گی اور جنت کی حوروں کی سردار ہوگی۔ جنت میں سب کی عمر اور قد یکساں ہوگا اور بدن نقائص سے پاک، شناخت حلیہ سے ہوگی، جن خواتین کے شوہر بھی جنتی ہوں گے وہ تو اپنے شوہروں کے ساتھ ہوں گی اور حورِ عین کی ملکہ ہوں گی اور جن خواتین کا یہاں عقد نہیں ہوا ان کا جنت میں کسی سے عقد کردیا جائے گا، بہرحال دنیا کی جنتی عورتوں کو جنت کی حوروں پر فوقیت ہوگی۔

## بہشت میں ایک دوسرے کی پہچان اور محبت

س……بہشت میں باپ، ماں، بیٹا، بہن، بھائی ایک دوسرے کو پہچان سکیں گے تو ان سے وہی محبت ہوگی جو اس دنیا میں ہے یا محبت وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوگی؟

ج……اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہشت میں لے جائیں تو جان پہچان اور محبت تو ایسی ہوگی کہ دنیا میں اس کا تصور ہی ممکن نہیں۔

## جنت میں مرد کے لئے سونے کا استعمال

س……قرآن کی سورۂ حج کی آیت نمبر:۲۳ میں ہے کہ: ’’جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اللہ تعالیٰ انہیں (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔‘‘ اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ جنت میں نیکوکاروں کو سونا کیسے پہننا جائز ہوجائے گا جبکہ دنیا میں اچھے یا برے مرد کے لئے ہر حال میں سونا پہننا جائز نہیں؟

ج……دنیا میں مرد کو سونا پہننا جائز نہیں، لیکن جنت میں جائز ہوگا اس لئے پہنایا جائے گا۔

## دوبارہ زندہ ہوں گے تو کتنی عمر ہوگی؟

س……انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو کیا اسے اسی عمر میں زندہ کیا جائے گا جس عمر میں وہ مرا تھا؟

ج……اس کی تصریح تو یاد نہیں، البتہ بعض دلائل و قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس عمر میں آدمی مرا ہو اسی میں اٹھایا جائے گا۔


فہرست

## کیا ”سیّدا شباب اھل الجنة“ والی حدیث صحیح ہے؟

س…… ایک دوست نے گفتگو کے دوران کہا کہ جمعہ کے خطبہ میں جو حدیث عموماً پڑھی جاتی ہے ”الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنة“ یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی ہے، ورنہ اہل جنت میں تو انبیاء کرامؑ بھی ہوں گے، کیا حضرت حسنؓ و حسینؓ ان کے بھی سردار ہوں گے؟ آپ سے گزارش ہے کہ اس پر روشنی ڈالیں کہ اس دوست کی بات کہاں تک صحیح ہے؟

ج…… یہ حدیث تین قسم کے الفاظ سے متعدد صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے، چنانچہ حدیث کے جو الفاظ سوال میں مذکور ہیں، جامع صغیر میں اس کے لئے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث کا حوالہ دیا گیا ہے:

ا:……حضرت ابوسعید خدریؓ: مسند احمد، ترمذی۔

۲:……حضرت عمرؓ: طبرانی فی الکبیر۔

۳:……حضرت علیؓ: طبرانی فی الکبیر۔

۴:……حضرت جابرؓ: طبرانی فی الکبیر۔

۵:……حضرت ابوہریرةؓ: طبرانی فی الکبیر۔

۶:……حضرت اسامہ بن زیدؓ: طبرانی فی الاوسط۔

۷:……حضرت برأ بن عازبؓ: طبرانی فی الاوسط۔

۸:……حضرت ابن مسعودؓ: ابن عدی۔

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

”الحسن و الحسین سیّدا شباب اھل الجنة وابواھما خیر منھما.“

ترجمہ:……”حسنؓ اور حسینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں اوران کے والدین ان سے افضل ہیں۔“

اس لئے مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ کی روایت کا حوالہ دیا ہے:

ا:……ابن عمرؓ: ابن ماجہ، مستدرک۔



فہرست

۲:......قرہ بن ایاسؓ: طبرانی فی الکبیر۔

۳:...... مالک بن حویرثؓ: طبرانی فی الکبیر۔

۴:......ابن مسعودؓ: مستدرک۔

اس حدیث کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

**”الحسن والحسین سیّدا شباب اهل الجنة الا ابنی الخالة عیسیٰ بن مریم ویحییٰ بن زکریا، وفاطمة سیّدة نساء اهل الجنة الا ما کان من مریم بنت عمران.“**

ترجمہ:...... ”حسنؓ و حسینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں، سوائے دو خلیرے بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے، اور فاطمہؓ خواتین جنت کی سردار ہیں، سوائے مریم بنت عمران کے۔“

یہ روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مسند احمد، صحیح ابن حبان، مسند ابی یعلیٰ، طبرانی، معجم کبیر اور مستدرک حاکم میں مروی ہے۔

مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۸۳، ۱۸۴ میں یہ حدیث حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کی ہے، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ۱۳ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے (جن میں سے بعض احادیث صحیح ہیں، بعض حسن اور بعض ضعیف) اس لئے یہ حدیث بلاشبہ صحیح ہے، بلکہ حافظ سیوطیؒ نے اس کو متواترات میں شمار کیا ہے جیسا کہ فیض القدیر شرح جامع صغیر (ج:۲ ص:۴۱۵) میں نقل کیا ہے۔

رہا یہ کہ اہل جنت میں تو انبیاء کرام علیہم السلام بھی ہوں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ جوانانِ اہل جنت سے مراد وہ حضرات ہیں جن کا انتقال جوانی میں ہوا ہو، ان پر حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سیادت ہوگی، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں، اسی طرح حضرات خلفائے راشدین اور وہ حضرات جن کا انتقال پختہ عمر میں ہوا وہ بھی اس میں شامل نہیں، چنانچہ ایک اور حدیث میں ہے:

”وابوبكر وعمر سيّدا كهول اهل الجنة من الأوّلين والآخرين ما خلا النبيّين والمرسلين.“

ترجمہ:......”ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سردار ہیں اہل جنت کے پختہ عمر کے لوگوں کے اولین و آخرین سے، سوائے انبیاء و مرسلین کے۔“

یہ حدیث بھی متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱:......حضرت علیؓ (مسند احمد ج:۱ ص:۸، ترمذی ج:۲ ص:۲۰۷، ابن ماجہ ص:۱۰)۔

۲:......حضرت انسؓ (ترمذی ج:۲ ص:۲۰۷)۔

۳:......حضرت ابوجحیفہؓ (ابن ماجہ ص:۱۱)۔

۴:......حضرت جابرؓ (طبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۵۳)۔

۵:......حضرت ابوسعید خدریؓ (ایضاً)۔

۶:......حضرت ابن عمرؓ (بزار، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۵۳)۔

۷:......حضرت ابن عباسؓ (امام ترمذی نے اس کا حوالہ دیا ہے ج:۲ ص:۲۰۷)۔

اس حدیث میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے کہول (ادھیڑ عمر) اہل جنت کے سردار ہونے کے ساتھ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے استثناء کی تصریح ہے، ان دونوں احادیث کے پیش نظر یہ کہا جائے گا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ اہل جنت میں سے جن حضرات کا انتقال پختہ عمر میں ہوا، ان کے سردار حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ہوں گے اور جن کا جوانی میں انتقال ہوا ان کے سردار حضرات حسنین رضی اللہ عنہما ہوں گے، واللہ اعلم!

# تعویذ گنڈے اور جادو

## تعویذ گنڈے کی شرعی حیثیت

س...... ہمارے خاندان میں تعویذ گنڈے کی بہت شہرت ہے، اور اسی وجہ سے میرے ذہن میں یہ سوال آیا کہ کیا کسی کو تعویذ کرانے سے اس پر اثر ہوجاتا ہے؟

ج...... تعویذ گنڈے کا اثر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے، مگر ان کی تأثیر بھی باذن اللہ ہے۔ کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے جو تعویذ گنڈے کئے جاتے ہیں ان کا حکم تو وہی ہے جو جادو کا ہے کہ ان کا کرنا اور کرانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، بلکہ اس سے کفر کا اندیشہ ہے، اور میں اوپر عرض کرچکا ہوں کہ اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی پر گندگی پھینک دے تو ایسا کرنا تو حرام اور گناہ ہے اور یہ نہایت کمینہ حرکت ہے، مگر جس پر گندگی پھینکی گئی ہے اس کے کپڑے اور بدن ضرور خراب ہوں گے اور اس کی بدبو بھی ضرور آئے گی، پس کسی چیز کا حرام اور گناہ ہونا دوسری بات ہے اور اس گندگی کا اثر ہونا فطری چیز ہے۔ تعویذ اگر کسی جائز مقصد کے لئے کیا جائے تو جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ اور شرک کی بات نہ لکھی ہو، پس تعویذ گنڈے کے جواز کی تین شرطیں ہیں:

اول:...... کسی جائز مقصد کے لئے ہو، ناجائز مقاصد کے لئے نہ ہو۔

دوم:...... اس کے الفاظ کفر و شرک پر مشتمل نہ ہوں اور اگر وہ ایسے الفاظ پر مشتمل ہوں جن کا مفہوم معلوم نہیں تو وہ بھی ناجائز ہے۔

سوم:...... ان کو مؤثر بالذات نہ سمجھا جائے۔

## کیا حدیث پاک میں تعویذ لٹکانے کی ممانعت آئی ہے

س...... ایک دکان پر کچھ کلمات لکھے ہوئے دیکھے جو درج ذیل ہیں: ''جس نے گلے میں تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔'' اور ساتھ ہی مذکورہ حدیث لکھی تھی: ''من علق تمیمة فقد اشرک'' (مسند احمد) گزارش یہ ہے کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟ حدیث مذکورہ کا کیا درجہ ہے؟ اگر

اس کا ذکر کہیں نہ ہو تو بھی درخواست ہے کہ گلے میں تعویذ پہننا کیسا ہے؟

ج…… یہ حدیث صحیح ہے، مگر اس میں تعویذ سے مطلق تعویذ مراد نہیں بلکہ وہ تعویذ مراد ہیں جو جاہلیت کے زمانے میں کئے جاتے تھے اور جو شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہوتے تھے، پوری حدیث پڑھنے سے یہ مطلب بالکل واضح ہوجاتا ہے، چنانچہ حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

''حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک گروہ (بیعت کے لئے) حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو کو بیعت فرمالیا اور ایک کو نہیں فرمایا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے نو کو بیعت کرلیا اور ایک کو چھوڑ دیا؟ فرمایا: اس نے تعویذ لٹکا رکھا ہے! یہ سن کر اس شخص نے ہاتھ ڈالا اور تعویذ کو توڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیعت فرمالیا اور فرمایا: ''من علق تمیمة فقد اشرک'' (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۰۳) ترجمہ: ''جس نے تعویذ باندھا اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ یہاں ہر تعویذ مراد نہیں، بلکہ جاہلیت کے تعویذ مراد ہیں اور دورِ جاہلیت میں کاہن لوگ شیطان کی مدد کے الفاظ لکھا کرتے تھے۔

## تعویذ گنڈا صحیح مقصد کے لئے جائز ہے

س…… ''تعویذ گنڈا شرک ہے'' اس عنوان سے ایک کتابچہ کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی نے توحید روڈ کیماڑی کراچی سے شائع کیا ہے، انہوں نے یہ حدیث نقل کی ہے: ''ان الرقی والتمائم والتولة شرک. رواہ ابوداؤد'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۹)۔

(ترجمہ) تعویذ اور تولہ (یعنی ٹونا، منتر) سب شرک ہیں۔ انہوں نے بعض واقعات اور حدیث سے ثابت کیا ہے کہ قرآنی آیت بھی گلے میں نہیں لٹکانی چاہئے، پانی وغیرہ پر دم بھی نہیں کرنا چاہئے، اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ یہ کام عام طور پر سب کرتے ہیں، اگر یہ سب شرک ہے تو پھر یہ سب باتیں ہم کو چھوڑنی ہوں گی۔ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد مطلع فرمائیں تاکہ عوام اس سے باخبر ہوں اور شرک جیسے عظیم گناہ سے بچ جائیں۔

ج……ڈاکٹر صاحب نے غلط لکھا ہے! قرآنی آیات کا تعویذ جائز ہے جبکہ غلط مقاصد کے لئے

نہ کیا گیا ہو۔ حدیث میں جن ٹونوں ٹوٹکوں کو شرک فرمایا گیا ہے، ان سے زمانہ جاہلیت میں رائج شدہ ٹونے ٹوٹکے مراد ہیں، جن میں مشرکانہ الفاظ پائے جاتے تھے اور جنات وغیرہ سے استعانت حاصل کی جاتی تھی۔ قرآنی آیت پڑھ کر دم کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے اور بزرگانِ دین کے معمولات میں شامل ہے۔

## ناجائز کام کے لئے تعویذ بھی ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ گار ہوں گے

س…… ہمارے محلے میں ایک مولوی صاحب رہتے ہیں جو کسی زمانے میں امام مسجد ہوا کرتے تھے، آج کل تعویذ گنڈوں کا کام کرتے ہیں اور ان کے پاس ہر وقت بہت بھیڑ بھاڑ رہتی ہے، زیادہ تر رش عورتوں کا ہوتا ہے، جن کی فرمائشیں کچھ اس طرح ہوتی ہیں، مثلاً: فلاں کا بچہ مرجائے، فلاں کا کاروبار بند ہوجائے، میرا خاوند مجھے طلاق دے دے، فلاں کی ساس مرجائے۔ کیا اس طرح تعویذ کرانے صحیح ہیں؟ اس میں کون گناہ گار ہوگا؟

ج…… جائز کام کے لئے تعویذ جائز ہے اور ناجائز کام کے لئے ناجائز۔ ناجائز تعویذ کرنے اور کرانے والے دونوں برابر کے گناہ گار ہیں۔

## حق کام کے لئے تعویذ لکھنا دنیوی تدبیر ہے عبادت نہیں

س…… ہمارے ایک بزرگ ہیں ان کا خیال ہے کہ تعویذ لکھنا از روئے شریعت جائز نہیں، چاہے وہ کسی کام کے لئے ہوں۔ مثلاً: حاجت روائی، ملازمت کے سلسلے میں وغیرہ وغیرہ۔ ان کا یہ بھی فرمانا ہے کہ قرآن پاک میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ فلاں آیت کو لکھ کر گلے میں لٹکانے سے یا بازو میں باندھنے سے آدمی کی کوئی ضرورت پوری ہوجاتی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد پر یقین رکھنا چاہئے، لیکن میرا خیال ہے کہ تعویذوں میں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کی آیات لکھی جاتی ہیں، یہ صحیح ہے کہ کئی لوگ ان کا غلط استعمال کرتے ہیں، لیکن جائز کام کے لئے تو انہیں لکھا جاسکتا ہے۔

ج……قرآنی آیات پڑھ کر دم کرنے کا احادیث طیبہ میں ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور بعد کے صلحاء کا یہ معمول رہا ہے، تعویذ بھی اسی کی ایک شکل ہے۔ اس لئے

اس کے جواز میں تو شبہ نہیں، البتہ تعویذ کی حیثیت کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ بعض لوگ تعویذ کی تاثیر کو قطعی یقینی سمجھتے ہیں، یہ صحیح نہیں، بلکہ تعویذ بھی من جملہ اور تدابیر کے ایک علاج اور تدبیر ہے اور اس کا مفید ہونا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ بعض لوگ تعویذ کو ''روحانی عمل'' سمجھتے ہیں، یہ خیال بھی قابل اصلاح ہے، روحانیت اور چیز ہے اور تعویذ وغیرہ محض دنیوی تدبیر و علاج ہے، اس لئے جو شخص تعویذ کرتا ہو اس کو بزرگ سمجھ لینا غلطی ہے، بعض لوگ دعا پر اتنا یقین نہیں رکھتے جتنا کہ تعویذ پر، یہ بھی قابل اصلاح ہے، دعا عبادت ہے اور تعویذ کرنا کوئی عبادت نہیں اور کسی ناجائز مقصد کے لئے تعویذ کرانا حرام ہے۔

## تعویذ کا معاوضہ جائز ہے

س…… کسی بھی جائز ضرورت کے لئے کسی بھی شخص کا بالعوض دعا، تعویذ وغیرہ پر کچھ رقم طلب کرنے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص جو بلحاظ عمر و بیماری ضرورت مند ہونے کے لئے دعا تعویذ وغیرہ دینے کے بعد صرف معمولی معاوضہ اپنی حاجت کے لئے طلب کرے تو ایسی صورت میں اس کی دعائیں اور یہ عمل قابل قبول ہوگا یا نہیں؟

ج…… دعا تو عبادت ہے اور اس کا معاوضہ طلب کرنا غلط ہے۔ باقی وظیفہ و تعویذ جو کسی دنیوی مقصد کے لئے کیا جائے اس کی حیثیت عبادت کی نہیں بلکہ ایک دنیوی تدبیر اور علاج کی ہے۔ اس کا معاوضہ لینا دینا جائز ہے۔ باقی ایسے لوگوں کے وظیفے اور تعویذ کارگر بھی ہوا کرتے ہیں یا نہیں؟ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں جس کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے، البتہ تجربہ یہ ہے کہ ایسے لوگ اکثر دکاندار ہوتے ہیں۔

## تعویذ پہن کر بیت الخلا جانا

س…… اگر قرآن شریف کی آیات کو موم جامہ کرکے گلے میں ڈال لیا جائے تو کیا ان کو اتارے بغیر کسی ناپاک جگہ مثلاً: باتھ روم میں جا سکتے ہیں یا نہیں؟

ج……ایسی انگوٹھی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا آیاتِ قرآنی کندہ ہوں اس کو پہن کر بیت الخلاء میں جانا مکروہ لکھا ہے۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰، مطبوعہ مصر)


فہرست

## جادو کرنا گناہِ کبیرہ ہے اس کا توڑ آیاتِ قرآنی ہیں

س…… کیا قرآن وسنت کی رو سے جادو برحق ہے؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی جادو کے زور سے کسی کو برے راستے پر گامزن کردے یا یہ کہ کوئی جادو کے ذریعے کسی کا برا چاہے اور دوسرے کو مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کردے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ جو لوگ جادو کے برحق ہونے کے حق میں دلائل دیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی چل گیا تھا، تو ہم تو معمولی سے بندے ہیں اور اس سلسلے میں سورۂ فلق کا حوالہ دیا جاتا ہے، آپ براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔

ج…… جادو چل جاتا ہے اور اس کا اثر انداز ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے، مگر جادو کرنا گناہِ کبیرہ ہے اور جادو کرنے اور کرانے والے دونوں ملعون ہیں۔ قرآن کریم نے جادو کو کفر فرمایا ہے، گویا ایسے لوگوں کا ایمان سلب ہوجاتا ہے۔

س…… جو حضرات جن میں بزرگانِ دین بھی شامل ہوتے ہیں اور جو جادو کا اتار کرنے کی خاطر تعویذ وغیرہ دیتے ہیں کیا ان کے پاس جاکر اپنی مشکلات بیان کرنا اور ان سے مدد چاہنا شرک کے زمرے میں آتا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو نادانستگی میں ایسا کرنے والوں کے لئے کفارۂ گناہ کیا ہوسکتا ہے؟

ج…… جادو کا توڑ کرنے والوں کے لئے کسی ایسے شخص سے رجوع کرنا جو اس کا توڑ جانتا ہو جائز ہے، بشرطیکہ وہ جادو کا توڑ جادو اور سفلی عمل سے نہ کرے بلکہ آیاتِ قرآنی سے کرے، یہ شرک کے زمرے میں نہیں آتا۔

## نقصان پہنچانے والے تعویذ جادو ٹوٹکے حرام ہیں

س…… کیا تعویذ، جادو، ٹونا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ تعویذوں کا اثر ہمیشہ ہوتا ہے اور انسان کو نقصان پہنچتا ہے۔ تعویذ کرنے والے کے لئے کیا سزا اسلام نے تجویز کی ہے؟

ج…… کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے تعویذ جادو ٹوٹکے کرنا حرام ہے اور ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو اس کو سزائے موت ہوسکتی ہے۔

## جو جادو یا سفلی عمل کو حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے

س...... کوئی آدمی یا عورت کسی پر تعویذ دھاگہ سفلی عمل یا پھر جادو کا استعمال کرے اور اس کے اس عمل سے دوسرے آدمی کو تکلیف پہنچے یا پھر اگر وہ آدمی اس تکلیف سے انتقال کر جائے تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کا کیا درجہ ہوگا چاہے وہ تکلیف میں ہی مبتلا ہوں یا انتقال ہو جائے، کیونکہ آج کل کالا عمل کا رواج زیادہ عروج کر رہا ہے لہٰذا مہربانی فرما کر تفصیل سے لکھنا تاکہ اس کالے دھندے کرنے اور کرانے والوں کو اپنا انجام معلوم ہو سکے، اللہ ان لوگوں کو نیک ہدایت دے، آمین!

ج...... جادو اور سفلی عمل کرنا اس کے بدترین گناہ ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جادو کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ اگر اس کو حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے اور اگر حرام اور گناہ سمجھ کر کرے تو کافر نہیں، گناہ گار اور فاسق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے سفلی اعمال سے دل سیاہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے، یہ بھی فقہائے امت نے لکھا ہے کہ اگر کسی کے جادو اور سفلی عمل سے کسی کی موت واقع ہو جائے تو یہ شخص قاتل تصور کیا جائے گا۔

## سفلی عملیات سے توبہ کرنی چاہئے

س...... میں نے جوانی کے عالم میں سفلی عملیات پڑھے تھے، اس گناہ کے ازالہ کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

ج...... ان عملیات کو چھوڑ دیجئے اور اس گناہ سے توبہ کیجئے۔

# جنات

## جنات کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے

س...... کیا جنات انسانی اجسام میں محلول ہو سکتے ہیں جبکہ جنات ناری مخلوق ہیں اور وہ آگ میں رہتے ہیں اور انسان خاکی مخلوق ہے۔ جس طرح انسان آگ میں نہیں رہ سکتا تو جنات

کس طرح خاک میں رہ سکتے ہیں؟ بہت سے مفکرین اور ماہر نفسیات جنات کے وجود کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں، اس لئے یہ مسئلہ توجہ طلب ہے۔

ج...... جنات کا وجود تو برحق ہے، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں ان کا ذکر بہت سی جگہ موجود ہے، اور کسی جن کا انسان کو تکلیف پہنچانا بھی قرآن کریم، احادیث شریفہ نیز انسانی تجربات سے ثابت ہے، جو لوگ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں ان کی بات صحیح نہیں۔ باقی رہا جنات کا کسی آدمی میں حلول کرنا! سو اول تو وہ بغیر حلول کے بھی مسلط ہو سکتے ہیں، پھر ان کے حلول کرنے میں کوئی استبعاد نہیں، ان کے آگ سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ وہ خود بھی آگ ہیں، بلکہ آگ ان کی تخلیق پر غالب ہے جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے مگر وہ مٹی نہیں۔

## اہل ایمان کو جنات کا وجود تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں

س...... آج کل ہمارے یہاں جنات کے وجود کے بارے میں بحث چل رہی ہے اور اب تک اس سلسلہ میں مذہبی، سائنسی، منطقی اور عقلی نظریات سامنے آئے ہیں۔ یہ سب نظریات نوعیت کے اعتبار سے جدا جدا ہیں لہٰذا ماسوائے مذہبی نظریات کے دوسروں پر یقین یا غور کرنا بہت سی ذہنی کشمکشوں کو جنم دیتا ہے، جبکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا عقیدہ اپنے مذہبی نظریات پر ہی یقین کامل کرنے کا ہے۔ لہٰذا آپ براہ مہربانی قرآنی دلائل یا سچے اور حقیقی واقعات کی روشنی میں یا اگر احادیث کی روشنی میں جنوں کا وجود ثابت ہو تو اس بارے میں صحیح صورت حال اور نظریہ سامنے لائیں تاکہ لوگوں کے اذہان کو اس بارے میں پیدا ہو جانے والی کشمکش اور تذبذب سے نجات دلائی جاسکے۔

ج...... قرآن کریم میں ۲۹ جگہ جنوں کا ذکر آیا ہے، اور احادیث میں بھی بہت سے مقامات پر ان کا تذکرہ آیا ہے، اس لئے جو لوگ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں ان کو تو جنات کا وجود تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں، اور جو لوگ اس کے منکر ہیں ان کے پاس نفی کی کوئی دلیل اس کے سوا نہیں کہ یہ مخلوق ان کی نظر سے اوجھل ہے۔

## جنات کا انسان پر آنا حدیث سے ثابت ہے

س..... قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا جن انسان پر آسکتا ہے؟ اگر آسکتا ہے تو کیا انسانی جسم میں حلول ہوسکتا ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

ج..... ''آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان'' کے باب: ۵۱ میں لکھا ہے کہ بعض معتزلہ نے اس سے انکار کیا ہے لیکن امام اہل سنت ابوالحسن اشعریؒ نے مقالہ ''اہل السنۃ والجماعۃ'' میں اہل سنت کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ وہ ''جنات کے مریض کے بدن میں داخل ہونے کے قائل ہیں۔'' اس کے بعد متعدد احادیث سے اس کا ثبوت دیا ہے۔

## جنات کا آدمی پر مسلط ہوجانا

س..... کیا کسی انسان کے جسم میں کوئی جن داخل ہوکر اسے پریشان کرسکتا ہے؟ اگر نہیں کرسکتا تو پھر آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک شخص جس پر جن کا سایہ ہوتا ہے (لوگوں کے مطابق) وہ ایسی جگہ کی نشاندہی کرتا ہے جہاں وہ کبھی گیا نہیں ہوتا اور ایسی زبان بولتا ہے جو اس نے کبھی سیکھی نہیں یا پھر ایک اجنبی شخص کے پوچھنے پر اس کے ماضی کے بالکل صحیح حالات اور واقعات بتاتا ہے۔ اس نے قرآن شریف پڑھنا سیکھا ہی نہیں ہوتا مگر بڑی روانی سے تلاوت کرتا ہے، آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟

ج..... جنات کا آدمیوں پر مسلط ہونا ممکن ہے اور اس کے واقعات متواتر ہیں۔

## ''جن'' عورتوں کا انسان مردوں سے تعلق

س..... میرے گاؤں کے نزدیک ایک شخص رہتا ہے جب وہ چھوٹا تھا تو اس پر دورے پڑتے تھے، یہاں تک کہ سارا جسم خون سے تر ہوجاتا تھا، ہوتے ہوتے جب وہ جوان ہوا تو دورے پڑنے بند ہوگئے، چند سالوں بعد اس شخص نے بتایا کہ اس کے پاس ایک مادہ جن آئی جو کہ انتہائی خوبصورت لڑکی تھی اور مجھے تعویذ دیا کہ اس تعویذ کو چاندی میں بند کرکے اپنے جسم کے ساتھ باندھ لو اور جب بھی میری ضرورت پڑے تو اس تعویذ کو ماچس جلا کر تپش دو، میں حاضر ہوجایا کروں گی۔

اب ہمارے گاؤں اور گردونواح میں جب کوئی بیمار ہوجاتا ہے یا کوئی اور مشکل

پیش آتی ہے تو اس آدمی کو بلالاتے ہیں وہ ماچس کی تیلی جلا کر اس تعویذ کو گرم کرلیتا ہے، چند منٹوں کے بعد حقہ طلب کرلیتا ہے اور اس کی آنکھیں بہت زیادہ سرخ ہوجاتی ہیں، پھر اس کی آواز عورت جیسی ہوجاتی ہے اور پوچھنے لگتی ہے کہ میرے معشوق کو کیوں تکلیف دی ہے؟ کیا تکلیف ہے تم کو؟

مولانا صاحب! آپ یقین نہیں کریں گے کہ بڑے بڑے اسپیشلسٹ ڈاکٹر جس مرض کی تشخیص نہیں کرسکتے یہ مادہ جن (بقول اس کے) چند منٹوں میں اس مرض کے بارے میں بتادیتی ہے کہ یہ فلاں مرض ہے اور اس کا علاج بھی بتادیتی ہے۔ اکثر لوگ شفایاب ہوتے ہیں۔ یہ شخص انتہائی سادہ انسان ہے اور اس کو ان دوائیوں کے بارے میں یقیناً کچھ علم نہیں ہے، جب وہ اس مخصوص وقت میں اپنی زبان سے (جو اس وقت عورت کی طرح بولتا ہے) کہہ دیتا ہے بہت سے مرضوں کا علاج ہوجاتا ہے۔ مولانا صاحب! میں ایک تعلیم یافتہ آدمی ہوں اور ان توہمات پر یقین نہیں رکھتا، لیکن اپنی آنکھوں سے میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ برائے کرم قرآن حکیم اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں کہ مندرجہ بالا واقعات کس حد تک درست ہیں؟

ج…… انسانوں پر جنات کے اثرات حق ہیں۔ قرآن وحدیث دونوں میں اس کا ذکر ہے، اور جن عورتوں کے انسان مردوں پر عاشق ہونے کے بھی بہت سے واقعات کتابوں میں لکھے ہیں، اس لئے آپ نے جو کہانی لکھی ہے وہ ذرا بھی لائقِ تعجب نہیں۔

## ابلیس کی حقیقت کیا ہے؟

س…… سب سے پہلا سوال عرض ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے ہے یا جنات کی نسل سے؟ کیونکہ ہمارے ہاں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ابلیس، اللہ کے مقرب فرشتوں میں سے تھا، مگر حکم عدولی کی وجہ سے اللہ نے اسے اپنی بارگاہ سے نکال دیا، جبکہ جہاں تک میرا خیال ہے ابلیس جنات میں سے ہے اور عبادت کی وجہ سے فرشتوں کے برابر کھڑا ہوگیا، مگر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے دھتکار دیا گیا۔

ج…… قرآن مجید میں ہے کہ: ”کان من الجن“ یعنی شیطان جنات میں سے تھا، مگر کثرتِ


فہرست

عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں شمار کیا جاتا تھا کہ تکبر کی وجہ سے مردود ہوا۔

## کیا ابلیس کی اولاد ہے؟

س...... کیا ابلیس کی اولاد ہے؟ اگر اکیلا ہے تو وہ اتنی بڑی مخلوق کو ایک ہی وقت میں گمراہ کیسے کرلیتا ہے؟ اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیں!

ج...... قرآن مجید میں ہے کہ اس کی آل واولاد بھی ہے اور اس کے اعوان وانصار بھی کثیر تعداد میں ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ شیطان پانی کی سطح پر اپنا تخت بچھاتا ہے اور اپنے ماتحتوں کو روزانہ کی ہدایات دیتا ہے اور پھر روزانہ کی کارگزاری بھی سنتا ہے۔

## ہمزاد کی حقیقت کیا ہے؟

س...... ہمزاد کی شرعی حقیقت کیا ہے؟ کیا یہ واقعی اپنا وجود رکھتا ہے؟

ج...... حدیث میں ہے کہ: ''ہر آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان مقرر ہے۔ فرشتہ اس کو خیر کا مشورہ دیتا ہے اور شیطان شر کا حکم کرتا ہے۔'' ممکن ہے اسی شیطان کو ''ہمزاد'' کہہ دیا جاتا ہو، ورنہ اس کے علاوہ ہمزاد کا کوئی شرعی ثبوت نہیں۔

# توہم پرستی

## اسلام میں بدشگونی کا کوئی تصور نہیں

س...... عام خیال یہ ہے کہ اگر کبھی دودھ وغیرہ گر جائے یا پھر طاق اعداد مثلاً: ۳، ۵، ۷ وغیرہ یا پھر اسی طرح دنوں کے بارے میں جن میں منگل، بدھ، ہفتہ، وغیرہ آتے ہیں، انہیں مناسب نہیں سمجھا جاتا، عام زبان میں بدشگونی کہا جاتا ہے۔ تو قرآن وحدیث کی روشنی میں بدشگونی کی کیا حیثیت ہے؟

ج...... اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں، یہ محض توہم پرستی ہے۔ حدیث شریف میں بدشگونی کے عقیدہ کی تردید فرمائی گئی ہے۔ سب سے بڑی نحوست انسان کی اپنی بدعملیاں اور فسق و فجور ہے، جو آج مختلف طریقوں سے گھر گھر میں ہو رہا ہے... اِلَّا ماشاء اللہ! یہ بدعملیاں اور نافرمانیاں خدا کے قہر اور لعنت کی موجب ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔

## اسلام نحوست کا قائل نہیں، نحوست انسان کی بدعملی میں ہے

س...... ہمارے مذہب اسلام میں نحوست کی کیا اہمیت ہے؟ بعض لوگ پاؤں پر پاؤں رکھنے کو نحوست سمجھتے ہیں، کچھ لوگ انگلیاں چٹخانے کو نحوست سمجھتے ہیں، کچھ لوگ جمائیاں لینے کو نحوست سمجھتے ہیں، کوئی کہتا ہے فلاں کام کے لئے فلاں دن منحوس ہے۔

ج...... اسلام نحوست کا قائل نہیں، اس لئے کسی کام یا دن کو منحوس سمجھنا غلط ہے۔ نحوست اگر ہے تو انسان کی اپنی بدعملی میں ہے، پاؤں پر پاؤں رکھنا جائز ہے، انگلیاں چٹخانا نامناسب ہے اور اگر جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہے۔

## لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنا

س...... جن گھروں میں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں وہاں زیادہ لوگ خوش نہیں ہوتے، بلکہ رسماً ہی

خوش ہوتے ہیں، لڑکوں کی پیدائش پر بہت خوشیاں منائی جاتی ہیں، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ کیونکہ لڑکی ہو یا لڑکا، یہ تو اللہ ہی کی مرضی ہے، لیکن جس نے لڑکی جنی اس کو تو گویا مصیبت ہی آگئی، اور وہ ''منحوس'' ٹھہرتی ہے، کیا ہم واپس جاہلیت کی طرف نہیں لوٹ رہے؟ جبکہ لڑکی کو دفن کردیا جاتا تھا۔

ج...... لڑکوں کی پیدائش پر زیادہ خوشی تو ایک طبعی امر ہے، لیکن لڑکیوں کو یا ان کی ماں کو منحوس سمجھنا یا ان کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرنا گناہ ہے۔

## عورتوں کو مختلف رنگوں کے کپڑے پہننا جائز ہے؟

س...... ہمارے بزرگ چند رنگوں کے کپڑے اور چوڑیاں (مثلاً کالے، نیلے) رنگ کی پہننے سے منع کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ فلاں رنگ کے کپڑے پہننے سے مصیبت آجاتی ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

ج...... مختلف رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے اور یہ خیال کہ فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی محض توہم پرستی ہے، رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا، اعمال سے انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے۔

## مہینوں کی نحوست

س...... اسلام میں نحوست منحوس وغیرہ نہیں، جبکہ ایک حدیث ماہ صفر کو منحوس قرار دے رہی ہے۔ حدیث کا ثبوت اس کاغذ سے معلوم ہوا جو کہ کراچی میں بہت تعداد کے ساتھ بانٹے گئے ہیں۔

ج...... ماہِ صفر منحوس نہیں اسے تو ''صفر المظفر'' اور ''صفر الخیر'' کہا جاتا ہے، یعنی کامیابی اور خیر و برکت کا مہینہ۔ ماہِ صفر کی نحوست کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں، اس سلسلہ میں جو پرچے بعض لوگوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں، وہ بالکل غلط ہیں۔

## محرم، صفر، رمضان و شعبان میں شادی کرنا

س...... ہماری برادری کا کہنا ہے کہ چند مہینے ایسے ہیں جن میں شادی کرنا منع ہے، جیسے محرم، صفر، رمضان، شعبان وغیرہ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ ان

مہینوں میں شریعت نے شادی کو جائز قرار دیا ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کرنے والا کیا گناہ گار ہوگا؟

ج…… شریعت میں کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں شادی سے منع کیا گیا ہو۔

## ماہِ صفر کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟

س…… کیا صفر کا مہینہ خصوصی طور پر ابتدائی تیرہ دن جس کو عرف میں تیرہ تیزی کہا جاتا ہے، یہ منحوس ہے؟

ج…… صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے، مسلمان تو اس کو ''صفر المظفر'' اور ''صفر الخیر'' سمجھتے ہیں، یعنی خیر اور کامیابی کا مہینہ۔

## شعبان میں شادی جائز ہے

س…… ہمارے بزرگوں اور عام لوگوں کا کہنا ہے کہ شعبان المعظم چونکہ شب برأت کا مہینہ ہے اس لئے شعبان میں نکاح جائز نہیں اور شادی بیاہ منع ہے۔

ج…… قطعاً غلط اور بیہودہ خیال ہے، اسلام نے کوئی مہینہ ایسا نہیں بتایا جس میں نکاح ناجائز ہو۔

## کیا محرم، صفر میں شادیاں رنج وغم کا باعث ہوتی ہیں

س…… محرم، صفر، شعبان میں چونکہ شہادتِ حسینؓ اور اس کے علاوہ بڑے سانحات ہوئے، ان کے اندر شادی کرنا نامناسب ہے۔ اس لئے کہ شادی ایک خوشی کا سبب ہے اور ان سانحات کا غم تمام مسلمانوں کے دلوں میں ہوتا ہے اور مشاہدات سے ثابت ہے کہ ان مہینوں میں کی جانے والی شادیاں کسی نہ کسی سبب سے رنج وغم کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس میں کسی عقیدے کا کیا سوال؟

ج…… ان مہینوں میں شادی نہ کرنا اس عقیدے پر مبنی ہے کہ یہ مہینہ منحوس ہے، اسلام اس نظریہ کا قائل نہیں۔ محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس مہینے میں عقدِ نکاح ممنوع ہوگیا، ورنہ ہر مہینے میں کسی نہ کسی شخصیت کا وصال ہوا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی بزرگ تر تھے، اس سے یہ لازم آئے گا کہ

سال کے بارہ مہینوں میں سے کسی میں بھی نکاح نہ کیا جائے، پھر شہادت کے مہینے کو سوگ اور نحوست کا مہینہ سمجھنا بھی غلط ہے۔

## عیدالفطر و عیدالاضحیٰ کے درمیان شادی کرنا

س...... میں نے اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے درمیان شادی نہیں کرنی چاہئے، بلکہ بقرعید کے بعد شادی کرنی چاہئے، اگر شادی ہوجائے تو دولہا دلہن سکھ سے نہیں رہتے۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ درست ہے یا غلط؟

ج...... بالکل غلط عقیدہ ہے!

## کیا منگل، بدھ کو سرمہ لگانا ناجائز ہے؟

س...... میں نے سنا ہے کہ ہفتہ میں صرف پانچ دن سرمہ لگانا جائز ہے، اور دو دن لگانا جائز نہیں، مثلاً: منگل اور بدھ۔ کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... ہفتہ کے سارے دنوں میں سرمہ لگانے کی اجازت ہے، جو خیال آپ نے لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

## نوروز کے تہوار کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں

س...... ۲۱؍مارچ کو جو ''نوروز'' منایا جاتا ہے، کیا اسلامی نقطۂ نظر سے اس کی کوئی حقیقت ہے؟ کراچی سے شائع ہونے والے روزنامے ''ڈان گجراتی'' میں نوروز کی بڑی دینی اہمیت بیان کی گئی ہے، قرآن کریم کے حوالے سے اس میں بتایا گیا ہے کہ ازل سے اب تک جتنے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں وہ سب اسی روز ہوئے۔ اسی روز سورج کو روشنی ملی، اسی روز ہوا چلائی گئی، اسی روز حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر لنگرانداز ہوئی، اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت شکنی کی، وغیرہ وغیرہ۔ از روئے حدیث نوروز کے اعمال بھی بتائے گئے کہ اس روز روزہ رکھنا چاہئے، نہانا چاہئے، نئے کپڑے پہننے چاہئیں، خوشبو لگانی چاہئے اور بعد نماز ظہر چار رکعت نماز نوروز دو دو رکعت کی نیت سے ادا کرنی چاہئے۔ پہلی دو

رکعت کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس بار سورہ القدر اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنی چاہئے۔ دوسری دو رکعت میں سے پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس مرتبہ سورۃ الکافرون اور دوسری دو رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس مرتبہ سورۃ الناس اور دس مرتبہ سورۃ الفلق پڑھنی چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ آخر دو رکعت کی پہلی رکعت میں ایک ہی سورت دس بار اور دوسری رکعت میں دو سورتیں دس دس بار اور وہ بھی الٹی ترتیب سے یعنی سورۃ الناس پہلے اور سورۃ الفلق بعد میں، کیا یہ درست ہے؟ چونکہ یہ باتیں قرآن و حدیث کے حوالے کے ساتھ بیان کی گئی ہیں، لہٰذا آپ کو زحمت دے رہا ہوں برائے کرم بذریعہ "جنگ" کی آئندہ اشاعت میں اس مسئلے کی وضاحت فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں، شکریہ۔

ج…… ہماری شریعت میں نوروز کی کوئی اہمیت نہیں، اور "ڈان گجراتی" کے حوالے سے جو لکھا ہے وہ صحیح نہیں۔ نوروز کی تعظیم مجوسیوں اور شیعوں کا شعار ہے۔

## رات کو جھاڑو دینا

س…… سنا ہے کہ رات کو جھاڑو دینا گناہ ہے، کیا کاروباری لحاظ سے شریعت کے مطابق رات کو جھاڑو دینا اور جھاڑو سے فرش دھونا جائز ہے؟

ج…… رات کو جھاڑو دینے کا گناہ میں نے کہیں نہیں پڑھا…!

## عصر کے بعد جھاڑو دینا، چپل کے اوپر چپل رکھنا کیسا ہے؟

س…… ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ ۱: عصر کی اذان کے تھوڑی دیر بعد جھاڑو نہیں دینی چاہئے، یعنی اس کے بعد کسی بھی وقت جھاڑو نہیں دینی چاہئے اس طرح کرنے سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ ۲: چپل کے اوپر چپل نہیں رکھنی چاہئے۔ ۳: جھاڑو کھڑی نہیں رکھنی چاہئے۔ ۴: چارپائی پر چادر لمبائی والی جانب کھڑے ہو کر نہیں بچھانی چاہئے۔

ج…… یہ ساری باتیں شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، ان کی حیثیت تو ہم پرستی کی ہے۔

## توہم پرستی کی چند مثالیں

س…… میں نے اکثر اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ رات کے وقت چوٹی نہ کرو، جھاڑو نہ دو، ناخن نہ کاٹو، منگل کو بال اور ناخن جسم سے الگ نہ کرو، ان سب باتوں سے نیستی آتی ہے۔ کھانا کھا کر جھاڑو نہ دو، رزق اڑتا ہے۔ میری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں۔

ج…… یہ محض توہمات ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں۔

## الٹی چپل کو سیدھی کرنا

س…… ہم نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ راستے میں جو چپل الٹی پڑی ہو اسے سیدھی کر دینی چاہئے، کیونکہ ''نعوذ باللہ'' اس سے اوپر لعنت جاتی ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا الٹی چپل سیدھی کرنی چاہئے؟

ج…… الٹی چیز کو سیدھا کرنا تو اچھی بات ہے، لیکن آگے آپ نے جو لکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، محض لغو بات ہے۔

## استخارہ کرنا حق ہے لیکن فال کھلوانا ناجائز ہے

س…… کیا استخارہ لینا کسی بھی کام کرنے سے پہلے اور فال کھلوانا شرعی نقطۂ نظر سے درست ہے؟

ج…… سنت طریقے کے مطابق استخارہ تو مسنون ہے، حدیث میں اس کی ترغیب آئی ہے، اور فال کھلوانا ناجائز ہے۔

## قرآن مجید سے فال نکالنا حرام اور گناہ ہے، اس فال کو اللہ کا حکم سمجھنا غلط ہے

س…… ہم چار بہنیں ہیں، والد چار سال پہلے انتقال کر چکے ہیں، والدہ حیات ہیں، میں سب سے چھوٹی ہوں، مجھ سے بڑی تینوں بہنیں غیر شادی شدہ ہیں، ایک اہم بات یہ ہے کہ ہم سنی (مسلمان) گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارے کچھ دور کے رشتہ دار ہیں جو کہ قادیانیوں میں سے ہیں، ہمارا ان کے ساتھ کوئی خاص میل جول نہیں ہے، میرے والد کی وفات کے بعد

ان لوگوں نے میری بڑی بہن کے لئے اپنے بیٹے کا رشتہ بھیجا، امی نے انکار تو نہ کیا (اقرار بھی نہ کیا)، لیکن سوچنے کے لئے کچھ وقت مانگا، میری امی کو میری نانی نے مشورہ دیا کہ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھا جائے۔ آپ کو ایک بات بتاؤں کہ میرے ابو میں چند ایسی عادتیں تھیں جن کی وجہ سے نہ صرف امی بلکہ ہم چاروں بھی بہت پریشان تھیں۔ امی نے قرآن مجید سے ابو کے بارے میں سوال پوچھا تو اس میں واضح طور پر جواب تھا کہ: ”بس یہ ایک آدمی ہے جس کو جنون ہوگیا ہے سو ایک خاص وقت (یعنی اس کے مرنے کے وقت) تک اس کی حالت کا انتظار کرلو۔“ (سورۃ المؤمنون کی ۲۵ویں آیت) سو میرا باپ مرنے تک صحیح نہ ہوسکا، قرآن میں واضح طور پر جواب مل گیا تھا اس لئے ہم سب کو پختہ یقین تھا کہ ہم کو قرآن پاک ہی صحیح مشورہ دے گا۔ اس لئے جب یہ رشتہ آیا تو امی نے بہت ہی پریشانی کے عالم میں یہ سوال پوچھا کہ: ”ہم مسلمان ہیں اور لڑکا غیرمسلم ماں باپ کا بیٹا ہے، اس لئے تھوڑی سی خلش ہے، کیا ہم وہاں ہاں کردیں؟“ تو قرآن پاک میں یہ جواب آیا تھا کہ: ”اور بڑی رضامندی اور (جنت کے) ایسے باغوں کی، کہ ان کے لئے ان (باغوں) میں دائمی نعمت ہوگی (اور) ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔“ (سورۃ التوبہ کی ۲۱ویں آیت)۔ سب کو یہ جواب پڑھ کر تسلی ہوئی لیکن بعض رشتہ دار اور خود میری بہن صرف اس وجہ سے انکاری تھے کہ وہ غیرمسلم ہیں، اس لئے امی مزید پریشان ہوگئی ہیں اور بیمار پڑگئی ہیں، امی نے ایک مرتبہ پھر قرآن مجید میں پوچھا تو آپ یقین نہیں کریں گے کہ اس میں واضح طور پر یہ الفاظ تھے کہ: ”آپ کی مدد اس وقت کرچکا ہے۔“ (سورۃ التوبہ کی چالیسویں آیت)۔ چونکہ قرآن مجید چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اور ہمارا قرآن پاک چھوٹا ہے اس لئے صفحہ جب شروع ہوتا ہے تو یہی الفاظ جو میں نے بیان کئے ہیں الگ الگ صفحات پر درج ہیں، یہ میں آپ کو اس لئے بتارہی ہوں کہ جب آپ ان آیات کا ترجمہ پڑھیں گے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کے قرآن مجید میں وہ آگے پیچھے ہوں۔

آپ بھی مسلمان ہیں اور قرآن مجید کے ایک ایک حرف پر یقین رکھتے ہیں، مجھے احساس ہے کہ آپ دوسرے علماء کی طرح غیرمسلموں کو برا سمجھتے ہیں، ہم بہت پریشان ہیں،

اب انکار بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ہم نے قرآن سے پوچھ لیا تو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ لیا، اور اگر ہم نے نہ کردی تو اللہ تعالیٰ نہ جانے ہمارے لئے کون سی سزائیں منتخب کرے گا؟ مجھے احساس ہے کہ آپ کا کیا جواب ہوگا لیکن بس آپ میری یہ مشکل حل کردیں۔ آیا ہم قرآن مجید سے پوچھنے کے باوجود ''نہ'' کر سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں جو الفاظ آئے ہیں وہ اوپر بیان کئے جاچکے ہیں۔

ج...... آپ کے سوال میں چند امور توجہ طلب ہیں، ان کو الگ الگ لکھتا ہوں۔

اول:...... قادیانی باجماعِ امت مرتد اور زندیق ہیں، کسی مسلمان لڑکی کا کسی کافر سے نکاح نہیں ہوسکتا، اس لئے اپنی بچی کافر کے حوالے ہرگز نہ کیجئے ورنہ ساری عمر زنا اور بدکاری کا وبال ہوگا اور اس گناہ میں آپ دونوں ماں بیٹی بھی شریک ہوں گی۔

دوم:...... قرآن مجید سے فال دیکھنا حرام اور گناہ ہے، اور اس فال کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھنا نادانی ہے، کیونکہ قرآن مجید کے صفحے مختلف ہوسکتے ہیں، ایک شخص فال کھولے گا تو کوئی آیت نکلے گی اور دوسرا کھولے گا تو دوسری آیت نکلے گی۔ جو مضمون میں پہلی آیت سے مختلف ہوگی، پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم سے فال نکال کر کسی شخص نے کوئی کام کیا اور اس کا انجام اچھا نہ نکلا تو قرآن کریم سے بدعقیدگی پیدا ہوگی، جس کا نتیجہ کفر تک نکل سکتا ہے۔ بہرحال علمائے امت نے اس کو ناجائز اور گناہ فرمایا ہے، چنانچہ مفتی کفایت اللہ کے مجموعہ فتاویٰ ''کفایۃ المفتی'' میں ہے:

> ''س:...... ایک لڑکی کے کچھ زیورات کسی نے اتار لئے، لوگوں کا خیال ایک شخص کی طرف گیا اور فال کلام مجید سے نکالی گئی اور اسی شخص کا نام نکلا جس کی طرف خیال گیا تھا، اس کو جب معلوم ہوا تو اس نے مسجد میں جاکر قرآن مجید کے چند ورق پھاڑ لئے اور ان پر پیشاب کردیا۔ (نعوذ باللہ!) اور کہنے لگا کہ قرآن مجید بھی جھوٹا اور مولوی بھی سالا جھوٹا۔ آیا یہ شخص اسلام میں داخل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور ہوسکتا ہے تو کیسے؟

ج:......شریعت میں فال نکالنا منع ہے، اور اس کے منع ہونے کی دو وجہیں ہیں۔ اول تو یہ کہ علمِ غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، ممکن ہے کہ نام غلط نکلے اور پھر جس کا نام نکلے خدانخواستہ کہیں وہ ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جیسے اس شخص نے کی۔ شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے جو آپ نے دیکھا۔ جس شخص نے کلام مجید اور مولویوں کے ساتھ ایسی گستاخیاں کی ہیں وہ کافر ہے، لیکن نہ ایسا کافر کہ کبھی اسلام میں داخل نہ ہوسکے، بلکہ جدید توبہ سے وہ اسلام میں داخل ہوسکتا ہے۔ آئندہ فال نکالنے سے احتراز چاہئے تاکہ فال نکال کر نام نکالنے والے شخص کی طرح خود بھی اور جس کا نام نکلا تھا اسے بھی گناہ گار نہ کریں۔ اس شخص سے توبہ کرانے کے بعد اس کی بیوی سے تجدید نکاح لازم ہے۔'' (کفایت المفتی ج:۹ ص:۱۲۹)

ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''ج:......قرآن مجید سے فال نکالنی ناجائز ہے، فال نکالنی اور اس پر عقیدہ کرنا کسی اور کتاب (مثلاً دیوانِ حافظ یا گلستان وغیرہ) سے بھی ناجائز ہے، مگر قرآن مجید سے نکالنی تو سخت گناہ ہے کہ اس سے بسااوقات قرآن مجید کی توہین یا اس کی جانب سے بدعقیدگی پیدا ہوجاتی ہے۔'' (کفایۃ المفتی ج:۹ ص:۲۲۱)

ایک اور جگہ مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

''چور کا نام نکالنے کے لئے قرآن مجید سے فال لینا ناجائز ہے اور اس کو یہ سمجھنا کہ یہ قرآن مجید کو ماننا یا نہ ماننا ہے، غلط ہے۔ اس لئے حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ: تم قرآن مجید کو مانتے ہو تو زید کے دس روپے دے دو کیونکہ قرآن مجید نے تمہیں چور بتایا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں تھا۔'' (ایضاً ص:۲۲۳)

پس آپ کا اور آپ کی والدہ کا اس ناجائز فعل کو حجت سمجھنا قطعاً غلط اور گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

سوم:......آپ کی والدہ نے آپ کے والد صاحب کے بارے میں سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر: ۲۵ کی جو یہ فال نکالی تھی:

”بس یہ ایک آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ہے، سو ایک خاص وقت (یعنی اس کے مرنے کے وقت) تک اس کی حالت کا انتظار کرو۔“

قرآن مجید کھول کر اس سے آگے پیچھے پڑھ لیجئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں کا قول نقل کیا ہے جو وہ حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ اب اگر یہ قول صحیح ہے تو آپ کے والد صاحب کی مثال نوح علیہ السلام کی ہوئی اور آپ کی والدہ کی مثال قومِ نوح کے کافروں کی ہوئی، کیا آپ اور آپ کی والدہ اس مثال کو اپنے لئے پسند کریں گے؟ فرمانِ خدا (جس کا آپ حوالہ دے رہی ہیں) تو یہ ہے کہ اس فقرہ کے کہنے والے کافر ہیں اور جس شخص کے بارے میں یہ فقرہ کہا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ ہے۔ میں تو قرآن کریم کے لفظ لفظ پر ایمان رکھتا ہوں، کیا آپ بھی اس فرمانِ خدا پر ایمان رکھیں گے؟

چہارم:......اب کافر لڑکے کے بارے میں آپ کی والدہ نے سورۂ توبہ سے جو فال نکالی اس کو دیکھئے! اس سے اوپر کی آیت میں ان اہل ایمان کا ذکر ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا، چنانچہ ارشاد ہے: ”جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انہوں نے ترکِ وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا۔“ انہی کے بارے میں فرمایا ہے:

”ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے، اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور (جنت کے) ایسے باغوں کی، کہ ان کے لئے ان (باغوں) میں دائمی نعمت ہوگی اور ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو

رہیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔“

کیا دنیا کا کوئی عقل مندان آیات کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کامل اہل ایمان اور مہاجرین ومجاہدین کے بارے میں نازل ہوئیں، فال کھول کر فاسقوں، بدکاروں اور کافروں، مرتدوں پر چسپاں کرنے لگے گا اور اس کو فرمانِ الٰہی سمجھ کر لوگوں کے سامنے کرے گا؟ اس سے اگلی آیت میں ارشاد ہے:

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ، اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (ایسا) عزیز رکھیں (کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہے) اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا، سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں۔“ (التوبہ:۲۳)

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کافر، کفر کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں، خواہ وہ تمہارے کیسے ہی عزیز ہوں، خواہ باپ، بھائی اور بیٹے ہی کیوں نہ ہوں، ان کو اپنا دوست و رفیق نہ بناؤ اور ان سے محبت ومودت کا کوئی رشتہ نہ رکھو اور تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا اس کا نام ظالموں اور خدا کے نافرمانوں میں لکھا جائے گا۔ اب بتائیے کہ جن قادیانی مرتدوں نے ایمان پر کفر کو ترجیح دے رکھی ہے، اور جنھوں نے قادیان کے غلام احمد کو (نعوذ باللہ) ”محمد رسول اللہ“ بنا رکھا ہے، ایسے کافروں کو اپنی بیٹی اور بہن دے کر آپ کس زمرے میں شمار ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کا نام ظالم رکھتا ہے، آپ اپنے لئے کون سا نام پسند کریں گی؟

پنجم:...... آپ کی امی نے تیسری فال قادیانیوں کے کافر قرار دیئے جانے پر نکالی اور اس میں یہ الفاظ نکلے:

”آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے۔“

ذرا اس پوری آیت کو پڑھ کر دیکھئے کہ یہ کس کے بارے میں ہے؟ یہ آیت مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے، مکہ کے کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ


فہرست

وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا اس کا حوالہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو فرماتے ہیں:

''اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا، جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم کچھ غم نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے۔''

مکہ سے نکالنے والے مکہ کے کافر تھے، اور جن کو نکالا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے یارِ غار حضرت صدیق اکبرؓ تھے۔ آپ کی امی فال کے ذریعہ قادیانیوں پر اس آیت کو چسپاں کر کے قادیانیوں کو نعوذ باللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مماثل بنا رہی ہیں اور تمام امت مسلمہ کو، جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے، مکہ کے کافر بنا رہی ہیں، یہ ہیں آپ کی امی کی کھولی ہوئی فال کے کرشمے اور لطف یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کے معنی و مفہوم سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ان کرشموں کو خدا کا فرمان بتا رہی ہیں۔ خدا کے لئے ان باتوں سے توبہ کیجئے، اور اپنا ایمان برباد نہ کیجئے۔ اس قادیانی مرتد کو ہرگز لڑکی نہ دیجئے کیونکہ میں اوپر فرمانِ خداوندی نقل کر چکا ہوں کہ ایسے کافروں سے دوستی اور رشتہ ناطہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ظالم اور نافرمان ٹھہرایا ہے۔ اگر آپ نے اس فرمانِ الٰہی کی پروانہ کی اور لڑکی قادیانی مرتد کو دے دی، تو اس ظلم کی ایسی سزا دنیا و آخرت میں ملے گی کہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی اسے یاد رکھیں گی...!

## دست شناسی اور اسلام

س...... اسلام کی رو سے دست شناسی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا سیکھنا اور ہاتھ دیکھ کر مستقبل کا حال بتانا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... ان چیزوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

## دست شناسی کی کمائی کھانا

س……علم نجوم پر لکھی ہوئی کتابیں (پامسٹری) وغیرہ پڑھ کر لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر حالات بتانا یعنی پیش گوئیاں کرنا اور اس پیشہ سے کمائی کرنا ایک مسلمان کے لئے جائز ہے؟

ج……جائز نہیں۔

## ستاروں کا علم

س……کیا ستاروں کے علم کو درست اور صحیح سمجھا جاسکتا ہے؟ اور کیا اس پر یقین کرنے سے ایمان پر کوئی فرق تو نہیں پڑتا؟

ج……ستاروں کا علم یقینی نہیں اور پھر ستارے بذاتِ خود مؤثر بھی نہیں، اس لئے اس پر یقین کرنے کی ممانعت ہے۔

## نجوم پر اعتقاد کفر ہے

س……میں نے اپنے لڑکے کی شادی کا پیغام ایک عزیز کے ہاں دیا، انہوں نے کچھ دن بعد جواب دیا کہ میں نے علم الاعداد اور ستاروں کا حساب نکلوایا ہے، میں مجبور ہوں کہ بچوں کے ستارے آپس میں نہیں ملتے، اس لئے میری طرف سے انکار سمجھیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ از روئے شرع ان کا یہ فعل کہاں تک درست ہے؟

ج……نجوم پر اعتقاد کفر ہے۔

## اہل نجوم پر اعتماد درست نہیں

س……اکثر اہل نجوم کہتے ہیں کہ سال میں ایک دن، ایک مقررہ وقت ایسا آتا ہے کہ اس مقررہ وقت میں جو دعا بھی مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس مقررہ وقت میں ان پڑھ لوگوں کی اکثریت دعائیں مانگنے میں مصروف رہتی ہے۔ مہربانی فرماکر بتائیے کہ کیا دعائیں صرف ایک مقررہ وقت میں اور وہ بھی سال میں ایک دن قبول ہوتی ہیں؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سال کے باقی دنوں میں دعائیں نہ مانگی جائیں؟

ج……اسلام کے نقطۂ نظر سے تو چوبیس گھنٹے میں ایک وقت (جس کی تعیین نہیں کی گئی) ایسا آتا

ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ باقی نجوم پر مجھے نہ عقیدہ ہے، نہ عقیدہ رکھنے کو صحیح سمجھتا ہوں۔

## برجوں اور ستاروں میں کوئی ذاتی تأثیر نہیں

س…… اپنی قسمت کا حال دریافت کرنا یا اخبارات وغیرہ میں جو کیفیات یا حالات درج کئے جاتے ہیں کہ فلاں برج والے کے ساتھ یہ ہوگا وہ ہوگا، پڑھنا یا معلوم کرنا درست ہے؟ اور اس بات پر یقین رکھنا کہ فلاں تاریخ کو پیدا ہونے والے کا برج فلاں ہے، گناہ ہے؟

ج…… اہل اسلام کے نزدیک نہ تو کوئی شخص کسی کی قسمت کا صحیح صحیح حال بتا سکتا ہے، نہ برجوں اور ستاروں میں کوئی ذاتی تأثیر ہے۔ ان باتوں پر یقین کرنا گناہ ہے اور ایسے لوگ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں اور توہم پرست بن جاتے ہیں۔

## نجومی کو ہاتھ دکھانا

س…… جناب مولانا صاحب! ہمیں ہاتھ دکھانے کا بہت شوق ہے، ہر دیکھنے والے کو دکھاتے ہیں۔ بتائیے کہ یہ باتیں ماننی چاہئیں یا نہیں؟

ج…… ہاتھ دکھانے کا شوق بڑا غلط ہے، اور ایک بے مقصد کام بھی، اور اس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے۔ جس شخص کو اس کی لت پڑ جائے وہ ہمیشہ پریشان رہے گا اور ان لوگوں کی انٹ شنٹ باتوں میں الجھا رہے گا۔

## جو منجم سے مستقبل کا حال پوچھے، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی

س…… میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ستاروں کے علم پڑھنے سے یعنی جس طرح اخبارات اور رسالوں میں دیا ہوا ہوتا ہے کہ: ''یہ ہفتہ آپ کا کیسا رہے گا؟'' پڑھنے سے خدا تعالیٰ اس شخص کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں کرتا۔ جب میں نے یہ بات اپنے ایک عزیز دوست کو بتائی تو وہ کہنے لگا کہ یہ سب فضول باتیں ہیں کہ خداوند تعالیٰ چالیس دن تک دعا قبول نہیں کرتا، ویسے ستاروں کے علم پر تو میں یقین نہیں رکھتا کیونکہ ایسی باتوں پر یقین رکھنے سے ایمان پر دیمک لگ جاتی ہے۔ تو اس سلسلے میں بتائیے کہ کس کا نظریہ درست ہے؟

ج…… اس سوال کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم اور مسند

احمد کی حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص کسی ''عراف'' کے پاس گیا، پس اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔'' (صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۳۳)

## ستاروں کے ذریعہ فال نکالنا

س...... ایک لڑکے کا رشتہ طے ہوا، لڑکی والوں نے تمام معلومات بھی کرلیں کہ لڑکا ٹھیک ٹھاک اور نیک ہے۔ پھر لڑکی والوں نے کہا کہ ہم تین دن بعد جواب دیں گے۔ ان کے گھرانے کے کوئی بزرگ ہیں جو امام مسجد بھی ہیں اور لڑکی والے ہر کام ان کے مشورے سے کرتے ہیں۔ جمعرات کے دن رات کو امام صاحب نے کوئی وظیفہ کیا اور جمعہ کو لڑکی والوں کو کہا کہ اس لڑکے اور لڑکی کا ستارہ آپس میں نہیں ملتا، یہاں شادی نہ کی جائے۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے آگاہ فرمائیں۔

ج...... اسلام ستارہ شناسی کا قائل نہیں، نہ اس پر یقین رکھتا ہے۔ بلکہ حدیث میں اس پر بہت سخت مذمت آئی ہے۔ وہ بزرگ اگر نیک اور باشرع ہیں تو ان کو استخارہ کے ذریعہ معلوم ہوا ہوگا، جو یقینی اور قطعی نہیں، اور اگر وہ کسی عمل کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں تو یہ جائز نہیں۔

## علم الاعداد پر یقین رکھنا گناہ ہے

س...... آپ نے اخبار جنگ میں ایک صاحب کے ہاتھ دکھا کر قسمت معلوم کرنے پر جو کچھ لکھا ہے میں اس سے بالکل مطمئن ہوں، مگر علم الاعداد اور علمِ نجوم میں بڑا فرق ہوتا ہے، اس علم میں یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ شخص کے نام کو بحساب ابجد ایک عدد کی صورت میں سامنے لایا جاتا ہے، اور پھر جب ''عدد'' سامنے آجاتا ہے تو علم الاعداد کا جاننے والا اس شخص کو اس کی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ کرسکتا ہے۔ ویسے بنیادی بات تو یہ ہے کہ اگر اس علم کو محض علم جاننے تک لیا جائے اور اگر اس میں کچھ غلط باتیں لکھی ہوں تو ان پر یقین نہ کیا جائے تو کیا یہ گناہ ہی ہوگا؟

ج...... علمِ نجوم اور علم الاعداد میں مآل اور نتیجہ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ وہاں ستاروں کی گردش اور ان کے اوضاع (اجتماع و افتراق) سے قسمت پر استدلال کیا جاتا ہے، اور یہاں بحساب جمل اعداد نکال کر ان اعداد سے قسمت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ گویا علمِ نجوم

میں ستاروں کو انسانی قسمت پر اثرانداز سمجھا جاتا ہے، اور علم الاعداد میں نام کے اعداد کی تأثیرات کے نظریہ پر ایمان رکھا جاتا ہے۔ اول تو یہ کہ ان چیزوں کو مؤثر حقیقی سمجھنا ہی کفر ہے، علاوہ ازیں محض اٹکل پچو اتفاقی امور کو قطعی ویقینی سمجھنا بھی غلط ہے، لہٰذا اس علم پر یقین رکھنا گناہ ہے، اگر فرض کیجئے کہ اس سے اعتقاد کی خرابی کا اندیشہ نہ ہو، نہ اس سے کسی مسلمان کو ضرر پہنچے، نہ اس کو یقینی اور قطعی سمجھا جائے تب بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا سیکھنا گناہ نہیں، مگر ان شرائط کے باوجود اس کے فعلِ عبث ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ ان چیزوں کی طرف توجہ کرنے سے آدمی دین و دنیا کی ضروری چیزوں پر توجہ نہیں دے سکتا۔

## ہاتھ کی لکیروں پر یقین رکھنا درست نہیں

س...... قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ ہاتھ کی لکیروں پر یقین رکھنا چاہئے یا نہیں؟

ج...... قرآن وحدیث کی روشنی میں ہاتھ کی لکیروں پر یقین رکھنا درست نہیں۔

## اُلّو بولنا اور نحوست

س...... اگر کسی مکان کی چھت پر اُلّو بیٹھ جائے یا کوئی شخص اُلّو دیکھ لے تو اس پر تباہیاں اور مصیبتیں آنا شروع ہوجاتی ہیں، کیونکہ یہ ایک منحوس جانور ہے۔ اس کے برعکس مغرب کے لوگ اسے گھروں میں پالتے ہیں۔ مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج...... نحوست کا تصور اسلام میں نہیں ہے، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اُلّو ویرانہ چاہتا ہے، جب کوئی قوم یا فرد اپنی بدعملیوں کے سبب اس کا مستحق ہو کہ اس پر تباہی نازل ہو تو اُلّو کا بولنا اس کی علامت ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اُلّو کا بولنا تباہی و مصیبت کا سبب نہیں بلکہ انسان کی بدعملیاں اس کا سبب ہیں۔

## شادی پر دروازے میں تیل ڈالنے کی رسم

س...... یوں تو ہمارے معاشرے میں بہت سی سماجی برائیاں ہیں۔ لیکن شادی بیاہ کے معاملوں میں ہمارے توہم پرست لوگ حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ شادی والے دن جب دولہا میاں دلہن کو لے کر گھر آتا ہے تو دولہا اور دلہن اس وقت تک گھر کے دروازے کے اندر نہیں آسکتے جب تک گھر کے دروازے کے دونوں طرف تیل نہ پھینک دیا جائے،

بعدازاں دلہن اس وقت تک کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاسکتی جب تک ایک خاص قسم کا کھانا جس میں بہت سی اجناس شامل ہوتی ہیں پکا نہیں لیتی۔ میرے خیال میں یہ سراسر توہم پرستی اور فضول رسمیں ہیں، کیونکہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیں ایسے کسی رسم ورواج کا پتہ نہیں ملتا۔ برائے مہربانی آپ شریعت کی رو سے بتائیں کہ اسلامی معاشرے میں ایسی رسوم کی کیا حیثیت ہے؟

ج...... آپ نے جن رسموں کا ذکر کیا ہے وہ بلاشبہ توہم پرستی ہے، غالباً یہ اور اس قسم کی دوسری رسمیں ہندو معاشرے سے لی گئی ہیں۔

## نظرِ بد سے بچانے کے لئے بچے کے سیاہ دھاگا باندھنا

س...... بچے کی پیدائش پر مائیں اپنے بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لئے اس کے گلے یا ہاتھ کی کلائی میں کالے رنگ کی ڈوری باندھ دیتی ہیں، یا بچے کے سینے یا سر پر کاجل سے سیاہ رنگ کا نشان لگادیا جاتا ہے تاکہ بچے کو بری نظر نہ لگے۔ کیا یہ فعل درست ہے؟

ج...... محض توہم پرستی ہے۔

## غروبِ آفتاب کے فوراً بعد بتی جلانا

س...... بعد غروبِ آفتاب فوراً بتی یا چراغ جلانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگرچہ کچھ کچھ اجالا رہتا ہی ہو۔ بعض لوگ بغیر بتی جلائے مغرب کی نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتے، اس سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج...... یہ توہم پرستی ہے، اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

## منگل اور جمعہ کے دن کپڑے دھونا

س...... اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ اور منگل کو کپڑے نہیں دھونا چاہئے۔ ایسا کرنے سے رزق (آمدنی) میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

ج...... بالکل غلط! توہم پرستی ہے۔

## ہاتھ دکھا کر قسمت معلوم کرنا گناہ ہے اور اس پر یقین رکھنا کفر ہے

س...... ہاتھ دکھا کر جو لوگ باتیں بتاتے ہیں، وہ کہاں تک صحیح ہوتی ہیں؟ اور کیا ان پر یقین کرنا چاہئے؟

ج...... ایسے لوگوں کے پاس جانا گناہ اور ان کی باتوں پر یقین کرنا کفر ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی پنڈت نجومی یا قیافہ شناس کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔'' مسند احمد اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخصوں کے بارے میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین سے بری ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے۔

## آنکھوں کا پھڑکنا

س...... میں نے سنا ہے کہ سیدھی آنکھ پھڑکے تو کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے اور بائیں پھڑکے تو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا جواب دیں۔

ج...... قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، محض بے اصل بات ہے۔

## کیا عصر و مغرب کے درمیان مُردے کھانا کھاتے ہیں

س...... کیا عصر کی نماز سے مغرب کی نماز کے دوران کھانا نہیں کھانا چاہئے؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس وقت مُردے کھانا کھاتے ہیں۔

ج...... عصر و مغرب کے درمیان کھانا پینا جائز ہے، اور اس وقت مُردوں کا کھانا جو آپ نے لکھا ہے وہ فضول بات ہے۔

## توہم پرستی کی باتیں

س...... عام طور پر ہمارے گھروں میں یہ توہم پرستی ہے اگر دیوار پر کوّا آکر بیٹھے تو کوئی آنے والا ہوتا ہے۔ پاؤں پر جھاڑو لگنا یا لگانا برا فعل ہے، شام کے وقت جھاڑو دینے سے گھر کی نیکیاں بھی چلی جاتی ہیں، دودھ گرنا بری بات ہے، کیونکہ دودھ پوت (بیٹے) سے زیادہ

عزیز ہوتا ہے۔

مثال:......ایک عورت بیٹھی ہوئی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے، قریب ہی دودھ چولہے یا انگیٹھی پر گرم ہو رہا ہے، اگر وہ ابل کر گرنے لگے تو بیٹے کو دور پھینک دے گی اور پہلے دودھ کو بچائے گی۔ اگر کوئی اتفاق سے کنگھی کر کے اس میں جو بال لگ جاتے ہیں، وہ گھر میں کسی ایک کونے میں ڈال دے اور پھر کسی خاتون کی اس پر نظر پڑ جائے تو وہ کہے گی کہ کسی نے ہم پر جادو ٹونہ کرایا ہے۔ ایسی ہی ہزاروں توہم پرستیاں ہمارے معاشرے میں داخل ہو چکی ہیں۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ ہمارے آباء و اجداد قدیم زمانے سے ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ رہے ہیں، ان ہی کی رسومات بھی ہمارے ماحول میں داخل ہو گئی ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی اصلاح فرمائیں۔

ج...... ہمارے دین میں تو ہم پرستی اور بدشگونی کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ نے جتنی مثالیں لکھی ہیں یہ سب غلط ہیں۔ البتہ دودھ خدا کی نعمت ہے، اس کو ضائع ہونے سے بچانا اور اس کے لئے جلدی سے دوڑنا بالکل درست ہے، عورت کے سر کے بالوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو پھینکا نہ جائے تا کہ کسی نامحرم کی نظر ان پر نہ پڑے، باقی یہ بھی صحیح ہے کہ بعض لوگ عورت کے بالوں کے ذریعہ جادو کرتے ہیں، مگر ہر ایک کے بارے میں یہ بدگمانی کرنا بالکل غلط ہے۔

## شیطان کو نماز سے روکنے کے لئے جائے نماز کا کونا اُلٹنا غلط ہے

س......شیطان مسلمانوں کو عبادت سے روکنے کے لئے وسوسوں کے ذریعے بہکاتا ہے اور خود عبادت کرتا ہے، اس کو عبادت سے روکنے کے لئے ہم نماز کے بعد جائے نماز کا کونا اُلٹ دیتے ہیں، اس طرح عبادت سے روک دینے کے عمل کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ج......اس سوال میں آپ کو دو غلط فہمیاں ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ شیطان دوسروں کو عبادت سے روکتا ہے مگر خود عبادت کرتا ہے۔ شیطان کا عبادت کرنا غلط ہے، عبادت تو حکمِ الٰہی بجالانے کا نام ہے، جبکہ شیطان حکمِ الٰہی کا سب سے بڑا نافرمان ہے، اس لئے یہ خیال کہ شیطان عبادت کرتا ہے بالکل غلط ہے۔

دوسری غلط فہمی یہ کہ مصلّٰی کا کونا اُلٹنا شیطان کو عبادت سے روکنے کے لئے ہے، یہ

قطعاً غلط ہے۔ مصلّٰی کا کونا اُلٹنے کا رواج تو اس لئے ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلاضرورت جائے نماز بچھی نہ رہے اور وہ خراب نہ ہو۔ عوام جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر جائے نماز نہ اُلٹی جائے تو شیطان نماز پڑھتا ہے، یہ بالکل مہمل اور لایعنی بات ہے۔

## نقصان ہونے پر کہنا کہ کوئی منحوس صبح ملا ہوگا

س...... جب کسی شخص کو کسی کام میں نقصان ہوتا ہے یا کسی مقصد میں ناکامی ہوتی ہے تو وہ یہ جملہ کہتا ہے کہ: ''آج صبح سویرے نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی۔'' جبکہ انسان صبح سویرے بستر پر آنکھ کھلنے کے بعد سب سے پہلے اپنے ہی گھر کے کسی فرد کی شکل دیکھتا ہے، تو کیا گھر کا کوئی آدمی اس قدر منحوس ہوسکتا ہے کہ صرف اس کی شکل دیکھ لینے سے سارا دن نحوست میں گزرتا ہے؟

ج...... اسلام میں نحوست کا تصور نہیں، یہ محض توہم پرستی ہے۔

## اُلٹے دانت نکلنے پر بدشگونی توہم پرستی ہے

س...... بچے کے دانت اگر اُلٹے نکلتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ ننھیال یا ماموؤں پر بھاری پڑتے ہیں۔ اس کی کیا اصل ہے؟

ج...... اس کی کوئی اصل نہیں! محض توہم پرستی ہے۔

## چاند گرہن یا سورج گرہن سے چاند یا سورج کو کوئی اذیت نہیں ہوتی

س...... میں نے سنا ہے کہ جب چاند گرہن یا سورج گرہن ہوتا ہے تو ان کو اذیت پہنچتی ہے، کیا یہ بات درست ہے؟

ج...... درست نہیں! محض غلط خیال ہے۔

## عورت کا روٹی پکاتے ہوئے کھالینا جائز ہے

س...... میری امی کہتی ہیں کہ جب عورت روٹی پکاتی ہے تو اسے حکم ہے کہ تمام روٹیاں پکا کر ہاتھ سے لگا ہوا آٹا اتار کر روٹی کھائے، عورت کو جائز نہیں کہ وہ روٹیاں پکاتے پکاتے کھانے لگے، یعنی آدھی روٹیاں پکائیں اور کھانا شروع کردیا، تو ایسا کرنے والی عورت جنت میں

داخل نہ ہوسکے گی۔ آپ بتایئے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج…… آپ کی امی کی نصیحت تو ٹھیک ہے، مگر مسئلہ غلط ہے۔ عورت کو روٹی پکانے کے دوران بھی کھانا کھالینا شرعاً جائز ہے۔

## جمعہ کے دن کپڑے دھونا

س…… میں نے سنا ہے کہ جمعہ اور منگل کے دن کپڑے دھونا نہیں چاہئے، اور بہت سے لوگ جمعہ کے دن نماز ہوجانے کے بعد کپڑے دھوتے ہیں، اور کہاں تک یہ طریقہ درست ہے؟ اور اس طرح بہت سے لوگ جو پردیس میں ہوتے ہیں اور ان کی جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے تو وہ لوگ کپڑے دھوتے ہیں اس لئے کہ جمعہ کے علاوہ ان کو ٹائم نہیں ملتا۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ وہ لوگ جمعہ اور منگل کو کپڑے دھونے کی اجازت دیتے ہیں جو لوگ نماز پڑھتے ہیں کیا قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے یا نہیں؟

ج…… جمعہ اور منگل کے دن کپڑے نہ دھونے کی بات بالکل غلط ہے۔

## عصر اور مغرب کے دوران کھانا پینا

س…… اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عصر اور مغرب کے درمیان کچھ کھانا پینا نہیں چاہئے کیونکہ نزع کے وقت انسان کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عصر و مغرب کا درمیانہ وقت ہے اور شیطان شراب کا پیالہ پینے کو دے گا تو جن لوگوں کو عصر و مغرب کے درمیان کھانے پینے کی عادت ہوگی وہ شراب کا پیالہ پی لیں گے اور جن کو عادت نہ ہوگی وہ شراب پینے سے پرہیز کریں گے (نیز اس وقفہ عصر و مغرب کے درمیان کچھ نہ کھانے پینے سے روزے کا ثواب ملتا ہے)۔ برائے مہربانی اس سوال کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دے کر ایک الجھن سے نجات دلائیں۔

ج…… یہ دونوں باتیں غلط ہیں! عصر و مغرب کے درمیان کھانے پینے میں کوئی کراہت نہیں۔

## کٹے ہوئے ناخن کا پاؤں کے نیچے آنا، پتلیوں کا پھڑکنا، کالی بلی کا راستہ کاٹنا

س…… ا: بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کاٹا ہوا ناخن کسی کے پاؤں کے نیچے آجائے تو وہ شخص اس شخص کا (جس نے ناخن کاٹا ہے) دشمن بن جاتا ہے؟


فہرست

۲:...... جناب کیا پتلیوں کا پھڑکنا کسی خوشی یا غمی کا سبب بنتا ہے؟

۳:...... اگر کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو کیا آگے جانا خطرے کا باعث بن جائے گا؟

ج...... یہ تینوں باتیں محض توہم پرستی کی مد میں آتی ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

## زمین پر گرم پانی ڈالنے سے کچھ نہیں ہوتا

س...... زمین پر گرم پانی وغیرہ گرانا منع ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ گناہ ہے، زمین کو تکلیف ہوتی ہے۔

ج...... محض غلط خیال ہے!

## نمک زمین پر گرنے سے کچھ نہیں ہوتا لیکن قصداً گرانا برا ہے

س...... کیا نمک اگر زمین پر گر جائے (یعنی پیروں کے نیچے آئے) تو روزِ قیامت پلکوں سے اٹھانا پڑے گا؟

ج...... نمک بھی خدا کی نعمت ہے، اس کو زمین پر نہیں گرانا چاہئے، لیکن جو سزا آپ نے لکھی ہے وہ قطعاً غلط ہے۔

## پتھروں کا انسان کی زندگی پر اثر انداز ہونا

س...... ہم جو انگوٹھی وغیرہ پہنتے ہیں اور اس میں اپنے نام کے ستارے کے حساب سے پتھر لگواتے ہیں، مثال کے طور پر عقیق، فیروزہ، وغیرہ وغیرہ، کیا یہ اسلام کی رو سے جائز ہے؟ اور کیا کوئی پتھر کا پہننا بھی سنت ہے؟

ج...... پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے، انسان کے اعمال اثر انداز ہوتے ہیں۔

## فیروزہ پتھر حضرت عمرؓ کے قاتل فیروز کے نام پر ہے

س...... لعل، یاقوت، زمرد، عقیق اور سب سے بڑھ کر فیروزہ کے نگ کو انگوٹھی میں پہننے سے کیا حالات میں تبدیلی رونما ہوتی ہے؟ اور اس کا پہننا اور اس پر یقین رکھنا جائز ہے؟

ج...... پتھروں کو کامیابی وناکامی میں کوئی دخل نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام

فیروز تھا، اس کے نام کو عام کرنے کے لئے سبائیوں نے ''فیروزہ'' کو متبرک پتھر کی حیثیت سے پیش کیا۔ پتھروں کے بارے میں نحس وسعد کا تصور سبائی افکار کا شاخسانہ ہے۔

## پتھروں کی اصلیت

س...... میری خالہ جان چاندی کی انگوٹھی میں فیروزہ کا پتھر پہننا چاہتی ہیں، آپ برائے مہربانی ذرا پتھروں کی اصلیت کے بارے میں وضاحت کریں۔ ان کا واقعی کوئی فائدہ ہوتا ہے یا یہ سب داستانیں ہیں؟ اگر ان کا وجود ہے تو فیرزہ پتھر کس وقت؟ کس دن؟ اور کس دھات میں پہننا مبارک ہے؟

ج...... پتھروں سے آدمی مبارک نہیں ہوتا، انسان کے اعمال اس کو مبارک یا ملعون بناتے ہیں۔ پتھروں کو مبارک ونامبارک سمجھنا عقیدے کا فساد ہے جس سے توبہ کرنی چاہئے۔

## پتھروں کے اثرات کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

س...... اکثر لوگ مختلف ناموں کے پتھروں کی انگوٹھیاں ڈالتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں پتھر میری زندگی پر اچھے اثرات ڈالتا ہے اور ساتھ ساتھ ان پتھروں کو اپنے حالات اچھے اور برے کرنے پر یقین رکھتے ہیں، بتائیں کہ شرعی لحاظ سے ان پتھروں پر ایسا یقین رکھنا اور سونے میں ڈالنا کیسا ہے؟

ج...... پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے، اس کے نیک یا بد عمل اس کی زندگی کے بننے یا بگڑنے کے ذمہ دار ہیں، پتھروں کو اثر انداز سمجھنا مشرک قوموں کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کا نہیں اور سونے کی انگوٹھی مردوں کو حرام ہے۔

# متفرق مسائل

## نظر لگنے کی حقیقت

س…… بڑے بوڑھوں سے اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں شخص کو نظر لگ گئی اور اس طرح اس کی آمدنی کم ہوگئی یا کاروبار میں نقصان ہوگیا، یا ملازمت ختم ہوگئی وغیرہ۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ نظر لگنے کی حقیقت کیا ہے؟

ج…… صحیح بخاری شریف (کتاب الطب، باب العین حق) کی حدیث میں ہے کہ: ''العین حق'' یعنی نظر لگنا برحق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (ج:۱۰ ص:۲۰۴) میں اس کے ذیل میں مسند بزار سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''قضا و قدر کے بعد اکثر لوگ نظر لگنے سے مرتے ہیں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ نظر لگنے سے بعض دفعہ آدمی بیمار بھی ہوجاتا ہے اور بعض صورتوں میں یہ بیماری موت کا پیش خیمہ بھی بن جاتی ہے۔ دوسرے نقصانات کو اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی چیز کو دیکھے اور وہ اسے بہت ہی اچھی لگے تو اگر وہ ''ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ'' کہہ دے تو اس کو نظر نہیں لگے گی۔

## اسلامی ممالک میں غیر مذہب کی تبلیغ پر پابندی تنگ نظری نہیں

س…… پہلے آپ میرے اس سوال کا جواب دیں کہ ہمارا اسلام تنگ نظر مذہب ہے؟ اگر آپ کا جواب نہیں میں ہے جو یقیناً نہیں میں ہوگا تو پھر اس ''نہیں'' کی روشنی میں میرے ذہن میں موجود اصل مسئلے کا جواب دیں کہ جب اسلام اپنی تبلیغ کا حکم دیتا ہے تو پھر دوسرے مذاہب پر کیوں پابندی لگادیتا ہے؟ کیا اسلام کے پیروکاروں کو استقلال اور ثابت قدمی پر شک ہے جو ان کے اولین اصولوں میں ایک ہے۔ پھر یہ کہ جب اسلامی مملکتوں میں

دوسرے مذاہب کی تبلیغ قانوناً ممنوع ہے تو کیا یہ خطرہ تو نہیں کہ غیر مسلم مملکتیں اسلام کی تبلیغ کے بارے میں ایسے ہی قوانین بناڈالیں۔ اگر کہیں ایسا ہو گیا تو اسلام کی تبلیغ کہاں اور کیونکر ہوگی؟ اور کیا موجودہ طریقہ کار سے دوسرے مذاہب کی سرگرمیوں کو خفیہ فروغ تو حاصل نہیں ہورہا؟ امید ہے میرے ان سوالات کا تفصیلی جواب دے کر آپ میرے اور میرے حوالے سے کئی نوجوانوں کے ذہن میں موجود اس الجھن اور تشویش کو دور کریں گے؟

ج...... اپنے حریم میں کسی کو گھسنے نہ دینا تنگ نظری نہیں کہلاتی، حمیت و غیرت کہلاتی ہے! اسلام اگر تنگ نظر نہیں ہے تو بے غیرت بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کی بیوی کو اپنی طرف علانیہ دعوت دینے لگے تو کیا شوہر اس کو برداشت کرے گا؟ اور کیا کوئی عقل منداس کو تنگ نظری کا طعنہ دے گا؟ اور کیا یہ کہا جائے گا کہ اس کو اپنی بیوی پر اعتماد نہیں اس لئے برا مناتا ہے؟ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے زیادہ باغیرت ہے اور اس کا دین انسانی ناموس سے زیادہ مقدس ہے۔

رہا آپ کا یہ اشکال ہے کہ اگر اسلامی مملکت میں غیر مذاہب کو اپنی تبلیغ کرنے پر پابندی ہوگی تو غیر مسلم مملکتیں اپنے یہاں بھی مسلمانوں پر پابندی عائد کردیں گی کہ وہ تبلیغ نہ کریں۔ تو جناب! حقیقت یہ ہے کہ مغرب کی عیسائی مملکتیں جنہیں عام طور پر فراخ دل ''لبرل'' تصور کیا جاتا ہے مسلمانوں کی تبلیغ کے معاملہ میں انتہائی متعصب ہوتی ہیں۔ ان کے ملکوں میں عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دینا تو درکنار ذرا آپ مسلمانوں کو ہی اسلام کی تعلیم دینے کے لئے کوئی مسجد یا مدرسہ تعمیر کرلیں تو دیکھیں۔ یہ جو آپ سنتے ہیں کہ انگلینڈ میں اتنی سو مساجد ہیں، یہ زیادہ تر خفیہ طور پر گھروں میں ہوتی ہیں، جن کے اندر دروازے بند کر کے اذان دی جاتی ہے، وہ بھی بغیر مائک کے اور ہلکی آواز سے۔ اور جو آپ لندن یا دوسرے شہروں میں کوئی اعلانیہ مسجد دیکھتے ہیں تو اس کے پیچھے کئی سالوں پر محیط صبر آزما جدوجہد کارفرما ہوتی ہے۔ آپ کو دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔ لندن دنیا کا بڑا مرکز ہے، مسلمانوں کی بڑی آبادی کے علاوہ وہاں چالیس پچاس مسلم ممالک کے سفیر اور ان کے متعلقین رہتے ہیں، سالوں کی جدوجہد اور عرب سربراہان کے زور ڈالنے پر ریجنٹ پارک میں مسجد بنانے کی

اجازت ملی، اس کا مینار کہیں لندن کے سینٹ پال چرچ کے مینار سے زیادہ بلند ہو رہا تھا فوراً شرط عائد ہوئی کہ مسجد کا مینار اس چرچ سے اونچا نہ ہو، جبکہ وہ چرچ ریجنٹ پارک سے دور واقع ہے اور اذانوں کی آواز پر بھی ایک نوع کی پابندی ہے۔ اب سنئے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کے قیام کے لئے مانچسٹر بولٹن کے نزدیک پانچ سال کی تھکا دینے والی جدوجہد کے بعد اجازت ملی کہ آپ مسلمان بچوں کے لئے اسلامی دینی مدرسہ بنا سکتے ہیں۔ یہ کراچی یا پاکستان کی فراخ دل، لبرل، مشنری مشنوں کے رموز سے بے نیاز حکومت تھوڑی ہی ہے کہ کہیں تو عیسائیوں کی ''سیلویشن آرمی'' (نجات کی فوج) ہے اور کہیں بہترین علاقوں جیسے کہ صدر میں بلند سے بلند ترین گرجا گھر ہیں، جو سونے جیسی زمین میں وسیع وعریض رقبوں پر محیط ہیں۔ یہ سب اس کے علاوہ ہے کہ مشنری اسکول کالج روز افزوں ہیں، جو اگر مرتد نہیں بنا سکتے تو راسخ العقیدہ مسلمان بھی نہیں رہنے دیتے۔ امریکہ کی ''وسعتِ نظری'' کی مثال ایک پاکستانی دردمند مسلمان نے بیان کی۔ وہ شکاگو میں رہتے ہیں، جب انہوں نے یہاں عیسائیوں کی یہ ہمہ گیری مشنری اسکول، مشنری اسپتال، گرجا گھروں اور عیسائی نمائندوں کی دیکھی جو قومی وصوبائی اسمبلی میں براجمان ہوتے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ امریکہ میں تو ایک مسلمان ''سنڈے اسکول'' کھولنے کے لئے بھی برسوں لگ جاتے ہیں، پہلے تو جس محلّہ میں ''سنڈے اسکول'' کھولنا ہوتا ہے وہاں کی آبادی کی ''پبلک ہیرنگ'' کرائی جاتی ہے، باقاعدہ ووٹنگ ہوتی ہے کہ کتنے باشندے اسکول یا مسجد کی تعمیر کے حق میں ہیں، تو ظاہر ہے کہ عیسائی آبادی اپنی اکثریت کی بنا پر اس کو رڈ کردیتی ہے، پھر ضلعی کورٹ، ہائی کورٹ میں مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ ہر جگہ سے ہار ہار کر انجام کار سپریم کورٹ سے مسلمان اسکول کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے، اس میں دس سال گزر جاتے ہیں۔ امریکی کورٹ کے زبردست اخراجات میں مسلمانوں کا فنڈ کنگال ہوجاتا ہے اور مسلمان ''سنڈے اسکول'' کا خواب اس ''لبرل'' ملک میں شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا، رہا یہ کہ کوئی مسلمان محض اقلیت کی بنا پر پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کا ممبر بن جائے، یہ ناممکنات میں سے ہے، اُن ''لبرل، فراخ دل، وسیع النظر'' حکومتوں نے اقلیتوں کے نمائندوں کو پارلیمنٹ اور اسمبلی میں پہنچانے کا ٹنٹا نہیں پالا۔

## کافر کو کافر کہنا حق ہے

س…… کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں ''کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے''، چنانچہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اگر کوئی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لے اور اپنے کو مسلمان ہونے کا اقرار کرے جبکہ حقیقت میں اس کا تعلق قادیانیت یا کسی اور عقیدے سے ہو تو کیا وہ شخص صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان کہلائے گا؟ ازراہ کرم مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت تفصیل سے بتائیے۔

ج…… یہ تو کوئی حدیث نہیں کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے، قرآن کریم میں بار بار ''ان الذین کفروا''، ''الکافرون''، ''لقد کفر الذین قالوا'' کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس نظریہ کی تردید کے لئے کافی وشافی ہیں۔ اور یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے (خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' ہی مانتا ہو) اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو، اس طرح یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو خواہ خدا اور رسول کو گالیاں ہی بکتا ہو، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔

صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو مانتا ہو اور ''ضروریاتِ دین'' میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو، نہ توڑ مروڑ کر ان کو غلط معانی پہناتا ہو وہ مسلمان ہے، کیونکہ ''ضروریاتِ دین'' میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑنا کفر ہے۔ قادیانیوں کے کفر وارتداد اور زندقہ والحاد کی تفصیلات اہل علم بہت سی کتابوں میں بیان کر چکے ہیں۔ جس شخص کو مزید اطمینان حاصل کرنا ہو وہ میرے رسالہ ''قادیانی جنازہ''، ''قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین'' اور ''قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں کیا فرق ہے؟'' ملاحظہ کرلیں۔ ''دفتر ختم نبوت، مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش محمد علی جناح روڈ، کراچی'' سے یہ رسائل مل جائیں گے۔

## خناس کا قصہ من گھڑت ہے

س…… آج کل میلاد شریف میں پڑھنے والی عورتیں کچھ اس قسم کی باتیں سناتی ہیں کہ: حضرت حوا علیہا السلام کے پاس شیطان آیا کہ میرے بچہ کو ذرا رکھ لو، انہوں نے بٹھالیا تو

حضرت آدمؑ تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا کہ خناس بیٹھا ہوا ہے، انہوں نے اس کو کاٹا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیئے۔ شیطان آیا اور پوچھا بچہ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا، وہ آواز دیتا ہے: خناس! خناس! تمام ٹکڑے جمع ہوکر بچہ بن کر تیار ہوجاتا ہے۔ وہ پھر موقع دیکھ کر حضرت حوا کے حوالے کرجاتا ہے۔ پھر حضرت آدمؑ تشریف لاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ خناس بیٹھا ہے، وہ اس کو کاٹ کر جلاتے ہیں اور راکھ کرکے ہوا میں اڑادیتے ہیں۔ شیطان حسب سابق آکر آواز دے کر بچہ زندہ کرکے لے جاتا ہے اور پھر موقع پاکر حضرت حوا کے حوالے کرجاتا ہے۔ اس مرتبہ حضرت آدم اور حوا اس کو کاٹ کر بھون کر دونوں کھالیتے ہیں۔ پھر میلاد شریف پڑھنے والی فرماتی ہیں کہ انسان کے اندر یہ وہی خناس ہے جو رگ و ریشہ میں پیوست ہوگیا۔ اور اس کو حدیث کہہ کر بیان فرماتی ہیں۔ میں نے یہ حدیث اپنے محترم بھائی مولانا مفتی محمود صاحب سے کبھی نہیں سنی، ذرا وضاحت فرمادیجئے کہ آیا یہ صحیح ہے یا من گھڑت قصہ ہے؟

ج…… یہ قصہ بالکل من گھڑت ہے، افسوس ہے کہ اکثر واعظین خصوصاً میلاد پڑھنے والے اسی قسم کے واہی تباہی بیان کرتے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ایسے بے سروپا قصے بیان کرنا بہت ہی سنگین گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''جو شخص میری طرف کوئی غلط بات جان بوجھ کر منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنائے۔'' اس لئے واعظین کو چاہئے کہ ایسے لغو اور بیہودہ قصے نہ بیان کیا کریں۔

## بے علمی اور بے عملی کے وبال کا موازنہ

س…… ایک مسلمان ایسے فعل کو جانتا ہے کہ جس کے کرنے کا حکم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور ایک کام ایسا ہے جس کے کرنے کی ممانعت کی گئی ہے، لیکن مسلمان جانتے بوجھتے ہوئے بھی ان پر عمل نہیں کرتا۔ سوال کا منشا یہ ہے کہ کیا ایک ایسا شخص زیادہ گناہ گار ہوگا جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ فلاں کام گناہ ہے کسی وجہ سے پھر بھی اس کا مرتکب ہو یا وہ شخص بہتر ہے جو گناہ والے کام کو انجانے میں مگر بڑے شوق و ذوق کے ساتھ انجام دیتا ہے؟

ج…… اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن باتوں کے کرنے کا اور کن باتوں سے باز رہنے کا حکم دیا، ان کا


فہرست

جاننا مستقل فرض ہے، اور ان پر عمل کرنا مستقل فرض ہے۔ جس نے جانا ہی نہیں اور نہ جاننے کی کوشش ہی کی وہ دوہرا مجرم ہے، اور جس نے شریعت کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی اس نے ایک فرض ادا کرلیا، ایک اس کے ذمہ رہا۔ الغرض بے علمی مستقل جرم ہے اور بے عملی مستقل۔ اس لئے اس شخص کی حالت بدتر ہے جو شرعی حکم جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتا۔ دوم یہ کہ جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو جانتا ہوگا وہ اگر حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو کم از کم اپنے آپ کو مجرم اور گناہ گار تو سمجھے گا، گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام جانے گا، اور جو شخص جانتا ہی نہیں کہ میں حکمِ الٰہی کو توڑ رہا ہوں اور اپنے جہل اور نادانی کی وجہ سے گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھے گا، نہ وہ اپنے آپ کو گناہ گار اور قصوروار تصور کرے گا۔ ظاہر ہے کہ جو مجرم اپنے جرم کو جرم ہی نہ سمجھے اس کی حالت اس شخص سے بدتر ہے جو اپنے آپ کو قصوروار سمجھے اور اپنے جرم کا معترف ہو۔ سوم یہ کہ جو شخص گناہ کو گناہ سمجھے کم از کم اس کو توبہ واستغفار کی توفیق ہوگی اور ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اس کو اپنی حالت پر ندامت ہو اور وہ گناہ سے تائب ہوجائے۔ لیکن جس جاہل کو یہی معلوم نہیں کہ وہ گناہ کررہا ہے، وہ کبھی توبہ واستغفار نہیں کرے گا اور نہ اس کے بارے میں یہ توقع ہوسکتی ہے کہ وہ اس گناہ سے باز آجائے گا، ظاہر ہے کہ یہ حالت پہلی حالت سے زیادہ خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے غضب سے محفوظ رکھے۔

### متبرک قطعات

س...... کچھ مسلمان بھائیوں نے اپنے گھروں کے کمروں میں چاروں طرف اسلامی کیلنڈر کے قطعات لگا رکھے ہیں، ان کا لگانا کیسا ہے؟

ج...... متبرک قطعات اگر برکت کے لئے لگائے جائیں تو جائز ہے، زینت کے لئے ہوں تو جائز نہیں، کیونکہ اسمائے مقدسہ اور آیات شریفہ کو محض گھر کی زینت کے لئے استعمال کرنا خلافِ ادب ہے۔

## کیا زمین پر جبرائیل علیہ السلام کی آمد بند ہوگئی ہے؟

س...... بیان القرآن میں سورۂ قدر کے ترجمہ میں ناچیز نے پڑھا ہے کہ لیلۃ القدر میں سیّد الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بمع لشکر کے زمین پر اترتے ہیں اور ساتھ حاشیہ میں بیہقی


فہرست

کی حضرت انسؓ کی روایت بھی درج ہے کہ روح الامین آتے ہیں۔ جبکہ موت کا منظر میں حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سرکار نے جب فانی دنیا سے پردہ فرمایا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اجازت لے کر حجرۂ مبارک میں داخل ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام بھی آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! دیگر گفتگو کے علاوہ کہ اب میرا زمین پر یہ آنا آخری بار آنا ہے اور میں قیامت تک زمین پر نہیں آؤں گا۔ تو عرض ہے کہ اس مسئلہ میں یہ تضاد کیسا؟

ج...... ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں، جبرائیل علیہ السلام کا وحی لے کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بند ہوگیا، دوسری مہمات کے لئے ان کا آنا بند نہیں ہوا۔

## کیا دنیا و مافیہا ملعون ہے؟

س...... کراچی سے شائع ہونے والے ایک روزنامہ میں ایک مضمون بعنوان "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات" میں حدیث تحریر کی گئی جس کے الفاظ درج ذیل تھے:

"دنیا ملعون ہے اور دنیا میں موجود تمام چیزیں بھی ملعون ہیں۔"

حدیث کے ساتھ یہ نہیں بتایا گیا کہ کون سی حدیث سے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں، میری ناقص رائے کے مطابق دنیا میں بہت سی واجب الاحترام چیزیں ہیں، مثلاً: قرآن پاک، خانہ کعبہ، بیت المقدس، مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قابل احترام ہستیاں بھی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مبارک الفاظ ارشاد فرمائے ان کا مفہوم کیا ہے؟ کیا یہ الفاظ حقیقتاً اسی طرح ہیں؟

ج...... یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔ حدیث پوری نقل نہیں کی گئی اس لئے آپ کو اشکال ہوا۔ پوری حدیث یہ ہے: "دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور جو چیزیں ذکرِ الٰہی سے تعلق رکھتی ہیں یا عالم یا طالب علم کے۔" اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام چیزیں جو ذکرِ الٰہی کا ذریعہ ہیں وہ دنیائے مذموم کے تحت داخل نہیں۔

## کیا ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے؟

س...... ایک پیر صاحب کے سامنے ذکر ہوا کہ ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' تو وہ بہت غصے میں آگئے اور کہنے لگے کہ یوں کہنا چاہئے: ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے'' کیونکہ وہ وحدہٗ لاشریک ذات ہے۔ اور ''فرماتے ہیں'' ہم نے تعظیماً کہا تھا اور ہم کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمادیں۔

ج...... تعظیم کے لئے ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے جمع کے صیغے استعمال فرمائے ہیں۔

## اللہ کی جگہ لفظ ''خدا'' کا استعمال کرنا

س...... صورتِ حال یہ ہے کہ میرے ایک چچا انڈیا میں رہتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے میں نے اپنے ایک خط میں لفظ ''خدا'' کا استعمال کیا تھا۔ (میرا خیال ہے کہ خدا حافظ لکھا تھا) جس پر انہوں نے مجھے لکھا کہ لفظ خدا کا استعمال غلط ہے، اللہ کے لئے لفظ خدا استعمال نہیں ہوسکتا۔ جس کے جواب میں میں نے لکھا تھا کہ میرے خیال میں خدا لکھنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑنا چاہئے۔ بس ہمارے ذہن میں اللہ کا تصور پختہ ہونا چاہئے اور اگر لفظ خدا غلط ہے تو تاج کمپنی، جس کے قرآن پاک تمام دنیا میں پڑھے جاتے ہیں، کے ترجموں میں لفظ خدا استعمال نہ ہوتا۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا لفظ خدا کا استعمال غلط ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ خدا کا استعمال جائز ہے اور صدیوں سے اکابرین اس کو استعمال کرتے آئے ہیں اور کبھی کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔ اب کچھ لوگ پیدا ہوئے ہیں جن کے ذہن پر عجمیت کا وہم سوار ہے، انہیں بالکل سیدھی سادی چیزوں میں ''عجمی سازش'' نظر آتی ہے، یہ ذہن غلام احمد پرویز اور اس کے ہم نواؤں نے پیدا کیا اور بہت سے پڑھے لکھے، شعوری وغیر شعوری طور پر اس کا شکار ہوگئے۔ اسی کا شاخسانہ یہ بحث ہے جو آپ نے کی ہے۔ عربی لفظ میں رب مالک اور صاحب کے معنی میں ہے، اسی کا ترجمہ فارسی میں لفظ خدا کے ساتھ کیا گیا ہے، چنانچہ جس طرح لفظ رب کا اطلاق بغیر اضافت کے غیر اللہ پر نہیں


فہرست

کیا جاتا، اسی طرح لفظ خدا بھی جب مطلق بولا جائے تو اس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے، کسی دوسرے کو خدا کہنا جائز نہیں۔

غیاث اللغات میں ہے: ''خدا بالضم بمعنی مالک، صاحب چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نکنند مگر درصورتیکہ بچیزے مضاف شود، چوں کدخدا، ودہ خدا۔'' ٹھیک یہی مفہوم اور یہی استعمال عربی میں لفظ رب کا ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ''اللہ'' تو حق تعالیٰ شانہ کا ذاتی نام ہے، جس کا نہ کوئی ترجمہ ہوسکتا ہے نہ کیا جاتا ہے، دوسرے اسمائے الٰہیہ صفاتی نام ہیں جن کا ترجمہ دوسری زبانوں میں ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کسی بابرکت نام کا ترجمہ غیرعربی میں کردیا جائے اور اہلِ زبان اس کو استعمال کرنے لگیں تو اس کے جائز نہ ہونے اور اس کے استعمال کے ممنوع ہونے کی آخر کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اور جب لفظ ''خدا'' صاحب اور مالک کے معنی میں ہے اور لفظ ''رب'' کے مفہوم کی ترجمانی کرتا ہے تو آپ ہی بتایئے کہ اس میں مجوسیت یا عجمیت کا کیا دخل ہوا؟ کیا انگریزی میں لفظ ''رب'' کا کوئی اور ترجمہ نہیں کیا جائے گا؟ اور کیا اس ترجمے کا استعمال یہودیت یا نصرانیت بن جائے گی؟ افسوس ہے کہ لوگ اپنی ناقص معلومات کے بل بوتے پر خودرائی میں اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ انہیں اسلام کی پوری تاریخ سیاہ نظر آنے لگتی ہے اور وہ چودہ صدیوں کے تمام اکابر کو گمراہ یا کم سے کم فریب خوردہ تصور کرنے لگتے ہیں، یہی خودرائی انہیں جہنم کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

س…… ہر مسلمان حضرت محمدؐ کا نام بڑے ادب و تعظیم کے ساتھ لیتا ہے، یعنی نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کردیتے ہیں، لیکن اس کی نسبت اللہ کا نام اتنے ادب و تعظیم کے ساتھ نہیں لیتے، فقط خدا یا اللہ کیوں کہتے ہیں؟

ج……اللہ تعالیٰ کا نام بھی عظمت سے لینا چاہئے، مثلاً: خدا تعالیٰ، اللہ جل شانہ۔

س…… ہمارا ایک دوست جمال، خداوند کریم کا ذکر ہو تو اللہ میاں کہتا ہے، ہمارا ایک اور دوست کہتا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے (جس کا نام اسے یاد نہیں ہے) کہ اللہ میاں نہیں کہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ یا اور جو خداوند تعالیٰ کے نام ہیں لینے چاہئیں، کیونکہ میاں

کے معنی کچھ اور ہیں۔ یہ آپ بتائیں کہ کیا ٹھیک ہے کہ اللہ میاں کہیں نہ کہیں؟ ذرا وضاحت فرما کر مشکور فرماویں کیونکہ ہم نے پرائمری اسکولوں میں اللہ میاں پڑھا ہے۔

ج…… ''میاں'' کا لفظ تعظیم کا ہے، اس کے معنی آقا، سردار، مالک اور حاکم کے بھی آتے ہیں۔ اس لئے اللہ میاں کہنا جائز ہے۔

## یہ کہنا کہ: ''تمام بنی نوع انسان اللہ کے بچے ہیں'' غلط ہے

س…… کتاب …… جس کے مؤلف …… ایم اے ہیں، اس کے صفحہ:۱۸۳ پر لکھا ہے: ''تمام بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کے بچے ہیں'' کیا یہ صحیح تحریر کیا گیا ہے؟

ج…… جی نہیں! یہ تعبیر بالکل غلط ہے۔ حدیث میں مخلوق کو عیال اللہ فرمایا گیا ہے، ''عیال'' بچوں کو نہیں کہتے بلکہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کی کفالت کسی کے ذمہ ہوتی ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے بیٹے اور بیٹیوں کی تقسیم کیوں کی ہے؟

س…… سورۂ نجم آیت:۲۲ میں ہے کہ: ''تم اللہ کے لئے بیٹیوں کو اور اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہو، کیسی بری تقسیم ہے جو تم لوگ کر رہے ہو۔'' لیکن اللہ تعالیٰ خود ایسی تقسیم کرتا ہے، کیا یہ تقسیم بری ہے؟ واضح جواب دیں۔

ج…… مشرکین مکہ، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے، قرآن کریم میں مختلف دلائل سے ان کی تردید کی گئی ہے۔ سورۃ النجم کی اس آیت میں ان کی تردید یوں کی گئی ہے کہ: ''جس صنف کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے، اس کو خدا کے لئے تجویز کرتے ہو، یہ کیسی بری تقسیم ہے؟'' حق تعالیٰ شانہ کا بعض کو بیٹے، بعض کو بیٹیاں اور بعض کو دونوں اور بعض کو بانجھ کر دینا اس کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے، اور اس میں گہری حکمت کارفرما ہے کہ جس کے حال کے جو مناسب تھا وہ معاملہ اس سے کیا۔

## زلزلہ کے کیا اسباب ہیں؟ اور مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟

س…… کراچی میں زلزلہ آیا، زلزلہ اسلامی عقائد کے مطابق سنا ہے کہ اللہ کا عذاب ہے، براہ کرم اطلاع دیں کہ زلزلہ کیا ہے؟ واقعی عذاب ہے یا زمین کی گیس خارج ہوتی ہے یا ایک

اتفاقی حادثہ ہے؟ اگر یہ اللہ کا عذاب ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

ج…… زلزلہ کے کچھ طبعی اسباب بھی ہیں جن کو طبقاتِ ارض کے ماہرین بیان کرتے ہیں، مگر ان اسباب کو مہیا کرنے والا ارادۂ خداوندی ہے اور بعض دفعہ طبعی اسباب کے بغیر بھی زلزلہ آتا ہے۔ بہرحال ان زلزلوں سے ایک مسلمان کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور دعا و استغفار، صدقہ وخیرات اور ترکِ معاصی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

## اجتماعی اور انفرادی اصلاح کی اہمیت

س…… پچھلے چند سالوں میں ہمارے پڑوسی ملک میں ایک بیرونی طاقت نے قبضہ جمایا ہوا ہے، اور وقتاً فوقتاً ہمارے ملک پاکستان پر بھی جارحیت کرتا رہتا ہے، اس کے عزائم بتاتے ہیں کہ یہ طاقت اور آگے بڑھنے کی کوشش کرے گی اور ہم خدانخواستہ اپنی آزادی سے محروم ہوجائیں گے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اپنے پڑوسی کی تبدیلیوں سے کچھ سبق سیکھتے اور متوقع خطرے کی بو سونگھتے ہی اپنے اعمال کی طرف توجہ دیتے اور خدا کے حکموں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر ان کو ڈھال دیتے، اس میں ہی ہمارے لئے دنیا و آخرت کی خیر تھی لیکن عام طور پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بالکل الٹ ہے۔

میں یہاں سعودی عرب میں مقیم ہوں، ہمارے ساتھ ہندوستان کے ہندو بھی کام کرتے ہیں، کبھی ان کے ساتھ ان کے ملک میں رشوت، چور بازاری، ڈکیتی، اسمگلنگ، ملاوٹ اور غنڈہ گردی کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ اپنے ملک کے حالات بتاکر پاکستان کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یقین جانئے سچ بات کہتے ہوئے میرے دل کا جو حال ہوتا ہے وہ خدا ہی جانتا ہے، یہ سب برائیاں ہمارے یہاں بہت ہی عام ہیں، حالانکہ مسلمان مملکت اور کافروں کے ملک کے حالات میں واضح فرق ہونا چاہئے تھا، لیکن افسوس ایسا نہیں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی مسلمان اپنے مقصد سے ہٹے ہیں، تباہی ان کا مقدر بنی ہے اور آج بھی ہمارے اعمال پکار پکار کر دشمن کو اپنی طرف بلا رہے ہیں۔

مولانا محترم! میرے ذہن میں یہ سوال ہے کہ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک عام مسلمان کے کیا فرائض ہیں اور اگر ایک عام مسلمان اپنے اطراف کی

برائیوں کی طرف سے آنکھ بند کرتے ہوئے صرف عاقبت کی فکر میں لگا رہے تو کیا یہ اس کی نجات کے لئے کافی ہے؟

ج...... آپ کا سوال بہت نفیس ہے اور اہم بھی۔ افسوس ہے کہ اس کالم میں اس پر مفصل گفتگو کی گنجائش نہیں، مختصراً چند نکات پیش کرتا ہوں۔ اگر غور و توجہ سے ملاحظہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ اطمینان ہوجائے گا۔

اوّل:...... فرد اور معاشرہ لازم و ملزوم ہیں، نہ فرد معاشرے کے بغیر جی سکتا ہے اور نہ معاشرہ افراد کے بغیر تشکیل پاتا ہے۔

دوم:...... فرد پر کچھ انفرادی فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں اور کچھ اجتماعی و معاشرتی۔

سوم:...... تمام فرائض اور ذمہ داریوں کے لئے، خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی، قدرت و استطاعت شرط ہے۔ جو چیز آدمی کی قدرت و استطاعت سے خارج ہو اس کا وہ مکلّف نہیں ہے۔

چہارم:...... سب سے پہلے آدمی کو اپنے انفرادی فرائض بجالانے کی طرف توجہ کرنی چاہئے (جس کو آپ نے اپنی عاقبت کی فکر کرنے سے تعبیر فرمایا ہے)، ان فرائض میں عقائد کی درستگی، اعمال کی بجا آوری، اخلاق کی اصلاح، معاشرتی حقوق کی ادائیگی سبھی کچھ آجاتا ہے۔ اگر اسلامی معاشرے کے افراد اپنی اپنی جگہ انفرادی اصلاح کی طرف متوجہ ہوجائیں تو مجھے یقین ہے کہ نوے فیصد معاشرتی برائیاں ازخود ختم ہوجائیں گی۔

پنجم:...... اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی استطاعت کے بقدر معاشرہ کی اصلاح کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہئے، جسے شریعت کی اصطلاح میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں، اور اس کے تین درجے ہیں۔

پہلا درجہ طاقت اور قوت کے ذریعہ برائی کو روکنا ہے۔ یہ حکومت کے فرائض میں شامل ہے، مگر آج کل حکومتیں افراد کے ووٹ سے بنتی ہیں، اس لئے ایسے افراد کو منتخب کرنا جو خود برائیوں سے بچتے ہوں اور حکومتی سطح پر برائیوں کو روکنے اور بھلائیوں کو پھیلانے کی

صلاحیت رکھتے ہوں عوام کا فریضہ ہے، اگر وہ اس فریضہ میں کوتاہی کریں گے تو دنیا و آخرت میں اس کی سزا بھگتیں گے۔

دوسرا درجہ زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہے۔ اس کی شرائط و تفصیلات بہت ہیں، مگر ان کا خلاصہ یہ ہے کہ زبان سے کہنے کی قدرت ہو اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو وہاں زبان سے دعوت و تذکیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے، مگر دنگا فساد نہ کیا جائے نہ کسی کی تحقیر و تذلیل کی جائے۔ ہمارے دور میں ''تبلیغی جماعت'' کا طریقہ کار اس کی بہترین مثال ہے اور انفرادی و اجتماعی اصلاح کا نسخہ کیمیا ہے۔

تیسرا درجہ برائی کو دل سے برا سمجھنا ہے۔ جبکہ آدمی نہ تو ہاتھ سے اصلاح کرسکتا ہو، نہ زبان سے اصلاح کرنے پر قادر ہو، تو آخری درجہ میں اس پر یہ فرض ہے کہ برائی کو دیکھ کر دل سے کڑھے، اس سے بیزاری اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی اصلاح کی دعا کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی طاقت و وسعت کے دائرے میں رہ کر مندرجہ بالا دستور العمل پر عمل پیرا ہے، انشاء اللہ وہ آخرت میں مطالبہ سے بری ہوگا اور جو شخص اس دستور العمل میں کوتاہی کرتا ہے اس پر اس کی کوتاہی کے بقدر مطالبہ کا اندیشہ ہے۔ اب دیکھ لیجئے کہ ہم اس دستور العمل پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؟

## سکھوں کا ایک سکھا شاہی استدلال

س…… پردیس میں سکھ لوگ ہمیں تنگ کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس سوال کا جواب اپنے علماء سے لے کر دو۔ سوال یہ ہے کہ ہر شخص پیدائشی طور پر سکھ ہوتا ہے، ہندو یا مسلم بعد میں بنایا جاتا ہے، دلیل یہ دیتے ہیں کہ اوپر والے نے جس حالت میں تمہیں بھیجا ہے تمہیں وہ اچھی کیوں نہیں لگتی؟ مختلف تبدیلیاں کیوں کرتے ہو؟ یعنی بال کٹوانا یا سنت کروانا وغیرہ وغیرہ، کیا اس نے غلط بنا کر بھیجا ہے؟

ج……ان لوگوں کو یہ جواب دیجئے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اس کے دانت بھی نہیں ہوتے، ان کو بھی نکال دیا کرو، اور اگر کسی کے پیدائشی طور پر ایسا نقص ہو جس کے لئے آپریشن کی ضرورت ہو تو کیا وہ بھی نہیں کرایا جائے گا؟

## حقوق اللہ اور حقوق العباد

س...... خدا کا بندہ حق اللہ تو ادا کرتا ہے لیکن حقوق العباد سے کوتاہی برت رہا ہے۔ اس کی مغفرت ہوگی کہ نہیں؟ حق العباد اگر پورا کر رہا ہے کسی قسم کی اپنی دانست میں کوتاہی نہیں کر رہا مگر حق اللہ سے کوتاہی کر رہا ہے، کیا اس کی مغفرت ممکن ہے؟

ج...... سچی توبہ سے تو سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں (اور سچی توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ جن لوگوں کا حق تلف کیا ہو ان کو ادا کرے یا ان سے معافی مانگ لے) اور جو شخص بغیر توبہ کے مرا اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ خواہ اپنی رحمت سے بغیر سزا کے بخش دے یا گناہوں کی سزا دے۔ حق العباد کا معاملہ اس اعتبار سے زیادہ سنگین ہے کہ ان کو ادا کئے بغیر آخرت میں معافی نہیں ملے گی، ہاں! اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائیں اور اہل حقوق کو اپنے پاس سے معاوضہ دے کر راضی کرادیں یا اہل حقوق خود معاف کردیں تو دوسری بات ہے۔

## مایوسی کفر ہے

س...... مذہب اسلام میں مایوسی کفر ہے۔ ہم نے ایسا سنا ہے اور ساتھ یہ بھی ہے کہ خداوند نے ہر بیماری کا علاج پیدا کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ بیماریاں لاعلاج ہیں، ایک ایسا مرض جس کو ڈاکٹر لوگ لاعلاج قرار دیں تو ظاہر ہے وہ پھر مایوس ہوجائے گا۔ جب وہ مایوس ہوجائے گا تو اسلام میں وہ کافر ہوجائے گا؟

ج...... خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے، صحت سے مایوسی کفر نہیں اور اللہ تعالیٰ نے واقعی ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے مگر موت کا کوئی علاج نہیں، اب ظاہر ہے کہ مرض الموت تو لاعلاج ہی ہوگا۔

## صبر اور بے صبری کا معیار

س......"بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة" سے کیا مراد ہے؟ آج کل علماء کرام یا مشائخ کی وفات پر رسائل میں جو مرثیے آتے ہیں، "کیا نخل تمنا کو میرے آگ لگی

ہے'' یا ''کیا دکھاتا ہے کرشمے چرخ گردوں ہائے ہائے'' وغیرہ الفاظ صحیح ہیں؟ خیرالقرون میں اس کی مثال ہے؟

ج…… قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں صبر کا مأمور بہ ہونا اور جزع فزع کا ممنوع ہونا تو بالکل بدیہی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مصائب پر رنج وغم کا ہونا ایک طبعی امر ہے، اور اس رنج کے اظہار کے طور پر بعض الفاظ آدمی کے منہ سے نکل جاتے ہیں، اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ صبر اور بے صبری کا معیار کیا ہے؟ اس سلسلہ میں کتاب وسنت اور اکابر کے ارشادات سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی حادثہ کے موقع پر ایسے الفاظ کہے جائیں جس میں حق تعالیٰ کی شکایت پائی جائے (نعوذ باللہ) یا اس حادثہ کی وجہ سے مأموراتِ شرعیہ چھوٹ جائیں، مثلاً: نماز قضا کردے، یا کسی ممنوع شرعی کا ارتکاب ہوجائے، مثلاً: بال نوچنا، چہرہ پیٹنا تو یہ بے صبری ہے اور اگر ایسی بات نہ ہو تو خلافِ صبر نہیں، خیرالقرون میں بھی مرثیے کہے جاتے تھے مگر اسی معیار پر، اس اصول کو آج کل کے مرثیوں پر خود منطبق کرلیجئے۔

## مردہ جنم شدہ بچہ آخرت میں اُٹھایا جائے گا

س…… ایک ماں سے جنم شدہ مردہ بچہ کیا جنت یا آخرت میں اُٹھے گا؟ کیونکہ زندہ بچے تو ضرور آخرت میں اُٹھیں گے، ذرا وضاحت فرمائیے۔

ج…… جو بچہ مردہ پیدا ہوا، وہ بھی اُٹھایا جائے گا اور اپنے والدین کی شفاعت کرے گا۔

## والدین پر ہاتھ اُٹھانے والے کی سزا

س…… اگر کسی کے لڑکا یا لڑکی میں سے کوئی اپنے ماں باپ پر ہاتھ اُٹھائے تو شرعاً دنیا میں اور آخرت میں کیا سزا ہوگی؟

ج…… اولاد کا اپنے ماں باپ پر ہاتھ اُٹھانا کبیرہ گناہ اور انتہائی کمینہ پن ہے۔ دنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا، رزق کی تنگی، ذہنی پریشانی اور جان کنی کی سختی میں مبتلا رہے گا، اور آخرت میں اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اپنے کئے کی سزا نہ بھگت لے یا والدین اسے معاف نہ کردیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کی گستاخی اور اس کے انجامِ بد سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں۔

## والدہ کی بے جا ناراضی پر مؤاخذہ نہیں ہوگا

س...... میری شادی ۱۴ سال کی عمر میں ہوئی تھی، آج ۲۷ سال ہوگئے ہیں، والد شادی سے پہلے فوت ہوگئے تھے، صرف والدہ اور ایک بھائی ہیں۔ شروع میں کم عمری کے سبب اپنی والدہ کے کہنے میں آکر شوہر کی نافرمانی کی، شادی کے ۱۰ سال بعد میں نے اپنے کو یک دم بدل دیا اور شوہر کے تابع ہوگئی، میرے چھ بچے ہیں، ایک لڑکا اور دو بچیاں جوان، باقی تین چھوٹے ہیں، میں نے اپنی اولاد کو مذہبی ماحول میں پالا ہے، وی سی آر جیسی لعنت نہ میں نے اور نہ میری بچیوں نے دیکھی ہے، میرے شوہر آج کل ایک سرکاری عہدے پر سعودیہ میں ہیں، میں نماز کی پابند ہوں، مجھے خدا سے بہت ڈر لگتا ہے، نماز کے لئے کھڑی ہوتی ہوں تو خوفِ خدا سے کانپنے لگتی ہوں، بس ڈر یہ لگتا ہے کہ کہیں مجھے سزا نہ دی جائے، کیونکہ جب سے میں اپنے شوہر کے ہر فرمان پر چلنے لگی تو والدہ ناراض رہتی ہیں، میں اور میرے شوہر ہر وقت ان کی ہر قسم کی مدد کرتے رہتے ہیں، لیکن وہ معمولی بات پر یعنی اپنے بیٹے یا بہو یا کسی رشتہ دار کی باتوں پر ناراض ہوکر کوسنے پیٹنے لگ جاتی ہیں، مجھے تو ان کو جواب دیتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے، بچے بھی کبھی بول پڑتے ہیں تو وہ مجھے بے بھاؤ سناتی ہیں۔

ج...... ماں کی تو خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بچی اپنے گھر میں خوش و خرم رہے، تعجب ہے کہ آپ کی والدہ کا رویہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ بہرحال آپ کی والدہ کی ناراضی بے جا ہے، آپ اپنی والدہ کی جتنی خدمت بدنی، مالی ممکن ہو کرتی رہیں اور اس کی گستاخی و بے ادبی ہرگز نہ کریں۔ اس کے باوجود اگر وہ ناراض رہتی ہیں تو آپ کا قصور نہیں، آپ سے اِن شاء اللہ اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔

## والدین کے مرنے کے بعد نافرمان اولاد ان کے لئے کیا کرے؟

س...... ماں باپ کے انتقال کے بعد وہ کون سے طریقے ہیں جس سے ان کو زیادہ سے زیادہ ثواب پہنچایا جاسکے؟

ج...... عباداتِ بدنی و مالی سے ایصالِ ثواب کرنا، مثلاً: نفلی نماز، روزہ، صدقہ، حج، تلاوت، درود شریف، تسبیحات، دعا و استغفار۔

س…… ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے بہت سے احکامات ہیں، لیکن اگر ماں باپ کی حیات کے دوران اولاد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک نہ کرتی ہو اور ماں باپ کا انتقال ہوجائے اور پھر اولاد کو اس بات کا احساس ہو اور ان کا ضمیر ان کو ملامت کرے کہ ان سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوچکی ہے، تو پھر وہ کون سے طریقے ہیں کہ اولاد کا یہ کفارہ ادا ہوجائے اور ضمیر بھی مطمئن ہوجائے اور ماں باپ اور خدا تعالیٰ دونوں اولاد سے خوش ہوجائیں اور معاف کردیں۔

ج…… حدیث میں ہے کہ ایک شخص والدین کی زندگی میں والدین کا نافرمان ہوتا ہے، مگر والدین کے مرنے کے بعد اسے اپنی حماقت پر ندامت ہوتی ہے اور وہ والدین کے حقوق کا بدلہ ادا کرنے کے لئے ان کے حق میں برابر دعا و استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے ”والدین کا فرمانبردار“ لکھ دیتے ہیں۔

س…… جنابِ والا! آپ نے جنگ میں ایک سوال کا جواب دیا ہے کہ: ”ایک شخص والدین کی زندگی میں والدین کا نافرمان ہوتا ہے لیکن والدین کے مرنے کے بعد اسے اپنی حماقت پر ندامت ہوتی ہے اور وہ والدین کے حقوق کا بدلہ ادا کرنے کے لئے ان کے حق میں دعا و استغفار کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے والدین کا فرمانبردار لکھ دیتا ہے۔“ آپ نے ایک آسان سوال کا جواب آسان دے دیا اور ساتھ یہ بھی کہ یہ حدیث کے مطابق ہے۔ یہ تو ایسا ہے کہ ایک دولت مند ایک غریب آدمی کو جان سے مار دے اور مقتول کے وارثوں کو قصاص ادا کردے اور جان چھڑا لے، لیکن قصاص ادا کرنے کا بھی کوئی شرعی قانون ہے۔ زندگی میں سکھ چین نہ لینے دیا اور مرگیا تو لگے قبر پر دیا جلانے، ایسے سجدوں سے اللہ نہیں ملتا، والدین کو ان کی حیات میں تنگ رکھا اور ان کی نافرمانی کی، ان کو ٹھوکریں ماریں، ان کے حقوق پورے نہ کئے، ایڑیاں رگڑ رگڑ کر والدین بے گور و کفن مرگئے اور اولاد لگی پکانے دیگیں پلاؤ تو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی بخشش کردی۔ مولانا صاحب! یہ کون سی حدیث میں ہے؟ آپ ذرا مکمل تشریح فرمادیں تاکہ ہم بھی اس پر عمل کرسکیں۔ حضرت امام حسینؓ کو شہید کرکے یزید نادم ہوا، کیا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا؟ اگر والدین کے حقوق بس یہاں تک ہیں تو

پھر والدین کو یہ دعا نہیں مانگنی چاہئے کہ اللہ ہماری اولاد کو نیک اور فرمانبردار بنادے۔

ج……وہ حدیث جو میں نے اپنے جواب میں درج کی تھی، مشکوٰۃ شریف میں ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

**”عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان العبد لیموت والداہ او احدھما وانہ لھما لعاق فلا یزال یدعو لھما ویستغفر لھما حتیٰ یکتبہ اللہ بارا. رواہ البیھقی فی شعب الایمان.“** (مشکوٰۃ باب البر والصلہ ص:۴۲۱)

ترجمہ:……”حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ایک بندے کے والدین دونوں یا ان میں سے ایک ایسی حالت میں انتقال کرجاتے ہیں کہ وہ ان کا نافرمان تھا، پس وہ ہمیشہ ان کے لئے دعا واستغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے والدین کا فرمانبردار لکھ دیتے ہیں۔“

حدیث کا حوالہ دینے کے بعد میری ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے، اور آنجناب نے اپنی عقلِ خداداد سے جن شبہات کا اظہار کیا ہے اس کی جوابدہی میرے ذمہ نہیں، مگر جناب کی خیرخواہی کے لئے چند اُمور عرض کردینا مناسب ہے۔

اول:……فرض کیجئے ایک لڑکا اپنے والدین کا نافرمان ہے، انہیں بے حد ستاتا ہے، ان کی گستاخی و بے حرمتی کرتا ہے، اور والدین اس کے حق میں موت کی دعائیں کرتے ہیں۔ دس بیس سال بعد کسی نیک بندے کی صحبت سے یا کسی اور وجہ سے اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے، وہ اپنی اس روش سے باز آجاتا ہے، اور بصد توبہ وندامت والدین سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے، اور پھر ان کی ایسی خدمت واطاعت کرتا ہے کہ گزشتہ زندگی کی بھی تلافی کردیتا ہے، والدین اس سے راضی ہوجاتے ہیں اور اس کی بقیہ زندگی اسی نیک حالت پر گزرتی ہے۔ فرمایئے! کیا یہ شخص اپنی سابقہ حالت کی وجہ سے ”والدین کا نافرمان“

کہلائے گا؟ یا اس کو والدین کا فرمانبردار کہا جائے گا؟ ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی عاقل اس کو ''والدین کا نافرمان''، نہیں کہے گا، بلکہ اس کی گزشتہ غلطیوں کو لائق معافی سمجھا جائے گا۔

دوم:...... عام انسانوں کی نظر تو دنیوی زندگی تک ہی محدود ہے، لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کی نظر میں دنیوی زندگی ہی زندگی نہیں بلکہ زندگی کے تسلسل کا ایک مرحلہ ہے، موت زندگی کی آخری حد نہیں بلکہ زندگی کے ایک دور سے دوسرے دور میں منتقل ہوجانے کا نام ہے۔

سوم:...... والدین زندگی کے پہلے مرحلے میں اگر اولاد کی خدمت کے محتاج ہیں تو موت کے بعد بھی اپنی مغفرت یا ترقیٔ درجات کے لئے انہیں اولاد کی احتیاج ہے اور یہ احتیاج دنیاوی احتیاج سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دنیوی زندگی میں تو آدمی اپنی ضرورتیں کسی نہ کسی طرح خود بھی پوری کرسکتا ہے، کسی سے مدد بھی لے سکتا ہے اور کسی کو اپنا دکھڑا سنا کر کم از کم دل کا بوجھ ہلکا کرسکتا ہے۔ لیکن قبر میں خدانخواستہ کوئی تکلیف ہو اسے نہ خود دفع کرسکتا ہے، نہ کسی کو اپنی مدد کے لئے پکار سکتا ہے، اگر کوئی اس کی مدد ہوسکتی ہے تو اس کے لئے دعا و استغفار اور ایصالِ ثواب ہے جس کا راستہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے کھلا رکھا ہے۔

ان تین مقدموں کے بعد میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو لڑکا دس بیس برس تک والدین کو ستا کر توبہ کرلے اور والدین کی خدمت و اطاعت میں لگ جائے اس کا فرمانبردار ہونا تو آپ کی عقل میں آتا ہے، لیکن جو شخص والدین کی وفات کے بعد اپنے گناہ گار والدین کے لئے دعا و استغفار، صدقہ و خیرات اور ایصالِ ثواب کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کی دعا و استغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ گار والدین کی بخشش فرمادیتے ہیں، والدین اس سے راضی ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ والدین کے راضی ہوجانے کی وجہ سے اس کو والدین کا فرمانبردار لکھ دیتے ہیں، اس کا فرمانبردار ہونا آپ کی خداداد ذہانت میں نہیں آتا۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ آپ کی نظر صرف اسی زندگی تک محدود ہے اور موت کی سرحد کے پار جھانکنے سے معذور ہے۔ چلئے! اس کا بھی مضائقہ نہ تھا، مگر تعجب بالائے تعجب تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ اطلاعِ الٰہی عالمِ غیب کی ایک خبر دیتے ہیں


فہرست

(جو عقل و معرفت کی کسوٹی پر سو فیصد پوری اترتی ہے) مگر آپ کو اپنی عقل محدود پر اتنا ناز ہے کہ بلاتکلف ارشادِ نبویؐ پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کردیتے ہیں، کیا ایک اُمتی کو اپنے نبیٔ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہی سلوک کرنا چاہئے...؟

چہارم:...... آنجناب نے اپنی ذہانت سے اس حدیث سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا ہے کہ گویا اس حدیث میں اولاد کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر والدین کو ستایا کریں اور ان کے مرنے کے بعد دعا و استغفار کرلیا کریں۔ حالانکہ اس کے بالکل برعکس حدیث میں والدین کی اطاعت و خدمت کی تعلیم دی گئی ہے، یہاں تک کہ جو لوگ اپنی حماقت کی وجہ سے والدین کی زندگی میں یہ سعادت حاصل نہیں کرپائے ان کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ ابھی تک ان کے لئے والدین کی خدمت اور وفاشعاری کا راستہ کھلا ہے، وہ یہ کہ والدین کی جو نافرمانیاں انہوں نے کی ہیں اس سے توبہ کریں، خود نیک بنیں اور دعا و استغفار کے ذریعہ والدین کی بخشش کی سفارشیں بارگاہِ الٰہی میں پیش کریں۔ ان کی اس توبہ، نیکی و پارسائی اور والدین کے لئے دعا و استغفار کی برکت سے خود ان کی بھی بخشش ہوجائے گی اور ان کے والدین کی بھی۔ گویا دونوں حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کا مورد بن کر جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ الغرض حدیث میں اولاد کو والدین کی فرمانبرداری کی ایک ایسی تدبیر بتلائی گئی ہے جو ان کے انتقال کے بعد بھی ان کی رضامندی کا ذریعہ بن سکتی ہے تاکہ اس قسم کے لوگ بھی مایوس نہ ہوں، بلکہ زندگی کے جس مرحلہ میں بھی ان کو ہوش آجائے والدین کو راضی کرنے اور ان کی خدمت بجالانے میں کوتاہی نہ کریں۔

پنجم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشادِ مقدس سمجھ میں نہ آئے اس کے بارے میں طالب علم کی حیثیت سے ملتجیانہ سوال کرنے کا مضائقہ نہیں، مگر سوال کا لب و لہجہ مؤدبانہ ہونا چاہئے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جارحانہ انداز میں سوال کرنا، جیسا کہ آپ کے خط سے ظاہر ہو رہا ہے، بڑی گستاخی ہے، اور یہ ناکارہ ایسے سوالات کا جواب نہیں دیا کرتا، مگر آپ کی رعایت سے جواب لکھ دیا ہے۔ میری مخلصانہ و مشفقانہ نصیحت ہے کہ آئندہ ایسے اندازِ سوال سے گریز کیجئے۔

## زمین و آسمان کی تخلیق میں تدریج کی حکمت

س...... لائق صد احترام جناب یوسف لدھیانوی صاحب، السلام علیکم!

''اللہ نے دو دن میں زمین بنائی، دو دن میں اس کے اندر قوتیں اور برکت رکھی اور دو دن میں آسمان بنائے۔'' (حٰمٓ سجدہ آیت:۹ تا ۱۲) (حوالہ: تفسیر عثمانی)۔

''اللہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس سے کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا! پس وہ چیز ہو جاتی ہے۔'' (آل عمران آیت نمبر:۴۷) (حوالہ: تفسیر مولانا اشرف علی تھانویؒ)۔

ان آیات کے بارے میں ایک ''شیطانی خیال'' مجھے ایک عرصہ سے پریشان کر رہا ہے، زمین و آسمان کے وجود میں آنے میں ۶ دن کیوں لگے؟ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے کے لئے اللہ کا ایک اشارہ کافی ہوتا، اور وہ آناً فاناً وجود میں آجاتے۔ مہربانی فرما کر اس اشکال کو دور کرنے میں میری مدد کیجئے تاکہ میں اس شیطانی خیال سے چھٹکارا پا سکوں۔

ج...... کسی چیز کا تدریجاً (آہستہ آہستہ) وجود میں آنا اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ فاعل اس کو دفعتہً وجود میں لانے پر قادر نہ ہو، اس لئے وہ مجبور ہے کہ وہ اس چیز کو آہستہ آہستہ وجود میں لائے۔ اور دوسری صورت یہ کہ فاعل تو اس چیز کو دفعتہً وجود میں لانے پر قادر ہے مگر کسی حکمت کی بنا پر وہ اس کو آناً فاناً وجود میں نہیں لاتا، بلکہ آہستہ آہستہ ایک خاص معین مدت کے اندر اسے وجود میں لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو آسمان و زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا اس کی وجہ پہلی نہیں تھی بلکہ دوسری تھی۔ اس لئے آپ کا اشکال تو ختم ہو جاتا ہے، البتہ یہ سوال ہوسکتا ہے کہ وہ کیا حکمت تھی جس کی بنا پر آسمان زمین کی تخلیق تدریجاً ہوئی؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ افعالِ الٰہیہ کی حکمتوں کا احاطہ کون کرسکتا ہے؟ اس میں جو حکمتیں بھی ملحوظ ہوں وہ سراپا خیر ہوں گی۔ مثلاً: ایک حکمت بندوں کو آہستگی اور تدریج کی تعلیم دینا ہوسکتی ہے کہ جب ہم نے قادرِ مطلق ہونے کے باوجود اپنی تخلیق میں تدریج ملحوظ فرمائی ہے تو تمہیں تو کوئی کام کرتے ہوئے بدرجۂ اولیٰ تدریج سے کام لینا چاہئے، یا مثلاً: یہ حکمت ہوسکتی ہے کہ اس دنیا کا نظامِ اسباب و مسبّبات کے تدریجی سلسلہ کے تحت چلے گا، چنانچہ اللہ

تعالیٰ قادر ہیں کہ انسان کو ایک لمحہ میں پیدا فرما کر جیتا جاگتا کھڑا کردیں، مگر نہیں! اس کی حکمت ایک خاص نظام کے تحت تدریجاً اس کی نشو ونما کرتی ہے۔ یہی حال نباتات وغیرہ کا بھی ہے، اور اگر غور کیا جائے تو اس عالم کی تمام ترقیات تدریج ہی کے تحت چل رہی ہیں، کیا عجب ہے کہ آسمان وزمین کی تدریجی تخلیق میں یہ حکمت بھی ملحوظ ہو۔

## رحمت للعالمین اور بددعا

س...... روزنامہ جنگ کے اسلامی صفحہ پر ایک مضمون نگار لکھتے ہیں کہ: ''بئر معونہ میں دھوکے سے شہید کئے جانے والے ۷۰ معلّم تمام کے تمام اصحابِ صفہ تھے، ان کی جدائی کا حضورؐ کو اس درجہ صدمہ ہوا کہ آپؐ متواتر ایک مہینے تک نمازِ فجر میں ان کے قاتلوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے۔''

یہ تو وہ الفاظ ہیں جنہیں میں نے لفظ بہ لفظ آپ کے اخبار سے اتار دیا ہے۔ آپ کے اور ہم سب کے علم میں یہ بات تو ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین اور رحمت للعالمین جیسے القاب سے قرآن کریم میں مخاطب کیا ہے وہ کبھی کسی کے حق میں بددعا کے لئے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں؟ کیا یہ بات کوئی ذی شعور باور کرسکتا ہے؟

میں سعودیہ گرلز کالج کی بی اے کی طالبہ ہوں، میری نظروں سے بھی مختلف اسلامی کتابیں گزری ہیں، میرا ذہن اس بات کو قبول نہیں کرسکتا اور جو بات غلط ہو اسے کسی کا ذہن قبول کر ہی نہیں سکتا کہ آنحضرتؐ کبھی کسی کے حق میں بددعا فرمائیں؟ آپؐ کے ساتھ لوگوں نے کیا کیا سلوک نہ کیا، آپؐ جس راستے سے گزرتے لوگ آپؐ پر غلاظت پھینکتے اور آپؐ کو طائف کی گلیوں میں گھسیٹتے، ایک دفعہ تو لوگوں نے یہاں تک کیا کہ آپؐ پر اتنے پتھر برسائے کہ آپؐ لہولہان ہوگئے اور آپؐ کے پائے مبارک جوتوں میں خون کے بھر جانے سے چپک گئے۔ جب بھی آپؐ نے بدبختوں کے حق میں بددعا نہ کی بلکہ جب بھی لوگ آپؐ کو تکلیف پہنچاتے آپؐ فرماتے: ''اے اللہ انہیں نیک راہ دکھا اور بتا کہ میں کون ہوں۔''

ایک طرف تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ۷۰ معلّموں کو دھوکے سے شہید کیا گیا اور آگے کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ان قاتلوں کے حق میں بددعا فرمائی۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ جو

لوگ شہید ہوتے ہیں وہ کبھی مرتے نہیں بلکہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں تو جن کو شہادت کا درجہ ملا ہو ان کے قاتل تو خود بخود دوزخ کی آگ میں پھینکے جائیں گے، ان کے لئے بددعا کیا ضروری؟ اور وہ بھی رحمت للعالمین نے فجر کی نماز میں ایک مہینہ تک کی۔ کیا شاہ صاحب نے (نعوذ باللہ) حضورؐ کو نماز فجر کے بعد مسلسل ایک مہینہ تک بددعا کرتے دیکھا یا کسی کتاب سے پڑھا، کون سی حدیث ان کی نظروں سے گزری ذرا حوالہ تو دیں کہ میں خود بھی پڑھوں، میرا ابھی مضمون اسلامیات ہے، میں نے کبھی ایسا نہیں پڑھا۔

ج...... بئر معونہ میں ستر قرأ کی شہادت کا واقعہ حدیث و تاریخ اور سیرت کی تمام کتابوں میں موجود ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنا اور ان کافروں پر جنھوں نے ان حضرات کو دھوکے سے شہید کیا تھا، بددعا کرنا صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداوٴد، نسائی اور حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہے۔ اس لئے آپ کا انکار کرنا غلط ہے۔ رہا آپ کا یہ شبہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمت للعالمین تھے آپ کیسے بددعا کرسکتے تھے؟ آپ کا یہ خیال بھی سطحی قیاس کی پیداوار ہے، کیا موذیوں کو قتل کرنا، ان کو سزا دینا اور ان کو سرزنش کرنا رحمت نہیں؟ کیا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے رحیم و شفیق قلب مبارک کو ان مظلوم شہداء کی مظلومانہ شہادت پر صدمہ نہیں پہنچا ہوگا؟ آپ ماشاء اللہ بی اے کی طالبہ ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ چوروں، ڈاکووٴں، غنڈوں اور بدمعاشوں پر سختی کرنا عین رحمت ہے، اور ان پر ترس کھانا خلافِ رحمت ہے، شیخ سعدیؒ کے بقول:

نیکوئی بابداں کردن چناں است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اور آپ کا یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ شہداء کے قاتل خود ہی دوزخ میں جائیں گے ان کے لئے بددعا کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ قاتل کے خلاف کسی عدالت میں استغاثہ نہ کیا جائے کیونکہ وہ بقول آپ کے خود ہی کیفر کردار کو پہنچے گا اور اگر آپ کے نزدیک کسی قاتل کے خلاف عدالت میں استغاثہ جائز اور یہ خلافِ رحمت نہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بارگاہِ الٰہی میں ان قاتلوں کے خلاف استغاثہ فرماتے ہیں تو یہ آپ کو

کیوں غلط نظر آتا ہے؟ شہید بلاشبہ جنت میں زندہ ہیں اور مراتبِ عالیہ پر فائز ہیں، مگر اس کے یہ معنی تو نہیں کہ کسی شہید کی مظلومانہ شہادت پر ہمیں رنج و صدمہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔
اس واقعہ کا تو آپ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر رہی ہیں، لیکن اس کا کیا کیا جائے گا کہ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی بددعائیں نقل کی گئی ہیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سراپا رحمت ہوتے ہیں، اس کے باوجود کافروں، بے ایمانوں اور موذیوں کے خلاف بارگاہِ الٰہی میں استغاثہ کرتے ہیں۔ آپ نے طائف کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے گئے مگر آپؐ نے بددعا نہ فرمائی، آپ نے شاید حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پڑھی ہوگی کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا، لیکن جب حدود اللہ کو توڑا جاتا تو آپؐ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا۔'' طائف کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متعلق تھا، وہاں صبر کی مجسم تصویر بنے رہے اور بئر معونہ کا واقعہ حدود اللہ کو توڑنے، عہد شکنی کرنے اور مسلمانوں کو ظلماً شہید کرنے کا واقعہ تھا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی و بے قراری اور حق تعالیٰ شانہ سے والہانہ استغاثہ و فریاد طلبی اپنی ذات کے لئے نہیں تھی کہ آپ اس کے لئے طائف کی مثال پیش کریں۔ یہاں جو کچھ تھا وہ دینی غیرت اور ان مظلوموں پر شفقت کا اظہار تھا۔
الغرض بئر معونہ کا جو واقعہ ذکر کیا گیا ہے وہ صحیح ہے اور ایسے موذیوں کے لئے بددعا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت للعالمین کے خلاف نہیں بلکہ اپنے رنگ میں یہ بھی رحمت و شفقت کا مظہر ہے۔

## مباہلہ اور خدائی فیصلہ

س...... مباہلے کی کیا حقیقت ہے؟ اس بارے میں قرآن مجید کی کون کون سی آیات کا نزول ہوا ہے؟

ج...... مباہلہ کا ذکر سورۂ آل عمران (آیت:۶۱) میں آیا ہے، جس میں نجران کے نصاریٰ کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

''پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے کہ آچکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہہ دے آؤ! بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے، اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں، اور اپنی جان اور تمہاری جان، پھر التجا کریں ہم سب، اور لعنت کریں اللہ کی ان پر جو جھوٹے ہیں۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت کریمہ سے مباہلہ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ جب کوئی فریق حق واضح ہوجانے کے باوجود اس کو جھٹلاتا ہو اس کو دعوت دی جائے کہ آؤ! ہم دونوں فریق اپنی عورتوں اور بچوں سمیت ایک میدان میں جمع ہوں اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں پر اپنی لعنت بھیجے۔ رہا یہ کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا؟ مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوجاتا ہے:

۱:...... مستدرک حاکم (ج:۲ ص:۵۹۴) میں ہے کہ نصاریٰ کے سید نے کہا کہ: ''ان صاحب سے (یعنی آنحضرتؐ سے) مباہلہ نہ کرو، اللہ کی قسم! اگر تم نے مباہلہ کیا تو دونوں میں سے ایک فریق زمین میں دفنا دیا جائے گا۔''

۲:...... حافظ ابونعیم کی دلائل النبوۃ میں ہے کہ سید نے عاقب سے کہا: ''اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ یہ صاحب نبی برحق ہیں، اور اگر تم نے اس سے مباہلہ کیا تو تمہاری جڑ کٹ جائے گی، کبھی کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ نہیں کیا کہ پھر ان کا کوئی بڑا باقی رہا ہو یا ان کے بچے بڑے ہوئے ہوں۔''

۳:...... ابن جریر، عبد بن حمید اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت قتادہؓ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: ''اہل نجران پر عذاب نازل ہوا چاہتا تھا اور اگر وہ مباہلہ کرلیتے تو زمین سے ان کا صفایا کردیا جاتا۔''

۴:...... ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور حافظ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں امام شعبیؒ کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: ''میرے پاس فرشتہ اہل نجران کی ہلاکت کی خوشخبری لے کر آیا تھا اگر وہ مباہلہ کرلیتے تو ان

کے درختوں پر پرندے تک باقی نہ رہتے۔“

۵:.......صحیح بخاری، ترمذی، نسائی اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: ”اگر اہل نجران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرلیتے تو اس حالت میں واپس جاتے کہ اپنے اہل وعیال اور مال میں سے کسی کو نہ پاتے۔“ (یہ تمام روایات درمنثور ج:۲ ص:۳۹ میں ہیں)۔

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ سچے نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے والے عذابِ الٰہی میں اس طرح مبتلا ہوجاتے کہ ان کے گھربار کا بھی صفایا ہوجاتا اور ان کا ایک فرد بھی زندہ نہیں رہتا۔

یہ تو تھا سچے نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے کا نتیجہ! اب اس کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مباہلہ کا نتیجہ بھی سن لیجئے!

۱۰/ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۷/مئی ۱۸۹۳ء کو مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم سے ایک دفعہ مرزا صاحب کا عیدگاہ امرتسر کے میدان میں مباہلہ ہوا (مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ج:۱ ص:۴۲۷، ۴۲۸) مباہلہ کے نتیجے میں مرزا صاحب کا مولانا مرحوم کی زندگی میں انتقال ہوگیا (مرزا صاحب نے ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کیا اور مولانا عبدالحق مرحوم مرزا صاحب کے نو سال بعد تک زندہ رہے، ان کا انتقال ۱۶/مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا)۔

(رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۹۲)

”مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے۔“ (ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی ج:۹ ص:۴۴۰)

مرزا صاحب نے مولانا مرحوم سے پہلے مرکر اپنے مندرجہ بالا قول کی تصدیق کردی اور دو اور دو چار کی طرح واضح ہوگیا کہ کون سچا تھا اور کون جھوٹا تھا؟

## ”اپریل فول“ کا شرعی حکم

س......آپ سے ایک اہم مسئلہ کی بابت دریافت کرنا ہے، مسلمانوں کے لئے نصاریٰ کی پیروی اپریل فول منانا یعنی لوگوں کو جھوٹ بول کر فریب دینا یا ہنسنا ہنسانا جائز ہے کہ نہیں؟

جبکہ سرورِ کائنات کا ارشاد ہے کہ: ”ویل للذی یحدث فیکذب یضحک به القوم ویل له! ویل له!“ (ابوداوٗد ج:۲ ص:۳۳۳)۔ ”یعنی ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو اس مقصد کے لئے جھوٹی بات کرے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے، اس کے لئے ہلاکت ہے! اس کے لئے ہلاکت ہے!“ نیز ارشاد ہے: ”لا یؤمن العبد الایمان کل حتی یترک الکذب فی المزاحه ویترک المراء وان کان صادقاً“ (کنزالعمال حدیث نمبر:۸۲۲۹)۔ یعنی ”بندہ اس وقت تک پورا ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک مزاح میں بھی غلط بیانی نہ چھوڑ دے اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑا نہ چھوڑ دے۔“

گزشتہ سال ”اپریل فول“ کے طور پر فائر بریگیڈ کو ٹیلی فون کئے گئے کہ فلاں فلاں جگہ آگ لگ گئی ہے، جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو کچھ بھی نہیں تھا، معلوم ہوا کہ یہ محض مذاق تھا اس کا نتیجہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یکم اپریل کو واقعتاً کوئی حادثہ ہوجائے اور خبر سننے والا اس کو مذاق سمجھ کر اس کی طرف توجہ نہ دے۔

ج...... جناب نے ایک اہم ترین مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے، جس میں آج کل بہت لوگ مبتلا ہیں۔ ”اپریل فول“ کی رسم مغرب سے ہمارے یہاں آئی ہے اور یہ بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔

اول:...... اس دن صریح جھوٹ بولنے کو لوگ جائز سمجھتے ہیں، جھوٹ کو اگر گناہ سمجھ کو بولا جائے تو گناہِ کبیرہ ہے اور اگر اس کو حلال اور جائز سمجھ کر بولا جائے تو اندیشۂ کفر ہے۔ جھوٹ کی برائی اور مذمت کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن کریم نے ”لعنت الله علی الکاذبین“ فرمایا ہے، گویا جو لوگ ”اپریل فول“ مناتے ہیں وہ قرآن میں ملعون ٹھہرائے گئے ہیں، اور ان پر خدا تعالیٰ کی، رسولوں کی، فرشتوں کی، انسانوں کی اور ساری مخلوق کی لعنت ہے۔

دوم:...... اس میں خیانت کا بھی گناہ ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”کبرت خیانة ان تحدث اخاک حدیثاً هو لک مصدق وانت به کاذب. رواه ابوداوٗد.“ (مشکوٰۃ ص:۴۱۳)

ترجمہ:......''بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھے، حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔''

اور خیانت کا کبیرہ گناہ ہونا بالکل ظاہر ہے۔

سوم:......اس میں دوسرے کو دھوکا دینا ہے یہ بھی گناہ کبیرہ ہے، حدیث میں ہے:

''من غش فلیس منا.'' (مشکوٰۃ ص:۳۰۵)

ترجمہ:......''جو شخص ہمیں (یعنی مسلمانوں کو) دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

چہارم:......اس میں مسلمانوں کو ایذا پہنچانا ہے، یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے، قرآن کریم میں ہے:

''بے شک جو لوگ ناحق ایذا پہنچاتے ہیں مؤمن مردوں اور عورتوں کو، انہوں نے بہتان اور بڑا گناہ اٹھایا۔''

پنجم:......اپریل فول منانا گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من تشبہ بقوم فھو منھم.'' ''جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہوگا۔'' پس جو لوگ فیشن کے طور پر اپریل فول مناتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ وہ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کی صف میں اٹھائے جائیں۔ جب یہ اتنے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل بھی دی ہو وہ انگریزوں کی اندھی تقلید میں اس کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔ اس لئے تمام مسلمان بھائیوں کو نہ صرف اس سے توبہ کرنی چاہئے بلکہ مسلمانوں کے مقتدا لوگوں کا فرض ہے کہ ''اپریل فول'' پر قانونی پابندی کا مطالبہ کریں اور ہمارے مسلمان حکام کا فرض ہے کہ اس باطل رسم کو سختی سے روکیں۔

## انسان کا چاند پر پہنچنا

س...... ہمارے دوستوں کے درمیان آج کل ایک بحث ہو رہی ہے، اور وہ یہ کہ انسان

چاند پر گیا ہے یا نہیں؟ اور زمین گردش کرتی ہے یا نہیں؟ جبکہ میرا خیال ہے کہ انسان چاند پر گیا ہے اور زمین بھی گردش کرتی ہے۔ موجودہ دور جدید ٹیکنالوجی کا دور کہلاتا ہے اور اس دور میں کوئی بات ناممکن نہیں رہی، جب خلاء میں مصنوعی سیارے چھوڑے جاسکتے ہیں تو پھر چاند پر جانا کیونکر ممکن نہیں؟ اس سلسلے میں جب ہم نے اپنی مسجد کے مؤذن صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان چاند پر پہنچ گیا ہے اور زمین گردش کرتی ہے۔ آپ برائے کرم قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری معلومات میں اضافہ کریں کہ یہ بات کہاں تک تسلیم کی جائے کہ انسان چاند پر پہنچ گیا ہے اور یہ کہ زمین گردش کرتی ہے؟

ج...... انسان چاند پر تو پہنچ چکا ہے، اور تحقیق جدید کے مطابق زمین بھی گردش کر رہی ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ کے دوست اس نکتہ پر مجلس مذاکرہ کیوں منعقد فرما رہے ہیں؟ اور اس بحث کا حاصل کیا ہے؟ آپ کے مؤذن صاحب کا یہ کہنا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کا چاند پر پہنچنا ناممکن ہے، بالکل غلط ہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو چاند نہیں بلکہ عرش تک پہنچ کر آئے تھے، چاند پر پہنچنا کیوں ناممکن ہوا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ”آپ کے مسائل اوران کا حل“

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرہٴ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہید اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہید اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیۃ،گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہید اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

قانونی مشیر اعزازی:ــــ منظور احمد میوٴ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت:ــــــــ ستمبر ۱۹۹۵ء

قیمت:ــــــــ

ناشر:ــــــــ مکتبہ لدھیانوی
18-سلام کتب مارکیٹ
بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: جامع مسجد باب رحمت
پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون:021-32780340 - 021-32780337

www.shaheedeislam.com

روزنامہ ''جنگ'' کے صفحہ ''اقرأ'' میں
شائع شدہ دینی سوالات و جوابات کا مجموعہ

نوٹ: Mobile اور IPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے
"Adobe Acrobat" کو "PDF Reader" کے طور پر استعمال کریں۔

# آپ کے مسائل

# اور اُن کا حل

جلد دوم

وضو کے مسائل
غسل و تیمم مسائل
پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل
نماز کے مسائل
جمعہ و عیدین
کے مسائل

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ''آپ کے مسائل اوران کا حل''

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِعلمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۴۹۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

الحمدللہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی جلد ثانی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ جلد اوّل ماہِ مقدس رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ میں جب بفضلہٖ تعالیٰ منظرِ عام پر آئی تو علمائے کرام، مشائخِ عظام اور مخلص مسلمانوں کی طرف سے اس کی خوب پذیرائی ہوئی، اور پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہوگیا۔ اور ہر طرف سے مطالبہ ہونے لگا کہ اس کتاب کا دُوسرا ایڈیشن اور بقایا حصے بھی جلد از جلد تشنگانِ علم کی پیاس بجھانے کے لئے مکمل ہوجائیں۔ اندازہ بھی یہی تھا کہ پہلی جلد کے بعد دُوسری جلد جس کا ایک معتد بہ حصہ تیاری کے مراحل طے کرچکا تھا جلد طباعت کے مراحل سے گزر کر قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی، لیکن ''عرفت ربی بفسخ العزائم'' کے مصداق تقدیر تدبیر پر غالب رہی اور عجلت کی تمام کوششوں اور علمائے کرام و مشائخِ عظام اور مخلصین ومحبین کے اصرار کے باوجود جلد ثانی کی تکمیل میں دو سال کا عرصہ لگ گیا، یہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم واحسان ہے کہ اس کی توفیق وعنایت شاملِ حال رہی اور علم کا اتنا عظیم ذخیرہ تشنگانِ علم کے ہاتھوں تک پہنچ گیا، فالحمدللہ علیٰ منہ واحسانہ۔

۱۹۷۸ء میں روزنامہ جنگ نے انقلابی میدان میں قدم رکھا جب میر شکیل الرحمٰن صاحبزادہ میر خلیل الرحمٰن نے صحافت کے میدان میں عملی حصہ لیا اور روزنامہ جنگ کراچی کی ذمہ داری سنبھالی، اس نوجوان نے صحافتی دُنیا میں نت نئے تجربات شروع کئے، ان تجربات میں ایک تجربہ اسلامی صفحہ کا آغاز تھا، مسئلۂ ختمِ نبوّت سے دِلچسپی کی بنا پر قدوۃ الاتقیاء شیخ المشائخ رئیس المحدثین شیخنا حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ سے تعلق ومحبت

تھی، اس بنا پر اس صفحہ کی ترتیب و تدوین کے لئے حضرت شیخ محترم کے متعلقین کی طرف نگاہ اُٹھی، اور اس عظیم خدمت کے لئے ہمارے شیخ و مربی و مولائی مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے درخواست کی، تصنیف و تألیف، درس و تدریس، مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت، ماہنامہ بینات اور دیگر علمی مشاغل اور اخباری کام سے طبعی میلان نہ ہونے کی بنا پر حضرتِ شیخ نے اس ذمہ داری سے معذرت کی، لیکن جانشینِ حضرت شیخ بنوریؒ بقیۃ السّلف حضرتِ اقدس مولانا مفتی احمد الرحمٰن کے اصرار پر آپ نے اس ذمہ داری کو قبول فرمایا اور مئی ۱۹۷۸ء سے آپ نے اسلامی صفحہ اقرأ میں تحریری کام کا آغاز فرمایا۔ ''نورِ بصیرت''، ''آپ کے مسائل اور ان کا حل''، ''افتتاحیہ'' کے عنوان سے مستقل سلسلے شروع کئے گئے، ''افتتاحیہ'' ادارتی کالم پر مشتمل ایک قلمی جہاد تھا، جس میں آپ ہر ہفتے حکمرانوں کے افعال و اعمال کی گرفت اور مختلف لادینی نظریات کے خلاف اپنا نقطۂ نظر مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے حالات کا تجزیہ اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے، یہ کالم بہت ہی مقبول و بے حد پسند کیا گیا۔ خاص طور پر آپ کا ایک اداریہ ''کیا اسلام نافذ ہو چکا ہے؟'' بہت ہی پسند کیا گیا، لیکن کلمۂ حق، حکمرانوں نے کب پسند کیا کہ اس سلسلے کو پسند کیا جاتا، اخبار جنگ کے اس اداریہ پر سخت نوٹس لئے گئے، بارہا اشتہار بند ہوئے، اخبار بند کرنے کی دھمکیاں دی گئیں، بالآخر میر خلیل الرحمٰن صاحب ان دھمکیوں کی تاب نہ لا سکے اور یہ سلسلہ مجبوراً بند کر دیا گیا۔

''نورِ بصیرت'' احادیثِ نبویہؐ اور الفاظِ قدسیہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح سے متعلق تھا، چونکہ حدیث شریف کے الفاظ کی طباعت اخبار میں مشکل اور بے حرمتی کا باعث ہوتی تھی اور صرف ترجمہ پر اکتفا گوارا نہ تھا، اس لئے یہ سلسلہ بھی بند ہو گیا۔ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' اخبار جنگ کا سب سے پسندیدہ سنجیدہ کالم ہے، جو ہر جمعہ کو سب سے پہلے پڑھا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کو وہ مقبولیت عطا فرمائی کہ لاکھوں افراد ہر جمعہ کو نہ صرف اس کے منتظر بلکہ اپنی اپنی زندگیوں کے لئے لازمی حصہ تصوّر کرتے ہیں اور بے شمار زندگیوں میں اس سلسلے نے انقلاب پیدا کیا۔ ہزاروں افراد نے اس کالم کی بنا پر اپنی صورتوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی صورت کے مطابق ڈھال لیا، سوال و جواب پر

مشتمل یہ فقہی سلسلہ موجودہ دور کا وہ انقلابی سلسلہ ہے جس نے لاکھوں افراد کو ”طلب العلم فریضة علی کل مسلم“ پر عمل پیرا کردیا، اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو اسی طرح قبولیتِ عامہ کے ساتھ تادیر جاری وساری رکھے۔

جیسا کہ اُوپر ذکر کیا گیا، اس سلسلے کے آغاز ہی سے علمائے کرام ومشائخ عظام اور قارئین کا اصرار تھا کہ کتابی شکل میں اس کو محفوظ کرلیا جائے تاکہ آئندہ قیامت تک آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کرسکیں۔ قارئین کے اصرار پر پہلی جلد تقریباً دس سال بعد نظرِ ثانی کے بعد منظرِ عام پر آسکی اور اس کے ٹھیک دو سال بعد یہ دُوسری جلد فقہ کی ترتیب کے لحاظ سے کتاب الطہارت اور کتاب الصلوٰۃ کے اَحکام پر مشتمل ہے۔ اگرچہ دیگر فقہی کتابوں کی طرح اس میں بالترتیب مسائل نہیں، لیکن جن جزئیات سے متعلق سوالات کئے گئے ہیں ان کی ترتیب کا خاص خیال اور اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تدوین وطباعت کے مراحل میں جناب ڈاکٹر شہیرالدین علوی صاحب، مولانا محمد جمیل خان (انچارج اسلامی صفحہ اقرأ)، مولانا محمد نعیم امجد سلیمی، عبداللطیف طاہر، مولانا سعید احمد جلال پوری اور محمد وسیم غزالی نے بہت تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور میرے لئے اور میرے ادارہ کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنائے۔ وما توفیقی الا باللہ

ناشر

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

## پانی کے اَحکام ۵۲



## غسل کے مسائل ۵۵

## کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں؟

## تیمّم ۷۱



## موزوں پر مسح ۷۶



## پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل ۷۷

**اذان اور اقامت** ۱۸۶

## سجدۂ سہو ۴۳۰

## عیدین کی نماز

# وضو کے مسائل

## غسل سے پہلے وضو کرنے کی تفصیل

س…… ایک قاری کے ایک سوال کے جواب میں آپ نے غسل اور وضو کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ غسل کرنے سے وضو ہوجاتا ہے، اس لئے غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھی جاسکتی ہے، بلکہ جب تک اس غسل سے کم از کم دو رکعت نہ پڑھ لی جائیں دوبارہ وضو کرنا گناہ ہے۔

میں نے خود بارہا یہ مسئلہ کتابوں میں پڑھا ہے، لیکن آپ جیسے اہلِ علم حضرات سے کبھی استفادہ نہیں کیا اور اب تک شکوک وشبہات میں مبتلا رہا، برائے کرم میری تسلی وتشفی کے لئے اور دیگر مجھ جیسے قارئین کی بھلائی کی خاطر ذرا تفصیلاً اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وضو میں ایک مرتبہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، اب اگر ایک شخص پر غسل کرنا فرض ہے تب تو وہ وضو بھی کرے گا، لیکن ایک شخص پاکی کی حالت میں غسل کرتا ہے تو ظاہر ہے وہ وضو نہیں کرے گا۔ پھر چوتھائی سر کا مسح چہ معنی؟ اور وہ کس طرح صرف غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے، ایک حدیث پیشِ خدمت ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے اور غسل سے پہلے جو وضو کرتے تھے اسی پر اکتفا فرماتے تھے۔ (ترمذی، ابوداوٴد، ابنِ ماجہ) مندرجہ بالا حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے پہلے کے وضو پر اکتفا فرماتے تھے، یعنی وضو ضرور فرماتے تھے، لہٰذا مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ بغیر وضو کے غسل سے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں، جبکہ سر کا مسح وضو میں فرض ہے؟

ج…… وضو نام ہے تین اعضاء (منہ، ہاتھ اور پاوٴں) کے دھونے اور سر کے مسح کرنے کا۔ اور

جب آدمی نے غسل کرلیا تو اس کے ضمن میں وضو بھی ہوگیا۔ غسل سے پہلے وضو کرلینا سنت ہے، جیسا کہ آپ نے حدیث شریف نقل کی ہے، لیکن اگر کسی نے غسل سے پہلے وضو نہیں کیا تب بھی غسل ہوجائے گا، اور غسل کے ضمن میں وضو بھی ہوجائے گا، مسح کے معنی تر ہاتھ سر پر پھیرنے کے ہیں، جب سر پر پانی ڈال کر مل لیا تو مسح سے بڑھ کر غسل ہوگیا۔ بہرحال عوام کا یہ طرزِ عمل کہ وہ غسل کے بعد پھر وضو کرتے ہیں، بالکل غلط ہے، وضو غسل سے پہلے کرنا چاہئے تاکہ غسل کی سنت ادا ہوجائے، غسل کے بعد وضو کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

## نہانے کے بعد وضو غیرضروری ہے

س...... نہانے کے بعد بعض آدمیوں سے سنا ہے کہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہتی، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا نہانے کے بعد وضو کے نہ کرنے کا طریقہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... نہانے سے وضو بھی ہوجاتا ہے، بعد میں وضو کی ضرورت نہیں۔

## جمعہ کی نماز کے لئے غسل کے بعد وضو کرنا

س...... جمعہ کی نماز کے لئے غسل کرنے کے بعد وضو کرنا ضروری ہوتا ہے یا نہیں؟

ج...... نہیں! غسل کے بعد جب تک وضو نہ ٹوٹے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

## وضو میں نیت شرط نہیں

س...... وضو کرنے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے، ہم نے کتاب میں پڑھا ہے کہ منہ ہاتھ دھونے میں وہی کام کیا جاتا ہے جو وضو کرنے میں کرتے ہیں۔ اگر وضو کی نیت نہیں کی گئی تو وضو نہیں ہوگا، بلکہ صرف منہ ہاتھ دھونا ہوا، اس کے علاوہ وضو میں جو فرائض ہیں وہی اگر چھوٹ گئے تو پھر وضو کیسے ہوا؟

ج...... نیت کرنا وضو میں فرض نہیں، اگر منہ، ہاتھ، پاؤں دھولئے جائیں اور سر کا مسح کرلیا جائے (کہ یہی چار چیزیں وضو میں فرض ہیں) تو وضو ہوجاتا ہے، البتہ وضو کا ثواب تب ملے گا جب وضو کی نیت بھی کی ہو۔

## بغیر وضو کئے محض نیت سے وضو نہیں ہوتا

س…… اکثر مقامات پر مساجد میں پانی کا انتظام نہیں ہوتا، اور پھر وضو کے لئے کافی تکلیف ہوجاتی ہے، میں نے سنا ہے کہ اگر کہیں پانی دستیاب نہ ہو تو وضو کی نیت کرنے سے وضو ہوجاتا ہے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ اگر وضو ہوسکتا ہے تو اس کی نیت بھی ایسے ہی کرنی ہوتی ہے جیسے ہم پانی کے ساتھ وضو کرتے وقت کرتے ہیں؟

ج…… محض وضو کی نیت کرنے سے وضو نہیں ہوتا، آپ نے غلط سنا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی جگہ وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمّم کیا جائے، اور پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کم سے کم ایک میل دُور ہو، اس لئے شہر میں پانی کی دستیاب نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، جنگل میں ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔

## اعضائے وضو کا تین بار دھونا کامل سنت ہے

س…… ہمارے اسلامیات کے اُستاد نے بتایا ہے کہ وضو کرتے وقت ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، منہ دھونا وغیرہ جو کہ تین دفعہ دھویا جاتا ہے، دو دفعہ بھی دھویا جاسکتا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج…… کامل سنت تین تین بار دھونا ہے، وضو دو بار دھونے بلکہ ایک ہی بار دھونے سے بھی ہوجائے گا، بشرطیکہ ایک بال کی جگہ بھی خشک نہ رہے۔

## گھنی داڑھی کو اندر سے دھونا ضروری نہیں صرف خلال کافی ہے

س…… کیا وضو کرتے وقت تین دفعہ منہ دھونے کے بعد داڑھی کو اندر سے، باہر سے تر کرنے کے لئے بار بار ہاتھوں میں پانی لے کر دھونا ضروری ہے؟

ج…… داڑھی اگر گھنی ہو، کہ اندر کی جلد نظر نہ آئے تو اس کو اُوپر سے دھونا فرض ہے اور اس کا خلال کرنا سنت ہے، اور اگر ہلکی ہو تو پوری داڑھی کو پانی سے تر کرنا ضروری ہے۔

## آبِ زمزم سے وضو اور غسل کرنا

س…… مولانا صاحب! میں مکہ مکرّمہ میں رہتا ہوں، کئی دنوں سے اس مسئلے پر دِل میں


فہرست

اُلجھن رہتی ہے، برائے مہربانی اس کا شرعی حل بتائیں، آپ کا شکرگزار ہوں گا۔ مولانا صاحب! ہم پاکستان میں تھے تو آبِ زمزم کے لئے اتنی محبت تھی کہ کچھ بتا نہیں سکتے، اب بھی وہی ہے، ایک قطرے کے لئے ترستے تھے، یہاں لوگ وضو کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ نماز کے لئے وضو کرلینا جائز ہے یا ادب کے خلاف ہے؟ تفصیل سے جواب لکھیں۔

ج…… جو شخص باوضو اور پاک ہو، وہ اگر محض برکت کے لئے آبِ زمزم سے وضو یا غسل کرے تو جائز ہے۔ اسی طرح کسی پاک کپڑے کو برکت کے لئے زمزم سے بھگونا بھی دُرست ہے، لیکن بے وضو آدمی کا زمزم شریف سے وضو کرنا یا کسی جنبی کا اس سے غسل کرنا مکروہ ہے، ضرورت کے وقت (جبکہ دُوسرا پانی نہ ملے) زمزم شریف سے وضو کرنا تو جائز ہے، مگر غسلِ جنابت بہرحال مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو اس کو زمزم شریف سے دھونا بھی مکروہ ہے، بلکہ بقول بعض حرام ہے۔ یہی حکم زمزم سے استنجا کرنے کا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے آبِ زمزم سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ زمزم نہایت متبرک پانی ہے، اس کا ادب ضروری ہے، اس کا پینا موجبِ خیر و برکات ہے، اور چہرے پر، سر پر اور بدن پر ڈالنا بھی موجبِ برکت ہے، لیکن نجاست زائل کرنے کے لئے اس کو استعمال کرنا ناروا ہے۔

## پہلے وضو سے نماز پڑھے بغیر دوبارہ وضو کرنا گناہ ہے

س…… اگر کسی شخص کو غسلِ جنابت کی حاجت نہیں ہے، یعنی وہ پاک ہے، وہ صرف نہاتا ہے، ظاہر ہے نہانے میں اس کا جسم سر سے لے کر پیر تک بھیگے گا، اس صورت میں وہ شخص بغیر وضو کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یاد رہے کہ وہ شخص صرف نہایا ہے اس نے نہ نہانے سے پہلے اور نہ نہانے کے بعد وضو بنایا ہے، لیکن سر سے پیر تک پانی ضرور بہایا ہے۔

ج…… غسل کرنے سے وضو ہوجاتا ہے، اس لئے غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ جب تک اس غسل سے کم سے کم دو رکعت نہ پڑھ لی جائیں یا کوئی دُوسری عبادت جس میں وضو شرط ہے ادا نہ کرلی جائے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔

س…… اخبار جنگ میں آپ کے کالم میں ایک سوال کے جواب میں کہ نہانے سے قبل یا بعد

وضو نہ کرنے کے باوجود نہا لینے سے وضو ہو جاتا ہے اور اس سے نماز پڑھی جاسکتی ہے، بلکہ غسل کے بعد اگر دو رکعت نہ پڑھی جائے اور وضو کیا جائے تو گناہگار ہوگا، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، مہربانی فرماکر ذرا وضاحت سے سمجھادیں۔

ج…… دو باتیں سمجھ لیجئے! اوّل یہ کہ غسل میں جب پورے بدن پر پانی بہالیا تو وضو ہوگیا، دُوسرے لفظوں میں غسل کے اندر وضو خود بخود داخل ہوجاتا ہے۔ دُوسری بات یہ کہ وضو کے بعد جب تک اس وضو کو استعمال نہ کرلیا جائے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔ اور وضو کو استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس وضو سے کم از کم دو رکعت نماز پڑھ لیا جائے، یا کوئی ایسی عبادت کرلی جائے جس کے لئے وضو شرط ہے، مثلاً: نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت۔

س…… جب ہم غسل کرتے ہیں تو ہم صرف انڈرویئر استعمال کرتے ہیں، میں نے کافی حضرات سے دریافت کیا کہ ہم جو پہلے وضو کرتے ہیں وہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟ تو ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ کپڑے پہننے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوتی۔

ج…… خدا جانے آپ نے کس سے پوچھا ہوگا! کسی عالم سے دریافت فرمائیے۔ غسل کرلینے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کا جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی عالمِ دین قائل نہیں، اور یہ جو مشہور ہے کہ برہنہ ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا کہ برہنہ ہونے کی حالت میں وضو نہیں ہوتا، یہ محض غلط ہے۔

## ایک وضو سے کئی عبادات

س…… اگر وضو قرآنِ پاک پڑھنے کی نیت سے کیا، تو اس وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج…… وضو خواہ کسی مقصد کے لئے کیا ہو، اس سے نماز جائز ہے، اور نہ صرف نماز، بلکہ اس وضو سے وہ تمام عبادات جائز ہیں جن کے لئے طہارت شرط ہے۔

## ایک وضو سے کئی نمازیں

س…… میں عصر کے وقت وضو کرلیتی ہوں اور اسی وضو سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لیتی ہوں، ہماری پڑوسن کہتی ہے کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ وضو کرنا چاہئے، دونوں میں سے کیا صحیح ہے؟

ج…… اگر وضو نہ ٹوٹے تو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں، ہر نماز کے لئے وضو ضروری نہیں، کرلے تو اچھا ہے۔

## پاکی کے لئے کئے گئے وضو سے نماز پڑھنا

س…… پاکی کے لئے جو وضو کیا جاتا ہے، کیا اس وضو سے نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے؟

ج…… وضو خواہ کسی مقصد کے لئے کیا ہو، اس سے نماز جائز ہے۔

## کیا نمازِ جنازہ والے وضو سے دُوسری نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

س…… جو وضو نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے کیا گیا تھا، اس وضو سے نمازِ پنج گانہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… پڑھ سکتے ہیں! مگر نمازِ جنازہ کے لئے جو تیمّم کیا جائے، اس سے دُوسری نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔

## غسل کے دوران وضو ٹوٹ جانا

س…… غسل کرنے سے پہلے وضو کیا، لیکن غسل کے دوران اگر وضو ٹوٹ جائے اور غسل کے بعد کوئی نماز بھی نہ پڑھنی ہو (کسی نماز کا وقت قریب نہ ہو) تو کیا غسل کے بعد وضو دوبارہ کرنا چاہئے؟

ج…… اگر وضو ٹوٹنے کے بعد غسل کیا اور اس سے وضو کے اعضاء دوبارہ دُھل گئے، اس کے بعد وضو توڑنے والی کوئی چیز پیش نہیں آئی تو اس کا وضو ہوگیا، نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔

## جس غسل خانے میں پیشاب کیا ہو اس میں وضو

س…… ہمارے گھر میں ایک غسل خانہ ہے، جہاں ہم سب نہاتے ہیں، اور رات کو اُٹھ کر پیشاب بھی کرتے ہیں، اور مجھے نماز پڑھنی ہوتی ہے، کیا اس غسل خانے میں وضو کرنا جائز ہے؟

ج…… غسل خانے میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے، اس سے وسوسے کا مرض ہوجاتا ہے، اور اگر اس میں کسی نے پیشاب کردیا ہو تو وضو سے پہلے اس کو دھوکر پاک کرلینا چاہئے۔

## گرم پانی سے وضو کرنا

س...... گرم پانی سے وضو کرنا چاہئے یا نہیں؟

ج...... کوئی حرج نہیں!

س...... اگر وضو کے دوران کوئی حصہ خشک رہ جائے تو دوبارہ وضو کرنا چاہئے یا اس حصے پر پانی ڈالنا چاہئے؟

ج...... صرف اتنے حصے کا دھولینا کافی ہے، لیکن اس خشک حصے پر پانی کا بہانا ضروری ہے، صرف گیلا ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں۔

## وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

س...... اگر ایک نمازی وضو کرتا ہے، اور جس برتن میں پانی لے کر وضو کیا اس برتن میں کچھ پانی بچ جاتا ہے، اس بچے ہوئے پانی کو دُوسرا آدمی وضو کے لئے استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج...... وضو کا بچا ہوا پانی پاک ہے، دُوسرا آدمی اس کو استعمال کرسکتا ہے۔

## مستعمل پانی سے وضو

س...... مستعمل پانی اور غیرمستعمل پانی جبکہ یکجا جمع ہوں، کوئی اور پانی برائے وضو نہ ملے اور مستعمل اور غیرمستعمل برابر ہوں، مثلاً: ایک لوٹا مستعمل اور ایک لوٹا غیرمستعمل ہو، اب فرمائیں کہ اس صورت میں کیا کریں، وضو یا تیمّم؟

ج...... مستعمل اور غیرمستعمل پانی اگر مل جائیں تو غالب کا اعتبار ہے، اور اگر دونوں برابر ہوں تو احتیاطاً غیرمستعمل کو مغلوب قرار دیا جائے گا، اور اس سے وضو صحیح نہیں۔

نوٹ:...... مستعمل پانی وہ کہلاتا ہے جو وضو اور غسل کرتے وقت اعضاء سے گرے، اور جس برتن سے وضو یا غسل کر رہے ہوں، وضو اور غسل کے بعد جو پانی بچ جاتا ہے وہ مستعمل پانی نہیں کہلاتا۔

## بوجہ عذر کھڑے ہوکر وضو کرنا

س...... کیا کھڑے ہوکر وضو کیا جاسکتا ہے، جبکہ بیٹھ کر وضو کرنے میں تکلیف ہو؟

ج...... کھڑے ہوکر وضو کرنے میں چھینٹے پڑھنے کا احتمال ہے، اس لئے حتی الوسع وضو بیٹھ کر کرنا چاہئے، لیکن اگر مجبوری ہو تو کھڑے ہوکر وضو کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

## کھڑے ہوکر بیسن میں وضو کرنا

س...... آج کل گھروں میں بیسن لگے ہوئے ہیں، اور لوگ زیادہ تر بیسن سے ہی کھڑے ہوکر وضو کرلیتے ہیں، وضو کھڑے ہوکر کرنے سے نماز ہوجاتی ہے؟؟

ج...... وضو تو اس طرح بھی ہوجاتا ہے (اور وضو صحیح ہو تو اس سے نماز پڑھنا بھی صحیح ہے) لیکن افضل یہ ہے کہ قبلہ رُخ بیٹھ کر وضو کرے۔

## کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو کھڑے ہوکر وضو کرنا

س...... کھڑے ہوتے ہوئے آدمی وضو کرلے، بیٹھنے سے کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہو، اور اکثر اوقات آدمی کھڑے ہوکر وضو کرتے ہیں تو کیا نماز ہوجاتی ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ اس جگہ میں صرف شینک سسٹم ہے اور بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔

ج...... اگر بیٹھنے کا موقع نہ ہو تو کھڑے ہوکر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں، چھینٹوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

## قرآن مجید کی جلدسازی کے لئے وضو

س...... میں بنیادی طور پر جلدساز ہوں، میری دُکان پر ہر قسم کی اسٹیشنری وغیرہ کی جلدسازی ہوتی ہے، جس میں سرِفہرست قرآنِ کریم کی جلدسازی ہے۔ میرا طریقۂ کار یہ ہے کہ جلدسازی سے قبل صرف ہاتھوں کو دھوکر جلدسازی کرتا ہوں، تاہم بحیثیت مسلمان میرے دِل و دماغ میں یہ بات ہمیشہ نیسکو رہتی ہے کہ قرآنِ کریم جیسی عظیم المرتبت کتاب کی جلدسازی اگر باوضو کی جائے تو زیادہ بہتر رہے گا، مگر کام کی زیادتی کی وجہ سے میرے لئے یہ مشکل ہے۔ اس موقع پر یہ سوچتا ہوں کہ جہاں قرآنِ کریم کی کتابت، طباعت و دیگر مراحل طے پاتے ہیں، تو کیا سارے افراد باوضو ہوکر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں؟ اس سلسلے میں کئی لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا: میاں! آپ صرف نماز پڑھا کریں،


فہرست

یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں اور نہ ہی فرض! براہِ کرم میری اُلجھن دُور فرمائیں۔

ج...... قرآنِ کریم کے اوراق کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں، آپ ''کئی لوگوں سے مشورہ'' نہ کریں، قرآنِ کریم کی جلدسازی کے لئے وضو کا اہتمام کریں، اگر معذور ہے تو مجبوری ہے، تاہم اس کو ہلکی اور معمولی بات نہ سمجھا جائے۔

## وضو کرنے کے بعد ہاتھ منہ پونچھنا

س...... وضو کرنے کے بعد ہاتھ، منہ پونچھنے سے ثواب میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوجاتی؟

ج...... نہیں!

## وضو سے پہلے اور کھانے کے بعد مسواک کرنا

س...... مسواک کرکے عصر کا وضو کیا، پھر مغرب کی نماز کے لئے وضو کرنے سے پہلے دوبارہ مسواک کرنا ضروری ہے؟ حالانکہ عصر اور مغرب کے درمیان کچھ نہ کھایا اور نہ پیا ہو؟

ج...... وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے، خواہ وضو پر وضو کیا جائے، اور کھانے کے بعد مسواک کرنا الگ سنت ہے۔

## مسواک کرنا خواتین کے لئے بھی سنت ہے

س...... کیا نماز سے پہلے وضو میں مسواک کرنا عورتوں کے لئے بھی اسی طرح سنت ہے جیسے مردوں کے لئے؟

ج...... مسواک خواتین کے لئے بھی سنت ہے، لیکن اگر ان کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہوں تو ان کے لئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے، جبکہ مسواک کی نیت سے استعمال کریں۔

## وضو کے بعد عین نماز سے پہلے مسواک کرنا کیسا ہے؟

س...... میں اپنی پھوپھی کے ہاں ریاض گیا تھا، وہاں میں نے مسجد میں دیکھا، لوگ صفوں میں بیٹھے مسواک کررہے ہیں، جب مکبّر نے تکبیر کہنی شروع کی تو انہوں نے پہلے مسواک کی اور کھڑے ہوکر نماز پڑھنی شروع کردی، جب نماز ختم ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ کیا اس

طرح مسواک کرنا جائز ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اور وضو کرنے سے پہلے مسواک کرلیا کرو۔ میرے خیال میں نماز سے پہلے مسواک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ عصر سے مغرب تک باوضو رہتے ہیں اور درمیان میں کچھ کھاتے پیتے رہتے ہیں تو ان کے لئے حکم یہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کرکے کلی وغیرہ کرلیں۔

ج......ان امام صاحب نے جس حدیثِ پاک کا حوالہ دیا ہے، وہ یہ ہے:

”لو لا ان اشق علی امتی لأمرتھم بالسواک عند کل صلوۃ.“

ترجمہ:......”اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا، تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم کرتا۔“

اس حدیث کے راویوں کا الفاظ کے نقل کرنے میں اختلاف ہے، بعض حضرات ”عند کل صلوٰۃ“ کے الفاظ نقل کرتے ہیں، اور بعض اس کے بجائے ”عند کل وضوء“ نقل کرتے ہیں، (صحیح بخاری ص:۱۲،۲۵۹) یعنی ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم کرتا۔

ان دونوں الفاظ کے پیشِ نظر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہر نماز سے پہلے وضو کرنے اور ہر وضو کی ابتدا مسواک سے کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دینے سے مقصود یہ ہے کہ ہر نماز کے وضو سے پہلے مسواک کی جائے۔ عین نماز کے لئے کھڑے ہونے کے وقت مسواک کی ترغیب مقصود نہیں۔ اگر آدمی نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت مسواک کرے تو اندیشہ ہے کہ دانتوں سے خون نکل آئے جس سے وضو ساقط ہوجائے گا، اور جب وضو نہ رہا تو نماز بھی نہ ہوگی، اس لئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے وضو سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے، عین نماز کے وقت مسواک نہیں کی جاتی۔

علاوہ ازیں مسواک، منہ کی نظافت اور صفائی کے لئے کی جاتی ہے اور یہ مقصود اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ وضو کرتے ہوئے مسواک کی جائے اور پانی سے کلی کرکے

منہ کو اچھی طرح صاف کرلیا جائے، نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت بغیر پانی اور کلی کے مسواک کرنے سے منہ کی نظافت اور صفائی حاصل نہیں ہوتی، جو مسواک سے مقصود ہے۔

سعودی حضرات چونکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد ہیں، اور ان کے نزدیک خون نکل آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت مسواک کرتے ہیں، اور حدیث شریف کا یہی منشا سمجھتے ہیں۔

## کیا ٹوتھ برش مسواک کی سنت کا بدل ہے؟

س...... کیا برش اور ٹوتھ پیسٹ کے استعمال سے مسواک کا ثواب مل جاتا ہے جبکہ برش سے دانت اچھی طرح صاف ہوجاتے ہیں؟ یا پھر مخصوص مسواک ہی سنتِ نبوی کی برکات سے فیض حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جائے؟

ج...... بہتر تو یہی ہے کہ ادائے سنت کے لئے مسواک کا استعمال کیا جائے، برش استعمال کرنے سے بعض اہلِ علم کے نزدیک مسواک کی سنت ادا ہوجاتی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہوتی۔

## وگ کا استعمال اور وضو

س...... اگر ایک شخص بوجہ مجبوری سر پر "وگ" کا استعمال کرتا ہے تو وہ شخص وضو کے دوران سر کا مسح وگ پر ہی کرسکتا ہے یا کہ اس کو مسح وگ اُتار کر نا چاہئے؟

ج...... مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں، نہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے، مسح ان کو اُتار کر کرنا چاہئے، اگر ان پر مسح کیا تو وضو نہیں ہوگا۔

## رات کو سوتے وقت وضو کرنا افضل ہے

س...... کیا رات کو سوتے وقت وضو کرنا افضل ہے؟

ج...... جی ہاں! افضل ہے۔

# جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

## زخم سے خون نکلنے پر وضو کی تفصیل

س...... میرے ہاتھ پر زخم ہوگیا ہے، اور اکثر خون کا قطرہ ٹپکتا رہتا ہے، اور بسا اوقات حالتِ صلوٰۃ میں بھی خون گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیا اس کو تر کئے بغیر مسح کی صورت میں نماز پڑھ لیا کروں یا جب قطرہ ٹپکے تو وضو تازہ کرلیا کروں؟ محقق جواب دے کر ممنون فرماویں۔

ج...... یہاں دو مسئلے ہیں، ایک یہ کہ اگر زخم کو پانی نقصان دیتا ہے تو آپ زخم کی جگہ کو دھونے کے بجائے اس پر مسح کرسکتے ہیں۔ دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس میں سے خون ہر وقت رِستا رہتا ہے اور کسی وقت بھی موقوف نہیں ہوتا تو آپ کو ہر نماز کے پورے وقت کے اندر ایک بار وضو کرلینا کافی ہے، اور اگر کبھی رِستا ہے اور کبھی نہیں تو جب بھی خون نکل کر بہہ جائے آپ کو دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

## دانت سے خون نکلنے پر کب وضو ٹوٹے گا

س...... اگر دانت میں سے خون نکلتا ہو اور وضو بھی ہو تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

ج...... اگر اس سے خون کا ذائقہ آنے لگے یا تھوک کا رنگ سرخی مائل ہوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

## دانت سے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

س...... کلی کرتے وقت منہ سے خون نکل جاتا ہے، خون حلق میں نہیں جاتا، بس دانت میں سے نکل جاتا ہے اور میں فوراً تھوک دیتا ہوں، تو آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ منہ میں خون آنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟؟ کیا دوبارہ وضو کرنا چاہئے؟

ج...... خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ اتنا خون نکلا ہو کہ تھوک کا رنگ سرخی مائل



فہرست

ہو جائے یا منہ میں خون کا ذائقہ آنے لگے۔

### ہوا خارج ہونے پر صرف وضو کرے استنجا نہیں

س...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نہا کر نماز پڑھنے کے لئے جائے اور بے خیالی میں اس کی صرف ہوا خارج ہو جائے تو کیا ایسے آدمی کے لئے استنجا کرنا لازمی ہے یا صرف وضو کرے؟

ج...... صرف وضو کر لینا کافی ہے، پیشاب پاخانہ کے بغیر استنجا کرنا بدعت ہے۔

### نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

س...... نماز پڑھتے ہوئے نکسیر اگر نکل آئے تو نماز چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے؟

ج...... نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔

### دُکھتی آنکھ سے نجس پانی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

س...... وہ پانی جو آنکھ میں درد سے نکلے، اس کا کیا حکم ہے، پاک یا پلید؟

ج...... دُکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی نکلتا ہے اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر آنکھ میں کوئی پھنسی وغیرہ ہو اور اس سے پانی نکلتا ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ یہ نجس ہے۔

## جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

### لیٹنے یا ٹیک لگانے سے وضو کا حکم

س...... سونے سے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا لیٹنے سے یا ٹیک لگا کر بیٹھنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

ج...... اگر لیٹنے اور ٹیک لگا کر بیٹھنے سے نیند نہیں آئی تو وضو قائم ہے۔

### بوسہ لینے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

س...... مؤطا امام مالکؒ میں پڑھا ہے کہ بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ حنفی مسلک میں بھی ہے کہ بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جائے گا؟ یا بیوی خاوند کا بوسہ لے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج……حنفیہ کے نزدیک بیوی کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اِلَّا یہ کہ مذی خارج ہوجائے، حدیث کو استحباب پر محمول کرسکتے ہیں۔

## کپڑے بدلنے اور اپنا سراپا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س……اکثر بزرگ خواتین یہ کہتی ہیں کہ اگر گھر کے کپڑے پہنے وضو کرلیا اور پھر قرآن خوانی میں جانا ہے یا نماز پڑھنی ہے تو ہم وضو کرنے کے بعد دُوسرے کپڑے بدلتے وقت اپنے سراپا کو نہ دیکھیں، اپنا سراپا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔

ج……خواتین کا یہ مسئلہ صحیح نہیں، کپڑے بدلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ اپنا سراپا (ستر) دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔

## برہنہ بچے کو دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س……کسی بچے کو برہنہ دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

ج……نہیں!

## برہنہ تصویر دیکھنے کا وضو پر اثر

س……کیا کسی کی برہنہ تصویر دیکھنے سے وضو باطل ہوجاتا ہے؟

ج……برہنہ تصویر دیکھنا گناہ ہے، اس سے وضو ٹوٹتا تو نہیں لیکن دوبارہ کرلینا بہتر ہے۔

## پاجامہ گھٹنے سے اُوپر کرنا گناہ ہے، لیکن وضو نہیں ٹوٹتا

س……ہم نے عام طور پر لوگوں سے سنا ہے کہ جب پاجامہ گھٹنے سے اُوپر ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج……کسی کے سامنے پاجامہ گھٹنوں سے اُوپر کرنا گناہ ہے، مگر اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

## کسی حصۂ بدن کے برہنہ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س……میں نے سنا ہے کہ جب پاؤں پنڈلی تک برہنہ ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ ہم بعض دفعہ غسل کے بعد یا ویسے کپڑے بدلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ پنڈلی برہنہ ہوجاتی ہے، کیا اس حالت میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟


فہرست

ج…… کسی حصہٴ بدن کے برہنہ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

## ننگا ہونے یا مخصوص جگہ ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س…… غسل خانے میں ننگا ہوگیا، مکمل وضو کیا اس کے بعد غسل کیا، صابن وغیرہ تمام جسم پر لگایا، ہاتھ بھی جگہ جگہ (مخصوص جگہ) لگایا، اس کے بعد کپڑے تبدیل کرکے باہر آگیا، کیا نماز ادا کرسکتا ہوں یا کپڑے بدل کر وضو کروں پھر نماز ادا کروں؟

ج…… وضو ہوگیا، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ برہنہ ہونے یا اپنے اعضا کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

## جوتے پہننے سے دوبارہ وضو لازم نہیں

س…… اکثر نمازی جب نماز پڑھنے کے بعد فارغ ہوتے ہیں تو جوتے پہن کر گھر چلے جاتے ہیں، ابھی ان کا وضو برقرار ہوتا ہے کہ دُوسری نماز کے لئے آجاتے ہیں، بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے پاؤں جوتے میں ڈالتے ہیں تو جوتے پلید اور غلیظ جگہوں پر پڑتے ہیں، کیا یہ ضروری نہیں ہوتا کہ پھر نماز کے لئے وضو کیا کریں؟

ج…… جوتوں کے اندر نجاست نہیں ہوتی، اس لئے وضو کے بعد جوتے پہننے سے دوبارہ وضو لازم نہیں ہوتا۔

## شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س…… حدیث پاک نظروں سے گزری کہ ذَکر کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (مؤطا امام مالکؒ)۔ یعنی نماز میں یا ویسے، قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت چھولے اس بارے میں ضرور آگاہ کریں؟

ج…… شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، حدیث میں وضو کا حکم یا تو استحباب کے طور پر ہے یا لغوی وضو یعنی ہاتھ دھونے پر محمول ہے۔

## کھانا کھانے یا برہنہ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س…… اگر کوئی شخص وضو کرکے کھانا کھالے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟ وضو کے دوران اگر

کوئی شخص برہنہ ہوکر کپڑے تبدیل کرے تو کیا وضوٹوٹ جائے گا؟

ج……دونوں صورتوں میں وضونہیں ٹوٹتا۔

## آگ پر پکی ہوئی یا گرم چیز کھانے سے وضونہیں ٹوٹتا

س……میں نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی ہوں، اور میرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میں چائے کثرت سے استعمال کرتی ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ گرم چیز کھانے سے، مثلاً: چائے، کھانا یا ایسی چیزیں جو آگ پر پکی ہوں، سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ وضو کیا جائے۔

ج……آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضونہیں ٹوٹتا۔

## باوضوحقہ، بیڑی، سگریٹ، پان استعمال کرکے نماز پڑھنا

س……ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بہت سے بزرگ ایسا کرتے ہیں کہ نماز کے لئے وضو کیا، نماز ادا کی، اس کے بعد سگریٹ، بیڑی، حقہ نوشی کرتے ہیں، جب دُوسری نماز کا وقت آجاتا ہے تو صرف دو تین بار کلی کی اور نماز پڑھ لیتے ہیں اور تسبیح و وظائف بھی کرتے رہتے ہیں۔ اب جبکہ رمضان شریف خدا کے فضل و کرم سے شروع ہوچکا ہے، اس میں بھی اکثر دیکھتے ہیں کہ ایک شخص تمام دن روزہ رکھتا ہے، روزہ اِفطار کرنے سے قبل وضو کرتا ہے، روزہ اِفطار کرتا ہے اور اس کے بعد بیڑی، سگریٹ یا حقہ نوشی کرتا ہے، پھر کلی کرنے کے بعد نمازِ مغرب میں جماعت میں شامل ہوجاتا ہے، اس سے وضو تو خراب نہیں ہوتا؟ وظائف میں تو خلل نہیں آتا؟ برائے مہربانی اس اہم مسئلے سے آگاہ فرمائیں۔

ج……حقہ، بیڑی، سگریٹ، پان سے وضو تو نہیں ٹوٹتا، لیکن نماز سے پہلے منہ کی بدبو کا دُور کرنا ضروری ہے، اگر منہ سے حقہ، سگریٹ کی بو آتی ہو تو نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔

## سگریٹ نوشی اور ٹیلی ویژن، ریڈیو دیکھنے سننے کا وضو پر اثر

س……سگریٹ نوشی، ٹیلی ویژن دیکھنے اور ریڈیو پر موسیقی سننے سے کیا وضوٹوٹ جاتا ہے؟

ج……سگریٹ نوشی سے وضونہیں ٹوٹتا، لیکن منہ کی بدبو کا پوری طرح دُور کرنا ضروری ہے، اور گناہوں کے کاموں سے وضونہیں ٹوٹتا، لیکن مکروہ ضرور ہوتا ہے، اس لئے دوبارہ وضو کرلینا مستحب ہے۔

## آئینہ یا ٹی وی دیکھنے کا وضو پر اثر

س...... کیا آئینہ دیکھنے یا ٹی وی دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

ج...... آئینہ دیکھنے سے تو وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ ٹی وی دیکھنا گناہ ہے، اور گناہ کے بعد دوبارہ وضو کرلینا مستحب ہے۔

## گڑیا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س...... کیا گڑیا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ میں نے سنا ہے کہ وضو سے گڑیا پر نظر پڑ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... گڑیا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

## ناخنوں میں میل ہونے پر بھی وضو ہو جاتا ہے

س...... کام کرنے کے دوران ناخنوں میں میل چلا جاتا ہے، اگر ہم میل صاف کئے بغیر وضو کریں تو وہ ہوگا یا نہیں؟

ج...... وضو ہو جائے گا، مگر ناخن بڑھانا خلافِ فطرت ہے۔

## کان کا میل نکالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س...... باوضو آدمی کان کی کھجلی کی وجہ سے اُنگلی سے کھجلی کرے اور کان کا موم اُنگلی پر لگے اور اُنگلی کو اپنی قمیص سے صاف کرے تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ نیز قمیص پر موم لگنے سے وہ قمیص پاک رہے گی یا نہیں؟

ج...... کان کے میل سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ کانے بہتے ہوں اور کان میں اُنگلی ڈالنے سے اُنگلی کو پانی لگ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور وہ پانی بھی نجس ہے۔

## بال بنوانے، ناخن کٹوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س...... باوضو شخص اگر بال بنوائے یا داڑھی کا خط بنوائے یا ناخن ترشوائے، تو کیا اسے دوبارہ وضو کرنا پڑے گا؟ میرا مطلب ہے بال بنوانے، خط بنوانے یا ناخن ترشوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

ج...... بال بنوانے یا ناخن اُتارنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

## سر یا داڑھی پر مہندی ہو تو وضو کا حکم

س...... کوئی شخص سر یا داڑھی پر مہندی کا استعمال کرتا ہے، مہندی خشک ہوجانے کے بعد اس کو دھوکر اُتارنے سے پہلے کیا صرف وضو کرکے نماز ادا کرسکتا ہے یا پہلے مہندی کو بھی دھوکر صاف کرلے؟

ج...... وضو صحیح ہونے کے لئے مہندی کا اُتارنا ضروری ہے۔

## بچے کو دُودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

س...... اگر وضو ہو اور بچے کو دُودھ پلایا جائے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

ج...... نہیں!

## دانت میں چاندی بھری ہونے پر غسل اور وضو

س...... زید نے اپنی داڑھ چاندی سے بھروائی ہے، کیا اس طرح اس کا غسل اور وضو ہوجاتا ہے جبکہ پانی اندر تک نہیں جاتا؟

ج...... غسل اور وضو ہوجاتا ہے۔

## مصنوعی دانت کے ساتھ وضو

س...... مصنوعی دانت لگاکر وضو ہوجاتا ہے یا ان کا اُتارنا ضروری ہے؟

ج...... نکالنے کی ضرورت نہیں، ان کے ساتھ وضو دُرست ہے۔

## وضو کے وقت عورت کے سر کا ننگا رہنا

س...... کیا وضو کرتے وقت عورت کا سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

ج...... عورت کو حتی الوسع سر ننگا نہیں کرنا چاہئے، مگر وضو ہوجائے گا۔

## سرخی، پاؤڈر، کریم لگاکر وضو کرنا

س...... عورت کے لئے ناخن پر پالش لگانا گناہ ہے کہ یہ لگانے سے وضو نہیں ہوتا، اور وضو

نہیں تو نماز بھی نہیں، مگر مروّجہ کریم، پاوٴڈر یا سرخی لگانا کیسا ہے؟ کیونکہ اس سے ناخن پالش کی طرح کوئی قباحت نہیں کہ وضو کا پانی اندر نہ جائے۔

ج……ان میں اگر کوئی ناپاک چیز ملی ہوئی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، مگر ناخن پالش کی طرح سرخی کی تہ جم جاتی ہے، اس لئے وضو اور غسل کے لئے اس کا اُتارنا ضروری ہے؟

## سینٹ اور وضو

س……غسل کرنے کے بعد یا وضو کرنے کے بعد ناخن کاٹنے، شیو بنانے اور سینٹ لگانے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ سینٹ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اسپرٹ ہوتی ہے، اور اگر سینٹ لگا بھی لیا جائے تو کیا وضو کرلینا ہی کافی ہے یا کپڑے بھی دُوسرے پہنے جائیں اور غسل کیا جائے، کیونکہ سینٹ کی خوشبو سارے بدن اور کپڑوں میں بس جاتی ہے؟

ج……وضو کرنے کے بعد بال کاٹنے یا ناخن تراشنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اسی طرح سینٹ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ سینٹ میں کوئی ناپاک چیز ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔ میں نے بعض معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ اس میں کوئی ناپاک چیز نہیں ہوتی، اگر یہ صحیح ہے تو سینٹ لگانا جائز ہے۔

## وضو کے درمیان سلام کا جواب دینا

س……وضو کرتے ہوئے اور کھانے کے دوران سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ سلام کرنے والے کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو وضو میں مصروف ہونے کی وجہ سے ناراضی اور غلط فہمی ہوسکتی ہے۔

ج……وضو کے دوران سلام اور جواب میں کوئی حرج نہیں، کھانے کے دوران سلام نہیں کہنا چاہئے، اور کھانے والے کے ذمہ سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔

## وضو کرنے کے بعد منہ ہاتھ صاف کرنا

س……کیا وضو کرنے کے بعد منہ ہاتھ وغیرہ پونچھ لینے سے وضو باقی رہتا ہے یا نہیں؟

ج……وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا جائز ہے، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

# پانی کے اَحکام

## سمندر کا پانی ناپاک نہیں ہوتا

س…… کیا سمندر کے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ چونکہ سمندر میں ہر جانور پانی پیتا ہے تو وہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔

ج…… سمندر کا پانی پاک ہے، جانوروں کے پینے یا کسی اور چیز سے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

## کنویں کے جراثیم آلودہ پانی کا حکم

س…… ہمارے محلے کی مسجد میں کنواں کھودا گیا، یہ کنواں چالیس فٹ نیچے کھودا گیا ہے، اس کنویں کا پانی ہم نے لیبارٹری والوں کو بھیجا تھا تاکہ معلوم ہوجائے کہ آیا پانی ہم استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ پانی میں جراثیم وغیرہ ہیں، جبکہ پانی کا نہ تو رنگ بدلا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی بو وغیرہ ہے۔ آیا ہم اس پانی سے وضو کرسکتے ہیں اور پی بھی سکتے ہیں؟

ج…… اس پانی کے ساتھ وضو یا غسل کرنا، کپڑے دھونا وغیرہ بالکل دُرست ہے، شرعاً اس کے پینے میں بھی کوئی حرج نہیں، البتہ اگر صحت کے لئے مضر ہو تو نہ پیا جائے۔

## کنویں میں پیشاب گرنے سے کنواں ناپاک ہوجاتا ہے

س…… اگر لڑکی یا لڑکے کا پیشاب کنویں میں گر جائے تو فقہِ اسلامی کی رُو سے کیا حکم ہے؟

ج…… کنواں ناپاک ہوجائے گا، اور اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا پورا پانی نکال دیا جائے، پانی نکال دینے سے ڈول، رسّی، کنویں کا گارہ اور کنویں کی دیواریں سب پاک ہوجائیں گی۔

## گٹر لائن کی آمیزش اور بدبو والے پانی کا استعمال

س…… بعض مرتبہ ہم کسی مسجد میں جاتے ہیں اور وضو کے لئے نلکا کھولتے ہیں تو شروع میں

بدبودار پانی آتا ہے، پانی بظاہر صاف نظر آتا ہے اور کوئی رنگ کی آمیزش نہیں ہوتی، لیکن پانی میں بدبوسی محسوس ہوتی ہے، ایسی صورت میں کیا اس پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے یا یہ پانی ناپاک تصوّر ہوگا اور اس پانی سے وضو نہیں ہوگا؟

ج...... نلوں کے ذریعہ جو بدبودار پانی آتا ہے اور پھر صاف پانی آنے لگتا ہے اس بارے میں جب تک بدبودار پانی کی حقیقت معلوم نہ ہو یا رنگ اور بو سے ناپاکی کا پتہ نہ چلتا ہو، اس وقت تک اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا، کیونکہ پانی کا بدبودار ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا دُوسری چیز ہے، اور اگر تحقیق ہوجائے یہ پانی گٹر کا ہے تو نل کھول دینے کے بعد وہ ''جاری پانی'' کے حکم میں ہوجائے گا اور پاک ہوجائے گا، بس بدبودار پانی نکال دیا جائے بعد میں آنے والے صاف پانی سے وضو اور غسل صحیح ہے۔

## ناپاک گندا پانی صاف شفاف بنادینے سے پاک نہیں ہوتا

س...... آج کل سائنس دانوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ گندی نالیوں کے پانی کو صاف و شفاف بنادیتے ہیں، بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی، اب کیا یہ پانی پلید ہوگا یا نہیں؟

ج...... صاف ہوجائے گا، پاک نہیں ہوگا، صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔

## ناپاک چھینٹے والے لوٹے کو پاک کرنا

س...... اگر لوٹے میں پانی رکھا ہوا ہو اور اس پر کسی نے چھینٹے ماردیئے ہوں تو پاک کرنے کے لئے اگر تین مرتبہ لوٹے کی ٹونٹی سے پانی گرادیا جائے تو پانی پاک ہوجائے گا یا پانی پھینک دیا جائے گا؟

ج...... محض چھینٹے پڑنے سے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، البتہ اگر چھینٹے ناپاک ہوں تو پانی ناپاک ہوجائے گا، اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اُوپر سے اور پانی ڈال دیا جائے یہاں تک کہ ٹونٹی اور کناروں سے پانی بہ نکلے، بس پاک ہوجائے گا۔

## بارش کے پانی کے چھینٹے

س...... بارش کا وہ پانی جو سڑکوں پر جمع ہوجاتا ہے، کیا یہ نجاستِ غلیظہ ہے یا خفیفہ؟ اگر نمازی

کے کپڑوں پر لگ جائے تو کتنی مقدار کے موجود ہوتے ہوئے نمازی نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج…… بارش کا پانی جو سڑکوں پر ہوتا ہے، اس کے چھینٹے پڑ جائیں تو ان کو دھولینا چاہئے، تاہم بہ ضرورت ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔

## ٹنکی میں پرندہ گر کر پھول جائے تو کتنے دن کی نمازیں لوٹائی جائیں؟

س…… پانی کی ٹنکی میں اگر پرندہ گر کر مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے اور اس کے گرنے کا وقت بھی معلوم نہ ہو تو کتنے روز کی نمازیں لوٹائی جائیں گی؟

ج……اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ اگر جانور پھولا پھٹا ہوا پایا جائے تو اس کو تین دن کا سمجھا جائے گا، اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ دُوسرا قول یہ ہے کہ جس وقت علم ہوا، اسی وقت سے نجاست کا حکم کیا جائے گا، پہلے قول میں احتیاط ہے، اور دُوسرے میں آسانی ہے۔

## ناپاک کنویں کا پانی استعمال کرنا

س…… ایک کنویں میں کافی وقت پہلے خنزیر گر کر مر گیا، کسی نے بھی پانی اور خنزیر نہیں نکالا، لیکن اب کچھ مزدور کچی اینٹیں بناتے ہیں اور قریب ہونے کی وجہ سے اس کنویں کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ اب کیا یہ مٹی پاک ہوگی یا نہیں؟ اور اس پانی کی وجہ سے جو جسم اور کپڑوں پر چھینٹے لگ جاتے ہیں، کیا بغیر دھوئے اور نہائے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… یہ کنواں جب تک پاک نہیں کیا جاتا، اس کا پانی ناپاک ہے! اس سے جو کچی اینٹیں بنائی جاتی ہیں وہ بھی ناپاک ہیں، اس کے چھینٹے دھوئے بغیر نماز دُرست نہیں۔ اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنویں سے خنزیر کی ہڈیاں وغیرہ نکال دی جائیں، اس کے بعد کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے، اگر سارا پانی نکالنا مشکل ہے تو دو سو ڈول سے تین سو ڈول تک پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہوجائے گا۔

# غسل کے مسائل

## غسل کا طریقہ

س...... مولانا صاحب! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہمارے مذہب میں غسل کرنے کا طریقۂ کار کیا ہے؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے ہر مسلمان عورت کا واقف ہونا ضروری ہے، لیکن افسوس کہ بہت ہی کم مسلمان ایسے ہیں جو اس کی اہمیت اور صحیح طریقے سے واقف ہیں۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے کالم میں اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔ جواب دیتے وقت ان باتوں کی بھی وضاحت کردیں کہ کیا غسل کرتے وقت پہلے وضو کرنا ضروری ہے؟ دوم یہ کہ غسل کرتے وقت کیا زیرِ ناف کپڑا باندھنا بھی ضروری ہے؟ اور سوم یہ کہ غسل کرتے وقت کون سی دُعائیں پڑھتے ہیں؟ کیا پانچوں کلمے پڑھنا ضروری ہیں یا صرف دُرود شریف پڑھ کر مقصد پورا ہوجاتا ہے؟ اور غسل لینے کا صحیح طریقہ اسلام میں کیا ہے؟

ج...... غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوئے اور استنجا کرے، پھر بدن پر کسی جگہ نجاست لگی ہو، اُسے دھوڈالے، پھر وضو کرے، پھر تمام بدن کو تھوڑا سا پانی ڈال کر ملے، پھر سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہالے۔

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ ۱: کلی کرنا۔ ۲:- ناک میں پانی ڈالنا۔ ۳: پورے بدن پر پانی بہانا۔ بدن کا اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے تو غسل نہیں ہوگا اور آدمی بدستور ناپاک رہے گا۔ ناک، کان کے سوراخوں میں پانی پہنچانا بھی فرض ہے، انگوٹھی چھلّہ اگر تنگ ہوں تو اس کو ہلاکر اس کے نیچے پانی پہنچانا بھی لازم ہے، ورنہ غسل نہ ہوگا۔ بعض بہنیں ناخن پالش وغیرہ ایسی چیزیں استعمال کرتی ہیں جو بدن تک پانی پہنچنے نہیں دیتیں، غسل میں ان چیزوں کو اُتار کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔ بعض اوقات بے خیالی میں ناخنوں کے اندر آٹا لگا رہ جاتا ہے، اس کو نکالنا بھی ضروری ہے۔ الغرض! پورے جسم پر پانی

بہانا اور جو چیزیں پانی کے بدن تک پہنچنے میں رُکاوٹ ہیں ان کو ہٹانا ضروری ہے، ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ عورتوں کے سر کے بال اگر گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کو کھول کر ان کو تر کرنا ضروری نہیں، بلکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچالینا کافی ہے، لیکن اگر بال گندھے ہوئے نہ ہوں (آج کل عموماً یہی ہوتا ہے) تو سارے بالوں کو اچھی طرح تر کرنا بھی ضروری ہے۔

اب آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں:

* غسل سے پہلے وضو کرنا سنت ہے، اگر نہ کیا تب بھی غسل ہو جائے گا۔
* کپڑا باندھنا ضروری نہیں، مستحب ہے۔
* غسل کے وقت کوئی دُعا، کوئی کلمہ پڑھنا ضروری نہیں، نہ دُرود شریف ضروری ہے، بلکہ اگر جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو اس حالت میں دُعا، کلمہ اور دُرود شریف جائز ہی نہیں، برہنگی کی حالت میں خاموش رہنے کا حکم ہے، اس وقت کلمہ پڑھنا ناواقف عورتوں کی ایجاد ہے۔

## مسنون وضو کے بعد غسل

س...... جیسا کہ معلوم ہے کہ غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ ۱: کلی کرنا، ۲: ناک میں پانی ڈالنا، ۳: سارے بدن پر پانی ڈالنا۔ اور غسل سے پہلے وضو سنت ہے۔ مولانا صاحب! میرا سوال آپ سے یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے غسل سے پہلے وضو کرلیا اور اس میں کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا، لیکن وضو کے بعد غسل سے پہلے نہ دوبارہ کلی کی اور نہ ناک میں پانی ڈالا، جو کہ فرض ہے، اور اس نے سوچا کہ یہ تو میں نے وضو میں کیا ہے، اور سارے بدن پر پانی ڈالا، تو کیا اس کا غسل صحیح ہے؟

ج...... جب غسل سے پہلے وضو کیا اور وضو میں کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا تو وضو کے بعد دوبارہ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں، غسل صحیح ہوگیا۔

## غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا پاک ہونے کے لئے شرط ہے

س...... جس شخص پر غسل فرض ہو وہ غسل نہیں کرتا، صرف نہانے پر اکتفا کرتا ہے، کیا وہ نہانے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

ج…… غسل، نہانے ہی کو تو کہتے ہیں، البتہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور پورے بدن پر پانی بہانا پاک ہونے کے لئے شرط ہے۔

## غسل کے آخر میں کلی اور غرارے کرنا یاد آئے

س…… کوئی شخص حالتِ جنابت میں ہے اور وہ غسل کرتا ہے، جب وہ تمام بدن پر پانی ڈالتا ہے تو بعد میں اسے کلی اور غرارے یاد آتے ہیں، اور اسی وقت وہ کلی اور غرارے کرتا ہے، اس وقت اس شخص کا غسل مکمل ہوجاتا ہے یا دوبارہ پانی ڈالنا پڑے گا؟

ج…… غسل ہوگیا، دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔

## خلافِ سنت غسل سے پاکی

س…… غسل اگر سنت کے مطابق ادا نہ کیا جائے تو کیا اس سے ناپاکی دُور نہیں ہوتی؟

ج…… اگر کلی کرلی، ناک میں پانی ڈالا اور پورے بدن پر پانی بہالیا تو طہارت حاصل ہوگئی، کیونکہ غسل میں یہی تین چیزیں فرض ہیں۔

## رمضان میں غرارہ اور ناک میں پانی ڈالے بغیر غسل کرنا

س…… رمضان المبارک کے مہینے میں دن کو کسی کو احتلام ہوا، روزے کی وجہ سے ناک میں اُوپر تک پانی نہیں ڈال سکتا اور نہ غرارہ کرسکتا ہے، بعد افطاری کے غرارہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے، واجب ہے یا مستحب ہے؟ اگر کسی نے افطاری کے بعد غرارہ اور ناک میں پانی نہیں ڈالا تو کیا اس کا غسل جو دن میں کیا ہوا تھا کافی ہے؟

ج…… غسل صحیح ہوگیا، افطاری کے بعد غرارہ کرنے یا ناک میں پانی چڑھانے کی ضرورت نہیں۔

## غسل کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر، کھلے میدان میں غسل

س…… مردوں کو غسل کھڑے ہوکر کرنا چاہئے یا بیٹھ کر؟ دُوسری بات یہ کہ برہنہ یا کچھ پہن کر کرنا چاہئے؟ مثلاً: دھوتی، پاجامہ۔ کیا مردوں کا کھلے میدانوں میں، صحن میں، سڑکوں پر نہانا صحیح یا جائز ہے جبکہ وہاں سے نامحرم عورتیں اور چھوٹے بڑے بچے اور دُوسرے لوگ گزرتے ہوں؟



فہرست

ج…… پردہ کی جگہ کپڑے اُتار کر غسل کرنا جائز ہے، اور اس صورت میں بیٹھ کر غسل کرنا زیادہ بہتر ہے، مرد اگر کھلے میدان میں ناف سے گھٹنوں تک کپڑا باندھ کر غسل کرے تو جائز ہے، اور ناف سے گھٹنوں تک ستر کھولنا حرام ہے۔

## جانگیہ پہن کر غسل اور وضو کرنا

س…… یہاں پھانسی وارڈ میں بلکہ پورے جیل کے اندر ہم قیدی لوگ غسل کرنے کے لئے انڈرویئر یا چڈی پہنتے ہیں، کیا غسل ہوجائے گا، اگرچہ جنبی بھی ہو؟ اگر غسل ہوتا ہے تو وضو بھی ہوگیا؟

ج…… اگر نیکر، جانگیہ پہن کر کپڑے کے نیچے پانی پہنچ جائے اور بدن کا پوشیدہ حصہ دُھل جائے تو غسل صحیح ہوگا، غسل میں وضو خود ہی ہوجاتا ہے، غسل کے بعد جب تک کم از کم دو رکعت نماز نہ پڑھ لی جائے یا کوئی دُوسری ایسی عبادت ادا نہ کرلی جائے جس میں وضو شرط ہے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔

## گہرے اور جاری پانی میں غوطہ لگانے سے پاکی

س…… میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ اگر پانی گہرا ہو اور جاری ہو، یعنی بہتا ہوا ہو، اس میں ایک مرتبہ ڈُبکی لگانے سے جسم پاک ہوجاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… صحیح ہے! مگر کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی فرض ہے، اگر یہ دونوں فرض ادا کرلے تو پانی میں ڈُبکی لگانے سے غسل ہوجائے گا۔

## حیض کے بعد پاک ہونے کے لئے کیا کرے؟

س…… حیض کے بعد پاک ہونے کے لئے کیا کیا کرنا چاہئے؟

ج…… بس نجاست سے صفائی حاصل کرنا اور غسل کرلینا۔

## عورت کو تمام بالوں کا دھونا ضروری ہے

س…… کیا میاں بیوی والے حقوق ادا کرنے کے بعد پاک ہونے کے لئے غسل میں سر کے بال دھونا بھی شامل ہے یا بال گیلے کئے بغیر بھی غسل کرنے سے عورت پاک ہوجاتی ہے؟

ج......سر کے بال دھونا فرض ہے، اس کے بغیر غسل نہیں ہوگا، بلکہ اگر ایک بال بھی سوکھا رہ گیا تو غسل ادا نہیں ہوا۔ پرانے زمانے میں عورتوں سر گوندھ لیا کرتی تھیں، ایسی عورت جس کے بال گندھے ہوئے ہوں، اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ اپنی مینڈھیاں نہ کھولے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچالے تو غسل ہو جائے گا، لیکن اگر سر کے بال کھلے ہوئے ہوں جیسا کہ آج کل عام طور پر عورتیں رکھتی ہیں تو پورے بالوں کا تر کرنا غسل کا فرض ہے، اس کے بغیر عورت پاک نہیں ہوگی۔

## پیتل کے دانت کے ساتھ غسل اور وضو صحیح ہے

س......مؤدّبانہ گزارش ہے کہ چونکہ میرے سامنے ایک مسئلہ پیچیدہ زیرِ غور ہے، وہ یہ ہے کہ میرے سامنے والے دو چوڑے دانتوں میں سے ایک دانت آدھا ٹوٹا ہوا تھا اور آدھا باقی تھا، اس آدھے دانت کے اُوپر میں نے پیتل کا کور چڑھایا ہوا ہے، جو دُوسرے دانتوں کی طرح مضبوط ہے اور علیحدہ کرنے سے جدا نہیں ہوتا، لیکن بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ تمہارے دانت تک پانی نہیں پہنچتا ہے، لہٰذا تمہارا وضو صحیح نہیں ہوتا ہے اور اسی لئے نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔

ج......آپ کا غسل اور وضو صحیح ہے۔

## چاندی سے داڑھ کی بھروائی کروانے والے کا غسل

س......زید نے اپنی داڑھ کی چاندی سے بھروائی کروائی ہے، کیا اس طرح اس کا غسل اور وضو ہو جاتا ہے جبکہ پانی اندر تک نہیں جاتا؟

ج......غسل اور وضو ہو جاتا ہے۔

## دانت بھروانے سے صحیح غسل میں رُکاوٹ نہیں

س......میرے ایک دانت میں سوراخ ہے جس کی وجہ سے دانت درد کرتا ہے اور منہ سے بدبو بھی آتی ہے، میں اس کو ڈاکٹر سے بھروانا چاہتا ہوں، لیکن بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ایسا کرنے سے غسل نہیں ہوتا؟

ج......"بعض لوگوں" کی یہ رائے صحیح نہیں، دانت بھروا لینے کے بعد جب مسالہ دانت کے

ساتھ پیوست ہوجاتا ہے تو اس کا حکم اجنبی چیز کا نہیں رہتا، اس لئے وہ غسل کے صحیح ہونے سے مانع نہیں۔

## دانتوں پر کسی دھات کا خول ہو تو غسل کا جواز

س...... ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں مجھے آپ کے دیئے ہوئے ایک سوال کے جواب پر اعتراض ہے، سوال مندرجہ ذیل ہے:

''س......دانتوں کے اُوپر سونا یا اس کے ہم شکل دھات سے بنائے ہوئے کور چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں اس کا وضو اور غسل ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج......جائز ہے اور غسل ہوجاتا ہے۔''

جہاں تک میرا تعلق ہے، تو آپ کا جواب غسلِ جنابت کے لئے غلط ہے، ہاں! عام غسل ہوسکتا ہے، جبکہ غسلِ جنابت کے لئے حکم یہ ہے کہ ہونٹوں سے حلق تک ہر ذرّے ذرّے پر پانی کا پہنچانا فرض ہے، اتنی حد تک کہ دانتوں میں کوئی ایسی سخت چیز پھنسی ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس جگہ پانی نہ پہنچ سکا ہو تو غسلِ جنابت میں ایسی چیز کو دانتوں سے چھڑا کر پانی بہایا جائے ورنہ دیگر صورت میں غسل نہیں ہوگا۔ مگر آپ نے دانتوں کے اُوپر تو پورا کور چڑھانے کی اجازت دے دی اور سونے کا کور چڑھنے کی صورت میں پانی اس دانت تک نہیں پہنچ سکتا، اور پانی نہ پہنچنے کی صورت میں غسلِ جنابت ادا نہ ہوگا، اور اگر غسل ادا نہ ہوا تو نماز اکارت ہوجاتی ہے۔

ج......آپ نے صحیح لکھا ہے کہ اگر دانتوں کے اندر کوئی چیز ایسی پھنسی ہوئی ہو جو پانی کے پہنچنے میں رُکاوٹ ہو تو غسلِ جنابت کے لئے اس کا نکالنا ضروری ہے، ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ مگر یہ حکم اسی وقت ہے جبکہ اس کا نکالنا بغیر مشقت کے ممکن بھی ہو، لیکن جو چیز اس طرح پیوست ہوجائے کہ اس کا نکالنا ممکن نہ رہے، مثلاً: دانتوں پر سونے چاندی کا خول اس طرح جمادیا جائے کہ وہ اُتر نہ سکے تو اس کے ظاہری حصے کو دانت کا حکم دیا جائے گا اور اس کو اُتارے بغیر غسل جائز ہوگا۔

## مہندی کے رنگ کے باوجود غسل ہوجاتا ہے

س…… ہماری بزرگ خواتین کا یہ فرمانا ہے کہ اگر ایام کے دوران مہندی لگائی جائے تو جب حنا کا رنگ مکمل طور پر اُتر نہ جائے پاکی کا غسل نہیں ہوگا۔

ج……عورتوں کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے، غسل ہوجائے گا، غسل کے صحیح ہونے کے لئے مہندی کے رنگ کا اُتارنا کوئی شرط نہیں۔

## اٹیچ باتھ رُوم میں غسل سے پاکی

س……آج کل ایک فیشن ہوگیا ہے کہ مکانوں میں ''اٹیچ باتھ رُوم'' بنائے جاتے ہیں، یعنی یہ کہ بیت الخلاء اور غسل خانہ ایک ساتھ ہوتا ہے، تو کیا ایسی جگہ غسل کرنے سے انسان پاک ہوجاتا ہے؟

ج……جس جگہ غسل کر رہا ہے، اگر وہ پاک ہے اور ناپاک جگہ سے چھینٹے بھی نہیں آتے، تو پاک نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اگر وہ جگہ مشکوک ہو تو پانی بہا کر پہلے اس کو پاک کرلیا جائے، پھر غسل کیا جائے۔

## ٹرین میں غسل کیسے کریں؟

س……گزارش ہے کہ کراچی سے لاہور بذریعہ ٹرین آتے ہوئے رات غسل کی حاجت پیش آگئی، جس سے کپڑے بھی خراب ہوگئے، براہِ کرم تحریر فرمائیں کہ بقیہ سفر میں فرض نماز کی ادائیگی کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ ٹرین میں پانی وضو کی حد تک تو موجود ہوتا ہے، غسل کے لئے نہ تو پانی میسر ہوتا ہے اور نہ غسل کرنا ممکن ہی ہوتا ہے۔

ج……عموماً ٹرین میں اتنا پانی موجود ہوتا ہے، لیکن بالفرض وضو کے لئے پانی ہو، مگر غسل کے لئے بقدرِ کفایت پانی نہ ہو تو غسل کے لئے تیمّم کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱:……ٹرین کے کسی ڈبے میں بھی اتنا پانی نہ ہو جس سے غسل کے فرائض ادا ہوسکیں۔

۲:……راستے میں ایک میل شرعی کے اندر اسٹیشن نہ ہو جہاں پانی کا موجود ہونا معلوم ہو۔

۳:......ٹرین کے تختوں پر اتنی مٹی جمی ہوئی ہو جس سے تیمّم ہوسکے۔

اگر مندرجہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو جس طرح بن پڑے اس وقت تو نماز پڑھ لے، مگر بعد میں غسل کرکے نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

## ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے

س...... پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا غلط ہے، چاہے وہ وضو میں کیوں نہ ہو، تو جناب آپ یہ بتائیں کہ کیا بڑے سائز کی چار بالٹی پانی سے غسل کرنا قرآن و حدیث کی روشنی میں دُرست ہے یا نہیں؟ جبکہ وہی شخص ایک بالٹی پانی سے اچھی طرح غسل کرسکتا ہے۔

ج...... پاک ہونے کے لئے تو تقریباً چار سیر پانی کافی ہے، جسم کی صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے زیادہ پانی کے استعمال کا مضائقہ نہیں، بلاضرورت زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے۔

## پانی میں سونا ڈال کر نہانا

س...... میرے بڑے بھائی گھر میں آکر سونے کی انگوٹھی پانی میں ڈال کر نہالئے، وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کے اُوپر چھپکلی گرگئی تھی، ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ جاکر سونے کی کوئی چیز پانی میں ڈال کر نہالیں، ورنہ آپ پاک نہیں ہوں گے۔ تو میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے تو آپ یہ وضاحت کردیں کہ سونے کے پانی سے نہانا دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... پانی میں سونے کی چیز ڈال کر نہانے میں تو گناہ نہیں، مگر ان کو کسی نے مسئلہ غلط بتایا کہ جب تک سونے کی چیز پانی میں ڈال کر نہ نہائیں، پاک نہ ہوں گے۔

## قضائے حاجت اور غسل کے وقت کس طرف منہ کرے؟

س...... غسل کرتے وقت کون سی سمت ہونی چاہئے؟ آج کل غسل خانہ اور بیت الخلاء ایک ساتھ ہی ہوتے ہیں، ایسے میں غسل کے لئے کس طرح سمت کا انداز لگایا جائے؟ نیز بیت الخلاء کے لئے کون سی سمت مقرّر ہے؟


فہرست

ج...... قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہئے اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہونی چاہئے، قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ ہوکر کیا جارہا ہو تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہِ تنزیہی ہے، بلکہ رُخ شمالاً جنوباً ہونا چاہئے، اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہو تو اس صورت میں کسی بھی طرف رُخ کرکے غسل کیا جاسکتا ہے۔

## جنابت کی حالت میں وضو کرکے کھانا بہتر ہے

س...... جنابت کی حالت میں کھانا پینا، حلال جانور ذبح کرنا دُرست ہے؟

ج...... جنابت کی حالت میں کھانا پینا اور دُوسرے ایسے تصرفات جن میں طہارت شرط نہیں، جائز ہیں، مگر کھانے پینے سے پہلے استنجا اور وضو کرلینا اچھا ہے، صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

”کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنبًا فأراد أن یأکل أو ینام توضأ وضوءہ للصلوٰۃ۔“ (مشکوٰۃ ص:۴۹)

ترجمہ:...... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں جب کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرمایا کرتے تھے۔“

## حالتِ جنابت میں کھانے پینے کی اجازت

س...... کافی دنوں سے سنتے آئے ہیں کہ احتلام کے بعد یعنی جنابت کی حالت میں غسل کرنے سے پہلے کھانا پینا حرام ہے، باقی جب کوئی مجبوری ہو، یعنی پانی وغیرہ غسل کے لئے نہ ہو تو اس حالت میں، یا زیادہ بھوک یا پیاس لگنے کی حالت میں آدمی وضو کرے، جس میں غرارے کرے اور ناک میں پانی پہنچائے پھر کچھ کھاپی سکتا ہے۔

ج...... جنابت کی حالت میں کھانے پینے کی اجازت ہے، البتہ بغیر کلی کئے پانی پینا مکروہِ تنزیہی ہے اور اس میں صرف پہلا گھونٹ مکروہ ہے، کیونکہ یہ پانی منہ کی جنابت زائل کرنے میں استعمال ہوا ہے، اسی طرح ہاتھ دھونے سے قبل کچھ کھانا پینا مکروہِ تنزیہی ہے۔

## غسل کی حاجت ہو تو روزہ رکھنا اور کھانا پینا

س...... اگر آدمی کو غسل کی حاجت ہو اور اسے روزہ بھی رکھنا ہو تو کیا غسل سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے؟ اور ایسی حالت میں کھانا پینا مکروہ تو نہیں؟

ج...... ہاتھ منہ دھوکر کھا پی لے اور روزہ رکھ لے، غسل بعد میں کرلے، جنابت کی حالت میں کھانا پینا مکروہ نہیں۔

## غسلِ جنابت میں تأخیر کرنا

س...... میں نے آپ کے کالم میں پڑھا تھا کہ حالتِ جنابت میں کھانے پینے کی اجازت ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ حالتِ جنابت میں کتنی دیر تک کھانے پینے کی اجازت ہے؟ اور حالتِ جنابت میں کتنی دیر تک رہ سکتے ہیں؟

ج...... جنابت کی حالت میں ہاتھ منہ دھوکر کھانا پینا جائز ہے، لیکن غسل میں اتنی تأخیر کرنا کہ نماز فوت ہوجائے سخت گناہ ہے۔

## غسل نہ کرنے میں دفتری مشغولیت کا عذر قابلِ قبول نہیں

س...... ایک شخص پر غسل فرض ہے، لیکن دفتر کو بھی دیر ہو رہی ہے، ایسی صورت میں اوقاتِ کار کے دوران تیمّم کرکے نمازیں پڑھنا جائز ہے یا اس وقت تک نماز ترک کرتا رہے جب تک غسل نہ کرلیتا؟

ج...... شہر میں پانی کے موجود ہوتے ہوئے تیمّم کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور یہ عذر کہ دفتر جانے میں دیر ہو رہی ہے، لائقِ سماعت نہیں، جب اس شخص پر غسل فرض ہے تو اس کو نمازِ فجر سے پہلے اُٹھ کر غسل کا اہتمام کرنا چاہئے، غسل میں اتنی تأخیر کرنا کہ نماز قضا ہوجائے حرام اور سخت گناہ ہے۔

## غسل اور وضو میں شک کی کثرت

س...... غسل اور وضو کرتے ہوئے پانی کافی بہاتا ہوں اور غسل اور وضو سے فراغت کے بعد بے انتہا شک کرتا ہوں کہ کہیں بال برابر جگہ خشک نہ رہ گئی ہو، آپ کچھ اس شک کے بارے

میں حل بتلادیں۔

ج…… غسل اور وضو سنت کے مطابق کریں، یعنی تین تین بار اعضاء پر پانی بہالیں، اس کے بعد شک کرنا غلط ہے، خواہ کتنے ہی وسوسے آئیں کہ کوئی بال خشک رہ گیا ہوگا، مگر اس کو شیطانی خیال سمجھیں اور اس کی کوئی پروانہ کریں۔

## غسلِ جنابت کے بعد پہلے والے کپڑے پہننا

س…… یہ بتائیں کہ اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہوجائے یا اس پر غسلِ جنابت فرض ہوجائے تو کیا وہ غسل کر کے دوبارہ وہی کپڑے پہن سکتا ہے جبکہ وہ کپڑے مثلاً: سوئٹر یا قمیص وغیرہ ہوں، جن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

ج…… بلاشبہ پہن سکتا ہے۔

## ناپاکی میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے

س…… یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ ناخن اور بال، ناپاکی کی حالت میں کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اس میں وقت، جگہ کی کوئی قید ہے؟

ج…… ناپاکی کی حالت میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے، لیکن اگر ناخن یا بال دھونے کے بعد کاٹے تو مکروہ بھی نہیں۔

## ناپاکی میں استعمال کیے گئے کپڑوں، برتنوں وغیرہ کا حکم

س…… اگر ایک ناپاک آدمی کسی شے کا استعمال کرے، مثلاً: بستروں، کپڑوں، برتنوں کا تو یہ اشیاء ناپاک ہوجاتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ رات کو مجھے احتلام ہوگیا، میں نے دُوسری دوپہر کو غسل کیا مگر رات اسی وقت غلاظت صاف کرلی تھی۔

ج…… ناپاکی کی حالت میں کھانا پینا اور دیگر اُمور جائز ہیں، اور جنبی آدمی کے استعمال کرنے سے یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، لیکن غسل میں اتنی تأخیر کرنا کہ نماز کا وقت قضا ہوجائے، حرام اور سخت گناہ ہے۔

## جنابت کی حالت میں ملنا جلنا اور سلام کا جواب

س...... آدمی حالتِ جنابت میں کسی سے مل سکتا ہے؟ اور سلام کا جواب دے سکتا ہے یا سلام کرسکتا ہے؟

ج...... جنابت کی حالت میں کسی سے ملنا، سلام کہنا، سلام کا جواب دینا اور کھانا پینا جائز ہے۔

## ننگے بدن غسل کرنے والا بات کرلے تو غسل جائز ہے

س...... اگر ننگے بدن غسل کرتے وقت کسی سے بات چیت کرلی جائے تو غسل دوبارہ کرنا ہوگا؟

ج...... برہنگی کی حالت میں بات چیت نہیں کرنی چاہئے، لیکن غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

## زیرِ ناف بال کہاں تک مونڈنا چاہئیں؟

س...... بال زیرِ ناف کہاں تک مونڈنے چاہئیں؟ ان کی حد کہاں سے کہاں تک ہے؟

ج...... ناف سے لے کر رانوں کی جڑوں تک، اور پیشاب پاخانہ کی جگہ کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو۔

## غیرضروری بال کتنی دیر بعد صاف کریں؟

س...... آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ غیرضروری بال کتنے دنوں کے بعد صاف کرنے چاہئیں؟

ج...... غیرضروری بالوں کا ہر ہفتے صاف کرنا مستحب ہے، چالیس دن تک صفائی مؤخر کرنے کی اجازت ہے، اس کے بعد گناہ ہے، نماز اس حالت میں بھی ہوجاتی ہے۔

## ہر ہفتہ صفائی افضل ہے

س...... زیرِ ناف بالوں کا حدودِ اربعہ کہاں سے کہاں تک ہے؟

ج...... ناف سے لے کر رانوں کی جڑ تک اور شرم گاہ (آگے، پیچھے) کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے، ہر ہفتہ صفائی افضل ہے، چالیس دن تک چھوڑنے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ وقفہ ممنوع ہے۔

## سینے کے بال بلیڈ سے صاف کرنا

س...... سینے کے بال بلیڈ یا اُسترے سے صاف کئے جاسکتے ہیں؟

ج...... جی ہاں! جائز ہے۔

## پنڈلیوں اور رانوں کے بال خود صاف کرنا یا نائی سے صاف کروانا

س...... ٹانگوں یعنی رانوں اور پنڈلیوں کے بال بلیڈ یا اُسترے سے بنائے یا نائی سے بنوائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... صاف کرنے کا تو مضائقہ نہیں، مگر رانیں ستر ہیں، نائی سے صاف کرانا جائز نہیں۔

## کٹے ہوئے بال پاک ہوتے ہیں

س...... سنا ہے جسم کے بال جب جسم کے اُوپر ہوتے ہیں تو پاک ہوتے ہیں، لیکن ترشوا یعنی کٹوادیئے جاتے ہیں تو یہ ناپاک ہوجاتے ہیں، اگر یہ صحیح ہے تو پھر بال کٹوا کر بغیر نہائے نماز پڑھ لے کہ جماعت کی نماز جارہی ہے، تو کیا ایسی صورت میں نماز ہوجائے گی؟

ج...... بال کٹوانے سے نہ غسل واجب ہوتا ہے، نہ وضو ٹوٹتا ہے، کٹے ہوئے بال بھی پاک ہوتے ہیں، آپ نے غلط سنا ہے۔

# کن چیزوں سے غسل واجب ہوجاتا ہے اور کن سے نہیں؟

## سونے میں ناپاک ہوجانے کے بعد غسل

س...... اگر کوئی شخص سوتے میں ناپاک ہوجائے تو کیا اس پر غسل ضروری ہے؟ اور کیا وہ اس حالت میں کھاپی سکتا ہے؟ اگر کسی چیز کو ہاتھ لگادے تو کیا وہ ناپاک ہوجائے گی؟

ج...... سوتے میں آدمی ناپاک ہوجائے تو اس سے غسل فرض ہوجاتا ہے، مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جب غسل فرض ہو تو اس حالت میں کھانا پینا جائز ہے اور ہاتھ صاف کرکے کسی چیز کو ہاتھ لگایا جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی۔

## ہم بستری کے بعد غسلِ جنابت مرد، عورت دونوں پر واجب ہے

س...... ہم بستری کے بعد کیا عورت پر بھی غسلِ جنابت واجب ہوجاتا ہے؟

ج...... مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہے۔

## خواب میں خود کو ناپاک دیکھنا

س...... خواب میں اگر کوئی اپنے آپ کو ناپاک حالت میں دیکھے، مثلاً: حیض وغیرہ تو کیا غسل فرض ہوجاتا ہے یا صرف وضو سے نماز ہوجائے گی؟

ج...... محض خواب میں اپنے آپ کو ناپاک دیکھنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، جب تک جسم پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو۔

## انیما کے عمل سے غسل واجب نہیں

س...... پتہ کے ایکسرے کے لئے مریض کا ایکسرے سے قبل انیما کیا جاتا ہے، یعنی اجابت کی جانب سے ایک خاص نلکی کے ذریعہ مریض کی آنتوں میں پانی پہنچایا جاتا ہے، پانی اتنا

پہنچایا جاتا ہے کہ آنتیں خوب بھر جاتی ہیں اور پانی اسی دوران واپس آنے لگتا ہے، جس سے مریض کی ٹانگیں، کپڑے وغیرہ بھیگ جاتے ہیں، اس حالت میں مریض کو طہارت خانہ پہنچادیا جاتا ہے جہاں مریض کو پہنچایا ہوا پانی اجابت کے ذریعہ خارج ہوجاتا ہے، شاید اس طریقے کا مقصد آنتوں کی صفائی ہو۔

الف…… کیا اس صورت میں غسل واجب ہے؟

ب…… اگر غسل واجب نہیں ہوتا تو ٹانگیں وغیرہ دھونا اور کپڑے تبدیل کرنا ضروری ہے؟

ج…… اگر غسل واجب نہیں ہے تو کیا اس حالت میں نماز ہوجائے گی؟

ج…… انیما کے عمل سے غسل واجب نہیں ہوتا، مگر خارج شدہ پانی چونکہ نجس ہے، اس لئے بدن اور کپڑوں پر جو نجاست لگ جاتی ہے اس کا دھونا ضروری ہے، نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے بعد بغیر غسل کئے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

## لاش کی ڈاکٹری چیر پھاڑ کرنے سے غسل لازم نہیں

س…… میں میڈیکل کالج کا طالبِ علم ہوں، چونکہ ہمیں تعلیم کے دوران ڈائی سیکشن بھی کرنا ہوتا ہے، اس لئے یہ بتائیں کہ انسانی لاش کے گوشت کو ہاتھ لگانے کے بعد کیا غسل لازمی ہوجاتا ہے؟

ج…… نہیں! بلکہ ہاتھ دھولینا کافی ہے۔

## عورت کو بچہ پیدا ہونے پر غسل فرض نہیں

س…… عورت کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا اسی وقت غسل کرنا واجب ہے؟ چونکہ ہم نے سنا ہے کہ اگر عورت غسل نہ کرے گی تو اس کا کھانا پینا حرام اور گناہ ہے، جبکہ کراچی کے ہسپتالوں میں کوئی نہیں نہاتا؟

ج…… حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے، جب تک وہ پاک نہ ہوجائے اس پر غسل فرض نہیں، اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی وقت غسل کرنا واجب ہے، بلکہ جب خون بند ہوجائے تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا۔

## پیشاب کے ساتھ قطرے خارج ہونے پر غسل واجب نہیں

س…… پیشاب کے دوران اگر چند قطرے بھی خارج ہوجائیں تو کیا ایسی صورت میں غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

ج…… پیشاب کے دوران قطرے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا، بعض لوگوں کو یہ بیماری ہوتی ہے کہ پیشاب سے پہلے یا بعد، دُودھ کی شکل کا مادّہ خارج ہوتا ہے، اس کو ''ودی'' کہتے ہیں اور اس کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

## وضو یا غسل کے بعد پیشاب کا قطرہ آنے پر وضو دوبارہ کریں، غسل نہیں

س……وضو کے بعد اگر پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا دوبارہ وضو کرنا چاہئے؟ غسل کے بعد اگر کبھی پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے؟

ج…… پیشاب کا قطرہ آنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوبارہ استنجا اور وضو کرنا چاہئے، غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر غسل کے بعد منی خارج ہوجائے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غسل سے پہلے سولیا ہو، یا پیشاب کرلیا ہو یا چل پھر لیا ہو تو دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں، اور اگر صحبت سے فارغ ہوکر فوراً غسل کرلیا، نہ پیشاب کی، نہ سویا، نہ چلا پھرا، بعد میں منی خارج ہوئی تو دوبارہ غسل لازم ہے۔

## اگر غسل کے بعد منی یا پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا غسل واجب ہے؟

س……اگر غسل کے بعد یا نماز پڑھنے کے بعد منی یا پیشاب وغیرہ کا قطرہ آجائے تو غسل ہوگا یا نہیں؟

ج……اگر غسل کرنے سے قبل سوگیا تھا یا پیشاب کرلیا تھا، یا چل پھر لیا تھا، تو دوبارہ غسل واجب نہیں، اور اگر ان اُمور سے پہلے غسل کیا تھا اور منی کا قطرہ نکل آیا تو غسل دوبارہ کرے، لیکن قطرہ نکلنے سے پہلے جو نماز پڑھی وہ ہوگئی، اور اگر پیشاب کا قطرہ آیا تو غسل واجب نہیں، صرف وضو کرلینا کافی ہے، اور کپڑے میں جہاں نجاست لگی ہو اس کا دھونا کافی ہے۔

نوٹ: معذور کے اَحکام صفحہ نمبر: ۳۹۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔


فہرست

# تیمّم

## پانی نہ ملنے پر تیمّم کیوں؟

س…… پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرایا جاتا ہے، اس میں کیا مصلحت ہے؟

ج…… میرے بھائی! ہمارے لئے سب سے بڑی مصلحت یہی ہے کہ اللہ پاک کا حکم ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ویسے قرآنِ کریم نے اس کی مصلحتوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تاکہ تم شکر کرو۔“ (سورۂ مائدہ ع۲)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو پاک کرنے والی بنایا ہے، جس طرح پانی انسانی بدن کو پاک کرنے والا ہے، اسی طرح پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں مٹی سے تیمّم کرنا بھی پاک کرنے والا ہے، حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ اپنے ترجمے کے فوائد میں لکھتے ہیں:

”مٹی طاہر ہے اور بعض چیزوں کے لئے مثل پانی کے مطہر بھی ہے، مثلاً خف (چمڑے کا موزہ)، تلوار، آئینہ وغیرہ۔ اور جو نجاست زمین پر گر کر خاک ہوجاتی ہے وہ بھی پاک ہوجاتی ہے۔ اور نیز ہاتھ اور چہرہ پر مٹی ملنے میں عجز بھی پورا ہے، جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اعلیٰ صورت ہے۔ سو جب مٹی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست کو زائل کرتی ہے، تو اس لئے بوقتِ معذوری پانی کے قائم مقام کی گئی، اس کے سوا مقتضائے آسانی و سہولت جس پر حکمِ تیمّم مبنی ہے، یہ ہے کہ پانی کی قائم مقام ایسی چیز کی جائے جو پانی

سے زیادہ سہل الوصول ہو۔ سو زمین کا ایسا ہونا ظاہر ہے، کیونکہ وہ سب جگہ موجود ہے، مع ہذا خاک انسان کی اصل ہے اور اپنی اصل کی طرف رُجوع کرنے میں گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے، کافر بھی آرزو کریں گے کہ کسی طرح خاک میں مل جائیں، جیسا کہ پہلی آیت میں مذکور ہوا۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ، سورۂ نساء آیت:۴۳)

## تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

س…… ہمارے خاندان کی اکثر خواتین تیمّم کرکے نماز پڑھتی ہیں، جبکہ گھر میں پانی بھی موجود ہوتا ہے، اور خواتین کو کوئی ایسی بیماری بھی نہیں ہے، جس میں پانی سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، کیا ایسی نمازیں قبول ہوں گی؟ ایسی نمازوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… تیمّم کی اجازت صرف ایسی صورت میں ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو، جو شخص پانی استعمال کرسکتا ہے اس کا تیمّم جائز نہیں، نہ اس کی نماز صحیح ہوگی، اور پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ پانی میسر ہی نہ آئے، یہ صورت عموماً سفر میں پیش آسکتی ہے، پس اگر پانی ایک میل دُور ہو، یا کنواں تو ہے مگر کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی صورت نہیں، یا پانی پر کوئی درندہ بیٹھا ہے، یا پانی پر دُشمن کا قبضہ ہے اور اس کے خوف کی وجہ سے پانی تک پہنچنا ممکن نہیں، تو ان تمام صورتوں میں اس شخص کو گویا پانی میسر نہیں اور وہ تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ پانی تو موجود ہے مگر وہ بیمار ہے اور وضو یا غسل سے جان کی ہلاکت کا یا کسی عضو کے تلف ہوجانے کا یا بیماری کے طول پکڑ جانے کا اندیشہ ہے، یا خود وضو یا غسل کرنے سے معذور ہے اور کوئی دُوسرا آدمی وضو اور غسل کرانے والا موجود نہیں، تو ایسا شخص تیمّم کرسکتا ہے۔

جو خواتین ان معذوریوں کے بغیر تیمّم کرلیتی ہیں ان کا تیمّم کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اور طہارت کے بغیر نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے؟

## تیمّم کرنے کا طریقہ

س...... تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟

ج...... پاک ہونے کی نیت کرکے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر پھیر کر ان کو جھاڑ لیجئے اور اچھی طرح منہ پر مل لیجئے کہ ایک بال کی جگہ بھی خالی نہ رہے، پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لیجئے۔

## پانی ہوتے ہوئے تیمّم کرنا جائز نہیں

س...... میرے ایک دوست ہیں، نماز روزے کے بڑے پابند ہیں، ان کا کہنا ہے کہ بعض لوگ نماز روزے کی پابندی اس لئے نہیں کرسکتے کہ اس معاملے میں انتہا پسند ہوجاتے ہیں، اور پھر پوری طرح اس پر عمل پیرا نہیں ہوسکنے کی وجہ سے اسے چھوڑ دیتے ہیں، اس لئے ہمیں اعتدال سے کام لینا چاہئے، اسی لئے وہ اکثر رات کے وقت پانی ہوتے ہوئے بھی تیمّم کرکے نماز ادا کرتے ہیں۔ ٹی وی ڈراموں سے فارغ ہوجاتے ہیں تب عشاء کی نماز ادا کرتے ہیں، وغیرہ، وغیرہ۔ جبکہ میرا اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ اگر ہم کوئی فرض ادا کریں تو اسے پورے لوازمات کے ساتھ ادا کریں، اس کی تمام شرائط پوری کریں۔ بتایئے آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج...... آپ کی بات صحیح ہے، پانی ہوتے ہوئے تیمّم نہیں ہوسکتا، آپ کے دوست کا یہ کہنا تو بجا ہے کہ ''ہمیں اعتدال سے کام لینا چاہئے'' لیکن ہمیں ''اعتدال کا پیمانہ'' اپنے پاس سے ایجاد کرنے کی اجازت نہیں کہ جس چیز کو ہماری طبیعت ''اعتدال'' کہے، بس اس کو ''اعتدال'' سمجھا جائے۔ اعتدال کا پیمانہ خود شریعتِ مطہرہ ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے: ''پھر نہ پاوٴ تم پانی تو قصد کرو پاک مٹی کا''، آپ دیکھ رہے ہیں کہ قرآنِ کریم نے پانی نہ مل سکنے کو تیمّم کی شرط ٹھہرایا، پس یہ تو اعتدال ہوا، اور جو شخص پانی کے ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے تیمّم سے نماز پڑھ لیتا ہے وہ بے اعتدالی کا مرتکب ہے۔

## وضو اور غسل کے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے

س...... کیا وضو اور غسل کے تیمّم میں کچھ فرق ہے؟ جنابت کے غسل کے لئے میں نے پڑھا ہے کہ زمین پر لیٹ کر ایک کروٹ دائیں طرف مکمل کرو، دُوسری کروٹ بائیں طرف مکمل کرو، یہ جنابت کا تیمّم ہوگیا۔ یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... وضو اور غسل کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں، دونوں کا ایک طریقہ ہے، جنابت کے غسل کے لئے آپ نے زمین پر لیٹنے اور مٹی سے لت پت ہونے کی جو بات سنی ہے، وہ غلط ہے۔

## تیمّم کن چیزوں سے جائز ہے؟

س...... تیمّم کن چیزوں سے ہوسکتا ہے؟ مثلاً: سیمنٹ والا فرش، صاف کپڑا، مٹی وغیرہ۔

ج...... تیمّم پاک مٹی سے ہوسکتا ہے، یا جو چیز مٹی کی جنس سے ہو، لکڑی، کپڑا، لوہا جیسی چیزوں سے تیمّم نہیں ہوگا، البتہ اگر کپڑے، لکڑی وغیرہ پر غبار پڑا ہو تو اس سے تیمّم جائز ہے۔

## وقت کی تنگی کی وجہ سے بجائے غسل کے تیمّم جائز نہیں

س...... زید جماعت سے نماز پڑھتا ہے، زید کو فجر کی نماز سے پہلے غسل کی حاجت ہے، زید کی آنکھ اُس وقت کھلی جب سورج کے طلوع ہونے میں صرف ۱۵، ۲۰ منٹ باقی ہیں، زید اتنی دیر میں غسل کرے گا تو نماز کا وقت جاتا رہے گا، ایسی صورت میں کیا زید تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج...... محض وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمّم کرنا جائز نہیں، غسل کرکے نماز پڑھے اور اگر وقت نکل جائے تو قضا پڑھے، البتہ بہتر یہ ہے کہ اس وقت تیمّم کرکے نماز پڑھ لے، بعد میں غسل کرکے قضا کرے۔

## تیمّم مرض میں صحیح ہے، کم ہمتی سے نہیں

س...... میں ٹی بی کی دائمی مریض ہوں، اگست سے لے کر اپریل مئی تک مجھے مسلسل بخار، نزلہ، زکام اور جسم میں کہیں نہ کہیں درد رہتا ہے، اس تکلیف کی وجہ سے میں عصر سے عشاء تک تیمّم کرتی ہوں، اسلامی رُو سے یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط، تحریر فرمائیں؟

ج…… اگر پانی نقصان دیتا ہو اور اس سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو آپ وضو کی جگہ تیمّم کرسکتی ہیں، لیکن محض کم ہمتی کی وجہ سے وضو ترک کر کے تیمّم کرلینا صحیح نہیں۔

## غسل کے بجائے تیمّم کب جائز ہے؟

س…… اگر غسل واجب ہوجائے اور مرض بڑھنے یا بیمار ہوجانے کا خدشہ ہو تو کیا اس صورت میں تیمّم ہوجائے گا اور غسل کے لئے تیمّم کا طریقۂ کار کیا ہوگا؟

ج…… محض وہم کا اعتبار نہیں، اگر کسی شخص کی واقعی حالت ایسی ہو کہ وہ گرم پانی سے بھی غسل کرلے تو بیماری بڑھ جانے یا بیمار پڑ جانے کا غالب گمان ہو تو اس کو غسل کی جگہ تیمّم کی اجازت ہے، اور غسل کا تیمّم وہی ہے جو وضو کا ہوتا ہے۔

## طبیب بیماری کی تصدیق کردے تو تیمّم کرے

س…… اگر کوئی شخص بیمار ہو اور غسل کرنے سے بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ کیا کرے؟

ج…… اگر واقعی اندیشہ ہو اور طبیب اس کی تصدیق کردے تو تیمّم کرے، بشرطیکہ طبیب ماہر اور دین دار ہو۔

## غسل کے لئے ایک ہی تیمّم کافی ہے

س…… آدمی جتنے دن بیمار رہے ہر نماز سے پہلے وضو کرنے سے پہلے غسل کے طور پر تیمّم ضروری ہے یا ایک بار تیمّم کرنا ہی کافی ہوتا ہے؟

ج…… غسل کے لئے تیمّم صرف ایک بار کرلینا کافی ہے، جب تک دوبارہ غسل کی حاجت پیش نہ آجائے۔

## پانی لگنے سے مہاسوں سے خون نکلنے پر تیمّم جائز ہے

س…… میری عمر ۱۸ سال ہے اور میرے تمام چہرے پر مہاسے ہیں جن میں خون اور پیپ ہے، جب میں وضو کرتا ہوں تو چہرے پر پانی لگنے سے مہاسوں میں سے خون نکلنے لگتا ہے، کیا میں ایسی حالت میں تمام اوقات میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہوں؟

ج…… اگر تکلیف واقعی اتنی سخت ہے جتنی آپ نے لکھی ہے، اور مسح بھی نہیں کرسکتے تو تیمّم جائز ہے۔

### مستعمل پانی کے ہوتے ہوئے تیمّم

س...... مستعمل پانی اور غیر مستعمل پانی جبکہ یکجا جمع ہوں کوئی اور پانی برائے وضو نہ ملے اور مستعمل اور غیر مستعمل برابر ہوں، مثلاً ایک لوٹا مستعمل اور ایک لوٹا غیر مستعمل ہو، اب فرمائیں کہ اس صورت میں کیا کریں وضو یا تیمّم؟

ج...... مستعمل اور غیر مستعمل پانی اگر مل جائیں تو غالب کا اعتبار ہے، اگر دونوں برابر ہوں تو احتیاطاً غیر مستعمل کو مغلوب قرار دیا جائے گا، اور اس سے وضو صحیح نہیں بلکہ تیمّم کرنا ہوگا۔

### ریل گاڑی میں پانی نہ ہونے پر تیمّم

س...... ریل گاڑی کے سفر میں اگر وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہوسکے اور وقت قضا ہو رہا ہو تو کیا عمل کریں؟

ج...... ریل گاڑی میں پانی دستیاب نہ ہو تو تیمّم کرسکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ریل کے کسی ڈبے میں بھی پانی نہ ہو، اور ایک میل شرعی کے اندر پانی کے موجود ہونے کا علم نہ ہو جہاں ریل رُکتی ہو۔

## موزوں پر مسح

### کن موزوں پر مسح جائز ہے؟

س...... سردیوں کے موسم میں اکثر افراد نائیلون کے موزوں پر مسح کرتے ہیں، میں نے بھی فقہ کی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر ایسے موزے پر مسح جائز ہے، جس سے پیر نہ جھلکتے ہوں۔ مگر بعض لوگ پھر بھی مخالفت کرتے ہیں۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کس قسم کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے؟

ج...... ایسی جرابوں پر مسح جائز ہے جو خوب موٹی ہوں اور کسی چیز سے باندھے بغیر تین چار میل ان کو پہن کر چل سکتا ہو۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسی جرابوں پر مردانہ جوتے کی مقدار کا چمڑا چڑھا ہوا ہو، پس اگر جرابیں پتلی ہوں تو ان پر ہمارے فقہاء میں سے کسی کے نزدیک مسح جائز نہیں، اور اگر موٹی ہوں لیکن ان پر چمڑا نہ

چڑھا ہوا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسح جائز نہیں، صاحبین (امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ) کے نزدیک جائز ہے۔

## مسح کرنے والے موزے میں پاک چمڑا

س……موزوں کے بارے میں احادیث سے ثابت ہے کہ ان پر مسح کرلیا جائے، مسئلہ یہ ہے کہ ان موزوں کا جوکہ پہن رکھے ہیں ان کا پتہ کیسے لگایا جائے کہ یہ حلال جانور کے ہیں یا حرام جانور کے؟ کیا حلال و حرام دونوں جانوروں کے چمڑے سے بنے ہوئے موزوں پر مسح کرنے سے وضو ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج……کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے، اور موزے پاک چمڑے ہی کے بنائے جاتے ہیں، اس لئے اس وسوسے کی ضرورت نہیں۔

# حیض و نفاس

## پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل

## دس دن کے اندر آنے والا خون حیض ہی میں شمار ہوگا

س……ایک عورت کو ہر مہینے چھ یا سات دن حیض رہتا ہے، لیکن کبھی کبھار پانچ دن گزرنے کے بعد جب صبح اُٹھتی ہے تو کوئی خون وغیرہ نہیں ہوتا، اس طرح وہ غسل کرلیتی ہے، لیکن غسل کرنے کے بعد پھر خون جاری ہوجاتا ہے، اسی طرح دُوسرے دن بھی ہوتا ہے، ۴، ۵ گھنٹے کچھ نہیں ہوتا ہے، لیکن اس کے بعد پھر خون جاری ہوجاتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ جن دنوں میں وقفے وقفے سے جو خون آتا رہا، یہ حیض میں شمار ہوگا یا استحاضہ میں؟ یعنی اگر کسی عورت کو ۵، ۶ گھنٹے یا کم و بیش وقت کے بعد پھر خون جاری ہوجائے تو وہ حیض شمار ہوگا یا نہیں؟ دوسرا ہر مہینے جو دن مقرّر ہیں اور ان مقرّرہ دنوں کے بعد ایسا ہوجائے تو پھر کیا حکم ہے؟

ج……حیض کی کم سے کم مدّت تین دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدّت دس دن ہے، حیض کی مدّت کے دوران جو خون آئے وہ حیض ہی شمار ہوگا، خواہ ۳، ۴ گھنٹے کے وقفے ہی سے آئے۔

## عورت ناپاکی کے ایام میں نہا سکتی ہے

س…… میں نے سنا ہے کہ ناپاکی کے دنوں میں نہانا نہیں چاہئے، کیونکہ نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا، اگر گرمی کی وجہ سے صرف سر بھی دھولیا جائے تو سر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ کم سے کم سات دن میں ناپاکی دُور ہوتی ہے، اور گرمیوں میں سات دن بغیر نہائے رہنا بہت مشکل ہے، برائے مہربانی آپ یہ بتائیں کہ واقعی مجبوری کے دنوں میں بالکل نہیں نہانا چاہئے؟

ج……عورت کو ناپاکی کے ایام میں نہانے کی اجازت ہے، اور یہ نہانا ٹھنڈک کے لئے ہے، طہارت کے لئے نہیں، یہ کسی نے بالکل جھوٹ کہا ہے کہ اس حالت میں نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

## حیض سے پاک ہونے کی کوئی آیت نہیں

س……حیض کے بعد پاک ہونے کی کیا کوئی مخصوص آیت ہوتی ہے؟

ج……نہیں! عورتوں میں یہ جو مشہور ہے کہ فلاں فلاں آیتیں یا کلمے پڑھنے سے عورت پاک ہوتی ہے، یہ قطعاً غلط ہے، ناپاک آدمی پانی سے پاک ہوتا ہے، آیتوں یا کلموں سے نہیں۔

## خاص ایام میں مقاربت کا گناہ کرنے پر توبہ، اِستغفار اور صدقہ

س……ہم نے سنا ہے کہ جب عورت کو ایام آئیں تو مرد کو اس کے پاس جانے کی ممانعت ہے، مگر پھر بھی اگر مرد اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اس سے یہ کام سرزد ہوجائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے نکاح میں کوئی فرق آیا یا نہیں؟ اور یہ گناہِ کبیرہ ہے یا صغیرہ ہے؟

ج……ایسی حالت میں بیوی سے ملنا جبکہ وہ ایامِ ماہواری میں ہو، ناجائز اور حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ توبہ، اِستغفار کرے اور اگر گنجائش ہو تو تقریباً چھ گرام چاندی یا اس کی قیمت صدقہ کرے، ورنہ توبہ، اِستغفار ہی کرتا رہے، مگر اس ناجائز فعل سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا۔

## خاص ایام کے دوران شوہر کا مس کرنا

س…… کیا ماہواری میں شوہر اپنی بیوی سے مقاربت یا گھٹنوں سے لے کر زیرِ ناف کے حصے کو مس کرسکتا ہے؟

ج…… ایام کی حالت میں وظیفۂ زوجیت سخت حرام ہے، بلکہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصۂ بدن کو شوہر کا ہاتھ لگانا اور مس کرنا بھی بغیر پردہ کے جائز نہیں۔

## اسلام میں عورت کے لئے خصوصی ایام میں مراعات

س…… مجبوری کے دنوں میں عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… زمانۂ جاہلیت اور خاص کر یہودیوں کے معاشرے میں عورت، ایامِ مخصوصہ میں بہت نجس چیز سمجھی جاتی تھی، اور اس کو ایک کمرے میں بند کردیتے تھے، نہ وہ کسی چیز کو ہاتھ لگاسکتی تھی، نہ کھانا پکاسکتی تھی اور نہ کسی سے مل سکتی تھی۔ لیکن اسلام کے معتدل نظام نے ایسی کوئی چیز باقی نہیں رکھی سوائے روزہ نماز اور تلاوتِ کلامِ پاک کے۔ باقی تمام چیزیں اس کے لئے جائز قرار دیں حتیٰ کہ وہ ذکر اللہ اور دُرود شریف اور دیگر دُعائیں پڑھ سکتی ہے، اور وظائف سوائے قرآن کے کرسکتی ہے۔ خاص ایام میں وظیفۂ زوجیت کی اجازت نہیں، نماز روزہ بھی نہیں کرسکتی، اس کے ذمہ روزہ کی قضا ہے، نماز کی قضا نہیں، الغرض! ان ایام میں عورت کا کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور دیگر گھریلو خدمات بجالانا جائز ہے۔

## نفاس کے اَحکام

س…… نفاس کسے کہتے ہیں؟ کیا حیض کی طرح نفاس میں بھی نماز معاف ہوجاتی ہے یا بعد میں قضا پڑھنی پڑتی ہے؟ نفاس سے پاک ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ نفاس کے دوران اگر رمضان آجائے تو روزہ رکھے گی یا بعد میں قضا روزہ رکھے گی؟

ج…… بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں، جس طرح حیض میں نماز معاف ہوجاتی ہے، اسی طرح نفاس میں بھی نماز معاف ہے، اور جس طرح حیض میں روزہ معاف نہیں اسی طرح نفاس میں بھی معاف نہیں، بلکہ بعد میں قضا رکھنا ہوگا، نفاس کا خون بند ہوجانے کے بعد نہانے سے عورت پاک ہوجاتی ہے۔

## نفاس والی عورت کے ہاتھ سے کھانا پینا

س…… نفاس والی عورت کی جب تک نفاس کی مدّت پوری نہ ہو، اس کے ہاتھ سے کھانا پینا شریعت کی رُو سے جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… جائز ہے۔

## کیا بچے کی پیدائش سے کمرہ ناپاک ہوجاتا ہے؟

س…… بچہ کی پیدائش کے بعد ماں اور بچے کو جس کمرہ یا گھر میں رکھا جاتا ہے، چالیس دن بعد اس کو اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے اور اس میں رنگ و روغن کیا جاتا ہے، اور جب تک ایسا نہیں کیا جاتا وہ گھر یا کمرہ ناپاک رہتا ہے، جبکہ براہِ راست عورت کی ناپاکی سے اس گھر یا کمرہ کا تعلق بھی نہیں ہوتا، آپ اس غیراسلامی رسم کا قرآن وحدیث کی رُو سے جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… صفائی تو اچھی چیز ہے، مگر گھر یا کمرے کے ناپاک ہونے کا تصوّر غلط اور توہم پرستی ہے۔

## مخصوص ایام میں مہندی لگانا جائز ہے

س…… اکثر بزرگ خواتین کا کہنا ہے کہ مہندی ایام شروع ہونے کے بعد یعنی ایام کے دوران مہندی نہ لگائی جائے، کیونکہ اس وقت تک ہاتھ پاک نہیں ہوتے، جب تک مہندی بالکل نہ اُتر جائے، اور ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ اگر ایام شروع ہونے سے پہلے لگائی تو کوئی حرج نہیں، پھر چاہے لگی ہو یا نہ لگی ہو پاک ہوسکتے ہیں۔

ج…… عورتوں کے خاص ایام میں مہندی لگانا شرعاً جائز ہے، اور یہ خیال غلط ہے کہ ایام میں مہندی ناپاک ہوجاتی ہے۔

## حیض کے دوران پہنے ہوئے کپڑوں کا حکم

س…… مخصوص دنوں میں جو لباس پہنے جاتے ہیں کیا انہیں بغیر دھوئے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا صرف ان حصوں کو جہاں غلاظت لگی ہو دھولیا جائے، تمام چیزیں یعنی قمیص، شلوار، دوپٹہ، چادر، سوئٹر، شال وغیرہ سب کو دھونا چاہئے؟

ج…… کپڑے کا جو حصہ ناپاک ہوا ہے اسے پاک کرکے پہن سکتے ہیں، اور جو پاک ہوں ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

## عورت کو غیرضروری بال لوہے کی چیز سے دُور کرنا پسندیدہ نہیں

س…… کیا عورتوں کو کسی لوہے کی چیز سے غیرضروری بالوں کا دُور کرنا گناہ ہے؟

ج…… غیرضروری بالوں کے لئے عورتوں کو چونا، پاؤڈر، صابن وغیرہ استعمال کرنے کا حکم ہے، لوہے کا استعمال ان کے لئے پسندیدہ نہیں، مگر گناہ بھی نہیں۔

## دورانِ حیض استعمال کئے ہوئے فرنیچر وغیرہ کا حکم

س…… ان چیزوں کے پاک کرنے کے بارے میں ضرور بتائیے جن کو دورانِ حیض استعمال کرچکے ہیں، مثلاً: صوفہ سیٹ، نئے کپڑے، چارپائی یا ایسی چیز جن کو پانی سے پاک نہیں کرسکتے ہیں؟

ج…… یہ چیزیں استعمال سے ناپاک تو نہیں ہوجاتیں جب تک نجاست نہ لگے۔

## خاص ایام میں عورت کا زبان سے قرآنِ کریم پڑھنا جائز نہیں

س…… ہم نے بچپن میں قرآنِ پاک نہیں پڑھا تھا، اس لئے اب پڑھ رہے ہیں، ہماری اُستانی کہتی ہیں کہ تم قرآن شریف مخصوص دنوں میں بھی پڑھا کرو، سپارہ کے صفحے میں پلٹ دیا کروں گی، کیونکہ پڑھتے تو زبان سے ہیں اور زبان پاک ہوتی ہے۔ اب آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ہم ان دنوں میں قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… ایام کی حالت میں عورت کا زبان سے قرآنِ کریم پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح جس مرد یا عورت پر غسل فرض ہو اس کے لئے بھی قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں۔ آپ کی اُستانی کا بتایا ہوا مسئلہ صحیح نہیں، اس حالت میں زبان کھانے پینے کے لئے تو پاک ہوتی ہے، مگر تلاوت کے حق میں پاک نہیں۔ جس طرح بے وضو آدمی کے اعضاء تو پاک ہوتے ہیں لیکن جب تک وضو نہ کرلے نماز کے لئے پاک نہیں ہوتے، اس کو نجاستِ حکمی کہتے ہیں۔ جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں بھی زبان حکماً ناپاک ہوتی ہے، ہاں ذکر و تسبیح اور دُعا کی اس حالت میں بھی اجازت ہے۔

## کیا عورت ایامِ مخصوصہ میں زبانی الفاظ قرآن پڑھ سکتی ہے؟

س…… ''مخصوص ایام'' میں عورت کو اگر کچھ قرآنی آیات یاد ہوں تو کیا وہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

ج…… عورتوں کے مخصوص ایام میں قرآنِ کریم کی آیات پڑھنا جائز نہیں، البتہ بطورِ دُعا کے الفاظِ قرآن پڑھ سکتی ہے، اس حالت میں حافظہ کو چاہئے کہ زبان ہلائے بغیر ذہن میں پڑھتی رہے اور کوئی لفظ بھولے تو قرآن مجید کسی کپڑے کے ساتھ کھول کر دیکھ لے۔

## حیض کے دنوں میں حدیث یاد کرنا اور قرآن کا ترجمہ پڑھنا

س…… میں ریاض الصالحین عربی جلدِ اوّل کی حدیث پڑھتی اور یاد کرتی ہوں، کیا میں خاص ایام میں بھی ان عربی احادیث کو پڑھ اور یاد کرسکتی ہوں؟ نیز قرآن کا ترجمہ بغیر عربی پڑھے، بغیر ہاتھ لگائے صرف اُردو ترجمہ دیکھ کر پڑھ سکتی ہوں؟ اور ان کو خاص ایام میں یاد کرسکتی ہوں؟

ج…… دونوں مسئلوں میں اجازت ہے۔

## خاص ایام میں امتحان میں قرآنی سورتوں کا جواب کس طرح لکھے؟

س…… قرآنی سورتیں نصاب میں شامل ہیں، امتحان میں ان کا متن، تشریح اور دُوسری آیات کے حوالے تحریر کرنے ہوتے ہیں، ان ایام میں یہ تحریر کرنا کیسا ہے؟

ج…… ترجمہ، تشریح لکھنے کی اجازت ہے، مگر آیاتِ کریمہ کا متن نہ لکھے، آیت کا حوالہ دے کر اس کا ترجمہ لکھ دیں۔

## خواتین اور معلّمات خاص ایام میں تلاوت کس طرح کریں؟

س……۱: خواتین اپنے خاص ایام میں قرآن شریف کی تلاوت کرسکتی ہیں یا نہیں؟

س……۲: بعض معلّمات جو کہ قاعدہ، ناظرہ یا حفظ کی تعلیم دیتی ہیں، کیا وہ اس وجہ سے کہ بچوں کی تعلیم کا حرج ہوگا، بچوں کو پڑھانے کے لئے قرآن شریف کی تلاوت کرسکتی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تعلیم کا سلسلہ کس طرح جاری رکھا جائے؟

س……۳: خواتین اپنے خاص ایام میں کسی شخص کی، یا کیسٹ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے تلاوتِ قرآن سن سکتی ہیں؟

ج......۱: خواتین کے لئے خاص ایام میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کو چھونا جائز نہیں ہے، چاہے قرآنِ کریم کی ایک آیت کی تلاوت کی جائے یا ایک آیت سے بھی کم، ہرصورت میں تلاوتِ قرآن جائز نہیں۔ البتہ قرآن کی بعض وہ آیات جو کہ دُعا اور اذکار کے طور پر پڑھی جاتی ہیں ان کو دُعا یا ذکر کے طور پر پڑھنا جائز ہے۔ مثلاً کھانا شروع کرتے وقت ''بسم اللہ'' یا شکرانہ کے لئے ''الحمدللہ'' کہنا، اسی طرح قرآن کے وہ کلمات جو کہ عام بول چال میں استعمال میں آجاتے ہیں ان کا کہنا بھی جائز ہے۔

ج......۲: قرآنِ کریم کی تعلیم دینے والی معلّمات کے لئے بھی قرآنِ کریم کی تلاوت اور قرآنِ کریم کو چھونا جائز نہیں، باقی یہ کہ تعلیم کا سلسلہ کس طرح جاری رکھا جائے؟ اس کے لئے فقہاء نے یہ طریقہ بتلایا ہے کہ وہ آیتِ قرآنی کلمہ کلمہ الگ الگ کرکے پڑھیں، مثلاً: الحمد..... للہ.....رب.....العالمین۔ اس طرح معلّمہ کے لئے قرآنی کلمات کے ہجے کرنا بھی جائز ہے۔

ج......۳: خواتین کے لئے خاص ایام میں تلاوتِ قرآن کی ممانعت تو حدیث شریف میں آتی ہے، لیکن قرآن سننے کی ممانعت نہیں آتی، لہٰذا ان خاص ایام میں کسی شخص سے یا ریڈیو اور کیسٹ وغیرہ سے تلاوتِ قرآن سننا جائز ہے۔

## دورانِ حفظ ناپاکی کے ایام میں قرآنِ کریم کس طرح یاد کیا جائے؟

س......قرآن شریف حفظ کرنے کے دوران ناپاکی کی حالت میں کسی پین وغیرہ کی مدد سے قرآن پاک کے صفحے پلٹ کر یاد کرنا جائز ہے کہ ناجائز؟

ج......عورتوں کے خاص ایام میں قرآنِ کریم کا زبان سے پڑھنا جائز نہیں، حافظہ کو بھولنے کا اندیشہ ہو تو بغیر زبان ہلائے دِل میں سوچتی رہے، زبان سے نہ پڑھے، کسی کپڑے وغیرہ سے صفحے اُلٹنا جائز ہے۔

## مخصوص ایام میں قرآنی آیات والی کورس کی کتاب پڑھنا اور چھونا

س......ہم سیکنڈ ایئر کی طالبات ہیں اور ہمارے پاس اسلامک اسٹڈیز ہے جس میں قرآن کے شروع کے بارہ رُکوع ہمارے کورس میں شامل ہیں۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ خدانخواستہ

اگر امتحان کے زمانے میں ہماری طبیعت خراب ہوجائے تو ہم اسلامک اسٹڈیز کی کتاب کو کس طرح پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ مخصوص ایام میں قرآن چھونا حرام ہے اور بغیر کتاب پڑھے ہم امتحان نہیں دے سکتے، کیونکہ کتاب میں پوری تشریح وتفسیر ہوتی ہے، جسے پڑھ کر ہی امتحان دیا جاسکتا ہے، تو آپ سے عرض ہے کہ ان دنوں کس طرح ہم اس کتاب سے مستفید ہوسکتے ہیں؟

ج…… قرآن مجید کے الفاظ کو ہاتھ نہ لگایا جائے، نہ ان الفاظ کو زبان سے پڑھا جائے، کتاب کو ہاتھ لگانا اور پڑھنا جائز ہے۔

## مخصوص ایام میں اسلامی کتب میں درج شدہ آیات کس طرح پڑھیں؟

س…… اسلامی کتب میں جگہ جگہ حوالوں کے لئے قرآنی آیات درج ہیں، اگر ان کا اُردو ترجمہ بھی تحریر نہ ہو تو اس حالت میں اس قرآنی آیت کا پڑھنا کیسا ہے؟

ج…… قرآنِ کریم کی آیات کو دِل میں پڑھ سکتے ہیں۔

## حیض کی حالت میں قرآن وحدیث کی دُعائیں پڑھنا

س…… مخصوص ایام میں قرآنِ پاک کی وہ سورتیں جو کہ روز پڑھنے کا معمول ہے، زبانی یاد ہوں تو پڑھ سکتے ہیں؟ اور روزانہ کا ۵۰۰ مرتبہ دُرود شریف پڑھنے کا معمول ہے، کیا ان ایام میں ۵۰۰ مرتبہ دُرود شریف اور چند سورتیں زبانی پڑھ سکتے ہیں؟ اور عام طور سے جو وظیفے مثلاً: چہرے کی روشنی کے لئے ''اللہ نور السمٰوٰت والارض'' اوّل آخر دُرود شریف پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… خاص ایام میں عورتوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں، قرآن وحدیث کی دُعائیں دُعا کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں، دیگر ذکر اذکار، دُرود شریف پڑھنا جائز ہے۔

## عورتوں کا ایامِ مخصوص میں ذکر کرنا

س…… عورتیں اپنے مخصوص ایام میں ذکر کرسکتی ہیں، مثلاً: سوم کلمہ، دُرود شریف، اِستغفار، کلمہ طیبہ وغیرہ؟

ج…… قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ سب ذکر کرسکتی ہیں۔

## مخصوص ایام میں عملیات کرنا

س……اگر کوئی عمل اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ سے شروع کیا جائے اور وہ ۲۱ یا ۴۱ دن تک مکمل کرنا ہو، تو کیا حیض کی حالت میں بھی عمل جاری رکھنا چاہئے؟

ج……اگر عمل قرآن مجید کی آیت کا ہو تو ماہواری کے دنوں میں جائز نہیں۔

## عورت سر سے اُکھڑے بالوں کو کیا کرے؟

س…… جب عورت سر میں کنگھا کرتی ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ سر کے بال پھینکنا نہیں چاہئے، ان کو اکٹھا کر کے قبرستان میں دبا دینا چاہئے؟

ج……عورتوں کے سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں، اور جو بال کنگھی میں آجاتے ہیں ان کا دیکھنا بھی نامحرم کو جائز نہیں، اس لئے ان بالوں کو پھینکنا نہیں چاہئے، بلکہ کسی جگہ دبا دینا چاہئے۔

# ناخن پالش کی بلا

## ناخن پالش لگانا کفار کی تقلید ہے، اس سے نہ وضو ہوتا ہے، نہ غسل، نہ نماز

س……آج کل نوجوان لڑکیاں اس کشمکش میں مبتلا ہیں کہ آیا لڑکیاں جو ناخنوں کو پالش لگاتی ہیں اس کو صاف کرنے کے بعد وضو کریں یا پالش کے اُوپر سے ہی وضو ہو جائے گا؟ کئی سمجھدار اور تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزّز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخنوں کی پالش صاف کئے بغیر ہی وضو ہو جائے گا۔

ج……ناخنوں سے متعلق دو بیماریاں عورتوں میں، خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں بہت ہی عام ہوتی جارہی ہیں، ایک ناخن بڑھانے کا مرض اور دُوسرا ناخن پالش کا۔ ناخن بڑھانے سے آدمی کے ہاتھ بالکل درندوں جیسے ہوتے ہیں اور پھر ان میں گندگی بھی رہ سکتی ہے، جس

سے ناخنوں میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور مختلف النوع بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو "فطرت" میں شمار کیا ہے، ان میں ایک ناخن تراشنا بھی ہے، پس ناخن بڑھانے کا فیشن انسانی فطرت کے خلاف ہے، جس کو مسلم خواتین کافروں کی تقلید میں اپنا رہی ہیں، مسلم خواتین کو اس خلافِ فطرت تقلید سے پرہیز کرنا چاہئے۔

دُوسرا مرض ناخن پالش کا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے عورت کے اعضاء میں فطری حسن رکھا ہے، ناخن پالش کا مصنوعی لبادہ محض غیر فطری چیز ہے، پھر اس میں ناپاک چیزوں کی آمیزش بھی ہوتی ہے، وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا طبعی کراہت کی چیز ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ناخن پالش کی تہ جم جاتی ہے اور جب تک اس کو صاف نہ کردیا جائے، پانی نیچے نہیں پہنچ سکتا۔ پس نہ وضو ہوتا ہے، نہ غسل، آدمی ناپاک کا ناپاک رہتا ہے۔ جو تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخن پالش کو صاف کئے بغیر ہی وضو ہوجاتا ہے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اس کو صاف کئے بغیر آدمی پاک نہیں ہوتا، نہ نماز ہوگی، نہ تلاوت جائز ہوگی۔

## ناخن پالش والی میّت کی پالش صاف کرکے غسل دیں

س…… اگر کہیں موت آگئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کی میّت کا غسل صحیح ہوجائے گا؟

ج…… اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا، اس لئے ناخن پالش صاف کرکے غسل دیا جائے۔

## نیل پالش اور لپ اسٹک کے ساتھ نماز

س…… چند روز قبل ہمارے گھر "آیتِ کریمہ" کا ختم تھا، جن میں چند رشتہ دار عورتیں آئیں، جن میں کچھ فیشن میں ملبوس تھیں، فیشن سے مراد ناخن میں نیل پالش، بدن میں پرفیوم، ہونٹوں میں لپ اسٹک وغیرہ تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو نماز کے لئے کھڑی ہوگئیں، جب ان سے کہا گیا کہ ان چیزوں سے وضو نہیں رہتا تو نماز کیسے ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نیت دیکھتا ہے۔ تو کیا مولانا صاحب! نیل پالش، پرفیوم، لپ اسٹک وغیرہ سے وضو برقرار رہتا ہے؟ کیا ان سب چیزوں کے استعمال کے بعد نماز ہوجاتی ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیں، نوازش ہوگی۔

ج…… خدا تعالیٰ صرف نیت کو نہیں دیکھتا، بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ جو کام کیا گیا وہ اس کی شریعت کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟ مثلاً کوئی شخص بے وضو نماز پڑھے اور یہ کہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے تو اس کا یہ کہنا خدا اور رسول کا مذاق اُڑانے کے ہم معنی ہوگا، اور ایسے شخص کی عبادت، عبادت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے فیشن ایبل خواتین کا یہ استدلال بالکل مہمل ہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے، ناخن پالش اور لپ اسٹک اگر بدن تک پانی کو نہ پہنچنے دے تو وضو نہیں ہوگا، اور جب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہیں ہوئی۔

## ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں

س…… جس طرح وضو کر کے موزہ پہن لیا جائے تو دُوسرے وضو کے وقت پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف جراب کے اُوپر مسح کرلیا جاتا ہے، اسی طرح وضو کر کے ناخن پالش لگالیا جائے تو دُوسرا وضو کرتے وقت اسے چھڑانے کی ضرورت تو نہیں ہے؟

ج…… چمڑے کے موزوں پر تو مسح بالاتفاق جائز ہے، جرابوں پر مسح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں، اور ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لئے اگر ناخن پالش لگی ہو تو وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

## ناخن پالش اور لبوں کی سرخی کا غسل اور وضو پر اثر

س…… جیسے کہ ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا، اگر کبھی ہونٹوں پر ہلکی سی لالی لگی ہو تو کیا وضو ہوجاتا ہے؟ یا اگر وضو کے بعد لگائی جائے تو اس سے نماز دُرست ہے؟

ج…… ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل اس لئے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہنچنے نہیں دیتی، لبوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رُکاوٹ ہو تو اس کو اُتارے بغیر غسل اور وضو نہیں ہوگا، اور اگر وہ پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں تو غسل اور وضو ہوجائے گا، ہاں! اگر وضو کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہوجائے گی، لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔

## خوشی سے یا جبراً ناخن پالش لگانے کے مضمرات

س…… میں نے غسل کے فرائض میں پڑھا ہے کہ سارے جسم پر پانی اس طرح بہایا جائے کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک نہ رہے۔ آج کل یہ بات عام فیشن میں آگئی ہے کہ ہمارے گھروں میں عورتیں ناخنوں پر پالش کرتی ہیں جو زیادہ گاڑھی ہوتی ہے اور ناخنوں پر اس کی ایک تہہ جم جاتی ہے، اور ایسے ہی بعض مرد حضرات رنگ کا کام کرتے ہیں جو جسم کے کسی حصے پر لگ جائے تو آسانی سے نہیں اُترتا۔ ایسی صورت میں ہر دو کس غسلِ جنابت سے پاکی حاصل کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اسلام نے عورت کو اپنے شوہر کے سامنے زینت، بناؤ سنگھار کی اجازت دی ہے، کیا ناخن پالش لگانا جائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو ایسی حالت والی عورت کے لئے نماز، تلاوت اور کھانے پینے کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… ناخن پالش کی اگر تہہ جم گئی ہو تو اس کو چھڑائے بغیر وضو اور غسل نہیں ہوگا، یہی حکم اور چیزوں کا ہے جو پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع ہوں۔

س…… اگر شوہر کی خوشنودی کے لئے ناخن پالش لگائی جائے اور شوہر نہ لگانے پر سختی کرے تو ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر اسلامی تعلیمات کی رُو سے ناخن پالش لگانا گناہ ہے تو یہ گناہ کس کے سر پر ہے، بیوی پر یا شوہر پر؟ اگر یہ بات گناہ ہے تو اس گناہ کو گناہ سمجھانے کے لئے یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے، شوہر پر یا بیوی پر؟ حکومت کے پاس ذرائع ابلاغ ہیں، ان کے ذریعہ اگر اس کی تشہیر کی جائے تو کیسا رہے گا؟

ج…… اگر ناخن پالش لگانے سے نمازیں غارت ہوتی ہیں اور شوہر باوجود علم کے اس سے منع نہ کرے تو مرد و عورت دونوں گناہگار ہوں گے، اگر شوہر کی خوشنودی کے لئے ناخن پالش لگالے تو وضو کرنے سے پہلے اس کو چھٹائے اور پھر وضو کرکے نماز پڑھے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

## کیا مصنوعی دانت اور ناخن پالش کے ساتھ غسل صحیح ہے؟

س…… کسی مسلمان مرد یا عورت کے سونے کے دانت یا ناخن پالش لگانے کی صورت میں غسل ہوجاتا ہے یا نہیں؟


فہرست

ج…… مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل ہوجاتا ہے، ان کو اُتارنے کی ضرورت نہیں، ناخن پالش لگی ہوئی ہو تو غسل نہیں ہوتا، جب تک اسے اُتار نہ دیا جائے۔

## عورتوں کے لئے کس قسم کا میک اَپ جائز ہے؟

س…… ہماری خواتین اس بات پر بحث کرتی ہیں کہ انسان اپنی خوبصورتی کے لئے میک اَپ کرسکتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ مذہبِ اسلام کی رُو سے خواتین کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان میک اَپ کریں جس میں سرخی، پاؤڈر، نیل پالش شامل ہے؟ کیا اس حالت میں محفلِ وعظ میں شرکت کرنا، قرآن خوانی اور نماز وغیرہ پڑھنا صحیح ہے؟

ج…… عورت کے لئے ایسا میک اَپ کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی فطری تخلیق میں تغیر کرنے کی کوشش ہو، جائز نہیں۔ مثلاً: اپنے فطری اور خلقی بالوں کے ساتھ دُوسرے انسانوں کے بالوں کو ملانا، ہاں انسانوں کے علاوہ دُوسرے مصنوعی بالوں کو ملانا جائز ہے، اس کے علاوہ میک اَپ فطری تخلیق میں تغیر کرنے کے مترادف نہ ہو، وہ اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس میک اَپ کے ساتھ عورت غیرمحرَم مردوں کے سامنے نہ جائے، چنانچہ اس قسم کے میک اَپ میں سرخی، پاؤڈر شامل ہے۔ ہاں! البتہ ناخن پالش سے احتراز کیا جائے کیونکہ ناخن پالش دُور کئے بغیر نہ وضو ہوتا ہے اور نہ ہی غسل، ناخن پالش کو ہر وضو کے لئے ہٹانا کارِ مشکل ہے، اور جب ناخن پالش کو ہٹائے بغیر وضو یا غسل صحیح نہ ہوگا تو نماز بھی نہ ہوگی، اس لئے ناخن پالش کی لعنت سے احتراز لازم ہے۔

# پاکی اور ناپاکی میں تلاوت، دُعا و اذکار

## ناپاکی اور بے وضو کی حالت میں قرآن شریف پڑھنا

س…… ناپاکی کی حالت میں یا بغیر وضو کے قرآن شریف کی تلاوت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر غسل کی ضرورت ہو تو نہ قرآن شریف کو ہاتھ لگانا جائز ہے اور نہ پڑھنا ہی جائز

ہے، اور بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں، البتہ پڑھنا جائز ہے۔

## ناپاکی کی حالت میں قرآنی آیات کا تعویذ استعمال کرنا

س…… ہم نے سنا ہے کہ آدمی اگر ناپاک ہو تو اس کو قرآنی آیات تعویذ بنا کر نہیں پہننی چاہئیں، یہ بات دُرست ہے یا غلط؟

ج…… جس کاغذ پر آیت لکھی ہو، ناپاکی کی حالت میں اس کو چھونا جائز نہیں، لیکن کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہو تو چھونا جائز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ناپاکی کی حالت میں تعویذ پہننا جائز ہے، جبکہ وہ کاغذ میں لپٹا ہوا ہو۔

## غسل لازم ہونے پر کن چیزوں کا پڑھنا جائز ہے

س…… اگر غسل لازم ہو تو کیا تسبیح مثلاً: دُرود شریف، کلمہ طیبہ، اِستغفار وغیرہ پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… اس حالت میں قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں، ذکر و دُعا، دُرود شریف وغیرہ سب جائز ہے۔

## قرآنی آیات اور احادیث والے مضمون کو بے وضو چھونا

س…… دینِ اسلام کی کتابوں میں اور رسائل میں جہاں جہاں (کہیں کہیں) قرآن مجید کی آیات اور احادیث اکثر لکھی ہوتی ہیں، ایسی کتب اور ایسے رسائل کو بے وضو چھونا اور پڑھنا کیسا ہے؟

ج…… جائز ہے، مگر آیاتِ کریمہ پر ہاتھ نہ لگے۔

## پتی والا پان کھا کر قرآن شریف پڑھ سکتا ہے

س…… پتی والا پان کھا کر قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… پڑھ سکتا ہے، البتہ بدبودار چیز کھا کر تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

## غسل فرض ہونے پر اسمِ اعظم کا ورد

س…… کیا غسل فرض ہونے کی صورت میں اسمِ اعظم یا کسی سورت کا ورد کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور تلاوت بھی کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

ج...... جب غسل فرض ہوتو قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں، دُوسرے اذکار جائز ہیں۔

## بے وضو قرآن چھونا اور کھاتے ہوئے تلاوت کرنا

س...... کیا قرآن بے وضو پڑھنا جائز ہے؟ اگر تلاوت کے دوران وضو ہو، لیکن منہ سے کچھ کھا بھی رہے ہوں تو کیا تلاوت ہوجاتی ہے؟

ج...... بے وضو تلاوت جائز ہے، قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگایا جائے، کھاتے ہوئے تلاوت کرنا خلافِ ادب ہے۔

## بغیر وضو تلاوتِ قرآن کا ثواب

س...... آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآنِ حکیم کو بغیر وضو چھوتے نہیں اور قرآنِ کریم میں دیکھ کر پڑھنا بلا وضو بھی منع ہے، البتہ بغیر دیکھے بلا وضو پڑھ سکتے ہیں، اس طرح تلاوت کا ثواب ہے؟

ج...... بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ لگانا منع ہے، تلاوت کرنا منع نہیں، اگر ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹ کر یا کسی چاقو وغیرہ کے ذریعہ قرآنِ کریم کے اوراق اُلٹتا رہے تو دیکھ کر بھی پڑھ سکتا ہے، تلاوت کا ثواب اس صورت میں بھی ملے گا، ثواب میں کمی بیشی اور بات ہے۔

## بغیر وضو کے دُرود شریف پڑھ سکتے ہیں

س...... کیا بغیر وضو کے چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے دُرود شریف کا ورد کرسکتے ہیں؟ جبکہ خدا کا ذکر تو ہر حال میں جائز ہے، تو ذکرِ حبیبؐ بھی جائز ہونا چاہئے، ذرا وضاحت فرمادیں کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ بغیر وضو کے دُرود شریف نہ پڑھا جائے، فرض کریں اگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک آجائے تو اگر بغیر وضو کے ہوں تو کیا دُرود نہ پڑھیں؟ حالانکہ نامِ مبارک پر تو دُرود پڑھنا واجب ہے۔

ج...... بغیر وضو کے دُرود شریف کا ورد جائز ہے، اور وضو کے ساتھ نورٌ علیٰ نور ہے۔

## بے وضو ذکرِ الٰہی

س...... ایک آدمی دفتر میں بیٹھا ہے اور بالکل تنہا ہے اور فارغ ہے، بعض اوقات پیشاب



فہرست

وغیرہ کے لئے بھی جاتا ہے اور ہاتھ وغیرہ صحیح طریقے سے دھوتا ہے، مگر مکمل وضو کسی وجوہات کی بنا پر نہیں کرتا، یا غفلت سمجھ لیں، تو اس حالت میں فارغ وقت میں کیا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر یا کوئی اور آیتِ کریمہ وغیرہ کا ورد کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… ذکرِ الٰہی کے لئے باوضو ہونا شرط نہیں، بغیر وضو کے تسبیحات پڑھ سکتے ہیں، ہاں! باوضو ذکر کرنا افضل ہے۔

## بیت الخلاء میں کلمہ زبان سے پڑھنا جائز نہیں

س…… بیت الخلاء میں استنجے کے وقت بھی کلمہ طیبہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

ج…… بیت الخلاء میں زبان سے پڑھنا جائز نہیں۔

## بیت الخلاء میں دُعا زبان سے نہیں بلکہ دِل میں پڑھے

س…… اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دُعا اور بائیں پاؤں کو داخل کرنا بھول جائے، اور اندر جاکر یاد آجائے تو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… زبان سے نہ پڑھے، دِل میں پڑھ لے۔

## لفظ ''اللہ'' والا لاکٹ پہن کر بیت الخلاء میں جانا

س…… ایسے لاکٹ جن پر لفظ ''اللہ'' کندہ ہوتا ہے، انہیں ہر وقت گلے میں پہنے رہنا اور پہن کر باتھ رُوم وغیرہ میں جانا جائز ہے؟ کیا اس طرح خدائے بزرگ و برتر کے نام کی بے ادبی نہیں ہوتی؟

ج…… بیت الخلاء میں جانے سے پہلے ان کو اُتار دینا چاہئے۔

## میدان میں قضائے حاجت سے پہلے دُعا کہاں پڑھے؟

س…… شہروں میں تو بیت الخلاء ہوتے ہیں، مگر دیہات میں نہیں ہوتے، تو دیہات میں کھلی جگہ قضائے حاجت کے لئے جائے تو دُعا پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

ج…… بیت الخلاء میں قدم رکھنے سے پہلے اور جنگل میں ستر کھولنے سے پہلے دُعا پڑھی جائے۔


فہرست

### ناپاکی کی حالت میں ناخن کاٹنا

س…… ناپاکی کی حالت میں اگر ناخن کاٹ لئے جائیں تو کیا جب تک وہ بڑھا کر دوبارہ نہ کاٹے جائیں پاک نہ ہوسکے گی؟

ج…… ناپاکی کی حالت میں ناخن نہیں اُتارنے چاہئیں، مگر یہ غلط ہے کہ جب تک ناخن نہ بڑھ جائیں آدمی پاک نہیں ہوتا۔

# نجاست اور پاکی کے مسائل

### نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیفہ کی تعریف

س…… میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر تین حصے بدن کے کپڑے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تب بھی نماز قبول ہوجاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… جی نہیں! مسئلہ سمجھنے سمجھانے میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ کپڑے کو نجاست لگ جائے تو کس حد تک معاف ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں: غلیظہ اور خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ:…… مثلاً آدمی کا پاخانہ، پیشاب، شراب، خون، جانوروں کا گوبر اور حرام جانوروں کا پیشاب وغیرہ یہ سب سیال ہو تو ایک روپے کے پھیلاؤ کے بقدر معاف ہے، اور اگر گاڑھی ہو تو پانچ ماشے وزن تک معاف ہے، اس سے زیادہ ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

نجاستِ خفیفہ:…… مثلاً (حلال جانوروں کا پیشاب) کپڑے کے چوتھائی حصے تک معاف ہے، چوتھائی کپڑے سے مراد کپڑے کا وہ حصہ ہے جس پر نجاست لگی ہو، مثلاً: آستین الگ شمار ہوگی، دامن الگ شمار ہوگا، اور معاف ہونے کا مطلب ہے کہ اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز ہوجائے گی، دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں، لیکن اس نجاست کا دُور

کرنا اور کپڑے کا پاک کرنا بہرحال ضروری ہے۔

اور دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس پاک کپڑا نہ ہو اور ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کی بھی کوئی صورت نہ ہو تو آیا ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے یا کپڑا اُتار کر برہنہ نماز پڑھے؟ اس کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ کپڑا ایک چوتھائی پاک ہے اور تین چوتھائی ناپاک ہے، ایسی صورت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے، برہنہ ہوکر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو، اس صورت میں اختیار ہے کہ خواہ اس ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے، یا کپڑا اُتار کر بیٹھ کر رُکوع سجدہ کے اشارے سے نماز پڑھے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کپڑا کل کا کل ناپاک ہے، تو اس صورت میں ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز نہ پڑھے، بلکہ کپڑا اُتار کر نماز پڑھے، لیکن برہنہ آدمی کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے، رُکوع سجدہ کی جگہ اشارہ کرے تاکہ جہاں تک ممکن ہو ستر چھپا سکے۔ الغرض آپ نے جو مسئلہ بزرگوں سے سنا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس پاک کپڑا نہ ہو، بلکہ صرف ایسا کپڑا ہو جس کے تین حصے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تو اسی کپڑے سے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

## کتنی نجاست لگی رہ گئی تو نماز ہوگئی؟

س...... اگر گندے پانی کے چھینٹے لگ جائیں تو دھولینا چاہئے، مگر ایک صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک روپیہ سکے جتنا گول نشان ہو تو نہیں دھونا چاہئے، اگر اس سے بڑے ہوں تو دھونا چاہئے، جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج...... آپ کو مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اگر کپڑے کو گندے پانی کے یا کسی اور نجاست کے چھینٹے لگے ہوئے تھے، اور بے خیالی میں نماز پڑھ لی تو یہ دیکھیں گے کہ اگر روپیہ کے سکے جتنا گول نشان تھا یا اس سے بھی کم تھا تو نماز ہوگئی، اس کو لوٹانے کی ضرورت نہیں، اور اگر اس سے زیادہ تھا تو نماز نہیں ہوئی، دوبارہ لوٹانی پڑے گی، یہ مطلب نہیں کہ اگر نجاست تھوڑی ہو تو اس کو دھونا نہیں چاہئے۔

## دیر تک قطرے آنے والے کے لئے طہارت کا طریقہ

س……آج کل کے جدید دور کی وجہ سے لیٹرین میں فراغت کے بعد پانی استعمال کیا جاتا ہے، اور پھر وضو کرلیا جاتا ہے، مگر جب پیشاب کسی کھلی جگہ پر کیا جاتا ہے اور استنجا کے لئے مٹی کے ڈھیلے استعمال کئے جاتے ہیں تو کافی دیر تک پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں، تو پھر کیا پانی سے استنجا کرلینا اور وضو بنالینا دُرست ہوگا، حالانکہ قوی گمان ہے کہ پیشاب کے قطرے بعد میں بھی آئے ہوں گے؟

ج……جس شخص کو یہ مرض ہو کہ دیر تک اسے قطرے آتے رہتے ہیں، اسے پانی کے ساتھ استنجا کرنے سے پہلے ڈھیلے یا ٹشو کا استعمال لازم ہے، جب اطمینان ہوجائے تب پانی سے استنجا کرے۔

## ریح کے ساتھ اگر نجاست نکل جائے تو وضو سے پہلے استنجا کرے

س……نماز میں اگر ریح خارج ہو تو بغیر طہارت کئے دُوسرا وضو کرکے نماز پڑھنی جائز ہے، اگر نماز کے بغیر حالت میں ریح خارج ہوتی رہے تو کیا طہارت واجب ہے یا صرف وضو کرکے نماز پڑھ لینی جائز ہے، طہارت نہ کرے؟

ج……ریح صادر ہونے سے صرف وضو لازم آتا ہے، استنجا کرنا صحیح نہیں، البتہ اگر ریح کے ساتھ نجاست نکل گئی ہو تو استنجا کیا جائے۔

## سوکر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا

س……میں نے بہشتی زیور میں یہ پڑھا تھا کہ آدمی جب صبح سوکر اُٹھتا ہے تو اس کے ہاتھ ناپاک ہوتے ہیں، اور اس کو ہاتھ پاک کئے بغیر کوئی نم چیز نہیں پکڑنی چاہئے، پوچھنا یہ تھا کہ اگر آدمی کے ہاتھ پسینے سے بھیگے ہوئے یا نم ہوں یا اس نے سوتے میں یا غنودگی میں جسم کے ایسے حصے کو ہاتھ لگایا جو پسینے سے بھیگا ہوا یا نم ہو تو کیا ایسی صورت میں بھی وہ اور اس کا جسم ناپاک ہوجائیں گے؟ محترم! مجھے پسینہ کچھ زیادہ ہی آتا ہے، اور خاص طور پر سونے میں کسی ایک کروٹ پڑے رہنے میں وہ حصہ بھیگ جاتا ہے، اب میں اپنے ہاتھ سے جو پسینے


فہرست

سے نم ہوتے ہیں اپنا منہ بھی کھجاتا ہوں، اور چادر بھی ٹھیک کرتا ہوں، غرض جسم کو، کپڑوں کو، بستر کو ہاتھ لگاتا ہوں؟

ج…… آپ نے بہشتی زیور کے جس مسئلے کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

''مسئلہ:…… جب سو کر اُٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے، چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو۔''

آپ نے بہشتی زیور کا حوالہ دینے میں دو غلطیاں کی ہیں، ایک یہ کہ جب آدمی سو کر اُٹھتا ہے تو اس کے ہاتھ ناپاک ہوتے ہیں، حالانکہ بہشتی زیور کے مذکورہ بالا مسئلے میں سو کر اُٹھنے والے کے ہاتھوں کو ناپاک نہیں کہا گیا۔ دُوسری غلطی یہ کہ آپ نے لکھا کہ: ''ہاتھ پاک کئے بغیر کوئی چیز نہیں پکڑنی چاہئے'' حالانکہ بہشتی زیور کے مذکورہ بالا مسئلے میں یہ لکھا ہے کہ ہاتھ خواہ پاک ہوں یا ناپاک، ان کو پانی کے برتن میں نہیں ڈالنا چاہئے، نہ یہ کہ کسی چیز کو پکڑنا نہیں چاہئے۔

سونے سے پہلے اگر بدن پاک تھا اور نیند میں جنابت کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوا، تو پسینہ آنے سے نہ بدن ناپاک ہوتا ہے اور نہ سونے والے کے ہاتھ ناپاک ہوتے ہیں، لیکن نیند سے اُٹھ کر جب تک ہاتھ نہ دھوئے جائیں ان کو پانی کے برتن میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

## وضو کے پانی کے قطرے ناپاک نہیں ہوتے

س…… وضو کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو فرش پر وضو کے پانی کے قطرے گرتے ہیں، اس سے گناہ ملتا ہے، کیا یہ صحیح ہے کہ نماز کی جگہ پر پانی کے قطرے نہیں گرنے چاہئیں؟

ج…… جی نہیں! یہ مسئلہ صحیح نہیں، وضو کے قطرے ناپاک نہیں ہوتے۔

## وضو کے چھینٹوں سے حوض ناپاک نہیں ہوتا

س…… بعض لوگوں سے سنا ہے کہ وضو کے پانی کے چھینٹوں سے بچنا چاہئے کیونکہ گرنے والا پانی ناپاک ہوجاتا ہے، جبکہ بعض مساجد میں بڑے حوض ہوتے ہیں، وضو کرتے وقت وضو کا پانی حوض میں گرتا ہے، اس صورت میں پانی ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج……حوض سے وضو کرتے وقت احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ چھینٹے حوض پر نہ گریں، لیکن ان چھینٹوں سے حوض ناپاک نہیں ہوتا۔

## زکام میں ناک سے نکلنے والا پانی پاک ہے

س……نزلہ اور زکام کی وجہ سے جو پانی ناک سے خارج ہوتا ہے، وہ پاک ہے یا نہیں؟ اگر پاک ہے تو کس دلیل کے تحت؟ اور ناپاک ہے تو کس دلیل کے پیشِ نظر؟

ج……نزلہ اور زکام کی وجہ سے جو پانی ناک سے بہتا ہے وہ نجس اور ناپاک نہیں ہے، کیونکہ یہ کسی زخم سے خارج نہیں ہوتا، نہ کسی زخم پر سے گزر کر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

## شیرخوار بچے کا پیشاب ناپاک ہے

س……شیرخوار بچہ اگر کپڑوں پر پیشاب کردے تو کپڑوں کو دھونا چاہئے یا کہ ویسے پانی گرادینے سے صاف ہوجائیں گے؟

ج…… بچے کا پیشاب ناپاک ہے، اس لئے کپڑے کا پاک کرنا ضروری ہے، اور پاک کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہادیا جائے کہ اتنے پانی سے وہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے۔

## بچے کا پیشاب پڑنے پر کہاں تک چیز پاک ہوسکتی ہے؟

س……اگر مٹی کے برتن پر بچہ پیشاب کردے تو کیا اس برتن کو ضائع کردینا چاہئے یا نہیں؟ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی معمولی غذا پر بچہ پیشاب کردے تو لوگ اسے ضائع کردیتے ہیں، لیکن اگر غذا قیمتی ہو تو دھوکر کھالیتے ہیں، حالانکہ پیشاب لازمی طور پر غذا کی گہرائی تک گیا ہوگا، ایسے موقعوں پر کیا حکم ہے؟

ج……مٹی کا برتن تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا، یعنی اس طرح دھوئے کہ ہر مرتبہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے۔ جس غذا پر بچہ پیشاب کردے اس کا کھانا دُرست نہیں، البتہ اسے ایسی جگہ رکھ دیا جائے کہ کوئی جانور خود آکر اسے کھالے۔


فہرست

## ایک ہی مشین پر غیرمسلموں کے کپڑوں کے ساتھ دُھلائی

س...... کپڑے دھونے کی مشین مشترکہ طور پر کمپنی کی طرف سے ملی ہے، جس پر اکثر غیرمسلم کپڑے دھوتے ہیں، اگر کسی وقت کوئی مسلمان بھی اس مشین پر کپڑے دھوئے تو کیا مسلمان کے لئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... غیرمسلموں کے کپڑے دھونے سے تو کچھ نہیں ہوتا، آپ جب کپڑے دھولیں تو ان کو تین بار پانی میں سے نکال کر ہر بار خوب نچوڑ لیا کریں، پاک ہوجائیں گے۔

## ڈرائی کلینرز کے دھلے کپڑوں کا حکم

س...... یہاں گرم کپڑے دھونے کی جو دُکانیں اور فیکٹریاں ہیں، جنہیں ڈرائی کلینرز کہتے ہیں، وہ خاص قسم کی مشین ہوتی ہے، ان میں پیٹرول کی قسم کا خاص سیال مادّہ ڈالا جاتا ہے جو کہ ان کپڑوں کو دھوتا ہے، وہ مادّہ ایک دفعہ نیا ڈال کر بار بار اسی کو صاف کرکے دوبارہ استعمال کیا جاتا ہے، ایک دو ہفتے کے بعد نیا ڈالا جاتا ہے، اسی دوران دسیوں مرتبہ اس مشین میں کپڑے ڈالے جاتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اس طرح دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا ناپاک؟ چونکہ اس میں ہر قسم کے کپڑے پاک، ناپاک ڈالے جاتے ہیں اور ان مشینوں کو پانی سے کبھی دھویا نہیں جاتا، اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ اس میں دھوئے ہوئے سارے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہوں گے، البتہ یقین کے درجے میں معلوم نہیں کہ اس میں ناپاک کپڑے بھی ڈالے گئے؟ جواب مفصل تحریر فرمائیں کہ یہ مسئلہ یہاں موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔

ج...... یہ تو ظاہر ہے کہ ان مشینوں میں جو کپڑے ڈالے جاتے ہیں ان میں بہت سے ناپاک بھی ہوں گے، پاک و ناپاک مل کر سبھی ناپاک ہوجائیں گے، اور جیسا کہ معلوم ہے کہ ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ تین مرتبہ پاک پانی میں ڈالا جائے اور ہر مرتبہ خوب نچوڑا جائے، ڈرائی کلینرز دُکانوں میں اس تدبیر پر عمل نہیں ہوتا، اس لئے وہاں کے دُھلے ہوئے کپڑے پاک نہیں، اگر کبھی وہاں دُھلانے کی نوبت آئے تو ان کو اپنے طور پر پاک کرلیا جائے۔

یہ تو اس صورت میں ہے کہ اس امر کا ظن غالب ہو کہ مشین میں پاک اور ناپاک سبھی قسم کے کپڑے ڈالے گئے، اور اگر ناپاک کپڑوں کے ڈالے جانے کا ظن غالب نہ ہو تو محض شک یا تردّد ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس حالت میں آپ نے کپڑا دیا تھا، اسی حالت میں رہے گا۔ یعنی اگر پاک کپڑا دیا تھا تو پاک رہے گا، اور ناپاک دیا تھا تو ناپاک رہے گا۔

## کیا واشنگ مشین سے دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہوتے ہیں؟

س...... کیا واشنگ مشین سے دُھلے ہوئے ناپاک کپڑے پاک ہوجاتے ہیں؟ اور کیا ان سے نماز ہوسکتی ہے؟

ج...... دُھلائی مشین میں صابن کے پانی میں کپڑوں کو دھویا جاتا ہے اور پھر اس پانی کو نکال کر اُوپر سے نیا پانی ڈالا جاتا ہے اور یہ عمل بار بار کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ کپڑوں سے صابن نکل جاتا ہے، اس لئے دُھلائی مشین میں دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔

## دھوبی کے دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں

س...... دھوبی ہمارے کپڑے اور جائے نماز بھی دھوتا ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ وہ پاک دھوتا ہے کہ نہیں؟ کیا دُھلے ہوئے کپڑے اور جائے نماز بسم اللہ پڑھ کر تین بار جھاڑنے سے پاک ہوجائیں گے؟ یا ہمیں اس کے دھونے کے بعد خود پاک کرنے کے لئے دھونا ہوگا؟

ج...... دھوبی کے دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔

## پلاسٹک کے برتن بھی دھونے سے پاک ہوجاتے ہیں

س...... آپ جانتے ہی ہیں کہ کراچی میں کثرت سے پلاسٹک کے برتن بنتے اور استعمال ہوتے ہیں، ہم نے یہ سن رکھا ہے کہ پلاسٹک نجس ہوجائے (یعنی ایک نجس چھینٹ بھی پڑجائے) تو پھر پاک نہیں ہوسکتا، جبکہ تمام گھروں میں پلاسٹک کے برتن اور تمام غسل خانوں میں پلاسٹک کی بالٹیاں، کپ اور لوٹے وغیرہ استعمال ہوتے ہیں، اور غسل خانے میں آپ جانتے ہی ہیں کہ چھینٹ وغیرہ ضرور پڑ ہی جاتی ہے۔

ج...... یہ کس عقل مند نے کہا ہے کہ پلاسٹک کے برتن پاک نہیں ہوتے؟ جس طرح

دُوسرے برتن دھونے سے پاک ہوجاتے ہیں، اسی طرح پلاسٹک کے برتن بھی دھونے سے پاک ہوجاتے ہیں۔

## برتن پاک کرنے کا طریقہ

س…… اگر کچا برتن (گھڑا) وغیرہ ناپاک ہوجائے یا پکا برتن (دیگچی، بالٹی) وغیرہ ناپاک ہوجائے تو کیسے پاک کریں؟

ج…… برتن کچا ہو یا پکا، تین بار دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

## گندگی میں گرجانے والی گھڑی کو پاک کرنے کا طریقہ

س…… میری دستی گھڑی قیمتی واٹر پروف رات کے نو بجے فلش پاخانہ میں گرگئی، قیمتی ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ فکر اور پریشانی ہوئی، صبح نو بجے جمعدار نے فلش سے گھڑی نکال دی، یعنی بارہ گھنٹے کے بعد گھڑی نکالی گئی، اس وقت بھی وہ بالکل صحیح وقت پر چل رہی تھی۔ سوال یہ ہے کہ اسے دھوکر استعمال کی جاسکتی ہے اور اس کو پاک کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اسے ہاتھ پر باندھ کر نماز، تلاوت کرسکتے ہیں؟

ج…… اگر اطمینان ہے کہ پانی اس کے اندر نہیں گیا تو صرف اُوپر سے دھوکر پاک کرلینا کافی ہے، ورنہ کھول کر دھولیا جائے اور پانی کے بجائے پٹرول سے پاک کرلینا بھی صحیح ہے۔

## رُوئی اور فوم کا گدا پاک کرنے کا طریقہ

س…… فوم اور رُوئی کے گدے کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اگر بستر کے طور پر استعمال کرنے سے وہ ناپاک ہوجائے، کیونکہ عموماً چھوٹے بچے پیشاب کردیتے ہیں۔

ج…… ایسی چیز جس کو نچوڑنا ممکن نہ ہو، اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھوکر رکھ دیا جائے، یہاں تک کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہوجائیں، اس طرح تین بار دھولیا جائے۔

## ناپاک کپڑے دُھوپ میں سکھانے سے پاک نہیں ہوتے

س…… کہا جاتا ہے کہ نئے یا پرانے کپڑے کو حیض کے دنوں میں استعمال کرنے کے بعد دُھوپ میں سکھانے کے بعد وہ پاک ہوجاتے ہیں۔

ج……اگر ناپاک ہوگئے تھے تو صرف دُھوپ میں سکھانے سے پاک نہیں ہوں گے، ورنہ ضرورت نہیں، کیونکہ حیض کے ایام میں پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، سوائے اس کپڑے کے، جس کو نجاست لگ گئی ہو۔

## ہاتھ پر ظاہری نجاست نہ ہونے سے برتن ناپاک نہ ہوگا

س……جس شخص پر غسل واجب ہو، اگر وہ نجاست والی جگہ اور ہاتھ وغیرہ صابن سے اچھی طرح دھولے اور اس کے بعد اگر ہاتھ کسی برتن کو لگائے یا کسی برتن میں کھانا کھائے تو وہ برتن ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج……جب اس کے ہاتھ پر ظاہری نجاست نہیں تو برتن کیوں ناپاک ہوگا؟

## ناپاک چھینٹوں سے کپڑے ناپاک ہوں گے

س……اگر پاک کپڑے پہن کر ناپاک کپڑے دھوئے جائیں تو کیا ناپاک کپڑوں کے چھینٹوں سے پاک کپڑے ناپاک ہوجائیں گے؟

ج……ناپاک چھینٹوں سے کپڑے ضرور ناپاک ہوں گے۔

## ناپاک کپڑا دھونے کے چھینٹے ناپاک ہیں

س……کپڑے دھوتے وقت ہم پر چھینٹے پڑتے ہیں تو ہمارے کپڑے پاک رہتے ہیں یا نہیں؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیجئے۔

ج……کپڑے اگر ناپاک ہوں تو چھینٹے بھی ناپاک ہوں گے، اس لئے یا تو کپڑا دھوتے وقت ایسے کپڑے پہنے جائیں جو عام استعمال کے نہ ہوں، یا ناپاک کپڑوں کو پہلے احتیاط کے ساتھ پاک کرلیا جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ جتنی جگہ نجاست لگی ہے اس کو تین بار دھودیا جائے۔

## گندے لوگوں سے مس ہونے پر کپڑوں کی پاکی

س……میں ایک کمپونڈر ہوں اور ہمارے علاقے میں ہندو قوموں کی اکثریت ہے، اور میں ڈسپنسری میں کام کرتا ہوں، وہاں پر ۹۰ فیصد ہندو مریض آتے ہیں، اور یہ قومیں ہندو ہونے کے ساتھ ساتھ رہن سہن میں کافی گندی ہیں، ڈسپنسری چھوٹی ہونے کی وجہ سے کافی کھچ پچ ہوجاتی

ہے، اوران کے جسم اور کپڑے میرے کپڑوں سے لگتے ہیں، کیونکہ میں ایک کمپونڈر ہوں اس لئے کافی گھل مل کر کام کرنا پڑتا ہے، اس لئے آپ یہ بتائیں کہ اس طرح میں ان کپڑوں میں نماز ادا کرسکتا ہوں یا نہیں؟ کوئی حل بتائیں کہ میں اپنے کپڑے پاک رکھ سکوں۔

ج……اگران کے جسم پر بظاہر کوئی نجاست نہ ہوتو ان کے ساتھ آپ کے خلط ملط ہونے سے آپ کے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، بغیر کسی وسوسے کے ان کپڑوں میں نماز پڑھئے۔

## ناپاک جگہ خشک ہونے کے بعد پاک ہوجاتی ہے

س……بعض گھرانوں میں بلکہ اکثر گھرانوں میں چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں، جو جگہ جگہ پیشاب کردیتے ہیں، کیا ایسی صورت میں اس جگہ بیٹھنے یا سونے والا نماز پڑھنے کے قابل رہتا ہے؟ یاد رہے کہ وہ جگہ سائے میں خشک ہوئی ہو، جواب دے کر تسلی فرمائیں۔

ج……ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد نماز کے لئے پاک ہوجاتی ہے، اور ایسی جگہ کے خشک ہونے کے بعد وہاں بغیر کپڑا بچھائے بھی نماز پڑھنا جائز ہے، تاہم اگر طبعاً کراہت آئے تو وہاں کپڑا بچھا کر نماز پڑھ لی جائے۔

س……ناپاک جگہ زمین وغیرہ کو کس طرح پاک کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ پختہ ہونے کی صورت میں دھوکر پاک ہوجائے گی، لیکن کچی جگہ مثلاً کچا صحن یا کچی چھت وغیرہ، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج……زمین خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے، اس پر نماز پڑھنا دُرست ہے، مگر اس سے تیمّم کرنا دُرست نہیں۔

## جس چیز کا ناپاک ہونا یقینی یا غالب نہ ہو وہ پاک سمجھی جائے گی

س……سائل اکثر کپڑے یا کوئی ناپاک چیز دھوتے وقت شک میں پڑجاتا ہے، بعد میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ شک کی بنا پر دھویا ہے، اسی طرح کوئی چیز واقعتاً ناپاک ہوجائے تب بھی پریشانی ہوتی ہے۔

ج……جس چیز کا ناپاک ہونا یقینی یا غالب نہ ہو اس کو پاک ہی سمجھا کیجئے، خواہ کتنے ہی


فہرست

وسوسے آئیں، ان کی پروا نہ کیجئے، اور جس چیز کے بارے میں غالب گمان ہو کہ یہ ناپاک ہوگی اس کو پاک کرلیا کیجئے، اس کے بعد وسوسہ نہ کیجئے۔

## پاکی میں شیطان کے وسوسے کو ختم کرنے کی ترکیب

س...... اگر سائل یقینی طور پر کسی ناپاک چیز کو دھوتا ہے، مگر ایک شک ختم نہیں ہوتا کہ دُوسرا شروع ہوجاتا ہے، اس وجہ سے سائل تقریباً ہر وقت پریشان رہتا ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں واضح فرماویں۔

ج...... اس شک کا علاج یہ ہے کہ آپ کپڑا یا چیز تین بار دھولیا کیجئے اور (کپڑے کو ہر بار نچوڑا بھی جائے) بس پاک ہوگئی، اس کے بعد اگر شک ہوا کرے تو اس کی کوئی پروا نہ کیجئے، بلکہ شیطان کو یہ کہہ کر دُھتکار دیا کیجئے کہ: او مردود! جب اللہ اور رسول اس کو پاک کہہ رہے ہیں تو میں تیری شک اندازی کی پروا کیوں کروں؟ اگر آپ نے میری اس تدبیر پر عمل کیا تو انشاء اللہ آپ کو شک اور وہم کی بیماری سے نجات مل جائے گی۔

## جن کپڑوں کو کتا چھو جائے ان کا حکم

س...... آج کل مسلمان، انگریزوں کی طرح کتے پالتے ہیں، تو اگر یہ کتے کپڑوں یا اعضاء کے ساتھ لگ جائیں تو کیا وہ جگہ ناپاک ہوجائے گی، اگرچہ کتے کا بدن گیلا نہ ہو؟

ج...... جو لوگ شوقیہ کتے پالتے ہیں، ان کے لئے پاک، ناپاک کا سوال ہی نہیں، اگر ان کو ناپاک سمجھتے تو ان سے نفرت بھی کرتے، کتے کے بدن سے اگر کپڑا یا کوئی اور چیز مس ہوجائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی، جبکہ اس کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو، خواہ اس کا بدن خشک ہو یا گیلا، البتہ کتے کا لعاب جس چیز کو لگ جائے وہ ناپاک ہے، اور کتا عموماً کپڑوں کو منہ لگا دیتا ہے، پس جس کپڑے کو کتے نے منہ لگا دیا ہو وہ ناپاک ہوجائے گا۔

## کتے کا لعاب ناپاک ہے

س...... اگر کتا ہاتھ یا پاؤں پر زبان پھیر دے تو کیا بدن بھی پلید ہوجائے گا؟

ج…… کتے کا لعاب نجس بھی ہے اور زہر بھی، اس لئے جس جگہ کتے کا لعاب لگے وہ ناپاک ہے اور اس کا صاف کرنا لازم ہے۔

## کیا چھوٹا کتا بھی پلید ہے؟

س……اگر بڑا کتا پلید ہے تو چھوٹا کتا یعنی کتے کا کم عمر بچہ پلید ہے یا پاک؟

ج……چھوٹے اور بڑے کتے کا ایک ہی حکم ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو کتوں کے شوق کے بجائے ان سے نفرت نصیب فرمائے۔

## بلی کے جسم سے کپڑے چھو جائیں تو؟

س……میری ایک دوست ہے، جو میرے گھر آئی تھی، بلی سے بھاگ کر کرسی پر پیر اُٹھا کر بیٹھ گئی، میں نے پوچھا کیوں؟ تو کہنے لگی کہ: بلی اگر کپڑوں سے لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں اور نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ میری دادی نے کہا کہ: بلی اگر سوکھی ہو تو نماز ہوسکتی ہے، ہاں! اگر بلی گیلی ہو تو کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں۔ آپ اسلام کی روشنی میں اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج……بلی کے ساتھ کپڑے لگنے سے ناپاک نہیں ہوتے، خواہ بلی سوکھی ہو یا گیلی ہو، بشرطیکہ اس کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو۔

## ناپاک چربی والا صابن

س……مردار اور حرام جانوروں کی چربی کے صابن سے طہارت ہوجاتی ہے اور نمازیں وغیرہ دُرست اور ٹھیک ہیں یا نہیں؟

ج……ناپاک چربی کا استعمال جائز نہیں، تاہم ایسے صابن کا استعمال کرنا جس میں یہ چربی ڈالی گئی ہو جائز ہے، کیونکہ صابن بن جانے کے بعد اس کی ماہیت تبدیل ہوجاتی ہے۔

# نماز کی فرضیت واہمیت

## علامتِ بلوغت نہ ظاہر ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے، لڑکی پر نماز فرض ہے

س…… یہ بات تفصیل سے بتایئے کہ نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز فرض ہوتی ہے جب احتلام ہوتا ہے، اس سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی۔

ج……نماز بالغ پر فرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں تو نماز اسی وقت سے فرض ہوتی ہے، اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو لڑکا، لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے، اور جس دن سولہویں سال میں قدم رکھیں گے اس دن سے ان پر نماز روزہ فرض ہوں گے۔

## سن بلوغت یاد نہ ہونے پر قضا نماز، روزہ کب سے شروع کرے؟

س……اکثر کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہوجاتی ہے، اور لڑکا، لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر مختلف کتابوں میں مختلف لکھی ہے، یعنی کہیں بارہ سال ہے اور کہیں تیرہ، چودہ سال، اور کہیں پندرہ سال ہے۔ میں نے چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں نماز پڑھنی شروع کی، آپ یہ فرمائیں کہ مجھے کتنی عمر کی نمازیں قضا پڑھنی چاہئیں؟ مجھے نہیں یاد کہ میں بالغ کس عمر میں ہوا تھا؟

ج……لڑکے اور لڑکی کا بالغ ہونا علامات سے بھی ہوسکتا ہے، (مثلاً: لڑکے کو احتلام ہوجائے، یا لڑکی کو حیض آجائے، وغیرہ)، اگر پندرہ سال سے پہلے بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں تو ان پر بالغوں کے اَحکام جاری ہوں گے، اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر پورا ہونے پر ان کو بالغ شمار کیا جائے گا اور ان پر نماز، روزہ وغیرہ فرائض لازم ہوجائیں گے۔

اگر کسی نے بالغ ہونے کے بعد بھی نماز، روزہ میں کوتاہی کی، اب وہ توبہ کرکے نماز، روزہ قضا کرنا چاہتا ہے، اور اسے یہ یاد نہیں کہ وہ کب بالغ ہوا تھا؟ تو لڑکے کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ تیرہویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیونکہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے، اور لڑکی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نو برس پورے ہونے اور دسویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیونکہ نو برس کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے۔

## بے نمازی کو کامل مسلمان نہیں کہہ سکتے

س...... ایک آدمی پورا سال نماز نہ پڑھے تو اسے کامل مسلمان کہا جاسکتا ہے، جو جمعہ اور عید کی نماز بھی نہیں پڑھتا؟

ج...... اگر وہ شخص اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے اور نماز کی فرضیت کا بھی قائل ہے، مگر سستی یا غفلت کی بنا پر نماز نہیں پڑھتا تو ایسا شخص مسلمان تو ہے لیکن کامل مسلمان اسے نہیں کہا جاسکتا، کہ وہ نماز جیسے اہم اور بنیادی رُکن کا تارک ہونے کی وجہ سے سخت گناہگار اور بدترین فاسق ہے، قرآن و احادیث میں نماز کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

## تارکِ نماز کا حکم

س...... مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آرہی ہے کہ بے نمازی کے لئے اسلام کے کیا اَحکامات ہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہوجاتا ہے، اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیا یہ سچ ہے؟ اور اسی طرح سنا ہے کہ عبدالقادر جیلانیؒ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اسے (بے نمازی کو) مار ڈالا جائے، اس کی لاش کو گھسیٹ کر شہر سے باہر پھینک دیا جائے، کیا یہ بھی حقیقت ہے؟ ویسے زیادہ لوگوں سے میں نے یہ سنا ہے کہ وہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا، یعنی اگر وہ زبان سے کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو کافر ہوجاتا ہے، ورنہ چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے، وہ کافر نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا تو اسے قتل کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟ جبکہ قرآن مجید میں بھی کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ برائے مہربانی مجھے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد

بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بے نمازی کے بارے میں جو صحیح صحیح اَحکامات ہیں، بتادیں، مع حوالہ کے، بہت مہربانی ہوگی۔

ج…… تارکِ صلوٰۃ اگر نماز کی فرضیت ہی کا منکر ہو تو باجماعِ اہلِ اسلام کافر و مرتد ہے، (اِلَّا یہ کہ نیا مسلمان ہوا ہو اور اسے فرضیت کا علم نہ ہوسکا ہو، یا کسی ایسے کوردہ میں رہتا ہو کہ وہ فرضیت سے جاہل رہا ہو، اس صورت میں اس کو فرضیت سے آگاہ کیا جائے گا، اگر مان لے تو ٹھیک، ورنہ مرتد اور واجب القتل ہوگا)۔ اور جو شخص فرضیت کا تو قائل ہو، مگر سستی کی وجہ سے پڑھتا نہ ہو، تو امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک وہ مسلمان تو ہے، مگر بدترین فاسق ہے۔ اور امام احمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد ہے، اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے، اگر نماز پڑھنے لگے تو ٹھیک ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے، غرض اس کے اَحکام مرتدین کے ہیں۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق اگرچہ بے نمازی مسلمان ہے، مگر اس جرم یعنی ترکِ صلوٰۃ کی سزا قتل ہے، اِلَّا یہ کہ وہ شخص توبہ کرلے، لہٰذا اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور ترکِ نماز سے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے، اگر توبہ کرلے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجائے گی، ورنہ اس کو قتل کردیا جائے گا، اور قتل کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، الغرض اگر بے نمازی توبہ نہ کرے تو ان حضرات کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بے نمازی کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کو ہمیشہ قید رکھا جائے گا اور روزانہ اس کے جوتے لگائے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ ترکِ نماز سے توبہ کرلے۔ ان مذاہب کی تفصیل فقہِ شافعی کی کتاب شرح مہذب (ج:۳ ص:۱۲)، اور فقہِ حنبلی کی کتاب المغنی (ج:۲ ص:۲۹۸ مع الشرح الکبیر)، اور فقہِ حنفی کی کتاب فتاویٰ شامی (ج:۱ ص:۳۹۲) میں ہے۔ جو حضرات بے نمازی کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا جرم ہے، اس کے علاوہ ان کے اور بھی دلائل ہیں۔ حضرت پیرانِ پیر

شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا، مگر وہ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں، اور میں اُوپر لکھ چکا ہوں کہ امام احمدؒ کی ایک روایت میں یہ مرتد ہے، اور اس کے ساتھ مرتدین جیسا سلوک کیا جائے گا۔ اس لئے اگر حضرت پیرانِ پیرؒ نے یہ لکھا ہو کہ بے نمازی کا کفن دفن نہ کیا جائے، بلکہ مردار کی طرح گھسیٹ کر اس کو کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے تو ان کے مذہب کی روایت کے عین مطابق ہے۔

## نماز چھوڑنا کافر کا فعل ہے

س…… احادیث میں آتا ہے کہ جس نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس نے کفر کیا، آپ مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ کفر سے مراد اللہ نہ کرے، آدمی کافر ہوگیا یا یہ کہ کفر کیا ہے یہ چھوڑی جانے والی نماز کے بعد جو نماز پڑھی، تو درمیان میں جو وقت گزرا وہ کفر کی حالت میں رہا، حالانکہ جس نے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا اسے کافر نہیں کہنا چاہئے۔

ج…… جو شخص دینِ اسلام کی تمام باتوں کو سچا مانتا ہو، اور تمام ضروریاتِ دین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہو، اہلِ سنت کے نزدیک وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔ اس حدیث شریف میں جس کفر کا ذکر ہے وہ کفرِ اعتقادی نہیں، بلکہ کفرِ عملی ہے، حدیث شریف کا قریب ترین مفہوم یہ ہے کہ اس شخص نے کفر کا کام کیا، یعنی نماز چھوڑنا مؤمن کا کام نہیں، کافر کا فعل ہے، اس لئے جو مسلمان نماز چھوڑ دے اس نے کافروں کا کام کیا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو بھنگی کہہ دیا جائے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ واقعتاً بھنگی ہے، بلکہ یہ کہ وہ بھنگیوں کے سے کام کرتا ہے، اسی طرح جو شخص نماز نہ پڑھے، وہ اگرچہ کافر نہیں، لیکن اس کا یہ عمل کافروں جیسا ہے۔

## کیا بے نمازی کے دیگر اعمالِ خیر قبول ہوں گے؟

س…… بعض حضرات ایسے ہیں کہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، ہر طرح غرباء کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لیکن جب ان سے کہا جائے کہ بھائی! نماز بھی پڑھ لیا کرو، تو کہتے ہیں: یہ بھی تو فرض عبادت ہے! کیا بے نمازی کے یہ سارے اعمال قبول ہوجاتے ہیں؟

ج…… کلمۂ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رُکن نماز ہے، نمازِ پنج گانہ ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور نماز نہ پڑھنے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں، زنا، چوری وغیرہ بڑے بڑے گناہ، نماز نہ پڑھنے کے گناہ کے برابر نہیں، پس جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ اگر خیر کے دُوسرے کام کرتا ہے تو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ قبول نہیں ہوں گے، لیکن ترکِ نماز کا وبال اتنا بڑا ہے کہ یہ اعمال اس کا تدارک نہیں کرسکتے۔

ان حضرات کا یہ کہنا کہ ''یہ بھی تو فرض عبادت ہے'' بجا ہے، لیکن ''بڑا فرض'' تو نماز ہے، اس کو چھوڑنے کا کیا جواز ہے؟

## جو فرض نماز کی اجازت نہ دے اس کی ملازمت جائز نہیں

س…… میں ایک ایسی جگہ پر دُکانداری کی مزدوری کرتا ہوں جہاں پر مجھے دوپہر بارہ بجے سے رات دس بجے تک ڈیوٹی دینی پڑتی ہے، یہ دُکان ایک چھوٹا سا کریانہ اسٹور ہے، اس ڈیوٹی کے دوران چار نمازوں کا ٹائم آتا ہے، جبکہ مالک مجھے نماز کے لئے وقفہ نہیں دیتا، اس مجبوری کی وجہ سے رات دس بجے چھٹی کے بعد نمازیں قضا پڑھتا ہوں۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا میری یہ نمازیں قبول ہوں گی؟ اگر نہیں تو پھر مجھے کوئی راستہ بتائیں کہ میں کیا کروں؟

ج…… ایسا شخص جو فرض نماز کی بھی اجازت نہیں دیتا، اس کے یہاں ملازمت ہی جائز نہیں۔

## اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھ کر نماز نہ ادا کرنے والے کی سزا

س…… بعض لوگ بغیر کسی عذر کے نماز ترک کردیتے ہیں اور پھر کھیل، لغو باتوں، کام کاج اور دیگر مصروفیات میں مشغول رہتے ہیں، جب ان سے کہیں کہ نماز ترک کرنے سے خدا ناراض ہوجاتا ہے اور خدا کا عذاب بھی نازل ہوتا ہے، تو جواب ملتا ہے کہ خدا کی ذات ''غفور رحیم'' بھی ہے اور ہمیں معاف بھی کردے گا، اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

ج…… اللہ تعالیٰ بلاشبہ ''غفور رحیم'' ہیں، لیکن ایسے ''غفور رحیم'' کی نافرمانی جب ڈھٹائی سے کی جائے اور نافرمانی کرنے والے کو اپنی حالت پر شرمندگی بھی نہ ہو تو اس کا قہر بھی نازل ہوسکتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے نمازِ پنج گانہ ادا کی قیامت

کے دن اس کے لئے نور بھی ہوگا، اس کے ایمان کا برہان بھی ہوگا اور اس کی نجات بھی ہوگی اور جو ان کی پابندی نہ کرے، نہ اس کے لئے نور ہوگا، نہ اس کے ایمان کی دلیل ہوگی، نہ اس کی نجات ہوگی، اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور اُبیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے غضب سے پناہ میں رکھے! خلاصہ یہ ہے کہ شیطان کا مکر اور دھوکا ہے کہ تم گناہ کئے جاؤ، اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں، وہ خود ہی بخش دیں گے۔ مؤمن کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ اَحکامِ الٰہی کی پابندی کرے، گناہوں سے بچتا رہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی اُمید بھی رکھے، جیسا کہ ہم دُعائے قنوت میں کہتے ہیں: ”نرجوا رحمتک ونخشٰی عذابک“ (یا اللہ! ہم آپ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں)۔

## نماز فرض ہے، داڑھی واجب ہے، دونوں پر عمل لازم ہے

س…… ایک شخص نماز نہیں پڑھتا، اس صورت میں داڑھی رکھی، کیا ثواب ملے گا؟ نماز پڑھنے والا ایک فرد جس نے داڑھی رکھی نہیں ہے، کیا اس کو نماز کا ثواب ملے گا؟ ایک شخص جس نے داڑھی رکھی تھی اب مونڈ ڈالی، لیکن اب نماز بھی پڑھتا ہے، کیا اس کو ثواب ملے گا؟

ج…… نماز پڑھنا فرض ہے، اور اس کا چھوڑنا گناہِ کبیرہ اور کفر کا کام ہے، داڑھی رکھنا واجب اور اس کا کترانا یا مونڈنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، مسلمان کو چاہئے کہ تمام فرائض و واجبات کی پابندی کرے اور اپنی آخرت اور قبر کے لئے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے، کیونکہ مرنے کے بعد نیکی نہیں کرسکے گا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ حرام و ناجائز اور گناہِ کبیرہ کے تمام کاموں سے پرہیز کرے، اور اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو فوراً توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اِستغفار سے اس کا تدارک کرے تاکہ اس کی عاقبت برباد نہ ہو۔ الغرض مسلمان راہِ آخرت کا مسافر ہے، اس کو لازم ہے کہ اس راستے کے لئے توشہ جمع کرنے کا حریص ہو اور راستے کی جھاڑیوں اور کانٹوں سے دامن بچاکے نکلے۔

اب اگر ایک شخص کچھ نیک کام کرتا ہے اور کچھ بُرے، تو قیامت کے دن میزانِ عدالت میں اس کی نیکیوں اور بدیوں کا موازنہ ہوگا، اگر نیکیوں کا پلہ بھاری رہا تو کامیاب

ہوگا اور اگر خدانخواستہ بدیوں کا پلہ بھاری نکلا تو ذلت ورُسوائی اور ناکامی و بربادی کا منہ دیکھنا ہوگا، اِلَّا یہ کہ رحمتِ خداوندی کسی کی دستگیری فرمائے، اس تقریر سے آپ کے سوال کا اور اس قسم کے تمام سوالات کا جواب معلوم ہوگیا۔

## بے نمازی کے ساتھ کام کرنا

س…… میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کام کرتا ہوں جو نماز نہیں پڑھتے، بلکہ جمعہ تک نہیں پڑھتے، کیا ایسے آدمی کے ساتھ کام کرنا جائز ہے؟

ج…… کام تو کافر کے ساتھ بھی کرسکتے ہیں، وہ صاحب اگر مسلمان ہیں تو ان کو نماز کی ترغیب دینا ضروری ہے، آپ ان کو کسی بہانے کسی نیک صحبت میں لے جایا کیجئے، اس سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ نمازی ہوجائیں گے۔

## نماز قائم کرنے اور نماز پڑھنے میں کیا فرق ہے؟

س……قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز قائم کرو، جبکہ ہمارے مولوی صاحبان اور علماء ہمیشہ اس بات کو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز پڑھو، نہ قرآن شریف میں یہ حکم آیا ہے کہ نماز پڑھو، اور نہ ہمارے رسولؐ کی حدیث ہے، جس سے یہ بات ثابت ہوجائے۔ آپ مہربانی کرکے اس بات کی وضاحت کردیں کہ نماز پڑھنے اور قائم کرنے میں کیا فرق ہے؟ اور کیا ہم نماز قائم کرنے کے بجائے پڑھیں تو ثواب ملتا ہے؟

ج……نماز قائم کرنے سے مراد ہے اس کی تمام شرائط و آداب کے ساتھ خوب اِخلاص و توجہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ اسے ادا کرنا۔ اسی کو ہماری زبان میں نماز پڑھنا کہتے ہیں، لہٰذا نماز پڑھنے اور ''نماز ادا کرنے'' کا ایک ہی مفہوم ہے، دو نہیں، کیونکہ جب ''نماز ادا کرنے'' یا ''نماز پڑھنے'' کا لفظ کہا جاتا ہے تو اس سے نماز قائم کرنا ہی مراد ہوتا ہے۔

## نماز کے لئے مصروفیت کا بہانہ لغو ہے

س……اسلام چودہ سو سال پرانا مذہب ہے، اس زمانے میں لوگوں کی ضروریات بہت کم ہوتی تھیں، مصروفیات بھی کم ہوتی تھیں، فارغ وقت لوگوں کے پاس بہت ہوتا تھا، پانچ

وقت نماز ادا کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی، مگر اب حالات بہت مختلف ہیں، زندگی بہت مصروف ہوگئی ہے، اگر نماز صرف صبح و شام پڑھ لی جائے تو اس بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے؟ کیونکہ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو دفتر جانے سے پہلے یا دیگر کاموں سے پہلے ہی دو اوقات ذرا فرصت کے ہوتے ہیں، جن میں انسان خدا کو دِل سے یاد کرسکتا ہے۔

ج…… پانچ وقت کی نماز فرض ہے، اور ان کے جو اوقات متعین ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، مصروفیت کا بہانہ لغو ہے۔ سوال کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کے لئے تھی، بعد کے لوگوں کے لئے نہیں۔ ایسا خیال کفر کے قریب ہے، آج کے دور میں لوگ تفریح پر، دوستوں کے ساتھ گپ شپ پر اور کھانے وغیرہ پر گھنٹوں خرچ کردیتے ہیں، اس وقت ان کو اپنی مصروفیات یاد نہیں رہتیں، آخر مصروفیت کا سارا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے؟ اور وقت میں کفایت شعاری صرف نماز ہی کے لئے کیوں روا رکھی جاتی ہے…؟

## کیا پہلے اخلاق کی دُرستی ہو پھر نماز پڑھنی چاہئے؟

س…… آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اخلاق دُرست کئے جائیں، پھر نماز پڑھنی چاہئے۔

ج…… یہ خیال دُرست نہیں، بلکہ خود اخلاق کی دُرستی کے لئے بھی نماز ضروری ہے، اور یہ شیطان کا چکر ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لئے ایسی اُلٹی سیدھی باتیں سمجھاتا ہے، مثلاً: یہ کہہ دیا کہ جب تک اخلاق دُرست نہ ہوں، نماز کا کیا فائدہ؟ اور شیطان کو پورا اطمینان ہے کہ یہ شخص مرتے دَم تک اپنے اخلاق دُرست نہیں کرسکے گا، لہٰذا نماز سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا، حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ آدمی نماز کی بھی پابندی کرے اور ساتھ ساتھ اصلاحِ اخلاق کی کوشش کرے، نماز چھوڑ کر اخلاق کی اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے؟

## تعلیم کے لئے عصر کی نماز چھوڑنا دُرست نہیں

س…… میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں، اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں، کالج کا

ٹائم ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں ہمیشہ مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز کے فرض پڑھ لیا کروں؟ کیا مجھے اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

ج…… حدیث میں ہے کہ جس کی نمازِ عصر قضا ہوگئی اس کا گویا گھر بار لٹ گیا اور گھر کے سارے لوگ ہلاک ہوگئے، اس لئے نماز قضا کرنا تو جائز نہیں، اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے، یا لعنت بھیجئے ایسے کالج اور ایسی تعلیم پر، جس سے نماز غارت ہوجائے۔

## مطلب براری کے بعد نماز، روزہ چھوڑ دینا بہت غلط بات ہے

س…… جناب بہت سے دوستوں میں یہ بات زیرِ بحث ہوتی ہے کہ ہمارے کچھ دوست جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور جب ان کا مطلب نکل جاتا ہے تو نماز پھر چھوڑ دیتے ہیں۔

میں اور میرے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ آدمی نماز، روزہ رکھے اور پڑھے، لیکن فرض سمجھ کر، یہ نہیں کہ جب کوئی مصیبت آئی یا کوئی کام اٹک گیا تو نمازیں شروع، اور جب کام نکل گیا تو پھر اللہ کو بھول گئے۔ میں اور میرے دوست بھی کچھ ایسے ہیں جو کہ نماز نہیں پڑھتے، لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ تم نماز پڑھو تمہارا فلاں کام ہوجائے گا، یا مثلاً ایک دو دوستوں کا ویزا نہیں مل رہا ہے سعودی عرب کا اور دُوسرے لوگ ان کو کہتے ہیں کہ نماز پڑھو اور اللہ سے دُعا کرو، تمہارا ویزا آجائے گا، لیکن میں اور میرے دوست کہتے ہیں کہ صرف ویزے کے لئے نماز پڑھنا، یعنی لالچ کے تحت اللہ کے دربار میں حاضر ہونا اور جب کام نکل جائے تو پھر نمازیں چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے۔

ج…… دُنیوی غرض کے لئے نماز، روزہ کرنا اور کام نکل جانے کے بعد چھوڑ دینا بہت ہی غلط بات ہے، اور اس سے زیادہ غلط بات یہ ہے کہ آدمی اپنی حاجت اور ضرورت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع نہ ہو۔ نماز، روزہ اور دیگر عبادات محض اللہ تعالیٰ کا حق سمجھ کر کرنی چاہئیں، خواہ تنگی ہو یا فراخی، ہر حال میں کرنی چاہئیں۔ صرف دُنیوی مفادات کو پیشِ نظر نہیں

رکھنا چاہئے، بلکہ آخرت کی بھلائی اور اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی مطمحِ نظر ہونی چاہئے۔ الغرض آپ کا اور آپ کے دوستوں کا یہ نظریہ تو صحیح ہے کہ صرف دُنیوی مشکل حل کرانے کے لئے نماز، روزہ کرنا، اور مشکل حل ہونے کے بعد چھوڑ دینا غلط ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ مشکل وقت میں بھی اللہ تعالیٰ سے رُجوع نہ کیا جائے۔

## کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے نماز مقبول ہونے کا علم ہوجائے؟

س…… کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے عوام کو یہ معلوم ہوجائے کہ ہماری نماز مقبول ہے، اور ہمارا ربّ ہم سے راضی ہے؟

ج…… نماز کو پوری شرائط اور مطلوبہ خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کے بعد حق تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ قبول فرمائیں گے۔

## نماز قائم کرنا حکومتِ اسلامی کا پہلا فرض ہے

س…… کیا اسلامی نظام کا نفاذ بغیر قیامِ نماز کے ناممکن نہیں؟

ج…… نماز کے بغیر اسلامی نظام کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔

س…… کیا جو حکومت اپنے کو اسلامی کہتی ہے، اس کا پہلا فرض نماز کا حکم اور اس پر سزا کے قانون نافذ کرنا نہیں؟

ج…… پہلا فرض یہی ہے۔

س…… اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو کل قیامت میں ان تمام بے نمازیوں کے گناہوں کا بوجھ کس کے سر ہوگا؟

ج…… بوجھ تو بے نمازیوں کے ذمہ ہوگا، تاہم نظامِ صلوٰۃ قائم نہ کرنے کا گناہ حکومت کو ملے گا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کردے تو اس کا کرم ہے۔

## نماز کے وقت کاروبار میں مشغول رہنا حرام ہے

س…… ایک آدمی دُکان کرتا ہے یا کوئی بھی کاروبار کرتا ہے، جب اذان ہوتی ہے تو نماز نہیں پڑھتا یا جماعت سے نہیں پڑھتا، تو اس کا نماز کے وقت کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور جو رقم اس

نے نماز کے وقت کمائی حلال ہے یا کہ حرام؟

ج...... کمائی تو حرام نہیں، مگر کاروبار میں اس طرح مشغول رہنا کہ نماز فوت ہوجائے یا جماعت کا اہتمام نہ کرنا حرام ہے۔

# اوقاتِ نماز

## وقت سے پہلے نماز پڑھنا دُرست نہیں

س...... جس طرح وقت گزرنے کے بعد قضا نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح وقت سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... نماز کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس نماز کا وقت داخل ہوچکا ہو، پھر جو نماز وقت کے اندر پڑھی گئی وہ تو ادا ہوئی، اور جو وقت نکلنے کے بعد پڑھی گئی وہ قضا ہوئی، اور جو وقت سے پہلے پڑھی گئی وہ نہ ادا ہوئی نہ قضا، بلکہ سرے سے نماز ہوئی ہی نہیں۔

## اذان کے فوراً بعد نماز گھر پر پڑھنا

س...... نمازی اگر اکیلا گھر پر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اذان ہوتے ہی نماز کا وقت ہوجاتا ہے کہ نہیں؟ اذان کے کتنے وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے؟ اس طرح تو وہ نمازی مساجد میں نماز ادا ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھ لے گا، ایسا کوئی ضروری حکم تو نہیں ہے کہ اذان کے کچھ وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے یا کہ جیسے ہی اذان ختم ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ج...... گھر میں اکیلے نماز پڑھنا عورتوں کے علاوہ صرف معذور لوگوں کے لئے جائز ہے، بغیر عذر کے مسجد کی جماعت کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ اذان وقت سے پہلے نہیں ہوئی تو گھر میں نماز پڑھنے والا اذان کے فوراً بعد نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ اگر وقت ہوچکا ہو اور اس کو وقت ہوجانے کا پورا اطمینان ہو تو اذان سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے، جبکہ اذان، وقت ہونے کے کچھ دیر بعد ہوتی ہو۔


فہرست

## نمازِ فجر سرخی کے وقت پڑھنا

س......نمازِ فجر اخیر وقت میں جبکہ اچھی طرح روشنی ہونے لگے کہ مشرق کی طرف سرخی نظر آئے، پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

ج......فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے بلاکراہت جائز ہے، مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمازِ فجر ایسے وقت پڑھنا افضل ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ایک جماعت سنت کے مطابق اور کرائی جاسکے۔

## فجر کی جماعت طلوع سے آدھ گھنٹہ قبل مناسب ہے

س......نمازِ فجر کی جماعت سورج نکلنے سے کتنے منٹ پہلے پڑھانی بہتر ہے؟ جو سست نمازیوں کی بھی جماعت میں شمولیت کا باعث بن سکے، اور نماز میں نقص ہوجانے پر دوبارہ لوٹانے کا بھی وقت رہے، تفصیل سے آگاہی فرماکر بندگانِ خدا کو ممنون فرمائیں۔

ج......نمازِ فجر طلوع سے اتنا وقت پہلے شروع کی جائے کہ بصورتِ فساد، نماز کو بطریقِ مسنون اطمینان کے ساتھ دوبارہ لوٹایا جاسکے، اس کے لئے طلوع سے قریباً آدھا پون گھنٹہ قبل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

## صبحِ صادق کے بعد وتر اور نوافل پڑھنا

س......بعض لوگ وتر کی نماز تہجد کے ساتھ پڑھتے ہیں، یہ بتائیں کہ فجر کی اذان ہونے والی ہو یا اذان ہو رہی ہو تو اس وقت نمازِ تہجد اور وتر پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ جبکہ فجر کی نماز اذان کے آدھ گھنٹے یا چالیس منٹ کے بعد ہوتی ہے۔

ج......وتر کی نماز تہجد کے وقت پڑھنا دُرست ہے، بلکہ جس شخص کو تہجد کے وقت اُٹھنے کا پورا بھروسا ہو اس کے لئے تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے۔ وتر کی نماز صبحِ صادق سے پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، صبح ہونے کے بعد وتر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، اور اگر کبھی صبحِ صادق سے پہلے نہ پڑھ سکے تو وتر کی نماز صبحِ صادق کے بعد اور نمازِ فجر سے پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، لیکن صبحِ صادق کے بعد تہجد پڑھنا یا کوئی اور نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔

## صبحِ صادق سے طلوع تک نفل نماز ممنوع ہے

س......نمازِ فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہوتو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرّر نہیں، صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو کیا یہ امر صحیح ہے کہ فجر کی نماز کی سنت وفرض کے درمیان دیگر نفل نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

ج......صبحِ صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے، قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔

## فجر کی نماز کے دوران سورج کا طلوع ہونا

س......اگر فجر کے وقت نماز کی نیت باندھنے کے بعد طلوعِ آفتاب کا وقت شروع ہوجائے اور ہمیں یہ بات سلام پھیرنے کے بعد معلوم ہو، تو کیا ہماری یہ نماز ہوجائے گی؟ اور اگر سنت نماز پڑھنے کے بعد طلوعِ آفتاب کا وقت شروع ہوجائے اور اس کے بعد فرض نماز پڑھیں تو کیا یہ نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اور طلوعِ آفتاب کا وقت کتنا ہوتا ہے؟

ج......اگر فجر کی نماز کے دوران سورج نکل آئے تو نماز فاسد ہوجائے گی، اِشراق کا وقت ہونے پر دوبارہ پڑھے۔ جب سورج کی زردی ختم ہوجائے اور دُھوپ صاف اور سفید ہوجائے تو اِشراق کا وقت ہوجاتا ہے، اُفق میں سورج کا پہلا کنارا نمودار ہونے سے طلوع کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

## طلوعِ آفتاب سے قبل اور بعد کتنا وقت مکروہ ہے؟

س......فجر کی نماز کے بعد جو ۲۰ منٹ مکروہ ہوتے ہیں، وہ کون سے ہیں؟ سورج کی پہلی شعاع نکلنے سے پہلے کے ۲۰ منٹ یا جب پہلی شعاع نکل آئے اس وقت سے پورا سورج نکلنے تک ۲۰ منٹ؟ مثال کے طور پر محکمہ موسمیات بتاتا ہے کہ کل چھ بجے سورج نکلے گا، تو مکروہ ۲۰ منٹ کون سے ہوں گے، ۵ بج کر ۴۰ منٹ سے ۶ بجے تک درمیان کے بیس منٹ یا ۶ بجے سے ۶ بج کر ۲۰ منٹ تک مکروہ ٹائم ہوگا؟ براہ مہربانی اس سوال کا جواب محکمہ موسمیات


فہرست

کے ٹائم کے حوالے سے ہی دیں کہ صبحِ صادق اور صبحِ کاذب کے حوالے سے جواب واضح طور پر سمجھ میں نہیں آتا، اور پھر یہ تردّد بھی رہتا ہے کہ ہوسکتا ہے ہمارا اندازہ غلط ہو، کیونکہ محکمہ موسمیات روزانہ سورج نکلنے کا ٹائم بتاتا ہے، اس لئے اگر آپ یہ جواب دے دیں کہ اس کے بتائے ہوئے ٹائم کے فوراً پہلے کے ۲۰ منٹ مکروہ ہوتے ہیں یا فوراً بعد کے، تو میرا خیال ہے ہماری ناقص عقل میں بہتر طور پر آجائے گا۔

ج...... نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک نفل پڑھنا دُرست نہیں، قضا نماز، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ جائز ہے، پس فجر کی نماز سے لے کر سورج نکلنے تک کا وقت تو مکروہ نہیں، البتہ اس وقت نماز نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ جب سورج کا کنارا طلوع ہوجائے اس وقت سے لے کر سورج کی زردی ختم ہونے تک کا وقت (قریباً پندرہ، بیس منٹ) مکروہ ہے۔ اس میں فرض، نفل، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ سب منع ہیں۔ ہاں! قرآنِ کریم کی تلاوت، ذکر و تسبیح، دُرود شریف اس وقت بھی جائز ہے۔ آپ کے سوال کے مطابق اگر محکمہ موسمیات یہ اعلان کرتا ہے کہ آج سورج چھ بجے نکلے گا تو چھ بجے سے لے کر چھ بیس تک کا وقت مکروہ کہلائے گا۔

## نمازِ اِشراق کا وقت کب ہوتا ہے؟

س...... ہماری مسجد میں اکثر اِشراق کی نماز پر جھگڑا ہوتا ہے، بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں، جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج ۱۵ منٹ میں نکلتا ہے، اس لئے پورے ۱۵ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے، آپ فرمائیں کہ اِشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

ج...... سورج نکلنے کے بعد جب تک دُھوپ زرد رہے، نماز مکروہ ہے، اور دُھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہوسکتا ہے، عام موسموں میں ۱۵، ۲۰ منٹ میں ختم ہوتی ہے، اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے، جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں، البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے، پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔

## رمضان المبارک میں فجر کی نماز

س...... حیدرآباد میں سحری تقریباً ۴ بجے ختم ہوتی ہے، یہاں پر ایک مسجد میں ساڑھے چار بجے جماعت ہوتی ہے، مگر کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ اس وقت چونکہ اندھیرا ہوتا ہے اس لئے اس وقت نماز جائز نہیں، مگر اس مسجد والے کہتے ہیں کہ نماز چونکہ صحیح حالت میں پڑھنی چاہئے اور نماز تھوڑا اُجالا پھیلنے تک یا تو کچھ لوگ سو چکے ہوتے ہیں یا اُونگھ رہے ہوتے ہیں، اس لئے جلدی نماز صحیح ہے۔

ج...... صبحِ صادق ہونے پر سحر کا وقت ختم ہوجاتا ہے، اور نمازِ فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، رمضان مبارک میں نمازیوں کی رعایت کے لئے صبح کی نماز عموماً جلدی ہوتی ہے، بہرحال صبحِ صادق کے بعد فجر کی نماز صحیح ہے، اُجالے کا پھیل جانا نماز صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں۔

## نصف النہار سے کیا مراد ہے؟

س...... نماز کے اوقاتِ مکروہہ میں ایک وقت استوا بھی ہے، اس وقت میں نماز سے منع کیا گیا ہے، علماء اس وقت کے متعلق فرماتے ہیں کہ زوال کا جو وقت نقشوں میں دیا گیا ہے اس سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز منع ہے، لیکن شرعی دائمی جنتری (مرتبہ قاری شریف احمد صاحب مدظلہ العالی) میں اس حدیث کی تشریح میں جو وقت متعین کیا گیا ہے وہ تقریباً ۴۰ منٹ ہوتا ہے، اس کی وضاحت میں قاری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ طلوعِ صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک جتنا وقت ہے اس کے برابر دو حصے کرلیں، پہلے حصے کے ختم پر ابتدا نصف النہار شرعی ہے، ایسے ہی طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک جتنا وقت ہے، اس کے برابر دو حصے کرلیں، پہلے حصے کے ختم پر ابتدا نصف النہار عرفی یا حقیقی ہے اور اس پر زوالِ آفتاب کا وقت ختم ہوکر ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اپنی اس تحقیق پر دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ (جس کی اصل قاری صاحب کے پاس موجود ہے) بھی تائید میں پیش کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے: ”اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ضحوۃ کبریٰ اور زوالِ شمس کے درمیان کچھ درجوں کا فاصلہ ہوتا ہے، دونوں (یعنی ضحوۃ کبریٰ اور زوالِ شمس) ایک نہیں ہیں،

نصف النہار شرعی کا قطر اس کی فجر کے حصے کے نصف کے برابر ہے، صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک جتنے گھنٹے ہوتے ہیں، اس کا نصف نہار شرعی کا آدھا ہے، وہ زوالِ آفتاب سے قبل کا وقت ہے، اس لئے جب مابین ان دو وقتوں کے نماز پڑھی جائے گی تو اس میں اختلاف ہے، اس لئے کہ زوال کے وقت نماز پڑھنے سے ممانعت آئی ہے، اس وقت سے کون سا وقت مراد ہے؟ عین وقتِ زوال یا ضحوۃ کبریٰ کے بعد سے زوال تک مراد ہے؟ شامی نے اس پر بحث کی ہے، اس کے بعد لکھتے ہیں: نصف النہار تو حدیث میں وارد ہے، اور چونکہ حدیث میں الی الزوال کی قید لگی ہے، اس بنا پر نصف النہار سے ضحوۃ کبریٰ مراد لی گئی ہے، اس کو نصف نہار شرعی کہتے ہیں، جو صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، یہی حدیث اصل ہے، بے بنیاد شئے نہیں ہے۔ اسی طرح عمدۃ الفقہ کتاب الصوم کے صفحہ:۲ پر نیت کے ضمن میں نصف النہار عرفی کو وقتِ استوا بتلایا گیا ہے، اور نصف النہار شرعی کو ضحوۃ کبریٰ، اس طرح تو نصف النہار شرعی اور عرفی میں کافی وقت معلوم ہوتا ہے جو کم و بیش ۴۵ منٹ بنتا ہے، لہٰذا حق وصواب سے آگاہ فرمایا جائے کہ نصف النہار عرفی کے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز منع ہے یا نصف النہار شرعی اور عرفی کے درمیان کا وقت؟ اسی ضمن میں ایک بات یہ بھی بتلائی جائے کہ جمعہ کے دن زوال کا وقت نہیں ہوتا، اس میں حق وصواب کیا ہے؟ نوافل، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کتنے وقت میں نہ پڑھی جائے؟ بعض علماء جمعہ کے دن عین زوال کے وقت نوافل کا اہتمام فرماتے دیکھے گئے ہیں۔

ج…… نصف النہار شرعی سے یا ضحوۃ کبریٰ سے زوالِ آفتاب تک نماز ممنوع ہونے کا قول علامہ شامیؒ نے قہستانی کے حوالے سے ائمہ خوارزم کی طرف منسوب کیا ہے، مگر احادیثِ طیبہ اور اکابرِ اُمت کے ارشاد میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول معتمد نہیں، صحیح اور معتمد قول یہی ہے کہ نصف النہار عرفی کے وقت نماز ممنوع ہے، جبکہ سورج ٹھیک خطِ استوا سے گزرتا ہے، اور یہ بہت مختصر سا وقت ہے، پس نماز کے نقشوں میں زوال کا جو وقت درج ہوتا ہے اس سے پانچ منٹ آگے پیچھے میں توقف کرلینا کافی ہے، یہاں دارالعلوم دیوبند کے مفتیٔ اوّل حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ کا فتویٰ نقل کرتا ہوں:


فہرست

’’سوال (۷۳)...... چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲ بجے پڑھنی دُرست ہے یا نہیں؟ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضا نماز کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔

الجواب...... زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہو جائے، پس جس گھڑی کے مطابق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے، اس کے مطابق اگر ۱۲ بجے نفل یا قضا نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کر دے تو یہ جائز ہے، مگر جب زوال کا وقت قریب آجائے اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کسی وقت ہو جائے، فقط۔‘‘ (فتاویٰ دار العلوم مکمل و مدلل ج:۲ ص:۶۹)

حضرتِ اقدس مفتی صاحبؒ کے اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ نماز کے ممنوع ہونے میں ضحوۂ کبریٰ یا نصف النہار شرعی کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ عین وقتِ زوال کا اعتبار ہے، جس کو وقتِ استویٰ یا نصف النہار حقیقی کہتے ہیں۔

جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی طرح ناجائز ہے جس طرح عام دنوں میں، البتہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں اس کی اجازت نقل کی گئی ہے، جو حضرات جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے ہیں، غالباً وہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت پر عمل کرتے ہوں گے، لیکن فقہِ حنفی میں راجح اور معتمد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے، اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کے دن بھی استوا کے وقت نماز پڑھنے میں توقف کیا جائے، واللہ اعلم بالصواب!

## زوال کے وقت کی تعریف

س...... نماز پڑھنے کا مکروہ وقت یعنی زوال کے بارے میں مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں۔

۱:...... زوال صرف ایک یا دو منٹ کے لئے ہوتا ہے۔

۲:...... زوال بیس یا پچیس منٹ کے لئے ہوتا ہے۔

۳:...... جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا۔

۴:......زوال کے لئے احتیاطاً آٹھ دس منٹ کافی ہیں۔

ج......اوقات کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد نماز جائز ہے، زوال میں تو زیادہ منٹ نہیں لگتے، لیکن احتیاطاً نصف النہار سے ۵ منٹ قبل اور ۵ منٹ بعد نماز میں توقف کرنا چاہئے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ کے دن استوا کے وقت نماز دُرست ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور احتیاط پر مبنی ہے، اس لئے عمل اسی پر ہے۔

## رات کے بارہ بجے زوال کا تصور غلط ہے

س......سندھ کے اکثر علاقوں میں لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح دوپہر کو بارہ بجے زوال کا وقت ہوتا ہے، اسی طرح رات کو بارہ بجے بھی زوال کا وقت ہوتا ہے۔ اگر کہیں کوئی میّت ہوجائے تو نہ صرف یہ کہ زوال کے وقت نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ یوں بھی ہوتا ہے کہ میّت کو دفنانے کے لئے قبرستان پہنچے، وہاں پہنچتے پہنچتے دن کے یا رات کے بارہ بج گئے تو مردے کو دفنایا بھی نہیں جاتا، وہیں بیٹھ کر زوال کا وقت گزرنے کا انتظار کیا جاتا ہے، اور پھر بعد میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے۔ از راہ کرم یہ بتایئے کہ کیا رات کو بارہ بجے بھی زوال کا وقت ہوتا ہے؟ اور زوال کے وقت کن کن کاموں کے کرنے کی ممانعت ہے؟

ج......زوال کا وقت دن کو ہوتا ہے، رات کو نہیں۔ رات کے کسی حصے میں نماز اور سجدہ کی ممانعت نہیں، البتہ عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کردینا مکروہ ہے۔ رات کے بارہ بجے زوال کا تصوّر غلط ہے اور دن میں بھی زوال کا وقت بارہ بجے سمجھنا غلط ہے، کیونکہ مختلف شہروں اور مختلف موسموں کے لحاظ سے زوال کا وقت مختلف ہوتا ہے اور بدلتا رہتا ہے۔

## مکہ مکرّمہ میں اور جمعہ کے دن بھی زوال کا وقت ہوتا ہے

س......کیا یہ صحیح ہے کہ خانۂ کعبہ میں زوال کا وقت کبھی نہیں آتا اور عبادت کبھی نہیں رُکتی؟ اور عام جگہوں پر جمعہ کو زوال کا وقت نہیں ہوتا ہے؟

ج…… زوال کے وقت (اور اسی طرح دُوسرے مکروہ اوقات میں) نماز ممنوع ہے، خواہ مکہ مکرّمہ میں ہو یا غیرِ مکہ میں، اور جمعہ کا دن ہو یا کوئی اور۔ امام شافعیؒ اور دیگر بعض ائمہ کے نزدیک تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد ہر وقت جائز ہے، اسی طرح جمعہ کے دن زوال کے وقت دوگانہ جائز ہے، ان حضرات کی دیکھا دیکھی ہمارے لوگ بھی مکروہ اوقات میں نماز شروع کردیتے ہیں، یہ نتیجہ ہے شرعی مسائل سے ناواقفی کا۔

## ظہر کا وقت ایک بیس ہی پر کیوں؟

س…… ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، جس میں ظہر کی نماز گزشتہ دس سال سے ایک بج کر بیس منٹ پر ہوتی ہے، کیا یہ ظہر کا وقت ٹھیک ہے یا اس میں ردّ و بدل کرنا چاہئے؟

ج…… زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، سردیوں کے موسم میں ظہر جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں ذرا تأخیر سے پڑھنا افضل ہے، اگر آپ کی مسجد میں نمازیوں کی مصلحت سے نماز ایک بیس پر ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر گرمیوں کے موسم میں اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو تأخیر سے پڑھنی چاہئے۔

## سایہ ایک مثل ہونے پر عصر کی نماز پڑھنا

س…… عصر کی نماز حنفیوں کے نزدیک ہر چیز کا سایہ دو مثل ہوجائے تو پڑھنی چاہئے، اگر ایک آدمی اپنے ملک میں یا کسی دُوسرے ملک میں ایسے امام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھتا ہے جو ایک مثل کے بعد پڑھا رہا ہے، تو کیا اس کے پیچھے نماز باجماعت پڑھ لے یا جماعت چھوڑ دے اور جب دو مثل ہوجائے تو تنہا نماز ادا کرے؟ اس صورت میں ترکِ جماعت کے گناہ کا مرتکب تو نہیں ہوگا؟

ج…… حنفیہ کے یہاں بھی دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ مثل دوم میں عصر کی نماز صحیح ہے، لہٰذا اگر کسی جگہ عصر کی نماز دو مثل سے پہلے ہوتی ہو وہاں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے، دُوسری مثل ختم ہونے کے انتظار میں جماعت کا ترک کرنا جائز نہیں۔

## غروب کے وقت عصر کی نماز

س......ایک شخص نے عصر کی نماز کسی خاص وجہ سے وقت پر نہ پڑھی اور سورج غروب ہو رہا ہے (حالانکہ غروبِ آفتاب کے وقت سجدہ ناجائز ہے) اسی دن کی عصر کی نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ یہ شخص صاحبِ ترتیب ہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسی دن کی سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی اور سورج غروب ہوگیا تو نماز ہوجاتی ہے، ہمیں اس اُلجھن سے نجات دلائیں۔

ج......اسی دن کی عصر کی نماز جائز ہے، نماز ادا ہوجائے گی خواہ اس دوران سورج غروب ہوجائے، مگر تأخیر کرنے کی وجہ سے وہ سخت گناہگار ہوگا۔ حدیث میں ہے:

"تلک صلٰوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا أصفرت وکانت بین قرنی الشیطان قام فنقر أربعًا لا یذکر اللہ فیھا الا قلیلا۔" (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص:۶۰)

ترجمہ:......"یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ جب سورج زرد ہوجائے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آجائے تو یہ اُٹھ کر چار ٹھونگے لگالے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے مگر کم۔"

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر کبھی وقت تنگ ہوجائے تب بھی نماز فوراً پڑھ لینی چاہئے، یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ اب تو وقت بہت کم ہے اب قضا کرکے اگلی نماز کے ساتھ ہی پڑھ لیں گے، کیونکہ نماز کا قضا کردینا بہت بڑا وبال ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"الذی تفوتہ صلٰوۃ العصر فکأنما وتر أھلہ ومالہ۔" (مشکوٰۃ ص:۶۰، بروایت بخاری ومسلم)

ترجمہ:......"جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی، گویا اس کا گھر بار سب کچھ ہلاک ہوگیا۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"من ترک صلٰوۃ العصر فقد حبطه عمله."
(مشکوٰۃ ص:۶۰، بروایت بخاری)

ترجمہ:...... "جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل اکارت ہوگیا۔"

بہت سے لوگ اس مسئلے میں کوتاہی کرتے ہیں، اگر کسی وجہ سے نماز میں تأخیر ہوجائے تو اس کو قضا کردیتے ہیں، خصوصاً مغرب کی نماز میں ذرا اندھیرا ہوجائے تو اس کو قضا کرکے عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھتے ہیں، یہ بڑی سنگین غلطی اور کوتاہی ہے۔

## عشاء کی نماز مغرب کے ایک آدھ گھنٹے بعد نہیں ہوتی

س...... عشاء کی نماز بحالتِ مجبوری اگر کوئی کام ہو تو مغرب کے ایک یا آدھ گھنٹے بعد ادا کی جاسکتی ہے؟ کوئی حرج تو نہیں؟

ج...... مغرب کے ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ بعد عشاء کا وقت نہیں ہوتا، اور وقت سے پہلے نماز جائز نہیں، یعنی نماز ادا نہ ہوگی۔ غروب کے بعد مغرب کی جانب جب تک سرخی باقی ہو تب تک مغرب کا وقت ہے، اس میں عشاء کی نماز صحیح نہیں ہوگی، اور جب سرخی ختم ہوجائے لیکن اُفق مغرب میں سفیدی باقی ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس وقت بھی عشاء کی نماز صحیح نہیں، بلکہ سفیدی کے غائب ہونے کا انتظار ضروری ہے، اور صاحبین (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک اُفق کی سرخی ختم ہوجانے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اس لئے احتیاط کی بات تو یہ ہے کہ عشاء کی نماز سفیدی ختم ہونے کے بعد پڑھی جائے، تاہم سرخی ختم ہونے کے بعد بھی صاحبینؒ کے قول پر گنجائش ہے۔

## مغرب کی نماز کب تک ادا کی جاسکتی ہے؟

س...... ابھی پچھلے دنوں بس کے ذریعہ کراچی سے حیدرآباد جانا ہوا، اس دوران مغرب کا وقت ہوگیا، یعنی آفتاب غروب ہوگیا، میں کچھ دیر انتظار کرتا رہا کہ ہوسکتا ہے ڈرائیور خود ہی بس روکے کہ نماز پڑھ لوں، مگر جب میں نے دیکھا کہ بس نہیں روک رہا تو میں نے ڈرائیور سے کہا کہ بس روکو نماز پڑھنا ہے، خیر اس نے نہایت نرمی کا مظاہرہ کیا اور بس روک دی۔

مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اس انتظار میں تقریباً غروبِ آفتاب کو آدھا گھنٹہ گزر گیا، اور ہم نے نماز پڑھ لی، اب سارے مسافر اس بات پر بضد تھے کہ یہ نماز قضا ہوگئی، جہاں تک مجھے معلوم ہے مغرب کا وقت تقریباً ایک گھنٹہ اور پندرہ منٹ رہتا ہے، اور پھر وہ بھی ایسی حالت میں مسئلے کی تحقیق کرنی چاہی تو پتہ چلا کہ جب تک شفق کی سرخی رہے مغرب کا وقت رہتا ہے، اب اس زمانے میں جب ہم لوگ شفق کو ہی نہیں سمجھتے تو اس کی سرخی کو کیا سمجھیں گے؟ آپ برائے مہربانی اس بات کی وضاحت اخبار کے ذریعہ سے فرمادیں کہ غروبِ آفتاب کے کتنی دیر بعد تک مغرب کی نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ میرا مطلب ہے کہ آدھ گھنٹے تک یا پونے گھنٹے تک یا ایک گھنٹے تک؟

ج……غروب کے بعد اُفق پر جو سرخی رہتی ہے اسی کو شفق کہتے ہیں، جب تک اُفق پر سرخی موجود ہو (اور یہ وقت تقریباً سوا گھنٹہ تو ہوتا ہی ہے، کم وبیش بھی ہوسکتا ہے) تب تک مغرب کی نماز ہوسکتی ہے۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ ذرا سا اندھیرا ہوجائے تو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت ختم ہوگیا، اب عشاء کے ساتھ پڑھ لینا، یہ بہت ہی غلط ہے، مغرب کی نماز میں قصداً تأخیر کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر کسی مجبوری سے تأخیر ہوجائے تو شفق غروب ہونے سے پہلے ضرور پڑھ لینی چاہئے، ورنہ نماز قضا ہوجائے گی، اور نماز کا قصداً قضا کردینا گناہِ کبیرہ ہے۔

## نمازِ عشاء سونے کے بعد ادا کرنا

س……میری امی صبح بہت جلدی اُٹھتی ہیں، اس وجہ سے رات جلدی آنکھ لگ جاتی ہے، اور اکثر وہ عشاء کی نماز ایک نیند پوری کرکے دس گیارہ بجے تک پڑھتی ہیں، جبکہ سنا ہے کہ اگر عشاء کی نماز سے پہلے نیند آجائے اور پھر سو کر اُٹھ کر نماز پڑھی جائے تو نماز قبول نہیں ہوتی۔

ج……عشاء کی نماز پڑھے بغیر سوجانا مکروہ ہے، اور حدیث میں اس پر بددُعا آئی ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

”فمن نام فلا نامت عینہ، فمن نام فلا نامت عینہ، فمن نام فلا نامت عینہ.“

ترجمہ:……”پس جو عشاء کی نماز پڑھے بغیر سوجائے اللہ

کرے اس کی آنکھیں سو نہ سکیں (تین بار یہ بددُعا فرمائی)۔“

تاہم اگر آدمی سو جائے اور اُٹھ کر نماز پڑھ لے تب بھی نماز ہو جائے گی۔

## مغرب و عشاء ایک وقت میں پڑھنا

س...... سعودی عرب خصوصاً نجد کے علاقے میں جب بھی بارش ہوتی ہے یا کسی روز شدید مسلسل بارش کی وجہ سے اکثر مساجد میں صلوٰۃ المغرب کے ساتھ صلوٰۃ العشاء بھی پڑھ لیتے ہیں، ایسی صورت میں ہم لوگ کیا کریں؟ کیا وقتی طور پر جماعت کے ساتھ مل جائیں اور بعد میں اعادہ کرلیں وقتِ عشاء آنے پر؟ ایسی صورت میں یہ نماز جو قبل از وقت ادا کی گئی ہے نوافل میں شمار ہوسکتی ہے؟

ج...... ہمارے نزدیک بارش کے عذر کی وجہ سے عشاء کی نماز مغرب کے وقت پڑھنا صحیح نہیں، آپ عشاء اپنے وقت پر پڑھا کریں، یہ جماعت جو قبل از وقت کی جارہی ہے اس میں شریک ہی نہ ہوں۔

## عشاء کے فرض کے بعد سنتوں اور وتر کا افضل وقت

س...... عشاء کے فرض کے بعد سنتوں اور واجب ادا کرنے کے لئے افضل وقت کون سا ہوگا؟

ج...... سنتوں کو عشاء کے فرضوں کے متصل ادا کیا جائے، وتر میں افضل یہ ہے کہ اگر تہجد میں اُٹھنے کا بھروسا ہو تو تہجد کی نماز کے بعد وتر پڑھے، اور اگر بھروسا نہ ہو تو عشاء کی سنتوں کے ساتھ ہی پڑھ لینا ضروری ہے۔

## دورانِ سفر دو نمازوں کو اکٹھا ادا کرنا

س...... کیا دورانِ سفر وقت سے پہلے ایک نماز کے ساتھ دُوسرے وقت کی نماز ادا کرسکتے ہیں؟

ج...... دو نمازوں کو جمع کرنا ہمارے نزدیک جائز نہیں، بلکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا لازم ہے، البتہ سفر کی ضرورت سے ایسا کیا جاسکتا ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور پچھلی نماز کو اس کے اوّل وقت میں پڑھ لیا جائے، اس طرح دونوں نمازیں ادا تو ہوں گی اپنے اپنے وقت میں، لیکن صورۃً جمع ہوجائیں گی۔ اور اگر پہلی نماز کو اس قدر

مؤخر کردیا کہ اس کا وقت نکل گیا تو نماز قضا ہوگئی اور اگر پچھلی نماز کو اس طرح مقدم کردیا کہ ابھی تک اس کا وقت ہی نہیں داخل ہوا تھا تو وہ نماز ادا ہی نہیں ہوگی اور اس کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

## ہوائی سفر میں اوقات کے فرق کا نماز روزہ پر اثر

س...... ہمارے رشتہ داروں میں اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ ایک شخص پاکستان میں فجر، ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں کراچی میں پڑھ لیتا ہے، اور مغرب کے بعد وہ ہوائی جہاز میں سوار ہوا اور ایک گھنٹہ یا دو یا پانچ یا دس گھنٹے میں ایسے ملک میں پہنچا جہاں ظہر کی نماز کا وقت تھا، اسی طرح روزہ کی کیا صورت ہوگی؟

ج...... نماز تو جو پڑھ چکا ہے وہ ادا ہوگئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، اور روزہ وہ اس وقت کھولے گا جب اس ملک میں روزہ کھولنے کا وقت ہوگا۔

## عصر اور فجر کے طواف کے بعد کی نفلوں کا وقت

س...... عصر اور فجر کے طواف کے بعد کی نفلیں واجب ہیں، دو رکعت فوراً ادا کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ یہ وقت مکروہ ہے یا حرام؟ اس میں طواف کی دو رکعت پڑھنی جائز ہے؟

ج...... عصر اور فجر کے بعد چونکہ نفل پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا عصر و فجر کے بعد دوگانہ طواف نہ پڑھے، بلکہ غروبِ شمس اور طلوعِ شمس کے بعد پڑھے، یہ وقت مکروہ ہے اور اس میں طواف کی دو رکعت پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔

## بے وقت نفل پڑھنے کا کفارہ اِستغفار ہے

س...... میں نے ابھی نماز شروع کی ہے، تقریباً ایک سال ہوگیا ہے، آپ کی دُعا سے پابندی سے نماز ادا کرتا ہوں، مجھے ان مکروہ اوقات کا علم نہیں تھا، میں نے بے علمی کے سبب غلطی سے عصر کے بعد نفل ادا کرلی جو کہ نفل کے لئے منع ہے، اب میں نے کتابوں کا مطالعہ کیا اور آپ کے کالم کا بھی مطالعہ کرتا ہوں، بے علمی کے سبب اگر ایسا عمل ہوجائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ میری راہ نمائی فرمائیں۔

ج...... اس کا کفارہ سوائے اِستغفار کے کچھ نہیں۔

## دو وقتوں کی نمازیں اکٹھی ادا کرنا صحیح نہیں

س...... کیا بارش یا کسی اور عذر کی بنا پر دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرنے کی متعدّد احادیث مروی ہیں، اور ابنِ عباسؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بغیر سفر کے، بغیر خوف کے اور بغیر بارش کے اکٹھی پڑھیں، اس قسم کی تمام احادیث ہمارے نزدیک اس پر محمول ہیں کہ ظہر کی نماز کو مؤخر کرکے اس کے اخیر وقت میں پڑھا، اور عصر کی نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کیا۔ اسی طرح مغرب اس کے آخری وقت میں پڑھی اور عشاء اس کے اوّل وقت میں، گویا دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئیں، بارش کی وجہ سے دو نمازوں کا جمع کرنا کسی حدیث میں میری نظر سے نہیں گزرا، علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اس کی سختی سے تردید کی ہے۔

## کن اوقات میں نفل نماز ممنوع ہے؟

س...... تحیۃ الوضوء کس نماز کے وقت پڑھنا مکروہ ہے؟ ضرور بتائیں۔ میں نے نماز کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جس وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہیں پڑھنا چاہئے، مگر میں پھر بھی یہ نہیں جانتا ہوں کہ کس وقت تحیۃ الوضوء پڑھوں اور کس وقت نہ پڑھوں؟ میں پانچوں وقت وضو کرتا ہوں، مگر یہ معلوم نہیں کہ کس نماز کے وضو کے بعد تحیۃ الوضوء پڑھوں؟

ج...... تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد نفلی نماز ہے، اور نفلی نماز درج ذیل اوقات میں مکروہ ہے:

۱:...... صبحِ صادق کے بعد سے لے کر اشراق تک۔

۲:...... عصر کی نماز کے بعد غروب تک۔

۳:...... نصف النہار کے وقت۔

۴:...... صبحِ صادق کے بعد سوائے سنتِ فجر کے دیگر نوافل مکروہ ہیں۔

## تہجد کی نماز رات دو بجے ادا کرنا

س...... مجھے تہجد کی نماز پڑھنے کا ازحد شوق ہے، اور اکثر میں یہ نماز دو بجے اُٹھ کر پڑھتی بھی ہوں، ماہِ رمضان میں سحری کے وقت یہ نماز ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ (صبحِ صادق کی اذان سے پہلے)۔

ج……صبحِ صادق سے پہلے تہجد کا وقت ہے۔

## رمضان میں اذان کے اوقات

س…… ہماری مسجد کے امام صاحب فرماتے ہیں کہ روزہ اِفطار کے وقت اذان نہیں دینی چاہئے، بلکہ دس منٹ بعد اذان دو، کیونکہ اس وقت مغرب کا وقت نہیں ہوتا اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ: سحری بند ہوتے وقت بھی اذان کی ضرورت نہیں، کیونکہ کراچی میں سحری کا وقت اگر چار بج کر پچیّس منٹ ہو تو اذان کا وقت چار بج کر چالیس منٹ پر داخل ہوتا ہے، اس سے پہلے اگر اذان ہوئی تو وہ اذان نہیں ہوگی بلکہ لوٹانی ہوگی۔

ج…… اِفطار کے وقت اذان کا وقت ہوجاتا ہے، اذان فوراً دے دینی چاہئے۔ سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد اذان کا وقت ہوجاتا ہے، مگر انتہائے سحری کے وقت کے بعد چند منٹ احتیاط کرنی چاہئے۔

## جمعہ اور ظہر کی نمازوں کا افضل وقت

س……قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہر نماز اوّل وقت میں پڑھی جائے اور کلام مجید میں ہر نماز کا وقت بتادیا گیا ہے، ہمارے ہاں اکثر مساجد میں آج کل ظہر کی نماز اور جمعہ شریف اڑھائی بجے پڑھایا جاتا ہے اور چند مساجد میں جمعہ ۲ بج کر ۵۰ منٹ پر بھی ہوتا ہے، قرآن و حدیث میں دیر سے نماز پڑھنے والوں کے لئے سزا کی وعید ہے، آپ یہ بتائیں کہ دیر سے ظہر کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز یہ کہ کیا حدیث پاک میں دیر سے نماز پڑھنے کے متعلق آیا ہے؟

ج……امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں ذرا تأخیر سے پڑھنا افضل ہے، لیکن جمعہ ہمیشہ اوّل وقت میں پڑھنا ہی سنت اور اسے تأخیر سے پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ اور اگر مثل اوّل ختم ہونے کے بعد جمعہ کی نماز ہوئی تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق جمعہ نہیں ہوا۔ اور آپ نے جو لکھا ہے کہ: ''قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہر نماز اوّل وقت میں پڑھی جائے'' یہ ارشاد آپ نے کہاں پڑھا ہے؟ اس طرح اپنے سمجھے ہوئے مفہوم کو قرآنِ کریم کی طرف قطعیت سے منسوب کرنا بڑی جسارت ہے!!!

# مسجد کے مسائل

## تمام مساجد اللہ کا گھر ہیں

س...... کیا مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر نہیں؟ صرف سجدے کی وجہ سے مسجد کا نام رکھا گیا ہے، صرف بیت اللہ ہی اللہ کا گھر ہے؟

ج...... کعبہ شریف تو ''بیت اللہ'' کہلاتا ہی ہے، عام مسجدوں کو بھی ''اللہ کا گھر'' کہنا صحیح ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

''ان بیوت اللہ تعالیٰ فی الأرض المساجد وان حقًا علی اللہ ان یکرم من زارہ فیھا.'' (طب، عن ابن مسعود)

ترجمہ:...... ''بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر مسجدیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ جو شخص ان میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کو جائے اس کا اکرام فرمائیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''ان عمار بیوت اللہ ھم أھل اللہ.'' (عبد بن حمید)

ترجمہ:...... ''بے شک اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے والے اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ ہیں۔''

یہ دونوں حدیثیں جامع صغیر جلد:۱ صفحہ:۹۰، ۹۱ میں ہیں، اور ان میں مساجد کو ''اللہ کے گھر'' فرمایا گیا ہے۔

## غیر مسلم اپنی عبادت گاہ تعمیر کرکے اس کا نام مسجد نہیں رکھ سکتا

س...... کیا غیر مسلم اپنی عبادت گاہ تعمیر کرکے اس کا نام مسجد رکھ سکتے ہیں؟

ج…… مسجد کے معنی لغت میں سجدہ گاہ کے ہیں، اور اسلام کی اصطلاح میں مسجد اس جگہ کا نام ہے جو مسلمانوں کی نماز کے لئے وقف کردی جائے، مُلَّا علی قاری رحمہ اللہ ''شرحِ مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں:

''والمسجد لغة محل السجود وشرعًا المحل الموقوف للصلٰوة فيه.'' (مرقاۃ المفاتیح ج:۱ ص:۴۴۱، مطبوعہ بمبئی)

ترجمہ:…… ''مسجد لغت میں سجدہ گاہ کا نام ہے، اور شریعتِ اسلام کی اصطلاح میں وہ مخصوص جگہ جو نماز کے لئے وقف کردی جائے۔''

## مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے:

مسجد کا لفظ مسلمانوں کی عبادت گاہ کے ساتھ مخصوص ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں مشہور مذاہب کی عبادت گاہوں کا ذکر کرتے ہوئے ''مسجد'' کو مسلمانوں کی عبادت گاہ قرار دیا ہے:

''ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدّمت صوٰمع وبِيَع وصلوٰت ومسٰجد يذكر فيها اسم الله كثيرا.'' (الحج:۴۰)

ترجمہ:…… ''اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دُوسرے کے ذریعہ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو راہبوں کے خلوت خانے، عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، گرادی جاتیں۔''

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ ''صوٰمع'' سے راہبوں کے خلوت خانے، ''بِيَع'' سے نصاریٰ کے گرجے، ''صلوٰت'' سے یہودیوں کے عبادت خانے، اور ''مسٰجد'' سے مسلمانوں کی عبادت گاہیں مراد ہیں۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۱ھ) اپنی مشہور تفسیر

''اَحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

"وذهب خصيف الى ان القصد بهذه الأسماء تقسيم متعبدات الأمم، فالصوامع للرهبان، والبيع للنصارىٰ، والصلوات لليهودى، والمساجد للمسلمين." (ج:۱۲ ص:۷۲، مطبوعہ دارالکاتب العربی، القاہرۃ)

ترجمہ:...... ''امام خصیفؒ فرماتے ہیں کہ ان ناموں کے ذکر کرنے سے مقصود قوموں کی عبادت گاہوں کی تقسیم ہے، چنانچہ ''صوامع'' راہبوں کی، ''بیع'' عیسائیوں کی، ''صلوات'' یہودیوں کی، اور ''مساجد'' مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام ہے۔''

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ) ''تفسیر مظہری'' میں ان چاروں ناموں کی مندرجہ بالا تشریح ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ومعنى الأية: لو لا دفع الله الناس لهدمت فى كل شريعة نبى مكان عبادتهم فهدمت فى زمن موسىٰ الكنائس، وفى زمن عيسىٰ البيع والصوامع، وفى زمن محمد صلى الله عليه وسلم المساجد."

(مظہری ج:۶ ص:۳۳۰، مطبوعہ ندوۃ المصنّفین، دہلی)

ترجمہ:...... ''آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو ہر نبی کی شریعت میں جو ان کی عبادت گاہ تھی اسے گرادیا جاتا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کنیسے، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں گرجے اور خلوت خانے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدیں گرادی جاتیں۔''

یہی مضمون تفسیر ابنِ جریر ج:۹ ص:۱۱۴، تفسیر نیشاپوری برحاشیہ ابنِ جریر ج:۹ ص:۶۳، تفسیر خازن ج:۳ ص:۲۹۱، تفسیر بغوی ج:۵ ص:۵۹۴ برحاشیہ ابنِ کثیر، اور

تفسیر رُوح المعانی ج:۱۷ ص:۱۶۴ وغیرہ میں موجود ہے۔ قرآنِ کریم کی اس آیت اور حضراتِ مفسرین کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ ''مسجد'' مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے، اور یہ نام دیگر اقوام و مذاہب کی عبادت گاہوں سے ممتاز رکھنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہ مقدس نام مسلمانوں کی عبادت گاہ کے علاوہ کسی غیرمسلم فرقے کی عبادت گاہ کے لئے استعمال نہیں کیا گیا، لہٰذا مسلمانوں کا یہ قانونی واخلاقی فرض ہے کہ وہ کسی ''غیرمسلم فرقے'' کو اپنی عبادت گاہ کا یہ نام نہ رکھنے دیں۔

### مسجد اسلام کا شعار ہے:

جو چیز کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہو وہ اس کا شعار اور اس کے تشخص کی خاص علامت سمجھی جاتی ہے، چنانچہ مسجد بھی اسلام کا خصوصی شعار ہے، یعنی کسی قریہ، شہر یا محلّہ میں مسجد کا ہونا وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''فضل بناء المسجد وملازمته وانتظار الصلٰوة فيه ترجع الى انه من شعائر الاسلام وهو قوله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم مسجدًا او سمعتم مؤذّنًا فلا تقتلوا احدًا، وانه محل الصلوة ومعتكف العابدين ومطرح الرحمة ويشبه الكعبة من وجه.''

(حجۃ اللہ البالغہ مترجم ج:۱ ص:۴۷۸، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ:...... ''مسجد بنانے، اس میں حاضر ہونے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جب کسی آبادی میں مسجد دیکھو یا وہاں مؤذّن کی اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔'' (یعنی کسی بستی میں مسجد اور اذان کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں)، اور مسجد نماز کی جگہ اور

عبادت گزاروں کے اعتکاف کا مقام ہے، وہاں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ ایک طرح سے کعبہ کے مشابہ ہے۔“

اگر فوج کا شعار غیر فوجی کو اپنانا جرم ہے، اور جج کا شعار کسی دُوسرے شخص کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں، تو یقیناً اسلام کا شعار بھی کسی غیر مسلم کو اپنانے کی اجازت نہیں ہوسکتی، کیونکہ اگر غیر مسلموں کو کسی اسلامی شعار مثلاً تعمیرِ مسجد اور اذان کی اجازت دی جائے تو اسلام کا شعار مٹ جاتا ہے اور مسلم و کافر کا امتیاز اُٹھ جاتا ہے۔ اسلام اور کفر کے نشانات کو ممتاز کرنے کے لئے جس طرح یہ بات ضروری ہے کہ مسلمان کفر کے کسی شعار کو نہ اپنائیں، اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ غیر مسلموں کو کسی اسلامی شعار کے اپنانے کی اجازت نہ دی جائے۔

## تعمیرِ مسجد عبادت ہے، کافر اس کا اہل نہیں:

نیز مسجد کی تعمیر ایک اعلیٰ ترین اسلامی عبادت ہے، اور کافر اس کا اہل نہیں، چونکہ کافر میں تعمیرِ مسجد کی اہلیت ہی نہیں، اس لئے اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہوسکتی، قرآنِ کریم میں صاف صاف ارشاد ہے:

**”ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد الله شٰھدین علی انفسھم بالکفر، اولٰئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خٰلدون.“** (التوبہ:۱۷)

ترجمہ:......”مشرکین کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں درآنحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے عمل اکارت ہوچکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔“

اس آیت میں چند چیزیں توجہ طلب ہیں، اوّل یہ کہ یہاں مشرکین کو تعمیرِ مسجد کے حق سے محروم قرار دیا گیا ہے، کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ کافر ہیں، ”شٰھدین علی انفسھم بالکفر“ اور کوئی کافر تعمیرِ مسجد کا اہل نہیں، گویا قرآن یہ بتاتا ہے کہ تعمیرِ مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے، یہ دونوں چیزیں بیک وقت جمع نہیں ہوسکتیں، پس جب وہ اپنے عقائدِ کفر کا اقرار کرتے ہیں تو گویا وہ خود اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ تعمیرِ مسجد


فہرست

کے اہل نہیں، نہ انہیں اس کا حق حاصل ہے۔

امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی الحنفی (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

**"عمارة المسجد تكون بمعنيين، احدهما زيارته والكون فيه، والاٰخر ببنائه وتجديد ما استرم منه، فاقتضت الاٰية منع الكفار من دخول المسجد ومن بنائها وتولي مصالحها والقيام بها لانتظام اللفظ لأمرين."** (اَحکام القرآن ج:۳ ص:۸۷، سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ:...... "یعنی مسجد کی آبادی کی دو صورتیں ہیں، ایک مسجد کی زیارت کرنا، اس میں رہنا اور بیٹھنا، دُوسرے اس کو تعمیر کرنا اور شکست و ریخت کی اصلاح کرنا، پس یہ آیت اس امر کی متقاضی ہے کہ مسجد میں نہ کوئی کافر داخل ہوسکتا ہے، نہ اس کا بانی و متولی اور خادم بن سکتا ہے، کیونکہ آیت کے الفاظ تعمیرِ ظاہری و باطنی دونوں کو شامل ہیں۔"

دوم:...... اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنا کافر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور خود اپنے آپ کو "کافر" کہتے ہیں، کیونکہ دُنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو "کافر" کہنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برملا اعتراف کرتے ہیں جنہیں اسلام، عقائدِ کفر قرار دیتا ہے، یعنی ان کا کفریہ عقائد کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔

سوم:...... قرآنِ کریم کے اس دعویٰ پر کہ کسی کافر کو اپنے عقائدِ کفریہ پر رہتے ہوئے تعمیرِ مسجد کا حق حاصل نہیں، یہ سوال ہوسکتا تھا کہ کافر تعمیرِ مسجد کی اہلیت سے کیوں محروم ہے؟ اگلے جملے میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے: "اولئک حبطت اعمالھم" کہ "ان کے عمل اکارت ہیں" چونکہ کفر سے انسان کے تمام نیک اعمال اکارت اور ضائع ہوجاتے ہیں اس لئے کافر نہ صرف تعمیرِ مسجد بلکہ کسی بھی عبادت کا اہل نہیں۔ یہ کفر کی دُنیوی خاصیت


فہرست

تھی، اورآگے اس کی اُخروی خاصیت بیان کی گئی ہے: ”وفی النار هم خٰلدون“ کہ: ”کافر اپنے کفر کی بنا پر دائمی جہنم کے مستحق ہیں“ اس لئے ان کی اطاعت وعبادت کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ پس یہ آیت اس مسئلے میں نصِ قطعی ہے کہ غیرمسلم کافر تعمیرِ مسجد کے اہل نہیں، اس لئے انہیں تعمیرِ مساجد کا حق حاصل نہیں، اس سلسلے میں حضراتِ مفسرین کی چند تصریحات حسبِ ذیل ہیں:

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

”یقول ان المساجد انما تعمر لعبادة الله فیها، لا للکفر به، فمن کان بالله کافرًا فلیس من شأنه أن یعمر مساجد الله.“ (تفسیر ابن جریر ج:۱۰ ص:۹۳، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

ترجمہ:...... ”حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لئے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے، کفر کے لئے تو تعمیر نہیں کی جاتی، پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کرے۔“

امامِ عربیت جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) لکھتے ہیں:

”والمعنی ما استقام لهم ان یجمعوا بین أمرین متنافیین عمارة متعبدات الله مع الکفر بالله وبعبادته ومعنی شهادتهم علیٰ انفسهم بالکفر ظهور کفرهم.“

(تفسیر کشاف ج:۲ ص:۲۵۳)

ترجمہ:...... ”مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے کسی طرح دُرست نہیں کہ وہ دو متنافی باتوں کو جمع کریں کہ ایک طرف خدا کی مسجدیں بھی تعمیر کریں اور دُوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کے ساتھ کفر بھی کریں، اور ان کے اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے سے مراد ہے ان کے کفر کا ظاہر ہونا۔“

امام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

"قال الواحدی: دلت علی ان الکفار ممنوعون من عمارة مسجد من مساجد المسلمین، ولو اوصی بها لم تقبل وصیته." (تفسیر کبیر ج:۱۶ ص:۷، مطبوعہ مصر)

ترجمہ:...... "واحدی فرماتے ہیں: یہ آیت اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں، اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی۔"

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"فیجب اذًا علی المسلمین تولی احکام المساجد ومنع المشرکین من دخولها."

(تفسیر قرطبی ج:۸ ص:۸۹، دارالکاتب العربی، القاہرة)

ترجمہ:...... "مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انتظامِ مساجد کے متولّی خود ہوں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے سے روک دیں۔"

امام محی السنة ابومحمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں:

"اوجب الله علی المسلمین منعهم من ذالک، لأن المساجد انما تعمر لعبادة الله وحده فمن کان کافرًا بالله فلیس من شأنه ان یعمرها. فذهب جماعة الیٰ ان المراد منه العمارة من بناء المسجد ومرمته عن الخراب فیمنع الکافر منه حتیٰ لو اوصی به لا یمتثل، وحمل بعضهم العمارة هٰهنا علیٰ دخول المسجد والقعود فیه." (تفسیر معالم التنزیل للبغوی ج:۳ ص:۵۵، برحاشیہ خازن، مطبوعہ علمیہ، مصر)

ترجمہ:......’’اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیرِ مسجد سے روک دیں، کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں، پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کرے، ایک جماعت کا قول ہے کہ تعمیر سے مراد یہاں تعمیرِ معروف ہے، یعنی مسجد بنانا، اور اس کی شکست و ریخت کی اصلاح و مرمت کرنا، پس کافر کو اس عمل سے باز رکھا جائے گا، چنانچہ اگر وہ اس کی وصیت کرکے مرے تو پوری نہیں کی جائے گی، اور بعض نے عمارۃ کو یہاں مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے پر محمول کیا ہے۔‘‘

شیخ علاء الدین علی بن محمد البغدادی الخازن (متوفی ۷۲۵ھ) نے تفسیرِ خازن میں اس مسئلے کو مزید تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (متوفی ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

**’’فانه یجب علی المسلمین منعهم من ذالک، لان مساجد الله انما تعمر لعبادة الله وحده فمن کان کافرًا بالله فلیس من شأنه ان یعمرها.‘‘**

(تفسیر مظہری ج:۴ ص:۱۴۶، ندوۃ المصنّفین، دہلی)

ترجمہ:......’’چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں کو تعمیرِ مسجد سے روک دیں، کیونکہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں، پس جو شخص کہ کافر ہو وہ ان کو تعمیر کرنے کا اہل نہیں۔‘‘

اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ (متوفی ۱۲۳۰ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

’’اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کریئے۔‘‘ (موضح القرآن)

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو یہ

حق نہیں دیا کہ وہ مسجد کی تعمیر کریں اور یہ کہ اگر وہ ایسی جرأت کریں تو ان کو روک دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔

## تعمیرِ مسجد صرف مسلمانوں کا حق ہے:

قرآنِ کریم نے جہاں یہ بتایا ہے کہ کافر تعمیرِ مسجد کا اہل نہیں، وہاں یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ تعمیرِ مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

**"انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر، واقام الصلٰوۃ واٰتی الزکٰوۃ ولم یخش الا اللہ، فعسٰی اولئک ان یکونوا من المهتدین."** (التوبہ:۱۸)

ترجمہ:......"اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو بس اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے، پس ایسے لوگ اُمید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔"

اس آیت میں جن صفات کا ذکر فرمایا، وہ مسلمانوں کی نمایاں صفات ہیں، مطلب یہ ہے کہ جو شخص پورے دینِ محمدی پر ایمان رکھتا ہو اور کسی حصہ دین کا منکر نہ ہو، اسی کو تعمیرِ مسجد کا حق حاصل ہے، غیرمسلم فرقے جب تک دینِ اسلام کی تمام باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے، تعمیرِ مسجد کے حق سے محروم رہیں گے۔

## غیرمسلموں کی تعمیر کردہ مسجد "مسجدِ ضرار" ہے:

اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں کبھی کسی غیرمسلم نے یہ جرأت نہیں کی کہ اپنا عبادت خانہ "مسجد" کے نام سے تعمیر کرے، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض غیرمسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی جو "مسجدِ ضرار" کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحیٔ الٰہی سے ان کے کفر و نفاق کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فی الفور منہدم


فہرست

کرنے کا حکم فرمایا، قرآنِ کریم کی آیاتِ ذیل اسی واقعے سے متعلق ہیں:

"والذین اتخذوا مسجدًا ضرارًا و کفرًا وتفریقًا بین المؤمنین وارصادًا لمن حارب الله ورسوله من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنٰی والله یشهد انهم لکٰذبون. لا تقم فیه ابدًا ...الی قوله... لا یزال بنیانهم الذی بنوا ریبة فی قلوبهم الا ان تقطع قلوبهم والله علیم حکیم." (التوبۃ:۱۰۷-۱۱۰)

ترجمہ:...... "اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ و رسول کے دُشمن کے لئے ایک کمین گاہ بنائیں، اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں کبھی قیام نہ کیجئے...... ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی، ہمیشہ ان کے دِل کا کانٹا بنی رہے گی، مگر یہ کہ ان کے دِل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور اللہ علیم و حکیم ہے۔"

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ:

الف:...... کسی غیرمسلم گروہ کی اسلام کے نام پر تعمیر کردہ "مسجد"، "مسجدِ ضرار" کہلائے گی۔

ب:...... غیرمسلم منافقوں کی ایسی تعمیر کے مقاصد ہمیشہ حسبِ ذیل ہوں گے:

۱:...... اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

۲:...... عقائدِ کفر کی اشاعت کرنا۔

۳:...... مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

۴:...... خدا اور رسول کے دُشمنوں کے لئے ایک اڈّہ بنانا۔

ج:...... چونکہ منافقوں کے یہ خفیہ منصوبے ناقابلِ برداشت ہیں، اس لئے حکم دیا گیا کہ ایسی نام نہاد "مسجد" کو منہدم کردیا جائے۔ تمام مفسرین اور اہلِ سیَر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے "مسجدِ ضرار" منہدم کردی گئی اور اسے نذرِ آتش کردیا گیا۔ مرزائی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد "مسجدیں" بھی "مسجدِ ضرار" ہیں، اور وہ بھی اسی سلوک کی مستحق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مسجدِ ضرار" سے روا رکھا تھا۔

## کافر ناپاک اور مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع:

یہ اَمر بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ قرآنِ کریم نے کفار و مشرکین کو ان کے ناپاک اور گندے عقائد کی بنا پر نجس قرار دیا ہے، اور اس معنوی نجاست کے ساتھ ان کی آلودگی کا تقاضا یہ ہے کہ مساجد کو ان کے وجود سے پاک رکھا جائے، ارشادِ خداوندی ہے:

"یٰٓایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا۔" (التوبہ:۲۸)

ترجمہ:...... "اے ایمان والو! مشرک تو نرے ناپاک ہیں، پس وہ اس سال کے بعد مسجدِ حرام کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

امام ابوبکر جصاص رازی (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"اطلاق اسم النجس علی المشرک من جھة ان الشرک الذی یعتقدہ یجب اجتنابه کما یجب اجتناب النجاسات والاقذار فلذالک سماھم نجسا، والنجاسة فی الشرع تنصرف علیٰ وجھین احدھما نجاسة الاعیان والاٰخر نجاسة الذنوب، وقد افاد قوله: انما المشرکون نجس، منعھم عن دخول المسجد الا لعذر، اذ کان علینا تطھیر المساجد من الانجاس۔"

(اَحکام القرآن ج:۳ ص:۱۰۸، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)

ترجمہ:...... ''مشرک پر ''نجس'' کا اطلاق اس بنا پر کیا گیا کہ جس شرک کا وہ اعتقاد رکھتا ہے، اس سے پرہیز کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ نجاستوں اور گندگیوں سے، اسی لئے ان کو نجس کہا، اور شرع میں نجاست کی دو قسمیں ہیں، ایک نجاستِ جسم، دوم نجاستِ گناہ، اور ارشادِ خداوندی: ''انما المشرکون نجس'' بتاتا ہے کہ کفار کو دُخولِ مسجد سے باز رکھا جائے گا، اِلَّا یہ کہ کوئی عذر ہو، کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کو نجاستوں سے پاک رکھیں۔''

امام محی السنۃ بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''وجملة بلاد الاسلام فی حق الکفار علی ثلاثة اقسام، احدها الحرم فلا یجوز للکافر ان یدخله بحال ذمیًا کان او مستأمنًا بظاهر هٰذه الاٰیة. وجوز اهل الکوفة للمعاهد دخول الحرم، والقسم الثانی من بلاد الاسلام الحجاز فیجوز للکافر دخولها بالاذن، ولٰکن لا یقیم فیها اکثر من مقام السفر، وهو ثلاثة ایام، والقسم الثالث سائر بلاد الاسلام یجوز للکافر ان یقیم فیها بذمة او امان، ولٰکن لا یدخلون المساجد الا باذن مسلم.''

(تفسیر بغوی ج:۳ ص:۶۳، مطبوعہ علمیہ، مصر)

ترجمہ:...... ''اور کفار کے حق میں تمام اسلامی علاقے تین قسم پر ہیں، ایک حرمِ مکہ، پس کافر کو اس میں داخل ہونا کسی حال میں بھی جائز نہیں، خواہ کسی اسلامی مملکت کا شہری ہو یا امن لے کر آیا ہو، کیونکہ ظاہر آیت کا یہی تقاضا ہے۔ اور اہلِ کوفہ نے ذمی کے لئے حرم میں داخل ہونے کو جائز رکھا ہے۔ اور دُوسری قسم حجازِ مقدس ہے، پس


فہرست

کافر کے لئے اجازت لے کر حجاز میں داخل ہونا جائز ہے، لیکن تین دن سے زیادہ وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور تیسری قسم دیگر اسلامی ممالک ہیں، ان میں کافر کا مقیم ہونا جائز ہے، بشرطیکہ ذمی ہو یا امن لے کر آئے، لیکن وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں مسلمان کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتے۔“

اس سلسلے میں دو چیزیں خاص طور سے قابلِ غور ہیں، اوّل یہ کہ آیت میں صرف مشرکین کا حکم ذکر کیا گیا ہے، مگر مفسرین نے اس آیت کے تحت عام کفار کا حکم بیان فرمایا ہے، کیونکہ کفر کی نجاست سب کافروں کو شامل ہے۔ دوم یہ کہ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں تو اختلاف ہے، امام مالکؒ کے نزدیک کسی مسجد میں کافر کا داخل ہونا جائز نہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں کافر کو مسلمان کی اجازت سے داخل ہونا جائز ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بوقتِ ضرورت ہر مسجد میں داخل ہوسکتا ہے، (رُوح المعانی ج:۱۱ ص:۶۹) لیکن کسی کافر کا مسجد کا بانی، متولّی یا خادم ہونا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ۹ ہجری میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد کے ایک جانب ٹھہرایا اور مسجدِ نبوی ہی میں انہوں نے اپنی نماز بھی ادا کی۔

حافظ ابنِ قیم (متوفی ۷۵۱ھ) اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فصل فی فقه هذه القصة ففیها جواز دخول اهل الکتاب مساجد المسلمین، وفیها تمکین اهل الکتاب من صلٰوتهم بحضرة المسلمین وفی مساجدهم ایضًا. اذا کان ذالک عارضًا ولا یمکنوا من اعتیاد ذالک.“

(زاد المعاد ج:۳ ص:۶۳۸، مطبوعہ مکتبۃ المنار الاسلامیہ، کویت)

ترجمہ:...... ”فصل اس قصے کے فقہ کے بیان میں، پس اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کا مسلمانوں کی مسجدوں

میں داخل ہونا جائز ہے، اور یہ کہ ان کو مسلمانوں کی موجودگی میں اپنی عبادت کا موقع دیا جائے گا اور مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی، جبکہ یہ ایک عارضی صورت ہو لیکن ان کو اس بات کا موقع نہیں دیا جائے گا کہ وہ اس کو اپنی مستقل عادت ہی بنالیں۔"

اور قاضی ابوبکر بن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

**"دخول ثمامة فی المسجد فی الحدیث الصحیح، ودخول ابی سفیان فیه علی الحدیث الآخر کان قبل ان ینزل: یٰٓأیها الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هٰذا. فمنع الله المشرکین من دخول المسجد الحرام نصًّا، ومنع دخول سائر المساجد تعلیلًا بالنجاسة ولوجوب صیانة المسجد عن کل نجس وهٰذا کله ظاهر لا خفاء به."** (اَحکام القرآن ج:۲ ص:۹۰۲ مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت)

ترجمہ:...... "ثمامہ کا مسجد میں داخل ہونا اور دُوسری حدیث کے مطابق ابوسفیان کا اس میں داخل ہونا، اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ: "اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں، پس اس سال کے بعد وہ مسجدِ حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔" پس اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے صاف صاف منع کردیا اور دیگر مساجد سے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ناپاک ہیں، اور چونکہ مسجد کو نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے اس لئے کافروں کے ناپاک وجود سے بھی اسکو پاک رکھا جائے گا، اور یہ سب کچھ ظاہر ہے جس میں ذرا بھی خفا نہیں۔"

## منافقوں کو مسجدوں سے نکال دیا جائے:

جو شخص مرزائیوں کی طرح عقیدہ رکھنے کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، وہ اسلام کی اصطلاح میں منافق ہے، اور منافقین کے بارے میں یہ حکم ہے کہ انہیں مسجدوں سے نکال دیا جائے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''اے فلاں! اُٹھ، یہاں سے نکل جا، کیونکہ تو منافق ہے۔ او فلاں! تو بھی اُٹھ، نکل جا، تو منافق ہے'' اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کا نام لے کر ۳۶ آدمیوں کو مسجد سے نکال دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آنے میں ذرا دیر ہوگئی تھی، چنانچہ وہ اس وقت آئے جب یہ منافق مسجد سے نکل رہے تھے، تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید جمعہ کی نماز ہوچکی ہے اور لوگ نماز سے فارغ ہوکر واپس جارہے ہیں، لیکن جب اندر گئے تو معلوم ہوا کہ ابھی نماز نہیں ہوئی، مسلمان ابھی بیٹھے ہیں، ایک شخص نے بڑی مسرّت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آج منافقوں کو ذلیل و رُسوا کردیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر بیک بینی و دوگوش انہیں مسجد سے نکال دیا۔'' (تفسیر رُوح المعانی ج:۱۱ ص:۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو غیرمسلم فرقہ منافقانہ طور پر اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، اس کو مسجدوں سے نکال دینا سنتِ نبوی ہے۔

## منافقوں کی مسجد، مسجد نہیں:

فقہائے کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم مرتد کا ہے، اس لئے نہ تو انہیں مسجد بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے اور نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

"ولو بنوا مسجدًا لم یصر مسجدًا، ففی "تنویر الأبصار" من وصایا الذمی وغیره وصحاب الهوىٰ اذا کان لا یکفر فهو بمنزلة المسلم فی الوصیة وان کان فهو بمنزلة المرتد." (اکفار الملحدین طبع جدید ص:۱۲۸)

ترجمہ:... "ایسے لوگ اگر مسجد بنائیں تو وہ مسجد نہیں ہوگی، چنانچہ "تنویر الابصار" کے وصایا ذمی وغیرہ میں ہے کہ: گمراہ فرقوں کی گمراہی اگر حدِ کفر کو پہنچی ہوئی نہ ہو تب تو وصیت میں ان کا حکم مسلمان جیسا ہے، اور اگر حدِ کفر کو پہنچی ہوئی ہو تو بمنزلہ مرتد کے ہیں۔"

## منافقوں کے مسلمان ہونے کی شرط:

یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ کسی گمراہ فرقے کا دعویٰ اسلام کرنا یا اسلامی کلمہ پڑھنا، اس اَمر کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے، بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ان تمام عقائد سے توبہ کا اعلان کرے جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔

چنانچہ حافظ بدرالدین عینیؒ "عمدۃ القاری شرح بخاری" میں لکھتے ہیں:

"یجب علیهم ایضًا عند الدخول فی الاسلام ان یقروا ببطلان ما یخالفون به المسلمین فی الاعتقاد بعد اقرارهم بالشهادتین." (الجزء الرابع ص:۱۲۵، مطبوعہ دارالفکر)

ترجمہ:... "ان کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے توحید و رسالت کی شہادت کے بعد ان تمام عقائد و نظریات کے باطل ہونے کا اقرار کریں جو وہ مسلمانوں کے خلاف رکھتے ہیں۔"

اور حافظ شہاب الدین ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں قصہ اہلِ نجران کے ذیل میں لکھتے ہیں:


فہرست

”وفی قصة اھل نجران من الفوائد ان اقرار الکافر بالنبوة لا یدخلہ فی الاسلام حتی یتلزم احکام الاسلام.“ (ج:۸ ص:۴۷، دارالنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

ترجمہ:......”قصہ اہلِ نجران سے دیگر مسائل کے علاوہ ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ کسی کافر کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا اقرار اسے اسلام میں داخل نہیں کرتا، جب تک کہ اَحکامِ اسلام کو قبول نہ کرے۔“

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

”لا بد مع الشھادتین فی العیسوی من ان یتبرأ من دینہ.“ (رد المحتار ج:۱ ص:۳۵۳، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ:......”عیسوی فرقے کے مسلمان ہونے کے لئے اقرارِ شہادتین کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مذہب سے براءت کا اعلان کرے۔“

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی فرقہ اس وقت تک مسلمان تصوّر نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ اہلِ اسلام کے عقائد کے صحیح اور اپنے عقائد کے باطل ہونے کا اعلان نہ کرے، ورنہ اگر وہ اپنے عقائدِ کفر کو صحیح سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے عقائد کو غلط تصوّر کرتا ہے تو اس کی حیثیت مرتد کی ہے اور اسے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی حیثیت سے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

## کسی غیرمسلم کا مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانا:

اب ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے کہ کیا کوئی غیرمسلم اپنی عبادت گاہ (مسجد کے نام سے نہ سہی لیکن) وضع و شکل میں مسجد کے مشابہ بناسکتا ہے؟ کیا اسے یہ اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں قبلہ رُخ محراب بنائے، مینار بنائے، اس پر منبر رکھے، اور وہاں اسلام کے معروف طریقہ پر اذان دے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ:

''وہ تمام اُمور جو عرفاً وشرعاً مسلمانوں کی مسجد کے لئے مخصوص ہیں، کسی غیرمسلم کو ان کے اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اس لئے کہ اگر کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ مسجد کی وضع وشکل پر تعمیر کی گئی ہو، مثلاً اس میں قبلہ رُخ محراب بھی ہو، لقنار اور منبر بھی ہو، وہاں اسلامی اذان اور خطبہ بھی ہوتا ہو، تو اس سے مسلمانوں کو دھوکا اور التباس ہوگا، ہر دیکھنے والا اس کو ''مسجد'' ہی تصوّر کرے گا، جبکہ اسلام کی نظر میں غیرمسلم کی عبادت گاہ مسجد نہیں بلکہ مجمع شیاطین ہے۔''

(شامی ج:۱ ص:۳۸۰، مطلب تکرہ الصلٰوۃ فی الکنیسۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید، کراچی، البحرالرائق ج:۷ ص:۲۱۴، مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت)

حافظ ابنِ تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) سے سوال کیا گیا کہ آیا کفار کی عبادت گاہ کو بیت اللہ کہنا صحیح ہے؟ جواب میں فرمایا:

**''لیست بیوت اللہ وانما بیوت اللہ المساجد، بل ھی بیوت یکفر فیھا باللہ وان کان قد یذکر فیھا، فالبیوت بمنزلۃ اھلھا واھلھا کفار، فھی بیوت عبادۃ الکفار۔''** (فتاویٰ ابنِ تیمیہؒ ج:۱ ص:۱۱۵، دارالقلم بیروت)

ترجمہ:...... ''یہ بیت اللہ نہیں، بیت اللہ مسجدیں ہیں، یہ تو وہ مقامات ہیں جہاں کفر ہوتا ہے، اگرچہ ان میں بھی ذکر ہوتا ہے، پس مکانات کا وہی حکم ہے جو ان کے بانیوں کا ہے، ان کے بانی کافر ہیں، پس یہ کافروں کی عبادت گاہیں ہیں۔''

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) ''مسجدِ ضرار'' کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

**''عمد ناس من اھل النفاق فابتنوا مسجدًا بقبا**

**لیضاهوا به مسجد رسول صلی الله علیه وسلم."**

(تفسیر ابنِ جریر ج:۷ ص:۲۵، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

ترجمہ:...... ''اہلِ نفاق میں سے چند لوگوں نے یہ حرکت کی کہ قبا میں ایک مسجد بناڈالی، جس سے مقصود یہ تھا کہ وہ اس کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے مشابہت کریں۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے منافقانہ طور پر ''مسجدِ ضرار'' بنائی تھی، ان کا مقصد یہی تھا کہ اپنی نام نہاد ''مسجد'' کو اسلامی مساجد کے مشابہ بناکر مسلمانوں کو دھوکا دیں، لہٰذا غیرمسلموں کی جو عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر ہوگی وہ ''مسجدِ ضرار'' ہے، اور اس کا منہدم کردینا لازم ہے۔ علاوہ ازیں فقہائے کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ اسلامی مملکت کے غیرمسلم شہریوں کا لباس اور ان کی وضع قطع مسلمانوں سے ممتاز ہونی چاہئے، (یہ مسئلہ فقہِ اسلامی کی ہر کتاب میں باب اَحکام اہل الذمہ کے عنوان کے تحت موجود ہے)۔

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملکِ شام کے عیسائیوں سے جو عہدنامہ لکھوایا تھا، اس کا پورا متن امام بیہقی کی سنن کبریٰ (ج:۹ ص:۲۰۲) اور کنز العمال جلد چہارم (طبع جدید) صفحہ:۵۰۴ میں حدیث نمبر:۱۱۴۹۳ کے تحت درج ہے، اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں:

**"ولا نتشبه بهم فی شیٔ من لباسهم من قلنسوة ولا عمامة ولا نعلین ولا فرق شعر، ولا نتکلم بکلامهم ولا نکتنی بنکاهم."**

ترجمہ:...... ''اور ہم مسلمانوں کے لباس اور ان کی وضع قطع میں ان کی مشابہت نہیں کریں گے، نہ ٹوپی میں، نہ دستار میں، نہ جوتے میں، نہ سر کی مانگ نکالنے میں، اور ہم مسلمانوں کے کلام اور اصطلاحات میں بات نہیں کریں گے، اور نہ ان کی کنیت اپنائیں گے۔''

اندازہ فرمائیے! جب لباس، وضع قطع، ٹوپی، دستار، پاؤں کے جوتے اور سر کی

مانگ تک میں کافروں کی مسلمانوں سے مشابہت گوارا نہیں کی گئی تو اسلام یہ کس طرح برداشت کرسکتا ہے کہ غیرمسلم کافر، اپنی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مسجد کی شکل و وضع پر بنانے لگیں؟

## مسجد کا قبلہ رُخ ہونا اسلام کا شعار ہے:

اُوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ مسجد اسلام کا بلند ترین شعار ہے، ''مسجد'' کے اوصاف و خصوصیت پر الگ الگ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ایک ایک چیز مستقل طور پر بھی شعارِ اسلام ہے، مثلاً: استقبالِ قبلہ کو لیجئے! مذاہبِ عالم میں یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کی اہم ترین عبادت ''نماز'' میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبالِ قبلہ کو اسلام کا خصوصی شعار قرار دے کر اس شخص کے جو ہمارے قبلہ کی جانب رُخ کرکے نماز پڑھتا ہو، مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔

''من صلّٰی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله، فلا تخفروا الله ذمته.'' (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۶)

ترجمہ:...... ''جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہو، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہو، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو، پس یہ شخص مسلمان ہے، جس کے لئے اللہ کا اور اس کے رسول کا عہد ہے، پس اللہ کے عہد کو مت توڑو۔''

ظاہر ہے کہ اس حدیث کا یہ منشا نہیں کہ ایک شخص خواہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو، قرآنِ کریم کے قطعی ارشادات کو جھٹلاتا اور مسلمانوں سے الگ عقائد رکھتا ہو، تب بھی وہ ان تین کاموں کی وجہ سے مسلمان ہی شمار ہوگا؟ نہیں! بلکہ حدیث کا منشا یہ ہے کہ نماز، استقبالِ قبلہ اور ذبیحہ کا معروف طریقہ صرف مسلمانوں کا شعار ہے، جو اس وقت کے مذاہبِ عالم سے ممتاز رکھا گیا تھا، پس کسی غیرمسلم کو یہ حق نہیں کہ عقائدِ کفر رکھنے کے باوجود

ہمارے اس شعار کو اپنائے۔

چنانچہ حافظ بدرالدین عینیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"واستقبال قبلتنا مخصوص بنا."

(عمدۃ القاری ج:۲ ص:۲۹۶)

ترجمہ:....."اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرنا، ہمارے ساتھ مخصوص ہے۔"

اور حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں:

"وحكمة الاقتصار على ما ذكر من الافعال ان من يقر بالتوحيد من اهل الكتاب وان صلوا واستقبلوا وذبحوا لٰكنهم لا يصلون مثل صلوٰتنا ولا يستقبلون قبلتنا ومنهم من يذبح لغير الله ومنهم من لا يأكل ذبيحتنا والاطلاع على حال المرء فى صلوٰته واكله يمكن بسرعة فى اوّل يوم بخلاف غير ذالک من امور الدين."

(فتح الباری ج:۱ ص:۴۱۷، مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

ترجمہ:....."اور مذکورہ بالا افعال پر اکتفا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اہلِ کتاب میں سے جو لوگ توحید کے قائل ہوں وہ اگرچہ نماز بھی پڑھتے ہوں، قبلہ کا استقبال بھی کرتے ہوں اور ذبح بھی کرتے ہوں، لیکن وہ نہ تو ہمارے جیسی نماز پڑھتے ہیں، نہ ہمارے قبلہ کا استقبال کرتے ہیں، اور ان میں سے بعض غیراللہ کے لئے ذبح کرتے ہیں، بعض ہمارا ذبیحہ نہیں کھاتے، اور آدمی کی حالت نماز پڑھنے اور کھانا کھانے سے فوراً پہلے دن پہچانی جاتی ہے، دین کے دُوسرے کاموں میں اتنی جلدی اطلاع نہیں ہوتی، اس لئے مسلمان کی تین نمایاں علامتیں ذکر فرمائیں۔"

اور شیخ مُلّا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

”انما ذکره مع اندراجه فی الصلٰوة لان القبلة اعف، اذ کل احد یعرف قبلته وان لم یعرف صلٰوته ولان فی صلٰوتنا ما یوجد فی صلاة غیرنا واستقبال قبلتنا مخصوص بنا۔“ (مرقاة المفاتیح ج:۱ ص:۷۲، طبع بمبئی)

ترجمہ:...... ”نماز میں استقبالِ قبلہ خود آجاتا ہے، مگر اس کو الگ ذکر فرمایا، کیونکہ قبلہ اسلام کی سب سے معروف علامت ہے، کیونکہ ہر شخص اپنے قبلہ کو جانتا ہے، خواہ نماز کو نہ جانتا ہو، اور اس لئے بھی کہ ہماری نماز کی بعض چیزیں دُوسرے مذاہب کی نماز میں بھی پائی جاتی ہیں، مگر ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرنا یہ صرف ہماری خصوصیت ہے۔“

ان تشریحات سے واضح ہوا کہ ”استقبالِ قبلہ“ اسلام کا اہم ترین شعار اور مسلمانوں کی معروف ترین علامت ہے، اسی بنا پر اہلِ اسلام کا لقب ”اہلِ قبلہ“ قرار دیا گیا ہے، پس جو شخص اسلام کے قطعی، متواتر اور مُسَلَّمہ عقائد کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہو، وہ ”اہلِ قبلہ“ میں داخل نہیں، نہ اسے استقبالِ قبلہ کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

### محراب اسلام کا شعار ہے:

مسجد کے مسجد ہونے کے لئے کوئی مخصوص شکل و وضع لازم نہیں کی گئی، لیکن مسلمانوں کے عرف میں چند چیزیں مسجد کی مخصوص علامت کی حیثیت میں معروف ہیں، ایک ان میں سے مسجد کی محراب ہے، جو قبلہ کا رُخ متعین کرنے کے لئے تجویز کی گئی ہے۔

حافظ بدرالدین عینیؒ ”عمدة القاری“ میں لکھتے ہیں:

”ذکر ابوالبقاء ان جبریل علیه الصلٰوة والسلام وضع محراب رسول الله صلی الله علیه وسلم مسامة الکعبة، وقیل کان ذالک بالمعاینة بان کشف



فہرست

الحال وازيلت الحوائل فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم الكعبة فوضع قبلة مسجده عليها."

(عمدۃ القاری شرح بخاری الجزء الرابع ص:۱۲۶، طبع دارالفکر، بیروت)

ترجمہ:......"اور ابوالبقاء نے ذکر کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کعبہ کی سیدھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محراب بنائی اور کہا گیا ہے کہ یہ معائنہ کے ذریعہ ہوا، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے اور صحیح حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوگیا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو دیکھ کر اپنی مسجد کا قبلہ رُخ متعین کیا۔"

اس سے دو اَمر واضح ہوتے ہیں، اوّل یہ کہ محراب کی ضرورت تعینِ قبلہ کے لئے ہے، تاکہ محراب کو دیکھ کر نمازی اپنا قبلہ رُخ متعین کرسکے۔ دوم یہ کہ جب سے مسجدِ نبویؐ کی تعمیر ہوئی، اسی وقت سے محراب کا نشان بھی لگادیا گیا، خواہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی نشاندہی کی ہو، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ کشف خود ہی تجویز فرمائی ہو۔ البتہ یہ جوف دار محراب جو آج کل مساجد میں "قبلہ رُخ" ہوا کرتی ہے، اس کی ابتدا خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس وقت کی تھی جب وہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے، (وفاء الوفاء ص:۵۲۵ ومابعد) یہ صحابہؓ و تابعینؒ کا دور تھا، اور اس وقت سے آج تک مسجد میں محراب بنانا مسلمانوں کا شعار رہا ہے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

"وجهة الكعبة تعرف بالدليل، والدليل فى الامصار والقرى المحاريب التى نصبتها الصحابة والتابعون رضى الله عنهم اجمعين، فعلينا اتباعهم فى استقبال المحارب المنصوبة."

(البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۵، مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت)

ترجمہ:...... ''اور قبلہ کا رُخ کسی علامت سے معلوم ہوسکتا ہے، اور شہروں اور آبادیوں میں قبلہ کی علامت وہ محرابیں ہیں جو صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین نے بنائیں، پس بنی ہوئی محرابوں میں ہم پر ان کی پیروی لازم ہے۔''

یعنی یہ محرابیں، جو مسلمانوں کی مسجدوں میں صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانے سے چلی آتی ہیں، دراصل قبلہ کا رُخ متعین کرنے کے لئے ہیں اور اُوپر گزر چکا ہے کہ استقبالِ قبلہ ملتِ اسلامیہ کا شعار ہے، اور محراب جہتِ قبلہ کی علامت کے طور پر مسجد کا شعار ہے، اس لئے کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ میں محراب کا ہونا ایک تو اسلامی شعار کی توہین ہے۔ اس کے علاوہ ان محراب والی عبادت گاہوں کو دیکھ کر ہر شخص انہیں ''مسجد'' تصوّر کرے گا، اور یہ اہلِ اسلام کے ساتھ فریب اور دغا ہے، لہٰذا جب تک کوئی غیرمسلم گروہ مسلمانوں کے تمام اُصول وعقائد کو تسلیم کرکے مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا، تب تک اس کی ''مسجد نما'' عبادت گاہ عیاری اور مکاری کا بدترین اڈّہ ہے، جس کا اُکھاڑنا مسلمانوں پر لازم ہے، فقہائے اُمت نے لکھا ہے کہ اگر کوئی غیرمسلم بے وقت اذان دیتا ہے تو یہ اذان سے مذاق ہے:

''ان الكافر لو اذّن فی غير الوقت لا يصير به مسلمًا لأنه يكون مستهزئًا.''

(شامی ج:۱ ص:۳۵۳، آغاز کتاب الصلوٰۃ، طبع ایچ ایم سعید، کراچی)

ترجمہ:...... ''کافر اگر بے وقت اذان کہے تو وہ اس سے مسلمان نہیں ہوگا، کیونکہ وہ دراصل مذاق اُڑاتا ہے۔''

ٹھیک اسی طرح سے کسی غیرمسلم گروہ کا اپنے عقائدِ کفر کے باوجود اسلامی شعائر کی نقالی کرنا اور اپنی عبادت گاہ مسجد کی شکل میں بنانا، دراصل مسلمانوں کے اسلامی شعائر سے مذاق ہے، اور یہ مذاق مسلمان برداشت نہیں کرسکتے!

اذان:

مسجد میں اذان نماز کی دعوت کے لئے دی جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مشورہ ہوا کہ نماز کی اطلاع کے لئے کوئی صورت تجویز ہونی چاہئے، بعض حضرات نے گھنٹی بجانے کی تجویز پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر رَدّ فرمادیا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔ دُوسری تجویز پیش کی گئی کہ بوق (باجا) بجادیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی قبول نہیں فرمایا کہ یہ یہود کا وطیرہ ہے۔ تیسری تجویز آگ جلانے کی پیش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ یہ مجلس اس فیصلے پر برخاست ہوئی کہ ایک شخص نماز کے وقت کا اعلان کردیا کرے کہ نماز تیار ہے۔ بعد ازاں بعض حضراتِ صحابہؓ کو خواب میں اذان کا طریقہ سکھایا گیا، جوانہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اور اس وقت سے مسلمانوں میں یہ اذان رائج ہوئی۔

(فتح الباری ج:۲ ص:۲۲۰، مطبوعہ لاہور)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس واقعے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذه القصة دليل واضح على ان الاحكام انما شرعت لأجل المصالح وان للاجتهاد فيها مدخلا، وان التيسير اصل اصيل، وان مخالفة اقوام تمادوا فى ضلالتهم فيما يكون يطلع بالمنام والنفث فى الروع علىٰ مراد الحق لٰكن لا يكلف الناس به ولا تنقطع الشبهة حتى يقرره النبى صلى الله عليه وسلم واقتضت الحكمة الالٰهية ان لا يكون الأذان صرف اعلام وتنبيه بل يضم مع ذالک ان يكون من شعائر الدين بحيث يكون النداء به على رؤس الخامل والتنبيه تنويها بالدين ويكون قبوله من القوم اٰية انقيادهم لدين الله."

(حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:۲۷۴ مترجم)

ترجمہ:......"اس واقعے میں چند مسائل کی واضح دلیل ہے، اوّل یہ کہ اَحکامِ شرعیہ خاص مصلحتوں کی بنا پر مقرّر ہوئے ہیں۔

دوم یہ کہ اجتہاد کا بھی اَحکام میں دخل ہے۔ سوم یہ کہ اَحکامِ شرعیہ میں آسانی کو ملحوظ رکھنا بہت بڑا اصل ہے۔ چہارم یہ کہ شعائرِ دین میں ان لوگوں کی مخالفت جو اپنی گمراہی میں بہت آگے نکل گئے ہوں، شارع کو مطلوب ہے۔ پنجم یہ کہ غیر نبی کو بھی بذریعہ خواب یا القاء فی القلب کے مرادِ الٰہی کی اطلاع مل سکتی ہے، مگر وہ لوگوں کو اس کا مکلّف نہیں بنا سکتا، اور نہ اس سے شبہ دُور ہوسکتا ہے، جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہ فرمائیں، اور حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اذان صرف اطلاع اور تنبیہ ہی نہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ وہ شعائرِ دین میں سے بھی ہو کہ تمام لوگوں کے سامنے اذان کہنا تعظیمِ دین کا ذریعہ ہو اور لوگوں کا اس کو قبول کرلینا ان کے دینِ خداوندی کے تابع ہونے کی علامت ٹھہرے۔“

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اذان اسلام کا بلند ترین شعار ہے، اور یہ کہ اسلام نے اپنے اس شعار میں گمراہ فرقوں کی مخالفت کو ملحوظ رکھا ہے۔ فتح القدیر جلد:۱ صفحہ:۱۶۷، فتاویٰ قاضی خان اور البحر الرائق صفحہ:۲۵ وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ اذان دینِ اسلام کا شعار ہے۔ فقہائے کرامؒ نے جہاں مؤذّن کے شرائط شمار کئے ہیں، وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذّن مسلمان ہونا چاہئے:

**”واما الاسلام فینبغی ان یکون شرط صحة فلا یصح اذان کافر علی أی ملة کان.“**

(البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۴، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

ترجمہ:...... ”مؤذّن کے مسلمان ہونے کی شرط بھی ضروری ہے، پس کافر کی اذان صحیح نہیں، خواہ کسی مذہب کا ہو۔“

فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذّن اگر اذان کے دوران مرتد ہوجائے تو دُوسرا شخص اذان کہے:


فہرست

”ولو ارتد المؤذّن بعد الأذان لا يعادو وان اعيد فهو افضل. كذا فى السراج الوهاج، واذا ارتد فى الأذان فالأولىٰ ان يبتدئ غيره وان لم يبتدى غير واتمه جاز. كذا فى فتاوىٰ قاضى خان.“

(فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۵۴، مطبوعہ مصر)

ترجمہ:...... ”اگر مؤذّن اذان کے بعد مرتد ہوجائے تو اذان دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں، اگر لوٹائی جائے تو افضل ہے، اور اگر اذان کے دوران مرتد ہوگیا تو بہتر یہ ہے کہ دُوسرا شخص نئے سرے سے اذان شروع کرے، تاہم اگر دُوسرے شخص نے باقی ماندہ اذان کو پورا کردیا تب بھی جائز ہے۔“

## مسجد کے مینار:

مسجد کی ایک خاص علامت، جو سب سے نمایاں ہے، اس کے مینار ہیں۔ میناروں کی ابتدا بھی صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانے سے ہوئی، مسجدِ نبویؐ میں سب سے پہلے، خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مینار بنوائے۔ (وفاء الوفاء ص:۵۲۵) حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصر کے گورنر تھے، انہوں نے مصر کی مساجد میں مینار بنانے کا حکم فرمایا۔ (الاصابہ ج:۳ ص:۴۱۸) اس وقت سے آج تک کسی نہ کسی شکل میں مسجد کے لئے مینار ضروری سمجھے جاتے ہیں، مسجد کے مینار دو فائدوں کے لئے بنائے گئے، اوّل یہ کہ بلند جگہ نماز کی اذان دی جائے، چنانچہ امام ابوداوٗدؒ نے اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے: الأذان فوق المنارة۔

حافظ جمال الدین الزیلعی نے نصب الرایہ میں حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

”من السنّة الأذان فى المنارة والاقامة فى المسجد.“ (ج:۱ ص:۲۹۳، مطبوعہ مجلس علمی بالہند)

ترجمہ:......"سنت یہ ہے کہ اذان لقنارہ میں ہو اور اقامت مسجد میں۔"

لقنارِ مسجد کا دُوسرا فائدہ یہ تھا کہ لقنار دیکھ کر ناواقف آدمی کو مسجد کے مسجد ہونے کا علم ہوسکے۔ گویا مسجد کی معروف ترین علامت یہ ہے کہ اس میں قبلہ رُخ محراب ہو، منبر ہو، لقنار ہو، وہاں اذان ہوتی ہو، اس لئے کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ میں ان چیزوں کا پایا جانا اسلامی شعار کی توہین ہے، اور جب قادیانیوں کو آئینی طور پر غیرمسلم تسلیم کیا جاچکا ہے، اور ان کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر بھی پابندی عائد کردی گئی ہے، تو انہیں مسجد یا مسجد نما عبادت گاہ بنانے اور وہاں اذان و اقامت کہنے کی اجازت دینا قطعاً جائز نہیں۔ ہمارے اربابِ اقتدار اور عدلیہ کا فرض ہے کہ غیرمسلم قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکیں اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری قوّت اور شدّت سے اس مطالبے کو منوائیں۔ حق تعالیٰ شانہ اس ملک کو منافقوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

## بلااجازت غیرمسلم کی جگہ پر مسجد کی تعمیر ناجائز ہے

س...... ایک زمین ہے جو غیرمسلم کی ہے، اس غیرمسلم نے اپنی زمین کو ایک مسلم شخص کے حوالے کیا ہے کہ جب تک میں اپنے وطن سے نہ آجاؤں، اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کریں، اس مسلم شخص نے اس کی زمین پر مدرسہ اور مسجد بناڈالی، جبکہ وہ غیرمسلم دوبارہ اپنی جگہ پر آیا ہے اور اس نے اپنی زمین پر مدرسہ اور مسجد بنا ہوا دیکھا ہے، اور اس نے مسلم شخص کو کہا ہے کہ میری زمین میں کیوں خیانت کی ہے؟ اس زمین پر مدرسہ اور مسجد بنایا ہے میں ان دونوں کو توڑ دوں گا۔ آیا شریعت میں اس غیرمسلم کو اجازت ہے کہ اس مسجد اور مدرسہ کو توڑ دے؟

ج...... مالک کی اجازت کے بغیر مسجد اور مدرسہ بنانا صحیح نہیں، لہٰذا اس غیرمسلم کو حق ہے کہ اپنی زمین سے مسجد اور مدرسہ کو اُکھاڑ دے، اور مسلمان اگر اس مسجد اور مدرسہ کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو غیرمسلم کو اس کی قیمت دے کر رضامندی سے خریدلیں۔

## غصب شدہ جگہ پر مسجد کی تعمیر

س...... کسی مسجد کی انتظامیہ گورنمنٹ کی اجازت یا بلااجازت گورنمنٹ کے کسی دفتر یا ادارہ پر


فہرست

قبضہ کرکے اسے مسجد میں شامل کرلے تو کیا وہ جگہ غصب شدہ تصوّر ہوگی؟ اور وہاں نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

ج…… غصب شدہ جگہ پر مسجد تو نہیں بن سکتی ہے، جب تک مالک سے اس کی اجازت نہ لے لی جائے، گورنمنٹ کے کسی دفتر یا ادارہ پر قبضہ کرکے اسے مسجد میں شامل کرنا بھی غصب ہے، البتہ جو جگہ علاقے کے لوگوں کی ضرورتوں کے لئے خالی پڑی ہو وہاں مسجد بنانا جائز ہے، اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ لوگوں کی ضرورت کے مدِنظر وہاں مسجد بنوائے۔

## مسجد کے مصارف کے لئے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

س…… اگر ہر جمعرات کو مسجد میں پیسے دیئے جائیں تو کیا یہ صدقہ ہے؟ صدقہ تو ان کو دیا جاتا ہے جو کہ غریب ہوں، (میں تو لڑکی ہوں، مجھے غریب لوگوں کا معلوم نہیں، اور نہ میں گھر سے نکلتی ہوں، اس لئے مسجد میں دے دیتی ہوں) کیا یہ دُرست ہے اور اس کا ثواب ملے گا؟

ج…… جو چیز رضائے الٰہی کے لئے دی جائے وہ صدقہ ہے، اس لئے مسجد کے مصارف کے لئے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے، صدقہ کرنے کا کوئی خاص دن نہیں، خواہ پیر کے دن دے دیا، جمعرات کو یا کسی اور دن۔

## سٹہ کی رقم مسجد میں لگانا

س…… مسئلہ کچھ یوں ہے کہ ایک شخص عرصہ بیس سال سے سٹہ جیسے منحوس و غیر اسلامی کاروبار کر رہے ہیں، جنہیں علاقہ اور علاقے سے باہر کے تمام ہی لوگ جانتے ہیں، ان صاحب نے مسجد کی تعمیر و مرمت کے لئے بیس ہزار روپیہ بطور عطیہ دیا ہے، جسے مسجد کمیٹی نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ عطیہ دینے والے شخص کا ذریعۂ معاش صرف اور صرف سٹے کے کاروبار سے حاصل ہونی والی آمدنی ہے، اس کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں، پھر بھی مسجد انتظامیہ یہ ناجائز پیسہ لے کر مسجد کی تعمیر و مرمت میں لگا رہی ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ ایسے پیسے سے تعمیر کی جانے والی مسجد میں نماز کی ادائیگی کی کیا شرعی حیثیت ہوگی؟ مفصل جواب مرحمت فرماویں، اللہ تعالیٰ آپ کا ہمیشہ حامی و ناصر رہے، آمین!

ج…… یہ شرعاً مسجد ہے اور نماز بھی اس میں جائز ہے، مگر جان بوجھ کر غلط رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنے والے لوگ گنہگار ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے۔

## مسجد کو بانی کے نام سے منسوب کرنا

س…… ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، یہ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک شخص (جو اَب اس دُنیا میں نہیں) نے مسجد کی تعمیر کے لئے اپنی زمین دی تھی، ویسے تو اس مسجد کا نام ''سبحانی مسجد'' ہے، لیکن اس کے لواحقین اس مسجد کو اس شخص کے نام سے پکارتے ہیں، اور باقاعدہ طور پر اس مسجد کو اس شخص کے نام سے موسوم کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ان کے نام پر مسجد کا نام رکھنا چاہتے ہیں، جہاں تک میری عقل کا تعلق ہے میں نے آج تک یہ نہیں سنا کہ کوئی مسجد کسی کے نام سے موسوم کی گئی ہو، کیونکہ مسجد تو اللہ کا گھر ہے، کسی کی ملکیت نہیں، اب رہا اس شخص کا تعلق جس نے مسجد کی تعمیر کے لئے زمین دی تو اس کا اجر تو اللہ دے گا۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں یہ بتائیں کہ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں ہے تو کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

ج…… مسجد کی نسبت کسی شخص کی طرف اس کے بانی کی حیثیت سے جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن جب بانی مرحوم نے خود اپنے نام کی نسبت پسند نہیں کی تو ان کے لواحقین کو بھی پسند نہیں کرنی چاہئے۔

## مسجد کی حیثیت تبدیل کرنا صحیح نہیں

س…… ہمارے یہاں پر مسجد ایسی جگہ پر ہے کہ نمازی بہت کم آتے ہیں، ہماری کمیٹی کا ارادہ ہے کہ اس کو بجائے یہاں کے روڈ پر لے جایا جائے، اور اس جگہ کو مدرسہ میں تبدیل کردیا جائے، قرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… جو جگہ باقاعدہ مسجد بنادی جائے، وہ ہمیشہ مسجد رہے گی، اس کی اس حیثیت کو تبدیل کرنا صحیح نہیں۔

## مسجد کو شہید کرنا

س…… تحصیل ماتلی سے ۱۰ کلومیٹر دُور گورنمنٹ نے بارن اسٹاپ پر ایک مراد واہ کے نام سے

نہر نکالی ہے، اس نہر کے ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی مسجد آتی ہے، ٹھیکیدار نے کھدائی کرادی ہے، جس سے مسجد مراد واہ کے ایک کنارے سے چار پانچ فٹ (واہ کے) اندر آگئی ہے، انجینئر اور ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ اس مسجد شریف کو گراکر اور اس کی مٹی کو کسی بہتی ہوئی نہر میں ڈال دیں، لیکن وہاں جو ٹریکٹر والے کھدائی کا کام کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم شرعی مسئلہ پوچھ کر پھر مسجد کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جیسے انجینئر اور ٹھیکیدار کہتے ہیں وہ صحیح ہے؟ یا اس (کچی) مسجد کو وہاں کھڑا کرنا چاہئے تو کیسے؟

ج…… مسجد خواہ کچی ہو یا پکی، اس کو یا اس کے کسی حصے کو ہٹانا اور اس جگہ کو کسی اور کام میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ ٹھیکیدار اور انجینئر صاحبان کو چاہئے کہ نہر کو خم دے کر مسجد کے ورے ورے سے گزاریں، ورنہ تمام لوگ جو اس کام میں شریک ہیں خانۂ خدا کی ویرانی کی وجہ سے گناہگار ہوں گے اور جس طرح انہوں نے خدا کا گھر ویران کیا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اُجاڑ دیں گے۔

## ایک مسجد کو آباد کرنے کے لئے دُوسری مسجد کو منہدم کرنا جائز نہیں

س…… ایک قدیم مسجد جو چاروں طرف سے درختوں، باغات سے ڈھکی ہوئی ہے، علاقہ انتہائی گرم، گرمی ناقابلِ برداشت حتیٰ کہ مقتدیوں نے کہا کہ ہم گرمی میں نماز پڑھنے نہیں آئیں گے، مسجد کسی طرف سے بڑھائی بھی نہیں جاسکتی، تو کیا سو قدم کے فاصلے پر مسجدِ ثانی کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ظاہر ہے دونوں مسجدوں میں جماعت نہیں ہوسکتی، تو پھر قدیم مسجد کو منہدم کردیں یا بند کریں؟

ج…… ایک مسجد کا دُوسری مسجد کے لئے انہدام قصداً جائز نہیں ہے، البتہ دُوسری مسجد مذکورہ بالا ضرورت کے تحت بناسکتے ہیں، لیکن اس کو آباد کرنے کے لئے پہلی مسجد کو منہدم نہیں کیا جاسکتا۔

## نئی مسجد متصل بناکر پہلی کو تالا ڈالنا ناجائز ہے

س…… حضرتِ والا کی توجہ ایئرپورٹ کی مرکزی جامع مسجد جو کہ کچھ عرصہ قبل تعمیر ہوئی ہے، کے متعلق اس کی شرعی حیثیت جنابِ والا سے معلوم کرنا ہے، اُمید ہے کہ اس مسجد کے متعلق آپ اپنی صائب رائے شائع فرماکر اہالیانِ ایئرپورٹ کی رہنمائی فرمائیں گے۔ برعظیم

انڈو پاک کی تقسیم کے بعد ایک کلب کو مسجد میں تبدیل کرکے نماز کے لئے جگہ بنائی گئی، اس کے بعد باقاعدہ چھت ڈال کر مسجد تعمیر کردی گئی، عرصہ چھتیس سال سے مذکورہ مسجد میں نمازِ جمعہ و پنج گانہ نمازیں ادا کی جاتی رہیں، ۱۹۸۳ء میں قطر کے ایک شیخ صاحب نے کئی لاکھ روپے خرچ کرکے ایک مسجد سابقہ مسجد سے تقریباً دو گز چاردیواری کے اندر دُوسری مسجد تعمیر کروادی۔ شیخ صاحب کو مسجد کی انتظامیہ نے جیسا مشورہ دیا ویسا انہوں نے کردیا، اب صورتِ حال یہ ہے کہ پہلی مسجد کو تالا ڈال دیا گیا ہے اور نئی مسجد میں نمازوں کی ادائیگی ہو رہی ہے، بہت سے حضرات نے مسجد کی انتظامیہ کو پہلے ہی مشورہ دیا تھا کہ کم از کم سابقہ مسجد کا صحن ہی نئی مسجد میں شامل کرلیا جائے تاکہ کوئی شرعی مسئلہ کھڑا نہ ہوجائے۔ لیکن انتظامیہ کی چشم پوشی کی وجہ سے دو مسجدیں آمنے سامنے ہیں، پہلی مسجد کے متعلق کبھی سنا جاتا ہے کہ اسے دارالعلوم بنادیا جائے گا یا دینی مدرسہ وغیرہ۔ فی الحال پرانی مسجد کو تالا ہی لگا ہوا ہے، یہاں ان دنوں ایئرفورس والوں کا ایئرپورٹ پر کنٹرول ہے، اور مسجد کا سیکریٹری اصل حالات ایئرپورٹ کی انتظامیہ کو نہیں بتلا رہا، اور اتنی بڑی مسجد میں کوئی عالم جان بوجھ کر نہیں رکھا جارہا تاکہ یہاں کے لوگوں کو اصل بات کا پتہ نہ چل سکے۔ آپ سے مؤدّبانہ گزارش ہے کہ جنابِ والا نئی مسجد کی شرعی حیثیت واضح فرمادیں، واضح رہے کہ پی آئی اے کی نئی مسجد اس سے بالکل الگ ہے، مذکورہ مسجد لبِ سڑک ہے اور محکمہ شہری ہوابازی سے تعلق رکھتی ہے۔

ج…… جس جگہ کو چھتیس سال سے مسجد کی حیثیت دی گئی ہو، اور اس میں باقاعدہ جمعہ و جماعت ہوتی رہی ہو، اس کو معطل کردینا اس مسجد کی حیثیت کو ختم کرکے کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں، بلکہ وبال کا موجب ہے، آپ نے جو واقعات لکھے ہیں، اگر صحیح ہیں تو سابقہ مسجد کو نئی مسجد میں شامل کردینا چاہئے، جو جگہ ایک بار مسجد بنادی گئی ہو، وہ قیامت تک کے لئے مسجد رہتی ہے اور اس کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

## تعمیری نقص سے صف میں ایک طرف نمازی بہت کم ہوں تو بھی نماز مکروہ ہے

س…… ہمارے قریب ایک مسجد شریف ہے، جس کی بناوٹ اس طرح ہے کہ امام کے

دائیں جانب مقتدی اندازاً چالیس پچاس ہوتے ہیں اور بائیں جانب صرف چار پانچ آدمی ہوتے ہیں، یہ نماز ہوئی کہ نہیں؟

ج...... مکروہ ہے۔

## قبروں کے نزدیک مسجد میں نماز ہوجاتی ہے

س...... مسجد کے قریب قبریں ہوں، درمیان میں کوئی فاصلہ نہ ہو، صرف تقریباً ایک گز کی دیوار ہو تو مذکورہ مسجد میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

ج...... نماز صحیح ہے، قبرستان میں نماز پڑھنا ممنوع ہے، لیکن اگر ایسی مسجد ہو جس کے قریب قبریں ہوں، اس میں نماز ممنوع نہیں۔

## دفاتر کی مسجد میں نماز کا ثواب

س...... میں نے ایک شخص سے سنا جو کہ نماز وغیرہ کا پابند ہے کہ ایک بلڈنگ (کاروباری دفاتر کی بلڈنگ) کے اندر اگر کوئی کمرہ نماز کے لئے مخصوص کردیا گیا ہو تو اس میں نماز پڑھنے سے اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا ایک مسجد میں نماز پڑھنے سے ملتا ہے۔

ج...... بلڈنگ میں جو کمرہ نماز کے لئے مخصوص کردیا گیا ہو، اس کا حکم مسجد کا نہیں، نہ اس میں مسجد کا ثواب ملے گا۔

## دُوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی رُخصت

س...... میں ایک جامع مسجد کے ساتھ رہتا ہوں، مسجد میں پانچ وقت کی نماز اور جمعہ باقاعدگی سے پڑھائی جاتی ہے، اور میں بھی پابندی سے نماز و جمعہ پڑھتا ہوں۔ چار نمازیں نزدیکی مسجد میں پڑھتا ہوں، البتہ عشاء کی نماز اور جمعہ کی نماز ایک دُوسری مسجد میں جاکر پڑھتا ہوں، محض اس لئے کہ وہاں مولوی صاحب جمعہ کے دن بھی اچھا وعظ کرتے ہیں اور عشاء کی نماز کے بعد قرآن کی تفسیر سمجھاتے ہیں، تو میں ان کے پاس اچھی باتیں سننے جاتا ہوں، جبکہ نزدیک والی مسجد میں ان چیزوں کا فقدان ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اپنی نزدیک والی مسجد آباد رکھو ورنہ گناہ ہوگا۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کرکے سمجھائیں کہ میں کیا کروں؟ دُوسری مسجد میں جانے کا میرا مطمحِ نظر محض دین کا سیکھنا ہے۔

ج…… حق تو قریب والی مسجد ہی کا زیادہ ہے، لیکن اگر دُوسری مسجد میں اچھے عالم ہوں تو وہاں جانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

## مسجد میں خشک جوتے لے جانے سے ناپاکی نہیں ہوتی

س…… ہم جوتے لے کر بیت الخلاء میں جاتے ہیں، وہی جوتے لے کر ہم مساجد میں جاتے ہیں، اور اکثر بھائی جوتے مسجد کے فرش پر رکھتے ہیں، کیونکہ بعض جگہ جوتے رکھنے کے لئے لکڑی کا بکس نہیں ہوتا، ایسی صورت میں کیا مسجد ناپاک نہیں ہوتی؟ اگر جوتے نمازی اپنے قریب نہ رکھے تو چوری کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ج…… جوتے خشک ہوں تو مسجد ناپاک نہیں ہوتی۔

## کیا مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہئے؟

س…… ہمارے محلے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہنا چاہئے، جبکہ ہم نے سنا ہے کہ حدیث میں ہے، دُخولِ مسجد کے وقت مخصوص دُعا جو حدیث سے ثابت ہے، پڑھنی چاہئے، کون سا حق اور افضل ہے؟

ج…… مسجد میں داخل ہونے کی دُعا پڑھنی چاہئے، پھر اگر لوگ فارغ بیٹھے ہوں تو ان کو آہستہ سے سلام کہا جائے، اور اگر سب مشغول ہوں تو نہ کہے، اتنی زور سے سلام کرنا کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے، صحیح نہیں۔

## نمازیوں کے ذمہ سلام کا جواب نہیں

س…… نمازی نیت باندھے کھڑے ہوں، ایک آدمی نماز ادا کرنے مسجد میں داخل ہوا تو اس آدمی کو السلام کہنا چاہئے یا چپکے سے نیت باندھنا چاہئے؟ اگر السلام علیکم لازمی ہے تو نمازیوں کو جواب دِل میں دینا چاہئے یا نہیں؟

ج…… اگر کوئی شخص فارغ نہ ہو، تو آنے والے کو السلام علیکم نہیں کہنا چاہئے، اور اگر وہ کچھ کہہ دے تو نمازیوں کے ذمہ اس کا جواب نہیں، اس لئے دِل میں بھی جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

## مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت دُرود شریف

س…… مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے باہر نکلتے ہوئے دُعا کے بعد "السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دایاں قدم پہلے رکھے اور پھر یہ دُعا پڑھے:

"بسم اللہ والصلٰوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ،
اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک"

اور مسجد سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھے:

"بسم اللہ والصلٰوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ
اللّٰھم افتح لی ابواب رزقک، اللّٰھم اعصمنی من
الشیطان الرجیم۔"

اس موقع پر سوال میں درج کردہ الفاظ منقول نہیں۔

## مسجد کے کس حصے میں داخل ہوتے وقت دُعا پڑھنی چاہئے؟

س…… مسجد میں داخل ہونے کی دُعا پڑھنا اور داہنا پاؤں پہلے اندر رکھنا مسنون طریقہ ہے، آپ وضاحت فرمائیں کہ دُعا مسجد کے بیرونی گیٹ کے اندر داخل ہوتے وقت پڑھی جائے یا کہ اس حصے میں داخل ہوتے وقت جہاں نماز پڑھی جاتی ہے؟ سنت طریقہ کیا ہے؟

ج…… جو حصہ نماز کے لئے مخصوص ہے اور جس پر مسجد کے اَحکام جاری ہوتے ہیں (مثلاً جنبی کا مسجد میں داخل نہ ہونا، اور معتکف کا بلاضرورت مسجد سے باہر قدم نہ رکھنا) اس حصے میں داخل ہوتے وقت دُعا پڑھنی چاہئے، مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے رکھے اور یہ پڑھے: "بسم اللہ والصلٰوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک۔"

## مسجد کو حفاظت کی خاطر تالا لگانا جائز ہے

س…… مسجد جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتا ہے، اس کو بند کرنے اور کھلا رکھنے کے بارے میں آپ

کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ مسجد تو خدا کا گھر ہوتا ہے، اور اس کو بند کرنے کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔ لیکن بعض لوگ عشاء کی نماز کے بعد مسجد کو تالا لگا دیتے ہیں جو کہ میری نگاہ میں غلط ہے۔ کیونکہ کوئی مسافر جو کہ نیا اور بھٹکا ہوا آجائے اور اسے رات ہوجائے تو اسے ہر طرف دروازہ بند نظر آتا ہے تو اس کی نگاہ مسجد پر جاتی ہے تو وہ بھی بند نظر آتی ہے، وہ باہر ہی کسی جگہ سوجاتا ہے اور جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسے چور اُچکا سمجھ کر پولیس والے لے جاکر بند کردیتے ہیں جو کہ سراسر ناانصافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر آج کل کے حالات کو دیکھا جائے تو ہر طرف بے ضمیر لوگ بھی پھرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جو کہ مسجد کی اشیاء کو بھی نہیں بخشتے، جو کہ اللہ کے گھر کی چیزیں ہوتی ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں پر جو کہ اللہ کے گھر کی چیزیں بھی نہ بخشیں ان پر خدا کی لعنت ہو اور یہی وجہ ہے کہ لوگ مجبوراً مسجد کے دروازوں پر تالے لگادیتے ہیں۔

ج……حفاظت کی خاطر مسجد میں رات کو تالا لگادینا جائز ہے۔

## مسجد کے چندہ سے کمیٹی کا دفتر بنانا

س…… ہمارے محلے کی مسجد زیرِ تعمیر ہے، مسجد پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے قریب ہے، اب انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وضوخانے کے اُوپر انتظامیہ کے لئے ایک آفس تعمیر کیا جائے گا، جس میں بیٹھ کر مسجد کی انتظامیہ میٹنگ اور فیصلے کیا کرے گی، کیا انتظامیہ کے لئے ایسا کرنا یعنی مسجد کے فنڈز سے ایک آفس تعمیر کرنا شرعاً دُرست ہے یا نہیں؟

ج……اگر اہلِ چندہ کی اجازت ہو تو جائز ہے۔

## استراحت کے لئے مسجد کے پنکھے کا استعمال بغیر اجازت صحیح نہیں

س…… اس دفعہ رمضان شریف گرمیوں میں آرہے ہیں، ہم نے اس سے پہلے والے رمضان میں اکثر دیکھا ہے مقامی آدمیوں کو کہ ظہر سے پہلے مسجد میں آکر سوجاتے ہیں اور بجلی کے پنکھے چلواتے ہیں۔ مسجد میں چٹائی یا دری پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا، ان لوگوں کا پسینہ مسجد کی دری پر لگتا ہے اور بدبو ہوتی ہے، یا کوئی شخص ظہر کی نماز باجماعت پڑھ کر سنت پنکھے کے نیچے

آ کر پڑھتا ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہیں پر لیٹ جاتا ہے اور نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے، ایسے میں مسجد کی بجلی استعمال کرتا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اس کو مسجد سے اُٹھا دیا جائے یا پنکھا بند کردیں؟ اور مسجد کے آداب کے مطابق اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

ج…… مسجد کی بجلی وغیرہ نماز کے اوقات میں استعمال کرنی چاہئے، دیگر اوقات میں اہلِ چندہ منع کرسکتے ہیں، مسجد میں سونا معتکف اور مسافر کے لئے جائز ہے، دُوسروں کے لئے مکروہ ہے، جو لوگ مسجد میں نیند کریں ان کو چٹائیوں پر کپڑا بچھالینا چاہئے تاکہ پسینے سے فرش خراب نہ ہو اور نیند کی حالت میں ناپاک ہوجانے کا خطرہ نہ رہے۔

## معتکف کے علاوہ عام لوگوں کو مسجد میں سونے کی اجازت نہیں

س…… میں ایک ادارے میں ملازم ہوں، کھانے اور نماز کے وقفے کے دوران ہمارے کچھ ساتھی کھانا جلدی کھاکر نماز سے پہلے مسجد میں سوجاتے ہیں، آپ تفصیل سے بتائیں کہ کیا ایسے ہی مسجد میں سونا جائز ہے یا کن حالات میں مسجد میں سونے کی اجازت ہے؟

ج…… مسجد میں سونے کی صرف معتکف کو اجازت ہے، عام لوگوں کو نہیں، یہ لوگ اگر اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائیں تو وہاں سو بھی سکتے ہیں۔

## بے نمازی کو مسجد کمیٹی میں لینا

س…… مسجد کی کمیٹی اور زکوٰۃ کمیٹی میں بے نمازی کو چیئرمین یا صدر بنانا یا کوئی ممبر بنانا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… جو شخص نماز ہی کا پابند نہیں، اس کا مسجد اور زکوٰۃ سے کیا تعلق؟

## مسجد میں دُنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

س…… آج کل عام بات یہ ہے کہ اکثر حضرات مسجد میں بیٹھ کر ملکی حالات یا بین الاقوامی حالات یا دُنیاداری کی باتیں کرتے ہیں، حالانکہ اس کی ممانعت ہے، منع کرنے پر یہ کہتے ہیں کہ سیاست دین سے علیحدہ نہیں ہے، آپ دونوں چیزوں کو کیوں علیحدہ سمجھتے ہیں؟ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ مسجدِ نبویؐ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسائل حل کیا کرتے تھے، آپ

کے پاس وفود آتے تھے، اور آپ بھی باتیں بیان کرتے تھے، اور مولوی لوگوں نے دین کو بہت تنگ کردیا ہے، اس لئے ہم غلط نہیں ہیں۔ کیا مسجد میں اس قسم کی باتیں کرنی چاہئیں یا نہیں؟

ج…… حدیث میں ہے کہ مساجد صرف ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن اور نماز کے لئے بنائی گئی ہیں، مسجد میں دُنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دین اور سیاست جدا نہیں، مگر سیاست سے دینی سیاست مراد ہے، دورِ حاضر کی سیاست مراد نہیں۔ بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کثرتِ ذکر سے بازار کو مسجد بنادیا تھا، اور تم نے مسجد کو بازار بنالیا ہے۔ البتہ ضرورت کی بات مسجد میں کرلینا جائز ہے۔

س…… مسجد میں دُنیاوی اور دینی باتوں کی حدود کہاں تک ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ ہم مسجد میں نماز سے فراغت کے بعد ایک دُوسرے کی خیریت معلوم کرتے ہیں، حال چال پوچھتے ہیں، دُوسرا شخص جواب میں اپنی داستان سنانا شروع کرتا ہے جو کہ سراسر دُنیا سے متعلق ہوتی ہے، مثلاً بچوں کے اسکول میں داخلے کے مسائل، کم آمدنی اور تجارت میں خسارہ، رشتہ داروں کے جھگڑے وغیرہ، اب جہاں تک سلام ودُعا اور خیریت کی بات تھی اس کا دین سے متعلق ہونا تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن مذکورِ بالا باتوں کو کیا درجہ دیا جائے؟ اور کس طرح اس تمیز کو باقی رکھا جائے کہ جہاں مخاطب کسی ایسے پہلو پر گفتگو چھیڑے تو اس سے یہ کہہ دیا جائے کہ بس اب ہم باہر چل کر گفتگو کئے لیتے ہیں، اب ہم حدود سے متجاوز ہوگئے، کیا آپ ازراہ کرم ہمیں ایسا پیمانہ بتلائیں گے جو ہماری نیکیوں کے ضائع ہونے کا سبب نہ بنے؟

ج…… خیر خیریت پوچھ لینا اور کوئی ضروری بات کرلینا اس کی تو ممانعت نہیں، لیکن لایعنی قصے لے کر بیٹھ جانا اس کی اجازت نہیں، مسجد میں دُنیا کی غیرضروری باتیں کرنا، بعض حضرات نے اسے مکروہ فرمایا ہے اور بعض نے حرام کہا ہے۔

## مسجد میں سوال کرنا جائز نہیں

س…… مسجد میں اگر سائل یعنی مانگنے والا مانگے تو اسے مسجد میں کچھ دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ میں نے ایک عزیز سے سنا تھا کہ اگر مسجد میں کسی سائل کو ایک پیسہ دیا تو اس کے بدلے

میں یعنی اس کا کفارہ میں ۷۰ پیسے دینا پڑیں گے، اس کا صحیح حل بتائیں۔

ج…… مسجد میں مانگنا جائز نہیں، کسی فقیر کو مسجد میں کچھ دینا یوں تو جائز ہے، مگر اس سے مسجد میں مانگنے کی عادت پڑے گی، اس لئے مسجد سے باہر دینا چاہئے، باقی آپ کے عزیز کا مسئلہ صحیح نہیں۔

## مسجد میں بھیک مانگنا جائز نہیں، کسی ضرورت مند کے لئے دُوسرا آدمی اپیل کرے تو جائز ہے

س…… اکثر مساجد میں بعد نماز گداگر اپنی مختلف مجبوریاں بیان کرتے ہیں اور پھر امداد کے طلب گار ہوتے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا مساجد میں اپنے لئے سوال کرنا اور نمازیوں کا سائل کو مدد کرنا کہاں تک مناسب ہے یا نامناسب ہے؟

ج…… مسجد میں بھیک مانگنا ممنوع ہے، ایسے لوگوں کو مسجد سے باہر کھڑے ہونا چاہئے، اور مسجد میں مانگنے والوں کو دینا بھی نہیں چاہئے، لیکن اگر کسی ضرورت مند کی امداد کے لئے دُوسرا آدمی اپیل کرے تو یہ جائز ہے۔

## مسجد میں نمازِ جنازہ کا اعلان صحیح اور گمشدہ چیز کا غلط ہے

س…… کیا جنازہ یا گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں لاوٴڈ اسپیکر پر کرنا جائز ہے؟

ج…… نمازِ جنازہ کا اعلان تو نمازیوں کی اطلاع کے لئے صحیح ہے، مگر گمشدہ چیز کی تلاش کے لئے اعلان جائز نہیں۔

## مسجد کے مدرسہ کے لئے قربانی کی کھالوں کا اعلان جائز ہے

س…… ہماری مسجد میں طرح طرح کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں، مثلاً: کوئی گم ہوگیا ہے، کوئی مل گیا ہے، کسی کا بکرا کھوگیا ہے، کسی کی گھڑی، کسی کی سائیکل وغیرہ، نیز عیدقربان کے موقع پر قربانی کی کھالیں مسجد میں واقع مدرسہ کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے دن رات اعلانات ہوتے رہتے ہیں، شریعت کی رُو سے مطلع فرمائیں کہ یہ اعلان مسجد میں جائز ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اس طرح ان اعلانوں سے انسان بیزار ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح معنوں

میں شریعت پر چلائے۔

ج…… اگر کوئی چیز مسجد میں پڑی ہوئی ملے، اس کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے، باہر کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو، اس کی تلاش کے لئے مسجد میں اس کا اعلان کرنا جائز نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددُعا فرمائی ہے: ”لَا رَدَّ اللهُ عَلَيْكَ!“ یعنی ”خدا کرے تیری گمشدہ چیز نہ ملے!“ مدرسہ کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا اعلان جائز ہے، ایک دو بار اعلان کردیا جائے، مگر یہ یاد رہے کہ اس اعلان کی وجہ سے کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ پڑے۔

## مسجد میں گمشدہ بچے کا اعلان انسانی جان کی اہمیت کے پیشِ نظر جائز ہے

س…… مسجد میں لاؤڈ اسپیکر سے مختلف قسم کے اعلانات ہوتے ہیں، جلسہ کے انعقاد کا، ضروری کاغذات کا، گمشدہ رقم، بچے کی گمشدگی، نمازِ جنازہ اور جانوروں کی گمشدگی کا، مثلاً: فلاں صاحب کا بکرا گم ہوگیا ہے، اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ کیسے ہیں؟ اور کس قسم کے اعلانات دُرست ہیں؟

ج…… مسجد میں گمشدہ چیز کی تلاش کے لئے اعلان کرنا جائز نہیں، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، البتہ گمشدہ بچے کا اعلان انسانی جان کی اہمیت کے پیشِ نظر جائز ہے، اور جو چیز مسجد میں ملی ہو، جیسے کسی کی گھڑی رہ گئی ہو، اس کا اعلان جائز ہے کہ فلاں چیز مسجد میں ملی ہے، جس کی ہو لے لے، نمازِ جنازہ کا اعلان بھی جائز ہے، اس کے علاوہ دُوسرے اعلانات جائز نہیں۔

## مختلف اعلانات کے لئے مسجد کا لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا

س…… ہمارے محلے میں ہر کام کے لئے مسجد کا لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتے ہیں، مثلاً: بکر کے مہمان آئے ہیں، وہ جلد ان سے ملیں، کسی چیز کی گمشدگی کی اطلاع کے لئے، معمولی کاموں کے لئے بھی لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جاتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟

ج…… مسجد کی ضرورتوں کے علاوہ مسجد کا لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا جائز نہیں، مسجد کو ان چیزوں

سے پاک رکھنا ضروری ہے، گمشدہ چیز کی تلاش کے لئے مسجد میں اعلان کرنا جائز نہیں، البتہ اگر مسجد میں کسی کی چیز رہ گئی ہو اس کا اعلان کردینا جائز ہے، اور گمشدہ بچے کا اعلان بھی ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

## مسجد کا لاؤڈ اسپیکر گناہ کے کام کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں

س…… یومِ آزادی کے موقع پر میں نے مسجد کے ایمپلی فائر اور لاؤڈ اسپیکر کو موسیقی کے لئے استعمال ہوتے دیکھا، بلکہ اس سے پہلے بھی تہوار والے دن ایسا ہوتا چلا آیا ہے، مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ وہ اسپیکر جس میں اذان ہوتی ہے آج اس سے موسیقی ہو رہی ہے، جب اس کا ذکر اپنی یونٹ کے ایک آدمی سے کیا تو جواز کے لئے اس نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ یہ پراپرٹی دراصل مسجد کی نہیں ہے، سوائے خاص دنوں یا تہوار کے دنوں کے یہ اسپیکر فارغ ہوتا ہے اس لئے اس کو مسجد میں استعمال کیا جاتا ہے، اور جب ضرورت پڑتی ہے تو ہم اپنا مطلب حاصل کرلیتے ہیں۔ براہ کرم اس مسئلے کو کتاب و سنت کی روشنی میں واضح کریں۔

ج…… جو لاؤڈ اسپیکر مسجد میں استعمال ہوتا ہو اس کو گناہ کے کام کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اور اگر وہ لاؤڈ اسپیکر مسجد کا نہیں تو اسے مسجد میں استعمال نہ کیا جائے۔

## شبِ برات میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر و نعتیں

س…… ہر بڑی رات کو (شبِ برات وغیرہ) ہمارے محلے کی مسجد سے رات دیر تک لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر اور نعتوں وغیرہ کا پروگرام ہوتا ہے، جس سے محلے والے اپنے گھروں میں ٹھیک طور سے عبادت نہیں کرسکتے، نہ نیند کرسکتے ہیں، براہِ کرم بتائیں کہ مسجد والوں کا یہ فعل صحیح ہے؟

ج…… مسجد میں تقریر اور درس خواہ بڑی راتوں میں ہو یا چھوٹی راتوں میں اس کے دوران صرف اندر کے اسپیکر استعمال کرنے چاہئیں، تاکہ آواز مسجد تک محدود رہے اور اہلِ محلّہ کو جن میں بیمار بھی ہوتے ہیں، تشویش نہ ہو، سنانے کا نفع اسی وقت ہوتا ہے جبکہ سننے والے شوق اور رغبت سے سنیں، اس لئے جن لوگوں کو سنانا مقصود ہو ان کو ترغیب دے کر مسجد میں لایا جائے۔

## مسجد کے وضوخانے سے عام استعمال کے لئے پانی لینا جائز نہیں

س...... وضوخانے کے نل سے دُکان دار روزانہ پانی لے جاتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے؟

ج...... وضوخانے کا پانی وضو کے لئے مخصوص ہے، اس کا لے جانا دُرست نہیں، البتہ اگر اہلِ محلّہ نے یہ نل رفاہِ عامہ کے لئے لگایا ہو اور دُکان داروں کو پانی لے جانے کی اجازت ہو تو جائز ہے۔

## مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے

س...... بجلی کے فیل ہونے کی وجہ سے مسجد میں مٹی کے تیل کی لالٹین استعمال کر سکتے ہیں؟ یا کہ موم بتی یا دُوسری کسی چیز سے روشنی کریں؟ جبکہ مٹی کا تیل مسجد میں لانا نہیں چاہئے کیونکہ اس سے بدبو ہوتی ہے، اور بدبو کی چیز مسجد میں لانی منع ہے، اس کا گناہ کس پر ہوگا؟ لالٹین جلانے والے پر یا کہ مسجد کی انتظامیہ پر؟

ج...... مسجد میں مٹی کا تیل جلانا بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے۔

## مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا

س...... مسجد اللہ کا گھر ہے، ہر مسلمان پر اس کا احترام واجب ہے، لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مسجدوں کی دیواروں پر اشتہار چسپاں کر دیتے ہیں، بلکہ اُلٹی سیدھی عبارتیں اور اعلانات بھی جلی حروف میں لکھ دیتے ہیں۔ مولانا صاحب! مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ مساجد کی دیواروں کے ساتھ یہ سلوک کہاں تک جائز ہے؟ اور مشتہرین کو اس فعل کی کیا سزا جزا ملنی چاہئے؟

ج...... مسجد کے دروازوں اور دیواروں پر اشتہار چپکانا دو وجہ سے ناجائز ہے، ایک یہ کہ مسجد کی دیوار کا استعمال ذاتی مقصد کے لئے حرام ہے، چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ مسجد کے ہمسائے کے لئے یہ جائز نہیں کہ مسجد کی دیوار پر اپنے مکان کا شہتیر یا کڑی رکھے۔

دُوسری وجہ یہ ہے کہ مساجد کی تعظیم اور صفائی کا حکم دیا گیا ہے، اور مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا اس کی بے ادبی بھی ہے، اور اس کو گندا کرنا بھی۔ کیا کوئی شخص گورنر ہاؤس کے

دروازے پر اشتہار لگانے کی جرأت کرسکے گا؟ اور اس کو اس کی اجازت دی جائے گی؟ اور کیا اپنے مکان کے در و دیوار پر مختلف النوع اشتہار لگائے جانے کو پسند کرے گا؟ کیا مسلمانوں کی نظر میں اللہ کے گھر کی عظمت اپنے گھر کے برابر بھی نہیں رہی؟ افسوس ہے کہ مسجد کے در و دیوار پر اشتہار لگانے کی وبا عام ہو رہی ہے، نہ تو اشتہار لگانے والوں کو خانۂ خدا کا احترام مانع ہوتا ہے اور نہ علمائے کرام ہی اس پر متنبہ فرماتے ہیں۔ یاد رہنا چاہئے کہ خانۂ خدا کی آبادی، شہر اور محلے کی آبادی کا ذریعہ ہے، اور خانۂ خدا کی ویرانی ہمارے محلوں اور شہروں کی ویرانی و بربادی کا سبب ہے۔

## مسجد کے قریب فلم شو اور دُوسرے لہو و لعب کرنا سخت گناہ ہے

س…… ہمارے محلے میں چند لوگ مسجد کے قریب ''فنکشن'' کے نام سے راگ رنگ کی محفلیں (فلم شو وغیرہ) جماتے ہیں۔ اس میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بھی آزادانہ ہوتا ہے، اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ہماری مسجد و مدرسہ کے منتظمین حضرات نے پہلے تو ان لوگوں سے گزارش کی کہ وہ مسجد کی حرمت کا خیال کریں، لیکن انہوں نے یہ اپیل قبول نہ کی، تو قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ اس سلسلے کو بند کرادیا۔ اس سلسلے کے بند ہونے کی وجہ سے اب یہ لوگ انتقامی کارروائیاں کرنے لگے ہیں، انہوں نے مسجد و مدرسہ کے منتظمین کے خلاف ایک ''دستخطی مہم'' شروع کردی ہے، اور خوف و ہراس کی فضا قائم کر رہے ہیں، کیا ایسے لوگوں کو منتظمینِ مدرسہ اور امام کے خلاف شرعاً مداخلت کی اجازت ہے یا نہیں؟ نیز اس ''دستخطی مہم'' کی شرعی کیا حیثیت ہے؟ دیگر یہ لوگ جو فلم شو کرنے کے لئے چندہ جمع کرتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… جو صورت سوال میں بیان کی گئی ہے، اس کے مطابق ان لوگوں کا مسجد کی انتظامیہ کے خلاف یا امام کے خلاف مہم چلانا شرعاً و اخلاقاً غلط ہے، ان کو اپنے فعل پر توبہ کرنی چاہئے، مسلمان کی شان یہ ہے کہ جب اس کو کسی گناہ سے روکا جائے تو اس پر اصرار نہ کرے، بلکہ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرے، گناہ کے کام کے لئے چندہ وغیرہ کرنا حرام ہے، مسجد میں

شور کرنا حرام ہے، اور گانے وغیرہ کی آواز اور باہر کا شور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجد میں پہنچانا مسجد کی بے حرمتی ہے، جس کی وجہ سے ایسا کرنے والوں پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں، اور نمازیوں کی نماز اور ذکر و تلاوت میں بھی خلل پیدا ہوتا ہے، اس لئے ایسے لوگوں کو اس حرکت سے توبہ کرنی چاہئے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے گھروں پر وبال نازل ہوگا۔

## مسجد کو گزرگاہ بنانا ادب و احترام کے منافی اور گناہ ہے

س…… یہ بات کس حد تک دُرست ہے کہ ''مسجد کو گزرگاہ مت بناؤ''؟ اگر یہ صحیح ہے تو کراچی میں کئی ایسی مساجد ہیں جہاں یہ چیز ہمیں ملتی ہے، مثلاً نیومیمن مسجد کی آپ مثال لے لیں، حالانکہ اس کے برابر میں ایک گلی ہے، لوگ بجائے وہاں سے گزرنے کے مسجد سے گزرتے ہیں۔

ج…… مسجد کو گزرگاہ بنانا اس کے ادب و احترام کے منافی ہے اور گناہ ہے، اور مسجد کی بے ادبی کا وبال بہت سخت ہے، مسلمانوں کو اس وبال سے ڈرنا چاہئے!

## مسجد کو تفریح گاہ بنانا اور اس میں فوٹو کھنچوانا جائز نہیں

س…… ٹھٹھہ کی ایک مسجد میں غیرملکی سیاحوں نے جن میں نیم برہنہ لباس میں عورتیں بھی تھیں، منبر و محراب کے قریب مختلف زاویوں میں لیٹ، بیٹھ کر تصویرکشی کروائی، تو ایک صاحب نے ایک ہفت روزہ میں مذہبی کالم لکھنے والے سے پوچھا تھا کہ کیا یہ مسجد کی بے حرمتی نہیں؟ تو جواب میں فرمایا گیا کہ: ''آپ پریشان نہ ہوں، یہ کوئی خاص مسئلہ نہیں، سیاح کبھی بے ادبی نہیں کرتے، بلکہ فوٹو کے ذریعہ یادگار لمحات کو محفوظ کرلیتے ہیں۔'' مولانا! کیا یہ نیم برہنہ لباس میں غیرمسلم خواتین کا مختلف زاویوں سے مسجد میں فوٹو کھنچوانا مسجد کی بے حرمتی نہیں؟ جبکہ ہمارے ہاں تو مسلم خواتین کا پوری طرح پردے کی حالت میں بھی مسجد میں جانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔

ج…… اوّل تو مسجد کو تفریح گاہ اور سیر و سیاحت کا موضوع بنانا ہی جائز نہیں، پھر نیم عریاں کافرات کا مسجد میں اٹکھیلیاں کرنا بے حد ناروا بات ہے۔ جن کے بارے میں یہ بھی معلوم

نہیں کہ انہوں نے غسلِ جنابت بھی کیا ہے یا نہیں؟ اور پھر مسجد میں فوٹو لینا ان سب سے بدتر بات ہے، اس لئے یہ فعل کئی حرام اُمور کا مجموعہ ہے، اور قطعاً مسجد کے احترام کے منافی ہے، انتظامیہ کا فرض ہے کہ اس کا انسداد کرے۔

## مسجد کے فنڈ کا ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں

س......ایک شخص نے اپنے اثر ورسوخ اور دیگر تعلقات کی بنا پر دُوسرے شخص سے تعمیرِ مسجد کے لئے کچھ رقم وصول کی ہے، اب رقم وصول کنندہ شخص نے تعمیرِ مسجد میں کچھ رقم خرچ کر کے باقی رقم کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کیا ہے، اس حالت میں شرعاً اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ عطیہ دینے والے شخص پر و دیگر اہلِ محلّہ، نمازیانِ مسجد پر شرعاً کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ تفصیل سے جواب دے کر تشفیٔ قلب بخشیں۔

ج......مسجد کی رقم کا اپنے ذاتی مصرف میں استعمال کرنا اس شخص کے لئے شرعاً جائز نہیں تھا، لہٰذا اسے چاہئے کہ توبہ واستغفار کرے اور جو رقم اس نے استعمال کی ہے اس کا ضمان ادا کرے، اہلِ محلّہ کی اور نمازیوں کی ذمہ داری یہی ہے کہ اس شخص سے ضمان وصول کریں۔

## غیرقانونی جگہ پر مسجد کی تعمیر اور دُوسرے تصرف کر کے ذاتی آمدنی حاصل کرنا

س......پچھلے دنوں اخبار میں ایک مضمون نظر سے گزرا تھا، جس میں بتایا گیا تھا کہ غیرقانونی غیروابستہ جگہ پر مسجد بننے کے بعد اگر حکومت اعتراض نہ کرے تو وہ مسجد قانونی حیثیت اختیار کرلیتی ہے، ہمارے محلے میں مفاد پرستوں نے غیروابستہ غیرقانونی طریقے سے جگہ گھیر کر مسجد کی بنیاد ڈالی اور رفتہ رفتہ کافی جگہ گھیر کر باقاعدہ ایک جامع مسجد بناڈالی، اس کے چاروں طرف ناجائز تجاوزات، مکانات، کارخانے وغیرہ بنا کر مسجد کے لئے نہیں، بلکہ اپنی آمدنی کا پکا ذریعہ پیدا کرلیا ہے۔ جامع مسجد کے ساتھ ایک لمبا چوڑا رہائشی پلاٹ وغیرہ کی جگہ تھی، اس کو عیدگاہ کے نام سے موسوم کردیا گیا، مینار بھی بناڈالا، جہاں عیدین کی نمازیں ہوتی تھیں، اب عیدگاہ کی جگہ برائے نام رہ گئی، اس جگہ کارخانے وغیرہ بنا کر کرایہ پر دے دیئے

گئے، جس کا صرف ایک آدمی کرایہ وصول کرتا ہے، اپنی ذاتی ملکیت قرار دیتا ہے، زمین کے ڈی اے کی ہے۔

ج...... اس مسجد کی تعمیر کے وقت چونکہ حکومت کے کسی محکمے کی جانب سے اعتراض نہیں ہوا اور مسجد ویسے بھی مسلمانوں کی ناگزیر ضرورت ہے، اس لئے مسجد تو صحیح ہے، باقی جگہ پر جو ناجائز قبضہ کیا گیا ہے اس کو ہٹادیا جائے اور مسجد پر اگر غلط لوگ مسلط ہیں تو حکومت ان کا تسلط ختم کرکے مسجد کو محکمہ اوقاف کے حوالے کردے۔

## مسجد کی زائد چیزیں فروخت کرکے رقم مسجد کی ضروریات میں لگائی جائے

س...... ملک کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) کراچی کی زمین واقع سپر ہائی وے پر سوسائٹی نے مسجد کی تعمیر شروع کرنی ہے، اس مسجد کے لئے سوسائٹی نے ممبران اور ملک برادری سے عطیات رقوم کی صورت میں دینے کی درخواست کی تھی، اور اس کے لئے باقاعدہ مسجد فنڈ قائم کردیا گیا ہے، اپیل کے بعد ملک برادری کے افراد کی جانب سے رقوم کی صورت میں اور اشیاء کی صورت میں عطیات موصول ہونا شروع ہوئے، اشیاء کی صورت میں جو عطیات وصول ہوئے وہ یہ ہیں: دیوار کی گھڑیاں، چھت کے پنکھے، صفیں اور جائے نماز وغیرہ، چونکہ مسجد کی تعمیر میں ابھی وقت لگے گا اور کراچی کے موسمی حالات کے پیشِ نظر دیوار کی گھڑیاں اور چھت کے پنکھے زنگ آلود اور خراب ہونے کا اندیشہ ہے، تو کیا سوسائٹی ان اشیاء کو فروخت کرکے اس سے جو رقم حاصل ہو وہ مسجد فنڈ میں شامل کرسکتی ہے یا نہیں؟ یا ان اشیاء کو دُوسری ضرورت مند مسجدوں میں تقسیم کردیا جائے؟ جب تک سوسائٹی ہٰذا کی مسجد کی تعمیر ہونی شروع ہو جیسی صورت بہتر ہو شریعت کی رُو سے فتویٰ عنایت فرمائیں۔

ج...... ان اشیاء کو فروخت کرکے مسجد کی ضروریات میں صَرف کیا جائے، جو چیزیں مسجد کی ضرورت سے زائد ہوں، اور ان کو فروخت بھی نہ کیا جاسکتا ہو وہ کسی دُوسری مسجد میں دے دی جائیں۔

## مسجد کا غیر مستعمل سامان مؤذّن کے کمرے میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

س...... اوقاف کی مسجد میں مؤذّن کے لئے جو کمرہ بنایا گیا ہے اس میں مسجد کے نام پر وقف

وہ قالین یا پانی کا کولر جس کی مسجد والوں کو بالکل ضرورت نہیں ہے اور جس کو استعمال نہ کیا جائے تو یونہی ضائع ہوگا، اور ایسے قالین پرانے اوقاف والوں نے بھی دیکھ کر مسجد کے سامان میں شمار نہ کیا، اور نہ ہی اس کا اندراج کیا، اس کا مؤذّن کے لئے مسجد ہی کے حجرے میں استعمال کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہاں دُوسرے مساجد والے بھی اس قسم کے سامان سے مستغنی ہیں اور کہیں دُور دراز صحرا وغیرہ میں لے جانے کا رواج اور انتظام نہیں ہے۔

ج…… اگر اوقاف کی اجازت ہو تو یہ قالین اور پانی کا کولر مؤذّن کے کمرے میں استعمال کیا جاسکتا ہے، کوئی مضائقہ نہیں۔

## اہلِ چندہ کی اجازت سے مسجد کے مصارف میں رقم خرچ کی جاسکتی ہے

س…… مسجد کے نام پر جو چندہ جمع ہوتا ہے یا جمع پڑا ہے، اس سے مسجد کے واسطے غسل خانے، استنجا خانے کی جگہ یا پانی کا تالاب یا امام صاحب کے لئے کمرہ بنانا یا کنواں وغیرہ یعنی مسجد کے ساتھ جس چیز کی ضرورت ہے کیا اس رقم سے جو مسجد کے لئے جمع ہو اس چیز پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اہلِ چندہ کی اجازت سے جائز ہے۔

## مسجد میں تصویریں اُتارنا اور فلم بنانا ناجائز ہے

س…… کیا مسجد میں تصویریں اُتارنا، اخبار پڑھنا، ٹیلی ویژن والوں کا فلم بنانا، نعرہ بازی کرنا وغیرہ جائز ہے؟

ج…… مسجد میں یہ تمام اُمور ناجائز ہیں۔

## مسجد کی بے حرمتی موجبِ وبال ہے

س…… بزرگوار! اسلام میں مسجد کا احترام لازمی ہے، لیکن کراچی ڈیفنس سوسائٹی کی مسجدِ طوبیٰ میں مسجد کا کوئی احترام نہیں ہے، وہاں روزانہ غیرملکی اور ملکی خواتین اور مرد آتے ہیں، مسلمان عورتیں مسجد کا احترام جانتی ہیں، لیکن غیرمسلم خواتین احترام سے نابلد ہوتی ہیں، عورتوں کے کچھ ایام مخصوص ہوتے ہیں، ان ایام میں عورت کا مسجد میں آنا مناسب نہیں ہوتا،

جبکہ غیرمسلمان عورتیں پاکیزگی اور پاکی کے لفظ سے بھی نابلد ہوتی ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ منی اسکرٹ پہن کر مسجد میں آتی ہیں اور صرف انڈرویئر نیچے ہوتا ہے، اور جب دروازے پر بیٹھ کر جوتے وغیرہ اُتارتی ہیں تو تمام ٹانگیں رانوں تک ننگی ہوتی ہیں اور آتے ہی فوٹو کھینچنا شروع کردیتی ہیں، جس سے مسجد کا احترام اُٹھ جاتا ہے، مسجد کی انتظامیہ اور حتیٰ کہ امام صاحب بھی تماشا دیکھتے رہتے ہیں، اور کوئی کسی کو منع نہیں کرتا۔ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ذمہ داری کس پر آتی ہے؟ انتظامیہ پر یا امامِ مسجد پر؟ کون گناہگار ہوتا ہے؟ کیا یہ غیرمسلم اپنی عبادت گاہوں میں ایسا ہی کرتے ہیں؟ میرا خیال ہے یہ اپنے گرجاگھروں کا ضرور احترام کرتے ہوں گے، پھر یہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا خیال کیوں نہیں کرتے؟ کیا ایک مسلمان ملک وہ بھی پاکستان جس میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ میں نے وہاں کے عملے سے کہا تو کہنے لگے ہم کیا کرسکتے ہیں؟ ہم تو ملازم ہیں، کیا ملازموں پر مسجد کا احترام قائم رکھنا ضروری نہیں ہے؟ خاص طور پر غیرمسلم خواتین پر پابندی ضروری ہے، کیونکہ یہ نامعلوم کن حالات میں یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں آتی ہیں؟ کیا فوٹوگرافی کے لئے مسجدیں ہی رہ گئی ہیں؟ اور وہ بھی برہنگی کی حالت میں مسجد میں کھڑے ہوکر کرتی ہیں، خدارا! اس اہم مسئلے پر قلم اُٹھائیے۔

ج…… مسجد کی یہ بے حرمتی جو آپ نے لکھی ہے، موجبِ وبال ہے، مسجد سیرگاہ یا تماشاگاہ نہیں، میں نے سنا ہے کہ بیت المقدس پر یہودی قبضے سے پہلے قبلۂ اوّل کو بھی سیرگاہ اور تماشاگاہ بنادیا گیا تھا، نماز میں جماعت تو برائے نام ہوتی تھی، لیکن تماش بینوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا، اسی کا وبال ہے کہ وہ مسجد مسلمانوں سے چھین لی گئی۔ حکومت کا فرض ہے کہ مسجد کے تقدس کو بحال کرے، تماشائیوں کے داخلے پر پابندی عائد کرے، اور مسجد کے احاطے میں تصویرکشی کو ممنوع قرار دے۔

## علامتِ مسجد کے لئے ایک مینار بھی کافی ہے

س…… ہم نے اپنے محلے کی مسجد شہید کرکے دوبارہ تعمیر کی اور مسجد کا ایک مینار بھی وسائل

کے مطابق بنوایا، مگر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ وہابیوں کا لقنار ہے، لقنار کی عظمت و حیثیت کی وضاحت فرمائیں۔

ج...... لقنار مسجد کی علامت کے لئے ہوتے ہیں، اگر ایک لقنار سے مسجد کا مسجد ہونا معلوم ہوجائے تو ایک لقنار بھی کافی ہے، اس میں وہابی یا غیروہابی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

## مسجد سے قرآن مجید اُٹھا کر لانا جائز نہیں

س...... مسجد سے اگر کوئی شخص قرآن پاک اُٹھا کر پڑھنے کے لئے لے آئے اور اپنے پاس ہی رکھ لے، اس صورت میں اس کو قرآن مجید کا ہدیہ اس مسجد میں دینا ہوگا یا نہیں؟

ج...... قرآن مجید مسجد سے اُٹھا کر لانا جائز نہیں، اس کو دوبارہ مسجد میں رکھ دے یا اس کی جگہ دُوسرا رکھ دے۔

## مسجد، حق تعالیٰ شانہ کا شاہی دربار ہے اس کی بے ادبی گناہ ہے

س...... مساجد میں دُنیاوی باتیں کرنا شرعاً کیسا ہے؟ جبکہ بار بار منع کرنے کے باوجود بھی لوگ باتیں کرتے ہیں، مسجد میں چٹکیاں مارنا اور زور زور سے باتیں کرنا، مسجد کے لاوَڈ اسپیکر میں ہر قسم کے اعلانات کرنا، خیرات شادی وغیرہ کی روٹی کا اعلان کرنا، کوئی چیز گم ہوجائے تو اس کا اعلان کرنا وغیرہ، کیا یہ سب جائز ہے؟ کیا ایسا کرنے والا کوئی گناہگار بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟

ج...... یہ تمام اُمور ناجائز ہیں، اسی طرح وہ تمام اُمور جو مسجد کے ادب کے خلاف ہوں، ناجائز ہیں۔ مسجد، حق تعالیٰ شانہ کا شاہی دربار ہے، کیا شاہی دربار میں اس طرح زور زور سے چلانا خلافِ ادب تصوّر نہیں کیا جاتا؟ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا رسالہ ''آدابِ مساجد'' دیکھ لیا جائے۔

## مسجد میں نجس اور بدبودار چیزیں لانا جائز نہیں

س...... جو لوگ مسجد میں نشہ آور چیزیں لے کر آتے ہیں، مثلاً: پان، سگریٹ اور دُوسری نشہ آور اشیاء، کیا ان اشیاء کا مسجد میں لانا صحیح ہے؟

ج…… نجس یا بدبودار چیزوں کا مسجد میں لانا جائز نہیں، اور جو چیز نہ نجس ہو نہ بدبودار، اس کا لانا جائز ہے۔

## مسجد میں قصداً جوتا تبدیل کرنا سخت گناہ ہے

س…… مسجدوں میں بالعموم، جامع مسجدوں میں بالخصوص اور حرمین شریفین میں خاص الخاص طور پر پیش آتا ہے جسے آپ جوتوں کی تبدیلی کا نام دے سکتے ہیں، حرمین شریفین میں تو اکثر لوگ اپنے جوتے رکھ کر بھول جاتے ہیں کہ کس طرف رکھے تھے؟ اور پھر صفائی کرنے والے خادم بھی جوتے اُٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں یا ڈھیر لگا دیتے ہیں، اس حالت میں اپنے جوتوں کی شناخت بہت مشکل بات ہے، زیادہ تر لوگ اپنے ناپ کے جو بھی جوتے، جس کے بھی ملیں، پہن لیتے ہیں، جن میں میں بھی شامل ہوں۔ لیکن میں اکثر ہوائی چپل ہی پہن کر جاتا ہوں اور واپسی پر بھی ہوائی چپل ہی پہنتا ہوں، اور کوشش کرتا ہوں کہ بیکار سے بیکار چپل پہنوں، خواہ دونوں پاؤں کے رنگ مختلف ہی کیوں نہ ہوں، مگر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اپنی گھٹیا جوتی کے بدلے عمدہ جوتا پہن کر آتے ہیں۔

ج…… قصداً جوتا تبدیل کرنا سخت گناہ ہے اور جو چپل بے کار پڑے ہوں اور ان کا مصرف پھینکنے کے سوا کوئی نہ ہو، ان کو پہن لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

## نماز پڑھتے وقت موم بتی عین سامنے رکھنا مکروہ ہے

س…… اکثر اوقات مسجد میں بجلی چلے جانے کے باعث موم بتیاں جلادی جاتی ہیں، یہ بتادیجئے کہ نماز پڑھتے وقت آگے موم بتی وغیرہ جلاکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اندھیرے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… موم بتی عین سامنے رکھنا مکروہ ہے، ذرا سی دائیں بائیں ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اندھیرے میں نماز جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اندھیرے کی وجہ سے قبلہ کا رُخ غلط نہ ہو جائے۔

## غیر مسلم اگر ازخود چندہ دے تو اس کو مسجد میں لگانا دُرست ہے

س…… بھٹ شاہ شہر میں ایک مسجد بن رہی ہے، جس کے لئے ہمارے شہر کے سب لوگوں نے چندہ دیا، ان میں ایک عدد غیر مسلم بھی شامل ہے، کیا غیر مسلم سے مسجد کے لئے چندہ لیا جاسکتا ہے؟

ج…… مسجد کے لئے غیر مسلم سے چندہ مانگنا تو اسلامی غیرت کے خلاف ہے، لیکن اگر وہ ازخود اس کو نیک کام سمجھ کر اس میں شرکت کرنا چاہے تو اس کا چندہ مسجد میں لگانا دُرست ہے۔

## ناسمجھ بچوں کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے

س…… مسجد میں بچوں کا داخلہ کیسا ہے؟ چھوٹے بچے مسجد میں گندے اور ننگے پیر آتے ہیں، شور کرتے ہیں، وضو کی جگہ پر گندگی کرتے ہیں، جس سے وضو والی جگہ ناپاک ہوجاتی ہے، وضو ناپاک جگہ نہیں ہوتا۔

ج…… چھوٹے بچے جن کے پیشاب پاخانہ کا اندیشہ ہو، ان کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے، سمجھدار بچے مسجد میں آئیں مگر ان کو آداب کی تعلیم دینی چاہئے۔

## ننگے سر نماز پڑھنے کے بجائے صاف ستھری چٹائی کی ٹوپی سے نماز پڑھ سکتے ہیں

س…… میں تار گھر کراچی میں ملازمت کرتا ہوں، میں نے پچھلے دنوں تار گھر کی مسجد میں ٹوپیاں لاکر دیں جو چٹائی کی بنی ہوئی تھیں، مسجد کے پیش امام نے وہ ٹوپیاں واپس کردیں اور کہا کہ مسجدوں میں ٹوپیاں رکھنا جائز نہیں، جو ایسا کرتا ہے غلط ہے۔ اس جواب سے بہت سے لوگوں کو تشویش ہے اور اس سے قبل جو ٹوپیاں مسجد میں تھیں وہ پیش امام صاحب نے جلادیں۔

ج…… مسجدوں میں ٹوپیاں رکھنے کا عام رواج ہے، اور یہ رواج اس لئے ہوا کہ عام طور پر لوگ ننگے سر بازاروں اور دفتروں میں جاتے ہیں، حالانکہ ننگے سر بازاروں میں نکلنا خلافِ مروّت ہے، مسلمانوں کو گھروں سے ننگے سر نہیں نکلنا چاہئے، اور مسجد کی ٹوپیاں اگر صاف ستھری ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں، اور اگر ٹوٹی پھوٹی اور میلی کچیلی ہوں تو ان کو

پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ اُصول یہ ہے کہ ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کو پہن کر آدمی عام مجالس میں شرکت نہ کرسکتا ہو۔

## مسجد کا ''زندہ مردہ'' کا فلسفہ صحیح نہیں

س...... بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مسجد کی زمین زندہ ہے، اس پر گرم چینک یا اور کوئی چیز رکھنا دُرست نہیں ہے، اس کے بارے میں ہمیں بتلادیں کہ کیا یہ صحیح ہے؟ اور کہتے ہیں کہ مسجد کی زمین ذکر یا نماز ادا ہونے سے زندہ ہوتی ہے۔

ج...... مسجد کی جگہ محترم ہے، مگر زندہ اور مردہ کا فلسفہ صحیح نہیں، یہ محض من گھڑت بات ہے۔

## آلاتِ موسیقی کا مسجد میں لگانا دُرست نہیں

س...... آج کل بہت سی مسجدوں میں میوزک والے کلاک استعمال ہو رہے ہیں، جن میں تقریباً ہر پندرہ منٹ بعد میوزک بجنا شروع ہوجاتا ہے، جو کہ تقریباً پندرہ یا بیس سیکنڈ تک بجتا رہتا ہے، کیا مسجدوں میں ایسی وال کلاک یا گھڑیوں کا استعمال کرنا دُرست ہے جس میں میوزک بجتا ہو؟

ج...... آلاتِ موسیقی کا مسجد میں لگانا جائز نہیں، بلکہ گھر میں بھی لگانا دُرست نہیں ہے۔

## مسجد کی زائد چیزیں خریدنے والا ان کو استعمال کرسکتا ہے

س...... ہمارے گاؤں میں ایک مسجد تھی، جو لکڑیوں کی تعمیر کی ہوئی تھی، جس میں لکڑیاں بہت پرانی ہوگئی تھیں، اور ہم گاؤں والوں نے مل کر چندہ جمع کیا اور مسجد کو نیا تعمیر کرایا ہے، اور اس مسجد میں نئی لکڑی ڈالی ہے اور ہم لوگ اس پرانی لکڑی کو بیچ کر مسجد کے اُوپر پیسے لگانا چاہتے ہیں، اور گاؤں کے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مسجد کی لکڑی گھر میں نہیں استعمال ہوسکتی اور نہ ہی گھر میں جلاسکتے ہو۔

ج...... مسجد کی جو چیزیں مسجد میں استعمال نہ ہوسکتی ہوں اور ان کو فروخت کرکے قیمت مسجد پر لگادینا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے، اور جس شخص نے وہ چیزیں خریدی ہوں، وہ ان کو بلاشبہ استعمال کرسکتا ہے، اور لکڑی جلانے کی ہو تو جلا بھی سکتا ہے، آپ کے مولوی صاحب کا فرمان صحیح نہیں۔

## قلیل آبادی میں بڑی مسجد کی تعمیر کی گئی تو کیا یہ صدقہ جاری ہوگی؟

س…… کچھ دن پہلے رحیم یار خان کے نزدیک ایک چھوٹی سی بستی بھونگ جانے کا اتفاق ہوا، بھونگ کی مسجد کے بڑے چرچے سنے تھے اور وہ مسجد کافی مشہور ہے، گو کہ یہ مسجد فنِ تعمیر اور آرٹ کا ایک نادر اور نایاب نمونہ ہے، لیکن مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا، اس لئے کہ یہ مسجد ایسی جگہ تعمیر کی گئی ہے جو انتہائی قلیل آبادی والی بستی اور پسماندہ ہے، اور افسوس اس بات کا ہے کہ لاکھوں روپیہ کے خرچ سے تعمیر کی جانے والی اس عظیم الشان، خوبصورت اور قابلِ دید مسجد میں نمازیوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بارہ ہوتی ہے، اور وہ بھی بے چارے چند اَن پڑھ دیہاتی لوگ ہوتے ہیں، باقی پوری مسجد ویران اور غیر آباد ہے، کاش! یہ مسجد کسی بڑے شہر میں تعمیر کی جاتی۔ دُور دُور سے دیکھنے کے لئے آنے والے لوگ مسجد بنوانے والے کی سخاوت کی داد دیتے ہیں اور اسے صدقہ جاریہ بتاتے ہیں، جو مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ لیکن محترم! میں بحیثیت ایک طالبِ علم اسے صدقہ جاریہ نہیں مانتا، بلکہ وہ لاکھوں روپیہ جو اس مسجد کی تعمیر پر خرچ کیا گیا، اسے فضول خرچی سمجھتا ہوں۔ صدقہ جاریہ اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ مقامی آبادی اور نمازیوں کی تعداد کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے تعمیر کی جاتی، اگر مسجد بنانے والے صاحب کا منشا یہی تھا کہ کوئی ایسا نیک کام کیا جائے جو صدقہ جاریہ ہو تو یہ مسجد کسی بڑے شہر میں بنوائی جاتی، اور اگر وہ اپنے ہی علاقے یعنی بھونگ میں یہ نیک کام سرانجام دینا چاہتے تھے تو کوئی اسپتال، اسکول یا کالج ہی تعمیر کرادیتے جس سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کرتے۔ اب سوال یہ ہے کہ انتہائی فیاضی کے ساتھ دولت خرچ کرکے کئی سال تعمیر پر صَرف کئے جانے کے بعد یہ جو انتہائی عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی (جو ضرورت سے کہیں زیادہ ہے) تو کیا یہ صدقہ جاریہ میں شمار ہوگی؟

ج…… یہ سوال مسجد بننے سے پہلے کیا جاتا تو شاید کوئی اور بات عرض کی جاتی، اب جبکہ وہ مسجد بن چکی ہے، تو اسے صدقہ جاریہ کے سوا اور کیا کہا جائے؟ باقی باطن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہے، وہ اپنے بندوں کے دِلوں اور ان کی نیتوں کو جانتے ہیں، یہ محکمہ نہ میرے سپرد ہے، نہ آپ کے۔

## حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی

س...... اگر کوئی شخص رشوت اور سود کے ذریعہ حاصل کی گئی ناجائز اور حرام دولت سے مسجد تعمیر کرے تو کیا اس مسجد کا شمار بھی صدقہ جاریہ میں ہوگا؟

ج...... نعوذ باللہ! رشوت اور سود کو صدقہ جاریہ سمجھنا کفر ہے، حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت کی جائے، وہ قبول نہیں ہوتی، بلکہ کرنے والے کے لئے موجبِ لعنت ہوتی ہے۔

## مسجد کے لئے وقف شدہ پلاٹ پر اگر لوگوں نے نماز شروع نہیں کی تو وہ تبدیل کیا جاسکتا ہے

س...... ہم لوگوں نے ایک پلاٹ مسجد کے لئے رکھا ہے، وہ پلاٹ مسجد کے نام وقف کر دیا ہے، اور اس کی بنیادیں بھی کھودی جاچکی ہیں، اور بنیاد کی مزدوری بھی ادا کر دی ہے۔ اب کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد دُوسری جگہ بنوانی چاہئے، تاکہ وہاں نمازیوں کی کثرت ہو، جبکہ دُوسری سینٹر کی جگہ ہے۔ آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ دُوسری جگہ کے بدلے میں پہلی والی جگہ تبدیل کی جاسکتی ہے یا پہلی والی جگہ کو فروخت کر کے دُوسری خریدیں؟ پہلی والی جگہ میں اینٹ ابھی نہیں لگائی ہے، صرف بنیادیں کھودی ہیں، اس جگہ پر سجدہ بھی نہیں ہوا؟

ج...... زمین مسجد کے لئے وقف کر کے جب لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے اور لوگ نماز شروع کر دیں تب اس کو مسجد کا حکم دیا جاتا ہے، خواہ تعمیر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، یہ جگہ جو مسجد کے لئے خریدی گئی ہے اس میں چونکہ ابھی تک نماز شروع نہیں ہوئی، لہٰذا یہ مسجد نہیں، اس لئے آپ پہلے پلاٹ کی جگہ دُوسری جگہ مسجد کے لئے لے سکتے ہیں۔

# اذان اور اقامت

## اذان کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

س...... مسنون کام کے شروع میں برکت کے لئے تسمیہ پڑھتے ہیں، کیا اذان کے شروع میں یا نماز کی نیت باندھتے وقت تسمیہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

ج...... صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ وغیرہم سے منقول نہیں، نہ ائمہ فقہاء اس کو ذکر کرتے ہیں، لہٰذا متوارث عمل نہ پڑھنے کا ہے۔

## محراب میں کھڑے ہوکر اذان دینا

س...... سوال یہ ہے کہ آج کل مسجدوں کے اندر پنج گانہ اذانیں ہو رہی ہیں، بعض مساجد میں محراب کے اندر اور بعض میں محراب کے باہر یعنی پیش امام جہاں کھڑے ہوکر نماز پڑھاتا ہے اس جگہ مؤذّن اذان دیتا ہے، یعنی پیش طاق کے اندر ہی کھڑے ہوکر اذان دیتا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ اور محراب کے باہر یعنی پیش طاق جہاں پیش امام فرض نماز پڑھاتا ہے اس کے برابر میں لاؤڈ اسپیکر جو کہ امام کی حد سے آگے ہو وہاں سے بھی اذان دینا دُرست ہے یا ممنوع ہے؟

ج...... جمعہ کی دُوسری اذان تو خطیب کے سامنے مسجد میں مسنون ہے، اس کے علاوہ اذانوں کا مسجد سے باہر ہونا بہتر ہے، اور مسجد میں ہونا جائز، مگر خلافِ اَولیٰ ہے، محراب کے برابر جو جگہ لاؤڈ اسپیکر رکھنے کے لئے بنائی جاتی ہے، اگر اس کو مسجد میں شامل کرنے کی نیت نہیں کی گئی تو اس میں اذان کہنا بلا کراہت دُرست ہے۔

## مسجد میں اذان مکروہ ہے

س...... ہمارے محلے میں ایک جامع مسجد ہے، جس کی تعمیر کا کام ہو رہا ہے، کچھ حصہ تعمیر

ہوگیا ہے اور باقی ابھی بہت کام ہے، لیکن ابھی کچھ دن سے ایک آدمی نے یہ کہا کہ مسجد کے اندر اذان دینا جائز نہیں ہے، اس لئے اذان دینے کے لئے ایک علیحدہ کمرہ صحن میں بنایا جائے، نمازیوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ابھی مسجد کا کافی کام پڑا ہے، اور دُوسری وجہ یہ ہے کہ مسجد کے صحن میں کمرہ بننے سے خوبصورتی میں بھی فرق آجائے گا، لیکن وہ آدمی بضد ہے کہ مسجد میں اذان دینا شرعاً جائز نہیں ہے، آپ اس بارے میں جلدی جواب دیں، ویسے ہر مسجد میں اذان اندر دی جاتی ہے۔

ج...... مسجد میں اذان دینا مکروہِ تنزیہی ہے، وہ صاحب یہ تو صحیح فرماتے ہیں کہ اذان کی جگہ مسجد سے باہر بنائی جانی چاہئے، مگر ان کا یہ کہنا غلط ہے کہ اذان مسجد میں ناجائز ہے، ناجائز تو نہیں، البتہ مکروہِ تنزیہی ہے، اور خدا کے گھر میں کسی مکروہِ تنزیہی کا ارتکاب بھی نہیں ہونا چاہئے، ہاں! جمعہ کی دُوسری اذان اس سے مستثنیٰ ہے، کہ وہ خطیب کے سامنے مسجد میں ہوتی ہے۔

## ”اذان کس جگہ دی جائے؟“ پر علمی بحث

س...... ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ مسجد میں اذان دینا مکروہِ تنزیہی ہے، اور آپ نے جواب کے اخیر میں فرمایا ہے: ”ہاں! جمعہ کی دُوسری اذان اس سے مستثنیٰ ہے، کہ وہ خطیب کے سامنے مسجد میں ہوتی ہے۔“

اس خط کے ذریعہ آپ سے یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ بلاتحقیق شرعی کبھی فتویٰ دینے کی کوشش نہ فرمائیں، اس لئے کہ آپ نے اذان کو مسجد میں مکروہِ تنزیہی لکھ دیا ہے، حالانکہ تنزیہی کی تصریح تو کسی بھی فقہ کی معتبر کتاب میں نہیں ہے، ہاں! کراہیت کے الفاظ ہیں، اور آپ نے کراہیت کا مشہور قاعدہ تو ازبر کیا ہی ہوگا کہ احناف کے نزدیک مطلق کراہیت سے کراہیتِ تحریمی مراد ہوتی ہے، نہ کہ تنزیہی، ہاں! شوافع کے نزدیک تنزیہی ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ عبدالغنی نابلسیؒ حدیقہ ندیہ میں رقم طراز ہیں:

> ”الکراھیة عند الشافعیة اذا اطلقت تنصرف الی التنزیھیة لا التحریمة بخلاف مذھبنا.“

ترجمہ:......''کراہیت کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو شافعیہ کے نزدیک اس سے کراہیتِ تنزیہی مراد ہوتی ہے، نہ کہ تحریمی، بخلاف ہمارے مذہب کے (کہ ہمارے یہاں مطلق کراہت سے کراہتِ تحریمی مراد ہوتی ہے)۔''

کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مکروہِ تنزیہی کا ارتکاب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیانِ جواز کے لئے بھی کیا کرتے تھے، مگر اذان آپ نے کبھی بھی مسجد کے اندر نہ دلوائی، اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں کبھی ایسا ہوا، پھر اس پر مستزاد یہ کہ آپ نے اذانِ ثانی کو مسجد میں دینا کراہیتِ تنزیہی سے بھی مستثنیٰ کردیا، اگر آپ نے بین یدی کے الفاظ سے یہ سمجھا ہے تو آپ غلطی پر ہیں، اس لئے کہ بین یدی کا معنی ہیں ''سامنے'' نہ کہ ''بیچ میں''، یا پھر خطیب سے ایک فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہوکر اس کے منہ میں منہ ڈالا جائے، جب مسجد میں علی الاطلاق اذان کی کراہیت ہے تو آپ نے کس قرینے سے اذانِ ثانی کو مستثنیٰ قرار دیا؟ میں آپ کو بتاؤں کہ بین یدی بھی ہونا صرف احناف ہی کے نزدیک سنت ہے، ورنہ مالکی تو اس کو بھی بدعت کہتے ہیں، چنانچہ علامہ خلیل بن اسحاق مالکی نے فرمایا ہے:

''اختلف اھل النقل ھل کان یؤذّن بین یدیه صلی اللہ علیه وسلم او علی المنار؟ الذی نقله اصحابنا انه کان علی المنار.''

ترجمہ:......''اہلِ نقل کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتی تھی یا منارہ پر؟ جس بات کو ہمارے اصحاب (یعنی مالکیہ) نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ اذان منارہ پر ہوتی تھی۔''

علامہ یوسف بن سعید ثقفی مالکی حاشیہ جواہر ذکیہ میں فرماتے ہیں:

''الأذان الثانی کان علی المنار فی الزمن القدیم وعلیه اھل المغرب الی الآن وفعله بین یدی


فہرست

الامام مکروہ .... الخ."

ترجمہ:......"زمانۂ قدیم میں اذانِ ثانی منارہ پر ہوتی تھی اور اہلِ مغرب کا عمل آج تک اسی پر ہے، اور امام کے آگے اذان دینا مکروہ ہے۔"

بہرصورت! میں تفصیلی دلائل کی جانب جانا نہیں چاہتا، اس لئے تاکہ آپ میرا مسوّدہ ردّی کے ٹوکرے کا سامان نہ بنائیں، از راہِ کرم آپ مذکورہ دلائل کی روشنی میں اس حقیقتِ ثابتہ کو مان گئے ہیں کہ واقعی ہر اذان مسجد میں عندالاحناف مکروہِ تحریمی ہے تو آپ اپنا اعتذار قارئین کے سامنے پیش فرمائیں، ورنہ (مجھے احقاقِ حق مقصود ہے) بصورتِ دیگر آپ میرے سوالات کا اطمینان بخش جواب عطا فرمائیں۔

ج......اوّل چند روایات نقل کرتا ہوں:

ا:......فتاویٰ عالمگیری (ج:ا ص:۵۵) میں فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا ہے:

"وینبغی ان یؤذّن علی المأذنة او خارج المسجد ولا یؤذّن فی المسجد."

ترجمہ:......"اور مناسب یہ ہے کہ اذان مأذنہ پر دی جائے، یا مسجد سے باہر دی جائے اور مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔"

۲:......ہدایہ میں ہے:

"واذا اصعد الامام المنبر جلس واذّن المؤذّنون بین یدی المنبر بذالک جری التوارث."

(فتح القدیر ج:ا ص:۴۲۱)

ترجمہ:......"اور جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو مؤذّن منبر کے آگے اذان دیں، مسلمانوں کا تعامل اسی کے مطابق چلا آیا ہے۔"

۳:......فتح الباری شرح بخاری میں ہے:

"قال المهلب الحکمة فی جعل الاذان فی هذا

المحل ليعرف الناس بجلوس الامام على المنبر فينصتون له اذا خطب. كذا قال وفيه نظر فان فى سياق ابن اسحاق عند الطبرانى وغيره عن الزهرى فى هٰذا الحديث ان بلالا كان يؤذّن على باب المسجد فالظاهر انه كان مطلق الاعلام لا لخصوص الانصات نعم لما زيد الاذان او الاول كان للاعلام. وكان الذى بين يدى الخطيب للانصات."

ترجمہ:......"مہلب کہتے ہیں: اس جگہ (یعنی منبر کے آگے) اذان کہنے میں یہ حکمت ہے کہ لوگوں کو امام کا منبر پر بیٹھنا معلوم ہوجائے، پس جب وہ خطبہ شروع کرے تو خطبہ کے لئے خاموشی اختیار کریں، مہلب کے اس قول میں نظر ہے، اس لئے کہ اس حدیث میں طبرانی وغیرہ کی روایت میں ابنِ اسحاق نے زہری سے نقل کیا ہے کہ: "بلالؓ مسجد کے دروازے پر اذان دیا کرتے تھے" پس ظاہر یہ ہے کہ یہ اذان مطلقاً اعلان کے لئے ہوئی، محض لوگوں کو خاموش کرانے کے لئے نہیں۔ ہاں! جب پہلی اذان کا اضافہ کیا گیا تو پہلی اذان اطلاعِ عام کے لئے تھی، اور جو اذان خطیب کے آگے ہوتی ہے وہ خاموش کرانے کے لئے ہوتی ہے۔"

پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ اذان کا منارہ پر یا مسجد سے باہر ہونا مناسب ہے، مسجد کے اندر اذان دینا مناسب نہیں، اور یہی مفہوم ہے کراہیتِ تنزیہی کا، کیونکہ کراہتِ تحریمی کو "لا ینبغی" (مناسب نہیں) کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاتا، بلکہ "لا یجوز" (یعنی جائز نہیں) کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جن فقہاء کی عبارت میں صرف مکروہ کا لفظ آیا ہے، ان کی مراد بھی یہی "لا ینبغی" (مناسب نہیں) والی کراہت ہے، کراہتِ تحریمی مراد نہیں۔

اور یہ قاعدہ اپنی جگہ صحیح ہے کہ مکروہ کا لفظ جب مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مکروہِ تحریمی مراد ہوتا ہے۔ لیکن یہ قاعدہ عام نہیں ہے، بلکہ بسا اوقات مکروہ کا لفظ مکروہِ تنزیہی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، اس لئے جہاں مکروہ کا لفظ مطلق ذکر کیا جائے وہاں قرائن و دلائل میں غور کرکے یہ دیکھنا ہوگا کہ یہاں مکروہِ تحریمی مراد ہے یا مکروہِ تنزیہی؟ جیسا کہ مکروہاتِ صلوٰۃ کے آغاز میں شیخ ابن نجیمؒ نے البحر الرائق میں، اور علامہ شامیؒ نے رد المحتار میں ذکر کیا ہے (دیکھئے: البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰، رد المحتار ج:۱ ص:۶۳۹)۔

مسجد میں اذان دینے کے بارے میں کتاب الاصل (مبسوط) میں امام محمدؒ کی تصریح حسبِ ذیل ہے:

"قلت ارأیت المؤذّن اذا لم یکن له منارة والمسجد صغیر این احب الیک ان یؤذّن؟ قال: احب ذالک الی ان یؤذّن خارجًا من المسجد واذا اذّن فی المسجد اجزاه." (کتاب الاصل ج:۱ ص:۱۴۱)

ترجمہ:...... "میں نے کہا: یہ فرمائیے کہ جب مؤذّن کے لئے منارہ نہ ہو اور مسجد چھوٹی ہو تو آپ کے نزدیک کس جگہ اذان دینا بہتر ہوگا؟ کیا وہ مسجد سے باہر نکل کر اذان دے تاکہ لوگ سنیں یا مسجد میں اذان دے؟ فرمایا: میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ مسجد سے باہر اذان کہے، اور اگر مسجد میں اذان دے دی جائے تب بھی اس کو کفایت کرے گی۔"

حضرت امام محمدؒ کی اس تصریح سے ثابت ہوا کہ مسجد میں اذان دینا بہتر نہیں، لیکن اگر دے دی جائے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

دُوسری روایت سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی دُوسری اذان منبر کے سامنے ہوتی ہے، اور اُمت کا تعامل اسی پر چلا آتا ہے، فقہاء اس منبر کی اذان کو مختلف تعبیرات سے ذکر کرتے ہیں، کبھی "خطیب کے آگے" کے لفظ سے، کبھی "منبر کے پاس، اس کے قریب" کے لفظ

سے، اور کبھی ''منبر پر'' کے لفظ سے، ان تمام تعبیرات سے بشرطِ فہم و انصاف یہی سمجھا جاتا ہے کہ جمعہ کی دُوسری اذان منبر کے پاس داخلِ مسجد ہو۔

تیسری روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانے میں دُوسری نمازوں کی طرح جمعہ کی بھی ایک ہی اذان ہوتی تھی، چونکہ اس سے بیک وقت دو مقصد تھے، ایک تو مسجد سے باہر کے لوگوں کو وقتِ نماز کی اطلاع دینا، دُوسرے حاضرینِ مسجد کو خطبہ شروع ہونے کی اطلاع دینا، تاکہ وہ خاموش ہوکر خطبہ کی طرف متوجہ ہوجائیں، اس لئے دونوں پہلوؤں کی رعایت کرتے ہوئے یہ اذان مسجد کے دروازے پر کہلائی جاتی تھی، خلیفہٴ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں پہلی اذان کا اضافہ ہوا جو زوراء پر ہوتی تھی، اور دُوسری اذان صرف خطبہ کے لئے مخصوص ہوگئی، جو منبر کے پاس کہی جانے لگی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحبِ ہدایہ اور دیگر فقہاء نے جس توارث کا حوالہ دیا ہے اس سے وہ توارثِ قدیم مراد ہے جو دورِ عثمانی سے چلا آرہا ہے، کیونکہ توارثِ حادث خود حجت نہیں، اسے معرضِ دلیل میں پیش کرنا فقہاء کی شان سے بعید ہے، جہاں تک مجھے معلوم ہے مذاہبِ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ جمعہ کی دُوسری اذان منبر کے سامنے ہو، جیسا کہ ہمارے شیخ حضرت العلامہ سیّد محمد یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ نے معارف السنن (ج:۴ ص:۴۰۲) میں نقل کیا ہے، اگر بعض مالکیوں نے اس سے اختلاف کیا ہے، تو تعامل و توارث کے مقابلے میں ان کی رائے ہمارے لئے حجت نہیں، راقم الحروف کو کتبِ فقہ سے جو تحقیق ہوئی وہ عرض کردی گئی، اگر کسی صاحب کی تحقیق کچھ اور ہو تو وہ اپنی تحقیق پر عمل فرمائیں۔

## بیٹھ کر اذان دینا خلافِ سنت ہے

س…… کیا بیٹھ کر اذان دی جاسکتی ہے؟

ج…… بیٹھ کر اذان کہنا خلافِ سنت اور مکروہِ تحریمی ہے، ایسی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔

## اذان میں اضافہ

س…… کیا اذان کے ساتھ پہلے یا بعد میں کچھ کلمات کا اضافہ کرنے سے اذان شریعت کے مطابق ہوجاتی ہے؟

ج…… شرعی اذان تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، اس میں مزید کلمات کا اضافہ جائز نہیں، اور اضافہ کے بعد وہ شرعی اذان نہیں رہے گی، بلکہ ایک نئے دین کی نئی اذان بن جائے گی۔

## صلوٰۃ وسلام کا مسئلہ

س…… اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ ہمارے ہاں مسجد کے نمازیوں کا کہنا ہے کہ اذان سے قبل یہ نہیں پڑھنا چاہئے، جبکہ میں یہ ضرور پڑھتا ہوں۔

ج…… اذان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے چلی آتی ہے، مگر اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا رواج ابھی چند برسوں سے شروع ہوا، اگر یہ دین کی بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی تعلیم فرماتے، اور صحابہ کرامؓ، تابعینِ عظامؒ اور بزرگانِ دین اس پر عمل کرتے، جب سلف صالحینؒ نے اس پر عمل نہیں کیا، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم فرمائی تو اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے دین میں نئی بات نکالے وہ مردُود ہے! تمام اعمال سے مقصود رضائے الٰہی ہے، اور رضائے الٰہی اس عمل پر مرتب ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے ارشاد فرمودہ طریقے کے مطابق ہو، البتہ شریعت نے اذان کے بعد دُرود شریف پڑھنے اور اس کے بعد دُعائے وسیلہ پڑھنا کا حکم دیا ہے۔

## اذان کا صحیح تلفظ

س…… اذان میں لوگ ''اشہد'' میں ''ہاء'' کو ادا نہیں کرتے ہیں، ''حی علی الصلوٰۃ'' میں ''ع'' کو ادا نہیں کرتے ہیں، ''اشہد اَنّ محمد رسول اللہ'' میں ''اَنّ'' کے بعد الف کو کھینچتے ہیں، ''قد قامت الصلوٰۃ'' میں بڑا قاف کی جگہ چھوٹا کاف پڑھتے ہیں، یہ عام عمل ہے، صحیح مسئلہ کی

وضاحت فرماکر ممنون فرمائیں۔

ج…… یہ غلطیاں سنگین ہیں، ان کی اصلاح ہونی چاہئے، "اَنّ" کے ساتھ الف پڑھنے سے معنی بالکل ہی بدل جاتے ہیں۔

## اذان کا غلط تلفظ

س…… ہم مچھ میں کافی تعداد میں مسلک حنفی (بریلوی) سے تعلق رکھتے ہیں، ہماری جامع مسجد کے امام صاحب پہلے جب اذان دیتے تھے تو جیسے ہر جگہ، ہر مسجد سے جو اذان سنتے ہیں ویسی ہی اذان دیتے تھے، لیکن اب تقریباً ایک ماہ سے ہمارے امام صاحب جب اذان دیتے ہیں تو اذان کے پہلے الفاظ اس طرح پڑھتے ہیں اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ کبر، آخر میں "ر" اور "ل" کو اکٹھا پڑھتے ہیں اور اللہ کا "الف" اُڑادیتے ہیں، ایسے پڑھتے ہیں: اللہُ اکبرَ اللہُ اکبر۔

ج…… اذان میں اصل سنت تو یہ ہے کہ پہلے "اللہ اکبر" میں "را" کو ساکن پڑھا جائے، اور دُوسرے کو لفظ "اللہ" کے ہمزہ کے ساتھ پڑھا جائے، اور جائز یہ بھی ہے کہ پہلی تکبیر کی "را" پر زبر پڑھی جائے اور اسم "اللہ" کے ہمزہ کو حذف کرکے "را" کو "لام" کے ساتھ ملادیا جائے، اور یوں پڑھا جائے: "اَللہُ اَکْبَرَ اللہُ اکبر"۔

## "اللہ اکبر" کے "را" کا تلفظ

س…… اذان کے شروع میں اللہ اکبر اور اللہ اکبر دونوں ایک ساتھ ملاکر پڑھے جائیں تو کیا "را" کے اُوپر جو پیش ہوتی ہے وہ "ل" کے ساتھ ملاکر پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ پہلے "اللہ اکبر" کی "راء" کو ساکن پڑھا جائے، اور اگر ملاکر پڑھنا ہو تو "را" پر وقف کی نیت سے فتحہ پڑھا جائے، ضمہ کے ساتھ ملاکر پڑھنا خلافِ سنت ہے۔

## "الصلوٰۃ خیر من النوم" کے بغیر اذان

س…… فجر کی اذان میں اگر "الصلوٰۃ خیر من النوم" بھول جائے تو اذان ہوگئی یا دوبارہ

پڑھیں؟ اگر کوئی جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اذان ہوگئی یا دوبارہ پڑھیں؟

ج...... فجر کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کہنا مستحب ہے، جان بوجھ کر تو نہیں چھوڑنا چاہئے، لیکن اگر یاد نہیں رہا یا جان بوجھ کر چھوڑ دیا تب بھی اذان ہوگئی، دوبارہ نہیں کہی جائے گی۔

## ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا ثبوت

س...... ابھی علامہ السید محمد صدیق صاحب کی کتاب ''کشف الاسرار'' پڑھ رہا تھا، انہوں نے مشکوٰۃ صفحہ:۶۳-۱۱۴ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہیں اور تراویح بھی۔ مگر مشہور یہ ہے کہ یہ اضافہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا ہے، براہِ کرم تفصیل سے وضاحت فرمائیں تاکہ حقیقت کا لوگوں کو علم ہوسکے۔

ج...... صحیح یہ ہے کہ اذانِ فجر میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا اضافہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ نے نہیں کیا، بلکہ یہ متعدّد احادیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، مؤطا امام مالکؒ میں بلاغاً روایت ہے کہ ''مؤذّن'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نمازِ صبح کی اطلاع دینے کے لئے آیا تو دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں، اس نے ''الصلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المؤمنین!'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ: ''یہ فقرہ اذانِ فجر میں کہا کرو!''

حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندہلوی ثم مدنی قدس سرہٗ ''اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک'' میں اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر اشکال ہوسکتا ہے، کیونکہ اس فقرے کا صبح کی اذان میں ہونا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدّد روایات میں ثابت ہے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ ان کو اس فقرے کا اذانِ صبح میں کہا جانا معلوم نہ ہو، پس سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس ارشاد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ اس فقرے کا محل صبح کی اذان ہے، امیر کا دروازہ نہیں۔ گویا آپ نے امیر المؤمنین کے دروازے پر اس فقرے کو دُہرانا ناپسند فرمایا، اور مؤذّن کو حکم فرمایا کہ اس

فقرے کے اذانِ صبح میں کہنے پر اکتفا کیا کرے۔ اس توجیہ کو حافظ ابن عبدالبرؒ اور علامہ باجیؒ نے اختیار کیا ہے، اور علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ یہی توجیہ متعین ہے، اور میرے نزدیک یہی توجیہ سب سے بہتر ہے۔'' (ج:۱ ص:۱۹۲، مطبوعہ کتاب خانہ یحیوی، سہارنپور)

اس کے بعد حضرتِ شیخؒ نے اور بھی متعدّد توجیہات نقل کی ہیں، بہرحال یہ طے شدہ ہے کہ اذانِ فجر میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کہنے کا حکم پہلی بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا، بلکہ یہ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے چلا آتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

اسی طرح تراویح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے چلی آتی تھی، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں دو اہتمام فرمائے، ایک جماعت، دُوسرے بیس رکعات۔

## اذان کے آخر میں ''محمد رسول اللہ'' پڑھنا خلافِ سنت ہے

س…… ہمارے شہر کی جامع مسجد کے پیش امام صاحب جب اذان دیتے ہیں تو اذان کے آخری الفاظ ''اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ'' کے ساتھ ''محمد رسول اللہ'' بھی پڑھتے ہیں، جبکہ اذان کے آخری الفاظ پورا کلمہ طیبہ کے طور پر نہیں پڑھے جاسکتے، کیا اس طرح اذان دُرست ہے؟

ج…… آپ کے امام صاحب خلافِ سنت کرتے ہیں، اذان ''لا الٰہ الا اللہ'' پر ختم کی جاتی ہے۔

## کیا اذان میں ''مد'' کرنا جائز ہے؟

س…… مؤذّن حضرات اذان کو اتنا لمبا کرکے پڑھتے ہیں کہ مدِ متصل سے بھی بڑھاتے ہیں، کیا یہ اذان جائز ہے؟ حالانکہ ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' پر کوئی مد نہیں ہے، یہ حضرات کیوں اتنا کھینچتے ہیں؟

ج…… ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' پر وقف کی وجہ سے مد صحیح ہے، اذان کے کلمات کو اتنا کھینچنا جائز نہیں کہ حروف و الفاظ میں خلل واقع ہوجائے۔

## اذان کے ادھورے فقرے کو دوبارہ دُہرانا

س…… ہمارے محلے کی مسجد کے مولانا نے ابھی چند روز قبل فجر کی اذان دیتے وقت میری نظر میں ایک غلطی کی تھی، مولانا فجر کی اذان دے رہے تھے کہ ان کو درج ذیل ادھورے جملے پر کھانسی آ گئی ''الصلوٰۃ خیر من''، اور کھانسنے لگے، اور اس کے بعد انہوں نے نئے سرے سے دو مرتبہ اس جملے کو دُہرایا، میرے خیال میں ان جملوں کی تعداد تین ہوگئی، اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس میں مولانا صاحب کی غلطی ہے یا نہیں؟ اگر تھی تو پھر کیا ان کو اذان دوبارہ کہنی چاہئے تھی؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو اب جبکہ وہ وقت (فجر) بھی نکل گیا ہے تو آپ بتایئے کہ اس کا کفارہ مولانا صاحب کس طرح ادا کریں؟

ج…… جب پورا فقرہ نہیں کہہ سکے تھے تو اس کو دُہرانا ہی چاہئے تھا، اس لئے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔

## اذان کے فقرے میں سانس لینا

س……اذان کہنے میں اگر کسی فقرے پر سانس لے لی جائے تو غلط تو نہیں؟

ج……اگر وقفہ زیادہ نہ ہو تو اذان صحیح ہے، لیکن اذان کے فقروں کو اتنا کھینچنا کہ درمیان میں سانس لینے کی ضرورت پیش آئے، صحیح نہیں۔

## اذان کے وقت کانوں میں اُنگلیاں دینا

س…… کیا اذان کے وقت اُنگلیاں کانوں کے اندر ہونی ضروری ہیں؟ اور یہ فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اگر کوئی ایسے اذان دے جیسا کہ ہاتھ نماز کے وقت میں ہوتے ہیں تو اذان ہو جاتی ہے یا نہیں؟

ج…… اذان دیتے وقت کانوں میں اُنگلیاں رکھنا سنت ہے، تاکہ آواز زیادہ بلند ہو، مگر اذان اس کے بغیر بھی ہو جاتی ہے۔

## فجر کی اذان کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

س…… ہمارے محلے کی مسجد میں صبح فجر کے وقت نمازیوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، یہ سوچ

کر میں صبح اپنے نمازی ساتھیوں کو اُٹھاتا اور اہلِ محلّہ کو آواز دیتے ہوئے گزر جاتا ہوں ''چلو نماز کو''، اس طرح مسجد میں نمازیوں کی تعداد حوصلہ بخش ہوگئی اور مجھے بھی سکون ملا۔ ہمارے ساتھی بھی اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ انہیں نماز باجماعت ساتھ پڑھنے کو مل جاتی ہے، ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ اس بات پر ناراض بھی ہوتے ہوں کہ انہیں صبح کو جلدی اُٹھادیا، لیکن کہتا کوئی نہیں ہے، مگر ہماری مسجد کے امام صاحب نے کہہ دیا کہ یہ تو بدعت ہے، بس اذان ہوجاتی ہے، یہ کافی ہے، جس کو آنا ہوگا اپنے آپ آئے گا، یہ سن کر میں نے اپنے ساتھیوں کو اُٹھانا چھوڑ دیا، اور انہوں نے بھی سستی اختیار کرلی ہے جس سے نمازی بہت کم ہوگئے ہیں صبح فجر کے وقت۔

ج……سوتے ہوئے کو جگانا تو بدعت نہیں، اور متأخرین نے اذان کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانے کو بھی مستحسن کہا ہے۔

## مسجد میں مؤذّن نہ ہو تب بھی اذان کا اہتمام کریں

س……کیا مسجد میں نمازِ ظہر کے وقت اذان دینا ضروری ہے؟ یہاں کوئی مؤذّن مقرّر نہیں ہے جو کارکن پہلے آتا ہے اذان دے دیتا ہے، اور بعض اوقات بھول جاتا ہے، اس طرح بغیر اذان کے نماز ہوجاتی ہے، اور ہم بھروسے میں رہتے ہیں کہ اذان ہوگئی، کیا بغیر اذان کے ہماری باجماعت نماز ہوجاتی ہے؟

ج……اذان کے بغیر نماز ہوجاتی ہے، مگر خلافِ سنت ہوگی، اور ترکِ سنت کا وبال ہوگا، مسجد میں اذان کا اہتمام ضروری ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ جو جماعت اذان کے بغیر ہو معتبر نہیں، بعد میں آنے والوں کو چاہئے کہ اذان کے ساتھ جماعت کرائیں۔

## تہجد کی نماز کے لئے اذان واقامت

س……شبِ برات اور لیلۃ القدر کے موقع پر اکثر لوگ رات جاگ کر عبادت کرتے ہیں، تو کچھ حضرات کہتے ہیں کہ تہجد کی نماز باجماعت پڑھیں، تاہم میں نے انکار کیا اور کہا کہ پہلے پوچھیں گے، پھر عمل کریں گے۔ حالانکہ سعودیہ میں باجماعت تہجد ہوتی ہے جو کہ اکثر رمضان


فہرست

میں ہم سحری کے وقت ریڈیو پر سنتے ہیں، تو کیا تہجد کی نماز باجماعت ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو اذان اور اقامت کا کیا حکم ہے؟

ج…… تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے، اس لئے تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، اور نفلی نماز کے لئے اذان و اقامت نہیں، اذان و اقامت صرف نمازِ پنج گانہ اور جمعہ کی خصوصیت ہے۔

## کسی ناگہانی مصیبت کے وقت اذان

س…… اورنگی ٹاؤن میں نہتے لوگوں پر دہشت پسندوں کا خوف کچھ اتنا غالب آیا اور خوف و ہراس اس قدر غالب ہوا کہ تمام محلہ اللہ تعالیٰ سے مدد پکارنے لگا، اور تقریباً رات کے گیارہ بجے تمام مسجدوں سے اذان دی گئی اور اس اذان کی وجہ اس کے سوائے اور کچھ بھی نہ تھی کہ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے اس ناگہانی مصیبت میں لوگوں کی مدد فرمائیں، مسجدوں کی مائک اس لئے استعمال کی گئی تاکہ آواز دُور دُور تک جائے، اور دہشت پسندوں کے دِل لرز جائیں۔ رحمانیہ مسجد اورنگی ٹاؤن کے امام کا کہنا ہے کہ یہ غلط حرکت ہے، اور اذان کے بعد نماز جماعت فرض ہے، جبکہ تمام لوگ جانتے تھے کہ یہ نماز کا کوئی وقت نہ تھا، اس فعل سے کیا حرج واقع ہوا؟ مشورہ دے کر ممنون فرمائیں اس قسم کی ناگہانی بلا و مصیبت روز نازل نہیں ہوتی اس لئے اس کے رواج بن جانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ج…… علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: خیرالدین رملیؒ کے حاشیہ بحر میں ہے کہ میں نے شافعیہ کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ نماز کے علاوہ بھی بعض مواقع میں اذان مسنون ہے، مثلاً: نومولود کے کان میں، پریشان، مرگی زدہ، غصّے میں بھرے ہوئے اور بدخلق انسان یا چوپائے کے کان میں، کسی لشکر کے حملے کے وقت، آگ لگ جانے کے موقع پر (شامی حاشیہ درمختار ج:۱ ص:۳۸۵)، خیرالدین رملیؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دہشت پسندوں کے حملے کے موقع پر اذان کہنا حنفیہ کی کتابوں میں تو کہیں مذکور نہیں، البتہ شافعیہ کی کتابوں میں اس کو مستحب لکھا ہے، اس لئے ایسی پریشانی کے موقع پر اذان دینے کی ہم ترغیب تو نہیں دیں گے، لیکن اگر کوئی دیتا ہے تو ہم اس کو ''بالکل غلط حرکت'' بھی نہیں کہیں

گے، البتہ نومولود کے کان میں اذان کہنا احادیث سے ثابت ہے، اور فقہِ حنفی میں بھی اس کی تصریح ہے، اذان اگر نماز کے لئے دی جائے، لیکن بے وقت دی جائے تب بھی اس سے نماز فرض نہیں ہوتی، بلکہ نماز کا وقت آنے پر اذان کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ بے وقت کی اذان کالعدم ہے۔

## سات اذانیں

س…… ہمارے محلے کی مسجد میں رمضان المبارک کی ستائیسویں شب عشاء کے وقت سات اذانیں دی جاتی ہیں، آپ سے التماس ہے کہ اس فعل کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

ج…… رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں سات اذانیں حدیث و فقہ سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو ''بدعت'' کہا جائے گا۔

## بہت سی مساجد کی اذانوں سے راحت یا تکلیف

س…… آج کل مسجدوں میں کئی کئی مائیکروفون لگے ہوئے ہیں، اور اذان ہوتی ہے تو چاروں طرف کی مسجدوں کی آواز ایک ساتھ ٹکراتی ہے، جبکہ ہم نے سنا ہے کہ ایک مسجد کی آواز اتنی ہو کہ دُوسری مسجد کے ساتھ نہ ٹکرائے، جبکہ حال یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں کئی مسجدیں ہیں، ہر دُوسری گلی میں ایک مسجد ہے، جب اذان ہوتی ہے یا وعظ ہوتا ہے تو مسجد کے پاس گھروں میں آواز اس قدر تیز ہوتی ہے کہ بعض اوقات (نعوذ باللہ) پریشانی سی محسوس ہوتی ہے، کبھی ٹیلی فون پر بات کرتے ہیں اور اذان ہو رہی ہو تو بات کرنا دُوبھر ہو جاتا ہے، یا کسی کی طبیعت خراب ہو یا کوئی امتحان کی تیاری میں مصروف ہو تو (وعظ کی) اتنی تیز آواز ہوتی ہے کہ پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ آپ یہ بتایئے کہ مسجدوں کی آوازیں اس طرح بڑھا دینے سے اسلام پھیل رہا ہے یا نمازی زیادہ ہو رہے ہیں؟ کیا اسلام میں اس طرح کی ضد بحث ایک دُوسرے سے جائز ہے؟

ج…… اذان تو لاؤڈاسپیکر پر ہونی چاہئے کہ اذان کی آواز دُور تک پہنچانا مطلوب ہے، لیکن

اذان کے علاوہ وعظ وغیرہ کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا بے ہنگم استعمال جس سے اہلِ محلّہ کا سکون غارت ہوجائے، نہ دین کا تقاضا ہے، نہ عقل کا۔ وعظ کے لئے یا نماز کے لئے اگر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ضرورت ہو تو اس کی آواز مسجد تک محدود رہنی چاہئے۔

## اذان کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا

س...... اذان کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں مانگنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج...... اذان کے بعد کی دُعا میں ہاتھ اُٹھانا منقول نہیں، صرف زبان سے دُعائے مأثور پڑھ لے، اور دُعائے مأثور یہ ہے کہ پہلے دُرود شریف پڑھے پھر دُعائے وسیلہ پڑھے، پھر چوتھا کلمہ پڑھے، پھر یہ دُعا پڑھے: ”رَضِیْتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا“۔

## اذان کے لئے خوش الحانی ضروری نہیں

س...... زید کا سوال ہے کہ ہم خوش الحانی سے اذان نہیں پڑھ سکتے، کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ جب ریڈیو پر اذان آئے اور ہمارے ہاں اذان کا وقت ہو بھی جائے تو ریڈیو کو اسپیکرز کے سامنے رکھ دیں اور خود علیحدہ پہلے یا بعد میں اسپیکر سے ہٹ کر اذان پڑھ لیں، کیا ایسا کرنا شرعی لحاظ سے جائز ہے؟

ج...... اذان کے لئے ریڈیو کو اسپیکر کے آگے رکھنا فضول حرکت ہے، کیونکہ ریڈیو سے جو اذان نشر کی جاتی ہے، وہ اکثر پہلے سے کیسٹ کی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے اس کا حکم اذان کا نہیں، اذان کے الفاظ صحیح ہونے چاہئیں، خوش الحانی نہ ہوئی تو ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

## مؤذّن کی موجودگی میں دُوسرے شخص کی اذان

س...... ہماری مسجد میں جمعہ کی اذان دو شخص دیتے ہیں، پہلی اذان اس مسجد کے مؤذّن صاحب دیتے ہیں، لیکن دُوسری اذان جو خطبے سے پہلے دی جاتی ہے، وہ دُوسرے صاحب دیتے ہیں، جبکہ مؤذّن صاحب موجود ہیں کیا اس اذان کو دُرست سمجھنا چاہئے؟

ج...... دُرست ہے، خواہ کوئی دیدے، بشرطیکہ اس سے مؤذّن کی دِل شکنی نہ ہوتی ہو۔

## داڑھی منڈے یا نابالغ سمجھ دار کی اذان

س……میرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا نابالغ کی اذان ہوجاتی ہے کہ نہیں؟ اور نابالغ کی شریعت میں کیا عمر ہے؟ بیان کیجئے، اور دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس شخص کی اذان ہوجاتی ہے جس کی سنتِ رسولؐ ہو، مگر پوری نہ ہو، یعنی کہ ایک مٹھ نہ ہو تو کیا اس کی اذان ہوگی یا نہیں؟ اس شخص کو نماز بھی پوری نہیں آتی اور نہ ہی قرآن پڑھا ہوا ہے؟

ج……داڑھی منڈے کی اذان واقامت مکروہِ تحریمی ہے، اسی طرح جس شخص کی کاٹنے کی وجہ سے داڑھی ایک قبضے سے کم ہو اس کی اذان واقامت بھی مکروہِ تحریمی ہے، اذان دوبارہ کہی جائے، مگر اقامت دوبارہ نہ کہی جائے گی۔ نابالغ لڑکا اگر سمجھ دار، ہوشیار ہو تو اس کی اذان صحیح ہے، مگر خلافِ اَوْلیٰ ہے، بلوغ کا علامتوں کے ذریعہ پتہ چل سکتا ہے، اگر بالغ ہونے کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کا لڑکا اور لڑکی شرعاً بالغ تصوّر کئے جاتے ہیں۔

## سولہ سالہ لڑکے کی اذان

س……اگر کسی کی عمر سولہ سال سے زیادہ ہو اور وہ نماز پڑھتا ہو تو کیا موٴذّن کی اجازت پر اذان دے سکتا ہے یا امام سے اجازت لینا بھی ضروری ہے؟

ج……موٴذّن کی اجازت کافی ہے، کیونکہ سولہ سالہ لڑکے کی اذان صحیح ہے، اور اذان کا تعلق موٴذّن سے ہے۔

## اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنے والے کی اذان

س……کیا کوئی شخص جس نے مسجد میں کبھی اذان نہیں دی ہو، اور پھر ایک دن امامِ مسجد اسے اذان کے لئے کہے، جبکہ اس شخص اور امام کے علاوہ کوئی وہاں نہیں ہے، تو اس شخص کو اذان دے دینی چاہئے؟ جبکہ وہ شخص اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتا ہے، نماز وہ اس وقت پڑھتا ہے جب ٹائم ہو، دین کی طرف راغب ہے لیکن اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتا ہے۔

ج……اذان ہر مسلمان دے سکتا ہے، البتہ جو شخص کسی گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہو، مثلاً: داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہو، اس کی اذان مکروہِ تحریمی ہے، باقی اپنے آپ کو نیک اور پاک کون سمجھتا

کرتا ہے؟ اپنے آپ کو گناہگار ہی سمجھنا چاہئے!

## وقت سے پہلے اذان کا اعتبار نہیں

س...... کیا وہ نماز ہوجاتی ہے جس میں اذان وقت سے پہلے دی ہو، جبکہ زیادہ سے زیادہ مقتدی نماز میں شامل ہوجائیں۔

ج...... اگر اذان وقت سے پہلے ہوجائے تو وقت ہونے پر اذان دوبارہ کہی جائے، ورنہ نماز بغیر اذان کے ہوگی، اور بغیر اذان کے نماز پڑھنا خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔

## سورج غروب ہونے سے پہلے مغرب کی اذان و نماز صحیح نہیں

س...... مغرب کی اذان سے پہلے سجدہ جائز ہے یا نہیں؟ اذان سے پانچ منٹ پہلے نماز کی نیت باندھ لی، بعد میں اذان ہوئی تو کیا کریں؟

ج...... اگر سورج غروب ہوچکا ہو تو مغرب کی اذان سے پہلے سجدہ جائز ہے، اور اگر غروب نہیں ہوا تو جائز نہیں، جب اذان میں پانچ منٹ باقی تھے تو نماز کا وقت نہیں ہوا، لہٰذا نماز توڑ دینی چاہئے تھی۔

## وقت سے قبل عشاء کی اذان

س...... ہمارے علاقے میں ایک مسجد ہے اور یہاں اذانِ عشاء سات بج کر پندرہ منٹ پر ہوتی ہے، جبکہ عشاء کا وقت تقریباً سات بج کر پینتیس منٹ پر شروع ہوتا ہے، آپ بتائیں کہ وقت سے پہلے جو اذان ہوتی ہے، یہ کیسی ہے؟ اور یہاں کے امام پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، باوجود اس کے کہ ہم اور دُوسرے احباب نے امام صاحب سے عرض بھی کیا تو بس ہمیں ٹال دیا۔

ج...... جو اذان وقت سے پہلے دی جائے وہ غیرمعتبر ہے، دوبارہ وقت ہونے کے بعد اذان دینا ضروری ہے، ورنہ نماز اذان کے بغیر تصوّر کی جائے گی۔

## رمضان المبارک میں عشاء کی اذان قبل از وقت کہنا

س...... رمضان شریف کے مہینے میں کچھ لوگ جلدی تراویح پڑھنے کے واسطے مغرب کے

وقت میں ہی عشاء کی اذان دے دیتے ہیں، ابھی عشاء کا وقت شروع ہی نہیں ہوتا ہے اور عشاء کی اذان دے دیتے ہیں، اور اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے ہیں، کیا ان کی نماز بغیر اذان کے ہوئی یا اذان ہوگئی؟ ان کا یہ فعل کیسا ہے اور دُوسروں کو کیا کرنا چاہئے، وہ لوگ دُوسری مسجدوں کا حوالہ دیتے ہیں، دُوسری مسجد ہمارے لئے حجت ہے یا نہیں؟

ج…… جس اذان کا ایک جملہ بھی وقت سے پہلے کہا گیا ہو، وہ اذان کالعدم ہے، وقت ہونے کے بعد دوبارہ اذان دینا چاہئے، ورنہ نماز بغیر اذان کے ہوگی، اور جو نماز اذان کے بغیر ہو وہ خلافِ سنت ہوئی۔

## بھول کر دوبارہ دی جانے والی اذان

س…… اذان ہوچکی ہو اور کوئی دُوسرا شخص بھولے میں پوچھے بغیر اذان شروع کردے اور جب وہ آدھی اذان پر پہنچے اور اسے علم ہوجائے یا کوئی بتادے تو کیا اس صورت میں اذان مکمل کرے یا چھوڑ دے؟

ج…… جب ایک بار اذان ہوچکی ہے تو دُوسری اذان کی ضرورت نہیں، اسے چھوڑ دے۔

## ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اذان کا شرعی حکم

س…… کہتے ہیں کہ اوقاتِ نماز کے علاوہ بے وقت اذان نہیں دینی چاہئے، یا صرف اس وقت اذان دینی چاہئے جب کوئی بچہ پیدا ہو یا کوئی بڑی آفت سے نجات پانی ہو، مثلاً: زیادہ بارش کے وقت۔ لیکن ہمارے یہاں ٹیلی ویژن پر جب لاہور میں عشاء کا وقت ہوتا ہے تو اذان پورے پاکستان میں نشر ہوتی ہے، حالانکہ جب لاہور میں عشاء کا وقت ہوتا ہے تو کراچی میں عشاء کی اذان میں تقریباً ایک گھنٹہ ہوتا ہے، اسی طرح پاکستان کے ایک شہر میں اذان کا وقت ہوتا ہے تو دُوسرے شہروں میں نہیں ہوتا، لیکن اذان سب اسٹیشنوں پر ایک ساتھ نشر ہوتی ہے، تو کیا یہ گناہ نہیں ہے؟

ج…… آپ کا خیال صحیح ہے، اذان نماز کے لئے ہوتی ہے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر جو اذان نشر ہوتی ہے، وہ کسی نماز کے لئے نہیں بلکہ یہ محض شوقیہ ہے، شریعت کے کسی قاعدے کے ماتحت نہیں۔

## غلط اذان کا کفارہ

س……غلط اذان دینے یا اس میں غیر ارادی طور پر الفاظ شامل ہونے پر کیا کرنا چاہئے؟

۱:……مؤذّن کو الگ کرنا دُرست ہے؟

۲:……ہم نے جواَب تک غلط اذانیں (میری نظر میں) سنی ہیں، ان کا کفارہ یا کوئی گناہ ہے؟

ج……آپ نے جو صورت لکھی ہے، فقہی اصطلاح میں اس کو لحن کہتے ہیں، اور یہ ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسی اذان کا سننا بھی حلال نہیں، اس لئے مسجد کی انتظامیہ کو لازم ہے کہ ایسے مؤذّن کو تبدیل کردیں۔

اور اب تک جو غلط اذانیں سنی گئیں اگر ان کی اصلاح پر آپ کو قدرت تھی تب تو گناہ ہوا، جس کا تدارک استغفار سے ہونا چاہئے، اور اگر آپ کو اصلاح پر قدرت نہیں تھی، تو آپ پر کوئی گناہ نہیں۔

## اذان صحیح سمجھ نہ آرہی ہو تو جواب دیں یا نہ دیں؟

س……اگر اذان کی آواز ہوا کی وجہ سے صحیح نہ آرہی ہو، کوئی لفظ سنائی دیتا ہو اور کوئی نہیں، تو کیا کرنا چاہئے؟

ج……الفاظ سمجھ میں آئیں تو جواب دیں، ورنہ نہیں۔

## ٹی وی، ریڈیو والی اذان کا جواب دینا

س…… ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر جو اذانیں ہوتی ہیں، تو کیا ان کو سن کر اذان کا جواب دیا جاسکتا ہے؟

ج……ٹی وی اور ریڈیو پر ہونے والی اذان، اذان نہیں بلکہ اذان کی آواز ہے، جسے ٹیپ کرلیا جاتا ہے اور اذان کے وقت وہی ٹیپ لگادی جاتی ہے، اس لئے اس کا حکم اذان کا نہیں، لہٰذا اس کا جواب بھی مسنون نہیں۔

## دورانِ اذان تلاوت کرنا یا نماز پڑھنا

س……دورانِ اذان قرآن مجید کی تلاوت یا نماز پڑھنا دُرست ہے؟

ج……قرآن مجید بند کرکے اذان کا جواب دینا چاہئے، اور اگر نماز پہلے سے شروع کر رکھی ہو تو پڑھتا رہے، ورنہ اذان ختم ہونے کے بعد شروع کرے۔

## دورانِ اذان مسجد میں سلام کہنا

س…… جب مؤذّن اذان کہہ رہا ہو تو مسجد میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہنا چاہئے یا خاموشی سے بیٹھ جانا چاہئے یا کہ اذان سننے کے لئے کھڑا رہنا چاہئے؟

ج……اس وقت سلام نہیں کہنا چاہئے، بلکہ خاموشی سے بیٹھ جانا چاہئے۔

## خطبے کی اذان کا جواب اور دُعا

س…… جمعے کے دن خطبے کی اذان کا جواب زبان سے دینا اور اس کے بعد دُعا پڑھنا دُرست ہے یا کیا حکم ہے؟

ج……خطبے کی اذان کا جواب نہیں دیا جاتا، نہ اس کے بعد دُعا ہے۔

## اذان کے وقت پانی پینا

س……ایک دن مغرب کی اذان کے وقت میں پانی پینے لگا تو میرے ایک دوست نے کہا کہ اذان کے وقت پانی پینے سے سخت گناہ ہوتا ہے، میں وقتی طور پر اس کی بات مان گیا، لیکن دِل میں یہ عہد کرلیا کہ اس مسئلے کو آپ کی خدمت میں پیش کروں گا، اُمید ہے کہ آپ اسے بھی ضرور حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

ج……مغرب کی اذان یا کسی بھی اذان کے وقت پانی پینا جائز ہے، آپ کے دوست کا خیال صحیح نہیں۔

## اذان کے دوران تلاوت بند کرنے کا حکم

س……سنا ہے کہ اذان کے وقت تلاوت معطل کرکے اذان سننا چاہئے، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مختلف مساجد سے وقفہ وقفہ سے آدھ گھنٹے تک اذان کی آوازیں آتی رہتی

ہیں، تو کیا جب تک اذان کی آواز آتی رہے اس وقت تک تلاوت معطل رکھی جائے؟

ج…… بہتر یہ ہے کہ اذان کے وقت تلاوت بند کردی جائے، اپنے محلے کی مسجد کی اذان کا جواب دینا ضروری ہے، جس کے بعد مختلف اذانوں کا جواب ضروری نہیں، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو اذان سب سے پہلے ہو اس کا جواب دیا جائے۔

## اذان کے وقت ریڈیو سے تلاوت سننا

س…… ایک طرف مسجد سے تلاوت یا اذان ہو رہی ہو اور دُوسری طرف ریڈیو پر اذان یا تلاوت ہو رہی ہو، تو ہمیں ریڈیو بند کرلینا چاہئے یا نہیں؟

ج…… ریڈیو کی تلاوت عموماً جو ریڈیو پر نشر کرنے سے پہلے ٹیپ کرلی جاتی ہے، تلاوت کا حکم نہیں رکھتی، اس لئے اذان سن کر اسے فوراً بند کردینا چاہئے، یوں بھی اذان سن کر تلاوت بند کردینے کا حکم ہے۔

## تکبیر کہنے والا شخص کہاں کھڑا ہو؟

س…… اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے کہ تکبیر کہنے والے شخص کو امام کے پیچھے کس جگہ اور کس صف میں کھڑا ہونا چاہئے؟

ج…… شرعاً اس پر کوئی پابندی نہیں، جہاں چاہے کھڑا ہوسکتا ہے۔

## جمعہ کی نماز میں مقتدی اگر بلند آواز سے تکبیر کہے تو؟

س…… جمعہ کی نماز پڑھاتے وقت امام کے ساتھ مؤذّن کے ''اللہ اکبر'' کہنے کی کیا وجہ ہے؟ اور کوئی بھولے سے مؤذّن کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہہ دے تو کیا کفارہ ہے؟

ج…… امام کی تکبیرات پچھلے لوگوں تک پہنچانے کے لئے مؤذّن بلند آواز سے تکبیر کہہ دیتا ہے، اگر کوئی دُوسرا آدمی بھی بلند آواز سے تکبیر کہہ دے تو اس سے کوئی کفارہ لازم نہیں آتا، نہ اس میں کوئی حرج ہے، مگر بغیر ضرورت کے مقتدیوں کو بلند آواز سے تکبیر نہیں کہنی چاہئے، تاکہ بلاوجہ تشویش نہ ہو، جن حضرات کو تکبیر کہنے کے لئے مقرّر کیا جائے انہی کو تکبیر کہنی چاہئے۔

## اذان کے بعد نماز کے لئے آواز لگانا

س...... ہمارے محلے میں فجر کی اذان کے بعد کچھ حضرات جماعت ہونے سے دس پندرہ منٹ قبل آواز لگاتے ہیں کہ جماعت کا وقت ہوگیا ہے، مسجد میں تشریف لے آئیں، نماز سونے سے بہتر ہے، وغیرہ، وغیرہ، پوچھنا یہ ہے کہ یہ الفاظ بعد اذان کے کہنا دُرست ہیں یا نہیں؟ کیا ایسے الفاظ اور آواز لگانے سے اذان کی اہمیت کم تو نہیں ہوتی؟ اور کیا اذان کی آواز مسجد میں بلانے کے لئے کافی نہیں؟

ج...... اذان کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا "تثویب" کہلاتا ہے، جمہور متقدمین کے نزدیک یہ نمازِ فجر کے علاوہ دُوسری نمازوں میں مکروہ ہے، لیکن متأخرین نے تمام نمازوں میں اس کو جائز بلکہ مستحسن قرار دیا ہے، کیونکہ لوگوں کے دین میں سستی اور کمزوری پیدا ہوگئی ہے، اس لئے ان کو نماز کی دعوت دینا اچھی بات ہے۔

## اکیلے فرض پڑھنے کے لئے اقامت کا کہنا مستحب ہے

س...... کیا فرض نماز اکیلے پڑھتے ہوئے بھی تکبیر کہنی چاہئے؟

ج...... اگر گھر پر اکیلا نماز پڑھے تو اس کے لئے اقامت مستحب ہے۔

## نفل نماز کے لئے اقامت

س...... یہ بتایئے کہ اگر صبح نماز پڑھنے کے بعد اسی جائے نماز پر بیٹھے پڑھتے رہیں اور اِشراق پڑھیں تو اِشراق کی نماز کے لئے دوبارہ اقامت پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

ج...... نفلی نماز کے لئے اقامت نہیں ہوتی، اذان واقامت صرف پنج وقتہ نمازوں اور جمعہ کے لئے ہے۔

## کیا منیٰ میں ہر خیمے میں اذان دی جائے؟

س...... دورانِ حج منیٰ میں ہر خیمے میں علیحدہ علیحدہ اذان اور جماعت ہوتی ہے، ایک دفعہ میں اپنے دوست کے خیمے میں گیا، عشاء کا وقت تھا، انہوں نے بغیر اذان کے جماعت کرادی، اور امامت مجھے کرانی پڑی، میں نے اذان نہ دینے کا سبب دریافت کیا تو انہوں

نے یہ تأویل دی کہ چونکہ اذان کا مقصد وقت کا تعین ہوتا ہے اور وہ ہم ساتھ والے خیمے سے اذان سن کر کرلیتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا اس طرح بغیر اذان کے باجماعت نماز ادا کرسکتے ہیں (یاد رہے کہ منیٰ میں تین دن رہنا پڑتا ہے اور پانچ نمازیں باجماعت روزانہ ادا کرنا پڑتی ہیں)، اور کسی اور جگہ کی اذان سن کر ہم اپنی علیحدہ جماعت کراسکتے ہیں بغیر اذان کی جماعت پر میرا امامت کرانا کیسا رہا؟

ج...... اگر محلے کی مسجد میں اذان ہوگئی ہو تو بغیر اذان کے جماعت کراسکتے ہیں، صرف اقامت کہہ لینا کافی ہے، یہی حکم منیٰ کے خیموں میں ہونے والی جماعتوں کا ہے کہ جب برابر والے خیمے میں اذان ہوگئی تو دُوسرے خیمے میں اذان ضروری نہیں، صرف اقامت کافی ہے۔

## عورت اذان کا جواب کب دے؟

س...... کیا عورتوں کو بھی اذان کا جواب دینا چاہئے؟

ج...... جی ہاں! مگر حیض و نفاس والی جواب نہ دیں۔

## نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

س...... نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان دینے کا طریقہ کیا ہے؟ یعنی داہنے کان میں پوری اذان اور بائیں کان میں پوری اذان و اقامت کے ساتھ یا داہنے کان میں اذان اور صرف اقامت دو بار بائیں کان میں کہہ کر پھر داہنے کان میں اذان پوری کرے؟

ج...... پہلے دائیں کان میں اذان کہی جائے، پھر بائیں میں اقامت، دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت ایک ہی بار کہی جاتی ہے، دو بار نہیں۔

# شرائطِ نماز

## عام مجلس میں نہ جانے کے لائق کپڑوں میں نماز پڑھنا

س…… یہاں سعودی عرب میں، میں نے عموماً دیکھا ہے کہ لوگ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں، جبکہ سعودی لوگوں کی دیکھا دیکھی ہمارے پاکستانی حضرات بھی ننگے سر نماز پڑھتے ہیں، حتیٰ کہ ایک بنیان اور ایک پاجامہ یا دھوتی میں نماز پڑھتے ہیں، بنیان بھی بغیر بازو کے، اور بعض ایسا کرتے ہیں کہ صبح غسل کرکے ایک دھوتی باندھ لیتے ہیں اور ایک تولیہ جس سے وہ اپنا بدن صاف کرتے ہیں اپنے سر کے اُوپر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں، جبکہ پہننے کے لئے کپڑے اور ٹوپی بھی موجود ہوتی ہے، مگر نہیں پہنتے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ آیا اس طریقے سے نماز ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

ج…… نماز بارگاہِ خداوندی کی حاضری ہے، اس لئے نماز کے وقت اچھے کپڑے پہننے چاہئیں، ایسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے جسے پہن کر آدمی عام مجلس میں نہ جاسکے، ننگے سر نماز پڑھنا، اسی طرح کندھے اور بازو کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

## میلے کچیلے لباس میں نماز مکروہ ہے

س…… جو لوگ گیراج میں کام کرتے ہیں، وہ جب مساجد میں نماز ادا کرنے آتے ہیں تو انہیں میلے کچیلے اور تیل والے کپڑے پہن کر ہی نماز ادا کرتے نظر آتے ہیں، آپ فرمائیں کیا ان کپڑوں میں ان حضرات کی نماز ہوجاتی ہے؟

ج…… ایسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے، نماز کے لئے الگ کپڑے ہونے چاہئیں، گیراج وغیرہ میں کام کرنے والوں کو نماز کے لئے الگ کپڑے رکھنے چاہئیں۔

## جن کپڑوں پر مکھیاں بیٹھیں ان سے بھی نماز ہوجاتی ہے

س……ہم لوگ لیٹرین جاتے ہیں، وہاں مکھیاں بہت ہوتی ہیں، جو ہمارے کپڑے اور جسم پر بیٹھتی ہیں، وہ مکھیاں ناپاک ہوتی ہیں، اس سے ہمارے کپڑے بھی ناپاک ہوجاتے ہیں، ان کپڑوں سے ہم نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج……اس سے پرہیز ممکن نہیں، اس لئے شریعت نے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ آدمی بیت الخلاء میں جائے تو نماز کے کپڑوں کے علاوہ دُوسرے کپڑوں میں جائے، اگر دُوسرے کپڑے نہ ہوں تو نجاست سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔

## ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑوں میں نماز

س……میرے ایک چچا ہیں جنھوں نے مجھے آدھی آستین والی قمیص میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ آدھی آستین والی قمیص پہن کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے، اس طرح نماز مکروہ ہوجاتی ہے، جبکہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ مرد کو نماز پڑھتے وقت ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈھانپنا چاہئے۔

ج……آپ کے چچا نے جو مسئلہ بتایا ہے وہ صحیح ہے، اور جو مسئلہ آپ نے کتاب میں پڑھا ہے وہ بھی صحیح ہے، مگر اس کا مطلب آپ نہیں سمجھے، ناف سے گھٹنوں تک ڈھانپنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوگی، اور کہنیاں یا سر کھلا ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔

## پنڈلی کھلی ہونے والے کی نماز

س……مرد کو پیر کہاں تک کھولنا جائز ہے؟ اگر پنڈلی کھلی ہو تو نماز جائز ہے یا نہیں؟ پنڈلی کھلی ہونے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا؟

ج……پنڈلی کھلی رہنے سے نہ وضو جاتا ہے، نہ نماز ٹوٹتی ہے، بلکہ دونوں صحیح ہیں، کیونکہ مرد کے لئے ناف سے لے کر دونوں پاؤں کے گھٹنوں تک ڈھانپنا ضروری ہے، اس کے علاوہ حصے کا ڈھانپنا فرض نہیں، البتہ مسنون ہے، اور آدھی پنڈلی کھلی رکھنا مسنون ہے۔

## آدھی آستین والی قمیص یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا

س...... بعض دوست بغیر مجبوری کے صرف آدھی آستین والی قمیص یا بنیان میں نماز پڑھتے ہیں، اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ج...... بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

## کیا فقط نماز کے لئے شلوار ٹخنوں سے اُونچی کریں؟

س...... مسئلہ یہ سنا جاتا ہے کہ نماز کے دوران شلوار ٹخنوں سے اُوپر ہونی چاہئے، اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کی شلوار زیادہ نیچے ہوتی ہے وہ اسے اُوپر چڑھا لیتے ہیں، اور پھر نماز ادا کرتے ہیں، لیکن ہماری مسجد کے ایک امام صاحب ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی شلوار نیچے ہے تو پھر اسے اُوپر نہ چڑھائیں، ایسا کرنے سے نماز نہیں ہوتی، اور اب ہم بھی نماز ان کے بتائے ہوئے طریقے سے پڑھتے ہیں، یعنی شلوار ٹخنوں پر پڑی رہتی ہے، اور ہم نماز ادا کرتے ہیں، ہمارے اس طرح نماز پڑھنے سے بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں، برائے کرم صحیح مسئلہ بتاکر رہنمائی کریں۔

ج...... شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے، اور حرام فعل کا ارتکاب نماز میں اور بھی بُرا ہے، اس لئے نماز سے پہلے شلوار اُوپر کرلینا ضروری ہے، اور بیٹے نوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پاجامہ ہمیشہ ٹخنوں سے اُوپر رکھنا چاہئے۔

## ٹخنوں سے نیچے پاجامہ، تہبند وغیرہ لٹکانا گناہِ کبیرہ ہے

س...... ٹخنوں کو کھلا رکھنا بلکہ شلوار، تہبند یا پاجامہ کو نصف پنڈلی تک رکھنے کے بارے میں کس حدیث سے حکم لگایا گیا ہے؟ پھر یہ کہ ایسی حالت صرف نماز کے دوران کرنا ضروری ہے یا عام اوقات میں بھی یہ لازم ہے؟ ہندوستان اور پاکستان میں تو جتنے بھی لباس رائج ہیں سب میں ٹخنے بند رہتے ہیں، ہاں! نماز شروع کرتے وقت اس پر بہت سختی سے عمل کیا جاتا ہے کہ کپڑے کو نیفے میں پھنسا کر پاجامہ اُونچا کرلیتے ہیں، جبکہ یہاں خلیج، سعودیہ اور دُوسرے ممالک میں اس کا کوئی بھی لحاظ نہیں کیا جاتا۔

ج……ٹخنوں سے نیچے تہبند، پاجامہ لٹکانا، گناہِ کبیرہ ہے، احادیث میں اس پر بہت وعیدیں آئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، نیز فرمایا کہ: ''مؤمن کا پاجامہ آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے، ٹخنوں تک ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔'' اور پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کی ممانعت صرف نماز کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ کسی حال میں بھی پاجامے کا ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں، اور جو چیز نماز سے باہر ممنوع ہو وہ نماز کے اندر بدرجۂ اَولیٰ ممنوع ہوگی، اس لئے اگر کسی کے پائینچے ٹخنوں سے نیچے ہوں اس کو نماز شروع کرنے سے پہلے ان کو اُوپر کرلینا ضروری ہے۔ خلیج والوں کا یا کسی اور ملک کے لوگوں کا عمل ہمارے لئے حجت نہیں، ایک مسلمان کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیا ہے؟

## پینٹ کے پائینچے موڑ کر نماز پڑھنا

س……نماز کے دوران شلوار یا پینٹ ٹخنوں کے نیچے رکھنا مکروہِ تحریمی ہے، اور یہ سنا ہے کہ شلوار یا پینٹ کو فولڈ کرنا (یعنی اس کو موڑنا) مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر کسی نے مکروہِ تحریمی کا ارتکاب کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑھے گی، اور آج کل تو یہ عام ہے کہ تقریباً ہر شخص نماز پڑھنے سے پہلے شلوار یا پینٹ کو موڑتا ہے اور میں بھی اسی طرح کرتا تھا، تو کیا جو نماز میں نے شلوار کو موڑ کر پڑھی ہیں، ان کو دوبارہ پڑھنا ہوگا؟

ج……شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا تکبر کی علامت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے، اس لئے اگر پاجامہ، شلوار ٹخنوں سے نیچے ہو تو نماز سے پہلے اسے اُوپر کرلینا چاہئے، اور پینٹ کے اُوپر اگر کرتا نہ ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے، اور اگر اس کے پائینچے ٹخنوں سے نیچے ہوں تو مکروہ در مکروہ اور ''ظلمات بعضها فوق بعض'' کا مصداق ہے۔

## گھاس کی ٹوپی اور تہبند میں نماز پڑھنا

س…… ہمارے امام صاحب نے مسجد میں ''گھاس کی ٹوپی'' جو عام طور پر مساجد میں ہوتی ہیں، ان سے نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کو ہم کسی اور جگہ نہیں


فہرست

پہنتے، اس لئے مسجد میں بھی کیوں پہنیں؟ اور جب ان سے کہا گیا کہ تہبند پہن کر بھی تو کہیں نہیں جاتے، پھر نماز کیوں تہبند پہن کر پڑھاتے ہیں؟ اس کا وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ آپ اس سلسلے میں صحیح بات بتائیں کہ آیا ''گھاس کی ٹوپی'' پہن کر نماز پڑھنا واقعی مکروہ ہے؟

ج...... ایک لحاظ سے امام صاحب صحیح فرماتے ہیں، نماز میں لباس ایسا ہونا چاہئے جس کو شرفاء کی مجلس میں پہن کر جاسکے، مگر ہمارے ہاں رواج ننگے سر چلنے پھرنے اور محفلوں میں جانے کا ہے، یہ رواج مغربی معاشرت کا ہے جو شرعاً غلط ہے، اس لئے ننگے سر نماز پڑھنے کے بجائے مسجد والی ٹوپی بھی غنیمت ہے۔ تہبند میں نماز مکروہ نہیں، بلکہ سنت سے ثابت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لنگی استعمال فرماتے تھے اور لنگی پہن کر آدمی شرفاء کی مجلس میں بھی جاسکتا ہے۔

## نماز میں چٹائی کی ٹوپی پہننا

س...... عام طور پر مسجدوں میں جو چٹائی کی بنی ہوئی ٹوپیاں ہوتی ہیں جسے لوگ صرف نماز کے وقت اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں جن میں بعض بہت ہی پھٹی ہوئی اور اکثر میلی کچیلی ہوتی ہیں، اور کسی کے سر پر چھوٹی تو کسی کے سر پر بڑی رہتی ہیں، جسے پہن کر آدمی کارٹون معلوم ہوتا ہے، اور جس کے پہننے سے زینت کا کوئی پہلو نمایاں نہیں ہوتا اور لوگ نماز کے بعد اپنے سر پر ایک منٹ کے لئے بھی رکھنا گوارا نہیں کرتے اور کوئی بھی اسے پہن کر بازار وغیرہ یا کسی بڑے آدمی کے پاس جاتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے، ایسی حقیر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کو آدمی عام مجمع میں نہ پہن سکے، اور چٹائی کی ٹوپیاں تو بعض اوقات واقعی آدمی کا حلیہ بگاڑ دیتی ہیں۔ دراصل ہمارے معاشرے میں ننگے سر پھرنے کا رواج سب خرابیوں کی جڑ ہے، مسلمان کو کسی حالت میں بھی ننگے سر نہیں پھرنا چاہئے، مگر انگریز کی ملعون تہذیب نے مردوں کو تو سر برہنہ کیا ہی تھا، عورتوں کو بھی ننگے سر کردیا، اور یہ عمل دراصل ''ننگِ انسانیت'' ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو عقل وایمان عطا فرمائے۔

## جانوروں کے ڈیزائن والے کپڑوں میں نماز

س……کیا ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے جس پر کسی پرندے یا جانور کا ڈیزائن بنا ہو؟

ج……نماز مکروہ ہوگی، تصویر والے کپڑوں میں ہرگز نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

## جانور کی کھال پہن کر نماز پڑھنا

س……ہمارے علاقے میں بھیڑ یا بکری کی کھال کو بہت سی بیماریوں کے لئے شفا کا ذریعہ بتایا جاتا ہے، یعنی جس وقت جانور سے نکالی جائے، اس وقت وہ کھال پہن لی جائے۔ کیا اس کھال میں ایک آدمی نماز پڑھ سکتا ہے؟ کیا اس کھال میں وہ شخص امامت کرسکتا ہے؟

ج……کھال اگر مذبوح جانور کی ہو یا اس کی دباغت کرلی جائے تو اس میں نماز جائز ہے۔

## انڈرویئر کے ساتھ نماز

س……شلوار یا پاجامہ کے نیچے انڈرویئر یا جانگیہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج……اگر پاک ہو تو جائز ہے۔

## جوتوں سمیت نماز پڑھنا

س……سعید بن یزید ازدی نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا: کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ابنِ بطال نے کہا کہ: جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ میں کہتا ہوں مستحب ہے، کیونکہ ابوداؤد اور حاکم کی حدیث میں ہے کہ یہودیوں کے خلاف کرو، وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے اور حضرت عمرؓ نماز میں جوتے اُتارنا مکروہ جانتے تھے، اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

شوکانی نے کہا: صحیح اور قوی مذہب یہی ہے کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھنا مستحب ہے، اور جوتیوں میں اگر نجاست ہو تو زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہوجاتی ہیں۔ خواہ کسی قسم کی نجاست ہو، خشک جرم دار ہو یا بے جرم۔ اس میں جرم دار سے کیا مراد ہے؟

ج…… جوتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ پاک ہوں، تاہم اس میں چند اُمور قابلِ لحاظ ہیں:

اوّل:...... سجدے میں اُنگلیوں کا زمین سے لگنا ضروری ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس وضع کے جوتے (نعال، چپل) پہنے جاتے تھے وہ زمین پر اُنگلیوں کے لگنے سے مانع نہیں تھے۔ اگر کسی نے اسی وضع کے جوتے پہن رکھے ہوں تو ان کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی اِشکال نہیں، لیکن اگر جوتے بند اور سخت ہوں جو اُنگلیوں کے زمین پر لگنے سے مانع ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا محلِ اِشکال ہے۔

دوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد کا فرش پختہ نہیں تھا، بلکہ کچے فرش پر کنکریاں تھیں، اس لئے وہ حضرات جوتے سمیت اس فرش پر چلتے تھے اور اس کو عرف میں بے ادبی نہیں سمجھا جاتا، جیسا کہ اب بھی جو مسجد زیرِ تعمیر ہو اس کے کچے فرش پر جوتوں سمیت چلنے کا معمول ہے، برعکس اس کے آج کل مساجد کے فرش پختہ ہیں اور ان پر دری، قالین وغیرہ کا فرش رہتا ہے، اور ایسے فرش کو جوتوں سے روندنا عرفاً سوءِ ادب شمار کیا جاتا ہے، اسی کے ساتھ یہ اضافہ بھی کرلیا جائے کہ مدینہ طیبہ کی پاک گلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خشک اور پاک ہوتی تھیں، ان پر چلنے سے جوتے آلودۂ نجاست نہیں ہوتے تھے، اس کے برعکس آج کی گلیوں اور بازاروں میں جوتوں کا پاک رہنا ازبس مشکل ہے، اس لئے آج کل مسجد میں ایسے جوتے پہن کر آنا، انہی جوتوں سے قالین اور فرش کو روندتے ہوئے گزرنا، اور پھر انہی آلودہ جوتوں میں نماز ادا کرنا یا اس کی اجازت دینا مشکل ہے۔

سوم:...... جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے کہ جوتوں میں نماز پڑھنے کا حکم یہود کی مخالفت کے لئے دیا گیا تھا، گویا جوتوں میں نماز پڑھنا بذاتِ خود کوئی نیک کام نہیں، لیکن اپنے مقصد یعنی یہود کی مخالفت کی وجہ سے اس کو مستحب قرار دیا گیا۔ آج یہود کا جوتے اُتارنا یا نہ اُتارنا تو کسی کو معلوم بھی نہیں، لیکن نصرانیوں کا بوٹوں سمیت عبادت گاہوں کو روندنا سب کو معلوم ہے، پس جس طرح مخالفتِ یہود کی بنا پر یہ فعل مستحب تھا، آج انگریزوں کی موافقت وتقلید کی بنا پر یہ فعل مکروہ ہونا چاہئے۔

چہارم:...... علامہ شوکانی نے جوتوں میں نماز پڑھنے کو مستحب کہا ہے، حدیث شریف کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک بھی مستحب ہے، بشرطیکہ مذکورہ بالا اُمور کو ملحوظ رکھا

جائے، ورنہ یہی فعل مکروہ ہوگا، چنانچہ بعض اکابر (صحابہؓ وتابعینؒ وائمہ دینؒ) نے ان شرائط کے بغیر مکروہ قرار دیا ہے، ان اقوال کی تفصیل شیخ کوثریؒ کے مقالات (صفحہ:۱۷۰ ومابعد پر) دیکھ لی جائے۔

پنجم:...... جوتوں کو اگر نجاست لگ جائے وہ جسم والی ہو اور خشک ہوجائے تو رگڑنے سے پاک ہوجائیں گے، لیکن اگر نجاست جسم دار نہ ہو جیسے شراب اور پیشاب یا جسم والی تو ہو مگر خشک نہ ہو بلکہ تر ہو، صرف رگڑنے سے جوتے پاک نہیں ہوں گے، کیونکہ اس صورت میں رگڑنے سے نجاست زائل نہیں ہوتی، اس لئے علامہ شوکانی کا یہ کہنا کہ رگڑنے سے ہر نجاست پاک ہوجاتی ہے، عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔

## ناپاک کپڑوں سے نماز پڑھنا

س......ایک دن عصر کے وقت میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ہمارے محلے کی مسجد کی تبلیغی جماعت نے آکر دستک دی، میں باہر آیا تو جماعت کے ایک رُکن نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مسجد میں چلیں، وہاں اللہ ورسولؐ کی باتیں ہورہی ہیں، ان کو سنیں گے، مجھ سے انکار نہ ہوسکا، اور میں ان کے ساتھ چل دیا، لیکن چند قدم بعد ہی مجھے خیال آیا کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں، بہت کوشش کی کہ مسجد میں جانے سے پہلے مولانا صاحب سے کہہ دوں، لیکن ہمت جواب دے گئی، اور میں اللہ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوگیا، جاکر وضو کیا اور عصر کے چار فرض ادا کئے، اور پھر سب لوگوں کے ساتھ مولانا صاحب کی باتیں سننے لگا، کچھ دیر بعد مغرب کا وقت ہوگیا تو نماز ادا کی اور پھر نماز کے بعد دُوسرے مولانا کا وعظ سنا اور پھر نماز کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد میں سب کے ساتھ دُعا مانگ کر گھر واپس آگیا۔ برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ ایسے وقت پر کیا کرنا چاہئے؟ اور میں نے جو یہ وقت وہاں گزارا ہے، کیا میں نے اچھا کیا؟ اور اگر میں نے ایسی حالت میں وہاں جاکر غلطی کی ہے تو اس کی تلافی کس طرح ممکن ہے؟

ج......ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوئی، آپ کو پاک کپڑے پہن کر مسجد میں جانا چاہئے تھا، اور کپڑے تبدیل کرنے کی اجازت لینے میں کوئی دُشواری نہیں تھی، بہرحال اب ان

نمازوں کو لوٹا لیجئے اور اللہ تعالیٰ سے اس غلطی پر اِستغفار بھی کیجئے۔

## بالکل مجبوری میں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت

س...... انسان ایسی جگہ پر موجود ہے کہ جہاں پانی بالکل نہیں ملتا، نماز وغیرہ تیمّم سے پڑھی جاتی ہے، تو اس جگہ انسان کو احتلام ہوجاتا ہے، اس کے پاس پہنے ہوئے کپڑے کے علاوہ اور کپڑے نہیں ہیں، تیمّم سے انسان تو پاک ہوجاتا ہے اب اس جگہ پر جہاں کپڑا دھونے کے لئے پانی نہیں ملتا، کیا کیا جائے؟

ج...... چند مسئلے سمجھ لیجئے!

اوّل:...... مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے، جس کا چھپانا مرد کے لئے نماز میں فرض ہے، پس اگر لنگی یا پاجامہ ناپاک ہوگیا، مگر کرتہ، قمیص یا کوئی اور کپڑا موجود ہے جس سے اتنا ستر چھپایا جاسکتا ہے جو اُوپر لکھا گیا ہے تو لنگی پاجامہ اُتار کر اس پاک کپڑے سے ستر چھپائے اور اس سے نماز پڑھے، ایسی صورت میں ناپاک لنگی اور پاجامہ میں نماز جائز نہیں۔

دوم:...... اور اگر بقدرِ فرض ستر چھپانے کے لئے بھی کوئی پاک کپڑا نہیں، اور ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کی بھی کوئی صورت نہیں، تو اس کی تین صورتیں ہیں:

۱:...... وہ کپڑا ایک چوتھائی یا اس سے زیادہ پاک ہے، اس صورت میں اس ناپاک کپڑے میں ہی نماز پڑھنا ضروری ہے، برہنہ پڑھنے کی اجازت نہیں۔

۲:...... وہ کپڑا پورے کا پورا ناپاک ہے اس صورت میں برہنہ نماز پڑھے، لیکن بیٹھ کر پڑھے اور رُکوع وسجدہ کے بجائے اشارہ کرے۔

۳:...... وہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہے تو اس صورت میں اختیار ہے، چاہے کپڑا پہن کر نماز پڑھے یا کپڑا اُتار کر بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔

## کپڑے ناپاک ہوں تو نیت صاف ہونے کے باوجود نماز دُرست نہیں

س...... میرے کپڑے ناپاک تھے، اور میری نیت صاف تھی، تو میں نے نماز ادا کی، تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ میری نماز ہوگئی یا نہیں؟

ج……نماز کے لئے صرف نیت کا صاف ہونا کافی نہیں، کپڑے پاک ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے آپ کی نماز نہیں ہوئی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی اعلیٰ افسر کے دربار میں کپڑوں کو گندگی لگا کر لے جائے اور یہ کہے کہ میرے کپڑوں کو تو خیر گندگی لگی ہوئی ہے اور ان سے بدبو آتی ہے اور تعفن بھی اُٹھتا ہے، مگر میری نیت بالکل صاف ہے اور میں بڑی صاف نیتی سے یہ کپڑے پہن کر آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں، تو ظاہر ہے کہ اس شخص کو یا تو پاگل قرار دیا جائے گا، یا بے ادب اور گستاخ۔ اس مثال سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جب شریعتِ مطہرہ نے بارگاہِ الٰہی کی حاضری (نماز) کے لئے بدن کا، کپڑوں کا اور جگہ کا پاک ہونا شرط ٹھہرایا ہے تو اگر کوئی شخص شریعت کے اس حکم کی خلاف ورزی کرکے اپنی نیت کے صاف ہونے کا حوالہ دے تو اس کو بھی یا تو دیوانہ کہا جائے گا یا گستاخ۔ الغرض! ناپاک کپڑوں میں آپ نے جو نماز پڑھی وہ نہیں ہوئی، اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

## ناپاک کپڑوں میں وضو کرکے پاک کپڑوں میں نماز پڑھنا

س……اگر کوئی شخص ناپاک کپڑوں میں وضو کرے اور پھر پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھ لے تو کیا یہ وضو اور نماز دُرست ہوئی؟

ج……دُرست ہے، بشرطیکہ کپڑوں کی نجاست بدن کو نہ لگے، مثلاً: ناپاک کپڑا خشک ہو۔

## ناپاک کپڑوں میں بھول کر نماز پڑھ لینا

س……بدن یا کپڑے پر ناپاکی لگ گئی، نماز کے وقت بھول کر نماز پڑھ لی تو کیا وہ نماز پھر لوٹانی پڑے گی؟

ج……اگر ناپاکی کا وزن ساڑھے تین ماشے تھا یا اگر نجاست سیال تھی تو اس کا پھیلاؤ ایک روپے کے برابر تھا، تو نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں، اگر اس سے زیادہ تھا تو نماز لوٹانا ہوگی۔

## بھنگی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز

س……اگر بھنگی، بھنگن کپڑے دھوکر لائے تو ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… بھنگی یا بھنگن کے دھونے سے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، اس لئے ان میں نماز دُرست ہے۔

## چوری کے کپڑے پہن کر نماز ادا کرنا

س…… جناب مفتی صاحب! اگر ایک شخص کوئی کپڑا چوری کرتا ہے اور پھر اس کپڑے کو کسی دُوسرے کے کپڑے سے تبدیل کرالیتا ہے، اگر وہ قمیص کے بدلے قمیص کسی دُوسرے شخص سے لیتا ہے، تو کیا اس تبدیل شدہ کپڑے کو پہن کر نماز ادا ہوجائے گی؟

ج…… جس طرح چوری کی چیز بیچنے سے اس کے پیسے حلال نہیں ہوجاتے، اسی طرح کپڑے سے کپڑا تبدیل کرلیا جائے تو وہ بھی حلال نہیں ہوگا، اور چوری کے کپڑے میں نماز مکروہ ہے۔

## وضو نہ ہونے کے باوجود نماز پڑھتا رہا تو کیا کفارہ ہوگا؟

س…… میں نے شہر کی ایک چھوٹی سی مسجد میں امام کے پیچھے نماز پڑھی، میں اگلی صف میں تھا، قیام کی حالت میں جب امام صاحب ''ولا الضالین'' تک پہنچے تو مجھے یاد آیا کہ میرا وضو نہیں ہے، اور مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ بغیر وضو کے سجدہ کرنا سخت گناہ ہے، اور مسجد چھوٹی سی ہے، اس کی صفیں بازار کی سڑک تک پہنچ جاتی ہیں، اور میرے لئے وہاں سے نکلنا بہت دُشوار تھا، کیونکہ میں اگلی صف میں تھا، میں نے بغیر وضو کے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی ہے اور سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ وضو کرکے نماز ادا کی۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ بغیر وضو کے نماز پڑھنا کتنا گناہ ہے؟ اور آئندہ کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ میں اس گناہ کا کیا کفارہ ادا کروں؟

ج…… وضو، نماز کے لئے شرط ہے، بغیر وضو کے نماز پڑھنا سخت گناہ ہے، آپ نے نماز دُہرالی اس لئے آپ کی نماز تو ہوگئی، بغیر وضو کے نماز پڑھنا سخت گناہ ہے، اگر مسجد سے نکلنے کا موقع نہ ہو تو سلام پھیر کر اسی جگہ بیٹھ جانا چاہئے، اور آپ نے جو بغیر وضو کے نماز پڑھی اس کا کفارہ توبہ و اِستغفار ہے۔

## اگر ناپاک آدمی نے نماز پڑھ لی تو...

س...... اگر خواب میں شب کو کپڑے ناپاک ہوجائیں اور کسی شخص کو صبح اس کی خبر نہ ہو اور وہ نماز بھی پڑھ لے اور ساتھ ہی قرآن شریف بھی پڑھ لے، تو بتائیں کہ کیا اس نماز اور تلاوت کا کوئی کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

ج...... اس کی نماز اور تلاوت کالعدم ہے، دوبارہ پڑھے، یہی کفارہ ہے کہ اس غلطی پر اِستغفار کرے۔

## ناپاکی کی حالت میں پہنے ہوئے کپڑوں سے نماز کا حکم

س...... ناپاکی کی حالت میں ہم پاک کپڑے پہنیں اور پاک ہونے کے بعد وہی کپڑے (بغیر دھوئے) پہن کر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... اگر ان پر کوئی نجاست نہیں، تو ان میں نماز جائز ہے۔

## پیشاب پاخانے کے تقاضے کے ساتھ نماز پڑھنا

س...... اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، نماز کے دوران اسے پیشاب کی ضرورت محسوس ہو یا پیٹ میں شدید درد ہو، جس کی وجہ سے لیٹرین جانے کی ضرورت محسوس ہو، کیا ایسی صورت میں نماز ختم کرکے رفعِ حاجت سے فارغ ہو، یعنی نماز چھوڑ کر جاسکتا ہے؟ پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ برداشت کرکے نماز پوری کرلی جائے تو نماز ہوجائے گی؟

ج...... اگر پیشاب پاخانے کا تقاضا شدّت سے ہو تو نماز چھوڑ دینی چاہئے، ایسی حالت میں نماز مکروہِ تحریمی ہے اور اس کا لوٹانا ضروری ہے۔

## بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز

س...... اگر صرف ناخن بڑھائے جائیں اور نماز پڑھ لی جائے تو اس سے نماز میں کوئی خرابی ہوگی یا نہیں؟

ج...... ناخن بڑھانا مکروہ اور خلافِ فطرت ہے، نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر ناخنوں کے اندر کوئی ایسی چیز جم جائے جس کی وجہ سے پانی اندر نہ پہنچ سکے تو نہ وضو ہوگا اور نہ نماز ہوگی، اور اگر

ناخن اندر سے بالکل صاف ہوں تو نماز صحیح ہے، ناخن بڑھانے کا رواج مسلمانوں میں نہ جانے کس کی تقلید سے آیا ہے، مگر یہ رواج ہے بہت ہی قابلِ نفرت!

## کپڑے کی نجاست دھوئیں لیکن غیرضروری وہم نہ کریں

س…… میرے چھ بچے ہیں، بڑی بچی آٹھ برس کی ہے، میں نماز پڑھتی ہوں، لیکن کپڑے میرے صاف و پاک نہیں رہ سکتے، جب کوئی پانی کا چھینٹا پڑ جائے تو میں لباس بدل لیتی ہوں، لیکن پھر بھی دِل میں شک رہتا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ عورت کی نماز ہو جاتی ہے، چاہے لباس کا کوئی کونا بھی پاک ہو۔

ج…… کپڑوں کا پاک ہونا نماز کی شرط ہے، ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی، لیکن اس میں وہم کی حد تک مبالغہ کرنا غلط ہے، اگر یقینی طور پر نجاست لگ جائے تو اسے دھو ڈالئے، اس سے زیادہ وہم ہے۔ اور یہ خیال غلط ہے کہ: ''عورت کی نماز ہو جاتی ہے، چاہے لباس کا کوئی کونا بھی پاک ہو'' لباس کا پاک ہونا جس طرح مرد کے لئے نماز کی شرط ہے، اسی طرح عورت کے لئے بھی شرط ہے۔

## اندھیرے میں نماز پڑھنا

س…… میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اندھیرے میں نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ میری سہیلی کہتی ہے کہ اندھیرے میں نماز ہو جاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج…… اگر اندھیرے کی وجہ سے قبلہ رُخ غلط نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، نماز ہو جائے گی۔

## نمازی کے سامنے جوتے ہوں تو نماز کا کیا حکم ہے؟

س…… مسجد میں لوگ اکثر اپنے جوتے صفوں کے آگے رکھتے ہیں، اور عموماً جب لوگ سجدہ کرتے ہیں تو آگے جوتے پڑے ہوتے ہیں، ایسی صورت میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

ج…… نماز ہو جاتی ہے، جوتوں پر اگر نجاست لگی ہو تو ان کو صاف کر کے مسجد میں لانا چاہئے۔

## گھریلو سامان سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

س…… ہمارے گھر میں تین کمرے ہیں، تینوں میں سامان ہے، ہم سب گھر والے نماز

پڑھتے ہیں تو ہمارے سامنے سامان ہوتا ہے، مثلاً: شوکیس، ٹی وی وغیرہ، لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت سامنے کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے، صرف دیوار ہو۔ لیکن ہم مجبور ہیں، گھر چھوٹا ہے، میں نے جب سے یہ سنا ہے بڑی پریشان ہوں۔

ج…… سامنے سامان ہو تو نماز میں کوئی حرج نہیں، لوگ بالکل غلط کہتے ہیں، البتہ ٹی وی کا گھر میں رکھنا گناہ ہے۔

## نماز کے سامنے جلتی آگ ہونا

س…… جلتی آگ سامنے ہو تو اس کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… مکروہ ہے۔

## لہو ولعب کی جگہ نماز

س…… جس کمرے میں ٹی وی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ یا اس قسم کی موسیقی کی محفلیں ہو رہی ہوں یا نہ ہو رہی ہوں، اور وہ جگہ ان کاموں کے لئے مخصوص ہو تو کیا اس جگہ یعنی کمرے میں نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآنِ پاک کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… جو جگہ لہو ولعب کے لئے مخصوص ہو، وہاں نماز مکروہ ہے، عین لہو ولعب کے وقت مکروہِ تحریمی، ورنہ تنزیہی ہے۔

## مورتیوں کے سامنے نماز

س…… پلاسٹک کے کھلونے، ہاتھی، شیر وغیرہ جانوروں کی مورتیوں کی شکل میں ہوتے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… یہ بت پرستی کے مشابہ ہے، اس لئے جائز نہیں، اور ان مورتیوں کی خرید اور فروخت بھی ناجائز ہے۔

## تصاویر والے مال کی دُکان میں نماز ادا کرنا

س…… میں ایک میڈیکل اسٹور پر کام کرتا ہوں، خدا کے فضل سے فرض نماز مسجد میں ادا کرنے کے بعد سنتیں اور نوافل دُکان میں ادا کرتا ہوں، چند بزرگ حضرات کہتے ہیں کہ

دُکان میں تمہاری نماز نہیں ہوتی، کیونکہ دُکان میں دُودھ کے ڈبوں پر اور دوائیوں کی پیکنگ پر جانوروں اور حیوانات اور دیگر قسم کی تصاویر بنی ہوتی ہیں، مجھ جیسے کتنے ہی بھائی دُکانوں میں نماز ادا کرتے ہیں اس سلسلے میں وضاحت فرمائیے گا۔

ج…… نماز تو ہوجائے گی، لیکن تصویریں سامنے ہوں تو نماز مکروہ ہے، اگر ان ڈبوں کو اس طرح رکھا جائے کہ تصویریں پچھلے رُخ ہوجائیں تو کراہت جاتی رہے گی۔

## ٹی وی والے کمرے میں نماز یا تہجد پڑھنا

س…… کیا جس کمرے میں ٹیلی ویژن رکھا ہو اور شام کے بعد ٹیلی ویژن بند کردیا جائے تو رات کو نماز یا نمازِ تہجد پڑھنا جائز ہے؟ یعنی جس کمرے میں ٹیلی ویژن پڑا ہوا ہو۔

ج…… گھر میں ٹی وی رکھنا ہی جائز نہیں ہے، جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت ٹیلی ویژن بند ہے تو اس کمرے میں آپ کی نماز بلا کراہت صحیح ہے، اور اگر ٹیلی ویژن چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور جو جگہ لہو و لعب کے لئے مخصوص ہو، اس میں بھی نماز مکروہ ہے۔

## غیرمسلم کے گھر میں فرش پر نماز پڑھنا

س…… کسی غیرمسلم کے گھر فرش پر نماز کا ٹائم ہوجانے کی صورت میں نماز ادا کرسکتے ہیں؟ جبکہ دُور دُور تک کوئی مسجد نہ ہو، اور نماز قضا ہوجانے کا ڈر بھی ہو۔

ج…… زمین خشک ہونے کے بعد نماز کے لئے پاک ہوجاتی ہے، اور جگہ پاک ہو تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں، اس لئے غیرمسلم کے گھر کے خالی فرش پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر پاک کپڑا اچھا لیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔

## غصب شدہ زمین پر مسجد میں نماز پڑھنا

س…… کسی کی زمین پر قیمت ادا کئے بغیر مسجد بنادی گئی ہو، تو جائز ہے؟

ج…… یہ غصب ہے اور غصب کردہ جگہ میں مسجد بنانا دُرست نہیں، اس لئے غصب کی ہوئی جگہ میں جو مسجد بنائی گئی ہے، جب تک زمین کا مالک اس کو مسجد کے لئے وقف نہ کرے، اس

پر مسجد کے اَحکام جاری نہیں ہوں گے، اور وہاں نماز پڑھنا گناہ ہے، گو نماز ہوجائے گی۔

## مکان خالی نہ کرنے والے کرایہ دار کی نماز

س…… ہم تقریباً پندرہ سال سے ایک مکان میں کرایہ دار کی حیثیت سے رہتے ہیں، تقریباً دس سال تک ہم کرایہ مالک مکان کو خود بخود ہاتھ سے ادا کرتے تھے، لیکن بعد میں مالکِ مکان نے کہا کہ میرا مکان خالی کردو۔ ہم نے مکان خالی کرنے سے انکار کردیا، حتیٰ کہ مالک نے کورٹ میں ہم پر مکان خالی کرنے کا کیس کردیا، کیس چلتے تقریباً چھ سال ہوگئے ہیں، کرایہ ہم کورٹ میں جمع کراتے ہیں۔ جنابِ والا! اب آپ سے پوچھنا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے ہمیں کہا کہ جو تم لوگ گھر پر نماز پڑھتے ہو تو تمہاری نماز بغیر اجازت جائز نہیں، نماز پڑھنے کے لئے نماز کی اجازت لینا مالکِ مکان سے ضروری ہے۔ دُوسرا مالکِ مکان کا ہم لوگوں سے بولنا چالنا بھی بند ہے، برائے مہربانی آپ بتائیں کہ ہماری نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہم نے پہلے جتنی نمازیں گھر پر ادا کی ہیں سب کی سب نمازیں ضائع ہوگئیں؟

ج…… شرعاً کرایہ دار کے ذمہ مالک کے مطالبے پر مکان خالی کردینا لازم ہے، اور خالی نہ کرنے کی صورت میں وہ غاصب ہے، اور غصب کی زمین میں نماز قبول نہیں ہوتی، آپ کی نمازیں فقہی فتویٰ سے تو صحیح ہیں، لیکن غصب کے مکان میں رہنے کی وجہ سے آپ گناہگار ہیں، مالکِ مکان کو راضی کرنا یا اس کا مکان خالی کردینا واجب ہے۔

## قبرستان کے اندر بنی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے

س…… حدیثِ نبویؐ ہے کہ قبر کے اندر اور قبر کے اُوپر نماز نہیں ہوتی، یہ حدیث میں نے بخاری شریف میں دیکھی، اس کی روشنی میں برائے کرم یہ بتائیں کہ ان مساجد میں جن کے نیچے قبریں ہیں مگر ستونوں کے ذریعہ چند فٹ کی اُونچائی پر فرش بنا کر مساجد تعمیر ہوئی ہیں، نماز جائز ہے؟ ان مساجد میں نمازیوں کی تعداد بھی کثیر ہوتی ہے۔

ج…… قبرستان میں نماز مکروہ ہے، لیکن اگر وہاں مسجد ہو کہ اس میں نماز پڑھنے والے کے سامنے قبریں نہ ہوں تو نماز بلاکراہت جائز ہے، اس لئے ایسی مساجد، جن کا سوال میں ذکر

کیا گیا ہے، ان میں نماز بغیر کراہت کے جائز ہے، اور حدیث شریف کی ممانعت اس کو شامل نہیں۔

## نمازِ جمعہ میں فرض اور سنتوں کی نیت

س...... نمازِ جمعہ کی فرض اور سنت دونوں کی نیت جمعہ کی کرے یا صرف فرض کی جمعہ کی کرے؟ اور سنت کی نیت ظہر کی کرے؟

ج...... فرض اور سنت دونوں میں فرض جمعہ اور سنت جمعہ ہی کی نیت ہوتی ہے، مگر سنتوں میں مطلق نماز کی نیت کرلینا کافی ہے، اس کے لئے وقت کے تعین کی ضرورت نہیں۔

## مقتدی نے نیت میں غلط وقت کا نام لیا تو کیا ہوگا؟

س...... امام کے ساتھ نماز باجماعت میں بھی اگر وقت پکارنے میں غلطی کر بیٹھے، یعنی وقت ظہر کا ہے اور جماعت میں شامل پہلی رکعت میں رکوع سے قبل شامل ہوگیا ہے، لیکن وقت ظہر کے بجائے وقت عصر کہہ کر جماعت میں شامل ہوا، اس صورت میں اب یہ نمازی کیا کرے گا؟ اس کی یہ نماز ہوگئی یا وہ دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

ج...... نیت دِل کا فعل ہے، اگر دِل میں ارادہ ظہر کی نماز پڑھنے کا تھا، مگر غلطی سے ظہر کی جگہ عصر کا وقت زبان سے نکل گیا تو نماز صحیح ہوگئی۔

## فاسد نماز میں فرض کی نیت کی جاتی ہے، دُہرانے کی نہیں

س...... نماز دُہرانے کا کیا طریقہ ہے؟ نمازی نے یہ محسوس کیا کہ غلطی ہوگئی ہے، نماز دُہرائی جائے تو اگر وہ دُوسری، تیسری رکعت پڑھ رہا ہے اور نماز چار رکعت کی ہے، اس صورت میں وہ کیا کرے جو نماز اس نے غلط پڑھی ہے جب دوبارہ پڑھے تو نیت میں اس کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ میں یہ نماز دوبارہ دُہرا رہا ہوں؟

ج...... نماز میں اگر ایسی غلطی ہوجائے جس سے نماز فاسد ہوجائے تب اسے دُہرانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اور جب پہلی نماز فاسد ہوگئی تو فرض اس کے ذمہ ہوگا، اسی کی نیت کرنی چاہئے، دوبارہ دُہرانے کی نیت خود ہی ہوجائے گی۔

## نیت کے الفاظ دِل کو متوجہ کرنے کے لئے زبان سے ادا کئے جاتے ہیں

س...... کیا زبان سے نماز کی نیت کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

ج...... زبان سے نماز کی نیت کے الفاظ کہنا نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ ائمہ متقدمین سے، اس لئے اصل نیت دِل ہی کی ہے، مگر لوگوں پر وساوس و خیالات اور افکار کا غلبہ رہتا ہے جس کی وجہ سے نیت کے وقت دِل متوجہ نہیں ہوتا، دِل کو متوجہ کرنے کے لئے متأخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے بھی ادا کرلینا بہتر ہے، تاکہ زبان کے ساتھ کہنے سے دِل بھی متوجہ ہوجائے۔

## نمازِ باجماعت میں اقتدا و امامت کی نیت دِل میں کافی ہے

س...... مقتدی حضرات باجماعت نماز میں یہ کہتے ہیں کہ پیچھے اس امام صاحب کے، لیکن امام صاحب جب مقتدیوں کے آگے مصلےٰ پر ہوتے ہیں کیا ان کو بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ آگے ان مقتدیوں کے؟ اس بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

ج...... زبان سے کہنے کی ضرورت تو مقتدیوں کو بھی نہیں، صرف یہ نیت کرنا کافی ہے کہ میں اکیلے نماز نہیں پڑھ رہا، امام کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔ امام کو بھی یہ نیت کرنی چاہئے کہ میں اکیلا نماز نہیں پڑھ رہا، بلکہ لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہوں۔

## نیت کی غلطی سجدۂ سہو سے دُرست نہیں ہوتی

س...... ظہر یا عصر یا مغرب کی نماز جماعت سے یا علیحدہ پڑھتے وقت بھولے سے نیت نمازِ عشاء کی کرلی، رُکوع میں جاتے وقت یا سجدے میں خیال آیا اس غلطی کا، تو کیا نیت توڑ کر دوبارہ نیت کی جائے گی یا سجدۂ سہو کیا جائے گا؟ مگر جماعت کے ساتھ تو سجدۂ سہو بھی نہیں کرسکتے، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

ج...... نیت اصل میں دِل کے قصد و ارادے کا نام ہے، اور زبان سے محض اس قصد کی ترجمانی کی جاتی ہے، پس اگر دِل میں دھیان مثلاً: ظہر کی نماز کا تھا، مگر زبان سے عصر یا عشاء کا لفظ نکل گیا، تو نماز صحیح ہے، اور اگر دِل میں دھیان ہی نہیں تھا تو نماز کی نیت باندھ


فہرست

کرنماز نئے سرے سے شروع کردے، نیت کی غلطی سجدۂ سہو سے دُرست نہیں ہوگی۔

## امام کی تکبیر کے بعد نیت باندھنے والے کی نماز صحیح ہے

س…… میں جماعت میں اس طرح شریک ہوا کہ امام نے تکبیر کہہ کر نیت باندھ لی اور میری صف میں مجھ سے پہلے کچھ نمازی ایسے ہیں جنھوں نے ابھی نیت نہیں باندھی ہے، اور میں نے ان سے پہلے نیت باندھ لی، تو کیا میرا یہ فعل دُرست ہے؟

ج…… آپ نے امام کی تکبیر کے بعد نیت باندھی ہے تو آپ کی نماز صحیح ہے، دُوسروں نے باندھی ہو یا نہ باندھی ہو، اس سے کوئی غرض نہیں۔

## وتر کی نیت میں وقتِ عشاء کہنے کی ضرورت نہیں

س…… وتر کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟ کیا نیت میں وقتِ نمازِ عشاء کہا جاتا ہے؟

ج…… وقتِ عشاء کہنے کی ضرورت نہیں، البتہ یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں آج کے وتر پڑھ رہا ہوں۔

## نیت کے لئے نماز کا تعین کرلینا کافی ہے، رکعتیں گننا ضروری نہیں

س…… ہر نماز کو پڑھنے سے پہلے جتنی رکعتیں ہم پڑھ رہے ہیں ان کی تعداد اور نماز کی نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری ہیں یا صرف دِل میں نیت کرلینا کافی ہے؟

ج…… نیت تو دِل ہی سے ہوتی ہے، اگر دِل کی نیت کا استحضار کرنے کے لئے زبان سے بھی کہہ لے کہ فلاں نماز پڑھتا ہوں تو جائز ہے، رکعتوں کی تعداد گننے کی ضرورت نہیں۔

## دِل میں ارادہ کرنے کے بعد اگر زبان سے غلط نیت نکل گئی تو بھی نماز صحیح ہے

س…… بعض دفعہ ہم لوگ جلدی میں غلط نیت کرلیتے ہیں، جیسے کہ ہمیں پڑھنی تو چار سنتیں ہیں، لیکن ہم نے دو سنت کی نیت کرلی، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج…… نیت اصل میں زبان سے نہیں ہوتی، بلکہ یہ دِل کا فعل ہے، پس اگر دِل میں ارادہ چار رکعت کا تھا اور زبان سے دو کا لفظ نکل گیا تو نیت صحیح ہے، اور سنتوں میں تو مطلق نماز کی نیت بھی کافی ہے، اگر چار کی جگہ دو کا یا دو کی جگہ چار کا لفظ کہہ دیا یا رکعتوں کا ذکر ہی نہیں کیا

تب بھی سنتوں کی نیت صحیح ہوگئی۔

## نیت نماز کے الفاظ خواہ کسی زبان میں کہے، جائز ہے

س...... ہمارے گاؤں کے لوگ نیت نماز ایسے کرتے ہیں: ''چار رکعت نماز ظہر، فرض اس امام کے پیچھے منہ کعبہ شریف'' یہ کہہ کر نماز شروع کردیتے ہیں، یہ نیت نماز دُرست ہے یا صرف عربی میں جو الفاظ ہیں ان کا کہنا ہی جائز ہے؟

ج...... نیت دِل سے ہوتی ہے، یعنی دِل میں یہ دھیان جمالینا کہ فلاں وقت کی نماز پڑھ رہا ہوں، زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں، تاہم اگر زبان سے کہہ لے خواہ کسی زبان سے کہے، جائز ہے۔

## قبلہ سے کتنے درجے انحراف تک نماز جائز ہے؟

س...... ہمارا یعنی ایشیا والوں کا قبلہ مغرب (سمت) کی طرف ہے، اگر کوئی تھوڑا سا بھی شمال جنوب کی طرف ہوجائے تو کیا نماز ہوگی؟

ج...... معمولی انحراف ہو تو نماز ہوجائے گی، اور اگر ۴۵ ڈگری یا اس سے زیادہ ہو تو نہیں ہوگی۔

## اگر مسافر کو قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

س...... اگر مسافر دورانِ سفر کسی ایسی جگہ قیام کرے جہاں قبلہ رُخ کی سمت کا اندازہ نہ ہوسکے تو پھر کیا حکم ہے؟

ج...... اوّل تو کسی سے دریافت کرے، اگر وہاں کوئی بتانے والا نہ ہو تو خود سوچے، غور و فکر کے بعد جس طرف طبیعت کا رُجحان ہو کہ قبلہ اس طرف ہوگا، اسی طرف نماز پڑھ لے۔

## کیا نابینا آدمی کو دُوسرے سے قبلہ کا تعین کروانا ضروری ہے؟

س...... اندھا آدمی اگر قبلے کے بجائے شمال یا جنوب کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ہوجائے گی یا دیکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا رُخ موڑ دے، جواب ضرور دیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

ج...... نابینا آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دُوسرے سے اپنے قبلہ رُخ کی تصحیح کرالیا


فہرست

کرے، اگر اس نے بغیر پوچھے خود ہی کسی جہت کی طرف رُخ کرلیا اور وہ جہت قبلہ کی نہیں تھی تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اور اگر نماز کے دوران قبلہ رُخ سے ہٹ جائے تو نماز کے اندر ہی اس کو قبلہ کی طرف کردیا جائے۔

## اگر مسجد کی محراب سمتِ قبلہ پر دُرست نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

س…… مسجد بنائی گئی مگر محراب قبلہ سے ۲۰ ڈگری منحرف ہے، اسی حال میں پانچ سال ہوئے نماز ادا کرتے رہے، اب کیا صرف محراب بدل دیں یا محراب اور مسجد کو ازسرِنو بنائیں؟

ج…… بہتر تو یہ ہے کہ محراب دُرست کرلی جائے، تاکہ نمازی بلاانحراف صحیح سمتِ قبلہ کا استقبال کریں، جب تک محراب دُرست نہ ہو تو بیس ڈگری تک انحراف کی گنجائش ہے، جو نمازیں پڑھی جاچکی ہیں وہ صحیح ہوگئیں۔

## قبلۂ اوّل کی طرف منہ کرکے بیٹھنا یا سجدہ کرنا

س…… مولانا صاحب! اکثر نمازی حضرات جماعت سے فارغ ہونے پر علیحدہ بیٹھ کر قبلۂ اوّل کے رُخ منہ کرکے وظائف کرتے ہیں اور دُعائیں مانگتے ہیں، اور قبلۂ اوّل کے رُخ سجدہ بھی کرتے ہیں، کیا اس رُخ سجدہ کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا اس رُخ سجدہ کرنا منع یا گناہ ہے؟ اس پر بھی حدیث، فقہِ حنفی کی رُو سے روشنی ڈالیں۔

ج…… قبلہ رُخ بیٹھ کر وظائف پڑھنا اور دُعائیں کرتے رہنا تو بہت اچھی بات ہے، مگر قبلۂ اوّل یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے بیٹھنا یا اس طرف سجدہ کرنا غلط ہے، کیونکہ وہ اب قبلہ نہیں رہا، بلکہ منسوخ ہوچکا ہے۔

## قبلہ کی طرف ٹانگ کرنا

س…… اگر ہم قبلہ کی طرف لاتیں کرتے ہیں تو کیا ہماری چالیس دن کی نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں؟

ج…… قبلہ شریف کی قصداً توہین تو کفر ہے، اور بغیر قصد و ارادے کے بھی ایسا کوئی فعل نہیں کرنا چاہئے جو خلافِ ادب ہو، مگر اس سے نمازیں ضائع نہیں ہوں گی۔

## جس جائے نماز پر روضۂ رسول کی شبیہ بنی ہو اس پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

س…… آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جائے نماز پر خانۂ کعبہ اور روضۂ مبارک کے نقوش (شبیہ) بنی ہوتی ہیں، امام حضرات خطبے کے وقت منبر پر جائے نماز بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے ہیں، مجھے تو یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے، چونکہ اس طرح خانۂ کعبہ اور روضۂ رسول کی بے ادبی ہوتی ہے، میرے ناقص خیال میں تو ایسے جائے نماز پر کھڑا بھی نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اس سلسلے میں مصدقہ جواب مرحمت فرمائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ آیا میری وہ نمازیں ہوئیں یا نہیں جس میں خطبہ سننے سے زیادہ امام صاحب کی بے ادبی پر متوجہ رہا اور کڑھتا رہا؟

ج…… منقش جائے نماز پر نماز کو فقہاء نے خلافِ اَولیٰ لکھا ہے، تاکہ خیال نقش و نگار کی طرف نہ بٹے، باقی بے ادبی کا مدار عرف پر ہے، آپ کی نمازیں ہوگئیں۔

## قالین پر نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

س…… آج کل اکثر مساجد میں صفوں کے بجائے قالین بچھانے شروع کردیئے ہیں، اور قالین کی موٹائی بھی صفوں کی بہ نسبت کافی موٹی ہوتی ہے، کیا قالین پر سجدہ جائز ہے؟ اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ یا مکروہ، اس مسئلے کا قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

ج…… قالین پر نماز جائز ہے۔

## حلال جانور کی دباغت شدہ کھال کی جائے نماز پاک ہے

س…… کیا ہرن کی کھال کی بنی ہوئی جائے نماز پر ادائیگی نماز میں کوئی حرج ہے؟

ج…… کوئی حرج نہیں، جانوروں کی کھال دباغت کے بعد پاک ہوجاتی ہے، اس پر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

## ڈیکوریشن کی دریوں پر کپڑا بچھا کر نماز پڑھیں

س…… ہمارے محلے کی مسجد میں نماز کے لئے ڈیکوریشن سے جو دریاں آتی ہیں وہ بہت گندی ہوتی ہیں اور اسی میں سب لوگ نماز پڑھتے ہیں، تو کیا اس پر نماز جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… کرائے کی جو دریاں آتی ہیں ان کا پاک ہونا معلوم نہیں، اس لئے ان پر کپڑا بچھائے

بغیر نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

## حرم شریف میں نماز پڑھتے ہوئے نمازی کا رُخ عین بیت اللہ کی طرف ہونا شرط ہے

س......نماز کی نیت میں یہ بھی شامل ہوتا ہے کہ ہمارا رُخ قبلے کی طرف ہو، نظر سجدے کی جگہ ہونی چاہئے، سوال یہ ہے کہ اگر ہم خانۂ کعبہ میں نماز ادا کر رہے ہوں اور کعبہ نظر کے سامنے ہو تو نظر کعبہ کی طرف ہونی چاہئے یا نیچے سجدہ کی جگہ جائے نماز پر؟

ج......نظر وہاں بھی سجدہ کی جگہ ہونی چاہئے، لیکن یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ رُخ عین بیت اللہ کی طرف ہے بھی یا نہیں؟ میں نے بہت سے لوگوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جس رُخ قالین بچھی ہوئی تھی اسی طرف نماز شروع کر دیتے ہیں، ان کا منہ بیت اللہ کی طرف نہیں ہوتا، ان کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ جب بیت اللہ شریف سامنے ہو تو عین بیت اللہ کی طرف رُخ کا ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے، اگر رُخ بیت اللہ سے منحرف ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

# نماز ادا کرنے کا طریقہ

### دورانِ نماز نظر کہاں ہونی چاہئے؟

س...... جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ہماری نگاہ کہاں ہونی چاہئے؟ جب رُکوع میں جاتے ہیں تو نگاہ کہاں کہاں ہونی چاہئے؟ ذرا تفصیل سے بتائیے گا۔

ج......قیام کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ ہونی چاہئے، رُکوع میں قدموں پر، سجدہ میں ناک کی کونپل پر، قعدہ میں رانوں پر اور سلام کہتے ہوئے دائیں اور بائیں کندھے پر۔

### نماز میں پیروں کے درمیان فاصلہ اور انگوٹھے کا زمین سے لگا رہنا

س...... جب ہم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں تو کیا ہمارے پیروں کے درمیان کا

فاصلہ چار اُنگل کا ہونا چاہئے یا اس سے زیادہ؟ اور کیا سیدھے پیر کا انگوٹھا زمین سے لگے رہنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ بہت سے لوگ ایک ایک فٹ کا درمیان فاصلہ رکھتے ہیں اور پیر کا انگوٹھا بھی ایک جگہ نہیں رکھتے، تو کیا یہ دونوں طریقے صحیح ہیں؟

ج…… دونوں پاؤں کی ایڑیوں کے درمیان چار انگشت کے قریب فاصلہ مستحب لکھا ہے، پاؤں کا انگوٹھا اگر اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی، مگر بلاضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے۔

## تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ باقی تکبیریں سنت ہیں

س…… مقتدی محویت کے باعث یا کسی دُوسری وجہ سے تعدیلِ ارکان کے وقت تکبیر نہیں کہہ سکا یا کوئی تکبیر کہی اور کوئی نہیں کہی، (تکبیرِ تحریمہ ضرور کہہ چکا ہے)، تو اس نقص کے باعث کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ دُوسری تمام تکبیریں فرض ہیں، واجب ہیں، سنت ہیں یا مستحب؟

ج…… تکبیرِ تحریمہ فرض ہے، باقی تکبیریں سنت ہیں، اگر نہیں کہہ سکا تو تب بھی نماز ہوگئی۔

## تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانے کا صحیح طریقہ

س…… تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانے کی تین روایات ہیں، ایک کندھوں کے برابر کی، دُوسری کانوں کے برابر، اور تیسری سر کے برابر، سوال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کندھوں کے برابر تک ہاتھ اُٹھائے تھے یا راویوں نے جان بوجھ کر روایت کرتے وقت تغیر وتبدل کردیا، تاکہ اُمت میں تفرقہ پیدا ہوجائے؟

ج…… تینوں روایات صحیح ہیں، اور ان میں کوئی تعارض نہیں، ہاتھوں کا نیچے کا حصہ کندھوں تک، انگوٹھا کانوں کی لو تک اور اُنگلیاں سر تک ہوں، انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے مس کرنا چاہئے۔

## تکبیر کہتے وقت ہتھیلیوں کا رُخ کس طرف ہونا چاہئے؟

س…… جناب میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو جب کانوں تک اُٹھایا جاتا ہے اس وقت ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہونا چاہئے، جبکہ

میں نے اپنے گھر والوں اور دُوسرے نمازیوں کو دیکھا ہے کہ تکبیر کہتے وقت ان کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رُخ چہرے کی طرف ہوتا ہے، آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیے کہ تکبیر کہنے کے دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ صحیح ہے؟

ج…… درمختار میں دونوں طریقے لکھے ہیں، اور دونوں صحیح ہیں، لیکن قبلہ رُخ ہونا زیادہ بہتر ہے۔

## امام تکبیرِ تحریمہ کب کہے؟

س…… ہماری مسجد کے امام صاحب ''تکبیر'' ختم ہونے سے پہلے ہی ''اللہ اکبر'' کہہ کر نیت باندھ لیتے ہیں، آپ بتائیے جب پوری تکبیر ہوجائے ہم اس وقت نیت باندھیں یا پھر امام صاحب کے ساتھ نیت باندھیں؟

ج…… بہتر یہ ہے کہ امام اقامت ختم ہونے پر تکبیرِ تحریمہ کہے، تاکہ اقامت کہنے والا بھی ساتھ شریک ہوسکے۔

## امام اور مقتدی تکبیرِ تحریمہ کب کہیں؟

س…… تکبیرِ تحریمہ کہنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ بعض لوگ بلند آواز سے تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں، بعض آہستہ کہتے ہیں، بعض بالکل خاموشی سے ہاتھ اُٹھاکر باندھ لیتے ہیں، اس کے علاوہ بعض ائمہ تکبیر اتنی لمبی کھینچتے ہیں کہ بعض مقتدی پہلے ہی نیت باندھ چکے ہوتے ہیں، لہٰذا اس سلسلے میں امام اور مقتدی اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے شرعاً صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج…… تکبیرِ تحریمہ اتنی آواز سے کہی جائے کہ اپنے آپ کو سنائی دے، امام کو چاہئے کہ تکبیر کو زیادہ لمبا نہ کھینچے، اور مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کے تکبیر شروع کرنے کے بعد تکبیر شروع کریں اور ختم ہونے کے بعد ختم کریں، اگر مقتدی امام سے پہلے تکبیرِ تحریمہ ختم کردے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

## مقتدی کے لئے تکبیرِ اُولیٰ میں شرکت کے درجات

س…… میں نے سنا ہے کہ تکبیرِ اُولیٰ کے تین درجات ہیں، اوّل یہ کہ جب امام صاحب اللہ

اکبر کہے تو ہم بھی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، دُوسرا یہ کہ جب امام صاحب قرأت شروع کریں اس سے پہلے ہم ہاتھ باندھ لیں، اور تیسرا یہ کہ امام صاحب کے رُکوع میں جانے سے پہلے ہم ہاتھ باندھ لیں، کیا یہ دُرست ہے؟ اگر دُرست ہے تو ہمیں تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

ج…… صحیح تو یہ ہے کہ تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت اس شخص کے لئے ہے جو امام کے تحریمہ کے وقت موجود ہو، بعض نے اس میں زیادہ وسعت پیدا کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شخص قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہوجائے اس کو بھی فضیلت حاصل ہوجائے گی، اور بعض نے مزید وسعت دیتے ہوئے کہا کہ جو قرأت ختم ہونے سے پہلے شریک ہوجائے اس کو بھی یہ فضیلت ہے۔

## تکبیرِ تحریمہ دوبار کہہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

س…… اگر نمازی قصداً یا سہواً تکبیرِ تحریمہ یا سلام کے الفاظ دومرتبہ ادا کرلے تو اس سے نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟

ج…… نماز ہوجائے گی۔

## نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے

س…… بعض لوگ نیت کرنے کے بعد ہاتھ کو باندھتے نہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟ اور کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف طریقوں سے نماز ادا کی ہے؟

ج…… ہاتھ باندھنا سنت سے ثابت ہے، اس لئے جمہورِ اُمت کے نزدیک یہ سنت ہے۔

## رفع یدین کرنا کیسا ہے؟

س…… کیا رفع یدین جائز ہے؟ جبکہ بعض کرتے ہیں اور بعض ترک کرتے ہیں۔

ج…… رفع یدین تکبیرِ تحریمہ کے لئے بالاتفاق سنت ہے، اس کے علاوہ دُوسرے مواقع پر رفع یدین نہ کرنا بہتر ہے۔

## کیا رفع یدین ضروری ہے؟

س…… ہمارے پڑوس میں کچھ لوگ رہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ بغیر رفع یدین کے تمہاری نماز بالکل نہیں ہوتی، اور (سنن الکبریٰ بیہقی) سے حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک رفع یدین کیا، جبکہ ہم رفع یدین نہیں کرتے، ہمارے پاس کوئی بھی عالم نہیں جس سے ہم یہ مسئلہ پوچھ سکیں، مہربانی فرماکر آپ اس مسئلے کی مکمل وضاحت فرمائیں۔

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ترکِ رفع یدین بھی ثابت ہے اور ہمارے امام ابوحنیفہؒ اور بہت سے ائمہ دین نے اسی کو اختیار کیا ہے، جو حضرات رفع یدین کے قائل ہیں وہ بھی اس کو مستحب اور افضل ہی فرماتے ہیں، فرض و واجب نہیں کہتے، اس لئے یہ کہنا کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی، خالص جہالت ہے۔ سننِ کبریٰ کی جس روایت کا آپ نے ذکر کیا ہے، وہ حد درجہ کمزور ہے، بلکہ بعض محدثین نے اس کو موضوع (من گھڑت) کہا ہے، (دیکھئے: حاشیہ نصب الرایہ ج:۱ ص:۴۱۰)۔

## نیت اور رُکوع کرنے میں ہاتھ نہ چھوڑیں

س…… نماز کی نیت کرکے ہاتھ کانوں کی لو تک اُٹھاکر گھٹنوں تک چھوڑ کر پھر ناف کے نیچے باندھنے چاہئیں یا کانوں کی لو تک اُٹھاکر فوراً ناف کے نیچے باندھ لیں؟ نیز ایسے ہی رُکوع میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھوں کو گھٹنوں تک چھوڑ کر چند سیکنڈ کھڑے ہوکر رُکوع میں جائیں یا بندھے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر فوراً رُکوع میں چلے جائیں؟

ج…… ہاتھ چھوڑنے کی ضرورت نہیں، کانوں کی لو تک اُٹھاکر ہاتھ باندھ لیں، اسی طرح رُکوع کو جاتے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں، ہاتھ چھوڑ کر رُکوع میں چلے جائیں۔

## کیا رُکوع کی حالت میں گھٹنوں میں خم ہونا چاہئے

س…… جب آدمی رُکوع میں ہوتا ہے تو اس وقت ٹانگوں کو خم کرنا چاہئے یا سیدھی رکھنی

چاہئیں؟ ہمارے ایک صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت پورے جسم کو لفظ ''محمد'' کی شکل کی طرح بنانا چاہئے، اور میں کہتا ہوں کہ سر اور کمر ایک سیدھ میں اور ٹانگیں اور گھٹنے ایک سیدھ میں ہونے چاہئیں اور وہ کہتے ہیں کہ گھٹنوں میں خم ہونا چاہئے۔

ج...... آپ صحیح کہتے ہیں۔

## بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رُکوع میں کتنا جھکے؟

س...... بیٹھ کر نماز پڑھتے وقت رُکوع میں کہاں تک جھکنا چاہئے؟

ج...... اتنا جھکیں کہ سر گھٹنوں کے برابر آجائے۔

## سمع اللہ لمن حمدہ کے بجائے اللہ اکبر کہہ دیا تو نماز ہوگئی

س...... گزشتہ دنوں ہمارے محلے کی مسجد میں امام صاحب رُخصت پر تھے، نمازیوں میں سے ایک صاحب نے نمازِ عشاء کی امامت کی، آخری دو رکعتوں میں انہوں نے رُکوع سے اُٹھتے وقت ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کے بجائے ''اللہ اکبر'' کے کلمات ادا کئے، نماز کے بعد اکثر مقتدی کہہ رہے تھے کہ نماز دوبارہ ادا کی جائے، چند ایک نے کہا نماز دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، پھر نماز دوبارہ ادا نہ کی گئی، اکثر مقتدی غیر مطمئن ہوکر چلے گئے، کیا جب امام رُکوع سے اُٹھتے وقت بھول کر ''اللہ اکبر'' کہے تو مقتدی کو کیا لقمہ دینا چاہئے اور کیا اس طرح نماز دُرست ہوگی؟

ج...... نماز صحیح ہوگئی، لقمہ دینے کی ضرورت نہیں۔

## رُکوع کے بعد کیا کہے؟

س...... نماز کے اندر رُکوع سے اُٹھ کر ''ربنا لک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ'' کیا پورا پڑھنا چاہئے اور اسی طرح دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں وہ دُعا جو عام طور پر نماز کی کتابوں میں لکھی ہوتی ہے، کیا وہ بھی پوری پڑھنی چاہئے؟

ج...... یہ دُعائیں عموماً نفل نماز میں پڑھی جاتی ہیں، فرض نماز میں بھی اگر پڑھ لے تو اچھا ہے، اور اگر امام ہو تو اس کا لحاظ رکھے کہ مقتدیوں کو گرانی نہ ہو۔

## سجدہ میں ناک زمین پر لگانا

س…… نماز میں میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ سجدہ کرتے وقت ناک کو صرف ایک بار زمین سے لگاتے ہیں پھر سجدہ مکمل کرنے تک ماتھا ہی لگائے رکھتے ہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

ج…… سجدہ میں پیشانی اور ناک لگانا دونوں ضروری ہیں، صرف پیشانی لگانا، ناک نہ لگانا مکروہِ تحریمی ہے، اور ایسی نماز کا لوٹانا واجب ہے، اور ایک بار ناک لگا کر پھر نہ لگانا بُرا ہے۔

## نماز کا سجدہ زمین پر نہ کرسکے تو کس طرح کرے؟

س…… میری ٹانگ گرنے کی وجہ سے کمزور ہے، اور گھٹنے میں درد کی وجہ سے سجدہ زمین پر نہیں کرسکتی ہوں، اور زمین سے کچھ اُوپر تک سجدہ ہوتا ہے، کیا ایسا سجدہ کروں یا کہ کسی چیز کو رکھ کر سجدہ کروں؟ مہربانی سے بتائیے کہ کیا اس طرح میری نماز ہوجائے گی؟

ج…… اگر آپ کو سجدہ کرنے پر قدرت نہیں تو سجدہ کا اشارہ کرلینا کافی ہے، کوئی چیز آگے رکھ کر اس پر سجدہ کرنا کوئی ضروری نہیں۔

## سجدہ میں کہنیاں پھیلانا اور ران پر رکھنا

س…… سجدہ میں کچھ لوگ اپنی کہنیاں ران پر رکھ کر سجدہ کرتے اور اُٹھتے ہیں، اور کچھ لوگ سجدہ میں اپنی کہنیاں اس طرح دائیں بائیں پھیلادیتے ہیں کہ ساتھ والے نمازی کی چھاتی میں ان کی کہنیاں جالگتی ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… جماعت میں کہنیاں زیادہ نہیں پھیلانی چاہئیں جس سے دُوسروں کو تکلیف ہو، گھٹنوں پر کہنیاں رکھنا اگر ضرورت سے ہو تو جائز ہے۔

## عورتیں مردوں کی طرح سجدہ کریں یا دبے انداز میں؟

س…… کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کو اُونچا سجدہ جیسا کہ مرد حضرات کرتے ہیں، کرنا چاہئے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مکہ شریف میں عورتیں اُونچا سجدہ کرتی ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کو ایسا سجدہ کرنا چاہئے جس میں ان کی

ٹانگیں زمین سے لگی ہوں اور پیٹ اور ٹانگیں ملی ہوئی ہوں، یعنی دبے انداز میں سجدہ کرنا چاہئے، آپ بتایئے اس بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے؟ یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں کیا دُرست ہے؟

ج…… امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کو زمین سے چپک کر سجدہ کرنے کا حکم ہے، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہی ہدایت فرمائی تھی۔ (مراسیل ابوداؤد)

## اگر کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا تو اب کیا کیا جائے؟

س…… کتاب احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق شائع کردہ قرآن محل کراچی، نماز کی صفت کے بیان میں لکھا ہے کہ نماز میں کسی رکعت میں غلطی سے ایک ہی سجدہ کیا اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو نماز فاسد نہ ہوگی، بلکہ ناقص ہوگی کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں، اگر کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا تو نماز نہیں ہوگی، احسن المسائل میں جو مسئلہ ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر دُوسرا سجدہ نہیں کیا اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی، لیکن اس سجدہ کا ادا کرنا ضروری ہے، جب بھی یاد آئے اس سجدہ کی قضا کرے، حتیٰ کہ اگر التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیا تھا، پھر یاد آیا کہ میں نے ایک ہی سجدہ کیا تھا تو سلام پھیرنے کے بعد اگر نماز کو فاسد کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی گئی تو اس سجدہ کو قضا کرلے اور سجدہ سہو بھی کرلے، اور اگر سلام پھیرنے کے بعد نماز کو فاسد کرنے والی کوئی چیز پائی گئی، اس کے بعد یاد آیا کہ سجدہ رہ گیا، تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ دُوسرے سجدے کی تأخیر سے نماز فاسد نہ ہوگی، مگر دُوسرا سجدہ بھی ضروری اور فرض ہے۔

## قومہ اور جلسہ کی شرعی حیثیت

س…… ہمارے محلے کا ایک آدمی کہتا ہے کہ صرف رُکوع، سجدہ یا قعدہ یا قیام نماز کے ارکان نہیں، بلکہ رُکوع کے بعد کچھ دیر کھڑا ہونا اپنی جگہ الگ رُکن ہے، اور کم از کم اتنی دیر کھڑے ہوں کہ معلوم ہو کہ یہ بھی رُکنِ نماز ہے۔ اسی طریقہ پر ایک سجدہ کے بعد اطمینان سے بیٹھنا یہ بھی اپنی جگہ ایک الگ رُکنِ نماز ہے، اور اتنی دیر بیٹھے کہ احساس ہو کہ یہ الگ رُکن ہے،

فرمانے لگے کہ ان ارکان کو مقتدی سے ادا کروانے میں امام کا بڑا ہاتھ ہے۔ حضرت! ہماری مساجد میں جو شکل اکثریت میں ہے وہ شاید یہ ہے کہ امام تو بذاتِ خود یہ ارکان ادا کر پاتے ہیں مگر مقتدی نہیں کر پاتے، جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ امام حضرات تو رُکوع سے یا سجدے سے اُٹھتے وقت آدھے راستے میں سمع اللہ لمن حمدہ، اللہ اکبر شروع کر دیتے ہیں، اور جب تک مقتدی اُٹھے اس وقت تک امام صاحب اپنے یہ ارکان فرما چکے ہوتے ہیں، مگر وہ اتنا مزید نہیں ٹھہرتے کہ مقتدی بھی چاہے مسئلے سے واقف ہوں یا نہ ہوں اپنے یہ ارکان ادا فرمالیں یا امام کے ٹھہرنے کی وجہ سے اس کے یہ ارکان از خود ادا ہو جائیں؟

ج...... نماز میں رُکوع کے بعد اطمینان کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا، اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا (رکن تو نہیں مگر) واجب ہے، اس کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے، اور امام کو بھی لازم ہے کہ نماز اس طرح پڑھائے کہ مقتدی قومہ اور جلسہ اطمینان سے کرسکیں، ورنہ نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔

## التحیات میں ہاتھ کہاں رکھنے چاہئیں؟

س...... میں نے سنا ہے کہ التحیات میں ہاتھ گھٹنوں پر نہیں رکھنا چاہئے، اس لئے کہ ہماری رُوح گھٹنوں سے نکلے گی؟

ج...... قعدہ میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لے، اُنگلیاں قبلے کی طرف متوجہ رہیں، اس طرح کہ اُنگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب پہنچ جائیں، مگر گھٹنوں کو پکڑے نہیں، ورنہ اُنگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف نہیں رہے گا، تاہم اگر گھٹنوں کو پکڑ لے تب بھی جائز ہے، مگر افضل وہ ہے جو اُوپر لکھا گیا، اور آپ نے جو لکھا ہے کہ "ہماری رُوح گھٹنوں سے نکلے گی" یہ میں نے کہیں نہیں پڑھا۔

س...... یہ بھی سنا ہے کہ اُنگلیوں کو التحیات میں لٹکانا نہیں چاہئے کہ قیامت کے دن لٹکی ہوئی اُنگلیاں کاٹی جائیں گی، کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... میں نے یہ بات نہیں سنی، بظاہر فضول بات ہے۔

## التحیات میں تشہد کے وقت کس ہاتھ کی اُنگلی اُٹھائیں؟

س...... قعدہ میں التحیات کے بعد ہماری مسجد میں ایک صاحب اُلٹے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی تھامتے ہیں، کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ اور ان صاحب کو کس طرح سمجھایا جاسکتا ہے، کیونکہ وہ ادھیڑ عمر کے آدمی ہیں، اور نوجوان لوگ کچھ سمجھائیں تو یہ لوگ نوجوانوں کی عمر کا حوالہ دے کر اپنی بڑائی دکھاتے ہیں، اور صحیح بات کو تسلیم نہیں کرتے۔

ج...... التحیات میں سیدھے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی اُٹھائی جاتی ہے، اُلٹے ہاتھ کی نہیں، ان صاحب کو مسئلہ تو ضرور بتایا جائے، اس پر وہ عمل کرتے ہیں یا نہیں، یہ ان کا کام ہے۔

## اگر تشہد میں اُنگلی نہ اُٹھائی جائے تو کیا نماز ہوجائے گی؟

س...... (الف) ایک عالم دین سے دریافت کیا کہ ''التحیات'' کے دوران اُنگشتِ شہادت کا بلند کرنے اور گرانے کی شرعی نوعیت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے بغیر بھی نماز ہوجاتی ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ حدیث وفقہ کی روشنی میں اس فعل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (فرض، سنتِ مؤکدہ وغیرہ)۔ (ب) التحیات کے دوران کہاں سے اُنگلی بند کی جائے اور کہاں گرائی جائے؟ اور اُنگلی گرا کر ہاتھ سیدھا کرلیا جائے یا حلقہ سلام پھیرنے تک بنا رہے؟

ج...... تشہد پر اُنگشتِ شہادت کے ساتھ اشارہ کرنا سنت ہے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ اس کی ضرورت نہیں، البتہ یہ صحیح ہے کہ اگر نہ کیا جائے تو نماز ہوجاتی ہے، اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ ''اشہدان لاالٰہ الا اللہ'' کہتے ہوئے ''لا'' پر اُنگلی اُٹھائے اور ''اِلا اللہ'' پر گرادے۔

## تشہد کی اُنگلی سلام پھیرنے تک اُٹھائے رکھنے کا مطلب

س...... آپ کا فتویٰ متعلق تشہد کے وقت اُنگلی اٹھانے کے بارے میں پڑھا، اس بارے میں آپ کی توجہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کے فتویٰ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں، کتاب ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے صفحہ نمبر:۳۲ پر تحریر ہے کہ: ''تشہد کے وقت لفظ ''لا'' پر اُنگلی اُٹھائی جائے اور سلام پھیرنے تک اُنگلی اُٹھائے رکھیں'' آپ کے اور گنگوہی صاحبؒ

کے فتویٰ میں بالکل واضح اختلاف ہے، لہٰذا کون سے فتویٰ پر عمل کیا جائے سخت اُلجھن پیدا ہوگئی ہے، اور حدیث شریف میں بھی یہی آتا ہے کہ لفظ ''لا'' پر اُنگلی اُٹھائے اور اُنگلی گرانے کے بارے میں کہیں کسی حدیث میں بھی نہیں بیان کیا گیا، لہٰذا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرماکر اجرِ عظیم حاصل کریں۔

ج…… دونوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، دراصل دو مسئلے الگ الگ ہیں، ایک شہادت کے وقت اُنگلی اُوپر کو اُٹھانا اور نیچے کرلینا، میں نے یہ مسئلہ لکھا تھا کہ ''لا'' کے وقت اُٹھائے اور ''اِلا اللہ'' پر جھکالے، اور دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شہادت کے بعد اُنگلیوں کا حلقہ سلام تک باقی رکھا جائے اور شہادت کی اُنگلی سلام تک بدستور الگ رہے، فتاویٰ رشیدیہ میں اس مسئلے کو ذکر فرمایا ہے، یہاں اُٹھی رہنی سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح ''لا'' پر اُٹھائی جاتی ہے اسی طرح اُٹھی رہے، بلکہ یہ مراد ہے کہ شہادت کے بعد اُنگلیوں کو پھیلایا نہ جائے جس طرح کہ کلمہ شہادت سے پہلے پھیلی ہوئی تھیں، بلکہ مٹھی سلام تک بدستور بند رہنی چاہئے، اور شہادت کی اُنگلی الگ رہنی چاہئے، اسی کو اُٹھی رہنے سے تعبیر فرمایا ہے، سوال وجواب میں غور کرنے سے یہ مطلب واضح ہوجاتا ہے۔

## نماز میں کلمہ شہادت پر اُنگلی کب اُٹھانی چاہئے؟

س…… روزنامہ جنگ میں آپ نے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو بعینہٖ نقل کرتا ہوں: ''التحیات میں اشہدان لا پر اُنگلی اُٹھانا اور اِلا اللہ پر رکھ دینا سنت ہے، نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں۔'' تو حضرت! حاصلِ کلام یہ کہ میں نے ''کیمیائے سعادت'' جو حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے، اس کے صفحہ نمبر:۱۷۳، ۱۷۲ پر باب الصلوٰۃ میں پڑھا تھا کہ ''اشہدان لا'' پر اُنگلی نہیں اُٹھانی، بلکہ ''اِلا اللہ'' پر اُٹھانی ہے، اور ویسے بھی گرامر کے لحاظ سے اور عربی زبان کے اُصولوں کی مناسبت سے، بلکہ معنوی طور پر ''اشہدان لا'' کے معنی صرف گواہی یا شہادت کے ہیں، اور وہ بھی منفی شہادت کے، یعنی ''کوئی خدا نہیں'' یا کوئی ''اللہ'' نہیں، اور اس کی تکمیل کے لئے اور اس ادھورے فقرے کی تشنگی کا احساس ختم کرنے کے لئے ''الا اللہ'' یعنی ''مگر خدا ہے''

جیسا کہ قرآنِ حکیم کی متعدّد آیات سے ظاہر ہوتا ہے، سینکڑوں ایسی آیاتِ مبارکہ ہیں جن کی نشاندہی کرنا اور وہ بھی آپ جیسے عالم کے سامنے گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

ج…… ہماری فقہی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے جو میں نے لکھا تھا، یعنی ''لا الٰہ'' پر اُنگلی اُٹھائے اور ''اِلا اللہ'' پر رکھ دے، اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اُنگلی اُٹھانے سے اشارہ غیراللہ سے اُلوہیت کی نفی کی طرف ہے، اور اُنگلی رکھنے سے اشارہ حق تعالیٰ شانہ کے لئے اُلوہیت کے اثبات کی طرف ہے، لہٰذا ''لا الٰہ'' پر اُنگلی اُٹھانی چاہئے اور ''اِلا اللہ'' پر رکھ دینی چاہئے۔

حضرت امام غزالیؒ شافعی المذہب ہیں، جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی مذہب پر، اور امام غزالیؒ اپنی کتابوں میں شافعی مذہب کے مطابق مسائل لکھتے ہیں، اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ ''غنیۃ الطالبین'' میں حنبلی مذہب کے مسائل لکھتے ہیں، احناف کو فقہی مسائل پر ان کتابوں پر نہیں، بلکہ حنفی مذہب کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

## مقتدی کے لئے التحیات پوری پڑھنا لازم ہے

س…… اگر امام سلام پھیر دے اور نمازی نے ابھی تک التحیات مکمل نہ پڑھی ہو تو کیا امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے یا پوری دُعا پڑھ کر سلام پھیرے۔

ج…… تشہد (یعنی التحیات ''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک) دونوں قعدوں میں واجب ہے، اگر پہلے قعدہ میں مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوا تھا کہ امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے، بلکہ اپنا تشہد پورا کرکے کھڑا ہو (''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک)، اسی طرح اگر آخری قعدہ میں مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، بلکہ اپنا تشہد پورا کرکے سلام پھیرے۔

اگر کوئی شخص پہلے قعدہ میں آکر جماعت میں شریک ہوا اور اس نے التحیات شروع کی تھی کہ امام کھڑا ہوگیا، تو یہ شخص امام کے ساتھ کھڑا نہ ہو بلکہ التحیات ...''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک... پڑھ کر کھڑا ہو، اگر کوئی شخص آخری قعدہ میں شریک ہو، ابھی التحیات پوری نہیں کی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیا تو یہ شخص فوراً کھڑا نہ ہوجائے بلکہ التحیات ...''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک... پوری کرکے کھڑا ہو۔

## التحیات پر سلام بصیغہ خطاب کا حکم

س......آپ کی خدمت میں ایک سوال لے کر حاضر ہوا ہوں، ہم نماز میں جو التحیات پڑھتے ہیں، وہ درج ذیل ہے: "التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ"۔

محترم محمود احمد عباسی اپنی تألیف "تحقیق سیّد و سادات" میں ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ: التحیات کا یہ دُردو "صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا" کی صحیح صحیح تعمیل ہے، صحابہؓ آپؐ کی حیات میں یہی پڑھتے تھے، جب آپؐ کی وفات ہوگئی ضمیر خطاب ترک کرکے "السلام علی النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ" پڑھنے لگے، ایک اور موقع پر لکھتے ہیں کہ: فتح الباری شرح صحیح بخاری باب تشہد فی الاخیرہ (ص:۲۵۳ مطبوعہ انصاری) ابن حجر نے سلام علی النبی کی روایتیں درج کرنے کے بعد باسنادِ صحیحہ یہ روایت درج کی ہے کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب حیات تھے، صحابہؓ (التحیات پڑھتے تھے) "السلام علیک ایھا النبی" (اے نبیؐ! آپ پر سلام ہو) کہتے تھے، جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو "سلام علی النبی" (نبی پر سلام ہو)۔"

ہم نماز (التحیات) میں یہ الفاظ "السلام علیک ایھا النبی" پڑھتے ہیں، کیونکہ نماز کی جتنی بھی کتابیں ہم نے پڑھیں، ان میں یہی الفاظ درج ہوتے ہیں، آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا اب بھی یہ الفاظ پڑھنا جائز ہیں جبکہ حضورِ اکرمؐ حیات نہیں ہیں؟

ج......عباسی صاحب کی یہ بات تو صحیح نہیں کہ التحیات والا دُرود "صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا" کی صحیح صحیح تعمیل ہے، کیونکہ اس آیتِ کریمہ میں "صلوٰۃ" اور "سلام" دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، اور التحیات میں صرف سلام ہے، صلوٰۃ نہیں، اس لئے اس سے آیتِ کریمہ کے حکم کے ایک حصے کی تعمیل ہوتی ہے اور دُوسرے حصے کی تعمیل کے لئے التحیات کے بعد دُرود شریف رکھا گیا ہے۔ اور فتح الباری کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے کہ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں "السلام علیک ایھا النبی" کہا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد "سلام علی النبی" کہتے تھے، یہ روایت صحیح

ہے، اور صحیح بخاری جلد دوم صفحہ:۹۲۶ پر موجود ہے، حافظؒ نے اس سلسلے کی روایت ذکر کرتے ہوئے شیخ تاج الدین سبکیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ''اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ''السلام علی النبی'' کہنا بھی جائز ہے'' تاہم جن الفاظ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی وہ اَولیٰ وافضل ہیں، اور اُمت کا تعامل بھی اسی پر چلا آرہا ہے۔

## نماز میں دُرود شریف کی کیا حیثیت ہے؟

س...... یہ تو معلوم ہے کہ تشہد کے بعد دُرود شریف واجبات سے نہیں، لیکن کیا یہ دونوں دُرود جو نماز میں ہم پڑھتے ہیں یہ مسنون یا مستحب بھی ہیں یا نہیں؟ ''فاران'' شمارہ اپریل ۱۹۸۱ء میں جعفر شاہ کی تحریر کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا مسنون یا مستحب ہونا صحاحِ ستہ سے ثابت نہیں، ''صلوا علیه وسلموا تسلیمًا'' کے حکم کی تعمیل تشہد کے آخری حصے ''السلام علیک .... الخ'' سے ہوجاتی ہے، لہٰذا بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر دُرود پڑھنا دُرست نہیں ہے۔

اگر صحاحِ ستہ میں ایسی کوئی حدیث یا احادیث ہیں جن کی وجہ سے مروّجہ دُرود کے یہی الفاظ مذکور ہیں، تو براہِ کرم اس کی پوری عبارت مع حوالہ، کتاب، صفحہ اور سنِ اشاعت اور ناشر سے مطلع فرمادیں، تاکہ میں قارئینِ فاران کو ان صاحب کی پیدا کردہ غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کے لئے لکھ سکوں۔

ج...... جعفر شاہ صاحب کا تعلق ان ملحدین سے ہے جو دین کی قطعی اور متفق علیہ باتوں کو مشکوک کرنے کے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف ص:۸۶ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: آپؐ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا ہے (یعنی التحیات میں ''السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته'' کہا جائے)، آپؐ کے اہلِ بیت پر ہم صلوٰۃ کس طرح پڑھا کریں؟ فرمایا: یہ کہا کرو: ''اللّٰهم صل علی محمد .... الخ.''

قرآنِ کریم نے اُمت کو دو باتوں کا الگ الگ حکم فرمایا ہے، ایک صلوٰۃ اور دُوسری سلام۔ سلام کے حکم کی تعمیل تو التحیات میں ذکر کئے گئے الفاظ "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" پڑھنے سے ہوجاتی ہے، مگر صلوٰۃ کے حکم کی تعمیل کن الفاظ میں کی جائے؟ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں "دُرودِ ابراہیمی" کے الفاظ تعلیم فرمائے۔

ایک اور حدیث حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلًا یدعو فی صلٰوتہ لم یمجد اللہ ولم یصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: عجل ھذا! ثم دعاہ فقال لہ أو لغیرہ: اذا صلّی احدکم فلیبداء بتمجید اللہ عز وجل والثناء علیہ ثم لیصل علی النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم لیدع بعد الثناء."

(ابوداوٗد ج:۱ ص:۲۰۸، نسائی ج:۱ ص:۱۸۹، ترمذی ج:۲ ص:۱۸۶، وصححہ، سننِ کبریٰ ج:۲ ص:۱۴۷، صحیح ابنِ خزیمہ ج:۱ ص:۳۵۱، الاحسان بترتیب صحیح ابنِ حبان ج:۴ ص:۲۰۸، مستدرک حاکم ج:۱ ص:۲۳۰، ۲۶۸، وقال صحیح علٰی شرط مسلم واقرہ الذہبی)

ترجمہ:...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ اپنی نماز میں دُعا کر رہا ہے، اس نے نہ اللہ تعالیٰ کی تمجید و ثنا کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے جلد بازی کی! پھر اسے بلاکر فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو دُعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مجد و ثنا بیان کرے، پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دُرود بھیجے، پھر حمد و ثنا کے بعد دُعا کرے۔"

ایک اور حدیث میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"اقبل رجل حتی جلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن عندہ، فقال: یا رسول اللہ! اما السلام علیک فقد عرفناہ، فکیف نصلی علیک اذا نحن صلینا علیک فی صلوٰتنا؟ قال: فصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احببنا ان الرجل لم یسألہ، ثم قال: اذا صلیتم علیّ فقولوا: اللّٰھم صل علیٰ محمد .... الخ." (صحیح ابنِ خزیمہ ج:۱ ص:۳۵۲، الاحسان بترتیب صحیح ابنِ حبان ج:۴ ص:۲۰۷، موارد الظمآن ص:۱۳۸، مستدرک حاکم ج:۱ ص:۲۶۸)

ترجمہ:...... "ایک شخص آیا، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم نے پہچان لیا، مگر جب ہم اپنی نماز میں آپ پر دُرود بھیجیں تو کیسے دُرود بھیجیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے، یہاں تک کہ ہمارا جی چاہا کہ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کیا ہوتا، یعنی شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال سے ناگواری ہوئی، پھر فرمایا: جب تم مجھ پر دُرود بھیجو تو یہ کہا کرو (آگے دُرود شریف کے الفاظ سکھائے)۔"

ان احادیث کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک اُمت کا یہ تعامل چلا آتا ہے کہ آخری قعدہ میں التحیات کے بعد دُرود شریف پڑھا جائے، اور پھر دُعا کی جائے، پھر نماز کا سلام پھیرا جائے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک آخری قعدہ میں دُرود شریف افضل ہے، اور دیگر اکابر کے نزدیک سنت ہے، لیکن اُمت میں اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ آخری قعدہ میں دُرود شریف نہ پڑھا جائے،

ویسے بھی دُعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنا، دُعا کے آداب میں سے ہے، اور یہ قبولیتِ دُعا کا قوی ذریعہ ہے، تو نماز کے آخر میں دُعا سے پہلے دُرود شریف پڑھنا اس قاعدے کے تحت آئے گا۔

## تشہد اور دُرود کے بعد دُعائے مأثورہ سے کیا مراد ہے؟

س…… نماز فرض، نماز وتر، نماز سنت اور نفل ادا کئے جاتے ہیں، اور آخری قعدہ میں تشہد اور دُرودِ ابراہیمی پڑھتے ہیں، علمائے کرام اور کتبِ فقہاء سے معلوم ہوا ہے کہ تشہد اور دُرودِ ابراہیمی پڑھنے کے بعد دُعائے مأثورہ بھی پڑھیں۔

اکثر نمازی حضرات دُعائے مأثورہ جانتے ہی نہیں، میں اور بہت سے دُوسرے حضرات جانتے ہیں، وہ دُعائے مأثورہ پڑھتے نہیں ہیں، کسی کو اتنا وقت نہیں ملتا، اس صورت میں کہ دُعائے مأثورہ نہ پڑھیں، نماز میں نقص تو نہیں ہوگا؟ اور نماز ادا ہوجائے گی؟ یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ دُعائے مأثورہ ہر فرض نماز، وتر، نوافل اور سنتوں میں پڑھی جائے یا صرف فرض نماز کے لئے؟

ج…… آخری قعدہ میں دُرود شریف کے بعد دُعا مسنون ہے، قرآنِ کریم یا احادیث شریفہ میں جو دُعائیں آئی ہیں ان کو دُعائے مأثورہ کہا جاتا ہے، ان میں سے کوئی بھی دُعا پڑھ لینے سے سنت ادا ہوجائے گی۔ چنانچہ اکثر لوگ قرآن و حدیث کی دُعائیں پڑھتے ہیں، اگرچہ وہ ''دُعائے مأثورہ'' کا مطلب نہ جانتے ہوں، اور یہ دُعا کرنا سنت ہے، لہٰذا اگر بالکل ہی نہ پڑھے تب بھی نماز ہوجائے گی مگر ثواب میں کمی ہوگی۔

## قعدۂ اخیرہ میں دُرود کے بعد کون سی دُعا پڑھنی چاہئے؟

س…… قعدۂ اخیرہ میں دُرود شریف کے بعد دُعا اور سلام پھیرنے سے پہلے کون سی دُعا پڑھنی چاہئے؟ کسی جگہ "اللّٰھم انی ظلمت"، اور کسی جگہ "رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ" پڑھنے کو لکھا ہوا ہے، کیا ان میں سے کوئی ایک دُعا پڑھنے سے نماز ہوجائے گی؟

ج…… قرآن و حدیث کی جو دُعا چاہے پڑھ لے، نماز ہوجائے گی، حدیث میں ہے کہ:


فہرست

"اللّٰھم انی ظلمت نفسی" والی دُعا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھائی تھی۔

## نماز میں کتنی دُعائیں پڑھنی چاہئیں؟

س......نماز میں بعد آخری تشہد کے اگر نمازی کئی دُعائیں (جن میں احادیث و قرآن کی دُعائیں شامل ہوں) پڑھ کر سلام پھیرے تو نماز میں کوئی حرج تو واقع نہیں ہوگا؟

ج......جتنی دُعائیں چاہے پڑھ سکتا ہے، مگر امام کو چاہئے کہ اتنا لمبا نہ کرے کہ مقتدی تنگ ہوجائیں۔

## غلطی سے سلام بائیں جانب پھیر لیا تو نماز ہوگئی

س......اگر غلطی سے سلام بائیں جانب پھیر لیا اور فوراً یاد آنے پر دائیں اور پھر بائیں طرف پھیر لے تو نماز ہوجائے گی؟

ج......ہوجائے گی!

# نماز میں کیا پڑھتے ہیں؟

## نماز کے لئے ہر مسلمان کو کم از کم چار سورتیں یاد ہونی چاہئیں

س......نماز میں اگر زیادہ آیت یاد نہ ہو صرف سورۂ فاتحہ اور اخلاص یاد ہو، ہر نماز میں یہ دونوں سورۃ ہی پڑھے تو اس سے نماز کے ثواب میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا ہے؟ تمام نماز میں فاتحہ اور اخلاص پڑھنے سے کیا نماز ہوجاتی ہے کہ نہیں؟ جبکہ وتر واجب میں یہی دونوں سورۃ یاد ہوں، انہی دونوں سورۃ کو وتر میں پڑھنے سے کیا نماز ہوجاتی ہے کہ نہیں؟

ج......سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں ایک ہی سورۃ پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے کم سے کم چار سورتیں تو ہر مسلمان کو یاد کرلینی چاہئیں، اور جب تک یاد نہ ہوں ہر رکعت میں سورۂ اخلاص ہی پڑھ لیا کریں، نماز ہوجائے گی۔

## فرض نماز میں مفصلات پڑھنا مسنون ہے

س...... قرأت کے متعلق فجر اور ظہر میں طوال مفصل، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل اور نمازِ مغرب میں قصار مفصل پڑھنا مسنون ہے، اگر نمازوں میں قرأت کا یہی معمول رہے تو ان حالات میں پہلے پچیّس پاروں سے ربط و تعلق نہیں رہتا، اتنا تو سمجھتا ہوں کہ قرآنِ کریم کہیں سے بھی پڑھیں نماز ہوجاتی ہے، مگر سوال زیادہ ثواب کمانے کا ہے۔

ج...... قرآنِ کریم کا باقی حصہ سنن اور نوافل میں پڑھا جائے، فرائض میں مفصلات کا پڑھنا افضل ہے، تاکہ قرأت طویل نہ ہو۔

نوٹ:...... سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتیں طوال مفصل کہلاتی ہیں، سورۂ بروج سے سورہ لم یکن تک اوساط مفصل، اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل کہلاتی ہیں۔

## زبان سے الفاظ ادا کئے بغیر فقط دِل ہی دِل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی

س...... دِل ہی دِل میں پڑھنے سے نماز اور تلاوت ہوجاتی ہے یا زبان سے ادائیگی ضروری ہے؟

ج...... دِل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے، پھر ایک قول تو یہ ہے کہ ہلکی آواز سے اس طرح پڑھے کہ خود سن سکے، مگر دُوسرا نہ سنے، اور دُوسرا قول یہ ہے کہ زبان سے صحیح الفاظ کا ادا ہونا شرط ہے، اپنے آپ کو سنائی دینا شرط نہیں، پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور دُوسرا قول زیادہ لائقِ اعتماد ہے۔

## نماز میں قرأت کتنی آواز سے کرنی چاہئے؟

س...... نماز کے لئے ہر مسلمان کو یہ حکم ہے کہ دِل میں پڑھے، یعنی اکیلا پڑھ رہا ہو یا امام صاحب کے پیچھے (جتنا امام صاحب کے پیچھے پڑھنا جائز ہے) تو بعض لوگ تو اس طرح پڑھتے ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے کم از کم میں تو اپنی نماز بھول جاتا ہوں، اور کئی اتنی نیچی آواز میں پڑھتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کچھ پڑھ رہے ہیں کہ چپ بیٹھے ہیں؟ حتیٰ کہ لب تک بھی ہلتے معلوم نہیں ہوتے، آپ وضاحت کرکے نصیحت فرمائیں کہ دِل میں کس طریقے سے پڑھنا چاہئے؟

ج…… نماز میں قرأت اس طرح کرنی چاہئے کہ زبان سے حروف صحیح صحیح ادا ہوں اور آواز دُوسروں کو سنائی نہ دے، دن کی نماز میں اس طرح قرأت کرنا کہ آواز دُوسروں کو سنائی دے، مکروہ ہے، اور اگر اس طرح دِل ہی دِل میں پڑھے کہ زبان کو بھی حرکت نہ ہو اور حروف بھی ادا نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوگی۔

## کیا اکیلا آدمی اُونچی قرأت کرسکتا ہے؟

س…… اگر آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، پاس میں کوئی شخص عبادت نہ کرتا ہو تو یہ شخص اُونچی آواز میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… رات کی نمازوں میں اُونچی پڑھ سکتا ہے، رات کی نمازوں سے مراد ہیں: فجر، مغرب اور عشاء۔

## نمازِ ظہر و عصر آہستہ، اور باقی نمازیں آواز سے کیوں پڑھتے ہیں؟

س…… نماز ظہر و عصر کی آہستہ، نماز فجر، مغرب، عشاء کی بلند آواز تلاوت کی وجوہات تفصیلاً بیان فرمائیں۔

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اسی طرح چلا آتا ہے کہ ظہر و عصر کی قرأت آہستہ کی جاتی ہے، اور فجر، مغرب اور عشاء کی بلند آواز سے۔ کسی حکم کے ثبوت کی سب سے بڑی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ہوتا ہے، اس کے بعد کسی اور وجہ کی کسی مؤمن کو ضرورت ہی نہیں، بلکہ عوام کو مسائلِ شرعیہ کی وجہ پوچھنا مضر ہے، اگرچہ ہر شرعی حکم میں حکمتیں ہیں اور بحمداللہ اہلِ علم کو وہ حکمتیں معلوم بھی ہیں، مگر عوام کو حکمتوں کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔

## فجر، مغرب اور عشاء کی باجماعت نماز قضا دن میں جہری ہو یا سرّی؟

س…… اگر فجر، مغرب یا عشاء کی نماز قضا ہوجائے اور دن کو جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو قرأت سرّی ہوگی یا جہری؟

ج…… اس صورت میں جہری قرأت ہوگی، اس کے برعکس اگر دن کی قضاشدہ نماز کی

جماعت رات کو کرائی جائے تو اس میں سرّی قرأت ہوگی۔

## نماز باجماعت میں مقتدی قرأت کرے یا خاموش رہے؟

س...... نماز باجماعت ادا کرتے وقت قیام میں ثنا پڑھنے کے بعد مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہئے یا تلاوت کرنی چاہئے، یہاں پر (ابوظہبی میں) مقامی لوگ الحمد شریف ضرور پڑھتے ہیں خواہ تلاوت بالجہر ہو یا تلاوت خفی۔

ج...... فاتحہ خلف الامام مشہور اختلافی مسئلہ ہے، امام شافعیؒ اس کو ضروری قرار دیتے ہیں، اور اہلِ حدیث حضرات کا اسی پر عمل ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قرأت مقتدی کا وظیفہ نہیں، بلکہ امام کا وظیفہ ہے، اس لئے حنفیہ کے نزدیک امام کی اقتدا میں مقتدی کا قرأت کرنا جائز نہیں، آپ اگر امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں تو آپ خاموش کھڑے رہا کریں اور دِل میں سورۂ فاتحہ کو سوچتے رہیں۔

نوٹ:...... اس مسئلے کی تشریح بقدرِ ضرورت میری کتاب ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم حصہ دوم'' میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

## کیا مقتدی دھیان جمانے کے لئے دِل میں قرأت یا ترجمہ دُہراتا رہے؟

س...... میں اکثر امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے اپنے دھیان کو بھٹکنے سے روکنے کے لئے یہ کرتا ہوں کہ امام صاحب کی قرأت کو دِل میں آہستہ آہستہ دُہراتا رہتا ہوں، یا پھر اگر سورۃ یا آیات کا ترجمہ یاد ہو تو ترجمہ کو دُہراتا رہتا ہوں، آپ یہ بتائیں کہ فقہِ حنفیہ کے مطابق میرا یہ فعل صحیح ہے یا غلط؟

ج...... امام کی قرأت کی طرف متوجہ ہونا عین مطلوب ہے، زبان سے الفاظ ادا نہ کئے جائیں، بلکہ امام جو کچھ پڑھے اس کو توجہ سے سنتا اور سمجھتا رہے۔

## مختلف جگہوں سے قرأت کرنا

س...... کیا امام یا منفرد ایک ہی رکعت میں مختلف مقامات سے سورہ، رُکوع یا آیات کو قرأت کے لئے ملاسکتا ہے؟ مثلاً: آغاز میں سورۂ بقرہ کا رُکوع، اور اس کے ساتھ ہی سورۂ یوسف


فہرست

میں سے کوئی رُکوع یا آیات، یا کہیں اور جگہ سے۔

ج…… جائز ہے۔

## نماز میں تلاوتِ قرآن کی ترتیب کیا ہو؟

س…… میں آپ سے نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کی ترتیب معلوم کرنا چاہتا ہوں، میں دو قسم کی ترتیب لکھ رہا ہوں، برائے مہربانی آپ بتائیں ان میں سے کون سی ترتیب صحیح ہے؟

الف:…… اگر چار سنتیں پڑھنی ہوں تو پہلی رکعت میں سورۃ نمبر۱۰۲، دُوسری رکعت میں سورۃ نمبر۱۰۵، تیسری رکعت میں سورۃ نمبر۱۰۹ اور چوتھی رکعت میں سورۃ نمبر۱۱۳ پڑھ سکتے ہیں۔

ب:…… اگر چار سنتیں پڑھنی ہوں تو پہلی رکعت میں سورۃ نمبر۱۰۲، دُوسری رکعت میں سورۃ نمبر۱۰۳، تیسری رکعت میں سورۃ نمبر۱۰۴، اور چوتھی رکعت میں سورۃ نمبر۱۰۵ پڑھنی چاہئے۔

ج…… آپ نے دونوں صورتیں صحیح لکھی ہیں، قرآنِ کریم میں سورتیں جس ترتیب سے آئی ہیں، اسی ترتیب سے پڑھنی چاہئیں، خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے، اور آخری چھوٹی سورتیں یا تو مسلسل پڑھی جائیں یا پہلی رکعت میں جو سورۃ پڑھی تھی اس کے بعد ایک سورۃ چھوڑ کر دُوسری نہ پڑھی جائے، بلکہ دو سورتیں چھوڑ کر تیسری پڑھی جائے۔

## بعد میں آنے والی رکعت میں پہلی رکعت کی سورۃ سے زیادہ لمبی سورۃ پڑھنا

س…… میں نے بہشتی زیور میں پڑھا ہے کہ نماز میں دُوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورۃ نہیں پڑھنی چاہئے، بہت سے لوگ چار رکعت کی نماز الم ترکیف سے شروع کرتے ہیں تو وہ تیسری رکعت میں سورۃ الماعون پڑھیں گے جو کہ اس سے پہلی سورۃ القریش سے بڑی ہے، تو کیا نماز دُرست ہوگی؟ چار رکعت نفل نماز میں تو غالباً تیسری رکعت سے مثل نئی نماز کے شروع کرسکتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ دُوسری رکعت کی چھوٹی بڑی سورۃ کا تیسری رکعت کی سورۃ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن یہاں بھی چوتھی رکعت کی سورۃ تیسری رکعت کی سورۃ سے زیادہ لمبی نہیں ہونی چاہئے؟ مولانا صاحب! کیا سنتِ مؤکدہ میں بھی

تیسری اور چوتھی رکعات، پہلی دو رکعات سے آزاد ہوتی ہیں؟

ج...... یہاں چند مسائل ہیں:

۱:......فرض نماز میں دُوسری رکعت کو پہلی رکعت سے تین آیتوں کی مقدار لمبا کرنا مکروہ ہے، جبکہ دونوں سورتوں کی آیتیں متقارب ہوں، اور اگر دونوں کی آیتیں بڑی چھوٹی ہیں تو حروف وکلمات کا اعتبار ہوگا۔

۲:...... یہ حکم تو فرض نماز کا تھا، نفل نماز میں بعض نے دُوسری رکعت کا لمبا کرنا بلاکراہت جائز رکھا ہے، اور بعض نے نفلوں میں دُوسری رکعت کے لمبا کرنے کو مکروہ فرمایا ہے۔

۳:......نفل کا ہر دوگانہ مستقل نماز ہے، اس لئے نفل نماز کی تیسری رکعت اگر دُوسری سے لمبی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، سنتِ غیرمؤکدہ کا بھی یہی حکم ہے۔

۴:......سنتِ مؤکدہ کا حکم صراحتاً نہیں دیکھا، بہتر ہے کہ اس میں بھی بعد کی رکعتوں کو پہلی رکعتوں سے لمبا نہ کیا جائے۔

## چھوٹی سورتوں کے درمیان کتنی سورتوں کا فاصلہ ہو؟

س...... ایک عالمِ دین فرماتے ہیں کہ امام کو قرأت کرتے ہوئے چھوٹی سورتوں کے درمیان کم از کم تین سورتوں کا فاصلہ رکھنا ضروری ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور کیا یہ مسئلہ دُرست ہے؟

ج......فقہاء نے لکھا ہے کہ چھوٹی سورتوں میں قصداً ایک سورة چھوڑ کر اس سے اگلی سورة پڑھنا مکروہ ہے، اگر بڑی سورة درمیان میں چھوڑ کر اگلی سورة پڑھی جائے تو مکروہ نہیں، اور اگر دو چھوٹی سورتیں چھوڑ کر تیسری پڑھی جائے تب بھی مکروہ نہیں، اور اگر بھول کر ایک چھوٹی سورة چھوڑ کر اگلی پڑھ لی جائے تب بھی مکروہ نہیں، کراہت کی وجہ یہ ہے کہ ایک چھوٹی سورة درمیان میں چھوڑ دینے سے ایسا شبہ ہوتا ہے گویا وہ اس سورة کو پسند نہیں کرتا۔

## بالکل چھوٹی سورة سے مراد کون سی سورت ہے؟

س...... کہتے ہیں کہ نماز میں ایک بالکل چھوٹی سورة چھوڑ کر اگلی سورة نہیں پڑھنی چاہئے، کیا

بالکل چھوٹی سورة سے مراد سورۂ اخلاص یا سورۂ کوثر ہیں؟ اگر کسی نے اس مسئلے پر عمل نہ کیا تو کیا وہ گناہگار ہوگا؟

ج...... سورۂ لم یکن کے بعد آخر قرآن تک کی سورتیں ''چھوٹی سورتیں'' ہیں، پہلی رکعت میں جو سورہ پڑھی ہو دُوسری رکعت میں قصداً بعد والی چھوٹی سورة کو چھوڑ کر اگلی سورة پڑھنا مکروہ ہے، اگر بھول کر شروع کردی تو کوئی حرج نہیں، اب اس کو نہ چھوڑے۔

## نماز میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھا جائے یا آواز سے؟

س...... سورة الفاتحہ میں کل سات آیات ہیں، جن میں بسم اللہ بھی شامل ہے، میں نے کئی مولانا کے پیچھے نماز ادا کی، وہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے۔ ایک مولانا سے اس مسئلے پر میری بحث ہوگئی، میں یہ کہتا تھا کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' سورۂ فاتحہ کا ایک جز ہے، ایک آیت ہے، ان کا کہنا تھا کہ ہم نے بڑے مولانا سے اسی طرح سنا ہے، یعنی بڑے مولانا بھی سورۂ فاتحہ سے قبل بسم اللہ نہیں پڑھتے، نماز کی کتابوں میں بھی بسم اللہ تحریر ہے۔

ج...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بسم اللہ شریف ایک مستقل آیت ہے، جو سورتوں کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے، تاکہ ہر سورة کا افتتاح اللہ تعالیٰ کے نام سے ہو، سورۂ فاتحہ سے پہلے اس کا پڑھنا لازم ہے، مگر بسم اللہ شریف جہری نمازوں میں آہستہ پڑھی جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ شیخین (ابوبکر و عمر) رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول رہا کہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔

## ثنا سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئے

س...... کیا جب نماز شروع کریں تو نیت کرنے کے بعد سبحانک اللّٰھم سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا کہ نہیں؟

ج...... سبحانک اللّٰھم سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی، بلکہ ثنا کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔

## دُوسری رکعت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

س...... نماز کی دُوسری رکعت شروع کرنے سے پہلے کیا بسم اللہ پڑھنی ضروری ہے؟ عموماً

پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے، دُوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے؟ اگر نہ پڑھی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

ج……پہلی اور دُوسری سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا بعض علماء کے نزدیک سنت ہے، مگر علامہ حلبیؒ نے شرح مُنیہ میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ واجب ہے، اگر بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، تیسری اور چوتھی رکعت میں مستحب ہے۔

## کیا نماز کی ہر رکعت میں تعوّذ و تسمیہ پڑھنی چاہئے؟

س……کیا نماز کی ہر رکعت میں تعوّذ اور تسمیہ پڑھنی چاہئے؟

ج……اعوذ باللہ صرف پہلی رکعت میں ثنا کے بعد امام اور اکیلا نمازی پڑھتا ہے، بسم اللہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

## کیا ثنا اور تعوّذ سنتِ مؤکدہ کی دُوسری رکعت میں بھی پڑھیں گے؟

س……چار رکعت سنت پڑھتے وقت پہلی رکعت میں شروع میں ثنا، تعوّذ، تسمیہ اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں، جب دُوسری، تیسری اور چوتھی رکعت پڑھیں گے تو کیا تمام رکعت اسی ترتیب سے پڑھیں گے جیسے کہ اُوپر لکھا ہے، یعنی ثناء، تعوّذ اور تسمیہ اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص؟ اس کی صحیح ترتیب لکھیں کہ ثناء، تعوّذ اور تسمیہ کون کون سی رکعت تک پڑھیں، اس کے بعد کہاں سے شروع کریں؟ کتاب میں صحیح ترتیب نہیں لکھی ہوئی ہے۔

ج……بسم اللہ شریف تو ہر رکعت کے شروع میں پڑھی جاتی ہے، اور ثنا اور تعوّذ فرض اور سنتِ مؤکدہ کی صرف پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے، باقی رکعات میں نہیں۔ البتہ سنتِ غیرمؤکدہ اور نفل نماز میں تیسری رکعت کو ثنا اور تعوّذ سے شروع کرنا افضل ہے، تیسری رکعت میں ثنا و تعوّذ نہ پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

## الحمد کی ایک آیت میں سکتہ کرنا

س……''ایاک'' اور ''نعبد'' کے درمیان سکتہ کرنے سے نماز دُرست ہے یا نہیں؟

ج……سکتہ کے معنی ہیں آواز بند کرلینا، مگر سانس نہ توڑنا، ''ایاک'' اور ''نعبد'' کے درمیان

سکتہ نہیں، اس لئے یہاں سکتہ کرنا تو غلط ہے، لیکن نماز ہو جائے گی۔

## ''ض'' کا تلفظ باوجود کوشش کے صحیح نہ ہونے پر نماز ہو جائے گی

س...... ماہنامہ ''الفاروق'' میں ایک جگہ ''غیر المغضوب'' والا سوال آیا تھا کہ اگر ''غیر المغضوب'' کے ''ض'' کو اپنے مخرج سے ''ذ'' ادا کیا جائے تو اس کے معنی بدل جاتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ''مغذوب'' سخت گوشت کو کہتے ہیں اور ''مغضوب'' کے معنی ہیں غضب کیا گیا، اور حوالہ لسان العرب کا دیا گیا، جبکہ ہمارے بریلوی علماء کہتے ہیں کہ اس کا صحیح مخرج بڑے بڑے علماء سے ادا نہیں ہو سکا، اس لئے انہوں نے بھی ''ذ'' کے مخرج میں ادا کیا، اور انہوں نے ''فتاویٰ مہریہ'' کا حوالہ دیا۔

ج...... ''ض'' کا مخرج ''دال'' اور ''ظ'' دونوں سے الگ ہے، کسی ماہر سے اس کے ادا کرنے کی مشق کی جائے، اور جو شخص مشق کے باوجود صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو اس کی نماز صحیح ہے۔

## جان بوجھ کر فرضوں میں صرف فاتحہ پر اکتفا کرنا

س...... ہمارے محلے کی ایک مسجد میں گزشتہ جمعہ کو امام صاحب جمعہ کی نماز میں ایک رکعت میں خالی سورۂ فاتحہ پڑھا کر رُکوع میں چلے گئے، مقتدی یہ سمجھے کہ شاید امام صاحب بھول گئے، بعد میں جب ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں بھولا نہیں، میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے، کیونکہ یہ سنت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ نے بھی ایسا کیا ہے، اس لئے میں نے صحیح کیا۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول سنتِ متواترہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ اس کے بعد کوئی اور سورۃ بھی پڑھتے تھے، کسی صحیح روایت میں یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کیا ہو، البتہ امام بیہقیؒ کی کتاب ''سننِ کبریٰ'' (ج:۲ ص:۶۱) میں اس مضمون کی ایک روایت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے، اور حافظؒ نے ''فتح الباری'' (ج:۲ ص:۲۴۳) میں اس کو ابنِ خزیمہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، مگر یہ روایت ضعیف اور سنتِ متواترہ کے خلاف ہونے کی وجہ

سے غلط اور منکر ہے، جہاں تک ہمیں معلوم ہے اہلِ حدیث حضرات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ متواترہ پر عمل کرتے ہوئے فاتحہ کے بعد کوئی سورة ضرور پڑھتے ہیں، نامعلوم آپ کے امام صاحب کو کیا سوجھی، انہوں نے ایک ضعیف اور غلط روایت کو سنتِ متواترہ پر ترجیح دی، فرض کی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورة کا ملانا واجب ہے، اور اگر واجب عمداً ترک کردیا جائے تو نماز واجب الاعادہ ہے۔

## شافعی نمازِ فجر کے دُوسرے رُکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہیں

س…… میں مکہ مکرّمہ میں روٹی کی فیکٹری میں کام کرتا ہوں، اور روزانہ مکہ سے تھوڑے فاصلے پر وادی حینہ (مسجد) میں فجر کی نماز ادا کرتا ہوں، امام صاحب پہلی رکعت میں رُکوع بھی کرتے ہیں اور سجدہ بھی، مگر دُوسری رکعت میں قرأت کے بعد رُکوع کے بجائے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اُٹھاکر دُعا کرتے ہیں، دُعا کے بعد سیدھے سجدہ میں جاتے ہیں، رُکوع نہیں کرتے، آیا یہ طریقۂ نماز دُرست ہے یا نہیں؟ اگر دُرست ہے تو کس فقہ میں دُرست ہے؟

ج……رُکوع تو نماز کا فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی، دراصل امام شافعیؒ کے نزدیک دُوسری رکعت میں رُکوع کے بعد قنوت پڑھی جاتی ہے، یہ امام، شافعی مسلک کے ہوں گے، اور رُکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہوں گے، یہ ممکن نہیں کہ وہ رُکوع نہ کرتے ہوں، بہرحال جب امام قنوت پڑھے تو آپ خاموش رہیں۔

## قیام میں بھول کر التحیات دُعا و تسبیح یا رُکوع و سجدہ میں قرأت کرنا

س……اگر قیام میں قرأت کے بجائے التحیات یا دُعا یا تسبیح وغیرہ پڑھے یا اس کے برعکس رُکوع و سجدہ میں بجائے تسبیح کے قرأت کرلے بھول کر تو پھر کیا کرے؟

ج……اگر سورۂ فاتحہ سے پہلے بھول کر تشہد یا تسبیح پڑھ لے تو سجدۂ سہو لازم نہیں آتا، اور اگر سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے تو سجدۂ سہو لازم ہے۔

اگر رُکوع یا سجدے میں بھول کر قرأت کرلے تو اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ سجدۂ سہو لازم آئے گا، دوم یہ کہ سجدۂ سہو لازم نہیں آتا، صاحبِ بحر نے پہلے قول کو ظاہر کیا


فہرست

ہے، یعنی اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آئے گا۔

## ظہر یا عصر کی دُوسری رکعت میں شامل ہونے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

س… مولانا صاحب! اگر میں ظہر یا عصر کی جماعت کی دُوسری رکعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیر لینے کے بعد جب اپنی چھوٹی ہوئی پہلی رکعت ادا کروں گا تو میں سورۃ کی کس طرح ترتیب قائم کروں گا؟ کیونکہ ان نمازوں میں قرأت خفی ہوتی ہے، اسی طرح اگر میں فجر، مغرب یا عشاء کی جماعت کی دُوسری رکعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیر لینے کے بعد جب میں اپنی بقیہ رکعت ادا کروں گا تو اس صورت میں قرآن کی ترتیب کس طرح قائم رکھوں گا؟ کیونکہ ان نمازوں میں خاص طور سے فجر اور عشاء میں بیچ قرآن سے تلاوت ہوتی ہے، کیونکہ میں حافظ نہیں ہوں۔

ج… جن رکعتوں کو آپ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد پوری کریں گے ان میں آپ امام کے تابع نہیں، بلکہ اپنی اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں، اس لئے ان رکعتوں میں آپ کو اپنی قرأت کی ترتیب ملحوظ رکھنا تو ضروری ہے، مثلاً اگر آپ کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو پہلی رکعت میں آپ نے جو سورۃ پڑھی ہے، دُوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورۃ پڑھیں، اس سے پہلے کی نہ پڑھیں، لیکن امام کی قرأت کی ترتیب کا لحاظ آپ کے ذمہ ضروری نہیں، پس امام نے جو سورتیں پڑھیں آپ بقیہ رکعت میں اس سے پہلے کی سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد کی بھی۔

## تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب نہیں ہے

س… میری مسجد کے امام صاحب نے ایک دن مغرب کی آخری رکعت میں ایک منٹ سے بھی کم قیام کیا اور رُکوع میں چلے گئے، نماز کے بعد نمازیوں نے پوچھا کہ آپ نے اتنی جلدی سورۂ فاتحہ پڑھ لی؟ تو امام صاحب نے کہا کہ مجھے جلدی تھی اس لئے میں نے تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا تھا، نماز ہوگئی۔ لیکن میں اس بات سے متفق نہیں ہوں، مسجد کمیٹی نے ایک مفتی صاحب سے پوچھا تو مفتی صاحب نے کہا کہ مغرب کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب نہیں، مستحب ہے، کیا یہ فتویٰ صحیح ہے؟ اگر نہیں تو کیا میری وہ امام صاحب کے ساتھ نماز جائز ہوگی؟

ج...... حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قرأت فرض نماز کی صرف پہلی دو رکعتوں میں فرض ہے، آخری دو رکعتوں میں واجب نہیں، بلکہ ان میں صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے، اس لئے حنفی مذہب کے مطابق یہ فتویٰ صحیح ہے۔

## چار رکعت سنتِ مؤکدہ کی پہلی رکعت میں سورۂ فلق پڑھ لی تو کیا کرے؟

س...... چار رکعت سنتِ مؤکدہ کی پہلی رکعت میں سہواً سورۂ فلق پڑھ لی، بقیہ تین رکعتوں میں کون سی سورۃ ملانا افضل ہے اور کون سی ناجائز؟

ج...... باقی رکعتوں میں سورۃ الناس پڑھتا رہے۔

## وتر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہے؟

س...... کیا وتر کی پہلی، دُوسری اور تیسری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد بالترتیب سورۂ اعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا ضروری ہے؟ سورۂ اعلیٰ کے علاوہ کوئی دُوسری سورۃ پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... انہی تین سورتوں کا پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ کوئی دُوسری سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان تین سورتوں کا علی الترتیب پڑھنا منقول ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی نیت سے یہ تین سورتیں پڑھی جائیں تو بہت اچھی بات ہے، لیکن کبھی کبھی دُوسری سورتیں بھی پڑھ لیا کریں۔

## وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ فلق پڑھ لی تو آخری رکعت میں کیا پڑھے؟

س...... غیر رمضان میں وتر پڑھتے ہوئے اکثر میرے منہ سے پہلی رکعت میں سورۃ الفلق نکل جاتی ہے، دُوسری رکعت میں سورۃ الناس پڑھتا ہوں، کیا میں وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات پڑھ سکتا ہوں یا مجبوراً سورۃ الفلق سے پہلے کی کوئی سورۃ پڑھوں؟

ج...... تیسری رکعت میں بھی سورۃ الناس کو دوبارہ پڑھ لیا جائے۔

## وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھ لی تو باقی دو رکعتوں میں کیا پڑھے؟

س...... ہم وتر کی نماز ادا کر رہے ہیں اور پہلی رکعت میں ہم نے سورۃ الناس پڑھی، آخری دونوں رکعتوں میں کون سی سورۃ پڑھنی چاہئے؟ اسی طرح ہم سنتِ مؤکدہ کی چار رکعت ادا کر رہے ہیں اور پہلی رکعت میں ہم نے سورۃ الناس پڑھی، آخری تینوں رکعتوں میں کون سی سورتیں پڑھنی چاہئیں؟

ج...... باقی رکعتوں میں بھی یہی سورۃ پڑھتے رہیں۔

## اگر دُعائے قنوت نہ آئے تو کیا پڑھے؟

س...... میں نے صدر سے آسان نماز کی کتاب خریدی ہے، جو محمد عبدالمنان صاحب نے مکتبہ تھانوی سے شائع کی، جس کے صفحہ:۶ پر تحریر ہے کہ اگر دُعائے قنوت نہ آئے تو "ربنا اٰتنا فی الدنیا" پڑھ لیں لیکن تعداد نہیں لکھی۔

ج...... ایک بار پڑھ لینا کافی ہے، لیکن دُعائے قنوت یاد کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

## نماز میں پہلے دُعا پھر دُرود شریف پڑھ کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

س...... نماز میں دُرود شریف کے بعد عربی کی ماثورہ دُعائیں (جو عموماً نماز کے بعد بھی پڑھی جاتی ہیں) یا ان میں سے کچھ پڑھنا اور پھر دُرود شریف پڑھ کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

ج...... جائز ہے، لیکن جو ترتیب بتائی گئی ہے اس کے خلاف کیوں کیا جائے؟

## رُکوع اور سجدہ سے اُٹھتے ہوئے مقرّر الفاظ سے مختلف کہنا

س...... الف اور ج ایک دفتر میں ملازم ہیں، ایک دن ج نے ظہر کی امامت کی، اس نے رُکوع سے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہا، جبکہ اسے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا تھا، دُوسرے سجدے سے اُٹھتے وقت ج نے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا، اسے اللہ اکبر کہنا تھا، اسی طرح ہر رُکوع کے بعد اللہ اکبر کہا اور ہر دُوسرے سجدے کے بعد "ربنا لک الحمد" کہا، اسی طرح چار رکعات پوری ہوئیں، جبکہ روزانہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے، مسجد میں امام صاحب کی آواز برابر سنتا ہے اور کوئی ناسمجھ اور بھولا آدمی نہیں ہے، بلکہ ایک بالغ، ہوشیار، سمجھدار اور ماشاء اللہ کئی بچوں کا والد


فہرست

ہے۔ وہ کسی مولانا سے کم نہیں ہے، اپنے کو بہتر جانتا ہے، اس نے نہ تو سجدۂ سہو کرایا، نہ نماز کے بعد اس کی غلطی بتائی گئی تو اسے کوئی احساس نہیں ہوا، بلکہ اس نے دُوسروں کی غلطی بیان کرنی شروع کردی، الف آپ سے مؤدّبانہ عرض کرتا ہے کہ اس طرح نماز ادا ہوگئی یا سب کو لوٹانی پڑے گی؟

ج…… رُکوع سے اُٹھتے ہوئے ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کہنا اور سجدے سے اُٹھتے ہوئے تکبیر کہنا سنت ہے، اس کے خلاف کرنے کی صورت میں نماز تو ہوگئی مگر جان بوجھ کر سنت کے خلاف کرنا بُرا ہے، اور اگر اس کا مقصد سنت کا مذاق اُڑانا تھا تو یہ کفر کے مترادف ہے۔

# لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

## نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے

س…… میری مسجد میں گزشتہ دنوں ایک مولانا صاحب باہر سے تشریف لائے، انہوں نے وعظ اور خطبہ وغیرہ تو لاؤڈ اسپیکر پر دیا، مگر نماز پڑھاتے وقت کہنے لگے کہ: نماز میں اس کا استعمال ناجائز ہے، ان کی یہ منطق ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ جس لاؤڈ اسپیکر پر تھوڑی دیر پہلے انہوں نے قرآنِ کریم کی آیات کی تلاوت کی، جس پر وعظ و تبلیغ کی، اب وہی لاؤڈ اسپیکر ناجائز کیسے ہوگیا؟ ہم لوگ تو بچپن سے اب تک اس پر نماز پڑھتے آرہے ہیں، اور ہم نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ بڑے بڑے علمائے دین نے اس کو جائز قرار دیا ہے، مگر وہ مولانا صاحب اسے ناجائز کیسے کہہ رہے تھے؟ یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

ج…… نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عام اہلِ علم کے نزدیک جائز ہے۔

## لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ مکبّر کا انتظام بھی ہونا چاہئے

س…… جمعہ کی نماز میں یا علاوہ ازیں ہجوم کے وقت ضرورت کے پیشِ نظر لاؤڈ اسپیکر پر نماز

پڑھائی جاتی ہے، تو اس صورت میں پیچھے مکبّر کی ضرورت نہیں رہتی، تو کیا پیچھے مکبّر کا متعین کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

ج…… لاؤڈ اسپیکر کی صورت میں بھی مکبّر کا انتظام ہونا چاہئے، تاکہ اگر برقی رو چلی جائے تو وہ تکبیر کہہ سکے اور نماز میں خلل نہ ہو۔

## مساجد کے باہر والے لاؤڈ اسپیکر اذان کے ماسوا کھولنا جائز ہے

س…… نہایت تیز بلند آواز لاؤڈ اسپیکر سے تراویح، درس اور نمازیں جو تمام محلے کے سکون، نیند، خواتین کی نمازیں، ضعفاء کی راحت کو برباد کردے، جائز ہے یا گناہ ہے؟ صرف حدودِ مسجد تک لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا شرعاً جواز معلوم ہوتا ہے۔

ج…… اذان کے لئے اُوپر کے اسپیکر کھولنے کا تو مضائقہ نہیں کہ باہر کے لوگوں تک اذان کی آواز پہنچانا مطلوب ہے، لیکن نماز، تراویح، درس وغیرہ کے لئے اگر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ضرورت ہو تو اس کی آواز مسجد کے مقتدیوں تک محدود رہنی چاہئے، باہر نہیں جانی چاہئے، تراویح کے لئے اور درس وغیرہ کے لئے باہر کے اسپیکر کھولنا عقلاً و شرعاً نہایت قبیح ہے، جس کے وجوہ حسبِ ذیل ہیں:

۱:…… بعض مساجد اتنی قریب قریب ہیں کہ ایک کی آواز دُوسری سے ٹکراتی ہے، جس سے دونوں مسجدوں کے نمازیوں کو تشویش ہوتی ہے، اور ان کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ ایک مسجد کے مقتدی جو پچھلی صفوں میں تھے، دُوسری مسجد کی تکبیر پر رُکوع، سجدے میں چلے گئے، نمازیوں کو ایسی تشویش میں مبتلا کرنا کہ ان کی نماز میں گڑبڑ ہوجائے، صریح حرام ہے، اور اس حرام کا وبال ان تمام لوگوں کی گردن پر ہوگا جو نماز کے دوران اُوپر کے اسپیکر کھولتے ہیں۔

۲:…… مسجد کے نمازیوں تک آواز پہنچانا تو ایک ضرورت ہوئی، لیکن نماز میں اُوپر کے اسپیکر کھول دینا جس سے آواز دُور دُور تک پہنچے، یہ محض ریاکاری ہے، جس سے عبادت کا ثواب باطل ہوجاتا ہے۔ رمضان مبارک میں بعض حافظ صاحبان ساری رات لاؤڈ اسپیکر پر قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں، جس میں ریاکاری کے سوا کوئی بھی صحیح غرض نظر نہیں آتی۔

۳:......تراویح میں باہر کے اسپیکر کھولنے میں ایک قباحت یہ ہے کہ چلتے پھرتے اور گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے کان میں سجدۂ تلاوت کی آیات آتی ہیں، جن کی وجہ سے ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، ان میں سے بہت سے لوگوں کو یہ معلوم بھی ہوگا کہ یہ سجدہ کی آیت ہے، پھر بھی وہ لوگ سجدہ نہیں کرتے ہوں گے، ان بے شمار لوگوں کے ترکِ واجب کا وبال بھی سنانے والوں کی گردن پر رہے گا۔

۴:......جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، لاؤڈ اسپیکر کی بلند آواز سے پورے محلے کا سکون غارت ہوجاتا ہے، بیمار آرام نہیں کرسکتے، گھروں میں خواتین کا اپنی نماز پڑھنا دُوبھر ہوجاتا ہے، وغیرہ وغیرہ، اور لوگوں کو اس طرح مبتلائے اذیت کرنا حرام ہے۔

۵:......بعض قاری صاحبان اپنے لحنِ داؤدی سنانے کے شوق میں تہجد کے وقت بھی لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت یا نعت خوانی شروع کردیتے ہیں، جس کی وجہ سے تہجد کا پُرسکون وقتِ مناجات بھی شور و ہنگامے کی نذر ہوجاتا ہے، اس وقت اگر کوئی تہجد میں اپنی منزل پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا، اور بعض ظالم اس وقت تلاوت کا ریکارڈ لگاکر لوگوں کا سکون برباد کردیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو لوگ اذان کے علاوہ پنج گانہ نماز میں، تراویح میں یا درس وتقریر میں باہر کے اسپیکر کھول دیتے ہیں وہ اپنے خیال میں تو شاید نیکی کا کام کر رہے ہوں، لیکن ان کے اس فعل پر چند در چند مفاسد مرتب ہوتے ہیں، اور بہت سے محرّمات کا وبال ان پر لازم آتا ہے، اور یہ سب محرّمات گناہِ کبیرہ میں داخل ہیں، اس لئے لاؤڈ اسپیکر کی آواز حدودِ مسجد تک محدود رکھنا ضروری ہے، اور اذان کے علاوہ دُوسری چیزوں کے لئے باہر کے اسپیکر کھولنا ناجائز اور بہت سے کبائر کا مجموعہ ہے۔

## کیا مسجد کا اسپیکر گلی میں لگاسکتے ہیں؟

س...... ہمارے محلے میں مسجد کے اسپیکر کافی فاصلے پر گلیوں میں لگائے گئے ہیں، کیونکہ مسجد کا فاصلہ دُور ہونے کی وجہ سے آواز نہیں پہنچ سکتی، ان اسپیکروں سے صرف اذان کا کام لیا جاتا ہے، مقامی انتظامیہ کو ان اسپیکروں پر اعتراض ہے، آپ مسئلہ کی وضاحت کریں،

انتظامیہ کا اعتراض صحیح ہے یا غلط؟

ج...... یہ مسئلہ انتظام سے تعلق رکھتا ہے، سنتِ اذان تو مسجد کی اذان سے ادا ہوجاتی ہے، خواہ پوری آبادی اسے سنے نہ سنے، پس اگر اہلِ محلّہ کو دُور لاوَڈ اسپیکر لگانے پر اعتراض نہ ہو تو لگائے جائیں، ورنہ نہیں۔

# جماعت کی صف بندی

## مسجد میں ناحق جگہ روکنا

س...... بعض مساجد میں مخصوص لوگ اپنے لئے مخصوص جگہ کا تعین کرلیتے ہیں، اور قبضے کے لئے پہلے سے کوئی کپڑا وغیرہ ڈال دیتے ہیں، اور کوئی آدمی اس جگہ بیٹھ جائے تو اس سے لڑتے جھگڑتے ہیں، شرع کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج...... جو شخص مسجد میں پہلے آجائے وہ خالی جگہ کا مستحق ہے، پس اگر کوئی شخص پہلے آکر جگہ روک لے اور پھر وضو وغیرہ میں مشغول ہوجائے تو اس کا جگہ روکنا تو صحیح ہے، لیکن اگر جگہ روک کر گھر چلا جائے یا بازار میں پھرتا رہے تو اس کا جگہ روکنا جائز نہیں ہے۔

## صف کی دائیں جانب افضل ہے

س...... ایک شخص کا کہنا ہے کہ: ''باجماعت نماز میں امام کے سیدھے ہاتھ کی طرف والی صف میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔'' اس پر میں نے کہا کہ اس طرح تو کوئی بھی نمازی بائیں طرف کی صف میں نماز نہیں پڑھے گا، تو وہ کہنے لگے کہ: ''یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔'' یہ بات کہاں تک ٹھیک ہے؟

ج...... صف کی دائیں جانب افضل ہے، حدیث میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں صفوں کی دائیں جانب۔" (مشکوٰۃ ص:۹۸)

تاہم اگر دائیں طرف آدمی زیادہ ہوں تو بائیں طرف کھڑے ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں جانب کا توازن برابر رہے۔

## پہلی صف میں شمولیت کے لئے پچھلی صفوں کا پھلانگنا

س...... پہلی صفت میں نماز پڑھنے کا بہت ثواب ہے، بہت سے لوگ اس ثواب کے حصول کے لئے دیر سے آنے کی صورت میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے جاتے ہیں، اور پہلی صف میں جگہ نہ ہونے کے باوجود پہلی صف میں زبردستی گھستے ہیں جس سے اس صف کے نمازیوں کو نہ صرف تنگی بلکہ تکلیف ہوتی ہے، اور اس نمازی کی طرف سے دِل میں بھی طرح طرح کے خیال آتے ہیں، کیا اس طرح گردنوں کا پھلانگنا اور زبردستی پہلی صف میں داخل ہونا صحیح ہے؟ شرع میں ایسے لوگوں کے لئے کیا عتاب کیا گیا ہے؟

ج...... اگر پہلی صف میں جگہ ہو تو پچھلی صفوں سے پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنا جائز ہے، لیکن اگر گنجائش نہیں تو لوگوں کی گردنوں سے پھلانگنا اور آدمیوں کے درمیان زبردستی گھسنا جائز نہیں، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور ایسے شخص پر ناراضی و خفگی کا اظہار فرمایا ہے۔

## مؤذّن کو امام کے پیچھے کس طرف کھڑا ہونا چاہئے؟

س...... جماعت کھڑی ہونے کے بعد پیچھے مؤذّن تکبیر پڑھتا ہے، تو اسے مولوی صاحب کے کس ہاتھ کی طرف کھڑا ہونا چاہئے؟

ج...... کسی جانب کی تخصیص نہیں، مکبّر جس طرف بھی کھڑا ہو شرعاً یکساں ہے۔

## عین حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے سے مقتدیوں کی نماز میں انتشار

س...... بعض مساجد میں دیکھا ہے کہ جب جماعت کی نماز کے لئے تکبیر ہو رہی ہوتی ہے تو تمام نمازی اور امام صاحب بیٹھے ہوتے ہیں، جب مکبّر "حی علی الصلوٰۃ" کہتا ہے تب امام صاحب اور تمام مقتدی کھڑے ہوجاتے ہیں، اس طریقے میں ایک مشکل یہ پیش آتی

ہے کہ تکبیر یعنی اقامت ختم ہوتے ہی امام صاحب تو تکبیرِ تحریمہ کہہ کر اپنی نماز شروع کردیتے ہیں، جبکہ اکثر مقتدی ابھی اپنی صفیں دُرست کرنے میں لگے ہوتے ہیں، چنانچہ تکبیرِ اُولیٰ بہت سے مقتدیوں کی فوت ہوجاتی ہے، تکبیرِ اُولیٰ سے پہلے جو مسنون دُعا ہے وہ سکون سے پڑھ نہیں پاتے، اس سے بڑھ کر یہ کہ صفیں دُرست کرنے میں بسا اوقات اتنا وقت صَرف ہوجاتا ہے کہ مقتدی ثنا بھی نہیں پڑھ پاتے اور امام صاحب الحمد کی قرأت شروع کردیتے ہیں، مجبوراً ہم ثنا بھی نہیں پڑھ سکتے، اس لئے کہ جب امام صاحب قرأت کر رہے ہوں تو چپ رہ کر سننے کا حکم ہے، براہِ کرم بتائیے کہ کون سا طریقہ صحیح ہے، ابتدائے اقامت ہی سے کھڑا ہوجانا، یا "حی علی الصلٰوۃ" پر کھڑا ہونا؟

بعض حضرات "حی علی الصلٰوۃ" سے قبل قیام کو مکروہ اور ناجائز کہتے ہیں، مختلف کتب کے حوالوں سے اسے مکروہ و ناجائز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے لئے اشتہار بازی کرتے ہیں۔

ج...... ہماری کتابوں میں "حی علی الصلٰوۃ" پر اُٹھنا اور "قد قامت الصلٰوۃ" پر امام کا نماز شروع کردینا مستحبات میں لکھا ہے، اب یہاں چند اُمور قابلِ غور ہیں:

۱:...... دُوسرے جز یعنی "قد قامت الصلٰوۃ" پر نماز شروع کرنے کے بجائے ختمِ اقامت تک تأخیر کرنے کو ایک عارض کی وجہ سے اصح لکھا ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

"ولو أخر حتى أتمها لا بأس به اجماعًا، وهو قول الثاني والثلاثة وهو اعدل المذاهب كما في شرح المجمع لمصنفه وفي القهستاني معزيًا والخلاصة انه الأصح."

علامہ شامیؒ اس پر لکھتے ہیں:

"(قوله انه الأصح) لأن فيه محافظة على فضيلة متابعة المؤذن واعانة له على الشروع مع الامام." (رد المحتار ج:۱ ص:۴۷۹)

پس جس طرح ایک عارض کی وجہ سے اس تأخیر کو اعدل المذاہب اور اصح قرار دیا گیا ہے، اسی طرح "حی علی الصلوٰة" سے قبل قیام کو تسویہ صفوف کی خاطر اصح کہا جائے، کیونکہ تسویۃ الصفوف کی شدید تاکید آئی ہے۔

۲:...... علامہ طحطاویؒ نے حاشیہ "درمختار" میں ذکر کیا ہے کہ "حی علی الصلوٰة" پر اُٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے تأخیر نہ کی جائے، تقدیم کی نفی مقصود نہیں، ان کی عبارت یہ ہے:

"(قوله والقيام لامام ومؤتم .... الخ) مسارعة لامتثال امرهٖ والظاهر انه احتراز عن التأخير لا التقديم حتى لو قام اول الاقامة لا بأس وحرر."

(طحطاوی حاشیہ درمختار ج:۱ ص:۲۱۵)

۳:...... ان دونوں اُمور سے قطع نظر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ "مستحب" اس فعل کو کہتے ہیں جس کے تارک کو ملامت نہ کی جائے، مگر اہلِ بدعت نے اس فعل کو اپنا شعار بنالیا ہے، اور عملاً اس کو فرض و واجب کا درجہ دے رکھا ہے، اس کے تارکین پر نہ صرف ملامت کی جاتی ہے، بلکہ ان کے خلاف اشتہار بازی بھی کی جاتی ہے، جیسا کہ آپ نے بھی حوالہ دیا ہے۔ کسی مستحب میں جب ایسا غلوّ کیا جانے لگے تو اس کا ترک کرنا ضروری ہوجاتا ہے، باقی ہم ان اشتہاروں کو لائقِ توجہ نہیں سمجھتے، نہ اشتہار بازی کو اپنا مشغلہ بنانا پسند کرتے ہیں، اس لئے اس اشتہار کے رَدّ کی ضرورت نہیں۔

## اقامت کے دوران بیٹھے رہنا اور انگوٹھے چومنا

س...... بریلوی مسلک کی مساجد میں جب تکبیر ہو رہی ہوتی ہے تو تمام نمازی اور امام صاحب بیٹھے ہوتے ہیں، صرف تکبیر کہنے والے صاحب کھڑے ہوکر تکبیر کہتے ہیں، جب وہ "حی علی الصلوٰة" پر پہنچتے ہیں تو امام اور تمام مقتدی کھڑے ہوجاتے ہیں، نیز "اشهد ان محمدًا رسول الله" پر دونوں شہادت کی اُنگلیوں کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں، کیا یہ دونوں کام صحیح ہیں؟

ج…… "حی علی الصلوٰۃ" تک بیٹھے رہنا جائز ہے، اور اس کے بعد تأخیر نہیں کرنی چاہئے، لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے صفیں دُرست کی جائیں، پھر اقامت ہو، "حی علی الصلوٰۃ" تک بیٹھے رہنے پر اصرار کرنا اور اس کو فرض و واجب کا درجہ دے دینا غلوّ فی الدین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر انگوٹھے چومنا اور اس کو دین کی بات سمجھنا بدعت ہے۔

## صفوں میں کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے

س…… ہماری نماز کی صف جب بنائی جاتی ہے تو ہم دُور دُور کھڑے ہوتے ہیں، نہ پاؤں سے پاؤں ملتا ہے، نہ کندھے سے کندھا، تو کیا واقعی پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملانا چاہئے؟

ج…… کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو درمیان میں فصل رہے گا، اور یہ مکروہ ہے، اور ٹخنے کے برابر ٹخنا رکھنا ضروری ہے، ان کا آپس میں ملانا ضروری نہیں۔

## پندرہ سالہ لڑکے کا پہلی صف میں کھڑا ہونا

س…… ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، جب میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو صفیں خالی ہوتی ہیں اور جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو ایک صف بھی پوری نہیں ہوتی، اور وہاں جگہ خالی ہوتی ہے، تو میں یہ سوچ کر کہ صف پوری کرلوں، اگلی صف میں کھڑا ہوجاتا ہوں۔ چند بزرگ کہتے ہیں کہ ابھی تمہاری عمر سولہ سال کی نہیں ہے، اس لئے تم کسی اور صف میں چلے جاؤ، پھر میں تیسری صف میں چلا جاتا ہوں، میری عمر پندرہ برس ہے، کیا میں پہلی صف میں نہیں کھڑا ہوسکتا؟ کیا پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے سولہ سال کا ہونا ضروری ہے یا بزرگ کچھ غلط بات کرتے ہیں؟ ایک بات اور ہے کہ ایک لڑکا جس کی عمر ۱۵ سال کی ہے، مگر وہ مجھ سے کچھ لمبا ہے، (میری عمر بھی پندرہ برس کی ہے) اور وہ پہلی صف میں کھڑا رہتا ہے اور مجھے پیچھے نکال دیتے ہیں، تو کیا پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے لمبا ہونا بھی ضروری ہے؟

ج…… پندرہ سال کی عمر کا لڑکا شرعاً بالغ ہے، اس کا بالغ مردوں کی صف میں کھڑا ہونا دُرست ہے۔

## نماز میں بچوں کی صف

س...... نابالغ بچوں کو نماز باجماعت میں بڑوں کے ساتھ جماعت میں شامل کرنا شرعاً کیسا ہے؟ علمائے دین سے ہم نے بچپن میں سنا تھا کہ نابالغ اور بے ریش بچوں کی صف تمام نمازیوں کے پیچھے یعنی آخر میں ہونی چاہئے، اور اگر صرف دو ایک بچے ہوں تو بڑوں میں بائیں طرف آخر میں کھڑے ہوں، لیکن آج کل ہر نماز میں اور ہر صف میں دو چار بچے گھس آتے ہیں اور جب جماعت کھڑی ہوجاتی ہے تو یہ بچے دھکم پیل شروع کردیتے ہیں، اور خوب اودھم چوکڑی مچاتے ہیں، اور جمعہ کے روز تو مسجد اچھی خاصی تفریح گاہ بنی رہتی ہے، اگر کوئی شریف آدمی ان بچوں کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے تو بعض سرپھرے لوگ اُلٹا جھگڑنا شروع کردیتے ہیں۔

ج...... جو بچے بالکل کم عمر ہوں ان کو تو مسجد میں لانا ہی جائز نہیں، نابالغ بچوں کے بارے میں اصل حکم تو یہی ہے کہ ان کی الگ صف بالغ مردوں کی صف سے پیچھے ہو، لیکن آج کل بچے جمع ہوکر زیادہ ادھم مچاتے ہیں، اس لئے مناسب یہی ہے کہ بچوں کو ان کے اعزہ اپنے برابر کھڑا کرلیا کریں، بچوں کو سمجھانا چاہئے اور پیار، محبت اور شفقت سے ان کو نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ بتانا چاہئے، بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔

## نابالغ بچوں کو صف میں کہاں کھڑا کیا جائے؟

س...... ایک مولوی صاحب نے ایک یا ایک سے زائد نابالغ بچوں کو جو فرض کی نماز باجماعت میں پہلی صف میں کھڑے تھے دیکھ کر کہا کہ نابالغ بچوں کو پہلی یا دُوسری صف میں کھڑا نہ ہونے دیا کرو، بلکہ سب سے پیچھے کھڑے کیا کرو، ارشاد فرمائیے کہ شریعتِ محمدیؐ میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

دُوسری بات یہ ہے کہ مقتدیوں میں سے ایک مقتدی نے کہا یہ سب مولویوں کی اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ مقتدی نے کہا کہ نابالغ بچوں کے کھڑے ہونے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا، شریعت کی رُو سے بتایئے

کہ مقتدی پر کیا حد لگے گی؟

ج......اگر بچہ ایک ہو تو اس کو بالغ مردوں کی صف میں ہی کھڑا کیا جائے، اور اگر بچے زیادہ ہوں تو ان کی الگ صف بالغ مردوں سے پیچھے ہونی چاہئے، اور یہ حکم بطورِ وجوب نہیں، بطورِ استحباب ہے، تاہم اگر بچے اکٹھے ہوکر نماز میں گڑبڑ کرتے ہوں یا بڑا مجمع ہونے کی وجہ سے ان کے گم ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ان کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہئے تاکہ ان کی وجہ سے بڑوں کی نماز میں خلل نہ آئے، اور یہ حکم ان بچوں کا ہے جو نماز اور وضو کی تمیز رکھتے ہوں، ورنہ زیادہ چھوٹی عمر کے بچوں کو مسجد میں لانا جائز نہیں۔

اور کسی دینی مسئلے کو سن کر یہ کہنا کہ ''یہ مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں'' بڑی گستاخی و بے ادبی کی بات ہے، جس کا منشا دین کی عظمت نہ ہونا ہے، ورنہ اس شخص کے دِل میں اہلِ علم کی بھی عظمت ہوتی، اس شخص کو اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

## پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دُوسری صف میں کھڑے ہونا

س......ایک شخص ایسا ہے کہ جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو پہلی صف میں تین چار آدمیوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہوتی ہے، مسجد کے دیگر نمازی اور امام صاحب اس شخص کو پہلی صف میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں، کیونکہ جگہ جو خالی ہوتی ہے، مگر اس کے باوجود وہ دُوسری صف میں اکیلا نیت باندھ کر باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔ پوچھنے پر وہ شخص کہتا ہے کہ چونکہ میں یہاں اپنا وظیفہ پڑھتا ہوں اس لئے نماز بھی وظیفہ والی جگہ پر ادا کرتا ہوں۔ تو کیا وظیفہ والی جگہ پہلی صف سے زیادہ افضلیت رکھتی ہے؟

ج......افضلیت تو ظاہر ہے کہ پہلی صف کی ہے، وظیفے والی جگہ کی نہیں، دُوسری صف میں اکیلے کھڑے ہونا خصوصاً جبکہ پہلی صف میں جگہ موجود ہو، نہایت بُرا ہے، ان صاحب کو شاید خیال ہوگا کہ وظیفہ والی جگہ چھوڑنے سے وظیفہ کا تسلسل ٹوٹ جائے گا، حالانکہ ایسا نہیں، اور پھر سب سے بڑا وظیفہ تو خود نماز ہے، کسی دُوسرے وظیفے کی خاطر نماز کو مکروہ کرلینا بڑی بے خبری کی بات ہے، ان صاحب کو چاہئے کہ اپنا وظیفہ پہلی صف ہی میں شروع کرلیا کریں اور اگر دُوسری صف میں وظیفہ شروع کریں تو جماعت کے وقت پہلی صف میں ضرور شریک

ہوجایا کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرکے وظیفہ میں کیا برکت ہوگی؟

## پچھلی صف میں اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز ہوگئی

س......نماز باجماعت ہو رہی ہو اور پھر آدمی آئے اور اگلی صف میں جگہ نہ ہو اور دُوسرے آدمی کے آنے کی اُمید بھی نہ رہے اور رکعت جارہی ہو، اور وہ آدمی اکیلا ہی پیچھے کھڑا ہوگیا تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

ج......نماز ہوگئی۔

## شوہر اور بیوی کا فاصلہ سے نماز پڑھنا

س......شوہر اور بیوی ایک بڑے تخت پر برابر برابر ایک فٹ کے فاصلے سے کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اس میں کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

ج......اگر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں تو کوئی کراہت نہیں، اور ایک فٹ کا یا کم و بیش فاصلہ بھی کوئی شرط نہیں۔

# نماز باجماعت

## مسواک کے ساتھ باجماعت نماز کا ثواب کتنا ملے گا؟

س...... باجماعت نماز کا ثواب پچّیس گنا ہے، اور مسواک کے ساتھ نماز کا ثواب سترہ گنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ مسواک کے ساتھ وضو کے بعد باجماعت نماز کا ثواب ۲۵×۱۷ گنا، یعنی ۴۲۵ گنا ہوجاتا ہے؟

ج......سترہ گنا کی روایت تو مجھے معلوم نہیں، البتہ ستر گنا کی روایت ہے۔ آپ کی ریاضی کے حساب سے ۷۰×۲۵ کا حاصلِ ضرب ۱۷۵۰ ہوگا۔ اور ایک روایت میں جماعت کا ثواب ستائیس گنا ملتا ہے، جب ستائیس کو ستر سے ضرب دی جائے تو حاصلِ ضرب ۱۸۹۰ بنتا ہے، حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بے پایاں ہے، اور اس کی عنایت و رحمت کے سامنے ہمارے حسابی پیمانے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔

## مسجد میں دُوسری جماعت کرنا اور اس میں شرکت

س…… یہاں مسجد میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ بعض نمازی جو جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں، وہ ایک اور جماعت بنالیتے ہیں، اس طرح جماعت کی افضلیت ختم ہوجاتی ہے، جماعت کے لئے حکم ہے کہ اپنا کاروبار بند کرکے آوٴ، مگر اس صورت میں نمازی کو شامل کرکے اپنی جماعت بنالیتا ہوں، یہ طریقہ کہاں تک صحیح ہے؟ اگر ہم مسجد میں داخل ہوں اور اس طرح کی دُوسری یا تیسری جماعت ہورہی ہو تو اس میں شامل ہوجائیں یا اپنی نماز علیحدہ پڑھیں؟

ج…… مسجد میں دُوسری جماعت مکروہ ہے، اور بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر جگہ بدل دی جائے، مثلاً: مسجد کے بیرونی حصے میں کرائی جائے اور دُوسری جماعت اقامت کے بغیر ہو تو جائز ہے، ان کے قول کے مطابق جماعت میں شریک ہوجانا بہتر ہوگا۔

## انفرادی نماز پڑھنے والے کی نماز میں کسی کا شامل ہونا

س…… مسجد میں بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ میں اکیلا نماز پڑھ رہا ہوں، اس دوران ایک اور نمازی بھی مسجد میں داخل ہوتا ہے اور مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر میرے پیچھے کھڑا ہوجاتا ہے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرتا ہے کہ میں بھی تمہارے پیچھے جماعت میں شامل ہوں، یعنی اب میں امام اور دُوسرا مقتدی ہے، جبکہ میں نے نماز کی ابتدا میں نیت اپنی انفرادی نماز کے لئے کی تھی، اس طرح کیا بعد میں آنے والے کی نماز ہوگئی؟

ج…… نماز ہوگئی، اگر مقتدی اکیلا ہو تو امام کے برابر داہنی طرف ذرا سا پیچھے ہوکر کھڑا ہو۔

## بغیر اذان والی جماعت کے بعد جماعتِ ثانی کروانا

س…… ایک مسجد میں اگر جماعت ہوجائے اور بعد میں پتہ چلے کہ اذان تو ہوئی ہی نہیں تو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… جو جماعت اذان کے بغیر ہوئی وہ سنت کے مطابق نہیں ہوئی، اس لئے اس کا اعتبار نہیں، بعد میں آنے والے اذان اور اقامت کے ساتھ جماعت کرسکتے ہیں۔

(عالمگیری ج:۱ ص:۵۴، البحرالرائق ج:۱ ص:۲۸۰)



فہرست

## جماعت کے وقت بیٹھے رہنا اور دوبارہ جماعت کروانا کیسا ہے؟

س…… ہمارے محلے کی جامع مسجد میں کچھ عرصے سے بعض لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے کہ اوقاتِ مقرّرہ میں جب حسبِ قاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہے تو وہ ایک طرف گوشے میں بیٹھے رہتے ہیں، اور تمام نمازی جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر فارغ ہوجاتے ہیں تو یہ معدودے چند لوگ پھر اپنی علیحدہ جماعت کرتے ہیں، کیا اس طرح جماعت کے ہوتے ہوئے بیٹھے رہنا اور اپنی علیحدہ جماعت کرنا دُرست ہے یا نہیں؟

ج……اس طرح کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ اس میں پہلی جماعت کے وقت نماز سے انحراف اور مسلمانوں میں شقاق و نفاق ڈالنے کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اور دونوں باتیں ناجائز اور حرام ہیں، مساجد ذکرِ الٰہی اور نماز و عبادت کے لئے ہیں نہ کہ باہمی منافرت اور جدال و قتال کے لئے، مسلمانوں کے لئے یہ صورتِ حال سخت مہلک ہے، جلد از جلد اس کے تدارک کی ضرورت ہے۔ دُوسری جماعت کرنا جو ایک غرضِ صحیح پر مبنی ہو، وہ خود مکروہ ہے، چہ جائیکہ ایک غرضِ فاسد اور حرام کی بنا پر دُوسری جماعت کی جائے۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ: ایک نماز ہوجانے کے بعد دوبارہ اپنی نماز نہ پڑھی جائے۔ فقہائے کرام نے دُوسری جماعت کو مکروہ کہا ہے۔ حرمین شریفین میں ایک زمانہ تک متعدّد جماعتیں مختلف ائمہ کی امامت میں ہوتی تھیں، جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمان اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق نماز ادا کریں، لیکن علماء نے اس پر سخت اعتراضات کئے اور اعلان کیا کہ چاروں مذاہب میں اس طرح متعدّد جماعتیں ادا کرنا ناجائز ہے۔

## ایک با جماعت نماز پڑھنے کے بعد دُوسری جگہ جماعت میں شرکت

س……اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی اور جس کام سے جانا ہو چلے اور جہاں پہنچے وہاں پر ابھی جماعت ہوئی نہیں، تو کیا وہی نماز جو وہ جماعت کے ساتھ پڑھ کر چلا ہے دوبارہ وہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؟

ج……ظہر اور عشاء کی نماز میں نفل کی نیت سے دُوسری جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، فجر، عصر اور مغرب میں نہیں۔

## امام کے علاوہ دُوسرے نے جلدی سے جماعت کرادی تو جماعتِ ثانی کا حکم

س……ایک علاقے کی مسجد ہے جس میں پانچوں وقت نماز باجماعت مع جمعہ کے ادا کی جاتی ہے، ایک دن امام صاحب کی غیرموجودگی میں کسی شخص نے نمازِ عصر کی جماعت جلدی کے باعث کرالی، بعد میں امام صاحب کے آنے پر لوگوں نے امام صاحب کے ساتھ اسی جگہ پر نماز باجماعت ادا کی، کیا یہ نماز ہوگئی؟

ج……صحیح جماعت وہی ہے جو امام صاحب اور محلّہ والوں نے کی، پہلی جماعت کا اعتبار نہیں، نماز دونوں کی ہوگئی۔

## محرَم عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا

س……والدہ، بیوی، بیٹی یا محرَم عورت کے ساتھ اگر نماز پڑھی جائے اور مسجد قریب نہ ہو، گھر پر جماعت کرائی جائے تو نماز عورتوں سمیت ہماری ہوجائے گی یا پھر عورتوں کو پردہ میں نماز پڑھنی چاہئے؟

ج……اپنی بیوی اور محرَم عورت کے ساتھ جماعت جائز ہے، وہ پیچھے کھڑی ہوجائے، محرَم عورت کو پردے میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔

## میاں بیوی کا الگ الگ نماز پڑھنا یا جماعت کرنا دُرست ہے

س……کیا عورت اپنے شوہر کے ساتھ نماز ادا کرسکتی ہے؟ نیز اگر میاں بیوی ایک وقت میں اپنے اپنے مصلیٰ پر الگ نماز پڑھیں تو جائز ہوگا یا نہیں؟

ج……اگر دونوں الگ الگ اپنی نمازیں پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر جماعت کرانی ہو تو عورت برابر کھڑی نہ ہو، بلکہ اس کو الگ صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔

## امام سے آگے ہونے والے مقتدی کی نماز نہیں ہوتی

س……امام سے مقتدی آگے ہو تو کیا نماز دُرست ہے؟

ج…… اقتدا کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ بڑھے، جو مقتدی امام سے آگے ہو اس کی اقتدا صحیح نہیں، اور اس کی نماز نہیں ہوگی۔

## مسجدِ نبوی یا کسی بھی مسجد میں مقتدی امام کے آگے نہیں ہوسکتا

س…… مسجدِ نبوی میں امام کے سامنے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ دُوسری مساجد میں نہیں پڑھ سکتے۔ مسجدِ نبوی کے لئے کوئی خاص حکم ہے یا نہیں؟

ج…… مسجدِ نبوی کے لئے ایسا کوئی خاص حکم نہیں، اس کا حکم بھی وہی ہے جو دُوسری مساجد کا ہے، پس مقتدی کا امام سے آگے ہوجانا، اس کی نماز کے لئے مفسد ہے، چاہے مسجد میں ہو یا غیرِ مسجد میں، اور مسجدِ نبوی میں ہو یا کسی اور مسجد میں۔

## کیا حرم شریف میں مقتدی امام کے آگے کھڑے ہوسکتے ہیں؟

س…… میرے ایک دوست سے میری بحث ہوگئی، وہ کہتا ہے کہ خانۂ کعبہ میں جماعت کے دوران لوگ امام سے آگے نیت باندھ کر بھی کھڑے ہوتے ہیں، جبکہ میری نظر میں یہ بات دُرست نہیں ہے، کیونکہ امام کے آگے مقتدی کی نماز تو ہوتی ہی نہیں ہے، تو پھر وہاں ایسا کیونکر ہوسکتا ہے؟ اگر ہوتا ہے تو کس طرح؟ ذرا تفصیل سے آگاہ کیجئے گا۔

ج…… کعبہ شریف کی جس سمت امام کھڑا ہو، اس طرف تو جو شخص امام سے آگے ہوجائے اس کی نماز نہیں ہوگی، لیکن دُوسری سمت میں اگر کسی شخص کا فاصلہ بیت اللہ سے امام کی نسبت کم ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

## حطیم میں سنت، وتر اور نفل وغیرہ پڑھ سکتے ہیں

س…… حطیم کے اندر فرض نماز نہ پڑھنے کا حکم ہے، کیا ہم سنت، وتر وغیرہ بھی حطیم میں پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… فرض نماز تو جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، اس لئے مقتدی کا حطیم سے باہر ہونا ضروری ہے، ورنہ مقتدی کی نماز نہیں ہوگی، سنت و وتر حطیم میں پڑھ سکتے ہیں اور رمضان المبارک میں وتر کی جماعت ہوتی ہے، جو مقتدی اس جماعت میں شریک ہے وہ بھی حطیم میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔

## عصر کی نماز ظہر سمجھ کر ادا کی

س...... تین بج کر پچاس منٹ پر ظہر کی نماز کے لئے مسجد گیا، ادھر جماعت ہو رہی تھی، جماعت میں شامل ہوگیا، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عصر کی جماعت تھی، اب میں کیا کروں آیا میری ظہر کی نماز ہوئی یا عصر کی؟

ج...... اگر امام کی نیت عصر کی ہے اور مقتدی کی نیت ظہر کی تو مقتدی کی تو نماز نہیں ہوگی، اس لئے آپ کی نہ ظہر کی ہوئی اور نہ ہی عصر کی، دونوں نمازیں پھر سے پڑھیں۔

## کیا باجماعت نماز میں ہر مقتدی کے بدلے ایک گنا ثواب ملتا ہے؟

س...... کیا باجماعت نماز کی صورت میں ہر مقتدی کے بدلے بھی ایک گنا ثواب بڑھتا ہے، مثلاً اگر مقتدیوں کی تعداد ۲۰ ہو تو کیا ہر نمازی کا ثواب بھی ۲۰ گنا ہو جائے گا؟ اس طرح اس جماعت میں مسواک کے ساتھ وضو سے کل ثواب یعنی ۸۵۰۰ گنا ہو جائے گا؟

ج...... جماعت جتنی زیادہ ہو اتنی ہی افضل ہے، اور افضل ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اتنا ثواب بھی زیادہ ہے، مگر جو حساب آپ لگا رہے ہیں یہ کسی حدیث میں نظر سے نہیں گزرا۔

# گھر پر نماز پڑھنا

## بلا عذرِ شرعی مرد کو گھر میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

س...... مرد گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ کیا صحت یابی کی حالت میں مرد کی نماز گھر میں ہو سکتی ہے؟ اور کس وقت اور کس صورت میں مرد کی نماز گھر میں ہو سکتی ہے؟

ج...... نماز تو گھر میں ہو جاتی ہے، مگر فرض نماز کے لئے مسجد میں جانا ضروری ہے، اور بغیر عذر کے مسجد میں نہ آنے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے، صحابہ کرامؓ ایسے شخص کو منافق سمجھتے تھے جو نماز باجماعت کی پابندی نہیں کرتا، مسجد میں حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری، کیچڑ وغیرہ عذر ہو سکتے ہیں۔

## گھر میں نماز پڑھنے کی عادت ڈالنا

س...... میرا ایک دوست ہے، وہ زیادہ تر نماز گھر ہی میں پڑھتا ہے، حالانکہ ان کے گھر کے قریب ہی مسجد ہے، انسان کو کسی دن مجبوری ہوتی ہے وہ نماز گھر میں پڑھ لیتا ہے، مگر روزانہ تو نہیں، نماز کا زیادہ ثواب مسجد میں جماعت کے ساتھ ملتا ہے، اور گھر میں ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اور روزانہ گھر میں نماز پڑھنے سے نماز قبول ہوجاتی ہے یا نہیں؟

ج...... بغیر عذر کے مسجد اور جماعت کی نماز چھوڑنے کی عادت گناہِ کبیرہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے، اگر کبھی مسجد میں جماعت کی نماز نہ ملے تو گھر میں اہل وعیال کے ساتھ جماعت کرالی جائے۔

## بغیر عذر گھر میں نماز کی عادت بنالینا گناہِ کبیرہ ہے

س...... ایک پیر صاحب ہیں، جو ہر سال گاؤں سے کراچی آتے ہیں، مگر وہ پیر صاحب مسجد میں جاکر نماز ادا نہیں کرتے، بلکہ گھر پر نماز ادا کرتے ہیں، البتہ نمازِ جمعہ مسجد میں ادا کرتے ہیں، جس کا میں نے مسئلہ سنا ہے کہ اگر مسجد نزدیک ہو تو گھر میں نماز نہیں ہوتی؟ لوگ ان کے پاس جاتے ہیں اور پیر مانتے ہیں، میرے دوست مجھے بھی دعوت دیتے ہیں مگر میں نہیں جاتا، کیونکہ دِل شکنی سی ہوگئی ہے کہ مسجد میں نماز نہیں ادا کرتے۔

ج...... بغیر کسی صحیح عذر کے مسجد کی جماعت میں شریک نہ ہونا گناہِ کبیرہ ہے، اگر پیر صاحب کو کوئی معقول عذر ہے تو ٹھیک، ورنہ وہ ترکِ جماعت کی وجہ سے فاسق ہے، اور فاسق اس لائق نہیں کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے اور اس سے بیعت کی جائے۔

## اگر گھر پر عادۃً نماز پڑھنا گناہِ کبیرہ ہے تو کیا نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیں؟

س...... چند ماہ پیشتر آپ نے گھر پر نماز پڑھنے کو (بلا عذرِ شرعی) گناہِ کبیرہ کا فتویٰ دیا تھا، حدیث تو یوں ہے کہ گھر پر نماز پڑھنا ایک درجہ ثواب، جماعت سے پڑھنا ستائیس درجے۔ مسجدِ نبوی میں پڑھنا پچاس ہزار درجے، بیت اللہ شریف میں پڑھنا ایک لاکھ درجے، میرے خیال میں پھر گھر پر نماز نہ پڑھیں تاکہ کم از کم گناہِ کبیرہ سے تو بچ جائیں، آپ کا کیا خیال ہے؟


فہرست

ج…… بغیر عذر کے جماعت کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے، یہ تو ایسا کھلا مسئلہ ہے کہ کسی ایک عالم کو بھی اس میں اختلاف نہیں، رہا یہ کہ جماعت کی نماز کا ثواب ستائیس گنا ملتا ہے، اس سے یہ بات کسی طرح ثابت نہیں ہوتی کہ بغیر عذر کے گھر میں نماز پڑھ لینا جائز ہے، اور آپ کا یہ ارشاد میری سمجھ میں نہیں آیا، جب نماز کے لئے مسجد میں نہ آنا گناہِ کبیرہ ہے تو سرے سے نماز ہی کو ترک کر دینا تو اس سے بھی بڑا گناہ ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ بغیر عذر کے جماعت کی نماز کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے اور نماز ہی کا سرے سے ترک کر دینا اکبر الکبائر ہے۔ حدیثِ پاک میں اس کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور آپ نے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کو جو پچاس ہزار درجے بیان کیا ہے، یہ مشہور تو ہے، مگر صحیح احادیث میں اس کا ثواب ایک ہزار گنا ذکر فرمایا گیا ہے۔

## گھر پر نماز کی عادت بنانے والے کے لئے وعیدیں

س…… جنگ اخبار میں آپ کا فتویٰ پڑھا تھا کہ: ''بغیر عذر کے مسجد میں اور جماعت کی نماز چھوڑنے کی عادت گناہِ کبیرہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے'' اس کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ براہ کرم قرآن وحدیث کا حوالہ دیں جس کی بنا پر آپ نے یہ فتویٰ دیا ہے، مگر آپ نے جواباً فرمایا کہ: ''نماز باجماعت ترک کرنے پر حدیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔'' اور فرمایا کہ: ''حضرت مولانا زکریا کا رسالہ فضائلِ نماز دیکھو''۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ قرآن وحدیث کا حوالہ دیں، مگر آپ نے مولانا کے رسالے کا حوالہ دے دیا، خدارا آپ مجھے حدیث اور قرآن شریف کا حوالہ دے کر بتائیں کہ نماز باجماعت ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے، میں نے یہ تو سنا ہے کہ مسجد میں نماز کا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے، اور سنتیں گھر پر پڑھنا افضل ہے۔ آپ کے خیال میں تو نماز گھر پر پڑھنا گناہِ کبیرہ ہی ہوا، اور میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ نیک اور فرض کام کرنے پر کیسے گناہِ کبیرہ ہو جائے گا، اس لحاظ سے تو ہمارا مذہب بھی عیسائیوں کی طرح کا ہوگیا کہ صرف گرجا میں ہی عبادت ہوسکتی ہے، جبکہ ہمارے مذہب میں نماز ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے۔

ج……ترکِ جماعت کی عادت گناہِ کبیرہ ہے، آپ نے اس پر دو شبہے ذکر کئے ہیں، پہلا شبہ یہ کہ نماز پڑھنا تو عبادت ہے، عبادت کرنا گناہِ کبیرہ کیسے ہوگیا؟ اس شبہ کا حل یہ ہے کہ گھر پر نماز پڑھنا بذاتِ خود تو گناہِ کبیرہ نہیں، لیکن مسجد میں جماعت کی نماز میں شامل نہ ہونے کی عادت بنالینا گناہِ کبیرہ ہے، جماعت میں شریک ہونا بعض ائمہ کے نزدیک فرض، بعض کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک ایسی سنتِ مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے، اور احادیث شریفہ میں اس کی بہت ہی تاکید آئی ہے، اور اس کے ترک پر بہت سی وعیدیں آئی ہیں، اس کے لئے میں نے حضرتِ شیخ کے رسالہ ''فضائلِ نماز'' کا حوالہ دیا تھا کہ آپ اس میں پوری تفصیل ملاحظہ فرمالیں گے، مختصراً چند احادیث میں بھی لکھ دیتا ہوں۔

حدیث ۱:……''میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کی اذان کا حکم دوں، پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ امامت کرے، اور خود ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے، پس ان پر ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔''

(مشکوٰۃ ص:۹۵، بحوالہ بخاری و مسلم)

حدیث ۲:……''جس نے مؤذّن کی اذان سنی، اس کو مسجد میں آنے سے کوئی عذر، خوف یا مرض مانع نہیں تھا، اس کے باوجود وہ نہیں آیا تو اس نے جو نماز گھر پر پڑھی وہ قبول نہیں کی جائے گی۔''

(مشکوٰۃ ص:۹۶، بحوالہ ابوداؤد، دارقطنی)

حدیث ۳:……''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ جو لوگ عشاء کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے، ان کے گھروں کو جلاڈالیں۔'' (مشکوٰۃ ص:۹۷، بحوالہ مسندِ احمد)

حدیث ۴:……''جس شخص نے اذان سنی، پھر بغیر عذر کے مسجد میں نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں۔'' (مشکوٰۃ ص:۹۷ بحوالہ دارقطنی)

ان احادیث میں ترکِ جماعت پر جس غیظ و غضب کا اظہار فرمایا گیا ہے اس

سے صاف واضح ہے کہ یہ فعل گناہِ کبیرہ ہے۔

آپ کا دُوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر فرض نماز کے لئے مسجد میں آنا ضروری ہے تو ہمارا مذہب بھی عیسائی مذہب کی طرح ہوا کہ صرف گرجا ہی میں عبادت ہوسکتی ہے، اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ پہلی اُمتوں کی عبادت صرف ان کی عبادت گاہوں میں ہوسکتی تھی، اور اگر کوئی شخص کسی معذوری کی بنا پر عبادت گاہ میں حاضر نہیں ہوسکتا تھا تو اس کو عبادت کے مؤخر کرنے کا حکم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف عطا فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رُوئے زمین کو مسجد (سجدہ گاہ) بنادیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے جس فرد کو جہاں نماز کا وقت ہوجائے وہاں نماز پڑھ سکتا ہے، مسجد میں نہ پہنچ سکنے کی بنا پر اس کو نماز کے مؤخر کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کوئی عذر مانع نہیں تو مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں! نوافل گھروں میں ادا کرنے کا حکم ہے اور سننِ مؤکدہ کے بارے میں اصل حکم تو یہی ہے کہ ان کو گھر پر ادا کیا جائے، بشرطیکہ گھر پر اطمینان اور سکون و دِل جمعی کے ساتھ ادا کرسکے، ورنہ سننِ مؤکدہ کا بھی مسجد ہی میں ادا کرنا افضل ہے۔

## اگر نماز باجماعت سے رہ جائے تو کیا کرے؟

س…… اگر کسی وجہ سے نماز باجماعت ادا نہ ہوسکے یا مجبوری سے جماعت چھوٹ گئی ہو تو کیا نماز انفرادی طور پر گھر میں ادا کی جائے یا مسجد میں؟ دونوں میں سے کس کو ترجیح دی جائے؟ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ گھر کے بجائے مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اور دُوسری طرف یہ بھی واضح ہے کہ تارکِ جماعت گناہگار ہے، اور اس کا یہ عمل یعنی جماعت چھوٹ جانا گناہ کے زُمرے میں آتا ہے، اور پھر مسجد میں جاکر اس کا اظہار کرنا کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا ہے، جبکہ کسی گناہ یا عیب کے چھپانے کا بھی حکم ہے؟

ج…… جماعت کو قصداً چھوڑ دینا گناہ ہے، کسی واقعی عذر کی وجہ سے اگر جماعت رہ گئی تو ترکِ جماعت کا گناہ نہیں ہوگا، بہتر یہ ہے کہ اگر کسی اور مسجد میں جماعت مل جانے کی توقع ہو تو وہاں چلا جائے، یا اپنے گھر پر جماعت کرالے، ورنہ مسجد میں تنہا پڑھ لے۔

# امام کے مسائل

## اہل کے ہوتے ہوئے غیر اہل کو امام بنانا

س…… زید و عمر دونوں ایک مسجد میں رہتے ہیں، زید امام مقرّر ہے جو عالم، حافظ، قاری ہے۔ لیکن خوشامد یا ڈر کی وجہ سے عمر کو نماز کے لئے کھڑا کر دیتا ہے، جو نہ حافظ ہے، نہ قاری اور نہ مولوی ہے، اور قرآن پاک بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا، تو کیا زید کے ہوتے ہوئے عمر کی اقتدا میں سب کی نماز دُرست ہو جائے گی یا نہیں؟

ج……اس مسئلے میں دو باتیں قابلِ غور ہیں، اوّل یہ کہ زید جب امام مقرّر ہے تو عمر کو امامت نہیں کرنی چاہئے، اگر زید کی اجازت کے بغیر امامت کرتا ہے تو پھر تو مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر زید کی اجازت سے پڑھاتا ہے پھر بھی خلافِ اَوْلیٰ ہے، کیونکہ وہ زید سے کم تر ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ زید عالم، حافظ و قاری ہے، اس کے برعکس عمر قرأت صحیح نہیں پڑھتا، حافظ، عالم، قاری بھی نہیں ہے، ایسی صورت میں دو حالتیں ہیں کہ عمر کی قرأت مخارجِ حروف اور صفاتِ ذاتیہ کی ادائیگی کے ساتھ ہے یا نہیں؟ نمبر۱:- اگر مخارجِ حروف اور صفاتِ ذاتیہ کو ادا نہیں کرتا تو نماز صحیح نہیں ہوگی، اور نمبر۲:- اگر مخارج و صفاتِ ذاتیہ کو ادا کرتا ہے لیکن صفاتِ محسنہ ممیّزہ سے بے خبر ہے، تو ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی، لیکن زید کے مقابلے میں اس کی امامت خلافِ افضل اور مکروہِ تنزیہی ہے۔ رہا یہ کہ قرأت صحیح پڑھتا ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ مستند قراء کر سکتے ہیں، عامۃ الناس نہیں کر سکتے، اس لئے زید اگر اس مسئلے میں نرمی کرتا ہے تو عمر کی قرأت کسی دُوسرے مستند قاری جس پر اعتماد ہو سنا کر فیصلہ لے لیں۔

## اِعراب کی غلطی کرنے والے امام کی اقتدا میں نماز

س……اگر قرأت میں امام صاحب کوئی اِعرابی غلطی کریں اور متواتر غلطی کرتے رہیں، کیا

نماز صحیح ہوجائے گی یا نہیں؟

ج...... جس اِعرابی غلطی سے قرآن کے معنی میں تبدیلی آجائے اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر ایسی تبدیلی نہ آئے تو نماز دُرست ہوجائے گی۔

## جو پرہیزگار نہ امامت کرے، نہ اقتدا کرے وہ گناہگار ہے

س...... اگر کسی محلّہ یا گاؤں میں مسجد کا پیش امام کسی وجہ سے نماز پڑھانے نہیں آسکا اور اس کی جگہ کوئی بزرگ نماز پڑھادیں، اور پورے گاؤں میں ایک ہی آدمی ایسا ہو جو خود بھی متقی اور پرہیزگار ہو اور وہ نہ خود امامت کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، تو شرعی نقطہ نگاہ سے وہ آدمی اسلام میں کیسا ہے؟

ج...... وہ شخص گناہگار ہے۔

## پابندِ شرع لیکن قرأت میں غلطیاں کرنے والے کی امامت

س...... کیا ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہے جو بالکل صحیح طور پر شریعت کا پابند ہو مگر وہ نماز کے دوران قرأت کی غلطیاں کرتا ہو۔

ج...... قرأت کی بعض غلطیاں ایسی ہیں کہ ان سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔

## غلط قرأت کرنے والے امام کی اقتدا

س...... ہمارے گاؤں کی مسجد کے امام صاحب و خطیب جو گزشتہ بارہ سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، جن کی دینی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ نماز میں دورانِ قرأت ایسی غلطیاں کرتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ مثلاً: دورانِ قرأت زیر کی جگہ زبر، زبر کی جگہ زیر، اور زیر و زیر کی جگہ پیش واؤ کا زائد استعمال یا حروف واؤ چھوڑ جانا، شدومد کا خیال نہ کرنا، کھڑی زبر کی جگہ صرف زبر کا پڑھنا یا تاکید لام کی جگہ منفی لام پڑھنا، وغیرہ وغیرہ، گزشتہ پانچ سال کے دوران میں نے کئی مرتبہ امام صاحب کو ایسی غلطیوں کی نشاندہی کرائی، لیکن وہ باز نہ آئے، اور بدستور اللہ کے کلام کے ساتھ مذاق اُڑاتے رہے ہیں، بالآخر میں نے مجبور ہوکر ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی اور گاؤں کے سینکڑوں لوگ ان کی

اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں، اور گاؤں کے چند بااثر افراد مولوی صاحب کی حمایت کرتے ہیں، اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم اَن پڑھ لوگ ہیں، ہماری نماز ہوجاتی ہے، حالانکہ بندہ ناچیز اس سے قبل کئی مفتیانِ عظام سے فتاویٰ حاصل کرچکا ہے، لیکن وہ لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

ج...... ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، امام کو تبدیل کردیا جائے اور کسی صحیح پڑھنے والے کو امام مقرّر کیا جائے، ورنہ سب کی نمازیں غارت ہوتی رہیں گی۔

## داڑھی منڈے صاحبِ علم کے ہوتے ہوئے کم علم باریش کی امامت

س...... پوری مسجد میں تمام لوگ جن میں صاحبِ علم بھی ہیں، سب داڑھی منڈے ہیں، علاوہ ایک آدمی کے، اب ایسی صورت میں اقامت اور امامت کس ترتیب سے ہو، جبکہ باریش شخص کم علم ہے؟

ج...... اگر باریش آدمی نماز پڑھا سکتے ہیں اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہیں، تو نماز انہی کو پڑھانی چاہئے، اقامت بھی وہ خود ہی کہہ لیا کریں، داڑھی منڈے اہلِ علم نہیں، اہلِ جہل ہیں! بقول سعدیؒ:

''علمے کہ راہ حق نہ نماید، جہالت است!''

## بہ مجبوری بغیر داڑھی والے کے پیچھے نماز اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے

س...... نماز کا اہتمام ایک بزرگ ٹیچر کی زیرِ نگرانی کیا جاتا ہے، جو کہ باریش ہیں، پورے اسکول میں ان کے علاوہ اور کوئی باریش ٹیچر موجود نہیں، یہی امامت فرماتے ہیں، لیکن جس دن وہ نہیں آتے کوئی دُوسرا ٹیچر جس کی داڑھی نہیں ہوتی امامت فرماتا ہے، بغیر داڑھی والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج...... مکروہِ تحریمی ہے، لیکن اگر پوری جماعت میں کوئی بھی باشرع آدمی نہیں، تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

## چھوٹی چھوٹی داڑھی کے ساتھ امامت

س...... مسئلہ یہ ہے کہ جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں بسا اوقات جب نماز کا وقت ہوتا ہے ہم

پانچ چھ ساتھی ہوتے ہیں، کوئی بھی باشرع نہیں ہوتا، میری چھوٹی چھوٹی داڑھی ہے اور قرأت بھی ٹھیک ہے، نماز کے مسائل سے بھی واقف ہوں، ساتھی مجھے نماز پڑھانے کو کہتے ہیں تو جماعت کر لیتے ہیں، لیکن جب بھی ایک پوری داڑھی والا ہو تو میں اسے امامت پر مجبور کرتا ہوں، آپ یہ بتائیں کہ ایسی صورت میں جبکہ مقتدیوں کی صف میں کوئی بھی پوری داڑھی والا نہ ہو، میں نماز پڑھا سکتا ہوں کہ نہیں؟

ج...... آپ کو اگر نماز پڑھانے کا موقع ملتا ہے تو آپ کو پوری داڑھی رکھنی چاہئے، آپ کو صحیح امامت کا ثواب ملے گا، اور مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب بھی ہوگا، موجودہ صورت میں آپ کی امامت مکروہ ہے، گو تنہا پڑھنے کے بجائے اس طرح جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

## پنج وقتہ نمازوں کی اُجرت لینے والے کی اقتدا

س...... میرے کزن کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پانچ وقت کا نمازی ہے اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے، لیکن آج کل سوائے چند ایک مولوی کے سب باقاعدہ اُجرت لیتے ہیں، ان کے محلے کے امام بھی اُجرت، تنخواہ کی صورت میں لیتے ہیں، اور تراویح کی اُجرت پہلے سے طے کرتے ہیں، اسے ایک مسجد کا علم ہے جہاں کے امام کچھ نہیں مانگتے، ہاں! اگر کوئی خوشی سے دے تو لے لیتے ہیں، لیکن وہ مسجد بہت دُور دُوسرے علاقے میں ہے، وہ سروس بھی کرتا ہے، اس لئے وہ وہاں جاکر نماز ادا نہیں کرسکتا، اب آپ بتائیں کہ اسے شریعت کی رُو سے نمازِ تراویح کہاں پڑھنی چاہئے، اپنے محلے کی مسجد میں یا گھر میں؟

ج...... تراویح کی اُجرت جائز نہیں، اس کے بجائے الم ترکیف کے ساتھ تراویح پڑھی جائے، پنج گانہ نماز کی امامت کی اُجرت کو متأخرین نے جائز رکھا ہے، اس لئے جماعت ترک نہ کی جائے، اور اپنی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔

## امام کی اجازت کے بغیر امامت کروانا

س...... ایک شخص نے تیرہ سال امام کے فرائض سرانجام دیئے، اور بعد میں اس نے امامت سے استعفیٰ دے دیا اور محلّہ والوں نے اور امام مقرّر کیا، کچھ عرصے کے بعد اس نے بھی استعفیٰ

دے دیا اور پھر محلّہ والوں نے ایک امام مقرّر کیا، اور اب پہلا امام جس نے تیرہ سال امامت کی وہ آ کر موجودہ امام کی موجودگی میں بلا اجازت مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… اب جبکہ وہ امام نہیں، تو امام کی اجازت کے بغیر اس کا نماز پڑھانا جائز نہیں۔

## کیا امام صرف عورتوں اور بچوں کی امامت کر سکتا ہے؟

س…… کیا امام صرف عورتوں اور بچوں کی امامت کرا سکتا ہے؟ امام کے علاوہ کوئی بالغ مرد نہیں۔

ج…… اگر بالغ مرد نہ ہوں تو بچوں اور عورتوں کے ساتھ بھی جماعت ہو سکتی ہے، امام کے پیچھے بچوں کی صف ہونی چاہئے، ان کے بعد عورتوں کی۔ اور اگر بچہ ایک ہو تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو جائے اور عورت خواہ ایک ہو، وہ پچھلی صف میں کھڑی ہو۔

## کیا ایک امام دو مسجدوں میں امامت کر سکتا ہے؟

س…… ہمارے ایک دیہات میں دو مسجدیں کچھ فاصلے پر موجود ہیں، اور دونوں مسجدوں میں کافی نمازی ہوتے ہیں، لیکن اس پوری بستی کے اندر امام بننے کے لائق صرف اور صرف ایک آدمی ہے، کیا ایک ہی نماز مختلف اوقات میں دونوں مسجدوں میں وہی ایک امام نماز پڑھا سکتا ہے؟ کوئی گنجائش شریعت میں موجود ہے یا نہیں؟

ج…… ایک شخص دو مرتبہ امامت نہیں کرا سکتا، کیونکہ اس کی پہلی نماز فرض ہوگی اور دُوسری نفل، فرض پڑھنے والوں کی اقتدا نفل والے کے پیچھے صحیح نہیں۔

## اگر صرف ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہو تو عورت کہاں کھڑی ہو؟

س…… تین افراد جن میں ایک عورت شامل ہے، با جماعت نماز ادا کرنا چاہتے ہیں، ایک مرد تو امام بنا دیا جائے تو پیچھے ایک مرد رہ جاتا ہے، اب عورت کو پیچھے والے مقتدی کی کس جانب اور کتنے فاصلے سے اور کس طرح کھڑا ہونا ہوگا کہ تینوں با جماعت نماز ادا کر سکیں؟

ج…… جو مرد مقتدی ہے وہ امام کی داہنی جانب (ذرا سا پیچھے ہٹ کر) برابر کھڑا ہو جائے، عورت پچھلی صف میں اکیلی کھڑی ہو۔

## امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

س……آج کل تقریباً سبھی مسجدوں میں امام صاحب کے مصلے کے لئے محراب بنائے جاتے ہیں، امام صاحب کا مصلیٰ محراب میں کہاں ہونا چاہئے؟

ج……مسجد کی محراب تو قبلہ کی شناخت کے لئے ہوتی ہے، امام کا مصلیٰ محراب سے ذرا باہر ہونا چاہئے تاکہ امام جب کھڑا ہو تو اس کے پاؤں محراب سے باہر ہوں، امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

## امام اُوپر والی منزل سے بھی امامت کرسکتا ہے

س……اگر مسجد میں ایک سے زائد منزل ہوں تو کیا امام اُوپر والی منزل سے امامت کرسکتے ہیں یا نچلی منزل میں امامت کرنا ہی ضروری ہے؟

ج……اُوپر کی منزل میں بھی امامت کرسکتے ہیں، لیکن بہتر، مناسب اور متوارث یہ ہے کہ امام نچلی منزل میں رہے۔

## ایئر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتدا

س……اگر مسجد میں ایئر کنڈیشنڈ نصب کردیا جائے اور مسجد کی صورتِ حال کچھ اس طرح ہے کہ جب مسجد بھر جاتی ہے تو لوگ برآمدے میں نماز ادا کرتے ہیں، اور ایئر کنڈیشنر کے لئے ضروری ہے کہ مسجد کے دروازے بند رکھے جائیں، نیز اگر یہ صورتِ حال ہو کہ مسجد کے دروازے شیشے کے رکھے جائیں جس سے اندر کے نمازی دکھائی دیں تو کیسا رہے گا؟

ج……اگر دروازے بند ہوں لیکن باہر والوں کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے تو اقتدا دُرست ہے، اسی طرح اگر دروازے شیشے کے لگادیئے جائیں تو بھی اقتدا دُرست ہے، جب امام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہنچ سکے۔

## اذان اور تکبیر کہنے والے کی امامت دُرست ہے

س……جو شخص اذان و تکبیر کہے اگر وہی جماعت کرادے تو آیا نماز دُرست ہے کہ نہیں؟

ج……دُرست ہے!

## پندرہ سالہ لڑکے کی امامت

س...... میری عمر ساڑھے پندرہ سال ہے، (میری قرأت، مشق، تجوید اچھی ہے)، امام صاحب کی غیر موجودگی میں ایک صاحب قرأت بالکل غلط کرتے ہوئے نماز پڑھاتے ہیں، میں اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا تاکہ آیا میرے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

ج...... یہاں دو مسئلے ہیں:

ا:...... پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ ہے، اور اس کی امامت صحیح ہے، خواہ اس کی داڑھی نہ آئی ہو۔

۲:...... ایک ایسے شخص کی موجودگی میں، جو قرأت صحیح کرسکتا ہے، کوئی ایسا شخص نماز پڑھائے جو بالکل غلط قرأت کرتا ہے تو پوری جماعت میں کسی کی نماز بھی نہیں ہوگی۔

اس لئے آپ کو نماز پڑھانی چاہئے، اور آپ کی موجودگی میں غلط پڑھنے والا امام بنے گا تو سب کی نماز غارت ہوگی۔

## بالغ آدمی کی اگر داڑھی نہ نکلی ہو تو بھی اس کی امامت صحیح ہے

س......امامت کے لئے ایک مشت داڑھی ضروری ہے، لیکن جس شخص کی قدرتی داڑھی نہ ہو، اس کی امامت کیسی ہے؟ یا اگر بالغ ہے لیکن داڑھی ابھی تک نہیں آئی اس کی کیا صورت ہے؟

ج...... اگر عمر کے لحاظ سے بالغ ہے اور ابھی داڑھی نہیں نکلی، اس کی امامت صحیح ہے، اسی طرح جس شخص کی قدرتی داڑھی نہ ہو اس کی امامت بھی صحیح ہے۔

## غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا

س...... مقلد کی غیر مقلد کے پیچھے اقتدا ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا پھر رفع یدین بھی کرنا ہوگا یا نہیں؟

ج...... غیر مقلد اگر خوش عقیدہ ہو، یعنی ائمہ سلف کو بُرا بھلا نہ کہتا ہو اور مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت کرتا ہو، تو نماز اس کے پیچھے جائز ہے، رفع یدین میں مقلد اپنے امام کے مسلک کے مطابق عمل کرے۔

## شیعہ امام کی اقتدا میں نماز

س......اگر شیعہ امام ہو اور پیچھے مقتدی سنی ہوں، تو کیا سنی کی نماز ہوجائے گی؟

ج......شیعہ امامیہ کے عقائد کفریہ ہیں، اس لئے شیعہ امام کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔

## گناہوں سے توبہ کرنے والے کی امامت

س......عبداللہ ماضی میں کبیرہ گناہوں کا مرتکب رہا، اب توبہ کرکے نمازی بن گیا ہے، نماز کے مسائل بھی سیکھے ہیں، تبلیغی جماعت میں وقت بھی لگایا ہے، لوگ اس کے ماضی کو نہیں جانتے، اس کو نیک سمجھتے ہیں، اگر لوگ فرض نماز کی امامت کے لئے اس کو کہیں تو کیا وہ امامت کرادیا کرے یا نہیں؟

ج......توبہ کے بعد امامت کراسکتا ہے، کیونکہ توبہ کی صورت میں پچھلے تمام گناہ ایسے معاف ہوجاتے ہیں جیسے کئے ہی نہیں گئے تھے۔

## میّت کو غسل دینے والے کی اقتدا

س...... غاسل المیت کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جو کہ اَحکاماتِ شریعت کو بھی نظرانداز کردیتا ہے؟

ج......میّت کو غسل دینا تو عبادت ہے، اگر اور کوئی وجہ نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز بلاشبہ جائز ہے۔

## نابینا عالم کی اقتدا میں نماز صحیح ہے

س......آنکھوں سے معذور (اندھے) امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، حالانکہ ہمارے امام صاحب ایک بڑے عالم ہیں، لیکن آنکھوں سے معذور ہیں، تو کیا میں ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں، اور اگر نہیں تو کیا صرف جمعہ کی نماز پڑھ سکتا ہوں؟

ج...... نابینا امام کے پیچھے نماز اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ وہ پاکی پلیدی میں احتیاط نہ کرسکتا ہو، ورنہ بلاکراہت صحیح ہے، جمعہ کا اور پنج گانہ نمازوں کا ایک ہی حکم ہے۔

## معذور امام کی اقتدا کرنا

س......اگر کوئی امام صاحب عمر کے تقاضے کی وجہ سے بوجہ مجبوری (معذوری) دو سجدوں کے


فہرست

درمیان جلسہ میں سیدھا نہیں بیٹھ سکتے جس میں ترکِ واجب لازم آتا ہو، نیز قعدہ میں اسی عذر کی بنا پر اپنے دونوں پیروں کو بچھا کر بیٹھ جاتے ہوں تو ان کے پیچھے اقتدا کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ کیا دُوسرے قابل عالم اور قاری کے ہوتے ہوئے ان کی اقتدا صحیح ہوگی؟ جبکہ مذکورہ امام صاحب عرصہ ۲۵، ۳۰ سال سے کسی مسجد میں امام ہوں، مقتدیوں کی بڑی تعداد امام صاحب کے پرانے ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز ادا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں کرتی، ماسوائے چند اہلِ علم حضرات کے، کیا اس صورتِ حال کی ذمہ داری مسجد کی انتظامیہ پر بھی عائد ہوتی ہے؟

ج…… جبکہ وہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھ نہیں سکتے، ان کے بجائے کسی اور کو امام مقرّر کرنا ضروری ہے، ورنہ سب کی نمازیں غارت ہوں گی، امام صاحب اگر پرانے ہیں تو اہلِ محلّہ کو چاہئے کہ ان کی خدمت و اعانت کرتے رہیں۔

## مسافر امام کی اقتدا

س…… نمازِ قصر کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ چند دن پہلے ایک صاحب ہمارے پاس ایک رات کے لئے آئے، عشاء کی نماز میں ہم نے انہیں امام بنایا کہ آپ ہمارے امام بنیں، سو انہوں نے نماز پڑھانے سے پہلے مطلع کیا کہ چونکہ میں مسافر ہوں اس لئے دو رکعات فرض پڑھوں گا اور آپ کو بھی پڑھاؤں گا، باقی کی دو رکعات بجائے آپ سلام پھیرنے کے مزید آگے بذاتِ خود پڑھیں، اس کے بعد امام صاحب نے باقی سنتیں، وتر، نفل پورے پڑھے، جاننا یہ چاہتا ہوں کہ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج…… امام اگر مسافر ہو تو وہ نماز قصر پڑھے گا، اور اس کے پیچھے جو لوگ مقیم ہیں وہ اپنی باقی دو رکعتیں پوری کرلیں گے، ان صاحب نے صحیح مسئلہ بتایا۔ اور اگر امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر ہو تو وہ امام کے ساتھ پوری نماز پڑھے گا، لیکن چار رکعت قضا والی نماز میں مسافر کا مقیم کی اقتدا کرنا صحیح نہیں۔

## غیر شادی شدہ امام کی اقتدا

س…… غیر شادی شدہ کے پیچھے نماز پڑھنا دُرست ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کس صورت

میں؟ اور اگر نہیں دُرست تو کس صورت میں؟ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ غیرشادی شدہ کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی، اور ایسے کو امام مقرّر کرنا دُرست نہیں۔

ج...... غیرشادی شدہ اگر نیک پارسا ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، اور اس کو امام مقرّر کرنا بھی صحیح ہے۔

## حجام کی امامت کہاں تک دُرست ہے؟

س...... ایک آدمی حجام کا کاروبار کرتا ہے، وہ آدمی نماز کی نیت کرتا ہے، مسجد میں جاتا ہے، اتفاق سے پیش امام نہیں آتا اور مقتدیوں کے کہنے سے وہ نماز پڑھاتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟

ج...... اگر وہ شرع کا پابند ہے، قرآنِ کریم پڑھنا جانتا ہے اور نماز کے مسائل سے واقف ہے، تو اس کی امامت صحیح ہے۔ کسی حلال پیشے کو ذلیل سمجھنا جاہلی تکبر ہے، اسلام اس کی تعلیم نہیں دیتا۔ البتہ اگر وہ لوگوں کی داڑھیاں مونڈتا ہے یا خلافِ شرع بال بناتا ہے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

## سجدہ میں پاؤں کی اُنگلیاں نہ موڑنے والے کی اقتدا میں نماز

س...... ہماری مسجد کے امام صاحب کی سجدے میں پاؤں کی ایک اُنگلی بھی نہیں مڑتی، جس سے شریعت کے مطابق سجدہ نہ ہوا، اور سجدہ نہ ہونے سے نماز نہ ہوئی، میں نے اس بارے میں امام صاحب کو متوجہ کیا مگر اس پر عمل نہ ہوا، مسجد کے چیئرمین کو لکھا، مگر انہوں نے بھی اس کا کوئی حل نہ لکھا، اب آپ بتائیں کہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں سے اتنی دیر کی چھٹی نہیں ملتی کہ محلے سے باہر کی مسجد میں جاکر نماز ادا کروں؟

ج...... اگر سجدے میں اُنگلیاں نہ مڑسکیں مگر زمین کو لگی رہی تو سجدہ صحیح ہے، اور امام صاحب کی امامت بھی صحیح ہے۔

## سر اور داڑھی کو خضاب لگانے والے کی امامت

س...... ہم جس دفتر میں کام کرتے ہیں اس میں ہم نے ایک جگہ نماز ادا کرنے کے لئے

مخصوص کرلی ہے، جہاں پر آفس کے اوقات میں ظہر اور عصر کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے، جو حافظ صاحب اس کی امامت فرماتے ہیں وہ یہاں اس ادارے میں ملازم ہیں، لیکن واضح رہے کہ امامت کے سلسلے میں وہ کوئی معاوضہ نہیں لیتے۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ اب کچھ دنوں سے انہوں نے اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو خضاب سے رنگنا شروع کردیا ہے، جس کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی، لہٰذا آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ آیا حنفی فقہ کے تحت ان کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے؟ اور جو لوگ ان کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

ج…… جو امام سیاہ خضاب لگاتا ہو، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

## اُستاذ کی بددُعا والے شاگرد کی امامت

س…… ایک امامِ مسجد نے اپنے شاگرد کو کسی ذاتی تنازع کی بنا پر (زمین کا تنازع) بددُعا دی، اور چند دن بعد پیش امام کا انتقال ہوگیا، اور شاگرد اسی مسجد میں پیش امام بن جاتے ہیں، اب مقتدیوں میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس (موجودہ امام) کو اُستاذ کی بددُعا ہے، اس لئے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی، جبکہ دُوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نماز ہوسکتی ہے، جبکہ اس گاؤں میں دُوسرا کوئی شخص نماز پڑھانے کے لائق اور قابل ہی نہیں ہے۔

ج…… اُستاذ کی بددُعا اگر بے وجہ تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے، اور اگر معقول وجہ کی بنا پر تھی تو شاگرد کو اُستاذ کے لئے بلندیٔ درجات کی دُعا کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔

## حدیث کے مقابلے میں ڈھٹائی کرکے داڑھی کتروانے والا امام سخت ترین مجرم ہے

س…… ہمارے یہاں مسجد میں ایک پیش امام ہیں، ان کی داڑھی تقریباً ایک اِنچ تھی، ان سے کسی نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ داڑھی بڑھاؤ، تو انہوں نے کہا کہ میں تو اور کٹاؤں گا۔ چنانچہ چند روز بعد انہوں نے اور کترائی آدھا اِنچ رہ گئی، جب ان سے کہا گیا کہ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بس بال برابر کئے ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ حدیث

میں کہیں بھی ایک مشت داڑھی رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ یہ بات ان کی کس حد تک دُرست ہے؟ نیز ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج…… امام ابو یوسفؒ نے ایک بار حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی، کدّو مرغوب تھا، مجلس میں ایک شخص نے حدیث سن کر کہا کہ: مجھے تو مرغوب نہیں! حضرتِ امامؒ نے حکم فرمایا کہ: اسے قتل کردو! یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے معارضہ کرتا ہے، اس نے توبہ کی۔ یہ واقعہ آپ کے پیش امام پر صادق آتا ہے، ابو یوسفؒ کی مجلس میں پیش امام آیا ہوتا تو وہ اس پیش امام کے قتل کا فتویٰ دیتے، اس لئے نہیں کہ یہ داڑھی کٹاتا ہے، بلکہ اس لئے کہ یہ فرمانِ نبویؐ کا معارضہ کرتا ہے۔

رہا اس کا یہ کہنا کہ حدیث میں کہیں بھی ایک مشت داڑھی رکھنے کا حکم نہیں آیا، اس سے پوچھئے کہ داڑھی کٹانے کا حکم کس حدیث میں آیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بڑھانے ہی کا حکم دیا ہے، البتہ بعض صحابہؓ سے ایک مشت سے زائد کا کاٹنا ثابت ہے، اس سے تمام فقہائے اُمت نے ایک مشت سے زائد کے کاٹنے کو جائز اور اس سے کم کے کاٹنے کو حرام فرمایا ہے۔ بہرحال اپنے امام صاحب سے کہئے کہ اپنے اس گستاخانہ کلمہ سے توبہ کریں اور اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ اگر اس پر بھی بات ان کی عقل میں نہ آئے تو اس کو امامت سے معزول کردیا جائے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے۔

## ٹخنے ڈھانکنے والے کی امامت صحیح نہیں

س…… ایسے امام کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا عادی ہو؟

ج…… شلوار، پاجامہ آدھی پنڈلی تک رکھنا سنتِ نبوی ہے، ٹخنوں تک رکھنے کی اجازت ہے، اور ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے، اور نماز میں یہ فعل اور بھی بُرا ہے، جو امام شلوار، پاجامہ ٹخنوں سے نیچا رکھنے کا عادی ہو، اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو اس کو امامت سے ہٹادینا ضروری ہے۔

## فاسق کی اقتدا میں نماز ادا کرنا مکروہِ تحریمی ہے

س…… کیا فاسق کی اقتدا میں نماز ادا کرنا جائز ہے؟

ج…… فاسق کی اقتدا میں ادا کی گئی نماز مکروہِ تحریمی ہے، قاعدے کے لحاظ سے تو واجب الاعادہ ہونی چاہئے، مگر بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

## جس کے گھر والے بے پردہ ہوں اس کے پیچھے نماز

س…… منظور کی داڑھی کٹی ہوئی ہے، لیکن اس کے گھر میں شرعی پردہ ہے، حکیم متقی ہے، لیکن اس کے گھر میں پردہ نہیں ہے، ان دونوں میں سے امامت کے لائق کون ہے؟

ج…… داڑھی کٹے کے پیچھے نماز جائز نہیں، اور جو شخص گھر والوں کو بے پردگی سے منع نہیں کرتا اور اس کی رضا سے بے پردگی ہوتی ہے، تو اس کی امامت بھی جائز نہیں۔

## بینک کے ملازم کی امامت مکروہِ تحریمی ہے

س…… اگر پیش امام بینک میں ملازم ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے (خاص کر اس کی ڈیوٹی سودی لین دین ہو) اور تنخواہ حرام ہے یا حلال؟

ج…… بینک کی ملازمت جائز نہیں، اور ایسے امام کی امامت مکروہِ تحریمی ہے، بینک کی تنخواہ چونکہ سود سے ملتی ہے، اس لئے وہ بھی حلال نہیں۔

## بددیانت درزی اور ناحق زکوٰۃ لینے والے کی امامت

س…… ایک صاحب مال دار (صاحبِ نصاب) ہیں، وہ بجائے زکوٰۃ دینے کے زکوٰۃ لیتے ہیں، اور امامت کرتے ہیں۔ ایک صاحب بہت جھوٹ بولتے ہیں اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ایک صاحب درزی ہیں یا کشن میکر ہیں، اور ضرورت سے زیادہ کپڑا لیتے ہیں، یعنی جتنا لیتے ہیں اتنا لگاتے نہیں، بچا لیتے ہیں، بعض صورت میں نئے کی جگہ پرانا مال اندر لگا دیتے ہیں اور نیا بچا لیتے ہیں، اور امامت بھی کراتے ہیں، کیا ایسے اماموں کے پیچھے نماز دُرست ہے؟

ج…… مال دار (جس پر زکوٰۃ واجب ہے) کا زکوٰۃ لینا، جھوٹ بولنا اور درزی کا کپڑا چھپانا اور خیانت کرنا یہ سب گناہ ہیں، اور ان کا مرتکب فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہِ تحریمی ہے، کیونکہ عہدۂ امامت عزّت واحترام کا منصب ہے، جس کا وہ فاسق اہل نہیں، اس لئے

ایسے شخص کی اقتدا میں نماز جائز نہیں، بلکہ مکروہِ تحریمی ہے۔

## فاسق امام اور اس کے حمایتی متولّی کا حکم

س…… جو امام پانچ وقت نماز پڑھائے، خطیب ہو، اور عیدین کی نماز بھی پڑھاتا ہو، اور داڑھی صرف سوا اِنچ کے قریب ہو، اور باوجود مقتدیوں کے اصرار کے پوری داڑھی نہ رکھتا ہو، اور یہ کہے کہ شادی کے بعد پوری داڑھی رکھوں گا، کیا ایسے امام کی امامت دُرست ہے؟ کیا نماز باجماعت ہوجاتی ہے؟ مسجد کے متولّی بضد ہیں کہ اسی کو امام رکھوں گا، یہ کم تنخواہ لیتا ہے۔

ج…… یہ امام، حرام اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، اس لائق نہیں کہ اس کو امام رکھا جائے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اہلِ محلّہ کا فرض ہے کہ اس کی جگہ کوئی اور امام رکھیں، اور اگر متولّی ایسے امام کے رکھنے پر بضد ہے تو وہ بھی معزول کئے جانے کے لائق ہے، لوگوں کی نمازیں غارت کرنے والے کو مسجد کا متولّی بنانا جائز نہیں۔

## گناہِ کبیرہ کرنے والے کی امامت

س…… ایک شخص نے گناہِ کبیرہ کیا اور لوگوں میں بدنام ہوگیا، کیا وہ شخص بحیثیت امام نماز پڑھا سکتا ہے؟ اگر وہ شخص بحیثیت مقتدی میرے برابر میں کھڑا ہو تو کیا میری اور باقی نمازیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟ جبکہ تمام نمازیوں کو اس بات کا علم ہے، کیا ہم اس سے دُعا سلام رکھ سکتے ہیں؟ کیا ہم کسی تقریب میں اکٹھے کھانا کھا سکتے ہیں؟ کیا بعد نمازِ عید گلے مل سکتے ہیں؟

ج…… گناہِ کبیرہ کا مرتکب اگر توبہ کرکے آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرلے تو اس کو امام بنانا جائز ہے، مسلمان خواہ کتنا ہی گناہگار ہو اس کے نماز میں شامل ہونے سے کسی کی نماز نہیں ٹوٹتی، اور اس کے ساتھ کھانا پینا بھی جائز ہے، کسی مسلمان کو ایسا ذلیل سمجھنا خود گناہِ کبیرہ ہے۔

## ولد الحرام اور بدعتی کی امامت

س…… بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج…… فاسق، مبتدع اور ولد الحرام کی امامت مکروہِ تحریمی ہے، بشرطیکہ بدعتی کی بدعت حدِ کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو، ورنہ اس کے پیچھے نماز ادا ہی نہیں ہوگی۔


فہرست

## مسجد میں تصویر کشی کرنے والے کی امامت

س...... مسجد کی تقریب میں امام کے حکم پر ان کا معاون تصویر کشی کرتا ہے، منع کرنے پر امام کا حوالہ دیتا ہے، بعدازاں امام صاحب دُوسرے دن قسم کھاکر انکار کرتے ہیں، کیا یہ فعل دُرست ہے اور ایسے امام کا کیا حکم ہے؟

ج...... تصویر بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوّث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے، اگر یہ حضرات اس سے اعلانیہ توبہ کا اعلان کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو ٹھیک، ورنہ ان حافظ صاحب کو امامت اور تدریس سے الگ کردیا جائے، ان کے پیچھے نماز ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔

## قاتل کی اقتدا میں نماز

س...... قاتل کے پیچھے چاہے وہ قید میں ہو یا آزاد ہو، نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں اکثر قاتل لوگ نماز پڑھاتے ہیں؟

ج...... قاتل کے پیچھے نماز جائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا ارشاد ہے: ”صلوا خلف کل بر وفاجر“ یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے، اگر قاتل نے اپنے گناہ سے توبہ کرلی ہو تو اس کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہے، ورنہ مکروہِ تحریمی ہے۔

## جھوٹ بولنے اور گالیاں دینے والے کے پیچھے نماز

س...... جس کمپنی میں ہم کام کرتے ہیں وہاں کی مسجد میں کسی پیش امام کا مستقل بندوبست نہیں ہے، ایک صاحب ہیں جو کہ ظہر کی نماز اکثر پڑھاتے ہیں، میں ان کو قریب سے جانتا ہوں، جھوٹ بولتے ہیں، ذرا سی بات پر ناراض ہوکر انتہائی غلیظ گالیاں بکتے ہیں۔ آپ سے صرف اتنی عرض ہے کہ کیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جو کہ غیبت کرتا ہو، گالیاں بکتا ہو اور جھوٹ بولتا ہو؟

ج...... ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے، مگر تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔

## سینماد یکھنے والے کی امامت

س...... جو شخص سینما میں جا کر فلم دیکھتا ہو، ٹیلی ویژن پر ناچ گانے بھی دیکھتا ہو، ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ پر گانے اور موسیقی بھی سنتا ہو، اور مسجد میں امامت بھی کرتا ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے، اس کو امام نہ بنایا جائے۔

## ٹی وی دیکھنے، گانا سننے والے کے پیچھے نماز

س...... جو مولوی، قاضی یا امام مسجد ٹی وی دیکھنے اور گانا سننے کا مشتاق ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... جو شخص ٹی وی دیکھتا اور گانے سنتا ہو وہ فاسق ہے، اس کو امامت سے ہٹادیا جائے، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

## شراب پینے والے کی اقتدا اور جماعت کا ترک کرنا

س...... میں نے ایک شخص کو شراب پیتے ہوئے بذاتِ خود دیکھا ہے، اور ایک دفعہ اتفاق سے اس شخص کو باجماعت نماز کی امامت کرتے ہوئے پایا، اس صورت میں اس کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کروں یا نماز الگ پڑھوں؟ باجماعت نماز کی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت ہے؟

ج...... ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، مگر تنہا پڑھنے سے بہتر ہے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے، کبھی اتفاقاً جماعت نہ مل سکے تو خیر، ورنہ جماعت چھوڑنے کی عادت بنالینا گناہِ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بہت وعیدیں فرمائی ہیں، اور اس کو منافقوں کی علامت فرمایا ہے۔ علامہ حلبیؒ شرح منیہ (ص:۵۰۹) میں لکھتے ہیں: ''اَحکام اس کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں، چنانچہ جو شخص بلاعذر جماعت چھوڑ دے، وہ لائقِ تعزیر ہے، اور اس کی شہادت مردُود ہے، اور اگر اس کے ہمسائے اس پر سکوت کریں تو وہ بھی گناہگار رہیں۔''

## رشوت خور کو امام بنانا دُرست نہیں

س…… اگر کوئی امامِ مسجد رشوت لیتا ہو تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

ج…… رشوت لینا گناہِ کبیرہ ہے، اس کا مرتکب فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہِ تحریمی ہے۔

## سود خور کی اقتدا میں نماز

س…… زید نے بینک سے بمع ساتھی سوسائٹی والوں کے ساتھ سود پر رقم لی، زید وقتاً فوقتاً نماز کے فرائض بھی انجام دیا کرتا ہے، زید نے پہلے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں سود میں ملوّث ہو چکا ہوں، جب مسجد والوں کو اس بات کا علم ہوا کہ زید نے بھی سود پر قرض لیا ہے، تو مسجد والوں نے زید کے بارے میں فتویٰ منگوایا، یہ فتویٰ زید کے خلاف گیا، جب یہ فتویٰ زید کو دِکھایا گیا تو زید نے کہا کہ: میں ایک ماہ پہلے ہی توبہ کر چکا ہوں۔ زید اپنے طور پر کہتا ہے، مگر کوئی گواہ نہیں، اور نہ ہی کسی کے سامنے توبہ کی، کسی سے کہتا ہے کہ میں ساری رقم ادا کر چکا ہوں، کسی سے کہتا ہے کہ دو ڈھائی ہزار روپیہ باقی ہے، جبکہ اب بھی سات آٹھ ہزار روپیہ سے زائد رقم زید کے ذمہ باقی ہے، جس کا سود ادا کر رہا ہے، جھوٹ بولنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

سوسائٹی والے زید کے ساتھیوں نے بتایا کہ زید سود پر قرضہ دِلانے والوں کا ڈائریکٹر ہے، بحیثیت ڈائریکٹر کے زید نے ہی اپنے ساتھیوں کو قرض لینے پر مائل کیا اور ان کا گواہ بنا، اور بینک والوں کو گارنٹی دی کہ ان لوگوں نے قرض ادا نہ کیا تو میں ادا کروں گا۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ: ''سود لینے والا، دینے والا، دستاویز لکھنے والا، گواہ بننے والا سب ایک ہی شمار کئے جائیں گے۔'' کیا ان کے لئے ایک ہی حکم ہے یا علیحدہ علیحدہ؟ اس صورت میں زید کے پیچھے نماز فرائض یا تراویح بلا کراہت جائز ہو سکتی ہے؟ کیا زید امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے؟ شرعی طور پر جو بھی حکم ہو بتایا جائے مہربانی ہوگی۔

ج…… زید اگر آئندہ کے لئے سودی کاروبار سے توبہ کرتا ہے اور اپنے گزشتہ فعل پر نادم ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، اور اگر وہ اپنی غلطی کا اقرار کر کے آئندہ کے لئے باز رہنے کا عہد نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔

## کیا امام سنتِ مؤکدہ پڑھے بغیر امامت کرواسکتا ہے؟

س......بعض اوقات امام صاحب دیر سے آتے ہیں اور جماعت کا وقت ہو جاتا ہے، جب ان سے جماعت کا کہتے ہیں تو پہلے سنت ادا کرتے ہیں پھر امامت کرتے ہیں، کیا امام کے لئے ضروری ہے کہ خواہ وقت ہو جائے وہ سنت نماز ضرور ادا کریں؟ کیا وہ بعد میں سنت ادا نہیں کر سکتے؟ ان دونوں مسائل کا جواب دیتے ہوئے پیشِ نظر رہے کہ ہم کارخانے کے کارکنان ہیں اس لئے ڈیوٹی کے وقت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔

ج......امام نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تب بھی وہ جماعت کرا سکتا ہے، امام صاحب کو چاہئے کہ سنتوں سے پہلے فارغ ہونے کا اہتمام کیا کریں اور اگر کبھی امام پہلے فارغ نہ ہو سکے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کو سنتوں کا موقع دے دیا کریں، لیکن اگر کارکنوں کی مشغولی کی وجہ سے وقت کم ہو تو امام فرض پڑھانے کے بعد سنت پڑھے۔

## اقامت کے وقت امام لوگوں کو سیدھا کر سکتا ہے

س...... ہمارے ہاں مسجد میں جب نماز پڑھنے سے پہلے اقامت تکبیر پڑھتے ہیں تو امام صاحب نمازیوں کو کہتے ہیں کہ آپ یہاں کھڑے ہوں اور آپ وہاں کھڑے ہوں، امام صاحب کو یہاں پر کیا حکم آیا ہے؟ کیا امام صاحب کو خاموش کھڑے رہنا چاہئے یا نمازیوں کو ہدایت دینا جائز ہے؟

ج......اگر نمازی آگے پیچھے ہوں یا صف میں جگہ خالی ہو تو امام کو ہدایت کرنی چاہئے۔

## امام اور مقتدی کی نماز میں فرق

س......مقتدی اور امام کی نماز میں خاص فرق کیا ہے؟ وہ کون کون سی عبادتیں ہیں جو آدمی اکیلا پڑھتا ہے اور اگر امام بن جائے تو نہ پڑھے؟

ج......اکیلے نماز اور امام کی نماز میں تو کوئی فرق نہیں، البتہ مقتدی، امام کے پیچھے قرأت نہیں کرے گا، باقی تمام ارکان اور دُعائیں پڑھے گا۔

## کیا امام مقتدیوں کی نیت کرے گا؟

س...... مقتدی حضرات باجماعت نماز میں یہ کہتے ہیں کہ پیچھے اس امام صاحب کے، لیکن امام صاحب جب مقتدیوں کے آگے مصلے پر ہوتے ہیں کیا ان کو بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ آگے ان مقتدیوں کے، اس بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

ج...... زبان سے کہنے کی ضرورت تو مقتدیوں کو بھی نہیں، صرف یہ نیت کرنا کافی ہے کہ میں اکیلے نماز نہیں پڑھ رہا، امام کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔ امام کو بھی یہ نیت کرنی چاہئے کہ میں دُوسروں کی امامت کررہا ہوں، تاہم اگر وہ نیت نہ کرے تب بھی اقتدا صحیح ہے۔

## آہستہ آواز والے امام کی اقتدا

س...... کیا ہمیں ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرنی چاہئے جس کی آواز ہم تک پہنچ تو رہی ہو لیکن یہ سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں؟

ج...... امام کی آواز پہنچے یا نہ پہنچے، اقتدا صحیح ہے اور ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آتی۔

## خلافِ ترتیب تلاوت کرنے والے امام کے پیچھے نماز

س...... کیا نماز میں قرآن کو ترتیب سے پڑھنا چاہئے؟ اگر ایسا ضروری ہے تو ایسا امام جو اس چیز کی پابندی نہ کرے تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے جبکہ اس کو اس بات کا علم بھی ہو؟

ج...... قرآنِ کریم کو خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے، جبکہ قصداً ایسا کیا جائے، اور اگر سہواً ایسا ہوجائے تو مکروہ نہیں، جہاں تک میرا خیال ہے کوئی امام قصداً خلافِ ترتیب نہیں پڑھ سکتا، بھولے سے ایسا ہوسکتا ہے، اس لئے نماز جائز ہے۔

## اتنی لمبی نماز نہ پڑھائیں کہ مقتدی تنگ ہوجائیں

س...... ہمارے علاقے کی مسجد کے امام صاحب عام نمازوں میں اتنی طویل قرأت پڑھتے ہیں کہ بعض اوقات بوڑھے نمازی لڑکھڑا کر گر پڑتے ہیں۔ بعض دیگر مقتدی درمیان میں بیٹھ جاتے ہیں، رُکوع اور سجود اتنے طویل ہوتے ہیں کہ بعض مقتدی بیس سے تیس بار تک تسبیحات پڑھتے ہیں، تشہد اور قعدے میں اتنی دیر لگتی ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ امام صاحب

سوگئے ہیں یا پھر خدانخواستہ......۔ازراہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں ارشاد فرمایئے کہ ۱:امامت کے بارے میں کیا اَحکام ہیں؟ ۲: کیا رُکوع اور سجود کی تسبیحات سات سے زائد بار اور تشہد اور قعدے میں وقت بچے تو دیگر دُعائیں پڑھی جاسکتی ہیں؟

ج......آپ کے امام صاحب صحیح نہیں کرتے! امام کو چاہئے کہ نماز میں مقتدیوں کی رعایت کرے اور اتنی لمبی نماز نہ پڑھائے کہ لوگ تنگ ہوجائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص امام ہو، وہ ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ مقتدیوں میں کوئی کمزور ہوگا، کوئی بیمار ہوگا، کوئی حاجت مند ہوگا۔ایک اور حدیث میں حکم ہے کہ جماعت میں جو سب سے کمزور آدمی ہو اس کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھائے۔

## فرائض کی جماعت میں امام کو لقمہ دینا

س......کیا تراویح کی نماز کے علاوہ اور نمازوں مثلاً: فجر، مغرب، عشاء میں لقمہ دینا جائز ہے؟ اگر امام لقمہ قبول کرلیتا ہے تو کیا نماز فاسد ہوجاتی ہے؟ اور کیا اس سلسلے میں علماء میں کوئی اختلاف ہے؟

ج......اگر امام نے آیت غلط پڑھ دی ہو تب تو لقمہ دینا ضروری ہے، تاکہ وہ دوبارہ صحیح پڑھے، اور اگر امام بقدرِ ضرورت قرأت کرچکا تھا اس کے بعد اٹک گیا تو اس کو چاہئے کہ رُکوع کردے، مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے، لیکن اگر کسی کو مقتدی نے لقمہ دے دیا تب بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

## امام صاحب کی بھول ہمیشہ مقتدی کے غلط وضو کی وجہ سے نہیں ہوتی

س......مغرب کی باجماعت نماز میں امام صاحب دُوسری رکعت میں التحیات کے بعد کھڑے ہونا بھول گئے، لقمہ دینے پر وہ اُٹھے اور سجدۂ سہو کے بعد نماز مکمل کرلی، نماز کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ: آپ مقتدیوں میں سے کسی کا وضو دُرست نہیں جو کہ یہ غلطی سرزد ہوئی، اور سرکار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے۔آپ سے یہ بات پوچھنی ہے کہ کیا یہ درست ہے؟ کیونکہ اس وقت جماعت میں سے بارش ہونے کے سبب ہم صرف پانچ

نمازی تھے، امام صاحب کی اس بات نے ہم پانچوں کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے، میں نے ایک دُوسرے صاحب سے یہ بات بھی سنی ہے کہ جب جماعت میں امام صاحب سے کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو اس وقت حضرت خضر علیہ السلام مسجد میں تشریف لاتے ہیں اور آدمیوں کے بھیس میں نمازیوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔

ج…… یہ کہنا تو مشکل ہے کہ امام صاحب کو جب بھی بھول ہو، اس کا سبب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ مقتدیوں میں سے کسی کا وضو صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہے کہ دیگر اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے۔ آپ کے امام صاحب نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ سننِ نسائی (ج:۱ ص:۱۵۱) میں ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ رُوم کی قرأت فرمائی، قرأت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متشابہ لگ گیا، نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ٹھیک سے وضو نہیں کرتے، یہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے ہماری قرأت میں گڑبڑ ہوتی ہے۔ بہرحال امام صاحب کی بھول کا سبب کبھی مقتدیوں کی یہ کوتاہی بھی ہوسکتی ہے، اور کبھی خود امام کی کوتاہی، بلکہ یہی اغلب ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے تشریف لانے اور نمازیوں سے مصافحہ کرنے کی بات میں نے کہیں نہیں سنی، نہ پڑھی۔

## امام کا اپنے بچے کے رونے کی وجہ سے نماز توڑ دینا

س…… ہمارے محلے کی قریبی مسجد میں جو امام مقرّر ہیں، ایک دن عشاء کی نماز کی آخری رکعت میں امام صاحب سجدے میں گئے تو انہیں مسجد سے ملحقہ اپنے مکان سے اپنے بچے کے رونے کی آواز آئی، یہ نماز صحن میں ادا کی جارہی تھی، مسجد کے ہال سے امام صاحب کے گھر ایک دروازہ کھلتا ہے، امام صاحب سجدے میں نماز چھوڑ کر اپنے گھر چلے گئے، مقتدی کافی دیر سجدے میں رہے تو ان میں سے ایک مقتدی اُٹھ گیا، دیکھا تو امام صاحب غائب ہیں، اس طرح باقی مقتدیوں نے بھی نماز توڑ دی، بعد میں مقتدیوں نے جب امام صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے بچے کے رونے کی آواز آئی تھی، میں یہ سمجھا کہ کوئی اسے اغوا کر رہا ہے، حالانکہ امام صاحب کی بیوی گھر میں موجود تھیں۔ مقتدیوں نے


فہرست

نماز توڑ دی، بتایئے اس صورت میں انہیں کیا کرنا چاہئے تھا یا دوبارہ نماز با جماعت پڑھانی چاہئے تھی؟ ابھی پچھلے دنوں امام صاحب امامت کے دوران قرأت کرتے ہوئے بھول گئے، بعد میں ایک مقتدی نے ان سے اس کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بجائے مسئلہ بتانے کے یہ کہا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں، کسی مقتدی نے وضو صحیح نہیں کیا، آپ ہی بتائیں کہ ایسے اعمال کرنے والے امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج…… بچے کے رونے کی آواز سن کر امام صاحب کے لئے نماز توڑنا جائز نہیں تھا، اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ غلط کیا، اس سے امام صاحب اور مقتدیوں، سب کی نماز ٹوٹ گئی، اور دوبارہ جماعت سے کرانی چاہئے تھی، کسی کے وضو کرنے یا نہ کرنے کا امام کے بھولنے میں ہمیشہ دخل نہیں ہوتا، بعض مرتبہ اچھے اچھے عالم بھی بھول جاتے ہیں، یہ اتنی معیوب بات نہیں، دونوں مسئلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب فقہ اور نماز کے مسائل سے ناواقف ہیں، بہتر یہ ہے کہ کسی عالم کو جو قرأت بھی جانتے ہوں امام مقرّر کیا جائے۔

## امام کو اپنی نماز جماعت سے زیادہ اطمینان سے پڑھنی چاہئے

س…… دیکھا گیا ہے کہ پیش امام حضرات نماز کی جماعت تو بڑے اہتمام سے پڑھاتے ہیں اور بعد کی بقیہ رکعتیں جو بعد نماز جماعت ادا کرنی ہوتی ہیں، جلدی جلدی پڑھ کر نماز ختم کر لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسا وہ دانستہ کرتے ہیں یا اس کے لئے کوئی شرعی جواز ہے؟ کیا جماعت کے علاوہ بقیہ رکعتیں سکون و آرام کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں یا جلدی جلدی امام صاحب کی طرح؟

ج…… فرض نماز تو مختصراً پڑھانے کا حکم ہے، تاکہ بیماروں، بوڑھوں اور کمزوروں کی رعایت رکھی جاسکے، اپنی تنہا نماز آدمی کو زیادہ اطمینان سے پڑھنی چاہئے، جس غلطی کی آپ نے نشاندہی فرمائی ہے، وہ واقعی لائقِ اصلاح ہے۔

## امام کو سنت کے لئے جگہ تبدیل کرنا

س…… امام فرائض پڑھا کر مصلے سے ہٹ کر نماز سنت ادا کرے یا وہاں اسی جگہ پر؟

ج…… جگہ بدل لینا اور ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جانا چاہئے۔

## نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

س...... کیا ہر نماز با جماعت کے بعد امام صاحب کا دُعا کے لے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا ضروری ہے یا سنت ہے؟

ج...... نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا کوئی ضروری نہیں ہے، دائیں بائیں جس طرف چاہے بیٹھ سکتا ہے۔

## امام صاحب کا نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھنا جائز نہیں

س...... عشاء کی نماز با جماعت کا سلام پھیر کر امام صاحب مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دُعا مانگتے ہیں اور دُعا ختم ہو جاتی ہے، امام صاحب اب بھی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے ہیں، ٹھیک امام صاحب کے پیچھے صفِ اوّل میں ایک نہایت ضعیف البصر وضعیف السماعت عمر رسیدہ بزرگ بیٹھتے ہیں، یہ بزرگ دُعا ختم ہونے پر حسبِ معمول سنتِ مؤکدہ ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور نیت باندھ کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں، امام صاحب اب بھی ان بزرگ کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں۔

ج...... نمازی کے سامنے اس کی طرف منہ کر کے بیٹھنا جائز نہیں، اور نمازی کے سامنے سے اُٹھ کر چلے جانا جائز ہے۔

## نماز کے بعد امام کو کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا جائز ہے

س...... کیا بعد نماز امام کا کعبہ کی طرف یا قبلۂ اوّل کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے؟

ج...... امام کو چاہئے کہ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف پشت کر کے نہ بیٹھے، بلکہ یا تو مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے یا دائیں بائیں منہ کر کے بیٹھے۔

## امام سے اختلاف کی بنا پر مسجدِ نبوی میں نماز نہ پڑھنا بڑی محرومی ہے

س...... مسجدِ نبوی کی طرف جا کر وہاں نماز نہ پڑھنا (جو چالیس نمازوں کے برابر ہے) محض امام سے اختلاف کی بنا پر کیسا فعل ہے؟

ج...... مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے، حدیث شریف میں ہے

کہ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں ایسے طور پڑھیں کہ کوئی نماز فوت نہ ہو، اس کے لئے دوزخ سے برأت اور عذاب سے نجات کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے اور وہ نفاق سے بری ہوجاتا ہے۔ (مسندِ احمد ج:۳ ص:۱۵۵) ان فضائل کے باوجود محض امام سے فقہی اختلاف کی بنا پر حرمِ نبویؐ کی نمازیں چھوڑ دینا کتنی بڑی محرومی اور بے توفیقی ہے، اس کا اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے...؟ انا للہ وانا الیہ راجعون...!

## جس امام سے ناراضی ہو اس کی اقتدا

س...... کسی امام سے ناراضی ہو تو ایسی صورت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... امام سے کسی دُنیوی سبب سے ناراضی رکھنا بُرا ہے، نماز اس کے پیچھے جائز ہے۔

## امام کی توہین کرنے والے کی اسی امام کے پیچھے نماز

س...... گاؤں کے معزّزین کا ایک اجتماع برائے فلاح و بہبود منعقد ہوا، جس میں امامِ مسجد شریک ہوئے، باتوں باتوں میں ایک شخص نے مولوی صاحب کے اعتراض پر کہا کہ مولوی بکواس کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے، کیا یہ شخص مجمع عام کے سامنے امام کی بے عزّتی کرکے دوبارہ کسی جگہ فرض، واجب وغیرہ ان امام صاحب کی اقتدا میں نماز ادا کرسکتا ہے؟ اس کے لئے شرعی تعزیر یا سزا کیا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے سدِباب ہوسکے اور امام صاحب کی عزّت محفوظ رہ سکے، یاد رہے کہ مذکورہ امام صاحب عرصہ دس سال سے للہ فی اللہ دینی خدمات، عیدین، جمعہ، جنازہ، دُعا وغیرہ سرانجام دے رہے ہیں۔

ج...... امام کی ناحق توہین کرکے وہ شخص گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور امام صاحب سے معافی مانگنی چاہئے، نماز اس کی امام صاحب کے پیچھے جائز ہے۔

## اگر امام سے کسی مسئلے میں اختلاف ہوجائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

س...... میری دُکان کے سامنے مسجد ہے، آٹھ مہینے پہلے کا واقعہ ہے کہ عصر کی نماز کی جماعت ختم ہونے کے بعد ایک نمازی دوبارہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، ان کے برابر


فہرست

دُوسرے نمازی نے ٹوکا کہ تم نے ابھی جماعت سے نماز پڑھی ہے، عصر کی نماز پڑھنے کے بعد کوئی نماز پڑھنا حرام ہے، ان صاحب نے جواب دیا کہ میں پچھلی قضا نماز پڑھوں گا، اس پر ٹوکنے والے نے وہی بات دُہرائی کہ کوئی بھی نماز پڑھنا حرام ہے چاہے امام صاحب سے معلوم کرلو۔ دُوسرے نمازی بھی ان ٹوکنے والے کے ساتھ مل گئے اور امام صاحب کے پاس اس نمازی کو لے آئے، امام صاحب نے بھی یہی جواب دیا کہ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد کوئی بھی نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ سن کر میں نے نمازیوں سے کہا کہ میری معلومات کے تحت یہ قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، ابھی مغرب میں کم سے کم ایک گھنٹہ ہے، میرے جواب دینے پر نمازی مجھ پر پلٹ گئے اور کہنے لگے تم نے امام صاحب کی مخالفت کی ہے، اس وجہ سے اپنی نمازیں دوبارہ پڑھو۔ اس واقعے کے بعد میں نے اس مسجد میں نماز پڑھنی بند کردی، تھوڑے فاصلے پر دوسری مسجد میں باجماعت پڑھنی شروع کردی، مجھ کو آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ امام صاحب اور نمازیوں سے اس اختلاف پر دُوسری مسجد میں نماز پڑھنا کیا جائز ہے؟ اور کیا مجھ کو پچھلی نمازیں جو میں نے ان امام صاحب کے ساتھ پڑھیں دوبارہ پڑھنی پڑیں گی؟

ج…… افسوس ہے کہ بے علمی کی وجہ سے آپ حضرات میں سے کسی نے صحیح مسئلہ نہیں بتایا، آپ کے سوال میں چند مسائل ہیں جنھیں الگ الگ لکھتا ہوں:

۱:…… فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں، لیکن قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں، مگر لوگوں کے سامنے قضا نماز مکروہ ہے، الگ جگہ پڑھنی چاہئے۔

۲:…… جس شخص کو قضا نماز پڑھنی ہو، صرف اسی شخص کا مقتدی بن سکتا ہے جو وہی قضا نماز پڑھ رہا ہو، مثلاً: ایک دن کی عصر کی نماز دو شخصوں کی فوت ہوگئی تھی، وہ دونوں جماعت کراسکتے ہیں، لیکن اگر امام کوئی نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی کی نماز اور ہو تو اقتدا صحیح نہیں، مثلاً: امام آج کی عصر پڑھنا چاہتا ہے اور مقتدی قضا شدہ کل کی عصر پڑھنا چاہتا ہے تو اقتدا صحیح نہیں ہوگی۔

۳:…… امام سے اگر مسئلے میں اختلاف ہوجائے خواہ امام کی غلطی ہو یا مقتدی کی،

اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح ہے، اس کو نہیں لوٹایا جائے گا، اس لئے جن دوستوں نے آپ کو نماز لوٹانے کا مشورہ دیا، وہ غلط تھا، اور آپ کا اس مسجد کو چھوڑ کر دُوسری مسجد میں نماز شروع کر دینا بھی اسی غلط مشورے کو قبول کرنے کا نتیجہ ہے، اس لئے یہ بھی غلطی ہے، آپ کی نماز اسی امام صاحب کے پیچھے جائز ہے۔

## ایک مقتدی کی نماز خراب ہوگئی تو اس نے اسی نماز کی دُوسری جگہ امامت کی

س...... منیٰ میں اپنے نزدیکی خیمے میں نماز کے لئے گیا، وہ لوگ طائف (مسافت ۵۳ میل) سے حج کے لئے آئے تھے، جس کا مجھے بعد میں علم ہوا، ظہر کی نماز کا وقت تھا، انہوں نے نماز شروع کی، میں بھی ان میں شامل ہوگیا، امام جو کہ حافظِ قرآن تھا (لیکن داڑھی نہیں تھی) نے بالجہر (قرأت سے) الحمدللہ شریف اور سورۃ پڑھی، حالانکہ پیچھے سے کئی مرتبہ اللہ اکبر بھی کہا، دُوسری رکعت میں بھی اس نے اسی طرح قرأت سے الحمد شریف اور سورۃ پڑھی، اور پھر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا، کیونکہ انہوں نے قصر پڑھنی تھی، میں نے بھی سلام پھیر دیا، امام صاحب کو سمجھایا کہ جناب ظہر اور عصر میں بالجہر نہیں پڑھنی چاہئے، بہرحال مجھے اس نماز سے تسلی نہیں ہوئی، چونکہ میں مقامی یعنی مکۃ المکرّمہ کا رہنے والا تھا اس لئے میں نے قصر نماز نہیں پڑھنی تھی، بلکہ پوری ادا کرنی تھی، اس لئے میں اپنے خیمے میں آگیا جہاں میرے ساتھی اور بھائی نماز کے لئے تیار تھے، انہوں نے مجھے امامت کے لئے کہا اور میں نے ظہر کی نماز پڑھائی، برائے مہربانی یہ وضاحت فرمادیں کہ کیا یہ میرا عمل دُرست تھا؟ خاص طور پر امامت کرانا کیسا رہا؟

ج...... دن کی نمازوں میں جہری قرأت دُرست نہیں، جب آپ نے مقیم ہونے کے باوجود دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو آپ کی وہ نماز نہیں ہوئی، اس لئے آپ کا امامت کرانا صحیح تھا۔

# مقتدی

## دوبارہ امامت کرانے والے کی اقتدا کرنا

س…… ہمارے یہاں ریاض میں عربی امام صاحب ظہر کی جماعت کراتے ہیں، اگر کوئی شخص جماعت سے رہ جائے تو دوبارہ اس کے ساتھ امام بن کر جماعت کراتے ہیں کہ اس طرح میری (امام) نیت نفلوں کی ہوتی ہے اور مقتدی فرض پڑھتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اگر امام کی نیت نفل کی ہو اور مقتدی کی نیت فرض کی، تو جماعت ہوجاتی ہے یا نہیں؟ صحابہ کرامؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے بعد محلوں میں جماعت کی امامت کراتے تھے یا نہیں؟

ج…… حنفیہ کے نزدیک فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں، دیگر بعض ائمہ کے نزدیک جائز ہے، وہ صاحب اپنے مسلک کے مطابق دوبارہ نماز پڑھاتے ہوں گے، لیکن کسی حنفی کو ان کی دوبارہ امامت کی اقتدا کرنا صحیح نہیں، ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

## امام بالائی منزل پر ہو تو نچلی منزل والوں کی نماز

س…… ہمارے محلے کی مسجد زیرِ تعمیر ہے، مسجد ایک حصہ تعمیر ہوچکا ہے، جو دو منزلوں پر مشتمل ہے، مسجد کی تعمیر کے دوران اسی حصے میں نماز باقاعدگی سے پڑھائی جاتی ہے، باجماعت نماز اس طرح ہوتی تھی کہ پیش امام صاحب بالائی منزل پر ہوتے تھے اور مقتدی بالائی اور زیریں دونوں جگہوں پر باجماعت نماز ادا کرتے تھے، دونوں منازل پر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام صاحب کی آواز پہنچانے کا انتظام تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ چند حضرات کا کہنا ہے کہ نچلی منزل میں نماز پڑھنے والے نمازیوں کی نماز نہیں ہوئی، پیش امام کا مقتدی کے سامنے ہونا ضروری ہے، نیز پیش امام جس مقام پر کھڑا ہے اور مقتدی جس مقام پر کھڑا ہے اس مقام کی اُونچائی

کی حد مقرّر ہے۔ آپ سے اس مسئلے کی وضاحت کا خواست گار ہوں اور کیا وہ نمازیں جو ہم نے نچلی منزل میں باجماعت ادا کی ہیں، وہ ہوگئیں یا انہیں دوبارہ ادا کرنا چاہئے؟ اُمید ہے آپ تفصیل سے جواب عطا فرماکر شکریہ کا موقع دیں گے۔

ج…… اگر بالائی منزل پر امام کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں، جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، تو نچلے حصے والوں کی اقتدا بھی صحیح ہے، لیکن نچلی منزل کو چھوڑ کر امام صاحب کا اُوپر کی منزل پر جماعت کرانا مکروہ ہے۔

س…… یہاں پر ایک مسجد زیرِ تعمیر ہے، اس کے لئے مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ مسجد کو دومنزلہ بنا رہے ہیں، کیونکہ جگہ چھوٹی ہے، جمعہ کی نماز میں نمازیوں کی کثرت ہونے کی وجہ سے اور بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم کے لئے دُوسری منزل کا بھی پروگرام ہے، کچھ ساتھی یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلی منزل کی چھت میں محراب کے مقابل گیلری رکھی جائے تاکہ امام صاحب کی آواز اُوپر جاسکے، ویسے لاؤڈاسپیکر بھی لگائے جائیں گے، اگر لائٹ نہ ہو تو آواز کا مسئلہ تب ہی پیدا ہوگا، اور کہتے ہیں کہ اگر گیلری نہ چھوڑی گئی تو اُوپر کی منزل الگ ہوگئی اور نیچے کی الگ ہوگئی، لہٰذا اس مسئلے کا شرعی حل بتادیں تو نوازش ہوگی، گیلری رکھنی ضروری ہے یا نہیں؟

ج…… اگر اُوپر والوں کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے، خواہ لاؤڈاسپیکر کے ذریعہ، خواہ مکبّروں کے ذریعہ، تو اُوپر والوں کی اقتدا صحیح ہے، خواہ گیلری ہو یا نہ ہو، ویسے گیلری کی تجویز بھی بہت مناسب ہے۔

## امام کے ساتھ ارکان کی ادائیگی

س…… جماعت کی نماز کے دوران امام جب رُکوع و سجود کرتا ہے، کیا اس کے ساتھ ساتھ یا بعد میں یعنی امام سجدے میں چلا جائے تب مقتدی کو سجدہ کرنا چاہئے یا امام کے ساتھ ساتھ؟

ج…… مقتدی کا رُکوع و سجدہ اور قومہ و جلسہ امام کے ساتھ ہی ہونا چاہئے، بشرطیکہ مقتدی، امام کے رُکن شروع کرنے کے بعد اس رُکن کو شروع کرے، نیز یہ کہ امام سے آگے نکلنے کا اندیشہ نہ ہو، اگر امام کے اُٹھنے بیٹھنے کی رفتار سست ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس امام کے ساتھ ہی انتقال شروع کیا تو امام سے آگے نکل جائے گا تو ایسی حالت میں تھوڑا سا توقف کرنا چاہئے۔

## مقتدی تمام ارکان امام کی متابعت میں ادا کرے

س……حضرت! میرے پاس سعودی عرب سے ایک چھٹکی ن آئے تھے، وہ ایک دن میرے ساتھ نماز پڑھنے گئے، نماز کے بعد فرمانے لگے کہ یہاں جماعت کی نماز میں ایک خطا ہوئی ہے، نماز کا حکم یہ ہے کہ امام جب اللہ اکبر پورا کہہ دیں اس کے بعد مقتدی اللہ اکبر کہیں، اس کے لئے فرمانے لگے کہ ضروری ہے کہ مقتدی بھی خیال فرمائیں اور امام بھی لفظ ''اللہ'' کو یا ''اکبر'' کو نہ کھینچے، بلکہ بہت جلدی سے اللہ اکبر کہیں، اسی طرح یہ بھی فرمانے لگے کہ حکم ہے کہ جب امام رُکوع میں جائیں یا سجدے میں جائیں یا سجدے سے اُٹھے تو جب تک امام اللہ اکبر پورا نہ کہہ لیں اس وقت تک مقتدی اللہ اکبر شروع نہ کریں اور نہ ہی رُکوع میں یا سجدے میں جائیں اور نہ ہی سجدے سے اُٹھیں۔ اسی طرح فرمانے لگے کہ یہی حکم رُکوع سے اُٹھنے کا ہے، اس طریقہ پر فرمانے لگے کہ یہی حکم سلام پھیرنے کا ہے۔ حضرت! آپ سے معلوم کرنا تھا کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو ہماری مساجد میں تو اکثر بہت سے مقتدیوں کی نماز اس حکم سے بہت مختلف ہے، جس کی پہلی وجہ تو لوگوں کی ناواقفیت ہے، اور دُوسری اہم وجہ یہ کہ ہماری مساجد میں اکثر امام حضرات ہر رُکن پر ''اللہ اکبر'' یا ''سمع اللہ لمن حمدہ'' یا سلام کافی لمبا کھینچتے ہیں۔

ج……آپ کے سعودی دوست کی بات اس حد تک دُرست ہے کہ مقتدی کے ارکان امام سے پہلے ادا نہیں ہونے چاہئیں، اور پھر اس میں کچھ تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر امام کی تحریمہ (پہلی تکبیر) سے پہلے مقتدی نے تحریمہ ختم کرلی تو اقتدا ہی صحیح نہیں ہوئی، اس لئے مقتدی کی نماز نہیں ہوئی۔ اور دُوسرے ارکان میں نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن سخت گناہگار ہوگا، مثلاً: اگر رُکوع، سجدہ میں پہلے چلا گیا تو اگر امام بھی اس کے ساتھ رُکوع، سجدے میں جاکر شریک ہوگیا تو مقتدی کی نماز تو ہوگئی مگر گناہگار رہوا۔

خلاصہ یہ کہ امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں، اور بعض صورتوں میں اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

## مقتدی تکبیر کب کہے؟

س...... مقتدی امام کے پیچھے کس طرح نماز ادا کریں؟ امام کے منہ سے ''اللہ'' نکلے فوراً عمل شروع کردیں؟

ج...... امام کے تکبیر شروع کرنے کے بعد آپ تکبیر کہہ سکتے ہیں، مگر اس کا خیال رکھا جائے کہ تکبیر امام سے پہلے شروع نہ کیا جائے اور امام سے پہلے ختم بھی نہ کی جائے۔

## مقتدی کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں

س...... مردوں کے لئے فرض رکعتوں میں تکبیریں اور ثنا (ظہر اور عصر کے علاوہ) باآواز بلند پڑھنے کا حکم ہے، مسجد میں بھی (جماعت کے علاوہ) کیا ایسا کرنا چاہئے؟ عموماً لوگ مساجد میں فرائض بھی خاموشی سے ادا کرلیتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... بلند آواز سے تکبیر امام کہتا ہے، مقتدی کو اور منفرد کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں، اور ثنا تو امام بھی آہستہ پڑھے۔

## مقتدی تکبیرات کتنی آواز سے کہے؟

س...... بعض لوگ باجماعت نماز پڑھتے ہوئے امام کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتے ہیں اور کہتے بھی بالجہر ہیں، یعنی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے دو تین شخص بآسانی ان کی آواز سن اور سمجھ سکتے ہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

ج...... مقتدی کو تکبیر آہستہ کہنی چاہئے، اور آہستہ کا مطلب یہ ہے کہ آواز صرف اس کے کانوں کو سنائی دے۔

## امام کی اقتدا میں ثنا کب تک پڑھے؟

س...... سرّی نماز و جہری نماز میں مقتدی کو ثنا کیسے ادا کرنی چاہئے، یعنی سرّی نماز میں کب تک اور جہری نماز میں کب تک پڑھنی چاہئے؟

ج...... جب امام قرأت شروع کردے تو ثنا چھوڑ دینی چاہئے، اور سرّی نماز میں جب تک یہ خیال ہو کہ امام نے قرأت شروع نہیں کی ہوگی، ثنا پڑھ لے، اس کے بعد چھوڑ دے۔

## مقتدی کی ثنا کے درمیان اگر امام فاتحہ شروع کردے تو مقتدی خاموش ہوجائے

س…… امام کے سورۂ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے میں نے ثنا پڑھنی شروع کردی، اور درمیان میں امام نے سورۂ فاتحہ شروع کردی، اس وقت بقیہ ثنا اور تعوّذ وتسمیہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… جب امام قرأت شروع کردے تو ثنا پڑھنا وہیں پر بند کردے، تعوّذ وتسمیہ قرأت کے تابع ہیں، اس لئے ان کو امام اور منفرد پڑھے، مقتدی نہیں، مقتدی صرف ثنا پڑھ کر خاموش ہوجائے۔

## شافعی امام جب فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی مقتدی خاموش رہے

س…… اکثر فجر کی دُوسری رکعت میں شافعی امام ہاتھ اُٹھا کر قنوت پڑھتے ہیں، جس میں پانچ، سات منٹ صَرف ہوتے ہیں، بحیثیت حنفی مسلک کے مجھے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنی چاہئے یا خاموشی سے کھڑا رہنا چاہئے؟ اگر امام کی اتباع میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگ لی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ نماز ہوگئی یا دوبارہ لوٹانی پڑے گی؟

ج…… ہمارے نزدیک قنوتِ فجر مشروع نہیں، اس لئے اس میں شافعی امام کی مطابقت نہ کی جائے، بلکہ خاموش کھڑا رہے۔

## فجر کی دُوسری رکعت میں قنوت پڑھنے والے امام کے پیچھے کیا کیا جائے؟

س…… یہاں پر یعنی ابوظہبی میں اکثر مساجد میں دیکھنے میں آیا ہے کہ نمازِ فجر کے دوران دُوسری رکعت میں رُکوع کے بعد اور سجدے سے پہلے کھڑے ہوکر اور ہاتھ اُٹھا کر امام اُونچی آواز سے طویل دُعا پڑھتا ہے، اور اس کے ساتھ تمام نمازی بھی دُعا پڑھتے ہیں اور آمین کہتے ہیں، ایسے بھی لوگ ہیں جن میں میں بھی شامل ہوں، امام کے ساتھ دُعا پڑھنے کی بجائے خاموشی سے کھڑے رہتے ہیں، اور جب امام دُعا ختم کرکے سجدے میں جاتا ہے تو ساتھ ہی سجدے میں چلے جاتے ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں اس دُعا کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کے متعلق تفصیلاً جواب سے نوازیں۔

ج…… یہ دُعائے قنوت کہلاتی ہے، جسے حضراتِ شافعیہ فجر کی نماز میں ہمیشہ پڑھتے ہیں، ہمارے نزدیک فجر کی نماز میں قنوت ہمیشہ نہیں پڑھی جاتی، بلکہ جب مسلمانوں کو کوئی اہم حادثہ

پیش آجائے تو قنوتِ نازلہ پڑھی جاتی ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے حوادث کے موقع پر ہی پڑھنا ثابت ہے، بعد میں ترک فرمادیا تھا۔ پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور وہ فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھے تو اس کے قنوت پڑھنے کے دوران ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑے رہیں اور جب امام سجدے میں جائے تو اس کے ساتھ سجدے میں چلے جائیں۔

## سرّی نمازوں میں مقتدی ثنا کے بعد کیا کرے؟

س...... نمازِ فرض میں امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے دوران فجر، مغرب اور عشاء میں تو امام صاحب بلند آواز سے قرأت کرتے ہیں، مگر ظہر اور عصر میں بلند آواز سے قرأت نہیں کرتے، کیا مقتدی کو مندرجہ بالا دونوں نمازوں میں ثنا کے بعد کچھ پڑھنا چاہئے یا خاموشی سے امام کی اقتدا کرنی چاہئے؟

ج...... جماعت کی نماز میں قرأت امام کا وظیفہ ہے، مقتدی کو خاموشی کا حکم ہے، اس لئے خواہ دن کی نماز ہو یا رات کی، مقتدی کو ثنا پڑھنے کے بعد خاموش رہنا چاہئے، اور دِل میں سورۂ فاتحہ پڑھ لے، مگر زبان سے الفاظ ادا نہ کرے۔

## امام کے پیچھے قرأت کے معاملے میں اپنے اپنے مسلک پر عمل کریں

س...... بعض لوگ پیش امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں، سورتیں خود بھی پڑھتے ہیں، کیا یہ بات مناسب ہے؟

ج...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے، لہٰذا امام کے پیچھے سورتیں پڑھنا صحیح نہیں، اور اہلِ حدیث حضرات امام کے پیچھے صرف فاتحہ پڑھنے کا حکم کرتے ہیں، آپ جس مسلک کے ہوں اس پر عمل کریں، اختلافی مسائل میں دُوسروں سے اُلجھنا نہیں چاہئے۔

## مقتدی کا عصر یا ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورة سوچنا بہتر ہے

س...... امام کے ساتھ عصر یا ظہر کے چار فرض پڑھ رہے ہوں تو کیا پہلی اور دُوسری رکعت کے قیام میں ہم الحمد شریف اور کوئی سورة ''سوچ'' سکتے ہیں یا نہیں، تاکہ کوئی دُنیاوی

خیالات نہ آویں؟

ج…… دِل میں ضرور سوچتے رہنا چاہئے، لیکن زبان سے الفاظ ادا نہ کئے جائیں۔

## مقتدی رُکوع و سجود میں کتنی بار تسبیح پڑھے؟

س…… مقتدی رُکوع اور سجود میں جتنی بار وقت ملے اتنی بار تسبیح کرسکتا ہے یا مقرّرہ حد تین بار ہی کہے؟ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ رُکوع میں وہ پانچ بار تسبیح کرسکا، پہلے سجدے میں سات بار، دُوسرے میں امام صاحب کے جلد اُٹھ جانے کے باعث تین ہی بار تسبیح کرسکا، کیا اس طریقے سے کوئی قباحت ہے؟

ج…… تین بار کمال کا ادنیٰ درجہ ہے، اس سے زیادہ جتنی بار کہہ سکتا ہے کہہ لے، مگر طاق کی رعایت رکھے۔

## "ربنا لک الحمد" کے بجائے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہہ دینے سے کوئی خرابی نہیں آئی

س…… بکر نے غلطی سے پہلی رکعت میں ایک مرتبہ امام کے ساتھ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا "ربنا لک الحمد" کے بجائے، اور پھر "ربنا لک الحمد" بھی کہا، تو کیا نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئی؟

ج…… کوئی خرابی نہیں آئی۔

## امام سے پہلے سجدہ کرنا

س…… بعض مقتدی امام صاحب سے پہلے رُکوع یا سجدے میں چلے جاتے ہیں، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ ان لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے جو امام صاحب سے پہلے رُکوع یا سجدہ کرتے ہیں؟

ج…… مقتدی کا امام سے پہلے رُکوع اور سجدے میں جانا نہایت بُری حرکت ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ: "جو شخص امام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر سے بدل دے؟" (مشکوٰۃ ص:۱۰۲)

جو شخص امام سے پہلے رُکوع اور سجدے میں چلا جائے، اگر امام کے ساتھ رُکوع یا سجدے میں شریک ہوجائے تو اس کی نماز ہوجائے گی، اور اگر امام کے رُکوع اور سجدے میں جانے سے پہلے اُٹھ جائے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اِلَّا یہ کہ امام کے ساتھ یا امام کے بعد

دوبارہ رُکوع وسجدہ کرے۔

## مقتدی نے امام سے پہلے سر اُٹھالیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

س…… میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھ رہا تھا، جماعت کے دوران جب امام صاحب رُکوع کی حالت میں تھے تو ہمارے اُوپر سے ہوائی جہاز گزرنے لگا، جس کی آواز نے ہمیں (پچھلی صف والوں کو) امام صاحب کی آواز سننے نہ دی، اس کے بعد امام صاحب سجدے میں جانے لگے تو ہم بھی "ربنا لک الحمد" کہہ کر امام صاحب کے ساتھ مل گئے، لیکن چند سیکنڈ کے بعد ہم اپنے اندازے سے سجدے سے اُٹھ گئے، لیکن جبکہ امام صاحب ابھی سجدے ہی میں تھے، اس طرح ہم سے رُکن کی ادائیگی میں پہل ہوگئی، جبکہ میں نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ جو آدمی باجماعت نماز کے دوران امام صاحب سے پہل کرے، اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے آدمی کی شکل گدھے جیسی ہوگی۔ ایسی صورتِ حال میں آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر ہمیں مطمئن فرمائیں کہ ہماری نماز ہوگئی یا نہیں؟ اگر واقعی نماز ٹوٹ گئی تھی تو پھر کیا کرنا چاہئے؟

ج…… قصداً امام سے پہلے اُٹھ جانا بڑا گناہ ہے، مگر غلطی سے اُٹھ جائے تو گناہ نہیں، پھر اُٹھ جانے کے بعد اگر اگلے رُکن میں امام کے ساتھ شریک ہوجائے تب تو نماز صحیح ہوگئی، اور اگر امام سے پہلے اگلے رُکن کو بھی ختم کرلیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ مثلاً: کسی نے امام سے پہلے سجدے سے سر اُٹھالیا اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، امام ابھی دُوسری رکعت کے لئے کھڑا نہیں ہوا تھا کہ یہ رُکوع میں چلا گیا، تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اور اگر دُوسری رکعت کے قیام میں امام اس کے ساتھ آملا تو نماز صحیح ہوگئی۔

## مقتدی آخری قعدہ میں اور دُعائیں بھی پڑھ سکتا ہے

س…… امام جب آخری رکعت کے قعدہ میں ہو تو مقتدی دُرود شریف اور دُعا "یوم یقوم الحساب" تک پڑھنے کے بعد کیا مزید دُعائیں پڑھ سکتا ہے یا خاموش رہے، امام کے سلام پھیرنے تک؟

ج…… امام کے سلام پھیرنے تک جو دُعائیں یاد ہوں ان میں سے جتنی چاہے پڑھتا رہے۔


فہرست

## امام کی اقتدا میں مقتدی کب سلام پھیرے؟

س…… باجماعت نماز میں امام صاحب نے نماز ختم کرنے کے لئے التحیات، دُرود شریف اور دُعا کے بعد سلام پھیر دیا، لیکن ایک مقتدی ابھی دُرود شریف ہی پڑھ رہا تھا، تو کیا مقتدی کو بھی جب امام صاحب نے نماز ختم کرنے کے لئے سلام پھیرا تھا، سلام پھیر دینا چاہئے یا مقتدی کو دُرود شریف اور دُعا پوری پڑھنے کے بعد سلام پھیرنا چاہئے؟

ج…… اگر التحیات پوری نہیں ہوئی، تو اسے پوری کرے، اور اگر التحیات پڑھ چکا ہے تو امام کے ساتھ سلام پھیر لے، دُرود شریف کو پورا نہ کرے۔

## امام کے دُوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا

س…… ہماری مسجد کے امام صاحب بہت لمبا (دیر تک) سلام پھیرتے ہیں، ایک مقتدی امام صاحب کے دُوسرا سلام پھیرتے ہی منہ قبلے کی طرف سے پھیر لیتا ہے، جبکہ امام صاحب کا سلام ابھی پورا نہیں ہوتا، اس کا کہنا ہے کہ دُوسرا سلام پھیرتے وقت مقتدی امام کی اقتدا سے آزاد ہو جاتا ہے، کیا اس کا یہ عمل دُرست ہے؟

ج…… امام کو سلام اتنا لمبا نہیں کرنا چاہئے کہ مقتدیوں کا سلام درمیان ہی میں ختم ہو جائے، جو مقتدی امام کا دُوسرا سلام پورا ہونے سے پہلے ہی قبلہ سے ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے، اس کی نماز فاسد تو نہیں ہوگی، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، جب اس نے پانچ سات منٹ امام کے ساتھ صبر کیا ہے تو چند سیکنڈ اور بھی صبر کر لیا کرے۔

## امام سے پہلے سلام پھیرنا

س…… یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ باجماعت نمازوں میں مقتدی حضرات (بوڑھے، جوان اور نوعمر) امام سے پہلے ہی سلام پھیر دیتے ہیں، امام سے پہلے مقتدی کا عمل کہاں تک دُرست ہے؟ کیا یہ گناہگار نہ ہوئے؟ ایسے لوگوں کی نماز ہوئی کہ نہیں؟

ج…… رُکوع سجدہ میں امام سے پہلے جانا گناہ ہے، اگر مقتدی تشہد پڑھ چکا تھا تو اس کی نماز ہوگئی، لیکن امام سے پہلے سلام پھیرنا ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔

## معذور شخص کا گھر بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر پر امام کی اقتدا کرنا

س...... میں ایک معذور شخص ہوں، جمعہ کی نماز کے لئے مسجد نہیں جاسکتا، مسجد میرے گھر سے بہت قریب ہے، لاؤڈ اسپیکر سے خطبہ اور پوری نماز سنائی دیتی ہے، کیا میں گھر میں بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر سے نمازِ جمعہ ادا کرسکتا ہوں؟

ج...... اقتدا کے لئے صرف امام کی آواز پہنچنا کافی نہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ صفیں وہاں تک پہنچتی ہوں، اگر درمیان میں کوئی نہر یا سڑک پڑتی ہو تو اقتدا صحیح نہیں، اس لئے آپ کا گھر بیٹھے جمعہ کی نماز میں شریک ہونا صحیح نہیں، اگر آپ عذر کی وجہ سے مسجد نہیں جاسکتے تو گھر پر ظہر کی نماز پڑھا کیجئے۔

## کیا ٹیلی ویژن پر اقتدا جائز ہے؟

س...... جناب بعض اوقات ٹیلی ویژن پر براہِ راست حرمِ پاک خانۂ کعبہ سے باجماعت نماز دِکھائی جاتی ہے، اگر بندہ ٹیلی ویژن کو دُوسرے کمرے میں رکھ کر اس کی آواز تیز رکھے اور ٹیلی ویژن کے امام کے ساتھ نماز پڑھے تو یہ نماز صحیح ہوگی یا پھر بغیر ٹیلی ویژن کے پڑھے؟

ج...... جو طریقہ آپ نے لکھا ہے، اس سے امام کی اقتدا صحیح نہیں ہوگی، نہ آپ کی نماز ہوگی۔

## مستقل امامت کی تنخواہ جائز ہے

س...... میں نے پڑھا ہے کہ اگر کوئی حافظِ قرآن تراویح پڑھانے کے لئے تنخواہ پہلے مقرّر کرلے تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز نہیں، جیسا کہ آج کل کے مولانا اور حافظِ قرآن مسجدوں میں مقرّرہ تنخواہوں پر نمازیں پڑھاتے ہیں، کیا ایسے حافظ صاحبان کے پیچھے تراویح اور دُوسری نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... مسجد کی مستقل امامت تنخواہ کے ساتھ جائز ہے، صرف تراویح پڑھانے کی اُجرت جائز نہیں۔

# نماز کے دوران یا بعد میں دُعا و ذِکر

## دُعا کی اہمیت

س……دُعا کی اہمیت پر روشنی ڈالئے۔

ج……دُعا کے معنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور اس کی بارگاہ میں اپنی احتیاج کا دامن پھیلانے کے ہیں۔ دُعا کی اہمیت اسی سے واضح ہے کہ ہم سراپا احتیاج ہیں اور ہر لمحہ دُنیا و آخرت کی ہر بھلائی کے محتاج ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''دُعا مؤمن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور آسمان و زمین کا نور ہے۔'' (مسندِ ابویعلیٰ، مستدرک حاکم)

ایک اور حدیث میں ہے:

''دُعا عبادت کا مغز ہے۔'' (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

''دُعا عین عبادت ہے۔'' (مسندِ احمد، نسائی، ابوداوٴد، ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''دُعا رحمت کی کنجی ہے، وضو نماز کی کنجی ہے، نماز جنت کی کنجی ہے۔'' (دیلمی بسند ضعیف)

ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دُعا کتنی محبوب ہے، اور کیوں نہ ہو؟ وہ غنیٔ مطلق ہے اور بندوں کا عجز و فقر ہی اس کی بارگاہِ عالی میں سب سے بڑی سوغات ہے۔ ساری عبادتیں اسی فقر و احتیاج اور بندگی و بے چارگی کے اظہار کی مختلف شکلیں ہیں۔ دُعا میں آدمی بارگاہِ الٰہی میں اپنی بے بسی و بے کسی اور عجز و قصور کا اعتراف کرتا ہے، اسی لئے دُعا کو عین عبادت بلکہ عبادت کا مغز فرمایا گیا، عبادت سے جس شخص کے دِل میں بندگی کی یہ

کیفیت پیدا نہیں ہوتی وہ عبادت کی حلاوت و شیرینی اور لذّت آفرینی سے محروم ہے۔

س.....سب سے افضل دُعا کون سی ہے؟

ج.....حدیث میں ارشاد ہے کہ: تم اپنے رَبّ سے دُنیا و آخرت کی عفو و عافیت مانگو، کیونکہ دونوں چیزیں دُنیا میں بھی مل گئیں اور آخرت میں بھی تو تم کامیاب ہوگئے۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے، اور اللہ تعالیٰ سے جتنی چیزیں مانگی جاتی ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ آدمی عافیت مانگے۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے افضل دُعا یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ."

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت:۲۰۱ میں جو دُعا مذکور ہے وہ بھی بہت جامع ترین دُعا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہی دُعا فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

س.....کن اوقات کی دُعائیں مؤثر ہوتی ہیں؟

ج.....رحمتِ خداوندی کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے، اور ہر شخص جب چاہے اس کریم آقا کی بارگاہ میں بغیر کسی روک ٹوک کے اِلتجا کرسکتا ہے، اس لئے دُعا تو ہر وقت ہی مؤثر ہوتی ہے، بس شرط یہ ہے کہ کوئی مانگنے والا ہو اور ڈھنگ سے مانگے۔ دُعا کی قبولیت میں سب سے زیادہ مؤثر چیز آدمی کی عاجزی اور لجاجت کی کیفیت ہے، کم از کم ایسی لجاجت سے تو مانگو جیسے ایک بھیک منگا سوال کیا کرتا ہے۔

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: "اللہ تعالیٰ غافل دِل کی دُعا قبول نہیں فرماتے۔" اور قرآن مجید میں ہے: "کون ہے جو قبول کرتا ہے بے قرار کی دُعا، جبکہ اس کو پکارے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا کی قبولیت کے لئے اصل چیز پکارنے والے کی بے قراری کی کیفیت ہے۔ قبولیتِ دُعا کے لئے ایک اہم شرط لقمہ حلال ہے حدیث میں ارشاد ہے کہ: "ایک شخص گرد و غبار سے اَٹا ہوا، پراگندہ بال، دُور دراز سے سفر کرکے (حج کے لئے) آتا ہے، اور وہ بڑی لجاجت سے "یا رَبّ! یا رَبّ!" پکارتا ہے، لیکن اس کا کھانا حرام کا، پینا

حرام کا، لباس حرام کا، اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟'' (صحیح مسلم)

قبولیتِ دُعا کے لئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ آدمی جلد بازی سے کام نہ لے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی کسی حاجت کے لئے دُعائیں مانگتا ہے، مگر جب بظاہر وہ مراد بر نہیں آتی تو مایوس ہوکر نہ صرف دُعا کو چھوڑ دیتا ہے بلکہ... نعوذ باللہ... خدا تعالیٰ سے بدظن ہوجاتا ہے، حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: ''بندے کی دُعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کیا گیا: جلد بازی سے کیا مطلب؟ فرمایا: یوں کہنے لگے کہ میں نے بہت دُعائیں کیں مگر قبول ہی نہیں ہوتیں۔''

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آدمی کی ہر دُعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، مگر قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں، کبھی بعینہٖ وہی چیز عطا کردی جاتی ہے جو اس نے مانگی تھی، کبھی اس سے بہتر چیز عطا کردیتے ہیں، کبھی اس کی برکت سے کسی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں، اور کبھی بندے کے لئے اس کی دُعا کو آخرت کا ذخیرہ بنادیتے ہیں، اس لئے اگر کسی وقت آدمی کی منہ مانگی مراد پوری نہ ہو تو دِل توڑ کر نہ بیٹھ جائے، بلکہ یہ یقین رکھے کہ اس کی دُعا تو ضرور قبول ہوئی ہے، مگر جو چیز وہ مانگ رہا ہے، وہ شاید علمِ الٰہی میں اس کے لئے موزوں نہیں، یا اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ:

> ''اللہ تعالیٰ مؤمن کو قیامت کے دن بلائیں گے، اور اسے اپنی بارگاہ میں باریابی کا اِذن دیں گے، پھر ارشاد ہوگا کہ: میں نے تجھے مانگنے کا حکم دیا تھا اور قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا، کیا تم مجھ سے دُعا کیا کرتے تھے؟ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! میں دُعا تو کیا کرتا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ: تم نے جتنی دُعائیں کی تھیں میں نے سب قبول کیں۔ دیکھو! تم نے فلاں وقت فلاں مصیبت میں دُعا کی تھی، اور میں نے وہ مصیبت تم سے ٹال دی تھی، بندہ اقرار کرے گا کہ واقعی یہی ہوا تھا۔ ارشاد ہوگا: وہ تو میں نے تم کو دُنیا ہی میں دے دی تھی، اور دیکھو! تم نے فلاں وقت، فلاں مصیبت میں مجھے پکارا تھا، لیکن بظاہر وہ مصیبت

نہیں ٹلی تھی، بندہ عرض کرے گا کہ: جی ہاں! اے ربّ! یہی ہوا تھا، ارشاد ہوگا: وہ میں نے تیرے لئے جنت میں ذخیرہ بنارکھی ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کو نقل کرکے فرمایا ہے:

"مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ سے جتنی دُعائیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک ایک کی وضاحت فرمائیں گے کہ یا تو اس کا بدلہ دُنیا ہی میں جلدی عطا کردیا گیا، یا اسے آخرت میں ذخیرہ بنادیا گیا، دُعاؤں کے بدلے میں جو کچھ مؤمن کو آخرت میں دیا جائے گا، اسے دیکھ کر وہ تمنا کرے گا کہ کاش! دُنیا میں اس کی کوئی بھی دُعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔" (مستدرک)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے، جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ اسے خالی ہاتھ لوٹادے۔"

(ترمذی، ابنِ ماجہ)

الغرض! دُعا کرتے وقت قبولیت کا کامل یقین اور وثوق ہونا چاہئے، اور اگر کسی وقت بظاہر دُعا قبول نہ ہو، تب بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ میری اس دُعا کے بدلے مجھے بہتر چیز عطا فرمائیں گے، مؤمن کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ:

یابم او را یا نہ یابم جستجوئے می کنم
حاصل آید یا نیاید آروزئے می کنم

حضراتِ عارفینؒ نے اس بات کو خوب سمجھا ہے، وہ قبولیت کی بہ نسبت عدمِ قبولیت کے مقام کو بلندتر سمجھتے ہیں، اور وہ تفویض و تسلیم کا مقام ہے۔

حضرت پیرانِ پیر شاہِ جیلاں غوثِ اعظم قطب جیلانی قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں کہ:

"جب آدمی پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو وہ اسے اپنی ذات پر سہارنے کی کوشش کرتا ہے، اور کسی دُوسرے کو اس کی اطلاع دینا پسند


فہرست

نہیں کرتا، اور جب وہ قابو سے باہر ہوجاتی ہے، تو عزیز و اقارب اور دوست احباب سے مدد کا خواستگار ہوتا ہے، اور اسبابِ ظاہری کی طرف دوڑتا ہے، جب اس سے بھی کام نہیں نکلتا تو بارگاہِ خداوندی میں دُعا و اِلتجا کی طرف متوجہ ہوتا ہے، خود بھی گڑگڑا کر دُعائیں کرتا ہے اور دُوسروں سے بھی کراتا ہے، اور جب اس پر بھی وہ مصیبت نہیں ٹلتی تو بارگاہِ جلال میں سرِ تسلیم خم کردیتا ہے، اپنی بندگی و بےچارگی اور عبدیت پر نظر کرتے ہوئے رضائے مولیٰ پر راضی ہوجاتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ یہ تفویض و تسلیم کا مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے۔'' (تاریخِ دعوت و عزیمت، از مولانا ابوالحسن علی ندوی)

بعض اکابر نے قبولیتِ دُعا کے سلسلے میں عجیب بات لکھی ہے، عارفِ رُومی قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں کہ: تمہاری دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟ اس لئے کہ تم پاک زبان سے دُعا نہیں کرتے۔ پھر خود ہی سوال کرتے ہیں: جانتے ہو پاک زبان سے دُعا کرنے کا مطلب کیا ہے؟ پاک زبان سے دُعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم دُوسروں کی زبان سے دُعا کراوٴ، وہ اگرچہ گناہگار ہوں، مگر تمہارے حق میں ان کی زبان پاک ہے۔

یہ ناکارہ عرض کرتا ہے کہ: پاک زبان سے دُعا کرنے کی ایک اور صورت بھی ہے، وہ یہ کہ کسی دُوسرے موٴمن کے لئے دُعا کی جائے، آپ کو جو چیز اپنے لئے مطلوب ہے، اس کی دُعا کسی دُوسرے موٴمن کے لئے کیجئے تو انشاء اللہ آپ کو پہلے ملے گی۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ: جب موٴمن دُوسرے موٴمن کے لئے پسِ پشت دُعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: ''اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ، وَلَکَ'' یعنی اے اللہ! اس کی دُعا کو قبول فرما، اور پھر دُعا کرنے والے کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ تجھے بھی یہ چیز عطا فرمائے۔''

گویا فرشتوں کی پاک زبان سے دُعا کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی موٴمن کے لئے دُعا کریں، چونکہ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں اور پھر دُعا کرنے والے کے حق میں بھی دُعا کے قبول ہونے کی درخواست کرتے ہیں، شاید اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ ایک مؤمن کی دُوسرے مؤمن کے حق میں غائبانہ دُعا قبول ہوتی ہے۔

بہرحال دُعا تو ہر شخص کی قبول ہوتی ہے، اور ہر وقت قبول ہوتی ہے (خواہ قبولیت کی نوعیت کچھ ہی ہو)، تاہم بعض اوقات ایسے ہیں جن میں دُعا کی قبولیت کی زیادہ اُمید کی جاسکتی ہے، ان میں سے چند اوقات ذکر کرتا ہوں:

۱:...... سجدے کی حالت میں، حدیث میں ہے کہ: ''آدمی کو حق تعالیٰ شانہ کا سب سے زیادہ قرب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس لئے خوب کثرت اور دِل جمعی سے دُعا کیا کرو۔'' (صحیح مسلم)

مگر حنفیہ کے نزدیک فرض نمازوں کے سجدے میں وہی تسبیحات پڑھنی چاہئیں جو حدیث میں آتی ہیں، یعنی ''سبحان ربی الاعلیٰ''، کریم آقا کی تعریف و ثنا بھی دُعا اور درخواست ہی کی مد میں شمار ہوتی ہے، اور نفل نمازوں کے سجدے میں جتنی دیر چاہے دُعائیں کرتا رہے۔

۲:...... فرض نماز کے بعد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: کس وقت کی دُعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا: ''رات کے آخری حصے کی اور فرض نمازوں کے بعد کی۔'' (ترمذی)

۳:...... سحر کے وقت، حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو زمین والوں کی طرف حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت متوجہ ہوتی ہے اور اعلان ہوتا ہے کہ: ''کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کریں؟ ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ میں اس کی بخشش کروں؟'' یہ سلسلہ صبحِ صادق تک جاری رہتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۴:...... مؤذّن کی اذان کے وقت۔

۵:...... بارانِ رحمت کے نزول کے وقت۔

۶:...... اذان اور اقامت کے درمیان۔

۷:...... سفر کی حالت میں۔

۸:......بیماری کی حالت میں۔

۹:......زوال کے وقت۔

۱۰:......دن رات میں ایک غیر معین گھڑی۔

یہ اوقات احادیث میں مروی ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ: اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے متعلقین اور اپنے مال کے حق میں بددُعا نہ کیا کرو، دن رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس میں جو دُعا کی جائے، قبول ہوجاتی ہے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددُعا بھی اسی گھڑی میں ہو اور وہ قبول ہوجائے (تو پھر پچھتاتے پھروگے)۔ (صحیح مسلم وغیرہ)

## دُعا کا صحیح طریقہ

س......بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا مانگنی چاہئے یا اس طرح سے دُعا جلد قبول ہوتی ہے، نیز بزرگانِ دین کی منتیں بھی مانتے ہیں، جبکہ بعض اس میں اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسائل کا حل یعنی دُعا صرف خدا تعالیٰ سے مانگنی چاہئے۔ آپ یہ بتائیں قرآن و حدیث کی روشنی میں کہ دُعا مانگنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج......دُعا مانگنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرودشریف پڑھے، پھر اپنے لئے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے مغفرت کی دُعا کرے، پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہتا ہے، مانگے۔ سب سے بڑا وسیلہ تو اللہ تعالیٰ کی رحیمی و کریمی کا واسطہ دینا ہے، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کے طفیل اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی جائز ہے، حدیثِ پاک میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے فتح کی دُعا کیا کرتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ص:۴۴۷، بروایت شرح السنۃ)

## اللہ ربّ العزّت سے دُعا مانگنے کا بہترین طریقہ

س......دُعا مانگنے کی فضیلت بارہا بیان ہوچکی ہے، اور میں نے بہت سی کتابوں میں بھی دُعا مانگنے کی برکت، قبولیت اور ضرورت کا مطالعہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ''مانگو!''،

میں ایک گناہگار عاجز بندی ہوں، میری معلومات اور مطالعہ محدود ہے، زندگی کے مسائل میں بھی گھری ہوئی ہوں، خدا کا شکر ہے کہ رزقِ حلال میسر ہے، نماز کے بعد جو دُعا بچپن میں کبھی یاد کی ہوگی وہ تو خودبخود زبان سے ہر نماز کے بعد ادا ہوجاتی ہے: ”ربنا اٰتنا فی الدنیا“، مگر اس کے بعد کوئی اور دُعا یا قرآن پڑھنا چاہوں کہ اپنے مسائل کے متعلق کوئی دُعا مانگوں تو مجھے الفاظ نہیں ملتے، میری زبان گنگ ہوجاتی ہے، بس یوں لگتا ہے کہ ہر موئے تن دُعا بن گیا ہے، دِل میں یہ خیال آتا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک، عالم الغیب ہے، وہ ہر دِل کی بات جانتا ہے، اس کو کیا بتایا جائے، اب میں نہیں جانتی کہ میرا یہ فعل دُرست ہے کہ نہیں؟ اُمید ہے کہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں گے۔

ج…… یہ تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں، اس کے باوجود ہمیں دُعا کا حکم فرمایا، ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی اور وہ حکمت ہمارے فقر واحتیاج کا اظہار ہو، جو عبدیت کا اعلیٰ مقام ہے، اور اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے میں ایک طرح کا استغناء ہے، جو شانِ بندگی کے منافی ہے، باقی دُعا دِل سے بھی ہوسکتی ہے اور زبان سے بھی، اور آپ کا یہ فقرہ کہ ”بس یوں لگتا ہے کہ ہر موئے تن دُعا بن گیا ہے“ دِل کی دُعا کی طرف اشارہ کرتا ہے، تاہم بہتر ہے کہ زبان سے بھی مانگا جائے، اور کچھ نہ سوجھے تو یونہی کہہ لے کہ: یا اللہ! میں سراپا فقیر ہوں، میں ایک ایک چیز میں محتاج ہوں، اپنی ضرورتوں اور حاجتوں سے خود بھی واقف نہیں، اور آپ میری ساری ضرورتوں کو جانتے ہیں، پس مجھے دُنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں عطا فرمائیے اور ساری مضرتوں سے حفاظت فرمائیے۔

## دُعا کے الفاظ دِل ہی دِل میں ادا کرنا بھی صحیح ہے

س…… جس طرح نماز میں قرأت دِل سے ادا کرنا صحیح نہیں، بلکہ قرأت کی آواز کا کانوں تک واضح طور پر پہنچنا ضروری ہے، کیا اسی طرح دُعا کے الفاظ بآواز ادا کرنا ضروری ہے؟ میرے ساتھ اکثر یہ ہوتا ہے کہ دُعا کرتے کرتے ہونٹوں کی جنبش رُک جاتی ہے، اور دُعا کے الفاظ دِل ہی دِل میں ادا ہونے لگتے ہیں، کیا دُعا کرنے کا یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؟

ج…… صحیح ہے، دُعا دِل سے بھی ہوسکتی ہے۔

## بددُعا کے اثرات سے تلافی کا طریقہ

س...... ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام آتا ہے، اس میں مولوی صاحب سوالوں کے جواب دیتے ہیں، اس دفعہ انہوں نے ایک سوال کا جواب یوں دیا کہ سمجھ میں نہ آسکا، لہٰذا آپ کی خدمتِ اقدس میں سوال پیش کر رہا ہوں، یقین ہے کہ جواب ضرور دیں گے، بہت بہت مہربانی ہوگی۔

سوال یوں تھا کہ ایک آدمی نے کسی کے لئے بددُعا کی، تو وہ کچھ عرصے بعد مشکلات میں مبتلا ہوگیا، تو جس صاحب نے بددُعا کی اس نے سوچا کہ شاید یہ میری بددُعا کا اثر تھا، تو انہوں نے پوچھا کہ اگر وہ بددُعا کا اثر تھا تو کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ اس کے لئے تلافی کی جائے۔ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ تکلیفیں تو خدا کی طرف سے آتی ہیں اور پہلے دن سے لکھی جاچکی ہیں، کسی کی بددُعا نہیں لگتی، جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ مظلوم اور یتیم کی بددُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، لہٰذا آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ بددُعا قبول ہوتی ہے کہ نہیں؟

ج...... مولانا صاحب کی یہ بات تو بالکل صحیح ہے کہ ہر تکلیف پہلے سے لکھی ہوئی ہے، مگر یہ صحیح نہیں کہ کسی کی بددُعا نہیں لگتی، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن بھیجا تھا تو ان کو رُخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ: ''مظلوم کی بددُعا سے ڈرتے رہنا، کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔'' اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث میں مظلوم اور کمزور کی بددُعا سے ڈرایا گیا ہے۔

دراصل جو شخص مظلوم ہو، مگر اپنی کمزوری کی وجہ سے بدلہ لینے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس کا مقدمہ ''سرکاری'' ہوجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کا انتقام لینے کے لئے خود آگے بڑھتے ہیں، ہم نے سیکڑوں ظالموں کو انتقامِ الٰہی کا نشانہ بنتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس لئے کمزوروں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے سے آدمی کو کانپنا چاہئے، اللہ تعالیٰ اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھیں۔ اور تلافی کی صورت یہ ہے کہ مظلوم سے معافی مانگ لے اور اس کو راضی کرلے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی سچی توبہ کرے کہ آئندہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

## دُعا کے آداب

س...... نماز کے بعد بغیر دُرود شریف کے بیماروں کے لئے دُعا کرنا کیسا ہے؟ دُعا قبول ہوگی یا نہیں؟

ج...... دُعا کے آداب میں سے یہ ہے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے، پھر اپنے لئے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دُعائے مغفرت کرے، پھر جو حاجت ہو وہ مانگے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نماز پڑھ رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حاضرِ خدمت تھے، میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا، پھر میں نے اپنے لئے دُعا کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مانگ تجھ کو دیا جائے گا!، مانگ تجھ کو دیا جائے گا!'' (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۸۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: ''دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے، اس میں سے کوئی چیز اُوپر نہیں چڑھتی، یہاں تک کہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھو۔'' (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۸۷)

## دُعا میں کسی بزرگ کا واسطہ دینا

س...... دُعا مانگتے وقت یہ کہنا کیسا ہے کہ: ''یا اللہ! فلاں نیک بندے کی خاطر میرا فلاں کام کردے''؟

ج...... مقبولانِ الٰہی کے طفیل دُعا کرنا جائز ہے۔

## فرض، واجب یا سنت کے سجدوں میں دُعا کرنا

س...... فرض یا واجب، سنت، نفل نمازوں کے سجدوں میں دُعا کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر غیر عربی میں ہو تو حرج ہے کہ نہیں؟

ج...... نماز کے سجدے میں قرآن و حدیث میں وارِد شدہ دُعا کرنا جائز ہے، غیر عربی میں دُرست نہیں، فرض نماز میں اگر سجدے کے طویل ہونے سے مقتدیوں کو تنگی لاحق ہو تو امام کو


فہرست

چاہئے کہ سجدے میں تسبیحات پر اکتفا کرے، اپنی الگ نماز میں جتنی چاہے سجدے میں دُعائیں کرے۔

## فرض نماز کے بعد دُعا کی کیفیت کیا ہونی چاہئے؟

س…… بعض امام صاحب ہر نماز کے بعد دُعا عربی میں مانگتے ہیں، کیا اُردو میں دُعا مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ دُعا مختصر ہونی چاہئے یا لمبی؟

ج…… فرض نماز کے بعد دُعا مختصر ہونی چاہئے اور آہستہ کی جانی چاہئے، اپنے اپنے طور پر جس شخص کی جو حاجت ہو اس کے لئے دُعا کرے، عربی الفاظ ہمیشہ بلند آواز سے نہ کہے جائیں۔

## فرض نمازوں کے بعد دُعا کا ثبوت

س…… پانچوں نمازوں کے بعد امام کے ساتھ تمام نمازی بھی ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے ہیں، لیکن اب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہاتھ اُٹھا کر ہر نماز کے بعد دُعا مانگنا بدعت ہے، اور یہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں، اب ہم اس اُلجھن میں مبتلا ہیں کہ دُعا مانگیں یا نہ مانگیں؟ اُمید ہے آپ ہماری رہنمائی فرمائیں گے۔

ج…… پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ”بدعت“ کسے کہتے ہیں؟ ”بدعت“ اس عمل کا نام ہے جس کی صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو قولاً تعلیم دی ہو، نہ عملاً کرکے دِکھایا ہو، نہ وہ عمل سلف صالحین کے درمیان معمول و مروّج رہا ہو، لیکن جس عمل کی صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہو یا خود کبھی اس پر عمل کرکے دِکھایا ہو، وہ ”بدعت“ نہیں، بلکہ سنت ہے۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل اُمور پیشِ نظر رکھئے:

۱:…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدّد احادیث میں نمازِ فرض کے بعد دُعا کی ترغیب دی ہے اور اس کو قبولیتِ دُعا کے مواقع میں شمار فرمایا ہے۔

۲:…… صحیح احادیث میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے بعد ان کو چہرے پر پھیرنے کو آدابِ دُعا میں ذکر فرمایا ہے۔

۳:...... متعدّد احادیث میں فرض نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دُعا کرنا ثابت ہے، یہ تمام اُمور ایسے ہیں کہ کوئی صاحبِ علم جس کی احادیثِ طیبہ پر نظر ہو، ان سے ناواقف نہیں، اس لئے فقہائے اُمت نے فرض نمازوں کے بعد دُعا کو آداب و مستحبات میں شمار کیا ہے۔ امام نوویؒ شرح مہذب (ج:۳ ص:۴۴۸) میں لکھتے ہیں:

"الدعاء للامام والمأموم والمنفرد مستحب عقب کل الصلوات بلا خلاف."

یعنی نمازوں کے بعد دُعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے، امام کے لئے بھی، مقتدی کے لئے بھی اور منفرد کے لئے بھی۔ علومِ حدیث میں امام نوویؒ کا بلند مرتبہ جس کو معلوم ہے، وہ کبھی اس متفق علیہ مستحب کو بدعت کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ اور فرض نماز جب باجماعت ادا کی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد دُعا صورۃً اجتماعی ہوگی، لیکن امام اور مقتدی ایک دُوسرے کے پابند نہیں، بلکہ اپنی اپنی دُعا کر رہے ہیں، اس لئے امام کا پکار پکار کر دُعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین، آمین کہنا صحیح نہیں، ہر شخص کو اپنی اپنی دُعا کرنی چاہئے، اور سنن و نوافل کے بعد امام کا مقتدیوں کے انتظار میں بیٹھے رہنا اور پھر سب کا مل کر دُعا کرنا یہ بھی صحیح نہیں۔

س...... فرضوں کے بعد اجتماعی طور سے دُعا کرنے کا حدیث سے ثبوت کیا ہے؟

ج...... فرض نماز کے بعد دُعا کی متعدّد احادیث میں ترغیب و تعلیم دی گئی ہے، اور ہاتھ اُٹھانے کو دُعا کے آداب میں سے شمار فرمایا گیا ہے، تفصیل کے لئے امام جزریؒ کی "حصن حصین" کا مطالعہ کرلیا جائے۔ امام بخاریؒ نے "کتاب الدعوات" میں ایک باب "الدعاء بعد الصلوٰۃ" کا رکھا ہے (ج:۲ ص:۹۳۷)، اور ایک باب "رفع الأیدی فی الدعاء" کا قائم کیا ہے (ج:۲ ص:۹۳۸)، اور دونوں کو احادیثِ طیبہ سے ثابت فرمایا ہے۔ اس لئے فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دُعا کا معمول خلافِ سنت نہیں، خلافِ سنت وہ عمل کہلاتا ہے جو شارع علیہ السلام نے خود نہ کیا ہو، اور نہ اس کی ترغیب دی ہو۔

## مقتدی امام سے پہلے دُعا مانگ کر جاسکتا ہے

س...... فجر کی نماز میں امام وظیفہ پڑھ کر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں، میں چونکہ ملازم ہوں ساڑھے آٹھ بجے ڈیوٹی پر حاضری دینا ہوتی ہے، دُودھ لانا، ناشتہ تیار کرنا، پھر کھانا، کپڑے بدل کر تیار ہوکر بس کا انتظار کرنا، ایسی صورت میں کیا میں ان کے ساتھ دُعا میں شریک ہوں یا اپنی مختصر دُعا مانگ کر مسجد سے آجاؤں؟

ج...... امام کے ساتھ دُعا مانگنا کوئی ضروری نہیں، آپ نماز سے فارغ ہوکر اپنی دُعا کرکے آسکتے ہیں۔

## کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے تھے؟

س...... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کیا کرتے تھے؟ اگر کیا کرتے تھے تو کوئی حدیث بحوالہ بیان کریں۔

ج...... نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کی صراحت تو منقول نہیں، البتہ فرض نماز کے بعد دُعا کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور ہاتھ اُٹھا کر مانگنا دُعا کے آداب میں سے فرمایا ہے۔ اس لئے فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا ارشاداتِ نبویؐ کے عین مطابق ہے، مگر بلند آواز سے دُعا نہ کی جائے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا ہو۔

## نماز کے بعد عربی اور اُردو میں دُعائیں

س...... نماز سے فارغ ہوکر میں دُرود شریف ابراہیمی، سورۂ فاتحہ اور ایک دُعا "ربنا اٰتنا فی الدنیا" پڑھ کر باقی دُعا اُردو میں مانگتا ہوں، کیونکہ مزید دُعائیں (عربی) میں یاد نہیں ہیں، کیا میرا یہ عمل مسنون ہے؟

ج...... کوئی حرج نہیں۔

## سنتوں کے بعد اجتماعی دُعا کرنا بدعت ہے

س...... ظہر اور عشاء کی سنتوں کے بعد دو دفعہ دُعا کرتا ہوں، اور یہ دُعا اجتماعیت کے ساتھ کر رہا ہوں، خواص کے لئے اور عوام کے لئے دُعا بحیثیت اجتماعی بدعتِ سیئہ ہے یا بدعتِ

حسنہ؟ شرعی جواب ارشاد فرمائیں۔

ج……سنتوں کے بعد اجتماعی دُعا کے لئے امام اور مقتدیوں کا بیٹھے رہنا، اور پھر مل کر دُعا کرنا صحیح نہیں، اس کا اہتمام والتزام بدعت ہے، بدعت کا لفظ مطلق بولا جائے تو بدعتِ سیئہ ہی مراد ہوتی ہے۔

## نماز کے بعد دُعا اُونچی آواز سے مانگنا

س……زید کہتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام کا اُونچی آواز میں دُعا مانگنا مکروہ ہے، فقہِ حنفیہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

ج……امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دُعا آہستہ مانگنی چاہئے، اُونچی آواز سے دُعا کی عادت کرلینا دُرست نہیں، کبھی مقتدیوں کی تعلیم کے لئے بلند آواز سے کوئی جملہ کہہ دے تو مضائقہ نہیں۔

## دُعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اُٹھانا

س……حضرت جابر بن سمرہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''لوگو! نماز میں نظریں آسمان کی طرف نہ اُٹھاؤ، خدشہ ہے کہ یہ نظریں اُچک لی جائیں اور واپس نہ آئیں۔'' مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ حدیثِ پاک دُعا کے وقت آسمان پر جو انسان نظریں اُٹھاتا اور ہاتھ پھیلا کر اپنے رَبّ سے مانگتا ہے، اس پر بھی صادق آتی ہے؟ یعنی دُعا کے وقت بھی کیا نظریں اُوپر نہ اُٹھائی جائیں؟ (یہ حدیث شریف صحیح مسلم سے ہے)۔

ج……امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ بعض حضرات نے خارجِ نماز میں بھی دُعا میں آسمان کی طرف نظریں اُٹھانے کو مکروہ کہا ہے، مگر اکثر علماء قائل ہیں کہ مکروہ نہیں، کیونکہ آسمان دُعا کا قبلہ ہے۔

## دُعا مانگتے وقت ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں؟

س……کچھ عرصہ پہلے بچوں کے کالم میں طریقۂ نماز سکھاتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ دُعا مانگتے وقت خیال رکھنا چاہئے کہ ہاتھ کندھوں سے اُوپر نہ جائیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج……جی ہاں! عام حالات میں یہی صحیح طریقہ ہے، البتہ نمازِ استسقاء میں اس سے زیادہ

اُٹھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، دُعا میں عاجزی اور مسکنت کی کیفیت ہونی چاہئے۔

## سجدے میں دُعا مانگنا جائز ہے

س…… میں نے سنا ہے کہ سجدے میں گر کر دُعا نہیں مانگنی جاتی کیونکہ نیت کے بغیر سجدہ نہیں ہوتا۔

ج……سجدے میں دُعا مانگنے میں یہ تفصیل ہے کہ سجدہ یا تو نماز کا ہوگا یا بغیر نماز کے، اگر نماز کا سجدہ ہو تو سجدے کے اندر دُعائیں کرنا جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دُعا عربی زبان میں کرے، بلکہ قرآن وحدیث میں جو دُعائیں آتی ہیں، ان کو اختیار کرے، (فرض نماز میں امام کو سجدے میں دُعائیں نہیں کرنی چاہئیں تاکہ مقتدیوں پر بار نہ ہو)، اور اگر سجدہ نماز کے علاوہ ہو تو لوگوں کے سامنے اور فرض نمازوں کے بعد سجدے میں گر کر دُعائیں نہ کرے، ہاں! تنہائی میں سجدے میں گر کر دُعائیں کرنے کا مضائقہ نہیں۔

## دُعا کے بعد سینے پر پھونک مارنا

س…… جب لوگ دُعا مانگ لیتے ہیں تو بعض لوگ اپنے سینے میں پھونک مارتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج……کوئی وظیفہ پڑھ کر پھونکتے ہوں گے، اور یہ جائز ہے۔

## امام کا نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دُعا مانگنا

س……فجر اور عصر کی نماز کے بعد امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف تقریباً پشت کر کے کیوں دُعا مانگتا ہے؟

ج…… کیونکہ نماز سے تو فارغ ہوچکے، اب مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہئے، باقی نمازوں میں چونکہ مختصر دُعا کے بعد سنتوں کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، اس لئے اس مختصر وقفے میں مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، اور فجر اور عصر کے بعد تسبیحات پڑھ کر دُعا کی جاتی ہے، اس لئے طویل وقفہ ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کی طرف

منہ کرکے بیٹھتے ہیں، نماز کے بعد امام کو رُخ بدل لینا چاہئے خواہ دائیں جانب کرلے یا بائیں جانب، یا مقتدیوں کی طرف، بہرحال مقتدیوں کی طرف پشت کرکے نہ بیٹھے۔

## نماز کے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا ناجائز ہے

س…… ہماری مسجد میں نمازِ عشاء کے فوراً بعد ذکر و اذکار کا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے، ذکر اتنی بلند آواز سے کیا جاتا ہے کہ آواز احاطۂ مسجد سے باہر تک سنائی دیتی ہے، (بتیاں گل کردی جاتی ہیں)، جبکہ نمازی عشاء دیر تک پڑھتے رہتے ہیں، شور سے نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے، مفصل تحریر کریں آیا یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… ایسے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں، دُرست نہیں، حضراتِ فقہاء نے اس کو ناجائز لکھا ہے۔

## مسجد میں اجتماعی ذکر بالجہر کہاں تک جائز ہے؟

س…… ہماری مسجد بلکہ اس علاقے کی تمام مساجد میں صبح کی نماز کے بعد، بلکہ بعض جگہ لاؤڈ اسپیکر بھی لگاکر سلام پھیرنے کے فوراً بعد کلمہ طیبہ کا ذکر ہوتا ہے، اور بعد میں دُرود شریف ان الفاظ کے ساتھ: "صل علیٰ نبینا صل علی محمد"۔ البتہ ہماری مسجد میں مسبوق اپنی رکعت ایک یا دو پڑھ لیتے ہیں، اس کے بعد اُونچا ذکر چیخ چلاکر درمیانہ جہر بھی نہیں، بلکہ زور لگاکر ایک سُر کے ساتھ تمام نمازی ذکر کرتے ہیں، اور پھر وہ ذکر مسنون یعنی آیت الکرسی اور تسبیح ۳۳ بار، تحمید ۳۳ بار، اور تکبیر ۳۴ بار بھی پڑھتے ہیں۔ اور ایک دفعہ اجتماعی دُعا مانگی جاتی ہے، ایسا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ دُوسری مسجد میں سلام کے بعد تین دفعہ استغفر اللہ آہستہ پڑھتے ہیں اور آیت الکرسی اور "اللّٰھم اجرنی من النار" ۷ دفعہ، اور تسبیحاتِ مسنونہ، بعدہٗ ایک بار دُعا ہوتی ہے۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ آہستہ طریقہ مسنون ہے حضرت کا فرمایا ہوا یا کہ اُونچا ذکر کرنا یعنی بہت اُونچا ذکر کرنے والے ثواب پر ہیں؟ اس وقت کوئی سویا ہوا نہیں ہوتا، اگر سویا ہوا ہو تو اس کو نماز کے لئے اُٹھایا جاتا ہے تاکہ صبح کی نماز قضا نہ ہوجائے، اور مسجد کے قریب کوئی بیمار بھی نہیں ہوتا، اور نہ کوئی نمازی ہوتا ہے۔ محلے کے لوگ اکثر آجاتے

ہیں، ہاں عورتیں گھروں پر پڑھتی ہوں تو ہوں گی۔ ایسے وقت ایسی صورت میں کون سا ذکر مسنون ہے، اور کون سا ذکر بدعت اور منع ہے؟ تاکہ ہم لوگ ذکرِ مسنون کریں اور ذکرِ بدعت بند کردیں۔ اُونچا ذکر کرنے والے بڑے بڑے اشتہار پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت علیؓ اور صحابہ کرامؓ اُونچا ذکر کرتے تھے، ہم بھی اہلِ سنت والجماعت ہیں، بلکہ یہ علامت ہے، جو کوئی کلمہ بعد نماز اُونچا پڑھے وہ سنی حنفی ہے، اور جو اُونچا ذکر نہ کرے وہ ذکر کے مانعین سے ہے، عذاب کے مستحق ہیں، وہابی ہیں، وغیرہ وغیرہ، جھگڑا کرتے ہیں۔

ج......ا: نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے مسبوق نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے، جائز نہیں، اور اس مقصد کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اور بھی بُرا ہے۔ حدیث میں علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت یہ ارشاد فرمائی ہے: ”وارتفعت الأصوات فی المساجد“ یعنی مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں آوازیں بلند کرنا اُمت کے بگاڑ کی علامت ہے۔

۲:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، سلف صالحینؒ سے جو طریقہ منقول ہے وہ یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہوکر زیرِ لب تسبیحات اور اذکارِ مسنونہ پڑھے جائیں، اور آہستہ ہی دُعا کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تعلیم کے لئے کوئی کلمہ بلند آواز سے بھی فرمادیتے تھے، بلند آواز سے کبھی دُعا ہوجائے جبکہ اس سے کسی کی نماز میں خلل نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جہری دُعا کو معمول بنالینا اور سنت کی طرح اس کی پابندی کرنا صحیح نہیں۔

۳:......ذکر اور دُعا کا تعلق بندے اور معبودِ برحق جل شانہ کے درمیان ہے، بلند آواز سے، خصوصاً لاؤڈ اسپیکر پر ذکر اور دُعا کی اذان دینا اس کی رُوح کے منافی ہے، اور اس میں ریا اور مخلوق کی طرف التفات کا خطرہ زیادہ سے زیادہ ہے، اس لئے مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے، اور اگر کوئی اس کے خلاف کرتا ہے تو اس سے اُلجھنے کی ضرورت نہیں۔

## دورانِ نماز اُنگلیوں پر تسبیحات شمار کرنا

س...... میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ نماز میں الحمدللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر وغیرہ ہاتھ پر یا

تسبیح پر نہیں پڑھنی چاہئے، اس سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے، اگر یہ بات سچ ہے تو ہم کیسے ان الفاظ کو پڑھ سکتے ہیں؟

ج……نماز میں اُنگلیوں پر یا تسبیح پر گننا واقعی مکروہ ہے، صلوٰۃ التسبیح میں ان کلمات کے گننے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس کی تدبیر یہ ہے کہ ایک ایک اُنگلی کو ذرا سا دباتے رہیں۔

## آیتیں، سورتیں اور تسبیحات اُنگلیوں پر شمار کرنا

س……آیتیں، سورتیں یا تسبیحات اُنگلیوں پر شمار کرنا مکروہاتِ نماز میں شامل ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ نماز کے بعد جو ہم تسبیح اُنگلیوں پر شمار کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

ج……آیات یا تسبیحات کا اُنگلیوں پر گننا نماز کے اندر مکروہ ہے، نماز سے باہر مکروہ نہیں، بلکہ مأمور بہ ہے۔

## تسبیحاتِ فاطمی کی فضیلت

س……میں نے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، مطلب یہ ہے کہ سو دانوں کی یہ تسبیح جو شخص روزانہ صبح فجر کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد یا ہر نماز کے بعد پڑھے گا تو قیامت کے دن اس کا مرتبہ بہت ہی بلند ہوگا؟

ج……آپ نے صحیح لکھا ہے، یہ کلمات "تسبیحاتِ فاطمی" کہلاتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھائے تھے۔ حدیث میں ان کے بہت سے فضائل آئے ہیں، جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدنی قدس سرہٗ کے رسالے "فضائلِ ذکر" میں جمع کردیئے گئے ہیں، یہ پاکیزہ کلمات ہر نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت بڑے اہتمام سے پڑھنے چاہئیں۔

## نماز کے بعد کی تسبیحات اُنگلیوں پر گننا افضل ہے

س……میں نے کہیں یہ مسئلہ پڑھا تھا کہ نماز کے بعد پڑھی جانے والی تسبیح (۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر) ہاتھ کی اُنگلیوں پر گن کر پڑھنا مکروہ ہے۔ گزارش ہے کہ آپ اس سلسلے میں یہ فرمائیں کہ آیا یہ مسئلہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… دُرست نہیں! اُنگلیوں پر تسبیحات کا گننا نہ صرف جائز ہے، بلکہ حدیث شریف میں تسبیحات کو اُنگلیوں پر گننے کا حکم آیا ہے:

"عن یسیرة رضی الله عنها، وکانت من المهاجرات قالت: قال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم: علیکن بالتسبیح والتهلیل والتقدیس واعقدن بالأنامل فانهن مسؤلات مستنطقات ولا تغفلن فتنسین الرحمة." (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۲۰۲)

ترجمہ:…… "حضرت یسیرة رضی اللہ عنہا جو ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں، فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا کہ: تسبیح و تہلیل اور تقدیس کو اپنے اُوپر لازم کرلو اور ان کو اُنگلیوں پر گنا کرو، کیونکہ ان سے سوال کیا جائے گا اور ان کو بلوایا جائے گا، اور ذکر سے غفلت نہ کیا کرو، ورنہ رحمت سے بھلادی جاؤ گی۔"

## چلتے پھرتے تسبیح کرنا

س…… میں نے کراچی میں مردوں اور عورتوں کو راستہ چلتے پھرتے تسبیح کرتے دیکھا ہے، اکثریوں بھی دیکھا ہے کہ سڑک پار کر رہے ہیں مگر تسبیح کے دانے چلتے رہتے ہیں، پچھلے دنوں میں نے بس اسٹاپ پر ایک عورت کو دیکھا آدھے سے زیادہ سر کھلا ہوا تھا، کھڑی تسبیح کر رہی تھی، میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کیا تسبیح کرنے کا یہ طریقہ دُرست ہے؟

ج…… تسبیح پڑھنا چلتے پھرتے بھی جائز ہے، بلکہ بہت اچھی بات ہے کہ ہر وقت آدمی ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے، اگر کوئی تسبیح کے دوران غلط کام کرتا ہے تو اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

## تسبیح بدعت نہیں، بلکہ ذکرِ الٰہی کا ذریعہ ہے

س…… آپ نے ایک سوال کے جواب میں چلتے پھرتے تسبیح پڑھنے کو جائز، بلکہ بہت اچھی بات لکھا ہے، یہاں پر میرا مقصود آپ کے علم میں کسی قسم کا شک وشبہ کرنا نہیں۔ بلاشبہ آپ کا

علم وسیع ہے، مگر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ یہ کہ تسبیح کے دانے پڑھنا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں داخل نہ تھا، اور نہ ہی اسے ذکر اللہ کہا جاسکتا ہے، ذکر اللہ کے عملی معنی اس سے بالکل مختلف ہیں، یہ ایک شرعی بدعت ہے جو آج کل ہماری زندگی میں فیشن کی شکل میں داخل ہوگئی ہے، اُمید ہے آپ اس مسئلے پر مزید کچھ روشنی ڈالیں گے۔

ج...... تسبیح بذاتِ خود مقصود نہیں، بلکہ ذکر کے شمار کرنے کا ذریعہ ہے، بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ فلاں ذکر اور فلاں کلمہ کو سو مرتبہ پڑھا جائے تو یہ اجر ملے گا، حدیث کے طلبہ سے یہ احادیث مخفی نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس تعداد کو گننے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور اختیار کیا جائے گا، خواہ اُنگلیوں سے گنا جائے یا کنکریوں سے، یا دانوں سے۔ اور جو ذریعہ بھی اختیار کیا جائے وہ بہرحال اس شرعی مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔ اور جو چیز کسی مطلوبِ شرعی کا ذریعہ ہو وہ بدعت نہیں کہلاتا، بلکہ فرض کے لئے ایسے ذریعہ کا اختیار کرنا فرض، اور واجب کے لئے ایسے ذریعہ کا اختیار کرنا واجب ہے، اسی طرح مستحب کے لئے ایسے ذریعہ کا اختیار کرنا مستحب ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ حج پر جانے کے لئے بحری، بری اور فضائی تینوں راستے اختیار کئے جاسکتے ہیں، لیکن اگر کسی زمانے میں ان میں سے دو راستے مسدود ہوجائیں، صرف ایک ہی کھلا ہو تو اسی کا اختیار کرنا فرض ہوگا، اور اگر تینوں راستے کھلے ہوں تو ان میں کسی ایک کو لاعلی التعیین اختیار کرنا فرض ہوگا۔ اسی طرح جب تسبیحات واذکار کا گننا عندالشرع مطلوب ہے اور اس کے حصول کا ایک ذریعہ تسبیح بھی ہے، تو اس کو بدعت نہیں کہیں گے، بلکہ دُوسرے ذرائع میں سے ایک ذریعہ کہلائے گا، اور چونکہ تمام ذرائع میں زیادہ آسان ہے، اس لئے اس کو ترجیح ہوگی۔

۲:...... متعدّد احادیث سے ثابت ہے کہ کنکریوں اور دانوں پر گننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا اور نکیر نہیں فرمائی، چنانچہ:

الف:...... سنن ابی داؤد (ج:۱ ص:۳۱۰ باب التسبیح بالحصیٰ) اور مستدرک حاکم (ج:۱ ص:۴۸۵) میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

”انه دخل مع النبی صلی اللہ علیه وسلم علی

امرأة وبين يديها نوى أو حصٰى تسبح به فقال: اخبرک بما هو ایسر علیک من هٰذا وافضل .... الحديث.“

(سکت علیه الحاکم وقال الذهبی صحیح)

ترجمہ:......”وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاتون کے پاس گئے، جس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں، جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے ایسے چیز بتاؤں جو اس سے زیادہ آسان اور افضل ہے؟.....الخ۔“

ب:......ترمذی اور مستدرک حاکم (ج:۱ ص:۵۴۷) پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”قالت: دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وبین یدی اربعة الاف نواة اسبح بهن، فقال: یا بنت حی! ما هٰذا؟ قلت: اسبح بهن! قال: قد سبحت منذ قمت علٰی رأسک اکثر من هذا، قلت: علمنی یا رسول الله! قال: قولی: سبحان الله عدد ما خلق من شئ.“ (قال الحاکم هٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه، وقال الذهبی صحیح).

ترجمہ:......”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میرے آگے چار ہزار گٹھلیاں تھیں، جن پر میں تسبیح پڑھ رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا: میں ان پر تسبیح پڑھ رہی ہوں! فرمایا: میں جب سے تیرے پاس کھڑا ہوا ہوں، میں نے اس سے زیادہ تسبیح پڑھ لی ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بھی سکھائیے۔ فرمایا: یوں کہا کر: سبحان الله عدد

ما خلق من شئ۔''

حدیثِ اوّل کے ذیل میں صاحبِ ''عون المعبود'' لکھتے ہیں:

''ھٰذا اصل صحیح لتجویز السبحة بتقریرہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ فی معناھا اذ لا فرق بین المنظومة والمنشورة فیما یعد بہ ولا یعتد بقول من عدھا بدعة.'' (عون المعبود ج:۱ ص:۵۵۵)

ترجمہ:...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گٹھلیوں پر نکیر نہ فرمانا، تسبیح کے جائز ہونے کی صحیح اصل ہے۔ کیونکہ تسبیح بھی گٹھلیوں کے ہم معنی ہے، کیونکہ شمار کرنے کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گٹھلیاں پروئی ہوئی ہوں یا بغیر پروئی ہوئی ہوں، اور جو لوگ اس کو بدعت شمار کرتے ہیں، ان کا قول لائقِ اعتبار نہیں۔''

۳:...... تسبیح، ایک اور لحاظ سے بھی ذکرِ الٰہی کا ذریعہ ہے، وہ یہ کہ تسبیح ہاتھ میں ہو تو زبان پر خود بخود ذکر جاری ہوجاتا ہے، اور تسبیح نہ ہو تو آدمی کو ذکر یاد نہیں رہتا، اسی بنا پر تسبیح کو ''مذکرہ'' کہا جاتا ہے، یعنی یاد دِلانے والی، اور اسی بنا پر صوفیہ اس کو ''شیطان کے لئے کوڑا'' کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ شیطان دفع ہوجاتا ہے، اور آدمی کو ذکر سے غافل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا، پس جب ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا مطلوب ہے اور تسبیح کا ہاتھ میں ہونا اس مشغولی کا ذریعہ ہے، تو اس کو بدعت کہنا غلط ہوگا، بلکہ ذریعۂ ذکرِ الٰہی ہونے کی وجہ سے اس کو مستحب کہا جائے تو بعید نہ ہوگا۔

## دُرود شریف کا ثواب زیادہ ہے یا اِستغفار کا؟

س...... دُرود شریف کا ثواب زیادہ ہے یا اِستغفار کا؟

ج...... دونوں کا ثواب اپنی اپنی جگہ ہے، اِستغفار کی مثال برتن مانجھنے کی ہے، اور دُرود شریف کی مثال برتن قلعی کرنے کی۔

## مختصر دُرودشریف

س...... ہم اکثر سنتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرودشریف بھیجو، تو مولانا صاحب! آپ دُرود بھیجنے کا کوئی آسان طریقہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ دُرود شریف میں کون سا دُرود افضل ہے؟

ج...... سب سے افضل دُرودشریف تو وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، اور مختصر دُرودشریف یہ بھی ہے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ"، اس دُرودشریف کی تین تسبیح صبح کو، تین تسبیح شام کو پڑھی جائیں، اتنی فرصت نہ ہو تو صبح وشام ایک ایک تسبیح ہی پڑھ لی جائے، اس کے علاوہ جب بھی فرصت وفراغت ملے دُرودشریف کو وِردِ زبان بنانا چاہئے۔

## نماز والے دُرودشریف میں "سیّدنا ومولانا" کا اضافہ کرنا

س...... نماز میں التحیات اور تشہد کے بعد والے دُرود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ناموں سے پہلے "سیّدنا ومولانا" پڑھنا کیسا ہے؟

ج...... ہمارے ائمہ سے تو یہ مسئلہ منقول نہیں، درمختار میں اس کو شافعیہ کے حوالے سے مستحب لکھا ہے، اور اس سے موافقت کی ہے۔

## روضۂ اقدس پر دُرودشریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں

س...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجنا جائز ہے؟ اور جب ہم پڑھتے ہیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود وسلام پڑھنے کا تو حکم ہے، اور اس کے بے شمار فضائل آئے ہیں، مگر اس کے الفاظ اور اس کا وہی طریقہ صحیح ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے، آج کل جو لوگ گا گا کر دُرود وسلام پڑھتے ہیں، یہ طریقہ نہ صرف خلافِ سنت ہے، بلکہ محض ریاکاری ہے۔ دُرودشریف اگر روضۂ اقدس پر پڑھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں، ورنہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

## ایک مجلس میں اسمِ مبارک پر پہلی بار دُرود شریف واجب اور ہر بار مستحب ہے

س…… لانڈھی کالونی ایریا-۳۰بی میں رحمانیہ مسجد واقع ہے، وہاں پر مجھے نمازِ جمعہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے، امامِ محترم نماز سے پون گھنٹہ پہلے تقریر فرماتے ہیں، دورانِ تقریر ''رسول اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم'' کا لفظ بار بار زبان پر آتا ہے، مگر اس طرح کہ: ''رسول اللہ نے فرمایا، حضورؐ نے فرمایا''، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتے، مجھے ذاتی طور پر بہت تکلیف ہوتی ہے، کیا اس طرح نامِ مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) لینا بے ادبی نہیں؟

ج…… ایک مجلس میں پہلی بار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی آئے تو دُرود شریف (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھنا واجب ہے، اور ہر بار اسمِ مبارک کے ساتھ دُرود پڑھنا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ جی نہیں چاہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لیا جائے اور دُرود شریف نہ پڑھا جائے، خواہ ایک مجلس میں سو بار نامِ مبارک آئے، ہر بار ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہنا مستحب ہے۔

## دُعا کی قبولیت کے لئے اوّل وآخر دُرود شریف کا ہونا زیادہ اُمید بخش ہے

س…… کیا دُعا کے اوّل اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے بغیر دُعا قبول نہیں ہوتی؟

ج…… دُعا کے اوّل وآخر دُرود شریف کا ہونا دُعا کی قبولیت کے لئے زیادہ اُمید بخش ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: دُعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کے اوّل وآخر میں دُرود شریف نہ ہو۔

## بغیر وضو دُرود شریف پڑھنا جائز ہے

س…… بغیر وضو دُرود شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ میں اوّل وآخر دُرود شریف پڑھ کر خدا سے دُعا مانگتا ہوں، کیا اس طرح دُعا مانگنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج…… بغیر وضو کے دُرود شریف پڑھنا جائز ہے، اور دُعا کے اوّل وآخر دُرود شریف پڑھنا


فہرست

دُعا کے آداب میں سے ہے، حدیث میں اس کا حکم آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: ''دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف نہ پڑھا جائے۔''

## دُرود شریف کی کثرت موجبِ سعادت و برکت ہے

س...... میں ہر نماز کے بعد دُرود شریف کی ایک تسبیح پڑھتا ہوں، کیا دُرود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھ سکتا ہوں؟

ج...... اپنی صحت، قوّت اور فرصت کا لحاظ رکھتے ہوئے جتنا زیادہ دُرود شریف پڑھیں موجبِ سعادت و برکت ہے۔

## خالی اوقات میں دُرود شریف کی کثرت کرنی چاہئے

س...... خالی اوقات میں مساجد یا گھر پر دُرود شریف یا اِستغفار پڑھیں تو دونوں میں افضل دُرود کون سا ہوگا؟

ج...... دونوں اپنی جگہ افضل ہیں، آپ دُرود شریف کی کثرت کریں۔

## دُرود شریف بھی اُٹھتے بیٹھتے پڑھنا جائز ہے

س...... دُرود شریف کھڑے ہوکر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کی حمد و ثنا کرنی چاہئے۔

ج...... دُرود شریف بھی اُٹھتے بیٹھتے پڑھنا جائز ہے۔

## بے نمازی کی دُعا قبول نہ ہونا

س...... کیا نماز نہ پڑھنے والوں کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں؟ اور ایسے لوگ جو دُعائیں کرتے ہیں ان دُعاؤں کا اللہ کے نزدیک کوئی مرتبہ ہے؟ ایسی دُعائیں کوئی مطلب رکھتی ہیں؟

ج...... دُعا تو کافر کی بھی قبول ہوسکتی ہے، باقی جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے صحیح نہیں، اس کی دُعا قبول بھی ہوجائے تو یہ ایسا ہی ہوگا کہ جیسے کتے کو روٹی ڈال دی جاتی ہے۔

## ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر بخشنے سے مردے سے عذاب ٹل جاتا ہے

س…… میں نے کچھ عرصہ قبل کسی جگہ پڑھا تھا کہ ایک شخص فوت ہوگیا، دُوسرے کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے، کسی نے اس کو بتایا تھا کہ کلمہ شریف سوالاکھ دفعہ (تعداد مجھے ٹھیک سے یاد نہیں) پڑھ کر اس کو اس کا ثواب پہنچائے تو اللہ پاک اس کا عذاب دُور کردیں گے، لہٰذا انہوں نے یہ پڑھا اور پھر دوبارہ خواب میں دیکھا کہ اس شخص کا عذاب دُور ہوچکا ہے، اس سلسلے میں کچھ بزرگوں کے نام تھے جو مجھے یاد نہیں، کیا ایسی کوئی چیز ہے؟

ج…… اس قسم کا واقعہ ہمارے شیخ حضرتِ اقدس مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنی قدس سرہٗ نے شیخ ابو یزید قرطبیؒ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ ”لا الٰہ الا اللہ“ پڑھے، اس کو دوزخ سے نجات ملے، میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا، جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے، جنت ودوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے، مجھے اس کی صحت میں کچھ تردّد تھا، ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا، کہ دفعۃً اس نے چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ: میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اس کی حالت مجھے نظر آئی۔

قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا، مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں، جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہوجائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے، اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دِل میں چپکے ہی سے بخشا تھا، اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی، مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ: چچا! میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔

قرطبیؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے، ایک تو اس برکت کی جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی، اس کا تجربہ ہوا، دُوسرے اس نوجوان کی سچائی کا مجھے یقین ہوگیا۔“

## کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعائے مغفرت کرسکتے ہیں؟

س…… عام طور پر ہم اپنے عزیز و اقرباء (مرحومین) کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں، اور قرآن مجید اور نوافل پڑھ کر ان کو ثواب پہنچاتے ہیں، اور خدا تعالیٰ سے ان کے لئے جنت الفردوس کی دُعا مانگتے ہیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ کامل انسان تھے اور جن کے متعلق غلطی یا تقصیر کا تصوّر بھی گناہ ہے، تو کیا ان کے لئے مغفرت کی دُعا مانگنی چاہئے یا نہیں؟

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تو گناہگاروں کی مغفرت ہوگی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعائے مغفرت کی ضرورت نہیں، بلکہ بلندیٔ درجات کی دُعا کرنی چاہئے۔ سب سے بہترین تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں دُرود شریف ہے، اور نفلی عبادات کا ثواب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بخشنا چاہئے، کہ یہ ہماری محبت و تعلق کا تقاضا ہے، مثلاً: قربانی کے موقع پر گنجائش ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، صدقہ و خیرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جائے، حج و عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جائے۔

## اِستغفار سب کے لئے کیا جاسکتا ہے

س…… اِستغفار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اپنے بھائیوں کے لئے اِستغفار کیا کرو، یہ سمجھائیں کہ زندہ بھائی یا مردہ بھائی کے لئے اِستغفار کا کیا طریقہ ہے؟ اور پھر یہ اِستغفار ان بھائیوں کے لئے کیا فائدہ پہنچاتا ہے؟

ج…… اِستغفار زندوں اور مُردوں سب کے لئے کیا جاسکتا ہے، مثلاً: عربی میں یہ الفاظ بہت جامع ہیں: ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ“ اور اُردو میں یہ الفاظ کہہ لے کہ: ”یا اللہ! میری اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش فرما۔“

رہا یہ کہ مسلمان کے لئے اِستغفار کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص پوری اُمت کے لئے اِستغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کی بھی بخشش فرمادیتے ہیں۔ اور جس

شخص کے لئے بہت سے مسلمان اِستغفار کررہے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی دُعا کی برکت سے اس شخص کی بھی مغفرت فرمادیتے ہیں، گویا پوری اُمت کے لئے اِستغفار کرنے کا فائدہ اِستغفار کرنے والے کو بھی پہنچتا ہے، اور جن کے لئے اِستغفار کیا جائے ان کو بھی، کیونکہ اِستغفار کے معنی بخشش کی دُعا کرنے کے ہیں، اور یہ دُعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی، جس کے لئے اِستغفار کیا جائے گویا اس کی مغفرت کی شفاعت کی جاتی ہے، اور حق تعالیٰ شانہ اہلِ ایمان کی شفاعت کو قبول فرماتے ہیں۔

## ''رات کے آخری تہائی حصہ'' کی وضاحت اور اس میں عبادت

س…… میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے دُنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور جو دُعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، مراد کتنے بجے ہیں؟ یعنی ۳ بجے یا ۲ بجے؟ یعنی صحیح وقت کون سا ہے؟ اور یہ کہ وضو کرکے دو رکعت نفل پڑھنی چاہئے اور پھر دُعا مانگنی چاہئے یا کوئی اور طریقہ ہو؟ جواب ضروری دیں، منتظر رہوں گی۔

ج……غروبِ آفتاب سے صبحِ صادق تک کا وقت تین حصوں میں تقسیم کردیا جائے تو آخری تہائی مراد ہے، مثلاً آج کل مغرب سے صبحِ صادق تک تقریباً ۹ گھنٹے کی رات ہوتی ہے، اور سوا ایک بجے تک دو تہائی رات گزر جاتی ہے، سوا ایک بجے سے صبحِ صادق تک وہ وقت ہے جس کی فضیلت حدیث میں بیان کی گئی ہے، اس وقت وضو کرکے چار سے لے کر بارہ رکعتوں تک جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے، نمازِ تہجد میں پڑھنی چاہئے، اس کے بعد جتنی دُعائیں مانگ سکے مانگے۔

## عہدنامہ، دُعائے گنج العرش، دُرودِ تاج وغیرہ کی شرعی حیثیت

س…… میں نے اربعین نووی پڑھی جس کے صفحہ:۱۶۸ پر دُعائے گنج العرش، دُرود لکھی، عہدنامہ، وغیرہ کے متعلق شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے۔ میں چند دُعاؤں کو آپ کی رائے شریف کی روشنی میں دیکھنا چاہتا ہوں، ان دُعاؤں کے شروع میں جو فضیلت لکھی ہوئی ہے،

اس سے آپ بخوبی واقف ہوں گے، زیادہ ہی فضیلت ہے جو تحریر نہیں کی جاسکتی، کیا یہ لوگوں نے خود تو نہیں بنائیں؟

آپ صرف یہ جواب دیں ان میں سے کون سی دُعا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور کون سی نہیں؟ اگر ثابت ہے تو جو شروع میں فضیلتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں؟ اگر نہیں تو کیا ہم کو ان دُعاوٴں کو پڑھنا چاہئے یا کہ نہیں؟ کیا یہ دُشمنانِ اسلام کی سازش تو نہیں؟

دُعائیں مندرجہ ذیل ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| ۱:-وصیت نامہ۔ | ۲:-دُرود ماہی۔ | ۳:-دُرود لکھی۔ |
| ۴:-دعائے گنج العرش۔ | ۵:-دُعائے جمیلہ۔ | ۶:-دُعائے عکاشہ۔ |
| ۷:-عہد نامہ۔ | ۸:-دُرود تاج۔ | ۹:-دُعائے مستجاب۔ |

ج…… ”وصیت نامہ“ کے نام سے جو تحریر چھپتی اور تقسیم ہوتی ہے، وہ تو خالص جھوٹ ہے، اور یہ جھوٹ تقریباً ایک صدی سے برابر پھیلایا جارہا ہے، اسی طرح آج کل ”معجزہ زینب علیہا السلام“ اور ”بی بی سیّدہ کی کہانی“ بھی سو جھوٹ گھڑ کر پھیلائی جارہی ہے۔

دیگر دُرود و دُعائیں جو آپ نے لکھی ہیں، وہ کسی حدیث میں تو وارِد نہیں، نہ ان کی کوئی فضیلت ہی احادیث میں ذکر کی گئی ہے، جو فضائل ان کے شروع میں درج کئے گئے ہیں، ان کو صحیح سمجھنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ خالص جھوٹ ہے، اور جھوٹی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا وبالِ عظیم ہے۔ جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے، یہ بات تو قطعی ہے کہ یہ الفاظ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ نہیں، بلکہ کسی شخص نے محنت و ذہانت سے ان کو خود تصنیف کرلیا ہے، ان میں سے بعض الفاظ فی الجملہ صحیح ہیں، اور قرآن و حدیث کے الفاظ سے مشابہ ہیں، اور بعض الفاظ قواعدِ شرعیہ کے لحاظ سے صحیح بھی نہیں، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تو کیا ہوتے!

یہ کہنا مشکل ہے کہ ان دُعاوٴں اور دُرود کا رواج کیسے ہوا؟ کسی سازش کے تحت یہ سب کچھ ہوا ہے یا کتابوں کے ناشروں نے مسلمانوں کی بے علمی سے فائدہ اُٹھایا ہے؟ ہمارے اکابرین ان دُعاوٴں کے بجائے قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کے منقول الفاظ کو بہتر


فہرست

سمجھتے ہیں، اور اپنے متعلقین اور احباب کو ان چیزوں کے پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

## نمازوں کے بعد مصافحہ کی رسم بدعت ہے

س…… میں دیکھتا ہوں کہ بالخصوص فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد، اس کے علاوہ ظہر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد بالعموم مصلّی حضرات جناب امام صاحب سے (جو نماز پڑھاتے ہیں) اس کے بعد آپس میں ایک دُوسرے سے مصافحہ کیا کرتے ہیں، یہ مصافحہ بعد نماز کیسا ہے؟ براہ کرم اَحکامِ شرعی فقہِ حنفیہ کے مطابق مطلع فرمائیں۔

ج…… نمازوں کے بعد مصافحہ کو فقہاء نے بدعت لکھا ہے، اس لئے اس کا التزام نہ کیا جائے۔

## نماز کے بعد بغل گیر ہونا یا مصافحہ کرنا بدعت ہے

س…… باجماعت نماز کے بعد مقتدیوں کا آپس میں بغل گیر ہونا، ہاتھ ملانا باعثِ ثواب ہے، سنت یا واجب ہے؟

ج…… نہ سنت ہے، نہ واجب، بلکہ بدعت ہے، اگر کوئی شخص دُور سے آیا ہو اور نماز کے بعد ملے تو اس کا مصافحہ و معانقہ کرنا جائز ہے۔

## فرض نمازوں کے فوراً بعد اور سنتوں سے قبل کسی سے ملنا کیسا ہے؟

س…… میرے بھائی جان مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے فرض پڑھ کر سلام پھیرا، برابر والے صاحب نے بھی سلام پھیرا، وہ بھائی جان کے بہت پُرانے دوست نکلے، کافی عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، اس لئے دونوں نے مصافحہ وغیرہ کیا، اور پھر بقیہ نماز پڑھ لی۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ غلط ہے، پہلے آپ لوگ پوری نماز پڑھ لیتے، کچھ نے کہا کوئی بات نہیں۔ آپ ضرور بتایئے کہ واقعی غلطی ہوگئی؟

ج…… اگر کسی سے اس طرح ملاقات ہو جیسی کہ آپ کے بھائی کی اپنے دوست سے ہوتی تھی، تو فرض نماز کے بعد بھی دُعا اور مصافحہ جائز ہے، مگر آواز اُونچی نہ ہو جس سے نمازی پریشان ہوں۔



فہرست

# مسبوق و لاحق کے مسائل

## جماعت شروع ہونے کے بعد شامل ہونا

جس شخص سے امام کی نماز کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں، اور وہ بعد کی رکعتوں میں امام کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کو ''مسبوق'' کہتے ہیں۔ جو شخص ابتدا میں امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا تھا، مگر کسی وجہ سے اس کی بعد کی رکعتیں امام کے ساتھ نہیں ہوئیں، اس کو ''لاحق'' کہتے ہیں۔ مثلاً جو شخص امام کے ساتھ دُوسری رکعت میں شریک ہوا وہ ''مسبوق'' ہے، اور جو شخص امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک تھا، مگر دُوسری رکعت میں کسی وجہ سے شریک نہیں رہا، وہ ''لاحق'' ہے۔

## مسبوق امام کے پیچھے کتنی رکعات کی نیت باندھے؟

س...... اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جماعت کھڑی ہوچکی ہوتی ہے، اور ہم دیر سے جماعت میں شامل ہوتے ہیں، جبکہ کچھ رکعتیں نکل بھی جاتی ہیں، لیکن ہم نیت تمام رکعتوں کی امام کے پیچھے کی باندھتے ہیں، جبکہ ہماری کچھ رکعتیں نکل بھی جاتی ہیں جو ہم بعد میں خود پوری کرتے ہیں۔ آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کو جماعت میں شامل ہوتے وقت جبکہ ہم کو بعض اوقات یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی رکعتیں ہوئی ہیں؟ ہم کو نیت پوری رکعتوں کی امام کے پیچھے باندھنی چاہئے یا صرف اتنی ہی رکعت کی نیت باندھیں جو امام کے ساتھ جماعت میں ملیں؟

ج...... امام کے پیچھے امام کی اقتدا کی نیت کر کے نماز شروع کردیں، جتنی رکعتیں رہ گئی ہوں وہ بعد میں پوری کرلیں، رکعتوں کے تعین کی ضرورت نہیں۔

## بعد میں شامل ہونے والا کس طرح رکعتیں پوری کرے؟

س……مسبوق یعنی جس کی امام کے پیچھے کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں، وہ اپنی بقیہ رکعات کس طرح ادا کرے؟ امام کے ساتھ تین رکعت ادا کیں اور ایک رکعت اس کی رہ گئی، امام کے پیچھے دو رکعت ادا کیں، اور اس کی دو رکعتیں باقی رہ گئیں، امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کی بقیہ تین رکعات اس کی باقی ہیں؟

ج……اگر ایک رکعت رہ گئی ہو تو اُٹھ کر جس طرح رکعت پڑھی جاتی ہے "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کر دے، اور سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے۔ اور اگر دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو اُٹھ کر پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھے، یعنی پہلی میں "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کرے اور سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھ کر رُکوع کرے، دُوسری رکعت سورۂ فاتحہ سے شروع کرے۔ اور اگر تین رکعتیں رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کر کے سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ کرے، دُوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھے، تیسری میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور آخری قعدہ کرے۔

## مسبوق کی باقی رکعات اس کی پہلی شمار ہوں گی یا آخری؟

س……نماز باجماعت میں بعد میں شامل ہونے والے مقتدی کی ایک یا دو رکعت چھوٹ جائیں تو ان رکعتوں کو کس ترتیب سے پورا کرے؟ شروع کی سمجھ کر یا آخری سمجھ کر؟ ظاہر ہے دونوں میں فرق سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا ہے، نیز ثنا کس وقت پڑھے نماز میں شمولیت کے وقت یا بقیہ رکعتیں پوری کرتے وقت؟

ج…… باقی ماندہ رکعتیں قرأت کے اعتبار سے تو پہلی ہیں، پس اُٹھ کر پہلی رکعت "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کرے، اور فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ بھی ملائے، اور دُوسری میں فاتحہ اور سورۃ، اور تیسری میں صرف فاتحہ پڑھے۔ لیکن التحیات بیٹھنے کے لئے لحاظ سے یہ رکعتیں آخری ہیں، پس اگر امام کے ساتھ ایک رکعت ملی ہو تو ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ کرنا ضروری ہے، اور باقی دو رکعتیں ایک قعدے میں ادا کرے۔

## رُکوع میں شامل ہونے والا ثنا اور نیت کے بغیر شامل ہوسکتا ہے

س…… جماعت شروع ہوچکی ہوتی ہے، اور ہم اس وقت جماعت میں شامل ہوتے ہیں جس وقت امام رُکوع میں جانے کی تکبیر کہہ رہا ہوتا ہے، اگر ہم اس وقت نیت باندھنے کے الفاظ اور ثنا پڑھتے ہیں تو اتنی دیر میں رُکوع ہوچکا ہوتا ہے، اور ہماری ایک رکعت جماعت سے نکل جاتی ہے، کیا اس وقت جبکہ جماعت رُکوع میں ہو اور ہمارے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ ہم نیت کے الفاظ اور ثنا کو پڑھ سکیں فوراً جماعت میں شامل ہوکر رُکوع میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں، بس دِل میں یہ نیت کرکے کہ فلاں نماز امام کی اقتدا میں شروع کر رہا ہوں، کھڑے کھڑے اللہ اکبر کہیں اور رُکوع میں چلے جائیں، ثنا نہ پڑھیں۔

جو شخص پہلی رکعت میں شریک ہو وہ اس وقت تک ثنا پڑھ سکتا ہے جب تک امام نے قرأت شروع نہ کی ہو، جب امام نے قرأت شروع کردی تو مقتدیوں کو ثنا پڑھنے کی اجازت نہیں، اور اگر سری نماز ہو تو یہ اندازہ کرلینا چاہئے کہ امام نے ثنا سے فارغ ہوکر قرأت شروع کردی ہوگی یا نہیں؟ اگر اندازہ ہو کہ امام قرأت شروع کرچکا ہے تو ثنا نہ پڑھی جائے۔

## بعد میں آنے والا رُکوع میں کس طرح شامل ہو؟

س…… دورانِ نماز جب امام رُکوع میں ہوتے ہیں، تو نئے آنے والے نمازی فوراً اللہ اکبر کہہ کر رُکوع میں چلے جاتے ہیں، بعض لوگ ایک لمحہ سیدھے کھڑے ہوکر رُکوع میں شامل ہوتے ہیں، بعض کھڑے ہوکر ثنا پڑھتے ہیں، پھر رُکوع میں جاتے ہیں، اس دوران بعض مرتبہ یا تو امام صاحب رُکوع سے کھڑے ہوجاتے ہیں یا اُٹھ رہے ہوتے ہیں، تو اس سلسلے میں شرعی طریقۂ کار کیا ہے؟

ج…… حکم یہ ہے کہ بعد میں آنے والا شخص کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیرِ تحریمہ کہہ کر رُکوع میں چلا جائے، تکبیر کے بعد قیام کی حالت میں ٹھہرنا کوئی ضروری نہیں، پھر اگر امام کو عین رُکوع کی حالت میں جاملا تو رکعت مل گئی، خواہ اس کے رُکوع میں جانے کے بعد امام فوراً ہی

اُٹھ جائے، اور اس کو رُکوع کی تسبیح پڑھنے کا بھی موقع نہ ملے، اور اگر ایسا ہوا کہ اس کے رُکوع میں پہنچنے سے پہلے امام رُکوع سے اُٹھ گیا تو رکعت نہیں ملی۔

## دُوسری رکعت میں شامل ہونے والا اپنی پہلی رکعت میں سورۃ ملائے گا

س...... میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد گیا، لیکن مجھے کچھ دیر ہوگئی تھی، جماعت ہو رہی تھی، اور امام صاحب ایک رکعت پڑھا چکے تھے، میں جماعت کے ساتھ دُوسری رکعت میں شامل ہوگیا، اب آپ یہ فرمائیں کہ جب میں یہ رکعت ادا کروں تو میں اس رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھوں یا پھر سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دُوسری سورۃ بھی پڑھنی چاہئے؟ کیونکہ میری جو رکعت چھوٹ گئی تھی اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دُوسری قرآنی سورۃ بھی پڑھی گئی تھی۔

ج...... جو رکعت امام کے ساتھ آپ کو نہیں ملی وہ آپ کی پہلی رکعت تھی، امام کے فارغ ہونے کے بعد جب آپ اس کو ادا کریں گے، اس میں **سبحانک اللّٰھم**، **بسم اللہ**، **اعوذ باللہ**، سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھیں گے۔

## مغرب کی تیسری رکعت میں شامل ہونے والا بقیہ نماز کس طرح ادا کرے؟

س...... مغرب کے وقت فرض میں اگر کوئی تیسری رکعت میں جماعت کے ساتھ شامل ہو، تو بقیہ دو رکعتیں کس طرح ادا کرے؟ قرأت اور التحیات، دُرود و دُعا سب کی ادائیگی وضاحت سے سمجھائیے۔

ج...... پہلی رکعت میں ثنا اور سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے، اور دو رکعت پوری کرکے قعدہ میں بیٹھ جائے اور صرف التحیات پڑھ کر اُٹھ جائے، دُوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور آخری قعدہ کرے، اس میں التحیات، دُرود شریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

## مسبوق، امام کے آخری قعدہ میں التحیات کتنی پڑھے؟

س...... بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جاتے ہیں تو جماعت کھڑی ہوچکی ہوتی ہے، اور دو یا تین رکعتیں پڑھی جاچکی ہوتی ہیں، مسئلے کے مطابق نیت کرکے

جماعت کے ساتھ شامل ہوجانا چاہئے اور جب امام سلام پھیرے تو بغیر سلام پھیرے وہ آدمی جو دیر سے آیا ہے اُٹھ کر وہ نماز مکمل کرے جو وہ پہلے نہیں پڑھ سکا۔ پوچھنے والا مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت چوتھی رکعت کے بعد التحیات پر بیٹھا جاتا ہے تو جو آدمی دیر سے نماز میں شامل ہوا ہے وہ التحیات پوری پڑھے یا دُرود شریف تک پڑھے اور پھر خاموش بیٹھ جائے؟

ج…… یہ شخص صرف التحیات پوری کرے، دُرود شریف اور دُعا نہ پڑھے، بہتر تو یہ ہے کہ وہ اس قدر آہستہ التحیات پڑھے کہ امام کے فارغ ہونے تک اس کی التحیات ہی پوری ہو، اور اگر امام سے پہلے التحیات سے فارغ ہوجائے تو "اشھد ان لا الٰـہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہٗ" مکرّر پڑھتا رہے۔

## بعد میں جماعت میں شریک ہونے والا، امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے

س…… اگر کوئی شخص آخر نماز جماعت میں شریک ہونے آیا، اسی حالت میں اس شخص نے ارادہ قعدہ کیا، قبل اس کے بیٹھنے کے امام نے سجدۂ سہو کیا، آیا اس شخص کو کیا حکم ہے امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے یا نہ؟ اگر نہ کرے تو اس کی نماز ہوگی یا نہ ہوگی؟

ج…… اس شخص پر سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ شرکت واجب ہے، اگر شریک نہیں ہوتا تو گناہگار ہوگا، کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ امام جس حال میں ہو، مسبوق کو اسی حال میں شامل ہوجانا چاہئے، امام بعض اوقات قعدہ یا سجدے میں ہوتا ہے تو لوگ اس کے اُٹھنے کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں تاکہ قیام میں آئے تو ہم شریک ہوں، یہ غلط ہے۔

## مسبوق، امام کی متابعت میں سجدۂ سہو کس طرح کرے؟

س…… اگر امام نے سجدۂ سہو کیا تو مسبوق بھی سجدہ تو کرے گا لیکن امام کی متابعت میں سلام بھی پھیرے یا صرف سجدۂ سہو ہی کرے؟

ج…… مسبوق امام کی متابعت میں سجدۂ سہو تو ضرور کرے، مگر سلام نہ پھیرے، بلکہ سلام پھیرے بغیر امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرلے۔

## مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو باقی نماز کس طرح پڑھے؟

س...... اگر چار فرض کی جماعت ہو رہی ہو، اور کوئی شخص دو رکعت کے بعد جماعت میں شامل ہو اور بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر لے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟ دوبارہ چار فرض پڑھے یا دو فرض پڑھ کر سجدۂ سہو کرے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سجدۂ سہو کرنا جائز نہیں، اور کچھ کہتے ہیں کہ اُٹھ کر دو رکعتیں ادا کر کے سجدۂ سہو کرلے، اگر بغیر جماعت کے بھول جائے تو بھی کیا کرے؟

ج...... اگر امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا تو اُٹھ کر نماز پوری کرلے، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں، اور اگر امام کے فارغ ہونے کے بعد سلام پھیرا تو نماز پوری کر کے آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

## مسبوق کب کھڑا ہو؟

س...... اگر جماعت میں پہلی، دُوسری یا تیسری رکعت چھوٹ جائے تو کب کھڑا ہونا چاہئے؟ جب امام ایک طرف سلام پھیر لے یا دونوں طرف سلام پھیر لینے کے بعد؟

ج...... جب امام دُوسری طرف کا سلام شروع کرے تو مسبوق کھڑا ہوجائے، ایک طرف سلام پھیرنے پر کھڑا نہ ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ امام کے ذمہ سجدۂ سہو ہو۔

# نمازی کے سامنے سے گزرنا

## اَن جانے میں نمازی کے سامنے سے گزرنا

س...... اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور دُوسرا کوئی اس کے آگے سے اَن جانے میں گزر جائے تو کیا نماز ٹوٹ جائے گی؟ اور کیا آگے سے نکلنے والے کو گناہ ہوتا ہے؟

ج...... نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے، مگر اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر کوئی بے خیالی میں گزر گیا تو معذور ہے۔

## نمازی کے بالکل سامنے سے اُٹھ کر جانا

س...... نماز پڑھتے ہوئے شخص کے سامنے سے کتنا فاصلہ رکھ کر گزرا جاسکتا ہے؟ اگر کوئی شخص نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کی پچھلی صف میں ٹھیک اس کے پیچھے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے تو کیا وہ شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر جاسکتا ہے؟ اور اگر نہیں جاسکتا تو یہ پابندی کتنی صفوں تک برقرار رہتی ہے؟

ج...... اگر کوئی شخص میدان میں یا بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو دو تین صفوں کی جگہ چھوڑ کر اس کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے، اور چھوٹی مسجد میں مطلقاً گنجائش نہیں، جو شخص نمازی کے بالکل سامنے بیٹھا ہو، اس کو اُٹھ کر جانے کی اجازت ہے۔

## کیا سجدہ کی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے؟

س...... گزشتہ دنوں ظہر کی نماز کے وقت ایک نمازی دُوسرے نمازی کے آگے سے (بحالتِ نماز) گزرا، منع کرنے پر موصوف نے فرمایا کہ میں اس وقت گزرا ہوں جبکہ مذکورہ نمازی سجدے کی حالت میں تھا، اور سجدے کی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ سجدے کی حالت میں نماز کے آگے سے گزرا جاسکتا ہے؟

ج...... جس طرح قیام کی حالت میں نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے، اسی طرح سجدے کی حالت میں بھی گزرنا منع ہے، دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

## ان صورتوں میں کون گناہگار ہوگا، نمازی یا سامنے سے گزرنے والا؟

س...... کچھ لوگ ایسی جگہ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں جو گزرگاہ ہو، ایسی حالت میں اگر کسی نمازی کے آگے سے کوئی آدمی گزر جائے تو کون گناہگار ہے، گزرنے والا یا نمازی جو زبردستی دُوسروں کا راستہ مسدود کرتا ہے؟

ج...... فقہاء نے اس کی تین صورتیں لکھی ہیں:

ا:...... اگر نمازی کے لئے کسی اور جگہ نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو اور گزرنے والوں

کے لئے دُوسری جگہ سے گزرنے کی گنجائش ہے تو گزرنے والا گناہگار ہوگا۔

۲:...... دُوسری اس کے برعکس، کہ نمازی کے لئے دُوسری جگہ گنجائش تھی، مگر گزرنے والے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں، تو اس صورت میں نمازی گناہگار ہوگا۔

۳:...... دونوں کے لئے گنجائش ہو، نمازی کے لئے دُوسری جگہ نماز پڑھنے کی، اور گزرنے والے کے لئے کسی اور طرف سے نکلنے کی، اس صورت میں دونوں گناہگار ہوں گے، بہرحال اس میں نمازیوں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور گزرنے والوں کو بھی۔

## نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکنا

س...... اگر کوئی نمازی کے آگے سے گزر جائے تو کیا حالتِ نماز میں مزاحمت کرنا جائز ہے؟

ج...... ہاتھ کے اشارے سے روک دے، اگر وہ باز نہ آئے تو جانے دے، وہ خود گناہگار ہوگا۔

## چھوٹا بچہ اگر سامنے سے گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

س...... گزشتہ جمعہ کی نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد جانے لگا تو میرا چھوٹا بچہ جس کی عمر تقریباً پونے تین سال ہے، زبردستی شامل ہوگیا، اسے پچھلی صف میں بٹھا دیا، مگر جب نماز شروع ہوئی اور امام صاحب نے قرأت شروع کی تو اس بچے نے صفوں کے درمیان چلنا شروع کردیا، جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوا، آپ سے دریافت یہ کرنا چاہوں گا کہ کیا ان نمازیوں کی نماز خراب یا فاسد ہوگئی جن کے سامنے سے بچہ گزرا تھا؟

ج...... اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہیں لے جانا چاہئے، حدیث شریف میں چھوٹے بچوں کو مسجد میں لے جانے کی ممانعت آئی ہے، مگر اس کے گزرنے سے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ بچے کے اس طرح گھومنے پھرنے سے نمازیوں کی توجہ ضرور بٹ جاتی ہے۔

## بچوں کا نمازی کے آگے سے گزرنا

س...... میرے چھوٹے بچے جن کی عمر زیادہ سے زیادہ چار سال ہے، دورانِ نماز سامنے سے گزرتے ہیں اور میرے سامنے کھیلتے رہتے ہیں، اگرچہ میں اپنے سامنے دوران نماز کوئی چھوٹی میز یا لوٹا رکھ لیتی ہوں، کیا بچوں کا سامنے سے گزر جانا طرفین کا گناہ تو نہیں؟

ج……کوئی گناہ نہیں، البتہ بچے سمجھ دار ہوں تو ان کو سمجھایا جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بُری بات ہے۔

## بلی وغیرہ کا نمازی کے سامنے آجانا

س……اگر کسی وقت نماز پڑھتے ہوئے کوئی جاندار شے مثال کے طور پر بلی وغیرہ جائے نماز کے سامنے آجائے تو کیا کرنا چاہئے؟ اور ان چیزوں کو ہٹانے سے نیت تو نہیں ٹوٹتی؟ اگر ٹوٹ جائے تو کیا دوبارہ نماز پڑھنی چاہئے؟

ج…… بلی وغیرہ کو ہٹانے کی ضرورت نہیں، نہ اس کے سامنے آنے سے نماز میں کوئی خلل آتا ہے، اور اگر ہاتھ کے اشارے سے بلی کو ہٹادیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

## طواف کرنے والے کا نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے

س……نمازی کے سامنے سے گزر جانے میں کیا حرج ہے؟ جبکہ خانۂ کعبہ میں طواف کرنے والے ہر وقت نماز پڑھنے والوں کے سامنے سے گزرتے رہتے ہیں۔

ج……نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں، طواف کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ طواف بھی نماز کے حکم میں ہے، اس لئے طواف کرنے والا نمازی کے آگے سے گزر سکتا ہے۔

# عورتوں کی نماز کے چند مسائل

## عورت پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟

س…… کتنی عمر میں عورت پر نماز فرض ہوتی ہے؟

ج…… جوان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے، ورنہ عورت پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔

## عورت کو نماز میں کتنا جسم ڈھانپنا ضروری ہے؟

س…… اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کے وقت ضروری پوشیدہ کپڑا (سینہ بند) ضرور پہنے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ کپڑا یعنی سینہ بند کفن میں بھی شامل ہے، جبکہ اکثر جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہئے۔ اب آپ فرمائیے کہ کون سی بات دُرست ہے اور آیا سینہ بند نماز کے وقت ضروری ہے؟

ج…… عورت کو نماز میں ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی سارا بدن ڈھکنا ضروری ہے، سینہ بند ضروری نہیں، جن لوگوں نے سینہ بند کو ضروری کہا، انہوں نے غلط کہا۔

## ایسے باریک کپڑوں میں جن سے بدن جھلکے، نماز نہیں ہوتی

س…… ہم گرمیوں میں لان اور وائل کے باریک کپڑے پہنتے ہیں اور اسی حال میں نماز بھی پڑھتے ہیں، تو کیا ہماری نماز قبول ہو جاتی ہوگی؟ کیونکہ ہماری ایک عزیزہ نے بتایا تھا کہ ان کپڑوں میں نماز قبول نہیں ہوتی، کیونکہ ان میں سے جسم جھلکتا ہے۔

ج…… جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے، ان سے نماز نہیں ہوتی، نماز کے لئے دوپٹہ موٹا استعمال کرنا چاہئے۔

## عورت کا ننگے سر یا ننگے بازو کے ساتھ نماز پڑھنا

س…… بعض خواتین نماز کے دوران اپنے بال نہیں ڈھانکتیں، دوپٹہ انتہائی باریک استعمال کرتی ہیں یا پھر اتنا مختصر ہوتا ہے کہ کہنیوں سے اُوپر بازو بھی ننگے ہوتے ہیں، اور ستر پوشی بھی ٹھیک طرح سے ممکن نہیں ہوتی، ایسی خواتین سے جب کچھ کہا جائے تو وہ فرماتی ہیں کہ جب بندوں سے پردہ نہیں تو اللہ سے کیا؟ آپ کے خیال سے کیا ایسے نماز ہوجاتی ہے؟ اور اگر ہوتی ہے تو کیسی؟

ج…… چہرہ، دونوں ہاتھ گٹوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک، ان تین اعضاء کے علاوہ نماز میں پورا بدن ڈھکنا عورت کے لئے نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ خواتین کا یہ کہنا کہ: ''جب بندوں سے پردہ نہیں، تو خدا سے کیا پردہ؟'' بالکل غلط منطق ہے، اللہ تعالیٰ سے تو کپڑے پہننے کے باوجود آدمی چھپ نہیں سکتا، تو کیا پورے کپڑے اُتار کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے گی؟ پھر بندوں سے پردہ نہ کرنا ایک مستقل گناہ ہے جو عورت اس گناہ میں مبتلا ہو اس کے لئے یہ کیسے جائز ہوگیا کہ وہ نماز میں بھی ستر نہ ڈھانکے؟ الغرض عورتوں کا یہ شبہ، شیطان نے ان کی نمازیں غارت کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔

## بچہ اگر ماں کا سر درمیانِ نماز ننگا کردے تو کیا نماز ہوجائے گی؟

س…… چھ ماہ سے لے کر تین سال کی عمر کے بچے کی ماں نماز پڑھ رہی ہے، بچہ ماں کے سجدے کی جگہ لیٹ جاتا ہے، جب ماں سجدے میں جاتی ہے تو بچہ ماں کے اُوپر پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے، اور سر سے دوپٹہ اُتار دیتا ہے، اور بالوں کو بھی بکھیر دیتا ہے، کیا اس حالت میں ماں کی نماز ہوجاتی ہے؟

ج…… نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی، اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہوگئی۔

## ساڑی باندھ کر نماز پڑھنا

س…… وہ عورتیں جو اکثر ساڑی باندھتی ہیں کیا وہ کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

ج……ان کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنا فرض ہے، اور لباس ایسا پہنیں جس میں بدن نہ کھلتا ہو، بیٹھ کر ان کی نماز نہ ہوگی، اگر بدن پورا ڈھکا ہوا ہو تو نماز ساڑی میں بھی ہوجائے گی، مگر ساڑی خود ناپسندیدہ لباس ہے۔

## کیا ساڑی پہننے والی عورت بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہے؟

س……ساڑی پہننے والی بعض مستورات کا کہنا ہے کہ: ''چونکہ ہم ساڑی پہنتے ہیں اس لئے ہم فرض اور سنت نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں'' کیا ان کا یہ عمل دُرست ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ ضعیف العمر نہیں، نہ ہی بیماری یا معذوری ہے۔

ج……نفل نماز تو بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے، گو بیٹھ کر پڑھنے کا آدھا ثواب ملے گا، لیکن فرض نماز بیٹھ کر نہیں ہوتی کیونکہ قیام نماز کا رُکن ہے، مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی، اور اُصول یہ ہے کہ نماز کا رُکن فوت ہوجائے تو نماز نہیں ہوتی، لہٰذا جو عورتیں فرض نماز بغیر معذوری کے بیٹھ کر پڑھتی ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی، ہاں! جسم کا صحیح طریقے سے ڈھانکنا ضروری شرط ہے، چاہے ساڑی ہو، چاہے شلوار پاجامہ۔

## نماز میں سینے پر دوپٹہ ہونا اور بانہوں کا چھپانا لازمی ہے

س……کیا نماز پڑھتے وقت سینے پر دوپٹے کا ہونا اور ہاتھ دوپٹے کے اندر چھپانا لازمی ہے؟

ج……پہنچوں تک ہاتھ کھلے ہوں تو مضائقہ نہیں، سینے پر اوڑھنی ہونی چاہئے۔

## سجدے میں دوپٹہ نیچے آجائے تو بھی نماز ہوجاتی ہے

س……میرا مسئلہ یہ ہے کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو نماز پڑھتے ہوئے اگر دوپٹہ سجدے کی جگہ آجائے تو کیا سجدہ ہوسکتا ہے؟ اکثر ایسا ہوجاتا ہے کہ دوپٹے کے اُوپر ہی سجدہ ہوجاتا ہے۔

ج……کوئی حرج نہیں، نماز صحیح ہے۔

## خواتین کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

س……کیا خواتین گھر پر نماز کا وقت ہوجانے پر اذان سنے بغیر نماز پڑھ سکتی ہیں یا اذان کا انتظار کرنا ضروری ہے؟

ج...... وقت ہوجانے کے بعد خواتین کے لئے اوّل وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے، ان کو اذان کا انتظار ضروری نہیں، البتہ اگر وقت کا پتہ نہ چلے تو اذان کا انتظار کریں۔

## عورتوں کا چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

س...... عورتوں یا لڑکیوں کو چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... اگر باپردہ جگہ ہو تو جائز ہے، مگر گھر میں ان کی نماز افضل ہے۔

## بیوی شوہر کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتی ہے

س...... عورت تو مسجد نہیں جاسکتی، مگر عورت اپنے شوہر کے پیچھے باجماعت نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں، جبکہ خاوند کے علاوہ غیر کوئی مرد نہ ہو، صرف زوجین ہوں؟

ج...... بیوی، شوہر کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتی ہے، مگر برابر کھڑی نہ ہو بلکہ پیچھے کھڑی ہو۔

## گھر میں عورت کا نمازِ تراویح باجماعت پڑھنا

س...... کیا عورت باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتی؟ جبکہ گھر میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہو اور صرف گھر کے آدمی نماز ادا کر رہے ہوں، اور اگر ادا کرسکتی ہے تو کیا امام کو عورت کی نیت کرنی پڑے گی؟

ج...... اگر گھر میں جماعت کا اہتمام ہوسکے تو بہت ہی اچھی بات ہے، گھر کی مستورات بھی اس جماعت میں شریک ہوجائیں، مگر مرد لوگ فرض نماز مسجد میں پڑھ کر آیا کریں، امام کو عورت کی نیت ضروری ہے۔

## عورت، عورتوں کی امامت کرسکتی ہے، مگر مکروہ ہے

س...... اسلام میں عورت بھی امامت کے فرائض انجام دے سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

ج...... عورت مردوں کی امامت تو نہیں کرسکتی، اگر عورتوں کی امامت کرے تو یہ مکروہ ہے۔

## عورتوں کا کسی گھر میں جمع ہوکر نماز باجماعت ادا کرنا بدترین بدعت ہے

س...... ہمارے محلے میں کوئی دس پندرہ گھر ہیں، جمعہ کے روز سب عورتیں ہمارے گھر میں

نماز پڑھتی ہیں، ان میں سے ایک خاتون اُونچی آواز میں نماز پڑھتی ہیں اور باقی خواتین ان کے پیچھے، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ جو خاتون نماز پڑھاتی ہیں ان کے ہاتھ اور پاؤں پر نیل پالش لگی ہوتی ہے، اور کچھ خواتین آدھی آستین کی قمیص پہن کر آتی ہیں، ان کے متعلق اسلام کی رُو سے بتایئے کہ اس طرح نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج……سوال میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ یہ عورتیں جو نماز پڑھتی ہیں آیا وہ جمعہ کی نماز پڑھتی ہیں یا نفل نماز؟ اگر وہ اپنے خیال میں جمعہ کی نماز پڑھتی ہیں تو ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ جمعہ کی نماز میں امام کا مرد ہونا شرط ہے، لہٰذا ان کی جمعہ کی نماز نہ ہوئی، (یہ نفل نماز ہوئی جس کا ذکر آگے آتا ہے)، اور ظہر کی نماز ان کے ذمہ رہ گئی، اور اگر وہ نفل نماز پڑھتی ہیں تو عورتوں کا جمع ہوکر اس طرح نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدترین بدعت ہے، اور متعدّد غلطیوں کو مجموعہ ہے، جس کی وجہ سے وہ سخت گناہگار ہیں، اور نیل پالش اور آدھی آستین والی عورتوں کی تو انفرادی نماز بھی نہیں ہوتی۔

## عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہئے؟

س……عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہئے؟ کیونکہ عام طور سے سننے میں آیا ہے کہ پہلے مرد نماز پڑھ کر گھر آجائیں تو اس کے بعد عورتوں کو پڑھنی چاہئے؟

ج……فجر کی نماز تو عورتوں کو اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے، اور دُوسری نمازیں مسجد کی جماعت کے بعد پڑھنا افضل ہے۔

## عورتیں جمعہ کے دن نماز کس اذان کے بعد پڑھیں؟

س…… جمعہ کی نماز میں دو اذانیں ہوتی ہیں، اور چونکہ جمعہ کی نماز عورتوں پر فرض نہیں، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو پہلی اذان پر ظہر کی نماز ادا نہیں کرنی چاہئے، بلکہ جب مسجدوں میں نماز ختم ہوجائے تو وہ ظہر کی نماز ادا کریں، آپ ہمیں اس کا شرعی طور پر حل ضرور بتائیں۔

ج……عورتوں پر ایسی کوئی پابندی نہیں، وقت ہونے کے بعد وہ نمازِ ظہر پڑھ سکتی ہیں۔

## عورت جمعہ کی کتنی رکعات پڑھے؟

س...... یہ بتادیجئے کہ عورتوں کے لئے جمعہ کی نماز میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں؟

ج...... عورت اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھے تو اس کے لئے بھی اتنی ہی رکعتیں ہیں جتنی مردوں کے لئے، یعنی پہلے چار سنتیں، پھر دو فرض، پھر چار سنتیں مؤکدہ، پھر دو سنتیں غیر مؤکدہ، عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، اس لئے اگر وہ اپنے گھر پر نماز پڑھیں تو عام دنوں کی طرح ظہر کی نماز پڑھیں۔

## عورتوں کی جمعہ اور عیدین میں شرکت

س...... بعض حضرات اس پر زور دیتے ہیں کہ عورتوں کو جمعہ، جماعت اور عیدین میں ضرور شریک ہونا چاہئے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمعہ، جماعت اور عیدین میں عورتوں کی شرکت ہوتی تھی، بعد میں کون سی شریعت نازل ہوئی کہ عورتوں کو مساجد سے روک دیا گیا؟

ج...... جمعہ، جماعت اور عیدین کی نماز عورتوں کے ذمہ نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت زمانہ چونکہ شر و فساد سے خالی تھا، ادھر عورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَحکام سیکھنے کی ضرورت تھی، اس لئے عورتوں کو مساجد میں حاضری کی اجازت تھی، اور اس میں بھی یہ قیود تھیں کہ باپردہ جائیں، میلی کچیلی جائیں، زینت نہ لگائیں، اس کے باوجود عورتوں کو ترغیب دی جاتی تھی کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لا تمنعوا نساءکم المساجد، وبیوتھن خیر لھن.“ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۹۶)

ترجمہ:...... ”اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، اور ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا:

”صلٰوۃ المرأۃ فی بیتھا افضل من صلٰوتھا فی حجرتھا، وصلٰوتھا فی مخدعھا افضل من صلٰوتھا فی بیتھا۔“ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۹۶)

ترجمہ:......”عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا، اپنے گھر کی چاردیواری میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور اس کا پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا اگلے کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔“

مسندِ احمد میں حضرت اُمِّ حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قد علمت انک تحبین الصلٰوۃ معی وصلٰوتک فی بیتک خیر لک من صلٰوتک فی حجرتک، وصلٰوتک فی حجرتک خیر من صلٰوتک فی دارک، وصلٰوتک فی دارک خیر لک من مسجد قومک، وصلٰوتک فی مسجد قومک خیر لک من صلٰوتک فی مسجدی. قال: فأمرت فبنی لھا مسجد فی اقصی شیٔ من بیتھا واظلمہ، فکانت تصلی فیہ حتی لقیت اللہ عز وجل.“ (مسندِ احمد ج:۱ ص:۳۷۱، وقال الھیثمی ورجالہ رجال الصحیح غیر عبداللہ بن سوید الأنصاری، وثقہ ابن حبان، مجمع الزوائد ج:۲ ص:۳۴)

ترجمہ:......”مجھے معلوم ہے کہ تم کو میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے، مگر تمہارا اپنے گھر کے کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن

میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا گھر کے احاطے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور احاطے میں نماز پڑھنا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں (میرے ساتھ) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ: حضرت اُمِّ حمید رضی اللہ عنہا نے یہ ارشاد سن کر اپنے گھر کے لوگوں کو حکم دیا کہ گھر کے سب سے دُور اور تاریک ترین کونے میں ان کے لئے نماز کی جگہ بنادی جائے، چنانچہ ان کی ہدایت کے مطابق جگہ بنادی گئی، وہ اسی جگہ نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملیں۔“

ان احادیث میں عورتوں کے مساجد میں آنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشائے مبارک بھی معلوم ہوجاتا ہے اور حضراتِ صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذوق بھی۔

یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ سعادت کی بات تھی، لیکن بعد میں جب عورتوں نے ان قیود میں کوتاہی شروع کردی جن کے ساتھ ان کو مساجد میں جانے کی اجازت دی گئی تو فقہائے اُمت نے ان کے جانے کو مکروہ قرار دیا۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے:

**”لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔“** (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۲۰، صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۸۳، مؤطا امام مالک ص:۱۸۴)

ترجمہ:...... ”عورتوں نے جونئی رَوش اختراع کرلی ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے، جس طرح بنواسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔“

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد ان کے زمانے کی عورتوں کے بارے میں ہے، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے زمانے کی عورتوں کا کیا حال ہوگا...؟

خلاصہ یہ کہ شریعت نہیں بدلی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو شریعت کے بدلنے کا اختیار نہیں، لیکن جن قیود و شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت دی، جب عورتوں نے ان قیود و شرائط کو ملحوظ نہیں رکھا تو اجازت بھی باقی نہیں رہے گی، اس بنا پر فقہائے اُمت نے، جو درحقیقت حکمائے اُمت ہیں، عورتوں کی مساجد میں حاضری کو مکروہ قرار دیا، گویا یہ چیز اپنی اصل کے اعتبار سے جائز ہے، مگر کسی عارضے کی وجہ سے ممنوع ہوگئی ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ وبا کے زمانے میں کوئی طبیب امرود کھانے سے منع کردے، اب اس کے یہ معنی نہیں کہ اس نے شریعت کے حلال و حرام کو تبدیل کردیا، بلکہ یہ مطلب ہے کہ ایک چیز جو جائز و حلال ہے، وہ ایک خاص موسم اور ماحول کے لحاظ سے مضرِ صحت ہے، اسی لئے اس سے منع کیا جاتا ہے۔

## عورت خاص ایام میں نماز کے بجائے ذکر و تسبیح کرے

س...... نماز پڑھنا سب مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، ہم بہت سی لڑکیاں آفس وغیرہ میں کام کرتی ہیں، ظہر کی نماز کا وقت آفس کے کام کے دوران ہوتا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ پاکیزگی کے دوران تو ہم نماز پڑھ لیتے ہیں، مگر ناغہ کے دنوں میں کیا کریں؟ ایک جاننے والی نے بتایا کہ تب بھی نماز پڑھ لیا کروں (یعنی اس طرح جائے نماز پر بیٹھ کر بارہ رکعتیں پڑھ لیا کروں)، میں اُلجھن میں ہوں، کیا ناغہ کے دنوں میں نماز (ظہر) کی نہ پڑھوں یا پھر جاننے والی کے کہنے پر عمل کروں؟ (اصل میں آفس بہت چھوٹا ہے اور علیحدگی میں جہاں کمرہ بند کرکے بندہ بیٹھ جائے، نماز پڑھنے کی جگہ نہیں)۔

ج...... عورت کو "خاص ایام" میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، اس لئے اس خاتون نے آپ کو جو مسئلہ بتایا وہ قطعاً غلط ہے، لیکن خاص ایام میں عورت کے لئے یہ بہتر ہے کہ نماز کے وقت وضو کرکے مصلے پر بیٹھ کر کچھ ذکر و تسبیح کرلیا کرے۔

## خواتین کی نماز کی مکمل تشریح

س……خواتین کی نماز کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں، خاص طور سے سجدے کی حالت کیا ہوگی؟

ج……عورتوں کی نماز بھی مردوں ہی کی طرح ہے، البتہ چند اُمور میں ان کی نسوانیت اور ستر کے پیشِ نظران کے لئے مردوں سے الگ حکم ہے، ذیل میں قیام، رُکوع، سجود اور قعدہ کے عنوانات سے ان کے مخصوص مسائل کا ذکر کرتا ہوں:

### قیام:

ا:……عورتوں کو قیام میں دونوں پاؤں ملے ہوئے رکھنے چاہئیں، یعنی ان میں فاصلہ نہ رکھیں، اسی طرح رُکوع اور سجدے میں بھی ٹخنے ملائے رکھیں، (جبکہ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ قیام میں ان کے قدموں کے درمیان چار پانچ اُنگلیوں کا فاصلہ رہنا چاہئے)۔

۲:……عورتوں کو خواہ سردی وغیرہ کا عذر ہو یا نہ ہو، ہر حال میں چادر یا دوپٹہ وغیرہ کے اندر ہی سے ہاتھ اُٹھانے چاہئیں، باہر نہیں نکالنے چاہئیں، (جبکہ مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر انہوں نے چادر اوڑھ رکھی ہو تو تکبیرِ تحریمہ کے وقت چادر سے باہر نکال کر ہاتھ اُٹھائیں)۔

۳:……عورتوں کو صرف کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے چاہئیں، (جبکہ مردوں کو اتنے اُٹھانے چاہئیں کہ انگوٹھے، کانوں کی لو کے برابر ہوجائیں، بلکہ کانوں کی لو کو لگ جائیں)۔

۴:……عورتوں کو تکبیرِ تحریمہ کے بعد سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں، (جبکہ مردوں کو ناف کے نیچے)۔

۵:……عورتیں ہاتھ باندھتے وقت صرف اپنی داہنی ہتھیلی بائیں کی پشت پر رکھ لیں، حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے، (جبکہ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کو گٹے سے پکڑ لیں اور درمیان کی تین اُنگلیاں کلائی پر سیدھی رکھیں)۔

### رُکوع:

ا:……رُکوع میں عورتوں کو زیادہ جھکنا نہیں چاہئے، بلکہ صرف اس قدر جھکیں کہ


فہرست

ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، (جبکہ مردوں کو یہ حکم ہے کہ اس قدر جھکیں کہ کمر بالکل سیدھی ہوجائے اور سر اور سرین برابر ہوجائیں)۔

۲:......عورتوں کو رُکوع میں دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں کشادہ کئے بغیر (بلکہ ملاکر) رکھنی چاہئیں، (جبکہ مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ رُکوع میں ہاتھوں کی اُنگلیاں کشادہ رکھیں)۔

۳:......عورتیں رُکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں، مگر زیادہ زور نہ دیں، (جبکہ مردوں کے لئے حکم ہے کہ ہاتھوں کا گھٹنوں پر خوب زور دے کر رُکوع کریں)۔

۴:......رُکوع میں عورتیں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھ لیں، مگر گھٹنے کو پکڑے نہ رہیں، (جبکہ مردوں کو حکم ہے کہ اُنگلیوں سے گھٹنوں کو مضبوط پکڑلیں)۔

۵:......رُکوع میں عورتوں کو اپنی کہنیاں اپنے پہلوؤں سے ملی ہوئی رکھنی چاہئیں، یعنی سمٹی ہوئی رہیں، (جبکہ مردوں کو حکم ہے کہ کہنیوں کو پہلوؤں سے الگ رکھیں)۔

## سجدہ:

۱:......سجدے میں عورتوں کو کہنیاں زمین پر بچھی ہوئی رکھنی چاہئیں، (جبکہ مردوں کو کہنیاں زمین پر بچھانا مکروہ ہے)۔

۲:......عورتوں کو سجدے میں دونوں پیر اُنگلیوں کے بل پر کھڑے نہیں کرنے چاہئیں، بلکہ دونوں پیر داہنی طرف نکال کر کولہوں پر بیٹھیں اور خوب سمٹ کر اور دَب کر سجدہ کریں، سرین اُٹھائے ہوئے نہ رکھیں، (جبکہ مردوں کو چاہئے کہ سجدے میں دونوں پاؤں اُنگلیوں کے بل کھڑے رکھیں، اور سرین پاؤں سے اُٹھائے رکھیں)۔

۳:......سجدے میں عورتوں کا پیٹ رانوں سے ملا ہوا ہونا چاہئے، اور بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہونے چاہئیں، غرضیکہ خوب سمٹ کر سجدہ کریں، (جبکہ مردوں کا پیٹ رانوں سے اور بازو پہلوؤں سے الگ رہنے چاہئیں)۔

## قعدہ:

۱:......التحیات میں بیٹھتے وقت مردوں کے برخلاف عورتوں کو دونوں پیر داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا چاہئے، یعنی سرین زمین پر رہے، پیر پر نہ رکھیں، (جبکہ

مردوں کے لئے حکم ہے کہ قعدہ میں اپنا داہنا پاؤں کھڑا رکھیں، اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں)۔

۲:......عورتیں قعدہ میں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی ہوئی رکھیں، (جبکہ مردوں کو چاہئے کہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیں، نہ کھلی رکھیں نہ ملائیں)۔

## عورتوں کی نماز کے دیگر مسائل

۱:......جب کوئی بات نماز میں پیش آئے، مثلاً: نماز پڑھتے ہوئے کوئی آگے سے گزرے اور اسے روکنا مقصود ہو تو عورت تالی بجائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی اُنگلیوں کی پشت بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے، (جبکہ مردوں کو ایسی ضرورت کے لئے ''سبحان اللہ'' کہنے کا حکم ہے، مگر عورتیں ''سبحان اللہ'' نہ کہیں، بلکہ اُوپر لکھے ہوئے طریقے کے مطابق تالی بجائیں)۔

۲:......عورت، مردوں کی امامت نہ کرے۔

۳:......عورتیں اگر جماعت کرائیں تو جو عورت امام ہو وہ آگے بڑھ کر کھڑی نہ ہو، بلکہ صف کے بیچ میں کھڑی ہو، (عورتوں کی تنہا جماعت مکروہ ہے)۔

۴:......فتنہ و فساد کی وجہ سے عورتوں کا مسجدوں میں جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔

۵:......عورت اگر جماعت میں شریک ہو تو مردوں اور بچوں سے پچھلی صف پر کھڑی ہو۔

۶:......عورت پر جمعہ فرض نہیں، لیکن اگر جمعہ کی نماز میں شریک ہو جائے تو اس کا جمعہ ادا ہو جائے گا، اور ظہر کی نماز ساقط ہو جائے گی۔

۷:......عورتوں کے ذمہ عیدین کی نماز واجب نہیں۔

۸:......عورتوں پر ایامِ تشریق، یعنی فرض نمازوں کے بعد کی تکبیراتِ تشریق واجب نہیں، البتہ اگر کوئی عورت جماعت میں شریک ہوئی ہو، تو امام کی متابعت میں اس پر بھی واجب ہے، مگر بلند آواز سے تکبیر نہ کہے، کیونکہ اس کی آواز بھی ستر ہے۔

۹:......عورتوں کو فجر کی نماز جلدی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے، اور تمام

نمازیں اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔

۱۰:...... عورتوں کو نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنے کی اجازت نہیں، نماز خواہ جہری یا سرّی، ان کو ہر حال میں آہستہ قرأت کرنی چاہئے، بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک چونکہ عورت کی آواز ستر ہے، اس لئے اگر وہ بلند آواز سے قرأت کرے گی تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

۱۱:...... عورت اذان نہیں دے سکتی۔

۱۲:...... عورت مسجد میں اِعتکاف نہ کرے، بلکہ اپنے گھر میں اس جگہ جو نماز کے لئے مخصوص ہو، اِعتکاف کرے، اور اگر گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مخصوص نہ ہو تو اِعتکاف کے لئے کسی جگہ کو مقرّر کرلے۔

# کن چیزوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہوجاتی ہے؟

## غیراسلامی لباس پہن کر نماز ادا کرنا

س...... غیراسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے سے ہماری اللہ کے نزدیک کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ ایسی صورت میں ہماری نماز قبول ہوتی ہے، جب ہم غیراسلامی لباس پہن کر نماز پڑھتے ہیں؟

ج...... نماز قبول ہونے کے دو مطلب ہیں، ایک فرضیت کا اُتر جانا، اور دُوسرے نماز کے ان تمام انوار و برکات کا نصیب ہونا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھے ہیں۔ جو شخص غیراسلامی لباس پہن کر یا غیرشرعی اُمور کا ارتکاب کرتے ہوئے نماز پڑھتا ہو، فرض تو اس کا ادا ہوجائے گا، لیکن چونکہ عین نماز کی حالت میں بھی اس نے ایسی شکل وضع بنا رکھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور مبغوض ہے، اس لئے اس کی نماز مکروہ ہے، اور اس پر نماز کے ثمرات پورے طور پر مرتب نہیں ہوں گے۔

## ناپاک کپڑوں میں پڑھی ہوئی نماز دوبارہ پڑھی جائے

س...... نماز سے پہلے آدمی کو معلوم ہو کہ میرے کپڑے خراب ہیں، لیکن وہ نماز کے وقت ہونے پر بھول جائے اور نماز پڑھ لے، نماز میں یاد آنے پر یا بعد میں یاد آئے تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟

ج...... اگر بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست لگی ہو جو نماز سے مانع ہے تو نماز نہیں ہوگی، اگر بھولے سے نماز شروع کردی اور نماز ہی میں یاد آگیا تو فوراً نماز کو چھوڑ دے اور نجاست کو دُور کرکے دوبارہ نماز پڑھے، اور اگر نماز کے بعد یاد آیا تب بھی دوبارہ نماز پڑھے۔

## کھلے گریبان کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

س...... نمازیوں کی اکثریت دُرست طریقے پر نماز ادا نہیں کرتی، اور نماز کے ارکان پوری طرح ادا کرنے کے بجائے نماز بھگتانے کی کوشش کی جاتی ہے، جو نماز کی اصل رُوح کے منافی ہے۔ ایک بہت بڑی غلطی جس کی طرف آج تک کسی نے توجہ نہیں دی، وہ یہ ہے کہ اکثر نمازیوں کا گریبان (دادا گیروں کی طرح) کھلا ہوتا ہے اور جھک کر عاجزی و انکساری کے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے سینہ تان کر کھڑے ہوجاتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس اگر کوئی نمازی یا شخص بادشاہِ وقت کے رُوبرو پیش ہو تو اس کا طرزِ عمل کیا یہی ہوگا؟ قطعی نہیں، مولانا محترم! جواب دیں کہ بادشاہوں کے بادشاہ، خالقِ دو جہاں، خداوند تعالیٰ کے حضور اس طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنے والے اپنے اعمال کو ضائع کر رہے ہیں یا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں؟

ج...... کھلے گریبان کے ساتھ نماز جائز ہے، لیکن بند کرلینا بہتر ہے، اور قیام کی حالت میں آدمی کو اپنی اصلی وضع پر کھڑا ہونا چاہئے، نہ اکڑ کر کھڑا ہو، اور نہ جھک کر۔

## بغیر رومالی کی شلوار یا پاجامہ میں نماز

س...... شلوار یا پاجامہ اگر بغیر رومالی کے ہو تو نماز ہوجائے گی؟

ج...... ہوجائے گی، بشرطیکہ شلوار یا پاجامہ پاک ہو اور اعضاء کی ساخت نظر نہ آتی ہو۔

## چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا

س...... ہمارے محلے کی جامع مسجد میں ایک صاحب مجھ سے نماز سے پہلے کہنے لگے کہ گھڑی کی چین پہن کر نماز مت پڑھا کرو، کیونکہ اس سے نماز نہیں ہوتی، میں نے ان سے وجہ پوچھی تو وہ فرمانے لگے کہ چین ایک قسم کی دھات ہے اور کسی بھی قسم کی دھات مردوں پر حرام ہے، لہٰذا اس سے نماز قبول نہیں ہوتی، آپ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں، میں بہت ہی شش و پنج میں پڑ گیا ہوں۔

ج...... ان صاحب کا ''فتویٰ'' غلط ہے، گھڑی کی چین جائز ہے اور اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں، مردوں کے لئے سونا اور چاندی کا پہننا حرام ہے، (البتہ مرد حضرات چاندی کی انگوٹھی جس کا وزن ساڑھے تین ماشے سے زیادہ نہ ہو، پہن سکتے ہیں)، باقی دھاتیں مرد کے لئے حرام نہیں، البتہ زیور مردوں کے لئے نہیں، عورتوں کے لئے ہوتا ہے، اور گھڑی کی چین ان زیورات میں شامل نہیں۔

## سونا پہن کر نماز ادا کرنا

س...... ایک اہم مسئلہ آپ کی خدمت میں لکھنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ سونا چونکہ مرد کے لئے حرام ہے، اور حرام چیز پہن کر نماز پڑھنا کہاں تک جائز ہے؟

ج...... نماز، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہے، جو شخص عین حاضری کی حالت میں بھی فعلِ حرام کا مرتکب ہو اور حق تعالیٰ شانہ کے اَحکام کو توڑنے پر مصر ہو، خود ہی سوچ لیجئے کہ کیا اس کو قرب و رضا کی دولت میسر آئے گی...؟ الغرض سونا یا کوئی اور حرام چیز پہن کر نماز پڑھنا دُرست نہیں، اگرچہ نماز کا فرض ادا ہوجائے گا۔

## ریشم یا سونا پہن کر اور بغیر داڑھی کے نماز پڑھنا

س...... میں نے سنا ہے کہ ریشمی کپڑا اور سونا مرد پر حرام ہیں، اور اگر کوئی شخص ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی، کیا یہ بات دُرست ہے؟ کیونکہ داڑھی

منڈوانا بھی حرام ہے، کیا بغیر داڑھی کے نماز قبول ہوسکتی ہے؟

ج…… یہ تمام اُمور ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہیں، اور جو شخص عین نماز کی حالت میں خدا کی نافرمانی کرتا ہو، اس کو ظاہر ہے کہ نماز کا پورا ثواب نہیں ملے گا، خصوصاً جبکہ اس کو اس نافرمانی پر ندامت بھی نہ ہو۔ نماز تو ہوجائے گی، مگر مرد کو سونے کی انگوٹھی اور ریشم پہننا حرام ہے، (گو عورت کو سونا اور ریشم پہننا حرام نہیں ہے)۔

## ننگے سر مسجد میں آنا

س…… عموماً شہروں میں اکثر نمازی مسجد میں آتے ہیں، ان کے سر پر کپڑا نہیں ہوتا، ادھر مسجد والے ننگے سر حضرات کے لئے ٹوپیوں کا انتظام کرتے ہیں، بسااوقات ٹوپیاں اُٹھانے کے لئے نمازی کے آگے سے بھی گزر جاتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ گھر سے ننگے سر آنا اور مسجد والوں کا ٹوپیاں کا انتظام کرنا شرعاً دُرست ہے یا نہیں؟ پھر ٹوپیاں رکھنے والے اسے کارِ خیر تصوّر کرتے ہیں۔

ج…… ننگے سر بازاروں میں پھرنا مروّت کے اور اسلامی وقار کے خلاف ہے، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کی شہادت شرعی عدالت میں معتبر نہیں، اس لئے مسلمان کو ننگے سر رہنا ہی نہیں چاہئے۔ مسجدوں میں جو ٹوپیاں رکھی جاتی ہیں، اگر وہ صاف ستھری اور عمدہ ہوں، تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح ہے، اور وہ پھٹی پرانی یا میلی کچیلی ہوں جن کو پہن کر آدمی کارٹون نظر آنے لگے، ان کے ساتھ نماز مکروہ ہے، اور نمازیوں کے آگے سے گزرنا گناہ ہے۔

## کپڑا نہ ملنے کی صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا

س…… اگر کسی کو مسجد میں ٹوپی یا سَر پر ڈالنے کے لئے کپڑا نہ ملے تو کیا وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج…… یہاں تین مسئلے ہیں:

ا:…… آج کل لوگوں میں ننگے سر رہنے اور اسی حالت میں بازاروں میں گھومنے پھرنے کا رواج ہے، اور یہ خلافِ مروّت ہے، مسلمان کو بازاروں میں ننگے سر نہیں پھرنا چاہئے۔

۲:…… چونکہ عام طور سے لوگوں کے پاس سر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہیں ہوتی، اس


فہرست

لئے مسجد میں ٹوپیاں رکھنے کا رواج ہے، تاکہ لوگ نماز کے وقت ان کو پہن لیا کریں، ان میں اکثر بدشکل، میلی کچیلی اور شکستہ ہوتی ہیں، ایسی ٹوپیوں کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ ان کو پہن کر آدمی کسی سنجیدہ محفل میں نہیں جاسکتا، لہٰذا احکم الحاکمین کے دربار میں ان کو پہن کر حاضری دینا خلافِ ادب ہے۔

۳:...... ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

## کیسی ٹوپی میں نماز پڑھنا چاہئے؟

س...... کیسی ٹوپی میں نماز پڑھنا چاہئے؟

ج...... جس ٹوپی کو پہن کر آدمی شرفاء کی محفل میں جاسکے، اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔

## چمڑے کی قراقلی ٹوپی میں نماز جائز ہے

س...... چمڑے کی ٹوپی یعنی قراقلی ٹوپی پہننا کیسا ہے؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس ٹوپی سے نماز نہیں ہوتی۔

ج...... قراقلی ٹوپی پہننا مباح ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

## جرابیں پہن کر نماز ادا کرنا صحیح ہے

س...... اگر پائینچے اُوپر ہوں اور جرابیں پہن لیں تو کیا نماز ہوجائے گی؟ کیونکہ جرابیں پہن لینے سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں؟

ج...... اس کا کوئی حرج نہیں۔

## چشمہ لگاکر نماز ادا کرنا صحیح ہے، اگر سجدے میں خلل نہ پڑے

س...... عینک (چشمہ) پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا کیسا ہے؟ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ چشمہ لگاکر نماز نہیں پڑھنی چاہئے، کیونکہ انہوں نے مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا کرامت اللہؒ کو دیکھا کہ وہ نماز میں چشمہ اُتار کر نماز ادا کرتے تھے۔ لیکن دُوسرے لوگوں کا خیال ان کے برعکس ہے۔

ج…… اگر نظر کا چشمہ ہو اور اس کے بغیر زمین وغیرہ اچھی طرح نظر نہیں آتی ہے تو چشمہ اُتارے بغیر نماز پڑھی جائے تو اچھا ہے، اور اگر چشمے کے بغیر سجدے کی جگہ وغیرہ دیکھنے میں دِقت نہیں ہوتی ہے یا نظر کا چشمہ نہیں ہے تو اُتار دینا بہتر ہے، تاہم چشمہ لگا کر نماز ادا کرنے سے بھی نماز ادا ہوجاتی ہے، اس سے نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، البتہ چشمہ لگانے کی صورت میں اگر سجدہ صحیح طور پر نہیں ہوتا، ناک یا پیشانی زمین پر نہیں لگتی تو چشمہ اُتار دینا ضروری ہے۔ بہرحال چشمہ لگا کر نماز پڑھنے میں اگر سجدہ وغیرہ میں خلل واقع نہ ہوتا ہو تو نماز صحیح اور دُرست ہے، البتہ سجدے کی جگہ وغیرہ چشمے کے بغیر نظر آنے کی صورت میں اُتار دینا اَولیٰ وافضل ہے۔

## نوٹ پر تصویر ناجائز ہے، گوکہ جیب میں ہونے سے نماز ہوجائے گی

س…… مسجد خدا کا گھر ہے، اس میں کسی انسان کی تصویر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جبکہ مسلمان بھائیوں کی جیب میں نوٹوں پر چھپی ہوئی تصاویر ہوتی ہیں، اور وہ نماز ادا کرتے ہیں، نوٹوں پر تصویر چھاپنا کیوں ضروری ہے؟ عوام تو قائدِاعظم کا احترام کرتے ہیں، اگر ان کی تصویر نوٹ پر نہ ہو تو کیا فرق پڑے گا؟ کیا اس طرح جیب میں تصویر ہونے سے نماز ہوجاتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کے لئے اسلام نے کیا فرمایا ہے اور ہم کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… نوٹوں پر تصویر کا چھاپنا شرعی طور پر جائز نہیں، یہ دورِ جدید کی ناروا بدعت ہے، اور اس کی وجہ سے متعلقہ محکمہ اور اربابِ اقتدار گناہگار ہیں، تاہم نوٹوں کے جیب میں ہونے کی صورت میں نماز صحیح ہے۔

## مسجد میں لگے ہوئے شیشے کے سامنے نماز ادا کرنا

س…… ہماری مسجد میں، بلکہ بہت سی مسجدوں میں شیشے کی کھڑکیاں اور دروازے ہوتے ہیں کہ جن میں نماز کا اپنا عکس نظر آتا ہے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس سے نمازی کی نماز میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہیں؟

ج…… اگر اس سے نمازی کی توجہ ہٹے تو مکروہ ہے، ورنہ نہیں۔

## کسی تحریر پر نظر پڑنے یا آواز سننے سے نماز نہیں ٹوٹتی

س…… کیا حالتِ نماز میں اگر جائے نماز پر رکھی ہوئی کوئی چیز پڑھ لی جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے؟ آپ بتائیں کہ حالتِ نماز میں اگر کسی کی کہی ہوئی آواز سنی جائے، اور حالتِ نماز میں اس آواز کا مفہوم سمجھ لیا جائے تو کیا نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

ج…… کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑ جائے اور آدمی اس تحریر کا مفہوم سمجھ جائے، لیکن زبان سے تلفظ ادا نہ کرے، تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی، اسی طرح کسی کی آواز کان میں پڑنے اور اس کا مفہوم سمجھ لینے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔

## دورانِ نماز گھڑی پر وقت دیکھنا، چشمہ اُتارنا، مٹی کو پھونک مار کر اُڑانا

س…… اگر کوئی شخص دورانِ نماز ہاتھ یا دیوار کی گھڑی وقت معلوم کرنے کے لئے جان بوجھ کر دیکھ لے۔

۲:…… دورانِ نماز ٹوپی اُٹھا کر سر پر رکھ لے، جبکہ سجدہ کرتے وقت سر سے ٹوپی گر گئی ہو۔

۳:…… سجدہ کرتے وقت سجدہ کی جگہ مٹی کو پھونک مار کر اُڑانے کے بعد سجدہ کرے۔

۴:…… چشمہ اُتارنا بھول گیا، سجدہ کرتے وقت چشمہ اُتارے، کیونکہ چشمہ پہنے ہوئے سجدے میں ناک اور پیشانی بیک وقت نہیں لگتے۔

پوچھنا یہ ہے کہ ان باتوں سے نماز میں کیا فرق آتا ہے؟ کیا نماز دُہرائی جائے گی یا سجدۂ سہو کیا جائے گا؟

ج…… جان بوجھ کر گھڑی دیکھنا مکروہ ہے، اور خشوع کے منافی ہے۔

۲:…… ایک ہاتھ سے ٹوپی اُٹھا کر سر پر رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں، دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے۔

۳:…… یہ فعل مکروہ ہے۔

۴:…… ایک ہاتھ سے اُتار دے تو یہ مکروہ نہیں۔

ان چاروں صورتوں میں نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں، نہ سجدۂ سہو کی۔

## عملِ کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے

س…… ہمارے ایک ساتھی دورانِ نماز اپنے اعضاء کو مختلف انداز میں حرکت دیتے رہتے ہیں، مثلاً: کبھی سر کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں، جیب میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں، انگوٹھی کو اُنگلی میں ہلاتے رہتے ہیں، اِدھر اُدھر دیکھنے لگتے ہیں، غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز کی حالت میں نہیں۔ حالتِ نماز میں اس قسم کی حرکات کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے (بلاعذر)، میں نے یہ بات جب ان کو بتائی تو انہوں نے نماز کے فاسد ہوجانے کو بالکل مسترد کردیا، بلکہ ناراضگی کا اظہار کیا، ان کے اس تأثر سے میں عجیب اُلجھن میں پڑگیا۔

ج…… حنفی مذہب کا فتویٰ یہ ہے کہ عملِ کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اور ایسے عمل کو عملِ کثیر کہتے ہیں کہ اس کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، جس کام کے لئے دونوں ہاتھوں کا استعمال کیا جائے وہ بھی عملِ کثیر ہے، اور اگر ایک ہی ہاتھ سے ایک رُکن میں بار بار کوئی عمل کیا جائے، وہ بھی عملِ کثیر بن جاتا ہے۔ آپ نے اپنے ساتھی کی جو حالت لکھی ہے، وہ عملِ کثیر کے تحت آتی ہے، اور اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اس کا اس مسئلے کو نہ ماننا اس کی ناواقفی ہے۔

## نماز میں جسم کو مختلف انداز سے حرکت دینا صحیح نہیں

س……بعض حضرات نماز پڑھتے ہوئے اس کی بنیادی رُوح اور اس کی وضع قطع کو ہی تبدیل کردیتے ہیں، یعنی اس قدر جلدی پڑھیں گے کہ ایسا لگے کہ کوئی جلدی ہو، ایک صاحب رُکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہی نہیں ہوتے اور سیدھے سجدے میں چلے جاتے ہیں، تکبیر کے لئے ہاتھ اُٹھانے کے بعد واپس لاتے وقت دونوں بازوؤں کو مختلف انداز میں عجیب طرح سے حرکت دیتے ہیں، اور سجدے میں جانے سے پہلے چند لمحوں تک اُکڑوں بیٹھنے کے انداز میں قائم رہتے ہیں۔ غرضیکہ ان کی نماز ایک بالکل ہی مختلف اور عجیب تأثر دیتی ہے، جب ان کو کچھ کہا جائے تو وہ قرآن اور حدیث سے ثبوت مانگتے ہیں، ایسے لوگوں کو کیا جواب دیا جائے؟ اور ان کی نماز کیسی ہے؟

ج…… ایسے حضرات کی نماز بعض صورتوں میں تو ہوتی ہی نہیں، اور بعض صورتوں میں مکروہ ہوتی ہے، چنانچہ رُکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہ ہونا، اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہ بیٹھنا ترکِ واجب ہے، اور ایسی نماز واجب الاعادہ ہے، اور ہاتھوں کو غیرضروری حرکت دینا اور سجدے کو جاتے ہوئے درمیان میں غیرضروری توقف کرنا مکروہ ہے۔

## نماز میں مونچھوں پر ہاتھ پھیرنا فعلِ عبث ہے

س…… ہمارے علاقے میں زیادہ تر پولیس والے ہیں، اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب بھی وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں تو زیادہ تر مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں، اب یہ بتائیں کہ نماز میں مونچھوں پر ہاتھ پھیرنے سے نماز پوری ہوجاتی ہے یا نہیں؟

ج…… مونچھوں پر ہاتھ پھیرنا فعلِ عبث ہے، اس سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔

## نماز میں کپڑے سمیٹنا یا بدن سے کھیلنا مکروہ ہے

س…… میں اکثر دیکھتا ہوں کہ بعض نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے کپڑوں کی شکنیں دُرست کرتے رہتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

ج…… نماز میں اپنے بدن سے یا کپڑے سے کھیلنا مکروہ ہے۔

## رُکوع میں جاتے ہوئے تکبیر بھول جائے تو بھی نماز ہوگئی

س…… اگر کوئی شخص نماز میں قیام سے رُکوع میں جاتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہنا بھول گیا یا اکثر بھولتا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… نماز میں تکبیرِ تحریمہ فرض ہے، اس کے علاوہ باقی تمام تکبیرات سنت ہیں، اس لئے اگر رُکوع کو جاتے ہوئے تکبیر بھول گیا تو نماز ہوگئی، سجدۂ سہو بھی لازم نہیں۔

## رُکوع میں سجدے کی تسبیح پڑھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

س…… نماز پڑھتے ہوئے کوئی غلطی ہوجائے، مثلاً: رُکوع میں ''سبحان ربی العظیم'' کی جگہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' یا سجدے میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کی جگہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یا کوئی لفظ نکل جائے تو کیا نماز ہوجاتی ہے؟

ج…… اگر سجدے میں ''سبحان ربی العظیم'' یا رُکوع میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہہ لیا تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آیا، نماز صحیح ہے۔

## نماز میں بہ مجبوری زمین پر ہاتھ ٹیک کر اُٹھنے میں کوئی حرج نہیں

س…… میری عمر اس وقت چالیس سال کے قریب ہے، جسم بھاری ہے، میں نماز میں اُٹھتے بیٹھتے وقت ہاتھ مٹھی کی شکل میں زمین پر جما لیتی ہوں، اس سے نماز میں تو کوئی خلل نہیں پڑتا؟

ج…… آپ کا ہاتھوں کو زمین پر جما کر اُٹھنا چونکہ مجبوری کی وجہ سے ہے، اس لئے کوئی حرج نہیں، بغیر ضرورت کے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

## کیا نماز میں دائیں پاؤں کا انگوٹھا دبا کر رکھنا ضروری ہے؟

س…… کیا نماز پڑھتے وقت دائیں پاؤں کا انگوٹھا اتنی مضبوطی سے دبا کر رکھنا چاہئے کہ اگر پانی پاؤں کے پاس سے گزرے تو انگوٹھے کی جگہ سوکھی رہے؟

ج…… یہ کوئی مسئلہ نہیں۔

## سجدے میں قدم زمین پر لگانا

س…… میں نے نماز کی حالت میں سجدے میں لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنا سیدھا پاؤں زمین سے اُٹھا لیتے ہیں، اور میں نے مسجد کے امام صاحب سے یہ مسئلہ معلوم کیا، تو وہ کہنے لگے کہ نماز پڑھنے کی حالت میں سجدہ کرتے وقت پاؤں کو پوری طرح اُٹھانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، میں نے لوگوں کی نماز فاسد ہونے سے بچانے کے لئے آپ سے یہ مسئلہ پوچھا ہے؟

ج…… سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں کی اُنگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت ہے، دونوں پاؤں زمین سے لگانا واجب ہے، اور بلا عذر ایک پاؤں کا اُٹھائے رکھنا مکروہِ تحریمی ہے، اور دونوں میں سے ایک پاؤں کا کچھ حصہ زمین سے لگانا فرض ہے، خواہ ایک ہی اُنگلی لگائی جائے، فرض ادا ہوجائے گا، اور اگر دونوں پاؤں زمین سے اُٹھائے اور تین بار ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار اُٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہوجائے گی، اُنگلی زمین سے لگنے کی شرط یہ ہے کہ فقط ناخن زمین سے نہ چھوئے، بلکہ اُنگلی کے سرے کا گوشت بھی زمین سے چھو

جائے، یعنی اُنگلی زمین پر مڑ جائے۔

## نماز میں ڈکار لینا مکروہ ہے

س……بعض حضرات نماز میں موٹی موٹی ڈکاریں لیتے ہیں، جس سے آس پاس والوں کو بڑی کراہیت ہوتی ہے، دورانِ نماز ڈکار لینا شرعاً کیسا فعل ہے؟

ج……نماز میں ڈکار لینا مکروہ ہے، اس کو روکنے کی کوشش کی جائے، اور جہاں تک ممکن ہو آواز پست رکھی جائے۔

## نماز میں میٹھی چیز حلق میں جانے سے نماز ٹوٹ گئی

س……اگر وضو کے بعد کوئی میٹھی چیز کھالی، پھر نماز پڑھنے لگے، نماز کے دوران منہ میں بھی مٹھاس محسوس ہوتی ہو اور اس کی مٹھاس کا مزا کچھ باقی ہو، اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہو، تو کیا نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج……اگر صرف ذائقہ ہی باقی ہے تو نماز ہوجائے گی، اور اگر وہ میٹھی چیز منہ میں باقی ہو اور تحلیل ہوکر حلق میں چلی گئی ہو تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

## کیا نماز میں منصوبے بنانا جائز ہے؟

س……ایک صاحب نے بتلایا کہ نماز میں دُنیاوی باتوں کے بارے میں سوچنا اور کسی کام کے بارے میں منصوبے بنانا جائز اور دُرست ہے، اور مثال دی کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ وغیرہ نماز میں جنگ کے منصوبے بنایا کرتے تھے۔ اب میرے دِل میں یہ بات کھٹک رہی ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ نماز میں کوئی دُنیاوی خیال آجائے تو نماز نہیں ہوتی۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

ج……ان صاحب کی یہ بات بالکل غلط ہے، نماز توجہ الی اللہ کے لئے ہوتی ہے، اور دُنیاوی باتیں ازخود سوچنا اور ان کے منصوبے بنانا توجہ الی اللہ کے منافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو منقول ہے کہ: ''میں نماز میں لشکر تیار کرتا ہوں'' اس پر دُنیاوی باتوں کو قیاس کرنا غلط ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد تھے، اور نماز میں حضوری کے وقت ان کو من جانب


فہرست

اللہ جہاد کے لئے تدابیر القاء کی جاتی تھیں، یہ ان کی اپنی سوچ نہیں ہوتی تھی، بلکہ القائے ربانی ہوتا تھا، اور بلاشبہ ان کی مثال ایسی ہے کہ بوقتِ حضوری وزیرِاعظم کو بادشاہ کی جانب سے ہدایات دی جاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ چونکہ منشائے الٰہی کی تعمیل فرماتے تھے اس لئے ان کو من جانب اللہ اس کی ہدایات القاء کی جاتی تھیں۔ اور نماز میں خیالات کا آنا بُرا نہیں، جبکہ یہ نماز کی طرف پوری طرح متوجہ رہے، البتہ خیالات لانا بُرا ہے، اس لئے سوال کا یہ فقرہ صحیح نہیں کہ ''نماز میں کوئی دُنیاوی خیال آجائے تو نماز نہیں ہوتی۔''

## نماز کے دوران ''لاحول'' پڑھنا

س…… نماز کے دوران شیطان کو دُور کرنے کے لئے لاحول پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… نماز میں جو اَذکار مقرّر ہیں، ان ہی کو پڑھنا چاہئے، ''لاحول'' کے بجائے نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کی طرف توجہ رکھی جائے، شیطان خود ہی دفع ہوجائے گا۔

## نماز کے دوران آنکھیں بند نہ کی جائیں

س…… یہ بات تو میرے علم میں ہے کہ نماز کے دوران آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں، بلکہ مختلف ارکانِ نماز میں نظریں اپنی مخصوص جگہوں پر ہونی چاہئیں، لیکن میں صرف اپنی توجہ قائم رکھنے کے لئے آنکھیں بند کرکے نماز پڑھتا ہوں، اگر آنکھیں بند نہ کروں تو نظر کے ساتھ ساتھ ذہن بھی بھٹکنے لگتا ہے، بعض اوقات میں دُعا بھی آنکھیں بند کرکے مانگتا ہوں، برائے مہربانی یہ وضاحت فرمائیں کہ میرا یہ عمل دُرست ہے یا مجھے ہر صورت میں آنکھیں کھول کر ہی نماز پڑھنی چاہئیں؟

ج…… آنکھیں بند کرنے سے اگرچہ ذہن میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ نماز میں آنکھیں بند نہ کی جائیں۔

## خیالات سے بچنے کے لئے آنکھیں بند کرنا

س…… میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں جب نماز پڑھتی ہوں تو آنکھیں سجدے کی طرف تو ہوتی ہیں لیکن آس پاس کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں، اور خیال بھی ان کی طرف چلا جاتا ہے،

اس طرح سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، کیا اس صورت میں آنکھیں بند کی جاسکتی ہیں؟

ج...... غیراختیاری طور پر اگر آس پاس کی چیزوں پر نظر پڑ جائے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوگا، آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں، آنکھیں بند کرنے سے یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے اور خیالات کے منتشر ہونے میں مدد ملتی ہے، اس کے باوجود آنکھیں کھول کر نماز پڑھنا افضل ہے، اور آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے جبکہ مستقل طور پر آنکھوں کو بند رکھا جائے، اور اگر کبھی کھول دے اور کبھی بند کرلے تو کراہت نہیں۔

## اگر دورانِ نماز دِل میں بُرے بُرے خیالات آئیں تو کیا نماز پڑھنا چھوڑ دیں؟

س...... محترم! میں جب بھی نماز پڑھنے مسجد میں جاتا ہوں تو نماز کے دوران طرح طرح کے دُنیاوی خیالات ذہن میں آتے ہیں، اور بعض اوقات تو ایسے گندے گندے خیالات ذہن میں آتے ہیں کہ پھر دِل یہ کہتا ہے کہ اب نماز نہیں پڑھوں گا، کیونکہ اس طرح تو ثواب کے بجائے اور گناہ ہوگا، لہٰذا آپ بتائیں کہ اگر نماز کے دوران بُرے خیالات آئیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

ج...... نماز میں از خود خیالات کا لانا بُرا ہے، بغیر اختیار کے ان کا آجانا بُرا نہیں، بلکہ خیالات آئیں اور آپ نماز کی طرف متوجہ رہنے کی کوشش کریں اور دھیان نماز کی سورتوں اور دُعاؤں پر جمانے کی کوشش کریں تو آپ کو مجاہدے کا ثواب ملے گا، لہٰذا نماز میں خیالات آنے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ورنہ شیطان خوش ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان نماز میں تو وسوسے ڈالتا رہتا ہے، اور نماز کے بعد کہتا ہے: ''تو نے کیا نماز پڑھی؟ ایسی نماز سے تو نہ پڑھنا بہتر ہے، ایسی نماز بھلا کیا قبول ہوگی؟'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب وہ ایسا وسوسہ ڈالے تو اس سے کہہ دیا کرو کہ: میرا معاملہ تیرے ساتھ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے!'' (جس مالک نے مجھے اپنے دربار میں سر جھکانے کی توفیق دی ہے، وہ اپنی رحمت سے دِل جھکانے کی توفیق بھی دے گا، اور اسے قبول بھی فرمائے گا، مردُود! تو خود تو


فہرست

ملعون اور رحمتِ خداوندی سے مایوس ہے، مجھے بھی رحمت سے مایوس کرکے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے)۔

اس لئے آپ کا سوال کہ خیالات آنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوگی، اور انشاء اللہ بالکل صحیح ہوگی، خواہ لاکھ وسوسے آئیں، (مگر خیالات خود نہ لائے جائیں)۔

## نماز میں خیالات کا آنا

س…… خدا کے فضل و کرم سے پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں، لیکن نماز کے دوران غلط قسم کے خیالات آتے ہیں، کوشش کے باوجود ان خیالات سے چھٹکارا نہیں پاتا، اُمید ہے آپ مجھے ایسی رائے دیں گے کہ جسے اپنا کر اطمینان سے نماز پڑھ سکوں۔ یاد رہے کہ میں جمعہ کی نماز کے علاوہ سب نمازیں اکیلے پڑھتا ہوں، کیونکہ میں سعودی عرب کے صحرا میں رہتا ہوں اور جو افراد میرے ساتھ ہیں وہ وقت پر نماز نہیں پڑھتے، اور میں مقرّرہ وقت پر نماز پڑھتا ہوں، کیونکہ قرآن میں پڑھا ہے کہ: ''بے شک نماز مؤمنین پر وقتِ مقرّرہ پر فرض ہے۔''

ج…… نماز اکیلے پڑھنے کے بجائے اذان اور جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے، اپنے دو چار ساتھیوں کو اس کے لئے آمادہ کرلینا کچھ بھی مشکل نہیں، تھوڑے سے اہتمام کی ضرورت ہے۔ نماز میں غیراختیاری طور پر جو خیالات آتے ہیں، ان کا کوئی حرج نہیں، خود نماز کی طرف متوجہ رہنا چاہئے، اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کی طرف دھیان رکھا جائے اور سوچ کر پڑھا جائے۔

س…… میں طالبِ علم ہوں اور اللہ کے فضل سے پانچ وقت کی نماز بھی پڑھتی ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے آگے بڑی عاجزی اور انکساری اور گناہگاروں کی طرح حاضر ہوتی ہوں، لیکن پھر بھی نماز پڑھتے وقت دِل میں طرح طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں، باوجود ترک کرنے کے ختم نہیں ہوتے، بلکہ بڑھ جاتے ہیں، اس کے لئے بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ کوئی حل بتائیں۔

ج…… نماز میں خیالات و وساوس کا آنا غیراختیاری ہے، اس پر مؤاخذہ نہیں، البتہ خیالات

کا لانا اختیاری ہے، اس لئے اگر خیالات ازخود آئیں تو ان کی پروا نہ کی جائے، نہ ان کی طرف التفات کی جائے، بلکہ نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کی طرف دھیان رکھا جائے، اور جو کچھ پڑھیں سوچ سوچ کر پڑھیں، اگر خیال بھٹک جائے تو پھر متوجہ ہوجائیں، اگر آپ نے اس تدبیر پر عمل کیا تو نہ صرف یہ کہ نماز کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، بلکہ آپ کو اس محنت و مجاہدے کا مزید ثواب ملے گا۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ نماز سے پہلے یہ دھیان کرلیا کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہورہی ہوں۔

## مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی، لیکن باآواز ہنسنے سے ٹوٹ جاتی ہے

س…… کیا نماز پڑھتے وقت مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی؟ میرا خیال ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے، جبکہ میرے دوست کا کہنا ہے کہ کھلکھلا کر ہنسنے سے نماز ٹوٹتی ہے مسکرانے سے نہیں۔

ج…… صرف مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی بشرطیکہ ہنسنے کی آواز پیدا نہ ہو، اور اگر اتنی آواز پیدا ہوجائے کہ برابر کھڑے شخص کو سنائی دے تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

## نماز میں قصداً پیر و مرشد کا تصوّر جائز نہیں

س…… ایک صاحب کا کہنا ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنے پیر و مرشد کا تصوّر کرنا چاہئے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… نماز میں پیر و مرشد کا قصداً تصوّر کرنا جائز نہیں، نماز میں صرف خدا تعالیٰ کا تصوّر کرنا چاہئے۔

## نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

س…… نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

ج…… حنفی مذہب میں نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ قہقہہ لگانے والا بالغ ہو، بیدار ہو، اور نماز رُکوع اور سجدہ والی ہو۔ پس اگر بچے نے یا نماز کے اندر سوئے ہوئے نے قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ نماز فاسد ہوجائے گی، اسی طرح اگر نمازِ جنازہ میں قہقہہ لگایا تو نماز فاسد ہوجائے گی، مگر وضو نہیں ٹوٹے گا، اور نماز سے باہر قہقہہ لگانے

سے وضو نہیں ٹوٹتا، مگر قہقہہ لگانا مکروہ ہے کہ یہ غفلت کی علامت ہے۔

## نماز کے اندر رونا

س...... نماز کے دوران یا قرآن پاک پڑھتے ہوئے رونا آجائے تو کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اور ایک وضو سے کتنی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں؟ یا وضو کتنی دیر تک قائم رہتا ہے؟

ج...... اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا آئے تو اس سے نہ نماز ٹوٹتی ہے، نہ وضو، اور اگر کسی دُنیوی حادثے سے نماز میں آواز سے رو پڑے تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، وضو نہیں ٹوٹے گا۔ وضو کرنے کے بعد جب تک وضو توڑنے والی کوئی بات پیش نہ آئے (مثلاً: ریح خارج ہونا)، اس وقت تک وضو قائم رہتا ہے، اور ایک وضو سے جتنی نمازیں چاہے پڑھ سکتا ہے۔

## نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر دُرود پڑھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

س...... اگر نماز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آجائے، یعنی قرأت میں یا دُرود شریف وغیرہ میں تو کیا نماز کے دوران بھی "صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ دینا چاہئے؟ اس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی؟

ج...... نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر دُرود شریف نہیں پڑھا جاتا، لیکن اگر پڑھ لیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

## نماز کے دوران اگر چھینک آئے تو کیا "الحمدللہ" کہنا چاہئے؟

س...... کیا نماز کے دوران اگر چھینک آجائے تو "الحمدللہ" کہنا چاہئے، جیسا کہ عام حالت میں کہتے ہیں؟

ج...... نماز میں نہیں کہنا چاہئے، لیکن اگر کہہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

## نماز میں اُردو زبان میں دُعا کرنا کیسا ہے؟

س...... کیا ہم نماز پڑھتے وقت سجدے میں اپنی زبان میں یعنی اُردو میں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کرسکتے ہیں؟

ج...... نہیں! ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی۔

## آخری قعدہ چھوڑنے والے کی نماز باطل ہوگئی

س…… اگر امام صاحب چار فرض والی رکعت میں دُوسری رکعت میں بیٹھنے کے بجائے تیسری رکعت میں بیٹھے، ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ مقتدی نے اللہ اکبر کہا تو وہ فوراً کھڑے ہوگئے، پھر وہ چوتھی رکعت میں نہیں بیٹھے، بلکہ وہ کھڑے ہوگئے، پانچویں رکعت میں بھی نہیں بیٹھے، بلکہ وہ چھٹی رکعت میں بیٹھے، تو انہوں نے التحیات پڑھنے کے بعد سجدۂ سہو کیا، اور پھر انہوں نے سارا پڑھ کر سلام پھیر کر نماز ختم کی۔ تو کیا نماز ہوگئی؟ اور اگر نماز ہوگئی تو کتنی رکعت ہوئیں؟ فرض کے علاوہ نفل بھی ہوگئی یا نہیں؟

ج…… مقتدیوں کو چاہئے تھا کہ امام کو چوتھی رکعت پر بیٹھنے کا لقمہ دیتے، بہرحال جب امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض نماز باطل ہوگئی، اور یہ نفلی نماز ہوگئی، کیونکہ آخری قعدہ فرض ہے، اور فرض کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی، امام اور مقتدی دوبارہ نماز پڑھیں۔

# نماز توڑنے کے عذرات

## مالی نقصان پر نماز کو توڑنا جائز ہے

س…… ہمارے محلے کی مسجد کے پیش امام صاحب نے مغرب کی نماز شروع کی، ایک رکعت کے بعد انہوں نے سلام پھیر دیا، اس کے بعد وہ وضوخانہ میں گئے، اور اپنی گھڑی اُٹھا کر لائے، پھر انہوں نے دوبارہ تکبیر پڑھوائی اور نماز شروع کی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے گھڑی کی خاطر نماز کو کیوں توڑا؟ اور تکبیر دوبارہ کیوں کہی گئی؟

ج…… ایک درہم (تقریباً ساڑھے تین ماشے چاندی) کے نقصان کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دینے کی اجازت ہے، اقامت کو دیر ہوجائے تو اقامت دوبارہ کہنی چاہئے، آپ کے امام صاحب نے دونوں مسئلوں میں شریعت کے مطابق عمل کیا، لوگوں کا اعتراض ناواقفی کی بنا پر ہے۔


فہرست

## ایک درہم مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑنا جائز ہے

س...... اگر نماز کے دوران جیب سے کچھ پیسے یا روپے گر جائیں اور کوئی دُوسرا شخص ان روپوں کو اُٹھا کر لے جارہا ہو تو کیا نماز توڑ کر اس سے وہ روپے واپس لینے چاہئیں یا نماز پڑھتے رہنا چاہئے؟ یہ حرکت اگر کوئی شخص نفل، سنت یا فرض با جماعت میں کرے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے؟

ج...... نماز کو توڑ کر اس کو پکڑ لینا صحیح ہے، نماز خواہ فرض ہو یا نفل اور جماعت کی ہو یا بغیر جماعت کے، نماز کے دوران اگر ایک درہم چاندی (۳۰۶۱۲ء۳ گرام) کی مالیت کے برابر چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کو توڑ دینا جائز ہے۔

## نماز کے دوران گمشدہ چیز یاد آنے پر نماز توڑ دینا

س...... وضو کے دوران وضو خانے میں ہم اگر اپنی کوئی خاص چیز گھڑی یا چشمہ وغیرہ بھول جائیں اور وہ ہم کو نماز کے دوران یاد آئے تو ہم اس صورت میں کیا کریں؟

ج...... نماز توڑ کر اس کو اُٹھا لائیں۔

## کسی شخص کی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا

س...... اگر ایک آدمی بیمار ہے اور بیماری کی حالت میں بے ہوش ہے، اس کے پاس عورتیں کافی ہیں، مرد صرف ایک ہے، اس نے بھی فرض نماز کی نیت کرلی ہے، نمازی نے صرف ایک رکعت پڑھی ہے کہ اتنے میں عورتوں نے شور مچادیا کہ بیمار فوت ہو رہا ہے تو نمازی نماز توڑ سکتا ہے؟

ج...... اگر اس کی جان بچانے کی کوئی تدبیر کرسکتا ہے، تو نماز توڑ دے، اور اگر وہ مر چکا ہے تو نماز توڑنے کا کیا فائدہ؟

## اگر کوئی بے ہوش ہوکر گر جائے تو اس کو اُٹھانے کے لئے نماز توڑ سکتے ہیں؟

س...... نماز جماعت کے ساتھ ہو رہی ہے، اور کوئی نمازی بوجہ کمزوری یا کسی اور وجہ سے گر کر بے ہوش ہو جائے تو کیا ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کو نماز توڑ کر اسے اُٹھانا چاہئے یا نماز جاری

رکھنی چاہئے؟ براہِ کرم یہ بتائیں کہ ہمیں اس وقت کیا کرنا ہے جبکہ آدمی نیچے تڑپ رہا ہو؟

ج……نماز توڑ کر اس کو اُٹھانا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اس کو مدد نہ ملنے کی وجہ سے اس کی جان ضائع ہو جائے۔

## نماز میں زہریلی چیز کو مارنا

س……اگر نماز میں اچانک کہیں سے کوئی زہریلا کیڑا آجائے اور نمازی کی طرف بڑھے تو کیا نمازی نیت توڑ سکتا ہے؟

ج……اگر اس کو مارنے کے لئے عملِ کثیر کی ضرورت نہ ہو تو نماز کو توڑے بغیر اس کو ماردیں، اور اگر عملِ کثیر کی ضرورت ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کو مارنے کے لئے نماز کا توڑ دینا جائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر نماز توڑے بغیر اس کو مار سکتے ہوں تو ٹھیک، ورنہ اس کے لئے نماز توڑ سکتے ہیں۔

## نماز کے دوران بھڑ، شہد کی مکھی وغیرہ کو مارنا

س……اگر باجماعت نماز پڑھتے ہوئے پاؤں، سر یا کان پر کوئی بھڑ، شہد کی مکھی یا کوئی کیڑا کاٹ لے تو اسے یعنی جانور (بھڑ، کیڑا اور شہد کی مکھی) کو مارنے کی اجازت ہے؟

ج……اگر اس کے ایذا دینے کا خوف ہو اور عملِ کثیر کے بغیر مار سکے تو ماردے، اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی، ورنہ نماز توڑ کر ماردے۔

## دروازے پر فقط دستک سن کر نماز توڑنا جائز نہیں

س……ہم نماز پڑھ رہے ہیں، اس وقت کوئی ہم کو دُوسرے کمرے میں سے آواز دیتا ہے، جس کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہم نماز میں مشغول ہیں، یا کوئی دروازے پر دستک دے اور ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور گھر میں ہمارے سوا کوئی اور نہ ہو، ایسے وقت آنے والا بھی جلدی میں ہو تو کیا ایسے میں نماز کی نیت توڑی جاسکتی ہے؟ اور اگر توڑی جاسکتی ہے تو نماز توڑنے کا طریقہ بتائیں؟

ج…… یہ آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ وہ جلدی میں ہے؟ بہرحال کسی ایسی شدید ضرورت کے لئے جس کے نقصان کی تلافی نہ ہوسکے، نیت توڑ دینا جائز ہے، اور محض دستک سن کر نماز توڑنا جائز نہیں۔

## والدین کے پکارنے پر کب نماز توڑی جاسکتی ہے؟

س...... ایک صاحب نے مضمون بعنوان ''والدین کا احترام'' میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے (حدیث کا نام نہیں لکھا) کہ ''رَبّ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رَبّ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔''

پھر لکھتے ہیں کہ: روایت میں ہے (کس کی روایت ہے؟ کوئی حوالہ نہیں) کہ اگر والدین کسی تکلیف و پریشانی کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز بھی توڑ کر ان کو جواب دے اور اگر بلاضرورت پکاریں، ان کو یہ معلوم نہیں کہ تم نماز میں ہو تو بھی سنت و نفل نماز توڑ کر جواب دو، اگر یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ تم نماز میں ہو پکاریں تو ہر طرح کی نماز توڑ کر ان کو جواب دو۔

براہِ کرم آپ فرمائیں کہ کس حدیث میں یہ حکم ہے؟ یا کون سی مستند روایت ہے کہ والدین کے احترام میں نماز توڑ دینے کی ہدایت کی گئی ہے؟۔

ج...... درمختار (باب ادراک الفریضة) میں لکھا ہے کہ: اگر فرض نماز میں ہو تو والدین کے بلانے پر نماز نہ توڑے اِلَّا یہ کہ وہ کسی ناگہانی آفت میں مبتلا ہوکر اس کو مدد کے لئے پکاریں (اس صورت میں والدین کی خصوصیت نہیں، بلکہ کسی کی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا ضروری ہے)، اور اگر نفل نماز میں ہو اور والدین کو اس کا علم ہو تو نہ توڑے، اور اگر ان کو علم نہ ہو تو نماز توڑ کر جواب دے۔

خلاصہ یہ کہ دو صورتوں میں نماز نہیں توڑے گا، اور ایک صورت میں توڑے گا۔ جہاں تک روایت کا تعلق ہے، حدیث میں جریج راہب کا قصہ آتا ہے کہ اس کو اس کی ماں نے پکارا، وہ نماز میں تھا، اس لئے جواب نہ دیا، بالآخر والدہ نے بددُعا دی، اور وہ بددُعا ان کو لگی، لمبا قصہ ہے، غالباً وہ نفل نماز میں تھے، اور ان کی والدہ کو اس کا علم نہیں تھا، اس لئے ان کو نماز توڑ کر جواب دینا چاہئے تھا۔

# نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا

## دورانِ نماز ریاح روکنے والے کی نماز کا حکم

س…… دورانِ نماز ریاح خارج ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا ایسے میں ہم ریاح روک سکتے ہیں؟ اور اگر ہم روک لیتے ہیں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟

ج…… ایسا کرنا مکروہ ہے، نماز ہو جاتی ہے۔

## دورانِ نماز وضو ٹوٹ جانے پر بقیہ نماز کی ادائیگی

س…… دورانِ نماز اگر وضو ٹوٹ جائے تو بقیہ نماز کس طرح ادا کرنی چاہئے؟

ج…… نماز کو وہیں چھوڑ کر چپ چاپ وضو کر آئے، کسی سے بات چیت نہ کرے، اور جہاں سے نماز چھوڑی تھی، واپس آکر وہیں سے دوبارہ شروع کر لے، مگر اس کے مسائل بڑے دقیق ہیں، عوام کے لئے مناسب یہی ہے کہ وضو کرنے کے بعد از سرِ نو نماز شروع کریں، اور اگر امام صاحب کا وضو ٹوٹ جائے تو صف میں سے کسی کو آگے کر دے اور خود وضو کر کے مقتدیوں کی صف میں شریک ہو جائے، بے وضو نماز پڑھتے رہنا جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے اندیشۂ کفر ہے۔

## مقتدی یا امام کا وضو ٹوٹ جائے تو جماعت سے کس طرح نکل کر نماز پوری کرے؟

س…… میں نے ایک مولانا سے پوچھا کہ مقتدی اگلی صف میں کھڑا ہے، جماعت بہت بڑی ہے، اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، تو وہ کیا کرے؟ وہ کہتے ہیں کہ اگر پیچھے جانے کی جگہ نہ ہو تو وہیں بیٹھا رہے، بعد میں علیحدہ نماز پڑھے۔ لیکن دُوسرے مولانا سے پوچھا تو وہ کہتے ہیں کہ ہر ممکن کوشش کر کے وہ پیچھے باہر نکلے اور وضو کر کے دوبارہ شامل ہو جائے۔ میں آپ سے

پوچھنا چاہتا ہوں کہ دونوں مسئلوں میں کون سا صحیح ہے؟ اور اگر امام صاحب کا وضوٹوٹ جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... جس کا وضوٹوٹ جائے وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر صف سے باہر نکل جائے اور وضو کر کے دوبارہ جماعت میں شامل ہوجائے، اگر امام ہو تو پیچھے کسی مقتدی کو آگے بڑھا کر امام بنادے اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہوجائے۔ صف سے نکلنے کی گنجائش نہ ہو تو صف کے آگے سے گزر کر ایک طرف کو نکل جائے، جس کا وضوٹوٹ گیا ہو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وضو کے بعد نماز شروع سے ادا کرے اور اگر کسی طرح نکلنا ممکن ہی نہ ہو تو نماز توڑ کر نماز سے خارج ہوجائے (یعنی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے)۔

## دو رکعات کے بعد وضوٹوٹ جانے کے بعد کتنی رکعتیں دوبارہ پڑھے؟

س...... فرض، سنت اور نفل چار رکعت کی نیت کی، دو رکعت کے بعد وضوٹوٹ گیا، تو وہ چار رکعت پڑھے یا دو رکعت پڑھے؟ کیونکہ وہ دو رکعت پڑھ چکی ہے، اور کسی سے بات بھی نہیں کی، فوراً وضو کرلیا۔

ج...... فرض، وتر اور سنتِ مؤکدہ تو پوری دوبارہ پڑھے، نفل اور غیر مؤکدہ سنتیں دو ہی پڑھ لینا جائز ہے۔

## نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ وضو نہیں تھا، تو دوبارہ پڑھے

س...... مسئلہ یوں ہے کہ میں نے عصر کی نماز سے قبل وضو کیا، بعد ازاں میرا وضوٹوٹ گیا، لیکن مغرب کے وقت میرا پکا خیال تھا کہ میرا عصر کے وقت کا ابھی تک وضو ہے، اس طرح میں نے نمازِ مغرب ادا کرلی، لیکن کچھ آدھے گھنٹے کے بعد مجھے سو فیصد یاد آگیا کہ میں نے یہ نماز بے وضو پڑھی، کیونکہ وضو تو بعد از نمازِ عصر ٹوٹ گیا تھا، کیا میری نماز ہوگئی ہے یا نہیں؟

ج...... جب آپ کو سو فیصد یقین ہوگیا کہ نماز بے وضو پڑھی ہے، تو بے وضو تو نماز نہیں ہوتی، اس لئے اس کا لوٹانا فرض ہے۔



فہرست

# معذور کے اَحکام

## وضواور تیمّم نہ کرسکے تو نماز اور تلاوت کیسے کرے؟

س…… میں نے آپ کے کالم میں پڑھا تھا کہ بغیر وضو کے قرآنِ پاک کو چھونا جائز نہیں، لیکن میں تو وضو کر ہی نہیں سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معذور کرکے چارپائی پر بٹھا دیا ہے، مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں چارپائی سے نیچے اُتر سکوں، مجھے ماں ہی نہلاتی ہیں اور وہی پیشاب کرواتی ہیں، مجھے قرآنِ پاک کی تلاوت کا بہت شوق ہے، تو کیا میں بغیر وضو کے قرآن مجید کو چھوسکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''اگر تم نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے ہو تو لیٹ کر پڑھو'' مگر میں تو نہ تیمّم کرسکتا ہوں نہ وضو، نماز کس طرح پڑھوں؟ اگر بغیر وضو کے نماز پڑھی جاسکتی ہے تو آپ مجھے بتائیں۔

ج…… کوئی دُوسرا آدمی آپ کو وضو کرادیا کرے، اور قرآنِ پاک کی تلاوت آپ بغیر وضو بھی کرسکتے ہیں، قرآن مجید کے اوراق کسی کپڑے وغیرہ کے ساتھ اُلٹ لیا کریں۔

## معذور کی نماز کس طرح ہوتی ہے؟

س…… جناب میں پیشاب کی بیماری میں مبتلا ہوں، پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہوں، اور قرآن مجید بھی بلاناغہ پڑھتا ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ میں جب بھی پیشاب کرکے اُٹھوں یا استنجا کرکے اُٹھوں پیشاب کے قطرے کپڑوں میں گر جاتے ہیں۔ دُوسری بات یہ ہے کہ میں گیس ٹربل کا مریض بھی ہوں اور منٹ منٹ بعد مجھے گیس بھی خارج ہوجاتی ہے، میں نے نماز کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز میں ریح کو روکنا نہیں چاہئے اور استنجا کرنے کے بعد بھی پیشاب گر جائے تو نماز کی کیا صورت ہوگی؟ یہ نماز معذور کی نماز ہوگی یا نہیں؟ بعض اوقات شیطان حملہ کرتا ہے کہ ایسی صورت میں نماز نہ پڑھا کروں، مگر میں نماز چھوڑنا نہیں چاہتا، ہر

نماز میں تازہ وضو کرتا ہوں، جمعہ کو دو دفعہ وضو کرتا ہوں، میری اس پریشانی کو دُور کرکے مشکور فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

ج…… نماز تو آپ نہ چھوڑیں، آپ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شرعاً معذور ہیں، ہر نماز کے وقت کے لئے ایک دفعہ وضو کرلینا کافی ہے، نماز کے لئے کپڑا الگ رکھا کریں، اگر وہ نماز کے دوران ناپاک ہوجائے تو بعد میں اتنا حصہ دھولیا کریں۔

## اگر پاؤں ٹخنے سے کٹا ہوا ہو تو مصنوعی پاؤں کو دھونا ضروری نہیں

س…… میں ایک پیر سے معذور ہوں، وہ ایک حادثے میں ضائع ہوگیا تھا، میں مصنوعی ٹانگ لگاکر دفتر جاتا ہوں، دفتر میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں پیر کو کھول کر وضو کروں اور کسی جگہ پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکوں، ایسی صورت میں تیمّم کرکے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکتا ہوں؟ اکثر شادی کی تقریبات یا کسی کی موت پر اگر جاؤں تو وہاں بھی یہی مشکل پیش ہوتی ہے کہ نماز کس طرح ادا کروں؟ اس لئے مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس سے نماز ادا کرسکوں۔

ج…… ٹخنے کے اُوپر سے اگر پاؤں کٹا ہوا ہے تو مصنوعی پاؤں کھولنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس پاؤں کا دھونا ساقط ہوچکا ہے، اگر آپ بیٹھ کر سجدہ کرسکتے ہیں تو کرسی پر بیٹھ کر اشارہ کافی نہیں، اور اگر رُکوع اور سجدہ دونوں اشارے سے ادا کرتے ہیں تو کرسی پر بیٹھ کر اشارہ کرنا بھی صحیح ہے۔

## بیماری کی وجہ سے وضو نہ ٹھہرنے پر ادائیگی نماز

س…… آپ نے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں بیان کیا تھا کہ حالتِ مجبوری میں نماز قضا نہیں کرنی چاہئے، جبکہ حالتِ مجبوری میں وضو ہی نہیں ہوتا، مہربانی فرماکر اس کے بارے میں تفصیل سے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج…… یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا، شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی کا وضو بیماری کی وجہ سے نہ ٹھہرتا ہو تو وہ معذور کہلائے گا، اور نماز کے وقت اس کو ایک بار وضو کرلینا کافی ہے۔ اس کے

بعد وقت کے اندر جتنی نمازیں چاہے پڑھتا رہے، اس خاص عذر کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اور جب نماز کا وقت نکل جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اب دوبارہ وضو کرلے۔ مثلاً: کسی معذور نے فجر کے وقت وضو کیا تو جب سورج نکل آیا تو اس کا وضو ختم ہوگیا، سورج نکلنے کے بعد جب وضو کرے تو ظہر کی نماز کا وقت ختم ہونے تک اس کا وضو رہے گا، اور جب ظہر کا وقت ختم ہوا تو اس کا وضو بھی جاتا رہا۔ الغرض ہر وقتِ نماز کے لئے ایک بار وضو کرلیا کرے، بس کافی ہے، اس دوران اس خاص عذر کی وجہ سے اس کے وضو میں فرق نہیں آئے گا، ہاں! کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو اور بات ہے۔

## پیشاب پاخانے کی حاجت کے باوجود نماز ادا کرنا مکروہ ہے

س…… میرا ایک مسئلہ یہ ہے کہ مجھے قبض رہتا ہے، جس کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتی، جب میں نماز پڑھنے کھڑی ہوتی ہوں تو حاجت پیش آتی ہے، تو میں دوبارہ وضو کرلیتی ہوں، لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نیت باندھنے کے بعد حاجت ہوتی ہے، پھر بھی میں نماز پوری پڑھ لیتی ہوں۔ میں پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ کیا اس حالت میں مجھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اگر نہیں پڑھنی چاہئے تو یہ بتائیں کہ وضو کرنے کے بعد کچھ رکعت پڑھنے کے بعد اگر وضو ٹوٹ جاتا ہے تو کیا دوبارہ وضو کرکے نماز پڑھی جائے یا وہیں سے جہاں سے ٹوٹی تھی؟

ج…… پیشاب پاخانے کا تقاضا ہو تو نماز مکروہِ تحریمی ہے، اگر وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے دوبارہ نیت باندھنی چاہئے۔

## لیکوریا کے مرض والی عورت نماز کس طرح ادا کرے؟

س…… آج کل خواتین میں لیکوریا کی بیماری عام ہے، اور تقریباً سو میں سے اَسّی، پچاسی فیصد خواتین اسی بیماری میں مبتلا ہیں، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں نماز انہی کپڑوں میں پڑھ لینی چاہئے، یا پھر کپڑے بدلنا ہوں گے؟ نجاست اگر کپڑے پر ہو اور اسے دھولیں تب انہی کپڑوں سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نماز پڑھتے وقت اگر نجاست خارج ہوجائے تو نماز لوٹانا ہوگی؟

ج……اس مرض میں خارج ہونے والا پانی ناپاک ہوتا ہے، جو کپڑا اس سے آلودہ ہوجائے اس میں نماز نہ پڑھی جائے، البتہ کپڑے کے ناپاک حصے کو دھوکر پاک کرلیا جائے تو اس میں نماز دُرست ہے۔

جہاں تک نماز لوٹانے کا تعلق ہے، اس کے لئے معذور کا مسئلہ سمجھ لینا چاہئے۔ جس شخص کا کسی مرض کی وجہ سے وضو نہ ٹھہرتا ہو، وہ معذور کہلاتا ہے۔ ایک شرط معذور بننے کے لئے ہے، اور ایک معذور رہنے کے لئے۔ معذور بننے کے لئے شرط یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت میں اس کو اتنی مہلت نہ ملے کہ وہ طہارت کے ساتھ نماز پڑھ سکے، ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرلیا کرے، جب تک وہ وقت باقی ہے، اس خاص عذر کی وجہ سے اس کا وضو ساقط نہیں ہوگا، جب وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کرلے۔ جب کوئی شخص ایک بار معذور بن جائے تو اس کے معذور رہنے کی حد یہ ہے کہ وقت کے اندر اس کو کم از کم ایک بار یہ عذر پیش آئے، اگر پورا وقت گزر گیا اور اس کو یہ عذر پیش نہیں آیا، تو یہ معذور نہیں ہے۔

پس جن خواتین کو ایام سے پاک ہونے کے بعد لیکوریا کی اتنی شدّت ہو کہ وہ پورے وقت کے اندر طہارت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتیں، ان پر معذور کا حکم جاری ہوگا، اور ان کو ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرلینا کافی ہوگا، لیکن اگر اتنی شدّت نہ ہو تو وہ معذور نہیں، اگر وضو کے بعد نماز سے پہلے یا نماز کے اندر پانی خارج ہوجائے تو ان کو دوبارہ وضو کرکے نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔

## قطرہ قطرہ پیشاب آنے پر ادائیگی نماز

س……زید کو تکلیف ہے کہ پیشاب قطرہ قطرہ ہوکر آتا رہتا ہے، کپڑے پاک نہیں رہ سکتے، تو وہ نماز پڑھنے کے لئے کیا کرے؟

ج…… ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرلیا کرے اور نماز کے لئے صاف چادر ساتھ رکھا کرے، نماز سے فارغ ہوکر اس کو اُتار دیا جائے، لیکن اگر کبھی چادر نہ ہو تو پاجامہ کا اتنا حصہ جس کے بارے میں اندیشہ ہو کہ وہ ناپاک ہوگیا ہوگا، وقتاً فوقتاً دھولیا کرے، بہرحال جس

طرح بھی بن پڑے وہ نماز ضرور پڑھے۔

## ریح کی معذوری کے ساتھ جماعت میں شرکت

س...... تخلیق کے اعتبار سے انسانی زندگی میں پاخانہ پیشاب اور ریح وغیرہ کا بننا اور خارج ہونا فطری تقاضا ہے، ان کے اخراج کو روکنا طب کے اعتبار سے انتہائی مضر ہے، حتیٰ کہ اگر ریح کے روکنے سے اس کا رُخ دِل کی طرف ہوجائے تو حرکتِ قلب بند ہوجانے سے موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے روکنے سے نماز میں خلل بھی پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بھی جب رُجوعِ قلب نہ ہو تو نماز باطل ہوسکتی ہے، لہٰذا جب خدا خود ارشاد فرماتا ہے کہ دین میں جبر نہیں، تو پھر ہم کس طور پر اخراج کو روکنے سے اپنے آپ کو فطری تقاضوں پر ظلم کرکے مہلک امراض میں مبتلا ہونے کی دعوت دیتے ہیں، ان چیزوں کی تکمیل میں بھی تو مشیت کا ہاتھ ہے۔ علاوہ ازیں جس شخص کو ریح کے اخراج کا شدید عارضہ لاحق ہو تو پھر کب تک وضو کرتا رہے گا؟ نماز توڑتا رہے گا؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ بحالتِ مجبوری معاف بھی کرسکتا ہے، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ ایسے شخص کو احتیاط سے کام لے کر آخری صف میں نماز ادا کرنا انتہائی مستحسن معلوم ہوتا ہے تاکہ دُوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ پیدا ہو۔

ج...... ایسا شخص جس کا وضو نہ ٹھہرتا ہو، معذور کہلاتا ہے، معذور بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس پر نماز کا پورا وقت اس حال میں گزر جائے کہ وہ پورے وقت میں فرض رکعتیں بھی بغیر عذر کے نہ پڑھ سکے، اور جب ایک دفعہ معذور بن گیا تو معذور رہنے کے لئے یہ شرط ہے کہ پورے وقت میں اس کو کم سے کم ایک بار یہ عذر ضرور پیش آئے، اگر پورا وقت گزر گیا اور اس کو یہ عذر پیش نہیں آیا (مثلاً: ریح صادر نہیں ہوئی) تو یہ شخص معذور نہیں رہا۔ معذور کا حکم یہ ہے کہ اس کے لئے ہر نماز کے وقت کے لئے ایک بار وضو کرلینا کافی ہے، اس عذر کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اور جب وقت نکل جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اب دُوسرے وقت کے لئے دُوسرا وضو کرے۔

# نمازِ وتر

## تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے

س...... فرض نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے اور نفل نماز گھر میں، اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ مزید معلومات کے لئے آپ سے رُجوع کیا ہے، اگر وتر تہجد کے وقت پڑھیں تو کیسا ہے؟ عشاء کے وقت افضل ہے یا تہجد کے وقت افضل ہے؟

ج...... جو شخص جاگنے کا بھروسا رکھتا ہو اس کے لئے تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے، اور جو بھروسا نہ رکھتا ہو اس کے لئے عشاء کے بعد پڑھ لینا بہتر ہے۔

## بغیر عذر کے وتر بیٹھ کر ادا کرنا صحیح نہیں

س...... اگر کسی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھے تو کیا عشاء کی نماز میں وتر بھی بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہوکر؟

ج...... بغیر عذر کے فرض اور وتر بیٹھ کر ادا کرنے سے نماز نہیں ہوگی، اور اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تو مجبوری ہے۔

## ایک رکعت وتر پڑھنا صحیح نہیں

س...... کیا تین وتر کے بجائے ایک وتر بھی پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... نہیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک رکعت پر اکتفا کرنا ثابت نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمولِ مبارک تین رکعات وتر کا تھا، جیسا کہ متعدّد احادیث میں آیا ہے، اس لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تنہا ایک رکعت وتر نہیں، اس مسئلے کی بقدرِ ضرورت تفصیل میری کتاب ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم حصہ دوم'' میں ملاحظہ فرمالی جائے۔

## وتر کی تیسری رکعت میں دُعائے قنوت بھول جانا

س……نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور دُوسری سورۃ پڑھنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہہ کر کانوں کی لو کو ہاتھ لگا کر دوبارہ ہاتھ باندھ کر دُعائے قنوت پڑھنی ہے، اس کے بعد رُکوع میں جانا ہے، اگر کوئی سورۂ فاتحہ اور دُوسری سورۃ پڑھ کر رُکوع میں مکمل جھک گیا ہے اور اسے فوراً ہی یاد آجاتا ہے کہ میں نے دُعائے قنوت پڑھنی تھی، کیا وہ رُکوع سے واپس آسکتا ہے؟ جبکہ اس نے رُکوع کی ایک تسبیح بھی نہیں پڑھی تھی۔ دُوسری صورت میں ایک تسبیح رُکوع میں پڑھ چکا ہے، اس مسئلے کا کیا حل ہے؟ آیا وہ مکمل رُکوع کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے یا رُکوع سے واپس آکر دُعائے قنوت پڑھے اور بعد میں سجدۂ سہو کرے؟

ج……اگر رُکوع میں چلا گیا یا اس کے قریب پہنچ گیا کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں کو لگ گئے تو واپس نہ لوٹے، بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرلے، اور اگر اتنا نہیں جھکا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں تو کھڑا ہوکر قنوت پڑھ لے، اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں۔

## وتر میں دُعائے قنوت کے بجائے ''قل ھو اللہ'' پڑھنا

س……کیا وتر میں دُعائے قنوت کی جگہ تین دفعہ سورۂ اِخلاص پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج……دُعائے قنوت یاد کرنی چاہئے، جب تک وہ یاد نہ ہو، ''ربنا اٰتنا'' والی دُعا پڑھ لیا کریں، یا کم از کم ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ'' تین مرتبہ کہہ لیا کریں، سورۂ اِخلاص دُعائے قنوت کی جگہ نہیں پڑھی جاتی۔

## رمضان کے وتروں میں مقتدی کے لئے دُعائے قنوت

س……رمضان شریف میں جب امام کے پیچھے نمازِ وتر پڑھی جاتی ہے تو کیا مقتدی کو بھی دُعائے قنوت پڑھنی چاہئے؟

ج……دُعائے قنوت کا پڑھنا امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے، اس لئے مقتدیوں کو دُعائے قنوت ضرور پڑھنی چاہئے۔


فہرست

## وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ اِخلاص پڑھنا ضروری نہیں

س…… نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اِخلاص پڑھتے ہیں، پھر تکبیر کے لئے کانوں کی لو کو ہاتھ لگاکر دوبارہ ہاتھ باندھ کر دُعائے قنوت پڑھتے ہیں، کیا یہ لازمی ہے کہ وتروں کی تیسری رکعت میں سورۂ اِخلاص ہی پڑھنی چاہئے؟ یا کوئی اور سورة بھی پڑھ لی جائے تو کوئی گناہ تو نہیں؟

ج…… وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ اِخلاص ہی پڑھنا ضروری نہیں، کوئی اور سورة بھی پڑھ سکتے ہیں۔

## وتر کی تیسری رکعت میں الحمد دوبارہ نہ پڑھیں

س…… وتر نماز میں تیسری (آخری) رکعت میں دوبارہ تکبیر کے بعد ''الحمد شریف'' اور کوئی سورة لگاکر ''دُعائے قنوت'' پڑھنی چاہئے یا صرف دُعائے قنوت پڑھ لینی چاہئے؟

ج…… تیسری رکعت میں پہلے الحمد شریف اور کوئی سورة پڑھی جائے، پھر تکبیر کہہ کر صرف دُعائے قنوت پڑھی جائے، دُعائے قنوت والی تکبیر کے بعد دوبارہ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔

## غیر رمضان میں نمازِ وتر کی جماعت کیوں نہیں ہوتی؟

س…… نمازِ وتر رمضان کے علاوہ باجماعت کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

ج…… صحابہ کرامؓ کے وقت سے یوں ہی چلا آتا ہے۔

## عشاء کی فرض نماز چھوٹنے پر کیا وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں؟

س…… اگر کوئی شخص عشاء کی فرض نماز کے بعد آتا ہے، یعنی اس کی جماعت نکل گئی تو کیا وہ تراویح کے بعد باجماعت وتر نہیں پڑھ سکتا؟ ذرا تفصیل سے اور حوالے سے بتائیں۔

ج…… علامہ شامیؒ نے قہستانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس شخص نے فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں (بلکہ علیحدہ پڑھے ہوں) وہ وتر کی جماعت میں شریک نہیں ہوسکتا، لیکن یہ قول ضعیف ہے، صحیح یہ ہے کہ شریک ہوسکتا ہے، جیسا کہ علامہ طحطاویؒ نے درمختار کے حاشیہ میں تصریح کی ہے، اور اگر فرض کی جماعت ہی نہیں ہوئی تو وتر کی نماز باجماعت پڑھنا صحیح نہیں۔

## کیا وتر کے بعد کوئی بھی نماز نہیں پڑھ سکتے؟

س...... "اجعلوا الصلوٰة العشاء الأخرة الوتر" عشاء کی وتروں کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ (بخاری شریف) یہ سوال ایک عالم دین نے کیا ہے کہ وتروں کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے، حالانکہ بڑے بڑے عالم حضرات بھی وتروں کے بعد نماز پڑھتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

ج...... آپ نے جو لفظ نقل کئے ہیں وہ تو حدیث کی کسی کتاب میں نہیں، صحیح بخاری شریف (ج:۱ ص:۱۳۶) میں یہ ارشاد نقل کیا ہے: "اجعلوا اٰخر صلوٰتکم باللیل وترًا" یعنی رات کی نماز (جس سے مراد نمازِ تہجد ہے) کے آخر میں وتر پڑھا کرو۔ یہ حکم اہلِ علم کے نزدیک استحباب کے لئے ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے، مگر عام معمول وتر کے بعد نفل پڑھنے کا نہیں تھا، اس لئے اگر کوئی وتر کے بعد نفل پڑھتا ہے تو اسے منع نہ کیا جائے۔ البتہ عام لوگ یہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں، یہ غلط ہے، یہ نفل بھی کھڑے ہوکر پڑھنے چاہئیں۔

## اگر وتر اور تہجد کی نماز رہ جائے تو؟

س...... میں روزانہ تہجد کی نماز پڑھتی ہوں، اس لئے عشاء میں وتر چھوڑ دیتی ہوں، اور تہجد کے بعد پڑھتی ہوں، آج رات ہم دیر سے اُٹھے، سحری ختم ہوچکی تھی، اس لئے تہجد کی نماز رہ گئی، اب وتر جو میں نے چھوڑے ہیں اور تہجد کی نماز بھی، کیا اس کی قضا پڑھ سکتی ہوں؟

ج...... اگر دیر سے آنکھ کھلے اور صبحِ صادق ہونے میں کچھ وقت ہو تو وتر تو صبحِ صادق سے پہلے پڑھ لینے ضروری ہیں، اور اگر صبحِ صادق کے بعد آنکھ کھلے تو فجر کی سنتوں سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہئیں، نفل کی قضا نہیں ہوتی، لیکن جس شخص کی تہجد رہ گئی ہو وہ اشراق کے وقت تہجد کے نفل پڑھ لے، انشاء اللہ اس کو تہجد کا ثواب مل جائے گا۔

# سنت نمازوں کی ادائیگی

## سنتِ مؤکدہ اور غیرمؤکدہ

س……سنتِ مؤکدہ اور غیرمؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

ج……جس چیز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر پابندی فرمائی ہو، اور جس کے ترک کو لائقِ ملامت قرار دیا گیا ہو، وہ سنتِ مؤکدہ ہے، اور جس چیز کی ترغیب دی گئی ہو، مگر اس کے چھوڑنے پر ملامت نہ کی گئی ہو، وہ سنتِ غیرمؤکدہ ہے، اور اسی کو مستحب اور مندوب بھی کہا جاتا ہے۔

## سنن ونوافل کیوں اور کس کے لئے پڑھے جاتے ہیں؟

س……نماز ہم پر فرض ہے، اس کو ہم پڑھتے ہیں، فرض کے علاوہ سنتیں کیوں ضروری ہیں؟ فرض اللہ کے واسطے اور سنتیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہیں، یہ ''واسطے'' پر بھی ذرا روشنی ڈالئے تاکہ مسئلہ معلوم ہوجائے۔

ج……نماز تو چاہے فرض ہو، چاہے سنت ونفل، سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہیں، یہ خیال غلط ہے کہ سنتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔ فرض نماز میں جو کمی (یعنی خشوع وخضوع میں جو کمی) رہ جاتی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے سنتیں اور نفل ہیں۔

## کیا آج کے مشینی دور میں صرف فرض پڑھ لینا کافی ہے؟

س……کیا فرض نمازوں میں صرف فرض ادا کرنے سے نماز ہوجاتی ہے، جبکہ سنت، نفل، وتر واجب نہ پڑھے جائیں؟ ہمارے ایک عزیز کا کہنا ہے کہ آج کے مشینی دور میں کس کو اتنی فرصت ہے کہ سنت ونفل بھی پڑھے؟ نیز غیرممالک جو کہ اسلامی ہیں، مسلمان عورتیں ومرد اسی طریقے سے صرف فرض پڑھ کر نماز ادا کرتے ہیں، اور اگر انہیں منع کیا جائے تو کہتے ہیں

کہ انسان کی نیت دُرست ہونی چاہئے، اور بالکل ہی نماز چھوڑ دینے سے بہتر ہے صرف فرض ہی پڑھ لئے جائیں، کیا نماز پڑھنے کا یہ طریقہ دُرست ہے؟

ج……فرض تو فرض ہے، اور وتر کی نماز واجب ہے، گویا عملاً وہ بھی فرض ہے، اس کا چھوڑنا گناہ ہے، اور اگر وقت پر نہ پڑھ سکے تو قضا لازم ہے۔ سنتِ مؤکدہ کا چھوڑنا بُرا ہے، اور اس کے چھوڑنے کی عادت بنالینا بھی گناہ ہے، سنتِ غیرمؤکدہ اور نوافل میں اختیار ہے، خواہ پڑھے، یا چھوڑ دے۔

مشینی دور کی مصروفیات کے باوجود خرافات کے لئے، گپ شپ کے لئے، تفریح کے لئے اور نامعلوم کن کن چیزوں کے لئے وقت نکالا جاتا ہے، تو مشینی دور کی عدیم الفرصتی کا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے؟ رہا یہ کہ ''آدمی کی نیت دُرست ہونی چاہئے'' بالکل بجا ہے، لیکن اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آدمی کا عمل خراب ہونا چاہئے؟ نیت کے ساتھ عمل کا دُرست ہونا بھی تو ضروری ہے! ورنہ نری نیت سے کیا ہوگا…؟

## سنتِ مؤکدہ کا ترک کرنا کیسا ہے؟

س……سنتِ مؤکدہ کن مجبوریوں کی بنا پر ترک کی جاسکتی ہے؟ کیا انہیں وقت گزرنے کے بعد بھی ادا کیا جاسکتا ہے؟

ج……سفر، مرض یا وقت کی تنگی کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو دُوسری بات ہے، ورنہ سنتِ مؤکدہ کا ترک کرنا بہت بُرا ہے۔ وقت گزرنے کے بعد سنت کی قضا نہیں ہوسکتی، اور فجر کی سنتیں نصف النہار سے پہلے پہلے پڑھ لینی چاہئیں۔

## سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

س……سنتیں آدمی مسجد میں بھی پڑھ سکتا ہے اور گھر پر بھی، سنا ہے گھر پر پڑھنا افضل ہے؟

ج……گھر پر سنتیں پڑھنا افضل ہے، مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ گھر کا ماحول پُرسکون ہو اور اس کو گھر جاتے ہی گھریلو کاموں کی تشویش لاحق نہ ہوجائے، اگر ایسا اندیشہ ہو تو مسجد میں سنتیں پڑھنا افضل ہے۔

## کیا سنت و نفل نماز میں وقتِ نماز کی نیت شرط ہے؟

س...... کیا سنت اور نوافل میں بھی وقتِ نماز کی نیت کرنی چاہئے؟

ج...... سنت و نفل کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، اس میں وقت اور رکعات کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔

## سنت، نفل، وتر کی اکٹھی نیت دُرست نہیں

س...... کیا ہم اکٹھی رکعت کی نیت باندھ سکتے ہیں؟ یعنی مثلاً: عشاء کی نماز کے فرض امام کے ساتھ پڑھ کر باقی ۲ سنت، ۲ نفل، ۳ وتر، ۲ نفل کی ایک ہی دفعہ نیت باندھ لی جائے۔

ج...... سنت، نفل، وتر الگ الگ نمازیں ہیں، ان کی اکٹھی نیت باندھنا دُرست نہیں۔

## کیا سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھی جاتی ہے؟

س...... فرض نماز اور سنت کی نیت میں کیا فرق ہے؟ کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرض اللہ تعالیٰ کے لئے اور سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھی جاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... سنت نماز بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جاتی ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں پڑھی جاتی ہے، اس لئے فرض اور سنت کی نیت میں کوئی فرق نہیں، بس ایک کے لئے فرض کی نیت کی جاتی ہے اور دُوسری کے لئے سنت کی، عبادت دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔

## فرض سے پہلے وتر اور سنتیں پڑھنا صحیح نہیں

س...... ہمارے گاؤں میں دو شخص عشاء کی سنتِ مؤکدہ اور وتر فرضوں سے پہلے یعنی جماعت ہونے سے پہلے پڑھ لیتے ہیں، اور جماعت دیر سے ہوتی ہے اس لئے وہ ایسا کرتے ہیں، آیا اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟

ج...... یہ تو ظاہر ہے کہ فرض کے بعد کی مؤکدہ سنتیں تو بعد ہی میں ہوسکتی ہیں، کیونکہ وہ فرض کے تابع ہیں، یہی وجہ ہے کہ اگر فرض و سنت پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ فرض نماز نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں گی، جب تک فرض نماز ہی نہیں پڑھی،

بعد کی سنتیں کیسے ادا ہوسکتی ہیں؟ وتر کی نماز اگرچہ مستقل نماز ہے، فرض کے تابع نہیں، لیکن عشاء اور وتر میں ترتیب لازم ہے، اس لئے وتر کا عشاء کے فرض سے پہلے ادا کرنا صحیح نہیں، البتہ اگر فرض سنت اور وتر ادا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز کسی وجہ سے صحیح نہیں ہوئی تھی تو فرض اور سنت کا اعادہ لازم ہے، مگر وتر صحیح ہوگئے۔

## کیا فجر کی سنتوں کی بھی قضا ہوتی ہے؟

س...... قضا نماز میں صرف فرض پڑھے جاتے ہیں، مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کی سنتیں بھی پڑھنی چاہئیں، اگر یہ اس وجہ سے ہے کہ فجر کی سنتیں مؤکدہ ہیں، تو پھر ظہر کی بھی مؤکدہ ہیں، کیا ان کی بھی قضا پڑھنی چاہئے؟

ج...... فجر کی سنتوں کی تاکید بہت زیادہ ہے، اس لئے اگر نمازِ فجر فوت ہوجائے تو سورج طلوع ہونے کے بعد زوال سے پہلے اس کو سنتوں سمیت پڑھنے کا حکم ہے، لیکن اگر زوال سے پہلے نمازِ فجر قضا نہیں کی تو بعد میں صرف فرض پڑھے جائیں، وقت نکل جانے کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی کسی سنت کی قضا نہیں۔

## قضا سنت کی نیت کس طرح کریں؟

س...... محترم! آپ نے فرمایا ہے کہ فجر کی نماز اگر قضا ہوجائے تو دوپہر سے پہلے سنتوں کے ساتھ قضا کرنی چاہئے۔ تو محترم! سوال یہ ہے کہ قضا سنتوں کی نیت کس طرح ہوگی؟

ج...... بس سنتِ فجر کی نیت کرلینا کافی ہے۔

## فجر کی سنتیں رہ جائیں تو بعد طلوع پڑھیں

س...... اخبار جنگ میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے زیرِ عنوان آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ: ''صبحِ صادق کے بعد سنتِ فجر کے علاوہ نوافل مکروہ ہیں، سنتوں سے پہلے بھی اور بعد بھی۔'' اس سلسلے میں وضاحت طلب بات یہ ہے کہ اگر کسی کی سنتیں رہ جائیں اور وہ سنتیں پڑھے بغیر فجر کی جماعت میں شریک ہوجائے تو یہ بتایا گیا ہے کہ اب سورج طلوع ہونے کے بعد سنتیں پڑھے، تو جب صرف نوافل مکروہ ہیں تو سنتوں پر یہ پابندی کیوں ہے؟ سنتیں

تو نوافل کی تعریف میں نہیں آتیں۔

ج…… اس مسئلے میں سنتوں اور نفلوں کا ایک ہی حکم ہے، فرض کے بعد طلوع سے پہلے فجر کی سنتیں پڑھنا بھی دُرست نہیں۔

## نمازِ فجر کے بعد فجر کی سنتیں ادا کرنا

س…… نمازِ فجر کی دو رکعت سنت کے بارے میں سنا ہے کہ یہ فرض نماز سے قبل لازماً ادا کرنی چاہئے، لیکن ہمارے محلے کی مسجد میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نمازی حضرات مذکورہ سنتوں کو چھوڑ کر فرض نماز باجماعت پڑھ لیتے ہیں، اور نماز فرض مکمل ہونے پر اکیلے کھڑے ہوکر دو رکعت سنت ادا کرلیتے ہیں۔

ج…… فقہِ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر جماعت کی دُوسری رکعت (بلکہ تشہد بھی) مل جانے کی توقع ہو تو کسی الگ جگہ پر فجر کی سنتیں پہلے ادا کرے، تب جماعت میں شریک ہو، ورنہ جماعت میں شریک ہوجائے اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد اشراق کے وقت پڑھے، فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نفل نماز ممنوع ہے، البتہ قضا نمازیں، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ جائز ہے۔

## فجر کی سنتوں کی تقدیم وتأخیر پر علمی بحث

س…… دو سنت فجر، فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد پڑھنا کیسا ہے؟ اس سلسلے میں ایک دفعہ آپ کو تحریر کیا تھا جس میں حضرت نے کہا تھا کہ حدیثِ تقریری پر حدیثِ قولی مقدم ہوتی ہے، اور صحابہؓ کے آثار بھی موجود ہیں کہ قیامِ فرض کے بعد جماعت میں شامل ہونے سے قبل دو سنت پڑھنا بہتر ہے، ورنہ طلوعِ شمس کے بعد پڑھے۔

۱:…… قولی حدیث کہ سنتِ فجر بعد طلوعِ شمس پڑھو۔ (ترمذی جلد:۱)

۲:…… قولی حدیث کہ سنتِ فجر بعد جماعت پڑھو، اگر جماعت کھڑی ہوجائے۔ (صحاحِ ستہ کی کسی کتاب میں ہے)

۳:…… فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد کوئی نماز نہیں۔

۴:…… سنت کو جماعت کے درمیان پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار جلد:۱)

۵:......صبح کے فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے۔ (ہدایہ جلد:۱، شرح وقایہ)

۶:......جس نے فجر تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی، تو نماز توڑ ڈالے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ (شرح وقایہ، ہدایہ)

(جب فرض نہیں پڑھ سکتا تو سنت کیوں پڑھے)

اب صرف یہ پوچھنا ہے کہ قولی حدیث دونوں طرف ہے، تقریری حدیث کا قاعدہ ساقط ہوگیا۔

ہماری فقہ بھی اس بات کی اجازت دے رہی ہے کہ صبح کی نماز کے بعد دو سنت پڑھ سکتا ہے اگر بوقتِ ضرورت ہم بھی ایسا ہی کرلیں تو کیا حرج ہے؟ اگر وقت ہو تو بعد طلوعِ شمس ادا کرلیں۔

ج...... ہمارے ائمہ کے نزدیک بالاتفاق فجر کی قضا شدہ سنتوں کو فرض کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے پڑھنے کی اجازت نہیں، آپ نے نمبر:۵ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے جو لکھا ہے کہ: ''صبح کے فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے'' یہ صحیح نہیں، میں نے ہدایہ، شرح وقایہ دونوں کو دیکھا، دونوں میں ممانعت لکھی ہے، ہدایہ کی عبارت یہ ہے:

**''واذا فاتته رکعتا الفجر لا یقضیهما قبل طلوع الشمس لأنه یبقیٰ نفلًا ملطقًا وهو مکروه بعد الصبح.''** (ہدایہ ج:۱ ص:۱۵۹، باب ادراک الفریضة، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۱:......قولی حدیث طلوعِ شمس کے بعد پڑھنے کی ترمذی (ج:۱ ص:۵۷، باب ما جاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس) کی ہے۔

یہ روایت مستدرک حاکم (ج:۱ ص:۲۷۴) میں بھی ہے، امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

۲:......قولی حدیث ''سنتِ فجر بعد نماز پڑھو'' مجھے کسی کتاب میں نہیں ملی، البتہ ایک واقعہ ابوداوٗد اور ترمذی میں ہے کہ: ''ایک شخص نے فجر کی نماز کے بعد سنتیں پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: صبح کی چار رکعتیں ہیں؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں


فہرست

نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ فرمایا: فلا اذن! (پھر نہیں)۔'' یہ روایت اوّل تو کمزور ہے، علاوہ ازیں ہمارے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ: ''تب بھی جائز نہیں!''

۳:...... یہ حدیث صحیح ہے کہ: ''جب فرض نماز کی اقامت ہوجائے تو فرض کے سوا کوئی اور نماز نہیں'' اسی لئے ہمارے ائمہ احناف فرماتے ہیں کہ مسجد میں نہ پڑھی جائیں، بلکہ خارجِ مسجد یا کسی اوٹ میں پڑھی جائیں۔ جیسا کہ آپ نے نمبر:۴ میں درمختار سے نقل کی ہے، عین صف میں پڑھنا مکروہ ہے۔

۵:...... جماعت کی نماز کھڑی ہوجائے تو فرض نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہونے کا حکم ہے، کیونکہ تنہا نماز کے بجائے جماعت کے ساتھ پڑے گا۔ لیکن سنت چھوڑ کر جماعت میں شریک ہوگا تو سنتیں قضا ہوجائیں گی، جبکہ ان کے پڑھنے کی تاکید ہے۔ بہرحال فجر کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں، متواتر احادیث میں فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت آئی ہے۔

## سنتیں پڑھنے کے دوران اذان یا اقامت کا ہوجانا

س...... اذان یا اقامت ہو تو سنتوں کی نماز ختم کردینی چاہئے یا نہیں؟

ج...... اذان پر سنتوں کی نماز ختم کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اقامت کے بارے میں سوال ہوسکتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر غیرمؤکدہ سنتوں یا نفلوں کی نیت باندھ رکھی ہو تو دو رکعت پوری کرکے سلام پھیر دے، اور اگر ظہر یا جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں پڑھ رہا تھا کہ ظہر کی نماز کھڑی ہوگئی یا جمعہ کا خطبہ شروع ہوگیا تو ان کو پورا کرے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے دوگانے میں ہو تو دو رکعت پوری کرکے سلام پھیر دے، اور بعد میں چار رکعتوں کی قضا کرے، اور اگر دُوسرے دوگانے میں ہو تو چار رکعتوں کو پورا کرلے، درمیان میں نہ توڑے۔

## ظہر اور عشاء کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟

س...... اگر ایک شخص نمازِ ظہر کی پہلی چار سنتیں ادا نہیں کرسکتا اور جماعت کھڑی ہوچکی ہے اور وہ جماعت کی نماز امام صاحب کے ساتھ پڑھ لیتا ہے تو بعد میں اس شخص کے لئے کیا حکم

ہے کہ وہ پہلی چار سنتیں کس طرح ادا کرے؟ جبکہ ظہر کی پہلی چار سنتیں مؤکدہ ہیں اور عشاء کی پہلی چار سنتیں غیرمؤکدہ ہیں۔

ج……ان کو فرضوں کے بعد پڑھے، پہلے دو رکعتیں بعد والی پڑھ لے، پھر چار رکعتیں پہلے والی پڑھے، اگر پہلے چار، پھر دو پڑھ لے تب بھی صحیح ہے۔

## فرض سے پہلے والی چار رکعت سنتوں میں سے صرف دو رکعت پڑھ سکا تو کیا کرے؟

س……فرضوں سے قبل ادا کی جانے والی سنتیں اگر چار رکعتیں ہوں اور وقت دو رکعتوں کا ہو، یعنی جماعت کھڑی ہونے میں صرف دو منٹ باقی ہوں، تو کوئی آدمی لاعلمی کی وجہ سے سنتیں پڑھنا شروع کردیتا ہے تو دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے، کیونکہ جماعت کھڑی ہوگئی ہے، تو کیا فرضوں کے بعد اس کو پھر سے چار سنتیں ادا کرنا پڑیں گی یا دو جو پہلے ادا کی جاچکی ہیں وہ پہلے والی اور دو سنتیں اور پڑھ لینی چاہئیں؟

ج……ظہر سے پہلے کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں، اگر وقت کم ہو تو ان کو جماعت سے پہلے شروع ہی نہ کیا جائے اور اگر غلطی سے شروع کرلی تھیں تو ان کو پورا کرکے سلام پھیرے، اور اگر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو فرض نماز کے بعد چار رکعت پڑھے، اور عصر اور عشاء سے پہلے کی چار سنتیں غیرمؤکدہ ہیں، اگر ان کے دوران جماعت کھڑی ہوجائے تو دو رکعت پر سلام پھیر دے، باقی دو رکعتیں بعد میں پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں۔

## سنتِ مؤکدہ کی آخری دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورة پڑھنی ضروری ہے

س……کیا سنتِ مؤکدہ کی آخری دو رکعتوں میں الحمد شریف اور سورة پڑھنا لازمی ہے، یا صرف سورة بھی پڑھ سکتے ہیں؟

ج……سنتِ مؤکدہ، غیرمؤکدہ، نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورة ملانا واجب ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی، اور اگر سورۂ فاتحہ بھول گیا یا سورة ملانا بھول گیا سجدۂ سہو واجب ہوگا، صرف فرض نماز ایسی ہے کہ اس کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے، پچھلی دو

رکعتوں میں قرأت فرض نہیں، بلکہ سورۂ فاتحہ بطورِ استحباب پڑھی جاتی ہے۔

## سنتوں کے لئے جگہ بدلنا

س…… باجماعت نماز پڑھنے کے بعد اکثر لوگوں کو اپنی جگہ بدلتے دیکھا ہے، کیا ایسا کرنا دُرست ہے؟ اگر دُرست ہے تو کس سمت کو جگہ بدلنی چاہئے؟ (نیز ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت؟)۔ امام بھی ایسا ہی کرتا ہے کہ باجماعت نماز پڑھانے کے بعد محراب چھوڑ کر پیچھے چلا آتا ہے، اور اپنی جگہ کسی اور کو بھیج دیتا ہے، کیا یہ بھی کوئی سنت ہے؟

ج……فرض نماز سے فارغ ہوکر امام اور مقتدی دونوں کے لئے جگہ بدل لینا مستحب ہے۔ سنن ابوداؤد (ج:۱ ص:۱۴۴) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے:

”ایعجز احدکم ان یتقدم او یتأخر عن یمینه او عن شماله یعنی فی السبحة.“

ترجمہ:……”کیا تم میں سے ایک آدمی اس بات سے قاصر ہے کہ فرض نماز کے بعد جب سنت شروع کرے تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہولیا کرے۔“

## چار رکعتوں والی غیرمؤکدہ سنتوں اور نفلوں کا افضل طریقہ

س…… ہماری مسجد میں سنت نماز (غیرمؤکدہ) عصر اور عشاء کی نماز سے پہلے مختلف طریقوں سے ادا کی جاتی ہے، میں اور بعض دُوسرے لوگ تو ظہر کی نماز کی سنتوں کی طرح ادا کرتے ہیں، مگر بعض لوگ دو رکعات پڑھ کر بیٹھنے کے بعد التحیات کے بعد دُرود اور دُعا بھی پڑھتے ہیں، پھر تیسری رکعت میں ”سبحانک اللّٰھم“ سے پڑھنا شروع کرتے ہیں اور باقی نماز عام نمازوں کی طرح۔ آپ میری رہنمائی فرمائیں اور بتائیں کہ کون سا طریقہ زیادہ موزوں ہے؟

س۲…… کیا عصر اور عشاء کی چار سنتیں (غیرمؤکدہ) دو دو سنتیں کرکے الگ الگ پڑھی جاسکتی ہیں؟


فہرست

ج...... غیر مؤکدہ سنتوں اور نفلوں کی دو رکعت پر التحیات کے بعد دُرود شریف اور دُعا پڑھنا، اور تیسری رکعت میں "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کرنا افضل ہے، اگر صرف التحیات پڑھ کر اُٹھ جائے اور تیسری رکعت الحمد شریف سے شروع کردے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

ج ۲...... پڑھ سکتے ہیں۔

## نمازِ جمعہ کی سنتوں کی نیت کس طرح کی جائے؟

س...... نمازِ جمعہ میں چار سنتیں فرضوں سے قبل اور چار سنتیں اور دو سنتیں فرضوں کے بعد جو ہیں، ان سنتوں کی نیت بالترتیب تحریر کریں۔ اور فرضوں کی نیت بھی بتائیں اور یہ بتائیں کہ جمعہ کے دو فرضوں سے قبل چار سنتیں پڑھنے کا وقت نہ ملے اور خطبہ شروع ہوچکا ہو تو ان کو کس وقت پڑھنا چاہئے؟ اس وقت ان سنتوں کی نیت میں کیا کہنا چاہئے؟

ج...... سنت کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، وقت اور رکعات کے تعین کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کوئی کرنا چاہے تو پہلی سنت میں "سنت قبل از جمعہ" کی اور بعد والی سنتوں میں "بعد از جمعہ" کی نیت کرلی جائے، جمعہ سے پہلے کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو بعد کی سنتوں کے بعد ادا کرلے، اور ان میں قبل از جمعہ کی نیت کرے۔

## نمازِ جمعہ کی کتنی سنتیں مؤکدہ ہیں؟

س...... نمازِ جمعہ میں دو رکعت فرض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں کے بارے میں ارشاد فرمائیں، کیا پہلے کی چار سنت اور بعد میں پڑھی جانے والی چھ (چار اور دو) سنتیں مؤکدہ ہیں؟ اگر کوئی نہ پڑھے تو گناہگار ہوگا؟ ہمارے ایک بزرگ فرماتے ہیں فرض کے بعد کی چار سنتیں پڑھنا ضروری نہیں۔

ج...... جمعہ کے بعد کی سنتوں میں اختلاف ہے، فتویٰ اس پر ہے کہ جمعہ کے بعد چھ سنتیں ہیں، پہلے چار سنتیں مؤکدہ اور پھر دو غیر مؤکدہ، اگر کوئی شخص ترتیب بدل لے کہ پہلے دو پڑھے پھر چار پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

## عشاء کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ؟

س...... نمازِ عشاء کی پہلی چار سنتیں مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ؟ اور ان کا پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟ رہنمائی فرمائیں۔

ج...... عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں، ان کا پڑھنا فضیلت کی چیز ہے، مگر ضروری نہیں۔

## عشاء کی بعد کی دو سنتیں پہلے پڑھنا صحیح نہیں

س...... ہمارے علاقے کی مسجد میں کچھ اصحاب ایسے نماز پڑھنے آتے ہیں، جو کہ عشاء کی نماز کی شروع کی چار سنت کے بجائے دو پڑھتے ہیں، ایک صاحب نے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہ بعد کی دو سنت پہلے ادا کر لیتے ہیں، تو کیا بعد کی دو سنتیں پہلے پڑھی جاسکتی ہیں؟

ج...... فرض کے بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، فرض ادا کرنے سے پہلے ان کو ادا کرنا صحیح نہیں، بلکہ اگر فرض اور سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز کسی وجہ سے صحیح نہیں ہوئی اور سنتیں صحیح پڑھ لی تھیں، تو فرض کو لوٹانے کے بعد سنتوں کو لوٹانا بھی ضروری ہے، پہلے کی پڑھی ہوئی سنتیں کافی نہیں۔

# قضا نمازیں

## نماز قضا کرنے کا ثبوت

س……ارکانِ اسلام، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہر مسلمان مرد اور عورت پر قرآن و سنت کی رُو سے فرض ہے۔ قضا روزے کے متعلق قرآنِ حکیم میں واضح حکم ہے کہ اگر کوئی مسلمان رمضان کے مہینے میں سفر میں یا بیمار ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں جب عذر باقی نہ رہے تو روزے رکھ کر پورے کرے۔ آپ سے دریافت کرنا ہے کہ کیا قرآنِ کریم میں نماز کی قضا اور ادائیگی کے بارے میں ایسے ہی واضح اَحکام موجود ہیں؟ براہِ مہربانی آیات کے حوالے سے نشاندہی فرمائیں۔

ج……نماز کی قضا کے بارے میں قرآنِ کریم میں صراحت نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز سے سو یا رہ جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔ قصداً نماز ترک کرنے کی اسلام میں گنجائش ہی نہیں، اس لئے جس نے قصداً نماز چھوڑ دی ہو اس کی قضا کا بھی قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں صریح حکم نہیں، البتہ فقہائے اُمت نے قضا کے اَحکامات بیان فرمائے ہیں، اور بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ چونکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا مسلمان ہی نہیں رہتا، اس لئے اس کے ذمہ نمازوں کی قضا نہیں، ان کے قول کے مطابق وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرے۔

## کیا قضا نماز پڑھنا گناہ ہے؟

س……میری لڑکی نے محض اس وجہ سے کہ کسی نے اس سے کہا کہ روزانہ قضا نماز پڑھنے سے تو گناہ ہوتا ہے، نماز پڑھنی چھوڑ دی، اب آپ بتایئے کہ کیا کریں؟

ج…… آپ کی لڑکی کو کسی نے غلط بتایا، نماز کو قضا کر دینا گناہ ہے، پڑھنا گناہ نہیں، بلکہ فرض ہے، عجیب بات ہے کہ اس نے گناہ کو تو چھوڑا نہیں اور فرض کو چھوڑ کر گناہ پر گناہ کا اضافہ کرلیا۔ توبہ استغفراللہ! اب اس کو چاہئے کہ نماز چھوڑنے کے گناہ سے توبہ کرے اور جتنے دن کی نمازیں اس نے چھوڑی ہیں ان کو قضا کرلے۔

## قضا نماز کی نیت اور طریقہ

س…… قضا نماز کی نیت کا کیا طریقہ ہے؟ نیز یہ کہ اگر دو تین وقت کی نماز رہ گئی ہو اور اسے ایک یا ڈیڑھ ماہ گزر گیا ہو تو اس کی نماز کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

ج…… ہر نماز قضا کرتے وقت یہ نیت کرلے کہ اس وقت کی (مثلاً: ظہر کی) جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی کو قضا کرتا ہوں، اور قضا نماز کو پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے، صرف نیت میں قضا نماز کا ذکر کرنا ہوگا۔

## جان بوجھ کر نماز قضا کرنا گناہِ کبیرہ ہے

س…… میں ایک ٹیچر ہوں اور میں جس اسکول میں پڑھاتی ہوں وہاں وضو اور نماز کی جگہ کا انتظام نہیں، اس لئے ظہر کی نماز چلی جاتی ہے، کیا میں ظہر کی نماز عصر کی نماز کے ساتھ پڑھ سکتی ہوں؟ اور قضا صرف فرضوں کی ہوگی یا سنتوں کی بھی؟ قضا کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج…… جب آپ اسکول میں اُستانی ہیں تو وضو اور نماز کا انتظام ذرا سے اہتمام سے کیا جاسکتا ہے، آپ آسانی سے وہاں لوٹا اور مصلیٰ رکھوا سکتی ہیں، محض اس عذر کی وجہ سے ظہر کی نماز قضا کر دینے کا معمول بنالینا گناہِ کبیرہ ہے۔ بہرحال اگر ظہر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کو نمازِ عصر سے پہلے پڑھ لینا چاہئے، قضا صرف فرض رکعتوں کی ہوتی ہے، سنتوں کی نہیں۔ قضا نماز کی نیت بھی عام نمازوں کی طرح کی جاتی ہے، مثلاً: یہ نیت کرلیا کریں کہ آج کی ظہر کی قضا ادا کرتی ہوں۔

## قضا نمازوں کا حساب بلوغت سے ہے اور نماز میں سستی کی مناسب سزا

س…… نماز کب فرض ہوتی ہے؟ یعنی میں ایک بیس سال کی لڑکی ہوں اور اپنی زندگی کی تمام


فہرست

قضا نمازیں ادا کرنا چاہتی ہوں، مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ میں کتنے عرصے کی نمازیں ادا کروں؟ یعنی جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ سات سال سے اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر میں مار کر پڑھاوٴ، تو کیا دس سال کی عمر میں نماز فرض ہوگئی؟ یا پھر میں جب سے جوان ہوئی تو نماز روزے اور پردے کے اَحکامات مجھ پر عائد ہوئے تب سے نماز فرض ہوئی؟ اس طرح سے مجھ پر پانچ سال کی نمازیں قضا ہیں، اور پہلے فرمان کی تعمیل کے آئینے میں دیکھا جائے تو دس سال کی۔ اگر آپ وضاحت فرمادیں تو بہت شکرگزار رہوں گی۔

دُوسری بات یہ کہ ان قضا نمازوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ دراصل مولانا صاحب! جس زمانے میں نماز کی پابندی نہیں کرتی تھی اس زمانے میں بھی رمضان المبارک اور امتحانوں کے دنوں میں نماز ادا کرتی رہی ہوں، اور اب صحیح یاد نہیں کہ کتنی نمازیں ادا ہیں اور کتنی قضا؟ اس لئے تعدادِ نماز کے بارے میں کیا طریقہ ہوگا؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد دو نفل پڑھ لئے جائیں تو قضا نماز کا قرض اُتر جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک میں قضا نمازوں کے فرض ادا کئے جائیں، کیونکہ رمضان المبارک میں تو ایک نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے، اس طرح سے تمہاری قضا نمازیں ادا ہوجائیں گی۔ کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ براہِ کرم میرے سوالوں کے جواب دے کر مجھے کشمکش کی حالت سے نکالیں، میں زندگی بھر آپ کی ممنون رہوں گی، میں پابندی سے نماز ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں، کیا آپ بتائیں گے کہ میں نماز کا شوق اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے کیا کروں؟ نماز قضا ہونے کی صورت میں، میں نے اپنے آپ کو سزا دینے کا فیصلہ کیا ہے، یعنی فاقہ کرنے کی سزا یا پھر اپنے جسم کے کسی حصے کو زخمی کرنے کی سزا، کیا یہ دُرست ہے؟ اُمید ہے کہ آپ مجھے مطمئن کرنے کی کوشش فرمائیں گے اور دُعا فرمائیں گے کہ خدا آپ کی اس بدنصیب اور نالائق بیٹی کو نماز کی لگن دے، آمین!

ج…… اگرچہ بچوں کو نماز پڑھانے کا حکم ہے، مگر نماز فرض اس وقت ہوتی ہے جب آدمی جوان (بالغ) ہوجائے، آپ اندازہ کرلیں کہ اس وقت سے کتنی نمازیں آپ کے ذمہ ہوں گی؟ پھر جتنے سال کا اندازہ ہو، اتنے سال ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا بھی پڑھ لیا کریں،

اور اگر زیادہ پڑھ لیں تو اور بھی اچھا ہے۔ باقی یہ غلط ہے کہ نفل پڑھنے سے قضا نماز کا فرض اُتر جاتا ہے، یا یہ کہ رمضان المبارک میں قضا پڑھنے سے ستر قضا نمازیں اُتر جاتی ہیں۔ نماز کی پابندی کے لئے کوئی مناسب سزا مقرّر کی جاسکتی ہے، جس سے نفس کو تنبیہ ہو، مثلاً: ایک وقت کا فاقہ یا کچھ صدقہ یا ایک نماز قضا ہونے پر دس نفل پڑھنا، مگر جسم کو زخمی کرنے کی سزا نامناسب ہے۔

## کب تک قضا نمازیں پڑھی جائیں؟

س...... میری عمر تقریباً ۶۰ برس ہے، اور پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر ہوں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں پچھلے کئی برسوں سے نماز قضا ادا کرتا چلا آرہا ہوں، اور یہ قضا میں ان ایام کی ادا کر رہا ہوں جبکہ میں سن بلوغت (۱۲ سال کی عمر) پر پہنچنے کے بعد یعنی اوائل عمر (اسکول اور کالج) کے دوران قضا کرتا رہا ہوں، اور یہ عرصہ میری اپنی یاد میں تقریباً ۲۰ تا ۲۵ سال کا ہے، آپ مشورہ دیجئے کہ اس قضا کو کب تک جاری رکھوں؟ کیا قضا دو فرض ادا کروں یا سنت اور دو فرض؟

ج...... جتنے سال کی نمازیں اندازاً آپ کے ذمہ ہیں، جب پوری ہوجائیں تو قضا کرنے کا سلسلہ بند کردیجئے، قضا صرف فرض و وتر کی ہوتی ہے، سنت کی نہیں۔ اور قضا صرف دو فرض کی نہیں ہوتی بلکہ جو نماز قضا ہوئی ہے اس کی جتنی رکعتیں ہوں ان کو قضا کیا جاتا ہے، یعنی فجر کی دو رکعتیں، ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں، اور مغرب کی تین رکعتیں، عشاء کی چار رکعت فرض کے ساتھ تین رکعت وتر کی بھی قضا کی جائے۔

## عمر کے نامعلوم حصے میں نمازیں قضا ہونے کا شبہ ہو تو کیا کرے؟

س...... جس شخص کو علم نہیں کہ میں نے عمر کے کس حصے میں نماز باقاعدہ پڑھنی شروع کی تھی، عمر کا اندازہ نہیں تھا، ویسے اپنی یادداشت میں اس نے کوئی نماز نہیں چھوڑی، اگر کوئی نماز قضا ہوگئی تو دُوسری نماز کے ساتھ ادا کرلیا، اب اسے تشویش ہے کہ شاید میری کچھ نمازیں بلوغت کے بعد رہ گئی ہیں یا نہیں؟ تو اب اس کو اپنی تسلی کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

ج...... احتیاطاً کچھ عرصہ نمازیں قضا پڑھتا رہے، یہاں تک کہ اسے اطمینان ہوجائے کہ

اب کوئی نماز اس کے ذمہ نہیں ہوگی، لیکن اس کو چاہئے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ ملائے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان نمازوں کو فجر وعصر کے بعد نہ پڑھے، نیز مغرب اور وتر کی نماز کی تیسری رکعت پر قعدہ کرکے ایک رکعت اور ملالیا کرے۔

## قضا نمازیں پہلے پڑھیں یا وقتی نمازیں؟

س...... قضا نمازیں پہلے پڑھی جائیں یا پوری نماز ادا کرنے کے بعد؟

ج...... قضا نمازوں کے بارے میں چند مسائل ہیں:

اوّل:...... قضا نماز کا کوئی وقت نہیں ہوتا، جب بھی موقع ملے پڑھ لے، بشرطیکہ وقتِ مکروہ نہ ہو۔

دوم:...... جس شخص کے ذمہ چھ یا اس سے زیادہ قضا شدہ نمازیں ہوں، اس کے لئے قضا نماز اور وقتی نماز کے درمیان ترتیب کا لحاظ ضروری نہیں، خواہ قضا پہلے پڑھے، خواہ وقتی نماز، دونوں طرح جائز ہے۔

سوم:...... جس شخص کے ذمہ چھ سے کم نمازیں قضا ہوں وہ ''صاحبِ ترتیب'' کہلاتا ہے، اس کو پہلے قضا شدہ نمازیں پڑھنا لازم ہے، تب وقتی نماز پڑھے۔ البتہ اگر بھول کر کسی طرح وقتی نماز پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں، قضا اب پڑھ لے، اور اگر قضا تو یاد تھی مگر وقتی نماز کا وقت بھی تنگ ہوگیا تھا کہ اگر قضا پہلے پڑھے تو وقتی نماز بھی قضا ہوجائے گی، تو اس صورت میں وقتی نماز پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، قضا بعد میں پڑھ لے۔

## گزشتہ قضا نمازیں پہلے پڑھیں یا حالیہ قضا نمازیں؟

س...... بہت سالوں کی نمازیں قضا ہوں تو کیا ان کو ادا کرنے سے پہلے ہم ایک دو وقت کی حالیہ نماز قضا ادا نہیں کرسکتے؟ میرا مطلب ہے کہ آج کل مجھ سے ظہر یا عصر کی کسی وقت کی نماز چھوٹ جاتی ہے تو میں اگلی نماز پڑھنے سے پہلے پچھلی نماز کی قضا کرلوں یا پہلے پچھلے سالوں کی قضا نمازیں ادا کروں؟ ویسے میں نے قضا نمازیں پڑھنی شروع کی ہیں۔ میں


فہرست

۱۹۶۱ء میں پیدا ہوئی اور میں نے ۱۹۷۱ء کے شروع دن کی نمازوں سے قضا شروع کی ہے، تو محترم! اس ضمن میں یہ بتادیں کہ قضا نماز کی نیت کرتے وقت مہینے اور تاریخ کا حوالہ دینے کے لئے چاند کا مہینہ اور تاریخ اد کریں یا عیسوی مہینے کے دنوں سے بھی قضا ادا ہوجائے گی؟ کیونکہ نیت تو خدا جانتا ہے، میں عیسوی سال کے مہینے اور تاریخ کے ساتھ فلاں وقت کی قضا نماز کی نیت کرتی ہوں، آپ بتادیں میرا یہ عمل دُرست ہے؟ کیونکہ چاند کی تاریخیں تو یاد نہیں اس کے علاوہ جو خاص ایام کی نمازیں چھوٹتی ہیں وہ بھی ادا کرنی چاہئیں یا وہ نمازیں معاف ہیں؟

ج...... جب سے آپ نے نماز کی پابندی شروع کی ہے، نئی قضا شدہ نمازوں کو تو ساتھ کے ساتھ پڑھ لیا کیجئے، ان کو پرانی قضا شدہ نمازوں میں شامل نہ کیا کیجئے، بہت سی قضا نمازیں جمع ہوجائیں تو ظاہر ہے کہ ہر نماز کے دن کا یاد رکھنا مشکل ہے، اس لئے ہر نماز میں بس یہ نیت کرلیا کیجئے کہ اس وقت (مثلاً ظہر کی) کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز ادا کرتی ہوں۔ ''خاص ایام'' میں نماز فرض نہیں ہوتی، اگر آپ کو ناغے کے دنوں کی صحیح تعداد معلوم ہو تو ان دنوں کی نمازیں قضا کرنے کی ضرورت نہیں۔

## دُوسری جماعت کے ساتھ قضائے عمری کی نیت سے شریک ہونا

س...... کسی وقت کی فرض نماز اکیلے یا باجماعت ادا کرلیں، اور دُوسری جگہ جائیں جہاں اس وقت جماعت کھڑی ہورہی ہو تو کیا ہم قضائے عمری کی نیت کرکے اس میں شامل ہوسکتے ہیں؟ مثلاً: عصر ہم نے پڑھ لی، اب کسی جگہ ہم نے عصر کی جماعت ہوتے دیکھی تو ہم عصر کی چار رکعت قضائے عمری کی نیت کرکے اس میں شامل ہوسکتے ہیں؟

ج...... دُوسری نماز میں قضاء کی نیت سے شریک ہونا جائز نہیں، صرف نفل کی نیت سے شریک ہوسکتے ہیں، اور وہ بھی صرف ظہر اور عشاء کی نماز میں۔ فجر، عصر اور مغرب کی نماز پڑھ لی ہو تو نفل کی نیت سے بھی شریک نہیں ہوسکتے۔

## کیا سفر کی مجبوری کی وجہ سے روزانہ نماز قضا کی جاسکتی ہے؟

س...... میں اسٹیل مل (جو کہ پپری میں واقع ہے) میں ملازمت کرتا ہوں، مجھے اسٹیل مل لے جانے اور واپس گھر پہنچانے کے لئے مل کی طرف سے گاڑی کا انتظام موجود ہے، اسٹیل مل کے کام کے اوقات کچھ اس طرح سے ہیں کہ چھٹی کے بعد اگر میں گاڑی کے ذریعہ سیدھا گھر آتا ہوں تو کبھی عصر کی، کبھی مغرب کی اور کبھی عصر اور مغرب دونوں کی نمازوں کا وقت نکل جاتا ہے، مجبوراً مجھے راستے میں اُتر کر نماز پڑھنی پڑتی ہے، کیا میرے لئے شرعاً جائز ہے کہ میں ان نمازوں کی قضا روزانہ عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھ لیا کروں؟

ج......نماز کا قضا کرنا جائز نہیں، آپ حضرات کو انتظامیہ سے درخواست کرنی چاہئے کہ آپ کے سفر میں نماز کا انتظام ہو، کیونکہ یہ مسئلہ تمام ملازمین کا ہے۔ ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ مثلِ اوّل ختم ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھ کر بس پر سوار ہوا کریں اور مغرب کی نماز آخری وقت میں گھر آکر پڑھ لیا کریں۔۔ مغرب کا وقت عشاء کا وقت داخل ہونے تک رہتا ہے، عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے مغرب پڑھ لی جائے تو قضا نہیں ہوگی۔

## مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کرنا

س...... میں ایک اُستاد ہوں، الحمدللہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں، یوں تو ہمارے کالج میں کچھ اساتذہ ایسے بھی ہیں جو پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، اور بعض سرے سے پڑھتے ہی نہیں۔ لیکن جو پابندی سے باجماعت نماز پڑھتے ہیں ان میں سے ایک پروفیسر کے پاس چند طالبات تشریف لائیں تو وہ ان کے احترام میں اس قدر محور ہے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا، ہم نماز کے لئے اُٹھنے لگے تو ہم نے اپنے ساتھی سے کہا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے چلئے نماز پڑھ آئیں، تو انہوں نے فرمایا کہ مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کی جاسکتی ہے۔ اور واقعی ہمارے اس ساتھی نے طالبات کے احترام میں نماز قضا کردی، جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے آج تک باجماعت نماز قضا نہیں کی، کیا مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کرنا صحیح ہے؟

ج......نماز کو عین میدانِ جنگ میں بھی جب دونوں افواج بالمقابل کھڑی ہوں، قضا کرنا صحیح

نہیں، ورنہ ''نمازِ خوف'' کا حکم نازل نہ ہوتا، مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟

## تھکاوٹ یا نیند کے غلبے کی وجہ سے نماز قضا کرنا

س...... کوئی شخص تھکاوٹ یا نیند کے غلبے سے نماز قضا کرکے پڑھتا ہے، کیا یہ دونوں چیزیں عذر میں شامل ہوں گی یا بندہ گناہگار ہوگا؟

ج...... اگر کبھی اتفاقاً آنکھ لگ گئی، سو یا رہ گیا اور آنکھ نہیں کھلی تب تو گنہگار نہیں، اور اگر سستی اور تساہل کی وجہ سے نماز قضا کردیتا ہے، یا نماز کے وقت سوتے رہنے کا معمول بنالیتا ہے، تو گناہگار ہے۔

## اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں

س...... اگر امام سے جماعت کے دوران غلطی ہوجائے، اس غلطی کا احساس اس وقت ہو جب فرض نماز کے بعد کی سنتیں اور نفلیں بھی پڑھی جاچکی ہیں، تو دوبارہ فرض پڑھانے کے، بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھنا پڑیں گے یا نہیں؟

ج...... بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، اگر سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز صحیح نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں، البتہ وتر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

## صاحبِ ترتیب کی نماز قضا ہونے پر جماعت میں شرکت

س...... اگر صاحبِ ترتیب کی نمازِ ظہر قضا ہوئی، عصر کے وقت وہ مسجد میں آیا تو عصر کی جماعت ہورہی تھی، تو کیا اب وہ عصر جماعت کے ساتھ ادا کرے یا پہلے ظہر قضا پڑھے؟

ج...... صاحبِ ترتیب کو پہلے ظہر پڑھنی چاہئے، خواہ عصر کی جماعت نہ مل سکے۔

## صاحبِ ترتیب کی نماز

س...... ایک سوال کہ ''صاحبِ ترتیب قضا پہلے پڑھے یا فرض جماعت کے ساتھ جو کہ ہو رہی تھی وہ پڑھے'' آپ نے فرمایا قضا پہلے پڑھے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ: ''جب جماعت کھڑی ہوجائے تو کوئی اور نماز نہیں سوائے فرض کے'' تو پھر کس دلیل کی بنیاد پر آپ نے جماعت کی نماز کے بجائے بلاجماعت نماز پڑھنے کی تلقین کی؟

ج...... صاحبِ ترتیب کے ذمہ جو نماز ہے وہ بھی تو فرض ہے، اس لئے پہلے وہ ادا کرے گا۔

## قضا نماز کس وقت پڑھنی ناجائز ہے؟

س...... قضا نماز کون سے وقت میں پڑھنی جائز نہیں؟ کیا عصر کی جماعت کے بعد قضا نماز ہوجاتی ہے؟ کیونکہ میں عصر کے بعد بھی قضا نماز پڑھتا ہوں، مجھے کئی لوگوں نے منع کیا ہے کہ عصر کی جماعت کے بعد قضا نماز نہیں ہوتی۔

ج...... تین اوقات ایسے ہیں جن میں کوئی نماز بھی جائز نہیں، نہ قضا، نہ نفل:

ا:...... سورج طلوع ہونے کے وقت، یہاں تک کہ سورج بلند ہوجائے اور دُھوپ کی زردی جاتی رہے۔

۲:...... غروب سے پہلے جب سورج کی دُھوپ زرد ہوجائے، اس وقت سے لے کر غروب تک، (البتہ اگر اس دن کی عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت بھی پڑھ لینا ضروری ہے، نماز کا قضا کردینا جائز نہیں)۔

۳:...... نصف النہار کے وقت، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

ان تین اوقات میں تو کوئی نماز بھی جائز نہیں، ان کے علاوہ تین اوقات ہیں جن میں نفل نماز جائز نہیں، قضا نماز اور سجدۂ تلاوت کی اجازت ہے:

ا:...... صبحِ صادق کے بعد نمازِ فجر سے پہلے صرف سنتِ فجر پڑھی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی نفلی نماز اس وقت جائز نہیں۔

۲:...... فجر کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک۔

۳:...... عصر کی نماز کے بعد غروب (سے پہلے دُھوپ زرد ہونے) تک۔

ان تین اوقات میں نوافل کی اجازت نہیں، نہ تحیۃ المسجد، نہ تحیۃ الوضو، نہ دوگانۂ طواف، البتہ قضا نماز ان اوقات میں جائز ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ان اوقات میں قضا

نماز لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، بلکہ تنہائی میں پڑھے۔

## قضا نمازیں گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں؟

س...... میں نے کسی مستند کتاب شاید بہشتی زیور میں پڑھا تھا کہ قضا نمازوں کا گھر میں پڑھنا بہتر ہے، مسجد میں قضا نماز پڑھنے کو منع کیا گیا ہے، ہمارے ایک عزیز اپنی اگلی پچھلی تمام نمازیں جو قضا ہوگئی تھیں مسجد میں ادا کر رہے ہیں، میں نے کہا کہ آپ قضا نمازیں گھر میں پڑھیں تو بہتر ہے، وہ یہ بات نہیں مانتے، اور کہتے ہیں کہ قضا نماز ان کے علم کے مطابق مسجد میں پڑھنا دُرست ہے۔ اس سلسلے میں کتاب وسنت کی رہنمائی میں ہماری مدد فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

ج...... مسجد میں بھی قضا نمازوں کا پڑھنا جائز ہے، مگر لوگوں کو یہ پتہ نہ چلے کہ یہ قضا نمازیں پڑھتا ہے، کیونکہ نماز کا قضا کرنا گناہ ہے، اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے۔

## قضا نماز کی جماعت ہوسکتی ہے

س...... قضا نماز کی جماعت ہوسکتی ہے؟

ج...... اگر چند افراد کی ایک ہی وقت کی نماز قضا ہوگئی ہو تو ان کو جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہئے، لیلۃ التعریس کا واقعہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رفقاء نے آخرِ شب میں پڑاؤ کیا تھا، فجر کی نماز کے لئے جگانا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھا، لیکن تھکن کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے ان کی آنکھ لگ گئی، اور سورج طلوع ہونے کے بعد سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، رفقاء کو اُٹھایا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وادی سے کوچ کرنے کا حکم فرمایا، اور آگے جاکر اذان واقامت کے ساتھ جماعت کرائی۔ نماز کے قضا ہونے کا یہ واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیراختیاری طور پر پیش آیا، اس سے اُمت کو قضا نماز کے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔

## قضائے عمری کے ادا کرنے کے سستے نسخوں کی تردید

س...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کے دن قضائے عمری کی نماز پڑھنی چاہئے، وہ

اس طرح کہ جمعہ کے وقت دو رکعت قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جائے۔ کہتے ہیں کہ اس سے پورے سال کی نمازیں ادا ہوجاتی ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… لا حول ولا قوّۃ الا باللہ! سوال میں جو بعض لوگوں کا خیال ذکر کیا گیا ہے، بالکل غلط ہے، اور اس میں تین غلطیاں ہیں:

اوّل:…… شریعت میں ''قضائے عمری'' کی کوئی اصطلاح نہیں، شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ مسلمان کو نماز قضا ہی نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک فرض جان بوجھ کر قضا کردے، اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے۔

دوم:…… یہ کہ جو شخص غفلت و کوتاہی کی وجہ سے نماز کا تارک رہا، پھر اس نے توبہ کرلی اور عہد کیا کہ وہ کوئی نماز قضا نہیں کرے گا، تب بھی گزشتہ نمازیں اس کے ذمہ باقی رہیں گی، اور ان کا قضا کرنا اس پر لازم ہوگا، اور اگر زندگی میں اپنی نمازیں پوری نہیں کرسکا تو مرتے وقت اس کے ذمہ وصیت کرنا ضروری ہوگا کہ اس کے ذمہ اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ ادا کردیا جائے، یہی حکم زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ دیگر فرائض کا ہے، اس قضائے عمری کے تصوّر سے شریعت کا یہ سارا نظام ہی باطل ہوجاتا ہے۔

سوم:…… کسی چیز کی فضیلت کے لئے ضروری ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو، کیونکہ بغیر وحیٔ الٰہی کے کسی چیز کی فضیلت اور اس کا ثواب معلوم نہیں ہوسکتا۔ ماہِ رجب کی نماز اور روزوں کے بارے میں، اسی طرح جمعۃ الوداع کی نماز اور روزے کے بارے میں جو فضائل بیان کئے جاتے ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں، اس لئے ان فضائل کا عقیدہ رکھنا بالکل غلط ہے۔ شریعت کا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک فرض ترک کردے تو ساری عمر کی نفلی عبادت بھی اس ایک فرض کی تلافی نہیں کرسکتی، اور یہاں یہ مہمل بات بتائی جاتی ہے کہ دو رکعت نفل نماز سے ساری عمر کے فرض ادا ہوجاتے ہیں۔

## جاگنے کی راتوں میں نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنا

س…… کیا بہت سی قضا نمازیں جلد ادائیگی کے لحاظ سے جاگنے کی راتوں میں نفل کے بدلے

پڑھی جاسکتی ہیں؟ اور کیا یہ قضا نمازیں بجائے نوافل کے جمعہ کے دوران خانۂ کعبہ اور مسجدِ نبوی میں ادا کی جاسکتی ہیں؟

ج…… قضا نماز جس وقت بھی پڑھی جائے ادا ہوجائے گی، جس شخص کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اس کو نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنی چاہئیں، خواہ جاگنے والی راتوں میں پڑھے یا مسجدِ نبوی میں یا حرمِ مکہ میں۔

## قضا نمازیں ادا کرنے کے بارے میں ایک غلط روایت

س…… آپ کے کالم میں اکثر قضا نمازوں کے بارے میں پڑھا، قضا نمازوں کے بارے میں پچھلے دنوں ایک حدیث نظر سے گزری، پیشِ خدمت ہے۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور اسے معلوم نہ ہو کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں؟ تو اسے چاہئے کہ پیر کی رات میں پچاس رکعات نماز پڑھ لے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اِخلاص پڑھے اور فارغ ہوکر دُرود پڑھے، ان رکعات کو اللہ تعالیٰ سب قضا نمازوں کا کفارہ کردے گا، اگرچہ وہ ایک سو برس کی کیوں نہ ہوں۔“

یہ ہے قضا نمازوں کے بارے میں حدیث۔

ج…… مگر یہ حدیث لائقِ اعتماد نہیں، محدثین نے اس کو موضوع یعنی من گھڑت کہا ہے۔ قضا نمازوں کا کفارہ یہی ہے کہ نماز قضا کرنے سے توبہ کی جائے، اور گزشتہ عمر کی قضا شدہ نمازوں کو ایک ایک کرکے قضا کیا جائے، قضا صرف فرض اور وتر کی ہے، سنتوں اور نفلوں کی نہیں۔

## جمعۃ الوداع میں قضائے عمری کے لئے چار رکعات نفل پڑھنا صحیح نہیں

س…… لوگوں کا خیال ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت ”قضائے عمری“ کی نیت سے پڑھنی چاہئیں، اور اس طرح چار رکعت نماز پڑھنے سے تمام عمر

کی قضا نمازیں معاف ہوجاتی ہیں، کیا یہ خیال دُرست ہے؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالئے۔

ج:...... یہ خیال بالکل لغو اور مہمل ہے۔ جو نمازیں قضا ہوچکی ہیں ان کو ایک ایک کرکے ادا کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”اگر کسی نے رمضان المبارک کا روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر اگر روزے رکھتا رہے، تب بھی اس نقصان کی تلافی نہیں ہوسکتی۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساری عمر کے نوافل بھی ایک فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتے، اور یہاں چار رکعت نفل (قضائے عمری) کے ذریعہ عمر بھر کے فرائض کو ٹرخانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہرحال یہ چار رکعت ”قضائے عمری“ کا نظریہ قطعاً غلط اور خلافِ شریعت ہے۔

## حرمین میں نوافل ادا کرنے سے قضا نمازیں پوری نہیں ہوتیں

س...... ایک گناہگار اور تارکِ صلوٰۃ شخص توبہ کرلیتا ہے اور قضا نمازیں پڑھنی شروع کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو حجِ بیت اللہ کی سعادت عطا فرماتے ہیں، وہ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبویؐ میں کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے اور فرض نمازیں بھی ادا کرتا ہے، حرمین شریفین میں ایک ایک رکعت کا ہزاروں اور لاکھوں گنا ثواب ہے، کیا اس کی قضا نمازیں ادا ہوگئیں؟ یا اس کو قضا نمازیں جاری رکھنی چاہئیں؟

ج...... اس حاجی صاحب کو فرض نمازیں بہرحال قضا کرنا ہوں گی، حرمِ مکہ میں جو نماز پڑھی جائے اس پر لاکھ درجے کا ثواب ملتا ہے، مگر وہ ایک ہی نماز ہوگی، یہ نہیں کہ وہ نماز لاکھ نمازوں کے قائم مقام سمجھی جائے۔

## قضا نماز کعبہ شریف میں کس طرح پڑھیں؟

س...... قضا نماز کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، یہاں تو حرمِ پاک میں چوبیس گھنٹے آدمی موجود ہوتے ہیں، تو کہاں پڑھیں؟

ج...... جہاں نماز پڑھی ہو وہاں سے اُٹھ کر دُوسری جگہ جاکر پڑھ لیں، دیکھنے والوں کو معلوم بھی نہیں ہوگا کہ آپ ادا پڑھ رہے ہیں یا قضا۔

## بیت المقدس یا رمضان میں ایک قضا نماز ایک ہی شمار ہوگی

س…… حدیث میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں فرض نماز کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے، اور پھر جمعۃ الوداع کی تو فضیلت اور بھی زیادہ ہے، تو کیا وہ شخص جس کی بہت سی نمازیں قضا ہوچکی ہوں وہ رمضان المبارک کے دن ایک نماز قضا کرے تو یہ صرف ایک ہی قضا نماز سمجھی جائے گی یا ستر کے برابر؟ اوران کے قائم مقام ہوگی؟ ایک مولانا کا کہنا ہے کہ جس کی بہت سی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور وہ بیت المقدس میں جا کر ایک نماز پڑھ لے تو اس کی تمام نمازیں ادا ہوگئیں، کیونکہ مقصد تو نماز سے ثواب حاصل ہے، اور وہ یہاں حاصل ہوجاتا ہے، تو یہی بات رمضان المبارک اور جمعۃ الوداع کے دن بھی ہے۔

ج…… یہ صحیح ہے کہ رمضان المبارک میں نیک اعمال کا ثواب ستر گنا ملتا ہے، لیکن اس سے یہ قیاس کرلینا کہ رمضان میں قضا کی ہوئی ایک نماز سے قضا شدہ ستر نمازیں ادا ہوجائیں گی، بالکل غلط ہے۔ ایک مالک اعلان کردے کہ جو لوگ فلاں دن کام پر آئیں گے ان کو ستر گنا اُجرت دی جائے گی، تو اس کے یہ معنی کبھی نہیں سمجھے جائیں گے کہ ایک دن کام کرنے کے بعد اب ستر دن کی چھٹی ہوگی۔ یا یہ کہ یہ ایک دن ستر دنوں کے کام کے قائم مقام تصوّر کیا جائے گا، ظاہر ہے کہ ایسا سمجھنے والا احمق ہوگا۔ الغرض کسی عمل پر زائد مزدوری ملنا اور بات ہے، اور اس عمل کا کئی دن کے عمل کے قائم مقام ہوجانا دُوسری بات ہے۔ رمضان المبارک میں ادا کئے گئے نیک اعمال پر ستر گنا اجر و ثواب ملتا ہے، مگر یہ نہیں کہ اس مبارک مہینے میں ایک فرض ادا کرنے سے ستر فرض نمٹ جائیں گے۔ اور جس مولوی صاحب نے بیت المقدس میں ایک نماز پڑھنے کو بہت سی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام بنایا، اس نے بھی بہت غلط بات کہی، مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور بیت المقدس میں نمازوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے، مگر یہ نہیں کہ ایک نماز بہت سی نمازوں کے قائم مقام ہوجائے۔ بیت المقدس میں نماز کا مشورہ مولوی صاحب نے شاید اس لئے دیا کہ وہ آج کل یہودیوں کے قبضے میں ہے، اور وہاں پہنچنا ممکن نہیں، ورنہ بیت المقدس سے حرمِ نبوی اور حرمِ نبوی سے

حرمِ کعبہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

## ۲۷ رمضان اور قضائے عمری

س...... سنا ہے کہ ۲۷ر رمضان المبارک کی رات کو ۱۲ نفل نماز قضائے عمری پڑھی جاتی ہے، آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج...... شریعتِ مطہرہ میں قرآن وحدیث سے کوئی ایسا قانون ثابت نہیں کہ ۲۷ر رمضان المبارک یا اور کسی دن ۱۲ رکعات یا ۴ رکعات پڑھنے سے عمر بھر کی قضا نمازوں کا کفارہ ہوجائے، ایسی سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کیا کریں۔

## قضا شدہ کئی نمازیں ایک ساتھ پڑھنا

س...... کوئی آدمی اگر پانچ وقت کا نمازی ہو اور اگر جس آدمی سے کبھی کسی مصروفیت کے تحت نماز چھوٹ جاتی ہے، پھر وہ چاہے کہ میں عشاء میں سب نماز ایک ساتھ پڑھ لوں تو وہ شخص ایک ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج...... مصروفیت کے تحت نماز کا قضا کردینا بڑا ہی سخت گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے، ایک مسلمان کے لئے نماز سے زیادہ اہم مصروفیت کون سی ہوسکتی ہے؟ جس کی وجہ سے وہ نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ بہرحال قضا شدہ نمازوں کو جب بھی موقع ملے ادا کرلینا چاہئے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، قضا شدہ کئی نمازیں ایک ساتھ بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

## قضا نمازوں کا فدیہ کب اور کتنا ادا کیا جائے؟

س...... اگر ایک نماز قضا ہوجائے تو اس کا فدیہ آج کے مروّجہ سکے کے حساب سے کس مقدار میں ادا ہوگا؟

ج...... زندگی میں تو نماز کا فدیہ ادا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ قضا شدہ نمازوں کو ادا کرنا ہی لازم ہے، البتہ اگر کوئی شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقۂ فطر کی مقدار ادا کیا جائے۔ صدقۂ فطر کی مقدار قریباً دو سیر غلہ ہے، فدیہ ادا کرنے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہے، اس دن غلے کی جو قیمت ہو اس کے حساب سے فدیہ ادا کیا

جائے، اور چونکہ وتر ایک مستقل نماز ہے، اس لئے دن رات کی چھ نمازیں ہوتی ہیں، اور قضا ہو جانے کی صورت میں ایک دن رات کی نمازوں پر چھ صدقے لازم ہیں، میّت نے اگر اس کی وصیت کی ہو تب تو تہائی مال سے یہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے، اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارثوں کے ذمہ واجب نہیں، البتہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے فدیہ ادا کردیں تو توقع ہے کہ میّت کا بوجھ اُتر جائے گا۔

## نماز کا فدیہ کس طرح ادا کیا جائے؟

س...... ہماری ایک عزیزہ عرصہ تین مہینے سخت بیمار رہی، جس کی وجہ سے انتقال بھی ہوگیا، اب جو اس عرصے میں ان کی نمازیں قضا ہوگئیں ان کا کیا فدیہ ادا کیا جائے؟

ج...... ہر نماز کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ ہے، اور وتر مستقل نماز ہے، اس لئے ہر دن کے چھ فدیے ہوئے، یہ فدیہ اگر کوئی شخص اپنے مال سے ادا کرے تو ٹھیک ہے، اور اگر مرحومہ کے ترکے میں سے ادا کرنا ہو تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ سب وارث بالغ اور حاضر ہوں اور وہ خوشی سے اس کی اجازت دے دیں۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ مرحومہ نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت نہ کی ہو، اگر وصیت کی ہو تو اس کے تہائی ترکہ سے تو وارثوں کی رضامندی کے بغیر فدیہ ادا کیا جائے گا، اور تہائی مال سے زائد فدیہ ہو تو اس کے لئے وہی شرط ہے جو اُوپر لکھی گئی ہے۔

## صبح کی نماز چھوڑنے والا کب نماز ادا کرے؟

س......اگر صبح آنکھ دیر سے کھلتی ہے اس لئے قضا نماز فجر میں عشاء کی نماز کے ساتھ ادا کرتا ہوں، کیا میرا یہ عمل دُرست ہے؟

ج......غلط ہے، اوّل تو فجر کی نماز قضا کرنا ہی بہت بڑا وبال ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ''فجر اور عشاء کی نماز منافقوں پر سب سے بھاری ہے، اگر ان کو ان کے اجر و ثواب کا علم ہوتا تو ان نمازوں میں ضرور آتے، خواہ ان کو رینگتے ہوئے آنا پڑتا۔'' اس لئے فجر کی نماز کے لئے جاگنے کا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔

اگر کسی دن خدانخواستہ آنکھ نہ کھلے تو بیدار ہونے کے بعد فوراً فجر کی قضا کرلینا چاہئے، اس کو عشاء کی نماز تک مؤخر کرنا بُرا ہے۔

## فجر کی نماز قضا کرنے والے کے لئے توجہ طلب تین باتیں

س...... ہم رات کو دو بجے تک گپ شپ لگاتے ہیں اور پھر اس کے بعد سو جاتے ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ ہم غلط کرتے ہیں اور پھر صبح فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے، میں خود فجر کی نماز ظہر کے بعد پڑھتا ہوں اور صرف دو رکعت فرض پڑھتا ہوں، آیا میں جو نماز پڑھتا ہوں وہ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں تو کیا ہم گناہگار ہوئے؟

ج...... آپ کے اس طرزِ عمل پر تین باتیں آپ کی توجہ کے لائق ہیں:

اوّل:...... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے، البتہ تین صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ایک یہ کہ آدمی مہمان کی دلداری کے لئے اس سے بات چیت کرے، دُوسرے میاں بیوی آپس میں گفتگو کریں، تیسرے یہ کہ کچھ لوگ سفر میں ہوں اور وہ رات کاٹنے کے لئے گفتگو کریں۔ ان تین صورتوں کے علاوہ عشاء کے بعد گفتگو مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ مسلمان کے دن بھر کے اعمال کا خاتمہ نیک عمل پر ہونا چاہئے، اور وہ عشاء کی نماز ہے، اس لئے آپ حضرات کو رات گئے تک گپ شپ کا معمول چھوڑ دینا چاہئے، چونکہ آپ کی یہ گپ شپ نمازِ فجر کے قضا ہونے کا سبب ہے، اور حرام کا ذریعہ حرام ہوتا ہے، اس لئے آپ کا یہ فعل حرام ہے۔

دوم:...... آپ فجر کی نماز قضا کردیتے ہیں اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے دُنیا کا کوئی گناہ زنا، چوری، ڈاکہ، وغیرہ وغیرہ فرض نماز قضا کرنے کے برابر نہیں، اس سے توبہ کرنی چاہئے، خصوصاً فجر کی نماز کی تو اور بھی تاکید ہے، اور اس کو قضا کردینا اپنے اُوپر بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

سوم:...... پھر اگر خدانخواستہ فجر کی نماز قضا ہی ہوجائے تو ظہر تک اس کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے، بلکہ بیدار ہونے کے بعد اسے پہلی فرصت میں ادا کرنا چاہئے۔ فجر کی نماز اگر قضا ہوجائے تو زوال سے پہلے سنتوں سمیت قضا کی جاتی ہے، اور زوال کے بعد صرف فرض پڑھے جاتے ہیں۔

## فجر اور عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا

س...... کیا قضا نماز عصر، فجر کے بعد پڑھی جاسکتی ہے؟

ج...... عصر اور فجر کے بعد قضا نمازیں پڑھنا جائز ہے، صرف نوافل پڑھنا مکروہ ہے، مگر عصر و فجر کے بعد قضا نمازیں لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائیں، کیونکہ نماز کا قضا کرنا معصیت ہے، اور معصیت کا اظہار جائز نہیں۔

## کیا فجر کی قضا ظہر سے قبل پڑھنی ضروری ہے؟

س...... میری صبح کی نماز کسی مجبوری کی وجہ سے قضا ہوگئی، ظہر کی اذان سے قبل اس فرض نماز کو ادا نہ کرسکا، ظہر کی اذان کے ساتھ مسجد میں پہنچا تو کیا اس قضا نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے ادا کرسکتا ہوں یا پوری نماز ختم ہونے کے بعد ادا کروں؟

ج...... جس کے ذمہ پانچ سے زیادہ قضا نمازیں نہ ہوں، یہ شخص صاحبِ ترتیب کہلاتا ہے، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ پہلے قضا نماز پڑھے، اس کے بعد وقتی نماز پڑھے، حتیٰ کہ اگر ظہر کی جماعت ہورہی ہو اور اس کے ذمہ فجر کی نماز باقی ہو تو پہلے فجر کی نماز پڑھے خواہ ظہر کی جماعت فوت ہوجائے، اور اگر صاحبِ ترتیب نہ ہو تو قضا نماز پہلے بھی پڑھ سکتا ہے، اور بعد میں بھی۔

## ظہر کی نماز کی سنتوں میں قضا نماز کی نیت کرنا

س...... آپ نماز کی عمر قضا کے بارے میں تحریر فرمادیں، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جب ہم ظہر کی چار سنتیں پڑھیں تو اس کے ساتھ ہی عمر قضا فرض کہہ کر نیت باندھ لیں اس طرح سنتیں بھی ادا ہوجائیں گی اور عمر قضا بھی ادا ہوجائے گی، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج...... ظہر کی سنتوں میں قضا نماز کی نیت کرلینا صحیح نہیں، مؤکدہ سنتیں الگ ادا کرنا چاہئیں، اور قضا نماز الگ پڑھنی چاہئے، البتہ غیر مؤکدہ سنتوں اور نفلوں کی جگہ قضا نماز پڑھنی چاہئے۔

## سالہا سال کی عشاء اور وتر نمازوں کی قضا کس طرح کریں؟

س...... اگر گزشتہ کئی سال کی نمازوں کی قضا ادا کرنی ہو تو عشاء کے فرضوں کے علاوہ کیا وتر


فہرست

بھی ادا کرنا ضروری ہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا ہم پہلے عشاء کے تمام دنوں کے فرض پڑھ لیں اس کے بعد تمام دنوں کے وتر پڑھ لیں، یا ہر فرض کے ساتھ وتر پڑھیں یا صرف فرض پڑھنا ہی کافی ہے؟

ج...... یہاں دو مسئلے سمجھ لینا ضروری ہیں:

اوّل:...... نمازِ پنج گانہ فرض ہے، اور وتر واجب ہے، جس طرح فرض کی قضا ضروری ہے، اسی طرح وتر کی قضا بھی ضروری ہے۔

دوم:...... اگر وتر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کو عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ الگ بھی جب چاہے پڑھ سکتا ہے، کیونکہ وتر، عشاء کے تابع نہیں۔

## عیدین، وتر اور جمعہ کی قضا

س...... عشاء کی وتریں اگر رہ جائیں یا قضا ہوجائیں تو بعد میں قضا پڑھی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر قضا نہیں پڑھی جاسکتی ہیں تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ اگر جمعہ کی نماز نکل جائے تو اس کی بھی قضا ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ میری کوئی تین چار مرتبہ جمعہ کی نماز نکل گئی، تو میں نے بعد میں ان کی قضا پڑھی، اور عید کی نماز بھی قضا ادا کی جاسکتی ہے کہ نہیں؟ ویسے عید کی نماز تو کبھی نہیں نکلی لیکن شاید بہت سے لوگ نہیں پڑھتے ہیں، تو وہ لوگ عیدین کی نمازیں قضا پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

ج...... وتر رہ جائیں تو اس کی قضا ہے، جمعہ کی قضا نہیں، اس لئے اگر جمعہ کی نماز نہ ملے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھی جائے، اور عیدین کی نماز کی قضا نہیں، نہ اس کا کوئی بدل ہے۔

# سجدۂ سہو

## سجدۂ سہو کن چیزوں سے لازم آتا ہے اور کس طرح کرنا چاہئے؟

س……نماز پڑھتے وقت کون کون سی یا کس قسم کی غلطی ہوجائے تو سجدۂ سہو ادا کرنا پڑتا ہے؟ اور سجدۂ سہو ادا کرنے کے لئے التحیات کے بعد سلام پھیرنا پڑھتا ہے یا دُرود شریف اور دُعا بھی پڑھ کر پھر سلام پھیرنا پڑتا ہے؟

ج……سجدۂ سہو کے واجب ہونے کا اُصول یہ ہے کہ فرض کی تأخیر سے یا واجب چھوٹ جانے سے یا واجب کی تأخیر سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، آگے اس اُصول کی جزئیات بے شمار ہیں۔ سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں "عبدہٗ و رسولہٗ" تک پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر دیں، پھر دو سجدے کرکے دوبارہ التحیات پڑھیں اور دُرود شریف اور دُعا کے بعد سلام پھیریں۔

## نماز میں ہونے والی غلطی کی تلافی کا طریقہ

س……اگر ہمیں محسوس ہو کہ ہم نے نماز پڑھتے ہوئے کوئی غلطی کی ہے، یعنی دو سجدوں کے بجائے تین کرلئے تو اس کی معافی کا کیا طریقہ ہوگا؟

ج……اگر غلطی سے نماز کا کوئی واجب چھوٹ جائے یا کسی فرض یا واجب کے ادا کرنے میں تأخیر ہوجائے تو ایسی غلطی کی اصلاح سجدۂ سہو سے ہوجاتی ہے، اگر نماز کا کوئی فرض رہ گیا ہو تو نماز کا لوٹانا ضروری ہے، اور اگر کوئی سنت چھوٹ جائے تو معاف ہے، اس لئے نمازی کو نماز کے فرائض و واجبات اور سنن اور مستحبات معلوم ہونے چاہئیں، اگر غلطی سے دو کے بجائے تین سجدے کرلئے تو سجدۂ سہو لازم آئے گا۔

## سجدۂ سہو کے مختلف طریقوں میں افضل طریقہ

س……الف: سجدۂ سہو التحیات پڑھنے کے بعد اور دُرود شریف سے قبل کرنا چاہئے؟

ب:......کیا سجدۂ سہو کے بعد التحیات، دُرود شریف وغیرہ دوبارہ پڑھا جائے گا؟

ج:......شافعی حضرات عموماً سجدۂ سہو کے فوراً بعد سلام پھیر دیتے ہیں، کیا یہ طریقہ ہمارے مسلک کے مطابق ہے؟

ج...... سجدۂ سہو سلام سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد بھی، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک افضل طریقہ وہ ہے جو آپ نے ''الف'' اور ''ب'' میں لکھا ہے۔

## مقتدی سے غلطی ہوجائے تو وہ سجدۂ سہو نہ کرے

س...... باجماعت نماز ہورہی ہے، اس دوران اگر انفرادی طور پر کسی نمازی سے کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو کیا وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرسکتا ہے؟

ج......نماز باجماعت میں اگر مقتدی سے ایسی کوئی غلطی ہوجائے جس سے سجدۂ سہو لازم آیا کرتا ہے، اس سے مقتدی کے ذمہ سجدہ واجب نہیں ہوتا، اس لئے امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

## کیا قضا نمازوں میں بھی سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

س...... کسی بھی وقت کی فرض نماز اگر قضا ہوجائے، کیا نماز میں سجدۂ سہو کرنا لازم ہے؟ اگر لازم ہے تو سجدۂ سہو آخری رکعت ہی میں ادا کیا جائے یا علیحدہ سے؟

ج......نماز خواہ ادا ہو یا قضا، فرض ہو یا واجب یا سنت، جب اس میں ایسی بھول ہوجائے کہ واجب چھوٹ جائے یا نماز کے کسی فرض میں تأخیر ہوجائے یا کسی واجب میں تأخیر ہوجائے تو سجدۂ سہو لازم ہوجاتا ہے، اور سجدۂ سہو ہمیشہ آخری التحیات ''عبدہٗ ورسولہٗ'' پڑھنے کے بعد کیا جاتا ہے، اور سجدۂ سہو کرنے کے بعد دوبارہ التحیات، دُرود شریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

## سجدۂ سہو کے لئے نیت کرنا

س...... سجدۂ سہو کے لئے اگر ضرورت پیش آئے تو کیا اس کے لئے بھی نیت کی جائے یا


فہرست

جب محسوس کرے کہ سجدہ کی ضرورت ہوگئی ہے تو طریقہ کے مطابق سجدۂ سہو کرلیا جائے؟

ج...... جب سجدۂ سہو کے ارادے سے سجدہ کرے گا، تو یہی سجدۂ سہو کی نیت ہے، زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں کئے جاتے۔

## سجدۂ سہو میں کتنے سجدے کرنے چاہئیں؟

س...... سجدۂ سہو میں کتنے سجدے کئے جاتے ہیں؟

ج...... سجدۂ سہو کے لئے دو سجدے کئے جاتے ہیں۔

## نماز میں غلطی ہونے پر کتنی دفعہ سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

س...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر نماز میں غلطی ہوجائے یا بھول جائے تو ایک ہی بار سجدۂ سہو کافی ہوتا ہے یا ہر غلطی یا بھول پر الگ الگ سجدۂ سہو کیا جائے، مثلاً: سنت میں غلطی ہو اور پھر فرضوں میں ہوجائے تو کتنے سجدۂ سہو کرنے چاہئیں؟

ج...... نیت باندھنے کے بعد سلام پھیرنے تک ہر نماز مستقل ہوتی ہے، نماز کی نیت باندھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک کے عرصے میں اگر کئی مرتبہ بھول ہوجائے تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور اگر سلام پھیر کر دُوسری نماز شروع کی اور اس میں بھول ہوگئی تو سجدۂ سہو پھر واجب ہوگا۔ مثلاً: سنت کی نیت باندھی تو اس کا سلام پھیرنے تک اس نماز میں اگر کئی جگہ بھول ہوئی تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور سنت کے بعد جب فرض کی نیت باندھی اور اس میں بھول ہوئی تو اس میں الگ سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

## اگر ثنا پڑھنا بھول گیا تو بھی نماز ہوگئی

س...... ایک موقع پر باوجود ٹال مٹول کے مجھے امام بنایا گیا، مگر ثنا بھول گئی دُوسری تمام نماز مکمل کی مگر پھر سجدۂ سہو بھی نہ کیا، اب خلجان ہے کہ کہیں نماز ضائع تو نہیں ہوگئی؟

ج...... اگر ثنا نہیں پڑھی تو نماز ہوگئی، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں تھی۔

## کیا ایک سورة چھوڑ کر آگے پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

س......منفرد نمازی یا امام صاحب چھوٹی سورة رکعت میں پڑھتے ہیں جیسے پہلی رکعت میں سورۂ فیل پڑھی ہے، اب دُوسری رکعت میں سورۂ ماعون پڑھ لیتا ہے، اس کو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا یا نماز ہوجائے گی؟ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یا تو پہلی سورة سے ملتی ہوئی سورة پڑھی جائے یا کم از کم دو سورتیں چھوڑ کر تیسری سورة پڑھی جائے۔

ج......چھوٹی سورتوں میں ایک سورة چھوڑ کر اگلی سورة پڑھنا مکروہ ہے، مگر اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

## آیات بھولنے والے پر سجدۂ سہو

س......ہم یہاں دس بارہ آدمی ایک ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اپنا امام ایک شخص کو بنایا ہوا ہے، جسے قرآن مجید کی کچھ آیات مختلف سپاروں سے یاد ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب کبھی نماز پڑھاتے ہوئے آیات بھول جاتا ہے تو نماز کے اختتام پر سجدۂ سہو کرتا ہے، کیا کسی آیت کے بھول جانے پر سجدۂ سہو لازم ہوجاتا ہے یا اسے چھوڑ کر کوئی آیت دُوسری پڑھ جاسکتی ہے؟

ج......قرأت میں بھولنے سے تو سجدۂ سہو لازم نہیں آتا، البتہ اگر قرأت بھول جانے کی وجہ سے تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار خاموش کھڑا رہے، تو سجدۂ سہو لازم ہے۔

## فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورة ملانے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا

س......نمازی تنہا (جماعت کے بغیر) اپنی چار فرض پڑھ رہا ہے، جبکہ دو رکعت میں تو سورۂ فاتحہ کے بعد دُوسری سورة ملانی ہے، باقی دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر رُکوع کرنا ہوتا ہے، اگر بھول سے ان دو رکعتوں میں جن میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی ہے، سورة ملالی یا صرف تسمیہ پڑھنے پایا تھا کہ یاد آگیا اور رُکوع میں چلا گیا، اب اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

ج......فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورة نہیں ملائی جاتی، لیکن اگر کوئی بھول کر ملالے تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

## ایک رکعت رہنے پر الحمد کے ساتھ سورۃ نہ ملانے پر سجدۂ سہو کرے

س...... مقتدی ایک رکعت سے رہ گیا ہے، تو مقتدی کو اکیلے رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنی لازم ہے، لیکن اگر مقتدی غلطی سے آمین پر ہی رُکوع میں چلا جائے تو وہ کیا کرے؟ صرف سجدۂ سہو سے نماز ہوجائے گی یا نماز پھر پڑھنی پڑے گی؟

ج...... اگر سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی۔

## قیام میں بھولے سے التحیات پڑھنے پر کب سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

س...... کیا نماز قیام میں ثنا اور سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی شخص بھولے سے التحیات پڑھے اور یاد آنے پر پھر کوئی سورۃ پڑھے تو کیا نماز مکمل ہوگئی ہے یا نہیں؟ مختصر سا جواب دیں۔

ج...... اگر ثنا کی جگہ التحیات پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں، اور اگر سورۂ فاتحہ کے بجائے التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو لازم ہے، اسی طرح اگر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ کی جگہ التحیات پڑھ لی تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

## قیام میں التحیات یا تسبیح پڑھنا اور رُکوع وسجود میں قرأت کرنا

س...... اگر قیام میں قرأت کی بجائے التحیات یا دُعا یا تسبیح وغیرہ پڑھ لے یا اس کے برعکس رُکوع وسجدہ میں بجائے تسبیح کے قرأت کرے بھول کر، تو پھر کیا کرے؟

ج...... قرأت کے بجائے التحیات پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا، دُعا یا تسبیح سے نہیں، رُکوع، سجدے میں قرأت نہیں کی جاتی، لیکن اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

## آخری دو رکعت میں الحمد کے بعد بسم اللہ پڑھ لی جائے تو سجدۂ سہو واجب نہیں

س...... ایک شخص اکیلا فرض نماز پڑھ رہا ہے، پہلی دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر کوئی اور سورۃ شروع کرے گا، بعد کی دو رکعتیں خالی ہیں، اگر غلطی سے بسم اللہ پڑھ لے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہے کہ نہیں؟

ج...... بعد کی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، تاہم سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، لہٰذا بسم اللہ پڑھنے سے کچھ نہیں ہوا۔

## الحمد یا دُوسری سورۃ چھوڑ دینے سے سجدۂ سہو واجب ہے

س…… نماز میں قرأت کرنا فرض ہے، جس کے چھوٹ جانے سے نماز دُہرانی ہوگی، اور سجدۂ سہو سے کام نہیں چلتا، اکثر مولوی صاحبان کی رائے ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ بھولے سے رہ جائے اور رُکوع کو چلا جائے تو سجدۂ سہو سے نماز ہوجاتی ہے، کیا سورۂ فاتحہ کا ادا کرنا قرأت کے ادا کرنے کی شرط کو پورا کردیتا ہے یا سورۂ فاتحہ کو قرأت میں بھی شامل نہیں کیا جاسکتا؟ اگر سورۂ فاتحہ قرأت میں شامل نہیں تو پھر فرض ادا ہونے سے رہ گیا، سجدۂ سہو کس طرح اس کمی کو پوری کردے گا؟

ج…… نماز میں مطلق قرأت فرض ہے، اور معین طور پر سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا (یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں) یہ دونوں واجب ہیں، اس لئے اگر بالکل ہی قرأت نہیں کی تو نماز نہیں ہوئی، اور اگر سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی یا سورۃ نہیں ملائی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور سجدۂ سہو کرلینے سے نماز صحیح ہوگئی۔

## ظہر اور عصر میں بھول کر فاتحہ بلند آواز سے شروع کردی تو کیا سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

س…… ظہر اور عصر میں امام بھولے سے فاتحہ جہر سے شروع کردے اور معاً یاد آتے ہی چپ ہوجائے تو کیا نماز توڑ دے؟ اور سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

ج…… اگر تین سے کم آیتیں پڑھیں تھیں تو سجدۂ سہو واجب نہیں، اگر پوری رکعت میں قرأت بلند آواز سے کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

## دُعائے قنوت بھول جائے تو سجدۂ سہو کرے

س…… نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر رُکوع میں چلے جائیں، دُعائے قنوت پڑھنا بھول جائے تو کیا کریں؟ آیا نماز دُہرائے یا واپس لوٹ جائے؟ تفصیل سے جواب سے نوازیئے۔

ج…… دُعائے قنوت واجب ہے، اگر بھول جائے تو سجدۂ سہو کرلینے سے نماز صحیح ہوجائے گی۔



فہرست

## التحیات کے بعد غلطی ہوجائے تو کیا سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

س…… نماز میں کوئی غلطی ہوجائے تو سجدۂ سہو کرتے ہیں، لیکن اگر التحیات کے بعد کوئی غلطی ہوجائے تو کیا کریں؟ یا اگر نماز کے درمیان کوئی غلطی ہوجائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو کیا کریں؟

ج…… آخری التحیات کے بعد سہو ہوجائے تو سجدۂ سہو نہیں، نماز پوری ہوگئی، سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا کہ میرے ذمہ سجدۂ سہو تھا تو اگر سلام پھیر کر ابھی اپنی جگہ بیٹھا ہے، نماز کے منافی کوئی کام نہیں کیا تو سجدۂ سہو کرکے پھر سے التحیات پڑھے اور اگر اپنی جگہ سے اُٹھ چکا ہے یا نماز کے منافی کوئی کام کرلیا تو نماز دوبارہ پڑھے۔

## چار رکعت سنتِ مؤکدہ کے درمیانی قعدہ میں التحیات سے زیادہ پڑھنے پر سجدۂ سہو

س…… ظہر کی چار مؤکدہ سنتیں پڑھیں، درمیان والے قعدہ میں دُرود شریف دُعا وغیرہ بھی پڑھ لی تو آیا سجدۂ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟ جبکہ فرضوں میں ایسا ہوجانے سے سجدۂ سہو کرنا پڑتا ہے۔

ج…… چار رکعت والی مؤکدہ سنتوں کے پہلے قعدہ میں اگر بھول کر دُرود شریف پڑھ لے تو بعض کے نزدیک سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے، اس لئے احتیاط کی بات یہی ہے کہ سجدۂ سہو کرے۔

س…… چار رکعت فرض یا سنت نماز میں دو رکعت پڑھنے کے بعد کوئی آدمی غلطی سے التحیات پڑھے بغیر کھڑا ہوجائے اور تیسری رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھے اور پھر کھڑا ہوکر چوتھی رکعت پڑھے اس کے بعد سجدۂ سہو کرلے، تو کیا اس کی نماز ہوجائے گی یا لوٹانی پڑے گی؟

ج…… اسے تیسری رکعت پر نہیں بیٹھنا چاہئے، بلکہ آخری قعدہ میں سجدۂ سہو کرلینا چاہئے، چونکہ سجدۂ سہو کرلیا اس لئے نماز صحیح ہوگئی۔

## وتر کی نماز میں بھی پہلا قعدہ واجب ہے

س…… تین رکعت وتر نماز میں دو رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھنا چاہئے یا نہیں؟

ج…… وتر کی نماز میں بھی دو رکعت پر قعدہ واجب ہے، اگر بیٹھنا بھول جائے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

## وتروں میں دو رکعت کے بعد غلطی سے سلام پھیرنے پر تصحیح

س…… وتر میں دو رکعت کے بعد غلطی سے سلام پھیرلیا جائے اور فوراً ہی غلطی کا احساس ہوجائے تو ساتھ ہی تیسری رکعت مکمل کرکے سجدہ کرلیں یا پھر نئے سرے سے وتر پڑھنے پڑھیں گے؟

ج……سجدۂ سہو کرلینا کافی ہے۔

## کیا التحیات میں تھوڑی دیر بیٹھنے والا سجدۂ سہو کرے گا؟

س……عصر کے چار فرض الگ پڑھ رہے ہوں، پہلی رکعت کے دُوسرے سجدے کے بعد دُوسری رکعت سمجھ کر التحیات میں تھوڑی دیر ٹھہر گئے، ابھی التحیات پڑھنا شروع نہیں کیا تھا کہ یاد آجائے کہ یہ تو پہلی رکعت ہے، کھڑے ہوجائیں، تو کیا سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ اور کیا اسی صورت میں ہمیں دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا چاہئے جب تک کہ التحیات مکمل نہ ہوجائے۔

ج…… ذراسی دیر ٹھہرنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، یاد آنے پر فوراً کھڑے ہوجانا چاہئے، ذراسی دیر سے مراد یہ ہے کہ تین مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار نہ ٹھہرے۔

## التحیات کی جگہ سورۃ پڑھنے پر سجدۂ سہو کرے

س……نماز پوری کرنے کے لئے جب التحیات پڑھتے ہیں، تو اگر التحیات کی جگہ کوئی سورۃ پڑھ لیں یا التحیات غلط پڑھ لیں تو کیا سجدۂ سہو کرنا چاہئے یا نہیں؟

ج……اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

## التحیات کی جگہ الحمد پڑھنے والا سجدۂ سہو کرے

س……بعض اوقات نماز میں التحیات کے وقت الحمد شریف غلطی سے پڑھی جاتی ہے، اور ایسا عموماً نفل کی نماز میں ہوتا ہے، جبکہ نفل بیٹھ کر پڑھے جاتے ہیں، سجدۂ سہو سے نماز ادا

ہوجاتی ہے یا دوبارہ ادا کرنی ہوگی؟

ج…… سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہوجائے گی، نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ کھڑا ہوکر پڑھے، بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا رہ جاتا ہے۔

## کیا رُکوع کی تکبیر بھول جانے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے؟

س…… اگر کوئی شخص قیام سے رُکوع میں جاتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہنا بھول جائے تو سجدۂ سہو تو لازم نہیں آتا؟

ج…… سجدۂ سہو واجب کے چھوڑنے پر واجب ہوتا ہے، رُکوع اور سجدے کی تکبیریں سنت ہیں، واجب نہیں، اگر کوئی ان کو بھول کر نہ کہے تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

## تین سجدے کرنے پر سجدۂ سہو واجب ہے

س…… بندے نے آج عصر کی نماز قریبی مسجد میں ادا کی جماعت کے ساتھ، جب امام صاحب چوتھی رکعت کے سجدے میں گئے تو بجائے دو سجدوں کے تین سجدے کئے، کیا اس طرح یہ نماز ہوگئی؟ جبکہ ایک سجدہ زائد ہے۔

ج…… اگر کسی رکعت میں بھول کر دو کے بجائے تین سجدے کرے تو اس سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے، پس اگر آپ کے امام صاحب نے سجدۂ سہو کرلیا تھا تو نماز ہوگئی، اور اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تھا تو اس نماز کا لوٹانا واجب ہے۔

## تکبیر کی جگہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہہ دیا تو کیا سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

س…… اگر ایک آدمی چار رکعت نماز ادا کر رہا ہو، دو رکعت کے بعد التحیات میں نہ بیٹھے او رسیدھا کھڑا ہوجائے اور پھر جب کھڑا ہو تو یاد آئے کہ میں التحیات میں نہیں بیٹھا تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج…… پہلا قعدہ واجب ہے، اور اگر نماز کا واجب بھول جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، بلکہ سجدۂ سہو لازم آتا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص بھولے سے کھڑا ہوگیا تو اب نہ بیٹھے، بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرلے، نماز صحیح ہوجائے گی۔

## اگر قعدۂ اُولیٰ کا اشتباہ ہوگیا تو سجدۂ سہو کرے

س……اگر نماز میں یہ بھول جائے کہ قعدۂ اُولیٰ ہوا یا نہیں؟ تو آخر میں کیا کرنا چاہئے؟

ج……اگر سوچنے کے بعد غالب خیال یہی ہو کہ قعدہ اُولیٰ نہیں کیا تو سجدۂ سہو کرے۔

## بھول کر امام کا آخری قعدہ میں کھڑے ہونا

س……ایک مسجد میں جماعت ہو رہی تھی، امام صاحب آخری قعدہ میں بغیر التحیات پڑھے بالکل سیدھے کھڑے ہوگئے، مگر لوگوں کے ''اللہ اکبر'' کہنے پر بیٹھ گئے، سجدۂ سہو کیا اور نماز ختم کردی۔ سائل اور اس کے دوست کا موقف یہ تھا کہ نماز دوبارہ پڑھائی جائے کیونکہ آخری قعدہ فرض ہے اور وہ ادا نہیں ہوا، لوگ نہیں مانے اور سائل اور اس کے دوست نے نماز دوبارہ پڑھ لی۔ اگلی نماز میں سائل موجود نہ تھا، لیکن سنا ہے کہ امام صاحب نے بہشتی زیور پڑھ کر لوگوں کو بتایا کہ ان کا طریقہ ٹھیک تھا، اور نماز ہوگئی ہے، اس بات کا تو مجھے یقین ہے کہ قعدہ فرض کے ادا نہ کرنے پر نماز نہیں ہوتی، لیکن پھر خیال آیا کہ شاید جماعت میں اس کی رعایت دی گئی ہو اور امام صاحب ہی کا موقف صحیح ہو، آپ اس کا صحیح حل بتادیں۔

ج……آخری قعدہ فرض ہے، اگر کوئی شخص بھول کر کھڑا ہوجائے تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا، اس کو لوٹ آنا چاہئے، فرض میں تأخیر کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور نماز ہوگئی۔ لیکن اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض نماز باطل ہوگئی، ایک اور رکعت ملاکر نماز پوری کرلے اور فرض نئے سرے سے پڑھے۔

آپ نے جو صورت لکھی ہے، اس میں امام صاحب کا موقف صحیح ہے، کیونکہ اس میں فرض ترک نہیں ہوا، بلکہ فرض میں تأخیر ہوئی تھی، جس کی تلافی سجدۂ سہو سے ہوگئی۔

## امام قرأت میں درمیان سے کوئی آیت چھوڑ دے تو کیا سجدۂ سہو ہے؟

س…… جہری نماز کے اندر قرأت کے دوران امام نے تقریباً تین آیات سے زیادہ پڑھنے کے بعد پوری ایک آیت چھوڑ دی، یا کچھ لفظ چھوڑ کر اسی سورۃ کو آگے سے پڑھنے لگے، نہ ہی مقتدی ٹوک سکے، کیا نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا سجدۂ سہو کافی ہوگا؟

ج…… اگر پوری آیت چھوڑ دی گئی یا کچھ الفاظِ قرآنیہ چھوڑ دیئے گئے اور اس کے چھوڑنے سے معنی کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی تو ایسی صورت میں نہ نماز کا اعادہ واجب ہے، نہ سجدہٴ سہو لازم ہے، نماز دُرست ہوگی۔

## لقمہ دینے پر صحیح پڑھ لینے سے سجدہٴ سہو لازم نہیں

س…… ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، میں اس مسجد میں نماز پڑھتا ہوں، اتفاق سے ایک دن امام صاحب کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے، لہٰذا ہم نمازیوں نے کسی دُوسرے آدمی کو امامت کے لئے کہا، وہ نماز پڑھانے لگے تو ان صاحب سے قرأت میں دو مقام پر غلطی ہوئی، اور نمازیوں نے ان کو لقمہ دیا اور قرأت کو صحیح پڑھایا اور اس طرح نماز ختم ہوئی، نماز جیسے ہی ختم ہوئی تو کچھ نمازیوں نے کہا کہ امام صاحب کو سجدہٴ سہو کرنا چاہئے، لہٰذا نماز دوبارہ ادا کریں، اور کسی نے کہا کہ نماز صحیح ہوگئی، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ سوال یہ ہے کہ امام صاحب سے فرض نماز میں غلطی ہوجائے (جیسی اُوپر بیان کی گئی ہے) تو کیا سجدہٴ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

ج…… امام صاحب کے قرأت میں بھول جانے اور پھر لقمہ دینے پر صحیح پڑھ لینے سے سجدہٴ سہو لازم نہیں آتا، نماز صحیح ہوگئی۔

## ''مسبوق'' اور ''لاحق'' کے سجدہٴ سہو کا حکم

س…… ہمارے امام صاحب مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور دُوسری رکعت میں جب وہ التحیات پڑھنے بیٹھے تو اُٹھنا بھول گئے اور مزید پڑھتے رہے، پیچھے سے کسی نے ''اللہ اکبر'' کہا، امام صاحب اُٹھے، تیسری رکعت میں ایک مقتدی آکر شامل ہوئے، امام نے سجدہٴ سہو کیا، ساتھ ہی بعد میں آنے والے مقتدی نے بھی سجدہٴ سہو کیا، امام نے سلام کہا، مقتدی کھڑا ہوگیا، جب مقتدی اپنی آخری رکعت میں التحیات پڑھ رہا تھا تو ہمارے گاؤں کے مولانا صاحب نے اس سے کہا کہ سجدہٴ سہو کرو، اس نے نہ کیا، حالانکہ غلطی امام صاحب نے کی تھی اور مقتدی نے اس کے ساتھ سجدہٴ سہو بھی کیا تھا، مگر امام کا کہنا ہے کہ اس کو اپنی رکعت میں بھی

سجدۂ سہو کرنا چاہئے تھا۔ امام صاحب کے پاس ایک کتاب ''رُکنِ دین'' ہے، جس میں لکھا ہوا ہے کہ مقتدی کو اپنی آخری رکعت میں سجدۂ سہو کرنا چاہئے، جبکہ ہم نے دُوسری کتابوں میں دیکھا، مگر وہاں لکھا ہے کہ سجدۂ سہو نہیں ہوگا۔ ہم سب اہلِ سنت سے تعلق رکھتے ہیں اور اس مسئلہ کا جواب براہِ کرم قرآن و حدیث اور فقہِ حنفی کی روشنی میں تحریر فرمائیں، کیونکہ اس نمازی نے اس مسئلے پر امام سے جھگڑے کی بنیاد پر امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے، مقتدی نے کئی جگہ سے تصدیق کروائی تو جواب ملا کہ سجدۂ سہو نہیں ہوگا، جبکہ امام صاحب یہ بات کہتے ہیں کہ جو اس کتاب میں لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ امام صاحب اپنی اس ایک بات پر ڈٹے ہوئے ہیں، اور تصدیق نہیں کرواتے۔ اور یہ بھی آپ بتائیں کہ اس جھگڑے میں مقتدی نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے اور کیا مقتدی کا یہ فعل صحیح ہے یا کہ غلط؟ اور مقتدی نماز گھر میں پڑھتا ہے۔ جن صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے ان کا نام یہ ہے: ''حضرت مولانا شاہ رُکن الدین صاحب''، اس کتاب میں یہ سوال ہے کہ اگر لاحق کے امام نے اپنے سہو سے سجدہ کیا تو یہ لاحق کیا کرے؟ اور اس کا جواب یہ ہے کہ امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے، اب لاحق نماز کے آخر میں سجدہ کرے جیسے اس کے امام نے آخر میں کیا ہے، اور اگر امام کے ساتھ کرلے گا تو پھر دوبارہ اس کو کرنا چاہئے۔ (درمختار)

ج...... جو شخص دُوسری یا بعد کی کسی رکعت میں آکر جماعت میں شامل ہوا ہو، اس کو ''مسبوق'' کہتے ہیں، مسبوق کو چاہئے کہ جب امام سجدۂ سہو کرے تو یہ سلام پھیرے بغیر امام کے ساتھ سجدہ کرلے، اور پھر امام کی نماز ختم ہونے کے بعد اپنی رہی ہوئی رکعت یا رکعتیں پوری کرے، ان رکعتوں میں اگر اس کو کوئی سہو ہوجائے تو دوبارہ سجدۂ سہو کرے گا، ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے:

''والمسبوق یسجد مع امامه مطلقًا سواء کان السهو قبل الاقتداء او بعده ثم یقضی ما فاته ولو سها فیه سجد ثانیًا.'' (ج:۲ ص:۸۳)

''رُکنِ دین'' میں جو مسئلہ لکھا ہے، وہ صحیح ہے، مگر وہ ''مسبوق'' کا نہیں، بلکہ

''لاحق'' کا ہے، اور ''لاحق'' وہ شخص کہلاتا ہے جو ابتداء سے امام کے ساتھ شریک ہو، مگر کسی وجہ سے نماز کا آخری حصہ اسے امام کے ساتھ نہ ملا ہو، آپ کے امام صاحب سے یہ سہو ہوا کہ انہوں نے ''مسبوق'' اور ''لاحق'' کے درمیان فرق نہیں کیا، اس لئے ''لاحق'' کا مسئلہ ''مسبوق'' پر چسپاں کر دیا۔

## مسبوق امام کے پیچھے اگر بھول کر دُرود شریف پڑھ لے تو اس پر سجدۂ سہو نہیں

س...... نماز ابھی باقی ہے مگر ایک شخص (امام کی) آخری رکعت میں دُرود شریف بھی پڑھ لیتا ہے، تو کیا سجدۂ سہو لازم آتا ہے؟

ج...... نہیں۔

## مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اب کیا کرے؟

س...... اگر ہم ایک یا دو رکعت کے بعد نماز میں شریک ہوتے ہیں لیکن امام کے ساتھ سلام پھیر لیتے ہیں تو اس صورت میں کیا ہمیں نماز دوبارہ ادا کرنی ضروری ہے یا نہیں؟

ج...... نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، اگر امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا تھا تو یاد آنے پر فوراً اُٹھ جائیں، اس صورت میں سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں، اور اگر امام کے بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے۔

## جماعت سے چھوٹی ہوئی رکعتوں میں غلطی پر سجدۂ سہو کا حکم

س...... جماعت سے چھوٹی ہوئی رکعتوں میں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو کیا سجدۂ سہو کرنا چاہئے؟

ج...... امام کے فارغ ہونے کے بعد جو رکعتیں مسبوق ادا کرتا ہے، اس میں وہ منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہوتا ہے، اس لئے ان میں اگر ایسی غلطی ہو جائے جس سے سجدۂ سہو لازم آتا ہو تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

## بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیرنے والا اگر فوراً سجدۂ سہو کر لے تو کیا حکم ہے؟

س...... میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، مگر پہلی رکعت میں شامل نہ ہو سکا، سلام پھیرتے

وقت میں نے بھی سلام پھیرلیا، لیکن فوراً یاد آ گیا، لہٰذا میں نے سجدۂ سہو کیا اور اُٹھ کر ایک رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرلیا، کیا اس طریقے سے میری نماز صحیح ہوگئی؟ اگر جس رکعت میں غلطی ہوجائے تو اسی رکعت میں سجدۂ سہو کرنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

ج…… اگر بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور فوراً ہی یاد آ جائے کہ میری رکعت باقی ہے تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا، سجدۂ سہو ہمیشہ آخری التحیات میں ادا کیا جاتا ہے، جس رکعت میں غلطی ہو، اسی میں ادا کرنا دُرست نہیں۔

## ایک رکعت زیادہ پڑھ لی تو کیا سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہوجائے گی؟

س…… مغرب کی نماز فرض میں امام صاحب نے تین کی جگہ چار رکعت پڑھا دیں، سلام پھیرتے ہی لوگوں نے کہا کہ چار رکعت ہوئی ہیں، امام صاحب سجدۂ سہو میں چلے گئے اور نماز ختم کی اور کہا کہ جن لوگوں نے کہا تھا وہ نماز دوبارہ پڑھ لیں، باقی سب کی نماز ہوگئی، جبکہ امام صاحب جب چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو مقتدیوں نے لقمہ بھی دیا تھا، مقتدیوں نے امام صاحب کو نماز دوبارہ پڑھانے کو کہا لیکن امام صاحب راضی نہ ہوئے، اور کہا کہ نماز ہوگئی، اس طرح تقریباً آدھے نمازیوں نے دوبارہ جماعت کرائی، آدھے امام صاحب کی بات پر رہے کہ نماز ہوگئی۔ امام صاحب نے نماز دوبارہ نہیں پڑھائی۔ آپ اب اس کو واضح کریں کہ نماز ہوئی یا نہیں؟ اس لئے کہ اگر نماز ہوگئی تو جن لوگوں نے دوبارہ نماز پڑھی ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور جن لوگوں نے نہیں پڑھی ان کے لئے کیا ہے؟

ج…… اگر امام صاحب تیسری رکعت کے بعد التحیات میں بیٹھے تھے اور بجائے سلام پھیرنے کے چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے تو سجدۂ سہو کرنے سے ان کی اور جن مقتدیوں نے گفتگو نہیں کی تھی ان کی نماز ہوگئی، اور اگر تیسری رکعت پر بیٹھے نہیں تھے سیدھے کھڑے ہوگئے تھے تو کسی کی بھی نماز نہیں ہوئی، دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

## تین رکعت فرض کو بھول کر چار رکعت پڑھنا

س…… مغرب کی نماز میں امام صاحب آخری رکعت میں تشہد میں بیٹھے تھے، پیچھے سے کسی

مقتدی نے ''سبحان اللہ'' کہا اور اس پر امام صاحب بیٹھے رہے، پھر کسی دُوسرے مقتدی نے ''سبحان اللہ'' کہا، اس پر امام صاحب کھڑے ہوگئے اور چوتھی رکعت پوری کرکے سجدۂ سہو کیا اور سلام پھیر دیا، کچھ لوگوں کے قول کے مطابق تین فرض ادا ہوگئے، جبکہ ایک زائد رکعت باطل ہوگئی، لیکن کچھ مقتدیوں کا خیال ہے کہ نماز دوبارہ پڑھنی چاہئے اس لئے کہ آخری قعدہ فرض ہے۔

ج…… قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے، اگر قعدۂ اخیرہ بالکل ہی ترک کردیا جائے یا بقدرِ تشہد نہ بیٹھا جائے تو فرض ادا نہ ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائے گی، اعادہ ضروری ہوگا۔ جب دُوسرے مقتدی کے ''سبحان اللہ'' کہنے پر امام صاحب کھڑے ہوئے تو اگر وہ اس وقت تک تشہد پڑھنے کی مقدار بیٹھ چکے تھے تب تو سجدۂ سہو ادا کرنے کے بعد تین رکعت مغرب کے فرض ادا ہوگئے، اور اگر امام صاحب تشہد پڑھنے کی مقدار نہیں بیٹھے، بلکہ اس سے پہلے ہی کھڑے ہوگئے تو سجدۂ سہو کے باوجود مغرب کی فرض نماز فاسد ہوگئی، اس نماز کو دُہرایا جائے گا، البتہ پڑھی ہوئی نماز چار رکعت نفل ہوجائے گی۔

## چار رکعت کے بجائے پانچ پڑھنے والا سجدۂ سہو کس طرح کرے؟

س…… اگر چار رکعت کے بجائے پانچ رکعت پڑھ لیں اور آخر میں سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی یا لوٹانا لازمی ہے؟

ج…… اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے یاد آجائے تو فوراً قعدہ میں بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے، نماز ہوگئی، اور اگر اس وقت یاد آیا جبکہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تھا تو ایک رکعت اور ملاکر چھ رکعتیں پوری کرلے، اب اگر چوتھی رکعت کے بعد قعدہ کیا تھا تب تو اس کے فرض ادا ہوگئے، ورنہ یہ چھ رکعتیں نفل بن گئیں، فرض دوبارہ پڑھے، مگر دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو لازم ہے۔

## جمعہ اور عیدین میں سجدۂ سہو نہ کرنے کی گنجائش ہے

س…… نمازِ جمعہ کی آخری رکعت میں مولوی صاحب التحیات کے بعد ''اللہ اکبر'' کہہ کر

دوبارہ سیدھے کھڑے ہوگئے اور تقریباً دو یا ڈیڑھ منٹ تک سیدھے کھڑے رہنے کے بعد فوراً بیٹھ گئے اور اس کے بعد سلام پھیر دیا، لیکن سجدۂ سہو نہیں کیا، پھر خود ہی مولوی صاحب نے یہ اعلان کیا کہ ہم آخری رکعت میں التحیات پڑھ چکے تھے، اس لئے سجدۂ سہو لازم نہیں ہے، اور جمعہ کی نماز میں چاہے فرض چھوٹ جائے یا واجب اس میں نہ تو نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہئے اور نہ سجدۂ سہو کرنا چاہئے، کیا یہ مسئلہ دُرست ہے؟

ج…… آخری رکعت میں التحیات پڑھ کر اگر کھڑا ہوجائے تو سجدۂ سہو لازم ہوجاتا ہے، مگر جمعہ اور عیدین کی نماز میں اگر مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدۂ سہو کرنے سے نمازیوں کی پریشانی کا اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کرنا بہتر ہے۔ اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ جمعہ کی نماز میں چاہے فرض چھوٹ جائے دوبارہ نماز نہیں پڑھنی چاہئے، غلط ہے۔ فرض چھوٹ جانے کی صورت میں نماز کا لوٹانا ضروری ہے اور واجب چھوٹ جانے کی صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوجاتا ہے، لیکن جمعہ اور عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کیا جائے۔

## فرضوں میں یاد آئے کہ سنتوں میں سجدۂ سہو کرنا تھا تو اب کیا کرے؟

س…… ظہر کی نماز اگر الگ پڑھ رہے ہوں، چار سنت پڑھیں اور اس میں کوئی ایسی غلطی ہوجائے جس پر سجدۂ سہو واجب ہوجائے اور سجدۂ سہو کرنا بھول جائے، اب چار فرض بھی شروع کردیں، فرض کی دُوسری رکعت میں یاد آیا کہ سجدۂ سہو سنتوں میں بھول گئے تھے تو کیا یہ چار سنتیں فرض کے بعد پڑھیں گے یا فرض کی دُوسری رکعت میں سلام پھیریں اور پھر چار سنتیں پڑھیں اور اس کے بعد چار فرض اور پھر نماز پوری کریں؟

ج…… فرض نماز پوری کرلیں، بعد کی دو سنتیں بھی پڑھ لیں، اس کے بعد ان چار رکعتوں کو لوٹالیں۔

## نفل نماز بیٹھ کر شروع کی اس کے بعد کھڑا ہوگیا تو سجدۂ سہو نہیں

س…… نفل نماز کی نیت بیٹھ کر باندھی، سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد خیال آیا کہ ثواب آدھا ملے گا، کھڑا ہوگیا اور سورة پڑھ کر رُکوع کیا، یا ایک رکعت بیٹھ کر پڑھنے کے بعد خیال آیا تو

دُوسری رکعت کھڑے ہوکر پڑھی، اس کے لئے کیا حکم ہے کیا سجدۂ سہو کیا جائے گا یا نماز دُہرانا ہوگی؟

ج...... جوصورت آپ نے لکھی ہے یہ بالاتفاق جائز ہے، اس لئے نہ سجدۂ سہو لازم، نہ نماز کا دُہرانا۔ اس کے برعکس نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کرنا اور بیٹھ کر پوری کرنا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اور حضرت امام ابویوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

## سجدۂ سہو کب تک کرسکتا ہے؟

س...... نماز میں غلطی ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو کرنا پڑتا ہے، اکثر بھول جاتا ہوں، سلام پھیرنے کے قریب یاد آتا ہے، اس وقت سوچ میں پڑجاتا ہوں کہ سجدۂ سہو کروں یا نہیں؟ لیکن یہ سوچ کر سجدۂ سہو کرلیتا ہوں کہ نہ کرنے سے کرنا بہتر ہے، آپ یہ بتایئے کہ اگر بالکل بھول جائے اور دونوں سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ سجدۂ سہو کرنا بھول گیا؟

ج...... نماز کے اندر جب بھی یاد آجائے سجدۂ سہو کرلیا جائے، اور سلام پھیرنے کے بعد جب تک اپنی جگہ قبلہ رُخ بیٹھے ہوں اور کوئی ایسا کام بھی نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اس وقت تک سجدۂ سہو کرسکتے ہیں، سجدۂ سہو کے بعد دوبارہ التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرا جائے، اور اگر سلام پھیر کر کوئی ایسا کام کرلیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، تو نماز کو دوبارہ لوٹانا واجب ہے۔

# مسافر کی نماز

## کتنے فاصلے کی مسافت پر قصر نماز ہوتی ہے؟

س...... قصر نماز کے لئے تین منزل ہونا ضروری ہے، ایک منزل کتنے کلومیٹر یا میل کے برابر ہوتا ہے؟

ج...... مختار قول کے مطابق ایک منزل ۱۶ میل اور تین منزل ۴۸ میل کے برابر ہوتی ہے، اور ۴۸ میل کے ۷۷ کلومیٹر بنتے ہیں۔

## نماز کو قصر کرنے کی رعایت قیامت تک کے لئے ہے

س...... کیا نماز قصر کی رعایت صرف پہلے وقتوں کے لئے تھی جبکہ لوگ پیدل سفر کیا کرتے تھے یا اب بھی ہے؟

ج...... صرف پہلے وقتوں کے لئے نہیں تھی، بلکہ قیامت تک کے لئے ہے۔

## مسافر، شہر کی آبادی سے باہر نکلتے ہی قصر پڑھے گا

س...... ایک مسافر جو کہ کسی گاڑی کے ذریعہ سفر کر رہا ہے وہ گاڑی کچھ ہی دیر بعد روانہ ہونے والی ہے یا روانہ ہو چکی ہے، لیکن اس نے ابھی ۴۸ میل کا فاصلہ طے نہیں کیا، اس وقت اگر نماز کا وقت ہو جائے تو کیا اس نماز کو بھی قصر پڑھیں گے؟

ج...... جب مسافر ۴۸ میل یا اس سے زیادہ مسافت کے سفر کی نیت کر کے اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے تو قصر شروع ہو جائے گی۔

## قصر نماز کے لئے کس راستے کا اعتبار ہے؟

س...... میرے گاؤں سے پشاور شہر کو تین راستے جاتے ہیں، ایک راستہ اڑتالیس میل کا ہے جو سڑک اور سواری کا ہے، اور ہمیشہ ہم لوگ ۴۸ میل والے راستے پر پشاور کی طرف

جاتے ہیں، اور دُوسرا راستہ چالیس میل سواری کا راستہ ہے، اور تیسرا راستہ پیادہ ۳۵ میل کا ہے۔ جب میں ۴۸ میل پر پشاور کو جاتا ہوں تو مجھے نماز قصر کا حکم ہے یا دُوسرے راستے کا حکم ہے؟ نماز قصر کروں یا پوری نماز ادا کروں؟ شرعی حکم ارشاد فرمائیں۔

ج…… جس راستے پر سفر کیا جائے اس کا اعتبار ہے، اگر وہ اڑتالیس میل ہو تو قصر لازم ہے، خواہ دُوسرا راستہ اس سے کم مسافت کا ہو۔

## کیا شہر سے ۷۰ کلومیٹر دُور جانے آنے والا ٹرک ڈرائیور مسافر ہوگا؟

س…… میں ریتی بجری کا ٹرک چلاتا ہوں، اور سپر ہائی وے روڈ پر تقریباً ۷۰ کلومیٹر آگے جاکر بجری لاتا ہوں، اگر میں وہاں ندی پر پہنچ جاؤں اور نماز کا وقت ہوجائے تو کیا میں نماز قصر کروں یا پوری نماز ادا کروں، اور خدانخواستہ اگر قضا ہوجائے تو واپس کراچی آکر مسافرانہ قضا ادا کروں یا پوری؟

ج…… اگر آپ کراچی کی حدود ختم ہونے کے بعد ۴۸ میل (۷۷ کلومیٹر) یا اس سے زیادہ دُور جاتے ہیں تو نماز قصر کریں گے، سفر کی قضا شدہ نماز گھر پر ادا کی جائے تب بھی قصر ہی پڑھتے ہیں۔ مگر ۷۰ کلومیٹر قصر کی مسافت نہیں، اس لئے آپ وہاں پوری نماز پڑھیں گے۔

## ریلوے ملازم مسافر کی نماز

س…… میں ریلوے میں ملازم ہوں، میری ڈیوٹی ٹرین کے ساتھ ہوتی ہے، میں کراچی سے کوئٹہ گاڑی کے ساتھ جاتا ہوں، کوئٹہ سے کراچی، پھر کراچی سے سکھر اور واپسی کراچی سے سرگودھا جاتا ہوں۔ اسی طرح میری ڈیوٹی کا سرکل چلتا ہے، میری رہائش اور فیملی کراچی میں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مجھے دورانِ سفر قصر نماز پڑھنی چاہئے یا کہ پوری نماز پڑھنی چاہئے، جبکہ گاڑی کے اندر مجھے تمام سہولتیں دستیاب ہیں؟ اسپیشل کمرہ میرے پاس ہے، جس میں ایئرکنڈیشن ہے، میں اور میرا عملہ پوری نماز پڑھتے ہیں، آپ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ ہم قصر نماز پڑھیں یا کہ پوری؟ خدا آپ کو جزا دے۔

ج…… کراچی سے باہر سفر کے دوران آپ قصر کریں گے، اور کراچی آکر پوری نماز پڑھیں

گے، آپ کا سفر اگرچہ ڈیوٹی کی حیثیت میں ہے، لیکن سفر کے اَحکام اس پر بھی لاگو ہیں۔

## جہاں انسان کی جائیداد و مکان نہ ہو، وہ وطنِ اصلی نہیں ہے

س…… میرا آبائی گاؤں حیدرآباد سے ۱۵۰ میل دُور ہے، گاؤں میں میرے دو بھائی اور برادری کے دُوسرے لوگ اب بھی رہتے ہیں، برادری کا قبرستان بھی اسی گاؤں میں ہے۔ میری سرکاری ملازمت زیادہ تر حیدرآباد میں رہی ہے، بچوں کی تعلیم بھی زیادہ تر حیدرآباد میں ہی ہوئی ہے، ایک دو بچے اب بھی حیدرآباد میں ہی پڑھتے ہیں، بلکہ ایک دو بچوں کی ملازمت بھی حیدرآباد میں ہی ہے۔ درحقیقت ملازمت کے زمانے ہی میں، میں نے اپنی کوٹھی حیدرآباد میں بنوائی ہے، اور پنشن لینے کے بعد اپنی رہائش حیدرآباد ہی میں قائم رکھی ہے، بلکہ زرعی زمین بھی پنشن لینے کے بعد حیدرآباد کے نزدیک خریدی ہے، مطلب یہ کہ مستقل سکونت ایک طرح سے حیدرآباد میں اختیار کر رکھی ہے۔ شادی، غمی اور برادری کے معاملات میں گاؤں سے تعلق قائم رکھا ہے اور اکثر گاؤں آنا جانا رہتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ (الف) اگر میں یا میری اولاد میں سے کوئی گاؤں جائیں تو گاؤں میں یا آتے جاتے راستے میں کون سی نماز پڑھیں، قصر یا پوری؟ (ب) اگر گاؤں میں پوری نماز پڑھنی ہے اور گاؤں سے اِردگرد ۵۰ میل کے اندر آنا جانا پڑے تو اُدھر کون سی نماز پڑھیں قصر یا پوری؟

ج…… آپ کا گاؤں چونکہ حیدرآباد سے ۱۵۰ میل کے فاصلے پر ہے، اس لئے وہاں آتے جاتے ہوئے راستے میں تو قصر ہی ہوگی، اصل سوال یہ ہے کہ گاؤں پہنچ کر آپ وہاں مسافر ہوں گے یا مقیم؟ اور وہاں قصر کریں گے یا پوری نماز ادا کریں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آپ نے وہاں کی سکونت ترک کردی ہے، وہاں نہ آپ کا مکان ہے، اور نہ سامان، اس لئے وہ آپ کا وطنِ اصلی نہیں رہا، آپ وہاں مسافر ہوں گے اور قصر کریں گے۔

## جس شہر میں مکان کرایہ کا ہو، چاہے اپنا، وہاں پہنچتے ہی مسافر مقیم بن جاتا ہے

س…… ہمارا ایک مستقل گھر صوبہ سرحد میں ہے، اور ایک مستقل ٹھکانا کراچی میں، اور اگر ہم سرحد سے کراچی کسی کام کے لئے آئیں اور کراچی میں پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو کیا

نماز قصر پڑھنی ہوگی یا پوری؟ (الف) جب مکان کرائے کا ہو، (ب) جب مکان اپنا ہو؟

ج…… کراچی آپ کا وطنِ اقامت ہے، جب تک آپ کا کراچی میں رہنے کا ارادہ ہے اور وہاں رہنے کے لئے کرائے کا مکان لے رکھا ہے، اس وقت تک آپ کراچی آتے ہی مقیم ہوجائیں گے، اور آپ کے لئے پندرہ دن یہاں رہنے کی نیت کرنا ضروری نہیں ہوگا، اس صورت میں آپ یہاں پوری نماز پڑھیں گے، اور جب آپ کراچی کی سکونت ختم کرکے یہاں سے اپنا سامان منتقل کرلیں گے اور کرائے کا مکان بھی چھوڑ دیں گے، اس وقت کراچی آپ کا وطنِ اقامت نہیں رہے گا، پھر اگر کبھی کراچی آنا ہوگا تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہوگی تو آپ یہاں مقیم ہوں گے، اور اگر ۱۵ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہوگی تو مسافر ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ جب تک یہاں آپ کا کرائے کا مکان ہے، اور جب تک یہاں آپ کا سامان رکھا ہے، اور آپ کی نیت یہ ہے کہ آپ کو واپس آکر یہاں رہنا ہے، اس وقت تک یہ آپ کا وطنِ اقامت ہے۔

## ایک ہفتہ ٹھہرنے کی نیت سے اپنے گھر سے ساٹھ میل دُور رہنے والا شخص نماز قصر کرے

س…… میں نوکری کی غرض سے زیادہ تر گھر سے باہر رہتا ہوں، اور منزل اکثر ۵۰ یا ۶۰ میل سے زیادہ ہوتی ہے، اور میں ہمیشہ ایک ہفتہ کی نیت کرکے گھر سے جاتا ہوں اور ہر جمعرات کو واپس آجاتا ہوں، ان مقامات پر قصر نماز پڑھی جائے یا کہ پوری؟

ج…… ملازمت کی جگہ اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلیں تب تو آپ وہاں مقیم ہوں گے، ورنہ مسافر۔ آپ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھا کریں تاکہ قصر کا سوال ہی پیدا نہ ہو، بہرحال اگر اکیلے نماز پڑھنے کی نوبت آئے تو قصر ہی کریں۔

## بیک وقت دو شہروں میں مقیم کس طرح قصر نماز پڑھے؟

س…… میری مستقل رہائش سمندری میں ہے، جو فیصل آباد سے ۳۰ میل پر ہے، فیصل آباد میں مستقل ملازمت کرتا ہوں اور بوجہ ملازمت فیصل آباد کو ہی وطنِ سکونت سمجھتا ہوں،

دورانِ سفر قصر نماز کے لئے کس شہر کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا، مستقل خاندانی رہائش کو یا جہاں ملازمت کرتا ہوں؟

ج…… دونوں کا اعتبار ہوگا، جس شہر سے آپ سفر شروع کریں گے وہاں کا بھی، اور دُوسرے کا بھی، مثال کے طور پر آپ فیصل آباد سے سرگودھا کی طرف سفر کر رہے ہیں تو وہ جگہ فیصل آباد سے ۴۸ میل یا زیادہ کی مسافت پر ہونی چاہئے تب آپ مسافر ہوں گے، اور اگر آپ فیصل آباد سے ٹوبہ یا گوجرہ کی طرف سفر شروع کریں تو سمندری آتے ہی آپ مقیم ہوجائیں گے، اب آگے کی جگہ اگر سمندری سے ۴۸ میل ہو تو آپ مسافر ہوں گے ورنہ نہیں، اسی طرح اگر آپ کو سمندری سے سرگودھا کی طرف جانا ہے، راستے میں فیصل آباد آتا ہے، آپ وہاں پہنچتے ہی مقیم ہوجائیں گے، اب اس سے آگے کی مسافت ۴۸ میل ہو تو مسافر ہوں گے ورنہ نہیں۔

## مسافر مختلف قریب قریب جگہوں پر رہے تب بھی قصر کرے

س…… (الف) زید کراچی سے پشاور گیا، اور پشاور میں پچیّس دن رہنے کا ارادہ ہے، مگر مختلف مقامات پر دو تین دن رہنا ہے، لیکن جن مختلف مقامات پر رہتا ہے، وہ قریب قریب ہیں، ایک فرلانگ یا آدھا فرلانگ دُور دُور مختلف دیہات میں، کیا وہ نماز پوری پڑھے گا؟

س…… (ب) عمرو پشاور سے کراچی آیا، اور پندرہ دن سے زائد کراچی میں رہتا ہے، مگر دو دن ناظم آباد، تین دن ٹاور میں، تین دن کیماڑی میں یا اس سے بھی تھوڑا دُور یا اس سے بھی قریب قریب مقامات پر رہتا ہے، کیا پوری نماز پڑھے گا؟

ج…… مسافر جب ایک معین مقام (شہر یا گاؤں) میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کرلے تو وہ مقیم ہوجاتا ہے، اور اس کے ذمہ پوری نماز پڑھنا ضروری ہے، اور اگر ایک جگہ رہنے کی نیت نہیں تو وہ بدستور مسافر رہے گا، اور نماز کی قصر کرے گا، پس سوال میں ذکر کردہ پہلی صورت میں وہ مسافر ہے، کیونکہ اس کی نیت ایک جگہ رہنے کی نہیں، بلکہ مختلف جگہوں پر رہنے کی ہے، گو ان جگہوں میں زیادہ فاصلہ نہیں، اور دُوسری صورت میں وہ مقیم

ہوگا کیونکہ کراچی کا پورا شہر ایک ہی ہے، اس کے مختلف محلوں یا علاقوں میں رہنے کے باوجود وہ ایک ہی شہر میں ہے۔

## مرد اور عورت اپنی اپنی سسرال میں مقیم ہوں گے یا مسافر؟

س…… آدمی جب اپنی سسرال جائے تو کیا وہاں سفر والی نماز ادا کرے یا مقیم والی؟ بیوی خواہ اپنے والدین کے گھر ہو یا نہ ہو، تو کس طرح نماز ادا کرے؟ اگر بیوی اپنے والدین کے گھر جائے تو کیا وہ بھی مسافرہ ہے یا مقیم؟

ج…… مرد کی سسرال اگر مسافتِ سفر پر ہے تو وہ وہاں مسافر ہوگا، اور بیوی کی اگر رُخصتی ہوچکی ہے اور وہ اپنے میکے ملنے کے لئے آتی ہے تو وہ بھی وہاں مسافر ہوگی، جبکہ اس کی نیت وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نہ ہو۔

## ہاسٹل میں رہنے والا طالبِ علم کتنی نماز وہاں پڑھے اور کتنی گھر پر؟

س…… میں مہران یونیورسٹی جامشورو میں پڑھتا ہوں، میرا گاؤں یہاں سے ۴۹ میل دُور ہے، اور میں ہاسٹل میں رہتا ہوں، اور ہر جمعرات کو گاؤں جاتا ہوں، یوں میرا گاؤں سے دُور پندرہ دن سے کم دن کا قیام ہے، سوال یہ ہے کہ مجھے سفری نماز پڑھنی چاہئے یا پوری؟ نیز یہ کہ گاؤں میں صرف ایک رات رہتا ہوں ہفتے میں۔

ج…… اگر آپ ایک بار ہاسٹل میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلیں تو ہاسٹل آپ کا ''وطنِ اقامت'' بن جائے گا، اور جب تک آپ طالبِ علم کی حیثیت سے وہاں مقیم ہیں وہاں پوری نماز پڑھیں گے۔ اور اگر آپ نے ایک بار بھی وہاں پندرہ دن کا قیام نہیں کیا تو آپ وہاں مسافر ہیں، اور قصر پڑھیں گے، اور گھر پر تو آپ ہر حال میں پوری نماز پڑھیں گے، خواہ ایک گھنٹے کے لئے آئے ہوں۔

## کیا سفر سے واپسی کے بعد بھی نماز قصر پڑھنی ہوگی؟

س…… سفر سے واپسی کے بعد کتنے دن بعد تک نمازِ سفر ادا کرنی چاہئے یا سفر کے اختتام پر بند کردی جائے؟

ج...... سفر سے واپسی پر جب آدمی اپنے شہر کی حدود میں داخل ہوجائے، سفر کی نماز ختم ہوجاتی ہے، حدودِ شہر میں داخل ہونے کے بعد پوری نماز پڑھنا لازم ہے۔

## میدانِ عرفات میں قصر کیوں پڑھی جاتی ہے؟

س...... یوم الحج یعنی ۹؍ذی الحجہ کو مقامِ عرفات میں مسجدِ نمرہ میں جو ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں، وہ ہمیشہ قصر کیوں پڑھی جاتی ہیں؟ جبکہ مکہ معظّمہ سے عرفات کے میدان کا فاصلہ تین چار میل ہے، اور قصر کے لئے مقامِ قیام سے ۴۸ میل یا ایسے ہی کچھ فاصلے کا ہونا ضروری ہے؟

ج...... ہمارے نزدیک عرفات میں قصر صرف مسافر کے لئے ہے، مقیم پوری نماز پڑھے گا، سعودی حضرات کے نزدیک قصر مناسک کی وجہ سے ہے، اس لئے امام خواہ مقیم ہو، قصر ہی کرے گا، اب سنا ہے کہ احناف کے مسلک کی رعایت میں امام ریاض سے لایا جاتا ہے۔

## منیٰ میں قصر نماز

س...... کوئی شخص پاکستان سے یا دُوسرے ممالک سے حج یا عمرے کے لئے جاتا ہے تو مکہ شریف میں پندرہ سے زیادہ ایام رہنے کے بعد اِحرامِ حج باندھ کر منیٰ و عرفات کو جاتا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ منیٰ و عرفات و مزدلفہ میں نمازیں قصر پڑھے یا پوری پڑھے؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ قصر پڑھے کیونکہ نبی علیہ السلام نے مکہ میں مقیم ہونے کے باوجود نماز قصر پڑھی۔ اگر حنفی مسلک رکھنے والے نے قصر پڑھی ہو تو اس کی نمازیں ہوگئیں یا دوبارہ قضا کرے؟

ج...... قصر کا حکم صرف مسافر کو ہے، اور جو شخص منیٰ جانے سے پہلے مقیم ہو، خواہ اس وجہ سے کہ وہ مکہ مکرّمہ کا رہنے والا ہے، خواہ اس وجہ سے کہ وہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ عرصے سے مکہ مکرّمہ میں ٹھہرا ہوا تھا، اس کو منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر کی اجازت نہیں، وہ پوری نماز پڑھے اور اگر قصر کرچکا ہے تو وہ نمازیں نہیں ہوئیں، ان کو دوبارہ پڑھے۔

خلاصہ یہ کہ جو حاجی صاحبان ایسے وقت مکہ مکرّمہ جاتے ہیں کہ ۸؍تاریخ (جو منیٰ جانے کا دن ہے) تک مکہ مکرّمہ میں ان کے پندرہ دن نہیں ہوتے وہ مکہ مکرّمہ میں بھی مسافر

شمار ہوں گے اور منیٰ، عرفات میں بھی، لہٰذا قصر کریں گے۔ اور اگر ۸؍تاریخ تک مکہ مکرّمہ میں ان کے پندرہ دن پورے ہوجاتے ہیں تو وہ مکہ مکرّمہ میں مقیم ہوجائیں گے اور منیٰ، عرفات میں بھی مقیم رہیں گے۔

## امام مسافر کے پیچھے بھی مقیم مقتدی کو جماعت کی فضیلت ملتی ہے

س...... میں دھوراجی میں ایک ادارے میں زیرِ تعلیم ہوں، اس ادارے کے قریب ہی ایک مسجد ہے، جہاں میں ظہر کی نماز ادا کرتا ہوں، کچھ عرصہ قبل میں حسبِ معمول نمازِ ظہر ادا کرنے مسجد ہذا میں پہنچا تو جماعت کھڑی ہوچکی تھی، وضو سے فارغ ہوا تو دُوسری رکعت جاری تھی، قریب تھا کہ جماعت میں شامل ہوتا، امام نے دو رکعت کے بعد سلام پھیرلیا۔ دریافت کرنے پر پتہ یہ چلا کہ مسجد میں ایک پیر صاحب آئے ہوئے ہیں جنھوں نے امامت کی، اعلان کیا گیا کیونکہ پیر صاحب سفر میں ہیں اس لئے انہوں نے چار فرض کے بجائے دو فرض پڑھائے، لہٰذا تمام نمازی چار رکعت فرض انفرادی طور پر دوبارہ ادا کریں۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ پیر صاحب سفر کے دوران کراچی میں مختصر قیام پر ہیں، اس لئے انہوں نے دو فرض پڑھے، لیکن مسجد کے نمازی تو مقامی ہیں، دریافت یہ کرنا ہے کہ لوگ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے جاتے ہیں جس کی بڑی تاکید بھی آئی ہے، ان کی جماعتوں کی نماز ایک مسافر پیر سے امامت کراکے ضائع کرادینا اور جماعت کی نماز کے فضائل سے محروم کردینا قرآن وسنت کی رُو سے کیا جائز ہے؟ نیز جماعت سے نماز نہ ادا کرنے کا وبال کس پر ہوگا، نمازی پر، پیر صاحب پر، یا مسجد کے منتظمین پر؟ میں اس کے بعد وہاں مسجد میں نماز پڑھنے نہیں گیا، بعد میں پتہ چلا کہ تین چار روز تک پانچوں وقت کی نمازیں پیر صاحب نے اسی طرح پڑھائیں۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں، اس سے بہت شک وشبہات ختم ہوں گے۔

ج...... اگر امام مسافر ہو تو وہ دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے گا، اور اس کے پیچھے جو مقتدی مقیم ہیں، وہ اُٹھ کر اپنی دو رکعتیں پوری کرلیں گے، مقتدیوں کو چار فرض انفرادی طور پر ادا

کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور مسافر کی امامت سے اس کی اقتدا کرنے والے مقیم مقتدیوں کو بھی جماعت کا ثواب پورا ملتا ہے، اس لئے آپ کا یہ سوال ہی بے محل ہے کہ جماعت سے نماز نہ پڑھنے کا وبال کس پر ہوگا؟ کیونکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گئی، اس لئے ترکِ جماعت کے وبال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ جو مقتدی اپنی سستی کی وجہ سے آپ کی طرح دیر سے آئے اور جماعت سے محروم رہے، ان کا وبال خود انہی کی سستی پر ہے، اور آپ کا آئندہ کے لئے اس مسجد میں جانا ہی بند کردینا بھی غلط تھا۔

## مقیم امام کی اقتدا میں مسافر مقتدی کتنی رکعات کی نیت کرے؟

س...... امام مقیم، مقتدی مسافر، تو مقتدی کتنی رکعتوں کی نیت کرے گا؟ سنا ہے کہ نیت دو رکعتوں کی کرنی ہے اور پڑھنی چار ہیں؟

ج...... امام مقیم ہو تو مقتدی بھی اس کی اقتدا میں پوری نماز پڑھے گا، اور پوری نماز ہی کی نیت کرے گا، مسافر کو قصر کا حکم اس صورت میں ہے، جب وہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا مسافر امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہو۔

## کیا بس اور ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنی چاہئے؟

س...... بس یا ہوائی جہاز کے سفر کے دوران اگر نماز کا وقت ہوجائے تو کیا بس یا ہوائی جہاز میں سفر کے دوران نماز ادا کرنا لازمی ہے؟ کیونکہ بس ڈرائیور تو عموماً بس کھڑی نہیں کرتے اور ہوائی جہاز کا معاملہ تو بالکل ہی مشکل معاملہ ہے، کیونکہ وہ تو انسان کے بس کی بات نہیں ہے، اس لئے بس یا ہوائی جہاز کے اندر نماز کس طرح ادا کی جائے؟ اور کیا ادا کرنا لازمی ہے؟

ج...... نماز تو بس اور ہوائی جہاز کے سفر کے دوران بھی فرض ہے، قضا نہیں کرنی چاہئے، ہوائی جہاز کے اندر تو آدمی اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہے، البتہ بس میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی، اس لئے یا تو بس ڈرائیور سے پہلے معاہدہ کرلیا جائے کہ وہ نماز پڑھانے کے لئے بس کھڑی کرے، ورنہ بس کا ٹکٹ ہی اتنی مسافت کا لیا جائے جہاں پہنچ کر نماز کا وقت آنے کی توقع ہو، نماز پڑھ کر دُوسری بس پکڑلی جائے۔

## ہوائی جہاز میں نماز کا کیا حکم ہے؟

س...... کیا ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

ج...... ہوائی جہاز میں نماز اکثر علمائے کرام کے نزدیک صحیح ہو جاتی ہے، بشرطیکہ نماز کو اس کی تمام شرائطِ صحت کے ساتھ ادا کیا جائے، قبلہ رُخ اور دیگر شرائط میں نقص نہ رہ جائے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنے کے بعد زمین پر احتیاطاً اس کا اعادہ بھی کرلے تو بہتر ہے، ضروری اور واجب نہیں ہے۔

## بحری جہاز کا عملہ مسافر ہے، شہری بندرگاہ پر وہ مقیم بن سکتا ہے

س...... میں ایک بحری جہاز میں چیف انجینئر ہوں، زندگی کا بیشتر حصہ سمندروں میں سفر پر گزرتا ہے، مجھے اور میرے دُوسرے ساتھیوں کو حسبِ عہدہ رہائش، خوراک کی جملہ ضروریات (مجوّزہ قانون کے تحت) میسر ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ ہمیں بعض دفعہ لگاتار بغیر رُکے دو دو ماہ تک سفر میں رہنا پڑتا ہے، چند دن کسی بندرگاہ پر رُکے، اور پھر سفر شروع ہو جاتا ہے۔ جہاز کسی بھی بندرگاہ پر پندرہ دن سے زیادہ نہیں ٹھہرتا (بعض دفعہ ایک ماہ بھی رُک جاتا ہے)۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ باجماعت اور بعض دفعہ اکیلے جیسا بھی موقع ہو، اپنی نمازیں فقہِ حنفی کے تحت اہلِ سنت والجماعت کے طریقے پر ادا کرتا ہوں، ہم سب اپنے آپ کو مسافر تصوّر نہیں کرتے، (کیونکہ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کی کہ ہمیں رہائش وخوراک اور پُرسکون ماحول حسبِ عہدہ میسر ہے)۔ چند دن ہوئے ہمارے ایک نئے ساتھی نے جو کیپٹن کے عہدے پر فائز ہوکر ہمارے جہاز کے عملے میں آشامل ہوئے ہیں، ہماری نماز کی ادائیگی پر اعتراض کیا ہے، اور اپنے اعتراض کے جواز میں ایک مولانا صاحب کا تحریری فتویٰ بھی دِکھایا ہے، جس کا لبِ لباب یہ ہے کہ: ''بحری جہازوں کے عملے اور کارکنوں کو اپنی نمازیں بحیثیت مسافر کے ادا کرنی چاہئیں، (یعنی اختصار کے ساتھ فرض نماز آدھی)، بصورتِ دیگر وہ سنتِ نبویؐ کے منکر ہوں گے۔'' مولانا صاحب! آپ ہمیں مندرجہ بالا حالات کے تحت جو درج کئے گئے ہیں شش وپنج سے نکالیں، کیا بحری

جہاز کے عملے/ کارکن کو پوری سہولتیں میسر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسافر تصوّر کرنا چاہئے؟ یا اپنی نمازیں مکمل طور پر ساکن کے تصوّر پر پڑھنی چاہئیں؟ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے مسافر کو اختصار کے ساتھ ادا کرنے کا حکم (سنتِ نبویؐ اور حکمِ خداوندی کے تحت) دیا جانا، سفر کی تکالیف اور مشکلات کی وجہ سے ہے۔ مولانا صاحب! اس بات کا کیا جواز ہے کہ مسافر سہولت کی خاطر فرض نماز تو اختصار کے ساتھ پڑھے، جبکہ بقیہ نماز کی سنتیں اور نوافل پورے ادا کرے؟ میرے عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ مسافر کو اگر سہولت ہی لینی ہے تو صرف فرض نماز کے لئے کیوں، پوری نماز کے لئے کیوں نہیں؟ سنتیں اور نوافل پورے ادا کرنا اگر آسان ہوسکتا ہے تو فرض نماز پوری ادا کرنے میں کیا مشکل ہوسکتی ہے؟ حضرت! شریعتِ محمدیؐ اور قرآنِ پاک کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب دے کر ہمیں ذہنی کوفت اور پریشانی سے نجات دِلائیں، اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔

ج…… آپ کے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ بحری جہاز کا عملہ تمام تر سہولتوں کے باوجود مسافر ہے۔ البتہ جہاز جب کسی شہر میں لنگرانداز ہو اور بندرگاہ شہر کا ایک حصہ تصوّر کی جاتی ہو اور اس جگہ پندرہ دن کا یا اس سے زیادہ رہنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز ادا کی جائے گی۔ آپ کا یہ ارشاد بجا ہے کہ: ''سفر میں نماز قصر کا حکم دیا جانا سفر کی تکالیف اور مشکلات کی وجہ سے ہے۔'' لیکن چونکہ سفر میں عموماً تکلیف و مشقت پیش آتی ہے، اس لئے شریعت نے قصر کا مدار مسافت پر رکھا ہے، ورنہ لوگوں کو یہ فیصلہ کرنے میں دُشواری پیش آتی کہ اس سفر میں تکلیف و مشقت ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ حکم کی اصل علت تو تکلیف و مشقت ہی ہے، مگر اس کا کوئی پیمانہ مقرّر کرنا مشکل تھا، اس لئے شریعت نے اَحکام کا مدار خود تکالیف پر نہیں رکھا، بلکہ سفر پر رکھا، خواہ اس میں مشقت ہو یا نہ ہو، اس لئے آپ لوگوں کو نماز قصر ہی کرنی ہوگی۔ قصر صرف فرض رکعات میں ہوتی ہے، سنتوں اور نفلوں میں نہیں، کیونکہ سفر میں سنتیں، نفل کی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں، اور ان کا پڑھنا اختیاری امر بن جاتا ہے، تاہم اگر سفر میں فراغت و واطمینان ہو تو سنن و نوافل ضرور پڑھنے چاہئیں، مگر فرض نماز قصر ہی ہوگی، پوری پڑھنا جائز نہیں۔

## کیا ریل میں سیٹ پر بیٹھ کر کسی طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

س…… اخبارِ جہاں میں بعنوان کتاب و سنت کی روشنی میں، ایک مسئلہ لکھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: ''(سوال) اکثر و بیشتر دیکھا گیا ہے کہ ریل گاڑی اور بسوں میں بوقتِ نماز نمازی لوگ سیٹ پر بیٹھ کر جس طرف بھی منہ ہو نماز پڑھ لیتے ہیں، کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ (جواب) نماز ہوجاتی ہے۔'' اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج…… نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط ہے، اور قیام بشرطِ قدرت فرض ہے، فرض اور شرط فوت ہوجانے سے نماز بھی نہیں ہوتی۔ اخبارِ جہاں کا لکھا ہوا مسئلہ غلط ہے، ریل میں کھڑے ہوکر قبلہ رُخ نماز پڑھنی چاہئے۔

## ریل گاڑی میں نماز کس طرح ادا کی جائے؟

س…… ریل کے سفر میں اگر تختے پر بیٹھ کر نماز پڑھ لی جائے اور منہ قبلہ شریف کی طرف نہ ہو تو نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح نماز صحیح نہیں ہوتی، بعض کہتے ہیں کہ ہوجاتی ہے۔

ج…… جو لوگ ریل کے تختے پر بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں، تین وجہ سے ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی:

اوّل:…… نماز کی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے، اور ریل کے تختے کا پاک ہونا مشکوک ہے، آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ چھوٹے بچے ان پر پیشاب کر دیتے ہیں۔

دوم:…… نماز میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اور ناواقف لوگوں کا یہ خیال کہ سفر میں قبلہ رُخ کی پابندی نہیں، غلط ہے۔ سفر میں بھی قبلہ رُخ کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح وطن میں ضروری ہے، بلکہ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ سفر میں نماز کے دوران اگر قبلہ کا رُخ بدل جائے تو نمازی اسی حالت میں قبلہ کی طرف گھوم جائے۔ ہاں! سفر میں قبلہ رُخ کا پتہ نہ چلے اور کوئی صحیح رُخ بتانے والا بھی موجود نہ ہو، تو خوب غور و فکر اور سوچ بچار سے کام لے کر خود ہی اندازہ لگالے کہ قبلہ کا رُخ اس طرف ہوگا، اور اسی رُخ پر نماز پڑھ لے، اب اگر نماز کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے جس رُخ نماز

پڑھی ہے وہ قبلہ کی سمت نہیں تھی، تب بھی اس کی نماز ہوگئی، دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں، اور اگر نماز کے اندر ہی قبلہ رُخ کا پتہ چل جائے تو نماز توڑنے کی ضرورت نہیں، نماز کے اندر ہی قبلہ رُخ کی طرف گھوم جائے۔

سوم:...... نماز میں قیام یعنی کھڑا ہونا فرض ہے، آدمی خواہ گھر پر ہو یا سفر میں، جب تک اسے کھڑے ہونے کی طاقت ہے بیٹھ کر نماز صحیح نہ ہوگی، اور اس میں مردوں کی تخصیص نہیں، عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ بعض مستورات بیٹھ کر نماز پڑھ لیتی ہیں، یہ جائز نہیں، فرض اور وتر ان کو بھی کھڑے ہوکر پڑھنا لازم ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، البتہ نوافل بیٹھ کر پڑھ سکتی ہیں۔

سفر میں بعض پکے نمازی بھی نمازیں قضا کردیتے ہیں، عذر یہ کہ ایسے رش میں نماز کیسے پڑھیں؟ یہ بڑی کم ہمتی اور غفلت کی بات ہے، اور پھر ریل میں کھانا پینا اور دیگر طبعی حوائج کا پورا کرنا بھی تو مشکل ہوتا ہے، لیکن مشکل کے باوجود ان طبعی حوائج کو بہرحال پورا کیا جاتا ہے، آدمی ذرا سی ہمت سے کام لے تو مسلمان کیا، غیرمسلم بھی نماز کے لئے جگہ دے دیتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض حضرات حج کے مقدس سفر میں بھی نماز کا اہتمام نہیں کرتے، وہ اپنے خیال میں تو ایک فریضہ ادا کرنے جارہے ہیں، مگر دن میں خدا کے پانچ فرض غارت کردیتے ہیں، حاجیوں کو یہ اہتمام کرنا چاہئے کہ سفرِ حج کے دوران ان کی ایک بھی نماز باجماعت فوت نہ ہو، بلکہ ریل میں اذان، اقامت اور جماعت کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

## ریل گاڑی میں نماز کس طرح پڑھے؟ جبکہ پانی تک پہنچنے پر قادر نہ ہو؟

س...... بعض اوقات دورانِ سفر ریل گاڑی میں اتنا زیادہ رش ہوتا ہے کہ بیت الخلاء جانا تو درکنار ایک سیٹ سے دُوسری سیٹ تک جانا دُشوار ہوجاتا ہے۔ تو ان حالات میں ایک تو آدمی کی وضو یا طہارت تک پہنچ نہیں ہوتی، دُوسرا یہ کہ نماز ادا کرنے کے لئے موزوں جگہ کا ملنا ناممکن ہوتا ہے، اور خاص کر جبکہ گاڑی کا رُخ کعبہ کی طرف ہو یا کعبہ سے مخالف سمت


فہرست

(مثلاً کراچی آنے جانے والی ریل گاڑیاں)، کیونکہ اس حالت میں اگر سیٹ پر جگہ مل بھی جائے تو نمازی سجدہ نہیں کرسکتا۔ تو حضور! ان مجبوریوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے نماز کا وقت ہونے پر نمازی نماز کس طرح ادا کرے؟

ج…… ایسی مجبوری کی حالت کبھی شاذ و نادر ہی پیش آسکتی ہے، عام طور پر گاڑیوں میں رش تو ہوتا ہے، لیکن اگر ذرا ہمت سے کام لیا جائے تو آدمی کسی بڑے اسٹیشن پر نماز پڑھ سکتا ہے، بہرحال اگر واقعی ایسی حالت پیش آجائے تو اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ نماز قضا کی جائے، لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ طہارت اور وضو حدِ امکان سے خارج ہو، یعنی نماز پڑھنا کسی طرح ممکن ہی نہ ہو۔

## بس میں بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی، مناسب جگہ روک کر پڑھیں

س…… بس میں لمبے سفر کے دوران فرش پر نماز ادا کرنا بہتر ہے یا سیٹ پر بیٹھ کر جبکہ فرش ناپاک ہوتا ہے اور سیٹ پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے سے قیام نہیں کیا جاسکتا؟

ج…… بس میں بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی، بس والوں سے یہ طے کرلیا جائے کہ نماز کے وقت کسی مناسب جگہ پر بس روک دیں، اور اگر وہ نہ روکیں تو نماز قضا پڑھنا ضروری ہے، بہتر یہ ہوگا کہ بس میں جیسے ممکن ہو نماز ادا کرلے، مگر گھر آکر لوٹالے۔

## چلتی کار میں نماز پڑھنا دُرست نہیں، مسجد پر روک کر پڑھیں

س…… ایک مرتبہ مجھے اور بھائی کو کام تھا، مغرب کی نماز میں بہت دیر تھی، پھر بھی میں نے بھائی سے پوچھا کہ کام میں کتنی دیر لگے گی؟ کہنے لگے کہ اذان سے پہلے گھر آجائیں گے۔ اس لئے ہم چلے گئے، لیکن وہاں پہنچ کر گھر ڈھونڈنے میں بہت دیر ہوگئی، اور مغرب کی اذان ہوگئی، ہمارا گھر اس جگہ سے کافی دُور تھا اور رَش بھی بہت تھا، اس لئے نماز کے ٹائم تک گھر پہنچنا ناممکن تھا، میں نے بھائی سے کہا تو کہنے لگے چلتی کار میں نماز پڑھ لوں، میں نے کہا نہ وضو ہے اور سمت بھی بار بار بدل رہی ہے تو میں کیسے پڑھوں گا؟ مگر وہ یہی کہتے رہے کہ نماز تو ہر حال میں پڑھنی ہے اور یہ تو مجبوری ہے، تم ایسے ہی پڑھ لو، اور کار نہیں روکی۔ اب آپ بتائیں کہ

کبھی ایسا موقع ہو اور ہم اس بات پر قادر نہیں کہ گاڑی رُکوا سکیں جبکہ اندرونِ شہر ہی میں ہوں تو ہم کیا کریں؟

ج...... کار میں بغیر وضو نماز کیسے ہوسکتی ہے؟ آپ کسی مسجد کے پاس گاڑی روک کر آسانی سے نماز پڑھ سکتے تھے، مگر شاید آپ کے بھائی کو نماز کی اہمیت معلوم نہیں۔

## اگر کسی نے دورانِ سفر پورے فرائض پڑھے تو کیا نماز ہوجائے گی؟

س...... دورانِ سفر فرض کتنے پڑھیں؟ اگر ہم فرض پورے پڑھیں تو کیا نماز ہوجائے گی؟ خواہ مسئلہ کسی کو معلوم ہو یا نہیں؟

ج...... سفر میں چار رکعت والی نماز کی دو ہی رکعتیں فرض ہیں، جو شخص چار رکعتیں پڑھے اس کی مثال ایسی ہوگی کہ کوئی فجر کی دو رکعتوں کے بجائے "چار فرض" پڑھنے لگے، ظاہر ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوگی، بلکہ دوبارہ لوٹانا واجب ہوگا۔

## اگر مسافر امام نے چار رکعتیں پڑھائیں تو...؟

س...... اگر مسافر امام ظہر کی نماز کو قصر کے بجائے پوری چار رکعت پڑھائے، مقیم مقتدیوں کی نماز دُرست ہے یا مقتدی نماز کو دوبارہ لوٹائیں؟ کیونکہ امام کے آخری دو رکعت نفل ہوتے ہیں، اس لئے فرض نماز پڑھنے والوں کی نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

ج...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسافر کے لئے دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے فجر کی دو رکعتیں، جس طرح فجر کی دو رکعتوں پر اضافہ جائز نہیں، اسی طرح مسافر کا ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعتیں پڑھنا بھی جائز نہیں، جو مقیم ایسے امام کی اقتدا کریں گے ان کی نماز تو ظاہر ہے کہ نہیں ہوگی، کیونکہ وہ دو رکعتوں میں نفل پڑھنے والے امام کی اقتدا کر رہے ہیں۔ اور خود امام اور اس کے مقتدی مسافروں کا حکم یہ ہے کہ اگر امام نے بھول کر چار رکعتیں پڑھی تھیں اور دُوسری رکعت پر قعدہ بھی کیا تھا اور آخر میں سجدۂ سہو بھی کرلیا تھا، تو ان کی نماز ہوگئی، اور اگر مسافر امام نے قصداً چار رکعتیں پڑھائیں اور دو رکعت پر قعدہ بھی کیا تھا، تو فرض تو ادا ہوگیا لیکن یہ شخص گناہگار رہا، اس پر توبہ لازم ہے اور نماز کا اعادہ بھی واجب ہے۔



فہرست

## دورانِ سفر اگر سنتیں رہ جائیں تو کیا گناہ ہوگا؟

س......اگر سفر میں ٹرین یا کسی اور سواری میں جلدی کی وجہ سے سنتیں نہ پڑھ سکے تو گناہ تو نہیں ہوگا؟

ج......شرعی سفر میں اگر جلدی کی وجہ سے سنتیں چھوڑنی پڑیں تو کوئی حرج نہیں، اگر اطمینان کا موقع ہو تو پڑھ لینی چاہئیں۔

نوٹ:...... جب آدمی ایسی جگہ جانے کے ارادے سے نکلے جو اس کی بستی سے ۴۸ میل دُور ہو تو یہ شرعی سفر ہوگا۔

## قصر نماز میں التحیات، دُرود شریف اور دُعا کے بعد سلام پھیرا جائے

س......سفر میں فرض نماز کی جو قصر پڑھتے ہیں، یعنی چار رکعت کے بجائے صرف دو رکعت فرض پڑھے جاتے ہیں، تو کیا دو رکعت کے بعد تشہد یعنی التحیات پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں یا پہلے دونوں دُرود شریف پڑھتے ہیں اور پھر التحیات یعنی تشہد کے بعد سلام پھیرتے ہیں؟

ج......جس طرح فجر کی نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر پہلے التحیات، پھر دُرود شریف، پھر دُعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں، قصر نماز میں اسی طرح کرنا چاہئے۔ آپ کے سوال میں دو غلطیاں ہیں، ایک یہ کہ آپ نے لکھا ہے کہ: ''پہلے دونوں دُرود شریف پڑھتے ہیں اور پھر التحیات یعنی تشہد کے بعد سلام پھیرتے ہیں'' حالانکہ التحیات پہلے پڑھی جاتی ہے، اور دُرود شریف، التحیات کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ دُوسری غلطی یہ کہ آپ نے ''دونوں دُرود شریف'' کا لفظ استعمال کیا ہے، حالانکہ ''اللّٰھم صل....'' اور ''اللّٰھم بارک....'' یہ دونوں مل کر ایک ہی دُرود شریف ہے۔

## اگر مسافر کہیں قیام کرے تو مؤکدہ سنتیں پڑھنی ضروری ہیں؟

س...... نمازِ قصر کس طرح اور کتنی رکعت میں پڑھتے ہیں؟ تین مختلف آرا سننے میں آئی ہیں:

ا:......مسافرت میں فرائض کی قصر ہوگی، یعنی سوائے مغرب باقی نمازوں میں دو


فہرست

فرض، صبح کی نماز کی دو سنتیں اور عشاء کے تین وتر بھی ضروری ہیں، مغرب کی نماز میں تین فرض، ان کے مطابق نمازِ فجر کی دو سنتوں کے علاوہ دُوسری نمازوں میں سنتیں نہیں پڑھتے۔

۲:......سفر کے دوران یعنی ریل گاڑی، بس وغیرہ پر سفر کرتے ہوئے صرف فرائض قصر کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، لیکن جب کہیں قیام کرلیا جائے تو سب مؤکدہ سنتیں بھی پڑھتے ہیں۔

۳:......سفر کے دوران یا قیام (مسافرت میں) کے دوران مؤکدہ سنتیں نہیں چھوڑتے، بلکہ فرائض تو قصر کے ساتھ پڑھتے ہیں، مگر سنتیں پوری پڑھتے ہیں۔

ج......سفر میں سنتیں پڑھنا ضروری نہیں، البتہ فجر کی سنتیں کسی حال میں نہیں چھوڑنی چاہئیں، باقی سنتیں گنجائش ہو تو پڑھ لینا اچھا ہے، نہ پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

## کیا سفر میں تہجد، اِشراق وغیرہ پڑھ سکتے ہیں؟

س......کیا سفر میں ہم اپنی نمازِ تہجد، اِشراق، چاشت اور جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح پڑھ سکتے ہیں؟

ج......وقت اور فرصت ہو تو بلاشبہ پڑھ سکتے ہیں۔

# جمعہ کی نماز

## جمعہ کا دن سب سے افضل ہے

س…… جمعہ کا دن سب سے افضل ہے، اس بارے میں مختصر لیکن جامع طور پر بتائیے۔

ج…… ہفتہ کے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے، اور سال کے دنوں میں عرفہ کا دن سب سے افضل ہے، اور عرفہ جمعہ کے دن ہو تو نورٌ علیٰ نور ہے، ایسا دن افضل الایام شمار ہوگا۔

## اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو سیّد الایام بنایا ہے

س…… جمعہ مبارک کے روز کی اہمیت اور فضیلت کیا ہے؟ ذرا تفصیل سے لکھئے۔ الحمدللہ ہم تو مسلمان ہیں، جمعہ کی اہمیت اور فضیلت مانتے ہیں، لیکن ہم لوگوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ اپنے مذہب کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتے۔ ہمارے ایک ساتھی سے ایک کمپنی میں ایک سکھ نے پوچھ لیا کہ آپ لوگ جمعہ کے دن چھٹی کیوں کرتے ہو؟ تو ہمارے ساتھی کے پاس کوئی تاریخی جواب نہیں تھا، تو ہم بہت شرمندہ ہوگئے۔

ج…… جمعہ کے دن کی فضیلت یہ ہے کہ یہ دن ہفتے کے سارے دنوں کا سردار ہے، ایک حدیث میں ہے کہ سب سے بہتر دن جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن ان کو جنت سے نکالا (اور دُنیا میں) بھیجا گیا۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اور اسی دن ان کی وفات ہوئی۔ بہت سی احادیث میں یہ مضمون ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس پر بندۂ مؤمن جو دُعا کرے وہ قبول ہوتی ہے، جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی

بہت سی احادیث میں جمعہ کی فضیلت آئی ہے۔ اس سکھ نے جو سوال کیا تھا، اس کا جواب یہ تھا کہ یوں تو ہمارے مذہب میں کسی دن کی بھی چھٹی کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر ہفتے میں ایک دن چھٹی کرنی ہو تو اس کے لئے جمعہ کے دن سے بہتر کوئی دن نہیں، کیونکہ یہودی ہفتے کے دن کو معظم سمجھتے ہیں، اور اس دن چھٹی کرتے ہیں، عیسائی اتوار کو لائقِ تعظیم جانتے ہیں اور اس دن چھٹی کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو جمعہ کے افضل ترین دن کی نعمت عطا فرمائی ہے، اور اس کو سیّد الایام بنایا ہے، اس لئے یہ دن اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کو عبادت کے لئے مخصوص کردیا جائے اور اس دن عام کاروبار نہ ہو۔

## نمازِ جمعہ کی اہمیت

س…… ہم نے سنا ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر تین نمازِ جمعہ ترک کردیئے وہ کفر میں داخل ہوگیا، اور وہ نئے سرے سے کلمہ پڑھے، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

ج…… حدیث کے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں، وہ تو مجھے نہیں ملے، البتہ اس مضمون کی متعدّد احادیث مروی ہیں، ایک حدیث میں ہے:

”من ترک ثلاث جمعٍ تھاونا بھا طبع اللہ علی قلبہ. (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجة والدارمی عن ابی الجور الضمری ومالک عن صفوان بن سلیم واحمد عن ابی قتادة).“ (مشکوٰۃ ص:۱۲۱)

ترجمہ:…… ”جس شخص نے تین جمعے محض سستی کی وجہ سے، ان کو ہلکی چیز سمجھتے ہوئے چھوڑ دیئے، اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مہر لگادیں گے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”لینتھین اقوام عن ودعھم الجمعات او لیختمن اللہ علیٰ قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین.“ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص:۱۲۱)

ترجمہ:......"لوگوں کو جمعوں کے چھوڑنے سے باز آجانا چاہئے، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دِلوں پر مہر کردیں گے، پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہوجائیں گے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"من ترک الجمعة من غیر ضرورة کتب منافقًا فی کتاب لا یمحٰی ولا یبدل."

(رواہ الشافعی، مشکوٰۃ ص:۱۲۱)

ترجمہ:......"جس شخص نے بغیر ضرورت اور عذر کے جمعہ چھوڑ دیا اس کو منافق لکھ دیا جاتا ہے، ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی جاتی ہے، نہ تبدیل کی جاتی ہے۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے:

"من ترک الجمعة ثلاث جمعات متوالیات فقد نبذ الاسلام وراء ظهره."

(رواہ ابویعلیٰ، ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ج:۲ ص:۱۹۳)

ترجمہ:......"جس شخص نے تین جمعے پے در پے چھوڑ دیئے، اس نے اسلام کو پسِ پشت پھینک دیا۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا ترک کردینا بدترین گناہِ کبیرہ ہے، جس کی وجہ سے دِل پر مہر لگ جاتی ہے، قلب ماؤف ہوجاتا ہے اور اس میں خیر کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی، ایسے شخص کا شمار اللہ تعالیٰ کے دفتر میں منافقوں میں ہوتا ہے، کہ ظاہر میں تو مسلمان ہے، مگر قلب ایمان کی حلاوت اور شیرینی سے محروم ہے، ایسے شخص کو اس گناہِ کبیرہ سے توبہ کرنی چاہئے اور حق تعالیٰ شانہ سے صدقِ دِل سے معافی مانگنی چاہئے۔

## جمعہ کی نماز فرض یا واجب؟

س…… جمعہ کی نماز فرض ہے یا واجب؟ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے یا نہیں؟ جمعہ کی نماز شروع ہونے سے قبل اور بعد میں عام طور پر لوگ نمازیں پڑھتے نظر آتے ہیں، وہ کون سی نماز پڑھتے ہیں؟

ج…… جمعہ کی نماز فرض ہے، اور یہ ظہر کی نماز کے قائم مقام ہے، اس لئے جمعہ کے بعد ظہر کی ضرورت نہیں۔ جمعہ سے قبل و بعد سنتیں ادا کی جاتی ہیں، جمعہ سے پہلے چار سنتیں، اور جمعہ کے بعد پہلے چار رکعتیں مؤکدہ، پھر دو رکعتیں غیر مؤکدہ۔ ان سنتوں کے علاوہ کچھ حضرات نوافل بھی پڑھتے ہیں۔

## اوورٹائم کی خاطر جمعہ کی نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے

س…… گزارش یہ ہے کہ میں جس جگہ کام کرتا ہوں اکثر جمعہ کے دن اوورٹائم لگتا ہے، کمپنی کی مسجد میں کوئی امام نہیں آتے، سب کمپنی کے آدمی کام کرتے ہیں، کوئی جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں جاتا، سب کام ختم کرکے گھر جانے کی سوچتے ہیں، ایسے میں، میں جمعہ کی نماز باہر جاکر پڑھوں یا اسے قضا پڑھوں؟

ج…… وہاں جمعہ اگر نہیں ہوتا تو کسی اور جامع مسجد میں چلے جایا کیجئے، جمعہ چھوڑنا تو بہت بڑا گناہ ہے، تین جمعے چھوڑ دینے سے دِل پر منافقت کی مہر لگ جاتی ہے۔ محض معمولی لالچ کی خاطر اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کرنا ضعفِ ایمان کی علامت اور بے عقلی کی بات ہے۔ کمپنی کے اربابِ حل وعقد کو چاہئے کہ جمعہ کی نماز کے لئے چھٹی کردیا کریں۔

## جمعہ کے لئے شرائط

س…… میں نے بعض عالموں سے سنا ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے دُوسری شرطوں کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ وہ مسجد جس میں جمعہ کی نماز ہو رہی ہو اس کی لمبائی تقریباً ۲۰ گز اور چوڑائی بھی دُوسرے گھروں کی نسبت زیادہ ہو، اس کے علاوہ کسی مسجد یا عیدگاہ میں نماز پڑھنے سے

پہلے قاضی یا حکومت کے کسی فرد سے اجازت حاصل کرنی ہوگی۔ مولانا صاحب! کیا یہ شرطیں صحیح ہیں؟

ج…… جمعہ کے جواز کے لئے مسجد کا خاص طول وعرض ضروری نہیں، اور حاکم یا قاضی کی شرط قطعِ نزاع کے لئے ہے، اگر مسلمان کسی امام پر متفق ہوں تو اس کی اقتدا میں جمعہ جائز ہے، گویا آپ نے جو دو شرطیں ذکر کی ہیں، یہ دونوں غیرضروری ہیں۔

## جمعہ شہر اور قصبے میں جائز ہے، چھوٹے گاؤں میں نہیں

س…… ہمارا گاؤں جو کہ ۵۰ یا ۶۰ گھروں پر مشتمل ہے، اور اس میں ایک پکی مسجد ہے، جس میں لاؤڈ اسپیکر وغیرہ بھی لگا ہوا ہے، پورے گاؤں میں ایک دُکان بھی ہے، اور ہمارے ہاں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ کچھ لوگ یہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی۔ برائے کرم قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں یہ بتائیں کہ کیا ہمارے گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟ پرسوں ہی ایک مولانا صاحب ریڈیو پاکستان لاہور سے خطوں کے جواب دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ جمعہ صرف شہر والوں پر فرض ہے، گاؤں یا دیہات والوں پر نہ تو جمعہ فرض ہے اور نہ ہی کسی بھی دیہات یا گاؤں میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے، تاوقتیکہ وہ گاؤں شہر کی تمام سہولتوں جیسی سہولتیں حاصل کرلے۔

ج…… فقہِ حنفی کے مطابق جمعہ صرف شہر اور قصبات میں جائز ہے، چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔

## بڑے قصبے کے ملحقہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں جمعہ پڑھنا

س…… بڑے قصبوں میں جہاں جمعہ ہوتا ہے اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے دیہات ہیں، جہاں جمعہ کی اذان کی آواز پہنچتی ہے یا دو تین میل کے فاصلے پر چھوٹے چھوٹے دیہات ہیں، وہاں جمعہ کی آواز نہیں پہنچتی، تو ان دیہات میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز باجماعت پڑھنا دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… جو جگہ شہر کے حدود اور ملحقات میں شمار ہوتی ہو، وہاں جمعہ جائز ہے، اور جو ایسی نہ ہو وہاں جائز نہیں، اس لئے ملحقہ بستیوں میں جمعہ جائز نہیں، کیونکہ وہ شہر کا حصہ نہیں، بلکہ الگ آبادی شمار ہوتی ہیں۔

## بڑے گاؤں میں جمعہ فرض ہے، پولیس تھانہ ہو یا نہ ہو

س…… ہمارا ایک قریہ ہے جس نام کربلا ہے، جس کی آبادی تقریباً دس ہزار پر مشتمل ہے، جس میں نو مسجدیں بھی ہیں، چار مسجدیں تو اتنی بڑی ہیں کہ ایک وقت پر تقریباً ڈیڑھ سو افراد ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، اور اس قریہ میں ضروریاتِ زندگی کا سامان ہر وقت مل سکتا ہے۔ ہائی اسکول، پرائمری اسکول، ڈاک خانہ، اسپتال، ٹیلیفون، بجلی، غرض یہ سب چیزیں موجود ہیں، مدرسہ بھی ہے، جس میں تقریباً بڑے چھوٹے تقریباً ۳۰۰ طلبہ پڑھ رہے ہیں، لیکن یہاں پر جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، ہمارے یہاں سے تقریباً آٹھ میل کی مسافت پر ضلع پشین میں جمعہ کی نماز باقاعدہ ہوتی ہے، اور علمائے دین نے فتویٰ جاری کیا ہے کہ یہاں پر جمعہ پڑھنا واجب ہے، فتویٰ جن علماء نے دیا ہے ان کے نام یہ ہیں: مفتی عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم کورنگی، مفتی زین العابدین فیصل آباد، مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کراچی۔ مقامی علمائے دین فتویٰ کو نہیں مانتے۔ ہمارے علماء کا کہنا یہ ہے کہ یہاں پر پولیس تھانہ نہیں ہے، اور اس طرح جمعہ آس پاس گاؤں والوں پر واجب ہو جائے گا، اور اگر آپ لوگ کوئی بھی یہاں جمعہ پڑھو گے تو آس پاس کے گاؤں والے جھگڑا کریں گے۔ اب بتائیں کہ کیا اس قریہ میں جمعہ پڑھنا ضروری ہے؟

ج…… اگر آپ کے مقامی علماء، اتنے بڑے بڑے علماء کے فتویٰ کو نہیں مانتے تو مجھ طالبِ علم کی بات کب مانیں گے؟ تاہم ان سے گزارش ہے کہ اس قصبے میں جمعہ فرض ہے، اور وہ ایک اہم فرض کے تارک ہو رہے ہیں، اگر تھانہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو جھگڑے کا شبہ ہے تو اس کا حل تو بہت آسان ہے، اس سلسلے میں گورنمنٹ سے استدعا کی جاسکتی ہے کہ یہاں ایک پولیس چوکی بٹھادی جائے، بہرحال تھانے کا وہاں موجود ہونا صحتِ جمعہ کے لئے شرط لازم نہیں۔

## چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنا صحیح نہیں ہے

س……کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ ایک چھوٹا گاؤں ہے جس میں تقریباً ۸۰ گھر ہیں، دُکانیں، بازار نہیں، اور نہ ہی تین یا پانچ سات مسجدیں، صرف ایک مسجد ہے اور نہ ہی کوئی چھاؤنی یا مرکزی مقام ہے، اس میں لوگ جمعہ پڑھتے ہیں، کافی سال ہوگئے ہیں، اب یہ عاجز یہاں مقیم ہوا ہے تو مجھ سے چند دوستوں نے پوچھا کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے اور عندالاحناف چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ تو دُوسرے صاحب بولے اور عندالشافعی تو جائز ہے۔ اور دُوسری بات یہ ہے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں جہاں جمعہ شروع کر دیا گیا ہو تو وہاں بند نہ کرنا چاہئے، تو اس عاجز نے کہا کہ بدعت نکالنے والے لوگ بھی تو یہی دلیل دیتے ہیں کہ اچھا کام ہے، اب اس کو بند نہ کرو، جب شروع ہی بغیر دلیل اور ثبوت کے ہوا تو اس کو قائم رکھنا تو جائز نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بس جاؤ تم پڑھتے رہو، چاہے حنفیہ کے نزدیک کوئی شرطِ صحتِ جمعہ نہ ہو تو بھی یہی بڑی دلیل ہے کہ جمعہ لوگ بہت عرصے سے پڑھتے ہیں، اب اگر بند کر دیا جائے تو انتشار پیدا ہوگا، آپ براہِ کرم اس بارے میں مستفید فرمادیں۔

ج……امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں اور گو کہ دُوسرے ائمہ کے نزدیک جائز ہے، مگر ان کے مذہب پر عمل کرنا اس لئے ممکن نہیں کہ ان کے مذہب کے مطابق نماز کی بہت سی شرطیں ایسی ہیں جن کا ہمارے لوگوں کو علم نہیں، اور جب ان شرطوں کے بغیر گاؤں میں جمعہ پڑھا جائے تو نماز نہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صحیح ہوئی، نہ امام شافعیؒ کے نزدیک، پس ظہر کی نماز کو غارت کرنا کسی طرح روا نہ ہوگا، اور اس کا وبال سر پر رہے گا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ جہاں جمعہ شروع ہو وہاں بند نہ کیا جائے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مسئلہ سمجھا دیا جائے، اس کے باوجود کوئی نہیں مانتا تو وہ اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے، مگر خود جمعہ پڑھنا کسی حال میں دُرست نہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس سے انتشار ہوگا، یہ ایک درجے میں صحیح ہے، کہ لوگوں پر جہل غالب ہے، مگر یہ بھی اس امر کے لئے کافی عذر نہیں کہ

اس بدعت کا خود ارتکاب کیا جائے۔ راقم الحروف اپنے گاؤں میں طالبِ علمی کے زمانے میں خود جمعہ پڑھاتا تھا، لیکن جب مسئلے کا علم ہوا تو جمعہ بند کردینے کا اعلان کردیا، الحمدللہ! نہ کوئی مرتد ہوا، نہ کسی نے نماز چھوڑی، البتہ ایسے بے دین لوگ جن کو نماز اور مسجد سے کوئی واسطہ نہیں، اب بھی نکتہ چینی کرتے ہیں، سو ایسے لوگوں کی نکتہ چینیوں سے گھبراکر شرعی مسائل کو اگر بدل دیا جائے تو دینِ اسلام کی شکل ہی مسخ ہوجائے گی۔ مسئلہ تو میں نے لکھ دیا ہے، اب آگے مشورہ عرض کرتا ہوں، آپ اپنی بستی کے دین دار اور صاحبِ فہم لوگوں کو جمع کرکے میرا یہ خط ان کے سامنے رکھیں، اگر وہ شرعی مسئلے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں تو ان میں سے جو حضرات ذی وجاہت ہیں، وہ خود اس مسئلے کا اعلان کرکے جمعہ بند کرنے کی اطلاع کریں، اور اگر اس بستی کے دین دار اور سمجھ دار لوگ بھی اس مسئلے پر عمل کرنے سے گریز کریں تو آپ اس بستی کی امامت چھوڑ دیں۔ امام کو اس لئے مقرّر کیا جاتا ہے کہ وہ شرعی مسائل کے مطابق لوگوں کی امامت کرے، نہ یہ کہ شریعت کے خلاف لوگوں کا تابعِ مہمل بن کر رہے۔

## ڈیڑھ سو گھروں والے گاؤں میں نمازِ جمعہ

س…… ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً ڈیڑھ سو گھروں پر مشتمل ہے، چار دُکانیں ہیں جس میں ضرورت کی چیزیں دستیاب ہیں، مثلاً: گھی، اناج، چائے، چینی، کپڑا وغیرہ، یہ گاؤں گلیوں اور راستوں پر بھی مشتمل ہے، نیز اس گاؤں میں سولہ سال سے جمعہ کی نماز ہوتی رہی، کیا ازرُوئے شرع اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… یہ گاؤں، شہر یا قصبہ کے حکم میں نہیں، اس لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر اس میں جمعہ جائز نہیں۔

## جنگل میں جمعہ کی نماز کسی کے نزدیک صحیح نہیں

س…… مولانا صاحب! ہم یہاں ابوظہبی شہر سے تقریباً تیس کلومیٹر دُور جنگل میں کام کرتے ہیں، یہاں اور بھی کافی کمپنیاں ہیں، لیکن یہاں پر نہ بازار ہے اور نہ مستقل کوئی آبادی ہے،



فہرست

تو کیا ایسی جگہ پر جمعہ کی نماز ہوتی ہے جہاں پر کوئی بازار یا شہر نہ ہوں؟ جیسا کہ آپ نے پہلے ایک دفعہ لکھا تھا کہ جہاں بازار نہیں ہوتا، وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، جبکہ ہم یہاں پر باقاعدہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، مولانا صاحب! قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ ہمارا جمعہ ہوتا ہے کہ نہیں؟

ج...... جنگل میں کسی کے نزدیک جمعہ نہیں ہوتا، آپ جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھا کریں۔

## جیل خانے میں نمازِ جمعہ ادا کرنا

س...... جیل خانے کے اندر نمازِ جمعہ ہوتی ہے یا نہیں؟

ج...... ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے جہاں اور شرطیں ہیں وہاں "اِذنِ عام" بھی شرط ہے، یعنی جمعہ ایسی جگہ ہوسکتا ہے جہاں ہر خاص وعام کو آنے کی اجازت ہو، اور ہر مسلمان اس میں شرکت کرسکے۔ جیل میں اگر یہ شرط پائی جائے تو جمعہ صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ یہ مسئلہ تو عام کتابوں میں لکھا ہے، لیکن حضرت مولانا مفتی محمودؒ فرماتے تھے کہ جیل میں جمعہ جائز ہے، اور وہ اس کے لئے فقہ کی کتاب کا حوالہ بھی دیتے تھے، جو مجھے مستحضر نہیں، خود مفتی صاحب مرحوم کا عمل بھی جیل میں جمعہ پڑھنے کا تھا۔

## فوجی کیمپ میں جمعہ ادا کرنا

س...... جب عساکرِ اسلامی فوج ٹریننگ کے لئے شہر سے دُور کیمپ میں قیام کرتی ہیں اور انہیں وہاں طبّی سہولتیں مکمل میسر ہیں، تعداد چار، پانچ صد ہے، اس صورت میں کیا جمعہ فرض ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ثواب سے محروم ہوں گے یا نہیں؟ اگر امام جمعہ نہ پڑھائے تو کیا وہ مخالفتِ حکمِ امیر کا مرتکب تو نہیں؟ اور جو لوگ امام کے ساتھ اس صورت میں مخالفت کریں ان کا کیا حکم ہے؟

ج...... جمعہ شہری آبادی میں ہوتا ہے، شہر کی آبادی سے دُور جنگل میں جمعہ نہیں ہوتا، جس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں ظہر

کی نماز پڑھی تھی، حالانکہ جمعہ کا دن تھا، چونکہ جنگل میں جمعہ صحیح نہیں، اس لئے آپ لوگوں نے جتنے جمعے جنگل میں پڑھے ہیں، اتنے دن کی ظہر کی نمازیں آپ کے ذمہ باقی ہیں، ان کو قضا کیجئے۔ جس جگہ جمعہ شرعاً جائز نہیں، اگر امیر وہاں جمعہ پڑھنے کا امام صاحب کو حکم دیتا ہے تو اس کا یہ حکم غلط ہے، اور وہ اس غلط حکم دینے کی وجہ سے خود گناہگار ہے، امام صاحب کو اس کی تعمیل جائز نہیں، اگر خلافِ شریعت حکم کی تعمیل کرے گا تو ایسا امام امامت کا اہل نہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

**"السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره ما لم يؤمر بمعصية فاذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة."** (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۳۱۹)

ترجمہ:...... "مسلمان پر امیر کی سمع و طاعت واجب ہے، خواہ وہ حکم اس کو پسند ہو یا ناپسند، بشرطیکہ اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے، جب گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ اس حکم کو سنا جائے، نہ مانا جائے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

**"لا طاعة فى معصية انما الطاعة فى معروف."**

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۳۱۹)

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت صرف اچھے کام میں ہے۔"

اور یہ حدیث تو زبان زد خاص و عام ہے:

**"لا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق."**

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ ص:۳۲۱)

ترجمہ:...... "خالق کی نافرمانی کے کام میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔"

## جس مسجد میں پنج گانہ نماز نہ ہوتی ہو اس میں جمعہ ادا کرنا

س...... ہمارے علاقے کشمیر میں دو جامع مسجد موجود ہیں، جن میں امام مقرّر بھی ہیں، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ سب کچھ موجود ہے، لیکن ان مسجدوں میں نہ تو پانچ وقت کی اذان ہوتی ہے اور نہ ہی جماعت، صرف جمعہ کی نماز ہوتی ہے، لوگ اصرار کرتے ہیں، لیکن امام صاحب پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھاتے، کیا ایسی مسجد میں جمعہ کی نماز ہوجاتی ہے؟ اور کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جو کہ پانچ وقتہ نمازیں مسجد میں نہ شروع کرائے؟ اور کیا مقتدیوں کا یہ کہنا دُرست نہیں کہ پانچ وقتہ نماز شروع کرائی جائے؟

ج...... جمعہ کی نماز تو صحیح ہے، لیکن اگر امام پنج گانہ نمازیں نہ پڑھائے تو اہلِ محلّہ کا فرض ہے کہ ایسے امام کو برطرف کردیں، اور کوئی ایسا امام تجویز کریں جو پانچ وقت کی نماز پڑھایا کرے، مسجد میں پانچ وقت کی اذان و جماعت مسجد کا حق ہے، اور اس حق کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے تمام اہلِ محلّہ گناہگار رہیں۔

## جس مسجد میں امام مقرّر نہ ہو، وہاں بھی نمازِ جمعہ جائز ہے

س...... کیا ایسی مسجد میں جمعۃ المبارک جائز ہے جہاں کوئی مستقل امام مقرّر نہ ہو؟ البتہ مختلف نمازی نماز پنج گانہ میں امامت کے فرائض رضاکارانہ طور پر سرانجام دیتے ہوں؟

ج...... ایسی مسجد میں بھی جمعہ جائز ہے۔

## جمعہ کی پہلی اذان کے بعد دُنیوی کاموں میں مشغولی حرام ہے

س...... علماء کا متفقہ فیصلہ جمعہ کی اذان کی حرمت کا ہے (دُوسری اذان کا) جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمعہ کی ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی، تو اگر دُوسری اذان سے حرمت شروع ہوتی ہے تو نماز کی تیاری کے لئے وقت نہیں ملتا، اور اگر پہلی اذان سے حرمت شروع ہوتی ہے تو آخر کیوں؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی

اذان صرف ایک تھی، یعنی اذانِ خطبہ، دُوسری اذان جو جمعہ کا وقت ہونے پر دی جاتی ہے، اس کا اضافہ سیّدنا عثمان بن عفان خلیفہٴ راشد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، قرآنِ کریم میں جمعہ کی اذان پر کاروبار چھوڑ دینے اور جمعہ کے لئے جانے کا حکم فرمایا، صحیح تر قول کے مطابق یہ حکم پہلی اذان سے متعلق ہے، لہٰذا پہلی اذان پر جمعہ کے لئے سعی واجب ہے، اور جمعہ کی تیاری کے سوا کسی اور کام میں مشغول ہونا ناجائز اور حرام ہے۔

## اذانِ اوّل کے بعد نکاح کرنا اور کھانا کھلانا جائز نہیں

س...... آج کل ہمارے مسلمانوں کا معمول بن چکا ہے کہ شادی، نکاح کا پروگرام جمعہ کے دن طے کرتے ہیں، اور عموماً کھانے پینے اور نکاح کا پروگرام بالکل نمازِ جمعہ کے قریب اذانِ اوّل کے بعد منعقد کرتے ہیں، از رُوئے قرآن وحدیث اس پر روشنی ڈالیں کہ بروز جمعہ اذانِ اوّل کے بعد شادی، نکاح اور کھانے وغیرہ کا انتظام کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج...... جمعہ کی اذان کے بعد جمعہ کی تیاری کے علاوہ کوئی دُوسرا شغل جائز نہیں۔

## جمعہ کی تیسری اذان صحیح نہیں

س...... جناب ہمارے علاقے میں ایک مسجد ہے عموماً جمعہ کی نماز میں دو اذانیں ہوتی ہیں، لیکن اس مسجد میں تین اذانیں ہوتی ہیں، پہلی اذان تو اپنے وقت پر ہوتی ہے، جبکہ دُوسری اذان مولانا صاحب وعظ کرلیتے ہیں اس کے بعد ہوتی ہے، جبکہ تیسری اذان سنتیں ادا کرنے کے بعد ہوتی ہے، جبکہ دُوسری مساجد میں دو اذانیں ہوتی ہیں، ایک اپنے وقت پر ہوتی ہے، جبکہ دُوسری سنتیں ادا کرنے کے بعد ہوتی ہے، جناب میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ طریقہ کس حد تک دُرست ہے اور اسلام میں اس کی کیا حقیقت ہے؟

ج...... جمعہ کی دو اذانیں تو ہوتی ہیں، تیسری اذان نہ کہیں پڑھی نہ سنی، خدا جانے ان صاحب نے کہاں سے نکالی ہے؟ بہرحال تیسری اذان بدعت ہے۔

## رکعاتِ جمعہ کی تعداد و تفصیل اور نیت

س...... مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز میں کتنے فرض اور کتنی سنتیں ہوتی ہیں؟ اور ان کی نیت کس

طرح کرتے ہیں، یعنی نماز کا وقت کون سا ہوتا ہے؟ اور جو رکعتیں جمعہ سے پہلے پڑھتے ہیں، ان کی نیت کس طرح کرتے ہیں؟

ج……نمازِ جمعہ کی رکعات کی تفصیل یہ ہے۔ ۱: چار سنتیں، ۲: دو فرض، ۳: چار سنتیں، ۴: دو سنت، ۵: دو نفل۔ پہلی اور بعد کی چار سنتیں موٴکدہ ہیں، اور دو غیر موٴکدہ، سنت اور نفل کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔

## بیک وقت جمعہ اور ظہر دونوں کو ادا کرنے کا حکم نہیں

س……مولانا صاحب! یہ بتایئے کہ جمعہ کے روز جمعہ اور ظہر کی نماز دونوں ادا کی جاتی ہیں؟ اور یہ کہ دونوں نمازیں ایک ہی وقت میں پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… جمعہ کے دن مردوں کے لئے جمعہ کی نماز ظہر کے قائم مقام ہے، اس لئے وہ صرف جمعہ پڑھیں گے، ظہر نہیں پڑھیں گے۔ عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں، ان کو حکم ہے کہ وہ اپنے گھر پر صرف ظہر کی نماز پڑھیں، اور اگر کوئی عورت مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لے تو اس کی یہ نمازِ جمعہ بھی ظہر کے قائم مقام ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ جمعہ اور ظہر دونوں کو ادا کرنے کا حکم نہیں، بلکہ جس نے جمعہ پڑھ لیا، اس کی ظہر ساقط ہوگئی۔

## نمازِ جمعہ کی تشہد میں ملنے والا نمازِ جمعہ پڑھے یا نمازِ ظہر؟

س……نمازِ جمعہ کی دونوں رکعتوں کے مکمل ہونے کے بعد تشہد کی حالت میں امام کی اقتدا ملے تو امام کے سلام پھیر لینے کے بعد مقتدی بقیہ نماز، نمازِ جمعہ پڑھے یا نمازِ ظہر ادا کرے؟

ج……سلام سے پہلے جو شخص جمعہ کی نماز میں شریک ہوگیا وہ جمعہ کی رکعتیں پوری کرے گا، ظہر کی نہیں۔

## جمعہ کی نماز نہ ملے تو گھر میں پڑھنا کیسا ہے؟

س……اگر کسی وجہ سے جمعہ کی نماز چھوٹ جائے تو کیا گھر میں پڑھی جاسکتی ہے؟

ج……اگر اپنے قریب کی مسجد میں جمعہ نہ ملے تو کوشش کی جائے کہ کسی دُوسری جگہ میں جمعہ

مل جائے، اور اگر کہیں نہ ملے تو ظہر کی چار رکعت نماز پڑھے اور جمعہ میں سستی کرنے پر اِستغفار کرے، گھر میں اکیلے جمعہ نہیں ہوتا۔

## جس جگہ جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو، وہاں آدمی ظہر کی نماز ادا کرے

س…… میرا ایک دوست امریکہ میں مقیم ہے، اسے یہ پریشانی ہے کہ جس شہر میں وہ رہتا ہے وہاں جمعہ کے خطبہ کا انتظام نہیں، اور اس طرح بغیر خطبہ جمعہ کی نماز ادا نہیں کرسکتا، تو آپ سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ اسے کیا کرنا چاہئے؟ اور جبکہ وہ مجبور ہے اس پر نمازِ جمعہ چھوڑنے کا گناہ لازم آئے گا اور نماز چھوڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

ج…… اگر وہاں جمعہ کا انتظام نہیں تو معذور ہے، ظہر کی نماز پڑھ لیا کرے، (چونکہ وہ عذر کی وجہ سے جمعہ نہیں پڑھتا، اس لئے اس کے ذمہ کوئی کفارہ نہیں)، لیکن اگر کچھ اور مسلمان بھی وہاں آباد ہیں تو سب کو مل کر جمعہ کا انتظام کرنا چاہئے۔

## صاحبِ ترتیب پہلے فجر کی قضا پڑھے پھر جمعہ ادا کرے

س…… میرے ایک دوست کہتے ہیں کہ اگر جمعہ کے روز فجر کی نماز نہ پڑھی جائے تو جمعہ کی نماز بھی نہیں ہوتی، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… آپ کے دوست نے جو مسئلہ ذکر کیا ہے وہ صاحبِ ترتیب کے لئے ہے، صاحبِ ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمہ پانچ سے زیادہ قضا نمازیں نہ ہوں، ایسے شخص کے لئے حکم ہے کہ مثلاً: اس کی فجر کی نماز قضا ہوگئی ہو تو جب تک فجر کی نماز نہ پڑھ لے ظہر کی جمعہ کی نماز نہیں پڑھ سکتا، اگر فجر کی نماز نہیں پڑھی اور جمعہ پڑھ لیا، بعد میں فجر کی نماز قضا کی تو جمعہ باطل ہوجائے گا، اور اسے ظہر کی نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی، اور جو شخص صاحبِ ترتیب نہ ہو اس نے اگر فجر کی نماز نہیں پڑھی اور جمعہ پڑھ لیا تو اس کا جمعہ صحیح ہوگیا، مگر اس کو قضا شدہ نمازیں ادا کرلینی چاہئیں۔

## جمعہ کو خطبہ سے پہلے مسجد پہنچنے کا ثواب اور خطبہ سے غیر حاضری سے محرومی

س…… کیا جمعہ کا خطبہ سنے بغیر بھی نمازِ جمعہ ہوجاتی ہے؟

ج...... جمعہ کے لئے خطبہ شروع ہونے سے پہلے آنا چاہئے، کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جمعہ کی حاضری لکھنے کے لئے خاص فرشتے مقرّر ہوتے ہیں، جو شخص پہلی گھڑی میں آئے، اس کے لئے اُونٹ کی قربانی کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور بعد میں آنے والوں کا ثواب گھٹتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب خطبہ شروع ہوتا ہے تو فرشتے اپنے صحیفے لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں، اور خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خطبہ شروع ہونے کے بعد آتے ہیں، ان کی حاضری نہیں لگتی، لہٰذا جس شخص نے خطبہ نہیں سنا، امام کے ساتھ نماز تو اس کی بھی ہوجائے گی، مگر جمعہ کے دن کی حاضری لگوانے سے وہ محروم رہا۔

## جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کو کس طرح بیٹھنا چاہئے؟

س...... جمعہ کے خطبہ کے درمیان امام تھوڑے سے وقفے کے لئے بیٹھتا ہے، عام طور پر دیکھنے میں آیا کہ لوگ امام کے بیٹھنے سے پہلے دوزانو ہوکر بیٹھتے ہیں، اور ہاتھ بھی نماز کی طرح باندھ لیتے ہیں، لیکن وقفے کے بعد قعدہ کی طرح ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے ہیں، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ اگر نہیں تو پھر صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج...... خطبہ جمعہ کے دوران کسی خاص ہیئت سے بیٹھنا مسنون نہیں، جس طرح سہولت ہو بیٹھیں، مگر امام کی طرف متوجہ رہیں، اور غور سے خطبہ سنیں، لوگوں کا جو دستور آپ نے ذکر کیا ہے، یہ خود تراشیدہ ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

## خطبہ جمعہ کے دوران صفیں پھلانگنا

س...... جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ ہوتا ہے اور اس کا سننا لازمی ہوتا ہے، اور جو لوگ جلدی آتے ہیں وہ آگے صفوں میں بیٹھ جاتے ہیں، جو لوگ بعد میں آتے ہیں وہ پیچھے صفوں میں یا جہاں جگہ ملتی ہے بیٹھ جاتے ہیں، یہ بات بالکل ٹھیک ہے، باوجود اس کے کچھ لوگ پہلی صفوں میں بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکھتے ہیں اور آتے دیر سے ہیں، اور آنے والوں کا طریقہ کچھ اس طرح ہوتا ہے جیسے ان کے لئے آگے کی صفوں میں جگہ خالی ہوتی ہے، حالانکہ اگلی صفوں میں کوئی جگہ نہیں ہوتی، اس کے باوجود وہ لوگ بیٹھے ہوئے نمازیوں کو ہاتھ کے ذریعہ ہٹاتے

ہوئے آگے کی صف تک پہنچ جاتے ہیں، اور وہاں قطعی جگہ نہیں ہوتی، لیکن بیٹھے ہوئے نمازیوں کے درمیان ذرا سی جگہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، اس جگہ بنانے کے لئے صف کی دونوں جانب کے تقریباً نمازیوں کو تھوڑا تھوڑا کھسکنا پڑتا ہے، اور اس طرح سب نمازیوں کا خطبہ سننے سے دھیان اُٹھ جاتا ہے، لہٰذا جو لوگ ایسا کرتے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

ج……اگر اگلی صفوں میں جگہ ہو تو پھر آگے بڑھنے کی اجازت ہے، ورنہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں۔ جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس طرح لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنے سے جمعہ کا ثواب باطل ہو جاتا ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

## دورانِ خطبہ اُنگلیوں میں اُنگلیاں ڈال کر بیٹھنا منع ہے

س……ایک امام صاحب نے ایک سے زائد بار یہ فرمایا کہ خطبہ کے دوران ہاتھوں کی اُنگلیوں میں اُنگلیاں ڈال کر بیٹھنا "حرام" ہے، دین میں اس قسم کی پابندیوں کی کیا بنیاد ہے؟

ج……حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، یہی ممانعت اس پابندی کی بنیاد ہے۔

## خطباتِ جمعہ عربی میں کیوں دیئے جاتے ہیں؟

س…… جمعہ کے خطبات پرانے ہی کیوں سنائے جاتے ہیں؟ جبکہ عہدِ رسالت میں حالاتِ حاضرہ پر خطبات دیئے جاتے تھے، اُردو میں ترجمہ کیوں نہیں بتایا جاتا تاکہ لوگ سمجھ سکیں کہ خطبہ میں کیا پڑھا گیا؟

ج……خطبہ میں ذکرِ الٰہی ہوتا ہے، اور وہ اسلام کی سرکاری زبان عربی ہی میں ضروری ہے، خطیب کے لئے کسی خاص خطبہ کی پابندی نہیں، عربی خطبہ سے پہلے حالاتِ حاضرہ پر تقریریں ہوتی رہتی ہیں۔

## اگر خطبہ ظہر سے پہلے شروع ہو تو سنت کب پڑھے؟

س……صلوٰۃ الجمعہ میں چار رکعت سنت اوّل خطبہ کے دوران پڑھ سکتے ہیں؟ چونکہ خطبہ عین اس وقت شروع ہوتا ہے جبکہ ظہر کا وقت داخل ہوتا ہے، بلکہ اکثر دو تین منٹ قبل ہی شروع ہوتا ہے، اور بعد میں کوئی وقت دیا نہیں جاتا۔

ج......اگر اذان زوال کے بعد ہوتی ہو تو اذان ہوتے ہی سنت شروع کرلیا کریں، خطبہ شروع ہوتے ہوتے پوری ہوجائیں گی، اور اگر وقت سے پہلے ہی اذان اور خطبہ شروع ہوجاتا ہے تو سنتیں جمعہ کے بعد پڑھا کریں۔

## خطبہ جمعہ سنے بغیر نمازِ جمعہ ادا کرنا

س......خطبہ سنے بغیر جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس مسجد میں خطبہ نہ ہو وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوسکتی، اور اگر آدمی دیر سے مسجد پہنچے اور کسی دُوسری مسجد میں بھی جماعت کا وقت باقی نہ رہا ہو اس صورت میں جب وہ مسجد میں پہنچتا ہے اور وہاں جماعت کھڑی ہوچکی ہے تو چونکہ اس نے خطبہ تو سنا ہی نہیں تو کیا امام کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرسکتا ہے؟ اور کیا وہ نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

ج...... یہ تو صحیح ہے کہ جمعہ کی نماز خطبہ کے بغیر نہیں ہوتی، لیکن جو شخص ایسے وقت آیا کہ خطبہ ختم ہوچکا تھا، اس کی نماز ہوجاتی ہے، (اگرچہ دیر میں آنے کی وجہ سے لائقِ مؤاخذہ ہے)، بلکہ اگر نمازِ جمعہ کی ایک یا دونوں رکعتیں رہ جائیں اور التحیات میں آکر شریک ہو، جب بھی وہ جمعہ ہی کی دو رکعتیں پڑھے گا۔

## خطبہ جمعہ کے دوران سنتیں پڑھنا

س...... یہاں سعودیہ میں جمعہ کے دن اکثر لوگ خطبہ جمعہ کے دوران سنتیں پڑھتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ خطیب حضرات ان کو کچھ نہیں کہتے۔

ج......ہمارے نزدیک جائز نہیں، ان کے نزدیک جائز ہے۔

## خطبہ جمعہ کے دوران نماز پڑھنا صحیح نہیں

س......نماز جمعہ کے خطبہ کے دوران کوئی بھی نماز پڑھنا دُرست نہیں، مگر ایک شخص کا کہنا ہے کہ خطبہ کے دوران جب امام بیٹھتا ہے تو اس وقت اگر کوئی شخص امام کے دوبارہ کھڑے ہونے سے پہلے نماز کی نیت کرلے تو کوئی حرج نہیں۔

ج...... خطبہ کے دوران نماز پڑھنا صحیح نہیں، خطبہ شروع ہونے سے پہلے نیت باندھ لی ہو تو اس کو مختصر قرأت کے ساتھ پورا کرلے، دونوں خطبوں کے دوران امام کے بیٹھنے کے وقت نیت باندھنا جائز نہیں، درمختار میں ہے:

"اذا خرج الامام فلا صلٰوۃ ولا کلام الٰی تمامها، ولو خرج وهو فی السنة او بعد قیامه لثالثة النفل یتم فی الاصح ویخفف القراءة."

(شامی طبع جدید ج:۲ ص:۱۵۸)

## جمعہ کے خطبہ کے دوران دو رکعت پڑھنا صرف ایک صحابی کے لئے استثنیٰ تھا

س...... جمعہ کا خطبہ شروع ہے، آنے والا دو رکعت پڑھے یا نہیں؟

ج...... یہ مسئلہ ائمہ کے درمیان مختلف ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز ہے، اس سلسلے میں جو حدیث آتی ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ اسی صحابی کے ساتھ خاص تھی، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاطر خطبہ روک دیا تھا۔

## خطبہ جمعہ کے دوران نفل پڑھنا اور گفتگو کرنا

س...... اکثر نمازِ جمعہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ امام صاحب خطبہ دیتے ہیں اور بعض لوگ سنت یا نفل نماز پڑھتے رہتے ہیں، اور بعض آپس میں گفتگو کرتے ہیں، کوئی ادب کے ساتھ نہیں بیٹھتا، جس طرح مرضی ہو ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ جاتے ہیں، اس مسئلہ پر حدیث کی روشنی میں جواب دیں، اور بیٹھنے کے متعلق بھی لکھیں کہ جب امام صاحب خطبہ شروع کریں تو جس طرح مرضی ہو بیٹھ جائیں یا کہ دوزانو ہو کر بیٹھا جائے؟

ج...... خطبہ کے دوران نفل پڑھنا حرام ہے، سنتِ مؤکدہ اگر خطبہ سے پہلے شروع کرچکا تھا تو خطبہ کے دوران پوری کرلے اور ذرا مختصر کردے۔ خطبہ کے دوران کسی قسم کی گفتگو بھی حرام ہے، حدیث میں ہے کہ: "جس نے جمعہ کے دن خطبہ کے دوران دُوسرے کو چپ کرانے کے لئے "خاموش" کا لفظ کہا، اس نے بھی لغو کا ارتکاب کیا۔" نیز ارشاد ہے کہ:


فہرست

’’جو شخص جمعہ کے دن کسی لغو کا ارتکاب کرے، اس کے جمعہ کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔‘‘
بعض مسجدوں میں خطبہ کے دوران چندے کے لئے جھولی پھرائی جاتی ہے، یہ بھی ناجائز ہے، اور اس سے ثوابِ جمعہ ضائع ہوجاتا ہے۔ خطبہ کے دوران بیٹھنے کی کوئی خاص ہیئت مقرّر نہیں، جس طرح سہولت ہو بیٹھے، مگر ٹانگیں پھیلاکر بیٹھنا خلافِ ادب ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے، اور گھٹنے کھڑے کرکے ان پر سر رکھ کر بیٹھنا بھی دُرست نہیں، اس سے نیند آجاتی ہے۔

## خطبہ کے دوران، اذان کے بعد دُعا مانگنا

س…… جمعہ کے خطبہ کے دوران اذان کے بعد دُعا مانگنا چاہئے یا نہیں؟ اور خطبہ کے بیچ میں دُعا مانگی جائے یا نہیں؟

ج……امام کے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد ذکر و دُعا کی اجازت نہیں، بلکہ خاموش رہنا اور خطبہ کا سننا واجب ہے، اس لئے نہ جمعہ کی اذان کا جواب دیا جائے، نہ خطبہ کے دوران دُعا مانگی جائے، امام کی دُعا پر دِل میں آمین کہی جائے۔

## جمعہ کے خطبہ سے پہلے تسمیہ بلند آواز سے کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

س…… جمعہ کے خطبہ میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھ کر کیوں نہیں شروع کیا جاتا؟

ج……اسی طرح منقول چلا آتا ہے۔

## خطبہ جمعہ کو مسنون طریقے کے خلاف پڑھنا

س…… جمعہ کا خطبہ صلوٰۃ وسلام کے بغیر ادا ہوجائے گا یا نہیں؟ جواز کی صورت میں ثواب میں فرق آجائے گا یا نہیں؟ مثلاً: صورت اس کی یہ ہو کہ پہلے خطبہ میں سورۂ الم ترکیف اور ثانی میں سورۂ قریش پڑھی جائے تو خطبہ جمعہ ادا ہوجائے گا یا نہیں؟

ج……خطبہ کا فرض تو ادا ہوجائے گا، لیکن سنت کے خلاف ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ جب خطبہ خلافِ سنت ہوگا تو ثواب میں تو فرق آئے گا۔


فہرست

## خطبہ سے پہلے امام کا سلام کہنا

س……خطبہ سے پہلے امام کا برسرِ منبر سلام کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے یا بدعت ہے یا ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے؟

ج……درمختار میں ترکِ سلام کو سنن میں شمار کیا ہے، اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جب منبر پر بیٹھے تو سلام کہے۔

## خطبہ میں خلفائے راشدینؓ کا ذکر کرنا ضروری ہے

س……بعض مساجد میں علماء (خطیب) نماز جمعہ میں جو خطبہ شریف دیتے ہیں، اس کے دوسرے حصے میں خلفائے راشدینؓ کے جو اسمائے مبارک ذکر کئے جاتے ہیں، ان کو ذکر نہیں کرتے۔

ج……خطبہ میں خلفائے راشدینؓ کا ذکرِ خیر مندوب ہے، مگر چونکہ یہ اہلِ سنت کا شعار ہے، اس لئے خلفائے راشدینؓ کے ذکرِ خیر کا ترک کرنا نہایت نامناسب ہے۔

## خطبہ جمعہ کے دوران دُرود شریف پڑھنے کا حکم

س……جمعہ کے خطبہ کے دوران خطبہ میں رسولِ اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کے اسماء مبارک آتے ہیں تو گزارش یہ ہے کہ اس دوران خاموشی سے خطبہ سنا جائے یا دُرود شریف یا رضی اللہ عنہ کہا جائے؟

ج……خطبہ کے دوران زبان سے دُرود شریف پڑھنا جائز نہیں، خاموش رہنا چاہئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی آئے تو دِل میں بغیر زبان ہلائے دُرود شریف پڑھ لے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی دِل میں رضی اللہ عنہم کہہ لے تو کوئی مضائقہ نہیں، مگر زبان سے نہ کہے۔

س……جمعہ کی نماز سے پہلے جو خطبہ ''عربی میں'' پڑھا جاتا ہے، اس کے درمیان ایک آیت ایسی بھی آتی ہے جس میں دُرود پڑھنا لازمی ہوتا ہے، میری معلومات کے مطابق خطبہ کے دوران کسی قسم کی تسبیح و نماز جائز نہیں، چنانچہ دُرود شریف بھی نہ پڑھا جائے، کیونکہ اس آیت


فہرست

کے بعد خطیب خطبہ میں ہی دُرود پڑھ لیتا ہے، باآوازِ بلند جو تمام نمازیوں کی طرف سے دُرود ہوجاتا ہے، اس لئے نمازیوں کو دُرود پڑھنے کی ضرورت نہیں، لیکن میں نے اکثر دیکھا ہے کہ لوگ باآوازِ بلند دُرود شریف پڑھنا شروع کردیتے ہیں، حالانکہ خطبہ میں خاموشی کا حکم ہے۔

ج…… سامعین اپنے دِل میں دُرود شریف پڑھیں، خطبہ کے دوران بلند آواز سے دُرود شریف پڑھنا جائز نہیں۔

## خطبہ جمعہ کے دوران باآواز آمین کہنا صحیح نہیں

س…… یہاں خطبہ جمعہ میں دُوسرے خطبہ کے دوران جب خطیب صاحب دُعائیہ کلمات پڑھتے ہیں تو تقریباً سب ہی لوگ ہاتھ اُٹھا کر باآوازِ خفیف آمین کہتے جاتے ہیں، کیا یہ عمل جائز ہے؟

ج…… خطبہ کے دوران زبان سے آمین کہنا صحیح نہیں، دِل میں کہیں۔

## دورانِ خطبہ سلام کرنا، جواب دینا حرام ہے

س…… مسجد میں جمعہ کا خطبہ پیش امام پڑھ رہا ہو اور کوئی شخص آکر سلام کرے تو مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟

ج…… خطبہ کے دوران سلام کہنا اور سلام کا جواب دینا دونوں حرام ہیں۔

## خطبہ کے دوران گفتگو اور اذان کا جواب دینا

س…… شریعت میں خطبہ کے کیا اَحکام ہیں؟ اور خطبہ کی اذان کا زبان سے جواب دینا جائز ہے؟ تفصیل سے جواب بتائیں۔

ج…… خطبہ کے دوران گفتگو کرنا حتیٰ کہ ذکر و اذکار کرنا بھی ممنوع ہیں، خطبہ کی اذان کا جواب بھی دِل میں دینا چاہئے زبان سے نہیں۔

## خطبہ کے دوران چندہ لینا دینا جائز نہیں

س…… نمازِ جمعہ کے خطبہ کے دوران اسلام نے بولنے پر سخت ترین پابندی عائد کی ہے،

لیکن بعض مسجدوں میں عین خطبہ کے دوران نمازیوں سے چندہ وصول کیا جاتا ہے، اور غلہ زور زور سے بجا کر ''چندہ مسجد'' کی صدا بلند کی جاتی ہے، جس سے نمازیوں کی توجہ خطبہ سے ہٹ جاتی ہے، اور نمازی حضرات چندہ دینے کے لئے مصروف ہوجاتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ کیا انتظامیہ مسجد پر گناہ ہوگا؟ کیا چندہ دینے والوں پر بھی گناہ ہوگا جو خطبہ سے توجہ ہٹادیتے ہیں؟

ج...... خطبہ جمعہ کے وقت جس طرح سلام وکلام جائز نہیں، اسی طرح چندہ جمع کرنا بھی جائز نہیں، انتظامیہ بھی گناہگار ہے، چندہ لینے والا بھی اور چندہ دینے والا بھی۔

## جمعہ کا خطبہ ایک نے پڑھا اور نماز دُوسرے نے پڑھائی

س...... پچھلے دنوں میں جمعہ پڑھنے گیا، جمعہ کا خطبہ اور جمعہ کی نماز الگ الگ مولوی صاحب نے پڑھائی، کیا اس طرح جمعہ پڑھانا جائز ہے؟ اسلام کی رُو سے اس کا جواب دیجئے۔

ج...... بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے نماز بھی وہی پڑھائے، تاہم اگر دُوسرے نے نماز پڑھادی تب بھی جائز ہے۔

## خطبہ اور نماز میں لوگوں کی رعایت رکھنی چاہئے

س...... جیسا کہ میں نے خود مشاہدہ کی ہے کہ بعض علماء نمازوں میں اور خاص کر جمعہ کی نماز میں لمبی قرأت پڑھتے ہیں، اور نماز کے بعد لمبی دُعائیں مانگتے ہیں، کیا یہ غلط طریقہ نہیں ہے؟ کیونکہ جماعت میں ایسے لوگ کھڑے ہوتے ہیں کہ جن میں سے کسی کو ضروری کام ہوتا ہے، یا کسی کا وضو تکلیف سے ہو، قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

ج...... خطبہ اور نماز اتنی لمبی نہیں ہونی چاہئے کہ لوگ اُکتا جائیں، اور بعد کی دُعا میں لوگ مختار ہیں کہ اس میں شریک ہوں یا نہ ہوں، اس لئے اگر کسی کو کوئی ضرورت ہو تو جاسکتا ہے۔

## نمازِ جمعہ دوبارہ پڑھنا

س...... ایک آدمی کئی مسجدوں میں ایک ہی دن جمعہ کی نماز (دو رکعت فرض نماز) بحالتِ


فہرست

مجبوری یا ثواب کی خاطر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی زید مسجد طوبیٰ سے ۲ رکعت نماز فرض (جمعہ) کی پڑھ کر مسجدِ قبا میں پھر دو رکعت نماز فرض (جمعہ) پڑھے۔

ج...... ایک نماز کو دوبارہ پڑھنا جائز نہیں، البتہ نفل کی نیت سے دُوسری جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔

## نمازِ جمعہ کی سنتوں کی نیت کس طرح کریں؟

س...... نمازِ جمعہ جو کہ نمازِ ظہر کے لئے قائم مقام ہے اس میں پہلی چار سنت کی نیت کس طرح پڑھی جائے گی؟ نیت میں وقت نام جمعہ کا لیا جائے گا کہ ظہر کا؟ اسی طرح جمعہ کے دو فرض کے بعد جو چار سنت، دو سنت اور دو نفل ہیں، ان کی نیت بھی پڑھتے وقت اس میں وقت کا نام جمعہ کا لینا ہوگا یا نہیں؟ اس کی بھی صحیح نیت کا طریقہ لکھیں۔

ج...... جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں، سنتِ جمعہ ہی کہلاتی ہیں، سنتِ جمعہ ہی کی نیت کی جاتی ہے، ویسے سنت مطلق نماز کی نیت سے بھی ادا ہوجاتی ہے، اس میں وقت کا نام لینا بھی ضروری نہیں۔

## کیا سننِ جمعہ کے لئے تعینِ جمعہ ضروری ہے؟

س...... سننِ جمعہ کے لئے تعینِ جمعہ کو آپ نے ضروری تحریر فرمادیا ہے، حالانکہ کتبِ فقہ میں تصریح موجود ہے کہ سننِ نماز کے لئے مطلق نیت کافی ہے، آپ بمع حوالہ وضاحت کیجئے۔

ج...... تعینِ جمعہ کو میں نے ضروری نہیں لکھا، سائل نے یہ پوچھا تھا کہ جمعہ کی سنتوں میں نیت ظہر کی کی جائے یا سنتِ جمعہ کی؟ اس کے جواب میں لکھا تھا کہ: ''سنتِ جمعہ کی نیت ہوتی ہے، سنتِ ظہر کی نہیں۔'' رہا یہ کہ سنت کے صحیح ہونے کے لئے تعینِ نیت شرط ہے یا نہیں؟ یہ الگ مسئلہ ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ: ''سنت بغیر تعین کے بھی ادا ہوجاتی ہے، تعین نیت اس کے لئے شرط نہیں۔''

## جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھنا کیسا ہے؟

س...... میں اور میرا دوست حرم شریف میں نمازِ جمعہ پڑھنے گئے، جب ہم پہنچے تو جماعت


فہرست

کھڑی تھی، چار رکعت سنت جو دو رکعت فرض جمعہ سے پہلے ادا ہوتے ہیں کے بارے میں میرے اور میرے دوست کے درمیان تکرار ہوگئی، میں کہتا ہوں کہ چار رکعت سنت پڑھی جائیں گی، میرا دوست کہتا ہے کہ نہیں پڑھی جائیں گی۔

ج…… ظہر اور جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں، اگر پہلے پڑھنے کا موقع نہ ملے تو بعد میں پڑھنا ضروری ہے۔

## جمعہ کے بعد سنتوں میں وقفہ ہونا چاہئے

س…… جمعہ کی نماز کے بعد دُعا ختم ہوتے ہی فوراً اکثر لوگ مسجد میں سنتیں پڑھنا شروع کردیتے ہیں، اور جانے والوں کو ایک منٹ کا وقفہ بھی نہیں دیتے، اور اگر کوئی کتنا ہی بچ بچا کر باہر جانے کی کوشش کرے تو اس پر فقرے بازی کرتے ہیں۔

ج…… جمعہ کی نماز کے بعد جانے والوں کو مہلت دینی چاہئے، کسی کو کوئی اہم ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے رُکنا ممکن نہیں ہوتا، اور کسی مسلمان پر فقرے بازی کرنا تو بہت بُری بات ہے، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق ہیں۔

## جمعۃ الوداع کے بارے میں

س…… جمعۃ الوداع کی فضیلت کی کیا وجوہات ہیں؟ حالانکہ رمضان المبارک کے تو ہر جمعہ کو اپنے اندر ایک خصوصیت وفضیلت حاصل ہے، براہِ کرم اس سلسلے میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں، تاکہ اس کی اہمیت کا اندازہ ہوسکے۔

ج…… عوام میں رمضان المبارک کا آخری جمعہ بڑی اہمیت کے ساتھ مشہور ہے، اور اس کو ''جمعۃ الوداع'' کا نام دیا جاتا ہے، لیکن احادیثِ شریفہ میں ''آخری جمعہ'' کی کوئی الگ خصوصی فضیلت ذکر نہیں کی گئی، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آخری جمعہ یا جمعۃ الوداع کا جو تصوّر ہمارے یہاں رائج ہے، حدیث شریف میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ رمضان کے آخری جمعہ کا نام ''آخری جمعہ'' یا ''جمعۃ الوداع'' کب سے جاری ہوا؟ اور یہ نام کیوں رکھا گیا؟ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

”رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد سے (یعنی عید کے دن سے) اگلے رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کرنا شروع کردیا جاتا ہے۔“

یہ روایت کمزور ہے، لیکن اس حدیث کے مطابق گویا جنت اور اہلِ جنت کا نیا سال عیدالفطر کے دن سے شروع ہوتا ہے، اور رمضان المبارک پر ختم ہوتا ہے، اس لئے گویا جنت کی تقویم کے مطابق ماہِ رمضان المبارک سال کا آخری مہینہ ہے، اور اس کا آخری جمعہ سال کا آخری جمعہ ہے۔ (واللہ اعلم!) اور یہ بھی ممکن ہے کہ آخری جمعہ کے بعد رمضان المبارک کے ختم ہونے میں ہفتے سے کم دنوں کا وقفہ رہ جاتا ہے، اس لئے آخری جمعہ گویا ماہِ مبارک کے فراق و وداع کی علامت ہے، اور یہ کچھ خبر نہیں کہ آئندہ یہ سعید گھڑیاں کس کو نصیب ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ آخری جمعہ کے خطبہ میں رمضان المبارک کے فراق و وداع کے مضامین بڑے رقت آمیز انداز میں بیان کرتے ہیں، لیکن حضراتِ فقہاء نے آخری جمعہ میں فراق و وداع کے مضامین بیان کرنے کو مکروہ لکھا ہے، مولانا زوّار حسین مجددی نقشبندیؒ اپنی کتاب ”زبدۃ الفقہ“ میں لکھتے ہیں:

> ”رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے خطبہ میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحابِ کرام رضی اللہ عنہم وسلف صالحین سے ثابت نہیں ہے، اگرچہ فی نفسہٖ مباح ہے، لیکن اس کے پڑھنے کو ضروری سمجھنا اور نہ پڑھنے والے کو مطعون کرنا بُرا ہے،، اور بھی کئی بُرائیاں ہیں، ان خرابیوں کی وجہ سے ان کلمات کا ترک لازمی ہے، تاکہ ان خرابیوں کی اصلاح ہوجائے۔“
>
> (زبدۃ الفقہ ج:۲ ص:۲۰۶)

## جمعہ کے دن عید ہو تب بھی نمازِ جمعہ پڑھی جائے گی

س…… گزشتہ عیدالفطر کے موقع پر ایک مولوی صاحب نے ایک مسئلہ بیان کیا کہ اجتماعِ عیدین کی صورت میں (یعنی اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن واقع ہوں) جو لوگ صلوٰۃِ جمعہ نہ پڑھ سکیں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس مسئلے کے بیان ہونے کے بعد عام لوگوں نے اس

رعایت سے خوب فائدہ اُٹھایا۔ یعنی ڈٹ کر عید منائی اور جمعہ کی نماز کے لئے نہ آئے۔ تاہم جولوگ نماز کے زیادہ پابند تھے وہ آئے، مگر وہ تھے ہی کتنے؟ نمازیوں کی تعداد بیس افراد تک محدود ہوکر رہ گئی، حالانکہ عموماً یہاں ایک جمِ غفیر ہوتا ہے، ان نمازیوں کے دِل و دماغ میں ایک اُلجھن پیدا ہوئی جس کے ازالے کی کوششیں کی گئیں، اور اب تک جس عالم سے پوچھا گیا اس نے اس مسئلے کی تردید کی، صرف یہی نہیں بلکہ بعض کتب کو بھی کھنگالا گیا اس میں زیادہ تر یہی رائے نظر آئی کہ نماز میں چھوٹ نہیں دی جاسکتی، اور امام ابوحنیفہؒ بھی واضح طور پر اس بیان کردہ مسئلے کے خلاف نظر آتے ہیں، یعنی وہ جمعہ اور عید کی نماز کی فرضیت/واجبیت کو برقرار رکھنے کے حق میں ہیں۔

ج…… نمازِ عید واجب ہے، اور جمعہ کی نماز فرضِ عین ہے، ایک واجب، فرضِ عین کے قائم مقام کیسے ہوسکتا ہے؟ پھر عید کی نماز کا وقت زوال سے پہلے ہے، اور جمعہ زوال کے بعد فرض ہوتا ہے، جو نماز زوال سے پہلے ادا کی گئی ہو وہ جمعہ کے قائم مقام کیسے ہوسکتی ہے؟ اس لئے جمہور ائمہ کے نزدیک عید کی نماز سے جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوگی۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اس کے قائل ہیں، جن روایات سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ عید کی نماز سے جمعہ ساقط ہوجاتا ہے، وہ شہریوں کے بارے میں نہیں بلکہ دیہات والوں کے بارے میں ہیں، یعنی دیہات کے جو لوگ عید کی نماز کے لئے شہر آئے ہوئے ہوں، وہ اگر وقتِ جمعہ سے پہلے واپس جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں (وہ بھی اپنے گھر جاکر ظہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھیں)، چنانچہ بعض روایات میں تو اس کی صاف صراحت موجود ہے، اور بعض میں اگرچہ صراحت نہیں، مگر وہ اسی پر محمول ہیں، بہرحال ان امام مولوی صاحب کا فتویٰ بڑا غلط ہے، اور غیر ذمہ دارانہ ہے، لوگوں کے ترکِ جمعہ کا وبال اس کی گردن پر ہوگا۔

## کیا عورت گھر پر جمعہ کی نماز پڑھ سکتی ہے؟

س…… اگر کوئی عورت اپنے گھر پر اکیلی رہتی ہو اور وہ جمعہ کی نماز بغیر امام، بغیر خطبہ، بغیر نمازی کے پڑھے تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟

ج…… جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ اور جماعت شرط ہے، اور یہ دونوں چیزیں مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں، اس لئے عورتیں مل کر بھی جمعہ کی نماز نہیں پڑھ سکتیں، اور تنہا عورت تو بدرجہ اَولیٰ نہیں پڑھ سکتی، اس خاتون کو چاہئے کہ اپنے گھر پر ظہر کی نماز پڑھا کریں، ورنہ ظہر کی نماز چھوڑنے کا وبال ان کی گردن پر رہے گا۔ بعض عورتوں کو بزرگی کا ہیضہ ہوجاتا ہے، اور اپنی بزرگی بگھارنے کے لئے اس قسم کی خلافِ شریعت باتیں کر بیٹھتی ہیں۔

# عیدین کی نماز

## نمازِ عیدین کی نیت

س......نمازِ عیدین کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج......نمازِ عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نماز عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ واجب مع تکبیرات زائد کی نیت کرتا ہوں۔

## بلا عذر نمازِ عید مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے

س......نمازِ عید کا مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟

ج......بغیر عذر کے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔

## قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

س......مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے، جیسا کہ اس سال سعودیہ میں عید تین دن پہلے ہوئی، اس لئے آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج......جس ملک میں جس دن عید ہوگی، اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی، جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی، اور نمازِ فجر بھی فرض ہوگی۔

## رمضان میں ایک ملک سے دُوسرے ملک جانے والا عید کب کرے؟

س......بکر سعودیہ سے واپس پاکستان آیا، وہاں روزہ دو دن پہلے رکھا گیا تھا، اب جبکہ پاکستان میں اٹھائیس روزے ہوں گے اس کے تیس روزے ہوجائیں گے، اب وہ سعودیہ کے مطابق عید کرے گا یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے سعودیہ کے

مطابق روزہ رکھا جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ دو روزے جو زیادہ ہوجائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج...... عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے، اسی کے مطابق کرے گا، مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہوچکے ہیں، اس لئے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفلی شمار ہوں گے۔

## پاکستان سے سعودیہ جانے والا آدمی سعودیہ میں کس دن عید کرے گا؟

س...... ایک آدمی پاکستان سے سعودی عرب گیا، اس کے دو روزے کم ہوگئے، اب وہ سعودیہ کے چاند کے مطابق عید کرے گا اور جو روزے کم ہوئے ان کو بعد میں رکھے گا یا اپنے روزے پورے کرکے سعودی عرب کی عید کے دو دن بعد پاکستان کے مطابق اپنی عید کرے گا؟

ج...... عید سعودیہ کے مطابق کرے اور جو روزے رہ گئے ہیں ان کی قضا کرے۔

## اگر نمازِ عید میں مقتدی کی تکبیرات نکل جائیں تو نماز کس طرح پوری کرے؟

س...... عید کی نماز میں اگر مقتدی کی آمد دیر میں ہوتی ہے تو ایسی صورت میں کہ زائد تکبیرات نکل جائیں تو مقتدی زائد تکبیریں کس طرح ادا کرے گا؟ اور اگر پوری رکعت نکل جائے تو کس طرح ادا کرے گا؟

ج...... اگر امام تکبیرات سے فارغ ہوچکا ہو، خواہ قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو، بعد میں آنے والا مقتدی تکبیرِ تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہہ لے اور اگر امام رُکوع میں جاچکا ہے اور یہ گمان ہو کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رُکوع میں شامل ہوجائے گا تو تکبیرِ تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر رُکوع میں جائے، اور اگر یہ خیال ہو کہ اتنے عرصے میں امام رُکوع سے اُٹھ جائے گا تو تکبیرِ تحریمہ کہہ کر رُکوع میں چلا جائے، اور رُکوع میں رُکوع کی

تسبیحات کے بجائے تکبیرات کہہ لے، ہاتھ اُٹھائے بغیر، اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں کہ امام رُکوع سے اُٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے امام کی پیروی کرے، اور اگر رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے گا تو پہلے قرأت کرے، پھر تکبیریں کہے، اس کے بعد رُکوع کی تکبیر کہہ کر رُکوع میں جائے۔

## عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہوجائے تو کیا کرے؟

س...... اگر عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہوجائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدۂ سہو کیا جائے گا؟

ج...... اگر غلطی ایسی ہو کہ جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

## اگر عیدین میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

س...... عیدین کی نماز میں اگر امام نے چھ تکبیریں بھول کر اس سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج...... نماز کے آخر میں سجدۂ سہو کرلیا جائے، بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہوسکے کہ سجدۂ سہو ہو رہا ہے، اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

## خطبہ کے بغیر عید کا کیا حکم ہے؟

س...... اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہوجائے گی؟ اگر ہوجائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج...... عید کا خطبہ سنت ہے، اس لئے عید خلافِ سنت ہوئی۔

## نمازِ عید پر خطبہ، دُعا اور معانقہ

س…… کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

ج…… یہ سنت نہیں، محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے، اس کو دین کی بات سمجھنا، اور نہ کرنے والے کو لائقِ ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

س…… خطبہ عید سے پہلے پڑھا جاتا ہے یا نماز کے بعد؟ دُعا نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد کرنی چاہئے؟

ج…… عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے، دُعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد، دونوں کی گنجائش ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور فقہائے اُمت سے اس سلسلے میں کچھ منقول نہیں۔

## عیدین کی جماعت سے رہ جانے والا شخص کیا کرے؟

س…… اگر کوئی عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو کیا وہ شخص گھر میں یہ نماز ادا کرسکتا ہے؟ یا اس نماز کے بدلے میں کسی شخص کو کھانا وغیرہ کھلا دیا جائے تو کیا نماز پوری ہوجائے گی یا نہیں؟

ج…… عید کی نماز کی قضا نہیں، نہ اس کا کوئی کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے، صرف اِستغفار کیا جائے۔

## بقرعید کے دنوں میں تکبیراتِ تشریق کا حکم

س…… تکبیراتِ تشریق کب پڑھی جائیں؟

ج…… ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز فرض کے بعد ہر بالغ مرد اور عورت پر تکبیراتِ تشریق واجب ہیں، تکبیرِ تشریق یہ ہے کہ ہلکی بلند آواز سے یہ کلمات پڑھے: ”اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد۔“

## کیا جمعہ کی عید مسلمانوں پر بھاری ہوتی ہے؟

س…… گزشتہ چند روز سے یہ مسئلہ زیرِ بحث تھا کہ جمعہ کی عید حاکم پر یا عوام پر بھاری گزرتی ہے۔

ج……قرآن وحدیث یا اکابر کے ارشادات سے اس خیال کی کوئی سند نہیں ملتی، اس لئے یہ خیال محض غلط اور توہم پرستی ہے، جمعہ بجائے خود عید ہے، اور اگر جمعہ کے دن عید بھی ہو تو گویا ''عید میں عید'' ہوگئی، خدا نہ کرے کہ کبھی عید بھی مسلمانوں کے لئے بھاری ہونے لگے۔

## عید میں غیرمسلم سے عید ملنا کیسا ہے؟

س……عید میں اگر ایک خاص غیرمسلم فرقے کے افراد عید ملنے کے لئے ہماری طرف بڑھیں تو کیا ان سے عید مل سکتے ہیں؟

ج……عید ملنا علامت ہے دوستی کی، اور دوستی اللہ کے دُشمنوں سے حرام ہے، کیونکہ دُشمن کا دوست بھی دُشمن ہوتا ہے۔

## عیدی کی رسم

س……عید کے دن عیدی کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا دینے والے کو گناہ تو نہیں ہوگا؟

ج……عید کے روز اگر عیدی کو اسلامی عبادت یا سنت نہیں سمجھا جاتا، محض خوشی کے اظہار کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پرسختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون وبیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جد و جہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیۃ، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۱۱۷۱۷

قانونی مشیر اعزازی:___ منظور احمد میو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت:___ اکتوبر ۱۹۹۵ء

قیمت:___

ناشر:___ مکتبہ لدھیانوی

18-سلام کتب مارکیٹ

بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: جامع مسجد باب رحمت

پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون:021-32780340 - 021-32780337

www.shaheedeislam.com

روزنامہ "جنگ" میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے زیرِ عنوان دینی مسائل کا جواب دیا جاتا ہے، اور یہ سلسلہ مئی ۱۹۷۸ء سے جاری ہے، ان تمام مسائل کو نظرِ ثانی کے بعد کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے، جس کی دُوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

نوٹ: Mobile اور IPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے "Adobe Acrobat" کو "PDF Reader" کے طور پر استعمال کریں۔

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل ایک نظر میں

## جلد اول
عقائد، اجتہاد
محاسنِ اسلام
غیر مسلم سے تعلقات
غلط عقائد رکھنے والے فرقے
جنت و دوزخ
توہم پرستی

## جلد دوم
وضو کے مسائل
غسل و تیمم مسائل
پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل
نماز کے مسائل
جمعہ و عیدین
کے مسائل

## جلد سوم
نماز تراویح، نفل نمازیں
میت کے احکام
قبروں کی زیارت
ایصالِ ثواب
قرآن کریم، روزے کے مسائل
زکوٰۃ کے مسائل
منت و صدقہ

## جلد چہارم
حج و عمرہ کے مسائل
زیارت روضۂ اطہر
مسجد نبوی مدینہ منورہ
قربانی، حلال اور حرام جانور
قسم کھانے کے مسائل

## جلد پنجم
شادی بیاہ کے مسائل
طلاق و خلع
عدت، نان و نفقہ
پرورش کا حق
عائلی قوانین وغیرہ

## جلد ششم
تجارت یعنی خرید و فروخت
محنت و اُجرت کے مسائل
قسطوں کا کاروبار
قرض کے مسائل
وراثت اور وصیت

## جلد ہفتم
نام، تصویر، داڑھی، جسمانی وضع قطع، لباس
کھانے پینے کے شرعی احکام
والدین، اولاد اور پڑوسیوں
کے حقوق، تبلیغ، دین
کھیل کود، موسیقی، ڈانس
خاندانی منصوبہ بندی، تصوف

## جلد ہشتم
پردہ، اخلاقیات
رسومات، معاملات
سیاست، تعلیم اور وظائف
جائز و ناجائز
جہاد اور شہید کے احکام

## جلد نہم
ڈارون کا نظریہ اور اسلام
اعضا کی پیوند کاری، خودکشی سے
بچانے کے لیے تین طلاق کا حکم
کنٹیکٹ لینز کی صورت میں
وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر
کا شرعی حکم وغیرہ

## جلد دہم
معجزہ شق قمر، کچھ مفاہیم
کے بارے میں
مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم
فلمی دنیا سے معاشرتی بگاڑ
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

# مکتبہ لدھیانوی

18 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

Tel: 021-2780337
Cell:0321-2115502, 0321-2115595, 0321-2115311

# آپ کے مسائل

## اور اُن کا حل

جلد سوم

نمازِ تراویح، نفل نمازیں
میت کے احکام
قبروں کی زیارت
ایصالِ ثواب
قرآنِ کریم، روزے کے مسائل
زکوٰۃ کے مسائل
منّت و صدقہ




حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ



مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اورگراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پرسختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی انداز تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اورمحاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطافرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ ودو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہوپائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچاجان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت وعافیت کے ساتھ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکرگزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا ورضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی ومنتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

# عرضِ مؤلف

''یہ ناکارہ اپنے محدود علم کے مطابق مسائل، حزم و احتیاط سے لکھنے کی کوشش کرتا ہے، مگر قلتِ علم اور قلتِ فہم کی بنا پر کبھی جواب میں غلطی یا لغزش کا ہوجانا غیرمتوقع نہیں، اس لئے اہلِ علم سے بار بار اِلتجا کرتا ہے کہ کسی مسئلے میں لغزش ہوجائے تو ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح ہوجائے۔'' (ص:۲۵۷)

***

''جو باتیں اس ناکارہ نے گزارش کی ہیں، اگر اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ ان کو غلط قرار دیں تو اس ناکارہ کو ان سے رُجوع کرنے میں کوئی عار نہیں ہوگی، اور اگر حضراتِ اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ ان کو صحیح فرماتے ہیں تو میرا مؤدّبانہ مشورہ ہے کہ ہم عامیوں کو ان کی بات مان لینی چاہئے۔ فقہ کے بہت سے مسائل ایسے باریک ہیں کہ ان کی وجہ ہر شخص کو آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ واللہ الموفق!'' (ص:۲۵۹)

# پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ساتھیوں کی محنت و کاوش سے ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ جلد سوم آپ کے ہاتھوں میں ہے، حسبِ سابق تمام تر کوششوں کے باوجود اس جلد کی تدوین و ترتیب پر نو ماہ کی طویل گراں قدر مدّت صَرف ہوگئی، احتیاط عزائم پر اور تقدیر تدبیر پر غالب آتی رہی، ”عرفت ربی بفسخ العزائم“ کا مشاہدہ جابجا ہوتا رہا۔ قارئین بھی محسوس کرتے ہوں گے کہ عجیب بات ہے، مسائل طبع شدہ ہیں، پھر بھی تأخیر سمجھ سے بالاتر ہے۔ لیکن کیا کیا جائے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کی محتاط طبیعت، ایک ایک مسئلے پر خود کئی کئی مرتبہ نظرِ ثانی، تصحیح کا بھی خود ہی اہتمام، دیگر علمائے کرام کے مشورے، دُوسری طرف ”بینات“، ”ختمِ نبوّت“، ”اقرأ ڈائجسٹ“ کی سرپرستی، ہزاروں قارئین کے براہِ راست خطوط کے تسلی بخش جوابات، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی مسندِ حدیث پر نورِ نبوّت کی ضیاء پاشیاں، مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کی طرف سے منکرینِ ختمِ نبوّت اور کذّاب نبی کا مسلسل تحریری و تقریری تعاقب، روافض، مبتدعین، غیر مقلدین، منکرینِ حدیث اور دیگر باطل فرقوں کی جانب سے اسلام پر اعتراضات کا دفاع، قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث نوّر اللہ مرقدہٗ، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ العزیز کے سلاسلِ تصوّف میں مریدین کی اصلاح و تزکیہ، بے شمار عزیز ساتھیوں کی ذاتی ضروریات کی کفالت، یہ تمام ذمہ داریاں اتنا وقت ہی فارغ نہیں کرتیں کہ آپ کے مسائل کی جلدیں ساتھیوں کے عزم کے مطابق ہر تین ماہ میں منظرِ عام پر آتی رہیں۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم و احسان اور اکابرین حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ،

حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب، حضرت مولانا مفتی احمدالرحمٰن صاحبؒ کے نظرِ انتخاب کو داد دینے کو دِل چاہتا ہے کہ آپ نے حضرت مرشدی مولانا لدھیانوی کے ملکہ خاص اور عطائے ربانی کو بھانپ لیا اور اس ''ہیرے'' کی جوہری کی طرح قدر کی۔ اس قدر کا نتیجہ ہے کہ آج حضرت مولانا لدھیانوی کے قلم کی برکات کا اگر ایک طرف ''جنگ'' اخبار کے ذریعہ عالمِ دُنیا میں ظہور ہو رہا ہے تو ختمِ نبوّت کے موضوع پر بے شمار رسائل و کتب، ''بینات'' اور ''اقرأ ڈائجسٹ'' کے صفحات، ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم''، ''سیرتِ عمر بن عبدالعزیزؒ''، ''عہدِ نبوّت کے ماہ و سال'' اور دیگر بے شمار کتابوں کے ذریعہ علماء و مشائخ کا طبقہ خصوصاً اور ایک عالم عموماً فیض یاب ہو رہا ہے۔

''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' اگرچہ اخبار میں فتاویٰ کی ترتیب کے مطابق شائع نہیں ہوتے، بلکہ قارئین کے خطوط اور سوالات کی اہمیت کے مطابق شائع کئے جاتے ہیں، لیکن کتاب کی تدوین و ترتیب کے موقع پر فتاویٰ کی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے، اس لحاظ سے پہلی جلد عقائد سے متعلق تھی، اس میں زیادہ تر ''جنگ'' اخبار میں شائع شدہ مسائل کو شامل کیا گیا، لیکن بعض ضروری عقائد کے مسائل پر مولانا کے جو کتابچے تھے، وہ بھی شامل کردیئے گئے تاکہ عقائد کے تمام ابواب پر پہلی جلد مشتمل ہو۔ دُوسری جلد میں طہارت اور نماز کے مسائل ہیں، جبکہ تیسری موجودہ جلد نماز، روزہ، زکوٰۃ اور تلاوتِ کلامِ پاک کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اگلی جلدیں جو ترتیب و تدوین کے مراحل میں ہیں، اس میں: حج، نکاح، طلاق، شادی بیاہ، منگنی، رُخصتی، مہر، نان و نفقہ، وراثت، شوہر، بیوی کے حقوق، والدین اور عزیز و اقارب کے حقوق، شوہروں کے بیوی پر مظالم اور حق تلفی، روزمرّہ کے مسائل شامل کئے جائیں گے۔ اندازہ ہے کہ انشاء اللہ العزیز حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا یہ علمی ذخیرہ موجودہ حالت میں تقریباً آٹھ نو جلدوں تک پھیل جائے گا، جبکہ ''جنگ'' اخبار میں ہر ہفتے مختلف موضوعات پر جو اضافہ ہوتا جارہا ہے وہ بھی آئندہ اشاعتوں میں ضمیموں کی شکل میں شامل کیا جائے گا۔

اللہ رَبّ العزّت نے جس طرح اخبار کے اس سلسلے کو قبولیت سے نوازا، اسی طرح حضرتِ والا کی یہ کتاب بھی دیگر کتابوں کی طرح بہت جلد مقبولیت کے درجے پر پہنچی اور پاکستان میں اب تک ان جلدوں کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں، اور ہندوستان سے بھی کئی ایڈیشنوں کی طباعت کی اطلاعات مل رہی ہیں۔ یہ کتاب ایک طرف اگر عوام الناس کو جو مشغولیت کی بنا پر علمائے کرام کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتے، گھر بیٹھے مسائل سے آگاہ کرتی ہے، تو دُوسری طرف علمائے کرام و مفتیانِ عظام کو فتاویٰ نویسی کے وقت مرجع و مأخذ کا کام دیتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کی مقبولیت میں اضافہ فرمائے اور ان کی مکمل تدوین کی جلد صورت پیدا فرمائیں۔

اس تیسری جلد کی تکمیل میں اللہ رَبّ العزّت کے شکر و احسان کے ساتھ: ”مَنْ لَّمْ یَشْکُر النَّاس لَمْ یَشْکُر اللہ“ کے پیشِ نظر محترم عزیزم میر شکیل الرحمٰن، روزنامہ جنگ و دی نیوز، ڈاکٹر شہیر الدین، مولانا محمد نعیم امجد سلیمی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا فضل حق، مولانا محمد رفیق، عبداللطیف طاہر، محمد وسیم غزالی، قاری ہلال احمد، محمد فیاض اور مظفر محمد علی کے شکرگزار ہیں کہ ان حضرات کی انتھک محنت سے یہ کتاب جلد منظرِ عام پر آئی، اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، اُمت کے لئے اس کتاب کو نافع بنائے۔

(مفتی) محمد جمیل خان

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

نفل نمازیں

## متفرق مسائل
## (میّت سے متعلق) ۱۲۶

## قضا روزوں کا بیان ۳۲۹

زکوٰۃ کا نصاب اور شرائط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# نمازِ تراویح

## تراویح کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟

س…… تراویح کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟ کیا بیس رکعت نماز تراویح پڑھنا ہی افضل ہے؟

ج…… تراویح کی ابتدا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اندیشہ سے کہ یہ فرض نہ ہوجائیں تین دن سے زیادہ جماعت نہیں کرائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرداً فرداً پڑھا کرتے تھے اور کبھی دو دو، چار چار آدمی جماعت کرلیتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے عام جماعت کا رواج ہوا، اور اس وقت سے تراویح کی بیس ہی رکعات چلی آرہی ہیں، اور بیس رکعات ہی سنتِ مؤکدہ ہیں۔

## روزہ اور تراویح کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

س…… روزہ اور تراویح کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ کیا روزہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تراویح پڑھی جائے؟

ج…… رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں دن کی عبادت روزہ ہے اور رات کی عبادت تراویح، اور حدیث شریف میں دونوں کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیام لیلہ تطوعًا۔“

(مشکوٰۃ ص:۱۷۳)

ترجمہ:…… ”اللہ تعالیٰ نے اس ماہِ مبارک کے روزے کو فرض کیا ہے اور اس میں رات کے قیام کو نفلی عبادت بنایا ہے۔“

اس لئے دونوں عبادتیں کرنا ضروری ہیں، روزہ فرض ہے، اور تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔

## کیا غیر رمضان میں تراویح، تہجد کی نماز کو کہا گیا ہے؟

س...... کیا غیر رمضان میں تراویح، تہجد کی نماز کو کہا گیا ہے؟ اور یہ کہ تہجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟ قرآن و حدیث کے حوالے سے جواب دیجئے۔

ج...... تہجد الگ نماز ہے، جو کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں مسنون ہے، تراویح صرف رمضان مبارک کی عبادت ہے، تہجد اور تراویح کو ایک نماز نہیں کہا جاسکتا، تہجد کی رکعات چار سے بارہ تک ہیں، درمیانہ درجہ آٹھ رکعات ہیں، اس لئے آٹھ رکعتوں کو ترجیح دی گئی ہے۔

## جو شخص روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ بھی تراویح پڑھے

س...... اگر کوئی شخص بوجہ بیماری رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکے تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی فرمائیے کہ ایسے شخص کی تراویح کا کیا بنے گا؟ وہ تراویح پڑھے گا یا نہیں؟

ج...... جو شخص بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، تندرست ہونے کے بعد روزوں کی قضا رکھ لے، اور اگر بیماری ایسی ہو کہ اس سے اچھا ہونے کی اُمید نہیں، تو ہر روزے کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ دے دیا کرے، اور تراویح پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے تراویح ضرور پڑھنی چاہئے، تراویح مستقل عبادت ہے، یہ نہیں کہ جو روزہ رکھے وہی تراویح پڑھے۔

## تراویح کی جماعت کرنا کیسا ہے؟

س...... تراویح باجماعت پڑھنا کیسا ہے؟ اگر کسی مسجد میں جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے تو کچھ گناہ تو نہیں؟

ج...... رمضان شریف میں مسجد میں تراویح کی نماز ہونا سنتِ کفایہ ہے، اگر کوئی مسجد تراویح کی جماعت سے خالی رہے گی تو سارے محلے والے گناہگار ہوں گے۔

## وتر اور تراویح کا ثبوت

س…… ہمارے گاؤں میں کچھ اہلِ حدیث حضرات موجود ہیں، جو آئے دن نمازیوں میں واویلا کرتے رہتے ہیں کہ وتر اور تراویح کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کہیں بھی بیس کا ذکر نہیں، بیس تراویح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایجاد کردہ ہے، لہٰذا ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ہم نے آج تک بیس تراویح ہی پڑھی اور پڑھائی ہیں، جبکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل احادیثِ نبویہؐ کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

ج…… اہلِ حدیث حضرات کے بعض مسائل شاذ ہیں، جن میں وہ پوری اُمتِ مسلمہ سے کٹ گئے ہیں، ان میں سے ایک تین طلاق کا مسئلہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر جمہور اُمت اور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی، لیکن شیعہ اور اہلِ حدیث کو اس مسئلے میں اُمتِ مسلمہ سے اختلاف ہے۔ دُوسرا مسئلہ بیس تراویح کا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے آج تک مساجد میں بیس تراویح پڑھی جارہی ہیں، اور تمام ائمہ کم سے کم بیس تراویح پر متفق ہیں، جبکہ اہلِ حدیث کو اس سے اختلاف ہے۔

## آٹھ تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

س…… اب جبکہ رمضان کا مہینہ ہے اور رمضان میں تراویح بھی پڑھی جاتی ہیں، ہمارے گھر والے کہتے ہیں کہ تراویح بیس سے کم نہیں پڑھنی چاہئے، جبکہ کئی لوگ کہتے ہیں کہ تراویح آٹھ بھی جائز ہیں اور بارہ بھی جائز ہیں، اب آپ ہی بتائیں کہ کیا آٹھ تراویح پڑھنا جائز ہیں کہ نہیں؟

ج…… حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے آج تک بیس ہی تراویح چلی آتی ہیں اور اس مسئلے میں کسی امامِ مجتہد کا بھی اختلاف نہیں، سب بیس ہی کے قائل ہیں، البتہ اہلِ حدیث حضرات آٹھ پڑھتے ہیں، پس جو شخص اس مسلک کا ہو وہ تو آٹھ پڑھ لیا کرے، مگر باقی مسلمانوں کے لئے آٹھ پڑھنا دُرست نہیں، ورنہ سنتِ مؤکدہ کے تارک ہوں گے اور ترکِ سنت کی عادت ڈال لینا گناہ ہے۔

## تراویح کے سنتِ رسول ہونے پر اعتراض غلط ہے

س……نمازِ تراویح شریعت کے مطابق سنتِ رسولؐ ہے، لیکن مجھے جناب جسٹس قدیرالدین احمد صاحب (ریٹائرڈ) کے ایک مضمون بعنوان ''دورِ حاضر اور اجتہاد'' مؤرّخہ ۲/۷/۱۹۸۵ء نوائے وقت کراچی میں پڑھ کر حیرانی ہوئی کہ نمازِ تراویح کا آغاز ایک اجتہاد کے تحت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، اگر یہ دُرست ہے تو آپ بتائیں کہ نمازِ تراویح سنتِ رسولؐ کیسے ہوئی؟

ج……نمازِ تراویح کو اجتہاد کہنا جسٹس صاحب کا ''غلط اجتہاد'' ہے، نمازِ تراویح کی ترغیب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اور تراویح کا جماعت سے ادا کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، مگر اس اندیشے کی وجہ سے کہیں یہ اُمت پر فرض نہ ہوجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کا اہتمام ترک فرمادیا، اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چونکہ یہ اندیشہ باقی نہیں رہا تھا، اس لئے آپ نے اس سنت ''جماعت'' کو دوبارہ جاری کردیا۔

علاوہ ازیں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اقتدا کا لازم ہونا شریعت کا ایک مستقل اُصول ہے، اگر بالفرض تراویح کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد ہی سے جاری کی ہوتی تو چونکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو بالاجماع قبول کرلیا اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا، اس لئے بعد کے کسی شخص کے لئے اجماعِ صحابہؓ اور سنتِ خلفائے راشدینؓ کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہی، یہی وجہ ہے کہ اہلِ حق میں سے کوئی ایک بھی تراویح کے سنت ہونے کا منکر نہیں۔

## بیس تراویح کا ثبوت صحیح حدیث سے

س……بیس تراویح کا ثبوت صحیح حدیث سے بحوالہ تحریر فرمائیں۔

ج……مؤطا امام مالکؒ ''باب ما جاء فی قیام رمضان'' میں یزید بن رومانؒ سے روایت ہے:

''کان یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی

رمضان بثلٰث وعشرین رکعة.‘‘

اور امام بیہقی رحمہ اللہ (ج:۲ ص:۴۹۶) نے حضرت سائب بن یزید صحابیؓ سے بھی بسند صحیح یہ حدیث نقل کی ہے۔ (نصب الرایہ ج:۲ ص:۱۵۴)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بیس تراویح کا معمول چلا آتا ہے، اور یہی نصاب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہوسکتی کہ وہ دین کے کسی معاملے میں کسی ایسی بات پر بھی متفق ہوسکتے تھے جو منشائے خداوندی اور منشائے نبویؐ کے خلاف ہو۔ حضرت حکیم الاُمت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

’’ومنی اجماع کہ برزبان علماء دین شنیدہ باشی ایں نیست کہ ہمہ مجتہدین لایشذ فرد در عصر واحد بر مسئلہ اتفاق کنند۔ زیرا کہ ایں صورتے ست غیر واقع بل غیر ممکن عادی، بلکہ معنی اجماع حکم خلیفہ است بچیزے بعد مشاورہ ذوی الرأی یا بغر آں، ونفاذ آں حکم تا آنکہ شائع شد ودر عالم ممکن گشت۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی. الحدیث۔‘‘ (ازالۃ الخفاء ص:۲۶)

ترجمہ:...... ’’اجماع کا لفظ تم نے علمائے دین کی زبان سے سنا ہوگا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی زمانے میں تمام مجتہدین کسی مسئلے پر اتفاق کریں، بایں طور کہ ایک بھی خارج نہ ہو، اس لئے کہ یہ صورت نہ صرف یہ کہ واقع نہیں، بلکہ عادةً ممکن بھی نہیں، بلکہ اجماع کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ، ذورائے حضرات کے مشورے سے یا بغیر مشورے کے کسی چیز کا حکم کرے اور اسے نافذ کرے یہاں تک کہ وہ شائع ہوجائے اور جہان میں مستحکم ہوجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ


فہرست

وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد کے خلفائے راشدین کی سنت کو۔''

آپ غور فرمائیں گے تو بیس تراویح کے مسئلے میں یہی صورت پیش آئی کہ خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُمت کو بیس تراویح پر جمع کیا اور مسلمانوں نے اس کا التزام کیا، یہاں تک کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے الفاظ میں ''شائع شد و در عالم ممکن گشت'' یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے بیس تراویح کو بجا طور پر ''اجماع'' سے تعبیر کیا ہے۔

ملک العلماء کاسانیؒ فرماتے ہیں:

''ان عمر رضی الله عنه جمع اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شهر رمضان علی ابی بن کعب فصلی بهم فی کل لیلة عشرین رکعة ولم ینکر علیه احد فیکون اجماعًا منهم علیٰ ذالک.''

(بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۸، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ:...... ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو ماہِ رمضان میں اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا پر جمع کیا، وہ ان کو ہر رات بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی، پس یہ ان کی جانب سے بیس تراویح پر اجماع ہوا۔''

اور موفق ابنِ قدامہ الحنبلی، المغنی (ج:۱ ص:۸۰۳) میں فرماتے ہیں: ''وھذا کالاجماع'' اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ) بیس تراویح پر متفق ہیں، جیسا کہ ان کی کتبِ فقہیہ سے واضح ہے، ائمہ اربعہ کا اتفاق بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ بیس تراویح کا مسئلہ خلف سے تواتر کے ساتھ منقول چلا آتا ہے۔ اس ناکارہ کی رائے یہ ہے کہ جو مسائل خلفائے راشدینؓ سے تواتر کے ساتھ منقول ہوں اور جب سے اب تک انہیں اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے تعامل کی حیثیت حاصل ہو، ان کا ثبوت کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں، بلکہ ان

کی نقلِ متواتر اور تعاملِ مسلسل ہی سو ثبوت کا ایک ثبوت ہے: ''آفتاب آمد دلیلِ آفتاب!''

## بیس رکعت تراویح کے عین سنت ہونے کی شافی علمی بحث

س…… ہمارے ایک دوست کہتے ہیں کہ تراویح کی آٹھ رکعتیں ہی سنت ہیں، کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرایا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان و غیر رمضان میں آٹھ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھائے۔

اس کے خلاف جو روایت بیس رکعت پڑھنے کی نقل کی جاتی ہے وہ بالاتفاق ضعیف ہے، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی گیارہ رکعت ہی کا حکم دیا تھا، جیسا کہ موٴطا امام مالکؒ میں سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے، اور اس کے خلاف بیس کی جو روایت ہے اوّل تو صحیح نہیں اور اگر صحیح بھی ہو تو ہوسکتا ہے کہ پہلے انہوں نے بیس پڑھنے کا حکم دیا ہو، پھر جب معلوم ہوا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت پڑھیں تو سنت کے مطابق آٹھ پڑھنے کا حکم دے دیا ہو۔ بہرحال آٹھ رکعت تراویح ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کی سنت ہے، جو لوگ بیس رکعت پڑھتے ہیں وہ خلافِ سنت کرتے ہیں۔ آپ فرمائیں کہ ہمارے دوست کی یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… آپ کے دوست نے اپنے موقف کی وضاحت کردی ہے، میں اپنے موقف کی وضاحت کئے دیتا ہوں، ان میں کون سا موقف صحیح ہے؟ اس کا فیصلہ خود کیجئے! اس تحریر کو چار حصوں پر تقسیم کرتا ہوں:

۱:……تراویح عہدِ نبویؐ میں۔

۲:……تراویح عہدِ فاروقیؓ میں۔

۳:……تراویح صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعینؒ کے دور میں۔

۴:……تراویح ائمہ اربعہؒ کے نزدیک۔

ا:......تراویح عہدِ نبوی میں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدّد احادیث میں قیامِ رمضان کی ترغیب دی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یأمرھم فیہ بعزیمۃ فیقول: من قام رمضان ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ. فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذالک، ثم کان الامر علی ذالک فی خلافۃ ابی بکر وصدرًا من خلافۃ عمر.“ (جامع الاصول ج:۹ ص:۴۳۹، بروایت بخاری ومسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مؤطا)

ترجمہ:......”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ رمضان کی ترغیب دیتے تھے بغیر اس کے کہ قطعیت کے ساتھ حکم دیں، چنانچہ فرماتے تھے کہ: جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے رمضان میں قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف ہوگئے۔ چنانچہ یہ معاملہ اسی حالت پر رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی یہی صورتِ حال رہی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں بھی۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”ان اللہ فرض صیام رمضان وسننت لکم قیامہ، فمن صامہ وقامہ ایمانًا واحتسابًا خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امّہ.“ (جامع الاصول ج:۹ ص:۴۴۱، بروایت نسائی)

ترجمہ:......”بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کا روزہ فرض کیا ہے، اور میں نے تمہارے لئے اس کے قیام کو سنت قرار دیا

ہے، پس جس نے ایمان کے جذبہ سے اور ثواب کی نیت سے اس کا صیام و قیام کیا، وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسا کہ جس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا بھی متعدّد احادیث سے ثابت ہے، مثلاً:

۱:......حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا، جس میں تین رات میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے، پہلی رات میں تہائی رات تک، دُوسری رات میں آدھی رات تک، تیسری رات میں سحر تک۔ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۲۶۹)

۲:......حدیثِ ابی ذر رضی اللہ عنہ، جس میں ۲۳ویں رات میں تہائی رات تک، ۲۵ویں میں آدھی رات تک اور ۲۷ویں شب میں اوّل فجر تک قیام کا ذکر ہے۔ (جامع الاصول ج:۶ ص:۱۲۰، بروایت ترمذی، ابوداوٗد، نسائی)

۳:......حدیثِ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، اس کا مضمون بعینہٖ حدیثِ ابی ذر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ (نسائی ج:۱ ص:۲۳۸)

۴:......حدیثِ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اس میں صرف ایک رات کا ذکر ہے۔ (جامع الاصول ج:۶ ص:۱۱۹، بروایت بخاری و مسلم، ابوداوٗد، نسائی)

۵:......حدیثِ انس رضی اللہ عنہ، اس میں بھی صرف ایک رات کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۳۵۲)

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جماعت پر مداومت نہیں فرمائی اور اس اندیشے کا اظہار فرمایا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہوجائے، اور اپنے طور پر گھروں میں پڑھنے کا حکم فرمایا۔ (حدیثِ زید بن ثابتؓ وغیرہ)

رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدہ بہت بڑھ جاتا تھا، خصوصاً عشرۂ اخیرہ میں تو پوری رات کا قیام معمول تھا، ایک ضعیف روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں اضافہ ہوجاتا تھا۔

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج:۵ ص:۱۳۲، وفیه عبدالباقی بن قانع، قال الدارقطنی یخطئ کثیرًا)

تاہم کسی صحیح روایت میں یہ نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں جو تراویح کی جماعت کرائی، اس میں کتنی رکعات پڑھائیں؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صرف ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔

(موارد الظمان ص:۲۳۰، قیام اللیل مروزی ص:۱۵۷، مکتبہ سبحانیہ، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۷۲ بروایت طبرانی و ابویعلیٰ)

مگر اس روایت میں عیسیٰ بن جاریہ متفرد ہے، جو اہلِ حدیث کے نزدیک ضعیف اور مجروح ہے، جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معینؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: ”لیس بذاک“ یعنی وہ قوی نہیں، نیز فرماتے ہیں: ”عنده مناکیر“، یعنی اس کے پاس متعدد منکر روایتیں ہیں۔ امام ابوداوٗدؒ اور امام نسائیؒ نے اسے ”منکر الحدیث“ کہا ہے، امام نسائیؒ نے اس کو متروک بھی بتایا ہے، ساجی و عقیلی نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا ہے، ابنِ عدیؒ کہتے ہیں کہ: ”اس کی حدیثیں محفوظ نہیں۔“

(تہذیب التہذیب ج:۸ ص:۲۰۷، میزان الاعتدال ج:۳ ص:۳۱۱)

خلاصہ یہ کہ یہ راوی اس روایت میں متفرد بھی ہے، اور ضعیف بھی، اس لئے یہ روایت منکر ہے، اور پھر اس روایت میں صرف ایک رات کا واقعہ مذکور ہے، جبکہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آٹھ رکعتوں سے پہلے یا بعد میں تنہا بھی کچھ رکعتیں پڑھی ہوں، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے۔

(مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۷۳، بروایت طبرانی، وقال رجالہٗ رجال الصحیح)

دُوسری روایت مصنف ابنِ ابی شیبہؒ (ج:۲ ص:۳۹۴، نیز سننِ کبریٰ بیہقیؒ ج:۲ ص:۴۹۲، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۷۲) میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔“ مگر اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان راوی کمزور ہے، اس لئے یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح نہیں، مگر جیسا کہ آگے معلوم ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اُمت کا تعامل اسی کے مطابق ہوا۔

تیسری حدیث اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے، جس کا سوال میں حوالہ دیا گیا ہے، مگر اس میں تراویح کا ذکر نہیں، بلکہ اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان اور غیر رمضان میں ہمیشہ پڑھی جاتی ہے، اس لئے رکعاتِ تراویح کے تعین میں اس سے بھی مدد نہیں ملتی۔

چنانچہ علامہ شوکانیؒ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں:

**"والحاصل ان الذی دلت علیه احادیث الباب وما یشابهها هو مشروعیة القیام فی رمضان والصلٰوة فیه جماعة وفرادیٰ فقصر الصلٰوة المسماة بالتراویح علی عدد معین وتخصیصها بقراءة مخصوصة ولم یرد به سنة."** (نیل الاوطار ج:۴ ص:۶۴)

ترجمہ:...... "حاصل یہ کہ اس باب کی حدیثیں اور ان کے مشابہ حدیثیں جس بات پر دلالت کرتی ہیں، وہ یہ ہے کہ رمضان میں قیام کرنا اور باجماعت یا اکیلے نماز پڑھنا مشروع ہے، پس تراویح کو کسی خاص عدد میں منحصر کردینا، اور اس میں خاص مقدارِ قرأت مقرّر کرنا ایسی بات ہے جو سنت میں وارد نہیں ہوئی۔"

**۲:...... تراویح عہدِ فاروقی میں:**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی باقاعدہ جماعت کا اہتمام نہیں تھا، بلکہ لوگ تنہا یا چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں پڑھا کرتے تھے، سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک امام پر جمع کیا۔

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۲۶۹، باب فضل من قام رمضان)

اور یہ خلافتِ فاروقیؓ کے دُوسرے سال یعنی ۱۴ھ کا واقعہ ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص:۱۲۱، تاریخ ابنِ اثیر ج:۱ ص:۱۸۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کتنی رکعتیں پڑھی جاتی تھیں؟ اس کا ذکر

حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، حضرت سائبؓ سے اس حدیث کو تین شاگرد نقل کرتے ہیں، ۱: حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب، ۲: یزید بن خصیفہ، ۳: محمد بن یوسف، ان تینوں کی روایت کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱:...... حارث بن عبدالرحمٰن کی روایت علامہ عینیؒ نے شرحِ بخاری میں حافظ ابنِ عبدالبر کے حوالے سے نقل کی ہے:

**"قال ابن عبدالبر: وروی الحارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب عن السائب بن یزید قال: کان القیام علٰی عهد عمر بثلٰث وعشرین رکعة، قال ابن عبدالبر: هذا محمول علٰی ان الثلٰث للوتر."**

(عمدۃ القاری ج:۱۱ ص:۱۲۷)

ترجمہ:...... "ابنِ عبدالبر کہتے ہیں کہ حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب نے حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت کی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۲۳ رکعتیں پڑھی جاتی تھیں، ابنِ عبدالبر کہتے ہیں کہ: ان میں بیس تراویح کی اور تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں۔"

۲:...... حضرت سائب کے دُوسرے راوی یزید بن خصیفہ کے تین شاگرد ہیں: ابنِ ابی ذئب، محمد بن جعفر اور امام مالک، اور یہ تینوں بالاتفاق بیس رکعتیں روایت کرتے ہیں۔

الف:...... ابنِ ابی ذئب کی روایت امام بیہقیؒ کی سننِ کبریٰ میں درج ذیل سند کے ساتھ مروی ہے:

**"اخبرنا ابوعبدالله الحسین بن محمد الحسین بن فنجویه الدینوری بالدامغان، ثنا احمد بن محمد بن اسحاق السنی، انبأنا عبدالله بن محمد بن عبدالعزیز البغوی، ثنا علی بن الجعد انبأنا ابن ابی ذئب عن یزید**

بن خصیفة عن السائب بن یزید قال: کانوا یقومون علٰی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة، قال: وکانوا یقرءون بالمئین وکانوا یتوکون علی عصیهم فی عهد عثمان بن عفان رضی الله عنه من شدة القیام." (سننِ کبریٰ ج:۲ ص:۴۹۶)

"یعنی ابنِ ابی ذئب، یزید بن خصیلہ سے، اور وہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان میں لوگ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شدّتِ قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔"

اس کی سند کو امام نوویؒ، امام عراقیؒ اور حافظ سیوطیؒ نے صحیح کہا ہے۔

(آثار السنن ص:۲۵۱ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان، تحفۃ الاحوذی ج:۲ ص:۷۵)

ب:...... محمد بن جعفر کی روایت امام بیہقیؒ کی دُوسری کتاب معرفۃ السنن والآثار میں حسبِ ذیل سند سے مروی ہے:

"اخبرنا ابوطاهر الفقیه، ثنا ابوعثمان البصری، ثنا ابواحمد محمد بن عبدالوهاب، ثنا خالد بن مخلد، ثنا محمد بن جعفر حدثنی یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال: کنا نقول فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر." (نصب الرایۃ ج:۲ ص:۱۵۴)

"یعنی محمد بن جعفر، یزید بن خصیفہ سے اور وہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعات اور وتر پڑھا کرتے تھے۔"

اس کی سند کو امام نوویؒ نے خلاصہ میں، علامہ سبکیؒ نے شرحِ منہاج میں اور علامہ علی

قاریؒ نے شرحِ مؤطا میں صحیح کہا ہے۔ (آثارالسنن ج:۲ ص:۵۴، تحفۃ الاحوذی ج:۲ ص:۷۵)

ج:...... یزید بن خصیفہ سے امام مالکؒ کی روایت حافظؒ نے فتح الباری میں اور علامہ شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں ذکر کی ہے۔

حافظؒ لکھتے ہیں:

"وروی مالک من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید عشرین رکعة."

(فتح الباری ج:۴ ص:۲۵۳، مطبوعہ لاہور)

ترجمہ:...... "اور امام مالکؒ نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے حضرت سائب بن یزید سے بیس رکعتیں نقل کی ہیں۔"

اور علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں:

"وفی المؤطا من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید انها عشرین رکعة."

(نیل الاوطار ج:۳ ص:۵۳، مطبوعہ عثمانیہ، مصر ۱۳۵۷ھ)

"مالک عن یزید بن خصیفہ عن السائب بن یزید" کی سند بعینہٖ صحیح بخاری (ج:۱ ص:۳۱۲) پر موجود ہے، لیکن یہ روایت مجھے مؤطا کے موجودہ نسخے میں نہیں ملی، ممکن ہے کہ مؤطا کے کسی نسخے میں حافظؒ کی نظر سے گزری ہو، یا غیر مؤطا میں ہو، اور علامہ شوکانیؒ کا: "وفی المؤطا" کہنا سہو کی بنا پر ہو، فلیفتش!

۳:...... حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے تیسرے شاگرد محمد بن یوسف کی روایت میں ان کے شاگردوں کے درمیان اختلاف ہوا ہے، چنانچہ:

الف:...... امام مالکؒ وغیرہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ نے اُبیّ اور تمیم داری کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم دیا تھا، جیسا کہ مؤطا امام مالکؒ میں ہے۔

(مؤطات امام مالکؒ ص:۹۸، مطبوعہ نور محمد کراچی)

ب:...... ابنِ اسحاق ان سے تیرہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ (فتح الباری ج:۴ ص:۲۵۴)

ج:......اور داؤد بن قیس اور دیگر حضرات ان سے اکیس رکعتیں نقل کرتے ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق ج:۴ ص:۲۶۰)

اس تفصیل سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت سائب کے دو شاگرد حارث اور یزید بن خصیفہ اور یزید کے تینوں شاگرد متفق اللفظ ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات پر لوگوں کو جمع کیا تھا، جبکہ محمد بن یوسف کی روایت مضطرب ہے، بعض ان میں سے گیارہ نقل کرتے ہیں، بعض تیرہ اور بعض اکیس۔ اُصولِ حدیث کے قاعدے سے مضطرب حدیث حجت نہیں، لہٰذا حضرت سائب رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث وہی ہے جو حارث اور یزید بن خصیفہ رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے، اور اگر محمد بن یوسف کی مضطرب اور مشکوک روایت کو کسی درجے میں قابلِ لحاظ سمجھا جائے تو دونوں کے درمیان تطبیق کی وہی صورت متعین ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے کہ گیارہ پر چند روز عمل رہا، پھر بیس پر عمل کا استقرار ہوا، چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ دونوں روایتوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”ویمکن الجمع بین الروایتین، فانهم کانوا یقومون باحدی عشرة ثم کانوا یقومون بعشرین ویوترون بثلٰث.“ (سننِ کبریٰ ج:۲ ص:۴۹۶)

ترجمہ:......”دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے، کیونکہ وہ لوگ پہلے گیارہ پڑھتے تھے، اس کے بعد بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھنے لگے۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ کا یہ ارشاد کہ عہدِ فاروقیؓ میں صحابہؓ کا آخری عمل، جس پر استقرار ہوا، بیس تراویح تھا، اس پر متعدّد شواہد و قرائن موجود ہیں۔

اوّل:......امام مالکؒ جو محمد بن یوسف سے گیارہ کی روایت نقل کرتے ہیں، خود ان کا اپنا مسلک بیس یا چھتیس تراویح کا ہے، جیسا کہ چوتھی بحث میں آئے گا، اس سے واضح ہے کہ یہ روایت خود امام مالکؒ کے نزدیک بھی مختار اور پسندیدہ نہیں۔

دوم:......ابنِ اسحاق جو محمد بن یوسف سے تیرہ کی روایت نقل کرتے ہیں، وہ بھی

بیس کی روایت کو اثبت کہتے ہیں، چنانچہ علامہ شوکانیؒ نے بیس والی روایت کے ذیل میں ان کا قول نقل کیا ہے:

”قال ابن اسحاق وھٰذا اثبت ما سمعت فی ذٰلک.“
(شوکانی، نیل الاوطار ج:۳ ص:۵۳)

ترجمہ:...... ”ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ: رکعاتِ تراویح کی تعداد کے بارے میں، میں نے جو کچھ سنا اس میں سب سے زیادہ ثابت یہی تعداد ہے۔“

سوم:...... یہ کہ محمد بن یوسف کی گیارہ والی روایت کی تائید میں دُوسری کوئی اور روایت موجود نہیں، جبکہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی بیس والی روایت کی تائید میں دیگر متعدّد روایتیں بھی موجود ہیں، چنانچہ:

ا:...... یزید بن رومان کی روایت ہے کہ:

”کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلٰث وعشرین رکعة.“
(مؤطا امام مالکؒ ص:۹۸، مطبوعہ نور محمد کراچی، سننِ کبریٰ ج:۲ ص:۴۹۶، قیام اللیل ص:۹۱، طبع جدید ص:۱۵۷)

ترجمہ:...... ”لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)۔“

یہ روایت سند کے لحاظ سے نہایت قوی ہے، مگر مرسل ہے، کیونکہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، تاہم حدیثِ مرسل (جبکہ ثقہ اور لائقِ اعتماد سند سے مروی ہو) امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ اور جمہور علماء کے نزدیک مطلقاً حجت ہے، البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک حدیثِ مرسل کے حجت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی تائید کسی دُوسری مسند یا مرسل سے ہوئی ہو، چونکہ یزید بن رومان کی زیرِ بحث روایت کی تائید میں دیگر متعدّد روایات موجود ہیں، اس لئے یہ باتفاق اہلِ علم حجت ہے۔

یہ بحث تو عام مراسیل باب میں تھی، مؤطا کے مراسیل کے بارے میں اہلِ حدیث کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ سب صحیح ہیں۔

چنانچہ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

"قال الشافعی اصح الکتب بعد کتاب اللہ مؤطا مالک واتفق اھل الحدیث علی ان جمیع ما فیہ صحیح علٰی رأی مالک ومن وافقہ واما علٰی رأی غیرہ فلیس فیہ مرسل ولا منقطع الا قد اتصل السند بہ من طریق اخری فلا جرم انھا صحیحۃ من ھذا الوجہ وقد صنف فی زمان مالک مؤطات کثیرۃ فی تخریج احادیثہ ووصل منقطعہ مثل کتاب ابن ابی ذئب وابن عیینۃ والثوری ومعمر." (حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:۱۳۳، مطبوعہ منیریہ)

ترجمہ:...... "امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب مؤطا امام مالکؒ ہے، اور اہلِ حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں، وہ سب امام مالکؒ اور ان کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔ اور دُوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل اور منقطع روایت ایسی نہیں کہ دُوسرے طریقوں سے اس کی سند متصل نہ ہو، پس اس لحاظ سے وہ سب کی سب صحیح ہیں، اور امام مالکؒ کے زمانے میں مؤطا کی حدیثوں کی تخریج کے لئے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لئے بہت سے مؤطا تصنیف ہوئے، جیسے ابنِ ابی ذئب، ابنِ عیینہ، ثوری اور معمر کی کتابیں۔"

اور پھر بیس رکعات پر اصل استدلال تو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے جس کے "صحیح" ہونے کی تصریح گزر چکی ہے، اور یزید بن رومان کی روایت بطور تائید ذکر کی گئی ہے۔



فہرست

۲:......یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت ہے کہ:

"ان عمر بن الخطاب امر رجلًا ان یصلی بھم عشرین رکعة." (مصنف ابن ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

ترجمہ:......"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔"

یہ روایت بھی سنداً قوی، مگر مرسل ہے۔

۳:......عبدالعزیز بن رفیع کی روایت ہے:

"کان ابیّ بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلٰث."

(مصنف ابن ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

ترجمہ:......"حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو مدینہ میں رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔"

۴:......محمد بن کعب قرظی کی روایت ہے کہ:

"کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة یطیلون فیھا القراءة ویوترون بثلٰث." (قیام اللیل ص:۹۱، طبع جدید ص:۱۵۷)

ترجمہ:......"لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے، ان میں طویل قرأت کرتے اور تین وتر پڑھتے تھے۔"

یہ روایت بھی مرسل ہے، اور قیام اللیل میں اس کی سند نہیں ذکر کی گئی۔

۵:......کنز العمال میں خود حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

"ان عمر بن الخطاب امرہ ان یصلی باللیل فی رمضان، فقال: ان الناس یصومون النہار ولا یحسنون

ان یقرأوا فلو قرأت علیهم باللیل. فقال: یا امیر المؤمنین! هٰذا شیٔ لم یکن. فقال: قد علمت ولکنه حسن. فصلی بهم عشرین رکعة.“

(کنز العمال طبع جدید بیروت ج:۸ ص:۴۰۹، حدیث:۲۳۴۷۱)

ترجمہ:......”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو رات کے وقت نماز پڑھایا کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں، مگر خوب اچھا پڑھنا نہیں جانتے، پس کاش! تم رات میں ان کو قرآن سناتے۔ اُبیؓ نے عرض کیا: یا امیرالمؤمنین! یہ ایک ایسی چیز ہے جو پہلے نہیں ہوئی۔ فرمایا: یہ تو مجھے معلوم ہے، لیکن یہ اچھی چیز ہے۔ چنانچہ اُبیؓ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائیں۔“

چہارم:......مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں اہلِ علم اس کے قائل ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات پر جمع کیا، اور حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان سے موافقت کی، اس لئے یہ بہ منزلہ اجماع کے تھا یہاں چند اکابر کے ارشادات ذکر کئے جاتے ہیں:

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

”واختلف اهل العلم فی قیام رمضان فرأی بعضهم ان یصلی احدی واربعین رکعة مع الوتر وهو قول اهل المدینة والعمل علی هٰذا عندهم بالمدینة واکثر اهل العلم علٰی ما روی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم عشرین رکعة وهو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی، وقال الشافعی: وهٰکذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون

عشرین رکعة." (سننِ ترمذی ج:۱ ص:۹۹)

ترجمہ:...... ''تراویح میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، بعض وتر سمیت اکتالیس رکعت کے قائل ہیں، اہلِ مدینہ کا یہی قول ہے اوران کے یہاں مدینہ طیبہ میں اسی پر عمل ہے، اور اکثر اہلِ علم بیس رکعت کے قائل ہیں، جو حضرت علی، حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ اور شافعیؒ کا یہی قول ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعات ہی پڑھتے پایا ہے۔''

۲:...... علامہ زرقانی مالکیؒ شرحِ مؤطا میں ابوالولید سلیمان بن خلف القرطبی الباجی المالکیؒ (متوفی ۴۹۴ھ) سے نقل کرتے ہیں:

"قال الباجی: فأمرهم اولًا بتطویل القراءة لأنه افضل، ثم ضعف الناس فأمرهم بثلٰث وعشرین فخفف من طول القراءة واستدرک بعض الفضیلة بزیادة الرکعات." (شرح زرقانی علی المؤطا ج:۱ ص:۲۳۹)

ترجمہ:...... ''باجیؒ کہتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ان کو تطویلِ قرأت کا حکم دیا تھا کہ وہ افضل ہے، پھر لوگوں کا ضعف محسوس کیا تو ۲۳ رکعات کا حکم دیا، چنانچہ طولِ قرأت میں کمی کی اور رکعات کے اضافے کی فضیلت کی کچھ تلافی کی۔''

"قال الباجی: وکان الأمر علٰی ذٰلک الی یوم الحرة فثقل علیهم القیام فنقضوا من القراءة وزادوا الرکعات فجعلت ستًّا وثلاثین غیر الشفع والوتر."

(زرقانی شرح مؤطا ج:۱ ص:۲۳۹)

ترجمہ:...... ''باجیؒ کہتے ہیں کہ: یومِ حرہ تک بیس رکعات کا

دستور رہا، پھر ان پر قیام بھاری ہوا تو قرأت میں کمی کرکے رکعات میں مزید اضافہ کردیا گیا، اور وتر کے علاوہ ۳۶ رکعات ہوگئیں۔“

۳:...... علامہ زرقانیؒ نے یہی بات حافظ ابنِ عبدالبرؒ (۳۶۸ھ، ۴۶۳ھ) اور ابومروان عبدالملک بن حبیب القرطبی المالکیؒ (متوفی ۲۳۷ھ) سے نقل کی ہے۔

(زرقانی شرحِ مؤطا ج:۱ ص:۲۳۹)

۴:...... حافظ موفق الدین ابنِ قدامہ المقدسی الحنبلیؒ (متوفی ۶۲۰ھ) المغنی میں لکھتے ہیں:

”ولنا ان عمر رضی الله عنه لما جمع الناس علٰی ابیّ بن کعب کان یصلی لهم عشرین رکعة.“

ترجمہ:...... ”ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔“

اس سلسلے کی روایات، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وهذا کالاجماع.“

ترجمہ:...... ”اور یہ بہ منزلہ اجماعِ صحابہؓ کے ہے۔“

پھر اہلِ مدینہ کے ۳۶ کے تعامل کو ذکر کرکے لکھتے ہیں:

”ثم لو ثبت ان اهل المدینة کلهم فعلوه لکان ما فعله عمر واجمع علیه الصحابة فی عصره اولی بالاتباع. قال بعض اهل العلم انما فعل هذا اهل المدینة لأنهم ارادوا مساواة اهل مکة، فان اهل مکة یطوفون سبعًا بین کل ترویحتین فجعل اهل المدینة مکان کل سبع اربع رکعات، وما کان علیه اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اولی واحق.“ (ابنِ قدامہ، المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱ ص:۷۹۹)

ترجمہ:......''پھر اگر ثابت ہو کہ اہلِ مدینہ سب چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے تب بھی جو کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور جس پر ان کے دور میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اجماع کیا، اس کی پیروی اَولیٰ ہوگی۔

بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ: اہلِ مدینہ کا مقصود اس عمل سے اہلِ مکہ کی برابری کرنا تھا، کیونکہ اہلِ مکہ دو ترویحوں کے درمیان طواف کیا کرتے تھے، اہلِ مدینہ نے طواف کی جگہ دو ترویحوں کے درمیان چار رکعتیں مقرّر کرلیں۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو معمول تھا وہی اَولیٰ اور احق ہے۔''

۵:......امام محی الدین نوویؒ (متوفی ۶۷۶ھ) شرح مہذب میں لکھتے ہیں:

**''واحتج اصحابنا بما رواه البیھقی وغیره بالاسناد الصحیح عن السائب بن یزید الصحابی رضی الله عنه قال کانوا یقومون علیٰ عھد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شھر رمضان بعشرین رکعة. الحدیث.''** (المجموع شرح مہذب ج:۴ ص:۳۲)

ترجمہ:......''ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے جو امام بیہقی اور دیگر حضرات نے حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے بہ سندِ صحیح روایت کی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔''

آگے یزید بن رومانؒ کی روایت ذکر کرکے امام بیہقی رحمہ اللہ کی تطبیق ذکر کی ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ذکر کرکے اہلِ مدینہ کے فعل کی وہی توجیہ کی ہے جو ابنِ قدامہؒ کی عبارت میں گزر چکی ہے۔

۶:...... علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی شافعیؒ (متوفی ۹۲۳ھ) شرحِ بخاری میں لکھتے ہیں:

”وجمع البیهقی بینهما بأنهم کانوا یقومون باحدی عشرة ثم قاموا بعشرین واوتروا بثلٰث وقد عدوا ما وقع فی زمن عمر رضی الله عنه کالاجماع.“

(ارشادالساری ج:۳ ص:۴۲۶)

ترجمہ:...... ”اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ وہ پہلے گیارہ پڑھتے تھے، پھر بیس تراویح اور تین وتر پڑھنے لگے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو معمول جاری ہوا اسے علماء نے بمنزلہ اجماع کے شمار کیا ہے۔“

۷:...... علامہ شیخ منصور بن یونس بہوتی حنبلی (متوفی ۱۰۴۶ھ) ”کشف القناع عن متن الاقناع“ میں لکھتے ہیں:

”وهی عشرون رکعة لما روی مالک عن یزید بن رومان قال: کان الناس یقومون فی زمن عمر فی رمضان بثلٰث وعشرین رکعة .... وهٰذا فی مظنة الشهرة بحضرة الصحابة فکان اجماعًا.“

(کشف القناع عن متن الاقناع ج:۱ ص:۳۹۲)

ترجمہ:...... ”تراویح بیس رکعت ہیں، چنانچہ امام مالکؒ نے یزید بن رومانؒ سے روایت کیا ہے کہ: لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ...... اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہؓ کی موجودگی میں بیس کا حکم دینا عام شہرت کا موقع تھا، اس لئے یہ اجماع ہوا۔“

۸:...... مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ”حجۃ اللہ البالغہ“ میں لکھتے ہیں:

”وزادت الصحابة ومن بعدهم فی قیام رمضان ثلٰثة اشیاء الاجتماع له فی مساجدهم وذالک لأنه یفید التیسیر علی خاصتهم وعامتهم واداؤه فی اوّل اللیل مع القول بأن صلاة اٰخر اللیل مشهودة وهی افضل کما نبه عمر رضی الله عنه لهٰذا التیسیر الذی اشرنا الیه وعدده عشرون رکعة.“ (حجۃ اللہ البالغہ ج:۲ ص:۱۸)

ترجمہ:...... ”اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد کے حضرات نے قیامِ رمضان میں تین چیزوں کا اضافہ کیا۔ ۱: اس کے لئے مساجد میں جمع ہونا، کیونکہ اس سے عام و خاص کو آسانی حاصل ہوتی ہے۔ ۲: اوّل شب میں ادا کرنا، باوجود اس بات کے قائل ہونے کے کہ آخرِ شب کی نماز میں فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے، اور وہ افضل ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر متنبہ فرمایا، مگر اوّل شب کا اختیار کرنا بھی اسی آسانی کے لئے تھا جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا۔ ۳: بیس رکعات کی تعداد۔“

**۲:...... تراویح عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں:**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس تراویح کا معمول شروع ہوا تو بعد میں کم از کم بیس کا معمول رہا، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعینؒ سے زائد کی روایات تو مروی ہیں، لیکن کسی سے صرف آٹھ کی روایت نہیں۔

۱:...... حضرت سائب رضی اللہ عنہ کی روایت اُوپر گزر چکی ہے، جس میں انہوں نے عہدِ فاروقیؓ میں بیس کا معمول ذکر کرتے ہوئے اسی سیاق میں عہدِ عثمانیؓ کا ذکر کیا ہے۔

۲:...... ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ جن کا وصال عہدِ عثمانی کے اواخر میں ہوا ہے، وہ بھی بیس پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص:۹۱، طبع جدید ص:۱۵۷)

۳:...... ”عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عن علی

**رضی الله عنه انه دعا القراء فی رمضان فأمر منهم رجلًا یصلی بالناس عشرین رکعة و کان علی یوتر بهم."**

(سننِ کبریٰ بیہقی ج:۲ ص:۴۹۶)

ترجمہ:...... "ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا، پس ان میں ایک شخص کو حکم دیا کہ بیس رکعتیں پڑھایا کرے، اور وتر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پڑھایا کرتے تھے۔"

اس کی سند میں حماد بن شعیب پر محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن اس کے متعدّد شواہد موجود ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی کی یہ روایت شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں ذکر کی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ تراویح کو اپنے دورِ خلافت میں باقی رکھا۔ (منہاج السنۃ ج:۴ ص:۲۲۴)

حافظ ذہبیؒ نے **المنتقٰی مختصر منهاج السنّة** (**المنتقٰی** ص:۵۴۲) میں حافظ ابنِ تیمیہؒ کے اس استدلال کو بلانکیر ذکر کیا ہے، اس سے واضح ہے کہ ان دونوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعات تراویح کا معمول جاری تھا۔

۴:...... **"عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء ان علیًا امر رجلًا یصلی بهم فی رمضان عشرین رکعة."**

(مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

ترجمہ:...... "عمرو بن قیس، ابوالحسناء سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعتیں پڑھایا کرے۔"

۵:...... **"عن ابی سعد البقال عن ابی الحسناء ان علی بن ابی طالب رضی الله عنه امر رجلًا ان یصلی**

**بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة وفی هٰذا الاسناد ضعف."** (سننِ کبریٰ بیہقی ج:۲ ص:۴۹۵)

ترجمہ:...... "ابوسعد بقال، ابوالحسناء سے نقل کرتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعتیں پڑھایا کرے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کی سند میں ضعف ہے۔"

علامہ ابن الترکمانی "الجوہر النقی" میں لکھتے ہیں کہ: ظاہر تو یہ ہے کہ اس سند کا ضعف ابوسعد بقال کی وجہ سے ہے، جو متکلم فیہ راوی ہے، لیکن مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں (جو اُوپر ذکر کی گئی ہے) اس کا متابع موجود ہے، جس سے اس کے ضعف کی تلافی ہوجاتی ہے۔ (ذیل سننِ کبریٰ ج:۲ ص:۴۹۵)

۶:...... **"عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی رضی اللہ عنہ انہ کان یومهم فی شهر رمضان بعشرین رکعة ویوتر بثلٰث."**

(سننِ کبریٰ ج:۲ ص:۴۹۶، قیام اللیل ص:۹۱، طبع جدید ص:۱۵۷)

ترجمہ:...... "شتیر بن شکل، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے، رمضان المبارک میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔"

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس اثر کو نقل کرکے کہا ہے: "**وفی ذٰلک قوّة**" (اور اس میں قوّت ہے)، پھر اس کی تائید میں انہوں نے عبدالرحمٰن سلمی کا اثر ذکر کیا ہے جو اُوپر گزر چکا ہے۔

۷:...... **"عن ابی الخصیب قال: کان یؤمنا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة."** (سننِ کبریٰ ج:۲ ص:۴۹۶)

ترجمہ:......''ابوالخصیب کہتے ہیں کہ: سعید بن غفلہ ہمیں رمضان میں نماز پڑھاتے تھے، پس پانچ ترویحے بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔''

''قال النیموی: واسنادہ حسن.''

(آثارالسنن ج:۲ ص:۵۵ طبع ہند)

ترجمہ:......''علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں کہ:اس کی سند صحیح ہے۔''

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کا شمار کبار تابعین میں ہے، انہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اسلام لائے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی، کیونکہ مدینہ طیبہ اس دن پہنچے جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوئی، اس لئے صحابیت کے شرف سے مشرف نہ ہوسکے، بعد میں کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے خاص اصحاب میں تھے، ۸۰ھ میں ایک سوتیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ (تقریب التہذیب ج:۱ ص:۳۴۱)

۸:...... ''عن الحارث انه كان يؤم الناس في رمضان بالليل بعشرين ركعة ويوتر بثلٰث ويقنت قبل الركوع.'' (مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

ترجمہ:......''حارث، رمضان میں لوگوں کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اور رُکوع سے قبل قنوت پڑھتے تھے۔''

۹:......قیام اللیل میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ، سعید بن الحسن اور عمران العبدی سے نقل کیا ہے کہ وہ بیس راتیں بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے اور آخری عشرہ میں ایک ترویحہ کا اضافہ کردیتے تھے۔ (قیام اللیل ص:۹۲، طبع جدید ۱۵۸)

حارث، عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ (متوفی ۹۶ھ)، اور سعید بن ابی الحسن (متوفی ۱۰۸ھ) تینوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

۱۰:......ابو البختری بھی بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

۱۱:......علی بن ربیعہ، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں تھے، بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

۱۲:......ابن ابی ملیکہ (متوفی ۱۱۷ھ) بھی بیس تراویح پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

۱۳:......حضرت عطا (متوفی ۱۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ: میں نے لوگوں کو وتر سمیت ۲۳ رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا ہے۔ (مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۹۳)

۱۴:......مؤطا امام مالکؒ میں عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (متوفی ۱۱۷ھ) کی روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا ہے کہ وہ رمضان میں کفار پر لعنت کرتے تھے اور قاری آٹھ رکعتوں میں سورۂ بقرہ ختم کرتا تھا، اگر وہ بارہ رکعتوں میں سورۂ بقرہ ختم کرتا تو لوگ یہ محسوس کرتے کہ اس نے قرأت میں تخفیف کی ہے۔ (مؤطا امام مالکؒ ص:۹۹)

اس روایت سے مقصود تو تراویح میں طولِ قرأت کا بیان ہے، لیکن روایت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف آٹھ رکعات پر اکتفا نہیں کیا جاتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت جاری کی، ہمیشہ بیس یا زائد تراویح پڑھی جاتی تھیں، البتہ ایامِ حرہ (۶۳ھ) کے قریب اہلِ مدینہ نے ہر ترویحہ کے درمیان چار رکعتوں کا اضافہ کرلیا، اس لئے وہ وتر سمیت اکتالیس رکعتیں پڑھتے تھے، اور بعض دیگر تابعین بھی عشرۂ اخیرہ میں اضافہ کرلیتے تھے۔ بہرحال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعینؒ کے دور میں آٹھ تراویح کا کوئی گھٹیا سے گھٹیا ثبوت نہیں ملتا، اس لئے جن حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوگیا تھا، ان کا ارشاد مبنی بر حقیقت ہے، کیونکہ حضراتِ سلف اس تعداد پر اضافے کے تو قائل تھے، مگر اس میں کمی کا قول کسی سے منقول نہیں، اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ اس بات پر سلف کا اجماع تھا کہ تراویح کی کم سے کم تعداد بیس رکعات ہیں۔

### ۴:......تراویح ائمۂ اَربعہؒ کے نزدیک

امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات ہیں، امام مالکؒ سے اس سلسلے میں دو روایتیں منقول ہیں، ایک بیس کی اور دُوسری چھتیس کی، لیکن مالکی مذہب کے متون میں بیس ہی کی روایت کو اختیار کیا گیا ہے۔ فقہِ حنفی کے حوالے دینے کی ضرورت نہیں، دُوسرے مذاہب کی مستند کتابوں کے حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

فقہِ مالکی:

قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی (متوفی ۵۹۵ھ) بدایۃ المجتھد میں لکھتے ہیں:

"واختلفوا فی المختار من عدد الرکعات التی یقوم بها الناس فی رمضان فاختار مالک فی احد قولیه وابوحنیفة والشافعی واحمد وداوٗد القیام بعشرین رکعة سوی الوتر، وذکر ابن القاسم عن مالک انه کان یستحسن ستًا وثلاثین رکعة والوتر ثلاث."

(بدایۃ المجتھد ج:۱ ص:۱۵۶، مکتبہ علمیہ لاہور)

ترجمہ:......"رمضان میں کتنی رکعات پڑھنا مختار ہے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالکؒ نے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ، احمدؒ اور داوٗدؒ نے وتر کے علاوہ بیس رکعات کو اختیار کیا ہے، اور ابنِ قاسمؒ نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ تین وتر اور چھتیس رکعات تراویح کو پسند فرماتے تھے۔"

مختصر خلیل کے شارح علامہ شیخ احمد الدردیر المالکی (متوفی ۱۲۰۱ھ) لکھتے ہیں:

"وھی (ثلاث وعشرون) رکعة بالشفع والوتر کما کان علیه العمل (ای عمل الصحابة والتابعین، الدسوقی).

(ثم جعلت) فی زمن عمر بن عبدالعزیز (ستًا

وثلاثین) بغیر الشفع والوتر لٰکن الذی جری علیه العمل سلفًا وخلفًا الأوّل.“

(شرح الکبیر الدردیر مع حاشیۃ الدسوقی ج:۱ ص:۳۱۵)

ترجمہ:......”اور تراویح، وتر سمیت ۲۳ رکعتیں ہیں، جیسا کہ اسی کے مطابق (صحابہؓ و تابعینؒ کا) عمل تھا، پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں وتر کے علاوہ چھتیس کردی گئیں، لیکن جس تعداد پر سلف و خلف کا عمل ہمیشہ جاری رہا وہ اوّل ہے (یعنی بیس تراویح اور تین وتر)۔“

فقہِ شافعی:

امام محی الدین نوویؒ (متوفی ۶۷۶ھ) المجموع شرح مہذب میں لکھتے ہیں:

”(فرع) فی مذاهب العلماء فی عدد رکعات التراویح مذهبنا انها عشرون رکعة بعشر تسلیمات غیر الوتر وذالک خمس ترویحات والترویحة اربع رکعات بتسلیمتین هذا مذهبنا وبه قال ابوحنیفة واصحابه واحمد وداؤد وغیرهم ونقله القاضی عیاض عن جمهور العلماء وحکی ان الأسود بن یزید رضی الله عنه کان یقوم بأربعین رکعة یوتر بسبع وقال مالک التراویح تسع ترویحات وهی ستة وثلاثون رکعة غیر الوتر.“　　(مجموع شرح مہذب ج:۴ ص:۳۲)

ترجمہ:......”رکعاتِ تراویح کی تعداد میں علماء کے مذاہب کا بیان، ہمارا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں، دس سلاموں کے ساتھ، علاوہ وتر کے۔ یہ پانچ ترویحے ہوئے، ایک ترویحہ چار رکعات کا دو سلاموں کے ساتھ۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے

اصحاب، امام احمدؒ اور امام داوٗدؒ وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں، اور قاضی عیاضؒ نے اسے جمہور علماء سے نقل کیا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ اسود بن یزید اکتالیس تراویح اور سات وتر پڑھا کرتے تھے، اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ: تراویح نو ترویحے ہیں، اور یہ وتر کے علاوہ چھتیس رکعتیں ہوئیں۔''

**فقہِ حنبلی:**

حافظ ابنِ قدامہ المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۲۰ھ) المغنی میں لکھتے ہیں:

**''والمختار عند ابی عبدالله رحمه الله فيها عشرون ركعة وبهٰذا قال الثوری وابو حنيفة والشافعی، وقال مالک ستة وثلاثون.''**

(مغنی ابنِ قدامہ ج:۱ ص:۷۹۸، ۷۹۹، مع الشرح الکبیر)

ترجمہ:..... ''امام احمدؒ کے نزدیک تراویح میں بیس رکعتیں مختار ہیں۔ امام ثوریؒ، ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں، اور امام مالکؒ چھتیس کے قائل ہیں۔''

**خاتمہ بحث، چند ضروری فوائد:**

مسک الختام کے طور پر چند فوائد گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، تاکہ بیس تراویح کی اہمیت ذہن نشین ہوسکے۔

**۱:..... بیس تراویح سنتِ مؤکدہ ہے:**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بیس تراویح جاری کرنا، صحابہ کرامؓ کا اس پر نکیر نہ کرنا، اور عہدِ صحابہؓ سے لے کر آج تک شرقاً و غرباً بیس تراویح کا مسلسل زیرِ تعامل رہنا، اس امر کی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین میں داخل ہے، لقوله تعالیٰ: ''وليمكنن لهم دينهم الذی ارتضٰى لهم'' (اللہ تعالیٰ خلفائے راشدینؓ کے لئے ان کے اس دین کو قرار و تمکین بخشیں گے، جو اللہ تعالیٰ نے ان

کے لئے پسند فرمالیا ہے)۔

الاختیار شرح المختار میں ہے:

”روی اسد بن عمرو عن ابی یوسف قال: سئلت ابا حنیفة رحمه الله عن التراویح وما فعله عمر رضی الله عنه، فقال: التراویح سنة مؤكدة ولم یتخرصه عمر من تلقاء نفسه ولم یكن فیه مبتدعًا ولم یأمر به الا عن اصل لدیه وعهد من رسول الله صلی الله علیه وسلم ولقد سن عمر هذا وجمع الناس علٰی أبیّ بن كعب فصلاها جماعة والصحابة متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ وأبیّ وغیرهم من المهاجرین والأنصار رضی الله عنهم اجمعین وما ردّ علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروا بذٰلک.“

(الاختیار لتعلیل المختار ج:۱ ص:۶۸، الشیخ الامام ابی الفضل مجدالدین عبداللہ بن محمود الموصلی الحنفی، متوفی ۶۸۳ھ)

ترجمہ:...... ”اسد بن عمرو، امام ابویوسفؒ سے روایت کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت امام ابوحنیفہؒ سے تراویح اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ: تراویح سنتِ مؤکدہ ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی طرف سے اختراع نہیں کیا، نہ وہ کوئی بدعت ایجاد کرنے والے تھے، انہوں نے جو حکم دیا وہ کسی اصل کی بنا پر تھا جو ان کے پاس موجود تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عہد پر مبنی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنت جاری کی اور لوگوں کو اُبیّ بن کعبؓ پر جمع کیا،

پس انہوں نے تراویح کی جماعت کرائی، اس وقت صحابہ کرامؓ کثیر تعداد میں موجود تھے، حضرات عثمان، علی، ابنِ مسعود، عباس، ابنِ عباس، طلحہ، زبیر، معاذ اُبیؓ اور دیگر مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجمعین سب موجود تھے، مگر ایک نے بھی اس کو رَدّ نہیں کیا، بلکہ سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موافقت کی اور اس کا حکم دیا۔''

**۲:...... خلفائے راشدینؓ کی جاری کردہ سنت کے بارے میں وصیتِ نبوی:**

اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ بیس تراویح تین خلفائے راشدینؓ کی سنت ہے اور سنتِ خلفائے راشدینؓ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''انہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافًا کثیرًا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ، وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة.''

(رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۳۰)

ترجمہ:......''جو شخص تم میں سے میرے بعد جیتا رہا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا، پس میری سنت کو اور خلفائے راشدینؓ مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوط تھام لو اور دانتوں سے مضبوط پکڑ لو، اور نئی نئی باتوں سے احتراز کرو، کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اس حدیث پاک سے سنتِ خلفائے راشدینؓ کی پیروی کی تاکید معلوم ہوتی ہے، اور یہ کہ اس کی مخالفت بدعت و گمراہی ہے۔

**۳:......ائمہ اربعہ کے مذاہب سے خروج جائز نہیں:**

اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ ائمہ اربعہ کم سے کم بیس تراویح کے قائل ہیں، ائمہ


فہرست

اربعہ کے مذہب کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع ہے، اور مذاہبِ اربعہ سے خروج، سوادِ اعظم سے خروج ہے، مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "عقد الجید" میں لکھتے ہیں:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتبعوا السواد الأعظم. ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذا الأربعة كان اتباعها اتباعًا للسواد الأعظم، والخروج عنها خرجًا عن السواد الأعظم."

(رواه ابن ماجه من حديث انسؓ، كما في مشكوٰة ص:۳۰، وتمامه: "فانه من شذ شذ في النار." عقد الجید ص:۳۷ مطبوعہ ترکیہ)

ترجمہ:......"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ: "سوادِ اعظم کی پیروی کرو!" اور جبکہ ان مذاہبِ اربعہ کے سوا باقی مذاہبِ حقہ مٹ چکے ہیں تو ان کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع ہوگا، اوران سے خروج سوادِ اعظم سے خروج ہوگا۔"

## ۴:......بیس تراویح کی حکمت:

حکمائے اُمت نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق بیس تراویح کی حکمتیں بھی ارشاد فرمائی ہیں، یہاں تین اکابر کے ارشادات نقل کئے جاتے ہیں:

۱:......البحر الرائق میں شیخ ابراہیم الحلبی الحنفی (متوفی ۹۵۶ھ) سے نقل کیا ہے:

"وذكر العلامة الحلبي ان الحكمة في كونها عشرين ان السنن شرعت مكملات للواجبات وهي عشرون بالوتر فكانت التراويح كذالك لتقع المساوات بن المكمل والمكمل انتهٰى."

(البحر الرائق ج:۲ ص:۷۲)

ترجمہ:......"علامہ حلبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ سنن، فرائض و واجبات کی تکمیل

کے لئے مشروع ہوئی ہیں، اور فرائض پنج گانہ وتر سمیت بیس رکعات ہیں۔ لہٰذا تراویح بھی بیس رکعات ہوئیں، تاکہ مکمل اور مکمل کے درمیان مساوات ہوجائے۔“

۲:......علامہ منصور بن یونس حنبلیؒ (متوفی ۱۰۴۶ھ) کشف القناع میں لکھتے ہیں:

”والسر فیه ان الراتبه عشر فضوعفت فی رمضان لأنه وقت جد.“

(کشف القناع عن متن الاقناع ج:۱ ص:۳۹۲)

ترجمہ:......”اور بیس تراویح میں حکمت یہ ہے کہ سننِ مؤکدہ دس ہیں، پس رمضان میں ان کو دوچند کردیا گیا، کیونکہ وہ محنت وریاضت کا وقت ہے۔“

۳:......حکیم الاُمت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس امر کو ذکر کرتے ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تراویح کی بیس رکعتیں قرار دیں، اس کی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں:

”وذالک انهم رأوا النبی صلی الله علیه وسلم شرع للمحسنین احدی عشرة رکعة فی جمیع السنة فحکموا انه لا ینبغی ان یکون حظ المسلم فی رمضان عند قصده الاقتحام فی لجة التشبه بالملکوت اقل من ضعفها.“ (حجۃ اللہ البالغہ ج:۲ ص:۱۸)

ترجمہ:......”اور یہ اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسنین کے لئے (صلوٰۃ اللیل کی) گیارہ رکعتیں پورے سال میں مشروع فرمائی ہیں، پس ان کا فیصلہ یہ ہوا کہ رمضان المبارک میں جب مسلمان تشبہ بالملکوت کے دریا میں غوطہ لگانے کا قصد رکھتا ہے تو اس کا حصہ سال بھر کی رکعتوں کے دوگنا سے کم نہیں ہونا چاہئے۔“

## تراویح کے لئے دُوسری مسجد میں جانا

س……اپنے محلے کی مسجد کو چھوڑ کر دُوسری مسجد میں تراویح پڑھنے جانا کیسا ہے؟

ج……اگر اپنے محلے کی مسجد میں قرآن مجید ختم نہ ہوتا ہو، یا امام قرآن مجید غلط پڑھتا ہو تو تراویح کے لئے محلے کی مسجد کو چھوڑ کر دُوسری جگہ جانا جائز ہے۔

## تراویح کے امام کی شرائط کیا ہیں؟

س……تراویح پڑھانے کے لئے کس قسم کا حافظ ہونا چاہئے؟

ج……تراویح کی امامت کے لئے وہی شرائط ہیں جو عام نمازوں کی امامت کے لئے ہیں، اس لئے حافظ کا متبعِ سنت ہونا ضروری ہے، داڑھی منڈانے یا کترانے والے کو تراویح میں امام نہ بنایا جائے، اسی طرح معاوضہ لے کر تراویح پڑھانے والے کے پیچھے تراویح جائز نہیں، اس کے بجائے الم ترکیف کے ساتھ پڑھ لینا بہتر ہے۔

## داڑھی منڈے حافظ کی اقتدا میں تراویح پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے

س……داڑھی کترے حافظ کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا تراویح کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ آج کل تراویح میں عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کئی حافظ حضرات چھوٹی اور بغیر داڑھی کے تراویح پڑھاتے ہیں، اگر ان سے یہ عرض کیا جائے کہ آپ نے داڑھی کیوں نہیں رکھی؟ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے، اگر اہمیت ہوتی تو سعودی عرب میں چھوٹی چھوٹی داڑھی ہے، مصر کا ملک بھی مسلمان ہے، لوگ ۹۵ فیصد کتراتے اور منڈواتے ہیں۔ صحیح جواب سے نوازیں۔

ج……داڑھی رکھنا واجب ہے۔ منڈانا یا کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) بالاتفاق حرام ہے، اور ایسے شخص کے پیچھے نماز، خواہ تراویح کی ہو پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ گناہ اگر عام ہوجائے تو وہ ثواب نہیں بن جاتا، گناہ ہی رہتا ہے، اس لئے سعودیوں یا مصریوں کا حوالہ غلط ہے۔


فہرست

## نماز کی پابندی نہ کرنے والے اور داڑھی کتروانے والے حافظ کی اقتدا میں تراویح

س…… ایک حافظ قرآن پورے سال پابندی کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا، مگر جب ماہِ رمضان آتا ہے تو کسی مسجد میں ختمِ قرآن سناتا ہے، سوال یہ ہے کہ ایسے حافظ کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز ایک مٹھی کے اندر داڑھی کتروانے والا حافظ یعنی ایک مٹھی سے داڑھی کم ہو تو ایسے حافظ کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… ایسے حافظ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں، اس کے بجائے الم ترکیف کے ساتھ تراویح پڑھ لینا بہتر ہے۔

## معاوضہ طے کرنے والے حافظ کی اقتدا میں تراویح ناجائز ہے

س…… اکثر حافظ صاحبان جن کے کھانے کمانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا، وہ باقاعدہ معاوضہ طے کرکے پھر تراویح پڑھانے کے لئے تیار ہوتے ہیں، کیا ایسی صورت میں جبکہ روزگار وغیرہ نہ ہو قرآنِ عظیم کو ذریعۂ آمدنی بنانا جائز ہے؟

ج…… اُجرت لے کر تراویح پڑھانا جائز نہیں، اور ایسے حافظ کے پیچھے تراویح مکروہِ تحریمی ہے، اس کے بجائے الم ترکیف کے ساتھ پڑھ لینا بہتر ہے۔

## تراویح پڑھانے والے حافظ کو ہدیہ لینا کیسا ہے؟

س…… یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ قرآنِ پاک سناکر اُجرت لینا ناجائز ہے، لیکن اگر کوئی حافظ تراویح میں قرآنِ پاک سنائے اور کوئی اُجرت نہ لے، مگر مقتدی اپنی خوشی سے اسے کچھ رقم یا کوئی کپڑا وغیرہ کوئی چیز دے دیں، تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

ج…… جس علاقے میں حافظوں کو اُجرت دینے کا رواج ہو، وہاں ہدیہ بھی اُجرت ہی سمجھا جاتا ہے، چنانچہ اگر کچھ نہ دیا جائے تو لوگ اس کا برا مناتے ہیں، اس لئے تراویح سنانے والے کو ہدیہ بھی نہیں لینا چاہئے۔

## تراویح میں تیز رفتار حافظ کے پیچھے قرآن سننا کیسا ہے؟

س……سورۃ مزمل کی ایک آیت کے ذریعہ تاکید کی گئی ہے کہ قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، اس کے برعکس تراویح میں حافظ صاحبان اس قدر روانی سے پڑھتے ہیں کہ الفاظ سمجھ میں نہیں آتے، اگر وہ ایسا نہ کریں تو پورا قرآن وقتِ مقررہ پر ختم نہیں کر سکتے، باپ اور بیٹا دونوں حافظ ہیں، بیٹا باپ سے زیادہ روانی سے پڑھتا ہے، جس پر لوگوں نے باپ کو ''حافظ ریل'' اور بیٹے کو ''حافظ انجن'' کے لقب سے نوازا ہے، اور وہ اب اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں، کیا تراویح میں اس طرح پڑھنا دُرست ہے؟

ج……تراویح کی نماز میں عام نمازوں کی نسبت ذرا تیز پڑھنے کا معمول تو ہے، مگر ایسا تیز پڑھنا کہ الفاظ صحیح طور پر ادا نہ ہوں، اور سننے والوں کو سوائے **یعلمون تعلمون** کے کچھ سمجھ نہ آئے، حرام ہے، ایسے حافظ کے بجائے الم ترکیف سے تراویح پڑھ لینا بہتر ہے۔

## بغیر عذر کے تراویح بیٹھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

س……دیگر نفل کی طرح کیا تراویح بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

ج……تراویح بغیر عذر کے بیٹھ کر نہیں پڑھنی چاہئے، یہ خلافِ استحباب ہے، اور ثواب بھی آدھا ملے گا۔

## تراویح میں رُکوع تک الگ بیٹھے رہنا مکروہ فعل ہے

س……تراویح میں جب حافظ نیت باندھ کر قرأت کرتا ہے تو اکثر نمازی یونہی پیچھے بیٹھے یا ٹہلتے رہتے ہیں، اور جیسے ہی حافظ رُکوع میں جاتا ہے تو لوگ جلدی جلدی نیت باندھ کر نماز میں شریک ہوجاتے ہیں، یہ حرکت کہاں تک دُرست ہے؟

ج……تراویح میں ایک بار پورا قرآن مجید سننا ضروری اور سنتِ مؤکدہ ہے، جو لوگ امام کے ساتھ شریک نہیں ہوتے ان سے اتنا حصہ قرآنِ کریم کا فوت ہوجاتا ہے، اس لئے یہ لوگ نہ صرف ایک ثواب سے محروم رہتے ہیں، بلکہ نہایت مکروہ فعل کے مرتکب ہوتے ہیں، کیونکہ ان کا یہ فعل قرآنِ کریم سے اعراض کے مشابہ ہے۔


فہرست

## تراویح میں قرأت کی مقدار

س.....تراویح میں کتنا قرآن پڑھنا چاہئے؟

ج.....تراویح میں کم از کم ایک قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے، لہٰذا اتنا پڑھا جائے کہ ۲۹ر رمضان کو قرآنِ کریم پورا ہوجائے۔

## دو تین راتوں میں مکمل قرآن کر کے بقیہ تراویح چھوڑ دینا

س.....میرے بعض دوست ایسے ہیں جو کہ رمضان کی شروع کی ایک رات یا تین راتوں میں پورا قرآن شریف تراویح میں سن لیتے ہیں اور پھر بقیہ دنوں میں تراویح نہیں پڑھتے، کیا یہ دُرست ہے؟ دُوسرے یہ کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ پورا قرآن ایک رات میں سن کر باقی راتوں میں امام صاحب کے ساتھ فرض پڑھ کر تر واتح خودا کیلے جلدی پڑھ لیتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

ج.....تراویح پڑھنا مستقل سنت ہے، اور تراویح میں پورا قرآنِ کریم سننا الگ سنت ہے، جو شخص ان میں سے کسی ایک سنت کا تارک ہوگا وہ گناہگار ہوگا۔

## نمازِ تراویح میں صرف بھولی ہوئی آیات کو دُہرانا بھی جائز ہے

س.....تراویح میں تلاوت کرتے کرتے اگر حافظ صاحب آگے نکل جائیں اور بعد میں معلوم ہو کہ بیچ میں کچھ آیتیں رہ گئی ہیں، تو کیا ایسی صورت میں تلاوت کیا گیا پورا کلامِ پاک دُہرائے یا صرف چھوٹی ہوئی اور غلط پڑھی گئی آیتیں دُہرائے؟

ج.....پورا لوٹانا افضل ہے، صرف اتنی آیتوں کا بھی پڑھ لینا جائز ہے۔

## تراویح میں خلافِ ترتیب سورتیں پڑھی جائیں تو کیا سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

س.....تراویح میں الم ترکیف سے قل اعوذ برب الناس تک پڑھی جاتی ہیں، کیا ان کو سلسلے وار ہر رکعت میں پڑھا جائے؟ اگر بھول کر آگے پیچھے ہوجاتی ہے تو کیا سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

ج.....نماز میں سورتوں کو قصداً خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے، مگر اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں


فہرست

آتا، اور اگر بھول کر خلافِ ترتیب پڑھ لے تو کراہت بھی نہیں۔

## تراویح میں ایک مرتبہ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے

س…… بعض حافظ قرآنِ کریم میں ایک مرتبہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں، اگر آہستہ پڑھی جائے تو کیا حرج ہے؟

ج…… تراویح میں کسی سورۃ کے شروع میں ایک مرتبہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی آیت بھی بلند آواز سے پڑھ دینی چاہئے، کیونکہ یہ قرآنِ کریم کی ایک مستقل آیت ہے، اگر اس کو جہراً نہ پڑھا گیا تو مقتدیوں کا قرآنِ کریم کا سماع پورا نہیں ہوگا۔

## دورانِ تراویح ''قل ھو اللہ'' کو تین بار پڑھنا کیسا ہے؟

س…… دورانِ تراویح یا شبینہ تلاوت کلامِ پاک میں کیا ''قل ھو اللہ'' کی سورۃ کو تین بار پڑھنا چاہئے؟

ج…… تراویح میں ''قل ھو اللہ'' تین بار پڑھنا جائز ہے، مگر بہتر نہیں، تاکہ اس کو سنتِ لازمہ نہ بنالیا جائے۔

## تراویح میں ختمِ قرآن کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

س…… تراویح میں جب قرآنِ پاک ختم کیا جاتا ہے تو بعض حفاظِ کرام آخری دوگانہ میں تین مرتبہ سورۂ اخلاص، ایک مرتبہ سورۂ فلق، سورۃ الناس اور دُوسری رکعت میں البقرہ کا پہلا رُکوع پڑھتے ہیں، اور بعض حفاظ سورۂ اخلاص کو صرف ایک مرتبہ پڑھتے ہیں اور آخری دو رکعتوں میں البقرہ کا پہلا رُکوع اور دُوسری رکعت میں سورۂ والصافات کی آخری آیات پڑھتے ہیں، ختمِ قرآن تراویح کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج…… ویسے تو قرآن شریف سورۂ والناس پر ختم ہوجاتا ہے، لہٰذا اگر کوئی حافظ سورۃ الناس آخری رکعت میں پڑھیں اور سورۃ البقرہ شروع نہ کریں تو یہ دُرست ہے، لیکن جو حفاظِ کرام سورۃ الناس کے بعد بیسویں رکعت میں سورۃ البقرہ شروع کردیتے ہیں یا اُنیسویں رکعت میں سورۃ البقرہ اور بیسویں رکعت میں سورۂ والصافات کی آخری دُعائیہ آیات پڑھتے ہیں تو

اگر اس طریقہ کو وہ لازمی نہیں سمجھتے ہیں تو اس طرح سے ختمِ قرآن کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سورۃ الناس کے بعد سورۃ البقرہ شروع کرنے میں اس بات کی طرف لطیف سا اشارہ ہوتا ہے کہ تلاوتِ قرآن میں تسلسل ہونا چاہئے، اور حدیث شریف میں اس کی تعریف آتی ہے کہ آدمی قرآنِ کریم ختم کرکے دوبارہ شروع کردے، اس لئے یہ بہتر ہے کہ ایک قرآن ختم کرکے فوراً دُوسرا قرآن شروع کردیا جائے، البتہ اس طریقہ کو اگر لازمی سمجھا جائے تو دُرست نہیں۔

## تراویح میں اگر مقتدی کا رُکوع چھوٹ گیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

س...... تراویح میں امام صاحب نے کہا کہ دُوسری رکعت میں سجدہ ہے، لیکن دُوسری رکعت میں امام نے نہ جانے کس مصلحت کی بنا پر سجدہ کی آیت تلاوت کرنے سے پہلے ہی رُکوع کرلیا، جبکہ مقتدی خاص طور پر جو کونوں اور پیچھے کی طرف تھے وہ دُوسری رکعت میں سجدہ کی بنا پر سجدہ میں چلے گئے، لیکن جب امام نے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہا تو وہ حیرت اور پریشانی میں کھڑے ہوئے اور امام ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا سجدہ میں گیا تو مقتدی بھی سجدے میں چلے گئے، اور بقیہ نماز ادا کی۔ یعنی امام کی نماز تو دُرست رہی جبکہ مقتدیوں کا رُکوع چھوٹ گیا، اور انہوں نے سلام امام کے ساتھ ہی پھیرا، کیا مقتدیوں کی نماز دُرست ہوئی؟ اگر نہیں تو اس صورت میں مقتدیوں کو کیا کرنا چاہئے؟

ج...... مقتدیوں کو چاہئے تھا کہ وہ اپنا رُکوع کرکے امام کے ساتھ سجدے میں شریک ہوجاتے، بہرحال رُکوع نماز میں فرض ہے، جب وہ چھوٹ گیا تو نماز نہیں ہوئی، ان حضرات کو چاہئے کہ اپنی دو رکعتیں قضا کرلیں۔

## تراویح کی دُوسری رکعت میں بیٹھنا بھول جائے اور چار پڑھ لے تو کتنی تراویح ہوئیں؟

س...... دو رکعت نماز سنت تراویح کی نیت کرکے حافظ صاحب نے نماز شروع کی، دُوسری رکعت کے بعد تشہد میں نہیں بیٹھے، تیسری چوتھی رکعت پڑھی، پھر تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو نکالا،



فہرست

نمازِ تراویح کی چاروں رکعت ہوگئیں یا دو سنت دو نفل یا چاروں نفل؟

ج...... صحیح قول کے مطابق اس صورت میں تراویح کی دو رکعتیں ہوئیں:

"فلو صلی الامام اربعًا بتسلیمة ولم یقعد فی الثانیة فاظهر الروایتین عن ابی حنیفة وابی یوسف عدم الفساد ثم اختلفوا هل تنوب عن تسلیمة او تسلیمتین؟ قال ابو اللیث تنوب عن تسلیمتین، وقال ابوجعفر وابن الفضل تنوب عن واحدة وهو الصحیح، کذا فی الظهیریة والخانیة وفی المجتبی وعلیه الفتویٰ۔"

(البحرالرائق ج:۲ ص:۷۲)

## تراویح کے دوران وقفہ

س...... تراویح کے دوران کتنا وقفہ کرنا چاہئے؟

ج...... نمازِ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی تھیں، مستحب ہے، لیکن اگر اتنی دیر بیٹھنے میں لوگوں کو تنگی ہو تو کم وقفہ کیا جائے۔

## عشاء کے فرائض تراویح کے بعد ادا کرنے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

س...... ایک صاحب عشاء کے وقت مسجد میں داخل ہوئے، تو عشاء کی نماز ختم ہوچکی تھی، تراویح شروع تھیں، یہ حضرت تراویح میں شامل ہوگئے، بعد از تراویح عشاء کی فرض نماز مکمل کی، آیا اس طرح نماز ہوگئی یا نہیں؟ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ قصداً ایسا نہیں کیا، بلکہ لاعلمی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

ج...... جو شخص ایسے وقت آئے کہ عشاء کی نماز ہوچکی ہو اس کو لازم ہے کہ پہلے عشاء کے فرض اور سنتِ مؤکدہ پڑھ لے، بعد میں تراویح کی جماعت میں شریک ہو، ان صاحب کی نمازِ تراویح نہیں ہوئی، تراویح کی نماز عشاء کے تابع ہے، اس کی مثال ایسے ہے جیسے بعد کی سنتیں کوئی شخص پہلے پڑھ لے تو ان کا لوٹانا ضروری ہوگا، مگر تراویح کی قضا نہیں۔

## جماعت سے فوت شدہ تراویح وتروں کے بعد ادا کی جائے یا پہلے؟

س...... ہم اگر تراویح میں دیر سے پہنچتے ہیں تو پہلے عشاء کی نماز پڑھ کر امام کے ساتھ تراویح میں شامل ہوجاتے ہیں اور جو ہماری تراویح رہ جاتی ہے اس کو وتر کے بعد میں پڑھنا چاہئے یا وتر سے پہلے پڑھیں؟ اور اگر بقیہ تراویح نہ پڑھیں تو کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

ج...... وتر جماعت کے ساتھ پہلے پڑھ لیں، بعد میں باقی ماندہ تراویح پڑھیں۔

## بغیر جماعت عشاء کے جماعت تراویح صحیح نہیں

س...... اگر کسی مسجد میں نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ نہ پڑھی گئی ہو تو وہاں تراویح جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟

ج...... اگر عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ نہ ہوئی ہو تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے، کیونکہ تراویح عشاء کی نماز کے تابع ہے، البتہ اگر کچھ لوگ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر تراویح پڑھ رہے ہوں اور کوئی شخص بعد میں آئے تو وہ اپنی عشاء کی نماز الگ پڑھ کر تراویح کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔

## کیا تراویح کی قضا پڑھنی ہوگی؟

س...... جہاز پر ہماری ڈیوٹی رات آٹھ بجے سے بارہ بجے تک ہوتی ہے، اس وقت ہم میں سے اکثر لوگ صرف عشاء کی نماز قضا کرتے ہیں، کیا اس وقت ہم صرف عشاء پڑھیں یا قضا تراویح بھی پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... عشاء کا وقت صبحِ صادق تک باقی رہتا ہے، اگر آپ ڈیوٹی سے پہلے عشاء نہیں پڑھ سکتے تو ڈیوٹی سے فارغ ہوکر بارہ بجے کے بعد جب عشاء کی نماز پڑھیں گے تو ادا ہی ہوگی، کیونکہ عشاء کو اس کے وقت کے اندر آپ نے ادا کرلیا، اور تراویح کی نماز کا وقت بھی عشاء سے لے کر صبحِ صادق سے پہلے تک ہے، اس لئے آپ لوگ جب عشاء کی نماز پڑھیں تو تراویح بھی پڑھ لیا کریں، اس وقت تراویح بھی قضا نہیں ہوگی، بلکہ ادا ہی ہوگی۔ اگر کوئی شخص صبحِ صادق سے پہلے تراویح نہیں پڑھ سکا، اس کی تراویح قضا ہوگئی، اب اس کی قضا



فہرست

نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ تراویح کی قضا نہیں۔

## نمازِ تراویح سے قبل وتر پڑھ سکتا ہے

س…… تراویح سے پہلے وتر پڑھنا کیسا ہے؟

ج…… وتر تراویح کے بعد پڑھنا افضل ہے، لیکن اگر پہلے پڑھ لے تب بھی دُرست ہے۔

## رمضان میں وتر بغیر جماعت کے ادا کرنا

س…… اگر ہم جلدی میں ہوں تو کیا تراویح پڑھنے کے بعد وتر بغیر جماعت کے پڑھے جاسکتے ہیں؟ اس سے بقیہ نماز پر تو کچھ اثر وغیرہ نہیں پڑے گا یا وتر باجماعت پڑھنا لازمی ہے؟

ج…… رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے، تنہا پڑھ لینا جائز ہے۔

## اکیلے تراویح ادا کرنا کیسا ہے؟

س…… اگر کوئی انسان نمازِ تراویح باجماعت ادا نہ کرسکے تو کیا وہ الگ پڑھ سکتا ہے؟

ج…… اگر کسی عذر کی وجہ سے تراویح باجماعت نہیں پڑھ سکتا تو تنہا پڑھ لے، کوئی حرج نہیں۔

## گھر میں تراویح پڑھنے والا وتر چاہے آہستہ پڑھے چاہے جہراً

س…… کیا گھر میں تنہا پڑھنے والا بھی تراویح اور وتر جہراً پڑھے گا؟

ج…… دونوں طرح سے جائز ہے، آہستہ بھی اور جہراً بھی۔

## نمازِ تراویح لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنا

س…… لاؤڈ اسپیکر میں جو نمازِ تراویح بوجہ ضرورت پڑھی جاتی ہے اس میں کیا کوئی کراہت ہے؟

ج…… ضرورت کی بنا پر ہو تو کوئی کراہت نہیں، لیکن ضرورت کی چیز بقدرِ ضرورت ہی اختیار کی جاتی ہے، لہٰذا لاؤڈ اسپیکر کی آواز مسجد تک محدود رہنی چاہئے، تراویح میں اُوپر کے اسپیکر کھول دینا جس سے پورے محلے کا سکون غارت ہوجائے، جائز نہیں۔

## تراویح میں امام کی آواز نہ سن سکے تب بھی پورا ثواب ملے گا

س…… تراویح میں زیادہ مخلوق ہونے کی وجہ سے اگر پیچھے والی صف قرآن نہ سن پائے تو کیا

ثواب وہی ملے گا جو سامع کو مل رہا ہے؟

ج…… جی ہاں! ان کو بھی پورا ثواب ملے گا۔

## تراویح میں قرآن دیکھ کر پڑھنا صحیح نہیں

س…… کیا تراویح میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

ج…… تراویح میں قرآن مجید دیکھ دیکھ کر پڑھنا صحیح نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

## تراویح میں قرآن ہاتھ میں لے کر سننا غلط ہے

س…… میں نے قرآنِ پاک حفظ کیا ہے، اور ہر ماہ رمضان میں بطور تراویح سنانے کا اہتمام بھی کرتی ہوں، لیکن جو خاتون میرا قرآن سنتی ہے وہ حافظ نہیں ہے، اور قرآن ہاتھ میں لے کر سنتی ہے، یا پھر کسی نابالغ حافظ لڑکے کو بطور سامع مقرّر کرکے نفلوں میں یہ اہتمام کیا جاسکتا ہے؟ ہر دو صورت میں جائز صورت کیا ہے؟

ج…… ہاتھ میں قرآن لے کر سننا تو غلط ہے، کسی نابالغ حافظ کو سامع بنانا جائز ہے۔

## تراویح نماز جیسے مردوں کے ذمہ ہے، ویسے ہی عورتوں کے ذمہ بھی ہے

س…… کیا تراویح کی نماز عورتوں کے لئے ضروری ہے؟ جو عورتیں اس میں کوتاہی کرتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

ج…… تراویح سنت ہے، اور تراویح کی نماز جیسے مردوں کے ذمہ ہے، ایسے ہی عورتوں کے ذمہ بھی ہے، مگر اکثر عورتیں اس میں کوتاہی اور غفلت کرتی ہیں، یہ بہت بُری بات ہے۔

## تراویح کے لئے عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے

س…… عورتوں کے لئے مسجد میں تراویح کا انتظام کرنا کیسا ہے؟ کیا وہ گھر میں نہیں پڑھ سکتیں؟

ج…… بعض مساجد میں عورتوں کے لئے بھی تراویح کا انتظام ہوتا ہے، مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے، ان کا اپنے گھر پر نماز پڑھنا مسجد میں قرآن مجید

سننے کی بہ نسبت افضل ہے۔

### عورتوں کا تراویح پڑھنے کا طریقہ

س...... عورتوں کا تراویح پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ وہ تراویح میں کس طرح قرآنِ پاک ختم کریں؟

ج...... کوئی حافظ محرَم ہو تو اس سے گھر پر قرآنِ کریم سن لیا کریں، اور نامحرَم ہو تو پسِ پردہ رہ کر سنا کریں، اگر گھر پر حافظ کا انتظام نہ ہوسکے تو الم ترکیف سے تراویح پڑھ لیا کریں۔

### کیا حافظِ قرآن عورت، عورتوں کی تراویح میں امامت کرسکتی ہے؟

س...... عورت اگر حافظ ہو کیا وہ تراویح پڑھا سکتی ہے؟ اور عورت کے تراویح پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

ج...... عورتوں کی جماعت مکروہِ تحریمی ہے، اگر کرائیں تو امام آگے کھڑی نہ ہو، جیسا کہ امام کا مصلیٰ الگ ہوتا ہے، بلکہ صف ہی میں ذرا کو آگے ہوکر کھڑی ہو، اور عورت تراویح سنائے تو کسی مرد کو (خواہ اس کا محرَم ہو) اس کی نماز میں شریک ہونا جائز نہیں۔

### غیر رمضان میں تراویح

س...... ماہِ رمضان میں مجبوری کے تحت روزے رکھے جانے سے رہ جاتے ہیں، اور بعد میں جب یہ روزے رکھے جاتے ہیں تو کیا ان کے ساتھ نمازِ تراویح بھی پڑھی جاتی ہے کہ نہیں؟

ج...... تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے۔

## نفل نمازیں

### نفل اور سنتِ غیرمؤکدہ میں فرق

س...... نفل نماز اور نماز سنتِ غیرمؤکدہ میں کیا فرق ہے؟ جبکہ دونوں کے لئے یہی بتایا جاتا ہے کہ اگر پڑھ لو تو ثواب، اور نہ پڑھو تو کوئی گناہ نہیں۔

ج...... سنتِ غیرمؤکدہ اور نفل قریب قریب ہیں، ان میں کوئی زیادہ فرق نہیں، البتہ یہ فرق ہے کہ سننِ غیرمؤکدہ منقول ہیں، اس لئے ان کا درجہ بطورِ خاص مستحب ہے، اور دُوسرے نوافل منقول نہیں، اس لئے ان کا درجہ عام نفلی عبادت کا ہے۔

## کیا پنج وقتہ نماز کے علاوہ بھی کوئی نماز ہے؟

س...... قرآنِ کریم میں صرف پانچ وقت کی نماز کے لئے کہا گیا ہے، یا زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... پانچ وقت کی نمازیں تو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں، ان کے علاوہ نفلی نمازیں ہیں، وہ جتنی چاہے پڑھے، بعض خاص نمازوں کا ثواب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، مثلاً: تہجد کی نماز، اِشراق، چاشت، اوّابین، نمازِ استخارہ، نمازِ حاجت وغیرہ۔

## اِشراق، چاشت، اوّابین اور تہجد کی رکعات

س...... نوافل نمازوں مثلاً: اِشراق، چاشت، اوّابین اور تہجد میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی رکعات پڑھی جاسکتی ہیں؟

ج...... نوافل میں کوئی پابندی نہیں، جتنی رکعتیں چاہیں پڑھیں، حدیث شریف میں ان نمازوں کی رکعات حسبِ ذیل منقول ہیں:

اِشراق: چار رکعتیں۔ چاشت: آٹھ رکعتیں۔
اوّابین: چھ رکعتیں۔ تہجد: بارہ رکعتیں۔

## نمازِ نفل اور سنتیں جہراً پڑھنا

س...... نمازِ نفل اور سنتیں جہراً پڑھ سکتے ہیں یا دونوں میں سے کوئی ایک؟ اگر نوافل یا سنتیں جہراً پڑھ لی جائیں تو سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا؟

ج...... رات کی سنتوں اور نفلوں میں اختیار ہے کہ خواہ آہستہ پڑھے یا جہراً پڑھے، اس لئے رات کی سنتوں اور نفلوں میں جہراً پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا، دن کی سنتوں اور نفلوں میں جہراً پڑھنا دُرست نہیں، بلکہ آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر بھول کر تین آیتیں یا اس سے زیادہ پڑھ لیں تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، قواعد کا تقاضا یہ ہے کہ سجدۂ سہو واجب ہونا چاہئے اور یہی احتیاط کا مقتضا ہے۔


فہرست

## نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

س...... میں نفل اکثر بیٹھ کر پڑھتی ہوں، میں یہ آپ کو سچ بتادوں کہ نماز بہت کم پڑھتی ہوں، لیکن جب بھی پڑھتی ہوں تو اس کے ساتھ نفل ضرور پڑھتی ہوں، گزارش یہ ہے کہ میں نفل کھڑے ہوکر جس طرح فرض اور سنت پڑھتے ہیں، اسی طرح پڑھتی تھی، لیکن میری خالہ اور نانی نے کہا کہ نفل ہمیشہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں، اور اکثر لوگوں نے کہا کہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں، مجھے تسلی نہیں ہوئی، آپ یہ بتائیں کہ نفل کس طرح پڑھنے چاہئیں؟

ج...... آپ کی خالہ اور نانی غلط کہتی ہیں، یہ لوگوں کی اپنی ایجاد ہے کہ تمام نمازوں میں وہ پوری نماز کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں، مگر نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ نفل بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ضرور ہے، لیکن بیٹھ کر نفل پڑھنے سے ثواب آدھا ملتا ہے، اس لئے نفل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے، پنج وقتہ نماز کی پابندی ہر مسلمان کو کرنی چاہئے، اس میں کوتاہی کرنا دُنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا موجب ہے۔

## کیا سنت و نوافل گھر پر پڑھنا ضروری ہے؟

س...... ہمارے بھائی جان حال ہی میں سعودی عرب سے آئے ہیں، وہ ہمیں تاکید کرتے ہیں کہ صرف فرض نماز مسجد میں ادا کیا کریں اور باقی تمام سنت و نوافل گھر پر ادا کیا کرو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور اپنے گھروں میں نماز ادا کرو۔'' لہٰذا ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اپنے بھائی جان کی زبانی سنا تو ہم بھی اسی پر عمل کر رہے ہیں، جس کا ہمیں حکم ملا ہے، آپ یہ تحریر فرمائیے کہ کیا سنت و نوافل گھر پر پڑھنا لازمی ہے؟

ج...... یہ ''حدیث'' جس کا آپ کے بھائی جان نے حوالہ دیا ہے، صحیح ہے، اور اس حدیث شریف کی بنا پر سنن و نوافل کا گھر پر ادا کرنا افضل ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ گھر کا ماحول پُرسکون ہو اور آدمی گھر پر اطمینان کے ساتھ سنن و نوافل ادا کرسکے، لیکن گھر کا ماحول پُرسکون نہ ہو، جیسا کہ عام طور پر آج کل ہمارے گھروں میں مشاہدہ کیا جاتا ہے، تو سنن و نوافل کا مسجد میں ادا کرلینا ہی بہتر ہے۔

## صبحِ صادق کے بعد نوافل مکروہ ہیں

س……ایک بزرگ نے مجھے صبح کی نماز کے وقت دو رکعت نفل پڑھنے کے لئے بتائے ہیں، وہ میں دو سال سے برابر پڑھ رہا ہوں، فجر کی سنتوں سے قبل دو رکعت نفل پڑھتا ہوں، ایک دُوسرے بزرگ نے فرمایا کہ تہجد کے بعد فجر کی سنتوں سے قبل سجدہ ہی حرام ہے، صحیح مسئلہ کیا ہے؟

ج……صبحِ صادق کے بعد سنتِ فجر کے علاوہ نوافل مکروہ ہیں، سنتوں سے پہلے بھی اور بعد بھی، اور جن صاحب نے یہ کہا کہ: ”تہجد کے بعد اور فجر کی سنتوں سے قبل سجدہ ہی حرام ہے“ یہ مسئلہ قطعاً غلط ہے، سنتِ فجر سے پہلے سجدۂ تلاوت کرسکتے ہیں اور قضا نمازیں بھی پڑھ سکتے ہیں، ہاں! صبحِ صادق کے بعد سنتِ فجر کے علاوہ اور نوافل جائز نہیں۔

## حرم شریف میں بھی فجر و عصر کے بعد نفل نہ پڑھے

س……خانۂ کعبہ میں ہر وقت نفل ادا کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ یعنی جب ہم عمرے کرتے ہیں تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نمازِ عصر کے بعد نفل نہیں ہوسکتے تو کیا ہم مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نفل عصر کے بعد ادا نہ کریں؟

ج…… بہت سی احادیث میں فجر اور عصر کے بعد نوافل کی ممانعت آئی ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان احادیث کی بنا پر حرم شریف میں بھی فجر و عصر کے بعد نوافل جائز نہیں، جو شخص ان اوقات میں طواف کرے، اسے دوگانہ طواف سورج کے طلوع اور غروب کے بعد ادا کرنا چاہئے۔

## کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد فرض تھی؟

س……میں بچوں کو قرآنِ کریم کی تعلیم دے رہا تھا کہ اچانک نماز کے بارے میں ایک مولانا نے بچوں کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ: ”عام مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چھ نمازیں فرض تھیں۔“ اور نمازِ تہجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض بتائی، لہٰذا اس کے بارے میں تفصیلاً جواب دیں، آپ کی نوازش ہوگی۔

ج……آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد کی نماز فرض تھی یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں، اور


فہرست

اختلاف کا منشاء یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب پنج گانہ نماز فرض نہیں ہوئی تھی، اس وقت تہجد کی نماز سب پر فرض تھی، بعد میں اُمت کے حق میں فرضیت منسوخ ہوگئی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی فرضیت منسوخ ہوگئی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہوا۔ امام قرطبیؒ اور علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی فرضیت باقی نہیں رہی، اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی پابندی فرماتے تھے، سفر و حضر میں تہجد فوت نہیں ہوتی تھی۔

## تہجد کی نماز کس عمر میں پڑھنی چاہئے؟

س…… میرا سوال ہے کہ کیا تہجد صرف بوڑھے لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں؟ اور تہجد کے نفل وغیرہ قضا نہیں کرنے چاہئیں؟ میری عمر ۴۵ سال سے اُوپر ہے، میں کبھی تہجد پڑھتی ہوں اور کبھی نہیں پڑھ سکتی۔

ج…… تہجد پڑھنے کے لئے کسی عمر کی تخصیص نہیں، اللہ تعالیٰ توفیق دے ہر مسلمان کو پڑھنی چاہئے، اپنی طرف سے تو اہتمام یہی ہونا چاہئے کہ تہجد کبھی چھوٹنے نہ پائے، لیکن اگر کبھی نہ پڑھ سکے تب بھی کوئی گناہ نہیں، ہاں! جان بوجھ کر بے ہمتی سے نہ چھوڑے اس سے بے برکتی ہوتی ہے۔

## تہجد کا صحیح وقت کب ہوتا ہے؟

س…… تہجد میں ۸، ۱۰ یا ۱۲ رکعتیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، لیکن بعض مشائخ اور بزرگوں کے متعلق تحریر ہے کہ وہ رات رات بھر نفلیں پڑھتے تھے، کیا یہ نوافل تہجد میں شمار ہوتے تھے؟ تہجد کی صحیح تعداد کتنی رکعت ہے؟ اور اس کا صحیح وقت کون سا ہے؟

ج…… سوکر اُٹھنے کے بعد رات کو جو نماز پڑھی جائے وہ تہجد کہلاتی ہے، رکعتیں خواہ زیادہ ہوں یا کم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سے بارہ تک رکعتیں منقول ہیں، اور اگر آدمی رات بھر نہ سوئے، ساری رات عبادت میں مشغول رہے تو کوئی حرج نہیں، اس کو قیامِ لیل اور تہجد کا ثواب ملے گا، مگر یہ عام لوگوں کے بس کی بات نہیں، اس لئے جن اکابر سے رات

بھر جاگنے اور ذکر اور عبادت میں مشغول رہنے کا معمول منقول ہے، ان پر اعتراض تو نہ کیا جائے، اور خود اپنا معمول، اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق رکھا جائے۔

## سحری کے وقت تہجد پڑھنا

س...... مجھے تہجد کی نماز پڑھنے کا شوق ہے، اور اکثر میں یہ نماز دو بجے اُٹھ کر پڑھتی بھی ہوں، ماہِ رمضان میں سحری کے وقت یہ نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (صبح صادق کی اذان سے پہلے)۔

ج...... صبحِ صادق سے پہلے تک تہجد کا وقت ہے، اس لئے اگر صبحِ صادق نہ ہوئی ہو تو سحری کے وقت تہجد پڑھ سکتے ہیں۔

## تہجد کی نماز میں کون سی سورۃ پڑھنی چاہئے؟

س...... تہجد کی نماز میں کیا پڑھا جاتا ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ دو رکعت نفل میں ۱۲ قل پڑھنے چاہئیں، آپ اس کا صحیح طریقہ بتادیجئے۔

ج...... جو سورتیں یاد ہوں پڑھ لیا کریں، شریعت نے کوئی سورتیں متعین نہیں کیں۔

## کیا تہجد کی نماز میں تین دفعہ سورۂ اِخلاص پڑھنی چاہئے؟

س...... تہجد کی نماز میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں؟ ہر رکعت میں کیا تین مرتبہ سورۂ اِخلاص پڑھنا لازمی ہوتی ہے؟

ج...... تہجد کی نماز میں چار سے لے کر بارہ رکعتیں ہوتی ہیں، ان کے ادا کرنے کا کوئی الگ طریقہ نہیں، عام نفل کی طرح ادا کی جاتی ہیں۔ ہر رکعت میں تین بار سورۂ اِخلاص پڑھنا جائز ہے، مگر لازم نہیں۔ جن لوگوں کے ذمہ قضا نمازیں ہوں، میں ان کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ وہ تہجد کے وقت بھی نفل کے بجائے اپنی قضا نمازیں پڑھا کریں، ان کو انشاء اللہ تہجد کا ثواب بھی ملے گا اور سر سے فرض بھی اُترے گا۔

## تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا دُرست نہیں

س...... مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک جماعت میں ہوں، پچھلے دنوں رمضان میں تین دن کے لئے میں اِعتکاف میں بیٹھا، جماعت کے کہنے پر ہم لوگ ساری رات جاگتے اور عبادت

کرتے، تہجد کے وقت یہ لوگ تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں، کیا یہ جائز ہے کہ تہجد کی نماز باجماعت پڑھی جائے؟ میں نے پوچھا تو کہتے ہیں کہ اس طرح تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھائی ہے، جبکہ میں نے تو کہیں بھی نہیں سنا یا پڑھا کہ تہجد کی نماز باجماعت بھی پڑھی جاتی ہے۔

ج…… امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نوافل کی جماعت (جبکہ مقتدی دو تین سے زیادہ ہوں) مکروہ ہے، اس لئے تہجد کی نماز میں بھی جماعت دُرست نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی جماعت کرائی تھی، ورنہ تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنے کا معمول نہیں تھا۔

## آخرِ شب میں نہ اُٹھ سکنے والا تہجد وتر سے پہلے پڑھ لے

س…… ایک صاحب کہتے ہیں کہ تہجد آدھی رات کے علاوہ بعد نمازِ عشاء بھی پڑھی جاسکتی ہے، ذرا یہ بتایئے کہ آیا یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… جو شخص آخرِ شب میں نہ اُٹھ سکتا ہو، وہ وتر سے پہلے کم از کم چار رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے، انشاء اللہ اس کو ثواب مل جائے گا، تاہم آخرِ شب میں اُٹھنے کا ثواب بہت زیادہ ہے، اس کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔

## اگر عشاء کے ساتھ وتر پڑھ لئے تو کیا تہجد کے ساتھ دوبارہ پڑھے؟

س…… وتر کی نماز کو رات کی آخری نماز کہا جاتا ہے، اگر کسی نے عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھ لئے اور وہ رات کو تہجد کے وقت اُٹھ گیا تو کیا اس کو تہجد پڑھنا چاہئے یا وتر دوبارہ پڑھنے چاہئیں؟

ج…… اگر وتر پہلے پڑھ لئے تو تہجد کے وقت وتر دوبارہ نہ پڑھے جائیں، صرف تہجد کے نوافل پڑھے جائیں۔

## کیا ظہر، عشاء اور مغرب میں بعد والے نفل ضروری ہیں؟

س…… کیا ظہر، عشاء اور مغرب میں بعد والے نفل ان نمازوں میں شامل ہیں؟ کیا ان نفلوں کے بغیر یہ نمازیں ہوجائیں گی؟ کوئی شخص ان نفلوں کو ان نمازوں کا لازمی حصہ سمجھے اور ان نفلوں کے بغیر اپنی نمازوں کو ادھوری سمجھے کیا یہ بدعت میں شامل ہوگی؟

ج……ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد دو رکعتیں، اور مغرب وعشاء کے بعد دو دو رکعتیں تو سنتِ مؤکدہ ہیں، ان کو نہیں چھوڑنا چاہئے، اور عشاء کے بعد وتر کی رکعتیں واجب ہیں، ان کو بھی ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ باقی رکعتیں نوافل ہیں، اگر کوئی پڑھے تو بڑا ثواب ہے، اور نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں، ان کو ضروری سمجھنا صحیح نہیں۔

## مغرب سے پہلے نفل پڑھنا جائز ہے مگر افضل نہیں

س…… ہمارے حنفی مذہب میں عصر کے فرض کے بعد اور مغرب کے فرض سے پہلے نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں سعودیہ میں مغرب کی اذان ہوتے ہی دو رکعت نفل پڑھتے ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کریں۔

ج…… چونکہ مغرب کی نماز جلدی پڑھنے کا حکم ہے، اس لئے حنفیہ کے نزدیک مغرب سے پہلے نفل پڑھنا مناسب نہیں، گو جائز ہے، اس لئے خود تو نہ پڑھیں، مگر جو حضرات پڑھتے ہیں انہیں منع نہ کریں۔

## مغرب کے نوافل چھوڑنا کیسا ہے؟

س……مغرب کی نماز میں فرضوں کے بعد دو سنت کے بعد دو نفل پڑھنے ضروری ہیں؟ اور اگر کوئی پڑھے تو گناہگار تو نہ ہوگا؟

ج……نفل کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس کے پڑھنے کا ثواب ہے، چھوڑنے کا کوئی گناہ نہیں۔

## نوافل کی وجہ سے فرائض کو چھوڑنا غلط ہے

س……ہم لوگ یہاں جدہ میں رہتے ہیں، ہمارے اقامتی کمرے میں بعض احباب اکثر عشاء کی نماز گول کر جاتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ ۱۷ رکعتیں کون پڑھے؟ ان کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ ۱۷ رکعتوں کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، ہم لاکھ ان سے کہتے ہیں کہ ۹ رکعتیں پڑھ لیجئے، ۴ فرض، ۲ سنت، تین واجب (وتر)، لیکن وہ نہیں مانتے۔ چونکہ ۱۷ رکعتوں کی تکمیل ان کے لئے بوجھ محسوس ہوتی ہے اس لئے پوری نماز ہی ترک کر دیتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا واقعی ۱۷ رکعتوں کے بغیر عشاء کی

نماز نہیں ہوتی؟ کیا عشاء میں پوری ۱۷ رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں؟ کیا صرف ۹ رکعتیں یعنی ۴ فرض، ۲ سنت اور ۳ واجب (وتر) پڑھنے سے عشاء کی نماز مکمل نہیں ہوگی؟

ج...... عشاء کی ضروری رکعتیں تو اتنی ہیں جتنی آپ نے لکھی ہیں، یعنی ۴ فرض، ۲ سنت اور تین وتر واجب، کل ۹ رکعتیں۔ عشاء سے پہلے سنتیں اگر پڑھ لے تو بڑا ثواب ہے، نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں، اور وتر سے پہلے دو، چار رکعت تہجد کی نیت سے بھی پڑھ لے تو اچھا ہے، لیکن نوافل کو ایسا ضروری سمجھنا کہ ان کی وجہ سے فرائض و واجبات بھی ترک کردیئے جائیں، بہت غلط بات ہے۔

## وتر تہجد سے پہلے پڑھے یا بعد میں؟

س...... اگر وتر عشاء کی نماز کے بعد نہ پڑھے جائیں، بلکہ تہجد کی نماز کے ساتھ پڑھے جائیں، اس صورت میں پہلے تین رکعات وتر کی پڑھی جائیں، اور بعد میں تہجد کی رکعتیں یا پہلے تہجد کی رکعتیں پڑھیں اور بعد میں وتر کی تین رکعتیں؟ نیز یہ کہ تہجد کی رکعتیں اگر کبھی چار، کبھی چھ، کبھی آٹھ اور کبھی دس، بارہ پڑھی جائیں تو کوئی حرج تو نہیں؟

ج...... اگر جاگنے کا بھروسا ہو تو وتر، تہجد کی نماز کے بعد پڑھنا افضل ہے، اس لئے اگر صبحِ صادق سے پہلے وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ نوافل کے بعد وتر پڑھ سکے گا تو پہلے تہجد کے نفل پڑھے، اس کے بعد وتر پڑھے، اور اگر کسی دن آنکھ دیر سے کھلے اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر نوافل میں مشغول ہوا تو کہیں وتر قضا نہ ہوجائیں تو ایسی صورت میں پہلے وتر کی تین رکعتیں پڑھ لے، پھر اگر صبحِ صادق میں کچھ وقت باقی ہو تو نفل بھی پڑھ لے، تہجد کی نماز کا ایک معمول تو مقرّر کرلینا چاہئے کہ اتنی رکعتیں پڑھا کریں گے، پھر اگر وقت کی وجہ سے کمی بیشی ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔

## وتر کے بعد نفل پڑھنا بدعت نہیں

س...... کیا وتر پڑھنے کے بعد نفل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ وتر کے بعد نفل پڑھنا بدعت ہے، کیا زید کا یہ کہنا دُرست ہے یا نہیں؟



فہرست

ج...... وتر کے بعد بیٹھ کر دو نفل پڑھنے کی احادیث، صحاح میں موجود ہیں، اس لئے اس کو بدعت کہنا مشکل ہے، البتہ وتر کے بعد اگر نفل پڑھنا چاہے تو ان کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

## نمازِ حاجت کا طریقہ

س...... نمازِ حاجت کا کیا طریقہ ہے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الحاجت کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ آدمی خوب اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھے، نماز سے فارغ ہو کر حق تعالیٰ شانہ کی حمد و ثنا کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے، مسلمانوں کے لئے دُعائے مغفرت کرے اور خوب توبہ، اِستغفار کے بعد یہ دُعا پڑھے:

"لا الٰـه الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين، اسألک موجبات رحمتک ومنجيات امرک وعزائم مغفرتک والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لي ذنبًا الا غفرته ولا همًّا الا فرجته ولا حاجة هي لک رضًا الا قضيتها يا ارحم الراحمين."

اس کے بعد اپنی حاجت کے لئے خوب گڑگڑا کر دُعا مانگے، اگر صحیح شرائط کے ساتھ دُعا کی تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

## صلوٰۃ التسبیح سے گناہوں کی معافی

س...... صلوٰۃ التسبیح سے اگلے پچھلے، چھوٹے بڑے، نئے پرانے، عمداً سہواً تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیا یہ صحیح حدیث ہے؟

ج...... بعض محدثین اس کو صحیح کہتے ہیں، اور بعض ضعیف۔

## کیا صلوٰۃ التسبیح کا کوئی خاص وقت ہے؟

س...... صلوٰۃ التسبیح کے لئے کیا کوئی دن یا وقت مقرّر ہے؟

ج……صلوٰۃ التسبیح کے لئے کوئی دن اور وقت مقرر نہیں، اگر توفیق ہو تو روزانہ پڑھا کرے، ورنہ جس دن بھی موقع ملے پڑھ لے، اور مکروہ اوقات کو چھوڑ کر دن رات میں جب چاہے پڑھے، البتہ زوال کے بعد افضل ہے، یا پھر رات کو، خصوصاً تہجد کے وقت۔

## صلوٰۃ التسبیح کی جماعت بدعتِ حسنہ نہیں

س……کافی تحقیق کے بعد بھی یہ پتہ نہ چل سکا کہ صلوٰۃ التسبیح کبھی باجماعت پڑھی گئی ہو، کیا یہ نفل نماز جماعت سے پڑھی جاسکتی ہے یا اس فعل کو "بدعتِ حسنہ" میں شمار کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

ج……حنفیہ کے نزدیک نوافل کی جماعت مکروہ ہے، جبکہ مقتدی تین یا زیادہ ہوں، یہی حکم "صلوٰۃ التسبیح" کا ہے، اس کی جماعت بدعتِ حسنہ نہیں، بلکہ بدعتِ سیئہ ہے۔

## صلوٰۃ التسبیح کی جماعت جائز نہیں

س……صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ باجماعت پڑھنا جائز ہے یا غلط؟ میں اور میرے بہت سے پاکستانی، ترکی ساتھی تقریباً پانچ سال سے اپنے کیمپ میں باجماعت ادا کرتے ہیں، اسی سال ۱۵ر شعبان شبِ برأت والی رات ہمارے ایک ساتھی صوفی صاحب نے اعتراض کیا کہ: "چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ التسبیح باجماعت ثابت نہیں ہے، نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے کہ باجماعت ادا کریں، تو پھر ہمیں باجماعت نہیں پڑھنی چاہئے، بلکہ انفرادی طور پر پڑھنی چاہئے۔" باجماعت پڑھنے کا ہمارا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جو اَن پڑھ ساتھی ترتیب وار ۷۵ دفعہ تسبیح نہ پڑھ سکیں وہ بھی ادا کرسکیں۔

ج……شریعت نے عبادت کو جس انداز میں مشروع کیا ہے، اس کو اسی طریقے سے ادا کرنا مطلوب ہے، شریعت نے نمازِ پنج گانہ اور جمعہ و عیدین وغیرہ کو باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن نوافل کو انفرادی عبادت تجویز کیا ہے، اس لئے کسی نفلی نماز (خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی اور) جماعت سے ادا کرنا منشائے شریعت کے خلاف ہے، اس لئے حضراتِ فقہاء نے

نفل نماز کی جماعت کو (جبکہ مقتدی دو سے زیادہ ہوں) مکروہ لکھا ہے، اور خاص راتوں میں اجتماعی نماز ادا کرنے کو بدعت قرار دیا ہے، اس لئے صلوٰۃ التسبیح کا جماعت سے ادا کرنا صحیح نہیں۔ اور آپ نے جو مصلحت لکھی ہے، وہ لائقِ التفات نہیں، جس کو صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا شوق ہو اس کو ان کلمات کا یاد کرلینا اور ترتیب کا سیکھ لینا کیا مشکل ہے؟

## منّت کے نوافل کس وقت ادا کئے جائیں؟

س...... میں نے کہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! اگر میں امتحان میں کامیاب ہوگیا تو ۱۰۰ رکعت نماز نفل ادا کروں گا، میں کامیاب ہوگیا، آپ یہ بتائیں کہ یہ ۱۰۰ رکعت نفل نماز کے لئے کوئی وقت ہے یا جب چاہے ادا کرلوں؟

ج...... جب چاہیں ادا کرسکتے ہیں، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، اور فجر اور عصر کے بعد بھی نہیں پڑھ سکتے۔

## شکرانے کی نماز کب ادا کرنی چاہئے؟

س...... شکرانے کی نماز کے لئے کوئی وقت مقرّر ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ ان کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟ یعنی دو رکعت یا چار رکعت؟

ج...... نہ وقت مقرّر ہے، نہ تعداد، البتہ مکروہ وقت نہیں ہونا چاہئے، اور تعداد دو رکعت سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

## فرض نمازوں سے پہلے نمازِ استغفار اور شکرانہ پڑھنا

س...... نمازِ فجر، ظہر اور عصر سے پہلے دو رکعات نفل نماز اِستغفار اور دو رکعت نماز نفل شکرانہ روزانہ پڑھنا جائز ہے یا نماز کے بعد؟

ج...... یہ نمازیں ظہر اور عصر سے پہلے پڑھنے میں تو کوئی اِشکال نہیں، البتہ فجر سے پہلے اور صبحِ صادق کے بعد سوائے فجر کی دو سنتوں کے اور نوافل پڑھنا دُرست نہیں۔

## پچاس رکعت شکرانہ کی نماز چار چار رکعات کرکے ادا کرسکتے ہیں

س...... نفل نماز پچاس رکعت شکرانہ ادا کرنا ہے، تو کیا دو دو کے بجائے چار چار رکعت نماز

نفل ادا کی جاسکتی ہے؟

ج…… کرسکتے ہیں۔

## دُلہن کے آنچل پر نمازِ شکرانہ ادا کرنا

س…… جناب آج کل ایک رسم ہے کہ جب شادی ہوتی ہے تو اکثر لوگ کہتے ہیں کہ شادی کی پہلی رات دو رکعت نماز شکرانے کی دُولہا پڑھتا ہے، کیا عورت کے آنچل پر جائز ہے؟ جس سے اس مرد کا نکاح ہوا ہے، یعنی دُولہا، دُلہن کے آنچل پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… آنچل پر نماز پڑھنا محض رسم ہے، شکرانے کی نماز عام معمول کے مطابق بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

## بلا سے حفاظت اور گناہوں سے توبہ کے لئے کون سی نماز پڑھے؟

س…… کیا میں اس نیت سے نفل پڑھ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یا میرے گھر والوں کو ہر بلا سے، ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رکھے؟ یا میں اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے یا اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے نوافل ادا کرسکتا ہوں؟

ج…… کوئی کام درپیش ہو، اس کی آسانی کی دُعا کرنے کے لئے شریعت نے ”صلوٰۃ الحاجۃ“ بتائی ہے، اور کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس سے توبہ کرنے کے لئے ”صلوٰۃ التوبہ“ فرمائی ہے، اور یہ نفلی نمازیں ہیں۔

## کیا عورت تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

س…… اگر عورت پانچ نمازوں کی پابند ہے کیا وہ پانچوں نمازوں میں تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟ اور کیا عصر اور فجر کی نماز سے پہلے تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

ج…… ظہر، عصر اور عشاء سے پہلے پڑھ سکتی ہے، صبحِ صادق کے بعد سے نمازِ فجر تک صرف فجر کی سنتیں پڑھی جاتی ہیں، دُوسرے نوافل دُرست نہیں، سنتوں میں تحیۃ الوضو کی نیت کرلینے سے وہ بھی ادا ہوجائے گا، اور مغرب سے پہلے پڑھنا اچھا نہیں، کیونکہ اس سے نمازِ مغرب میں تأخیر ہوجائے گی، اس لئے نمازِ مغرب سے پہلے بھی تحیۃ الوضو کی نماز نہ پڑھی

جائے، بہرحال اس مسئلے میں مرد وعورت کا ایک ہی حکم ہے۔

## تحیۃ الوضو کس نماز کے وقت پڑھنی چاہئے؟

س…… تحیۃ الوضو کس نماز کے وقت پڑھنا ہے؟ میں نے نماز کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جس وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس وقت نہیں پڑھنا چاہئے، مگر میں پھر بھی یہ نہیں جانتا کہ کس وقت تحیۃ الوضو پڑھوں اور کس وقت نہ پڑھوں؟

ج…… پانچ اوقات میں نفل پڑھنے کی اجازت نہیں، فجر سے پہلے اور بعد، عصر کے بعد، سورج کے طلوع وغروب کے وقت، اور نصف النہار کے وقت۔ ان اوقات کے علاوہ جب بھی آپ وضو کریں تحیۃ الوضو پڑھ سکتے ہیں۔

## وقت کم ہو تو تحیۃ الوضو پڑھے یا تحیۃ المسجد؟

س…… اگر کوئی شخص مسجد میں جاتا ہے اور جماعت ہونے میں دو تین منٹ باقی ہیں، کیا وہ نفل تحیۃ الوضو پڑھے یا تحیۃ المسجد پڑھے؟

ج…… دونوں کی نیت کرلے، اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو دونوں کا الگ الگ پڑھنا مستحب ہے۔

## مغرب کی نماز سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا

س…… حرم اور مسجدِ نبویؐ کے علاوہ پورے سعودیہ میں مغرب کی نماز اذان کے دس منٹ بعد ادا کی جاتی ہے، اور اس وقفے میں آنے والے تحیۃ المسجد دو نفل ادا کرتے ہیں، ہم حنفی بھی دو نفل تحیۃ المسجد مغرب کی اذان کے بعد ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟ بعض حنفی کہتے ہیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد آپ نفل ادا کرسکتے ہیں۔

ج…… امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی فرض نماز ادا کرنے سے قبل نوافل پڑھنا اس وجہ سے مکروہ ہے کہ اس سے مغرب کی نماز میں تأخیر ہوتی ہے، ورنہ بذاتِ خود وقت میں کوئی کراہت نہیں، آپ کے یہاں چونکہ مغرب سے پہلے نوافل کا معمول ہے اور جماعت میں تأخیر کی جاتی ہے، اس لئے تحیۃ المسجد پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں۔

## شبِ برأت میں باجماعت نفل نماز جائز نہیں

س...... حالیہ شبِ برأت میں ایک مسجد میں بعد نمازِ مغرب چھ رکعت نماز، دو دو رکعت کی ترتیب سے نفل باجماعت ادا کی گئی اور اختتام پر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت ہوئی، پھر طویل اجتماعی دُعا مانگی گئی، پھر تقریباً ۳ بجے تہجد کی نفلیں بھی باجماعت ادا کی گئیں، کچھ لوگوں کے اعتراض کرنے پر قبلہ امام صاحب نے اسی نفل باجماعت کی حمایت میں جمعہ کی تقریر میں فرمایا کہ یہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور مشکوٰۃ شریف کے فلاں فلاں صفحے پر حوالہ ہے۔ گزارش خدمت ہے کہ ان نوافلِ شبِ برأت کی اصل حقیقت سے آگاہ فرمائیں تاکہ اگر یہ اختراع تھی تو اسے آئندہ سے روک دیا جائے، نہیں تو پھر ہر شبِ برأت پر اس کو معمول بنالیا جائے، اور اہتمام اس کی ادائیگی کا ہو۔

ج...... شبِ برأت میں اجتماعی نوافل ادا کرنا بدعت ہے، امام صاحب نے مشکوٰۃ شریف کا جو حوالہ دیا ہے، وہ ان کی غلط فہمی ہے، مشکوٰۃ شریف میں ایسی کوئی روایت نہیں جس میں شبِ برأت میں نوافل باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔

# سجدۂ تلاوت

## سجدۂ تلاوت کی شرائط

س...... کیا سجدۂ تلاوت کے لئے بھی انہیں تمام شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے جو نماز کے سجدے کے لئے ضروری ہیں (جگہ کا پاک ہونا، کعبہ کی طرف منہ ہونا وغیرہ)؟

ج...... جی ہاں! نماز کی شرائط سجدۂ تلاوت کے لئے بھی ضروری ہیں۔

## سجدۂ تلاوت کا صحیح طریقہ

س...... بہت دفعہ لوگوں کو مختلف طریقوں سے سجدۂ تلاوت ادا کرتے دیکھا گیا ہے، براہِ کرم سجدۂ تلاوت کا صحیح طریقہ تحریر فرمائیں۔

ج...... ''اللہ اکبر'' کہہ کر سجدے میں چلا جائے اور سجدے میں تین بار ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہے، ''اللہ اکبر'' کہہ کر اُٹھ جائے، بس یہی سجدۂ تلاوت ہے، کھڑے ہوکر ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے سجدے میں جانا افضل ہے، اور اگر بیٹھے بیٹھے کرلے تو بھی جائز ہے۔

## سجدۂ تلاوت میں صرف ایک سجدہ ہوتا ہے

س...... سجدۂ تلاوت میں دو سجدے ہوتے ہیں یا صرف ایک؟

ج...... ایک آیت کی تلاوت پر ایک سجدہ واجب ہوتا ہے، البتہ مجلس بدلنے پر وہی آیت پھر پڑھی تو اس کا الگ سجدہ واجب ہوگا۔

سجدۂ تلاوت میں نیت نہیں باندھی جاتی، بلکہ سجدہ کی نیت سے ''اللہ اکبر'' کہہ کر سجدے میں چلے جائیں اور ''اللہ اکبر'' کہہ کر اُٹھ جائیں، سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں، بیٹھے بیٹھے سجدۂ تلاوت کرلینا جائز ہے، اور کھڑے ہوکر سجدے میں جانا افضل ہے۔

## نماز میں آیتِ سجدہ پڑھ کر رُکوع و سجدہ کرلیا تو سجدۂ تلاوت ہوگیا

س...... اگر نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی اور فوراً رُکوع میں چلا گیا اور رُکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی اور پھر نماز کا سجدہ ادا کیا تو کیا سجدۂ تلاوت بھی اس سجدے سے ادا ہوگیا یا نہیں؟

ج...... اس صورت میں سجدۂ تلاوت ادا ہوگیا۔

## کیا سجدۂ تلاوت سپارے پر بغیر قبلہ رُخ کرسکتے ہیں؟

س...... سجدۂ تلاوتِ قرآن پاک، کیا اسی وقت کرنا چاہئے جس وقت ہی اس کو پڑھیں یا پھر دیر سے بھی کرسکتے ہیں؟ اور کیا سپارے پر سجدہ کرسکتے ہیں جبکہ سامنے قبلہ نہ ہو؟ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ ایک انسان چودہ سجدے کرے، آیا یہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... سجدۂ تلاوت فوراً کرنا افضل ہے، لیکن ضروری نہیں، بعد میں بھی کیا جاسکتا ہے، اور قرآنِ کریم ختم کرکے سارے سجدے کرلے تو بھی صحیح ہے، لیکن اتنی تأخیر اچھی نہیں، کیا خبر

کہ قرآن کے ختم کرنے سے پہلے انتقال ہوجائے اور سجدے، جوکہ واجب ہیں اس کے ذمہ رہ جائیں؟ سپارے پر سجدہ نہیں ہوتا، قبلہ رُخ ہوکر زمین پر سجدہ کرنا چاہئے، سپارے کے اُوپر سجدہ کرنا قرآنِ کریم کی بے ادبی بھی ہے۔

## سجدۂ تلاوت فرداً فرداً کریں یا ختمِ قرآن پر تمام سجدے ایک ساتھ؟

س…… ہر سجدۂ تلاوت کو اسی وقت ہی کرنا مسنون ہے یا ختمِ قرآن الحکیم پر تمام سجدے تلاوت ادا کرلئے جائیں؟ کون سا طریقہ افضل ہے؟

ج……قرآنِ کریم کے تمام سجدوں کو جمع کرنا خلافِ سنت ہے، تلاوت میں جو سجدہ آئے حتی الوسع اس کو جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کی جائے، تاہم اگر اکٹھے سجدے کئے جائیں تو ادا ہوجائیں گے۔

## جن سورتوں کے اواخر میں سجدے ہوں وہ پڑھنے والا سجدہ کب کرے؟

س……جن سورتوں کے اواخر میں سجدے ہیں، اگر ان کو نماز میں پڑھا جائے تو سجدہ کیسے کیا جائے؟ کیا تین سجدے کرنے یا دو سجدے سے یعنی نماز کے دو سجدوں کے بعد سجدۂ تلاوت بھی ادا ہوجائے گا؟

ج……سجدہ والی آیت پر تلاوت ختم کرکے رُکوع میں چلا جائے تو رُکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت ہوسکتی ہے، اور رُکوع کے بعد نماز کے سجدے میں بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے، اس صورت میں مستقل سجدۂ تلاوت کی ضرورت نہیں، اور اگر سجدۂ تلاوت والی آیت کے بعد بھی تلاوت کرنی ہو تو پہلے سجدۂ تلاوت کرے، پھر اُٹھ کر آگے تلاوت کرے۔

## زوال کے وقت تلاوت جائز ہے لیکن سجدۂ تلاوت جائز نہیں

س……کیا دن میں بارہ بجے قرآن مجید کی تلاوت کی جاسکتی ہے؟

ج……ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ سورج سر پر ہو، نماز اور سجدۂ تلاوت منع ہے، مگر قرآن مجید کی تلاوت جائز ہے۔

## فجر اور عصر کے بعد مکروہ وقت کے علاوہ سجدۂ تلاوت جائز ہے

س…… تلاوت کا سجدہ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک یا فجر کی نماز کے بعد جائز ہے یا نہیں؟ یعنی ان دونوں اوقات میں سجدہ ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ہمیں اہلِ سنت علماء نے منع کیا ہے، ہم خود بھی اہلِ سنت سے وابستہ ہیں، ہم دو آپس میں دوست ہیں، میں نے اس کو سجدہ کرنے سے منع کیا لیکن اس نے آپ کا حوالہ دیا۔

ج…… فقہِ حنفی کے مطابق نمازِ فجر اور عصر کے بعد سجدۂ تلاوت جائز ہے، البتہ طلوعِ آفتاب سے لے کر دُھوپ کے سفید ہونے تک، اور غروب سے پہلے دُھوپ کے زرد ہونے کی حالت میں سجدۂ تلاوت بھی منع ہے۔

## چارپائی پر بیٹھ کر تلاوت کرنے والا کب سجدۂ تلاوت کرے؟

س…… اگر چارپائی پر بیٹھ کر قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہے ہیں اور آیتِ سجدہ بھی دورانِ تلاوت آتی ہے، لہٰذا اس کے لئے سجدہ ادا کرنا فوراً ضروری ہے یا بعد تلاوت (جتنا قرآن پڑھے) سجدہ کرلیا جائے؟ صحیح طریقہ تحریر فرمائیں۔

ج…… فوراً کرلینا افضل ہے، تلاوت ختم کرکے کرنا بھی جائز ہے، اگر چارپائی سخت ہو کہ اس پر پیشانی دھنسے نہیں اور اس پر پاک کپڑا بھی بچھا ہوا ہو تو چارپائی پر بھی سجدہ ادا ہوسکتا ہے، ورنہ نہیں۔

## تلاوت کے دوران آیتِ سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے

س…… قرآن کی تلاوت کرتے وقت جس رُکوع میں سجدہ آجائے تو اس کو دِل میں پڑھنا چاہئے یا کہ بلند آواز سے پڑھے؟ کہتے ہیں کہ اگر سجدہ کی آیت کوئی سن لے تو اس پر سجدہ واجب ہے، اگر سجدہ نہ کرے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ اور سجدہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ مفصل بتائیں۔

ج…… سجدہ کی آیت پڑھنے سے، پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہوجاتا ہے، اس لئے کسی دُوسرے شخص کے سامنے سجدے کی آیت آہستہ پڑھے، تاکہ اس کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو۔ جس شخص کے ذمہ سجدۂ تلاوت واجب تھا اور اس نے نہیں کیا تو اس کا کفارہ

یہی ہے کہ سجدہ کرلے۔ سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے، سجدے میں تین بار ''سبحان ربی الاعلیٰ'' پڑھے اور تکبیر کہتا ہوا اُٹھ جائے، بس سجدۂ تلاوت ہوگیا۔

## آیتِ سجدہ اور اس کا ترجمہ پڑھنے سے صرف ایک سجدہ لازم آئے گا

س…… میں قرآن شریف ترجمے کے ساتھ پڑھ رہی ہوں، اور اس طرح پڑھتی ہوں کہ پہلے جتنا پڑھنا ہو وہ میں پڑھ لیتی ہوں، اس کے بعد اس کا ترجمہ، تو کیا مجھ کو قرآن شریف میں جو سجدہ آتا ہے وہ دو مرتبہ دینا ہوگا؟

ج…… نہیں! سجدہ صرف ایک ہی واجب ہوگا، آیتِ سجدہ اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار پڑھی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے، اور قرآنِ کریم کے الفاظ پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے، صرف ترجمہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

## ایک آیتِ سجدہ کئی بچوں کو پڑھائی، تب بھی ایک ہی سجدہ کرنا ہوگا

س…… ایک اُستاذ کئی لڑکوں کو ایک ہی آیتِ سجدہ علیحدہ علیحدہ پڑھاتا ہے، تو معلم کو ایک ہی سجدہ کرنا پڑے گا یا کہ جتنے لڑکے ہوں گے اتنے سجدے کرنے پڑیں گے؟ یعنی معلم ایک ہی جگہ بیٹھا رہتا ہے اور لڑکے باری باری پڑھتے جاتے ہیں۔

ج…… اُستاذ کے کہلانے سے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا بشرطیکہ مجلس ایک ہو، لیکن اُستاذ جتنے بچوں سے سجدے کی آیت سنے گا، اتنے سجدے سننے کی وجہ سے واجب ہوں گے۔

## دو آدمی ایک ہی آیتِ سجدہ پڑھیں تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

س…… آیتِ سجدہ اگر اُستاذ پڑھائے، شاگرد پڑھے تو کیا ہر ایک کو ایک سجدہ کرنا ہوگا یا دو؟ جبکہ ایک ہی آیتِ سجدہ ہر ایک نے پڑھی اور سنی۔

ج…… دونوں پر دو سجدے واجب ہوگئے، ایک خود پڑھنے کا، دُوسرا سننے کا۔

## آیتِ سجدہ نماز سے باہر کا آدمی بھی سن لے تو سجدہ کرے

س…… تراویح میں آیتِ سجدہ بھی آتی ہے، تو ظاہر ہے کہ جو خارجِ صلوٰۃ ہوگا وہ بھی سنے گا،

۔کیا اس پر بھی سجدہ واجب ہے؟

ج……جی ہاں! اس پر بھی واجب ہوگا۔

## لاؤڈ اسپیکر پر سجدۂ تلاوت

س……اگر کسی شخص نے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوتِ قرآن پاک سن لی اور اس میں سجدہ آئے تو سننے والے پر سجدہ واجب ہے یا نہیں؟ اور سجدہ نہ کرنے والے شخص پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

ج……جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے، اس پر سجدہ واجب ہے، اور ترکِ واجب گناہ ہے۔

## لاؤڈ اسپیکر اور ریڈیو، ٹیلی ویژن سے آیتِ سجدہ پر سجدۂ تلاوت

س……عام طور پر تراویح لاؤڈ اسپیکر پر پڑھائی جاتی ہے، سجدہ کی جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں اس کی آواز باہر بھی جاتی ہے، اگر کوئی شخص باہر یا گھر میں سجدہ کی آیات سنے تو اس پر سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح ختم والے دن ریڈیو اور ٹی وی پر سعودی عرب سے براہِ راست تراویح سنائی اور دِکھائی جاتی ہیں، اور لوگ کافی شوق سے (خاص طور پر خواتین) انہیں سنتے ہیں، جبکہ آخری پارے میں دو سجدے ہیں، کیا عوام جب وہ آیاتِ سجدہ سنیں تو ان پر سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ اکثریت صرف ذوق وشوق سے ہی دیکھتی ہے، عملی طور پر کچھ نہیں، یعنی اکثر لوگ صرف سن اور دیکھ لیتے ہیں، سجدہ وغیرہ ادا نہیں کرتے۔

ج……جن لوگوں کے کان میں سجدے کی آیت پڑے، خواہ انہوں نے سننے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو، ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، بشرطیکہ ان کو معلوم ہوجائے کہ آیتِ سجدہ تلاوت کی گئی، (اگر اسی تراویح کی ریکارڈنگ دوبارہ ریڈیو اور ٹی وی سے براڈکاسٹ یا ٹیلی کاسٹ کی جائے تو سجدۂ تلاوت نہیں واجب ہوگا)، البتہ عورتیں اپنے خاص ایام میں سنیں تو ان پر واجب نہیں۔

## ٹیپ ریکارڈ اور سجدۂ تلاوت

س……کیا ٹیپ ریکارڈ پر آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے؟


فہرست

ج……اس سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

## آیتِ سجدہ سن کر سجدہ نہ کرنے والا گناہگار ہوگا یا پڑھنے والا؟

س……آیتِ سجدہ تلاوت کرنے والے اور تمام سامعین پر سجدہ واجب ہے، لیکن جس کو سجدے کے متعلق معلوم نہیں اور نہ ہی صاحبِ تلاوت نے بتایا تو کیا وہ سامع گناہگار ہوگا؟

ج……جن لوگوں کو معلوم نہیں کہ آیتِ سجدہ تلاوت کی گئی ہے اور تلاوت کرنے والے نے یا کسی اور نے ان کو بتایا بھی نہیں، وہ گناہگار نہیں، اور جن لوگوں کو علم ہوگیا کہ آیتِ سجدہ کی تلاوت کی گئی ہے، اس کے باوجود انہوں نے سجدہ نہیں کیا، وہ گناہگار ہوں گے، اور اس صورت میں تلاوت کرنے والا بھی گناہگار ہوگا، اس کو چاہئے تھا کہ آیتِ سجدہ کی تلاوت آہستہ کرتا۔

س……نیز اگر آیتِ سجدہ خاموشی سے پڑھ لی جائے تو جائز ہے؟

ج……اگر آدمی تنہا تلاوت کر رہا ہو، اس کو آیتِ سجدہ آہستہ ہی پڑھنی چاہئے، لیکن اگر نماز میں (مثلاً: تراویح میں) پڑھ رہا ہو تو آہستہ پڑھنے کی صورت میں مقتدیوں کے سماع سے یہ آیت رہ جائے گی، اس لئے بلند آواز سے پڑھنی چاہئے۔

## سجدۂ تلاوت صاحبِ تلاوت خود کرے، نہ کہ کوئی دُوسرا

س……قرآن خوانی کرواؤں اور پھر جب تمام قرآن ختم کرلیا جائے تو ایک عورت ان سب کے سجدے (جو ۱۴ ہیں) ادا کردیتی ہے، آپ وضاحت فرمائیں کہ جہاں سجدہ آئے وہیں کیا جائے؟ یا علیحدہ ایک ساتھ سب سجدے ادا کرلئے جائیں؟ کیا کوئی قید یا پابندی تو نہیں ہے؟

ج……قرآنِ کریم کے کئی سجدے اکٹھے کرنا بھی جائز ہے، مگر جس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہو اسی کے ادا کرنے سے سجدہ ادا ہوگا، کوئی دُوسرا شخص اس کی جگہ سجدہ ادا نہیں کرسکتا، آپ نے جو لکھا ہے کہ ایک عورت ان سب کے سجدے ادا کردیتی ہے، یہ غلط ہے، تلاوت کرنے والوں کے ذمہ سجدۂ تلاوت بدستور واجب ہے۔

## سورۃ السجدۃ کی آیت کو آہستہ پڑھنا چاہئے، نہ کہ پوری سورۃ کو

س……قرآن مجید میں ایک سورۂ سجدہ ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس پوری سورۃ کو دِل

میں پڑھے؟

ج……اس سورۃ میں جو سجدے کی آیت آتی ہے، اس کو دُوسروں کے سامنے آہستہ پڑھے، پوری سورۃ دِل میں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

## سورۃ الحج کے کتنے سجدے کرنے چاہئیں؟

س……قرآن الحکیم میں سورۂ حج میں دو جگہ سجدۂ تلاوت آتے ہیں، ان سجدوں میں سے ایک سجدے کے سامنے شافعی لکھا ہوا ہے، کیا ہم حنفی عقیدہ رکھنے والوں کو بھی اس آیتِ سجدہ پر سجدہ کرنا لازم ہے یا نہیں؟

ج……حنفیہ کے نزدیک سورۃ الحج میں دُوسرا سجدہ، سجدۂ تلاوت نہیں، کیونکہ اس آیت میں رُکوع اور سجدہ دونوں کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے آیت میں گویا نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

# نماز کے متفرق مسائل

## وظیفہ پڑھنے کے لئے نماز کی شرط

س…… یہ بتائیں کہ اگر ہم کوئی وظیفہ شروع کریں جس کے لئے پانچوں وقت کی نماز ضروری ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے کسی وقت کی نماز قضا ہوجائے تو کیا ہم وہ وظیفہ جاری رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج……جب نماز وظیفے کے لئے شرط ہے تو وہ وظیفہ بغیر نماز کے بے کار ہے۔

## نماز میں زبان نہ چلنے کا علاج

س…… بندہ الحمدللہ! نماز کی پابندی کرتا ہے، لیکن ایک بڑی زبردست پریشانی ہے کہ جب نماز پڑھتا ہوں تو زبان نہیں چلتی اور ایک ایک آیت کو کئی کئی بار دُہرانا پڑتا ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے زبان میں لکنت ہے، لیکن عام بول چال کے اندر یہ چیز محسوس نہیں ہوتی، مہربانی

فرما کر اس کے لئے کوئی وظیفہ بتلائیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

ج…… اس کے لئے کسی وظیفے کی ضرورت نہیں، بس یہ کیجئے کہ جو آیت ایک دفعہ پڑھ لی اس کو دوبارہ نہ پڑھئے، چاہے آپ کو چند سیکنڈ ٹھہرنا پڑے، انشاء اللہ چند دنوں بعد یہ پریشانی دُور ہوجائے گی، اور اگر آپ نے مکرّر پڑھنے کی عادت جاری رکھی تو یہ بیماری پختہ ہوتی جائے گی۔

## تارک الصلوٰۃ نعت خواں احترام کا مستحق نہیں

س…… کیا تارک الصلوٰۃ نعت خواں کا احترام کرنا دُرست ہے؟

ج…… ایسا شخص احترام کا مستحق نہیں، اور ایسے شخص کا نعت خوانی کرنا بھی نعت کی توہین ہے۔

## قنوتِ نازلہ کب پڑھی جاتی ہے؟

س…… اخبارات میں پڑھا کہ ممتاز علمائے کرام نے اپیل کی ہے کہ فجر کی نماز میں دُعائے قنوت کا اہتمام کریں، براہِ کرم یہ بتلائیں کہ دُعائے قنوت کو نماز سنت یا نماز فرض میں پڑھا جائے؟ کیا یہ دُعائے قنوت عشاء کے وتروں والی ہے؟

ج…… جب مسلمانوں پر کوئی بڑی آفت نازل ہو، مثلاً: مسلمان، کافروں کے پنجے میں گرفتار ہوجائیں یا اسلامی ملک پر کافر حملہ آور ہوں تو نمازِ فجر کی جماعت میں دُوسری رکعت کے رُکوع کے بعد امام ''قنوتِ نازلہ'' پڑھے اور مقتدی آمین کہتے جائیں، سنتوں میں یا تنہا ادا کئے جانے والے فرضوں میں قنوتِ نازل نہیں پڑھی جاتی، اور وتر کی تیسری رکعت میں جو دُعائے قنوت ہمیشہ پڑھی جاتی ہے وہ الگ ہے۔

## ٹی وی کم از کم نماز کے اوقات کا احترام تو کرے

س…… مولانا صاحب! ٹی وی کی فضول نشریات نے مسلمانوں بالخصوص ہماری نئی نسل کو تباہی کے اس موڑ پر لاکر رکھ دیا ہے جہاں سے نکلنا ناممکن نہیں تو دُشوار ضرور ہے، اور اس پر بس نہیں، بلکہ وہ پروگرام کو بھی ایسے موقع پر نشر کرتے ہیں جن وقت عین نماز کا وقت ہوتا ہے، ایمان کمزور ہونے کی وجہ سے وہ نماز جیسی اہم عبادت کو ترک کردیتے ہیں، مسلمان کا

کام تو یہ ہے کہ خود بُرائی سے بچتے ہوئے دُوسروں کو بُرائی سے بچانے کی محنت اور کوشش کرے، کیا یہ لوگ نماز کے اوقات میں پروگرام کے وقت کو کم و بیش نہیں کرسکتے؟

ج...... اوّل تو ٹی وی ہی قوم کی صحت کے لئے "ٹی بی" ہے، اور یہ اُمّ الخبائث ہے جو شیطان نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرنے کے لئے ایجاد کی ہے، پھر اس کی نشریات لغو اور فضول ہیں، جو سراپا گناہ اور وبال ہیں، پھر نماز کے اوقات میں اس گندگی کو پھیلانا بہت ہی سنگین ہے، اللہ تعالیٰ اپنے قہر و غضب سے بچائے! ٹی وی کے کارپردازوں کو چاہئے کہ اگر وہ اس گندگی سے مسلمان معاشرہ کو نہیں بچاسکتے تو کم از کم نماز کے اوقات کا تو احترام کریں۔

## ٹی وی پر نمازِ جمعہ کے وقت پروگرام پیش کرنا

س...... آج کل ٹی وی پر جمعہ کی نشریات جو صبح کی ہوتی ہیں، ان میں عین اس وقت ڈرامہ شروع ہوتا ہے جب نمازِ جمعہ شروع ہوتی ہے، جس سے کئی ٹی وی دیکھنے کے شوقین اور نمازِ جمعہ پڑھنے والوں کی نماز قضا ہوجاتی ہے، بتایئے یہ گناہ کس کے سر ہوگا؟

ج...... جمعہ قضا کرنے والوں پر بھی اس کا وبال پڑے گا، اور ٹی وی والوں پر بھی، معلوم نہیں کہ کیا یہ لوگ مسلمان نہیں کہ لوگوں کو نمازِ جمعہ سے روکنے کا سبب بنتے ہیں؟

## بجائے قرعہ اندازی کے نمازِ استخارہ پڑھ کر فیصلہ کیجئے

س...... میری عادت ہے کہ جب کبھی کسی بات کا فیصلہ نہ کرسکوں اور بہت پریشان ہوجاؤں اور سمجھ میں کچھ نہ آئے کہ کیا فیصلہ کیا جائے؟ تو میں دو رکعت نفل پڑھ کر قرعہ پر دونوں چیزیں لکھ دیتی ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرکے اُٹھالیتی ہوں، اور نیت کرلیتی ہوں کہ چونکہ خدا کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا، جو قرعہ میرے ہاتھ آئے گا اس فیصلے پر وہ کام کروں گی۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دُعا مانگتی ہوں کہ خدایا قرآن مجید تیرا کلام ہے، اور اس میں ہر قسم کی مثالیں اور احوال موجود ہیں، تیرا مبارک نام لے کر اس کو کھولوں گی، اس صفحہ پر جو فیصلہ میری پریشانی کے مطابق ہو مجھ کو بتادے، تاکہ میں ویسا کرلوں اور تیری مرضی اور خوشی کے مطابق ہو، اور پھر خدا کا نام لے کر قرآن پاک کو کھول کر اس صفحے پر اپنے

مسئلے کے مطابق جو حال ملتا ہے اس کو خدا کی رائے سمجھ کر عمل کرتی ہوں۔ کیا مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں کفر یا شرک کا خطرہ تو نہیں ہوتا؟ ضرور جواب تحریر فرمائیں تاکہ آئندہ ایسا کروں، اکثر جب بہت پریشان کن مسئلہ ہو اور میری سمجھ میں کوئی فیصلہ نہ آرہا ہو تو میں ایسا کرکے فیصلہ کرلیتی ہوں۔

ج...... کفر و شرک تو نہیں، لیکن ایک فضول حرکت ہے، یہ ایک طرح کا فال نکالنا ہے، جس کی ممانعت ہے، اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا، یہ عقیدہ کا فساد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو تعلیم دی ہے، وہ یہ ہے کہ جب کوئی اہم کام درپیش ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر استخارہ کی دُعا کی جائے، اور پھر جس طرف دِل مائل ہو اس صورت کو اختیار کرلیا جائے، انشاء اللہ اسی میں خیر ہوگی۔

## بہ مجبوری فیکٹری میں کم از کم فرض اور وتر ضرور پڑھیں

س...... آج امریکہ سے میرے ایک دوست کا خط آیا ہے جو اکیس سال سے وہاں رہ رہا ہے، اب اس نے نماز پڑھنا شروع کی ہے، وہ جس فیکٹری میں کام کرتا ہے اس میں تین شفٹ میں کام ہوتا ہے، ایک ہفتہ دن میں، ایک ہفتہ شام میں، اور ایک ہفتہ رات میں ڈیوٹی کا وقت ہونے کی وجہ سے پوری نماز نہیں پڑھ سکتا، وہ فجر کی نماز میں دو سنت دو فرض، ظہر کی نماز میں چار فرض دو سنت، عصر میں چار فرض، مغرب میں تین فرض دو سنت، اور عشاء میں چار فرض دو سنت اور تین وتر پڑھ لیتا ہے، اس نے لکھا ہے کہ کسی عالم سے پوچھ کر لکھوں کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟

ج...... آپ کے دوست نے جتنی رکعات لکھی ہیں، وہ صحیح ہیں، البتہ ظہر کی نماز میں چار فرض سے پہلے چار سنتیں بھی پڑھ لیا کریں۔

## دفتری اوقات میں نماز کے لئے مسجد میں جانا

س...... زید اکثر نماز ظہر جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے، جبکہ مسجد دفتر سے ایک میل دُور ہے، زید مسجد تک پیدل جاتا ہے، نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد وہاں سے پیدل واپس آتا

ہے، کیا زید کا یہ طریقۂ کار دُرست ہے؟

ج…… اگر دفتر کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو اتنی دُور جانا صحیح ہے، ورنہ دفتر ہی میں نماز باجماعت کا انتظام کیا جائے۔

## آفس میں نماز کس طرح ادا کریں؟

س…… ہم پورٹ قاسم کے ایک ویران علاقے میں کے ای ایس سی کے آفس میں کام کرتے ہیں، ہماری ڈیوٹی ''۲۴ گھنٹے'' کی ہوتی ہے، وہاں قریب میں کوئی مسجد وغیرہ نہیں ہے، اور نہ ہی اذان کی آواز آتی ہے، کچھ عرصہ پہلے آفس کے احاطے میں چند افراد نے مسجد کی طرح ایک جگہ بنادی تھی، جہاں نماز ادا کرتے ہیں، ہم سب ہی لوگ جن کی تعداد تقریباً آٹھ ہے، ماشاء اللہ نماز کے پابند ہیں، لیکن ہم لوگ الگ الگ نماز پڑھتے ہیں، اور بغیر اذان دیئے ہوئے نماز پڑھتے ہیں، یعنی جب نماز کا وقت ہوا اس وقت سے نماز کا وقت ختم ہونے تک کبھی وقفے وقفے سے کبھی ایک ساتھ اپنی اپنی نماز ادا کرلیتے ہیں، جماعت سے اس لئے ادا نہیں کرتے کہ ہم لوگ علم میں بہت کم ہیں اور کسی کی شرعی داڑھی بھی نہیں ہے، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ نماز جماعت سے پڑھا سکتے ہیں، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا بغیر اذان دیئے نماز پڑھنا جائز ہے، جبکہ اذان کی آواز بھی نہ آئے؟ کیا ایسی صورت میں الگ الگ اپنی اپنی نماز ہوجائے گی، جبکہ پڑھنے کی جگہ بھی ایک ہو؟ یہ وضاحت بھی کردیں کہ اگر جماعت ضروری ہے تو کیا غیرشرعی داڑھی والے یا بغیر داڑھی والے حضرات نماز پڑھاسکتے ہیں؟

ج…… اذان و اقامت نماز کی سنت ہے، داڑھی منڈے کی اقتدا میں نماز مکروہ ہے، لیکن تنہا پڑھنے سے بہتر ہے، آپ حضرات اذان و اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کریں، کیا اچھا ہو کہ آپ میں سے کوئی باتوفیق داڑھی بھی رکھ لے، بلکہ سبھی کو رکھنی چاہئے تاکہ نماز مکروہ نہ ہو۔

## دفتری اوقات میں نماز کی ادائیگی کے بدلے میں زائد کام

س…… اگر ہم کسی کے ملازم ہیں اور نماز کے اوقات میں نماز کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں

تو کیا ہمیں ان اوقات کے بدلے میں زیادہ کام کرنا چاہئے؟

ج…… نماز فرض ہے، اتنے وقت کے بدلے میں زائد کام کرنے کی ضرورت نہیں، دفتری اوقات میں ایمانداری سے کام کیا جائے تو بہت ہے۔

## ہر وقت عمامہ پہننا سنت ہے

س…… عمامہ اور ٹوپی پہننا کیسا ہے؟ فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ یا مستحب؟ اور کب پہننا ہے، صرف نماز کے لئے یا پورا دن (چوبیس گھنٹے)؟ یا صرف بازاروں یعنی جس وقت گھر سے باہر ہوتے ہیں، اس وقت تک؟

ج…… عمامہ پہننا سنتِ مستحبہ ہے، اور یہ صرف نماز کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ ایک مستقل سنت ہے، اور ہمیشہ کی سنت ہے۔

## جماعت میں شرکت کے لئے دوڑنا منع ہے

س…… جب جماعت کھڑی ہوجاتی ہے تو بہت سے لوگ مسجد میں دوڑتے ہوئے جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں، آپ بتائیں کہ مسجد میں دوڑنا کیسا ہے؟

ج…… حدیث میں اس سے منع فرمایا ہے۔

## رُکوع وسجدہ کی تسبیح کا صحیح تلفظ سیکھئے

س…… ہمارے ہاں ایک صاحب کہتے ہیں کہ رُکوع اور سجدہ میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' اور ''سبحان ربی العظیم'' کہتے ہوئے ''ی'' کا استعمال نہیں کرتے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا یہ طریقہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… غلط ہے! کسی عربی دان سے تلفظ سیکھ کر پڑھیں۔

# میّت کے اَحکام

## نامحرَم کو کفن دفن کے لئے ولی مقرّر کرنا صحیح نہیں

س……سوال یہ ہے کہ ایک خاتون نے بحالتِ نزع اپنی بڑی بہن کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے والی وارث کی حیثیت سے دُولہا بھائی میری موت مٹی کریں، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ حسبِ وصیتِ مرحومہ، اس کے بہنوئی نے اس پر عمل آوری کردی۔ لیکن اس وصیت کا شریکِ غم مستورات میں چرچا ہے کہ ایک خوشحال شوہر اور کھاتے پیتے جوان لڑکوں اور حقیقی بھائیوں اور بزرگوں کی موجودگی میں مرحومہ کو اپنے بہنوئی کو وارث و والی مقرّر کرنا شرعاً جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور آئندہ کبھی یہ صورتِ حال واقع ہو تو بحکمِ شرعی کیا عمل ہونا چاہئے؟ تاکہ جمیع مسلمان اس مسئلے سے واقف ہوکر کسی اُلجھن میں نہ پڑنے پائیں اور دین و ایمان کی سلامتی کے ساتھ میّت کی آخرت بھی بحکمِ الٰہی بخیر ہو۔ مسئلہ محرَم نامحرَم کا ہے، ازراہ کرم اس بارے میں جو حکمِ خداوندی اور اس کے رسولِ مقبول کا ہو، اس سے بالتفصیل آگاہ فرمائیں۔

ج……کسی عورت کے ولی اس کے بیٹے یا بھائی ہیں، بہنوئی ولی نہیں، نہ وارث، اس لئے اس کو ولی مقرّر کرنا غلط ہے، البتہ اگر وہ نیک دین دار اور شرعی مسائل سے واقف ہے تو یہ وصیت کرنا کہ وہ کفن دفن کی نگرانی کرے، یہ دُرست ہے۔

## جس میّت کا مذہب معلوم نہ ہو اُسے کس طرح کفن دفن کریں گے؟

س……اگر کسی کو راہ میں ایک لاش ملتی ہے (عورت یا مرد) اور لاش کے مذہب کے بارے میں معلوم نہیں ہے، تو اسے ایک مسلمان کیسے دفنائے گا؟

ج……اگر کسی مسلمان ملک میں ہے تو اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا، اگر کوئی علامت اس


فہرست

کے غیرمسلم ہونے کی نہ ہو، لہٰذا اس کا کفن اسلام کے مطابق ہوگا۔ اور اس کے غیرمسلم ہونے کی کوئی واضح علامت موجود ہے (مثلاً اس عورت کے ماتھے پر تلک ہے، جو اس کے ہندو ہونے کی علامت ہے) تو اس کو غیرمسلم سمجھا جائے گا۔

## مردہ پیدا شدہ بچے کا کفن دفن

س…… میرے ایک دوست کے یہاں ایک بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ پیدا ہوا، ہم نے سنا ہوا ہے کہ اس کو غسل وغیرہ نہیں دینا چاہئے اور اسے کسی سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردینا چاہئے، میرے دوست نے ایک مسجد کے پیش امام صاحب سے معلوم کیا کہ اس کو کہاں دفن کرنا چاہئے؟ مولوی صاحب نے یہ بتایا کہ اس بچے کو قبرستان کے باہر دفن کیا جائے۔ از رُوئے شرع آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلے میں آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

بچے کو غسل دینا چاہئے یا نہیں؟

بچے کا نام بھی رکھا جانا ضروری ہے یا نہیں؟

بچے کو قبرستان کے اندر دفن کیا جائے یا باہر کسی اور جگہ؟

ج…… جو بچہ مردہ پیدا ہو، اسے غسل دینے اور اس کا نام رکھنے میں اختلاف ہے، ہدایہ میں اسی کو مختار کہا ہے کہ غسل دیا جائے اور نام رکھا جائے، البتہ اس کا جنازہ نہیں، بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کردیا جائے، قبرستان سے باہر دفن کرنا غلط ہے۔

## میّت کے پاس قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا

س…… اگر کسی شخص کا انتقال ہوگیا ہے اور اس کی میّت جب تک گھر میں موجود ہوتی ہے، تو اس جگہ تلاوتِ قرآن شریف کرنی چاہئے یا نہیں؟

ج…… میّت جس کمرے میں ہو اس کے بجائے دُوسرے کمرے میں تلاوت کی جائے، البتہ غسل کے بعد میّت کے پاس پڑھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔

## غسلِ میّت کے لئے پانی میں بیری کے پتے ڈالنا

س…… اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مردہ جسم کو غسل دیتے وقت لوگ پانی میں بیری کے پتے



فہرست

ڈالتے ہیں، براہِ مہربانی اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ضرور مطلع کریں۔

ج...... بیری کے پتے ڈالنا سنت سے ثابت ہے۔

## غسل کے وقت مردہ کو کیسے لٹایا جائے؟

س...... گزشتہ دنوں زید کا انتقال ہوگیا، ان کے رشتہ داروں نے میّت کو غسل دینے سے پہلے اور اس کے بعد اس کا چہرہ و سر مشرق کی طرف کردیا اور پاؤں مغرب (قبلہ) کی طرف کردیئے، بموجب ان حضرات کے جو اس وقت یہ کہہ رہے تھے کہ یہ عمل اس لئے کیا جاتا ہے کہ میّت کا منہ قبلہ کی طرف رہے، ان کا یہ عمل کس حد تک جائز ہے؟ کیا مرنے کے بعد میّت کے سر کو مشرق کی طرف اور پیر کی مغرب کی طرف کردینا چاہئے؟

ج...... غسل کے لئے مردہ کو تختہ پر رکھنے کی دو صورتیں لکھی ہیں، ایک تو قبلہ کی طرف پاؤں کرکے لٹانا، دُوسرے قبلہ کی طرف منہ کرنا جیسے قبر میں لٹاتے ہیں، دونوں میں سے جگہ کی سہولت کے مطابق جو صورت اختیار کرلی جائے جائز ہے، مگر زیادہ بہتر دُوسری صورت ہے۔

## میّت کو دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں

س...... میّت کو غسل دے کر کتنی دیر گھر میں رکھا جاسکتا ہے جبکہ اس کے لواحقین جلدی نہ آسکتے ہوں؟ اگر میّت کو غسل دے کر ایک رات گھر میں رکھا جائے تو کیا دُوسرے دن نمازِ جنازہ سے پہلے اس کو دوبارہ غسل دینا لازم ہوتا ہے؟ کیا شوہر اپنی بیوی کو کندھا دے سکتا ہے اور اس کو لحد میں اُتار سکتا ہے؟ جبکہ کچھ لوگوں کا خیال اس کے برعکس ہے۔

ج......۱: میّت کو جلد سے جلد دفن کرنے کا حکم ہے، لواحقین کے انتظار میں رات بھر اٹکائے رکھنا بہت بُری بات ہے۔

۲:...... ایک بار غسل دینے کے بعد غسل دینے کی ضرورت نہیں۔

۳:...... شوہر کا بیوی کے جنازے کو کندھا دینا جائز ہے۔

۴:...... اگر عورت کے محرَم موجود ہوں تو لحد میں ان کو اُتارنا چاہئے، اور اگر محرَم موجود نہ ہوں یا کافی نہ ہوں تو لحد میں اُتارنے میں شوہر کے شریک ہونے میں کوئی حرج نہیں۔


فہرست

## میّت کو غسل دیتے وقت زخم سے پٹی اُتار دی جائے

س......ایک شخص زخمی تھا، زخم پر مرہم پٹی باندھی ہوئی تھی، پھر اسی حالت میں انتقال ہوگیا، اب اس میّت کو غسل دیتے وقت وہ مرہم پٹی اُتار دی جائے گی یا کہ اسی حالت میں غسل دے کر دفنا دیں گے؟

ج......غسل دیتے وقت زخم سے پٹی اُتار دی جائے۔

## میّت کو غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں ہوتا

س......ایک شخص جو اپنے آپ کو جماعت المسلمین کا ممبر کہتا ہے، اس نے ایک شخص کو کسی میّت کے غسل دینے سے اس لئے منع کیا کہ غسل دینے کے بعد اس پر غسل واجب ہوگا، اور بغیر غسل کئے وہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھ سکے گا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا میّت کو غسل دینے والے شخص پر خود غسل کرنا واجب ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج......جو شخص میّت کو غسل دے، اس پر غسل واجب نہیں، البتہ مستحب ہے کہ غسل کرے، اور یہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ) کا اجماعی مسئلہ ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ جو شخص میّت کو غسل دے وہ غسل کرے، اور جو شخص جنازہ اُٹھائے وہ وضو کرے۔ (مشکوٰۃ ص:۵۵) مگر اوّل تو اکابر محدثین نے ان روایات کو کمزور قرار دیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ اور امام علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ اس باب میں کوئی چیز صحیح نہیں، اور امام بخاریؒ کے اُستاذ محمد بن یحییٰ الذہلیؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں مجھے کسی حدیث کا علم نہیں جو ثابت ہو۔

(شرح مہذب ج:۵ ص:۱۸۵)

علاوہ ازیں اس روایت میں غسل کا جو حکم دیا گیا ہے وہ استحباب پر محمول ہے، جس طرح جنازہ اُٹھانے سے وضو لازم نہیں آتا، اسی طرح میّت کو غسل دینے سے بھی غسل لازم نہیں آتا، بلکہ دونوں حکم استحباب پر محمول ہوں گے۔ چنانچہ امام خطابیؒ معالم السنن میں لکھتے ہیں: ”مجھے فقہاء میں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جو غسلِ میّت کی وجہ سے غسل کو واجب قرار دیتا


فہرست

ہو، اور نہ ایسا شخص معلوم ہے جو جنازہ اُٹھانے کی وجہ سے وضو کو واجب قرار دیتا ہو، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ حکم استحباب کے لئے ہے، بطورِ استحباب غسل کا حکم دینے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ میّت کو غسل دینے والے کے بدن پر چھینٹے پڑسکتے ہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ میّت کے بدن پر نجاست ہو تو اس کے چھینٹوں سے بدن کے ناپاک ہونے کا احتمال ہے، اس لئے غسل کا حکم دیا گیا تاکہ اگر کہیں گندے چھینٹے پڑے ہوں تو دُھل جائیں۔“

(مختصر سنن ابی داوٴد للمنذری مع معالم السنن ج:۴ ص:۳۰۵)

## مردے کو ہاتھ لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا

س…… عرض یہ ہے کہ ہمیں ایک اُلجھن درپیش ہے، وہ یہ کہ مردہ اجسام کو ہاتھ لگانے سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ ہمیں یہ جان کر بھی اطمینان میسر ہوگا کہ دیگر فقہ نے اس مسئلے کے سلسلے میں کیا لکھا ہے؟ اُمید ہے کہ آپ فقہِ حنفی، حنبلی، شافعی اور مالکی سے بھی ہمارے اس مسئلے کا حل بتائیں گے۔

ج…… جہاں تک مجھے معلوم ہے میّت کو ہاتھ لگانے سے کسی کے نزدیک غسل واجب نہیں ہوتا، ایک حدیث میں ہے کہ: ”جس نے میّت کو غسل دیا وہ غسل کرے، اور جو میّت کو اُٹھائے وہ وضو کرے۔“ اس کی سند میں محدثین کو کلام ہے، اور فقہائے اُمت نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے، امام ابوسلیمان خطابیؒ ”معالم السنن“ میں لکھتے ہیں: ”مجھے کوئی ایسا فقیہ معلوم نہیں جو میّت کو غسل دینے پر غسل واجب ہونے کا، اور میّت کو اُٹھانے پر وضو واجب ہونے کا حکم دیتا ہو۔“ بہرحال مردہ کے جسم کو ہاتھ لگانے کے بعد غسل یا وضو واجب نہیں، صرف ہاتھ دھولینا کافی ہے۔

## اگر دورانِ سفر عورت انتقال کرجائے تو اس کو کون غسل دے؟

س…… ہم تین افراد ہم سفر تھے، اور ہمارا سفر ریگستان کا تھا، میرے ساتھ میرا ایک شفیق دوست بھی جس کی بیوی کا انتقال ہوگیا، اب آپ یہ بتائیں کہ اس کو کون غسل دے؟

ج…… عورت کو مرد، اور مردوں کو عورتیں غسل نہیں دے سکتیں، خدانخواستہ ایسی صورت پیش

آ جائے کہ عورت کو غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو، یا مرد کو غسل دینے والا کوئی مرد نہ ہو تو تیمّم کرادیا جائے، اگر عورت کا کوئی محرَم مرد یا مرد کی کوئی محرَم عورت ہو تو وہ تیمّم کرائے، اور اگر محرَم نہ ہو تو اجنبی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔ صورتِ مسئولہ میں شوہر کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر تیمّم کرادے۔ اس مسئلے کی پوری تفصیل کسی عالم سے سمجھ لی جائے۔

## مرد اور عورت کے لئے مسنون کفن

س...... کفن دفن کے لئے جیسا کہ آج کل عام رواج ہے کہ ۲۲ گز لٹھے کا استعمال ہوتا ہے، کیا شرعی طور پر یہ پابندی ضروری ہے؟ اگر نہیں تو صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج...... مرد کے لئے مسنون کفن یہ ہے:

۱:...... بڑی چادر، پونے تین گز لمبی، سوا گز سے ڈیڑھ گز تک چوڑی۔

۲:...... چھوٹی چادر، اڑھائی گز لمبی، سوا گز سے ڈیڑھ گز تک چوڑی۔

۳:...... کفنی یا کرتا، اڑھائی گز لمبا، ایک گز چوڑا۔

عورت کے کفن میں دو کپڑے مزید ہوتے ہیں:

۱:...... سینہ بند، دو گز لمبا، سوا گز چوڑا۔

۲:...... اوڑھنی ڈیڑھ گز لمبی، قریباً ایک گز چوڑی، نہلانے کے لئے تہبند اور دستانے اس کے علاوہ ہوتے ہیں۔

## کفن کے لئے نیا کپڑا خریدنا ضروری نہیں

س...... اگر کوئی کفن کے لئے کپڑا خرید کر رکھے تو کیا اسے ہر سال کفن کے لئے نیا کپڑا دوبارہ خریدنا ہوگا؟ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ کفن کا کپڑا صرف ایک سال کے لئے کارآمد ہوتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، کفن کے لئے نیا کپڑا خریدنا بھی ضروری نہیں، دُھلی ہوئی چادروں میں بھی کفن دینا صحیح ہے۔

## کفن میں سلے ہوئے کپڑے استعمال کرنا خلافِ سنت ہے

س…… جب کوئی عورت یا مرد وفات پا جاتے ہیں، ان کے لئے سلے سلائے کپڑے جو وہ زندگی میں پہنتے تھے، گھر میں موجود ہوتے ہیں، اس کے باوجود مزید رقم خرچ کر کے کفن خریدا اور سلوایا جاتا ہے، کیا پاجامہ قمیص یا شلوار قمیص میں دفن کیا جاسکتا ہے؟

ج…… کفن میں سلے ہوئے کپڑے استعمال نہیں ہوتے، سلے ہوئے کپڑے کفن میں استعمال کرنا خلافِ سنت ہے۔

## عام لٹھے کا کفن تیار رکھ سکتے ہیں لیکن اس پر آیات یا مقدس نام نہ لکھیں

س…… کیا مسلمان زندہ ہوتے ہوئے اپنے لئے کفن خرید کر رکھ سکتا ہے؟ اور اس پر قرآنی آیتیں یا پھر مقدس نام وغیرہ لکھ سکتا ہے؟ اور کفن اچھے سے اچھا لوں یا صرف لٹھے کا؟ کفن اپنے لئے ماں باپ، بہن بھائی کے لئے بھی لے سکتا ہوں یا کہ نہیں؟

ج……۱: کفن تیار رکھنا دُرست ہے۔

۲:…… کفن پر آیتیں یا مقدس نام لکھنا صحیح نہیں، اس سے آیاتِ مقدسہ کی اور پاک ناموں کی بے حرمتی ہوگی۔

۳:…… مرنے والا جس قسم کے کپڑے زندگی میں جمعہ اور عیدین کے لئے پہنا کرتا تھا اور عورت اپنے میکے جانے کے لئے جیسے کپڑے پہنا کرتی تھی، اس معیار کے کپڑے کفن میں استعمال کرنے چاہئیں، مگر حکم یہ ہے کہ میّت کو سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دفن دیا جائے، اس لئے عام طور سے سفید لٹھے کا کفن استعمال کیا جاتا ہے۔

## کفن کا کپڑا تہ کرنے سے حرام نہیں ہوتا

س…… یہ بات کہاں تک صحیح ہے کہ مردے کو جو کفن پہنایا جاتا ہے اگر اس کو خرید کر تہہ کرلیا جائے تو یہ مردے کے لئے حرام ہوجاتا ہے۔

ج…… یہ بالکل مہمل بات ہے۔

## آبِ زمزم سے دُھلے ہوئے کپڑے سے کفن دینا جائز ہے

س……آبِ زمزم سے دُھلے ہوئے کپڑے میں کفن دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج……آبِ زمزم سے دُھلے ہوئے کپڑے میں کفن دینا جائز ہے، البتہ اس طرح آبِ زمزم سے کفن دُھونا سلف سے ثابت نہیں، غالباً حصولِ برکت کے لئے لوگوں میں اس کا رواج ہوا۔

## مردے کے کفن میں عہدنامہ رکھنا بے ادبی ہے

س……مردے کے کفن میں عہدنامہ ڈالا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ اس برکت سے بخشش ہوجاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج……عہدنامہ قبر میں رکھنا بے ادبی ہے، نہیں رکھنا چاہئے، درمختار میں ہے کہ: ''اگر میّت کی پیشانی پر یا اس کے عمامہ پر یا اس کے کفن پر ''عہدنامہ'' لکھ دیا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ میّت کی بخشش فرمادیں گے۔'' لیکن علامہ شامیؒ نے اس کی پُرزور تردید کی ہے۔

## مردہ عورت کے پاؤں کو مہندی لگانا جائز نہیں

س……میری والدہ کا انتقال ہوا تو میں ایک مردے نہلانے والی خاتون کو بلاکر لایا، انہوں نے مجھ سے مہندی منگوائی، والدہ کو نہلانے کے بعد انہوں نے والدہ کے پاؤں یعنی دونوں پیروں کے تلوے میں مہندی لگادی، ہمارے گھر والوں نے تو بہت منع کیا، لیکن وہ خاتون مسئلے مسائل بتانے لگیں، مختصراً یہ کہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کفن میں لپٹی لاش (عورت) کے کیا مہندی پاؤں میں لگانے کا کہیں ذکر آیا ہے یا نہیں؟

ج……اس نے غلط کیا، میّت کو مہندی نہیں لگانی چاہئے تھی۔

## کفن پہنانے کے وقت میّت کو کافور لگانا اور خوشبو کی دُھونی دینا چاہئے

س……جیسا کہ آج کل ہم مسلمانوں میں رائج ہے کہ میّت کے پاس اگربتی اور لوبان سلگایا جاتا ہے، نیز قبروں پر بھی اگربتی اور موم بتی وغیرہ لگاتے ہیں، حالانکہ میری معلومات کے

مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگ سے مُردوں کو تکلیف ہوتی ہے، کیا اَحکام ہیں؟ نیز پھر مُردوں کو کس طرح خوشبو میں بسایا جائے، ہار پھول ڈال کر یا خوشبوئیں بکھیر کر؟ جواب واضح دیجئے گا۔

ج…… مردے کو کفن پہنانے سے پہلے کفن کو لوبان کی دُھونی دینا مسنون ہے۔

۲:…… میّت کے سر، داڑھی اور پورے بدن کو خوشبو لگانا اور اعضائے سجدہ (پیشانی، ناک، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں) پر کافور لگانا مستحب ہے۔

۳:…… میّت پر یا قبر پر پھول ڈالنا اور قبروں میں اگربتی سلگانا غلط ہے۔

## میّت کے بارے میں عورتوں کی توہم پرستی

س…… یہ کہا جاتا ہے کہ لاش کو ہلانا اور اِدھر اُدھر کرنا ٹھیک نہیں، کیونکہ اس سے مردے کو سخت تکلیف ہوتی ہے، اگر اس کو سانس ہو تو سب کو چیر پھاڑ دے۔ میرے محترم بزرگ! نواب شاہ ہی میں ایک اتفاق ہوا، ایک لڑکی کا انتقال ہوا، پتہ نہیں غسل دے کر لے کر آئے تو کفن پہنانے کے بعد اس لڑکی کو جس کا انتقال ہوا غسل دینے والی نے اس کی آنکھوں کو کھول کر کاجل لگایا، محترم! ایک غسل والی نہیں بلکہ نواب شاہ کی جتنی ایسی عورتیں ہیں وہ سب یہ ہی رسم کرتی ہیں کاجل لگانا اُنگلی سے، ویسے یہ کہاں تک دُرست ہے؟

اگر کسی کے گھر میں کوئی بچہ یا لڑکی لڑکا، عورت مرد، بڈھی بڈھا، عمر رسیدہ یا کسی کی بھی موت واقع ہو جائے، تو عورتیں پرہیز کرتی ہیں کہ ہماری پرہیز یا ہمیں تعویذ ہے، ایسی عورتیں موت والے گھر میں نہیں جاتیں، حتیٰ کہ ان کی دس یا بارہ سال کی لڑکیوں کے بھی پرہیز ہوں گے، اور یہاں تک کہ اس یعنی میّت والے گھر کے آگے سے بھی نہیں گزریں گے، خدانہ کرے ان کو میّت کی کوئی رُوح چمٹ جائے گی، یہ پرہیز چالیس دن یا اس سے بھی زیادہ چلتا ہے، یہ پرہیز اپنے سگے رشتوں یعنی بھتیجوں بھتیجیوں یا کوئی برادری وغیرہ عزیز رشتہ دار اور پڑوسیوں تک چلتا ہے۔

ج…… یہ بھی توہم پرستی ہے کہ لاش کو اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر نہ کیا جائے، میّت کے کاجل یا

سرمہ لگانا ممنوع ہے۔ بعض عورتیں جو میّت والے گھر نہیں جاتیں، اسی طرح زچگی والے گھر سے پرہیز کرتی ہیں، یہ غلط لوگوں کی پھیلائی ہوئی گمراہی ہے، وہ ان کو ایسے تعویذ دیتے ہیں کہ وہ ساری عمر ان کے چکر سے باہر نہ نکل سکیں۔

## میّت کے لئے حیلہ اسقاط اور قدم گننے کی رسم

س…… ہمارے گاؤں میں جب کوئی فوت ہوتا ہے تو پہلے تو جنازے کی چارپائی جب اُٹھاتے ہیں تو مولوی قدم گنتا ہے، نہ جانے یہ بات صحیح ہے یا کہ نہیں؟ پھر نمازِ جنازہ پڑھ کر ایک دائرہ سا مولوی حضرات بناکر بیٹھ جاتے ہیں، ہاتھ میں قرآن لے کر جسے حیلہ کے نام سے کہتے ہیں، خدانخواستہ اگر کسی نے حیلہ نہ کیا اپنے فوت ہونے والے حضرات کا تو مولوی حضرات سب سے پہلے فتویٰ لگاتے ہیں: ''او جی! بغیر حیلہ کے دفن کیا ہے، اس کی بخشش نہیں ہوگی'' کیا یہ حیلہ اسلام میں جائز ہے؟ اس طرح قرآن ساتھ لے کر جانا کیا قرآن کی بھی بے حرمتی نہیں؟

ج…… مستحب یہ ہے کہ آدمی جنازے کی چارپائی کو چالیس قدم اُٹھائے، پہلے دائیں کندھے پر اگلی جانب کو دس قدم اُٹھائے، پھر دائیں کندھے پر پچھلی جانب کو دس قدم، پھر بائیں کندھے اگلی جانب کو دس قدم، پھر بائیں کندھے پر پائینتی کی جانب کو دس قدم، ظاہر ہے کہ ہر اُٹھانے والا اپنے قدم گنے گا، مولوی صاحب کا لوگوں کے قدم گننا بے معنی ہے، ہاں اپنے قدم گنے۔

جہاں تک حیلہ اسقاط کا تعلق ہے، جس شکل میں یہ حیلہ آج کل رائج ہے یہ خالص بدعت ہے، اور نہایت قبیح بدعت…! اور اس بدعت کے لئے قرآنِ کریم کا استعمال بلاشبہ قرآنِ کریم کی بے حرمتی ہے۔

## جنازے کو کندھا دینے کا مسنون طریقہ

س…… جب کسی شخص کا جنازہ اس کے گھر سے اُٹھایا جاتا ہے تو اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ جنازے کو کندھا دیتے ہیں، اور پھر کچھ مخصوص قدم چلنے کے بعد بدل دیتے ہیں، اور


فہرست

کافی دُور تک یہ عمل جاری رہتا ہے، اس عمل کو یہ لوگ ''دہ قدم'' کہتے ہیں، اس عمل (دہ قدم) کی اصل حقیقت کیا ہے؟ ذرا تفصیل سے سمجھائیے، کیونکہ جس علاقے کا میں رہنے والا ہوں وہاں پر صد فی صد لوگ ایسا کرتے ہیں۔

ج…… میّت کے جنازے کو کندھا دینا مسنون ہے، اور بعض احادیث میں جنازے کے چاروں طرف کندھا دینے کی فضیلت بھی آئی ہے۔

طبرانی کی معجمِ اوسط میں بہ سندِ ضعیف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من حمل جوانب السرير الأربع كفّر الله عنه اربعين كبيرة.'' (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۲۶)

ترجمہ:…… ''جس شخص نے میّت کے جنازے کے چاروں پایوں کو کندھا دیا، اللہ تعالیٰ اسے اس کے چالیس بڑے گناہوں کا کفارہ بنادیں گے۔''

امام سیوطیؒ نے الجامع الصغیر جلد:۲ صفحہ:۱۷۰ بروایت ابنِ عساکرؒ، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔

فقہائے اُمت نے جنازہ کو کندھا دینے کا سنت طریقہ یہ لکھا ہے کہ پہلے دس قدم تک دائیں جانب کے اگلے پائے کو کندھا دے، پھر دس قدم تک اسی جانب کے پچھلے پائے کو، پھر دس قدم تک بائیں جانب کے اگلے پائے کو، پھر دس قدم تک بائیں جانب کے پچھلے پائے کو، پس اگر بغیر ایذا دہی کے اس طریقے پر عمل ہوسکے تو بہتر ہے۔

## جنازہ کے لئے کھڑے ہوجانا بہتر ہے

س…… جب ہمارے قریب سے جنازہ گزر رہا ہو اور ہم بیٹھے ہوئے ہوں تو کیا احتراماً کھڑے ہوجانا چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ بعض افراد دُکان میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں تو کھڑے ہوجاتے ہیں اور بعض نہیں؟

ج…… کھڑے ہوجانا بہتر ہے۔

## شوہر اپنی بیوی کے جنازہ میں شریک ہوسکتا ہے

س…… بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ بیوی کا جب انتقال ہوجائے تو خاوند نہ تو اپنی بیوی کا منہ دیکھ سکتا ہے، نہ ہی اس کو ہاتھ لگاسکتا ہے، حتیٰ کہ چارپائی کو کندھا بھی نہ دے، اور نمازِ جنازہ میں بھی شریک نہ ہو، قبر میں بھی خاوند بیوی کو نہیں اُتار سکتا، اب آپ ہی مطلع فرمائیں کہ یہ باتیں کہاں تک دُرست ہیں؟ کہتے ہیں بیوی کے انتقال کے بعد خاوند غیرمحرَم بن جاتا ہے۔

ج…… بیوی کے انتقال کے بعد شوہر اس کا منہ دیکھ سکتا ہے، ہاتھ نہیں لگاسکتا، جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے، نمازِ جنازہ میں بھی شریک ہوسکتا ہے، عورت کو لحد میں اُتارنے کے لئے اس کے محرَم رشتہ دار ہونے چاہئیں، اگر وہ نہ ہوں تو دُوسرے لوگ اُتاریں، ان میں شوہر بھی شریک ہوسکتا ہے، یہ صحیح ہے کہ بیوی کے مرتے ہی دُنیوی اَحکام کے اعتبار سے میاں بیوی کا رشتہ ختم ہوجاتا ہے، اور شوہر کی حیثیت ایک لحاظ سے اجنبی کی ہوجاتی ہے۔

## موت کے بعد بیوی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے، ہاتھ نہیں لگاسکتا

س…… آپ نے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا ہے: ''شوہر کو بیوی کا چہرہ دیکھنا جائز ہے، اس کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔'' آپ سے استدعا ہے کہ قرآن پاک سے کوئی حوالہ یا دلیل مرحمت فرمائیں۔ کیونکہ راقم کے علم میں تو یہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو بعد از انتقال خود غسل دیا تھا، اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتقال پر ان کی زوجہ محترمہ نے ان کو غسل دیا تھا، اسی طرح یہ بات تو ضرور پایۂ ثبوت اور دلیلِ شرعی کو پہنچتی ہے کہ بعد از انتقال شوہر کا بیوی کو یا بیوی کا شوہر کو دیکھنا، چھونا وغیرہ نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ غسل دینا افضل ہے۔ صحابہ کرامؓ تو جائز بلکہ بہترین اور افضل افعال اور اعمال انجام دیتے تھے، ہمارے عامۃ المسلمین میں جو یہ باتیں مشہور و مقبول ہیں کہ بعد از انتقال نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اور دیکھنا منع ہے یا چھونا منع ہے وغیرہ، وغیرہ، یہ سب باتیں غلط اور بنائے کم علمی و لاعلمی ہیں، اگر میری باتیں غلط ہیں تو برائے مہربانی دلیلِ شرعی مرحمت فرمائیں۔

ج…… بیوی کے انتقال سے نکاح ختم ہوجاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے، اس لئے شوہر کا بیوی کے مرنے کے بعد اسے ہاتھ لگانا اور غسل دینا جائز نہیں، اور شوہر کے مرنے پر نکاح کے آثار عدّت تک باقی رہتے ہیں، اس لئے بیوی کا شوہر کے مرنے کے بعد اس کو ہاتھ لگانا اور غسل دینا صحیح ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ محترمہ کے غسل دینے پر تو کوئی اِشکال نہیں، البتہ حضرت علیؓ کا واقعہ محلِ اِشکال ہے، لیکن اوّل تو اس سلسلے میں تین روایتیں مروی ہیں، ایک یہ کہ حضرت علیؓ نے غسل دیا تھا، دوم یہ کہ اسماء بن عمیسؓ اور حضرت علیؓ نے غسل دیا تھا، سوم یہ کہ حضرت فاطمہؓ نے انتقال سے پہلے غسل فرمایا اور نئے کپڑے پہنے اور فرمایا کہ: ''میں رُخصت ہورہی ہوں، میں نے غسل بھی کرلیا ہے، اور کفن بھی پہن لیا ہے، مرنے کے بعد میرے کپڑے نہ ہٹائے جائیں۔'' یہ کہہ کر قبلہ رُو لیٹ گئیں اور رُوح پرواز کرگئی، ان کی وصیت کے مطابق انہیں غسل نہیں دیا گیا۔ پس جب روایات اس سلسلے میں متعارض ہیں تو اس واقعے پر کسی شرعی مسئلے کی بنیاد رکھنا صحیح نہیں ہوگا۔ اور اگر حضرت علیؓ کے غسل دینے کی روایت کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضرت فاطمہؓ و علیؓ کی خصوصیت تھی، اس سے عام حکم ثابت نہیں ہوتا، اس لئے مسئلہ صحیح وہی ہے جو اس ناکارہ نے لکھا تھا کہ بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے، مگر ہاتھ نہیں لگاسکتا۔

## ناپاک آدمی کا جنازے کو کندھا دینا

س…… جنازے کو جب کندھا دیا جاتا ہے تو بہت سے لوگ جنازے کو کندھا دیتے ہیں، اگر کوئی شخص ناپاکی کی حالت میں جنازے کو کندھا دے تو کیا ہوگا؟ اگر اس شخص کا دِل پاک ہو اور کپڑے ناپاک ہوں تو کیا وہ اس حالت میں جنازے کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… ناپاک آدمی کا جنازے کو کندھا دینا مکروہ ہے، دِل کے ساتھ جسم اور کپڑوں کو بھی پاک کرنا چاہئے، جس شخص کو اپنے بدن اور کپڑوں کے پاک رکھنے کا اہتمام نہ ہو، وہ دِل کو پاک رکھنے کا کیا خاک اہتمام کرے گا؟

## عورت کی میّت کو ہر شخص کندھا دے سکتا ہے

س...... کیا عورت کی میّت کو ہر شخص کندھا دے سکتا ہے؟ یا کہ صرف محرَم مرد ہی اس کو کندھا دے سکتے ہیں؟

ج...... قبر میں تو صرف محرَم مردوں کو ہی اُتارنا چاہئے (اگر محرَم نہ ہوں یا کافی نہ ہوں تو غیرمحرَم بھی شامل ہوسکتے ہیں) لیکن کندھا دینے کی سب کو اجازت ہے۔

## قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا خلافِ ادب ہے

س...... قبرستان میں جنازے کو زمین پر رکھنے سے پہلے آدمیوں کا بیٹھنا کیسا ہے؟

ج...... ادب کے خلاف ہے، جنازے کو رکھنے کے بعد بیٹھنا چاہئے۔

## میّت کو دفناتے وقت کی رُسومات

س...... جب قبر میں مردہ کو اُتارتے ہیں تو قبر کی دیواروں اور مردہ پر گلاب کا عرق اور دُوسری خوشبوئیں چھڑکتے ہیں، مردہ پر ''عہدنامہ'' وغیرہ رکھتے ہیں، گھر سے میّت کو لے جاتے وقت مردہ کے لئے توشہ (باقاعدہ کھانا وغیرہ) لے جاتے ہیں، اور قبر پر پھول اور خوشبو استعمال کرتے ہیں، کیا ان چیزوں سے مردہ کو کوئی فائدہ ہوتا ہے؟ شرعی حیثیت سے بیان کریں۔

ج...... یہ تمام رسمیں غلط ہیں، ان کی کوئی شرعی سند نہیں۔

## قبر میں رُوئی فوم وغیرہ بچھانا دُرست نہیں

س...... کیا قبر میں کوئی چیز بچھانا مثلاً رُوئی، فوم، وغیرہ جائز ہے؟

ج...... قبر میں کوئی بھی چیز بچھانا دُرست نہیں۔

## قبر میں قرآن یا کلمہ رکھنا جائز نہیں

س...... کیا میّت کے ساتھ قبر میں قرآن مجید یا قرآن مجید کا کوئی حصہ یا کوئی دُعا یا کلمہ طیبہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن، حدیث، فقہِ حنفی اور سلف صالحین کے تعامل کی روشنی میں تفصیلاً وضاحت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

ج…… قبر میں مردے کے ساتھ قرآن مجید یا اس کا کچھ حصہ دفن کرنا ناجائز ہے، کیونکہ مردہ قبر میں پھول پھٹ جاتا ہے، قرآن مجید ایسی جگہ رکھنا بے ادبی ہے، یہی حکم دیگر مقدس کلمات کا ہے، سلف صالحین کے یہاں اس کا تعامل نہیں تھا۔

## میّت کا صرف منہ قبلہ رُخ کردینا کافی نہیں

س…… ہمارے ایک عزیز کی والدہ کا انتقال ہوگیا، مرحومہ کا چھوٹا بیٹا اہلِ حدیث ہے، وہ قبرستان گیا اور قبر کے اندر اُتر کر ماں کو کروٹ کے بل لٹا کر پیٹھ کی طرف پتھر لگا آیا، تدفین کے بعد بات نکلی تو لڑکے نے بتایا کہ خدا میری مغفرت کرے، اس سے قبل میں نے اپنے مرحوم بھائی کو چت لٹایا تھا اور منہ قبلے کی طرف کیا گیا تھا، لیکن اس بار صحیح طریقہ اختیار کیا ہے۔ واضح ہو کہ بقیہ تمام لوگ اہلِ سنت والجماعت ہیں، یہ سن کر ہم سب سے وہ لڑکا کہنے لگا ہمیں ہماری جماعت میں ایسا ہی بتایا گیا تھا۔ مولانا! آپ بتائیں کیا مردے کو کروٹ کے بل لٹانا جائز تھا؟ (منہ قبلے کی طرف تھا) اور اب اگر لٹایا جاچکا تو اس غلطی پر دوبارہ کیا کیا جائے؟

ج…… میّت کو قبر میں قبلہ رُخ لٹانا چاہئے، چت لٹا کر صرف منہ قبلہ کی طرف کردینا کافی نہیں، یہ مسئلہ صرف اہلِ حدیث کا نہیں، فقہِ حنفی کا بھی یہی مسئلہ ہے، لیکن میّت کے پیچھے پتھر رکھنے کے بجائے دیوار کے ساتھ مٹی کا سہارا دے دیا جائے تاکہ میّت کا رُخ قبلہ کی طرف ہوجائے۔

## مردہ عورت کا منہ غیرمحرَم مردوں کو دِکھانا جائز نہیں

س…… یہ بات کہاں تک صحیح ہے کہ مری ہوئی عورت کا منہ اگر اس کے گھر والے کسی غیرمرد کو دِکھادیں تو اس کا گناہ بھی مری ہوئی عورت کو ملے گا؟

ج…… غیرمردوں کو مردہ عورت کا منہ دِکھانا جائز نہیں، اور گناہ منہ دِکھانے والوں کو ہوگا، اور مردہ عورت بھی اس پر اپنی زندگی میں راضی تھی تو وہ بھی گناہگار ہوگی، ورنہ نہیں، عورتوں کو وصیت کردینی چاہئے کہ ان کے مرنے کے بعد نامحرموں کو ان کا منہ نہ دِکھایا جائے۔

## قبر کے اندر میّت کا منہ دِکھانا اچھا نہیں

س…… آج کل اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب میّت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو پھر قبر کے

اندر ایک آدمی جا کر میّت کے چہرے سے کفن ہٹا دیتا ہے، قبر کے باہر چاروں طرف لوگ کھڑے ہوکر میّت کا آخری دیدار کرتے ہیں اور اس کے بعد میّت کا چہرہ ڈھانپ دیا جاتا ہے، کیا قبر میں اُتار دینے کے بعد یا قبرستان میں میّت کا چہرہ لوگوں کو دِکھانا جائز ہے؟

ج…… قبر میں رکھ دینے کے بعد پھر منہ کھول کر دِکھانا اچھا نہیں، بعض اوقات چہرے پر برزخ کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں، ایسی صورت میں لوگوں کو مرحوم کے بارے میں بدگمانی کا موقع ملے گا۔

## میّت کو لحد میں اُتارنے کے بعد مٹی ڈالنے کا طریقہ

س…… مسئلہ یہ ہے کہ جب میّت کو دفن کیا جاتا ہے تو جیسا عام طور پر ہوتا ہے کہ میّت کو لحد میں لٹانے اور لحد کو ڈھانپنے کے بعد جنازے کے ساتھ آنے والے تمام لوگ تین تین مٹھی مٹی دیتے ہیں، اور اس کے بعد مٹی بھری جاتی ہے، ازراہِ کرم آپ ہمیں مٹی دینے کی اہمیت کے بارے میں بتائیں۔

ج…… مٹی کی تین مٹھیاں ڈالنا مستحب ہے، پہلی مٹھی ڈالتے وقت **"منھا خلقنٰکم"** پڑھے، دُوسری کے وقت **"وفیھا نعیدکم"**، اور تیسری کے وقت **"ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ"** پڑھے، اگر یہ عمل نہ کیا جائے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

## قبر پر اذان دینا بدعت ہے

س…… قبر پر میّت کو دفنا کر اذان دینا جائز ہے یا ناجائز؟ چونکہ ریڈیو پر جو سوال و جواب ہوتے ہیں اس میں ایک مولوی صاحب نے کہا ہے کہ جائز ہے۔

ج…… علامہ شامی نے باب الاذان اور کتاب الجنائز میں نقل کیا ہے کہ قبر پر اذان دینا بدعت ہے۔

## قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، اور کچھ دیر قبر پر رُکنا سنت ہے

س…… کیا میّت کو دفنانے کے بعد قبر پر اذان دینا جائز ہے؟ اور بعد از اذان قبر پر رُکنا اور میّت کے لئے اِستغفار پڑھنا جائز ہے؟

ج…… قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، سلف صالحین سے ثابت نہیں، البتہ دفن کے بعد کچھ دیر کے لئے قبر پر ٹھہرنا اور میّت کے لئے دُعا و اِستغفار کرنا سنت سے ثابت ہے۔

## کبھی کبھی زمین بہت گناہگار مردے کو قبول نہیں کرتی

س…… یہ بات تمام لانڈھی کے لوگوں میں عام ہوگئی ہے کہ گیڈر کالونی کے قبرستان میں ایک مردہ دفن کیا گیا، لیکن جب اس کو دفن کرنے کے بعد کچھ قدم لوگ آگے آجاتے تو وہ مردہ قبر سے نکل کر دوبارہ زمین پر پڑا ہوتا، کافی مرتبہ اس کا جنازہ پڑھا کر اس کو دفن کیا گیا، مگر ہر مرتبہ لوگ جو مردے کو دفن کر رہے تھے، ناکام ہوگئے، آخر مولوی صاحب نے کہا کہ اس کو زمین پر ہی ڈال کر مٹی ڈال دی جائے، اور اسی پر عمل کیا گیا۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بہت گناہگار تھا۔

ج…… غالباً کسی علانیہ گناہ میں مبتلا ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس قسم کے متعدّد واقعات پیش آئے کہ ایک مردہ کوئی بار دفن کیا گیا، مگر زمین اس کو اُگل دیتی تھی، … نعوذ باللہ من ذالک … اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ''زمین تو اس سے بھی زیادہ گناہگار لوگوں کو قبول کرلیتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ تمہیں عبرت دلانا چاہتے ہیں۔'' ان واقعات کی تفصیل ماہنامہ ''بینات'' بابت ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ میں باحوالہ درج کردی گئی ہے۔

## میّت کو زمین کھود کر دفن کرنا فرض ہے

س…… ہمارے محلے میں ایک صاحب کا انتقال ہوا، ان کی میّت کو سوسائٹی کے قبرستان میں دفنایا گیا، بلکہ ''دفنانا'' یہاں کہنا صحیح نہ ہوگا، کیونکہ وہ قبر زمین کھود کر نہیں بنائی گئی تھی، بلکہ زمین کے اُوپر چاردیواری بنائی گئی تھی، جس میں ان کی میّت رکھ کر اُوپر سیمنٹ کی سلوں سے ڈھک کر چاروں طرف اُوپر مٹی لیپ دی گئی، ظاہر ہے جب بارش ہوگی تو مٹی بہ جائے گی، اور سات آٹھ سال کا بچہ ان سلوں کو آسانی سے ہٹا سکتا ہے۔ اس طرح کی کئی قبریں مسجد رحمانیہ والے کونے میں ہیں، آپ بتائیں کیا اس طرح میّت کو دفنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ

قرآن میں زمین کھود کر دفنانے کو آیا ہے۔

ج...... علامہ شامیؒ حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں: ''اس پر اجماع ہے کہ اگر میّت کو دفن کرنا ممکن ہو تو دفن کرنا فرض ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر زمین پر میّت کو رکھ کر اُوپر قبر کی شکل بنادی جائے تو کافی نہیں اور فرض ادا نہیں ہوگا۔'' (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۳۲)

## اپنی زندگی میں قبر بنوانا مباح ہے

س...... جنگ میں آپ نے فتویٰ دیا ہے کہ زندگی میں آدمی اپنے لئے قبر بنا سکتا ہے، حالانکہ ''وما تدری نفس بأی ارض تموت'' کے خلاف ہے، اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں مکروہ لکھا ہے، اور تفسیر مدارک میں بھی نظر سے گزرا ہے، لہٰذا کچھ وضاحت کیجئے بمع حوالہ۔

ج...... فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں تو یہ لکھا ہے: ''پہلے سے قبر اور کفن تیار کرنے میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔'' (ج:۵ ص:۴۰۶)

اور کفایت المفتی میں لکھا ہے: ''اپنی زندگی میں قبر تیار کرالینا مباح ہے۔''

(ج:۴ ص:۳۸)

علامہ شامیؒ نے تاتارخانیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اپنے لئے قبر تیار رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور اس پر اجر ملے گا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، ربیع بن خشیمؒ، اور دیگر حضرات نے ایسا ہی کیا تھا۔ (شامی ج:۲ ص:۲۴۴ مطبوعہ مصر جدید)

فتاویٰ عالمگیری میں بھی تاتارخانیہ سے یہی نقل کیا ہے (ج:۱ ص:۱۶۶)، جہاں تک آیت شریفہ کا تعلق ہے، اس میں قطعی علم کی نفی نہیں کی گئی ہے، ہزاروں کام ہیں جن کے بارے میں ہمیں قطعی علم نہیں ہوتا کہ ان کا آخری انجام کیا ہوگا؟ اس کے باوجود ظاہر حالات کے مطابق ہم ان کاموں کو کرتے ہیں، یہی صورت یہاں بھی سمجھ لینی چاہئے۔

## قبر پکی ہونی چاہئے یا کچی؟

س...... لوگ قبریں عموماً شوق میں سیمنٹ کی خوبصورت بناتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ پکی قبر منع ہے، آپ بتائیں کہ کیا پکی اور خوبصورت قبر بنانا جائز نہیں؟

ج…… حدیث میں پکی قبریں بنانے کی ممانعت آئی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے سے، ان پر لکھنے سے اور ان کو روندنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۱۴۸)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس مہم پر بھیجا کہ میں جس مورتی کو دیکھوں اسے توڑ ڈالوں، اور جس اُونچی قبر کو دیکھوں اس کو ہموار کردوں۔

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

قاسم بن محمد (جو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بھتیجے ہیں) فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ: اماں جان! مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دونوں رفیقوں کی (رضی اللہ عنہما) قبورِ مبارکہ کی زیارت کرائیے، انہوں نے میری درخواست پر تین قبریں دِکھائیں جو اُونچی نہ تھی، نہ بالکل زمین کے برابر تھیں (کہ قبر کا نشان ہی نہ ہو) اور ان پر بطحا کی سرخ کنکریاں پڑی تھیں۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۱۴۹)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبور شریفہ بھی روضۂ اقدس میں پختہ نہیں۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ فقہائے اُمت نے بوقتِ ضرورت کچی قبر کی لپائی کی اجازت دی ہے، اور ضرورت ہو تو نام کی تختی لگانے کی بھی اجازت ہے، جس سے قبر کی نشانی رہے، مگر قبریں پختہ بنانے، ان پر قبے تعمیر کرنے اور قبروں پر قرآن مجید کی آیات یا میّت کی مدح میں اشعار لکھنے کی اجازت نہیں دی، دراصل قبریں زینت کی چیز نہیں، بلکہ عبرت کی چیز ہے۔ شرح صدور میں حافظ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ ایک نبی کا کسی قبرستان سے گزر ہوا تو انہیں کشف ہوا کہ قبرستان والوں کو عذاب ہو رہا ہے، ایک عرصے کے بعد پھر اسی قبرستان سے گزر ہوا تو معلوم ہوا کہ عذاب ہٹا لیا گیا، اس نبی نے اللہ تعالیٰ سے اس عذاب ہٹائے جانے کا سبب دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ پہلے ان کی قبریں تازہ تھیں، اب بوسیدہ ہوچکی ہیں، اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں ایسے لوگوں کو عذاب دُوں جن کی قبروں کا نشان تک مٹ چکا ہے۔

## کچی قبر کی وضاحت

س...... آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ قبر کچی ہونی چاہئے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر قبریں چاروں طرف سے پکی ہوتی ہیں، البتہ اُوپر سطح پر وسط میں کچی ہوتی ہیں۔ مہربان فرماکر "کچی قبر" کی وضاحت فرمادی جائے، کیونکہ قبر ظاہری اور اندرونی ہیئت پر مشتمل ہوتی ہے۔ ۲: کیا اندر کی قبر، زمین یعنی فرش اور چہار اطراف کی دیواریں کچی ہوں، پھر اُوپر کی سطح سیمنٹ کے بلاک سے بند کردی جائے اور اُوپر کچھ مٹی ڈال دی جائے؟ یا کسی اور طرح؟

ج...... قبر اندر اور باہر سے کچی ہونی چاہئے، یہ صورت کہ قبر چاروں طرف سے پکی کردی جائے اور اُوپر کی سطح میں تھوڑا سا نشان کچا چھوڑ دیا جائے، یہ بھی صحیح نہیں۔

۲:...... قبر کی چھت بھی کچی ہونی چاہئے، لیکن اگر زمین نرم ہو کہ سیمنٹ کے بلاک کے بغیر چھت ٹھہر ہی نہیں سکتی (جیسا کہ کراچی میں یہ صورتِ حال ہے) تو بامرِ مجبوری یہ صورت جائز ہے۔

## قبر کی دیواروں کو بہ مجبوری پختہ کیا جاسکتا ہے

س...... قبر کا احاطہ پکا کرنا کیسا ہے؟ نیز یہ بتائیں کہ قبر پر نام کی تختی لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... اگر قبر اس کے بغیر نہ ٹھہرتی ہو تو دیواروں کو پختہ کیا جاسکتا ہے، مگر قبر پکی بنانا گناہ ہے، تختی لگانا شناخت کے لئے جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ آیات اور دیگر مقدس کلمات نہ لکھے جائیں، تاکہ ان کی بے حرمتی نہ ہو۔

## قبر کے چند اَحکام

س...... اسلام میں قبر کس طرح بنائی جاتی ہے، پختہ یا کچی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں، مہربان ہوگی۔

ج...... اسلام نے قبر کے بارے میں جو تعلیم دی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱:...... قبر کشادہ اور گہری کھودی جائے (کم از کم آدمی کے سینے تک ہو)۔

۲:...... قبر کو نہ زیادہ اُونچا کیا جائے، نہ بالکل زمین کے برابر رہے، بلکہ قریباً ایک

بالشت زمین سے اُونچی ہونی چاہئے۔

۳:......قبر کو پختہ نہ کیا جائے، نہ اس پر کوئی قبہ تعمیر کیا جائے، بلکہ قبر کچی ہونی چاہئے، خود روضۂ اقدس کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کی قبورِ مبارکہ بھی کچی ہیں، البتہ کچھ مٹی سے لپائی کردینا جائز ہے۔

۴:......قبر کی نہ تو ایسی تعظیم کی جائے کہ عبادت کا شبہ ہو، مثلاً: سجدہ کرنا، اس کی طرف نماز پڑھنا، اس کے گرد طواف کرنا، اس کی طرف ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، وغیرہ وغیرہ۔ اور نہ اس کی بے حرمتی کی جائے، مثلاً: اس کو روندنا، اس کے ساتھ ٹیک لگانا، اس پر پیشاب پاخانہ کرنا، اس پر گندگی پھینکنا یا اس پر تھوکنا وغیرہ۔

## قبر پر شناخت کے لئے پتھر لگانا

س......میرے دوست کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ قبر کے اُوپر نام وغیرہ لکھا ہوا پتھر لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج......شناخت کے لئے پتھر لگانا دُرست ہے، مگر اس پر آیات وغیرہ نہ لکھی جائیں، شناخت کے لئے نام لکھ دیا جائے۔

## مٹی دینے جانے والے قبرستان میں کن چیزوں پر عمل کریں؟

س......میّت کے ساتھ لوگ مٹی دینے جاتے ہیں، مگر اکثریت سے لوگ پاؤں میں چپل اور جوتے پہنے ہوئے مٹی دیتے ہیں، اور فاتحہ ختم ہوئے بغیر ہی ایک طرف جاکر بیٹھ جاتے ہیں، کیا یہ حرکت ان لوگوں کی جائز ہے؟ اگر نہیں تو پوری تفصیل سے جواب صادر فرمائیں کہ مٹی دینے جانے والوں کو قبرستان میں کن کن چیزوں پر عمل کرنا چاہئے؟

ج......عالمگیری میں ہے کہ: قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا جائز ہے، تاہم ادب یہ ہے کہ جوتے اُتار دے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ میّت کے دفن ہونے کے بعد واپسی کے لئے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، جو حضرات دفن کے وقت موجود ہوں وہ تدفین کے بعد کچھ دیر وہاں ٹھہر کر میّت کے لئے دُعا و اِستغفار میں مشغول رہیں، اور میّت کے لئے منکر نکیر کے

جواب میں ثابت قدمی کی دُعا کریں۔

## قبر پر غلطی سے پاؤں پڑنے کی تلافی کس طرح ہو؟

س...... ایک دفعہ غلطی سے پاؤں ایک قبر پر پڑ گیا تھا، تو اس کی تلافی کس طرح ممکن ہے؟ سنا ہے اس کی سزا بہت سخت ہوتی ہے۔

ج...... اِستغفار کرنا چاہئے اور خدا سے توبہ کرنا چاہئے۔

## قبروں کو روندنے کے بجائے دُور ہی سے فاتحہ پڑھ دے

س...... قبرستانوں میں اکثر قبریں ملی ملی ہوتی ہیں، اور کسی مخصوص قبر تک پہنچنے کے لئے قبروں پر چلنا ناگزیر ہے، ایسے میں کیا کیا جائے؟

ج...... قبروں کو روندنا جائز نہیں، پس بچ بچا کر اس قبر تک جاسکتا ہے تو چلا جائے، ورنہ دُور ہی سے فاتحہ پڑھ لے، قبروں کو روندنے سے پرہیز کرے۔

## قبروں پر چلنا اور ان سے تکیہ لگانا جائز نہیں

س...... بعض لوگ آنے جانے میں قبرستان کو اپنا راستہ بناتے ہیں، اور اس کی وجہ سے ان کے پاؤں کبھی قبر پر بھی پڑ جاتے ہیں اور کبھی قبر کا پتہ بھی نہیں چلتا، میں نے لوگوں سے کہا کہ اچھی بات نہیں ہے جو آپ قبروں کے اُوپر سے گزرتے ہیں اور قبروں کی بے حرمتی کرتے ہیں، مگر ان لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا، کیا اس طرح قبرستان میں مرد یا عورت کا آنا جانا جائز ہے؟

ج...... حدیث میں قبروں کو روندنے، ان پر بیٹھنے اور ان سے تکیہ لگانے کی ممانعت آئی ہے، اس لئے یہ اُمور جائز نہیں۔

## میّت کو بطورِ امانت دفن کرنا جائز نہیں

س...... میری کافی عرصے سے یہ خواہش تھی کہ ایک اہم قومی مسئلے کے بارے میں آپ سے رُجوع کروں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہمارے عظیم فراموش کردہ رہبر و رہنما چوہدری رحمت علی مرحوم بانیٔ تحریکِ پاکستان جنھوں نے ہمیں تقسیم برِصغیر کا اُصول بتایا اور اس سلطنتِ خداداد کو ''پاکستان'' کا نام دیا، بطورِ امانت دیارِ افرنگ کیمبرج کے قبرستان میں دفن

ہیں۔ انہیں دفن بھی ان کے ایک معتقد عیسائی پروفیسر مسٹر ویلبورن نے اپنے عقیدے کے مطابق کیا تھا، آپ کی وفات کو ۳ رفروری کو تیس برس ہوگئے ہیں۔ سنا ہے کہ جمال الدین افغانی کو بھی ان کے ہم وطنوں نے چالیس برس بعد ان کے آبائی وطن میں دفن کیا تھا۔ اب آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر موجودہ حکومت یا چوہدری رحمت علی میموریل ٹرسٹ، چوہدری صاحب کی میّت کو پاکستان لانے کے انتظامات کرے تو ان کی آخری رسومات دینِ اسلام کے مطابق کس طرح ادا کرنی ہوں گی؟ اور مزید یہ کہ میّت کتنے عرصے تک بطور امانت دفن رکھی جاسکتی ہے؟

ج…… میّت کو امانت کے طور پر دفن کرنے کے کوئی معنی نہیں، اور دفن کے بعد میّت کو نکالنا دُرست نہیں۔ عالمگیریہ میں فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا ہے کہ: ’’اگر غلطی سے میّت کا رُخ قبلہ سے دُوسری طرف کردیا گیا، یا اس کو بائیں پہلو پر لٹادیا گیا، یا اس کا سر پائینتی کی طرف اور پاؤں سرہانے کی طرف کردیا تو مٹی ڈالنے کے بعد اس کو دوبارہ کھولنا جائز نہیں، اور اگر ابھی تک مٹی نہیں ڈالی تھی صرف لحد پر اینٹیں لگائی تھیں تو اینٹیں ہٹاکر اس کو سنت کے مطابق بدل دیا جائے۔‘‘ (ج:۱ ص:۱۶۷)

## میّت کو دُوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے تابوت استعمال کرنا

س…… کیا مردے کو دُوسری جگہ لے جایا جاسکتا ہے؟ اگر لے جایا جاسکتا ہے تو تابوت کا رواج ٹھیک ہے؟ اور تابوت کی جسمانیت اور ساخت کیسی ہونی چاہئے؟ اکثر تابوت دیکھ کر مجھے یہ مشکل پیش آتی ہے، جب اس شہر کراچی کے بنے ہوئے تابوت دیکھتا ہوں جس کی اُونچائی مشکل سے ۲ فٹ ہوتی ہے۔

ج…… یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں، ایک مسئلہ ہے مردے کو دُوسری جگہ لے جانے کا، اس کا حکم یہ ہے کہ بعض حضرات نے تو اس کو مطلقاً جائز رکھا ہے، اور بعض فرماتے ہیں کہ مسافتِ سفر (۴۸ میل) سے کم لے جانا تو صحیح ہے، اس سے زائد مسافت پر منتقل کرنا مکروہ ہے۔

یہ مسئلہ تو دفن کرنے سے پہلے منتقل کرنے کا ہے، لیکن ایک جگہ دفن کرنے کے بعد پھر مردے کو دُوسری جگہ منتقل کرنا قطعاً جائز نہیں۔

رہا تابوت کا مسئلہ! تو درمختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو تابوت میں دفن کرنا جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ تابوت کی اُونچائی اتنی ہونی چاہئے کہ آدمی اس میں بیٹھ سکے، آج کل جو رواج ہے کہ میّت کو دُور دراز ملکوں سے لایا جاتا ہے، اور کئی کئی دن تک لاش خراب ہوتی ہے، یہ رسم بہت سی وجوہ سے قبیح ہے۔

## میّت والوں کے سوگ کی مدّت اور کھانا کھلانے کی رسم

س…… بعض لوگ کہتے ہیں کہ میّت کے گھر والوں کو سوگ کرنا چاہئے، اور گھر میں کھانا نہ پکایا جائے، اور برادری والوں میں کھانا تقسیم کیا جائے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج…… میّت کی بیوہ کے علاوہ باقی گھر والوں کو تین دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے، اور بیوہ کو عدّت ختم ہونے تک سوگ کرنا واجب ہے۔ میّت والے گھر میں کھانا پکانے کی ممانعت نہیں، مگر چونکہ وہ لوگ غم کی وجہ سے کھانے کا اہتمام نہیں کریں گے، اس لئے میّت کے گھر والوں کو قریبی عزیزوں یا ہمسایوں کی طرف سے دو وقت کھانا بھیجنا مستحب ہے، برادری والوں کو کھانا تقسیم کرنا محض ریا و نمود کی رسم ہے، اور ناجائز ہے۔

## میّت کے گھر والوں کو ایک دن ایک رات کا کھانا دینا مستحب ہے

س…… جس گھر میں میّت ہوئی، اس کو کتنے دن تک دُوسرے ہمسایہ کھانا کھلائیں؟ یہ واجب ہے یا مستحب ہے؟

ج…… میّت کے گھر والوں کو ایک دن ایک رات کا کھانا دینا مستحب ہے۔

## میّت کے گھر چولہا جلانے کی ممانعت نہیں

س…… یہ مشہور ہے کہ جس گھر میں کوئی مرجائے وہاں تین روز تک چولہا نہیں جلنا چاہئے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رشتہ دار وغیرہ تین دن یا کم و بیش دن تک کھانا گھر پہنچا دیتے ہیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس پر اگر کسی صحابیؓ کا واقعہ مل جائے تو بہت اچھا ہے۔

ج…… جس گھر میں میّت ہوجائے وہاں چولہا جلانے کی کوئی ممانعت نہیں، چونکہ میّت کے گھر والے صدمے کی وجہ سے کھانا پکانے کا اہتمام نہیں کریں گے، اس لئے عزیز و اقارب

اور ہمسایوں کو حکم ہے کہ ان کے گھر کھانا پہنچائیں اور ان کو کھلانے کی کوشش کریں۔ اپنے چچازاد حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لوگوں کو یہ حکم فرمایا تھا، اور یہ حکم بطور استحباب کے ہے، اگر میّت کے گھر والے کھانا پکانے کا انتظام کرلیں تو کوئی گناہ نہیں، نہ کوئی عار یا عیب کی بات ہے۔

## تعزیت میّت کے گھر جاکر کریں اور فاتحہ ایصالِ ثواب اپنے گھر پر

س…… ہمارے گاؤں میں بعض لوگ کسی کے گھر میّت ہوجانے کی صورت میں وہاں فاتحہ پڑھنے کی غرض سے نہیں جاتے کہ وہاں فاتحہ پڑھنا بدعت ہے، ہم نے امام صاحب سے معلوم کیا تو فرمایا کہ جس گھر میں میّت ہوجائے وہاں صرف تین دن افسوس کے لئے جانا چاہئے، لیکن ہمارے ہاں اکثر پورا ہفتہ فاتحہ کی غرض سے بیٹھے رہتے ہیں، آپ بتلائیں کہ یہ بدعت ہے یا کارِثواب؟ تاکہ دونوں فریق راہِ راست پر آجائیں۔

ج…… تعزیت سنت ہے، جس کا مطلب ہے اہلِ میّت کو تسلی دینا، فاتحہ پڑھنے کے لئے میّت کے گھر جانے کی ضرورت نہیں، تعزیت کے لئے جانا چاہئے، فاتحہ اور ایصالِ ثواب اپنے گھر پر بھی کرسکتے ہیں، جو شخص ایک دفعہ تعزیت کرلے، اس کا دوبارہ تعزیت کے لئے جانا سنت نہیں، تین دن تک افسوس کا حکم ہے، دُور کے لوگ اس کے بعد بھی اظہارِ افسوس کرسکتے ہیں، فاتحہ کی غرض سے بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔



## بیوہ کو تیجے پر نیا دوپٹہ اُڑھانا

س…… ہماری طرف رواج ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کی بیوہ کو اس کے متعلقین نیا دوپٹہ تیجے میں اُڑھاتے ہیں، اس طرح بیوہ کے پاس نئے سفید دوپٹے کئی کئی آجاتے ہیں، اگر نئے سفید دوپٹے کے عوض کچھ روپے نقد مدد کے لئے دے دیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں؟ اور پھر شوہر کے انتقال پر چونکہ سوگ چار ماہ دس دن مناتے ہوئے زینت کرنا عورت کو منع ہے، اس نئے دوپٹے اُڑھانے میں کیا راز پوشیدہ ہے؟ اس میں مسئلہ مذکورہ کی خلاف ورزی تو نہیں ہوتی؟ وضاحت فرمائیں۔

ج:...... بیوہ کو تیجے میں نیا دوپٹہ اُڑھانے کی رسم جو آپ نے لکھی ہے، یہ بھی غلط اور خلافِ شریعت ہے، بیوہ کی عدّت چار مہینے دس دن ہے، اور اس دوران بیوہ کو نیا کپڑا پہننے کی اجازت نہیں۔ معلوم نہیں کہ اس رسم کے جاری کرنے والوں کا منشا کیا ہوگا؟ ممکن ہے دُوسری قوموں سے یہ رسم مسلمانوں میں در آئی ہو، یا مقصود بیوہ کی خدمت کرنا ہو، بہرحال یہ رسم خلافِ شرع ہے، اس کو ترک کردینا چاہئے، بیوہ کی خدمت اور اشک شوئی کے لئے اگر نقد روپیہ پیسہ دے دیا جائے تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں، لیکن رسم اس کو بھی نہیں بنانا چاہئے۔

## بزرگوں کو خانقاہ یا مدرسے میں دفن کرنا فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے

س...... بزرگوں کو عام طور پر عام قبرستان کے بجائے خانقاہ یا مدرسے میں دفن کرنا، جبکہ تاریخ صاف بتاتی ہو کہ اسلاف میں صدی یا نصف صدی گزرنے کے بعد بزرگوں کے مقابر شرک و بدعت کے اڈّے بن گئے، کیسا ہے؟

ج...... اکابر و مشائخ کو مساجد یا مدارس کے احاطے میں دفن کرنے کو فقہائے کرامؒ نے مکروہ لکھا ہے۔

# متفرق مسائل
## (میّت سے متعلق)

## ہر مسلمان پر زندگی میں سات میّتوں کو نہلانا فرض نہیں

س...... عام طور پر یہ مشہور ہے کہ ہر مسلمان پر اپنی زندگی میں سات میّت نہلانا فرض ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلے کی وضاحت فرمادیجئے کہ یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... میّت کو غسل دینا فرضِ کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ اس کام کو کرلیں تو سب کی طرف سے یہ فرض ادا ہوجائے گا، ہر مسلمان کے ذمہ فرض نہیں۔

## غیرمسلم کی موت کی خبرسن کر ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھنا

س…… جب ہم کسی مسلمان کی موت کی خبر سنتے ہیں تو سننے کے بعد ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھتے ہیں، لیکن اگر کسی دُوسرے مذہب یا کسی غیرمسلم کی موت کی خبر سنیں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج……اس وقت بھی اپنی موت کو یاد کر کے یہ آیت پڑھ لی جائے۔

## مرحوم کا قرض ادا ہو، ورنہ وہ عذاب کا مستحق ہے

س…… اگر مرحوم کے ذمہ ایسے قرض ہوں جن کا اس کے وارثوں کو علم نہ ہو، یا قرض دینے والا نہ بتائے تو اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ج…… جو شخص قرض لے کر مرے اس کا معاملہ بڑا شدید ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بچائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے ذمہ قرض ہو، بعد میں جب فتوحات ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میّت کا قرض اپنے ذمہ لے لیتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ مؤمن کی جان اس کے قرض کے ساتھ لٹکی رہتی ہے، جب تک اس کا قرضہ ادا نہ کردیا جائے۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ: کیا یہاں فلاں قبیلے کے لوگ ہیں؟ دیکھو تمہارا آدمی جنت کے دروازے پر رُکا ہوا ہے، اس قرض کی وجہ سے جو اس کے ذمہ ہے، اب تمہارا جی چاہے تو اس کا فدیہ (یعنی قرض) ادا کرکے اسے چھڑالو، اور جی چاہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سپرد کردو۔ (طبرانی، بیہقی)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ: ہمارے والد کا انتقال ہوا، تین سو درہم ان کا ترکہ تھا، پیچھے ان کے اہل و عیال بھی تھے، اور ان کے ذمہ قرض بھی تھا، میں نے ان کے اہل و عیال پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تیرا باپ قرضے میں پکڑا ہوا ہے، اس کا قرضہ ادا کر!“ (مسندِ احمد)

مسلمان آدمی کے ذمہ اوّل تو قرضہ ہونا ہی نہیں چاہئے، اور اگر بامرِ مجبوری


فہرست

قرض لیا تو اس کو حتی الوسع جلد سے جلد ادا ہونا چاہئے، خدانخواستہ اسی حالت میں موت آگئی تو یہ خودغرض وارث خدا جانے ادا کریں گے بھی یا نہیں؟ اور اگر زندگی میں قرضہ ادا کرسکنے کا امکان نہ ہو تو وصیت کرنا فرض ہے کہ اس کے ذمہ فلاں فلاں کا اتنا قرضہ ہے وہ ادا کردیا جائے، اگر وصیت کے بغیر مرگیا اور گھر والوں کو کچھ پتہ نہیں تو گناہگار بھی ہوگا اور پکڑا بھی جائے گا، اب نہ اس کا قرضہ ادا ہو، نہ اس کی رہائی ہو، نعوذ باللہ!

ہاں! اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت سے کوئی صورت پیدا فرمادیں تو ان کا کرم ہے۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے جو صورت لکھی ہے، ایک مسلمان کو اس کی نوبت ہی نہیں آنے دینی چاہئے، اور اگر بالفرض ایسی صورت پیش ہی آجائے تو اعلانِ عام کردیا جائے کہ اس میّت کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو ہم سے وصول کرلے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ جس شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا آپؐ نے کسی سے کوئی وعدہ کر رکھا ہو، وہ ہمارے پاس آئے، مگر وارث بغیر ثبوتِ شرعی کے قرضہ ادا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ میّت کا قرض اس کے کل مال سے ادا کیا جائے گا، خواہ اس کے وارثوں کے لئے ایک پیسہ بھی نہ بچے۔

## مرحوم ترکہ نہ چھوڑے تو وارث اس کے قرض کے ادا کرنے کے ذمہ دار نہیں

س…… جب کوئی آدمی مرجاتا ہے اور جو کچھ وہ باقی چھوڑ جاتا ہے، وہ اس کے رشتہ دار، عزیز بھائی وغیرہ ایک حد کے مطابق تقسیم کرلیتے ہیں، یہ تو ہوئی سیدھی بات، اس کے علاوہ ایک اور آدمی مرجاتا ہے جس کے اُوپر لوگوں کا بے حساب قرض ہے، جبکہ اس کا کوئی بیٹا نہیں، باقی لوگ ہیں، مثلاً: بیوی، بچیاں، بھائی سگے اور سوتیلے وغیرہ، تو کیا یہ قرض جو وہ چھوڑ کر دُنیا سے چلا گیا یا چلا جائے تو ان رشتہ داروں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ جبکہ متعلقہ شخص کی وارثت میں کچھ بھی نہیں ہے، ماسوائے چار گز جھونپڑی کے، رشتہ دار، بھائی وغیرہ بھی غریب، قرض ادا نہ کرنے کے قابل، قرض کس طرح ادا ہو؟

ج…… جب مرحوم نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو وارثوں کے ذمہ اس کا قرض ادا کرنا لازم نہیں۔

## مردے کے مال اور قرض کا کیا کیا جائے؟

س...... میرے بھائی کی شادی ۱۹؍ستمبر ۱۹۸۰ء کو ہوئی اور دو مہینے بعد یعنی ۲۸؍نومبر کو اس کا انتقال ہوگیا، میرے بھائی نے مرنے سے پہلے ۱۴ تولہ کے جو زیورات بنوائے تھے اس کی کچھ رقم اُدھار دینی تھی، میرے بھائی نے دو مہینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ رقم ادا کرنے سے پہلے خالقِ حقیقی سے جاملا۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ رقم لڑکے کے والدین ادا کریں گے یا لڑکے کے بنائے ہوئے زیورات میں سے وہ رقم ادا کردی جائے؟

ج...... اگر آپ کے مرحوم بھائی کے ذمہ قرض ہے تو جو زیورات انہوں نے بنوائے تھے ان کو فروخت کرکے قرض ادا کرنا ضروری ہے، والدین کے ذمہ نہیں، وہ زیورات جس کے پاس ہوں وہ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں گناہگار ہوگا، مردے کے مال پر ناجائز قبضہ جمانا بڑی سنگین بات ہے۔

## مرحوم کا اگر کسی نے قرض اُتارنا ہو تو شرعی وارثوں کو ادا کرے

س...... مولانا صاحب! میں نے ایک دوست سے دس روپے اُدھار لئے تھے اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ دو دن بعد اسے یہ پیسے واپس کردوں گا، لیکن افسوس کہ پیسے دینے سے قبل ہی میرا دوست اس جہانِ فانی سے رُخصت ہوگیا۔ بتائیے کہ اب میں کیا کروں؟ اس کے وہ دس روپے اب میں کس طرح اُتاروں؟

ج...... میّت کا جو قرض لوگوں کے ذمہ ہوتا ہے، وہ اس کی وراثت میں شامل ہے، اور جن لوگوں کے ذمہ قرض ہو ان کا فرض ہے کہ میّت کے شرعی وارثوں کو قرض ادا کریں، اور اگر کسی کا کوئی وارث موجود نہ ہو یا معلوم نہ ہو تو میّت کی طرف سے اتنی رقم صدقہ کردے۔

## مرحوم کا قرض اگر کوئی معاف کردے تو جائز ہے

س...... مرحوم کو ایک دو افراد کے کچھ پیسے دینے ہیں، بہترین دوست ہونے کے ناتے وہ پیسے نہیں لے رہے، اب کیا کیا جائے؟

ج...... اگر وہ معاف کردیں تو ٹھیک ہے۔

## مرحوم کی نماز، روزوں کی قضا کس طرح کی جائے؟

س…… میری والدہ محترمہ معراج کی شب اپنے مالکِ حقیقی سے جاملی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین! اب میں ان کی قضا نمازیں ادا کرنا چاہتی ہوں، بلکہ آج کل ادا کررہی ہوں، لیکن مختلف لوگوں نے مختلف باتیں بتاکر مجھے اُلجھن میں ڈال دیا ہے، مثلاً: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، لہٰذا مرنے والے کی قضا نمازیں نہیں ہوسکتیں، لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب مرنے والے کے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے قرآن شریف پڑھ کر بخشا جاسکتا ہے، مرنے والے کے قرض کا بوجھ ختم کرنے کے لئے قرض چکایا جاسکتا ہے تو پھر اس کی قضا نمازیں آخر کیوں نہیں ادا کی جاسکتیں، آپ میرے ان دو سوالوں کا جواب جلد سے جلد دیں۔

۱:…… کیا میں اپنی والدہ محترمہ کی قضا نمازیں ادا کرسکتی ہوں؟

۲:…… قضا نماز کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج…… فرض نماز اور روزہ ایک شخص دُوسرے کی طرف سے ادا نہیں کرسکتا، البتہ نماز روزے کا فدیہ مرحوم کی طرف سے اس کے وارث ادا کرسکتے ہیں۔ پس اگر آپ اپنی والدہ کی طرف سے نمازیں قضا کرنا چاہتی ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس گنجائش ہو تو ان کی نمازوں کا حساب کرکے ہر نماز کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ادا کریں، وتر کی نماز سمیت ہر دن کی نمازوں کے چھ فدیے ہوں گے، ویسے آپ نوافل پڑھ کر اپنی والدہ کو ایصالِ ثواب کرسکتی ہیں۔

## نانی کے مرنے کے بعد چالیسویں سے قبل نواسی کی شادی کرنا کیسا ہے؟

س…… میری ایک عزیزہ نے جس کی بیٹی کی شادی کی تاریخ ایک سال پہلے مقرّر ہوچکی تھی کہ شادی کی تاریخ سے دس یوم پہلے اس کی بوڑھی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا، سوئم اور دسویں کے بعد اس نے اپنی بیٹی کا تاریخِ مقرّرہ پر نکاح اور رُخصتی کردی، جس کی بنا پر اس کے عزیز رشتہ دار اس کو مطعون کر رہے ہیں کہ تم نے شادی انجام دے کر شرع کے خلاف کیا ہے، اس کا گناہ ہوگا۔



فہرست

ج……شرعاً سوگ تین دن کا ہوتا ہے، اس کے بعد سوگ کرنا شرعاً ممنوع ہے، (البتہ جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے وہ چار مہینے دس دن سوگ کرے گی)، آپ کی عزیزہ نے مقرّرہ تاریخ پر بچی کا عقد کردیا، بالکل ٹھیک کیا، جو لوگ اس کو گناہ کہتے ہیں یہ ان کی نادانی اور جہالت ہے۔

## شہید کون ہے؟

س……گزشتہ تحریکِ نظامِ مصطفیٰؐ کے دوران جو لوگ پولیس کے ہاتھوں گولیوں کا نشانہ بن کر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے انہیں شہید کہا جاتا ہے، دُوسری طرف اگر پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان مقابلہ ہوا اور اس میں کوئی مارا جائے اور دُوسرے جو قتل ہوتے ہیں ان میں قاتل بھی مسلمان ہوتا ہے اور مقتول بھی، مہربانی فرماکر یہ بتایئے کہ مسلمان شہید کب کہلاتا ہے؟ صرف غیرمسلم کے ہاتھوں قتل ہونے سے یا کسی مسلمان کے ہاتھوں بھی؟ اُمید ہے تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

ج……دُنیوی اَحکام کے لحاظ سے شہید وہ ہے:

الف:……جس کو کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں نے قتل کردیا ہو۔

ب:……یا وہ مسلمانوں اور کافروں کی لڑائی کے دوران مقتول پایا جائے۔

ج:……یا کسی مسلمان نے اسے ظلماً جان بوجھ کر قتل کیا ہو۔

اس اُصول کو جزئیات پر خود منطبق کرلیجئے۔

## کیا سزائے موت کا مجرم شہید ہے؟

س……کیا کوئی شخص جس کے بارے میں عدالت پھانسی یا سزائے موت کا فیصلہ صادر کرے، پھانسی پانے کے بعد شہید کہلائے گا؟

ج……ایسا مجرم شہید نہیں کہلاتا۔

## پانی میں ڈُوبنے والا اور علمِ دین حاصل کرنے کے دوران مرنے والا معنوی شہید ہوگا

س...... کیا پانی میں ڈُوب کر انتقال کر جانے والا شہید ہے؟

ج...... جی ہاں! لیکن اس پر شہید کے دُنیوی اَحکام جاری نہ ہوں گے، معنوی شہید ہے۔

س...... کیا حصولِ علم، جس میں کالج میں دی جانے والی این سی سی کی فوجی ٹریننگ بھی شامل ہے، کے لئے جانے والا اگر حصولِ علم کے دوران انتقال کر جائے تو کیا وہ شہید ہے؟

ج...... دینی علم یا دین کے لئے علم کے حصول کے دوران انتقال کرنے والا معنوی شہید ہے۔

## کیا محرّم میں مرنے والا شہید کہلائے گا؟

س...... اکثر سنا ہے کہ محرّم الحرام کے مہینے میں مرنے والوں کا درجہ شہید کے درجے کے برابر ہوتا ہے، خاص طور پر محرّم کی ۹ر اور ۱۰ر تاریخ کو مرنے والوں کا، کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج...... محرّم میں مرنے والا شہید جب ہوگا جبکہ اس کی موت شہادت کی ہو، محض اس مہینے میں مرنا شہادت نہیں۔

## ڈیوٹی کی ادائیگی میں مسلمان مقتول شہید ہوگا

س...... کیا پولیس کا کوئی فرد اگر جرائم پیشہ افراد کا مقابلہ کرتے ہوئے یا حکومت کے باغی لوگ جو سرکاری یا نجی املاک کو نقصان پہنچا رہے ہوں یا حکومت کے افسرانِ بالا مثلاً: سربراہِ مملکت یا وزراء وغیرہ کی حفاظت کرتے ہوئے اور اپنی ڈیوٹی کو فرض سمجھتے ہوئے حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جائے تو کیا وہ شہید ہوگا؟ اگر شہید تصوّر کیا جاتا ہے تو کیسے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

ج...... اُصول یہ ہے کہ جو مسلمان ظلماً قتل کردیا جائے وہ شہید ہے، اس اُصول کے مطابق پولیس کا سپاہی اپنی ڈیوٹی ادا کرتا ہوا مارا جائے (بشرطیکہ مسلمان ہو) تو یقیناً شہید ہوگا۔

## غسل کے بعد میّت کی ناک سے خون بہنے سے شہید نہیں شمار ہوگا

س...... غسل کے بعد قبرستان تک جاتے وقت ناک سے اتنا خون بہے کہ ڈولی سے بہتا ہوا


فہرست

زمین تک آجائے تو کیا یہ اس کے شہید ہونے کی نشانی ہے؟ نیز شہید کہلانے کی کیا نشانی اسلام میں ہے؟

ج…… شہید تو وہ کہلاتا ہے جس کو کافروں نے قتل کیا ہو یا کسی مسلمان نے ظلماً قتل کیا ہو، ناک سے خون بہنے سے شہید نہیں بنتا۔

## اگر عورت اپنی آبرو بچانے کے لئے ماری جائے تو شہید ہوگی

س…… اگر کوئی عورت اپنی عزّت بچانے کے لئے اپنی جان قربان کردے تو کیا یہ خودکشی ہوگی؟ اور اسے اس بات کی آخرت میں سزا ملے گی یا نہیں؟

ج…… اگر اپنی آبرو بچانے کے لئے ماری جائے تو وہ شہید ہوگی۔

## انسانی لاش کی چیر پھاڑ اور اس پر تجربات کرنا جائز نہیں

س…… آج کل جو ڈاکٹر بنتے ہیں، مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں، جن میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے، جس میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے، یہ کہاں تک دُرست ہے؟ قرونِ اُولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کئے جاسکتے، اور غیرمسلم کی لاش پر کرسکتے ہیں، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… کسی انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں، نہ مسلمان کی، نہ غیرمسلم کی۔



# نمازِ جنازہ

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ اور تدفین کس طرح ہوئی اور خلافت کیسے طے ہوئی؟

س…… نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟ اور آپ کی تدفین اور غسل میں کن کن حضرات نے حصہ لیا؟ اور آپ کے بعد خلافت کے

منصب پر کس کو فائز کیا گیا اور کیا اس میں بالاتفاق فیصلہ کیا گیا؟

ج...... ۳۰ ؍صفر (آخری بدھ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوصال کی ابتدا ہوئی، ۸ ؍ربیع الاوّل کو بروز پنجشنبہ منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں بہت سے اُمور کے بارے میں تاکید و نصیحت فرمائی۔ ۹ ؍ربیع الاوّل شبِ جمعہ کو مرض نے شدّت اختیار کی، اور تین بار غشی کی نوبت آئی، اس لئے مسجد تشریف نہیں لے جاسکے، اور تین بار فرمایا کہ: ''ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں!'' چنانچہ یہ نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور باقی تین روز بھی وہی امام رہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں پڑھائیں، جن کا سلسلہ شبِ جمعہ کی نمازِ عشاء سے شروع ہوکر ۱۲ ؍ربیع الاوّل دوشنبہ کی نمازِ فجر پر ختم ہوتا ہے۔

علالت کے ایام میں ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں (جو بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ بنی) اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو وصیت فرمائی:

> ''انتقال کے بعد مجھے غسل دو اور کفن پہناؤ اور میری چارپائی میری قبر کے کنارے (جو اسی مکان میں ہوگی) رکھ کر تھوڑی دیر کے لئے نکل جاؤ، میرا جنازہ سب سے پہلے جبریلؑ پڑھیں گے، پھر میکائیلؑ، پھر اسرافیلؑ، پھر عزرائیلؑ، ہر ایک کے ہمراہ فرشتوں کے عظیم لشکر ہوں گے، پھر میرے اہلِ بیت کے مرد، پھر عورتیں بغیر امام کے (تنہا تنہا) پڑھیں، پھر تم لوگ گروہ در گروہ آکر (تنہا تنہا) نماز پڑھو۔''

چنانچہ اسی کے مطابق عمل ہوا، اوّل ملائکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھی، پھر اہلِ بیت کے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے، سب نے اکیلے اکیلے نماز پڑھی، کوئی شخص امام نہیں تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے دیا، حضرت عباس اور ان کے صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہم ان کی مدد کر رہے تھے، نیز آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے دو موالی حضرت اُسامہ بن زید اور حضرت شقران رضی اللہ عنہما بھی غسل میں شریک تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سحولی (موضع سحول کے بنے ہوئے) سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے روز (۱۲؍ربیع الاوّل) کو سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت ہوئی، اوّل اوّل مسئلۂ خلافت پر مختلف آراء پیش ہوئیں، لیکن معمولی بحث و تمحیص کے بعد بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتخاب پر اتفاق ہوگیا اور تمام اہلِ حل و عقد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟

س…… نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ ہوئی تھی یا نہیں؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟ براہِ کرم جواب عنایت فرمائیں کیونکہ آج کل یہ مسئلہ ہمارے درمیان کافی بحث کا باعث بنا ہوا ہے۔

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ عام دستور کے مطابق جماعت کے ساتھ نہیں ہوئی، اور نہ اس میں کوئی امام بنا، ابنِ اسحاق وغیرہ اہلِ سِیَر نے نقل کیا ہے کہ تجہیز و تکفین کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک حجرۂ شریف میں رکھا گیا، پہلے مردوں نے گروہ در گروہ نماز پڑھی، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے، حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نشر الطیب میں لکھتے ہیں:

> ''اور ابنِ ماجہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جب آپ کا جنازہ تیار کرکے رکھا گیا تو اوّل مردوں نے گروہ در گروہ ہوکر نماز پڑھی، پھر عورتیں آئیں، پھر بچے آئے، اور اس نماز میں کوئی امام نہیں ہوا۔'' (نشر الطیب ص:۲۴۴ مطبوعہ تاج کمپنی)

علامہ سہیلیؒ ''الروض الانف'' (ج:۲ ص:۳۷۷ مطبوعہ ملتان) میں لکھتے ہیں:

> ''یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، اور ایسا


فہرست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ہی سے ہوسکتا تھا، ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وصیت فرمائی تھی۔''

علامہ سہیلیؒ نے یہ روایت طبرانی اور بزار کے حوالے سے، حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد (ج:۹ ص:۲۵) میں بزار اور طبرانی کے حوالے سے اور حضرت تھانویؒ نے نشر الطیب میں واحدی کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

''ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر نماز کون پڑھے گا؟ فرمایا: جب غسل کفن سے فارغ ہوں، میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا، اوّل ملائکہ نماز پڑھیں گے، پھر تم گروہ در گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا، اوّل اہلِ بیت کے مرد نماز پڑھیں، پھر ان کی عورتیں، پھر تم لوگ۔''

سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں طبقات ابنِ سعد کے حوالے سے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھنا نقل کیا ہے۔

## بے نمازی کے لئے سخت سزا ہے، اس کی نماز جنازہ ہو یا نہ ہو؟

س...... ایک مولانا نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا، یہاں کہ ایک لاکھ اُنتیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی کبھی بے نمازی کا جنازہ تو کیا ان کے ہاتھ کا پانی تک نہیں پیا، اور حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ نے کبھی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔ آپ سے عرض یہ ہے کہ آپ بھی انہی کے پیروکار ہیں، آپ تمام مولانا بے نمازی کا جنازہ پڑھانے سے ایک ساتھ بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے؟ اگر آپ ایسا ہی کریں تو شاید ہی کوئی بے نمازی رہے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو کوئی ''بے نمازی'' ہوتا ہی نہیں تھا، اس زمانے میں تو بے ایمان منافق بھی لوگوں کو دِکھانے کے لئے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ حضرت پیرانِ پیرؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد تھے، اور امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب

میں تارکِ صلوٰۃ کے بارے میں دو روایتیں ہیں، ایک یہ کہ جو شخص تین نماز بغیر عذرِ شرعی کے محض سستی کی وجہ سے چھوڑ دے وہ کافر و مرتد ہے، اور اپنے ارتداد کی وجہ سے واجب القتل ہے، قتل کے بعد نہ اسے غسل دیا جائے، نہ کفن، اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، ممکن ہے حضرت پیرانِ پیرؒ اسی قول پر عمل فرماتے ہوں۔ دُوسری روایت یہ ہے کہ وہ ہے تو مسلمان، لیکن بطور سزا اس کو قتل کیا جائے گا اور قتل کے بعد اس کا جنازہ بھی پڑھایا جائے گا، اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ امام ابنِ قدامہؒ نے "المغنی" میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے لکھا ہے، اہلِ علم اس کی طرف رُجوع فرمائیں۔

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۲ ص:۲۹۸-۳۰۱)

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب وہی ہے جو اُوپر امام احمدؒ کی دُوسری روایت میں ذکر کیا گیا کہ تارکِ صلوٰۃ کافر تو نہیں، مگر اس کی سزا قتل ہے، اور قتل کے بعد اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا، اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ (شرح مہذب ج:۳ ص:۱۳)

امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک تارکِ صلوٰۃ کو قید کردیا جائے اور اس کی پٹائی کی جائے یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مرجائے، مرنے کے بعد جنازہ اس کا بھی پڑھا جائے گا۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بے نمازی کی سزا بہت ہی سخت ہے، لیکن اس کا جنازہ جائز ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ترکِ صلوٰۃ کے گناہ سے بچائے۔

## بے نمازی کی نمازِ جنازہ

س...... ایک گاؤں میں ایک انسان مرگیا، وہ بہت بے نمازی تھا، اس گاؤں کے امام نے کہا کہ: میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا، اس جھگڑے کی وجہ سے گاؤں والے دُوسرا مولوی لائے اس نے یہ فتویٰ دیا کہ بے نمازی کا جنازہ ہوسکتا ہے، لہٰذا اس دُوسرے مولوی صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی، براہ کرم ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ بے نمازی کا جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

ج...... بے نمازی اگر خدا اور رسول کے کسی حکم کا منکر نہیں تھا تو اس کا جنازہ پڑھنا چاہئے، گاؤں کے مولوی صاحب نے اگر لوگوں کو عبرت دِلانے کے لئے جنازہ نہیں پڑھا تو انہوں نے بھی

غلط نہیں کیا، اگر وہ یہ فرماتے ہیں کہ اس کا جنازہ دُرست ہی نہیں، تو یہ غلط بات ہوتی۔

## بے نمازی کی لاش کو گھسیٹنا جائز نہیں، نیز اس کی بھی نمازِ جنازہ جائز ہے

س...... ہمارے محلے میں ایک صاحب رہتے تھے، ان کا انتقال ہوگیا، انہیں کسی نے کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا، اس لئے لوگوں نے ان کی لاش کو چالیس قدم گھسیٹا اور پھر دفنا دیا، مجھے بڑی حیرت ہوئی، ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں ایک بھی نماز نہ پڑھے تو اس کے لئے حکم ہے کہ اس کی لاش کو چالیس قدم گھسیٹا جائے؟

ج...... نماز نہ پڑھنا کبیرہ گناہ ہے، اور قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں بے نمازی کے لئے بہت سخت الفاظ آئے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص نماز سے منکر نہ ہو تو اس کی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں، اور اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا، البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت کا قائل ہی نہیں تھا تو وہ مرتد ہے، اس کا جنازہ جائز نہیں۔

## غیر شادی شدہ کی نمازِ جنازہ جائز ہے

س...... کئی لوگوں سے سنا ہے کہ مرد اگر ۲۲ سال کی عمر سے زیادہ ہوجائے اور شادی نہ کرے اور غیر شادی شدہ ہی فوت ہوجائے تو اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھانی چاہئے، کیا یہ قرآن و حدیث سے صحیح ہے؟ اور اگر کوئی تعلیم حاصل کر رہا ہو اور شادی نہ کرنا چاہے تو اس کے متعلق تحریر فرمائیں۔

ج...... آپ نے غلط سنا ہے، غیر شادی شدہ کا جنازہ بھی اسی طرح ضروری اور فرض ہے جس طرح شادی شدہ کا، لیکن نکاح عفت کا محافظ ہے۔

## نمازِ جنازہ کے جواز کے لئے ایمان شرط ہے نہ کہ شادی

س...... اگر کوئی آدمی شادی نہ کرے اور مرجائے تو اس پر جنازہ جائز نہیں، اس طرح اگر کوئی عورت شادی نہ کرے یا اس کا رشتہ نہ آئے اور شادی نہ ہوسکے تو کیا اس کا جنازہ جائز ہے؟ آج کل لڑکیوں کی بہتات ہے، اور بہت سی لڑکیوں کی عمر زیادہ ہوجاتی ہے، لیکن ان کا رشتہ

نہیں آتا، اوران کا اسی حالت میں انتقال ہوجاتا ہے۔

ج…… یہ غلط ہے کہ اگر کوئی آدمی شادی نہ کرے اور مرجائے تو اس کا جنازہ جائز نہیں، کیونکہ جنازہ کے جائز ہونے کے لئے میّت کا مسلمان ہونا شرط ہے، شادی شدہ ہونا شرط نہیں۔

## خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ معاشرے کے ممتاز لوگ نہ ادا کریں

س…… ایک شخص نے خودکشی کرلی، نمازِ جنازہ کے وقت حاضرین میں اختلافِ رائے ہوگیا، اس پر قریب کے دو مولوی صاحبان سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جنازہ پڑھ سکتے ہیں، تھوڑی دیر بعد پھر ایک دارالعلوم سے ٹیلی فون پر معلوم ہوا کہ ایک خاص گروہ کے لوگ یعنی مفتی، عالم، دین دار وغیرہ نہ جنازہ پڑھا سکتے ہیں اور نہ ہی جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ اب جو فریق نمازِ جنازہ میں شامل تھا وہ غیرشامل فریق سے کہتا ہے کہ تم لوگ ثواب سے محروم رہے ہو، اور دُوسرا فریق پہلے فریق سے کہتا ہے کہ تم نے گناہ کیا ہے۔ از راہ کرم آپ دونوں فریقین کی شرعی حیثیت سے آگاہ فرمائیں۔

ج…… خودکشی چونکہ بہت بڑا جرم ہے، اس لئے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ مقتدا اور ممتاز افراد اس کا جنازہ نہ پڑھیں، تاکہ لوگوں کو اس فعل سے نفرت ہو، عوام پڑھ لیں، تاہم پڑھنے والوں پر کوئی گناہ ہوا اور نہ ترک کرنے والوں پر، اس لئے دونوں فریقوں کا ایک دُوسرے پر طعن والزام قطعاً غلط ہے۔

## مقروض کی نماز میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت اور ادائیگی قرض

س…… میں نے ''رحمۃ للعالمین'' کی جلد دوم صفحہ:۴۲۱ پر پڑھا ہے کہ جو مسلمان قرض چھوڑ کر مرے گا میں اس کا قرض ادا کروں گا، جو مسلمان ورثہ چھوڑ کر مرے گا اسے اس کے وارث سنبھالیں گے۔

ج…… یہ حدیث جو آپ نے ''رحمۃ للعالمین'' کے حوالے سے نقل کی ہے، صحیح ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، بلکہ دُوسروں کو پڑھنے کا حکم فرمادیتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دے دی تو آپ مقروض کا قرضہ اپنے ذمہ لے لیتے تھے اور اس کا جنازہ پڑھادیتے تھے۔

## شہید کی نمازِ جنازہ کیوں؟ جبکہ شہید زندہ ہے

س…… قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''مؤمن اگر اللہ کی راہ میں مارے جائیں تو انہیں مرا ہوا مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں'' اس حقیقت سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ شہید زندہ ہے تو پھر شہید کی نمازِ جنازہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟ نمازِ جنازہ تو مُردوں کی پڑھی جاتی ہے؟

ج…… آپ کے سوال کا جواب آگے اسی آیت میں موجود ہے: ''وہ زندہ ہیں، مگر تم (ان کی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم نے شہداء کی جس زندگی کو ذکر فرمایا ہے، وہ ان کی دُنیوی زندگی نہیں، بلکہ اور قسم کی زندگی ہے، جس کو برزخی زندگی کہا جاتا ہے، اور جو ہمارے شعور وادراک سے بالاتر ہے، دُنیا کی زندگی مراد نہیں، چونکہ وہ حضرات دُنیوی زندگی پوری کرکے دُنیا سے رُخصت ہوگئے ہیں، اس لئے ہم ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور ان کی تدفین کے مکلّف ہیں، اور ان کی وراثت تقسیم کی جاتی ہے، اور ان کی بیوائیں عدّت کے بعد عقدِ ثانی کرسکتی ہیں۔

## باغی، ڈاکو اور ماں باپ کے قاتل کی نمازِ جنازہ نہیں

س…… قاتل کو سزا کے طور پر قتل کیا جائے یا پھانسی دی جائے؟ اس کی نمازِ جنازہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر والدین کا قاتل ہو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ فاسق وفاجر وزانی کی موت پر اس کی نمازِ جنازہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… نمازِ جنازہ ہر گناہگار مسلمان کی ہے، البتہ باغی اور ڈاکو اگر مقابلے میں مارے جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھایا جائے، نہ ان کو غسل دیا جائے، اسی طرح جس شخص نے اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کردیا ہو، اور اسے قصاصاً قتل کیا جائے تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا، اور اگر وہ اپنی موت مرے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، تاہم سربرآوردہ لوگ اس کے جنازے میں شرکت نہ کریں۔

## قادیانیوں کا جنازہ جائز نہیں

س…… موضع داتہ ضلع مانسہرہ جو کہ ربوہ ثانی ہے، میں ایک مرزائی مسمّٰی ڈاکٹر محمد سعید کے

مرنے پر مسلمانانِ ''داتہ'' نے ایک مسلمان امام کے زیرِ امامت اس قادیانی کی نمازِ جنازہ ادا کی، اوراس کے بعد قادیانیوں نے دوبارہ مسمّٰی مذکورہ کی نمازِ جنازہ پڑھی، شرعاً امامِ مذکوراور مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

مسلمان لڑکیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیوی کے طور پر رہ رہی ہیں، اور مسلمان والدین کے ان قادیانیوں کے ساتھ داماد اور سسرال جیسے تعلقات ہیں، کیا شریعتِ محمدیؐ کی رُو سے ان کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد حلالی ہوگی یا ولد الحرام کہلائے گی؟

عام مسلمانوں کے قادیانیوں کے ساتھ کافروں جیسے تعلقات نہیں، بلکہ مسلمانوں جیسے تعلقات ہیں، ان کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے اور ان کی شادیوں اور ماتم میں شرکت کرتے ہیں، اور جب ایک دُوسرے سے ملتے ہیں تو ''السلام علیکم'' کہہ کر ملتے ہیں۔ شادی، ماتم میں کھانے دیتے ہیں، فاتحہ میں شرکت کرتے ہیں، شریعتِ محمدیہؐ کی رُو سے وہ قابلِ مؤاخذہ ہیں یا کہ نہیں؟ اور شرع کی رُو سے وہ مسلمان ہیں یا کہ نہیں؟

ج...... جواب سے پہلے چند اُمور بطور تمہید ذکر کرتا ہوں:

**اوّل:**...... جو شخص کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، اور نصوصِ شرعیہ کی غلط سلط تأویلیں کرکے اپنے عقائدِ کفریہ کو اسلام کے نام سے پیش کرتا ہو، اسے ''زندیق'' کہا جاتا ہے۔

علامہ شامیؒ ''باب المرتد'' میں لکھتے ہیں:

''فان الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها فى الصورة الصحيحة وهٰذا معنى ابطال الكفر.'' (شامی ج:۴ ص:۲۴۳ طبع جدید)

ترجمہ:...... ''کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے، اور اپنے عقیدۂ فاسدہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔''

اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مسوّیٰ شرح عربی مؤطا میں لکھتے ہیں:

"بیان ذالک ان المخالف للدین الحق ان لم یعترف به ولم یذعن له لا ظاهرًا ولا باطنًا فهو كافر وان اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وان اعترف به ظاهرًا لٰكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت عليه الأمة فهو الزنديق." (ص:۱۳۰، مطبوعہ رحیمیہ دہلی)

ترجمہ:...... "شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دینِ حق کا مخالف ہے، اگر وہ دینِ اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو، اور نہ دینِ اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر تو وہ کافر کہلاتا ہے، اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تأویل کرتا ہو جو صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہو تو ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔"

آگے تأویلِ صحیح اور تأویلِ باطل کا فرق کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ثم التأويل تأويلان، تأويل لا يخالف قاطعًا من الكتاب والسنة واتفاق الأمة، وتأويل يصادم ما ثبت بقاطع فذالك الزندقة." (ص:۱۳۰)

ترجمہ:...... "پھر تأویل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تأویل ہے جو کتاب و سنت اور اجماعِ اُمت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو، اور دُوسری وہ تأویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہے، پس ایسی تأویل "زندقہ" ہے۔"

آگے زندیقانہ تأویلوں کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"او قال ان النبی صلی الله علیه وسلم خاتم النبوة ولٰکن معنی هذا الکلام انه لا یجوز ان یسمی بعده احد بالنبی واما معنی النبوة وهو کان الانسان مبعوثا من الله تعالٰی الی الخلق مفترض الطاعة معصومًا من الذنوب ومن البقاء علی الخطا فیما یری فهو موجود فی الأمة بعد فهو الزندیق."

(مسوّیٰ ج:۲ ص:۱۳۰، مطبوعہ رحیمیہ دہلی)

ترجمہ:...... "یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا، لیکن نبوّت کا مفہوم یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا، اور اس کا گناہوں سے اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اُمت میں موجود ہے، تو یہ شخص "زندیق" ہے۔"

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن وسنت کی تأویلیں کرتا ہو، ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔

دوم:...... یہ کہ زندیق مرتد کے حکم میں ہے، بلکہ ایک اعتبار سے زندیق، مرتد سے بھی بدتر ہے، کیونکہ اگر مرتد توبہ کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائقِ قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

"(و) كذا الكافر بسبب (الزندقة) لا توبة له وجعله فی الفتح ظاهر المذهب لٰكن فی حظر الخانية الفتویٰ علیٰ انه (اذا اخذ) الساحر او الزندیق المعروف الداعی (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ویقتل ولو

**اخذ بعدها قبلت.‘‘** (شامی ج:۴ ص:۲۴۱، طبع جدید)

ترجمہ:……’’اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا ہو اس کی توبہ قابلِ قبول نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے، لیکن فتاویٰ قاضی خان میں **کتاب الحظر** میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادُوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہوں، توبہ سے پہلے گرفتار ہوجائیں اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا، اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی۔‘‘

البحر الرائق میں ہے:

**’’لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين .... وفي الخانية قالوا ان جاء الزنديق قبل ان يؤخذ فاقر انه زنديق فتاب عن ذالك تقبل توبته وان اخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل.‘‘**

(ج:۵ ص:۱۳۶، دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ:……’’ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابلِ قبول نہیں، اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو، اور فتاویٰ قاضی میں ہے کہ اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے، پس اس سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے، اور اگر گرفتار ہوا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔‘‘

سوم:……قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے، کیونکہ ان کے عقائد اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں، اور وہ قرآن وسنت کی نصوص میں غلط سلط تأویلیں کرکے جاہلوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ پکے سچے مسلمان ہیں، ان کے سوا باقی پوری اُمت گمراہ اور

کافر و بے ایمان ہے، جیسا کہ قادیانیوں کے دُوسرے سربراہ آنجہانی مرزا محمود لکھتے ہیں کہ:

''کل مسلمان جو حضرت مسیحِ موعود (یعنی مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیحِ موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینۂ صداقت ص:۳۵)

## مرزائیوں کے ملحدانہ عقائد حسبِ ذیل ہیں:

۱:......اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصبِ نبوّت پر فائز نہیں ہوسکتا، اس کے برعکس قادیانی نہ صرف اسلام کے اس قطعی عقیدے کے منکر ہیں، بلکہ...نعوذ باللہ...وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت کے بغیر اسلام کو مردہ تصوّر کرتے ہیں، چنانچہ مرزا غلام احمد کا کہنا ہے کہ:

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوّت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا، اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دُوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں، آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے .....ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں، اس لئے ہم نبی ہیں، امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے۔''

(ملفوظات مرزا جلد:۱۰ ص:۱۲۷ طبع شدہ ربوہ)

۲:......اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ وحیٔ نبوّت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہوچکا ہے، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحیٔ نبوّت کا دعویٰ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، لیکن قادیانی، مرزا غلام احمد کی خودتراشیدہ وحی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسے قرآنِ کریم کی طرح مانتے ہیں، قرآنِ کریم کے ناموں میں سے ایک نام

''تذکرہ'' ہے، قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کی ''وحی'' کو ایک کتاب کی شکل میں مرتب کیا ہے، اور اس کا نام ''تذکرہ'' رکھا ہے، یہ گویا قادیانی قرآن ہے،...نعوذ باللہ...اور یہ قادیانی وحی کوئی معمولی قسم کا الہام نہیں جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے، بلکہ ان کے نزدیک یہ وحی، قرآنِ کریم کے ہم سنگ ہے، ملاحظہ فرمائیے:

۱:......''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص:۶ طبع شدہ ربوہ)

۲:......''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآنِ کریم پر۔'' (اربعین ص:۱۱۲، طبع شدہ ربوہ)

۳:......''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دُوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اُوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۲۲۰ طبع شدہ ربوہ)

۳:......اسلام کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معجزہ دِکھانے کا دعویٰ کفر ہے، کیونکہ معجزہ دِکھانا صرف نبی کی خصوصیت ہے، پس جو شخص معجزہ دِکھانے کا دعویٰ کرے، وہ مدعیٔ نبوّت ہونے کی وجہ سے کافر ہے، شرحِ فقہِ اکبر میں علامہ مُلَّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''التحدی فرع دعوی النبوة ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع.'' (ص:۲۰۲)

ترجمہ:......''معجزہ دِکھانے کا دعویٰ فرع ہے، دعویٔ نبوّت کی، اور نبوّت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالاجماع کفر ہے۔''

اس کے برعکس قادیانی، مرزا غلام احمد کی وحی کے ساتھ اس کے ''معجزات'' پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو... نعوذ باللہ... قصے اور کہانیاں قرار دیتے ہیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی صورت میں نبی ماننے کے لئے تیار ہیں جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی مانا جائے، ورنہ ان کے نزدیک نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور نہ دینِ اسلام، دین ہے، مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

''وہ دین، دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی، نبی ہے، جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالماتِ الٰہی سے مشرف ہوسکے، وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر (یعنی اسلامی شریعت پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحیٔ الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے، سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔''

(رُوحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۰۶، ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۳۹)

''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحیٔ الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی اُمید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو، پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے کہ جس میں براہِ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا..... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا، میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔''

(رُوحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۴، ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۳)

''اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآنِ کریم پر رسولِ کریم صلی اللہ

علیہ وسلم پر بھی اسی (مرزا) کے ذریعے ایمان حاصل ہوا، ہم قرآنِ کریم کو خدا کا کلام اس لئے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے آپ (مرزا) کی نبوّت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ (مرزا) کی نبوّت کا ثبوت ملتا ہے، نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم حضرت مسیحِ موعود (مرزا) کو نبی مانتے ہیں، اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں، وہ نہیں جانتا کہ قرآنِ کریم پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر یقین اس (مرزا) کی نبوّت سے ہوا ہے۔“

(مرزا بشیر الدین کی تقریر ”الفضل“ قادیان جلد:۳ مؤرخہ ۱۱/جولائی ۱۹۲۵ء)

مرزا صاحب کی مندرجہ بالا دونوں عبارتوں سے واضح ہے کہ اگر مرزا صاحب پر وحیٔ الٰہی کا نزول تسلیم نہ کیا جائے اور مرزا غلام احمد کو نبی نہ مانا جائے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت بھی ان کے نزدیک ...نعوذ باللہ... باطل ہے، اور دینِ اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ مرزا صاحب ایسے اسلام کو لعنتی، شیطانی اور قابلِ نفرت قرار دے کر اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ سب دہریوں سے بڑھ کر اپنے دہریہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں، مسلمانوں کو نظرِ عبرت سے دیکھنا چاہئے، کیا اس سے بڑھ کر کوئی کفر و اِلحاد اور زندقہ اور بددینی ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام کو اس طرح پیٹ بھر کر گالیاں نکالی جائیں؟

۴:...... مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”محمد رسول اللہ“ ہیں، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اپنے الہام کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہے ...نعوذ باللہ...۔ چونکہ قادیانی، مرزا غلام احمد کی ”وحی“ پر قطعی ایمان رکھتے ہیں، اس لئے وہ مرزا آنجہانی کو ”محمد رسول اللہ“ مانتے ہیں اور جو شخص مرزا کو ”محمد رسول اللہ“ نہ مانے، اسے کافر سمجھتے ہیں۔

۵:......قرآنِ کریم اور احادیثِ متواترہ کی بنا پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اُٹھالیا گیا اور وہ قربِ قیامت میں نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے، لیکن مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، عیسیٰ ہے، اور قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی جو خبر دی گئی ہے، اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

قادیانیوں کے اس طرح بے شمار زندیقانہ عقائد ہیں جن پر علمائے اُمت نے بہت سی کتابیں تالیف فرمائی ہیں، اس لئے مرزائیوں کا کافر و مرتد اور ملحد و زندیق ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

چہارم:......نمازِ جنازہ صرف مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے، کسی غیرمسلم کا جنازہ جائز نہیں، قرآنِ کریم میں ہے:

''ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابدًا ولا تقم علیٰ قبره انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون.'' (التوبہ:۸۴)

ترجمہ:......''اور ان میں کوئی مرجائے تو اس (کے جنازے) پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجیئے، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالتِ کفر ہی میں مرے ہیں۔''

اور تمام فقہائے اُمت اس پر متفق ہیں کہ جنازہ کے جائز ہونے کے لئے شرط ہے کہ میّت مسلمان ہو، غیرمسلم کا جنازہ بالاجماع جائز نہیں، نہ اس کے لئے دُعائے مغفرت کی اجازت ہے، اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا ہی جائز ہے۔

ان تمہیدات کے بعد اب بالترتیب سوالوں کا جواب لکھا جاتا ہے۔

جواب، سوالِ اوّل:......جن مسلمانوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا ہے، اگر وہ اس کے عقائد سے ناواقف تھے تو انہوں نے بُرا کیا، اس پر ان کو اِستغفار کرنا

چاہیئے، کیونکہ مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھ کر انہوں نے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

اور اگر ان لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے، اس کی ''وحی'' پر ایمان رکھتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا منکر ہے، اس علم کے باوجود انہوں نے اس کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس کا جنازہ پڑھا تو ان تمام لوگوں کو جو جنازہ میں شریک تھے، اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے، کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے، اس لئے ان کا ایمان بھی جاتا رہا، اور نکاح بھی باطل ہوگیا۔ ان میں سے کسی نے اگر حج کیا تھا تو اس پر دوبارہ حج کرنا بھی لازم ہے۔

یہاں یہ ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کسی مسلمان کا جنازہ جائز نہیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کے معصوم بچے کا جنازہ بھی قادیانیوں کے نزدیک جائز نہیں، چنانچہ قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود اپنی کتاب ''انوارِ خلافت'' میں لکھتے ہیں:

> ''ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی (یعنی مسلمان) تو حضرت مسیحِ موعود (غلام احمد قادیانی) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیحِ موعود کا منکر نہیں؟
>
> میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات دُرست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب بچے کا قرار دیتی ہے، پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا، اس لئے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے، پھر میں کہتا ہوں کہ بچہ گناہگار نہیں ہوتا، اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بچے کا جنازہ تو دُعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں، بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں، اس لئے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا

چاہئے۔'' (انوارِ خلافت ص:۹۳)

اخبار ''الفضل'' مؤرخہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۲ء میں مرزا محمود کا ایک فتویٰ شائع ہوا کہ:

''جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا ہے، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیراحمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا ہے۔''

چنانچہ اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہوئے چوہدری ظفراللہ خان نے قائدِاعظم کا جنازہ نہیں پڑھا، اور منیر انکوائری عدالت میں جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا:

''نمازِ جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی، احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اس لئے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کرسکا، جس کی امامت مولانا کر رہے تھے۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب ص:۲۱۲)

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائدِاعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔'' (''زمیندار'' لاہور ۸؍فروری ۱۹۵۰ء)

اور جب اخبارات میں چوہدری ظفراللہ خان کی اس ہٹ دھرمی کا چرچا ہوا تو جماعتِ احمدیہ ربوہ کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا:

''جناب چوہدری محمد ظفراللہ خان پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائدِاعظم کا جنازہ نہیں پڑھا، تمام دُنیا جانتی ہے کہ قائدِاعظم احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعتِ احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔''

(ٹریکٹ ۲۲، احراری علماء کی راست گوئی کا نمبر، ناشر مہتمم نشر و اشاعت انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

''کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائدِاعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسولِ خدا نے۔'' (''الفضل'' ربوہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۲ء)

کس قدر لائقِ شرم بات ہے کہ قادیانی تو مسلمانوں کو ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی طرح کافر سمجھتے ہوئے نہ ان کے بڑے سے بڑے آدمی کا جنازہ پڑھیں اور نہ ان کے معصوم بچوں کا، کیا ایک مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھے؟ کیا اس کی غیرت اس کو برداشت کرسکتی ہے...؟

**جواب، سوالِ دوم:**...... جب یہ معلوم ہوا کہ قادیانی، کافر و مرتد ہیں، تو اسی سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی مرتد سے نہیں ہوسکتا، اسلام کی رُو سے یہ خالص زنا ہے، اگر کسی مسلمان نے لاعلمی اور بے خبری کی وجہ سے کسی مرزائی کو لڑکی بیاہ دی ہے تو اس کا فرض ہے کہ علم ہوجانے کے بعد اپنے گناہ سے توبہ کرے اور لڑکی کو قادیانیوں کے چنگل سے واگزار کرائے۔

واضح رہے کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کی وہی حیثیت ہے جو ہمارے نزدیک یہودیوں اور عیسائیوں کی ہے، مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں سے لڑکیاں لینا تو جائز ہے، لیکن مسلمانوں کو دینا جائز نہیں، مرزا محمود کا فتویٰ ہے:

''جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیراحمدی لڑکے کو دیتا ہے، میرے نزدیک وہ احمدی نہیں، کوئی شخص کسی کو غیرمسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔''

''سوال:...... جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھائے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب:...... ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے، جس نے ایک مسلمان

لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

سوال:...... کیا ایسا شخص جس نے غیراحمدیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا ہے، وہ دُوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کرسکتا ہے؟

جواب:...... ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔''

(اخبار ''الفضل'' قادیان ۲۳؍مئی ۱۹۲۱ء)

پس جس طرح مرزا محمود کے نزدیک وہ شخص مرزائی جماعت سے خارج ہے جو کسی مسلمان لڑکے کو اپنی لڑکی بیاہ دے، اسی طرح وہ مسلمان بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے جو قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہونے کے بعد کسی مرتد مرزائی کو اپنی لڑکی دینا جائز سمجھے، اور جس طرح مرزا محمود کے نزدیک کسی مرزائی لڑکی کا نکاح کسی مسلمان لڑکے سے پڑھانا ایسا ہے جیسا کہ کسی ہندو یا عیسائی سے، اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ کسی مرزائی مرتد کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو، سکھ، چوہڑے کو داماد بنالیا جائے۔

**جواب، سوالِ سوم:**...... کسی مسلمان کے لئے مرزائی مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا حرام ہے، ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، ان کی شادی غمی میں شرکت کرنا یا ان کو اپنی شادی غمی میں شریک کرانا حرام اور قطعی حرام ہے۔ جو لوگ اس معاملے میں رواداری سے کام لیتے ہیں وہ خدا اور رسول کے غضب کو دعوت دیتے ہیں، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور مرزائیوں سے اس قسم کے تمام تعلقات ختم کردینے چاہئیں۔ قادیانی خدا اور رسول کے دُشمن ہیں اور خدا و رسول کے دُشمنوں سے دوستانہ تعلقات رکھنا کسی مؤمن کا کام نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید میں ہے:

''لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوٰنَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ، وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْأَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ، اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.“ (المجادلہ:۲۲)

ترجمہ:......”جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں، آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں، گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں، ان لوگوں کے دِلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کردیا ہے، اور ان (کے قلوب) کو اپنے فیض سے قوّت دی ہے، (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے، یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے، خوب سن لو! کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اخیر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو ”غیرمسلم اقلیت“ قرار دیا گیا، لیکن قادیانیوں نے تاحال نہ تو اس فیصلے کو تسلیم کیا ہے اور نہ انہوں نے پاکستان میں غیرمسلم شہری (ذمی) کی حیثیت سے رہنے کا معاہدہ کیا ہے، اس لئے ان کی حیثیت ذمیوں کی نہیں بلکہ ”محارب کافروں“ کی ہے، اور محاربین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

## قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور فاتحہ دُعا و اِستغفار کرنا حرام ہے

س......قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا جانا، فاتحہ پڑھنا، گھر میں جاکر سوگ اور اظہارِ ہمدردی کرنا، ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

ج...... قادیانی، کافر و مرتد اور زندیق ہیں، ان کے دفن میں شرکت کرنا، ان کی فاتحہ پڑھنا، ان کے لئے دُعا و اِستغفار کرنا حرام ہے، مسلمانوں کو ان سے مکمل قطع تعلق کرنا چاہئے۔

## قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہے

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس سلسلے میں کہ بعض دفعہ قادیانی اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کردیتے ہیں، اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو نکالا جائے، تو کیا قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں؟ اور مسلمانوں کے اس طرزِ عمل کا کیا جواز ہے؟

ج...... قادیانی غیرمسلم اور زندیق ہیں، ان پر مرتدین کے اَحکام جاری ہوتے ہیں، کسی غیرمسلم کی نمازِ جنازہ جائز نہیں، چنانچہ قرآنِ کریم میں اس کی صاف ممانعت موجود ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

”ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابدًا ولا تقم علٰی قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون.“ (التوبہ:۸۴)

ترجمہ:......”اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مرجاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مرگئے نافرمان۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اسی طرح کسی غیرمسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، جیسا کہ آیتِ کریمہ کے الفاظ ”ولا تقم علیٰ قبره“ سے معلوم ہوتا ہے، چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں اور غیرمسلموں کے قبرستان ہمیشہ الگ الگ رہے، پس کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، علامہ سعدالدین مسعود بن عمر بن عبداللہ التفتازانی (المتوفی ۷۹۱ھ) ”شرح المقاصد“ میں ایمان کی تعریف میں مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اگر ایمان دِل و زبان سے تصدیق کرنے کا نام ہو تو اقرار رُکنِ ایمان ہوگا، اور ایمان تصدیق مع الاقرار کو کہا جائے گا،

لیکن اگر ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہو:

”فان الاقرار حینئذ شرط لاجراء الأحکام علیه فی الدنیا من الصلاة علیه وخلفه، والدفن فی مقابر المسلمین والمطالبة بالعشور والزکاوات ونحو ذٰلک.“

(شرح المقاصد ج:۲ ص:۲۴۸ مطبوعہ دارالمعارف النعمانیہ لاہور)

ترجمہ:...... ”تو اقرار اس صورت میں، اس شخص پر دُنیا میں اسلام کے اَحکام جاری کرنے کے لئے شرط ہوگا، یعنی اس کی نمازِ جنازہ، اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، اس سے زکوٰۃ وعشر کا مطالبہ کیا جانا اور اس طرح کے دیگر اُمور۔“

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی اسلامی حقوق میں سے ایک ہے، جو صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہیں، اور یہ کہ جس طرح کسی غیرمسلم کی اقتدا میں نماز جائز نہیں، اس کی نمازِ جنازہ جائز نہیں، اور اس سے زکوٰۃ وعشر کا مطالبہ دُرست نہیں، ٹھیک اسی طرح کسی غیرمسلم مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ دینا بھی جائز نہیں، اور یہ کہ یہ مسئلہ تمام اُمتِ مسلمہ کا متفق علیہ اور مُسلَّمہ مسئلہ ہے، جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، چنانچہ ذیل میں مذاہبِ اربعہ کی مستند کتابوں سے اس مسئلے کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں، واللہ الموفق!

فقہِ حنفی:...... شیخ زین الدین ابن نجیم المصری (المتوفی ۹۷۰ھ) ”الاشباہ والنظائر“ کے فنِ اوّل قاعدۂ ثانیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”قال الحاکم فی الکافی من کتاب التحری: واذا اختلط موتی المسلمین وموتی الکفار فمن کانت علیه علامة المسلمین صلی علیه ومن کانت علیه علامة الکفار ترک، فان لم تکن علیهم علامة والمسلمون اکثر غسلوا وکفنوا وصلی علیهم وینوون

بالصلاة والدعاء للمسلمين دون الكفار، ويدفنون فى مقابر المسلمين، وان كان الفريقان سواء او كانت الكفار اكثر لم يصل عليهم، ويغسلون ويكفنون ويدفنون فى مقابر المشركين."

(الاشباہ والنظائر ج:۱ ص:۱۵۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

ترجمہ:......"امام حاکم "الکافی" کی کتاب التحری میں فرماتے ہیں: اور جب مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہوجائیں تو جن مُردوں پر مسلمانوں کی علامت ہوگی ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اور جن پر کفار کی علامت ہوئی ان کی نمازِ جنازہ نہیں ہوگی۔ اور اگر ان پر کوئی شناختی علامت نہ ہو تو اگر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب کو غسل و کفن دے کر ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اور نیت یہ کی جائے گی کہ ہم صرف مسلمانوں پر نماز پڑھتے ہیں اور ان کے لئے دُعا کرتے ہیں، اور ان سب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، اور اگر دونوں فریق برابر ہوں یا کافروں کی اکثریت ہو تو ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، ان کو غسل و کفن دے کر غیرمسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔"

نیز دیکھئے: "نفع المفتی والسائل" از مولانا عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) اواخر کتاب الجنائز۔

مندرجہ بالا مسئلے سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان اور کافر مردے مختلط ہوجائیں اور مسلمانوں کی شناخت نہ ہوسکے تو اگر دونوں فریق برابر ہوں، یا کافر مُردوں کی اکثریت ہو تو اس صورت میں مسلمان مُردوں کو بھی اشتباہ کی بنا پر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہ ہوگا، اسی سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ جو مردہ قطعی طور پر غیرمسلم، مرتد قادیانی ہو اس کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بدرجہ اَوْلیٰ جائز نہیں، اور کسی صورت میں بھی اس کی


فہرست

اجازت نہیں دی جاسکتی۔

نیز "الاشباہ والنظائر" فن ثانی، کتاب السیَر، باب الردۃ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"واذا مات او قتل علی ردتہ لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اھل ملّۃ وانما یلقی فی حفرۃ کالکلب."

(الاشباہ والنظائر ج:۱ ص:۲۹۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

ترجمہ:...... "اور جب مرتد مرجائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کردیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں، بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔"

مندرجہ بالا جزئیہ قریباً تمام کتبِ فقہیہ میں کتاب الجنائز اور کتاب السیَر، باب المرتد میں ذکر کیا گیا ہے، مثلاً: درمختار میں ہے:

"اما المرتد فیلقی فی حفرۃ کالکلب."

ترجمہ:...... "لیکن مرتد کو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔"

علامہ محمد امین بن عابدین شامیؒ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ولا یغسل ولا یکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینھم، بحر عن الفتح."

(رد المحتار ج:۲ ص:۲۳۰، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:...... "نہ اسے غسل دیا جائے، نہ کفن دیا جائے، نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا۔"

قادیانی چونکہ زندیق اور مرتد ہیں، اس لئے اگر کسی کا عزیز قادیانی مرتد ہوجائے تو نہ اسے غسل دے، نہ کفن دے، نہ اسے مرزائیوں کے سپرد کرے، بلکہ گڑھا کھود کر اسے کتے کی طرح اس میں ڈال دے، اسے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا

جائز نہیں، بلکہ کسی اور مذہب وملت کے قبرستان یا مرگھٹ، مثلاً: یہودیوں کے قبرستان اور نصرانیوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

**فقہِ مالکی:**...... قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المالکی الاشبیلی المعروف بابن العربیؒ (المتوفی ۵۴۳ھ) سورۃ الاعراف کی آیت:۱۷۲ کے تحت متأوّلین کے کفر پر گفتگو کرتے ہوئے ''قدریہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

**"اختلف علماء المالكية في تكفيرهم علىٰ قولين، فالصريح من اقوال مالك تكفيرهم."**

ترجمہ:......''علمائے مالکیہ کے ان کی تکفیر میں دو قول ہیں، چنانچہ امام مالکؒ کے اقوال سے صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ کافر ہیں۔''

آگے دُوسرے قول (عدمِ تکفیر) کی تضعیف کرنے کے بعد امام مالکؒ کے قول پر تفریع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"فلا يناكحوا ولا يصلى عليهم فان خيف عليهم الضيعة دفنوا كما يدفن الكلب.**

**فان قيل: واين يدفنون؟ قلنا: لا يؤذى بجوارهم مسلم."**

(اَحکام القرآن لابن العربی جلد: دوم صفحات مسلسل:۸۰۲، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:......''پس نہ ان سے رشتہ ناتا کیا جائے، نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے، اور اگر ان کا کوئی والی وارث نہ ہو اور ان کی لاش ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے۔

اگر یہ سوال ہو کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ان کی ہمسائیگی سے ایذا نہ دی جائے (یعنی

مسلمانوں کے قبرستانوں میں انہیں دفن نہ کیا جائے)۔“

**فقہِ شافعی:**...... الشیخ الامام جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الشافعیؒ (المتوفی ۴۷۶ھ) اور امام محی الدین یحییٰ بن شرف النوویؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

**”قال المصنف رحمه الله ولا يدفن كافر فى مقبرة المسلمين ولا مسلم فى مقبرة الكفار.**

**الشرح: اتفق اصحابنا رحمهم الله علىٰ انه لا يدفن مسلم فى مقبرة كفار، ولا كافر فى مقبرة مسلمين، ولو ماتت ذمية حامل بمسلم ومات جنينها فى جوفها ففيه اوجه (الصحيح) انها تدفن بين مقابر المسلمين والكفار، ويكون ظهرها الى القبلة لأن وجه الجنين الى ظهر امّه هٰكذا قطع به ابن الصباغ والشاشى وصاحب البيان وغيرهم وهو المشهور.“**

(شرح مہذب ج:۵ ص:۲۸۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:...... ”مصنف فرماتے ہیں: اور نہ دفن کیا جائے کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں، اور نہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں۔

شرح: اس مسئلے میں ہمارے اصحاب (شافعیہ) کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں اور کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا، اور اگر کوئی ذمی عورت مر جائے جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی، اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر جائے تو اس میں چند وجہیں ہیں، صحیح یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے گا، اور اس کی

پشت قبلے کی طرف کی جائے گی، کیونکہ پیٹ کے بچے کا منہ اس کی ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے، ابن الصباغ، شاشی، صاحب البیان اور دیگر حضرات نے اسی قول کو جزماً اختیار کیا ہے، اور یہی ہمارے مذہب کا مشہور قول ہے۔“

فقہِ حنبلی:...... الشیخ الامام موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی الحنبلیؒ (المتوفی ۶۲۰ھ) ”المغنی“ میں اور امام شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن قدامۃ المقدسی الحنبلیؒ (المتوفی ۶۸۲ھ) ”الشرح الکبیر“ میں لکھتے ہیں:

”مسألة: قال: وان ماتت نصرانية وهی حاملة من مسلم دفنت بين مقبرة المسلمين ومقبرة النصارىٰ، اختار هذا احمد، لأنها كافرة لا تدفن فی مقبرة المسلمين فيتأذوا بعذابها، ولا فی مقبرة الكفار لأن ولدها مسلم فيتأذى بعذابهم، وتدفن منفردة، مع أنه روى عن واثلة بن الأسقع مثل هٰذا القول، وروى عن عمر أنها تدفن فی مقابر المسلمين، قال ابن المنذر: لا يثبت. ذٰلک قال اصحابنا ويجعل ظهرها الى القبلة علی جانبها الأيسر ليكون وجه الجنين الى القبلة علی جانبه الأيمن، لأن وجه الجنين الى ظهرها.“

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۲ ص:۴۲۳، مطبوعہ بیروت ۱۴۰۳ھ)

ترجمہ:...... ”اور اگر نصرانی عورت جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی، مرجائے تو اسے (نہ تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور نہ نصاریٰ کے قبرستان میں، بلکہ) مسلمانوں کے قبرستان اور نصاریٰ کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے، امام احمدؒ نے اس کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ وہ عورت تو کافر ہے، اس

کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا کہ اس کے عذاب سے مسلمان مُردوں کو ایذا نہ ہو، اور نہ اسے کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا کیونکہ اس کے پیٹ کا بچہ مسلمان ہے، اسے کافروں کے عذاب سے ایذا ہوگی، اس لئے اس کو الگ دفن کیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے اسی قول کے مثل مروی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ ایسی عورت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، ابن المنذر کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس نصرانی عورت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر اس کی پشت قبلے کی طرف کی جائے تاکہ بچے کا منہ قبلے کی طرف رہے، اور وہ داہنی کروٹ پر ہو، کیونکہ پیٹ میں بچے کا چہرہ عورت کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔“

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ شریعتِ اسلامی کا متفق علیہ اور مُسلَّم مسئلہ ہے کہ کسی غیرمسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا، شریعتِ اسلامی کا یہ مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے، چنانچہ جھوٹے مدعیانِ نبوّت کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے:

”حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیانِ نبوّت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرّہ قابلِ اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی، اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہوسکتا ہے جب تک اسی زمانے کی کسی تحریر کے ذریعے سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوّت پر مرے، اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا


فہرست

اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔''

(تحفۃ الندوۃ ص:۷، رُوحانی خزائن ج:۱۹ ص:۹۵ مطبوعہ لندن)

اسی رسالے میں آگے چل کر لکھا ہے:

''پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصۂ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرضِ محال کوئی کتاب الہامی مدعیٔ نبوّت کی نکل آوے، جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہو، جس کی صفت میں لا ریب فیہ ہے، جیسا کہ میں کہتا ہوں، اور پھر یہ بھی ثابت ہوجائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا۔''

(تحفۃ الندوۃ ص:۱۲، رُوحانی خزائن ج:۱۹ ص:۹۹-۱۰۰ مطبوعہ لندن)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دونوں عبارتوں سے تین باتیں واضح ہوئیں، ایک یہ کہ جھوٹا مدعیٔ نبوّت کافر و مرتد ہے، اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں، وہ کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں۔

دوم یہ کہ کافر و مرتد کی نمازِ جنازہ نہیں، اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

سوم یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوّت کا دعویٰ ہے، اور وہ اپنی شیطانی وحی کو ...نعوذ باللہ... قرآنِ کریم کی طرح سمجھتا ہے۔

پس اگر گزشتہ دور کے جھوٹے مدعیانِ نبوّت اس کے مستحق ہیں کہ ان کو اسلامی برادری میں شامل نہ سمجھا جائے، ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے، اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی (جس کا جھوٹا دعویٔ نبوّت اظہر من الشّمس ہے) اور اس کی ذُرّیتِ خبیثہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے، اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

رہا یہ سوال کہ اگر قادیانی چپکے سے اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دیں تو اس کا کیا کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ علم ہوجانے کے بعد اس کا اُکھاڑنا واجب ہے، اور اس کی چند وجہیں ہیں:

اوّل:...... یہ کہ مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں کی تدفین کے لئے وقف ہے، کسی غیرمسلم کا اس میں دفن کیا جانا "غصب" ہے، اور جس مردہ کو غصب کی زمین میں دفن کیا جائے اس کا نبش (اُکھاڑنا) لازم ہے، جیسا کہ کتبِ فقہیہ میں اس کی تصریح ہے، کیونکہ کافر و مرتد کی لاش جبکہ غیرمحل میں دفن کی گئی ہو، لائقِ احترام نہیں، چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ میں باب باندھا ہے: "باب هل ينبش قبور مشركی الجاهلية ....الخ" اور اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسجدِ نبویؐ کے لئے جو جگہ خریدی گئی اس میں کافروں کی قبریں تھیں:

"فأمر النبی صلی الله عليه وسلم بقبور المشركين فنبشت."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۶۱ مطبوعہ حاجی نور محمد اصح المطابع)

ترجمہ:...... "پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبروں کو اُکھاڑنے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ اُکھاڑ دی گئیں۔"

حافظ ابنِ حجرؒ، امام بخاریؒ کے اس باب کی شرح میں لکھتے ہیں:

"أی دون غيرها من قبور الأنبياء وأتباعهم لما فی ذالک من الاهانة لهم بخلاف المشركين فانهم لا حرمة لهم."

(فتح الباری ج:۱ ص:۵۲۴ مطبوعہ دار النشر لاہور)

ترجمہ:...... "مشرکین کی قبروں کو اُکھاڑا جائے گا، انبیائے کرامؑ اور ان کے متبعین کی قبروں کو نہیں، کیونکہ اس میں ان کی اہانت ہے، بخلاف مشرکین کے، کہ ان کی کوئی حرمت نہیں۔"

حافظ بدرالدین عینیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"(فان قلت) کیف یجوز اخراجھم من قبورھم والقبر مختص بمن دفن فیه فقد حازہ فلا یجوز بیعه ولا نقله عنه.

(قلت) تلک القبور التی أمر النبی صلی الله علیه وسلم بنبشھا لم تکن أملاکا لمن دفن فیھا بل لعلھا غصبت، فلذٰلک باعھا ملاکھا، وعلی تقدیر التسلیم أنھا حبست فلیس بلازم، انما اللازم تحبیس المسلمین لا الکفار، ولھٰذا قالت الفقھاء اذا دفن المسلم فی أرض مغصوبة یجوز اخراجه فضلا عن المشرک." (عمدۃ القاری ج:۲ ص:۳۵۹، طبع دارالطباعۃ العامرہ)

ترجمہ:..... "اگر کہا جائے کہ مشرک و کافر مُردوں کو ان کی قبروں سے نکالنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ قبر، مدفون کے ساتھ مختص ہوتی ہے، اس لئے نہ اس جگہ کو بیچنا جائز ہے اور نہ مردے کو وہاں سے منتقل کرنا جائز ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبریں جن کے اُکھاڑنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا غالباً دفن ہونے والوں کی ملک نہیں تھیں، بلکہ وہ جگہ غصب کی گئی تھی، اس لئے مالکوں نے اس کو فروخت کرایا، اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ جگہ ان مُردوں کے لئے مخصوص کردی گئی تھی، تب بھی یہ لازم نہیں، کیونکہ مسلمانوں کا قبروں میں رکھنا لازم ہے، کافروں کا نہیں، اسی بنا پر فقہاء نے کہا ہے کہ جب مسلمان کو غصب کی زمین میں دفن کردیا گیا ہو تو اس کو نکالنا جائز ہے، چہ جائیکہ کافر و مشرک کا نکالنا۔"


فہرست

پس جو قبرستان کہ مسلمانوں کے لئے وقف ہے، اس میں کسی قادیانی کو دفن کرنا اس جگہ کا غصب ہے، کیونکہ وقف کرنے والے نے اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کیا ہے، کسی کافر و مرتد کو اس وقف کی جگہ میں دفن کرنا غاصبانہ تصرف ہے، اور وقف میں ناجائز تصرف کی اجازت دینے کا کوئی شخص بھی اختیار نہیں رکھتا، بلکہ اس ناجائز تصرف کو ہر حال میں ختم کرنا ضروری ہے، اس لئے جو قادیانی، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہو اس کو اُکھاڑ کر اس غصب کا ازالہ کرنا ضروری ہے، اور اگر مسلمان اس تصرفِ بے جا اور غاصبانہ حرکت پر خاموش رہیں گے اور اس غصب کے ازالہ کی کوشش نہیں کریں گے تو سب گناہگار ہوں گے، اور اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہوگی کہ جگہ مسجد کے لئے وقف ہو، اس میں گرجا اور مندر بنانے کی اجازت دے دی جائے، یا اگر اس جگہ پر غیر مسلم قبضہ کر کے اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرلیں تو اس ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضے کا ازالہ مسلمانوں پر فرض ہوگا، اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں جو کہ مسلمانوں کے لئے وقف ہے، اگر غیر مسلم قادیانی ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کرلیں تو اس کا ازالہ بھی واجب ہوگا۔

دُوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا مسلمان مُردوں کے لئے ایذا کا سبب ہے، کیونکہ کافر اپنی قبر میں معذّب ہے، اور اس کی قبر محلِ لعنت و غضب ہے، اس کے عذاب سے مسلمان مُردوں کو ایذا ہوگی، اس لئے کسی کافر کو مسلمانوں کے درمیان دفن کرنا جائز نہیں، اور اگر دفن کر دیا گیا ہو تو مسلمانوں کو ایذا سے بچانے کے لئے اس کو وہاں سے نکالنا ضروری ہے، اس کی لاش کی حرمت کا نہیں، بلکہ مسلمان مُردوں کی حرمت کا لحاظ ضروری ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے کتاب الجہاد "باب النھی عن قتل من اعتصم بالسجود" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"أنا بریٔ من کل مسلم یقیم بین أظھر المشرکین. قالوا: یا رسول الله! لم؟ قال: لا ترایا نارھما." (ابوداؤد ج:۱ ص:۳۵۶، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ:...... "میں بری ہوں ہر اس مسلمان سے جو

کافروں کے درمیان مقیم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا: دونوں کی آگ ایک دُوسرے کو نظر نہیں آنی چاہئے۔“

نیز امام ابوداوٴدؒ نے آخر کتاب الجہاد ”باب فی الاقامة بأرض الشرک“ میں یہ حدیث نقل کی ہے:

”من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله.“

(ابوداوٴد ج:۲ ص:۲۹ ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ:......”جس شخص نے مشرک کے ساتھ سکونت اختیار کی وہ اسی کی مثل ہوگا۔“

پس جبکہ دُنیا کی عارضی زندگی میں کافر و مسلمان کی اکٹھی سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا، تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کو کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے؟

تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت اور ان کے لئے دُعا و اِستغفار کا حکم ہے، جبکہ کسی کافر کے لئے دُعا و اِستغفار اور ایصالِ ثواب جائز نہیں، اس لئے لازم ہوا کہ کسی کافر کی قبر مسلمانوں کے قبرستان میں نہ رہنے دی جائے، جس سے زائرین کو دھوکا لگے اور وہ کافر مُردوں کی قبر پر کھڑے ہوکر دُعا و اِستغفار کرنے لگیں۔

مرزا غلام احمد کے ملفوظات میں ایک بزرگ کا حسبِ ذیل واقعہ ذکر کیا گیا ہے:

”ایک بزرگ کسی شہر میں بہت بیمار ہوگئے، اور موت تک کی حالت پہنچ گئی، تب اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا، دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہیں، یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی کیوں خواہش کرتے ہیں، شاید اس وقت حواس دُرست نہیں رہے۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ بزرگ نے کہا کہ تم میرے فقرے پر تعجب نہ کرو، میں ہوش سے بات کرتا ہوں، اور اصل واقعہ یہ ہے کہ تیس سال سے میں دُعا کرتا ہوں کہ مجھے موت طوس کے شہر میں

آوے، پس اگر آج میں یہاں مرجاؤں تو جس شخص کی تیس سال کی مانگی ہوئی دُعا قبول نہیں ہوئی، وہ مسلمان نہیں ہے، میں نہیں چاہتا کہ اس صورت میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوکر اہلِ اسلام کو دھوکا دوں اور لوگ مجھے مسلمان جان کر میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔“

(مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات ج:۷ ص:۳۹۶ مطبوعہ لندن)

اس واقعے سے بھی معلوم ہوا کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس سے مسلمانوں کو دھوکا ہوگا اور وہ اسے مسلمان سمجھ کر اس کی قبر پر فاتحہ پڑھیں گے۔

حضراتِ فقہاء نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیرمسلم کا مکان مسلمانوں کے محلے میں ہو تو اس پر علامت کا ہونا ضروری ہے کہ یہ غیرمسلم کا مکان ہے، تاکہ کوئی مسلمان وہاں کھڑا ہوکر دُعا و سلام نہ کرے، جیسا کہ کتاب السیر باب اَحکام اہل الذمۃ میں فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی غیرمسلم کو خصوصاً کسی قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، اور اگر دفن کردیا گیا ہو تو اس کا اُکھاڑنا اور مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کرنا ضروری ہے۔



فہرست

## نوزائیدہ بچے میں اگر زندگی کی کوئی علامت پائی گئی تو مرنے کے بعد اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی

س…… ہمارے گاؤں میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے، آواز کرتا ہے یا روتا ہے، علامتِ زندگی پائی جاتی ہے، اذان کی مہلت نہیں ملتی اور بچہ دو چار سانس کے بعد مرجاتا ہے۔ گاؤں کے رہنے والے اس بچے کو اس وجہ سے کہ بچے کے کان میں اذان نہیں ہوئی اس لئے بچے کا جنازہ نہیں پڑھواتے، اور نہ ہی بچے کی میّت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں، قبرستان کی دیوار کے باہر دفن کرتے ہیں، اگر آپ کے خیال میں نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے تو

اس صورت میں جنازہ اتنے عرصے سے نہ پڑھنے کا کفارہ کیا ہے؟

ج…… جس بچے میں پیدائش کے وقت زندگی کی کوئی علامت پائی جائے، اس کا جنازہ ضروری ہے، خواہ دو تین منٹ بعد ہی اس کا انتقال ہوگیا ہو، ایسے بچوں کا جنازہ اس وجہ سے نہ پڑھنا کہ ان کے کان میں اذان نہیں کہی گئی، جہالت کی بات ہے، اور ناواقفی کی وجہ سے اب تک جو ایسے جنازے نہیں پڑھے گئے، ان پر توبہ اِستغفار کیا جائے، یہی کفارہ ہے۔

## حاملہ عورت کا ایک ہی جنازہ ہوتا ہے

س…… ہمارے گاؤں میں ایک عورت فوت ہوگئی، اس کے پیٹ میں بچہ تھا، یعنی زچگی کی تکلیف کے باعث فوت ہوگئی، اس کا بچہ پیدا نہیں ہوا، ہمارے امام صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا، اب کئی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے دو جنازے ہونے چاہئے تھے، دلائل اس طرح دیتے ہیں کہ فرض کرو ایک حاملہ عورت کو قتل کرتا ہے تو اس پر دو قتل کا الزام ہے۔

ج…… جو لوگ کہتے ہیں کہ دو جنازے ہونے چاہئے تھے، وہ غلط کہتے ہیں، جنازہ ایک ہی ہوگا، اور دو مُردوں کا اکٹھا جنازہ بھی پڑھا جاسکتا ہے، جبکہ بچہ ماں کے پیٹ ہی میں مرگیا ہو، اس کا جنازہ نہیں۔

## اگر پانچ چھ ماہ میں پیدا شدہ بچہ کچھ دیر زندہ رہ کر مرجائے تو کیا اس کی نمازِ جنازہ ہوگی؟

س…… اگر کسی عورت کا پانچ چھ ماہ کے دوران مرا ہوا بچہ پیدا ہوتا ہے، یا پیدا ہونے کے بعد وہ دُنیا میں آکر کچھ سانس لینے کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جاملتا ہے، تو دونوں صورتوں میں نہلانے، کفنانے اور نمازِ جنازہ کے بارے میں بتائیں۔

ج…… جو بچہ پیدائش کے بعد مرجائے اس کو غسل بھی دیا جائے اور اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے، خواہ چند لمحے ہی زندہ رہا ہو، لیکن جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کا جنازہ نہیں، اسے نہلا کر اور کپڑے میں لپیٹ کر بغیر جنازے کے دفن کردیا جائے، مگر نام اس کا بھی رکھنا چاہئے۔

## نمازِ جنازہ مسجد کے اندر پڑھنا مکروہ ہے

س...... اکثر یہاں دیکھا جاتا ہے کہ جنازہ محراب کے اندر رکھ کر محراب کے سرے پر امام کھڑے ہوجاتے ہیں اور مقتدی حضرات مسجد میں صف آرا ہوجاتے ہیں، بعد میں نمازِ جنازہ پڑھادی جاتی ہے۔ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اور عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ جگہ کی کمی کی وجہ سے ایسا کرنا پڑتا ہے۔

ج...... مسجد میں نمازِ جنازہ کی تین صورتیں ہیں، اور حنفیہ کے نزدیک علی الترتیب تینوں مکروہ ہیں، ایک یہ کہ جنازہ مسجد میں ہو اور امام ومقتدی بھی مسجد میں ہوں، دوم یہ کہ جنازہ باہر ہو اور امام ومقتدی مسجد میں ہوں، سوم یہ کہ جنازہ امام اور کچھ مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور کچھ مقتدی مسجد کے اندر ہوں، اگر کسی عذرِ صحیح کی وجہ سے مسجد میں جنازہ پڑھا تو جائز ہے۔

## نمازِ جنازہ کی جگہ فرض نماز ادا کرنا

س...... کیا یہ بات صحیح ہے کہ جہاں نمازِ جنازہ پڑھائی جاتی ہے وہاں فرض نماز نہیں پڑھ سکتے؟

ج...... یہ تو صحیح نہیں کہ جہاں نمازِ جنازہ پڑھائی جاتی ہو وہاں فرض نماز نہیں پڑھ سکتے، البتہ مسئلہ اس کے برعکس ہے کہ جو مسجد نمازِ پنج گانہ کے لئے بنائی گئی ہو وہاں بغیر عذر کے جنازہ کی نماز مکروہ ہے۔

## نمازِ جنازہ کے لئے حطیم میں کھڑے ہونا

س...... حرم شریف میں تقریباً روزانہ کسی نہ کسی نماز کے بعد جنازہ ہوتا ہے، اکثر لوگ حطیم میں کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں، جبکہ امام مقامِ ابراہیم کے پاس کھڑا ہوتا ہے، تو کیا حطیم میں نمازِ جنازہ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

ج...... متقدمین سے تو یہ مسئلہ منقول نہیں، البتہ علامہ شامیؒ نے ایک رُومی عالم کی گفتگو نقل کی ہے کہ وہ اس کو دُرست نہیں سمجھتے تھے، اور علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ: وہ خود کو صحیح سمجھتے ہیں۔ (ج:۲ ص:۲۵۶ طبع جدید) جہاں تک مجھے معلوم ہے عام نمازوں میں بھی اور نمازِ جنازہ میں بھی لوگوں کو حطیم شریف میں کھڑے نہیں ہونے دیا جاتا۔

## نمازِ جنازہ حرمین شریفین میں کیوں ہوتی ہے؟

س......تازہ شمارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ جہاں پنج گانہ نماز باجماعت ہوتی ہے وہاں نمازِ جنازہ مکروہ ہے۔ جبکہ کعبہ شریف، مسجدِ نبویؐ اور دیگر مسجدوں میں اسی جگہ نمازِ جنازہ پڑھاتے ہیں، تو کیا نہیں پڑھنا چاہئے؟

ج......عذر اور مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے، حرمین شریفین میں اتنی بڑی جگہ میں اتنے بڑے مجمع کا بہ سہولت منتقل نہ ہوسکنا کافی عذر ہے۔

## بازار میں نمازِ جنازہ مکروہ ہے

س...... ہمارے بازار میں اکثر نمازِ جنازہ ہوتی رہتی ہے، جس کی وجہ سے ٹریفک بھی رُک جاتا ہے اور لوگوں کا آنا جانا بھی رُک جاتا ہے، جبکہ قریبی روڈ پر اس کے لئے جگہ بھی بنی ہوئی ہے، لیکن پھر بھی یہاں پڑھائی جاتی ہے، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج......کسی مجبوری کے بغیر بازار میں اور راستے میں نمازِ جنازہ پڑھانا مکروہ ہے۔

## فجر و عصر کے بعد نمازِ جنازہ

س......امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک پر چلنے والوں کے لئے نمازِ صبح کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہوجائے اور عصر کی فرض نماز کے بعد جب تک مغرب کی فرض نماز نہ ہوجائے، کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے، اکثر و بیشتر جب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حرمین شریفین کی زیارت نصیب کراتا ہے تو وہاں اکثر یہ واقعہ پیش آتا ہے، صبح کی فرض نماز کے بعد فوراً یعنی اِدھر سلام پھیرا اور اُدھر نمازِ جنازہ ہونے لگتی ہے، تو ایسی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اور ایسا ہی عصر کی نماز کے بعد ہوتا ہے، تو ایسی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ نمازِ جنازہ پڑھیں کہ نہیں؟

ج...... فجر و عصر کے بعد نوافل جائز نہیں (ان میں دوگانہ طواف بھی شامل ہے)، مگر نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت اور قضا نمازوں کی اجازت ہے، اس لئے نمازِ جنازہ ضرور پڑھنی چاہئے۔

## نمازِ جنازہ سنتوں کے بعد پڑھی جائے

س…… ہمارے علاقے کی مسجد میں چند دنوں سے یہ ہورہا ہے کہ کسی بھی نماز کے اوقات میں اگر کوئی جنازہ آجاتا ہے تو مسجد کے امام صاحب فرض نماز کے فوراً بعد نمازِ جنازہ پڑھادیتے ہیں، جبکہ دُوسری مساجد اور ہماری مسجد میں پوری نماز کے بعد نمازِ جنازہ ہوا کرتی تھی، مگر اب چند روز سے ہماری مسجد میں فرض نماز کے فوراً بعد نمازِ جنازہ ہوجاتی ہے، اور اس طرح کافی نمازی قبرستان تک جنازے میں شریک ہونے سے رہ جاتے ہیں، آپ سے گزارش یہ ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں فرض نماز کے فوراً بعد نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ فرض نماز کے بعد جنازہ پڑھا جائے، پھر سنتیں پڑھی جائیں، لیکن درمختار میں بحر سے منقول ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جنازہ سنتوں کے بعد پڑھا جائے۔

## جوتے پہن کر نمازِ جنازہ ادا کرنی چاہئے یا اُتار کر؟

س…… نمازِ جنازہ میں کھڑے ہوتے وقت اپنے پاؤں کے جوتے اُتارلیں یا نہیں؟ دیکھا گیا ہے کہ جوتے اُتار کر پیر جوتوں کے اُوپر رکھ لیتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے؟ براہِ کرم بتایئے کہ ننگے پیر صحیح ہے یا جوتے سمیت یا جوتوں کے اُوپر؟

ج…… جوتے اگر پاک ہوں تو ان کو پہن کر جنازہ پڑھنا صحیح ہے، اور اگر پاک نہ ہوں تو نہ ان کو پہن کر نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں، اور نہ ان پر پاؤں رکھ کر نمازِ جنازہ پڑھنا دُرست ہے، اور اگر اُوپر سے پاک ہوں، مگر نیچے سے پاک نہ ہوں تو ان پر پاؤں رکھ لیں، زمین خشک یعنی پاک ہو تو ننگے پیر کھڑے ہونا صحیح ہے۔

## عجلت میں نمازِ جنازہ تیمّم سے پڑھنا جائز ہے

س…… اگر نمازِ جنازہ بالکل تیار ہو اور انسان پاک ہو تو بغیر وضو کیا نمازِ جنازہ ہوجائے گی؟ اگر وضو کرنے بیٹھے تو نمازِ جنازہ ہوچکی ہوگی، اس صورت میں کیا نمازِ جنازہ ہوجائے گی؟ اگر نہیں ہوگی تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟


فہرست

ج……اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرنے لگا تو نمازِ جنازہ فوت ہوجائے گی، ایسی صورت میں تیمّم کرکے نمازِ جنازہ میں شریک ہوجائے، لیکن یہ تیمّم صرف نمازِ جنازہ کے لئے ہوگا، دُوسری نمازیں اس تیمّم سے پڑھنا جائز نہیں، بلکہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔

## بغیر وضو کے نمازِ جنازہ

س……گزشتہ دنوں ہمارے کالج میں غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی گئی، وہ اس طرح کہ کالج بس سے اُترتے ہی چند طلبہ نے کہا کہ غائبانہ نمازِ جنازہ ہو رہی ہے، اس میں شرکت کریں۔ ہم لوگ اس وقت بغیر وضو کے تھے، بلکہ تقریباً تمام طلبہ ہی بے وضو تھے، لیکن وضو کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ ساتھی طلبہ ہمیں اپنے سے الگ نہ سمجھیں، مجبوراً ہم نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی، اس نمازِ جنازہ میں ہندو طلبہ کی ایک بڑی تعداد بھی شامل تھی، آپ یہ بتائیے کہ کیا غائبانہ نمازِ جنازہ ہوگئی؟ اور ہمارے بے وضو شرکت کا کفارہ کیا ہے؟

ج……حنفیہ کے نزدیک تو غائبانہ نمازِ جنازہ ہوتی ہی نہیں، آپ کو اگر اس میں شرکت کرنی ہی تھی تو تیمّم کرکے شریک ہونا چاہئے تھا، طہارت کے بغیر نمازِ جنازہ جائز نہیں، اس کا کفارہ اب کیا ہوسکتا ہے؟ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ ہندو طلبہ اس میں کیوں شامل ہوئے؟

## نمازِ جنازہ کے لئے صرف بڑے بیٹے کی اجازت ضروری نہیں

س……اکثر مولوی نمازِ جنازہ پڑھانے سے قبل پوچھ لیتے ہیں کہ میّت کا بڑا بیٹا کون ہے؟ میرے خیال میں بڑے بیٹے کی شریعت کی رُو سے کوئی اہمیت نہیں، مولوی حضرات کو میّت کے وارث کا پوچھنا چاہئے، وارث بھائی بھی ہوسکتا ہے، دوست بھی، کیا اس سلسلے میں بڑے بیٹے کی شرط ضروری ہے؟ کیا بڑے بیٹے کی شرعی شرط ہے؟

ج…… جنازے کے لئے ولی سے اجازت لی جاتی ہے، اور چونکہ (باپ کے بعد) لڑکا سب سے مقدم ہے، اور لڑکوں میں سب سے بڑے لڑکے کا حق مقدم ہے، اس لئے اس سے اجازت لینا مقصود ہوتا ہے، ویسے بغیر اجازت کے بھی نمازِ جنازہ ادا ہوجاتی ہے۔

## سیّد کی موجودگی میں نمازِ جنازہ دُوسرا شخص بھی پڑھا سکتا ہے

س...... ہمارے ہاں ایک جنازہ ہوگیا، وہاں کے لوگوں نے امام صاحب کو کہا کہ سیّد موجود نہیں ہے، اس لئے نمازِ جنازہ ادا نہ کریں، کیا سیّد کی غیرموجودگی میں جنازہ نہیں ہوسکتا؟ قرآنِ پاک کی روشنی میں تفصیلی جواب دیں۔

ج...... جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق دار میّت کا ولی ہے، اس کے بعد محلے کا امام، بہرحال سیّد کی غیرموجودگی میں نمازِ جنازہ صحیح ہے، اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ جب تک سیّد موجود نہ ہو دُوسرا شخص نماز نہیں پڑھا سکتا، بلکہ سیّد کی موجودگی میں بھی دُوسرا شخص نمازِ جنازہ پڑھا سکتا ہے۔

## جس کی نمازِ جنازہ غیرمسلم نے پڑھائی، اس پر دوبارہ نماز ہونی چاہئے

س...... نئی کراچی سیکٹر ۵-ڈی میں ایک غیرمسلم گروہ کی مسجد ہے، فلاح دارین، اس کے پیش امام کا تعلق ایک دیندار جماعت سے ہے جو چن بشویشور کو مانتے ہیں، لیکن یہ ظاہر نہیں کرتے ہیں، لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں، جب ان کو علم ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں۔ یہاں ایک صاحب کا انتقال ہوگیا جو سنی عقیدہ تھے، ان کی نمازِ جنازہ اس مسجد کے امام صاحب نے پڑھائی۔ آپ یہ بتائیں کہ سنی عقیدہ رکھنے والوں کی نمازِ جنازہ قادیانی امام پڑھا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو دوبارہ نماز کا کیا طریقہ ہوگا؟

ج...... دیندار انجمن کے لوگ قادیانیوں کی ایک شاخ ہے، اس لئے یہ لوگ مسلمان نہیں، اس امام کو امامت سے فوراً الگ کردیا جائے۔ غیرمسلم، مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا، اگر کسی غیرمسلم نے مسلمان کا جنازہ پڑھایا ہو تو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے، اور اگر بغیر جنازے کے دفن کردیا گیا ہو تو تمام مسلمان گناہگار ہوں گے۔

## نمازِ جنازہ کا طریقہ

س...... نمازِ جنازہ کا طریقہ کیا ہے؟

ج...... نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہوتی ہیں، پہلی تکبیر کے بعد ثنا، دُوسری کے بعد دُرود

شریف، تیسری کے بعد میّت کے لئے دُعا، اور چوتھی کے بعد سلام۔

## نمازِ جنازہ کی نیت کیا ہو؟ اور دُعا یاد نہ ہو تو کیا کرے؟

س...... نمازِ جنازہ کی دُعا یاد نہ ہو تو کیا پڑھنا چاہئے؟ اور کس طرح نیت کی جائے؟

ج...... نمازِ جنازہ میں نمازِ جنازہ ہی کی نیت کی جاتی ہے، پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھتے ہیں، دُوسری تکبیر کے بعد نماز والا دُرود شریف پڑھتے ہیں، تیسری تکبیر کے بعد میّت کے لئے دُعا پڑھتے ہیں اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیتے ہیں، دُعا یاد نہ ہو تو یاد کرنی چاہئے، جو نیچے لکھی ہوئی ہے، جب تک دُعا یاد نہ ہو: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" پڑھتا رہے یا خاموش رہے۔

**دُعائیں یہ ہیں:**

بالغ میّت کے لئے دُعا:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ."

نابالغ بچے کے لئے دُعا:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا."

نابالغ بچی کے لئے دُعا:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً."

## نمازِ جنازہ میں دُعائیں سنت ہیں

س...... کیا نمازِ جنازہ میں دُعا پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج...... نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں فرض ہیں، اور دُعائیں سنت ہیں، اگر کسی کو دُعائیں یاد نہ

ہوں تو صرف تکبیر ہی کہنے سے فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن نمازِ جنازہ کی دُعا سیکھ لینی چاہئے، کیونکہ اس کے بغیر میّت کی شفاعت سے بھی محروم رہے گا اور نماز بھی خلافِ سنت ہوگی۔

## بچوں اور بڑوں کی اگر ایک ہی نمازِ جنازہ پڑھیں تو بڑوں والی دُعا پڑھیں

س...... حرمین شریفین میں بچے اور بڑوں کی نمازِ جنازہ ساتھ پڑھنی پڑتی ہیں، اس صورت میں کون سی دُعا ادا کی جائے گی؟

ج...... اجتماعی نمازِ جنازہ میں وہی دُعا پڑھیں گے جو بڑوں کی نمازِ جنازہ میں پڑھتے ہیں، اس میں بچے کے لئے بھی دُعا شامل ہو جائے گی۔

## جنازہ مرد کا ہے یا عورت کا، نہ معلوم ہو تو بالغ والی دُعا پڑھیں

س...... نمازِ جنازہ کی جماعت کھڑی ہو چکی ہے، ایک شخص بعد میں پہنچتا ہے اور نمازِ جنازہ میں شامل ہو جاتا ہے، ابھی اس کو یہ معلوم نہیں کہ جنازہ کس کا ہو رہا ہے؟ آیا کہ میّت مرد، عورت یا بچہ کون ہے؟ ایسی صورت میں وہ کیا نیت کرے اور کیا پڑھے؟

ج...... مرد و عورت کے لئے دُعائے جنازہ ایک ہی ہے، البتہ بچے، بچی کے لئے دُعا کے الفاظ الگ ہیں، تاہم بچے کے جنازہ میں بھی اگر بالغ مرد و عورت والی دُعا پڑھ لی جائے تو صحیح ہے، اس لئے بعد میں آنے والوں کو اگر علم نہ ہو تو وہ مطلق نمازِ جنازہ کی نیت کرلیں اور بالغوں والی دُعا پڑھ لیا کریں۔

## نمازِ جنازہ میں رُکوع و سجود نہیں ہے

س...... نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں کس طرح پڑھی جاتی ہیں؟ یعنی رُکوع، سجود وغیرہ کرتے ہیں یا نہیں؟ دُوسرے یہ کہ میں نے نویں جماعت کی اسلامیات میں پڑھا تھا کہ یہ چار تکبیریں چار رکعتوں کی قائم مقام ہوتی ہیں۔

ج...... نمازِ جنازہ میں اذان، اقامت، رُکوع، سجدہ نہیں، بس پہلی تکبیر کہہ نیت باندھ لیتے ہیں، ثنا پڑھ کر دُوسری تکبیر کہتے ہیں، دُرود شریف پڑھ کر تیسری تکبیر کہی جاتی ہے، اور میّت کے لئے دُعا کی جاتی ہے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیتے ہیں، یہ چار تکبیریں گویا چار

رکعتوں کے قائم مقام سمجھی جاتی ہیں۔

## نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ اور دُوسری سورۃ پڑھنا کیسا ہے؟

س...... میں ایک میّت کے جنازے میں شریک ہوا، جب نیت باندھ لی تو امام نمازِ جنازہ زور سے پڑھنے لگا، جس میں سورتیں تلاوت کر رہے تھے، مثلاً: سورۂ فاتحہ، سورۂ اِخلاص، دُرود شریف وغیرہ۔ سلام پھیرنے کے بعد مقتدی ایک دُوسرے کے ساتھ بحث کرنے لگے، مہربانی فرماکر قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا جواب دیں۔

ج...... نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کے امام شافعیؒ و امام احمدؒ قائل ہیں، امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ قائل نہیں، بطور حمد و ثناء پڑھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں، سورۂ اِخلاص پڑھنے کا ائمہ اربعہ میں سے کوئی قائل نہیں، اسی طرح نمازِ جنازہ میں اُونچی قرأت کا بھی ائمہ اربعہ میں سے کوئی قائل نہیں۔

## نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر میں سر آسمان کی طرف اُٹھانا

س...... کیا نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر میں سر آسمان کی طرف اُٹھانا چاہئے؟

ج...... جی نہیں!

## نمازِ جنازہ کے دوران شامل ہونے والا نماز کس طرح پوری کرے؟

س...... نمازِ جنازہ ہو رہی ہے اور ایک آدمی جو دُوسری یا تیسری تکبیر میں پہنچتا ہے تو اب وہ کیا پڑھے گا؟ اور جو تکبیریں باقی ہیں ان کو کیسے ادا کرے گا، اور اگر اس کو پتہ ہی نہیں کہ کتنی تکبیریں ہوئی ہیں تو پھر کیا پڑھے گا؟

ج...... ایسے شخص کو چاہئے کہ امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کرے، جب اگلی تکبیر ہو تب نماز میں شریک ہوجائے، اور جتنی تکبیریں اس کی رہ گئی ہوں، امام کے سلام پھیرنے اور جنازہ کے اُٹھائے جانے سے پہلے صرف اتنی تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے، جب امام کے ساتھ شامل ہو تو جو دُعا و ثنا پڑھ سکتا ہے پڑھ لے، اس کی نماز ہوجائے گی۔

## اگر نمازِ جنازہ میں مقتدی کی کچھ تکبیریں رہ جائیں تو کیا کرے؟

س......جس طرح نماز باجماعت میں کوئی رکعت رہی ہو تو اس کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کر لیتے ہیں، اسی طرح اگر نمازِ جنازہ میں ایک یا دو تکبیریں چھوٹ جائیں تو اس کو کس طرح ادا کریں گے؟

ج......یہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد جنازے کے اُٹھائے جانے سے پہلے اپنی باقی ماندہ تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے، اس کو ان تکبیروں میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں، صرف تکبیریں پوری کر کے سلام پھیر دے۔

## نمازِ جنازہ کے اختتام پر ہاتھ چھوڑنا

س......نمازِ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ دونوں چھوڑنے چاہئیں یا جب دائیں طرف سلام پھیریں تو دائیں ہاتھ کو چھوڑیں، اور جب بائیں طرف سلام پھیریں تو بائیں ہاتھ کو چھوڑیں؟

ج......دونوں طرح دُرست ہے۔

## نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا

س......نمازِ جنازہ پڑھنے کے فوراً بعد دُعا مانگنی جائز ہے؟

ج...... جنازہ خود دُعا ہے، اس کے بعد دُعا کرنا سنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو سنت سمجھنا یا سنت کی طرح اس کا التزام کرنا صحیح نہیں۔

## نمازِ جنازہ کے بعد اور قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا

س......نمازِ جنازہ کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا، قبر کے سامنے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا، قبر کے سرہانے اور پائینتی دُعا پڑھتے وقت اُنگلی شہادت کی رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا اس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے؟

ج...... جنازہ کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا بدعت ہے، قبر پر دُعا جائز ہے، قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پائینتی کی جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھنا بھی جائز

ہے، قبر پر اُنگلی رکھنا ثابت نہیں۔

## میّت کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تو کیا کرے؟

س...... ۱۹۴۷ء میں انڈیا سے پاکستان کی طرف ہجرت کرتے ہوئے راستے میں ہی بمقام وزیرآباد میری والدہ انتقال کرگئیں، اس وقت حالات اس طرح تھے کہ ہم فاقوں کے مارے ہوئے اور بے گھر تھے، علاوہ ازیں خطرات بھی تھے، ہم میں دین سے ناواقفیت بھی تھی، ان اسباب کی وجہ سے ہم نے بغیر جنازہ کے ہی صرف چار آدمیوں نے والدہ محترمہ کو دفن کردیا، اب جبکہ خدا نے علمِ دین سے واقفیت عطا فرمائی ہے، سوچتا ہوں کہ ہم نے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی، اس کے حل کے لئے اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج...... میّت کی نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے، اس فرض کو نہ ادا کرنے کی وجہ سے سب لوگ گناہگار ہوئے، اب دُعا و اِستغفار کے سوا اس کا کوئی تدارک نہیں ہوسکتا۔

نوٹ:...... اگر کسی کو نمازِ جنازہ کی دُعائیں یاد نہ ہوں تو وضو کرکے جنازے کے سامنے کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ کی نیت باندھ کر تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے تب بھی فرض ادا ہوجائے گا۔

## جنازے کا ہلکا ہونا نیکوکاری کی علامت نہیں

س...... سنا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا جنازہ ہلکا (بے وزن) ہوگا تو وہ نیکوکار ہوگا، اور جس کا جنازہ بھاری ہوگا وہ گناہگار ہوگا، کیا یہ سچ ہے؟

ج...... یہ خیال غلط ہے!

## جنازے کے ساتھ ٹولیاں بنا کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھنا بدعت ہے

س...... بعض لوگ جنازے کے ساتھ چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر بلند آواز کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتے رہتے ہیں، اور بعض اس کی مخالفت کرتے ہیں، آپ ذرا یہ بتایئے کہ کیا صحیح ہے، میں آپ کا دِل کی گہرائیوں سے مشکور و ممنون ہوں گا۔


فہرست

ج……فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”وعلی متبعی الجنازة الصمت ویکره لهم رفع الصوت بالذکر وقراءة القراٰن کذا فی شرح الطحاوی فان اراد ان یذکر الله یذکر فی نفسه کذا فی فتاویٰ قاضی خان.“ (ج:۱ ص:۱۶۲)

ترجمہ:……”جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا لازم ہے، اور بلند آواز سے ذکر کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے، (شرح طحاوی) اور اگر کوئی شخص ذکر اللہ کرنا چاہے تو دِل میں ذکر کرے۔“

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ نے ٹولیاں بناکر کلمہ طیبہ پڑھنے کے جس رواج کا ذکر کیا ہے وہ مکروہ، بدعت ہے، اور جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ صحیح کرتے ہیں، البتہ کلمہ طیبہ وغیرہ زیرِ لب پڑھنا چاہئے۔

## متعدّد بار نمازِ جنازہ کا جواز

س……کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ میّت کی نمازِ جنازہ ایک بار ہونی چاہئے، یا زیادہ بار؟ کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک بار ہی ہونی چاہئے، جبکہ علمائے کرام کی نمازِ جنازہ تین بار ہوئی ہے؟

ج……اگر میّت کے ولی نے نمازِ جنازہ پڑھ لی ہو تو جنازے کی نماز دوبارہ نہیں ہوسکتی، اور اگر اس نے نہ پڑھی ہو تو وہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے، اور اس دُوسری جماعت میں دُوسرے لوگ بھی جنھوں نے پہلے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی، شریک ہوسکتے ہیں۔

## غائبانہ نمازِ جنازہ

س……کچھ روز پہلے، بلکہ اب تک افراد کی بڑی تعداد نے غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی، اور یہاں تک کہ مدینہ منوّرہ اور مکہ مکرّمہ میں بھی ملک کی ایک بڑی ہستی کی نمازِ جنازہ غائبانہ طور پر ادا کی گئی، آپ سے پوچھنا یہ مقصود ہے کہ حنفی مسلک میں کیا غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرنا


فہرست

دُرست ہے؟ اگر نہیں تو کس مسلک میں دُرست ہے؟ اور مدینہ منوّرہ اور مکہ مکرّمہ کے امام صاحب کس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے علاقے کی مسجد کے امام جو ایک سند یافتہ جید عالم ہیں اور اپنے مسائل کی تصحیح ہم انہی کے بتائے ہوئے طریقے پر کرتے ہیں، انہوں نے احادیث کی کتب سے دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ غائبانہ نمازِ جنازہ احناف کے نزدیک دُرست نہیں ہے۔

ج...... غائبانہ نمازِ جنازہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں، البتہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے، حرمین شریفین کے ائمہ امام احمدؒ کے مقلد ہیں، اس لئے اپنے مسلک کے مطابق ان کا غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا صحیح ہے۔

## غائبانہ جنازہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں

س...... کیا کسی شخص کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؟ کیونکہ پندرہ روزہ ''تعمیرِ حیات'' (لکھنؤ) میں مولانا طارق ندوی سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ: احناف کے یہاں جائز نہیں ہے، اس کے برعکس ''معارف الحدیث'' جلد ہفتم میں مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا انتقال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اس کی اطلاع ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی اطلاع دی اور مدینہ طیبہ میں اس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی، دونوں مسائل کی وضاحت کیجئے۔

ج...... امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غائبانہ نمازِ جنازہ جائز نہیں، جیسا کہ مولانا طارق ندوی نے لکھا ہے، نجاشی کا غائبانہ جنازہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا اس کو نجاشی کی خصوصیت قرار دیتے ہیں، ورنہ غائبانہ جنازہ کا عام معمول نہیں تھا، امام شافعیؒ قصہ نجاشی کی وجہ سے جواز کے قائل ہیں، امام احمدؒ کے مذہب میں دو روایتیں ہیں، ایک جواز کی، دُوسری منع کی۔

## نمازِ جنازہ میں عورتوں کی شرکت

س...... کیا عورت نمازِ جنازہ میں شرکت کرسکتی ہے؟ یعنی جماعت کے پیچھے عورتیں کھڑی



فہرست

ہوسکتی ہیں؟

ج…… جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہئے، عورتوں کو نہیں، تاہم اگر جماعت کے پیچھے کھڑی ہوجائیں تو نماز ان کی بھی ہوجائے گی۔

# قبروں کی زیارت

## قبرستان پر کتنی دُور سے سلام کہہ سکتے ہیں؟

س…… قبرستان میں جاتے ہوئے یا قریب سے گزرتے ہوئے ”السلام علیکم یا اہل القبور“ کہنا چاہئے، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ بس، ٹرین یا کسی بھی سواری میں سفر کے دوران کوئی قبرستان یا کوئی مزار نظر آجائے تو ”السلام علیکم یا اہل القبور“ یا ”السلام علیکم یا صاحب مزار“ کہنا چاہئے یا نہیں؟

ج…… اگر پاس سے گزریں تو ”السلام علیکم یا اہل القبور“ کہہ لینا چاہئے۔

## قبرستان کس دن اور کس وقت جانا چاہئے؟

س…… قبرستان جانے کے لئے سب سے بہتر وقت اور دن کون سے ہیں؟

ج…… قطعی طور پر کسی خاص وقت اور دن کی تعلیم نہیں دی گئی، آپ جب چاہیں جاسکتے ہیں، وہاں جانے سے اصل مقصود عبرت حاصل کرنا ہے، موت و آخرت کو یاد کرنا ہے، البتہ بعض روایات میں شبِ برأت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ کے قبرستان (بقیع) میں تشریف لے جانا اور ان کے لئے دُعائے مغفرت فرمانا آیا ہے، بعض حضرات نے ان روایات پر کلام فرمایا ہے، اور ان کو ضعیف کہا ہے۔ ایک مرسل روایت میں ہے کہ جس نے اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کی، اس کی بخشش ہوجائے گی اور اسے ماں باپ سے حسنِ سلوک کرنے والا لکھ دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ از شعب الایمان بیہقی)

فی الجملہ ان روایات سے متبرک دن میں قبرستان جانے کا اہتمام معلوم ہوتا ہے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: ''ہر ہفتے میں قبروں کی زیارت کی جائے، جیسا کہ ''مختارات النوازل'' میں ہے، اور ''شرح لباب المناسک'' میں لکھا ہے کہ: جمعہ، ہفتہ، پیر اور جمعرات کا دن افضل ہے۔ محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں کہ مردے اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں جمعہ کے دن، اور ایک دن پہلے اور ایک دن بعد، اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن افضل ہے۔'' (رد المحتار ج:۲ ص:۲۴۲)

## پختہ مزارات کیوں بنے؟

س...... حدیث شریف میں ہے کہ بہترین قبر وہ ہے جس کا نشان نہ ہو اور کچی ہو، پھر ہندوستان اور پاکستان میں اتنے سارے مزارات کیوں ہیں جن کو لوگ پوجا کی حد تک چومتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں؟

ج...... بزرگوں کی قبروں کو یا تو عقیدت مند بادشاہوں نے پختہ کیا ہے، یا دُکان دار مجاوروں نے، اور ان لوگوں کا فعل کوئی شرعی حجت نہیں۔

## مزارات پر جانا جائز ہے، لیکن وہاں شرک و بدعت نہ کرے

س...... کیا مزاروں پر جانا جائز ہے؟ جو لوگ جاتے ہیں یہ شرک تو نہیں کر رہے؟

ج...... قبروں کی زیارت کو جانا مستحب ہے، اس لئے مزاراتِ اولیاء پر جانا تو شرک نہیں، ہاں! وہاں جاکر شرک و بدعت کرنا بڑا سخت وبال ہے۔

## بزرگوں کے مزارات پر منّت ماننا حرام ہے

س...... کئی جگہ پر کچھ بزرگوں کے مزار بنائے جاتے ہیں (آج کل تو بعض نقلی بھی بن رہے ہیں)، اور ان پر ہر سال عرس ہوتے ہیں، چادریں چڑھائی جاتی ہیں، ان سے منتیں مانگی جاتی ہیں، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

ج...... یہ تمام باتیں بالکل ناجائز اور حرام ہیں، ان کی ضروری تفصیل میرے رسالے ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' میں دیکھ لی جائے۔

## مزارات پر پیسے دینا کب جائز ہے اور کب حرام ہے؟

س...... میں جس رُوٹ پر گاڑی چلاتا ہوں اس راستے میں ایک مزار آتا ہے، لوگ مجھے پیسے دیتے ہیں کہ مزار پر دے دو، مزار پر پیسے دینا کیسا ہے؟

ج...... مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں، اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہے تو جائز ہے، اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔

## مزارات کی جمع کردہ رقم کو کہاں خرچ کرنا چاہئے؟

س...... مزاروں یا قبروں پر جو پیسے جمع کئے جاتے ہیں یہ کیسے ہیں؟ (جمع کرنے کیسے ہیں؟) اگر ناجائز ہیں تو پہلے جو جمع ہیں ان کو کہاں خرچ کیا جائے؟

ج...... اولیاء اللہ کے مزارات پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں وہ "ما اھل بہ لغیر اللہ" میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، اور ان کا مصرف مالِ حرام کا مصرف ہے، یعنی بغیر نیتِ ثواب کے یہ مال کسی مستحقِ زکوٰۃ کو دے دیں۔

## اولیاء اللہ کی قبروں پر بکرے وغیرہ دینا حرام ہے

س...... جو لوگ اولیاء اللہ کی قبروں پر بکرے وغیرہ دیتے ہیں کیا یہ جائز ہیں؟ حالانکہ اگر ان کی نیت خیرات کی ہو تو ان کے قرب و جوار میں مساکین بھی موجود ہیں۔

ج...... اولیاء اللہ کے مزارات پر جو بکرے بطور نذر و نیاز کے چڑھائے جاتے ہیں، وہ قطعاً ناجائز و حرام ہیں، ان کا کھانا کسی کے لئے بھی جائز نہیں، اِلَّا یہ کہ مالک اپنے فعل سے توبہ کر کے بکرے کو واپس لے لے، اور جو بکرے وہاں کے غریب غرباء کو کھلانے کے لئے بھیجے جاتے ہیں، وہ ان غریب غرباء کے لئے حلال ہیں۔

## مردہ، قبر پر جانے والے کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے

س...... قبر پر کوئی عزیز مثلاً: ماں باپ، بہن بھائی یا اولاد جائے تو کیا اس شخص کی رُوح انہیں اس رشتے سے پہچانتی ہے؟ ان کو دیکھنے اور بات سننے کی قوّت ہوتی ہے؟

ج…… حافظ سیوطیؒ نے ''شرح الصدور'' میں اس مسئلے پر متعدّد روایات نقل کی ہیں کہ میّت ان لوگوں کو جو اس کی قبر پر جائیں، دیکھتی اور پہچانتی ہے اور ان کے سلام کا جواب دیتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی قبر پر جائے، جس کو وہ دُنیا میں پہچانتا تھا، پس جاکر سلام کہے تو وہ ان کو پہچان لیتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔'' یہ حدیث ''شرح صدور'' میں حافظ ابنِ عبدالبر کی ''استذکار'' اور ''تمہید'' کے حوالے سے نقل کی ہے، اور لکھا ہے کہ محدث عبدالحق نے اس کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ (ص:۸۸)

## قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا

س…… قبرستان میں یا ایک قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا کیسا ہے؟

ج…… فتاویٰ عالمگیری (ج:۵ ص:۳۵۰ مصری) میں لکھا ہے کہ قبر پر دُعا مانگنا ہو تو قبر کی طرف پشت اور قبلے کی طرف منہ کرکے دُعا مانگے۔

## قبرستان میں فاتحہ اور دُعا کا طریقہ

س…… قبرستان میں جاکر قبر پر فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس فاتحہ نامی دُعا میں کیا پڑھا جاتا ہے؟ (یعنی کیا دُعا مانگنی چاہئے؟)

ج…… قبرستان میں جاکر پہلے تو ان کو سلام کہنا چاہئے، اس کے الفاظ حدیث میں یہ آتے ہیں: "السلام علیکم یا اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم للاحقون، نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ۔" اور پھر جس قدر ممکن ہو ان کے لئے دُعا و اِستغفار کرے، اور قرآن مجید پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے۔ بعض روایات میں سورۂ یٰسین، سورۂ تبارک الذی، سورۂ فاتحہ سورۂ زلزال، سورۂ تکاثر اور سورۂ اِخلاص اور آیت الکرسی کی فضیلت بھی آئی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ قبر کی طرف منہ اور قبلے کی طرف پشت کرکے کھڑا ہو، اور جب دُعا کا ارادہ کرے تو قبر کی طرف پشت اور قبلے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو۔

## قبرستان میں پڑھنے کی مسنون دُعائیں

س…… کون سی مسنون اور بہتر دُعائیں ہیں جو قبرستان میں پڑھنی چاہئیں؟

ج……سب سے پہلے قبرستان میں جاکر اہلِ قبور کو سلام کہنا چاہئے، اس کے مختلف الفاظ احادیث میں آئے ہیں، ان میں سے کوئی سے الفاظ کہہ لے، اگر وہ یاد نہ ہوں تو ''السلام علیکم'' ہی کہے، اس کے بعد ان کے لئے دُعا و اِستغفار کرے اور جس قدر ممکن ہو تلاوتِ قرآنِ کریم کا ثواب ان کو پہنچائے۔ احادیث میں خصوصیت کے ساتھ بعض سورتوں کا ذکر آیا ہے، مثلاً: سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۂ یٰسین، سورۂ تکاثر، سورۂ کافرون، سورۂ اِخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس وغیرہ۔

## قبرستان میں قرآنِ کریم کی تلاوت آہستہ جائز ہے، آواز سے مکروہ ہے

س……ایک مولوی صاحب فرما رہے تھے کہ قرآن مجید قبرستان میں نہیں پڑھنا چاہئے، کیونکہ عذاب والی آیات پر مردے پر عذاب نازل ہوتا ہے، بلکہ مخصوص دُعاؤں بشمول آیات جو کہ سنتِ نبویؐ سے ثابت ہیں، پڑھنی چاہئیں۔

ج……قبر پر بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے، آہستہ پڑھ سکتے ہیں۔

## قبرستان میں عورتوں کا جانا صحیح نہیں

س……۱: کیا عورتوں کا قبرستان جانا منع ہے؟

۲:……اگر جاسکتی ہیں تو کیا کسی خاص وقت کا تعین ہونا چاہئے؟

۳:……قبرستان جاکر عورتوں یا مردوں کے لئے قرآن پڑھنا یا نوافل پڑھنا منع ہیں، اگر نماز کا وقت ہوجائے اور وقت تھوڑا ہو جیسے مغرب کا وقت ہوتا ہے تو کیا نماز کو قضا کردینا چاہئے یا وہیں پڑھ لینی چاہئے؟

ج……۱: عورتوں کے قبرستان جانے پر اختلاف ہے، صحیح ہے یہ کہ جوان عورت کو تو ہرگز نہیں جانا چاہئے، بڑی بوڑھی اگر جائے اور وہاں کوئی خلافِ شرع کام نہ کرے تو گنجائش ہے۔

۲:……خاص وقت کا کوئی تعین نہیں، پردہ کا اہتمام ہونا اور نامحرموں سے اختلاط نہ ہونا ضروری ہے۔

۳:……قبرستان میں تلاوت صحیح قول کے مطابق جائز ہے، مگر بلند آواز سے نہ


فہرست

پڑھے، قبرستان میں نماز پڑھنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے، اس لئے قبرستان میں نفل پڑھنا جائز نہیں، اگر کبھی فرض نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو قبرستان سے ایک طرف کو ہوکر کہ قبریں نمازی کے سامنے نہ ہوں، نماز پڑھ لی جائے۔

## کیا عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے؟

س…… کیا عورتوں کے قبرستان، مزارات پر جانے، محفلِ سماع (قوالی) منعقد کرنے کی مذہب نے کہیں اجازت دی ہے؟ اگر یہ جائز ہے تو آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کریں، ویسے مجھے خدشہ ہے کہ کہیں آپ اسے اختلافی مسئلہ سمجھتے ہوئے گول نہ کرجائیں۔

ج…… مسئلہ اتفاقی ہو یا اختلافی، لیکن جب جناب کو ہم پر اتنا اعتماد بھی نہیں کہ ہم مسئلہ صحیح بتائیں گے یا گول کرجائیں گے تو آپ نے سوال بھیجنے کی زحمت ہی کیوں فرمائی؟

آپ کو چاہئے تھا کہ یہ مسئلہ کسی ایسے عالم سے دریافت فرماتے جن پر جناب کو کم ازکم اتنا اعتماد تو ہوتا کہ وہ مسئلے کو گول نہیں کریں گے، بلکہ خدا ورسول کی جانب سے ان پر شریعت کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اسے وہ اپنے فہم کے مطابق پورا کریں گے۔

میرے بھائی! شرعی مسائل تو نہ ذہنی عیاشی کے لئے ہیں، نہ محض چھیڑ چھاڑ کے لئے، یہ تو عمل کرنے اور اپنی زندگی کی اصلاح کے لئے ہیں، لہٰذا مسئلہ کسی ایسے شخص سے پوچھئے جو آپ کی نظر میں دین کا صحیح عالم بھی ہو، اور اس کے دِل میں خدا کا اتنا خوف بھی ہو کہ وہ محض اپنی یا لوگوں کی خواہشات کی رعایت کرکے شریعت کے مسائل میں تلبیس یا ترمیم نہیں کرے گا۔

اب آپ کا مسئلہ بھی عرض کئے دیتا ہوں، ورنہ آپ فرمائیں گے کہ دیکھو گول کرگئے ناں!

عورتوں کا قبروں پر جانا واقعی اختلافی مسئلہ ہے، اکثر اہلِ علم تو حرام یا مکروہِ تحریمی کہتے ہیں، اور کچھ حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں، یہ اختلاف یوں پیدا ہوا کہ ایک زمانے میں قبروں پر جانا سب کو منع تھا، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی، بعد میں حضور پُرنور صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا: ''قبروں کی زیارت کیا کرو، وہ آخرت کی یاد دِلاتی ہیں۔''

جو حضرات عورتوں کے قبروں پر جانے کو جائز رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ اجازت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔

اور جو حضرات اسے ناجائز کہتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کی زیارت کے لئے جائیں، لہٰذا قبروں پر جانا ان کے لئے ممنوع اور موجبِ لعنت ہوگا۔

یہ حضرات یہ بھی فرماتے ہیں کہ عورتیں ایک تو شرعی مسائل سے کم واقف ہوتی ہیں، دُوسرے ان میں صبر، حوصلہ اور ضبط کم ہوتا ہے، اس لئے ان کے حق میں غالب اندیشہ یہی ہے کہ یہ وہاں جاکر جزع فزع کریں گی یا کوئی بدعت کھڑی کریں گی، شاید اسی اندیشے کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبروں پر جانے کو موجبِ لعنت فرمایا، اور یہ اختلاف بھی اسی صورت میں ہے کہ عورتیں قبروں پر جاکر کسی بدعت کا ارتکاب نہ کرتی ہوں، ورنہ کسی کے نزدیک بھی اجازت نہیں ہے، آج کل عورتیں بزرگوں کے مزارات پر جاکر جو کچھ کرتی ہیں اسے دیکھ کر یقین آجاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت کیوں فرمائی ہے؟

## عورتوں اور بچوں کا قبرستان جانا، بزرگ کے نام کی منّت ماننا

س...... عورتوں اور بچوں کا قبر پر جانا جائز ہے کہ نہیں؟ نیز قبر والے کے نام کی منّت ماننا جیسے کہ بکرا دینا یا کوئی چادر چڑھانا وغیرہ؟

ج...... اہلِ قبور کے لئے منّت ماننا بالاجماع باطل اور حرام ہے، درمختار میں ہے:

''جاننا چاہئے کہ اکثر عوام کی طرف سے مُردوں کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اور اولیائے کرامؒ کی قبروں پر روپے، پیسے، شرینی، تیل وغیرہ کے جو چڑھاوے ان کے تقرّب کی خاطر چڑھائے جاتے ہیں، یہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں، اِلَّا یہ کہ نذر اللہ کے لئے ہو اور وہاں کے فقراء پر خرچ کرنے کا قصد کیا جائے، لوگ خصوصاً اس زمانے میں اس

میں بکثرت مبتلا ہیں، اس مسئلے کو علامہ قاسمؒ نے ''درر البحار'' کی شرح میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔''

علامہ شامیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

''ایسی نذر کے ناجائز اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں، اوّل یہ کہ یہ نذر مخلوق کے لئے کی جاتی ہے، اور مخلوق کے نام کی منّت ماننا جائز نہیں، کیونکہ نذر عبادت ہے، اور غیراللہ کی عبادت نہیں کی جاتی۔ دوم یہ کہ جس کے نام کی منّت مانی گئی وہ میّت ہے، اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ سوم یہ کہ اگر نذر ماننے والے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ فوت شدہ بزرگ بھی تکوینی اُمور میں تصرف رکھتا ہے تو یہ عقیدہ غلط ہے۔''

(رد المحتار قبیل باب الاعتکاف ج:۲ ص:۴۳۹، نیز دیکھئے البحر الرائق ج:۲ ص:۳۲۰)

چھوٹے بچوں کو قبرستان لے جانا تو بے ہودہ بات ہے، رہا عورتوں کا قبر پر جانے کا مسئلہ! اس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک عورتوں کا قبروں پر جانا حرام ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو بہ کثرت قبروں کی زیارت کو جاتی ہیں۔'' (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۱۵۴)

بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک جائز ہے، بشرطیکہ وہاں جزع فزع نہ کریں اور کسی غیرشرعی امر کا ارتکاب نہ کریں، ورنہ حرام ہے۔ اس زمانے میں عورتوں کا وہاں جانا مفسدہ سے خالی نہیں، اکثر بے پردہ جاتی ہیں، اور پھر وہاں جاکر غیرشرعی حرکتیں کرتی ہیں، منتیں مانتی ہیں، چڑھاوے چڑھاتی ہیں، اس لئے صحیح یہ ہے کہ جس طرح آج کل عورتوں کے وہاں جانے کا رواج ہے، اس کی کسی کے نزدیک بھی اجازت نہیں، بلکہ بالاجماع حرام ہے۔

## قبرستان وقف ہوتا ہے، اس میں ذاتی تصرفات جائز نہیں

س...... اگر کوئی شخص مسلمان کہلائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں قبروں کو مسمار کرکے ان پر مکانات اور کارخانے تعمیر کرلے، اور ان میں رہائش اختیار کرکے احترامِ قبرستان کی پامالی

کا سبب بنے، اس کے اس عمل پر قانونِ شریعت کیا حد قائم کرتا ہے؟ اور اس کے عمل کا تذکرہ کس انداز میں کیا جائے گا؟

ج...... مسلمانوں کا قبرستان وقف ہوتا ہے، اور وقف میں اس قسم کے تصرفات، جو سوال میں ذکر کئے گئے ہیں جائز نہیں، البتہ اگر کسی کی ذاتی زمین میں قبریں ہوں، ان کو ہموار کرسکتا ہے۔

## خواب کی بنا پر کسی کی زمین میں بنائے گئے مزار کا کیا کریں؟

س...... مولانا صاحب! ہمارے قصبے سے کوئی ایک میل دُور ایک کھیت میں ایک پیر صاحب دریافت ہوئے ہیں، وہ ایسے کہ ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ فلانی جگہ پر میرا مزار بناؤ۔ لوگوں نے مزار بنادیا، آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اس مزار پر روزانہ تقریباً ۲۰۰ سے زائد آدمی دُعا مانگنے آتے ہیں، جس مالک کی یہ زمین ہے وہ بہت تنگ ہے، اور کہتا ہے کہ میری زمین سے یہ جعلی مزار ہٹاؤ، لیکن وہ نہیں ہٹاتے۔ آپ بتائیں کہ اس کا کیا حل ہے؟

ج...... ایک عورت کے کہنے کی بنا پر مزار بنالینا بے عقلی ہے، زمین کے مالک کو چاہئے کہ وہ اس کو ہموار کردے اور لوگوں کو وہاں آنے سے روک دے۔

# ایصالِ ثواب

## ایصالِ ثواب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کیا جائے

س...... میں ذکر کرنے سے پہلے ایک بار سورۂ فاتحہ، تین بار قل ہو اللہ شریف، اوّل آخر دُرود شریف پڑھ کر اس طرح دُعا کرتا ہوں: ''یا اللہ! اس کا ثواب میرے مخدوم و مکرم حضرت ..... دامت برکاتہم سے لے کر میرے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک میرے سلسلے کے تمام مشائخ کرام تک پہنچادے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں بھی حصہ نصیب فرمادے۔

ج…… حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے سلسلے کے مطابق گیارہ بار دُرود شریف اور تیرہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر (اور اس کے ساتھ اگر سورۂ فاتحہ بھی پڑھ لی جائے تو بہت اچھا ہے) ایصالِ ثواب کیا جائے اور ابتدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک سے کی جائے، باقی ٹھیک ہے۔

## حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نوافل سے ایصالِ ثواب کرنا

س…… میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصالِ ثواب کے لئے روزانہ سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتا تھا، اب کچھ عرصے سے یہ عمل دو رکعت نفل کے ذریعے ادا کرتا ہوں، کیا اس طرح کرنے میں ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں کوئی کوتاہی تو نہیں؟

ج…… کوئی حرج نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بدنی اور مالی عبادات کے ذریعے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرنا محبت کی بات ہے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایصالِ ثواب، اِشکال کا جواب

س…… کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام مندرجہ ذیل مسئلے کے متعلق کہ مسلمان حضرات بخدمتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایصالِ ثواب کرتے ہیں، ہمارے ایصالِ ثواب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ جبکہ آپ دو جہانوں کے سردار ہیں، اور جنت کے اعلیٰ ترین مقام آپ کے لئے یقینی ہیں۔

دُرود و سلام تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بھیجتے ہیں، کما فی النص، اپنے کسی عزیز کو ایصالِ ثواب کرنے کی وجہ معقول ہے، اس کی بخشش کے لئے، اور رفعِ درجات کے لئے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایصالِ ثواب کرنے کی حقیقت پر روشنی ڈالئے، اور قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا صحیح جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

ج…… اُمت کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایصالِ ثواب نصوص سے ثابت ہے، چنانچہ ایصالِ ثواب کی ایک صورت آپ کے لئے ترقیٔ درجات کی دُعا، اور مقامِ وسیلہ کی درخواست ہے، صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:

"اذا سمعتم المؤذّن فقولوا مثل ما یقول، ثم صلوا علیّ فانه من یصلی علیّ صلٰوۃ صلی اللہ علیه وسلم بها عشرًا، ثم سلوا اللہ لی الوسیلة فانها منزلة فی الجنة لا ینبغی الا لعبد من عباد اللہ وارجوا ان اکون انا هو، فمن سأل لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة." (مشکوٰۃ ص:۶۴)

ترجمہ:...... "جب تم مؤذّن کو سنو تو اس کی اذان کا اسی کی مثل الفاظ سے جواب دو، پھر مجھ پر دُرود پڑھو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے "وسیلہ" کی درخواست کرو، یہ ایک مرتبہ ہے جنت میں، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے شایانِ شان ہے، اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جس شخص نے میرے لئے وسیلہ کی درخواست کی، اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔"

اور صحیح بخاری میں ہے:

"من قال حین سمع النداء، اللّٰهم رب هٰذه الدعوة التامة والصلٰوة القائمة اٰت محمدن الوسیلة والفضیلة وابعثه مقامًا محمودن الذی وعدته، حلت له شفاعتی یوم القیامة." (مشکوٰۃ ص:۶۵)

ترجمہ:...... "جو شخص اذان سن کر یہ دُعا پڑھے: "اے اللہ! جو مالک ہے اس کامل دعوت کا، اور قائم ہونے والی نماز کا، عطا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور کھڑا کر آپ کو مقامِ محمود میں، جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے" قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمرہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلبی کے لئے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخصت کرتے ہوئے فرمایا:

”لا تنسنا یا اخی من دعائک. وفی روایة: اشرکنا یا اخی فی دعائک.“

(ابوداوٗد ج:۱ ص:۲۱۰، ترمذی ج:۲ ص:۱۹۵)

ترجمہ:...... ”بھائی جان! ہمیں اپنی دُعا میں نہ بھولنا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: بھائی جان! اپنی دُعا میں ہمیں بھی شریک رکھنا۔“

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح حیاتِ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعا مطلوب تھی، اسی طرح وصال شریف کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعا مطلوب ہے۔

ایصالِ ثواب ہی کی ایک صورت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کی جائے، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم فرمایا تھا:

”عن حنش قال رأیت علیًّا رضی الله عنه یضحی بکبشین، فقلت له: ما هٰذا؟ فقال: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اوصانی ان اضحی عنه، فانا اضحی عنه.“

(ابوداؤد، باب الاضحیة عن المیّت ج:۲ ص:۲۹)

ترجمہ:...... ”حنش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مینڈھوں کی قربانی کرتے ہیں، میں نے عرض کیا: یہ کیا؟ فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپؐ کی طرف سے قربانی کیا کروں، سو میں آپؐ کی

طرف سے قربانی کرتا ہوں۔‘‘

’’وفی روایۃ: امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ ابدًا.‘‘

(مسندِ احمد ج:۱ ص:۱۰۷)

’’وفی روایۃ: فلا ادعہ ابدًا.‘‘(ایضاً ج:۱ ص:۱۴۹)

ترجمہ:……’’ایک روایت میں ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں، سو میں آپ کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرتا ہوں۔‘‘

ترجمہ:……’’ایک روایت میں ہے کہ میں اس کو کبھی نہیں چھوڑتا۔‘‘

علاوہ ازیں زندوں کی طرف سے مرحومین کو ہدیہ پیش کرنے کی صورت ایصالِ ثواب ہے، اور کسی محبوب و معظم شخصیت کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنے سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس ہدیہ سے اس کی ناداری کی مکافات ہوگی، کسی بہت بڑے امیر کبیر کو اس کے احباب کی طرف سے ہدیہ پیش کیا جانا عام معمول ہے، اور کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں کہ ہمارے اس حقیر ہدیہ سے اس کے مال و دولت میں اضافہ ہوجائے گا، بلکہ صرف ازدیادِ محبت کے لئے ہدیہ پیش کیا جاتا ہے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں گناہگار اُمتیوں کی طرف سے ایصالِ ثواب کے ذریعہ ہدیہ پیش کرنا اس وجہ سے نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حقیر ہدایا کی احتیاج ہے، بلکہ یہ ہدیہ پیش کرنے والوں کی طرف سے اظہارِ تعلق و محبت کا ایک ذریعہ ہے، جس سے جانبین کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، اور اس کا نفع خود ایصالِ ثواب کرنے والوں کو پہنچتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجاتِ قرب میں بھی اس سے اضافہ ہوتا ہے۔

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ نے ردالمحتار میں باب الشہید سے قبیل اس مسئلے پر مختصر سا کلام کیا ہے، اتمامِ فائدہ کے لئے اسے نقل کرتا ہوں:

”ذکر ابن حجر فی الفتاویٰ الفقهية ان الحافظ ابن تيمية زعم منع اهداء ثواب القراءة للنبی صلی الله عليه وسلم لان جنابه الرفيع لا يجرأ عليه الا بما اذن فيه وهو الصلوٰة عليه وسوال الوسيلة له.

قال: وبالغ السبكی وغيره فی الردّ عليه بان مثل ذٰلک لا يحتاج لاذن خاص الا ترى ان ابن عمر كان يعتمر عنه صلی الله عليه وسلم عمرًا بعده موته من غير وصية وحج ابن الموفق وهو فی طبقة الجنيد عنه سبعين حجة وختم ابن السراج عنه صلی الله عليه وسلم اكثر من عشرة اٰلاف ختمة وضحى عنه مثل ذٰلک. اهـ.

قلت: رأيت نحو ذٰلک بخط مفتی الحنفية الشهاب احمد بن الشلبی شيخ صاحب البحر نقلًا عن شرح الطيبة للنويری ومن جملة ما نقله ان ابن عقيل من الحنابلة قال: يستحب اهداءها له صلی الله عليه وسلم.

قلت: وقول علمائنا له ان يجعل ثواب عمله لغيره، يدخل فيه النبی صلی الله عليه وسلم فانه احق بذٰلک حيث انقذنا من الضلالة ففی ذٰلک نوع شكر واسدأ جميل له والكامل قابل لزيادة الكمال وما استدل به بعض المانعين من انه تحصيل الحاصل لان جميع اعمال امته فی ميزانه يجاب عنه بانه لا مانع من ذٰلک فان الله تعالیٰ اخبرنا بانه صلی عليه ثم امرنا بالصلٰوة عليه بان نقول اللّٰهم صل علی محمد، والله اعلم.“ (شامی ج:۲ ص:۲۴۴، طبع مصر)

ترجمہ:......''ابنِ حجرؒ (مکی شافعی) نے فتاویٰ فقہیہ میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابنِ تیمیہؒ کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کے ثواب کا ہدیہ کرنا ممنوع ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں صرف اسی کی جرأت کی جاسکتی ہے جس کا اذن ہو، اور وہ ہے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا اور آپ کے لئے دُعائے وسیلہ کرنا۔

ابنِ حجرؒ کہتے ہیں کہ: امام سبکیؒ وغیرہ نے ابنِ تیمیہؒ پر خوب خوب رَدّ کیا ہے کہ ایسی چیز اذنِ خاص کی محتاج نہیں ہوتی، دیکھتے نہیں ہو کہ ابنِ عمرؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمرے کیا کرتے تھے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی وصیت بھی نہیں فرمائی تھی۔ ابن الموفق نے جو جنید کے ہم طبقہ ہیں، آپ کی طرف سے ستر حج کئے، ابن السراج نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دس ہزار ختم کئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اتنی ہی قربانیاں کیں۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے اسی قسم کی بات مفتی حنفیہ شیخ شہاب الدین احمد بن الشلبی، جو صاحبِ بحر الرائق کے اُستاذ ہیں، کی تحریر میں بھی دیکھی ہے، جو موصوف نے علامہ نیویریؒ کی ''شرح الطیبہ'' سے نقل کی ہے، اس میں موصوف نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حنابلہ میں سے ابنِ عقیل کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۂ ثواب مستحب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ہمارے علماء کا یہ قول کہ: ''آدمی کو چاہئے کہ اپنے عمل کا ثواب دُوسروں کو بخش دے'' اس میں آنحضرت صلی


فہرست

اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا زیادہ استحقاق رکھتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ہمیں گمراہی سے نجات دلائی، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثواب کا ہدیہ کرنے میں ایک طرح کا تشکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا اعتراف ہے، اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ہر اعتبار سے کامل ہیں، مگر) کامل زیادتِ کمال کے قابل ہوتا ہے۔ اور بعض مانعین نے جو استدلال کیا ہے کہ یہ تحصیلِ حاصل ہے، کیونکہ اُمت کے تمام عمل خود ہی آپ کے نامۂ عمل میں درج ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ یہ چیز ایصالِ ثواب سے مانع نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اس کے باوجود ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ کے لئے رحمت طلب کرنے کے لئے **اللّٰھم صل علیٰ محمد** کہا کریں۔"

س…… میں قرآن مجید کی تلاوت اور صدقہ و خیرات کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد کے اکابر علمائے دین کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں، لیکن چند روز سے ایک خیال ذہن میں آتا ہے، جس کی وجہ سے بے حد پریشان ہوں، خیال یہ ہے کہ ہم لوگ ان ہستیوں کو ثواب پہنچا رہے ہیں جن پر خدا خود دُرود و سلام پیش کرتا ہے، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو، توبہ توبہ! معاذ اللہ! ہم اتنے بڑے ہیں کہ چند آیات پڑھ کر اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچا رہے ہیں، یہ تو نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔

ج…… ایصالِ ثواب کی ایک صورت تو یہ ہے کہ دُوسرے کو محتاج سمجھ کر ثواب پہنچایا جائے، یہ صورت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقبولانِ الٰہی کے حق میں نہیں پائی جاتی، اور یہی منشا ہے آپ کے شبہ کا، اور دُوسری صورت یہ ہے کہ ان اکابر کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، اور احسان شناسی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا کریں، ظاہر

ہے کہ ان اکابر کی خدمت میں ایصالِ ثواب اور دُعائے ترقیٔ درجات کے سوا اور کیا ہدیہ پیش کیا جاسکتا ہے؟ پس ہمارا ایصالِ ثواب اس بنا پر نہیں کہ... معاذ اللہ... یہ حضرات ہمارے ایصالِ ثواب کے محتاج ہیں، بلکہ یہ حق تعالیٰ شانہ کی ہم پر عنایت ہے کہ ایصالِ ثواب کے ذریعے ہمارے لئے ان اکابر کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنے کا دروازہ کھول دیا، جس کی بدولت ہمارا حق احسان شناسی بھی ادا ہوجاتا ہے اور ان اکابر کے ساتھ ہمارے تعلق و محبت میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے، اس سے ان اکابر کے درجات میں بھی مزید ترقی ہوتی ہے، اس کی برکت سے ہماری سیئات کا کفارہ بھی ہوتا ہے، اور ہمیں حق تعالیٰ شانہ کی عنایت سے بے پایاں حصہ ملتا ہے۔ اس کی مثال ایسی سمجھ لیجئے کہ کسی غریب مزدور پر بادشاہ کے بہت سے احسانات ہوں اور وہ اپنے تقاضائے محبت کی بنا پر کوئی ہدیہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہے اور بادشاہ ازراہ مراحم خسروانہ اس کے ہدیہ کو قبول فرماکر اسے اپنے مزید انعامات کا مورد بنائے، یہاں کسی کو یہ شبہ نہیں ہوگا کہ اس فقیر درویش کا ہدیہ پیش کرنا بادشاہ کی ضرورت کی بنا پر ہے، نہیں! بلکہ یہ خود اس مسکین کی ضرورت ہے۔

## ایصالِ ثواب کا مرحوم کو بھی پتا چلتا ہے اور اس کو بطور تحفے کے ملتا ہے

س...... ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی جائے، قرآن خوانی کی جائے یا صدقۂ جاریہ میں پیسے دیئے جائیں، تو کیا مرحوم کی رُوح کو اس کا علم ہوتا ہے؟

ج...... جی ہاں! ہوتا ہے، ایصالِ ثواب کے لئے جو صدقہ خیرات آپ کریں گے، یا نماز، روزہ، دُعا، تسبیح، تلاوت کا ثواب آپ بخشیں گے، تو اس کا اجر و ثواب میّت کو آپ کے تحفے کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس پر احادیث کا لکھنا طوالت کا موجب ہوگا۔

## مسلمان خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، اس کو خیرات کا نفع پہنچتا ہے

س...... بعض علماء سے سنا ہے کہ کسی آدمی کے فوت ہونے کے بعد اگر وہ آدمی خود نیک نہیں گزرا ہو یا نیک عمل نہیں ہو تو خیرات، ختمِ قرآن شریف یا اس کی اولاد کی دُعا، کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

ج…… مسلمان خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، اس کو نفع پہنچتا ہے، کافر کو نہیں پہنچتا۔ آپ نے جو سنا ہے (بشرطیکہ آپ کو صحیح یاد ہو) اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آدمی کو نیکی کا خود اہتمام کرنا چاہئے، جس شخص نے عمر بھر نہ نماز، روزہ کیا، نہ حج و زکوٰۃ کی پروا کی، نہ کبھی قرآنِ کریم کی تلاوت کی اسے توفیق ہوئی، بلکہ کلمہ صحیح سیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی، ایسے شخص کے مرنے پر لوگوں کی قرآن خوانی یا تیجا، چالیسواں کرنے کی جو رسم ہے، اس سے اس کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ لوگ فرائض و واجبات کا ایسا اہتمام نہیں کرتے، جیسا ان رُسوم کا اہتمام کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

## لاپتا شخص کے لئے ایصالِ ثواب جائز ہے

س…… میرے شوہر بارہ سال سے لاپتہ ہیں، گمشدگی کے وقت ان کی عمر کم و بیش ۴۲ سال تھی، ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا ان کا انتقال ہوگیا ہے، ہم لوگوں نے فالناموں اور دُوسرے متعدّد طریقوں سے معلوم کیا تو یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ زندہ ہیں، آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اگر ان کا انتقال ہوگیا ہو تو ان کی رُوح کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی وغیرہ کرائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہم لوگ سب پریشان ہیں کہ اگر ان کا انتقال ہوگیا ہے تو ان کے لئے ہم لوگوں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا ہے، آپ بتائیں کہ اس مسئلے کا شریعت میں کیا حل ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

ج…… جب تک خاص شرائط کے ساتھ عدالت ان کی وفات کا فیصلہ نہ کرے، اس وقت تک ان کی وفات کا حکم تو جاری نہیں ہوگا، تاہم ایصالِ ثواب میں کوئی مضائقہ نہیں، ایصالِ ثواب تو زندہ کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ اور یہ فالناموں کے ذریعہ پتہ چلانا غلط ہے، ان پر یقین کرنا بھی جائز نہیں۔

## مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب کا طریقہ

س…… ہمارے جو بزرگ فوت ہوگئے ہیں ان کی رُوح کو ثواب بخشنے کے لئے کھانا وغیرہ کھلانا کیسا ہے؟ اور ثواب بخشنے کا کیا طریقہ ہے؟ مہربانی کرکے اس مسئلے پر پوری روشنی ڈالئے۔

ج…… مرحومین کو ایصالِ ثواب کے مسئلے میں چند اُمور پیشِ خدمت ہیں، آپ ان کو اچھی

طرح سمجھ لیں۔

۱:......مرحومین کے لئے، جو اس دُنیا سے رُخصت ہوچکے ہیں، زندوں کا بس یہی ایک تحفہ ہے کہ ان کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض پیرا ہوا: یا رسول اللہ! میرے والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی کوئی صورت ہے، جس کو میں اختیار کروں؟ فرمایا: ہاں! ان کے لئے دُعا و اِستغفار کرنا، ان کے بعد ان کی وصیت کو نافذ کرنا، ان کے متعلقین سے صلہ رحمی کرنا، اور ان کے دوستوں سے عزّت کے ساتھ پیش آنا۔ (ابوداوٗد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص:۴۲۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: کسی شخص کے والدین کا انتقال ہوجاتا ہے، یہ ان کی زندگی میں ان کا نافرمان تھا، مگر ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے دُعا، اِستغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے ماں باپ کا فرماں بردار لکھ دیتے ہیں۔

(بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کے لئے مفید ہوگا؟ فرمایا: ضرور! اس نے عرض کیا کہ: میرے پاس باغ ہے، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے وہ باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کردیا۔ (ترمذی ص:۱۴۵)

۲:......ایصالِ ثواب کی حقیقت یہ ہے کہ جو نیک عمل آپ کریں اس کے کرنے سے پہلے نیت کرلیں کہ اس کا ثواب جو حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ میّت کو عطا کرے، اسی طرح کسی نیک عمل کرنے کے بعد بھی یہ نیت کی جاسکتی ہے اور اگر زبان سے بھی دُعا کرلی جائے تو اچھا ہے۔

الغرض کسی نیک عمل کا جو ثواب آپ کو ملنا تھا، آپ وہ ثواب میّت کو ہبہ کردیتے ہیں، یہ ایصالِ ثواب کی حقیقت ہے۔

۳:......امام شافعیؒ کے نزدیک میّت کو صرف دُعا اور صدقات کا ثواب پہنچتا ہے، تلاوتِ قرآن اور دیگر بدنی عبادت کا ثواب نہیں پہنچتا، لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ہر نفلی

عبادت کا ثواب میّت کو بخشا جاسکتا ہے۔ مثلاً: نفلی نماز، روزہ، صدقہ، حج، قربانی، دُعا و اِستغفار، ذکر، تسبیح، دُرود شریف، تلاوتِ قرآن وغیرہ۔ حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ شافعی مذہب کے محققین نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ اس لئے کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہر قسم کی عبادت کا ثواب مرحومین کو پہنچایا جاتا رہے، مثلاً: قربانی کے دنوں میں اگر آپ کے پاس گنجائش ہو تو مرحوم والدین یا اپنے دُوسرے بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کریں، بہت سے اکابر کا معمول ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔ اسی طرح نفل نماز، روزے کا ثواب بھی پہنچانا چاہئے، گنجائش ہو تو والدین اور دیگر بزرگوں کی طرف سے نفلی حج و عمرہ بھی کیا جائے۔ ہم لوگ چند روز مُردوں کو رو پیٹ کر ان کو بہت جلد بھول جاتے ہیں، یہ بڑی بے مروّتی کی بات ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ قبر میں میّت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں ڈُوب رہا ہو، وہ چاروں طرف دیکھتا ہے کہ کیا کوئی اس کی دستگیری کے لئے آتا ہے؟ اسی طرح قبر میں میّت بھی زندوں کی طرف سے ایصالِ ثواب کی منتظر رہتی ہے، اور جب اسے صدقہ و خیرات وغیرہ کا ثواب پہنچتا ہے تو اسے اتنی خوشی ہوتی ہے گویا اسے دُنیا بھر کی دولت مل گئی۔

۴:...... صدقات میں سب سے افضل صدقہ جس کا ثواب میّت کو بخشا جائے، صدقۂ جاریہ ہے، مثلاً: میّت کے ایصالِ ثواب کے لئے کسی ضرورت کی جگہ کنواں کھدوادیا، کوئی مسجد بنوادی، کسی دینی مدرسہ میں تفسیر، حدیث یا فقہ کی کتابیں وقف کردیں، قرآنِ کریم کے نسخے خرید کر وقف کردیئے، جب تک ان چیزوں سے استفادہ ہوتا رہے گا، میّت کو اس کا برابر ثواب ملتا رہے گا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، وہ مرنے سے پہلے وصیت نہیں کرسکیں، میرا خیال ہے کہ اگر انہیں موقع ملتا تو ضرور وصیت کرتیں، کیا اگر ان کی طرف سے صدقہ کردوں تو ان کو پہنچے گا؟ فرمایا: ضرور! عرض کیا: کیا صدقہ کردوں؟ فرمایا: پانی بہتر ہے! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ: یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے۔ (صحیح بخاری)

۵:......ایصالِ ثواب کے سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ میّت کو اسی چیز کا ثواب پہنچے گا جو خالصتاً لوجہ اللہ دی گئی ہے، اس میں نمود و نمائش مقصود نہ ہو، نہ اس کی اُجرت اور معاوضہ لیا گیا ہو۔ ہمارے یہاں بہت سے لوگ ایصالِ ثواب کرتے ہیں، مگر اس میں نمود و نمائش کی ملاوٹ کردیتے ہیں، مثلاً: مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے دیگ اُتارتے ہیں، اگر ان سے یہ کہا جائے کہ جتنا خرچ تم اس پر کر رہے ہو، اسی قدر رقم یا غلہ کسی یتیم، مسکین کو دے دو، تو اس پر ان کا دِل راضی نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ چپکے سے کسی یتیم، مسکین کو دینے میں وہ نمائش نہیں ہوتی جو دیگ اُتارنے میں ہوتی ہے۔ اس عرض کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ کھانا کھلاکر ایصالِ ثواب نہیں ہوسکتا، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو حضرات ایصالِ ثواب کے لئے کھانا کھلائیں وہ نمود و نمائش سے احتیاط کریں، ورنہ ایصالِ ثواب کا مقصد انہیں حاصل نہیں ہوگا۔

اس سلسلے میں ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ثواب اسی کھانے کا ملے گا جو کسی غریب مسکین نے کھایا ہو، ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ میّت کے ایصالِ ثواب کے لئے جو کھانا پکایا جاتا ہے اس کو برادری کے لوگ کھاپی کر چلتے بنتے ہیں، فقراء و مساکین کا حصہ اس میں بہت ہی کم لگتا ہے، کھاتے پیتے لوگوں کو ایصالِ ثواب کے لئے دیا گیا کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص ایسے کھانے کا منتظر رہتا ہے اس کا دِل سیاہ ہوجاتا ہے۔ الغرض جو کھانا خود گھر میں کھالیا گیا، یا دوست احباب اور برادری کے لوگوں نے کھالیا اس سے ایصالِ ثواب نہیں ہوتا، مُردوں کو ثواب اسی کھانے کا پہنچے گا جو فقراء و مساکین نے کھایا ہو، اور جس پر خیرات کرنے والے نے کوئی معاوضہ وصول نہ کیا ہو، نہ اس سے نمود و نمائش مطلوب ہو۔

## کیا ایصالِ ثواب کرنے کے بعد اس کے پاس کچھ باقی رہتا ہے؟

س...... میں قرآن شریف ختم کرکے اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خاندان کے مرحومین اور اُمتِ مسلمہ کو بخش دیتا ہوں، تو کیا اس میں میرے لئے ثواب کا حصہ نہیں

ہے؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تم نے جو کچھ پڑھا وہ دُوسروں کو دے دیا، اب تمہارے لئے اس میں کیا ہے؟

ج…… ضابطہ کا معاملہ تو وہی ہونا چاہئے جو اُن صاحب نے کہا، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف ضابطہ کا معاملہ نہیں ہوتا، بلکہ فضل و کرم اور انعام و احسان کا معاملہ ہوتا ہے، اس لئے ایصالِ ثواب کرنے والوں کو بھی پورا اجر عطا فرمایا جاتا ہے، بلکہ کچھ مزید۔

## ایصالِ ثواب ثابت ہے اور کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے

س…… تلاوتِ کلامِ پاک کے بعد ثواب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام مسلمان مرد، عورت کو پہنچایا جاتا ہے، ہر روز اور ہر دفعہ بعد تلاوت اس طرح ثواب پہنچانا اپنے ذخیرۂ آخرت اور سببِ رحمتِ خداوندی حاصل کرنے کے لئے مناسب ہے یا نہیں؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس طرح اپنا دامن خالی رہ جاتا ہے اور جس کو ثواب پہنچایا اس کو مل جاتا ہے۔

ج…… پہلے میں بھی اس کا قائل تھا کہ ایصالِ ثواب کرنے کے بعد ایصال کرنے والے کو کچھ نہیں ملتا، لیکن دو حدیثیں اور ایک فقہی عبارت کسی دوست نے لکھ بھیجی جس سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کا اجر ملتا ہے، اور وہ یہ ہیں:

”من مر علی المقابر فقرأ فیها احدی عشرة مرة قل هو الله احد ثم وهب اجره للأموات اعطی من اجر بعدد الأموات.“ (الرافعی عن علی، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۵۵ حدیث:۴۲۵۹۵، اتحاف ج:۱۰ ص:۳۷۱)

ترجمہ:…… ”جو شخص قبرستان سے گزرا اور قبرستان میں گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ شریف پڑھ کر مُردوں کو اس کا ایصالِ ثواب کیا تو اسے مُردوں کی تعداد کے مطابق ثواب عطا کیا جائے گا۔“

”من حج عن ابیه وامه فقد قضی عنه حجته وکان له فضل عشر حجج.“

(دارقطنی عن جابر، فیض القدیر ج:۶ ص:۱۱۶)

ترجمہ:......''جس شخص نے اپنے باپ یا اپنی ماں کی طرف سے حج کیا، اس نے مرحوم کا حج ادا کردیا، اور اس کو دس حجوں کا ثواب ہوگا۔''

(یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں، اور دُوسری حدیث میں ایک راوی نہایت ضعیف ہے)

''وقدمنا فی الزکٰوۃ عن التاترخانیة عن المحیط الأفضل لمن یتصدق نفلًا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لأنها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شیئا.'' (شامی ج:۲ ص:۵۹۵)

ترجمہ:......''اور ہم کتاب الزکوٰۃ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے محیط سے نقل کرچکے ہیں کہ جو شخص نفلی صدقہ کرے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کی طرف سے صدقہ کی نیت کرلے، کہ یہ صدقہ سب کو پہنچ جائے گا اور اس کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

## پوری اُمت کو ایصالِ ثواب کا طریقہ

س...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایصالِ ثواب کے الفاظ کی آپ نے تحسین فرمائی ہے، دیگر حضرات کو ایصالِ ثواب کرنے کے مناسب الفاظ تحریر فرمائیں۔

ج...... ''یا اللہ! اس کا ثواب میرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے طفیل میرے والدین کو، اساتذہ ومشائخ کو، اہل وعیال کو، اعزّہ واقربا کو، دوست واحباب کو، میرے تمام محسنین اور متعلقین کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمت کو عطا فرما۔''

## ایصالِ ثواب کرنے کا طریقہ، نیز دُرود شریف لیٹے لیٹے بھی پڑھنا جائز ہے

س...... میرے روزانہ کے معمول میں قرآنِ پاک کی تلاوت میں سورۂ یٰسین بھی شامل ہے، اگر میں روزانہ سورۂ یٰسین پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں تو یہ فعل دُرست ہوگا؟ کیونکہ


فہرست

مجھے یہ بات نہیں معلوم کہ کیا کیا چیزیں (عمل) ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے؟ نیز دُرود شریف پڑھ کر ایسے ہی چھوڑ دیا جائے یا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشنا ضروری ہے؟ اور لیٹ کر دُرود شریف پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ ایصالِ ثواب کے متعلق ہی ایک سوال یہ ہے کہ نفل نماز اور روزے، حج وغیرہ کس طرح ایصالِ ثواب کئے جاتے ہیں؟ میں نے کسی سے سنا ہے کہ نماز کی نیت کر کے نماز نفل پڑھی اور بعد میں کہہ دیا کہ اس نفل نماز کا ثواب فلاں کو پہنچے، لیکن طریقہ آپ بتادیں تو میں آپ کی بہت زیادہ مشکور ہوں گی۔

ج...... ایصالِ ثواب نماز اور نفلی عبادتوں کا جائز ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، ایصالِ ثواب کا طریقہ آپ نے صحیح لکھا ہے، یعنی نیک عمل کے بعد دُعا کرلی جائے کہ یا اللہ! میرے اس عمل کو قبول فرماکر اس کا ثواب فلاں کو عطا فرما۔ دُرود شریف ادب و احترام کے ساتھ پڑھنا چاہئے، اگر کوئی شخص لیٹا ہوا ہو اور اس وقت سے فائدہ اُٹھاکر لیٹے لیٹے دُرود شریف پڑھتا ہے تو یہ جائز ہے۔

## زندوں کو بھی ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے

س...... کیا جس طرح میّت کو قرآن مجید پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، اس طرح اگر کوئی شخص اپنے زندہ والدین کو قرآن کا ختم پڑھ کر ثواب پہنچائے تو ان کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ اور کیا وہ ایسا کرسکتا ہے؟

ج...... زندہ لوگوں کو بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، مُردوں کو ایصالِ ثواب کا اہتمام اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ خود عمل کرنے سے قاصر ہیں، اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ برسرِ روزگار کو کچھ ہدیہ بھیج دیں تو اس کو بھی پہنچ جائے گا، مگر زیادہ اہتمام ایسے لوگوں کو دینے کا کیا جاتا ہے جو خود کمانے سے معذور ہوں۔

## تدفین سے پہلے ایصالِ ثواب دُرست ہے

س...... ایک آدمی جو کہ ہمارا عزیز تھا، مدینہ شریف میں اس کی موت ہوگئی، اس کی لاش ہسپتال میں حکومت نے اسٹور کردی کہ اس آدمی کا وارث آئے گا تو دیں گے، اس آدمی کا

وارث یہاں سعودیہ میں کوئی نہیں ہے، کفیل کے ذریعے بھی اگر لاش کو پاکستان بھیجیں تو تقریباً ایک ماہ لگ جائے گا، اس کی موت کے تقریباً ۵ دن بعد ہم لوگوں نے اس کی فاتحہ پڑھی، مگر ہمارے ایک مسجد امام ہیں، حافظِ قرآن بھی ہیں، انہوں نے کہا کہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے، کیونکہ جب تک جنازہ دفن نہ ہوجائے فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے، اس بارے میں آگاہ کریں کہ کیا یہ دُرست ہے؟

ج…… ایصالِ ثواب تو مرنے کے بعد جب بھی کیا جائے دُرست ہے۔ ایسی لاشوں کو پاکستان بھیجنے کا کیوں تکلف کیا جاتا ہے؟ غسل وکفن اور نمازِ جنازہ کے بعد وہیں دفن کردینا چاہئے۔ آپ کے حافظ صاحب نے جو کہا کہ جب تک میّت کو دفن نہ کیا جائے اس کے لئے ایصالِ ثواب نہ کیا جائے، غلط ہے۔

## ایصالِ ثواب کے لئے کسی خاص چیز کا صدقہ ضروری نہیں

س…… آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ میرے شوہر وفات پاچکے ہیں، آج کل عام طور پر کھانے کے علاوہ مرحوم کے لئے کپڑے، بستر، جانماز، لوٹا وغیرہ تمام ضرورت کی چیزیں کسی ضرورت مند کو دی جاتی ہیں۔ آپ بتائیں کہ آیا یہ سب دُرست ہے؟ اور کیا واقعی ان سب اشیاء کا ثواب ان کو پہنچے گا یا پہنچتا ہے؟ علاوہ ازیں کوئی اور بھی طریقہ عنایت فرمائیں کہ میرے شوہر کو زیادہ سے زیادہ ثواب پہنچے، اور اگر ان سب چیزوں کے بجائے اتنی ہی قیمت کے پیسے دے دیئے جائیں تو کیا جب بھی اجر ملے گا؟ اور کیا کسی مرد کے بجائے عورت کو دیا جاسکتا ہے؟ جواب سے جلد نوازیں۔

ج…… ایصالِ ثواب کے لئے کسی خاص چیز (کپڑے، بستر، جانماز، لوٹا وغیرہ) کا صدقہ ہی کوئی ضروری نہیں، بلکہ اگر ان چیزوں کی مالیت صدقہ کردی جائے تب بھی ثواب اتنا ہی پہنچے گا، اسی طرح مرد، عورت کی بھی کوئی تخصیص نہیں، بلکہ جس محتاج کو بھی دے دیا جائے ثواب میں کوئی کمی بیشی نہ ہوگی، ہاں! نیک اور دین دار کو دینے کا زیادہ ثواب ہے۔

## دُنیا کو دکھانے کے لئے برادری کو کھانا کھلانے سے میّت کو ثواب نہیں ملتا

س…… ضلع مانسہرہ اور صوبہ سرحد کے دیہاتی علاقوں میں جب کوئی آدمی وصال پاتا ہے تو

اس وصال والے دن تقریباً دس یا بارہ ہزار روپے خیرات اس طرح کی جاتی ہے کہ چاول، خالص گھی اور چینی، گوشت خرید کر عام لوگ کھاتے ہیں، کچھ لوگ یہ رقم اپنی جائیداد رہن رکھ کر اس خیرات کا اہتمام کرتے ہیں، اور وہاں کے علمائے کرام بھی باقاعدہ کھاتے ہیں، منع کرنے والوں کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ج…… کسی مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب تو بڑی اچھی بات ہے، لیکن اس کا طریقہ یہ ہے کہ جتنی رقم ایصالِ ثواب کے لئے خرچ کرنی ہو، وہ چپکے سے کسی محتاج کو دے دی جائے، یا کسی دینی مدرسہ میں دے دی جائے، برادری کو کھلانا اکثر بطور رسم دُنیا کو دکھانے کے لئے ہوتا ہے، اس لئے ثواب نہیں ملتا۔

## ایصالِ ثواب کے لئے نشست کرنا اور کھانا کھلانا

س…… چار جمعرات علیحدہ علیحدہ عورت، مرد کی نشست ایصالِ ثواب کے لئے ہوتی ہے، پھر کھانا بھی کھایا جاتا ہے، پھر چالیسواں میں صاحبِ مال شرکت کرتے ہیں۔

ج…… ایصالِ ثواب کے لئے نشستیں کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اس لئے اپنے اپنے طور پر ہر شخص ایصالِ ثواب کرے، اس مقصد کے لئے اجتماع نہ ہونا چاہئے، ایصالِ ثواب کے لئے فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے کا کوئی مضائقہ نہیں، مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ میّت کے بالغ وارث اپنے مال سے کھلائیں۔

## کیا جب تک کھانا نہ کھلایا جائے مردے کا منہ کھلا رہتا ہے؟

س…… سنا اور پڑھا بھی ہے کہ انسان کا مرنے کے بعد دُنیا سے تعلق ختم ہوجائے تو اس کے لئے دُعا کی ضرورت ہے، مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب تک کھانا کھلایا نہ جائے تو مردے کا منہ قبر کے اندر کھلا رہتا ہے۔

ج…… صدقہ و خیرات وغیرہ سے مُردوں کو ایصالِ ثواب کرنا بہت اچھی بات ہے، کھانا ہی کھلانا ایسا کوئی ضروری نہیں، اور مردے کا منہ کھلا رہنے کی بات، پہلی بار آپ کے خط میں پڑھی ہے، اس سے پہلے نہ کسی کتاب میں پڑھی، نہ کسی سے سنی۔

## ختم دینا بدعت ہے، لیکن فقراء کو کھانا کھلانا کارِ ثواب ہے

س…… ختم شریف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بعض حضرات ختم خیرات کرتے ہیں لیکن کھانے پر اکثر امیر ہوتے ہیں، جہاں پر زیادہ تعداد میں امیر ہوں وہاں خیرات کا طریقۂ کار کیا ہونا چاہئے؟ چونکہ بعض حضرات اس کو جائز اس لئے نہیں سمجھتے کہ خیرات کھانا مسکینوں کا حق ہے، لیکن اکثر لوگ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے۔

ج…… ختم کا رواج بدعت ہے، کھانا جو فقراء کو کھلایا جائے گا اس کا ثواب ملے گا، اور جو خود کھالیا وہ خود کھالیا، اور جو دوست احباب کو کھلایا وہ دعوت ہوگئی۔

## تلاوتِ قرآن سے ایصالِ ثواب کرنا

س…… ایصالِ ثواب کے سلسلے میں جو عمومی طریقے رائج ہیں، مثلاً: قرآنِ کریم پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا، وغیرہ، اللہ کی کتاب میں کہیں بھی اس کا حکم نہیں دیا گیا، یہ عقلی بات نہیں بلکہ نقلی ہے۔

ج…… جناب کا یہ ارشاد بالکل بجا ہے کہ ایصالِ ثواب کا مسئلہ عقلی نہیں نقلی ہے، قرآنِ کریم میں مؤمنین و مؤمنات کے لئے دُعا و اِستغفار کا ذکر بہت مقامات پر آیا ہے، جس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ایک مؤمن کا دُوسرے مؤمن کے لئے دُعا و اِستغفار کرنا مفید ہے، ورنہ قرآنِ کریم میں اس کارِ عبث کو ذکر نہ کیا جاتا، اور احادیثِ صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر اعمال کا ایصالِ ثواب بھی منقول ہے، اور قرآنِ کریم کی تلاوت کا ایصالِ ثواب بطورِ خاص بھی منقول ہے، ہم اسی ایصالِ ثواب کے قائل ہیں، جو قرآن وحدیث اور بزرگانِ اُمت سے ثابت ہے۔

اور جو نئے نئے طریقے لوگوں نے ایجاد کر رکھے ہیں، ان کی میں خود تردید کرچکا ہوں۔

## میّت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچانے کا صحیح طریقہ

س…… کسی کے انتقال کرنے کے بعد مرحوم کو ثواب پہنچانے کی خاطر قرآن خوانی کرانا دُرست ہے؟

ج…… حافظ سیوطیؒ ''شرح الصدور'' میں لکھتے ہیں کہ: ''جمہور سلف اور ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ) کے نزدیک میّت کو تلاوتِ قرآنِ کریم کا ثواب پہنچتا ہے، لیکن اس مسئلے میں ہمارے امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔''

نیز انہوں نے امام قرطبیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ''شیخ عزّالدین بن عبدالسلامؒ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میّت کو تلاوتِ قرآنِ کریم کا ثواب نہیں پہنچتا، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے کسی شاگرد کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی، اور ان سے دریافت کیا کہ آپ زندگی میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے، اب تو مشاہدہ ہوگیا ہوگا، اب کیا رائے ہے؟ فرمانے لگے کہ: میں دُنیا میں یہ فتویٰ دیا کرتا تھا، لیکن یہاں آکر جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا مشاہدہ کیا تو اس فتویٰ سے رُجوع کرلیا، میّت کو قرآنِ کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔'' امام محی الدین نووی شافعیؒ ''شرح المہذب'' (ج:۵ ص:۳۱۱) میں لکھتے ہیں کہ: ''قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر ہوسکے قرآنِ کریم کی تلاوت کرے، اس کے بعد اہلِ قبور کے لئے دُعا کرے، امام شافعیؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس پر ہمارے اصحاب متفق ہیں۔'' فقہائے حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کی کتابوں میں بھی ایصالِ ثواب کی تصریحات موجود ہیں، اس لئے میّت کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی تو بلاشبہ دُرست ہے، لیکن اس میں چند اُمور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

اوّل:…… یہ کہ جو لوگ بھی قرآن خوانی میں شریک ہوں، ان کا مطمحِ نظر محض رضائے الٰہی ہو، اہلِ میّت کی شرم اور دِکھاوے کی وجہ سے مجبور نہ ہوں، اور شریک نہ ہونے والوں پر کوئی نکیر نہ کی جائے، بلکہ انفرادی تلاوت کو اجتماعی قرآن خوانی پر ترجیح دی جائے کہ اس میں اِخلاص زیادہ ہے۔

دوم:…… یہ کہ قرآنِ کریم کی تلاوت صحیح کی جائے، غلط سلط نہ پڑھا جائے، ورنہ اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ: ''بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے!''

سوم:…… یہ کہ قرآن خوانی کسی معاوضہ پر نہ ہو، ورنہ قرآن پڑھنے والوں ہی کو

ثواب نہیں ہوگا، میّت کو کیا ثواب پہنچائیں گے؟ ہمارے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ قرآن خوانی کے لئے دعوت کرنا اور صلحاء و قراء کو ختم کے لئے یا سورۂ انعام یا سورۂ اِخلاص کی قرأت کے لئے جمع کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ)

## قرآن خوانی کے دوران غلط اُمور اور ان کا وبال

س...... قرآن خوانی میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں پڑھنا نہیں آتا، وہ شرماشرمی میں پارہ لے کر بیٹھ جاتے ہیں، اور جب لوگ پڑھ کر رکھتے ہیں تو اور لوگوں کے ساتھ وہ بھی پڑھے ہوئے پاروں میں رکھ دیتے ہیں، یا کچھ لوگ صحیح نہیں پڑھتے اور جلدی میں تلفظ صحیح ادا نہیں کرتے یا کچھ پڑھتے ہیں کچھ چھوڑ دیتے ہیں، تو اس کا گناہ قرآن خوانی کروانے والے پر ہوگا یا پڑھنے والے پر یا دونوں پر ہوگا؟

ج...... جو نہ پڑھنے کے باوجود یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے پڑھ لیا وہ گناہگار ہیں، اسی طرح جو غلط سلط پڑھتے ہیں وہ بھی، اور قرآن خوانی کرانے والا اس گناہ کا سبب بنا ہے، اس لئے وہ بھی گناہ میں شریک ہے۔

## تیجا، دسواں اور قرآن خوانی میں شرکت کرنا

س...... ہمارے مسلم معاشرے میں خودساختہ مذہبی رُسوم پر عمل کیا جاتا ہے، بنیاد اور حقیقت کچھ نہیں، مثلاً: تیجا، دسواں وغیرہ، لیکن پھر بھی حنفی عقیدہ (یعنی مذہب) کیا فرماتا ہے؟ قرآن خوانی کیسی ہے؟ یعنی قل شریف پڑھنا شکر وغیرہ پر، حنفی مسلک اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج...... مرگ کے موقع پر جو رسمیں ہمارے یہاں رائج ہیں، وہ زیادہ تر بدعت ہیں، ان کو غلط سمجھنا چاہئے اور حتی الوسع ان میں شریک بھی نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن خوانی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے، اکثر لوگ محض منہ رکھنے کے لئے شریک ہوتے ہیں، خال خال ہوں گے جن کا مقصود واقعی ایصالِ ثواب ہو۔ ایسے موقعوں پر میں یہ کہتا ہوں کہ اتنے پارے پڑھ کر اپنے طور پر ایصالِ ثواب کردوں گا۔

لیکن اگر کسی مجلس میں شریک ہونا پڑے تو اِخلاص کے ساتھ محض ایصالِ ثواب کی

نیت ہونی چاہئے، باقی رسوم میں حتی الوسع شرکت نہ کی جائے، اگر کبھی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جائے۔

## میّت کو قبر تک لے جانے کا اور ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ

س...... فرض کیا میں مرگیا، مرنے کے بعد قبر تک کیا کیا حکم ہے؟ اس کے بعد قبر تک کا عرصہ اس کے لئے ایصالِ ثواب پہنچانے کا کیا صحیح طریقہ ہے؟ یعنی مرنے کے بعد جنازہ کے ساتھ اُونچا کلمہ پڑھنا، جنازے کے بعد دُعا کرنا، پھل اور دُوسری اشیاء ساتھ لے جانا (توشہ) جمعرات کرنا، چالیسواں کرنا، مسجد کے لئے رقم دینا جس کو زکوٰۃ کا نام دیا جاتا ہے، آیا وہ رقم جو کہ مسجد کے نام دی جاتی ہے، وہ مسجد کی ہوتی ہے یا کہ امامِ مسجد کی؟ اور وہ مرنے والے کی بخشش کے لئے کارآمد ہے یا کہ نہیں؟

ج...... حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحبؒ کی کتاب ''اَحکامِ میّت'' ان مسائل پر بہت مفید اور جامع کتاب ہے، اس کا مطالعہ ہر مسلمان کو کرنا چاہئے، آپ کے سوال کے مختصر نکات حسبِ ذیل ہیں:

۱:...... موت کے بعد سنت کے مطابق تجہیز و تکفین ہونی چاہئے اور اس میں جہاں تک ممکن ہو جلدی کرنے کا حکم ہے۔

۲:...... جنازے کے ساتھ آہستہ ذکر کیا جائے، بلند آواز سے ذکر کرنا ممنوع ہے۔

۳:...... ایصالِ ثواب کے لئے شریعت نے کوئی وقت مقرّر نہیں فرمایا، نہ دنوں کا تعین فرمایا ہے، بلکہ مالی اور بدنی عبادات کا ایصالِ ثواب جب چاہے کرسکتا ہے۔

۴:...... مرنے کے بعد مرحوم کا مال اس کے وارثوں کو فوراً منتقل ہوجاتا ہے، اگر تمام وارث بالغ ہوں اور موجود ہوں، ان میں کوئی نابالغ یا غیرحاضر نہ ہو تو تمام وارث خوشی سے میّت کے لئے صدقہ خیرات کرسکتے ہیں، لیکن اگر کچھ وارث نابالغ ہوں تو ان کے حصے میں سے صدقہ وخیرات جائز نہیں، اور اس کا کھانا بھی جائز نہیں، بلکہ ''یتیموں کا مال کھانے'' پر جو وعید آتی ہے اس کا وبال لازم آئے گا۔ ہاں! بالغ وارث اپنے حصے سے ایصالِ ثواب

کے لئے صدقہ خیرات کریں تو بہت اچھا ہے، یا اگر میّت نے وصیت کی ہو تو تہائی مال کے اندر اندر اس کی وصیت کے مطابق خیر کے کاموں میں خرچ کرسکتے ہیں۔

## نیا پڑھا ہو یا پہلے کا پڑھا ہو، سب کا ثواب پہنچا سکتے ہیں

س…… اکثر محفلِ قرآن میں بعض مرد یا خواتین کہتے ہیں کہ انہوں نے اب تک گھر پر مثلاً: ۱۰، ۵ پارے پہلے پڑھے ہیں، وہ اس میں شامل کرلیں، یا پھر اکثر قلت قارئین کی وجہ سے سپارے گھر گھر بھیج دیئے جاتے ہیں، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… یہاں چند مسائل ہیں:

۱:…… مل کر قرآن خوانی کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے، اگر کی جائے تو سب آہستہ پڑھیں تاکہ آوازیں نہ ٹکرائیں۔

۲:…… آدمی نے جو کچھ پڑھا ہو اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے، خواہ نیا پڑھا ہو یا پرانا پڑھا ہو۔

۳:…… ایصالِ ثواب کے لئے پورا قرآن پڑھوانا ضروری نہیں، جتنا پڑھا جائے اس کا ثواب بخش دینا صحیح ہے۔

۴:…… کسی دُوسرے کو پڑھنے کے لئے کہنا صحیح ہے، بشرطیکہ اس کو گرانی نہ ہو، ورنہ دُرست نہیں۔

## خود ثواب حاصل کرنے کے لئے صدقۂ جاریہ کی مثالیں

س…… اگر کوئی اپنے وارثوں سے مایوس ہوکر اپنے ثوابِ آخرت کا سامان خود ہی کر جائے، مثلاً: قرآن شریف کے سپارے مسجد میں بھجوادے یا کنواں بنوادے، یا مسجد میں پنکھے لگوادے، تو کیا یہ جائز ہے؟

ج…… یہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ بہتر اور افضل ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں اپنے لئے ذخیرۂ آخرت جمع کرنے کا اہتمام کرے۔

## متوفی کے لئے تعزیت کے جلسے کرنا صحیح مقاصد کے تحت جائز ہے

س…… متوفی پر تعزیت کے جلسے کرنا اور بعض کے تو مستقل سالانہ جلسے کرنا، یہ عرس تو نہیں؟ جائز ہیں یا بدعت؟ قرآن و حدیث اور خیر القرون میں اس عمل کی کوئی مثال ہے؟

ج…… تعزیت کا مفہوم اہلِ میّت کو تسلی دینا اور ان کے غم میں اپنی شرکت کا اظہار کر کے ان کے غم کو ہلکا کرنا ہے، جو مأمور بہ ہے، نیز: "اذکروا موتاکم بخیر" میں مرحومین کے ذکر بالخیر کا بھی حکم ہے، پس اگر تعزیتی جلسہ انہی دو مقاصد کے لئے ہو، اور مرحوم کی تعریف میں غیر واقعی مبالغہ نہ کیا جائے تو جائز ہوگا۔ سالانہ جلسہ تو ظاہر ہے کہ فضول حرکت ہے، اور کسی مرحوم کی غیر واقعی تعریف بھی غلط ہے۔ بہرحال تعزیتی جلسہ اگر مذکورہ بالا مقاصد کے لئے ہو تو اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا، کیونکہ ان جلسوں کو نہ بذاتِ خود مقصد تصوّر کیا جاتا ہے، نہ انہیں عبادت سمجھا جاتا ہے۔

## عذابِ قبر میں کمی اور نزع کی آسانی کے لئے وظیفہ

س…… وہ وظیفے بتائیں جن کے کرنے سے قبر کا عذاب کم ہوتا اور نزع کے وقت کی تکلیف کم ہوتی ہے۔

ج…… عذابِ قبر کے لئے سونے سے پہلے سورۂ تبارک الذی پڑھنی چاہئے، اور نزع کی آسانی کے لئے یہ دُعا پڑھنی چاہئے:

"اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ وَغَمَرَاتِ الْمَوْتِ"


فہرست

# قرآنِ کریم کی عظمت اور اس کی تلاوت

## چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لئے پارہ عمّ کی ترتیب بدلنا جائز ہے

س...... نماز میں قرآن شریف اُلٹا پڑھنا یعنی پہلی سورۃ آخر کی اور دُوسری سورۃ پہلے کی پڑھنا دُرست نہیں ہے، مگر قرآن شریف کے تیسویں پارے میں سورتیں قل سے شروع ہوکر عمّ پر ختم ہوتی ہیں، یعنی اُلٹا قرآن شریف لکھا ہوا ہے، جو اکثر مدرسوں میں طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے، کیا اس طرح پڑھنا جائز ہے؟

ج...... چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لئے ہے، تاکہ وہ چھوٹی سورتوں سے شروع کرسکیں۔

## قرآن مجید میں نسخ کا علی الاطلاق انکار کرنا گمراہی ہے

س...... جنگ راولپنڈی میں مولانا ...... صاحب نے اپنے تأثرات و مشاہدات کے کالم میں لکھا ہے کہ: ''میں قرآنِ حکیم کی کسی آیت کو منسوخ نہیں مانتا۔'' میرے خیال میں یہ عقیدہ دُرست نہیں ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج...... میری رائے آپ کے ساتھ ہے، قرآن مجید میں نسخ کا علی الاطلاق انکار کرنا گمراہی ہے۔

## قرآنِ کریم کی سب سے لمبی آیت سورۂ بقرہ کی آیت:۲۸۲ ہے

س...... ''معلوماتِ قرآن'' جو کہ ''عثمان غنی ظاہر'' نے لکھی ہے، میں پڑھا ہے کہ قرآن شریف کی سب سے لمبی آیت آیت الکرسی ہے، آیت الکرسی کم و بیش ۵ لائنوں میں ہے، جبکہ میں نے قرآن شریف میں ایک اور آیت اس سے بھی لمبی دیکھی ہے، جو کہ سات لائنوں میں ہے، اور یہ آیت سورۃ الحج کی پانچویں آیت ہے، آپ ضرور بتائیں کہ قرآن شریف کی سب سے لمبی آیت کون سی ہے؟ آیا وہ آیت جو کہ میں نے کتاب میں پڑھی ہے، یا وہ جو میں نے قرآن شریف میں دیکھی ہے؟


فہرست

ج……قرآنِ کریم کی سب سے لمبی آیت سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:۲۸۲ ہے، جو آیتِ مداینہ کہلاتی ہے، آیت الکرسی زیادہ لمبی نہیں، مگر شرف و مرتبہ میں سب سے بڑی ہے، اور ''سیّدالآیات'' کہلاتی ہے۔

## قرآن مجید کو چومنا جائز ہے

س……ہمارے گھر کے سامنے مسجد میں ایک دن ہمارا پڑوسی قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا، جب تلاوت کر چکا تو قرآن شریف کو چوما، تو مسجد کے خزانچی نے ایسا کرنے سے روکا، اور کہا کہ: قرآن شریف کو نہیں چومنا چاہئے۔ وضاحت کریں کہ یہ شخص صحیح کہتا ہے یا غلط؟ میں بھی قرآن شریف پڑھ کر چومتا ہوں، اور ہمارے گھر والے بھی۔

ج……قرآن مجید کو چومنا جائز ہے۔

## قرآنی حروف والی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء نہ جائیں

س……گزارش ہے کہ لوگ اکثر آیاتِ قرآنی وغیرہ انگوٹھیوں پر کندہ کراتے ہیں، براہِ کرم آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ان انگوٹھیوں کو کس طریقے سے پہن کر بیت الخلاء جایا جائے؟ یا انہیں اُتار کر بیت الخلاء جایا جائے؟ ہم نے انگوٹھی پر حروفِ مقطعات یعنی ص، ن وغیرہ کندہ کرائے ہیں، اس کے لئے بھی بتائیں، کیا مسئلہ ہے؟

ج……انگوٹھی پر آیت یا قرآنی کلمات کندہ ہوں تو ان کو بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہے، اُتار کر جانا چاہئے۔

## تختۂ سیاہ پر چاک سے تحریر کردہ قرآنی آیات کو کس طرح مٹائیں؟

س……جب کلاس میں بلیک بورڈ پر قرآنی آیات لکھی جاتی ہیں تو اس کے بعد ان کو مٹا دیا جاتا ہے، اور پھر ان الفاظ کی چاک زمین پر بکھر، یعنی پھیل جاتی ہے، اور وہی ہمارے پاؤں کے نیچے آتی ہے، اس کے لئے کیا ہونا چاہئے؟ اس کا جواب ہم نے یہ دیا کہ وہ جب مٹ جاتی ہیں تو چاک قرآنی آیات کے الفاظ نہیں ہوتے وہ تو صرف چاک ہوتی ہے۔ لیکن ایک شخص نے ہمیں ایک مثال دے کر لاجواب کر دیا کہ تعویذ کو بعض لوگ پانی میں گھول کر پیتے

ہیں، کاغذ پر تو کچھ لکھا ہوتا ہے، لیکن جب یہ گھل جاتا ہے تو وہ الفاظ تو نہیں رہتے، پھر اسے لوگ کیوں پیتے ہیں؟

ج…… یہ تو ظاہر ہے کہ مٹادینے کے بعد قرآنِ کریم کے الفاظ نہیں رہتے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس چاک کو گیلے کپڑے سے صاف کردیا جائے۔

## بوسیدہ مقدس اوراق کو کیا کیا جائے؟

س…… قرآنِ پاک کے بوسیدہ اوراق کو کیا کیا جائے؟ ہمارے لطیف آباد میں ایک واقعہ ایسا رونما ہوا کہ ایک مسجد کے مؤذّن نے قرآنِ پاک کے بوسیدہ اوراق ایک کنستر میں رکھ کر جلائے، مؤذّن اپنے فالتو اوقات میں چھولے فروخت کرتا ہے اور محنت کرکے کماتا ہے، حج بھی کیا ہے، اور عمرہ بھی ادا کیا ہے، اور مسجد کا کام بھی خوش اُسلوبی سے ادا کرتا ہے، مگر قرآنِ پاک کے اوراق کو جلانے پر اس کے خلاف خطرناک ہنگامہ اُٹھ کھڑا ہوا، اسے فوری طور پر مسجد سے نکال دیا گیا، بعد میں پولیس نے اسے گرفتار بھی کرلیا۔ اب آپ ازرُوئے شریعت یہ بتائیں کہ واقعی مؤذّن سے گناہ سرزد ہوا ہے؟ قرآنِ پاک کے بوسیدہ اوراق ازرُوئے شریعت کون کون سے طریقے سے ضائع کرسکتے ہیں؟ اس پر تفصیلی روشنی ڈالئے۔

ج…… مقدس اوراق کو بہتر یہ ہے کہ دریا میں یا کسی غیرآباد کنویں میں ڈال دیا جائے، یا زمین میں دفن کردیا جائے، اور بصورتِ مجبوری ان کو جلاکر خاکستر (راکھ) میں پانی ملاکر کسی پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتے ہوں، ڈال دیا جائے۔ آپ کے مؤذّن نے اچھا نہیں کیا، لیکن اس سے زیادہ گناہ بھی سرزد نہیں ہوا، جس کی اتنی بڑی سزا دی گئی، لوگ جذبات میں حدود کی رعایت نہیں رکھتے۔

## اخبارات وجرائد میں قابلِ احترام شائع شدہ اوراق کو کیا کیا جائے؟

س…… عرض وگزارش یہ ہے کہ میں نے جناب صدرِ پاکستان کی خدمت میں اس مفہوم کا ایک عریضہ بھیجا تھا کہ آج کل نشر واشاعت میں دین کا جو ذخیرہ اخبارات وغیرہ میں آرہا ہے وہ بہرحال بھلا اور وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہے، لیکن اس سلسلے میں یہ پہلو بھی غور وفکر کا ہے کہ ایسے تمام اخبارات وغیرہ جب ردّی ہوکر بازار میں آتے ہیں تو پھر ان متبرک

مضامین کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے، پہلے مساجد میں کسی مجلس خیر کی طرف سے ایسی ہدایات آویزاں تھیں کہ ایسے ردّی کاغذات مسجدوں میں محفوظ کرادیا کریں، ان کو احترام کے ساتھ ختم کردیا جایا کرے گا۔ پھر سابق وزارتِ اُمورِ مذہبی نے بھی اس کے لئے جگہ جگہ کنستر رکھوائے تھے، مگر اب یہ انتظامات نظر نہیں آرہے، عوام ہی کچھ کرتے ہیں اور پریشان ہوجاتے ہیں۔ رائے ناقص میں اخبارات وغیرہ کو ایسی ہدایت کی جائے کہ وہ اشتہارات میں بسم اللہ کے بجائے ۷۸۶ طبع کریں، اور قرآنی آیات واحادیث کے ساتھ یہ ہدایت بھی طبع کرتے رہیں کہ یہ حصہ ردّی میں دینا گناہ ہے، اسے تراش کر احترام کے ساتھ ختم کیا جائے۔

میرے عریضے کے جواب میں مجھے اطلاع دی گئی کہ میرا خط ضروری کارروائی کے لئے وزارتِ نشر واشاعت اسلام آباد بھیج دیا گیا ہے۔ اسی زمانے میں الفاظ کی بے حرمتی کے متعلق آپ سے بھی سوال کیا، اور آپ نے جواب دیا کہ یہ بے ادبی ایک مستقل وبال ہے، اس کا حل سمجھ میں نہیں آتا، حکومت اور سب کے تعاون کے بغیر اس سیلاب سے بچنا ممکن نہیں۔ میں نے اخبار سے یہ حصہ تراش کر برائے غور اپنے خط میں شامل کرنے کے لئے اپنے عریضے کے ساتھ وزارتِ نشر واشاعت کو بھجوادیا۔ اخبار جنگ کراچی میں حکومت کی ہدایات اور جو فیصلہ شامل ہوا ہے اس کے تراشے میں اس عریضے کے ساتھ جناب کو بھیج رہا ہوں، میری رائے میں اس مرحلے پر عوام سے جو یہ چاہا گیا کہ وہ ایسی عبارتوں کو اسلامی اور شرعی اَحکام کے مطابق تلف کیا کریں، اس میں عوام کے لئے اسلامی اور شرعی اَحکام کی وضاحت بھی ہوجائے تو عوام کا کام آسان ہوجائے گا، اور ایسی وضاحت کا انتظام آپ جیسے محترم ہی مناسب اور صحیح طور پر فرماسکتے ہیں، جو خالی از ثوابِ دارین نہ ہوگا۔

ج……اس سلسلے میں چند اُمور قابلِ ذکر ہیں:

اوّل:……اخبارات وجرائد کے ذریعہ اسمائے مبارکہ کی بے حرمتی ایک وبائی شکل اختیار کرگئی ہے، اس لئے حکومت کو بھی، اخبارات کو بھی اور عام مسلمانوں کو بھی اس سنگینی کا پورا پورا احساس کرنا چاہئے، عوام کو احساس دلانے کے لئے ضروری ہے کہ جو عبارت سرکاری گشتی مراسلے میں دی گئی ہے، اخبارات اسے مسلسل نمایاں طور پر شائع کرتے رہیں۔

دوم:......سرکاری طور پر اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ ایسے منتشر اوراق جن میں قابلِ احترام چیز لکھی ہوئی ہو، ان کی حفاظت کے لئے مساجد میں، رفاہی اداروں میں اور عام شاہراہوں پر جگہ جگہ کنستر رکھوادیئے جائیں، اور عوام کو ہدایت کی جائے کہ جس کو بھی کسی جگہ ایسا قابلِ احترام کاغذ پڑا ہوا ملے اسے ان ڈبوں میں محفوظ کردیا جائے۔

سوم:......ایسے کاغذات کو تلف کرنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ انہیں سمندر میں یا دریا میں یا کسی بے آباد جگہ میں ڈال دیا جائے، یا کسی جگہ دفن کردیا جائے جہاں پاؤں نہ آتے ہوں، اور آخری درجے میں ان کو جلانے کے بعد خاکستر میں پانی ملاکر کسی ایسی جگہ ڈال دیا جائے جہاں پاؤں نہ آتے ہوں۔

## قرآنی آیات کی اخبارات میں اشاعت بے ادبی ہے

س...... جنگ کوئٹہ میں ایک قدیم نادر قلمی قرآن مجید کا عکس شائع ہوا تھا، دیکھ کر بے حد دُکھ ہوا کہ اس میں سورۂ قریش میں ایک لفظ چھوٹا ہوا ہے، (اخبار کا ٹکڑا بھیج رہا ہوں) لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ بتائیں ہم غلطی پر ہیں؟ یہ قرآنی نسخہ بارہا چھپ چکا ہوگا اور کافی عرصہ پرانا بھی ہے، تو کیا آج تک کسی کی نظر سے نہیں گزرا جو اسے صحیح کیا جاتا؟ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اس کے بارے میں تفصیل سے جواب دیں اور یہ بھی بتائیں کہ اخبار میں قرآنی آیات کا چھاپنا اتنا ضروری ہے کہ اس کی بے ادبی کو مدِنظر رکھے بغیر چھاپ دیا جائے؟ قلات میں اکثریت ہندو گھرانوں کی ہے، اس لئے ہر ہندو کے ہاتھ میں اخبار ہوتا ہے، اور ان کے لئے عام اخبار کی خبریں اور قرآنی آیات سب برابر ہیں، اور ہم مسلمان بھائی اخباروں کو کہاں تک سنبھال سکتے ہیں؟

ج...... آپ نے جو اخباری تراشہ بھیجا ہے، اس میں آیت واقعی غلط چھپی ہوئی ہے، جو افسوسناک بات ہے، میں قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کو اخبار میں چھاپنا بھی بے ادبی سمجھتا ہوں۔

## قرآن مجید کو الماری کے اُوپری حصے میں رکھیں

س...... عرض یہ ہے کہ مجھے ایک اُلجھن درپیش آگئی ہے، میں قرآن مجید اپنی بک شیلف

کی نچلی دراز میں رکھتی ہوں، اچانک میرے ذہن میں خیال ہوا ہے کہ صوفے کی سطح دراز سے اُونچی ہے، اس لئے نعوذ باللہ کہیں قرآن پاک کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو؟ دراز بند ہے، مہربانی فرماکر مجھے ٹھیک سے بتائیں میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔

ج…… قرآن مجید چونکہ الماری میں بند ہوتا ہے، اس لئے بے حرمتی تو نہیں، مگر بہتر یہی ہے کہ اسے اُونچا رکھ دیجئے۔

## قرآن مجید کو نچلی منزل میں رکھنا جائز ہے

س…… قرآن کو اُونچی جگہ رکھا جاتا ہے، لیکن اگر مکان ایک سے زائد منزلوں پر مشتمل ہو تو کیا قرآن کو نچلی منزل میں رکھنے سے اس کی بے ادبی نہیں ہوتی؟ جبکہ اُوپر کی منزلوں میں لوگ چلتے پھرتے، سوتے غرض ہر کام کرتے ہیں۔

ج…… نچلی منزل میں قرآنِ کریم کے ہونے کا کوئی حرج نہیں۔

## قرآن مجید پر کاپی رکھ کر لکھنا سخت بے ادبی ہے

س…… کیا قرآن شریف کے اُوپر کوئی کاپی وغیرہ رکھ کر لکھنا چاہئے؟

ج…… کیا کوئی مسلمان جس کے دِل میں قرآن مجید کا ادب ہو، قرآن مجید پر کاپی رکھ کر لکھ سکتا ہے؟

## ٹی وی کی طرف پاؤں کرنا جبکہ اس پر قرآنِ کریم کی آیات آرہی ہوں

س…… بسا اوقات لیٹ کر ٹی وی پروگرام دیکھ رہے ہوتے ہیں، اس دوران پاؤں بھی ٹی وی کی طرف ہوتے ہیں، اور تخت ٹی وی سے اُونچا ہوتا ہے، اور قرآن شریف کی آیات ٹی وی پر دکھائی جاتی ہیں، تو کوئی گناہ ہے یا نہیں؟ اور گناہگار کون ہوگا دیکھنے والا یا ٹی وی پروگرام دکھانے والا؟

ج…… یہ ایک نہیں، بلکہ تین گناہوں کا مجموعہ ہے:

۱:…… ٹی وی دیکھنا بذاتِ خود حرام ہے۔

۲:…… اس حرام چیز کا قرآنِ کریم کے لئے استعمال حرام۔

۳:......قرآنِ کریم کے نقوش کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے۔
پروگرام دیکھنے اور دکھانے والے سب اس کے وبال میں شریک ہیں۔

## دِل میں پڑھنے سے تلاوتِ قرآن نہیں ہوتی، زبان سے قرآن کے الفاظ کا ادا کرنا ضروری ہے

س...... اکثر قرآن خوانی میں لوگ خاص کر عورتیں تلاوت اس طرح کرتی ہیں جیسے اخبار پڑھتے ہیں، آواز تو درکنار لب تک نہیں ملتے، دِل میں ہی پڑھتی ہیں، ان سے کہو تو جواب ملتا ہے: ہم نے دِل میں پڑھ لیا ہے، مرد تلاوت کی آواز سنیں گے تو گناہ ہوگا۔

ج......قرآن مجید کی تلاوت کے لئے زبان سے الفاظ ادا کرنا شرط ہے، دِل میں پڑھنے سے تلاوت نہیں ہوتی۔

## بغیر زبان ہلائے تلاوت کا ثواب نہیں، البتہ دیکھنے اور تصوّر کرنے کا ثواب ملے گا

س......بعض لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں لیکن ہونٹ نہیں ہلاتے، دِل میں خیال کرکے پڑھتے ہیں۔

ج......تلاوت زبان سے قرآن مجید کے الفاظ کی ادائیگی کا نام ہے، اس لئے اگر زبان سے نہ پڑھے اور صرف دِل میں خیال کرے تو تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا، صرف آنکھوں سے دیکھنے اور دِل میں تصوّر کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

## تلاوت کے لئے ہر وقت صحیح ہے

س...... یہاں پر سعودی عرب میں اذان کے بعد اور ہر باجماعت نماز سے پہلے اکثر لوگ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں، جمعہ کے روز بھی ایسا ہوتا ہے، کیا دن میں کسی خاص وقت کا خیال کئے بغیر ایسا عمل صحیح ہے؟

ج......قرآنِ کریم کی تلاوت دن رات میں کسی وقت بھی منع نہیں، ہر وقت تلاوت کی جاسکتی ہے۔

## طلوعِ آفتاب کے وقت تلاوت جائز ہے

س...... جب سورج طلوع ہونے کا وقت ہو تب نماز پڑھنا منع کیا گیا ہے، کیا اس وقت قرآن مجید کی تلاوت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج......اس وقت قرآنِ کریم کی تلاوت جائز ہے۔

## زوال کے وقت تلاوتِ قرآن اور ذکر واذکار جائز ہیں

س......قرآن خوانی کے بارے میں یہ سوال تھا کہ کسی شخص کے مرنے کے بعد دُوسرے روز یا کسی بھی روز قرآن خوانی ہوتی ہے، ایک صاحب نے کہا کہ اب قرآن خوانی کا ٹائم نہیں ہے، زوال کا وقت ہونے والا ہے، کیا اس وقت قرآن خوانی کرسکتے ہیں؟

ج......زوال کے وقت قرآنِ کریم کی تلاوت اور دیگر ذکر واذکار جائز ہیں، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ اب قرآن خوانی کا وقت نہیں، یہ الگ بحث ہے کہ آج کل قرآن خوانی کا جو رواج ہے اس میں لوگوں نے بہت سی غلط چیزیں بھی شامل کرلی ہیں۔

## عصر تا مغرب تلاوت، تسبیح کے لئے بہترین وقت ہے

س......عصر سے لے کر مغرب کے وقت تک قرآن پاک پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ کہتے ہیں کہ یہ زوال کا وقت ہوتا ہے۔

ج......عصر سے مغرب کا وقت تو بہت ہی مبارک وقت ہے، اس وقت ذکر و تسبیح اور تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول ہونا بہت ہی پسندیدہ عمل ہے۔

## تلاوتِ قرآن کا افضل ترین وقت

س......قرآن پڑھنے کا افضل ترین وقت کون سا ہے؟ تقریباً ایک سال پہلے کی بات ہے، میرے دِل میں قرآن و نماز پڑھنے کا جذبہ بہت شوق سے اُبھرا، سردیوں کے دن تھے چھوٹے، تمام وقت کام میں مصروف رہتی، نماز کا وقت تو مل جاتا لیکن قرآن عموماً رات کے گیارہ یا بارہ بجے پڑھنے بیٹھ جاتی۔ ترجمہ کے ساتھ مجھے بہت لطف آتا، کیونکہ رات کا وقت بہت سکون کا ہوتا ہے، سمجھ کر پڑھنا بہت اچھا لگتا ہے، مگر یہ جان کر بہت دُکھ ہوا کہ ایک دن

میرے شوہر فرمانے لگے، بلکہ ناراض بھی ہوئے کہ یہ کون سا وقت ہے؟ خدانخواستہ بیوہ عورتیں اس وقت پڑھا کرتی ہیں! تم عصر میں یا علی الصباح پڑھا کرو، میرے شوہر خود قرآن کے حافظ اور دینی علوم سے آگاہ ہیں، ان کی زبان سے یہ جان کر بہت صدمہ ہوا کہ وہ میرا قرآن پڑھنے کا غلط مقصد نکال رہے ہیں، جبکہ میرے دِل میں کہیں بھی ایسا خیال نہ تھا، نہ مجھے یہ پتہ تھا کہ میں اس وقت پڑھوں گی تو لوگ ہم میاں بیوی میں کشیدگی سمجھیں گے، نہ یہ مقصد تھا کہ میری آواز سن کر پڑوسی مجھے بہت نیک پارسا سمجھیں، میں تو خود کو بے حد گناہگار تصوّر کرتی ہوں۔ بہرحال اس دن سے دِل کچھ ایسا ہوگیا کہ نماز و قرآن کی طرف دِل راغب نہیں ہوتا، دُنیا جہان کے کاموں میں لگی رہتی ہوں، البتہ ضمیر بے حد ملامت کرتا ہے، موت کا تصوّر کسی لمحے کم نہیں ہوتا۔

ج...... آپ کے شوہر کا یہ کہنا تو محض ایک لطیفہ تھا کہ اس وقت بیوہ عورتیں پڑھا کرتی ہیں، ویسے یہ خیال ضرور رہنا چاہئے کہ ہمارے طرزِ عمل سے دُوسرے کو تکلیف نہ پہنچے، گیارہ بجے کا وقت عموماً آرام کا وقت ہوتا ہے، اور اس وقت آپ کے پڑھنے سے دُوسروں کی نینداور راحت میں خلل واقع ہوسکتا ہے۔ آپ کے لئے مناسب یہ ہے کہ کام کاج نمٹا کر نمازِ عشاء پڑھ کر جس قدر جلدی ممکن ہو سو جایا کریں، آخرِ شب میں تہجد کے وقت اُٹھ کر کچھ نوافل پڑھ کر قرآنِ کریم کی تلاوت کرلیا کریں (اور عورتوں کو تلاوت بھی آہستہ کرنی چاہئے، اتنی بلند آواز سے نہیں کہ آواز نامحرموں تک جائے)، سردیوں میں تو اِن شاء اللہ اچھا خاصا وقت مل جایا کرے گا، اور گرمیوں میں اگر اس وقت تلاوت کا وقت نہ ملے تو نمازِ فجر کے بعد کرلیا کریں، یہ موزوں ترین وقت ہے۔ اور آپ نے جو لکھا ہے کہ جس دن سے آپ کے شوہر نے آپ کو بے وقت پڑھنے پر ٹوکا ہے، اس دن سے نماز و قرآن کی طرف دِل راغب نہیں ہوتا، اس سے آپ کے نفس کی چوری نکل آئی، اگر آپ نماز و تلاوت رضائے الٰہی کے لئے کرتی تھیں تو اب اس سے بے رغبتی کیوں ہوگئی؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تلاوت کرنے پر نفس کا کوئی چھپا ہوا مکر تھا، اس سے توبہ کیجئے، خواہ رغبت ہو یا نہ ہو، نماز و تلاوت کا اہتمام کیجئے، مگر بے وقت نہیں۔

## قرآنی آیات والی کتاب کو بغیر وضو ہاتھ لگانا

س...... اقرأ ڈائجسٹ میں قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ لکھا ہوتا ہے، براہِ کرم وضاحت فرمائیں کہ کیا اسے بغیر وضو مطالعہ کیا جاسکتا ہے؟ اسی طرح کچھ اور کتابیں یا اخبار جن میں قرآنی آیات یا صرف ان کا ترجمہ احادیثِ نبویؐ یا ان کا ترجمہ تحریر ہوتا ہے، وضو کے بغیر پڑھی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

ج...... دینی کتابیں جن میں آیاتِ شریفہ درج ہوں، ان کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز ہے، مگر آیاتِ شریفہ کی جگہ ہاتھ نہ لگایا جائے۔

## بغیر وضو قرآن مجید پڑھنا جائز ہے، چھونا نہیں

س...... قرآن شریف کو چھونے کے لئے یا ہاتھ میں لینے کے لئے یا کوئی آیت دیکھنے کے لئے وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ کیونکہ انسان بغیر وضو کے بھی پاک ہوتا ہے، شاید قرآن شریف کے اُوپر ہی جو آیت درج ہوتی ہے اس کا مفہوم بھی ایسا ہی ہے کہ پاک لوگ چھوتے ہیں یہ کتاب، وغیرہ، اُمید ہے ہماری رہنمائی فرمائیں گے۔

ج...... بغیر وضو کے قرآن مجید پڑھنا جائز ہے، مگر ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

## نابالغ بچے قرآنِ کریم کو بلا وضو چھو سکتے ہیں

س...... چھوٹے بچے بچیاں مسجد، مدرسے میں قرآن پڑھتے ہیں، پیشاب کرکے آبدست نہیں کرتے، بلا وضو قرآن چھوتے ہیں، معلم کا کہنا ہے کہ جب تک بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی، تب تک وہ بلا وضو قرآن چھو سکتا ہے۔ چار پانچ سال کے اکثر بچے بار بار پیشاب کو جاتے ہیں، ریاح آتی رہتی ہے، ان کے لئے ہر دس پندرہ منٹ پر وضو کرنا بہت مشکل کام ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کتنی عمر کے بچے بلا وضو قرآن چھو سکتے ہیں؟

ج...... چھوٹے نابالغ بچوں پر وضو فرض نہیں، ان کا بلا وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا دُرست ہے۔

## قرآن مجید اگر پہلے نہیں پڑھا تو اَب بھی پڑھ سکتے ہیں

س...... قرآنِ کریم کو عربی زبان میں پڑھ کر ہی ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے یا کہ اُردو زبان

میں ترجمہ پڑھ کر بھی ثواب حاصل ہوگا؟ کیونکہ مجھے عربی نہیں آتی۔

ج…… قرآن عربی میں ہے، اُردو میں تو اس کا ترجمہ ہوگا، اور اس کا ثواب قرآن کی تلاوت کا ثواب نہیں، آپ نے اگر قرآن مجید نہیں پڑھا، تو اَب بھی پڑھ سکتے ہیں۔

## دِل لگے یا نہ لگے قرآن شریف پڑھتے رہنا چاہئے

س…… میں قرآن شریف کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں، اللہ کا شکر ہے میں اب تک ۱۹ پارے پڑھ چکا ہوں، اور اب پڑھنے میں دِل نہیں لگ رہا ہے، آپ کوئی وظیفہ تحریر کردیں آپ کی مہربانی ہوگی جس پر عمل کرنے سے تعلیم حاصل کرنے کو میرا دِل لگ جائے، نماز کے بعد دُعا کرتا ہوں کہ اے رَبّ! میرے علم میں اضافہ فرما۔

ج…… بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ خواہ دِل لگے یا نہ لگے وہ ضرور کئے جاتے ہیں، مثلاً: دوائی پینے کو دِل نہیں چاہتا، مگر صحت کے خیال سے پی جاتی ہے، اسی طرح قرآن مجید بھی باطنی صحت کے لئے ہے، خواہ دِل لگے یا نہ لگے پڑھتے رہیں، انشاء اللہ دِل بھی لگنے لگے گا۔

## قرآن مجید کو فقط غلاف میں رکھ کر مدتوں نہ پڑھنا موجبِ وبال ہے

س…… آج کل یہ عام ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت نہیں ہوتی، صرف قرآن مجید گھر میں، ہوٹلوں اور دُکانوں میں اُونچی جگہ میں نظر آتا ہے، غلاف پر بہت سارا گرد و غبار جمع ہوتا ہے، کیا قرآن مجید کو ایسی جگہوں میں رکھنا جائز ہے؟

ج…… قرآن مجید کو اُونچی جگہ پر تو رکھنا ہی چاہئے، باقی مدتوں اس کی تلاوت نہ کرنا لائقِ شرم اور موجبِ وبال ہے۔

## قرآن مجید کی تلاوت نہ کرنے والا، عظیم الشان نعمت سے محروم ہے

س…… اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا تو کہیں وہ گناہ کا مرتکب تو نہیں ہوتا؟

ج…… قرآن مجید کی تلاوت نہ کرنے والا گناہگار تو نہیں، لیکن ایک عظیم الشان نعمت سے محروم ہے۔

## سگریٹ پیتے ہوئے قرآنِ کریم کا مطالعہ یا ترجمہ پڑھنا خلافِ ادب ہے

س…… ایک شخص قرآنِ حکیم کا مطالعہ معنی سمجھنے کے لئے کر رہا ہے، اُردو کی مدد سے وہ الفاظ اور عبارت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے، اور اس دوران سگریٹ پی رہا ہے، اس کا یہ فعل کہاں تک دُرست ہے؟ کیا وہ سگریٹ پینے سے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے، جبکہ سگریٹ یا حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا؟

ج…… سگریٹ یا حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن جو شخص قرآنِ کریم کے اتنے احترام سے بھی عاری ہے، اسے قرآنِ پاک کا فہم کیا خاک نصیب ہوگا؟ اور پھر وہ بے چارہ خالی اُردو ترجمے سے کیا سمجھے گا؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

## سوتے وقت لیٹ کر آیت الکرسی پڑھنے میں بے ادبی نہیں

س…… آیت الکرسی جو میں رات کو پڑھ کر سوتی ہوں، لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب لیٹ جاتی ہوں تو یاد آتا ہے، لیٹ کر پڑھنے سے بے ادبی تو نہیں ہوتی؟ ضرور بتائیے۔

ج…… لیٹ کر پڑھنا جائز ہے، بے ادبی نہیں۔

## تلاوت کرنے والے کو نہ کوئی سلام کرے، نہ وہ جواب دے

س…… جب کوئی آدمی کلامِ پاک کی تلاوت کر رہا ہو، ایسی حالت میں اسے سلام دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر سلام دے دیا جائے تو کیا اس پر جواب دینا واجب ہو جاتا ہے؟

ج…… اس کو سلام نہ کیا جائے، اور اس کے ذمہ سلام کا جواب بھی ضروری نہیں۔

## ہر تلاوت کرنے والے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ کہاں ٹھہرے؟ کہاں نہیں؟

س…… رُموزِ اوقاف قرآن مجید کو ادا کرنا کیا ہر مسلمان کا فرض ہے یا صرف قاری لوگوں کے لئے ضروری ہے؟

ج…… کس لفظ پر، کس طرح وقف کیا جائے؟ اور کہاں وقف ضروری ہے، کہاں نہیں؟ یہ بات جاننا ہر قرآن مجید پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے، اور یہ زیادہ مشکل نہیں، کیونکہ



فہرست

قرآن مجید میں اس کی علامات لگی ہوتی ہیں، باقی فن کی باریکیوں کو فن ماہرین کا کام ہے۔

## مسجد میں تلاوتِ قرآن کے آداب

س...... مسجد میں جب اور لوگ بھی نماز و تسبیح میں مشغول ہوں تو کیا تلاوت با آواز بلند جائز ہے؟

ج...... اتنی بلند آواز سے تلاوت کرنا جائز نہیں جس سے کسی کی نماز میں خلل پڑے۔

## اگر کوئی شخص قرآن پڑھ رہا ہو تو کیا اس کا سننا واجب ہے؟

س...... مولانا صاحب! احقر خود اس ماہِ مبارک میں نماز، روزہ، تلاوت کرتا ہے، گھر کے تقریباً جملہ افراد بھی یہ عمل کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ گھر میں جبکہ زیادہ تر لوگ قرآنِ کریم (بلند آواز میں) پڑھ رہے ہوں، تو کیا ہم وہ سنیں یا ہم کچھ ذاتی اور دُنیاوی کام بھی اس وقت کر سکتے ہیں؟ میں کافی کشش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہوں کہ آخر قرآنِ کریم کی تلاوت کے دوران کہاں تک کاموں کو روکوں؟ اُمید ہے کہ آپ مدد فرمائیں گے اور احقر کو جواب دیں گے، قرآنِ کریم سے مجھے بے حد محبت ہے، میں خود پڑھتا ہوں، مگر میں نے ایک حدیث پڑھی ہے کہ اسے تب تک پڑھو جب تک دِل چاہے۔

ج...... جو شخص اپنے طور پر قرآن پڑھ رہا ہو، اس کا سننا واجب نہیں، اور گھر والوں کے لئے بھی بہتر یہ ہے کہ آہستہ پڑھیں۔

## سورۃ التوبہ میں کب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اور کب نہیں؟

س...... قرآن مجید کی سورتوں میں صرف ایک سورۂ توبہ کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نہیں ہے، اگر کوئی شخص بغیر بسم اللہ پڑھے ہی سورۂ توبہ کی تلاوت شروع کر دے اور درمیان میں ہی رُک کر دُوسرے دن اسی جگہ سے تلاوت شروع کر دے تو بسم اللہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج...... سورۂ برأت (توبہ) کے شروع میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کی وجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ اس سورۃ کے مضامین چونکہ اس سے پہلے کی سورۂ انفال سے ملتے جلتے ہیں، اس لئے ہمیں خیال ہوا کہ یہ سورۂ انفال کا جز نہ ہو، پس احتمالِ جزئیت کی بنا پر بسم

اللہ نہیں لکھی گئی، اور مستقل سورۃ ہونے کے احتمال کی بنا پر اس کو ماقبل کی سورۃ سے ممتاز کردیا گیا، گویا جز ہونے یا نہ ہونے کے دونوں پہلوؤں کی رعایت ملحوظ رکھی گئی۔ اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر اُوپر سے پڑھتا آرہا ہو تب تو بسم اللہ پڑھے بغیر ہی سورۂ توبہ شروع کردے، اور اگر اس سورۃ سے تلاوت شروع کی ہے تو عام معمول کے مطابق اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے، اسی طرح اگر اس سورۃ کے درمیان تلاوت روک دی تھی، تو آگے جب تلاوت شروع کرے تب بھی اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے۔

## قرآن شریف کی ہر سطر پر اُنگلی رکھ کر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنا

س...... میں نے سنا اور دیکھا بھی ہے کہ اکثر ایسے لوگ جو قرآن شریف کی ہر سطر پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھتے ہیں، کہتے ہیں کہ اس طرح دو قرآن ختم کرنے سے ایک قرآن ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے، ان لوگوں کا یہ فعل کیا دُرست ہے؟

ج...... اس سے قرآنِ کریم کی تلاوت کا ثواب نہیں ملتا، اور قرآن مجید پر بلاوجہ اُنگلی پھیرنا فضول حرکت ہے، صرف بسم اللہ پڑھنے کا ثواب مل جائے گا۔

## بغیر سمجھے قرآنِ پاک سننا بہتر ہے یا اُردو ترجمہ پڑھنا؟

س...... رمضان المبارک میں تراویح پڑھی جاتی ہیں، میں تراویح پڑھنے بہت کم گیا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں گناہ تو نہیں کر رہا ہوں؟ ہمیں عربی زبان سمجھ نہیں آتی، اسی لئے قرآن مجید تو پڑھ سکتے ہیں لیکن سمجھ نہیں سکتے، تراویح میں پورا قرآن ختم کیا جاتا ہے، مگر جو چیز سمجھ میں نہیں آئے اسے عبادت کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اگر میں اس مبارک مہینے میں نمازِ عشاء کے بعد قرآن شریف کا اُردو ترجمہ پڑھوں تاکہ مجھے کچھ سبق حاصل ہو اور میں اپنے دوست واحباب تک کو ان کی اپنی زبان میں قرآنی واقعات بتاؤں، تو کیا مجھے تراویح نہ پڑھنے کا گناہ ملے گا؟ جبکہ تراویح میں آنے والے طرح طرح کے خیالات، حافظ جی کی تیزی اور قرآن کی ناسمجھی کی وجہ سے میرے خالی ذہن میں داخل ہوجاتے ہیں، جو سوائے گناہ کے اور کچھ نہیں۔

ج…… آپ کی تحریر چند مسائل پر مشتمل ہے، جن کو بہت ہی اختصار سے ذکر کرتا ہوں:

۱:…… تراویح میں پورا قرآن مجید سننا سنتِ مؤکدہ ہے، اور اس سے محروم رہنا بڑی سخت محرومی ہے، دُوسری کوئی عبادت اس کا بدل نہیں بن سکتی۔

۲:…… قرآن مجید پڑھنا مستقل عبادت ہے، خواہ معنی سمجھے یا نہ سمجھے، اور قرآن مجید سمجھنا الگ عبادت ہے، اگر آپ کو قرآنِ کریم کے سمجھنے کا شوق ہے تو یہ بڑی سعادت ہے، تاہم الفاظِ قرآن کی تلاوت کو... نعوذ باللہ... بے کار سمجھنا غلط ہے۔ تلاوتِ آیات کو اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر مقاصدِ نبوّت میں شمار فرمایا ہے، اور تلاوت کی مدح فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوتِ قرآن کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں، اس لئے تلاوت کو فضول سمجھنا، خدا اور رسولؐ کی تکذیب اور قرآنِ کریم کی توہین کے ہم معنی ہے۔ ہمارے شیخ حضرتِ اقدس مولانا محمد زکریاؒ کا رسالہ "فضائلِ قرآن" ملاحظہ فرمالیا جائے۔

۳:…… قرآن مجید سیکھنے کا یہ طریقہ نہیں کہ آپ اس کا ترجمہ بطور خود پڑھ لیا کریں، کیونکہ اوّل تو یہی معلوم نہیں کہ جو ترجمہ آپ کے زیرِ مطالعہ ہے، وہ کسی دیندار آدمی کا ہے یا کسی بے دین کا، مؤمن کا ہے یا کافر کا؟ اور یہ کہ اس نے منشائے الٰہی کو ٹھیک سمجھا بھی ہے یا نہیں؟ سمجھا ہے تو اسے ٹھیک طریقے سے تعبیر بھی کرپایا ہے یا نہیں؟ اور پھر یہ کہ ترجمہ پڑھ کر آپ صحیح بات سمجھ سکیں گے؟ کہیں فہم میں کوئی لغزش تو نہیں ہوگی؟ اس کے اطمینان کا آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہوگا، اور خدانخواستہ غلط مفہوم سمجھ کر اسے دُوسروں کو بتائیں گے، تو افتراء علی اللہ کا اندیشہ ہے۔ شاہی فرامین کی ترجمانی کے لئے کیسے کیسے ماہرین رکھے جاتے ہیں، بڑا ظلم ہوگا اگر ہم قرآن فہمی کے لئے کسی استعداد و مہارت کی ضرورت ہی نہ سمجھیں، اور محض ترجمہ خوانی کا نام قرآن فہمی رکھ لیں۔ الغرض قرآن فہمی کا طریقہ یہ نہیں کہ محض اُردو ترجمہ پڑھ لینے کو کافی سمجھ لیا جائے، بلکہ اگر یہ شوق ہو تو کسی محقق عالم کی صحبت میں قرآنِ کریم پڑھا جائے اور اس کے لئے ضروری استعداد پیدا کی جائے۔

۴:…… پھر جناب نے تراویح کے وقت ہی کو ترجمہ خوانی کے لئے کیوں تجویز فرمایا؟ جو عبادات شریعت نے مقرّر کی ہیں، ان کو حذف کرکے اپنے خیال میں قرآن فہمی

میں مشغول ہونا گویا صاحبِ شریعت کو مشورہ دینا ہے کہ اس کو فلاں عبادت کی جگہ یہ چیز مقرّر کرنی چاہئے تھی، اور یہ بات آدابِ بندگی کے یکسر منافی ہے، بندہ کا فرض تو یہ ہونا چاہئے کہ جس وقت اس کی جو ڈیوٹی لگادی جائے، اسی کو بجالائے، ترجمہ خوانی کا اگر شوق ہے تو اس کے لئے آپ سیر و تفریح اور آرام و طعام کے مشاغل حذف کر کے بھی تو وقت نکال سکتے ہیں۔

۵:...... آپ کا یہ ارشاد بھی اس ناکارہ کے نزدیک اصلاح کا محتاج ہے کہ: ''اپنے دوست احباب تک ان کو ان کی زبان میں قرآنی واقعات بتاؤں'' آدمی کو ہدایتِ الٰہی کا مطالعہ کرتے وقت یہ نیت کرنی چاہئے کہ جو ہدایت مجھے ملے گی اس پر خود عمل کروں گا، اسی عمل کا ایک شعبہ یہ بھی ہے کہ جو صحیح مسئلہ معلوم ہو، وہ دُوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی بتایا جائے، لیکن ہم کو اپنی اصلاح کی سب سے پہلے فکر ہونی چاہئے اور قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کا مطالعہ صرف اسی نیت سے کرنا چاہئے۔

۶:...... تراویح میں حافظ صاحب ایسے مقرّر کئے جائیں جو الفاظِ قرآن کو صحیح صحیح ادا کریں، تیز روی میں الفاظ کو خراب نہ کریں۔

۷:...... نماز میں جو خیالات بغیر قصد و اختیار کے آئیں نہ وہ گناہ ہیں، نہ ان پر مؤاخذہ ہے، ان خیالات سے پریشان ہونا غلط ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ آدمی نماز کی طرف متوجہ رہنے کی کوشش کرتا رہے، خیالات بھٹکتے ہیں تو بھٹکتے رہیں، ان کی طرف التفات ہی نہ کرے، بلکہ بار بار نماز کی طرف متوجہ ہوتا رہے، انشاء اللہ اس کو کامل نماز کا ثواب ملے گا۔

## اُردو میں تلاوت کرنا

س...... جناب مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرآن اُردو میں پڑھا جائے تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ عربی میں پڑھنے سے، یا عربی میں پڑھنا ہی بہتر ہے؟ کیونکہ عربی میں قرآن مجید پڑھ تو لیتے ہیں لیکن ظاہر بات ہے، سمجھ نہیں سکتے، جبکہ قرآن مجید کو جب تک سمجھا اور اس پر عمل نہ کیا جائے، اس کا پڑھنا بے کار ہے۔

ج...... اُردو ترجمہ پڑھنے سے قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا، تلاوت کا ثواب


فہرست

صرف قرآنِ کریم کے الفاظ کے ساتھ مخصوص ہے، سمجھنے کے لئے تلاوت کرنے کے بعد اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ لی جائے، لیکن قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اس کے اپنے الفاظ کی تلاوت سے ہوگا۔

اور قرآن مجید کی بے سمجھے تلاوت کو بے کار کہنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تلاوت کے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں، یہ فضائل قرآنِ کریم کے الفاظ کی تلاوت کے ہیں، خواہ معنی و مفہوم کو سمجھے یا نہ سمجھے۔

## قرآن مجید پڑھنے کا ثواب فقط ترجمہ پڑھنے سے نہیں ملے گا

س...... ترجمے والے قرآن پاک کا ترجمہ پڑھتے ہیں، کیا اس طرح قرآن شریف پڑھنے سے اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا عربی میں (جو کہ اس کی اصل شکل ہے) پڑھنے سے ملتا ہے؟

ج...... قرآن مجید کے الفاظ کی تلاوت کے بغیر صرف ترجمہ پڑھنے سے قرآن مجید پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا۔

## قرآن مجید کے الفاظ کو بغیر معنی سمجھے ہوئے پڑھنا بھی عظیم مقصد ہے

س...... اگر ایک آدمی عربی میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور وہ صرف طوطے کی طرح پڑھے جاتا ہے، مگر اسے یہ پتہ نہیں کہ اس نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ صرف اسے اتنا پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب پڑھ رہا ہوں، اب اس کا کیا مقصد ہوا؟ اس شخص کا اس طرح سے قرآن مجید پڑھنا اس کے واسطے محض انگریزی یا یونانی پڑھنے کے مترادف ہوا، اگر اسے ان کے معانی نہیں آتے، کیا اس شخص کو بغیر معنی کے قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ملے گا؟ حالانکہ قرآن مجید پڑھنے کا مقصد اور مطلب تو یہ ہے کہ اس مقدس کتاب کو خوبصورتی سے پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، اگر مقصد صرف پڑھنے تک محدود رہے تو اس کا کیا فائدہ؟

ج...... قرآن مجید کے الفاظ کی تلاوت ایک مستقل وظیفہ ہے، جس کی قرآنِ کریم اور حدیثِ

نبویؐ میں ترغیب دی گئی ہے، اور اس کو مقاصدِ نبوّت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں سے ایک مستقل مقصد قرار دیا گیا ہے، اور قرآنِ کریم کے الفاظ کو طوطے کی طرح رٹنے، حفظ کرنے اور اس کی تلاوت کرنے کا اجر و ثواب بیان فرمایا گیا ہے۔ اور اس کے معنی و مفہوم کو مصنف ایک مستقل وظیفہ ہے، اس کا الگ اجر و ثواب ہے، اور سمجھ کر اس کے اَحکام پر عمل کرنا یہ سب سے اہم تر مقصد ہے، اور ایک مسلمان کو اپنی ہمت و بساط کے مطابق کلام اللہ کی تلاوت بھی کرنی چاہئے، اس کے الفاظ بھی یاد کرنے چاہئیں، اس کے معنی و مفہوم کو بھی ضرور سمجھنا چاہئے، اور ارشاداتِ خداوندی پر عمل بھی کرنا چاہئے، مگر بے سمجھے پڑھنے کو بے فائدہ کہنا دُرست نہیں، بلکہ گستاخی و بے ادبی ہے جس سے توبہ کرنا واجب ہے۔

## معنی سمجھے بغیر قرآن پاک کی تلاوت بھی مستقل عبادت ہے

س...... میرا سوال یہ ہے کہ قرآن پاک بغیر سمجھے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں، جب تک اس کے معنی نہ پڑھے جائیں، لیکن کیا یہ جائز ہے کہ ہم جو رُکوع پڑھنا چاہیں صرف اس کے معنی پڑھ لیں، یعنی بغیر تلاوت کے؟

ج...... قرآن مجید کی تلاوت ایک مستقل عبادت اور اعلیٰ ترین عبادت ہے، اس کے مفہوم و معنی کو سمجھنا مستقل عبادت ہے، اور پھر اس پر عمل کرنا الگ عبادت ہے۔ قرآنِ کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین وظائف ذکر فرمائے گئے ہیں:

۱: تلاوتِ آیات۔ ۲: تعلیمِ کتاب و حکمت۔ ۳: تزکیہ۔

یہ انہی تین عبادتوں کی طرف اشارہ ہے جو اُوپر ذکر کی گئی ہیں، اس لئے معنی سمجھے بغیر قرآنِ کریم کی تلاوت کو بے کار سمجھنا غلط ہے، کیا یہ نفع کم ہے کہ قرآنِ کریم کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں؟ بہرحال قرآن مجید کی تلاوت تو ہر مسلمان کا وظیفہ ہونا چاہئے، خواہ معنی سمجھے یا نہ سمجھے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ توفیق اور ہمت دے تو معنی سمجھنے کی کوشش کی جائے، مگر صرف قرآنِ کریم کا ترجمہ پڑھ کر قرآن مجید کی آیت کا مفہوم اپنے ذہن سے نہ گھڑ لیا جائے، بلکہ جہاں اِشکال ہو اہلِ علم سے سمجھ لیا جائے۔

## قرآن مجید سمجھ کر پڑھے یا بے سمجھے، صحیح ہے، لیکن نیا مطلب گھڑنا غلط ہے

س…… روزنامہ جنگ مؤرخہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۸۲ء کے صفحہ:۳ پر ایک حدیث بحوالہ مسلم رقم ہے، عنوان ہے: ''طلبِ علم کا صلہ'' اس حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان درج ہے کہ: ''جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں اکٹھے ہوکر اللہ کی کتاب پڑھتے اور اس پر بحث و گفتگو کرتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمانی سکون نازل ہوتا ہے، رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے فرشتوں کی مجالس میں فرماتے ہیں۔'' اس حدیث شریف میں قرآن شریف پڑھنے اور اس کے معانی و حکمت پر گفتگو اور بحث کرنے کی برکات کا ذکر ہے، اور اشارہ ملتا ہے کہ لوگ قرآنِ کریم کے معانی و مطالب اور حکمت و فلسفہ کو موضوعِ گفتگو بنائیں، اور یوں اس کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش کریں۔ لیکن فی زمانہ دیکھا گیا ہے کہ قرآنِ کریم کی صرف تلاوت یعنی پڑھ لینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے اور اللہ سے ثواب (اجر) حاصل کرنے کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے، یہ رویہ نہ صرف کم علم عوام کا ہے بلکہ اچھے پڑھے لکھے بھی قرآنِ کریم کی لفظی تلاوت سے آگے بڑھنا ضروری نہیں سمجھتے۔ یہی نہیں بلکہ اکثر علماء قرآنِ کریم کے مطالب اور حکمت پر بحث و گفتگو سے مسلمانوں کو منع کرتے ہیں اور صرف تلاوت کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اسی پر زور دیتے ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس بات پر روشنی ڈالیں کہ اس حدیث شریف کی روشنی میں مسلمانوں کو کون سی عملی راہ اختیار کرنی چاہئے؟

نیز یہ بات کس حد تک دُرست ہے کہ قرآنِ کریم کو بغیر سمجھے بھی تلاوت کی جائے تو بھی ثواب (اجر) ملتا ہے؟ عموماً ہم کوئی بھی کتاب پڑھتے ہیں، تو اسے سمجھتے ہیں، ورنہ پڑھتے ہی نہیں، بغیر سمجھے کسی کتاب کا پڑھنا عجیب سی بات ہے، پھر قرآنِ کریم جو انسانوں کے لئے ایک مستقل حقیقی سرچشمہ ہدایت ہے، اسے سمجھے بغیر یعنی یہ معلوم کئے بغیر کہ اس میں ہمارے لئے کیا ہدایت اور رہنمائی ہے تو پڑھنے سے ثواب کے کیا معنی ہیں؟ اور ثواب یعنی اجر تو اس ہدایت کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے، ایک مسلمان


فہرست

کے لئے ایمان و عمل کی شرائط بھی اسی صورت میں پوری ہوسکتی ہیں کہ قرآنِ کریم کو سمجھ کر پڑھا جائے، اس سوال پر بھی روشنی ڈالئے تاکہ مسلمانوں کی فلاح کا راستہ کھل سکے۔

ج…… قرآنِ کریم کی تلاوت کا ثواب الگ ہے، جو صحیح احادیث میں وارد ہے، اور قرآنِ کریم کے معانی و مطالب کو سیکھنے کا ثواب الگ ہے، جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی عالمِ دین نے قرآنِ کریم کے معنی و مفہوم کو سمجھنے سے منع نہیں کیا، البتہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ انہوں نے قرآنِ کریم کو سمجھا نہیں ہوتا، مگر وہ اپنی طرف سے کسی آیت کا مطلب گھڑ کر بحث شروع کردیتے ہیں، ایسی بحث سے علماء ضرور منع کرتے ہیں، کیونکہ ایک تو اس بحث کا منشاء جہلِ مرکب ہے، پھر ایسی بحث کی حدیث میں مذمت بھی آئی ہے، چنانچہ جامع صغیر (ج:۱ ص:۱۴۴) میں مستدرک حاکم کے حوالے سے جو حدیث نقل کی ہے: ”الجدال فی القرٰن کفر“ یعنی قرآن میں کج بحثی کرنا کفر ہے۔ الغرض قرآنِ کریم کی تلاوت کو بیکار سمجھنا بھی صحیح نہیں، قرآنِ کریم کے مطالب سیکھنے اور پڑھنے کی کوشش نہ کرنا بھی غلط ہے، اور قرآنِ کریم کا صحیح علم حاصل کئے بغیر بحث شروع کردینا بھی غلط ہے۔

## قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر عالم سے تصدیق کرنا ضروری ہے

س…… وہ لوگ جنہیں کسی بھی وجہ سے قرآن مجید پڑھنے کا موقع نہیں ملا، مگر اب ان کا تجسّس مقدس کتاب پڑھنے کے بارے میں بڑھ رہا ہے، اور اب وہ عمر کی اس حد میں پہنچ چکے ہیں کہ عربی زبان میں پڑھنا مشکل ہوگیا ہے، تو وہ ترجمہ ہی پڑھ کر اپنے علم کو وسعت دینا چاہتے ہیں، اور اس پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں۔ اگر کسی صاحب نے آپ کے جوابات کو غور سے پڑھا ہوگا تو وہ ایسا کرنے سے ضرور گریز کرے گا، کیونکہ اسے یہ پتہ چلا ہوگا کہ محض ترجمہ پڑھنے سے کیا فائدہ؟ اب اسے جو بھی تھوڑا سا ثواب ملنے کا امکان تھا، اس سے بھی محروم رہ جائے گا، اس طرح گناہ کا موجب کون ہوگا؟

ج…… ایک ایسا شخص جو عربی الفاظ پڑھنے سے قاصر ہے، وہ اگر ”اُردو قرآن“ پڑھے گا تو اسے قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا۔ رہا صرف ”اُردو قرآن“ پڑھ کر اَحکامِ

خداوندی معلوم کرنا اور اس پر عمل کرنا! یہ جذبہ تو بہت قابلِ قدر ہے، مگر تجربہ یہ ہے کہ بغیر اُستاذ کے نہ یہ قرآنِ کریم کا مفہوم صحیح سمجھے گا، نہ منشاءِ خداوندی کے مطابق عمل پیرا ہوسکے گا۔ ایسے حضرات کو واقعی قرآنِ کریم سمجھنے کا شوق ہے تو ان کے لئے مناسب تدبیر یہ ہے کہ وہ کسی عالمِ حقانی سے سبقاً سبقاً پڑھیں اور اگر اتنی فرصت بھی نہ ہو تو کم از کم اتنا ضرور کریں کہ اُردو ترجمہ دیکھ کر جو مفہوم ان کے ذہن میں آئے اس پر اعتماد نہ کریں، بلکہ کسی عالم سے اس کی تصدیق کرالیا کریں کہ ہم نے فلاں آیت کا جو مفہوم سمجھا ہے، آیا صحیح سمجھا ہے؟ اور اس سے بھی اچھی صورت یہ ہے کہ کسی عالمِ حقانی کے مشورے سے کسی تفسیر کا مطالعہ کیا کریں اور اس میں جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ پوچھ لیا کریں۔

## امریکہ کی مسلم برادری کے تلاوتِ قرآن مجید پر اِشکالات کا جواب

س…… کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

ہم قرآن شریف کو عربی میں کیوں پڑھتے ہیں، جبکہ ہم عربی نہیں سمجھتے؟ اس کی ضرور کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی، اسلام کی مشہور و معروف کتابوں میں اگر اس کی وجہ نہیں ہے، تو پھر عقلی وجہ ایسا کرنے کی کوئی سمجھ میں نہیں آتی، یہ بتایا جائے کہ کون سا طریقہ بہتر ہے، عربی میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا یا اس کا انگریزی ترجمہ پڑھنا؟ یہاں امریکہ میں زندگی بہت مصروف ہے، اور لوگوں کے پاس بہت سارے کام کرنے کا وقت نہیں ہے، لہٰذا یہاں مسلمان مرد و عورت کہتے ہیں کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ وہ وضو کرکے کسی کونے میں بیٹھ کر قرآن نہیں پڑھ سکتے، جو ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔

کافر مذاق کرتے ہیں کہ صرف ایک قرآن پڑھنے کے لئے کتنے کام کرنے پڑتے ہیں، یہ مانتے ہیں کہ وہ ایک مقدس کتاب ہے، لیکن بائبل بھی مقدس کتاب ہے اور ہم وہ کتاب کسی بھی وقت میں پڑھ سکتے ہیں، ہم زیادہ تر رات کو سوتے وقت بستر میں پڑھتے ہیں۔ کیا قرآن بھی اس طریقے سے پڑھا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟

ج…… آپ کے سوال کا تجزیہ کیا جائے تو یہ چند اجزاء پر مشتمل ہے، اس لئے مناسب ہے کہ ان پر الگ الگ گفتگو کی جائے اور چونکہ یہ آپ کا ذاتی مسئلہ نہیں، بلکہ آپ نے امریکہ کی

مسلم برادری کی نمائندگی کی ہے، اس لئے مناسب ہوگا کہ قدرے تفصیل سے لکھا جائے۔

ا:......آپ دریافت کرتے ہیں کہ ہم قرآنِ کریم کو عربی میں کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی کیا وجہ ہے؟

تمہیداً پہلے دو مسئلے سمجھ لیجئے! ایک یہ کہ قرآنِ کریم کی تلاوت نماز میں تو فرض ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، (میں یہاں یہ تفصیلات ذکر نہیں کرتا کہ نماز میں قرأت کی کتنی مقدار فرض ہے؟ کتنی مسنون ہے؟ اور یہ کہ کتنی رکعتوں میں فرض ہے؟ اور کس کے ذمہ فرض ہے؟)۔ لیکن نماز سے باہر قرآنِ کریم کی تلاوت فرض و واجب نہیں، البتہ ایک عمدہ ترین عبادت ہے، اس لئے اگر کوئی شخص نماز سے باہر ساری عمر تلاوت نہ کرے تو کسی فریضے کا تارک اور گناہگار نہیں ہوگا، البتہ ایک بہترین عبادت سے محروم رہے گا، ایسی عبادت جو اس کی رُوح و قلب کو منوّر کرکے رشکِ آفتاب بناسکتی ہے، ایسی عبادت جو اس کی قبر کے لئے روشنی ہے، اور ایسی عبادت جو حق تعالیٰ شانہ سے تعلق و محبت کا قوی ترین ذریعہ ہے۔

دُوسرا مسئلہ یہ کہ جس شخص کو قرآنِ کریم کی تلاوت کرنی ہو، خواہ وہ نماز کے اندر تلاوت کرے یا نماز سے باہر، اس کو قرآنِ کریم کے اصل عربی متن کی تلاوت لازم ہے، تلاوتِ قرآن کی فضیلت صرف عربی متن کی تلاوت پر حاصل ہوگی، وہ اس کی اُردو، انگریزی یا کسی اور زبان کے ترجمہ پڑھنے پر حاصل نہیں ہوگی، اس لئے مسلمان قرآنِ کریم کے عربی متن ہی کی تلاوت کو لازم سمجھتے ہیں، ترجمہ پڑھنے کو تلاوت کا بدل نہیں سمجھتے اور اس کی چند وجوہات ہیں:

پہلی وجہ:......قرآنِ کریم ان مقدس الفاظ کا نام ہے جو کلامِ الٰہی کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، گویا قرآنِ کریم حقیقت میں وہ خاص عربی الفاظ ہیں جن کو قرآن کہا جاتا ہے، چنانچہ متعدّد آیاتِ کریمہ میں قرآنِ کریم کا تعارف قرآنِ عربی یا لسانِ عربی کی حیثیت سے کرایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”وکذٰلک أنزلنٰہ قراٰنًا عربیًّا“ (۲۰:۱۱۳)

”قراٰنًا عربیًّا غیر ذی عوج لعلھم یتّقون“(۳۹:۲۸)

"انّا أنزلنٰه قراٰنًا عربیًّا لعلکم تعقلون" (۳:۱۲)

"کتٰب فصلت اٰیٰته قراٰنًا عربیًّا" (۳:۴۱)

"وکذٰلک أوحینا الیک قراٰنًا عربیًّا" (۷:۴۲)

"انّا جعلنٰه قراٰنًا عربیًّا لعلکم تعقلون" (۳:۴۳)

"وکذٰلک أنزلنٰه حکمًا عربیًّا" (۳۷:۱۳)

"وهٰذا کتٰب مصدق لسانًا عربیًّا" (۱۲:۴۶)

"وهٰذا لسان عربی مبین" (۱۰۳:۱۶)

"بلسان عربی مبین" (۱۹۵:۲۶)

اور جب یہ معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم، عربی کے ان مخصوص الفاظ کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، تو اس سے خودبخود یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر قرآنِ کریم کے کسی لفظ کی تشریح متبادل عربی لفظ سے بھی کردی جائے تو وہ متبادل لفظ قرآن نہیں کہلائے گا، کیونکہ وہ متبادل لفظ منزل من اللہ نہیں، جبکہ قرآن وہ کلامِ الٰہی ہے جو جبریلِ امین علیہ السلام کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، مثلاً: سورۂ بقرہ کی پہلی آیت میں: "لا ریب فیه" کے بجائے اگر "لا شک فیه" کے الفاظ رکھ دیئے جائیں تو یہ قرآن کی آیت نہیں رہے گی۔

الغرض جن متبادل الفاظ سے قرآنِ کریم کی تشریح یا ترجمانی کی گئی ہے وہ چونکہ وحیٔ قرآن کے الفاظ نہیں، اس لئے ان کو قرآن نہیں کہا جائے گا۔ ہاں! قرآنِ کریم کا ترجمہ یا تشریح وتفسیر ان کو کہہ سکتے ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے فہم کے مطابق ترجمہ و تشریح کیا کرتا ہے، پس جس طرح غالبؔ کے اشعار کا مفہوم کوئی شخص اپنے الفاظ میں بیان کردے تو وہ غالبؔ کا کلام نہیں، بلکہ غالبؔ کے کلام کی ترجمانی ہے۔ اسی طرح قرآنِ کریم کا ترجمہ، خواہ کسی زبان میں ہو، وہ کلامِ الٰہی نہیں، بلکہ کلامِ الٰہی کی تشریح وترجمانی ہے، اب اگر کوئی شخص اس ترجمہ وتشریح کا مطالعہ کرے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے کلامِ الٰہی کو پڑھا، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے قرآنِ کریم کا ترجمہ پڑھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ

تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان جو فرق ہے، وہی فرق اس کے اپنے کلام اور مخلوق کی طرف سے کی گئی ترجمانی کے درمیان ہے۔ اب جو شخص حق تعالیٰ شانہ سے براہِ راست ہم کلامی چاہتا ہو اس کے لئے صرف مخلوق کے کئے ہوئے ترجمہ و تفسیر کا دیکھ لینا کافی نہیں ہوگا، بلکہ اس کے لئے براہِ راست کلامِ الٰہی کی تلاوت لازم ہوگی۔ ہر مسلمان کی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ وہ قرآنِ کریم کا مفہوم خود اس کے الفاظ سے سمجھنے کی صلاحیت و استعداد پیدا کرے، لیکن اگر کسی میں یہ صلاحیت پیدا نہ ہو تب بھی قرآنِ کریم کی تلاوت کے انوار و تجلیات اسے حاصل ہوں گے، اور وہ تلاوت کے ثواب و برکات سے محروم نہیں رہے گا، خواہ معنی و مفہوم کو وہ سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ آپ ایک پھل یا مٹھائی لاتے ہیں، مجھے نہ تو اس کا نام معلوم ہے، نہ میں اس کے خواص و تأثیرات سے واقف ہوں، اس لاعلمی کے باوجود اگر میں اس پھل یا شیرینی کو کھاتا ہوں تو اس کی حلاوت و شیرینی اور اس کے ظاہری و باطنی فوائد سے محروم نہیں رہوں گا۔

دُوسری وجہ:...... بعض لوگ جو کلامِ الٰہی کی لذّت سے ناآشنا ہیں اور جنھیں کلامِ الٰہی اور مخلوق کے کلام کے درمیان فرق و امتیاز کی حس نہیں، ان کا کہنا ہے کہ قرآنِ کریم کے پڑھنے سے مقصود اس کے معنی و مفہوم کو سمجھنا اور اس کے اَحکام و فرامین کا معلوم کرنا ہے، اور یہ مقصود چونکہ کسی ترجمہ و تفسیر کے مطالعے سے بھی حاصل ہوسکتا ہے، لہٰذا کیوں نہ صرف ترجمہ و تفسیر پر اکتفا کیا جائے؟ قرآنِ کریم کے الفاظ کے سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے پر کیوں وقت ضائع کیا جائے؟ مگر یہ ایک نہایت سنگین علمی غلطی ہے، اس لئے کہ جس طرح قرآنِ کریم کے معانی و مطالب مقصود ہیں، ٹھیک اسی طرح اس کے الفاظ کی تعلیم و تلاوت بھی ایک اہم مقصد ہے، اور یہ ایسا عظیم الشان مقصد ہے کہ قرآنِ کریم نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائضِ نبوّت میں اوّلین مقصد قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”ربّنا وابعث فیھم رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتٰب والحکمة ویزکیھم انک أنت العزیز الحکیم۔“ (۲:۱۲۹)

ترجمہ:......''اے ہمارے پروردگار! اور اس جماعت کے اندر انہیں میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرّر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں، اور ان کو پاک کردیں، بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرت کامل الانتظام۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

**''کما أرسلنا فیکم رسولًا منکم یتلوا علیکم اٰیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتٰب والحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون.''** (۱۵۱:۲)

ترجمہ:......''جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا تمہیں میں سے، ہماری آیات (واَحکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں، اور (جہالت سے) تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں، اور تم کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں، اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

**''لقد منّ الله علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولًا من أنفسھم یتلوا علیھم اٰیاته ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین.''**

(۱۶۴:۳)

ترجمہ:......''حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا، جبکہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں، اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں، اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں

تھے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”هو الذی بعث فی الأميين رسولًا منهم يتلوا عليهم اٰياته ويزكيهم ويعلمهم الكتٰب والحكمة وان كانوا من قبل لفی ضلال مبين.“ (۲:۶۲)

ترجمہ:......”وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا، جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں، اور ان کو (عقائدِ باطلہ اور اخلاقِ ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں، اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں) سکھلاتے ہیں، اور یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائضِ نبوّت میں سے اوّلین فریضہ قرار دیا گیا ہو، اُمت کا اس کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ غیرضروری ہے، کتنی بڑی جسارت اور کس قدر سوءِ ادب ہے...!

**تیسری وجہ:**......قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ“ (الحجر:۹) یعنی ”ہم نے ہی یہ قرآن نازل کیا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“ قرآنِ کریم کی حفاظت کے وعدے میں اس کے الفاظ کی حفاظت، اس کے معنی کی حفاظت، اس کی زبان ولغت کی حفاظت سب ہی کچھ شامل ہے، اور عالمِ اسباب میں حفاظت کا یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک جماعتوں کی جماعتیں قرآنِ کریم کی خدمت میں مشغول رہیں، اور انشاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ گویا حفاظتِ قرآن کے ضمن میں ان تمام لوگوں کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے جو قرآنِ کریم کی خدمت کے کسی نہ کسی شعبے سے منسلک ہیں، ان خدامِ قرآن میں سرفہرست ان حضرات کا نام ہے جو قرآنِ کریم کے الفاظ کی حفاظت میں

مشغول ہیں، اور قرآنِ کریم کے الفاظ کی تعلیم و تعلّم میں لگے ہوئے ہیں، خواہ حفظ کر رہے ہوں یا ناظرہ پڑھتے پڑھاتے ہوں، اور اسی وعدۂ حفاظت کی کارفرمائی ہے کہ آج کے گئے گزرے زمانے میں (جس میں بقول آپ کے قرآن پڑھنے کی فرصت کس کو ہے؟) لاکھوں حافظِ قرآن موجود ہیں۔ جن میں چھ سات سال تک کے بچے بھی شامل ہیں، اب اگر الفاظِ قرآن کی تلاوت کو غیرضروری قرار دے کر اُمت اس کے پڑھنے پڑھانے کا شغل ترک کردے تو گویا قرآنِ کریم کا وعدۂ حفاظت ... نعوذ باللہ... غلط ٹھہرا۔ مگر اس وعدۂ محکم کا غلط قرار پانا تو محال ہے، ہاں! یہ ہوگا کہ اگر بالفرض اُمت قرآنِ کریم کے الفاظ کی تلاوت اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو ترک کردے تو حق تعالیٰ شانہ ان کی جگہ ایسے لوگوں کو بروئے کار لائیں گے جو اس وعدۂ الٰہی کی تکمیل میں بسروچشم اپنی جانیں کھپائیں گے، گویا اُمت کا اُمت کی حیثیت سے باقی رہنا موقوف ہے، قرآنِ کریم کے الفاظ کی تلاوت اور تعلیم و تعلّم پر، اگر اُمت اس فریضے سے منحرف ہوجائے تو گردن زدنی قرار پائے گی اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے گا، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

"وان تتولوا یستبدل قومًا غیرکم ثم لا یکونوا أمثالکم." (محمد:۳۸)

ترجمہ:......"اور اگر تم روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دُوسری قوم پیدا کردے گا، پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔"

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے جہاں قرآنِ کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، وہاں اسی حفاظتِ قرآن کے ضمن میں ان تمام علوم کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے، جو قرآنِ کریم کے خادم ہیں، ان علومِ قرآن کی فہرست پر ایک نظر ڈالیں تو ان میں بہت سے علوم ایسے نظر آئیں گے جن کا تعلق الفاظِ قرآن سے ہے، ان علوم کا اجمالی تعارف حافظ سیوطیؒ نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں پیش کیا ہے، موصوفؒ نے علومِ قرآن کو بڑی بڑی ۸۰ انواع میں تقسیم کیا ہے، اور ہر نوع کے ذیل میں متعدّد انواع درج کی

ہیں، مثلاً: ایک نوع کا عنوان ہے: ''بدائع القرآن'' اس کے ذیل میں حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں:

''۵۸ ویں نوع ''بدائع القرآن'' میں اس موضوع پر ابنِ ابی الاصبغ (عبدالعظیم بن عبدالواحد بن ظافر المعروف با بن ابی الاصبغ المصری المتوفی ۶۵۴ھ) نے مستقل کتاب لکھی ہے، اور اس میں قریباً ایک سو انواع ذکر کی ہیں۔''　(الاتقان ج:۲ ص:۸۳)

الغرض قرآنِ کریم کے مقدس الفاظ ہی ان تمام علوم کا سرچشمہ ہیں، قرآنِ کریم کے معنی و مفہوم کا سمندر بھی انہی الفاظ میں موجزن ہے، اگر خدانخواستہ اُمت کے ہاتھ سے الفاظِ قرآن کا رشتہ چھوٹ جائے تو ان تمام علوم کے سوتے خشک ہوجائیں گے اور اُمت نہ صرف کلامِ الٰہی کی لذّت و حلاوت سے محروم ہوجائے گی، بلکہ قرآنِ کریم کے علوم و معارف سے بھی تہی دامان ہوجائے گی۔

**چوتھی وجہ:**...... کلامِ الٰہی کی تلاوت سے جو انوار و تجلیات اہلِ ایمان کو نصیب ہوتی ہیں، ان کا احاطہ اس تحریر میں ممکن نہیں، یہ حدیث تو آپ نے بھی سنی ہوگی کہ قرآنِ کریم کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے بدلے میں ایک نیکی ہے، اور ہر نیکی دس گنا ملتی ہے (پس ہر حرف پر دس نیکیاں ہوئیں)، اور میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے، نہیں! بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے (پس الٓمٓ پڑھنے پر تیس نیکیاں ملیں)۔''

(مشکوٰۃ ص:۱۸۶)

قرآنِ کریم کی تلاوت کے بے شمار فضائل ہیں، جو شخص تلاوتِ قرآن کے فضائل و برکات کا کچھ اندازہ کرنا چاہے، وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ کے رسالہ ''فضائلِ قرآن'' کا مطالعہ کرے۔ اب ظاہر ہے کہ قرآنِ کریم کے ایک

ایک حرف پر دس دس نیکیوں کا جو وعدہ ہے، یہ تمام اجر و ثواب اور یہ ساری فضیلت و برکت قرآنِ کریم کے الفاظ کی تلاوت پر ہی ہے، محض انگریزی، اُردو ترجمہ پڑھ لینے سے یہ اجر حاصل نہیں ہوگا۔ پس جو شخص اس اجر و ثواب، اس برکت و فضیلت اور اس نور کو حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ قرآنِ کریم کے الفاظ کی تلاوت کرے، جن سے یہ تمام وعدے وابستہ ہیں، واللہ الموفق لکل خیر وسعادۃ!

جہاں تک قرآنِ کریم کے ترجمہ و تفسیر کے مطالعے کا تعلق ہے! قرآنِ کریم کا مفہوم سمجھنے کے لئے ترجمہ و تفسیر کا مطالعہ بہت اچھی بات ہے، ترجمہ خواہ اُردو میں ہو، انگریزی میں ہو، یا کسی اور زبان میں ہو، البتہ اس سلسلے میں چند اُمور کی رعایت رکھنا ضروری ہے:

اوّل:...... وہ ترجمہ و تفسیر مستند ہو اور کسی محقق عالمِ ربانی کے قلم سے ہو، جس طرح شاہی فرامین کی ترجمانی کے لئے ترجمان کا لائقِ اعتماد اور ماہر ہونا شرط ہے، ورنہ وہ ترجمانی کا اہل نہیں سمجھا جاتا، اسی طرح احکم الحاکمین کی ترجمانی کے لئے بھی شرط ہے کہ ترجمہ کرنے والا دینی علوم کا ماہر، مستند اور لائقِ اعتماد ہو، آج کل بہت سے غیرمسلموں، بے دینوں اور کچے پکے لوگوں کے تراجم بھی بازار میں دستیاب ہیں، خصوصاً انگریزی زبان میں تو ایسے ترجموں کی بھرمار ہے جن میں حق تعالیٰ شانہ کے کلام کی ترجمانی کی بجائے قرآنِ کریم کے نام سے خود اپنے افکار و خیالات کی ترجمانی کی گئی ہے، ظاہر ہے کہ جس شخص کے دین و دیانت پر ہمیں اعتماد نہ ہو، اس کے ترجمہ قرآن پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ اس لئے جو حضرات ترجمہ و تفسیر کے مطالعے کا شوق رکھتے ہوں، ان کا فرض ہے کہ وہ کسی لائقِ اعتماد عالم کے مشورے سے ترجمہ و تفسیر کا انتخاب کریں، اور ہر غلط سلط ترجمہ کو اُٹھا کر پڑھنا شروع نہ کردیں۔

دوم:...... ترجمہ و تفسیر کی مدد سے آدمی نے جو کچھ سمجھا ہو اس کو قطعیت کے ساتھ قرآنِ کریم کی طرف منسوب نہ کیا جائے، بلکہ یہ کہا جائے کہ میں نے فلاں ترجمہ و تفسیر سے یہ مفہوم سمجھا ہے، ایسا نہ ہو کہ غلط فہمی کی وجہ سے ایک غلط بات کو قرآنِ کریم کی طرف منسوب کرنے کا وبال اس کے سر آجائے، کیونکہ منشائے الٰہی کے خلاف کوئی بات قرآنِ کریم کی

طرف منسوب کرنا اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنا ہے، جس کا وبال بہت ہی سخت ہے۔

سوم:...... قرآنِ کریم کے بعض مقامات ایسے دقیق ہیں کہ بعض اوقات ترجمہ و تفسیر کی مدد سے بھی آدمی ان کا احاطہ نہیں کرسکتا، ایسے مقامات پر نشان لگا کر اہلِ علم سے زبانی سمجھ لیا جائے، اور اگر اس کے باوجود وہ مضمون اپنے فہم سے اُونچا ہو تو اس میں زیادہ کاوش نہ کی جائے۔

۲:...... آپ دریافت فرماتے ہیں کہ: ''کون سا طریقہ بہتر ہے، عربی میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا یا اس کا انگریزی ترجمہ پڑھنا؟''

ترجمہ پڑھنے کی شرائط تو میں ابھی ذکر کرچکا ہوں، اور یہ بھی بتاچکا ہوں کہ ترجمے کا پڑھنا، قرآنِ کریم کی تلاوت کا بدل نہیں۔ اگر دو چیزیں متبادل ہوں یعنی ایک چیز دُوسری کا بدل بن سکتی ہو، وہاں تو یہ سوال ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کون سی چیز بہتر ہے؟ جب ترجمے کا پڑھنا، قرآنِ کریم کی تلاوت کا بدل ہی نہیں، نہ اس کی جگہ لے سکتا ہے تو یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ قرآنِ کریم کے اجر و ثواب اور انوار و تجلیات کے لئے تو مسلمانوں کو قرآن ہی کی تلاوت کرنی چاہئے، اگر معنی و مفہوم کو سمجھنے کا شوق ہو تو اس کے لئے ترجمہ و تفسیر سے بھی مدد لی جاسکتی ہے، اور اگر دونوں کو جمع کرنے کی فرصت نہ ہو تو بہتر صورت یہ ہے کہ ترجمے کے بجائے قرآنِ کریم کی تو تلاوت کرتا رہے اور دین کے مسائل اہلِ علم سے پوچھ پوچھ کر ان پر عمل کرتا رہے۔ اس صورت میں قرآنِ کریم کی تلاوت کا اجر و ثواب بھی حاصل ہوتا رہے گا، اور قرآنِ کریم کے مقاصد یعنی دینی مسائل پر عمل کرنے کی بھی توفیق ہوتی رہے گی۔ لیکن اگر تلاوت کو چھوڑ کر ترجمہ خوانی شروع کردی تو تلاوتِ قرآن سے تو یہ شخص پہلے دن ہی محروم ہوگیا، اور ظاہر ہے کہ صرف ترجمہ پڑھ کر یہ شخص قرآنِ کریم کا ماہر نہیں بن سکتا، نہ دینی مسائل اخذ کرسکتا ہے، اس طرح یہ شخص دین پر عمل کرنے کی توفیق سے بھی محروم رہے گا۔ اور یہ سراسر خسارے کا سودا ہے!

آپ نے یہ عذر لکھا ہے کہ:

''یہاں امریکہ میں زندگی بہت مصروف ہے، اور لوگوں

کے پاس بہت سارے کام کرنے کا وقت نہیں، لہٰذا یہاں مسلمان مرد اور عورت کہتے ہیں کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ وہ وضو کرکے کسی کونے میں بیٹھ کر قرآن نہیں پڑھ سکتے جو ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔"

آپ نے دورِ جدید کے مرد و زن کی بے پناہ مصروفیات کا جو ذکر کیا ہے، وہ بالکل صحیح ہے، اور یہ صرف امریکہ کا مسئلہ نہیں، بلکہ قریباً ساری دُنیا کا مسئلہ ہے، آج کا انسان مصروفیت کی زنجیروں میں جس قدر جکڑا ہوا ہے اس سے پہلے شاید کبھی اس قدر پابندِ سلاسل نہیں رہا ہوگا۔

آپ غور کریں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہماری ان بے پناہ مصروفیات کے دو بڑے سبب ہیں، ایک یہ کہ آج کے مشینی دور نے خود انسان کو بھی ایک خودکار مشین بنادیا ہے، مشینوں کی ایجاد تو اس لئے ہوئی تھی کہ ان کی وجہ سے انسان کو فرصت کے لمحات میسر آسکیں گے، لیکن مشین کی برق رفتاری کا ساتھ دینے کے لئے خود انسان کو بھی مشین کا کردار ادا کرنا پڑا۔

دوم یہ کہ ہم نے بہت سی غیرضروری چیزوں کا بوجھ اپنے اُوپر لادلیا ہے، آدمی کی بنیادی ضرورت صرف اتنی تھی کہ بھوک مٹانے کے لئے اسے پیٹ بھر کر روٹی میسر آجائے، تن ڈھانکنے کے لئے اس کو کپڑا میسر ہو، اور سردی گرمی سے بچاؤ کے لئے جھونپڑا ہو، لیکن ہم میں سے ہر شخص قیصر و کسریٰ کے سے ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے کا متمنی ہے، اور وہ ہر چیز میں دُوسروں سے گوئے سبقت لے جانا چاہتا ہے، خواجہ عزیز الحسن مرحوم کے بقول:

یہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی، ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یوں ہی مرنے والا؟
تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وہ لادین اور بے خدا قومیں جن کے سامنے آخرت کا کوئی تصوّر نہیں، جن کے نزدیک زندگی بس یہی دُنیا کی زندگی ہے، اور جن کے بارے میں قرآنِ کریم نے فرمایا ہے:

”ان الذین لا یرجون لقائنا ورضوا بالحیٰوۃ الدنیا واطمأنوا بھا والذین ھم عن اٰیاتنا غافلون، اولٰئک مأواھم النار بما کانوا یکسبون.“ (۱۰:۷،۸)

ترجمہ:......”البتہ جو لوگ اُمید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی، اور خوش ہوئے دُنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہوگئے، اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں، ایسوں کا ٹھکانا ہے آگ، بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

وہ اگر دُنیوی مسابقت کے مرض میں مبتلا ہوتیں اور دُنیوی کرّوفرّ اور شان وشوکت ہی کو معراجِ کمال سمجھتیں، تو جائے تعجب نہ تھی، لیکن اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) جن کے دِل میں عقیدۂ آخرت کا یقین ہے اور جن کے سر پر آخرت کے محاسبہ کی، وہاں کی جزا وسزا کی اور وہاں کی کامیابی وناکامی کی تلوار ہر وقت لٹکتی رہتی ہے، ان کی یہ آخرت فراموشی بہت ہی افسوسناک بھی ہے اور حیرت افزا بھی!

ہم نے غیروں کی تقلید ونقالی میں اپنا معیارِ زندگی بلند کرنا شروع کردیا، ہمارے سامنے ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشِ زندگی موجود تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نمونے موجود تھے، اکابر اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مثالیں موجود تھیں، مگر ہم نے ان کی طرف آنکھ اُٹھاکر دیکھنا بھی پسند نہ کیا، بلکہ اس کی دعوت دینے والوں کو احمق و کودن سمجھا، اور معیارِ زندگی بلند کرنے کے شوق میں زندگی کی گاڑی پر اتنا نمائشی سامان لاد لیا کہ اب اس کا کھینچنا محال ہوگیا، گھر کے سارے مرد وزن، چھوٹے بڑے اس بوجھ کے کھینچنے میں دن رات ہلکان ہو رہے ہیں، رات کی نیند اور دن کا سکون غارت ہوکر رہ گیا ہے، ہمارے اعصاب جواب دے رہے ہیں، نفسیاتی امراض میں اضافہ ہو رہا ہے، علاج معالجے میں ۷۵ فیصد مسکن دوائیاں استعمال ہو رہی ہیں، خواب آور دوائیں خوراک کی

طرح کھائی جارہی ہیں، ناگہانی اموات کی شرح حیرت ناک حد تک بڑھ رہی ہے، لیکن کسی بندۂ خدا کو یہ عقل نہیں آتی کہ ہم نے نمود و نمائش کا یہ بارِ گراں آخر کس مقصد کے لئے لاد رکھا ہے؟ نہ یہی خیال آتا ہے کہ اگر موت اور موت کے بعد کی زندگی برحق ہے، اگر قبر کا سوال و جواب اور ثواب و عذاب برحق ہے، اگر حشر و نشر، قیامت کے دن کی ہولناکیاں اور جنت و دوزخ برحق ہیں، تو ہم نمود و نمائش کا جو بوجھ لادے پھر رہے ہیں، اور جس کی وجہ سے اب چشم بد دُور ہمیں قرآنِ کریم کی تلاوت کی بھی فرصت نہیں رہی، یہ قبر و حشر میں ہمارے کس کام آئے گا؟

''سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا!''

کا تماشا شب و روز ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، نمود و نمائش اور بلند معیارِ زندگی کے خبطی مریضوں کو ہم خالی ہاتھ جاتے ہوئے دن رات دیکھتے ہیں، لیکن ہماری چشمِ عبرت وا نہیں ہوتی۔

ایک حدیث شریف کا مضمون ہے کہ آدمی جب مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ: اس نے آگے کیا بھیجا؟ اور لوگ کہتے ہیں کہ: اس نے پیچھے کیا چھوڑا؟ (مشکوٰۃ ص:۴۴۵)

اب جب ہمارا انتقال ہوگا، جب ہمیں قبر کے تاریک خلوت خانے میں رکھ دیا جائے گا اور فرشتے پوچھیں گے کہ: یہاں کے اندھیرے کی روشنی قرآنِ کریم کی تلاوت ہے، یہاں کی تاریکی دُور کرنے کے لئے تم کیا لائے ہو؟ تو وہاں کہہ دیجئے گا کہ ہماری زندگی بڑی مصروف تھی، اتنا وقت کہاں تھا کہ وضو کرکے ایک کونے میں بیٹھ کر قرآنِ کریم پڑھیں۔

اور جب میدانِ حشر میں بارگاہِ خداوندی میں سوال ہوگا کہ جنت کی قیمت ادا کرنے کے لئے کیا لائے؟ تو وہاں کہہ دیجئے کہ میں نے بڑی سے بڑی ڈگریاں حاصل کی تھیں، امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں اتنے بڑے عہدوں پر فائز تھا، میں نے فلاں فلاں چیزوں میں نام پیدا کیا تھا، بہترین سوٹ زیبِ تن کرتا تھا، شاندار بنگلے میں رہتا تھا، کاریں تھیں، بینک بیلنس تھا، میرے پاس اتنی فرصت کہاں تھی کہ آخرت کی تیاری کروں، پانچ وقت مسجد میں جایا کروں، روزانہ کم سے کم ایک پارہ قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کروں،

تسبیحات پڑھوں، دُرود شریف پڑھوں، خود دین کی محنت میں لگوں اور اپنی اولاد کو قرآن مجید حفظ کراؤں.....؟ مجھے بتائیے! کہ کیا مرنے کے بعد بھی قبر اور حشر میں بھی ہم اور آپ یہی جواب دیں گے کہ: جناب! امریکی مردوں اور عورتوں کے پاس اتنی فرصت کہاں تھی کہ باوضو ایک کونے میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کیا کریں؟ نہیں...! وہاں یہ جواب نہیں ہوگا، وہاں وہ جواب ہوگا جو قرآنِ کریم نے نقل کیا ہے:

"أن تقول نفس يٰحسرتٰى علىٰ ما فرّطت في جنب الله وان كنت لمن الساخرين." (الزمر:۵۶)

ترجمہ:......"کبھی (کل قیامت کو) کوئی شخص کہنے لگے کہ: افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی ہے، اور میں تو (اَحکامِ خداوندی پر) ہنستا ہی رہا۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

جب مرنے کے بعد ہمارا جواب وہ ہوگا جو قرآنِ کریم نے نقل کیا ہے تو یہاں یہ عذر کرنا کہ فرصت نہیں، محض فریبِ نفس نہیں تو اور کیا ہے...؟

حدیث شریف میں ہے:

"الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت، والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله." (مشکوٰۃ ص:۴۵۱)

ترجمہ:......"دانشمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو رام کرلیا اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے محنت کی، اور احمق ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگادیا اور اللہ تعالیٰ پر آرزوئیں دھرتا رہا۔"

ان تمام اُمور سے بھی قطعِ نظر کرلیجئے! ہماری مصروف زندگی میں ہمارے پاس اور بہت سی چیزوں کے لئے وقت ہے، ہم اخبار پڑھتے ہیں، ریڈیو، ٹیلیویژن دیکھتے ہیں، دوست احباب کے ساتھ گپ شپ کرتے، سیر وتفریح کے لئے جاتے ہیں، تقریبات میں شرکت کرتے ہیں، ان تمام چیزوں کے لئے ہمارے پاس فالتو وقت ہے، اور ان موقعوں پر

ہمیں کبھی عدیم الفرصتی کا عذر پیش نہیں آتا، لیکن جب نماز، روزہ، ذکر واذکار اور تلاوتِ قرآن کا سوال سامنے آئے تو ہم فوراً عدیم الفرصتی کی شکایت کا دفتر کھول بیٹھتے ہیں۔

امریکہ اور دیگر بہت سے ممالک میں ہفتے میں دو دن کی تعطیل ہوتی ہے، ہفتے کے ان دو دنوں کے مشاغل کا نظام ہم پہلے سے مرتب کرلیتے ہیں، اور اگر کوئی کام نہ ہو تب بھی وقت پاس کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی مشغلہ ضرور تجویز کرلیا جاتا ہے، لیکن تلاوتِ قرآن کی فرصت ہمیں چھٹی کے ان دو دنوں میں بھی نہیں ہوتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ فرصت نہ ہونے کا عذر محض نفس کا دھوکا ہے، اس کا اصل سبب یہ ہے کہ دُنیا ہماری نظر کے سامنے ہے، اس لئے ہم اس کے مشاغل میں منہمک رہتے ہیں، موت اور آخرت کا دھیان نہیں، اس لئے موت کے بعد کی طویل زندگی سے غفلت ہے، نہ اس کی تیاری ہے، اور نہ تیاری کا فکر واہتمام۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ عذر تراشی کے بجائے اس مرضِ غفلت کا علاج کیا جائے، قیامت کے دن یہ عذر نہیں چلے گا کہ پاکستانی یا امریکی مردوں، عورتوں کو مصروفیت بہت تھی، ان کو ذکر وتلاوت کی فرصت کہاں تھی؟

۳:...... آپ نے لکھا ہے کہ:

> ''کافر مذاق اُڑاتے ہیں کہ صرف ایک قرآن پڑھنے کے لئے کتنے کام کرنے پڑتے ہیں، یہ مانتے ہیں کہ وہ ایک مقدس کتاب ہے، لیکن بائبل بھی مقدس کتاب ہے، اور ہم وہ کتاب کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں، ہم زیادہ تر رات کو سوتے وقت بستر میں پڑھ سکتے ہیں، کیا قرآن بھی اس طریقہ سے پڑھا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟''

آپ نے کافروں کے مذاق اُڑانے کا جو ذکر کیا ہے، اس پر آپ کو ایک لطیفہ سنتا ہوں، کہتے ہیں کہ ایک ناک والا شخص نکٹوں کے دیس چلا گیا، وہ ''نکو آیا! نکو آیا'' کہہ کر اس کا مذاق اُڑانے لگے، چونکہ یہ پورا ملک نکٹوں کا تھا، اس لئے اس غریب کی زندگی دُوبھر ہوگئی

اور اسے اپنی ناک سے شرم آنے لگی، وہیں سے ہمارے یہاں ''نکو بنانے'' کا محاورہ رائج ہوا۔ آپ کی مشکل یہ ہے کہ آپ نکٹوں کے دیس میں رہتے ہیں، اس لئے آپ کو اپنی ناک سے شرم آنے لگی ہے، اگر آپ کو یہ احساس ہوتا کہ عیب آپ کی ناک کا نہیں، بلکہ ان نکٹوں کی ناک کے غائب ہونے کا ہے، تو آپ کو ان کے مذاق اُڑانے سے شرمندگی نہ ہوتی۔

جس بائبل کو وہ مقدس کلام کہتے ہیں، وہ کلامِ الٰہی نہیں، بلکہ انسانوں کے ہاتھوں کی تصنیفات ہیں، مثلاً: ''عہد نامہ جدید'' میں ''متی کی انجیل''، ''مرقس کی انجیل''، ''لوقا کی انجیل''، ''یوحنا کی انجیل'' کے نام سے جو کتابیں شامل ہیں، یہ وہ کلامِ الٰہی نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا تھا، بلکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چار سوانح عمریاں ہیں، جو مختلف اوقات میں ان چار حضرات نے تصنیف فرمائی تھیں۔ لطف یہ ہے کہ ان کی تصنیف کا اصل نسخہ بھی کہیں دُنیا میں موجود نہیں، ان بے چاروں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ محض ترجمہ ہی ترجمہ ہے، اصل متن غائب ہے، یہی وجہ ہے کہ آئے دن ترجموں میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ۱۸۸۰ء میں جو نسخہ شائع ہوا تھا اس کا مقابلہ ۱۹۸۰ء کے نسخے سے کرکے دیکھئے، دونوں کا فرق کھل کر سامنے آجائے گا۔

ان چار انجیلوں کے بعد اس مجموعے میں ''رسولوں کے اعمال'' کی کتاب شامل ہے، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے حالات پر مشتمل ہے، اس کے بعد چودہ خطوط جناب پولوس کے ہیں، جو انہوں نے مختلف شہروں کے باشندوں کو لکھتے تھے، اس کے بعد یعقوب، پطرس، یوحنا اور یہودا کے خطوط ہیں، اور آخر میں یوحنا عارف کا مکاشفہ ہے۔ اب غور فرمایئے! کہ اس مجموعے میں وہ کون سی چیز ہے جس کے ایک ایک حرف کو کلامِ الٰہی کہا جائے؟ اور وہ ٹھیک اسی زبان میں محفوظ ہو جس زبان میں وہ نازل ہوا تھا؟ ان حضرات نے انسانوں کی لکھی ہوئی تحریروں کو کلامِ مقدس کا نام دے رکھا ہے، مگر چونکہ وہ کلامِ الٰہی نہیں ہیں، اس لئے وہ واقعی اس لائق ہیں کہ ان کو بغیر طہارت کے لیٹ کر پڑھا جائے، لیکن آپ کے ہاتھ میں وہ کلامِ الٰہی ہے جس کے ایک حرف میں بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، اور وہ آج ٹھیک اسی طرح تروتازہ حالت میں موجود ہے، جس طرح کہ وہ حضرت

خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، اس نکتے پر دُنیا کے تمام اہلِ عقل متفق ہیں کہ یہ ٹھیک وہی کلام ہے جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلامِ الٰہی کی حیثیت سے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا، اور اس میں ایک حرف کا بھی تغیر و تبدل نہیں ہوا، چنانچہ انگریزی دور میں صوبہ متحدہ کے لیفٹیننٹ گورنر سر ولیم میور، اپنی کتاب ''لائف آف محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھتے ہیں:

''یہ بالکل صحیح اور کامل قرآن ہے، اور اس میں ایک حرف کی بھی تحریف نہیں ہوئی، ہم ایک بڑی مضبوط بنا پر دعویٰ کرسکتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت خالص اور غیر متغیر صورت میں ہے۔ اور آخرکار ہم اپنی بحث کو ''ون ہیم'' صاحب کے فیصلے پر ختم کرتے ہیں، وہ فیصلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو قرآن ہے، ہم کامل طور پر اس میں ہر لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سمجھتے ہیں، جیسا کہ مسلمان اس کے ہر لفظ کو خدا کا لفظ خیال کرتے ہیں۔''

(مأخوذ از تنبیہ الحائرین ص:۴۱، از مولانا عبدالشکور لکھنویؒ)

الغرض مسلمانوں کے پاس الحمدللہ کلامِ الٰہی عین اصل حالت میں اور انہی الفاظ میں موجود ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تھے، اس لئے مسلمان جس ادب و تعظیم کے ساتھ کلامُ اللہ کی تلاوت کریں بجا ہے، ایک بزرگ مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

ترجمہ:...... ''آپ کا پاک نام اس قدر مقدس ہے کہ میں اگر ہزار مرتبہ منہ کو مشک و گلاب کے ساتھ دھوؤں تب بھی آپ کا نام لینا بے ادبی ہے۔''

اس لئے اگر کافر آپ کو طعنہ دیتے ہیں تو ان کے طعنے کی کوئی پروا نہ کیجئے، ان کے


فہرست

یہاں طہارت کا کوئی تصوّر ہی نہیں، وہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور صفائی کا تو بہت اہتمام کرتے ہیں، مگر نہ انہیں کبھی پانی سے استنجا کرنے اور گندگی کی جگہ کو پاک کرنے کی توفیق ہوئی ہے، اور نہ انہوں نے کبھی غسلِ جنابت کیا۔ جب طہارت، وضو اور غسل ان کے مذہب ہی میں نہیں تو باوضو ہوکر وہ اپنی کتاب کو کیسے پڑھیں گے؟ یہ اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی خصوصیت ہے کہ ان کو قدم قدم پر پاک اور باوضو رہنے کی تعلیم دی گئی ہے، اور یہ اس اُمت کا وہ امتیازی وصف ہے جس کے ساتھ قیامت کے دن اس اُمت کی شناخت ہوگی کہ جن اعضاء کو وضو میں دھویا جاتا ہے وہ قیامت کے دن چمک رہے ہوں گے۔ کتابُ اللہ نور ہے، اور وضو بھی نور ہے، اس لئے کتابُ اللہ کا ادب یہی ہے کہ اس کو باوضو اور باادب پڑھا جائے، تاہم اگر کسی کو قرآنِ کریم کی کچھ آیات یا سورتیں زبانی یاد ہوں، ان کو بے وضو بھی پڑھنا جائز ہے، اور بستر پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ اگر غسل فرض ہو تو غسل کئے بغیر قرآنِ کریم کی تلاوت زبانی بھی جائز نہیں۔ اسی طرح حیض و نفاس کی حالت میں بھی عورت تلاوت نہیں کرسکتی، اور اگر آدمی کو غسل کی حاجت تو نہ ہو لیکن وضو کا موقع نہ ہو، تو یہ بھی جائز ہے کہ قرآن مجید کے اوراق کسی کپڑے وغیرہ سے اُلٹتا رہے اور دیکھ کر تلاوت کرتا رہے۔ الغرض بڑی ناپاکی کی حالت میں تو قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں، لیکن وضو نہ ہونے کی حالت میں تلاوت جائز ہے، البتہ قرآنِ کریم کو بے پردہ ہاتھ لگانا، بے وضو جائز نہیں۔

## چلتے پھرتے قرآن کی تلاوت اور دُرود شریف پڑھنا اچھا ہے

س…… میں روزانہ بازار میں چلتے پھرتے قرآن مجید کی سورتیں جو مجھ کو یاد ہیں پڑھا کرتا ہوں، اور ایک ایک سورۃ کو دو دو، تین تین مرتبہ پڑھا کرتا ہوں، اور اس کے بعد دُرود شریف بھی بازار میں چلتے پھرتے پڑھا کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں دو باتیں بتادیں ایک تو یہ کہ میرا یہ عمل ٹھیک ہے؟ اور اس میں بے ادبی کا کوئی احتمال تو نہیں ہے؟ دُوسرے یہ کہ میرا اس طرح پڑھنا کہیں اوراد و وظائف میں شمار تو نہیں ہوتا؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اکثر اوراد و وظائف پڑھنے سے وظیفوں کی رجعت بھی ہوجاتی ہے، جس سے انسان کو نقصان بھی ہوسکتا ہے۔

ج…… بازار میں چلتے پھرتے قرآنِ کریم کی سورتیں، دُرود شریف یا دُوسرے ذکر و اذکار



فہرست

پڑھنے کا کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ حدیثِ پاک میں بازار میں گزرتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھنے کی فضیلت آئی ہے، اور یہ آپ کو کسی نے غلط کہا کہ اس سے نقصان بھی ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا نام لینے میں کیا نقصان؟ ہاں! کسی خاص مقصد کے لئے ورد و وظیفہ کرنا ہو تو کسی سے پوچھے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔

## ختمِ قرآن کی دعوت بدعت نہیں

س...... کیا ختمِ قرآن کی خوشی پر دعوت بدعت ہے؟

ج...... بدعت نہیں، بلکہ جائز ہے۔

## ختمِ قرآن میں شیرینی کا تقسیم کرنا

س...... رمضان المبارک کی ۲۳ویں شب کو مسجد میں بعد از تراویح امامِ مسجد کا سورۂ عنکبوت اور سورۂ رُوم پڑھنا، مقتدیوں کا سننا اور مقتدیوں کی لائی ہوئی شیرینی بچوں اور بڑوں میں تقسیم کرنے کا کوئی ثبوت ہے؟

ج...... ختمِ قرآنِ کریم کی خوشی میں دعوت، ضیافت اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی اور خرابی نہ پائی جائے، لیکن آج کل جس طرح ختمِ قرآن پر شیرینی تقسیم کرنے کا رواج ہے، یہ جائز نہیں۔ باقی سورۂ عنکبوت اور سورۂ رُوم پڑھنا منقول نہیں۔

## ختمِ قرآن پر دعوت کرنا جائز ہے اور تحفتاً کچھ دینا بھی جائز ہے

س...... ہمارے معاشرے میں جب بچہ قرآن ختم کرتا ہے تو آمین کرائی جاتی ہے، جس میں رشتہ داروں کو کھانا کھلایا جاتا ہے، اور ختم کروانے والے کو تحفتاً کچھ دیا جاتا ہے، کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟ کیونکہ اس میں ریاکاری کا پہلو بھی آتا ہے۔

ج...... ختمِ قرآن کی خوشی میں کھانا کھلانے کا کوئی حرج نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سورۃ البقرہ ختم کی تھی تو اُونٹ ذبح کیا تھا، اسی طرح اگر محبت کی بنا پر بچے کو کوئی ہدیہ یا تحفہ دے دیا جائے، اس کا بھی مضائقہ نہیں۔ لیکن ہمارے یہاں اکثر تکلّفات خلافِ شرع کئے جاتے ہیں، اور ان میں اِخلاص و محبت کے بجائے ریاکاری اور رسم پرستی کا پہلو ہی نمایاں ہوتا ہے۔

## ایک دن میں قرآن ختم کرنا

س……ایک عورت یہاں پر تبلیغ کرتی ہے، وہ کہتی ہے کہ آپ لوگ جو عورتیں ایک ساتھ مل کر ختم پڑھتی ہیں وہ ناجائز ہے، کیونکہ ایک دن میں پورا قرآن ختم کرنا منع ہے، ایک قرآن کم از کم تین دن میں ختم کرنا چاہئے۔ اس پر میں نے پوچھا کہ خالق دینا ہال یا دُوسری جگہ تراویح میں ایک رات میں پورا ختم کیا گیا، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا کہ: یہ لوگ بھی سخت گناہگار ہیں۔ برائے مہربانی صحیح صورتِ حال سے ہم کو آگاہ کریں۔

ج……حدیث میں تین دن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کرنے کی ممانعت آئی ہے، کیونکہ اس صورت میں تدبر و تفکر نہیں ہوسکتا، مطلقاً ممنوع نہیں، کیونکہ بہت سے سلف سے ایک رات میں قرآنِ کریم ختم کرنا بھی منقول ہے۔ عورتیں جہاں مل کر قرآنِ کریم ختم کرتی ہیں، اس میں دُوسری خرابیاں ہوسکتی ہیں، مثلاً: عورتوں کا بن ٹھن کر آنا، صحیح تلاوت نہ کرنا، تلاوت کے دوران دُنیا بھر کی باتیں نمٹانا، وغیرہ، وغیرہ۔ تاہم اگر چند آدمی مل کر ختم کریں تو حدیث کی ممانعت کے تحت داخل نہیں، کیونکہ حدیث میں ایک آدمی کے تین دن سے پہلے ختم کرنے کو منع فرمایا ہے نہ کہ چند آدمیوں کے ختم کرنے کو۔ اور آپ نے جو خالق دینا ہال میں تراویح کا حوالہ دیا ہے، یہ بھی صحیح نہیں، تراویح میں ایک رات میں جو قرآنِ کریم ختم کیا جاتا ہے وہ اتنی تیزی سے پڑھا جاتا ہے کہ الفاظ صحیح طور پر سمجھ میں نہیں آتے، اس طرح پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے۔

## شبینہ قرآن جائز ہے یا ناجائز؟

س……ہمارے قرب و جوار میں چند حفاظ نے جمع ہوکر یہ پروگرام بنایا ہے کہ وہ ہر ماہ میں ایک شب شبینہ کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ سال بھر میں قرآنِ پاک سے تعلق رکھنے کے لئے وہ ایسا کرتے ہیں تاکہ قرآن ضبط بھی رہ سکے، اور محبت بھی برقرار رہ سکے۔ اس میں کچھ غیرحافظ لوگ بھی ذوق و شوق سے شرکت کرتے ہیں، واضح رہے کہ ان کے لئے کوئی چندہ نہیں کیا جاتا، نہ ہی حافظ کچھ لیتے ہیں، اور نہ ہی کسی کو زبردستی قرآن سننے پر مجبور کیا جاتا ہے، اعلان یہی ہوتا ہے کہ جو صاحب چاہیں اور جس قدر چاہیں شبینہ قرآن


فہرست

میں شرکت کرسکتے ہیں۔ ایسی محفل میں قرآن سنانے یا سننے کے لئے شرکت کرنا قرآن و سنت کی روشنی میں کیا حکم رکھتا ہے؟

ج…… حضراتِ فقہاءؒ نے تین سے زیادہ افراد کا جماعت کے ساتھ نوافل پڑھنا مکروہ لکھا ہے، پس اگر امام تراویح پڑھائے تو یہ شبینہ صحیح ہے، اور اگر امام نفل کی جماعت کراتا ہے تو یہ شبینہ جائز نہیں۔

## ۲۷ویں شب رمضان کو شبینہ اور لائٹنگ کرنا کیسا ہے؟

س…… ۲۷ویں شب کو شبینہ اور لائٹنگ کرنا کیسا ہے؟

ج…… شبینہ جائز ہے، بشرطیکہ مفاسد سے خالی ہو، ورنہ صحیح نہیں، بے ضرورت روشنی کرنا کوئی مستحسن بات نہیں۔

## ریڈیو کے دینی پروگرام چھوڑ کر گانے سننا

س…… میرے گھر میں ریڈیو ہے، مجھے نغمے سننے کا بہت شوق ہے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ریڈیو اسٹیشن سے تلاوتِ کلامِ پاک یا کوئی مذہبی پروگرام نشر ہو رہا ہوتا ہے، تو دُوسرے اسٹیشن سے میرے پسندیدہ گانے نشر ہو رہے ہوتے ہیں، میں بالآخر تمام مذہبی پروگراموں کو چھوڑ کر گانے سننے لگتا ہوں، کیا یہ جائز ہے؟

ج…… خود آپ کا ضمیر کیا اسے جائز کہتا ہے؟ گانے سننا بجائے خود حرام ہے، تلاوت بند کرکے گانے سننا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟

## تلاوتِ کلامِ پاک اور گانے ریڈیو یا کیسٹ سے سننا

س…… اگر تلاوتِ کلامِ پاک کو کیسٹ یا ریڈیو سے سنا جائے تو اس کا ثواب حاصل نہیں ہوتا، تو اس اُصول کے مطابق موسیقی اگر ریڈیو یا کیسٹ میں سنی جائے تو اس کا گناہ بھی نہ ہونا چاہئے!

ج…… گانے کی آواز سننا حرام ہے، اس کا گناہ ہوگا۔ تلاوت کی آواز تلاوت نہیں اس لئے تلاوت سننے کا ثواب نہیں ہوگا، البتہ اگر آپ قرآنِ کریم کے صحیح تلفظ کو سیکھنے کے لئے سنتے ہیں تو اس کا اجر ضرور ملے گا۔

## کیا ٹیپ ریکارڈ پر تلاوت ناجائز ہے؟

س…… آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ ٹیپ پر تلاوت کرنے سے تلاوت کا ثواب نہیں ملتا، اور نہ اس کے سننے سے تلاوت کا سجدہ واجب ہوتا ہے، تو گزارش ہے کہ اس زمانے میں تو ٹیپ ریکارڈ نہیں تھا، اس لئے قرآن وسنت سے اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ملتی، لیکن آج کل کے دور میں تو یہ ایک آلہ ہے جس کو استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ جہاد میں ہوائی جہاز اور ٹینک وغیرہ، قرآن وسنت کی روشنی میں وجوہات درج کیجئے۔

ج…… ٹیپ پر تلاوت کو ناجائز تو میں نے بھی نہیں کہا، مگر سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے تلاوتِ صحیحہ شرط ہے، اور ٹیپ سے جو آواز نکلتی ہے وہ عقلاً وشرعاً صحیح نہیں، اس لئے اس پر تلاوت کے اَحکام بھی جاری نہیں ہوں گے۔

## ٹیپ ریکارڈ پر صحیح تلاوت وترجمہ سننا موجبِ برکت ہے

س…… میں قرآنِ کریم کے مکمل کیسٹ خریدنا چاہتا ہوں جو باترجمہ ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ پر تلاوت وترجمہ سننا کیسا ہے؟ ثواب ہوتا ہے کہ نہیں؟ آپ سے مشورہ لینا ہے کہ ''قرآن کیسٹ سیٹ'' لوں یا نہ لوں۔

ج…… اب یہ تو آپ نے لکھا نہیں کہ کیسٹ پر کس کی تلاوت اور ترجمہ ہے؟ ترجمہ وتلاوت اگر صحیح ہیں تو ان کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں، تلاوت سننے کا ثواب تو نہیں ہوگا، بہرحال قرآنِ کریم کی آواز سننا موجبِ برکت ہے۔

## تلاوت کی کیسٹ سننی کافی ہے یا خود بھی تلاوت کرنی چاہئے؟

س…… میرا ایک دوست ہے جو خود قرآن شریف نہیں پڑھتا بلکہ ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ کے ذریعہ روز قرآن شریف سنتا ہے، حالانکہ میری اس سے بحث ہوئی تو کہنے لگا کہ قرآن شریف پڑھنا کوئی ضروری نہیں، مسلمان صرف سن کر بھی عمل کرسکتا ہے۔ یہ اُلجھن میرے ذہن میں گھومتی رہی اس کو دُور کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب سے ملا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ خود پڑھنے اور سننے کا ثواب ایک ہی ہے۔ اب میرے ذہن میں بات نہیں

آتی کہ جب ایک مسلمان خود قرآن شریف پڑھا ہوا ہے تو خود کیوں نہیں تلاوت کرتا ہے؟ آپ بتایئے اور میری اُلجھن دُور کریں کہ کیا قرآنِ پاک صرف دُوسروں کی زبان سے سننا چاہئے اور خود تلاوت نہ کی جائے؟ جبکہ وہ خود لکھا پڑھا ہو، آخر کیوں؟

ج…… قرآن مجید کے بہت سے حقوق ہیں، ایک حق اس کی تلاوت کرنا بھی ہے، اور اس کے اَحکام کا سننا اور ان پر عمل کرنا بھی اس کا حق ہے، اسی طرح بقدرِ ہمت اس کو حفظ کرنا بھی اس کا حق ہے، ان تمام حقوق کو ادا کرنا چاہئے۔ البتہ قرآن مجید پڑھنا، قرآن مجید سننے سے زیادہ افضل ہے۔ اور ٹیپ ریکارڈ کی تلاوت کو اکثر علماء نے تلاوت میں شمار نہیں کیا ہے۔

## ٹیپ ریکارڈ کی تلاوت کا ثواب نہیں، تو پھر گانوں کا گناہ کیوں؟

س…… روزنامہ جنگ میں ہر ہفتہ آپ کا کالم تقریباً باقاعدگی سے پڑھتا رہا ہوں، اس میں بعض اوقات آپ کے جواب متعلقہ مسئلہ کے مزید اُلجھاؤ کا باعث بن جاتے ہیں، اور کبھی کبھی جواب وضاحت طلب رہ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے سائل ہی نہیں، بلکہ دُوسرے قارئین کی اُلجھن دُور نہیں ہو پاتی۔ مثال کے طور پر آپ نے فرمایا ہے کہ ٹیپ ریکارڈ کی تلاوت واقعتاً تلاوت نہیں ہے، اس سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا، نہ تلاوت کا ثواب ملے گا۔ اگر یہ واقعتاً تلاوت نہیں ہے تو پھر ریڈیو اور ٹیلیویژن سے تلاوت کا جواز ختم ہوجائے گا، یہی نہیں جب اس کا ثواب بھی نہیں ہے تو پھر ٹیپ ریکارڈ سے فحش گانے سننا بھی باعثِ عذاب نہیں ہوگا، اور پھر فلمیں دیکھنے سے بھی کیا بُرائی پیدا ہوسکتی ہے؟ دُوسری بات سجدۂ تلاوت کی ہے، تو یہ ناچیز یہ سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی متعلقہ آیت کسی بھی ذریعہ سے کسی مسلمان کے کان تک پہنچے یا وہ خود تلاوت کرے اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجائے گا۔ یہ آپ کی بات تسلیم کرلی جائے تو پھر عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں دُور دُور تک صف بند نمازی جو نماز ادا کرتے یا رُکوع و سجود پیش امام کے ساتھ کرتے ہیں، وہ بھی بے معنی ہوکر رہ جائے گا، اس لئے کہ ان نمازوں میں خصوصاً لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عام ہے۔ ہاں! ٹیپ ریکارڈر پر تلاوت سے نماز ادا نہ کرنے کا جواز تو ہے اس لئے کہ باجماعت نماز کے لئے پیش امام کا ہونا لازم ہے، لیکن سجدۂ تلاوت کا واجب نہ ہونا اور اس کی سماعت کا کسی ثواب کا

باعث نہ ہونا عقل وفہم سے بعید باتیں ہیں۔

ج...... جناب کی نصیحتیں بڑی قیمتی ہیں، میں دِل سے ان کی قدر کرتا ہوں، اوران پر جناب کا شکرگزار ہوں۔ یہ ناکارہ اپنے محدود علم کے مطابق مسائل حزم واحتیاط سے لکھنے کی کوشش کرتا ہے، مگر قلّتِ علم اور قلّتِ فہم کی بنا پر کبھی جواب میں غلطی یا لغزش کا ہوجانا غیرمتوقع نہیں، اس لئے اہلِ علم سے بار بار اِلتجا کرتا ہے کہ کسی مسئلے میں لغزش ہوجائے تو ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح ہوجائے۔

۱:...... اس تمہید کے بعد گزارش ہے کہ آنجناب کی نصیحت کے مطابق اس مسئلہ میں دُوسرے اہلِ علم سے بھی رُجوع کیا، ان کی رائے بھی یہی ہے کہ ٹیپ ریکارڈر پر تلاوت سننے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں آتا، پاکستان کے مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''آلاتِ جدیدہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ جو آیتِ سجدہ سنی جائے اس کا وہی حکم ہے جو گراموفون کے ریکارڈ کا ہے کہ اس کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا، کیونکہ سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے تلاوتِ صحیحہ شرط ہے، اور آلہ بے جان بے شعور سے تلاوت متصوّر نہیں۔'' (ص:۲۰۷)

۲:...... جناب کا یہ شبہ صحیح نہیں کہ: ''اگر یہ تلاوت نہیں تو ریڈیو اور ٹیلیویژن سے تلاوت کا جواز ختم ہوجائے گا۔'' ریڈیو پر جو تلاوت نشر ہوتی ہے، وہ عموماً پہلے ریکارڈ کرلی جاتی ہے، بعد میں نشر کی جاتی ہے، اس لئے اس کا حکم وہی ہے جو ٹیپ ریکارڈ کی آواز کا ہے کہ وہ تلاوتِ صحیحہ نہیں، مگر ریکارڈ کرانا جائز ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ ''آلاتِ جدیدہ'' میں لکھتے ہیں: ''اس مشین پر تلاوتِ قرآنِ پاک اور دُوسرے مضامین کا پڑھنا اور اس میں محفوظ کرانا جائز ہے۔'' (حوالہ بالا) پس اس کے تلاوتِ صحیحہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر تلاوت کرنا ہی ناجائز ہوجائے۔ البتہ کسی اور سبب سے ممانعت ہو تو دُوسری بات ہے، مثلاً: ٹیلیویژن پر تصویر بھی آتی ہے، اور یہ شرعاً حرام ہے، اور جو چیز حرام

اور ملعون ہو اس کو قرآن مجید کے لئے استعمال کرنا بھی حرام ہے، اور ریڈیو کا استعمال اکثر گانے بجانے کے لئے ہوتا ہے، اس لئے بعض اہلِ علم نے اس پر تلاوت کو بے ادبی قرار دیا ہے، اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جو برتن نجاست کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس میں کھانا کھاتے ہوئے ایک سلیم الفطرت شخص کو گھن آئے گی، چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

> ''اگرچہ ریڈیو کے استعمال کرنے والوں کی بدمذاقی نے زیادہ تر گانے بجانے اور بدمذاقی میں لگا رکھا ہے، اسی وجہ سے بعض علماء نے اس پر تلاوتِ قرآن کو دُرست نہیں سمجھا، لیکن دُوسرے مفید مضامین کی بھی اس میں خاصی اہمیت پائی جاتی ہے، اس لئے یہ صحیح ہے کہ اس کو آلاتِ لہو وطرب کے حکم میں داخل نہیں کیا جاسکتا، اور ریڈیو کی جس مجلس میں تلاوت ہوتی ہے، وہ مجلس بھی لہو ولعب اور لغو باتوں سے الگ ہوتی ہے۔'' (ص:۱۶۲)

۳:...... جناب کا یہ شبہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ اگر ٹیپ ریکارڈر کی تلاوت، تلاوتِ صحیحہ نہیں، نہ اس سے تلاوت سننے کا ثواب ہے، تو گانے سننے کا گناہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ تلاوت کے خاص شرعی اَحکام ہیں، جو تلاوتِ صحیحہ پر مرتب ہوتے ہیں، ٹیپ ریکارڈ کی آواز تلاوتِ صحیحہ نہیں، محض تلاوت کی آواز ہے، چنانچہ اگر اذان ٹیپ کرلی جائے تو مؤذّن کی جگہ پانچوں وقت ٹیپ ریکارڈ بجادینے سے گو اذان کی آواز تو آئے گی، لیکن اس کو اذان نہیں کہا جائے گا، نہ اس سے اذان کی سنت ادا ہوگی، اسی طرح ٹیپ کی ہوئی تلاوت بھی تلاوت کے قائم مقام نہیں۔ لیکن شریعت نے گانے کی آواز سننے کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

> ''دو آوازیں ایسی ہیں کہ دُنیا و آخرت میں ملعون ہیں، ایک خوشی کے موقع پر باجے تاشے کی آواز، دُوسری مصیبت کے موقع پر نوحے کی آواز۔'' (جامع صغیر)

اس لئے گانے کی آواز خواہ کسی ذریعے سے بھی سنی جائے اس کا سننا حرام ہے،

لہٰذا تلاوت پر گانے کی آواز کو قیاس کرنا صحیح نہیں۔

۴:...... اور جناب کا یہ ارشاد ہے کہ: ''قرآن مجید کی آیتِ سجدہ خواہ کسی بھی ذریعے سے کسی مسلمان کے کانوں تک پہنچے یا وہ خود تلاوت کرے، اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجائے گا۔'' تلاوتِ صحیحہ کی حد تک تو صحیح ہے، مطلقاً صحیح نہیں، مثلاً: کسی سوئے ہوئے شخص نے آیتِ سجدہ تلاوت کی، نہ اس پر سجدہ واجب ہے، نہ اس کے سننے والے پر، کیونکہ سونے والے کی تلاوت، تلاوتِ صحیحہ نہیں۔ اسی طرح اگر کسی پرندے کو آیتِ سجدہ رٹادی گئی تو اس کے پڑھنے سے بھی سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں، چونکہ پرندے کا پڑھنا تلاوتِ صحیحہ نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے آیتِ سجدہ تلاوت کی، کسی شخص نے خود اس کی تلاوت تو نہیں سنی، مگر اس کی آواز پہاڑ یا دیوار یا گنبد سے ٹکرا کر اس کے کان میں پڑی تو اس صدائے بازگشت کے سننے سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ الغرض اُصول یہ ہے کہ تلاوتِ صحیحہ کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، ٹیپ ریکارڈ کی آواز تلاوتِ صحیحہ نہیں، اس لئے اس کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے۔

۵:...... آپ نے جو لاؤڈ اسپیکر کا حوالہ دیا ہے، وہ بھی یہاں بے محل ہے، کیونکہ لاؤڈ اسپیکر آواز کو دُور تک پہنچاتا ہے، اور مقتدیوں تک جو آواز پہنچتی ہے وہ بعینہٖ امام کی تلاوت و تکبیر کی آواز ہوتی ہے، ٹیپ ریکارڈر اس آواز کو محفوظ کرلیتا ہے، اب جو ٹیپ ریکارڈ بجایا جائے گا وہ اس تلاوت کا عکس ہوگا جو اس پر کی گئی، وہ بذاتِ خود تلاوت نہیں، اس لئے ایک کو دُوسرے پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

جو باتیں اس ناکارہ نے گزارش کی ہیں، اگر اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ ان کو غلط قرار دیں تو اس ناکارہ کو ان سے رُجوع کرلینے میں کوئی عار نہیں ہوگی، اور اگر حضراتِ اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ ان کو صحیح فرماتے ہیں تو میرا مؤدّبانہ مشورہ ہے کہ ہم عامیوں کو ان کی بات مان لینی چاہئے، فقہ کے بہت سے مسائل ایسے باریک ہیں کہ ان کی وجہ ہر شخص کو آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی، واللہ الموفق!

## پی آئی اے کو فلائٹ میں بجائے موسیقی کے تلاوت سنانی چاہئے

س...... میں نے طویل عرصہ قبل ایک تجویز پی آئی اے کو پیش کی تھی کہ اندرونِ ملک ہر پرواز کے شروع میں کچھ منٹ (کم سے کم) پندرہ منٹ اور پرواز کے آخری وقت میں کچھ منٹ (کم سے کم) پندرہ منٹ کے لئے قرآنِ کریم کی تلاوت کے ٹیپ مسافروں کو سنائے جائیں، کیونکہ اب تک ان وقتوں میں موسیقی کی فرسودہ دُھنیں سنائی جاتی رہی ہیں۔ جبکہ ان وقتوں میں اگر مسافروں کو قرآنِ پاک کی تلاوت کے ٹیپ سنائے جائیں تو ان سے ایمان کو تقویت حاصل ہوگی اور سفر بخیر و خوبی گزر جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ سفر رہے گا۔ یہ تھی میری تجویز جو کہ ایک اسلامی مملکت کی فضائی سروس سے متعلق ادارے کو پیش کی گئی تھی جو کہ اسلامی شعائر کی ترویج کے سلسلے میں ایک اچھی کوشش ثابت ہوسکتی ہے، لیکن اس کا جواب پی آئی اے نے جو دیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس ادارے میں کس قسم کے ذہن مسلط ہیں جو یہ تو یہ تو چاہتے ہیں کہ موسیقی کی دُھنیں بجتی رہیں، لیکن یہ نہیں چاہتے کہ خدا کا کلام مسافروں کو سنایا جائے، بلکہ یہ عذر پیش کیا جارہا ہے کہ اس سے بے حرمتی کا اندیشہ ہے، کیونکہ مسافروں میں سارے مسلمان تو سفر نہیں کرتے، چند غیر مذہب لوگوں کے سفر کرنے کی بنا پر باقی تمام مسلمانوں کو اس نیک عمل سے محروم رکھنا تو سمجھ میں نہیں آتا ہے، اگر یہی طریقہ ہے اسلامی نظام اور اسلامی سوچ رائج کرنے کا تو اس پورے پاکستان میں بھی غیر مذہب کے لوگ رہتے ہیں، چنانچہ ان کی بنا پر اسلامی نظام بھی رائج نہ کیا جائے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس سے بے حرمتی کا اندیشہ ہو، یہ کمزور دلیل سمجھ میں نہیں آئی۔ براہِ کرم آپ میری تجویز کا مطالعہ کریں اور اگر میں دُرست ہوں تو اس کو رائج کروانے کے لئے آپ بھی کوشش کریں کہ آپ کی تحریر میری تحریر سے بہت مضبوط ہے، اس کارِ نیک میں ضرور حصہ لیں، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

ج...... آپ کی تجویز بہت اچھی ہے، بے حرمتی کا عذر تو بالکل ہی لغو اور مہمل ہے، البتہ یہ عذر ہوسکتا ہے کہ شاید غیر مسلم اس کو پسند نہ کریں، مگر یہ عذر بھی کچا ہے۔ قرآنِ کریم کی حلاوت و

شیرینی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی صحیح انداز میں پڑھنے والا ہو تو غیر مسلم برادری بھی اسے نہ صرف پسند کرتی ہے بلکہ اس سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ پی آئی اے کے اعلیٰ حکام کو اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے اور موسیقی شرعاً ناجائز اور گناہ ہے، اس کا سلسلہ بند کر دینا چاہئے۔

## قرآن کی تعلیم پر اُجرت

س...... میں جمعیت تعلیم القرآن کی طرف سے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتی ہوں، لوگوں کو تعلیم مفت دی جاتی ہے اور قاعدے بھی مفت تقسیم کئے جاتے ہیں، لیکن مجھے تنخواہ جمعیت کی طرف سے ملتی ہے، جبکہ میں قرآن پڑھانے کا پیسہ لینا حرام سمجھتی ہوں۔ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، مجھے لوگوں نے کہا کہ تم بچوں کو قرآن کی تعلیم دو، ہر بچے سے دس دس روپے لو، تمہارا گزارا ہو جائے گا۔ لیکن میرا ضمیر کہتا ہے کہ میں بھوکی رہوں گی لیکن کبھی پیسے لے کر قرآن نہیں پڑھاؤں گی۔ اب جبکہ میں ایک اسلامی ادارے کی طرف سے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتی ہوں، تو میرا اس طرح قرآن کی تعلیم پر تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ میرا دِل مطمئن نہیں ہے اس تنخواہ سے، میں اللہ سے دُعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک تو اپنی رحمت سے مجھے کہیں اور سروس دِلا دے، تو جتنے عرصے میں نے تنخواہ لے کر قرآن کی تعلیم دی ہے، اتنے عرصے بغیر تنخواہ کے تعلیم دوں گی۔ آپ مجھے یہ بتائیے کہ قرآن کی تعلیم کے پیسے لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... قرآن مجید کی تعلیم پر تنخواہ لینا جائز ہے، اس لئے آپ کو جو جمعیت تعلیم القرآن کی طرف سے تنخواہ ملتی ہے، اس کو وظیفہ سمجھ کر قبول کر لیا کریں اور قرآن مجید رضائے الٰہی کے لئے پڑھائیں۔

## مرد اُستاذ کا عورتوں کو قرآن مجید پڑھانے کی عملی تربیت دینا

س...... خواتین اساتذہ کو ناظرہ قرآن مجید کے پڑھانے کی عملی تربیت مرد اساتذہ سے دِلوائی جاسکتی ہے یا نہیں، جبکہ اُستاذ اور شاگرد کے درمیان کسی قسم کا پردہ بھی حائل نہ ہو؟ نیز یہ کہ کیا اس سلسلے میں یہ عذر معقول ہے کہ خواتین کی تربیت کے لئے خواتین اساتذہ موجود نہیں ہیں، لہٰذا مرد اساتذہ سے تعلیم دِلوائی جارہی ہے۔

ج…… اگر ناظرہ تعلیم دینا اس قدر ضروری ہے، تو کیا پردہ کا خیال رکھنا اس سے زیادہ ضروری نہیں؟ ایک ضروری کام کو انجام دینے کے لئے شریعت کے اتنے اہم اُصول کی خلاف ورزی سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ناظرہ تعلیم اس قدر اہم ہے اور یقیناً ہے، تو پردہ اور دیگر اسلامی اور اخلاقی اُمور کا خیال رکھتے ہوئے کسی دیندار، متقی اور بڑی عمر کے بزرگ سے چند عورتوں کو ناظرہ تعلیم کی تربیت اس طرح دے دی جائے کہ آگے چل کر وہ خواتین دُوسری عورتوں کو اس تعلیم کی تربیت دے سکیں۔

## نامحرَم حافظ سے قرآنِ کریم کس طرح پڑھے؟

س…… مولانا صاحب! قاری صاحب سے جو کہ نامحرَم ہوتا ہے، اگر کوئی لڑکی ان سے قرآنِ پاک حفظ کرنا چاہے، تو آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ گناہ تو نہیں ہوگا؟ کیونکہ میری کزن قاری صاحب سے قرآن شریف حفظ کر رہی ہے۔

ج…… نامحرَم حافظ سے قرآنِ کریم یاد کرنا، پردہ کے ساتھ ہو تو گنجائش ہے، بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً: دونوں کے درمیان تنہائی نہ ہو، اگر فتنے کا احتمال ہو تو جائز نہیں۔

## قریب البلوغ لڑکی کو بغیر پردے کے پڑھانا دُرست نہیں

س…… مراہقہ لڑکی کو قرآن مجید پڑھانا کیسا ہے؟ آج کل جو حفاظِ کرام یا مولوی صاحبان مسجد میں بیٹھ کر مراہقہ لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… قریب البلوغ لڑکی کا حکم جوان ہی کا ہے، بغیر پردے کے پڑھانا موجبِ فتنہ ہے۔

## بُری جگہ پر قرآن خوانی کا ہر شریک گناہگار اور معاوضہ والی قرآن خوانی کا ثواب نہیں

س…… ایک سوال کے جواب میں آپ نے صرف گناہ کے کام کے لئے قرآن خوانی کرانے والوں کے بارے میں لکھا تھا، میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ایسے مولوی یا دُوسرے لوگ جو ایسی جگہوں پر قرآن خوانی کے لئے جاتے ہیں، وہ کس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں؟ نیز یہ کہ مدرسہ وغیرہ میں پڑھانے والے مولوی پیسے لے کر بچوں کو قرآن خوانی میں

لے جائیں تو کیا یہ جائز ہے؟ اور اس کا ثواب مرحوم کو پہنچتا ہے کہ نہیں؟

ج…… پہلے مسئلہ کا جواب تو یہ ہے کہ قرآن خوانی کرانے والے اور کرنے والے دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور دونوں گناہگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ اور ایصالِ ثواب کے لئے معاوضہ لے کر قرآن خوانی کرنا صحیح نہیں، اور ایسی قرآن خوانی کا نہ پڑھنے والے کو ثواب ہوتا ہے، نہ میّت کو پہنچتا ہے۔

## ناجائز کاروبار کے لئے آیاتِ قرآنی آویزاں کرنا ناجائز ہے

س…… وڈیو گیمز کی ایک دُکان میں تیز میوزک کی آواز، نیم عریاں تصویریں دیواروں پر لگی ہوئیں، جدید دور کے ترجمان لڑکے لڑکیاں گیمز کھیلنے میں مصروف اور کھلے ہوئے قرآن کا فریم لگا ہوا، دُکان کے مالک لڑکے سے کہا کہ یہ قرآن کی بے حرمتی ہے کہ ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے تم نے اس کا فریم بھی لگایا ہوا ہے؟ کہنے لگا کہ یہ ان تمام چیزوں سے اُوپر ہے۔ پوچھا: کیوں لگایا؟ بولا: برکت کے لئے! اس سے پہلے کہ میں کوئی قدم اُٹھاؤں آپ سے عرض ہے کہ کیا ایسے مقامات پر قرآن یا اس کی آیات کا لگانا جائز ہے؟ اگر یہ بے حرمتی ہے تو مسلمان کی حیثیت سے ہماری کیا ذمہ داری ہوگی؟ کیونکہ یہ چیزیں اب اکثر جگہوں پر دیکھی جاتی ہیں۔

ج…… ناجائز کاروبار میں ''برکت'' کے لئے قرآن مجید کی آیات لگانا، بلاشبہ قرآنِ کریم کی بے حرمتی ہے۔ مسلمان کی حیثیت سے تو ہمارا فرض ہے کہ ایسے گندے اور حیا سوز کاروبار ہی کو نہ رہنے دیا جائے، جس گلی، جس محلے میں ایسی دُکان ہو لوگ اس کو برداشت نہ کریں۔ قرآنِ کریم کی اس بے حرمتی کو برداشت کرنا، پورے معاشرے کے لئے اللہ تعالیٰ کے قہر کو دعوت دینا ہے۔

## سینما میں قرآن خوانی اور سیرتِ پاک کا جلسہ کرنا خدا اور اس کے رسولؐ سے مذاق ہے

س…… کیا سینما گھروں میں قرآن شریف رکھا جاسکتا ہے؟ اور کیا وہاں پر سیرتِ پاک کا

کوئی جلسہ منعقد ہوسکتا ہے؟ اور کیا وہاں پر قرآن خوانی ہوسکتی ہے؟

ج...... سینماؤں میں قرآن خوانی اور سیرت کے جلسے کرنا خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔

## دفتری اوقات میں قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل کا ادا کرنا

س...... سرکاری ملازمت میں دفتری اوقاتِ کار میں قرآن شریف کا پڑھنا پڑھانا یا نفل نمازیں پڑھنا کس حد تک جائز ہے؟

ج...... اگر دفتر کے کام میں حرج ہوتا ہو تو جائز نہیں، اور اگر کام نمٹا کر فارغ بیٹھا ہو تو جائز بلکہ مستحسن ہے۔

## قرآن یاد کر کے بھول جانا بڑا گناہ ہے

س...... اگر کوئی شخص اپنے بچپن میں قرآن شریف پڑھ لے اور پھر چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر پابندی سے نہ پڑھنے کی صورت میں قرآن شریف بھول جائے تو اس کے لئے لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی قرآن شریف پڑھ کر بھول جاتا ہے اور اسے دوبارہ یاد نہ کرے تو وہ حشر کے دن نابینا ہو کر اُٹھے گا اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر یہ بالکل صحیح ہے تو اس گناہ کا کفارہ کیسے ادا کیا جائے؟ اور اس کا شرعی حل کیا ہے؟ ذرا جواب وضاحت سے تحریر کریں۔

ج...... قرآن مجید یاد کر کے بھول جانا بڑا سخت گناہ ہے، اور احادیث میں اس کا سخت وبال آیا ہے۔ اس کا تدارک یہی ہے کہ ہمت کر کے دوبارہ یاد کرے اور ہمیشہ پڑھتا رہے، اور جب بھول جانے کے بعد دوبارہ پڑھ لیا اور پھر ہمیشہ پڑھتا رہا، مرتے دَم تک نہ بھولا تو قرآن مجید بھولنے کا وبال نہیں ہوگا۔

## قرآن مجید ہاتھ سے گر جائے تو کیا کرے؟

س...... اگر قرآنِ پاک ہاتھ سے گر جائے تو اس کے برابر گندم خیرات کر دینا چاہئے، اگر کوئی دینی کتاب مثلاً: حدیث، فقہ وغیرہ ہاتھ سے گر جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... قرآنِ کریم ہاتھ سے گر جانے پر اس کے برابر گندم خیرات کرنے کا مسئلہ جو عوام میں

مشہور ہے، یہ کسی کتاب میں نہیں۔ اس کوتاہی پر توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور صدقہ خیرات کرنے کا بھی مضائقہ نہیں۔

## قبر میں قرآن رکھنا بے ادبی ہے

س…… کیا میّت کے ساتھ قبر میں قرآن مجید یا قرآن مجید کا بعض حصہ یا کوئی دُعا یا کلمہ طیبہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث، فقہِ حنفی اور سلف صالحین کے تعامل کی روشنی میں تفصیل سے وضاحت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

ج…… قبر میں مردے کے ساتھ قرآن مجید یا اس کا کچھ حصہ دفن کرنا ناجائز ہے، کیونکہ مردہ قبر میں پھول پھٹ جاتا ہے، قرآن مجید ایسی جگہ رکھنا بے ادبی ہے۔ یہی حکم مقدس کلمات کا ہے، سلف صالحین کے یہاں اس کا تعامل نہیں تھا۔

## تلاوت کی کثرت مبارک ہے اور سورتوں کے مؤکل ہونے کا عقیدہ غلط ہے

س…… میں قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ ساتھ صبح وشام چند سورتوں یٰسین، رحمٰن، مزمل، النساء، فجر اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کی تلاوت کرتی ہوں۔ شام میں سورۂ یٰسین، سجدہ اور ملک، مغرب میں واقعہ، مزمل کی۔ میری والدہ مجھے اکثر ٹوکتی ہیں کہ اتنی عمر میں اتنا زیادہ نہیں پڑھتے، کیونکہ میری بڑی بہن نے میری والدہ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ جب کنواری لڑکیاں اتنی عبادت کرنے لگتی ہیں تو پھر ان کی شادی اتنی جلدی نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس وقت تو اس کا دھیان میری طرف ہے، شادی کے بعد اس کا دھیان بٹ جائے گا۔ دُوسرے ایک صاحب نے یہ کہا کہ ہر سورۃ کا ایک مؤکل ہوتا ہے، اور یٰسین کا مؤکل شیر کی شکل کا ہوتا ہے، یہ مؤکل پڑھنے والے پر یا اس کے آس پاس رہتے ہیں جس سے دُوسروں پر اس کی ہیبت سوار ہوجاتی ہے، اور اس کے کاموں میں رُکاوٹ پیدا ہوتی ہے، یعنی رشتے والے آنے سے پہلے ہی بھاگ جاتے ہیں۔

اس قسم کی باتوں سے میں نے اپنی تلاوت صرف قرآنِ پاک تک محدود کرلی ہے، لیکن میرا دِل مطمئن نہیں ہے، کیونکہ جو چیزیں ہمارا دین ایمان اور سب کچھ ہیں وہ کیسے



فہرست

ہمارے کاموں میں رُکاوٹ بن سکتی ہے؟ لیکن یہ سوچ کر میں نے اپنی تلاوت محدود کرلی ہے کہ والدہ کی ناراضگی کے باعث پتہ نہیں یہ شرفِ قبولیت بھی حاصل کرتی ہیں یا نہیں؟ مہربانی فرماکر آپ اس مشکل کو حل کردیجئے، جتنا جلدی ممکن ہوسکے، آپ کی مہربانی ہوگی تاکہ میری والدہ کی غلط فہمی دُور ہوجائے اور وہ مجھے پڑھنے سے منع کرنا چھوڑ دیں، آپ کی تاحیات مشکور رہوں گی۔

ج…… آپ کی بہن اور والدہ کا خیال صحیح نہیں، البتہ تلاوت وعبادت میں اپنی صحت اور تحمل کا لحاظ ازبس ضروری ہے، اتنا کام نہ کیا جائے جس سے صحت پر اثر پڑے۔ اور باقی جن صاحب نے یہ کہا کہ ہر سورۃ کا ایک مؤکل ہوتا ہے اور سورۂ یٰسین کا مؤکل شیر ہے، یہ بالکل ہی لغو اور غلط بات ہے، اور اس کی جو خاصیت ذکر کی ہے، وہ بالکل من گھڑت ہے۔

## گجراتی رسم الخط میں قرآنِ کریم کی طباعت جائز نہیں

س…… ہماری برادری میں گجراتی زبان کا رواج عام ہے، یعنی لوگ زیادہ تر گجراتی زبان میں ہی لکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں، حتیٰ کہ قرآنی سورتیں مثلاً: سورۂ یٰسین وغیرہ گجراتی زبان میں لکھ لیتے ہیں، اور اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ ایک صاحب پورا قرآن شریف گجراتی میں چھپوانا چاہتے ہیں، یعنی اس کی زبان تو عربی ہو، مگر اسکرپٹ یا حروفِ تہجی گجراتی ہوں، تو اس طرح قرآن شریف چھپوانا اور اس کی تلاوت کرنا شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ کیونکہ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس طرح تلفظ میں فرق آنے کا امکان ہے۔ لہٰذا آپ سے مؤدّبانہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کا واضح جواب قرآن وسنت کی روشنی میں مرحمت فرمائیں تاکہ اگر یہ جائز ہو تو ہم چھپوائیں۔ بہت سے لوگ عربی نہیں پڑھ سکتے لیکن یہی متن گجراتی حروف میں ہو تو بآسانی تلاوت کرسکتے ہیں، واضح رہے کہ سورۂ یٰسین، سورۂ رحمٰن اور دیگر دُعائیں وغیرہ اسی طرح شائع ہورہی ہیں، یعنی حروف گجراتی اور متن عربی۔

ج…… قرآنِ کریم کا رسم الخط متعین ہے، اس رسم الخط کو چھوڑ کر کسی دُوسرے رسم الخط میں قرآنِ کریم چھاپنا جائز نہیں، اور یہ عذر کہ لوگ عربی نہیں پڑھ سکتے، فضول ہے، اگر تھوڑی سی


فہرست

محنت کی جائے تو آدمی قرآنِ کریم سیکھ سکتا ہے۔

## مونوگرام میں قرآنی آیات لکھنا جائز نہیں

س...... انسٹیٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ مینجمنٹ (سولجر بازار)، انسٹیٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ آف پاکستان (کلفٹن) اور نہ جانے کئی تعلیمی اداروں کے مونوگرام میں قرآنی آیات اور کسی مونوگرام میں احادیثِ مبارکہ لکھی جاتی ہیں۔ یہ مونوگرام کم و بیش ہر دستاویزات، خطوط وغیرہ پر چسپاں کئے جاتے ہیں یا چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس پر بے وضو ہاتھ لگائے جاتے ہیں، کئی کاغذات کو ردّی سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ آیا اسلامی تاریخ میں کبھی مونوگرام پر قرآنی آیات لکھی جاتی تھیں؟ کیا اس طرح اس کا استعمال بے ادبی نہیں؟ کیا اس بے ادبی کی ذمہ دار کونسل ممبر انسٹیٹیوٹ وغیرہ نہیں؟ کیا حکومتِ پاکستان نہیں؟ کیا اس بے ادبی کا عذاب ان پر نازل نہ ہوگا؟

ج...... مونوگرام پر قرآنی آیات لکھنا، جبکہ ان کی بے ادبی کا اندیشہ غالب ہے، صحیح نہیں، جو ادارہ بھی اس بے ادبی کا مرتکب ہوگا، وبال اسی کے ذمہ ہے۔

## قرآن شریف کی خطاطی میں تصویر بنانا حرام ہے

س...... ہماری یونیورسٹی یعنی جامعہ کراچی کی مرکزی لائبریری میں کچھ روز پیشتر دیوار گیر خطاطی کے دو نمونے آویزاں کئے گئے ہیں، دونوں نمونے کافی دیدہ زیب ہیں، اور خطاط نے ان پر کافی محنت کی ہے، لیکن ان میں سے ایک نمونے میں سورۃ العادیات کی آیات نمبر ایک تا پانچ کو اس طرح پینٹ کیا گیا ہے کہ ان سے گھوڑوں کی مکمل اَشکال کا اظہار ہوتا ہے، جو سرپٹ دوڑ رہے ہوں۔ فنکار نے غالباً ان آیات کے مفہوم کو تصویری شکل دینے کی کوشش کی ہے۔ آپ سے میرا سوال یہ ہے کہ آیا قرآنی آیات کو حیوانی اَشکال کی صورت میں تحریر کیا جاسکتا ہے؟ آیا یہ ان اَحکام کی رُو سے غلط نہیں جن کے مطابق جاندار اشیاء کی تصاویر بنانے کو حرام قرار دیا گیا ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا اس قسم کی تصویر کو یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں آویزاں کرنا مناسب ہوگا؟ اس سوال کا جواب وضاحت سے دے کر ممنون فرمائیں۔

ج……قرآنِ کریم کی آیاتِ شریفہ کی تصویری خطاطی حرام ہے، اور قرآنِ کریم کی بے ادبی بھی ہے، جیسے کسی ناپاک چیز پر آیات لکھنا خلافِ ادب اور ناجائز ہے۔ یونیورسٹی کی انتظامیہ کو چاہئے کہ اس کو صاف کردیں۔

## قرآنی آیات کی کتابت میں مبہم آرٹ بھرنا صحیح نہیں

س……اکثر و بیشتر ٹیلیویژن، اخباروں اور رسالوں میں قرآن شریف کی آیات کو مصوّری اور فنِ خطاطی کے ساتھ مختلف ڈیزائنوں میں تحریر کیا جاتا ہے، جس سے پڑھنے والے اکثر آیاتِ قرآنی کو غلط پڑھنے کے مرتکب ہوجاتے ہیں، اور وہ آیاتِ قرآنی سمجھ میں مشکل سے آتی ہیں۔ اکثر و بیشتر میرے ساتھ یہ ہوا ہے کہ آیات کچھ ہیں اور پڑھی کچھ اور جاتی ہیں، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج……آیاتِ کریمہ کو اس انداز سے لکھنا کہ غلط پڑھی جائیں جائز نہیں۔

## مسجد کے قرآن مجید گھر لے جانا دُرست نہیں

س……جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے کہ مساجد میں قرآنِ حکیم لاتعداد الماریوں میں رکھے ہوتے ہیں، لیکن ان کی تلاوت کم کی جاتی ہے، اگر کوئی آدمی اپنے لئے یا اپنے بچوں کے لئے مسجد سے قرآن مجید لے آتا ہے، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ قرآنِ حکیم مسجد سے لانے کے لئے متولّی سے اجازت لینی ہوگی یا نہیں؟ کیا قرآنِ حکیم کا ہدیہ جو بازار میں ملتا ہے، اس کا ہدیہ مسجد میں دینا ہوگا یا نہیں؟

ج……مسجد میں رکھے ہوئے قرآن مجید کے نسخے اگر مسجد کی ضرورت سے زیادہ ہوں تو کسی اور مسجد یا مدرسہ میں منتقل کردیئے جائیں، ان کو گھر لے جانا دُرست نہیں ہے۔

## حاجیوں کے چھوڑے ہوئے قرآنِ کریم رکھنا چاہیں تو ان کی قیمت کا صدقہ کردینا چاہئے

س……ان دنوں حاجی حضرات حج کرکے واپس آرہے ہیں، سعودی عرب میں ان حاجیوں کو قرآن شریف کا ایک نادر تحفہ ملتا ہے، جو حاجی صاحبان ساتھ پاکستان لے آتے ہیں،

بعض حاجی ان قرآن شریف کو ہوائی جہاز پر ہی بھول جاتے ہیں یا پھر چھوڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ میں جہاز پر کام کرتا ہوں اس لئے یہ قرآن شریف مجھے ملا، پی آئی اے سیکورٹی بھی ان کو نہیں لیتی، کیونکہ ان پر نام تو ہوتا ہی نہیں، اس لئے یہ قرآن ان حاجیوں کو واپس کرنا ممکن نہیں، اور پھر قرآن شریف کو جہاز پر چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں، کیونکہ بے حرمتی ہوتی ہے۔ لہٰذا ان قرآن شریفوں میں سے ایک قرآن میں اپنے گھر لے آیا ہوں پڑھنے کے لئے۔ اب سوال اس بات کا ہے کہ میرے ساتھ جو میرے ساتھ کام کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ قرآن شریف گھر لے جانا جائز نہیں، بلکہ کسی مسجد میں رکھ دیں، مجھے وہ قرآن شریف جو سعودی عرب کا چھپا ہوا ہے، بہت پسند ہے، اس لئے پڑھنے کی غرض سے میں گھر لے گیا ہوں، اب میرے دِل میں ساتھیوں نے یہ شک ڈال دیا ہے کہ ثواب نہیں ملے گا اور ناجائز بھی ہے۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ یہ جائز ہے کہ نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج…… غالب خیال یہ ہے کہ بعض حاجی صاحبان قرآنِ کریم کے ان نسخوں کو قصداً چھوڑ جاتے ہیں یا تو اس لئے کہ وہ پڑھے ہوئے نہیں ہوتے، یا اس وجہ سے کہ وہ اس رسم الخط سے مانوس نہیں ہوتے۔ اس صورت میں تو ان نسخوں کو جو شخص بھی اُٹھائے اس کے لئے جائز ہے، مگر چونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی بھول گیا ہو، اس صورت میں ان کا مالک کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہے، اس لئے احتیاط کی بات یہ ہے کہ آپ اس قرآنِ کریم کو رکھنا چاہیں تو اس کی قیمت صدقہ کردیں۔

# روزہ رکھنے کے فضائل

## آدابِ رمضان

(ذیل کی تحریر ایک مستقل اور جامع مضمون ہے، جس میں روزے کے ضروری فضائل بھی ہیں اور مسائل بھی، اور روزے کے سلسلے میں بعض کوتاہیوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، مناسب معلوم ہوا کہ اس کو "آپ کے مسائل" میں شامل کردیا جائے)

### ماہِ رمضان کی فضیلت:

ارشادِ خداوندی ہے:

"شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للناس وبینٰت من الھدٰی والفرقان، فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ، ومن کان مریضًا او علٰی سفر فعدۃ من ایام اخر، یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علٰی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون." (البقرۃ:۱۸۵)

ترجمہ:...... "ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے (ذریعہ) ہدایت ہے اور واضح الدلالت ہے، من جملہ ان کتب کے جو (ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں۔ سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس (ماہ) میں روزہ رکھنا چاہئے، اور

جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دُوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کر کے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (اَحکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (اَحکام وقوانین مقرّر کرنے میں) دُشواری منظور نہیں، اور تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کرلیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ رہے) لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلادیا (جس سے تم برکات وثمراتِ رمضان سے محروم نہ رہوگے) اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لئے دے دی) تاکہ تم لوگ (اس نعمتِ آسانی پر اللہ کا) شکر ادا کیا کرو۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

## احادیثِ مبارکہ:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ: جنت کے دروازے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ: رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں)، اور جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، اور شیاطین پابندِ سلاسل کردیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور سرکش شیطان قید کردیئے جاتے ہیں، اس میں اللہ کی (جانب سے) ایک ایسی رات (رکھی گئی) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی خیر سے محروم رہا، وہ محروم ہی رہا۔''

(احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان

کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا، اور ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ: اے خیر کے تلاش کرنے والے! آگے آ، اور اے شر کے تلاش کرنے والے! رُک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کردیا جاتا ہے، اور یہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔'' (احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ دیا، اس میں فرمایا: ''اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا، بڑا بابرکت مہینہ آرہا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے، اور اس کے قیام (تراویح) کو نفل (یعنی سنتِ مؤکدہ) بنایا ہے، جو شخص اس میں کسی بھلائی کے (نفلی) کام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرّب حاصل کرے، وہ ایسا ہے کہ کسی نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جس نے اس میں فرض ادا کیا، وہ ایسا ہے کہ کسی نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا ثواب جنت ہے، اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے، اس میں مؤمن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے، اور جس نے اس میں کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا تو وہ اس کے لئے اس کے گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے اس کی گلوخلاصی کا ذریعہ ہے، اور اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، مگر روزہ دار کے ثواب میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کو تو وہ چیز میسر نہیں جس سے روزہ اِفطار کرائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائیں گے جس نے پانی ملے دُودھ کے گھونٹ سے، یا ایک کھجور سے، یا پانی کے گھونٹ سے روزہ اِفطار کرادیا، اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا پلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (کوثر) سے پلائیں گے جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجائے (اور جنت میں بھوک پیاس کا سوال ہی نہیں)، یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت، درمیان حصہ بخشش

اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی (کا) ہے۔ اور جس نے اس مہینے میں اپنے غلام (اور نوکر) کا کام ہلکا کیا، اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائیں گے، اور اسے دوزخ سے آزاد کردیں گے۔" (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

حدیث:...... ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رمضان کی خاطر جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے، سال کے سرے سے اگلے سال تک، پس جب رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (جو) جنت کے پتوں سے (نکل کر) جنت کی حوروں پر (سے گزرتی ہے) تو وہ کہتی ہیں: اے ہمارے ربّ! اپنے بندوں میں سے ہمارے ایسے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں۔"

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان، کما فی مشکوٰۃ، ورواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط کما فی المجمع ج:۳ ص:۱۴۲)

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے خود سنا ہے کہ: "یہ رمضان آچکا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، اور شیاطین کو طوق پہنا دیئے جاتے ہیں، ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو۔" جب اس مہینے میں بخشش نہ ہوئی تو کب ہوگی؟

(رواہ الطبرانی فی الأوسط، وفیہ الفضل بن عیسیٰ الرقاشی وھو ضعیف کما فی مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۴۳)

## روزے کی فضیلت:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے ایمان کے جذبے سے اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگئی۔" (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: ”(نیک) عمل جو آدمی کرتا ہے تو (اس کے لئے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس (قانون) سے مستثنیٰ ہے (کہ اس کا ثواب ان اندازوں سے عطا نہیں کیا جاتا) کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا (بے حد و حساب) بدلہ دوں گا، (اور روزے کے میرے لئے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) وہ اپنی خواہش اور کھانے (پینے) کو محض میری (رضا) کی خاطر چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت اِفطار کے وقت ہوتی ہے، اور دُوسری فرحت اپنے رَبّ سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو خلوِ معدہ کی وجہ سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (وعنبر) سے زیادہ خوشبودار ہے... الخ۔“ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:... عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کرتے ہیں (یعنی قیامت کے دن کریں گے)، روزہ کہتا ہے: اے رَبّ! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے سے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ: میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا (کہ رات کی نماز میں قرآن کی تلاوت کرتا تھا) لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے، چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔“ (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

## رُؤیتِ ہلال:

حدیث:... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان (کی تاریخوں) کی جس قدر نگہداشت فرماتے تھے، اس قدر دُوسرے مہینوں کی نہیں (کیونکہ شعبان کے اختتام پر رمضان کے آغاز کا مدار ہے)، پھر رمضان کا چاند نظر آنے پر روزہ رکھتے تھے، اور اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے (۲۹/شعبان کو چاند) نظر نہ آتا تو (شعبان کے) تیس دن پورے کرکے روزہ رکھتے تھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حدیث:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان کی خاطر شعبان کے چاند کا اہتمام کیا کرو۔“ (ترمذی، مشکوٰۃ)

## سحری کھانا:

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔“ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے (کہ اہلِ کتاب کو سوجانے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا، اور ہمیں صبحِ صادق کے طلوع ہونے سے پہلے تک اس کی اجازت ہے۔“ (مسلم، مشکوٰۃ)

## غروب کے بعد اِفطار میں جلدی کرنا:

حدیث:...... حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک کہ (غروب کے بعد) اِفطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔“ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین غالب رہے گا، جب تک کہ لوگ اِفطار میں جلدی کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ تأخیر کرتے ہیں۔“ (ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: ”مجھے وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو اِفطار میں جلدی کرتے ہیں۔“ (ترمذی، مشکوٰۃ)

## روزہ کس چیز سے اِفطار کیا جائے؟

حدیث:...... سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی شخص روزہ اِفطار کرے تو کھجور سے اِفطار کرے، کیونکہ وہ برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے اِفطار کرلے، کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ اِفطار کرتے تھے، اور اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک خرما کے چند دانوں سے اِفطار فرماتے تھے، اور اگر وہ بھی میسر نہ آتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ)

## اِفطار کی دُعا:

حدیث:...... ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ اِفطار کرتے تو فرماتے:

"ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر ان شاء الله."

ترجمہ:...... "پیاس جاتی رہی، انتڑیاں تر ہوگئیں، اور اَجر انشاء اللہ ثابت ہوگیا۔"

حدیث:...... حضرت معاذ بن زہرہ فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ اِفطار کرتے تو یہ دُعا پڑھتے:

"اللّٰهم لک صمت وعلٰى رزقک افطرت."

(ابوداؤد مرسلاً، مشکوٰۃ)

ترجمہ:...... "اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا، اور تیرے رزق سے اِفطار کیا۔"

حدیث:...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: "رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔"

(رواه الطبراني في اوسط، وفيه هلال بن عبدالرحمن وهو ضعيف كما في المجمع ج:۳ ص:۱۴۳)

حدیث:...... ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک رمضان کے ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت سے لوگ (دوزخ سے) آزاد کئے جاتے ہیں، اور ہر مسلمان کی دن رات میں ایک دُعا قبول ہوتی ہے۔ (رواہ البزار وفیہ ابان بن عیاش وھو ضعیف، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۴۳)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخصوں کی دُعا رَدّ نہیں ہوتی، روزہ دار کی، یہاں تک کہ اِفطار کرے، حاکمِ عادل کی، اور مظلوم کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اُوپر اُٹھالیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور ربّ تعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزّت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، خواہ کچھ مدّت کے بعد کروں۔'' (احمد، ترمذی، ابنِ حبان، مشکوٰۃ، ترغیب)

حدیث:...... عبداللہ بن ابی ملیکہؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ دار کی دُعا اِفطار کے وقت رَدّ نہیں ہوتی۔'' اور حضرت عبداللہؓ اِفطار کے وقت یہ دُعا کرتے تھے:

''اللّٰھم انی اسئلک برحمتک التی وسعت کل شیء ان تغفر لی.'' (بیہقی، ترغیب)

ترجمہ:...... ''اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز پر حاوی ہے، کہ میری بخشش فرمادیجئے۔''

## رمضان کا آخری عشرہ:

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں ایسی عبادت و محنت کرتے تھے جو دُوسرے اوقات میں نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگی مضبوط باندھ لیتے (یعنی کمر ہمت چست باندھ لیتے) خود بھی شب بیدار رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار رکھتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

## لیلۃ القدر:

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک یہ مہینہ تم پر آیا ہے، اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہا، وہ ہر خیر سے محروم رہا، اور اس کی خیر سے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا، سوائے بدقسمت اور حرمان نصیب کے۔''

(ابنِ ماجہ، واسنادہ حسن، انشاء اللہ، ترغیب)

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو!''

(صحیح بخاری، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو (اس میں تلاوت، تسبیح و تہلیل اور نوافل سب شامل ہیں، الغرض کسی طریقے سے ذکر و عبادت میں مشغول ہو) اس کے لئے دُعائے رحمت کرتے ہیں۔'' (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

## لیلۃ القدر کی دُعا:

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ فرمایئے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو کیا پڑھوں؟ فرمایا: یہ دُعا پڑھا کرو:

''اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی.''

(احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ:...... ''اے اللہ! آپ بہت ہی معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھ کو بھی معاف کردیجئے۔''

## بغیر عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھنا:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے، وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا (یعنی دُوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہوجائے گا، مگر رمضان المبارک کی برکت و فضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں)۔“ (احمد، ترمذی، ابوداوٗد، ابنِ ماجہ، دارمی، بخاری فی ترجمۃ الباب، مشکوٰۃ)

## رمضان کے چار عمل:

حدیث:...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ”رمضان مبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو، دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے رَبّ کو راضی کروگے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتے، پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کو راضی کروگے، یہ ہیں: ”لا الٰہ الا اللہ“ کی گواہی دینا اور اِستغفار کرنا، اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں، یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔“ (ابنِ خزیمہ، ترغیب)

## تراویح:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے، اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے، اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔“ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔“ (نسائی، ترغیب)

## اِعتکاف:

حدیث:...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان میں (آخری) دس دن کا اِعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔'' (بیہقی، ترغیب)

حدیث:...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اِعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب سے زیادہ ہوگا۔'' (طبرانی اوسط، بیہقی، حاکم، ترغیب)

## روزہ اِفطار کرانا:

حدیث:...... حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس نے روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا یا کسی غازی کو سامانِ جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔'' (بیہقی شعب الایمان، بغوی شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

## رمضان میں قرآنِ کریم کا دور اور جود و سخاوت:

حدیث:...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جود و سخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جبکہ جبریل علیہ السلام آپؐ کے پاس آتے تھے، آپؐ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی، جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپؐ کے پاس آتے تھے، پس آپؐ سے قرآنِ کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاضی و سخاوت اور نفع رسانی میں بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری)

## روزہ دار کے لئے پرہیز:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس شخص نے (روزے کی حالت میں) بیہودہ باتیں (مثلاً: غیبت، بہتان، تہمت، گالی گلوچ، لعن طعن، غلط بیانی وغیرہ) اور گناہ کا کام نہیں چھوڑا، تو اللہ

تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔" (بخاری، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے (بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں (کیونکہ وہ روزے میں بھی بدگوئی، بدنظری اور بدعملی نہیں چھوڑتے)، اور کتنے ہی (رات کے تہجد میں) قیام کرنے والے ہیں، جن کو اپنے قیام سے ماسوا جاگنے کے کچھ حاصل نہیں۔" (دارمی، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "روزہ ڈھال ہے (کہ نفس و شیطان کے حملے سے بھی بچاتا ہے، اور گناہوں سے بھی باز رکھتا ہے، اور قیامت میں دوزخ کی آگ سے بھی بچائے گا)، پس جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ تو ناشائستہ بات کرے، نہ شور مچائے، پس اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو (دِل میں کہے یا زبان سے اس کو) کہہ دے کہ: میں روزے سے ہوں! (اس لئے تجھ کو جواب نہیں دے سکتا کہ روزہ اس سے مانع ہے)۔" (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "روزہ ڈھال ہے، جب تک کہ اس کو پھاڑے نہیں۔"

(نسائی، ابنِ خزیمہ، بیہقی، ترغیب)

اور ایک روایت میں ہے کہ: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ ڈھال کس چیز سے پھٹ جاتی ہے؟ فرمایا: "جھوٹ اور غیبت سے!" (طبرانی الاوسط عن ابی ہریرہؓ، ترغیب)

حدیث:...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے رمضان کا روزہ رکھا، اور اس کی حدود کو پہچانا، اور جن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے ان سے پرہیز کیا، تو یہ روزہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔" (صحیح ابنِ حبان، بیہقی، ترغیب)


فہرست

## دو عورتوں کا قصہ:

حدیث:...... حضرت عبید رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ غلام، کہتے ہیں کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: یہاں دو عورتوں نے روزہ رکھا ہوا ہے، اور وہ پیاس کی شدّت سے مرنے کے قریب پہنچ گئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اور اِعراض فرمایا، اس نے دوبارہ عرض کیا (غالباً دوپہر کا وقت تھا) کہ: یا رسول اللہ! بخدا! وہ تو مرچکی ہوں گی یا مرنے کے قریب ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا پیالہ منگوایا، اور ایک سے فرمایا کہ اس میں قے کرے، اس نے خون، پیپ اور تازہ گوشت وغیرہ کی قے کی، جس سے آدھا پیالہ بھر گیا، پھر دُوسری کو قے کرنے کا حکم فرمایا، اس کی قے میں بھی خون، پیپ اور گوشت نکلا، جس سے پیالہ بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں سے تو روزہ رکھا، اور حرام کی ہوئی چیز سے روزہ خراب کرلیا کہ ایک دُوسری کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھانے لگیں (یعنی غیبت کرنے لگیں)۔'' (مسندِ احمد ج:۵ ص:۴۳۰، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۷۱)

## روزے کے درجات:

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: روزے کے تین درجے ہیں۔
۱:عام۔ ۲:خاص۔ ۳:خاص الخاص۔ عام روزہ تو یہی ہے کہ شکم اور شرم گاہ کے تقاضوں سے پرہیز کرے، جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور خاص روزہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء کو گناہوں سے بچائے، یہ صالحین کا روزہ ہے، اور اس میں چھ باتوں کا اہتمام لازم ہے:

اوّل:...... آنکھ کی حفاظت، کہ آنکھ کو ہر مذموم و مکروہ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی چیز سے بچائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''نظر، شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظرِ بد کو ترک کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت (شیرینی) اپنے دِل میں محسوس کرے گا۔'' (رواه الحاكم ج:۴ ص:۳۱۴، وصححه من حديث حذيفة رضي

الله عنه وتعقبه الذهبی فقال اسحاق رواه وعبدالرحمن هو الوسطی ضعفوه، ورواه الطبرانی من حديث عبدالله بن مسعود رضی الله عنه، قال الهيثمی وفيه عبدالله بن اسحاق الواسطی وهو ضعيف، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۶۳)

دوم:...... زبان کی حفاظت، کہ بیہودہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے اسے محفوظ رکھے، اسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر وتلاوت میں مشغول رکھے، یہ زبان کا روزہ ہے۔ سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ: غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ: غیبت اور جھوٹ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو نہ کوئی بیہودہ بات کرے، نہ جہالت کا کوئی کام کرے، اور اگر اس سے کوئی شخص لڑے جھگڑے یا اسے گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔'' (صحاح)

سوم:...... کان کی حفاظت، کہ حرام اور مکروہ چیزوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے، اس کا سننا بھی حرام ہے۔

چہارم:...... بقیہ اعضاء کی حفاظت، کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے، اور اِفطار کے وقت پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا۔

پنجم:...... اِفطار کے وقت حلال کھانا بھی اس قدر نہ کھائے کہ ناک تک آجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں، جس کو آدمی بھرے۔'' (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والحاکم من حدیث مقدام بن معدیکربؓ) اور جب شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کرلی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوّت توڑنے کا مقصد کیونکر حاصل ہوگا؟

ششم:...... اِفطار کے وقت اس کی حالت خوف ورجا کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مردُود؟ پہلی صورت میں یہ شخص مقرّبِ بارگاہ بن گیا، اور دُوسری صورت میں مطرود ومردُود ہوا، یہی کیفیت ہر عبادت کے



فہرست

بعد ہونی چاہئے۔

اور خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ دُنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوا اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے، البتہ جو دُنیا کہ دین کے لئے مقصود ہو وہ تو دُنیا ہی نہیں، بلکہ توشۂ آخرت ہے۔ بہرحال ذکرِ الٰہی اور فکرِ آخرت کو چھوڑ کر دیگر اُمور میں قلب کے مشغول ہونے سے یہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اربابِ قلوب کا قول ہے کہ دن کے وقت کاروبار کی اس واسطے فکر کرنا کہ شام کو اِفطاری مہیا ہوجائے، یہ بھی ایک درجے کی خطا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رزقِ موعود پر اس شخص کو وثوق اور اعتماد نہیں، یہ انبیاء، صدیقین اور مقربین کا روزہ ہے۔ (احیاء العلوم ج:۲ ص:۱۶۸، ۱۶۹ ملخصاً)

## روزے میں کوتاہیاں:

حضرت حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے ''اصلاح انقلاب'' میں تفصیل سے ان کوتاہیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو روزے کے بارے میں کی جاتی ہیں، اس کتاب کا مطالعہ کرکے ان تمام کوتاہیوں کی اصلاح کرنی چاہئے، یہاں بھی اس کے ایک دو اقتباس نقل کئے جاتے ہیں، راقم الحروف کے سامنے مولانا عبدالباری ندوی کی ''جامع المجددین'' ہے، ذیل کے اقتباسات اسی سے منتخب کئے گئے ہیں:

''بہت سے لوگ بلا کسی قوی عذر کے روزہ نہیں رکھتے، ان میں سے بعض تو محض کم ہمتی کی وجہ سے نہیں رکھتے، ایسے ہی ایک شخص کو، جس نے عمر بھر روزہ نہ رکھا تھا اور سمجھتا تھا کہ پورا نہ کرسکے گا، کہا گیا کہ تم بطورِ امتحان ہی رکھ کر دیکھ لو، چنانچہ رکھا اور پورا ہوگیا، پھر اس کی ہمت بندھ گئی اور رکھنے لگا۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ رکھ کر بھی نہ دیکھا تھا اور پختہ یقین کر بیٹھا تھا کہ کبھی رکھا ہی نہ جاوے گا۔ یہ لوگ سوچ کر دیکھیں کہ اگر طبیب کہہ دے کہ آج دن بھر نہ کچھ کھاؤ نہ پیو، ورنہ فلاں مہلک مرض ہوجائے گا، تو اس نے ایک ہی دن کے لئے کہا، یہ دو دن نہ کھاوے گا، کہ احتیاط اسی میں ہے۔

افسوس! خدا تعالیٰ صرف دن دن کا کھانا چھڑاویں اور کھانے پینے سے عذابِ مہلک کی وعید فرمائیں اوران کے قول کی طبیب کے برابر بھی وقعت نہ ہو؟ انا للہ!''

''بعضوں کی یہ بے وقعتی اس بدعقیدگی تک پہنچ جاتی ہے کہ روزہ کی ضرورت ہی کا طرح طرح سے انکار کرنے لگتے ہیں، مثلاً: روزہ قوّتِ بہیمیہ کے توڑنے یا تہذیبِ نفس کے لئے ہے، اور ہم علم کی بدولت یہ تہذیب حاصل کرچکے ہیں......''

''اور بعضے تہذیب سے بھی گزر کر گستاخی اور تمسخر کے کلمات کہتے ہیں، مثلاً: ''روزہ وہ شخص رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو'' یا ''بھائی ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا'' سو یہ دونوں فریق بوجہ انکارِ فرضیتِ صوم، زُمرۂ کفار میں داخل ہیں، اور پہلے فریق کا قول محض ''ایمان شکن'' ہے، اور دُوسرے کا ''ایمان شکن'' بھی اور ''دِل شکن'' بھی......''

''اور بعض بلا عذر تو روزہ ترک نہیں کرتے، مگراس کی تمیز نہیں کرتے کہ یہ عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ادنیٰ بہانے سے اِفطار کردیتے ہیں، مثلاً: خواہ ایک ہی منزل کا سفر ہو، روزہ اِفطار کردیا، کچھ محنت مزدوری کا کام ہوا، روزہ چھوڑ دیا۔ ایک طرح سے یہ بلا عذر روزہ توڑنے والوں سے بھی زیادہ قابلِ مذمت ہیں، کیونکہ یہ لوگ اپنے کو معذور جان کر بے گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ شرعاً معذور نہیں اس لئے گناہگار رہوں گے۔''

''بعضے لوگوں کا اِفطار تو عذرِ شرعی سے ہوتا ہے، مگر ان سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس عذر کے رفع ہونے کے وقت کسی قدر دن باقی ہوتا ہے، اور شرعاً بقیہ دن میں اِمساک،

یعنی کھانے پینے سے بند رہنا واجب ہوتا ہے، مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے، مثلاً: سفرِ شرعی سے ظہر کے وقت واپس آگیا، یا عورت حیض سے ظہر کے وقت پاک ہوگئی، تو ان کو شام تک کھانا پینا نہ چاہئے۔ علاج اس کا مسائل و اَحکام کی تعلیم و تعلّم ہے۔“

”بعض لوگ خود تو روزہ رکھتے ہیں، لیکن بچوں سے (باوجود ان کے روزہ رکھنے کے قابل ہونے کے) نہیں رکھواتے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ عدمِ بلوغ میں بچوں پر روزہ رکھنا تو واجب نہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے اولیاء پر بھی رکھوانا واجب نہ ہو، جس طرح نماز کے لئے باوجود عدمِ بلوغ کے ان کو تاکید کرنا بلکہ مارنا ضروری ہے، اسی طرح روزے کے لئے بھی..... اتنا فرق ہے کہ نماز میں عمر کی قید ہے اور روزہ میں تحمل پر مدار ہے (کہ بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو)، اور راز اس میں یہ ہے کہ کسی کام کا دفعتہً پابند ہونا دُشوار ہوتا ہے، تو اگر بالغ ہونے کے بعد ہی تمام اَحکام شروع ہوں تو ایک بارگی زیادہ بوجھ پڑ جائے گا، اس لئے شریعت کی رحمت ہے کہ پہلے ہی سے آہستہ آہستہ سب اَحکام کا خوگر بنانے کا قانون مقرّر کیا۔“

”بعض لوگ نفسِ روزہ میں تو اِفراط و تفریط نہیں کرتے، لیکن روزہ محض صورت کا نام سمجھ کر صبح سے شام تک صرف جوفین (پیٹ اور شرم گاہ) کو بند رکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ روزے کی نفسِ صورت کے مقصود ہونے کے ساتھ اور بھی حکمتیں ہیں، جن کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بلکہ صراحت ہے کہ: ”**لعلکم تتقون**“ ان سب کو نظر انداز کرکے اپنے صوم کو ”جسدِ بے رُوح“ بنالیتے ہیں۔ خلاصہ ان حکمتوں کا معاصی و منہیات سے بچنا ہے، سو

ظاہر ہے کہ اکثر لوگ روزہ میں بھی معاصی سے نہیں بچتے، اگر غیبت کی عادت تھی، تو وہ بدستور رہتی ہے، اگر بدنگاہی کے خوگر تھے، وہ نہیں چھوڑتے، اگر حقوق العباد کی کوتاہیوں میں مبتلا تھے، ان کی صفائی نہیں کرتے، بلکہ بعض کے معاصی تو غالباً بڑھ جاتے ہیں، کہیں دوستوں میں جا بیٹھے کہ روزہ بہلے گا، اور باتیں شروع کیں، جن میں زیادہ حصہ غیبت کا ہوگا، یا چوسر، گنجفہ، تاش، ہارمونیم، گراموفون لے بیٹھے اور دن پورا کردیا۔ بھلا اس روزے کا کوئی معتد بہ حاصل کیا؟ اتنی بات عقل سے سمجھ میں نہیں آتی کہ کھانا پینا، جو فی نفسہٖ مباح ہے، جب روزے میں وہ حرام ہوگیا، تو غیبت وغیرہ دُوسرے معاصی، جو فی نفسہٖ بھی حرام ہیں، وہ روزے میں کس قدر سخت حرام ہوں گے! حدیث میں ہے کہ: ”جو شخص بدگفتاری و بدکرداری نہ چھوڑے، خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔“ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بالکل روزہ ہی نہ ہوگا، لہٰذا رکھنے ہی سے کیا فائدہ؟ روزہ تو ہوجائے گا، لیکن ادنیٰ درجے کا۔

جیسے اندھا، لنگڑا، کانا، گنجا، اپاہج آدمی، آدمی تو ہوتا ہے، مگر ناقص۔ لہٰذا روزہ نہ رکھنا اس سے بھی اشد ہے، کیونکہ ذات کا سلب، صفات کے سلب سے سخت تر ہے۔“

پھر حضرتؒ نے روزے کو خراب کرنے والے گناہوں (غیبت وغیرہ) سے بچنے کی تدبیر بھی بتلائی جو صرف تین باتوں پر مشتمل ہے، اور ان پر عمل کرنا بہت ہی آسان ہے:

”خلق سے بلاضرورت تنہا اور یکسو رہنا، کسی اچھے شغل مثلاً: تلاوت وغیرہ میں لگے رہنا اور نفس کو سمجھانا، یعنی وقتاً فوقتاً یہ دھیان کرتے رہنا کہ ذرا سی لذّت کے لئے صبح سے شام تک کی مشقت کو کیوں ضائع کیا جائے؟ اور تجربہ ہے کہ نفس پھسلانے سے

بہت کام کرتا ہے، سو نفس کو یوں پھسلاوے کہ ایک مہینے کے لئے تو ان باتوں کی پابندی کرلے، پھر دیکھا جائے گا۔ پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ جس طرز پر آدمی ایک مدّت رہ چکا ہو، وہ آسان ہوجاتا ہے، بالخصوص اہلِ باطن کو رمضان میں یہ حالت زیادہ مدرک ہوتی ہے کہ اس مہینے میں جو اعمالِ صالحہ کئے ہوتے ہیں سال بھر ان کی توفیق رہتی ہے۔''

## رمضان المبارک کی افضل ترین عبادت

س...... رمضان المبارک میں سب سے افضل کون سی عبادت ہے؟

ج...... رمضان المبارک میں روزہ تو فرض ہے، جو اعمالِ رمضان میں سب سے افضل عمل ہے، اور چونکہ قرآن مجید کا نزول رمضان میں ہوا ہے، اس لئے اس کی تلاوت سب سے اہم عبادت ہے، اس کے علاوہ ذکر اللہ اور اِستغفار کی کثرت ہونی چاہئے، صلوٰۃ التسبیح اور نمازِ تہجد کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

## رمضان المبارک کی مسنون عبادات

س...... ماہِ صیام میں دن اور رات میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی عبادتیں ایسی ہیں جن پر ہم کو عمل کرنے کی تاکید کی گئی ہے؟

ج...... تراویح، تلاوتِ کلامِ پاک، تہجد اور صدقہ وخیرات کے اہتمام کی ترغیب دی گئی ہے۔

## رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کا قید ہونا

س...... ماہِ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیاطین کو پابندِ سلاسل کردیا جاتا ہے، اور سنا ہے کہ پھر وہ رمضان کے بعد ہی رہائی پاتے ہیں اور دُنیا میں نازل ہوتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ مثلاً: بعض ممالک میں بعض جگہ سے پہلے رمضان ختم ہوجاتا ہے (جیسے اکثر پاکستان سے پہلے عرب ممالک میں) تو کیا پھر وہاں کی سرحدیں شیاطین کے لئے پہلے کھول دی جاتی ہیں اور پاکستان میں شیاطین ان ممالک کے دو روز بعد داخل ہوتے ہیں؟ یا

شیاطین چھوڑنے اور پابند کرنے کا کیا سسٹم ہے؟

ج…… جہاں رمضان المبارک ہوگا وہاں سرکش شیاطین پابندِ سلاسل ہوں گے، اور جہاں ختم ہوجائے گا وہاں پر سے یہ پابندی بھی ختم ہوجائے گی۔ اس میں اِشکال کیا ہے؟

# رُوٴیتِ ہلال

## خود چاند دیکھ کر روزہ رکھیں، عید کریں یا رُوٴیتِ ہلال کمیٹی پر اعتماد کریں

س…… موجودہ دور میں جس کو سائنسی فوقیت حاصل ہے، رُوٴیتِ ہلال کمیٹی کے اعلان پر عموماً رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور عید منائی جاتی ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، روزہ رکھا جائے یا نہیں؟ عید کی جائے یا نہیں؟ جبکہ صحیح احادیث میں حکم وارد ہے: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو'' دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کمیٹی کے اعلان پر کیا روزہ رکھنا یا عید کرنا واجب ہے؟

ج…… حدیث کا مطلب تو ظاہر ہے کہ یہ نہیں ہے کہ ہر شخص چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرے اور چاند دیکھ کر چھوڑا کرے، بلکہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ رُوٴیت کے ثبوت سے رمضان اور عید ہوگی۔ رُوٴیتِ ہلال کمیٹی اگر شرعی قواعد کے مطابق چاند کی رُوٴیت ہونے کے بعد اعلان کرے تو عوام کو اس کے اعلان پر روزہ یا عید کرنا ہوگی۔ باقی رُوٴیتِ ہلال کمیٹی اہلِ علم پر مشتمل ہے، یہ حضرات ثبوتِ رُوٴیت کے مسائل ہم سے تو بہرحال زیادہ ہی جانتے ہیں، اس لئے ہمیں ان پر اعتماد کرنا چاہئے۔

## رُوٴیتِ ہلال کمیٹی کا فیصلہ

س…… موجودہ رُوٴیتِ ہلال کمیٹی کا فیصلہ چاند کے بارے میں خصوصاً رمضان اور عیدین کے بارے میں جو ریڈیو اور ٹیلیویژن پر نشر ہوتا ہے، پورے ملک پاکستان کے لئے واجب

العمل ہے یا ملک کا کوئی حصہ اس سے خارج ہے، اور موجود رُویتِ ہلال کمیٹی کے ارکان جنابِ والا کے نزدیک معتبر ہیں یا نہیں؟

ج…… جہاں تک مجھے معلوم ہے رُویتِ ہلال کا فیصلہ شرعی قواعد کے مطابق ہوتا ہے، اور یہ پورے ملک کے لئے واجب العمل ہے، اور جب تک یہ کام لائقِ اعتماد ہاتھوں میں رہے اور وہ شرعی قواعد کے مطابق فیصلے کریں، ان کے اعلان پر عمل لازم ہے۔

## رُویتِ ہلال کا مسئلہ

س…… ہم نے یہی پڑھا ہے اور سنا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر بند کرو، اور میں نے ایک نہایت بزرگ صاحبِ شریعت سے یہ سنا ہے کہ جو لوگ صائم الدہر ہوتے ہیں، یعنی ہمیشہ روزے رکھتے ہیں، ان کو سال میں پانچ دن کے روزے حرام ہیں، عید الفطر کا روزہ، اور ذی الحجہ کی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳/تاریخ کے روزے۔ اور عام لوگوں کے لئے یہ ہدایت ہے کہ شعبان کی ۲۹، ۳۰/تاریخ کو روزہ نہ رکھیں، تاکہ رمضان کے روزے کے ساتھ اس کا اتصال نہ ہو، لیکن ہمیشہ سے مردان اور پشاور صوبہ سرحد کے اکثر اضلاع میں ایک دن پہلے روزہ شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ وہاں بھی ہلال کمیٹیاں قائم ہیں، اور کسی جگہ سے تصدیق نہیں ہوتی ہے کہ چاند ہوگیا ہے، اور جب کبھی ان لوگوں سے بات کرو تو یہ جاہلانہ جواب ملتا ہے کہ آپ لوگوں کے ۲۹ ہوئے اور ہمارے تو پورے ۳۰ ہوگئے۔

ج…… مردان وغیرہ علاقوں میں ایک دو دن پہلے رُویت کیسے ہو جاتی ہے؟ یہ معما ہماری سمجھ میں بھی نہیں آیا، بہرحال جب ملک میں رُویتِ ہلال کمیٹی مقرّر ہے اور سرکاری طور پر مرکزی رُویتِ ہلال کمیٹی کو چاند ہونے یا نہ ہونے کے فیصلے کا اختیار دیا گیا ہے، تو مرکزی رُویتِ ہلال کمیٹی کے فیصلے کے خلاف کسی عالم کا فیصلہ شرعاً حجتِ ملزمہ نہیں، اس لئے ان علاقوں کے لوگوں کا فرض ہے کہ مرکزی رُویتِ ہلال کمیٹی کے فیصلے کی پابندی کریں اور اگر ان علاقوں میں چاند نظر آجائے تو باضابطہ شہادت مرکزی رُویتِ ہلال کمیٹی یا اس کے نامزد کردہ نمائندہ کے سامنے پیش کرکے اس کے فیصلے کی پابندی کریں۔

## چاند کی رُؤیت میں مطلع کا فرق

س...... بوقتِ درس و تدریس اُستاذ صاحب (مرحوم) نے چاند سے متعلق مسائل کی وضاحت بحوالہ معتبر کتب نیچے دیئے گئے بیانات سے کی ہے، آپ نے فرمایا:

"۱:......وشرط مع غیم للفطر نصاب الشهادة لا الدعویٰ (ولا عبرة لاختلاف فی المطالع).

۲:......ویلزم حکم اهل احدی البلدتین لأهل بلدة اخریٰ.

۳:......وجه قول المعتبرین ان سبب الوجوب وهو شهود الشهر لم یوجد فی حقهم، فلا یوجب وجود فی حق غیرهم.

۴:...... فقد ثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم اجازة شهادة الواحد فی رمضان، اخرجه اصحاب السنن، وفی سنن الدارقطنی بسند ضعیف ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لا یجزی فی الافطار الا شهادة الرجلین."

ترجمہ:......"۱:......اور اگر مطلع ابرآلود ہو تو عیدالفطر کے چاند کے لئے نصابِ شہادت شرط ہے، مگر دعویٰ شرط نہیں، اور اختلافِ مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲:......اور ایک شہر کے فیصلے کی پابندی دُوسرے شہر والوں کو بھی لازم ہے۔

۳:...... جو حضرات اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ روزہ واجب ہونے کا سبب ماہِ رمضان کی آمد ہے اور وہ (اختلافِ مطالع کی وجہ سے) دُوسرے لوگوں کے حق میں

نہیں پایا گیا، لہٰذا ایک مطلع میں چاند کا نظر آنا، دُوسرے مطلع میں ہلالِ رمضان کے وجود کو ثابت نہیں کرتا۔

۴:...... چنانچہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلالِ رمضان میں ایک آدمی کی شہادت کو قبول فرمایا، یہ حدیث سنن میں ہے۔ اور سننِ دارقطنی میں بہ سندِ ضعیف مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر میں صرف دو مردوں کی شہادت قبول فرماتے تھے۔''

درج بالا بیانات صحیح ہیں یا غلط ہیں؟ چاند سے متعلقہ اعلان کے معتبر اور غیرمعتبر ہونے کے بارے میں بحوالہ بیانات کتبِ معتبرہ و مستند وضاحت فرمائیں۔ آپ کا فتویٰ ہمارے لئے سند کی حیثیت رکھتا ہے، اس سے پیشتر بھی غیرمعترضانہ و غیرمعروف طریقہ پر بہت سے متنازع فیہ مسائل کے حل کے بارے میں آپ سے استفادہ کیا گیا، اور آپ کے فتاویٰ ہر لحاظ سے قابلِ عمل سمجھے گئے ہیں۔

ج:...... آپ نے جو عبارتیں لکھی ہیں، وہ صحیح ہیں، لیکن بہت مجمل نقل کی ہیں، میں ان سے متعلقہ مسائل کی آسان الفاظ میں وضاحت کردیتا ہوں۔

۱:...... اگر مطلع صاف ہو اور چاند دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو تو رمضان اور عید دونوں کے چاند کے لئے بہت سے لوگوں کی شہادت ضروری ہے، جن کی خبر سے قریب قریب یقین ہوجائے کہ چاند ہوگیا ہے، البتہ اگر کوئی ثقہ مسلمان باہر سے آیا ہو یا کسی بلند جگہ سے آیا ہو تو رمضان کے چاند کے بارے میں اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

۲:...... اگر مطلع ابرآلود یا غبارآلود ہو تو رمضان کے چاند کے لئے صرف ایک مسلمان کی خبر کافی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے، لیکن عید کے چاند کے لئے یہ شرط ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں کہ انہوں نے خود چاند دیکھا ہے، نیز یہ بھی شرط ہے کہ یہ گواہ لفظ ''اشہد'' کے ساتھ گواہی دیں، یعنی جس طرح عدالت میں گواہی دی جاتی ہے، اسی طرح یہاں بھی یہ الفاظ کہیں کہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔'' جب

تک نصابِ شہادت (دو عادل ثقہ مسلمان مردوں کا، یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہی دینا) اور لفظِ شہادت کے ساتھ گواہی نہ ہو، عید کا چاند ثابت نہیں ہوگا۔

۳:...... جب ایک شہر میں شرعی شہادت سے رُویت کا ثبوت ہوجائے تو دُوسرے شہروں کے حق میں بھی یہ رُویت واجب العمل ہوگی یا نہیں؟

اس ضمن میں تین اُصول کا سمجھ لینا ضروری ہے:

اوّل یہ کہ ایک شہر کی رُویت کا ثبوت دُوسرے شہر والوں کے لئے درج ذیل تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے ہوسکتا ہے:

۱:- شہادت علی الشہادت: یعنی دُوسرے شہر میں دو عاقل بالغ عادل مسلمان یہ گواہی دیں کہ فلاں شہر میں ہمارے سامنے دو عاقل بالغ عادل گواہوں نے رُویت کی گواہی دی۔

۲:- شہادت علی القضاء: یعنی دُوسرے شہر میں دو عاقل بالغ عادل مسلمان یہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی نے رُویت ہوجانے کا فیصلہ کیا۔

۳:- تواتر و استفاضہ: یعنی دُوسرے شہر میں متفرق جماعتیں آکر یہ بیان کریں کہ فلاں شہر میں رُویت ہوئی ہے، اور یہ جماعتیں اتنی زیادہ ہوں کہ اس شہر کے حاکم کو قریب قریب یقین ہوجائے کہ واقعی فلاں شہر میں چاند ہوگیا ہے۔

اگر ان تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے ایک شہر کی رُویت دُوسرے شہر میں ثابت ہوجائے تو دُوسرے شہر والوں کے حق میں بھی یہ رُویت حجت ہوگی۔

دُوسرا اُصول یہ ہے کہ ایک قاضی کا فیصلہ صرف اس کے زیرِ ولایت علاقوں اور شہروں کے حق میں حجت ہے، جو علاقے اور شہر اس کے زیرِ ولایت نہیں، ان پر اس قاضی کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا، البتہ اگر ثبوتِ رُویت سے مطمئن ہوکر دُوسرے شہر یا علاقے کا قاضی بھی رُویت کا فیصلہ کردے تو اس کے زیرِ حکومت علاقوں میں بھی رُویت ثابت ہوجائے گی۔

تیسرا اُصول یہ ہے کہ جن علاقوں میں اختلافِ مطالع کا فرق نہیں ہے، ان میں تو ایک شہر کی رُویت کا دُوسرے شہر والوں کے حق میں لازم العمل ہونا (بشرطیکہ مندرجہ بالا دونوں اُصولوں کے مطابق اس دُوسرے شہر تک رُویت کا ثبوت پہنچ گیا ہو) سب کے

نزدیک متفق علیہ ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، لیکن جو شہر ایک دُوسرے سے اتنے دُور واقع ہوں کہ دونوں کے درمیان اختلافِ مطالع کا فرق ہے، ایسے شہروں میں ایک کی رُؤیت دُوسرے کے حق میں لازم ہوگی یا نہیں؟

اس میں ظاہر مذہب یہ ہے کہ اختلافِ مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، اس لئے اگر دو شہروں کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہو تب بھی ایک شہر کی رُؤیت دُوسرے کے حق میں حجتِ ملزمہ ہے، بشرطیکہ رُؤیت کا ثبوت شرعی طریقے سے ہوجائے، یہی مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے، لیکن بعض متأخرین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جہاں اختلاف مطالع کا فرق واقعی ہے، وہاں اس کا شرعاً بھی اعتبار ہونا چاہئے، حضراتِ شافعیہ کا بھی یہی قول ہے، لیکن فتویٰ ظاہر مذہب پر ہے کہ اختلافِ مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں، نہ بلادِ قریبہ میں اور نہ بلادِ بعیدہ میں۔

## رُؤیتِ ہلال کمیٹی کا دیر سے چاند کا اعلان کرنا

س...... آپ کو علم ہے کہ اس بار رُؤیتِ ہلال کمیٹی نے تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے رمضان المبارک کے چاند کے ہونے کا اعلان کیا، جبکہ آبادی کا بیشتر حصہ عشاء کی نماز ادا کرکے اس اطمینان کے ساتھ سوگیا کہ چاند نہیں ہوا، (یاد رہے کہ کراچی میں چاند ہونے کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی)، اس طرح ہزاروں افراد نہ تو نمازِ تراویح ادا کرسکے اور نہ ہی صبح روزہ رکھ سکے، اس سلسلے میں آپ سے مندرجہ ذیل سوالات کے شرعی جوابات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

الف:...... اتنی رات گئے چاند کے ہونے کی اطلاع کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... رُؤیتِ ہلال کمیٹی کو پہلے شہادتیں موصول ہوتی ہیں، پھر وہ ان پر غور کرتی ہے کہ یہ شہادتیں لائقِ اعتماد ہیں یا نہیں؟ غور و فکر کے بعد وہ جس نتیجے پر پہنچتی ہے اس کا اعلان کردیتی ہے، اس میں بعض اوقات دیر لگ جانا بعید نہیں، کام کرنا مشکل ہوتا ہے، اس پر تنقید آسان ہوتی ہے۔

ب:...... کیا اس صورت میں عوام پر قضا روزہ لازم ہوگا، جبکہ انہوں نے یہ روزہ جان بوجھ کر نہیں چھوڑا یا حکومتِ وقت پر اس روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا؟

ج...... جب لوگوں کو رُوٴیتِ ہلال کے فیصلے کا علم ہوجائے تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہے، اور جن لوگوں کو علم نہ ہوسکے، وہ روزہ کی قضا کرلیں، جو روزہ رہ جائے اس کا کفارہ نہیں ہوتا، صرف قضا ہوتی ہے، حکومت پر قضا نہیں۔

## قمری مہینے کے تعین میں رُوٴیت شرط ہے

س...... مختلف مذہبی و غیرمذہبی تنظیمیں اِفطار و سحری کے نظام الاوقات سائنسی طریقے سے حاصل کئے ہوئے اوقات شائع کرکے ثواب کماتی ہیں، اسی حساب سے اِفطار اور سحری کرتے ہیں، کیا سائنسی طریقے سے نیا چاند نکلنے کے وقت کو تسلیم کرنا مذہباً منع ہے؟ اگر نہیں تو پھر سائنسی حساب سے ہر ماہ کا آغاز کیوں نہیں کرتے؟ اگر کرتے تو پچھلے سال سعودی عرب میں اٹھائیس کا عید کا چاند نہ ہوتا۔

ج...... قمری مہینے کا شروع ہونا چاند دیکھنے پر موقوف ہے، فلکیات کے فن سے اس میں اتنی مدد تو لی جاسکتی ہے کہ آج چاند ہونے کا امکان ہے یا نہیں؟ لیکن جب تک رُوٴیت کے ذریعہ چاند ہونے کا ثبوت نہ ہوجائے محض فلکیات کے حساب سے چاند ہونے کا فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ مختصر یہ کہ چاند ہونے میں رُوٴیت کا اعتبار ہے، فلکیات کے حساب کا اعتبار بغیر رُوٴیت کے نہیں۔

# روزے کی نیت

## روزے کی نیت کب کرے؟

س...... رمضان المبارک کے روزے کی نیت کس وقت کرنی چاہئے؟

ج......۱: بہتر یہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت صبحِ صادق سے پہلے پہلے کرلی جائے۔


فہرست

۲:......اگر صبحِ صادق سے پہلے رمضان شریف کا روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا، صبحِ صادق کے بعد ارادہ ہوا کہ روزہ رکھ ہی لینا چاہئے، تو اگر صبحِ صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہیں تو نیت صحیح ہے۔

۳:......اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے (یعنی نصف النہار شرعی سے پہلے) تک رمضان شریف کے روزے کی نیت کرسکتے ہیں۔

۴:......رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کرلینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے، یا رات کو نیت کرے کہ صبح روزہ رکھنا ہے۔

## نصف النہار شرعی سے پہلے روزے کی نیت کرنا چاہئے

س......کیا نصف النہار شرعی کے وقت روزے کی نیت کرسکتے ہیں اور نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ ''نصف النہار شرعی'' کیا چیز ہے؟ نصف النہار دن کے نصف کو کہتے ہیں، اور روزہ دار کے لئے صبحِ صادق سے دن شروع ہوجاتا ہے، پس صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک پورا دن ہوا، اس کے نصف کو ''نصف النہار شرعی'' کہا جاتا ہے۔ اور سورج نکلنے سے لے کر غروب ہونے تک کو عرفاً ''دن'' کہتے ہیں۔ اس کا نصف ''نصف النہار عرفی'' کہلاتا ہے۔ ''نصف النہار شرعی''، ''نصف النہار عرفی'' سے کم و بیش چالیس منٹ پہلے ہوتا ہے۔

جب یہ معلوم ہوا تو اب سمجھنا چاہئے کہ روزے کی نیت میں ''نصف النہار شرعی'' کا اعتبار ہے، اس لئے روزۂ رمضان اور روزۂ نفل کی نیت ''نصف النہار شرعی'' سے پہلے کرلینا صحیح ہے (جبکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو)، اس کے بعد صحیح نہیں، اور نماز میں ''نصف النہار عرفی'' کا اعتبار ہے، کہ اس وقت نماز جائز نہیں۔ ''نصف النہار شرعی'' (جس کو ''ضحوۂ کبریٰ'' بھی کہتے ہیں) کے وقت نماز دُرست ہے۔

## روزہ رکھنے اور اِفطار کرنے کی دُعائیں

س......نفلی روزے کی نیت اور روزہ رکھنے اور اِفطار کرنے کی دُعائیں کیا ہیں؟


فہرست

ج……نفل روزے کے لئے مطلق روزے کی نیت کافی ہے، اور وہ یہ ہے:

"وبصوم غد نويت."

ترجمہ:……"اور میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔"

اور اِفطار کی دُعا یہ ہے:

"اللّٰهم لک صمت وعلٰى رزقک افطرت."

ترجمہ:……"اے اللہ! میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا، اور آپ کے رزق پر اِفطار کیا۔"

اور روزۂ رمضان کی نیت میں یوں کہے:

"وبصوم غد نويت من شهر رمضان."

ترجمہ:……"اور میں کل کے رمضان کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔"

## نفل روزے کی نیت

س……نفلی روزے رکھنے، کھولنے کی نیت کیا ہے؟ اگر بطور نذر نفلی روزے مانے ہوں کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنے روزے رکھوں گا، نیت رکھنے اور اِفطار کرنے کی کیا ہے؟

ج……نیت دِل کے ارادے کو کہتے ہیں، نفل روزہ مطلق روزے کی نیت سے بھی صحیح ہے، اور نفل کی نیت سے بھی، یعنی دِل میں ارادہ کرلے کہ میں روزہ رکھ رہا ہوں۔ مگر نذر کے روزے کے لئے نذر کی نیت کرنا ضروری ہے، یعنی دِل میں یہ ارادہ کرے کہ میں نذر کا روزہ رکھ رہا ہوں، غالباً آپ کی مراد نیت سے وہ دُعائیں ہیں جو روزہ رکھتے وقت اور اِفطار کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں، ان دُعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے، ضروری نہیں، روزہ ان کے بغیر بھی صحیح ہے، البتہ ان دُعاؤں کا زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔

## سحری کھائے بغیر روزے کی نیت دُرست ہے

س……میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ روزے کی سحری کھانا ضروری ہوتا ہے یا نہیں؟

میں بہت پریشان ہوں، کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ، اس لئے آپ ہماری اصلاح فرمائیے۔

ج...... روزے کے لئے سحری کھانا بابرکت ہے، کہ اس سے دن بھر قوّت رہتی ہے، مگر یہ روزے کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں، پس اگر کسی کو سحری کھانے کا موقع نہیں ملا، اور اس نے سحری کھائے بغیر روزہ رکھ لیا تو روزہ صحیح ہے۔

## قضا روزے کی نیت

س...... رمضان میں جب روزے رکھتے ہیں تو روزے کی نیت پڑھ کر روزہ رکھتے ہیں، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اگر ہمارے رمضان میں روزے رہ جائیں اور بعد میں ہم قضا روزے رکھیں تو یہی نیت کریں گے؟

ج...... نیت دِل کے ارادے کو کہتے ہیں، پس جب آپ نے صبحِ صادق سے پہلے قضا کے روزے کی نیت کرکے روزہ رکھ لیا تو روزہ صحیح ہے، اگر زبان سے بھی: "وبصوم غد نویت من قضاء رمضان" (صبح کو قضائے رمضان کا روزہ رکھنے کی نیت کرتا/کرتی ہوں) کہہ لے تو اچھا ہے، مگر روزے کی نیت ان الفاظ کو زبان سے کہے بغیر بھی ہوجائے گی۔

## رمضان کا روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضا اور کفارہ لازم ہوں گے

س...... کیا قضا روزے بغیر سحری کے اس طرح رکھے جاسکتے ہیں کہ میں رات کو سونے سے پہلے نیت کرکے سوؤں کہ میرا صبح روزہ ہے، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ نفل روزہ اور قضا روزے بغیر سحری کے نہیں رکھے جاسکتے۔ اگر صبح اُٹھنے کے فوراً بعد یعنی صبح کے وقت اُٹھ کر نیت کی جائے تو کیا روزہ ادا ہوجائے گا؟ کیونکہ روزے کی نیت زوال سے پہلے کی جاتی ہے، اور اگر صبح اُٹھ کر ارادہ بدل جائے یا کسی مجبوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی ہمت نہ ہو تو ایسے روزہ کے لئے قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟ براہِ کرم اس مسئلے کی تفصیل کے ساتھ وضاحت فرمادیں کیونکہ مجھے نفل اور قضا دونوں روزے رکھنے ہیں اور میں کیونکہ صبحِ صادق سے پہلے اُٹھ نہیں سکتی، اس لئے ابھی تک اپنا یہ فرض ادا نہیں کرسکی۔

ج...... یہاں چند مسائل ہیں:

۱:......قضائے رمضان کا روزہ بھی بغیر سحری کے رکھ سکتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ قضا کے روزے کی نیت صبحِ صادق سے پہلے کرلی جائے۔

۲:...... اگر صبح ہوگئی تو نفلی روزے کی (اسی طرح رمضان مبارک کے ادائی روزے) کی نیت تو نصف النہار شرعی سے پہلے کرنا صحیح ہے۔ مگر قضا روزے کی نیت صحیح نہیں، اسی طرح نذر کے روزے کی نیت بھی صبحِ صادق کے بعد صحیح نہیں، کیونکہ قضا اور نذر کے روزے کی نیت صبحِ صادق سے پہلے کرلینا شرط ہے۔

۳:...... اگر رات کو روزے کی نیت کرکے سوئے تو اگر صبحِ صادق ہونے سے پہلے آنکھ کھل گئی تو نیت بدلنے کا اختیار ہے، خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے، لیکن اگر رات کو نیت کرنے کے بعد اس وقت آنکھ کھلی جبکہ صبحِ صادق ہوچکی تھی تو اب نیت بدلنے کا اختیار نہیں رہا، کیونکہ رات کی نیت کی وجہ سے روزہ شروع ہوچکا ہے۔ اب نیت بدلنے کے معنی روزہ توڑنے کے ہوں گے، اس صورت میں اگر صبحِ صادق کے بعد کچھ کھایا پیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

پھر اگر یہ رمضان کا روزہ تھا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم آئیں گے، اور اگر نفل کا روزہ تھا تو اس کی قضا لازم آئے گی۔

# سحری اور اِفطار

## سحری کھانا مستحب ہے، اگر نہ کھائی تب بھی روزہ ہوجائے گا

س......سوال یہ ہے کہ کیا روزہ رکھنے کے لئے سحری کھانا ضروری ہے؟ اگر کوئی سحری نہ کھائے تو کیا اس کا روزہ نہیں ہوگا؟ روزے کی نیت بھی بتلادیجئے جس کو پڑھ کر روزہ رکھتے ہیں۔

ج......روزے کے لئے سحری کھانا مستحب اور باعثِ برکت ہے، اور اس سے روزے میں قوّت رہتی ہے۔ اور سحری کھا کر یہ دُعا پڑھنی چاہئے: ”وبصوم غد نویت من شھر

رمضان“ لیکن اگر کسی کو یہ دُعا یاد نہ ہو، تب بھی روزے کی دِل سے نیت کرلینا کافی ہے۔

اگر آپ نے صبحِ صادق سے لے کر غروب تک کچھ نہیں کھایا پیا اور گیارہ بجے (یعنی شرعی نصف النہار) سے پہلے روزے کی نیت کرلی تو آپ کا روزہ صحیح ہے، قضا کی ضرورت نہیں۔

## سحری میں دیر اور اِفطاری میں جلدی کرنی چاہئے

س…… ہمارے ہاں بعض لوگ سحری میں بہت جلدی کرتے ہیں، اور اِفطاری کے وقت دیر سے اِفطار کرتے ہیں، کیا ان کا یہ عمل صحیح ہے؟

ج…… سورج غروب ہونے کے بعد روزہ اِفطار کرنے میں تأخیر نہیں کرنی چاہئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”میری اُمت خیر پر رہے گی، جب تک سحری کھانے میں تأخیر اور (سورج غروب ہونے کے بعد) روزہ اِفطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔“ (مسندِ احمد ج:۵ ص:۱۷۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک کہ روزہ اِفطار کرنے میں جلدی کریں گے۔“ (صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص:۱۷۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: مجھے اپنے بندوں میں سے وہ لوگ زیادہ محبوب ہیں جو اِفطار میں جلدی کرتے ہیں۔“ (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۱۷۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک کہ لوگ اِفطار میں جلدی کریں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ تأخیر کرتے ہیں۔“ (ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص:۱۷۵)

مگر یہ ضروری ہے کہ سورج کے غروب ہوجانے کا یقین ہوجائے تب روزہ کھولنا چاہئے۔

## صبحِ صادق کے بعد کھاپی لیا تو روزہ نہیں ہوگا

س……روزہ کتنے وقت کے لئے ہوتا ہے؟ کیا صبحِ صادق کے بعد کھا سکتے ہیں؟

ج……روزہ صبحِ صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہوتا ہے، پس صبحِ صادق سے

پہلے پہلے کھانے پینے کی اجازت ہے، اگر صبحِ صادق کے بعد کچھ کھایا پیا تو روزہ نہیں ہوگا۔

## سحری کے وقت نہ اُٹھ سکے تو کیا کرے؟

س......اگر کوئی سحری کے لئے نہ اُٹھ سکے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

ج......بغیر کچھ کھائے پیئے روزے کی نیت کرلے۔

## سونے سے پہلے روزے کی نیت کی اور صبحِ صادق کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ شروع ہوگیا، اب اس کو توڑنے کا اختیار نہیں

س......ایک شخص نے روزے کی نیت کی اور سو گیا، مگر سحری کے وقت نہ اُٹھ سکا، تو کیا صبح کو اپنی مرضی سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے؟

ج...... جب اس نے رات کو سونے سے پہلے روزے کی نیت کرلی تھی تو صبحِ صادق کے بعد اس کا روزہ (سونے کی حالت میں) شروع ہوگیا، اور روزہ شروع ہونے کے بعد اس کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رہتا کہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے؟ کیونکہ روزہ رکھنے کا فیصلہ تو وہ کرچکا ہے، اور اس کے اسی فیصلے پر روزہ شروع بھی ہوچکا ہے، اب روزہ شروع کرنے کے بعد اس کو توڑنے کا اختیار نہیں، اگر رمضان کا روزہ توڑ دے گا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم آئیں گے۔

## رات کو روزے کی نیت کرنے والا سحری نہ کھاسکا تو بھی روزہ ہوجائے گا

س......کوئی شخص اگر رات ہی کو روزے کی نیت کرکے سوجائے، کیونکہ اس کو اندیشہ ہے کہ سحری کے وقت اس کی آنکھ نہیں کھلے گی تو کیا اس کا روزہ ہوجائے گا؟

ج......ہوجائے گا۔

س......اور اگر اتفاق سے اس کی آنکھ کھل جائے تو کیا وہ نئے سرے سے سحری کھاکے نیت کرسکتا ہے؟

ج......کرسکتا ہے۔

## کیا نفل روزہ رکھنے والے اذان تک سحری کھاسکتے ہیں؟

س…… نفل روزہ جب رکھتے ہیں تو فجر کی اذان کے وقت (یعنی جب فجر کی نماز ہوتی ہے) روزہ بند کردیتے ہیں، جبکہ روزہ اذان سے دس یا پندرہ منٹ پہلے بند کردینا چاہئے، جو مسلمان بھائی اذان کے وقت روزہ بند کرتے ہیں تو کیا ان کا روزہ ہوگا یا نہیں؟

ج…… اگر صبحِ صادق ہوجانے کے بعد کھایا پیا تو روزہ نہ ہوگا، خواہ اذان ہوچکی ہو یا نہ ہوئی ہو، اور اذانیں عموماً صبحِ صادق کے بعد ہوتی ہیں، اس لئے اذان کے وقت کھانے پینے والوں کا روزہ نہیں ہوگا عموماً مسجدوں میں اوقات کے نقشے لگے ہوتے ہیں، ابتدائے فجر کا وقت دیکھ کر اس سے چار پانچ منٹ پہلے سحری کھانا بند کردیا جائے۔

## اذان کے وقت سحری کھانا پینا

س…… اگر کوئی آدمی صبح کی اذان کے وقت بیدار ہو تو وہ روزہ کس طرح رکھے؟

ج…… اگر اذان صبحِ صادق کے بعد ہوئی ہو (جیسا کہ عموماً صبحِ صادق کے بعد ہی ہوا کرتی ہے) تو اس شخص کو کھانا پینا نہیں چاہئے، ورنہ اس کا روزہ نہیں ہوگا، بغیر کچھ کھائے پیئے روزے کی نیت کرے۔ ہاں! اگر اذان وقت سے پہلے ہوئی ہو تو دُوسری بات ہے۔

## سحری کا وقت سائرن پر ختم ہوتا ہے یا اذان پر

س…… رمضان المبارک میں سحری کا آخری وقت کب تک ہوتا ہے؟ یعنی سائرن تک ہوتا ہے یا اذان تک؟ ہمارے یہاں بہت سے لوگ آنکھ دیر سے کھلنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اذان تک سحری کرتے رہتے ہیں، کیا ان کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے؟

ج…… سحری ختم ہونے کا وقت متعین ہے، سائرن، اذان اس کے لئے ایک علامت ہے، آپ گھڑی دیکھ لیں، اگر سائرن وقت پر بجا ہے تو وقت ختم ہوگیا، اب کچھ کھا پی نہیں سکتے۔

## سائرن بجتے وقت پانی پینا

س…… ہمارے یہاں عموماً لوگ سائرن بجنے سے کچھ وقت پہلے سحری کھا کر فارغ ہوجاتے ہیں اور سائرن بجنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں، جیسے ہی سائرن بجتا ہے ایک ایک گلاس پانی


فہرست

پی کر روزہ بند کرلیتے ہیں، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں سائرن بجنے کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ سحری کا وقت ختم ہوچکا ہے؟

ج…… سائرن ایک منٹ پہلے شروع ہوتا ہے، اس لئے اس دوران پانی پیا جاسکتا ہے، بہرحال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ سائرن بجنے سے پہلے پانی پی لیا جائے۔

## سحری کا وقت ختم ہونے کے دس منٹ بعد کھانے پینے سے روزہ نہیں ہوگا

س…… کراچی میں سحری کا آخری وقت تقریباً سوا چار بجے ہے، لیکن اگر ہم کسی وقت دس منٹ بعد (چار بج کر پچّیس منٹ تک) سحری کرتے رہیں، تو کیا اس سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج…… نقشوں میں صبح صادق کا جو وقت لکھا ہوتا ہے، اس سے دو چار منٹ پہلے کھانا پینا بند کردینا چاہئے، ایک دو منٹ آگے پیچھے ہوجائے تو روزہ ہوجائے گا، لیکن دس منٹ بعد کھانے کی صورت میں روزہ نہیں ہوگا۔

## روزہ کھولنے کے لئے نیت شرط نہیں

س…… میں نے یکم رمضان کو (پہلا) روزہ رکھا تھا، اور کیونکہ سحری میں، میں نے صرف اور صرف دو گلاس پانی پیا تھا، جس کی وجہ سے مجھے روزہ بہت لگ رہا تھا، اِفطار کے وقت میں نے جلدی میں بغیر نیت کے کھجور منہ میں رکھ لی، لیکن اسے دانتوں سے چبایا نہیں تھا کہ اچانک مجھے یاد آگیا کہ میں نے نیت نہیں کی ہے، اس لئے میں نے کھجور کو منہ میں رکھے ہی رکھے نیت کی اور روزہ اِفطار کیا، تو آیا میرا روزہ اس صورت میں ہوگیا یا مکروہ ہوگیا؟

ج…… روزہ کھولنے کے لئے نیت شرط نہیں، غالباً ''اِفطار کی نیت'' سے آپ کی مراد وہ دُعا ہے جو روزہ کھولتے وقت پڑھی جاتی ہے، اِفطار کے وقت کی دُعا مستحب ہے، شرط نہیں، اگر دُعا نہ کی اور روزہ کھول دیا تو روزہ بغیر کراہت کے صحیح ہے، البتہ اِفطار کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے، اس لئے دُعا کا ضرور اہتمام کرنا چاہئے، بلکہ اِفطار سے چند منٹ پہلے خوب توجہ کے ساتھ دُعائیں کرنی چاہئیں۔

## روزہ دار کی سحری و اِفطار میں اسی جگہ کے وقت کا اعتبار ہوگا جہاں وہ ہے

س……میرے بھائی جان عرب امارات سے روزہ رکھ کر آئے، اور یہاں کراچی کے وقت کے مطابق روزہ اِفطار کیا، حالانکہ وہ علاقہ کراچی سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے، کیا اس طرح انہوں نے ایک گھنٹہ پہلے روزہ اِفطار کرلیا؟ روزہ کا اِفطار صحیح ہوا کہ غلط؟ اگر غلط ہوا تو کیا روزہ کی قضا ہوگی؟

ج……اُصول یہ ہے کہ روزہ رکھنے اور اِفطار کرنے میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں آدمی روزہ رکھتے اور اِفطار کرتے وقت موجود ہو، پس جو شخص عرب ممالک سے روزہ رکھ کر کراچی آئے اس کو کراچی کے وقت کے مطابق اِفطار کرنا ہوگا، اور جو شخص پاکستان سے روزہ رکھ کر مثلاً: سعودی عرب گیا ہو، اس کو وہاں کے غروب کے بعد روزہ اِفطار کرنا ہوگا، اس کے لئے کراچی کے غروب کا اعتبار نہیں۔

## ریڈیو کی اذان پر روزہ اِفطار کرنا دُرست ہے

س…… ہمارے گھروں کے قریب کوئی مسجد نہیں ہے، جس کی وجہ سے ہم لوگ اذان آسانی سے نہیں سن سکتے، تو کیا رمضان شریف میں ہم لوگ اِفطاری ریڈیو کی اذان سن کرلیں؟ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ریڈیو والے اعلان کرتے ہیں: ”کراچی اور اس کے مضافات میں اِفطاری کا وقت ہوا چاہتا ہے“ ٹائم بھی بتاتے ہیں، اور اس کے بعد فوراً اذان شروع ہوجاتی ہے، گزشتہ رمضان میں بھی ہم لوگ جونہی شام کو ریڈیو پر اللہ اکبر سنتے تھے تو روزہ اِفطار کرلیتے تھے، آپ مہربانی فرماکر کتاب وسنت کی روشنی میں ہمیں بتائیں کہ آیا ہماری اِفطاری صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟

ج……ریڈیو پر صحیح وقت پر اطلاع اور اذان دی جاتی ہے، اس لئے اِفطار کرنا صحیح ہے۔

## ہوائی جہاز میں اِفطار کس وقت کے لحاظ سے کیا جائے؟

س……طیارے میں روزہ اِفطار کرنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ طیارہ ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی پر محوِ پرواز ہو اور زمین کے اعتبار سے غروبِ آفتاب کا وقت ہوگیا ہو، مگر بلندیٔ پرواز کی وجہ سے

سورج موجود سامنے دِکھائی دے رہا ہو، تو ایسے میں زمین کا غروب معتبر ہوگا یا طیارے کا؟

ج…… روزہ دار کو جب آفتاب نظر آرہا ہے تو اِفطار کرنے کی اجازت نہیں ہے، طیارہ کا اعلان بھی مہمل اور غلط ہے، روزہ دار جہاں موجود ہو وہاں کا غروب معتبر ہے، پس اگر وہ دس ہزار فٹ کی بلندی پر ہو اور اس بلندی سے غروبِ آفتاب دِکھائی دے تو روزہ اِفطار کرلینا چاہئے، جس جگہ کی بلندی پر جہاز پرواز کر رہا ہے وہاں کی زمین پر غروبِ آفتاب ہو رہا ہو تو جہاز کے مسافر روزہ اِفطار نہیں کریں گے۔

## کن وجوہات سے روزہ توڑ دینا جائز ہے؟ کن سے نہیں؟

### بیماری بڑھ جانے یا اپنی یا بچے کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے

س…… مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ایک شخص کو قے آجاتی ہے، اب اس کا روزہ رہا کہ نہیں؟ یا اگر کوئی مرد یا عورت روزہ رکھنے میں بیماری بڑھ جانے یا جان کا خطرہ محسوس کرے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

ج…… اگر آپ سے آپ قے آگئی تو روزہ نہیں گیا، خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ، اور اگر خود اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کر ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا، ورنہ نہیں۔

اگر روزہ دار اچانک بیمار ہوجائے اور اندیشہ ہو کہ روزہ نہ توڑا تو جان کا خطرہ ہے، یا بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ ہے، ایسی حالت میں روزہ توڑنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر حاملہ عورت کی جان کو یا بچے کی جان کو خطرہ لاحق ہوجائے تو روزہ توڑ دینا دُرست ہے۔

### بیماری کی وجہ سے اگر روزے نہ رکھ سکے تو قضا کرے

س…… میں شروع سے ہی رمضان شریف کے روزے رکھتی تھی، لیکن آج سے پانچ سال

قبل یرقان ہوگیا، جس کی وجہ سے میں آٹھ نو ماہ تک بستر پر رہی، ویسے میں تقریباً بارہ سال سے معدہ میں خرابی اور گیس کی مریض ہوں، لیکن یرقان ہونے کے بعد مجھے پیاس اتنی لگتی ہے کہ روزہ رکھنا محال ہوگیا ہے، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں، پچھلے سال میں نے رمضان کا پہلا روزہ رکھا، لیکن صبح نو بجے ہی پیاس کی وجہ سے بدحال ہوگئی، اس وجہ سے مجھے روزہ توڑنا پڑا، آپ براہِ مہربانی مجھے یہ بتائیں کہ روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟ اور جو روزے نہیں رکھے گئے ان کا کفارہ کیا ہے؟

ج......آپ نے رمضان کا جو روزہ توڑا وہ عذر کی وجہ سے توڑا، اس لئے اس کا کفارہ آپ کے ذمہ نہیں، بلکہ صرف قضا لازم ہے، اور جو روزے آپ بیماری کی وجہ سے نہیں رکھ سکیں ان کی جگہ بھی قضا روزے رکھ لیں، آئندہ بھی اگر آپ رمضان مبارک میں بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتیں تو سردیوں کے موسم میں قضا رکھ لیا کریں، اور اگر چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان روزوں کا فدیہ ادا کردیں، ایک دن کے روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے۔

## کن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

### کن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

س......کون سے عذرات کی بنا پر روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

ج......۱:......رمضان شریف کے روزے ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہیں، اور بغیر کسی صحیح عذر کے روزہ نہ رکھنا حرام ہے۔

۲:......اگر نابالغ لڑکا، لڑکی روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں تو ماں باپ پر لازم ہے کہ ان کو بھی روزہ رکھوائیں۔

۳:......جو بیمار روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو، اور روزہ رکھنے سے اس کی بیماری


فہرست

بڑھنے کا اندیشہ نہ ہو، اس پر بھی روزہ رکھنا لازم ہے۔

۴:...... اگر بیماری ایسی ہو کہ اس کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، مگر جب تندرست ہوجائے تو بعد میں ان روزوں کی قضا اس کے ذمہ فرض ہے۔

۵:...... جو شخص اتنا ضعیف العمر ہو کہ روزے کی طاقت نہیں رکھتا، یا ایسا بیمار ہو کہ نہ روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ صحت کی اُمید ہے، تو وہ روزے کا فدیہ دے دیا کرے، یعنی ہر روزے کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دیا کرے، یا صبح و شام ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے۔

۶:...... اگر کوئی شخص سفر میں ہو، اور روزہ رکھنے میں مشقت لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ بھی قضا کرسکتا ہے، دُوسرے وقت میں اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا، اور اگر سفر میں کوئی مشقت نہیں تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، اگرچہ روزہ نہ رکھنے اور بعد میں قضا کرنے کی بھی اس کو اجازت ہے۔

۷:...... عورت کو حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں، مگر رمضان شریف کے بعد اتنے دنوں کی قضا اس پر لازم ہے۔

۸:...... بعض لوگ بغیر عذر کے روزہ نہیں رکھتے اور بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں اور پھر بعد میں قضا بھی نہیں کرتے، خاص طور پر عورتوں کے جو روزے ماہواری کے ایام میں رہ جاتے ہیں وہ ان کی قضا رکھنے میں سستی کرتی ہیں، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

## کام کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں

س...... ہم گلف میں رہنے والے پاکستانی باشندے رمضان المبارک کے روزے صرف اس وجہ سے پورے نہیں رکھ سکتے کہ یہاں رمضان کے دوران شدید ترین گرمی ہوتی ہے، اور کام بھی محنت کا ہوتا ہے کہ عام حالت میں دو گھنٹے کے کام میں دس بارہ گلاس پانی پی لیا جاتا ہے، اگر ہم روزے نہ رکھیں تو کیا حکم ہے؟

ج...... کام کی وجہ سے روزے چھوڑنے کا حکم نہیں، البتہ مالکوں کو حکم دیا گیا ہے کہ رمضان

میں مزدوروں اور کارکنوں کا کام ہلکا کردیں۔ آپ لوگ جس کمپنی میں ملازم ہیں اس سے اس کا مطالبہ کرنا چاہئے۔

## سخت کام کی وجہ سے روزہ چھوڑنا

س...... ہمارے چند مسلمان بھائی ابوظہبی، متحدہ عرب امارات میں صحرا کے اندر تیل نکالنے والی کمپنی میں کام کرتے ہیں، اور کمپنی کا کام چوبیس گھنٹے چلتا رہتا ہے۔ لوہا، مشینوں اور تپتی ریت کی گرمی کی وجہ سے روزہ دار کی زبان منہ سے باہر نکل آتی ہے اور گلا خشک ہوجاتا ہے، اور بات تک کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اور کمپنی کے مالکان مسلمان اور غیرمسلم ہیں، اور کام کرنے والے بھی اکثر غیرمسلم ہیں، جوکہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کی رعایت ملازمین کو نہیں دیتے، یعنی کام کے اوقات کو کم نہیں کرتے، تو اس حالت میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

ج...... کام کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی تو اجازت نہیں، اس لئے روزہ تو رکھ لیا جائے، لیکن جب روزے میں حالت مخدوش ہوجائے تو روزہ توڑ دے، اس صورت میں قضا واجب ہوگی، کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ فتاویٰ عالمگیریہ (ج:۱ ص:۲۰۸) میں ہے:

"المحترف المحتاج الی نفقته علم انه لو اشتغل بحرفته یلحقه ضرر مبیح للفطر یحرم علیه الفطر قبل ان یمرض، کذا فی القنیة."

## امتحان کی وجہ سے روزے چھوڑنا اور دُوسرے سے رکھوانا

س...... اگر کوئی شخص طالبِ علم ہو اور وہ رمضان کی وجہ سے امتحان کی تیاری نہ کرسکتا ہو تو اس کے والدین، بہن بھائی اور دوست اسے ہدایت کریں کہ وہ روزہ نہ رکھے اور اس کے عوض تیس کے بجائے چالیس روزے کسی دُوسرے سے رکھوادیئے جائیں گے تو کیا ایسے طالبِ علم کو روزے چھوڑ دینے چاہئیں؟ کیا جو روزے اس کا عزیز اس کو رکھ دے گا، وہ دربارِ خداوندی میں قبول ہوجائیں گے؟ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج...... امتحان کے عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اور ایک شخص کی جگہ دُوسرے کا

روزہ رکھنا دُرست نہیں، نماز اور روزہ دونوں خالص بدنی عبادتیں ہیں، ان میں دُوسرے کی نیابت جائز نہیں۔ جس طرح ایک شخص کے کھانا کھانے سے دُوسرے کا پیٹ نہیں بھرتا، اسی طرح ایک شخص کے نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے سے دُوسرے کے ذمہ کا فرض ادا نہیں ہوتا۔

## امتحان اور کمزوری کی وجہ سے روزہ قضا کرنا گناہ ہے

س…… پچھلے دنوں میں نے انٹر سائنس کا امتحان دیا، اور ان دنوں میں نے بہت محنت کی، اس کے فوراً بعد رمضان شروع ہوگیا، اب چند دنوں بعد پریکٹیکل ٹیسٹ شروع ہونے والے ہیں، لیکن میری تیاری نہیں ہو رہی، کیونکہ روزہ رکھنے کے بعد مجھ پر ذہنی غنودگی چھائی رہتی ہے اور ہر وقت سخت نیند آتی ہے، کچھ پڑھنا چاہوں بھی تو نیند کی وجہ سے ممکن نہیں ہوتا۔ اصل میں اب مجھ میں اتنی قوّت اور توانائی نہیں ہے کہ میں روزے کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر کچھ پڑھ سکوں، کیا اس حالت میں، میں روزہ رکھ سکتی ہوں؟ اگر روزہ رکھتی ہوں تو پڑھائی نہیں ہوسکتی ہے، کیونکہ کمزوری بہت ہوجاتی ہے اور مجھ میں توانائی بہت کم ہے۔

ج…… کیا پڑھائی، روزے سے بڑھ کر فرض ہے؟

س…… کیا اس حالت میں (کمزوری کی حالت) مجھ پر روزہ فرض ہے؟

ج…… اگر روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو روزہ فرض ہے۔

س…… اور اگر میں روزہ نہ رکھوں تو اس کا کفارہ کیا ادا کرنا ہوگا؟

ج…… قضا کا روزہ بھی رکھنا ہوگا، اور روزہ قضا کرنے کی سزا بھی برداشت کرنی ہوگی۔

## دُودھ پلانے والی عورت کا روزہ کا قضا کرنا

س…… ایک ایسی ماں جس کا بچہ سوائے دُودھ کے کوئی غذا نہ کھا سکتا ہو، اس کے لئے ماہِ رمضان میں روزے رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ ماں کے روزے کی وجہ سے بچے کے لئے دُودھ کی کمی ہوجاتی ہے، اور وہ بھوکا رہتا ہے۔

ج…… اگر ماں یا اس کا دُودھ پیتا بچہ روزے کا تحمل نہیں کرسکتے تو عورت روزہ چھوڑ سکتی ہے، بعد میں قضا رکھ لے۔

## سخت بیماری کی وجہ سے فوت شدہ روزوں کی قضا اور فدیہ

س…… میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری اکثر ناک بند رہتی ہے، اس کا تقریباً دوبار آپریشن بھی ہوچکا ہے، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، ڈاکٹری اور حکمت کا علاج بھی کافی کرواچکا ہوں، لیکن ان سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا، گرم چیز کھانے سے تقریباً ایک طرف کی ناک کھل جاتی ہے اور سانس پھنس کر آنے لگتا ہے، لیکن لیٹ جانے کی صورت میں وہ بھی بند ہوجاتی ہے، اور سانس پھنس کر آنے لگتا ہے، جس سے نیند نہیں آتی، دوا ڈالنے سے ناک کھل جاتی ہے صرف پانچ گھنٹے کے لئے، واضح رہے کہ دوا ناک میں ڈالتے ہوئے اکثر حلق میں بھی آجاتی ہے، برائے مہربانی اب آپ یہ تحریر کریں کہ روزہ ہونے کی صورت میں کیا میں ناک میں دوا ڈال سکتا ہوں؟ یاد رہے اگر وہ ناک میں نہ ڈالی تو ایک پل بھی سو نہ سکوں گا، برائے مہربانی اس کا وظیفہ بھی تحریر کردیجئے گا، تاکہ یہ تکلیف دُور ہوجائے، اور میرے دِل سے بے اختیار آپ کے لئے دُعائیں نکلیں۔

ج…… روزے کی حالت میں ناک میں دوا ڈالنا دُرست نہیں، اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر آپ اس بیماری کی وجہ سے روزہ پورا نہیں کرسکتے تو آپ کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، اور اگر چھوٹے دنوں میں آپ روزہ رکھ سکتے ہیں تو ان روزوں کی قضا لازم ہے، اور اگر کسی موسم میں بھی روزہ رکھنے کا امکان نہیں تو روزوں کا فدیہ لازم ہے، تاہم جن روزوں کا فدیہ ادا کیا گیا، اگر پوری زندگی میں کسی وقت بھی روزہ رکھنے کی طاقت آگئی تو یہ فدیہ غیرمعتبر ہوگا، اور ان روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

## پیشاب کی بیماری روزے میں رُکاوٹ نہیں

س…… میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں عرصہ دراز سے پیشاب کی مہلک بیماری میں مبتلا ہوں، اور اس میں چوبیس گھنٹے آدمی کا پاک رہنا بہت ہی مشکل ہے، ایسی حالت میں جبکہ مندرجہ بالا صورتِ حال درپیش ہو تو کیا آدمی روزہ نماز کرسکتا ہے یا نہیں؟ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ پاکی ناپاکی سے کچھ نہیں ہوتا، نیت صاف ہونا چاہئے، قبول کرنے والا خداوندکریم ہے،


فہرست

اور یہی وجہ ہے کہ میں نماز وغیرہ بالکل نہیں پڑھتا، کیا آپ مجھے اس سلسلے میں مفید مشورہ دیں گے؟ مہربانی ہوگی۔

ج…… یہ بیماری روزے میں تو رُکاوٹ نہیں، البتہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر چونکہ آپ معذور ہیں، اس لئے ہر نماز کے وقت کے لئے نیا وضو کرلیا کیجئے، جب تک اس نماز کا وقت رہے گا آپ کا وضو اس عذر کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا، جب ایک نماز کا وقت نکل جائے پھر وضو کرلیا کیجئے، نماز روزہ چھوڑ دینا جائز نہیں۔

## مرض کے عود کر آنے کے خوف سے روزے کا فدیہ دینے کا حکم

س…… مجھے عرصہ پانچ سال سے گردے کے درد کی تکلیف رہتی ہے، پچھلے سال میں نے پاکستان جاکر آپریشن کرایا ہے اور پتھری نکلی ہے، آپریشن کے تقریباً چار ماہ بعد پھر پتھری ہوگئی، یہاں پر (بحرین میں) میں نے ایک قابل ڈاکٹر کے پاس علاج کرانا شروع کیا، ڈاکٹر نے مجھے صرف پانی پینے کو کہا، میں دن میں تقریباً چالیس گلاس پانی کے پیتا رہا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پتھری خودبخود پیشاب کے ساتھ نکل گئی۔

ڈاکٹر نے مجھے کہا ہے کہ کئی آدمیوں کے گردے ایک پوڈر سا بناتے ہیں جو کہ پتھر کی شکل اختیار کرلیتے ہیں، اگر تم روزانہ اسی طرح پانی پیتے رہو تو پتھری نہیں ہوگی، اگر پانی کم کروگے تو دوبارہ پتھری ہوجائے گی، ڈاکٹر مسلمان ہے اور بہت ہی اچھا آدمی ہے، اس نے مجھے منع کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ پاکستانی روزہ نہیں چھوڑتے، مگر تم بالکل روزہ نہ رکھنا، کیونکہ اس طرح تم پانی پینا چھوڑ دوگے اور پتھری دوبارہ ہوجائے گی۔ اب میں سخت پریشانی میں ہو کہ کیا کروں؟

ج…… اگر اندیشہ ہے کہ روزہ رکھا گیا تو مرض عود کر آئے گا، تو آپ ڈاکٹر کے مشورے پر عمل کرسکتے ہیں، اور جو روزے آپ کے رہ جائیں گے اگر سردیوں کے دنوں میں ان کی قضا ممکن ہو تو سردیوں کے دنوں میں یہ روزے پورے کریں، ورنہ روزوں کا فدیہ ادا کریں۔

# رمضان میں (عورتوں کے) مخصوص ایام کے مسائل

## مجبوری کے ایام میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں

س…… رمضان میں عورت جتنے دن مجبوری میں ہو اس حالت میں روزے کھانے چاہئیں یا نہیں؟ اگر کھائیں تو کیا بعد میں ادا کرنے چاہئیں یا نہیں؟

ج…… مجبوری (حیض و نفاس) کے دنوں میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں، بعد میں قضا رکھنا فرض ہے۔

## دوائی کھا کر ایام روکنے والی عورت کا روزہ رکھنا

س…… رمضان شریف میں بعض خواتین دوائیاں وغیرہ کھا کر اپنے ایام کو روک لیتی ہیں، اس طرح رمضان شریف کے پورے روزے رکھ لیتی ہیں، اور فخر یہ بتاتی ہیں کہ ہم نے تو رمضان کے پورے روزے رکھے، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

ج…… یہ تو واضح ہے کہ جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے، عورت پاک ہی شمار ہوگی، اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا۔ رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو شرعاً روکنے پر کوئی پابندی نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کے لئے مضر ہو تو جائز نہیں۔

## روزے کے دوران اگر ''ایام'' شروع ہو جائیں تو روزہ ختم ہو جاتا ہے

س…… ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے کے بعد اگر دن میں کسی وقت ایام شروع ہو جائیں تو کیا اسی وقت روزہ کھول لینا چاہئے یا نہیں؟

ج…… ماہواری کے شروع ہوتے ہی روزہ خود ہی ختم ہو جاتا ہے، کھولیں یا نہ کھولیں۔

## غیر رمضان میں روزوں کی قضا ہے، تراویح کی نہیں

س...... ماہِ رمضان میں مجبوری کے تحت جو روزے رہ جاتے ہیں، تو کیا ان کو قضا کرتے وقت نمازِ تراویح بھی پڑھی جاتی ہے کہ نہیں؟

ج......تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، قضائے رمضان کے روزوں میں تراویح نہیں ہوتی۔

## چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا چاہے مسلسل رکھیں، چاہے وقفے وقفے سے

س...... جو روزے چھوٹ جاتے ہیں ان کی قضا لازم ہے، آج تک ہم اس سمجھ سے محروم رہے، اب اللہ نے دِل میں ڈالی ہے تو یہ پتہ چلا تھا کہ مسلسل روزے رکھنا منع ہے، کیا میں ایک دن چھوڑ کے ایک دن یا ہفتہ میں دو دن روزہ رکھ کر اپنے روزوں کی قضا کرسکتی ہوں؟ کیونکہ زندگی کا تو کوئی بھروسا نہیں، جتنی جلدی ادا ہوجائے بہتر ہے۔

ج...... جو روزے رہ گئے ہوں ان کی قضا فرض ہے، اگر صحت وقوّت اجازت دیتی ہو تو ان کو مسلسل رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد قضا کرلینا بہتر ہے، ورنہ جس طرح سہولت ہو رکھ لئے جائیں۔

## تمام عمر میں بھی قضا روزے پورے نہ ہوں تو اپنے مال میں سے فدیہ کی وصیت کرے

س...... رمضان المبارک میں ہمارے جو روزے مجبوراً چھوٹ جاتے ہیں وہ میں نے آج تک نہیں رکھے، انشاء اللہ اس بار رکھوں گی، اور پچھلے روزے چھوٹ گئے ہیں اس کے لئے میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ پوچھنا یہ ہے کہ پچھلے روزے جو چھوٹ گئے ہیں ان کے لئے صرف توبہ کرلینا کافی ہے یا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ یا پھر وہ روزے رکھنا ہوں گے؟ مجھے تو یہ بھی یاد نہیں کہ کتنے ہوں گے؟

ج...... اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے ایک ایسا مسئلہ پوچھا ہے جس کی ضرورت تمام مسلم خواتین کو ہے، اور جس میں عموماً ہماری بہنیں کوتاہی اور غفلت سے کام لیتی


فہرست

ہیں۔ عورتوں کے جو روزے ''خاص عذر'' کی وجہ سے رہ جاتے ہیں، ان کی قضا واجب ہے، اور سستی و کوتاہی کی وجہ سے اگر قضا نہیں کئے تب بھی وہ مرتے دَم تک ان کے ذمے رہیں گے، توبہ و اِستغفار سے روزوں میں تأخیر کرنے کا گناہ تو معاف ہوجائے گا، لیکن روزے معاف نہیں ہوں گے، وہ ذمے رہیں گے، ان کا ادا کرنا فرض ہے، البتہ اس تأخیر اور کوتاہی کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ جب سے آپ پر نماز روزہ فرض ہوا ہے، اس وقت سے لے کر جتنے رمضانوں کے روزے رہ گئے ہوں ان کا حساب لگالیجئے اور پھر ان کو قضا کرنا شروع کیجئے، ضروری نہیں کہ لگاتار ہی قضا کئے جائیں، بلکہ جب بھی موقع ملے قضا کرتی رہیں، اور نیت یوں کیا کریں کہ سب سے پہلے رمضان کا جو پہلا روزہ میرے ذمہ ہے اس کی قضا کرتی ہوں۔ اور اگر خدانخواستہ پوری عمر میں بھی پورے نہ ہوں تو وصیت کرنا فرض ہے کہ میرے ذمہ اتنے روزے باقی ہیں، ان کا فدیہ میرے مال سے ادا کردیا جائے، اور اگر آپ کو یہ یاد نہیں کہ کب سے آپ کے ذمہ روزے فرض ہوئے تھے تو اپنی عمر کے دسویں سال سے روزوں کا حساب لگائیے، اور ہر مہینے جتنے دنوں کے روزے آپ کے رہ جاتے ہیں اتنے دنوں کو لے کر گزشتہ تمام سالوں کا حساب لگالیجئے۔

## اگر ''ایام'' میں کوئی روزے کا پوچھے تو کس طرح ٹالیں؟

س…… خاص ایام میں جب میری بہنیں اور میں روزہ نہیں رکھتے تو والد، بھائی یا کوئی اور پوچھتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ روزہ ہے، ہم باقاعدہ سب کے ساتھ سحری کرتے ہیں، دن میں اگر کچھ کھانا پینا ہو تو چھپ کر کھاتے ہیں یا کبھی نہیں بھی کھاتے، تو کیا ہمیں اس طرح کرنے سے جھوٹ بولنے کا گناہ ملے گا جبکہ ہم ایسا صرف شرم و حیا کی وجہ سے کرتے ہیں؟

ج…… ایسی باتوں میں شرم و حیا تو اچھی بات ہے، مگر بجائے یہ کہنے کے کہ: ''ہمارا روزہ ہے'' کوئی ایسا فقرہ کہا جائے جو جھوٹ نہ ہو، مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ: ''ہم نے بھی تو سب کے ساتھ سحری کی تھی۔''

## عورت کے کفارے کے روزوں کے دوران ''ایام'' کا آنا

س…… ایک عورت نے رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا، اب کفارہ دینا تھا، کفارے

کے روزے شروع کئے تو درمیان میں ایامِ حیض شروع ہوگئے، کیا اسے پھر سے روزے شروع کرنے ہوں گے؟

ج...... کفارے کے ساٹھ روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے، اگر درمیان میں ایک دن کا بھی ناغہ ہوگیا تو گزشتہ تمام روزے کالعدم ہوجائیں گے، اور نئے سرے سے شروع کرکے ساٹھ روزے پورے کرنے ضروری ہوں گے۔ لیکن عورتوں کے ایامِ حیض کی وجہ سے جو جبری ناغہ ہوجاتا ہے وہ معاف ہے، ایامِ حیض میں روزے چھوڑے، اور پاک ہوتے ہی بغیر وقفے کے روزہ شروع کردیا کرے، یہاں تک کہ ساٹھ روزے پورے ہوجائیں۔

# کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا مکروہ ہوجاتا ہے؟

## بھول کر کھانے والا اور قے کرنے والا اگر قصداً کھاپی لے تو صرف قضا ہوگی

س...... فرض کریں زید نے بھول کر کھانا کھالیا بعد میں یاد آیا کہ وہ تو روزے سے تھا، اب اس نے یہ سمجھ کر کہ روزہ تو رہا نہیں، کچھ اور کھاپی لیا، تو کیا قضا کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا؟ اسی طرح اگر کسی نے قے کرنے کے بعد کچھ کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

ج...... کسی نے بھولے سے کچھ کھاپی لیا تھا، اور یہ سمجھ کر کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، قصداً کھاپی لیا تو قضا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی کو قے ہوئی، اور پھر یہ خیال کرکے کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، کچھ کھاپی لیا، تو اس صورت میں قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر اسے یہ مسئلہ معلوم تھا کہ قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس کے باوجود کچھ کھاپی لیا تو اس صورت میں اس کے ذمہ قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

## اگر غلطی سے اِفطار کرلیا تو صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں

س…… اس مرتبہ رمضان المبارک میں میرے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا، وہ یہ کہ میں روزے سے تھا، عصر کی نماز پڑھ کر آیا تو تلاوت کرنے بیٹھ گیا، پانچ بجے تلاوت ختم کی اور اِفطاری کے سلسلے میں کام میں لگ گیا، واضح ہو کہ میں گھر میں اکیلا رہ رہا ہوں، سالن وغیرہ بنایا، کچھ حسبِ معمول شربت دُودھ وغیرہ بنا کر رکھا، باورچی خانے سے واپس آیا تو گھڑی پر ساڑھے پانچ بجے تھے، اب میرے خیال میں آیا کہ چونکہ روزہ پانچ بج کر پچاس منٹ پر اِفطار ہوتا ہے، چالیس منٹ پر کچھ پکوڑے بنالوں گا۔ خیر اپنے خیال کے مطابق چالیس منٹ پر باورچی خانے میں گیا پکوڑے بنانے لگ گیا، پانچ بج کر پچاس منٹ پر تمام اِفطاری کا سامان رکھ کر میز پر بیٹھ گیا، مگر اذان سنائی نہ دی، ایئر کنڈیشن بند کیا، کوئی آواز نہ آئی، پھر فون پر وقت معلوم کیا تو ۵:۵۵ ہو چکے تھے، میں نے سمجھا اذان سنائی نہیں دی، ممکن ہے مائیک خراب ہو، یا کوئی اور عذر ہو، اور روزہ اِفطار کرلیا، پھر مغرب کی نماز پڑھی۔ یہاں کویت اُردو سروس سات بجے شروع ہوتی ہے، روزانہ اِفطاری کے بعد ریڈیو لگاتا تھا، مگر وہ بھی نہ لگا، اسی اثناء میں بی بی سی لگ گیا اور مجھے اچانک خیال آیا کہ روزہ تو چھ بج کر پچاس منٹ پر اِفطار ہوتا ہے، بس افسوس اور پشیمانی کے سوا کیا کرسکتا ہوں، پھر کلی کی، چند منٹ باقی تھے، دوبارہ روزہ اِفطار کیا، مغرب کی نماز پڑھی۔

براہِ کرم آپ مجھے اس کوتاہی کے متعلق بتائیں کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے تو صرف قضا واجب ہے یا کفارہ؟ اور اگر کفارہ واجب ہے تو کیا میں صحت مند ہوتے ہوئے بھی ساٹھ مسکینوں کو بطورِ کفارہ کھانا کھلاسکتا ہوں؟ مفصل جواب سے نوازیں۔ مولانا صاحب! مجھے سمجھ نہیں آرہی، میں نے کس طرح ۶:۵۰ کے بجائے ۵:۵۰ کو اِفطاری کا وقت سمجھ لیا، اور اپنے خیال کے مطابق لیٹ اِفطار کیا۔

ج…… آپ کا روزہ تو ٹوٹ گیا، مگر چونکہ غلط فہمی کی بنا پر روزہ توڑلیا، اس لئے آپ کے ذمہ صرف قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔


فہرست

## اگر خون حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا

س...... اگر کوئی روزے کی حالت میں ہے اور مسوڑھوں سے خون آئے اور حلق کے پار ہوجائے تو ایسی حالت میں روزے پر کوئی اثر خراب تو نہیں پڑے گا؟ خاص کر نیت کی حالت میں۔

ج...... اگر یقین ہو کہ خون حلق میں چلا گیا، تو روزہ فاسد ہوجائے گا، دوبارہ رکھنا ضروری ہوگا۔

## روزے میں مخصوص جگہ میں دوا رکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س...... چند دوائیں ایسی ہیں جو مقامِ مخصوص میں رکھی جاتی ہیں بعد طہر کے، جسے طب کی اصطلاح میں شیاف کہا جاتا ہے، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس کے استعمال سے روزے پر کیا اثر پڑتا ہے؟ کیا روزہ ہوجاتا ہے؟

ج...... روزے کی حالت میں یہ عمل دُرست نہیں، اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

## نہاتے وقت منہ میں پانی چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س...... کیا نہاتے وقت منہ میں پانی چلے جانے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ خواہ یہ غلطی جان بوجھ کر نہ ہو۔

ج...... وضو، غسل یا کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق سے نیچے چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر اس صورت میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔

## روزے میں غرغرہ کرنا اور ناک میں اُوپر تک پانی چڑھانا ممنوع ہے

س...... روزے کی حالت میں غرغرہ اور ناک میں پانی چڑھانا ممنوع ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ وہ بالکل معاف ہے یا کسی وقت کرنا چاہئے؟

ج...... روزے کی حالت میں غرغرہ کرنا اور ناک میں زور سے پانی ڈالنا ممنوع ہے، اس سے روزے کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ قوی ہے، اگر غسل فرض ہو تو کلی کرے، ناک میں پانی بھی ڈالے، مگر روزے کی حالت میں غرغرہ نہ کرے، نہ ناک میں اُوپر تک پانی چڑھائے۔

## روزے کی حالت میں سگریٹ یا حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س...... روزہ دار اگر سگریٹ یا حقہ پی لے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج...... روزے کی حالت میں حقہ پینے یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر یہ عمل جان بوجھ کر کیا ہو تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

## اگر ایسی چیز نگل لی جائے جو غذا یا دوا نہ ہو تو صرف قضا واجب ہوگی

س...... زید روزے سے تھا، اس نے سکہ نگل لیا، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا روزہ ٹوٹ گیا؟ کیا صرف قضا واجب ہوگی؟

ج...... کوئی ایسی چیز نگل لی جس کو بطورِ غذا یا دوا کے نہیں کھایا جاتا تو روزہ ٹوٹ گیا، اور صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں۔

## سحری ختم ہونے سے پہلے کوئی چیز منہ میں رکھ کر سو گیا تو روزے کا حکم

س...... میں رمضان شریف کے مہینے میں چھالیہ اپنے منہ میں رکھ کر بستر پر لیٹ گیا، خیال یہ تھا کہ میں اس کو اپنے منہ سے نکال کر روزہ رکھوں گا، اچانک آنکھ لگ گئی اور نیند غالب آ گئی، جب سحری کا ٹائم نکل چکا تھا، اس وقت بیداری ہوئی، پھر چھالیہ اپنے منہ سے نکال کر پھینک دی اور کلی کر کے روزہ رکھ لیا، کیا میرا روزہ ہو گیا؟

ج...... روزہ نہیں ہوا، صرف قضا کریں۔

## چنے کے دانے کی مقدار دانتوں میں پھنسے ہوئے گوشت کے ریشے نگلنے سے روزہ ٹوٹ گیا

س...... میں نے ایک دن سحری گوشت کے ساتھ کی، دانتوں میں کچھ ریشے پھنسے رہ گئے، صبح نو بجے کچھ ریشے میں نے دانتوں سے نکال کر نگل لئے، اب آپ بتائیں کیا میرا روزہ ٹوٹ گیا؟

ج...... دانتوں میں گوشت کا ریشہ یا کوئی چیز رہ گئی تھی، اور وہ خود بخود اندر چلی گئی، تو اگر چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ جاتا رہا، اور اگر اس سے کم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا، اور اگر باہر سے کوئی چیز منہ میں ڈال کر نگل لی تو خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

## روزے کی حالت میں پانی میں بیٹھنا یا تازہ مسواک کرنا

س...... کیا روزے کی حالت میں بار بار یا زیادہ دیر تک پانی میں بیٹھے رہنے یا بار بار کلیاں کرنے یا تازہ مسواک مثلاً: نیم، کیکر، پیلو وغیرہ کی کرنے یا منجن کرنے سے روزے کو نقصان کا احتمال تو نہیں؟

ج...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسواک تو مکروہ نہیں، مگر بار بار کلی کرنا، دیر تک پانی میں بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔

## کسی عورت کو دیکھنے یا بوسہ دینے سے انزال ہوجائے تو روزے کا حکم

س...... بغیر جماع کے انزال ہوجائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج...... اگر صرف دیکھنے سے انزال ہوجائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، لیکن لمس، مصافحہ اور تقبیل (بوسہ لینے) سے انزال ہوجائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا، اور صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

## روزہ دار اگر استمناء بالید کرے تو کیا کفارہ ہوگا؟

س...... رمضان المبارک کے مہینے میں کفارہ صرف جان بوجھ کر جماع کرنے سے ہوگا؟ اور اگر کوئی شخص ہاتھ کے ذریعے روزے کی حالت میں منی نکال دے تو صرف قضا لازم ہوگی یا کفارہ بھی؟

ج...... کفارہ صرف کھانے پینے سے یا جماع سے لازم آتا ہے، ہاتھ کے استعمال سے اگر روزہ خراب کیا ہو تو صرف قضا لازم ہے۔

# کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

## انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س…… گزشتہ رمضان میں کانچ سے میرا ہاتھ زخمی ہوگیا تھا، زخم گہرا تھا، لہٰذا ڈاکٹر نے ٹانکے لگانے کے لئے مجھے ایک انجکشن بھی لگایا، اور کوئی چیز بھی سنگھائی، پانی پینے کے لئے ڈاکٹر نے اصرار کیا، مگر میں نے روزے کی وجہ سے پانی نہیں پیا، وہاں سے فراغت کے بعد میں ایک مولوی صاحب کے پاس گیا، جن سے ذکر کیا کہ مجھے انجکشن دیا گیا اور پھر ٹانکے لگائے گئے، تو انہوں نے کہا کہ تمہارا روزہ ٹوٹ گیا ہے، خود ہی میرے لئے دُودھ اور ڈبل روٹی لائے اور کہا کہ کھاؤ، اور میں نے کھالیا، تو کیا اب اس روزے کے بدلے ایک روزے کی قضا ہوگی؟ اور میرا یہ عمل ٹھیک ہوا یا نہیں؟

ج…… انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن آپ نے چونکہ مولوی صاحب کے ''فتوے'' پر عمل کیا ہے، اس لئے آپ کے ذمہ صرف قضا ہے، کفارہ نہیں۔

## روزہ دار نے زبان سے چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا

س…… اگر کسی نے روزے کی حالت میں کوئی چیز چکھ لی تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج…… زبان سے کسی چیز کا ذائقہ چکھ کر تھوک دیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، مگر بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

## منہ سے نکلا ہوا خون مگر تھوک سے کم، نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا

س…… ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں میرے منہ سے خون نکل آیا اور میں اسے نگل گیا، مجھے کسی نے کہا کہ تمہارا روزہ نہیں رہا، کیا واقعی میرا روزہ نہیں رہا؟

ج…… اگر خون منہ سے نکل رہا تھا، اس کو تھوک کے ساتھ نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، البتہ اگر خون کی مقدار تھوک سے کم ہو اور حلق میں خون کا ذائقہ محسوس نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

## روزے میں تھوک نگل سکتے ہیں

س...... روزے کی حالت میں اکثر اوقات بے حد تھوک آتا ہے، کیا ایسی حالت میں تھوک نگل سکتے ہیں؟ کیونکہ نماز پڑھنے کے دوران ایسی حالت میں بے حد مشکل پیش آتی ہے۔

ج...... تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مگر تھوک جمع کر کے نگلنا مکروہ ہے۔

## بلغم پیٹ میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا

س...... کسی شخص کو نزلہ ہے اور اس شخص نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے، اور لازمی ہے کہ نزلے میں بلغم بھی ضرور آئے گا، اگر اتفاق سے بلغم اس کے پیٹ میں چلا جائے تو کیا اس صورت میں اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج...... نہیں!

## بلاقصد حلق کے اندر مکھی، دُھواں، گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا

س...... اگر کسی کے حلق کے اندر مکھی چلی جائے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج...... اگر حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دُھواں خود بخود چلا گیا، یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

## ناک اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س...... آنکھ، ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزے پر کیا اثر پڑتا ہے؟ زخم پر دوائی لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ خواہ دوائی خشک ہو یا مرہم کی طرح ہو۔

ج...... آنکھ میں دوائی ڈالنے یا زخم پر مرہم لگانے یا دوائی لگانے سے روزے میں کوئی فرق نہیں آتا، لیکن ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اور اگر زخم پیٹ میں ہو یا سر پر ہو اور اس پر دوائی لگانے سے دماغ یا پیٹ کے اندر دوائی سرایت کر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

## آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا؟

س...... آپ نے کسی سائل کے جواب میں فرمایا تھا کہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا،


فہرست

جبکہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس سلسلے میں عرض ہے کہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے اس کی بو اور دوا تک حلق میں جاتی ہے، جبکہ کان میں دوا ڈالنے سے حلق اثر انداز نہیں ہوتا، لہٰذا درخواست ہے کہ اس مسئلے پر نظرِ ثانی فرماکر جواب سے سرفراز فرمادیں۔

ج…… نظرِ ثانی کے بعد بھی وہی مسئلہ ہے، فقہ کی کتابوں میں یہی لکھا ہے، آنکھ میں ڈالی گئی دوا براہِ راست حلق یا دماغ میں نہیں پہنچتی، اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

## روزے میں بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س…… اگر کوئی روزے میں غلطی سے پانی پی لے یا دُوسری چیزیں کھالے اور اس کو خیال نہیں رہا کہ اس کا روزہ ہے، لیکن بعد میں اس کو یاد آجائے کہ اس کا روزہ ہے، تو بتایئے کہ اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج…… اگر بھول کر کھاپی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں! اگر کھاتے کھاتے یاد آجائے تو یاد آنے کے بعد فوراً چھوڑ دے۔ لیکن اگر روزہ تو یاد ہو، مگر غلطی سے پانی حلق کے نیچے چلا جائے تو روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔

## روزہ دار بھول کر ہم بستری کرلے تو روزے کا کیا حکم ہے؟

س…… ایک مولانا صاحب کا ایک مضمون ''فضائل و مسائل رمضان المبارک'' شائع ہوا ہے، جس میں اور باتوں کے علاوہ جہاں مولانا نے ان چیزوں کے بارے میں لکھا ہے جس سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور نہ مکروہ، وہاں فرمایا ہے کہ بھول کر ہم بستری کرلینے سے روزہ فاسد ہوتا ہے، نہ مکروہ۔ میری ذاتی رائے میں ہم بستری ایک آدمی کی بھول نہیں، اس میں دو افراد کی شرکت ہوتی ہے، اور جہاں بھی ایک سے زائد افراد کی شرکت ہو اور اس قسم کا عمل روزے کی حالت میں کیا جائے تو اس کو گناہ ضرور کہا جاسکتا ہے، بھول نہیں۔ اس بارے میں آپ کی رائے اسلامی قوانین کی رُو سے لوگوں کو مطمئن کرسکے گی، شکریہ۔

ج…… بھول کے معنی یہ ہیں کہ یہ یاد نہ رہے کہ میرا روزہ ہے، بھول کر ہم بستری اسی

صورت میں ہوسکتی ہے کہ دونوں کو یاد نہ رہے، ورنہ ایک دُوسرے کو یاد دِلاسکتا ہے، اور یاد آنے کے بعد "بھول کر کرنے" کے کوئی معنی نہیں، اس لئے مسئلہ تو مولانا کا صحیح ہے۔ مگر یہ صورت شاذ و نادر ہی پیش آسکتی ہے، اس لئے آپ کو اس سے تعجب ہو رہا ہے۔

## بازو اور رگ والے انجکشن کا حکم

س...... جو انجکشن ڈاکٹر حضرات بازو میں لگاتے ہیں، کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ اور یہ کہ بازو والا انجکشن اور رگ والا انجکشن ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے یا الگ الگ؟

ج...... کسی بھی انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور رگ اور بازو دونوں میں انجکشن لگانے کا ایک ہی حکم ہے۔

## روزے کے دوران انجکشن لگوانا اور سانس سے دوا چڑھانا

س...... میں سانس کے علاج کے لئے ایک دوا استعمال کر رہی ہوں، جو کہ پاؤڈر کی شکل میں ہوتی ہے، اور اسے دن میں چار مرتبہ سانس کے ساتھ چڑھانا ہوتا ہے، اس عمل سے زیادہ تر دوا سانس کے ساتھ پھیپھڑوں میں داخل ہوجاتی ہے، لیکن کچھ مقدار حلق میں چپک جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ بعد میں پیٹ میں جاتی ہے، براہِ کرم آپ یہ بتائیے کہ روزے کی حالت میں اس دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

مزید یہ کہ روزے کی حالت میں اگر سانس کا حملہ ہو تو اس کے لئے انجکشن لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (اس انجکشن سے روزہ برقرار رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟)

ج...... یہ دوا آپ سحری بند ہونے سے پہلے استعمال کرسکتی ہیں، دوائی کھاکر خوب اچھی طرح منہ صاف کرلیا جائے، پھر بھی کچھ حلق کے اندر رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ حلق کے بیرونی حصے میں لگی ہو تو اسے حلق میں نہ لے جائیے۔ روزہ کی حالت میں اس دوا کا استعمال صحیح نہیں، اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔ انجکشن کی دوا اگر براہِ راست معدہ یا دماغ میں نہ پہنچے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس لئے سانس کی تکلیف میں آپ انجکشن لے سکتی ہیں۔


فہرست

## روزہ دار کو گلوکوز چڑھانا یا انجکشن لگوانا

س...... گلوکوز جو ایک بڑے تھیلے کی شکل میں ہوتا ہے، اس کو ڈاکٹر صاحبان انسان کی رگ میں لگاتے ہیں، کیا اس کے لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ خواہ لگوانے والا مریض ہو یا جسم کی طاقت کے لئے لگوائے؟

ج...... گلوکوز لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ یہ گلوکوز کسی عذر کی وجہ سے لگایا جائے، بلا عذر گلوکوز چڑھانا مکروہ ہے۔

س...... رگ میں دُوسرے قسم کے انجکشن لگائے جاتے ہیں، کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ خواہ طاقت کے لئے لگوائے یا مرض کے لئے۔

ج...... عذر کی وجہ سے رگ میں بھی انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، صرف طاقت کا انجکشن لگوانے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے، گلوکوز کے انجکشن کا بھی یہی حکم ہے۔

## خود سے قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س...... اگر اُلٹی ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور ڈکار کے ساتھ پانی یا اُلٹی حلق تک آئے اور پھر واپس جانے پر روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ مجھے کوئی تو کہتا ہے کہ روزہ ہوگیا اور کوئی روزہ پھر رکھنے کا مشورہ دیتا ہے۔

ج...... قے اگر خود سے آئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر قے قصداً لوٹالے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور بلا قصد لوٹ جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س...... اگر کسی نے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر خون دیا تو اس کا روزہ صحیح رہے گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس پر قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟

ج...... خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س...... کیا خون نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ میرا روزہ تھا، تقریباً دو بجے میرا ہاتھ کٹ

جانے سے کافی خون نکل گیا، کیا میرا روزہ ہوگیا ہے؟

ج……خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## روزے میں دانت سے خون نکلنے کا حکم

س……دانت سے کسی وجہ سے خون نکل پڑے تو کیا روزہ اور وضو ٹوٹ جائے گا؟

ج……وضو تو خون نکلنے سے ٹوٹ جائے گا، اور روزے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خون حلق سے نیچے چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

## دانتوں سے اگر خون آتا ہو تو کیا پھر بھی روزہ رکھے؟

س……اگر دانتوں سے خون آتا ہو، اس کا علاج بھی اپنی طاقت کے مطابق کیا ہو، اور پھر بھی دانتوں کا خون بند نہیں ہوا، تو کیا اس حالت میں روزہ رکھا جائے یا نہیں؟ خون کی مقدار تھوک میں برابر ہوتی ہے۔

ج……خون اگر اندر نہ جائے تو روزہ صحیح ہے۔

## دانت نکالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س……اگر روزے کی نیت بھول جائے تو کیا روزہ نہیں ہوگا؟ دانت میں تکلیف کے باعث دانت نکالنا پڑا، تو کیا یہ روزہ پھر رکھنا پڑے گا یا ہوگیا؟

ج……نیت دِل کے ارادے کو کہتے ہیں، جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرلیا تو نیت ہوگئی، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا کوئی ضروری نہیں۔ دانت نکالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ خون حلق میں نہ گیا ہو۔

## سرمہ لگانے اور آئینہ دیکھنے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا

س…… رمضان المبارک کے مہینے میں سرمہ لگانے اور شیشہ دیکھنے سے روزہ مکروہ ہوسکتا ہے؟

ج……نہیں!

## سر یا پورے جسم پر تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س……سر یا پورے جسم پر تیل لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

ج……سر پر یا بدن کے کسی اور حصے پر تیل لگانے سے روزے میں کوئی فرق نہیں آتا۔

## سوتے میں غسل کی ضرورت پیش آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س……روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ ڈالنے، سر میں تیل لگانے اور سوتے میں غسل کی ضرورت پیش آجانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا کہ نہیں؟

ج……ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## روزہ دار دن میں غسل کی ضرورت کس طرح پوری کرے؟

س……اگر کسی کو دن کے وقت غسل واجب ہوجائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا کہ نہیں؟ اگر نہیں ٹوٹتا تو غسل کیسے کیا جائے؟

ج……اگر روزے کی حالت میں احتلام ہوجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، روزہ دار کو غسل کرتے وقت اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ پانی نہ تو حلق سے نیچے اُترے، اور نہ دماغ میں پہنچے، اس لئے اس کو کلی کرتے وقت غرغرہ نہیں کرنا چاہئے، اور ناک میں پانی بھی زور سے نہیں چڑھانا چاہئے۔

## روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا

س……ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج……ٹوتھ پیسٹ کا استعمال روزے کی حالت میں مکروہ ہے، تاہم اگر حلق میں نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## بچے کو پیار کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س……ایک بات میں یہ جاننا چاہوں گی کہ روزے کی حالت میں کسی بچے کی پپی (بوسہ) لینے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج……اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## روزے میں کھارے پانی سے وضو

س……کیا روزے کی حالت میں سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟

ج……کر سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔

## روزے میں وضو کرتے وقت احتیاط کریں، وہم نہ کریں

س…… میں بہت شکی وہمی قسم کی لڑکی ہوں، ہر وقت ایک اذیت اور ذہنی کرب کا شکار رہتی ہوں، نماز پڑھتی ہوں تو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ وضو ٹھیک سے کیا تھا یا نہیں؟ کچھ غلطی تو نہیں ہوگئی، تو تقریباً آدھا، آدھا گھنٹہ وضو کرتی رہتی ہوں، اور ایک ایک نماز کو کئی کئی دفعہ پڑھتی تھی، اب بھی سجدۂ سہو بہت ہی کرتی ہوں کہ مبادا کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اللہ معاف کردے۔ رمضان المبارک میں نماز کے لئے وضو کرتی ہوں تو کلی کرنے کے بعد دیر تک تھوکتی رہتی ہوں، یہاں تک کہ میرا گلا بالکل خشک اور عجیب سا ہوجاتا ہے، تھوک تھوک کر کراہیت ہونے لگتی ہے، براہِ کرم آپ اس مسئلے کو حل کردیں کہ روزے کے دوران وضو کس طرح سے کیا جائے؟ ناک میں پانی ڈالتے ڈر لگتا ہے کہ حلق تک نہ پہنچ جائے، اور اگر ذرا بھی شک ہوجائے کہ پانی غلطی سے بھی نیچے تک پہنچ گیا ہے تو کیا روزہ جاتا رہا، اسی ڈر کی وجہ سے میں فجر کے لئے وضو سحری ختم ہونے سے پہلے کرتی ہوں۔

ج……کلی کرکے پانی گرادینا کافی ہے، بار بار تھوکنا فضول حرکت ہے، اسی طرح ناک کے نرم حصے میں پانی پہنچانے سے پانی دماغ تک نہیں پہنچتا، اس سلسلے میں بھی وہم کرنا فضول ہے۔ آپ کے وہم کا علاج یہ ہے کہ اپنے وہم پر عمل نہ کریں خواہ طبیعت میں کتنا ہی تقاضا ہو، اس طرح رفتہ رفتہ وہم کی بیماری جاتی رہے گی۔

## زہریلی چیز کے ڈس لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س……اگر کسی شخص کو کوئی زہریلی چیز ڈس لے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ یا مکروہ ہوجاتا ہے؟

ج……نہ ٹوٹتا ہے، نہ مکروہ ہوتا ہے۔


فہرست

## مرگی کے دورے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س……اگر مرگی کا مریض روزے سے ہو اور اسے دورہ پڑ جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ مرگی کا دورہ چند منٹ رہتا ہے اور مریض پر بے ہوشی طاری رہتی ہے۔

ج……اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## روزہ دار ملازم اگر اپنے افسر کو پانی پلائے تو اس کے روزے کا حکم

س…… میں ایک پرائیویٹ فرم میں چپڑاسی ہوں، ہمارے منیجر صاحب روزے نہیں رکھتے، اور رمضان شریف میں مجھ سے پانی اور چائے منگواتے ہیں، جبکہ میرا روزہ ہوتا ہے۔ مولانا صاحب! میں بہت پریشان ہوں، خداوند کریم سے بہت ڈرتا ہوں، ہر وقت یہی دِل میں پریشانی رہتی ہے، کیونکہ اب رمضان شریف آرہا ہے اس لئے میں نے آپ سے پہلے گزارش کردی ہے، کیا میرا روزہ ٹوٹ جاتا ہے کہ نہیں؟ میں گناہگار ہوں یا کہ منیجر صاحب گناہگار ہیں؟ کیونکہ نوکری کا معاملہ ہے یا کہ نوکری چھوڑ دوں؟ کیونکہ مجبوری ہے بہت ہی پریشان ہوں۔ براہِ کرم یہ میرا مسئلہ حل کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا۔ خداوند کریم سے بہت ڈرتا ہوں کہ قیامت والے دن میرا کیا حشر ہوگا؟ قیامت والے دن مجھ سے پوچھ گچھ ہوگی یا کہ نہیں؟

ج……آپ کا روزہ تو نہیں ٹوٹے گا، مگر گناہ میں فی الجملہ شرکت آپ کی بھی ہوگی، آپ کے منیجر صاحب اگر مسلمان ہیں تو ان کو اتنا لحاظ کرنا چاہئے کہ روزہ دار سے پانی نہ منگوائیں۔ بہرحال اگر وہ اپنے طرزِ عمل کو نہیں چھوڑتے تو بہتر ہے کہ آپ وہاں کی نوکری چھوڑ دیں، بشرطیکہ آپ کو کوئی ذریعہ معاش مل سکے، ورنہ نوکری کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں کہ پیٹ کی خاطر مجھے اس گناہ میں شریک ہونا پڑ رہا ہے۔

# قضا روزوں کا بیان

## بلوغت کے بعد اگر روزے چھوٹ جائیں تو کیا کیا جائے؟

س…… بچپن میں مجھے والدین روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ تم پر روزے ابھی فرض نہیں ہیں، میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ میں بالغ تھا، اور میرے خیال کے مطابق میں نے چار پانچ سال کے بعد روزے رکھنے شروع کئے۔

ج…… بالغ ہونے کے بعد سے جتنے روزے آپ نے نہیں رکھے، ان کی قضا لازم ہے، اگر بالغ ہونے کا سال ٹھیک سے یاد نہ ہو تو اپنی عمر کے تیرہویں سال سے اپنے آپ کو بالغ سمجھتے ہوئے تیرہویں سال سے روزے قضا کریں۔

## کئی سالوں کے قضا روزے کس طرح رکھیں؟

س…… اگر کئی سال کے روزوں کی قضا کرنا چاہے تو کس طرح کرے؟

ج…… اگر یاد نہ ہو کہ کس رمضان کے کتنے روزے قضا ہوئے ہیں تو اس طرح نیت کرے کہ سب سے پہلے رمضان کا پہلا روزہ جو میرے ذمہ ہے اس کی قضا کرتا ہوں۔

## قضا روزے ذمہ ہوں تو کیا نفل روزے رکھ سکتا ہے؟

س…… میں نے سنا ہے کہ فرض روزوں کی قضا جب تک پوری نہ کریں تب تک نفل روزے رکھنے نہیں چاہئیں، کیا یہ بات دُرست ہے؟ مہربانی فرماکر اس کا جواب دیجئے۔

ج…… دُرست ہے، کیونکہ اس کے حق میں فرض کی قضا زیادہ ضروری اور اہم ہے، تاہم اگر فرض قضا کو چھوڑ کر نفل روزے کی نیت سے روزہ رکھا تو نفل روزہ ہوگا۔

## کیا قضا روزے مشہور نفل روزوں کے دن رکھ سکتے ہیں؟

س…… رمضان شریف میں جو روزے مجبوری کے دنوں میں چھوٹ جاتے ہیں، ان کو ہم

شمار کر کے دُوسرے دنوں میں رکھتے ہیں، اگر ان روزوں کو ہم کسی بڑے دن جس دن روزہ افضل ہے یعنی ۱۴ر شعبان، ۷ر رجب وغیرہ کے روزے، اس دن اپنے قضا روزے کی نیت کرلیں تو یہ طریقہ ٹھیک ہے یا پھر وہ روزے الگ رکھیں اور ان چھوٹے ہوئے روزوں کو کسی اور دن شمار کریں؟ مہربانی کر کے اس کا حل بتایئے کیونکہ میں نے ۲۷ر رجب کو عبادت کی اور روزے کے وقت اپنے قضا روزے کی نیت کرلی تھی۔

ج...... قضا روزوں کو سال کے جن دنوں میں بھی قضا کرنا چاہیں قضا کرسکتے ہیں، صرف پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں، دو دن عیدین کے اور تین دن ایامِ تشریق یعنی ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ۔

## روزے چھوڑ دیئے تو قضا کرے ورنہ مرتے وقت فدیے کی وصیت کرے

س...... میری طبیعت کمزور سی ہے، کبھی تو سارے روزے رکھ لیتی ہوں، اور کبھی دس چھوڑ دیتی ہوں، اب تک ستر (۷۰) روزے مجھ پر فرض چھوٹ چکے ہیں، میں نے حساب لگا کر بتایا ہے۔ خدا مجھے ہمت دے کہ ان کو بخوبی ادا کرسکوں، آمین۔ لیکن اگر خدانخواستہ اتنے روزے نہ رکھ سکوں تو اس کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے کہ مجھے کوئی گناہ نہ ہو؟ پچھلے ہفتے ایک بہن کے اس قسم کے سوال کا جواب سن مجھے بہت فکر ہوئی کہ واقعی ہم کتنے بے خبر ہیں۔

ج...... جو روزے ذمہ ہیں، ان کی قضا کرنا چاہئے، خواہ چھوٹے دنوں میں قضا کرلئے جائیں، لیکن اگر خدانخواستہ قضا نہ ہوسکیں تو مرتے وقت وصیت کردینی چاہئے کہ ان کا فدیہ ادا کردیا جائے۔

## ''ایام'' کے روزوں کی قضا ہے، نمازوں کی نہیں

س...... ''ایام'' کے دنوں کے روزوں اور نمازوں کی قضا لازم ہے یا نہیں؟

ج...... عورت کے ذمہ خاص ایام کی نمازوں کی قضا لازم نہیں، روزوں کی قضا لازم ہے۔

## ''ایام'' کے روزوں کی صرف قضا ہے، کفارہ نہیں

س...... ''ایام'' کے دنوں میں جو روزے ناغہ ہوتے ہیں، کیا ان کی قضا اور کفارہ دونوں ادا

کرنا پڑیں گے؟

ج…… نہیں! بلکہ صرف قضا لازم ہے۔

## ’’نفاس‘‘ سے فراغت کے بعد قضا روزے رکھے

س…… میری بیوی نے رمضان سے ایک ہفتہ قبل جڑواں بچوں کو جنم دیا، اس نے چلہ نہانا تھا، ظاہر ہے روزے نہ رکھ سکی، اب بتایئے کہ اگر وہ بعد میں قضا روزے نہ رکھ سکے، سستی کرے یا نہ رکھنا چاہے یا بچوں کو دُودھ پلانے کے چکر میں معذوری کا اظہار کرے تو کیا وہ روزے کا فدیہ دے سکتی ہے؟

ج…… فدیہ دینے کی اجازت صرف اس شخص کو ہے جو بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، اور نہ آئندہ پوری زندگی میں یہ توقع ہو کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر ہوگا۔ آپ کی اہلیہ اس معیار پر پوری نہیں اُترتیں، اس لئے ان پر روزوں کی قضا لازم ہے، خواہ سردیوں کے موسم میں رکھ لیں، فدیہ دینا ان کے لئے جائز نہیں۔

## نفل روزہ توڑنے کی قضا ہے، کفارہ نہیں

س…… میں نے ۹ رمحرم الحرام کا روزہ رکھا تھا، لیکن ظہر کے بعد مجھے ’’قے‘‘ آنی شروع ہوگئی، اور بہت زیادہ حالت خراب ہونے لگی، اناج وغیرہ کچھ نہیں نکلا صرف پانی اور تھوک نکلا، ایسی صورت میں والد صاحب نے گلوکوز کا پانی پلوادیا، اور مجھے بھی بحالتِ مجبوری روزہ کھولنا پڑا، تو اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں قضا واجب ہوگی یا کفارہ؟ اور مجھے کوئی گناہ تو نہیں ملے گا؟

ج…… صرف قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔ کفارہ صرف رمضان مبارک میں روزہ توڑنے سے لازم آتا ہے، اور اگر بیماری کی شدّت کی وجہ سے روزہ توڑا جائے تو رمضان کے روزے میں بھی کفارہ نہیں، صرف قضا ہے۔

## تندرست آدمی قضا روزوں کا فدیہ نہیں دے سکتا

س…… زید کی بیوی نے رمضان شریف کے روزے نہیں رکھے، کیونکہ بیماری اور حاملہ ہونے


فہرست

کے بعد سے، میری معلومات کے مطابق ایسے روزوں کی قضا ہوتی ہے۔ ایک رمضان کے بعد دُوسرے رمضان سے پہلے یہ قضا پوری کی جاتی ہے، جبکہ زید کی بیوی کہتی ہے کہ جب رمضان میں ہی روزے نہیں رکھے گئے تو عام دنوں میں کیسے رکھ سکتے ہیں؟ ان روزوں کے بدلے مسکینوں کو کھانا کھلادو۔ اس طرح انہوں نے تقریباً ۷۵ روپے ایک غریب عورت کو دے دیئے، کیا یہ جائز ہے؟ کیا یہ روزوں کا بدل ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے دینے سے روزوں کی قضا معاف ہوگئی؟ کون سے لوگ روزوں کے بدلے مسکینوں کو کھانا کھلاسکتے ہیں؟

ج...... روزے کا فدیہ صرف وہ شخص دے سکتا ہے جو روزہ رکھنے پر نہ تو فی الحال قادر ہو اور نہ آئندہ توقع ہو۔ مثلاً: کوئی اتنا بوڑھا ہے کہ روزے کا تحمل نہیں کرسکتا، یا ایسا بیمار ہے کہ اس کے شفایاب ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ زید کی بیوی روزہ رکھ سکتی ہے، محض غفلت اور تساہل کی وجہ سے نہیں رکھتی، اس کا روزے کے بدلے فدیہ دینا صحیح نہیں بلکہ روزوں کی قضا لازم ہے، اس نے جو پیسے کسی محتاج کو دیئے یہ خیرات کی مد میں شمار ہوں گے، جتنے روزے اس کے ذمہ ہیں سب کی قضا کرے۔

## دُوسرے کی طرف سے نماز روزے کی قضا نہیں ہوسکتی

س...... کیا بیوی اپنے خاوند کے قضا روزے، یا خاوند اپنی بیوی کے قضا روزے یا والدین اپنی اولاد کے قضا روزے یا اولاد اپنے والدین کے قضا روزے رکھ سکتی ہے؟

ج...... کوئی شخص دُوسرے کی طرف سے نہ نماز کی قضا کرسکتا ہے، نہ روزے کی۔

## غروب سے پہلے اگر غلطی سے روزہ اِفطار کرلیا تو صرف قضا لازم ہے

س...... یہ آج سے تقریباً ۲۰ سال پہلے کی بات ہے، جب ہم ایک ایسی جگہ رہتے تھے جہاں بجلی نہیں تھی، اور اذان کی آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتی تھی، رمضان شریف میں ایسا ہوتا تھا کہ محلے کے سب بچے مسجد کے پاس چلے جاتے، اذان کی آواز آتے ہی شور مچاتے اذان ہوگئی روزہ کھولو، میری عمر اس وقت دس سال کی تھی جب میں روزے سے تھی، دروازے سے باہر کھڑی ہوئی اذان کا انتظار کر رہی تھی کہ میں نے تین چار بچوں کی آواز سنی: ''روزہ کھولو


فہرست

اذان ہوگئی''، میں گھر میں آئی، امی سے کہا اذان ہوگئی۔

امی نے کھجور ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اتنی جلدی اذان ہوگئی؟ میں نے کہا ہاں بچے شور مچارہے ہیں، میں نے اور امی نے روزہ کھول دیا، اس کے تین چار منٹ بعد پھر بچے شور مچاتے ہوئے بھاگے، معلوم کیا تو پتہ چلا اذان اب ہوئی ہے، وہ تو شرارتی بچے تھے جو شور مچارہے تھے، چونکہ یہ آبادی بالکل نئی تھی لوگ بھی غریب تھے، نہ لوگوں کے پاس ریڈیو تھے، نہ گھڑیاں تھی، آبادی میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے اذان کی آواز ہم تک نہیں آتی تھی۔

میں نے جان کر روزہ نہیں کھولا، یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، لیکن مجھے اپنی کم عقلی پر افسوس ہوتا ہے کہ کاش میں تھوڑا سا انتظار کرلیتی یا اذان ہونے کی لوگوں سے تصدیق کرلیتی، اس بات کا احساس مجھے دُوسری بار شور سننے پر ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا؟ اس بات کا ذکر میں نے اپنی امی سے نہیں کیا، مجھے ڈر تھا کہ وہ مجھے ڈانٹیں گی۔ لیکن میں دِل میں اللہ تعالیٰ سے بہت شرمندہ ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی، یہ سب کرنے کے بعد مجھے لگتا ہے جب تک اس کا کفارہ ادا نہ کیا جائے مجھے سکون نہیں ملے گا، آپ بتائیے کہ کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟ اور روزے کی قضا ہوگی یا نہیں؟ اس گناہ کی سزا میرے لئے ہے یا میری امی کو بھی اس ناکردہ گناہ کی سزا ہے؟

ج...... اگر غلطی سے غروب سے پہلے روزہ کھول لیا جائے تو قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ نہیں۔ اگر آپ پر اس وقت روزہ فرض ہوچکا تھا تو آپ وہ روزہ خود بھی قضا کرلیں اور اپنی امی کو بھی رکھوادیں، اور اگر وہ فوت ہوچکی ہوں تو ان کے اس روزے کا فدیہ ادا کردیں، اور فدیہ ہے کسی محتاج کو دو وقت کھانا کھلانا، یا پونے دو کلو گندم کی قیمت نقد دے دیں۔

# قضا روزوں کا فدیہ

## کمزور یا بیمار آدمی روزے کا فدیہ دے سکتا ہے

س…… اگر کوئی شخص کمزور یا بیمار ہو اور جو روزہ رکھنے سے نقاہت محسوس کرے تو کیا وہ کسی دُوسرے کو سحری اور اِفطاری کا سامان دے کر روزہ رکھوا سکتا ہے؟ اور کیا اس طرح اس کے سر سے روزے کا کفارہ اُتر جائے گا؟ کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟

ج…… اگر اتنا بوڑھا یا بیمار ہے کہ نہ روزہ رکھ سکتا ہے، نہ یہ توقع ہے کہ وہ آئندہ رکھ سکے گا، اس کے لئے فدیہ ادا کردینا جائز ہے، ہر روزے کے فدیے کے لئے کسی مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلادے یا دو سیر غلہ یا اس کی قیمت دیا کرے۔ باقی وہ کسی دُوسرے سے اپنے لئے روزہ نہیں رکھوا سکتا، شریعت میں کمزور شخص کے لئے فدیہ دینے کا حکم ہے۔

## نہایت بیمار عورت کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے

س…… میری والدہ محترمہ نے بوجہ بیماری چھ مہینے روزے چھوڑے ہیں، اور اب بھی بیمار ہیں، اور روزے رکھنے کے قابل نہیں، ان کا تین مرتبہ رسولی کا آپریشن ہوچکا ہے، اب ان کو یہ فکر لاحق ہے کہ ان روزوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا حل بتاکر مشکور فرمائیں، نیز روزوں کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟ کس چیز سے ادا ہوسکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آمین۔

ج…… آپ کی والدہ کو چونکہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے، اس لئے جتنے روزے ان کے ذمے ہیں ان کا فدیہ ادا کردیں، ایک روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، یعنی دو سیر گندم یا اس کی قیمت، اس حساب سے قضا شدہ روزوں کا فدیہ دیں اور آئندہ بھی جتنے روزے ان کی زندگی میں آئیں اسی حساب سے ان کا فدیہ دیتی رہیں۔

## کوئی اگر قضا کی طاقت بھی نہ رکھے تو کیا کرے؟

س...... میری والدہ کے بچپن میں کافی روزے چھوٹ گئے (یعنی جب سے روزے فرض ہوئے ہیں)، ذرا بھی طبیعت خراب ہوتی ان کے گھر کے بڑے افراد ان کو روزہ رکھنے سے منع کردیتے، اور ان کو ایسا ماحول نہیں ملا جو ان کو معلوم ہوتا کہ فرض روزے رکھنا ضروری ہیں، چاہے وہ قضا ہی کیوں نہ رکھے جائیں۔

اب والدہ کو پوری حقیقت کا علم ہوا ہے اور وہ بڑی پریشان ہیں، کیونکہ اب وہ پچھلے روزوں کی قضا رکھنا چاہتی ہیں، لیکن جونہی روزے رکھنا شروع کرتی ہیں، تین یا چار گھنٹے بعد سر میں اتنا شدید درد شروع ہوجاتا ہے کہ وہ کسی کام کرنے کے قابل نہیں رہتیں، بہت علاج کروایا مگر افاقہ نہیں ہوا۔ اب آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ والدہ صاحبہ اپنے قضا روزے کیسے رکھیں یا پھر اس کا فدیہ ادا کریں؟ فدیہ اگر دیں تو فدیہ فی روزہ کتنا دیا جائے؟

ج...... اگر وہ اپنے ضعف اور مرض کی وجہ سے قضا نہیں کرسکتیں، تو فدیہ ادا کردیں، ہر روزے کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار نقد یا غلہ دے دیا جائے۔

## اگر کسی کو اُلٹیاں آتی ہوں تو روزوں کا کیا کرے؟

س...... حمل کے دوران مجھ کو پورے نو مہینے تک اُلٹیاں ہوتی رہتی ہیں، اور کوشش کے باوجود کسی طرح بھی کم نہیں ہوتیں، اب میں بہت کوشش کرتی ہوں کہ خدا میرے روزے پورے کروائے، اُٹھ کر سحری کھاتی ہوں، اگر نہ کھاؤں تو ہاتھ پیروں میں دَم نہیں رہتا، اور بچوں کے ساتھ کام کاج ضروری ہے۔ مگر صبح ہوتے ہی منہ بھر کر اُلٹی ہوجاتی ہے اور پھر اتنی جان نہیں ہوتی کہ روزہ رکھ سکوں۔ تو اب مولانا صاحب! کیا میں یہ کرسکتی ہوں کہ ایک مسکین کا کھانا روزانہ دے دیا کروں جس سے میرے روزے کا کفارہ پورا ہوجائے؟

ج...... حمل کی حالت تو عارضی ہے، اس حالت میں اگر آپ روزے نہیں رکھ سکتیں تو صحت کی حالت میں ان روزوں کی قضا لازم ہے، فدیہ دینے کا حکم اس شخص کے لئے ہے جو نہ فی الحال روزہ رکھ سکتا ہو، اور نہ آئندہ پوری زندگی میں یہ توقع ہو کہ وہ ان روزوں کی قضا رکھ

سکے گا، آپ چونکہ دُوسرے وقت میں ان روزوں کو قضا کرسکتی ہیں اس لئے آپ کی طرف سے روزوں کا فدیہ ادا کرنا صحیح نہیں۔

## روزے کا فدیہ کتنا اور کس کو دیا جائے؟ اور کب دیا جائے؟

س…… میں بیمار ہونے کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتا، اس لئے فدیہ دینا چاہتا ہوں، فدیہ کس حساب سے دیا جاتا ہے؟ یہ آپ بتادیں۔ اگر روزانہ مسکین کو کھانا کھلانا ضروری ہے تو یہ سہولت مجھے میسر نہیں ہے، اس لئے فدیہ کی کل رقم بتادیں تاکہ میں پورے روزوں کی پوری رقم مسکین کو دے سکوں۔ اگر کوئی مستحق نہ مل سکا تو کیا یہ فدیہ کی رقم کسی یتیم خانے یا کسی فلاحی ادارے کو دے سکتے ہیں؟ فدیہ رمضان شریف میں دینا ضروری ہے یا کوئی مجبوری ہو تو رمضان گزر جانے کے بعد بھی دے سکتے ہیں؟

ج…… ہر روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، یعنی پونے دو کلو غلہ یا اس کی قیمت، فدیہ کی رقم کسی دینی مدرسہ میں بھی جمع کرادی جائے، فدیہ رمضان مبارک میں ادا کرنا بہتر ہے، اگر رمضان میں ادا نہ کیا تو بعد میں بھی دیا جاسکتا ہے۔

## روزے کا فدیہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دینا جائز نہیں

س…… روزے کا فدیہ اپنی بیٹی، نواسی، پوتا، پوتی، داماد وغیرہ کو دینا چاہئے یا نہیں؟

ج…… روزے کا فدیہ اپنی اولاد، اور اولاد کی اولاد کو دینا جائز نہیں۔

## دینی مدرسہ کے غریب طلبہ کے کھانے کے لئے روزے کا فدیہ دیں

س…… میری والدہ ماجدہ ضعیف العمر ہیں، وہ انتہائی کمزور ہیں کہ روزے رکھنے کی ان میں طاقت نہیں ہے، وہ آزاد کشمیر راولا کوٹ کے ایک دیہات میں رہائش پذیر ہیں، میں ان کے روزوں کے بدلے میں کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں، ہمارے دیہات میں ایسا کوئی مسکین نہیں ہے کہ جسے روز دو وقت کا کھانا کھلایا جائے، ہمارے مرکز میں ایک مسجد اور اس کے ساتھ دینی مدرسہ ہے، میں اس مدرسہ میں رقم بھیجنا چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیجئے کہ میں ساٹھ روزوں کی پاکستان کے حساب سے کل کتنی رقم بھیجوں؟

ج……دینی مدرسہ کے غریب طلبہ کو فدیے کی رقم دی جاسکتی ہے، مدرسہ کی کسی دُوسری مد میں اس رقم کا استعمال جائز نہیں، ہر روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے۔

ساٹھ روزوں کا فدیہ ساٹھ صدقۂ فطر کے برابر ہوا، جس دن آپ یہ فدیہ ادا کریں اس دن کی قیمت کے لحاظ سے رقم دے دیں۔

## قضا روزوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو ایک ہی وقت میں دینا جائز ہے

س……رمضان المبارک کے چند قضا روزوں کا فدیہ ایک غریب یا مسکین کو بھی ایک ہی دن میں دے سکتے ہیں؟

ج…… چند روزوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو ایک ہی وقت میں دے دینا جائز ہے، مگر اس میں اختلاف ہے، اس لئے احتیاط تو یہی ہے کہ کئی روزوں کا فدیہ ایک کو نہ دے، لیکن دے دینے کی بھی گنجائش ہے۔

## مرحومین کے قضا شدہ روزوں کا فدیہ ادا کرنا اشد ضروری ہے

س……مسلمانوں کی اکثریت بے نمازی اور روزہ خور ہے، جب وہ مرجاتے ہیں تو ان کا سوم، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ عام طور سے کی جاتی ہے، قرآن خوانی بھی ہوتی ہے، جس میں خوشی بے خوشی لوگ شریک ہوتے ہیں، پڑوس کی مسجد مدرسہ کے طلبہ جلدی سے کلام پاک کی تلاوت نمٹا دیتے ہیں، چنوں پر کلمہ طیبہ کا ورد ہوتا ہے، کھانے کھلائے جاتے ہیں، کچھ خیر خیرات بھی کردی جاتی ہے، لیکن مرحومین نے جو بے شمار نمازیں اور روزے قضا کئے، ان کا کفارہ ادا کرنے کا کہیں تذکرہ نہیں آتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ مرحوم لاکھوں کی جائیداد چھوڑ گئے اور مرحوم کے ورثاء یعنی بیٹے، بیٹی، بیوی وغیرہ کو اپنے اپنے حصے ملے، لیکن مرحوم باپ کے قضا روزوں اور قضا نمازوں کا بقایا کوئی ادا نہیں کرنا چاہتا۔ میں بہت شوق سے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۱۹۷۸ء سے پڑھ رہا ہوں، اسی سے معلوم ہوا کہ قضا روزوں کا ''فدیہ'' دینا چاہئے، لیکن آپ نے ایک سوال کے جواب میں یہ بھی لکھ دیا کہ مرنے والا وصیت کر جائے کہ قضا شدہ نماز، روزوں کا فدیہ اس کے وارث ادا کریں۔ اور آپ نے کہیں اس پر زور نہیں دیا کہ نالائق وارث از خود اپنے مرحوم باپ کی قضا نماز، روزوں کا


فہرست

فدیہ ادا کریں، میں نے حال ہی میں ایک کتاب فتاویٰ قادریہ پڑھی ہے، جو ایک فرنگی محلی عالم کی لکھی ہوئی ہے، اس میں تیس چالیس سال پہلے کسی سعادت مند وارث نے اپنے کسی مرحوم کی زندگی کی تمام نمازوں کا فدیہ معلوم کیا تھا، تو عالم صاحب نے دو چار لاکھ روپے فدیہ کی رقم بتائی تھی۔ یہ تو بہت اہم مسئلہ ہوا، اب آپ یہ بتائیے کہ مرحوم کے قضا شدہ روزوں اور نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کا کوئی چرچا نہیں ہوتا، تو کیا فوت شدہ نمازیں اور روزے روزِ حشر معاف ہوجائیں گے؟

ج…… مرحوم کی طرف سے فدیہ کے چند مسائل ذکر کرتا ہوں، تمام مسلمانوں کو ان مسائل کا علم ہونا چاہئے۔

اوّل:…… جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ اس کے ذمہ روزے ہوں یا نمازیں ہوں، اس پر فرض ہے کہ وصیت کرکے مرے کہ اس کی نمازوں کا اور روزوں کا فدیہ ادا کردیا جائے، اگر اس نے وصیت نہیں کی تو گناہگار ہوگا۔

دوم:…… اگر میّت نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو میّت کے وارثوں پر فرض ہوگا کہ مرحوم کی تجہیز و تکفین اور ادائے قرضہ جات کے بعد اس کی جتنی جائیداد باقی رہی، اس کی تہائی میں سے اس کی وصیت کے مطابق اس کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کریں۔

سوم:…… اگر مرحوم نے وصیت نہیں کی یا اس نے مال نہیں چھوڑا، لیکن وارث اپنی طرف سے مرحوم کی نماز، روزوں کا فدیہ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے توقع ہے کہ یہ فدیہ قبول کرلیا جائے گا۔

چہارم:…… ایک روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، یعنی تقریباً پونے دو کلو غلہ، پس ایک رمضان کے تیس روزوں کا فدیہ ساڑھے باون کلو ہوا، اور تین رمضانوں کے نوّے روزوں کا فدیہ ۱۵۷.۵ کلو غلہ ہوا، اسی کے مطابق مزید حساب کرلیا جائے۔

اسی طرح ہر نماز کا فدیہ بھی صدقۂ فطر کے مطابق ہے، اور وتر سمیت دن رات کی چھ نمازیں ہیں (پانچ فرض اور ایک واجب)، پس ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس کلو ہوا، اور ایک مہینے کی نمازوں کا فدیہ ۳۱۵ کلو ہوا، اور ایک سال کی نمازوں کا فدیہ ۳۷۸۰ کلو ہوا۔ مرحوم کے

ذمہ جتنی نمازیں اور جتنے روزے رہتے ہیں، اسی حساب سے ان کا فدیہ ادا کیا جائے۔

پنجم:...... جو حکم رمضان کے فرض روزوں کا ہے، وہی نذر (منّت) کے واجب روزوں کا بھی ہے، پس اگر کسی نے کچھ روزوں کی منّت مانی تھی، پھر ان کو ادا نہیں کرسکا تھا کہ انتقال ہوگیا، تو ہر روزے کا فدیہ مندرجہ بالا شرح کے مطابق ادا کیا جائے۔

ششم:...... اگر وارث کے پاس اتنا مال نہیں کہ مرحوم کی جانب سے نمازوں اور روزوں کے سارے فدیے یک مشت ادا کرسکے تو تھوڑا تھوڑا کرکے ادا کرنا بھی جائز ہے۔

## تنگ دست مریض روزے کا فدیہ کیسے ادا کرے؟

س...... مجھے ذیابیطس کا مرض ہے جس کی وجہ سے میں فرض روزے رمضان کے رکھ نہیں سکتی، میں نے کوشش کی لیکن چکر آنے شروع ہوجاتے ہیں اور میں بہت بیمار ہوجاتی ہوں، میرے گھر کا خرچ بھی مشکل سے پورا ہوتا ہے، لہٰذا میں کفارہ بھی ادا نہیں کرسکتی، مہربانی فرماکر آپ میری رہنمائی فرمائیں۔

ج...... جیسا روکھا سوکھا خود کھاتی ہیں، ویسا ہی کسی محتاج کو بھی روزانہ دو وقت کھلا دیا کریں۔ اور جو شخص روزہ بھی نہ رکھ سکتا ہو، اور اس کے پاس فدیہ ادا کرنے کے لئے بھی کچھ نہ ہو، وہ صرف اِستغفار کرے اور یہ نیت رکھے کہ جب بھی اس کو گنجائش میسر آئے گی، وہ روزوں کا فدیہ ادا کرے گا۔

# روزہ توڑنے کا کفارہ

## روزہ توڑنے والے کے متعلق کفارہ کے مسائل

س...... مولانا صاحب! یہ بتائیے کہ قضا روزے کے بدلے میں تو صرف ایک روزہ رکھنے کا حکم ہے، لیکن کفارہ کی صورت میں ساٹھ مسکینوں کو جو کھانا کھلانے کا حکم ہے اس کے بارے میں وضاحت کریں کہ ساٹھ مسکینوں کا اکٹھا کھانا کھلانے کا حکم ہے یا پھر ایک وقت کے کھانے کا

حساب لگا کر اتنی ہی رقم ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کی جائے یا پھر کھانا کھلانے کا ہی حکم ہے؟ مثلاً پانچ روپے فی کس فی کھانے کے حساب سے ساٹھ مسکینوں میں رقم تقسیم کی جائے؟

ج...... کفارہ کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱:...... جو شخص روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے روزہ توڑنے کا کفارہ دو مہینے کے پے درپے روزے رکھنا ہے، اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرے۔

۲:...... اگر چاند کے مہینے کی پہلی تاریخ سے روزے شروع کئے تھے تو چاند کے حساب سے دو مہینے کے روزے رکھے، خواہ یہ مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں یا ۳۰، ۳۰ کے، لیکن اگر درمیان مہینے سے شروع کئے تو ساٹھ دن پورے کرنے ضروری ہیں۔

۳:...... جو شخص روزے رکھنے پر قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار کا غلہ یا اس کی قیمت دے دے۔

۴:...... اگر ایک رمضان کے روزے کئی دفعہ توڑے تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا، اور اگر الگ الگ رمضانوں کے روزے توڑے تو ہر روزے کے لئے مستقل کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

۵:...... اگر میاں بیوی نے رمضان کے روزے کے درمیان صحبت کی تو دونوں پر الگ الگ کفارہ لازم ہوگا۔

## قصداً رمضان کا روزہ توڑ دیا تو قضا اور کفارہ لازم ہیں

س...... مولانا صاحب! اگر کسی نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ کفارہ کس طرح ادا کیا جائے، لگاتار روزے رکھنا ضروری ہیں؟

ج...... رمضان شریف کا روزہ توڑنے پر قضا بھی لازم ہے، اور کفارہ بھی۔ رمضان شریف کے روزے توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے، درمیان میں وقفہ کرنا دُرست نہیں، اگر کسی وجہ سے درمیان میں ایک دن کا روزہ بھی رہ گیا تو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرے، یہاں تک کہ دو مہینے کے روزے بغیر وقفے کے پورے

ہوجائیں۔ اور جو بیماری، کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

## قصداً کھانے پینے سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے

س...... جو آدمی رمضان کے روزے کے دوران قصداً کچھ کھا پی لے، کیا اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ اگر ٹوٹ جاتا ہے تو صرف قضا ہوگی یا کفارہ بھی؟

ج...... اگر کسی نے رمضان شریف کا روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا، مثلاً: قصداً کھانا کھالیا یا پانی پی لیا یا وظیفۂ زوجیت ادا کرلیا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

## سرمہ لگانے اور سر کو تیل لگانے والے نے سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا، پھر کچھ کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں ہوں گے

س...... میں روزے سے تھا، اور سر کو تیل لگالیا، کسی نے کہا کہ سر کو تیل لگانے سے روزہ ٹوٹ گیا، میں نے کھانا کھالیا، اب کیا میرے اُوپر صرف قضا ہے یا کفارہ بھی؟

ج...... اگر روزے میں سرمہ لگایا یا سر میں تیل لگایا اور پھر یہ سمجھ کر کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، کچھ کھا پی لیا تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

## دو روزے توڑنے والا شخص کتنا کفارہ دے گا؟

س...... مجھ پر دو روزے توڑنے کا کفارہ تھا، جس میں سے میں نے ایک روزے کا کفارہ ادا کردیا ہے، جو ساٹھ مسکینوں کا دو وقت کھانا یا فی کس دو سیر اناج ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا دُوسرے روزے کا کفارہ بھی اسی طرح ادا کرنا ہوگا جبکہ میں نے یہ کفارہ تقریباً تیس سال بعد ادا کیا ہے، اور یہ اناج میں نے آٹے کی صورت میں تقسیم کیا ہے، اور اس کی تقسیم میں کافی دقت پیش آئی کیونکہ بھکاری اور مسکین میں امتیاز بہت مشکل ہوگیا تھا، کیا اناج کے بدلے اس کی قیمت ادا کرسکتے ہیں؟

ج...... رمضان مبارک کا روزہ توڑ دینے پر جو کفارہ لازم ہے، وہ یہ ہے کہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے، جو شخص روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے ساٹھ مسکینوں کو کھانا

کھلا دینا کافی نہیں۔ ہاں! جو شخص روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے توڑے تھے تو دونوں کا کفارہ ادا ہوگیا، اور اگر الگ الگ دو رمضان کے تھے تو دُوسرے کا کفارہ الگ لازم ہے۔ مساکین کو تلاش کرنے کی خواہ مخواہ زحمت کی، کسی دینی مدرسہ میں اتنی رقم بھیج دیتے کہ طلبہ کو کھلا دیا جائے۔

## روزہ دار نے اگر جماع کرلیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا

س...... ایک شخص کی شادی ہوئی اور رمضان آگیا، دن میں میاں بیوی کو تخلیہ نصیب ہوگیا، انہوں نے جماع کرلیا، اور اس طرح تقریباً چار دن جماع کیا، صورتِ مسئولہ میں قضا و کفارہ اکٹھے ہوں گے یا علیحدہ علیحدہ ہوسکتے ہیں؟ اب کیا کفارہ کی صورت میں ان کو ۴×۶۰ = ۲۴۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا اور ایسے ہی روزے کی صورت میں ۲۴۰ روزے رکھنے ہوں گے؟

ج...... الف:...... قضا روزے تو جب چاہیں رکھیں، مگر کفارہ کے روزے جب شروع کریں تو مسلسل ہوں، اگر درمیان میں وقفہ ہوگیا تو پھر نئے سرے سے شروع کریں، البتہ عورت کو حیض کی وجہ سے جو وقفہ کرنا پڑے وہ معاف ہے۔

ب:...... اگر پہلے روزے کا کفارہ نہیں دیا تھا تو سب کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے، مگر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی اجازت اس صورت میں ہے کہ جبکہ آدمی روزے رکھنے پر قادر نہ ہو۔



## روزے کے دوران اگر میاں بیوی نے صحبت کرلی تو کفارہ دونوں پر لازم ہوگا

س...... آج سے تقریباً پندرہ سال پہلے ہم میاں بیوی روزے کی حالت میں تھے کہ شیطان سوار ہوگیا، اور ہم نے ہم بستری کرلی، مولانا! اللہ ہمارا گناہ بخشے، ایسا ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ ہوا، دو مرتبہ صبح ۹ بجے سے پہلے ہوا، ہم نے سحری کھا کر نیت کرلی تھی، مگر ہم بستری سے پہلے یہ طے کیا کہ آج روزہ نہیں ہے، بلکہ میں نے اپنی بیوی سے یہاں تک کہا کہ اگر اس نیت کے باوجود روزہ ٹوٹنے کا گناہ ہوگا تو میں کفارہ دے دوں گا۔ اور ایک مرتبہ دوپہر کے وقت غالباً ایک بجے ایسا ہوا، وہ جوانی کے دن تھے اور ہمیں تنہائی میسر تھی۔ اب یہ خیال

میرے اور میری بیوی کے لئے سوہانِ رُوح بنا ہوا ہے، میں یہ بھی واضح کردوں کہ ہم نے ابھی تک کفارہ نہیں دیا، اب میں گناہگار اور عاجز بندہ آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس گناہ کا کفارہ کیا ہے؟ آیا یہ دونوں طرف سے ہوگا یا ایک فریق کی جانب سے؟ اور کتنا؟ اور اگر اس کا کفارہ جیسا میں نے پڑھا ہے مسکینوں وغیرہ کو کھلانا ہے تو مسکینوں کی عدم دستیابی کی صورت میں آیا اتنی رقم یا کھانا کسی یتیم خانے میں بھیجا جاسکتا ہے؟

ج…… آپ دونوں پر ان روزوں کی قضا بھی لازم ہے اور جان بوجھ کر روزہ توڑنے کی بنا پر کفارہ بھی لازم ہے۔ اگر آپ دونوں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں تو دونوں کے ذمہ ساٹھ دن کے پے درپے روزے رکھنا لازم ہے، اور اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں تو آپ دونوں ساٹھ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، اگر مسکین میسر نہ ہوں تو کسی مدرسہ یا یتیم خانے میں رقم جمع کرادیں اور ان کو واضح کردیں کہ یہ کفارۂ صوم کی رقم ہے۔

## جان بوجھ کر روزہ توڑنے والے پر کفارہ لازم ہوگا

س…… اگر جان بوجھ کر (بھوک یا پیاس کی وجہ سے) روزہ توڑا جائے تو اس کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے گا؟

ج…… اگر کوئی شخص کمزور ہو اور بھوک پیاس کی وجہ سے زندگی کا خطرہ لاحق ہوجائے تو روزہ کھول دینا جائز ہے، اور اگر ایسی حالت نہیں تھی اور روزہ توڑ دیا تو اس کے ذمہ قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں، کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے روزے پے درپے رکھے، اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

## بیماری کی وجہ سے کفارہ کے روزے درمیان سے رہ جائیں تو پورے دوبارہ رکھنے ہوں گے

س…… کسی کے ذمہ کفارے کے روزے ہوں، اس نے کفارے کے روزے شروع کئے، درمیان میں بیمار ہوگیا، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا پھر سے دو مہینے کے روزے پورے کرنا ہوں گے؟

ج…… اگر بیماری کی وجہ سے کفارے کے کچھ روزے درمیان میں رہ گئے تو تندرست ہونے کے بعد نئے سرے سے دو مہینے کے روزے پورے کرے، اسی طرح عورت کے نفاس کی وجہ سے کفارے کے کچھ روزے درمیان میں رہ گئے ہوں تو وہ بھی نئے سرے سے ساٹھ روزے پورے کرے۔

# نفل، نذر اور منّت کے روزے

## نفل روزے کی نیت رات سے کی لیکن عذر کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو کوئی حرج نہیں

س…… نفلی روزے کے لئے اگر رات کو نیت کرلی کہ میں کل روزہ رکھوں گا، لیکن سحری کے لئے آنکھ نہیں کھل سکی یا آنکھ تو کھلی لیکن طبیعت خراب ہوگئی، تو وہ روزہ بعد میں رکھنا پڑے گا یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ اگر چھوڑ دیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟

ج…… اگر رات کو یہ نیت کرکے سویا کہ صبح نفلی روزہ رکھنا ہے تو صبحِ صادق سے پہلے اس کو نیت تبدیل کرنے کا اختیار ہے، پس اگر صبحِ صادق سے پہلے آنکھ کھل گئی اور روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرلیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں، لیکن اگر رات کو روزے کی نیت کرکے سویا، پھر صبحِ صادق کے بعد آنکھ کھلی تو اب اس کا روزہ شروع ہوگیا، اگر اس کو توڑ دے گا تو قضا لازم آئے گی۔

## منّت کے روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

س…… منّت کے مانے ہوئے روزے اگر نہ رکھیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ یا جب وہ کام ہوجائے تو روزہ رکھنا چاہئے؟ یا جب بھی رکھیں؟

ج…… منّت کے روزے واجب ہوتے ہیں، ان کا ادا کرنا لازم ہے، اور ان کو ادا نہ کرنا گناہ ہے، اگر معین دنوں کے روزوں کی منّت مانی تھی تب تو ان معین دنوں کے روزے رکھنا

واجب ہے، تأخیر کرنے پر گناہگار ہوگا، اس کو تأخیر پر اِستغفار کرنا چاہئے، مگر تأخیر کرنے سے وہ روزے معاف نہیں ہوں گے بلکہ اتنے روزے دُوسرے دنوں میں رکھنا واجب ہے۔ اور اگر دن معین نہیں کئے تھے، مطلقاً یوں کہا تھا کہ اتنے دن کے روزے رکھوں گا، تو جب بھی ادا کرلے ادا ہوجائیں گے، لیکن جتنی جلد ادا کرلے بہتر ہے۔

## نفل روزہ توڑنے سے صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں

س...... اگر کسی نے نفل روزہ توڑ دیا تو کیا کفارہ بھی لازم ہوگا؟

ج...... کفارہ صرف رمضان شریف کا ادائی روزہ توڑنے پر واجب ہوتا ہے، کوئی اور روزہ توڑ دیا تو صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ لازم نہیں۔

## اگر کوئی منّت کے روزے نہیں رکھ سکتا تو کیا کرے؟

س...... اگر کسی نے منّت کے روزے مانے ہوں کہ فلاں کام ہوجائے تو روزے رکھوں گا، پھر وہ کام ہوجائے، مگر وہ ضعیف العمری کے سبب یا شدید گرمی کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو کیا اس کے عوض مسکینوں کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے؟

ج...... اگر گرمی کی وجہ سے نہیں رکھ سکتا تو سردیوں میں رکھ لے، اس کے لئے تو روزے رکھنا ہی لازم ہے، اور بڑھاپا اگر ایسا ہے کہ سردیوں میں بھی روزے نہیں رکھ سکتا، تو ہر روزے کے بدلے کسی محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت دے دے۔

## کیا مجبوری کی وجہ سے منّت کے روزے چھوڑ سکتے ہیں؟

س...... میں نے کسی کام کے لئے منّت مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں چھ روزے رکھوں گی، اب میں وہ روزے نہیں رکھ سکتی، کیونکہ میں ایک ملازمت پیشہ لڑکی ہوں اور بہت محنت کا کام کرتی ہوں، لہٰذا آپ مجھے بتائیں کہ اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

ج...... اگر آدمی بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے لاچار ہوجائے اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے، تب روزے کا فدیہ دے سکتا ہے، آپ کو خدانخواستہ ایسی کوئی لاچاری نہیں، اس لئے آپ کے ذمہ چھ روزے رکھنے ہی واجب ہیں، اتنے دنوں کی چھٹی لے لیجئے، آپ کے

لئے فدیہ ادا کردینا کافی نہیں۔

## منّت کے روزے دُوسروں سے رکھوانا دُرست نہیں

س...... ایک شخص نے منّت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوا تو میں پندرہ روزے رکھوں گا، جب وہ کام ہوگیا تو وہ شخص روزوں کو اہل خانہ پر تقسیم کرتا ہے، جبکہ منّت کے شروع میں کسی فرد سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا کہ اگر کام ہوا تو سب اہل خانہ روزے رکھیں گے، آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ وہ یہ روزے دُوسروں سے رکھواسکتا ہے یا صرف اسی کو رکھنے پڑیں گے؟ جبکہ دُوسرے بھی رکھنے کو تیار ہیں۔

ج...... اسے یہ روزے خود رکھنے ہوں گے، دُوسروں سے نہیں رکھوا سکتا، کیونکہ نماز، روزہ خالص بدنی عبادات ہیں، اور جو وظیفہ کسی بدن کے لئے تجویز کیا جائے اس کا نفع خاص اسی کے کرنے سے ہوگا، دُوسرے کے کرنے سے وہ مخصوص نفع اس بدن کو حاصل نہیں ہوگا۔ اس لئے خالص بدنی عبادات (مثلاً: نماز اور روزہ) میں نیابت جائز نہیں، یعنی ایک کی جگہ دُوسرا آدمی ان کو ادا نہیں کرسکتا۔ ہاں! جب کوئی آدمی ان بدنی عبادات سے عاجز ہوجائے تو ان کے بدل کے طور پر شریعت نے فدیہ تجویز فرمایا، یعنی ہر نماز اور ہر روزے کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار کسی محتاج کو غلہ دے دیا جائے، (واضح رہے کہ نماز سے عاجز ہونا صرف موت کی صورت میں ہوسکتا ہے، اور روزے سے عاجز ہونا بڑھاپے کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے، اور کسی ایسی بیماری کی وجہ سے بھی جس سے شفا کی اُمید نہ رہے)۔

## کیا اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا دُرست ہے؟

س...... میرا ایک دوست جو مذہب میں خاصی معلومات رکھتا ہے، اس نے ایک مسئلے کے بارے میں بتایا تھا کہ اگر جمعہ کے دن ہم نفل روزہ رکھنا چاہیں تو ساتھ میں ایک دن آگے یا پھر پیچھے یعنی جمعرات یا ہفتہ کو رکھنا ضروری ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج...... حدیث میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے مخصوص کرنے کی ممانعت آئی ہے، اس لئے صرف جمعہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہئے، البتہ اگر رکھ لے تو آگے پیچھے دن ملانا ضروری نہیں ہے۔



فہرست

## خاص کر کے جمعہ کو روزہ رکھنا موجبِ فضیلت نہیں

س...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلا جمعہ کا روزہ منع فرمایا، مگر مجھے دُوسرے دنوں میں فرصت ہی نہیں ملتی، کیونکہ دُوسرے دنوں میں اللہ کے کام کے لئے جانا ہوتا ہے تو روزہ سے کمزوری ہوتی ہے، تو میں جمعہ کا اکیلا روزہ رکھ سکتی ہوں؟

ج...... جمعہ کا تنہا روزہ مکروہ ہے، لیکن اگر آپ کو دُوسرے دن رکھنے کی گنجائش نہیں تو کوئی حرج نہیں، روزہ رکھ لیا کریں۔ مگر خاص اس دن روزہ رکھنے کو موجبِ فضیلت نہ سمجھا جائے۔

## کیا جمعۃ الوداع کے روزے کا دُوسرے روزوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے؟

س...... رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو روزہ رکھنے کا زیادہ ثواب ہوتا ہے یا باقی دنوں کے روزوں کی طرح ثواب ملتا ہے؟ کیونکہ اس دن روزہ رکھنے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، اس دن خصوصیت کے ساتھ بچوں کو بھی روزہ رکھوایا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج......رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے روزے کی کوئی خصوصی فضیلت مجھے معلوم نہیں، شاید اس میں یہ غلط نظریہ کارفرما ہے کہ آخری جمعہ کا روزہ ساری عمر کے روزوں کے قائم مقام ہو جاتا ہے، مگر یہ محض جاہلانہ تصوّر ہے۔

## کیا جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پچھلے روزے معاف ہو جاتے ہیں؟

س...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پہلے تمام روزے معاف ہو جاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... بالکل غلط اور جھوٹ ہے! پورے رمضان کے روزے رکھنے سے بھی پچھلے روزے معاف نہیں ہوتے، بلکہ ان کی قضا واجب ہے۔ شیطان نے اس قسم کے خیالات لوگوں کے دِلوں میں اس لئے پیدا کئے ہیں تاکہ وہ فرائض بجالانے میں کوتاہی کریں، ان لوگوں کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ اگر صرف جمعۃ الوداع کا ایک روزہ رکھ لینے سے ساری عمر کے روزے معاف ہوتے جائیں، تو ہر سال رمضان کے روزوں کی فرضیت تو...نعوذ باللہ...ایک فضول بات ہوئی۔

## جمعۃ الوداع کے روزے کا حکم بھی دُوسرے روزوں کی طرح ہے

س……اگر کوئی شخص جمعۃ الوداع کا روزہ رکھے اور بہت سخت بیمار ہو جائے اور اس کے لئے روزہ توڑ دینا ضروری ہو تو وہ کیا کرے؟ کیا روزہ توڑ دے؟ اور اگر روزہ توڑ دے تو اس کے کفارہ کے لئے کیا کرنا ہوگا؟ اور اگر کوئی شخص صرف گرمی کی وجہ سے جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو اس کا کفارہ دُوسرے روزوں سے زیادہ ہوگا یا ان کے برابر؟ صحیح صورتِ حال سے آگاہ کیجئے۔

ج……اس حالت میں جبکہ روزہ توڑنا ضروری ہو جائے تو روزہ اِفطار کرلے اور بعد میں اس کی قضا کرے، اور اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے، صرف قضا واجب ہوگی۔

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان مبارک کا روزہ توڑ دے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں، کفارہ یہ ہے کہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ جمعۃ الوداع کے روزے کا حکم وہی ہے جو دُوسرے دنوں کے روزے کا ہے۔

# اِعتکاف کے مسائل

## اِعتکاف کے مختلف مسائل

س……اِعتکاف کیوں کرتے ہیں؟ اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

ج……رمضان المبارک کے آخری دس دن مسجد میں اِعتکاف کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اِعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اس لئے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ہر مسلمان کو اس سنت کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانا چاہئے، مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں، اور کریم آقا کے دروازے پر سوالی بن کر بیٹھ جانا بہت

ہی بڑی سعادت ہے۔ یہاں اِعتکاف کے چند مسائل لکھے جاتے ہیں، مزید مسائل حضراتِ علمائے کرام سے دریافت کرلئے جائیں۔

۱:...... رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اِعتکاف سنتِ کفایہ ہے، اگر محلے کے کچھ لوگ اس سنت کو ادا کریں تو مسجد کا حق جو اہلِ محلّہ پر لازم ہے، ادا ہوجائے گا۔ اور اگر مسجد خالی رہی اور کوئی شخص بھی اِعتکاف میں نہ بیٹھا تو سب محلے والے لائقِ عتاب ہوں گے اور مسجد کے اِعتکاف سے رہنے کا وبال پورے محلے پر پڑے گا۔

۲:...... جس مسجد میں پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو، اس میں اِعتکاف کے لئے بیٹھنا چاہئے، اور اگر مسجد ایسی ہو جس میں پنج وقتہ نماز باجماعت نہ ہوتی ہو اس میں نماز باجماعت کا انتظام کرنا اہلِ محلّہ پر لازم ہے۔

۳:...... عورت اپنے گھر میں ایک جگہ نماز کے لئے مقرّر کرکے وہاں اِعتکاف کرے، اس کو مسجد میں اِعتکاف بیٹھنے کا ثواب ملے گا۔

۴:...... اِعتکاف میں قرآن مجید کی تلاوت، دُرود شریف، ذکر و تسبیح، دینی علم سیکھنا اور سکھانا اور انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کے حالات پڑھنا سننا اپنا معمول رکھے، بے ضرورت بات کرنے سے احتراز کرے۔

۵:...... اِعتکاف میں بے ضرورت اِعتکاف کی جگہ سے نکلنا جائز نہیں، ورنہ اِعتکاف باقی نہیں رہے گا، (واضح رہے کہ اِعتکاف کی جگہ سے مراد وہ پوری مسجد ہے جس میں اِعتکاف کیا جائے، خاص وہ جگہ مراد نہیں جو مسجد میں اِعتکاف کے لئے مخصوص کرلی جاتی ہے)۔

۶:...... پیشاب، پاخانہ اور غسلِ جنابت کے لئے باہر جانا جائز ہے، اسی طرح اگر گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو کھانا کھانے کے لئے گھر جانا بھی جائز ہے۔

۷:...... جس مسجد میں معتکف ہے اگر وہاں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو نمازِ جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جانا بھی دُرست ہے، مگر ایسے وقت جائے کہ وہاں جا کر تحیۃ المسجد اور سنت پڑھ سکے، اور نمازِ جمعہ سے فارغ ہوکر فوراً اپنے اِعتکاف والی مسجد میں واپس آجائے۔

۸:......اگر بھولے سے اپنی اعتکاف کی مسجد سے نکل گیا تب بھی اِعتکاف ٹوٹ گیا۔

۹:...... اِعتکاف میں بے ضرورت دُنیاوی کام میں مشغول ہونا، مکروہِ تحریمی ہے، مثلاً: بے ضرورت خرید وفروخت کرنا، ہاں اگر کوئی غریب آدمی ہے کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں، وہ اِعتکاف میں بھی خرید وفروخت کرسکتا ہے، مگر خرید وفروخت کا سامان مسجد میں لانا جائز نہیں۔

۱۰:...... حالتِ اِعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا دُرست نہیں، ہاں! اگر ذکر و تلاوت وغیرہ کرتے کرتے تھک جائے تو آرام کی نیت سے چپ بیٹھنا صحیح ہے۔

بعض لوگ اِعتکاف کی حالت میں بالکل ہی کلام نہیں کرتے، بلکہ سر منہ لپیٹ لیتے ہیں، اور اس چپ رہنے کو عبادت سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، اچھی باتیں کرنے کی اجازت ہے، ہاں! بُری باتیں زبان سے نہ نکالے۔ اسی طرح فضول اور بے ضرورت باتیں نہ کرے، بلکہ ذکر وعبادت اور تلاوت وتسبیح میں اپنا وقت گزارے، خلاصہ یہ کہ محض چپ رہنا کوئی عبادت نہیں۔

۱۱:......رمضان المبارک کے دس دن اِعتکاف پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں اِعتکاف کی نیت سے داخل ہوجائے، کیونکہ بیسویں تاریخ کا سورج غروب ہوتے ہی آخری عشرہ شروع ہوجاتا ہے، پس اگر سورج غروب ہونے کے بعد چند لمحے بھی اِعتکاف کی نیت کے بغیر گزر گئے تو اِعتکاف مسنون نہ ہوگا۔

۱۲:...... اِعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے، پس اگر خدانخواستہ کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو اِعتکافِ مسنون بھی جاتا رہا۔

۱۳:......معتکف کو کسی کی بیمار پُرسی کی نیت سے مسجد سے نکلنا دُرست نہیں، ہاں! اگر اپنی طبعی ضرورت کے لئے باہر گیا تھا، اور چلتے چلتے بیمار پُرسی بھی کرلی تو صحیح ہے، مگر وہاں ٹھہرے نہیں۔

۱۴:......رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اِعتکاف تو مسنون ہے، ویسے مستحب

یہ ہے کہ جب بھی آدمی مسجد میں جائے، تو جتنی دیر مسجد میں رہنا ہو اِعتکاف کی نیت کرلے۔
۱۵:...... اِعتکاف کی نیت دِل میں کرلینا کافی ہے، اگر زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔

## اِعتکاف کی تین قسمیں ہیں اوراس کی نیت کے الفاظ زبانی کہنا ضروری نہیں

س...... اب ماہِ رمضان کا مہینہ ہے، میں نے اِعتکاف میں بیٹھنا ہے، آخری دس دن، پوچھنا یہ ہے کہ ۱: اِعتکاف کی نیت کیسے کرنی چاہئے؟ ۲: اِعتکاف کتنی قسموں کا ہوتا ہے؟ ۳: اگر اِعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں چلا جائے اور اگر پاخانہ کی حاجت ہو تو حاجت سے فارغ ہوکر دوبارہ نیت کرنی چاہئے یا نہیں؟

ج...... اِعتکاف کی نیت یہی ہے کہ اِعتکاف کے ارادے سے آدمی مسجد میں داخل ہوجائے، اگر زبان سے بھی کہہ لے کہ مثلاً: میں دس دن کے اِعتکاف کی نیت کرتا ہوں، تو بہتر ہے۔ ۲: رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اِعتکاف سنت ہے، باقی دنوں کا اِعتکاف نفل ہے، اور اگر کچھ دنوں کے اِعتکاف کی منّت مان لی ہو تو ان دنوں کا اِعتکاف واجب ہوجاتا ہے، پس اِعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، سنت اور نفل۔ ۳: اگر رمضان المبارک کے آخری دس دن کا اِعتکاف کیا ہو تو ایک بار کی نیت کافی ہے، اپنی ضروری حاجات سے فارغ ہوکر جب مسجد میں آئے تو دوبارہ نیت کرنا ضروری نہیں۔

## آخری عشرے کے علاوہ اِعتکاف مستحب ہے

س...... ماہِ مبارک میں اِعتکاف کے لئے آخری عشرہ مختص ہے، کیا ۱۰؍رمضان سے بھی اِعتکاف ہوسکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً ۱۰ھ میں ۱۰؍رمضان سے اِعتکاف فرمایا تھا۔

ج...... رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اِعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ تاہم اگر کوئی شخص پورے رمضان المبارک کا اِعتکاف کرے یہ اِعتکاف مستحب ہے، بلکہ غیر رمضان میں بھی

روزے کے ساتھ نفلی اِعتکاف ہوسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۹ھ میں آخری عشرے کا اِعتکاف نہیں کر پائے تھے، اس لئے ۱۰ھ میں بیس دن کا اِعتکاف کیا تھا۔

## اِعتکاف ہر مسلمان بیٹھ سکتا ہے

س…… اِعتکاف کے واسطے ہر شخص مسجد میں بیٹھ سکتا ہے یا صرف بزرگ؟

ج…… اِعتکاف ہر مسلمان بیٹھ سکتا ہے، لیکن نیک اور عبادت گزار لوگ اِعتکاف کریں تو اِعتکاف کا حق زیادہ ادا کریں گے۔

## کس عمر کے لوگوں کو اِعتکاف کرنا چاہئے؟

س…… عام تأثر یہ ہے کہ اِعتکاف میں صرف بوڑھے اور عمر رسیدہ افراد کو ہی بیٹھنا چاہئے، اس خیال میں کہاں تک صداقت ہے؟

ج…… اِعتکاف میں جوان اور بوڑھے سب بیٹھ سکتے ہیں، چونکہ بوڑھوں کو عبادت کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے، اس لئے سن رسیدہ بزرگ زیادہ اہتمام کرتے ہیں، اور کرنا چاہئے۔

## عورتوں کا اِعتکاف بھی جائز ہے

س…… میں صدقِ دِل سے یہ چاہتی ہوں کہ اس رمضان میں اِعتکاف بیٹھوں، برائے مہربانی عورتوں کے اِعتکاف کی شرائط اور طریقے سے آگاہ کریں۔

ج…… عورت بھی اِعتکاف کرسکتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے اس جگہ کو یا کوئی اور جگہ مناسب ہو تو اس کو مخصوص کرکے وہیں دس دن سنت اِعتکاف کی نیت کرکے عبادت میں مصروف ہوجائے، سوائے حاجاتِ شرعیہ کے اس جگہ سے نہ اُٹھے، اگر اِعتکاف کے دوران عورت کے خاص ایام شروع ہوجائیں تو اِعتکاف ختم ہوجائے گا، کیونکہ اِعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

## جس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں بھی اِعتکاف جائز ہے

س…… جس مسجد میں جمعہ ادا نہ کیا جاتا ہو، وہاں اِعتکاف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… جامع مسجد میں اِعتکاف کرنا بہتر ہے تاکہ جمعہ کے لئے مسجد چھوڑ کر جانا نہ پڑے،

اور اگر دُوسری مسجد میں اِعتکاف کرے تو جامع مسجد اتنی دیر پہلے جائے کہ خطبہ سے پہلے تحیۃ المسجد اور سنتیں پڑھ سکے، اور جمعہ سے فارغ ہوکر فوراً اپنی اِعتکاف والی مسجد میں آجائے، جامع مسجد میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے، لیکن اگر وہاں زیادہ دیر ٹھہر گیا تب بھی اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

## قرآن شریف مکمل نہ کرنے والا بھی اِعتکاف کرسکتا ہے

س…… ایک شخص جس نے قرآن شریف مکمل نہیں کیا، یعنی چند پارے پڑھ کر چھوڑ دیئے مجبوری کے تحت، کیا وہ شخص اِعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے؟

ج…… ضرور بیٹھ سکتا ہے، اس کو قرآن مجید بھی ضرور مکمل کرنا چاہئے، اِعتکاف میں اس کا بھی موقع ملے گا۔

## ایک مسجد میں جتنے لوگ چاہیں اِعتکاف کرسکتے ہیں

س…… کیا ایک مسجد میں صرف ایک اِعتکاف ہوسکتا ہے یا ایک سے زائد بھی؟

ج…… ایک مسجد میں جتنے لوگ چاہیں اِعتکاف بیٹھیں، اگر سارے محلے والے بھی بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں۔

## معتکف پوری مسجد میں جہاں چاہے سویا بیٹھ سکتا ہے

س…… حالتِ اِعتکاف میں جس مخصوص کونے میں پردہ لگاکر بیٹھا جاتا ہے، کیا دن کو یا رات کو وہاں سے نکل کر مسجد کے کسی پنکھے کے نیچے سوسکتا ہے یا نہیں؟ معتکف کسے کہتے ہیں اس مخصوص کونے کو جس میں بیٹھا جاتا ہے یا پوری مسجد کو معتکف کہا جاتا ہے؟ اور بعض علماء سے سنا ہے کہ دورانِ اِعتکاف بلاضرورت گرمی دُور کرنے کے لئے غسل کرنا بھی دُرست نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ اور اگر بحالتِ ضرورت مسجد سے نکل کر جائے اور کسی شخص سے باتوں میں لگ جائے، تو کیا ایسی حالت میں اِعتکاف ٹوٹے گا یا نہیں؟

ج…… مسجد کی خاص جگہ جو اِعتکاف کے لئے تجویز کی گئی ہو اس میں مقید رہنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ پوری مسجد میں جہاں چاہے دن کو یا رات کو بیٹھ سکتا ہے اور سوسکتا ہے۔ ٹھنڈک


فہرست

حاصل کرنے کے لئے غسل کی نیت سے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، البتہ اس کی گنجائش ہے کہ کبھی استنجا وغیرہ کے تقاضے سے باہر جائے تو وضو کے بجائے دو چار لوٹے پانی کے بدن پر ڈال لے۔ معتکف کو ضروری تقاضوں کے علاوہ مسجد سے باہر نہیں ٹھہرنا چاہئے، بغیر ضرورت کے اگر گھڑی بھر بھی باہر رہا تو امام صاحبؒ کے نزدیک اِعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا، حضرت امام صاحبؒ کے قول میں احتیاط ہے، اور صاحبینؒ کے قول میں وسعت اور گنجائش ہے۔

## اِعتکاف میں چادریں لگانا ضروری نہیں

س...... کیا اِعتکاف میں بیٹھنے کے لئے جو چاروں طرف چادریں لگا کر ایک حجرہ بنایا جاتا ہے، ضروری ہے یا اس کے بغیر بھی اِعتکاف ہو جاتا ہے؟

ج...... چادریں معتکف کی تنہائی و یکسوئی اور آرام وغیرہ کے لئے لگائی جاتی ہیں، ورنہ اِعتکاف ان کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔

## اِعتکاف کے دوران گفتگو کرنا

س...... دورانِ اِعتکاف تلاوتِ کلامِ پاک کے علاوہ سیرت اور فقہ سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے؟

ج...... تمام دینی علوم کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

## اِعتکاف کے دوران قوّالی سننا اور ٹیلیویژن دیکھنا اور دفتری کام کرنا

س...... مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کی مسجد جو کہ مہران شوگر ملز ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد کی کالونی میں واقع ہے، اس مسجد میں ہر سال رمضان شریف میں ہماری مل کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر صاحب (جو کہ ظاہری طور پر انتہائی دین دار آدمی ہیں) اِعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ لیکن ان کے اِعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جس گوشے میں بیٹھتے ہیں وہاں گاؤ تکیہ اور قالین کے ساتھ ٹیلیفون بھی لگوا لیتے ہیں، جو کہ اِعتکاف مکمل ہونے تک وہیں رہتا ہے، اور موصوف سارا دن اِعتکاف کے دوران اسی ٹیلیفون کے ذریعہ تمام کاروبار اور مل کے معاملات کو

کنٹرول کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام دفتری کارروائیاں، فائلیں وغیرہ مسجد میں منگواکر ان پر نوٹ وغیرہ لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف ٹیپ ریکارڈ لگواکر مسجد میں ہی قوّالیوں کے کیسٹ سنتے ہیں، جبکہ قوّالیوں میں ساز بھی شامل ہوتے ہیں۔ کیا مسجد میں اس کی اجازت ہے کہ قوّالی سنی جائے؟ اس کے علاوہ موصوف مسجد میں ٹیلیویژن سیٹ بھی رکھواکر ٹیلی کاسٹ ہونے والے تمام دینی پروگرام بڑے ذوق وشوق سے دیکھتے ہیں۔ اور موصوف کے ساتھ ان کے نوکر وغیرہ بھی خدمت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ ہماری کالونی کے متعدّد نمازی، موصوف کی ان حرکتوں کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتے، کیا ان نمازیوں کا یہ فعل صحیح ہے؟

ج…… اِعتکاف کی اصل رُوح یہ ہے کہ اتنے دنوں کو خاص انقطاع الی اللہ میں گزاریں اور حتی الوسع تمام دُنیوی مشاغل بند کردیئے جائیں۔ تاہم جن کاموں کے بغیر چارہ نہ ہو ان کا کرنا جائز ہے، لیکن مسجد کو اتنے دنوں کے لئے دفتر میں تبدیل کردینا بے جا بات ہے، اور مسجد میں گانے بجانے کے آلات بجانا یا ٹیلیویژن دیکھنا حرام ہے، جو نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہے۔ آپ کے ڈائریکٹر صاحب کو چاہئے کہ اگر اِعتکاف کریں تو شاہانہ نہیں فقیرانہ کریں، اور محرّمات سے احتراز کریں، ورنہ اِعتکاف ان کے لئے کوئی فرض نہیں، خدا کے گھر کو معاف رکھیں، اس کے تقدس کو پامال نہ کریں۔

## معتکف کا مسجد کے کنارے پر بیٹھ کر محض سستی دُور کرنے کے لئے غسل کرنا

س…… کیا حالتِ اِعتکاف میں معتکف (مسجد کے کنارے پر بیٹھ کر) حالتِ پاکی میں صرف سستی اور جسم کے بوجھل پن کو دُور کرنے کے لئے غسل کرسکتا ہے؟ اور کیا اس سے اِعتکاف سنت ٹوٹ جاتا ہے جبکہ یہ غسل مسجد کے حدود کے اندر ہو؟ اور کیا اس سے مسجد کی بے ادبی تو نہیں ہوتی؟

ج…… غسل اور وضو سے مسجد کو ملوّث کرنا جائز نہیں، اگر صحن پختہ ہے اور وہاں سے پانی باہر نکل جاتا ہے تو گنجائش ہے کہ کونے میں بیٹھ کر نہالے، اور پھر جگہ کو صاف کردے۔

## معتکف کے لئے غسل کا حکم

س...... ہمارے محلے کی مسجد میں دو آدمی اِعتکاف میں بیٹھے تھے، زیادہ گرمی ہونے کی وجہ سے وہ مسجد کے غسل خانے میں غسل کرتے تھے، ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ اس طرح غسل کرنے سے اِعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

ج......ٹھنڈک کے لئے غسل کی نیت سے جانا معتکف کے لئے جائز نہیں، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ جب پیشاب کا تقاضا ہو تو پیشاب سے فارغ ہوکر غسل خانے میں دو چار لوٹے بدن پر ڈال لیا کریں، جتنی دیر میں وضو ہوتا ہے اس سے بھی کم وقت میں بدن پر پانی ڈال کر آجایا کریں، الغرض غسل کی نیت سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، طبعی ضرورت کے لئے جائیں تو بدن پر پانی ڈال سکتے ہیں، اور کپڑے بھی مسجد میں اُتار کر جائے تاکہ غسل خانے میں کپڑے اُتارنے کی مقدار بھی ٹھہرنا نہ پڑے۔

## بلاعذر اِعتکاف توڑنے والا عظیم دولت سے محروم ہے مگر قضا نہیں

س......اگر کوئی شخص رمضان کے عشرۂ اخیرہ کے اِعتکاف میں بیٹھتا ہے، مگر بلا کسی عذر کے یا عذر کی وجہ سے اُٹھ جائے تو قضا لازم ہے یا نہیں؟

ج......رمضان مبارک کے عشرۂ اخیرہ کا اِعتکاف شروع کرکے درمیان میں چھوڑ دیا تو اس کی قضا میں تین قول ہیں:

اوّل:...... کہ یہ رمضان مبارک کے آخری عشرے کا اِعتکاف سنت ہے، اگر کوئی شخص اس کو توڑ دے تو اس کی قضا نہیں، یہی کیا کم ہے کہ وہ اس عظیم دولت سے محروم رہا؟ عام کتابوں میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

دوم:...... یہ کہ نفل عبادت شروع کرنے سے لازم ہوجاتی ہے، اور چونکہ ہر دن کا اِعتکاف ایک مستقل عبادت ہے، اس لئے جس دن کا اِعتکاف توڑا صرف اسی ایک دن کی قضا لازم ہے، بہت سے اکابر نے اس کو اختیار فرمایا ہے۔

سوم:...... یہ کہ اس نے عشرۂ اخیرہ کے اِعتکاف کا التزام کیا تھا، چونکہ اس کو پورا


فہرست

نہیں کیا، اس لئے ان تمام دنوں کی قضا لازم ہے، یہ شیخ ابنِ ہمامؒ کی رائے ہے۔

## اِعتکاف کی منّت پوری نہ کرسکے تو کیا کرنا ہوگا؟

س……میں نے ایک منّت مانی تھی کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو میں اِعتکاف میں بیٹھوں گا، مگر میں اس طرح نہ کرسکا، تو مجھے بتائیے کہ میں اس کے بدلے میں کیا کروں کہ میری یہ منّت پوری ہوجائے؟ باقی دو روزے نہ رکھنے کے لئے بتائیے کہ کتنے فقیروں کو کھانا کھلانا ہوگا؟

ج……آپ نے جتنے دن کے اِعتکاف کی منّت مانی تھی، اتنے دن اِعتکاف میں بیٹھنا آپ پر واجب ہے، اور اِعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا، اس لئے ساتھ روزے رکھنا بھی واجب ہے، جب تک آپ یہ واجب ادا نہیں کریں گے آپ کے ذمہ رہے گا۔ اور اگر اسی طرح بغیر کئے مرگئے تو قدرت کے باوجود واجب روزوں کے ادا نہ کرنے کی سزا بھگتنا ہوگی، اور آپ کے ذمہ روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت بھی لازم ہوگی۔

۲:……جتنے دن کے روزوں کی منّت مانی تھی اتنے دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے، اس کا فدیہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اگر آپ اتنے بوڑھے ہوگئے ہوں کہ روزہ نہیں رکھا جاسکتا یا ایسے دائمی مریض ہوں کہ شفا کی اُمید ختم ہوچکی ہے، تو آپ ہر روزے کے عوض کسی محتاج کو دو وقتہ کھانا کھلادیجئے یا صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا نقد روپے دے دیجئے۔



فہرست

# روزے کے متفرق مسائل

## رمضان میں رات کو جماع کی اجازت کی آیت کا نزول

س……ہمارے آفس میں ایک صاحب نے کہا کہ جب روزے فرض ہوئے تھے تو ساتھ ہی یہ شرط تھی کہ پورے رمضان شریف یعنی پورے مہینے رمضان کے میاں بیوی ہم بستری نہیں کرسکتے، مگر بعد میں کچھ لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی، جس کی وجہ سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور پھر عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر سحری تک اجازت دی گئی۔ ان صاحب کا کہنا ہے کہ یہ غلطی حضرت عمر فاروقؓ سے سرزد ہوئی تھی، اور اس پر وحی اُتری، کیا واقعی حضرت عمرؓ سے غلطی ہوئی تھی؟

ج…… پورے رمضان میں میاں بیوی کے اختلاط پر پابندی کا حکم تو کبھی نہیں ہوا، البتہ یہ حکم تھا کہ سونے سے پہلے پہلے کھانا پینا اور صحبت کرنا جائز ہے، سوجانے سے روزہ شروع ہوجائے گا، اور اگلے دن اِفطار تک روزے کی پابندی لازم ہوگی، آپ کا اشارہ غالباً اسی کی طرف ہے۔

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جس واقعے کا حوالہ دیا ہے وہ صحیح ہے، اور صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس نوعیت کا واقعہ متعدّد حضرات کو پیش آیا تھا، لیکن اس واقعے سے سیّدنا عمر یا دُوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا، بلکہ ان حضرات کی ایک عظیم فضیلت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے، اس لئے کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے قوّتِ قدسیہ عطا فرمائی تھی، اور وہ بتوفیقِ الٰہی ضبطِ نفس سے کام بھی لے سکتے تھے، لیکن آپ ذرا سوچئے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کوئی واقعہ نہ پیش آتا اور قانون یہی رہتا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے کھانا پینا اور بیوی کے پاس جانا ممنوع ہے، تو بعد کی اُمت کو کس قدر تنگی لاحق ہوتی؟ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں ایسے واقعات پیش آئے کہ ان کی وجہ سے پوری اُمت کے لئے آسانی پیدا ہوگئی، اس لئے یہ حضرات لائقِ ملامت نہیں، بلکہ پوری اُمت کے محسن ہیں۔

جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۷ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ''تم لوگوں کے لئے روزہ کی رات میں اپنی بیبیوں سے ملنا حلال کردیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو، اللہ کو علم ہے کہ تم اپنی ذات سے خیانت کرتے تھے سو اللہ نے تم پر عنایت فرمادی، اور تم کو تمہاری غلطی معاف کردی……''

قرآنِ کریم کے اصل الفاظ آپ قرآن مجید میں پڑھ لیں، آپ کو صرف اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی اس غلطی کو "اپنی ذات سے خیانت" کے ساتھ تعبیر کر کے فوراً ان کی توبہ قبول کرنے، ان کی غلطی معاف کرنے اور ان پر نظرِ عنایت فرمانے کا اعلان بھی ساتھ ہی فرما دیا ہے، کیا اس کے بعد ان کی یہ غلطی لائقِ ملامت ہے؟ نہیں...! بلکہ یہ ان کی مقبولیت اور بزرگی کا قطعی پروانہ ہے۔ اُمید ہے کہ یہ مختصر سا اشارہ کافی ہوگا، ورنہ اس مسئلے پر ایک مستقل مقالہ لکھنے کی گنجائش ہے، جس کے لئے افسوس ہے کہ فرصت متحمل نہیں۔

## روزے والا لغویات چھوڑ دے

س...... یوں تو رمضان المبارک میں مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت روزے رکھتی ہے، لیکن کچھ لوگ روزہ رکھنے کے بعد غلط حرکتیں کرتے ہیں، مثلاً: کسی نے روزہ رکھا اور دوپہر کو گیارہ بجے سے دو بجے یا سہ پہر کو تین بجے سے چھ بجے تک کے لئے کسی سینما ہاؤس میں فلم دیکھنے چلا گیا، کسی نے روزہ رکھا اور سارا دن سوتا رہا، اور کوئی روزہ رکھنے کے بعد سارا دن تاش، کیرم یا کوئی اور کھیل کھیلتا رہا، یا پھر سارا دن کوئی جاسوسی یا رُومانوی ناول پڑھتا رہتا ہے، اور ان تمام باتوں کی وجہ سے ہر شخص بغیر کسی شرم اور خوفِ خداوندی کے یہ بتاتا ہے کہ بھئی کیا کریں؟ آخر ٹائم بھی تو پاس کرنا ہوتا ہے، تین گھنٹے فلم دیکھنے، سارا دن سونے یا تاش وغیرہ کھیلنے سے ٹائم گزر جاتا ہے، اور روزے کا پتا ہی نہیں چلتا۔

محترم! روزہ رکھنے کے بعد روزے کی وجہ سے گناہ کرنے سے بہتر کیا یہ نہ ہوگا کہ روزہ رکھا ہی نہ جائے؟

ج...... آپ کا یہ نظریہ تو صحیح نہیں کہ: "روزہ رکھ کر گناہ کرنے سے بہتر کیا یہ نہ ہوگا کہ روزہ رکھا ہی نہ جائے" یہ بات حکمتِ شرعیہ کے خلاف ہے۔ شریعت، روزہ رکھنے والوں سے یہ مطالبہ ضرور کرتی ہے کہ وہ اپنے روزے کی حفاظت کریں، اور جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا کھانا پینا تک چھوڑ دیا ہے تو بے لذّت گناہوں سے بھی احتراز کریں، اور


فہرست

اپنے روزے کے ثواب کو ضائع نہ کریں، مگر شریعت یہ نہیں کہے گی کہ جو لوگ گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں وہ روزہ ہی نہ رکھا کریں۔ آپ نے جن اُمور کا تذکرہ کیا ہے یہ روزے کی رُوح کے منافی ہیں، روزہ دار کو قطعی ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ البتہ واقعہ یہ ہے کہ رمضان مبارک کے معمولات اور روزے کے آداب کی پابندی کے ساتھ اگر ماہِ مبارک گزار دیا جائے تو آدمی کی زندگی میں انقلاب آسکتا ہے، جس کی طرف قرآنِ کریم نے "**لعلکم تتقون**" کے چھوٹے سے الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو پرہیز کی بہت ہی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: "بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو رتجگے کے سوا کچھ نہیں ملتا، اور بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔" ایک اور حدیث میں ہے کہ: "جو شخص جھوٹ بولنے اور غلط کام کرنے سے باز نہیں آتا، اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھڑانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" اکابرِ اُمت نے روزے کے بہت سے آداب ارشاد فرمائے ہیں، جن کا خلاصہ میرے حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی (نوّر اللہ مرقدہٗ وطاب ثراہ) کے رسالہ "فضائلِ رمضان" میں دیکھا جاسکتا ہے، رمضان مبارک میں یہ رسالہ اور اس کا تتمہ "اکابر کا رمضان" ضرور زیرِ مطالعہ رہنا چاہئے۔

نوٹ:...... آپ نے لغویات کے ضمن میں سو رہنے کا بھی ذکر فرمایا ہے، لیکن روزے کی حالت میں سوتے رہنا مکروہ نہیں، اس لئے آپ کے سوال میں یہ الفاظ لائقِ اصلاح ہیں۔

## روزہ دار کا روزہ رکھ کر ٹیلیویژن دیکھنا

س...... رمضان المبارک میں اِفطار کے قریب جو لوگ ٹیلیویژن پر مختلف پروگرام دیکھتے ہیں، مثلاً: انگریزی فلم، موسیقی کے پروگرام وغیرہ، تو کیا اس سے روزے میں کوئی فرق نہیں آتا؟ جبکہ ہمارے ہاں اناؤنسرز خواتین ہوتی ہیں، اور ہر پروگرام میں بھی عورتیں ضرور ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں ایک بات یہ کہ جو مولانا صاحب اِفطار کے قریب تقریر (ٹیلیویژن پر)

فرماتے ہیں، اور مسلمان بہو بیٹیاں جب انہیں دیکھتی ہیں تو کیا روزہ برقرار رہے گا؟ اور یہ کسی طرح قابلِ گرفت نہیں ہوگا؟

ج…… روزہ رکھ کر گناہ کے کام کرنا، روزے کے ثواب اور اس کے فوائد کو باطل کردیتا ہے، ٹیلیویژن کی اصلاح تو عام لوگوں کے بس کی نہیں، جن مسلمانوں کے دِل میں خدا کا خوف ہے وہ خود ہی اس گناہ سے بچیں۔

## کیا بچوں کو روزہ رکھنا ضروری ہے؟

س…… اکثر والدین بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں، کیونکہ اگر وہ روزہ رکھتے ہیں تو بھوک اور پیاس خاص طور پر برداشت نہیں کرسکتے، جبکہ بچے شوقیہ روزہ رکھنے پر اصرار کرتے ہیں، نیز روزہ کس عمر میں فرض ہوجاتا ہے؟

ج…… نماز اور روزہ دونوں بالغ پر فرض ہیں، اگر بلوغ کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پورے ہونے پر آدمی بالغ سمجھا جاتا ہے۔ نابالغ بچہ اگر روزے کی برداشت رکھتا ہو تو اس سے روزہ رکھوانا چاہئے، اور اگر برداشت نہ رکھتا ہو تو منع کرنا دُرست ہے۔

## عصر اور مغرب کے درمیان ''روزہ'' رکھنا کیسا ہے؟

س…… میری ایک سہیلی جو کسی کے کہنے کے مطابق عصر اور مغرب کے درمیانی وقفے کے دوران مختصر روزہ رکھتی ہیں، جس کی انہوں نے وجہ یہ بتائی کہ بعد مرنے کے فرشتے مردے کو کوئی ایسی شے کھلائیں گے جو مردے کے لئے باعثِ عذاب ہوگی، جو شخص اس دوران روزہ رکھتا ہوگا وہ کھانے سے انکار کردے گا، کیا یہ مختصر روزہ شریعت کے مطابق جائز ہے؟

ج…… شرعی روزہ تو صبحِ صادق سے مغرب تک کا ہوتا ہے، عصر و مغرب کے درمیان روزہ رکھنا شریعت سے ثابت نہیں، اور جو وجہ بتائی ہے وہ بھی من گھڑت ہے، ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔

## عصر اور مغرب کے درمیان روزہ اور دس محرّم کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟

س…… ایک مرتبہ ایک صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے روزہ رکھا ہے، ہم نے تفصیل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ روزہ عصر کی اذان سے لے کر مغرب کی اذان تک کا، جب ہم نے ایسے

روزے رکھنے کے وجود کا انکار کیا تو ہم کو انہوں نے زبردست ڈانٹا اور کہا کہ تم پڑھے لکھے جنگلی ہو، تمہیں یہ بھی نہیں معلوم تھا۔

ج…… شریعتِ محمدیہؐ میں تو کوئی روزہ عصر سے مغرب تک نہیں ہوتا، ان صاحبہ کی کوئی اپنی شریعت ہے تو میں اس سے بے خبر ہوں۔

س…… پھر انہوں نے مزید بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دسویں محرّم کا روزہ رکھنا جائز نہیں، کیونکہ شمر کی ماں نے منّت مانی تھی کہ شمر، حضرت امام حسینؓ کو شہید کرے گا تو میں دسویں محرّم کا روزہ رکھوں گی، اور اس نے دسویں محرّم کو روزہ رکھا تھا۔

ج…… عاشورا محرّم کی دسویں تاریخ کا نام ہے، انبیائے گزشتہ ہی کے زمانے سے یہ دن متبرک چلا آتا ہے، ابتدائے اسلام میں اس دن کا روزہ فرض تھا، بعد میں اس کی جگہ رمضان کے روزے فرض ہوئے، اور عاشورا کا روزہ مستحب رہا، بہرحال اس دن کے روزے اور اور دُوسرے اعمال کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں، اور اس خاتون نے شمر کی والدہ کی جو کہانی سنائی وہ بالکل من گھڑت ہے۔

## پانچ دن روزہ رکھنا حرام ہے

س…… ہمارے حلقے میں آج کل بہت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ روزے پانچ دن حرام ہیں (سال میں) ۱:عیدالفطر کے پہلے دن، ۲:عیدالفطر کے دُوسرے دن، ۳:عیدالاضحیٰ کے دن، ۴:عیدالاضحیٰ کے تیسرے دن۔ حالانکہ جہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ عید کے دُوسرے دن (عیدالفطر) روزہ جائز ہے، اصل بات واضح کیجئے۔

ج…… عیدالفطر کے دُوسرے دن روزہ جائز ہے، اور عیدالاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن (ایامِ تشریق) کا روزہ جائز نہیں۔ گویا پانچ دن کا روزہ جائز نہیں: عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، اس کے بعد تین دن ایامِ تشریق۔

## کیا امیر و غریب اور عزیز کو اِفطار کروانے کا ثواب برابر ہے؟

س…… امیر، غریب، عزیز ان تینوں میں سب سے زیادہ فضیلت (ثواب) اِفطار کرانے کی


فہرست

کس میں ہے؟

ج…… اِفطار کرانے کا ثواب تو یکساں ہے، غریب کی خدمت اور عزیز کے ساتھ حسنِ سلوک کا ثواب الگ ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ کھولنے کا معمول

س…… رمضان المبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے روزہ کھولتے تھے؟

ج…… عموماً کھجور یا پانی سے۔

## تمباکو کا کام کرنے والے کے روزے کا حکم

س…… میں ایک بیڑی کا کاریگر ہوں، بیڑی کے کام میں تمباکو بھی چلتا ہے، چند لوگوں نے مجھ سے فرمایا کہ آپ روزے میں یہ کام کرتے ہیں چونکہ تمباکو نشہ آور چیز ہے، لہٰذا آپ کا روزہ مکروہ ہو جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… تمباکو کا کام کرنے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا، جب تک تمباکو کا غبار حلق کے نیچے نہ جائے۔

## روزہ دار کا مسجد میں سونا

س…… کیا روزہ دار کا فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں سونا جائز ہے؟

ج…… غیر معتکف کا مسجد میں سونا مکروہ ہے، جو حضرات مسجد میں جائیں وہ اِعتکاف کی نیت کرلیا کریں، اس کے بعد ان کے سونے کی گنجائش ہے۔

## روزے کی حالت میں بار بار غسل کرنا

س…… کیا روزے کی حالت میں دن میں کئی بار گھر میں نہانا اور اس کے علاوہ نہر میں نہائے، لیکن باقی دُوسری بُرائیوں سے بچا رہے، تو کیا روزے کا ثواب پورا حاصل ہوگا؟

ج…… روزے میں نہانے کا کوئی حرج نہیں، لیکن ایسا انداز اختیار کرنا جس سے گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار ہو، حضرت امامؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

## ناپاک آدمی نے اگر سحری کی تو کیا روزہ ہوجائے گا؟

س……اگر کسی پر رات کے دوران غسل واجب ہوجائے تو اس جنابت کی حالت میں سحری کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج……حالتِ جنابت میں سحری کی تو روزہ ہوجائے گا، اور اس میں کوئی تردّد نہیں، لیکن آدمی جتنی جلدی ہوسکے پاکی حاصل کرلے۔

## ناپاکی کی حالت میں روزہ رکھنا

س……میں بیمار ہوں جس کی وجہ سے میں مہینے میں تین چار بار ناپاک رہتا ہوں، اب آپ سے گزارش ہے کہ کیا میں ناپاکی کی حالت میں روزہ رکھ سکتا ہوں جبکہ میں نے ایک نماز کی کتاب میں پڑھا تھا کہ اگر ناپاکی بیماری کی وجہ سے ہو تو وضو سے دُور ہوجاتی ہے؟ آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ میں کیا وضو کرکے روزہ رکھ سکتا ہوں؟ ویسے تو میں روز غسل کرتا ہوں، لیکن روزہ رکھتے وقت اور فجر کی نماز سے پہلے تو غسل نہیں کرسکتا، اُمید ہے آپ تسلی بخش جواب دیں گے۔

ج……ناپاکی کی حالت میں ہاتھ منہ دھوکر روزہ رکھنا جائز ہے، غسل بعد میں کرلیا جائے، کوئی حرج نہیں۔

س……اگر کسی پر رات کو غسل واجب ہوگیا لیکن نہ اس نے صبح غسل کیا اور نہ دن بھر کیا، اور اِفطاری بھی اسی حالت میں کی، تو ایسے شخص کے روزے کے لئے کیا حکم ہے؟

ج……روزے کا فرض تو ادا ہوجائے گا، لیکن آدمی ناپاکی کی بنا پر گناہگار ہوگا، غسل میں اتنی تأخیر کرنا کہ نماز فوت ہوجائے سخت گناہ ہے۔

## شش عید کے روزے رکھنے سے رمضان کے قضا روزے ادا نہ ہوں گے

س……کیا شوال کے چھ روزے دُوسرے دن سے رکھنے چاہئیں؟ یعنی پہلا (شش عید کا) روزہ ہر حال میں شوال کی دو تاریخ کو رکھا جائے، باقی روزے پورے مہینے میں کسی دن رکھے جاسکتے ہیں؟ اس کی بھی وضاحت کریں کہ یہ روزے رکھنے سے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے ادا ہوجاتے ہیں؟

ج…… یہ مسئلہ جو عوام میں مشہور ہے کہ ''شش عید کے لئے عید کے دُوسرے دن روزہ رکھنا ضروری ہے'' بالکل غلط ہے، عید کے دُوسرے دن روزہ رکھنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ عید کے مہینے میں، جب بھی چھ روزے رکھ لئے جائیں، خواہ لگاتار رکھے جائیں یا متفرق طور پر، پورا ثواب مل جائے گا، بلکہ بعض اہلِ علم نے تو عید کے دُوسرے دن روزہ رکھنے کو مکروہ کہا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں، دُوسرے دن سے بھی شروع کرسکتے ہیں۔ شوال کے چھ روزے رکھنے سے رمضان کے قضا روزے ادا نہیں ہوں گے، بلکہ وہ الگ رکھنے ہوں گے، کیونکہ یہ نفلی روزے ہیں، اور رمضان کے فرض روزے، جب تک رمضان کے قضا روزوں کی نیت نہیں کرے گا، وہ ادا نہیں ہوں گے۔

## چھ ماہ رات اور چھ ماہ دن والے علاقے میں روزہ کس طرح رکھیں؟

س…… دُنیا میں ایک جگہ ایسی ہے جہاں چھ ماہ رات ہوتی ہے اور چھ ماہ دن ہوتا ہے، تو وہاں مسلمان رمضان کے پورے روزے کیسے رکھیں گے؟

ج…… وہ اپنے قریب ترین ملک جہاں دن رات کا نظام معمول کے مطابق ہو، اس کے طلوع و غروب کے اعتبار سے روزہ رکھیں گے۔

## سحری کھانے کے بعد سونے میں حرج نہیں، بشرطیکہ جماعت نہ چھوٹے

س…… سحری کھانے کے بعد سو جانا مکروہ ہے یا کہ نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ سحری کے بعد سونا مکروہ ہے۔

ج…… سحری آخری وقت میں کھانا مستحب ہے، اور سحری کے بعد سو جانے میں اگر فجر کی جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، ورنہ نہیں۔

## لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سحری و اِفطاری کی اطلاع دینا دُرست ہے

س…… ہمارے شہر میں عموماً رمضان کے مہینے میں سحری کے وقت مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سحری کا اعلان کیا جاتا ہے، اور اس سلسلے میں کبھی تلاوتِ قرآن بھی کی جاتی ہے کہ لوگ صحیح وقت پر سحری کا انتظام کرسکیں، شرعاً اس کا جواز ہے؟



فہرست

ج…… سحری اور اِفطار کے اوقات کی اطلاع دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن لاؤڈ اسپیکر پر اعلانات کا اتنا شور کہ لوگوں کا سکون غارت ہوجائے اور اس وقت کوئی شخص اطمینان سے نماز بھی نہ پڑھ سکے، ناجائز ہے۔

## مؤذّن روزہ کھول کر اذان دے

س…… مؤذّن کو روزہ کھول کر اذان دینا چاہئے یا اذان کے بعد روزہ کھولنا چاہئے؟

ج…… روزہ کھول کر اذان دے۔

## عرب ممالک سے آنے پر تیس سے زائد روزے رکھنا

س…… اگر ایک شخص جو کہ عرب ممالک میں کام کرتا ہو اور رمضان کے روزے عرب ممالک کے حساب سے رکھتا ہو، یعنی کہ پاکستان سے ایک دو روز قبل ہی روزے شروع ہوجاتے ہیں، لہٰذا یہ شخص رمضان کے آخر میں چھٹیاں گزارنے پاکستان آتا ہے اس شخص کی عید ہم سے دو روز قبل ہوگی، تو یہ شخص عید کی نماز کے سلسلے میں کیا کرے؟ آیا یہ پاکستانی وقت کے مطابق عید منائے اور دو دن انتظار کرے کیونکہ عید پاکستان میں دو دن بعد ہے؟

ج…… یہ شخص عید تو پاکستان کے مطابق ہی کرے گا، اور جب تک پاکستان میں رمضان ہے یہ شخص روزے بھی رکھے، اس کے تیس سے زائد روزے نفل شمار ہوں گے۔

## اختتامِ رمضان پر جس ملک میں پہنچے وہاں کی پیروی کرے

س…… ہم بحری جہاز میں ملازم ہیں، گزشتہ رمضان ہمارا جدہ میں شروع ہوا تھا، مختلف ممالک میں جانے کے بعد تیسویں روزے کو ہم انڈیا کے شہر ''وزاگا پٹم'' پہنچے، وہاں ۲۹واں روزہ تھا، ہمارے ساتھیوں میں سے ایک دو نے اگلے دن روزہ رکھا اور اکثر ساتھیوں نے اگلے دن جہاز میں عید کی نماز پڑھی، جبکہ اسی شہر میں اس دن تیسواں روزہ تھا، یہ بتایئے کہ ہم میں سے کس کا موقف صحیح تھا؟ ہمیں اس دن روزہ رکھنا چاہئے تھا کہ عید کی نماز پڑھنی چاہئے تھی؟

ج…… یہ صورت ان بے شمار لوگوں کو پیش آتی ہے جو پاکستان یا سعودی عرب وغیرہ ممالک میں رمضان شروع کرکے عید سے پہلے پاکستان یا ہندوستان میں آجاتے ہیں، ان کے لئے

حکم یہ ہے کہ وہ پاکستان یا ہندوستان پہنچ کر یہاں کے رمضان کی گنتی پوری کریں اور اکتیسواں روزہ بھی رکھیں، یہ زائد روزہ ان کے حق میں نفل ہوگا، لیکن پاکستان اور ہندوستان کے تیسویں روزے کے دن ان کے لئے عید منانا جائز نہیں۔

ایک صورت اس کے برعکس یہ پیش آتی ہے کہ بعض لوگ پاکستان یا ہندوستان میں رمضان شروع ہونے کے بعد سعودی عرب یا دُوسرے ممالک میں چلے جاتے ہیں، ان کا اٹھائیسواں روزہ ہوتا ہے کہ وہاں عید ہوجاتی ہے، ان کو چاہئے کہ سعودی عرب کے مطلع کے مطابق عید کریں اور ان کا جو روزہ رہ گیا ہے اس کی قضا کریں۔

## عیدالفطر کی خوشیاں کیوں مناتے ہیں؟

س...... رمضان کے ختم ہوتے ہی عید کیوں مناتے ہیں؟

ج...... رمضان المبارک ایک بہت بڑی نعمت ہے، اور ایک نعمت نہیں، بلکہ بہت سی نعمتوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس مہینے میں اپنے مالک کو راضی کرنے کے لئے دن رات عبادت کرتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں، رات کو قیام کرتے ہیں اور ذکر و تسبیح، کلمہ اور دُرود شریف کا ورد کرتے ہیں، اس لئے روزہ دار کو روزہ پورا کرنے کی بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک خوشی جو اسے اِفطار کے وقت ہوتی ہے، اور دُوسری خوشی جو اسے اپنے رَبّ سے ملاقات کے وقت ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ جب رمضان شریف ختم ہوا تو اس سے اگلے دن کا کام عیدالفطر ہوا، ہر دن تو ایک ایک روزہ کا اِفطار ہوتا تھا، اور اس کی خوشی ہوتی تھی، مگر عیدالفطر کو پورے مہینے کا اِفطار ہوگیا اور پورے مہینے کے اِفطار ہی کی اکٹھی خوشی ہوئی۔

دُوسری قومیں اپنے تہوار کھیل کود میں یا فضول باتوں میں گزار دیتی ہیں، مگر اہلِ اسلام پر تو حق تعالیٰ شانہ کا خاص انعام ہے کہ ان کی خوشی کے دن کو بھی عبادت کا دن بنایا، چنانچہ رمضان شریف کے بخیر و خوبی اور بشوق عبادت گزارنے کی خوشی منانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین عبادتیں مقرّر فرمائیں: ایک نمازِ عید، دُوسرے صدقۂ فطر اور تیسرے حجِ بیت

اللہ (حج اگرچہ ذوالحجہ میں ادا ہوتا ہے، مگر رمضان المبارک ختم ہوتے ہی یکم شوال سے موسمِ حج شروع ہوجاتا ہے)۔

## روزہ ٹوٹ جائے تب بھی سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے

س...... ایک آدمی کا روزہ ٹوٹ گیا، کیا اب وہ کھا پی سکتا ہے؟

ج...... اگر رمضان شریف میں کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تب بھی اس کو دن میں کچھ کھانا پینا جائز نہیں، سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

## بیمار کی تراویح، روزہ

س...... اگر کوئی شخص بوجہ بیماری رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکے تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی فرمائیے کہ ایسے شخص کی تراویح کا کیا بنے گا؟ وہ تراویح پڑھے گا یا نہیں؟

ج...... جو شخص بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، تندرست ہونے کے بعد روزوں کی قضا رکھ لے، اور اگر بیماری ایسی ہو کہ اس سے اچھا ہونے کی اُمید نہیں، تو ہر روزے کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ دے دیا کرے۔ اور تراویح پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے تراویح ضرور پڑھنی چاہئے، تراویح مستقل عبادت ہے، یہ نہیں کہ جو روزہ رکھے وہی تراویح پڑھے۔

## کیا غیرمسلم کو روزہ رکھنا جائز ہے؟

س...... میں ابوظہبی میں جس کیمپ میں رہ رہا ہوں، ہمارے ساتھ ہندو بھی رہتے ہیں، ایک ہندو ہمارا دوست ہے، پچھلے ماہِ رمضان میں اس نے بھی ہمارے ساتھ ایک روزہ رکھا، اور ہمارے ساتھ ہی بیٹھ کر اِفطار کیا، وہ اسلام کی باتوں میں دلچسپی لیتا ہے، اس نے اپنے خاندان والوں کے ڈَر سے اسلام قبول نہیں کیا، کیا اس کا اس طرح روزہ رکھنا اور اِفطاری کرنا ہمارے ساتھ جائز ہے؟

ج...... روزہ کے صحیح ہونے کے لئے اسلام شرط ہے، غیرمسلم کا روزہ اس کے مسلمان نہ ہونے کی بنا پر قبول تو نہیں ہوگا، لیکن اگر اس طرح اس کا امکان ہے کہ وہ مسلمان ہوجائے گا

تو پھر آپ کے ساتھ بیٹھ کر اِفطاری کرنے کی اجازت ہے، اس کو اسلام کی ترغیب دیجئے۔

## رمضان المبارک کی ہر گھڑی مختلف عبادات کریں

س...... جمعة الوداع کے دن ہم لوگ کون سی عبادات کریں جو کہ زیادہ ثواب کا باعث ہوں؟

ج...... جمعة الوداع کے لئے کوئی خصوصی عبادت شریعت نے مقرّر نہیں کی، رمضان المبارک کی ہر رات اور ہر دن ایک سے ایک اعلیٰ ہے، خصوصاً جمعہ کا دن اور جمعہ کی راتیں، اور علی الخصوص رمضان کے آخری عشرے کی راتیں، اور ان میں بھی طاق راتیں۔ ان میں تلاوت، ذکر، نوافل، اِستغفار، دُرود شریف کی جس قدر ممکن ہو کثرت کرنی چاہئے، خصوصاً یہ کلمات کثرت سے پڑھنے چاہئیں:

”لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ، نَسْتَغْفِرُ اللهَ، نَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ.“

## ٹیلیویژن پر شبینہ موجبِ لعنت ہے

س...... رمضان المبارک میں غلط سلط اور کبھی کبھی بڑی رفتار کے ساتھ غلطیوں سے پُر شبینہ پڑھا گیا، اور ساتھ ہی بار بار فخریہ طور پر کہا گیا کہ پورے پاکستان میں قرآنِ عظیم کی تلاوت کی صدائیں گونج رہی ہیں، کیا یہ شبینہ خدا کے قہر کو نہیں للکار رہا ہے؟ کیا مسجدوں کو فلم خانوں میں تبدیل نہیں کیا گیا؟ آپ یقین کریں جب شبینہ کی فلم بنا کر ٹیلیویژن پر دکھائی گئی، اس وقت پیچھے نماز پڑھنے والوں کی توجہ اپنی فلم اُتروانے پر تھی، خدا ہم سب پر رحم کرے، اتنی مصیبتیں، پریشانیاں، آفتیں نازل ہو رہی ہیں، لیکن ہم گناہوں کے کام کو ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں۔ مسجدوں میں اتنی روشنی کی گئی کہ بار بار اس کی بتیوں کی فلمیں نظر آئیں، کئی بار تو پیچھے سے ٹوکنے پر بھی حافظ صاحب نہیں رُکے، غلط پڑھتے چلے گئے، اس مبارک اور متبرک مہینے میں، جس میں ثواب نفلوں کا فرضوں کے برابر ہو جاتا ہے، ایسی رات ملی جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بھی زیادہ ہے، اتنا ثواب دیا گیا، لیکن اس اُمت میں یہ نظر آتا ہے کہ گیارہ ماہ کے گناہ، بلکہ اس سے بھی زیادہ اس ماہ میں کرتے ہیں۔ کیونکہ رمضان المبارک

میں ثواب دُگنا ہوجاتا ہے، اگر کوئی گناہ والا کام کرے تو اس کا گناہ بھی دُگنا ہوجاتا ہے۔ ان باتوں کو سوچ کر کبھی کبھی میرے دِل میں یہ خیال آتا ہے، اور میں بہت خدا سے معافی مانگتا ہوں کہ ایسی بات دِل میں نہ آئے، لیکن ہر دفعہ دِل سے نکلتا ہے کہ ٹیلیویژن پر ایسی ایسی باتیں شروع ہوگئی ہیں جو پہلے نہ تھیں، اب ان کو ثواب سمجھ کر کیا جارہا ہے، اس سے بہتر ہے کہ رمضان شریف ہی نہ آئیں، میں ایک دفعہ پھر خدا کے حضور معافی کا طالب ہوں کہ ایسی بات کہی۔ کیا ایسا سوچنا بُرا ہے؟

ج...... آج کل اکثر شبینے بہت سی قباحتوں کے ساتھ ملوّث ہیں، ان کی تفصیل حکیم الاُمت تھانویؒ کی کتاب ''اصلاح الرسوم'' میں دیکھ لی جائے۔ اور شبینہ کا جو نقشہ آپ نے کھینچا ہے وہ تو سراسر ریاکاری ہے، اور پھر ٹیلیویژن پر ان کی نمائش کرنا تو موجبِ لعنت ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل و ایمان نصیب فرمائے۔

# زکوٰۃ کے مسائل

## زکوٰۃ، دولت کی تقسیم کا انقلابی نظام

س...... زکوٰۃ سے عوام کو کیا فوائد ہیں؟ یہ بھی ایک قسم کا ٹیکس ہے جس کو رفاہِ عامہ پر خرچ کرنا چاہئے، اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالئے۔

ج...... میں آپ کے مجمل سوال کو پانچ عنوانات پر تقسیم کرتا ہوں، زکوٰۃ کی فرضیت، زکوٰۃ کے فوائد، زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ عبادت ہے، زکوٰۃ کے ضروری مسائل اور زکوٰۃ کے مصارف۔

### زکوٰۃ کی فرضیت:

زکوٰۃ، اسلام کا اہم ترین رُکن ہے، قرآنِ کریم میں اس کی بار بار تاکید کی گئی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں بھی اس کی اہمیت وافادیت اور اس کے ادا نہ کرنے کے وبال کو بہت ہی نمایاں کیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے:

**"والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم. یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لأنفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون."** (التوبہ:۳۴،۳۵)

ترجمہ:...... "جو لوگ سونے اور چاندی کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ جس دن ان سونے، چاندی کے خزانوں کو جہنم کی آگ میں تپا کر ان کے چہروں، ان کی پشتوں اور ان کے پہلوؤں کو داغا جائے گا، (اور ان سے کہا جائے گا کہ) یہ تھا تمہارا مال

جوتم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، پس اپنے جمع کئے کی سزا چکھو۔“

حدیث میں ارشاد ہے کہ: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ۱: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ۲: نماز قائم کرنا۔ ۳: زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴: بیت اللہ کا حج کرنا۔ ۵: رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

”قال عبداللہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بنی الاسلام علیٰ خمس: شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ، واقام الصلٰوۃ وایتاء الزکٰوۃ وحج البیت وصوم رمضان۔“ (رواہ البخاری ومسلم واللفظ لہ ج:۱ ص:۳۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی، اس نے اس کے شر کو دُور کردیا۔“

”من ادّی زکٰوۃ مالہ فقد ذھب عنہ شرہ۔“

(کنزالعمال حدیث:۱۵۷۷۸، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۶۳، وقال الھیثمی رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن وان کان فی بعض رجالہ کلام)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو تم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی تھی، اس سے تم سبکدوش ہوگئے۔“

”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا ادّیت زکٰوۃ مالک فقد قضیت ما علیک۔“

(ترمذی ج:۱ ص:۷۸، ابنِ ماجہ ص:۱۲۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ کراچی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو، اپنے بیماروں کا صدقے سے علاج کرو، اور مصائب کے طوفانوں کا دُعا و تضرع سے مقابلہ کرو۔“ (ابوداؤد)

ایک حدیث میں ہے کہ: ”جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت میں

اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا، اور اس کی گردن سے لپٹ کر گلے کا طوق بن جائے گا۔"

"عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ما من احد لا یؤدّی زکٰوة ماله الا مثل له یوم القیامة شجاعًا اقرع حتی یطوق عنقه." (سننِ نسائی ج:۱ ص:۳۳۳، وسننِ ابنِ ماجہ ص:۱۲۸، واللفظ لہٗ)

اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں، جن میں زکوٰۃ نہ دینے پر قیامت کے دن ہولناک سزاؤں کی وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

زکوٰۃ کے فوائد:

حق تعالیٰ شانہ نے جتنے اَحکام اپنے بندوں کے لئے مقرّر فرمائے ہیں ان میں بے شمار حکمتیں ہیں جن کا انسانی عقل احاطہ نہیں کرسکتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا فریضہ عائد کرنے میں بھی بہت سی حکمتیں رکھی ہیں، اور سچی بات یہ ہے کہ یہ نظام ایسا پاکیزہ و مقدس اور اتنا اعلیٰ و ارفع ہے کہ انسانی عقل اس کی بلندیوں تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہے، یہاں چند عام فہم فوائد کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔

۱:......آج پوری دُنیا میں سوشلزم کی بات ہو رہی ہے، جس میں غریبوں کی فلاح و بہبود کا نعرہ لگا کر انہیں متمول طبقے کے خلاف اُکسایا جاتا ہے، اس تحریک سے غریبوں کا بھلا کہاں تک ہوتا ہے؟ یہ ایک مستقل موضوع ہے، مگر یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امیر و غریب کی یہ جنگ صرف اس لئے پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے متمول طبقے کے ذمہ پسماندہ طبقے کے جو حقوق عائد کئے تھے ان سے انہوں نے پہلوتہی کی، اگر پورے ملک کی دولت کا چالیسواں حصہ ضرورت مندوں میں تقسیم کردیا جائے اور یہ عمل ایک وقتی سی چیز نہ رہے، بلکہ ایک مسلسل عمل کی شکل اختیار کرلے، اور امیر طبقہ کسی ترغیب و تحریص اور کسی جبر و اکراہ کے بغیر ہمیشہ یہ فریضہ ادا کرتا رہے اور پھر اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل ہوتی رہے تو کچھ عرصے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ غرباء کو امیروں سے شکایت ہی نہیں رہے گی، اور امیر و غریب کی جس جنگ

سے دُنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے، وہ اس نظام کی بدولت راحت وسکون کی جنت بن جائے گی۔

میں صرف پاکستان کی ملتِ اسلامیہ سے نہیں، بلکہ دُنیا بھر کے انسانوں اور معاشروں سے کہتا ہوں کہ وہ اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کو نافذ کرکے اس کی برکات کا مشاہدہ کریں اور سرمایہ دار ملکوں کی جتنی دولت کمیونزم کا مقابلہ کرنے پر صَرف ہو رہی ہے وہ بھی اسی مد میں شامل کرلیں۔

۲:...... مال ودولت کی حیثیت انسانی معیشت میں وہی ہے جو خون کی بدن میں ہے، اگر خون کی گردش میں فتور آجائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات دِل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہوجاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر دولت کی گردش منصفانہ نہ ہو، تو معاشرے کی زندگی خطرے میں ہوتی ہے، اور کسی وقت بھی حرکتِ قلب بند ہوجانے کا خوف طاری رہتا ہے۔ حق تعالیٰ نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لئے جہاں اور بہت سی تدبیریں ارشاد فرمائی ہیں، ان میں سے ایک زکوٰۃ وصدقات کا نظام بھی ہے، اور جب تک یہ نظام صحیح طور پر نافذ نہ ہو اور معاشرہ اس نظام کو پورے طور پر ہضم نہ کرلے تب تک نہ دولت کی منصفانہ گردش کا تصوّر کیا جاسکتا ہے، اور نہ معاشرہ اختلال وزوال سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

۳:...... پورے معاشرے کو ایک اکائی تصوّر کیجئے، اور معاشرے کے افراد کو اس کے اعضاء سمجھئے، آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثے یا صدمے سے کسی عضو میں خون جمع ہوکر منجمد ہوجائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہ نکلتا ہے۔ اسی طرح جب معاشرے کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہوجاتا ہے تو وہ بھی سڑنے لگتا ہے، اور پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے، کبھی بیماریوں اور اسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی اُونچی اُونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہوجاتا ہے (اور اس بربادی کا احساس آدمی کو اس وقت ہوتا ہے جب اس کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوجاتے ہیں اور اسے بیک بینی ودوگوش یہاں سے باہر نکال دیا جاتا ہے)۔

قدرت نے زکوٰۃ وصدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا ہے، جو دولت کے انجماد کی بدولت معاشرے کے جسم پر نکل آتی ہیں۔

۴:...... اپنے بنی نوع سے ہمدردی، انسانیت کا عمدہ ترین وصف ہے، جس شخص کا دِل اپنے جیسے انسانوں کی بے چارگی، غربت وافلاس، بھوک، فقر وفاقہ اور تنگ دستی وزبوں حالی دیکھ کر نہیں پسیجتا، وہ انسان نہیں جانور ہے، اور چونکہ ایسے موقعوں پر شیطان اور نفس، انسان کو انسانی ہمدردی میں اپنا کردار ادا کرنے سے باز رکھتے ہیں، اس لئے بہت کم آدمی اس کا حوصلہ کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کمزور بندوں کی مدد کے لئے امیر لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ عائد کردیا ہے، تاکہ اس فریضۂ خداوندی کے سامنے وہ کسی نادان دوست کے مشورے پر عمل نہ کریں۔

۵:...... مال، جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے، وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے، بعض دفعہ مال کا نہ ہونا انسان کو غیرانسانی حرکات پر آمادہ کردیتا ہے، اور وہ معاشرے کی ناانصافی کو دیکھ کر معاشرتی سکون کو غارت کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔

بعض اوقات وہ چوری، ڈکیتی، سٹہ اور جوأ جیسی قبیح حرکات شروع کردیتا ہے، کبھی غربت وافلاس کے ہاتھوں تنگ آکر وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھولینے کا فیصلہ کرلیتا ہے، کبھی وہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے اپنی عزّت وعصمت کو نیلام کرتا ہے، اور کبھی فقر و فاقہ کا مداوا ڈھونڈنے کے لئے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے، اسی بنا پر ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے:

”کاد الفقر أن یکون کفرًا.“

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص: ۴۲۹، وعزاہ فی الدر المنثور ج:۶ ص:۴۲۰، ابن ابی شیبة والبیھقی فی شعب الایمان وذکرہ الجامع الصغیر، معزیًا الی ابی نُعیم فی الحلیة، وقال السخاوی طرفه کلھا ضعیف کما فی المقاصد الحسنة وفیض القدیر شرح جامع الصغیر ج:۴ ص:۵۴۲، وقال العزیزی (ج:۴ ص:۲) ھو حدیث ضعیف، وفی تذکرة الموضوعات للشیخ محمد طاھر الفتنی (۱۷۴) ضعیف ولٰکن صح من قول ابی سعید)

یعنی ''فقر و فاقہ آدمی کو قریب قریب کفر تک پہنچا دیتا ہے۔'' اور فقر و فاقہ میں اپنے منعمِ حقیقی کی ناشکری کرنا تو ایک عام بات ہے۔

یہ تمام غیرانسانی حرکات، معاشرے میں فقر و فاقہ سے جنم لیتی ہیں، اور بعض اوقات گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں، ان کا مداوا ڈھونڈنا معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے، اور صدقات و زکوٰۃ کے ذریعے خالقِ کائنات نے ان بُرائیوں کا سدِ باب بھی فرمایا ہے۔

۶:...... اس کے برعکس بعض اخلاقی خرابیاں وہ ہیں جو مال و دولت کے افراط سے جنم لیتی ہیں، امیرزادوں کو جو جو چونچلے سوجھتے ہیں، اور جس قسم کی غیرانسانی حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں، انہیں بیان کرنے کی حاجت نہیں، صدقات و زکوٰۃ کے ذریعے حق تعالیٰ نے مال و دولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائیوں کا بھی انسداد فرمایا ہے، تاکہ ان لوگوں کو غرباء کی ضروریات کا بھی احساس رہے اور غرباء کی حالت ان کے لئے تازیانۂ عبرت بھی ہے۔

۷:...... زکوٰۃ و صدقات کے نظام میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے وہ مصائب و آفات ٹل جاتی ہیں جو انسان پر نازل ہوتی رہتی ہیں، اسی بنا پر بہت سی احادیثِ شریفہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ صدقہ سے رَدِّ بلا ہوتا ہے، اور انسان کی جان و مال آفات سے محفوظ رہتی ہے۔

عام لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار پڑ جائے تو صدقے کا بکرا ذبح کردیتے ہیں، وہ مسکین یہ سمجھتے ہیں کہ شاید بکرے کی جان کی قربانی دینے سے مریض کی جان بچ جائے گی، ان لوگوں نے صدقے کے مفہوم کو نہیں سمجھا، صدقہ صرف بکرا ذبح کردینے کا نام نہیں، بلکہ اپنے پاک مال سے کچھ حصہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی ضرورت مند کے حوالے کردینے کا نام ہے، جس میں ریا و تکبر اور فخر و مباہات کی کوئی آلائش نہ ہو، اس لئے جب کوئی آفت پیش آئے، صدقے سے اس کا علاج کرنا چاہئے، آپ جتنی ہمت و استطاعت رکھتے ہیں تو بازار سے اس کی قیمت معلوم کرکے اتنی قیمت کسی محتاج کو دے دیجئے، یا بکرا ہی خرید کر کسی کو صدقہ کردیجئے، الغرض بکرے کو ذبح کرنے کو رَدِّ بلا میں کوئی

دخل نہیں، بلکہ بلا تو صدقے سے ٹلتی ہے، اس لئے صرف شدید بیماری نہیں، بلکہ ہر آفت و مصیبت میں صدقہ کرنا چاہئے، بلکہ آفتوں اور مصیبتوں کے نازل ہونے سے پہلے صدقے سے ان کا تدارک ہونا چاہئے، ہمارا متمول طبقہ جس قدر دولت میں کھیلتا ہے، بدقسمتی سے آفات و مصائب کا شکار بھی اسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔

اس کا سبب بھی یہی ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے، اور جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے، اتنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

۸:...... زکوٰۃ و صدقات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مال و دولت میں برکت ہوتی ہے، اور زکوٰۃ و صدقات میں بخل کرنا آسمانی برکتوں کے دروازے بند کر دیتا ہے، حدیث میں ہے کہ: ''جو قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر قحط اور خشک سالی مسلط کر دیتا ہے، اور آسمان سے بارش بند ہوجاتی ہے۔'' (طبرانی، حاکم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ چار چیزوں کا نتیجہ چار چیزوں کی شکل میں ہوتا ہے:

۱:- جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اس پر دُشمنوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

۲:- جب وہ ما انزل اللہ کے خلاف فیصلے کرتی ہے، تو قتل و خونریزی اور موت عام ہوجاتی ہے۔

۳:- جب کوئی قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے تو ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔

۴:- جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو زمین کی پیداوار کم ہوجاتی ہے اور قوم پر قحط مسلط ہوجاتا ہے۔ (طبرانی)

خلاصہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا تجویز فرمودہ نظامِ زکوٰۃ و صدقات انقلابی نظام ہے، جس سے معاشرے کو راحت و سکون کی زندگی نصیب ہوسکتی ہے، اور اس سے انحراف کا نتیجہ معاشرے کے افراد کی بے چینی و بے اطمینانی کی شکل میں رونما ہوتا ہے۔

۹:...... یہ تمام اُمور تو وہ تھے جن کا تعلق دُنیا کی اسی زندگی سے ہے، لیکن ایک مؤمن جو سچے دِل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، یہ دُنیوی زندگی ہی اس کا منتہائے نظر نہیں، بلکہ اس کی زندگی کی ساری تگ و دو آخرت کی

زندگی کے لئے ہے، وہ اس دارِ فانی کی محنت سے اپنا آخرت کا گھر سجانا چاہتا ہے، وہ اس تھوڑی سی چند روزہ زندگی سے آخرت کی دائمی زندگی کی راحت وسکون کا متلاشی ہے۔ عام انسانوں کی نظر صرف اس دُنیا تک محدود ہے، اور وہ جو کچھ کرتے ہیں صرف اسی دُنیا کی فلاح و بہبود کے لئے کرتے ہیں، جس منصوبے کی تشکیل کرتے ہیں، محض اس زندگی کے خاکوں اور نقشوں کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے صدقات و زکوٰۃ کے ذریعہ اہلِ ایمان کو آخرت کے بینک میں اپنی دولت منتقل کرنے کا گُر بتایا ہے، زکوٰۃ وصدقات کی شکل میں جو رقم دی جاتی ہے وہ براہِ راست آخرت کے بینک میں جمع ہوتی ہے، اور یہ آدمی کو اس دن کام آئے گی جب وہ خالی ہاتھ یہاں کی چیزیں یہیں چھوڑ کر رُخصت ہوگا:

''سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا''

اس لئے بہت ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنی دولت یہاں سے وہاں منتقل کرنے میں پیش قدمی کرتے ہیں۔

۱۰:...... انسان دُنیا میں آتا ہے تو بہت سے تعلقات اس کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں، ماں باپ کا رشتہ، بہن بھائیوں کا رشتہ، عزیز و اقارب کا رشتہ، اہل وعیال کا رشتہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن مؤمن کا ایک رشتہ اپنے خالق و محسن اور محبوبِ حقیقی سے بھی ہے، اور یہ رشتہ تمام رشتوں سے مضبوط بھی ہے اور پائیدار بھی، دُوسرے سارے رشتے توڑے بھی جاسکتے ہیں اور جوڑے بھی جاسکتے ہیں، مگر یہ رشتہ کسی لمحے نہ توڑا جاسکتا ہے نہ اس کا چھوڑنا ممکن ہے، یہ دُنیا میں بھی قائم ہے، نزع کے وقت بھی رہے گا، قبر کی تاریک کوٹھری میں بھی رہے گا، میدانِ محشر میں بھی اور جنت میں بھی، جوں جوں زندگی کے دور گزرتے اور بدلتے رہیں گے، یہ رشتہ قوی سے قوی تر ہوتا جائے گا، اور اس کی ضرورت کا احساس بھی سب رشتوں پر غالب آتا جائے گا۔ اس رشتے کی راہ میں سب سے بڑھ کر انسان کی نفسانی خواہشات حائل ہوتی ہیں، اور ان خواہشات کی بجاآوری کا سب سے بڑا ذریعہ مال ہے، زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی خواہشات کو کم سے کم کرنا چاہتے ہیں، اور بندے کا جو رشتہ اس کے ساتھ ہے اس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانا چاہتے ہیں، اس لئے جو صدقہ کسی

فقیر و مسکین کو دیا جاتا ہے، وہ دراصل اس کو نہیں دیا جاتا، بلکہ یہ اپنی مالی قربانی کا حقیر سا نذرانہ ہے، جو بندے کی طرف سے محبوبِ حقیقی کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دستِ رضا سے قبول فرماتے ہیں اور پھر اس کی پرورش فرماتے رہتے ہیں، قیامت کے دن وہ صدقہ رائی سے پہاڑ بنا کر بندے کو واپس کر دیا جائے گا۔ پس حیف ہے! ہم بارگاہِ ربّ العزّت میں اتنی معمولی سی قربانی پیش کرنے سے بھی ہچکچائیں اور حق تعالیٰ شانہ کی بے پایاں عنایتوں اور رحمتوں سے خود کو محروم رکھیں۔

## زکوٰۃ ٹیکس نہیں:

اُوپر کی سطور سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے، بعض لوگوں کے ذہن میں زکوٰۃ کا ایک نہایت گھٹیا تصوّر ہے، وہ اس کو حکومت کا ٹیکس سمجھتے ہیں، جس طرح کہ تمام حکومتوں میں مختلف قسم کے ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں، حالانکہ زکوٰۃ کسی حکومت کا عائدہ ٹیکس نہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت کی ضروریات کے لئے اس کو عائد کیا ہے، بلکہ حدیث میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ زکوٰۃ مسلمانوں کے متمول طبقے سے لے کر ان کے تنگ دستوں کو لوٹا دی جائے گی۔

اسی طرح یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ زکوٰۃ دینے والے فقراء و مساکین پر کوئی احسان کرتے ہیں، ہرگز نہیں! بلکہ خود فقراء و مساکین کا مالداروں پر احسان ہے کہ ان کے ذریعے سے ان لوگوں کی رُقوم خدائی بینک میں جمع ہو رہی ہیں، اگر آپ کسی کو بینک میں جمع کرانے کے لئے کوئی رقم سپرد کرتے ہیں تو کیا آپ اس پر احسان کر رہے ہیں؟ اگر یہ احسان نہیں تو غرباء کو زکوٰۃ دینا بھی ان پر احسان نہیں!

پہلی اُمتوں میں جو مال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانے کے طور پر پیش کیا جاتا تھا، اس کا استعمال کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں تھا، بلکہ وہ سوختنی قربانی کہلاتی تھی، اسے قربان گاہ میں رکھ دیا جاتا تھا، اب اگر آسمان سے آگ آکر اسے راکھ کر جاتی تو یہ قربانی کے قبول ہونے کی علامت تھی، اور اگر وہ چیز اسی طرح پڑی رہتی تو اس کے مردُود ہونے کی


فہرست

نشانی تھی۔ حق تعالیٰ نے اس اُمتِ مرحومہ پر یہ خاص عنایت فرمائی ہے کہ اُمراء کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جو چیز حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہیں اسے ان کے فلاں فلاں بندوں (فقراء و مساکین) کے حوالے کردیں۔ اس عظیم الشان رحمت کے ذریعہ ایک طرف فقراء کی حاجات کا انتظام کردیا گیا اور دُوسری طرف اس اُمتِ مرحومہ کے لوگوں کو رُسوائی اور ذِلت سے بچالیا گیا، اب خدا ہی جانتا ہے کہ کون پاک مال سے صدقہ کرتا ہے؟ اور کون ناپاک مال سے؟ کون ایسا ہے جو محض رضائے الٰہی کے لئے دیتا ہے؟ اور کون ہے جو نام و نمود اور شہرت و ریا کے لئے؟ الغرض زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے قرضِ حسن فرمایا ہے: ''کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے؟ پس وہ اس کے لئے اس کو کئی گنا بڑھادے۔'' (البقرہ)

یہاں صدقات کو ''قرضِ حسن'' سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح قرض واجب الادا ہے، اسی طرح صدقہ کرنے والوں کو مطمئن رہنا چاہئے کہ ان کا یہ صدقہ بھی ہزاروں برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ انہیں واپس کردیا جائے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کو کسی کی احتیاج ہے، یہی وجہ ہے کہ صدقہ فقیر کے ہاتھوں میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے، اور فقیر گویا اس دینے والے سے وصول نہیں کر رہا، بلکہ یہ اس کی طرف سے دیا جارہا ہے جو سب کا داتا ہے۔

## زکوٰۃ حکومت کیوں وصول کرے؟

رہا یہ سوال کہ جب زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ خالص عبادت ہے، تو حکومت کو اس کا انتظام کیوں تفویض کیا جائے؟ اس سوال کا جواب ایک مستقل مقالے کا موضوع ہے، مگر یہاں مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام پورے معاشرے کو ایک اکائی قرار دے کر اس کا نظم و نسق اسلامی حکومت کے سپرد کرتا ہے۔ اس لئے وہ فقراء و مساکین جو اسلامی معاشرے کا جزو ہیں ان کی ضروریات کا تکفّل بھی اسلامی معاشرے کی قوّتِ مقتدرہ کے سپرد کرتا ہے، اور اس کفالت کے لئے اس نے صدقات و زکوٰۃ کا نظام رائج فرمایا ہے، فقراء و مساکین کی کفالت کی سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد کی گئی ہے، اس لئے اس مد کے لئے

مخصوص رقم کا بندوبست بھی حکومت کا فریضہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حکومت کی جانب سے صدقات کی وصولی و انتظام پر مقرّر ہوں، حدیثِ پاک میں ان کو ''غازی فی سبیل اللہ'' کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (ابوداوٴد، ترمذی) جس میں ایک طرف ان کی خدمات کو سراہا گیا ہے، اور دُوسری طرف ان کی نازک ذمہ داری کا بھی انہیں احساس دلایا گیا ہے۔ یعنی اگر وہ اس فریضے کو جہاد فی سبیل اللہ سمجھ کر ادا کریں گے تب اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گے، اور اگر انہوں نے اس مال میں ایک پیسے کی بھی خیانت روا رکھی تو انہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خدائی مال میں خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں، جو ان کے لئے آتشِ دوزخ کا سامان ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''جس شخص کو ہم نے کسی کام پر مقرّر کیا، اور اس کے لئے ایک وظیفہ بھی مقرّر کردیا، اس کے بعد اگر وہ اس مال سے کچھ لے تو وہ غنیمت میں خیانت کرنے والا ہوگا۔'' (ابوداوٴد)

## زکوٰۃ کے چند مسائل:

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے، اس کے مسائل حضراتِ علمائے کرام سے اچھی طرح سمجھ لینے چاہئیں، میں یہاں چند مسائل درج کرتا ہوں، مگر عوام صرف اپنے فہم پر اعتماد نہ کریں، بلکہ اہلِ علم سے اچھی طرح تحقیق کرلیں۔

۱:...... اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولے (۸۷ء۵ گرام) سونا ہے، یا اتنی مالیت کا نقد روپیہ ہے یا پھر اتنی مالیت کا مالِ تجارت ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

۲:...... اگر کسی شخص کے پاس کچھ چاندی ہو، کچھ سونا ہو یا کچھ روپیہ یا کچھ مالِ تجارت ہو، اور ان سب کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کے برابر ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

۳:...... کارخانے اور فیکٹری وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ نہیں، لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے، اسی طرح جو خام مال کارخانے میں موجود ہو، اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔

۴:...... سونے چاندی کی ہر چیز پر زکوٰۃ ہے، چنانچہ سونے چاندی کے زیور،

سونے چاندی کے برتن حتیٰ کہ سچا گوٹا، ٹھپّا، اصلی زری، سونے چاندی کے بٹن، خواہ کپڑوں میں لگے ہوئے ہوں، ان سب پر زکوٰۃ فرض ہے۔

۵:...... کارخانوں اور ملوں کے حصص پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، جبکہ ان حصص کی مقدار بقدرِ نصاب ہو یا دُوسری قابلِ زکوٰۃ چیزوں کو ملاکر نصاب بن جاتا ہو، البتہ مشینری اور فرنیچر وغیرہ استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہوگی، اس لئے ہر حصے دار کے حصے میں اس کی جتنی قیمت آتی ہے، اس کو مستثنیٰ کرکے باقی کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

۶:...... سونا چاندی، مالِ تجارت اور کمپنی کے حصص کی جو قیمت زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے دن ہوگی، اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۷:...... سال کے اوّل و آخر میں نصاب کا پورا ہونا شرط ہے، اگر درمیان سال میں رقم کم ہوجائے تو اس کا اعتبار نہیں۔

مثلاً: ایک شخص سال شروع ہونے کے وقت تین ہزار روپے کا مالک تھا، تین مہینے کے بعد اس کے پاس پندرہ سو روپے رہ گئے، چھ مہینے بعد چار ہزار روپے ہوگئے، اور سال کے ختم پر ساڑھے چار ہزار روپے کا مالک تھا، تو سال پورا ہونے کے وقت اس پر ساڑھے چار ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی، درمیان سال میں اگر رقم گھٹتی بڑھتی رہی، اس کا اعتبار نہیں۔

(نوٹ: آج کل ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت پونے تین ہزار روپے ہے)

۸:...... پراویڈنٹ فنڈ پر وصول یابی کے بعد زکوٰۃ فرض ہے، وصول یابی سے پہلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں۔

۹:...... صاحبِ نصاب اگر پیشگی زکوٰۃ ادا کردے، تب بھی جائز ہے، لیکن سال کے دوران اگر مال بڑھ گیا تو سال ختم ہونے پر زائد رقم ادا کردے۔

### زکوٰۃ کے مصارف:

۱:...... زکوٰۃ صرف غرباء و مساکین کا حق ہے، حکومت اس کو عام رفاہی کاموں میں استعمال نہیں کرسکتی۔


فہرست

۲:......کسی شخص کو اس کے کام یا خدمت کے معاوضے میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی، لیکن زکوٰۃ کی وصولی پر جو عملہ حکومت کی طرف سے مقرّر ہو، ان کا مشاہرہ اس فنڈ سے ادا کرنا صحیح ہے۔

۳:......حکومت صرف اموالِ ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کرے گی، اموالِ باطنہ کی زکوٰۃ ہر شخص اپنی صوابدید کے مطابق ادا کرسکتا ہے۔

(کارخانوں اور ملوں میں تیار ہونے والا مال، تجارت کا مال اور بینک میں جمع شدہ سرمایہ ''اموالِ ظاہرہ'' ہیں، اور جو سونا، چاندی، نقدی گھروں میں رہتی ہے، ان کو ''اموالِ باطنہ'' کہا جاتا ہے۔)

۴:......کسی ضرورت مند کو اتنا روپیہ دے دینا جتنے پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، مکروہ ہے، لیکن زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

## زکوٰۃ ادا کرنے کے فضائل اور نہ دینے کا وبال

س......زکوٰۃ دینے پر کیا خوشخبری اور نہ دینے پر کیا وعید ہے؟

ج......زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوتا ہے، اور حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، اور نہ دینے سے مال ناپاک رہتا ہے، اور خدا تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم اور حدیثِ نبویؐ میں زکوٰۃ نہ دینے کے بہت سے وبال بیان فرمائے گئے ہیں، ایسا مال سانپ کی شکل میں مال دار کو کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا وہی مال ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا تھا۔

قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ میں زکوٰۃ و صدقات کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور زکوٰۃ نہ دینے پر شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ان کی تفصیل حضرت شیخ سیّدی و مرشدی مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجرِ مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''فضائلِ صدقات'' میں دیکھ لی جائے، یہاں اختصار کے پیشِ نظر ایک ایک آیت اور حدیث فضائل میں، اور ایک ایک آیت اور حدیث وعید میں نقل کرتا ہوں۔


فہرست

زکوٰۃ وصدقات کی فضیلت:

”مثل الذین ینفقون اموٰلھم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة واللہ یضٰعف لمن یشاء واللہ واسع علیم. الذین ینفقون اموٰلھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منًّا ولا اذًی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون.“ (البقرہ:۲۶۱، ۲۶۲)

ترجمہ:...... ”جولوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانے کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جاننے والے ہیں۔ جولوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (اس پر) اِحسان جتاتے ہیں اور نہ (برتاؤ سے) اس کو آزار پہنچاتے ہیں، ان لوگوں کو ان (کے اعمال) کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس، اور نہ ان پر کوئی خطر ہوگا اور نہ یہ مغموم ہوں گے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حدیث:......”عن ابی ھریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من کسب طیب، ولا یقبل اللہ الا الطیب، فان اللہ یتقبلھا بیمینه ثم یربیھا لصاحبھا کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل. متفق علیه.“ (مشکوٰۃ ص:۱۶۷ باب فضل الصدقہ)

ترجمہ:......”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص ایک کھجور


فہرست

کے دانے کے برابر پاک کمائی سے صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ صرف پاک ہی کو قبول فرماتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دست میں لے کر قبول فرماتے ہیں، پھر اس کے مالک کے لئے اس کی پرورش فرماتے ہیں، جس طرح کہ تم میں سے ایک شخص اپنی گھوڑی کے بچے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ (ایک کھجور کے دانے کا صدقہ قیامت کے دن) پہاڑ کے برابر ہوجائے گا۔“

**زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید:**

”والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم. یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لأنفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون.“ (التوبہ:۳۴، ۳۵)

ترجمہ:...... ”جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، سو آپؐ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں (اوّل) تپایا جاوے گا، پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا، یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا، سو اَب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حدیث:...... ”عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما من رجل لا یؤدّی زکٰوۃ مالہ الا جعلہ اللہ یوم القیامة فی عنقہ شجاعًا. ثم قرأ علینا مصداقہ من کتاب اللہ: ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ. الاٰیة.“ (رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۱۵۷، کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ، آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی آیت ہمیں پڑھ کر سنائی۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات کچھ ان کے لئے اچھی ہوگی، بلکہ یہ بات ان کی بہت بُری ہے، وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جائیں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔''

(آل عمران:۱۸۰، ترجمہ حضرت تھانویؒ)

## زکوٰۃ کے ڈر سے غیرمسلم لکھوانا

س…… ایک صاحب نے ایک بیوہ عورت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو غیرمسلم لکھوادیں تو زکوٰۃ نہیں کٹے گی، کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر نہیں ہوگا؟

ج…… کسی شخص کا اپنے آپ کو غیرمسلم لکھوانا کفر ہے، اور زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ایسا کرنا ڈبل کفر ہے، اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔ پس جس شخص نے بیوہ کو غیرمسلم لکھوانے کا مشورہ دیا اس کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے، اور اگر بیوہ نے اس کے کفریہ مشورہ پر عمل کرلیا ہو تو اس کو بھی از سرِ نو ایمان کی تجدید کرنی چاہئے۔

اسی کے ساتھ حکومت کو بھی اپنے اس نظامِ زکوٰۃ پر نظرِ ثانی کرنی چاہئے جو لوگوں کو مرتد کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کے مال سے جتنی مقدار ''زکوٰۃ'' کے نام سے وصول کرتی ہے (یعنی اڑھائی فیصد) اتنی ہی مقدار غیرمسلموں کے مال سے ''رفاہی ٹیکس'' کے نام سے وصول کرلیا کرے، اس صورت میں کسی کو زکوٰۃ سے فرار کی راہ نہیں ملے گی اور غیرمسلموں پر رفاہی ٹیکس کا عائد کرنا کوئی ظلم و زیادتی نہیں، کیونکہ حکومت کے رفاہی کاموں سے استفادے میں غیرمسلم برادری بھی برابر کی شریک ہے، اور اس فنڈ کو غیرمسلم معذوروں کی مدد و اعانت اور خبرگیری میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

# زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

## بالغ پر زکوٰۃ

س...... زکوٰۃ کتنی عمر کے لوگوں پر واجب ہے؟

ج...... زکوٰۃ بالغ پر واجب ہے، اور بلوغ کی خاص علامتیں مشہور ہیں، اگر لڑکا لڑکی پندرہ سال کے ہوجائیں مگر کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر وہ بالغ تصوّر کئے جائیں گے۔

## نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ

س...... حکومت نے بینک اکاؤنٹ میں سے زکوٰۃ منہا کرنے کے اَحکامات صادر فرمائے ہیں، تو یہ فرمائیں کہ چھوٹے بچوں کے نام سے ان کے مستقبل کے لئے جو رقم بینک میں جمع کرائی جاتی ہے یا مختلف تقریبات میں ان کو ملتی ہے، اور وہ بھی بینک میں جمع ہوتی ہے، تو اس پر زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

ج...... نابالغ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں، حکومت اگر نابالغ بچوں کے مال سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو یہ صحیح نہیں۔

## نابالغ کی ملکیت پر زکوٰۃ نہیں

س...... میں اپنی بچی کے لئے کچھ رقم پس انداز کرتا ہوں جو کہ اس کی ملکیت تصوّر کی جارہی ہے، مگر وہ ابھی تک نابالغ ہے، زکوٰۃ ادا کرنا مجھ پر فرض ہے یا نہیں؟

ج...... جو رقم نابالغ بچی بچے کی ملکیت ہو اس پر اس کے بالغ ہونے تک زکوٰۃ نہیں دی جائے گی، بالغ ہونے کے بعد جب سال گزر جائے تب اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

## اگر نابالغ بچیوں کے نام سونا کردیا تو زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

س...... میری تین بیٹیاں ہیں، عمر ۱۲ سال، ۱۰ سال اور ۸ سال۔ میں نے ان کی شادی کے

لئے ۲۰ تولے سونا لے رکھا ہے، اس کے علاوہ اور دُوسری چیزیں مثلاً برتن کپڑے وغیرہ بھی آہستہ آہستہ جمع کر رہے ہیں، کیا ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ دینا پڑے گی؟ بچیوں کے نام پر کوئی پیسہ وغیرہ جمع نہیں ہے۔

ج…… اگر آپ نے اس سونے کا مالک اپنی بچیوں کو بنادیا ہے تو ان کے جوان ہونے تک تو ان پر زکوٰۃ نہیں، جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحبِ نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی، اور اگر بچیوں کو مالک نہیں بنایا، ملکیت آپ ہی کی ہے، تو اس سونے پر زکوٰۃ فرض ہے، برتن کپڑے وغیرہ استعمال کی جو چیزیں آپ نے ان کے لئے رکھی ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں۔

## یتیم نابالغ بچے پر زکوٰۃ نہیں

س…… بچے عمر اور زینب جو بالغ نہیں، اب زید کے انتقال کے بعد ان کے ولی مثلاً بکر کو شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ عمر اور زینب کے مال سے زکوٰۃ عید وغیرہ ادا کرے ان کے لئے یا کوئی اور صدقہ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

ج…… نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ صدقۂ فطر یتیم نابالغ کی طرف سے ادا کرنا بھی ضروری ہے، جبکہ وہ نابالغ صاحبِ مال ہو، اس کے علاوہ کوئی اور صدقہ یتیم کے مال میں سے کرنا جائز نہیں۔

## مجنون پر زکوٰۃ نہیں ہے

س…… مجنون شخص پر نماز فرض نہیں، اگر کوئی مجنون بہت سی دولت کا مالک ہو تو کیا اس کے مال سے زکوٰۃ کی رقم کاٹنا جائز ہے؟

ج…… مجنون کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔

## زیور کی زکوٰۃ

س…… جبکہ مرد حضرات پیسہ کماتے ہیں تو بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ شوہر کو دینی چاہئے یا بیوی کو اپنے جیب خرچ سے جوڑ کر؟ اگر شوہر زکوٰۃ ادا نہ کریں اگرچہ بیوی چاہتی ہو اور بیوی کے پاس روپیہ بھی نہ ہو کہ زکوٰۃ دے سکے تو گناہ کس کو ملے گا؟

ج……زیور اگر بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ واجب ہے، اور زکوٰۃ نہ دینے پر وہی گناہگار ہوگی۔ شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم نہیں، بیوی یا تو اپنا جیب خرچ بچاکر زکوٰۃ ادا کرے یا زیوارت کا ایک حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے۔

## عورت پر زیور کی زکوٰۃ

س……آپ نے اپنے کالم میں ایک صاحب کو ان کی بیوی کے زیورات پر زکوٰۃ کی ادائیگی ان کی بیوی کی ذمہ داری بتائی ہے۔ عرض یہ ہے کہ عورت تو شوہر پر انحصار کرتی ہے، اس کی تمام تر ذمہ داری شوہر پر ہوتی ہے، عورت کی کفالت تو مرد کرتا ہے، تو کیا ان زیورات پر جو عورت کو جہیز میں یا تحفے میں ملے ہیں، ان پر زکوٰۃ کی ذمہ داری شوہر پر نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر عورت کو کیا کرنا چاہئے کہ عورت زکوٰۃ ادا کرسکے؟

ج……زکوٰۃ جن زیورات پر فرض ہو، وہ اگر عورت کی ملکیت ہے تو ظاہر ہے کہ زکوٰۃ مالک ہی پر فرض ہوگی، اور زکوٰۃ ادا کرنے کی ذمہ داری بھی مالک ہی پر ہوگی۔ شوہر اگر اس کے کہنے پر زکوٰۃ ادا کرے تو ادا ہوجائے گی، ورنہ عورت پر لازم ہے کہ زکوٰۃ میں ان زیورات کا حصہ بقدرِ زکوٰۃ نکال دیا کرے۔

## بیوی کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ نہیں

س……ایک قلیل آمدنی والے شخص کی بیوی شادی کے موقع پر دس تولے سونا زیورات کی شکل میں لاتی ہے، کیا شوہر کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں اس پر زکوٰۃ ادا کرے؟

ج…… چونکہ یہ زیورات بیگم صاحبہ کی ملکیت ہیں، اس لئے اس زیور کی زکوٰۃ بیگم صاحبہ کے ذمہ ہے، غریب شوہر کے ذمہ نہیں۔ عورت کو چاہئے کہ ان زیورات کا بقدرِ واجب حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے، اپنی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ نہ ڈالے۔

## بیوی کے زیور کی زکوٰۃ کا مطالبہ کس سے ہوگا؟

س……اگر شوہر کی ذاتی ملکیت میں کوئی زیور ایسا نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو، لیکن جب اس کی بیوی شادی ہوکر اس کے گھر آئے تو اتنا زیور لے آئے کہ اس پر زکوٰۃ واجب


فہرست

الا دا ہو، اور بیوی شوہر کے یہ حالات جانتے ہوئے بھی کہ وہ مقروض ہے اور اس کی اتنی تنخواہ بہر حال نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم نکال سکے، تو کیا شوہر پر بغیر بیوی کی طرف سے کسی قربانی کے زکوٰۃ و قربانی واجب رہے گی اور اللہ میاں شوہر ہی کا گریبان پکڑیں گے؟ اور کیا بیوی صاحبہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائیں گی کہ شوہر ہی ان کے آقا ہیں اور انہی سے سوال و جواب کئے جائیں؟

ج…… چونکہ زیور بیوی کی ملکیت ہے، اس لئے قربانی و زکوٰۃ کا مطالبہ بھی اسی سے ہوگا، اور اگر وہ ادا نہیں کرتی تو گناہگار بھی وہی ہوگی، شوہر سے اس کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

## شوہر اور بیوی کی زکوٰۃ کا حساب الگ الگ ہے

س…… شادی پر لڑکیوں کو جو زیورات ملتے ہیں وہ ان کی ملکیت ہوتے ہیں، لیکن وہ زکوٰۃ اپنے شوہروں کی کمائی ہوئی رقم سے ادا کرتی ہیں، تو کیا اس صورت میں اگر شوہروں کے پاس بھی کچھ رقم ہو، لیکن نصاب سے وہ کم ہو تو کیا اس رقم کو بیویوں کے زیورات کی مالیت میں شامل کر کے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا دونوں کا حساب الگ الگ ہوگا؟

ج…… دونوں کا الگ الگ حساب ہوگا۔

## شوہر بیوی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے

س…… میں نے شادی کے وقت اپنی بیوی کو حق المہر میں ۱۳ تولے سونا دیا تھا، کیا یہ جائز ہے؟ اور ۳ تولے سونا وہ اپنے میکے سے لائی تھیں، چونکہ کل سونا ۱۶ تولے پڑا، اب میری بیوی اگر زکوٰۃ ۱۶ تولے پر نہیں دے سکتی تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ میں اپنے خرچ سے دے سکتا ہوں؟ اور پھر یاد رہے کہ یہ حق المہر بھی میں نے ہی ادا کیا تھا؟

ج…… چونکہ سونا آپ کی بیوی کی ملکیت ہے، اس لئے اس کی زکوٰۃ تو اسی کے ذمہ ہے، لیکن اگر آپ اس کے کہنے پر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیں تو ادا ہو جائے گی۔

## زیور کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

س…… میرے پاس آٹھ تولے سونا ہے جو کہ پچھلے سال شادی پر ملا تھا، اور وہ میری بیوی کی

ملکیت میں ہے، اس کے ساتھ ساتھ مجھ پر قرضہ بھی ہے، اس صورت میں ان زیورات کی زکوٰۃ مجھ پر ہوگی یا بیوی پر؟ ۲: زیورات پر زکوٰۃ جبکہ آمدنی کا ذریعہ میں ہی ہوں قرض کی رقم نکال کر ادا کی جائے یا صرف زیورات کی رقم پر ادا کی جائے؟

ج...... ۱: جب زیورات آپ کی بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ بھی اسی کے ذمہ ہے۔ ۲: زیور آپ کی بیوی کا ہے اور قرض آپ کے ذمہ ہے، اس لئے زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس قرض کو منہا نہیں کیا جائے گا، بلکہ پورے زیور کی زکوٰۃ ادا کرے گی، البتہ اگر آپ کی بیوی کے ذمہ قرض ہو تو قرض منہا کیا جائے گا۔

## مرحوم شوہر کی زکوٰۃ بیوی پر فرض نہیں

س...... اگر کسی کا شوہر فوت ہو گیا ہو اور میاں بیوی نے اپنی زندگی میں کبھی زکوٰۃ نہ دی ہو، مگر خیرات برابر کرتے رہے ہوں، تو کیا اب اس بیوہ کا فرض ہے کہ وہ گزرے دنوں کی زکوٰۃ ادا کرے؟

ج...... مرحوم شوہر کی زکوٰۃ بیوہ کے ذمہ فرض نہیں، اس کے مرحوم شوہر کے ذمہ ہے، وہی گناہگار ہوگا، اس کی طرف سے وارث ادا کردیں تو اچھا ہے۔

س...... اور کیا اپنی بھی زکوٰۃ وہ مرنے تک دیتی رہے، جبکہ اس کا ذریعہ آمدنی کوئی نہیں ہے؟

ج...... اگر اس کی اپنی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت ہے، اس پر زکوٰۃ فرض ہے، یعنی اس کے اپنے حصے کی مالیت اتنی ہو، (اگر مرحوم کے بچے یتیم ہوں تو ان کے مال کی زکوٰۃ نہیں)۔

## زیور کی زکوٰۃ اور اس پر حقِ وراثت

س...... زیور کی زکوٰۃ کس کو دینا ہوگی؟ میری بیوی اپنے جہیز میں دس تولے سونے کے زیورات لائی تھی، جو اَب تک وہ استعمال کر رہی ہے، میری شادی کو پانچ سال گزر چکے ہیں، میرے گھر جب سے آئی ہے ایک پیسہ بھی اس نے زکوٰۃ نہیں دیا ہے، زیور پہنتی ضرور ہے، لیکن میں اس کا حق دار نہیں ہوں، اور نہ ہی میں اس پر اپنا کوئی حق سمجھتا ہوں، مرنے

کے بعد یہ حق اس نے اپنے بیٹے کو دیا ہے، وہ جس طرح چاہے اسے استعمال کرے، میرے بیٹے کی عمر اس وقت چار سال ہے، اب آپ مجھے تفصیل سے یہ بتائیں کہ اس زیور کی زکوٰۃ کس کو ادا کرنا چاہئے؟

ج……اس زیور کی زکوٰۃ آپ کی بیوی کے ذمہ ہے، ان سے کہئے کہ اگر ان کے پاس پیسے نہیں تو زیور بیچ کر پانچ سال کی زکوٰۃ ادا کریں، اور مرنے کے بعد بیٹے کو حق دار بنانا بھی شرعاً غلط ہے، اس کے مرنے کے وقت جتنے وارث ہوں گے، حصہ اس میں سب کا ہوگا۔

## بیٹی کے لئے زیور پر زکوٰۃ

س……میں زکوٰۃ کے بارے میں کچھ زیادہ محتاط ہوں، اس لئے اس فرض کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی ہوں، تو قبلہ! میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ ''ماں اگر اپنا زیور اپنی لڑکی کے لئے اُٹھا رکھے یا یہ نیت کرے کہ یہ سونا میں اپنی بیٹی کو جہیز میں دوں گی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اور جب یہ زیور یا سونا لڑکی کو ملے تو وہ اس کو پہن کر یا استعمال میں لاکر زکوٰۃ ادا کرے'' آپ یہ وضاحت کریں کہ لڑکی کے لئے کوئی زیور بنوا کر رکھا جائے تو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں؟

ج……اگر لڑکی کو زیور کی مالک بنادیا تو جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں، بالغ ہونے کے بعد لڑکی کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہوگی، جبکہ صرف یہ زیور یا اس کے ساتھ کچھ نقدی نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے، صرف یہ نیت کرنے سے کہ یہ زیور لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا، زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جاسکتا، جب تک کہ لڑکی کو اس کا مالک نہ بنادیا جائے، اور لڑکی کو مالک بنادینے کے بعد پھر اس زیور کا خود پہننا جائز نہیں ہوگا۔

## گزشتہ سالوں کی زیور کی زکوٰۃ

س……میری شادی کو نو سال ہوگئے ہیں، میری بیگم کے پاس جب سے اب تک تقریباً ۸۰ تولے سونا ہے، اور ہم نے ابھی تک اس پر زکوٰۃ ادا نہیں کی، کیونکہ میری آمدنی اتنی نہیں کہ کچھ بچ جائے تو زکوٰۃ ادا کروں۔ میری دو بچیاں بھی ہیں، وہ سونا میری بیوی کو جہیز میں ملا تھا، اور اگر اب میں زکوٰۃ ادا کرنا چاہوں تو کیسے ادا کروں؟ اور مجھ پر یا میری بیگم پر زکوٰۃ

ضروری ہے جبکہ اتنی آمدنی نہیں؟

ج……اس اَسّی تولے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ نہیں، بلکہ آپ کی بیوی کے ذمہ ہے، اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے پیسے نہ ہوں تو اتنا حصہ زیور کا دے دیا جائے، بہرحال گزشتہ نو سالوں کی زکوٰۃ آپ کی بیوی کے ذمہ لازم ہے، ہر سال کا حساب کرکے جتنی زکوٰۃ بنتی ہے ادا کی جائے۔

## نصاب میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے

س……کسی گھر میں تین بھائی اکٹھے رہتے ہوں، ایک ہی جگہ کھاتے ہوں، لیکن کماتے الگ ہوں، ہر ایک کی بیوی کے پاس اڑھائی یا تین تولے سونا ہو اور سب کا ملا کر تقریباً ساڑھے آٹھ تولے سونا بنتا ہو تو کیا ان کو اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

ج……اگر ان کے پاس اور کوئی مال نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہو اور وہ نصاب کی حد کو پہنچتا ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، کیونکہ نصابِ زکوٰۃ میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے، اور یہاں کسی کی انفرادی ملکیت بقدرِ نصاب نہیں۔

## خاندان کی اجتماعی زکوٰۃ

س……ایک خاندان کے چند افراد جو سب برسرِ روزگار ہیں، ان کی اپنی ملکیت میں اتنا مال نہیں کہ جس پر زکوٰۃ دیں، لیکن اگر سب اپنا مال جمع کرلیں تو وہ نصاب کے مطابق قابلِ زکوٰۃ بن جاتا ہے، تو اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟ زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جائے؟

ج……ہر شخص کا الگ الگ صاحبِ نصاب ہونا شرط ہے، ورنہ زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، اس لئے آپ نے جو صورت لکھی ہے اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ البتہ اگر عرفاً ساری ملکیت خاندان کے سربراہ کی سمجھی جاتی ہے، چونکہ یہ فردِ واحد کی ملکیت ہوئی اور بقدرِ نصاب بھی ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی، یہ اس صورت میں ہے کہ خاندان کے سربراہ کو واقعتاً مالک سمجھا بھی جاتا ہو۔

## مشترکہ گھر داری میں زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟

س……ہمارے گھر میں یہ طریقہ ہے کہ سب بھائی تنخواہ لاکر والدہ کو دیتے ہیں، جو گھر کا خرچہ چلاتی ہیں، جبکہ زیور اور کچھ بچت کی رقم ہمارے پاس ہوتی ہے آیا زکوٰۃ دینی ہمارے


فہرست

ذمہ ہے یا والدہ محترمہ کے؟

ج…… اگر وہ سونا اور بچت کی رقم اتنی ہو کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو سب بھائی صاحبِ نصاب ہوسکتے ہیں تو زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔

## مشترکہ خاندان میں بیوی، بیٹی، بہوؤں کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے؟

س…… میں گھر کا سربراہ ہوں، میرے دونوں لڑکے صاحبِ روزگار ہیں، اور میری دونوں بہوؤں کے ہاں کم سے کم ۱۲،۱۲ تولے فی کس زیورات ہیں، اور بیوی کے ہاں ۵ تولے کے زیور اور کنواری لڑکی کی شادی کے لئے ۳ تولے کے زیورات ہیں، جس کو ایک سال سے خرید کر رکھا ہوا ہے، دُوسرے آج کل مشترکہ خاندان میں بھی زیور ہر متعلقہ عورت کی ذاتی ملکیت ہی شمار ہوتا ہے، ایک عورت کا زیور دُوسری عورت مستقل طور سے نہیں لے سکتی، حتیٰ کہ ساس اپنی بہو کا زیور اپنی لڑکی کو نہیں دے سکتی، کیا ایسی صورت میں مجھے گھر کے تمام زیور کی مالیت کے مطابق زکوٰۃ نکالنا چاہئے یا فرداً فرداً کے حساب سے؟

ج…… زکوٰۃ کے واجب ہونے میں ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے، اب آپ کی بہوؤں کے پاس جو زیور ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اس کا مالک کون ہے؟ آپ کی بہوؤں کا زیور اگر ان کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ ان کے ذمہ واجب ہے، اور اگر لڑکوں کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ ان کے ذمہ واجب ہے، اور اگر کچھ زیور بہوؤں کی ملکیت ہے، مثلاً: جو زیور ان کے میکے سے ملا ہے، اور کچھ لڑکوں کی طرف سے، تو اگر ہر ایک کی ملکیت نصاب کو پہنچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ کے پاس جو سونا ہے وہ اگر اس کی مالک ہیں اور اس کے سوا ان کی ملکیت میں کوئی روپیہ پیسہ نہیں تو ان کے ذمہ زکوٰۃ نہیں، اور اگر وہ سونا آپ کی ملکیت ہے تو دُوسرے اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ اس زیور کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ ہوگی۔ آپ نے لڑکی کے لئے جو سونا خرید کر رکھا ہوا ہے، اس کے بارے میں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ آپ نے وہ سونا لڑکی کی ملکیت کر دیا ہے یا نہیں؟ اگر لڑکی کی ملکیت نہیں تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے، اور اگر لڑکی کی ملکیت ہے اور اس کے پاس کوئی نقد روپیہ پیسہ نہیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں، اور اگر کچھ روپیہ پیسہ بھی اس کے پاس ہے تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہے۔

## شراکت والے کاروبار کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے گی؟

س…… میرا ایک بھائی ہے، اس کو اس کے بھائی نے چھ ہزار روپے میں کھلونوں کی دُکان کھول دی ہے، اب اس کی زکوٰۃ کون ادا کرے، جبکہ یہ کاروبار شراکت میں ہوگیا، یعنی رقم ایک بھائی کی ہے اور چلاتا دُوسرا بھائی ہے، نفع برابر ہے۔ اس آدمی نے جس نے یہ دُکان کھولی ہے ایک قطعہ زمین برائے دُکان دس ہزار روپے میں خریدی ہے، اب اس کی زکوٰۃ کی کیا شکل ہوگی؟

ج…… پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ جب کسی کو کاروبار کے لئے مال دیا جائے اور نفع میں حصہ رکھا جائے تو شرعی اصطلاح میں اس کو ''مضاربت'' کہتے ہیں، اور ہمارے یہاں عام طور سے اس کو ''شراکت'' کہہ دیا جاتا ہے، جبکہ آپ نے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کاروبار میں ایک اصل رقم ہوتی ہے اور ایک اس کا منافع۔ اصل رقم کی زکوٰۃ اس کے اصل مالک کے ذمہ ہے، اور اس کے ذمہ منافع کے اس حصے کی زکوٰۃ بھی واجب ہے جو اُسے ملے گا، اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اپنے حصے کی زکوٰۃ اس پر بھی ہوگی۔ جو قطعہ زمین دُکان کے لئے خریدا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ کھلونے اگر مجسّموں کی شکل کے ہوں تو ان کا کاروبار دُرست نہیں۔

## قرض کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

س…… دس ماہ پیشتر زید نے بکر کو ۲۰,۰۰۰ روپے قرضِ حسنہ دیا، ادائیگی کی مدّت لامحدود ہے، بکر نے ۱۰,۰۰۰ روپے مکان خریدنے میں اور ۱۰,۰۰۰ روپے کاروبار میں لگائے۔ رقم منافع کے ساتھ اب ۱۰,۰۰۰ روپے سے بڑھ کر ۱۳,۰۰۰ روپے ہوگئی ہے، کیا اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگئی؟ اور اگر ہوگئی تو کس صورت میں؟

ج…… اُصول یہ ہے کہ جو رقم کسی کو قرض کے طور پر دی جائے، اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہوتی ہے، قرض لینے والے کے ذمہ نہیں ہوتی، پس زید نے جو بیس ہزار کی رقم بکر کو قرض دے رکھی ہے، اس کی زکوٰۃ زید کے ذمہ ہے۔

بکر کے پاس جو سرمایہ ہے خواہ وہ کاروبار میں لگا ہوا ہو یا سونے چاندی اور نقدی



فہرست

کی شکل میں اس کے پاس موجود ہو، اس تمام سرمایہ کی مجموعی رقم میں سے بیس ہزار روپے منہا کردیا جائے، جو اس کے ذمہ قرض ہے، باقی سرمایہ اگر ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہے تو اس کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

س…… اگر کچھ رقم کسی کو قرض دی ہوئی ہو تو کیا اس رقم پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟

ج…… جی ہاں! اس رقم پر بھی ہر سال زکوٰۃ واجب ہے، البتہ آپ کو یہ اختیار ہے کہ ہر سال جب دُوسرے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اسی کے ساتھ قرض پر دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ دے دیا کریں، اور یہ بھی اختیار ہے کہ جب قرض وصول ہوجائے تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ، جو اس قرض کی رقم پر واجب ہوئی تھی، وہ یک مشت ادا کردیں۔

س…… میرے والدین نے اپنے مکان کی تعمیر کے سلسلے میں ۲۰,۰۰۰ روپے قرض لیا تھا، جو ابھی لوٹایا نہیں گیا ہے، اگرچہ وہ رقم ہمارے پاس جمع شدہ نہیں ہے، بلکہ مکان کی تعمیر وغیرہ کے سلسلے میں خرچ ہوگئی، تو کیا ہم پر اس کی زکوٰۃ دینا فرض ہوگی؟ کیونکہ اس سلسلے میں معلوم کرنے پر ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ جس شخص کی رقم ہوگی وہی زکوٰۃ کا ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ اس سلسلے میں ہم نے اس شخص سے بھی معلوم کیا جس کی یہ رقم ہے، تو انہوں نے صاف طور پر زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا، اور کہا کہ زکوٰۃ آپ خود ادا کریں کیونکہ یہ رقم آپ کے کام آئی ہے۔

ج…… قرض کی رقم کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہوتی ہے، قرض لینے والے کے ذمہ نہیں ہوتی، اس لئے اس رقم کی زکوٰۃ آپ لوگوں کے ذمہ نہیں، قرض دینے والے کو چاہئے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

## نادہند قرض دار کو دی گئی قرض کی رقم پر زکوٰۃ

س…… سائل سے عرصہ چار پانچ سال ہوئے اپنے ہی دوستوں یا رشتہ داروں نے کچھ رقم اُدھار لی تھی، جن کے واپس دینے کی کوئی مدّت طے ہوئی اور نہ کوئی تحریر لکھی گئی تھی۔ سائل نے اس عرصے میں کتنی ہی بار پیسوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو جواب ملا کہ کیا ہوا دے دیں گے ایسے ہی ہوتے ہوتے پانچ سال گزر گئے ہیں، لیکن پیسے واپس ملنے کی کوئی اُمید پختہ نظر


فہرست

نہیں آتی ہے، ہوسکتا ہے کہ مزید اور زیادہ عرصہ گزر جائے، نااُمید ہوکر میں نے بھی پیسے مانگنے چھوڑ دیئے ہیں۔ برائے مہربانی آگاہ فرمائیں کہ اس رقم کی زکوٰۃ جو عرصہ پانچ سال سے میرے پاس نہیں، دینی ہوگی یا نہیں؟

ج…… جو رقم کسی کو قرض دی ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہے، البتہ یہ اختیار ہے کہ چاہے تو ہر سال ادا کردیا کرے، یا وصول ہونے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت ادا کردے، البتہ اگر مقروض قرضہ سے منکر ہو اور قرض دہندہ کے پاس گواہ بھی نہ ہوں تو وصول ہونے سے پہلے اس کی زکوٰۃ لازم نہیں اور وصول ہونے کے بعد بھی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں۔

س…… میرے ایک دوست نے آج سے پانچ سال پہلے ڈیڑھ لاکھ روپیہ تجارت میں لگانے کے لئے لیا تھا، اس نے وہ تمام روپیہ خردبُرد کردیا، آج پانچ سال کے بعد اس نے مجھے پندرہ ہزار روپیہ واپس کیا ہے، کیا ان پندرہ ہزار روپیہ پر زکوٰۃ واجب ہے؟ کیا پانچ سال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے یا صرف اسی سال کی؟ اور جو باقی کا روپیہ اس نے ادا نہیں کیا، اس پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے؟

ج……اس پندرہ ہزار روپے پر گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ واجب ہے، اسی طرح جو روپیہ آپ کے دوست سے ملتا جائے اس کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے رہئے۔

## امانت کی رقم پر زکوٰۃ

س…… میرے پاس کسی کی امانت ہے، تو اس پر زکوٰۃ دینا میرا فرض ہے یا جس کی رقم ہے وہ زکوٰۃ دے گا؟ دُوسری بات عرض خدمت یہ ہے کہ مجھ سے کسی نے قرض مانگا اور وہ اپنے وقت پر نہ دے اور اُمید بھی کم ہے تو اس رقم پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

ج……جس شخص کی امانت آپ کے پاس ہے، آپ کے ذمہ اس کی زکوٰۃ نہیں، بلکہ اس کی زکوٰۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ لازم ہے۔ اگر اس نے آپ کو زکوٰۃ دینے کا اختیار دیا ہے تو آپ بھی اس رقم میں سے ادا کرسکتے ہیں۔ کسی کے ذمہ جو آپ کا قرض ہے اگر وہ تسلیم کرتا ہے کہ مجھے قرض دینا ہے تو آپ کے ذمہ اس کی زکوٰۃ لازم ہے، خواہ ہر سال ادا کرتے رہیں یا جب وصول ہوجائے تب گزشتہ تمام سالوں کی ادا کردیں۔

## اگر امانت کی رقم سے حکومت زکوٰۃ کاٹ لے؟

س…… دُوسرے شہروں کے لوگ اپنی تجارت اور امانت کے طور پر کسی کے پاس جو رقم جمع کراتے ہیں تو حفاظت کے خیال سے وہ شخص اپنے نام سے اس کو بینک میں رکھ دیتا ہے، اور وقتاً فوقتاً ان لوگوں کی ہدایت کے پیشِ نظر رقم نکالتا بھی رہتا ہے، تو حکومت کیا ان رقوم پر زکوٰۃ منہا کرنے کی حق دار ہے یا نہیں؟

ج…… جس شخص کی امانت ہے، اس کے ذمہ زکوٰۃ فرض ہوگی، مگر چونکہ حکومت آپ کے اکاؤنٹ سے زبردستی زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے، اس لئے امانت رکھوانے والوں کو چاہئے کہ آپ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا اختیار دے دیں، اس اختیار دینے کے بعد ان کی رقم سے جو زکوٰۃ کٹے گی وہ ان کی طرف سے ہوگی، اور آپ (زکوٰۃ کی رقم جو کاٹ لی گئی) اس کو منہا کرکے باقی رقم ان کو واپس کریں گے۔

## زرِضمانت کی زکوٰۃ

س…… جو رقم ہمارے پاس امانتاً رکھی ہو، اس پر زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟ ہم ادا کریں گے یا اصلی مالک؟ مکان کے کرایہ پر جو رقم بطور زرِضمانت پیشگی کرایہ دار سے لی جاتی ہے، وہ قابلِ واپسی ہے، اور کئی سال مالکِ مکان کے پاس امانت رہتی ہے، اس پر کون زکوٰۃ ادا کرے گا؟

ج…… جو شخص رقم کا مالک ہو اس کے ذمہ زکوٰۃ ہے، پس امانت کی رقم کی زکوٰۃ امین پر نہیں، بلکہ امانت رکھوانے والے مالک کے ذمہ ہے، اور زرِضمانت کا مالک کرایہ دار ہے، اس کی زکوٰۃ بھی اسی کے ذمہ ہے۔

# زکوٰۃ کا نصاب اور شرائط

## زکوٰۃ کن چیزوں پر فرض ہے؟

س……زکوٰۃ کس کس چیز پر فرض ہے؟

ج……زکوٰۃ مندرجہ ذیل چیزوں پر فرض ہے:

۱:……سونا، جبکہ ساڑھے سات تولہ (۴۷۹ء۸۷ گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

۲:……چاندی جبکہ ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ء۳۵ گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

۳:……روپیہ، پیسہ اور مالِ تجارت، جبکہ اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲ء۳۵ گرام) کے برابر ہو۔

نوٹ:……اگر کسی کے پاس تھوڑا سا سونا ہے، کچھ چاندی ہے، کچھ نقد روپے ہیں، کچھ مالِ تجارت ہے، اور ان کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اسی طرح اگر کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، یا کچھ سونا ہے، کچھ نقد روپیہ ہے، یا کچھ چاندی ہے، کچھ مالِ تجارت ہے، تب بھی ان کو ملاکر دیکھا جائے گا کہ ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت بنتی ہے یا نہیں؟ اگر بنتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔ الغرض سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

۴:……ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، اور بھیڑ بکری، گائے، بھینس اور اُونٹ کے الگ الگ نصاب ہیں، ان میں چونکہ تفصیل زیادہ ہے، اس لئے نہیں لکھتا، جو لوگ ایسے مویشی رکھتے ہوں وہ اہلِ علم سے دریافت کریں۔

۵:……عشری زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، جس کو ”عشر“ کہا جاتا ہے، اس کی تفصیلات آگے ملاحظہ کریں۔

## نصاب کی واحد شرط کیا ہے؟

س......عام طور سے زکوٰۃ کے لئے شرطِ نصاب جو سننے میں آتا ہے، وہ ہے ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا ان کی مالیت۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص جس کے پاس نہ سونا ہے، نہ چاندی، بلکہ پانچ ہزار روپے نقد ہیں، اسے کس نصاب پر عمل کرنا چاہئے، سونے پر یا چاندی پر؟ اور مالیت کا حساب لگائے تو کس چیز کے مطابق؟ اگر چاندی کی شرط پر عمل کرتا ہے تو وہ صاحبِ نصاب ٹھہرے گا، لیکن اگر سونے کی شرط پر عمل کرتا ہے تو ہرگز صاحبِ زکوٰۃ نہیں ٹھہرتا، لہٰذا وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ وضاحت فرمائیں کہ ایسے شخص کو کون سی راہ اختیار کرنی چاہئے؟

آج کل نصاب کے دو معیار کیوں چل رہے ہیں؟ جبکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو ایک ہی معیار تھا، یعنی دو سو درہم (چاندی) کی مالیت بیس دینار (سونے) کی مالیت کے برابر تھے، آج ان کی مالیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، لہٰذا کس شرط پر عمل کرنا لازمی ہے؟ نصاب کی واحد شرط کیا ہے؟

ج......آپ کے سوال کے سلسلے میں چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہے:

اوّل:......کس مال میں کتنی مقدار واجب الادا ہے؟ کس مال میں کتنے نصاب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ یہ بات محض عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہوسکتی، بلکہ اس کے لئے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی طرف رُجوع کرنا ناگزیر ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مال کا جو نصاب مقرّر فرمایا ہے اس کو قائم رکھنا ضروری ہے، اور اس میں رَدّوبدل کی گنجائش نہیں، ٹھیک اسی طرح، جس طرح کہ نماز کی رکعات میں رَدّوبدل کی گنجائش نہیں۔

دوم:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کا نصاب دو سو درہم (یعنی ساڑھے باون تولے یعنی تقریباً ۶۱۲٫۳۵ گرام) اور سونے کا نصاب بیس مثقال (ساڑھے سات تولے یعنی تقریباً ۸۷٫۵ گرام) مقرّر فرمایا ہے، اب خواہ سونے چاندی کی قیمتوں کے

درمیان وہ تناسب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا قائم رہے یا نہ رہے، سونے چاندی کے ان نصابوں میں تبدیلی کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں، جس طرح فجر کی نماز میں دو کے بجائے چار رکعتیں اور مغرب کی نماز میں تین کے بجائے دو یا چار رکعتیں پڑھنے کا کوئی اختیار نہیں۔

سوم:...... جس کے پاس نقد روپیہ پیسہ ہو یا مالِ تجارت ہو تو یہ ظاہر ہے کہ اس کے لئے سونے چاندی میں سے کسی ایک کے نصاب کو معیار بنانا ہوگا، رہا یہ کہ چاندی کے نصاب کو معیار بنایا جائے یا سونے کے نصاب کو؟ اس کے لئے فقہائے اُمت نے، جو درحقیقت حکمائے اُمت ہیں، یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان دونوں میں سے جس کے ساتھ بھی نصاب پورا ہوجائے اسی کو معیار بنایا جائے گا، مثلاً: چاندی کی قیمت سے نصاب پورا ہوجاتا ہے، مگر سونے سے نصاب پورا نہیں ہوتا (اور یہی آپ کے سوال کا بنیادی نکتہ ہے)، تو چاندی کی قیمت سے حساب لگایا جائے گا، اور اس کی دو وجہیں ہیں، ایک یہ کہ زکوٰۃ فقراء کے نفع کے لئے ہے، اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے، دوم یہ کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جب ایک نقدی (یعنی چاندی) کے ساتھ نصاب پورا ہوجاتا ہے اور دُوسری نقدی (یعنی سونے) کے ساتھ پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضا یہ ہوگا کہ جس نقدی کے ساتھ نصاب پورا ہوجاتا ہے اسی کا اعتبار کیا جائے۔

## زکوٰۃ کب واجب ہوئی؟

س...... میرے پاس سال بھر سے کچھ رقم تھی، جسے میں خرچ بھی کرتی رہی، شوال کے مہینے سے رجب تک میرے پاس دس ہزار روپے بچے، اور رجب میں ہی ۳۵ ہزار روپے کی آمدنی ہوئی، اب یہ بتائیں کہ رمضان میں صرف دس ہزار کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا ۳۵ ہزار بھی اس میں شامل کئے جائیں گے جبکہ ۳۵ ہزار پر رمضان تک صرف تین ماہ کا عرصہ گزرا ہوگا؟

ج...... جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک ہوجائے تو جب اس نصاب پر ایک سال گزرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمائے پر زکوٰۃ واجب ہوگی، ہر رقم پر الگ الگ

سال گزرنا شرط نہیں، اس لئے رمضان المبارک میں آپ پر کل رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی جو اس وقت آپ کے پاس ہو۔

س...... اگر کسی کے پاس ۶۸ ہزار روپیہ اور ۶ تولہ سونا ہے تو اس سونے پر بھی زکوٰۃ دی جائے گی یا صرف روپے کی ہی زکوٰۃ نکالنی ہوگی؟

ج...... اس صورت میں زکوٰۃ سونے پر بھی واجب ہے، سال پورا ہونے کے دن سونے کی جو قیمت ہو اس کے حساب سے ۶ تولے سونے کی مالیت کو بھی رقم میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

## نقد اور مالِ تجارت کے لئے چاندی کا نصاب معیار ہے

س...... نصاب ساڑھے سات تولہ سونا، ساڑھے باون تولہ چاندی کا ہے، اس سلسلے میں جاننا چاہوں گا کہ نقدی اور مال کا حساب کس کے معیار پر کیا جائے چاندی یا سونا؟

ج...... چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے۔

نوٹ:...... ساڑھے سات تولہ سونا مساوی ہے ۸۷ء۴۷۹ گرام کے، اور ساڑھے باون تولے چاندی ۶۱۲ء۳۵ گرام کے برابر ہے۔

س...... آج کل کم سے کم کتنی رقم کی ملکیت پر زکوٰۃ فرض ہوگی؟

ج...... ساڑھے باون تولے چاندی کی بازار میں جتنی قیمت ہو اتنی مالیت پر، چونکہ چاندی کا بھاؤ بدلتا رہتا ہے اس لئے اس کی مالیت کا لکھنا بے سود ہے، جس دن زکوٰۃ واجب ہو اس دن کی قیمت کا اعتبار ہے۔

## نصاب سے کم اگر فقط سونا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں

س...... اگر کسی عورت کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اگر کسی عورت کے پاس ۵، ۶ تولہ سونا ہو چاندی اور نقدی وغیرہ کچھ نہ ہو اور وہ زکوٰۃ نہیں دیتی، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج...... اگر صرف سونا ہو، اس کے ساتھ چاندی یا نقد روپیہ اور دیگر کوئی چیز قابلِ زکوٰۃ نہ ہو تو

ساڑھے سات تولے (۵ء۸۷گرام) سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں۔

## ساڑھے سات تولے سونے سے کم پر نقدی ملاکر زکوٰۃ واجب ہے

س…… میری چار لڑکیاں بالغ ہیں، ہر ایک کے پاس ۴ تولہ سونا زائد یا کم ہے، میں نے ہمیشہ کے لئے دے دیا تھا، اور ہر ایک کے پاس روپیہ چار سو ریال، چھ سو، ایک ہزار ریال جمع رہتا ہے، کیا ان سب پر زکوٰۃ، قربانی، فطرہ علیحدہ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

ج…… آپ نے جو صورت لکھی ہے اس میں آپ کی سب لڑکیوں پر الگ الگ زکوٰۃ، قربانی، صدقۂ فطر لازم ہے، کیونکہ سونا اگرچہ نصاب سے کم ہے، مگر نقدی کے ساتھ سونے کی قیمت ملائی جائے تو ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کی قیمت بن جاتی ہے۔

## کیا نصاب سے زائد میں، نصاب کے پانچویں حصے تک چھوٹ ہے؟

س…… میرے پاس صرف سونے کے تین زیورات ہیں، ایک کا وزن ۸۷ تولہ، دُوسرے کا ۲ تولہ، تیسرے کا ایک تولہ ۵ ماشہ۔ کل ۸۱ تولہ ۵ ماشہ کے زیورات ہیں، میں چاہتا ہوں کہ صرف چالیسواں کی شرح سے دو تولہ کی زکوٰۃ نکال دوں، اور وہ اس طرح کہ دو تولہ کا ایک زیور ہی اپنی غریب پھوپھی کو دے دوں، کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۷ ماشہ پر زکوٰۃ معاف ہے، کیونکہ نصاب کے پانچواں حصہ سے کم ہے، مگر ایک صاحب فرماتے ہیں کہ دورِ حاضر میں ڈھائی فیصد کی شرح زکوٰۃ کی ہوگئی ہے، چالیسواں کی اصطلاح منسوخ ہوگئی، اب مجھ کو ڈھائی فیصد کے حساب سے کل نوسو ستتر ماشے کا ڈھائی فیصد یعنی ۴۲۵ء۲۴ ماشہ دینا ہوگا نہ کہ صرف ۲۴ ماشہ یعنی ۲ تولہ؟ خلش دُور کریں۔

ج…… ڈھائی فیصد اور چالیسواں حصہ تو ایک ہی چیز ہے، اصطلاحیں بدلتی تو رہتی ہیں، منسوخ نہیں ہوا کرتیں، دراصل اس مسئلے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کا اختلاف ہے کہ نصاب سے رقم کچھ زیادہ ہو تو زائد پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ حضرت امامؒ کے نزدیک نصاب سے زائد جب پانچواں حصہ ہوجائے تو اس پر زکوٰۃ ہے، نصاب اور

پانچویں حصے کے درمیان کی مالیت پر ''چھوٹ'' ہے، اسی طرح پانچویں حصے سے پانچویں حصے تک ''چھوٹ'' ہے، جب مزید پانچواں حصہ ہوجائے گا تب اس پر زکوٰۃ آئے گی۔

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ نصاب سے زائد جتنی بھی مالیت ہو، خواہ کم یا زیادہ اس پر زکوٰۃ ہے۔ پس حضرت امامؒ کے قول کے مطابق آپ کے ذمہ صرف اَسّی تولہ پر زکوٰۃ ہے اور زائد مقدار جو سترہ ماشے کی ہے، وہ چونکہ نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں، جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک اس زائد سترہ ماشے پر بھی اس کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

عوام کے لئے زیادہ باریکی میں جانا مشکل ہے، ان کے لئے سیدھی سی بات یہ ہے کہ کل مالیت کا چالیسواں حصہ (یا اڑھائی فیصد) ادا کردیا کریں، لہٰذا آپ دو تولے اپنی پھوپھی صاحبہ کو دے دیں، یہ اَسّی تولے کی زکوٰۃ ہوگئی، اور ایک تولہ ۱۵ ماشے جو زائد ہیں، ان کی قیمت لگاکر اس کا چالیسواں حصہ ادا کردیں۔

## ایضاً

س…… میں بزرگوں سے سنتا چلا آرہا ہوں اور کتابوں میں پڑھتا ہوں کہ زکوٰۃ چاندی سونا پر ہے، اگر کسی کے پاس روپے ہوں یا نوٹ ہوں، تو ان کو بھی چاندی سونا میں حساب کرلو، اب پھر دیکھو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کے برابر ہوئے کہ نہیں؟ اگر ہوگئے تو صاحبِ نصاب ہوگئے اور اب اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال دو، یعنی چالیس سے تقسیم کردو اور اگر باقی کچھ بچ جائے تو اگر وہ نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہے تو اس کو چھوڑ دو اس پر زکوٰۃ معاف ہے۔ میرے پاس مثلاً: ۱۲۰ تولہ چاندی کے زیورات ہیں، اور ۴۵۰ روپے بینک میں ہیں، جن پر ایک سال مکمل گزر گیا، اب ۴۵۰ روپے کا میں نے نو تولہ چاندی بشرح ۵۰ روپے فی تولہ بنالیا، گویا میرے پاس کل ایک سو انتیس تولے چاندی یا کل چھ ہزار چار سو پچاس روپے نقدی ہیں، اگر میں صرف ان کو چاندی سمجھ کر چالیسواں حصہ نکالتا ہوں تو صرف تین تولہ چاندی یعنی ایک سو پچاس روپے زکوٰۃ واجب ہے، ۹ تولہ بڑھتری پر جو نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہے زکوٰۃ واجب نہیں، اگر میں دُوسرے

طریقے سے یعنی ۶۴۵۰ روپے پر اڑھائی فیصد کے حساب سے نکالتا ہوں تو اس پر ۱۶۱ روپے ۲۵ پیسے زکوٰۃ آئے گی، بتائیے کون سی رقم ۱۵۰ روپے یا ۱۶۱ روپے ۲۵ پیسے صحیح ہیں؟ شکوک رفع فرمائیں۔

ج…… جو سونا چاندی نصاب سے زائد ہو مگر نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، احتیاط کی بات یہی ہے کہ اس کو بھی واجب سمجھ کر ادا کیا جائے، اس لئے آپ کی ذکر کردہ مثال میں ۱۶۱ روپے ۲۵ پیسے ہی ادا کرنا چاہئے۔

## نصاب سے زیادہ سونے کی زکوٰۃ

س…… اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے زیادہ سونا ہے، تو اس صورت میں کیا زکوٰۃ پوری مقدار پر فرض ہے یا نصاب سے زائد مقدار پر؟

ج…… پوری مقدار پر۔ بعض لوگ زکوٰۃ کو انکم ٹیکس پر قیاس کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ نصاب سے کم مقدار پر چونکہ زکوٰۃ نہیں، اس لئے جب نصاب سے زیادہ ہوجائے تو صرف زائد پر زکوٰۃ ہے اور نصاب کی مقدار ''چھوٹ'' میں داخل ہے، مگر یہ خیال صحیح نہیں، بلکہ جتنا بھی سونا، چاندی یا روپیہ پیسہ ہو اس سب کی زکوٰۃ لازم ہے، جبکہ نصاب کو پہنچ جائے۔

## نوٹ پر زکوٰۃ

س…… فی زمانہ تمام ممالک میں سکہ کے بجائے کاغذی نوٹ رائج ہیں، جن کی حیثیت وعدے یا اقرارنامے کی ہے، کیا یہ کاغذی نوٹ سکہ میں شمار ہوسکتا ہے؟ اگر سکے میں شمار نہیں ہوسکتا تو اس پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فلزی سکہ رائج الوقت پر زکوٰۃ لازم کی ہے۔

ج…… نوٹ یا تو خود سکہ ہے یا مالیت کی رسید ہے، اس لئے زکوٰۃ تو نوٹوں پر ہر حال میں لازم ہے، البتہ نوٹ سے زکوٰۃ کے ادا ہونے کا مسئلہ محلِ نظر رہا ہے، بہت سے اکابر کی رائے میں یہ خود سکہ نہیں، بلکہ رسید ہے، اس لئے زکوٰۃ اس سے ادا نہیں ہوتی، اور بعض اہلِ علم کے نزدیک اس کو دورِ جدید میں سکہ کی حیثیت حاصل ہے، اس لئے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے، پہلے قول پر احتیاط زیادہ ہے اور دُوسرے قول میں سہولت زیادہ ہے۔

## زکوٰۃ بچت کی رقم پر ہوتی ہے تنخواہ پر نہیں

س……فوجی سپاہی کو تنخواہ ملتی ہے، اس کے ساتھ مکان کا کرایہ، ٹرانسپورٹ کا کرایہ وغیرہ ملتا ہے، ۱۳۰۰ روپے تک نقد لے لیتے ہیں، کیا اس رقم پر زکوٰۃ ہوتی ہے؟ جبکہ روپے اکٹھے اس کے پاس آتے ہیں، لیکن بڑی مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔

ج……زکوٰۃ بچت کی رقم پر ہوتی ہے، جبکہ بچت کی رقم ساڑھے باون تولے یعنی ۶۱۲٫۳۵ گرام چاندی کی مالیت کو پہنچ جائے، جب کچھ بچتا ہی نہیں تو اس پر زکوٰۃ کیا ہوگی؟

## زکوٰۃ ماہانہ تنخواہ پر نہیں، بلکہ بچت پر سال گزر جانے پر ہے

س……اپنی تنخواہ کی کتنی فیصد رقم زکوٰۃ میں دینی چاہئے؟ ہماری کل تنخواہ صرف پانچ سو ہے۔

ج……اگر بچت نصاب کے برابر ہوجائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو ۲½ فیصد زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔

## تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہ ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں

س……میں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں، اس کمپنی پر میری کچھ رقم (تنخواہ کی مد) میں واجب ہے، موجودہ ظاہری صورتِ حال کے مطابق اس کے ملنے کی کوئی خاص اُمید نہیں، لیکن اگر اللہ پاک کے فضل و کرم سے یہ رقم مل جاتی ہے تو احقر کا ارادہ ہے کہ اس سے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے ایک مکان یا فلیٹ خرید لے (میرے پاس اپنا ذاتی مکان نہیں ہے)، کیا مجھے اس رقم پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے؟ واضح رہے کہ یہ رقم کمپنی پر ایک سال سے زیادہ کے عرصے سے واجب الادا ہے۔

ج……تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہ ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں، تنخواہ کی رقم ملنے کے بعد اس پر سال پورا ہوگا تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر آپ پہلے سے صاحبِ نصاب ہیں تو جب نصاب پر سال پورا ہوگا اس کے ساتھ اس تنخواہ کی وصول شدہ رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔

## زکوٰۃ کس حساب سے ادا کریں؟

س…… یہ فرمائیں کہ زکوٰۃ جمع شدہ رقم پر ادا کی جاتی ہے، مثلاً: کسی ماہ ایک شخص کے پاس ۲ہزار روپے ہیں، تیسرے یا چوتھے ماہ میں وہ پندرہ سو روپے رہ جاتے ہیں، اور جب سال مکمل ہوتا ہے تو وہ رقم دو ہزار پانچ سو ہوتی ہے، تو اب کس حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی؟ تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

ج…… پہلے یہ اُصول سمجھ لیجئے کہ جس شخص کے پاس تھوڑی تھوڑی بچت ہوتی رہی، جب تک اس کی جمع شدہ پونجی ساڑھے باون تولہ (۶۱۲٫۳۵ گرام) چاندی کی مالیت کو نہ پہنچے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور جب اس کی جمع شدہ پونجی اتنی مالیت کو پہنچ جائے (اور وہ قرض سے بھی فارغ ہو) تو اس تاریخ کو وہ ''صاحبِ نصاب'' کہلائے گا، اب سال کے بعد اسی قمری تاریخ کو اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی، اس وقت اس کے پاس جتنی جمع شدہ پونجی ہو (بشرطیکہ نصاب کے برابر ہو) اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، سال کے دوران اگر وہ رقم کم و بیش ہوتی رہی اس کا اعتبار نہیں، بس سال کے اوّل و آخر میں نصاب کا ہونا شرط ہے۔

## کاروبار میں لگائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے

س…… میں خود ایک کمپنی میں نوکری کرتا ہوں، اس کے ساتھ میں نے کچھ پیسہ شراکت میں کاروبار میں لگایا ہوا ہے، جس سے کچھ آمدنی ہوجاتی ہے، جس سے ہمارا خرچ چلتا ہے، اور کچھ بچت (زیادہ سے زیادہ ۱۰، ۱۲ ہزار روپے سالانہ) ہوجاتی ہے، کیا کاروبار میں لگائے ہوئے پیسے پر زکوٰۃ دینا ہوگی جبکہ ہم بچت کی ہوئی رقم پر پورے سال کی زکوٰۃ دیتے ہیں؟

ج……کاروبار میں لگے ہوئے روپے پر بھی زکوٰۃ ہے۔

## اصل رقم اور منافع پر زکوٰۃ

س……زید نے ۵ ہزار روپے ایک جائز تجارت میں لگائے ہیں، سال گزرنے کے بعد زید کتنی رقم زکوٰۃ میں دے گا؟ اصل رقم پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، اس کل منافع پر جو سال بھر کمایا؟

ج……سال گزرنے پر اصل رقم مع منافع کے جتنی رقم بنتی ہو اس پر زکوٰۃ ہے۔

## قابلِ فروخت مال اور نفع دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے

س…… مجھے دُکان چلاتے ہوئے تقریباً ۳ سال ہوگئے ہیں، دُکان کھولے تو زیادہ عرصہ ہوگیا ہے، لیکن پہلے بچوں کا سامان وغیرہ تھا، میرا سوال یہ ہے میں نے زکوٰۃ کبھی نہیں دی، آپ مجھے بتلائیے کہ میں کس طرح سے زکوٰۃ دوں؟ دُکان کے پورے مال پر زکوٰۃ ہے یا اس سے جو سالانہ منافع ہوتا ہے؟ اور اس سے پہلے جو میں نے زکوٰۃ نہیں دی، اس کا کیا کروں؟ کیونکہ میرے والد صاحب کا حج کا بھی فارم بھروا دیا ہے، اس میں میں نے بھی کچھ رقم دی ہے۔

ج……آپ کی دُکان میں جتنا قابلِ فروخت سامان ہے، اس کا حساب لگا کر اور منافع جوڑ کر سال کے سال زکوٰۃ دیا کیجئے، اور اس کے ساتھ گھر میں جو قابلِ زکوٰۃ چیز ہو اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ساتھ ادا کردیا کیجئے، گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ واجب الادا ہے، اس کو بھی حساب کرکے ادا کیجئے، سال کے اندر جو رقم گھر کے مصارف اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوجاتی ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔

## کاروبار میں قرضہ کو منہا کرکے زکوٰۃ دیں

س……صورتِ حال یہ ہے کہ میں اسپیئر پارٹس کا کاروبار کرتا ہوں، میں کراچی سے مال لے کر آتا ہوں، اور آگے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں سپلائی کرتا ہوں، میں جن سے مال لیتا ہوں ان کا قرضہ میرے اُوپر تقریباً ۳۰,۰۰۰ روپے ہے، اور دُوسروں کے اُوپر میرا قرضہ تقریباً ۱۸,۰۰۰ روپے ہے، اور میرے پاس تقریباً ۸۰,۰۰۰ روپے کا مال موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ میں کس طرح سے زکوٰۃ نکالوں؟ ایک جگہ میں نے پڑھا ہے کہ کل رقم میں سے قرض نکال کر جو بچے اس پر زکوٰۃ ادا کرنی پڑتی ہے، لیکن وہ رقم جو کہ دُوسروں پر قرضہ ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور وہ رقم جو میں نے قرضہ دے رکھی ہو؟

ج……جتنی مالیت آپ کے پاس موجود ہے، خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا مالِ تجارت کی شکل میں، نیز آپ کے وہ قرضے جو لوگوں کے ذمہ ہیں، ان سب کو جمع کرلیا جائے، اس مجموعی رقم

میں سے وہ قرضہ جات منہا کردیئے جائیں جو آپ کے ذمہ ہیں، منہا کرنے کے بعد جتنی مالیت باقی رہے اس کی زکوٰۃ ادا کردیا کریں، صورتِ مسئولہ میں ۶۸ ہزار روپے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب ہے۔

## قابلِ فروخت مال کی قیمت سے قرض منہا کرکے زکوٰۃ دی جائے

س…… زید نے قرض کے پیسوں سے ایک دُکان کھولی، سال پورا ہونے پر حساب کرکے ۹۵,۰۰۰ روپے کا مال موجود ہے، جبکہ شروع میں ۱,۱۰,۰۰۰ کا مال ڈالا تھا، اور قرض جو دُکان پر ۶۰,۰۰۰ روپے کا بقایا ہے، اور نقد دو ہزار روپے پڑے ہوئے ہیں، تو کیا ان پر زکوٰۃ ادا ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتی ہے تو کتنی؟

ج…… جتنی مالیت کا سامان قابلِ فروخت ہے، اس کی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کرکے باقی ماندہ رقم میں دو ہزار روپے جمع کرکے اس کی زکوٰۃ ادا کردیجئے۔

## صنعت کا ہر قابلِ فروخت مال بھی مالِ زکوٰۃ ہے

س…… صنعت کے سلسلے میں کون سا مال زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے اور کون سے مال پر زکوٰۃ واجب ہے؟

ج…… صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے، ایک خام مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے، اور دُوسرا تیار شدہ مال، ان دونوں قسم کے مالوں پر زکوٰۃ ہے، البتہ مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے، ان پر زکوٰۃ نہیں۔

## سال کے دوران جتنی بھی رقم آتی رہے، لیکن زکوٰۃ اختتامِ سال پر موجود رقم پر ہوگی

س…… زکوٰۃ کے لئے رقم یا مال پر پورا سال گزر جانا ضروری ہے، جبکہ مالِ تجارت میں فائدہ سے جو اضافہ ہوتا ہے اس تمام پر بارہ ماہ کا پورا عرصہ نہیں گزرتا، مثلاً: ایک شخص کے پاس جنوری ۸۴ء تک کل سرمایہ ۲۰ ہزار روپے تھا، جو تین ماہ تک اندازاً ۲۲ ہزار ہوگیا، چھ ماہ گزرنے پر ۲۵ ہزار روپے ہوگیا، نو ماہ گزرنے پر ۲۸ ہزار ہوگیا، اور بارہویں مہینے کے اختتام

تک اس کی رقم بڑھ کر ۳۰ ہزار روپے ہوگئی، اب زکوٰۃ کس رقم پر واجب ہوگی؟ جبکہ وہ شخص ہمیشہ اپنی زکوٰۃ ودیگر آمدنی کے لئے حساب شمسی سال کے اختتام پر کرتا ہے۔

ج…… یہاں دو مسئلے ہیں، ایک یہ کہ زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی سال کا اعتبار نہیں۔ اب یا تو حساب قمری سال کے اعتبار سے کرنا چاہئے، اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے حساب کرنا ہی ناگزیر ہو تو دس دن کی زکوٰۃ مزید ادا کردینی چاہئے۔

دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قمری سال کے ختم ہونے پر اس کے پاس جتنا مال ہو اس سب پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔ مثلاً: کسی کا سالِ زکوٰۃ یکم محرّم سے شروع ہوتا ہے، تو اگلے سال یکم محرّم کو اس کے پاس جتنا مال ہو اس پر زکوٰۃ ادا کرے، خواہ اس میں سے کچھ حصہ دو مہینے پہلے ملا ہو یا دو دن پہلے۔ الغرض سال کے دوران جو مال آتا رہے اس پر سال گزرنے کا حساب الگ سے نہیں لگایا جائے گا، بلکہ جب اصل نصاب پر سال پورا ہوگا تو سال کے اختتام پر جس قدر بھی سرمایہ ہو، اس پورے سرمائے پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی، خواہ اس کے کچھ حصوں پر سال پورا نہ ہوا ہو۔

## جب نصاب کے برابر مال پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی

س…… عمر کا ایسا کاروبار ہے کہ اسے روزانہ سو روپے بچت ہوتی ہے، وہ یہ سو روپے بینک میں رکھتا ہے، مثلاً: دس رجب سے عمر نے یہ پیسے جمع کرنے شروع کئے، اور دُوسرے سال دس رجب کو اس نے حساب کیا تو تقریباً ۳۶,۰۰۰ روپے تھے، اب ان پیسوں میں رمضان، شوال وغیرہ کے پیسے بھی ہیں، جن پر ابھی سال نہیں گزرا، اب سوال یہ ہے کہ آیا عمر دس رجب کو ۳۶ ہزار روپے کی زکوٰۃ اکٹھی نکالے گا یا دس رجب سے اڑھائی روپے روزانہ نکالے گا؟ کیونکہ اس کی روزانہ بچت سو روپیہ ہے، کیا اکٹھی زکوٰۃ نکالنے سے وہ دُوسرے رجب تک زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوجائے گا اور یوں اس کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، جب کہ مالِ زکوٰۃ پر سال گزرنا شرط ہے؟

ج…… جب نصاب پر سال پورا ہوجائے تو سال کے بعد جتنا روپیہ ہو سب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، خواہ کچھ روپیہ درمیان سال میں حاصل ہوا ہو۔ پورے سال کی زکوٰۃ کا حساب ایک ہی وقت کیا جاتا ہے، الگ الگ دنوں کا حساب نہیں کیا جاتا۔ مثلاً: آپ نے جو صورت لکھی ہے ایک شخص نے دس رجب کو سو روپے روزانہ جمع کرنے شروع کئے، اگلے سال دس رجب کو اس کے پاس ۳۶,۰۰۰ روپے ہوگئے، اس کا سال اس وقت سے شروع ہوگا جب اس کی اتنی رقم جمع ہوجائے جو ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کی مالیت کے برابر ہو، جس تاریخ کو اتنی مالیت جمع ہوگی اس سے اگلے سال اسی تاریخ کو جمع شدہ پوری رقم کی زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہوجائے گی۔

## زکوٰۃ اندازاً دینا صحیح نہیں ہے

س…… دُکان کی زکوٰۃ اندازاً ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اگر کپڑا ہے تو اس کو پورا ناپنا چاہئے یا اندازاً ادا کردیا جائے؟

ج…… زکوٰۃ پورا حساب کرکے دینی چاہئے، اگر اندازہ کم رہا تو زکوٰۃ کا فرض ذمہ رہے گا، اگر پورے طور پر حساب کرنا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہئے۔

## کسی خاص مقصد کے لئے بقدرِ نصاب مال پر زکوٰۃ

س…… اگر میں نے نصاب کے بقدر رقم کسی خاص مقصد، مثلاً: بہن وغیرہ کی شادی کے لئے جمع کر رکھی ہو تو بھی کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟

ج…… جی ہاں! واجب ہے۔

## اگر پانچ ہزار روپیہ ہو اور نصاب سے کم سونا ہو تو زکوٰۃ کا حکم

س…… زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ اگر کسی شخص کے پاس پانچ ہزار روپیہ ہو اور نصاب سے کم سونا ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ دینی پڑے گی؟ اگر ہاں تو کتنی؟

ج…… چونکہ پانچ ہزار روپے اور سونا دونوں مل کر ساڑھے باون تولے یعنی ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی کی مالیت سے بہت زیادہ ہیں، اس لئے اس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے، اس کو چاہئے کہ

سونے کی ''آج کے بھاؤ'' سے قیمت لگالے اور اس کو پانچ ہزار میں جمع کر کے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کردے۔

## زیور کی زکوٰۃ قیمتِ فروخت پر

س...... واجب زکوٰۃ سونے کی قیمت پر کیسے لگائی جائے؟ آیا بازار کی موجودہ قیمتِ فروخت (جس پر سنار بیچتے ہیں) یا وہ قیمت لگائی جائے جو اگر ہم بیچنا چاہیں تو ملے (جو سنار ادا کریں)؟

ج......جس قیمت پر زیور فروخت ہوسکتا ہے، اتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

## زیورات کی زکوٰۃ کی شرح

س......۱:عورتوں کے پہننے کے زیور پر زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟

۲:......زیورات کی قیمت موجودہ بازار کے نرخ پر لگائی جائے گی یا جس قیمت پر خریدے گئے ہیں؟

۳:......سات تولہ سے زائد اگر سونے کے زیورات ہوں تو پورے زیورات پر زکوٰۃ لگے گی یا سات تولہ اس میں سے کم کردیئے جائیں گے؟

ج......سونے چاندی کے زیورات کی قیمت لگا کر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے، قیمت کا حساب زکوٰۃ واجب ہونے کے دن بازار کی قیمت سے ہوگا، پورے زیورات پر زکوٰۃ ہوگی، سات تولے کم کر کے نہیں۔

## استعمال والے زیورات پر زکوٰۃ

س...... زیورات جو عموماً عورت کے استعمال میں رہتے ہیں کیا ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ کیونکہ استعمال میں رہنے والی اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے، میرے ایک عزیز جدہ میں رہتے ہیں اس کا بیان ہے کہ جدہ کے عرب لوگ زیور پر زکوٰۃ نہیں دیتے، اور کہتے ہیں کہ یہ روزمرّہ استعمال کی چیز ہے، وغیرہ۔

ج......امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے جو استعمال میں رہتے ہوں،


فہرست

عربوں کے مسلک میں نہیں ہوگی۔

## زیورات اور اشرفی پر زکوٰۃ واجب ہے

س…… میرے پاس سونا چاندی کے زیورات ہیں، جو کہ زیرِ استعمال ہیں، اور کچھ سونا و چاندی اپنی اصل حالت پر یعنی اشرفی کی صورت میں ہے، اب آیا زکوٰۃ دونوں اقسام کے سونا، چاندی پر ہے یا صرف اشرفی کی شکل کے سونے اور چاندی پر؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زیرِ استعمال زیورات پر زکوٰۃ نہیں، اصل صورتِ حال سے مطلع فرمائیں۔

ج…… زیرِ استعمال زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے، لہٰذا صورتِ مذکورہ میں زکوٰۃ دونوں پر واجب ہے، یعنی زیورات اور اشرفی دونوں پر۔

## زیور کے نگ پر زکوٰۃ نہیں، لیکن کھوٹ سونے میں شمار ہوگا

س…… کیا زکوٰۃ خالص سونے پر لگائیں گے یا زیورات جس میں نگ وغیرہ بھی شامل ہوں اس نگ کے وزن کو شامل کرتے ہوئے زکوٰۃ لازم ہوگی؟ اور اس طرح سے کھوٹ کا کیا مسئلہ ہے؟

ج…… سونے میں جو نگ وغیرہ لگاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں، کیونکہ ان کو الگ کیا جاسکتا ہے، البتہ جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن ہی میں شمار ہوگا، اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

## سونے کی زکوٰۃ

س…… زکوٰۃ جو مال کے چالیسویں حصے کی صورت میں ادا کی جاتی ہے، اگلے سال اگر مال میں اضافہ نہیں ہوا تو کیا ادا کردہ مال کم کرکے دی جائے گی؟ مثلاً: ساڑھے سات تولہ سونا پر زکوٰۃ واجب ہے، موجودہ ریٹ کے حساب سے رقم کا اڑھائی فیصد ادا کردیتی ہوں۔ فرض کریں سونے کی مالیت ۱۵,۰۰۰ ہے، اور اڑھائی فیصد کے حساب سے ۳۲۵ روپے بنتی ہے، اب اگلے سال جبکہ میرے پاس سونا ساڑھے سات تولے سے زیادہ نہیں ہوا، کیا اس سونے پر زکوٰۃ ہوگی جو میں ۳۲۵ روپے کی صورت میں گزشتہ سال ادا کرچکی ہوں (کیونکہ مال کا

چالیسواں حصہ تو نکل چکا ہے) یا اس سال بھی ساڑھے سات تولہ پر دوں گی؟ میری خالہ بیوہ ہے، اس کے پاس ساڑھے سات تولے سے زائد سونا ہے، کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ وہ زکوٰۃ کی رقم لے سکتی ہیں؟ کیا ان کی یتیم بیٹی (نابالغ) کو رقم دینا صحیح ہے؟

ج…… سال پورا ہونے کے بعد آدمی کے پاس جتنی مالیت ہے، اس پر زکوٰۃ لازم آتی ہے، آپ کی تحریر کردہ صورت میں آپ نے ساڑھے سات تولے سونے پر ۳۲۵ روپے زکوٰۃ کے اس سال ادا کردیئے، لیکن سونے کی یہ مقدار تو آپ کے پاس محفوظ ہے اور سال پورا ہونے تک محفوظ رہے گی، اس لئے آئندہ سال بھی اس پوری مالیت پر زکوٰۃ لازم ہوگی، البتہ اگر آپ سونے ہی کا کچھ حصہ زکوٰۃ میں ادا کردیتیں اور باقی ماندہ سونا بقدرِ نصاب نہ رہتا ہو تو اس صورت میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس سونے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہے، مثلاً: نقد روپیہ یا تجارتی مال یا کسی کمپنی کے حصص وغیرہ، پس اگر سونے کے علاوہ کوئی اور چیز بھی موجود ہو جس پر زکوٰۃ آتی ہے اور وہ سونے کے ساتھ مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جاتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ آپ کی خالہ کے پاس اگر ساڑھے سات تولہ سونا موجود ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ یتیم نابالغ لڑکی اگر نصاب کی مالک نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

## سونے کی زکوٰۃ کی سال بہ سال شرح

س…… فرض کریں میرے پاس نصاب کا سونا ۸ تولہ ہے، میں نے آٹھ تولے کی زکوٰۃ ادا کی، آئندہ سال تک میں نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، اور پچھلے سال کی زکوٰۃ نکال کر اب یہ سونا نصاب سے کم ہے، یعنی موجودہ تو آٹھ تولے ہی ہے، لیکن چونکہ میں آٹھ تولے کا چالیسواں حصہ ادا کرچکا ہوں تو وہ چالیسواں حصہ نکال کر پھر نصاب بنے گا یا ہر سال آٹھ تولے پر ہی زکوٰۃ دینا ہوگی؟ وضاحت کردیں۔

ج…… پہلے سال آپ کے پاس آٹھ تولے سونا تھا، آپ نے اس کی زکوٰۃ اپنے پاس کے



فہرست

پیسوں سے ادا کردی، اور وہ سونا جوں کا توں آٹھ تولے محفوظ رہا، تو آئندہ سال بھی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں! اگر آپ نے سونا ہی زکوٰۃ میں دے دیا ہوتا اور سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے سے کم ہوگئی ہوتی اور آپ کے پاس کوئی اور اثاثہ بھی نہ ہوتا، جس پر زکوٰۃ آتی ہو تو اس صورت میں آپ پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی۔

## زیورات پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ

س…… میرے پاس دس تولہ سونے کا زیور ہے، جو مجھے جہیز میں ملا تھا، اب ہمارے پاس اتنا پیسہ نہیں ہوتا کہ ہم اس کی زکوٰۃ ادا کریں، ہماری شادی کو بھی تقریباً بیس سال ہوگئے ہیں، اسی عرصے میں کسی سال ہم نے زکوٰۃ ادا کی اور کسی سال نہیں، اب میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ سونا اپنے دونوں لڑکوں کے نام پر پانچ پانچ تولہ تقسیم کردوں، اس طرح پانچ تولے پر زکوٰۃ ادا نہیں کرنی پڑے گی، اب اس بارے میں تفصیل سے جواب عنایت کریں کہ یہ جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… گزشتہ جتنے سالوں کی زکوٰۃ آپ نے نہیں دی، وہ تو سونا فروخت کرکے ادا کردیجئے، آئندہ اگر آپ اپنے بیٹوں کو ہبہ کردیں گی تو آپ پر زکوٰۃ نہیں ہوگی، بیٹے اگر صاحبِ نصاب ہوئے تو ان پر ہوگی، ورنہ ان پر بھی نہیں ہوگی۔ لیکن بیٹوں کو ہبہ کرنے کے بعد اس زیور سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

## بچیوں کے نام پانچ پانچ تولہ سونا کردیا، اور ان کے پاس چاندی اور رقم نہیں، تو کسی پر بھی زکوٰۃ نہیں

س…… اگر کوئی شخص اپنی بچیوں کے نام الگ الگ پانچ پانچ تولے سونا رکھ دے تاکہ ان کے بیاہ شادی میں کام آسکے تو یہ شرعاً کیسا ہے؟ کیا مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا یہ الگ الگ ہونے کی صورت میں واجب نہ ہوگی؟

ج…… چونکہ زیور بچیوں کے نام کردیا گیا ہے، اس لئے وہ اس کی مالک بن گئیں، اس لئے


فہرست

اس شخص کے ذمہ اس کی زکوٰۃ نہیں، اور ہر ایک بچی کی ملکیت چونکہ حدِ نصاب سے کم ہے، اس لئے ان کے ذمہ بھی زکوٰۃ نہیں۔ البتہ جو لڑکی بالغ ہو اور اس کے پاس اس زیور کے علاوہ بھی کچھ نقد روپیہ پیسہ خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کم ہو، اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس لڑکی پر زکوٰۃ لازم ہوگی، کیونکہ جب سونے چاندی کے ساتھ کچھ نقدی مل جائے اور مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوجائے تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔ اور جو لڑکی نابالغ ہے اس کی ملکیت پر زکوٰۃ نہیں، جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہوجاتی۔

## سابقہ زکوٰۃ معلوم نہ ہو تو اندازہ سے ادا کرنا جائز ہے

س...... اگر زکوٰۃ واجب الادا تھی، لیکن کم علمی کی بنا پر ادا نہ کی جاسکی، زکوٰۃ کے واجب الادا ہونے کی مدّت کا تو شمار ہے، جبکہ زکوٰۃ کی رقم کا ٹھیک ٹھیک حساب کرنا دُشوار ہے، کیونکہ اس مدّت کے سونے کا بھاؤ حاصل کرنا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، تو پھر زکوٰۃ کیونکر اور کس طرح ادا کی جائے؟ اگر یہ مدّت ۱۹۷۰ء سے ہو تو۔

ج...... اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے کہ قریباً اتنی رقم واجب الادا ہوگی، احتیاطاً اندازے سے کچھ زیادہ دیں۔

## زکوٰۃ کا سال شمار کرنے کا اُصول

س...... زکوٰۃ کب تک ادا کی جاتی ہے؟ یعنی عید کی نماز سے پہلے یا پھر بعد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے؟

ج...... جس تاریخ کو کسی شخص کے پاس نصاب کے بقدر مال آجائے، اس تاریخ سے چاند کے حساب سے پورا سال گزرنے پر جتنی رقم اس کی ملکیت ہو، اس کی زکوٰۃ واجب ہے، زکوٰۃ میں عید سے قبل و بعد کا سوال نہیں۔

## زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت

س...... زکوٰۃ کیا صرف ماہِ رمضان ہی میں نکالنا چاہئے یا اگر کسی ضرورت مند کو ہم زکوٰۃ کی

مقرّرہ رقم ماہِ شعبان میں دینا چاہیں تو کیا نہیں دے سکتے؟ یہ اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ کچھ لوگوں کو جن کو میں یہ رقم دیتی ہوں وہ کہتے ہیں کہ رمضان میں تقریباً ہر چیز مہنگی ہوجاتی ہے، اس لئے اگر رمضان سے پہلے مل جائے تو بچوں وغیرہ کے لئے چیزیں بآسانی خریدی جاسکتی ہیں۔

ج...... زکوٰۃ کے لئے کوئی مہینہ مقرّر نہیں، اس لئے شعبان میں یا کسی اور مہینے میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں، اور زکوٰۃ کا جو مہینہ مقرّر ہو اس سے پہلے زکوٰۃ دینا بھی صحیح ہے۔

س...... کاروباری آدمی زکوٰۃ کس طرح نکالے؟ فرض کرلیا کہ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ میں ہمارے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے، ۲۵۰۰ روپے زکوٰۃ دے دی، اب رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ آنے والا ہے، ہمارے پاس ایک لاکھ بیس ہزار روپے ہوگئے، ایک سال میں بیس ہزار روپیہ نفع ہوگیا، تقریباً شوال کے ماہ میں پانچ ہزار، ذی الحجہ میں دس ہزار، اسی طرح ہر ماہ میں نفع ہوا اور سال کے آخر میں بیس ہزار روپے خالص نفع ہوگیا، اب زکوٰۃ کتنی رقم پر نکالیں اور کس طرح نکالیں؟ سنا ہے کہ رقم کو ایک سال پورا ہونا چاہئے۔

ج...... سال کے ختم ہونے پر جتنی رقم ہو اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے، خواہ کچھ رقم چند روز پہلے ہی حاصل ہوئی ہو، عوام کا خیال ہے کہ زکوٰۃ کا سال رمضان مبارک ہی سے شروع ہوتا ہے، اور بعض رجب کے مہینے کو ''زکوٰۃ کا مہینہ'' سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ سال کے کسی مہینے بھی جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک ہوا ہو، ایک سال گزرنے کے بعد اسی تاریخ کو اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی، خواہ محرّم کا مہینہ ہو یا کوئی اور، اور اس شخص کو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے، اور سال کے دوران جو رقم اس کو حاصل ہوئی، سال پورا ہونے کے بعد جب اصل نصاب کی زکوٰۃ فرض ہوگی اس کے ساتھ ہی دورانِ سال حاصل ہونے والی رقم پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

س...... زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے سال کی ایک تاریخ کا تعین ضروری ہے یا اس مہینے کی کسی تاریخ کو حساب کرلینا چاہئے؟

ج……اصل حکم یہ ہے کہ جس تاریخ سے آپ صاحبِ نصاب ہوئے، سال کے بعد اسی تاریخ کو آپ پر زکوٰۃ فرض ہوگی، تاہم زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا بھی جائز ہے، اور اس میں تأخیر کی بھی گنجائش ہے، اس لئے کوئی تاریخ مقرّر کرلی جائے، اگر کچھ آگے پیچھے ہوجائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

س……زکوٰۃ سن عیسوی کے سال پر یا سن ہجری کے سال پر نکالی جائے؟

ج……زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی سال کا اعتبار نہیں، حکومت نے اگر شمسی سال مقرّر کرلیا ہے تو غلط کیا ہے۔

## سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا صحیح ہے

س…… جناب ہم زکوٰۃ شبِ برأت یا رمضان المبارک میں نکالتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے معلوم کرنا ہے کہ مجبوری کے تحت زکوٰۃ قبل از وقت نکالی جاسکتی ہے؟

ج…… جب آدمی نصاب کا مالک ہوجائے تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہوجاتی ہے، اور سال گزرنے پر اس کا ادا کرنا لازم ہوجاتا ہے، اگر سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کردے یا آئندہ کے کئی سالوں کی اکٹھی زکوٰۃ ادا کردے تب بھی جائز ہے۔

## زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر سال کا شمار

س……گزشتہ سال کی زکوٰۃ جو کہ فرض تھی کسی وجہ سے ادا نہ کی جاسکی، دُوسرا سال شروع ہوگیا تو نئے سال کا حساب کس طرح کیا جائے گا؟

ج……جس تاریخ کو پہلا سال ختم ہوا، اس دن جتنی مالیت تھی اس پر پہلے سال کی زکوٰۃ فرض ہوگی، اگلے دن سے دُوسرا سال شروع سمجھا جائے گا۔

## درمیان سال کی آمدنی پر زکوٰۃ

س……میں نے دس ہزار روپے تجارت میں لگائے، اور ایک سال کے بعد ستمبر میں زکوٰۃ کی مطلوبہ رقم نکال دی، زکوٰۃ نکالنے کے دو ماہ بعد نومبر میں ایک پلاٹ بیچ کر مزید پندرہ ہزار

روپے تجارت میں لگادیئے، اب میں مجموعی رقم پچیّس ہزار روپے پر آئندہ سال کس ماہ میں زکوٰۃ نکالوں؟ یا پھر الگ الگ رقم پر الگ الگ مہینے میں زکوٰۃ ادا کروں؟

ج…… زکوٰۃ انگریزی مہینوں کے حساب سے نہیں نکالی جاتی، بلکہ اسلامی قمری مہینوں کے حساب سے نکالی جاتی ہے، جب پہلی رقم پر سال پورا ہوجائے تو پوری رقم جو درمیان سال میں حاصل ہوئی اس کی زکوٰۃ بھی لازم ہوجاتی ہے، ہر ایک کے لئے الگ الگ حساب نہیں کیا جاتا، اس لئے جب آپ کے سال پورا ہونے کی تاریخ آئے تو آپ پچیّس ہزار روپے اور اس پر جو منافع حاصل ہوا اس سب کی زکوٰۃ ادا کیجئے۔

## گزشتہ سال کی غیرادا شدہ زکوٰۃ کا مسئلہ

س…… میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں باقاعدگی سے ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا ہوں، اس سال بھی میری نیت بالکل صاف تھی کہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی، چونکہ زکوٰۃ دینے کے لئے اوّلین شرط ہے کہ زکوٰۃ کے مہینے میں حساب ہر حال میں کرلیا جائے، مگر زکوٰۃ کے آخری دنوں میں یعنی مہینے کے آخری دس پندرہ دنوں میں ایک پولیس کیس مجھ پر ہوگیا، جس کی بھاگ دوڑ کی وجہ سے زکوٰۃ کے مہینے میں حساب نہ کرسکا، اب آپ سے دریافت کرنا ہے کہ اب جبکہ زکوٰۃ کا مہینہ ختم ہوچکا ہے، اب حساب ان دنوں میں کرکے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور وہ زکوٰۃ قابلِ قبول ہوگی یا نہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ بہرحال ادا ہونی چاہئے یا اس کے علاوہ اگر دُوسرا طریقہ کار قرآن اور سنت کی روشنی میں ہو ویسا کیا جائے۔

ج…… جب بھی موقع ملے حساب کرکے زکوٰۃ ادا کردیجئے، ادا ہوجائے گی، اور زکوٰۃ کا کوئی معین مہینہ نہیں ہوتا، بلکہ قمری سال کے جس مہینے کی جس تاریخ کو آدمی صاحبِ نصاب ہوا ہو، آئندہ سال اسی تاریخ کو اس کا نیا سال شروع ہوگا، اور گزشتہ سال کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہوگی، خواہ کوئی مہینہ ہو، بعض لوگ رمضان کو اور بعض لوگ رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔

## مال کی نکالی ہوئی زکوٰۃ پر اگر سال گزر گیا تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ آئے گی؟

س…… کسی نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی، لیکن اسے کسی مستحق کے حوالے نہیں کیا، اور ایک سال پڑی رہی، تو کیا اس رقم پر بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟ یعنی زکوٰۃ پر زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

ج…… زکوٰۃ پر زکوٰۃ نہیں، اس رقم کو تو زکوٰۃ میں ادا کردے، اس کے بعد جو رقم باقی بچے اس کی زکوٰۃ ادا کردے۔

## کس پلاٹ پر زکوٰۃ واجب، کس پر نہیں؟

س…… اگر خالی پلاٹ پڑا ہے اور وہ زیرِ استعمال نہیں ہے، تو زکوٰۃ اس پر عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر پلاٹ کے خریدنے کے وقت یہ نیت تھی کہ مناسب موقع پر اس کو فروخت کردیں گے تو اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے، اور اگر ذاتی استعمال کی نیت سے خریدا تھا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

## خریدشدہ پلاٹ پر زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟

س…… اگر ایک پلاٹ (زمین) لیا گیا ہو اور اس کے لئے کچھ ارادہ نہیں کیا کہ آیا اس میں ہم رہیں گے یا نہیں تو اس سلسلے میں زکوٰۃ کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… پلاٹ اگر اس نیت سے لیا گیا تھا کہ اس کو فروخت کریں گے، تب تو وہ مالِ تجارت ہے، اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر ذاتی ضرورت کے لئے لیا گیا تھا تو اس پر زکوٰۃ نہیں، اور اگر خریدتے وقت تو فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، لیکن بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہوگیا تو جب تک اس کو فروخت نہ کردیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

## رہائشی مکان کے لئے پلاٹ پر زکوٰۃ

س…… میرے پاس زمین کا ایک پلاٹ ۱۵۰ گز کا ہے، جو کہ مجھے چند سال قبل والدین نے خرید کردیا تھا، اس وقت پلاٹ مبلغ ۳۵,۰۰۰ روپے کا لیا تھا، مگر اب تک صرف قیمتِ فروخت چالیس ہزار سے زیادہ نہیں (جبکہ بیچنے کا ارادہ نہیں، بلکہ مکان کی تعمیر کا ارادہ ہے)، کیا اس پلاٹ پر زکوٰۃ واجب الادا ہے؟ کب سے اور کس حساب سے؟

ج…… جو پلاٹ رہائشی مکان کے لئے خریدا گیا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔

## تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ

س…… اگر مکانات کے پلاٹوں کی خرید و فروخت کی جائے تو کیا یہ مالِ تجارت کی طرح تصوّر ہوں گے، یعنی ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے یا صرف نفع پر؟ اگر پلاٹ کئی سال بعد فروخت کیا گیا تو کیا ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی یا ایک دفعہ صرف سالِ فروخت میں؟

ج…… اگر پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا جائے اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے تو پلاٹوں کی حیثیت تجارتی مال کی ہوگی، ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی۔

س…… کاروباری مقصد کے لئے اور اپنی رہائشی ضرورت کے علاوہ جو زمین اور مکانات خریدے اور قیمت بڑھنے پر فروخت کردیئے، اس سلسلے میں زکوٰۃ کے کیا اَحکامات ہیں؟

ج…… جو زمین، مکان یا پلاٹ فروخت کی نیت سے خریدا ہو، اس پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہے، ہر سال جتنی اس کی قیمت ہو اس کا چالیسواں حصہ نکال دیا کریں۔

## تجارت کے لئے مکان یا پلاٹ کی مارکیٹ قیمت پر زکوٰۃ ہے

س…… جو مکان یا پلاٹ اپنے پیسوں سے یہ سوچ کر خریدا ہو کہ بعد میں سوچیں گے، اگر رہنا ہوا تو خود رہیں گے ورنہ بیچ دیں گے، ان پلاٹ اور مکان کی تعداد اگر کئی ہو تو آیا زکوٰۃ واجب ہوگئی؟ اور اگر ہاں، تو قیمتِ خرید پر مارکیٹ ویلیو پر؟

ج…… جو زمین یا پلاٹ خریدا جائے خریدتے وقت اس میں تین قسم کی نیتیں ہوتی ہیں، کبھی تو یہ نیت ہوتی ہے کہ بعد میں ان کو فروخت کردیں گے، اس صورت میں ان کی قیمت پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہوگی، اور ہر سال مارکیٹ میں جو ان کی قیمت ہو اس کا اعتبار ہوگا، مثلاً: ایک پلاٹ آپ نے پچاس ہزار کا خریدا تھا، سال کے بعد اس کی قیمت ستر ہزار ہوگئی،، تو زکوٰۃ ستر ہزار کی دینی ہوگی۔

اور دس سال بعد اس کی قیمت پانچ لاکھ ہوگئی تو اب زکوٰۃ بھی پانچ لاکھ کی دینی ہوگی، الغرض ہر سال جتنی قیمت مارکیٹ میں ہو، اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

اور کبھی یہ نیت ہوتی ہے کہ یہاں مکان بناکر خود رہیں گے، اگر اس نیت سے پلاٹ خریدا ہوتو اس پر زکوٰۃ نہیں۔

اسی طرح اگر خریدتے وقت نہ تو فروخت کرنے کی نیت تھی، اور نہ خود رہنے کی، اس صورت میں بھی اس پر زکوٰۃ نہیں۔

## جو مکان کرایہ پر دیا ہے، اس کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے

س...... میرے پاس دو مکان ہیں، ایک مکان میں، میں خود رہائش پذیر ہوں، اور دُوسرا کرائے پر، تو آیا زکوٰۃ مکان کی مالیت پر ہے یا اس کے کرائے پر؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم نصیب فرمائے۔

ج...... اس صورتِ میں زکوٰۃ مکان کی قیمت پر واجب نہیں، البتہ اس کے کرایہ پر جبکہ نصاب کو پہنچے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

## مکان کی خرید پر خرچ ہونے والی رقم پر زکوٰۃ

س...... ایک ماہ قبل مکان کا سودا کرچکے ہیں، ہم نے دو ماہ کا وقت لیا تھا جو کہ رمضان میں ختم ہورہا ہے، بیعانہ ایڈوانس ادا کرچکے ہیں، اب ادائیگیٔ زکوٰۃ کس طرح ہوگی؟ کیونکہ رقم تو اب ہماری نہیں ہے، مالک مکان کی ہوگئی، اب ہمارا تو صرف مکان ہوگیا، کیا اس رقم سے زکوٰۃ ادا کریں جو کہ مالک کو دینی ہے؟

ج...... اگر زکوٰۃ ادا کرنے سے قبل مکان کی قیمت ادا کردی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور اگر سال ختم ہوگیا اب تک مکان کے پیسے ادا نہیں کئے بلکہ بعد میں وقتِ مقرّرہ پر ادا کریں گے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی، اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

## حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ

س...... ایک شخص کے پاس اپنی کمائی کی کچھ رقم تھی، انہوں نے حج کرنے کے ارادے سے درخواست دی اور رقم جمع کرائی، لیکن قرعہ اندازی میں ان کا نام نہیں آیا، اور حکومتِ وقت کی جانب سے ان کی رقم واپس مل گئی، وہ شخص پھر آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور


فہرست

درخواست بھی دینے کا ارادہ ہے، آپ یہ بتائیں کہ حج کرنے کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے، اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا ایسی رقم سے کوئی زکوٰۃ نکالی نہیں جائے گی یا دُوسری رقم کی طرح اس پر بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

ج……اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

## چندہ کی زکوٰۃ

س……ہم ایک برادری کے لوگ ایک مشترکہ مقصد کے لئے (یعنی خدانخواستہ اگر انہی لوگوں میں سے کسی کی موت واقع ہوجائے تو اس کی لاش کو اس کے ورثاء کے حوالے کرنے کے لئے جو اخراجات وغیرہ ہوتے ہیں) چندہ اکٹھا کرلیتے ہیں اور یہی چندہ کسی کا زیادہ ہوتا ہے کسی کا کم، لہٰذا حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک سال اس چندہ کا گزر جائے اور مجموعی طور پر نصابِ زکوٰۃ پر پورا اُترے تو کیا زکوٰۃ واجب الادا ہوگی یا نہیں؟ اگر زکوٰۃ واجب الادا ہو تو اس کا طریقۂ ادائیگی کیا ہوگا؟

ج……جو رقم کسی کارِ خیر کے چندے میں دے دی جائے، اس کی حیثیت مالِ وقف کی ہوجاتی ہے، اور وہ چندہ دینے والوں کی مِلک سے خارج ہوجاتی ہے، اس لئے اس پر زکوٰۃ نہیں۔

## زیورات کے علاوہ جو چیزیں زیرِ استعمال ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں

س……ایک آدمی کے پاس کچھ بھینسیں ہیں، کچھ کشتیاں ہیں جن میں وہ مچھلی کا شکار کرتا ہے، اور جال بھی ہے، جال کی قیمت ساٹھ ستر ہزار روپے ہے، اور تمام چیزوں کی مالیت تقریباً ۴ لاکھ بنتی ہے، ان پر زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں؟

ج……یہ چیزیں استعمال کی ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں، البتہ زیورات پر زکوٰۃ ہے، خواہ وہ پہنے ہوئے رہتے ہوں۔

## زیورات کے علاوہ استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں

س……زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہے؟ کیا آرام و آسائش کی چیزوں (مثلاً: ریڈیو، ٹی


فہرست

وی، فریج، واشنگ مشین، موٹر سائیکل، وغیرہ) پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے؟

ج…… زیورات کے علاوہ استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں۔

## استعمال کے برتنوں پر زکوٰۃ

س…… ایسے برتن (مثلاً: دیگ، بڑے دیگچے وغیرہ) جو سال میں دو تین بار استعمال ہوں، ان کی بھی زکوٰۃ قیمتِ خرید موجودہ پر ہوگی (تانبے کی)، یا اس قیمت پر جس پر کہ دُکاندار پُرانے (غیرشکستہ) برتن خرید کر ادا کرتے ہیں؟

ج…… ایسے برتن جو استعمال کے لئے رکھے ہوں خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی ہو، ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

## ادویات پر زکوٰۃ

س…… دُکان میں پڑی ادویات پر زکوٰۃ لازم ہے یا صرف اس کی آمدنی پر؟

ج…… ادویات کی قیمت پر بھی لازم ہے۔

## واجب الوصول رقم کی زکوٰۃ

س…… میں ایک ایسا کام کرتا ہوں کہ خدمات کی انجام دہی کی رقوم کافی لوگوں کی طرف واجب الوصول رہتی ہیں، اور وصولی بھی پانچ چھ مہینے بعد ہوتی ہے، کچھ لوگوں سے وصولی کی بہت کم اُمید ہوتی ہے، کیا ان واجب وصول رقوم پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا جب وصول ہوجائیں اس کے بعد؟

ج…… کاریگر کو کام کرنے کے بعد جب اس کا حق الخدمت (اُجرت، مزدوری) وصول ہوجائے تب اس کا مالک ہوتا ہے، پس اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں تو جب آپ کا زکوٰۃ کا سال پورا ہو، اس وقت تک جتنی رقوم وصول ہوجائیں ان کی زکوٰۃ ادا کردیا کیجئے، اور جو آئندہ سال وصول ہوں گی ان کی زکوٰۃ بھی آئندہ سال دی جائے گی۔

## حصص پر زکوٰۃ

س…… میرے پاس ایک کمپنی کے سات سو حصص ہیں، جن کی اصلی قیمت دس روپیہ فی


فہرست

حصص ہے، جبکہ موجودہ قیمت ۳۰ روپے فی حصص ہے، زکوٰۃ کون سی قیمت پر واجب ہوگی؟

ج…… حصص کی اس قیمت پر جو وجوبِ زکوٰۃ کے دن ہو۔

س…… جمعہ کی اشاعت میں حصص پر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں مسئلہ پڑھا، لیکن سوال یہ ہے کہ تمام محدود کمپنیاں زکوٰۃ وعشر آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کے تحت کمپنی کے اثاثہ جات پر زکوٰۃ منہا کرتی ہیں، اور یہ رقم اس آرڈیننس کی دفعہ ۷ کے مطابق قائم شدہ سنٹرل زکوٰۃ فنڈ کو منتقل کردی جاتی ہیں، نیز یہ اداشدہ زکوٰۃ حصص داران کے حصص کے تناسب کے حساب سے ان کے حاصل شدہ منافع میں سے کاٹ لی جاتی ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ ایک مرتبہ اجتماعی کاروبار سے زکوٰۃ منہا ہوجانے کے بعد بھی دوبارہ ہر حصہ دار کو اپنے ان حصص پر انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

ج…… اگر حصہ داروں کے حصص سے زکوٰۃ وصول کرلی گئی تو ان کو انفرادی طور پر اپنے حصوں کی زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں، البتہ اس میں گفتگو ہوسکتی ہے کہ حکومت جس انداز سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے، وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟ بہت سے علماء، حکومت کے طریقِ کار کی تصویب کرتے ہیں، اور اس سے زکوٰۃ ادا ہوجانے کا فتویٰ دیتے ہیں، جبکہ بہت سے علماء کی رائے اس کے خلاف ہے، اور وہ حکومت کی کاٹی ہوئی زکوٰۃ کو اداشدہ نہیں سمجھتے، ان حضرات کے نزدیک ان تمام رقوم کی زکوٰۃ مالکان کو خود ادا کرنی چاہئے جو حکومت نے وضع کرلی ہو۔

## خریدکردہ بیج یا کھاد پر زکوٰۃ نہیں

س…… زمین کے لئے جن پیسوں سے بیج اور کھاد خرید کر رکھا ہے، کیا ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے؟

ج…… جو کھاد اور بیج خرید کر رکھ لیا ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔

## پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

س…… میں ایک مقامی بینک میں ملازم ہوں، جہاں میرا فنڈ مبلغ ۲۹ ہزار روپے جمع ہوگیا

ہے، اور اس میں سے میں نے کل ۲۷ ہزار روپے بطور لون لیا ہے، کیا اس پر بھی زکوٰۃ دینی ہوگی؟ اگر دینی ہوگی تو کب سے اور کتنی؟

ج…… پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ وصول ہوجائے، جب تک وہ گورنمنٹ کے کھاتے میں جمع ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اس مسئلے پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا رسالہ لائقِ مطالعہ ہے۔

## کمپنی میں نصاب کے برابر جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے

س…… میں نے پیسے کسی کمپنی کو دیئے ہیں، جو کہ منافع و نقصان کی بنیاد پر ہر ماہ منافع ادا کرتی ہے، جس سے ہمارے گھر کے اخراجات بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ میری آمدنی کبھی اتنی نہیں ہوتی کہ بہت ہی ضروری گھر کے اخراجات کے بعد کچھ پس انداز کرلیا جائے، کیونکہ ہم کثیرالاولاد ہیں۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ زکوٰۃ کس طرح سے ادا ہو؟ اگر ماہانہ آمدنی سے ادا کرتے ہیں تو فاقہ کی صورت پیش آتی ہے، اور اگر اصل مال سے نکلواتے ہیں تو بھی آمدن مزید کم ہوجاتی ہے، اور ہاتھ تو پہلے ہی تنگ رہتا ہے، پھر قرض اُٹھانے کی ضرورت پیش آئے گی، جس سے ہمیشہ بچتا ہوں، اور قرض کبھی نہیں لیتا، رہنمائی فرمائیں۔

ج…… جو رقم آپ نے کمپنی میں جمع کر رکھی ہے اگر وہ مالیتِ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کے برابر ہے، تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے، زکوٰۃ ادا کرنے کی جو صورت بھی آپ اختیار کریں۔

## بینک جو زکوٰۃ کاٹتا ہے اس کا انکم ٹیکس سے کوئی تعلق نہیں

س…… ایک شخص کے پاس گھر میں دس ہزار ہیں، بینک میں بھی دس ہزار ہیں، بینک کی رقم سے حکومت زکوٰۃ کاٹتی ہے، اور وہ شخص انکم ٹیکس بھی ادا کرتا ہے، تو کیا وہ رقم جو بینک میں جمع ہے اس پر زکوٰۃ دوبارہ دے گا جبکہ انکم ٹیکس بھی حکومت کو دینا ہے یا صرف وہ رقم جو اس کے گھر میں موجود ہے، صرف اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

ج…… بینک جو زکوٰۃ کاٹتا ہے، بعض اہلِ علم کے نزدیک زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے، اور حکومت کو

انکم ٹیکس دینا ہے اتنی مقدار کو چھوڑ کر باقی رقم کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

## مقروض کو دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے، اور زکوٰۃ میں قیمتی کپڑے دے سکتے ہیں

س…… میرا سوال یہ ہے کہ میں نے گھر خرچ میں سے بچا بچا کر پانچ ہزار روپے جمع کئے ہیں، اور ان میں سے چھ سو روپے تو ایک کو قرض دے دیئے، دو سال ہوگئے اس نے آج تک واپس نہیں کئے ہیں، اور نہ ہی ابھی واپس کرنے کا کوئی ارادہ ہے، باقی رقم بھی کسی ضرورت مند نے مانگی تو میں نے اسے دے دی، اسے بھی ایک سال ہوگیا ہے، اس نے بھی واپس نہیں دی۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس رقم پر بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں؟ جواب ضرور دیں۔ اور جو کپڑے میں نے اپنے پہننے کے لئے بنائے ہیں، وہ کپڑے زکوٰۃ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… جو رقم کسی کو قرض دے رکھی ہو اس کی زکوٰۃ ہر سال ادا کرنا ضروری ہے، خواہ رقم کی واپسی سے پہلے ہر سال دیتے رہیں یا رقم وصول ہونے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت ادا کریں۔ کپڑوں کی قیمت لگا کر ان کو زکوٰۃ میں دے سکتے ہیں، لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ کپڑے لائقِ استعمال نہ رہنے کی وجہ سے آپ کے دِل سے اُتر گئے ہوں اور آپ سوچیں کہ چلو ان کو زکوٰۃ ہی میں دے ڈالو۔

## ٹیکسی کے ذریعہ کرایہ کی کمائی پر زکوٰۃ ہے، ٹیکسی پر نہیں

س…… ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے، اس سے وہ ایک ٹیکسی خریدتا ہے، ایک سال بعد چالیس ہزار روپیہ کمائی ہوگئی، اب زکوٰۃ کتنی رقم پر دے؟

ج…… اگر گاڑی فروخت کی نیت سے نہیں خریدی، بلکہ کمائی کے لئے خریدی ہے تو سال کے بعد صرف چالیس ہزار کی زکوٰۃ دیں گے، گاڑی کمانے کا ذریعہ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر اس شخص کے پاس گاڑی کی کمائی کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ یا زیور نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ کا سال اس دن سے شروع ہوگا جس دن گاڑی کی کمائی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو

پہنچ گئی تھی۔

س……ایک ٹیکسی ہم نے ۴۸ ہزار کی لی تھی، مالک کو قسطوں کے ذریعہ ہم روپے دے چکے ہیں، پھر یہ ٹیکسی ہم نے ۵۵ ہزار روپے میں فروخت کردی، جس میں ہم نے دس ہزار روپے نقد لئے اور ڈیڑھ ہزار روپے قسط ہم ان سے لے رہے ہیں، تقریباً ۳۲ ہزار روپے ہم وصول کرچکے ہیں اور ۱۳ ہزار روپے باقی ہیں۔ اس پہلے والی ٹیکسی کو فروخت کرکے ویسی ہی دُوسری ٹیکسی اٹھانوے ہزار پانچ سو (۹۸۵۰۰) روپے کی اُدھار لی، تین ہزار روپے قسط وار دیتے ہیں، ڈیڑھ ہزار روپے پہلے والی ٹیکسی کے اور ڈیڑھ ہزار اس نئی ٹیکسی پر کماتے ہیں اور قسط دیتے ہیں، اس ٹیکسی کے ۷۰ ہزار روپے کا حساب یعنی زکوٰۃ ہم کس طرح ادا کریں اور یہ کہ کتنے روپے ہمیں زکوٰۃ کے دینے ہوں گے؟

ج……ان گاڑیوں سے جو منافع حاصل ہوجائے اور حدِ نصاب تک پہنچ جائے، تو سال گزرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ آئے گی، صرف گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں آئے گی، کیونکہ یہ حصولِ نفع کے آلات ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ لیکن یہ خیال رہے کہ بعض لوگ گاڑی اسی نیت سے خریدتے ہیں کہ جونہی اس کے اچھے دام ملیں گے اس کو فروخت کردیں گے، اور یہ ان کا گویا باقاعدہ کاروبار ہے، ایسی گاڑی درحقیقت مالِ تجارت ہے، اور اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔

# زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

## یک مشت کسی ایک کو زکوٰۃ بقدرِ نصاب دینا

س…… ایک مسئلہ آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ میں زکوٰۃ کسی ایک شخص کو دے دیتا ہوں، اور اس کی رقم تقریباً ہزاروں روپے ہوتی ہے، یہ میں اس وجہ سے کرتا ہوں کہ کسی مستحق کا کوئی کام پورا ہوجائے، کیا ایسی صورت میں یہ زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

ج…… زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے، مگر کسی کو یک مشت اتنی زکوٰۃ دے دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہوجائے، مکروہ ہے۔

## بغیر بتائے زکوٰۃ دینا

س…… معاشرے میں بہت اصحاب ایسے ہیں جو زکوٰۃ لینا باعثِ شرم سمجھتے ہیں، اگرچہ یہ نظریہ غلط ہے، تو کیا ایسے اصحاب کو بغیر بتائے اس مد میں سے کسی دُوسرے طریقے سے ادا کی جاسکتی ہے؟ مثلاً: ان کے بچوں کے کپڑے بنوادیئے جائیں، ان کے بچوں کی تعلیم میں امداد کی جائے، اس صورت میں جبکہ زکوٰۃ دینے والے پر اور رقم ممکن نہ ہو۔

ج…… زکوٰۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، ہدیہ یا تحفہ کے عنوان سے ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے، تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

س…… کسی دوست احباب کی ہم زکوٰۃ کی رقم سے مدد کریں اور اس کو احساس ہوجانے کی وجہ سے ہم بتائیں نہیں، تو زکوٰۃ ہوجائے گی؟

ج…… مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، اسے کسی بھی عنوان سے زکوٰۃ دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

## ادائے زکوٰۃ کی ایک صورت

س...... اگر زکوٰۃ کے روپے ہمارے پاس گھر پر رکھے ہیں، گھر کے باہر اگر کوئی ضرورت مند مل جائے، ہم جیب کے پیسوں میں سے کچھ دے دیں، اور اتنے پیسے ہم گھر آکر زکوٰۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو زکوٰۃ ہوجائے گی؟

ج...... ادائیگی ہوجائے گی۔

## صاحبِ مال کے حکم کے بغیر، وکیل زکوٰۃ ادا نہیں کرسکتا

س...... ایک صاحبِ زکوٰۃ نے اپنی زکوٰۃ کے پیسہ کا کسی کو وکیل نہیں بنایا اور دُوسرا کوئی صاحبِ مال کی اجازت کے بغیر ادا کردے تو ادا ہوگی یا نہیں؟

ج...... اگر دُوسرا آدمی، صاحبِ مال کے حکم یا اجازت سے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی ورنہ نہیں۔

## زکوٰۃ کی تشہیر

س...... "جنگ" میں ایک فوٹو شائع ہوا ہے کہ بیواؤں میں مشینیں تقسیم کر رہے ہیں، زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین ہیں، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ اس طرح زکوٰۃ کی تشہیر کی جائے؟

ج...... فوٹو چھاپنا تو آج کل نمائش اور ریاکاری کا محبوب مشغلہ ہے، جن بیواؤں کو سلائی مشینیں تقسیم کی گئیں اگر وہ زکوٰۃ کی مستحق تھیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، ورنہ نہیں۔ زکوٰۃ کی تشہیر اس نیت سے تو دُرست ہے کہ اس سے زکوٰۃ دہندگان کو ترغیب ہو، اور ریاکاری اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوٰۃ کی تشہیر جائز نہیں، بلکہ اس سے ثواب باطل ہوجاتا ہے۔

## تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ دینا

س...... اگر کوئی عورت اپنی کل رقم یا سونا جو اس کے پاس ہے اس پر سالانہ زکوٰۃ نہ نکالتی ہو، بلکہ ہر مہینہ کچھ نہ کچھ کسی ضرورت مند کو دے دیتی ہو، کبھی نقد رقم، کبھی اناج وغیرہ اور وہ اس کا حساب بھی اپنے پاس نہ رکھتی ہو تو اس کا ایسا کرنا زکوٰۃ دینے میں شمار ہوگا یا نہیں؟

ج……زکوٰۃ کی نیت سے جو کچھ دیتی ہے اتنی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ پوری ہوگئی یا نہیں؟ اس لئے حساب کرکے جتنی زکوٰۃ نکلتی ہو وہ ادا کرنی چاہئے، البتہ یہ اختیار ہے کہ اکٹھی دے دی جائے یا تھوڑی تھوڑی کرکے سال بھر میں ادا کردی جائے۔ مگر حساب رکھنا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے، جو چیز زکوٰۃ کی نیت سے نہ دی جائے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت کرکے کچھ رقم الگ رکھ لی، اور پھر اس میں سے وقتاً فوقتاً دیتے رہے، تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

س……اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر نکالتا رہے تو کیا یہ عمل دُرست ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، اس طرح صدقہ نکالنا چاہئے۔

ج……ہر مہینے تھوڑی زکوٰۃ نکالتے رہنا دُرست ہے۔

س……عرض ہے کہ میرا وسیع کاروبار ہے، لیکن میں جو سالانہ زکوٰۃ حساب کرکے آہستہ آہستہ مختلف مدارس یا غرباء میں تقریباً آٹھ نو مہینوں میں زکوٰۃ ادا کردیتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ زکوٰۃ رمضان کے ماہ میں پوری پوری ادا کردینی چاہئے۔ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں مکمل بتائیں کہ زکوٰۃ کی رقم کس ماہ میں یا پھر آہستہ آہستہ دے دیں تو کوئی حرج تو نہیں؟ تفصیل کے ساتھ لکھیں۔

ج……آپ جب سے صاحبِ نصاب ہوئے اس تاریخ (قمری تاریخ مراد ہے) کے آنے پر زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے، خواہ وہ رمضان ہو یا محرّم۔ بہتر تو یہی ہے کہ حساب کرکے زکوٰۃ کی رقم الگ کرلی جائے، لیکن اگر تھوڑی تھوڑی کرکے سال بھر میں ادا کی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، اور جب سال شروع ہو اسی وقت سے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ پیشگی ادا کرتے رہیں، تو یہ بھی دُرست ہے۔ تاکہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے۔ بہرحال جتنی مقدار زکوٰۃ کی واجب ہو اس کا ادا ہوجانا ضروری ہے۔

س……اگر کوئی زکوٰۃ مہینہ وار قسطوں میں ادا کرنا چاہتا ہے تو دو صورتیں ہوسکتی ہیں، فرض

کریں وہ پچھلی زکوٰۃ ادا کرچکا ہے، اب اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ ۱: پہلی صورت میں وہ ایک سال گزرنے کے بعد حساب لگائے کہ اس پر کتنی زکوٰۃ فرض ہوئی ہے، اور اس رقم کو مہینہ وار قسطوں میں ادا کرنا شروع کردے، لیکن اگر اس دوران وہ مرگیا تو زکوٰۃ کا بوجھ اس پر رہ جائے گا۔ ۲: دُوسری صورت میں وہ حساب لگائے کہ سال کے آخر تک اس پر کتنی زکوٰۃ فرض ہوجائے گی اور قسط وار ادا کرنا شروع کردے جو کمی بیشی ہو وہ آخر مہینے میں برابر کرے، ایسی صورت میں جب وہ مرے گا تو اس پر زکوٰۃ کا بوجھ نہیں ہوگا، لیکن کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

ج…… پیشگی زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

س…… میں نے رمضان کے مہینے میں جتنی زکوٰۃ نکلتی تھی، وہ رقم الگ کرکے رکھ دی، اب ایک دو گھروں کو جن کو میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہوں ان کو ہر مہینے اس میں سے نکال کردے دیتا ہوں، کیونکہ اگر ایک ساتھ دے دیئے جائیں تو یہ لوگ خرچ کردیتے ہیں اور پھر پریشان رہتے ہیں۔ آپ شرعی نقطۂ نظر سے بتادیجئے کہ میرا یہ فعل دُرست ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ایڈوانس زکوٰۃ دینے کے متعلق بھی بتادیں تو عنایت ہوگی۔

ج…… آپ کا یہ فعل دُرست ہے کہ زکوٰۃ کی رقم نکال کر الگ رکھے، اور حسبِ موقع نکالتا رہے، اور جو شخص صاحبِ نصاب ہو اگر وہ سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کردے یا کئی سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کردے تو یہ بھی جائز ہے۔

## مجوّزہ پیشگی زکوٰۃ کی رقم سے قرض دینا

س…… میں ہر مہینے زکوٰۃ کے روپے نکالتی ہوں، اور رمضان شریف میں دے دیتی ہوں، اگر کوئی عام دنوں میں مجھ سے یہ روپے قرض مانگے تو کیا میں دے سکتی ہوں؟

ج…… جب تک وہ رقم آپ کے پاس ہے، آپ کی ملکیت ہے، آپ اس کا جو چاہیں کرسکتی ہیں۔

## گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ

س…… ایک شخص پر زکوٰۃ واجب ہے، لیکن وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، کچھ عرصے کے بعد وہ خدا

کے حضور توبہ اِستغفار کرتا ہے، اور آئندہ زکوٰۃ ادا کرنے کا اپنے خدا سے وعدہ کرتا ہے، پچھلی زکوٰۃ کے بارے میں اس پر کیا حکم ہے؟ کیا وہ پچھلی زکوٰۃ بھی ادا کرے؟ مثلاً: دس سال تک زکوٰۃ ادا نہیں کی جبکہ اس کے پاس ذاتی مکان بھی نہیں ہے، اور تنخواہ بھی صرف گزارے کی ہو، ایسے شخص کے لئے زکوٰۃ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج……نماز، زکوٰۃ، روزہ سب کا ایک ہی حکم ہے، اگر کوئی شخص غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے ان فرائض کو چھوڑتا رہا تو صرف توبہ، اِستغفار سے یہ فرائض معاف نہیں ہوں گے، بلکہ حساب کرکے جتنے سالوں کی نمازیں اس کے ذمہ ہیں، تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرنا شروع کردے، مثلاً: ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کرلیا کرے، بلکہ نفلوں کی جگہ بھی قضا نمازیں پڑھا کرے، یہاں تک کہ گزشتہ سالوں کی ساری نمازیں پوری ہوجائیں، اسی طرح زکوٰۃ کا حساب کرکے وقتاً فوقتاً ادا کرتا رہے، یہاں تک کہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ پوری ہوجائے، اسی طرح روزے کا حکم سمجھ لیا جائے، الغرض ان قضا شدہ فرائض کا ادا کرنا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ادا فرض کا۔

## گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

س……میری شادی تیرہ سال پہلے ہوئی تھی، اس پر میں نے اپنی بیوی کو چھ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی تحفے کے طور پر دی تھی۔ الف: اس مالیت پر کتنی زکوٰۃ ہوگی؟ ب: دو سال بعد اس مالیت میں سونا ایک تولہ کم ہوگیا، یعنی بعد میں ۵ تولہ سونا اور ۲۰ تولہ چاندی رہ گئی ہے، اس کو تقریباً گیارہ سال ہوگئے ہیں، جس کی کوئی زکوٰۃ نہیں دی گئی، اب اس کی کتنی زکوٰۃ دیں حساب کرکے بتائیں، اگر سونا دیں تو کتنا دینا ہے؟

س……میری بہن کے پاس ۹ تولہ سونا ہے اور ۲۰ تولے چاندی ہے، اور یہ سترہ سال سے ہے، آپ بتائیں کہ اس کو اب کتنی زکوٰۃ دینی ہے؟

ج……دونوں مسئلوں کا ایک ہی جواب ہے، آپ کی بیوی اور آپ کی بہن کی ملکیت میں جس تاریخ کو سونا اور چاندی آئے، ہر سال اس قمری تاریخ کو ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی رہی،

جوانہوں نے ادانہیں کی، اس لئے تمام گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ان کے ذمہ لازم ہے۔

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سال سونے اور چاندی کی جو مقدار تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے، پھر دُوسرے سال اس چالیسویں حصے کی مقدار منہا کر کے باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ نکالا جائے، اسی طرح سترہ سال کا حساب لگایا جائے، اوران باقی تمام سالوں کی زکوٰۃ کا مجموعہ جتنی مقدار سونے اور چاندی کی بنے وہ زکوٰۃ میں ادا کردی جائے۔ آپ کی بہن کے پاس سترہ سال پہلے ۹ تولے سونا اور ۲۰ تولے چاندی تھی۔ میں نے سترہ سال کی زکوٰۃ کا حساب لگایا تو سونے کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۷ء۳۶ گرام بنی، اور چاندی کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۸۱ء۶۰۱ گرام بنی، لہٰذا ۹ تولے سونے اور ۲۰ تولے چاندی کی زکوٰۃ میں مندرجہ بالا مقدار کا ادا کرنا آپ کی بہن کے ذمہ لازم ہے، اور آپ کی بیوی کے ذمہ گیارہ سال کی زکوٰۃ میں ۱۴ء۷۹۵ گرام سونا اور ۲۵ء۵۰۹ گرام چاندی کا ادا کرنا لازم ہے۔

## دُکان کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

س…… میں ایک دُکان کا مالک ہوں، جو کہ آج سے تقریباً چار سال قبل ۲۰ ہزار روپے میں خریدی تھی، اور تقریباً ایک سال قبل میں نے اس میں ۵۰ ہزار روپے کا سامان خرید کر بھرا تھا، جس میں سے تقریباً ۲۰ ہزار روپے کا سامان قرض لیا تھا جو اَب میں نے ادا کر دیا ہے، اس دُکان سے مجھ کو جو آمدنی ہوتی ہے، میں وہ پوری دُکان میں ہی لگا دیتا ہوں، مارکیٹ کے حساب سے میری دُکان کی قیمت ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے، اور اس میں جو سامان ہے اس کی قیمت بھی ۶۰ یا ۶۵ ہزار روپے بنتی ہے، ماہِ رمضان آنے والا ہے، آپ سے سوال یہ ہے کہ میں اس پر زکوٰۃ کس حساب سے ادا کروں؟ دُکان کی آمدنی سے میں کچھ خرچ نہیں کرتا۔

ج…… دُکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے اس کی قیمت لگا کر، آپ کے ذمہ اگر کچھ قرض ہو اس کو منہا کر دیا جائے، اور باقی جتنی رقم بچے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کر دیا کریں، دُکان کی عمارت، باردانہ اور فرنیچر وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں، صرف قابلِ فروخت مال پر زکوٰۃ ہے۔

## استعمال شدہ چیز زکوٰۃ کے طور پر دینا

س...... ایک شخص ایک چیز چھ ماہ استعمال کرتا ہے، چھ ماہ استعمال کے بعد وہی چیز اپنے دِل میں زکوٰۃ کی نیت کرکے آدھی قیمت پر بغیر بتائے مستحقِ زکوٰۃ کو دے دیتا ہے، تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

ج...... اگر بازار میں فروخت کی جائے اور اتنی قیمت مل جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

## نہ فروخت ہونے والی چیز زکوٰۃ میں دینا

س...... ایک دُکان دار سے ایک چیز نہیں بکتی، وہ چیز زکوٰۃ میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور قبول ہوگی بھی یا نہیں؟

ج...... ردّی چیز زکوٰۃ میں دینا اِخلاص کے خلاف ہے، تاہم اس چیز کی جتنی مالیت بازار میں ہو، اس کے دینے سے اتنی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

## اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ کی ادائیگی

س...... کیا زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو اشیاء کی شکل میں بھی دی جاسکتی ہے؟

ج...... دی جاسکتی ہے، لیکن اس میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ ردّی قسم کی چیزیں زکوٰۃ میں نہ دی جائیں۔

## زکوٰۃ کی رقم سے مستحقین کے لئے کاروبار کرنا

س...... زکوٰۃ کی امداد کی تقسیم کے بارے میں ایک نظریہ یہ سامنے آیا ہے کہ یہ رقم مستحقین کو دینے کے بجائے اس سے مستحقین کے حق میں کسی ذمہ دار فرد کی نگرانی میں صنعتی نوعیت کا کوئی کاروبار کردیا جائے تاکہ اس سے منافع حاصل ہو اور غرباء کو روزگار بھی فراہم کرکے مستحقین کو جلد یا بدیر انہیں صاحبِ نصاب لوگوں کے برابر لا کھڑا کیا جائے۔ جبکہ میں نے ایک دینی اور دُنیوی دونوں علوم میں کافی دسترس رکھنے والے گوشہ نشین بزرگ سے یہ سنا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مخیرّ افراد سے مستحقین کو براہِ راست ملنی چاہئے، کسی تیسرے فرد کو ان دونوں

کے درمیان نہ تو حائل ہونے کی اجازت ہے اور نہ اس رقم کو مستحق آدمی کے پاس پہنچنے سے پہلے اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے کا اختیار ہے، خواہ وہ مستحقین کے حق میں ہی کیوں نہ ہو؟ ان دونوں نظریوں کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں ضروری وضاحت فرمائیں۔

ج…… اس بزرگ کی یہ بات صحیح ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا جب تک کسی فقیر محتاج کو مالک نہیں بنادیا جائے گا، زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، ان کو اس کا مالک بنادینے کے بعد اگر ان کی اجازت سے وتوکیل سے ایسا کوئی انتظام کیا جائے جو آپ نے لکھا ہے، تو دُرست ہے۔

## زکوٰۃ کی رقم سے غرباء کے لئے صنعت لگانا

س…… کیا زکوٰۃ کی رقم سے مل اور صنعتی کارخانے لگائے جاسکتے ہیں؟ تاکہ غرباء و نادار مستحقینِ زکوٰۃ کو بہترین اور مستقل طور پر مدد کی جاسکے۔

ج……زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے فقیر کو مالک بنانا شرط ہے، صنعتی کارخانے لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، ہاں! اگر کارخانہ لگا کر ایک فقیر کو یا چند فقراء کو آپ اس کا مالک بنادیتے ہیں، جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

## قرض دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کی نیت کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

س……ہم نے کسی غریب اور پریشان حال وضرورت مند کی مالی مدد کی، اس نے اُدھار رقم مانگی تھی، اس کی خستہ حالی کے پیشِ نظر ہم نے مالی اعانت کی، اب وہ مقرّرہ میعاد میں قرض لی ہوئی رقم کو آج تک واپس نہیں کرسکا، نہ ہی صورت دِکھائی، اب کیا ہم اس کو قرض دی ہوئی رقم کو زکوٰۃ کی نیت کرکے چھوڑ دیں تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟ جبکہ ہم نے اسے رقم اُدھار دی تھی، تو زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تھی، نہ ہی یہ خیال تھا کہ وہ رقم ہم کو واپس نہیں کرے گا اور ہضم کرجائے گا۔

ج…… جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا شرط ہے۔


فہرست

## قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ سالانہ دیں، چاہے قرض کی وصولی پر یک مشت

س…… میں نے کچھ رقم ایک دوست کو قرضِ حسنہ کے طور پر دی ہوئی ہے، کیا میں اس پر ہر سال زکوٰۃ دوں یا جب وہ وصول ہوجائے تب دوں؟ واضح ہو کہ رقم کو دیئے ہوئے کئی سال ہوگئے ہیں، اور اب اس دوست کا کاروبار اچھا چل رہا ہے، میرے دو چار دفعہ مانگنے پر بھی اس نے رقم واپس نہیں کی، ٹال دیتا ہے کہ ابھی نہیں ہے، ایک بل پھنسا ہوا ہے جب مل گیا تو فوراً ادا کردوں گا۔

ج…… اس قرض کی رقم پر زکوٰۃ تو آپ کے ذمہ ہر سال واجب ہے، البتہ یہ آپ کو اختیار ہے کہ سال کے سال ادا کردیا کریں یا جب وہ قرض وصول ہو تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ وقت پر ادا کریں۔

## مقروض سونے کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟

س…… میرے پاس زیور ۹ تولے ہے، اس کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں، زکوٰۃ کتنے تولے پر لاگو ہوتی ہے اور کتنے تولے کے بعد زکوٰۃ دینی پڑتی ہے؟ فرض کرو کہ ۵ تولے پر زکوٰۃ ہے تو مجھے بقایا ۴ تولے کی زکوٰۃ دینی پڑے گی یا ٹوٹل ۹ تولے کی دینی ہوگی؟ میں سرکاری ادارے میں ملازم ہوں اور میں نے کافی قرضہ بھی دینا ہے، اس صورت میں زکوٰۃ کا طریقہ کیا ہے؟ جبکہ میری تنخواہ بھی زیادہ نہیں ہے، مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔

ج…… آپ کے ذمہ جو قرض ہے اس کو منہا کرنے کے بعد اگر آپ کے پاس ساڑھے سات تولے سونا باقی رہ جاتا ہے تو آپ پر اس باقی ماندہ کی زکوٰۃ واجب ہے۔

## زکوٰۃ سے ملازم کو تنخواہ دینا جائز نہیں، امداد کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے

س…… میرے ہاں ایک ملازم ہے جس نے تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کیا، تو میں نے زکوٰۃ کی نیت سے اضافہ کردیا، اب وہ یہ سمجھتا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ ہوا، اسی کے بدلے میں کام کررہا ہوں، کیا اس طرح دی ہوئی میری زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

ج…… ملازم کی تنخواہ تو اس کے کام کا معاوضہ ہے، اور جب آپ نے تنخواہ بڑھانے کے نام

پر اضافہ کیا تو وہ بھی کام کے معاوضے میں ہوا، اس لئے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ جو تنخواہ اس کے ساتھ طے ہو وہ ادا کرنے کے علاوہ اگر اس کو ضرورت مند اور محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دے دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

## ملازم کو ایڈوانس دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کی نیت دُرست نہیں

س…… میں نے اپنے ملازم کو کچھ رقم بطور ایڈوانس واپسی کی شرط پر دی، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ رقم ادا نہیں کر سکے گا، اگر میں زکوٰۃ کی نیت کرلوں تو کیا ادا ہو جائے گی؟

ج…… زکوٰۃ کی نیت دیتے وقت کرنی ضروری ہے، بعد میں کی ہوئی نیت کافی نہیں، اس لئے آپ رقم کو زکوٰۃ کی مد میں منہا نہیں کر سکتے۔ ہاں! یہ کر سکتے ہیں کہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کو اتنی رقم دے کر پھر خواہ اسی وقت اپنا قرض وصول کریں۔

## آئندہ کے مزدوری کے مصارف زکوٰۃ سے منہا کرنا دُرست نہیں

س…… ایک شخص مکان بنوا رہا ہے، مزدور کام کر رہے ہیں، اس دوران زکوٰۃ دینے کا وقت آتا ہے، کیا وہ ان مزدوروں کی اُجرت الگ رکھ کر زکوٰۃ نکالے گا؟ یعنی اگر فرض کیا ۵۰ ہزار بننے کا اندازہ ہے، تو ۵۰ ہزار الگ رہنے دے اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالے، کیونکہ میں نے پڑھا ہے کہ اگر نوکر ہیں کسی کے تو وہ ان کی تنخواہ انہیں دے کر پھر زکوٰۃ دے۔

ج…… جتنا خرچ مکان پر اُٹھ چکا ہے، اور اس کے ذمہ مزدوروں کی مزدوری واجب الادا ہوگئی ہے، اس کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر سکتا ہے، لیکن آئندہ جو مصارف اُٹھیں گے یا مزدوری واجب ہوگی اس کو منہا کرنا دُرست نہیں۔

## زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر خریدنا جائز نہیں

س…… ایک آدمی اپنی زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر خرید سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر نہیں خریدا جا سکتا، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی غریب آدمی قرض لے کر جنریٹر خرید کر مسجد کو دے دے اور زکوٰۃ کی رقم اس کو قرضہ ادا کرنے کے لئے دے دی جائے۔

## پیسے نہ ہوں تو زیور بیچ کر زکوٰۃ ادا کرے

س...... زکوٰۃ دینا صرف بیوی پر فرض ہے، وہ تو کما کر نہیں لاتی، پھر وہ کس طرح زکوٰۃ دے؟ جبکہ شوہر اس کو صرف اتنی ہی رقم دیتا ہے جو گھر کی ضروریات کے لئے ہوتی ہے۔

ج...... اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دیا کرے، یا زیور ہی کا چالیسواں حصہ دینا ممکن ہو تو وہ دے دیا کرے۔

س...... زید کی بیوی کے پاس سونے کے زیورات ہیں جس کا وزن نہیں کرایا ہے، کیا اس کی زکوٰۃ بیوی کو دینی ہے یا شوہر کو؟ جبکہ شوہر تمام ضروریات خود پوری کرتا ہے، اور بیوی کو بہت کم رقم جیب خرچ کے لئے دیتا ہے۔ بعض اوقات شوہر کے پاس سال کے آخر میں اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ زکوٰۃ ادا کی جائے، شوہر کی آمدنی اسکول کے اُستاد کی تنخواہ اور ٹیوشن وغیرہ پر ہے، شوہر کی کچھ رقم نفع ونقصان کے کاروبار میں لگی ہوئی ہے، جس پر زکوٰۃ دی جاتی ہے، کیا پھر بھی سونے کے زیورات پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟

ج...... سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے، اگر زید کی بیوی کے پاس اتنا سونا ہے جس کی وہ خود مالک ہے تو زکوٰۃ اس پر فرض ہے، اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دی جائے۔

## بیوی خود زکوٰۃ ادا کرے چاہے زیور بیچنا پڑے

س...... میرے تمام زیورات کی تعداد تقریباً آٹھ تولہ سونا ہے، لیکن اس کے علاوہ میرے پاس نہ تو قربانی کے لئے اور نہ ہی زکوٰۃ کے لئے کچھ رقم ہے، لہٰذا میں نے ایک سیٹ اپنی بچی کے نام رکھ چھوڑا ہے، وہ اب زیرِ استعمال بھی نہیں، اور شوہر زکوٰۃ دینے پر راضی نہیں، اور کہتا ہے تمہارا زیور ہے تم جانو، مگر اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں تبدیل یا فروخت بھی نہیں کر سکتی، اب بچی والے زیور کی زکوٰۃ کون دے گا؟ بھائی کے دیئے ہوئے ڈھائی ہزار روپے پر زکوٰۃ نکال دیتی ہوں۔

ج...... جو زیور آپ نے بچی کی مِلک کر دیا ہے، وہ جب تک نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں، لیکن اس کی ملکیت کر دینے کے بعد آپ کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ باقی زیور اگر

نقدی ملاکر حدِ زکوٰۃ تک پہنچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اگر نقد روپیہ نہ ہو تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ اگر شوہر آپ کے کہنے پر آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردیا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، مگر اس کے ذمہ فرض نہیں۔ فرض آپ کے ذمہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو اتنا زیور ہی نہ رکھا جائے جس پر زکوٰۃ فرض ہو، یہ جواب تو اس صورت میں ہے کہ یہ زیور آپ کی ملکیت ہو، لیکن آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ: ''اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں، تبدیل یا فروخت بھی نہیں کرسکتی'' اس فقرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیور دراصل شوہر کی ملکیت ہے، اور آپ کو صرف پہننے کے لئے دیا گیا ہے، اگر یہی مطلب ہے تو اس زیور کی زکوٰۃ آپ کے شوہر پر فرض ہے، آپ پر نہیں۔

## غریب والدہ نصاب بھر سونے کی زکوٰۃ زیور بیچ کر دے

س…… والدہ صاحبہ کے پاس قابلِ زکوٰۃ زیور ہے، ان کی اپنی کوئی آمدنی نہیں، بلکہ اولاد پر گزر اوقات ہے، اس صورت میں زکوٰۃ ان کے زیور پر واجب ہے یا نہیں؟

ج…… زکوٰۃ واجب ہے، بشرطیکہ یہ زیور نصاب کی مالیت کو پہنچتا ہو، زیور بیچ کر زکوٰۃ دی جائے۔

## شوہر کے فوت ہونے پر زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟

س…… ہماری ایک عزیزہ ہیں، ان کے شوہر فوت ہوگئے ہیں، اور ان پر بارہ ہزار کا قرضہ ہے، جبکہ ان کے پاس تھوڑا بہت سونا ہے، آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے؟ اگر دینی ہے تو کتنی؟

ج…… شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ صرف اس کی اہلیہ کا نہیں، بلکہ سب سے پہلے اس کے شوہر کا قرضہ ادا کیا جائے، پھر اسے شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے اور پھر ان وارثوں میں سے جو بالغ ہوں ان کا حصہ نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔

## اگر نقدی نہ ہو تو سابقہ اور آئندہ سالوں کی زکوٰۃ میں زیور دے سکتے ہیں

س…… اگر کوئی لڑکی جہیز میں اپنے ساتھ اتنا زیور لائے جس کی زکوٰۃ کی رقم اچھی خاصی بنتی

ہواور شوہر کی آمدنی سے سال میں اتنی رقم پس انداز نہ ہوسکتی ہو تو بتایا جائے زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

ج…… ان زیورات کا کچھ حصہ فروخت کردیا جائے یا کئی سال کی زکوٰۃ میں دے دیا جائے، یعنی اس کی قیمت لگالی جائے، اور زیورات کی زکوٰۃ جتنے سال کی اس کے برابر ہو اتنے سال کی نیت کرکے وہ زیور زکوٰۃ میں دے دیا جائے۔

## دُکان میں مالِ تجارت پر زکوٰۃ اور طریقۂ ادائیگی

س…… میں کتابوں اور اسٹیشنری کی دُکان کرتا ہوں، سامان کی مالیت تقریباً بارہ تا پندرہ ہزار ہوگی، دُکان کرایہ کی ہے، آیا یہ دُکان کا سامان قابلِ ادائیگیٔ زکوٰۃ ہے؟ یعنی اس مالِ تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے؟

ج…… دُکان کا جو بھی مال فروخت کیا جاتا ہے، اگر اس مال کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کو پہنچتی ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

س…… اگر اس مال پر زکوٰۃ فرض ہے تو چونکہ اسٹیشنری کا سامان بہت ساری اشیاء پر مشتمل ہے اور میں روزانہ خریداری اور فروخت بھی کرتا ہوں، اس لئے اس کا حساب کتاب ناممکن سا ہوجاتا ہے، تو کیا اندازاً اس کی قیمت لگاکر زکوٰۃ ادا کرسکتا ہوں؟

ج…… روزانہ کا حساب رکھنے کی ضرورت نہیں، سال میں ایک تاریخ مقرّر کرلیجئے، مثلاً: یکم رمضان کو پوری دُکان کے قابلِ فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کرلیا جائے، اور اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کردیا کیجئے۔ جس تاریخ کو آپ نے دُکان شروع کی تھی، ہر سال اس تاریخ کو حساب کرلیا کیجئے۔

## انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

س…… ایک شخص صاحبِ نصاب ہے، اگر وہ شرع کے مطابق اپنی جائیداد، رقم وغیرہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو کیا شرعاً وہ ملکی نظامِ دولت کا وضع کردہ انکم ٹیکس ادا کرنے سے بری ہوجاتا ہے؟ اگر وہ صرف انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ نیز

موجودہ نظام میں وہ کیا طریقہ اختیار کرے؟

ج...... انکم ٹیکس ملکی ضروریات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرّر ہے، جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لئے فریضۂ خداوندی اور عبادت ہے، انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، بلکہ زکوٰۃ کا الگ ادا کرنا فرض ہے۔

## مالک بنائے بغیر فلیٹ رہائش کے لئے دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

س...... دریافت طلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی مد سے تعمیر کئے گئے فلیٹ حسبِ ذیل شرائط پر مستحقینِ زکوٰۃ کو دیئے گئے ہیں، تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

شرائط:

۱:...... یہ فلیٹ کم از کم پانچ سال تک آپ کسی کے ہاتھ بیچ نہیں سکیں گے (زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں)۔

۲:...... متعلقہ فلیٹ آپ کو اپنے استعمال کے لئے دیا جارہا ہے، اس میں آپ کرایہ دار نہیں رکھیں گے، پگڑی پر نہیں دے سکیں گے، اور کسی دُوسرے شخص کو استعمال کے لئے بھی نہیں دے سکیں گے۔

۳:...... آپ نے فلیٹ اگر کسی کو پگڑی پر دیا یا کرایہ دار رکھا تو اس کی اطلاع جماعت کو ملنے پر آپ کے فلیٹ کا حق منسوخ کردیا جائے گا۔

۴:...... فلیٹ کے مینٹیننس کی رقم جو جماعت مقرّر کرے وہ ہر ماہ ادا کرکے اس سے رسید حاصل کرنی پڑے گی۔

۵:...... فلیٹ کی وساطت کسی دُوسرے فلیٹ کے قبضہ دار سے بدلی نہیں کیا جاسکے گا۔

۶:...... اس عمارت کی چھت جماعت کے قبضے میں رہے گی۔

۷:...... مستقبل میں فلیٹ بیچنے یا چھوڑنے کی صورت میں جماعت سے نوآبجکشن سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد مزید کارروائی ہوسکے گی۔

۸:...... اُوپر بیان کی گئی شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے عمل میں آنے

والے نئے اَحکامات اور شرائط کو مان کر ان پر عمل کرنا ہوگا، ان بیان کی گئی شرائط اور پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے والے ممبر سے جماعت فلیٹ خالی کراسکے گی اور فلیٹ میں رہنے والے کو اس پر عمل کرنا اور قانونی حق چھوڑنا ہوگا۔

(مذکورہ بالا اقرارنامہ کی تمام شرائط اور ہدایت پڑھ کر سمجھ کر منظور کرتا اور راضی خوشی سے اس پر اپنے دستخط کردیتا ہوں)

براہِ مہربانی جواب بذریعہ اخبار جنگ عنایت فرمائیں، تاکہ سب جماعتوں کو پتہ چل جائے، کیونکہ یہ سلسلہ سکھر، حیدرآباد اور کراچی کی میمن برادری میں عام چل پڑا ہے، اور اس میں کروڑوں روپے زکوٰۃ کی مد میں لوگوں سے وصول کرکے لگائے جارہے ہیں۔

ج...... زکوٰۃ تب ادا ہوتی ہے جب محتاج کو مالِ زکوٰۃ کا مالک بنادیا جائے، اور زکوٰۃ دینے والے کا اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہے، آپ کے ذکر کردہ شرائط نامے میں جو شرطیں ذکر کی گئی ہیں وہ عاریت کی ہیں، تملیک کی نہیں، لہٰذا ان شرائط کے ساتھ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ بناکر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی صورت یہی ہے کہ جن کو یہ فلیٹ دیئے جائیں ان کو مالک بنادیا جائے، اور ملکیت کے کاغذات سمیت ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹس میں جیسے چاہیں مالکانہ تصرف کریں، اور جماعت کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر ان کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اور ان پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔

# کن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

## (مصارفِ زکوٰۃ)

### زکوٰۃ کے مستحقین

س…… کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کن کو ناجائز؟

ج…… اپنے ماں باپ، اور اپنی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اسی طرح شوہر بیوی ایک دُوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، جو لوگ خود صاحبِ نصاب ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (ہاشمی حضرات) کو زکوٰۃ دینے کا حکم نہیں، بلکہ اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کی مدد غیرِ زکوٰۃ سے لازم ہے۔ اپنے بھائی، بہن، چچا، بھتیجے، ماموں، بھانجے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، مزید تفصیل خود پوچھئے یا کسی کتاب میں پڑھ لیجئے۔

### ایضاً

س…… زکوٰۃ کی تقسیم کن کن قوموں پر حرام ہے؟ جبکہ ہمارے علاقے تحصیل پلندری بلکہ پورے آزاد کشمیر میں سیّد، ملک، اعوان اور لوہار، ترکھان، قریشی وغیرہ ان کے لئے زکوٰۃ حرام قرار دے کر بند کردی گئی، البتہ سیّد حضرات کے لئے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں، دیگر دو قومیں جن میں قریشی کہلانے والے ترکھان، لوہار اور اعوان، ملک شامل ہیں زکوٰۃ کے حق دار ہیں یا نہیں؟ براہِ کرم اس کی بھی وضاحت کریں کہ سیّد گھرانے کے علاوہ حاجت مند لوگ مثلاً: یتیم، بیوہ، معذور زکوٰۃ لینے کے حق دار ہیں؟

ج…… زکوٰۃ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لئے حلال نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد ہیں: آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر، آلِ عباس اور آلِ حارث بن عبدالمطلب۔ پس جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی

جاسکتی، اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہو تو دُوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہئے۔

## سیّد اور ہاشمیوں کی اعانت غیرِ زکوٰۃ سے کی جائے

س…… اسلام دینِ مساوات ہے اور دینِ عدل و حکمت ہے، اسلام غیرمسلموں سے جزیہ وصول کرتا ہے تو انہیں اپنے زیرِ سایہ تحفظ فراہم کرتا ہے، اسلام زکوٰۃ دینے کا حکم دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ انہیں اُمت (ہاشمی کے علاوہ) کے غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کیا جائے، یہ اسلام کا ایک حکم ہے، جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ہمارا مذہب ہاشمی اُمت کے غریبوں، بیواؤں، یتیموں، ناداروں، مسکینوں اور محتاجوں، غریب طالب علموں کے لئے کیا مالی تحفظ فراہم کرتا ہے؟

ج…… ہاشمی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے زکوٰۃ کو ممنوع قرار دیا ہے، یہ حضرات اگر ضرورت مند ہوں تو غیرزکوٰۃ فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی خدمت کرنا بڑے اجر کا موجب ہے۔

## سادات کو زکوٰۃ کیوں نہیں دی جاتی؟

س…… مولانا صاحب! میں نے اکثر کتابوں میں پڑھا ہے اور سنا بھی ہے کہ سادات لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دینا چاہئے، ایسا کیوں ہے؟

ج…… زکوٰۃ، لوگوں کے مال کا میل ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو اس سے ملوّث کرنا مناسب نہ تھا، وہ اگر ضرورت مند ہوں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے، نیز اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ ہوسکتا تھا کہ یہ خوبصورت نظام اپنی اولاد ہی کے لئے تو… معاذ اللہ… جاری نہیں فرماگئے؟ نیز اس کا ایک نفسیاتی پہلو بھی ہے، اور وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو زکوٰۃ دینا جائز ہوتا تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی بنا پر انہی کو ترجیح دیتے، غیرسیّد کو زکوٰۃ دینے پر ان کا دِل مطمئن نہ ہوتا، اس سے دُوسرے فقراء کو شکایت پیدا ہوتی۔

### ایضاً

س...... سنی فقہ میں سیّدوں پر زکوٰۃ، خیرات اور صدقہ کے استعمال کی ممانعت ہے، سوال یہ ہے کہ آیا اس فقہ میں غریب سیّد نہیں ہوتے؟ اور اگر ہوتے ہیں تو ان کی حاجت روائی کے لئے فقہِ سنی میں کون سا طریقہ ہے؟ اور اس سلسلے میں حکومتِ پاکستان کے زکوٰۃ وعشر میں کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟

ج...... یہ مسئلہ سنی فقہ کا نہیں، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمودہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے زکوٰۃ اور صدقہ حلال نہیں، کیونکہ یہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو اللہ تعالیٰ نے اس کثافت سے پاک رکھا ہے۔ سیّد اگر غریب ہوں تو ان کی خدمت میں عزّت و احترام سے ہدیہ پیش کرنا چاہئے۔ حکومت کو بھی چاہئے کہ سیّدوں کی کفالت غیر صدقاتی فنڈ سے کرے۔

### سیّد کی بیوی کو زکوٰۃ

س...... ہمارے ایک عزیز جو کہ سیّد ہیں، جسمانی طور پر بالکل معذور ہونے کے باعث کمانے کے قابل نہیں ہیں، ان کے گھر کا خرچہ ان بیوی جو کہ غیر سیّد ہیں، بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اور کچھ قریبی عزیزوں کی مدد سے چلاتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ چونکہ ان کی بیوی غیر سیّد ہیں اور گھر کی کفیل ہیں تو باوجود اس کے شوہر اور بچے سیّد ہیں، ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

ج...... بیوی اگر غیر سیّد ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے، اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرسکتی ہے۔

### سادات لڑکی کی اولاد کو زکوٰۃ

س...... ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی، جس سے اس کے دو بچے ہیں، کچھ عرصہ بعد

زید نے ہندہ کو طلاق دے دی، بچے ہندہ کے پاس ہیں جو محنت کر کے ان کی پرورش کرتی ہے، زید بچوں کی پرورش کے لئے اس کو کچھ نہیں دیتا، ہندہ خاندانِ سادات سے تعلق رکھتی ہے، اور اس کے یہ بچے صدیقی ہیں، ہندہ کے عزیز، اقربا، بہن بھائی یا ماں باپ ان بچوں کی پرورش وغیرہ کے لئے زکوٰۃ کا پیسہ ہندہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ کہ وہ صرف بچوں کے صرف میں لائے، کیونکہ ہندہ کے لئے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے، شرعی اعتبار سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔

ج…… یہ بچے سیّد نہیں، بلکہ صدیقی ہیں، اس لئے ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اور ہندہ اپنے ان بچوں کے لئے زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے، اپنے لئے نہیں۔

## زکوٰۃ کا صحیح مصرف

س…… کیا زکوٰۃ اور عشر کی رقوم کو ملکی دفاع پر یا انڈسٹری لگانے پر خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ آج تک ہم لوگ یہی سنتے آئے ہیں کہ زکوٰۃ وعشر کی رقوم کو ان چیزوں پر نہیں خرچ کیا جا سکتا، لیکن میاں ..... صاحب کے ایک اخباری بیان نے ہمیں حیران ہی نہیں بلکہ پریشان بھی کر دیا، میاں صاحب فرماتے ہیں: ”شرعی نقطۂ نگاہ سے حکومت زکوٰۃ وعشر کی رقومات کو ملکی دفاع پر خرچ کرنے کا حق رکھتی ہے، زکوٰۃ وعشر کے مصارف کے متعلق نمائندہ جنگ کے سوال پر انہوں نے کہا کہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے ملکی دفاع کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اگر وسائل موجود نہ ہوں یا کم ہوں تو پھر اس مقصد کے لئے زکوٰۃ وعشر کو استعمال کیا جا سکتا ہے، اسی طرح تبلیغِ دین اور اشاعتِ دین کے لئے زکوٰۃ وعشر کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس سلسلے میں ”فی سبیل اللہ“ کی مد موجود ہے، انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ کی رقوم سے ملک میں انڈسٹری بھی لگائی جا سکتی ہے، جس میں غریبوں، یتیموں اور مستحق افراد کو ملازمتیں ملنی چاہئیں، لیکن اس انڈسٹری کے قیام کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ضروری ہے، اور وہ یہ کہ کھاتے پیتے افراد کو اس میں ملازمت نہ دی جائے۔“ بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ر دسمبر ۱۹۸۴ء۔ کیا میاں صاحب کا یہ نقطۂ نظر قرآن وسنت اور فقہِ حنفی کے مطابق

ہے؟ دلائل سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج……زکوٰۃ، فقراء و مساکین کے لئے ہے، قرآنِ کریم نے ''فی سبیل اللہ'' کی جو مد ذکر کی ہے اس میں ''فقر'' بطور شرط ملحوظ ہے، یعنی جو مجاہد نادار ہو اس کو اس کی ضروریات زکوٰۃ کی مد میں سے دی جاسکتی ہیں، جن کا وہ مالک ہوجائے، مطلقاً ملکی دفاع، تعلیم، صحت اور رفاہِ عامہ کی مدات پر زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کرنا صحیح نہیں، جو لوگ اس قسم کے فتوے صادر کرتے ہیں ان کے مطابق زکوٰۃ اور ٹیکس میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

## زکوٰۃ لینے والے کے ظاہر کا اعتبار ہوگا

س……اعزّہ، احباب و اقارب جو بظاہر مستحقِ زکوٰۃ نظر آتے ہیں، یہ کس طرح تصدیق کی جائے کہ یہ صاحبِ نصاب ہیں؟

ج……ظاہر کا اعتبار ہے، پس اگر ظاہر حال کے مطابق دِل مانتا ہے کہ یہ مستحق ہوگا، اس کو دے دی جائے۔

## معمولی آمدنی والے رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

س……میری ایک قریبی عزیزہ ہیں، ان کے شوہر ایک معمولی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، آمدنی اتنی نہیں کہ گھر کے اخراجات بہ احسن چل سکیں، رہائشی مکان بھی کرایہ کا ہے، جواب طلب امر یہ ہے کہ ان حالات میں، میں زکوٰۃ و صدقات کی رقم انہیں دے سکتا ہوں؟

ج……اگر وہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں، تو زکوٰۃ کی مد سے ان کی مدد ضرور کرنی چاہئے۔

## بھائی کو زکوٰۃ دینا

س……علمائے دین بیچ اس مسئلے کے کیا فرماتے ہیں کہ اگر اپنا حقیقی بھائی معذور اور بیمار ہو اور ذریعہ آمدنی بھی نہ ہو تو کیا اس کو دُوسرا بھائی زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

ج……بہن، بھائی اور چچا، ماموں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

## بھائی اور والد کو زکوٰۃ دینا

س……اگر کوئی شخص حساب کتاب میں اپنے والد اور بھائیوں سے الگ ہو اور صاحبِ


فہرست

حیثیت بھی ہو، اب اگر یہ بیٹا والد صاحب کو زکوٰۃ اس طرح دینا چاہے کہ پہلے اپنے غریب مستحق بھائی کو دے دے اور بھائی سے کہہ دے کہ یہ رقم آپ اور والد دونوں استعمال میں لائیں یا بھائی سے کہہ دے کہ یہ رقم قبول کرکے والد کو دینا، جبکہ والد مستحق بھی ہو، کیا یہ صحیح ہے یا ایسی کوئی صورت ہے کہ یہ رقم والد کو دے دی جائے اور زکوٰۃ ادا ہوجائے؟

ج...... بھائی کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے، مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ فلاں شخص (مثلاً: والد صاحب) پر خرچ کرے، غلط ہے۔ جب اس نے بھائی کو زکوٰۃ دے دی تو وہ اس کی ملکیت ہوگئی، اب وہ اس کا جو چاہے کرے۔ اور اگر بھائی کو زکوٰۃ دینا مقصود نہیں، بلکہ والد کو دینا مقصود ہے اور بھائی محض وکیل ہے، تو بھائی کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

## نادار بہن بھائیوں کو زکوٰۃ دینا

س...... میرے والد صاحب عرصہ ڈیڑھ سال سے فوت ہوچکے ہیں، اور میں گھر میں بڑا ہوں، اور شادی شدہ ہوں، فی الحال سارے گھر کی کفالت بھی خود کر رہا ہوں، گھر کے افراد کچھ یوں ہیں: ایک والدہ ماجدہ صاحبہ، ایک ہمشیرہ صاحبہ اور تین عدد چھوٹے بھائی ہیں، جن میں ایک برسرِ روزگار ہے، اور دو ابھی پڑھ رہے ہیں، میرے ذمہ زکوٰۃ بھی واجب ہے، کیا میں وہ زکوٰۃ اپنے بھائیوں کو دے سکتا ہوں اور ہمشیرہ صاحبہ کو؟ کیونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ رہا مسئلہ والدہ صاحبہ والا تو وہ میرا فرض ہے، اور سب ذمہ داری میں قبول کروں گا۔

ج......زکوٰۃ بہن بھائیوں کو دینا جائز ہے۔

## چچا کو زکوٰۃ

س...... ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، اور ہم سات بھائی بہنیں ہیں، والدہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے زکوٰۃ ہم پر فرض ہے، اور ہم زکوٰۃ نکالنا چاہتے ہیں، کیا زکوٰۃ کی کچھ رقم اپنے چچا کو دے دیں، چچا کے مالی حالات صحیح نہیں ہیں،، ہم زکوٰۃ چچا کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا چچا کو علم بھی نہ ہو۔

ج…… چچا کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اور جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے، صرف زکوٰۃ کی نیت کرلینا کافی ہے۔

## بھتیجے یا بیٹے کو زکوٰۃ دینا

س…… میرے پاس میری یتیم بھتیجی رہتی ہے، کیا میں زکوٰۃ کی رقم اس پر خرچ کرسکتی ہوں؟ دُوسرا سوال یہ کہ میں اپنے بیٹے کو بھی زکوٰۃ دے سکتی ہوں؟ وہ معمولی ملازم ہے۔

ج…… بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، اور نواسی نواسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، بھتیجا بھتیجی کو دینا دُرست ہے۔

## بیوی کا شوہر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

س…… ۱: عام طور پر بیوی کی کل کفالت شوہر کے ذمہ ہے، اگر بدنصیبی سے شوہر غریب ہوجائے اور بیوی مال دار ہو تو شرعاً شوہر کے بیوی پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

۲:…… مذکورہ شوہر کو بیوی سے زکوٰۃ لے کر کھانا کیا دُرست ہوگا؟

ج…… ۱: عورت پر شوہر کے لئے جو حقوق ہیں، وہ شوہر کی غربت اور مال داری دونوں میں یکساں ہیں، شوہر کے غریب ہونے پر بیوی پر شرعاً یہ حق ہے کہ شوہر کی غربت کے پیشِ نظر صرف اس قدر نان ونفقہ کا مطالبہ کرے جس کا شوہر متحمل ہوسکے، البتہ اخلاقاً بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت دے۔

۲:…… چونکہ شوہر اور بیوی کے منافع عادۃً مشترک ہیں، اور وہ دونوں ایک دُوسرے کی چیزوں سے عموماً استفادہ کرتے رہتے ہیں، اس لئے شوہر اور بیوی کا آپس میں ایک دُوسرے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

## مال دار بیوی کے غریب شوہر کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے

س…… زید کی بیوی کے پاس چار ہزار روپے کا سونا اور چاندی ہے، جبکہ مقروض اس سے زائد ہے، (یاد رہے سونا چاندی زید کی بیوی کی ملکیت ہیں) اور زید کے والدین نے اسے گھر سے حصہ دینے سے انکار کردیا ہے، تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں کہ زید زکوٰۃ لے سکتا

ہے یا نہیں؟ مقروض خود زید ہے، مال زید کی بیوی کے پاس ہے۔

ج…… زید دُوسروں سے زکوٰۃ لے سکتا ہے، مگر اس کی بیوی اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی، بہرحال شوہر اگر غریب ہے تو وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے، بیوی کے مال دار ہونے کی وجہ سے وہ مال دار نہیں کہلائے گا۔

## شادی شدہ عورت کو زکوٰۃ دینا

س…… ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے، لیکن وہ لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں، کیا ان کو خیرات صدقہ یا زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

ج…… اگر وہ غریب اور مستحق ہیں تو جائز ہے۔

## مال دار اولاد والی بیوہ کو زکوٰۃ

س…… ایک عورت جو کہ بیوہ ہے، لیکن اس کے چار پانچ لڑکے برسرِ روزگار ہیں، اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے، اگر وہ لڑکے ماں کی بالکل امداد نہیں کرتے تو کیا اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟ اگر بالفرض اولاد تھوڑی بہت امداد دیتی ہے جو اس کے لئے ناکافی ہے، تب اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اس خاتون کے اخراجات اس کے صاحب زادوں کے ذمہ ہیں، لیکن اگر وہ نادار ہے اور لڑکے اس کی مالی مدد اتنی نہیں کرتے جو اس کی روزمرّہ ضروریات کے لئے کافی ہو، تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

## زکوٰۃ کی مستحق

س…… میری بیوہ بھاوج ہیں ان کے پاس تقریباً ۱۵ تولے سونا کا زیور ہے، جبکہ ان کی کوئی آمدنی نہیں ہے، نہ کوئی مکان ہے، نہ کوئی ذریعہ آمدنی ہے، ان کو کیا زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ یہ واضح رہے کہ یہ زیور ان کے پاس وہ ان کے شوہر اور ان کے والدین نے دیا تھا، ہمارے ساتھ رہتی ہیں، ان کا ایک بیٹا ہے جو ابھی پڑھ رہا ہے، اور کمانے کے قابل نہیں ہے۔

ج…… آپ کی بھاوج کے پاس اگر ۱۵ تولے سونا ان کی اپنی ملکیت ہے تو ان کو زکوٰۃ دینا

جائز نہیں، بلکہ خود ان پر زکوٰۃ فرض ہے، ہاں! ان کے بیٹے کے پاس اگر کچھ نہیں تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

## بیوہ اور بچوں کو ترکہ ملنے پر زکوٰۃ

س...... ایک بیوہ عورت ہے جس کی اولادِ نرینہ تین ہیں، اسے اپنے شوہر کے ترکہ میں تقریباً چالیس ہزار روپے ملے، اس نے وہ رقم بینک میں فکسڈ ڈپازٹ رکھوادی، اور اس پر جو سود یا اب منافع جو بھی ملتا ہے اس سے اس کا گزر اوقات ہوتا ہے، کیا اس کے اُوپر زکوٰۃ واجب ہے؟ (یاد رہے کہ اس کے علاوہ ان کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں)۔

ج...... اس رقم کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے، ہر ایک کے حصے میں جو رقم آئے اگر وہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کو پہنچتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، نابالغ بچوں کے حصے پر نہیں۔

س...... جب حکومتِ پاکستان نے زکوٰۃ آرڈیننس نافذ کیا اور زکوٰۃ کاٹ لی اس کے بعد اعلیٰ افسران سے رُجوع کیا گیا تو جواب میں انہوں نے محلّہ کمیٹی کو زکوٰۃ فنڈ سے زکوٰۃ وظیفہ دینے کے لئے کہا، کیا وہ زکوٰۃ لینے کی حقدار ہے، جبکہ وہ اپنی آمدنی سے گزارہ کر رہی ہے اور زکوٰۃ لینا نہیں چاہتی؟

ج...... صاحبِ نصاب زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

## ضرورت مند لیکن صاحبِ نصاب بیوہ کی زکوٰۃ سے امداد کیسے؟

س...... ایک ضرورت مند خاتون جواَب بیوہ ہیں، ان کے شوہر کا ایک ہفتہ قبل انتقال ہوگیا، ان خاتون کا کوئی ذریعہ معاش نہیں، مرحوم کی ایک بچی کی عمر ۹ سال ہے، کرایہ کے مکان میں رہتی ہیں، ماہانہ کرایہ ۵۰۰ روپے ہے، ان بیوہ خاتون کے پاس ایک سیٹ سونے کا شادی کے وقت کا ہے، وزن تقریباً دس تولے ہے، موجود ہے، بیوہ اس کو بیٹی کے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہیں، یعنی اس زیور کی ملکیت ۹ سال کی بچی کے نام کرنا چاہتی ہیں، ان حالات میں کیا مذکورہ بیوہ کو شرع مستحقِ زکوٰۃ قرار دیتی ہے؟ یعنی ان کی ضرورت بمدِ زکوٰۃ

ماہانہ وظیفہ کی شکل میں پوری کی جاسکتی ہے؟

ج…… اگر سونے کا سیٹ اپنی لڑکی کے نام ہبہ کردیا تو بیوہ مذکورہ زکوٰۃ کی مستحق ہے، اور اس کی امداد زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔

## مفلوک الحال بیوہ کو زکوٰۃ دینا

س…… ہمارے محلے میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے، اس کی ایک نوجوان بیٹی بھی ہے، جو کہ مقامی کالج میں پڑھتی ہے، اس بیوہ عورت کا ایک بھائی ہے جو اناج کی دلالی کرتا ہے، اور مہینے کے دو ہزار روپے کماتا ہے، لیکن اپنی بیوہ بہن اور ماں کو کچھ بھی نہیں دیتا، اس بیوہ عورت کی ماں بالکل ضعیف اور بیمار ہے، ان سب کا خرچ عورت کا بھتیجا اُٹھاتا ہے، اور اس بھتیجے کی بھی شادی ہوگئی ہے، اور اس کی ایک بچی بھی ہے، اب وہ بھتیجا یہ کہتا ہے کہ میں سب کا خرچ نہیں اُٹھاسکتا، اب وہ بیوہ عورت بالکل اکیلی ہوگئی ہے، اور اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں، تو کیا اس صورتِ حال میں اس کا زکوٰۃ لینا جائز ہے؟ اور کیا ہم سب برادری والے مل کر بیوہ عورت کے بھائی کو روپے نہ دینے پر اس سے زبردستی کرسکتے ہیں؟

ج…… بھائی کو اگر مقدور ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی بہن کے اخراجات برداشت کرے، اگر وہ نہیں کرتا یا استطاعت نہیں رکھتا اور بیوہ کے پاس بھی نصاب کی مقدار سونا چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ وہ نادار بھی ہے اور بے سہارا بھی، اس صورت میں اس کو زکوٰۃ و صدقات دینا ضروری ہے۔

## برسرِ روزگار بیوہ کو زکوٰۃ دینا

س…… ہمارے علاقے میں ایک بیوہ عورت ہے، جو محکمۂ تعلیم حکومتِ پاکستان میں ملازم ہے، تنخواہ ماہانہ پانچ سو روپے ہے، ان کا ایک جوان لڑکا بھی سرکاری ملازم ہے، دونوں ایک ساتھ حکومت کے فراہم کردہ سرکاری کوارٹر میں رہتے ہیں، ہمارے علاقے کی زکوٰۃ کمیٹی نے اس بیوہ عورت کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے پچاس روپے ماہانہ وظیفہ مقرّر کیا ہے اور ہر ماہ ادا کیا جاتا ہے، کیا بیوہ ہونے کی وجہ سے جبکہ سرکاری ملازمہ ہو تو زکوٰۃ کی مستحق ہے؟

ج…… اگر وہ مقروض نہیں برسرِ روزگار ہے، تو اس کو زکوٰۃ نہیں لینی چاہئے، تاہم اگر وہ

صاحبِ نصاب نہیں تو اس کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

## شوہر کے بھائیوں اور بھتیجوں کو زکوٰۃ دینا

س…… میرے شوہر کے چار بھائی ایک بہن ہے، جو سابقہ خاوند سے طلاق لینے کے بعد دُوسری جگہ شادی شدہ ہے، مگر سابقہ خاوند سے تین بچے ہیں، جو میرے دُوسرے دیور کے ہاں رہتے ہیں، اور زیرِ تعلیم ہیں، اتنی مہنگائی میں جہاں گھر کا خرچہ پورا نہیں ہوتا وہاں ان کو خرچہ دینا بھی ایک مسئلہ ہے، علاوہ ازیں میرے بڑے دیور کا انتقال ہوچکا ہے، اور ان کے بچے بھی زیرِ تعلیم ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ہم ان بچوں کی تعلیم یا شادی بیاہ پر زکوٰۃ کی مد میں خرچ کرسکتے ہیں اور ہماری زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، لیکن ان بچوں کو علم نہ ہو کہ زکوٰۃ ہے؟

ج…… آپ اپنے شوہر کے بھانجوں اور بھتیجوں کو زکوٰۃ دے سکتی ہیں، آپ کے شوہر بھی دے سکتے ہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ان کو بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے، خود نیت کرلینا کافی ہے، ان کو خواہ ہدیے، تحفے کے نام سے دی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

## غیر مستحق کو زکوٰۃ کی ادائیگی

س…… صدقہ خیرات یا زکوٰۃ کسی شخص کو مستحق سمجھ کر دی جائے، حقیقتاً وہ مستحق نہ ہو، بلکہ اپنے آپ کو مسکین ظاہر کرتا ہو، جیسے آج کل کے اکثر گداگر، تو صدقہ، خیرات یا زکوٰۃ دینے والا ثواب پائے گا؟

ج…… زکوٰۃ ادا کرتے وقت اگر گمان غالب تھا کہ یہ شخص زکوٰۃ کا مستحق ہے، تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، مگر بھیک منگوں کو نہیں دینا چاہئے۔

## کام کاج نہ کرنے والے آدمی کی کفالت زکوٰۃ سے کرنا جائز ہے

س…… ایک شخص جان بوجھ کر کام نہیں کرتا، ہڈحرام ہے، رشتہ داروں سے دھوکا دہی کرتا ہے، وہ مجبوراً اس کی کفالت کرتے ہیں، کیا زکوٰۃ سے اس کی کفالت جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

ج…… زکوٰۃ تو ادا ہوجائے گی۔

## صاحبِ نصاب مقروض پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

س…… اگر صاحبِ نصاب مقروض ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ قرض دار پر کسی صورت میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ قرض ادا نہ کردے، چاہے اس کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ قرض ادا کرسکتا ہے، مگر نادہند ہے۔

ج…… اُصول یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال بھی ہو اور وہ مقروض بھی ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ قرض وضع کرنے کے بعد اس کے پاس نصاب کے برابر مالیت بچتی ہے یا نہیں؟ اگر قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت بچ رہتی ہو تو اس پر اس بچت کی زکوٰۃ واجب ہے، خواہ وہ قرض ادا کرے یا نہ کرے، اور قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت نہیں بچتی تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اس اُصول کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

## ایضاً

س…… زید و بکر دو بھائی ہیں، زید نے بکر کو بغرضِ کاروبار مختلف اوقات میں اچھی خاصی رقم بطور قرض دی، ناگزیر وجوہات کی بنا پر کاروبار میں گھاٹا ہوتا چلا گیا، زید کافی عرصے سے اپنی رقم کا طلب گار ہے، لیکن بکر کے لئے رقم کی فراہمی ممکن نظر نہیں آتی، اور کاروبار بھی صرف نام کا ہے، تو کیا اب اس کے لئے زکوٰۃ لے کر قرض کی مد میں ادا کرنا شرعاً مناسب ہے؟ نیز اپنوں میں سے کسی کو اتنی یا تھوڑی سی رقم زکوٰۃ کی نکال کر بکر کو دینی چاہئے تاکہ وہ اپنا قرض چکا سکے تو آیا ان کے لئے بھی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اگر بکر کا اثاثہ اتنا نہیں کہ وہ قرضہ ادا کرسکے تو اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

## مقروض کو زکوٰۃ دے کر قرض وصول کرنا

س…… ایک شخص پر ہمارے ۳۳۰۰ روپے قرض تھے، وہ شخص بہت غریب ہے، ہم نے اس شخص کو اتنی رقم بطور زکوٰۃ ادا کردی اور اس نے وہ رقم ہمیں قرضے میں واپس کردی، کیا اس طرح ہماری زکوٰۃ ادا ہوگئی؟

ج…… آپ کی زکوٰۃ ادا ہوگئی، اور اس کا قرض ادا ہوگیا۔

## مستحق کو زکوٰۃ میں مکان بنا کر دینا اور واپسی کی توقع کرنا

س……بحمداللہ! آج کل زکوٰۃ وعشر کے نفاذ اور سود کے خاتمے پر عمل درآمد کیا جارہا ہے، اور اس سلسلے میں قوانینِ شرعی کا نفاذ عمل میں لایا جارہا ہے۔

بسلسلہ زکوٰۃ وعشر کی تقسیم، مستحقین کے ضمن میں صاحب صدر و وزیرِ خزانہ نے گزشتہ دنوں مختلف موقعوں پر فرمایا تھا کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا بہترین طریقِ کار یہ ہے کہ یہ مستحق کی عزّتِ نفس مجروح نہ ہو اور اس کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ مستقبل میں وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق نہ رہے، یعنی قلیل صورت میں نہیں، بلکہ ایسی معاونت ہو کہ مستحق کا مستقبل سنور جائے۔

لہٰذا کیا ایسے افراد میں بھی زکوٰۃ تقسیم کی جاسکتی ہے جو ''غریب الوطنی'' کی زندگی گزر رہے ہیں؟ یعنی جن کے پاس ابھی تک مستقل رہائش کا کوئی مکان ذاتی نہیں، قطعہ زمین ہے، لیکن ملازمانہ زندگی کی نہایت قلیل آمدنی میں صرف کھانے پہننے کے لئے ہی مشکل سے ہوتا ہو، یا اور کسی وجہ سے نہایت مفلوک الحالی کے سبب ذاتی رہائش مکان اپنے حاصل کردہ قطعہ زمین میں موجودہ دور کی شدید گرانی میں تعمیر کرانے کا عملاً تصوّر بھی نہ کرسکتے ہوں۔

کیا ایسی صورت میں تعمیرِ مکان کے لئے تعمیراتی تخمینے کے مطابق یک مشت رقم زکوٰۃ سے دی جاسکتی ہے تاکہ ایک کنبہ اور خاندان کا سر چھپ جائے؟ علاوہ ازیں کیا زکوٰۃ لینے والا ایسا مستحق، تعمیراتی مراحل مکمل ہونے کے بعد زکوٰۃ کی رقم واپس اقساط میں رضاکارانہ طور پر ادا کرسکتا ہے؟

ج……ایسے غریب اور نادار لوگ جو نصاب کے بقدر اثاثہ نہ رکھتے ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اور اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنواکر ان کو مکان کا مالک بنادیا جائے، ایسے غریب و ناداروں سے رقم کی واپسی کی توقع رکھنا عبث ہے، اس لئے رضاکارانہ واپسی کا سوال خارج از بحث ہے۔



فہرست

## صاحبِ نصاب کے لئے زکوٰۃ کی مد سے کھانا

س...... میں مدرسہ میں قرآن مجید حفظ کر رہا ہوں، اور میری عمر تقریباً بیس سال ہو چکی ہے، اور ہمارے گھریلو حالات بھی بہت اچھے ہیں، اور گھر کی ساری آمدنی اور اخراجات مجھ سے تین بڑے بھائیوں کے ہاتھوں میں ہے، جبکہ میرا مدرسہ میں کھانا پینا اور رہنا سہنا ہوتا ہے، اور آپ کو معلوم ہوگا کہ دینی مدارس کا گزارہ اکثر زکوٰۃ، خیرات اور چرمِ قربانی سے ہوتا ہے، مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ مدرسہ کا یہ کھانا مجھ پر جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... اگر والدین کی جائیداد سے آپ کو اتنا حصہ ملا ہے کہ آپ صاحبِ نصاب ہیں تو زکوٰۃ کی مد سے کھانا آپ کے لئے جائز ہی نہیں۔

## معذور لڑکے کے باپ کو زکوٰۃ دینا

س...... ایک سرکاری ملازم گریڈ نمبر ا کا ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً دس سال ہے، دماغی عارضہ میں مبتلا ہے، اور اس کا باپ اس کی کفالت کرتا ہے، اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے دوا علاج بھی کرتا ہے، اس لڑکے کے دماغی عارضے کی بنا پر ہماری زکوٰۃ کمیٹی نے زکوٰۃ فنڈ سے ماہانہ وظیفہ مقرّر کر رکھا ہے، اور ہر ماہ دیا جا رہا ہے۔ مریض لڑکے کا باپ سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ حکومت کی طرف سے فراہم کردہ کوارٹر میں رہتا ہے، کیا ایسی حالت میں لڑکے کا باپ زکوٰۃ کا مستحق ہے؟

ج...... اگر اس لڑکے کا باپ نادار ہے تو زکوٰۃ کا مستحق ہے، بعض عیال دار ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صاحبِ نصاب نہیں ہوتے، ان کا روزگار بھی ان کے مصارف کے لئے کافی نہیں ہوتا، ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

## نادار کو زکوٰۃ دینا اور نیت

س...... ہمارے جاننے والوں میں ایک سفید پوش سے آدمی ہیں، مگر مالی اعتبار سے بہت کمزور ہیں، ریڑھی لگاتے ہیں، بیوی ٹی بی کی مریض ہے، وہ گھر سے کچھ چنے کباب وغیرہ بنا دیتی ہے، اور وہ جا کر فروخت کر آتے ہیں، دو تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ان کا ذاتی


فہرست

مکان ہے، کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ لگ جاتی ہے؟ اور اگر وہ زکوٰۃ لینا پسند نہ کرے تو ان کو بغیر بتائے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

ج...... ذاتی مکان اور ریڑھی لگانے کے باوجود اگر وہ نادار اور ضرورت مند ہیں تو ان کی زکوٰۃ دینا صحیح ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اس کو یہ بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، تحفہ اور ہدیہ کہہ کر دے دیا جائے اور نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

## کیا نصاب کی قیمت والی بھینس کا مالک زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

س...... اگر ایک آدمی کے پاس ایک گھڑی ہے، یا ایک گائے ہے یا بھینس ہے جس کی قیمت نصاب کے برابر ہے، اس آدمی کے لئے زکوٰۃ کی رقم، فطرانہ کی رقم لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... یہ چیزیں جو سوال میں ذکر کی ہیں، حوائجِ اصلیہ میں شامل ہیں، اس لئے یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

## امام کو زکوٰۃ دینا

س...... امامِ مسجد کے لئے زکوٰۃ جائز ہے؟

ج...... اگر وہ محتاج اور فقیر ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں، محض امامِ مسجد ہونے کی وجہ سے تو کوئی زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہو جاتا، امامت کی اُجرت کے طور پر زکوٰۃ دینا بھی صحیح نہیں۔

## امامِ مسجد کو تنخواہ زکوٰۃ کی رقم سے دینا جائز نہیں

س...... ہمارے علاقے میں یہ دستور ہے کہ جب ایک عالم کو اپنا پیش امام بناتے ہیں تو اس کے لئے کسی قسم کی تنخواہ یا نفقہ مقرّر نہیں کرتے، بلکہ علاقے کی رسم یہ ہے کہ لوگ یعنی محلے والے اس امام کو زکوٰۃ دیتے ہیں، پہلے سے یہ طے نہیں ہوتا کہ میں امامت کروں گا تو تم مجھ کو زکوٰۃ دینا، اس لئے پیش امام کو زکوٰۃ دینا امام کو بھی معلوم ہے کہ رسم کی وجہ سے ہے اور قوم کو بھی۔ کیا اس طرح امامت کرنے سے قوم کی زکوٰۃ نکلتی ہے یا نہیں؟ اور پیش امام کے لئے اس طرح امامت کرنے میں کچھ قباحت ہے یا نہیں؟

ج...... اگرچہ امام صاحب سے یہ بات طے نہیں ہوئی کہ ان کو زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ دی

جائے گی، لیکن چونکہ ''المعروف کالمشروط'' کے اُصول کے مطابق کہ جو چیز پہلے سے ذہن میں طے شدہ ہے، وہ ایسی ہے جیسے کہ اس کی شرط لگائی جائے۔ چنانچہ جب امام صاحب اور زکوٰۃ دینے والوں کے ذہنوں میں یہ بات پہلے سے ہے کہ اس امام کی کوئی تنخواہ مقرّر نہیں کی جائے گی اور اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جاتی رہے گی، لہٰذا زکوٰۃ کی رقم سے امام کو تنخواہ یا بالفاظ دیگر اس کی امامت کی اُجرت دینا جائز نہیں، البتہ اگر اس کو امامت کی اُجرت الگ دی جاتی ہو، پھر غریب محتاج ہونے کی وجہ سے اس کو زکوٰۃ دے دی جائے تو صحیح ہے۔

## جیل میں زکوٰۃ دینا

س...... جیل کے اندر نمازِ جمعہ اور زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا جیل کے اندر مستحق قیدی کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... جیل میں نماز تو باجماعت پڑھنی چاہئے، مگر جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے، جیل کے قیدیوں میں جو لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہوں ان کو زکوٰۃ دینا دُرست ہے۔

## بھیک مانگنے والوں کو زکوٰۃ دینا

س...... رمضان المبارک میں کراچی میں ملک کے مختلف حصوں سے بڑے پیمانے پر خانہ بدوش آتے ہیں، یہ لوگ کراچی کے علاقوں میں زکوٰۃ، خیرات مانگتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے بتائیے کہ ان لوگوں کو زکوٰۃ، فطرہ وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... بہت سے بھیک مانگنے والے خود صاحبِ نصاب ہوتے ہیں، اس لئے جب تک یہ اطمینان نہ ہو کہ یہ واقعی محتاج ہے، اس کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا صحیح نہیں۔

## غیرمسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

س...... کیا غیرمسلم یعنی عیسائی عورتیں جو گھروں میں کام کرتی ہیں، زکوٰۃ، خیرات یا صدقہ کی مستحق ہوسکتی ہیں؟ کیونکہ یہ لوگ بھی غریب ہی ہوتی ہیں، محنت سے اپنا گزارہ بمشکل کرتی ہیں۔

ج...... غیرمسلم کو زکوٰۃ دینا دُرست نہیں، نفلی صدقہ دے سکتے ہیں، مگر اُجرت میں نہ دیا جائے۔

## غیر مسلم کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا دُرست نہیں

س…… عرصہ دراز سے عیدین کے قریب ترین دنوں میں قافلے کے قافلے غیر مسلم خانہ بدوشوں کے کراچی و دیگر شہروں کی طرف زکوٰۃ وفطرانہ وصول کرنے پہنچ جاتے ہیں، ان خانہ بدوشوں میں اکثریت غیر مسلموں کی ہوتی ہے، کیا غیر مسلموں کو زکوٰۃ وفطرانہ دیا جاسکتا ہے؟ اور کیا یہ مسلمان فقراء کا حق نہیں ہے؟ اور اگر یہ مسلمان مسکین وفقراء کا حق ہے تو جو لوگ ان غیر مسلموں کو زکوٰۃ وفطرانہ دیتے ہیں، کیا ان کی زکوٰۃ وفطرانہ ادا ہوجاتا ہے؟

ج…… زکوٰۃ وصدقۂ فطر صرف مسلمان فقراء کو دیا جاسکتا ہے، جن لوگوں نے غیر مسلموں کو دیا ہو، وہ دوبارہ ادا کریں۔

## غیر مسلموں کو زکوٰۃ

س…… کیا غیر مسلم (ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی، پارسی وغیرہ) کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، جبکہ سینکڑوں مستحقین مسلمان موجود ہوں؟

س…… حکومت بینکوں میں جمع شدہ رقوم سے صرف مسلمانوں کے اکاؤنٹوں سے زکوٰۃ منہا کرتی ہے، جبکہ اس زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ کالجز کے طلبہ کو بطور اعانت دیا جاتا ہے، ان طلبہ میں مسلمان طلبہ کے علاوہ قادیانی، ہندو سبھی شامل ہوتے ہیں، آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا زکوٰۃ کا یہ مصرف اسلام کے عین مطابق ہے یا اس میں اختلاف ہے؟

ج…… زکوٰۃ کا مصرف صرف مسلمان ہیں، کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اگر حکومت زکوٰۃ کی رقم غیر مسلموں کو دیتی ہے اور صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتی تو اہلِ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

## زکوٰۃ اور کھالیں ان تنظیموں کو دیں جو ان کا صحیح مصرف کریں

س…… مختلف تنظیمیں زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں جمع کرتی ہیں، جبکہ یہ ان کے ذریعے جو رقوم حاصل ہوتی ہیں اس کا حساب بھی پیش نہیں کرتیں، نہ ہی اخراجات کا، تو کیا اس صورت میں ان کو زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں دینے سے زکوٰۃ اور قربانی ادا ہوجاتی ہے؟

ج...... زکوٰۃ اور چرمِ قربانی کی رقم کا کسی محتاج کو مالک بنانا ضروری ہے، اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، اور قربانی کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ پس جن اداروں اور تنظیموں کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم کو ٹھیک طریقے سے صحیح مصرف پر خرچ کرتے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے اور جن کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو ان کو دی گئی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، ان لوگوں کو چاہئے کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔

## دینی مدارس کو زکوٰۃ دینا بہتر ہے

س...... مدارسِ عربیہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... زکوٰۃ دینا جائز ہی نہیں بلکہ بہتر ہے، کیونکہ غرباء و مساکین کی اعانت کے ساتھ ہی ساتھ علومِ دینیہ کی سرپرستی بھی ہوتی ہے۔

## کیا زکوٰۃ اور چرمِ قربانی مدرسہ کو دینا جائز ہے؟

س...... مالِ زکوٰۃ اور چرمِ قربانی تعمیرِ مدارسِ عربیہ وتنخواہِ مدرّسین وغیرہ میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ چونکہ یہاں کے کسی خطیب صاحب نے جمعہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو کہا کہ تعمیرِ مدارس و تنخواہِ مدرّسین میں یہ مال صرف کرنا ناجائز ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کو شبہ ہوا، کیونکہ عرصہ دراز سے لوگ مالِ زکوٰۃ یا چرمِ قربانی، بوجہ خدمتِ دین مدارس میں دیتے تھے، اور اب انہوں نے دُوسرے مساکین کو دینا شروع کیا، جس کی وجہ سے مدارس کو ظاہری طور پر نقصان ہوا، اس لئے براہِ کرم وضاحت فرمادیں تاکہ عوام الناس کے دِلوں سے شکوک رفع ہوجائیں، اور مہتممین حضرات بھی صحیح طریقے سے یہ مال صرف کریں۔

ج...... زکوٰۃ، چرمِ قربانی اور صدقاتِ واجبہ سے نہ مدرسہ کی تعمیر ہوسکتی ہے اور نہ مدرّسین کی تنخواہ میں دینا دُرست ہے، مگر چونکہ مدارسِ عربیہ کی زیادہ آمدنی اسی مد سے ہوتی ہے، اس لئے بذریعہ تملیک یہ رقم استعمال کی جاتی ہے، تملیک کی صحیح صورت کسی صاحبِ علم سے دریافت کرلیں۔

## زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ اور مطب چلانے کی صورت

س...... ہمارے ایک دوست اورنگی ٹاؤن میں ایک دینی مدرسہ قائم کرنا چاہتے ہیں، جس میں مقام بچوں کو حفظ و ناظرہ تعلیم قرآن دی جائے گی اور بعدۂ اس میں رعایتی مطب کھولنے کا ارادہ ہے، دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ کیا مدرسہ کی توسیع اور تعمیر اور معلّم کی تنخواہ زکوٰۃ، صدقات سے ادا کی جاسکتی ہے؟ کیا مطب کی مد میں زکوٰۃ، صدقات، عطیات کی رقم لی جاسکتی ہے؟

ج...... بغیر تملیک کے زکوٰۃ کی رقم مسجد، مدرسہ اور مدرّسین کی تنخواہ میں استعمال نہیں ہوسکتی، اس کی تدبیر یہ ہے کہ کوئی محتاج آدمی قرض لے کر مدرسہ میں دے دے، اور زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کردیا جائے، یعنی زکوٰۃ کی رقم اس کو دے دی جائے، جس سے وہ اپنا قرض ادا کرے۔ مطب کا بھی یہی حکم ہے۔

## زکوٰۃ سے شفاخانے کا قیام

س...... ایک برادری کے لوگ زکوٰۃ وصول کرکے اس فنڈ سے ڈسپنسری قائم کرنا چاہتے ہیں، دوائیاں زکوٰۃ فنڈ کی رقم سے خریدی جائیں گی، ڈاکٹروں کی فیس، جگہ کا کرایہ اور دیگر اخراجات زکوٰۃ سے خرچ کئے جائیں گے، جبکہ ڈسپنسری سے ہر شخص امیر و غریب دوائی لے سکے گا۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے، جیسا کہ ادارہ زکوٰۃ وصول کرتا ہے تو وہ زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کرنے کے بعد بچ جاتی ہے، آیا ادارہ اس زکوٰۃ کو اسی سال ختم کردے یا اسے آئندہ سال بھی تقسیم کرسکتا ہے؟ برائے کرم اس کا جواب بھی ضروری لکھیں۔

ج...... زکوٰۃ کی رقم کا مالک کسی مستحق کو بنانا ضروری ہے، اس لئے نہ تو اس سے ڈسپنسری کی تعمیر جائز ہے، نہ ڈاکٹروں کی فیس، نہ آلات کی خرید، نہ صاحبِ حیثیت لوگوں کو اس میں سے دوائیاں دینا جائز ہے، البتہ مستحق لوگوں کو دوائیاں دے سکتے ہیں۔

جہاں تک سال ختم ہونے سے پہلے زکوٰۃ کی رقم خرچ کردینے کا سوال ہے، تو یہ اُصول ذہن میں رہنا چاہئے کہ جب تک آپ یہ رقم مستحقین کو نہیں دے دیں گے، تب تک


فہرست

مالکان کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے جہاں تک ممکن ہو اس رقم کو جلدی خرچ کردینا چاہئے۔

## مسجد میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

س...... ایک مسجد ہے جو کمیٹی کے ماتحت چل رہی ہے، تو اس کمیٹی کا مالِ زکوٰۃ قبضہ کرکے اس زکوٰۃ کے مال کو مسجد میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

ج...... زکوٰۃ کا روپیہ مسجد میں لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

## تبلیغ کے لئے بھی کسی کو مالک بنائے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

س...... زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغ کے کاموں میں کسی قسم کی معاونت ہوسکتی ہے؟

ج...... زکوٰۃ کی رقم میں تملیک شرط ہے، یعنی جو شخص زکوٰۃ کا مستحق ہو اسے اتنی رقم کا مالک بنادیا جائے، تملیک کے بغیر کارِخیر میں خرچ کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

## زکوٰۃ کی رقم سے کیڑوں مکوڑوں اور پرندوں کو دانہ ڈالنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

س...... کیا زکوٰۃ کی رقم سے پرندوں، چڑیوں وغیرہ کو دانہ ڈال سکتے ہیں؟ کیا کیڑے مکوڑوں کو کھانے کی چیزیں زکوٰۃ کی رقم سے خرید کر ڈال سکتے ہیں؟ ایسا کرنے سے کیا زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

ج...... اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا کسی محتاج مسلمان کو مالک بنادیا جائے، اگر زکوٰۃ کی رقم کا کھانا پکاکر غریبوں محتاجوں کی دعوت کردی جائے کہ جس کی جتنی خواہش ہو کھائے، مگر ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں، اس سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

## حکومت کے ذریعہ زکوٰۃ کی تقسیم

س...... موجودہ حکومت زکوٰۃ کے نام سے جو رقم تقسیم کررہی ہے، شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟ بعض اوقات صاحبِ نصاب لوگ بھی خود کو مسکین ظاہر کرکے یہ رقم حاصل کرلیتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ جنابِ عالی! مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ یہ رقم کس کے لئے جائز

ہے اور کس کے لئے نہیں؟

ج…… صاحبِ نصاب لوگ زکوٰۃ کا مصرف نہیں، ان کو زکوٰۃ لینا حرام ہے، اگر کسی کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دے دی گئی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

## فلاحی ادارے زکوٰۃ کے وکیل ہیں، جب تک مستحق کو ادا نہ کریں

س…… کوئی ''خدمتی ادارہ'' یا کوئی ''وقف ٹرسٹ'' اور ''فاؤنڈیشن'' کو زکوٰۃ دینے سے کیا زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے؟

ج…… جو فلاحی ادارے زکوٰۃ جمع کرتے ہیں، وہ زکوٰۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے، بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں، جب تک ان کے پاس زکوٰۃ کا پیسہ جمع رہے گا، وہ بدستور زکوٰۃ دہندگان کی مِلک ہوگا، اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ دہندگان کی زکوٰۃ ادا ہوگی، ورنہ نہیں۔ اس لئے جب تک کسی فلاحی ادارے کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم شریعت کے اُصولوں کے مطابق ٹھیک مصرف میں خرچ کرتا ہے، اس وقت تک اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔

س…… اس طرح زکوٰۃ جمع کرنے والے ادارے جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم کے خود مالک بن جاتے ہیں یا نہیں؟ اور اس طرح جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم کو وہ چاہیں اس طرح لوگوں کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کرسکتے ہیں، مثلاً: اس رقم میں سے صاحبِ زکوٰۃ شخص کو اور درمیانی طبقے کے صاحبِ مال شخص کو مکان خریدنے یا کاروبار کرنے کے لئے بنا منافع آسان قسطوں میں واپس ہونے والے قرض کے طور پر دے سکتے ہیں؟ کیونکہ درمیانی طبقے کے صاحبِ مال زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے، اور زکوٰۃ لینا بھی نہیں چاہتے، اس کے مطابق اس کو زکوٰۃ کی رقم قرض کے طور پر دینا مناسب ہے؟

ج…… یہ ادارے اس رقم میں مالکانہ تصرف کرنے کے مجاز نہیں، بلکہ صرف فقراء اور محتاجوں کو بانٹنے کے مجاز ہیں، اس لئے اس رقم کو قرض پر اُٹھانے کے مجاز نہیں، البتہ اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو دُرست ہے۔ کسی صاحبِ نصاب کو مکان خریدنے کے لئے رقم


فہرست

دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ وہ کسی شخص سے قرض لے کر مکان خرید لے، اب اس کو قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دینا صحیح ہوگا۔

## زکوٰۃ سے چندہ وصول کرنے والے کو مقرّرہ حصہ دینا جائز نہیں

س…… دینی مدارس کے چندے کے لئے بعض بچے چھوٹے چھوٹے صندوقچے لے کر دُوسرے شہروں میں جاکر چندہ مانگتے ہیں، ان میں اکثر افراد چندہ رقم سے حصہ مقرّرہ پر چندہ مانگتے ہیں، بعض کی تنخواہ ہوتی ہیں، اگر کوئی زکوٰۃ کی رقم ان کو دے تو کیا زکوٰۃ کا فرض ادا ہوجائے گا یا نہیں؟ کیونکہ چندہ مانگنے والوں میں بعض کا حصہ: $\frac{1}{2}$، $\frac{1}{3}$، $\frac{1}{4}$، ہوتا ہے، تو پوری رقم مدرسہ میں نہیں پہنچتی، اس لئے براہِ کرم تفصیل سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔

ج…… چندہ کے حصے پر سفیر مقرّر کرنا جائز نہیں، مدارس کو جو زکوٰۃ دی جاتی ہے اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ ادا ہوگی، ورنہ نہیں، اس لئے زکوٰۃ صرف انہی مدارس کو دی جائے جن کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ٹھیک مصرف پر خرچ کرتے ہیں۔ جن مدارس کے نام پر بچے چندے مانگتے ہیں، وہ زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں خرچ نہیں کرتے ہیں، اس لئے ایسے مدارس کو چندہ میں زکوٰۃ نہ دی جائے۔

# پیداوار کا عشر

## عشر کی تعریف

س……۱:عشر کی تعریف کیا ہے؟۲: کیا زکوٰۃ کی طرح اس کا بھی نصاب ہوتا ہے؟۳: کیا عشر سب زمین داروں پر برابر ہوتا ہے؟۴: یہ کن لوگوں کو ادا کیا جاتا ہے؟۵: ایک آدمی اگر اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردے تو کیا عشر بھی دینا ہوگا؟۶: کیا یہ سال میں ایک مرتبہ دیا جاتا ہے یا ہر نئی فصل پر؟۷: کیا مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی عشر ہوگا؟

ج……عشر، زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے، اگر زمین بارانی ہو کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، تو پیداوار اُٹھنے کے وقت اس پر دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینا واجب ہے، اور اگر زمین کو خود سیراب کیا جاتا ہے تو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہے۔

۲:…… ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا کوئی نصاب نہیں، بلکہ پیداوار کم ہو یا زیادہ، اس پر عشر واجب ہے۔

۳:……جی ہاں! جو شخص بھی زمین کی فصل اُٹھائے اس کے ذمہ عشر واجب ہے۔

۴:……عشر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۵:……عشر پیداوار کی زکوٰۃ ہے، اس لئے دُوسرے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود پیداوار پر عشر واجب ہوگا۔

۶:……سال میں جتنی فصلیں آئیں ہر نئی فصل پر عشر واجب ہے۔

۷:…… جی ہاں! مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی حضرت امامؒ کے نزدیک عشر واجب ہے۔


فہرست

## زمین کی ہر پیداوار پر عشر ہے، زکوٰۃ نہیں

س...... عشر کا نصاب کیا ہے؟ اور کن کن چیزوں کا عشر دیا جاتا ہے؟ زرعی پیداوار میں ۵ فیصد زکوٰۃ دی جاتی ہے تو کیا زرعی پیداوار میں عشر اور زکوٰۃ دونوں ادا کرنے ہوں گے؟

ج...... حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشری زمین کی ہر پیداوار پر عشر واجب ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، اگر زمین بارانی ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ واجب ہے، اور اگر کنویں کے پانی سے سیراب کی جاتی ہو، یا نہری پانی خرید کر لگایا جاتا ہو تو اس میں بیسواں حصہ واجب ہے۔ حضرت امامؒ کے نزدیک پھلوں، سبزیوں، ترکاریوں اور مویشیوں کے چارے میں بھی، جس کو کاشت کیا جاتا ہو، عشر واجب ہے۔ زرعی پیداوار میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، صرف عشر واجب ہے، جس کی تفصیل اُوپر ذکر کردی گئی۔

## عشر کتنی آمدنی پر ہے؟

س...... گزارش یہ ہے کہ آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ: ''جو شخص بھی زمین کی فصل اُٹھائے خواہ کم ہو یا زیادہ اس کے ذمہ عشر واجب ہے'' اس سلسلے میں یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ اگر کسی شخص کے پاس تھوڑی سی زمین ہے اور وہ اس پر کاشت کرتا ہے، فصل اچھی نہیں ہوتی، کھاد، پانی اور کیڑے مار دوائیوں کے اخراجات بھی بمشکل پورے ہوتے ہیں، جو فصل آتی ہے وہ اس کی ضروریات سے بہت کم ہے، اس طرح وہ صاحبِ نصاب نہیں ہے اور مستحقِ زکوٰۃ ہے، تو کیا ایسی صورت میں وہ اپنی فصل کا عشر خود استعمال کرسکتا ہے؟

ج...... اس کی ذاتی پیداوار کا عشر اس کے ذمہ واجب ہے، اس کو خود استعمال نہیں کرسکتا۔

## پیداوار کے عشر کے بعد اس کی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ

س...... باغ بیچنے کے ایک ماہ بعد کسی نے اپنی سالانہ زکوٰۃ نکالنی ہے، آیا اس باغ کی رقم پر، جس کا اس نے عشر دے دیا ہے، زکوٰۃ آئے گی یا نہیں؟

ج…… اس رقم پر بھی زکوٰۃ آئے گی، جب دُوسری رقم کی زکوٰۃ دے تو اس کے ساتھ اس کی بھی دے۔

## غلہ اور پھل کی پیداوار پر عشر کی ادائیگی

س…… کیا غلہ یا پھل کے بدلے اس کی قیمت زکوٰۃ کی شکل میں وصول کی جاسکتی ہے یا جنس ہی وصول کرنا ضروری ہے؟ ایک صاحب فرما رہے تھے کہ اگر جنس کی قیمت دے دی گئی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، حالانکہ عشر کے آرڈیننس میں قیمت ہی وصول کی جاتی ہے۔

دُوسری بات یہ کہ کیا زرعی پیداوار میں بھی کچھ نصاب ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں نصاب کی قید نہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کم سے کم ایک وسق ہونا ضروری ہے، ایک وسق کا کیا وزن ہوتا ہے، ہم لوگوں کو معلوم نہیں، براہ کرم فقہِ حنفی کی رُو سے جواب سے سرفراز فرمائیں، تاکہ شکوک دُور ہوں۔

ج…… عشری پیداوار اگر بارانی ہو تو اس پر عشر (یعنی دسواں حصہ واجب ہے) اگر اس پیداوار پر پانی وغیرہ کے مصارف آتے ہوں تو بیسواں حصہ واجب ہے، اصل واجب تو پیداوار ہی کا حصہ ہے، لیکن یہ بھی اختیار ہے کہ اتنے غلے کی قیمت دے دی جائے۔ حکومت جو فی ایکڑ کے حساب سے عشر وصول کرتی ہے یہ صحیح نہیں، ہونا یہ چاہئے کہ جتنی پیداوار ہو اس کا دسواں یا بیسواں حصہ لیا جائے، پورے علاقے کے لئے عشر کا فی ایکڑ ریٹ مقرّر کردینا غلط ہے۔

## عشر ادا کردینے کے بعد تا فروخت غلہ پر نہ عشر ہے، نہ زکوٰۃ

س…… دھان سے بروقت عشر نکالا ہے، غلہ سال بھر رکھا رہا، یعنی نہ اپنی کسی ضرورت میں استعمال ہوتا ہے اور نہ مارکیٹ میں اس کی کھپت ہے، کیا سال گزرنے پر اس میں سے عشر دیا جائے گا یا چالیسواں حصہ زکوٰۃ؟

ج…… ایک بار عشر ادا کردینے کے بعد جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جاتا اس پر نہ دوبارہ عشر ہے، نہ زکوٰۃ، اور جب عشر ادا کرنے کے بعد غلہ فروخت کردیا تو اس سے حاصل شدہ رقم

پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر سال گزر جائے گا، یا اگر یہ شخص پہلے سے صاحبِ نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا، اس وقت اس رقم کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

## مزارعت کی زمین میں عشر

س…… میں ایک زمین دار کی زمین کاشت کرتا ہوں، اور اس سال کل زمین میں دس ہزار کی کپاس ہوئی ہے، اور میرے حصے میں پانچ ہزار آیا ہے، اب کیا میں پورے دس ہزار کا عشر یا زکوٰۃ نکالوں یا اپنے حصے پانچ ہزار کا عشر یا زکوٰۃ نکالوں؟

ج…… آپ اپنے حصے کی پیداوار کا عشر نکالئے، کیونکہ اُصول یہ ہے کہ زمین کی پیداوار جس کے گھر آئے گی زمین کا عشر بھی اسی کے ذمہ ہوگا، پس مزارع کے حصے میں جتنی پیداوار آئے اس کا عشر اس کے ذمہ ہے، اور مالک کے حصے میں جتنی جائے اس کا عشر اس پر لازم ہے۔

## ٹریکٹر وغیرہ چلانے سے زراعت کا عشر بیسواں حصہ ہے

س…… پہلے زمانے میں لوگ کاشت کاری کرتے تھے، تو صرف ہل چلاکر اور پانی لگاکر پیداوار حاصل کرتے تھے، لیکن موجودہ دور میں ٹریکٹروں کے ذریعے سے ہل چلائے جاتے ہیں، اور پھر زمین میں کھاد ڈالنی پڑتی ہے، اور دُوسری گوڈی وغیرہ کرائی جاتی ہے، تو ایسی زمین کا عشر ادا کرنا ہو تو زمین پر جو خرچہ ہوتا ہے اس کو نکال کر عشر ادا کیا جائے یا کل پیداوار کا بغیر خرچہ نکالے عشر ادا کرنا ہوگا؟ نیز عشر ادا کرتے وقت بیج نکال کر عشر ادا کریں یا بیج نکالے بغیر ادا کریں؟

ج…… ایسی زمین کی پیداوار میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے، اخراجات کو وضع نہیں کیا جائے گا، بلکہ پوری پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا ہوگا، بیج کو بھی اخراجات میں شمار کیا جائے گا۔

## قابلِ نفع پھل ہونے پر باغ بیچنا جائز ہے، اس کا عشر مالک کے ذمہ ہوگا

س…… ایک شخص نے اپنا باغ ثمر قابلِ نفع ہونے کے بعد بیچ دیا، آیا وہ عشر دے یا خریدنے والے پر عشر آئے گا؟

ج…… اس صورت میں خریدنے والے پر عشر نہیں، بلکہ باغ کے فروخت کرنے والے پر عشر ہے۔

## عشر کی رقم رفاہِ عامہ کے لئے نہیں، بلکہ فقراء کے لئے ہے

س…… حکومتِ پاکستان نے جو زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں بنائی ہیں، ان کے پاس عشر کی کافی رقم جمع ہے، کیا رقم عشر رفاہِ عامہ پر خرچ کی جاسکتی ہے؟ مثلاً: اسکول کی عمارت یا چار دیواری یا گلیاں وغیرہ؟

ج…… زکوٰۃ اور عشر کی رقم صرف فقراء ومساکین کو دی جاسکتی ہے، رفاہِ عامہ پر خرچ کرنا جائز نہیں۔

## عشر کی ادائیگی سے متعلق متفرق مسائل

س…… کیا عشر کا زکوٰۃ کی طرح نصاب ہے؟ کیونکہ حکومت نے ایک مقدار مقرّر کی ہوئی ہے، اگر فصل اس مقدار سے زیادہ ہو تو عشر دینا لازمی ہے، ورنہ نہیں۔

ج…… حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر کا نصاب نہیں، بلکہ ہر قلیل وکثیر میں عشر واجب ہے، حکومت ایک خاص مقدار پر عشر وصول کرتی ہے، اس سے کم کا عشر مالک کو خود ادا کرنا چاہئے۔

س…… حکومت کو عشر، زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ تصرف بہت مشکوک ہے۔

ج…… اعتماد نہ ہو تو نہ دیا جائے، لیکن کیا ایسا ممکن بھی ہے کہ حکومت عشر وصول کرے اور کسان ادا نہ کرے؟

س…… بارانی زمین کی فصل پر عشر دسواں حصہ ہے، اور نہری، چاہی وغیرہ پر بیسواں حصہ، کیا بیسواں حصہ اس لئے مقرّر ہے کہ مؤخر الذکر پر اخراجات بڑھ جاتے ہیں، اگر یہ صحیح ہے تو آج کل کیڑے مار اسپرے اور کیمیائی کھاد کا اضافہ خرچ کاشتکار کو برداشت کرنا پڑتا ہے، کیا اسپرے وغیرہ کا خرچ فصل کی آمدنی سے کم کرکے عشر دینا ہوگا یا کل پیداوار پر عشر دینا ہوگا؟

ج…… شریعت نے اخراجات پر نصف عشر (یعنی دسویں حصے کے بجائے بیسواں حصہ)


فہرست

کردیا ہے، اس لئے اخراجات کو منہا کرکے عشر نہیں دیا جائے گا، بلکہ تمام پیداوار کا عشر دیا جائے گا۔

س......فرض کریں ڈھائی ایکڑ زمین سے ۱۰۰من گندم پیدا ہوتی ہے، اس گندم کی کٹائی کا خرچ تقریباً ۵من ہوگا، گندم کی کٹائی دو من فی ایکڑ کے حساب سے کرتے ہیں، اور تھریشر (گہائی) کا خرچ تقریبا ۱۵من ہوگا، بچت آمدنی ۸۰من ہوگی، کیا عشر ۱۰۰من پر دینا ہوگا یا ۸۰من پر؟

ج......عشر سو من پر آئے گا۔

س......گندم کی فصل کی کٹائی کی مزدوری گندم میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ گندم کی فصل کی کٹائی کی مزدوری صرف گندم کی صورت میں لیتے ہیں۔

ج......صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے۔

# زکوٰۃ کے متفرق مسائل

## زکوٰۃ دہندہ جس ملک میں ہو اسی ملک کی کرنسی کا اعتبار ہوگا

س…… چند دوست مل کر اپنے وطن کے مستحقین کے لئے زکوٰۃ کی مد سے رقم بھیجنا چاہتے ہیں، لیکن وہاں کی کرنسی اور ہماری کرنسی میں فرق ہے، مثلاً: یہاں سے ۵۰،۰۰۰ روپے بھیجیں گے تو ان کو ۴۰،۰۰۰ روپے ملیں گے، اب یہ پوچھنا ہے کہ زکوٰۃ ۵۰،۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی یا ۴۰،۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی؟ کیونکہ وہاں کے اور یہاں کے دام میں یہی فرق چلتا ہے۔ اسی طرح ہم اپنے دیس میں زکوٰۃ بھیجیں جہاں کی کرنسی کی قیمت یہاں کی کرنسی کی قیمت سے کم ہو، یعنی اگر ہم یہاں سے ۵۰،۰۰۰ روپے بھیجیں تو وہاں ۶۰،۰۰۰ روپے ملیں، تو اس صورت میں زکوٰۃ ۵۰،۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی یا ۶۰،۰۰۰ روپے کی؟ دونوں مسئلوں کا جواب بہت ضروری ہے، کیونکہ دونوں دیس میں ہماری برادری کے کچھ آدمی بستے ہیں، اس کو اگر اخبار ''جنگ'' میں شائع کرادیں تو بہتوں کا بھلا ہوگا، کیونکہ کئی لوگ اس طرح پیسے بھیجتے رہتے ہیں تو ان کو بھی مسئلے کا پتہ چل جائے گا۔

ج…… زکوٰۃ دہندہ نے جس ملک کی کرنسی سے زکوٰۃ ادا کی ہے وہاں کی کرنسی کا اعتبار ہوگا، اس ملک کی کرنسی سے جتنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اتنے مال کی زکوٰۃ شمار ہوگی، دُوسرے ملک کی کرنسی خواہ کم ہو یا زیادہ۔

دُوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ جو رقم کسی محتاج یا محتاجوں کو دی گئی ہے وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے مال کا چالیسواں حصہ ہونا چاہئے، جس کرنسی میں زکوٰۃ ادا کی گئی ہو اس کرنسی کے حساب سے چالیسویں حصے کا اعتبار ہوگا۔


فہرست

## زکوٰۃ کے لئے نکالی ہوئی رقم یا سود کا استعمال

س…… ایک شخص نے زکوٰۃ کی رقم یا سود کی رقم مستحق کو دینے کے لئے نکالی، لیکن عین وقت پر اسے کچھ رقم کی ضرورت پڑ گئی، تو کیا وہ زکوٰۃ یا سود کی رقم سے بطور قرض لے سکتا ہے؟

ج…… زکوٰۃ کی رقم تو اس کی ملکیت ہے جب تک کسی کو ادا نہیں کر دیتا، اس لئے اس کا استعمال کرنا صحیح ہے۔ سود کی رقم کا استعمال صحیح نہیں۔

## سود کی رقم پر زکوٰۃ

س…… ایک شخص کا بینک میں اکاؤنٹ ہے، اور سال کے آخر میں اپنے اکاؤنٹ میں جتنا منافع ملتا ہے، ٹھیک اتنے ہی کا چیک کاٹ کر نکال لیتا ہے، اور پھر غریبوں میں یہ سمجھ کر بانٹ دیتا ہے کہ ثواب ملے گا یا زکوٰۃ بانٹ دیتا ہے تو کیا واقعی ثواب ملے گا یا نہیں؟ اسلامی شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

ج…… سود کی رقم صدقے کی نیت سے کسی کو نہیں دینی چاہئے، بلکہ ثواب کی نیت کے بغیر کسی محتاج کو دے دینی چاہئے، صدقہ تو پاک چیز کا دیا جاتا ہے، سود کا نہیں۔ پس سود کی رقم سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاسکتی۔

# صدقۂ فطر

## صدقۂ فطر کے مسائل

س...... صدقۂ فطر کس پر واجب ہے اور اس کے کیا مسائل ہیں؟

ج...... صدقۂ فطر کے مسائل حسبِ ذیل ہیں:

۱:...... صدقۂ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو، واجب ہے۔

۲:...... جس شخص کے پاس اپنی استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار ہوجائے تو یہ شخص صاحبِ نصاب کہلائے گا، اور اس کے ذمہ صدقۂ فطر واجب ہوگا (چاندی کی قیمت بازار سے دریافت کرلی جائے)۔

۳:...... ہر شخص جو صاحبِ نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، اور اگر نابالغوں کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

۴:...... جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے، صدقۂ فطر ان پر بھی واجب ہے، جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحبِ نصاب ہوں۔

۵:...... جو بچہ عید کی رات صبحِ صادق طلوع سے پہلے پیدا ہوا، اس کا صدقۂ فطر لازم ہے، اور اگر صبحِ صادق کے بعد پیدا ہوا تو لازم نہیں۔

۶:...... جو شخص عید کی رات صبحِ صادق سے پہلے مرگیا، اس کا صدقۂ فطر نہیں، اور اگر صبحِ صادق کے بعد مرا تو اس کا صدقۂ فطر واجب ہے۔


فہرست

۷:...... عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کردینا بہتر ہے، لیکن اگر پہلے نہیں کیا تو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے، اور جب تک ادا نہیں کرے گا اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا۔

۸:...... صدقۂ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے، اور اتنی قیمت کی اور چیز بھی دے سکتا ہے۔

۹:...... ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک سے زیادہ فقیروں، محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے، اور کئی آدمیوں کا صدقہ ایک فقیر محتاج کو بھی دینا دُرست ہے۔

۱۰:...... جو لوگ صاحبِ نصاب نہیں، ان کو صدقۂ فطر دینا دُرست ہے۔

۱۱:...... اپنے حقیقی بھائی، بہن، چچا، پھوپھی کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے، میاں بیوی ایک دُوسرے کو صدقۂ فطر نہیں دے سکتے، اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ، دادا دادی کو صدقۂ فطر نہیں دے سکتی۔

۱۲:...... صدقۂ فطر کا کسی محتاج، فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے، اس لئے صدقۂ فطر کی رقم مسجد میں لگانا یا کسی اور اچھائی کے کام میں لگانا دُرست نہیں۔

## صدقۂ فطر غیرمسلم کو دینا جائز ہے، مسئلے کی تصحیح و تحقیق

س...... جناب مولانا صاحب! ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۲۱؍اگست جمعہ کے ایڈیشن میں آپ سے ایک مسئلے میں خطا ہوئی ہے، کیونکہ آپ کے توسط سے عوام کو دینی مسائل سے آگاہی حاصل ہو رہی ہے، اور میں ان مسائل کی تصحیح کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں تاکہ عوام کو صحیح خبر حاصل ہو، اور آپ سے گزارش ہے کہ مسائل کو تحقیقِ دقیق کے بعد زیرِ قلم فرمایا کریں، ذمہ داری اور فرض پورا کریں، جس مسئلے میں خطا ہوئی ہے، وہ زیرِ ملاحظہ ہو:

''صدقۂ فطر غیرمسلم کو دینا صحیح ہے'' میں اوّلاً اس مسئلے کے لئے بہشتی زیور کا حوالہ درج کئے دیتا ہوں۔ ''زکوٰۃ کن کو دینا جائز ہے'' کے بیان میں حصہ سوم بہشتی زیور مسئلہ نمبر ۸ یوں ہے: ''مسئلہ: زکوٰۃ کا پیسہ کافر کو دینا دُرست نہیں ہے، مسلمان ہی کو دیوے، زکوٰۃ اور

عشر، صدقۂ فطر اور نذر و کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا دُرست ہے۔"

ان کتب نے جو میرے پاس موجود ہیں، اسی قول کو مختار کہا ہے، درمختار، بہارِ شریعت، قانونِ شریعت، عمدۃ الفقہ، شامی۔

ج…… جناب کی تصحیح کا بہت بہت شکریہ، اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائیں۔ میں آنجناب سے بھی اور دیگر اہلِ علم سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس ناکارہ کی تحریر میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس پر ضرور متنبہ فرمایا جائے۔ اب اس مسئلے میں اپنی تحقیق عرض کرتا ہوں، جن حضرات کو اس تحقیق سے اتفاق نہ ہو وہ اپنی تحقیق پر عمل فرماسکتے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری (ج:۱ ص:۱۸۸ طبع جدید کوئٹہ) میں ہے:

"ذمی کافروں کو زکوٰۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں، نفلی صدقہ دینا بالاتفاق جائز ہے، مگر صدقۂ فطر، نذر اور کفارات میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جائز ہے، مگر فقرائے مسلمین کو دینا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ شرح طحاوی میں اسی طرح ہے۔"

درمختار مع شامی (ج:۲ ص:۳۵۱ طبع جدید مصر) میں ہے:

"زکوٰۃ اور عشر و خراج کے علاوہ دیگر صدقات، خواہ واجب ہوں، جیسے: نذر، کفارہ، فطرہ، ذمی کو دینا جائز ہے۔ اس میں امام ابویوسفؒ کا اختلاف ہے، اور انہی کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے، حاوی قدسی۔"

علامہ شامیؒ اس پر لکھتے ہیں:

"ہدایہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ یہ امام ابویوسفؒ کی ایک روایت ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابویوسفؒ کا مشہور قول امام ابوحنیفہؒ و محمدؒ کے مطابق ہے۔"

"خیر رملی کے حاشیہ میں حاوی سے جو نقل کیا ہے، وہ یہ

ہے کہ امام ابویوسفؒ کے قول کو لیتے ہیں (لیکن ہدایہ وغیرہ کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ کا قول راجح ہے اور عام متون اسی پر ہیں۔''

فتاویٰ قاضی خان برحاشیہ عالمگیری (ج:۱ ص:۲۳۱) میں ہے:

''اور جائز ہے کہ صدقۂ فطر فقراء اہل ذمہ کو دیا جائے، مگر مکروہ ہے۔''

ان عبارات سے حسبِ ذیل نتائج حاصل ہوئے:

۱:...... امامِ اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک صدقۂ فطر وغیرہ ذمی کافر کو دینا جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ مسلمان کو دیا جائے، ذمی کو دینا بہتر نہیں۔

۲:...... امام ابویوسفؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے، مگر ان سے ایک روایت یہ ہے کہ صدقاتِ واجبہ کافر کو دینا صحیح نہیں۔

۳:...... حاوی قدسی نے امام ابویوسفؒ کی اس روایت کو لیا ہے، مگر ہدایہ اور فقہِ حنفی کے تمام متون نے امام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ ہی کے قول کو لیا ہے۔

۴:...... جن حضرات نے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا، انہوں نے غالباً حاوی قدسی کے قول پر اعتماد کیا ہے، بہشتی زیور کے متن میں بھی اسی کو لیا گیا ہے، اور بندہ نے بھی ''جنگ'' کی کسی گزشتہ اشاعت میں اسی کو اختیار کیا تھا، لیکن امام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ کا فتویٰ جواز کا ہے، اور حاوی قدسی کے علاوہ تمام اکابر نے اسی کو اختیار کیا ہے، بہشتی زیور کے حاشیہ میں بھی اسی کو نقل کیا ہے، اس لئے اس ناکارہ نے اپنے پہلے مسئلہ سے رُجوع کرنا ضروری سمجھا تھا۔

# منّت وصدقہ

## صدقہ کی تعریف اور اقسام

س...... صدقہ کی تعریف کیا ہے؟ اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

ج...... جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں غرباء ومساکین کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے، اسے ''صدقہ'' کہتے ہیں، صدقہ کی تین قسمیں ہیں: ۱: فرض، جیسے زکوٰۃ۔ ۲: واجب، جیسے نذر، صدقۂ فطر اور قربانی وغیرہ۔ ۳: نفلی صدقات، جیسے عام خیر خیرات۔

## خیرات، صدقہ اور نذر میں فرق

س...... خیرات، صدقہ اور نذر و نیاز میں کیا فرق ہے؟

ج...... صدقہ وخیرات تو ایک ہی چیز ہے، یعنی جو مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی خیر کے کام میں خرچ کیا جائے وہ صدقہ وخیرات کہلاتا ہے، اور کسی کام کے ہونے پر کچھ صدقہ کرنے کی یا کسی عبادت کے بجالانے کی منّت مانی جائے تو اس کو ''نذر'' کہتے ہیں۔ نذر کا حکم زکوٰۃ کا حکم ہے، اس کو صرف غریب غرباء کھا سکتے ہیں، غنی نہیں کھا سکتے، نیاز کے معنی بھی نذر ہی کے ہیں۔

## صدقہ اور منّت میں فرق

س...... صدقہ اور منّت میں کیا فرق ہے؟

ج...... نذر اور منّت اپنے ذمہ کسی چیز کے لازم کرنے کا نام ہے، مثلاً: کوئی شخص منّت مان لے کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا، کام ہونے پر منّت مانی ہوئی چیز واجب ہوجاتی ہے۔ اور کوئی آدمی بغیر لازم کئے اللہ کے راستے میں خیر خیرات کرے تو اس کو

صدقہ کہتے ہیں، گویا منّت بھی صدقہ ہی ہے، مگر وہ صدقۂ واجبہ ہے، جبکہ عام صدقات واجب نہیں ہوتے۔

## نذر اور منّت کی تعریف

س...... نذر اور منّت کی تعریف کیا ہے؟ اور ان میں اگر کوئی فرق ہو تو واضح فرمائیں۔

ج...... نذر کے معنی ہیں کسی شرط پر کوئی عبادت اپنے ذمہ لے لینا، مثلاً: اگر فلاں کام ہوجائے تو میں اتنے نفل پڑھوں گا، اتنے روزے رکھوں گا، بیت اللہ کا حج کروں گا، یا اتنی رقم فقراء کو دوں گا وغیرہ، اسی کو منّت بھی کہا جاتا ہے۔

منّت اور نذر کا گوشت نہ خود استعمال کرسکتا ہے، نہ کسی غنی کو دے سکتا ہے، بلکہ اس کا گوشت فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے۔

## منّت کی شرائط

س...... ہمارے مذہب میں منّت ماننا کیسا ہے؟ اور اس کے الفاظ کیا ہونے چاہئیں؟ اور کن کن صورتوں میں منّت ماننی چاہئے؟

ج...... شرعاً منّت ماننا جائز ہے، مگر منّت ماننے کی چند شرطیں ہیں، اوّل یہ کہ منّت اللہ تعالیٰ کے نام کی مانی جائے، غیراللہ کے نام کی منّت جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔ دوم یہ کہ منّت صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے، جو کام عبادت نہیں اس کی منّت بھی صحیح نہیں، سوم یہ کہ عبادت بھی ایسی ہو کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہے، جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ، ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض یا واجب نہیں، اس کی منّت بھی صحیح نہیں، چنانچہ قرآن خوانی کی منّت مانی ہو تو وہ لازم نہیں ہوتی۔

## صرف خیال آنے سے منّت لازم نہیں ہوتی

س...... محترم! میری ایک دوست ہے غیرشادی شدہ، اس کی پھوپھی کی شادی کو کافی عرصہ گزر گیا، وہ ابھی تک اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ ایک دن میری دوست کے ذہن میں

یہ خیال آتا ہے کہ پھوپھی یہ کہیں کہ میرے ہاں (پھوپھی کے ہاں) اولاد ہوگئی تو میں بچوں کا سامان کسی کو بھی دے دوں گی۔ اس کے بعد اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ منّت تم نے اپنے لئے مانی ہے۔ لیکن یہ خیال آتے ہی میری دوست نے خدا سے توبہ کرلی ہے، اور اس کا ذہن اس ساری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ میری دوست آج کل بہت پریشان ہے۔ مہربانی فرماکر مولانا صاحب! آپ یہ فرمائیں کہ اس طرح صرف ذہن میں خیال آنے سے منّت ہوجاتی ہے کہ نہیں؟ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف خیال آنے سے منّت نہیں ہوتی۔

ج…… صرف کسی بات کا خیال آنے سے منّت نہیں ہوتی، بلکہ زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ہوتی ہے۔

## حلال مال صدقہ کرنے سے بلا دُور ہوتی ہے، حرام مال سے نہیں!

س…… علماء سے شُنید ہے کہ صدقہ رَدِّ بلا ہے، صدقہ ہر مرض کا علاج ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ کسی شخص کو سایہ کا دورہ پڑتا ہے، جادُو کی تکلیف ہے، تو کیا صدقہ کرنے سے اس کی تکلیف یا دورہ میں فرق پڑے گا؟ کسی تکلیف کے لئے صدقہ کس طرح کرنا چاہئے؟ کیا صدقہ کی منّت ماننی بھی جائز ہے؟ مثلاً: اے خدا! اگر فلاں تکلیف اتنے عرصے میں دُور ہوجائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا، جائز ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ رشوت لے کر تکلیف دُور کرتا ہے، اگر صدقہ ہر مرض کا علاج ہے، صدقہ کرنے سے تکلیف پریشانی دُور ہوتی ہے، تو پھر گنجاپن بھی ایک بیماری ہے، تو کیا صدقہ کرنے سے سر پر بال اُگ آویں گے؟ صدقہ صرف غریبوں کا حق ہے یا مسجد میں بھی دیا جاسکتا ہے؟ مہربانی فرماکر صدقے کے بارے میں مندرجہ بالا سوالات کا مفصل جواب تحریر فرمادیں، صدقے سے کون سی تکلیف بیماری دُور ہوسکتی ہے اور کس طرح کرنا چاہئے؟

ج…… صدقہ رَدِّ بلا کا ذریعہ ہے، لیکن ''ہر مرض کا علاج ہے'' یہ میں نے نہیں سنا، جو مصائب و تکالیف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے پیش آتی ہیں وہ صدقہ سے ٹل جاتی ہیں، کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصّے کو ٹھنڈا کرتا ہے، منّت ماننا جائز ہے، مگر آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا، اس لئے بجائے منّت ماننے کے صدقہ کرنا چاہئے، غریبوں اور محتاجوں کی خدمت بھی صدقہ ہے، اور مسجد کی خدمت بھی صدقہ ہے، مگر صدقہ پاک مال سے ہونا چاہئے، ناپاک اور حرام مال میں سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔

## غیراللہ کی نیاز کا مسئلہ

س…… کیا امام جعفر صادقؒ کی نیاز اور گیارہویں کا کھانا حرام ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی نیاز نہیں ہوتی؟

ج…… غیراللہ کے نام جو نیاز دی جاتی ہے، اگر اس سے مقصود اس بزرگ کی رُوح کو ایصالِ ثواب ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو صدقہ کیا جائے اس کا ثواب اس بزرگ کو بخش دینا مقصود ہو، تو یہ صورت تو جائز ہے، اور اگر محض اس بزرگ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے نام کی نذر نیاز دی جائے تاکہ وہ خوش ہوکر ہمارے کام بنائے، تو یہ ناجائز اور شرک ہے۔

## بکری کسی زندہ یا وفات شدہ کے نام کرنا

س…… کیا یہ صحیح ہے کہ ایک بکری کسی زندہ یا وفات شدہ کے نام کردیں اور پھر اس کو ذبح کریں تو اس کا کھانا جائز ہے؟ یا ایسا کہے کہ میرا یہ فلاں کام ہوگیا تو میں یہ بکری اس ولی اللہ کے نام پر ذبح کروں گا؟

ج…… بکری کسی بزرگ کے نام کردینے سے اگر یہ مراد ہے کہ اس صدقے کا ثواب اس بزرگ کو پہنچے تو ٹھیک ہے، اور اس بکری کا گوشت حلال ہے، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کی گئی ہو، اور اگر اس بزرگ کے نام چڑھاوا مقصود ہے تو یہ شرک ہے، اور وہ بکری حرام ہے، اِلَّا یہ کہ نذر ماننے والا اپنے فعل سے توبہ کرکے اپنی نذر سے باز آجائے۔

## خاتونِ جنت کی کہانی من گھڑت ہے اور اس کی منّت ناجائز

س…… اگر کوئی خاتون یہ منّت مانے کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہوجائے تو خاتونِ جنت کی

کہانی سنوں گی۔ میں نے بھی تین سو دفعہ خاتونِ جنت کی کہانی سننے کی منّت مان رکھی ہے، لیکن تین سو دفعہ سننا دُشوار ہو رہا ہے، آپ کوئی حل بتلائیں۔

ج…… خاتونِ جنت کی کہانی من گھڑت ہے، نہ اس کی منّت دُرست ہے، نہ اس کا پورا کرنا جائز، آپ اس منّت سے توبہ کریں، اس کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔

## نہ تو مزار پر سلامی کی منّت ماننا جائز ہے اور نہ اس کا پورا کرنا

س…… میری والدہ نے نیت کی تھی کہ میری شادی ہوجائے گی تو وہ مجھے اور میری دُلہن کو لے کر لال شہباز قلندر کے مزار پر سلامی کے لئے جائیں گی، اب شادی ہوگئی ہے، لیکن میں خواتین کے مزار پر جانے کا مخالف ہوں، شریعت کی رُو سے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج…… ایسی منّت ماننا صحیح نہیں، اور اس کا پورا کرنا بھی دُرست نہیں، اس لئے آپ سلامی دینے کے لئے اپنی بیوی کو مزار پر لے کر ہرگز نہ جائیں۔

## صحت کے لئے اللہ سے منّت ماننا جائز ہے

س…… اگر بیماری سے شفا کے لئے منّت اللہ سے مانی جائے، تو کیا یہ دُرست و جائز ہے؟ کیا یہ اللہ سے شرط کرنا نہیں ہوگا؟

ج…… صحت کے لئے منّت ماننا جائز ہے، مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ بغیر منّت کے صدقہ و خیرات کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے صحت کی دُعا کی جائے۔

## پرائی لکڑیوں سے پکی ہوئی چیز جائز نہیں

س…… ہم نے اللہ کے نام پر کچھ پکا کر تقسیم کرنے کا ارادہ کیا، اور وہ اللہ کے حکم سے پورا ہوگیا، پکانے کے دوران لکڑی کی کمی ہوگئی، اور کسی پریشانی یا کسی وجہ سے لکڑی نہ مل سکی، تو ہم نے کسی گراؤنڈ سے تھوڑی سی لکڑی اُٹھالی، کام پورا ہوگیا، لکڑی کے مالک کو ڈھونڈنا پریشان کن تھا، اس لئے لکڑی کے وزن کے مطابق جو رقم بنتی تھی وہ خیرات کردی، کیا چیز جو تقسیم کی گئی وہ حرام ہوگئی؟

ج……اللہ کے نام پر جو چیز دینی ہو اتنی رقم چپکے سے کسی مستحق کو دے دینی چاہئے، پکا کر کھلانا کوئی ضروری نہیں، اور پرائی لکڑی اُٹھا کر اللہ کے نام کی چیز پکانا جائز نہیں، جس کی لکڑیاں تھیں اس کو تلاش کر کے ان لکڑیوں کی قیمت ادا کی جائے، یا اس سے معافی مانگی جائے۔

## حرام مال سے صدقہ ناجائز اور موجبِ وبال ہے

س…… بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ رشوت، سود، ناجائز تجارت، حرام کاروبار وغیرہ سے روپیہ جمع کرتے ہیں اور پھر اس سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں، اور حج بھی کرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ حرام روپیہ تو کمانا گناہ ہے، پھر اس روپے سے صدقہ وغیرہ جائز ہے؟

ج…… مالِ حرام سے صدقہ قبول نہیں ہوتا، بلکہ اُلٹا موجبِ وبال ہے، حدیث شریف میں ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک ہی چیز کو قبول کرتے ہیں۔“

حرام اور ناجائز مال کا صدقہ کرنے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص گندگی کا ٹوکرا کسی بادشاہ کو ہدیہ کے طور پیش کرے، ظاہر ہے کہ اس سے بادشاہ خوش نہیں ہوگا، اُلٹا ناراض ہوگا۔

## ”ایک ہاتھ سے صدقہ دیا جائے تو دُوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے“ کا مطلب

س……صدقے کے بارے میں علمائے کرام سے سنا ہے کہ اس طرح دیا جائے کہ دُوسرے ہاتھ کو علم نہ ہو۔ ”دُوسرے ہاتھ“ سے مراد، دُوسرا آدمی ہے، کیا اگر ایک آدمی صدقہ دینا چاہتا ہے اور وہ خود باہر کے ملک میں کاروبار کر رہا ہے، جس آدمی کو صدقہ دینا چاہتا ہے اس کا کوئی ایڈریس نہیں ہے، (بیوہ عورت ہے) وہ کس طرح اس کو دے گا؟ اگر صدقے کی رقم اپنی بیوی کے ذریعے دینا چاہے تو کیا اس صدقے میں کوئی حرج تو نہیں؟ جبکہ بیوی خاوند کے حقوق مساوی ہیں اس طرح صدقہ ہو جائے گا یا نہیں؟ اس کا متبادل حل بتائیں۔

ج…… جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس کے مطابق بیوی کے ذریعے صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں، ”ایک ہاتھ سے دیا جائے تو دُوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے“ سے مقصود یہ ہے کہ نمود و


فہرست

نمائش اور ریاکاری نہیں ہونی چاہئے، اور گھر کے معتمد علیہ فرد کے ذریعے صدقہ دینا ریاکاری نہیں۔

## صدقے میں بہت سی قیود لگانا دُرست نہیں

س…… کیا صدقے میں کالا مرغا یا کسی رنگ ونسل کا مرغا دینا جائز ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج…… جو چیز رضائے الٰہی کے لئے فی سبیل اللہ دی جائے وہ صدقہ کہلاتی ہے، نفلی صدقہ کم یا زیادہ اپنی توفیق کے مطابق آدمی کرسکتا ہے، صدقہ سے بلائیں دُور ہوجاتی ہیں، صدقے میں بکرے یا مرغ کا ذبح کرنا کوئی شرط نہیں اور نہ کسی رنگ ونسل کی قید ہے، بعض لوگ جو اس قسم کی قیود لگاتے ہیں وہ اکثر بددین ہوتے ہیں۔

## منّت کو پورا کرنا ضروری ہے، اور اس کے مستحق غریب لوگ اور مدرسہ کے طالب علم ہیں

س…… میری والدہ صاحبہ نے میری نوکری کے سلسلے میں منّت مانی تھی کہ اگر میرے بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی، الحمدللہ نوکری مل گئی، خدا کا شکر ہے۔ لیکن کافی عرصہ گزر گیا، ابھی تک منّت پوری نہیں کی، اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے، لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں، صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقۂ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو۔ اس میں اختلافِ رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں، گھر کے افراد کے لئے ناجائز ہے، یہ پورا کا پورا غریب ومسکین یا کسی دارالعلوم مدرسہ کو دے دینا چاہئے۔

ج…… آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے، اور اس گوشت کا فقراء پر تقسیم کرنا لازمی ہے، منّت کی چیز غنی اور مال دار لوگ نہیں کھاسکتے، جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر مال داروں کے لئے حلال نہیں۔

## کام ہونے کے لئے جس چیز کی منّت مانی تھی وہ بھول گئی تو کیا کرے؟

س…… میں نے منّت مانی تھی کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو میں روزے رکھوں گا اور صدقہ دوں گا وغیرہ۔ اس سلسلے میں پوچھنا یہ ہے کہ مجھے صحیح طرح یاد نہیں ہے کہ میں نے کتنے روزوں کی منّت مانی تھی اور صدقے میں کیا دینا ہے؟ تو کیا میں دوبارہ کسی چیز کی نیت کرسکتا ہوں (یعنی صدقہ وغیرہ یا نفل نماز یا روزے وغیرہ کی تعداد یا پیسوں کی مقدار دوبارہ معین کرسکتا ہوں کہ نہیں؟) یہ واضح رہے کہ ابھی میری مراد پوری نہیں ہوئی، میں چاہتا ہوں کہ جو بھی منّت مانوں، اسے پورا کروں، اس لئے لکھ کر اپنے پاس رکھ لوں تاکہ یاد رہ سکے، یا پھر مجھے پہلے والی منّت پوری کرنی ہوگی؟

ج…… جس کام کے لئے آپ نے منّت مانی تھی اگر وہ پورا نہیں ہوا تو منّت لازم نہیں ہوتی، اگر آپ نے یوں کہا تھا کہ اتنے روزوں رکھوں گا یا اتنا صدقہ دوں گا، تب تو کام پورا ہوجانے کی صورت میں آپ کو اتنے ہی روزے رکھنے ہوں گے اور صدقہ دینا ہوگا، اور اگر یاد نہیں تو غور و فکر کے بعد جو مقدار ذہن میں آئے اس کو پورا کرنا ہوگا، اور اگر یوں کہا تھا کہ کچھ روزے رکھوں گا یا کچھ صدقہ دوں گا، تو اب اس کا تعین کرسکتے ہیں۔

## اگر صدقہ کی امانت گم ہوگئی تو اس کا ادا کرنا لازم نہیں

س…… کچھ دن پہلے میری بڑی بہن (غیرشادی شدہ) نے مجھے چار سو روپے بکرا صدقہ کرنے کے لئے دیئے، اور ساتھ ہی یہ نصیحت کی کہ یہ روپے تمہارے روپوں میں شامل نہ ہوں۔ میں نے یہ روپے الگ رکھنے کی غرض سے موڑ کر جیب میں رکھ لئے کہ صبح بکرا صدقہ کروادوں گا۔ لیکن اتفاق سے یہ روپے اسی رات کو میری جیب سے کہیں نکل گئے، میرے اندازے سے یہ روپے موٹرسائیکل پر جاتے ہوئے جیب میں الگ ہونے کی وجہ سے نکل کر کہیں اُڑ گئے ہیں۔ اس طرح میری بہن نے جو رقم صدقے کے لئے نکالی تھی، وہ اس مقصد کے لئے استعمال نہ ہوئی۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ ایسی صورت میں صدقہ ہوگیا یا نہیں جبکہ نیت بالکل صاف تھی؟ اور حدیث میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

اگر میں چاہوں تو اپنی جیب خرچ سے پیسے بچاکر اتنی ہی رقم دوبارہ جمع کرکے صدقہ کرسکتا ہوں۔ برائے مہربانی میری اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں کیونکہ جس دن سے روپے کھوئے ہیں، میں شدید ذہنی اُلجھن کا شکار ہوں۔

ج...... آپ کے ذمہ ان پیسوں کا ادا کرنا لازم نہیں، اگر آپ کی بہن نے نفلی صدقے کے لئے دیئے تھے تو ان کے ذمہ کچھ لازم نہیں، اور اگر نذر مانی تھی تو ان کے ذمہ اس نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔

## شیرینی کی منّت مانی ہو تو اتنی رقم بھی خرچ کرسکتے ہیں

س...... میں نے ایک مشکل وقت خدا کے حضور کامیابی کے لئے مبلغ گیارہ روپے کی شیرینی مانی تھی، اب میں وہ رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، آیا دُرست ہے یا مجھے مٹھائی وغیرہ لے کر تقسیم کرنی پڑے گی؟

ج...... کسی محتاج کو اتنی رقم دے دی جائے۔

## میّت کے ثواب کے لئے کیا ہوا صدقہ مسجد میں استعمال کرنا

س...... ہمارے علاقے میں اگر میّت ہوجائے تو اس کے پیچھے جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ مسجد میں استعمال کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہم اس صدقے کو ضروریاتِ مسجد میں صرف کرسکتے ہیں؟

ج...... اگر میّت نے مسجد میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو یا اس کے وارث (بشرطیکہ وہ عاقل بالغ ہوں) خود میّت کی طرف سے مسجد میں خرچ کرتے ہیں تو یہ صحیح ہے، اور صدقۂ جاریہ میں شمولیت ہے۔

## منّت پوری کرنا کام ہونے کے بعد ضروری ہے نہ کہ پہلے

س...... اگر کوئی شخص منّت مانے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں روزہ رکھوں گا یا نفل وغیرہ پڑھوں گا، تو وہ شخص یہ کام منّت پوری ہونے سے پہلے کرے یا بعد میں کرے؟

ج...... اللہ تعالیٰ کے نام کی منّت ماننا جائز ہے، اور کام ہونے کے بعد منّت کا پورا کرنا لازم



فہرست

ہوتا ہے، پہلے نہیں۔ اور کام کے پورا ہونے سے پہلے اس منّت کا ادا کرنا بھی صحیح نہیں، پس اگر منّت کا روزہ پہلے رکھ لیا اور کام بعد میں پورا ہوا تو کام ہونے کے بعد روزہ دوبارہ رکھنا لازم ہوگا۔

## منّت کا ایک ہی روزہ رکھنا ہوگا یا دو؟

س…… کسی آدمی نے منّت مانی تھی کہ میرا فلاں کام پورا ہوگیا تو میں ہر سال محرّم کے مہینے میں یا کسی اور مہینے میں ایک روزہ رکھوں گا، اس کی منّت پوری ہوگئی، روزہ تو ہر سال اپنے مقرّرہ مہینے میں رکھتا ہے، مگر بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ منّت کا روزہ اکیلا ایک نہیں رکھا جاتا، دو لگاتار رکھے۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں از رُوئے شریعت روشنی ڈالیں تاکہ شک دُور ہو، اگر دو روزے لگاتار رکھنے تھے تو گزشتہ جتنے سالوں کے روزے رکھے ہوں ان کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟

ج…… اگر ایک ہی روزے کی منّت مانی تھی تو ایک روزہ واجب ہے، دُوسرا مستحب، اس کی قضا رکھنے کی ضرورت نہیں۔

## صدقے کا گوشت گھر میں استعمال کرنا ناجائز ہے

س…… ایک آدمی صدقے میں بکرا ذبح کرتا ہے، اور وہ گوشت آس پاس پڑوسیوں میں بانٹتا ہے، آیا وہ گوشت گھر میں بھی کھلاسکتا ہے یا کہ نہیں؟ آپ شرعی دلیل پیش کریں کہ صدقے کے بکرے کا گوشت گھر میں استعمال ہوسکتا ہے یا کہ نہیں؟

ج…… بکرا ذبح کرنے سے صدقہ نہیں ہوتا بلکہ فقراء و مساکین کو دینے سے صدقہ ہوتا ہے، اس لئے جتنا گوشت محتاجوں کو تقسیم کردیا اتنا صدقہ ہوگیا اور جو گھر میں کھالیا وہ نہیں ہوا، البتہ اگر نذر مانی ہوئی تھی تو اس پورے بکرے کا محتاجوں پر صدقہ کرنا واجب ہے، نہ مال دار پڑوسیوں کو دینا جائز ہے اور نہ گھر میں کھانا جائز ہے۔

## جو گوشت فقراء میں تقسیم کردیا وہ صدقہ ہے، جو گھر میں رکھا وہ صدقہ نہیں

س…… فرنٹیر کے دیہاتی علاقوں میں رسوماتی روایات جاری ہیں، جن میں پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہیں، ہمارے گاؤں سے جو لوگ بیرونی ممالک میں مزدوری کرتے ہیں یا نوکری سے واپسی پر چھٹی کے دوران ایک دو یا زائد گائے یا بیل صدقہ کرتے ہیں، مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے گشتی مانی تھی جو کر رہا ہوں (داد صدقہ) اس کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ گوشت کو تین حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے، جس کے لئے کوئی پیمانہ یا اوزان نہیں ہوتا، انداز ہوتا ہے، ایک حصہ گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے، باقی دو کو اکٹھا ملا کر چھوٹا کاٹ لیتے ہیں اور رشتہ داری میں ہر گھر میں فی کس آدھا کلوگرام کے حساب سے دیتے ہیں، زیادہ قرابت داروں کو بغیر حساب کے بھی دیا جاتا ہے، اس وقت جو غیر لوگ موجود ہوتے ہیں انہیں صرف آدھا کلوگرام کے حساب سے دیا جاتا ہے، باقی گوشت گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے، جبکہ گائے یا بیل کا چمڑا، سر اور اندرونی گوشت مثلاً: دِل، کلیجہ، گردے، پھیپھڑے اور تھوڑا بہت دُوسرا اچھا گوشت پہلے ہی اپنے گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے۔ ہمیں اختلاف ہے، اگر وہ صدقہ ہے تو اس کو گشتی کا نام کیوں دیا جاتا ہے؟ پھر اگر صدقہ تصوّر کرکے دیا جاتا ہے تو کیا اس کا یہ طریقہ دُرست ہے؟ خدا اسے منظور کرلیتا ہے؟

ج…… ''گشتی'' کا مطلب تو میں سمجھا نہیں، اگر یہ نذر ہوتی ہے تو پورے کا صدقہ کرنا ضروری ہے، خود کھانا یا امیروں کو دینا جائز نہیں، اور اگر ویسے ہی صدقہ ہوتا ہے تو جتنا گوشت فقراء کو تقسیم کردیا وہ صدقہ ہے اور جو گھر میں رکھ لیا وہ صدقہ نہیں۔

## منّت کا گوشت صرف غریب کھاسکتے ہیں

س…… میری ہمشیرہ نے یہ منّت مانی تھی کہ اگر میرا کام ہوگیا تو میں اللہ کے نام پر بکرا ذبح کروں گی، لہٰذا اب ان کا کام ہوگیا ہے، اور وہ اپنی منّت پوری کرنا چاہتی ہیں اور اللہ کے


فہرست

نام کا بکرا کرنا چاہتی ہیں، تو کیا اس بکرے کا گوشت عزیز و رشتہ دار اور گھر والے استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ براہِ کرم رہبری فرمائیں۔

ج…… منّت کی چیز کو صرف غریب غرباء کھاسکتے ہیں، عزیز و اقارب اور کھاتے پیتے لوگوں کو اس کا کھانا جائز نہیں، ورنہ منّت پوری نہیں ہوگی۔

س…… آپ نے جمعہ ایڈیشن میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ منّت کا گوشت پورے کا پورا اللہ کی راہ میں تقسیم کرنا چاہئے، یہ خود کھانا یا رشتہ داروں کو کھلانا ناجائز ہے، کیا دُوسری چیزوں کے متعلق بھی یہی حکم ہے؟ مثلاً: اگر کوئی شخص بکرے کے علاوہ کسی چیز کی منّت مانتا ہے تو کیا وہ بھی ساری کی ساری اللہ کی راہ میں تقسیم کرنی چاہئے؟

ج…… جی ہاں! نذر کی تمام چیزوں کا یہی حکم ہے کہ ان کو غریب غرباء پر تقسیم کردیا جائے، غنی (مال دار) لوگوں کا اس کو کھانا جائز نہیں، اور نذر ماننے والا اور اس کے اہل و عیال خود بھی اس کو نہیں کھاسکتے۔

## منّت کی نفلوں کا پورا کرنا واجب ہے

س…… میری والدہ سخت بیمار تھیں، میں نے منّت مانی تھی کہ اگر والدہ کا آپریشن ٹھیک ٹھاک ہوگیا تو سو نفل پڑھوں گا، مگر اس کے بعد میں نے صرف ۴۸ نفل پڑھے اور باقی نہیں پڑھے، بتایئے اب کیا کروں؟

ج…… اگر آپ کی والدہ کا آپریشن ٹھیک ہوگیا تھا تو سو نفل آپ کے ذمہ واجب ہوگئے، اپنی منّت کو پورا کرنا واجب ہے، اس لئے باقی بھی پڑھ لیجئے۔

## منّت کے نفل جتنے یاد ہوں اتنے ہی پڑھے جائیں

س…… اگر کسی مشکل کے لئے نوافل مانے ہوں اور انسان یہ بھول جائے کہ معلوم نہیں کتنے نفل مانے تھے؟ اور کس مقصد کے لئے مانے گئے تھے؟ اگر اب پڑھنے ہوں تو ان کی نیت کیسے کی جائے اور تعداد کیسے معلوم ہو؟ کیا ہم ان نوافل کے بجائے کوئی صدقہ وغیرہ کرسکتے ہیں؟

ج…… اتنے نفل ہی پڑھے جائیں، ذرا حافظے پر زور ڈال کر یاد کیا جائے، جتنے نفلوں کا خیال غالب ہوا اتنے پڑھ لئے جائیں، نفل ہی پڑھنا واجب ہے، ان کی جگہ صدقہ دینے سے وہ منّت پوری نہیں ہوگی۔

## قرآن مجید ختم کروانے کی منّت لازم نہیں ہوتی

س…… جب ہم کسی کام کے پورا ہونے کے لئے منّت مانتے ہیں کہ فلاں کام پورا ہونے پر ہم قرآن شریف ختم کروائیں گے، اس کے لئے محلّہ والوں کو بلاکر حافظوں سے قرآن شریف ختم کروایا جاتا ہے، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اکیلا آدمی قرآن شریف ختم کرسکتا ہے؟ اور یہ کہ کتنے دنوں کے اندر قرآن شریف ختم کرنا چاہئے؟

ج…… منّت کے لازم ہونے کی حضراتِ فقہاء نے خاص شرطیں لکھی ہیں، اگر وہ شرطیں نہ پائی جائیں تو منّت لازم نہیں ہوتی، ان شرطوں کے مطابق اگر کسی نے یہ منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں قرآن شریف ختم کراؤں گا، تو اس سے منّت بھی لازم نہیں ہوتی، اور اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔

## گیارہویں، بارہویں کو نذر نیاز کرنا

س…… کیا گیارہویں اور بارہویں شریف پر روشنی کرنا، ان دنوں فاتحہ کرنا، یا نذر و نیاز کرنا باعثِ ثواب، خیر و برکت ہے؟ اور نہ کرے تو گناہ تو نہیں ہے؟

ج…… مختصر یہ ہے کہ شریعت نے صدقہ خیرات اور ایصالِ ثواب کی ترغیب دی ہے، مگر یہ طریقے لوگوں کے خودتراشیدہ ہیں، اس لئے ان چیزوں کا کرنا جائز نہیں، اور ناجائز چیز کی نذر ماننا بھی گناہ ہے، اور اس غلط نذر کو پورا کرنا بھی گناہ ہے۔

## خیرات فقیر کے بجائے کتے کو ڈالنا جائز نہیں

س…… میں روزانہ شام کو اللہ کے نام کا کھانا ایک روٹی یا ایک پلیٹ چاول کتے کو ڈلوادیتی ہوں، فقیر کو نہیں دیتی کیونکہ آج کل کے فقیر تو بناوٹی ہوتے ہیں۔ میں یہ کھانا کتے کو ڈال کر ٹھیک کرتی ہوں؟


فہرست

ج…… جو فرق انسان اور کتے میں ہے، وہی انسان اور کتے کو دی گئی ''خیرات'' میں ہے، اور آپ کا یہ خیال کہ آج کل فقیر بناوٹی ہوتے ہیں، بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ضرورت منداور محتاج ہیں، مگر کسی کے سامنے اپنی حاجت مندی کا اظہار نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو صدقہ دینا چاہئے، دینی مدارس کے طلبہ کو دینا چاہئے، اسی طرح ''فی سبیل اللہ'' کی بہت سی صورتیں ہیں، مگر آپ کے صدقے کا مستحق صرف کتا ہی رہ گیا ہے…؟

# نفلی صدقات

## صدقہ اور خیرات کی تعریف

س...... صدقہ اور خیرات ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے؟

ج...... اُردو محاورے میں یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں، قرآن مجید میں صدقے کا لفظ زکوٰۃ پر بھی بولا گیا ہے، اور خیرات تمام نیک کاموں کو کہا گیا ہے۔

## صدقہ کا طریقہ

س...... ۱: صدقہ کے معنی کیا ہیں؟ ۲: بعض لوگ اپنی جان اور مال کا صدقہ دیتے ہیں، اس کا کیا مقصد ہے؟ ۳: کیا صدقہ کوئی خاص قسم کی خیرات ہے جو کہ دی جاتی ہے؟ ۴: صدقہ میں کیا دینا چاہئے اور کن لوگوں کو دیا جاسکتا ہے؟ ۵: کیا سیّد کو صدقہ دینا جائز ہے؟ اگر ہمیں ان کی مالی خدمت کرنا مقصود ہو تو کیا نیت ہونی چاہئے؟ ۶: بہت سے لوگ تھوڑا سا گوشت منگا کر چیلوں کو لٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جان کا صدقہ ہے، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ اگر نقد رقم غریبوں کو دی جائے تو یہ عمل کیسا ہے؟ یا وہ گوشت غریبوں میں تقسیم کردیا جائے؟ ۷: اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ کالی مرغی یا کالا بکرا ہی صرف صدقے کے طور پر دیتے ہیں، کیا کالی چیز دینا ضروری ہے؟

ج...... صدقہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنا، صدقہ کی قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ میں بڑی فضیلت اور ترغیب آئی ہے، مصائب اور تکالیف کے رفع کرنے میں صدقہ بہت مؤثر چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو مال بھی خرچ کیا جائے وہ صدقہ ہے، وہ کسی محتاج

کو نقد روپیہ پیسے دے یا کھانا کھلا دے یا کپڑے دے دے یا کوئی اور چیز دے دے۔ کالا بکرا یا کالی مرغی کی کوئی خصوصیت نہیں، نہ صدقے کے لئے بکرا یا مرغی ذبح کرنا ہی کوئی شرط ہے، بلکہ اگر ان کی نقد قیمت کسی محتاج کو دے دے تو اس کا بھی اتنا ہی ثواب ہے۔ چیلوں کو گوشت ڈالنا اور اس کو جان کا صدقہ سمجھنا بھی فضول بات ہے۔ ہاں! کوئی جانور بھوکا ہو تو اس کو کھلانا پلانا بلاشبہ موجبِ اجر ہے۔ لیکن ضرورت مند انسان کو نظرانداز کرکے چیلوں کو گوشت ڈالنا لغو حرکت ہے۔ صدقہ غریبوں، محتاجوں کو دیا جاتا ہے، سیّد کو صدقہ نہیں دینا چاہئے، بلکہ ہدیہ اور تحفہ کی نیت سے ان کی مدد کرنی چاہئے، تاہم ان کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے، زکوٰۃ اور صدقۂ فطر نہیں دے سکتے، اسی طرح علماء و صلحاء کو بھی صدقہ کی نیت سے نہیں بلکہ ہدیہ کی نیت سے دینا چاہئے۔

صدقہ کی ایک قسم صدقۂ جاریہ ہے، جو آدمی کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے، مثلاً کسی جگہ پانی کی قلت تھی، وہاں کنواں کھدوا دیا، مسافروں کے لئے مسافرخانہ بنوا دیا، کوئی مسجد بنوا دی یا مسجد میں حصہ ڈال دیا، یا کوئی دینی مدرسہ بنا دیا یا کسی دینی مدرسہ میں پڑھنے والوں کی خوراک پوشاک اور کتابوں وغیرہ کا انتظام کردیا، یا کسی مدرسہ کے بچوں کو قرآن مجید کے نسخے خرید کر دیئے یا اہلِ علم کو ان کی ضروریات کی دینی کتابیں لے کر دے دیں، وغیرہ۔ جب تک ان چیزوں کا فیض جاری رہے گا، اس شخص کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔



فہرست

## صدقہ کب لازم ہوتا ہے؟

س…… صدقہ کن اوقات میں لازمی دیا جاتا ہے؟ اور وہ چیز جس پر صدقہ دیا جاتا ہے اس کا صحیح مصرف کیا ہونا چاہئے؟

ج…… زکوٰۃ، عشر، صدقۂ فطر، قربانی، نذر، کفارہ یہ تو فرض یا واجب ہیں، ان کے علاوہ کوئی صدقہ لازم نہیں۔ ہاں! کوئی شخص بہت ہی ضرورت مند ہو اور آپ کے پاس گنجائش ہو تو اس کی اعانت لازم ہے، عام طور سے نفلی صدقہ مصائب اور مشکلات کے

رفع کرنے کے لئے دیا جاتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے۔

## خیرات کا کھانا کھلانے کا صحیح طریقہ

س...... ہمارے محلے میں مسجد ہے، اس میں محلے کے لوگ ہر جمعرات کو شام کے وقت کھانا لاتے ہیں خیرات کی نیت سے، نمازی ایک دو لقمہ ڈال کر اُٹھتا ہے، ایسے ہی ایک ایک کر کے کافی نمازی ایک دو لقمہ ڈال کر چلتے ہیں، کوئی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتا، کیونکہ وہ اتنا ہوتا نہیں ہے کہ سب نمازی پیٹ بھر کر کھالیں، کیا بہتر یہ نہیں کہ وہ ایک جگہ گھر پر ۵ آدمی بلا کر پیٹ بھر کر کھلا دے۔

ج...... اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ محلے میں کوئی تنگ دست ہو تو اس کے گھر کھانا بھیج دیا جائے، یا اتنی رقم نقد اس کو دے دی جائے۔ بعض لوگ کھانا کھلانے ہی کو صدقہ سمجھتے ہیں، اگر ضرورت مندوں کو نقد دیا جائے یا غلہ دے دیا جائے، اس کو صدقہ ہی نہیں سمجھتے، اسی طرح بعض لوگ جمعرات ہی کو کھانا مسجد میں بھیجنا ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ صدقہ کے لئے نہ جمعرات کی شرط ہے اور نہ مسجد بھیجنے کی۔ بعض لوگ ایصالِ ثواب کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کھانے پر فاتحہ نہ دلائی جائے ایصالِ ثواب ہی نہیں ہوتا، یہ بھی غلط ہے۔ آپ نے اِخلاص کے ساتھ جو کچھ بھی راہِ خدا میں دے دیا وہ قبول ہو جاتا ہے اور اگر آپ اس کا ثواب کسی عزیز یا بزرگ کو پہنچانا چاہتے ہیں تو ایصالِ ثواب کی نیت سے اس کو ثواب پہنچ جاتا ہے۔

## چوری کے مال کی واپسی یا اس کے برابر صدقہ

س...... کسی شخص نے کسی چیز کی چوری کی اور چوری کرنے کے بعد اس کو یہ خیال آیا کہ ایسا کرنا نہیں چاہئے تھا، لیکن جس جگہ سے وہ شئ ناجائز طور پر حاصل کی گئی تھی وہاں اس کا پہنچانا بھی ممکن نہ ہو تو کیا اس کی قیمت کے مساوی رقم خیرات کر دینے کے بعد وہ مال تصرف میں لایا جا سکتا ہے؟

ج...... اگر اس شخص کا پتہ معلوم ہے تو وہ چیز یا اس کی قیمت اس کو پہنچانا لازم ہے، رقم بھیجنے


فہرست

میں تو کوئی اِشکال نہیں، بہرحال اگر اس شخص کا پتہ نشان معلوم ہو تو اس کی طرف سے قیمت صدقہ کردینا کافی نہیں، بلکہ اس کو پہنچانا ضروری ہے، اور اگر وہ شخص مرگیا ہو تو اس کے وارث اگر معلوم ہوں تو ہر وارث تک اس کا حصہ پہنچانا لازم ہے، اگر اس کا پتہ نشان معلوم نہ ہو تو اس کی طرف سے اس چیز کو صدقہ کردیا جائے۔

## ایسی چیز کا صدقہ جس کا مالک لاپتہ ہو

س…… کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ شدید بارش ہو رہی تھی، ایسے میں ایک بکری بھاگ کر ہمارے گھر آگئی، اور ہماری بکری کے ساتھ بیٹھ گئی، جب بارش رُکی تو ہم نے اسے باہر نکال دیا تاکہ جہاں سے آئی تھی وہاں چلی جائے، لیکن وہ بار بار ہماری بکری کے ساتھ آکر بیٹھ رہی تھی، آخرکار ہم نے مجبور ہوکر اسے باہر نکال کر دروازہ بند کردیا، ایسے میں ہماری گلی کا ہر شخص یہی چاہ رہا تھا کہ بکری مجھے مل جائے، ان کا اصرار یہی تھا کہ بکری اسے دے دی جائے، لیکن ہم نے نہ دی، بلکہ اسے لے کر علاقے سے دُور دراز مقامات تک گئے تاکہ مالک کا پتہ لگایا جاسکے، لیکن پتہ نہ چل سکا، بالآخر بکری ہم نے رکھ لی تاکہ اگر مالک آجائے تو اسے دے دی جائے، لیکن دو ماہ ہونے کے باوجود مالک کا کوئی پتہ نہ چل سکا، نہ وہ خود آیا، اب اس بکری کو ہم بیچنا چاہتے ہیں اور بیچ کر روپیہ کو مطلوبہ شخص کے نام سے خیرات یا کسی دینی ادارے میں دے دینا چاہتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ہمارا یہ عمل صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو ہم کیا کریں؟

ج…… آپ کا عمل صحیح ہے، یہی کرنا چاہئے، لیکن ساتھ ہی یہ نیت بھی ہو کہ اگر بعد میں اس کا مالک مل گیا اور اس نے بکری کی رقم کا مطالبہ کیا تو ہم رقم اسے واپس کردیں گے اور یہ صدقہ خود ہماری طرف سے شمار ہوگا۔


فہرست

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل

جلد چہارم

حج وعمرہ کے مسائل
زیارت روضۂ اطہر
مسجد نبوی مدینہ منورہ
قربانی، حلال اور حرام جانور
قسم کھانے کے مسائل



حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج ، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقاریر وتحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اورمحاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم’’ آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۲۸۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے سلسلے کواللہ تعالیٰ نے جس قبولیت سے نوازا اس کے شاہد وہ ہزاروں خطوط ہیں جو ہر ماہ ہمارے شیخ ومربی سیّدی ومرشدی امام الاتقیاء فقیہِ ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ کے نام اپنے دینی مسائل کے تشفی بخش جواب کے حصول کے لئے آتے ہیں۔ اور یہ سب اللہ رَبّ العزّت کا فضل وکرم اوراس کا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلے کوشرفِ قبولیت سے نوازا۔ ہم سب اس عظیم نعمت پر اللہ رَبّ العزّت کے شکرگزار ہیں اور یہ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ رَبّ العزّت اس سلسلے کوتادیر قائم رکھے اور ہمارے شیخ ومربی کا یہ فیض اس مقبولیت کے ساتھ پھلتا پھولتا رہے۔

اخبار ''جنگ'' کے اسلامی صفحے میں تو صرف وہ خطوط شائع ہوتے ہیں جو بہت ہی اہم اور ضروری ہوں، اس کے علاوہ بھی ہزاروں افراد ہر ماہ براہِ راست حضرت مولانا لدھیانوی صاحب کے اس فیض سے استفادہ کرتے ہیں۔

''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کی پہلی جلد فقہی ترتیب کے لحاظ سے عقائد کے مسائل پر مشتمل تھی، جبکہ دُوسری جلد طہارت کے مسائل، تیسری جلد نماز، روزہ، زکوٰۃ اور تلاوتِ کلامِ پاک کے مسائل پر مشتمل تھی۔ موجودہ چوتھی جلد فقہی ترتیب کے لحاظ سے حج

وعمرہ کی فرضیت وفضیلت، اقسامِ حج، حجِ بدل، عورتوں کے لئے حج کرنے کی شرائط، اِحرام کے مسائل، اہلِ مکہ کے حج کے مسائل، طواف، اعمالِ حج، روضۂ اقدس کی زیارت اور مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی حاضری، قربانی، عیدالاضحیٰ اور قربانی کے جانوروں کے مسائل، غیرمسلم کے ذبیحے کے اَحکام، عقیقے کے مسائل، حلال وحرام جانوروں کے مسائل، دریائی جانوروں کے اَحکام، پرندوں اوران کے انڈوں کے اَحکام، آنکھوں کے عطیہ اوراس کی وصیت کے اَحکام، اعضاء کی پیوندکاری کے مسائل، قسم (حلف) کے اَحکام اوران کے کفاروں کی تفصیل، الفاظِ قسم وغیرہ کے اَحکام اوران کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔

اِن شاء اللہ یہ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کے صدقاتِ جاریہ میں اضافے کے ساتھ ہم سب کے اکابرین قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، شیخِ وقت محدث العصر عاشقِ رسول حضرت شیخ علامہ مولانا محمد یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ، پیکرِ شیخِ طریقت حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، امام اہلِ سنت قائدِ قافلۂ اہلِ حق فقیہِ ملت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ناموں کو زندہ رکھنے کا باعث ہوگی۔

اس کتاب کی تکمیل واشاعت پر ہم دُعاگو ہیں کہ اللہ رَبّ العزّت ہر اس شخص کو اپنے خزانوں سے بہترین بدلہ عطا فرمائے جس نے اس کتاب کی تدوین واشاعت میں کسی طور پر حصہ لیا ہو۔ خصوصاً حضرتِ شیخ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی نظام الدین اُستاذِ حدیث ونگران تخصص فی الفقہ جنھوں نے حضرت کے حکم پر مسائل پر نظرِ ثانی کی۔ اور ادارہ ''جنگ'' کے چیف ایگزیکٹو میر جاوید رحمٰن، ایڈیٹر انچیف میر شکیل الرحمٰن، جناب ڈاکٹر شہیر الدین علوی، رفیقِ محترم مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا نعیم امجد سلیمی، مولانا فضلِ حق، مولانا محمد رفیق، عبداللطیف، ارشد محمود، محمد وسیم غزالی، قاری ہلال احمد، محمد فیاض اور مظفر محمد علی کے شکرگزار ہیں کہ ان حضرات کی محنتوں وکوششوں سے یہ کتاب آپ کے

ہاتھوں تک پہنچی۔

آخر میں ایک درخواست ہے کہ ادارہ ''جنگ'' کے مالک و بانی میر خلیل الرحمٰن مرحوم کا بھی اس صدقۂ جاریہ میں ایک معتد بہ حصہ ہے، اور وہ اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف تشریف لے گئے، ان کی مغفرت کی دُعا بھی فرماویں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لغزشوں سے درگزر فرمائے۔

محمد جمیل خان

نگران اسلامی صفحہ ''اقرأ''

روزنامہ جنگ کراچی

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

## ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل ۱۹۲



## قربانی کا گوشت ۱۹۸



## قربانی کی کھالوں کے مصارف ۲۰۱



## غیر مسلم کے ذبیحے کا حکم ۲۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

# حج وعمرہ کی فضیلت

## حج سے گناہوں کی معافی اور نیکیوں کا باقی رہنا

س…… سنا ہے کہ حج ادا کرنے کے بعد وہ انسان جس کا حج قبول ہوجائے وہ گناہ سے پاک ہوجاتا ہے جیسے کہ پیدا ہونے کے بعد کوئی بچہ، کیا یہ بات دُرست ہے؟ اگر یہ بات دُرست ہے تو کیا اس شخص نے جو اَب تک نیکیاں کیں وہ بھی ختم ہوجائیں گی؟

ج…… گناہوں کے معاف ہونے سے نیکیوں کا ختم ہونا کیسے سمجھ لیا گیا ہے؟ حج بہت بڑی عبادت ہے جس سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، مگر عبادت سے نیکیاں تو ضائع نہیں ہوا کرتیں! اور یہ جو فرمایا کہ: ''گویا وہ آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے'' یہ گناہوں سے پاک ہونے کو سمجھانے کے لئے ہے، کہ جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے، اسی طرح ''حجِ مبرور'' کے بعد آدمی گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔

## حجِ مقبول کی پہچان

س…… اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ''ہم نے حج تو کرلیا ہے مگر معلوم نہیں خدا نے قبول کیا کہ نہیں؟'' میں نے یہ سنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان حج کرکے واپس آئے اور واپس آنے کے بعد پھر سے بُرائی کی طرف مائل ہوجائے یعنی جھوٹ، چوری، غیبت، دِل دُکھانا وغیرہ شروع کردے تو یہ ان لوگوں کی نشانی ہوتی ہے جن کی عبادت خدا نے قبول نہیں کی ہوتی، کیونکہ

انسان جب حج کر کے آتا ہے تو خدا اس کا دِل موم کی طرح نرم کرتا ہے اور سوائے نیکی کے وہ اور کوئی کام نہیں کرتا۔ یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… حجِ مقبول وہی ہے جس سے زندگی کی لائن بدل جائے، آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو اور طاعات کی پابندی کی جائے۔ حج کے بعد جس شخص کی زندگی میں خوشگوار انقلاب نہیں آتا اس کا معاملہ مشکوک ہے۔

## نفل حج زیادہ ضروری ہے یا غریبوں کی استعانت؟

س…… حج، اسلام کا ایک اہم رُکن ہے۔ دورانِ حج اسلامی یکجہتی اور اجتماعیت کا عظیم الشان مظاہرہ ہوتا ہے جس کی افادیت کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ مگر جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ آج کل نفل حج جائز ہے یا نہیں؟ خاص طور پر ان ممالک کے باشندوں کے لئے جہاں سے حج کے لئے جانے پر ہزارہا روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ جبکہ ایک مولانا صاحب نے روزنامہ ''جنگ'' کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''کمیونزم'' اور ''سوشلزم'' یعنی لادینیت کے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی روٹی کا مسئلہ حل کردیا جائے۔ پاکستان اور بہت سے مسلم ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان محض پیٹ کی مجبوری کی خاطر عیسائیت اختیار کر رہے ہیں، پاکستان کے غریب مسلمانوں میں اگر سوشلزم سے کوئی ہمدردی ہے تو محض پیٹ کی خاطر، ورنہ یہ لوگ بھی ہماری طرح مسلمان ہیں اور ضرورت پڑنے پر اسلام کے لئے جان بھی دینے کو تیار ہیں۔ نفل حج پر خرچ کی جانے والی رقم اگر پاکستان کے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کردی جائے تو میرا خیال ہے کہ ملک سے غربت کا مسئلہ کافی حد تک حل ہوجائے گا اور اسلامی نظام کی راہ میں حائل بہت سی رُکاوٹیں خودبخود ختم ہوجائیں گی۔ پچھلے سال اس سلسلے میں، میں نے دُوسرے مولانا صاحب کو لکھا تھا تو انہوں نے میری تائید میں جواب دیا تھا کہ: ''موجودہ حالات میں نفل حج کے لئے جانا گناہ ہے، اس رقم کو ملکی یتیموں اور محتاجوں میں تقسیم کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔'' آپ سے گزارش ہے کہ اس پر مزید وضاحت فرمائیں اور پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کو اس حقیقت سے

باخبر فرمائیں تاکہ اسلامی نظام کی راہ آسان تر ہوجائے۔

ج...... ایک مولانا کے ''زوردار فتویٰ'' اور دُوسرے مولانا کی ''تائید وتصدیق'' کے بعد ہمارے لکھنے کو کیا باقی رہ جاتا ہے! مگر ناقص خیال یہ ہے کہ نفل حج کو تو حرام نہ کہا جائے، البتہ زکوٰۃ ہی اگر مال داروں سے پوری طرح وصول کی جائے اور مستحقین پر اس کی تقسیم کا صحیح انتظام کردیا جائے تو غربت کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ مگر کرے کون...؟

## حج وعمرہ جیسے مقدس اعمال کو گناہوں سے پاک رکھنا چاہئے

س...... یہاں سعودیہ میں ہمارے گھروں میں وی سی آر پر مخرّبِ اخلاق انڈین فلمیں بھی دیکھی جاتی ہیں اور ہر ماہ باقاعدگی سے عمرہ اور مسجدِ نبویؐ میں حاضری بھی دی جاتی ہے۔ کیا اس سے عمرہ ومسجدِ نبویؐ کی حاضری کی افادیت ختم نہیں ہوجاتی؟ لوگ عمرہ ثواب کی نیت سے اور مسجدِ نبویؐ میں بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی غرض سے جاتے ہیں، فلمیں دیکھنا بُرا بھی نہیں سمجھتے، عام خیال ہے کہ وطن سے دُوری کی وجہ سے وقت کاٹنے کو دیکھتے ہیں اور یہاں تفریح کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔

ج......عمرہ اور مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی حاضری میں بھی لوگ اتنی غلطیاں کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ! دین کے مسائل نہ کسی سے پوچھتے ہیں، نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ جو شخص ٹی وی جیسی حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کو اس کے حج وعمرہ کی کیا ضرورت ہے؟ ایک عارف کا قول ہے:

بطوافِ کعبہ رفتم زحرم ندا برآمد
کہ بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

ترجمہ:...... ''میں طوافِ کعبہ کو گیا تو حرم سے ندا آئی کہ: تو نے باہر کیا کیا ہے کہ دروازے کے اندر آتا ہے۔''

لوگ خوب داڑھی منڈاکر روضۂ اطہر پر جاتے ہیں اور ان کو ذرا بھی شرم نہیں آتی


فہرست

کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر شکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں جیسی بناتے ہیں۔ اس تحریر سے یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو حج و عمرہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مقدس اعمال کو گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھنا چاہئے۔ ایسے حج و عمرہ ہی پر پورا ثواب مرتب ہوتا ہے۔

## مکہ والوں کے لئے طواف افضل ہے یا عمرہ؟

س…… مکۃ المکرّمہ میں زیادہ طواف کرنا افضل ہے یا عمرہ جو کہ مسجدِ عائشہؓ سے اِحرام باندھ کر کیا جاتا ہے؟ کیونکہ ہمارے امام کا کہنا ہے کہ طواف مکہ مکرّمہ میں سب سے زیادہ افضل ہے، اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن میں بیت اللہ کے طواف کا حکم ہے نہ کہ عمرہ کا۔ اس لئے مقیمِ مکہ مکرّمہ کے لئے طواف افضل ہے عمرہ سے۔ اور ساتھ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مدینہ منوّرہ سے عمرہ کا اِحرام باندھ کر ضرور آنا چاہئے۔ پوچھنا ہے کہ کیا یہ باتیں امام کی ٹھیک ہیں یا نہیں؟

ج…… زیادہ طواف کرنا افضل ہے، مگر شرط یہ ہے کہ عمرہ کرنے پر جتنا وقت خرچ ہوتا ہے اتنا وقت یا اس سے زیادہ طواف پر خرچ کرے، ورنہ عمرہ کی جگہ ایک دو طواف کرلینے کو افضل نہیں کہا جاسکتا۔

جو لوگ مدینہ منوّرہ سے مکہ مکرّمہ جانے کا قصد رکھتے ہیں ان کو ذوالحلیفہ سے (جو مدینہ شریف کی میقات ہے) اِحرام باندھنا لازم ہے اور ان کا اِحرام کے بغیر میقات سے گزرنا جائز نہیں، اور اگر مدینہ منوّرہ سے مکہ مکرّمہ جانے کا قصد نہیں بلکہ جدہ جانا چاہتے ہیں تو ان کے اِحرام باندھنے کا سوال ہی نہیں۔

## صرف امیر آدمی ہی حج کرکے جنت کا مستحق نہیں، بلکہ غریب بھی نیک اعمال کرکے اس کا مستحق ہوسکتا ہے

س…… حج کرکے صرف امیر آدمی ہی جنت خرید سکتا ہے، کہ اس کے پاس حج پر جانے کے


فہرست

لئے مناسب رقم ہے اور وہ ہزاروں لاکھوں نمازوں کا ثواب حاصل کرسکتا ہے، جبکہ غریب محروم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل صرف امیروں پر ہے۔ آج کے زمانے میں کسی کا حج بھی قبول نہیں ہو رہا کیونکہ میدانِ عرفات میں لاکھوں فرزندانِ توحید اعدائے اسلام (خاص طور پر اسرائیل، امریکہ، رُوس) کے نابود ہونے کے لئے دُعا بڑے خشوع و خضوع سے کرتے ہیں اور ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ دُنیا سے بُرائی ختم ہونے کی دُعا کرتے ہیں، لیکن بُرائیاں بڑھ رہی ہیں۔ گویا یہ ان دُعاؤں کے نامقبول ہونے کی علامات ہیں۔

ج…… حج صرف صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ مگر جنت صرف حج کرنے پر نہیں ملتی، بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ غریب آدمی ان کے ذریعہ جنت کما سکتا ہے۔ حدیث میں تو یہ آتا ہے کہ فقراء و مہاجرین، اُمراء سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے۔ حج کس کا قبول ہوتا ہے اور کس کا نہیں؟ یہ فیصلہ تو قبول کرنے والا ہی کرسکتا ہے، یہ کام میرے آپ کے کرنے کا نہیں۔ نہ ہم کسی کے بارے میں یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ اس کی فلاں عبادت قبول ہوئی یا نہیں، البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس نے شرائط کی پابندی کے ساتھ حج کے ارکان صحیح طور پر ادا کئے اس کا حج ہوگیا۔ رہا دُعاؤں کا قبول ہونا یا نہ ہونا، یہ علامت حج کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی نہیں۔ بعض اوقات نیک آدمی کی دُعا بظاہر قبول نہیں ہوتی اور بُرے آدمی کی دُعا ظاہر میں قبول ہوجاتی ہے، اس کی حکمتیں اور مصلحتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بُرائی اور شر کے غلبے کی وجہ سے نیک لوگوں کی دُعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ نیک آدمی عام لوگوں کے لئے دُعا کرے گا، حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کہ: ”تو اپنے لئے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ، میں تجھ کو عطا کروں گا، لیکن عام لوگوں کے لئے نہیں، کیونکہ انہوں نے مجھے ناراض کرلیا ہے۔“ (کتاب الرقائق ص:۱۵۵، ۳۸۴)

اور یہ مضمون بھی احادیث میں آتا ہے کہ: ”تم لوگ نیکی کا حکم کرو اور بُرائی کو روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذابِ عام کی لپیٹ میں لے لیں، پھر تم دُعائیں کرو تو تمہاری دُعائیں بھی نہ سنی جائیں۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۳۹)

اس وقت اُمت میں گناہوں کی کھلے بندوں اشاعت ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بہت کم بندے رہ گئے ہیں جو گناہوں پر روک ٹوک کرتے ہوں۔ اس لئے اگر اس زمانے میں نیک لوگوں کی دُعائیں بھی اُمت کے حق میں قبول نہ ہوں تو اس میں قصور ان نیک لوگوں کا یا ان کی دُعاؤں کا نہیں، بلکہ ہماری شامتِ اعمال کا قصور ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔

# حج اور عمرہ کی فرضیت

## کیا صاحبِ نصاب پر حج فرض ہوجاتا ہے؟

س...... ایک مولانا صاحب کہتے ہیں کہ: جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا باون تولہ چاندی ہو وہ صاحبِ مال ہے، اور اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ یعنی جو صاحبِ زکوٰۃ ہے اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ اسلام کی روشنی میں جواب دیں۔

ج...... اس سے حج فرض نہیں ہوتا، بلکہ حج اس پر فرض ہے جس کے پاس حج کا سفر خرچ بھی ہو اور غیر حاضری میں اہل و عیال کا خرچ بھی ہو۔ مزید تفصیل ''معلّم الحجاج'' میں دیکھ لی جائے۔

## حج کی فرضیت اور اہل و عیال کی کفالت

س...... الف ملازمت سے ریٹائرڈ ہوا، دس ہزار روپے بقایاجات یک مشت گورنمنٹ نے دیئے، اب یہ رقم حج کرنے کے لئے اور اس عرصہ تک اس کے اہل و عیال کے خرچ کے لئے کافی ہوتی ہے، مگر جب حج سے واپس آنا ہوگا تو روزگار کے لئے الف کے پاس کچھ بھی نہ ہوگا۔ کیا ایسی حالت میں الف پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

س......۲: قاسم کی دُکان ہے اور اس میں آٹھ دس ہزار روپے کا سامان ہے، جس کی تجارت سے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتا ہے، اور اگر قاسم دُکان بیچ کر حج کرنے چلا جائے تو پیچھے بچوں

کے لئے اسی رقم سے کھانے پینے کا بندوبست بھی ہوسکتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟ اور اس کو حج کے لئے جانا چاہئے یا نہیں؟

ج…… دونوں سوالوں کا جواب ایک ہی ہے کہ حج سے واپسی پر اس کے پاس اتنی پونجی ہونی چاہئے کہ جس سے اس کے اہل و عیال کی بقدرِ ضرورت کفالت ہوسکے۔

مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں حج فرض نہیں ہوگا، بہتر ہے کہ آپ دُوسرے علمائے کرام سے بھی دریافت کرلیں۔

## پہلے حج یا بیٹی کی شادی؟

س…… ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ یا تو حج کرسکتا ہے یا اپنی جوان بیٹی کی شادی کرسکتا ہے، براہِ کرم مطلع فرمائیں کہ وہ پہلے حج کرے یا پہلے اپنی بیٹی کی شادی کرے؟ اگر اس نے اپنی بیٹی کی شادی کردی تو پھر وہ حج نہیں کرسکے گا۔

ج…… اس پر حج فرض ہے، اگر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

## محدود آمدنی میں لڑکیوں کی شادی سے قبل حج

س…… ایک شخص صاحبِ استطاعت ہے اور حج اس پر فرض ہے، لیکن موصوف کی اولاد ہے کہ غیرشادی شدہ ہے، جن میں دو لڑکیاں جوان ہیں، رقم اتنی ہے کہ اگر حج ادا کرے تو کسی ایک لڑکی کی شادی بھی ممکن نظر نہیں آتی کیونکہ آج کل شادی بیاہ پر کم از کم تیس چالیس ہزار کا خرچہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں کوئی شخص جس کے یہ حالات ہوں کیا فرض ہوتا ہے، حج یا شادی؟

ج…… فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہو کہ یا وہ اپنی شادی کرسکتا ہے یا حج کرسکتا ہے تو اگر حج کے ایام ہوں تو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔ اسی سے اپنے مسئلے کا جواب سمجھ لیجئے، اس سلسلے میں دیگر علمائے کرام سے بھی رُجوع کرلیجئے۔

## فریضۂ حج اور بیوی کا مہر

س…… ایک دوست ہیں، وہ اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، انہوں نے والدین

سے اجازت لی ہے، مگر ان کے ذمہ بیوی کا مہر ۵۰،۰۰۰ روپے کا قرضہ ہے۔ کیا وہ بیوی سے اجازت لیں گے یا معاف کرائیں گے؟ کیونکہ ان کی بیوی پاکستان میں ہے اور وہ دبئی میں ہیں۔ اب ان کا مہر کیسے معاف ہوگا؟

ج…… آپ کا دوست حج ضرور کرلے، بیوی سے مہر معاف کرانا حج کے لئے کوئی شرط نہیں۔

## کاروبار کی نیت سے حج کرنا

س…… ہر مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ موجودہ دور میں کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو تقریباً ہر سال حج پر جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں کہ ہر سال حج پر جاتے ہیں بلکہ ان کا حج ایک قسم کا ''کاروباری حج'' ہوتا ہے، کیونکہ یہ لوگ یہاں سے مختلف دوائیں اور دیگر سامان اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور سعودی عرب میں منافع کے ساتھ وہ چیزیں فروخت کردیتے ہیں۔ اسی طرح حج سے واپسی پر یہ لوگ وہاں سے ٹیپ ریکارڈر، وی سی آر اور کپڑا وغیرہ کثیر تعداد میں لاکر یہاں فروخت کردیتے ہیں۔ اس طرح حج کا فریضہ بھی ادا ہوجاتا ہے اور کاروبار بھی اپنی جگہ چلتا رہتا ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اس ''کاروباری حج'' کی دینی حیثیت کیا ہے؟ کیا ہر سال خود حج پر جانے سے بہتر یہ نہ ہوگا کہ اپنے کسی ایسے غریب رشتہ دار کو اپنے خرچ پر حج کرادیا جائے جو حج کے اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا؟

ج…… حج کے دوران کاروبار کی تو قرآنِ کریم نے اجازت دی ہے، لیکن سفرِ حج سے مقصود ہی کاروبار ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اپنی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔ رہا یہ کہ اپنی جگہ دُوسروں کو حج کرادیں، یہ اپنے حوصلہ اور ذوق کی بات ہے، اس کی فضیلت میں تو کوئی شبہ نہیں مگر ہم کسی کو اس کا حکم نہیں دے سکتے۔

## غربت کے بعد مال داری میں دُوسرا حج

س…… مجھ پر حج بیت اللہ فرض نہیں تھا اور کسی نے اپنے ساتھ مجھے حج بیت اللہ کرایا، اور جب وطن واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا اور غنی ہوا، اب بتایئے کہ دوبارہ حج کے

واسطے جاؤں گا تو یہ حج میرا فرضی ہوگا یا نفلی؟

ج…… پہلا حج کرنے سے فرضیتِ حج ساقط ہوجائے گی، دُوسرا حج غنی ہونے کے بعد جو کرے گا وہ حجِ فرض نہیں کہلائے گا بلکہ نفلی سمجھا جائے گا۔(فتاویٰ دارالعلوم ج:۶ ص:۵۳۱)

## عورت پر حج کی فرضیت

س……حج کیا صرف مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

ج……عورت پر بھی فرض ہے جبکہ کوئی محرَم میسر ہو، اور اگر محرَم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حجِ بدل کی وصیت کردے۔

## منگنی شدہ لڑکی کا حج کو جانا

س……اگر حج کی تیاری مکمل ہو اور لڑکی کی منگنی ہوجائے تو کیا وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حج نہیں کرسکتی؟

ج……ضرور جاسکتی ہے۔

## بیوہ حج کیسے کرے؟

س……خاوند کا انتقال اگر ایسے وقت ہو کہ حج کے وقت تک اس کی عدّت پوری نہ ہوتی ہو تو وہ حج کی بابت کیا کرے؟

ج……عدّت پوری ہونے سے پہلے حج کا سفر نہ کرے۔

## بیٹی کی کمائی سے حج

س……اگر بیٹی اپنی کمائی سے اپنی ماں کو حج کرانا چاہے تو کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ اس کے بیٹے اس قابل نہیں۔

ج……بلاشبہ جائز ہے، لیکن عورت کا محرَم کے بغیر حج جائز نہیں، حرام ہے۔

## حاملہ عورت کا حج

س……کیا حاملہ عورت حج کرسکتی ہے؟ اگر وہ حج کرسکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو کہ اس کے بطن میں ہے اس کا بھی حج ہوگا یا نہیں؟


فہرست

ج……حاملہ عورت حج کرسکتی ہے، پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔

## استطاعت کے باوجود حج سے پہلے عمرہ کرنا

س……واپسی کے بعد سے کچھ حالات مناسب نہیں رہے اور عرصہ تین سال گزرنے پر بھی بے روزگار ہوں، ایک بزرگوار نے ایک خاص بات فرمائی ہے جس کے لئے آپ کی طرف رُجوع کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ: عمرہ کی شرائط یہ ہیں کہ اوّل تو حج سے پہلے عمرہ جائز نہیں، اور اگر کرلیا جائے تو اسی سال حج کرنا لازم ہوجاتا ہے، اگر نہیں کیا تو گناہ گار ہوگا۔ اور اسی وجہ سے مجھے یہ پریشانی ہورہی ہے، مہربانی فرماکر جواب مرحمت فرمائیں کہ عمرہ بغیر حج کے نہیں ہوسکتا؟ میرے کہنے پر کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی عمرے فرمائے اور حج صرف ایک مرتبہ آخر میں فرمایا، جس کو وہ بزرگوار نہیں مانے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ فرمایا ہے۔

ج……جس شخص کو ایامِ حج میں بیت اللہ تک پہنچنے اور حج تک وہاں رہنے کی طاقت ہو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے، اور یہ فرضیت اس پر ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو جو صرف ایک بار بیت اللہ شریف تک پہنچنے کے وسائل رکھتا ہے، حج پر جانا چاہئے۔ عمرہ کے لئے سفر کرنا اور فرضیت کے باوجود حج نہ کرنا بہت غلط بات ہے۔ بہرحال آپ پر حج لازم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے حدیبیہ کے سال عمرہ کیا تھا، مگر کفارِ مکہ نے مکہ جانے نہیں دیا، اگلے سال عمرۃ القضا ادا فرمایا۔

## والد کے نافرمان بیٹے کا حج

س……میرا بڑا لڑکا مجھ کو بہت بُرا کہتا ہے، بات اس طرح سے کرتا ہے کہ میں اس کی اولاد ہوں اور وہ میرا باپ ہے۔ میرا دِل اس کی وجہ سے بہت کمزور ہوگیا ہے اور مجھ کو سخت صدمہ ہے۔ میں اس کے لئے ہر وقت بددُعا کرتا ہوں اور خاص کر ہر اذان پر بددُعا کرتا ہوں کہ خداوندِ کریم اس پر فالج گرائے اور اس کا بیڑا غرق ہوجائے۔ اس کے اس طرزِ عمل پر سخت پریشان ہوں، جھوٹ بہت بولتا ہے۔ جواب دیجئے کہ اس کا خدا کے گھر کیا حال ہوگا؟ اور یہ

حج کرنے کو بھی جانے کو ہے، میں تو اس کو معاف کروں گا نہیں، باپ کے ناراض ہونے پر کیا اس کا حج ہوجائے گا؟ سنا تو یہ ہے کہ باپ معاف نہ کرے تو حج نہیں ہوتا، میں اس کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔

ج……اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو حج پر تو اس کو جانا لازم ہے، اور اس کا فرض بھی سر سے اُتر جائے گا۔ لیکن حج پر جانے والے کے لئے ضروری ہے کہ حج پر جانے سے پہلے تمام اہلِ حقوق کے حقوق ادا کرے اور سب سے حقوق معاف کرائے۔ پس آپ کے بیٹے کو چاہئے کہ وہ آپ کو راضی کرلے، اور معافی مانگ لے۔ اگر آپ اس کو معاف نہیں کریں گے تو اس سے اس کا نقصان ہوگا اور آپ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر معاف کردیں گے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی حالت سدھر جائے، اس میں اس کا بھی فائدہ ہے اور آپ کا بھی۔

## عمرہ ادا کرنے سے حج لازم نہیں ہوتا جب تک دو شرطیں نہ پائی جائیں

س……ایک شخص نے پس انداز رقم مبلغ بیس ہزار روپے اپنے والد مکرّم کے حج کے لئے جمع کی تھی، حج پالیسی کے مطابق بحری جہاز کے ڈیک کا کرایہ ۲۴۹۸۰ روپے گویا ۲۵ ہزار روپے ہے۔ علماء سے مشورہ کیا کہ جتنی رقم کی کمی ہے وہ قرض لے کر فارم بھر دیا جائے؟ تو علمائے کرام نے قرض سے حج کی ادائیگی کو منع کیا۔ بعدہٗ دریافت کیا گیا کہ عمرہ کرلیا جائے؟ تو اس پر جواب ملا کہ عمرہ کرنے کے بعد حج کا ادا کرنا ضروری ہوجائے گا۔ دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ اگر حج کی ادائیگی میں حکومتی قانون کی وجہ سے رُکاوٹ ہے کہ رقم پوری نہیں، لیکن موجودہ رقم سے عمرہ کیا جاسکتا ہے تو آیا یہ دُرست ہے یا نہیں؟ اور کیا عمرہ کرنے کے بعد حج لازمی ہوگا، جبکہ فرضیت ہی میں کمی ہے؟ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ زندگی مستعار کا کیا بھروسہ! لہٰذا استدعا ہے کہ اس موجودہ رقم سے عمرہ کرلیا جائے تو حج تو لازم نہیں ہوگا؟ جیسا شریعت اجازت دے، جواب دے کر مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ رمضان المبارک میں عمرہ کرلیا جائے۔

ج……اگر حج کے دنوں میں آدمی مکہ مکرّمہ پہنچ جائے اور حج تک وہاں ٹھہرنا ممکن بھی ہو تو حج


فہرست

فرض ہوجاتا ہے، اور اگر یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں تو حج فرض نہیں ہوتا۔

س...... اگر کوئی شخص ماہِ حج میں داخل ہوجائے یعنی رمضان المبارک میں عمرے کے لئے جائے اور شوال کا مہینہ شروع ہوجائے تو کیا اس شخص پر حج لازم ہوگا؟ اگر اس شخص نے پہلے حج کیا ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟ اور اگر حج نہ کیا ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟

ج...... اگر حج کرچکا ہے تو دوبارہ حج فرض نہیں، اور اگر نہیں کیا تو اس پر حج فرض ہے، بشرطیکہ یہ حج تک وہاں رہ سکتا ہو یا واپس آکر دوبارہ جانے اور حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو اس پر حج فرض نہیں۔

## جس کی طرف سے عمرہ کیا جائے اس پر حج فرض نہیں ہوتا

س...... کیا کوئی سعودی عرب میں رہ کر اپنے عزیزوں کے لئے جو کہ زندہ ہوں مثلاً بھائیوں کے لئے، ماں باپ کے لئے، بیوی بچوں کے لئے عمرہ کرسکتا ہے؟ سنا ہے جس کے نام سے عمرہ کیا ہو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے کہ صرف مرحومین کے نام کا عمرہ ہی ہوسکتا ہے؟

ج...... عمرہ زندوں کی طرف سے بھی کیا جاسکتا ہے، جن کی طرف سے کیا جائے ان پر حج فرض نہیں ہوجاتا جب تک کہ وہ صاحبِ استطاعت نہ ہوجائیں۔

## حج فرض ہو تو عورت کو اپنے شوہر اور لڑکے کو اپنے والد سے اجازت لینا ضروری نہیں

س...... میرے والد صاحب فریضۂ حج ادا کرچکے ہیں اور میں اور میری امی بہت عرصے سے والد صاحب سے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے اجازت مانگتے ہیں، مگر وہ اس لئے انکار کرتے ہیں کہ پیسے خرچ ہوں گے، اس لئے وہ ٹال دیتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے کہ ہم باپ سے پیسے مانگے بغیر حج کا فرض ادا کرسکتے ہیں، صرف ان کی اجازت کی ضرورت ہے، کیا ہم حج کی تیاری کریں یا نہیں؟

ج...... اگر حج آپ پر اور آپ کی والدہ پر فرض ہے تو آپ حج پر ضرور جائیں۔ حجِ فرض کے لئے عورت کو اپنے شوہر سے اجازت لینا (بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی محرم جا رہا ہو) اور بیٹے کا

باپ سے اجازت لینا ضروری نہیں۔

## والدین کی اجازت اور حج

س……حج کرنے سے پہلے کیا والدین کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے؟

ج……حجِ فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں، البتہ حجِ نفل والدین کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔

## غیر شادی شدہ شخص کا والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

س……جو شخص غیر شادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں، اور والدین نے حج نہیں کیا ہو، اور یہ شخص حج کرنا چاہے تو کیا اس کا حج ہوسکتا ہے؟

س……۲: اگر والدین اس کو حج پر جانے کی اجازت دیں تو کیا وہ حج کرسکتا ہے؟

ج……اگر یہ شخص صاحبِ استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔ اور حجِ فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں۔

## بالغ کا حج

س……کوئی شخص اگر اپنی بالغ لڑکی یا لڑکے کو حج کروائے تو کیا وہ حج اس کا نفلی ہوگا؟

ج……اگر رقم لڑکے لڑکی کی ملکیت کردی گئی تھی تو ان پر حج فرض بھی ہوگیا اور ان کا حجِ فرض ادا بھی ہوگیا۔

## نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے

س……میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں، میرے ساتھ دو بچے، عمر تیرہ سالہ لڑکا، گیارہ سالہ لڑکی ہے، مجھے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ میرے بچے چونکہ نابالغ ہیں اس لئے ان کا حج فرض ہوگا یا نفل؟

ج……نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے، بالغ ہونے کے بعد اگر ان کی استطاعت ہو تو ان پر حج فرض ہوگا۔

## سعودی عرب میں ملازمت کرنے والوں کا عمرہ وحج

س...... جو لوگ نوکری کے لئے جدہ یا سعودی عرب کی دُوسری جگہ جاتے ہیں، وہاں سے ہوکر وہ حج یا عمرہ ادا کرتے ہیں۔ حدیث کی رُو سے اس کا ثواب کیا ہے؟ جبکہ دُور سے لوگ پاکستان سے ہوکر حج یا عمرہ ادا کرنے جاتے ہیں یا غریب آدمی جو پیسہ پیسہ جمع کرتا رہتا ہے اور نیت بھی ہوتی ہے کہ میں حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کروں گا۔ دُوسرا آدمی جبکہ نوکری کے سلسلے میں گیا تھا اس نے بھی یہ سعادت حاصل کی، کیا دونوں صورتوں میں کوئی فرق تو نہیں ہے؟

ج...... جو لوگ ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب گئے ہوں، اور حج کے دنوں میں بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہوں ان پر حج فرض ہے، اور ان کا حج وعمرہ صحیح ہے۔ اگر اِخلاص ہو اور حج وعمرہ کے اَرکان بھی صحیح ادا کریں تو ان شاء اللہ ان کو بھی حج وعمرہ کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ وطن سے جانے والوں کو۔ اور جو غریب آدمی پیسہ پیسہ جمع کرکے حج کی تیاری کرتا رہا مگر اتنا سرمایہ میسر نہ آسکا کہ حج کے لئے جائے، ان شاء اللہ اس کو اس کی نیت پر حج کا ثواب ملے گا۔

## حج ڈیوٹی کے لئے جانے والا اگر حج بھی کرلے تو اس کا حج ہوجائے گا

س...... میں یہاں ریاض سے ڈیوٹی دینے کے لئے مقاماتِ حج پر حکومت کی طرف سے بھیجا گیا، میرے افسر نے کہا کہ تم ڈیوٹی کے ساتھ حج بھی کرسکو گے، اس طرح میرے افسر کے ساتھ میں نے حج کے تمام مناسک پوری طرح ادا کئے۔ اب واپس آنے کے بعد میرے کچھ ساتھی کہتے ہیں کہ اس طرح ڈیوٹی کے ساتھ حج نہیں ہوا۔ جبکہ ہمارے ساتھ بہت سے مولانا حضرات بھی تھے جنھوں نے ڈیوٹی بھی دی، جو کام حکومت نے ہمارے سپرد کیا تھا وہ بھی پورا کیا اور افسروں کی اجازت کے ساتھ مناسکِ حج بھی پوری طرح انجام دیئے۔ آپ کے خیال میں ایسے حج کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

ج...... آپ کا حج ''ہم خرما وہم ثواب'' کا مصداق ہے، آپ کو دُہرا ثواب ملا، حج کا بھی اور حجاج کی خدمت کرنے کا بھی۔

## سیاحت کے ویزے پر حج کرنا

س...... دین دار حضرات اپنی بیگمات کو عمرے اور حج کی نیت سے سیاحی ویزا (وزٹ) کی حیثیت سے بلاتے ہیں کہ یہاں آ بھی جائیں گی اور عمرہ یا حج بھی کرلیں گی۔ بعض اوقات اس ویزا کے حصول کے لئے رشوت بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔

ج...... سیاحی کے ویزے پر حج کرنا دُرست ہے، مگر اس کے لئے رشوت دینا جائز نہیں۔

## فوج کی طرف سے حج کرنے والے کا فرض حج ادا ہو جائے گا

س...... اگر کوئی شخص فوج کی طرف سے حج کرنے جائے تو کیا اس کا فرض ادا ہو جاتا ہے؟ (مسلح افواج کے دستے ہر سال حج کے لئے جاتے ہیں)۔

ج...... حجِ فرض ادا ہو جائے گا۔

## حج کی رقم دُوسرے مصرف پر لگادینا

س...... میں نے اپنی والدہ کو دو سال قبل ان کے لئے اور والد صاحب کے لئے حج کی رقم دی جو انہوں نے کسی اور مد میں لگادی ہے، وہاں سے یک مشت رقم کی واپسی ایک دو سال کے لئے ممکن نہیں۔ میں نے ان سے حج کے لئے تقاضا کیا تو کہنے لگیں کہ قسمت میں ہوگا تو کرلیں گے، تمہارا فرض ادا ہوگیا۔ مولوی صاحب! یہ بتلایئے کہ کیا واقعی میں نے جس نیت سے ان کو پیسہ دیا تھا اس کا ثواب مجھے مل گیا؟ اور یہ کہ کہیں خدانخواستہ والدہ فی الوقت تک حج نہ کرسکنے کی بنا پر گناہ گار تو نہیں ہیں؟

ج...... آپ کو تو ثواب مل گیا اور آپ کی والدہ پر حج فرض ہوگیا، اگر حج کے بغیر مرگئیں تو گناہ گار ہوں گی اور ان پر لازم ہوگا کہ وہ وصیت کرکے مریں کہ ان کی طرف سے حجِ بدل کرادیا جائے۔

## حجِ فرض کے لئے قرضہ لینا

س...... قرض لے کر زید حج کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور قرضہ دینے والا خوشی سے خود کہتا ہے کہ آپ حج کرنے جائیں، میں پیسے دیتا ہوں، بعد میں پیسے دے دینا۔

ج...... اگر حج فرض ہے اور قرض مل سکتا ہے تو ضرور قرض لینا چاہئے، اگر فرض نہ بھی ہو تو بھی

قرض لے کر حج کرنا جائز ہے۔

## قرض لے کر حج اور عمرہ کرنا

س……میرا ارادہ عمرہ ادا کرنے کا ہے، میں نے ایک ’’کمیٹی‘‘ ڈالی تھی، خیال تھا کہ اس کے پیسے نکل آئیں گے، مگر وہ نہیں نکلی، اُمید ہے کہ آئندہ مہینے تک نکل آئے گی، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا میں کسی سے رقم لے کر عمرہ کرسکتا ہوں؟ واپسی پر ادا کردُوں گا، تو آپ یہ بتائیے کہ قرضِ حسنہ سے عمرہ ادا ہوسکتا ہے؟

ج……اگر قرض بہ سہولت ادا ہوجانے کی توقع ہو تو قرض لے کر حج و عمرہ پر جانا صحیح ہے۔

## مقروض آدمی کا حج کرنا جائز ہے لیکن قرضہ ادا کرنے کی بھی فکر کرے

س……ایک صاحب مقروض ہیں، لیکن پیسہ آتے ہی بجائے قرضہ واپس کرنے کے وہ پاکستان سے اپنے والدین کو بلاکر ساتھ ہی خود بھی حج کرتے ہیں، ایسے حج کرنے کے بارے میں شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج……حج تو ہوگیا، مگر کسی کا قرضہ ادا نہ کرنا بڑی بُری بات ہے، کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی مقروض ہوکر دُنیا سے جائے اور اتنا مال چھوڑ کر نہ جائے جس سے اس کا قرضہ ادا ہوسکے۔ میّت کا قرض جب تک ادا نہ کردیا جائے وہ محبوس رہتا ہے، اس لئے ادائے قرض کا اہتمام سب سے اہم ہے۔

# ناجائز ذرائع سے حج کرنا

## غصب شدہ رقم سے حج کرنا

س...... کسی کی ذاتی چیز پر دُوسرا آدمی قبضہ کرلے، جس کی قیمت پچاس ہزار روپے ہو اور وہ اس کا مالک بن بیٹھے تو کیا وہ حج کرسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بارے میں کیا فرمان ہے؟

ج...... دُوسرے کی چیز پر ناجائز قبضہ کرکے اس کا مالک بن بیٹھنا گناہِ کبیرہ اور سنگین جرم ہے۔ ایسا شخص اگر حج پر جائے گا تو حج سے جو فوائد مطلوب ہیں وہ اس کو حاصل نہیں ہوں گے۔ حج پر جانے سے پہلے آدمی کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اس کے ذمہ جو کسی کا حق واجب ہو اس سے سبکدوش ہوجائے، کسی کی امانت اس کے پاس ہو تو اس کو ادا کردے، اس کے بغیر اگر حج پر جائے گا تو محض نام کا حج ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ: ''ایک شخص دُور سے (بیت اللہ کے) سفر پر جاتا ہے، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن میل کچیل سے اَٹا ہوا ہے، وہ رو رو کر اللہ تعالیٰ کو ''یا ربّ! یا ربّ!'' کہہ کر پکارتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، لباس حرام کا، اس کی غذا حرام کی، اس کی دُعا کیسے قبول ہو...!''

## رشوت لینے والے کا حلال کمائی سے حج

س...... میں جس جگہ کام کرتا ہوں اس جگہ اُوپر کی آمدنی بہت ہے، لیکن میں اپنی تنخواہ جو کہ حلال ہے علیحدہ رکھتا ہوں۔ کیا میں اپنی اس آمدنی سے خود اور اپنی بیوی کو حج کرواسکتا ہوں جبکہ میری تنخواہ کے اندر ایک پیسہ بھی حرام نہیں؟

ج...... جب آپ کی تنخواہ حلال ہے تو اس سے حج کرنے میں کیا اِشکال ہے؟ ''اُوپر کی آمدنی'' سے مراد اگر حرام کا روپیہ ہے تو اس کے بارے میں آپ کو پوچھنا چاہئے تھا کہ:

’’حلال کی کمائی تو میں جمع کرتا ہوں اور حرام کی کمائی کھاتا ہوں، میرا یہ طرزِ عمل کیسا ہے؟‘‘

حدیث شریف میں ہے کہ: ’’جس جسم کی غذا حرام کی ہو، دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔‘‘

ایک اور حدیث ہے کہ: ’’ایک آدمی دُور دراز سے سفر کرکے (حج پر) آتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ’’یا ربّ! یا ربّ!‘‘ کہہ کر گڑگڑا کر دُعا کرتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا، غذا حرام کی، اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟‘‘ الغرض حج پر جانا چاہتے ہیں تو حرام کمائی سے توبہ کریں۔

## حرام کمائی سے حج

س…… یہ تو متفقہ مسئلہ ہے کہ حج حرام کی کمائی کا قبول نہیں ہوتا، لیکن میں نے ایک مولوی صاحب سے سنا ہے کہ اگر یہ شخص کسی غیرمسلم سے قرض لے کر حج کے واجبات ادا کرے تو اُمید کی جاتی ہے اللہ سے کہ اس کا حج قبول ہوجائے گا۔ پوچھنا یہ ہے کہ غیرمسلم کا مال تو ویسے بھی حرام ہے، یہ کیسے حج ادا ہوگا؟ براہِ مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج…… غیرمسلم تو حلال و حرام کا قائل ہی نہیں، اس لئے حلال و حرام اس کے حق میں یکساں ہے۔ اور مسلمان جب اس سے قرض لے گا تو وہ رقم مسلمان کے لئے حلال ہوگی، اس سے صدقہ کرسکتا ہے، حج کرسکتا ہے، بعد میں جب اس کا قرض حرام پیسے سے ادا کرے گا تو یہ گناہ ہوگا، لیکن حج میں حرام پیسے استعمال نہ ہوں گے۔

## تحفہ یا رشوت کی رقم سے حج کرنا

س…… مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک مقامی دفتر میں ملازم ہوں، میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ میں اور میری اہلیہ پس انداز کرکے رقم جمع کریں اور حج پر جاسکیں، ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے، بلکہ فرض ہے، ہم حج فریضہ جلد از جلد ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر میرے پاس کچھ رقم جمع ہوجائے جو مجھے دفتر میں تھوڑی تھوڑی کرکے بطور تحفہ ملی ہو تو کیا ہم اس میں سے حج پر وہ رقم خرچ کرکے اس فرض کو ادا کرسکتے ہیں؟ یقین جانئے کہ میں نے کبھی حکومت سے کوئی بے

ایمانی یا دھوکا دے کر رقم نہیں لی بلکہ زبردستی رقم دی گئی ہے بطور تحفہ۔ کیا ایسی رقم سے حج ادا کرنا جائز ہے؟ برائے مہربانی مجھے اس مسئلے سے آگاہ کریں۔

ج…… حج ایک مقدس فریضہ ہے، مگر یہ اسی پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ آپ کو جو رقم تحفے میں ملی ہے اگر آپ ملازم نہ ہوتے، کیا تب بھی یہ رقم آپ کو ملتی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ تحفہ نہیں رشوت ہے اور اس سے حج کرنا جائز نہیں بلکہ جن لوگوں سے لی گئی ان کو لوٹانا ضروری ہے۔

## سود کی رقم دُوسری رقم سے ملی ہوئی ہو تو اس سے حج کرنا کیسا ہے؟

س…… اَزراہِ کرم شرعی اُصول کے مطابق آپ یہ بتائیں کہ ایک حلال اور جائز رقم کو سود کی رقم کے ساتھ (قصداً) ملا دیا جائے تو کیا اس پوری رقم سے حج کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… حج صرف حلال کی رقم سے ہوسکتا ہے۔

## سعودی عرب سے زائد رقم دے کر ڈرافٹ منگوا کر حج پر جانا

س…… حج اسپانسر اسکیم ۱۹۸۷ء کی توسیع یکم مئی تک کردی گئی ہے، لہٰذا حجاجِ کرام سعودی عرب سے ڈرافٹ منگوا رہے ہیں۔ جن حضرات کے عزیز و اقارب وہاں موجود ہیں وہ تو قواعد و ضوابط کے مطابق ڈرافٹ دستیاب کرلیتے ہیں، اس کے علاوہ کئی حجاجِ کرام دُوسروں سے ۲۸ ہزار پاکستانی روپے کا ڈرافٹ منگواتے ہیں جس کے لئے انہیں ۳۲ ہزار یا اس سے زائد رقم دینی پڑتی ہے، یعنی تقریباً ۴ ہزار روپے بلیک منی ادا کرنی پڑتی ہے۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس طرح زائد رقم دے کر ڈرافٹ منگوانا جائز ہے؟ اس طرح کے ڈرافٹ منگوا کر حج کے لئے جائے اور حج ادا کرے تو کیا فرض ادا ہوجائے گا؟ اس میں کوئی نقص تو نہیں؟ عموماً پاکستانی روپے دیئے جاتے ہیں جو کہ ریال کی شکل میں وہاں ملتے ہیں، پھر وہیں بینک میں دیئے جاتے ہیں اور پاکستانی روپے کا ڈرافٹ مل جاتا ہے، وہ یہاں حج کی درخواست کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے تو پھر حج کی درخواست منظور ہوتی ہے۔ لہٰذا اس طرح بھی حج ہوجائے گا یا کوئی کراہت یا نقص باقی رہے گا؟

ج……۳۲ہزار میں ۲۸ہزار کا ڈرافٹ لینا تو سودی کاروبار ہے۔ البتہ اگر ۳۲ہزار کے بدلے میں ریالوں کا ڈرافٹ منگوایا جائے تو وہ چونکہ دُوسری کرنسی ہے، اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، اور اگر کوئی ادارہ ڈرافٹ منگوا کر دیتا ہو اور زائد رقم حقِ محنت کے طور پر وصول کرتا ہو تو یہ بھی جائز ہے۔

## حج کے لئے ڈرافٹ پر زیادہ دینا

س……آج کل حج کے واسطے ڈرافٹ منگواتے ہیں کسی دلال کے ذریعہ، وہ ہوتا ہے تیس ہزار کا لیکن اس منگوانے والے کو پانچ ہزار اُوپر دیتے ہیں، یعنی پینتیس ہزار کا پڑجاتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس کو یہ پانچ ہزار کمیشن یا اس کی مزدوری کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ آیا یہ لین دین حلال ہے یا حرام؟ اسی طرح اگر اس کو بجائے پاکستانی روپے یا ڈالر یا دُوسرے ملک کی رقم دے دیں تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ اس میں تو جنسیت بدل چکی ہے۔

ج……ڈرافٹ منگوانے کی جو صورت آپ نے لکھی ہے یعنی ۳۵ہزار دے کر ۳۰ہزار روپے لینا یہ تو سمجھ میں نہیں آتی۔ البتہ اگر پانچ ہزار روپے ایجنٹ کو بطور اُجرت دیئے جائیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی ہے، روپے کے بدلے ڈالر یا کوئی اور کرنسی لی جائے تو جائز ہے۔

## بینک ملازمین سے زبردستی چندہ لے کر حج کا قرعہ نکالنا

س……ہم مسلم کمرشل بینک کے ملازم ہیں۔ ہماری یونین نے ایک حج اسکیم نکالی ہے اور ہر اسٹاف سے ۲۵روپے ماہوار لیتے ہیں، اس پیسے سے قرعہ اندازی کرکے دو اسٹاف کو حج پر جانے کو کہا ہے۔ کیا اس چندے سے وہ بھی ۲۵روپے ماہوار ایک سال تک، اس پیسے سے حج جائز ہے؟ کافی اسٹاف دِل سے یہ چندہ دینا نہیں چاہتا، مگر یونین کے ڈَر اور خوف سے ۲۵روپے ماہوار دے رہا ہے، کیا اس طرح جب دِل سے کوئی کام نہیں کرتا، کسی کے ڈَر اور خوف کے چندے سے حج جائز ہے؟

ج……جو صورت آپ نے لکھی ہے اس طرح حج پر جانا جائز نہیں۔ اوّل تو بینک سے حاصل ہونے والی تنخواہ ہی حلال نہیں، اور پھر زبردستی رقم جمع کرانا اور اس کا قرعہ نکالنا یہ دونوں چیزیں ناجائز ہیں۔

## بونڈ کی اِنعام کی رقم سے حج کرنا

س...... ٹی وی کے ایک پروگرام میں پروفیسر حسنین کاظمی صاحب میزبان کی حیثیت سے، پروفیسر علی رضا شاہ نقوی صاحب اور مولانا صلاح الدین صاحب جرنلسٹ سے چند مسائل پر گفتگو کر رہے تھے۔ من جملہ چند سوالوں کے ایک سوال یہ تھا کہ آیا پرائز بونڈ پر اِنعام حاصل کردہ رقم سے ''عمرہ یا حج'' کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ اس کا جواب پروفیسر علی رضا شاہ نقوی صاحب نے یہ دیا کہ پرائز بونڈ کی اِنعام حاصل کردہ رقم سے عمرہ اور حج جائز ہے۔ اس کی تشریح انہوں نے اس طرح فرمائی:

''اگر دس روپے کا ایک پرائز بونڈ کوئی خریدتا ہے تو گویا اس کے پاس دس روپے کی ایک رقم ہے جس کو جب اور جس وقت وہ چاہے کسی بینک میں جاکر اس پرائز بونڈ کو دے کر مبلغ دس روپے حاصل کرسکتا ہے۔'' مزید یہ تشریح فرمائی کہ: ''مثلاً ایک ہزار اَشخاص دس روپے کا ایک ایک پرائز بونڈ خریدتے ہیں، قرعہ اندازی کے بعد کسی ایک شخص کو مقرّر کردہ اِنعام ملتا ہے، مگر بقیہ ۹۹۹ اَشخاص اپنی اپنی رقم سے محروم نہیں ہوتے بلکہ ان کے پاس یہ رقم محفوظ رہتی ہے، اور اِنعام وہ ادارہ دیتا ہے جس کی سرپرستی میں پرائز بونڈ اسکیم رائج ہے، لہٰذا اس اِنعامی رقم سے عمرہ یا حج کرنا جائز ہے۔'' اس پروگرام کو کافی لوگوں نے ٹی وی پر دیکھا اور سنا ہوگا، مولانا صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ آپ قرآن و حدیث کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں کہ آیا پرائز بونڈ کی حاصل کردہ اِنعامی رقم سے ''عمرہ یا حج'' کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... پرائز بونڈ پر جو رقم ملتی ہے وہ جوا ہے اور سود بھی، جوا اس طرح ہے کہ بونڈ خریدنے والوں میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو اس بونڈ کے بدلے میں دس روپے ہی ملیں گے یا مثلاً پچاس ہزار۔ اور سود اس طرح ہے کہ پرائز بونڈ خرید کر اس شخص نے متعلقہ ادارے کو دس روپے قرض دیئے اور ادارے نے اس روپے کے بدلے اس کو پچاس ہزار دس روپے واپس کئے، اب یہ زائد رقم جو اِنعام کے نام پر اس کو ملی ہے، خالص ''سود'' ہے، اور خالص سود کی رقم سے عمرہ اور حج کرنا جائز نہیں۔

## حج کے لئے جھوٹ بولنا

س...... سعودی گورنمنٹ نے پچھلے سال حج سے پہلے ایک قانون نافذ کیا تھا کہ کوئی بھی غیرملکی جو سعودیہ میں ملازمت کر رہا ہے اگر اس نے ایک مرتبہ حج کرلیا تو وہ دوبارہ پانچ سال تک حج ادا نہیں کرسکتا۔ ہماری کمپنی ہر اس شخص کو ایک فارم پُر کرنے کو دیتی ہے جس پر لکھا ہوتا ہے کہ: ''میں نے پچھلے پانچ سال سے حج نہیں کیا ہے، مجھے حج ادا کرنے کی اجازت دی جائے'' نیچے اس شخص کے دستخط ہونے کے ساتھ ساتھ دو گواہوں کے نام اور دستخط بھی ہوتے ہیں۔

اب اگر میں اپنی والدہ یا بیوی کو اس سال حج کروانا چاہوں تو مجھے بھی ان کے ساتھ محرَم کے طور پر حج کرنا ہوگا، اور اس کے لئے مجھے درج بالا فارم پُر کرکے یعنی جھوٹ لکھ کر اپنے دفتر میں جمع کرانا ہوگا، چونکہ میں نے دو سال پہلے حج کیا تھا۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح جھوٹ لکھ کر حج کرنا جائز ہے؟ اور اس طرح حج ادا ہوجائے گا یا اس طرح حج کرنے والا گناہ گار ہوگا؟

ج...... آپ جھوٹ کیوں بولیں؟ آپ یہ لکھ کردیں کہ میں خود تو حج کرچکا ہوں لیکن اپنی والدہ یا بیوی کو حج کرانا چاہتا ہوں اس کی اجازت دی جائے۔

## بلا اجازت حج کے لئے عزّت و ملازمت کا خطرہ

س...... میرے والدین اس سال حج پر آرہے ہیں ان شاء اللہ۔ سعودی گورنمنٹ نے قانون بنایا ہے کہ اگر یہاں کام کرنے والے ایک دفعہ حج کریں تو پھر دُوسرا حج پانچ سال کے بعد کریں۔ میں نے چار سال پہلے حج کیا ہے لہٰذا ایک سال باقی ہے۔ اب میرے والدین بوڑھے ہیں، کیا میں حج پر جاؤں تو گناہ نہیں ہوگا؟ میرا خیال ہے کہ میں بغیر اطلاع کے چلا جاؤں جبکہ میں جہاں کام کرتا ہوں وہ بھی مجھے اجازت نہ دیں گے، اس معاملے میں سعودی قانون کی خلاف ورزی ہوگی مگر دُوسری طرف میرے والدین کی مجبوری ہے۔

ج...... آپ کا والدین کے ساتھ حج کرنا بلاشبہ صحیح ہے، مگر قانون کی خلاف ورزی کرنے میں

عزّت اور ملازمت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، یہ آپ خود دیکھ لیں، اس کے بارے میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ البتہ شرعاً اس طرح حج ادا ہوجائے گا اور ثواب بھی ملے گا۔

## حج کے لئے چھٹی کا حصول

س…… میں حکومتِ قطر میں ملازمت کر رہا ہوں، حج سے متعلق مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ قطر حکومت دورانِ ملازمت ہر ملازم کو حج کے لئے ایک ماہ کی چھٹی مع تنخواہ دیتی ہے، اور پہلا ہی حج فرض ہوتا ہے۔ میں صاحبِ حیثیت ہوں اور حج پر جانا چاہتا ہوں۔ کیا میں حکومتِ قطر کی حج چھٹیوں میں یا اپنی سالانہ چھٹیاں لے کر حج پر جاؤں؟ کیا ان دونوں چھٹیوں میں فرق سے ثواب میں فرق پڑے گا؟ میرے دوست نے حکومتِ قطر کی چھٹیوں پر حج کیا ہے، اگر ثواب میں فرق ہو تو دوبارہ حج کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ج…… اگر قانون کی رُو سے چھٹی مل سکتی ہے اور اس کے لئے کسی غلط بیانی سے کام نہیں لینا پڑتا ہے تو حج کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

## حکومت کی اجازت کے بغیر حج کو جانا

س…… حکومت کی پابندی کے باوجود جو لوگ چوری یعنی غلط راستوں سے حج کرنے جاتے ہیں اور حج بھی نفلی کرتے ہیں، ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ج…… حکومت کے قانون کی خلاف ورزی میں ایک تو عزّت کا خطرہ ہے کہ اگر پکڑے گئے تو بے عزّتی ہوگی۔ دُوسرے بعض اوقات اَحکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی بھی لازم آتی ہے، مثلاً بعض اوقات میقات سے بغیر اِحرام کے جانا پڑتا ہے، جس سے دَم لازم آتا ہے۔ اگر قانونی گرفت اور اَحکامِ شرعیہ کی مخالفت کا خطرہ نہ ہو تب تو مضائقہ نہیں ورنہ نفلی حج کے لئے وبال سر لینا ٹھیک نہیں۔

## رشوت کے ذریعہ سعودی عرب میں ملازم کا والدین کو حج کرانا

س…… ایک شخص ملک سے باہر کمانے کے لئے کوشش کرتا ہے اور کسی (ریکروٹنگ ایجنسی) یا ادارے کو بطور رشوت دس یا بارہ ہزار روپے دے کر سعودی ریال کمانے جاتا ہے، وہ ایک


فہرست

سال یا دو سال کے بعد اسپانسر شپ اسکیم کے تحت اپنے والد یا والدہ کو حج کراتا ہے، اس سلسلے میں یہ بتائیں کہ کیا اس طرح کا حج اسلام کے عین مطابق ہے؟ کیونکہ وہ شخص محنت کرکے تو کماتا ہے مگر جس طریقے سے وہ باہر گیا ہے یعنی رشوت دے کر تو اس کے والدین کا حج قبول ہوگا یا نہیں؟

ج…… رشوت دے کر ملازمت حاصل کرنا ناجائز ہے، مگر ملازمت ہوجانے کے بعد اپنی محنت سے اس نے جو روپیہ کمایا وہ حلال ہے، اور اس سے حج کرنا یا اپنے والدین اور دیگر اعزّہ کو حج کرانا جائز ہے۔

## خود کو کسی دُوسرے کی بیوی ظاہر کرکے حج کرنا

س…… میرا مسئلہ دراصل کچھ یوں ہے کہ میرا نام محمد اکرم ہے، میرا ایک دوست جس کا نام محمد اشرف ہے۔ اب میرے دوست یعنی محمد اشرف کا کچھ تھوڑا سا جھگڑا اپنے کفیل کے ساتھ تھا، لہٰذا اس نے اپنی بیوی کو یہاں حج پر بلانا تھا، سو اس نے میرے نام پر اپنی بیوی کو حج پر بلایا، یعنی اس نے نکاح نامے پر بھی میرا نام لکھوایا اور کاغذی کارروائی میں وہ میری ہی بیوی بن کر یہاں آئی، اب میں ہی اسے لینے ایئرپورٹ پر گیا، ایئرپورٹ سیکورٹی والوں نے میرا اِقامہ دیکھ کر میری بیوی جان کر اس کو باہر آنے دیا (ایئرپورٹ سے)، اب عورت اپنے اصل خاوند کے پاس ہی ہے اور اس نے حج بھی کیا ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ یہ حج صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا اگر یہ غلط ہے اور گناہ ہے تو میں کس حد تک مجرم ہوں؟

ج…… فریضۂ حج تو اس محترمہ کا ادا ہوگیا، مگر جعل سازی کے گناہ میں تینوں شریک ہیں، وہ دونوں میاں بیوی بھی اور آپ بھی۔

# عمرہ

## عمرہ، حج کا بدل نہیں ہے

س…… اسلام کا پانچواں رُکن (صاحبِ استطاعت کے لئے) فریضۂ حج کی ادائیگی کرنا فرض ہے۔ مگر اکثر بزنس پیشہ حضرات جب وہ اپنا بزنس ٹرپ یورپ یا امریکہ وغیرہ کا کرتے ہیں تو وہ لوگ واپسی میں یا جاتے ہوئے مکۃ المکرّمہ جاکر عمرہ ادا کرتے ہیں، اور یہی حال پاکستان کے اعلیٰ افسران کا ہے جو حکومت کے خرچ پر یورپ وغیرہ برائے ٹریننگ یا حکومت کے کسی کام سے جاتے ہیں تو وہ حضرات بھی واپسی میں عمرہ ادا کرکے آتے ہیں، مگر فریضۂ حج ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ غالباً ان کا خیال ہے کہ عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے۔ عرض کرنے کا مقصد ہے کہ عمرہ ادا کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے؟

ج…… یورپ و امریکہ جاتے آتے ہوئے اگر عمرہ کی سعادت نصیب ہوجائے تو عمرہ تو کرلینا چاہئے، لیکن عمرہ، حج کا بدل نہیں ہے۔ جس شخص پر حج فرض ہو، اس کا حج کرنا ضروری ہے، محض عمرہ کرنے سے فرض ادا نہیں ہوگا۔

## عمرہ اور قربانی کے لئے عقیقہ شرط نہیں

س…… کیا وہ شخص عمرہ کرسکتا ہے جس کا عقیقہ نہیں ہوا ہو؟ اور اس طرح کیا وہ شخص قربانی کرسکتا ہے جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو؟ کیونکہ ہم گزشتہ چار سالوں سے اللہ کے فضل و کرم سے قربانی کر رہے ہیں، جبکہ ہم میں سے کسی کا بھی عقیقہ نہیں ہوا۔ اور میرے بڑے بھائی پچھلے سال سعودی عرب نوکر پر گئے تھے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور خانۂ کعبہ کی زیارت سے مع عمرہ کے اسی عیدالفطر پر مشرف فرمایا۔



فہرست

ج…… عقیقے کا ہونا قربانی اور عمرہ کے لئے کوئی شرط نہیں، اس لئے جس کا عقیقہ نہیں ہوا اس کی قربانی اور عمرہ صحیح ہے۔

## اِحرام باندھنے کے بعد اگر بیماری کی وجہ سے عمرہ نہ کرسکے تو اس کے ذمہ عمرہ کی قضا اور دَم واجب ہے

س…… عمرہ کے لئے میں نے ۲۷؍رمضان المبارک کو جدہ سے اِحرام باندھا، لیکن میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی، میں بالکل چل نہیں سکتا تھا، اور مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا کہ میں ۲۷؍رمضان المبارک کو عمرہ ادا نہ کرسکا اور میں نے وہ اِحرام عمرہ ادا کرنے کے بغیر کھول دیا۔ میں نے مجبوری سے عمرہ ادا نہیں کیا، اس گناہ کی بخشش کس طرح ہوسکتی ہے؟

ج…… آپ کے ذمہ اِحرام توڑ دینے کی وجہ سے دَم بھی واجب ہے اور عمرہ کی قضا بھی لازم ہے۔

## ذی الحجہ میں حج سے قبل کتنے عمرے کئے جاسکتے ہیں؟

س…… ایامِ حج سے قبل (مراد یکم تا ۸؍ذی الحجہ ہے) لوگ جب وطن سے اِحرام باندھ کر جاتے ہیں تو ایک عمرہ کرنے کے بعد فارغ ہوجاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ اس دوران مزید عمرے کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… حج تک مزید عمرے نہیں کرنے چاہئیں، حج سے فارغ ہوکر کرے، حج سے پہلے طواف جتنے چاہے کرتا رہے۔

## یومِ عرفہ سے لے کر ۱۳؍ذی الحجہ تک عمرہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے

س…… میرے دوستوں کا کہنا ہے کہ حج کے اہم رُکن یومِ عرفہ سے لے کر ۱۳؍ذی الحجہ تک عمرہ کرنا ممنوع ہے، اگر ممنوع ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ج…… یومِ عرفہ سے ۱۳؍ذوالحجہ تک پانچ دن حج کے دن ہیں، ان دنوں میں عمرہ کی اجازت نہیں، اس لئے عمرہ ان دنوں میں مکروہِ تحریمی ہے۔

## عمرہ کا ایصالِ ثواب

س...... اگر کوئی شخص عمرہ کرتے وقت دِل میں یہ نیت کرے کہ اس عمرہ کا ثواب میرے فلاں دوست یا رشتہ دار کو مل جائے، یعنی میرا یہ عمرہ میرے فلاں رشتہ دار کے نام لکھ دیا جائے تو کیا ایسا ہوسکتا ہے؟

ج...... جس طرح دُوسرے نیک کاموں کا ایصالِ ثواب ہوسکتا ہے، عمرہ کا بھی ہوسکتا ہے۔

## والدہ مرحومہ کو عمرہ کا ثواب کس طرح پہنچایا جائے؟

س...... شوال کے مہینے میں ایک عمرہ اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے کرنے کا ارادہ ہے، میں عمرہ اپنی طرف سے کرکے ثواب ان کو بخش دُوں، یا عمرہ ان کی طرف کروں؟ اس کا کیا طریقۂ کار ہوگا اور نیت کس طرح کی جائے گی؟

ج...... دونوں صورتیں صحیح ہیں، آپ کے لئے آسان یہ ہے کہ عمرہ اپنی طرف سے کرکے ثواب ان کو بخش دیں، اور اگر ان کی طرف سے عمرہ کرنا ہو تو اِحرام باندھتے وقت یہ نیت کریں کہ: ''اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ کا اِحرام باندھتا ہوں، یا اللہ! یہ عمرہ میرے لئے آسان فرما اور میری والدہ کی طرف سے اس کو قبول فرما۔''

## ملازمت کا سفر اور عمرہ

س...... ہم لوگ نوکری کے سلسلے میں سعودی عرب آئے اور جدہ میں اُترے اور پھر ایک ہزار میل دُور کام کے لئے چلے گئے۔ اس میں ہمیں پہلے عمرہ کرنا چاہئے تھا یا کہ بعد میں؟

ج...... چونکہ آپ کا یہ سفر عمرہ کے لئے نہیں تھا، بلکہ ملازمت کے لئے تھا، اس لئے آپ جب بھی چاہیں عمرہ کرسکتے ہیں، پہلے عمرہ کرنا آپ کے لئے ضروری نہیں تھا، خصوصاً جبکہ اس وقت آپ کو مکہ مکرّمہ جانے کی اجازت ملنا بھی دُشوار تھا۔

## کیا حج کے مہینے میں عمرہ کرنے والا اور عمرے کرسکتا ہے؟

س...... ایک شخص نے اَشہرِ حج میں جاکر عمرہ ادا کیا، اب وہ حج تک وہاں ٹھہرتا ہے تو کیا اس دوران وہ مزید عمرے کرسکتا ہے؟

ج...... متمتع کے لئے حج و عمرہ کے درمیان اور عمرے کرنا جائز ہے۔


فہرست

# حج وعمرہ کی اِصطلاحات

(حج کے مسائل میں بعض عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں، بعض احباب کا تقاضا ہے کہ شروع میں ان کے معنی لکھ دیئے جائیں، اس لئے ''معلّم الحجاج'' سے نقل کرکے چند الفاظ کے معنی لکھے جاتے ہیں۔)

اِستلام:...... حجرِ اَسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا یا حجرِ اَسود اور رُکنِ یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

اِضطباع:...... اِحرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

آفاقی:...... وہ شخص ہے جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو، جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، عراقی اور ایرانی وغیرہ۔

اَیامِ تشریق:...... ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ''اَیامِ تشریق'' کہلاتی ہیں۔ کیونکہ ان میں بھی (نویں اور دسویں ذوالحجہ کی طرح) ہر نمازِ فرض کے بعد ''تکبیرِ تشریق'' پڑھی جاتی ہے، یعنی: ''الله اکبر، الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد''۔

اَیامِ نحر:...... دس ذی الحجہ سے بارہویں تک۔

اِفراد:...... صرف حج کا اِحرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

تسبیح:...... ''سبحان الله'' کہنا۔



فہرست

**تمتع:**......حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال میں حج کا اِحرام باندھ کر حج کرنا۔

**تلبیہ:**......لبیک پوری پڑھنا۔

**تہلیل:**......"لا اِلٰہ الا اللہ" پڑھنا۔

**جمرات یا جمار:**......منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قدِ آدم ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجدِ خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو "جمرۃ الاُولیٰ" کہتے ہیں، اور اس کے بعد مکہ مکرّمہ کی طرف بیچ والے کو "جمرۃ الوسطیٰ"، اور اس کے بعد والے کو "جمرۃ الکبریٰ" اور "جمرۃ العقبہ" اور "جمرۃ الاُخریٰ" کہتے ہیں۔

**رَمل:**......طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔

**رَمی:**......کنکریاں پھینکنا۔

**زم زم:**......مسجدِ حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے جو اَب کنویں کی شکل میں ہے، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا۔

**سعی:**......صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانا۔

**شوط:**......ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔

**صفا:**......بیت اللہ کے قریب جنوبی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

**طواف:**......بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریق سے لگانا۔

**عمرہ:**......حِلّ یا میقات سے اِحرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

**عرفات یا عرفہ:**......مکہ مکرّمہ سے تقریباً ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان

ہے جہاں پر حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔

**قران:**……حج اور عمرہ دونوں کا اِحرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔

**قارِن:**……قران کرنے والا۔

**قرن:**……مکہ مکرّمہ سے تقریباً ۴۲ میل پر ایک پہاڑ ہے، نجد، یمن اور نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کی میقات ہے۔

**قصر:**……بال کتروانا۔

**محرِم:**……اِحرام باندھنے والا۔

**مفرِد:**……حج کرنے والا، جس نے میقات سے اکیلے حج کا اِحرام باندھا ہو۔

**میقات:**……وہ مقام جہاں سے مکہ مکرّمہ جانے والے کے لئے اِحرام باندھنا واجب ہے۔

**جحفہ:** ……رابغ کے قریب مکہ مکرّمہ سے تین منزل پر ایک مقام ہے، شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔

**جنّت المَعْلٰی:**……مکہ مکرّمہ کا قبرستان۔

**جبلِ رَحمت:**……عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

**حجرِ اَسود:**……سیاہ پتھر، یہ جنت کا پتھر ہے، جنت سے آنے کے وقت دُودھ کی مانند سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کردیا۔ یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشے میں قدِ آدم کے قریب اُونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں گڑا ہوا ہے، اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔

**حرم:**……مکہ مکرّمہ کے چاروں طرف کچھ دُور تک زمین ''حرم'' کہلاتی ہے، اس کی حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔

**حِلّ:**……حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو ''حل'' کہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

**حلق:**......سر کے بال منڈانا۔

**حطیم:**...... بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قدِ آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے، اس کو "حطیم" اور "حظیرہ" بھی کہتے ہیں۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوّت ملنے سے ذرا پہلے جب خانۂ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا تو سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صَرف کیا جائے، لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی، اس چھٹی ہوئی جگہ کو "حطیم" کہتے ہیں۔ اصل "حطیم" چھ گز شرعی کے قریب ہے، اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

**دَم:**...... اِحرام کی حالت میں بعضے ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے، اس کو "دَم" کہتے ہیں۔

**ذوالحلیفہ:**...... یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منوّرہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے، مدینہ منوّرہ کی طرف سے مکہ مکرّمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے، اسے آج کل "بیر علی" کہتے ہیں۔

**ذاتِ عرق:**...... ایک مقام کا نام ہے جو آج کل ویران ہوگیا، مکہ مکرّمہ سے تقریباً تین روز کی مسافت پر ہے، عراق سے مکہ مکرّمہ آنے والوں کی میقات ہے۔

**رُکنِ یمانی:**...... بیت اللہ کے جنوب مغربی گوشے کو کہتے ہیں، چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

**مطاف:**...... طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے اور اس میں سنگِ مرمر لگا ہوا ہے۔

**مقامِ ابراہیم:**...... جنتی پتھر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہوکر بیت اللہ کو بنایا تھا، مطاف کے مشرقی کنارے پر منبر اور زم زم کے درمیان ایک جالی دار قبے میں رکھا ہوا ہے۔

**ملتزم:**...... حجرِ اَسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دُعا مانگنا مسنون ہے۔

**مسجدِ خیف:**…… منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے، جو منیٰ کی شمالی جانب میں پہاڑ سے متصل ہے۔

**مسجدِ نمرہ:**…… عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔

**مدعیٰ:**…… دُعا مانگنے کی جگہ، مراد اس سے مسجدِ حرام اور مکہ مکرّمہ کے قبرستان کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں دُعا مانگنی مکہ مکرّمہ میں داخل ہونے کے وقت مستحب ہے۔

**مزدلفہ:**…… منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین میل مشرق کی طرف ہے۔

**محسّر:**…… مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں سے گزرتے ہوئے دوڑ کر نکلتے ہیں، اس جگہ اصحابِ فیل پر جنھوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی عذاب نازل ہوا تھا۔

**مروہ:**…… بیت اللہ کے شرقی شمالی گوشے کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

**میلین اخضرین:**…… صفا اور مروہ کے درمیان مسجدِ حرام کی دیوار میں دو سبز میل لگے ہوئے ہیں، جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

**موقف:**…… ٹھہرنے کی جگہ، حج کے افعال میں اس سے مراد میدانِ عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

**میقاتی:**…… میقات کا رہنے والا۔

**وقوف:**…… کے معنی ٹھہرنا، اور اَحکامِ حج میں اس سے مراد میدانِ عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا۔

**ہدی:**…… جو جانور حاجی حرم میں قربانی کرنے کو ساتھ لے جاتا ہے۔

**یومِ عرفہ:**…… نویں ذوالحجہ، جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔

**یلملم:**…… مکہ مکرّمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے، اس کو آج کل "سعدیہ" بھی کہتے ہیں، یہ یمن اور ہندوستان اور پاکستان سے آنے والوں کی میقات ہے۔

# حج کرنے والوں کے لئے ہدایات

س...... اسلام کے ارکان میں حج کی کیا اہمیت ہے؟ لاکھوں مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں، پھر بھی ان کی زندگیوں میں دِینی انقلاب نہیں آتا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس موضوع پر روشنی ڈالئے۔

ج...... حج، اسلام کا عظیم الشان رُکن ہے۔ اسلام کی تکمیل کا اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا، اور حج ہی سے ارکانِ اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ احادیثِ طیبہ میں حج وعمرہ کے فضائل بہت کثرت سے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حَجَّ لِلّٰهِ فلم يرفث ولم يفسق رجع كيومٍ ولدته أُمُّه. متفق عليه." (مشکوٰۃ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... "جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا، پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی، وہ ایسا پاک صاف ہوکر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيُّ العمل أفضل؟ قال: ايمان بالله ورسوله. قيل: ثم ماذا؟ قال: الجهاد فى سبيل الله. قيل: ثم ماذا؟ قال: حَجّ مبرورٌ. متفق عليه." (مشکوٰۃ ص:۲۲۱)



فہرست

ترجمہ:...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد؟ فرمایا: حجِ مبرور۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: العمرة الی العمرة کفّارة لما بینھما، والحجّ المبرور لیس لہ جزاءٌ الا الجنّة. متفق علیہ.'' (ایضاً)

ترجمہ:...... ''ایک عمرہ کے بعد دُوسرا عمرہ درمیانی عرصے کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حجِ مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''وعن ابن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تابعوا بین الحج والعمرة فانّھما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیرُ خبث الحدید والذھب والفضّة ولیس للحجّة المبرور ثوابٌ الا الجنّة.''

(مشکوٰۃ ص:۲۲۲)

ترجمہ:...... ''پے در پے حج و عمرے کیا کرو، کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کردیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کردیتی ہے، اور حجِ مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔''

حج، عشقِ الٰہی کا مظہر ہے، اور بیت اللہ شریف مرکزِ تجلیاتِ الٰہی ہے، اس لئے بیت اللہ شریف کی زیارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضری ہر مؤمن

کی جانِ تمنا ہے، اگر کسی کے دِل میں یہ آرزو چٹکیاں نہیں لیتی تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے ایمان کی جڑیں خشک ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

”وعن عليّ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ملك زادًا وراحلةً تبلغه الٰى بيت الله ولم يحجّ فلا عليه أن يموت يهوديًّا أو نصرانيًّا .... الخ.“

(مشکوٰۃ ص:۲۲۲)

ترجمہ:...... ”جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زاد و راحلہ رکھتا تھا اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا، تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوکر مرے۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

”وعن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يمنعه من الحجّ حاجة ظاهرةٌ أو سلطانٌ جائرٌ أو مرضٌ حابسٌ فمات ولم يحجّ، فليمت ان شاء يهوديًّا وان شاء نصرانيًّا.“ (مشکوٰۃ ص:۲۲۲)

ترجمہ:...... ”جس شخص کو حج کرنے سے نہ کوئی ظاہری حاجت مانع تھی، نہ سلطانِ جائر اور نہ بیماری کا عذر تھا، تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔“

ذرائعِ مواصلات کی سہولت اور مال کی فراوانی کی وجہ سے سال بہ سال حجاجِ کرام کی مردم شماری میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن بہت ہی رنج و صدمہ کی بات ہے کہ حج کے انوار و برکات مدھم ہوتے جارہے ہیں، اور جو فوائد و ثمرات حج پر مرتب ہونے چاہئیں ان سے اُمت محروم ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت تھوڑے بندے ایسے رہ گئے ہیں جو فریضۂ حج کو اس کے شرائط و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک بجالاتے ہوں، ورنہ اکثر


فہرست

حاجی صاحبان اپنا حج غارت کرکے ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کا مصداق بن کر آتے ہیں۔ نہ حج کا صحیح مقصد ان کا مطمحِ نظر ہوتا ہے، نہ حج کے مسائل و اَحکام سے انہیں واقفیت ہوتی ہے، نہ یہ سیکھتے ہیں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے؟ اور نہ ان پاک مقامات کی عظمت و حرمت کا پورا لحاظ کرتے ہیں، بلکہ اب تو ایسے مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں کہ حج کے دوران محرّمات کا ارتکاب ایک فیشن بن گیا ہے، اور یہ اُمت گناہ کو گناہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون! ظاہر ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام سے بغاوت کرتے ہوئے جو حج کیا جائے، وہ انوار و برکات کا کس طرح حامل ہوسکتا ہے؟ اور رحمتِ خداوندی کو کس طرح متوجہ کرسکتا ہے؟

سب سے پہلے تو حکومت کی طرف سے درخواستِ حج پر فوٹو چسپاں کرنے کی پخ لگادی گئی ہے، اور غضب پر غضب اور ستم بالائے ستم یہ کہ پہلے پردہ نشین مستورات اس قید سے آزاد تھیں، لیکن ''نفاذِ اسلام'' کے جذبے نے اب ان پر بھی فوٹوؤں کی پابندی عائد کردی ہے، پھر حجاجِ کرام کی تربیت کے لئے ''حج فلمیں'' دِکھائی جاتی ہیں۔ جس عبادت کا آغاز فوٹو اور فلم کی لعنت سے ہو، اس کا انجام کیا کچھ ہوگا یا ہوسکتا ہے؟ اور چونکہ حاجی صاحبان بزعمِ خود حج فلمیں دیکھ کر حج کرنا سیکھ جاتے ہیں اس لئے نہ انہیں مسائلِ حج کی کسی کتاب کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور نہ کسی عالم سے مسائل سمجھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، نتیجہ یہ کہ جس کے جی میں جو آتا ہے کرتا ہے۔

حاجی صاحبان کے قافلے گھر سے رُخصت ہوتے ہیں تو پھولوں کے ہار پہننا پہنانا گویا حج کا لازمہ ہے کہ اس کے بغیر حاجی کا جانا ہی معیوب ہے۔ چلتے وقت جو خشیت و تقویٰ، حقوق کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور سفر شروع کرنے کے آداب کا اہتمام ہونا چاہئے، اس کا دُور دُور کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ گویا سفرِ مبارک کا آغاز ہی آداب کے بغیر محض نمود و نمائش اور ریاکاری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اب ایک عرصہ سے صدرِ مملکت، گورنر یا اعلیٰ حکام کی طرف سے جہاز پر حاجی صاحبان کو الوداع کہنے کی رسم شروع ہوئی ہے، اس موقع پر بینڈ باجے، فوٹوگرافی اور نعرہ بازی کا سرکاری طور پر ''اہتمام'' ہوتا ہے۔ غور فرمایا

جائے کہ یہ کتنے محرّمات کا مجموعہ ہے...!

سفرِ حج کے دوران نمازِ با جماعت تو کیا، ہزاروں میں کوئی ایک آدھ حاجی ایسا ہوتا ہوگا جس کو اس کا پورا پورا احساس ہوتا ہو کہ اس مقدس سفر کے دوران کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے، ورنہ حجاجِ کرام تو گھر سے نمازیں معاف کراکر چلتے ہیں، اور بہت سے وقت بے وقت جیسے بن پڑے پڑھ لیتے ہیں۔ مگر نمازوں کا اہتمام ان کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ بعض تو حرمین شریفین پہنچ کر بھی نمازوں کے اوقات میں بازاروں کی رونق دوبالا کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں حج کے سلسلے میں جو اہم ہدایت دی گئی ہے وہ یہ ہے:

''حج کے دوران نہ فحش کلامی ہو، نہ حکم عدولی اور نہ لڑائی جھگڑا۔''

اور احادیثِ طیبہ میں بھی حجِ مقبول کی علامت یہی بتائی گئی ہے کہ: ''وہ فحش کلامی اور نافرمانی سے پاک ہو۔'' لیکن حاجی صاحبان میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان ہدایات کو پیشِ نظر رکھتے ہوں اور اپنے حج کو غارت ہونے سے بچاتے ہوں۔ گانا بجانا اور داڑھی منڈانا، بغیر کسی اختلاف کے حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں۔ لیکن حاجی صاحبان نے ان کو گویا گناہوں کی فہرست ہی سے خارج کردیا ہے، حج کا سفر ہو رہا ہے اور بڑے اہتمام سے داڑھیاں صاف کی جارہی ہیں، اور ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر سے نغمے سنے جارہے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون!

اس نوعیت کے بیسیوں گناہِ کبیرہ اور ہیں جن کے حاجی صاحبان عادی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے بھی ان کو نہیں چھوڑتے۔ حاجی صاحبان کی یہ حالت دیکھ کر ایسی اذیت ہوتی ہے جس کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔ اسی طرح سفرِ حج کے دوران عورتوں کی بے حجابی بھی عام ہے، بہت سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دورانِ سفر برہنہ سر نظر آتی ہیں، اور غضب یہ ہے کہ بہت سی عورتیں شرعی محرَم کے بغیر سفرِ حج پر چلی جاتی ہیں اور جھوٹ موٹ کسی کو محرَم لکھوادیتی ہیں۔ اس سے جو گندگی پھیلتی ہے وہ ''اگر گویم زبان سوزد'' کی مصداق ہے۔

جہاں تک اس ارشاد کا تعلق ہے کہ: ''حج کے دوران لڑائی جھگڑا نہیں ہونا

چاہئے''، اس کا منشا یہ ہے کہ اس سفر میں چونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور سفر بھی طویل ہوتا ہے، اس لئے دورانِ سفر ایک دُوسرے سے ناگواریوں کا پیش آنا اور آپس کے جذبات میں تصادم کا ہونا یقینی ہے، اور سفر کی ناگواریوں کو برداشت کرنا اور لوگوں کی اذیتوں پر برافروختہ نہ ہونا بلکہ تحمل سے کام لینا یہی اس سفر کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کا حل یہی ہوسکتا ہے کہ ہر حاجی اپنے رفقاء کے جذبات کا احترام کرے، دُوسروں کی طرف سے اپنے آئینۂ دِل کو صاف وشفاف رکھے، اور اس راستے میں جو ناگواری بھی پیش آئے، اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ خود اس کا پورا اہتمام کرے کہ اس کی طرف سے کسی کو ذرا بھی اذیت نہ پہنچے اور دُوسروں سے جو اذیت اس کو پہنچے اس پر کسی رَدِّ عمل کا اظہار نہ کرے۔ دُوسروں کے لئے اپنے جذبات کی قربانی دینا اس سفرِ مبارک کی سب سے بڑی سوغات ہے، اور اس دولت کے حصول کے لئے بڑے مجاہدے و ریاضت اور بلند حوصلے کی ضرورت ہے، اور یہ چیز اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

عازمینِ حج کی خدمت میں بڑی خیرخواہی اور نہایت دِل سوزی سے گزارش ہے کہ اپنے اس مبارک سفر کو زیادہ سے زیادہ برکت وسعادت کا ذریعہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل معروضات کو پیشِ نظر رکھیں:

✽:...... چونکہ آپ محبوبِ حقیقی کے راستے میں نکلے ہوئے ہیں، اس لئے آپ کے اس مقدس سفر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، اور شیطان آپ کے اوقات ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

✽:...... جس طرح سفرِ حج کے لئے ساز وسامان اور ضروریاتِ سفر مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس سے کہیں بڑھ کر حج کے اَحکام ومسائل سیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ اور اگر سفر سے پہلے اس کا موقع نہیں ملا تو کم از کم سفر کے دوران اس کا اہتمام کرلیا جائے کہ کسی عالم سے ہر موقع کے مسائل پوچھ پوچھ کر ان پر عمل کیا جائے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں ساتھ رہنی چاہئیں اور ان کا بار بار مطالعہ کرنا چاہئے، خصوصاً ہر موقع پر اس سے متعلقہ حصے کا مطالعہ خوب غور سے کرتے رہنا چاہئے، کتابیں یہ ہیں:

۱:......’’فضائلِ حج‘‘ از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نوّر اللہ مرقدہٗ۔

۲:......’’آپ حج کیسے کریں؟‘‘ از مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ۔

۳:......’’معلّم الحجاج‘‘ از مولانا مفتی سعید احمد مرحوم۔

اس مبارک سفر کے دوران تمام گناہوں سے پرہیز کریں اور عمر بھر کے لئے گناہوں سے بچنے کا عزم کریں، اور اس کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے خصوصی دُعائیں بھی مانگیں۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن میں رہنی چاہئے کہ حجِ مقبول کی علامت ہی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں دِینی انقلاب آجائے۔ جو شخص حج کے بعد بھی بدستور فرائض کا تارک اور ناجائز کاموں کا مرتکب ہے، اس کا حج مقبول نہیں۔ آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گزرنا چاہئے، اور سوائے اشد ضرورت کے بازاروں کا گشت قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ دُنیا کا ساز و سامان آپ کو مہنگا سستا، اچھا بُرا اپنے وطن میں بھی مل سکتا ہے، لیکن حرم شریف سے میسر آنے والی سعادتیں آپ کو کسی دُوسری جگہ میسر نہیں آئیں گی۔ وہاں خریداری کا اہتمام نہ کریں، خصوصاً وہاں سے ریڈیو، ٹیلیویژن، ایسی چیزیں لانا بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ کسی زمانے میں حج وعمرہ اور کھجور اور آبِ زم زم، حرمین شریفین کی سوغات تھیں۔ اور اب ریڈیو، ٹیلیویژن ایسی ناپاک اور گندی چیزیں حرمین شریفین سے بطورِ تحفہ لائی جاتی ہیں۔

چونکہ حج کے موقع پر اطراف و اکناف سے مختلف مسلک کے لوگ جمع ہوتے ہیں، اس لئے کسی کو کوئی عمل کرتا ہوا دیکھ کر وہ عمل شروع نہ کردیں، بلکہ یہ تحقیق کرلیں کہ آیا یہ عمل آپ کے حنفی مسلک کے مطابق صحیح بھی ہے یا نہیں؟ یہاں بطور مثال دو مسئلے ذکر کرتا ہوں۔

۱:......نمازِ فجر سے بعد اِشراق تک اور نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک دوگانہ طواف پڑھنے کی اجازت نہیں، اسی طرح مکروہ اوقات میں بھی اس کی اجازت نہیں، لیکن بہت سے لوگ دُوسروں کی دیکھا دیکھی پڑھتے رہتے ہیں۔

۲:......اِحرام کھولنے کے بعد سر کا منڈوانا افضل ہے، اور ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُعا فرمائی ہے، اور قینچی یا مشین سے بال اُتروالینا

بھی جائز ہے۔ اِحرام کھولنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کا صاف کرانا یا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں کھلتا، لیکن بے شمار لوگ جن کو صحیح مسئلے کا علم نہیں، وہ دُوسروں کی دیکھا دیکھی کانوں کے اُوپر سے چند بال کٹوا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اِحرام کھول لیا، حالانکہ اس سے ان کا اِحرام نہیں کھلتا اور کپڑے پہننے اور اِحرام کے منافی کام کرنے سے ان کے ذمہ دَم واجب ہوجاتا ہے۔ الغرض صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہ کریں بلکہ اہلِ علم سے مسائل کی خوب تحقیق کرلیا کریں۔

## حج کے اقسام کی تفصیل اور اَسہل حج

س…… میں نے کسی مولانا سے سنا ہے کہ حج کی اقسام تین ہیں، نمبر۱: قران، نمبر۲: تمتع، نمبر۳: اِفراد۔ پوچھنا یہ ہے کہ ان تینوں کی تعریف کیا ہے؟ یہ کس قسم کے حج ہوتے ہیں؟ اور ان میں اَفضل و اَسہل حج کون سا ہے؟ جس پر حج فرض ہے وہ کون سا ادا کرے؟ براہِ مہربانی تفصیل سے تینوں کے اَحکام بھی واضح فرمائیں۔

ج…… حجِ قران یہ ہے کہ میقات سے گزرتے وقت حج اور عمرہ دونوں کا اِکٹھا اِحرام باندھا جائے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کئے جائیں، پھر حج کے ارکان ادا کئے جائیں، اور ۱۰/ذوالحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد دونوں کا اِحرام اِکٹھا کھولا جائے۔

حجِ تمتع یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کا اِحرام باندھا جائے، اور عمرہ کے افعال ادا کرکے اِحرام کھول دیا جائے، اور آٹھویں تاریخ کو حج کا اِحرام باندھا جائے اور ۱۰/ذوالحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد اِحرام کھول دیا جائے۔

حجِ اِفراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا اِحرام باندھا جائے اور ۱۰/ذوالحجہ کو رمی کے بعد اِحرام کھول دیا جائے، (اس صورت میں قربانی واجب نہیں)۔

پہلی صورت افضل ہے، اور دُوسری اَسہل ہے، اور دُوسری صورت، تیسری سے افضل بھی ہے اور اَسہل بھی، جس شخص پر حج فرض ہو اس کے لئے بھی یہی ترتیب ہے۔

## عمرہ کے بعد حج کون سا حج کہلائے گا؟

س...... میں شوال میں ہی ایک عمرہ اپنی طرف سے کروں گا، اس کے بعد حج کرنے کا ارادہ ہے، اس کی نیت کس طرح ہوگی؟ اور یہ حج کون سی قسم کا ہوگا؟

ج...... نیت تو جس طرح الگ عمرہ کی اور الگ حج کی ہوتی ہے، اسی طرح ہوگی، مسائل بھی وہی ہیں، البتہ یہ حج تمتع بن جائے گا اور ۱۰؍ذوالحجہ کو سر منڈانے سے پہلے قربانی لازم ہوگی جس کو "دَمِ تمتع" کہتے ہیں۔

## حجِ تمتع کا طریقہ

س...... ہم دونوں بہت پریشان ہیں، جب سے آپ کا مشورہ مسئلے کے ماتحت آیا تھا کہ حاجی حضرات کو چاہئے کہ علمائے دین سے سیکھ کر حج کریں، اس لئے آپ سے ہم پوچھ رہے ہیں کہ آپ ذرا بتا دیں تمتع کا طریقہ کہ وہ پانچ دن حج کے کیسے گزاریں مع مسنون طریقے کے، اور کون سے عمل کو چھوڑنے پر دَم آتا ہے؟ اس کو بھی وضاحت سے بتلائیں۔

ج...... تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ آپ میقات سے پہلے (بلکہ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے) صرف عمرہ کا اِحرام باندھ لیں، مکہ مکرّمہ پہنچ کر عمرہ کے ارکان (طواف اور سعی) ادا کر کے اِحرام کھول دیں، اب آپ پر اِحرام کی کوئی پابندی نہیں۔ ۸؍ذوالحجہ کو منیٰ جانے سے پہلے حج کا اِحرام باندھ لیں، اور عرفات و مزدلفہ سے واپس آکر ۱۰؍ذوالحجہ کو پہلے بڑے شیطان کی رمی کریں، پھر قربانی کریں، پھر بال صاف کرا کر (اور عورت اُنگلی کے پورے کے برابر سر کے بال کاٹ لے) اِحرام کھول دیں، پھر طوافِ زیارت کے لئے بیت اللہ شریف جائیں اور طواف کے بعد حج کی سعی کریں، اور اگر منیٰ جانے سے پہلے اِحرام باندھ کر نفلی طواف کر لیا اور اس کے بعد حج کی سعی پہلے کر لی تو یہ بھی جائز ہے۔

## حج کے مہینوں (شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ) میں عمرہ کرنے والے پر حج

س...... شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ، اَشہرالحج ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان مہینوں میں کوئی شخص



فہرست

عمرہ ادا کرتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج بھی ادا کرے، اگر ہم شوال یا ذیقعدہ کے مہینے میں عمرہ ادا کر کے واپس الریاض آجائیں (یعنی حدودِ حرم سے باہر آجائیں) اور دوبارہ حج کے موقع پر جائیں تو اس وقت نیت حجِ تمتع کی ہوگی یا حجِ مفرَد کی؟ حجِ تمتع کے لئے دوبارہ عمرہ کی ضرورت ہوگی یا پہلا عمرہ ہی کافی ہوگا؟

ج…… آفاقی شخص اگر اَشہرِ حج میں عمرہ کر کے اپنے وطن کو لوٹ جائے تو دوبارہ اس کو حج یا عمرہ کے لئے آنا ضروری نہیں، اور اگر وہ اسی سال حج بھی کرے تو اس پہلے عمرہ کی وجہ سے متمتع نہیں ہوگا، نہ اس کے ذمہ تمتع کا دَم لازم ہوگا، اگر ایسا شخص تمتع کرنا چاہتا ہے تو اس کو دوبارہ عمرہ کا اِحرام باندھ کر آنا ہوگا۔

# حجِ بدل

## حجِ بدل کی شرائط

س…… حجِ بدل کی کیا شرائط ہیں؟ کیا سعودی عرب میں ملازم شخص، کسی پاکستانی کی طرف سے حج کرسکتا ہے یا کہ نہیں؟

ج…… جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے ادائیگیٔ حج کے لئے وصیت بھی کی تھی تو اس کا حجِ بدل اس کے وطن سے ہوسکتا ہے، سعودی عرب سے جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر بغیر وصیت کے یا بغیر فرضیت کے کوئی شخص اپنے عزیز کی جانب سے حجِ بدل کرتا ہے تو وہ حج نفل برائے ایصالِ ثواب ہے، وہ ہر جگہ سے صحیح ہے۔

## حجِ بدل کا جواز

س…… میں ایک بہت ضروری بات کے لئے ایک مسئلہ پوچھ رہی ہوں، میں نے اپنے والد صاحب کا حجِ بدل کیا تھا، ایک صاحب نے فرمایا کہ حجِ بدل تو کوئی چیز نہیں ہے، اور یہ ناجائز

ہے، کیونکہ قرآن شریف میں حجِ بدل کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ جب سے ان صاحب سے یہ بات سنی ہے میرا دِل بہت پریشان ہے کہ میرا روپیہ ضائع ہوا اور میں بہت بے چین ہوں۔ آپ کے جواب کی بے چینی سے منتظر ہوں تاکہ میری فکر دُور ہو۔

ج…… حجِ بدل صحیح ہے، آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اور جو صاحب یہ کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں چونکہ حجِ بدل نہیں، اس لئے حجِ بدل ہی کوئی چیز نہیں ہے، ان کی بات لغو اور بے کار ہے۔ حجِ بدل پر صحیح احادیث موجود ہیں اور اُمت کا اس کے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔

## حجِ بدل کون کرسکتا ہے؟

س…… حجِ بدل کون شخص ادا کرسکتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حجِ بدل صرف وہ آدمی کرسکتا ہے جس نے اپنا حج ادا کرلیا ہو، اگر کسی کے ذمہ حج فرض نہیں تو کیا وہ شخص حجِ بدل ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا کسی کی طرف سے حجِ بدل کرنا جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔

## حجِ بدل کس کی طرف سے کرانا ضروری ہے؟

س…… حجِ بدل جس کے لئے کرنا ہے آیا اس پر یعنی مرحوم پر حج فرض ہو، تب حجِ بدل کیا جائے یا جس مرحوم پر حج فرض نہ ہو اس کی طرف سے بھی کرنا ہوتا ہے؟

ج…… جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی حصے سے حج کرایا جاسکتا ہو، اور اس نے حجِ بدل کرانے کی وصیت بھی کی ہو تو اس کی طرف سے حجِ بدل کرانا اس کے وارثوں پر فرض ہے۔

جس شخص کے ذمہ حج فرض تھا، مگر اس نے اتنا مال نہیں چھوڑا یا اس نے حجِ بدل کرانے کی وصیت نہیں کی، اس کی طرف سے حجِ بدل کرانا وارثوں پر لازم نہیں۔ لیکن اگر وارث اس کی طرف سے خود حجِ بدل کرے یا کسی دُوسرے کو حجِ بدل کے لئے بھیج دے تو اللہ

تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ مرحوم کا حجِ فرض ادا ہوجائے گا۔

اور جس شخص کے ذمہ حج فرض نہیں، اگر وارث اس کی طرف سے حجِ بدل کریں یا کرائیں تو یہ نفلی حج ہوگا اور مرحوم کو اس کا ثواب ان شاء اللہ ضرور پہنچے گا۔

## بغیر وصیت کے حجِ بدل کرنا

س…… حجِ بدل میں کسی کی وصیت نہیں ہے، کوئی آدمی اپنی مرضی سے مرحوم ماں، باپ، پیر، اُستاد یعنی کسی کی طرف سے حجِ بدل کرتا ہے، استطاعت بھی ہے، آیا وہ صرف حج ادا کرسکتا ہے؟ اور وہ قربانی بھی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے؟ وضاحت فرماکر مشکور فرمائیں۔

ج…… اگر وصیت نہ ہو تو جیسا حج چاہے کرسکتا ہے، وہ حجِ بدل نہیں ہوگا، بلکہ برائے ایصالِ ثواب ہوگا، جس کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو پہنچادے گا جس کی طرف سے وہ کیا گیا ہے۔ قربانی بھی اسی طرح برائے ایصالِ ثواب کی جاسکتی ہے۔

## میّت کی طرف سے حجِ بدل کرسکتے ہیں

س…… ایک متوفی پر حج فرض تھا، مگر وہ حج ادا نہ کرسکا، اب اس کی طرف سے کوئی دُوسرا شخص حج ادا کرسکتا ہے؟

ج…… میّت کی طرف سے حجِ بدل کرسکتے ہیں، اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے تہائی ترکہ سے اس کا حجِ بدل ادا کیا جائے گا، اور اگر تہائی سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب ورثاء بالغ اور حاضر ہوں اور کل مال سے حجِ بدل کی اجازت دے دیں تو کل مال سے بھی اس صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی تو پھر ورثاء کی صوابدید اور رضا پر ہے، بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی اس کا حج قبول فرماکر اس کے گناہوں کو معاف فرمائے۔

## حجِ بدل کے سلسلے میں اِشکالات کے جوابات

س…… ہمارے ہاں عام طور پر حجِ بدل سے جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حجِ بدل اس میّت کی طرف سے ہوتا ہے جس پر اس کی زندگی میں حج فرض ہوچکا تھا، اس کے پاس اتنا



فہرست

مال جمع تھا کہ جس کی بنا پر وہ بآسانی حج کرسکتا ہو، اس نے حج کا ارادہ بھی کرلیا لیکن حج سے پہلے ہی اسے موت نے آن گھیرا، اب اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اس کا کوئی عزیز یا بیٹا اس کی طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہے۔ اسی طرح زندوں کی طرف سے حجِ بدل کا یہ مفہوم پیش کیا جاتا ہے کہ اگر اس پر حج فرض ہوچکا ہے لیکن وہ بیماری یا بڑھاپے کی اس حالت میں پہنچ چکا ہو جس کی بنا پر چلنے پھرنے یا سواری کرنے سے معذور ہے، تو وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو یا کسی قریبی عزیز کو پورا خرچہ دے کر حج کے لئے روانہ کرے۔ اس کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ حجِ بدل کرنے والا شخص وہاں سے ہی آئے جہاں پر حجِ بدل کروانے والا شخص رہ رہا ہے۔

اس تمام صراحت کے باوجود کچھ سوال ذہن میں ایسے ہیں جو تصفیہ طلب ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مرنے والا ایک شخص موت کے وقت اس قابل نہیں تھا کہ وہ حج کرسکے یا یوں کہہ لیجئے کہ اس کے اُوپر کچھ ذمہ داریاں ایسی تھیں جن سے وہ اپنی موت تک عہدہ برآ نہیں ہوسکا تھا، اور سرمایہ بھی نہیں تھا، جس کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوسکتا تھا، اب اس کی موت سے عرصہ ۲۰ سال کے بعد اس کی اولاد اس قابل ہوجاتی ہے اور اس میں اتنی استطاعت بھی ہے کہ ہر فرض سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنا حج بھی کرسکے اور اپنے باپ کا بھی، تو اَب ہمیں یہ بتایا جائے کہ اولاد کی طرف سے اپنے باپ کے لئے کیا جانے والا یہ حج، حجِ بدل ہوسکتا ہے؟ (واضح رہے کہ باپ اپنی موت کے وقت اس قابل نہیں تھا کہ حج کرسکے)، اور کیونکہ حجِ بدل کے لئے یہ دلیل مستحکم سمجھتی جاتی ہے کہ جس کی طرف سے حجِ بدل کیا جائے موت سے پہلے اس پر حج فرض ہوچکا ہو، تو کیا مذکورہ بالا شخص اپنے باپ کی طرف سے حج نہیں کرسکتا؟ کیونکہ موت سے پہلے اس کے باپ پر حج فرض نہیں تھا۔

اب زندوں کی طرف آیئے، زندوں کی طرف سے بھی حجِ بدل اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب وہ خود اس قابل نہ ہو کہ حج کرسکے، یعنی سرمایہ ہونے کے باوجود جسمانی معذوری یا بڑھاپے کی وجہ سے چل نہیں سکتا تو وہ حج کا خرچہ دے کر اپنی کسی اولاد یا اپنے کسی عزیز کو حجِ بدل کروانے بھیج سکتا ہے۔ اب اگر باپ کے پاس سرمایہ نہ ہو، جسمانی طور پر


فہرست

معذور بھی ہو، یعنی اس پر حج کی فرضیت لازم نہیں آتی تو اس کا بیٹا جو اس سے الگ رہتا ہو (یہ ذہن میں رہے کہ ناچاقی کی بنا پر الگ نہیں رہتا بلکہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے الگ رہنے پر مجبور ہے)، صاحبِ استطاعت ہے، خود حج کرچکا ہے، تو کیا وہ اپنے باپ کی طرف سے حج کرسکتا ہے؟ جناب اب دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ماں باپ کے پاس پیسہ نہیں ہے یا باپ کام کاج نہیں کرتا (جیسا کہ عموماً آج کل ہوتا ہے کہ بیٹا کسی قابل ہوجائے تو احترام کے پیشِ نظر وہ باپ کو کام کرنے نہیں دیتا)، جسمانی طور پر بھی ٹھیک ہیں، تو کیا وہ اپنے بیٹے کے خرچ سے حج کرسکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ حج میں ان کا سرمایہ بالکل نہیں لگے گا۔

اب آپ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا بیٹے کے خرچے سے ماں باپ کا حج ہوگا کہ نہیں؟ برائے مہربانی ان سوالوں کا تسلی بخش جواب دے کر مجھے ذہنی پریشانی سے نجات دِلائیں۔ نیز یہ کہ اولاد صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود زندہ یا مردہ ماں باپ کی طرف سے حجِ بدل نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ گار ہوگا کہ نہیں؟ یہ بھی کہ ''عمرہ بدل'' کی بھی کیا وہی شرائط ہیں جو حجِ بدل کی ہیں؟

ج...... جس زندہ یا مردہ پر حج فرض نہیں، اس کی طرف سے حجِ بدل ہوسکتا ہے، مگر یہ نفلی حج ہوگا۔

۲:...... اگر باپ کے پاس رقم نہ ہو اور بیٹا اس کو حج کی رقم دے دے تو اس رقم کا مالک بنتے ہی بشرطیکہ اس پر کوئی قرض نہ ہو، اس پر حج فرض ہوجائے گا۔

۳:...... اولاد کے ذمہ ماں باپ کو حج کرانا ضروری نہیں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہو تو ماں باپ کو حج کرانا بڑی سعادت ہے۔

۴:...... اگر ماں باپ نادار ہیں اور ان پر حج فرض نہ ہو تو اولاد کا ان کی طرف سے حجِ بدل کرنا ضروری نہیں۔

۵:...... عمرہ بدل نہیں ہوتا، البتہ کسی کی طرف سے عمرہ کرنا صحیح ہے، زندہ کی طرف سے بھی اور مرحوم کی طرف سے بھی، اس کا ثواب ان کو ملے گا جن کی طرف سے ادا کیا جائے۔

## مجبوری کی وجہ سے حجِ بدل

س...... میں دِل کا مریض ہوں، عرصے سے بیت اللہ کی زیارت کی خواہش ہے، تکلیف ناقابلِ برداشت ہوگئی ہے، کمزوری بے حد ہے اور میری عمر ۶۵ سال ہے، خونی بواسیر بھی ہے، چند وجوہات سے تکلیف میں اضافہ ہوجاتا ہے، میں اپنی حالت کی مجبوری کے باعث اپنے عزیز کو حجِ بدل کے لئے بھیج رہا ہوں، کیا میرے ثواب میں کمی بیشی تو نہیں ہوگی؟ کیا میری آرزو کے مطابق مجھے ثواب حاصل ہوگا؟ اور یہ بھی بتائیں کہ حج پر جانے سے پیشتر جو فرض واجب ہوتے ہیں ان فرائض کی ادائیگی میرے ذمہ بھی فرض ہے یا نہیں؟ مثلاً رشتہ داروں سے ملنا، کہا سنا معاف کرانا وغیرہ، اور دیگر شرعی کیا فرائض میرے اُوپر واجب ہوتے ہیں؟

ج...... اگر آپ خود جانے سے معذور ہیں تو کسی کو حجِ بدل پر بھیج سکتے ہیں، آپ کا حج ہوجائے گا۔ کہا سنا معاف کرانا ہی چاہئے۔

## بغیر وصیت کے مرحوم والدین کی طرف سے حج

س...... اگر زید کے والدین اس دُنیا سے رحلت فرماگئے ہوں تو زید بغیر اپنے والدین کی وصیت کے ان کے لئے حج وعمرہ ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو وہ حج کے تینوں اقسام میں سے کون سا حج ادا کرے گا؟

ج...... اگر والدین کے ذمہ حج فرض تھا اور انہوں نے حجِ بدل کرانے کی وصیت نہیں کی تو اگر زید ان کی طرف سے حج کرادے یا خود کرے تو اُمید ہے کہ ان کا فرض ادا ہوجائے گا۔ تینوں اقسام میں سے جونسا حج بھی کرلے صحیح ہے۔

س...... مذکورہ ''عازم'' حج سے پہلے عمرہ بھی ادا کرسکتا ہے یا صرف حج ہی ادا کرے گا؟

ج...... بغیر وصیت کے جو حج کیا جارہا ہے اس سے پہلے عمرہ بھی کرسکتا ہے۔

س...... اگر والدین پر حج فرض نہیں تھا، یعنی صاحبِ استطاعت نہیں تھے، بیٹا صاحبِ استطاعت ہے تو والدین کے لئے حج وعمرہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو حج فرض ہوگا یا نفلی؟


فہرست

ج...... حج کرسکتا ہے، لیکن یہ نفلی حج ہوگا۔

## والدہ کا حجِ بدل

س...... میری والدہ محترمہ کا انتقال گزشتہ سال ہوگیا، کیا میں ان کی طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہوں؟ جبکہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے۔ کیا مجھے پہلے اپنا حج اور پھر والدہ کی طرف سے حج کرنا پڑے گا یا پہلے صرف والدہ کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟

ج...... بہتر یہ ہے کہ حجِ بدل ایسا شخص کرے جس نے اپنا حج کیا ہو، جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کا حجِ بدل پر جانا مکروہ ہے۔

## معذور باپ کی طرف سے جدہ میں مقیم بیٹا کس طرح حجِ بدل کرے؟

س...... دس سال قبل میرے بیٹے متعینہ جدہ نے مجھے اپنے ساتھ کراچی سے لے جاکر عمرہ کرادیا تھا، ہنوز حج کی سعادت سے محروم ہوں، بیٹے نے بارہ چودہ حج کئے ہیں، اگر وہ ایک حج مجھے بخش دے تو کیا میری طرف سے وہ حج ہوجائے گا؟ میری عمر ۸۷ سال ہے، دُوسرا بیٹا بھی دو تین حج کرچکا ہے، جدہ میں ملازم ہے، کراچی رُخصت پر آنے کا ارادہ ہے، واپسی پر کراچی سے جدہ پہنچ کر ایامِ حج میں وہ میری طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہے؟ چند ماہ پیشتر آپ ایک صاحب کے سوال کے جواب میں تحریر کرچکے ہیں کہ حجِ بدل کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنا حج کرچکا ہو اور پھر اسی مقام یعنی کراچی سے ہی سفر کرکے جدہ پہنچے اور حجِ بدل کرے۔ میں چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا ہوں۔

ج...... اگر آپ کے ذمہ حج فرض ہے تو حجِ بدل کے لئے کسی کو کراچی سے بھیجنا ضروری ہے، خواہ آپ کا بیٹا جائے یا کوئی اور۔ اور اگر حج آپ پر فرض نہیں تو آپ کا بیٹا جدہ سے بھی آپ کی طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہے، اور وہ اپنا ایک حج آپ کو بخش دے تب بھی آپ کو اس کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن اگر آپ پر حج فرض ہے تو پھر ادا شدہ حج کے ثواب بخشنے سے وہ فرض پورا نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ بیٹا جو کراچی سے جدہ جارہا ہے اگر وہ آپ کے خرچ سے یہاں سے اِحرام باندھ کر، آپ کی طرف سے حج کی نیت کرکے حج کے مہینوں میں جائے

اور حج ادا کرلے تو آپ کا حجِ بدل عذر کی وجہ سے ادا ہوجائے گا۔

## دادا کی طرف سے حجِ بدل

س…… میرے دادا کا انتقال ہوچکا ہے اور انہوں نے حج کے فارم بھر دیئے تھے، اور ان کا نمبر بھی آگیا تھا، لیکن انہوں نے مرنے سے پہلے اپنی بیوی یعنی میری دادی کو کہا تھا کہ اگر میں مرجاؤں تو تم حج پر چلی جانا، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا میری دادی عدّت کے دوران جاسکتی ہے؟

ج…… آپ کی دادی صاحبہ کو عدّت کے دوران حج پر جانا جائز نہیں، عدّت کے بعد اگر محرَم کے ساتھ جاسکتی ہو تو جائے، اور اگر کوئی محرَم ساتھ جانے والا نہیں تو حجِ بدل کی وصیت کردے۔ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جبکہ آپ کی دادی صاحبہ پر حج فرض ہو، اور اگر آپ کے دادا جان نے مرنے سے پہلے حجِ بدل کی وصیت کی تھی تو آپ کے دادا جان کی طرف سے حجِ بدل کروانا لازم ہے، خواہ خود جائیں یا کسی اور کو بھیجیں۔

## بیوی کی طرف سے حجِ بدل

س…… میری امی کو حج کو بڑا ارمان تھا، (اللہ انہیں جنت نصیب کرے)، اب اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے ان شاء اللہ، تو کیا میں یہ نیت کرلوں کہ اس کا ثواب میرے ساتھ ساتھ میری امی کو بھی پہنچے؟ اس کے لئے کیا نیت کروں؟ نیز میرے ساتھ ابو جائیں گے جنھوں نے پہلے ہی سے حج کیا ہوا ہے تو کیا وہ حجِ بدل کی نیت (امی کے لئے) کرسکتے ہیں؟

ج…… آپ اپنی طرف سے حج کریں اور ان کی طرف سے عمرہ کردیں، آپ کے والد صاحب ان کی طرف سے حجِ بدل کردیں تو ان کی طرف سے حج ہوجائے گا۔

## سسر کی جگہ حجِ بدل

س…… کیا داماد اپنے سسر کی جگہ حجِ بدل کرسکتا ہے؟ جبکہ سسر بیماری کی وجہ سے یہ کام نہیں کرسکتا، ویسے صاحبِ حیثیت ہے اور اس کا لڑکا بھی صاحبِ حیثیت ہے۔

ج…… خسر کے حکم سے داماد حجِ بدل کرسکتا ہے۔

## ایسی عورت کا حجِ بدل جس پر حج فرض نہیں تھا

س……میری پھوپھی مرحومہ (جنھوں نے مجھے ماں بن کر پالا تھا اور ان کا کوئی حق میں ادا نہ کرسکا، کیونکہ جب اس قابل ہوا تو وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں) کے مالی حالات اور دیگر حالات کی بنا پر ان پر حج فرض نہیں تھا، کیا میں ان کے ایصالِ ثواب کے لئے ان کی طرف سے کسی خاتون کو ہی حجِ بدل کرواسکتا ہوں؟ کیا یہ حج کوئی مرد بھی کرسکتا ہے؟

ج……آپ مرحومہ کی طرف سے حجِ بدل کراسکتے ہیں، مگر چونکہ آپ کی پھوپھی پر حج فرض نہیں تھا، نہ ان کی طرف سے وصیت تھی، اس لئے ان کی طرف سے آپ جو حج کرائیں گے وہ نفل ہوگا۔

۲:……کسی خاتون کی طرف سے حجِ بدل کرانا ہو تو ضروری نہیں کہ کوئی خاتون ہی حجِ بدل کرے۔ عورت کی طرف سے مرد بھی حجِ بدل کرسکتا ہے اور مرد کی طرف سے عورت بھی کرسکتی ہے۔

## اپنا حج نہ کرنے والے کا حجِ بدل پر جانا

س……میرے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے، اور ہم اپنے والد کا حجِ بدل کرانا چاہتے ہیں، ہم جس آدمی کو حجِ بدل کرانا چاہ رہے ہیں اس کی مالی حیثیت اتنی نہیں کہ وہ اپنا حج ادا کرسکے، کیا ہم اس شخص سے حجِ بدل کراسکتے ہیں جس نے اپنا حج نہیں کیا؟ یا حجِ بدل کے لئے پہلے اپنا حج کرنا لازم ہے؟ یا کوئی اور صورت ہو حجِ بدل کرانے کی؟ اس کا تفصیلی جواب دیں۔

ج……جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کا حجِ بدل پر جانا مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اَولیٰ ہے، تاہم اگر چلا جائے تو حجِ بدل ادا ہوجائے گا۔

س……دو بھائی ہیں جن کے والد کا انتقال ہوگیا ہے، دونوں بھائی الگ الگ اپنے گھر میں فیملی کے ساتھ رہتے ہیں، جن میں ایک بھائی امیر ہے اور دُوسرا بھائی بہت غریب ہے۔ چھوٹا بھائی جو کہ امیر ہے اپنی والدہ (ماں) کے ساتھ حج کرچکا ہے، اب وہ اپنے مرحوم والد کے نام کا حجِ بدل کروانا چاہتا ہے، بڑا بھائی چونکہ غریب ہے اور اس نے ایک بار بھی حج نہیں


فہرست

کیا ہے، چھوٹا بھائی اپنے پیسے (رقم) سے اپنے بڑے بھائی کو مرحوم والد کے نام سے حجِ بدل پر بھیجنا چاہتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے خود ابھی تک حج نہیں کیا ہے، اس کے باوجود وہ دُوسرے کے نام پر حجِ بدل کرسکتا ہے؟

ج…… جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا حجِ بدل پر بھیجنا مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اَولیٰ ہے۔

س…… دُوسروں کے پیسے (رقم) سے حجِ بدل کیا جاسکتا ہے؟

ج…… وہ حجِ بدل جو بغیر وصیتِ میّت کے ہو جس کو عوام ''حجِ بدل'' کہتے ہیں جیسے کہ سوال میں مذکور ہے، دُوسروں کے پیسے سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

س…… بڑا بھائی جو کہ حجِ بدل کرکے واپس آئے، وہ ''حاجی'' کہلائے گا؟

ج…… جی ہاں! اپنے حج کے بغیر ''حاجی'' کہلائے گا۔

## حجِ بدل کوئی بھی کرسکتا ہے غریب ہو یا امیر

س…… حجِ بدل کا کیا طریقہ ہے؟ کون شخص حجِ بدل کے لئے جاسکتا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کو حجِ بدل پر نہیں بھیجنا چاہئے کیونکہ غریب آدمی پر حج فرض ہی نہیں ہوتا تو حجِ بدل کے لئے بھی نہیں جاسکتا، امیر کا بھیجنا بہتر ہے یا غریب کا؟

ج…… جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا ہے، اس کو حجِ بدل کے لئے بھیجنے سے حجِ بدل ادا ہوجاتا ہے، لیکن ایسے شخص کو حجِ بدل پر بھیجنا مکروہ ہے، لہٰذا ایسے شخص کو بھیجا جائے جو پہلے حج کرچکا ہو، خواہ وہ غریب ہو یا امیر، غریب یا امیر کی بحث اس مسئلے میں نہیں ہے۔

## نابالغ حجِ بدل نہیں کرسکتا

س…… میرے لڑکے کی عمر ۱۳ سال ہے، کیا یہ اپنے باپ کا حجِ بدل کرسکتا ہے؟

ج…… نابالغ حجِ بدل نہیں کرسکتا۔

## حجِ بدل میں قربانی لازم ہے یا نہیں؟

س…… حجِ بدل میں قربانی لازم ہے یا نہیں؟

ج…… قربانی تمتع اور قران میں واجب ہوتی ہے، حجِ مفرَد میں قربانی لازم نہیں، کسی جنایت

(غلطی) کی وجہ سے لازم ہوجائے تو دُوسری بات ہے۔

حج کی تین قسمیں ہیں: مفرَد، قران، تمتع۔

**حجِ مفرَد:**......حجِ مفرَد یہ ہے کہ میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا اِحرام باندھا جائے، اس کے ساتھ عمرہ کا اِحرام نہ باندھا جائے، حج سے فارغ ہونے تک یہ اِحرام رہے گا۔

**حجِ قران:**......حجِ قران یہ ہے کہ میقات سے عمرہ اور حج دونوں کا اِحرام باندھا جائے، مکہ مکرّمہ پہنچ کر پہلے عمرہ کے ارکان ادا کئے جائیں، اس کے بعد حج کے ارکان ادا کرکے ۱۰؍ذوالحجہ کو رَمی اور قربانی سے فارغ ہوکر اِحرام کھولا جائے۔

**حجِ تمتع:**......حجِ تمتع یہ ہے کہ حج کے موسم میں میقات سے گزرتے وقت صرف عمرہ کا اِحرام باندھا جائے اور اس کے ارکان ادا کرکے اِحرام کھول دیا جائے۔ پھر ۸؍ذوالحجہ کو حج کا اِحرام باندھ کر حج کے ارکان ادا کئے جائیں اور ۱۰؍ذوالحجہ کو رَمی اور قربانی کے بعد حج کا اِحرام کھولا جائے۔

## حجِ بدل میں کتنی قربانیاں کرنی ضروری ہیں؟

س......۱: حجِ بدل کرنے والا اگر قربانی کرتا ہے تو ایک کرے یا دو؟ یعنی آمر اور مأمور دونوں کی طرف سے۔

س......۲: ہم لوگ نفلی حجِ بدل کرتے ہیں، اس صورت میں قربانی کریں یا نہ کریں؟ اگر کریں تو کس طرح؟

س......۳: جو لوگ پاکستان یا دیگر ملکوں سے آکر حجِ بدل کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں پھر اِحرام کھول کر دوبارہ حجِ تمتع کرتے ہیں، ان کے بارے میں تفصیل سے تحریر کریں۔

ج......حجِ بدل کرنے والے کو حجِ مفرَد یعنی صرف حج کا اِحرام باندھنا چاہئے، اور حجِ مفرَد میں حج کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی، اس لئے آمر کی طرف سے قربانی کی ضرورت نہیں،

مأمور اگر مقیم اور صاحبِ استطاعت ہو تو اپنی طرف سے (عام قربانی) کرے، اور مسافر اور غیر مستطیع پر عام قربانی واجب نہیں۔

ج......۲: اس کا مسئلہ بھی وہی ہے جو اُوپر لکھا گیا ہے۔

ج......۳: جیسا کہ اُوپر لکھا گیا، حجِ بدل کرنے والوں کو حجِ مفرَد یعنی صرف حج کا اِحرام باندھنا چاہئے، اگر وہ تمتع کریں (یعنی میقات سے صرف عمرہ کا اِحرام باندھیں اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر ۸/ذوالحجہ کو حج کا اِحرام باندھیں) تو تمتع کی قربانی خود ان کے مال سے لازم ہے، آمر کے مال سے نہیں، اِلَّا یہ کہ آمر نے اس کی اجازت دے دی ہو تو اس کے مال سے قربانی کر سکتے ہیں۔

# بغیر محرَم کے حج

## محرَم کسے کہتے ہیں؟

س......ایک میاں بیوی اکٹھے حج کے لئے جارہے ہیں، میاں مردِ صالح و پرہیزگار ہے، بیوی کی ایک رشتہ دار عورت ان میاں بیوی کے ہمراہ حج کے لئے جانا چاہتی ہے اور وہ رشتہ دار عورت ایسی ہے جس کا نکاح بیوی کی زندگی میں یا دورانِ نکاح اس کے میاں سے نہیں ہوسکتا، مثلاً: بیوی کی بھتیجی، بیوی کی بھانجی، بیوی کی سگی بہن۔

ج......محرَم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہوسکے۔ بیوی کی بہن، بھانجی اور بھتیجی شوہر کے لئے نامحرَم ہیں، ان کے ساتھ جانا جائز نہیں۔

## عورتوں کے لئے حج میں محرَم کی شرط کیوں ہے؟ نیز منہ بولے بھائی کے ساتھ سفرِ حج

س......ایک لڑکی نے منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کیا، کیا یہ اس کا محرَم ہے؟ اس کے ساتھ

نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور پھر عورتوں کے لئے حج میں محرَم کی شرط کیوں ہے؟

ج…… کسی اجنبی آدمی کو بھائی بنانے سے وہ محرَم نہیں بن جاتا، اس لئے نکاح جائز ہے۔ میں شرعی مسئلہ بتاتا ہوں، ''کیوں'' کا جواب نہیں دیا کرتا۔ مگر آپ کے اطمینان کے لئے لکھتا ہوں کہ بغیر محرَم کے عورت کو تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، کیونکہ ایسے طویل سفر میں اس کا اپنی عزّت و عصمت کو بچانا ایک مستقل مسئلہ ہے، اور اس ناکارہ کے علم میں ہے کہ بعض عورتیں محرَم کے بغیر حج پر گئیں اور گندگی میں مبتلا ہوکر واپس آئیں۔ علاوہ ازیں ایسے طویل سفر میں حوادث پیش آسکتے ہیں اور عورت کو اُٹھانے، بٹھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے، اگر کوئی محرَم ساتھ نہیں ہوگا تو عورت کے لئے یہ دُشواریاں پیش آئیں گی۔

## عورت کو عمرہ کے لئے تنہا سفر جائز نہیں لیکن عمرہ ادا ہوجائے گا

س…… میں عمرہ کے ارادے سے نکلنا چاہتی ہوں، ایئرپورٹ تک میرے شوہر ساتھ ہیں، جدہ میں ایئرپورٹ پر میرے بھائی موجود ہیں، پھر ان کے ساتھ عمرہ ادا کرتی ہوں، پھر جدہ سے بھائی جہاز میں سوار کرادیتے ہیں، یہاں پر شوہر اُتار لیتے ہیں، ایسی صورت میں عمرہ ادا ہوجائے گا؟

ج……عمرہ ادا ہوجاتا ہے، مگر آپ کا ہوائی جہاز کا تنہا سفر کرنا جائز نہیں۔

## کراچی سے جدہ تک بغیر محرَم کے سفر

س……اگر کوئی عورت حج کے لئے مکہ مکرّمہ کا ارادہ رکھتی ہو جبکہ اس کا محرَم ساتھ نہیں آسکتا، مگر یہ کہ کراچی سے سوار کراسکتا ہے، جبکہ اس کا بھائی جدہ ایئرپورٹ پر موجود ہے، ایسی عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج……کراچی سے جدہ تک بغیر محرَم کے سفر کرنے کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔

## بغیر محرَم کے حج کا سفر

س……بغیر محرَم کے حج کے لئے جانے کے بارے میں مشروع حکم کیا ہے؟ محرَم کے بغیر

عورت کا حج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حکومتِ وقت نے حج کی درخواستیں قبول کرنے کے لئے عورت کے لئے محرَم کا نام و پتہ وغیرہ لکھنے کی ضروری شرط عائد کر رکھی ہے، جو عورتیں غیرمحرَم کو محرَم دِکھا کر حج کرنے چلی جائیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... محرَم کے بغیر حج کا سفر جائز نہیں، اور نامحرَم کو محرَم دِکھا کر حج کا سفر کرنا دُہرا گناہ ہے۔

## حج کے لئے غیرمحرَم کو محرَم بنانا گناہ ہے

س...... ایک خاتون جو دو مرتبہ حج کرچکی ہیں اور جن کی عمر بھی ساٹھ سال سے تجاوز کرچکی ہے، تیسری مرتبہ حجِ بدل کی نیت سے جانا چاہتی ہیں، اس صورت میں گروپ لیڈر کو جو شرعی محرَم نہیں ہے، اس کو اپنا محرَم قرار دے کر جبکہ اسی گروپ میں پندرہ بیس دیگر خواتین بھی گروپ لیڈر ہی کو محرَم بناکر (جو ان کا شرعی محرَم نہیں ہے) حج پر جارہی ہیں، ایسی خواتین کا حج دُرست ہوگا یا نہیں؟

ج...... محرَم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں، گو حج ادا ہوجائے گا، لیکن جھوٹ اور بغیر محرَم کے سفر کا گناہ سر پر رہے گا۔

## عورت کو محرَم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں

س...... میں حج کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہوں اور اللہ پاک کا شکر ہے کہ اتنی حیثیت ہے کہ میں اپنا حج کا خرچہ اُٹھاسکوں، لیکن مشکل یہ ہے کہ میرے ساتھ جانے والا کوئی نہیں ہے، ماشاء اللہ میرے چار بیٹے ہیں، جن میں دو شادی شدہ ہیں اور اپنی کاروباری اور گھریلو زندگی میں مصروف ہیں، اور ایک گورنمنٹ سروس میں ہے، جنھیں چھٹی ملنا مشکل ہے، بلکہ ناممکن ہے، اور چوتھا بیٹا ابھی تیرہ سال کا ہے اور قرآن پاک حفظ کر رہا ہے۔ کیا میں گروپ کے ساتھ حج کرنے جاسکتی ہوں یا اور کوئی طریقہ ہے؟ برائے مہربانی جواب دے کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

ج...... عورت کا بغیر محرَم کے سفرِ حج پر جانا جائز نہیں، آپ کے صاحب زادوں کو چاہئے کہ ان میں سے کوئی اپنی مصروفیتوں کو آگے پیچھے کرکے آپ کے ساتھ حج پر جائے، کل تیس

پینتیس دن تو خرچ ہوتے ہیں، آپ کے صاحب زادوں کے لئے آپ کے حج کی خاطر اتنی قربانی دینا کیا مشکل ہے؟

## بغیر محرَم کے حج

س…… میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۷۶ء میں ہوا، میں گھر کا بڑا فرد ہوں، ان کی وفات کے بعد میرے اُوپر ذمہ داریاں تھیں جو کہ کافی تھیں، خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اس عرصے میں والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی ذمہ داریاں پوری کیں، سابقہ سال میں، میں نے اپنی چھوٹی بہن کی شادی بھی کردی ہے، اب مجھ پر کوئی ایسی ذمہ داری نہ تھی اور نہ ہی ہے۔ میری والدہ صاحبہ کو جو کہ کراچی میں مقیم ہیں، اس سال حج اسکیم کے تحت لوگ حج پر جارہے تھے تو میرے دوست اور ان کی والدہ بھی جارہی تھیں، انہوں نے ڈرافٹ بنوایا جو کہ کل ۲۵۱۲۰ روپے فی فرد کے حساب سے ہوتا ہے، میں نے اپنی والدہ کے لئے حج ڈرافٹ بنوایا اور ان کے ساتھ ہی ارسال کردیا جو کہ تینوں ڈرافٹ ایک ساتھ جمع ہوگئے ہیں اور گورنمنٹ سے منظوری بھی آگئی ہے کہ حج پر جاسکتی ہیں، جبکہ والدہ اور جن کے ساتھ جارہی ہیں، وہ صاحب دین دار ہیں یعنی نماز وغیرہ کے مکمل پابند ہیں، میں گورنمنٹ میں ملازم ہوں کیونکہ مجھے چھٹی نہیں مل سکتی، میں سوچ رہا ہوں کہ چھٹی مل جانے پر میں یہاں ریاض سے کار کے ذریعہ جاسکوں گا اور جدہ ایئرپورٹ پر ان سے ملاقات کرلوں اور ساتھ حج بھی کرلوں، لیکن میں نے ایک دن نماز کے بعد پیش امام صاحب سے پوچھا جو کہ بنگلہ دیش سے تعلق رکھتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ حنفی مذہب میں بغیر محرَم کے سفر نہیں کرسکتی ہیں، حج تو بہت دُور رہا۔ اب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ کیا میری والدہ کا حج ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یہاں دُوسرے عالم جو مصر سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ ہوسکتا ہے، جبکہ ان کی تاریخِ پیدائش ۱۹۲۶ء ہے جو کہ عمر ۵۸ سال بنتی ہے۔ میں نے یوں بھی کوشش کی تھی کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اور حالات بھی کل کیا ہوں، کل سروس رہے یا نہ رہے، اس وقت میرے حالات اچھے ہیں خدا تعالیٰ کا شکر ہے، اور میری یہ خواہش تھی کہ

میں اپنی والدہ کو حج کرادوں اور یہی دُعا کرتا ہوں اور کرتا تھا کہ تمام بہنوں اور بھائیوں کی شادی سے فارغ ہوجاؤں تو پھر والدہ کو حج بھی کرادوں گا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے یہ ذمہ داریاں پوری کردی ہیں۔ خدا تعالیٰ میری یہ آخری خواہش بھی پوری کردے تو اچھا ہے، بہرحال مجھے جواب دیں تو میں آپ کا بڑا ہی شکرگزار ہوں گا تاکہ مجھے تسلی ہوجائے۔

ج…… حنفی مذہب میں عورت کا بغیر محرَم کے سفرِ حج پر جانا جائز نہیں، لیکن اگر چلی جائے گی تو حج ہوجائے گا، گو تنہا سفر کرنے کا گناہ ہوگا۔ شافعی مذہب میں بھروسے کی عورتوں کے ساتھ عورت کا حج پر جانا جائز ہے، وہ مصری عالم شافعی مذہب کے ہوں گے۔

## محرَم کے بغیر بوڑھی عورت کا حج تو ہوگیا لیکن گناہ گار ہوگی

س…… ہمارے ایک دوست کی بوڑھی، عبادت گزار نانی بغیر محرَم کے بغرض ادائے فریضۂ حج بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے جدہ روانہ ہوئی ہیں۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کراچی سے جدہ تک کا سفر بغیر محرَم کے قابلِ قبول ہے یا اس طرح حج نہیں ہوگا یا اس میں کوئی رعایت ہے؟ کیونکہ محترمہ کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ ہی ان کا شوہر حیات ہے، اور ان کو حج کی تمنا ہے۔ تو کیا اسلام میں اس کے لئے کوئی رعایت ہے؟ نیز ہزاروں عورتیں جن کا کوئی محرَم نہیں ہوتا کیا وہ حج نہ کریں؟

ج…… بغیر محرَم کے عورت اگر جائے تو حج تو اس کا ہوجائے گا، مگر سفر کرنا بغیر محرَم کے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں، تو اس ناجائز سفر کا گناہ الگ ہوگا۔ مگر چونکہ بوڑھی اماں کا سفر زیادہ فتنے کا موجب نہیں، اس لئے ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو رعایت مل جائے، تاہم انہیں اس ناجائز سفر کرنے پر خدا تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہئے۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ: ''ہزاروں عورتیں جن کا کوئی نہیں ہوتا، کیا وہ حج نہ کریں؟'' اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک محرَم میسر نہ ہو، عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، اس لئے نہ کریں، اور اگر بہت ہی شوق ہے تو نکاح کرلیا کریں۔ میرے علم میں ایسے کیس موجود ہیں کہ عورت محرَم کے بغیر حج پر گئی اور وہاں منہ کالا کرکے آئی۔ دیکھنے میں ماشاء اللہ ''حَجَّن'' ہے، لیکن اندر کی حقیقت یہ ہے۔

اس لئے خدا کے قانون کو محض اپنی رائے اور خواہش سے ٹھکرا دینا اور ایک پہلو پر نظر کر کے دُوسرے سارے پہلوؤں سے آنکھیں بند کرلینا دانش مندی نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ آج یہ مذاق عام ہوگیا ہے۔

## ضعیف عورت کا ضعیف نامحرَم مرد کے ساتھ حج

س…… کیا ۵۰ سال، ۶۰ سال یا ۷۰ سال کی نامحرَم عورت ۷۰ سال کے نامحرَم مرد کے ساتھ حج، عمرہ کرسکتی ہے؟ اگر عمرہ عورت نے کرلیا تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

ج…… نامحرَم کے ساتھ حج و عمرہ کا سفر بوڑھی عورت کے لئے بھی جائز نہیں، اگر کرلیا تو حج کی فرضیت تو ادا ہوگئی، لیکن گناہ ہوا، توبہ و استغفار کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

## ممانی کا بھانجے کے ساتھ حج کرنا

س…… مسئلہ یہ ہے کہ میری والدہ اس سال حج پر جانا چاہتی ہیں اور میرے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے۔ میرے پھوپھی زاد بھائی اپنی والدہ، خالہ اور پھوپھی کے ساتھ جارہے ہیں اور میری والدہ ان کے ساتھ جانا چاہ رہی ہیں، میری والدہ رشتے میں میرے پھوپھی زاد بھائی کی سگی ممانی ہوتی ہیں، شرعی لحاظ سے قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ممانی بھی بھانجے کے ساتھ حج کرنے جاسکتی ہیں یا کوئی اور صورت اس کی ہوسکتی ہے؟

ج…… ممانی شرعاً محرَم نہیں، اس لئے وہ شوہر کے حقیقی بھانجے کے ساتھ حج پر نہیں جاسکتی۔

## بہنوئی کے ساتھ حج یا سفر کرنا

س…… اگر بہنوئی کے ساتھ حج یا کسی اور ایسے سفر پر جہاں محرَم کے ساتھ جانا ہوتا ہے، جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ بہن بھی ساتھ جارہی ہو۔

ج…… بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً دُرست نہیں۔

س…… مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں اور بیوی حج کو جانا چاہتے ہوں تو کیا ان کے ہمراہ بیوی کی بہن بھی بطور محرَم جاسکتی ہے؟ شرعی طور پر ایک بیوی کی موجودگی میں اس کی ہمشیرہ سے نکاح جائز نہیں، اس لحاظ سے تو سالی محرَم ہی ہوئی۔ بہرحال اگر حکومتِ پاکستان اس مسئلے کی

وضاحت اخباروں میں شائع کرادے تو بہت سے لوگ ذہنی پریشانی سے بچ جائیں گے۔

ج…… محرَم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو۔ سالی محرَم نہیں، چنانچہ اگر شوہر بیوی کو طلاق دیدے یا بیوی کا انتقال ہوجائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔ اور نامحرَم کو ساتھ لے جانے سے حاجی مجرم بن جاتا ہے۔

## جیٹھ یا دُوسرے نامحرَم کے ساتھ سفرِ حج

س…… الف و ب دو بھائی ہیں، چھوٹے بھائی الف کی اہلیہ ب (شوہر کے بڑے بھائی) کے ساتھ حج پر جانا چاہتی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

ج…… عورت کا جیٹھ نامحرَم ہے، اور نامحرَم کے ساتھ سفرِ حج پر جانا جائز نہیں۔

## شوہر کے سگے چچا کے ساتھ سفرِ حج کرنا

س…… میری بیوی، میرے حقیقی چچا کے ساتھ میری رضامندی سے حج پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے، کاغذات وغیرہ داخل کردیئے ہیں، کیا میرے چچا کی حیثیت غیرمحرَم کی تو نہ ہوجائے گی؟ شرعاً ان کے ساتھ میری بیوی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر آپ کی بیوی کی آپ کے چچا سے اور کوئی قرابت نہیں، تو یہ دونوں ایک دُوسرے کے لئے نامحرَم ہیں اور آپ کی بیوی کا اس کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں۔

## عورت کا بیٹی کے سسر و ساس کے ساتھ سفرِ حج

س…… میں اور میری بیوی کا اس سال حج پر جانے کا مصمم ارادہ ہے، میرے ہمراہ میرے سالے کی بیوی جو کہ میرے لڑکے کی ساس بھی ہے، وہ بھی حج پر جانا چاہتی ہے اور اس کی عمر ۶۰ سال ہے، جبکہ میرے سالے کے انتقال کو دو سال گزر چکے ہیں، وہ بضد ہے کہ آپ لوگوں سے اچھا میرا ساتھ جانے والا کوئی نہ ہوگا۔ بے حد خواہش ہے کہ دیارِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کرسکوں، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، میرا فارم بھی ساتھ ہی بھرنا، میں آپ لوگوں کے ساتھ جاؤں گی۔ لہٰذا مسئلہ یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ کس صورت سے حج پر جاسکتی ہیں؟



فہرست

ج…… آپ اس کے محرَم نہیں اور محرَم کے بغیر سفرِ حج جائز نہیں، اگر چلی جائے گی تو حج ادا ہو جائے گا، مگر گناہ گار ہوگی۔

## بہن کے دیور کے ساتھ سفرِ حج وعمرہ

س…… میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے حج نہیں کیا، کیا میں عمرہ کرسکتی ہوں؟ میری بہن کا دیور اس مرتبہ حج پر جارہا ہے، وہ ہمارا رشتہ دار بھی ہے اور شادی شدہ بھی ہے، کیونکہ مجھے یہاں پر بہت سے لوگوں نے کہا کہ جوان لڑکی دُوسرے آدمی کے ساتھ نہیں جاسکتی، کیا میں اس کے ساتھ حج پر جاسکتی ہوں؟

ج…… بہن کا دیور محرَم نہیں ہوتا، اور محرَم کے بغیر حج یا عمرہ کے لئے جانا جائز نہیں۔

## عورت کا منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا

س…… نامحرَم کے ساتھ حج پر جانا کیسا ہے؟ اگر عورت بغیر محرَم کے حج پر جائے یا کسی نامحرَم کو محرَم بناکر اس کے ہمراہ جائے تو اس کا یہ عمل کیسا ہوگا؟ ہماری پھوپھی امسال حج پر گئی ہیں، انہوں نے حج کا سفر اپنے ایک منہ بولے بھائی کے ہمراہ کیا اور انہیں محرَم ظاہر کیا، حالانکہ ان کے بیٹے بیٹیاں بھی ہیں، مگر وہ اکیلی منہ بولے بھائی کے ہمراہ گئیں۔ کیا منہ بولے بھائی کو محرَم بنایا جاسکتا ہے؟ کیا اس کے ہمراہ ارکانِ حج ادا کرسکتے ہیں؟ کیا ان کا حج ہوگیا؟

ج…… عورت کا بغیر محرَم کے سفر پر جانا گناہ ہے، حج تو ہوجائے گا، لیکن عورت گناہ گار ہوگی۔ منہ بولا بھائی محرَم نہیں ہوتا، اس کو محرَم ظاہر کرنا غلط بیانی ہے۔

## عورت کا ایسی عورت کے ساتھ سفرِ حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو

س…… ایک خاتون بغرضِ حج جانا چاہتی ہیں، شوہر کا انتقال ہوگیا، کسی اور محرَم کا انتظام نہیں ہو پاتا۔ کیا یہ خاتون کسی ایسے مرد کے ساتھ جاسکتی ہے جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو یا کسی ایسی خاتون کے ساتھ جاسکتی ہیں جن کے ساتھ ان کا محرَم ہو؟

ج…… عورت کے لئے محرَم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں ہے، اور نہ مذکورہ صورت کے تحت جانا جائز ہے۔

## ملازم کو محرَم بنا کر حج کرنا

س...... میں ایک سرکاری ملازم ہوں اور میری بیوی حج کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہے، میں اپنی مصروفیات کی بنا پر بطور محرَم اس کے ساتھ جانے سے قاصر ہوں، کیا میں اپنے ملازم کو (جو کہ مجھے سرکاری طور پر ملا ہوا ہے) محرَم کی حیثیت اپنی بیوی کے ساتھ بھیج سکتا ہوں؟

ج...... محرَم ایسے رشتہ دار کو کہتے ہیں جس سے اس کے رشتے کی وجہ سے نکاح جائز نہیں ہوتا، جیسے: عورت کا باپ، بھائی، بھتیجا، بھانجا۔ گھر کا ملازم محرَم نہیں، اور بغیر محرَم کے حج پر جانا حرام ہے۔ آپ خود بھی گناہ گار ہوں گے اور آپ کی بیگم اور وہ ملازم بھی۔

## اگر عورت کو مرنے تک محرَم حج کے لئے نہ ملے تو حج کی وصیت کرے

س...... ہماری والدہ صاحبہ پر حج فرض ہو چکا ہے، جبکہ ان کے ساتھ حج پر جانے کے لئے کوئی محرَم نہیں ملتا، تو کیا اس صورت میں وہ کسی غیر محرَم کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہیں؟ نیز ان کی عمر تقریباً ۶۳ سال ہے۔

ج...... عورت بغیر محرَم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی، اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے، اگر محرَم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں نامحرَم کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، اگر چلی گئی تو حج تو ادا ہو جائے گا البتہ گناہ گار ہوگی۔ اگر آخر حیات تک اسے جانے کے لئے محرَم میسر نہ ہوا، تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حجِ بدل کرایا جائے۔

# اِحرام باندھنے کے مسائل

## غسل کے بعد اِحرام باندھنے سے پہلے خوشبو اور سرمہ استعمال کرنا

س…… کیا غسل کے بعد اِحرام باندھنے سے پہلے بدن پر اور اِحرام کے کپڑوں پر خوشبو لگاسکتے ہیں؟ اور تیل اور سرمہ استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… اِحرام باندھنے سے پہلے تیل اور سرمہ لگانا جائز ہے، اور خوشبو لگانے میں یہ تفصیل ہے کہ بدن کو خوشبو لگانا تو مطلقاً جائز ہے، اور کپڑوں کو ایسی خوشبو لگانا جائز ہے جس کا جسم باقی نہ رہے، اور جس خوشبو کا جسم باقی رہے وہ کپڑوں کو لگانا ممنوع ہے۔

## میقات کے بورڈ اور تنعیم میں فرق

س…… مکہ کے حدود سے پہلے جہاں میقات کا بورڈ لگا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ غیرمسلم آگے داخل نہیں ہوسکتے، وہاں سے اِحرام باندھے یا تنعیم جاکر مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھے؟ میقات کے بورڈ اور تنعیم میں کیا فرق ہے؟

ج…… یہ میقات کا بورڈ نہیں، بلکہ حدودِ حرم کا بورڈ ہے۔

تنعیم بھی حدودِ حرم سے باہر ہے، اس لئے ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اہلِ مکہ مسجدِ تنعیم سے جو اِحرام باندھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قریب ترین جگہ ہے جو حدِ حرم سے باہر ہے۔ نیز اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں سے عمرہ کا اِحرام باندھ کر آئی تھیں۔ اور بعض حضرات عمرہ کا اِحرام باندھنے کے لئے مکہ مکرّمہ سے جعرانہ جاتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کے بعد وہاں سے اِحرام باندھ کر عمرہ کے لئے تشریف لائے تھے۔ اہلِ مکہ کے اِحرامِ عمرہ کے لئے ان دو جگہوں کی کوئی تخصیص نہیں، وہ حدودِ حرم سے باہر کہیں سے بھی اِحرام باندھ کر آجائیں، صحیح ہے۔

## اِحرام کی حالت میں چہرے یا سر کا پسینہ صاف کرنا

س...... آیا اِحرام کی حالت میں چہرے یا سر کا پسینہ پونچھ سکتے ہیں، کپڑے سے ہاتھ سے؟

ج...... مکروہ ہے۔

س...... کیا اِحرام کی حالت میں حجرِ اَسود کا بوسہ لے سکتے ہیں؟ یا ملتزم پر کھڑے ہوسکتے ہیں، کیونکہ ہمارے مولانا صاحب کا کہنا ہے کہ جس جگہ عطر لگا ہوا ہو اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

ج...... حجرِ اَسود یا ملتزم پر اگر خوشبو لگی ہو تو محرِم کو اس کا چھونا جائز نہیں۔

## سردی کی وجہ سے اِحرام کی حالت میں سوئٹر یا گرم چادر استعمال کرنا

س...... اگر مکہ مکرّمہ میں سردی ہو اور کوئی آدمی عمرہ کے لئے جائے تو وہ اِحرام کی دو چادروں کے علاوہ گرم کپڑا مثلاً: سوئٹر وغیرہ یا گرم چادر استعمال کرسکتا ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

ج...... گرم چادریں استعمال کرسکتا ہے، مگر سر نہیں ڈھک سکتا، اور جو کپڑے بدن کی وضع پر سلے ہوئے بنائے جاتے ہیں جیسے جرابیں، ان کا استعمال جائز نہیں۔

## عورتوں کا اِحرام میں چہرے کو کھلا رکھنا

س...... میں نے سنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عورت کا اِحرام چہرے میں ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا چاہئے، حالانکہ قرآن و حدیث میں عورت کو چہرہ کھولنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ایسی کیا صورت ہوگی جس سے اس حدیث پر بھی عمل ہوجائے اور چہرہ بھی ڈھکا رہے؟ کیونکہ مجھے اُمید ہے کہ اس کی کوئی صورت شریعتِ مطہرہ میں ضرور بتائی گئی ہوگی۔

ج...... یہ صحیح ہے کہ اِحرام کی حالت میں چہرے کو ڈھکنا جائز نہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اِحرام کی حالت میں عورت کو پردے کی چھوٹ ہوگئی، بلکہ جہاں تک ممکن ہو پردہ ضروری ہے، یا تو سر پر کوئی چھجا سا لگایا جائے اور اس کے اُوپر سے کپڑا اس طرح ڈالا جائے کہ پردہ ہوجائے، مگر کپڑا چہرے کو نہ لگے، یا عورت ہاتھ میں پنکھا وغیرہ رکھے اور اسے چہرے کے

آگے کرلیا کرے۔ اس میں شبہ نہیں کہ حج کے طویل اور پُرہجوم سفر میں عورت کے لئے پردے کی پابندی بڑی مشکل ہے، لیکن جہاں تک ہوسکے پردے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، اور جو اپنے بس سے باہر ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

## عورت کے اِحرام کی کیا نوعیت ہے؟ اور وہ اِحرام کہاں سے باندھے؟

س…… مردوں کے لئے اِحرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے، عورتوں کے لئے اِحرام کی کیا شکل ہوگی؟ اور کیا اِحرام مجھے اور میرے بچوں کو گھر سے باندھنا ہوگا؟ جبکہ میں برقعے کی حالت میں ہوں؟

ج…… مردوں کو اِحرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے ممنوع ہیں، اس لئے وہ اِحرام باندھنے سے پہلے دو چادریں پہن لیتے ہیں، عورتوں کو اِحرام باندھنے کے لئے کسی خاص قسم کا لباس پہننا لازم نہیں، اس لئے وہ معمول کے کپڑوں میں اِحرام باندھ لیتی ہیں، البتہ عورت کا اِحرام اس کے چہرے میں ہوتا ہے، اس لئے اِحرام کی حالت میں وہ چہرے کو اس طرح نہ ڈھکیں کہ کپڑا ان کے چہرے کو لگے، مگر نامحرَموں سے چہرے کو چھپانا بھی لازم ہے، اس لئے ان کو چاہئے کہ سر پر کوئی چیز ایسی باندھ لیں جو چھجے کی طرح آگے کو بڑھی ہوئی ہو، اس پر نقاب ڈال لیں تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہوجائے۔ حج کا اِحرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے، گھر سے باندھنا ضروری نہیں۔

## عورت کا اِحرام کے اُوپر سے سر کا مسح کرنا غلط ہے

س…… آج کل دیکھا ہے کہ عورتیں جو اِحرام باندھتی ہیں تو بال بالکل ڈھک جاتے ہیں اور اس کا سر سے بار بار اُتارنا عورتوں کے لئے مشکل ہوتا ہے، تو آیا سر کا مسح اسی کپڑے کے اُوپر ٹھیک ہے یا نہیں؟

ج…… عورتیں جو سر پر رُومال باندھتی ہیں، شرعاً اس کا اِحرام سے کوئی تعلق نہیں، یہ رُومالی صرف اس لئے باندھی جاتی ہے کہ بال بکھریں اور ٹوٹیں نہیں۔ عورتوں کو اس رُومال پر مسح کرنا صحیح نہیں، بلکہ رُومالی اُتار کر سر پر مسح کرنا لازم ہے، اگر رُومالی پر مسح کیا اور سر پر مسح

نہیں کیا تو نہ وضو ہوگا، نہ نماز ہوگی، نہ طواف ہوگا، نہ حج ہوگا، نہ عمرہ۔ کیونکہ یہ افعال بغیر وضو جائز نہیں، اور سر پر مسح کرنا فرض ہے، بغیر مسح کے وضو نہیں ہوتا۔

## عورت کا ماہواری کی حالت میں اِحرام باندھنا

س…… جدہ روانگی سے قبل ماہواری کی حالت میں اِحرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… حیض کی حالت میں عورت اِحرام باندھ سکتی ہے، بغیر دوگانہ پڑھے حج یا عمرہ کی نیت کرلے اور تلبیہ پڑھ کر اِحرام باندھ لے۔

## حج میں پردہ

س…… آج کل لوگ حج پر جاتے ہیں، عورتوں کے ساتھ کوئی پردہ نہیں کرتا ہے، حالتِ اِحرام میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اگر پردہ کرایا جائے تو منہ کے اُوپر کپڑا لگے گا، تو اس کے لئے کیا کیا جائے؟

ج…… پردے کا اہتمام تو حج کے موقع پر بھی ہونا چاہئے، اِحرام کی حالت میں عورت پیشانی سے اُوپر کوئی چھجا سا لگائے تاکہ پردہ بھی ہوجائے اور کپڑا چہرے کو لگے بھی نہیں۔

## طواف کے علاوہ کندھے ننگے رکھنا مکروہ ہے

س…… حج یا عمرہ میں اِحرام باندھتے ہیں، اکثر لوگ کندھا کھلا رکھتے ہیں، اس کے لئے شرعی مسئلہ کیا ہے؟

ج…… شرعی مسئلہ یہ ہے کہ حج و عمرہ کے جس طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی ہو اس طواف میں رَمل اور اِضطباع کیا جائے۔ رَمل سے مراد ہے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کر تیز تیز چلنا، اور اِضطباع سے مراد کندھا کھولنا ہے۔ ایسے طواف کے علاوہ خصوصاً نماز میں کندھے ننگے رکھنا مکروہ ہے۔

## ایک اِحرام کے ساتھ کتنے عمرے کئے جاسکتے ہیں؟

س…… خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے میں امسال حج و زیارت کے لئے جاؤں گا۔ قیامِ مکہ معظّمہ کے دوران میں اپنے والدین کی جانب سے پانچ عمرے ادا کرنا چاہتا ہوں، ان

عمروں کے لئے حدودِ حرم کے باہر تنعیم یا جعرانہ جاکر نفلی عمرہ کا اِحرام باندھا جائے گا، کیا پانچ مرتبہ یعنی ہر عمرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ یا ایک مرتبہ اِحرام باندھ کر ایک دن میں ایک مرتبہ عمرہ کیا جائے؟ یا اسی اِحرام میں ایک دن میں دو یا تین مرتبہ عمرہ کیا جاسکتا ہے؟

ج…… ہر عمرے کا الگ اِحرام باندھا جاتا ہے، اِحرام باندھ کر طواف و سعی کرکے اِحرام کھول دیتے ہیں، اور پھر تنعیم یا جعرانہ جاکر دوبارہ اِحرام باندھتے ہیں۔ ایک اِحرام کے ساتھ ایک سے زیادہ عمرے نہیں ہوسکتے اور عمرہ (یعنی طواف اور سعی) کرنے کے بعد جب تک بال اُتار کر اِحرام نہ کھولا جائے، دُوسرے عمرے کا اِحرام باندھنا بھی جائز نہیں۔

## عمرہ کا اِحرام کہاں سے باندھا جائے؟

س…… عمرہ کے لئے اِحرام باندھنے کا مسئلہ دریافت طلب ہے۔ ایک معتبر کتاب میں ''حج اور عمرہ کا فرق'' کے عنوان سے تحریر ہے کہ عمرہ کا اِحرام سب کے لئے ''حِلّ'' (حدودِ حرم سے باہر کی جگہ) سے ہے، البتہ اگر آفاقی باہر سے بہ ارادہ حج آئے تو اپنے میقات سے اِحرام باندھنا ہوگا۔

الف:…… اگر کوئی شخص بہ ارادہ حج نہیں بلکہ صرف عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے اور باوجود آفاقی ہونے کے حدودِ حرم سے باہر مثلاً جدہ میں اِحرام باندھ سکتا ہے یا نہیں؟

ب:…… جدہ میں ایک دو یوم قیام کرنے کے بعد عازمِ عمرہ ہو تو اس پر ''اہلِ حِلّ'' کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

ج…… جو شخص بیرونِ ''حِلّ'' سے مکہ مکرّمہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کو میقات سے بغیر اِحرام کے گزرنا جائز نہیں، بلکہ حج یا عمرہ کا اِحرام باندھنا اس پر لازم ہے۔ اگر بغیر اِحرام کے گزر گیا تو میقات کی طرف واپس لوٹ کر میقات سے اِحرام باندھنا ضروری ہے، اگر واپس نہ لوٹا تو دَم لازم ہوگا۔ جو شخص مکہ مکرّمہ کے قصد سے گھر سے چلا ہے اس کا جدہ میں ایک دو روز ٹھہرنا لائقِ اعتبار نہیں، اور وہ اس کی وجہ سے ''اہلِ حِلّ'' میں شمار نہیں ہوگا۔ ہاں! اگر کسی کا ارادہ جدہ جانے کا ہی تھا، وہاں پہنچ کر مکہ مکرّمہ جانے کا قصد ہوا تو اس پر ''اہلِ حِلّ'' کا اطلاق ہوگا، واللہ اعلم بالصواب!

اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے چند اصطلاحات ذہن میں رکھئے:

**میقات:**...... مکہ مکرّمہ کے اطراف میں چند جگہیں مقرّر ہیں، باہر سے مکہ مکرّمہ جانے والے شخص کو ان جگہوں سے اِحرام باندھنا لازم ہے، اور بغیر اِحرام کے ان سے آگے بڑھنا ممنوع ہے۔

**آفاقی:**...... جو شخص میقات سے باہر رہتا ہو۔

**حرم:**...... مکہ مکرّمہ کی حدود، جہاں شکار کرنا، درخت کاٹنا وغیرہ ممنوع ہے۔

**حِلّ:**...... حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ "حل" کہلاتا ہے۔

## مکی، حج یا عمرہ کا اِحرام کہاں سے باندھے گا؟

س...... ہم مکہ مکرّمہ کی حدودِ میقات کے اندر مقیم ہیں، ہم فریضۂ حج یا عمرہ کے لئے اپنی رہائش گاہ سے اِحرام باندھ سکتے ہیں یا میقات جانا ہوگا؟

ج...... جو لوگ میقات اور حدودِ حرم کے درمیان رہتے ہیں ان کے لئے حِلّ میقات ہے، وہ حج اور عمرہ دونوں کا اِحرام حدودِ حرم میں داخل ہونے سے پہلے باندھ لیں۔ اور جو لوگ مکہ مکرّمہ یا حدودِ حرم کے اندر رہتے ہیں وہ حج کا اِحرام حدودِ حرم کے اندر سے باندھیں اور عمرہ کا اِحرام حدودِ حرم سے باہر نکل کر حِلّ سے باندھیں۔ چنانچہ اہلِ مکہ حج کا اِحرام مکہ سے باندھتے ہیں اور عمرہ کا اِحرام باندھنے کے لئے تنعیم مسجدِ عائشہ جاتے ہیں یا جعرانہ جاتے ہیں۔

نوٹ:...... میقات کے اندر اور حدودِ حرم سے باہر کے علاقے کو "حِلّ" کہا جاتا ہے۔

## عمرہ کرنے والا شخص اِحرام کہاں سے باندھے؟

س...... عمرہ کے لئے گھر سے اِحرام باندھنا فرض ہے یا جدہ جاکر؟

ج...... میقات سے پہلے فرض ہے۔ سفر ہوائی جہاز سے ہو تو ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے اِحرام باندھ لیا جائے، جدہ تک اِحرام کے مؤخر کرنے کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے، احتیاط کی بات یہی ہے کہ اِحرام کو جدہ تک مؤخر نہ کیا جائے۔

## ہوائی جہاز پر سفر کرنے والا اِحرام کہاں سے باندھے؟

س...... ریاض سے جب عمرہ یا حج ادا کرنے کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ جاتے ہیں تو دورانِ سفر ہوائی جہاز کا عملہ اعلان کرتا ہے کہ میقات آگئی ہے، اِحرام باندھ لیں۔ بعض لوگ جہاز میں ہی وضو کرکے اِحرام باندھ لیتے ہیں، جبکہ بعض لوگ جدہ میں اُتر کر ایئرپورٹ پر غسل یا وضو کرکے اِحرام باندھتے ہیں اور اِحرام کے نفل پڑھ کر پھر مکہ مکرّمہ جاتے ہیں۔ جدہ سے مکہ مکرّمہ جائیں تو راستے میں بھی میقات آتی ہے، جن لوگوں نے ایئرپورٹ سے اِحرام باندھا تھا وہ جدہ والی میقات پر اِحرام کی نیت کرلیتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جہاز میں جو میقات آنے کا اعلان ہوتا ہے وہاں اگر اِحرام نہ باندھا جائے تو کیا حرج ہوگا؟ کیونکہ جہاز تو مکہ مکرّمہ کے بجائے جدہ جائے گا، بہت سے لوگ اس شبہ میں رہتے ہیں کہ اِحرام ضروری جہاز میں ہی باندھنا چاہئے، میقات سے بغیر اِحرام کے نہیں گزرنا چاہئے، جبکہ جہاز میں اِحرام کے نفل بھی نہیں پڑھے جاسکتے، براہِ کرم وضاحت فرمائیں۔

ج...... ایسے لوگ جو میقات سے گزر کر جدہ آتے ہیں، ان کو میقات سے پہلے اِحرام باندھنا چاہئے۔ اِحرام باندھنے کے لئے نفل پڑھنا سنت ہے، اگر موقع نہ ہو تو نفلوں کے بغیر بھی اِحرام باندھنا صحیح ہے۔ جدہ سے مکہ جاتے ہوئے راستے میں کوئی میقات نہیں آتی، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جدہ میقات کے اندر ہے یا خود میقات ہے، جو لوگ ہوائی جہاز سے سفر کر رہے ہوں ان کو چاہئے کہ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے اِحرام باندھ لیں، یا کم از کم چادر ہی پہن لیں اور جب میقات کا اعلان ہو تو جہاز میں اِحرام باندھ لیں، جدہ پہنچنے کا انتظار نہ کریں۔

## بحری جہاز کے ملازمین اگر حج کرنا چاہیں تو کہاں سے اِحرام باندھیں گے؟

س...... بحری جہاز کے ملازمین جن کو حج کے لئے اجازت ملتی ہے، یلملم کی پہاڑی (میقات) کو عبور کرتے وقت اپنے فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے اِحرام باندھنے سے معذور ہوتے ہیں۔


فہرست

ا:......اگر عازمینِ حج (جہاز کے ملازمین) کی نیت پہلے سے مکہ مکرّمہ جانے کی ہوتا کہ وہ عمرہ وحج ادا کرسکیں۔

۲:......وقت کی کمی کے باعث پہلے مدینہ منوّرہ جانے کی نیت ہو۔

مندرجہ بالا اُمور میں غلطی سرزد ہونے کی صورت میں کفارہ کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟

ج...... یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اِحرام، فرائضِ منصبی سے کیسے مانع ہے؟ بہرحال مسئلہ یہ ہے:

ا:......اگر یہ ملازمین صرف جدہ تک جائیں گے اور پھر واپس آجائیں گے، ان کو مکہ مکرّمہ نہیں جانا تو وہ اِحرام نہیں باندھیں گے۔

۲:......اگر ان کا ارادہ مکہ مکرّمہ جانے سے پہلے مدینہ منوّرہ جانے کا ہے تب بھی ان کو اِحرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔

۳:......اور اگر وہ حج کا قصد رکھتے ہیں اور جدہ پہنچتے ہی ان کو مکہ مکرّمہ جانا ہے تو ان کو یلملم سے اِحرام باندھنا لازم ہے۔ اس لئے جو ملازمین ڈیوٹی پر ہوں وہ سفر کے دوران صرف جدہ جانے کا ارادہ کریں، وہاں پہنچ کر جب ان کو مکہ مکرّمہ جانے کی اجازت مل جائے تب وہ جدہ سے اِحرام باندھ لیں۔

## کراچی سے عمرہ پر جانے والا کہاں سے اِحرام باندھے؟

س...... ہم لوگ اگلے ماہ عمرہ پر جانا چاہتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا کراچی سے اِحرام باندھنا ضروری ہے یا جدہ جاکر باندھ سکتے ہیں (مردوں کے لئے)؟

ج...... چونکہ پرواز کے دوران جہاز میقات سے (بلکہ بعض اوقات حدودِ حرم سے) گزر کر جدہ پہنچتا ہے، اس لئے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہوکر اِحرام باندھ لیا جاتا ہے۔ بہرحال میقات کی حد عبور کرنے سے پہلے اِحرام باندھ لینا لازم ہے، جدہ جاکر نہیں۔ اور اگر جدہ پہنچ کر اِحرام باندھا تب بھی بعض اہلِ علم کے نزدیک جائز ہے۔

## جس کی فلائٹ یقینی نہ ہو وہ اِحرام کہاں سے باندھے؟

س...... میں پی آئی اے کا ملازم ہوں اور عمرہ کرنے کا قصد ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایئر لائن کے

ملازمین کو فری ٹکٹ ملتا ہے مگر ان کی سیٹ کا تعین نہیں ہوتا۔ جس دن اور جس طیارے میں خالی سیٹ ہوتی ہے اس وقت ملازم جا سکتا ہے، لہٰذا اکثر دو تین دن تک ایئرپورٹ جانا آنا پڑتا ہے، اس وجہ سے کراچی سے اِحرام باندھ کر چلنا محال ہے، ایسی مجبوری کی حالت میں کیا یہ دُرست ہے کہ جدہ پہنچ کر وہاں ایک دن قیام کرنے کے بعد اِحرام باندھ لیا جائے؟

ج…… جب منزلِ مقصود جدہ نہیں، بلکہ مکہ مکرّمہ ہے، تو اِحرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے۔ ایئرلائن کے ملازمین کو چاہئے کہ جب ان کی نشست کا تعین ہوجائے اور ان کو بورڈنگ کارڈ مل جائے تب اِحرام باندھیں، اگر انتظارگاہ میں اِحرام باندھنے کا وقت ہو تو وہاں باندھ لیں، ورنہ جہاز پر سوار ہوکر باندھ لیں۔

## میقات سے بغیر اِحرام کے گزرنا

س…… عمرہ ادا کرنے کے بعد ہم مدینہ روانہ ہوئے اور مغرب اور عصر کی نمازیں وہاں ادا کیں اور واپس جدہ آگئے، میقات سے گزر کر آئے اور رات جدہ میں گزری، اور صبح پھر مکہ مکرّمہ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے اور مکہ مکرّمہ کے قریب میقات سے اِحرام باندھا اور عمرہ کیا، کیا میقات سے گزر کر جو ہم نے عمرہ کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج…… اگر میقات سے گزرتے وقت آپ کا قصد مکہ مکرّمہ جانے کا تھا تو میقات پر آپ کے ذمہ اِحرام باندھنا لازم تھا، اور اس کے کفارہ کے طور پر دَم واجب ہے، اور اگر اس وقت جدہ آنے ہی کا ارادہ تھا، یہاں آ کے عمرہ کا ارادہ ہوا تو آپ کے ذمہ کچھ لازم نہیں۔

س…… یہ بتائیں کہ جو پاکستانی حضرات سعودی عرب میں جدہ اور طائف میں ملازم ہیں، اگر وہ عمرہ کی نیت سے مکہ (خانۂ کعبہ) جاتے ہیں تو میقات سے اِحرام باندھنا پڑتا ہے، اگر کوئی شخص خالی طواف کی غرض سے مکہ جائے تو کیا اِحرام باندھنا لازمی ہے؟ کیونکہ یہاں مقیم اکثر لوگ بغیر اِحرام کے طواف کرنے مکہ چلے جاتے ہیں، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ اگر نہیں تو آپ ہمیں اس کا صحیح مسئلہ بتائیں۔

ج…… آپ کا سوال بہت اہم ہے، اس سلسلے میں چند مسئلے اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے!


فہرست

۱:...... مکہ شریف کے چاروں طرف کا کچھ علاقہ ''حرم'' کہلاتا ہے، جہاں شکار کرنا اور درخت کاٹنا ممنوع ہے۔ ''حرم'' سے آگے کم و بیش فاصلے پر کچھ جگہیں مقرّر ہیں جن کو ''میقات'' کہا جاتا ہے، اور جہاں سے حاجی لوگ اِحرام باندھا کرتے ہیں۔

۲:...... جو لوگ ''حرم'' کے علاقے میں رہتے ہوں یا میقات کے اندر رہتے ہوں، وہ تو جب چاہیں مکہ مکرّمہ میں اِحرام کے بغیر جاسکتے ہیں۔ لیکن جو شخص میقات کے باہر سے آئے، اس کے لئے میقات پر حج یا عمرہ کا اِحرام باندھنا لازم ہے، گویا ایسے شخص پر حج یا عمرہ لازم ہوجاتا ہے، خواہ اس شخص کا مکہ مکرّمہ جانا حج و عمرہ کی نیت سے نہ ہو، بلکہ محض کسی ضروری کام سے مکہ مکرّمہ جانا چاہتا ہو یا صرف حرم شریف میں جمعہ پڑھنے یا صرف طواف کرنے کے لئے جانا چاہتا ہو۔ الغرض خواہ کسی مقصد کے لئے بھی مکہ مکرّمہ جائے وہ میقات سے اِحرام کے بغیر نہیں جاسکتا۔

۳:...... اگر کوئی شخص میقات سے اِحرام کے بغیر گزر گیا تو اس پر لازم ہے کہ مکہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے پہلے میقات پر واپس لوٹے اور وہاں سے اِحرام باندھ کر جائے۔

۴:...... اگر وہ واپس نہیں لوٹا تو اس کے ذمہ ''دَم'' واجب ہوگا۔

۵:...... جو شخص میقات سے بغیر اِحرام مکہ مکرّمہ چلا جائے، اس پر حج یا عمرہ لازم ہے، اگر کئی بار بغیر اِحرام کے میقات سے گزر گیا تو ہر بار ایک حج یا عمرہ واجب ہوگا۔ ان مسائل سے معلوم ہوا کہ جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں وہ صرف طواف کرنے کے لئے مکہ مکرّمہ نہیں جاسکتے بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ میقات سے عمرہ کا اِحرام باندھ کر جایا کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جتنی بار بغیر اِحرام کے جاچکے ہیں ان پر اتنے دَم اور اتنے ہی عمرے واجب ہوگئے۔

۶:...... جدہ میقات سے باہر نہیں، لہٰذا جدہ سے بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ آنا صحیح ہے، جبکہ طائف میقات سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے بغیر اِحرام کے آنا صحیح نہیں۔

## بغیر اِحرام کے میقات سے گزرنا جائز نہیں

س……بعض لوگ جھوٹ بول کر بغیر اِحرام کے حدودِ حرم میں چلے جاتے ہیں اور پھر مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھتے ہیں، کیا اس صورت میں دَم لازم آتا ہے؟

ج……بغیر اِحرام کے حدودِ حرم میں داخل ہونا گناہ ہے، اور ایسے شخص کے ذمہ لازم ہے کہ واپس میقات پر جاکر اِحرام باندھ کر آئے، اگر یہ شخص دوبارہ میقات پر گیا اور وہاں سے اِحرام باندھ کر آیا تو اس کے ذمہ سے دَم ساقط ہوگیا، اگر واپس نہ گیا تو اس پر دَم واجب ہے اور یہ دَم اس کے ذمہ ہمیشہ واجب رہے گا جب تک اسے ادا نہ کرے، اور اس ترکِ واجب کا گناہ بھی اس کے ذمہ واجب رہے گا۔ نفلی حج کے لئے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرنا عبادت نہیں بلکہ خواہشِ نفس کی پیروی ہے۔

نوٹ:…… جو لوگ میقات کے باہر سے آئے ہوں، ان کے لئے مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھ لینا کافی نہیں، بلکہ ان کو دوبارہ بیرونی میقات پر واپس جانا ضروری ہے، اگر بیرونی میقات پر دوبارہ واپس نہیں گئے اور مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھ لیا تو دَم لازم آئے گا۔

## بغیر اِحرام کے میقات سے گزرنے والے پر دَم

س……ایک واقعہ یوں پیش آیا کہ ایک شخص حج کی نیت سے سعودی عرب گیا، لیکن پہلے اس نے ریاض میں قیام کیا، پھر مدینہ منوّرہ آگیا، اس کے بعد اِحرام باندھ کر مکہ مکرّمہ جاکر عمرہ ادا کیا اور پھر ریاض واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حج سے ایک ہفتہ پہلے بغیر اِحرام کے پھر مکہ مکرّمہ آیا، کسی نے اسے بتلایا کہ تم نے غلطی کی ہے، تمہیں یہاں بغیر اِحرام کے نہیں آنا چاہئے تھا، لہٰذا اس نے تنعیم جاکر اِحرام باندھا اور عمرہ کیا۔ کیا یہ صحیح ہوا اور غلطی کا ازالہ ہوگیا یا اس پر دَم واجب ہوگا؟

ج……صورتِ مسئولہ میں چونکہ اس شخص نے اپنے میقات سے گزرنے کے وقت فی الحال مکہ مکرّمہ جانے کی نیت نہیں کی تھی بلکہ ریاض اور پھر مدینہ منوّرہ جاکر وہاں سے اِحرام

باندھنے کا ارادہ تھا، اس لئے اس پر بغیر اِحرام کے میقات سے گزرنے کا دَم واجب نہیں۔ دُوسری دفعہ جو یہ شخص ریاض سے مکہ مکرّمہ بغیر اِحرام کے آیا، اس کی وجہ سے اس پر دَم واجب ہوچکا ہے، تنعیم پر آکر عمرہ کا اِحرام باندھنے سے اس غلطی کا ازالہ نہیں ہوا، اور دَم ساقط نہیں ہوا۔ ہاں! اگر یہ شخص میقات پر واپس لوٹ جاتا اور وہاں سے حج کا یا عمرہ کا اِحرام باندھ کر آتا تو دَم ساقط ہوجاتا۔

## میقات سے اگر بغیر اِحرام کے گزر گیا تو دَم واجب ہوگیا، لیکن اگر واپس آکر میقات سے اِحرام باندھ لیا تو دَم ساقط ہوگیا

س…… میں ۱۷ رمضان المبارک کو ریاض سے مکۃ المکرّمہ کو روانہ ہوا تھا، میری وہاں پر چند دن ڈیوٹی تھی، لیکن سفر کی وجہ سے میری طبیعت خراب ہوگئی، اس لئے میں میقات پر اِحرام نہ باندھ سکا۔ دو دن مکہ میں قیام کرنے کے بعد دوبارہ مدینہ روڈ پر میقات سے آگے جاکر میں نے عمرہ کے لئے اِحرام باندھا اور عمرہ ادا کیا۔ میرے کچھ دوستوں نے کہا کہ اِحرام لازمی پہلے دن باندھنا چاہئے تھا، اس کے متعلق آپ صحیح جواب دیں، میرے سے جو غلطی ہوئی ہو اس کا کیا کفارہ ہے؟

ج……آپ پر میقات سے بغیر اِحرام کے گزرنے کی وجہ سے دَم لازم ہوگیا تھا، اگر آپ دوبارہ میقات سے باہر جاکر اِحرام باندھ کر آئے تو آپ سے دَم ساقط ہوگیا۔ لیکن آپ کے سوال سے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ عمرہ کا اِحرام باندھنے کے لئے آفاقیوں کی میقات پر نہیں گئے بلکہ صرف حدودِ حرم سے باہر جاکر اِحرام باندھ آئے، اور اسی کو آپ نے میقات سمجھ لیا، کیونکہ مدینہ روڈ پر میقات یا تو رابغ ہے یا ذو الحلیفہ، غالباً آپ دونوں میں سے کسی ایک جگہ بھی نہیں پہنچے ہوں گے۔ بہرحال آپ کے سوال سے میں نے جو کچھ سمجھا ہے اگر یہ صحیح ہے تو آپ کے ذمہ سے دَم ساقط نہیں ہوا، اور اگر واقعی آپ آفاقیوں کی کسی میقات سے باہر جاکر اِحرام باندھ کر آئے تھے تو دَم آپ سے ساقط ہوگیا۔

## بغیر اِحرام کے مکہ میں داخل ہونا

س...... میں یہاں طائف میں سروس کرتا ہوں، میں نے ایک حج کیا ہے اور عمرے بہت کئے ہیں، ابھی آٹھ مہینے ہوئے میں ہر جمعہ کو مکہ مکرّمہ جاتا ہوں، وہاں جمعہ کی نماز بیت اللہ شریف میں پڑھتا ہوں، میرا بڑا بھائی مکہ مکرّمہ میں کام کرتا ہے، اس سے ملاقات بھی کرتا ہوں۔ میرا ایک ساتھی ہے، اس کا کہنا ہے کہ بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ میں داخل ہونے سے دَم دینا پڑتا ہے۔ یعنی آپ جتنی مرتبہ گئے ہیں اتنی بار دَم دینا پڑے گا۔ اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ دَم دینا پڑے گا؟ کیونکہ میں یہی ارادہ کرکے جاتا ہوں کہ مکہ مکرّمہ جاؤں گا، طواف کروں گا، جمعہ کی نماز پڑھوں گا، پھر بھائی سے ملاقات کروں گا۔

ج...... جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں، اگر وہ مکہ مکرّمہ آئیں خواہ ان کا آنا کسی ذاتی کام ہی کے لئے ہو، ان کے ذمہ میقات سے حج یا عمرہ کا اِحرام باندھنا لازم ہے، اگر وہ اِحرام کے بغیر مکہ مکرّمہ چلے گئے اور واپس آکر میقات پر اِحرام نہیں باندھا تو وہ گناہ گار ہوں گے اور ان کے ذمہ حج یا عمرہ بھی واجب ہوگا۔ دُوسرے ائمہ کے نزدیک یہ پابندی صرف ان لوگوں پر ہے جو حج و عمرہ کی نیت سے میقات سے گزریں، دُوسرے لوگوں پر اِحرام باندھنا لازم نہیں۔ حنفی مذہب کے مطابق آپ جتنی مرتبہ بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ گئے، آپ کے ذمہ اتنے عمرے لازم ہیں اور جو کوتاہی ہوچکی ہے اس پر اِستغفار بھی کیا جائے۔

## شوہر کے پاس جدہ جانے والی عورت پر اِحرام باندھنا لازم نہیں

س...... میں عرصہ ساڑھے چار سال سے سعودی عرب میں مقیم ہوں۔ ہر سال ایک مہینہ چھٹی پر جاتا ہوں، گزشتہ رمضان میں حسبِ معمول چھٹی پر پاکستان چلا گیا، لیکن جانے سے پہلے میں نے بیوی کے لئے وزٹ ویزا ارسال کیا تھا۔ ویزا ارسال کرتے وقت میرے دو مقصد تھے: ۱:......وزٹ۔ ۲:......حج۔

یعنی میرا خیال تھا کہ بچے حج بھی کرلیں گے اور میرے ساتھ بھی کچھ عرصہ گزار لیں گے، اور کچھ توسیع بھی کرالوں گا کیونکہ وزٹ ویزا صرف تین مہینے کا ہوتا ہے۔ بہرحال


فہرست

۲۹؍شوال کو پاکستان سے میری مع اہل وعیال روانگی ہوئی، میں چونکہ ملازمت کے سلسلے میں رہتا تھا لیکن گھر والوں کو تو حج اور وزٹ مقصود تھا، کراچی ایئرپورٹ سے اِحرام نہیں باندھا تھا۔ ۲۹؍شوال کو جدہ پہنچ گیا، ۳۰؍شوال کا دن بھی جدہ میں گزار دیا، یعنی تیسرے دن میں بچوں کو عمرہ پر لے گیا اور پھر حج بھی ادا کیا اور پھر وہ تین مہینے کے بعد واپس پاکستان چلے گئے۔ چونکہ میری بیوی اَن پڑھ تھی اور میں نے بھی خیال نہیں کیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ میں تو جدہ میں مقیم ہوں، بیوی وزٹ ویزے پر آرہی ہے، اِحرام کی ضرورت نہیں۔ لیکن میرے خیال میں حج کرانا بھی ضروری تھا اور بیوی کا بھی زیادہ تر حج کا مقصد تھا۔ یعنی ایسا نہیں تھا کہ وہ وزٹ ویزے پر آئی تھی اور یہاں حج کا ارادہ ہوگیا، یعنی پاکستان سے بھی حج کا ارادہ ضرور تھا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا میری بیوی پر دَم واجب ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو اب تک جتنی دیر ہوگئی ہے اس کا کیا ہوگا؟ کیا میں بیوی کی طرف سے دَم کی قربانی یہاں (مکہ مکرّمہ) میں کرسکتا ہوں جبکہ ان کو پتہ بھی نہیں؟

ج...... مندرجہ بالا صورت میں چونکہ آپ کا قیام جدہ میں ہے، اور آپ کی اہلیہ آپ کے پاس اصلاً جدہ گئی تھیں، اور ویزے کا مدعا بھی یہی تھا، گو اصل مقصد حج کرنا ہی تھا، اس لئے میرے خیال میں اس کو میقات سے اِحرام باندھنا لازم نہیں تھا، اور نہ اس پر دَم لازم ہوا۔

## حج وعمرہ کے ارادے سے جدہ پہنچنے والے کا اِحرام

س...... اگر کوئی شخص پاکستان، امریکہ، انگلینڈ یا کسی بھی ملک سے حج وعمرہ کے ارادے سے روانہ ہوا اور جدہ بغیر اِحرام کے پہنچا تو:

الف:...... اب وہ کس مقام پر لوٹ کر اِحرام باندھے؟

ب:...... اگر اس نے جدہ ہی سے اِحرام باندھا تو کیا ہوگا؟

ج...... الف: جو شخص بغیر اِحرام کے میقات سے گزر جائے اس کے لئے افضل تو یہ ہے کہ اپنے میقات پر واپس آکر اِحرام باندھ لے، البتہ کسی بھی میقات پر جاکر اِحرام باندھنے سے دَم ساقط ہوجائے گا۔

ج...... ب: اگر جدہ سے اِحرام باندھا تب بھی اس پر دَم لازم نہیں آئے گا۔

## کیا اِحرام جدہ سے باندھ سکتے ہیں؟

س...... عمرہ کے اِحرام کے سلسلے میں ایک ضروری مسئلہ یہ ہے کہ پی آئی اے کے ملازمین کو عمرہ کے لئے مفت ٹکٹ ملتا ہے، لیکن یہ ٹکٹ کنفرم نہیں ہوتا بلکہ جہاز کی روانگی سے چند منٹ پہلے اگر کچھ نشستیں باقی بچ جائیں تو اس ٹکٹ پر سیٹ ملتی ہے، اس وقت اتنا موقع نہیں ہوتا کہ اِحرام باندھا جاسکے، بعض اوقات کئی کئی روز تک سیٹ نہیں ملتی اور ملازمین کی چھٹی ختم ہوجاتی ہے اور وہ عمرہ پر نہیں جاسکتے۔ ایسی صورت میں کیا وہ جدہ جاکر اِحرام باندھ سکتے ہیں؟ جہاز کے ٹوائلٹ، واش رُوم میں بھی اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ غسل کرکے اِحرام باندھا جاسکے۔ اگر کراچی سے اِحرام باندھیں اور سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے اِحرام کھولنا پڑے تو کیا کیا جائے؟ ملازمین بلکہ تمام لوگ جدہ جاکر اِحرام باندھتے ہیں۔

ج...... اِحرام باندھنے کے لئے غسل کرنا اور نوافل پڑھنا شرط نہیں، مستحب ہے، لہٰذا عذر کی صورت میں صرف سلے ہوئے کپڑے اُتار کر چادریں پہن لیں اور عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیں، بس اِحرام بندھ گیا۔ اور یہ کام جہاز پر سوار ہونے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور جہاز پر سوار ہوکر بھی ہوسکتا ہے، جدہ جاکر اِحرام باندھنا دُرست نہیں کیونکہ بعض اوقات جہاز حرم کے اُوپر سے جاتا ہے، اس لئے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہوکر اِحرام باندھ لینا ضروری ہے، اور اس کا طریقہ اُوپر عرض کردیا ہے۔

## جدہ جاکر اِحرام باندھنا صحیح نہیں

س...... کئی مرتبہ عمرہ پر دیکھا گیا کہ پاکستان سے جانے والے احباب جدہ ایئرپورٹ پر اِحرام باندھتے ہیں، آیا جدہ پر اِحرام باندھنے سے عمرہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتا تو اس کا بدل کیا ہے؟ آیا دَم یا صدقہ جس سے ناقص عمرہ صحیح ہوجائے۔

ج...... اگر پاکستان سے عمرہ کرنے کے ارادے سے گئے ہیں تو پھر جدہ میں اِحرام نہیں باندھنا چاہئے، بلکہ کراچی سے اِحرام باندھ کر جانا چاہئے یا جہاز میں اِحرام باندھ لیا جائے، اگر کسی نے جدہ سے اِحرام باندھا تو اس کے ذمہ دَم لازم ہے یا نہیں؟ اس میں اکابر کا


فہرست

اختلاف رہا ہے۔ احتیاط کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کر چکا ہو تو دَم دے دیا جائے اور آئندہ کے لئے اس سے پرہیز کیا جائے۔

## جدہ سے اِحرام کب باندھ سکتا ہے؟

س...... اگر کسی کا عمرے کا ارادہ ہو لیکن اس کو جدہ میں بھی کوئی کام ہو، مثلاً: رشتہ داروں سے ملنا یا اور کوئی کاروباری کام ہو، تو کیا یہ شخص بغیر اِحرام کے جدہ جاسکتا ہے، جبکہ جدہ کا اور اس کے بعد عمرے کا ارادہ ہو؟

ج...... اگر وہ کراچی سے جدہ کا سفر عزیزوں سے ملنے کے لئے کر رہا ہے اور کراچی سے اس کی نیت عمرہ کے سفر کی نہیں تو اس کو میقات سے اِحرام باندھنے کی ضرورت نہیں، جدہ پہنچ کر اگر اس کا عمرہ کا ارادہ ہوجائے تو جدہ سے اِحرام باندھ لے۔ عمرہ ہی کے لئے سفر کر رہا ہو تو اس کو میقات سے پہلے اِحرام باندھنا ضروری ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں جب پہلے جدہ کا ارادہ ہے تو اِحرام باندھنا ضروری نہیں، اس کے بعد پھر جب جدہ سے عمرہ کا ارادہ کرلے تو وہاں سے اِحرام باندھ لے۔

## جدہ سے مکہ آنے والوں کا اِحرام باندھنا

س...... کیا جدہ میں مستقل قیام یا جس کی نیت پندرہ دن قیام کی ہو یا اس سے کم مدّت ٹھہرے، جدہ سے بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ آسکتا ہے یا نہیں؟

ج...... جدہ میں رہنے والوں کو بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ آنا جائز ہے، جبکہ وہ حج وعمرہ کے ارادے سے مکہ مکرّمہ نہ جائیں۔ یہی حکم ان تمام لوگوں کا ہے جو کسی کام سے جدہ آئے تھے پھر وہاں آنے کے بعد ان کا ارادہ مکہ مکرّمہ جانے کا ہوگیا، ان کو بھی اِحرام کے بغیر آنا جائز ہے۔

س...... ایک شخص جدہ گیا، وہاں چند دن قیام کیا، پھر مکہ مکرّمہ عمرہ کرنے کی نیت سے گیا، لیکن اِحرام نہیں باندھا بلکہ پہلے حرم شریف کے پاس ہوٹل میں کمرہ لیا اور پھر تنعیم جاکر اِحرام باندھا، یہ صحیح ہوا یا غلط ہوا؟

ج...... غلط ہوا، کیونکہ جب یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرّمہ کو چلا تو حدودِ حرم میں داخل

ہونے سے پہلے اس کو عمرہ کا اِحرام باندھنا لازم تھا، اور حدودِ حرم میں بغیر اِحرام کے داخل ہونا اس کے لئے جائز نہیں تھا، اس لئے بغیر اِحرام کے حدودِ حرم میں داخل ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہوا، تاہم جب اس نے حرم سے باہر آکر تنعیم سے عمرہ کا اِحرام باندھ لیا تو دَم تو ساقط ہوگیا، مگر گناہ باقی رہا، توبہ اِستغفار کرے۔

س…… اگر یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرّمہ کو نہ جائے بلکہ یونہی جائے یا طواف کی نیت سے جائے اور حرم شریف کے باہر ہوٹل میں کمرہ لے لے اور طواف کرکے واپس ہوجائے تو؟ یا ہوٹل میں قیام کے بعد عمرہ کرنے کا ارادہ پیدا ہوا اور تنعیم جاکر اِحرام باندھا تو کیا اس صورت میں بھی گناہ گار ہوا؟

ج…… اس صورت میں گناہ گار نہیں، کیونکہ یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرّمہ نہیں آیا تھا، بلکہ مکہ شریف پہنچنے کے بعد اس کا ارادہ ہوا کہ عمرہ بھی کرلوں، اس لئے بغیر اِحرام کے حرم میں آنے کا گناہ اس کے ذمہ نہیں۔ اب اگر یہ عمرہ کرنا چاہتا ہے تو اہلِ مکہ کی طرف حرم سے باہر جاکر اِحرام باندھ کر آئے۔

## اِحرام کھولنے کا کیا طریقہ ہے؟

س…… حج یا عمرہ کا جب اِحرام باندھتے ہیں جس طرح اِحرام باندھنے کی شرائط ہیں اسی طرح اِحرام کھولنے کی بھی شرائط ہیں۔ بال کٹوانا ہے تو بال کٹوانے کا طریقہ اور اصل مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

ج…… اِحرام کھولنے کے لئے حلق (یعنی اُسترے سے سر کے بال صاف کردینا) افضل ہے، اور قصر جائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِحرام کھولنے کے لئے یہ شرط ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر کاٹ دیئے جائیں، اگر سر کے بال چھوٹے ہوں اور ایک پورے سے کم ہوں تو اُسترے سے صاف کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں کھلتا۔

## عمرہ سے فارغ ہوکر حلق سے پہلے کپڑے پہننا

س…… دو سال قبل عمرہ کے لئے گیا تھا، تقریباً دس دن مکہ مکرّمہ میں گزارے، آخری دن

جب عمرہ کیا تو بہت جلدی میں تھا، کیونکہ میری فلائٹ میں صرف چار گھنٹے رہ گئے تھے، ڈر تھا کہ کہیں فلائٹ نکل نہ جائے، اسی جلدی میں عمرہ سے فارغ ہوکر پہلے حلق کرانے کے بجائے پہلے اِحرام کھول کے کپڑے پہن کے حلق (بال کٹوائے) کرایا۔ اس وقت جلدی میں تھا تو یاد نہیں رہا کہ میں نے غلط کیا ہے، جب یہاں پہنچا تو ایک دوست سے باتوں باتوں میں مجھے یاد آیا کہ میں نے اِحرام کھول کر حلق کرایا تھا۔ برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ کیا مجھ پر جزا (دَم) واجب ہے یا نہیں؟ اگر جزا واجب ہے تو کیا میں مکہ مکرّمہ سے باہر دَم دے سکتا ہوں یا اس کے لئے مکہ مکرّمہ میں حاضر ہونا ضروری ہے؟ ان شاء اللہ اس سال حج کا ارادہ ہے، کیا حج سے پہلے دَم دینا ہوگا یا کہ حج کی قربانی کے ساتھ یہ جزا (دَم) کے طور پر ایک بکرا ذبح کردُوں۔ اُمید ہے کہ آپ جلدی جواب دیں گے۔

ج...... اس غلطی کی وجہ سے آپ کے ذمہ دَم لازم نہیں آیا، بلکہ صدقۂ فطر کی مقدار صدقہ آپ پر لازم ہے، اور یہ صدقہ آپ کسی بھی جگہ دے سکتے ہیں۔

## اِحرام کھولنے کے لئے کتنے بال کاٹنے ضروری ہیں؟

س...... حج یا عمرہ کے موقع پر سر کے بال کٹوائے جاتے ہیں، کچھ لوگ چند بال کٹواتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں، کیا اس طرح بال کٹوانے سے ان کا اِحرام کھل جاتا ہے؟ اِحرام کے ممنوعات حلال ہوجاتے ہیں؟

ج...... حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِحرام کھولنے کے لئے کم سے کم چوتھائی سر کے بالوں کا ایک پورے کی مقدار کاٹنا شرط ہے۔ اس لئے جو لوگ چند بال کاٹ لیتے ہیں ان کا اِحرام نہیں کھلتا اور اسی حالت میں ممنوعات کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے ان پر دَم لازم آتا ہے، (یہاں واضح رہے کہ سر کے چوتھائی حصے کے بال کاٹنا اِحرام کھولنے کی شرط ہے، لیکن سر کے کچھ بال کاٹ لینا اور کچھ چھوڑ دینا جائز نہیں، حدیث میں اس عمل کی ممانعت آئی ہے، اس لئے اگر کسی نے چوتھائی سر کے بال کاٹ لئے تو اِحرام تو کھل جائے گا، مگر باقی بال نہ کاٹنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا)۔

س...... اس مرتبہ عمرہ پر اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ عمرہ کے بعد بال کاٹے بغیر اِحرام کھول

لیتے ہیں یا بعض لوگ چاروں طرف سے معمولی معمولی بال کاٹ لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چوتھائی کاٹنے کا حکم ہے جو کہ اس طرح پورا ہوجاتا ہے، اور بعض لوگ مشین سے کاٹتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان کا اِحرام کا اُتارنا آیا دَم وغیرہ کو واجب کرتا ہے یا نہیں؟ اور مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج…… حج وعمرہ کا اِحرام کھولنے کے لئے چار صورتیں اختیار کی جاتی ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ لکھتا ہوں۔

اوّل یہ کہ حلق کرایا جائے، یعنی اُسترے سے سر کے بال اُتار دیئے جائیں، یہ صورت سب سے افضل ہے اور حلق کرانے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ رحمت کی دُعا فرمائی ہے، جو شخص حج وغیرہ پر جاکر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائے رحمت سے محروم رہے، اس کی محرومی کا کیا ٹھکانا…؟ اس لئے حج وعمرہ پر جانے والے تمام حضرات کو مشورہ دُوں گا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے محروم نہ رہیں، بلکہ حلق کراکر اِحرام کھولیں۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ قینچی یا مشین سے پورے سر کے بال اُتار دیئے جائیں، یہ صورت بغیر کراہت کے جائز ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال کاٹ دیئے جائیں، یہ صورت مکروہِ تحریمی اور ناجائز ہے، کیونکہ ایک حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، مگر اس سے اِحرام کھل جائے گا۔ اب یہ خود سوچئے کہ جو حج وعمرہ جیسی مقدس عبادت کا خاتمہ ایک ناجائز فعل سے کرتے ہیں ان کا حج وعمرہ کیا قبول ہوگا…؟

چوتھی صورت میں جبکہ اِدھر اُدھر سے چند بال کاٹ دیئے جائیں جو چوتھائی سر سے کم ہوں، اس صورت میں اِحرام نہیں کھلے گا، بلکہ آدمی بدستور اِحرام میں رہے گا، اور اس کو ممنوعاتِ اِحرام کی پابندی لازم ہوگی، اور سلا ہوا کپڑا پہننے اور دیگر ممنوعاتِ اِحرام کا ارتکاب کرنے کی صورت میں اس پر دَم لازم ہوگا۔ آج کل بہت سے ناواقف لوگ دُوسروں کی دیکھا دیکھی اسی چوتھی صورت پر عمل کرتے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ اِحرام میں رہتے

ہیں، اسی اِحرام کی حالت میں تمام ممنوعات کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ہم نے چند بال کاٹ کر اِحرام کھول دیا، حالانکہ ان کا اِحرام نہیں کھلا اور اِحرام کی حالت میں خلافِ اِحرام چیزوں کا ارتکاب کرکے اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کو مول لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لوگوں میں کوئی ایک آدھ ہوگا جس کا حج وعمرہ شریعت کے مطابق ہوتا ہو، باقی لوگ سیر سپاٹا کرکے آجاتے ہیں اور ''حاجی'' کہلاتے ہیں، عوام کو چاہئے کہ حج وعمرہ کے مسائل اہلِ علم سے سیکھیں اور ان پر عمل کریں، محض دیکھا دیکھی سے کام نہ چلائیں۔

## حج کا اِحرام طواف کے بعد کھول دیا تو کیا کیا جائے؟

س…… میں نے کراچی سے ہی سب کے ساتھ حج کا اِحرام باندھ لیا تھا، مکہ شریف میں طواف کرنے کے بعد کھول دیا، تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج…… آپ پر حج کا اِحرام توڑنے کی وجہ سے دَم لازم ہوا، اور حج کی قضا لازم ہوئی، حج تو آپ نے کرلیا ہوگا، دَم آپ کے ذمہ رہا، اور اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ اِستغفار بھی کیجئے، اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگئے۔

## عمرہ کے اِحرام سے فراغت کے بعد حج کا اِحرام باندھنے تک پابندیاں نہیں ہیں

س…… پاکستان سے حجِ تمتع کے لئے اِحرام باندھ کر چلے، مگر مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ ادا کیا اور اِحرام کھول دیئے۔ اب سوال یہ ہے کہ اِحرام کھولنے کے بعد جہاں وہ پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں جو اِحرام کی حالت میں تھیں، وہاں کیا یہ پابندی بھی ختم ہوجاتی ہے کہ بیوی شوہر پر حلال ہوجاتی ہے؟ کیونکہ اِحرام کی حالت میں حرام تھی۔ ابھی حج کے لئے عمرہ کے بعد دس دن باقی ہیں اور اگر ایسا کسی نے کیا تو کیا اس کا حج قبول ہوگا کہ نہیں؟ اور اگر خدانخواستہ نہیں ہوتا تو وہ کیا کرے؟ اگر دوبارہ آئندہ سال حج کرنے کا حکم ہے اور وہ آئندہ سال حج نہ کرسکے، وجہ مجبوری ہے، پیسہ نہ ہونے کی۔

ج…… عمرہ کے اِحرام سے فارغ ہونے کے بعد سے حج کا اِحرام باندھنے تک جو وقفہ ہے، اس میں جس طرح کسی اور چیز کی پابندی نہیں، اسی طرح میاں بیوی کے تعلق کی بھی پابندی نہیں۔ اس لئے عمرہ سے فارغ ہوکر حج کا اِحرام باندھنے سے پہلے بیوی سے ملنا جائز ہے، اس سے حج کا ثواب ضائع نہیں ہوتا، نہ آئندہ سال حج کرنا لازم آتا ہے۔

## اِحرام والے کے لئے بیوی کب حلال ہوتی ہے؟

س…… کیا یہ صحیح ہے کہ طوافِ زیارت نہ کرنے والے پر اس کی بیوی حرام ہوجاتی ہے؟ بحوالہ تحریر فرمائیں۔ اور کیا قربانی سے پہلے طوافِ زیارت کیا جاسکتا ہے؟

ج…… جب تک طوافِ زیارت نہ کرے بیوی حلال نہیں ہوتی، گویا بیوی کے حق میں اِحرام باقی رہتا ہے۔ قربانی سے پہلے طوافِ زیارت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ بعد میں کرے۔

## اِحرام باندھنے کے بعد بغیر حج کے واپسی کے مسائل

س…… ہوائی جہاز سے جانے والے حنفی عازمینِ حج گھر سے اِحرام باندھ کر نکلتے ہیں، اگر اتفاق سے کوئی حاجی (جو اِحرام باندھے گھر سے چلا ہو) کسی مجبوری کے سبب ایئرپورٹ سے واپس ہوجائے اور حج پر نہ جائے تو کیا وہ اِحرام نہیں اُتار سکتا تاوقتیکہ قربانی کے جانور کی رقم حدودِ حرم میں نہ بھیج دے اور وہاں سے قربانی ہوجانے کی اطلاع نہ مل جائے، خواہ اس میں دس پندرہ دن لگ جائیں؟

ج…… گھر سے اِحرام کی چادریں پہن لینی چاہئیں، مگر اِحرام نہ باندھا جائے، اِحرام اس وقت باندھا جائے جب سیٹ پکی ہوجائے۔ اِحرام باندھنے کا مطلب ہے حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لینا۔ اور اگر اِحرام باندھ چکا تھا اس کے بعد نہیں جاسکا، تو جیسا کہ آپ نے لکھا وہ قربانی کی رقم کسی کے ہاتھ مکہ مکرّمہ بھیج دے اور آپس میں یہ طے ہوجائے کہ فلاں دن قربانی کا جانور ذبح ہوگا، جب قربانی کا جانور ذبح ہوجائے تب یہ اِحرام کھولے اور آئندہ اس حج کی قضا کرے۔

## کیا حالتِ اِحرام میں ناپاک ہونے پر دَم واجب ہے؟

س…… حالتِ اِحرام میں عورت یا مرد کسی عذر کی بنا پر ناپاک ہوگئے تو ان کی پاکی کا کیا طریقہ ہوگا؟ آیا ان پر دَم وغیرہ ہوگا یا کچھ بھی نہیں؟

ج…… کوئی دَم وغیرہ نہیں۔

## ناپاکی کی وجہ سے اِحرام کی نچلی چادر کا بدلنا

س…… مجھ کو اکثر عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور میں کراچی سے اِحرام باندھ کر جاتا ہوں، مگر ضعیفی کی وجہ سے مجھے پیشاب جلدی جلدی آتا ہے اور ہوائی جہاز کے چار گھنٹے کے سفر میں تین مرتبہ غسل خانہ جانا پڑتا ہے۔ غسل خانہ اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ اِحرام کا پاک رہنا قطعی ناممکن ہے، کیا اسی حالت میں عمرہ کرلوں یا نیچے کا اِحرام بدل سکتا ہوں؟ دُوسری صورت کیا یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جدہ میں میری ایک بیٹی رہتی ہے، اس کے ہاں ایک شب قیام کروں اور وہاں سے اِحرام باندھوں؟

ج…… اِحرام تو سوار ہونے سے پہلے یا بعد میں باندھ لینا چاہئے، اِحرام کی نیچے والی چادر بدل لیا کریں۔

## اِحرام کی حالت میں بال گریں تو کیا قربانی کی جائے؟

س…… میرے سر اور داڑھی کے بال بہت زیادہ گرتے ہیں، سنا ہے کہ اِحرام کی حالت میں جتنے بال گریں اتنی قربانیاں دینی پڑتی ہیں، حج کی صورت میں، جبکہ میں معذور ہوں، مسئلہ واضح فرمائیں۔

ج…… جتنے بال گریں اتنی قربانیاں دینے کا مسئلہ غلط ہے، البتہ وضو احتیاط سے کرنا چاہئے تاکہ بال نہ گریں اور اگر گر جائیں تو صدقہ کردینا کافی ہے۔

## عمرہ کرنے کے بعد حج کے لئے اِحرام دھونا

س…… حج سے قبل تمتع کا اِحرام باندھ کر عمرہ ادا کیا جائے گا، ۸ر ذوالحجہ کو اس اِحرام کو دھوکر باندھنا چاہئے یا بغیر دھوئے ہوئے استعمال کرلیں؟



فہرست

ج…… تمتع کا عمرہ کرنے کے بعد اِحرام کی چادروں کو دھونا ضروری نہیں، اگر وہ پاک ہوں تو انہی چادروں میں حج کا اِحرام باندھ سکتے ہیں۔

## کیا ہر مرتبہ عمرہ کے لئے اِحرام دھونا پڑے گا؟

س…… ہر مرتبہ عمرہ کرنے کے لئے اِحرام دھونا پڑے گا یا اسی اِحرام کو دُوسری، تیسری مرتبہ پانچ دن تک بغیر دُھلے استعمال کریں؟

ج…… اِحرام کی چادروں کا ہر مرتبہ دھونا کوئی ضروری نہیں۔

## اِحرام کی چادر استعمال کے بعد کسی کو بھی دے سکتے ہیں

س…… کیا ہم حج کے بعد اِحرام کسی غریب کو دے دیں کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرے؟

ج…… اِحرام کی چادر خود بھی استعمال کرسکتے ہیں، کسی کو دینا چاہیں تو دے بھی سکتے ہیں۔

## اِحرام کو تولیہ کی جگہ استعمال کرنا

س…… اِحرام جوکہ تولیہ کے کپڑا کا ہے، اس کو عام استعمال میں تولیہ کی جگہ استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… کرسکتے ہیں۔

## اِحرام کے کپڑے کو بعد میں دُوسری جگہ استعمال کرنا

س…… حج اور عمرہ کے دوران جو کپڑا بطور اِحرام استعمال کرتے ہیں، کیا اس کو عام کپڑوں کی طرح گھر میں استعمال کرسکتے ہیں؟ یعنی تولیہ کو تولیہ کی جگہ اور لٹھے کو شلوار قمیص بنا کر پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… اِحرام کے کپڑوں کا عام استعمال جائز ہے۔

# طواف

## حرم شریف کی تحیۃ المسجد طواف ہے

س…… کیا عمرہ ادا کرنے کے بعد مکہ مکرّمہ سے رُخصتی کے وقت طواف الوداع ضروری ہے؟ اور کیا عمرہ کے لئے جانے والے شخص کو حرم شریف میں تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنا ضروری ہیں؟

ج…… طوافِ وداع صرف حج میں واجب ہے، عمرہ میں نہیں، حرم شریف کی تحیۃ المسجد طواف ہے۔

## طواف سے پہلے سعی کرنا

س…… حرمین شریفین میں نماز پڑھنے کے لئے عورتوں کا دوائی وغیرہ کا استعمال کرنا ماہواری کو روکنے کے لئے، آیا یہ عمل بغیر کراہت کے دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… کوئی حرج نہیں۔

س…… دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورت اپنے ایامِ خاص میں سعی کو مقدم (طواف پر) کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکتی تو کس طرح عمرے کو ادا کرے گی؟ آیا وہ تأخیر کرے گی حالتِ طہارت تک یا اِحرام کو اُتار دے گی؟

ج…… اس صورت میں سعی طواف سے پہلے کرنا صحیح نہیں، پاک ہونے کے بعد طواف وسعی کرکے اِحرام کھولے، اس وقت تک اِحرام میں رہے۔

## اذان شروع ہونے کے بعد طواف شروع کردیا

س…… کیا اذان شروع ہونے کے بعد طواف شروع کرنا جائز ہے؟

ج…… اگر اذان اور نماز کے درمیان اتنا وقفہ ہو کہ طواف کرسکتا ہے تو اذان کے وقت طواف شروع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

## طواف کے دوران ایذا رسانی

س...... دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ طواف کے دوران تیز دوڑتے ہیں اور سامنے آنے والوں کو دھکا دے کر آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

ج......طواف کے دوران لوگوں کو دھکے دینا بہت بُرا ہے۔

## حجرِ اَسود کے اِستلام کا طریقہ

س...... کچھ حاجی صاحبان طواف کا ایک چکر پورا ہونے پر حجرِ اَسود کا اِستلام کرتے ہوئے سات مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر اگلا چکر شروع کرتے ہیں، جس سے طواف میں رُکاوٹ ہوتی ہے، کیا ان کا یہ عمل دُرست ہے؟

ج......سات مرتبہ ہاتھ اُٹھانا غلط ہے، ایک مرتبہ اِستلام کافی ہے۔

اِستلام:......طواف شروع کرنے سے پہلے اور طواف کے ہر چکر کے بعد حجرِ اَسود کو چومنا اور اگر حجرِ اَسود کا چومنا دُشوار ہو تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے اس کو چوم لینا۔

## حجرِ اَسود اور رُکنِ یمانی کا بوسہ لینا

س......مسئلہ یہ ہے کہ اکثر طواف کے دوران دیکھا گیا ہے کہ مرد اور عورتیں رُکنِ یمانی اور حجرِ اَسود کا بوسہ بہت اہتمام سے ادا کرتے ہیں، اور بعض مرتبہ اس عمل کو ادا کرتے وقت کثرتِ ہجوم اور رش کی بنا پر وہ حالت ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، یعنی کھلم کھلا مرد اور عورتوں کا اختلاط پایا جاتا ہے، اس کے باوجود اس عمل کو ترک نہیں کیا جاتا، پوچھنا یہ ہے کہ یہ عمل سنت ہے یا واجب؟ جس پر اتنا اہتمام ہوتا ہے، اگر ادا کرنا مشکل ہو (یعنی حجرِ اَسود وغیرہ کا بوسہ) تو اس کا بدل کیا ہے؟ براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

ج......حجرِ اَسود کا اِستلام سنت ہے، بشرطیکہ بوسہ لینے سے اپنے آپ کو یا کسی اور کو ایذا نہ ہو، اگر اس میں دھکم پیل کی نوبت آئے اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچے تو یہ فعل حرام ہے اور طواف میں فعلِ حرام کا ارتکاب کرنا اور اپنی اور دُوسروں کی جان کو خطرے میں ڈالنا بہت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ اگر آدمی آسانی سے حجرِ اَسود تک پہنچ سکے تو اس کو چوم لے ورنہ دُور سے اپنے

ہاتھوں کو حجرِ اَسود کی طرف بڑھا کر یہ تصوّر کرے کہ گویا میں نے ہاتھ حجرِ اَسود پر رکھ دیئے ہیں اور پھر ہاتھوں کو چوم لے، اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، ان شاء اللہ۔

اور رُکنِ یمانی کو بوسہ نہیں دیا جاتا، نہ اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، بلکہ اگر چلتے چلتے اس کو داہنا ہاتھ لگانے کی گنجائش ہو تو ہاتھ لگادے (ہاتھ کو بھی نہ چومے)، ورنہ بغیر اشارہ کئے گزر جائے۔

## حجرِ اَسود کی توہین

س...... جناب! ایک مسئلہ آپ سے پوچھنا ہے، وہ یہ کہ ایک سرمایہ دار خاتون حج کرنے کے لئے گئی اور واپس آکر انہوں نے بتایا کہ دورانِ حج سنگِ اَسود کو بوسہ دینے کے لئے جب میں گئی تو وہاں پر لوگوں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر مجھے گھن آئی، میں نے بوسہ نہیں دیا۔ اس سلسلے میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ شریعت میں ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ آیا وہ دائرۂ اسلام میں ہے یا اس سے خارج ہے؟

ج...... اگر اس عورت نے حجرِ اَسود کی توہین و بےعزّتی کے ارتکاب کی نیت سے یہ گفتگو کی ہو اور اس کا مقصد حجرِ اَسود ہی کی توہین ہو اور اس بوسہ دینے کے عمل سے نفرت ہو تو یہ کلمۂ کفر ہے، اس پر تجدیدِ ایمان واجب ہے اور اس کا نکاح شوہر سے ٹوٹ گیا۔ اور اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ چونکہ اس پر لوگوں کا لعاب وتھوک پڑتا ہے جو قابلِ نفرت ہے، یا اس کا مقصد تکبر کی بنا پر لوگوں کی اہانت ہے تو کفر کا حکم تو نہیں ہوگا لیکن بدترین قسم کے فسق (گناہ) ہونے میں کلام نہیں ہے، اس عورت پر توبہ واجب ہے۔ اور اگر اس خاتون کو اس بات سے گھن آئی کہ سب مرد، عورتیں اکٹھے بوسے دے رہے ہیں اور اس کو حیا مانع آئی کہ وہ مردوں کے مجمع میں گھس کر بوسہ دے تو اس کا یہ فعل بلاشبہ صحیح ہے، اور کسی مسلمان کے قول وعمل کو حتی الوسع اچھے معنی پر ہی محمول کرنا چاہئے۔

## طواف کے ہر چکر میں نئی دُعا پڑھنا ضروری نہیں

س...... طواف میں سات چکر ہوتے ہیں، ہر چکر میں نئی دُعا پڑھنی ضروری ہے یا کوئی سی دُعا

پڑھی جاسکتی ہے؟

ج…… ہر چکر میں نئی دُعا پڑھنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جس دُعا یا ذکر میں خشوع زیادہ ہو اس کو پڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً" والی دُعا منقول ہے۔ طواف کے سات چکروں کی جو دُعائیں کتابوں میں لکھی ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، بعض بزرگوں سے منقول ہیں۔ عام لوگ نہ تو ان کا صحیح تلفظ کرسکتے ہیں، نہ ان کے معنی و مفہوم سے واقف ہیں، اور پھر طواف کے دوران چِلّا چِلّا کر پڑھتے ہیں جس سے دُوسروں کو بھی تشویش ہوتی ہے، اور بعض قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے ہیں، ایسا کرنا نامناسب ہے۔ تیسرا کلمہ، چوتھا کلمہ، دُرود شریف یا کوئی دُعا جس میں دِل لگے، زیرِ لب پڑھتے رہنا چاہئے۔

## طواف کے چودہ چکر لگانا

س…… ہم عمرہ کے لئے گئے اور طواف کے سات شوط یعنی سات چکر کی جگہ چودہ چکر لگادیئے، اس کے بعد سعی وغیرہ کی، کیا یہ عمل دُرست ہوا؟

ج…… طواف تو سات ہی شوط کا ہوتا ہے، گویا آپ نے مسلسل دو طواف کرلئے، ایسا کرنا نامناسب تھا، مگر اس پر کوئی کفارہ یا جرمانہ نہیں، البتہ آپ کے ذمہ دو طوافوں کے دو دوگانے لازم ہوگئے تھے، یعنی چار رکعتیں، اگر آپ نے نہ پڑھی ہوں تو اَب پڑھ لیں۔

## بیت اللہ کی دیوار کو چومنا مکروہ اور خلافِ ادب ہے

س…… بیت اللہ کی دیوار کو بوسہ دے سکتا ہے؟ اگر بوسہ لیا ہے تو گناہ گار ہوا یا نہیں؟

ج…… صرف حجرِ اسود کا بوسہ لیا جاتا ہے، کسی اور جگہ کا چومنا مکروہ ہے، اور ادب کے خلاف ہے۔

## طوافِ عمرہ کا ایک چکر حطیم کے اندر سے کیا تو دَم واجب ہے

س…… میں اور میرا دوست اس مرتبہ حج کے لئے گئے تھے، ہم نے حجِ قران کا اِحرام باندھا تھا، جب ہم عمرے کا طواف کر رہے تھے تو چونکہ جم غفیر تھا اس لئے ہم تیسرے یا چوتھے شوط میں حطیم کے اندر سے گزر گئے، پہلے ہمیں علم نہیں ہوسکا، جب حطیم کی دُوسری طرف سے

نکلے تو معلوم ہوا کہ یہ حطیم تھا۔ اس طرح ہمارا یہ شوط نامکمل ہوا، لیکن ہم نے اس کا اعادہ نہیں کیا۔ بس اس وقت ذہن سے بات نکل گئی۔ اب اس بارے میں مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل رہا، چونکہ ہم نے اکثر اَشواط ادا کئے لہٰذا فرض ادا ہوگیا، اب اگر عمرے کا ہر شوط واجب ہے تو پھر ترکِ واجب ہوا، لہٰذا دَم آئے گا اور قران والے کے لئے دو دَم ہوں گے، بہرحال یہ تحقیق آپ کی ہے۔ الغرض مجھ پر دَم ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟ اُمید ہے اوّلین فرصت میں جواب دے کر تشفی فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو تاحیات جاری وساری رکھے، آمین!

ج…… آپ پر اور آپ کے رفیق پر عمرہ کے طواف کا ایک چکر ادھورا چھوڑنے کی وجہ سے ایک ایک دَم واجب ہے، یہ جو قاعدہ ہے کہ قران والے کے ذمہ دو دَم ہوتے ہیں، وہ یہاں جاری نہیں ہوتا۔ دَم ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ کسی مکہ مکرّمہ جانے والے کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں جس سے بکرا خریدا جاسکے، وہ صاحب بکرا خرید کر حدودِ حرم میں ذبح کرادیں اور گوشت فقراء اور مساکین میں تقسیم کردیں، غنی اور مال دار لوگ اس گوشت کو نہ کھائیں۔

## مقامِ ابراہیم پر نماز واجب الطّواف ادا کرنا

س…… بعض حضرات یہ جانتے ہوئے کہ مجمع زیادہ ہے مگر مقامِ ابراہیم پر نماز واجب الطّواف پڑھنے لگتے ہیں، جس سے ان کو بھی چوٹ لگنے کا اندیشہ رہتا ہے، نیز ضعیف و مستورات کے زخمی ہوجانے کا احتمال ہے، کیا یہ نماز ہجوم سے ہٹ کر نہیں پڑھی جاسکتی؟

ج…… ضرور پڑھی جاسکتی ہے، اور اگر مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھنے سے اپنے آپ کو یا کسی دُوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو مقامِ ابراہیم پر نماز نہ پڑھی جائے کہ کسی کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

## طواف کی دو رکعت نفل کیا مقامِ ابراہیم پر ادا کرنا ضروری ہے؟

س…… طواف کے آخر میں دو رکعت نفل جو ادا کرتے ہیں، کیا وہ مقامِ ابراہیم پر ہی ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اور کہیں مثلاً چھت وغیرہ پر ادا کیا جاسکتا ہے؟

ج……اگر جگہ ہو تو مقامِ ابراہیم پر پڑھنا افضل ہے، یا حطیم میں گنجائش ہو تو وہاں پڑھ لے، ورنہ کسی جگہ بھی پڑھ سکتا ہے، بلکہ مسجدِ حرام سے باہر اپنے مکان پر پڑھے تب بھی جائز ہے، کوئی کراہت نہیں۔

## ہر طواف کی دو نفل غیر ممنوع اوقات میں ادا کرنا

س……بیت اللہ شریف کے طواف کے بعد دو رکعت نفل (واجب الطّواف) ممنوع وقت (صبح فجر سے طلوعِ آفتاب تک اور شام عصر سے مغرب تک) پڑھنے چاہئیں یا نہیں؟ کئی علماء کہتے ہیں کہ ان نفلوں کا ممنوع وقت نہیں ہے، ہر وقت پڑھے جاسکتے ہیں، اور کئی علماء کہتے ہیں کہ ممنوع وقت گزرنے کے بعد پڑھنے چاہئیں۔ اگر ممنوع وقت کے بعد پڑھے جائیں تو اس وقت جتنے بھی طواف کئے جائیں، ان سب کے ایک دفعہ دو نفل پڑھے جائیں یا دو دو نفل ہر طواف کے الگ الگ پڑھے جائیں؟

ج……امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ممنوع اوقات (یعنی عصر کے بعد سے مغرب تک، فجر کے بعد سے اِشراق تک اور زوال کے وقت) دوگانۂ طواف ادا کرنا جائز نہیں، اس دوران جتنے طواف کئے ہوں، مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ان کے دوگانے الگ الگ ادا کرلے۔

## دورانِ طواف وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

س……طوافِ کعبہ کے دوران یا حج کے ارکان ادا کرتے وقت اگر وضو ٹوٹ جائے تو کیا دوبارہ وضو کر کے ارکان ادا کرنے ہوں گے؟ عرفات میں قیام کے دوران یا سعی کرتے وقت؟ براہ کرم تفصیل سے جواب دیں۔

ج……طواف کے لئے وضو شرط ہے، اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے دوبارہ طواف کیا جائے، اور اگر چار یا پانچ پھیرے پورے کرچکا ہو تو وضو کر کے باقی پھیرے پورے کرلے، ورنہ نئے سرے سے طواف شروع کرے، البتہ سعی کے دوران وضو شرط نہیں، اگر بغیر وضو کے سعی کرلی تو ادا ہوجائے گی، یہی حکم وقوفِ عرفات کا ہے۔

## عمرہ کے طواف کے دوران ایام آنے والی لڑکی کیا کرے؟

س...... ایک بچی اپنے والدین کے ہمراہ عمرہ اور زیارتِ مدینہ منوّرہ کے لئے روانہ ہوئی، روانہ ہونے کے وقت بچی بلوغت کو نہیں پہنچی تھی، اس کی عمر تقریباً ۱۲ برس تھی، مکہ مکرّمہ پہنچنے پر عمرہ کا طواف کیا اور پھر سعی کی، اور سعی کے بعد بچی نے اپنی والدہ کو حیض آنے کی اطلاع ناواقفیت کی وجہ سے بڑی گھبراہٹ کے عالم میں کی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کب سے شروع ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ طواف کے دوران شروع ہوا۔ گویا اس حالتِ حیض میں اس نے پورا یا طواف کا بیشتر حصہ ادا کیا، اور پھر اسی حالت میں سعی بھی کی۔ ایسی صورت میں اس بچی کے اس فعل پر جو ناواقفیت کے عالم میں ہوا، کوئی چیز واجب ہوگی؟ اگر ہوگی تو کیا چیز ادا کرنی ہوگی؟

ج...... اس کو چاہئے تھا کہ عمرہ کا اِحرام نہ کھولتی، بلکہ پاک ہونے کے بعد دوبارہ طواف اور سعی کرتی۔ بہرحال چونکہ اس نے اِحرام نابالغی کی حالت میں باندھا تھا اس لئے اس پر دَمِ جنایت نہیں، مناسک مُلّا علی قاریؒ میں ہے:

”(وان ارتکب) أیّ الصبی شیئًا من المحظورات (لا شیٔ علیه) أیّ ولو بعد بلوغه لعدم تکلیفه قبله.“ (ص:۴۹)

ترجمہ:...... ”اور اگر بچے نے ممنوعاتِ اِحرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں، خواہ یہ ارتکاب بلوغ کے بعد ہو، کیونکہ وہ اس سے پہلے مکلّف نہیں تھا۔“

## معذور شخص طواف اور دوگانہ نفل کا کیا کرے؟

س...... معذور شخص کو طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا کیسا ہے؟

ج...... جیسے فرض نماز پڑھتا ہے ویسے ہی دوگانہ طواف پڑھے، یعنی کھڑے ہوکر، اگر اس کی

استطاعت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھے، اور طواف خود یا کسی کے سہارے سے کرے یا پھر ڈولی میں جیسے کہ عام معذور لوگ وہاں کرتے ہیں۔

## آبِ زم زم پینے کا طریقہ

س...... آبِ زم زم کے متعلق حدیث شریف میں حکم ہے کہ کھڑے ہوکر پیا جائے۔ عرض ہے کہ یہ حکم صرف حج و عمرہ ادا کرتے وقت ہے یا کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ پیا جائے تو کھڑے ہوکر اور قبلہ رُخ ہوکر پینا چاہئے؟ یا قبلہ رُخ ہونے کی پابندی نہیں ہے؟ کیونکہ حاجی صاحبان جب اپنے ساتھ آبِ زم زم لے جاتے ہیں تو وہاں بعض لوگ کھڑے ہوکر پیتے ہیں اور بعض لوگ بیٹھ کر پیتے ہیں۔

ج...... آبِ زم زم کھڑے ہوکر قبلہ رُخ ہوکر پینا مستحب ہے، حج و عمرہ کی تخصیص نہیں۔

# حج کے اعمال

## حج کے ایام میں دُوسرے کو تلبیہ کہلوانا

س...... حج کے ایام میں بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بس میں سوار ایک آدمی تلبیہ پڑھتا ہے اور باقی اس کی تکرار کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج...... عوام کی آسانی کے لئے اگر ایسا کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ورنہ آواز میں آواز ملاکر تلبیہ نہ کہا جائے۔

## اَن پڑھ والدین کو حج کس طرح کرائیں؟

س...... زید حج کرنا چاہتا ہے، ساتھ ہی اپنے والد اور والدہ کو بھی حج کروانا چاہتا ہے، لیکن دونوں ماں باپ بالکل اَن پڑھ ہیں۔ سورۂ فاتحہ تک صحیح نہیں آتی، کوشش کے باوجود سکھانا ناممکن ہے، آیا اس صورت میں حج کے لئے زید اپنے والدین کو ساتھ لے جائے؟ حج صرف نام کے لئے تو نہیں ہوتا، اَزراہِ کرم تفصیل سے سمجھائیے۔

ج...... حج میں تلبیہ پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں بندھے گا، ان کو تلبیہ سکھادیا جائے، حج ان کا ہوجائے گا، اور اگر ان کو تلبیہ کے الفاظ یاد نہیں ہوتے تو کم سے کم اتنا تو ہوسکتا ہے کہ اِحرام باندھتے وقت ان کو تلبیہ کے الفاظ کہلا دیئے جائیں، اور وہ آپ کے ساتھ ساتھ کہتے جائیں، اس سے تلبیہ کا فرض ادا ہوجائے گا۔

## حرم اور حرم سے باہر صفوں کا شرعی حکم

س...... حرم میں اور حرم کے باہر نماز کی صفوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حرم میں بھی صفوں کے درمیان خاصا فاصلہ ہوتا ہے، اور حرم میں جگہ ہونے کے باوجود حرم کے باہر بھی نماز ہوتی ہے۔ حرم کے باہر ۳، ۴ سو گز بلکہ زیادہ فاصلے تک کوئی صف نہیں ہوتی، سرنگ مُسفلہ میں صفیں

قائم کرلی جاتی ہیں، کیا ان صفوں میں شامل ہونے سے نماز ہوجاتی ہے؟

ج…… حرم شریف میں تو اگر صفوں کے درمیان فاصلہ ہوتب بھی نماز ہوجائے گی، اور حرم شریف سے باہر اگر صفیں متصل ہوں درمیان میں فاصلہ نہ ہو تو نماز صحیح ہے، اور اگر درمیان میں سڑک ہو یا زیادہ فاصلہ ہو تو نماز صحیح نہیں۔

## حج کے دوران عورتوں کے لئے اَحکام

س…… میرا اسی سال حج کا ارادہ ہے، مگر میں اس بات سے بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران عورتوں کے خاص ایام شروع ہوجائیں تو کیا کرنا چاہئے اور مسجدِ نبویؐ میں چالیس نمازوں کا حکم ہے، اس دوران اگر ایام شروع ہوجائیں تو کیا کیا جائے؟

ج…… آپ کی پریشانی مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے، حج کے افعال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رُکاوٹ ہوں۔

اگر حج یا عمرہ کا اِحرام باندھنے سے پہلے ایام شروع ہوجائیں تو عورت غسل یا وضو کرکے حج کا اِحرام باندھ لے، اِحرام باندھنے سے پہلے جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، وہ نہ پڑھے۔ حاجی کے لئے مکہ مکرّمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طوافِ قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے، اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے، منیٰ جانے سے پہلے اگر پاک ہوگئی تو طواف کرلے ورنہ ضرورت نہیں، اور نہ اس پر اس کا کفارہ ہی لازم ہے۔

دُوسرا طواف دس تاریخ کو کیا جاتا ہے، جسے ''طوافِ زیارت'' کہتے ہیں، یہ حج کا فرض ہے، اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تأخیر کرے، پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

تیسرا طواف مکہ مکرّمہ سے رُخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے، یہ واجب ہے، لیکن اگر اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو اس طواف کو بھی چھوڑ دے، اس سے یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے، باقی منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں جو مناسک ادا کئے جاتے ہیں ان کے لئے عورت کا پاک ہونا کوئی شرط نہیں۔

اور اگر عورت نے عمرہ کا اِحرام باندھا تھا تو پاک ہونے تک عمرہ کا طواف اور سعی نہ کرے، اور اگر اس صورت میں اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے کا موقع نہیں ملا کہ منیٰ روانگی کا وقت آگیا تو عمرہ کا اِحرام کھول کر حج کا اِحرام باندھ لے اور یہ عمرہ جو توڑ دیا تھا اس کی جگہ بعد میں عمرہ کرلے۔

مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنا مردوں کے لئے مستحب ہے، عورتوں کے لئے نہیں، عورتوں کے لئے مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ میں بھی مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے، اور ان کو مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

## عورت کا باریک دوپٹہ پہن کر حرمین شریفین آنا

س...... بعض ہماری بہنوں کو حرمین شریفین میں دیکھا گیا ہے کہ حرم میں نماز کے لئے اس حالت میں آتی ہیں کہ باریک دوپٹہ پہن کر اور بغیر پردے کے آتی ہیں، اسی حالت میں نماز وطواف وغیرہ کرتی ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ منع ہے تو وہ کہتی ہیں کہ یہاں کوئی منع نہیں، اللہ تعالیٰ دِلوں کو دیکھتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ وہاں کیا پردہ نہیں ہوتا؟ کیا وہاں اس طرح نماز وطواف ادا ہوجاتا ہے جس میں بال تک نظر آتے ہیں؟

ج...... آپ کے سوال کے جواب میں چند مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

اوّل:...... عورت کا ایسا کپڑا پہن کر باہر نکلنا حرام ہے جس سے بدن نظر آتا ہو یا سر کے بال نظر آتے ہوں۔

دوم:...... ایسے باریک دوپٹے میں نماز بھی نہیں ہوتی جس سے بال نظر آتے ہوں۔

سوم:...... مکہ و مدینہ جاکر عام عورتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں، اور مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں پوری کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ حرمین شریفین میں نماز باجماعت کی فضیلت صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کو وہاں جاکر بھی اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا حکم ہے، اور گھر میں نماز پڑھنا مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ذرا غور فرمائیے! کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خود


فہرست

بنفسِ نفیس نماز پڑھا رہے تھے اس وقت یہ فرما رہے تھے کہ: ''عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے'' جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مقتدی ہوں، جب اس جماعت کے بجائے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہو تو آج کی جماعت عورت کے لئے کیسے افضل ہوسکتی ہے؟ حاصل یہ کہ مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ جاکر عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہئے اور یہ گھر کی نماز ان کے لئے حرم کی نماز سے افضل ہے، حرم شریف میں ان کو طواف کے لئے آنا چاہئے۔

## حج کے مبارک سفر میں عورتوں کے لئے پردہ

س…… اکثر دیکھا گیا کہ سفرِ حج میں چالیس حاجیوں کا ایک گروپ ہوتا ہے، جس میں محرَم اور نامحرَم سب ہوتے ہیں، ایسے مبارک سفر میں بے پردہ عورتوں کو تو چھوڑ دیئے باپردہ عورتوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ پردے کا بالکل اہتمام نہیں کرتیں، جب ان سے پردے کا کہا جاتا ہے تو اس پر جواب یہ دیتی: ''اس مبارک سفر میں پردے کی ضرورت نہیں اور مجبوری بھی ہے۔'' اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا گیا کہ حرم میں عورتیں نماز و طواف کے لئے باریک کپڑا پہن کر تشریف لاتی ہیں، اور ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ خوب آدمیوں کے ہجوم میں طواف کرتی ہیں اور اسی طرح حجرِ اَسود کے بوسے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا ایسی مجبوری کی حالت میں شریعت کے یہاں پردے میں کوئی رعایت ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مبارک سفر میں حرام سے بچے تاکہ حج مقبول ہو، اس طرح کے کپڑے پہن کر طواف و نماز وغیرہ کے لئے آنا شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

ج…… اِحرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرے کو نہ لگے، لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس میں ہو، نامحرَموں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اور جب اِحرام نہ ہو تو چہرے کا ڈھکنا لازم ہے۔ یہ غلط ہے کہ مکہ مکرّمہ میں یا سفرِ حج میں پردہ ضروری نہیں۔ عورت کا باریک کپڑا پہن کر (جس میں سے سر کے بال جھلکتے ہوں) نماز اور طواف کے لئے آنا


فہرست

حرام ہے اور ایسے کپڑے میں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ طواف میں عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجرِ اسود کا بوسہ لینے کی بھی کوشش نہ کریں، ورنہ گناہ گار ہوں گی اور ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کا مضمون صادق آئے گا۔ عورتوں کو چاہئے کہ حج کے دوران بھی نمازیں اپنے گھر پر پڑھیں، گھر پر نماز پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا، ان کا گھر پر نماز پڑھنا حرم شریف میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور طواف کے لئے رات کو جائیں اس وقت رش نسبتاً کم ہوتا ہے۔

## حج وعمرہ کے دوران ایامِ حیض کو دوا سے بند کرنا

س...... کیا شرعاً یہ جائز ہے کہ عمرہ یا حج کے دوران خواتین کوئی ایسی دوا استعمال کریں کہ جس سے ایام نہ آئیں اور وہ اپنا عمرہ یا حج صحیح طور پر ادا کرلیں؟

ج...... جائز ہے، لیکن جبکہ ''ایام'' حج وعمرہ سے مانع نہیں تو انہیں بند کرنے کا اہتمام کیوں کیا جائے؟ ایام کی حالت میں صرف طواف جائز نہیں، باقی تمام افعال جائز ہیں۔

## حاجی، مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں مقیم ہوگا یا مسافر؟

س...... حاجی، مکہ میں مسافر ہوگا یا مقیم؟ جبکہ وہ پندرہ دن قیام کی نیت کرے، مگر اس قیام کے دوران وہ منیٰ اور عرفات میں بھی پانچ دن کے لئے جائے اور آئے، ایسی صورت میں وہ مقیم ہوگا یا مسافر؟ اور منیٰ اور مکہ شہرِ واحد کے حکم میں ہیں یا دو الگ الگ شہر؟

ج...... مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ الگ الگ مقامات ہیں۔ ان میں مجموعی طور پر پندرہ دن رہنے کی نیت سے آدمی مقیم نہیں ہوتا۔ پس جو شخص ۸/ذوالحجہ کو منیٰ جانے سے پندرہ دن پہلے مکہ مکرّمہ آگیا ہو تو وہ مکہ مکرّمہ میں مقیم ہوگیا۔ اب وہ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی مقیم ہوگا اور پوری نماز پڑھے گا۔ لیکن اگر مکہ مکرّمہ آئے ہوئے ابھی پندرہ دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ منیٰ کو روانگی ہوگئی تو یہ شخص مکہ مکرّمہ میں بھی مسافر ہوگا اور منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی قصر نماز پڑھے گا۔ تیرہویں تاریخ کو منیٰ سے واپسی کے بعد اگر اس کا ارادہ پندرہ دن مکہ مکرّمہ میں رہنے کا ہے تو اب یہ شخص مکہ مکرّمہ میں مقیم بن جائے گا، لیکن اگر منیٰ سے واپسی

کے بعد بھی مکہ مکرّمہ میں پندرہ دن رہنے کا موقع نہیں تو یہ شخص بدستور مسافر ہی رہے گا۔

## آٹھویں ذوالحجہ کو کس وقت منیٰ جانا چاہئے؟

س……آٹھویں ذوالحجہ کو کس وقت منیٰ جانا چاہئے؟ کیا سورج نکلنے سے قبل منیٰ جانا جائز ہے؟

ج……آٹھویں ذوالحجہ کو کسی وقت بھی منیٰ جانا مسنون ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب کے بعد جائے اور ظہر کی نماز وہاں پر پڑھے۔ سورج نکلنے سے قبل جانا خلافِ اَولیٰ ہے، مگر جائز ہے۔

## دس اور گیارہ ذوالحجہ کی درمیانی رات منیٰ کے باہر گزارنا خلافِ سنت ہے

س……ایک شخص نے منیٰ میں قربانی کرنے اور اِحرام کھولنے کے بعد ۱۰/اور ۱۱/ذوالحجہ کی درمیانی شب مکمل اور ۱۱/ذوالحجہ کا آدھا دن مکہ مکرّمہ میں گزارا اور باقی دن منیٰ میں، اور وہاں ۱۲/ذوالحجہ کی رمی تک رہا، اس شخص کا کیا حکم ہے؟

ج……منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے، اس لئے اس نے خلافِ سنت کیا، مگر اس کے ذمہ دَم وغیرہ واجب نہیں۔

## منیٰ کی حدود سے باہر قیام کیا تو حج ہوا یا نہیں؟

س……جدہ سے بہت سے افراد گروپ حج کا انتظام کرتے ہیں جو مقرّرہ معاوضے کے عوض لوگوں کے خیمے (رہائش)، خوراک اور ٹرانسپورٹ کا انتظام کرتے ہیں اور حج کراتے ہیں۔ اس بار میں نے اپنی فیملی کے ہمراہ ایسے ہی ایک ادارے سے مقرّرہ رقم دے کر بکنگ کرائی، منیٰ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ان کے خیمے حکومت کی بتائی ہوئی منیٰ کی حدود کے عین باہر ہیں، اب ایسے وقت آپ کچھ بھی بحث کریں نہ رقم واپس مل سکتی ہے، اور نہ باوجود کوشش کرنے کے کسی اور جگہ متبادل انتظام ہوسکتا ہے، لہٰذا ہم سب نے تمام مناسکِ حج پورے کئے اور منیٰ میں وہیں قیام کیا جو کہ منیٰ سے چند قدم باہر تھا، بہت سے سعودی اور دُوسری قومیتوں کے لوگ بھی وہاں قیام پذیر تھے، اور حکومت کی دُوسری سہولتیں وہاں بھی اسی طرح مہیا کی گئی ہیں جس طرح کہ منیٰ کے اندر دیگر جگہوں پر ہیں، بلکہ کچھ ملکوں جیسے عراق وغیرہ کے باقاعدہ

حکومت سے منظور شدہ معلّموں کے خیمے بھی وہاں تھے۔ اب آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں کہ ان حالات میں منیٰ کی حد سے چند قدم باہر قیام کرنے پر ہمارے حج میں کیا کوئی نقص رہا یا نہیں؟

ج…… منیٰ کی حدود سے باہر رہنے کی صورت میں منیٰ میں رات گزارنے کی سنت ادا نہیں ہوگی، حج ادا ہوگیا۔

## حاجی، منیٰ اور عرفات میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے؟

س…… اس سال میں نے حج کیا، چونکہ پہلے ہم مدینہ شریف کی زیارت کر کے آگئے، بعد میں حج کا ٹائم ہوا، اور پھر ہم مکہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوئے، منیٰ میں قیام کے دوران ہم نے تمام نمازیں قصر ادا کیں، کیا ہماری تمام نمازیں قبول ہوگئیں؟

ج…… اگر آپ منیٰ جانے سے پندرہ دن پہلے مکہ مکرّمہ آگئے تھے تو آپ مکہ مکرّمہ میں مقیم ہوگئے اور منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں مقیم ہی رہے، آپ کو پوری نماز پڑھنی لازم تھی، اس لئے آپ کی یہ نمازیں نہیں ہوئیں، ان کو دوبارہ پڑھیں۔ اور اگر منیٰ جانے سے پندرہ دن پہلے آپ نہیں آئے تھے، بلکہ منیٰ جانے میں اس سے کم مدّت کا وقفہ تھا تو آپ مکہ مکرّمہ میں بھی مسافر تھے اور منیٰ، عرفات میں بھی مسافر رہے، اس لئے آپ کا قصر پڑھنا صحیح تھا۔

## حج اور عمرہ میں قصر نماز

س…… کوئی مسلمان جب عمرہ اور حج مبارک کی نیت سے سعودی عرب کا سفر کرتا ہے تو کیا اس سفر کے دوران اس کو (الف) فرائض کی رکعتیں پوری پڑھنی ہوں گی؟ (ب) قصر کرنا ضرور ہوگا؟ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اس سفر کا مقصد صرف عمرہ کرنا، حج کرنا ہے، (د) کعبۃ اللہ اور مسجدِ نبوی میں بھی قصر نماز پڑھنی ضروری ہوگی؟

ج…… کراچی سے مکہ مکرّمہ تک تو سفر ہے، اس لئے قصر کرے گا، اگر مکہ مکرّمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا موقع ہو تو مقیم ہوگا اور پوری نماز پڑھے گا، اور اگر مکہ مکرّمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کا موقع نہیں، مثلاً چودھویں دن اس کو منیٰ جانا ہے (یا اس سے پہلے مدینہ منوّرہ جانا ہے) تو مکہ مکرّمہ میں بھی مسافر ہی رہے گا اور قصر کرے گا۔

## عرفات، منیٰ، مکہ مکرّمہ میں نماز قصر پڑھنا

س...... آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ تحریر کر رہا ہوں، یہ مسئلہ صرف میرا ہی نہیں ہے، بلکہ لاکھوں انسانوں کا ہے، براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیجئے تاکہ لاکھوں انسانوں کا مسئلہ حل ہوجائے۔ ہوائی جہاز سے جانے والے عازمینِ حج کو اس سال گورنمنٹ کی طرف سے ایک ماہ دو روز کی واپسی کی تاریخ ملی تھی، تقریباً نصف حاجیوں کو روانہ ہونے سے پہلے اطلاع ملی کہ مدینہ شریف حج کے بعد جانے کی اجازت ہے، حج سے پہلے نہیں جاسکتے۔ میرا جہاز جس روز مکہ شریف پہنچا تو اس جہاز کے تمام حاجیوں کو منیٰ جانے میں صرف دس روز باقی تھے، اور ان تمام حاجیوں کو ۲۲ روز مکہ شریف اور حج کے سفر میں گزارنے ہیں، اور آخر کے دس دن مدینہ شریف اور جدہ میں گزارنے ہیں، کیونکہ ہم لوگوں کو مدینہ شریف حج سے پہلے جانے کی اجازت نہیں تھی اور اس کی اطلاع جانے سے پہلے ہی کراچی میں مل گئی تھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ پانچ روز جو حج کے سفر میں گزارے جو مکہ شریف سے تقریباً چار چھ میل کے فاصلے پر ہے، تو حج کے سفر کے دوران نمازیں بحیثیت مقیم پڑھنی ہیں یا قصر؟ اور مکہ شریف میں کوئی نماز کسی مجبوری کی وجہ سے باجماعت سے رہ جائے تو وہ نماز مقیم پڑھنی ہے یا قصر؟ مدینہ شریف اور جدہ میں تو بہرحال قصر ہی پڑھنی ہیں کیونکہ یہاں پندرہ روز سے کم کا قیام ہے۔

ج...... مقیم ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک ہی جگہ کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو۔ اور مکہ مکرّمہ، منیٰ، عرفات یہ ایک جگہ نہیں ہے، بلکہ الگ الگ تین جگہیں ہیں، اس لئے جن لوگوں کو منیٰ جانے سے پہلے مکہ شریف میں پندرہ دن ٹھہرنے کا وقفہ مل جائے وہ مقیم ہوں گے، اور منیٰ، عرفات میں بھی پوری ہی نماز پڑھیں گے، اسی طرح منیٰ کے اعمال سے فارغ ہوکر پندرہ دن مکہ مکرّمہ میں ٹھہرنا ہو تب بھی مقیم ہوں گے، لیکن جن لوگوں کو منیٰ سے آنے کے بعد بھی مکہ شریف میں پندرہ دن ٹھہرنے کا موقع نہیں ملتا وہ مسافر ہوں گے، چنانچہ آپ مسافر تھے۔

## وقوفِ عرفہ کی نیت کب کرنی چاہئے؟

س…… یومِ عرفہ کو وقوف کی نیت کس وقت کرنی چاہئے؟

ج…… وقوفِ عرفہ کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، یومِ عرفہ کو زوال کے بعد جس وقت بھی میدانِ عرفات میں داخل ہوجائے وقوفِ عرفہ کی نیت کرنی چاہئے، اگر نیت نہ بھی کرے اور وقوف ہوجائے تو فرض ادا ہوجائے گا۔

## عرفات کے میدان میں ظہر و عصر کی نماز قصر کیوں کی جاتی ہے؟

س…… یوم الحج یعنی ۹ ذوالحجہ کو مقامِ عرفات میں مسجدِ نمرہ میں جو ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں وہ ہمیشہ قصر کیوں پڑھی جاتی ہیں؟ جبکہ مکہ معظّمہ سے عرفات کے میدان کا فاصلہ تین چار میل ہے، اور قصر کے لئے مقامِ قیام سے ۴۸ میل یا ایسے ہی کچھ فاصلے کا ہونا ضروری ہے۔

ج…… ہمارے نزدیک عرفات میں قصر صرف مسافر کے لئے ہے، مقیم پوری نماز پڑھے گا۔ سعودی حضرات کے نزدیک قصر مناسک کی وجہ سے ہے، اس لئے امام خواہ مقیم ہو، قصر ہی کرے گا۔

## عرفات میں نمازِ ظہر و عصر جمع کرنے کی شرط

س…… عرفات کے میدان میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر ملاکر جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، لیکن اگر کوئی شخص امام کے ساتھ جماعت میں شریک نہیں ہوسکا اور اب اکیلے نماز پڑھتا ہے تو اسے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھنی ہوں گی یا دونوں نمازیں اکیلے ہونے کی صورت میں بھی اکٹھی پڑھے گا؟ نیز اگر اپنے خیمے میں دُوسری جماعت کے ساتھ شریک ہو تو امام کو صرف ظہر پڑھانی چاہئے یا ظہر اور عصر اکٹھی؟

ج…… عرفات میں ظہر اور عصر جمع کرنے کے لئے امامِ اکبر کے ساتھ جو مسجدِ نمرہ میں ظہر و عصر پڑھاتا ہے، اس جماعت میں شرکت شرط ہے، پس جو لوگ مسجدِ نمرہ کی دونوں نمازوں (ظہر و عصر) یا کسی ایک کی جماعت میں شریک نہ ہوں ان کے لئے ظہر و عصر کو اپنے اپنے

وقت پر پڑھنا لازم ہے، خواہ وہ جماعت کرائیں یا اکیلے اکیلے نماز پڑھیں، ان کے لئے ظہر وعصر کو جمع کرنا جائز نہیں۔

## عرفات میں ظہر وعصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء یکجا پڑھنا

س…… حج کے موقع پر حجاجِ کرام کو ایک مقام پر دو نمازوں کو یکجا پڑھنے کا حکم ہے، لہٰذا مطلع کریں وہ دو وقت کی نمازیں کون سی ہیں؟ اور اگر کوئی شخص ان دو نمازوں کو یکجا نہ پڑھے (جان بوجھ کر) بلکہ اپنے اوقات میں پڑھے تو کیا اس شخص کی نمازیں قبول ہوں گی؟

ج…… عرفات کے میدان میں عرفہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے بشرطیکہ مسجدِ نمرہ کے امام کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ اگر اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی جائیں، اور ہر نماز کی جماعت اس کے وقت میں کرالی جائے۔ اور یومِ عرفہ کی شام کو غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ جاتے ہیں اور نمازِ مغرب اور عشاء دونوں مزدلفہ پہنچ کر ادا کرتے ہیں۔ اگر کسی نے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستے میں پڑھ لی تو جائز نہیں، مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ مغرب کی نماز پڑھے، اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھے۔

س…… کیا مزدلفہ میں نمازیں جماعت سے نہیں پڑھتے ہیں، فرداً فرداً پڑھتے ہیں؟

ج…… نہیں! بلکہ جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔

## مزدلفہ اور عرفات میں نمازیں جمع کرنا اور ادا کرنے کا طریقہ

س…… عرفات میں ظہر وعصر کو جو اکٹھے یعنی جمع کر کے ایک وقت میں نماز پڑھتے ہیں، اس کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ کیونکہ میں نے اس مرتبہ عرفہ کی مسجد میں نماز پڑھی تو ہماری مسجد کے مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ وہاں ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہماری شرائط کے مطابق نہیں ہے۔ آپ سے پوچھنا ہے کہ اگر کوئی شخص ان شرائط کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے نماز پڑھ لے تو اس کے لئے کیا تاوان ہے اور کیا حکم ہے؟

ج…… مسجدِ نمرہ کے امام کے ساتھ ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرنا جائز ہے، مگر اس کے لئے چند

شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ قصر صرف امامِ مسافر کرسکتا ہے، اگر امام مقیم ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ سنا یہ تھا کہ مسجدِ نمرہ کا امام مقیم ہونے کے باوجود قصر کرتا ہے، اس لئے حنفی ان کے ساتھ جمع نہیں کرتے تھے، لیکن اگر یہ تحقیق ہوجائے کہ امام مسافر ہوتا ہے تو حنفیہ کے لئے امام کی ان نمازوں میں شریک ہونا صحیح ہے، ورنہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر اپنے خیموں میں ادا کریں۔

س…… اسی طرح مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جو جمع کرکے ایک وقت میں پڑھتے ہیں اس کے لئے بھی کیا شرائط ہیں؟ اور ان دونوں کو جمع کرنے کے لئے کن چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟ اور کیا مرد اور عورتوں تمام پر ضروری ہے، کوئی مستثنیٰ بھی ہیں؟ اور جو اس کو قصداً ترک کرے یا سہواً تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… مزدلفہ میں مغرب وعشاء کا جمع کرنا حاجیوں کے لئے ضروری ہے، مغرب کو مغرب کے وقت میں پڑھنا ان کے لئے جائز نہیں، اس میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

س…… مزدلفہ میں جو مغرب وعشاء کو جمع کریں گے آیا ان کو جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے یا الگ الگ بھی پڑھ سکتے ہیں؟ آیا ان دونوں نمازوں کو دو اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں گے یا ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں گے؟ ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ مغرب وعشاء کے درمیان مغرب کی سنتیں یا نوافل بھی پڑھیں گے یا فقط فرض نماز پڑھ کر فوراً عشاء کی نماز پڑھیں گے؟

ج…… مغرب وعشاء جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں، اگر جماعت نہ ملے تو اکیلا پڑھ لے۔ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی جائیں، دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں نہ پڑھی جائیں بلکہ سنتیں بعد میں پڑھیں، اور اگر مغرب پڑھ کر اس کی سنتیں پڑھیں تو عشاء کے لئے دوبارہ اقامت کی جائے۔

## مزدلفہ میں وتر اور سنتیں پڑھنے کا حکم

س…… مزدلفہ پہنچ کر عشاء اور مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد سنت اور وتر واجب پڑھنے

ضروری ہیں یا کہ نہیں؟

ج...... وتر کی نماز تو واجب ہے، اور اس کا ادا کرنا مقیم اور مسافر ہر ایک کے ذمہ لازم ہے۔ باقی رہیں سنتیں! تو سننِ مؤکدہ کا ادا کرنا مقیم کے لئے تو ضروری ہے، مسافر کو اختیار ہے کہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

## مزدلفہ کا وقوف کب ہوتا ہے؟ اور وادیٔ محسّر میں وقوف کرنا اور نماز ادا کرنا

س...... مسئلہ یہ ہے کہ مزدلفہ میں تو رات کو عرفہ سے پہنچیں گے، اس کے بعد اس کا وقوف کب سے شروع ہوتا ہے جو کہ واجب ہے اور کب تک ہوتا ہے؟ اور اس میں (مزدلفہ میں) فجر کی نماز کس وقت پڑھیں گے، آیا اوّل وقت میں یا آخر وقت میں؟ ساتھ یہ بتلائیں کہ اگر کوئی شخص اس وادی میں جو کہ مزدلفہ کے ساتھ ہے جس میں اصحابِ فیل کا واقعہ پیش آیا تھا، نماز ادا کرلے، پھر معلوم ہو کہ یہ وہ جگہ ہے جس میں جلدی سے گزرنے کا حکم ہے تو کیا نماز کو لوٹائے گا یا ادا ہوجائے گی؟

ج...... وقوفِ مزدلفہ کا وقت ۱۰ ذوالحجہ کو صبحِ صادق سے لے کر سورج نکلنے سے پہلے تک ہے۔ سنت یہ ہے کہ صبحِ صادق ہوتے ہی اوّل وقت نمازِ فجر ادا کی جائے، نماز سے فارغ ہوکر وقوف کیا جائے اور سورج نکلنے سے پہلے تک دُعا و اِستغفار اور تضرّع و اِبتہال میں مشغول ہوں۔ جب سورج نکلنے کے قریب ہو تو منیٰ کی طرف چل پڑیں اور وادیٔ محسّر میں وقوف جائز نہیں۔

## یوم النحر کے کن افعال میں ترتیب واجب ہے؟

س...... "فضائلِ حج" صفحہ:۲۱۴، ۲۱۵ پر دسویں تاریخ کا ذکر ہے، اور حضرتِ شیخ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اس دن میں چار کام کرنے ہیں: رَمی، ذبح، سر منڈانا اور طوافِ زیارت کرنا" یہی ترتیب ان کی ہے۔ اس میں بہت سے حضرات سے بھول وغیرہ کی وجہ سے ترتیب میں تقدّم و تأخر ہوا، ہر شخص آکر عرض کرتا کہ مجھ سے بجائے اس کے ایسا

ہوگیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ”اس میں کوئی گناہ نہیں۔“ اب اس ترتیب میں تقدیم وتأخیر ہوتو دَم واجب بتایا جاتا ہے (معلّم الحجاج ص:۲۵۳)۔ اگر مفرِد یا قارِن نے یا متمتع نے رَمی سے پہلے سر منڈایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈایا، قارِن اور متمتع نے رَمی سے پہلے ذبح کیا تو دَم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ یہ فرق سمجھ میں نہیں آیا، برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمادیں۔

ج...... یوم النحر کے چار افعال ہیں، یعنی رَمی، ذبح، حلق اور طوافِ زیارت۔ اوّل الذکر تین چیزوں میں ترتیب واجب ہے، تقدیم وتأخیر کی صورت میں دَم واجب ہوگا۔ مگر طوافِ زیارت اور تین افعالِ مذکورہ کے درمیان ترتیب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ پس اگر طوافِ زیارت ان تین سے پہلے کرلیا جائے تو کوئی دَم لازم نہیں۔ حدیث میں ان تین افعال کے آگے پیچھے کرنے والوں کو جو فرمایا گیا ہے کہ: ”کوئی حرج نہیں!“ حنفیہ اس میں یہ تأویل کرتے ہیں کہ اس وقت افعالِ حج کی تشریع ہورہی تھی، اس لئے خاص اس موقع پر بھول چوک کر تقدیم وتأخیر کرنے والوں کو گناہ سے بَری قرار دیا، مگر چونکہ دُوسرے دلائل سے ان افعال میں ترتیب کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لئے دَم واجب ہوگا، واللہ اعلم!

### دَم کہاں ادا کیا جائے؟

س...... عرض یہ ہے کہ ہم سب سے دورانِ حج اِحرام باندھنے کے سلسلے میں غلطی ہوگئی تھی جس کا ہم کو دَم ادا کرنا ہے، لیکن ہم یہ ادا نہیں کرسکے۔ اس کے علاوہ مکہ و مدینہ دوبارہ جانے کی سعادت ابھی تک نصیب نہیں ہوئی، کچھ عرصہ بعد ہم چھٹی پر کراچی جارہے ہیں، پس عرض یہ ہے کہ یہ دَم جو ہم کو ادا کرنا ہے، کیا کراچی میں کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... حج وعمرہ کے سلسلے میں جو دَم واجب ہوتا ہے اس کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، دُوسری جگہ ذبح کرنا دُرست نہیں۔ آپ کسی حاجی کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں اور اس کو تاکید کردیں کہ وہ وہاں بکرا خرید کر حدودِ حرم میں ذبح کرادے، اس کا گوشت صرف فقراء و مساکین کھاسکتے ہیں، مال دار لوگ نہیں کھاسکتے۔

# رَمی
## (شیطان کو کنکریاں مارنا)

### شیطان کو کنکریاں مارنے کی کیا علت ہے؟

س...... حج مبارک کے موقع پر شیطان کو جو کنکریاں ماری جاتی ہیں، کیا اس کی علت وہ ہاتھیوں کا لشکر ہے جس پر اللہ جل شانہ نے کنکریاں برسوا کر پامال کیا تھا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جس میں شیطان نے متعدّد دفعہ بہکایا تھا؟ ممکن ہے اس موقع کی علّتیں بہت سی ہوں، اُمید ہے رائج علت تحریر فرماکر ہمارے مسئلے کا حل فرمادیں گے۔

ج...... غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام والا واقعہ ہی اس کا سبب ہے، مگر یہ علت نہیں۔ ایسے اُمور کی علت تلاش نہیں کی جاتی، بس جو حکم ہو اس کی تعمیل کی جاتی ہے، اور حج کے اکثر افعال وارکان عاشقانہ انداز کے ہیں، کہ عقلاء ان کی علّتیں تلاش کرنے سے قاصر ہیں۔

### شیطان کو کنکریاں مارنے کا وقت

س...... شیطان کو کنکریاں مارنے کا وقت کس وقت سے شروع ہوتا ہے اور کب تک کنکریاں مارنا جائز ہے؟ برائے مہربانی اس کو بھی تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

ج...... پہلے دن دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کی رَمی کی جاتی ہے، اس کا وقت صبحِ صادق سے شروع ہوجاتا ہے مگر طلوعِ آفتاب سے پہلے رَمی کرنا خلافِ سنت ہے، اس کا وقتِ مسنون طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے، زوال سے غروب تک بلاکراہت جواز کا وقت ہے، اور غروب سے اگلے دن کی صبحِ صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے، لیکن اگر کوئی عذر ہو تو غروب کے بعد بھی بلاکراہت جائز ہے۔ گیارہویں اور بارہویں کی رَمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے، غروبِ آفتاب تک بلاکراہت، اور غروب

سے صبحِ صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ مگر آج کل ہجوم کی وجہ سے غروب سے پہلے رَمی نہ کرسکے تو غروب کے بعد بلاکراہت جائز ہے۔ تیرہویں تاریخ کی رَمی کا مسنون وقت تو زوال کے بعد ہے، لیکن صبحِ صادق کے بعد زوال سے پہلے اس دن کی رَمی کرنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

## رات کے وقت رَمی کرنا

س…… رَمیٔ جمرات کے وقت کافی رش ہوتا ہے اور حجاج پاؤں تلے دَب کر مرجاتے ہیں، تو کیا کمزور مرد و عورت بجائے دن کے رات کے کسی حصے میں رَمی کرسکتے ہیں؟ جبکہ وہاں کے علماء کا کہنا ہے کہ چوبیس گھنٹے رَمیٔ جمار کرسکتے ہیں۔

ج…… طاقت ور مردوں کو رات کے وقت رَمی کرنا مکروہ ہے، البتہ عورتیں اور کمزور مرد اگر عذر کی بنا پر رات کو رَمی کریں تو ان کے لئے نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

## رَمیٔ جمار میں ترتیب بدل دینے سے دَم واجب نہیں ہوتا

س…… ایک صاحب نے اس سال حجِ بیت اللہ ادا فرمایا، اور شیطانوں پر کنکریاں مارنے کے سلسلے میں تاریخ دس، گیارہ، بارہ یعنی تین یوم میں بھول یا غلطی سے جمرۂ عقبہ سے شروع ہوکر جمرۂ اوّل پر ختم کیں، تو اس غلطی و بھول کی کیا سزا و جزا ہے؟ اس سے حج میں فرق آیا یا نہیں؟

ج…… چونکہ جمرات میں ترتیب سنت ہے، واجب نہیں، اور ترکِ سنت پر دَم نہیں آتا، اس لئے نہ حج میں کوئی خرابی آئے گی اور نہ دَم واجب ہوگا۔ البتہ ترکِ سنت سے کچھ اساءت آتی ہے، یعنی خلافِ سنت کام کیا۔ صورتِ مسئولہ میں اگر یہ شخص جمرۂ اُولیٰ کی رَمی کے بعد علی الترتیب جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رَمی دوبارہ کرلیتا تو اس کا فعل سنت کے مطابق ہوجاتا اور اساءت ختم ہوجاتی۔

## دسویں ذی الحجہ کو مغرب کے وقت رَمی کرنا

س…… لوگوں کے کہنے کے مطابق کہ دسویں ذی الحجہ کو رَمی کرنے میں کافی دُشواری ہوتی ہے، خواتین ہمارے ساتھ تھیں، ہم نے صبح کے بجائے مغرب کے وقت رَمی کی، کیا یہ عمل صحیح ہوا؟

ج……مغرب تک رَمی کی تأخیر میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک رَمی نہ کرلیں تب تک تمتع اور قران کی قربانی نہیں کرسکتے، اور جب تک قربانی نہ کرلیں، بال نہیں کٹاسکتے، اگر آپ نے اس شرط کو ملحوظ رکھا تو ٹھیک کیا۔

## کسی سے کنکریاں مروانا

س……میں نے اپنے شوہر کے ساتھ حج کیا ہے، چونکہ میرے شوہر بہت بیمار ہوگئے تھے اور میرے ساتھ اپنا کوئی خاص نہیں تھا، جس کی وجہ سے میں کنکریاں خود نہیں مارسکی، نہ میرے شوہر۔ ہمارے ساتھ جو اور لوگ تھے ان کی بھی کوئی عورت نہیں گئی کنکریاں مارنے، ان کی طرف سے اور میری اور میرے شوہر کی طرف سے ہمارے ساتھ والے مردوں نے ہی کنکریاں ماردیں۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جو آدمی نماز کھڑے ہوکر پڑھ سکتا ہے وہ کنکریاں خود مارے، اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا فدیہ دے۔ اب مجھے بہت فکر ہوگئی ہے، آپ مجھے بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ ہم نے اپنی قربانی بھی انہیں لوگوں کی معرفت کرائی تھی۔

ج……آپ کے ذمہ قربانی لازم ہوگئی، مکہ جانے والے کسی آدمی کے ہاتھ رقم بھیج دیجئے اور اس کو تاکید کردیجئے کہ وہ بکری ذبح کرادے۔

## کیا ہجوم کے وقت خواتین کی کنکریاں دُوسرا مارسکتا ہے؟

س……خواتین کو کنکریاں خود مارنی چاہئیں، دن کو رَش ہو تو رات کو مارنی چاہئیں، کیا خواتین خود مارنے کے بجائے دُوسروں سے کنکریاں مرواسکتی ہیں؟

ج……رات کے وقت رَش نہیں ہوتا، عورتوں کو اس وقت رَمی کرنی چاہئے۔ خواتین کی جگہ کسی دُوسرے کا رَمی کرنا صحیح نہیں، البتہ اگر کوئی ایسا مریض ہو کہ رَمی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ رَمی کرنا جائز ہے۔

## جمرات کی رَمی کرنا

س……دُوسرے کی طرف سے منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج……حالتِ عذر میں دُوسرے کی طرف سے رَمی کرنے کا طریقہ فقہاء نے یوں لکھا ہے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارے اور پھر دُوسرے کی طرف سے نیابت کے طور پر سات کنکریاں مارے۔ ایک کنکری اپنی طرف سے مارنا اور دُوسری دُوسرے شخص کی طرف سے مارنے کو مکروہ لکھا ہے۔

## بیمار یا کمزور آدمی کا دُوسرے سے رَمی کروانا

س……ایک شخص بیماری یا کمزوری کی حالت میں حج کرتا ہے، اب وہ جمرات کی رَمی کس طرح کرے؟ کیا وہ کسی دُوسرے سے رَمی کرواسکتا ہے؟

ج……جو شخص بیماری یا کمزوری کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، اور جمرات تک پیدل یا سوار ہوکر آنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو وہ معذور ہے، اور اگر اس کو آنے میں مرض بڑھنے یا تکلیف ہونے کا اندیشہ نہیں ہے، تو اَب اس کو خود رَمی کرنا ضروری ہے، اور دُوسرے سے رَمی کرانا جائز نہیں۔ ہاں! اگر سواری یا اُٹھانے والا نہ ہو تو وہ معذور ہے اور معذور دُوسرے سے رَمی کراسکتا ہے، جس کو معذوری نہ ہو اس کا دُوسرے کے ذریعہ رَمی کرانا جائز نہیں۔ بہت سے لوگ محض ہجوم کی وجہ سے دُوسرے کو کنکریاں دے دیتے ہیں، ان کی رَمی نہیں ہوتی۔ البتہ سخت ہجوم میں ضعیف و ناتواں لوگ پس جاتے ہیں، گو وہ چلنے سے معذور نہیں، لہٰذا ان کے لئے رات کو رَمی کرنا افضل ہے۔

## دس ذوالحجہ کو رَمیٔ جمار کے لئے کنکریاں دُوسرے کو دے کر چلے آنا جائز نہیں

س……میرے ایک دوست جن کا تعلق انڈیا سے ہے، اس مرتبہ ان کا ارادہ حج کرنا کا بھی ہے اور اپنے وطن جاکر گھر والوں کے ساتھ عید کرنے کا بھی۔ جبکہ عربی کیلنڈر کے مطابق عربی کی دس بروز جمعرات ہے اور اس طرح سے حج جمعرات کو ہوجاتا ہے، لیکن شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے تین دن تک منیٰ میں رُکنا پڑتا ہے، میرے دوست چاہتے ہیں کہ جمعہ کی صبح والی فلائٹ سے انڈیا روانہ ہوجائیں اور اپنی کنکریاں مارنے کے لئے کسی

دُوسرے شخص کو دے دیں، تو کیا اس صورت میں اس کے حج کے تمام فرائض ادا ہوجاتے ہیں اور حج مکمل ہوجاتا ہے یا کہ نہیں؟

ج…… جمرات کی رَمی واجب ہے اور اس کے ترک پر دَم لازم آتا ہے، آپ کے دوست بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رَمی کرکے جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں۔ اپنی کنکریاں کسی دُوسرے کے حوالے کرکے خود چلے آنا جائز نہیں، ان کا حج ناقص رہے گا، ان کا دَم لازم آئے گا، اور وہ قصداً حج کا واجب چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔ تعجب ہے! کہ ایک شخص اتنا خرچ کرکے آئے اور پھر حج کو اَدھورا اور ناقص چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اگر ایک سال عید گھر والوں کے ساتھ نہ کی جائے تو کیا حرج ہے؟ واضح رہے کہ جو شخص خود رَمی کرنے پر قادر ہو اس کی طرف سے کسی دُوسرے شخص کا رَمی کردینا کافی نہیں، بلکہ اس کے ذمہ بذاتِ خود رَمی کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص ایسا بیمار یا معذور ہو کہ خود جمرات تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی طرف سے نیابت جائز ہے کہ اس کے حکم سے دُوسرا شخص اس کی طرف سے رَمی کردے۔

## ۱۲؍ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رَمی کرنا دُرست نہیں

س…… ۱۲؍ذوالحجہ کو اکثر دیکھا گیا کہ لوگ زوال سے پہلے رَمی کرنے نکل جاتے ہیں کہ بعد میں رَش ہوجائے گا، اس لئے قبل اَز وقت مار کر نکل جاتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ عمل دُرست ہے؟ اور اگر دُرست نہیں تو جس نے کرلیا اس پر کیا تاوان آئے گا؟ اس کا حج دُرست ہوا یا فاسد؟

ج…… صرف دس ذوالحجہ کی رَمی زوال سے پہلے ہے، ۱۱، ۱۲؍کی رَمی زوال کے بعد ہی ہوسکتی ہے، اگر زوال سے پہلے کرلی تو وہ رَمی ادا نہیں ہوئی، اس صورت میں دَم واجب ہوگا، البتہ تیرہویں تاریخ کی رَمی زوال سے پہلے کرکے جانا جائز ہے۔

## عورتوں اور ضعفاء کا بارہویں اور تیرہویں کی درمیانی شب میں رَمی کرنا

س…… عورتوں اور ضعفاء کے لئے تو رات کو کنکریاں مارنا جائز ہے، لیکن بارہویں ذوالحجہ کو


فہرست

اگر وہ غروبِ آفتاب کے بعد ٹھہریں اور رات کو رَمی کریں تو کیا ان پر تیرہویں کی رَمی بھی لازم ہوتی ہے؟ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

ج…… بارہویں تاریخ کو بھی عورتیں و دیگر ضعفاء و کمزور حضرات رات کو رَمی کر سکتے ہیں، بارہویں تاریخ کو منیٰ سے غروبِ آفتاب کے بعد بھی تیرہویں کی فجر سے پہلے آنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ اس لئے اگر تیرہویں تاریخ کی صبحِ صادق ہونے سے پہلے منیٰ سے نکل جائیں تو تیرہویں تاریخ کی رَمی لازم نہیں ہوگی، اور اس کے چھوڑنے پر دَم لازم نہیں آئے گا۔ ہاں! اگر تیرہویں کی فجر بھی منیٰ میں ہوگئی تو پھر تیرہویں کی رَمی بھی واجب ہوجاتی ہے، اس کے چھوڑنے سے دَم لازم آئے گا۔

## تیرہویں کو صبح سے پہلے منیٰ سے نکل جائے تو رَمی لازم نہیں

س…… مسئلہ یہ ہے کہ بارہویں تاریخ کو ہم یعنی عورتوں نے رات کو رَمی کا فعل ادا کیا اور پھر غروب کے بعد وہاں سے نکلے۔ پوچھنا میں یہ چاہتی ہوں کہ غروب کے بعد نکلنے سے تیرہ کا ٹھہرنا ضروری تو نہیں ہوگیا؟ کیونکہ بعض لوگوں نے وہاں بتلایا کہ بارہ کو منیٰ سے دیر سے نکلنے پر تیرہ کی رَمی کرنا واجب ہوجاتی ہے۔ اور یہ بھی بتلائیں کہ ہمارے ان عملوں سے کوئی حج میں نقص و فساد تو نہیں آیا؟ اگر آیا تو اس کا تاوان کیا ہے؟

ج…… بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے، مگر اس صورت میں تیرہویں تاریخ کی رَمی لازم نہیں ہوتی، بشرطیکہ صبحِ صادق سے پہلے منیٰ سے نکل گیا ہو۔ اور اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبحِ صادق ہوگئی تو اَب تیرہویں تاریخ کی رَمی بھی واجب ہوگئی، اب اگر رَمی کے بغیر منیٰ سے جائے گا تو دَم لازم ہوگا۔

# حج کے دوران قربانی

## کیا حاجی پر عید کی قربانی بھی واجب ہے؟

س…… جو حضرات پاکستان سے حج کے لئے جاتے ہیں، ان کے لئے وہاں حج کے دوران ایک قربانی واجب ہے یا دو واجب ہیں؟ اور اگر ایک قربانی کر دی ہو تو اَب کیا کیا جائے؟

ج…… جو حاجی صاحبان مسافر ہوں اور انہوں نے حجِ تمتع یا قران کیا ہو ان پر صرف حج کی قربانی واجب ہے، اور اگر انہوں نے حجِ مفرَد کیا ہو تو ان کے ذمہ کوئی قربانی واجب نہیں۔ اور جو حاجی مسافر نہ ہوں بلکہ مقیم ہوں ان پر بشرطِ استطاعت عید کی قربانی بھی واجب ہے۔

## کیا دورانِ حج مسافر کو قربانی معاف ہے؟

س…… کیا مسافرت میں قربانی معاف ہے؟ دورانِ حج جبکہ حالتِ سفر ہوتی ہے اس وقت بھی قربانی معاف ہے؟

ج…… دورانِ سفر عام طور پر حاجی سفر میں ہوتا ہے، اس لئے اس پر عیدالاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، البتہ اگر حاجی نے حجِ تمتع یا حجِ قران کا اِحرام باندھا ہے تو اس پر حج کی قربانی واجب ہوگی، عیدالاضحیٰ کی نہیں۔ البتہ اگر عیدالاضحیٰ کی قربانی بھی کرلے تو ثواب ہوگا۔

## حجِ اِفراد میں قربانی نہیں، چاہے پہلا ہو یا دُوسرا، تیسرا

س…… ہمارا تیسرا حج ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی صرف پہلے حج پر لازمی ہے۔

ج…… حجِ اِفراد میں قربانی نہیں ہوتی، خواہ پہلا ہو یا دُوسرا، تیسرا، اور تمتع یا قران ہو تو قربانی لازم ہے، خواہ پہلا ہو یا دُوسرا، تیسرا۔

## حج میں قربانی کریں یا دَمِ شکر؟

س……اب تک تو میں نے سنا تھا کہ قربانی ایک ہوتی ہے جو کہ عرصے سے ہم اِدھر کرتے آئے ہیں، آج ہمارے ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ قربانی کے دنوں میں جو قربانی ہوتی ہے وہ دَم ہے حج کا، اور قربانی کرنا حاجی پر ضروری نہیں کیونکہ حاجی مسافر ہوتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج……جس شخص کا حج تمتع یا قران ہو اس پر حج کی وجہ سے قربانی واجب ہے، اس کو دَمِ شکر کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر حج وعمرہ میں کوئی غلطی ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے بھی بعض صورتوں میں قربانی واجب ہوجاتی ہے، اس کو ''دَم'' کہتے ہیں۔

بقرعید کی عام قربانی دو شرطوں کے ساتھ واجب ہے، ایک یہ کہ آدمی مقیم ہو، مسافر نہ ہو۔ دوم یہ کہ حج کے ضروری اخراجات ادا کرنے کے بعد اس کے پاس قربانی کی گنجائش ہو۔ اگر مقیم نہیں تو قربانی واجب نہیں اور اگر حج کے ضروری اخراجات کے بعد قربانی کی گنجائش نہیں تب بھی اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں۔

## رَمی مؤخر ہونے پر قربانی بھی بعد میں ہوگی

س……ہجوم وغیرہ کی وجہ سے اگر عورت رات تک رَمی مؤخر کرے تو کیا اس کے حصے کی قربانی پہلے کی جاسکتی ہے؟

ج……جس شخص کا تمتع یا قران کا اِحرام ہو اس کے لئے رَمی اور قربانی میں ترتیب واجب ہے کہ پہلے رَمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر اِحرام کھولے۔ پس جس عورت نے تمتع یا قران کیا ہو اگر وہ ہجوم کی وجہ سے رات تک رَمی کو مؤخر کرے تو قربانی کو بھی رَمی سے فارغ ہونے تک مؤخر کرنا لازم ہوگا۔ جب تک وہ رَمی نہ کرے اس کے حصے کی قربانی نہیں ہوسکتی اور جب تک قربانی نہ ہوجائے، اس کا اِحرام نہیں کھل سکتا۔

## کسی ادارہ کو رقم دے کر قربانی کروانا

س……حج کے موقع پر ایک ادارہ رقم لے کر رسید جاری کرتا ہے اور وقت دے دیتا ہے کہ

فلاں وقت تمہاری طرف سے قربانی ہوجائے گی، چنانچہ فلاں وقت بال کٹوا کر اِحرام کھول دینا۔ لیکن بغیر تصدیق کئے بال کٹوا کر اِحرام کھولنا چاہئے یا نہیں؟

ج…… اگر قربانی سے پہلے بال کٹا دیئے جائیں تو دَم لازم آتا ہے، چونکہ اس صورت میں یہ یقین نہیں کہ اِحرام کھولنے سے پہلے قربانی ہوگئی، اس لئے یہ صورت صحیح نہیں۔

## حاجی کا قربانی کے لئے کسی جگہ رقم جمع کروانا

س…… قربانی کے لئے مدرسہ صولتیہ میں رقم جمع کروائی، اپنے ہاتھ سے یہ قربانی نہیں کی، یہ عمل صحیح ہوا؟

ج…… حاجی کو مزدلفہ سے منیٰ آکر چار کام کرنے ہوتے ہیں۔ ۱:-رَمی، ۲:-قربانی، ۳:-حلق، ۴:-طوافِ اِفاضہ، پہلے تین کاموں میں ترتیب واجب ہے، یعنی سب سے پہلے رَمی کرے، پھر قربانی کرے (جبکہ حج تمتع یا قران کیا ہو)، اس کے بعد بال کٹائے، اگر ان تین کاموں میں ترتیب قائم نہ رکھی، مثلاً رَمی سے پہلے قربانی کردی، یا حلق کرالیا، یا قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دَم واجب ہے۔ اب آپ نے جو صولتیہ میں رقم جمع کروائی تو ضروری تھا کہ وہ قربانی آپ کی رَمی کے بعد اور حلق سے پہلے ہو، اگر آپ نے رَمی نہیں کی تھی کہ انہوں نے آپ کی طرف سے قربانی کردی تو دَم لازم آیا، یا انہوں نے قربانی نہیں کی تھی اور آپ نے حلق کرالیا تب بھی دَم لازم آگیا، اس لئے ان سے تحقیق کرلی جائے کہ انہوں نے قربانی کس وقت کی تھی؟

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جبکہ آپ نے حج قران یا تمتع کیا ہو، لیکن اگر آپ نے صرف حجِ مفرَد کیا تھا تو قربانی آپ کے ذمہ واجب نہیں تھی اور آپ رَمی کے بعد حلق کراسکتے تھے۔

## بینک کے ذریعہ قربانی کروانا

س…… میں اور میری بیوی کا حج پر جانا ہوا، حج سے پہلے ہم نے قربانی کے پیسے وہاں کے بینک میں جمع کرادیئے تاکہ اس دن مذبح خانہ جانے کی پریشانی نہ ہو، لیکن یہاں آکر میرے

بھائی نے بتلایا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔اس بنا پر میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ عمل ٹھیک ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی کیا دلیل ہے؟ اور پھر اس عمل سے حج میں کوئی نقص آیا ہوگا، وہ نقص کیا ہے؟ اور اب اس کا کیا تاوان ہے جس کی وجہ سے وہ غلطی پوری ہوجائے؟

ج……جس شخص کا حج تمتع یا قران کا ہو اس کے ذمہ قربانی واجب ہے، اور یہ بھی واجب ہے کہ پہلے قربانی کی جائے اس کے بعد حلق کرایا جائے، اگر قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دَم واجب ہوگا۔ آپ نے بینک میں جو رقم جمع کرائی، آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ آپ کے نام کی قربانی ہوجانے کے بعد آپ نے حلق کرایا یا پہلے کرالیا؟ اس لئے آپ کے ذمہ احتیاطاً دَم لازم ہے۔

س……اکثر حج کے دنوں میں دیکھا گیا ہے کہ حاجی حضرات وہاں کے بینک میں قربانی کی رقم جمع کراتے ہیں اور پھر دسویں ذوالحجہ کو رَمی کے بعد فوراً حلق کرکے اِحرام اُتار لیتے ہیں، حالانکہ بینک والے قربانی بے ترتیب اور بغیر حساب کے مسلسل تین دن تک کرتے ہیں، جس میں کوئی معلوم نہیں کہ پہلے کس کی قربانی ہوگی تاکہ اس اعتبار سے حلال ہو۔ پوچھنا یہ ہے کہ حاجیوں کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیا یہ لوگ بغیر قربانی کے اِحرام اُتار سکتے ہیں یا نہیں؟ اور مسنون اور واجب طریقہ کیا ہے؟

ج……جس شخص کا حج تمتع یا قران ہو اس پر قربانی واجب ہے، اور اس قربانی کا حلق سے پہلے کرنا واجب ہے، اگر حلق کرالیا اور قربانی نہیں کی تو دَم لازم آئے گا۔ جو لوگ بینک میں قربانی کی رقم جمع کراتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ بینک والوں سے وقت کا تعین کرالیں اور پھر قربانی کے دن قربان گاہ پر اپنا آدمی بھیج کر اپنے نام کی قربانی کو ذبح کرادیں، اس کے بعد حلق کرائیں۔ جب تک کسی حاجی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی قربانی ہوچکی ہے یا نہیں؟ اس وقت تک اس کا حلق کرانا جائز نہیں، ورنہ دَم لازم آئے گا۔ اس لئے یا تو اس طریقے پر عمل کیا جائے جو میں نے لکھا ہے، یا پھر بینک میں رقم جمع ہی نہ کرائی جائے بلکہ اپنے طور پر قربانی کا انتظام کیا جائے۔

## ایک قربانی پر دو دعویٰ کریں تو پہلے خریدنے والے کی شمار ہوگی

س...... پچھلے سال حج کے دوران میرے دوست نے قربانی کے لئے وہاں موجود قصائی کو رقم ادا کی، جب جانور ذبح ہوگیا اور میرے دوست نے اس میں سے کچھ گوشت نکالنا چاہا تو وہاں کچھ لوگ آگئے اور انہوں نے کہا کہ یہ جانور تو ہمارا ہے اور ہم نے قصائی کو اس کی رقم ادا کی ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ قصائی نے دونوں پارٹیوں سے الگ الگ پیسے لئے اور ایک ہی جانور ذبح کردیا، اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا میرے دوست کی قربانی کا فرض ادا ہوگیا یا اسے دوبارہ کرنی پڑے گی؟

ج...... چونکہ اس قصائی نے دُوسری پارٹی سے پہلے سودا کیا تھا اس لئے وہ جانور ان کا تھا، پتہ چلنے پر آپ کے دوست کو اپنی رقم واپس لے کر دُوسرا جانور خرید کر ذبح کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال قربانی ان کے ذمہ باقی ہے، اور چونکہ انہوں نے قربانی سے پہلے اِحرام اُتار دیا اس لئے ایک دَم اس کا بھی ان کے ذمہ لازم آیا۔ اب دو قربانیاں کریں۔ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے کہ جبکہ ان کا اِحرام تمتع یا قران ہو، اور اگر حجِ مفرَد کا اِحرام تھا تو ان کے ذمہ کوئی چیز بھی واجب نہیں۔

## حاجی کس قربانی کا گوشت کھاسکتا ہے؟

س...... گزارش یہ ہے کہ جو لوگ حج وعمرہ کرتے ہیں، ان کو ایک قربانی کرنی ہوتی ہے جو کہ دَم کہلاتا ہے، اور ۱۰/ذوالحجہ کو جو عام لوگ قربانی کرتے ہیں وہ سنتِ ابراہیمی (علیہ السلام) کہلاتا ہے، اب دریافت کرنا ہے کہ دَم کا گوشت سوائے مساکین کے اہلِ ثروت کو کھانا منع ہے، لیکن مکہ مکرّمہ میں قریب قریب سب حاجی صاحبان یہی گوشت کھاتے ہیں، مجھے اس میں کافی تردّد ہے، اس کا حل کیا ہوگا؟

ج...... حجِ تمتع یا حجِ قران کرنے والا ایک ہی سفر میں حج وعمرہ ادا کرنے کی بنا پر جو قربانی کرتا ہے اسے ”دَمِ شکر“ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم بھی عام قربانی جیسا ہے، اس سے خود قربانی کرنے والا، امیر وغریب سب کھاسکتے ہیں۔ البتہ جن لوگوں پر حج وعمرہ میں کوئی جنایت

(غلطی) کرنے کی وجہ سے دَم واجب ہوتا ہے وہ ''دَمِ جبر'' کہلاتا ہے، اس کا فقراء و مساکین میں صدقہ کرنا ضروری ہے، مال دار لوگ اور دَم دینے والا خود اس کو نہیں کھاسکتے۔

# حلق

## (بال منڈوانا)

### رَمیٔ جمار کے بعد سر منڈانا

س…… بعض حاجی صاحبان ۱۰رذوالحجہ کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرنے سے پہلے ہی بال کٹوالیتے یا سر منڈوالیتے ہیں، حالانکہ قربانی کے بعد ہی اِحرام سے فارغ ہوا جاسکتا ہے، اس صورت میں کیا کوئی جزا واجب ہوتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر حجِ مفرَد کا اِحرام ہو تو قربانی اس کے ذمہ واجب نہیں، اس لئے رَمی کے بعد سر منڈا سکتا ہے، اور اگر تمتع یا قران کا اِحرام تھا تو رَمی کے بعد پہلے قربانی کرے پھر اِحرام کھولے، اگر قربانی سے پہلے اِحرام کھول دیا تو اس پر دَم لازم ہوگا۔

### بار بار عمرہ کرنے والے کے لئے حلق لازم ہے

س…… حج و عمرہ کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حج یا عمرہ کے بعد اگر سر کے بال اُنگلی کے پورے سے چھوٹے ہیں تو قصر نہیں ہوسکتی، حلق ہی کرنا پڑے گا، اگر بال اُنگلی کے پورے سے بڑے ہیں پھر قصر ہوسکتی ہے۔ عرض ہے کہ جو لوگ طائف، جدہ یا مکہ مکرّمہ کے قریب رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دیتا ہے تو وہ ہر مہینے ۲،۳ عمرے ادا کرنا چاہیں اور ان کے بال چھوٹے ہوں تو کیا وہ ہمیشہ حلق ہی کرتے رہیں گے؟ کیونکہ ایک مرتبہ حلق کروانے سے کم از کم دو ماہ تو بال اتنے نہیں بڑھتے کہ قصر کرائی جاسکے، اگر کوئی خوش نصیب ہر جمعہ کو عمرہ ادا کرنا چاہے اور حلق نہیں کروانا چاہتا تو کیا قصر کراسکتا ہے؟

ج…… قصر اس وقت ہوسکتا ہے جب سر کے بال اُنگلی کے پورے کے برابر ہوں، لیکن اگر بال اس سے چھوٹے ہوں تو حلق متعین ہے، قصر صحیح نہیں۔ اس لئے جو حضرات بار بار عمرے کرنے کا شوق رکھتے ہیں، ان کو لازم ہے کہ ہر عمرہ کے بعد حلق کرایا کریں، قصر سے ان کا اِحرام نہیں کھلے گا۔

## حج و عمرہ میں کتنے بال کٹوائیں؟

س…… حج یا عمرہ مسلمان کے لئے ایک بہت بڑی فضیلت ہے، ان کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ رکن مقرّر کئے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو حج یا عمرہ نہیں ہوتا۔ ان دونوں فریضوں میں ایک آخری رکن ہے، سر کے بال کٹانا، اُسترے سے یا مشین سے، یعنی سر کے ہر ایک بال کا چوتھا حصہ کٹانا چاہئے۔ آج کل جو لوگ حج یا عمرہ کے لئے آتے ہیں تو وہ تمام کے تمام بال یا بالوں کا چوتھا حصہ کٹانے کے بجائے قینچی سے ایک دو جگہ سے تھوڑے تھوڑے بال بالکل کاٹ دیتے ہیں، اور یہ رُکن اس طرح پورا کرتے ہیں۔ کیا اس طرح بال کٹانے سے رکن پورا ہوجاتا ہے؟ جبکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ بال اُسترے سے مونڈنا زیادہ افضل ہے، نہیں تو چوتھا حصہ بالوں کا۔

ج…… اِحرام کھولنے کے لئے سر کے بال اُتارنا ضروری ہے اور اس کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ حلق کرانا ہے، یعنی اُسترے سے سر کے بال صاف کردینا، یہ سب سے افضل ہے، اور ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار رحمت کی دُعا فرمائی۔ جو لوگ دُور دُور سے سفر کرکے حج و عمرہ کے لئے جاتے ہیں اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بار کی دُعائے رحمت سے محروم رہتے ہیں، ان کی حالت بہت ہی افسوس کے لائق ہے کہ ان لوگوں نے اپنے بالوں کے عشق میں دُعائے خیر سے محروم ہوجانے کو گوارا کرلیا، گویا ان کی حالت اس شعر کے مصداق ہے:

کعبے بھی گئے، پر نہ چھٹا عشق بتوں کا
اور زمزم بھی پیا، پر نہ بجھی آگ جگر کی

دُوسرا درجہ یہ ہے کہ پورے سر کے بال مشین یا قینچی سے اُتار لئے جائیں، اس کی فضیلت حلق (سرمنڈانے) کے برابر نہیں، لیکن تین مرتبہ حلق کرانے والوں کے لئے دُعا کرنے کے بعد چوتھی مرتبہ دُعا میں ان لوگوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر کاٹ دیئے جائیں۔ جو شخص چوتھائی سر کے بال نہ کٹوائے اس کا اِحرام ہی نہیں کھلتا، اور اس کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا اور بیوی کے پاس جانا بدستور حرام رہتا ہے، جو لوگ اُوپر اُوپر سے دو چار بال کٹا کر کپڑے پہن لیتے ہیں وہ گویا اِحرام کی حالت میں کپڑے پہنتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ذمہ جنایت کا دَم لازم آتا رہتا ہے۔

س…… ہم لوگ یہاں سعودی عرب میں بغرض ملازمت مقیم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہمیں حج اور عمرہ ادا کرنے کی سعادت اکثر نصیب ہوتی رہتی ہے۔ مگر عمرہ ادا کرنے کے بعد ہم لوگ اکثر یہ غلطی کرتے رہے ہیں کہ مقامی لوگوں، مصری، یمنی اور سوڈانی لوگوں کی دیکھا دیکھی سر کے بال صرف دو تین جگہ سے معمولی کاٹ کر اِحرام کھول دیتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے اِحرام سے خارج نہیں ہوتے، کیونکہ فقہِ حنفیہ میں اس طرح کرنا جائز نہیں، بلکہ کم از کم سر کے چوتھائی بال کاٹنے چاہئیں۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہر بال کا چوتھائی حصہ کاٹنا ضروری ہے، جو کہ بہت مشکل ہے۔ عمرہ کی کتابوں سے بھی یہ بات واضح طور سے نہیں ملتی ہے۔ آپ سے مؤدّبانہ عرض ہے کہ برائے مہربانی بال کٹوانے کا مسئلہ اور اَب تک جو عمرے غلطی کے ساتھ کئے ہیں ان کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟ تفصیلاً اور واضح طور سے روزنامہ ''جنگ'' جمعہ ایڈیشن کے اسلامی صفحہ میں چھاپ کر ان لاکھوں مسلمانوں کی اصلاح فرمائیں جو یہ غلطی کر رہے ہیں۔ مشاہدے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ عمرہ ادا کرنے آنے والے پاکستانی اور انڈین حضرات میں سے نوّے فیصد مقامی لوگوں کی تقلید کرتے ہوئے اسی غلطی کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔

ج…… اِحرام خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کم سے کم چوتھائی سر کے بال کاٹنا اِحرام کھولنے کے لئے شرط ہے۔ اگر چوتھائی سر کے بال نہیں کاٹے تو اِحرام نہیں کھلا، اس

صورت میں اِحرام کے منافی عمل کرنے سے دَم لازم آئے گا۔

## اِحرام کی حالت میں کسی دُوسرے کے بال کاٹنا

س...... گزشتہ سال میں نے اپنے دوست کے ساتھ حج کیا، ۱۰/ذوالحجہ کو قربانی سے فارغ ہوکر بال کٹوانے کے لئے ہم نے حجام کو خاصا تلاش کیا لیکن اتفاق سے کوئی نہ مل سکا۔ اس پر میرے دوست نے خود ہی میرے بال کاٹ دیئے۔ واضح رہے کہ وہ اس وقت اِحرام ہی میں تھے۔ اتنے میں ایک بال کاٹنے والا بھی مل گیا اور میرے دوست نے اپنے بال اس سے کٹوائے۔ اب بعد میں کچھ لوگ بتارہے ہیں کہ میرے دوست کو میرے بال نہیں کاٹنے چاہئے تھے کیونکہ وہ اس وقت اِحرام کی حالت میں تھے۔ اب براہِ مہربانی آپ اس صورتِ حال میں یہ بتائیں کہ کیا میرے دوست پر دَم واجب ہوگیا؟ یا اصل مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر یہ کوئی غلطی نہیں تھی۔

ج...... اِحرام کھولنے کی نیت سے محرِم خود بھی اپنے بال اُتار سکتا ہے اور کسی دُوسرے محرِم کے بال بھی اُتار سکتا ہے۔ آپ کے دوست نے آپ کا اِحرام کھولنے کے لئے جو آپ کے بال اُتار دیئے تو ٹھیک کیا، اس کے ذمہ دَم واجب نہیں ہوا۔

## شوہر یا باپ کا اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹنا

س...... کیا شوہر یا باپ اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے؟

ج...... اِحرام کھولنے کے لئے شوہر اپنی بیوی کے اور باپ اپنی بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے، عورتیں یہ کام خود بھی کرلیا کرتی ہیں۔

# طوافِ زیارت وطوافِ وداع

## طوافِ زیارت، رَمی، ذبح وغیرہ سے پہلے کرنا مکروہ ہے

س……حجِ تمتع اور حجِ قران کرنے والوں کے لئے رَمی، قربانی اور بال کٹوانا اسی ترتیب کے ساتھ کرنا ہوتا ہے یا اس کی اجازت ہے کہ رَمی کے بعد اِحرام کی حالت میں مسجدِ حرام جاکر طوافِ زیارت کرلیا جائے اور پھر منیٰ آکر قربانی اور بال کٹوائے جائیں؟

ج……جس شخص نے تمتع یا قران کیا ہو اس کے لئے تین چیزوں میں تو ترتیب واجب ہے، پہلے جمرۂ عقبہ کی رَمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر بال کٹائے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو دَم لازم ہوگا۔ لیکن ان تین چیزوں کے درمیان اور طوافِ زیارت کے درمیان ترتیب واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔ پس ان تین چیزوں سے علی الترتیب فارغ ہوکر طوافِ زیارت کے لئے جانا سنت ہے، لیکن اگر کسی نے ان تین چیزوں سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا تو خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، مگر اس پر دَم لازم نہیں ہوگا۔

## کیا ضعیف مرد یا عورت ۷ر یا ۸ر ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرسکتے ہیں؟

س……کوئی مرد یا عورت جو نہایت کمزوری کی حالت میں ہوں اور ۱۰ر ذوالحجہ یا ۱۱ر ذوالحجہ کو حرم شریف میں بہت رَش ہوتا ہے، تو کیا ایسا شخص سات یا آٹھ ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرسکتا ہے یا نہیں؟ تاکہ آنے جانے کے سفر سے بچ جائے۔ نیز اگر کوئی تیرہ یا چودہ تاریخ کو طوافِ زیارت کرلے تو کیا فرض ادا ہوجائے گا؟

ج……طوافِ زیارت کا وقت ذوالحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے طوافِ زیارت جائز نہیں۔ اور اس کو بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کرلینا واجب ہے، پس اگر بارہویں تاریخ کا سورج غروب


فہرست

ہوگیا اور اس نے طوافِ زیارت نہیں کیا تو اس کے ذمہ دَم لازم آئے گا۔

## کیا طوافِ زیارت میں رَمل، اِضطباع کیا جائے گا؟

س...... کیا طوافِ زیارت میں رَمل، اِضطباع اور سعی ہوگی؟

ج...... اگر پہلے سعی نہ کی ہو، بلکہ طوافِ زیارت کے بعد کرنی ہو تو اس میں رَمل ہوگا۔ مگر طوافِ زیارت عموماً سادہ کپڑے پہن کر ہوتا ہے، اس لئے اس میں اِضطباع نہیں ہوگا۔ البتہ اگر اِحرام کی چادریں نہ اُتاری ہوں تو اِضطباع بھی کرلیں۔

## طوافِ زیارت سے قبل میاں بیوی کا تعلق قائم کرنا

س...... کیا طوافِ زیارت سے پہلے میاں بیوی کا تعلق جائز ہے؟

ج...... حج میں حلق کرانے کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے تمام ممنوعاتِ اِحرام جائز ہوجاتے ہیں، لیکن میاں بیوی کا تعلق جائز نہیں جب تک کہ طوافِ زیارت نہ کرلے۔

## طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرنے سے اُونٹ یا گائے کا دَم دے

س...... میرا تعلق مسلکِ حنفیہ سے ہے، گزشتہ سال حج کے اَیام میں ایک غلطی سرزد ہوگئی تھی، وہ یہ کہ ۱۲؍ذوالحجہ کو کنکریاں مارنے کے بعد رات کو ہم میاں بیوی نے صحبت کرلی، جبکہ بیوی کی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ہم نے طوافِ زیارت ۱۳؍ذوالحجہ کو کیا۔ جوں ہی غلطی کا احساس ہوا، ہم نے کتاب ''معین الحجاج'' پڑھی جس میں ایسی غلطی پر دَم تحریر تھا۔ کیونکہ میں یہاں پر سروس میں ہوں اور ہم دونوں نے اَیام الحج میں عمرہ بھی نہیں کیا تھا، اور ہم حدودِ حرم میں رہتے ہیں۔ ہم نے جن صاحب کو قربانی کے پیسے حج کے ایک ہفتے بعد دیئے تھے انہوں نے قربانی ماہِ محرَّم کے پہلے ہفتے میں کروائی تھی۔ براہِ کرم مجھے حنفی مسلک کے اعتبار سے بتایئے کہ یہ حج ہمارا ٹھیک ہوگیا کہ کمی باقی ہے؟ اس بیان سے دُوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے گا، کیونکہ ایسا ہی مسئلہ ایک اور صاحب کے ساتھ درپیش تھا اور وہ امریکہ سے آئے تھے اور غالباً بغیر کسی دَم دیئے چلے گئے، واللہ اعلم۔

ج...... آپ دونوں کا حج تو بہرحال ہوگیا، لیکن دونوں نے دو جرم کئے، ایک طوافِ زیارت

کو بارہویں تاریخ سے مؤخر کرنا، اور دُوسرا طوافِ زیارت سے پہلے صحبت کرلینا۔ پہلے جرم پر دونوں کے ذمہ دَم لازم آیا، یعنی حدودِ حرم میں دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کی جائے، اور دُوسرے جرم پر دونوں کے ذمہ "بڑا دَم" لازمی آیا، یعنی دونوں کی جانب سے ایک ایک اُونٹ یا گائے حدودِ حرم میں ذبح کی جائے، اس کے علاوہ دونوں کو اِستغفار بھی کرنا چاہئے۔

## خواتین کو طوافِ زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے

س…… بعض خواتین طوافِ زیارت خصوصی اَیام کے باعث وقتِ مقرّرہ پر نہیں کرسکتیں اور ان کی فلائٹ بھی پہلے ہوتی ہے۔ کیا ایسی خواتین کو فلائٹ چھوڑ دینی چاہئے یا طوافِ زیارت چھوڑ دینا چاہئے؟

ج…… طوافِ زیارت حج کا رُکنِ عظیم ہے، جب تک طوافِ زیارت نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دُوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتے، بلکہ اس معاملے میں اِحرام بدستور باقی رہتا ہے۔ اس لئے خواتین کو ہرگز طوافِ زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے، بلکہ پرواز چھوڑ دینی چاہئے۔

## عورت کا اَیامِ خاص کی وجہ سے بغیر طوافِ زیارت کے آنا

س…… اگر کسی عورت کی ۱۲؍ذوالحجہ کی فلائٹ ہے اور وہ اپنے خاص اَیام میں ہے تو کیا وہ طوافِ زیارت ترک کرکے وطن آجائے اور دَم دیدے یا کوئی مانع چیز (دوائی وغیرہ) استعمال کرکے طواف ادا کرے؟ براہِ مہربانی واضح فرمائیں کہ ایسی صورت میں کیا کرے؟

ج…… بڑا طواف حج کا فرض ہے، وہ جب تک ادا نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دُوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتے اور اِحرام ختم نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اس طواف کے بغیر آجائے تو اس پر لازم ہے کہ نیا اِحرام باندھے بغیر واپس جائے اور جاکر طواف کرے، جب تک نہیں کرے گا، میاں بیوی کے تعلق میں اِحرام رہے گا، اور اس کا حج بھی نہیں ہوتا، اس کا کوئی بدل بھی نہیں۔ دَم دینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ واپس جاکر طواف کرنا ضروری ہوگا۔

جو خواتین ان دنوں میں ناپاک ہوں ان کو چاہئے کہ اپنا سفر ملتوی کردیں اور جب تک پاک ہوکر طواف نہیں کرلیتیں مکہ مکرّمہ سے واپس نہ جائیں۔ اگر کوئی تدبیر اَیام

کے روکنے کی ہوسکتی ہے تو پہلے سے اس کا اختیار کرلینا جائز ہے۔

## عورت ناپاکی یا اور کسی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکے تو حج نہ ہوگا

س...... ناپاکی (حیض) کے باعث عورت طوافِ زیارت نہ کرسکی کہ واپسی کا سرکاری حکم ہوگیا، اب اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... طوافِ زیارت حج کا اہم ترین رُکن ہے، جب تک یہ طواف نہ کرلیا جائے، نہ تو حج مکمل ہوتا ہے، نہ میاں بیوی ایک دُوسرے کے لئے حلال ہوتے ہیں۔ جن خواتین کو طوافِ زیارت کے دنوں میں ''خاص اَیام'' کا عارضہ پیش آجائے، انہیں چاہئے کہ پاک ہونے تک مکہ مکرّمہ سے واپس نہ ہوں، بلکہ پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت سے فارغ ہوکر واپس ہوں۔ اگر ان کی واپسی کی تاریخ مقرّر ہو تو اس کو تبدیل کرالیا جائے۔ اگر طوافِ زیارت کے بغیر واپس آگئی تو اس کا حج نہیں ہوگا اور نہ وہ اپنے شوہر کے لئے حلال ہوگی، جب تک کہ واپس جاکر طوافِ زیارت نہ کرلے، اور جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے، اِحرام کی حالت میں رہے گی۔ جو شخص طوافِ زیارت کے بغیر واپس آگیا ہو، اسے چاہئے کہ بغیر نیا اِحرام باندھنے کے مکہ مکرّمہ جائے اور طوافِ زیارت کرے، تأخیر کی وجہ سے اس پر دَم بھی لازم ہوگا۔

## طوافِ وداع کب کیا جائے؟

س...... زیادہ تر لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ طوافِ وداع کے بعد حرم شریف میں نہیں جانا چاہئے، یعنی اگر مغرب کے بعد طوافِ وداع کیا اور عشاء کے بعد مکہ مکرّمہ سے روانگی ہے تو عشاء کی نماز کے لئے حرم شریف میں نہ جائے۔ کیا یہ خیال دُرست ہے؟ نیز اگر گیا تو کیا طوافِ وداع کا اعادہ ضروری ہے؟

ج...... اگر کسی نے طوافِ وداع کرلیا اور اس کے بعد مکہ معظّمہ میں رہا تو وہ مسجدِ حرام میں جاسکتا ہے اور اس پر طوافِ وداع کا اعادہ واجب نہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ جب مکہ سے چلنے لگے تو طوافِ وداع کرے تاکہ اس کی آخری ملاقات بیت اللہ شریف کے ساتھ ہو، چنانچہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی دن کو طوافِ وداع کرکے عشاء تک مکہ میں ٹھہر گیا تو میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہے کہ وہ وداع کی نیت سے دُوسرا طواف کرے تاکہ نکلنے کے ساتھ اس کا طواف متصل ہو۔ الغرض یہ خیال کہ طوافِ وداع کے بعد حرم شریف میں نہیں جانا چاہئے، بالکل غلط ہے۔

## طوافِ وداع کا مسئلہ

س...... اس سال خانۂ کعبہ کے حادثے کی وجہ سے بہت سے حاجی صاحبان کو یہ صورت پیش آئی کہ اس حادثے سے پہلے وہ جب تک مکہ شریف میں رہے نفلی طواف تو کرتے رہے مگر آتے وقت طوافِ وداع کی نیت سے طواف نہیں کرسکے۔ میں نے ایک مسجد کے خطیب صاحب سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو دَم بھیجنا ہوگا، مگر ''معلّم الحجاج'' میں مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ: ''طوافِ زیارت کے بعد اگر نفلی طواف کرچکا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجائے گا۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حاجی صاحبان کا طوافِ وداع ادا ہوگیا اور ان کو دَم بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ ''معلّم الحجاج'' کا یہ مسئلہ غلط ہے، ان لوگوں کا طوافِ وداع ادا نہیں ہوا، اس لئے ان کو دَم بھیجنا چاہئے۔ چونکہ یہ صورت بہت سے حاجی صاحبان کو پیش آئی ہے اس لئے برائے مہربانی آپ بتائیں کہ ان کو دَم بھیجنا ہوگا یا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ اگر طوافِ زیارت کے بعد نفلی طواف کرچکا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کا قائم مقام ہوگا۔ جواب اخبار جنگ کے ذریعہ دیں تاکہ تمام حاجی صاحبان پڑھ لیں۔

ج...... ''فتح القدیر'' میں ہے:

> ''والحاصل أن المستحب فيه أن يوقع عند ارادة السفر أما وقته على التعين فأوله بعد طواف الزيارة اذا كان علىٰ عزم السفر.'' (ج:۲ ص:۸۸)

ترجمہ:...... ''حاصل یہ کہ مستحب تو یہ ہے کہ ارادۂ سفر کے وقت طوافِ وداع کرے، لیکن اس کا وقت طوافِ زیارت

کے بعد شروع ہوجاتا ہے، جبکہ سفر کا عزم ہو (مکہ مکرّمہ میں رہنے کا ارادہ نہ ہو)۔''

اور دُرِمختار میں ہے:

''فلو طاف بعد ارادة السفر ونوی التطوع اجزاه عن الصدر.'' (ردّ المحتار ج:۲ ص:۵۲۳)

ترجمہ:...... ''پس اگر سفر کا ارادہ ہونے کے بعد نفل کی نیت سے طواف کرلیا تو طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجائے گا۔''

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

ایک یہ کہ طوافِ وداع کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہوجاتا ہے، بشرطیکہ حاجی مکہ مکرّمہ میں رہائش پذیر ہونے کی نیت نہ رکھتا ہو، بلکہ وطن واپسی کا عزم رکھتا ہو۔ دُوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ طوافِ وداع کے وقت میں اگر نفل کی نیت سے طواف کرلیا جائے تب بھی طوافِ وداع ادا ہوجاتا ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ واپسی کے ارادے کے وقت طوافِ وداع کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ''معلّم الحجاج'' کا مسئلہ صحیح ہے، جن حضرات نے طوافِ زیارت کے بعد نفلی طواف کئے ہیں ان کا طوافِ وداع ادا ہوگیا، ان کے ذمہ دَم واجب نہیں۔

## طوافِ وداع میں رَمل، اِضطباع اور سعی ہوگی یا نہیں؟

س...... کیا طوافِ وداع میں رَمل، اِضطباع اور سعی ہوگی؟

ج...... ''طوافِ وداع'' اس طواف کو کہتے ہیں جو اپنے وطن کو واپسی کے وقت بیت اللہ شریف سے رُخصت ہونے کے لئے کیا جاتا ہے، یہ سادہ طواف ہوتا ہے، اس میں رَمل اور اِضطباع نہیں کیا جاتا، نہ اس کے بعد سعی ہوتی ہے۔ رَمل اور اِضطباع ایسے طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو۔

نوٹ:...... اِضطباع کے معنی یہ ہیں کہ اِحرام کی اُوپر والی چادر کو دائیں بغل سے نکال کر اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر ڈال لئے جائیں۔ یہ اِضطباع اسی

وقت ہوسکتا ہے جبکہ اِحرام کی چادر پہنی ہوئی ہو۔ اِضطباع طواف کے صرف تین چکروں میں مسنون ہے، باقی چار چکروں میں بھی اسی طرح رہنے دیا جائے۔ طواف کے بعد نماز کے لئے دونوں کندھوں کو ڈھانپ لینا چاہئے۔ اسی طرح صفا و مروہ کی سعی کے دوران بھی اِضطباع مسنون نہیں۔ اور رَمل کے معنی یہ ہیں کہ ایسا طواف جس کے بعد سعی کرنا ہو اس کے پہلے تین شوطوں میں چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہوئے اور پہلوانوں کی طرح کندھے ہلاتے ہوئے ذرا سا تیز چلا جائے۔

# مدینہ منوّرہ کی حاضری

## زیارتِ روضۂ اطہر اور حج

س…… اگر کوئی شخص حج کے لئے جائے اور زیارتِ روضہ کئے بغیر آجائے تو اس کا حج مکمل ہوجائے گا یا نہیں؟ اگر ہوجائے گا تو حدیث کے ساتھ اس کا ٹکراؤ آتا ہے، لہٰذا ضروری تاکید کی جاتی ہے کہ احقر کی ان مشکلات کا حل تحریر فرماکر ہمیشہ کے لئے مشکور فرمائیں۔

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے بغیر جو شخص واپس آجائے، حج تو اس کا ادا ہوگیا، لیکن اس نے بے مروّتی سے کام لیا اور زیارت شریفہ کی برکت سے محروم رہا۔ یوں کہہ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے جانا ایک مستقل عملِ مندوب ہے، جو حج کے اعمال میں تو داخل نہیں مگر جو شخص حج پر جائے اس کے لئے یہ سعادت حاصل کرنا آسان ہے، اس لئے حدیث میں فرمایا:

"من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی."

(رواہ ابن عدی بسند حسن، "شرح مناسک" لمُلّا علی قاری)

ترجمہ:…… "جس شخص نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا، اس نے مجھ سے بے مروّتی کی۔"

## مسجدِ نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا اور شفاعت کی درخواست کرنا

س…… میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر نہیں کرسکتا، اور سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر شفاعت کی درخواست ممنوع

ہے۔ بتلائیں کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور روضۂ مبارک پر دُعا مانگنا کیسا ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ کس طرف منہ کرکے مانگیں گے؟ آیا کعبہ کی جانب یا روضۂ مبارک کی جانب؟ اور مسجدِ نبوی میں کثرت سے دُرود افضل ہے یا تلاوتِ قرآن؟

ج…… یہ تو آپ نے غلط سنا ہے یا غلط سمجھا ہے کہ مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے، اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ مسجد شریف کی نیت سے سفر کرنا صحیح ہے، البتہ بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر جائز نہیں۔ لیکن جمہور اکابرِ اُمت کے نزدیک روضۂ شریف کی زیارت کی بھی ضرور نیت کرنی چاہئے اور روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر شفاعت ممنوع نہیں، فقہائے اُمت نے زیارتِ نبوی کے آداب میں تحریر فرمایا ہے کہ بارگاہِ عالی میں سلام پیش کرنے کے بعد شفاعت کی درخواست کرے۔ امام جزریؒ ''حصن حصین'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر مبارک) کے پاس دُعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی؟ صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کے بعد قبلہ رُخ ہوکر دُعا مانگے۔ مدینہ طیبہ میں دُرود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور تلاوتِ قرآنِ کریم کی مقدار بھی بڑھا دینی چاہئے۔

## مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں چالیس نمازیں

س…… میں یہاں عمرہ پر گیا، عمرہ ادا کرکے مسجدِ نبوی کی حاضری دی اور اپنی نیت کے مطابق دونوں جگہ ایک ایک جمعہ پڑھ کر واپس آگیا، یعنی مدینہ شریف میں چالیس نمازیں پوری نہیں کیں۔ کیا اس کا کوئی گناہ ہے؟

ج…… گناہ تو کوئی نہیں، مگر مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں اس طرح چالیس نمازیں پڑھنے کی ایک خاص فضیلت ہے کہ تکبیرِ تحریمہ فوت نہ ہو، یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔

س…… میں نے اپنے امام سے سنا ہے کہ مسجدِ نبوی میں چالیس نمازوں کا ادا کرنا ضروری

ہے، پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ ضروری ہے؟ کیا اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے جس میں ضروری یا فضیلت کا ہونا بتلایا گیا ہو؟ براہ مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

ج……ایک حدیث میں مسجدِ نبوی شریف میں چالیس نمازیں تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ادا کرنے کی خاص فضیلت آتی ہے، اس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کیں کہ اس کی کوئی بھی نماز (باجماعت) فوت نہ ہو، اس کے لئے دوزخ سے اور عذاب سے براءت لکھی جائے گی، اور وہ نفاق سے بَری ہوگا۔'' (مسندِ احمد ج:۳ ص:۱۵۵)

# حج کے متفرق مسائل

## حج وعمرہ کے بعد بھی گناہوں سے نہ بچے تو گویا اس کا حج مقبول نہیں ہوا

س…… میرے چار پاکستانی دوست ہیں جو کہ تبوک میں مقیم ہیں، حج اور عمرہ کرکے واپس آکر انہوں نے وی سی آر پر عریاں فلمیں دیکھی ہیں، اب ان کے لئے کیا حکم لاگو ہے؟ اب وہ پچھتا رہے ہیں، ان کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟

ج…… معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صحیح معنوں میں حج وعمرہ نہیں کیا، بس گھوم پھر کر واپس آگئے ہیں۔ حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں دینی انقلاب آجائے، اور اس کا رُخ خیر اور نیکی کی طرف بدل جائے، ان صاحبوں کو اپنے فعل سے توبہ کرنی چاہئے، فرائض کی پابندی اور محرَّمات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر سچی توبہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے قصور معاف فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔

## حج کے بعد اعمال میں سستی آئے تو کیا کریں؟

س…… حج کرنے کے بعد زیادہ عبادات میں سستی، کاہلی یعنی ذکر، اذکار، صبح کے وقت نماز دیر سے پڑھنا، اور دِل میں وساوس یعنی حج سے پہلے دینی کاموں تبلیغ اور نیک کاموں میں دِلچسپی لیتا تھا لیکن اب اس کے برعکس ہے۔ آپ سے معلوم کرنا ہے کہ حج کرنے میں کوئی فرق تو نہیں ہے؟ کیا دوبارہ حج کے لئے جانا ضروری ہوگا؟

ج…… اگر پہلا حج صحیح ہوگیا تو دوبارہ کرنا ضروری نہیں، حج کے بعد اعمال میں سستی نہیں بلکہ چستی ہونی چاہئے۔

## جمعہ کے دن حج اور عید کا ہونا سعادت ہے

س...... اکثر ہمارے مسلمان بھائی پڑھے لکھے اور اَن پڑھ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن کا حج "حجِ اکبر" ہوتا ہے، اور اس کا ثواب سات حجوں کے برابر ملتا ہے اور حکومتیں جمعہ کے دن کو حج نہیں ہونے دیتیں کیونکہ دو خطبے اکٹھے کرنے سے حکومت پر زوال آجاتا ہے۔ اور یہی عقیدہ و یقین وہ عیدین کے بارے میں رکھتے ہیں، اس کی شرعی تشریح فرمادیں۔

ج...... جمعہ کے حج کو "حجِ اکبر" کہنا تو عوام کی اصطلاح ہے، البتہ "معلّم الحجاج" میں طبرانی کی روایت نقل کی ہے کہ جمعہ کے دن کا حج ستر حجوں کی فضیلت رکھتا ہے۔ مجھے اس کی سند کی تحقیق نہیں۔ اور یہ غلط ہے کہ حکومتیں جمعہ کے دن حج یا عید نہیں ہونے دیتیں، متعدّد بار جمعہ کا حج ہوا ہے جس کی سعادت بے شمار لوگوں کو حاصل ہوئی ہے، اور جمعہ کو عیدیں بھی ہوئی ہیں۔

## "حجِ اکبر" کی فضیلت

س...... جیسا کہ مشہور ہے کہ جمعہ کے دن کا حج پڑجائے تو وہ "حجِ اکبر" ہوتا ہے، جس کا اجر ستر حجوں کے اجر سے بڑھا ہوا ہے۔ آیا یہ حدیث ہے؟ اور کیا یہ حدیث صحیح ہے یا کہ عوام الناس کی زبانوں پر ویسے ہی مشہور ہے۔ جبکہ بعض حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ "حجِ اکبر" کی اصطلاح مذکورہ حج کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر حج "حجِ اکبر" کہلاتا ہے عمرہ کے مقابلے میں، یا عرفہ کے دن کو "حجِ اکبر" کہتے ہیں، یا جس دن حجاج قربانی کرتے ہیں وہ "حجِ اکبر" ہے، وغیرہ وغیرہ، ان تمام باتوں کی موجودگی میں ذہن شدید اُلجھن کا شکار ہوجاتا ہے کہ "حجِ اکبر" کا کس پر اطلاق کیا جاسکتا ہے؟

ج...... جمعہ کے دن کے حج کو "حجِ اکبر" کہنا تو عوام کی اصطلاح ہے، قرآن مجید میں "حجِ اکبر" کا لفظ عمرہ کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔ باقی رہا یہ کہ جمعہ کے دن جو حج ہو اس کی فضیلت ستر گنا ہے، اس مضمون کی ایک حدیث بعض کتابوں میں طبرانی کی روایت سے نقل کی ہے، مجھے اس کی سند کی تحقیق نہیں۔

## حج کے ثواب کا ایصالِ ثواب

س…… اگر ایک شخص اپنا حج کرچکا ہے اور وہ کسی کے لئے بغیر نیت کئے حج کرکے اس کو بخش دیتا ہے مرحوم کو، تو کیا اس کا حج ادا ہوجائے گا؟ اگر نہیں ہوسکتا تو صحیح طریقہ اور نیت بتادیں۔

ج…… اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض تھا اور یہ شخص اس کی طرف سے حجِ بدل کرنا چاہتا ہے تو اس مرحوم کی طرف سے اِحرام باندھنا لازم ہوگا، ورنہ حجِ فرض ادا نہیں ہوگا، اور اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض نہیں تھا تو حج کا ثواب بخشنے سے اس کو حج کا ثواب مل جائے گا۔

## کیا حجرِ اَسود جنت سے ہی سیاہ رنگ کا آیا تھا؟

س…… حجرِ اَسود جو کہ کالے رنگ کا ایک پتھر ہے، میں نے ایک حدیث پڑھی ہے کہ حجرِ اَسود لوگوں کے کثرتِ گناہ کی وجہ سے کالا ہوگیا۔ جب یہ جنت سے آیا تھا تو اس کا رنگ کیسا تھا؟ اس وقت اسے ''حجرِ اَسود'' نہ کہتے تھے، کیونکہ ''اَسود'' کے تو معنی ہیں کالا، کیا حدیث سے اس پتھر کا اصلی رنگ کا پتہ چلتا ہے؟

ج…… جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ترمذی، نسائی وغیرہ میں ہے، اور امام ترمذیؒ نے اس کو ''حسن صحیح'' کہا ہے، اس حدیث میں مذکور ہے کہ یہ اس وقت سفید رنگ کا تھا، ظاہر ہے کہ جب یہ نازل ہوا ہوگا اس وقت اس کو ''حجرِ اَسود'' نہ کہتے ہوں گے۔

## حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بڑی محرومی ہے

س…… میں چند دوستوں کے ساتھ مکہ مکرّمہ میں کام کرتا ہوں، ابھی کچھ دنوں کے لئے پاکستان آیا ہوں، جب ہم مکہ مکرّمہ میں ہوتے تھے تو میرے دوستوں میں سے کوئی بھی حرمین شریفین کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ میں نے یہ کئی مرتبہ ان کو سمجھایا، وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ وہابی ہیں، پھر میں خاموش ہوجاتا تھا، لیکن یہاں آنے کے بعد بھی ان کے عمل میں تبدیلی نہیں آئی بلکہ اِدھر تو کسی بھی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ چند خاص مسجدیں ہیں ان کے سوا سب کو غیرمسلم قرار دیتے ہیں، ظاہری حالت ان کی یہ ہے کہ پگڑیاں پہنتے ہیں اور کندھوں پر دونوں جانب لمبا سا کپڑا بھی لٹکاتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی بات


فہرست

کہاں تک دُرست ہے؟ اوران کی پیروی اوران کے پیچھے نماز پڑھنا کہاں تک ٹھیک ہے؟ اب تو ہمارے محلّہ کی مسجد کے امام کو بھی نہیں مانتے، براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

ج…… حرمین شریفین پہنچ کر وہاں کی نمازِ باجماعت سے محروم رہنا بڑی محرومی ہے، حرمین شریفین کے ائمہ، امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں، اہلِ سنت ہیں، اگرچہ ہمارا ان کے ساتھ بعض مسائل میں اختلاف ہے، لیکن یہ نہیں کہ ان کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھی جائے۔

## حج صرف مکہ مکرّمہ میں ہوتا ہے

س…… میں نے اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ اگر پچّیس اولیاء سندھ میں اور پیدا ہوجاتے تو حج یہاں ہوتا۔ وضاحت سے یہ بات بتائیں۔

ج…… اولیاء تو خدا جانے سندھ میں لاکھوں ہوئے ہوں گے، مگر حج تو ساری دُنیا میں صرف ایک ہی جگہ ہوتا ہے، یعنی مکہ مکرّمہ میں، ایسی فضول باتیں کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

## کیا لڑکی کا رُخصتی سے پہلے حج ہوجائے گا؟

س…… ایک لڑکی کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ ہوگیا ہے لیکن رُخصتی نہیں ہوئی، اور نہ ہی دونوں فریقوں کا دوسال تک مزید رُخصتی کرنے کا ارادہ ہے۔ لڑکا ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب میں مقیم ہے، لڑکا چاہتا ہے کہ وہ اپنے سعودی عرب کے قیام کے دوران اور رُخصتی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ حج کروائے۔ تو کیا بغیر رُخصتی کے لڑکی کو لڑکے کے ساتھ حج پر بھیجنا جائز ہے؟

ج…… حج کرالے، دونوں کام ہوجائیں گے، رُخصتی بھی اور حج بھی۔ جب نکاح ہوگیا تو دونوں میاں بیوی ہیں، رُخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

## حاجی کو دریاؤں کے کن جانوروں کا شکار جائز ہے؟

س…… قرآن مجید کی آیت ہے کہ دریاؤں کے جانوروں کو حلال قرار دیا گیا ہے، مگر ہم صرف مچھلی حلال سمجھتے ہیں، جبکہ سمندروں میں اور بھی جاندار ہوتے ہیں۔

ج…… قرآنِ کریم نے اِحرام کی حالت میں دریائی جانوروں کے شکار کو حلال فرمایا ہے، خود

ان جانوروں کو حلال نہیں فرمایا۔ کسی جانور کا شکار جائز ہونے سے خود اس جانور کا حلال ہونا لازم نہیں آتا، مثلاً: جنگلی جانوروں میں شیر اور چیتے کا شکار جائز ہے، مگر یہ جانور حلال نہیں۔ اسی طرح تمام دریائی جانوروں کا شکار تو جائز ہے، مگر دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی کو حلال فرمایا گیا ہے (نصب الرایہ ج:۴ ص:۲۰۲) اس لئے ہم صرف مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں۔

## حدودِ حرم میں جانور ذبح کرنا

س...... جیسا کہ حکم ہے کہ حدودِ حرم کے اندر ماسوائے ان کیڑے مکوڑوں کے جو کہ انسانی جان کے دُشمن ہیں، کسی جاندار چیز کا حتیٰ کہ درخت کی ٹہنی توڑنا بھی منع ہے۔ لیکن یہ جو روزانہ سینکڑوں کے حساب سے مرغیاں اور دُوسرے جانور حدودِ حرم میں ذبح ہوتے ہیں، تفصیل سے واضح کریں کہ ان جانوروں کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا کیا جائز ہے؟

ج...... حدودِ حرم میں شکار جائز نہیں، پالتو جانوروں کو ذبح کرنا جائز ہے۔

## سانپ بچھو وغیرہ کو حرم میں، اور حالتِ اِحرام میں مارنا

س...... اَیامِ حج میں بحالتِ اِحرام اگر کسی موذی جانور مثلاً: سانپ، بچھو وغیرہ کو مارا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ یا ان جیسی چیزوں کے مارنے سے بھی ''دَم'' دینا لازم ہوجاتا ہے؟

ج...... ایسے موذی جانوروں کو حرم میں اور حالتِ اِحرام میں مارنا جائز ہے۔

## حج کے دوران تصویر بنوانا

س...... ایک شخص حج پر جاتا ہے، مناسکِ حج ادا کرتے وقت وہ اُجرت دے کر ایک فوٹوگرافر سے تصویریں اُترواتا ہے، مثلاً: اِحرام باندھے ہوئے، قربانی کرتے وقت وغیرہ۔ تصویر اُتروانا تو ویسے ہی ناجائز ہے، لیکن حج کے دوران تصویر اُتروانے سے حج کے ثواب میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

ج...... حج کے دوران گناہ کا کام کرنے سے حج کے ثواب میں ضرور خلل آئے گا، کیونکہ حدیث میں ''حجِ مبرور'' کی فضیلت آئی ہے، اور ''حجِ مبرور'' وہ کہلاتا ہے جس میں گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اگر حج میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا جائے تو حج ''حجِ مبرور'' نہیں

رہتا۔ علاوہ ازیں اس طرح تصویریں کھنچوانا اس کا منشا تفاخر اور ریاکاری ہے کہ اپنے دوستوں کو دِکھاتے پھریں گے، اور ریاکاری سے اعمال کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔

## ہیجڑہ کی زندگی گزارنے سے توبہ اور حرام رقم سے حج

س…… میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا، مجھے ایک بردہ فروش نے بنوں سے اغوا کرکے ہیجڑوں کے پاس فروخت کردیا، جنھوں نے مجھے رضاکارانہ طور پر ناچ گانا سیکھنے اور زنانہ لباس پہننے کو کہا، لیکن میرے انکار پر کھانے میں بے ہوشی کی دوا ملاکر مجھے بے ہوش کیا گیا، پھر میرا آپریشن کرکے مجھے مردانہ اجزا سے محروم کردیا گیا، اس طرح میں دوبارہ گھر جانے یا کسی اور جگہ پناہ لینے کے قابل نہ رہا۔ مجھے ناچ گانا سکھایا گیا، میرے بال بڑھوا دیئے گئے، میرے کان چھدواکر بالیاں پہنائی گئیں اور ناک چھدواکر کیل ڈالی گئی۔ ظاہر ہے مجھے کوئی انکار نہیں ہوسکتا تھا، اور میں بیس سال تک ہیجڑوں میں رہا ہوں۔ اب سب مرکھپ گئے ہیں اور میں ڈیرے کا مالک ہوں۔ میرے پاس کافی رقم ہے، چاہتا ہوں کہ حج کرآؤں، لوگ کہتے ہیں پیسہ حرام کا ہے اور تم بھی مجرم ہو، آپ مہربانی کرکے بتائیں کہ میرا حج ہوسکتا ہے؟

ج…… آپ ان تمام غیرشرعی افعال سے توبہ کریں، جو روپیہ آپ کے پاس ہے، اس سے حج نہ کریں بلکہ کسی غیرمسلم سے حج کے لئے قرض لے کر حج کریں اور جو رقم آپ کے پاس جمع ہے اس سے قرض ادا کردیں۔ آئندہ کے لئے زنانہ وضع ترک کردیں، مردانہ لباس پہنیں اور اپنا ڈیرہ بھی ختم کردیں۔

## حرم میں چھوڑے ہوئے جوتوں اور چپلوں کا شرعی حکم

س…… حرم میں چپلوں اور جوتوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو عام طور پر تبدیل ہوجاتے ہیں؟ کیا ایک بار اپنی ذاتی چپل پہن کر جانا اور تبدیل ہونے پر ہر بار ایک نئی چپل پہن کر آنا جانا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے جائز ہے؟

ج…… جن چپلوں کے بارے میں خیال ہو کہ مالک ان کو تلاش کرے گا، ان کا پہننا صحیح نہیں، اور جن کو اس خیال سے چھوڑ دیا گیا کہ خواہ کوئی پہن لے، ان کا پہننا صحیح ہے۔ یوں بھی ان کو اُٹھاکر ضائع کردیا جاتا ہے۔

## حج کے دنوں میں غیرقانونی طور پر گاڑی کرایہ پر چلانا

س…… یہاں سعودیہ میں کام کرنے والے دین دار حضرات کو حج اور عمرہ کرنے کا بے حد شوق ہوتا ہے، لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ زندگی کے اس آخری رکن اور صرف زندگی میں ایک مرتبہ ادائیگی کی فرضیت ہونے کے باوجود مندرجہ ذیل فریب دہی اور حیلہ سازی و جھوٹ سے کام لے کر ان مقدس فریضوں کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رمضان اور حج کے زمانے میں لوگ گاڑیاں اس نیت سے خرید لیتے ہیں کہ دُوسروں کو عمرہ اور حج پر کرائے پر لے جائیں گے، اس طرح گاڑی کی اچھی خاصی رقم کرائے سے قلیل مدّت میں وصول ہوجائے گی، اور عمرہ و حج بھی ہوجائے گا۔

یاد رہے کہ یہاں غیرسعودی کو کرایہ پر گاڑی چلانے کی اجازت نہیں، اور بیشتر راستے کی چوکیوں پر معلوم کیا جاتا ہے تو حالتِ اِحرام میں بھی برملا کہتے ہیں کہ ہم دوست ہیں، کرائے پر نہ لے جارہے ہیں اور نہ کرائے پر جارہے ہیں، (لے جانے والا اور جانے والے جھوٹ بولتے ہیں)۔

ج…… حج کے لئے گاڑی لینے اور اس کو کرائے پر چلانے میں تو کوئی حرج نہیں، مگر چونکہ قانوناً منع ہے اور اس کی خاطر جھوٹ بولنا پڑتا ہے، اس لئے حج گناہ سے پاک نہ ہوا۔

## بغیر اجازت کے کمپنی کی گاڑی وغیرہ حج کے لئے استعمال کرنا

س…… ملازمین، عمرہ اور حج کے لئے کمپنی کی گاڑیاں جو ان کے شہر میں استعمال کے لئے ہوتی ہیں، ان کو لے کر خاموشی سے سفر پر چلے جاتے ہیں یا جن کے تعلقات ان کے افسروں سے اچھے ہوتے ہیں ان سے اجازت لے کر اس مقدس فریضے کے سفر پر جاتے ہیں۔ اسی طرح ملازمین، حج اور عمرے پر جاتے وقت کمپنی کا سامان مثلاً: تکیے، کمل، واٹر کولر، چادریں، برتن وغیرہ بھی خاموشی سے یا تعلقات کی بنا پر اجازت لے کر لے جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ عام ملازمین ایسی مراعات کمپنیوں سے نہیں حاصل کرپاتے اور ان کو کمپنی اجازت نہیں دیتی۔

ج...... اگر کمپنی کی اجازت نہیں تو کمپنی کی گاڑیوں اور دُوسرے سامان کا استعمال جائز نہیں، یہ خیانت اور چوری ہے۔

## حاجیوں کا تحفے تحائف دینا

س...... اکثر لوگ جب عمرہ یا حج کے لئے جاتے ہیں تو ان کے عزیز انہیں تحفے میں مٹھائی،، نقد روپے وغیرہ دیتے ہیں، اور جب یہ لوگ حج کر کے آتے ہیں تو تبرک کے نام سے ایک رسم ادا کرتے ہیں جس میں وہ کھجوریں، زمزم اور ان کے ساتھ دُوسری چیزیں رسماً بانٹتے ہیں، کیا یہ رواج دُرست ہے؟

ج...... عزیز و اقارب اور دوست احباب کو تحفے تحائف دینے کا تو شریعت میں حکم ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے، مگر دِلی رغبت و محبت کے بغیر محض نام کے لئے یا رسم کی لکیر پیٹنے کے لئے کوئی کام کرنا بُری بات ہے۔ حاجیوں کو تحفے دینا اور ان سے تحفے وصول کرنا آج کل ایسا رواج ہو گیا ہے کہ محض نام اور شرم کی وجہ سے یہ کام خواہی نخواہی کیا جاتا ہے، یہ شرعاً لائقِ ترک ہے۔

## حج کرنے کے بعد ''حاجی'' کہلانا اور نام کے ساتھ لکھنا

س...... حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اپنے نام میں لفظ ''حاجی'' لگانا کیا جائز ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں تاکہ میں بھی اپنے نام میں ''حاجی'' لگالوں یا نہ لگاؤں، بہتر کیا ہے؟

ج...... اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لقب لگانا بھی ریاکاری کے سوا کچھ نہیں، حج تو رضائے الٰہی کے لئے کیا جاتا ہے، لوگوں سے ''حاجی'' کہلانے کے لئے نہیں۔ دُوسرے لوگ اگر ''حاجی صاحب'' کہیں تو مضائقہ نہیں لیکن خود اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لفظ لکھنا بالکل غلط ہے۔

## حاجیوں کا استقبال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ حج کی سعادت حاصل کر کے آنے والے حضرات کو لواحقین

ایئرپورٹ یا بندرگاہ پر بڑی تعداد میں لینے جاتے ہیں، حاجی کے باہر آتے ہی اسے پھولوں سے لاد دیتے ہیں، پھر ہر شخص حاجی سے گلے ملتا ہے، حاجی صاحبان ہار پہنے ہوئے ہی ایک سجی سجائی گاڑی میں دُولہا کی طرح بیٹھ جاتے ہیں، گلی اور گھر کو بھی خوب حاجی صاحب کی آمد پر سجایا جاتا ہے، جگہ جگہ ''حج مبارک'' کی عبارت کے کتبے لگے نظر آتے ہیں، بعض لوگ تو مختلف نعرے بھی لگاتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ہار، پھول، کتبے، نعرے اور گلے ملنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اللہ معاف فرمائے کیا اس طرح اِخلاص برقرار رہتا ہے؟

ج…… حاجیوں کا استقبال تو اچھی بات ہے، ان سے ملاقات اور مصافحہ اور معانقہ بھی جائز ہے، اور ان سے دُعا کرانے کا بھی حکم ہے، لیکن یہ پھول اور نعرے وغیرہ حدود سے تجاوز ہے، اگر حاجی صاحب کے دِل میں عجب پیدا ہو جائے تو حج ضائع ہو جائے گا۔ اس لئے ان چیزوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

# عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے مسائل کی تفصیل

(یہ حضرت مصنف مدظلہٗ کا ایک مفید مضمون ہے، اس لئے شامل کیا جارہا ہے)

## فضائلِ قربانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی، اس سے مواظبت ثابت ہوئی جس کا مطلب ہے لگاتار کرنا، اس طرح اس سے وجوب ثابت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نہ کرنے پر وعید فرمائی، احادیث میں بہت سی وعیدیں مذکور ہیں، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ: ''جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔'' قربانی کی بہت سی فضیلتیں ہیں، مسندِ احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قربانی تمہارے باپ (ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے۔'' صحابیؓ نے پوچھا: ''ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔'' اُون کے متعلق فرمایا: ''اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔'' (مشکوٰۃ ص:۱۲۹)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قربانی سے زیادہ کوئی دُوسرا عمل نہیں ہے، اِلَّا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔'' (طبرانی)

قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بہت بڑا عمل ہے، حدیث میں ہے کہ: ''قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں، اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔''

(مشکوٰۃ شریف ص:۱۲۸)

## قربانی کس پر واجب ہے؟

چند صورتوں میں قربانی کرنا واجب ہے:

۱:......کسی شخص نے قربانی کی منّت مانی ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۲:......کسی شخص نے مرنے سے پہلے قربانی کی وصیت کی ہو اور اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی مال سے قربانی کی جاسکے تو اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

۳:......جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے، اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے، پس جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان، استعمال کے کپڑوں اور روزمرّہ استعمال کی دُوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ، مالِ تجارت یا دیگر سامان ہو، اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

*:......مثلاً: ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں، ایک مکان اس کی رہائش کا ہے اور دُوسرا خالی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے، جبکہ اس خالی مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو۔

*:......یا مثلاً: ایک مکان میں وہ خود رہتا ہو اور دُوسرا مکان کرایہ پر اُٹھایا ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، البتہ اگر اس کا ذریعہ معاش یہی مکان کا کرایہ ہے تو یہ بھی ضروریاتِ زندگی میں شمار ہوگا اور اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہوگی۔

*:...... یا مثلاً: کسی کے پاس دو گاڑیاں ہیں، ایک عام استعمال کی ہے اور دُوسری زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

*:......یا مثلاً: کسی کے پاس دو پلاٹ ہیں، ایک اس کے سکونتی مکان کے لئے ہے اور دُوسرا زائد، تو اگر اس کے دُوسرے پلاٹ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

*:......عورت کا مہرِ معجّل اگر اتنی مالیت کا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، یا صرف والدین کی طرف سے دیا گیا زیور اور استعمال سے زائد کپڑے نصاب کی مالیت کو پہنچتے ہوں تو اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔

❊:.......ایک شخص ملازم ہے، اس کی ماہانہ تنخواہ سے اس کے اہل و عیال کی گزربسر ہوسکتی ہے، پس انداز نہیں ہوسکتی، اس پر قربانی واجب نہیں جبکہ اس کے پاس کوئی اور مالیت نہ ہو۔

❊:.......ایک شخص کے پاس زرعی اراضی ہے، جس کی پیداوار سے اس کی گزر اوقات ہوتی ہے، وہ زمین اس کی ضروریات میں سے سمجھی جائے گی۔

❊:.......ایک شخص کے پاس ہل جوتنے کے لئے بیل اور دودھیاری گائے بھینس کے علاوہ اور مویشی اتنے ہیں کہ ان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۴:.......ایک شخص صاحبِ نصاب نہیں، نہ قربانی اس پر واجب ہے، لیکن اس نے شوق سے قربانی کا جانور خرید لیا تو قربانی واجب ہے۔

۵:.......مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

۶:.......صحیح قول کے مطابق بچے اور مجنون پر قربانی واجب نہیں، خواہ وہ مال دار ہوں۔

## قربانی کا وقت

۱:.......بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ تک کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک قربانی کا وقت ہے، ان دنوں میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے، لیکن پہلا دن افضل ہے، پھر گیارہویں تاریخ، پھر بارہویں تاریخ۔

۲:.......شہر میں نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنا دُرست نہیں، اگر کسی نے عید سے پہلے جانور ذبح کرلیا تو یہ گوشت کا جانور ہوا، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ دیہات میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، عید کے دن صبحِ صادق طلوع ہوجانے کے بعد قربانی کرنا دُرست ہے۔

۳:.......اگر شہری آدمی خود تو شہر میں موجود ہے، مگر قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے اور وہاں صبحِ صادق کے بعد قربانی ہوجائے تو دُرست ہے۔

۴:.......ان تین دنوں کے دوران رات کے وقت قربانی کرنا بھی جائز ہے، لیکن بہتر نہیں۔

۵:……اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا یا اس نے کہیں اِقامت کی نیت کرلی اور وہ صاحبِ نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔

۶:……جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے، اس کے لئے ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ہی لازم ہے، اگر اتنی رقم صدقہ خیرات کردے تو قربانی ادا نہیں ہوگی اور یہ شخص گناہ گار ہوگا۔

۷:……جس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی اور ان تین دنوں میں اس نے قربانی نہیں کی تو اس کے بعد قربانی کرنا دُرست نہیں، اس شخص کو توبہ و اِستغفار کرنی چاہئے اور قربانی کے جانور کی مالیت صدقہ خیرات کردے۔

۸:……ایک شخص نے قربانی کا جانور باندھ رکھا تھا، مگر کسی عذر کی بنا پر قربانی کے دنوں میں ذبح نہیں کرسکا تو اس کا اب صدقہ کردینا واجب ہے، ذبح کرکے گوشت کھانا دُرست نہیں۔

۹:……قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے، لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا چاہتا ہو اسے ذبح کرنے والے کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔

۱۰:……قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ دِل میں نیت کرلینا کافی ہے، اور بعض دُعائیں جو حدیثِ پاک میں منقول ہیں اگر کسی کو یاد ہوں تو ان کا پڑھنا مستحب ہے۔

## کسی دُوسرے کی طرف سے نیت کرنا

۱:……قربانی میں نیابت جائز ہے، یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے اگر اس کی اجازت سے یا حکم سے دُوسرے شخص نے اس کی طرف سے قربانی کردی تو جائز ہے، لیکن اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم کے بغیر شریک کیا گیا تو کسی کی بھی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۲:……آدمی کے ذمہ اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، اگر اولاد

بالغ اور مال دار ہو تو خود کرے۔

۳:......اسی طرح مرد کے ذمہ بیوی کی جانب سے قربانی کرنا لازم نہیں، اگر بیوی صاحبِ نصاب ہو تو اس کے لئے الگ قربانی کا انتظام کیا جائے۔

۴:......جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو وہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین اور دیگر بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کرے، اس کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے بھی ہم پر بڑے احسانات اور حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، مگر اپنی واجب قربانی لازم ہے، اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

## قربانی کن جانوروں کی جائز ہے؟

۱:......بکری، بکرا، مینڈھا، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹ، اُونٹنی کی قربانی دُرست ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی دُرست نہیں۔

۲:......گائے، بھینس، اُونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں تو بھی دُرست ہے، مگر ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو، اور یہ بھی شرط ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو، صرف گوشت کھانے کے لئے حصہ رکھنا مقصود نہ ہو، اگر ایک آدمی کی نیت بھی صحیح نہ ہو تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

۳:......کسی نے قربانی کے لئے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت تھی کہ دُوسرے لوگوں کو بھی اس میں شریک کرلیں گے، اور بعد میں دُوسروں کا حصہ رکھ لیا تو یہ دُرست ہے۔

لیکن اگر گائے خریدتے وقت دُوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت تھی، مگر اب دُوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے، تو یہ دیکھیں گے کہ آیا اس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو دُوسروں کو بھی شریک کر تو سکتا ہے مگر بہتر نہیں، اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو دُوسروں کو شریک کرنا دُرست نہیں۔

۴:...... اگر قربانی کا جانور گم ہوگیا اور اس نے دُوسرا خرید لیا، پھر اتفاق سے پہلا بھی مل گیا، تو اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی تب تو صرف ایک جانور کی قربانی اس کے ذمہ ہے، اور اگر واجب نہیں تھی تو دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہوگئی۔

۵:...... بکری اگر ایک سال سے کم عمر کی ہو خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو تو اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں، پورے سال کی ہو تو دُرست ہے۔ اور گائے یا بھینس پورے دو سال کی ہو تو قربانی دُرست ہوگی، اس سے کم عمر کی ہو تو دُرست نہیں۔ اور اُونٹ پورے پانچ سال کا ہو تو قربانی دُرست ہوگی۔

۶:...... بھیڑ، یا دُنبہ اگر چھ مہینے سے زائد کا ہو اور اتنا فربہ یعنی موٹا تازہ ہو کہ اگر پورے سال والے بھیڑ دُنبوں کے درمیان چھوڑا جائے تو فرق معلوم نہ ہو تو اس کی قربانی کرنا دُرست ہے، اور اگر کچھ فرق معلوم ہوتا ہے تو قربانی دُرست نہیں۔

۷:...... جو جانور اندھا یا کانا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زائد جاتی رہی ہو، یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، تو اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں۔

۸:...... جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں یا رکھتا ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی دُرست نہیں۔ اور اگر چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا تو لیتا ہے مگر لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی دُرست ہے۔

۹:...... اگر جانور اتنا دُبلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو تو اس کی قربانی دُرست نہیں۔ اگر ایسا دُبلا نہ ہو تو قربانی دُرست ہے۔ جانور جتنا موٹا، فربہ ہو اسی قدر قربانی اچھی ہے۔

۱۰:...... جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا زیادہ دانت جھڑ گئے ہوں اس کی قربانی دُرست نہیں۔

۱۱:...... جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں، اگر کان تو ہوں مگر چھوٹے ہوں اس کی قربانی دُرست ہے۔

۱۲:...... جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اس کی قربانی دُرست

ہے، اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے، تو صرف اُوپر سے خول اُترا ہے اندر کا گودا باقی ہے تو قربانی دُرست ہے، اگر جڑ ہی سے نکل گئے ہوں تو اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں۔

۱۳:......خصی جانور کی قربانی جائز، بلکہ افضل ہے۔

۱۴:......جس جانور کے خارش ہو تو اگر خارش کا اثر صرف جلد تک محدود ہے تو اس کی قربانی کرنا دُرست ہے، اور اگر خارش کا اثر گوشت تک پہنچ گیا ہو اور جانور اس کی وجہ سے لاغر اور دُبلا ہوگیا ہو تو اس کی قربانی دُرست نہیں۔

۱۵:......اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ایسا پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے اس کی قربانی دُرست نہیں، تو اگر یہ شخص صاحبِ نصاب ہے اور اس پر قربانی واجب ہے تو اس کی جگہ تندرست جانور خرید کر قربانی کرے، اور اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو وہ اسی جانور کی قربانی کردے۔

۱۶:...... جانور پہلے تو صحیح سالم تھا مگر ذبح کرتے وقت جو اس کو لٹایا تو اس کی وجہ سے اس میں کچھ عیب پیدا ہوگیا تو اس کا کچھ حرج نہیں، اس کی قربانی دُرست ہے۔

## قربانی کا گوشت

۱:......قربانی کا گوشت اگر کئی آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو اس کو اَٹکل سے تقسیم کرنا جائز نہیں، بلکہ خوب احتیاط سے تول کر برابر حصہ کرنا دُرست ہے۔ ہاں! اگر کسی کے حصے میں سر اور پاؤں لگادیئے جائیں تو اس کے وزن کے حصے میں کمی جائز ہے۔

۲:...... قربانی کا گوشت خود کھائے، دوست احباب میں تقسیم کرے، غریب مسکینوں کو دے، اور بہتر یہ ہے کہ اس کے تین حصے کرے، ایک اپنے لئے، ایک دوست احباب، عزیز و اقارب کو ہدیہ دینے کے لئے اور ایک ضرورت مند ناداروں میں تقسیم کرنے کے لئے۔ الغرض کم از کم تہائی حصہ خیرات کردے، لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم گوشت خیرات کیا، باقی سب کھالیا یا عزیز و اقارب کو دے دے تب بھی گناہ نہیں۔

۳:......قربانی کی کھال اپنے استعمال کے لئے رکھ سکتا ہے، کسی کو ہدیہ بھی کرسکتا

ہے، لیکن اگر اس کو فروخت کردیا تو اس کے پیسے نہ خود استعمال کرسکتا ہے، نہ کسی غنی کو دینا جائز ہے، بلکہ کسی غریب پر صدقہ کردینا واجب ہے۔

۴:...... قربانی کی کھال کے پیسے مسجد کی مرمت میں یا کسی اور نیک کام میں لگانا جائز نہیں، بلکہ کسی غریب کو ان کا مالک بنادینا ضروری ہے۔

۵:...... قربانی کی کھال یا اس کی رقم کسی ایسی جماعت یا انجمن کو دینا دُرست نہیں جس کے بارے میں اندیشہ ہو کہ وہ مستحقین کو نہیں دیں گے، بلکہ جماعتی پروگراموں مثلاً کتابوں اور رسالوں کی طباعت و اشاعت، شفاخانوں کی تعمیر، کارکنوں کی تنخواہ وغیرہ میں خرچ کریں گے، کیونکہ اس رقم کا کسی فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے، البتہ ایسے ادارے کو دینا دُرست ہے جو واقعی مستحقین میں تقسیم کرے۔

۶:...... قربانی کے جانور کا دُودھ نکال کر استعمال کرنا، یا اس کی پشم اُتارنا دُرست نہیں، اگر اس کی ضرورت ہو تو وہ رقم صدقہ کردینی چاہئے۔

۷:...... قربانی کے جانور کی جھول اور رَسّی بھی صدقہ کردینی چاہئے۔

۸:...... قربانی کی کھال یا گوشت قصاب کو اُجرت میں دینا جائز نہیں۔

۹:...... اسی طرح امام یا مؤذّن کو بطورِ اُجرت دینا بھی دُرست نہیں۔

## چند غلطیوں کی اصلاح

۱:...... بعض لوگ یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ طاقت نہ ہونے کے باوجود شرم کی وجہ سے قربانی کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہیں گے کہ انہوں نے قربانی نہیں کی، محض دِکھاوے کے لئے قربانی کرنا دُرست نہیں، جس سے واجب حقوق فوت ہوجائیں۔

۲:...... بہت سے لوگ محض گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی نیت کرلیتے ہیں، اگر عبادت کی نیت نہ ہو تو ان کو ثواب نہیں ملے گا، اور اگر ایسے لوگوں نے کسی اور کے ساتھ حصہ رکھا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

۳:...... بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر میں ایک قربانی ہوجانا کافی ہے، اس لئے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے قربانی کرلی، ایک سال بیوی کی طرف

سے کردی، ایک سال لڑکے کی طرف سے، ایک سال لڑکی کی طرف سے، ایک سال مرحوم والد کی طرف سے، ایک سال مرحومہ والدہ کی طرف سے۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ گھر کے جتنے افراد پر قربانی واجب ہو ان میں سے ہر ایک کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ مثلاً: میاں بیوی اگر دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں کی طرف سے دو قربانیاں لازم ہیں، اسی طرح اگر باپ بیٹا دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو خواہ اکٹھے رہتے ہوں مگر ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی واجب ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی عمر بھر میں ایک دفعہ کرلینا کافی ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے، بلکہ جس طرح زکوٰۃ اور صدقۂ فطر ہر سال واجب ہوتا ہے، اسی طرح ہر صاحبِ نصاب پر بھی قربانی ہر سال واجب ہے۔ بعض لوگ گائے یا بھینس میں حصہ رکھ لیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں کے حصے رکھے ہیں وہ کیسے لوگ ہیں؟ یہ بڑی غلطی ہے، اگر سات حصہ داروں میں سے ایک بھی بے دین ہو یا اس نے قربانی کی نیت نہیں کی بلکہ محض گوشت کھانے کی نیت کی تو سب کی قربانی برباد ہوگئی، اس لئے حصہ ڈالتے وقت حصہ داروں کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے۔

## قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

س……قربانی کے بارے میں علماء سے تقریروں میں سنا ہے کہ سنتِ ابراہیمی ہے، ایک مولوی صاحب نے دورانِ تقریر فرمایا کہ سنتِ نبوی ہے، لہٰذا اس سنت پر حتی الوسع عمل کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ گوشت کھانے کا ارادہ، ایک آدمی مجمع سے اُٹھا اور اس نے کہا: مولوی صاحب! سنتِ ابراہیمی ہے، ہمارے نبی کی سنت نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا: واقعی سنتِ ابراہیمی ہے، مگر ہم کو سنتِ نبوی سمجھ کر قربانی کرنی چاہئے۔ آدمی نے کہا: آپ غلط مسئلہ بتارہے ہیں۔ آدھ گھنٹے کی بحث کے باوجود وہ شخص قائل نہیں ہوا۔ براہِ کرم اس مسئلے پر روشنی ڈال کر ہمیں اندھیرے سے نکالیں۔

ج……لغو بحث تھی، قربانی ابراہیم علیہ السلام کی سنت تو ہے ہی، جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا، اور اس کا حکم دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہوئی، دونوں میں کوئی تعارض یا تضاد تو ہے نہیں۔

## قربانی کی شرعی حیثیت

س……قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج……ایک اہم عبادت اور شعائرِ اسلام میں سے ہے، زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا، مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے، اسی طرح آج تک بھی دُوسرے مذاہب میں ''قربانی'' مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے، مشرکین اور عیسائی بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورۂ کوثر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی، قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے۔ دُوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دُوسرے عنوان سے بیان فرمایا ہے: ''بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا، ہر سال برابر قربانی کرتے تھے (ترمذی)۔ جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ میں حج کے موقع پر واجب نہیں بلکہ ہر شخص پر، ہر شہر میں واجب ہوگی، بشرطیکہ شریعت نے قربانی کے واجب ہونے کے لئے جو شرائط اور قیود بیان کی ہیں وہ پائی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، اسی لئے جمہور علمائے اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ (شامی)

# قربانی کس پر واجب ہے؟

## چاندی کے نصاب بھر مالک ہوجانے پر قربانی واجب ہے

س…… قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں۔

ج…… قربانی ہر اس مسلمان عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے، جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجاتِ اَصلیہ سے زائد موجود ہو، یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں، یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان، پلاٹ وغیرہ۔

قربانی کے معاملے میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں، بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔ جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔

## قربانی صاحبِ نصاب پر ہر سال واجب ہے

س…… قربانی جو کہ سب سے پہلے اپنے اُوپر واجب ہے اور پھر دُوسروں پر، کیا ایک دفعہ کرنے سے واجب پورا ہوجاتا ہے یا ہر سال اپنے اُوپر کرنی واجب ہوتی ہے؟

ج…… قربانی صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے، قربانی کے واجب ہونے کے لئے نصاب پر سال گزرنا بھی ضروری نہیں۔

## قربانی کے واجب ہونے کی چند اہم صورتیں

س…… میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے، اگر بقرعید کے تین دنوں میں کسی دن بھی میرے پاس ۲۶۲۵ (دو ہزار چھ سو پچیّس) روپے آجائیں تو کیا مجھ پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟

(آج کل ساڑھے ۵۲ تولے چاندی کے دام بحساب پچاس روپے فی تولہ ۲۶۲۵ روپے بنتے ہیں)۔

ج...... جی ہاں! اس صورت میں قربانی واجب ہے۔ اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے درمیان کیا فرق ہے؟ سو واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی صاحبِ نصاب پر واجب ہوگی ہے، اور قربانی بھی صاحبِ نصاب ہی پر واجب ہے، مگر دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے شرط ہے کہ نصاب پر سال گزر گیا ہو، جب تک سال پورا نہیں ہوگا زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن قربانی کے واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا کوئی شرط نہیں بلکہ اگر کوئی شخص عین قربانی کے دن صاحبِ نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہے، جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوگی۔

دُوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ نصاب ''نامی'' (بڑھنے والا) ہو، شریعت کی اصطلاح میں سونا، چاندی، نقد روپیہ، مالِ تجارت اور چرنے والے جانور ''مالِ نامی'' کہلاتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مگر قربانی کے لئے مال کا ''نامی'' ہونا بھی شرط نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کے پاس اپنی زمین کا غلہ اس کی ضروریات سے زائد ہے اور زائد ضرورت کی قیمت ۲۶۲۵ روپے کے برابر ہے، چونکہ یہ غلہ مالِ نامی نہیں اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے سال بھر پڑا رہے، لیکن اس پر قربانی واجب ہے۔

س...... میری دو بیٹیوں کے پاس پندرہ سولہ سال کی عمر سے دو تولے سونے کے زیور ہیں، وہ اس کی مالک ہیں، وہ ہماری زیرِ کفالت ہیں، ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم ان کی طرف سے قربانی کرسکیں، کیا ان بیٹیوں پر قربانی واجب ہے؟ اگر فرض ہے تو وہ قربانی کس طرح کریں جبکہ ان کے پاس نقد پیسے نہیں؟ واضح رہے کہ دو تولے زیور کے دام تقریباً سات ہزار روپے بنتے ہیں۔

ج...... اگر ان کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے تو وہ صاحبِ نصاب ہیں، اور ان پر زکوٰۃ

اور قربانی دونوں واجب ہیں، اور اگر روپیہ پیسہ نہیں رہتا تو وہ صاحبِ نصاب نہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی بھی واجب نہیں۔

س…… ہماری شادی کو ۴۱ سال ہوگئے، لیکن میری بیوی نے صرف دو بار قربانی کی، کیونکہ میرے پاس اس کی طرف سے قربانی کرنے کے پیسے نہیں تھے۔ لیکن اس کے پاس اس تمام مدّت میں کم و بیش تین چار تولے سونے کے زیور رہے ہیں۔ کیا میری بیوی پر اس تمام مدّت میں ہر سال قربانی فرض تھی؟ کیونکہ اس تمام مدّت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بہرحال تین چار تولے سونے سے کم رہی۔ اگر فرض تھی تو کیا ۳۹ سال کی قربانی اس کے ذمے واجب الادا ہیں؟ اگر ایسا ہے تو وہ اس سے کیسے عہدبرآ ہو؟ واضح رہے کہ ہم لوگ ہمیشہ اس خیال میں رہے کہ قربانی اس پر واجب ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولے سونا ہو۔ (نوٹ ابھی کچھ زمانہ پہلے تک خالص چاندی کا روپیہ ہوتا تھا جس کا وزن ٹھیک ایک تولہ ہوتا تھا، جس کے پاس ۵۲ روپے اور ایک اٹھنی ہوتی وہ بتوفیقِ الٰہی تین چار روپے کی بھیڑ بکری لاکر قربانی کردیتا تھا، آج کل کے گرام اور ہوشربا نرخوں نے یہ مسائل عوام کے لئے مشکل بنادیئے ہیں)۔

ج…… یہاں بھی وہی اُوپر والا مسئلہ ہے، اگر آپ کی اہلیہ کے پاس زیور کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ بھی بطور ملک رہتا تھا تو قربانی واجب تھی اور زکوٰۃ بھی، جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور وہ نہ کرے تو اتنی رقم صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

س…… میری ایک شادی شدہ بیٹی جس کے پاس پندرہ سال کی عمر سے دو تین تولے سونے کا زیور رہا ہے اور شادی کے بعد اور زیادہ ہی ہے۔ اس کی طرف سے نہ میں نے کبھی قربانی کی، نہ اس نے خود کی، اور نہ شوہر اس کی طرف سے کرتا ہے، ایسے میں کیا میری اس بیٹی پر پندرہ سال کی عمر سے قربانی فرض ہے اور وہ بھی تمام سالوں کی قربانیاں ادا کرے؟

ج…… اُوپر کا مسئلہ من وعن یہاں بھی جاری ہے۔

س…… چند ایسے لوگ ہیں جن کے پاس نہ ۲۶۲۵ روپے ہیں، نہ سونا ہے، نہ چاندی ہے، لیکن ان کے پاس ٹی وی ہے، جس کے دام تقریباً دس ہزار روپے ہیں، ایسے لوگوں پر قربانی

فرض ہے کہ نہیں؟

ج…… ٹی وی ضروریات میں داخل نہیں، بلکہ لغویات میں شامل ہے۔ جس کے پاس ٹی وی ہواس پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہے، اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

س…… میں زیادہ تر مقروض رہا، اس لئے میں نے بہت کم قربانی کی ہے، جبکہ میرے اور اخراجات ایسے ہیں کہ میں ان میں تھوڑا بہت رَدّ و بدل کر کے قربانی کرسکتا ہوں۔ قرض اپنی جگہ پر ہے جس کو رفتہ رفتہ ادا کرتا رہتا ہوں، تو کیا میرا ایسی حالت مین قربانی کرنا صحیح ہوگا؟

ج…… ان حالات میں یہ تو ظاہر ہے کہ قربانی آپ پر واجب نہیں، رہا یہ کہ قربانی کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے حالات ایسے ہیں کہ آپ اس قرضہ کو بہ سہولت ادا کرسکتے ہیں تو قرض لے کر قربانی کرنا جائز بلکہ بہتر ہے، ورنہ نہیں کرنی چاہئے۔

س…… سنا ہے کہ نابالغ بچوں پر قربانی فرض نہیں، میرا ایک نابالغ نواسہ میرے ساتھ رہتا ہے، کیا میں اس کی طرف سے قربانی کرسکتا ہوں؟ قربانی صحیح ہوگی؟

ج…… اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو پہلے اپنی طرف سے کیجئے، اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو نابالغ نواسے کی طرف سے بھی کرسکتے ہیں، مگر نابالغ کے بجائے اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف کرنا بہتر ہوگا۔

س…… میرا ایک شادی شدہ بیٹا عرب میں رہتا ہے، اس نے نہ ہم کو قربانی کرنے کے لئے لکھا اور نہ قربانی کے لئے پیسے بھیجے، لیکن ہم والدین نے اس کی محبت میں اس کی طرف سے بکرا قربان کردیا، یہ قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

ج…… نفلی قربانی ہوگئی، لیکن واجب قربانی اس کے ذمہ رہے گی۔

س…… یا بجائے بکرے کے اس بیٹے کی طرف سے اس کی بے خبری میں گائے میں ایک حصہ لے لیا، کیا اس کی طرف سے اس طرح حصہ لینا صحیح ہوا؟ اگر غلط ہوا تو گائے کے باقی حصہ داروں کی قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

ج…… چونکہ نفلی قربانی ہوجائے گی، اس لئے گائے میں حصہ لینا صحیح ہے۔

## عورت اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے

س..... کیا عورت کو اپنی قربانی خود کرنی چاہیئے یا شوہر کرے؟ اکثر شوہر حضرات بہت سخت ہوتے ہیں، اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں تنگ دست رکھتے ہیں، ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بتایئے۔

ج..... عورت اگر خود صاحبِ نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے، ورنہ مرد کے ذمہ بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، گنجائش ہو تو کردے۔

## برسرِ روزگار صاحبِ نصاب لڑکے، لڑکی سب پر قربانی واجب ہے چاہے ابھی ان کی شادی نہ ہوئی ہو

س..... والد محترم اچھے عہدے پر فائز ہیں، پہلی بیوی سے ماشاء اللہ سے پانچ بہن بھائی ہیں، جس میں تین لڑکیاں بھی ہیں، جبکہ دونوں جوان بھائی اور ایک بہن برسرِ ملازمت ہیں۔ سوتیلی ماں کی دو چھوٹی بچیاں ہیں جو اسی گھر میں الگ الگ کمرے میں رہتی ہیں۔ والد محترم نے دو بکروں کی قربانی کی اور دونوں بیٹے، ایک بیٹی نے گائے میں حصہ لیا جو کہ تینوں غیر شادی شدہ ہیں، اپنی کمائی سے انہوں نے گائے میں حصہ لیا تھا جبکہ دونوں نوجوان بھائی کما رہے ہیں اور والد بھی اچھی خاصی انکم لا رہے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ ہونے کے باوجود غیر شادی شدہ لڑکی کا قربانی کرنا جائز ہے؟ باپ بیٹے اور بیٹی سب نے مل کر پانچ قربانیاں کی ہیں، کیا ایک گھر میں پانچ قربانی کرنا جائز ہے؟

ج..... اگر باپ، بیٹے اور بیٹیاں سب برسرِ روزگار اور صاحبِ نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے، اس لئے گھر میں اگر پانچ قربانیاں ہوئیں تو ٹھیک ہوا۔ کیونکہ ہر عاقل بالغ مرد عورت پر مالکِ نصاب ہونے کی صورت میں قربانی واجب ہے، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

## خانہ داری مشترک ہونے کی صورت میں بالغ اولاد کی طرف سے قربانی

س..... ہم پانچ بھائی ہیں، تمام شادی شدہ ہیں اور والدین کے ساتھ اکٹھے رہتے ہیں۔ تمام


فہرست

برادران جو کمارہے ہیں، والد صاحب کو دیتے ہیں، صرف جیب خرچ اپنے پاس رکھتے ہیں، تو اس صورت میں ہم پر قربانی واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ اب تک والدین اپنی قربانی کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے، لیکن اس دفعہ ہم شش و پنج میں پڑ گئے کیونکہ والد صاحب کے پاس تقریباً تیس ہزار روپے سرمایہ ہے، برائے کرم اَز رُوئے شرع ہمارے لئے کیا حکم ہے، والدین کا قربانی کرنا کافی ہے یا ہم بھی کریں گے؟

ج...... آپ کے والد صاحب کو چاہئے کہ آپ پانچوں بھائیوں کی طرف سے بھی قربانی کیا کریں، بلکہ پانچوں کی بیویوں کے پاس بھی زیورات اور نقدی وغیرہ اگر اتنی ہو کہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو ان کی طرف سے بھی قربانیاں ہونی چاہئیں۔ بہرحال گھر میں جتنے افراد صاحبِ نصاب ہوں گے ان پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر کمانے کے باوجود مالکِ نصاب نہیں تو قربان واجب نہیں ہوگی۔

## کیا مقروض پر قربانی واجب ہے؟

س...... کیا مقروض پر قربانی واجب ہے؟ جبکہ مقروض خود کو پابندِ شریعت بھی کہتا ہو اور قرض کی رقم قربانی کے لئے خریدے جانے والے جانور سے بھی کم ہو؟

ج...... اگر قرض ادا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت حاجاتِ اَصلیہ سے زائد موجود ہو تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

## قربانی کے بدلے میں صدقہ و خیرات کرنا

س...... اگر باوجود استطاعت کے قربانی نہ کی تو کیا کفارہ دے؟

ج...... اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا، ہمیشہ گناہ گار رہے گا، کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے، جیسے نماز پڑھنے سے روزہ، اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ رسولِ

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اجماعِ صحابہؓ اس پر شاہد ہیں۔

## صاحبِ نصاب پر گزشتہ سال کی قربانی ضروری ہے

س…… کیا صاحبِ نصاب عورت پر پچھلے سالوں کی بقرعید کی قربانی دینی ضروری ہے جبکہ وہ ان سالوں میں صاحبِ نصاب تھی؟ اگر ضروری ہے تو ایک بکرے کی قیمت ۵۰۰ اگر اوسط قیمت طے کرلیں تو ہر سال کی اتنی ہی رقم کسی غریب کو یا کسی مدرسے یا مسجد کس کو دیں؟ بقرعید کی قربانی واجب ہے یا سنتِ مؤکدہ؟

ج…… اس کے ذمہ قربانی واجب ہے اور قربانی کرنا ہی ضروری ہے، اس کی رقم دینا جائز نہیں، لیکن اگر قربانی نہ کی ہو تو جتنے سالوں سے قربانی واجب تھی اور ادا نہیں کی تھی، ان سالوں کا حساب کرکے (ایک حصے کی قیمت جتنی بنتی ہے) وہ رقم ادا کرے، اور یہ رقم کسی فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے۔

## نابالغ بچے کی قربانی اس کے مال سے جائز نہیں

س…… زید کا انتقال ہوا، اس کے تین بچے ہیں، عمر، بکر، فاطمہ اور وہ تینوں بالغ نہیں ہیں، اور ان کا رشتہ دار یعنی ان کے اُوپر خرچہ کرنے والا ان کا چچا شعیب ہے، اب ان کا وارث تو وہی ہوا، اب شعیب کو شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ ان کے مال سے زکوٰۃ یا قربانی وغیرہ دے؟

ج…… امام ابوحنیفہؒ کے ہاں نابالغ بچے کے مال پر نہ زکوٰۃ فرض ہے، نہ قربانی واجب ہے، اس لئے ولی کو ان کے مال سے زکوٰۃ اور قربانی کی اجازت نہیں۔ البتہ ان کے مال سے ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے، اور ان کی دیگر ضروریات پر خرچ کرے۔

## گھر کا سربراہ جس کی طرف سے قربانی کرے گا ثواب اسی کو ملے گا

س…… گھر کا سربراہ قربانی کرتا ہے، کیا جو لوگ گھر میں اس کی کفالت میں ہیں ان کو کوئی ثواب ملے گا؟ ایک سال گھر کے سربراہ نے اپنے نام سے قربانی کی تو دُوسرے سال وہ اپنے لڑکے، لڑکی یا بیوی کے نام سے قربانی کرے تو ثواب ملے گا؟ اور صحیح ہے یا نہیں؟

ج…… گھر کا سربراہ اگر قربانی کرتا ہے تو قربانی کا ثواب صرف اسی کو ملے گا، دُوسرے لوگوں

کو نہیں، اگرچہ وہ اس کی کفالت میں ہی کیوں نہ ہوں۔

گھر کا سربراہ اگر اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے اپنے گھر والوں میں سے کسی کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہے اس کی طرف سے تو قربانی صحیح ہوجائے گی اور ثواب بھی اسی کو ملے گا، چاہے جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اس پر قربانی واجب ہو یا نہیں۔ لیکن گھر کے سربراہ کے سلسلے میں دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ اگر سربراہ پر بھی قربانی واجب ہے تو اب سربراہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی طرف سے مستقل قربانی کرے، اور نہ کرنے کی صورت میں گناہ گار ہوگا، کسی دُوسرے کی طرف سے قربانی کرنے سے اپنا ذمہ ساقط نہیں ہوتا۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ سربراہ پر شرعی طور پر قربانی واجب تو نہیں ہے لیکن وہ کسی دُوسرے کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو اس صورت میں جس کی طرف سے قربانی کی ہے اس کی طرف سے قربانی صحیح ہوگی، اور گھر کے سربراہ پر چونکہ قربانی واجب نہیں تھی اس لئے اس کو مستقل قربانی کی ضرورت نہیں، واللہ اعلم بالصواب!

## کیا مرحوم کی قربانی کے لئے اپنی قربانی ضروری ہے؟

س...... میں نے سنا ہے کہ اگر اپنے کسی مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہیں تو پہلے اپنے نام سے قربانی کریں، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک سال تو میں نے اپنے نام سے قربانی کردی، دُوسرے سال کسی عزیز کے نام سے قربانی کرسکتا ہوں؟ یا جب بھی اپنے مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہوں تو ساتھ مجھے اپنے نام سے بھی قربانی کرنی پڑے گی؟ اگر اتنی گنجائش نہ ہو تو؟

ج...... اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو اپنی طرف سے کرنا تو ضروری ہے، بعد میں گنجائش ہو تو مرحوم کی طرف سے بھی کردیں، اور اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب نہیں تو مرحوم کی طرف سے کرسکتے ہیں، اپنی طرف سے خواہ نہ کریں۔

## مرحوم والدین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی دینا

س……جس صاحبِ حیثیت شخص پر قربانی فرض ہے، وہ اپنی طرف سے قربانی کے ساتھ اپنی بیوی، مرحوم والدین، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اُمّ المؤمنینؓ، اپنے مرحوم دادا، دادی کی طرف سے بھی قربانی کرے تو کیا جائز ہے؟ اور کیا ثواب ان کو پہنچ جائے گا؟

ج……گنجائش ہو تو اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرور قربانی کی جائے، بہت ہی مبارک عمل ہے، ان سب کو اس کا ثواب اِن شاء اللہ پہنچے گا۔

## اگر کفایت کر کے جانور خرید سکتے ہیں تو قربانی ضرور کریں

س……ہمارے والد صاحب ملازم ہیں اور تنخواہ ملتی ہے، وہ مہینے کے مہینے کھا پی لیتے ہیں، لیکن تنخواہ اتنی ہے کہ اگر کفایت سے خرچ کی جائے تو قربانی کا جانور خرید سکتے ہیں، بتایئے والد صاحب پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

ج……اس صورت میں قربانی واجب نہیں، البتہ اگر گھر میں اتنی نقدی ہو جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے، یا کفایت شعاری کر کے اتنی رقم جمع کرلیں جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہے، اور اگر کفایت شعاری کر کے قربانی کی رقم بچائی جاسکتی ہے تو قربانی کرنا بہتر ہے، واجب نہیں۔

## فوت شدہ آدمی کی طرف سے کس طرح قربانی دیں؟

س……کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے، فوتگی کے بعد اس کے ورثاء اس کے لئے قربانی دینا چاہتے ہیں، قربانی دینے کا کیا طریقہ ہوگا؟ گوشت کی تقسیم کا طریقہ اور قربانی کی حد کیا ہے؟

ج……وفات یافتہ حضرات کی طرف سے جتنی قربانیاں جی چاہے کر سکتے ہیں، گوشت کی تقسیم کا کوئی الگ طریقہ نہیں، بس فوت شدہ آدمی کی طرف سے قربانی کی نیت کر لینا کافی ہے۔

## مرحوم والدین کی طرف سے قربانی دینا

س……کیا قربانی فوت شدہ والدین کی طرف سے دی جاسکتی ہے جبکہ خود اپنی ذاتی نہ دے سکے؟

ج…… جس شخص پر قربانی واجب ہو اس کا اپنی طرف سے قربانی کرنا لازم ہے، اگر گنجائش ہو تو مرحوم والدین وغیرہ کی طرف سے الگ قربانی دے، اور اگر خود صاحبِ نصاب نہیں اور قربانی اس پر واجب نہیں تو اختیار ہے کہ خواہ اپنی طرف سے کرے یا والدین کی طرف سے۔ اگر میاں بیوی دونوں صاحبِ حیثیت ہوں تو دونوں کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔ اسی طرح اگر باپ بھی صاحبِ نصاب ہو اور اس کے بیٹے بھی برسرِ روزگار اور صاحبِ نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔ بہت سے گھروں میں یہ دستور ہے کہ قربانی کے موقع پر گھرانے کے بہت سے افراد کے صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود ایک قربانی کر لیتے ہیں، کبھی شوہر کی نیت سے، کبھی بیوی کی طرف سے اور کبھی مرحومین کی طرف سے، یہ دستور غلط ہے، بلکہ جتنے افراد مالکِ نصاب ہوں ان سب پر قربانی واجب ہوگی۔

## زکوٰۃ نہ دینے والے کا قربانی کرنا

س…… اگر کوئی شخص زکوٰۃ تو ادا نہیں کرتا، لیکن قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی قبول ہوگی یا نہیں؟

ج…… اگر خلوص سے قربانی کرے تو قربانی کا ثواب ملے گا، اور زکوٰۃ نہ دینے کا وبال الگ ہوگا، اور اگر محض گوشت کھانے یا لوگوں کے طعنے سے بچنے کے لئے قربانی کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ ثواب بھی نہیں ہوگا، بلکہ مخلوق یا دِکھلاوے کے لئے عمل کرنے کی وجہ سے مزید عذاب ہوگا۔

## جس پر قربانی واجب نہ ہو، وہ کرے تو اسے بھی ثواب ہوگا

س…… ہمارا خاندان پانچ افراد پر مشتمل ہے، محدود آمدنی ہے، بڑے بھائی کا اپنا چھوٹا موٹا کاروبار ہے، اور میری ۱۰۰۰ تنخواہ ہے، جس میں ۸۰۰ ملتی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں تباہ حال ہوکر مشرقی پاکستان سے آئے ہیں، کرائے کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتے ہیں، صرف ضرورت کی اشیاء موجود ہیں، جو کچھ کماتے ہیں وہ تمام خرچ ہو جاتا ہے، اس سے بچت مشکل ہے، نہ ہی سونا چاندی ہے۔ کیا میرے تمام حالات کے تحت مجھ پر قربانی فرض ہے؟ اور کیا اس طرح ۱۰ روپے روزانہ جمع کرکے اس سے جانور لانا اور اس کی قربانی کرنا جائز ہے؟ قربانی کن حالات میں جائز ہے؟

ج…… قربانی اس شخص کے ذمہ واجب ہے جس کے پاس ضروری استعمال کی اشیاء اور ضروری اخراجات سے زائد نصاب کی مالیت ہو، یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر۔ آپ نے جو حالات تحریر فرمائے ہیں ان کے مطابق آپ کے ذمہ قربانی واجب نہیں، لیکن اگر آپ کچھ رقم پس انداز کرکے قربانی کردیا کریں تو بہت اچھی بات ہے۔ راقم الحروف کو رقم پس انداز کرنے کی عادت تو کبھی نہ پڑی، البتہ اس خیال سے قربانی ہمیشہ کی کہ جب ہم اپنے اخراجات میں کمی نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت کے معاملے میں ناداری کا بہانہ کیوں کیا جائے؟ الغرض اگر آپ قربانی کریں گے تو آپ کو پورا ثواب ملے گا۔

## قربانی کے بجائے پیسے خیرات کرنا

س…… اگر کوئی شخص قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ قربانی کے پیسوں سے قربانی دینے کے بجائے کسی مستحق شخص کی خدمت کرے، جس کو واقعتاً ضرورت ہو تو کیا قربانی کا ثواب مل جائے گا یا قربانی کا ثواب صرف قربانی ہی سے ملتا ہے؟ یاد رہے کہ قربانی دینے والا ویسے اس غریب شخص کی خدمت نہیں کرسکتا۔

ج…… جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہو، اس کے ذمہ قربانی کرنا ہی ضروری ہے۔ غریبوں کو پیسے دینے سے قربانی کا ثواب نہیں ہوگا، بلکہ یہ شخص گناہ گار ہوگا۔ اور جس کے ذمہ قربانی واجب نہیں اس کو اختیار ہے، خواہ قربانی کرے یا غریبوں کو پیسے دیدے، لیکن دُوسری صورت میں قربانی کا ثواب نہیں ہوگا، صدقے کا ثواب ہوگا۔

## کیا قربانی کا گوشت خراب کرنے کے بجائے اتنی رقم صدقہ کردیں؟

س…… اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ عیدِ قربان کے موقع پر مسلمان قربانی کے جانور ذبح کرتے ہیں اور یوں اکثر لوگ گوشت زیادہ یا خراب ہونے کی وجہ سے نالیوں میں ضائع کردیتے ہیں، مختصر یہ کہ یوں پھینک دیتے ہیں، کیا اگر کوئی انسان چاہے تو قربانی کے جانور جتنی رقم کسی شخص کو بطور امداد دے سکتا ہے؟ کیا یہ اسلامی نقطۂ نظر سے دُرست ہے؟

ج…… قربانی اہلِ استطاعت پر واجب ہے، قربانی کے بجائے اتنی رقم صدقہ کردینے سے یہ

واجب ادا نہیں ہوتا، بلکہ قربانی کرنا ہی ضروری ہے۔ گوشت کو ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق ہے، خود نہ کھا سکے تو دُوسروں کو دیدے۔

## قربانی کا جانور اگر فروخت کردیا تو رقم کو کیا کرے؟

س…… اگر کسی آدمی نے قربانی کا بکرا لیا ہو اور اس کو قربانی سے پہلے کسی وجہ سے فروخت کردے، اب وہ رقم کسی اور جگہ خرچ کرسکتا ہے؟

ج…… وہ رقم صدقہ کردے اور اِستغفار کرے، اور اگر اس پر قربانی واجب تھی تو پھر دُوسرا جانور خرید کر قربانی کے دنوں میں قربانی کرے۔

## سات سال مسلسل قربانی واجب ہونے کی بات غلط ہے

س…… قربانی کے مسائل کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کریں کہ انسان پر کتنی قربانیاں واجب ہیں؟ کیونکہ میں نے یہ سنا ہے بلکہ عمل کرتے دیکھا ہے کہ جب کوئی آدمی قربانی دیتا ہے تو پھر اس پر لگاتار سات سال تک قربانیاں واجب ہوجاتی ہیں اور وہ سات قربانیوں کے بعد بَری الذمہ ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج…… جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے، اور جو صاحبِ نصاب نہ ہو اس پر واجب نہیں۔ سات سال تک قربانی واجب ہونے کی بات بالکل غلط ہے، اگر اس سال صاحبِ نصاب ہو تو قربانی واجب ہے، اور اگلے سال صاحبِ نصاب نہ رہے تو قربانی بھی واجب نہ ہوگی۔

## بقرعید پر جانور مہنگے ہونے کی وجہ سے قربانی کیسے کریں؟

س…… دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام ہر مسئلے کا حل تلاش کرسکتا ہے، اور اسلام میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ جنابِ عالی! اب کچھ دنوں کی بات ہے بقرعید ہونے والی ہے، اور اس موقع پر قربانی کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، اور اس کام کے لئے تمام ذرائعِ ابلاغ استعمال ہوتے ہیں اور پھر لوگ قربانی بھی کرتے ہیں، اپنی، اپنے والدین کے نام سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور اپنے پیر کے نام پر وغیرہ وغیرہ۔

رمضان میں ایک عزیز کے بچے کا عقیقہ تھا، ان کے ساتھ بکرے خریدنے گیا تو ایک ایک بکرا ۱۲۰۰ روپے کا ملا، پھر ابھی پچھلے ہفتے تقریباً بکرے ۱۵۰۰ اور ۱۶۰۰ روپے کے خرید کئے گئے، وجہ گرانیٔ قیمت بقرعید کی آمد، بقول فروخت کرنے والے کے بقرعید آرہی ہے، دام بڑھ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ موقع سے فائدہ اُٹھانا، دام بڑھادینا اور اس خیال سے مال روک لینا کہ کل قیمت بڑھ جائے گی، ان سب کو اسلام جائز قرار نہیں دیتا، اور ایسے تاجروں پر اللہ کی لعنت، اور پھر یہ کہ ظالم سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ ظلم سے ہاتھ روک لے، وغیرہ وغیرہ۔

اب سوال یہ ہے کہ ظلم سے کیونکر بچا جائے؟ ہم میں سے کون کس کے خلاف جنگ کرے اور کیونکر؟ کیا ہم جانور کی قربانی نہ کریں اور اگر نہ کریں تو پھر کیا کریں؟ میں ذاتی طور پر گمان کرتا ہوں کہ اگر تمام علماء مل کر یہ اعلان کریں کہ چونکہ بقرعید پر تاجر دام بڑھادیتا ہے اس لئے اب اس سال جانور کی قربانی نہ ہو، بلکہ کچھ اور۔ اگر ایسا ہوگیا تو آج اگر نہیں تو کل قیمت کم ضرور ہوگی، ورنہ ہم اور آپ سب قربانی کی فرضیت کے نام پر ظالم کو اور طاقت ور کریں گے، یہ مسئلہ متوسط شہری آبادی کے لاکھوں افراد کا ہے۔

مولانا صاحب! اس کا جواب مکمل بذریعہ اخبار بہتر ہوگا، کیونکہ اگر فرض، کراہیت سے ادا ہو تو پھر بات بنتی نہیں، بلکہ بگڑتی ہے۔

ج...... قربانی صاحبِ استطاعت لوگوں پر واجب ہے، اور واجباتِ شرعیہ کو اُٹھادینے یا موقوف و منسوخ کردینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے، علمائے کرام کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ اس لئے آپ علماء سے جو اعلان کروانا چاہتے ہیں یہ دین میں ترمیم و تحریف کا مشورہ ہے، دین میں ترمیم و تحریف حرام اور گناہِ عظیم ہے اور اس کا مشورہ دینا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے۔

جہاں تک قیمتوں کے اعتدال پر رکھنے کا سوال ہے، اس کے لئے دُوسری تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں اور ضرور کرنی چاہئیں، اور جن لوگوں کے پاس مہنگے جانور خریدنے کی گنجائش نہیں ان پر قربانی واجب نہیں، وہ نہ کریں، مگر اس کا یہ علاج نہیں کہ اس سال قربانی ہی کو منسوخ کرنے کا اعلان کردیا جائے۔


فہرست

# اَیامِ قربانی

## قربانی کتنے دن کرسکتے ہیں؟

س……قربانی کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قربانی سات دن تک جائز ہے، حالانکہ ہم لوگ صرف تین دن قربانی کرتے ہیں۔ وضاحت فرمائیں کہ تین دن کرسکتے ہیں یا سات دن بھی کرسکتے ہیں؟

ج……جمہور ائمہ کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں، امام شافعی چوتھے دن بھی جائز کہتے ہیں، حنفیہ کو تین دن ہی قربانی کرنی چاہئے۔

## قربانی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو کرنی چاہئے

س……قربانی کس دن کرنی چاہئے؟

ج……قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے، دُوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخیں ہیں، ان میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے، البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔

## شہر میں نمازِ عید سے قبل قربانی کرنا صحیح نہیں

س……شہر میں زید نے نمازِ عید سے پہلے صبح ہی قربانی کی، یہ قربانی ہوئی یا نہیں؟

ج…… یہ قربانی نہیں ہوئی، لہٰذا اگر اس پر قربانی واجب تھی تو قربانی کے دنوں میں دُوسری قربانی کرنا اس پر واجب ہوگا۔

## قربانی کرنے کا صحیح وقت

س……براہِ کرم قربانی کرنے کا صحیح وقت، نماز سے پہلے ہے یا بعد میں ہے؟ اس پر روشنی ڈالئے۔


فہرست

ج……جن بستیوں یا شہروں میں نمازِ جمعہ وعیدین جائز ہے، وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں، اگر کسی نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں، یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبحِ صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔ ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نمازِ عید پہلے دن نہ ہوسکے تو نمازِ عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی دُرست ہے (درمختار)۔ قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں (شامی)۔

# کن جانوروں کی قربانی جائز ہے یا ناجائز؟

## کن جانوروں کی قربانی جائز ہے؟

س……بکرا، بکری، بھیڑ، دُنبہ، کن کن جانوروں کی قربانی کرسکتے ہیں؟

ج……بھیڑ، بکرا، دُنبہ، ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے۔ گائے، بیل، بھینس، اُونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے، بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو، کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔ بکرا، بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے۔ بھیڑ اور دُنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے، بیل، بھینس دو سال کی۔ اُونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں، اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی دُرست ہے۔ ہاں! سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی دُرست نہیں (شامی)۔ خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے (شامی)۔ اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی دُرست نہیں، اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ

تک اپنے پیروں پر نہ جاسکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دُم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں (شامی)۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں (شامی، درمختار)۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی دُرست نہیں۔ اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانعِ قربانی پیدا ہوگیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحبِ نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے، اور اگر یہ شخص غنی صاحبِ نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دُوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار وغیرہ)

## قربانی کا بکرا ایک سال کا ہونا ضروری ہے، دو دانت ہونا علامت ہے

س…… بکرے کے دو دانت ہونا ضروری ہے، یا تندرست و توانا بکرا دو دانت ہوئے بغیر بھی ذبح کیا جاسکتا ہے؟ یا یہ حکم صرف دُنبے کے لئے ہے؟

ج…… بکرا پورے ایک سال کا ہونا ضروری ہے، اگر ایک دن بھی کم ہوگا تو قربانی نہیں ہوگی۔ دو دانت ہونا اس کی علامت ہے۔ بھیڑ اور دُنبہ اگر عمر میں سال سے کم ہے لیکن اتنا موٹا تازہ ہے کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔

## کیا پیدائشی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے؟

س…… چند جانور فروش یہ کہہ کر جانور فروخت کرتے ہیں کہ اس کی ٹانگ وغیرہ کا جو عیب ہے، یہ اس کا پیدائشی ہے، یعنی قدرتی ہے، جبکہ عیب دار جانور عقیقہ و قربانی میں شامل کرنے کو روکا جاتا ہے۔

ج…… عیب خواہ پیدائشی ہو، اگر ایسا عیب ہے جو قربانی سے مانع ہے، اس جانور کی قربانی اور عقیقہ صحیح نہیں ہے۔

## گابھن جانور کی قربانی کرنا

س…… اگر گائے کی قربانی کی اور وہ گائے گابھن تھی لیکن ظاہر نہیں ہوتی تھی، یعنی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ گابھن ہے یا نہیں؟ لیکن جب قربانی کی تو پیٹ سے بچہ نکلا تو بتائیں کہ وہ



فہرست

قربانی ہوگئی ہے یا دوبارہ کریں؟

ج…… گابھن گائے وغیرہ کی قربانی جائز ہے، دوبارہ قربانی کرنے کی ضرورت نہیں، بچہ اگر زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کرلیا جائے، اور اگر مردہ نکلے تو اس کا کھانا دُرست نہیں، اس کو پھینک دیا جائے۔ بہرحال حاملہ جانور کی قربانی میں کوئی کراہت نہیں۔

## اگر قربانی کے جانور کا سینگ ٹوٹ جائے؟

س…… کسی شخص نے قربانی کی بکری خریدی، اس میں یہ عیب ہے کہ اس کا دایاں سینگ آدھا ٹوٹا ہوا ہے، کیا اس کی قربانی دُرست ہے؟

ج…… سینگ اگر جڑ سے اُکھڑ جائے تو قربانی دُرست نہیں، اور اگر اُوپر کا خول اُتر جائے یا ٹوٹ جائے مگر اندر سے گودا سالم ہو تو قربانی دُرست ہے۔

## کیا خصی جانور عیب دار ہوتا ہے؟

س…… پیش امام صاحب کا کہنا ہے کہ کسی جانور کو خصی کرنا گناہ ہے، چونکہ یہ نسل کشی میں شامل ہے، یہ جانور اپنے مقصدِ حیات میں ناکارہ کرادیا گیا، یہ ایک طرح کا عیب ہوگیا، انسان نے صرف اپنے مزے کے لئے گوشت بہتر ہونے کا یہ طریقہ اختیار کیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… آپ کے امام صاحب کی بات غلط ہے، خصی جانور کی قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، جس سے جانور خصی کرانے کا جواز اور اس قسم کے جانور کی قربانی کرنے کا جواز دونوں معلوم ہوجاتے ہیں۔

## خصی بکرے کی قربانی دینا جائز ہے

س…… یہ کہا جاتا ہے کہ قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہئے، لیکن ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ خصی بکرے کی قربانی دی جاتی ہے، اب کیا اس بکرے کا خصی ہونا عیب نہیں؟

ج…… بکرے کا خصی ہونا عیب نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کی قیمت دُوسرے بکرے کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے خصی بکرے کی قربانی بلاشبہ جائز ہے۔


فہرست

## خصی جانور کی قربانی کی علمی بحث

س...... کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام اس مسئلے میں کہ مندرجہ ذیل عبارت میں حدیث کی دلیل سے بہائم کو خصی کرنا سختی سے ممنوع قرار دیا ہے، جبکہ آپ نے شامی کے حوالے سے قربانی کے لئے خصی جانور نہ صرف جائز بلکہ افضل قرار دیا ہے۔

### ''جانور کو خصی بنانا منع ہے''

''عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صبر ذى الروح وعن اخصاء البهائم نهيا شديدًا.''

ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ذی رُوح کو باندھ کر تیراندازی کرنے سے منع فرمایا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو خصی بنانے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔''

اس حدیث کو بزاز نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ''صحیح بخاری'' یا ''صحیح مسلم'' کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد جز:۵ ص:۲۶۵، اس حدیث کی سند صحیح ہے، نیل الاوطار جز:۸ ص:۷۳)

برائے مہربانی مسئولہ صورتِ حال کی وضاحت سندِ صحاحِ ستہ سے فرماکر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ج...... متعدّد احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی، ان احادیث کا حوالہ مندرجہ ذیل ہے:

۱:...... حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ۔ (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۰، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۲۲)

۲:...... حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (ابنِ ماجہ ص:۲۲۵)

۳:...... حدیثِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (ابنِ ماجہ)

۴:......حدیثِ ابی رافع رضی اللہ عنہ۔

(مسندِ احمد ج:۶ ص:۸، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۲۱)

۵:......حدیثِ ابی الدرداء رضی اللہ عنہ۔ (مسندِ احمد ج:۶ ص:۱۹۶)

ان احادیث کی بنا پر تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ خصی جانور کی قربانی دُرست ہے، حافظ موفق الدین ابنِ قدامہ المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۳۰ھ) ''المغنی'' میں لکھتے ہیں:

''ویجزی الخصی لأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین موجوئین .... ولأن الخصاء ذھاب عضو غیر مستطاب یطیب اللحم بذھابہ ویکثر ویسمن، قال الشعبی: ما زاد فی لحمہ وشحمہ أکثر مما ذھب منہ، وبھٰذا قال الحسن وعطاء والشعبی والنخعی ومالک والشافعی وأبو ثور وأصحاب الرأی ولا نعلم فیہ مخالفًا.'' (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۱ ص:۱۰۲)

ترجمہ:......''اور خصی جانور کی قربانی جائز ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی، اور جانور کے خصی ہونے سے ناپسندیدہ عضو جاتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے گوشت عمدہ ہوجاتا ہے اور جانور موٹا اور فربہ ہوجاتا ہے۔ امام شعبیؒ فرماتے: خصی جانور کا جو عضو جاتا رہا اس سے زیادہ اس کے گوشت اور چربی میں اضافہ ہوگیا۔ امام حسن بصریؒ، عطاءؒ، شعبیؒ، مالکؒ، شافعیؒ، ابوثورؒ اور اصحاب الرائے بھی اسی کے قائل ہیں، اور اس مسئلے پر ہمیں کسی مخالف کا علم نہیں۔''

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی جانور کی قربانی ثابت ہے اور تمام ائمۂ دین اس پر متفق ہیں، کسی کا اس میں اختلاف نہیں، تو معلوم ہوا کہ حلال جانور کا خصی کرنا بھی جائز ہے۔ سوال میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے وہ ان جانوروں کے بارے میں ہوگی

جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور جن کی قربانی نہیں کی جاتی، ان کے خصی کرنے میں کوئی منفعت نہیں۔

### قربانی کے جانور کے بچے ہونے پر کیا کرے؟

س......قربانی کے جانور کے ذبح کرتے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے تو اس کا کیا کرنا چاہئے؟

ج......قربانی کے جانور کے اگر ذبح کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کرتے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کردینا چاہئے۔

### قربانی کا جانور گم ہوجائے تو کیا کرے؟

س......ایک شخص نے قربانی کرنے کے لئے بکرا خریدا، لیکن وہ گم ہوگیا، بقرعید کے چوتھے یا پانچویں دن وہ مل گیا تو اَب اس کا کیا کرے؟

ج......جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا یا مرگیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دُوسری قربانی کرے۔ اگر دُوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کردے، لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔ اگر یہ غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی، نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا، پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ دُوسری قربانی واجب نہیں۔ ہاں! اگر گمشدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے، اور اَیامِ قربانی کے بعد ملے تو اس جانور کا یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع ج:۵ ص:۶۶)

## قربانی کے حصے دار

### پوری گائے دو حصے دار بھی کرسکتے ہیں

س......گائے دو حصے دار بھی کرسکتے ہیں یا سات حصے دار ہونا ضروری ہے؟

ج...... دو تین حصے دار بھی کرسکتے ہیں، لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک سے کم نہ ہو، یعنی حصے پورے ہونے چاہئیں، مثلاً: ایک کے تین، دُوسرے کے چار، یا ایک کا ایک، دُوسرے کے چھ۔

## مشترک خریدا ہوا بکرا قربانی کرنا

س...... بالفرض چند آدمیوں مثلاً: ۶-۸ نے مل کر ایک بکرا خریدا، جس میں سب برابر کے شریک ہیں، اَیام النحر میں سب نے بالاتفاق اس بکرے کو منجانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قربان کیا، تو یہ قربانی صحیح اور دُرست ہوئی یا نہیں؟

ج...... یہ دُرست نہیں ہوئی، البتہ اگر کوئی ایک شخص پورا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کرے تو صحیح ہوگا، کیونکہ یہ نفلی قربانی برائے ایصالِ ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اصل قربانی تو قربانی کرنے والے کی طرف سے ہے اور ظاہر ہے کہ قربانی کا ایک حصہ ایک ہی آدمی کی جانب سے ہوسکتا ہے، جبکہ مذکورہ صورت ایک حصہ کئی آدمیوں کی جانب سے ہے۔

## جانور ذبح ہوجانے کے بعد قربانی کے حصے تبدیل کرنا جائز نہیں

س...... پچھلے دنوں عیدالاضحیٰ پر چند افراد نے مل کر یعنی حصے رکھ کر ایک گائے کی قربانی کرنا چاہی، اس طرح حصے رکھ کر گائے کو ذبح کردیا گیا، گائے کے ذبح کردینے کے بعد مذکورہ افراد میں سے ایک آدمی نے (جس کے اس گائے میں چند حصے تھے) دُوسرے افراد سے (جنھوں نے پہلے کوئی حصہ نہ رکھا تھا) کہا کہ میں حصہ نہیں رکھنا چاہتا، لہٰذا میری جگہ آپ اپنے حصے رکھ لیں۔ کیا مذکورہ شخص جبکہ قربانی کی نیت کرچکا ہے، اور سب نے مل کر گائے ذبح بھی کردی، بعد میں اپنا حصہ تبدیل کرسکتا ہے؟ اور بعد میں حصہ رکھنے والوں کی قربانی ہوسکتی ہے؟ جبکہ ہمارے گاؤں کے امام صاحب نے فرمایا ہے کہ اس طرح قربانی نہیں ہوتی۔

ج...... قربانی ذبح ہوجانے کے بعد حصہ تبدیل نہیں ہوسکتا، قربانی صحیح ہوگئی، جس کے چند حصے تھے اس کی طرف سے اتنے حصوں کی قربانی ہوگئی۔

## ایک گائے میں چند زندہ اور مرحوم لوگوں کے حصے ہوں تو قربانی کا کیا طریقہ ہے؟

س……اگر ایک گائے میں چار زندہ اور تین مرحوم کی طرف سے قربانی ہو تو کیا جائز ہے؟ اور طریقہ کیا ہے؟

ج……کرسکتے ہیں، اور طریقہ وہی ہے جو سات زندہ آدمیوں کے شریک ہونے کا ہے۔

# قربانی کے لئے دُعا

### جانور ذبح کرتے وقت کی دُعا

"بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَکْبَرُ، اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَا تِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ."

ترجمہ:……"میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہوکر، اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے، بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے، جو پالنے والا سارے جہان کا ہے۔"

### جانور ذبح کرنے کے بعد کی دُعا

"اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ."

ترجمہ:……"اے اللہ! اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما،


فہرست

جیسے کہ آپ نے قبول کیا اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے۔“

## قربانی کے بعد کی دُعا کا ثبوت

س...... جمعہ کی اشاعت میں اقرأ کے صفحے پر آپ نے قربانی کرتے وقت کی دُعا اور قربانی کے بعد کی دُعا تحریر فرمائی ہے۔ لیکن آپ نے اس پر کسی کا حوالہ درج نہیں کیا۔ آیا یہ کس حدیث سے اخذ کی گئی ہے؟ یہ اعتراض مجھے اس وقت ہوا جب ہمارے محلے کی ”دِلّی مسجد“ المعروف بڑی مسجد دہلی کالونی کراچی کے خطیب نے بھری مسجد میں یہ بات کہی کہ میں نے اب تک یہ دُعا کسی حدیث میں نہیں پڑھی۔ اور اس کی تصدیق انہوں نے ایک مولانا صاحب سے کی جو کہ اس وقت وہاں موجود تھے، اور اسی مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں اور درسِ قرآن و حدیث دیتے ہیں۔ یہ خطیب صاحب ہر جمعہ آپ کا اقرأ صفحہ پڑھ کر آتے ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے میں نے لگایا ہے کہ وہ عموماً آپ کے صفحے کا حوالہ دیتے رہتے ہیں کہ: ”آج جنگ میں آیا“، انہوں نے اس مسئلے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اگر حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کر دیا جائے تو میں رُجوع کرلوں گا۔ اس لئے آپ نے جو بعد از قربانی کی دُعا درج کی ہے وہ کس حدیث سے مأخوذ ہے؟ اور اس کا اتباع کس کس نے کیا؟

ج...... مشکوٰۃ شریف ”باب فی الأضحیة“ میں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا ذبح فرمایا، پھر یہ دُعا فرمائی: ”بسم الله اللّٰهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمّة محمد.“ (ص:۱۲۷)

اور اسی کتاب میں ہی بروایت احمد، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ترمذی اور دارمی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرتے ہوئے یہ دو آیتیں پڑھیں:

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" اور "قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ."

اور پھر یہ دُعا پڑھی:

"اللّٰهم منک ولک عن محمد وأمّته."

اور پھر "بسم الله اکبر" کہہ کر ذبح فرمایا۔ اور مجمع الزوائد (ج:۴ ص:۲۱) میں اس مضمون کی اور بھی متعدّد احادیث ذکر کی ہیں۔ اس سے قطعِ نظر آیتِ کریمہ: "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" سے واضح ہوتا ہے کہ قبولیتِ عبادت کی دُعا خود بھی مطلوب ہے۔

## قربانی کے ثواب میں دُوسرے مسلمانوں کی شرکت

س...... جنگ میں "قربانی کے بعد کی دُعا کا ثبوت" کے عنوان کے تحت جواب میں آپ نے مشکوٰۃ شریف "باب فی الأضحیة" میں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ سینگوں والا مینڈھا ذبح فرمایا، پھر یہ دُعا فرمائی: بسم الله اللّٰهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمّة محمد۔" (ص:۱۲۷)

اس حدیث سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مینڈھے، بکرے وغیرہ جیسے جانور کی قربانی ایک شخص سے زیادہ افراد کی طرف سے دی جاسکتی ہے؟ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دُعا میں اپنی طرف سے، اپنی آل کی طرف سے اور پوری اُمتِ محمدیہ کی طرف سے قربانی کی قبولیت چاہی ہے۔ کیا اسی سنتِ نبوی پر عمل کرکے ہر مسلمان اپنی قربانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام شامل کرسکتا ہے جبکہ انہوں نے اُمتِ مسلمہ کو اپنی طرف سے دی ہوئی قربانی میں شامل کیا؟

ج......ایک بکری یا مینڈھے کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے ہوسکتی ہے، آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے جو مینڈھا ذبح فرمایا تھا، اس کے ثواب میں پوری اُمت کو شریک فرمایا تھا۔ ایک مینڈھے کی قربانی اپنی طرف سے کرکے اس کا ثواب کئی آدمیوں کو بخشا جاسکتا ہے۔

# ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل

## بسم اللہ کے بغیر ذبح شدہ جانور کا شرعی حکم

س……شہر میں جو جانور مذبح خانے سے ذبح ہوکر آتے ہیں ان میں سے شرعی ذبح شاذ و نادر ہی کوئی ہوتا ہے، ورنہ اکثر بغیر کلمہ پڑھے یا تکبیر کہہ کے زمین پر لٹاتے ہی چھری پھیر دی جاتی ہے۔ یہ احقر کا چشم دید مشاہدہ ہے، اور اس بارے میں قصاب حضرات بھی تقریباً معذور ہیں، اس لئے کہ اکثر ان میں سے نماز روزہ سے ناواقف اور اَحکامِ شریعت سے غافل ہیں اور شرعی ذبیحہ کی پابندی کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے۔

ج……اگر کوئی مسلمان ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے وہ ذبیحہ تو حلال ہے، اور اگر کوئی جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا ذبیحہ حلال نہیں، اور جس شخص کو معلوم ہوا کہ یہ ذبیحہ حلال نہیں اس کے لئے اس کا کھانا اور پینا بھی حلال نہیں۔ بہرحال متعلقہ ادارے کا فرض ہے کہ وہ شرعی طریقے پر ذبح کرائے اور اس کی نگرانی بھی کرے کہ شرعی طریقے پر ذبح کیا جاتا ہے یا نہیں؟

## مسلمان قصائی ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھتے ہوں یا نہیں؟ یہ شک غلط ہے

س……دیکھنے میں آیا ہے کہ قصائی نمازِ جمعہ تک ادا نہیں کرتے اور گوشت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں ہے کہ جس چیز (جانور) پر اللہ کا نام ذبح کرتے وقت نہ لیا جائے وہ حرام ہے۔ لہٰذا ہمیں شک ہے، یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ جانور ذبح کرتے وقت تکبیر نہیں کہتے ہوں گے۔ قصائیوں سے منہ لگتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے، کیونکہ یہ انتہائی

بداخلاق ہوتے ہیں، آخر گوشت سے کب تک اجتناب کیا جاسکتا ہے؟ یہ تو بڑا مشکل کام ہے، اور ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ آیا قصائی غیرمسلم نہ ہو؟ یا اگر ہم کسی پڑوس یا رشتہ دار کے ہاں گوشت کھاتے ہیں تو ہمیں نہیں علم کہ یہ کہاں سے ذبح شدہ ہے؟ اگر قصائی غیرمسلم ہو یا مسلمان بھی ہو تو بھی تکبیر پڑھتا ہے یا نہیں؟ اور رشتہ داروں سے پوچھنا جھگڑے کا سبب بن سکتا ہے، اوّل انہیں خود بھی علم نہیں ہوگا، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

ج…… ذبح کرنے والے عموماً مسلمان ہونے کی بنا پر ان کے بارے میں یہی گمان رکھنا چاہئے کہ وہ ذبح کے وقت تکبیر پڑھتے ہوں گے۔ ایسے احتمالات جو آپ نے لکھے ہیں قابلِ اعتبار نہیں، البتہ اگر یقینی طور پر کسی قصائی کا جان بوجھ کر قصداً بسم اللہ نہ پڑھنا معلوم ہوجائے تو پھر اس کا ذبیحہ نہیں کھانا چاہئے۔

## آدابِ قربانی

س…… قربانی کرنے کے کیا آداب ہیں؟

ج…… قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے، قربانی کے جانور کا دُودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دُودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے (بدائع)۔ قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلے اور ایک جانور کو دُوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے، اور ذبح کے بعد کھال اُتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے۔ (بدائع)

## قربانی کا مسنون طریقہ

س…… قربانی کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج…… اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا افضل ہے، اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دُوسرے سے بھی ذبح کراسکتا ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔ قربانی کی نیت صرف دِل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ ذبح کرنے کے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر" کہنا ضروری ہے۔

## قربانی کا جانور کس طرح لٹانا چاہئے؟

س…… قربانی کا جانور ذبح کے وقت کس طرح لٹانا چاہئے؟ جانور کا سر قطب کی جانب ہو اور گلا کعبہ کی جانب؟ یا جانور کا سر کعبہ کی جانب ہو اور گلا قطب کی جانب؟ یعنی ذبح کرنے والے کا منہ کس جانب ہو؟

ج…… جانور کا قبلہ رُخ ہونا مستحب ہے، ویسے جس طرح بھی ذبح کرنے میں سہولت ہو، کوئی حرج نہیں۔

## بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا خلافِ سنت ہے

س…… کیا بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا جائز ہے؟

ج…… جائز ہے، مگر خلافِ سنت ہے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو پھر خلافِ سنت بھی نہ ہوگا۔

## بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا

س…… کیا بغیر دستے کی چھری کا ذبیحہ جائز ہے؟

ج…… خالص لوہے کی یا کسی بھی دھات کی بنی ہوئی چھری کا ذبیحہ جائز ہے، اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبیح مردار ہو جاتا ہے۔

## عورت کا ذبیحہ حلال ہے

س…… ہماری امی، نانی اور گھر کی دُوسری خواتین بذاتِ خود مرغی وغیرہ ذبح کرلیا کرتی ہیں، میں نے کالج میں اپنی سہیلیوں سے ذکر کیا تو چند نے کہا کہ عورتوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مکروہ ہوتا ہے، بعض نے کہا کہ حرام ہوتا ہے۔ برائے کرم بتائیں کہ عورت کا طعام کی نیت سے جانور اور پرندوں (حلال) کو ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج…… جائز ہے، آپ کی سہیلیوں کا مسئلہ غلط ہے۔

## مشین کے ذریعہ ذبح کیا ہوا گوشت صحیح نہیں

س…… کیا مشین کے ذریعہ سے ذبح کیا ہوا گوشت حلال ہے؟

ج…… مشینی ذبیحہ کو اہلِ علم نے صحیح قرار نہیں دیا، اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

## سر پر چوٹ مار کر مشین سے مرغی ذبح کرنا غلط ہے

س…… آج کل ملک میں ’’آٹومیٹک پلانٹ‘‘ پر مرغیوں کو جو ذبح کیا جاتا ہے اور پھر ڈبوں میں پیک کرکے سپلائی کیا جاتا ہے، تو عرض یہ ہے کہ ذبح کا یہ طریقہ میرے خیال میں غیراسلامی ہے، کیونکہ پہلے تو اس کے سر پر چوٹ لگاکر بے ہوش کیا جاتا ہے، پھر ذبح کیا جاتا ہے۔ آیا یہ طریقہ صحیح ہے اور یہ گوشت حلال ہوتا ہے یا حرام؟ اس لئے کہ میں نے لندن کی شائع کردہ ایک کتاب میں اس کے متعلق پڑھا تھا، پہلے لندن میں بھی یہی نظام رائج تھا لیکن مسلمانوں اور یہودیوں کے کہنے پر یہ نظام بند کردیا گیا اور اب مرغیوں کو زندہ ذبح کیا جاتا ہے۔

ج…… ذبح کا یہ طریقہ غلط ہے، اگر سر پر چوٹ مار کر ذبح کرنے میں جانور کو راحت ہوتی اور یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خود تعلیم فرماتے۔ جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے وہ گویا اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ذہین اور عقلمند ثابت کرنے جارہے ہیں، اگر پاکستان میں یا کسی اور مسلمان ملک میں یہ طریقہ رائج ہے تو فوراً بند کرنا چاہئے۔

## غیرمسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے

س…… یہاں پر گوشت یا مرغی کے گوشت کے پیکٹ ملتے ہیں جو کہ یورپ یا دیگر غیرممالک (جو کہ مسلم ممالک نہیں ہیں) سے آتے ہیں، معلوم نہیں انہوں نے کس طرح ذبح کیا ہوگا؟ ذبح پر تکبیر پڑھنا تو درکنار، کیا ایسا گوشت وغیرہ ہم مسلمان استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… جس گوشت کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ وہ حلال طریقے سے ذبح کیا گیا ہوگا اس سے پرہیز کرنا چاہئے، یورپ اور غیرمسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے۔

## اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت مہیا نہ ہو تو کھانا جائز نہیں

س…… جہاز پر گائے کا گوشت اور بکری کا گوشت غیرمسلموں کے ہاتھ سے کٹا ہوا ہوتا ہے، کیا اس کا کھانا جائز ہے؟ مسلمان کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟ اس کی شرائط کیا ہیں؟

ج…… کسی مسلمان یا صحیح اور واقعی اہلِ کتاب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ صحیح طریقے سے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو، دیگر غیرمسلموں کے ہاتھ کا کٹا ہوا گوشت حلال نہیں۔ غیرمسلم کمپنیوں کے جہازوں میں اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت فراہم نہیں کیا جاتا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

## سعودی عرب میں فروخت ہونے والے گوشت کا استعمال

س…… سعودی عرب میں جو گوشت بکتا ہے خاص طور پر اَیامِ حج میں وہ چند قسم کا ہوتا ہے۔ ۱:- بیرونی ممالک سے آنے والا گوشت جو ہوتا ہے اس پر ایک تو ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح ہوتا ہے۔ ۲:- چھری پر بسم اللہ لکھی ہوتی ہے اور ذبح ہوتا ہے۔ ۳:- وہاں کے اہلِ کتاب ذبح کرتے ہیں، اگرچہ اہلِ کتاب کا ذبح شدہ جائز ہے لیکن آج کے مسلمان برائے نام کے ہیں، اِلَّا ماشاء اللہ تو اہلِ کتاب تو بدرجہ اَولیٰ برائے نام ہوں گے۔ اب تو سو میں ایک بمشکل ملے گا جو صحیح اہلِ کتاب ہو، بہرحال یہ مُسلَّمہ بات ہے کہ یہ لوگ (اہلِ کتاب) اپنے دین پر نہیں، تو کیا اس حالت میں بھی ان کا ذبح شدہ اور ان کی عورتوں سے نکاح مسلمان کے لئے جائز ہوگا؟ یہ تو باہر سے آنے والے گوشت کی تفصیل ہے۔ سعودی عرب کے ملک میں یعنی مکہ مکرّمہ و مدینہ منوّرہ میں ایک مرغی کو کاٹ کر بغیر ٹھنڈا کئے گرم پانی یا مشین میں ڈال لیتے ہیں تاکہ اس کے پَر وغیرہ اُتر جائیں، کھال وہ لوگ نہیں اُتارتے۔ دُوسری صورت منیٰ میں مذبح خانے میں دیکھی گئی کہ جانور کے ذبح ہوتے ہی ابھی تو ٹھنڈا بھی نہیں ہوا، بعض مرتبہ تو رگیں بھی صحیح نہیں کٹتیں اور دُوسرا جانور اس پر گراکر کاٹ لیتے ہیں۔ آیا اس طرح کا کاٹنا کیا ہماری شریعت اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں، ساتھ یہ بھی بتلادیں کہ آیا بیان کردہ وہ تمام صورتِ حال عربوں کے ہاں جائز ہے؟

ج…… اگر گوشت کے بارے میں پورا اطمینان نہ ہو کہ یہ صحیح شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے تو احتیاطاً اس کا کھانا دُرست نہیں۔

س......اب کس طرح معلوم ہوگا کہ اس ہوٹل میں غیرشرعی گوشت فروخت ہورہا ہے؟ آج مجھے سعودی عرب میں چالیس سال ہوگئے، مجھے پکا علم ہے کہ ۹۰ فیصد ہوٹلوں میں یہی گوشت فروخت ہوتا ہے، کیونکہ کثرتِ ہجوم کی وجہ سے ان لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے کہ بکرے وغیرہ ذبح کرلیں، اسی بنا پر یہ لوگ باہر کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ تو بتادیتے ہیں حقیقت کیا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس تمام صورتِ حال کے ہوتے ہوئے بھی کسی مسلمان کی گواہی معتبر ہوگی یا نہیں جبکہ حقیقت تجربے کے ذریعہ معلوم ہوچکی ہے؟

ج......اگر کوئی دین دار مسلمان کہہ دے کہ یہ حلال گوشت ہے، تو اس کا قول معتبر ہوگا۔

## کیا مسلمان، غیرمسلم مملکت میں حرام گوشت استعمال کرسکتے ہیں؟

س...... میں امریکہ میں زیرِ تعلیم ہوں، یہاں پر اکثر مسلم ممالک کے طلباء ہیں جب انہیں کوشش کے بعد حلال گوشت میسر نہیں ہوتا تو اسٹور سے ایسا گوشت خریدتے ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ نہیں ہوتا، بتائیے ہم کیا کریں؟

ج......صورتِ مسئولہ میں سب سے پہلے چند اُصول سمجھ لیں، اس کے بعد اِن شاء اللہ مذکورہ بالا مسئلے کو سمجھنے میں کوئی دُشواری نہیں ہوگی۔

۱:......اکلِ حلال ضروری اور فرض ہے، حلال کو ترک کرنا اور حرام کو اختیار کرنا بغیر ضرورتِ شرعی ناجائز و حرام ہے۔

۲:......حلال چیزیں جب تک مل جائیں، حرام کا استعمال جائز نہیں۔

۳:......گوشت پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے، اگر حلال مل جائے تو بہتر ہے، لیکن اگر حلال نہ مل سکے تو حرام کا استعمال دُرست نہیں۔

۴:......کسی کے نزدیک پسندیدہ ہونے کی وجہ سے حرام کا استعمال حلال نہیں ہوتا۔

۵:......حرام اشیاء کا استعمال اس وقت جائز ہے جبکہ حلال بالکل نہ ملے، جان بچانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو، اسی کو ''اِضطرارِ شرعی'' کہا جاتا ہے۔

۶:......اِضطرارِ شرعی کے موقع پر صرف جان بچانے کی حد تک حرام چیز کا استعمال

دُرست ہے، لذّت حاصل کرنے کے لئے یا پیٹ بھر کر کھانا دُرست نہیں۔
۷:...... غیر مسلم میں سے یہود اور نصاریٰ جو اپنی اپنی کتاب کو مانتے ہیں اور اللہ کے نام سے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، ان کا ذبح کیا ہوا مسلمانوں کے لئے حلال اور جائز ہے، البتہ مجوس اور دہریہ اور جو یہود و نصاریٰ اپنی اپنی کتابوں کو نہیں مانتے اور اللہ کے نام سے ذبح نہیں کرتے ان کا ذبح کیا ہوا مسلمانوں کے لئے حلال نہیں۔ مذکورہ بالا قواعد سے معلوم ہوگیا کہ جب تک حلال غذا میسر ہو اس وقت تک حرام غذا کا استعمال جائز نہیں ہے، صرف پسندیدہ اور مقوی ہونے کی وجہ سے حرام گوشت حلال نہیں ہوجاتا۔

حرام گوشت کے بجائے آپ مچھلی، انڈا، دُودھ، دہی کا زیادہ استعمال کریں، جب کہیں سے حلال گوشت میسر ہوجائے اس کو وافر مقدار میں اسٹور کرلیں، یا چند مسلمان مل کر کے شہر کے مذبح خانے میں جانور مرغی وغیرہ ذبح کرلیں۔

# قربانی کا گوشت

## قربانی کے گوشت کی تقسیم

س......قربانی کے گوشت کی تقسیم کس طرح کرنی چاہئے؟

ج......جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔ افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کرکے ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لئے رکھا جائے، ایک حصہ احباب و اعزّہ میں تقسیم کرے، ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کرے۔ اور جس شخص کے عیال زیادہ ہوں وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔ قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے، ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں، اُجرت علیحدہ سے دینی چاہئے۔

## قربانی کے بکرے کی رانیں گھر میں رکھنا

س...... قربانی کے لئے حکم ہے کہ جانور صحت مند خوبصورت ہو اور ذبح کرنے کے بعد اس کو برابر تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، جبکہ اس وقت یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ قربانی کے بعد بکرے کی ران وغیرہ مکمل اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور بعد میں ہوٹلوں میں روسٹ کرا کر لے جاتے ہیں، بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بکرے کی دونوں ران مع کمر کے رکھ دی جاتی ہیں۔ اس مسئلے پر حدیث اور شریعت کی رُو سے روشنی ڈالیں تاکہ قربانی کرنے والوں کو صحیح علم ہو جائے۔

ج...... افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک فقراء کے لئے، ایک دوست احباب کے لئے، اور ایک گھر کے لئے۔ لیکن اگر سارا تقسیم کر دیا جائے یا گھر میں رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ قربانی صحیح نیت کے ساتھ کی تھی، صرف گوشت کھانے یا لوگوں میں سرخ رُوئی کے لئے قربانی نہیں کی تھی۔

## قربانی کا گوشت شادی میں کھلانا

س...... ہمارے محلے میں ایک صاحب نے گائے کی قربانی تیسرے دن کی اور چوتھے دن انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور قربانی کا آدھے سے زیادہ گوشت دعوتِ شادی میں لوگوں کو کھلا دیا، کیا ان کی قربانی ہوگئی؟

ج...... اگر قربانی صحیح نیت سے کی تھی تو اِن شاء اللہ ضرور قبول ہوگی، اور قربانی کا گوشت گھر کی ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے، اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایک تہائی صدقہ کر دے، ایک تہائی دوست احباب کو دے، ایک تہائی خود کھائے۔

## کیا سارا گوشت خود کھانے والوں کی قربانی ہو جاتی ہے؟

س...... بقرعید پر ہمارے گھر قربانی ہوتی ہے تو میرے بھائی اس کے تین حصے کرتے ہیں، ایک گھر میں رکھ لیتے ہیں، دو حصے محلے اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں، جبکہ ہمارے محلے میں اکثر لوگ سارا گوشت گھر ہی میں کھا لیتے ہیں، محلے اور رشتہ داروں میں ذرا سا

تقسیم کردیتے ہیں اور کئی دن تک کھاتے ہیں۔ ضرور بتائیے گا کہ کیا ایسے لوگوں کی قربانی ہوجاتی ہے؟

ج...... آپ کے بھائی جس طرح کرتے ہیں وہ بہتر ہے، باقی سارا گوشت اگر گھر پر کھالیا قربانی جب بھی صحیح ہے، بشرطیکہ نیت قربانی کی ہو، صرف گوشت کھانے کی نہ ہو۔

## قربانی کے گوشت کا اسٹاک جائز ہے

س...... شرعی اَحکام کے مطابق قربانی کے گوشت کی تقسیم غرباء، مسکین، عزیز و اقارب، اَڑوس پڑوس اور جو مستحق ہو ان میں کی جائے، لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ اکثر گھروں میں بقرعید کی قربانی کے گوشت کا کچھ حصہ تو تقسیم کردیا جاتا ہے اور زیادہ بچا ہوا گوشت فرج، ڈیپ فریزر میں بھر کر رکھ دیا جاتا ہے اور اپنے استعمال کے ساتھ ساتھ نیاز نذر میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، اور یہ گوشت آئندہ بقرعید تک استعمال میں آتا رہتا ہے جبکہ زیادہ عرصہ فرج اور فریزر میں رہنے سے اس کی ماہیت اور ذائقہ بھی بے حد خراب ہوجاتا ہے، اور اسے دیکھنے اور کھانے میں کراہیت آتی ہے، لہٰذا اس سلسلے میں شرعی طور پر مطلع فرمادیجئے کہ کیا بقرعید کا گوشت آئندہ بقرعید (ایک سال) تک اسٹاک کیا جاسکتا ہے؟

ج...... افضل تو یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ گھر کے لئے، ایک دوست احباب کے لئے، اور ایک فقراء و مساکین کے لئے، لیکن اگر کوئی شخص سارا گھر میں رکھ لیتا ہے یا ذخیرہ کرلیتا ہے تب بھی جائز ہے، اور جب گوشت کا رکھنا جائز ہوا تو اس کا استعمال کسی بھی جائز مقصد کے لئے صحیح ہے۔

## قربانی کا گوشت غیرمسلم کو دینا

س...... کیا قربانی کا گوشت غیرمسلم کو دیا جاسکتا ہے؟

ج...... دیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ نذر کی قربانی نہ ہو۔

## منّت کی قربانی کا گوشت صرف غریب لوگ کھاسکتے ہیں

س...... میری والدہ صاحبہ نے میری نوکری کے سلسلے میں منّت مانی تھی کہ اگر میرے

بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی، بحمداللہ نوکری مل گئی، خدا کا شکر ہے، لیکن کافی عرصہ گزر گیا ابھی تک منّت پوری نہیں کی، اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں، صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقۂ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو؟ اس میں اختلافِ رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں، گھر کے افراد کے لئے جائز ہے یا یہ پورا کا پورا غریب و مسکین یا کسی دارالعلوم مدرسہ کو دے دینا چاہئے؟

ج…… آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے، اور اس گوشت کا فقراء پر تقسیم کرنا لازم ہے۔ منّت کی چیز غنی اور مال دار لوگ نہیں کھا سکتے جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر مال داروں کے لئے حلال نہیں۔

# قربانی کی کھالوں کے مصارف

## چرمہائے قربانی، مدارسِ عربیہ کو دینا

س…… ہمارے شہر کے کسی خطیب صاحب نے کسی جمعہ میں اس مسئلے پر وضاحت فرمائی کہ مالِ زکوٰۃ و چرمہائے قربانی، تعمیرِ مدارس و تنخواہِ مدرّسین میں صَرف کرنا جائز نہیں۔ اس سے کافی عرصہ پہلے لوگوں میں یہ دستور تھا کہ زکوٰۃ یا قربانی کے چمڑے وغیرہ خاص طور پر دینی خدمت کی وجہ سے مدارسِ عربیہ میں پہنچا دیتے تھے۔ اس سال قربانی کے موقع پر جب مولانا صاحب کی تقریر سنی تو انہوں نے بجائے مدارس کے، گھومنے پھرنے والے فقیروں میں یہ رقم صَرف کردی، جس کی وجہ سے ظاہری طور پر مدرسوں کو نقصان ہوا، اور عوام کو بھی یہ شبہ دِل میں جم چکا ہے کہ جب گناہ ہے تو ہم کیوں صَرف کریں؟ اس لئے خدمتِ اقدس میں گزارش ہے کہ اس مسئلے کو باقاعدہ وضاحت سے تحریر فرمادیں تاکہ شکوک رفع ہوجائیں۔

ج…… خطیب صاحب نے جو مسئلہ بیان فرمایا وہ اس پہلو سے دُرست ہے کہ چرمہائے

قربانی مدارس یا مساجد کی تعمیر میں اور مدارس کے مدرّسین کی تنخواہ میں صَرف کرنا جائز نہیں ہے، لیکن مدارس میں جو چرمہائے قربانی دی جاتی ہیں وہ مدارس کی تعمیر یا مدرّسین کی تنخواہوں میں صَرف نہیں کی جاتیں بلکہ علمِ دین حاصل کرنے والے غریب و نادار طلباء پر صَرف کی جاتی ہیں۔ لہٰذا مدارس میں چرمہائے قربانی کی رقم دینا بالکل جائز ہے، بلکہ موجودہ زمانے میں مدارس میں چرمہائے قربانی دینا زیادہ بہتر ہے، اس لئے کہ اس میں غریب طلباء کی امداد بھی ہے اور علمِ دین کی خدمت بھی۔

## کھال کیسے ادارے کو دے سکتے ہیں؟

س…… کھالوں کا سب سے بہترین مصرف ہر وہ ادارہ ہے جو کہ دین کی خدمت کر رہا ہو، جیسے کہ آج کل دینی مدارس وغیرہ، لیکن پوچھنا یہ ہے کہ آج ہر قوم والے خدمتِ خلق کے جذبہ سے جمع کرتے ہیں، تو کیا ہر آدمی اپنی برادری والوں کو دے سکتا ہے؟ اور اسی طرح دُوسرے لوگوں کو جو کہ دعویدار ہیں خدمتِ خلق کے، حالانکہ حقیقت میں ایک بھی اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے، بلکہ ہر ایک اپنے نفس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اس کی رقم خرچ کرتا ہے، بتلایئے کہ کیا کریں؟ یہ بھی بتلائیں کہ کھال دیتے وقت کیا نیت کرنی چاہئے؟ اور اس کو دینے کے لئے کیا شرائط ہیں؟ اور صحیح مصرف بتلائیں؟

ج…… قربانی کی کھال فروخت کردی جائے تو اس رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے، لہٰذا قربانی کی کھال ایسے ادارے یا جماعت کو دی جائے جس کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ صحیح مصرف پر خرچ کرے گی۔

## قربانی کی کھال گوشت کی طرح ہر کسی کو دے سکتے ہیں

س…… قربانی کا گوشت کسی کو بھی دے سکتے ہیں، لیکن کھال کے لئے قید کیوں ہے؟ وہ بھی گوشت کی طرح دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے لئے مستحق شخص کی پابندی کس وجہ سے ہے؟

ج…… قربانی کی کھال جب تک فروخت نہیں کی گئی، اس کا حکم گوشت کا ہے، اور کسی کو بھی دے دینا جائز ہے، فروخت کے بعد اس کا صدقہ واجب ہے، وہ غریب ہی کو دے سکتے ہیں۔



فہرست

## امامِ مسجد کو چرمِ قربانی دینا کیسا ہے؟

س…… چرمِ قربانی امامِ مسجد کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ براہِ کرم اس مسئلے کو ذرا تفصیل سے بیان فرماکر مشکور فرمائیں۔

ج…… اگر امامِ مسجد کی امامت کی تنخواہ یا وظیفہ علیحدہ مقرّر ہو اور تقرّر کے وقت اس کے ساتھ صریحاً یا اشارۃً یہ بات طے نہ ہوئی ہو کہ امام کی حیثیت سے ہم آپ کو قربانی کی کھالیں بھی دیا کریں گے، اور وہ امام بھی کھالوں کو مقتدیوں پر اپنا حق نہ سمجھے، تو اس صورت میں اگر مقتدی واقعتاً گوشت کے ہدیہ کی طرح کھال کا بھی ہدیہ دے دیں تو جائز ہے، لیکن اگر دونوں طرف سے نیت یہی ہو کہ یہ امامت کے عوض کے طور پر دی جارہی ہیں تو ظاہری تأویل کر کے ہدیہ نام رکھنے سے ان کو دینا جائز نہیں ہوگا۔ امامِ مسجد اگر غریب ہو اور اس کی تنخواہ اور اُجرت کی نیت کے بغیر صرف غریب یا عالم اور حافظ سمجھ کر اس کو کھالیں دی جائیں تو میری رائے میں نہ صرف یہ جائز بلکہ بہتر ہے، ایسے علماء و حفاظ اگر محتاج ہوں تو ان کی امداد کرنا سب سے بڑھ کر اَولیٰ ہے۔

## صاحبِ حیثیت امام کو قربانی کی کھالیں اور صدقۂ فطر دینا

س…… اگر ایک امام جو صاحبِ حیثیت ہو اور تنخواہ دار بھی ہو، اور پھر عیدالفطر کا فطرانہ اور عیدالاضحیٰ کی قربانیوں کے چمڑے کے پیسے خود مانگے اور کہے کہ اس بات کا میں خود ذمہ دار ہوں کہ مجھ پر ان چیزوں کے پیسے لگتے ہیں۔ آپ اسلام کی شرعی حیثیت سے اس مسئلے کا مفصل جواب دیں، نیز یہ بھی بتائیں کہ اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کس طرح؟ اور اگر نہ ہوگی تو کس طرح؟ وضاحت کے ساتھ جواب دیں۔

ج…… امام کو بحقِ اُجرت تو صدقۂ فطر اور قربانی کی کھالیں دینا جائز نہیں، البتہ اگر وہ نادار اور عیال دار ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا مستحق ہے تو اپنی ناداری کی وجہ سے وہ دُوسروں سے زیادہ مستحق ہے۔ رہا یہ کہ زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اگر اس کی بات پر اعتماد نہ ہو تو اپنی صوابدید پر عمل کیا جائے۔ اگر وہ امام نیک اور متدین ہے تو نماز اس کے پیچھے دُرست ہے۔

## چرمِ قربانی یا صدقۂ فطر اگر غریب آدمی لے کر بخوشی مسجد و مدرسہ کو دے تو جائز ہے

س...... کسی غریب آدمی کو قربانی کی کھال اور صدقۂ فطر ملا، اب اگر وہ آدمی چاہے کہ کھال اور صدقہ مسجد یا مدرسہ کو دیدے تو یہ جائز ہوگا یا ناجائز؟ کیا مسجد و مدرسہ میں اس کو تعمیر پر خرچ کیا جاسکتا ہے؟

ج...... قربانی کی کھالوں یا صدقۂ فطر کی رقم کا فقیر یا مسکین کو مالک بنانا ضروری ہے، اس لئے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر پر اس رقم کو صَرف نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کسی مسکین یا غریب شخص کو ان اشیاء کا مالک بنایا اور وہ برضا و رغبت مسجد یا مدرسہ میں چندہ دیدے تو اَب اس رقم کی صورت تبدیل ہوگئی اور وہ قربانی کی کھالوں کی قیمت یا صدقۂ فطر نہیں رہی، اس لئے اب وہ مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں دیگر چندوں کی طرح صَرف کی جاسکتی ہے۔

## فلاحی کاموں کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنا

س...... اگر کوئی جماعت فلاحی کاموں کے نام سے قربانی کی کھالیں اور چندہ وصول کرے تو ان کو قربانی کی کھالیں اور چندہ دینا چاہئے یا نہیں؟

ج...... قربانی کی کھالیں فروخت کرنے کے بعد ان کا حکم زکوٰۃ کی رقم کا ہے، جس کی تملیک ضروری ہے، اور بغیر تملیک کے رفاہی کاموں میں اس کا خرچ دُرست نہیں، قربانی کی کھالیں ایسے ادارے اور جماعت کو دی جائیں جو شرعی اُصولوں کے مطابق ان کو صحیح جگہ خرچ کرسکے۔

## قربانی کی کھالوں کی رقم سے مسجد کی تعمیر صحیح نہیں

س...... صدقۂ فطر اور قربانی کی کھالوں کی رقم مسجد یا مدرسہ کی تعمیر پر خرچ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور چرمِ قربانی کی قیمت کا کسی فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے، مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کرنا صحیح نہیں۔

## اِشاعتِ کتب میں چرمِ قربانی کی رقم لگانا

س...... ہم چند ساتھیوں نے مل کر ایک ادارہ بنام ''ادارہ دعوت و اصلاح'' قائم کیا ہے، جس کے قیام کا مقصد علمائے کرام کی تصنیفات و تألیفات کو عام فہم انداز میں عوام تک پہنچانا ہے، نیز بدعات و رُسوماتِ مروّجہ کی روک تھام کے لئے حضرت تھانویؒ اور مختلف علمائے عظام کی تحریرات کو منظرِ عام پر لانا ہے، فی الحال اشاعتوں پر اخراجات کی تمام تر ذمہ داری کارکنانِ ادارہ پر ہے۔ چند ماہ قبل بعض ساتھیوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ کیوں نہ ہم قربانی کی کھالوں سے حاصل شدہ رقوم کو ادارے کے فنڈ میں جمع کردیں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ادارہ کا مقصد محض اِشاعتِ کتب ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے رسائل کی خریداری، لائبریری کا قیام، نیز دُوسری دینی تنظیموں کے ساتھ معاونت بھی ہے، تو کیا ہم عزیزوں کے ہاں سے حاصل شدہ چرمِ قربانی کی رقوم کو ان مدوں میں لگا سکتے ہیں؟

ج...... چرمِ قربانی سے حاصل شدہ رقوم کا حکم زکوٰۃ کی رقم جیسا ہے، لہٰذا مستحقین میں اس کی تملیک کرانا ضروری ہے، خواہ وہ نقد کی صورت میں ہو یا کتابوں وغیرہ کی صورت میں ہو۔ بہرحال ایسی مدوں میں لگانا جائز نہیں ہے جن میں تملیک کی صورت نہ پائی جائے۔

## مسجد سے متصل دُکانوں میں چرمِ قربانی کی رقم خرچ کرنا

س...... مسجد کی کمیٹی کے صدر نے لوگوں سے قربانی کی کھالیں وصول کیں اور ان کھالوں کو فروخت کردیا، بقول اس کمیٹی کے صدر کے، کھالوں کی رقم مسجد کی متصل دُکانوں کی تعمیر میں صَرف کی گئی ہے۔ کیا یہ رقم جو کہ قربانی کی کھالوں کی تھی، مسجد کی دُکانوں میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... صورتِ مسئولہ میں چرمِ قربانی کی رقم کا مسجد سے متصل دُکانوں پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ قربانی کی کھالوں کو صرف انہی مصارف میں خرچ کیا جاسکتا ہے کہ جن مصارف میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے، اور زکوٰۃ کے مصارف سورۂ توبہ کی آیت میں بیان کردیئے گئے ہیں۔ مسجد سے متصل دُکان تو دُور کی بات ہے، مسجد کی تعمیر پر بھی زکوٰۃ

اور قربانی کی کھالوں کی رقم خرچ نہیں کی جاسکتی، اس لئے کہ یہ صدقاتِ واجبہ ہیں، اور صدقاتِ واجبہ میں تملیک ضروری ہے، جبکہ صورتِ مسئولہ میں تملیک مفقود ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

''فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ جب تک کھال فروخت نہ ہو ہر شخص کو اس کا دینا اور خود بھی اس سے منتفع ہونا جائز ہے، (البتہ قصائی وغیرہ کو یا کسی اور کو اُجرت میں دینا جائز نہیں)، اور جب فروخت کردی تو اس کی قیمت کا تصدق کرنا واجب ہے، اور تصدق کی ماہیت میں تملیک مأخوذ ہے، اور چونکہ یہ صدقۂ واجبہ ہے اس لئے اس کے مصارف مثل مصارفِ زکوٰۃ کے ہیں۔''

(امدادالفتاویٰ ج:۲ ص:۵۳۶)

جن حضرات نے مذکورہ مسجد کی کمیٹی کے صدر کو تعمیرِ مسجد یا تعمیرِ دُکان کی غرض سے قربانی کی کھالیں دی ہیں اور صدر نے انہیں فروخت کرکے رقم حاصل کی، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کھال کی بمقدار رقم صدقہ کریں یا مسجد کمیٹی کے صدر کھالیں دینے والوں کی اجازت سے مستحقین میں ہی رقم صَرف کردیں۔

## طالبِ علم کو دُنیاوی اعلیٰ تعلیم کے لئے چرمِ قربانی کی خطیر رقم دینا

س…… ایک طالبِ علم جنھوں نے انجینئرنگ میں بی اِی کی ڈگری حاصل کی ہے، وہ اسی شعبے میں مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کینیڈا (شمالی امریکہ) کی یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہتے ہیں، جس کے لئے وہ یونیورسٹی سے منظوری حاصل کرچکے ہیں اور داخلے کے تمام ضروری کاغذات تیار ہیں، اور اب یونیورسٹی میں تعلیم کی فیس اور کینیڈا کے سفر کے لئے ان کو ڈیڑھ لاکھ روپے کی شدید ضرورت ہے، لیکن ان کو یہ دُشواری درپیش ہے کہ ان کے پاس ذاتی طور پر اس کا کوئی انتظام نہیں ہے، ان کی کوشش ہے کہ وہ پچھتّر ہزار روپے اپنے حلقۂ تعارف سے اس مقصد کے لئے جمع کرلیں تو بقیہ نصف رقم پچھتّر ہزار روپے جمعیت


فہرست

’’چرمہائے قربانی فنڈ‘‘ سے ان کی اعانت کردے، تاکہ وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرونِ ملک جاسکیں اور اس اعلیٰ تعلیم کو ملک وقوم کی خدمت کا ذریعہ بناسکیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا ایک فردِ واحد کی یہ اعانت چرمہائے قربانی کی حاصل ہونے والی رقم کی مد سے کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ درخواست دہندہ خود کو اس کا مستحق بتاتا ہے۔

ج…… مجھے تو یہ قطعاً ناجائز معلوم ہوتا ہے، دُوسرے اہلِ علم سے دریافت کرلیا جائے۔ اگر ان صاحب کو یہ رقم دینی ہو تو اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ ان کو اتنی رقم بطور قرض کے دے دی جائے اور جب وہ خرچ کرلیں تو اس رقم سے ان کا قرض ادا کردیا جائے۔

# غیرمسلم کے ذبیحے کا حکم

## مسلمان اور کتابی کا ذبیحہ جائز ہے، مرتد و دہریئے اور جھٹکے کا ذبیحہ جائز نہیں

س…… گزارش خدمت یہ ہے کہ میری بڑی بہن امریکہ میں مقیم ہیں، ان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر جو گوشت ملتا ہے وہ جھٹکے کا ہوتا ہے، اس لئے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ویسے انہوں نے اس گوشت کو ابھی تک نہیں کھایا، کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ وہ ناجائز طریقے سے ذبح کیا جاتا ہے؟ مگر وہاں پر جو دُوسرے پاکستانی ہیں وہ اس کا استعمال کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ کراچی میں کون ہر جانور پر اللہ اکبر پڑھتا ہے؟ وہاں پر بھی گوشت ایسے ہی ذبح کیا جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں ذرا وضاحت سے تحریر کریں تاکہ وہ اس کا جواب دُوسروں کو دے سکیں، آیا وہ گوشت جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ گوشت کو اگر ویسے نہیں کھایا جائے تو کسی نہ کسی چیز میں، کسی نہ کسی طریقے سے وہ شامل ہوتا ہے، برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… جو حلال جانور کسی مسلمان یا کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہو اس کا کھانا حلال

ہے، اور کسی مرتد، دہریئے کا ذبیحہ حلال نہیں۔ اسی طرح جھٹکے کا گوشت بھی حلال نہیں، ہماری معلومات کے مطابق کراچی میں جھٹکے کا گوشت نہیں ہوتا۔

نوٹ:...... ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، اگر کسی مسلمان نے جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھی تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، البتہ اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہو اور بھولے سے بسم اللہ نہیں پڑھ سکا تو ذبیحہ جائز ہے۔

## کن اہلِ کتاب کا ذبیحہ جائز ہے؟

س...... ہم دو دوست امریکہ میں رہتے ہیں، ہم کو یہاں رہتے ہوئے تقریباً بیس سال ہوگئے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ میرے دوست کا کہنا ہے کہ اہلِ کتاب چاہے کیسا بھی ہو اس کا ذبح کیا ہوا جانور جائز ہے، اور وہ دلیل قرآن کی آیت سے پیش کرتا ہے۔ اور میرا کہنا یہ ہے کہ ہر اہلِ کتاب کا جانور ذبح کیا ہوا جائز نہیں بلکہ ہر وہ اہلِ کتاب جو اپنی شریعتِ سابقہ پر مع اعتقاد عمل کرتا ہو اور اس کے ذبح کا طریقہ بھی وہی ہو جو ان کی کتاب میں ہے، کیونکہ ان کا اور مسلمانوں کا طریقہ ایک ہے، یعنی بسم اللہ پڑھ کر جانور ذبح کرنا، اگر اس کے خلاف ہو تو حرام ہے۔ پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ آیا ہم دونوں میں سے کون دُرست عمل پر ہے؟ اور اگر دونوں غلط عمل پر ہیں تو صحیح مسئلہ کیا ہے؟ براہِ مہربانی اس کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل سے لکھیں اور اس کے ساتھ ذبح کرنے والے کے لئے کوئی شرائط ہوں جن کی وجہ سے وہ حلال ہوتا ہے وہ بھی واضح فرمائیں۔

ج...... اس گفتگو میں آپ کی بات صحیح ہے۔ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، مگر اس میں چند اُمور کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

اوّل:...... ذبح کرنے والا واقعتاً صحیح اہلِ کتاب بھی ہو، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو قومی حیثیت سے یہودی یا عیسائی کہلاتے ہیں، مگر عقیدۃً دہریئے ہیں اور وہ کسی دین و مذہب کے قائل نہیں، ایسے لوگ شرعاً اہلِ کتاب نہیں، اور ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔

دوم:...... بعض لوگ پہلے مسلمان کہلاتے تھے، پھر یہودی یا عیسائی بن گئے، یہ لوگ بھی اہلِ کتاب نہیں بلکہ شرعاً مرتد ہیں، اور مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔

سوم:...... یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (بسم اللہ کے ساتھ) ذبح کیا ہو، اس کے بغیر بھی حلال نہیں، چہ جائیکہ کسی کتابی کا۔

چہارم:...... ذبح کرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہو، آج کل مغربی ممالک میں مشین سے جانور کاٹے جاتے ہیں اور ساتھ میں "بسم اللہ اللہ اکبر" کی ٹیپ لگادی جاتی ہے، گویا "بسم اللہ" کہنے کا کام آدمی کے بجائے ٹیپ کرتی ہے، اور ذبح کا کام آدمی کے بجائے مشین کرتی ہے، ایسے جانور حلال نہیں بلکہ مردار کے حکم میں ہیں۔

## یہودی کا ذبیحہ جائز ہونے کی شرائط

س...... اسلامی طریقے پر ذبیحہ گوشت اگر دستیاب نہ ہو سکے تو یہودیوں کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... یہودی اگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہو اور اپنی کتاب کو مانتا ہو تو وہ اہلِ کتاب ہے، اس کا ذبیحہ جائز ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔

## یہودی کا ذبیحہ استعمال کریں یا عیسائی کا؟

س...... بیرونِ ملک ذبیحہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے، اکثر جو ذبیحہ دستیاب ہوتا ہے وہ یا تو یہودیوں کا ہوتا ہے یا پھر عیسائیوں کا ذبیحہ۔ اہلِ کتاب کے نقطۂ نظر سے زیادہ تر یہودیوں کا ذبیحہ صحیح سمجھا جاتا ہے، جبکہ عیسائیوں کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب کے مطابق بھی ذبح نہیں کرتے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے ذہنوں میں بڑی اُلجھن پائی جاتی ہے۔ اَزراہِ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بیان فرمائیے۔

ج...... اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔ اگر یہ اطمینان ہو کہ یہودی صحیح طریقے سے ذبح کرتے ہیں اور عیسائی صحیح طریقے سے ذبح نہیں کرتے تو یہودی کے ذبیحے کو ترجیح دی جائے، نصرانی کے ذبیحے سے پرہیز کیا جائے۔

## روافض کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

س...... ا: شیعہ مسلمان ہیں یا کافر؟

س......۲: شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے کے بارے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں؟

س......۳: کیا شیعہ کے گھر کی پکی ہوئی چیزیں کھانا جائز ہے؟

س......۴: کیا شیعہ کا ذبیحہ جائز ہے؟

ج......اثناعشری شیعہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں، تین چار کے سوا باقی تمام صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں، اور حضرت علیؓ اور ان کے بعد گیارہ بزرگوں کو معصوم مفترض الطاعۃ اور انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ تمام عقائد ان کے مذہب کی معتبر اور مستند کتابوں میں موجود ہیں، اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے ہوں وہ مسلمان نہیں۔ نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے، نہ ان کا جنازہ جائز ہے، اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے؟

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان عقائد کا قائل نہیں، تو اس مذہب سے براءت کا اظہار کرنا لازم ہے جس کے یہ عقائد ہیں، اور ان لوگوں کی تکفیر ضروری ہے جو ایسے عقائد رکھتے ہوں، جب تک وہ ایسا نہیں کرتا اس کو بھی ان عقائد کا قائل سمجھا جائے گا اور اس کے انکار کو "تقیہ" پر محمول کیا جائے گا۔

# قربانی کے متفرق مسائل

## جانور اُدھار لے کر قربانی کرنا

س......جس طرح دُنیا کے کاروبار میں ہم ایک دُوسرے سے اُدھار لیتے ہیں، اور بعد میں وہ اُدھار ادا کردیتے ہیں، کیا اسی طرح اُدھار پر جانور لے کر قربانی کرنا جائز ہے؟

ج......جائز ہے۔

## قسطوں پر قربانی کے بکرے

س…… چندروز سے اخبارات اور ٹی وی پر قربانی کے بکرے اور گائیں بک کرانے کا اشتہار آرہا ہے، یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا قسطوں پر بکرا یا گائے لے کر قربانی کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلے پر روشنی ڈالیں تاکہ میرا یہ مسئلہ حل ہوسکے اور دُوسروں کو بھی شرعی حل معلوم ہوسکے۔

ج……جس جانور کے آپ مالک ہیں اس کی قربانی جائز ہے، خواہ آپ نے نقد قیمت پر خریدا ہو، خواہ اُدھار پر، خواہ قسطوں پر۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ صرف جانور کو بک کرالینے سے آپ اس کے مالک نہیں ہوجاتے، اور نہ بک کرانے سے بیع ہوتی ہے، بلکہ جس دن آپ کو اپنی جمع کردہ رقم کے بدلے جانور دیا جائے گا تب آپ اس کے مالک ہوں گے۔

## غریب کا قربانی کا جانور اچانک بیمار ہوجائے تو کیا کرے؟

س……زید نے اپنی قربانی کا جانور لیا ہوا تھا جو عیدالاضحیٰ سے ایک دو دن پہلے بیماری کی وجہ سے علیل ہوجاتا ہے، پھر اس کو ذبح کرکے تقسیم کیا جاتا ہے، کیا اس کی قربانی ہوگئی یا نہیں؟ اور زید بالکل غریب آدمی ہے، ملازم پیشہ ہے، جس نے اپنی تین چار ماہ کی تنخواہ میں سے رقم جمع کرکے یہ قربانی خریدی تھی، اب اس قربانی کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے پاس دُوسری قربانی خریدنے کی گنجائش نہیں ہے، اب یہ کیا کرے؟

ج……اس کے ذمہ قربانی کا دُوسرا جانور خریدنا لازم نہیں، البتہ قربانی نہیں ہوئی، لیکن ممکن ہے اللہ تعالیٰ نیت کی وجہ سے قربانی کا ثواب عطا فرمادے۔

## قربانی کا بکرا خریدنے کے بعد مرجائے تو کیا کرے؟

س……ایک شخص صاحبِ نصاب نہیں ہے، وہ بقرعید کے لئے قربانی کی نیت سے بکرا خریدتا ہے، لیکن قبل از قربانی بکرا مرجاتا ہے یا گم ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں اس شخص پر دوبارہ بکرا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ صاحبِ نصاب ہے اور بکرا مرجاتا ہے یا گم ہوجاتا ہے تو اس کو دوبارہ بکرا خرید کر قربانی دینا چاہئے یا نہیں؟

ج…… اگر اس پر قربانی واجب نہیں تو اس کے ذمہ دُوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں، اور اگر صاحبِ نصاب ہے تو دُوسرا جانور خریدنا لازم ہے۔

## جس شخص کا عقیقہ نہ ہوا ہو، کیا وہ قربانی کرسکتا ہے؟

س…… ہمارے محلے میں ایک مولانا رہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قربانی وہ انسان کرسکتا ہے جس کے گھر میں ہر بچے اور بڑے کا عقیقہ ہوچکا ہو، مگر ہمارے گھر میں کسی کا بھی عقیقہ نہیں ہوا کیونکہ ہماری والدہ کہتی ہیں کہ وہ ہم سب کا عقیقہ اس کی شادی پر کردیں گی۔

ج…… مولانا صاحب کا یہ مسئلہ صحیح نہیں، عقیقہ خواہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، قربانی ہوجاتی ہے، نیز مسنون عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے، شادی پر عقیقہ کرنے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔

## لاعلمی میں دُنبہ کے بجائے بھیڑ کی قربانی

س…… ہم نے گزشتہ عید کو قربانی کی، ہماری یہ پہلی قربانی تھی، اس لئے ہم دھوکا کھاگئے اور بجائے دُنبہ کے بھیڑ لے آئے، بعد میں پتہ چلا کہ یہ دُنبہ نہیں بھیڑ ہے، اب آپ بتائیں کہ ہماری یہ پہلی قربانی بارگاہِ الٰہی میں قبول ہونی چاہئے؟

ج…… اگر اس کی عمر ایک سال کی تھی تو قربانی ہوگئی، کیونکہ دُنبہ اور بھیڑ دونوں کی قربانی جائز ہے۔

## حلال خون اور حلال مردار کی تشریح

س…… ایک حدیث کی رُو سے دو قسم کے مردار اور دو قسم کا خون حلال ہیں، برائے مہربانی وہ دو قسم کے مردار جانور اور دو قسم کے خون کون سے ہیں؟ اور وہ حدیث بھی تحریر فرمائیں۔ بقول الف کے دو قسم کا مردار: ۱:- مچھلی، ۲:- ٹڈی۔ دو قسم کا خون: ۱:- قاتل کا خون، ۲:- مرتد کا خون حلال ہے۔ کیا یہ قول دُرست ہے؟

ج…… الف نے جو کہا کہ مردار جانور سے مراد، ۱:- ٹڈی، ۲:- مچھلی ہے، تو یہ بات اس کی ٹھیک ہے۔ لیکن مردار سے حرام مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ ٹڈی اور مچھلی کو اگر زندہ پکڑا جائے تو یہ دونوں بغیر ذبح کے حلال ہیں، کیونکہ اگر پکڑنے سے پہلے مرگئے تو ان کا کھانا

جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اور اس حدیث میں جو خون کا ذکر ہے اس سے مراد، ۱:- جگر، ۲:- تلی ہے۔ زید نے جو خون کے متعلق کہا کہ دونوں خون سے مراد خونِ قاتل اور خونِ مرتد ہے، تو یہ غلط ہے، کیونکہ مذکورہ حدیث میں دونوں خونوں کو تصریحاً ذکر کیا گیا ہے۔ باقی قاتل اور مرتد کا ذکر دُوسری حدیث میں ہے، ان دونوں کو مباح الدم قرار دیا گیا ہے، یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے اور مرتد کو تبدیلِ دین کی وجہ سے قتل کیا جائے، باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ان دونوں کا خون حلال ہے۔

## ذبح شدہ جانور کے خون کے چھینٹوں کا شرعی حکم

س...... گائے اور بکرے کا خون ناپاک ہوتا ہے یا پاک؟ دراصل میں گوشت لینے جاتا ہوں تو قصائی کی دُکان پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے لگ جاتے ہیں تو یہ کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

ج...... گوشت میں جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے، اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، البتہ بوقتِ ذبح جو خون جانور کی رگوں سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔

## قربانی کے خون میں پاؤں ڈبونا

س...... ہمارے ایک رشتہ دار جب قربانی کرتے ہیں یا صدقہ کا بکرا کاٹتے ہیں، چھری پھیرنے کے بعد جب خون نکلنا شروع ہوتا ہے تو وہ اپنے دونوں پیر خون میں ڈبو لیتے ہیں، یہ ان کا کوئی اعتقاد ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... یہ خون نجس ہوتا ہے، اور نجاست سے بدن کو آلودہ کرنا دین و مذہب کی رُو سے عبادت نہیں ہوسکتا، اس لئے یہ اعتقاد گناہ اور یہ فعل ناجائز ہے۔

## قربانی کرنے سے خون آلودہ کپڑوں میں نماز جائز نہیں

س......قربانی کے جانور کا خون اگر کپڑے پر لگ جائے تو نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج......قربانی کے جانور کا بہتا ہوا خون بھی اسی طرح ناپاک ہے جس طرح کسی اور جانور کا، خون کے اگر معمولی چھینٹے پڑ جائیں جو مجموعی طور پر انگریزی روپیہ کی چوڑائی سے کم ہوں تو

نماز ہوجائے گی، ورنہ نہیں، البتہ جو خون گردن کے علاوہ گوشت پر لگا ہوا ہوتا ہے وہ ناپاک نہیں۔

## قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنانا جائز ہے

س...... قربانی کے بکرے کی چربی سے اگر کوئی گھر میں صابن بنائے تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ اگر معلوم نہ ہو کہ یہ گناہ ہے۔

ج...... قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنالینا جائز ہے، کوئی گناہ نہیں۔

# عقیقہ

## عقیقے کی اہمیت

س...... اسلام میں عقیقے کی کیا اہمیت ہے؟ اور اگر کوئی شخص بغیر عقیقہ کئے مرگیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج...... عقیقہ سنت ہے، اگر گنجائش ہو تو ضرور کردینا چاہئے، نہ کرے تو گناہ نہیں، صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔

## عقیقے کا عمل سنت ہے یا واجب

س...... بچہ پیدا ہونے کے بعد جو عقیقہ کیا جاتا ہے اور بکرا صدقہ کیا جاتا ہے، یہ عمل سنت ہے یا واجب؟

ج...... عقیقہ سنت ہے، لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن، اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہوگی۔

## بالغ لڑکی لڑکے کا عقیقہ ضروری نہیں اور نہ بال منڈانا ضروری ہے

س...... عقیقہ کس عمر تک ہوسکتا ہے؟ بالغ مرد و عورت خود اپنا عقیقہ اپنی رقم سے کرسکتے ہیں یا



فہرست

والدین ہی کر سکتے ہیں؟ بڑی لڑکیوں یا بالغ عورت کا عقیقے میں سر منڈانا چاہئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کتنے بال کاٹے جائیں اور کس طریقے پر؟

ج...... عقیقہ سنت ہے، اس سے بچے کی اَلا بلا دُور ہوتی ہے۔ سنت یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کے سر کے بال اُتارے جائیں، ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کردی جائے اور لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکرا کیا جائے۔ اسی دن بچے کا نام بھی رکھا جائے۔ اگر گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکے تو بعد میں کردے، مگر ساتویں دن کے بعد بعض فقہاء کے قول کے مطابق اس کی وہ حیثیت نہیں رہ جاتی۔ بڑی عمر کے لڑکوں لڑکیوں کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں، نہ عقیقے کے لئے ان کے بال اُتارنے چاہئیں۔

## عقیقے کے جانور کی رقم صدقہ کرنے سے عقیقے کی سنت ادا نہیں ہوگی

س...... کیا بچی کے عقیقے کے لئے خریدی جانے والی بکری کی رقم اگر کسی ضرورت مند اور غریب رشتہ دار کو دے دی جائے تو عقیقے کی سنت پوری ہوجائے گی؟

ج...... اس سے سنت ادا نہیں ہوگی، البتہ صدقہ اور صلہ رحمی کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

## بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کرسکتی ہے

س...... ماں اور باپ دونوں کماتے ہیں، باپ کی تنخواہ گھر کی ضروریات کے لئے کافی ہوتی ہے اور ماں کی تنخواہ پوری بچتی ہے، جو کہ سال بھر جمع ہوتی ہے، تو کیا ماں اپنے بچوں کا عقیقہ اپنی تنخواہ میں سے کرسکتی ہے؟ دُوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا بچوں کا عقیقہ ماں کی کمائی میں سے ہوسکتا ہے؟ جبکہ والد زندہ ہیں اور کماتے ہیں اور گھر کا خرچہ بھی چلاتے ہیں۔ اُمید کرتی ہوں کہ دونوں سوالوں کے جواب کتب وسنت کی روشنی میں دے کر ممنون فرمائیں گے۔

ج...... بچوں کا عقیقہ اور دُوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں، اگر ماں ادا کردے تو اس کی خوشی ہے، اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔

## اپنے عقیقے سے پہلے بچی کا عقیقہ کرنا

س...... میرا خود کا عقیقہ نہیں ہوا، تو کیا پہلے مجھے اپنا عقیقہ کرنے کے بعد بچی کا کرنا چاہئے؟

ج…… آپ اپنی بچی کا عقیقہ کرسکتے ہیں، آپ کا عقیقہ اگر نہیں ہوا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

## قرض لے کر عقیقہ اور قربانی کرنا

س…… میری مالی حالت اتنی نہیں ہے کہ میں اپنی تنخواہ میں سے اپنے بچوں کا عقیقہ یا قربانی کرسکوں، جبکہ دونوں فرض ہیں۔ کیا میں بینک سے قرضہ لے کر ان دونوں فرضوں کو پورا کرسکتا ہوں؟ یہ قرض میری تنخواہ سے برابر کٹتا رہے گا جب تک کہ قرضہ پورا نہ اُتر جائے۔

ج…… صاحبِ استطاعت پر قربانی واجب ہے، اور عقیقہ سنت ہے۔ جس کے پاس گنجائش نہ ہو اس پر نہ قربانی واجب ہے، نہ عقیقہ۔ آپ سودی قرض لے کر قربانی یا عقیقہ کریں گے تو سخت گناہ گار ہوں گے۔

## عقیقہ امیر کے ذمہ ہے یا غریب کے بھی؟

س…… عقیقہ سنت ہے یا فرض؟ اور ہر غریب پر ہے یا امیروں پر ہی ہے؟ اور اگر غریب پر ضروری ہے تو پھر غریب طاقت نہیں رکھتا تو غریب کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… عقیقہ سنت ہے، اگر ہمت ہو تو کردے، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔

## غریب کے بچے بغیر عقیقے کے مرگئے تو کیا کرے؟

س…… اگر غریب کے بچے دو دو چار چار سال کے ہوکر فوت ہوگئے ہوں تو ان کا عقیقہ بھی ضروری ہے؟

ج…… نہیں۔

## دس کلو قیمہ منگواکر دعوتِ عقیقہ کرنا

س…… کیا دس کلو قیمہ منگواکر رشتہ داروں کی دعوت عقیقے یا صدقے (کیونکہ ساتویں دن کے بعد ہے) کی نیت سے کردی جائے تو اس طرح عقیقہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج…… نہیں۔

## رشتہ دار کی خبرگیری پر خرچ کو عقیقے پر ترجیح دی جائے

س…… میرے آٹھ بچے ہیں، جن میں سے تین بچوں کا عقیقہ کرچکا ہوں، بقیہ پانچ بچے

(۳ لڑکے، ۲ لڑکیاں) ہیں، مالی مجبوری کی وجہ سے ان کا عقیقہ نہیں کرسکا۔ ارادہ تھا کہ کسی سے کچھ رقم مل جائے تو اس کا عقیقہ کردوں۔ اسی فکر میں تھا کہ میرے ایک قریبی عزیز تپِ دق کے عارضے میں مبتلا ہوگئے، وہ بھی غریب تو پہلے ہی تھے، مگر بیماری کی وجہ سے آمدنی بالکل بند ہوگئی، اب ان کے تین بچے اور ایک بیوی اور ان کی بیماری کے جملہ مصارف میں برداشت کر رہا ہوں۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر درج ذیل اُمور کی وضاحت چاہتا ہوں۔ ۱:- عقیقے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۲:- کیا عقیقے پر خرچ ہونے والی رقم کسی قریبی رشتہ دار پر خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ان دونوں ذمہ داریوں میں اوّلیت کس کو دی جائے، رشتہ دار کی خبرگیری اور اس پر خرچہ وغیرہ کی ذمہ داری کو یا عقیقے سے عہدہ برآ ہونے کی ذمہ داری کو؟ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ قربانی کا ذبیحہ لازم ہے، اس کی رقم کسی کو نہیں دی جاسکتی ہے، کیا عقیقے کا بھی یہی حکم ہے؟ ۳:- کیا میرے لئے لازم ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح پانچ بچوں کے عقیقے سے فارغ ہوجاؤں؟

ج...... ۱:- عقیقہ شرعاً مستحب ہے، ضروری یا واجب نہیں۔ ۲:- اس لئے عقیقے میں خرچ ہونے والی رقم اپنے رشتہ دار محتاج کو دے دیں، کیونکہ ایسی حالت میں اس کی اعانت کرنا ضروری ہے، لہٰذا اس کو اوّلیت دی جائے گی۔ ۳:- عقیقہ کرنا واجب یا لازم نہیں، البتہ استطاعت ہونے پر عقیقہ کردینا مستحب ہے، کارِ ثواب ہے، نہ کرنا گناہ نہیں ہے۔

## کن جانوروں سے عقیقہ جائز ہے؟

س...... جن جانوروں میں سات حصے قربانی ہوسکتی ہے ان میں سات عقیقے بھی ہوسکتے ہیں، کیا لڑکے کے عقیقے میں گائے ہوسکتی ہے؟ اور کن جانوروں سے عقیقہ ہوسکتا ہے؟ کیا بھینس بھی ان میں شامل ہے؟

ج...... جن جانوروں کی قربانی جائز ہے ان سے عقیقہ بھی جائز ہے۔ بھینس بھی ان جانوروں میں شامل ہے۔ اسی طرح جن جانوروں میں سات حصے قربانی کے ہوسکتے ہیں ان میں سات حصے عقیقے کے بھی ہوسکتے ہیں، اور ایک لڑکے کے عقیقے میں پوری گائے بھی ذبح کی جاسکتی ہے۔


فہرست

## لڑکے کے عقیقے میں دو بکروں کی جگہ ایک بکرا دینا

س...... کوئی شخص اگر لڑکے کے لئے دو بکروں کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کیا وہ لڑکے کے عقیقے میں ایک بکرا کرا سکتا ہے؟

ج...... لڑکے کے عقیقے میں دو بکرے یا دو حصے دینا مستحب ہے، لیکن اگر دو کی وسعت نہ ہو تو ایک بھی کافی ہے۔

## لڑکے اور لڑکی کے لئے کتنے بکرے عقیقے میں دیں؟

س...... لڑکے اور لڑکے کے لئے کتنے بکرے ہونے چاہئیں؟

ج...... لڑکے کے لئے دو، لڑکی کے لئے ایک۔

## تحفے کے جانور سے عقیقہ جائز ہے

س...... کیا تحفے میں ملی ہوئی بکری کا عقیقہ میں استعمال کرنا جائز ہے؟

ج...... تحفے میں ملی ہوئی بکری کا عقیقہ جائز ہے۔

## قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا

س...... کیا عیدِ قربان پر قربانی کے ساتھ عقیقہ بچوں کا بھی کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک گائے لے کر ایک حصہ قربانی اور چھ حصے چار بچوں (دو لڑکے، دو لڑکیاں) کا عقیقہ ہوسکتا ہے؟

ج...... قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جاسکتے ہیں۔

## عقیقے کے متعلق ائمہ اربعہؒ کا مسلک

س...... عقیقے کے سلسلے میں آپ کے جواب کا یہ جملہ ''جن جانوروں میں سات حصے قربانی کے ہوسکتے ہیں، ان میں سات حصے عقیقے کے بھی ہوسکتے ہیں'' اختلافی مسئلہ چھیڑتا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اس کی تائید میں قرآنِ کریم اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں شرعی دلائل پیش فرما کر مشکور ہونے کا موقع دیں۔ بعض علماء کے نزدیک سات بچوں کے عقیقے پر ایک گائے یا بھینس ذبح کرنا دُرست نہیں ہے، ذیل میں کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

''گائے، بھینس کی قربانی (ذبیحہ) دُرست نہیں ہے، تاوقتیکہ وہ دو سال کی عمر مکمل

کر کے تیسرے سال میں داخل ہوچکی ہو، اسی طرح اُونٹ ذبح کرنا بھی دُرست نہیں ہے تاوقتیکہ وہ پانچ سال کی عمر مکمل کر کے چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ عقیقے میں اشتراک صحیح نہیں ہے، جیسا کہ سات لوگ اُونٹ میں شراکت کرتے ہیں، کیونکہ اگر اس میں اشتراک صحیح ہوتو مولود پر ''اراقة الدم'' کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ جبکہ یہ ذبیحہ مولود کی طرف سے فدیہ ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بھیڑ یا بکری کے بدلے اُونٹ یا گائے کو ذبح کیا جائے بشرطیکہ یہ ذبیحہ یعنی ایک جانور ایک مولود کے لئے ہو۔ امام ابنِ قیمؒ نے انس بن مالکؒ سے روایت کی ہے کہ: ''انہوں نے اپنے بچے کا ذبیحہ (عقیقہ) ایک جانور سے کیا۔'' اور ابی بکرۃ سے مروی ہے کہ: ''انہوں نے اپنے بچے عبدالرحمٰن کے عقیقے پر ایک جانور ذبح کیا اور اہلِ بصرہ کی دعوت کی۔'' اور جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ: ''فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے ایک ایک بھیڑ ذبح کی۔'' امام مالکؒ کا قول ہے کہ: ''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں لڑکے اور لڑکیوں کے لئے عقیقہ کیا، ہر بچے کے لئے ایک ایک بکری۔'' امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک بھیڑ سے کیا۔'' امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے اُمّ کرز کعبیہ سے روایت کی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقے کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''لڑکے پر دو بکریاں اور لڑکی پر ایک بکری۔'' ابنِ ابی شیبہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے کہ: ''ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم لڑکے پر دو بکریوں سے عقیقہ کریں اور لڑکی پر ایک بکری سے۔'' ان سب احادیث کی روشنی میں جمہور علمائے سلف و خلف کا عمل اور فتویٰ یہی ہے کہ بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دُوسرے جانور سے عقیقہ کرنا سنتِ مطہرہ سے ثابت و صحیح نہیں ہے۔ لیکن جن بعض علمائے خلف نے اُونٹ یا گائے یا بھینس سے عقیقہ کرنے کی اجازت دی ہے، ان کی دلیل ابنِ منذر کی وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ہر بچے پر عقیقہ ہے، چنانچہ اس پر سے خون بہاؤ (مع الغلام عقیقة فاھریقوا عنه دمًا)۔'' چونکہ اس حدیث

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظِ "دَم" نہیں "دَمًا" فرمایا ہے، پس اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مولود پر بھیڑ، بکری، اُونٹ اور گائے ذبح کرنے کی اجازت و رُخصت ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی اتباع میں صرف بھیڑ یا بکری سے ہی عقیقہ کیا جائے، واللہ اعلم بالصواب۔"

یہ تمام تفصیل کتاب "تحفة المودود فی أحکام المولود" لابن القیم الجوزیہ اور "تربیة الأولاد فی الاسلام" الجزء الاوّل، مصنفہ الاستاذ الشیخ عبداللہ ناصح علوان طبع ۱۹۸۱ء ص:۹۸، مطبع دار السلام للطابعة والنشر والتوزیع، حلب و بیروت۔ وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ج……آپ کے طویل گرامی نامے کے ضمن میں چند گزارشات ہیں:

اوّل:……آپ نے لکھا ہے کہ:

"عقیقے کے سلسلے میں یہ جملہ……اختلافی مسئلہ چھیڑتا ہے……"

یہ تو ظاہر ہے کہ فروعی مسائل میں ائمہ فقہاء کے اختلافات ہیں، اور کوئی فروعی مسئلہ مشکل ہی سے ایسا ہوگا جس کی تفصیلات میں کچھ نہ کچھ اختلاف نہ ہو۔ اس لئے جو مسئلہ بھی لکھا جائے اس کے بارے میں یہی اِشکال ہوگا کہ یہ تو اختلافی مسئلہ ہے۔ آنجناب کو معلوم ہوگا کہ یہ ناکارہ فقہِ حنفی کے مطابق مسائل لکھتا ہے، البتہ اگر سائل کی طرف سے یہ اشارہ ہو کہ وہ کسی دُوسرے فقہی مسلک سے وابستہ ہے تو اس کے فقہی مذہب کے مطابق جواب دیتا ہوں۔

دوم:……آنجناب نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آئندہ شمارے میں اس کی تائید میں قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل پیش کروں۔ میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے دلائل سے بحث قصداً نہیں کرتا، کیونکہ عوام کی ضرورت یہ ہے کہ انہیں منقح مسئلہ بتادیا جائے، دلائل کی بحث اہلِ علم کے دائرے کی چیز ہے۔

سوم:……آنجناب نے حافظ ابنِ قیمؒ کی کتاب سے جو اقتباسات نقل کئے ہیں ان میں مسئلے زیرِ بحث آئے، ایک یہ کہ کیا بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دُوسرے جانور کا عقیقہ

دُرست ہے یا نہیں؟ آپ نے لکھا ہے کہ:

''ان سب احادیث کی روشنی میں جمہور علمائے سلف وخلف کا معمول اور فتویٰ یہی ہے کہ بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دُوسرے جانور سے عقیقہ کرنا سنتِ مطہرہ سے ثابت و صحیح نہیں۔''

جہاں تک اس ناکارہ کی معلومات کا تعلق ہے، مذاہبِ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ اُونٹ اور گائے سے عقیقہ دُرست ہے، حنفیہ کا فتویٰ تو میں پہلے لکھ چکا ہوں، دیگر مذاہب کی تصریحات حسبِ ذیل ہیں۔

### فقہِ شافعی:

امام نوویؒ ''شرح مہذب'' میں لکھتے ہیں:

"المجزئ فی العقیقة هو المجزئ فی الأضحیة، فلا تجزئ دون الجذعة من الضأن، أو الثنیة من المعز والابل والبقر، هذا هو الصحیح المشهور، وبه قطع الجمهور، وفیه وجه حکاه الماوردی وغیره أنه یجزئ دون جزعة الضأن، وثنیة المعز، والمذهب الأوّل." (شرح مہذب ج:۸ ص:۴۲۹)

ترجمہ:...... ''عقیقے میں بھی وہی جانور کفایت کرے گا جو قربانی میں کفایت کرتا ہے، اس لئے جذعہ سے کم عمر کا دُنبہ، اور ثنی (دودانت) سے کم عمر کی بکری، اُونٹ اور گائے جائز نہیں، یہی صحیح اور مشہور روایت ہے اور جمہور نے اس کو قطعیت کے ساتھ لیا ہے۔ اس میں ایک دُوسری روایت، جسے ماوردیؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ اس میں جذعہ سے کم عمر کی بھیڑ اور دُنبہ اور ثنی سے کم عمر کی بکری بھی جائز ہے، لیکن مذہب پہلے روایت ہے۔''

**فقہِ مالکی:**

''شرح مختصر الخلیل'' میں ہے:

**"ابن رشد: ظاهر سماع أشهب أن البقر تجزئ أيضًا في ذٰلك، وهو الأظهر قياسًا على الضحايا."** (مواہب الخلیل ج:۳ ص:۲۵۵)

ترجمہ:...... ''ابنِ رشد کہتے ہیں کہ: اشہب کا ظاہر سماع یہ ہے کہ عقیقے میں گائے بھی کفایت کرتی ہے اور یہی ظاہر تر ہے، قربانیوں پر قیاس کرتے ہوئے۔''

**فقہِ حنبلی:**

''الروض المربع'' میں ہے:

**"وحكمها فيما يجزئ ويستحب ويكره كالأضحية الا أنه لا يجزئ فيها شرك في دم، فلا تجزئ بدنة ولا بقرة الا كاملة."**

(بحوالہ اوجز المسالک ج:۹ ص:۲۱۸، شائع کردہ مکتبہ امدادیہ مکہ مکرّمہ)

ترجمہ:...... ''عقیقے میں کون کون سے جانور جائز ہیں؟ اور کیا کیا اُمور مستحب ہیں؟ اور کیا کیا مکروہ ہیں ان تمام اُمور میں عقیقے کا حکم مثل قربانی کے ہے، اِلَّا یہ کہ اس میں جانور میں شرکت جائز نہیں، اس لئے اگر عقیقے میں بڑا جانور ذبح کیا جائے تو پورا ایک ہی کی طرف سے ذبح کرنا ہوگا۔''

ان فقہی حوالوں سے معلوم ہوا کہ مذاہبِ اَربعہ اس پر متفق ہیں کہ بھیڑ بکری کی طرح اُونٹ اور گائے کا عقیقہ بھی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اکثر اَحکام میں اس کا حکم قربانی کا ہے، اور جمہور علماء کا یہی قول ہے، چنانچہ ابنِ رشدؒ "بدایة المجتهد" میں لکھتے ہیں:

"جمهور العلماء علٰى أنه لا يجوز فى العقيقة الا ما يجوز فى الضحايا من الأزواج الثمانية."

(بداية المجتهد ج:۱ ص:۳۳۹، مکتبہ علمیہ لاہور)

ترجمہ:...... "جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ عقیقے میں صرف وہی آٹھ نر و مادہ جائز ہیں جو قربانیوں میں جائز ہیں۔"

حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں:

"والجمهور علٰى أجزاء الابل والبقر أيضًا، وفيه حديث عند الطبرانى وأبى الشيخ عن أنس رفعه "يعق عنه من الابل والبقر والغنم" ونص أحمد علٰى اشتراط كاملة، وذكر الرافعى بحثًا أنها تتأدى بالسبع كما فى الأضحية والله أعلم."

(فتح الباری ج:۹ ص:۵۹۳، دار نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور)

ترجمہ:...... "جمہور اس کے قائل ہیں کہ عقیقے میں اُونٹ اور گائے بھی جائز ہے، اور اس میں طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی تخریج کی ہے کہ: "بچے کی طرف سے اُونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ کیا جائے گا" اور امام احمدؒ نے تصریح کی ہے کہ پورا جانور ہونا شرط ہے، اور رافعی نے بطور بحث ذکر کیا ہے کہ عقیقہ بڑے جانور کے ساتویں حصے سے بھی ہوجائے گا، جیسا کہ قربانی، واللہ اعلم۔"

دُوسرا مسئلہ یہ کہ آیا بڑے جانور میں عقیقے کے سات حصے ہوسکتے ہیں؟ اس میں امام احمدؒ کا اختلاف ہے، جیسا کہ اُوپر کے حوالوں سے معلوم ہوا، وہ فرماتے ہیں کہ اگر اُونٹ یا گائے کا عقیقہ کرنا ہو تو پورا جانور کرنا چاہئے، اس میں اشتراک صحیح نہیں، شافعیہ کے نزدیک اشتراک صحیح ہے۔

چنانچہ ''شرح مہذب'' میں ہے:

''ولو ذبح بقرة أو بدنة عن سبعة أولاد أو اشترک فیها جماعة جائز.'' (ج:۸ ص:۴۲۹)

ترجمہ:...... ''اور اگر ذبح کی گائے یا اُونٹ سات بچوں کی جانب سے، یا شریک ہوئی اس میں ایک جماعت تو جائز ہے۔''

حنفیہ کے نزدیک بھی اشتراک جائز ہے، چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

''ایک گائے میں عقیقے کے سات حصے ہوسکتے ہیں، جس طرح قربانی کے سات حصے ہوسکتے ہیں۔''

(کفایة المفتی ج:۸ ص:۲۶۳)

اور آپ کا یہ ارشاد کہ:

''عقیقے میں اشتراک صحیح نہیں ہے، جیسا کہ سات لوگ اُونٹ میں شرکت کرتے ہیں، کیونکہ اگر اس میں اشتراک صحیح ہو تو مولود پر ''اراقة الدم'' کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔''

یہ استدلال محلِ نظر ہے، اس لئے کہ قربانی میں بھی ''اراقة الدم'' ہی مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ حدیثِ نبوی میں اس کی تصریح ہے:

''عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما عمل ابن اٰدم من عمل یوم النحر أحب الی الله من اهراق الدم.'' الحدیث.

(رواه الترمذی وابن ماجة، مشکٰوة ص:۱۲۸)

ترجمہ:...... ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کے دن ابنِ آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں۔''

''وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی یوم الأضحی: ما

عمل اٰدمی فی هٰذا الیوم أفضل من دم یهراق الا أن یکون رحمًا توصل.‘‘ (رواه الطبرانی فی الکبیر، وفیه یحیٰی بن الحسن الخشنی وهو ضعیف، وقد وثقه جماعة، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۱۸)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کے بارے میں فرمایا کہ: اس دن میں آدمی کا کوئی عمل خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے افضل نہیں اِلَّا یہ کہ کوئی صلہ رحمی کی جائے۔‘‘

چونکہ قربانی سے اصل مقصود ’’اراقة الدم‘‘ ہے، اس لئے قربانی کے گوشت کا صدقہ کرنا کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں، اگر خود کھائے یا دوست احباب کو کھلا دے تب بھی قربانی صحیح ہے۔

پس جبکہ قربانی سے مقصود بھی ’’اراقة الدم‘‘ اور اس میں شرکت کو جائز رکھا گیا ہے تو عقیقے میں شرکت سے بھی اراقۂ دَم کا مضمون فوت نہیں ہوتا، اور جب قربانی میں شرکت جائز ہے، تو عقیقے میں بدرجۂ اَوْلیٰ جائز ہونی چاہئے، کیونکہ عقیقے کی حیثیت قربانی سے فروتر ہے، پس اعلیٰ چیز میں شریعت نے شرکت کو جائز رکھا ہے تو اس سے ادنیٰ میں بدرجۂ اَوْلیٰ شرکت جائز ہوگی، یہی وجہ ہے کہ تمام ائمہ فقہاء عقیقے میں قربانی ہی کے اَحکام جاری کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ الموفق ابن قدامہ حنبلی ’’المغنی‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’والأشبه قیاسها علی الأضحیة، لأنها نسیکة مشروعة غیر واجبة فأشبهت الأضحیة، ولأنها أشبهت فی صفاتها وسنها وقدرها وشروطها فأشبهتها فی مصرفها.‘‘ (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۱ ص:۱۲۴)

ترجمہ:...... ’’اور اشبہ یہ ہے کہ اس کو قربانی پر قیاس کیا جائے، اس لئے کہ یہ ایک قربانی ہے جو مشروع ہے، مگر واجب نہیں،

پس قربانی کے مشابہ ہوئی، اور اس لئے بھی کہ یہ قربانی کے مشابہ ہے
اس کی صفات میں، اس کی عمر میں، اس کی مقدار میں، اس کی شروط
میں، پس مشابہ ہوئی اس کے مصرف میں بھی۔‘‘

## بڑی عمر میں اپنا عقیقہ خود کرسکتے ہیں، عقیقہ نہ کیا ہو تو بھی قربانی جائز ہے

س...... کیا کوئی بڑی عمر میں اپنا عقیقہ خود کرسکتا ہے؟ اگر عورت اپنا عقیقہ کرے تو کتنے بال کٹوائے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس کا عقیقہ نہیں ہوا اس کی قربانی جائز نہیں، پہلے اپنا عقیقہ کرے، اس کے بعد قربانی کرے۔ کیا یہ اَز رُوئے شرع دُرست ہے؟

ج...... عقیقہ ساتویں دن سنت ہے، بعد میں اگر کرنا ہو تو ساتویں دن کی رعایت مناسب ہے، یعنی پیدائش والے دن سے پہلے دن عقیقہ کیا جائے، مثلاً: پیدائش کا دن جمعہ تھا تو عقیقہ جمعرات کو ہوگا۔ بڑی عمر میں عقیقہ کیا جائے تو بال کاٹنے کی ضرورت نہیں۔ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو وہ قربانی کرسکتا ہے، اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب ہو تو قربانی کرنا ضروری ہے، عقیقہ خواہ ہوا ہو کہ نہ ہوا ہو۔

## شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا

س...... یہ بتائیں کہ شوہر اپنی بیوی کا عقیقہ کرسکتا ہے یا یہ بھی شادی کے بعد والدین پر فرض ہے کہ بیٹی کا عقیقہ خود کریں جبکہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے؟

ج...... عقیقہ فرض ہی نہیں، بلکہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے، بشرطیکہ والدین کے پاس گنجائش ہو۔ اگر والدین نے عقیقہ نہیں کیا تو بعد میں کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا جبکہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہو لغو حرکت ہے۔

## ساتویں دن عقیقہ دُوسری جگہ بھی کرنا جائز ہے

س...... عقیقہ کرنا کیا سات دن کے اندر ضروری ہے؟ اور کیونکہ یہاں قطر میں رشتہ دار وغیرہ نہیں ہیں، تو کیا ہم یہاں رہتے ہوئے اپنے والدین کو پاکستان میں لکھ سکتے ہیں کہ وہ وہاں عقیقہ کردیں؟

ج…… عقیقہ ساتویں دن سنت ہے، اگر ساتویں دن نہ کیا جائے تو ایک قول کے مطابق بعد میں سنت کا درجہ باقی نہیں رہتا۔ اگر بعد میں کرنا ہو تو ساتویں دن کی رعایت رکھنی چاہئے، یعنی بچے کی پیدائش کے دن سے پہلے دن عقیقہ کیا جائے، مثلاً: بچے کی پیدائش جمعہ کی ہو تو عقیقہ جمعرات کو ہوگا، پاکستان میں بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

## کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرنا

س…… اکثر لوگ کئی بچوں کا عقیقہ ایک ساتھ کرتے ہیں، جبکہ بچوں کے پیدائش کے دن مختلف ہوتے ہیں، قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کیا عقیقہ ہوجاتا ہے؟

ج…… عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن سنت ہے، اگر گنجائش نہ ہو تو نہ کرے، کوئی گناہ نہیں، دن کی رعایت کے بغیر سب بچوں کا اکٹھا عقیقہ جائز ہے، مگر سنت کے خلاف ہے۔

## مختلف دنوں میں پیدا شدہ بچوں کا ایک ہی دن عقیقہ جائز ہے

س…… اگر گائے کا عقیقہ کریں تو اس میں سات حصے ہونے چاہئیں؟ اور بچوں کی پیدائش مختلف ایام میں ہو تو ایک دن میں گائے کرنا چاہئے یا نہیں؟

ج…… ایک دن تمام بچوں کا عقیقہ کرنا چاہے تو مختلف تاریخوں میں پیدا ہونے والوں کا ایک دن عقیقہ کیا جاسکتا ہے، اور تمام جانور یا گائے ایک ساتھ ذبح کرسکتا ہے، یعنی جائز ہے، البتہ مسنون عقیقہ ساتویں دن کا ہے۔

## اگر کسی کو پیدائش کا دن معلوم نہ ہو تو وہ عقیقہ کیسے کرے؟

س…… کہتے ہیں کہ عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن ہونا چاہئے، اگر کوئی اپنا عقیقہ کرنا چاہے اور اس کو اپنی پیدائش کا دن معلوم نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

ج…… ساتویں دن عقیقہ کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اسی طرح دار قطنی کی ایک روایت کے مطابق چودھویں دن بھی مستحب ہے۔ جبکہ امام ترمذیؒ کے نقل کردہ ایک قول کے مطابق اگر کسی نے ان دو دنوں میں عقیقہ نہیں کیا تو اکیسویں دن بھی کرلینا مستحب ہے۔ بہرحال اگر کوئی شخص ساتویں دن، چودھویں دن اور اکیسویں دن کے علاوہ کسی اور دن عقیقہ کرے تو

نفسِ عقیقہ ہوجائے گا البتہ اس کا وہ استحباب اور ثواب جو کہ ساتویں دن، چودھویں دن اور اکیسویں دن کرنے میں تھا وہ حاصل نہ ہوگا، اگر بعد میں کرے تو ساتویں دن کی رعایت رکھنا بہتر ہے، یاد نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

## عقیقے کے وقت بچے کے سر کے بال اُتارنا

س...... کیا عقیقے کے وقت بچے کے سر کے بال اُتارنا ضروری ہے جبکہ دو چار ماہ بعد عقیقہ کیا جارہا ہو؟

ج...... ساتویں دن بال اُتارنا اور عقیقہ کرنا سنت ہے، اگر نہ کیا تو بال اُتاردیں، بعد میں جانور ذبح کرتے وقت پھر بال اُتارنے کی ضرورت نہیں۔

## عقیقے کا گوشت والدین کو استعمال کرنا جائز ہے

س...... اپنی اولاد کے عقیقے کا گوشت والدین کو کھانا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر اس گوشت میں ملاکر کھایا جائے یا اگر بالکل ہی عقیقے کا گوشت استعمال نہ کیا جائے تو والدین کے لئے کیوں منع ہے؟ کیا والدین اپنی اولاد کے عقیقے میں ذبح ہونے والے جانور کا گوشت نہیں کھاسکتے؟ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

ج...... عقیقے کا گوشت جیسے دُوسروں کے لئے جائز ہے، اسی طرح بغیر کسی فرق کے والدین کے لئے بھی جائز ہے۔

## عقیقے کے گوشت میں ماں، باپ، دادا، دادی کا حصہ

س...... عقیقے کے گوشت میں ماں، باپ، دادا، دادی کا حصہ ہے؟

ج...... عقیقے کے گوشت کا ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کردینا افضل ہے، اور باقی دو تہائی حصے سے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن اور سب رشتہ دار کھاسکتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص تمام گوشت رشتہ داروں کو تقسیم کردے یا اس کو پکاکر ان کی ضیافت کردے تو یہ بھی جائز ہے، بہرحال عقیقے کا گوشت سب رشتہ دار کھاسکتے ہیں۔

## سات دن کے بعد عقیقہ کیا تو اس کے گوشت کا حکم

س......پچھلے دنوں آپ نے عقیقے کے متعلق لکھا تھا کہ اگر سات یوم کے اندر عقیقہ کیا جائے تو عقیقہ ہوگا ورنہ صدقہ تصوّر ہوگا (جبکہ عقیقے کا مقصد پورا ہوجائے گا)۔ اس ضمن میں تھوڑی سی وضاحت آپ سے چاہوں گا، وہ یہ کہ اگر سات یوم کے بعد عقیقے کے طور پر بکرا ذبح کرتے ہیں جبکہ یہ صدقہ ہے تو اس پر صرف غریبوں کا حق ہوگا، آیا پورا گوشت غریبوں کے لئے ہوگا یا کچھ حصہ استعمال کیا جاسکتا ہے، جس طرح عقیقے میں ہوتا ہے؟

ج......سات دن کے بعد جو عقیقہ کیا جائے اس کے گوشت کی حیثیت عقیقے کے گوشت ہی کی ہوگی، میرے ذکرکردہ مسئلے کا مقصد یہ ہے کہ سات دن کے بعد جو عقیقہ کیا جائے، بعض فقہاء کے قول کے مطابق اس کی فضیلت عقیقے کی نہیں رہتی، بلکہ عام صدقہ خیرات کی سی ہوجاتی ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس کا گوشت پورے کا پورا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

## عقیقے کے سلسلے میں بعض ہندوانہ رُسوم کفر و شرک تک پہنچاسکتی ہیں

س...... ہمارے علاقے میں عورتیں یہ کہتی ہیں کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اُتروائیں گی، اور بکرے کی قربانی بھی وہاں جاکر دیں گے، اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد کئی ماہ تک اس کے بال اُتروانے سے پہلے اپنے اُوپر گوشت کھانا حرام سمجھتی ہیں، اور پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ اس جگہ پر جاکر لڑکے کے سر کے بال اُترواتے ہیں اور بکرے کا ذبیحہ کرکے وہاں ہی گوشت پکاکر کھاتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

ج...... یہ ایک ہندوانہ رسم ہے، جو مسلمانوں میں در آئی ہے، اور چونکہ اس میں فسادِ عقیدہ شامل ہے اس لئے اعتقادی بدعت ہے۔ جو بعض صورتوں میں کفر و شرک تک پہنچاسکتی ہے۔ چنانچہ بعض لوگ کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے، اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منّت مانتے ہیں اور منّت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جاکر بچے کے بال اُتارتے ہیں، وہاں قربانی کرتے ہیں اور دُوسری بہت سی خرافات کرتے ہیں، مسلمانوں کو ایسی خرافات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

# حلال اور حرام جانوروں کے مسائل

## شکار

### حلال و حرام جانوروں کو شکار کرنا

س...... اسلام میں شکار کی اجازت ہے، یعنی جانوروں کو ہلاک کرنا خواہ وہ حلال ہوں یا حرام، اگر حلال جانور شکار کیا جائے تو اسے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... شکار کی اجازت ہے، بشرطیکہ دُوسرے فرائض سے غافل نہ کردے۔ حرام جانور اگر موذی ہوں تو ان کو مارنا جائز ہے۔ اگر حلال جانور بندوق سے شکار کیا گیا اور مرگیا تو حلال نہیں، لیکن اگر زخمی حالت میں ذبح کرلیا گیا تو حلال ہے۔

### نشانہ بازی کے لئے جانوروں کا شکار کرنا

س...... جو لوگ اپنے شوق اور نشانہ بازی کی خاطر معصوم جانوروں کا شکار کرتے ہیں ان کے بارے میں ہمارا مذہب کیا کہتا ہے؟

ج...... حلال جانوروں کا شکار جائز ہے، مگر مقصود گوشت ہونا چاہئے، محض کھیل یا حیوانات کی ایذا رسانی ہی مقصود ہو تو جائز نہیں۔

### کتے کا شکار کیا حکم رکھتا ہے؟

س...... میں جمعہ ایڈیشن میں آپ کا کالم ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' بڑے غور و فکر سے پڑھتا ہوں اور اس کے پڑھنے سے میری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، اور اسی طرح کا ایک مسئلہ درپیش ہے اس کا حل تجویز فرمائیے۔ میرا ایک دوست ہے وہ شکار کا بہت ہی شوقین

ہے اور وہ شکار شکاری کتوں کے ذریعے کرتا ہے، جبکہ میں اس کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں کہ یہ حرام ہے۔ وہ جنگل میں خرگوش کے پیچھے شکاری کتے لگا دیتے ہیں اور کتے اسے منہ میں دبوچ کر لے آتے ہیں، اور پھر وہ تکبیر پڑھ کر اسے ذبح کرنے کے بعد پکا کر کھا لیتے ہیں، حالانکہ اسلام کی رُو سے کتا ایک پلید اور حرام جانور ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی مفید حل لکھئے اور یہ اخبار میں شائع کریں، شاید ایسا کرنے سے بہت سے انسان شکار سے باز آجائیں۔

ج...... شکاری کتا اگر سدھایا ہوا ہو اور وہ شکار کو کھائے نہیں بلکہ پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے اور اس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو، تو اس کا شکار حلال ہے، جہاں اس کا منہ لگا ہو اس کو دھو کر پاک کرلیا جائے، اور اگر زندہ پکڑ کر لائے تو اس کو تکبیر پڑھ کر ذبح کرلیا جائے۔

## بندوق سے شکار

س...... اگر شکاری شکار کرنے کے لئے جاتا ہے اور اس کے پاس چاقو یا چھری نہیں ہے، وہ تکبیر پڑھ کر فائر کردیتا ہے اگر پرندہ مرجائے تو حلال ہوگا یا کہ حرام؟

ج...... بندوق کے فائر سے جو جانور مرجائے وہ حلال نہیں، خواہ تکبیر پڑھ کر گولی چلائی گئی ہو، اگر زندہ مل جائے اور اس کو شرعی طریقے سے ذبح کرلیا جائے تو حلال ہے۔

## بندوق، غلیل، شکاری کتے کے شکار کا شرعی حکم

س...... حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ البقرہ رُکوع پانچ میں آیت "انما حرم علیکم المیتۃ" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مردار وہ ہے جو خود بخود مرجائے اور ذبح کرنے کی نوبت نہ آئے، یا خلافِ شرع طریقے سے اس کو ذبح یا شکار کیا جائے، مثلاً گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کو پتھر، لکڑی، غلیل، بندوق سے مارا جائے یا کسی عضو کو کاٹ لیا جائے، یہ سب کا سب مردار اور حرام ہے۔" اس کے برعکس بعض مفسرین یہ تشریح بھی کرتے ہیں کہ جس جانور کے ذبح کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً وحشی، جنگلی جانور یا طیور وغیرہ تو ان مذکورہ بالا کو بندوق، غلیل یا شکاری کتے سے شکار کرتے وقت اگر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی جائے تو یہ سب حلال ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ غلیل، بندوق یا شکاری کتے کے ذریعے


فہرست

جو شکار کیا جائے اور شرعی طریقے سے ذبح کرنے سے پہلے مرجائے تو کیا یہ سب مردار اور حرام ہیں؟

ج...... جس جانور کے ذبح کرنے پر قادر ہو، اس کو تو شرعی طریقے سے ذبح کرنا ضروری ہے، اگر ذبح کرنے سے پہلے مرگیا تو وہ مردار ہے۔

شکار پر اگر بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑ دیا جائے (بشرطیکہ وہ کتا سدھایا ہوا ہو) اور شکاری کتا اس شکار کو زخمی کردے اور وہ زخم سے مرجائے تو یہ ذبح کرنے کے قائم مقام ہوگا اور شکار کا کھانا حلال ہے، لیکن اگر کتا اس کا گلا گھونٹ کر ماردے، اسے زخمی نہ کرے تو حلال نہیں۔

اسی طرح اگر تیز دھار کا کوئی آلہ شکار کی طرف بسم اللہ کہہ کر پھینکا جائے اور شکار اس کے زخم سے مرجائے تو یہ بھی ذبح کے قائم مقام ہے۔ لیکن اگر لاٹھی بسم اللہ کہہ کر پھینک دی اور شکار اس کی چوٹ سے مرگیا تو وہ حلال نہیں، اسی طرح غلیل یا بندوق سے جو شکار کیا جائے اگر وہ زندہ مل جائے تو اس کو ذبح کرلیا جائے، اور اگر وہ غلیل یا بندوق کی گولی کی چوٹ سے مرجائے تو حلال نہیں۔ خلاصہ یہ کہ غلیل اور بندوق کا حکم لاٹھی کا سا ہے، تیز دھار والے آلے کا نہیں، اس سے شکار کیا ہوا جانور اگر مرجائے تو حلال نہیں۔

# خشکی کے جانوروں اور متعلقات کا شرعی حکم

## گھوڑا، خچر اور کبوتر کا شرعی حکم

س...... مندرجہ ذیل جانوروں کا گوشت حلال ہے یا حرام؟ شرعی نقطۂ نگاہ سے پوری وضاحت فرمائیں۔ گدھا، خچر، گھوڑا، کبوتر جو گھروں میں پالے جاتے ہیں، بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ جنگلی کبوتر حلال ہے اور گھریلو کبوتر سیّد ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔

ج…… گدھا اور خچر حرام ہیں، کبوتر حلال ہے خواہ جنگلی ہو یا گھریلو، اور گھوڑے کے بارے میں فقہائے اُمت کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال نہیں، جمہور ائمہؒ کے نزدیک حلال ہے۔

## خرگوش حلال ہے

س…… خرگوش حرام ہے یا حلال؟ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خرگوش بالکل چوہے کی شکل کا ہے اور اس کی عادتیں بھی چوہے سے ملتی ہیں، یعنی ہاتھوں سے چیزیں پکڑ کر کھاتا ہے، پاؤں کی مشابہت بھی حرام جانوروں سے ملتی جلتی ہے اور بل بنا کر رہتا ہے، اس لئے حرام ہے۔ تو اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

ج…… خرگوش حلال ہے، حرام جانوروں سے اس کی مشابہت نہیں ہے، اس مسئلے پر ائمہ اربعہؒ کا کوئی اختلاف نہیں۔

## گدھی کا دُودھ حرام ہے

س…… آج کل ہمارے یہاں جس کسی کو کالی کھانسی ہوجاتی ہے تو اسے گدھی کا دُودھ پینے کا مشورہ دیا جاتا ہے، اور بہت سے لوگ ایسا کرگزرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں گدھی کا دُودھ پینا تو حرام ہے، پھر کیا بطور دوائی اس کا استعمال حلال ہوجاتا ہے؟

ج…… گدھی کا دُودھ حرام ہے، اور دوائی کے طور پر بھی اس کا استعمال دُرست نہیں جبکہ حلال دوائی سے علاج ہوسکتا ہو۔

## کم عمر جانور ذبح کرنا جائز ہے

س…… اگر گھر میں بکرے اور بکریاں پلی ہوئی ہیں جن کی عمر چار ماہ اور چھ ماہ تک ہو، یعنی وہ اتنے بڑے نہ ہوں جن کو کاٹ کر کھایا جاتا ہو، اگر بیمار ہوجاتے ہیں یا غلطی سے کوئی ایسی چیز کھا جاتے ہیں کہ اب ان کا بچ جانا مشکل ہو تو کیا ایسی صورت میں ان کو کاٹ کر کھانا جائز ہوگا یا ناجائز؟ ضرور لکھئے۔

ج…… ان کو شرعی طریقے سے ذبح کرکے کھانا بلاشبہ جائز ہے۔


فہرست

## دوتین ماہ کا بکری، بھیڑ کا بچہ ذبح کرنا

س...... حلال جانور مثلاً بکرے، بھیڑ، دُنبے کے بچے کو جو اندازاً دوتین ماہ کا ہو خدا کے نام پر ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... گوشت کھانے کے قابل ہو تو ذبح کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔

## ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو کیا کرے؟

س...... بقرعید پر قربانی کی گائے یا بکری کے پیٹ سے بچہ زندہ یا مردہ نکلے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے استعمال میں لانا چاہئے اور مردہ ویسے ہی حلال ہے، کیونکہ جو حلال جانور ذبح کر دیا گیا، اس کے پیٹ سے علاوہ نجاست کے جو کچھ نکلے وہ سب حلال ہے۔ اَحکامِ خداوندی کی رُو سے آپ اس مسئلے کو حل فرمائیں۔

ج...... بچہ اگر زندہ نکلے تو اس کو ذبح کر کے کھانا دُرست ہے، اور اگر مردہ نکلے تو اس میں اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال نہیں، اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حلال ہے، احتیاط نہ کھانے میں ہے۔

## حشرات الارض کا کھانا

س...... وہ کیڑے مکوڑے جن کو مارنا باعثِ ثواب ہے اور انہیں مارنے کا حکم بھی ہے، مثلاً: بچھو، دیمک، جوں، مکڑی، چھپکلی، مکھی وغیرہ۔ آج کل سائنس ان کیڑے مکوڑوں کو غذائیت سے بھرپور قرار دیتی ہے، ان مغربی سائنس دانوں کے بقول ''مستقبل کا وہ دن دُور نہیں جب دُودھ والے کی جگہ مکھی والا ریڑھی اور سائیکل پر مکھیاں بیچتا پھرے، اور مرغی کی جگہ دُکانوں پر تھال میں بھری ہوئی دیمک بکنا شروع ہوجائے، ہوٹل میں بھنی دیمک یا دیمک مصالحہ، مکڑی کا سوپ ملنا شروع ہوجائے۔'' کیا ہمارے نبی سیّدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مندرجہ بالا کیڑوں مکوڑوں کو بطورِ غذا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے؟ براہِ مہربانی تفصیل سے اس اہم مسئلے پر روشنی ڈالیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

ج…… حشرات الارض کا کھانا جائز نہیں۔

## ''خارپشت'' نامی جانور کو کھانا جائز نہیں

س…… صوبہ سرحد میں ایک جانور سرید (خارپشت) پایا جاتا ہے، مقامی لوگ اس کا شکار کرتے ہیں اور ذبح کرکے اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں اور بعض حلال۔ آپ سے درخواست ہے کہ شرعی طور پر یہ جانور حلال ہے یا حرام؟

ج…… یہ حشرات الارض میں داخل ہے، اس کا کھانا حلال نہیں۔

## حشرات الارض کو مارنا

س…… جنابِ والا! جب کبھی حشرات الارض پر نظر پڑتی ہے ایک دِل چاہتا ہے اسے ماردُوں، پھر یہ سوچ کر کہ وہ بھی جاندار ہیں چھوڑ دیتی ہوں۔ آپ اسلام کی رُو سے مطلع فرمائیں کہ ہم حشرات الارض کو (بشمول سانپ، بچھو وغیرہ) ان کو بنی نوعِ انسان کا دُشمن گردانتے ہوئے مار دیا کریں یا جانور سمجھ کر چھوڑ دیا کریں؟

ج…… موذی چیزوں کا ماردینا ضروری ہے، مثلاً: سانپ، بچھو، بھڑ وغیرہ، اور اس کے علاوہ دُوسرے حشرات الارض کو بلاضرورت مارنا جائز نہیں۔

## موذی جانوروں اور حشرات کو مارنا

س…… گھروں میں جو جانور جیسے مکڑی، لال بیگ، کھٹمل، مچھر، چھپکلی اور دیمک وغیرہ کو مار سکتے ہیں؟ کیونکہ یہ گھروں کو خراب کرتے ہیں۔

ج…… موذی جانوروں اور حشرات کا مارنا جائز ہے۔

## مکھیوں اور مچھروں کو برقی رو سے مارنا جائز ہے

س…… مچھروں اور مکھیوں کو مارنے کے لئے ایک برقی آلہ یہاں استعمال ہوتا ہے جس کے اندر ایک ٹیوب لائٹ سے روشنی ہوتی ہے اور اس کے اُوپر ایک جالی میں انتہائی طاقت ور برقی رو دوڑ جاتی ہے، جونہی مچھر یا مکھی اس روشنی کے قریب جانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں اس برقی رو والی جالی سے گزرنا پڑتا ہے، اس میں چونکہ انتہائی طاقت

وربرقی رو ہوتی ہے، جس کی بناپر وہ جل جاتے ہیں، اس کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟

ج…… جائز ہے۔

## جانور کی کھال کی ٹوپی کا شرعی حکم

س…… حرام جانوروں کی کھالوں کی ٹوپیاں، شیر، چیتا، ریچھ، لومڑی، گیدڑ وغیرہ کی آج کل بازاروں میں فروخت ہورہی ہیں، ان کا اوڑھنا یا اسے پہن کر نماز ادا کرنا دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… حدیث میں ہے کہ ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے، اس لئے دباغت کے بعد ان جانوروں کی کھالوں کی ٹوپیاں پہننا، ان میں نماز پڑھنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ خنزیر چونکہ نجس العین ہے، اس لئے اس کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔

## کتے کے دانتوں کا ہار پہننا

س…… مسئلہ یہ ہے کہ فقہِ حنفی کے مطابق کتے کے دانتوں کا ہار بنا کر پہننا اور ہار پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج…… سوائے خنزیر کے، دانت ہر جانور کے پاک ہیں، اور ان کا استعمال جائز ہے۔

## سور کی ہڈی استعمال کرنا

س…… کیا ہم سور کی ہڈی استعمال کرسکتے ہیں؟

ج…… سور کی ہڈی استعمال کرنا جائز نہیں۔

## حرام جانوروں کی رنگی ہوئی کھال کی مصنوعات پاک ہیں سوائے خنزیر کے

س…… حرام جانوروں کی کھال کی مصنوعات مثلاً: جوتے، ہینڈ بیگ یا لباس وغیرہ استعمال کرنا جائز ہیں؟ اگر ہیں تو کیوں؟

ج…… جانوروں کی کھال رنگنے سے پاک ہوجاتی ہے، اس لئے چرمی مصنوعات کا استعمال صحیح ہے، البتہ خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوتی۔

# دریائی جانوروں کا شرعی حکم

## دریائی جانوروں کا حکم

س…… میرے کچھ دوست عرب ہیں، ایک روز دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ: ”وہ لوگ سمندر سے شکار کئے ہوئے تمام جانوروں کو کھانے کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور بلاکراہیت کھاتے ہیں۔“ جبکہ ہم پاکستانی، مچھلی اور جھینگوں کو عموماً حلال سمجھتے ہیں اور کیکڑوں، لابسٹر وغیرہ کو بعض لوگ مکروہ سمجھتے ہوئے کھاتے ہیں، براہِ مہربانی آپ صحیح صورتِ حال سے ہمیں آگاہ کیجئے۔ مزید یہ کہ کیا مچھلیوں کی ایسی قسمیں ہیں جو کھانے کے لئے جائز نہیں ہیں؟

ج…… امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے، دیگر ائمہ کے نزدیک دیگر جانور بھی حلال ہیں، جن میں خاصی تفصیل ہے۔ اس لئے آپ کے عرب دوست اپنے مسلک کے مطابق عمل کرتے ہوں گے۔ مچھلیوں کی ساری قسمیں حلال ہیں، مگر بعض چیزیں مچھلی سمجھی جاتی ہیں حالانکہ وہ مچھلی نہیں، مثلاً: جھینگے۔

## پانی اور خشکی کے کون سے جانور حلال ہیں؟

س…… یہ کہاں تک صحیح ہے کہ پانی کے تمام جانور حلال ہیں؟ اگر نہیں تو پھر کون سے حلال اور کون سے حرام ہیں؟ اسی طرح سے خشکی کے کون سے جانور اور پرندے حلال اور حرام ہیں؟ اس کا کوئی خاص اُصول ہے؟

ج…… پانی کے جانوروں میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف مچھلی حلال ہے، اس کے علاوہ کوئی دریائی جانور حلال نہیں۔

جنگلی جانوروں میں دانتوں سے چیرنے پھاڑنے والے، اور پرندوں میں سے پنجوں کے ساتھ شکار کرنے والے حرام ہیں، باقی حلال۔

## جھینگا کھانا اور اس کا کاروبار کرنا

س...... جھینگا کھانا یا اس کا کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بہت سے لوگ اسے کھانے اور کاروبار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ج...... جھینگا مچھلی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اختلافی رہا ہے، جن حضرات نے مچھلی کی ایک قسم سمجھا انہوں نے کھانے کی اجازت تو دی البتہ احتیاط اسی میں بتلائی کہ نہ کھایا جائے، اب جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھینگا مچھلی نہیں ہے۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی اپنی تمام قسموں کے ساتھ حلال ہے، اور چونکہ جھینگا مچھلی نہیں، اس لئے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کھانا جائز نہیں ہوگا، البتہ بطور دوا کھانے میں یا اس کی تجارت میں گنجائش ہوگی کیونکہ مسئلہ اجتہادی ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کھانا حلال ہے۔ اب مسئلہ یہ ہوا کہ جھینگا کھایا تو نہ جائے البتہ اس کی تجارت میں گنجائش ہے۔

## جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے

س...... جنگ میں آپ کے مسائل کے عنوان کے تحت ایک مسئلہ دریافت کیا گیا اور اس کا جواب بھی جنگ میں شائع ہوا، وہ مسئلہ نیچے لکھا جاتا ہے، سوال اور جواب دونوں حاضرِ خدمت ہیں، آپ مسئلے کی صحیح نوعیت سے راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ تشویش ختم ہو، یہاں جو لوگ اُلجھن میں ہیں ان کی تشفی کی جا سکے۔

”س...... کیا جھینگا کھانا جائز ہے؟

ج...... مچھلی کے علاوہ کسی اور دریائی یا سمندری جانور کا کھانا جائز نہیں، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جھینگا مچھلی کی قسم نہیں ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کھانا جائز نہیں۔“

عوام الناس ”اگر“ اور ”مگر“ میں نہیں جاتے، کیا ابھی تک علماء کو تحقیق نہیں ہوئی کہ جھینگے کی نوعیت کیا ہے؟ یا تو صاف کہہ دیا جائے کہ یہ مچھلی کی قسم نہیں ہے، اس لئے کھانا جائز نہیں، یا اس کے برعکس۔ عوام الناس، علماء کے اس قسم کے بیان سے اسلام اور مسئلے

مسائل سے متنفر ہونے لگتے ہیں اور علماء کا یہ رویہ مسئلے مسائل کے سلسلے میں گول مول بہتر نہیں ہے۔ میں نے لغت میں دیکھا تو جھینگے کی تعریف مچھلی کی ایک قسم ہی لکھی گئی ہے۔ آخر علماء کیا آج تک یہ نہیں طے کر پائے کہ یہ مچھلی کی قسم ہے کہ نہیں؟ مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دُوسرے علمائے حق کا کیا رویہ رہا؟ کیا انہوں نے جھینگا کھایا یا نہیں؟ اور اس کے متعلق کیا فرمایا؟ اُمید ہے آپ ذرا تفصیل سے کام لیتے ہوئے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے۔

ج...... صورتِ مسئولہ میں مچھلی کے سوا دریا کا اور کوئی جانور حنفیہ کے نزدیک حلال نہیں۔ جھینگے کی حلت وحرمت اس پر موقوف ہے کہ یہ مچھلی کی جنس میں سے ہے یا نہیں؟ ماہرینِ حیوانات نے مچھلی کی تعریف میں چار چیزیں ذکر کی ہیں۔ ۱:- ریڑھ کی ہڈی، ۲:- سانس لینے کے گلپھڑے، ۳:- تیرنے کے پنکھ، ۴:- ٹھنڈا خون۔ چوتھی علامت عام فہم نہیں ہے، مگر پہلی تین علامات کا جھینگے میں نہ ہونا ہر شخص جانتا ہے۔ اس لئے ماہرینِ حیوانات سب اس اَمر پر متفق ہیں کہ جھینگے کا مچھلی سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ مچھلی سے بالکل الگ جنس ہے۔ جبکہ جواہر اخلاطی میں تصریح ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہِ تحریمی ہیں، یہی صحیح تر ہے۔

"حیث قال السمک الصغار کلها مکروهة التحریم هو الأصح .... الخ." (جواہر اخلاطی)

اس لئے جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے۔

## سطحِ آب پر آنے والی مردہ مچھلیوں کا حکم

س...... کیا وہ مچھلیاں حلال ہیں جو مر کر سطحِ آب پر آجائیں یا ساحل پر پائی جائیں مردہ حالت میں؟ نیز بڑی مچھلیاں جو کہ مر کر ساحل پر پہنچ جاتی ہیں، لوگ ان کا گوشت، تیل اور ہڈیاں استعمال میں لاتے ہیں، تو یہ جائز ہے؟

ج...... جو مچھلی مر کر پانی کی سطح پر اُلٹی تیرنے لگے وہ حلال نہیں، اور جو ساحل پر پڑی ہوا گر وہ متعفن نہ ہوگئی ہو تو حلال ہے۔

## کیکڑا حلال نہیں

س...... کیکڑا کھانا حرام ہے یا حلال؟

ج...... کیکڑا حلال نہیں۔

## کچھوے کے انڈے حرام ہیں

س...... سنا ہے کہ کراچی میں کچھوے کے انڈے بھی مرغی کے انڈوں میں ملاکر بکتے ہیں، یہ فرمائیں کہ کیا کچھوے کے انڈے کھانا حلال ہے یا مکروہ یا حرام؟

ج...... یہ اُصول یاد رہنا چاہئے کہ کسی چیز کے انڈے کا وہی حکم ہے جو اس چیز کا ہے، کچھوا چونکہ خود حرام ہے، اس لئے اس کے انڈے بھی حرام ہیں اور ان کو فروخت کرنا بھی حرام ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں پر تعزیر جاری کرے جو بکری کی جگہ کتے کا گوشت، اور مرغی کے انڈوں کی جگہ کچھوے کے انڈے کھلاتے ہیں۔

# پرندوں اور ان کے انڈوں کا شرعی حکم

## بگلا اور غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں

س...... کیا بگلا حلال ہے؟ برائے مہربانی ان حرام جانوروں کی نشاندہی فرمائیں جو ہمارے ہاں پائے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر لوگ چھوٹی چھوٹی مختلف قسم کی چڑیوں کا شکار کر کے کھالیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج...... بگلا حلال ہے، اسی طرح یہ تمام غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں، چھوٹی چڑیا حلال ہے۔

## کبوتر کھانا حلال ہے

س...... ہمارے یہاں کے کچھ لوگ کبوتر بالکل نہیں کھاتے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے کاٹنے سے گناہ ہے اور کھانے سے، حالانکہ کبوتر حلال ہے۔

ج...... حلال جانور کو ذبح کرنے میں گناہ کیوں ہونے لگا؟

## بطخ حلال ہے

س...... مولانا صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ میرے ایک قدیم اور عزیز دوست فرماتے ہیں کہ بطخ یا ''راج ہنس'' جسے بڑی بطخ یا ''قاز'' بھی کہتے ہیں، کا گوشت حلال نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ برائے مہربانی یہ بات صحیح ہے یا غلط؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

ج...... بطخ بذاتِ خود تو حلال ہے، نجاست کھانے کی وجہ سے مکروہ ہوسکتی ہے، سو ایسی مرغی یا بطخ جس کی بیشتر خوراک نجاست ہو اس کو تین دن بند رکھ کر پاک غذا دی جائے تو کراہت جاتی رہے گی۔

## مور کا گوشت حلال ہے

س...... ایک دوست کہیں باہر سے مور کا گوشت کھا کر آیا ہے، وہ کہتا ہے کہ مور کا گوشت

حلال ہوتا ہے، مگر ہمارے کئی دوست کہتے ہیں کہ مور کا گوشت حرام ہوتا ہے۔

ج…… مور حلال جانور ہے، اس کا گوشت حلال ہے۔

## کیا انڈا حرام ہے؟

س…… کچھ عرصہ پیشتر ماہنامہ ''زیب النساء'' میں حکیم سیّد ظفر عسکری نے کسی خاتون کے جواب میں تحریر کیا تھا کہ انڈے کا ذکر صحابہ کرامؓ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں کہیں نہیں ملتا، بلکہ اسے انگریزوں نے متعارف کرایا ہے، اس وجہ سے انڈا کھانا حرام ہے۔ براہِ کرم اس مسئلے کا تفصیلی حل اسلامی صفحے میں شائع کریں۔

ج…… یقین نہیں آتا کہ حکیم صاحب نے ایسا لکھا ہو، اگر انہوں نے واقعی لکھا ہے تو یہ ان کا فتویٰ نہایت ''غیر حکیمانہ'' ہے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث تو پڑھی یا سنی ہوگی جو حدیث کی ساری کتابوں میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے لئے سب سے پہلے آئے اسے اُونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، دُوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا، پھر بکرے کی قربانی کا، پھر مرغی صدقہ کرنے اور سب سے آخر میں انڈا صدقہ کرنے کا، اور جب امام خطبہ شروع کر دیتا ہے تو ثواب لکھنے والے فرشتے اپنے صحیفوں کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

سوچنا چاہئے کہ اگر ہماری شریعت میں انڈا کھانا حرام ہے تو کیا (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حرام چیز کے صدقے کی فضیلت بیان فرمادی؟ آج تک کسی فقیہ اور محدث نے انڈے کو حرام نہیں بتایا، اس لئے حکیم صاحب کا یہ فتویٰ بالکل لغو ہے۔

## انڈا حلال ہے

س…… مرغی کا انڈا کھانا حلال ہے یا مکروہ؟ لوگ کہتے ہیں کہ انڈا مرغی کا اور دیگر حلال جانوروں کا بھی نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ کسی شرعی کتاب میں انڈا کھانے کے لئے نہیں لکھا ہے۔

ج…… کسی حیوان کے انڈے کا وہی حکم ہے جو اس جاندار کا ہے، حلال جاندار کا انڈا حلال ہے، اور حرام کا حرام۔

## پرندے پالنا جائز ہے

س...... آج کل آسٹریلین طوطوں کا پنجروں میں پالنا ایک عام سی بات ہوتی جارہی ہے، آپ کے مسائل اور اس کا حل روزنامہ جنگ اقرأ اسلامی صفحے کی وساطت سے معاملے کی شرعی حیثیت واضح فرماکر مشکور فرمائیں، واضح رہے کہ یہ پرندے صرف خوبصورتی کی خاطر پالے جاتے ہیں۔ اسی طرح چڑیا گھروں میں جانور پنجروں میں صرف انسانی تفریح کی خاطر رکھے جاتے ہیں۔ روشنی ڈالئے، امام بخاریؒ کی کتاب ادب المفرد میں ایک روایت ملتی ہے کہ صحابہؓ پرندے پالتے تھے، نیز اس کتاب کا کیا مقام ہے اور اس روایت کا کیا اعتبار ہے؟

ج...... یہ روایت تو میں نے دیکھی نہیں، پرندوں کا پالنا جائز ہے، البتہ ان کو لڑانا جائز نہیں۔

## حلال پرندے کو شوقیہ پالنا جائز ہے

س...... کسی حلال پرندے کو شوقیہ طور پر پنجرے میں بند کر کے پالنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... جائز ہے، بشرطیکہ بند رکھنے کے علاوہ اس کو کوئی اور ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے، اور اس کی خوارک کا خیال رکھے۔

# تلی، اوجھڑی، کپورے وغیرہ کا شرعی حکم

## حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں

س...... گزارش ہے کہ کپورے حرام ہیں، اس کی کیا وجوہ ہیں؟

ج...... حلال جانور کی سات چیزیں مکروہِ تحریمی ہیں:

۱:...بہتا ہوا خون۔　۲:...غدود۔　۳:...مثانہ۔　۴:...پتہ۔

۵:...نر کی پیشاب گاہ۔　۶:...مادہ کی پیشاب گاہ۔　۷:...کپورے۔

اوّل الذکر کا حرام ہونا تو قرآنِ کریم سے ثابت ہے، بقیہ اشیاء طبعاً خبیث ہیں، اس لئے "ویحرم علیھم الخبائث" کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں۔ نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج:۴ ص:۵۳۵، مراسیل ابی داؤد ص:۱۹، سننِ کبریٰ بیہقی ج:۱۰ ص:۷)

## کلیجی حلال ہے

س...... میں بی اے فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں اور ہمارے پروفیسر صاحب ہمیں اسلامک آئیڈیالوجی پڑھاتے ہیں۔ اسلامی آئیڈیالوجی والے پروفیسر بتارہے تھے کہ قرآن شریف میں کلیجی کھانا حرام ہے، کلیجی چونکہ خون ہے اس لئے کلیجی حرام ہے، اور حدیث میں کلیجی کو حلال کہا ہے، تو کیا واقعی کلیجی حرام ہے؟

ج...... قرآنِ حکیم میں بہتے ہوئے خون کو حرام کہا گیا ہے جو جانور کے ذبح کرنے سے بہتا ہے، کلیجی حلال ہے، قرآنِ کریم میں اس کو حرام نہیں فرمایا گیا ہے۔ آپ کے پروفیسر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

## تلی کھانا جائز ہے

س...... اکثر شادی بیاہ وغیرہ میں جیسے ہی کوئی جانور ذبح کیا ادھر اس کی تلی اور کلیجی وغیرہ پکا کر کھالیتے ہیں، یا اکیلی تلی کو آگ پر سینک کر یا علیحدہ کھانے کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟


فہرست

ج…… جائز ہے۔

## حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے

س…… گائے یا بکرے کی بٹ (اوجھڑی) کھانا جائز ہے؟ اور اگر کھانا جائز ہے تو لوگ بولتے ہیں کہ اس کے کھانے سے چالیس دن تک دُعائیں قبول نہیں ہوتیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے، چالیس دن دُعا قبول نہ ہونے کی بات غلط ہے۔

## گردے، کپورے اور ٹڈی حلال ہے یا حرام؟

س…… جبکہ ہمارے معاشرے میں لوگ بکرے کا گوشت عام کھاتے ہیں، اور لوگ بکرے کے گردے بھی کھاتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ گردے انسان کے لئے حرام ہیں یا حلال؟ میرے دوست کہتے ہیں کہ بکرا حلال ہے، کپورے حلال نہیں، اور یہ بھی بتائیں کہ مکڑی بھی حلال ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

ج…… گردے حلال ہیں۔ کپورے حلال نہیں، ٹڈی دل جو فصلوں کو تباہ کردیا کرتا ہے وہ حلال ہے۔ مکڑی حلال نہیں ہے۔

## بکرے کے کپورے کھانا اور خرید و فروخت کرنا

س…… کیا کپورے کھانا جائز ہے؟ آج کل بازاروں اور ہوٹلوں میں کئی لوگ کھاتے ہیں، ان کا اور بیچنے والوں کا عمل کیسا ہے؟

ج…… بکرے کے خصیے کھانا مکروہِ تحریمی ہے، اور مکروہِ تحریمی حرام کے قریب قریب ہوتا ہے، اور جو حکم کھانے کا ہے وہی کھلانے اور بیچنے کا بھی ہے، اس لئے بازار اور ہوٹل میں اس کی خرید و فروخت افسوسناک غلطی ہے۔

# کتا پالنا

## کتا پالنا شرعاً کیسا ہے؟

س……سوال حذف کردیا گیا۔

ج…… جاہلیت میں کتے سے نفرت نہیں کی جاتی تھی، کیونکہ عرب کے لوگ اپنے مخصوص تمدن کی بنا پر کتے سے بہت مانوس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے دِل میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لئے حکم فرمادیا کہ جہاں کتا نظر آئے اسے ماردیا جائے، لیکن یہ حکم وقتی تھا، بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کی بنا پر صرف تین مقاصد کے لئے کتا رکھنے کی اجازت دی۔ یا تو شکار کے لئے، یا غلہ اور کھیتی کے پہرے کے لئے یا ریوڑ کے پہرے کے لئے، (اگر مکان غیر محفوظ ہو تو اس کی حفاظت کے لئے رکھنا بھی اسی حکم میں ہوگا) ان تین مقاصد کے علاوہ کتا پالنا صحیح نہیں۔ انگریزی معاشرت کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اب بھی کتے سے نفرت نہیں، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی ناپسندیدگی کے علاوہ بھی شوق سے کتا پالنا کوئی اچھی چیز نہیں، خدانخواستہ کسی کو کاٹ لے یا باؤلا ہوجائے اور آدمی کو پتہ نہ ہو تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ پھر اس کا لعاب اپنے اندر ایک خاص زہر رکھتا ہے، اس لئے اس کے جھوٹے برتن کو سات دفعہ دھونے اور ایک دفعہ مانجھنے کا حکم دیا گیا ہے، حالانکہ نجس برتن تو تین دفعہ دھونے سے شرعاً پاک ہوجاتا ہے۔ باقی کتا نجس العین نہیں، اگر اس کا جسم خشک ہو اور کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

## کتا پالنا اور کتے والے گھر میں فرشتوں کا نہ آنا

س……میں آپ سے کتا پالنے کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اکثر کہا جاتا ہے

کہ کتا رکھنا جائز نہیں ہے، اس سے فرشتے گھر پر نہیں آتے۔ میں لوگوں کے اس نظریہ سے کچھ مطمئن نہیں ہوں، آپ مجھے صحیح جواب دیں۔

ج…… کتا پالنا ''شوق'' کی چیز تو ہے نہیں، البتہ ضرورت کی چیز ہوسکتی ہے، چنانچہ شوق سے کتا پالنے کی تو ممانعت ہے، البتہ اگر کوئی شخص مکان کی حفاظت کے لئے یا کھیت کی یا مویشی کی حفاظت کے لئے یا شکار کی ضرورت کے لئے کتا پالے تو اس کی اجازت ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص وقت پر آنے کا وعدہ کیا تھا، مگر وہ مقرّرہ وقت پر نہیں آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پریشانی ہوئی کہ جبرائیل امین تو وعدہ خلافی نہیں کرسکتے، ان کے نہ آنے کی کیا وجہ ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ بیٹھا تھا، اس کو اُٹھوایا گیا، اس جگہ کو صاف کرکے وہاں چھڑکاؤ کیا گیا، اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرّرہ وقت پر نہ آنے کی شکایت کی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی چارپائی کے نیچے کتا بیٹھا تھا اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مشکوٰۃ باب التصاویر ص:۳۸۵)

## کیا کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا ہے؟ اور اس کا پالنا کیوں منع ہے؟

س…… میں نے آپ کے اس صفحے میں پڑھا تھا کہ چاہے کتنا ہی اہم معاملہ ہو اگر گھر میں کتا ہوگا تو رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے۔ لیکن یہ بتائیں کہ کیا کتے کی موجودگی میں گھر میں نماز ہوجائے گی اور قرآنِ کریم کی تلاوت جائز ہوگی؟ ہمارے گھر میں قریب سب ہی لوگ نمازی ہیں اور صبح صبح قرآن کی تلاوت بھی کی جاتی ہے، یہ چھوٹا سا کتا جو بے حد پیارا ہے اور نجاست نہیں کھاتا، ہم مجبور ہوکر لاتے ہیں۔

براہِ مہربانی یہ بھی بتائیں کہ آخر ہمارے دین میں کتے جیسے وفادار جانور کو ''گھر سے کیوں نکالا گیا ہے؟'' میں نے سنا ہے کہ کتا دراصل انسانی مٹی سے بنا ہے جبکہ حضرت آدم

علیہ السلام کی دھنی پر شیطان نے تھوکا تھا تو وہاں سے تمام مٹی نکال کر پھینک دی گئی، اور پھر اسی سے بعد میں کتا بنایا گیا۔ شاید اسی وجہ سے یہ بیچارہ انسان کی طرف دوڑتا ہے، پاؤں میں لوٹتا ہے، اور انسان بھی اس سے محبت کئے بغیر نہیں رہ سکتا!

ج…… جہاں کتا ہو، وہاں نماز اور تلاوت جائز ہے۔ یہ غلط ہے کہ کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا۔ کتا وفادار تو ہے مگر اس میں بعض ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو اس کی وفاداری پر پانی پھیر دیتی ہیں، ایک تو یہ کہ یہ غیر کا تو وفادار ہے لیکن اپنی قوم کا وفادار نہیں۔ دُوسرے اس کے منہ کا لعاب ناپاک اور گندہ ہے، اور وہ آدمی کے بدن یا کپڑے سے مس ہو جائے تو نماز غارت ہو جاتی ہے، اور کتے کی عادت ہے کہ وہ آدمی کو منہ ضرور لگاتا ہے۔ اس لئے جس نے کتا پال رکھا ہو اس کے بدن اور کپڑوں کا پاک رہنا اَز بس مشکل ہے۔ تیسرے کتے کے لعاب میں ایک خاص قسم کا زہر ہے جس سے بچنا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو جس میں کتا منہ ڈال دے سات مرتبہ دھونے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنے کا حکم فرمایا ہے، اور یہی وہ زہر ہے جو کتے کے کاٹنے سے آدمی کے بدن میں سرایت کر جاتا ہے۔ چوتھے کتے کے مزاج میں گندگی ہے، جس کی علامت مردارخوری ہے، اس لئے ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں کہ وہ بغیر ضرورت کے کتا پالے۔ ہاں! ضرورت اور مجبوری ہو تو اجازت ہے۔

## کتا کیوں نجس ہے؟ جبکہ وہ وفادار بھی ہے

س…… کتے کو کیوں نجس قرار دیا گیا ہے؟ حالانکہ وہ ایک فرمانبردار جانور ہے، سور کے نجس ہونے کی تو ''اخبارِ جہاں'' میں سیر حاصل بحث پڑھ چکی ہوں، لیکن کتے کے بارے میں لاعلم ہوں۔ خدا کے حکم کی قطعیت لازم ہے، لیکن پھر بھی ذہن میں کچھ سوال آتے ہیں جن کے جواب کے لئے کسی عالم کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

ج…… ایک مسلمان کی حیثیت سے تو ہمارے لئے یہی جواب کافی ہے کہ کتے کو اللہ تعالیٰ نے نجس پیدا کیا ہے، اس کے بعد یہ سوال کرنا کہ: ''کتا نجس کیوں ہے؟'' بالکل ایسا ہی


فہرست

سوال ہے کہ کہا جائے کہ: ''مرد، مرد کیوں ہے؟ عورت، عورت کیوں ہے؟ انسان، انسان کیوں ہے؟ اور کتا، کتا کیوں ہے؟'' جس طرح انسان کا انسان اور کتے کا کتا ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں، نہ اس میں ''کیوں'' کی گنجائش ہے، اسی طرح خالقِ فطرت کے اس بیان کے بعد کہ کتا نجس ہے، اس کا نجس ہونا بھی کسی دلیل و وضاحت کا محتاج نہیں۔ دُنیا کا کون عاقل ہوگا جسے پیشاب پاخانہ کی نجاست دلیل سے سمجھانے کی ضرورت ہو؟ لیکن دورِ جدید کے بعض وہ دانشور جن کو یہ سمجھانا بھی آج مشکل ہے کہ انسان، انسان ہے، بندر کی اولاد نہیں۔ عورت، عورت ہے، مرد نہیں، وہ اگر پیشاب کو بھی ''آبِ حیات'' اور ''داروئے شفا'' بتائیں، اور گندگی میں بھی ''وٹامن بی اور سی'' کا سراغ نکال لائیں، ان کو سمجھانا واقعی مشکل ہے۔ رہا یہ کہ: ''کتا تو وفادار جانور ہے، اس کو کیوں نجس قرار دیا گیا؟'' اس سوال کو اُٹھانے سے پہلے اس بات پر غور کرلینا چاہئے کہ کیا کسی چیز کا پاک یا ناپاک ہونا فرمانبرداری اور بے وفائی پر منحصر ہے؟ یعنی یہ اُصول کس فلسفے کی رُو سے صحیح ہے کہ جو چیز وفادار ہو وہ پاک ہوتی ہے، اور جو بے وفا ہو وہ ناپاک کہلاتی ہے؟

اس کے علاوہ اس بات پر غور کرنا ضروری تھا کہ دُنیا کی وہ کون سی چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی خوبی اور کوئی نہ کوئی فائدہ نہیں رکھا؟ کسی چیز کی صرف ایک آدھ خوبی کو دیکھ کر اس کے بارے میں آخری فیصلہ تو نہیں کیا جاسکتا۔ بلاشبہ وفاداری ایک خوبی ہے، جو کتے میں پائی جاتی ہے (اور جس سے سب سے پہلے خود انسان کو عبرت پکڑنی چاہئے تھی)، لیکن اس کی اس ایک خوبی کے مقابلے میں اس کے اندر کتنے ہی اوصاف ایسے ہیں جو اس کی نجاستِ فطرت کو نمایاں کرتے ہیں، اس کا انسان کو کاٹ کھانا، اس کا اپنی برادری سے برسرِ پیکار رہنا، اس کا مردارخوری کی طرف رغبت رکھنا، گندگی کو بڑے شوق سے کھاجانا وغیرہ، ان تمام اوصاف کو ایک طرف رکھ کر اس کی وفاداری سے وزن کیجئے، آپ کو نظر آئے گا کہ کس کا پلہ بھاری ہے؟ اور یہ کہ کیا واقعتاً اس کی فطرت میں نجاست ہے یا نہیں؟

یہاں یہ واضح کردینا بھی ضروری ہے کہ جن چیزوں کو آدمی خوراک کے طور پر استعمال کرتا ہے، ان کے اثرات اس کے بدن میں منتقل ہوتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ

شانہ نے پاک چیزوں کو انسان کے لئے حلال کیا ہے، اور ناپاک چیزوں کو اس کے لئے حرام کردیا ہے، تاکہ ان کے نجس اثرات اس کی ذات اور شخصیت میں منتقل نہ ہوں۔ اور اس کے اخلاق و کردار کو متأثر نہ کریں۔ خنزیر کی بے حیائی اور کتے کی نجاست خوری ایک ضرب المثل چیز ہے۔ جو قوم ان گندی چیزوں کو خوراک کے طور پر استعمال کرے گی اس میں نجاست اور بے حیائی کے اثرات سرایت کریں گے، جن کا مشاہدہ آج مغرب کی سوسائٹی میں کھلی آنکھوں کیا جاسکتا ہے۔

اسلام نے بلاضرورت کتا پالنے کی بھی ممانعت کی ہے، اس لئے کہ صحبت و رفاقت بھی اخلاق کے منتقل ہونے کا ایک مؤثر اور قوی ذریعہ ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نیک کی صحبت و رفاقت آدمی کو نیک بناتی ہے اور بد کی رفاقت سے بدی آتی ہے۔ یہ اُصول صرف انسانوں کی صحبت و رفاقت تک محدود نہیں بلکہ جن جانوروں کے پاس آدمی رہتا ہے ان کے اخلاق بھی اس میں غیرمحسوس طور پر منتقل ہوتے ہیں۔ اسلام نہیں چاہتا کہ کتے کے اوصاف و اخلاق انسان میں منتقل ہوں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے کتا رکھنے کی ممانعت فرمادی ہے، کیونکہ کتے کی مصاحبت و رفاقت سے آدمی میں ظاہری اور نمائشی وفاداری اور باطنی نجاست و گندگی کا وصف منتقل ہوگا۔

اور اس کا ایک سبب یہ ہے کہ سائنسی تحقیقات کے مطابق کتے کے جراثیم بے حد مہلک ہوتے ہیں، اور اس کا زہر اگر آدمی کے بدن میں سرایت کرجائے تو اس سے جاں بر ہونا اَزبس مشکل ہوجاتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف کتے کو حرام کردیا تاکہ اس کے جراثیم انسان کے بدن میں منتقل نہ ہوں بلکہ اس کی مصاحبت و رفاقت پر بھی پابندی عائد کردی، جس طرح کہ ڈاکٹر کسی مجذوم اور طاعونی مریض کے ساتھ رفاقت کی ممانعت کردیتے ہیں۔ پس یہ اسلام کا انسانیت پر بہت ہی بڑا احسان ہے کہ اس نے کتے کی پروَرِش پر پابندی لگاکر انسانیت کو اس کے مہلک اثرات سے محفوظ کردیا۔

## مسلمان ملکوں میں کتوں کی نمائش

س…… گزشتہ دنوں اخبار ''جنگ'' اور ''نوائے وقت'' میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ پاکستان

میں کتوں کی نمائش ہوئی اور بڑے پیمانے پر لوگوں نے حصہ لیا، اور ایک کتے نے اپنی مالکن کے ساتھ وہ حرکت کی جس سے سب شرما گئے، کیا کتوں کو پالنا اور ان کے مقابلۂ حسن کا انعقاد کرانا جائز ہے؟ مفصل جواب تحریر کریں۔

ج...... استفتاء میں اخبارات کے حوالے سے جس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے، وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگوں کو کتوں سے بہت محبت ہوا کرتی تھی، یہی وجہ ہے کہ ابتداءً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات دفعہ دھویا جائے۔ کتا ذلیل ترین اور حریص ترین حیوانات میں سے ہے جو کہ اپنے اوصافِ مذمومہ کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ مخالطت رکھی جائے، چہ جائے کہ ان کی پرورِش کی جائے اور ان کی نمائش کے لئے باقاعدہ محفل منعقد کی جائے۔ اسلام نے بلاضرورت کتا پالنے کو ممنوع قرار دیا ہے، اور جس گھر میں کتا ہوتا ہے اس کے لئے سخت وعید آئی ہے، چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جس کا مفہوم ہے کہ: ''جس گھر میں کتے اور جانداروں کی تصاویر ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

بہرحال یہ جانور بڑا ذلیل، حریص ہوتا ہے، پس جب کتے کے ایسے اوصاف ہیں تو جو شخص اسے پالتا ہے اور اس کے ساتھ محبت و مخالطت رکھتا ہے وہ بھی ان اوصاف سے متصف ہوتا ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ کتے کی سب سے بُری صفت یہ ہے کہ وہ اپنی برادری یعنی کتوں سے نفرت کرتا ہے، اسی وجہ سے جب ایک کتا دُوسرے کتے کے سامنے سے گزرتا ہے وہ ایک دُوسرے پر بھونکنا شروع کردیتے ہیں، یہی حال اس شخص کا ہوتا ہے جو کہ کتا پالتا ہے، یعنی اس کو بھی اپنے بھائی بندوں، انسانوں سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ موجودہ دور میں اگر دیکھا جائے تو اقوامِ دُنیا میں سب سے زیادہ کتوں سے محبت کرنے والے یہودی اور عیسائی ہیں۔ بہرحال اہلِ یورپ کی کتوں سے محبت کا اندازہ اس واقعے سے خوب لگایا جاسکتا ہے کہ جب انگلستان کی مشہور خاتون ''مسز ایم سی وہیل'' بیمار ہوئی تو اس نے وصیت کی کہ اس کی تمام املاک اور جائیداد کتوں کو دے دی جائے۔ خاتون کے مرنے کے بعد اس

کی وصیت کے مطابق اب اس کی تمام جائیداد کے وارث کتے ہیں، اس جائیداد سے کتوں کی پرورِش، افزائشِ نسل ایک ٹرسٹ کے تحت جاری ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا اور رسول کے اَحکامات کو پسِ پشت ڈال کر اغیار کی تقلید نہ کریں، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنائیں جو کہ عین فطرت کے مطابق ہیں۔

## کتا رکھنے کے لئے اصحابِ کہف کے کتے کا حوالہ غلط ہے

س……اسلام میں کتے کو گھر میں رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

دُوسرے یہ کہ ایک گھر جو کہ خاصا اسلامی (بظاہر) ہے، گھر کے تمام افراد نماز پڑھتے ہیں اور بعض افراد تو حج بھی کر آئے ہیں، اس کے باوجود گھر میں ایک کتا ہے جو کہ گھر میں بہت آزادانہ طور پر رہتا ہے، تمام گھر والے اسے گود میں لیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اُوپر سے دُوسرے افراد کو اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتا ناپاک نہیں ہے۔ اس سلسلے میں وہ اصحابِ کہف کے کتے کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتا گیلا ناپاک ہے، سوکھا پاک ہے۔ اس سلسلے میں قرآن وسنت کے حوالے سے اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم لوگوں کو اس بارے میں صحیح طور پر معلوم ہو۔

ج……اسلام میں گھر کی یا کھیتی باڑی اور مویشیوں کی حفاظت یا شکار کی ضرورت کے لئے کتا پالنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن صحیحین کی مشہور حدیث ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ مشکوٰۃ صفحہ:۳۸۵ میں صحیح مسلم کے حوالے سے اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: ایک دن صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی افسردہ اور غمگین تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آج رات جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ آئے نہیں، (اس کا کوئی سبب ہوگا ورنہ) بخدا! انہوں نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر یکایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتے کے پلے کا خیال آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ چنانچہ

وہ وہاں سے نکالا گیا، پھر جگہ صاف کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے وہاں پانی چھڑکا۔ شام ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت فرمائی کہ آپ نے گزشتہ شب آنے کا وعدہ کیا تھا (مگر آپ آئے نہیں)، انہوں نے فرمایا: ہاں! وعدہ تو تھا مگر ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ اس سے اگلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ یہ حکم فرمایا کہ چھوٹے باغ کی حفاظت کے لئے جو کتا پالا گیا ہو اس کو بھی قتل کردیا جائے، اور بڑے باغ کی حفاظت کے لئے جو کتا رکھا گیا ہو اس کو چھوڑ دیا جائے۔

کتے سے پیار کرنا اور اس کو گود میں لینا، جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے، کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں، جس چیز سے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہو اس سے کسی سچے مسلمان کو کیسے اُلفت ہوسکتی ہے؟ علاوہ ازیں کتے کے منہ سے رال ٹپکتی رہتی ہے، اور ممکن نہیں کہ جو شخص کتے کے ساتھ اس طرح اختلاط کرے اس کے بدن اور کپڑوں کو کتے کا نجس لعاب نہ لگے، اس کے کپڑے بھی پاک نہیں رہ سکتے، اور نجس ہونے کے علاوہ اس کا لعاب زہر بھی ہے، جس شخص کو کتا کاٹ لے اس کے بدن میں یہی زہر سرایت کرجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے۔ یہ حکم اس کے زہر کو دُور کرنے کے لئے ہے۔ کتے سے اختلاط کرنا اس زمانے میں انگریزوں کا شعار ہے، مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

# آنکھوں کا عطیہ اور اعضاء کی پیوندکاری

## آنکھوں کے عطیہ کی وصیت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... دُکھی انسانیت کی خدمت کرنا بہت بڑا ثواب ہے، اسلام میں کیا یہ جائز ہے کہ کوئی آدمی فوت ہونے سے پہلے وصیت کر جائے کہ مرنے کے بعد میری آنکھیں کسی نابینا آدمی کو لگادی جائیں؟

ج...... کچھ عرصہ پہلے مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے علماء کا ایک بورڈ مقرّر کیا تھا، اس بورڈ نے اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر غور وخوض کرنے کے بعد آخری فیصلہ یہی دیا تھا کہ ایسی وصیت جائز نہیں اور اس کو پورا کرنا بھی جائز نہیں۔ یہ فیصلہ ''اعضائے انسانی کی پیوندکاری'' کے نام سے چھپ چکا ہے۔

شاید یہ کہا جائے کہ یہ تو دُکھی انسانیت کی خدمت ہے، اس میں گناہ کی کیا بات ہے؟ میں اس قسم کی دلیل پیش کرنے والوں سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ واقعتاً اس کو انسانیت کی خدمت اور کارِ ثواب سمجھتے ہیں تو اس کے لئے مرنے کے بعد کا انتظار کیوں کیا جائے؟ بسم اللہ! آگے بڑھئے اور اپنی دونوں آنکھیں دے کر انسانیت کی خدمت کیجئے اور ثواب کمایئے۔ دونوں نہیں دے سکتے تو کم از کم ایک آنکھ ہی دیجئے، انسانیت کی خدمت بھی ہوگی اور ''مساوات'' کے تقاضے بھی پورے ہوں گے۔

غالباً اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ زندہ کو تو آنکھوں کی خود ضرورت ہے، جبکہ مرنے کے بعد وہ آنکھیں بیکار ہوجائیں گی، کیوں نہ ان کو کسی دُوسرے کام کے لئے وقف کردیا جائے؟

بس یہ ہے وہ اصل نکتہ، جس کی بنا پر آنکھوں کا عطیہ دینے کا جواز پیش کیا جاتا ہے، اور اس کو بہت بڑا ثواب سمجھا جاتا ہے، لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ نکتہ

اسلامی ذہن کی پیداوار نہیں، بلکہ حیات بعدالموت (مرنے کے بعد کی زندگی) کے انکار پر مبنی ہے۔

اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد آدمی کی زندگی کا سلسلہ ختم نہیں ہوجاتا، بلکہ زندگی کا ایک مرحلہ طے ہونے کے بعد دُوسرا مرحلہ شروع ہوجاتا ہے، مرنے کے بعد بھی آدمی زندہ ہے، مگر اس کی زندگی کے آثار اس جہان میں ظاہر نہیں ہوتے۔ زندگی کا تیسرا مرحلہ حشر کے بعد شروع ہوگا اور یہ دائمی اور ابدی زندگی ہوگی۔

جب یہ بات طے ہوئی کہ مرنے کے بعد بھی زندگی کا سلسلہ تو باقی رہتا ہے مگر اس کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ تو اَب اس پر غور کرنا چاہئے کہ کیا آدمی کو دیکھنے کی ضرورت صرف اسی زندگی میں ہے؟ کیا مرنے کے بعد کی زندگی میں اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں؟ معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی اس کا جواب یہی دے گا کہ اگر مرنے کے بعد کسی نوعیت کی زندگی ہے تو جس طرح زندگی کے اور لوازمات کی ضرورت ہے اسی طرح بینائی کی بھی ضرورت ہوگی۔

جب یہ بات طے ہوئی کہ جو شخص آنکھوں کے عطیہ کی وصیت کرتا ہے اس کے بارے میں دو میں سے ایک بات کہی جاسکتی ہے، یا یہ کہ وہ مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان نہیں رکھتا، یا یہ کہ وہ ایثار و قربانی کے طور پر اپنی بینائی کا آلہ دُوسروں کو عطا کردینا اور خود بینائی سے محروم ہونا پسند کرتا ہے۔ لیکن کسی مسلمان کے بارے میں یہ تصوّر نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مرنے کے بعد کی زندگی کا قائل نہیں ہوگا، لہٰذا ایک مسلمان اگر آنکھوں کے عطیہ کی وصیت کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ وہ خدمتِ خلق کے لئے رضاکارانہ طور پر اندھا ہونا پسند کرتا ہے۔ بلاشبہ اس کی یہ بہت بڑی قربانی اور بہت بڑا ایثار ہے، مگر ہم اس سے یہ ضرور کہیں گے کہ جب وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بہ اختیارِ خود اندھاپن قبول فرمارہے ہیں تو اس چند روزہ زندگی میں بھی یہی ایثار کیجئے اور اس قربانی کے لئے مرنے کے بعد کا انتظار نہ کیجئے...!

ہماری اس تنقیح سے معلوم ہوا ہوگا کہ:

۱:...... آنکھوں کا عطیہ دینے کے مسئلے میں اسلامی نقطۂ نظر سے مرنے سے پہلے اور بعد کی حالت یکساں ہے۔


فہرست

۲:...... آنکھوں کا عطیہ دینے کی تجویز اسلامی ذہن کی پیداوار نہیں، بلکہ حیات بعدالموت کے انکار کا نظریہ اس کی بنیاد ہے۔

۳:...... زندگی میں انسانوں کو اپنے وجود اور اعضاء پر تصرف حاصل ہوتا ہے، اس کے باوجود اس کا اپنے کسی عضو کو تلف کرنا نہ قانوناً صحیح ہے، نہ شرعاً، نہ اخلاقاً۔ اسی طرح مرنے کے بعد اپنے کسی عضو کے تلف کرنے کی وصیت بھی نہ شرعاً دُرست ہے، نہ اخلاقاً۔ بقدرِ ضرورت مسئلے کی وضاحت ہوچکی، تاہم مناسب ہوگا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات نقل کردیئے جائیں۔

"عن عائشة رضی الله عنها قالت: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كسر عظم الميت ككسره حيًّا." (رواہ مالک ص:۲۲۰، ابوداوٴد ص:۴۵۸، ابن ماجہ ص:۱۱۷)

ترجمہ:...... "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میّت کی ہڈی توڑنا، اس کی زندگی میں ہڈی توڑنے کے مثل ہے۔"

"عن عمرو بن حزم قال: رانی النبی صلى الله عليه وسلم متكئًا على قبر، فقال: لا تؤذ صاحب هذا القبر، أو لا تؤذه. رواه أحمد." (مسند احمد، مشکوٰة ص:۱۴۹)

ترجمہ:...... "عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میں قبر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والے کو ایذا نہ دے۔"

"عن ابن مسعود: أذى المؤمن فی موته كأذاه فی حياته." (ابنِ ابی شیبہ، حاشیہ مشکوٰة ص:۱۴۹)

ترجمہ:...... "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موٴمن کو مرنے کے بعد ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ

اس کی زندگی میں ایذا دینا۔‘‘

حدیث میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا لمبا قصہ آتا ہے کہ وہ ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، کسی جہاد میں ان کا ہاتھ زخمی ہوگیا، درد کی شدّت کی تاب نہ لاکر انہوں نے اپنا ہاتھ کاٹ لیا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی، ان کے رفیق نے کچھ دنوں کے بعد ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہے ہیں مگر ان کا ہاتھ کپڑے میں لپٹا ہوا ہے، جیسے زخمی ہوتا ہے، ان سے حال احوال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی برکت سے میری بخشش فرمادی۔ اور ہاتھ کے بارے میں کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: جو تو نے خود بگاڑا ہے اس کو ہم ٹھیک نہیں کریں گے۔

ان احادیث سے واضح ہوجاتا ہے کہ میّت کے کسی عضو کو کاٹنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کی زندگی میں کاٹا جائے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عضو آدمی نے خود کاٹ ڈالا ہو یا اس کے کاٹنے کی وصیت کی ہو وہ مرنے کے بعد بھی اسی طرح رہتا ہے، یہ نہیں کہ اس کی جگہ اور عضو عطا کردیا جائے گا۔ اس سے بعض حضرات کا یہ استدلال ختم ہوجاتا ہے کہ جو شخص اپنی آنکھوں کے عطیہ کی وصیت کر جائے، اللہ تعالیٰ اس کو اور آنکھیں عطا کر سکتے ہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ وہ اس کو نئی آنکھیں عطا کردے، مگر اس کے جواب میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو آپ کو بھی نئی آنکھیں عطا کر سکتے ہیں، لہٰذا آپ اس ’’کر سکتے ہیں‘‘ پر اعتماد کر کے کیوں نہ اپنی آنکھیں کسی نابینا کو عطا کردیں...! نیز اللہ تعالیٰ اس بینا کو بھی بینائی عطا کر سکتے ہیں تو پھر اس کے لئے آنکھوں کے عطیہ کی وصیت کیوں فرماتے ہیں...؟

خلاصہ یہ کہ جو شخص مرنے کے بعد بھی زندگی کے تسلسل کو مانتا ہو اس کے لئے آنکھوں کے عطیہ کی وصیت کرنا کسی طرح صحیح نہیں، اور جو شخص حیات بعد الموت کا منکر ہو اس سے اس مسئلے میں گفتگو کرنا بے کار ہے۔

## آنکھوں کا عطیہ کیوں ناجائز ہے؟ جبکہ انسان قبر میں گل سڑ جاتا ہے

س…… آنکھوں کے عطیہ کے بارے میں آپ نے جس رائے کا اظہار کیا، میں اس سے پوری طرح مطمئن ہوں، لیکن چند اُلجھنیں ذہن میں پیدا ہوتی ہیں، جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قبر میں جانے کے ایک سال کے بعد انسان کا سارا کا سارا جسم ختم ہوجاتا ہے، یعنی زمین میں جو کیمیکل ہوتے ہیں انسان کا جسم ان میں مل جاتا ہے، بس انسان کی رُوح جو ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتی ہے، قبر میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کے ہاں یہ بھی ہوتا ہے کہ قبرستان کی ایک حد ہوتی ہے اس کے بعد اس قبرستان کو ختم کردیا جاتا ہے اور اس کے اُوپر دُوسری قبر بنادی جاتی ہے۔ اس لئے اگر آنکھوں کو مرنے کے بعد کسی زندہ شخص کو دے دیا جائے تو کیا حرج ہے؟ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ زمین میں پگھلے ہوئے انسان کو دُوسری زندگی عطا کریں گے تو کیا آنکھوں کے عطیہ سے محروم کردیں گے؟ (نعوذ باللہ)

ج…… جی ہاں! قانون یہی ہے کہ جو چیز بہ اختیارِ خود ضائع کی ہو وہ نہ دی جائے، ویسے اللہ تعالیٰ کسی کا گناہ معاف کردیں یا گناہ کی سزا دے کر وہ چیز عطا کردیں، اس میں کسی کو کیا اعتراض؟ مگر ہم تو قانونِ الٰہی کے پابند ہیں۔ اس جرأت پر اپنی آنکھیں پھوڑ لینا کہ اللہ تعالیٰ اور دیدے گا، حماقت ہے۔ باقی یہ خیال غلط ہے کہ قبر میں جسم بالکل معدوم ہوجاتا ہے، جسم مٹی بن جاتا ہے اور مٹی کے ان ذرّات کے ساتھ (خواہ وہ کہیں کے کہیں منتشر ہوجائیں) رُوح کا تعلق باقی رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے برزخ میں (یعنی روزِ محشر سے پہلے پہلے) عذاب و راحت کا سلسلہ رہتا ہے۔

س…… گزارش ہے کہ ہر انسان اور اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، مردہ جسم کا قرنیہ جو مُردے کے لئے بے کار ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی امانت دُوسرے زندہ کی آنکھ میں منتقل کردی، یہ زندہ آدمی بھی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، گویا ایک امانت دُوسری امانت میں منتقل ہوگئی، اور اس

عمل سے وہ زندہ انسان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی نعمتوں کو دیکھنے لگا اور اس کا شکر ادا کرنے لگا، ظاہراً تو یہ نہایت ہی نیک کام ہے، اور جب یہ آدمی مرے گا تو یہ قرنیہ بھی واپس دفن ہوجائے گا، اور جس سے یہ قرنیہ مستعار لیا گیا تھا اس کو واپس مل جائے گا۔ دُوسری بات یہ ہے کہ یہ قرنیہ اجازت سے لیا گیا ہے، کیونکہ انسان ہمدردی کے تحت اجازت دیتا ہے اس سے تو امانت، امانت ہی رہی۔ علماء کے فیصلے سے اپنی تسلی چاہتا ہوں۔

ج...... اس سلسلے میں صحیح فیصلہ تو علمائے کرام ہی کرسکتے ہیں، اور ہمیں ان کے فیصلے پر اعتماد کرنا چاہئے۔ آنکھ اگر امانتِ الٰہی ہے تو ہمیں اس امانت میں تصرف کا حق بھی باذنِ الٰہی ہی حاصل ہوسکتا ہے، بحث یہ ہے کہ کیا اس تصرف کا حق شریعت نے دیا ہے؟ علمائے اُمت کی رائے یہ ہے کہ شرعاً اس تصرف کا ہمیں حق نہیں۔

س...... بزرگوارم! آپ نے انسانی اعضاء کا عطیہ ناجائز لکھا ہے، چند دن قبل روزنامہ ''نوائے وقت'' میں ایک مفتی صاحب نے بہت سارے دلائل کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ بطور علاج حرام اشیاء کا استعمال بھی جائز ہے، ویسے بھی:

دردِ دِل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کم نہ تھے کر و بیان

کے پیشِ نظر سینکڑوں ہزاروں نابیناؤں کو بینائی مل جائے تو اسلام کو اس خدمتِ خلق سے منع نہیں کرنا چاہئے۔

ج...... ضروری نہیں کہ ہر مسئلے میں دُوسرے حضرات بھی مجھ سے متفق ہوں۔ ''دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو'' کوئی شرعی قاعدہ نہیں، اور یہ کہنے کی میں جرأت نہیں کرسکتا کہ ''اسلام کو فلاں چیز سے منع کرنا چاہئے، فلاں سے نہیں'' عقل کو حاکم سمجھنا اہلِ سنت کے عقیدے کے خلاف ہے، اسلام نے انسانی اعضاء کی منتقلی کی اجازت نہیں دی۔

## لاش کی چیر پھاڑ کا شرعی حکم

س...... کیا سائنسی تحقیق کے لئے اسلامی شریعت کی رُو سے لاشوں کی چیر پھاڑ جائز ہے؟ کیا


فہرست

اس سے لاشوں کی بے حرمتی کا احتمال تو نہیں، جبکہ لاشوں میں مرد اور عورتیں بھی ہوتی ہیں، اور لاشیں بالکل ننگی ہوتی ہیں، اور چیر نے پھاڑنے والے مرد اور عورتیں دونوں ہوتے ہیں۔ اگر بے حرمتی ہے تو اس کی سزا کیا ہے؟ اور کیا لڑکیوں کو اس طرح سے تعلیم حاصل کرنا جائز ہے؟ اور پھر مردوں کی موجودگی میں یہ کام کرنا جائز ہے؟ بصورتِ دیگر کیا سزا ہے؟

ج...... لاشوں کی چیر پھاڑ شرعاً حرام ہے، خصوصاً جنسِ مخالف کی لاش کی بے حرمتی اور بھی سنگین جرم ہے، پھر لڑکوں لڑکیوں کے سامنے اور بھی قبیح ہے، گورنمنٹ سے اس کے انسداد کا مطالبہ کرنا چاہئے، اور جب تک یہ نہ ہو اس کو ناجائز سمجھتے ہوئے اِستغفار کرتے رہنا چاہئے۔

## چھ ماہ کی حاملہ عورت کے مرنے پر بچے کو آپریشن کے ذریعہ نکالنا

س...... اسلامی عقیدے کے مطابق ۱۲۰ دن میں بچہ ماں کے پیٹ میں جاندار شمار ہوتا ہے، یعنی ۱۲۰ دن میں ماں کے پیٹ میں پرورِش پانے والے بچے میں جان آجائے گی۔ جبکہ میڈیکل تھیوری کے لحاظ سے بھی ۱۲۰ دن کے بعد بچے میں جان پیدا ہوجاتی ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی بیماری کی وجہ سے یا دِل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے حاملہ عورت ۶ ماہ کے حمل میں وفات پاجاتی ہے جبکہ بچے کی پیدائش ۹ ماہ میں ہوتی ہے، اب اگر بچے کو آپریشن کے ذریعے مردہ ماں کے پیٹ سے نکال لیا جائے تو شاید وہ بچ جائے، لیکن اگر ماں کے پیٹ میں رہنے دیا جائے اور مردہ عورت کو دفنا دیا جائے تو جاندار بچے کو بھی زندہ درگور کردیا گیا، اب اس صورت میں کہ اگر عورت ۶ ماہ کے حمل میں وفات پاجائے تو اس بچے کا کیا بنے گا جو ماں کے پیٹ میں پرورِش پا رہا تھا؟

ج...... اگر اس کا وثوق ہو کہ بچہ زندہ ہے اور یہ کہ اگر آپریشن کے ذریعہ بچے کو نکالا جائے تو اس کے زندہ رہنے کے امکانات ہیں تو آپریشن کے ذریعہ بچے کو نکال لینا صحیح ہے۔

## خون کے عطیہ کا اہتمام کرنا اور مریضوں کو دینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... ہم لوگ ڈاؤ میڈیکل کالج میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور چونکہ تیسرے اور چوتھے سال سے ہمارا تعلق براہِ راست مریضوں کی دیکھ بھال سے ہوجاتا ہے، جس میں

ہم لوگوں نے محسوس کیا کہ بہت سارے مریض غربت کی وجہ سے اپنا علاج معالجہ صحیح طور پر نہیں کراسکتے اور نہ ہی دوائیاں وغیرہ خرید سکتے ہیں۔ اس لئے ہم لوگوں نے ایک امدادی جماعت ''پیشنٹ ویلفیئر ایسوسی ایشن'' (مریضوں کی امدادی جماعت) کے نام سے بنائی ہے۔ جس میں ہم مختلف لوگوں سے چندہ وغیرہ لے کر دوائیاں خریدتے ہیں اور پھر خود مریضوں کو مہیا کرتے ہیں۔ اب ہماری اس انجمن نے اپنے کالج میں ''بلڈ بینک'' بنانا شروع کیا ہے، جس میں ہم خون جمع کرکے رکھا کریں گے تاکہ جاں بلب مریضوں کو خون پہنچاسکیں۔ اس کا طریقۂ کار یہ ہوگا کہ ہم اس مریض کے کسی رشتہ دار سے خون لے کر اپنے بینک میں رکھ لیا کریں گے اور اس مریض کے نمبر کا خون اس مریض کو مہیا کردیا کریں گے۔ کیا اس طرح ہم لوگوں کا مریضوں کے لئے خون جمع کرنا اور پھر مریضوں کو مہیا کرنا شریعت کے مطابق دُرست ہے یا نہیں؟ اور ہم طلبہ کو اس کام کا ثواب ملے گا؟

ج…… اِضطرار کی حالت میں مریض کی جان بچانے کے لئے خون دینا جائز ہے، اور اسی ضرورت کے پیشِ نظر خون کا مہیا رکھنا اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے، اور خدمتِ خلق جبکہ حدِ جواز کے اندر ہو، ظاہر ہے کہ بڑے ثواب کا کام ہے۔

# قسم کھانے کے مسائل

## قسم کھانے کی مختلف صورتیں

### کون سی قسم میں کفارہ لازم آتا ہے اور کس میں نہیں آتا؟

س…… سنا ہے کہ قسم کی کئی قسمیں ہیں، کفارہ کون سی قسم میں لازم آتا ہے؟

ج…… قسم تین طرح کی ہوتی ہے:

اوّل:…… یہ کہ گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے، مثلاً: قسم کھا کر یوں کہے کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا، حالانکہ اس نے کیا تھا، محض الزام کو ٹالنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی، یا مثلاً: قسم کھا کر یوں کہا کہ فلاں آدمی نے یہ جرم کیا ہے، حالانکہ اس بے چارے نے نہیں کیا تھا، محض اس پر الزام دھرنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی۔ ایسی جھوٹی قسم ''یمینِ غموس'' کہلاتی ہے، اور یہ سخت گناہِ کبیرہ ہے، اس کا وبال بڑا سخت ہے، اللہ تعالیٰ سے دن رات توبہ و اِستغفار کرے اور معافی مانگے، یہی اس کا کفارہ ہے، اس کے سوا کوئی کفارہ نہیں۔

دوم:…… یہ کہ کسی گزشتہ واقعہ پر بے علمی کی وجہ سے جھوٹی قسم کھالے، مثلاً: قسم کھا کر کہا کہ زید آگیا ہے، حالانکہ زید نہیں آیا تھا، مگر اس کو دھوکا ہوا، اور اس نے یہ سمجھ کر کہ واقعی زید آگیا ہے، جھوٹی قسم کھالی، اس پر بھی کفارہ نہیں اور اس کو ''یمینِ لغو'' کہتے ہیں۔

سوم:…… یہ کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے، اور پھر قسم کو توڑ ڈالے، اس کو ''یمینِ منعقدہ'' کہتے ہیں، ایسی قسم توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

### نیک مقصد کے لئے سچی قسم کھانا جائز ہے

س…… سچ کو سچ ثابت کرنے کے لئے، جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرنے کے لئے، ایک حق

ایک خیر کو شر سے بچانے کے لئے، ذلیل کو ذلیل، شریف کو شریف ثابت کرنے کے لئے، ظالم کو ظالم، مظلوم کو مظلوم ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی قسم کھانا یا قرآن پر ہاتھ رکھ کر حق اور سچ کا ساتھ دینا صحیح ہے؟

ج…… سچی قسم کھانا جائز ہے۔

## قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر یا بلا رکھے قسم اُٹھانا

س……الف نے قرآن پاک کی موجودگی میں قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا۔ ب نے قرآن پاک کی غیر موجودگی میں قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا۔ کیا ان دونوں قسموں میں کوئی فرق ہے؟

ج……کوئی فرق نہیں، قرآن پاک کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے۔

## جانبین کا جھگڑا ختم کرنے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر رقم اُٹھالینا

س……جانبین میں اختلاف کے بعد الزام اُتارنے کے لئے رواج ہے کہ قرآن پاک پر اتنی رقم رکھ دیتا ہوں تو اُٹھالے، دُوسرا فوراً اُٹھالیتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ ایسا معاملہ اَز رُوئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اگرچہ جھوٹا ہو، رکھنے والا بَری ہو جاتا ہے، اور اُٹھانے والا خدانخواستہ جھوٹا ہو تو شریعت میں یہ کس سزا کا مستحق ہے؟

ج……قرآنِ کریم پر رقم رکھنا خلافِ ادب ہے، البتہ اگر رفعِ نزاع کی یہ صورت ہوسکتی ہو کہ جس شخص پر الزام ہے وہ رقم قرآن مجید کے پاس رکھ دے اور مدعی سے کہا جائے کہ اگر واقعی یہ تمہارا حق ہے تو قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یہ رقم اُٹھالو، رقم اُٹھانے والا اگر جھوٹا ہوگا تو اس پر وبال پڑے گا۔

## قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بولنے والے کو گناہ ہوگا، نہ کہ فیصلہ کرنے والے کو

س……آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، ہمارے برادری کے لوگ زیادہ تر فیصلے قرآن پاک پر کرتے ہیں، کچھ لوگ قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بول جاتے ہیں، مگر فیصلہ کرنے والے کو اس کا بالکل علم نہیں ہوتا، تو کیا اس کا گناہ فیصلہ کرنے والے پر بھی ہوگا؟ جبکہ اسے

اس کا بالکل علم نہیں ہوتا کہ گواہ یا ملزم نے غلط قسم کھائی ہے۔

ج…… فیصلہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں، قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بولنے والوں پر گناہ ہے، مگر برادری کے لوگوں کو چاہئے کہ قرآنِ کریم کی بے حرمتی نہ کرائیں، اگر کسی شخص کے بارے میں خیال ہو کہ وہ قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر بھی جھوٹ بول دے گا، اس سے ہاتھ نہ رکھوائیں۔

## لفظ ''بخدا'' یا ''واللہ'' کے ساتھ قسم ہو جائے گی

س…… میں نے ایک کاروبار شروع کیا اور میں نے اپنے ایک دوست سے باتوں باتوں میں بے اختیاری طور پر یہ کہہ دیا کہ: ''بخدا! اگر مجھے اس کاروبار میں نقصان ہوا تو میں یہ کاروبار بند کردوں گا'' میرا قسم اُٹھانے کا ارادہ نہیں تھا، لیکن غلطی سے میرے منہ سے ''بخدا'' کا لفظ نکل گیا۔ مجھے کاروبار میں نقصان ہوا ہے، لیکن میں نے یہ کاروبار بند نہیں کیا ہے۔ کیا میں نے قسم توڑ دی ہے؟ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ نیز کیا ''واللہ'' کہنے سے قسم ہو جاتی ہے؟

ج…… لفظ ''بخدا'' کہنے سے قسم ہوگئی، اور چونکہ آپ نے قسم توڑ دی اس لئے قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہے، اور وہ ہے دس محتاجوں کو دو مرتبہ کھانا کھلانا، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔ لفظ ''واللہ'' کہنے سے بھی قسم ہو جاتی ہے۔

## رسولِ پاکؐ کی قسم کھانا جائز نہیں

س…… گزارش ہے کہ میری والدہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں سینما کی چوکھٹ پر قدم رکھوں تو مجھے رسولِ پاکؐ کی قسم۔ اب وہ یہ قسم توڑنا چاہتی ہے، اس کا کفارہ کیا ادا کیا جائے گا؟

ج…… اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں، اور ایسی قسم کے توڑنے کا کوئی کفارہ نہیں، بلکہ اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔

## ''یہ کروں تو حرام ہے'' کہنے سے قسم ہو جاتی ہے، جس کے خلاف کرنے پر کفارہ ہے

س…… میں نے دو مختلف مواقع پر شدید غصے اور اشتعال میں آ کر قسم کھالی ہے کہ میں یہ (یعنی اپنے گھر میں قربانی کے جانور کا گوشت) اگر کھاؤں تو حرام کھاؤں گا۔ مگر بعد میں

بصد اصرار میں نے گوشت کھالیا۔ اسی طرح تقریباً دو ماہ پہلے ایک دن میں نے غصّے میں بیوی کو کہا کہ آج گھر کا کھانا مجھ پر حرام، مگر پھر بعد میں تناول کرلیا۔ اب ان دونوں قسموں کا کفارہ کیونکر ادا ہوگا؟ نیز دونوں قسموں کا علیحدہ کفارہ ادا کرنا ہوگا یا ایک ہی کفارہ؟

ج…… دونوں قسموں کا الگ الگ کفارہ ادا کیجئے، قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے، اگر ہر محتاج کو صدقے کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت دے دی جائے تب بھی دُرست ہے۔

## کافر ہونے کی قسم کھانا

س…… اگر ایک آدمی یہ بولے کہ: ''میں کافر ہوں اگر میں نے یہ کام پھر کیا'' اور وہ کام پھر وہ آدمی کرے تو کیا وہ آدمی گناہ گار ہوتا ہے یا کافر؟

ج…… اس سے کافر نہیں ہوتا، البتہ ان الفاظ سے قسم ہوجاتی ہے، اس لئے قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے، اور ایسی گندی قسم کھانا بڑا گناہ ہے، اس لئے اس شخص کو اپنی اس قسم پر توبہ کرنی چاہئے۔

# جھوٹی قسم کا کفارہ اِستغفار ہے

## جھوٹی قسم کھانے کا کفارہ سوائے توبہ اِستغفار کے کچھ نہیں

س…… قرآن شریف کے سامنے میں نے جھوٹی قسم کھائی تھی، کیونکہ میری زندگی کا مسئلہ تھا، اس کے لئے مجھے کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے معاف فرمادیں؟

ج…… قسم کھاکر اگر آدمی قسم توڑ ڈالے تو اس کا تو کفارہ ہوتا ہے، لیکن اگر جھوٹی قسم کھالے کہ میں نے یہ کام کیا، حالانکہ نہیں کیا تھا، یا یہ کہ میں نے یہ نہیں کیا، حالانکہ کیا تھا، تو اس کا کفارہ سوائے توبہ و اِستغفار کے کچھ نہیں۔

## کسی حقیقی مجرم کے خلاف بن دیکھے جھوٹی گواہی دینا

س…… میں نے اپنے ایک بہت ہی عزیز دوست کے کہنے پر ایک مجرم کے خلاف گواہی دی، حالانکہ میں گواہ نہیں تھا، لیکن اس نے جرم کیا ضرور تھا، اور ثبوت بھی ہے۔ وہ مجرم رنگے ہاتھوں گرفتار ہوا ہے اور میرے دوست نے ہی اسے گرفتار کیا تھا، اس کام کے لئے مجھے عدالت میں خدا کی قسم کھانی پڑی جو کہ جھوٹی تھی، کیا اس رویہ سے میں گناہ کا مرتکب ہوا؟ اور اگر ہوا تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

ج…… وہ شخص اگرچہ مجرم تھا، مگر آپ چونکہ چشم دید گواہ نہیں تھے، اس لئے آپ کو جھوٹی گواہی نہیں دینی چاہئے تھی، یہ گناہِ کبیرہ ہے، اور اس کا کفارہ توبہ و اِستغفار کے سوا کچھ نہیں۔

## جھوٹی قسم اُٹھانا سخت گناہ ہے، کفارہ اس کا توبہ ہے

س…… آج سے تقریباً ۱۷ سال پہلے میں نویں یا دسویں جماعت کا امتحان دے رہا تھا، امتحان کے سلسلے میں مجھے سٹی کورٹ جانا پڑا اور وہاں پر حلف نامہ بھرا تھا امتحان دینے کے

سلسلے میں، اور مجھے یاد نہیں کہ اس حلف نامے میں کیا لکھا تھا؟ آیا کہ حلف نامے میں صحیح باتیں لکھوائی تھیں یا غلط؟ یاد نہیں۔

ابھی تقریباً دو ماہ ہوئے میں نے نیا شناختی کارڈ بنوایا ہے، شناختی کارڈ کے فارم میں ایک جگہ حلف نامہ ہے، جس میں لکھا ہے کہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے یا نہیں؟ میں نے لکھ دیا کہ نہیں بنوایا ہے، حالانکہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے، اس لحاظ سے حلف نامے میں غلط بیانی سے کام لیا، اس لحاظ سے جو غلطی میں نے کی اس کا بعد میں خیال آیا۔ اب مجھے یہ بتایئے کہ میں اپنی غلطی کس طرح سے دُور کروں؟ چونکہ مجھے حلف نامے کی اہمیت کے بارے میں بعد میں معلوم ہوا۔

ج...... جھوٹی قسم اُٹھانا بہت سخت گناہ ہے، اس سے خوب ندامت کے ساتھ توبہ کرنا چاہئے، یہی اس کا کفارہ ہے۔

## جھوٹی قسم کھانا گناہِ کبیرہ ہے

س...... اگر کوئی شخص جذباتی ہوکر غصّے میں یا جان بوجھ کر قرآن کی قسم کھالے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ یہ گناہِ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے؟

ج...... جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے، اس کا کفارہ توبہ و اِستغفار ہے۔ اور اگر یوں قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کروں گا، اور پھر قسم توڑ دی تو دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے، اگر نہیں کھلاسکتا تو تین دن کے روزے رکھے۔

## جبراً قرآن اُٹھانے کا کفارہ

س...... ڈر یا خوف سے جھوٹا قرآن مجید اُٹھوانے کا کفارہ کیا ادا کرنا پڑے گا؟ اور کیا قرآن مجید اُٹھوانے والے کو بھی گناہ ہوگا؟

ج...... جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے قرآنِ کریم اُٹھانا بڑا سنگین گناہ ہے، توبہ و اِستغفار سے یہ گناہ معاف کرانا چاہئے، یہی اس کا کفارہ ہے۔ اور قرآن اُٹھوانے والا بھی گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

## سودا بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا

س...... یہ جو ہمارے اکثر گھرانوں میں بات بے بات قسم خدا، قسم قرآن کی کھاتے ہیں، چاہے وہ بات سچی ہو یا جھوٹی، لیکن عادت سے مجبور ہوتے ہیں۔ اس کے بارے میں کچھ فرمائیے تو مہربانی ہوگی کہ ان سچی جھوٹی قسموں کی کیا سزا ہے؟ ہمارے اکثر تاجر حضرات جن سے ہمارا روزانہ واسطہ پڑتا ہے، مثلاً: کپڑے کے تاجر وغیرہ وہ بھی اپنا مال بیچنے کے لئے پانچ منٹ میں تقریباً کتنی ہی قسمیں کھاتے اور کہتے ہیں کہ یہ بھاؤ ایمان داری کا بھاؤ ہے۔ چاہے وہ بھاؤ سچا ہو یا جھوٹا۔ اور اکثر اسی بھاؤ میں کمی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کی خاطر تھوڑا نقصان اُٹھا رہے ہیں خدا کی قسم ہم اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ اور قرآن کی قسم ہم نے آپ سے ایک پائی بھی منافع نہیں لیا۔ حالانکہ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تاجر حضرات ہمارے لئے نقصان اُٹھائیں اور کاروں میں گھومیں؟ جواب ضرور دیں۔

ج...... جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اگر کسی کو اس کی عادت پڑ گئی ہو تو اس کو توبہ کرنی چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ سودا بیچنے کے لئے قسم کھانا اور بھی بُرا ہے، حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تاجر لوگ بدکاروں کی حیثیت میں اُٹھائے جائیں گے سوائے اس تاجر کے جو خدا سے ڈرے اور غلط بیانی سے باز رہے۔

## زبردستی قرآن اُٹھوانے والے بھائی سے قطع تعلق کرنا

س...... بچوں کی شادی کی بات کے سلسلے میں میرے بڑے بھائی نے مجھ سے زبردستی قرآن شریف اُٹھوایا ہے، جبکہ میں نے انہیں ہر طرح مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ یہ بات میں نے نہیں کی ہے، تو وہ اپنی بات پر اَڑے رہے کہ نہیں تم نے ہزار لوگوں کے سامنے یہ کہا ہے کہ میں اپنے بچے کی شادی تمہارے گھر میں یعنی تمہاری بچی سے نہیں کروں گا۔ حالانکہ یہ بات میں نے بخدا کسی سے بھی نہیں کہی ہے، لیکن وہ اپنی بات پر اَڑے رہے۔ پھر میں نے انہیں کہا کہ: اگر مان بھی لیا کہ میں نے یہ بات ہزار لوگوں میں کہی ہے تو کوئی ایک بھی گواہ لے کر آؤ اور اس کے سامنے مجھے جھوٹا کرواؤ۔ لیکن وہ ایک بھی گواہ نہیں لائے اور



فہرست

مجھے کہا کہ: میں گواہ نہیں لاتا، اگر تم قرآن شریف اُٹھا کر قسم نہیں کھاؤ گے تو میں یہ سمجھوں گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اور ایسی باتیں کہیں کہ مجھے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں رہا کہ قرآن شریف اُٹھا کر اپنی سچائی کو ثابت کرسکوں، لہٰذا مجبوراً قرآن شریف اُٹھا کر اپنی سچائی ثابت کردی۔ پھر میں نے یہ کہا کہ: اب تو میں نے سچائی ثابت کردی، اب رشتہ ہوگا یا نہیں؟ تو وہ اس پر بھی راضی نہیں ہوئے اور کہا کہ: رشتہ نہیں ہوگا۔ اور مجھ سے قطع تعلق کرلیا۔ میں ہر عید پر اور کبھی کبھی ان کے گھر چلا جاتا ہوں لیکن وہ ہم سے ملنا گوارا نہیں کرتے۔ قرآن و حدیث کی رُو سے یہ بتائیں کہ کیا میں نے انتہائی مجبوری میں قرآن شریف اُٹھا کر کوئی غلطی کی ہے جو کہ میں نے صرف اور صرف اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے اُٹھایا تھا؟ اور کیا یہ ان کا اقدام دُرست تھا جبکہ یہ معاملہ گفت و شنید کے ذریعہ بھی حل ہوسکتا تھا؟ لیکن انہوں نے کسی بات کو بھی سننا گوارا نہ کیا، تو اس کے بارے میں بھی لکھیں کہ ذرا ذرا سی بات پر قرآن شریف اُٹھوانا کیسا ہے؟ اور اس کی کیا سزا ہے؟ تاکہ دُوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔

ج...... انہوں نے آپ کو قرآن مجید اُٹھوانے پر جو مجبور کیا، یہ ان کی غلطی تھی، لیکن اگر آپ نے سچائی پر قرآن مجید اُٹھایا ہے تو آپ کے ذمہ کوئی گناہ نہیں۔ ان کا آپ سے قطع تعلق کرلینا بھی ان کی غلطی ہے، کیونکہ رنجش کی وجہ سے اپنے عزیزوں سے قطع تعلق کرلینا بڑا سنگین گناہ ہے، جس کا وبال دُنیا و آخرت دونوں میں بھگتنا ہوگا۔ بہرحال اگر وہ آپ سے قطع تعلق رکھیں تب بھی آپ ان سے قطع تعلق نہ کریں اور ان کی بُرائی بھی نہ کریں، وہ خود اپنے کئے کا پھل پائیں گے۔

# قسم توڑنے کا کفارہ

## قسم توڑنے کے کفارہ کے روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے

س…… قسم توڑنے کے کفارہ میں تین روزے مسلسل رکھنا ضروری ہے یا فاصلے سے رکھے جاسکتے ہیں؟

ج…… بعض روایات میں کفارۂ قسم کے روزوں کو پے در پے مسلسل رکھنے کا حکم آتا ہے، اسی لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور بعض دُوسرے ائمہؒ کا بھی ان روزوں میں یہی مذہب ہے کہ ان روزوں کو مسلسل رکھنا ضروری ہے۔

## قسم کے کفارہ کا کھانا دس مسکینوں کو وقفے وقفے سے دے سکتے ہیں

س…… قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا ہے، اب مشکل یہ ہے کہ دس مسکین بیک وقت ملتے نہیں، تو کیا ایسا کرسکتے ہیں کہ دو چار دن کے وقفے سے چند مسکین کو آج کھلادیا اور چند کو کچھ دن بعد؟ اس طرح دس مسکینوں کا دو وقتہ میزان وقفوں کے ساتھ پورا کردیں تو یہ جائز ہوگا کہ نہیں؟

ج…… اس طرح بھی دُرست ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ ایک ہی مسکین کو دو وقتہ کھلائیں، مثلاً: اگر دس محتاجوں کو ایک وقت کا کھلایا، اور دُوسرے دس محتاجوں کو دُوسرے وقت کا کھلایا تو کفارہ ادا نہیں ہوگا۔ (الجوهرة النيرة ج:۲ ص:۲۵۲)

## قسم کے کفارہ کا کھانا بیس تیس مسکینوں کو اکٹھے کھلا دینا

س…… آپ نے قسم توڑنے کا کفارہ بتایا ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک دیگ پکا کر ایک ہی وقت میں بیس تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے؟

ج……جی نہیں! اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا، کیونکہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا شرط ہے، اگر بیس آدمیوں کو ایک ہی وقت کھلا دیا یا دس محتاجوں کو ایک وقت اور دُوسرے دس کو دُوسرے وقت کھلایا تو کفارہ ادا نہیں ہوا، بلکہ جن دس محتاجوں کو ایک وقت کھلایا انہی کو دُوسرے وقت کھلانا لازم ہے۔ ہاں! یہ جائز ہے کہ دس محتاجوں کو دو دن صبح کا یا دو دن شام کا کھانا کھلادے۔

## نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں

س……تقریباً دس بارہ سال کی عمر میں، میں نے قسم توڑی تھی، آیا اس کا کفارہ مجھ پر لازم آتا ہے؟

ج……نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں، پس اگر تو آپ قسم کھاتے وقت نابالغ تھے تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں، اور اگر بالغ تھے (کیونکہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے) تو کفارہ ادا کیجئے۔

# مختلف قسمیں جن سے کفارہ واجب ہوا

## قسم خواہ کسی کے مجبور کرنے پر کھائی ہو کفارہ ادا کرنا ہوگا

س…… اگر کوئی شخص قصداً یا مجبوراً قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھالے کہ میں ایسی غلطی نہیں کروں گا، اور یہ قسم وہ لوگوں کے مجبور کرنے پر کھاتا ہے تو کیا اس قسم کو توڑنے کے لئے کفارہ ادا کرنا پڑے گا یا کوئی اور طریقہ ہے؟

ج…… قسم خواہ اَز خود کھائی ہو یا کسی کے مجبور کرنے سے، اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے، اور وہ ہے دس محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا، اگر اتنی ہمت نہ ہو تو تین دن لگاتار روزے رکھے۔

## قسم کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد ہوتا ہے

س…… میں نے قسم کھائی ڈیڑھ سال تک سگریٹ نہیں پیئوں گا، لیکن کچھ عرصہ بعد میں نے ریڈیو پروگرام میں پوچھا کہ میری یہ قسم کس طرح ختم ہوسکتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ ۶۰ غریبوں کی دعوت کریں یا ۳ روزے رکھیں۔ تو میں نے ۳ روزے رکھے اور اس کے بعد سگریٹ پینا شروع کردی، تو کیا یہ میری قسم ٹوٹ گئی یا مجھے پھر ۶۰ غریبوں کی دعوت کرنی ہوگی؟

ج…… قسم کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد لازم آتا ہے، آپ نے جب قسم توڑ دی تب کفارہ لازم آیا، قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔

## ایک مہینے کی قسم کھائی اور مہینہ گزرنے کے بعد وہ کام کرلیا

س…… ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایک مہینے تک فلاں چیز نہیں کھاؤں گا، کیا ایک مہینے کے بعد اگر کھالے تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا یا نہیں؟ اور اگر وہ چیز کئی دفعہ کھائی تو ایک مرتبہ کفارہ

دینا پڑے گا یا جتنی مرتبہ کھائی اتنے کفارے دینے پڑیں گے؟

ج...... اگر مہینے کے اندر اندر وہ چیز کھائی تب تو کفارہ ادا کرنا پڑے گا، اور اگر مہینہ گزر گیا اور وہ چیز نہیں کھائی تو قسم پوری ہوگئی۔ بعد میں اگر کھائے تو کفارہ لازم نہیں۔ اسی طرح جب ایک بار قسم ٹوٹ گئی تو کفارہ واجب ہوگیا، اس کے بعد اس قسم کی پابندی لازم نہیں، اس لئے کئی بار کھانے سے ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔

## جھوٹی قسم کے لئے قرآن ہاتھ میں لینا

س...... اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھالے اس طرح کہ ہاتھ میں قرآن بھی لے لے، تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

ج...... صرف قرآن ہاتھ میں لینے سے تو قسم نہیں ہوتی، اگر اس کے ساتھ زبان سے بھی قسم کھائی ہو تو اس قسم کو توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو دفعہ کھانا کھلائے، یا تین دن کے لگاتار روزے رکھے۔

## قرآن پاک پر ہاتھ رکھے بغیر زبانی قسم بھی ہوجاتی ہے

س...... میرے ایک دوست نے قرآن پاک کی قسم کھائی تھی کہ اگر پاکستان کی کرکٹ ٹیم سیریز ہار گئی تو میں ٹی وی پر کرکٹ دیکھنا چھوڑ دُوں گا۔ پاکستان کی کرکٹ ٹیم سیریز ہار گئی، مگر میرا دوست ٹی وی دیکھتا ہے۔ جب میں نے اپنے دوست کو کہا کہ آپ پہلے کفارہ ادا کریں پھر ٹی وی دیکھیں، مگر میرے دوست نے کہا کہ میں نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم نہیں کھائی اور زبانی قسم نہیں ہوتی۔

ج...... اس کی قسم ٹوٹ گئی، اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔

## قرآن پر ہاتھ رکھ کر خدا سے کیا ہوا وعدہ توڑ دینا

س...... اگر ایک مسلمان آدمی قرآن پاک کو ہاتھ لگا کر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے کہ آج کے بعد میں یہ گناہ نہیں کروں گا، لیکن وہ شخص وہی گناہ دوبارہ کرلیتا ہے اور اس طرح وہ قسم یا اللہ تعالیٰ سے وعدہ توڑ دیتا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہوگا، کیا ایسے شخص کی نجات ممکن ہے یا نہیں؟

ج…… اس شخص کو توبہ کرنی چاہئے، اور خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے، اور قسم جو اس نے توڑ دی ہے اس کا کفارہ لازم ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا ہر محتاج کو سات آٹھ روپے نقد دیدے۔ سچے دِل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں، نجات کی اُمید ضرور رکھنی چاہئے۔

## خدا تعالیٰ سے عہد کرکے توڑ دینا بڑی سنگین غلطی ہے

س…… آج سے چار سال قبل میں نے کسی بات پر ''قرآن مجید'' اُٹھالیا تھا، یعنی یہ کہ ''قرآن حکیم'' پر ہاتھ رکھ کر عہد کرلیا تھا کہ فلاں بات اب نہیں کروں گا۔ لیکن پھر غفلت میں وہ بات کر بیٹھا اور مسلسل چار سال تک کرتا رہا۔ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے، اب مجھے اس گناہِ عظیم کی سزا ملنا شروع ہوگئی ہے تو خیال آیا۔ بہرحال میں اللہ رَبّ العزّت کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں وہ بڑا بخشنے والا رحیم اور کریم ہے، اب میں سخت نادم ہوں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہتا ہوں۔ آپ صرف اتنا بتادیں کہ اس قسم کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟ میں ان دنوں سخت پریشان ہوں، آپ جلد از جلد اخبار کے ذریعہ جواب سے نوازیں اور مجھ گناہ گار کے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہِ عظیم کو معاف کرے اور مجھ پر رحم کرے۔

ج…… خدا تعالیٰ سے عہد کرکے توڑ دینا بڑی سنگین بات ہے، شکر کیجئے کہ آپ کو اس کی سزا نقد مل گئی اور آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا، خدا تعالیٰ سے معافی مانگئے اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کیجئے، اور قسم کا کفارہ ہے دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلانا، اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔

## گناہ نہ کرنے کی قسم کا توڑنا

س…… میں نے قرآن مجید کی قسم کھائی تھی کہ میں کوئی گندا کام زندگی بھر نہیں کروں گا، مگر میں یہ قسم توڑنا چاہتا ہوں، مجھ پر سخت گناہ تو نہ ہوگا؟ اور اس کا کفارہ کیا ادا کرنا پڑے گا؟

ج…… اگر آپ نے بُرا کام نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو قسم توڑنا بہت بُری بات ہے، اور اگر

توڑ دیں گے تو کفارہ لازم ہوگا، یعنی تین دن کے روزے رکھنا یا دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا۔

## کسی کام کو باوجود نہ کرنے کی قسم کھانے کے عمداً یا سہواً کر لینا

س...... اگر کسی نے قسم کھائی ہو کہ فلاں کام نہیں کروں گا مگر عمداً یا سہواً وہ کام کر جائے جس کا نہ کرنے کا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو، ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے؟ اگر کفارہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

ج...... اس پر قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہے، دس محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلا دے (یا اس کے بجائے ہر محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت دیدے)، اگر اس کی ہمت نہ ہو تو تین دن کے پے درپے روزے رکھے۔

## کسی کام کے نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد توڑنا

س...... اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد توڑنے کا کفارہ دینا ہوتا ہے یا صرف توبہ کرنے سے عہد توڑنے کا گناہ معاف ہو جاتا ہے؟ کیا ہم کفارے میں کھانا کھلانے کے مساوی رقم کسی مسکین کو دیں تو کفارہ ادا ہو جائے گا؟

ج...... اللہ تعالیٰ سے عہد کرنا قسم اور نذر کے معنی میں ہوتا ہے، اگر کسی کام کے نہ کرنے کا عہد کیا جائے اور پھر اس عہد کو توڑ دیا جائے تو قسم توڑنے کا کفارہ لازم آتا ہے۔ دس مسکینوں کو دو دفعہ کھانا کھلانے کے بجائے ہر محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ (یعنی پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت) دینا بھی صحیح ہے۔ لیکن ایک مسکین کو پورے کفارے کی رقم یک مشت دینا کافی نہیں، بلکہ دس مسکینوں کو دینا ضروری ہے۔ اگر دس دن تک ایک مسکین کو ایک ایک دن کی رقم یا غلہ دیتا رہے تو یہ جائز ہے۔

## تین قسمیں توڑنے کا کفارہ کیا ہوگا؟

س...... میں نے تین مختلف مواقع پر قسمیں اُٹھائیں تھیں کہ یہ کام نہیں کروں گا، تیسری قسم تو

ایک غلط کام سے توبہ کرنے کی اُٹھائی تھی کہ نہیں کروں گا، لیکن پھر سرزد ہوگیا۔ یہ مستقل مزاجی کی کمی کہیے، بہرحال اب بتائیے کہ:

۱:...... میں ان قسموں کا کفارہ کتنا ادا کروں؟

۲:...... اگر قسم توڑنے کا کفارہ ساٹھ آدمیوں کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ہے تو کیا میں کھانا کھلانے کے بجائے روپے دے دُوں؟

۳:...... اگر روپے دُوں تو تین قسموں کے کتنے بنیں گے؟ اور یہ کہ کسی ایک نادار کو دے دُوں یا مختلف ناداروں کو دینا ضروری ہے؟

ج...... آپ نے تین بار قسم کھاکر توڑ دی، اس لئے تین قسموں کا کفارہ آپ کے ذمہ ہے۔ ہر قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے، پس آپ کے ذمہ تیس محتاجوں کا کھانا ہوا۔ اگر آپ چاہیں تو ہر فقیر کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یعنی پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت بھی دے سکتے ہیں، اور اگر آپ کو کوئی مستحق نہ ملے تو کسی دینی مدرسے میں اتنی رقم جمع کرادیجئے۔

## بیٹے کو گھر سے نکالنے کی قسم توڑنا شرعاً واجب ہے

س...... زاہد کو اس کا والد گھر سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے، مگر زاہد کہتا ہے کہ میں اپنی ماں اور بہن بھائیوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ زاہد کے والد کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے اور وہ صرف قرآن مجید اُٹھاکر کہتے ہیں کہ اگر میرا بیٹا میرے گھر کے کسی فرد سے کوئی تعلق رکھے گا تو میں گھر کو چھوڑ جاؤں گا۔ اب مجبوراً زاہد کو گھر چھوڑنا پڑا، اب جس سلسلے میں زاہد کو گھر سے نکالا گیا اس میں سراسر قصور زاہد کے والد ہی کا تھا، وہ کچھ جذباتی اور جلد غصّے میں آنے والے شخص ہیں۔ برادری کے باقی لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ قصور زاہد کے والد کا ہی ہے، جبکہ زاہد معصوم ہے اور زاہد کے والد وہمی ہیں۔ اب زاہد چاہتا ہے کہ وہ اپنی والدہ سے مل لیا کرے، مگر اس طرح اس کے والد کی قسم جھوٹی ہوتی ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ اس کا کیا حل ہوسکتا ہے؟ آیا زاہد اپنے گھر پھر واپس جاسکے گا یا کم از کم اپنی والدہ سے ملاقات کرلے گا؟

ج…… زاہد کے والد کی قسم غلط ہے، اور ایسی قسم کا توڑ دینا اَز رُوئے حدیث واجب ہے، اس لئے زاہد کو چاہئے کہ وہ اپنی ماں اور بہن بھائیوں سے ملے اور زاہد کا باپ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

## بھائی سے بات نہ کرنے کی قسم کھائی تو اَب کیا کرے؟

س…… میں نے اپنے بھائی سے لڑتے ہوئے قسم کھائی، جس کے الفاظ یہ ہیں، میں نے اپنے بھائی سے کہا: ''اگر میں تم سے آج کے بعد بات کروں تو مجھ پر میری بیوی طلاق ہوگی۔'' یہ میرے منہ کے الفاظ ہیں، جس پر میں آج شرمندہ ہوں اور میں اپنے بھائی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

ج…… بھائی سے بات کرنے پر بیوی کو ایک رجعی طلاق ہوجائے گی، جس کا مطلب یہ ہے کہ عدّت پوری ہونے تک وہ اس کی بیوی ہے، عدّت کے اندر جب جی چاہے اس سے میاں بیوی کا تعلق قائم کرسکتا ہے، یا زبان سے کہہ دے کہ میں اپنی بیوی کو واپس لیتا ہوں، اس کو ''رُجوع'' کرنا کہتے ہیں۔ اگر اس نے عدّت ختم ہونے تک رُجوع نہ کیا تو اَب نکاح ختم ہوگیا، اب اگر دونوں پھر مل بیٹھنا چاہیں تو دوبارہ باقاعدہ نکاح کرنا ہوگا، مگر حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

## شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تو شادی کرکے کفارہ ادا کرے

س…… مسئلہ یہ ہے کہ زید نے قرآن شریف پر غصّے کی حالت میں ہاتھ رکھ کر بلکہ قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھائی کہ میں اس لڑکی سے شادی نہیں کروں گا، مگر بعد میں اس غلطی پر پشیمانی ہوئی، کیا اس کا کفارہ ہے؟

ج…… نکاح کرلے اور قسم کا کفارہ ادا کردے، یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے، اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

## قرآن پر ہاتھ رکھ کر کھائی ہوئی محبت کرنے کی قسم کا کفارہ

س…… ایک لڑکی نے مجھ سے محبت کی تھی، میں بھی اسے بے انتہا چاہتا تھا، لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی

تھی کہ میں اس کو چاہتا ہوں، لہٰذا ایک مرتبہ وہ مجھ سے کہنے لگی کہ تم قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ تم مجھ سے ہمیشہ محبت کرتے رہو گے۔ بہرحال میں نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور پھر اس نے بھی مجھے اپنی محبت کا یقین دِلانے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ میں مرتے دَم تک تم سے محبت کرتی رہوں گی۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اس لڑکی کی شادی کسی اور جگہ ہوگئی اور پھر لڑکی نے شادی کے بعد مجھ سے نفرت کا اظہار کیا، جس سے میرا دِل بھی اس کی طرف سے ہٹ گیا۔ لہٰذا اب آپ یہ تحریر کردیں کہ میں قسم کے کفارہ کو کس طرح ادا کروں؟ جبکہ میں پانچ وقت کی نماز کا پابند بھی ہوں اور خدا سے معافی کا طلب گار بھی ہوں۔

ج…… یہ تو اچھا ہوا کہ ''ناجائز محبت'' نفرت سے بدل گئی، دونوں اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں، یعنی دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں، یا صدقۂ فطر کی مقدار غلہ (یعنی پونے دو کلو گیہوں) یا نقد قیمت ہر مسکین کو دے دیں، اگر اتنی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھیں، اور خدا تعالیٰ سے اِستغفار بھی کریں۔

## ماموں زاد بھائی سے بہن رہنے کی قسم کھائی تو اَب اس سے شادی کیسے کریں؟

س…… میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے نہایت مجبوری کے تحت اپنے ماموں زاد بھائی کے سامنے یہ قسم کھائی تھی کہ: ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہاری بہن ہوں اور بہن بن کر رہوں گی اور بہن کے تمام حقوق پورے کروں گی۔'' یہ بات کئی سال پہلے کی ہے، اب میں ڈاکٹر بن چکی ہوں اور وہ بھی ڈاکٹر ہے۔ میرے ماں باپ میری شادی اس سے کرنا چاہتے ہیں، میں سخت پریشان ہوں، کیونکہ میں قسم توڑنا چاہتی ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟ اور آپ یہ بھی بتادیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا بہت سخت گناہ ہوگا؟ مجھ پر قیامت کے دن عذاب ہوگا؟

ج…… آپ پر قسم توڑنے کا کوئی گناہ نہیں، آپ ماموں زاد سے شادی کرکے قسم توڑ دیں، اس کے بعد کفارہ ادا کردیں۔

## غلط قسم توڑ دیں اور کفارہ ادا کریں

س…… ہماری بینک کی یونین کے صدر نے ہمیں ایک میٹنگ میں بلایا اور ادھر ہماری یونین کے ہی کچھ لوگوں پر تنقید کرنے لگا کہ وہ یہ یہ کرتے ہیں، پھر اچانک ہی وہ اُٹھے اور قرآن شریف لے کر آئے اور ہم سب سے حلف اُٹھوایا کہ ہم سب اس کو ہی ووٹ دیں گے، اب جبکہ ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ ہماری یونین کا صدر جھوٹا ہے اور انتظامیہ سے ملا ہوا ہے، اور دُوسرا گروپ صحیح ہے، اور جلد ہی الیکشن بھی ہونے والے ہیں، اب میں اور میرے کچھ ساتھی پریشان ہیں، کیونکہ ہم سے اس نے دغا سے قرآن پر حلف لیا ہے، اب اگر ہم اس کو ووٹ دیتے ہیں تو ہمارا ضمیر مطمئن نہیں ہوتا، دُوسری طرف قرآن شریف کا مسئلہ ہے۔ برائے مہربانی ہمیں اس کا شرعی حل بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ حلف توڑنے کی صورت میں کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج…… ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ: ''جب تم کسی بات کی قسم کھالو، پھر دیکھو کہ دُوسری صورت بہتر ہے (یعنی اس کام کا نہ کرنا بہتر ہے) تو جو کام بہتر ہو کرلو اور اپنی قسم (کے توڑنے) کا کفارہ ادا کردو۔'' (مشکوٰۃ ص:۲۹۶)

یہ حدیث شریف آپ کے سوال کا جواب ہے، آپ لوگ اپنی قسم توڑ دیں اور قسم کے کفارے ادا کریں۔ قسم کا کفارہ ہے دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا، یا ان کو لباس دینا اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھ لئے جائیں۔

## صحیح قسم پر قائم رہنا چاہئے

س…… ہم ۲۰ ساتھی ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں، ہم سب نے قرآنِ کریم پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی تھی کہ ہم اپنی فیکٹری کے حکام سے اپنے حق کے لئے لڑیں گے اور کوئی بھی ساتھی پیچھے نہیں ہٹے گا، میں اپنے ساتھیوں کا کسی وجہ سے ساتھ نہ دے سکا، اب میں ہر وقت ذہنی طور پر پریشان رہتا ہوں۔

ج…… فیکٹری والوں سے صحیح بات کا مطالبہ جائز ہے، اور غلط بات کا مطالبہ دُرست نہیں۔

اگر کسی صحیح بات کے کرنے کی آدمی قسم کھالے تو اس کو کرنا چاہئے، اگر نہ کرے تو قسم توڑنے کا کفارہ واجب ہے، یعنی دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا، اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ اور اگر کسی غلط بات پر قسم کھائی ہو تو قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔

## کمپنی میں ٹھیکے پر کام نہ کرنے کی قسم توڑنے کا کیا کفارہ ہے؟

س…… میں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں اس کمپنی والوں نے ہم سے ٹھیکے پر کام کروانا چاہا، ہم سب ورکروں نے قرآنِ کریم پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کیا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی ٹھیکے پر کام نہیں کرے گا۔ مگر بعد میں ہم سب کو ٹھیکے (کنٹریکٹ) پر کام کرنا پڑا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور یہ وعدہ کیا کہ ہم پاکستان جاکر اس کا کفارہ ادا کریں گے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ میں اس کفارہ کو کس طرح ادا کروں؟ میں چاہتا ہوں کہ اس کفارہ کے پیسے کسی مستحق کو دُوں، مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں کفارہ کے کتنے روپے ادا کروں؟

ج…… جتنے لوگوں نے عہد کرکے توڑا، ان سب کے ذمہ لازم ہے کہ دس دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں، یا ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت ادا کریں۔ ۱۹۹۱ء میں اس کی قیمت کے تقریباً آٹھ روپے فی مسکین بنتے ہیں، اگر ایک محتاج کو دس دن کھانا کھلا دیں یا ہر دن صدقۂ فطر کی رقم اس کو دے دیں تو کفارہ ادا ہوجائے گا، لیکن اگر اس کو دس دن کے کھانے کی رقم یک مشت دے دی تو صرف ایک دن کا کھانا شمار ہوگا، نو دن کا ذمہ رہے گا۔

## ”تمہاری چیز کھاؤں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں“ کہنے سے قسم

س…… میں ایک کارپوریشن میں کام کرتا ہوں، جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں ایک سیکشن میں دو کمرے ہیں، ہم لوگ دو کمروں میں بیٹھے ہوئے کام کرتے ہیں، ہم لوگوں میں کسی کے ہاں کوئی خوشی ہو تو مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دُوسرے کمرے والوں نے روپے جمع کرکے مٹھائی تقسیم کی، انہوں نے اپنے لئے چم چم مٹھائی منگوائی اور ہمارے لئے گلاب جامن کے ڈبے بھیجے۔ جب ہمیں پتہ چلا کہ انہوں نے ایسا

کیا ہے تو میں نے اس سے جو کہ بڑا بنا ہوا تھا کہا: مسلمان تو وہ ہوتا ہے جو چیز اپنے لئے پسند کرے، دُوسرے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی چیز ہونی چاہئے۔ اس میں بات بڑھ گئی تو میں نے غصّے میں اس کی قسم کھالی کہ تمہارے کمرے کے کسی بھی آدمی کی تقسیم کردہ کوئی چیز کھاوٴں تو خنزیر کا گوشت کھاوٴں۔ اس بات کو تقریباً تین سال گزر چکے ہیں، اس دن سے وہ لوگ کوئی چیز ہمیں کھانے کے لئے دیتے ہیں تو میں نہیں کھاتا۔ اس بات پر وہ لوگ سب ناراض ہوتے ہیں اور مجھے بھی افسوس ہوتا ہے کہ اس وقت یہ قسم نہ کھاتا۔ برائے مہربانی اس قسم کا شرعی طور پر حل بتائیں، اس کا توڑ ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو پھر کس طرح سے ٹوٹ سکتی ہے؟ کفارہ کیا ہے؟

ج......آپ نے بڑی غلط قسم کھائی، اس قسم کو توڑ دیجئے، اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کردیجئے، قسم کا کفارہ ہے دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلانا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔

## درزی سے کپڑے نہ سلوانے کی قسم کا کیا کروں؟

س......ایک دن میں نے ایک جوڑا کپڑا اور ایک واسکٹ درزی کو سلائی کے لئے دیا، وہ ہمارا رشتہ دار ہے، اس نے کپڑے اور واسکٹ دونوں اتنے خراب سی کردیئے کہ میں نے سخت غصّے میں قسم کھائی کہ اس درزی سے عمر بھر میں کوئی چیز نہیں سلواوٴں گا۔ وہ درزی ہماری دُکان میں ہے، اس لئے اس سے سلوانے پر مجبور ہوں۔

ج......درزی سے کپڑے سلوا لیجئے، اس طرح قسم ٹوٹ جائے گی، پھر کفارہ ادا کردیجئے۔

# کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی؟

## غیراللہ کی قسم کھانا سخت گناہ ہے

س…… میں نے دیکھا ہے کہ لوگ خدا کے سوا اور بہت سی قسمیں بھی اُٹھا لیتے ہیں، مثلاً: تم کو میرے سر کی قسم، تم کو میری قسم، یا تم کو اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز کی قسم وغیرہ، کیا اس قسم کی قسم جائز ہے؟

ج…… خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا سخت گناہ ہے، مثلاً یوں کہا کہ: باپ کی قسم، رسول کی قسم، کعبہ کی قسم، اولاد کی قسم، بھائی کی قسم، یا اگر کسی اور کی قسم کھائی تو شرعاً یہ قسم نہیں ہوتی۔ البتہ قرآنِ کریم کلامِ الٰہی ہے، اس لئے قرآن کی قسم کھانے سے قسم ہوجاتی ہے، اور اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے۔

## دِل ہی دِل میں قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی

س…… میں نے دِل میں قسم کھائی تھی اور دِل میں وعدہ کیا تھا کہ ایسا نہیں کروں گا، مگر کرلیا تو اب اس پر کفارہ کیا ہے؟

ج…… دِل میں عہد کرنے سے نہ قسم ہوئی، نہ کوئی کفارہ لازم آتا ہے، نہ آپ نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے، جب تک کہ قسم کے الفاظ زبان سے ادا نہ کرے۔ اس لئے اس معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، صرف یہ ہوا کہ آپ نے دِل میں ایک ارادہ کیا تھا جو پورا نہیں ہوسکا۔

## ”تمہیں خدا کی قسم“ کہنے سے قسم لازم نہیں ہوتی

س…… ایک شخص نے مجھ سے اپنا کام کرانے کے لئے بہت زور ڈالا، اور اللہ کی قسم دی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہے، لیکن میں نے اس شخص کا کام نہیں کیا۔ اب میں پریشان ہوں کہ

میں نے باوجود اس کے قسم دِلانے کے اس کا کام نہیں کیا۔ کیا مجھے اس شخص نے جو اللہ کی قسم دِلائی تھی اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، جبکہ میں نے اپنے زبان سے اللہ کی قسم نہیں کھائی؟

ج…… صرف دُوسرے کے کہنے سے کہ: ”تمہیں اللہ کی قسم ہے“، قسم لازم نہیں ہوتی، جب تک اس کے کہنے پر خود قسم نہ کھائے، پس اگر آپ نے خود قسم نہیں کھائی تھی تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں، اور اگر آپ نے قسم کھائی تھی تو کفارہ لازم ہے۔

## کسی دُوسرے کا خدا کا واسطہ دینے سے قسم نہیں ہوتی

س…… میں سگریٹ نوشی کرتا ہوں، ہوا یوں کہ میری بیوی نے پابندی عائد کردی، ایک روز خدا کی قسم کا واسطہ دے کر ایک سگریٹ دیا، میں نے دوبارہ مانگا تو انکار کردیا کہ خدا سے بھی نہیں ڈرتے؟ میں نے کہا: وہ تو میں نے یوں ہی کہہ دیا تھا۔ اب میں نے سگریٹ نوشی شروع کردی ہے، اس لئے کہ اگر نہ پیئوں تو دُوسری بیماریاں عود کرآنے کا خدشہ ہے۔ مہربانی فرماکر آپ فتویٰ دیجئے کہ اس قسم کی لغو قسم کا کفارہ ہوتا ہے یا نہیں؟

ج…… کسی کے یہ کہنے سے کہ ”تم کو خدا کی قسم“ اس پر قسم لازم نہیں ہوتی، جب تک خود قسم نہ کھائے، پس اگر آپ کی بیوی کے قسم دِلانے پر آپ نے قسم نہیں کھائی تھی تو آپ پر کوئی کفارہ نہیں۔ اور اگر آپ نے قسم کھائی تھی اور وہ توڑ ڈالی تو قسم توڑنے کا کفارہ ادا کردیجئے۔ یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا، اور جس کو اتنی مقدور نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔

## بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے

س…… میری بیوی اور سالی میں ایک بہت ہی معمولی بات پر جھگڑا ہوگیا، اس دوران غصّے کی حالت میں میری بیوی نے میرے بچوں کی قسم کھائی کہ آئندہ میں اپنے میکے نہیں آؤں گی (جبکہ میرے دو ہی بچے ہیں)، اب وہ اپنی قسم پر پشیمان ہے اور میکے جانا چاہتی ہے۔ آپ بتائیں اس قسم کا کتاب وسنت کی رُو سے کیا کفارہ ہوگا؟ اور وہ کس طرح ادا کیا جائے تاکہ یہ قسم ختم ہوجائے اور وہ دوبارہ اپنے میکے جانا شروع ہوجائے؟

ج…… بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور یہ قسم لازم نہیں ہوتی، نہ اس کے کفارے کی ضرورت ہے، اس لئے میکے جاسکتی ہے۔

## بچوں کی جان کی قسم کھانا جائز نہیں

س…… میرے بھائی نے انتہائی غصّے کی کیفیت میں اپنے پانچ بچوں کی قسم کھائی تھی، لیکن اب وہ قسم توڑ دی ہے۔ برائے مہربانی یہ فرمایئے کہ ان کو کیا کرنا چاہئے؟ نیز جو کچھ بھی کرنا ہے وہ خود ہی کریں یا ان کی جانب سے کوئی دُوسرا فرد بھی کرسکتا ہے؟

ج…… قسم صرف اللہ تعالیٰ کی کھائی جاتی ہے، بچوں کی جان کی قسم کھانا جائز نہیں، نہ اس سے قسم ہوتی ہے، مگر غیراللہ کی قسم کھانے پر اس کو توبہ و اِستغفار کرنا چاہئے۔

## بیٹے کی قسم کھانا جائز نہیں

س…… الف نے اپنی ماں کے جبراً کہنے پر اپنے بیٹے ب کی قسم کھائی کہ وہ (الف) اپنے چچا سے کبھی نہیں ملے گا۔ حالانکہ الف کا اپنے چچا اور ان کے اہل و عیال سے کوئی تنازع نہیں بلکہ محبت ہے۔ کیا الف کی اپنے چچا سے میل جول کرنے پر قسم ٹوٹ گئی؟ اگر ایسا ہے تو اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ مزید برآں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ب (الف کے بیٹے) کی صحت، زندگی اور عافیت پر کوئی زک آنے کا اندیشہ تو نہیں؟ کیونکہ الف نے بیٹے کی قسم کھائی اور پھر توڑ دی ہے جس کی وجہ سے اللہ کے غیظ و غضب سے خوفزدہ ہے۔

ج…… بیٹے کی قسم کھانا ہی جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔ اور چچا سے قطع تعلق بھی حرام ہے۔ الف والدہ کے کہنے سے دونا جائز باتوں کا مرتکب ہوا، اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور چچا کے ساتھ قطع تعلق ختم کردے۔ الف کے بیٹے پر اِن شاء اللہ کوئی زد نہیں آئے گی۔

## ''تمہیں میری قسم'' یا ''دُودھ نہیں بخشوں گی'' کہنے سے قسم نہیں ہوتی

س…… محترم! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ماں اپنے بیٹے کو یہ کہے کہ: ''تمہیں میری قسم ہے، اگر تم فلاں کام کرو'' یا یہ کہے کہ: ''اگر تم نے یہ کام کیا تو میں تمہیں اپنا دُودھ نہیں بخشوں گی''، اور بیٹا اس قسم کو توڑ دیتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

ج…… ''تمہیں میری قسم'' کہنے سے قسم نہیں ہوتی، اسی طرح ''دُودھ نہیں بخشوں گی'' کے لفظ سے بھی قسم نہیں ہوتی، اس لئے اگر اس شخص نے اپنی والدہ کے حکم کے خلاف کیا تو قسم نہیں ٹوٹی، نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے، البتہ اس کو اپنی والدہ کی نافرمانی کا گناہ ہوگا، بشرطیکہ والدہ نے جائز بات کہی ہو۔

## قرآن مجید کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوتی

س…… میں اپنی بیوی کو کچھ رقم دیتا ہوں، رقم دینے میں کچھ تأخیر ہوگئی، میری بیوی نے غصّے میں آکر کہا: ''آئندہ میں آپ سے پیسے نہیں مانگوں گی، سامنے قرآن پڑا ہے (اشارہ کرکے)'' اور قرآن شریف سامنے موجود تھا۔ آیا یہ قسم ہوگئی؟ اور اگر اس قسم کو میری بیوی توڑ دے تو کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

ج…… قرآنِ کریم کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوتی۔

## ''اگر فلاں کام کروں تو اپنی ماں سے زنا کروں'' کے بیہودہ الفاظ سے قسم نہیں ہوتی

س…… میں عرصہ دراز سے ایک گناہ میں مبتلا تھا، بلکہ اب بھی شاذ و نادر مرتکب ہوجاتا ہوں۔ اس گناہ سے بچنے کے لئے متعدّد بار توبہ کی، لیکن وقتی طور پر سہی کوئی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر ایک دن قسم اُٹھائی کہ: ''اگر میں نے یہ گناہ دوبارہ کیا تو یوں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔'' کچھ عرصہ یہ قسم بحال رہی، بدقسمتی سے پھر اس گناہ کا مرتکب ٹھہرا اور اس طرح پھر اپنی پُرانی روش پر اُتر آیا۔ عجیب بات ہے کہ ہر گناہ کرنے کے بعد نادم ہوا اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کیا، بلکہ اپنی طرف سے سچی توبہ کی لیکن بارآور ثابت نہ ہوئی۔ لہٰذا ایک تو دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ گناہ کو معاف فرمائے، دُوسرے نہ کرنے کی توفیق بخشے۔ مزید قسم توڑنے کا کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟ سنا ہے آسان کفارہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوتا ہے، وضاحت فرمائیں۔ ظاہر ہے ساٹھ مسکین تو اکٹھے نہیں کئے جاسکتے، اس کی کوئی آسان صورت ہے؟ کیا کسی دینی مدرسہ میں اس کھانے کے عوض رقم ادا کی جاسکتی

ہے؟ رقم کتنی ہونی چاہئے؟ یہ رقم وقفے وقفے سے جمع کراسکتا ہوں؟ کیونکہ ملازم پیشہ آدمی ایک ہی وقت میں ادائیگی نہیں کرسکتا۔ بہرحال میری اس اُلجھن کو حل فرمائیں۔

ج…… ’’اگر فلاں کام کروں تو اپنی ماں سے زنا کروں‘‘ ان بیہودہ الفاظ سے قسم نہیں ہوتی، نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے، ان گندے الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے۔ البتہ اس سے پہلے آپ نے جتنی مرتبہ قسمیں کھا کر توڑیں، ان کا ہر ایک کا الگ الگ کفارہ ادا کیجئے۔

## غیر مسلم کے ذمہ قرآن پاک کی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ کچھ نہیں

س…… میں ایک غیر مسلم ہونے کے ناتے سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، اَز راہِ کرم جواب اخبار میں یا براہِ راست مجھے بھیجئے۔

سوال یہ ہے میں نے ایک آدمی سے ۵۰ روپے لئے تھے، اس نے مجھے مقرّرہ تاریخ تک لوٹا دینے کو کہا، لیکن میں کسی ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ پیسے نہیں لوٹا سکا، آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں ان کو یہ پیسے کسی کفارہ کے ساتھ واپس کردُوں؟ واضح رہے کہ میں نے ان کو مقرّرہ تاریخ تک پیسے لوٹا دینے کی قرآن شریف کی قسم کھائی تھی۔ آپ اسلام کی رُو سے اس سوال کا جواب دیں۔

ج…… آپ اصل رقم واپس کردیں، تاریخِ مقرّرہ پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے آپ کے ذمہ کوئی کفارہ نہیں۔ آپ نے جو قسم کھائی تھی اور وہ قسم آپ پوری نہیں کرسکے، اس کا کفارہ آپ کے مذہب میں کوئی ہے تو ادا کردیجئے۔ دینِ اسلام کی رُو سے آپ کے ذمہ اس کا بھی کوئی کفارہ نہیں۔ اگر کوئی مسلمان قسم توڑتا تو اس کے ذمہ قسم توڑنے کا کفارہ لازم آتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ”آپ کے مسائل اوران کا حل“

### مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون وبیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرہ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۱۱۷۱۹

قانونی مشیر اعزازی:۔۔۔ منظور احمد میو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت:۔۔۔۔۔۔ ستمبر ۱۹۹۷ء

قیمت: ۔۔۔۔۔۔

ناشر: ۔۔۔۔۔۔ مکتبہ لدھیانوی

18-سلام کتب مارکیٹ

بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: جامع مسجد باب رحمت

پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون:021-32780337 - 021-32780340

www.shaheedeislam.com

نوٹ: Mobile اور IPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے "Adobe Acrobat" کو "PDF Reader" کے طور پر استعمال کریں۔

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل ایک نظر میں

**جلد اوّل**

عقائد، اجتہاد
محاسنِ اسلام
غیر مسلم سے تعلقات
غلط عقائد رکھنے والے فرقے
جنت و دوزخ
توہم پرستی

**جلد دوم**

وضو کے مسائل
غسل و تیمم مسائل
پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل
نماز کے مسائل
جمعہ و عیدین
کے مسائل

**جلد سوم**

نمازِ تراویح، نفل نمازیں
میت کے احکام
قبروں کی زیارت
ایصالِ ثواب
قرآن کریم، روزے کے مسائل
زکوٰۃ کے مسائل
منت و صدقہ

**جلد چہارم**

حج و عمرہ کے مسائل
زیارت روضۂ اطہر
مسجد نبوی مدینہ منورہ
قربانی، حلال اور حرام جانور
قسم کھانے کے مسائل

**جلد پنجم**

شادی بیاہ کے مسائل
طلاق و خلع
عدت، نان و نفقہ
پرورش کا حق
عائلی قوانین وغیرہ

**جلد ششم**

تجارت یعنی خرید و فروخت
محنت و اُجرت کے مسائل
قسطوں کا کاروبار
قرض کے مسائل
وراثت اور وصیت

**جلد ہفتم**

نام، تصویر، داڑھی، جسمانی وضع قطع، لباس
کھانے پینے کے شرعی احکام
والدین، اولاد اور پڑوسیوں
کے حقوق، تبلیغ، دین
کھیل کود، موسیقی، ڈانس
خاندانی منصوبہ بندی، تصوف

**جلد ہشتم**

پردہ، اخلاقیات
رسومات، معاملات
سیاست، تعلیم اور وظائف
جائز و ناجائز
جہاد اور شہید کے احکام

**جلد نہم**

ڈاروِن کا نظریہ اور اسلام
اعضا کی پیوند کاری، خودکشی سے
بچانے کے لیے تین طلاق کا حکم
کنٹیکٹ لینز کی صورت میں
وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر
کا شرعی حکم وغیرہ

**جلد دہم**

معجزہ شق قمر، کچھ مفاہیم
کے بارے میں
مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم
فلمی دنیا سے معاشرتی بگاڑ
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## مکتبہ لدھیانوی

18 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

Tel: 021-2780337
Cell:0321-2115502, 0321-2115595, 0321-2115311

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل

جلد پنجم

شادی بیاہ کے مسائل
طلاق و خلع
عدت، نان و نفقہ
پرورش کا حق
عائلی قوانین وغیرہ



حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی انداز تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۴۴۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

بہت ہی شکر و احسان اس رَبِّ جلیل اور علیم و خبیر کا کہ جس کی توفیق اور فضل و کرم سے حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے مقبول ترین سلسلے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی پانچویں جلد تیاری کے مرحلے سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر نافع بنائے، آمین!

حضرتِ اقدس زید مجدہم نے میر شکیل الرحمٰن ایڈیٹر انچیف جنگ گروپ آف پبلی کیشنز کی خواہش اور اصرار پر مئی ۱۹۷۸ء میں ''جنگ'' کے اسلامی صفحہ ''اقرأ'' کی ذمہ داری قبول کی اور حضرت کی معاونت و رفاقت کے لئے ''نا کارۂ خلائق'' راقم السطور کا نام حضرت مفتی احمد الرحمٰن نوّر اللہ مرقدہٗ کے مشورے سے طے پایا، تو کسی کے وہم و گمان اور حاشیۂ خیال میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے اور اس خدمت کو اتنی عظیم شرف قبولیت سے نوازیں گے اور اس کے ذریعہ فقہ و دِین کی اتنی عظیم خدمت ہوگی کہ لاکھوں افراد کی زندگیوں کا نقشہ تبدیل ہو جائے گا۔

حضرتِ اقدس زید مجدہم اور اُمت کے نبض شناس، علماء کے وقار، جانشینِ حضرتِ اقدس بنوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے باہم مشورہ اور استخاروں کے بعد اس خدمت کو مستقبل میں اُمت کی تربیت کے لئے ضروری سمجھا اور پھر دُنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں کے اِخلاص اور حسنِ نیت کی لاج رکھ لی اور ''جنگ'' کے صفحات میں علمی اعتبار سے صفحہ ''اقرأ'' کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی، اور آج ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ''جنگ'' کا مقبول ترین سلسلہ ہے اور لاکھوں قارئین جمعۃ المبارک کو سب سے پہلے اس کو پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ دِین کی سمجھ حاصل کریں۔ اللہ رَبّ العزّت اس سلسلے کو مزید قبولیت عطا فرمائے۔

حضرتِ اقدس کے قلم کی روانی اور مقبولیت کی شہادت تو محدث العصر حضرتِ اقدس مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے عملی طور پر اس طرح فرمائی کہ حضرتِ اقدس کو جامعہ رشیدیہ کے گوشے سے اُٹھا کر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے عالمی پلیٹ فارم اور جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی علمی بساط پر

لا کھڑا کیا۔ حضرتِ اقدس مولانا بنوریؒ کی نگاہوں نے جو محسوس کیا تھا علمائے حق نے اس کا مشاہدہ دُنیا میں ہی کرلیا اور آج حضرتِ اقدس شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سرفراز خان صفدر زید مجدہم، ولیٔ کامل حضرت سیّد نفیس شاہ صاحب زید مجدہم، حضرتِ اقدس خواجہ مولانا خان محمد صاحب زید مجدہ، حضرتِ اقدس مولانا محمد تقی عثمانی زید مجدہم، حضرت مولانا مفتی محمود گنگوہی زید مجدہم، حضرتِ اقدس مولانا یوسف متالا زید مجدہم، حضرتِ اقدس قاری سعید الرحمٰن زید مجدہم اور دیگر علمائے حق اس بات پر متفق ہیں کہ موجودہ پُرفتن دور میں حضرتِ اقدس مولانا لدھیانوی زید مجدہم اسلام کے صحیح ترجمان اور علمائے حق کی صحیح نمائندگی کررہے ہیں۔

اخبار ''جنگ'' کے ذریعہ اگر ایک طرف وہ عام مسلمانوں کی راہ نمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے پلیٹ فارم سے پوری دُنیا میں مرزا نجس (موجودہ سربراہ جماعتِ قادیانیہ) کا تعاقب کرتے نظر آتے ہیں، اور اس سلسلے میں آپ کا علمی شاہکار ''تحفۂ قادیانیت'' ۰۰۷ سے زائد صفحات پر اُردو اور انگلش میں علمائے کرام اور عوام الناس کی صحیح راہ نمائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' نے اس افتراق اور انتشار کے دور میں حق و باطل کو ایک روشن شکل میں دُنیا کے سامنے ممتاز اور علیحدہ کردیا ہے، اور اُمتِ مسلمہ کے ذہنوں میں پائے جانے والے اس سوال کا شافی جواب مہیا کردیا کہ علمائے کرام کے شدید اختلاف کے اس دور میں ہم حق کی تمیز کیسے کریں؟ ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' کی تیسری جلد نے موجودہ پُرفتن دور کے سب سے بڑے ''رفض'' کے ''تقیہ'' کا غلاف پوری طرح اُتار دیا اور یہ فتنہ پورے طور پر واضح ہوگیا۔

پانچویں جلد کو اس خوبصورت انداز میں آپ کے ہاتھوں پہنچانے میں حسبِ سابق اُستاذِ حدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزی، مولانا سعید احمد جلال پوری، ڈاکٹر شہیر الدین علوی، عزیزم برادرم عبداللطیف، مولانا نعیم امجد، عزیزم محمد وسیم غزالی، محمد انور رانا، محترم میر شکیل الرحمٰن، میر جاوید الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن، قاری ہلال احمد، محمد فیاض اور ان تمام ساتھیوں کا بہت ہی ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی طرف سے بہت ہی بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ترقیات سے نوازے۔

محمد جمیل خان

نگران اسلامی صفحہ ''اقرأ''

روزنامہ جنگ کراچی



فہرست

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

## شادی کے متفرق مسائل ۱۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شادی بیاہ کے مسائل

## شادی کون کرے اور کس سے؟

### اگر بیوی سے ظلم و ناانصافی کرنے کا یقین ہو تو نکاح حرام ہے، غالب گمان ہو تو مکروہِ تحریمی، اور معتدل حالات میں سنتِ مؤکدہ

س…… مسلمان مرد اور عورت پر کتنی عمر میں شادی کرنی واجب ہے؟ میں نے سنا ہے کہ لڑکی کی عمر ۱۶ سال ہو اور لڑکے کی عمر ۲۵ سال تو اس وقت ان کی شادی کرنی چاہئے۔

ج…… شرعاً شادی کی کوئی عمر مقرّر نہیں، والدین بچے کا نکاح نابالغی میں بھی کر سکتے ہیں اور بالغ ہو جانے کے بعد اگر شادی کے بغیر گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو شادی کرنا واجب ہے، ورنہ کسی وقت بھی واجب نہیں، البتہ ماحول کی گندگی سے پاکدامن رہنے کے لئے شادی کرنا افضل ہے۔

درمختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر نکاح کے بغیر گناہ میں مبتلا ہونے کا یقین ہو تو نکاح فرض ہے، اگر غالب گمان ہو تو نکاح واجب ہے (بشرطیکہ مہر اور نان و نفقہ پر قادر ہو)، اگر یقین ہو کہ نکاح کر کے ظلم و ناانصافی کرے گا تو نکاح کرنا حرام ہے، اور اگر ظلم و ناانصافی کا غالب گمان ہو تو نکاح کرنا مکروہِ تحریمی ہے، اور معتدل حالات میں سنتِ مؤکدہ ہے۔

## بیوہ اور رنڈوا کب تک شادی کر سکتے ہیں؟

س…… بیوہ عورت اور رنڈوا مرد کس عمر تک دُوسرا یا تیسرا نکاح کر سکتے ہیں؟

ج…… جب تک اس کی ضرورت ہو، اور جب تک میاں بیوی کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت ہو، بہرحال شریعت میں دُوسرے اور تیسرے نکاح کا حکم وہی ہے جو پہلے نکاح کا ہے۔

## شادی کے لئے والدین کی رضامندی

س…… میرے والدین میری شادی کرنا چاہتے ہیں، لیکن ایک ایسی جگہ جو مجھے پسند نہیں، درحقیقت میں اپنی چچازاد بہن سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوں، اب آپ سے گزارش ہے کہ مجھے کتاب وسنت کی روشنی میں کوئی مشورہ دیں، کیا میں والدین کی بات تسلیم کرلوں یا انہیں مجبور کروں؟

ج…… والدین کو حکم ہے کہ وہ شادی کرتے وقت اولاد کے جذبات اور خواہش کو ترجیح دیں، اِدھر اولاد کو چاہئے کہ والدین تک اپنی خواہش تو پہنچادیں لیکن اپنی خواہش اور رائے پر والدین کی صوابدید کو ترجیح دیں، کیونکہ ان کا تجربہ بھی زیادہ ہے اور شفقت بھی کامل ہے، وہ جو انتخاب کرتے ہیں سوچ سمجھ کر ہی کرتے ہیں، اِلَّا ماشاء اللہ۔

میرا مشورہ آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ اپنی خواہش والدین تک پہنچادیں، اگر وہ بخوشی راضی ہوجائیں تو بہت بہتر، ورنہ آپ اپنا خیال دِل سے نکال دیں۔ والدین کی صوابدید کو ترجیح دیں اور اس کے لئے استخارہ بھی کریں۔

## شادی کے معاملے میں والدین کا حکم ماننا

س……بعض گھرانوں میں جبکہ اولاد بالغ، سمجھ دار اور پڑھ لکھ جاتی ہے لیکن والدین اپنی خاندانی روایات کو نبھانے کی خاطر یا پھر دولت، جائیداد کی خاطر اولاد کو جہنم میں جھونک دیتے ہیں، بغیر ان کی رائے جانے ان کی زندگی کے فیصلے کردیتے ہیں، بیشک اولاد کا فرض ہے کہ ماں باپ کی فرمانبرداری واطاعت کرے، لیکن کیا خدا نے اولاد کو اس قدر بے بس بنایا ہے کہ وہ والدین کے غیر اسلامی فیصلے جو کہ ان کی زندگی کے متعلق کئے جاتے ہیں، ان

پر بھی خاموش تماشائی بن کر اپنی زندگی ان کے حوالے کردیں؟ کیا اولاد کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی زندگی کا یہ اہم فیصلہ خود کرسکے؟

ج…… شریعت نے جس طرح اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق رکھے ہیں، اسی طرح والدین کے ذمہ اولاد کے حقوق بھی رکھے ہیں، اور جو بھی ان حقوق کو نظرانداز کرے گا اس کا خمیازہ اسے بھگتنا ہوگا۔ مثلاً شادی کے معاملے میں اولاد کی رضامندی لازم ہے، اگر والدین کسی غیرمناسب جگہ رشتہ تجویز کریں تو اولاد کو انکار کا حق ہے، اور اگر وہ اپنی ناگواری کے باوجود محض والدین کی رضاجوئی اور ان کے احترام کی بناء پر اس کو ہنسی خوشی قبول کرلے اور پھر نبھا کر دِکھادے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم اجر کا مستحق ہے، لیکن اگر وہ قبول نہ کرے تو والدین کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

## والدین اگر شادی پر تعلیم کو ترجیح دیں تو اولاد کیا کرے؟

س…… میرے والدین اگرچہ ہم سب کو بڑی محنت اور توجہ سے تعلیم حاصل کروارہے ہیں، لیکن انہوں نے یہ سوچ رکھا ہے کہ سب کچھ تعلیم ہی ہے، میں اگرچہ بہت چھوٹا ہوں لیکن میری بڑی بہنیں ہیں، جنھیں اعلیٰ تعلیم دِلوائی جارہی ہے، لیکن میرے والدین کو ذرا بھی ان کی شادی کی فکر نہیں جبکہ وہ خود بوڑھے ہورہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج کل کا زمانہ کتنا خراب ہے، اور میں ابھی بہت چھوٹا ہوں اور جب میں بڑا ہوں گا تو اس وقت تک میری بہنیں ادھیڑ عمر کی ہوچکی ہوں گی، پھر تو رشتہ ملنا ہی مشکل ہوگا، جبکہ اس وقت رشتے آرہے ہیں، لیکن میرے والد صاحب سب سے ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں، جبکہ میں جانتا ہوں میری بہنیں ان رشتوں پر خوش ہیں۔ اگر والدین کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہے تو کیا اولاد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سِول میرج کرلیں؟ جبکہ دونوں ہی مسلمان ہیں اور اسلام میں یہ بات جائز بھی ہے۔

ج…… آج کل اعلیٰ تعلیم کے شوق نے والدین کو اپنے اس فریضے سے غافل کر رکھا ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی عمر کالج اور یونیورسٹیوں کے چکر میں ڈھل جاتی ہے، اور جب وقت گزر جاتا ہے تو ماں باپ کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ مجھے اس طرح کے سینکڑوں خطوط موصول


فہرست

ہو چکے ہیں کہ لڑکی کی عمر ۳۰-۳۵ برس کی ہوگئی، کوئی رشتہ نہیں آتا اور جو آتا ہے وہ بھی دیکھ داکھ کر چپ سادھ لیتا ہے۔ کوئی تعویذ، وظیفہ اور عمل بتاؤ کہ بچیوں کی شادی ہو جائے۔ لڑکی پڑھی لکھی قبول صورت اور سگھڑ ہے، مگر رشتہ نہیں ہو پاتا، وغیرہ وغیرہ۔ خدا جانے کتنے خاندان اس سیلاب میں ڈُوب چکے ہیں اور کتنے لڑکے لڑکیاں غلط راستے پر چل نکلی ہیں، اس لئے آپ نے جو لکھا ہے وہ ایک دِلخراش حقیقت ہے، حدیث میں ہے کہ:

"عن أبی سعید و ابن عباس رضی الله عنهما قالا: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من ولد له ولد فلیحسن اسمه وأدبه، فاذا بلغ فلیزوجه، فان بلغ ولم یزوجه فأصاب اثمًا فانما اثمه علٰی أبیه." (مشکوٰۃ ص:۲۷۱)

ترجمہ:...... "حضرت ابوسعید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ........ جب اولاد بالغ ہوجائے اور والدین ان کے نکاح سے آنکھیں بند کئے رکھیں، اس صورت میں اگر اولاد کسی غلطی کی مرتکب ہو تو والدین بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔"

باقی رہا یہ سوال کہ اگر والدین غفلت برتیں تو کیا لڑکا لڑکی خود اپنا نکاح بذریعہ عدالت کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دونوں ہر حیثیت سے برابر ہوں تو یہ نکاح صحیح ہوگا، ورنہ نہیں۔ البتہ لڑکے کا کسی جگہ خود شادی کر لینا تو کوئی مسئلہ نہیں، لیکن لڑکی کے لئے مشکل ہے، بہرحال اگر لڑکی خود شادی کرنا چاہے تو اس کو یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا کہ جس لڑکے سے وہ عقد کرنا چاہتی ہے وہ ہر حیثیت سے لڑکی کے جوڑ کا ہو، اس کو فقہ کی زبان میں "کفو" کہتے ہیں۔

## شادی میں والدین کی خلافِ شرع خواہشات کا لحاظ نہ کیا جائے

س...... میرے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے، وہ کہتا ہے کہ براہِ راست نکاح پڑھا دیا جائے، لیکن والدہ بضد ہیں کہ پہلے چھوٹی منگنی اور اس کے بعد نکاح مع رُسوم کے

ہوگا۔ گھر کی عمارت کو سجاوٹ اور چراغاں بھی کرنا چاہتی ہیں، کیونکہ پھر ان کا کوئی بیٹا نہیں، بتائیے والدہ کی جھوٹی خواہشات کا احترام کیا جائے یا سنتِ محمدی کی اطاعت کی جائے؟

ج…… سنت کی پیروی لازم ہے، اور والدہ کی خلافِ شریعت خواہشات کا پورا کرنا ناجائز ہے، مگر والدہ کی بے ادبی نہ کی جائے، ان کو مؤدّبانہ لہجے میں مسئلہ سمجھایا جائے۔

## لڑکی اور لڑکے کی کن صفات کو ترجیح دینا چاہئے؟

س…… جس وقت رشتوں کا سلسلہ ہوتا ہے، یہ بات مشاہدے میں ہے کہ لڑکیوں کو اس طرح دیکھا جاتا ہے جیسے بھیڑ بکریوں کو عید کے موقع پر دیکھا جاتا ہے، کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ دُوسری بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا اس سلسلے میں معاملہ تجارتی بنیادوں پر بھی ہوتا ہے، مثلاً: لڑکا کتنا امیر ہے؟ (چاہے حرام ہی کماتا ہو)، لڑکی کتنا جہیز لائے گی؟ (چاہے حرام آمدنی کا کیوں نہ ہو)، اس سلسلے میں اَحکامِ اسلامی کیا ہوں گے؟

ج…… اسلام کا حکم یہ ہے کہ رشتہ کرتے وقت لڑکے اور لڑکی دونوں کی دِین داری اور شرافت وامانت کو ترجیح دی جائے۔ جو لڑکا حرام کماتا ہو، اس سے وہ لڑکا اچھا ہے جو رزقِ حلال کماتا ہو خواہ مالی حیثیت سے کمزور ہو، اور جو لڑکی دِین دار ہو، عفیفہ ہو، شوہر کی فرمانبردار ہو وہ بہتر ہے خواہ وہ جہیز نہ لائے یا کم لائے۔

## لڑکیوں کی وجہ سے لڑکوں کی شادی میں دیر کرنا

س…… اکثر دیکھا گیا ہے کہ جہاں بیٹیاں ہوتی ہیں، ان کی شادی وغیرہ کے سلسلے میں ان کے بھائیوں کو طویل فہرست انتظار میں منتقل کردیا جاتا ہے، جس کے باعث ان کی عمریں نکل جاتی ہیں یا کافی دیر ہوجاتی ہے۔ کیا ازروئے اسلام یہ طریقہ جائز تصوّر ہوگا؟ اور یہ کہ اس دوران اگر خدانخواستہ کوئی فرد گناہ کی طرف راغب ہوگیا، اس کا وبال کس پر ہوگا؟

ج…… شرعی حکم یہ ہے کہ مناسب رشتہ ملنے پر عقد جلدی کردیا جائے تاکہ نوجوان نسل کے جذبات کا بہاؤ غلط رُخ کی طرف نہ ہوجائے، ورنہ والدین بھی گناہ میں شریک ہوں گے، ہاں! رشتہ ہی نہ ملتا ہو تو والدین پر گناہ نہیں۔

## اگر والدین ۲۵ سال سے زیادہ عمر والی اولاد کی شادی نہ کریں؟

س...... اگر والدین اولاد کی شادی نہ کریں اور ان کی عمریں ۲۵ سال سے بھی تجاوز کرگئی ہوں تو کیا وہ اپنی مرضی سے شادی کرسکتے ہیں؟ اس طرح کہیں والدین کی نافرمانی تو نہیں ہوجائے گی؟

ج...... ایسی صورت میں اولاد کو چاہئے کہ کسی ذریعہ سے والدین کو احساس دِلائیں اور ان کو اولاد کی شادی کرنے پر رضامند کریں، لیکن اگر والدین اس کی پروا نہ کریں تو اولاد اپنی شادی خود کرنے میں حق بجانب ہے۔

لڑکے کا کسی جگہ خود شادی کرلینا تو کوئی مسئلہ نہیں، لیکن لڑکی کے لئے مشکل ہے، بہرحال اگر لڑکی بطور خود شادی کرنا چاہے تو اس کو یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا کہ جس لڑکے سے وہ عقد کرنا چاہتی ہے، وہ ہر حیثیت سے لڑکی کے جوڑ کا ہو، اس کو فقہ کی زبان میں ''کفو'' کہتے ہیں۔

# منگنی

## کیا بغیر عذرِ شرعی منگنی کو توڑنا جائز ہے؟

س...... رشتہ یا منگنی طے ہوجانے کے بعد کسی شرعی عذر کے بغیر منسوخ یا توڑ دینا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟

ج...... منگنی، وعدۂ نکاح کا نام ہے، اور بغیر عذر کے وعدہ پورا نہ کرنا گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منافق کی علامتوں میں شمار فرمایا۔ ہاں! اگر اس وعدے کے پورا کرنے میں کسی معقول مضرّت کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو شاید اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہ فرمائیں۔

## منگنی توڑنا وعدہ خلافی ہے، منگنی سے نکاح نہیں ہوتا

س...... ایک شخص نے اپنے رشتہ دار سے کہا کہ میں آپ کی لڑکی کا رشتہ اپنے لڑکے کے لئے


فہرست

چاہتا ہوں، اس پر ان صاحب نے رضامندی کا اظہار کیا اور بروز جمعہ کو منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے طے پایا۔ لڑکی کے والد نے لڑکے کے باپ سے مخاطب ہوکر کہا: میں نے اپنی فلاں لڑکی تمہارے بیٹے کو دی۔ اس نے کہا: میں نے یہ لڑکی اپنے فلاں بیٹے کے لئے قبول کی۔ تقریباً ایک ماہ دس دن گزرنے کے بعد لڑکی کی والدہ لڑکے کے گھر گئی اور ان سے معذرت کرنے لگی کہ میرے رشتہ دار ناراض ہوتے ہیں، لہٰذا یہ رشتہ ہم لوگ منسوخ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن لڑکے والے منسوخ کرنا نہیں چاہتے، کیا یہ رشتہ لڑکے کی مرضی کے خلاف منسوخ ہوسکتا ہے؟

ج…… منگنی رشتہ لینے دینے کے وعدے کا نام ہے، مگر منگنی سے نکاح نہیں ہوتا، اس لئے منگنی توڑنا وعدہ خلافی ہے اور بغیر کسی معقول اور صحیح عذر کے وعدہ خلافی گناہ ہے، مگر چونکہ عقدِ نکاح نہیں ہوا، اس لئے لڑکے سے طلاق لینے کی ضرورت نہیں۔

## نکاح سے پہلے منگیتر سے ملنا جائز نہیں

س…… ایک صاحب فرما رہے تھے کہ: ''منگیتر سے ملاقات کرنا، اس سے ٹیلیفون وغیرہ پر بات کرنا اور اس کے ساتھ گھومنا پھرنا صحیح نہیں۔'' میں نے ان صاحب سے عرض کیا کہ: ''یہ تو ہمارے معاشرے میں عام ہے، اس کو تو کوئی بھی بُرا نہیں سمجھتا۔'' پھر میرے جواب کا وہ صاحب واضح جواب نہ دے سکے، جس کی وجہ سے میں اُلجھن میں پڑ گیا کہ کیا واقعی یہ صحیح نہیں ہے؟

ج…… نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے، لہٰذا نکاح سے پہلے منگیتر کا حکم بھی وہی ہوگا جو غیر مرد کا ہے کہ عورت کا اس کے ساتھ اختلاط جائز نہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ: ''یہ تو ہمارے معاشرے میں عام ہے، کوئی بُرا نہیں سمجھتا'' اوّل تو مُسلَّم نہیں، کیونکہ شریف معاشروں میں اس کو نہایت بُرا سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں معاشرے میں کسی چیز کا رواج ہوجانا کوئی دلیل نہیں، ایسا غلط رواج جو شریعت کے خلاف ہو، خود لائقِ اصلاح ہے۔ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکیاں غیر لڑکوں کے ساتھ آزادانہ گھومتی پھرتی ہیں، کیا اس کو جائز کہا جائے گا...؟

## جس عورت سے نکاح کرنا ہو، اس کو ایک نظر دیکھنے کے علاوہ تعلقات کی اجازت نہیں

س...... شادی سے قبل ایک دُوسرے کو چاہنے والے لڑکی اور لڑکے کے تعلقات آپس میں کیسے ہونے چاہئیں؟ یعنی ایک دُوسرے سے میل جول یا بات چیت کرسکتے ہیں، لیکن کوئی غیراخلاقی حرکت کے مرتکب نہ ہونے پائیں۔ ایسی صورت میں ان کا ملن کیا شرعی حیثیت رکھتا ہے؟

ج...... جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو ایک نظر دیکھ لینا جائز ہے، خواہ خود دیکھ لے یا کسی معتمد عورت کے ذریعہ اطمینان کرلے، اس سے زیادہ ''تعلقات'' کی نکاح سے قبل اجازت نہیں، نہ میل جول کی اجازت ہے نہ بات چیت کی، اور نہ خلوَت و تنہائی کی۔ نکاح سے قبل ان کا ملنا جلنا بجائے خود ''غیراخلاقی حرکت'' ہے۔

## منگنی میں باقاعدہ ایجاب وقبول کرنے سے میاں بیوی بن جاتے ہیں

س...... ہمارے یہاں رسم ہے کہ منگنی کی رات دعوت ہوتی ہے اور مولوی کو لڑکے والے لاتے ہیں اور مجلس میں باقاعدہ ایجاب وقبول ہوتا ہے۔ اور بعد میں کچھ مدّت گزرنے کے بعد شادی کے وقت پھر ایجاب وقبول ہوتا ہے اور رُخصتی ہوتی ہے۔ کیا پہلے ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر شادی اور منگنی کے درمیان کوئی جھگڑا ہو تو بغیر طلاق کے تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں؟

اگر منگنی والے ایجاب وقبول کے بعد دونوں میں سے کوئی فوت ہوگیا تو کیا ایک دُوسرے سے اپنا حقِ وراثت لے سکتے ہیں یا نہیں؟ ہمارے یہاں یہ بھی رسم اور رواج ہے کہ منگنی والے ایجاب وقبول کے بعد لڑکی کے والدین پھر دُوسری جگہ منگنی نہیں کرسکتے، لیکن یہ بات ہے کہ اگر لڑکا منگنی کے بعد اپنی منگیتر کے پاس آیا تو بہت لعن طعن کرتے ہیں۔

ج...... اگر منگنی کی دعوت کے موقع پر باقاعدہ نکاح کا ایجاب وقبول کرایا جاتا ہے اور اس پر گواہ بھی مقرّر کئے جاتے ہیں تو یہ منگنی درحقیقت نکاح ہے، اور شادی کے معنی رُخصتی کے

ہوں گے۔ اس لئے لڑکا اور لڑکی منگنی والے ایجاب وقبول کے بعد شرعاً میاں بیوی ہوں گے، اور ان پر میاں بیوی کے تمام اَحکام جاری ہوں گے، مثلاً: دونوں میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو ایک دُوسرے کے وارث ہوں گے، اور شوہر کے انتقال کی صورت میں بیوی پر ’’عدّتِ وفات‘‘ لازم ہوگی۔ اور اگر منگنی کے موقع پر نکاح کا ایجاب وقبول نہیں ہوتا، صرف والدین سے وعدہ لیا جاتا ہے تو یہ نکاح نہیں، اس پر نکاح کے اَحکام جاری نہیں ہوں گے۔

## منگنی کے وقت والدین کے ایجاب وقبول کرنے سے نکاح ہوجاتا ہے

س…… شادی سے پہلے منگنی کی جاتی ہے، منگنی میں دُولہا اور دُلہن کی غیرموجودگی میں نکاح پڑھ دیا جاتا ہے، رواج کے مطابق دُولہا اور دُلہن کے والدین مولوی صاحب اور گواہوں کے سامنے بیٹھ کر دُلہن کے والد صاحب اپنی بیٹی دُولہا کے والد صاحب کو اس کے بیٹے کے لئے زوجیت میں دے دیتے ہیں، اور یہ الفاظ تین بار ادا ہوتے ہیں اور دُولہا کے والد صاحب دُلہن کو اپنے بیٹے کے لئے تین بار قبول کرلیتے ہیں، کیا نکاح ہوگیا؟ اب شادی کے بعد کا نکاح لازمی ہے یا نہیں؟

ج…… منگنی کے وقت ایجاب وقبول کے جو الفاظ سوال میں لکھے گئے ہیں، ان سے نکاح ہوجاتا ہے، دوبارہ نکاح اور ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں۔

## قرآن گود میں رکھ کر رشتے کا وعدہ لینے سے نکاح نہیں ہوتا، یہ صرف وعدۂ نکاح ہے

س…… ہمارے گاؤں میں ایک شادی شدہ مرد کے لئے اس کے گھر والوں نے کسی دُوسرے شخص سے رشتہ مانگا ہے، جو اس نے انکار کردیا، پھر انہوں نے کہا کہ اگر تم رشتہ دوگے تو پہلی بیوی کو طلاق دے دیں گے، کیونکہ اس سے ناچاقی ہے، وہ نہ مانا، لڑکے والوں نے قرآن مجید لے کر اس کی گود میں رکھ دیا اور کہا کہ تم رشتہ دو تو ہم اس لڑکی کی طلاق دے دیں گے۔ اس آدمی نے قرآن پاک کی وجہ سے رشتے کی ہامی بھرلی، جس پر یہ نادم ہے، دُوسری شادی کے لئے قانونی اجازت بھی نہیں لی گئی۔ مسئلہ اس صورت میں یہ درپیش ہے

کہ کیا یہ آدمی رشتہ دینے کا پابند ہے اور اس لڑکی کو طلاق ہوگئی؟ اور کیا قرآن مجید کا ایسا استعمال شریعت میں جائز ہے؟ کیا صورت ہوگی؟ کیا وہ رشتہ دینے سے انکار کرسکتا ہے؟ کیونکہ اس نے قرآن کے ڈر کے وجہ سے ہاں کردی تھی۔

ج...... صرف کسی کی گود میں قرآن رکھ دینے سے قسم نہیں ہوجاتی، بہرکیف! اگر آپ نے رشتہ دینے کی صرف ہامی بھرلی تھی تو یہ نکاح نہیں بلکہ وعدۂ نکاح ہے، اور اگر آپ رشتہ نہیں دینا چاہتے تو اس میں صرف وعدہ خلافی ہوگی، اور اگر آپ نے قسم اُٹھا کر ہامی بھری تھی تو اب رشتہ نہ دینے کی صورت میں قسم کا کفارہ بھی آپ کو ادا کرنا ہوگا۔ قرآنِ کریم کو ایسی باتوں کے لئے استعمال کرنا بُرا ہے، یہ آدمی رشتہ دینے کا پابند نہیں، اور اس لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی۔

## لڑکا دِین دار نہ ہو تو کیا منگنی توڑ سکتے ہیں؟

س......۱: ہماری ایک بیٹی ہے، ہمارے گھرانے کو الحمدللہ دِین دار کہہ سکتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی بیٹی کی منگنی ایک دِین دار لڑکے کے بجائے ایک دُنیادار لڑکے سے کی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ اگر ایک دِین دار لڑکے سے کرتے تو ان کی اولاد اِن شاء اللہ حافظِ قرآن اور باعمل عالم ہوتی، اس کے برعکس ان کے گھر میں ٹی وی، وی سی آر اور ہر طرح کی لغویات ہیں، جس کی وجہ سے ہماری بیٹی کے اعمال بھی خراب ہوں گے۔ مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ اس رشتے کے ذمہ دار ہم ہیں، تو کیا آخرت میں ہماری بیٹی کے متوقع گناہوں کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی؟ کیونکہ ایک باشرع رشتے کے موجود ہوتے ہوئے دُوسری جگہ کا انتخاب کیا جارہا ہے، کیا اس بارے میں قرآنی آیات یا احادیثِ مبارکہ ہیں؟ اگر ہیں تو اَزراہ کرم مجھ کو ضرور مطلع فرمائیں۔

س......۲: اور شرعی لحاظ سے رشتے کے سلسلے میں کیا چیزیں دیکھنا ضروری ہیں کہ جن کا خیال رکھا جائے؟

س......۳: کیا منگنی وعدے کے ضمن میں ہے؟ اگر نہیں تو کیا اس کو ختم کرسکتے ہیں؟ اور اگر میں ختم کروں تو گنہگار تو نہ ہوں گی؟

ج......ا: یہ تو ظاہر ہے کہ جب آپ اپنی بیٹی کا رشتہ ایک ایسے لڑکے سے کریں گی جو دِین سے بے بہرہ ہے تو متوقع گناہوں کا وبال آپ پر بھی پڑے گا، اور قیامت کے دن ان گناہوں کا خمیازہ آپ کو بھی بھگتنا ہوگا۔ قرآنِ کریم اور احادیث شریفہ میں یہ مضمون بہتر کثرت سے آیا ہے کہ جو شخص کسی نیکی کا ذریعہ بنے اس کو اس نیکی میں برابر کا حصہ ملے گا اور نیکی کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جو شخص کسی گناہ اور بُرائی کا ذریعہ بنے گا اس کو اس گناہ میں بھی برابر کا حصہ ملے گا اور گناہ کرنے والوں کے بوجھ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

ج......۲: رشتہ تجویز کرتے ہوئے والدین خود ہی بہت سی چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہیں، حسب و نسب، مال ومتاع اور ذریعہ معاش کے علاوہ اخلاق وکردار کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے، شریعت نے اس بات پر زور دیا ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی دِین داری کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت سے اس کے حسب ونسب، اس کے حسن وجمال، مال ومتاع اور دِین کی خاطر نکاح کیا جاتا ہے، تم دِین دار کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

ج......۳: منگنی وعدہ ہے، اور اگر لڑکا دِین دار نہ ہو تو اس رشتے کو ختم کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔

# طریقِ نکاح اور رُخصتی

## نکاح میں ایجاب وقبول اور کلمے پڑھانے کا کیا مطلب ہے؟

س...... کافی عرصہ پہلے ایک دوست کی شادی میں شرکت کی، نکاح کے وقت نکاح خواں نے لڑکے سے قبول کے بعد پہلے تین کلمے پڑھائے، پھر دُعا کی۔ کچھ دن پہلے ایک اور دوست کی شادی میں شرکت کی، وہاں پر مولوی صاحب نے لڑکے سے تین مرتبہ قبول کرانے کے بعد دُعا کردی اور کلمے نہیں پڑھائے، لہٰذا یہ تحریر فرمائیں کہ کلمے پڑھنے والا نکاح صحیح تھا یا کہ بغیر کلمے کے؟ نیز قبول وایجاب کے معنی بھی بتائیے۔

ج…… نکاح کے لئے ایجاب وقبول شرط ہے، یعنی ایک طرف سے کہا جائے کہ: ''میں نے نکاح کیا'' اور دُوسری طرف سے کہا جائے: ''میں نے قبول کیا''۔ ایجاب وقبول ایک بار کافی ہے، تین بار کوئی ضروری نہیں، اور کلمے پڑھانا بھی کوئی شرط نہیں، مگر آج کل لوگ جہالت کی وجہ سے کفر کی باتیں بکتے رہتے ہیں، اس لئے بعض مولوی صاحبان کلمے پڑھادیتے ہیں تاکہ اگر لڑکے نے نادانی سے کبھی کلمۂ کفر بک دیا ہو تو کم سے کم نکاح کے وقت تو مسلمان ہوجائے۔

## نکاح کے وقت کلمے، دُرود وغیرہ پڑھانا

س…… ہمارے ہاں شادی بیاہ میں بعض اوقات تو کوئی قاضی بہت سے کلمے، کلمات، دُرود وغیرہ پڑھاتا ہے، اور بعض قاضی مختصر اور جلد نکاح کرادیتے ہیں، آپ یہ بتائیں کہ ایک مسلمان کے لئے نکاح کن کلموں، کلمات سے ہوجاتا ہے؟ اور کن کے بغیر نہیں ہوسکتا؟

ج…… نکاح ایجاب وقبول سے ہوجاتا ہے، خطبہ اس کے لئے سنت ہے، دو گواہوں کا ہونا اس کے لئے شرط ہے۔ قاضی صاحبان جو کلمے پڑھاتے ہیں وہ کچھ ضروری نہیں، غالباً ان کلموں کا رواج اس لئے ہوا کہ لوگ جہالت کی وجہ سے بسااوقات کلماتِ کفر بک دیتے ہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کلمۂ کفر زبان سے کہہ کر اسلام سے خارج ہورہے ہیں۔ نکاح سے پہلے کلمے پڑھادیئے جاتے ہیں تاکہ خدانخواستہ ایسی صورت پیش آئی ہو تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائیں تب نکاح ہو۔ بہرحال نکاح سے پہلے کلمے پڑھانا کوئی ضروری نہیں اور کوئی بُری بات بھی نہیں۔

## نکاح کے لئے ایجاب وقبول ایک مرتبہ بھی کافی ہے

س…… ایک بڑی مسجد کے قاضی صاحب جب نکاح پڑھاتے ہیں وہ ''قبول ہے'' صرف ایک مرتبہ پوچھتے ہیں، جبکہ دُوسری تمام مساجد میں تین مرتبہ قبول کرایا جاتا ہے، بہت سے مسلمانوں کا خیال ہے کہ ایک مرتبہ کہنے سے نکاح نہیں ہوتا، بلکہ تین مرتبہ ''قبول ہے'' کہنا پڑتا ہے۔

ج...... ایک مرتبہ ایجاب وقبول سے بھی نکاح ہوجاتا ہے، تین مرتبہ دہرانا محض پختگی کے خیال سے ہوتا ہوگا۔

## الگ الگ شہروں میں اور مختلف گواہوں سے ایجاب وقبول نہیں ہوتا

س...... میری شادی اس طرح ہوئی کہ میں اپنے گاؤں میں تھی اور وہ لڑکا (جو اَب میرا شوہر ہے) کراچی میں مقیم تھا، ہم آپس میں مل نہیں سکتے تھے، چنانچہ میرے شوہر نے مجھے لکھا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں، بہ عوض بیس ہزار روپے مہر کے، اگر قبول ہو تو فارم پر دستخط کردیں۔ اس فارم پر میرے شوہر کے دستخط اور دو گواہوں کے دستخط تھے۔ اِدھر میں نے بھی اسی فارم پر دستخط کئے اور میری دو سہیلیوں اور ایک مرد کو (جو میری سہیلی کا بھائی تھا) گواہ کیا، ان سے بھی دستخط لئے، بعد میں میرے شوہر آئے اور ہم چپ چاپ کراچی آگئے۔ اب جبکہ ہماری اولاد بھی ہوگئی ہے، میرے والدین کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح غلط تھا۔ یہ بتایئے کہ جن حالات میں، میں تھی اور جیسے ہم نے دُور دُور الگ مقامات پر رہ کر نکاح کیا ہے، دِل سے ہم نے قبول کیا، تو کیا یہ نکاح صحیح نہ تھا؟ بعد میں بہرحال ہم نے یہ بھی کرلیا کہ سِول کورٹ گئے اور وہاں قاعدے کے مطابق سب کچھ کرلیا، مگر کیا اس سے پہلے ہم میاں بیوی "حرام" کے مرتکب ہوئے؟

ج...... آپ کا نکاح دُرست نہیں تھا، اس لئے کہ نکاح میں ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہونا چاہئے، اور مزید یہ کہ نکاح کے گواہ دُولہا اور دُلہن دونوں کے مشترکہ ہونے چاہئیں، جبکہ یہاں نہ تو ایجاب وقبول زبانی ہوا اور نہ ایک مجلس میں ہوا، اور گواہ بھی مشترکہ نہیں تھے، بلکہ شوہر کے گواہ کراچی میں تھے اور آپ کے گواہ گاؤں میں تھے۔ سِول کورٹ میں جاکر آپ نے شرعی ضابطے کے مطابق شادی کرلی ہے تو آپ میاں بیوی ہیں، جبکہ اس سے قبل آپ دونوں حرام کے مرتکب ہوئے، خدا سے مغفرت طلب کریں۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ آپ کے سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والدین اس نکاح میں شریک نہیں ہوئے، ورنہ پہلے "خفیہ نکاح" کرنے کی اور

بعد میں سول کورٹ جاکر نکاح کرنے کی ضرورت پیش کیوں آتی؟ سو ایسا نکاح جو والدین کی اجازت کے بغیر کیا جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر لڑکا ہر اعتبار سے لڑکی کے جوڑ کا ہو تب تو نکاح صحیح ہے، ورنہ صحیح نہیں، خواہ عدالت میں کیا گیا ہو۔ پس اگر آپ کے شوہر آپ کے جوڑ کے ہیں تو سول کورٹ میں جو نکاح کیا گیا وہ صحیح ہے، اور اگر آپ کے شوہر کم تر حیثیت کے مالک ہیں تو سول کورٹ والا نکاح نہیں ہوا، والدین کی اجازت کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا جائے۔

## ٹیلیفون پر نکاح نہیں ہوتا

س...... ٹیلیفون پر نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟ میرا بھائی امریکہ میں ہے اور اس کی جہاں شادی کی بات چل رہی تھی تو لڑکی والوں نے اچانک جلدی کرنا شروع کردی۔ لڑکا اتنی جلدی نہیں آسکتا تھا، اس لئے فوری طور پر ٹیلیفون پر نکاح کرنا پڑا، ابھی رُخصتی نہیں ہوئی ہے، بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا۔

ج...... نکاح کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب و قبول مجلسِ عقد میں گواہوں کے سامنے ہو اور ٹیلیفون پر یہ بات ممکن نہیں، اس لئے ٹیلیفون پر نکاح نہیں ہوتا۔ اور اگر ایسی ضرورت ہو تو ٹیلیفون پر یا خط کے ذریعہ لڑکا اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنادے اور وہ وکیل لڑکے کی طرف سے ایجاب و قبول کرلے۔ چونکہ آپ کی تحریر کردہ صورت میں نکاح نہیں ہوا اس لئے اب رُخصتی سے پہلے ایجاب و قبول گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ کرالیا جائے۔



## لڑکی کے دستخط اور لڑکے کا ایک بار قبول کرنا نکاح کے لئے کافی ہے

س...... ایک دن میری ہمشیرہ کا اور دُوسرے دن میری کزن کا نکاح ہوا، جس میں محلّہ کے اِمام صاحب نے نکاح پڑھایا، مگر دُولہا سے دو مرتبہ پوچھا: "تمہیں قبول ہے؟" مگر دُلہن سے صرف ایک دستخط کرائے، استفسار پر جواباً فرمانے لگے کہ شریعت میں ایک مرتبہ پوچھنا ہوتا ہے دُوسری مرتبہ گواہوں کی تسلی کے لئے ہوتا ہے۔ آپ ہماری ذہنی خلش کو دُور فرمادیں کیا یہ نکاح دُرست ہوئے ہیں؟

ج...... صرف ایک دفعہ کے "قبول ہے" سے بھی نکاح ہوجاتا ہے، اور لڑکی نے جب دستخط

کردیئے تو گویا اپنی رضامندی سے مولوی صاحب کو وکیل بنادیا، اس لئے نکاح صحیح ہے۔

## لڑکی کے صرف دستخط کردینے سے اجازت ہوجاتی ہے

س...... پندرہ دن پہلے میری شادی ہوئی تھی، نکاح کے وقت وکیل نے مجھ سے نکاح نامے پر صرف دستخط کرالئے، یہ نہیں پوچھا کہ "آپ کو فلاں لڑکا قبول ہے؟" اب میں بہت پریشان ہوں کہ آیا صرف دستخط کرنے سے نکاح ہوجاتا ہے یا وکیل کی طرف سے پورا جملہ بھی ادا کرنا ضروری ہوتا ہے؟ اور کیا لڑکی کو بھی تین مرتبہ منہ سے "قبول ہے" بولنا پڑتا ہے۔ بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ دستخط کرنے سے بھی نکاح ہوجاتا ہے بشرطیکہ لڑکی پر جبر نہ کریں اور وہ اپنی مرضی سے کرے۔ یہ بات میں واضح کردوں کہ نکاح نامے پر دستخط میں نے کسی دباؤ یا زور دینے پر نہیں بلکہ اپنی مرضی، خوشی اور ہوش و حواس میں کئے تھے۔

ج...... لڑکی کی طرف سے نکاح کی اجازت دی جاتی ہے، اور بغیر جبر و اکراہ کے دستخط کردینے سے بھی اجازت ہوجاتی ہے، اس لئے نکاح صحیح ہے، دستخط کرنے کے بعد لڑکی کا تین بار منہ سے "قبول ہے" کہنا ضروری نہیں۔

## لڑکی کے قبول کئے بغیر نکاح نہیں ہوتا

س...... ایک لڑکا اور لڑکی آپس میں بہت پیار کرتے تھے اور دونوں کا شادی کا بھی ارادہ تھا، جب یہ سب کچھ لڑکی کے والدین کو معلوم ہوا تو لڑکی کے والدین نے لڑکی کی شادی دُوسرے لڑکے سے کرادی۔ جب لڑکی کا نکاح ہونے لگا تو لڑکی نے وکیلوں اور گواہوں کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ لڑکی کے باپ نے جھوٹے وکیلوں اور گواہوں کے ساتھ سیٹ کردیا، اسی جھوٹی گواہی سے مولوی صاحب سے نکاح پڑھوالیا۔ اب بتایئے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اور ان دونوں میاں بیوی کی اولاد جائز ہوگی یا نہیں؟

ج...... عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کو قبول کرنا ضروری ہے، بغیر اس کے نکاح نہیں ہوتا، آپ کی تحریر کردہ صورت میں لڑکی نے نکاح کی اجازت بھی نہیں دی اور نکاح ہونے کے بعد اس کو مسترد کردیا، تو یہ نکاح نہیں ہوا۔ البتہ نکاح کے بعد اگر لڑکی نے زبان سے اس نکاح کو مسترد

نہیں کیا تھا بلکہ خاموش رہی تھی اور پھر جب لڑکی کو رُخصت کیا گیا تو وہ چپ چپ رُخصت ہوگئی اور جس شخص سے اس کا نکاح کیا گیا تھا اس کو میاں بیوی کے تعلق کی اجازت دے دی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے والدین کے کئے ہوئے نکاح کو عملاً قبول کرلیا، لہٰذا نکاح صحیح ہوگیا اور اولاد بھی جائز ہے۔

## صرف نکاح نامے پر دستخط کرنے سے نکاح نہیں ہوتا، بلکہ گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ضروری ہے

س…… مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے کوئی رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے کورٹ میں شادی کا فیصلہ کیا، اور ہم دونوں کورٹ گئے اور کورٹ کے باہر جو ٹائپسٹ بیٹھے ہوتے ہیں ان سے حلف نامے کے فارم پر نکاح نامہ ٹائپ کروایا اور میں نے دستخط کئے، جبکہ میرے شوہر نے دستخط نہیں کئے، اس نے اس کے بارے میں کہا: ''میں مجسٹریٹ کے دستخط کے بعد دستخط کروں گا اور تمہیں مجسٹریٹ کے سامنے حلف دینا پڑے گا''، میں خاموش ہوگئی، دُوسرے دن کہنے لگے کہ: ''تم کو کورٹ نہیں جانا پڑے گا، میں نے ایک وکیل سے بات کرلی ہے وہ فیس لے کر مجسٹریٹ کے سائن کرادے گا۔'' وہ گئے اور مجسٹریٹ کے سائن کرواکر لے آئے اور کہنے لگے کہ: ''اب تم میری بیوی ہوگئی ہو، بیوی کے حقوق ادا کرو۔'' میں نے کہا کہ یہ تو کوئی نکاح نہیں ہوا۔ کہنے لگے کہ: ''تم نے دو گواہوں کے سامنے دستخط کردیئے، یعنی دو گواہوں کے سامنے اقرار کرلیا، اس لئے نکاح ہوگیا ہے۔'' وہ دو گواہ ٹائپسٹ تھے جبکہ ان دونوں کے دستخط نہیں ہوئے تھے، اس وقت نہ ہی میرے شوہر کے دستخط ہوئے، ہم دونوں میں بحث ہوتی ہے، میں کہتی ہوں کہ نکاح نہیں ہوا، وہ کہتا ہے کہ نکاح ہوگیا ہے۔

ج…… جو صورت آپ نے لکھی ہے اس سے نکاح نہیں ہوا، نکاح میں فریقین کی طرف سے گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوا کرتا ہے، جو نہیں ہوا۔ اب تک آپ لوگوں نے جو کچھ کیا ناجائز کیا، آئندہ حرام سے بچنے کے لئے باقاعدہ نکاح کرلیجئے۔

## بغیر گواہوں کے نکاح نہیں ہوتا

س…… میری ایک دوست اپنی مرضی سے ایک لڑکے سے شادی کرنا چاہتی تھی، وہ لڑکا بھی

اسے خلوصِ دِل سے چاہتا تھا، دونوں بالغ تھے لیکن اس کام کے لئے حالات سازگار نہیں تھے، اس لئے دونوں نے رمضان کی ستائیسویں شب قرآنِ کریم پر ہاتھ رکھ کر ایک دُوسرے کے جسم کو اپنے لئے حلال کرلیا، اور اب اسی دن کے بعد سے وہ دُنیا والوں سے چھپ کر باقاعدہ ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں۔ میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کتاب وسنت میں کہیں اس قسم کا نکاح جائز ہے یا وہ زنا کاری کے مرتکب ہو رہے ہیں؟

ج…… نکاح کے لئے دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرنا شرط ہے، جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس سے نکاح نہیں ہوا بلکہ وہ فعلِ حرام کے مرتکب ہیں، انہیں چاہئے کہ اس فعلِ حرام سے توبہ کریں اور والدین کی اجازت سے باقاعدہ نکاح کرلیں۔

## بالغ لڑکی اگر انکار کردے تو نکاح نہیں ہوتا

س…… میری ایک سہیلی کے والدین نے بچپن ہی میں یعنی تین چار سال کی عمر میں اس کے چچا کے لڑکے سے اس کی بات کی تھی، نکاح وغیرہ کچھ نہیں ہوا اور ابھی تک لڑکی کو کوئی علم نہیں تھا، اب وہ بالغ ہوچکی ہے اور وہ اپنے چچا کے لڑکے کو پسند نہیں کرتی بلکہ اس سے نفرت کرتی ہے اور لڑکی کے والدین کو بھی اس کا علم ہے، لیکن اس کے باوجود والدین اپنی جھوٹی غیرت اور زبان کی وجہ سے اس پر زبردستی کرتے ہیں اور اسے راضی کرتے ہیں، لیکن وہ کسی قیمت پر تیار نہیں۔ اب والدین کہتے ہیں کہ جیسا بھی ہو ہم اس کی شادی کریں گے یعنی زبردستی۔ تو کیا یہ نکاح ہوجائے گا جبکہ لڑکی لڑکے کو دِل سے نہ مانے اور کسی کے ڈَر کی وجہ سے وہ زبان سے ہاں کردے، دِل اس کا نہ چاہے؟ کیا اسلام میں لڑکی کو اپنی رائے کا حق نہیں؟ اور اگر یہ نکاح نہیں ہوتا اور شادی کے بعد یہ اپنے شوہر سے ملتی ہو تو اس کا گنہگار کون ہوگا والدین یا لڑکی؟

ج…… اگر لڑکی نے زبان سے ''ہاں'' کہہ دی تو نکاح ہوجائے گا، اور اگر پوچھنے پر خاموش رہی تب بھی ہوجائے گا، اور اگر انکار کردیا تو نہیں ہوگا۔ اسلام میں لڑکی کی رائے کا احترام ہے اور اس کی منظوری کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اور والدین کو بھی پابند کیا گیا ہے کہ وہ لڑکی کی رائے کو ملحوظ رکھیں اور اپنی مرضی کو اس کی مرضی پر ٹھونسنے کی کوشش نہ کریں، لیکن اگر لڑکی اپنی

خواہش کے خلاف محض والدین کی عزّت کی خاطر والدین کی تجویز پر ہاں کردے تو نکاح ہوجائے گا۔

## گونگے کی رضامندی کس طرح معلوم کی جائے؟

س…… ایک لڑکی پیدائشی گونگی، بہری، نابینا ہے، یعنی نہ دیکھ سکتی ہے، نہ سن سکتی ہے اور نہ بول سکتی ہے۔ اب وہ جوان ہوگئی اس کی شادی کا مسئلہ ہوا، تو اس کی رضامندی کیسے پتا چلے گی؟

ج…… گونگا اشاروں کے ذریعہ اپنی رضامندی و ناراضی کا اظہار کرسکتا ہے، اور اشاروں سے اس کو بات سمجھائی جاسکتی ہے۔

## نکاح میں غلط ولدیت کا اظہار

س…… ایک شخص نے ایک لڑکا گود لیا، جب لڑکے کی شادی ہوئی تو اس شخص نے جس نے لڑکا گود لیا ہے، نکاح نامے پر لڑکے کی اصل ولدیت کے بجائے اپنا نام لکھوادیا، جبکہ لڑکے کا اصل والد بھی نکاح کے وقت موجود تھا، سوال یہ ہے کہ کیا لڑکے کا نکاح ہوگیا ہے؟

ج…… غلط ولدیت نہیں لکھوانی چاہئے تھی، تاہم اگر مجلسِ نکاح کے حاضرین کو معلوم تھا کہ فلاں لڑکے کا نکاح ہو رہا ہے تو نکاح ہوگیا۔

## قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر بیوی ماننے سے بیوی نہیں بنتی

س…… میں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہوں، اتنی محبت کہ میں نے رُوحانی طور پر اسے اپنی بیوی مان لیا ہے، اور کچھ عرصہ پہلے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی بیوی مانا ہے، آپ بتائیے کہ کیا وہ لڑکی ایسا کرنے سے میری بیوی ہوگئی؟ اگر نہیں تو کیا کہیں اور شادی کرتے وقت مجھے اسے طلاق دینا ہوگی یا اس کی کوئی عدّت وغیرہ کرنی ہوگی؟

ج…… قرآنِ کریم پر ہاتھ رکھ کر بیوی ماننے سے بیوی نہیں ہوجاتی، چونکہ قرآنِ کریم پر ہاتھ رکھنے سے دونوں کا نکاح نہیں ہوا اس لئے اس لڑکی کا نکاح دُوسری جگہ جائز ہے، اور آپ بھی والدین کی خواہش کے مطابق شادی کرسکتے ہیں۔ البتہ قرآنِ کریم پر ہاتھ رکھ کر آپ نے جو قسم کھائی تھی وہ ٹوٹ جائے گی لہٰذا نکاح کے بعد دونوں اپنی قسم کا کفارہ ادا کردیں۔


فہرست

## خدا کی کتاب اور خدا کے گھر کو بیچ میں ڈالنے سے نکاح نہیں ہوتا

س...... میں بنگلہ دیش میں رہتی تھی، ہمارا چھوٹا سا خاندان تھا، وہ سب جنگ میں مارا گیا، میں نے ایک گھر میں نوکری کرلی، وہاں ایک ڈرائیور تھا، بہت شریف خاندانی اور پڑھا لکھا۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہم شادی کرلیتے ہیں، ہم دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ خدا کی کتاب اور اللہ کا گھر ہے، اس کے سامنے کھڑے ہوکر ہم نے خدا کے سامنے وعدہ کیا کہ: ''اے اللہ! ہم دونوں کا نکاح قبول فرما۔'' پھر ہم دونوں نے ازدواجی زندگی بسر کرنا شروع کردی۔ ہمارا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا ہے تو وہ طریقہ بتلائیں کہ کسی طرح سے ہمارا نکاح ہوجائے۔

ج...... آپ نے جس طرح نکاح کیا ہے، اس طرح نکاح نہیں ہوتا، دو مسلمان عاقل بالغ گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرنا ضروری ہے، موجودہ حالات میں تو آپ دونوں غلط کاری میں مبتلا ہیں، اگر آپ کسی عالم کے پاس جانے سے بھی شرماتے ہیں تو کم از کم دو مسلمان عاقل بالغ گواہوں کو بٹھاکر ان کے سامنے نکاح کا ایجاب و قبول کرلیجئے اور مہر بھی مقرّر کرلیجئے۔

## نکاح اور رُخصتی کے درمیان کتنا وقفہ ہونا ضروری ہے؟

س...... کسی لڑکی کے نکاح اور رُخصتی میں زیادہ سے زیادہ کتنا وقفہ جائز ہے؟ بشرطیکہ کوئی معقول شرعی عذر موجود نہ ہو، صرف جہیز وغیرہ کے انتظامات کا مسئلہ ہو۔

ج...... شریعت نے کوئی کم سے کم وقفہ تجویز نہیں کیا، البتہ جلدی رُخصتی کی ترغیب دی ہے، اس لئے جہیز کی وجہ سے رُخصتی کو ملتوی کرنا غلط ہے۔

## رُخصتی کتنے سال میں ہونی چاہئے؟

س...... لڑکی کی رُخصتی کردی جاتی ہے جبکہ لڑکے کی عمر صرف ۱۶ سال، لڑکی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال ہوتی ہے، اس عمر میں رُخصتی کے انتہائی تباہ کن نتائج دیکھنے میں آئے ہیں جن کی تفصیل یہاں ممکن نہیں۔ آپ مہربانی فرماکر یہ بتائیے کہ اتنی کم عمر میں رُخصتی جائز ہے؟


فہرست

ج……شرعاً جائز ہے، اور کوئی خاص رُکاوٹ نہ ہو تو لڑکے لڑکی کے جوان ہوجانے کے بعد اسی میں مصلحت بھی ہے، ورنہ بگڑے ہوئے معاشرے میں غلط کاریوں کے نتائج اور بھی تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ حلال کے لئے ''تباہ کن نتائج'' (جو محض فرضی ہیں) پر نظر کرنا اور حرام کے ''تباہ کن نتائج'' (جو واقعی اور حقیقی ہیں) پر نظر نہ کرنا، فکر و نظر کی غلطی ہے۔

# بغیر ولی کی اجازت کے نکاح

## ولی کی رضامندی صرف پہلے نکاح کے لئے ضروری ہے

س……ایک لڑکی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی، اس نے عدّت کے بعد تایازاد بہن کے لڑکے سے نکاح کیا، اس نے بھی طلاق دے دی، اور عدّت گزرنے کے بعد اس نے پہلے شوہر سے نکاح کرلیا، دوبارہ نکاح میں لڑکی کے رشتہ دار شامل نہ ہوسکے کیونکہ صرف ماں راضی تھی گو بھائی شامل نہ ہوں اور گواہ میں کوئی دُوسرے شامل ہوں تو نکاح ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج……جو صورت آپ نے لکھی ہے اس کے مطابق پہلے شوہر سے نکاح صحیح ہے، خواہ بھائی یا رشتہ دار اس نکاح میں شامل نہ ہوئے ہوں تب بھی یہ نکاح صحیح ہے۔ اولیاء کی رضامندی پہلی بار نکاح کے لئے ضروری ہے، اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کے لئے ضروری نہیں، کیونکہ وہ ایک بار اس شوہر سے نکاح پر رضامندی کا اظہار کرچکے ہیں۔ بلکہ اگر لڑکی پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو اولیاء کو اس سے روکنے کی قرآنِ کریم میں ممانعت آئی ہے، اس لئے اگر بھائی راضی نہیں تو وہ گنہگار رہیں، لڑکی کا نکاح پہلے شوہر سے صحیح ہے۔

## باپ کی غیرموجودگی میں بھائی لڑکی کا ولی ہے

س……جب مسلمان کے گھر میں لڑکی جوان ہوجائے اور اس کے لئے مناسب رشتے بھی آتے ہوں لیکن لڑکی کے ماں باپ بضد ہیں کہ ہم لڑکی کا بیاہ نہیں کریں گے اور اس کے

بَرخلاف لڑکی کا بڑا بھائی کہتا ہے کہ بہن کی شادی کردینی چاہئے لیکن ماں بالکل نہیں مانتی کہ میں بیٹی کی شادی نہیں کرنے دُوں گی اور لڑکی گھر پر بیٹھی رہے گی۔ اس ضمن میں لڑکی کے ماں باپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ اور لڑکی کا بھائی اصرار کرتا ہے کہ لڑکی کی شادی ضرور ہوگی، لیکن ماں باپ نہیں مانتے، تو اَب لڑکی کے بھائی کا خاموش رہنا بہتر ہے یا کہ سختی سے اس فرض کو پورا کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہئے؟

ج...... لڑکی کے بھائی کا موقف صحیح ہے، والدین اگر بلاوجہ تأخیر کرتے ہیں تو گنہگار ہیں، اور اگر باپ نہیں صرف ماں ہے تو لڑکی کا ولی حقیقی بھائی ہے، وہ لڑکی کی رضامندی سے عقد کراسکتا ہے، ماں کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔

## ''ولی'' اپنے نابالغ بہن بھائیوں کا نکاح کرسکتا ہے لیکن جائیداد نہیں ہڑپ کرسکتا

س...... اولاد کا ''ولی'' باپ ہوتا ہے، باپ کی وفات کے بعد بڑا بھائی ''ولی'' ہوگا، میں سب سے چھوٹا بھائی ہوں، شادی شدہ ہوں اور پانچ بچے بھی ہیں، والد کی وفات کے بعد سے میرا سب سے بڑا بھائی اور سب سے بڑی بیوہ بہن اس حد تک ''ولایت'' جگاتے رہے ہیں کہ پوری وراثت (جائیداد) پر قابض ہیں۔ میری بیوی بچوں کو آنے بہانے جھگڑے کھڑے کرکے ایک سال سے زائد عرصہ ہوا میرے سسرال بھجوانے پر مجبور کردیا۔ شاید اس کا گناہ مجھ پر بھی ہو کہ مار پیٹ کا ظلم بیوی پر میں نے کیا۔ میری بڑی بہن اور بڑے بھائی کی توقعات میرے سسرال والوں سے ان کے لڑکوں کے رشتوں کے لئے ہیں، جس دباؤ کے سبب مجھ سے بھی اپنی بیوی پر سختی کراتے ہیں، میرے بڑے بھائی بہن کی بیٹیاں جوان ہیں، کیا مجھے ان کی بات (حکم) ماننا چاہئے؟ کیا میرا بھائی بڑا ہونے کے سبب شرعی ''ولی'' ہے کہ اس کی ہر اچھی بُری بات میں مان لوں؟

ج...... ''ولی'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نابالغ بہن بھائیوں کا نکاح کرسکتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ وہ جائیداد پر قابض ہوکر بیٹھ جائے یا اپنے بھائی کی بیوی کو سسرال بھجوادے۔

آپ اپنے بھائی سے الگ رہائش اختیار کریں اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں۔

## ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کی شادی کی نوعیت

س…… محترم! کیا دِینِ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک بالغ لڑکی اپنی پسند کے مطابق کسی لڑکے سے شادی کرسکے، جبکہ والدین جبراً کسی دُوسری جگہ چاہتے ہوں، جہاں لڑکی تصوّر ہی نہ کرسکے اور مرجانا پسند کرے؟

ج…… لڑکی کا والدین سے بالا بالا نکاح کرلینا شرافت و حیا کے خلاف ہے، تاہم اگر اس نے نکاح کرلیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ لڑکا اس کی برادری کا تھا اور تعلیم، اخلاق، مال وغیرہ میں بھی اس کے جوڑ کا تھا، تب تو نکاح صحیح ہوگیا، والدین کو بھی اس پر راضی ہونا چاہئے کیونکہ ان کے لئے یہ نکاح کسی عار کا موجب نہیں، اس لئے انہیں خود ہی لڑکی کی چاہت کو پورا کرنا چاہئے۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ وہ لڑکا خاندانی لحاظ سے لڑکی کے برابر کا نہیں (اس میں بھی کچھ تفصیل ہے)، یا ہے تو اس کی برادری کا، مگر عقل و شکل، مال و دولت، تعلیم اور اخلاق و مذہب کے لحاظ سے لڑکی سے گھٹیا ہے، تو اس صورت میں لڑکی کا اپنے طور پر نکاح کرنا شرعاً لغو اور باطل ہوگا، جب تک والدین اس کی اجازت نہ دیں۔ آج کل جو لڑکیاں اپنی پسند کی شادیاں کرتی ہیں، آپ دیکھ لیجئے کہ وہ اس شرعی مسئلے کی رعایت کہاں تک کرتی ہیں…؟

## والد یا دادا کے ہوتے ہوئے بھائی ولی نہیں ہوسکتا

س…… میں نے اپنی مرضی سے غیر برادری کے ایک شخص سے جو قبول صورت، صحت مند و دولت مند ہے، تعلیم میں مجھ سے کم ہے، اس نے ایک ہزار میرا حق مہر باندھا ہے، والدین سے چھپ کر نکاح کرلیا۔ میرے بھائی نے جو بالغ ہے، میری طرف سے شرکت کی۔ کیا یہ نکاح باطل ہے یا صحیح ہے؟ کیونکہ وہ اب مجھ سے ملنا چاہتا ہے مگر ابھی تک میں انکار کر رہی ہوں؟

ج…… اگر آپ کے والد یا دادا زندہ ہیں اور انہوں نے اس پر رضامندی ظاہر نہیں کی ہے تو نکاح باطل ہے، اور اگر باپ دادا موجود نہیں تو آپ کے بھائی ولی ہیں اور بھائی کی شرکت کی

وجہ سے نکاح صحیح ہے۔

## بغیر گواہوں کے اور بغیر ولی کی اجازت کے نکاح نہیں ہوتا

س...... میں ایک کنواری، عاقل، بالغ، حنفی، سنی مسلمان لڑکی ہوں، میں نے ایک لڑکے سے خفیہ نکاح کرلیا ہے، نکاح اس طرح ہوا کہ لڑکے نے مجھ سے تین بار کہا کہ اس نے مجھے بہ عوض پانچ سو روپیہ حق مہر شرعی محمدی کے بموجب اپنے نکاح میں لیا، میں نے تینوں بار قبول کیا۔ اس ایجاب و قبول کا کوئی وکیل، کوئی گواہ نہیں۔ کسی مجبوری کے تحت ہم نکاح کی تشہیر بھی نہیں چاہتے۔ کیا شرعاً یہ نکاح منعقد ہوگیا کہ نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کیسے ہوگا؟ براہ کرم آپ کا جواب خالصتاً فقہ کی رُو سے ہونا چاہئے۔

ج...... یہ نکاح دو وجہ سے فاسد ہے، اوّل یہ کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے دو عاقل بالغ مسلمان گواہوں کا ہونا ضروری شرط ہے، اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، حدیث میں ہے:

"البغايا اللاتی ينكحن أنفسهن من غير بينة."

(البحرالرائق ج:۳ ص:۹۴)

ترجمہ:......"وہ عورتیں زانیہ ہیں جو گواہوں کے بغیر اپنا نکاح کرلیتی ہیں۔" (مشکوٰۃ شریف، البحرالرائق ج:۳ ص:۹۴)

دُوسری وجہ یہ ہے کہ والدین کی اطلاع و اجازت کے بغیر خفیہ نکاح عموماً وہاں ہوتا ہے جہاں لڑکا، لڑکی کے جوڑ کا نہ ہو۔ اور ایسی صورت میں والدین کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ:

"عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما المرأة نكحت نفسها بغير اذن وليها فنكاحها باطل، فنكاحها باطل، فنكاحها باطل."

(مشکوٰۃ شریف ص:۲۷۰)

ترجمہ:......"جس عورت نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح

باطل ہے۔" (مشکوٰۃ شریف، البحرالرائق ج:۳ ص:۱۱۸)

بہرحال آپ کا نکاح نہیں ہوا، آپ دونوں الگ ہوجائیں، اور اگر میاں بیوی کا تعلق قائم ہوچکا ہے تو اس لڑکے کے ذمہ آپ کا مقرّر کردہ مہر پانچ سو روپیہ لازم نہیں، بلکہ اس کے ذمہ مہرِ مثل لازم ہے۔ مہرِ مثل سے مراد یہ ہے کہ اس خاندان کی لڑکیوں کا جتنا مہر عموماً رکھا جاتا ہے اتنا دِلوایا جائے۔ بہرصورت آپ دونوں الگ ہوجائیں اور توبہ کریں۔

## لڑکے کے والدین کی اجازت کے بغیر نکاح

س...... ایک لڑکا، لڑکی کو پسند کرتا ہے، اور اپنے گھر والوں سے رشتہ مانگنے کے لئے کہتا ہے، مگر گھر والے محض اس لئے لڑکی کا رشتہ نہیں چاہتے کہ وہ اُونچے گھرانے سے تعلق نہیں رکھتی، حالانکہ لڑکی ہر طرح سے شریف ہے، پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھتی ہے۔ کیا شریعت کی رُو سے یہ شادی جائز ہے؟ یعنی ایسی شادی میں لڑکی کے گھر والے شامل ہوں گے، مگر لڑکے والے نہیں۔

ج...... اگر لڑکی کے والدین رضامند ہوں تو نکاح جائز ہے، لڑکے کے والدین کی رضامندی کوئی ضروری نہیں۔

## ولی کی اجازت کے بغیر اغواشدہ لڑکی سے نکاح

س...... کسی شخص نے کسی بالغہ لڑکی کو اغوا کرکے دو گواہوں کی موجودگی میں مہر مقرّر کرکے نکاح کرلیا ہے، جبکہ یہ نکاح دونوں کے والدین و رشتہ داروں کے لئے بدنامی کا باعث ہے، نیز دونوں ہم کفو بھی نہیں، کیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

ج...... دُوسرے ائمہ کے نزدیک تو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ہوتا ہی نہیں، اور ہمارے اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کفو میں تو ہوجاتا ہے اور غیرِ کفو میں دو روایتیں ہیں، فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح نہیں ہوتا۔ اس لئے اغواشدہ لڑکیاں جو غیرِ کفو میں والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کرلیتی ہیں، چاروں فقہائے اُمت کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق ان کا نکاح فاسد ہے۔

## عائلی قوانین کے تحت غیرکفو میں نکاح کی حیثیت

س......حکومتِ پاکستان کے عائلی قوانین کی رُو سے ایک بالغہ لڑکی اور لڑکا عمر سرٹیفکیٹ اور کورٹ سرٹیفکیٹ حاصل کرکے، بغیر والدین ورشتہ داروں کی رضامندی کے غیرکفو میں نکاح کرسکتے ہیں، یہ ان کا قانون ہے، آیا ایسا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

ج...... عائلی قوانین کی کئی دفعات اسلام کے خلاف ہیں، اور غیراسلامی قانون کے مطابق عدالتی فیصلہ شرعی نقطۂ نظر سے کالعدم متصوّر ہوتا ہے، اس لئے ایسے نکاحوں کا بھی وہی حکم ہے جو اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔

## اپنی مرضی سے غیرکفو میں شادی کرنے پر ماں کے بجائے ولی عصبہ کو اعتراض کا حق ہے

س...... مارچ ۱۹۸۶ء کے ڈائجسٹ میں مضمون ''شادی کیوں'' کے مطالعے کا موقع ملا، دورانِ مطالعہ یہ مسئلہ نظر سے گزرا کہ لڑکی خود اگر اپنی مرضی سے شادی کرلے تو نکاح ہوجاتا ہے، لیکن اگر اس کی ماں یا ولی وارث اور سرپرست کو اس نکاح پر کفو کا اعتراض ہے کہ اپنے جوڑ میں شادی نہیں ہے تو اسلامی عدالت میں اس کا دعویٰ سنا جائے گا۔ اور اگر حقیقت میں یہ ثابت ہوجائے کہ اس لڑکی نے ماں باپ کی مرضی کے خلاف غیرکفو میں شادی کی ہے تو قاضی اس نکاح کو فسخ کردے گا۔ اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ ظاہر الروایہ کا یہ مسئلہ غیر مفتیٰ بہ ہے، علماء میں سے متأخرین احناف نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے، اب مفتیٰ بہ یہی ہے کہ اگر بالغ لڑکی ولی عصبہ کی رضا کے بغیر غیرکفو میں نکاح کرے تو وہ نکاح اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا، اس کی تفصیلات کتبِ فقہ وفتاویٰ میں موجود ہیں۔

دُوسری بات اس میں قابلِ تصحیح یہ ہے کہ ماں کو اس صورت میں ظاہر الروایہ کے مطابق نہ اعتراض کا حق ہے اور نہ ہی اس کی عدمِ رضا معتبر ہے، تو مضمونِ مذکور میں ماں کا لفظ قابلِ حذف ہے، صحیح یہ ہے کہ صرف ولی عصبہ کو غیرکفو میں نکاح کرنے پر ظاہر الروایہ کے مطابق حقِ اعتراض حاصل ہے۔ اور یہ بات پہلے عرض کی جاچکی ہے کہ متأخرین

احناف نے اس مسئلے میں روایت حسن عن ابی حنیفہؒ کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے۔

ج…… جناب کی یہ تنقید صحیح ہے، غیر کفو میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا، لہٰذا ایسا نکاح کالعدم اور لغو تصوّر کیا جائے گا، اس کو فسخ کرانے کے لئے ولی کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت نہیں۔ یہی مفتیٰ بہ قول ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ماں ولی نہیں، عصبات علی الترتیب ولی ہیں، مضمون نگار کو ان دونوں مسئلوں میں سہو ہوا ہے۔

نوٹ:…… عصبہ ان وارثوں کو کہا جاتا ہے جن کا وراثت میں کوئی حصہ مقرّر نہیں ہوتا بلکہ حصے والوں کے حصے ادا کرنے کے بعد جو مال باقی رہ جاتا ہے وہ ان کو دے دیا جاتا ہے، اور یہ عصبات علی الترتیب چار ہیں:

۱:…… میّت کے فروع یعنی بیٹا، پوتا، نیچے تک۔

۲:…… میّت کے اُصول یعنی باپ یا دادا، پَردادا اُوپر تک۔

۳:…… باپ کی اولاد یعنی بھائی، بھتیجے، بھتیجوں کی اولاد۔

۴:…… دادا کی اولاد، یعنی چچا، چچا کے لڑکے، پوتے۔

یہی عصبات علی الترتیب لڑکی کے نکاح کے لئے اس کے ولی ہیں۔

## ولد الحرام سے نکاح کے لئے لڑکی اور اس کے والدین کی رضامندی شرط ہے

س…… ایک شخص نے شادی شدہ عورت اغوا کی تھی، جب اس نے عورت اغوا کی تھی تو اس کا کوئی بچہ وغیرہ نہ تھا، اور نہ ہی وہ حاملہ تھی۔ اس عورت کے اغوا کے دوران ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوا اور ان کی پیدائش کے بعد اغوا کنندہ کا عقدِ نکاح کیا گیا اور پہلے خاوند نے طلاق دے دی اور اغوا کنندہ کو شرعی طور پر تعزیر دی گئی۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو بچہ اغوا کے دوران پیدا ہوا ہے، کیا اس لڑکے کا ایک نہایت شریف اور یتیم لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے؟ حالانکہ وہ اغوا کنندہ کے نکاح کرنے سے پہلے پیدا ہوا ہے۔

ج…… لڑکی اور لڑکی کے اولیاء اگر اس نکاح پر راضی ہوں تو نکاح ہوسکتا ہے، اور اگر ان میں

سے کوئی ایک راضی نہ ہو تو نکاح صحیح نہیں۔

## اگر والدین کورٹ کے نکاح سے خوش ہوں تو نکاح صحیح ہے

س……لڑکا، لڑکی کی حیثیت کے برابر ہے، لڑکی کے والدین اس نکاح سے خوش ہیں، لیکن یہ نکاح کورٹ کے ذریعہ ہوا ہے، تو کیا یہ نکاح صحیح ہے؟

ج……صحیح ہے، بشرطیکہ نکاح کی دیگر شرائط کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔

## والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں، چاہے وکیل کے ذریعہ ہو یا عدالت میں

س……اگر لڑکا، لڑکی اپنی رضامندی سے شادی کرنا چاہتے ہوں، والدین آڑے ہوں اور لڑکی، لڑکا کورٹ نہ جاسکتے ہوں تو کیا کسی وکیل کے پاس جاکر دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح منعقد کیا جاسکتا ہے؟

ج……عام طور پر ایسے نکاح جن میں والدین کی رضامندی شامل نہ ہو، یا والدین کے لئے ہتکِ عزّت کے موجب ہوں وہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتے، خواہ وکیل کے ذریعے سے ہوں یا عدالت میں ہوں۔

# نکاح کا وکیل

## لڑکے کی عدم موجودگی میں دُوسرا شخص نکاح قبول کرسکتا ہے

س……کیا لڑکے کی عدم موجودگی میں اس کا والد یا وکیل لڑکے کی جانب سے نکاح قبول کرسکتا ہے؟ جبکہ ہمارے علاقے میں ایسا عام کیا جاتا ہے، بعد میں وہ لڑکے سے قبول کروالیتا ہے۔

ج……کسی دُوسرے کی جانب سے وکیل بن کر ایجاب و قبول کرنا صحیح ہے، اب اگر لڑکے نے

اس کو ''نکاح کا وکیل'' بنایا تھا تب تو وکیل کا ایجاب وقبول خود اس لڑکے کی طرف سے ہی سمجھا جائے گا، بعد میں لڑکے سے قبول کرانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر لڑکے نے وکیل مقرّر نہیں کیا تھا، کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر ہی وکیل بن گیا اور اس نے لڑکے کی طرف سے ایجاب وقبول کرلیا تو اس کا کیا ہوا نکاح لڑکے کی اجازت پر موقوف ہے، اگر لڑکا اس کو برقرار رکھے تو نکاح صحیح ہوگا، اور اگر مسترد کردے تو نکاح ختم ہوگیا۔

## دُولہا کی موجودگی میں اس کی طرف سے وکیل قبول کرسکتا ہے

س……اگر کوئی شخص اپنے نکاح کے وقت موجود ہو اور وہ نکاح کی مجلس میں نہ بیٹھے تو اس شخص کا نکاح اس کا بھائی یا کوئی سرپرست اس کی طرف سے وکیل بن کر قبول کرسکتا ہے؟

ج……اگر کوئی شخص اس کی طرف سے وکیل بن کر قبول کرلے تو نکاح ہوجائے گا۔

## کیا ایک ہی شخص لڑکی، لڑکے دونوں کی طرف سے قبول کرسکتا ہے؟

س……اگر کسی شادی میں لڑکی کا باپ نکاح میں کہے کہ: ''میں لڑکی کے والد کی حیثیت سے اپنی لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے کرتا ہوں'' پھر کہے کہ: ''لڑکے کے سرپرست کی حیثیت سے میں قبول کرتا ہوں'' تین بار کہے تو کیا نکاح ہوگیا یا کہ نہیں؟

ج……جو شخص لڑکے اور لڑکی دونوں کی جانب سے وکیل یا ولی ہو، اگر وہ یہ کہہ دے کہ: ''میں نے فلاں لڑکی کا فلاں لڑکے سے نکاح کردیا'' تو نکاح ہوجاتا ہے۔ یعنی اس بات کی بھی ضرورت نہیں کہ ایک بار یوں کہے کہ: ''میں فلاں لڑکی کا فلاں لڑکے سے نکاح کرتا ہوں''، اور دُوسری بار یوں کہے کہ: ''میں اس لڑکے کی طرف سے قبول کرتا ہوں''، اور تین بار دہرانے کی بھی ضرورت نہیں، صرف ایک بار گواہوں کے سامنے کہہ دینے سے نکاح ہوجائے گا۔

## بالغ لڑکے، لڑکی کا نکاح ان کی اجازت پر موقوف ہے

س……لڑکے کی عمر تقریباً بیس بائیس سال ہے، لڑکی کی عمر اٹھارہ تا بیس سال ہے، دونوں عاقل بالغ شرعی اعتبار سے خودمختار ہیں، ان کا نکاح اس طرح کرایا گیا ہے کہ لڑکی اور لڑکے

کے باپ کو مولوی صاحب نے اس طور سے ایجاب وقبول کرایا کہ لڑکی کے باپ سے مولوی صاحب نے پوچھا کہ: ''تم نے اپنی لڑکی بہ عوض حق مہران صاحب کے بیٹے کے نکاح میں دی؟'' انہوں نے جواب دیا کہ: ''میں نے دی!'' لڑکے کے باپ سے پوچھا کہ: ''تم نے اپنے لڑکے کے واسطے قبول کی؟'' انہوں نے کہا: ''قبول کی!'' اس کے بعد لڑکا اور لڑکی ہر دو کے والدین نے اپنے بچوں کو اس نکاح سے مطلع نہیں کیا، اب لڑکا علیحدہ زندگی بسر کر رہا ہے، اس نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نکاح ہوا یا نہیں؟

ج…… یہ نکاح تو ہوگیا، مگر لڑکے اور لڑکی دونوں کی اجازت پر موقوف رہا، اطلاع ہونے کے بعد اگر دونوں نے قبول کرلیا تھا تو نکاح صحیح ہوگیا، اور اگر ان میں سے کسی ایک نے انکار کردیا تھا تو نکاح ختم ہوگیا۔

## نکاح نامے پر صرف دستخط

س…… وکیل اور گواہان لڑکی کے پاس گئے اور موجودہ قوانین کے مطابق صرف نکاح نامے کے رجسٹر پر لڑکی کا دستخط لے لیا، وکیل نے لڑکی سے کوئی بات نہ کہی، نہ لڑکے کا نام لیا، نہ مہر کی رقم بتائی، نہ خود کو وکیل گردانا، نہ نکاح پڑھانے کی اجازت لی، صرف دستخط لے کر نکاح خواں کے پاس لوٹ آئے، اور دونوں گواہوں نے بھی صرف دستخط کرتے ہی دیکھا، سنا کچھ بھی نہیں، اور ایسی ہی حالت میں نکاح خواں نے بھی بغیر گواہوں سے دریافت کئے نکاح پڑھادیا اور لڑکی بھی رُخصت ہوکر سسرال چلی گئی، کیا شرعاً نکاح ہوگیا؟ اور اگر نہیں ہوا تو کیا صورتِ حال سامنے آئے گی؟

ج…… نکاح کے فارم میں یہ ساری تفصیلات درج ہوتی ہیں، جنھیں پڑھ کر لڑکی نکاح کی منظوری کے دستخط کرتی ہے، اس لئے نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

## اجنبی اور نامحرَم مردوں کو لڑکی کے پاس وکیل بناکر بھیجنا خلافِ غیرت ہے

س…… ہمارے یہاں رواج ہے کہ جب کسی گھر میں لڑکی کی منگنی کی جاتی ہے تو دس بیس آدمی یا کم وبیش لڑکے کے گھر والوں کی طرف سے لڑکی والے کے گھر جاتے ہیں، ساتھ ہی

کافی مقدار میں مٹھائی وغیرہ اور لڑکی کے لئے کئی جوڑے کپڑے اور جوتے، انگوٹھی لڑکی کو پہناتے ہیں، جو تھوڑی دیر کے بعد اُتار دیتے ہیں۔ اس کے بعد لڑکے والوں کی آمد و رفت خلافِ معمول کسی تکلف کے بغیر رہتی ہے، پھر شادی سے دو چار دن پہلے لڑکی کو کچھ مستورات لڑکے کے گھر سے آکر مایوں بٹھاتی ہیں اور لڑکی کے والدین لڑکی کے لئے جہیز وغیرہ بناتے ہیں۔ غرض مدعا یہ ہے کہ یہ سب باتیں ہوتی ہیں اور لڑکی کو اپنے رشتے اور نسبت کا پورا پورا علم ہوتا ہے اور وہ تمام معاملے میں خاموش رہتی ہے۔ اور ان تمام باتوں کو لڑکی منظور کرتی ہے، اس کی صاف دلیل یہ ہے کہ لڑکی کسی بات پر انکار نہیں کرتی تو بوقتِ نکاح بعض حضرات لڑکی کے پاس اجازت کے لئے دو گواہ بھیجتے ہیں جو کہ غیر محرَم ہوتے ہیں اور غیر محرَم عورتوں میں بلا جھجک جاتے اور لڑکے سے اجازتِ نکاح اور وکیل کا سوال کرتے ہیں، اکثر و بیشتر لڑکی خود نہیں بولتی، پڑوس والی عورتوں میں سے کوئی عورت کہہ دیتی ہے کہ لڑکی نے فلاں کو وکیل مقرّر کیا ہے، جبکہ لڑکی کا باپ، بھائی، چچا وغیرہ مجلس میں موجود ہوتے ہیں، بعض اوقات ایسے نام بھی وکالت کے لئے سامنے آتے ہیں جن کی ولیٔ اَقرب کی موجودگی میں وکالت جائز بھی نہیں ہوتی، کیا یہ سب کچھ جائز ہے؟

ج…… اجنبی اور نامحرَم لوگوں کا لڑکی کے پاس اجازت کے لئے جانا خلافِ غیرت ہے، معلوم نہیں لوگ اس خلافِ غیرت وحیا رسم کو کیوں سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں؟ باپ لڑکی کا ولی ہے، وہی اس کی جانب سے نکاح کرنے کا وکیل اور مجاز بھی ہے، البتہ رشتہ طے کرنے اور مہر وغیرہ کے سلسلے میں لڑکی سے مشورہ ضرور ہونا چاہئے، اور یہ مشورہ لڑکی کی والدہ اور دُوسری مستورات کے ذریعہ ہوسکتا ہے، اور آج کل تو نکاح کے فارم میں تمام اُمور کا اندراج ہوتا ہے، نکاح کے فارم پر دستخط کرنے سے لڑکی کی اجازت بھی معلوم ہوجاتی ہے، اس لئے اجنبی نامحرَم اَشخاص کو دُلہن کے پاس بھیجنے (اور ان کے دُلہن سے بے حجابانہ ملنے) کی رسم قطعاً موقوف کردینی چاہئے، شادی کی تیاری کے باوجود کنواری لڑکی کا اس پر خاموش رہنا اس کی طرف سے اجازت ہے۔

# نابالغ اولاد کا نکاح

## نابالغ لڑکے، لڑکی کا نکاح جائز ہے

س...... عرض یہ ہے کہ ہماری برداری میں لڑکے یا لڑکی ابھی چار پانچ سال کے بھی نہیں ہوتے کہ ان کی شادی کردی جاتی ہے، جب وہ جوان ہوتے ہیں تو ان کی رُخصتی کردیتے ہیں۔ لڑکے یا لڑکی کی طرف سے ایجاب وقبول ان کے والدین کرتے ہیں جبکہ لڑکے یا لڑکی کی رضامندی نہیں ہوتی۔ اس طرح کی شادیاں ہمارے اسلام میں جائز ہیں یا نہیں؟

ج...... نابالغ لڑکے، لڑکی کا نکاح ان کے ولی کے ایجاب وقبول کے ساتھ صحیح ہے، اور بالغ ہونے کے بعد باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کو مسترد کرنے کا اختیار ان کو نہیں۔

## بالغ ہوتے ہی نکاح فوراً مسترد کرنے کا اختیار

س...... کیا نابالغ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے سے ہوجاتا ہے، جبکہ وہ دونوں اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اپنی والدہ کا دُودھ پی رہے ہوتے ہیں؟ بعض خاندانوں میں ایسے نکاح کا رواج عام ہے، اور اس نکاح کے تمام فرائض لڑکی کی ماں اور لڑکے کا باپ انجام دیتا ہے، کیا یہ نکاح شریعت کی رُو سے جائز ہے؟

ج...... نابالغی میں بچوں کا نکاح نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کے رُجحان کا لحاظ کرتے ہوئے کرنا چاہئے۔ تاہم بعض اوقات والدین اَزراہِ شفقت اسی میں بھلائی دیکھتے ہیں کہ نابالغی میں بچے کا عقد کردیا جائے۔ اس لئے شریعت نے نابالغی کے نکاح کو بھی جائز رکھا ہے۔ پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نکاح باپ یا دادا نے کیا ہو تو بچوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار نہیں، بلکہ لڑکا اگر اس رشتے کو پسند نہیں کرتا تو طلاق دے سکتا ہے، اور اگر لڑکی پسند نہیں کرتی تو خلع لے سکتی ہے۔ اور اگر باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور نے نابالغ

کا نکاح کردیا تھا تو بالغ ہونے کے بعد ان کو اس نکاح کے رکھنے یا مسترد کرنے کا اختیار ہے، مگر اس کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ جس مجلس میں وہ بالغ ہوئے ہوں، اسی مجلس میں بالغ ہوتے ہی اس کو مسترد کردیں۔ اور اگر بالغ ہونے کے بعد فوراً اسی مجلس میں نکاح کو مسترد نہیں کیا، بلکہ مجلس کے برخاست ہونے تک خاموش رہے تو نکاح پکا ہوجائے گا، بعد میں اس کو مسترد نہیں کرسکتے۔

## نابالغی کا نکاح اور بلوغت کے بعد اختیار

س…… ہمارے گاؤں میں نکاح کا ایک طریقہ رائج ہے، جو کہ کم و بیش ہی پایا جاتا ہے، وہ یہ کہ لڑکا اور لڑکی ابھی چھوٹی عمر کے ہی ہوتے ہیں یعنی بالکل نابالغ بچے ہوتے ہیں کہ ان کے والدین ان نابالغ بچوں کے نکاح کا آپس میں ایک معاہدہ کرلیتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ کیا یہ نکاح اسلام میں جائز ہے؟ ہماری مقامی زبان میں اسے ”جابہ قبولہ“ کہتے ہیں، کیونکہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ نکاح میں لڑکے اور لڑکی کا رضامند ہونا نہایت ہی ضروری ہے ورنہ جبراً نکاح نہیں ہوتا۔ اگر یہ جابہ قبولہ جائز ہے تو اس کی شرائط کیا ہیں؟ اور یہ معاہدہ کون کرسکتا ہے؟ نیز بالغ ہونے پر لڑکے اور لڑکی کی رضامندی نہ ہو تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور اس معاہدہ یعنی جابہ قبولہ کا شریعت کی رُو سے نام کیا ہے؟

ج…… نابالغی کا نکاح جائز ہے، پھر اگر باپ اور دادا کے علاوہ کسی اور نے کرادیا تھا تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اختیار ہوگا کہ وہ اسے رکھے یا مسترد کردے، مگر شرط یہ ہے کہ جس مجلس میں لڑکی بالغ ہو اسی مجلس میں اعلان کردے، ورنہ نکاح لازم ہوجائے گا اور بعد میں مسترد کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اور باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کو مسترد کرنے کا اختیار نہیں، اِلَّا یہ کہ واضح طور پر یہ نکاح اولاد کی رعایت و شفقت کی بنا پر نہیں بلکہ کسی لالچ کی بنا پر کیا ہو۔

## باپ دادا کے علاوہ دُوسرے کا کیا ہوا نکاح لڑکی بلوغت کے بعد فسخ کرسکتی ہے

س…… مسماۃ زینب کا نکاح مسمّٰی زید سے اس وقت منعقد ہوا جب زینب بالغ نہیں تھی،


فہرست

چنانچہ زینب کی طرف سے زینب کے والدین کی عدم موجودگی میں زینب کے ماموں نے قبول کیا، دو سال بعد زینب بالغ ہوگئی، بلوغت کے ساتھ ہی زینب نے اس نکاح کو فسخ کرڈالا، اس صورت میں مسماۃ زینب کے لئے شرعاً و قانوناً دُوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کا جواز ہے یا نہیں؟ جانے میں عدّت کا مسئلہ طے ہوگا کہ نہیں؟

ج...... نابالغ بچی کا نکاح اگر اس کے باپ دادا کے علاوہ کسی اور نے کردیا ہو تو اس بچی کو بالغ ہونے کے بعد اختیار ہے، خواہ اس نکاح کو برقرار رکھے یا مسترد کردے۔ چونکہ زینب نے بالغ ہونے کے فوراً بعد اس نکاح کو، جو اس کے ماموں نے کیا تھا، مسترد کردیا اس لئے یہ نکاح فسخ ہوگیا، لڑکی دُوسری جگہ عقد کرسکتی ہے، چونکہ ماموں کا کیا ہوا نکاح رُخصتی سے پہلے ہی کالعدم ہوگیا اس لئے لڑکی کے ذمہ عدّت بھی نہیں۔

## نابالغ لڑکی کا نکاح اگر باپ کردے تو بلوغت کے بعد اسے فسخ کا اختیار نہیں

س...... ایک نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے والد نے کردیا تھا، پھر اس کا والد فوت ہوگیا، وہ لڑکی اپنی والدہ کے ساتھ رہتی ہے، یہاں تک کہ اب بالغ ہے، اب لڑکے والے اصرار کرتے ہیں کہ لڑکی ہمارے ہاں رُخصتی کردو لیکن لڑکی کی ماں اور لڑکی نہیں مان رہی ہیں۔ اب کیا کیا جائے؟ اور لڑکے والے چھوڑ نہیں رہے ہے، اب عدالت میں لڑکے سے طلاق دِلوائی جائے یا لڑکی کو بھیج کر پھر وہ خودبخود طلاق دے دے یا مہر واپس کرکے طلاق لی جائے؟

ج...... جب نابالغ کا نکاح اس کے والد نے کردیا اور نکاح گواہوں کے سامنے ہوا تو یہ نکاح برقرار ہے، اور لڑکے والے اپنے مطالبے میں حق بجانب ہیں، اور لڑکی اور اس کی والدہ کا انکار صحیح نہیں، اب اگر لڑکی وہاں آباد نہیں ہونا چاہتی تو اس کے شوہر سے طلاق لے لی جائے، اور اگر شوہر مہر معاف کرنے کے بدلے میں طلاق دینا چاہتا ہے تو مہر چھوڑ دیا جائے۔ لڑکے کو بھی چاہئے کہ جب لڑکی اس کے گھر آباد ہونا نہیں چاہتی تو خواہ مخواہ اس کو روک کر گنہگار نہ ہو، بلکہ خوش اُسلوبی سے طلاق دے کر فارغ کردے۔ بہرحال جب تک

لڑکے سے طلاق نہ لی جائے (خلع بھی طلاق ہی کی ایک شکل ہے) تب تک یہ نکاح قائم ہے، محض لڑکی کے یا لڑکی کی والدہ کے انکار کردینے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا، اور لڑکی دُوسری جگہ عقد کرنے کی مجاز نہیں ہوگی۔

## بچپن کے نکاح کے فسخ ہونے یا نہ ہونے کی صورت

س…… ایک لڑکی کے بچپن میں باپ نے ایک شخص کو عام طریقے سے کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنی لڑکی تمہارے لڑکے کو دے دی۔ اب لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد عدالت میں بیان دیا ہے کہ میں اپنی مرضی سے شادی کروں گی، اس صورت میں پہلا نکاح ہوا یا نہیں؟

ج…… ''میں نے اپنی لڑکی تمہارے لڑکے کو دے دی'' کے الفاظ کبھی ''رشتے کا وعدہ'' یعنی منگنی کے لئے بولے جاتے ہیں، اور کبھی نکاح کے ایجاب وقبول کے لئے، اب فیصلہ طلب چیز یہ ہے کہ یہ الفاظ لڑکی کے والد نے کس حیثیت سے کہے تھے؟ اس کا فیصلہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ:

الف:…… جس مجلس میں یہ الفاظ کہے گئے اگر وہ مجلس لڑکے یا لڑکی کے نکاح کے لئے منعقد کی گئی تھی، قاضی کو بھی بلایا گیا تھا، گواہ بھی بلائے گئے تھے، مہر بھی مقرّر کیا گیا تھا، اور لڑکے لڑکی کے والدین نے اپنے بچوں کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب وقبول بھی کیا تھا تو یہ ''نکاح'' ہوا۔ بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اس کے توڑنے کا اختیار نہیں، اور اس کا عدالت میں دیا ہوا بیان بھی بے محل ہے، اب اس کا حل یہ ہے کہ لڑکے سے باقاعدہ طلاق لی جائے۔

ب:…… دُوسری صورت یہ ہے کہ جس موقع پر یہ الفاظ کہے گئے تھے، نہ وہ نکاح کی مجلس تھی، نہ مہر کا ذکر تھا، نہ گواہ تھے تو ''میں نے اپنی لڑکی تمہارے لڑکے کو دے دی'' کے الفاظ محض وعدۂ نکاح یا منگنی شمار ہوں گے، اس لئے لڑکی کا وہاں شادی کرنے سے انکار صحیح ہے، کیونکہ جب ان الفاظ سے نکاح ہی نہیں ہوا، تو لڑکی کو عدالت میں جاکر بیان دینے کی ضرورت نہیں۔

## والد نے نابالغ لڑکی کا نکاح ذاتی منفعت کے بغیر کیا تھا تو لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد ختم کرنے کا اختیار نہیں

س…… الف نے اپنی بچی کی بچپن ہی میں وکیل بن کر ب سے منگنی اور باقاعدہ نکاح کیا، مگر بوجہ نابالغ ہونے کے رُخصتی ۱۲-۱۳ سال تک ممکن نہ تھی، مگر جب مذکورہ لڑکی جوان ہوگئی اور سمجھ دار ہوگئی تو اس نے ب سے رشتے کو پسند نہیں کیا اور صاف انکار کرگئی، تو کیا اس صورت میں لڑکی اس نکاح کو ختم کرسکتی ہے یا کہ نہیں؟ ختم کرسکتی ہو تو محض زبان سے یا عدالت سے رُجوع لڑکی کے لئے اَز روئے شریعت ضروری ہے؟

ج…… اگر باپ نے اپنے کسی ذاتی مفاد کے لئے یہ نکاح نہیں کیا تھا تو لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں، اگر وہ اس گھر میں آباد نہیں ہونا چاہتی تو اپنے شوہر سے خلع لے سکتی ہے۔

# کفو و غیرِ کفو

### کفو کا کیا مفہوم ہے؟

س…… کیا لڑکا اور لڑکی سِوِل میرج کرسکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا تھا کہ ''اگر دونوں ہر حیثیت سے برابر ہوں، تو نکاح صحیح ہے، ورنہ نہیں۔'' آپ ''ہر حیثیت سے برابر'' کی وضاحت کریں۔

ج…… ''لڑکا ہر حیثیت سے لڑکی کے برابر ہو'' اس سے مراد یہ ہے کہ دِین، دیانت، مال، نسب، پیشہ اور تعلیم میں لڑکا، لڑکی سے کم تر نہ ہو۔

### فلسفۂ کفو و غیر کفو کی تفصیل

س…… دو ایک سوال کے جواب میں نکاح کی بابت آپ نے جو کچھ فرمایا، جس کا نچوڑ یہ

ہے کہ بالغ لڑکا اور لڑکی کا نکاح ان کے والدین کی مرضی کے خلاف ان کی عدم موجودگی میں صرف اسی صورت جائز ہوگا جب دونوں لڑکا اور لڑکی، برادری، تعلیم، اخلاق، مال، عقل و شکل میں (آپ کے الفاظ میں) ہم پلہ ہوں۔ قبلہ! جہاں تک اخلاق کی بات ہے وہ تو قابلِ فہم، باقی باتیں میری ناقص عقل میں نہیں آتیں۔ میں نے اب تک تو یہی پڑھا اور سنا ہے کہ مذہبِ اسلام میں کسی عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر فوقیت حاصل نہیں، اور مسلمانوں کی حیثیت و مرتبہ کا تعین صرف تقویٰ، ایمان و اخلاق اور نیک اعمال سے ہوگا، نسل، برادری، وجاہت و دولت سے نہیں۔ اور جب یہ بات ہے تو بالغ مرد و عورت کے نکاح کے لئے مذکورہ بالا شرائط مثلاً: عقل و شکل، مال، برادری وغیرہ کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ (خواہ یہ نکاح والدین کی مرضی کے مطابق نہ ہو)۔ حضورِ والا! اگر کچھ اس پر روشنی ڈالیں تو مجھ کم علم کی اُلجھن دُور ہوجائے۔

ج...... جناب نے ''اسلامی مساوات'' کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ بالکل دُرست اور بجا ہے۔ اسلام کسی کو کسی پر فخر کی اجازت نہیں دیتا، نہ رنگ و نسل، عقل و شکل اور برادری یا مال کو معیارِ فضیلت قرار دیتا ہے۔ لیکن اس پر بھی غور فرمائیے کہ ''نکاح'' اس مقدس رشتے کا نام ہے جو نہ صرف زوجین کو بلکہ ان کے تمام متعلقین کو بھی بہت سے حقوق و فرائض کا پابند کرتا ہے، اور ان تمام حقوق و فرائض کی ادائیگی نہ صرف میاں بیوی کی مکمل یکجہتی اور ہم آہنگی پر موقوف ہے بلکہ دونوں طرف کے اہلِ تعلق کے درمیان باہمی اُنس و احترام کو بھی چاہتی ہے۔

ادھر انسانی نفسیات کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ بہت ہی کم اور شاذ و نادر ایسے حضرات ہوں گے جو صرف ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰکُمْ'' کے اُصول کو رشتۂ ازدواج میں کافی سمجھیں، اور ان کی نظر نہ لڑکے، لڑکی کی عقل و شکل پر جائے، نہ تعلیم و تہذیب پر، نہ رنگ و نسب پر، نہ جاہ و مال پر۔ رشتۂ ازدواج چونکہ محض ایک نظریاتی چیز نہیں، بلکہ زندگی کی امتحان گاہ میں ہر لمحہ اسے عملی تجربوں سے گزرنا ہوتا ہے اور اس رشتے سے بڑھ کر (اپنے عملی آثار و نتائج کے اعتبار سے) کوئی رشتہ اتنا نازک، اتنا طویل اور ایسے وسیع تعلقات اور ذمہ


فہرست

داریوں کا حامل نہیں۔ اس لئے اسلام نے... جو صحیح معنوں میں دِینِ فطرت ہے... انسانی فطرت کی ان کمزوریوں کو بھی نظرانداز نہیں کیا، اور نہ وہ ایسا کرسکتا تھا، اس لئے اس نے اپنے ''اُصولِ مساوات'' کے مطابق جہاں یہ فتویٰ دیا کہ ایک مسلمان خاتون کا نکاح، بلاتمیز رنگ و نسل، عقل و شکل اور مال و وجاہت ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے، وہاں اس نے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پابندی بھی عائد کی ہے کہ اس عقد سے متأثر ہونے والے اہم ترین افراد کی رضامندی کے بغیر بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے، تاکہ اس عقد کے نتیجے میں ناخوشگواریوں، تلخیوں اور لڑائی جھگڑوں کا طوفان برپا نہ ہوجائے۔ یہ حاصل ہے اسلام میں مسئلۂ کفو کی اہمیت کا۔

اس مختصر سی وضاحت کے بعد اب میں مسئلہ لکھتا ہوں۔ ایک اعلیٰ ترین خاندان کا فرد، اپنی فرشتہ سیرت اور حورشمائل صاحب زادی کا عقد اس کی رضامندی سے کسی نومسلم حبشی کے ساتھ کردیتا ہے تو اسلام نہ صرف اس کا جائز رکھتا ہے، بلکہ اسے دادِ تحسین دیتا ہے۔ یہ تو ہوا اسلام کا اُصولِ مساوات۔

اب لیجئے دُوسری صورت: کہ ایک شریف اور اعلیٰ خاندان کی لڑکی صرف اپنے جوشِ عشق میں کسی ایسے لڑکے سے نکاح کرلیتی ہے، جو حسب و نسب، عزّو شرف، دِین و تقویٰ، علم و فضل، مال و جاہ کے لحاظ سے کسی طرح بھی اس کے جوڑ کا نہیں، اور یہ عقد والدین اور اقربا کی رائے کے علی الرغم ہوتا ہے، تو چونکہ رشتۂ ازدواج میاں بیوی کو دو بکریوں کی طرح باندھ دینے کا نام نہیں، بلکہ اس کے کچھ حقوق و فرائض بھی ہیں، اور اسلام یہ دیکھتا ہے کہ ان حالات میں اس مقدس رشتے کے نازک ترین حقوق اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ادا نہیں ہوسکیں گے، اس لئے والدین اور اولیاء کی رضامندی کے بغیر اسلام اس بے جوڑ عقد کو ناروا قرار دے کر ان تمام فتنوں اور لڑائی جھگڑوں کا دروازہ بند کردینا چاہتا ہے، جو اس بے جوڑ عقد کے نتیجے میں پیدا ہوسکتے ہیں۔ اگر جناب ان معروضات پر توجہ فرمائیں گے تو مجھے توقع ہے کہ اسلام کا دِینِ فطرت ہونا بھی آپ پر کھل جائے گا۔

## غیر کفو میں نکاح باطل ہے

س......اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی ایک دُوسرے کو پسند کرتے ہیں، اور لڑکی والوں کا یہ قانون یا رواج ہے کہ وہ خاندان سے یا برادری سے باہر لڑکی نہیں دیتے، اور جس لڑکے کو لڑکی پسند کرتی ہے وہ غیر برادری کا ہے، اور تعلیم، اخلاق اور مالی حیثیت میں لڑکی سے کم نہیں ہے اور وہ دونوں گھر والوں سے چھپ کر شادی کر لیتے ہیں تو کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج......اگر لڑکا ہر طرح لڑکی کی حیثیت کے برابر کا ہے کہ لڑکی کے وارثوں کو اس نکاح سے کوئی عار نہیں لاحق ہوتی تو نکاح صحیح ہے۔

س......اگر باپ دادا اور بھائیوں کی غیر موجودگی میں نکاح باطل ہے تو شریعت کے مطابق اس نکاح کی اہمیت کیا ہے جو والدین سے چھپ کر کرتے ہیں، یعنی کورٹ میرج؟

ج......اگر کفو میں ہو تو جائز ہے، اور غیر کفو میں ہو تو باطل ہے۔

## غیر برادری میں شادی کرنا شرعاً منع نہیں

س......بعض مسلمان برادریاں اپنے سوا ہر دُوسری مسلمان برادریوں میں شادی بیاہ کرنا بہ منزلہ حرام کے سمجھتی ہیں۔ براہ مہربانی تحریر فرمائیے کہ ان کا یہ فعل شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟ اس قسم کے ایک نکاح کی ایک ایسے صاحب شدید مخالفت کر رہے ہیں جن کے والد کے نکاح میں غیر برادری کی دو خواتین تھیں اور بیٹے کے گھر میں بھی غیر برادری کی خاتون ہے، ان صاحب کی اس مخالفت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... برادری کے محدود دائرے میں شادی بیاہ کرنے پر بعض برادریوں کی طرف سے جو زور دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ اس پر ہرجانہ یا بائیکاٹ تک کی سزا دی جاتی ہے، یہ تو شرعاً بالکل غلط ہے اور حرام ہے۔ لڑکی اور اس کے والدین کی رضامندی سے دُوسری اسلامی برادریوں میں بھی نکاح ہوسکتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی عیب کی بات نہیں، اور اگر دُوسری برادری کا لڑکا نیک ہو اور اپنی برادری میں ایسا رشتہ نہ ہو، تو غیر برادری کے ایسے نیک رشتے کو ترجیح دینی چاہئے۔

## غیر کفو میں نکاح والدین کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا

س...... کیا کوئی مسلمان بالغ لڑکی اپنے والدین کی مرضی کے بغیر اپنی پسند کی شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... لڑکی کا نکاح تو والدین ہی کو کرنا چاہئے اور ان کو لڑکی کی پسند کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ لڑکی کا والدین سے بالا بالا نکاح کرلینا حیا کے خلاف ہے اور اگر لڑکا کم تر حیثیت کا مالک ہو تو ایسا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔

## لڑکی کا غیر کفو خاندان میں بغیر اجازت کے نکاح منعقد نہیں ہوتا

س...... ایک لڑکی نے والدین کی رضامندی کے بغیر کورٹ سے مختار نامہ لے کر اپنے سابقہ ڈرائیور سے شادی کرلی۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا والد کو فسخ کرنے کا حق ہے؟ جبکہ لڑکی میمن خاندان کی ہے، لڑکا پٹھان ہے۔ عادات و اخلاق کے اعتبار سے لڑکی والے اور لڑکے والوں میں بڑا فرق ہے، مالی اعتبار سے بھی لڑکے کی کچھ حیثیت نہیں ہے، لڑکی کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچہ بھی نہیں دے سکتا۔ والدین کا خیال ہے کہ موجودہ نکاح غیر قانونی اور غیر شرعی ہے، لڑکی والوں کے خاندان پر بدنما داغ ہے، جبکہ لڑکے کی ایک بیوی پہلے سے موجود بھی ہے، اب کیا صورت ہوگی؟

ج...... اگر لڑکے اور لڑکی کے درمیان نسب کے اعتبار سے، مال کے اعتبار سے، دِین کے اعتبار سے یا پیشے کے اعتبار سے جوڑ نہ ہو تو والدین کی رضامندی کے بغیر کیا گیا نکاح شرعاً صحیح نہیں ہے، اور دونوں کے درمیان تفریق کرادینا واجب ہے۔ مذکورہ سوال میں چونکہ پیشہ اور مال کے اعتبار سے لڑکا، لڑکی ہم پلہ نہیں ہیں اس لئے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ دونوں کے درمیان علیحدگی ضروری ہے۔ لڑکی اور لڑکا اگر علیحدگی پر رضامند نہیں تو لڑکی کے والدین کو شرعاً قانونی وعدالتی کاروائی کرنے کا حق ہے۔ بہرحال لڑکی کی رضامندی پر والدین کی مرضی کے خلاف غیر خاندان میں جو نکاح ہوا وہ صحیح نہ ہوا۔

## چاہت میں خفیہ شادی کرنا غلط ہے

س…… ایک لڑکے، لڑکی نے چاہت میں شادی کرلی، دونوں کے والدین کو علم نہیں، بعد ازاں لڑکی کے چچا نے پولیس کے ذریعہ لڑکی واپس منگوائی اور یہ کہہ کر اس کا دُوسرا نکاح کردیا کہ پہلا نکاح نابالغی میں ہوا تھا۔ اب اگر لڑکا ثبوت پیش کرے کہ جب میں نے نکاح کیا تھا تو لڑکی بالغ تھی، تو ایسی صورت میں کون سا نکاح صحیح ہوا، پہلا یا دُوسرا؟

ج…… لڑکی اگر اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر غیرکفو میں شادی کرنا چاہے تو یہ نکاح نہیں ہوتا، والدین کے علم کے بغیر جو شادیاں کی جاتی ہیں وہ عموماً ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اس لئے صورتِ مسئولہ میں پہلا نکاح غلط تھا، دُوسرا صحیح ہے۔

## سیّد کا نکاح غیرسیّد سے

س…… ہمارے ملک پاکستان میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو سیّد ہیں، وہ دُوسرے گھرانوں یعنی اہلسنّت والجماعت وغیرہ کے ہاں یا جو اہلسنّت ہیں سیّد خاندان کے ہاں شادی کرلیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس کی تفصیل بیان کریں۔

ج…… لڑکی اور اس کے والدین کی رضامندی سے ہر مسلمان کے ساتھ نکاح صحیح ہے، خواہ لڑکی اعلیٰ ترین شریف خاندان کی ہو اور لڑکا فرض کیجئے نومسلم ہو۔ لیکن اگر والدین یہ نکاح لڑکی کی اجازت کے بغیر کرتے ہیں یا لڑکی والدین کی اجازت کے بغیر کرلیتی ہے تو جائز نہیں۔

## سیّد کا غیرسیّد سے نکاح کرنے کا جواز

س…… ایک مسئلہ ''سیّد قوم کی خاتون کا نکاح غیرسیّد سے ہوسکتا ہے'' پڑھا۔ ہمارے یہاں پر ایک شاہ صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خود حضورؐ سیّد نہ تھے، بلکہ ''سیّد'' آلِ حسنؓ و حسینؓ کہلاتی ہے۔ آپ ذرا تفصیل سے اس مسئلے کی وضاحت فرمادیں۔

ج…… جس طرح ان شاہ صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیّد نہ تھے، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی سیّد نہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی



فہرست

حضرت فاطمہ سیّدہ تھیں، ان سیّدہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرسیّد سے کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحب زادیاں سیّدہ تھیں، ان کے نکاح غیرسیّدوں سے ہوئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساری صاحب زادیوں کے نکاح غیرسیّدوں سے ہوئے۔ اگر شاہ صاحب کے نزدیک آج کی سیّدزادیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے زیادہ مقدس ہیں تو میں ان کو مسلمان ہی تصوّر نہیں کرتا۔ اور آج تک کسی اِمام و فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ سیّدزادی کا نکاح غیرسیّد سے نہیں ہوسکتا۔ شاہ صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ اِمام زین العابدینؒ نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اپنے ایک آزاد کردہ غلام سے کیا تھا۔

## سیّد لڑکی کی غیرسیّد لڑکے سے خفیہ شادی کالعدم ہے

س…… میں اور مشتاق ایک دُوسرے سے محبت کرتے ہیں، مشتاق نے میرے گھر رشتہ بھیجا مگر میرے گھر والوں نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ ہم سیّد ہیں، باہر شادی نہیں کریں گے۔ ہم نے مایوس ہوکر علیحدگی میں پانچ آدمیوں کی گواہی میں سادے کاغذات پر نکاح نامہ لکھ کر ایجاب و قبول کیا اور شیرینی تقسیم کی اور کورٹ میں جانے کو فرصت پر ٹال دیا۔ مگر اب صورتِ حال یہ ہے کہ چند وجوہ کی بنا پر کورٹ نہ جاسکے تو ہمارا سابقہ نکاح کافی ہے یا نہیں؟

ج…… سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی سیّد ہے اور لڑکے کا تعلق کسی غیرقریشی خاندان سے ہے، پس اگر لڑکا قریشی نہیں تو وہ سیّد لڑکی کا ''کفو'' نہیں، یعنی خاندانی اعتبار سے برابر نہیں۔ ایسا رشتہ والدین کی اجازت سے تو ہوسکتا ہے لیکن جب والدین ناخوش ہوں تو نکاح صحیح نہیں۔ چونکہ یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں، اس لئے آپ دونوں میاں بیوی نہیں بنے، اور اگر آپ کورٹ جاکر نکاح کرلیں گے والدین کی اطلاع و اجازت کے بغیر یہ نکاح جب بھی نہیں ہوگا۔

# عقیدے کے لحاظ سے
# جن سے نکاح جائز نہیں

## مسلمان عورت کی غیرمسلم مرد سے شادی حرام ہے، فوراً الگ ہوجائے

س…… کیا ایک مسلمان عورت کسی مجبوری کی وجہ سے یا بے آسرا ہونے کی وجہ سے کسی عیسائی مرد کے ساتھ شادی کرسکتی ہے؟ جبکہ اس عورت کی پہلے کسی مسلمان آدمی سے شادی ہوئی تھی اور اس عورت کی ایک لڑکی بھی ہے، اور اَب عیسائی مرد سے بھی دو بچے ہیں، کیا مسلمان عورت، عیسائی سے شادی کرسکتی ہے؟ کیا وہ اپنا مذہب تبدیل کرسکتی ہے یعنی مسلمان سے عیسائی ہوسکتی ہے؟ قرآن وحدیث میں اس کی کیا سزا ہے؟

ج…… کسی مسلمان عورت کی غیرمسلم سے شادی نہیں ہوسکتی، اس کو جائز سمجھنا کفر ہے۔ اس عورت کو چاہئے کہ اس شخص سے فوراً الگ ہوجائے اور اپنے گناہ سے توبہ کرے، اور جن لوگوں نے اس شادی کو جائز کہا ہے وہ بھی توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں، اور کسی مسلمان کا عیسائی بن جانے کا ارادہ کرنا بھی کفر ہے، اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں۔

## سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد سے نہیں ہوسکتا

س…… کیا سنی لڑکی کا نکاح غیرسنی یعنی شیعہ مرد کے ساتھ ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

ج…… جو شخص کفریہ عقیدہ رکھتا ہو، مثلاً: قرآنِ کریم میں کمی بیشی کا قائل ہو، یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہو، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صفاتِ اُلوہیت سے متصف مانتا ہو، یا یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ حضرت جبریل علیہ السلام غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لے آئے تھے، یا کسی اور ضرورتِ دِین کا منکر ہو، ایسا شخص تو مسلمان ہی نہیں، اور اس سے کسی سنی عورت کا نکاح دُرست نہیں۔ شیعہ اثناعشریہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں، تین چار

افراد کے سوا باقی پوری جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو (نعوذ باللہ) کافر و منافق اور مرتد سمجھتے ہیں، اور اپنے ائمہ کو انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل و برتر سمجھتے ہیں، اس لئے وہ مسلمان نہیں اور ان سے مسلمانوں کا رشتہ ناتا جائز نہیں۔ شیعہ عقائد و نظریات کے لئے میری کتاب ''شیعہ سنی اختلاف اور صراطِ مستقیم'' دیکھ لی جائے۔

## قادیانی عورت سے نکاح حرام ہے، ایسی شادی کی اولاد بھی ناجائز ہوگی

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے دِین اس مسئلے کے متعلق کہ کیا کسی قادیانی عورت سے نکاح جائز ہے؟

ج...... قادیانی زِندیق اور مرتد ہیں، اور مرتدہ کا نکاح نہ کسی مسلمان سے ہوسکتا ہے، نہ کسی کافر سے اور نہ کسی مرتد سے۔

''ہدایہ'' میں ہے:

"اعلم أن تصرفات المرتد علٰى أقسام نفاذ بالاتفاق كالاستيلاء والطلاق .... وباطل بالاتفاق كالنكاح والذبيحة لأنه يعتمد الملة ولا ملة له."

(ہدایہ ج:۲ ص:۵۸۳)

ترجمہ:...... ''جاننا چاہئے کہ مرتد کے تصرفات کی چند قسمیں ہیں، ایک قسم بالاتفاق نافذ ہے، جیسے: استیلاء اور طلاق۔ دُوسری قسم بالاتفاق باطل ہے، جیسے: نکاح اور ذبیحہ، کیونکہ یہ موقوف ہے ملت پر اور مرتد کی کوئی ملت نہیں۔''

درمختار میں ہے:

"ولا يصلح (أن ينكح مرتد أو مرتدة أحدا من الناس مطلقًا وفى الشامية (قوله مطلقًا) أى مسلمًا أو كافرًا أو مرتدًّا." (فتاویٰ شامی ج:۳ ص:۲۰۰)

ترجمہ:...... ''اور مرتد یا مرتدہ کا نکاح کسی انسان سے مطلقاً صحیح نہیں، یعنی نہ مسلمان سے، نہ کافر سے اور نہ مرتد سے۔''

فتاویٰ عالمگیری میں مرتد کے نکاح کو باطل قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''فلا یجوز لہ أن یتزوج امرأۃ مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا ذمیۃ ولا حرۃ ولا مملوکۃ.''

(فتاویٰ عالمگیری ج:۳ ص:۵۸۰)

ترجمہ:...... ''پس مرتد کو اجازت نہیں کہ وہ نکاح کرے کسی مسلمان عورت سے، نہ کسی مرتدہ سے، نہ ذِمی عورت سے، نہ آزاد سے اور نہ باندی سے۔''

فقہِ شافعی کی مستند کتاب ''شرح مہذب'' میں ہے:

''لا یصح نکاح المرتد والمرتدۃ لأن القصد بالنکاح الاستمتاع ولما کان دمھما مھدرًا ووجب قتلھما فلا یتحقق الاستمتاع ولأن الرحمۃ تقتضی ابطال النکاح قبل الدخول فلا ینعقد النکاح معھا.''

(شرح مہذب ج:۱۶ ص:۲۱۴)

ترجمہ:...... ''اور مرتد اور مرتدہ کا نکاح صحیح نہیں، کیونکہ نکاح سے مقصود نکاح کے فوائد کا حصول ہے۔ چونکہ ان کا خون مباح ہے اور ان کا قتل واجب ہے، اس لئے میاں بیوی کا استمتاع متحقق نہیں ہوسکتا، اور اس لئے بھی کہ تقاضائے رحمت یہ ہے کہ اس نکاح کو رُخصتی سے پہلے ہی باطل قرار دیا جائے، اس بنا پر نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔''

فقہِ حنبلی کے مشہور کتاب ''المغنی مع الشرح الکبیر'' میں ہے:

''والمرتدۃ یحرم نکاحھا علٰی أی دین کانت

لأنـه لـم يثبت لها حكم أهل الدين الذى انتقلت اليه فى اقرارها عليه ففى حلها أولٰى.“

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۷ ص:۵۰۳)

ترجمہ:...... ”اور مرتد عورت سے نکاح حرام ہے خواہ اس نے کوئی سا دِین اختیار کیا ہو، کیونکہ جس دِین کی طرف وہ منتقل ہوئی ہے اس کے لئے اس دِین کے لوگوں کا حکم ثابت نہیں ہوا جس کی وجہ سے وہ اس دِین پر برقرار رکھی جائے، تو اس سے نکاح کے حلال ہونے کا حکم بدرجۂ اَولیٰ ثابت نہیں ہوگا۔“

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ قادیانی مرتد کا نکاح صحیح نہیں، بلکہ باطلِ محض ہے۔

س...... اولاد کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

ج...... جب اُوپر معلوم ہوا کہ یہ نکاح صحیح نہیں تو ظاہر ہے کہ قادیانی مرتدہ سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جائز اولاد نہیں ہوگی، البتہ اُوپر جو صورتیں اس شخص کے مسلمان ہونے کی ذکر کی گئیں، اگر وہ صورتیں ہوں تو یہ ”شبہ کا نکاح“ ہوگا، اور اس کی اولاد جائز ہوگی، اور یہ اولاد مسلمان باپ کے تبع ہو تو مسلمان ہوگی۔

س...... اس شخص سے معاشرتی تعلقات روا رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جسے علاقے کے لوگ مختلف اداروں میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کی بیوی قادیانی ہے۔ لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہے، ہمیں اس کے مذہب سے کیا لینا؟ یہ ہمارے مسائل حل کراتا ہے۔ تو اَزروئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟

ج...... یہ شخص جب تک قادیانی عورت کو علیحدہ نہ کردے اس وقت تک اس سے تعلقات رکھنا جائز نہیں۔ جو لوگ مذہب سے بے پروا ہوکر محض دُنیوی مفادات کے لئے اس سے تعلقات رکھتے ہیں، وہ سخت گنہگار ہیں، اگر انہیں اپنا ایمان عزیز ہے اور اگر وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے خواستگار ہیں تو ان کو توبہ کرنی چاہئے، اور جب تک یہ شخص اس قادیانی مرتدہ کو علیحدہ نہیں کردیتا اس سے تمام معاشرتی تعلقات منقطع

کر لینے چاہئیں، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا، رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللهِ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ." (المجادلہ:۲۲)

ترجمہ:...... "جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے بَرخلاف ہیں، گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے ہی کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دِلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان (قلوب) کو اپنے فیض سے قوّت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے، یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے......۔"

س...... اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ مرتد تو وہ ہوتا ہے جو دِینِ اسلام سے پھر جائے، یعنی پہلے مسلمان تھا بعد میں نعوذ باللہ کافر ہو گیا، اس لئے جو شخص پہلے مسلمان تھا پھر اس نے مرزائی مذہب اختیار کر لیا وہ تو مرتد ہوا، لیکن جو شخص پیدائشی قادیانی ہو وہ تو مرتد نہیں، کیونکہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی کفر اختیار نہیں کیا بلکہ وہ ابتداء ہی سے کافر ہے، وہ مرتد کیسے ہوا؟

ج...... اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ہر قادیانی "زِندیق" ہے، اور "زِندیق" وہ شخص ہے جو اسلام کے خلاف عقائد رکھتا ہو، اس کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو اور تأویلاتِ باطلہ کے

ذریعہ اپنے عقائد کو عین اسلام قرار دیتا ہو۔ اور ''زِندیق'' کا حکم بعینہٖ مرتد کا ہے۔ البتہ ''زِندیق'' اور ''مرتد'' میں یہ فرق ہے کہ مرتد کی توبہ بالاتفاق لائقِ قبول ہے، اور زِندیق کی توبہ کے قبول کئے جانے یا نہ کئے جانے میں اختلاف ہے۔ اس ایک فرق کے علاوہ باقی تمام اَحکام میں مرتد اور زِندیق برابر ہیں۔ اس لئے قادیانی مرزائی خواہ پیدائشی مرزائی ہوں یا اسلام کو چھوڑ کر مرزائی بنے ہوں، دونوں صورت میں ان کا حکم مرتد کا ہے۔

## قادیانی لڑکے سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں

س…… مسلمان لڑکی (جانتے ہوئے بھی) اگر قادیانی لڑکے کے ساتھ عشق میں مبتلا ہوکر اس سے شادی کی خواہش ظاہر کرے، اس صورت میں لڑکی اپنے مذہب پر رہے اور لڑکا اپنے مذہب پر، نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر لڑکی شادی کرلیتی ہے تو آخرت میں کن لوگوں میں شامل ہوگی؟

ج…… قادیانی مرتد ہیں، ان سے نکاح نہیں ہوگا، لڑکی ساری عمر زنا کے گناہ میں مبتلا رہے گی جیسے کسی سکھ کے عشق میں مبتلا ہوکر اس سے شادی کرلے۔

س…… شادی کے لئے لڑکی کی معاونت وحمایت کرنے والے کے لئے (جبکہ قادیانی لڑکا اَزخود شادی کرنے سے کئی بار انکار کرچکا ہو) اور اسے عاشق لڑکی کی سہیلی وغیرہ نے کسی طور پر رضامند کیا ہو، جس میں لڑکی کے مذہب تبدیل کرنے کے امکانات کو رَدّ نہیں کیا جاسکتا، اور خود لڑکی کے لئے شریعت میں سزا کی حد کیا ہے؟ کیا لڑکی جبکہ مسلم گھرانے کی ہے اور غیرمسلم لڑکے سے شادی کا ارادہ کرنے کے شرعی جرم میں اور معاونت کرنے والے بھی واجب القتل نہیں ہیں؟

ج…… غیرمسلم کے ساتھ شادی کو جائز سمجھنا کفر ہے، لڑکی کی معاونت وحمایت کرنے والوں نے اگر اس شادی کو جائز سمجھا تو ان کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔

س…… بات چیت طے ہونے یعنی منگنی وغیرہ ہونے پر قادیانی لڑکے یا مسلم لڑکی کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے مشترکہ طور پر تقسیم کی گئی مٹھائی کھانا اور انہیں مبارک باد دینا جائز ہے


فہرست

یا نہیں؟ اگر مٹھائی کھا سکتے ہیں اور مبارک باد دے سکتے ہیں تو کیوں؟ جبکہ نکاح ہی جائز نہ ہوا اور یہ ایک ناجائز فعل کی ابتدا کے شگون میں تقسیم کی گئی ہو۔

ج...... مٹھائی کھانا اور مبارک باد دینا بھی رضا کی علامت ہے، ایسے لوگوں کو بھی اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔

س...... اس سلسلے کی مٹھائی کو جائز قرار دینے کے لئے میرے ایک دوست نے دلیل دی کہ ہندوستان میں لوگ (مسلمان) اپنے ہندو پڑوسی کے یہاں شادی وغیرہ کی تقریبات میں شرکت کرتے تھے اور کھاتے تھے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کی آپس کی شادی ہوتی تھی، ایک ہی مذہب کا معاملہ تھا۔ لیکن یہاں مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان لڑکی بھی اب مرتد ہوگئی یا ہوجائے گی، لہٰذا یہ ایک مرتد اور زِندیق میں اضافے پر یا لڑکی کے مذہب تبدیل کرنے، اسلام سے پھر جانے کی خوشی میں مٹھائی ہوگی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ جنھوں نے مٹھائی کھائی اور اس فعل پر لڑکی لڑکے کو (منگنی کے بندھن میں بندھنے پر) مبارک باد دی، اب وہ کیا کریں؟ اگر انہوں نے اَن جانے میں ایسا کیا، اگر انہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ناجائز فعل ہے ایسا کیا، اب وہ کیا کریں؟

ج...... غیرمسلموں کی آپس کی شادی میں مبارک باد دینے کا تو معمول رہا ہے، لیکن کسی مسلمان لڑکی کا عقد کسی غیرمسلم سے کردیا جائے یا... نعوذ باللہ... کسی مسلم لڑکی کو مرتد کرکے غیرمسلم سے اس کی شادی کردی جائے تو اس صورت میں کسی مسلمان کو کبھی مبارک باد پیش کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، بلکہ غیرت مند مسلمانوں میں ایسے خبیث جوڑے کو صفحۂ ہستی سے مٹادینے کی مثالیں موجود ہیں۔ بہرحال جو لوگ اس میں ملوّث ہوئے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔

## قادیانی کی بیوی کا مسلمان رہنے کا دعویٰ غلط ہے

س...... ہمارے علاقے میں ایک خاتون رہتی ہیں، جو بچوں کو ناظرہ قرآن کی تعلیم دیتی ہیں، نیز محلّہ کی مستورات تعویذ گنڈے اور دِینی مسائل کے بارے میں موصوفہ سے رُجوع

کرتی ہیں۔ لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا شوہر قادیانی ہے، موصوفہ سے دریافت کیا گیا تو اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر میرا شوہر قادیانی ہے تو کیا ہوا، میں تو مسلمان ہوں، میرا عقیدہ میرے ساتھ اور اس کا اس کے ساتھ، اس کے عقائد سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ آپ سے دریافت کرنا مطلوب ہے کہ:

ا:...... کسی مسلمان مرد یا عورت کا کسی قادیانی مذہب کے حامل افراد سے زَن و شوہر کے تعلقات قائم رکھنا کیسا ہے؟

۲:...... اہلِ محلّہ کے شرعی معاملات میں ان خاتون سے رُجوع کرنا، نیز معاشرتی تعلقات قائم رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... کسی مسلمان خاتون کا کسی غیرمسلم سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ قادیانی سے، نہ کسی دُوسرے غیرمسلم سے، اور نہ کوئی مسلمان خاتون کسی قادیانی کے گھر رہ سکتی ہے، نہ اس سے میاں بیوی کا تعلق رکھ سکتی ہے۔ یہ خاتون جس کا سوال میں ذکر کیا گیا، اگر اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تو اس کو مسئلہ بتادیا جائے، مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اسے چاہئے کہ وہ قادیانی مرتد سے فوراً قطع تعلق کرلے، اور اگر وہ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی بدستور قادیانی کے ساتھ رہتی ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ درحقیقت خود بھی قادیانی ہے، محض بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہے، محلے کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے کہ اس سے قطع تعلق کریں اور اس سے بھی وہی سلوک کریں جو قادیانی مرتدوں سے کیا جاتا ہے۔ اس سے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھوانا، تعویذ گنڈے لینا، دِینی مسائل میں اس سے رُجوع کرنا اور اس سے معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

## مسلمان کا قادیانی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، شرکاء توبہ کریں

س...... ہمارے علاقے میں ایک زمین دار کی قادیانی کے گھر شادی ہوئی، مگر دُولہا مسلمان ہونے کا دعویدار ہے، ان کا شرعاً نکاح ہوا ہے یا نہیں؟ اور دعوتِ ولیمہ میں شریک لوگوں کا نکاح برقرار ہے یا نہیں یا گنہگار رہیں؟ آئندہ شریک ہوں یا نہیں؟

ج…… قادیانیوں کا حکم مرتد کا ہے، ان کی تقریبات میں شریک ہونا اور اپنی تقریبات میں ان کو شریک کرنا جائز نہیں، جو لوگ اس معاملے میں چشم پوشی کرتے ہیں، قیامت کے دن خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی اور عتاب کے مورد ہوں گے۔ قادیانیوں سے رشتہ ناتا جائز نہیں، اگر وہ لڑکی مسلمان ہوگئی ہے تو نکاح صحیح ہے، اور اگر مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہے تو نکاح باطل ہے، جس طرح کسی سکھ اور ہندو سے نکاح جائز نہیں، اسی طرح کسی قادیانی سے بھی جائز نہیں۔ اس شخص کو لازم ہے کہ قادیانی عورت کو الگ کردے، جو لوگ ان کے نکاح میں شریک ہوئے ہیں وہ گنہگار ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے، آئندہ ہرگز ایسا نہ کریں۔

## ایک شبہ کا جواب

س…… حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص بن ابوالربیع سے ہوا جو کافر تھا، حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتیبہ سے ہوا، جو ایک کافر تھا، حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا جو کافر تھا، ہر سہ متذکرہ دخترانِ رسالت مآبؐ کا نکاح پہلے کافروں سے کیوں ہوا؟

ج…… اس وقت تک غیرمسلموں سے نکاح کی ممانعت نہیں آئی تھی، بعد میں اس کی ممانعت ہوگئی، عتبہ نے اپنے باپ ابولہب کے کہنے پر حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کو، اور عتیبہ نے حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی۔ چنانچہ بعد میں ان دونوں کا عقد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ جنگِ بدر کے بعد اسلام لے آئے تھے۔

## اگر اولاد کے غیرمسلم ہونے کا ڈر ہو تو اہلِ کتاب سے نکاح جائز نہیں

س…… یہاں جرمنی میں اکثر مسلمان لڑکے غیرمسلم لڑکیوں کے ساتھ شادی کرکے کہتے ہیں کہ ہم نے پیپر میرج کر رکھی ہے۔ قرآن وسنت کی رُو سے بتائیں کہ ان کا یہ فعل جائز ہے؟

ج…… اگر وہ لڑکیاں اہلِ کتاب ہیں تو ان سے نکاح جائز ہے، بشرطیکہ یہ اندیشہ نہ ہو کہ ان


فہرست

کی غیر مسلم بیویوں کی وجہ سے اولاد غیر مسلم بن جائے گی، اگر ایسا اندیشہ ہو تو ہرگز نکاح نہ کیا جائے، ورنہ اپنی اولاد کو کفر کی گود میں دھکیل کر گنہگار ہوں گے۔

# کن عورتوں سے نکاح جائز ہے؟

## کیا اَیامِ مخصوص میں نکاح جائز ہے؟

س…… بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ اَیامِ مخصوص میں عورت کا نکاح نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی جائے تو بعد میں دوبارہ نکاح پڑھانا پڑتا ہے، آپ یہ بتائیں کہ کیا اَیامِ مخصوص میں نکاح ہوسکتا ہے؟

ج…… نکاح ہوجاتا ہے، مگر میاں بیوی کی یکجائی صحیح نہیں، رُخصتی ان اَیام کے ختم ہونے کے بعد کی جائے گی۔

## ناجائز حمل والی عورت سے نکاح کرنا

س…… ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا، جس سے حمل ٹھہر گیا۔ حمل ٹھہرنے کے فوراً بعد دونوں نے نکاح کرلیا، شرعی طور سے یہ بتایئے کہ بچہ حلال کا ہوگا یا حرام کا؟ اور دونوں کا نکاح قبول ہوگا کہ نہیں؟ اگر ہوگا تو کس طرح؟

ج…… یہ بچہ چونکہ نکاح سے پہلے کا ہے، اس لئے یہ تو صحیح النسب نہیں، مگر یہ نکاح صحیح ہے، پھر جس کا حمل تھا اگر نکاح بھی اسی سے ہوا تو صحبت جائز ہے، اور اگر نکاح کسی دُوسرے سے ہوا تو اس کو وضعِ حمل تک صحبت نہیں کرنی چاہئے۔

## ناجائز حمل کی صورت میں نکاح کا جواز

س…… ایک لڑکی کے ناجائز تعلقات تھے اور عملاً ناجائز حمل ٹھہر گیا، اب مذکورہ آدمی اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، حمل کی صورت میں نکاح جائز ہے؟

ج……نکاح تو اس سے بھی جائز ہے جس کا حمل ہے اور کسی دُوسرے سے بھی، مگر جس کا حمل ہے وہ نکاح کے بعد صحبت بھی کرسکتا ہے، دُوسرے سے اگر نکاح ہو تو اس کو وضعِ حمل تک صحبت کرنے کی اجازت نہیں۔

## زنا کے حمل کی صورت میں نکاح کا جواز

س……آپ سے ایک عورت نے یہ سوال کیا تھا: "میرا نکاح ہوا تو غیرآدمی کا حمل پیٹ میں تھا، اس نکاح کے بعد ے سال ہوچکے ہیں اور دو بچے بھی ہیں، خدا کے واسطے مولانا صاحب آپ بتلایئے کہ میں کیا کفارہ ادا کروں؟" جواب میں آپ نے فرمایا تھا: "آپ کا نکاح جو ناجائز حمل کی حالت میں ہوا، صحیح تھا……"

مولانا صاحب! عرض ہے کہ آپ کا مندرجہ بالا جواب کس فقہ کے مطابق ہے؟ کسی ایک کتاب کا حوالہ دیجئے، میں بے حد ممنون و مشکور ہوں گا۔ کیونکہ بعض علمائے کرام کے مطابق غیرآدمی سے حاملہ عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، صرف زانی مرد سے ہوسکتا ہے، اور اگر حاملہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا یا ہوسکتا ہے تو پھر بیوہ یا مطلقہ عورت کا نکاح بھی حاملہ کی صورت میں ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… میں نے جو مسئلہ لکھا ہے وہ فقہِ حنفی کی تقریباً ساری بڑی کتابوں میں موجود ہے، درمختار میں ہے:

"وصح نكاح حبلى من زنى …. وان حرم وطؤها حتّٰى تضع لو نكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقا." (شامی ج:۳ ص:۴۸ طبع جدید)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وقال أبو حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالٰى: يجوز أن يتزوج امرأة حاملًا من الزنا ولا يطؤها حتّٰى تضع. وقال أبو يوسف رحمه الله: لا يصح، والفتوىٰ علٰى قولهما كذا فى المحيط." (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۸۰)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مفتیٰ بہ قول کے مطابق حاملہ کا نکاح زانی اور غیرزانی دونوں سے ہوجاتا ہے، فرق یہ ہے کہ وضعِ حمل سے پہلے زانی صحبت کرسکتا ہے اور غیرزانی نہیں کرسکتا۔ جس خاتون نے مسئلہ پوچھا تھا اس کا کیس کئی سال پُرانا تھا، اس لئے اس کو صرف نکاح کے صحیح ہونے کا مسئلہ بتادیا گیا۔ دُوسرا حصہ اس سے متعلق نہیں تھا، اس لئے اسے ذکر نہیں کیا گیا۔ بیوہ یا مطلقہ عورت کا نکاح حمل میں نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ عدّت میں ہے، اور عدّت میں نکاح جائز نہیں، بخلاف اس حمل کے جو زنا سے ہو، اس کی کوئی عدّت نہیں، اس لئے کہ عدّت حرمتِ نسب کے لئے مقرّر کی گئی ہے اور حملِ زنا کی کوئی حرمت نہیں۔ تعجب ہے کہ علمائے کرام کو اس مسئلے میں کیوں اِشکال پیش آیا۔

## ناجائز تعلقات والے مرد وعورت کا آپس میں نکاح جائز ہے

س…… کسی عورت کے ساتھ کسی مرد کے ناجائز تعلقات ہوجائیں تو اس کے بعد اس عورت اور مرد کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح ہوسکتا ہے تو کیا سابقہ تعلقات کی بنا پر گناہ اس کے سر رہیں گے یا نہیں؟

ج…… نکاح ہوسکتا ہے، سابقہ تعلقات کا وبال ان پر بدستور رہے گا اور ان سے توبہ و اِستغفار لازم ہے، نکاح کے بعد ایک دُوسرے کے لئے حلال ہوں گے۔

## ناجائز تعلقات کے بعد دیور بھابی کی اولاد کا آپس میں رشتہ

س…… دیور اور بھابھی میں ناجائز تعلقات تھے، پھر دیور نے بھابھی کی چھوٹی بہن سے شادی کرلی، پھر بھی ان دونوں میں ناجائز تعلقات رہے، اب جبکہ بھابھی کا لڑکا بڑا ہے اور دیور کی لڑکی چھوٹی اور دونوں جوان ہیں، تو شادی کے لئے کہا جارہا ہے کہ دونوں کی شادی ہوجائے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا اس لحاظ سے یہ شادی ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ بھابھی سے دیور کی کوئی اولاد ہے یا نہیں؟ لیکن دیور اور بھابھی میں تقریباً ۱۵ سال سے تعلقات منقطع ہیں۔

ج…… جائز ہے۔

## بدکار دیور بھاوج کی اولاد کا آپس میں نکاح

س...... ایک شخص نے ایک عورت سے بدکاری کی، اس پر شرعی گواہ موجود نہیں، وہ اس کی بھابھی تھی، اس کے کئی سال بعد اس نے اپنی بیٹی کا نکاح اس کے بیٹے سے کردیا، اب اس کے ہاں بیٹا بھی پیدا ہوگیا ہے، کیا یہ نکاح صحیح ہے اور اولاد کا کیا حکم ہے؟ اور اس میں جن لوگوں کو علم تھا اور اس میں شریک ہوئے کیا ان لوگوں کا نکاح باقی رہے گا؟

ج...... ان دونوں کی بدکاری کا ان کی اولاد کے آپس میں رشتوں کے جائز ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لہٰذا یہ نکاح صحیح ہے۔

## بدکار چچی بھتیجے کی اولاد کا آپس میں نکاح

س...... چچی اور بھتیجے کے درمیان تقریباً دو سال ناجائز تعلقات رہے، اس عرصے میں کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوئی، اس کے بعد تعلقات منقطع ہوگئے، اب چچی اور بھتیجے کے بچے ہیں، کیا ان دونوں کی اولاد میں رشتے ہوسکتے ہیں؟

ج...... ہوسکتے ہیں۔

## ماں بیٹی کا باپ بیٹے سے نکاح

س...... زید نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی سالی کی بیٹی سے کردی، کچھ عرصہ بعد زید کی بیوی فوت ہوگئی، اس کے بعد زید نے اپنے بیٹے کی ساس یعنی اپنی سالی سے نکاح کرلیا، اب ماں اور بیٹی ایک ہی گھر میں ساس اور بہو اور ساتھ ساتھ ماں اور بیٹی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج...... جائز ہے، آپ کو ناجائز ہونے کا شبہ کیوں ہوا...؟

## بیوی اور اس کی سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

س...... خسر کی بیوی جو اپنی زوجہ کی حقیقی ماں نہیں ہے، خسر کے انتقال کے بعد پہلی منکوحہ کی زندگی میں اس بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں کہ ان دونوں میں سے کسی کو اگر مرد

فرض کرلیا جائے تو دونوں کا نکاح نہ ہوسکے، مثلاً: دو بہنیں، خالہ بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی۔ اس اُصول کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ ایک لڑکی اور اس کی سوتیلی ماں کے درمیان رشتہ کیا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر لڑکی کو مرد فرض کرلیا جائے تو اس کا نکاح سوتیلی ماں کے ساتھ نہیں ہوسکتا، لیکن اگر سوتیلی ماں کو مرد فرض کرلیا جائے (تو اس صورت میں چونکہ وہ سوتیلی ماں نہیں ہوسکتی اس لئے) لڑکی سے اس کا عقد جائز ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی اور اس کی سوتیلی والدہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ اس لئے خسر کی بیوہ سے جو بیوی کی سوتیلی ماں ہے بیوی کی موجودگی میں نکاح جائز ہے۔

## سوتیلے چچا کی مطلقہ سے نکاح دُرست ہے

س…… میرے سوتیلے بھائی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور میرے بیٹے کے ساتھ الزام لگایا، اور میرے بیٹے نے اس عورت سے شادی کرلی ہے، کیا یہ نکاح جائز ہے؟

ج……سوتیلے چچا کی مطلقہ سے نکاح دُرست ہے، جبکہ عدّت ختم ہونے کے بعد کیا جائے۔

## سوتیلی والدہ کے شوہر کے پوتے سے رشتہ جائز ہے

س…… ہم اپنی بہن کی شادی اپنی سوتیلی والدہ یعنی والد صاحب کی پہلی بیوی کے پہلے شوہر کے پوتے سے کرسکتے ہیں؟ اگر دیکھا جائے تو آپس میں ان کا کوئی رشتہ نہ ہوگا، ویسے دُنیا والے پھوپھی بھی کہتے ہیں۔ جناب کیا یہ نکاح جائز ہے؟

ج…… جائز ہے۔

## سوتیلی ماں کی بیٹی سے شادی جائز ہے

س…… زید کے والد دُوسری شادی کرتے ہیں، زید کی دُوسری والدہ اپنے ساتھ ایک لڑکی لے کر آتی ہیں، جو ان کے پہلے شوہر سے ہے، زید میں اور لڑکی میں کوئی خونی رشتہ نہیں ہے، کیا زید اس لڑکی سے شادی کرسکتا ہے؟

ج…… جی ہاں! کرسکتا ہے۔

## سوتیلی ماں کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے

س…… مسئلہ یہ ہے کہ میری شادی سوتیلی ماں کی سگی بہن سے ہورہی ہے (یعنی جو کہ ایک قسم کی میری خالہ لگتی ہے) کیا یہ شادی جائز ہے؟

ج…… جائز ہے، بشرطیکہ محرمیت کا کوئی اور رشتہ نہ ہو۔

## سوتیلی ماں کے بھائی سے نکاح جائز ہے

س…… کیا لڑکی ایک ایسے شخص سے شرعی طور سے نکاح کرسکتی ہے جو اس لڑکی کی سوتیلی ماں کا سگا بھائی ہو؟

ج…… سوتیلی ماں کے بھائی سے نکاح جائز ہے، واللہ اعلم۔

## بھائی کی سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز ہے

س…… منیر کا نکاح ایسی بیوہ عورت سے ہوا جو اپنے سابقہ مرحوم خاوند کی ایک لڑکی ساتھ لائی، کیا قرآن وسنت کی رُو سے منیر کے سگے چھوٹے بھائی کا نکاح اس لڑکی سے ہوسکتا ہے؟

ج…… ہوسکتا ہے۔

## بہن کی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا

س…… میرے ایک چچازاد بھائی ہیں، ان کی شادی تقریباً ۱۸ سال پہلے ایک خاتون سے ہوئی، ان سے ان کی دو بچیاں ہیں، تقریباً آٹھ سال بعد میرے چچازاد بھائی کی بیوی کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد انہوں نے میری بہن سے شادی کرلی، اس وقت ان کی بڑی لڑکی کی عمر تقریباً ۱۳ سال تھی اور چھوٹی ۹ سال کی۔ اب جبکہ ان کی بڑی بیٹی کی عمر تقریباً ۱۹ سال ہے اور میں ان سے شادی کا خواہش مند ہوں مگر چند رشتہ دار کہتے ہیں یہ شادی حرام ہے، جبکہ دونوں بچیاں اپنی دادی کے پاس رہتی ہیں اور انہوں نے میری بہن کے ساتھ زیادہ تعلقات بھی نہیں رکھے، میری عمر تقریباً ۲۲ سال ہے اور پورے گھر والے اور میری بہن اور لڑکی کے والد بھی رضامند ہیں اور لڑکی بھی۔

ج…… اس لڑکی کے ساتھ آپ کا نکاح جائز ہے۔

## سوتیلے والد کا بیٹے کی ساس سے نکاح جائز ہے

س…… چند روز پہلے پنجاب کے ایک گاؤں سے میرے دوست کا خط آیا، جس میں اس نے بتایا ہے کہ گاؤں میں ایک نکاح اس طرح ہونے والا ہے کہ جسے گاؤں کی اکثریت قبول کرنے سے انکار کر رہی ہے۔ زید کے والد کا انتقال ہوگیا تو اس کی والدہ نے دُوسرا نکاح کرلیا، اسی دوران ماں کے بطن سے ایک بچی بھی پیدا ہوئی، کچھ دنوں بعد زید نے کسی بیوہ کی لڑکی سے شادی کرلی، عنقریب زید کا سوتیلا والد مذکورہ بیوہ یعنی زید کی ساس سے نکاح کرنے والا ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ کیا یہ نکاح شریعت میں جائز ہے یا ناجائز؟ عین ممکن ہے گاؤں کا یہ شخص جو کہ زمین دار کہلاتا ہے آپ کا جواب سن کر استفادہ کرسکے اور اگر کسی گناہ کے سرزد ہونے کا امکان ہے تو بچ سکے۔

ج…… زید کے سوتیلے والد کا زید کی ساس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔

## یتیم لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے کے بعد اس کی ماں سے خود اور اس کی بہن سے اپنے لڑکے کا نکاح جائز ہے

س…… ایک شخص نے ایک نوجوان یتیم سے اپنی لڑکی کا نکاح کردیا، پھر اس لڑکے کی والدہ سے اپنا اور لڑکے کی بہن سے اپنے بیٹے کا نکاح پڑھوالیا، یہ نکاح کیسا رہا؟

ج…… صحیح ہے، اس میں آپ کو کیا اِشکال ہے…؟

## باپ بیٹے کا سگی بہنوں سے نکاح جائز ہے لیکن ان کی اولاد کا نہیں

س…… زید نے ہندہ سے شادی کی، جس سے تین بچے سلیمہ، نسیمہ اور عابد پیدا ہوئے، بعد میں ہندہ کا انتقال ہوگیا تو زید نے سلمیٰ سے دُوسری شادی کرلی، اس عرصے میں زید کا بیٹا عابد بھی جوان ہوگیا، اس کے رشتے کی تلاش ہوئی تو سلمیٰ کی بہن طاہرہ سے زید کے بیٹے عابد کی شادی کردی گئی، اس طرح سلمیٰ اور طاہرہ دونوں سگی بہنیں زید اور عابد سگے باپ بیٹے کے گھر میں بیویاں بن گئیں۔ اس صورت میں ان کی اولادوں کے درمیان رشتہ داری کی کیا نوعیت ہوگی؟ اور خود عابد کی اولاد شرعی حدود میں کیا نوعیت رکھتی ہے؟ اور ان سے شادی


فہرست

کرنے والے کیا کہلائیں گے؟ کیا شرعی حدود میں یہ رشتے صحیح ہیں؟

ج...... باپ اور بیٹے کا نکاح دو سگی بہنوں سے صحیح ہے، مگر باپ اور بیٹے کی اولادوں کے درمیان رشتہ نہیں ہوسکتا۔

## سمدھی سے نکاح جائز ہے

س...... اگر کوئی عورت سمدھی سے شادی کرلے تو اَزروئے شریعت یہ اقدام کیسا ہے؟ جائز ہے یا باعثِ شرم؟ نیز ایسے لوگوں سے ملنا جلنا چاہئے یا نہیں؟ آگاہ فرمائیں کہ شریعت کی رُو سے یہ نکاح ٹھیک ہوا یا نہیں؟

ج...... سمدھی اگر عورت کا نامحرَم ہے تو اس سے نکاح کرلینا جائز اور صحیح ہے، اور اس میں کوئی بات لائقِ شرم نہیں، نہ ان لوگوں سے میل ملاقات ترک کرنے کی کوئی وجہ ہے۔

## بہنوئی کے سگے بھائی کی لڑکی سے شادی جائز ہے

س...... کیا میرے بہنوئی کے سگے بھائی کی لڑکی سے میرے سگے بھائی کا رشتہ جائز ہے؟

ج...... جائز ہے۔

## جیٹھ سے نکاح کب جائز ہے؟

س...... کیا جیٹھ سے نکاح جائز ہے؟

ج...... شوہر نے طلاق دے دی ہو یا اس کا انتقال ہوگیا ہو، تو عدّت کے بعد اس کے بڑے بھائی سے نکاح جائز ہے۔

## دو سگے بھائیوں کی دو سگی بہنوں سے اولاد کا آپس میں رشتہ

س...... زید اور بکر دو بھائیوں کو دو سگی بہنیں بیاہی گئیں، زید کا لڑکا ہے، بکر کی لڑکی ہے، بکر کے ذہن میں ہے کہ زید اس لڑکی کا رشتہ مانگے گا، زید کہتا ہے کہ دو سگے بھائیوں کو دو سگی بہنیں بیاہی گئی ہوں تو ہم نے پڑھا اور بزرگوں سے سنا ہے کہ انہیں اپنے بچوں کی شادیاں آپس میں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ ان کی اولاد ٹھیک ٹھاک پیدا نہیں ہوتی (خدا نہ کرے)۔ ہمارا مذہب اس سلسلے میں کیا کہتا ہے؟

ج……شرعی نقطے سے یہ بات بالکل غلط ہے۔

## لے پالک کی شرعی حیثیت

س……زید کے ہاں اولاد نہیں ہے، اس نے محمود سے بیٹی گود لے لی، زید کا محمود سے کوئی رشتہ نہیں ہے، اب زید کے ہاں وہ لڑکی جوان ہوجاتی ہے، آپ بتائیں کہ وہ لڑکی زید کے لئے محرَم ہے یا غیرمحرَم؟ وہ اس لڑکی سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج……شریعت میں ”لے پالک“ بنانے کی کوئی حیثیت نہیں، وہ لڑکی اس کے لئے نامحرَم ہے اور اس سے عقد بھی جائز ہے۔

## بیٹی کے شوہر کی بیٹی سے نکاح کرنا

س…… ہماری کمپنی کے ایک ڈرائیور عبداللہ نے اپنی سگی بیٹی کا نکاح ایک شخص سے کیا تھا، اس شخص کی پہلے سے ایک بیٹی موجود تھی، اس طرح عبداللہ اس لڑکی کا نانا ہوا، اب عبداللہ اس لڑکی یعنی اپنی سوتیلی نواسی کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے، حالانکہ دونوں کی عمروں میں بھی کافی فرق ہے، عبداللہ ایک صحت مند آدمی ہے اور پیسے والا بھی ہے، وہ کہتا ہے کہ وہ لڑکی میری سگی نواسی کی بیٹی نہیں ہے، اس لئے میں اس سے شادی کرسکتا ہوں۔

ج……نکاح تو جائز ہے، لیکن مناسب ہے بھی یا نہیں؟ اس کو دونوں فریق جانتے ہوں گے۔

## لے پالک لڑکی کا نکاح حقیقی لڑکے سے جائز ہے

س……اگر کوئی شخص کسی اور لڑکی کو لے کر پال لے تو اس لڑکی کی حیثیت اس شخص کے سگے بیٹے کے ساتھ کیا ہوگی؟ اگر وہ نامحرَم قرار پاتی ہے تو اس کے ساتھ نکاح بھی جائز ہونا چاہئے؟ اس طرح تو ایک گھر میں ساتھ ساتھ رہنا بھی مناسب نہیں۔

ج…… یہ لڑکی اس شخص کی اولاد کے لئے نامحرَم ہے اور اس کے لڑکوں سے اس کا نکاح صحیح ہے، لہٰذا ان کا بے پردہ ایک ساتھ رہنا بھی جائز نہیں۔

## بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد سے شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کا نکاح جائز ہے

س…… زید کے والدین زید کی شادی چچازاد بہن سے کرنا چاہتے ہیں، صورتِ حال یہ ہے کہ چچا کے فوت ہونے کے بعد زید کے والد صاحب نے چچی سے نکاح کرلیا تھا، اب چچی بھی فوت ہوچکی ہیں، ان کی اکلوتی بیٹی ہے، زید کے والد صاحب چاہتے ہیں کہ اب وہ اپنے بیٹے (زید) کی شادی اس لڑکی سے کریں۔ مولانا صاحب! براہِ کرم یہ بتائیں کہ کیا یہ شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے، اگرچہ لڑکی کی والدہ لڑکے کے والد کے نکاح میں ہو، بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد سے شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کا نکاح جائز ہے۔

## پہلی بیوی کی لڑکی کا نکاح دُوسری بیوی کے بھائی سے جائز ہے

س…… ایک شخص کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے اور دُوسری بیوی کا ایک بھائی ہے، اور وہ دونوں بالغ ہیں، کیا ان دونوں کا نکاح جائز ہے؟

ج…… جائز ہے۔

## سابقہ اولاد کی آپس میں شادی جائز ہے

س…… زید، جس کی بیوی کا انتقال ہوچکا ہے اس کی ایک اولاد ہے (لڑکا یا لڑکی) اسی طرح سے ایک بیوہ ہے اور اس کی بھی ایک اولاد ہے (لڑکا یا لڑکی) یہ دونوں یعنی زید اور بیوہ شادی کرلیتے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ان دونوں کی جو سابقہ اولادیں ہیں ان کی آپس میں بالغ ہونے پر شادی جائز ہے یا ناجائز ہے؟ جبکہ زید کے بچے نے اس بیوہ کا دُودھ بھی نہیں پیا۔

ج…… سابقہ اولادوں کی شادی آپس میں جائز ہے۔

## والدہ کی چچازاد بہن سے شادی جائز ہے

س…… کیا کوئی شخص اپنی والدہ کی چچا کی بیٹی سے شادی کرسکتا ہے؟ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نہیں کرسکتا کیونکہ ایک طرح سے لڑکی، لڑکے کی خالہ بن جاتی ہے، کچھ کہتے ہیں کہ نہیں یہ


فہرست

شادی ہوسکتی ہے، کیونکہ لڑکی خالہ نہیں ہوتی۔

ج…… اگر اور کوئی مانع نہ ہو تو والدہ کے چچا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے، وہ رشتے کی خالہ ہے، حقیقی خالہ نہیں۔

## والدہ کی پھوپھی زاد اولاد سے شادی

س…… اپنی والدہ کی سگی پھوپھی کی بیٹی یا بیٹا یعنی والدہ کے پھوپھی زاد کزن یعنی اپنی خالہ یا ماموں سے کیا شادی جائز ہے یا نہیں؟

ج…… والدہ کی پھوپھی کی لڑکی اور لڑکے سے نکاح جائز ہے۔

## رشتے کی بھانجی سے شادی جائز ہے

س…… میرے گھر والے میری شادی کرنا چاہتے ہیں، جس لڑکی سے شادی کر رہے ہیں وہ لڑکی میرے تایا کی لڑکی کی بیٹی ہے، جس سے میری شادی ہوگی وہ لڑکی رشتے میں میری بھانجی لگتی ہے، کیا یہ شادی ہوسکتی ہے؟

ج…… جس طرح تایا کی لڑکی سے نکاح جائز ہے اسی طرح اس لڑکی کی لڑکی یعنی تایا کی نواسی سے بھی جائز ہے۔

## خالہ کے نواسے سے نکاح جائز ہے

س…… میری ایک سگی خالہ ہے، ان کا سگا نواسہ ہے، وہ میرا بھانجا ہوا، تو کیا خالہ اور بھانجے کا نکاح جائز ہے؟

ج…… خالہ کا نواسہ رشتے کا بھانجا کہلاتا ہے، سگا بھانجا نہیں، اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح خالہ کے لڑکے سے نکاح ہوسکتا ہے اسی طرح خالہ کے نواسے سے بھی ہوسکتا ہے۔

## خالہ زاد بھانجی سے شادی

س…… میرے گھر والے جہاں میری شادی کرنا چاہتے ہیں اس لڑکی کے والد میرے والد صاحب کے چچا زاد بھائی ہیں اور اس کی والدہ میری سگی خالہ زاد بہن ہیں، کیا یہ شادی ہوسکتی

ہے؟ اور یہ شادی جائز ہے یا نہیں؟

ج…… بلاشبہ جائز ہے۔

## والدہ کی ماموں زاد بہن سے نکاح جائز ہے

س…… میرے گھر والے میری جس جگہ شادی کی بات کر رہے ہیں وہ میری والدہ کی ماموں زاد بہن ہے، اس طرح وہ رشتے میں میری خالہ ہوئیں، کیا ایسی خالہ سے میرا نکاح ہوسکتا ہے؟

ج…… صرف سگی خالہ یا رضاعی خالہ سے شادی نہیں ہوسکتی، باقی رشتوں کی اس طرح کی خالہ سے نکاح دُرست ہے۔

## بھتیجے اور بھانجے کی بیوہ، مطلقہ سے نکاح جائز ہے

س…… جس طرح بھتیجا یا بھانجا اپنے چچا اور ماموں کی بیوہ یا مطلقہ (اپنی چچی یا ممانی) کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں، اسی طرح ایک چچا یا ماموں بھی اپنے بھتیجے یا بھانجے کی بیوہ یا مطلقہ عورتوں کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… جی ہاں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی اور رشتہ محرمیت کا نہ ہو۔

## بھتیجے کی بیوہ سے نکاح جائز ہے، مگر بیٹے کی بیوہ سے نہیں

س…… زید کا چچی (چچا کی بیوی) کے ساتھ نکاح تو چچا کے فوت ہونے کے بعد جائز ہے، کیا زید کے مرنے کے بعد زید کا چچا اس کی بیوی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو زید کا باپ اپنے بھائی کے فوت ہونے پر اس کی بیوہ سے نکاح کی صورت میں گویا اپنی بہو سے نکاح کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

ج…… بھتیجے کی بیوہ سے نکاح جائز ہے، مگر بیٹے کی بیوہ سے نکاح جائز نہیں، چونکہ اس صورت میں اس کے بھائی کی بیوی بیٹے کی بھی بیوہ ہے، اس لئے اس کا بھائی کی بیوہ سے نکاح دُرست نہیں ہوگا۔


فہرست

## بیوی کے مرنے کے بعد سالی سے جب چاہے شادی کرسکتا ہے

س...... کیا یہ بات دُرست ہے کہ سالی سے شادی کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بیوی کے انتقال کے ۳ ماہ ۲۰ دن کی جائے ورنہ حرام ہوگی؟

ج...... نہیں! شوہر پر ایسی کوئی پابندی نہیں، البتہ بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں جب تک اس کی عدّت نہیں گزر جاتی اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا۔ بیوی کے انتقال سے نکاح فوراً ختم ہوجاتا ہے اس لئے بیوی کی وفات کے بعد جب بھی چاہے سالی سے نکاح کرسکتا ہے، اس کے لئے کسی مدّت کی پابندی شرط نہیں۔

## مرحومہ بیوی کی پھوپھی سے نکاح جائز ہے

س...... میرے دوست کی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے، اور میرے دوست کے خاندان والے اس کی شادی بیوی کی پھوپھی سے کرنا چاہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے کہ پھوپھی ساس کے ساتھ شادی کرے؟

ج...... بیوی کے مرنے کے بعد بیوی کی پھوپھی، اس کی خالہ اور اس کی بہن سے نکاح جائز ہے۔

## بھائی کی بیوی کی پہلی اولاد سے شادی ہوسکتی ہے

س...... میرے بھائی نے ایک بیوہ خاتون سے نکاح کیا، ان خاتون سے ایک لڑکی پہلے شوہر سے تھی، اب میرے بھائی سے بھی ماشاء اللہ دو بچے ہیں، ظاہر ہے کہ دونوں بچے تو میرے سگے بھتیجے ہوئے اور اسی رشتے سے پہلے شوہر سے جو لڑکی ہے وہ میری بھتیجی ہوئی، مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ آیا میں اس لڑکی سے (جو پہلے شوہر سے ہے) شادی کرسکتا ہوں؟

ج...... آپ کے بھائی کی بیوی کی پہلی اولاد سے آپ کی شادی میں کوئی شرعی رُکاوٹ نہیں۔

## دادی کی بھانجی سے شادی جائز ہے

س...... کیا دادی کی چھوٹی بہن کی بیٹی سے نکاح جائز ہے؟

ج...... جائز ہے۔

## باپ کی پھوپھی زاد بہن سے نکاح جائز ہے

س…… میرے والد کی سگی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ مجھے فوراً بتائیں مہربانی ہوگی، اور میرا اس لڑکی کے ساتھ کیا رشتہ بنتا ہے؟

ج…… باپ کی پھوپھی زاد بہن سے نکاح جائز ہے۔

## رشتے کی پھوپھی سے نکاح جائز ہے

س…… بشیر اور نصیر دونوں بھائی ہیں، زید بشیر کے پوتے کی شادی نصیر کی لڑکی ہندہ سے کرنا چاہتے ہیں جو کہ ایک رشتے سے زید کی پھوپھی لگتی ہے۔ ہماری برادری کے بہت سے لوگوں کا اعتراض ہے کہ یہ شادی جائز نہیں، حالانکہ رضاعت کا بھی کوئی رشتہ نہیں ہے۔

ج…… ایک بھائی کے پوتے کا دُوسرے بھائی کی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے، یہ رشتہ شرعاً دُرست ہے، کوئی قباحت نہیں، لڑکی، لڑکے کی سگی پھوپھی نہیں کہ اِشکال ہو۔

## پھوپھی کے انتقال کے بعد پھوپھا سے نکاح جائز ہے

س…… جناب میری ہمشیرہ کا ۲ برس ہوئے انتقال ہوگیا، وہ بے اولاد تھیں، کیا یہ جائز ہے کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بہنوئی سے کردُوں؟

ج…… جائز ہے۔

## بیوہ چچی سے نکاح جائز ہے

س…… ایک شخص نے ایک غیر مسلم عورت کو مسلم کرکے اس سے شادی کی، اس عورت سے اس شخص کے چار بچے ہوئے، پھر وہ شخص انتقال کرگیا۔ اس شخص کے مرنے کے دو سال بعد بچوں کے مستقبل کی خاطر اس شخص کے سگے بھتیجے نے اس عورت سے شادی کرلی، کیا اسلام کی رُو سے یہ شادی جائز ہے؟

ج…… شوہر کا بھتیجا عورت کا محرَم نہیں، اس سے نکاح جائز ہے، بشرطیکہ کوئی اور رشتہ محرمیت کا نہ ہو۔

## تایازاد بہن کے لڑکے سے نکاح جائز ہے

س...... کیا تایازاد بہن کے لڑکے سے شادی ہوسکتی ہے؟ کیونکہ وہ لڑکا رشتے میں لڑکی کا بھانجا ہوتا ہے، ان دونوں کا رشتہ خالہ بھانجے کا ہوا۔

ج...... تایازاد بہن کے لڑکے سے نکاح جائز ہے، وہ سگا بھانجا نہیں۔

## تایازاد بہن سے نکاح جائز ہے

س...... میرے والدین میری شادی میرے تایا کی لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں، میں آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اسلام میں تایازاد بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج...... جائز ہے۔

## تایازاد بھائی کی لڑکی سے شادی جائز ہے

س...... کیا تایازاد بھائی کی لڑکی سے شادی ہوسکتی ہے؟

ج...... جائز ہے۔

## چچا کی پوتی سے نکاح جائز ہے

س...... ایک دادا کی اولاد، سات بھائیوں نے آپس میں لڑکے لڑکیوں کا نکاح کیا، مسمّٰی مسلم کی اہلیہ چچازاد بہن ہے، اب مسلم اپنے بھائی کی منگنی اپنے سالے کی لڑکی یعنی چچا کے لڑکے کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہے، جبکہ چچا کی بیٹی مسلم کی منکوحہ ہے، جس کا بھائی مسلم کا سالا ہوا، اس کی بیٹی سے اپنے بھائی کا نکاح کرنا کیسا ہے؟ جبکہ یہ فروعی رشتے سے چچا بھتیجی ہوتے ہیں، لیکن یہ رشتہ حقیقی نہیں محض ددھیالی رشتہ ہے، آیا ان کا آپس میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج...... چچازاد بھائی کی بیٹی سے مسلم کے بھائی کا نکاح جائز ہے (یعنی چچا کی پوتی سے نکاح دُرست ہے)، مسلم کے چچازاد بھائی کی بیٹی مسلم کی حقیقی بھتیجی نہیں، بلکہ رشتے کی بھتیجی ہے، حقیقی بھتیجی سے نکاح منع ہے، رشتے کی بھتیجی سے نکاح منع نہیں ہے۔

## والد کے ماموں زاد بھائی کی نواسی سے شادی جائز ہے

س...... والد کے ماموں زاد بھائی کی لڑکی کی لڑکی سے شادی جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ رشتے

کے حساب سے یہ میری بھانجی ہوئی۔

ج……والد کے ماموں زاد بھائی کی نواسی سے نکاح جائز ہے۔

## رشتے کے بھتیجے سے شادی جائز ہے

س……میرے خالہ زاد بھائی کے لڑکے سے میرا نکاح جائز ہے کہ ناجائز؟ جبکہ مجھے اس سے شادی کرتے ہوئے شرم سی محسوس ہوتی ہے۔

ج……خالہ زاد بھائی کے لڑکے سے نکاح جائز ہے۔

## والد کی چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے

س……والد صاحب کی چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج……اپنے والد کی چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے۔

## والد کی ماموں زاد بہن سے شادی جائز ہے

س……والد کے ماموں کی بیٹی سے شادی ہوسکتی ہے؟

ج……اگر کوئی اور رشتہ محرمیت کا نہیں تو جائز ہے۔

## ماموں کی لڑکی کے ہوتے ہوئے خالہ کی لڑکی سے نکاح

س……ایک صاحب کے ہاں اپنے ماموں کی بچی پہلے ہی اس کی زوجیت میں ہے، آیا وہ پہلی بیوی کی موجودگی میں بوجہ مجبوری دُوسری شادی اپنی خالہ کی لڑکی سے کرسکتا ہے کہ نہیں؟

ج……ماموں کی لڑکی کی موجودگی میں خالہ کی لڑکی سے نکاح دُرست ہے۔

## بیٹے کی سالی سے نکاح کرنا

س……ہمارے شہر میں ایک معزّز آدمی نے اپنی شادی اپنے لڑکے کی سالی کے ساتھ کی ہے، اور اس آدمی کے دُوسرے لڑکے کے گھر لڑکی کی پھوپھی ہے، یعنی شادی سے پہلے اپنے لڑکے کی عورت کا خسر تھا اور جس سے شادی کی اس کا خالو تھا، کیا یہ نکاح دُرست ہے یا نہیں؟

ج……اگر لڑکا پہلی بیوی سے تھا تو دُوسری بیوی کی بہن سے اس کا نکاح جائز ہے، اور لڑکی کی پھوپھی کے ساتھ دُوسرے لڑکے کا نکاح بھی جائز ہے۔



فہرست

## ممانی کی بیٹی سے نکاح جائز ہے اگرچہ بعد میں اس نے دُوسرے بھانجے سے نکاح کرلیا ہو

س...... میری ایک بیوہ ممانی ہے اس کی کچھ بیٹیاں ہیں، ان میں سے کسی بیٹی سے شادی کرنا مجھ پر جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو پھر یہ بتائیے کہ اب جبکہ میری ممانی نے میرے بھائی سے شادی کرلی ہے تو اس کے بارے میں قرآن وسنتِ رسولؐ کے مطابق مجھے بتادیں کہ اب اس کی بیٹی سے میری شادی جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ اب میری ممانی کہتی ہے کہ اب میں آپ کی بھابھی بن گئی ہوں اس لئے میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے نہیں کرتی، حالانکہ وہ لڑکی میری منگیتر ہے۔

ج...... آپ کی ممانی کی وہ لڑکی جو آپ کے ماموں کی اولاد ہے، اس کے ساتھ آپ کا نکاح صحیح ہے، ممانی کے آپ کے بھائی کے نکاح میں آجانے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔

## بیوہ ممانی سے نکاح کرنا جائز ہے اگر وہ محرَم نہ ہو

س...... کیا سعید اپنی بیوہ ممانی سے نکاح کرسکتا ہے؟

ج...... ممانی اگر غیرمحرَم ہو تو اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔

## ماموں کی سالی سے شادی کرنا

س...... زید چاہتا ہے کہ اس کی شادی فلاں لڑکی سے ہوجائے، لیکن سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ لڑکی زید کے ماموں کی سالی ہے، آپ قرآن وسنت کی رُوشنی میں اس کا جواب دیں کہ آیا شریعت کی رُو سے ان دونوں کی آپس میں شادی ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ خاص طور پر اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کہ وہ لڑکی زید کے ماموں کی سالی اور زید کی ممانی کی سگی (چھوٹی) بہن ہے۔

ج...... شادی تو باپ کی سالی سے بھی ہوسکتی ہے، اگر کوئی اور مانع نہیں ہو، ماموں کی سالی سے کیوں نہ ہوگی؟ اور خود ماموں کی بیوہ سے ہوسکتی ہے تو اس کی بہن سے کیوں نہ ہوگی...؟

## منہ بولی بیٹی یا بہن شرعاً نامحرَم ہے اس سے نکاح جائز ہے

س…… اگر کسی کی کوئی بہن یا بیٹی نہ ہو اور وہ کسی کو منہ بولی بیٹی یا بہن بنالے تو کیا شریعت اس سے نکاح کی اجازت دیتی ہے؟

ج…… منہ بولی بہن یا بیٹی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، شرعاً وہ نامحرَم ہے اور اس سے نکاح جائز ہے۔

## کسی لڑکی کو بہن کہہ دینے سے وہ حرام نہیں ہوجاتی

س…… اگر ایک بالغ لڑکا کہے کہ: ''جب تک میرے والد صاحب میرے لئے نیا گھر نہ بنائیں اس وقت تک مجھ پر بیوی بہن ہے'' اب اس لڑکے نے شادی کی ہے تو یہ عورت اس کی بیوی ہوگئی یا نہیں؟

ج…… نکاح سے پہلے کسی لڑکی کو بہن کہنے سے وہ لڑکی حرام نہیں ہوجاتی، اس لئے نکاح صحیح ہے، اور یہ لڑکی اس کی بیوی بن گئی اور بیوی کو بہن کہہ دینے سے بھی بیوی حرام نہیں ہوجاتی۔

## محض کہنے سے نامحرَم، بھائی بہن نہیں بن سکتے

س…… میرے ماموں کی لڑکی جو کہ مجھے اپنا بھائی سمجھتی ہے اور میں بھی اس کو اپنی بہن کا درجہ دیتا ہوں، کچھ دنوں سے ہمارے رشتے کی بات چل گئی ہے، اس لئے قرآن مجید کی روشنی سے حوالہ دیجئے کہ یہ رشتہ قابلِ قبول ہے؟ جبکہ ہم دونوں اب تک بھائی بہن ہی کی طرح ایک دُوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔

ج…… ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، چچا زاد سے نکاح جائز ہے، اور نامحرَم کو بھائی بہن بنالینے سے سچ مچ کے بھائی بہن نہیں بن جاتے۔

## پھوپھی یا بہن کہہ دینے سے نکاح ناجائز نہیں ہوجاتا

س…… میں حیدرآباد میں رہتی ہوں، ہمارے ہمسائے میں ایک صاحب ہیں ان کی بیوی سے دوستی کی بنا پر میں ان کے گھر آتی جاتی تھی، ان کے بچے مجھے پھوپھو کہہ کر پکارتے تھے اور میں ان کو بھائی کہتی تھی، مگر انہوں نے شاید ایک دو بار مجھے بہن کہا ہو ورنہ نہیں۔ چار سال

قبل ان کی بیوی کا انتقال ہوگیا تھا، جبکہ میرے شوہر کا انتقال دس ماہ قبل ہوا ہے۔ میرا کوئی بچہ نہیں، عدّت ختم ہوتے ہی میرے ہمسائے کے نکاح کے لئے پیغام آنے شروع ہوگئے، اگر میں نکاح کرلوں تو جائز ہوگا یا نہیں؟

ج…… بچوں کے آپ کو پھوپھی کہنے سے یا آپ کے ان صاحب کو بھائی کہہ دینے سے نکاح ناجائز نہیں ہوگیا، اس لئے آپ عقد کرسکتی ہیں۔

## بغیر صحبت کے منکوحہ عورت کی بیٹی سے نکاح

س…… ایک شخص نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا، لیکن رُخصتی نہیں ہوئی، (یعنی ہمبستری نہیں ہوئی)، اس سے پہلے وہ بیوہ عورت فوت ہوگئی، اب اس بیوہ کی ایک لڑکی جوان ہے کیا وہ شخص جس کا بیوہ سے نکاح ہوا تھا، اس بیوہ کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے؟

ج…… جس عورت سے صرف نکاح ہوا ہو، صحبت نہ کی ہو، اس کی طلاق یا موت کے بعد اس کی لڑکی سے نکاح دُرست ہے، لقولہ تعالیٰ: ”فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم.“ (النساء:۲۳)

# جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں

## باپ شریک بہن کے لڑکے سے نکاح جائز نہیں

س…… میرے ابا نے پہلے شادی کی، چھ بچے پیدا ہوئے، پھر پہلی بیوی کو طلاق دے دی، پھر میرے ابا نے اپنی سگی خالہ کی لڑکی سے دُوسری شادی کی، اس سے بھی چھ بچے ہوئے، پھر پہلی بیوی کی لڑکی کی شادی دُوسری بیوی کے بھائی سے کردی۔ اب وہ میرے ماموں اور ممانی بھی لگتے ہیں، اور سوتیلی بہن بہنوئی بھی۔ ان کا ایک لڑکا ہے اب ہم ایک دُوسرے کو بہت چاہتے ہیں، ہم ایک دُوسرے کے ماموں پھوپھی زاد بہن بھائی بھی ہیں اور خالہ بھانجے بھی ہیں، کیا

ہم دونوں کی آپس میں شادی ہوسکتی ہے؟

ج…… آپ کی سوتیلی بہن، جو رشتے میں آپ کی ممانی بھی لگتی ہیں اس کے لڑکے سے آپ کا عقد نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ لڑکا آپ کا بھانجا ہے، اور خالہ بھانجے کا عقد نہیں ہوسکتا۔

## بھانجی سے نکاح باطل ہے، علیحدگی کے لئے طلاق کی ضرورت نہیں

س…… میرا ایک گہرا دوست ہے، اس نے اپنی حقیقی بھانجی سے شادی کرلی ہے، یہ اس طرح کہ میرا دوست سلیم اور اس کی بہن شاہدہ ایک ماں کی اولاد ہیں، شاہدہ کا باپ مرگیا تھا تو شاہدہ کی ماں نے نکاح کرلیا، اس سے سلیم پیدا ہوا، شاہدہ اور سلیم نے ایک ہی ماں کا دُودھ پیا ہے، ایک ماں سے پیدا ہوئے ہیں، جبکہ باپ الگ الگ تھے، شاہدہ کی شادی کے بعد نوراں پیدا ہوئی اور جب وہ جوان ہوئی تو سلیم کو پسند کرنے لگی، سلیم بھی چاہنے لگا اور خود کو عاقل و بالغ ظاہر کرکے شادی کرلی۔ میرا دوست کہتا ہے کہ یہ شادی جائز ہے، کیونکہ ہم نے نکاح کیا ہے، نکاح کسی سے بھی جائز ہے، ہم نے حرام نہیں کیا۔ جبکہ شرعی لحاظ سے یہ نکاح ہوا ہی نہیں ہے۔ نوراں کہتی ہے کہ سلیم مجھے طلاق دے دے میں الگ ہوجاؤں گی۔ سلیم کہتا ہے کہ جب نکاح نہیں ہوا تو طلاق کیسی؟ یہ الگ رہے اور نکاح کرلے میں زبردستی تھوڑی رکھ رہا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا جب تک وہ طلاق نہ لکھے نوراں شادی نہیں کرسکتی یا بغیر طلاق کے نوراں کا نکاح جائز ہوگا؟ وہ الگ ہوجائے یا وہ اسی طرح زندگی بسر کریں؟ اور ان لوگوں کے یہاں کا کھانا پینا، ان سے ملنا جلنا جائز ہے یا نہیں؟ اسلام کی رُو سے کیا حکم ہے؟

ج…… آپ کے دوست کا اپنی بھانجی سے نکاح قرآنِ کریم کی نصِ قطعی سے باطل ہے، اور اس کو حلال اور جائز سمجھنے والا کافر و مرتد ہے۔ یہ نکاح نہیں ہوا، نہ طلاق کی ضرورت ہے، کیونکہ طلاق کی ضرورت نکاح کے بعد ہوتی ہے، جب نکاح ہی نہیں ہوا تو طلاق کے کیا معنی؟ البتہ چونکہ یہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے ملاپ کرچکے ہیں اس لئے آپ کے دوست پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان سے یہ الفاظ کہہ دے کہ میں نے اس کو الگ کیا، اور یہ کہہ کر دونوں فوراً الگ ہوجائیں اور فعلِ بد سے توبہ کریں اور دونوں اپنے ایمان کی بھی تجدید کریں، جب

تک وہ توبہ کرکے الگ الگ نہیں ہوجاتے ان سے مسلمانوں کا سابرتاؤ جائز نہیں۔

## سگی بھانجی سے نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے

س…… میرے ایک سگے ماموں ہیں جو کہ عمر میں مجھ سے ۱۰ سال بڑے ہیں، انہوں نے مجھے ایک بزرگ کا دھوکا دیا اور کہا کہ ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ماموں کی سگی بھانجی سے شادی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے مجھ کو بے وقوف بناکر مجھ سے شادی کرلی۔ میں انٹر کی طالبہ ہوں، مجھے ان کی دھوکا بازیوں کا بعد میں علم ہوا، انہوں نے مجھ سے اپنا نکاح نامہ بھی لکھوالیا ہے، اب میں بے حد پریشان ہوں، میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ اب میں کیا کروں؟ میرے گھر والے یعنی امی ابا، بہن بھائی اس بات سے بے خبر ہیں، میں نے کہا کہ ماموں یہ تو گناہ ہے تو کہنے لگے کہ کوئی گناہ نہیں ہے، یہ جائز ہے۔ اب مجھے ذرا یہ بھی بتادیں کہ اگر یہ ناجائز ہے، گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیسے ادا ہوگا؟ آپ مجھے یہ بتادیں کہ کیا یہ شادی جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج…… ماموں بھانجی کا نکاح قرآنِ کریم کی نصِ قطعی سے حرام ہے، جو شخص اس کو جائز کہے جیسا کہ آپ کے بدقماش ماموں نے کہا، وہ کافر و مرتد ہے، اس کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے اور اس کفر سے توبہ کرے۔ آپ کو لازم تھا کہ آپ ان سے کہتیں کہ کسی مستند عالم کا فتویٰ لاؤ تب میں اس شادی کے لئے تیار ہوسکوں گی، بہرحال یہ نکاح نہیں ہوا، نہ ہوسکتا ہے۔ آپ اپنے والدین کو اس کی اطلاع کردیں۔

## بھانجے کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

س…… کریم بخش کی بڑی بہن کا ایک ہی لڑکا ہے، جس نے غیر خاندان میں شادی کی ہے، جس سے اس کی ایک لڑکی ریحانہ ہے، اس طرح یہ لڑکی ریحانہ، کریم بخش کے بھانجے کی لڑکی اور بڑی بہن کی پوتی ہے۔ مولانا صاحب! کیا قانونِ خداوندی کے تحت لڑکی ریحانہ اور کریم بخش کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… بھانجے کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، دُوسرے لفظوں میں جس طرح بہن سے نکاح


فہرست

حرام ہے، اسی طرح بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے بھی نکاح حرام ہے۔

## سوتیلی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

س…… مسئلہ یہ ہے کہ سوتیلے بھائی کی شادی سوتیلی بہن کی لڑکی سے ہوسکتی ہے؟ یعنی سوتیلے ماموں اور بھتیجی کا نکاح اسلام کی رُو سے جائز ہے یا ناجائز؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شادی ہوجاتی ہے، کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہوسکتی ہے۔ میں اس سلسلے میں بڑا پریشان ہوں خدارا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج…… سوتیلی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، قرآنِ کریم میں اس کو محرَمات میں شمار کیا ہے۔

## سوتیلی خالہ سے شادی جائز نہیں

س…… کیا زید کی شادی اس کی سوتیلی خالہ سے اور زید کی بہن کی شادی اس کے سوتیلے ماموں سے ہوسکتی ہے؟ جبکہ زید کے نانا تو سگے ہیں لیکن نانی سوتیلی ہیں۔

ج…… سوتیلی خالہ اور سوتیلے ماموں سے بھی نکاح اسی طرح حرام ہے جس طرح حقیقی خالہ اور حقیقی ماموں سے۔

## سوتیلے والد سے نکاح جائز نہیں

س…… رضیہ کی والدہ کی شادی پچیّس سال پہلے ہوئی تھی، اور ایک سال بعد رضیہ نے جنم لیا، لیکن جب رضیہ کی عمر دس سال ہوئی تو اس کے والدین میں کچھ ناچاقی پیدا ہوگئی، جس سے رضیہ کے والد نے رضیہ کی والدہ کو طلاق دے دی، اور رضیہ کو مہر کی جگہ والدہ کو لکھ کر دے دیا۔ کچھ عرصہ گزرا تو رضیہ کی والدہ نے اپنے سے پندرہ سال کم عمر لڑکے سے شادی کرلی، رضیہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ رہتی رہی، لیکن خدا کو کچھ منظور نہ تھا، اس لئے دُوسری شادی بھی کامیاب نہ رہی اور طلاق ہوگئی، اس وقت رضیہ کی عمر ۲۴ سال ہے اور اس کے سوتیلے باپ کی عمر ۳۵ سال ہے۔ رضیہ کا خیال ہے کہ وہ اس آدمی سے شادی کرلے جبکہ رشتے سے وہ رضیہ کا سوتیلا باپ لگتا تھا، لیکن اب کوئی رشتہ نہیں کیونکہ اس نے رضیہ کی والدہ کو طلاق دے دی ہے، اور نہ ہی یہ آدمی خاندان میں سے ہے۔ ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیے کہ

کیا رضیہ کا نکاح اس آدمی سے ہوسکتا ہے؟

ج…… سوتیلا باپ ہمیشہ کے لئے باپ رہتا ہے، خواہ لڑکی کی والدہ مرگئی ہو یا اسے طلاق دے دی ہو۔ رضیہ کا نکاح اس کے سوتیلے باپ سے نہیں ہوسکتا، سوتیلا باپ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح سگا باپ حرام ہے۔

## سوتیلی پھوپھی سے شادی جائز نہیں

س…… ''ق'' نے پہلی شادی کے کافی عرصے بعد دُوسری شادی کی، مسئلہ یہ ہے کہ ''ق'' کی پہلی بیوی کے بیٹے کے بیٹے کی شادی اس کی دُوسری بیوی کی بیٹی سے جائز ہے کہ نہیں؟ یعنی ''ق'' کے پوتے کی شادی اس کی بیٹی سے جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ رشتے میں لڑکی، لڑکے کی سوتیلی پھوپھی ہوتی ہے اور لڑکا سوتیلا بھتیجا۔ دراصل پریشانی یہ ہے کہ یہ دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں اور ہم سب کے خیال میں کتاب وسنت کی روشنی میں یہ سب جائز نہیں، آپ جلد از جلد ہمیں اس کا جواب دیں تاکہ دونوں کو سمجھایا جاسکے۔

ج…… جس طرح سگی پھوپھی سے نکاح جائز نہیں، اسی طرح سوتیلی پھوپھی سے بھی جائز نہیں۔

## دو سوتیلی بہنوں کو ایک نکاح میں رکھنا جائز نہیں

س…… میرا دوست زید اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی سوتیلی بہن (سالی) سے نکاح کا خواہش مند ہے، (دونوں بہنوں کی ماں ایک ہی ہے مگر باپ سوتیلے ہیں) کیا دو سوتیلی بہنیں ایک نکاح میں رہ سکتی ہیں؟ جبکہ حالات بھی ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہوں۔

ج…… دو بہنیں ایک نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں، خواہ دونوں سگی ہوں یا باپ شریک ہوں یا ماں شریک۔

## خالہ اور بھانجی سے بیک وقت نکاح حرام ہے

س…… ہمارے والد محترم نے ہماری والدہ سے شادی کے کئی سال بعد ہماری والدہ کی بڑی بہن کی بیٹی سے خفیہ طور پر نکاح خواں سے رشتے کی نوعیت کا اظہار کئے بغیر شادی کرلی



فہرست

ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ آیا شریعت کی رُو سے ''خالہ'' اور ''بھانجی'' سے بیک وقت اس طرح نکاح جائز ہے؟ اور آیا ہماری نئی والدہ جو رشتے کے اعتبار سے ہماری خالہ کی بیٹی ہے، ماں کی حیثیت حاصل کرسکتی ہے؟

ج...... آپ کی والدہ کی موجودگی میں یہ نکاح جائز نہیں، بلکہ نصِ قرآن کی رُو سے حرام اور ممنوع ہے، آپ کے والدِ محترم نئی دُلہن کو فوراً الگ کردیں، یہ نکاح نہیں زنا ہے، اور آپ کے والد کے حق میں اندیشۂ کفر ہے، اس لئے ایمان کی تجدید کرکے آپ کی والدہ سے بھی دوبارہ نکاح کریں۔

## بیوی کی نواسی سے کبھی بھی نکاح جائز نہیں

س...... زید اپنی منکوحہ کی سگی نواسی کو نکاح میں لانا چاہتا ہے، شریعتِ محمدیہ کی رُو سے یہ نکاح حلال ہے یا نہیں؟ زید کی زوجہ تاحال حیات ہے۔

ج...... جس طرح اپنی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی حرام ہے، اسی طرح بیوی کی بیٹی اور نواسی بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہے، لہٰذا زید کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کی سگی نواسی سے نکاح کرے، نہ بیوی کی زندگی میں اور نہ اس کے مرنے کے بعد۔

## باپ کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا خواہ رُخصتی نہ ہوئی ہو

س...... ایک شخص نے جو پہلے بھی شادی شدہ تھا، ایک لڑکی سے نکاح کیا، لیکن رُخصتی سے پہلے فوت ہوگیا، اس کی اولاد جوان ہے اور وہ اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتی ہے (یعنی اس شخص کا لڑکا اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے) کیا اس لڑکی اور لڑکے کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلے کا حل فرمائیں۔

ج...... جس لڑکی سے باپ نے نکاح کیا ہو، خواہ رُخصتی نہ ہوئی ہو، اس سے اولاد کا نکاح جائز نہیں، کیونکہ باپ کی منکوحہ نصِ قرآن کی رُو سے حرام ہے۔

## داماد پر ساس، ماں کی طرح حرام ہے

س...... ایک آدمی کی بیوی مرگئی تو وہ اپنی بیوہ ساس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… جس عورت سے نکاح ہوجائے (خواہ وہ عورت اس مرد کے گھر آباد بھی نہ ہوئی ہو) نکاح ہوتے ہی اس کی ماں اس مرد پر حرام ہوجاتی ہے، جس طرح اپنی ماں حرام ہے۔ لہٰذا بیوی کی ماں سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ ہاں! بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح ہوسکتا ہے۔

## پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں

س…… میں نے بیوی کی اجازت سے اس کی بھتیجی سے نکاح کرلیا، اس سے دو بچے بھی ہوگئے، دونوں بیویاں اکٹھی رہتی ہیں ان میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ میرے علم میں نہیں تھا کہ بیوی کی موجودگی میں اس کی بھتیجی سے ایک حدیث کی رُو سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ کیا یہ حدیث واقعی مصدقہ ہے یا نہیں؟ آپ مجھے بتائیں کہ کیا کرنا چاہئے؟

ج…… پھوپھی اور بھتیجی کو اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، اس پر بہت سی احادیث موجود ہیں، اور صحابہؓ، تابعینؒ اور ائمہ ہدیٰ کا اس پر اجماع ہے، اس لئے آپ نے اپنی بیوی کی بھتیجی سے جو نکاح کیا وہ نکاح باطل ہے، آپ اس سے توبہ کیجئے اور اپنی دُوسری بیوی کو فوراً الگ کردیجئے۔

## بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح فاسد ہے

س…… ایک شخص اپنی سالی کو دھوکے سے عدالت لے گیا، عدالت میں جاکر جبراً ایک بانڈ (فارم) پر دستخط کرائے اور عدالت میں نکاح کرلیا، کیا یہ ممکن ہے کہ بیک وقت دو بہنیں ایک ہی شخص کے نکاح میں رہیں؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج…… بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح فاسد ہے، کیونکہ دو بہنوں کو ایک شخص بیک وقت اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے، اور باجماعِ اُمت دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، لہٰذا اس شخص کو لازم ہے کہ سالی کو علیحدہ کردے، اور یہ شخص جب تک سالی سے علیحدگی اختیار نہ کرلے تب تک بیوی سے ازدواجی تعلق حرام ہے۔

## بیوی کی موجودگی میں اس کی سوتیلی بھتیجی سے بھی نکاح جائز نہیں

س……زید کی بیوی کا ایک مادرزاد سوتیلا بھائی ہے، یعنی زید کا سوتیلا سالا ہوا، اب سوال یہ ہے کہ اس سوتیلے سالے کی لڑکی زید کے نکاح میں شرعی طور پر آسکتی ہے؟ جبکہ زید کی بیوی بھی موجود ہے۔

ج…… بیوی کی موجودگی میں اس کی بھتیجی سے نکاح نہیں ہوسکتا، خواہ سگے بھائی کی بیٹی ہو یا سوتیلے بھائی کی۔

س……اگر زید کی موجودہ بیوی فوت ہوجائے یا طلاق ہوجائے تو پھر زید کا سالا جس کا ذکر اُوپر کے سوال میں کیا گیا ہے، اس کی لڑکی زید کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… بیوی کو طلاق ہوجائے اور اس کی عدّت بھی ختم ہوجائے یا بیوی مرجائے تو اس کی بھتیجی سے نکاح جائز ہے۔

## ایک وقت میں دو بہنوں سے شادی حرام ہے

س……ایک شخص نے اپنی بیوی کی بہن سے نکاح کیا، تو کیا شرعاً بیک وقت دو سگی بہنوں سے نکاح جائز ہے؟ کیا دُوسری بہن سے نکاح کرنے کے بعد پہلی بہن کا نکاح رہے گا یا دُوسری بہن کا نکاح نہ ہوگا؟ ایسے ناجائز نکاح میں شرکت کرنے والوں اور حصہ لینے والوں پر کوئی پابندی عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

ج…… بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا شرعاً ناجائز و حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم پر حرام کردیا گیا دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا“، دُوسری بہن کا نکاح ہوا ہی نہیں اس لئے پہلی بیوی کا نکاح باقی ہے۔ جو لوگ دیدہ و دانستہ اس ناجائز نکاح میں شریک ہوئے وہ سخت گنہگار ہوئے، ان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و اِستغفار کریں، البتہ جو لوگ لاعلمی کی بنا پر شریک ہوئے ان پر کوئی گناہ نہیں۔

## بیوی کی بہن سے شادی نہیں ہوتی، اگر مرد جائز سمجھتا ہے تو کفر کیا اور پہلا نکاح کالعدم ہوگیا

س……مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ایک عزیز جنھوں نے عرصہ سات سال قبل شادی کی تھی، اور


فہرست

جس لڑکی سے انہوں نے شادی کی تھی اس کی ایک بڑی بہن تھی، وہ بھی شادی شدہ اور سات بچوں کی ماں تھی، کچھ عرصے بعد یہ انکشافات ہونے لگے کہ وہ حضرت اسی بڑی بہن کو پسند کرنے لگے اور اس عورت نے اپنے پہلے شوہر سے اس وجہ سے علیحدگی اختیار کرلی، اب دونوں آزادی سے ملنے بھی لگے، اور اب معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں نے نکاح بھی کرلیا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ آیا ان کا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ میں نے کسی سے سنا تھا کہ دُوسرے نکاح کے بعد ان کی پہلی بیوی بھی نکاح سے خارج ہوگئی، شرعی طور پر کیا یہ سچ ہے؟ کیا دو سگی بہنوں سے ایک وقت میں نکاح جائز ہے یا دونوں سے حرام ہورہا ہے؟

ج...... ایک بہن کی موجودگی میں دُوسری بہن سے نکاح نہیں ہوتا، اس لئے دُوسری بہن سے جوان صاحب نے نکاح رچایا یہ نکاح فاسد ہے، اس کی پہلی بیوی اس کے نکاح میں ہے، لیکن اگر اس نے دو بہنوں کا ایک نکاح میں جمع کرنا جائز اور حلال سمجھا تھا تو یہ شخص اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کا پہلا نکاح بھی کالعدم ہوگیا۔

## دو بہنوں سے شادی کرنے والے کی دُوسری بیوی کی اولاد کا حکم

س...... کیا ایک مسلمان مرد کے لئے بیک وقت دو سگی (حقیقی) بہنوں سے نکاح جائز ہے؟ اور اگر کسی صاحب نے اپنی پہلی بیوی کی زندگی میں اپنی سگی سالی سے نکاح کرلیا ہو تو کیا ان دونوں کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد جائز ہوگی؟

ج...... بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا شرعاً ناجائز و حرام ہے، اگر کسی نے نکاح کرلیا اور اولاد بھی ہوگئی تو دونوں بہنوں کی اولاد جائز اور ثابت النسب ہوگی، پہلی بہن کی اولاد تو نکاحِ صحیح میں پیدا ہوئی اس لئے اس کا نسب ثابت ہے، اور دُوسری بہن کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے یہ نکاح فاسد ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اس نکاحِ فاسد کی وجہ سے اولاد پیدا ہوئی وہ ثابت النسب ہے، لیکن دونوں کے درمیان تفریق ضروری اور لازمی ہے، تفریق کے بعد عورت کے ذمہ عدّت واجب ہے اور مرد کے ذمہ پورا مہر دینا واجب ہے۔

# نکاح پر نکاح کرنا

## کسی کی منکوحہ سے نکاح، نکاح نہیں بدکاری ہے

س……میرے دو بچے ہیں، ۱۲ سال قبل شادی ہوئی تھی، مجھ سے پہلے میری بیوی کی شادی ایک دُوسرے شخص سے ہوئی تھی، اس شخص کو ایک مقدمے میں ۱۶ سال سزائے قید ہوگئی تھی، دو سال کے بعد میں نے اس کی بیوی سے عدالت میں نکاح کرلیا، جبکہ پہلے شوہر نے ابھی تک طلاق نہیں دی۔ اُس سے بھی میری بیوی کے چار بچے ہیں۔ اب اس نے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا ہے کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ خدا کے لئے قرآن کی روشنی میں بتایئے کہ یہ میری بیوی ہے یا پہلے شوہر کی؟ یا اب ہم کیا کریں؟

ج……یہ تو ظاہر ہے کہ جب یہ عورت پہلے ایک شخص کی منکوحہ ہے اور اس نے طلاق نہیں دی تو یہ عورت اُسی کی بیوی ہے، اور یہ مسئلہ ہر عام و خاص کو معلوم ہے کہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو اس سے دُوسرے کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہ عورت آپ کی بیوی نہیں، بلکہ پہلے شوہر کی بیوی ہے، آپ اس کو علیحدہ کردیں، اور وہ عدّت گزار کر پہلے شوہر کے پاس چلی جائے یا پہلے شوہر سے طلاق لے لی جائے، اور عدّت گزرنے کے بعد آپ اس سے دوبارہ صحیح نکاح کریں۔

## نکاح پر نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے

س……ایک عورت جس کے شوہر عرصہ پندرہ سال سے انڈیا میں رہتے ہیں، اس عورت نے پاکستان میں کسی دُوسرے شخص سے نکاح کرلیا ہے، جبکہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، اس میں بھی کئی اشخاص شامل تھے جبکہ دُوسری مرتبہ نکاح پڑھوایا اور ان لوگوں کو علم بھی ہے کہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، اس کے متعلق بھی یہی سنا ہے کہ نکاح میں شامل ہونے

والوں کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ کیا یہ شادی دُرست ہے؟ کیا ان لوگوں کا نکاح فسخ ہوگیا؟ اور اگر شوہر لاپتہ ہوجائے تو کتنے عرصے کے بعد عورت نکاح کرے؟ یا علم بھی ہو اور شوہر طلاق نہ دیتا ہو تو بھی عورت کتنے عرصے کے بعد نکاح کرسکتی ہے؟

ج…… جو عورت کسی کے نکاح میں ہو جب تک وہ اسے طلاق نہ دے اور اس کی عدّت نہ گزر جائے دُوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس کو جائز سمجھ کر دُوسرے نکاح میں شریک ہونے والے اسلام سے خارج ہوگئے، ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کریں۔

جس عورت کا شوہر لاپتہ ہوگیا ہو اس کو چاہئے کہ عدالت سے رُجوع کرے، عدالت میں اپنے نکاح کا ثبوت اور شوہر کی گمشدگی کا ثبوت پیش کرے۔ اس ثبوت کے بعد عدالت اس عورت کو مزید چار سال انتظار کرنے کا حکم دے، اور اس دوران اس کے لاپتہ شوہر کا پتہ چلانے کی کوشش کرے، اگر اس عرصے میں شوہر کا سراغ نہ مل سکے تو عدالت اس کی موت کا فیصلہ کردے۔ اس فیصلے کے بعد عورت اپنے شوہر کی موت کی عدّت (چار مہینے دس دن) پوری کرے، عدّت پوری ہونے کے بعد یہ عورت دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، لیکن جب تک عدالت سے اس کے لاپتہ شوہر کی موت کا فیصلہ نہ کرالیا جائے، عورت دُوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔

جو شوہر نہ تو اپنی بیوی کو آباد کرتا ہو، نہ اسے طلاق دیتا ہو، وہ عورت عدالت سے رُجوع کرے اور عدالت تحقیق و تفتیش کے بعد شوہر کو حکم دے کہ وہ یا تو دستور کے مطابق بیوی کو آباد کرے، یا اسے طلاق دے دے، اگر وہ کسی بات پر بھی آمادہ نہ ہو تو عدالت، شوہر یا اس کے وکیل کی موجودگی میں ''فسخِ نکاح'' کا خود فیصلہ کردے، اس فیصلے کے بعد عورت عدّت گزارے، عدّت کے بعد عورت دُوسری جگہ نکاح کرسکے گی۔

## نکاح پر نکاح کرنے والا زنا کا مرتکب ہے

س…… ہمارے محلے میں ایک لڑکی ہے جس کا نکاح والدین نے اپنے کسی رشتہ دار سے تقریباً ۸ سال کی عمر میں کیا تھا، اب اس لڑکی کے والدین نے کسی اور رشتہ دار سے دوبارہ

نکاح کرایا ہے (دہرا نکاح ہے)، نکاح کے اُوپر نکاح کرایا گیا ہے، بتائیں کہ کیا یہ نکاح دُرست ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ زنا ہے، اگر زنا ہے تو اس کی شریعتِ محمدیہ کے مطابق سزا دینی چاہئے یا اس میں کچھ معافی بھی ہے؟

ج...... لڑکی کا جو نکاح آٹھ سال کی عمر میں کیا گیا تھا وہ صحیح تھا، اب اگر اس لڑکی کو پہلے شوہر سے طلاق نہیں ہوئی تو دُوسرے نکاح کے غلط اور باطل ہونے میں کیا شک ہے...؟ اور اگر یہ لڑکا اور لڑکی جنسی تعلق قائم کریں گے تو اس کے زنا اور خالص زنا ہونے میں کیا شبہ ہے...؟ باقی شرعی سزا تو تمام حالات کی تحقیق کر کے جرم کی نوعیت کے مطابق شرعی عدالت ہی جاری کرسکتی ہے۔

## کسی منکوحہ سے نکاح جائز نہیں

س...... میرا نکاح مسماۃ فلاں بنت فلاں سے ہوا اور تقریباً ایک سال رہا، اور اس سے ایک لڑکا بھی ہوا، مگر لڑکی کا معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے شادی شدہ تھی اور اس کا آدمی انڈیا میں زندہ ہے اور اس نے اب تک طلاق نہیں دی۔ لہٰذا مجھ کو جب پتا چلا تو میں نے اسے طلاق دے دی، اب میں دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، اگر وہ پہلے شوہر سے طلاق لے لے کیا وہ مجھ پر جائز ہوگی؟

ج...... پہلے شوہر سے طلاق ہوجائے اور اس کی عدّت بھی گزر جائے، تو آپ سے نکاح ہوسکتا ہے، آپ کو تو معلوم نہیں تھا کہ اس کا پہلے سے نکاح موجود ہے، اس لئے آپ تو گناہ گار نہیں ہوئے، مگر اس لڑکی کو تو معلوم تھا کہ اس کا پہلا شوہر زندہ موجود ہے اس لئے وہ گناہ گار ہوئی اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

## لڑکی کی لاعلمی میں نکاح کا حکم

س...... ایک لڑکی جس کا والد تقریباً دس سال پہلے وفات پاچکا ہے اور اس کی والدہ نے اس کا رشتہ اپنے رشتہ داروں میں کیا، منگنی وغیرہ کی رسم ہوئی، کچھ عرصہ بعد والدہ کسی لالچ کی وجہ سے منگنی توڑ کر رشتہ دُوسری جگہ کرنا چاہتی تھی تو لڑکی نے انکار کردیا کہ میں اپنی عزّت سرِعام نیلام

نہیں کروں گی۔ اسے دھمکیاں دی گئیں، مارا پیٹا بھی مگر لڑکی برابر انکار ہی کرتی رہی، اور آخر کار ایک دن زبردستی نکاح نامے پر دستخط کے بجائے (نشان) انگوٹھا لگوالیا جس کا لڑکی کو کوئی علم ہی نہ تھا، لڑکی پڑھی لکھی تھی، رُخصتی وغیرہ نہیں ہوئی تھی، اب جبکہ عیدالاضحیٰ کے بعد رُخصتی کرنا چاہتے تھے تو لڑکی اپنے پہلے والے رشتہ داروں کے پاس آگئی اور وہاں آکر کورٹ میں حلف نامہ لکھوا کر نکاح کرلیا ہے، کیونکہ پہلے والے نکاح کا تو لڑکی کو کوئی علم ہی نہ تھا، نہ ہی اس نے قبول کیا تھا، اس مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالیں کہ کیا پہلے والا نکاح تھا یا نہیں؟

ج...... اگر لڑکی پڑھی لکھی تھی تو نکاح نامے پر اس کا انگوٹھا کیسے لگوالیا گیا اور اس کو علم کیسے نہیں ہوا؟ یہ بات تحقیق طلب ہے۔ اگر تحقیق سے ثابت ہوجائے کہ لڑکی کو واقعی نکاح کئے جانے کا علم نہیں تھا، نہ اس نے نکاح کو قبول کیا تو وہ نکاح نہیں ہوا، اور اگر مار پیٹ کر صرف دستخط کرائے گئے، یا انگوٹھا لگوالیا گیا، جبکہ لڑکی اس نکاح پر رضامند نہیں تھی تب بھی نکاح نہیں ہوا، لہٰذا لڑکی کا وہ نکاح، جو اس نے پہلی منگنی کی جگہ کیا صحیح ہے۔

## جھوٹ بول کر طلاق کا فتویٰ لینے والی عورت دُوسری جگہ شادی نہیں کرسکتی

س...... میرے دوست ''ف'' کی شادی ایک سال قبل اس کی چچازاد بہن ''ن'' سے ہوئی، جو کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایک اچھے ادارے میں اعلیٰ پوسٹ پر کام کرتی ہے، جبکہ ''ف'' ایک کلرک کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ یہ شادی ''ف'' اور ''ن'' کی باہمی رضامندی اور پسند کے ساتھ ساتھ گھر والوں کی مرضی سے ہوئی تھی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد پیسہ، روپیہ اور اعلیٰ معیار کا مسئلہ ''ن'' اور ''ن'' کے گھر والوں کی طرف سے شروع ہوا۔ ''ف'' کی آمدنی محدود تھی اس لئے وہ لڑکی اور ان کے گھر والوں کی خواہش کے مطابق سامانِ آرائش وزیبائش فراہم نہ کرسکا۔ اس پر ''ن'' ناراض ہوکر اپنے والدین کے گھر چلی گئی، جب ''ف'' نے ''ن'' سے رُجوع کیا تو ''ن'' نے کہا کہ: آپ ابھی اپنی تعلیم مکمل کریں اور اپنے اعلیٰ معیار کو بڑھائیں۔ اور کہا کہ: آپ امتحان سے فارغ ہوجائیں تو پھر میں آپ کے پاس آؤں گی۔ ''ف'' اپنی پڑھائی میں مصروف ہوگیا، اسی دوران ''ن'' نے ایک خط دارالافتاء کے نام

ارسال کیا جس کا متن یہ ہے کہ: ''میرے شوہر نے مجھے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور نکالتے وقت یہ الفاظ بار بار کہے: جاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا۔'' جس پر مولانا صاحب نے فتویٰ دیا کہ: ''اگر آپ کے شوہر نے یہ الفاظ بار بار کہے تو طلاق ہوگئی، اور آپ ایک دُوسرے کے لئے حرام ہوگئے۔'' یہ فتویٰ حاصل کرنے کے بعد ''ن'' نے علاقے کے چیئرمین پنچایت کمیٹی کو درخواست دی کہ مجھے اس فتویٰ کی رُو سے طلاق ہوچکی ہے، لہٰذا مجھے مہر دِلوایا جائے اور ساتھ ہی عدّت کے اخراجات بھی۔ پنچایت کمیٹی کے سمن پر ''ف'' نے حاضری دی تو چیئرمین نے ''ف'' سے حقیقت دریافت کی تو ''ف'' نے حلفیہ بیان دیا کہ میں نے نہ تو ''ن'' کو گھر سے نکالا اور نہ ہی ایسے الفاظ کہے۔ اس پر طے پایا کہ ''ن'' کو پنچایت کمیٹی کے سامنے حاضر کیا جائے اور دونوں کے بیان قلم بند ہوں گے۔ مگر ''ن'' چیئرمین پنچایت کمیٹی کے سامنے حاضر نہ ہوئی۔ جنابِ والا! میرا دوست اس مسئلے کی وجہ سے بہت پریشان ہے، آپ سے گزارش ہے کہ آپ قرآن وسنت سے اس کی رہنمائی کریں:

الف:...... کیا لڑکی کی غلط بیانی سے لیا ہوا فتویٰ قابلِ قبول ہے؟

ب:...... کیا اس فتویٰ کی رُو سے طلاق ہوگئی؟

ج:...... قرآن وسنت کی روشنی میں غلط بیانی سے فتویٰ حاصل کرنے والے کی کیا حیثیت ہے؟

د:...... کیا لڑکی اس فتویٰ کے بعد دُوسری شادی کرسکتی ہے؟

ج...... مفتی کا جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے، مفتی کو اس سے غرض نہیں ہوتی کہ سوال میں واقعات صحیح بیان کئے گئے ہیں یا غلط؟ یہ تحقیق کرنا عدالت کا کام ہے۔ آپ نے جو کہانی لکھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت طلاق دینے کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر اس سے انکار کرتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان جب یہ اختلاف ہو تو بیوی اگر دو ثقہ اور قابلِ اعتبار گواہ پیش کردے جو حلفاً شہادت دیں کہ ان کے سامنے شوہر نے طلاق دی ہے تو عورت کا دعویٰ دُرست تسلیم کیا جائے گا، اور اگر طلاق پر دو گواہ پیش نہ کرسکے تو شوہر سے حلفاً پوچھا جائے کہ اس نے طلاق دی ہے یا نہیں؟ اگر وہ حلفاً کہے کہ اس نے طلاق نہیں دی تو عورت


فہرست

کا دعویٰ جھوٹا ہوگا اور شوہر کی یہ بات صحیح ہوگی کہ اس نے طلاق نہیں دی۔ آپ کے مسئلے میں چونکہ بیوی کے پاس گواہ نہیں، لہٰذا اس کا دعویٰ قابلِ اعتبار نہیں، وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے، دُوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔

## نکاح پر نکاح کرنا اور اس سے متعلق دُوسرے مسائل

س…… میری عمر ۳۲ سال ہے اور میں ایک پڑھی لکھی خاتون ہوں، میں گورنمنٹ اسکول میں بحیثیت معلّمہ کے فرائض انجام دے رہی تھی کہ میری زندگی میں بہت بڑا سانحہ پیش آیا۔ میں نے آج تک اپنی زندگی کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں تھا، میرے تین بھائی ہیں، اور ہم دو بہنیں ہیں، ایک بہن کی شادی تقریباً ۲۵ سال قبل ہوئی، دُوسری میں ہوں، میری باجی عمر میں ۱۴ سال بڑی ہیں، اور تینوں بھائی مجھ سے چھوٹے ہیں۔ تو عرض کر رہی تھی کہ میں نے کبھی بھی زندگی کے متعلق سوچا تک نہ تھا کہ کیا ہوگا؟ کیسے گزرے گی؟ حالانکہ تعریف اپنی نہیں کرنی چاہئے، توبہ توبہ کرکے عرض کرتی ہوں کہ خدا نے شکل و صورت ایسی دی ہے کہ آج تک دیکھنے والے رشک کرتے ہیں اور سیرت بھی ایسی تھی کہ اس پورے علاقے میں لوگ میری مثالیں دیا کرتے تھے۔ مگر یہاں مسئلہ میرا نہیں اس معاشرے کا تھا کہ میرے ماں باپ کے پاس جہیز کے نام پر دینے کے لئے اتنا کچھ نہیں تھا کہ کوئی ڈھنگ کا رشتہ آتا، ایسے رشتے آتے جو معیار پر پورے نہ اُترتے یا جن کے مطالبے پورے نہ ہوسکتے تھے۔

پھر یکایک میری زندگی میں ایسا موڑ آیا کہ میرے بھائی تینوں جوان ہوگئے، میں تینوں کی نظر میں کانٹا بن گئی، صاف صاف الفاظ سننے میں آنے لگے کہ اس منحوس کی وجہ سے ہماری شادیاں نہیں ہو رہی ہیں، ماں کے منہ سے بھی یہی الفاظ نکلتے کہ میرے بیٹوں کا گھر نہیں بسانا چاہتی۔ پھر میں نے اپنے دِل پر پتھر رکھ لیا اور تہیہ کرلیا کہ بھائیوں کی شادی جلد اور اپنے ہاتھوں سے کرکے پھر خود بھی شادی کروں گی، لیکن اپنی ذات پر اپنے بھائیوں یا والدین کا روپیہ پیسہ نہیں لگنے دُوں گی۔ آج سے تقریباً آٹھ ماہ قبل میں نے اپنی زندگی کا ساتھی چن لیا، اور دو بھائیوں کی شادی بالترتیب ۱۷ فروری ۱۹۸۴ء اور ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء

کو کردی اور پھر میں نے والدین کی مرضی کے خلاف ۲۷؍فروری ۱۹۸۴ء کو شادی کرلی۔ سارے حالات اور واقعات کا علم والدین کو کردیا اور راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کے بعد میں نے اپنا حقِ شرعی اور قانونی استعمال کیا، والدین کسی بھی صورت میں راضی نہیں ہوئے اور اپنی بے انتہا کوششوں کے بعد مجبوراً پھر مجھے ۲۷؍فروری ۱۹۸۴ء کو کورٹ میرج کرنی پڑی۔ ۲۵؍فروری کو کورٹ سے باقاعدہ قانونی مختار نامہ حاصل کیا، ۲۷؍فروری ۱۹۸۴ء کو باقاعدہ چار گواہوں کی موجودگی میں باقاعدہ رجسٹرڈ مولوی صاحب نے نکاح پڑھایا شرعی طریقے سے، اور باقاعدہ حکومتِ پاکستان کے نکاح نامے کے جو کاغذات تھے ان پر میرے اور میرے شوہر اور چار گواہوں نے دستخط کئے اور کاغذات باقاعدہ رجسٹرڈ ہوئے۔

ٹھیک چوتھے دن یعنی یکم مارچ ۱۹۸۴ء کو میرے گھر والوں کو علم ہوگیا، میں نوکری کرتی تھی لیکن میرے گھر والوں نے زبردستی مجھے مارا پیٹا، گردن پر چھری رکھ کر ۳؍مارچ ۱۹۸۴ء کو میرا استعفیٰ لکھوا کر میرے دستخط کرا کر میری نوکری ختم کرائی، پھر میرے شوہر سے ۵؍مارچ ۱۹۸۴ء کو طلاق نامے پر اس کے گھر والوں سے زبردستی دباؤ ڈلوا کر طلاق نامے پر دستخط کرائے، مجھے معلوم نہیں کیسے کرائے گئے، میں اس دن سے گھر پر ہوں، نوکری ختم ہوگئی ہے، ہمارا نکاح صرف ۸ دن رہا، میں ان دنوں سے حکمِ خداوندی کے تحت عدّت کے دن گھر پر گزار رہی ہوں۔ میرے والدین اور بھائیوں کا کہنا ہے کہ کورٹ سے نکاح کوئی نکاح نہیں ہوا۔ حالانکہ میں نے یہ نکاح بخوشی اور اپنی مرضی سے کیا تھا، اس میں کسی قسم کا جبر یا تشدّد نہیں تھا۔ والد صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے ایک مولوی سے پوچھا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ کورٹ میرج کوئی شادی نہیں ہوتی اس لئے اس کا نکاح فوری کہیں بھی ہوسکتا ہے، لیکن میں نے یہ دلیل دے کر گھر والوں کو قائل کیا کہ اگر یہ شادی، شادی نہ تھی تو آپ لوگوں کو طلاق کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ بھائی نے طلاق کی نقل باقاعدہ کورٹ میں نکاح نامے کے ساتھ منسلک تک کرائی ہے اور ایک نقل کونسلر صاحب کے دفتر میں جمع کرائی ہے۔ میں دن رات روتی رہتی ہوں اور میرا دِل یقین ہی نہیں کرتا کہ مجھے طلاق ہوئی ہے، جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے خدا کسی دُشمن کے ساتھ بھی نہ کرے، آمین۔ میرے ذہن میں

مندرجہ ذیل سوالات اُبھر رہے ہیں، اُمید ہے کہ آپ نمبروار سوالوں کا جواب دے کر مجھے مطمئن ضرور کریں گے اور ان سوالوں کا جواب جلد تحریر کریں گے کیونکہ میں پھر دوبارہ نوکری کی تلاش کرنا چاہتی ہوں۔

س…… کیا کورٹ میرج کے طریقے پر نکاح جائز ہے؟ جس میں تمام شرعی تقاضے پورے کئے گئے ہوں؟

ج…… اگر لڑکا اور لڑکی جوڑ کے ہوں تو یہ نکاح صحیح ہے، ورنہ نہیں۔

س…… کیا صرف زبردستی طلاق نامے پر دستخط کرالینے سے طلاق ہوجاتی ہے یا زبان سے طلاق کا لفظ تین بار نکالنے سے ہوتی ہے؟

ج…… اگر طلاق نامہ کسی اور نے لکھا ہو اور زبردستی اس پر دستخط کرائے جائیں تو اس سے طلاق نہیں ہوتی، اور اگر طلاق نامہ خود شوہر نے لکھا ہو یا زبان سے طلاق کے الفاظ ادا کئے ہوں تو طلاق ہوجاتی ہے۔

س…… ہوسکتا ہے کہ زبان سے یہ الفاظ نہ کہے ہوں اور طلاق نامہ پر دُوسروں کے کہنے پر دستخط کردیئے ہوں، ایسی صورتِ حال پیش آئی ہو تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟

ج…… اگر اپنی خوشی سے دستخط کئے ہوں تو طلاق ہوجائے گی، زبردستی دستخط لینے سے طلاق نہیں ہوتی۔

س…… میرے گھر والے عدّت کے دنوں کے اندر دُوسری جگہ نکاح کرنا چاہتے ہیں، کیا وہ جائز ہوگا؟

ج…… آپ کے مسئلے کی تین صورتیں ہیں:

۱:…… جو نکاح آپ نے والدین کی اجازت کے بغیر کیا تھا اگر وہ غیر کفو میں تھا تو وہ نکاح نہیں ہوا، مگر چونکہ نکاح کے شبہ میں صحبت ہوچکی ہے اس لئے عدّت لازم ہے، چنانچہ عدّت سے پہلے دُوسرا نکاح ہرگز جائز نہیں۔

۲:…… اور اگر پہلا نکاح کفو میں ہوا تھا اور طلاق نامے پر زبردستی دستخط لئے گئے تھے، تو چونکہ طلاق نہیں ہوئی، اس لئے پہلا نکاح باقی ہے، لہٰذا دُوسرا نکاح نہیں ہوسکتا۔


فہرست

۳:......اور اگر پہلا نکاح کفو میں ہوا تھا، اور طلاق بھی صحیح طریقے سے لی گئی تھی تو طلاق کی عدّت گزارنا لازم ہے، عدّت پوری ہونے سے پہلے دُوسرا نکاح نہیں ہوسکتا۔

س......میرے گھر والے دُوسری جگہ جو نکاح کرنا چاہتے ہیں وہ ان لوگوں کو پہلے نکاح کا ہرگز نہیں بتارہے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج......پہلی اور تیسری صورت میں عورت پر عدّت لازم ہے اور عدّت سے پہلے دُوسرا نکاح ہرگز جائز نہیں، بہرحال آپ کے والدین جہاں آپ کا عقد کرنا چاہتے ہیں ان کو اس تمام صورتِ حال سے آگاہ کرنا ضروری ہے، تاکہ وہ نادانستہ اس حرام میں مبتلا نہ ہوں، اور دُوسری صورت میں چونکہ پہلا نکاح بدستور باقی ہے، اس لئے عدّت کا یا دُوسرے نکاح کا سوال ہی غلط ہے۔

س......عدّت کی مدّت کتنا عرصہ ہے؟ سنا ہے ۳ ماہ ۱۰ دن ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج......طلاق کی عدّت تین حیض ہے، تین بار ایام سے پاک ہونے سے عدّت پوری ہوجاتی ہے، تین ماہ دس دن عدّت نہیں۔

# جبر و اکراہ سے نکاح

## نکاح میں لڑکے لڑکی پر زبردستی نہ کی جائے

س......زید کا نکاح ایسی جگہ کیا جارہا ہے کہ نہ تو زید اس سے رضامند ہے اور نہ ہی زید کا والد راضی ہے، صرف والدہ زید اس پر اصرار کر رہی ہیں، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج...... جب زید رشتے پر راضی نہیں ہے تو اس پر جبر و اکراہ صحیح نہیں، ورنہ آج اس نے اگر نکاح کا ایجاب و قبول کر بھی لیا تو کل جب موافقت نہ ہوگی تو طلاق دے دے گا۔

## بچپن کی منگنی کی بنیاد پر زبردستی نکاح جائز نہیں

س......ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً چھ سال تھی، اس کی منگنی کی گئی، اب وہ جوان ہے اور

میٹرک پاس ہے، اب وہ شادی سے انکار کرتی ہے، شادی سے اس کے ماں باپ نے لڑکے والوں کو منع کردیا کہ لڑکی رضامند نہیں ہے، لڑکے والے راضی نہیں ہو رہے ہیں اور عدالت تک پہنچنا چاہتے ہیں، زبردستی شادی کرنا چاہتے ہیں، آپ اس کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیں مشکور ہوں گا۔

ج…… اگر لڑکی وہاں رضامند نہیں تو اس کی رضا کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا، یہ رشتہ ختم کردینا چاہئے، اور لڑکے والوں کو بھی اس پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، عدالت میں پہنچ کر کیا کریں گے…؟

## کیا والدین بالغہ لڑکی کی شادی زبردستی کرسکتے ہیں؟

س…… والدین نے لڑکی کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کردی، لڑکے نے لڑکی کو خوش رکھنے کی کوشش کی، لیکن لڑکی کے دِل میں لڑکے کی جگہ نہ بن سکی، تو اس سلسلے میں لڑکے کو کیا کرنا چاہئے؟ براہِ مہربانی اس کا جواب شریعت کی رُو سے ارسال فرمائیں۔

ج…… عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں، اگر لڑکی نے والدین کے کہنے کی وجہ سے نکاح منظور کرلیا تھا تو نکاح تو ہوگیا، لیکن چونکہ دونوں میاں بیوی کے درمیان اُلفت پیدا نہیں ہوسکی اس لئے لڑکے کو چاہئے کہ اگر لڑکی خوش نہیں تو اسے طلاق دے کر فارغ کردے۔

## قبیلے کے رسم و رواج کے تحت زبردستی نکاح

س…… کسی عورت کا نکاح قبیلے کے رسم و رواج کا سہارا لے کر زبردستی کرانے سے نکاح ہوجاتا ہے؟

ج…… اگر عورت نے قبول کرلیا تو نکاح ہوجائے گا، ورنہ نہیں۔

## بادِلِ نخواستہ زبان سے اقرار کرنے سے نکاح

س…… اگر لڑکی کسی شخص سے نکاح کرنا نہیں چاہتی، والدین کی عزّت اور اپنی عزّت کا خیال کرکے بھری محفل میں اقرار کرلے، جبکہ وہ دِل سے نہ چاہتی ہو تو کیا یہ نکاح دُرست ہے؟

ج……اگر اس نے زبان سے اقرار کرلیا تو نکاح صحیح ہے۔

## رضامند نہ ہونے والی لڑکی کا بیہوش ہونے پر انگوٹھا لگوانا

س……ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۹ سال ہوگی، اس کی شادی ایک ۳۵ سال سے زیادہ عمر کے شخص سے ہوئی، اس شخص کی پہلی بیوی سے بھی اولاد تھی جو اس لڑکی سے بھی زیادہ عمر کی تھی، نکاح کے وقت جب لڑکی سے اجازت نامے پر دستخط کروانے گئے تو اس نے انکار کردیا، کیونکہ لڑکی اس شادی پر تیار نہ تھی، وہ مسلسل رو رو کر انکار کر رہی تھی، اور روتے روتے بیہوش ہوگئی، اور بیہوشی کی حالت میں اجازت نامے پر انگوٹھا لگوایا گیا، یعنی گواہوں نے ہاتھ پکڑ کر لگایا۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا یہ نکاح ہوگیا؟ اگر نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہئے؟

ج……نکاح کے لئے لڑکی کا اجازت دینا شرط ہے، آپ نے جو واقعات لکھے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اس لڑکی کی طرف سے نکاح کی اجازت ہی نہیں ہوئی، اس لئے نکاح نہیں ہوا۔

## بالغہ لڑکی نے نکاح قبول نہیں کیا تو نکاح نہیں ہوا

س…… ہمارے مذہب اسلام میں ہر بالغہ لڑکی کو پسند کی شادی کرنے کی اجازت ہے، اگر ماں باپ بالغہ لڑکی کا نکاح کسی لڑکے سے زبردستی اس کی مرضی کے خلاف کردیں تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج……اگر بالغہ لڑکی نے نکاح قبول نہیں کیا بلکہ نکاح کا سن کر اس نے انکار کردیا تو نکاح نہیں ہوا، اور اگر والدین کی عزّت وآبرو کا خیال کرکے اس نے انکار نہیں کیا بلکہ خاموش رہی، نکاح قبول کرلیا تو نکاح صحیح ہوگیا۔

## مار پیٹ کر بیہوشی کی حالت میں انگوٹھا لگوانے سے نکاح نہیں ہوا

س……ایک لڑکی جس کی عمر ۱۵ سال ہے اس کے والد کو الگ کمرے میں بند کرکے اور لڑکی کو دُوسرے کمرے میں بند کرکے لڑکی سے اجازت نامے پر دستخط کروانے لگے تو اس نے انکار کردیا، کیونکہ وہ دِلی طور پر رضامند نہ تھی، لڑکی کو مارا پیٹا گیا جس سے لڑکی بیہوش ہوگئی اور


فہرست

بیہوشی کی حالت میں انگوٹھا لگوایا گیا، کیا یہ نکاح ہوگیا؟ اگر نہیں تو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا، اور بیہوشی کی حالت میں انگوٹھا لگوانے کو اجازت نہیں کہتے، اس لئے یہ نکاح نہیں ہوا۔

## بالغ اولاد کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کرنا

س…… کیا بالغ اولاد کی شادی اس کی بغیر رضامندی کے والدین کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ زندگی اولاد نے گزارنی ہے نہ کہ والدین نے۔

ج…… بالغ اولاد کی رضامندی نکاح کے لئے شرط ہے، اس لئے والدین کے لئے یہ جائز نہیں کہ بالغ اولاد کو اس کی مرضی کے خلاف پر مجبور کرے، لیکن اگر بالغ لڑکے اور لڑکی نے اپنی خواہش کے خلاف والدین کی تجویز کو قبول کرلیا اور اس کی منظوری دے دی تو نکاح ہوجائے گا، اور اگر لڑکے یا لڑکی نے نکاح کو قبول نہیں کیا تو نکاح نہیں ہوگا۔

## دھوکے کا نکاح صحیح نہیں

س…… میرے ایک دوست کی بہن کا نکاح میرے دوست نے زبردست دباؤ کی وجہ سے ایک ایسے شخص سے کردیا جو کہ کسی طور پر بھی موزوں نہیں تھا۔ نکاح کے وقت لڑکی کی عمر گیارہ سال تھی اور اسے یہ کہہ کر کہ یہ زمین کے کاغذات ہیں نکاح نامے پر دستخط کرائے گئے (ان دنوں میں لڑکی کے والد کا انتقال ہوا تھا اور زمین کی ٹرانسفر کا مسئلہ تھا)، پوچھنا یہ ہے کہ اگر یہ نکاح ہوگیا تو اب اس لڑکی کو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ وہ اس شادی کے لئے قطعی طور پر تیار نہیں ہے۔

ج…… یہ نکاح نہیں ہوا، لڑکی اپنا عقد جہاں چاہے کرسکتی ہے۔

## بیوہ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف جائز نہیں

س…… کیا شرعاً عدّتِ وفات کے اندر بیوہ کا نکاح یا نکاح کا پیغام دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا عدّت کے بعد بیوہ کی مرضی کے خلاف نکاح کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ عورت کی مرضی نہ ہو۔

ج…… عدّت کے اندر نکاح نہیں ہوسکتا، بلکہ عدّت کے دوران نکاح کا پیغام دینا بھی حرام اور ممنوع ہے۔ عدّت کے بعد عورت کا نکاح دُوسری جگہ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ عورت بھی

راضی ہو، اس کی مرضی کے خلاف اس کے شوہر والوں کو یا کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ زبردستی اس بیوہ کا نکاح کرائے۔

## نابالغہ کا نکاح بالغ ہونے کے بعد دوبارہ کرنا

س…… میرے عزیز دوست کا نکاح تقریباً چار سال قبل ہوا، چار سال بعد شادی کی تاریخ مقرّر ہوئی تو لڑکی والوں نے دوبارہ نکاح پر اصرار کیا اور دلائل یہ دیئے کہ اس وقت لڑکی نابالغہ تھی اور یہ کہ اس کے پاس دو گواہ دستخط لینے نہیں گئے تھے، حالانکہ اصل وجہ حق مہر میں اضافہ کرنا تھا۔ لڑکے والوں نے لڑکی والوں کے دباؤ میں آکر دوبارہ نکاح کروایا اور مہر کی رقم چھ ہزار کے بجائے بیس ہزار لکھوائی اور پہلے مولوی صاحب نے ہی دوبارہ نکاح پڑھوایا۔ مجلس میں ایک بڑے مولوی صاحب بھی موجود تھے جنھوں نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ مسئلہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جب مولانا نے مجمع کی موجودگی میں ولیوں سے ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح پڑھوایا تھا تو لڑکی کے نابالغ ہونے کی بنا پر یا گواہوں کا باقاعدہ رسمی طریقے سے جاکر لڑکی سے دستخط نہ لینے کی وجہ سے نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر پہلا نکاح (غیر تحریری) ہوگیا تو دوبارہ نکاح (تحریری) ہونے پر پہلا دُرست سمجھا جائے گا یا دُوسرا؟

ج…… پہلا نکاح اگر گواہوں کی موجودگی میں ہوا تھا تو وہ صحیح تھا، اور دُوسرا غیرضروری اور لغو۔ پہلا نکاح رجسٹرڈ نہیں ہوسکتا تھا، شاید اس وجہ سے دوبارہ کرایا گیا ہو، لیکن ان کو مہر میں اضافے کا حق نہیں تھا۔

# رضاعت یعنی بچوں کو دُودھ پلانا

## رضاعت کا ثبوت

س……میری، میرے ماموں کی لڑکی کے ساتھ منگنی ہوئی ہے، میری والدہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو دُودھ پلایا تھا، اور کسی وقت کہتی ہیں نہیں۔ میرا، میرے ماموں کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج……رضاعت کا ثبوت دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ہوتا ہے، پس جب آپ کی والدہ کو بھی یقین نہیں اور دُودھ پلانے کے گواہ بھی نہیں تو رضاعت ثابت نہ ہوئی، اس لئے نکاح ہوسکتا ہے، البتہ اس نکاح سے پرہیز کیا جائے تو بہتر ہے۔

## عورت کے دُودھ کی حرمت کا حکم کب تک ہوتا ہے؟

س……ایک میاں بیوی جو خوشگوار ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے تین بچوں سے نوازا ہے، سب سے چھوٹی شیرخوار بچی جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال ہے اور ماں کا دُودھ پیتی ہے، ایک روز رات کے وقت بچی نے دُودھ نہیں پیا جس کی وجہ سے اس عورت کا دُودھ بہت چڑھ آیا، تکلیف کی وجہ سے مجبوراً اس عورت کو اپنا دُودھ خود نکالنا پڑا، اس نے اپنا دُودھ نکال کر کسی برتن میں اس غرض سے رکھا کہ بعد میں کسی صاف جگہ یہ دُودھ ڈال دیں گی یا ڈلوادیں گی، کیونکہ اس عورت نے کسی سے سن رکھا تھا کہ ویسے ہی عام جگہ یا گندی جگہ پر اس قسم کا دُودھ پھینکنا گناہ ہے، حسبِ معمول وہ صبح کی چائے کے لئے بھی رات ہی کو دُودھ منگوا کر رکھ لیا کرتے تھے، یعنی اس کا شوہر چائے کے لئے دُودھ لاکر رکھ دیا کرتا تھا، صبح اس کے شوہر نے اُٹھ کر چائے بنائی اور غلطی سے چائے والا دُودھ چائے میں ڈالنے کے بجائے اپنی بیوی کا وہ نکالا ہوا دُودھ چائے میں ڈال کر چائے بنائی اور وہ چائے دونوں میاں بیوی اور بچوں نے پی لی۔ چائے پینے کے کچھ دیر بعد جب اس کی بیوی نے وہ اپنا نکالا ہوا دُودھ

کسی صاف جگہ ڈلوانے کے لئے اپنے شوہر کو دینا چاہا تو دیکھا کہ اس برتن میں دُودھ نہیں۔ اس بارے میں اس نے اپنے شوہر سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس برتن والا دُودھ تو میں چائے میں ڈال چکا ہوں، اور جب اس نے دیکھا تو چائے والا دُودھ ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا۔ بیوی یہ دیکھ کر حیران اور پریشان ہوئی تو شوہر نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو بیوی نے بتایا کہ اس برتن میں تو میں نے اپنا دُودھ رات کے وقت تمہارے سامنے نکال کر رکھا تھا جو تم نے چائے میں ڈال دیا اور وہ چائے ہم سب نے پی لی ہے۔ اب دونوں میاں بیوی سخت پریشان ہوئے تو انہوں نے ایک عالم صاحب سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا، تمام واقعات سننے کے بعد اس عالم صاحب نے بتایا کہ تم دونوں میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ چکا ہے اور اَب تم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے کسی صورت میں بھی نہیں رہ سکتے، کیونکہ تمہاری بیوی اب تمہاری رضاعی ماں بن چکی ہے، اب یہ بیوی تم پر حرام ہے۔

لہٰذا اب آپ اس مسئلے پر قرآن و سنت کے مطابق روشنی ڈالیں کہ کیا واقعی ان دونوں میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ گیا؟ کیا ان دونوں میاں بیوی کے مابین طلاق ہوگئی؟ کیا اب یہ عورت اپنے میاں پر حرام ہے؟ کیا رُجوع کرنے سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؟ کیا حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؟

ج…… عورت کے دُودھ سے حرمت جب ثابت ہوتی ہے جبکہ بچے نے دو سال کی عمر کے اندر اس کا دُودھ پیا ہو، بڑی عمر کے آدمی کے لئے دُودھ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، نہ عورت رضاعی ماں بنتی ہے۔ لہٰذا ان دونوں میاں بیوی کا نکاح قائم ہے۔ اس عالم صاحب نے مسئلہ قطعاً غلط بتایا، ان دونوں کا نکاح نہیں ٹوٹا، اس لئے نہ حلالہ کی ضرورت ہے، نہ دوبارہ نکاح کرنے کی، اور نہ کسی کفارے کی، اطمینان رکھیں۔

## رضاعت کے بارے میں عورت کا قول، نا قابلِ اعتبار ہے

س…… میرے چچازاد دو بھائیوں کے لڑکا اور لڑکی (جو آپس میں رضاعی بہن بھائی بتائے جاتے ہیں) نے نکاح کیا، جس مولوی صاحب نے نکاح پڑھوایا، اس کو بعد میں بتایا گیا کہ معاملہ تو ایسا ہے، مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ تین آدمیوں کی شہادت پیش کرو کہ یہ دُودھ

پیا گیا ہے، لڑکا اور لڑکی کے والدین کا کہنا ہے کہ یہ بات جھوٹ ہے، لڑکے نے لڑکی کی سوتیلی ماں کا دُودھ نہیں پیا ہے، میں اور خاندان کے چند اور بھائیوں نے اسی دوران اس بات پر لڑکے اور لڑکی کے والدین کے ساتھ فتویٰ لے کر قطع تعلق کیا، چونکہ تین شہادتیں ہمارے پاس نہیں تھیں۔ البتہ جس عورت کا دُودھ پیا گیا تھا، چونکہ لڑکی کے والد نے دُوسری شادی کی اور پہلی عورت سے ناچاقی ہوگئی ہے اس لئے وہ اپنے والدین کے ہاں رہائش پذیر ہے، ہم تین آدمی اس عورت کے پاس چلے گئے اور اس کے حالات معلوم کئے تو اس عورت نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ میں نے اس لڑکے کو دُودھ پلایا ہے، اور اس کے خاوند کا کہنا ہے کہ چونکہ میرے اس عورت کے ساتھ تعلقات دُوسری شادی کی وجہ سے اچھے نہیں، اس لئے وہ مجھ سے انتقام لینا چاہتی ہے اور جھوٹ الزام لگاتی ہے۔

اب چونکہ یہ بات مشکوک ہوگئی ہے کہ عورت سچ بولتی ہے یا جھوٹ اور تین گواہ بھی ہمارے پاس نہیں ہیں، اس لئے گزارش ہے کہ ہمیں اس بات کا فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ آیا میں نے جو قطع تعلق کیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

ج…… رضاعت کے ثبوت کے لئے دو گواہوں کی چشم دید شہادت ضروری ہے، صرف دُودھ پلانے والی کا یہ کہنا کہ: ''میں نے دُودھ پلایا ہے'' کافی نہیں، اس لئے صورتِ مسئولہ میں نکاح صحیح ہے اور اس عورت کا قول ناقابلِ اعتبار ہے۔

## لڑکے اور لڑکی کو کتنے سال تک دُودھ پلانے کا حکم ہے؟

س…… بچے کو دُودھ پلانے کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ شریعت میں لڑکی کو پونے دو سال اور لڑکے کو دو سال کی عمر تک دُودھ پلانے کا حکم ہے، کیا دونوں کو دو سال تک دُودھ پلانے کا حکم ہے، یا دونوں کی مدّت کے درمیان فرق ہے؟

ج…… دونوں کے لئے پورے دو سال دُودھ پلانے کا حکم ہے، دونوں کا دُودھ پہلے چھڑادینا بھی جائز ہے، اگر اس کی ضرورت و مصلحت ہو۔ بہرحال دونوں کی مدّتِ رضاعت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

## بچے کے کان میں دُودھ ڈالنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی

س…… بچے کے کان میں دُودھ ڈالنے سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

ج……اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

## اگر رضاعت کا شبہ ہو تو احتیاط بہتر ہے

س…… ایک عورت نے اپنی ہی ایک خواہرزادی کو دُودھ پلایا، اس کا اس عورت نے خود اقرار بھی کیا اور دو سال تک بھرپور انداز میں اس کو تسلیم بھی کیا۔ خاندان کے بقیہ افراد نے بھی اس کو تسلیم کیا، لیکن اچانک اس بچی کے رشتے کے لئے بیان کو حلفاً تبدیل کیا، اس عورت نے اقرار اس انداز میں کیا کہ: ''یہ بچی مجھے بہت پسند ہے میں اپنے بچے سے اس کا رشتہ کردیتی مگر اس نے میرا دُودھ پیا ہے۔'' بعدازاں اس کے شوہر کے بھائی کے لئے اس رشتے کی بات چلی تو اس عورت نے اپنا بیان تبدیل کرلیا کہ اس نے میرا دُودھ نہیں پیا، ''میرے علم میں نہیں''، جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس عورت کا رشتے کے حصول کے لئے بیان تبدیل کرنا جائز ہے؟

ج…… دُوسرے معاملات کی طرح دُودھ پلانے کا ثبوت بھی دو گواہوں کی شہادت سے ہوتا ہے، محض دُودھ پلانے والی کے کہنے سے نہیں ہوتا، تاہم جبکہ ایک عرصے تک دُودھ پلانے والی کے قول پر اعتماد کرکے یہ یقین کیا جاتا رہا کہ فلاں بچے نے فلاں عورت کا دُودھ پیا ہے، اس کے بعد اس عورت کا اپنے اقرار سے انحراف شک وشبہ کا موجب ہے، اس لئے اس بچی کا نکاح اس عورت کے دیور سے کرنا خلافِ احتیاط ہے، لہٰذا نہیں کرنا چاہئے، جیسے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جس چیز کے بارے میں تمہیں شک ہو اس کو ترک کردو۔''

## مدّتِ رضاعت کے بعد اگر دُودھ پلایا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی

س…… سلمیٰ اور عقیلہ دو سگی بہنیں ہیں، سلمیٰ کا لڑکا صغیر حسین جب چھ سال کی عمر کا تھا اس وقت عقیلہ کے لڑکے کبیر کی عمر ۹ ماہ تھی، عقیلہ نے ایک چمچ اپنا دُودھ دوا میں ملاکر صغیر حسین کو پلایا تھا، اس کے بعد عقیلہ کے چار لڑکے لڑکیاں اور پیدا ہوئیں، عقیلہ کا چوتھا لڑکا کرار حسین

جوان ہوگیا جبکہ صغیر حسین کی لڑکی جمیلہ جوان ہوگئی، اور انڈیا میں دونوں کا نکاح کردیا گیا، فتویٰ دیجئے کہ صغیر حسین کی لڑکی جمیلہ اور عقیلہ کے لڑکے کرار حسین کا آپس میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج...... چھ سال کے بچے کو دُودھ پلانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے صغیر حسین کی لڑکی سے عقیلہ کے لڑکے کا نکاح صحیح ہے۔

## شیرخوارگی کی مدّت کے بعد دُودھ پینا جائز نہیں

س...... کیا کوئی بالغ شخص کسی عورت کا دُودھ پینے پر اس عورت کا بیٹا شمار ہوگا یا نہیں؟ یعنی رضاعت کا اعتبار زمانۂ شیرخوارگی پر کیا جائے گا یا کہ دُودھ پر؟ کیونکہ ہمارے محلے میں ایک گھر ایسا ہے جہاں وہ لوگ اپنے جس نوکر کو گھر میں آنے کی اجازت دینا چاہتے ہیں تو اسے عورت کا دُودھ کچھ مقدار میں پلا دیا جاتا ہے۔ مزید برآں اگر بالغ شخص کو دُودھ پلانے پر رضاعت کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا تو پھر شوہر کا اپنی بیوی کا دُودھ پینے کے متعلق قرآن و سنت کا کیا حکم ہے؟

ج...... رضاعت صرف شیرخوارگی کے زمانے میں ثابت ہوتی ہے، جس کی مدّت صحیح قول کے مطابق دو سال ہے، اور ایک قول کے مطابق اڑھائی سال ہے۔ شیرخوارگی کی مذکورہ بالا مدّت کے بعد دُودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، نہ اس پر حرمت کے اَحکام جاری ہوتے ہیں۔ شیرخوارگی کی مدّت کے بعد اپنے بچے کو بھی دُودھ پلانا حرام ہے۔ اسی طرح کسی عورت کا دُودھ کسی بڑی عمر کے لڑکے کو پلانا حرام ہے۔ اس لئے آپ نے اپنے محلے کے جس گھر کا ذکر کیا ہے ان کا فعل ناجائز ہے۔ بیوی کا دُودھ پینا بھی حرام ہے، مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

## ۷-۸ سال کی عمر میں دُودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

س...... میری والدہ نے میری خالہ کا وہ دُودھ جو کہ وہ پھینکنے کے لئے دیا کرتی تھیں، تقریباً ۷-۸ سال کی عمر میں پی لیا تھا، جس کا میری خالہ کو قطعی علم نہیں تھا، اب آپ یہ فرمائیں کہ آیا میرا خالہ زاد بھائی میری والدہ کا دُودھ شریک بھائی ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ میری بہن کی شادی

میرے خالہ زاد بھائی سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... رضاعت کی مدّت دو سال (اور ایک قول کے مطابق اڑھائی سال) ہے، اس مدّت کے بعد رضاعت کے اَحکام جاری نہیں ہوتے، لہٰذا ۷-۸ سال کی عمر میں دُودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے آپ کی بہن کا عقد خالہ زاد سے ہوسکتا ہے۔

## بڑی بوڑھی عورت کا بچے کو چپ کرانے کے لئے پستان منہ میں دینا

س...... ہمارے وطن میں رواج ہے کہ جب گھر کی عورتیں کام کاج میں لگ جاتی ہیں اور چھوٹے بچے جب رونا شروع کردیتے ہیں تو ان کو خاموش کرنے کے لئے گھر کی معمر ترین خاتون دُودھ پلانا شروع کردیتی ہے، جبکہ اس عورت کا دُودھ نہیں ہوتا۔ کیا اس سے یہ بچہ اس کی اولاد بن جاتا ہے؟ یہ صورت کبھی یوں بھی پیش آجاتی ہے کہ پڑوس کی کوئی عورت کسی کام کو جاتی ہے تو اپنا شیرخوار بچہ معمر عورت کے سپرد کردیتی ہے کہ سنبھال کر رکھے، ایسی صورت میں بچے کے رونے پر معمر خاتون دُودھ پلادیتی ہے حالانکہ دُودھ ہوتا نہیں ہے، کیا اس طرح یہ بچہ اس عورت کا بچہ بن جاتا ہے؟

ج...... جن عورتوں کو زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے دُودھ نہیں آتا صرف بچوں کو خاموش کرانے کی غرض سے بچوں کو گود میں لیتی ہیں تو اس سے وہ بچے ان کی اولاد نہیں بنتے، کیونکہ اولاد بننے کے لئے شرط ہے کہ دُودھ پیا جائے، اور ان عورتوں کے دُودھ کا امکان ہی نہیں۔

## دس سال بعد دُودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہونے کا مطلب

س...... آپ نے یہ فرمایا تھا کہ کسی بچے نے شیرخوارگی کی مدّت میں کسی عورت کا دُودھ پیا ہو تو وہ اس عورت کا رضاعی بیٹا ہوا، اور اس عورت کے بچے اس کے دُودھ شریک بھائی بہن ہوئے، اگر اس مدّت کے بعد دُودھ پیا ہو تو وہ رضاعت کے حکم میں نہیں آتا۔ مگر ایک مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ: ''نہیں، چاہے دُودھ کبھی بھی کیوں نہ پیا ہو، وہ دُودھ پینے والا یا والی نے جس عورت کا دُودھ پیا ہے اس کے رضاعی بیٹا یا بیٹی ہوگئے''۔ میں نے انہیں ''بہشتی زیور'' اَز مولانا اشرف علی تھانویؒ کا حوالہ دیا اور آپ کے فیصلے سے آگاہ کیا تو انہوں نے اسی

کے مسئلہ نمبر۱۴، چوتھا حصہ، صفحہ نمبر۲۱۱ کا حوالہ دیا، اس کے مطابق ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی، دونوں نے ایک ہی عورت کا دُودھ پیا ہے تو ان میں نکاح نہیں ہوسکتا، خواہ ایک ہی زمانے میں پیا ہو، یا ایک نے پہلے، دُوسرے نے کئی برس کے بعد، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اسی میں یہ بھی ہے کہ دُودھ پلانے کی مدّت اِمامِ اعظمؒ کے فتویٰ کے بموجب زیادہ سے زیادہ ڈھائی سال ہے، اگر اس کے بعد دُودھ پیا ہو تو اس عورت کی لڑکی سے نکاح دُرست ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ''بہشتی زیور'' کے اس مسئلہ نمبر۱۴ کی وضاحت فرمادیجئے۔

ج...... ''بہشتی زیور'' کے اس مسئلے کا مطلب یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں نے مدّتِ رضاعت کے اندر دُودھ پیا ہو، خواہ لڑکے نے دس سال پہلے پیا تھا (جبکہ وہ شیرخوارگی کی حالت میں تھا) اور لڑکی نے دس سال بعد پیا ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ حرمت تو اسی وقت ثابت ہوگی جبکہ لڑکے اور لڑکی دونوں نے اپنی اپنی شیرخوارگی کی مدّت میں دُودھ پیا ہو۔ البتہ یہ شرط نہیں کہ دونوں نے ایک ہی وقت میں دُودھ پیا ہو۔ اور اگر دونوں نے یا ان میں سے ایک نے مدّتِ رضاعت (ڈھائی سال) کے بعد دُودھ پیا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی، بلکہ دونوں کا نکاح جائز ہوگا۔

## اگر دوائی میں دُودھ ڈال کر پلایا تو اس کا حکم

س...... ایک عورت نے ایک بچے کو دوائی میں اپنا دُودھ ڈال کر پلادیا، اب اس کا رشتہ اس عورت کی اولاد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اس صورت میں کہ دُودھ غالب ہو۔

ج...... جائز نہیں۔

س...... اس صورت میں کہ دوائی دُودھ پر غالب ہو؟

ج...... جائز ہے۔

س...... اس صورت میں کہ دوائی اور دُودھ دونوں برابر ہوں؟

ج...... جائز نہیں۔

## دُودھ پلانے والی عورت کی تمام اولاد دُودھ پینے والے کے لئے حرام ہوجاتی ہے

س...... میرے چھوٹے بھائی نے بچپن میں ہماری ممانی کا دُودھ پیا ہے، اب ان کی دونوں لڑکیوں سے ہم دونوں بھائیوں کی شادی کی بات چیت طے پائی ہے، میں نے بھائی کے سلسلے میں ان سے اختلاف کیا، جہاں تک میری ناقص معلومات کا تعلق ہے وہ یہ کہ کسی عورت کا دُودھ پی لینے کے بعد اس کی لڑکیوں سے دُودھ پینے والے لڑکے کا نکاح جائز نہیں ہے۔ لیکن ان کا (میرے بزرگوں کا) استدلال یہ ہے کہ دُودھ پیتے ہوئے جس کے حصے کا دُودھ پیا ہو، وہی اس کے لئے جائز نہیں، بعد کی یا پہلے کی اولاد سے نکاح ہوسکتا ہے۔ ہماری رہنمائی کرکے ہم پر احسان کریں، عین نوازش ہوگی۔

ج...... جس بچے نے شیرخوارگی کے زمانے میں کسی عورت کا دُودھ پیا ہو وہ اس کی رضاعی ماں بن جاتی ہے، اور اس عورت کی اولاد، خواہ پہلے کی ہو یا بعد کی، اس بچے کے بہن بھائی بن جاتے ہیں، اس لئے آپ کی رائے صحیح ہے، آپ کے بھائی کا نکاح آپ کی ممانی کی لڑکی سے جائز نہیں، آپ کے بزرگوں کا خیال غلط ہے۔

## شادی کے بعد ساس کا دُودھ پلانے کا دعویٰ

س...... میرے شوہر نے میری ماں کا دُودھ پیا تھا اور میری شادی کو تقریباً ۱۶ سال ہو رہے ہیں، اور ۱۶ سال سے یہ مسئلہ میرے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ میری ماں کہتی ہیں کہ: ''تیرے شوہر نے میرا دُودھ تیرے اُوپر نہیں پیا تھا بلکہ بڑے بھائی کے ساتھ پیا تھا''، اور کبھی کہتی ہیں کہ: ''دُودھ نہیں پیا تھا بلکہ میں اس کو بہلانے کے لئے دے دیا کرتی تھی، دُودھ نہیں ہوتا تھا۔'' یاد رہے کہ جب میری ماں نے میرے شوہر کو دُودھ پلایا تھا اس وقت ان کی گود میں بھی بچہ تھا جو کہ دُودھ پیتا تھا اور وہ میرے بڑے بھائی تھے۔

ج...... صرف آپ کی والدہ کا دعویٰ تو قابلِ قبول نہیں، بلکہ رضاعت کا ثبوت دو ثقہ مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ہوتا ہے، پس اگر دُودھ پلانے کے گواہ موجود ہیں تو

آپ دونوں میاں بیوی نہیں بہن بھائی ہیں، اور اگر گواہ نہیں ہیں تو دُودھ پلانے کا دعویٰ غلط ہے اور نکاح صحیح ہے۔

## جس نے خالہ کا دُودھ پیا فقط اس کے لئے خالہ زاد اولاد محرَم ہیں، باقی کے لئے نہیں

س...... ایک عورت نے اپنی ہمشیرہ کے بڑے بچے کو دُودھ پلایا ہے، اب وہ خواہش مند ہے کہ اپنے چھوٹے لڑکے کی شادی اپنی بہن کی چھوٹی بچی سے کردے، لیکن بعض علماء صاحبان نے ممنوع فرمایا ہے۔ کیا آپ کی نظر میں ان کا یہ رشتہ ہوسکتا ہے؟

ج...... جس لڑکے نے اپنی خالہ کا دُودھ پیا ہے اس کا نکاح اس خالہ کی کسی لڑکی سے نہیں ہوسکتا، اس کے علاوہ دونوں بہنوں کی اولاد کے رشتے آپس میں ہوسکتے ہیں۔

## رضاعی بھائی کی سگی بہن اور رضاعی بھانجی سے عقد

س...... ایک عورت جس کا دُودھ ''ت'' نے پیا ہے، اور اس عورت کا دُودھ ''ج'' نے بھی پیا ہے، ''ت'' کی عمر تقریباً ۳۸ سال ہے، جبکہ ''ج'' کی عمر تقریباً ۴۵ سال ہے، مسئلہ یہ ہے کہ ''ت'' کی بیٹی کا رشتہ ''ج'' کے لئے مانگ رہے ہیں، جبکہ ''ج'' اور ''ت'' دونوں رضاعی بہن بھائی ہوگئے ہیں، دُودھ کے پینے سے کیا یہ رشتہ شریعت کے مطابق ٹھیک ہے یا غلط؟ رشتہ ہوا یا نہیں؟

س...... ۲: ایک عورت جس کا دُودھ ''ص'' نے پیا ہے اور اسی عورت کا دُودھ ''ج'' نے بھی پیا ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ ''ص'' کے لئے ''ج'' کی چھوٹی بہن کا رشتہ مانگ رہے ہیں، لڑکی والے کہتے ہیں کہ یہ رشتہ نہیں ہوسکتا کیونکہ لڑکی کا بھائی ''ج'' اور لڑکا ''ص'' نے ایک ہی عورت کا دُودھ پیا ہے۔

ج...... ''ت'' کی بیٹی ''ج'' کی رضاعی بھانجی ہے، ان دونوں کا عقد نہیں ہوسکتا۔

ج...... ۲: رضاعی بھائی کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے، اس لئے ''ص'' کا نکاح ''ج'' کی بہن سے ہوسکتا ہے۔

## بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے

س...... رضاعی بہن میرے اُوپر نکاح میں لینا شریعت کی رُو سے جائز نہیں ہے، لیکن میرا جو بھائی ہے اس پر کیسا ہے؟ بھائی میرے سے یا تو پہلے پیدا ہوئے ہوں یا میرے بعد جو بھائی پیدا ہو جائے اس پر نکاح میں لینا کیسا ہے؟

ج...... رضاعی بہن بننے کی تین صورتیں ہیں:

ا:...... اس لڑکی نے آپ کی والدہ کا دُودھ پیا ہو، اس صورت میں وہ آپ کی والدہ کی رضاعی بیٹی اور آپ کی اور آپ کے سب بھائی بہنوں کی رضاعی بہن ہوئی، اس لئے آپ کے کسی بھائی کا رشتہ بھی اس سے جائز نہیں۔

۲:...... آپ نے اس لڑکی کی ماں کا دُودھ پیا ہو، اس صورت میں اس کی ماں آپ کی رضاعی ماں ہوئی اور اس کی اولاد آپ کے رضاعی بہن بھائی ہوئے، اس لئے آپ کا نکاح اس کی کسی لڑکی سے جائز نہیں، لیکن آپ کے حقیقی بھائیوں کا نکاح اس کی لڑکیوں (آپ کی رضاعی بہنوں) سے جائز ہے۔

۳:...... آپ اور اس لڑکی نے کسی تیسری عورت کا دُودھ پیا ہے، اس صورت میں وہ عورت آپ دونوں کی رضاعی ماں ہوئی، آپ دونوں رضاعی بہن بھائی ہوئے، آپ کے حقیقی بھائیوں کا نکاح اس لڑکی سے جائز ہے۔

## رضاعی باپ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

س...... سعودی عرب میں پیش آنے والے ایک واقعہ (۲۱ برس تک بہن بیوی رہی، سعودی علماء نے اس شادی کو ناجائز قرار دیا)، اس بیان کے مطابق زید نے اپنی چچی کا دُودھ پیا اور اس کی وہ چچی وفات پاگئی، اس کے چچا نے دُوسری شادی کی، دُوسری چچی کی بیٹی سے زید نے شادی کی، چونکہ سعودی علماء نے اس شادی کو ناجائز قرار دیا، حنفیہ عقیدے میں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج...... یہ دُوسری لڑکی بھی اس کے چچا سے تھی، اس کا چچا ''رضاعی باپ'' تھا، اور باپ کی اولاد بہن بھائی ہوتے ہیں، اس لئے یہ لڑکی اس کی رضاعی بہن تھی۔ سعودی علماء نے جو

فتویٰ دیا ہے وہ صحیح ہے اور چاروں مذاہب کے علماء اس پر متفق ہیں۔

## رضاعی بہن سے شادی

س...... میری اہلیہ کے بھائی کے گھر ایک بچی کی ولادت ہوئی، بچی کی ولادت کے چند ہفتے بعد میری اہلیہ نے اس بچی کو اپنا دُودھ پلایا، بچی نے مشکل سے ایک یا دو قطرے دُودھ پیا ہوگا، اور صرف ایک دفعہ ہی ایسا ہوا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنے بڑے بیٹے کی شادی اپنی اہلیہ کے بھائی کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہوں، آپ حدیث اور شریعت کی رُو کے مطابق بتائیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج...... آپ کی اہلیہ نے اپنے بھائی کی جس بچی کو دُودھ پلایا ہے وہ اس بچی کی رضاعی والدہ بن گئیں، اور یہ لڑکی آپ کے لڑکے کی رضاعی بہن ہے، اور رضاعی بہن بھائی کا نکاح آپس میں جائز نہیں ہے، لہٰذا آپ اپنے لڑکے کی شادی اس لڑکی سے نہیں کرسکتے۔

## رضاعی بیٹی سے نکاح نہیں ہوسکتا

س...... اگر کسی بچی کو دُودھ پلادیا جائے، بعد میں دُودھ پلانے والی عورت مرجائے تو مرنے والی عورت کا خاوند دُودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج...... یہ لڑکی اس عورت کے شوہر کی رضاعی بیٹی ہے، اس سے نکاح جائز نہیں۔

## رضاعی بہن کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے

س...... میری منگنی میرے چچا کی لڑکی سے میرے والدین کرنا چاہتے ہیں، مگر جو لڑکی میرے نکاح میں لانا چاہتے ہیں اس کی بڑی بہن نے میرے چھوٹے بھائی کے ساتھ میری ماں کا دُودھ پیا، مگر نہ تو میں نے اور نہ میرے کسی بہن بھائی نے میری چچی کا دُودھ پیا، کیا میری شادی جائز ہوگی یا ناجائز؟ میری تسلی فرمائیے۔

ج...... جس لڑکی نے آپ کی والدہ کا دُودھ پیا ہے، اس کا نکاح تم بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ جائز نہیں، وہ آپ کی رضاعی بہن ہے، مگر جس لڑکی سے آپ کا رشتہ تجویز کیا گیا ہے وہ رضاعی بہن کی حقیقی بہن ہے، اس سے آپ کا نکاح جائز ہے۔

## حقیقی بھائی کا رضاعی بھانجی سے نکاح جائز ہے

س……زید نے ثریا کا دُودھ پیا ہے، زید کا ایک بھائی جس کا نام ثاقب ہے، ثریا کی ایک بیٹی جس کا نام عندلیب ہے، عندلیب کی بیٹی کوثر کے ساتھ زید کے بھائی ثاقب کا نکاح شرعاً جائز ہے؟

ج……آپ کے سوال میں زید، ثاقب کا حقیقی بھائی ہے، اور کوثر، زید کی رضاعی بھانجی ہے، اور حقیقی بھائی کی رضاعی بھانجی سے نکاح جائز ہے۔

## رضاعی بھتیجی سے نکاح جائز نہیں

س…… ہندہ و شاہدہ دو سگی بہنیں ہیں، ہندہ بڑی اور شاہدہ چھوٹی، ہندہ نے شاہدہ کی لڑکی زینب کو اَیامِ رضاعت میں دُودھ پلایا، اب ہندہ اپنی بہن شاہدہ کی لڑکی زینب کا نکاح اپنے حقیقی دیور یعنی شوہر کے حقیقی بھائی بکر سے کرنا چاہتی ہے، کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

ج……شاہدہ کی لڑکی زینب کا نکاح ہندہ کے حقیقی دیور بکر سے جائز نہیں، کیونکہ زینب ہندہ کے شوہر کی رضاعی لڑکی اور شوہر کے بھائی بکر کی بھتیجی ہے۔ تو اَز رُوئے شرع جس طرح نسبی بھتیجی سے نکاح حرام اور ناجائز ہے اسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی ناجائز ہے۔

## دُودھ شریک بہن کی بیٹی سے نکاح

س……کیا دُودھ شریک بہن کی بیٹی سے نکاح جائز ہے؟

ج……جائز نہیں، وہ حقیقی بھانجی کی مثل ہے۔

## رضاعی والدہ کی بہن سے نکاح جائز نہیں

س……ایک نوجوان نے اپنی بھابھی کا بچپن میں دُودھ پیا، اب جوان ہے اور اپنی بھابھی کی نوجوان بہن کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے، کیا شرعی لحاظ سے ٹھیک ہے کہ نہیں؟

ج…… بھابھی اس کی رضاعی ماں اور اس کی بہن اس کی رضاعی خالہ ہے، اور جس طرح نسبی خالہ سے نکاح جائز نہیں اسی طرح رضاعی خالہ سے بھی نکاح جائز نہیں۔ اس لئے اس نوجوان کی شادی اس بھابھی کی بہن سے نہیں ہوسکتی۔

## رضاعی ماموں بھانجی کا نکاح جائز نہیں

س...... میری بیوی نے میری چھوٹی بہن کو دُودھ پلایا، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا میری چھوٹی بہن کی شادی میری بیوی کے بھائی (میرے سالے) سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... اس دُودھ پلانے کی وجہ سے آپ کی بیوی آپ کی چھوٹی بہن کی رضاعی ماں بن گئی اور آپ کے سالے آپ کی چھوٹی بہن کے رضاعی ماموں بن گئے، جس طرح نسبی رشتے کے ماموں اور بھانجی کے درمیان نکاح جائز نہیں، اسی طرح رضاعی رشتے کے ماموں اور بھانجی کے درمیان نکاح جائز نہیں۔

## دُودھ شریک بہن کی بیٹی کے ساتھ دُودھ شریک کے بھائی کا نکاح جائز ہے

س...... ہندہ (لڑکی) کے ساتھ زید نے ہندہ کی ماں کا دُودھ زمانۂ رضاعت میں پیا ہو اور اَب ہندہ کی بیٹی کے ساتھ زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح ہوسکتا ہے؟ بوجہ رضاعت کے ہندہ حرمت میں تو نہیں؟

ج...... ہندہ، زید کی رضاعی بہن اور اس کی بیٹی زید کی رضاعی بھانجی ہے، اور رضاعی بھانجی سے رضاعی ماموں کے حقیقی بھائی کا نکاح جائز ہے۔

## دُودھ پینے والی لڑکی کا نکاح دُودھ پلانے والی کے دیور اور بھائی سے جائز نہیں

س...... زید کی بیوی کا ایک لڑکی نے بچپن میں دُودھ پی لیا تھا، کیا اب اس لڑکی کا نکاح اس شخص کے چھوٹے بھائی یعنی دُودھ پلانے والی کے دیور سے یا زید کی بیوی کے بھائی سے جائز ہے یا نہیں؟ نیز ان سے اس بچی کا کیا رشتہ بنتا ہے؟

ج...... دُودھ پلانے والی کا بھائی اس لڑکی کا ماموں ہے اور اس کا دیور لڑکی کا چچا ہے، اس لئے ان دونوں سے اس کا نکاح جائز نہیں۔

## دُودھ شریک بہن کی دُودھ شریک بہن سے نکاح جائز ہے

س...... میری ایک چچازاد بہن ہے اور وہ میری دُودھ شریک بہن بھی ہے، ہمارے محلّہ کی


فہرست

ایک دُوسری لڑکی ہے وہ میری چچازاد بہن کی دُودھ شریک بہن ہے، آپ بتائیں کہ کیا میرا چچازاد بہن کی دُودھ شریک بہن سے نکاح جائز ہے؟

ج…… دُودھ شریک بہن کی دُودھ شریک بہن سے نکاح جائز ہے، اگر وہ آپ کی دُودھ شریک بہن نہیں۔

## دادی کا دُودھ پینے والے کا نکاح چچا کی بیٹی سے جائز نہیں

س…… میں اپنی دادی کا دُودھ کبھی کبھی پی لیا کرتا تھا (پیٹ بھر کر نہیں ویسے ہی)، جس کی کہ میرے دادا نے بھی اجازت دے دی تھی، اب میری منگنی میرے چچا کی بیٹی سے ہوگئی ہے تو کیا اس سے میرا نکاح جائز ہوگا اور یہ شادی ہوسکتی ہے؟

ج…… یہ نکاح جائز نہیں، آپ اس لڑکی کے رضاعی چچا ہیں۔

## دادی کا دُودھ پینے سے چچا اور پھوپھی کی اولاد سے نکاح نہیں ہوسکتا

س…… میرا بچہ جس کی عمر تقریباً ۳ سال ہے، اپنی دادی یعنی میری والدہ کا دُودھ پیتا ہے، کیونکہ اس کی امی نے دُوسرا بچہ ہونے پر دُودھ چھڑا دیا تھا، اس لئے اس کی دادی نے صرف بہلاوے کے لئے اس کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور اَب جبکہ وہ ماشاء اللہ تین سال کا ہے اس کی یہ عادت پختہ ہوچکی ہے اور وہ ہمیشہ دادی سے چمٹ کر ہی سوتا ہے۔ اس لئے آپ برائے مہربانی مجھے یہ بتادیجئے کہ اس کا ایسا کرنا کس حد تک جائز ہے؟ اور کیا اس بچے کا یہ فعل میرے اور اس کے رشتوں کے درمیان حائل تو نہ ہوگا؟ اُمید ہے جلد از جلد میری پریشانی دُور فرمائیں گے۔

ج…… جس بچے نے دو سال (اور ایک قول کے مطابق ڈھائی سال) کے اندر اندر کسی عورت کا دُودھ پیا ہو وہ اس عورت کا رضاعی بیٹا بن جاتا ہے، اور اس کا نکاح دُودھ پلانے والی کی اولاد، یا اولاد کی اولاد سے نہیں ہوسکتا۔ پس اگر آپ کے بچے نے اپنی دادی کا دُودھ ڈھائی سال کے اندر پیا ہے تو اس کا نکاح اس کے چچاؤں اور پھوپھیوں کی اولاد سے جائز نہیں، اور اگر چھاتیوں میں دُودھ نہیں تھا محض بہلانے کے لئے ایسا کیا گیا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

## کیا دادی کا دُودھ پینے والی لڑکی کا نکاح چچاؤں اور پھوپھیوں کی اولاد سے جائز ہے؟

س…… میں نے بچپن میں ایک دفعہ اپنی دادی کا دُودھ پیا تھا، میری دادی کی سب سے چھوٹی اولاد یعنی میرے سب سے چھوٹے چچا بھی مجھ سے تقریباً چار پانچ سال بڑے ہیں، ان کے بعد میری دادی کے کوئی اور لڑکا یا لڑکی نہیں ہوئی۔ میں نے بہت سے علماء سے سنا ہے کہ کسی عورت کی اولاد ہونے کے بعد اگر دو سال کے اندر اس عورت کا دُودھ پیا جائے تو اس کے بچوں سے رضاعی بھائی بہن کا رشتہ ہوتا ہے، دو سال کے بعد پینے سے رضاعی بھائی بہن کا رشتہ نہیں ہوتا، اس لئے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیونکہ میری دادی کی سب سے چھوٹی اولاد بھی مجھ سے تقریباً چار پانچ سال بڑی ہے تو آپ یہ بتائیں کہ میں اپنے چچاؤں اور پھوپھیوں کی رضاعی بہن ہوں یا نہیں؟ اور میرا ان کے لڑکوں سے رشتہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… اگر اس وقت آپ کی دادی کی چھاتیوں میں دُودھ تھا تو آپ اپنی دادی کی رضاعی بیٹی اور چچاؤں اور پھوپھیوں کی رضاعی بہن بن گئیں، اور اگر چھاتیوں میں دُودھ نہیں تھا یونہی بچی کو بہلانے کے لئے دادی نے ایسا کیا تھا تو حرمت ثابت نہیں ہوئی۔

## نواسے کو دُودھ پلانے والی کی پوتی کا نکاح اس نواسے سے جائز نہیں

س…… میری اہلیہ نے اپنے نواسے کو بچپن میں دُودھ پلایا ہے، لیکن اب اس کی شادی اپنی پوتی سے کرانا چاہتی ہے، تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

ج…… آپ کی اہلیہ نے جس نواسے کو دُودھ پلایا ہے وہ اس کا رضاعی بیٹا بن گیا، اور اس کی اولاد کا بھائی بن گیا، اس کے لڑکوں کی اولاد کا رضاعی چچا اور لڑکیوں کی اولاد کا رضاعی ماموں بن گیا، اور جس طرح حقیقی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح نہیں ہوسکتا اسی طرح رضاعی بھتیجی یا رضاعی بھانجی سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آپ کی اہلیہ کا اپنی پوتی کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح کرنا صحیح نہیں۔

## چھوٹی بہن کو دُودھ پلادیا تو ان کی اولاد کا نکاح آپس میں جائز نہیں

س…… دو سگی بہنیں ہیں، ایک شادی شدہ ہے اور ایک چھ ماہ کی، کسی مجبوری کے تحت بڑی بہن چھوٹی بہن کو اپنا دُودھ پلادیتی ہے، چھوٹی بہن بھی اب بال بچے دار ہے، اب وہ اپنی بڑی بہن کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتی ہے، کیا وہ شریعت کی رُو سے ایسا کرسکتی ہے؟ جبکہ دونوں خاندان راضی ہیں۔

ج…… جب بڑی بہن نے چھوٹی بہن کو دُودھ پلایا تو چھوٹی بہن رضاعی بیٹی بن گئی، اور بڑی بہن کی اولاد اس کے رضاعی بہن بھائی بن گئے، جس طرح سگے بہن بھائیوں سے اس کی اولاد کا رشتہ نہیں ہوسکتا، اسی طرح رضاعی بہن بھائیوں سے بھی نہیں ہوسکتا۔

## نانی کا دُودھ پینے والے لڑکے کا نکاح ماموں زاد بہن سے جائز نہیں

س…… میری ماں نے میرے بھانجے کو دُودھ پلایا اور میں اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھانجے سے کرنا چاہتا ہوں، کیا یہ رشتہ جائز ہے؟

ج…… جس لڑکے نے آپ کی والدہ کا دُودھ پیا ہے وہ آپ کا رضاعی بھائی ہے، اس سے آپ کی لڑکی کا نکاح جائز نہیں۔

## رضاعی خالہ کی دُوسرے شوہر سے اولاد بھی رضاعی بھائی بہن ہیں

س…… میری خالہ جان نے دو شادیاں کیں، وہ ابھی پہلے شوہر کے گھر میں آباد تھیں جب مجھے دُودھ پلایا، اور پھر میری اس خالہ کا وہ شوہر وفات پاگیا۔ اور پھر خالہ جان نے حالات سے تنگ آکر دُوسری شادی کرلی اور اس شوہر سے بیٹی پیدا ہوئی، اب میرے والدین اور میری خالہ جان آپس میں رشتہ کرنا چاہتے ہیں، یعنی خالہ اپنی بیٹی کے ساتھ میری شادی کرنا چاہتی ہیں تو کیا یہ نکاح جائز ہے؟

ج…… جس خالہ نے آپ کو دُودھ پلایا ہے اس کی لڑکی سے آپ کا نکاح جائز نہیں۔

## ایسی لڑکی سے نکاح جس کا دُودھ شوہر کے بھائی نے پیا ہو

س…… میں نے پچھلے سال اپنی بیٹی کا نکاح ایک ایسے لڑکے سے کردیا جس کے بڑے بھائی

نے میری لڑکی کا دُودھ پیا ہے، اب مجھے پریشانی ہے کہ آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

ج…… یہ نکاح صحیح ہے، پریشانی کی ضرورت نہیں۔

## نانی کا دُودھ پینے والے کے بھائی کا نکاح خالہ زاد بہن سے جائز ہے

س…… میری منگنی میرے خالہ زاد سے ہوئی، اور میرے جیٹھ نے میری نانی کا دُودھ پیا ہے، جس کی وجہ سے وہ میرے ماموں بھی ہوئے، مجھے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ آیا میری شادی میرے خالہ زاد سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جس سے میری شادی ہوگی انہوں نے میری نانی کا دُودھ نہیں پیا مگر ان سے بڑے بھائی نے دُودھ پیا ہے۔

ج…… جس لڑکے نے آپ کی نانی کا دُودھ نہیں پیا اس سے نکاح جائز ہے، اس کا بڑا بھائی آپ کا رضاعی ماموں ہے اور رضاعی ماموں کے حقیقی بھائی سے نکاح دُرست ہے۔

## مرد و عورت کی بدکاری سے ان کی اولاد بھائی بہن نہیں بن جاتی

س…… میرے بچپن کے دوست ''خ'' کی کچھ عرصہ پہلے اپنے مرحوم والد کے دوست کی بیٹی کے ساتھ شادی ہوئی تھی، چندروز پہلے مجھ پر ایک سنگین انکشاف ہوا ہے، ایک شخص نے جو ''خ'' کے والد کے ساتھ لوہے کا کاروبار کرتا تھا، مجھے بتایا ہے کہ ''خ'' کے والد نے اپنی جوانی میں اپنے اسی دوست کی بیوی سے بدکاری کی تھی، جس کی بیٹی سے اب ''خ'' نے شادی کی ہے۔ اس بدکاری کا علم صرف ان دونوں کو تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ ''خ'' کے باپ نے اسے بتایا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے دوست کی بیٹی دراصل اس کی ہو، اور پھر اسے منع بھی کردیا تھا کہ اس بات کا علم کسی کو نہ ہونے دے، ورنہ وہ اسے نہیں چھوڑے گا۔ اس عورت کا کچھ عرصہ کے بعد انتقال ہوگیا، ''خ'' کے والد کے انتقال کے بعد اس بیوپاری کا ان کے خاندان سے کوئی تعلق نہ رہا اور ''خ'' کی شادی کا بھی اسے کوئی علم نہ تھا۔ وہ آدمی ''خ'' کو یہ بات بتادینا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے فی الحال ایسا کرنے سے منع کردیا ہے۔ اب آپ براہ کرم مذہبی نقطۂ نظر سے بتائیے کہ کیا کیا جائے؟

ج…… ان دونوں کا نکاح شرعاً صحیح ہے۔ اوّل تو اس بیوپاری کے بیان سے اس کہانی پر

اعتماد کرنا ہی گناہ ہے۔ دوم مرد و عورت کی بدکاری سے ان کی اولاد بھائی بہن نہیں بن جاتی، اولاد کا نکاح آپس میں جائز رہتا ہے۔

# خون دینے سے حرمت کے مسائل

## اپنے لڑکے کا نکاح ایسی عورت سے کرنا جس کو اس نے خون دیا تھا

س...... زید نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی بیٹی کو جبکہ وہ بہت چھوٹی تھی، اس کے بیمار ہونے پر اس کو اپنا خون دیا تھا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ اس کے لڑکے کی شادی اس لڑکی سے ہو جائے، کیا یہ جائز ہے؟

ج...... خون دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے اس لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

## جس عورت کو خون دیا ہو اس کے لڑکے سے نکاح جائز ہے

س...... ایک لڑکی نے ایک بوڑھی عورت کو خون دیا ہے، اب اس عورت کا لڑکا اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے، شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

ج...... ہو سکتی ہے، خون دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

## بہنوئی کو خون دینے سے بہن کے نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑتا

س...... زید نے اپنی سگی بہن کے شوہر یعنی اپنے بہنوئی بکر کو بیماری میں اپنا خون دیا، یعنی اب بکر کے جسم میں اس کے سگے سالے کا خون داخل ہو گیا، کیا اس سے بکر کا اپنی بیوی سے نکاح باطل ہو جائے گا؟

ج...... اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

## شوہر کا اپنی بیوی کو خون دینا

س...... میرے ایک عزیز کی بیوی سخت بیمار ہوئی، اس کو خون کی ضرورت تھی، کسی رشتہ دار بہن بھائی کا خون اس کے خون سے نہ ملا، مگر خاوند کا خون اس گروپ کا نکلا جو لگا دیا گیا، اب لوگ کہتے ہیں کہ میاں بیوی کا رشتہ قائم نہیں رہا۔

ج...... لوگ غلط کہتے ہیں، وہ بدستور میاں بیوی ہیں۔

# جہیز

## موجودہ دور میں جہیز کی لعنت

س…… ٹی وی پروگرام ''تفہیمِ دِین'' میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مقرّر نے غیرمشروط طور پر جہیز کو کافرانہ رسم اور رَسمِ بد قرار دیا۔

۱:……کیا قرآن وسنت کی رُو سے جہیز کو کافرانہ رسم اور رَسمِ بد کہنا صحیح ہے؟

۲:……کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کو جہیز دیا تھا؟

ج…… ''جہیز'' ان تحائف اور سامان کا نام ہے جو والدین اپنی بچی کو رُخصت کرتے ہوئے دیتے ہیں، یہ رحمت ومحبت کی علامت تھی، بشرطیکہ نمود ونمائش سے پاک ہو اور والدین کے لئے کسی پریشانی واذیت کا باعث نہ بنتا ہو، لیکن مسلمانوں کی شامتِ اعمال نے اس رحمت کو زحمت بنادیا ہے۔ اب لڑکے والے بڑی ڈھٹائی سے یہ دیکھتے ہی نہیں بلکہ پوچھتے بھی ہیں کہ جہیز کتنا ملے گا؟ ورنہ ہم رشتہ نہیں لیں گے۔ اسی معاشرتی بگاڑ کا نتیجہ ہے کہ غریب والدین کے لئے بچیوں کا عقد کرنا وبالِ جان بن گیا ہے۔ فرمائیے! کیا اس جہیز کی لعنت کو ''کافرانہ رسم'' اور ''رَسمِ بد'' سے بھی زیادہ سخت الفاظ کے ساتھ یاد نہ کیا جائے…؟

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت فرمایا ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحب زادیوں کو جہیز دیا تھا؟ جی ہاں! دیا تھا، لیکن کسی سیرت کی کتاب میں یہ پڑھ لیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چہیتی بیٹی خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو کیا جہیز دیا تھا؟ دو چکیاں، پانی کے لئے دو مشکیزے، چمڑے کا گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور ایک چادر۔ کیا آپ کے یہاں بھی بیٹیوں کو یہی جہیز دیا جاتا ہے…؟ کاش! ہم سیرتِ نبوی کے آئینے میں اپنی سیرت کا چہرہ سنوارنے کی کوشش کریں۔


فہرست

## جہیز کا سامان استعمال سے خراب ہوجائے، اس کا شوہر ذمہ دار نہیں

س...... جہیز کی مسہری اور گدا میاں بیوی کے مشترکہ استعمال میں ٹوٹ پھوٹ گئے، شوہر پورے نقصان کی تلافی کرے یا صرف اپنے حصے کی؟

ج...... جہیز کی جو چیزیں جس حالت میں ہیں وہ عورت کا حق ہے، لیکن استعمال سے جو نقصان ہو، وہ شوہر سے وصول نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ استعمال عورت کی اجازت سے ہوا ہے۔

## جہیز کی نمائش کرنا جاہلانہ رسم ہے

س...... ہمارے قبیلے کا یہ رواج ہے کہ ماں باپ لڑکی کو جو جہیز دیتے ہیں اسے سرِعام دِکھاتے ہیں جس میں عورت کے کپڑے بھی دِکھائے جاتے ہیں، اور یہاں بہت سے مرد بھی جہیز دیکھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا عورت کے کپڑے اور زیور نامحرَموں کو سرِعام دِکھانا دِینِ اسلام میں جائز ہے؟

ج...... لڑکی کو دیئے جانے والے جہیز کا سرِعام دِکھانا جاہلی رسم ہے، جس کا منشا محض نمود و نمائش ہے۔ اور مستورات کے زیور اور کپڑے غیرمردوں کو دِکھانا بھی بُری رسم ہے، شرفاء کو اس سے غیرت آتی ہے۔

## لڑکی کو ملنے والے تحفے تحائف اس کی ملکیت ہیں یا شوہر کی؟

س...... لڑکی کو جو ماں باپ نے تحفے تحائف دیئے تھے وہ کس کی ملکیت ہیں؟ ان کی حق دار لڑکی ہے یا شوہر؟

ج...... ہر وہ چیز جو لڑکی کو والدین اور شوہر والوں کی طرف سے ملی ہے وہ اس کی ملکیت ہے، شوہر کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔

## عورت کی وفات کے بعد جہیز کس کو ملے گا؟

س...... میرے دوست نے اپنی بیوی کی معذوری کے باعث دُوسری شادی کی جس کی اجازت اس نے خود دی۔ پہلی بیوی کا حال ہی میں زندگی اور موت کی کشمکش میں رہنے کے بعد انتقال ہوگیا، جس سے اس کے ۴ بچے، دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ میرے دوست کی پہلی



فہرست

(مرحومہ) بیوی کے والدین اپنی بیٹی کے جہیز کی اشیاء کی واپسی کا تقاضا کررہے ہیں، جبکہ جہیز میں کوئی قیمتی چیز نہیں تھی۔ شریعت کی رُو سے جواب عنایت فرمائیں کہ یہ حضرات اپنے مطالبے میں کہاں تک حق بجانب ہیں؟ اور میرے دوست کو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج...... والدین کا جہیز کی واپسی کا مطالبہ غلط ہے۔ مرحومہ کی ملکیت میں جو چیزیں تھیں ان کو شرعی وارثوں پر تقسیم کیا جائے گا، چنانچہ مرحومہ کا ترکہ ۷۲ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے ۱۲-۱۲ حصے مرحومہ کے والدین کے ہیں، اٹھارہ حصے شوہر کے، دس دس حصے دونوں لڑکوں، اور پانچ پانچ دونوں لڑکیوں کے، نقشہ حسب ذیل ہے:

۷۲ = والد ۱۲، والدہ ۱۲، شوہر ۱۸، بیٹا ۱۰، بیٹا ۱۰، بیٹی ۵، بیٹی ۵

لڑکے دونوں اپنے والد کے پاس رہیں گے، اور لڑکیاں جوان ہونے تک اپنی نانی اور نانی نہ ہو تو خالہ کے پاس رہیں گی، جوان ہونے کے بعد والد کے سپرد کردی جائیں۔

## عورت، شوہر کے انتقال پر کس سامان کی حق دار ہے؟

س...... میرا ایک لڑکا تھا جس کی شادی ہوئی، اور وہ اب انتقال کرگیا، بہو اپنی مرضی سے میکے چلی گئی اور جو سامان ساتھ لائی تھی وہ لے گئی، اب وہ اس سامان کا مطالبہ کررہی ہے جو ہم نے دیا تھا، جبکہ وہ سامان ہم نے اس لئے رکھا ہوا ہے کہ میری ایک پوتی بھی ہے جو میرے پاس ہی ہے، بعد میں وہ اس کے کام آجائے گا۔ علاوہ ازیں جہاں میں نے لڑکے کی شادی کی تھی وہاں بدلے میں اپنی ایک لڑکی بھی دی تھی، اب آپ بتائیں کہ اس سامان کے بارے میں علمائے کرام کا کیا فتویٰ ہے؟ اس کے علاوہ میری زمین اور مکان بھی ہے، اسے میں کس طرح تقسیم کروں؟ نیز میری پوتی کی عمر سات سال ہے اس کو ہم اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا والدہ کے حوالے کردیں؟ جواب سے نوازیں۔

ج...... جو سامان آپ نے شادی کے موقع پر بہو کو دیا تھا اگر اس کی ملکیت کردیا تھا تو وہ سامان اسی کا ہے، اور آپ کو اس کا رکھنا جائز نہیں، اور اگر اس کی ملکیت نہیں کیا تھا بلکہ اس کو صرف استعمال کی اجازت دی تھی تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ سامان آپ کے مرحوم بیٹے کی ملکیت تھا، اس صورت میں اس کا آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کا ہے، نصف اس کی

بیٹی کا اور باقی آپ کا، اور اگر مرحوم کی والدہ بھی زندہ ہے تو چھٹا حصہ اس کا، گویا کل ۲۴ حصے کئے جائیں گے ان میں تین بیوہ کے، ۱۲ لڑکی کے، ۴ ماں کے اور ۵ والد کے۔

اور اگر سامان خود آپ کی اپنی ملکیت ہے، آپ کا بیٹا بھی اس کا مالک نہیں تھا تو بیوہ کا اس میں کوئی حصہ نہیں، آپ اس کا جو چاہیں کریں۔ آپ کی جائیداد آپ کے انتقال کے بعد دو تہائی آپ کی تینوں لڑکیوں کو ملے گی (آپ کی اہلیہ زندہ ہیں تو آٹھواں حصہ ان کو ملے گا) اور باقی آپ کے جدی وارثوں کو دی جائے گی۔ آپ کی پوتی کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر آپ پوتی کو بھی کچھ دینا چاہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ آپ اپنی زندگی میں مناسب حصہ اس کے نام کردیں۔ دُوسری صورت یہ کہ آپ وصیت کرجائیں کہ آپ کی پوتی کو اتنا حصہ دیا جائے (تہائی مال کے اندر اندر وصیت کرسکتے ہیں)، اور اس پر گواہ بھی مقرّر کرلیں۔ اگر آپ نے ایسی وصیت کردی تو جائیداد کی تقسیم سے پہلے آپ کی پوتی کو وہ حصہ دیا جائے گا، وارثوں کو بعد میں دیا جائے گا۔

بچی کے لئے حکم تو یہ ہے کہ بالغ ہونے تک اپنی والدہ کے پاس رہے، لیکن اگر والدہ کا مطالبہ نہ ہو یا اس نے کسی "غیر جگہ" نکاح کرلیا ہو تو آپ رکھ سکتے ہیں۔

# دُوسری شادی

## دُوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے، کرے تو عدل کرے

س...... کیا پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دُوسری شادی کرسکتا ہوں؟ آیا اس میں بیوی کی رضامندی ضروری ہے یا کہ شرعاً ضرورت نہیں؟ اس بارے میں جواب تفصیل سے دیں۔

ج...... دُوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی رضامندی شرعاً شرط نہیں، لیکن دونوں بیویوں کے درمیان عدل و مساوات رکھنا ضروری ہے۔ چونکہ عورتوں کی طبیعت کمزور ہوتی ہے اور گھریلو جھگڑا فساد سے آدمی کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے، اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ دُوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے، اور اگر کی جائے تو دونوں کو الگ الگ مکان میں رکھے

اور دونوں کے حقوق برابر ادا کرتا رہے، ایک طرف جھکاؤ اور ترجیحی سلوک کا وبال بڑا ہی سخت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ:

"جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری نہ کرے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط اور مفلوج ہوگا۔" (مشکوٰۃ شریف ص:۲۷۹)

## دُوسری شادی کر کے پہلی بیوی سے قطع تعلق کرنا حرام ہے

س...... ایک شخص شادی شدہ جس کے تین بچے ہیں، دُوسری شادی کا خواہش مند ہے، پہلی بیوی سے شروع ہی سے ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے، جس کی وجہ سے گھر میں سکون نہیں ہے، دُنیا کی نظر میں دونوں ساتھ رہتے ہیں مگر تین سال سے دونوں میں علیحدگی ہوچکی ہے، اس عرصے میں اس شخص کو ایک ایسی لڑکی ملی ہے جس میں ایک اچھی اور گھریلو بیوی کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور وہ اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ باقی زندگی سکون سے گزار سکے۔ (اس شخص کی شادی ۲۰ برس کی عمر میں خاندانی دباؤ کے تحت ہوئی تھی) یہ شخص صاحبِ حیثیت ہے اور دونوں بیویوں کی ذمہ داری اُٹھا سکتا ہے اور خرچہ برداشت کرسکتا ہے۔ اب مسئلہ لڑکی کا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہے۔ مہربانی فرماکر آپ بتائیے کہ کیا دُوسری بیوی جو (عام طور پر لوگوں کی نظر میں بُری تصوّر کی جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پہلی بیوی کا "حق مارنے" کی وجہ سے مجرم تصوّر کی جائے گی؟ کیا ہمارا مذہب ایسی صورت میں دُوسری شادی کی اجازت دیتا ہے؟

ج...... دُوسری شادی میں شرعاً کوئی عیب نہیں، لیکن پہلی بیوی کے برابر کے حقوق ادا کرنا شوہر کے ذمہ فرض ہے، اگر دُوسری شادی کر کے پہلی بیوی سے قطع تعلق رکھے گا تو شرعاً مجرم ہوگا۔ البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ وہ پہلی بیوی سے فیصلہ کرلے کہ میں تمہارے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہوں، اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہیں طلاق دے سکتا ہوں، اور اگر طلاق نہیں لینا چاہتی ہو تو حقوق معاف کردو۔ اگر پہلی بیوی اس پر آمادہ ہو کہ اسے طلاق نہ


فہرست

دی جائے وہ اپنے شب باشی کے حقوق چھوڑنے پر آمادہ ہے تو اس کو خرچ دیتا رہے، شب باشی اس کے پاس نہ کرے۔ اس صورت میں گنہگار نہیں ہوگا۔ پھر بھی جہاں تک ممکن ہو دونوں بیویوں کے درمیان عدل و مساوات کا برتاؤ کرنا لازم ہے۔

## اسلام میں چار سے زائد شادیوں کی اجازت نہیں

س...... مجھے کسی صاحب نے بتایا ہے کہ شریعتِ اسلام میں چار سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے۔

ج......جن صاحب نے آپ کو یہ بتایا کہ اسلام میں چار سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے، اس نے بالکل غلط کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں بلاشبہ چار سے زائد تھیں، مگر یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی صحابی، تابعی، اِمام، محدث اور بزرگ کو چار سے زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں اور نہ کسی نے کی ہیں۔ ان صاحب نے یہ بات بالکل غلط اور مہمل کہی ہے۔

## عورت کتنی شادیاں کرسکتی ہے؟

س......اسلام میں مرد تو چار شادیاں کرسکتا ہے اور عورت کتنی کرسکتی ہے؟

ج......شرعاً و عقلاً عورت ایک ہی شوہر کی بیوی رہ سکتی ہے، زیادہ کی نہیں۔

# لاپتہ شوہر کا حکم

## کیا گمشدہ شوہر کی بیوی دُوسری شادی کرسکتی ہے؟

س…… میری ایک رشتہ دار ہیں، بہت عرصہ پہلے ان کی شادی ہوئی، اولاد میں چار بچے ہیں، کوئی دس سال پہلے ان کے شوہر گھر سے چلے گئے اور جاکر دُوسری شادی رچالی۔ تاہم وہ ایک سال تک اپنی اس پہلی بیوی کے پاس بھی آتے رہے لیکن پھر وہ اچانک اپنی دُوسری بیوی کے ساتھ کہیں غائب ہوگئے، جس دفتر میں وہ ملازمت کرتے تھے، وہاں سے ملازمت بھی چھوڑ دی۔ انہیں غائب ہوئے نو سال سے اُوپر ہوگئے ہیں، اب وہ کہاں غائب ہیں؟ کسی کو کچھ پتا نہیں۔ یہ تک معلوم نہیں کہ وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں؟ اب ہم چاہتے ہیں یہ محترمہ دُوسری شادی کرلیں، کیا شرعاً ایسا جائز ہے؟

ج…… اس مسئلہ میں مالکی مسلک پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عورت عدالت میں دعویٰ کرے، اوّلاً شہادت سے ثابت کرے کہ اس کا نکاح فلاں شخص سے ہے، پھر شہادت سے یہ ثابت کرے کہ وہ اتنے عرصے سے مفقود الخبر ہے، اور اس نے اس عورت کے نان و نفقہ کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ عدالت اس کی شہادتوں کی سماعت کے بعد اسے چار سال انتظار کرنے کا حکم دے اور اپنے ذرائع سے اس کو تلاش کرنے کی کوشش کرے اور چار سال کے عرصے میں اگر شوہر نہ آئے تو عدالت اس کے فسخِ نکاح کا فیصلہ کرے۔ اس فیصلے کے بعد عورت عدّت گزارے، عدّت کے بعد وہ دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر عدالت محسوس کرے کہ مزید چار سال کے انتظار کی ضرورت نہیں تو عورت کی شہادتوں کے بعد وہ فوری طور پر فسخِ نکاح کا فیصلہ بھی کرسکتی ہے۔ تاہم عدالت کے سامنے شہادتیں پیش کرنا اور عدالت کے فیصلے کے بعد عدّت گزارنا شرطِ لازم ہے، اس کے بغیر دُوسری جگہ عقد نہیں ہوسکتا۔

## گمشدہ شوہر اگر مدّت کے بعد گھر آجائے تو نکاح کا شرعی حکم

س…… میرا شوہر مجھ سے تقریباً ۱۳ سال تک بالکل غائب اور لاپتا رہا، اور اسی ۱۳ سال کے عرصے میں اس نے نئی شادی کی، اب ۱۳ سال کے بعد مجھ سے ملنے آیا ہے، آیا اس طویل جدائی کی وجہ سے میرا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟ مجھے دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا وہی پُرانا نکاح کافی ہے؟ واضح رہے کہ شوہر نے مجھے کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی۔

ج…… وہی پُرانا نکاح باقی ہے، نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔

## جس عورت کا شوہر غائب ہوجائے وہ کیا کرے؟

س…… میری شادی دو سال پہلے ہوئی تھی، میرا شوہر بیماری کی وجہ سے ایک رات بھی میرے ساتھ نہیں گزار سکا، اور دو مہینے بعد بیماری کی حالت میں نہ جانے کہاں چلا گیا؟ جس کا آج تک کوئی پتا نہیں چلا۔ میں دو سال سے والدین کے گھر رہ رہی ہوں اور اَب وہ میری شادی کہیں دُوسری جگہ کر رہے ہیں، تو آپ برائے کرم میری اس دُوسری شادی کے بارے میں لکھیں، یعنی کیا طریقۂ کار ہونا چاہئے؟

ج…… یہ تو ظاہر ہے کہ جب تک پہلے شوہر سے طلاق نہ ہو یا عدالت پہلے نکاح کے فسخ ہونے کا فیصلہ نہ کرے، دُوسری جگہ منکوحہ کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ آپ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ آپ عدالت سے رُجوع کریں، اپنا نکاح گواہوں کے ذریعہ ثابت کریں اور پھر یہ ثابت کریں کہ آپ کا شوہر لاپتہ ہے۔ عدالت چار سال تک اپنے ذرائع سے اس کی تلاش کرائے، نہ ملنے کی صورت میں فسخِ نکاح کا فیصلہ دے دے (اور اگر عدالت حالات کے پیشِ نظر اس سے کم مدّت کا تعین کرے تو اس کی بھی گنجائش ہے) فسخِ نکاح کے فیصلے کے بعد آپ شوہر کی وفات کی عدّت (چار مہینے دس دن) گزاریں، عدّت سے فارغ ہونے کے بعد دُوسری جگہ عقد کرسکتی ہیں۔

## شوہر کی شہادت کی خبر پر عورت کا دُوسرا نکاح صحیح ہے

س…… ہمارے گاؤں میں دو بھائی رہتے تھے، ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ایک بھائی لڑائی پر گیا اور اس کی بیوی دُوسرے بھائی کے پاس رہ گئی، جنگ ختم ہونے کے بعد اس کے بھائی کا کوئی

پتا نہ لگا اور حکومتِ پاکستان نے اس کے گھر کے پتے پر اس کی شہادت کی اطلاع دے دی۔ کچھ عرصے کے بعد دُوسرے بھائی نے اپنی بھابھی یعنی بھائی کی بیوی کے ساتھ شادی رچالی، اس طرح دونوں زندگی گزارنے لگے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ کے بعد دُوسرا بھائی جس کا حکومت نے شہادت کا تار دیا تھا، واپس گاؤں کو آیا، لیکن گداگری کے لباس میں، کیونکہ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ بھائی صاحب نے میری بیوی کے ساتھ شادی کی ہے۔ وہ گداگری کے لباس میں گاؤں میں پھر کر چلا گیا، اس کے بعد اس کا پتا نہیں چلا، بھائی نے بہت تلاش کیا، کہیں نہیں ملا۔ اور اَبھی پتا چلا ہے کہ وہ کراچی شہر میں ہے، تو ایسے میں شرعی حکم کیا ہے کہ اس کی بیوی جو کہ اس کے دُوسرے بھائی کے نکاح میں ہے اور اس کی اولاد جو دُوسرے بھائی سے ہوئی ہے کیا صحیح ہے؟ مطلب یہ ہے کہ نکاح ہوا ہے؟ اگر نہیں ہوا تو بچے حرامی ہیں یا حلالی؟ کیونکہ یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ دُوسرا بھائی ابھی زندہ ہے اور کراچی میں ہے۔

ج…… جب اس بھائی کے شہید ہونے کی اطلاع حکومت کی طرف سے آگئی تو عدّت کے بعد اس کی بیوی دوبارہ نکاح کرنے کی مجاز تھی، اس لئے وہ نکاح صحیح تھا، اور اولاد بھی جائز ہے۔ رہا یہ کہ بھائی گداگری کے لباس میں آیا تھا، یہ محض افواہی بات ہے جس کا یقین نہیں کیا جاسکتا، جب تک کسی قطعی ذریعہ سے یہ معلوم نہ ہوجائے کہ وہ شہید نہیں ہوا، ابھی تک زندہ ہے، اس وقت تک اس کی بیوی کا دُوسرا نکاح صحیح قرار دیا جائے گا، اور اگر قطعی طور پر یہ ثابت ہوجائے کہ پہلا شوہر زندہ ہے تب بھی دُوسرے نکاح سے جو بچے ہیں وہ حلالی ہیں، پہلے شوہر کو حق ہوگا کہ وہ اپنی بیوی واپس لے لے، یا اس کو طلاق دے کر فارغ کردے، اس صورت میں عدّت کے بعد دُوسرے شوہر سے دوبارہ نکاح کردیا جائے۔

### لاپتا شوہر کی بیوی کا دُوسرا نکاح غلط اور ناجائز ہے

س…… میرے ایک دوست نے شادی کی اور شادی کے بعد وہ بیرونِ ملک چلے گئے، تقریباً چار سال سے نہ ان کا کوئی خط آیا ہے اور نہ ہی ان کا کوئی حال احوال کچھ پتہ چلتا ہے کہ زندہ ہیں یا کہ نہیں۔ ادھر اس کی بیوی کی ماں اور بھائیوں نے اس کی دُوسری شادی کرادی اور اس دوران اس کے دو بچے بھی ہیں، پہلے والے شوہر کے ماں باپ نے بھی بیٹے کو مردہ سمجھ کر اس

کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ لڑکا بیرون ملک فوج میں ہے تاہم آج تک نہ اس کا کوئی خط آیا اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی چیز آئی جس سے اس کی موت کا پتہ چل سکے۔

س...... قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ یہ شادی ہوسکتی ہے؟

ج...... نہیں۔

س...... ۲: لڑکی کا پہلا خاوند آجائے تو لڑکی کو کون سے شوہر کے پاس رہنا چاہئے؟

ج...... وہ پہلے شوہر کے نکاح میں ہے، دُوسرا نکاح اس کا ہوا ہی نہیں۔

س...... ۳: کیا اس طرح کرنے سے پہلا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

ج...... پہلا نکاح باقی ہے، وہ نہیں ٹوٹا۔

س...... ۴: اگر ٹوٹ جاتا ہے تو عدّت کتنے دن بیٹھ جانا چاہئے؟

ج...... جب نکاح باقی ہے تو عدّت کا کیا سوال...؟

مسئلہ:...... جو شخص لاپتہ ہو اس کی موت کا فیصلہ عدالت کرسکتی ہے، محض عورت کا یا عورت کے گھر والوں کا یہ سوچ لینا کہ وہ مرگیا ہوگا اس سے اس شخص کی موت ثابت نہیں ہوگی، اس لئے یہ عورت بدستور اپنے پہلے شوہر کے نکاح میں ہے، اس کا دُوسرا نکاح غلط اور ناجائز ہے، ان دونوں کو فوراً علیحدگی اختیار کرلینی چاہئے۔ عورت کو لازم ہے کہ عدالت میں پہلے شوہر سے اپنا نکاح ثابت کرے، اور پھر یہ ثابت کرے کہ اتنے عرصے سے اس کا شوہر لاپتہ ہے، اس کے بعد عدالت اس کو چار سال انتظار کرنے کی تلقین کرے اور اس عرصے میں عدالت سرکاری ذرائع سے اس کے شوہر کو تلاش کرائے، اگر اس عرصے میں شوہر مل جائے تو ٹھیک، ورنہ عدالت اس کی موت کا فیصلہ کرے، شوہر کی موت کے فیصلے کے دن سے عورت چار مہینے دس دن (۱۳۰ دن) شوہر کی موت کی عدّت گزارے، عدّت ختم ہونے کے بعد عورت دُوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

# حق مہر

## مہرِ معجّل اور مہرِ مؤجل کی تعریف

س…… جہاں تک میں نے سنا ہے حق مہر کی دو اَقسام ہیں، ''مہرِ معجّل'' اور ''مہرِ مؤجل'' براہ کرم دونوں کی تعریف اور ان کا فرق واضح فرمائیں۔

ج…… ''مہرِ مؤجل'' اس کو کہتے ہیں جس کی ادائیگی کے لئے کوئی خاص میعاد مقرّر کی گئی ہو، اور جس کی ادائیگی فوراً یا عورت کے مطالبے پر واجب ہو وہ ''مہرِ معجّل'' ہے، مہرِ معجّل کا مطالبہ عورت جب چاہے کرسکتی ہے، لیکن مہرِ مؤجل کا مطالبہ مقرّرہ میعاد سے پہلے کرنے کی مجاز نہیں۔

## مہرِ فاطمی کی وضاحت اور ادائیگیٔ مہر میں کوتاہیاں

س…… اگر کوئی اعتدال کے ساتھ مہر کی رقم مقرّر کرنا چاہے تو آپ کی رائے میں کتنی رقم ہونی چاہئے؟ بعض لوگ ''مہرِ فاطمی'' یا ''مہرِ محمدی'' رکھتے ہیں، ان کی کیا تعریف ہے؟ اکثر گھروں میں دیکھا گیا ہے کہ بیوی زندہ ہو یا مرجائے اس کے مہر کی ادائیگی کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا ہے، اس کوتاہی کا ذمہ دار کون ہے؟

ج……مہر کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ طیبہ واضح ہیں، مثلاً:

''عن أبی سلمة قال: سألت عائشة رضی الله عنها: کم کان صداق النبی صلی الله علیه وسلم؟ قالت: کان صداقه لأزواجه ثنتی عشرة أوقیة ونش. قالت: أتدری ما النش؟ قلت: لا! قالت: نصف أوقیة فتلک خمسمائة درهم. رواه مسلم.'' (مشکوٰة ص:۲۷۷)

ترجمہ:……''حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں


فہرست

نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر (اپنی ازواجِ مطہراتؓ کے لئے) کتنا تھا؟ فرمایا: ساڑھے بارہ اوقیہ، اور یہ پانچ سو درہم ہوتے ہیں۔“ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

”عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: ألا! لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة فی الدنيا وتقویٰ عند الله لكان أولكم بها نبی الله صلى الله عليه وسلم ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئا من نساءه ولا أنكح شيئا من بناته علىٰ أكثر من اثنتی عشرة أوقية. رواه أحمد والترمذی وأبو داؤد والنسائی وابن ماجة والدارمی.“ (مشکوٰۃ ص:۲۷۷)

ترجمہ:...... ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: دیکھو! عورتوں کے مہر زیادہ نہ بڑھایا کرو، کیونکہ اگر یہ دُنیا میں عزّت کا موجب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ اس کے مستحق تھے۔ مجھے علم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی سے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر پر نکاح کیا ہو، یا اپنی صاحب زادیوں میں سے کسی کا نکاح اس سے زیادہ مہر پر کیا ہو۔“ (مشکوٰۃ شریف)

بیویوں کے حقوق میں سب سے پہلا حق مہر ہے، جو شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے، ہمارے اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (تقریباً دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی) ہے، اور زیادہ مہر کی کوئی مقدار مقرّر نہیں، حسبِ حیثیت جتنا مہر چاہیں رکھ سکتے ہیں، یوں تو کوئی نکاح مہر کے بغیر نہیں ہوتا، لیکن اس بارے میں بہت سی

کوتاہیاں اور بے احتیاطیاں سرزد ہوتی ہیں:

۱:...... ایک کوتاہی لڑکی کے والدین اور اس کے عزیز و اقارب کی جانب سے ہوتی ہے کہ مہر مقرّر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کا لحاظ نہیں رکھتے، بلکہ زیادہ سے زیادہ مقدار مقرّر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بسااوقات اس میں تنازع اور جھگڑے کی شکل بھی پیدا ہوجاتی ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر بعض موقعوں پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اسی جھگڑے میں شادی رُک جاتی ہے۔ لوگ زیادہ مہر مقرّر کرنے کو فخر کی چیز سمجھتے ہیں، لیکن یہ جاہلیت کا فخر ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ ورنہ اگر مہر کا زیادہ ہونا شرف و سیادت کی بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا مہر زیادہ ہوتا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا اور کسی صاحبزادی کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ مقرّر نہیں کیا۔ پانچ سو درہم کی ایک سو اکتیس تولے تین ماشے (۱۳۱ ۱/۴) چاندی بنتی ہے۔ اگر چاندی کا بھاؤ پچاس روپے تولہ ہو تو پانچ سو درہم یعنی ۱۳۱ ۱/۴ تولے چاندی کے چھ ہزار پانچ سو تریسٹھ (۶۵۶۳) روپے بنتے ہیں۔ (بھاؤ کی کمی بیشی کے مطابق اس مقدار میں کمی بیشی ہوسکتی ہے، بہرحال ۱۳۱ ۱/۴ تولے چاندی کا حساب رکھنا چاہئے)، اسی کو ''مہرِ فاطمی'' کہا جاتا ہے۔ بعض اکابر کا معمول رہا ہے کہ اگر ان سے نکاح پڑھانے کی فرمائش کی جاتی تو فرماتے کہ اگر ''مہرِ فاطمی'' رکھو تو نکاح پڑھائیں گے، ورنہ کسی اور سے پڑھوالو۔ الغرض مسلمانوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہی لائقِ فخر ہونا چاہئے اور مہر کی مقدار اتنی رکھنی چاہئے جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس ازواج اور پیاری صاحبزادیوں کے لئے رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کس کی عزّت ہے؟ گو اس سے زیادہ مہر رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں، لیکن زیادتی کو فخر کی چیز سمجھنا، اس پر جھگڑے کھڑے کرنا اور باہمی رنجش کی بنیاد بنالینا جاہلیت کے جراثیم ہیں جن سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔

۲:...... ایک کوتاہی بعض دیہاتی حلقوں میں ہوتی ہے کہ سوا بتیس روپے مہر کو ''شرعِ محمدی'' سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ مقدار آج کل مہر کی کم سے کم مقدار بھی نہیں بنتی، مگر لوگ

اسی مقدار کو ''شرعِ محمدی'' سمجھتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ خدا جانے یہ غلطی کہاں سے چلی ہے؟ لیکن افسوس ہے کہ ''میاں جی'' صاحبان بھی لوگوں کو مسئلے سے آگاہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم یعنی ۲ تولے ۷ ½ ماشے چاندی ہے، جس کے آج کے حساب سے تقریباً ایک سو اکتیس ۱۳۱ روپے بنتے ہیں، اس سے کم مہر مقرّر کرنا صحیح نہیں، اور اگر کسی نے اس سے کم مقرّر کرلیا تو دس درہم کی مالیت مہر واجب ہوگا۔

۳:...... ایک زبردست کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ مہر ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی، بلکہ رواج یہی بن گیا ہے کہ بیویاں حق مہر معاف کردیا کرتی ہیں۔ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بیوی کا مہر بھی شوہر کے ذمہ اسی طرح کا ایک قرض ہے جس طرح دُوسرے قرض واجب الادا ہوتے ہیں۔ یوں تو اگر بیوی کل مہر یا اس کا کچھ حصہ شوہر کو معاف کردے تو صحیح ہے، لیکن شروع ہی سے اس کو واجب الادا نہ سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص نکاح کرے اور مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو، وہ زانی ہے۔''

۴:...... ہمارے معاشرے میں جو اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورتوں کے لئے مہر لینا بھی عیب سمجھا جاتا ہے، اور میراث کا حصہ لینا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے، اس لئے وہ چار و ناچار معاف کردینا ہی ضروری سمجھتی ہیں۔ اگر نہ کرتیں تو معاشرے میں ''نکو'' سمجھی جاتی ہیں۔ دِین دار طبقے کا فرض ہے کہ اس معاشرتی بُرائی کو مٹائیں اور لڑکیوں کو مہر بھی دِلوائیں اور میراث کا حصہ بھی دِلوائیں۔ اگر وہ معاف کرنا چاہیں تو ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ اپنا حق وصول کرلیں اور کچھ عرصہ تک اپنے تصرف میں رکھنے کے بعد اگر چاہیں تو واپس لوٹادیں۔ اس سلسلے میں ان پر قطعاً جبر نہ کیا جائے۔

۵:...... مہر کے بارے میں ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ اگر بیوی مرجائے اور اس کا مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کو ہضم کرجاتے ہیں، حالانکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر خانہ آبادی سے اور میاں بیوی کی یکجائی سے پہلے بیوی کا انتقال ہوجائے تو نصف مہر واجب الادا ہوگا، اور اگر میاں بیوی کی خلوتِ صحیحہ کے بعد اس کا انتقال ہوا ہو تو پورا مہر ادا کرنا واجب ہوگا، اور یہ مہر بھی

اس کے ترکہ میں شامل ہوکر اس کے جائز ورثاء پر تقسیم ہوگا، اس کا مسئلہ علماء سے دریافت کرلینا چاہئے۔

ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ اگر لڑکی کا انتقال سسرال میں ہو تو اس کا سارا اثاثہ ان کے قبضے میں آجاتا ہے اور وہ لڑکی کے وارثوں کو کچھ نہیں دیتے، اور اگر اس کا انتقال میکے میں ہو تو وہ قابض ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور شوہر کا حق دینے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ مردے کے مال پر ناجائز قبضہ جمالینا بڑی گری ہوئی بات بھی ہے اور ناجائز مال ہمیشہ نحوست اور بے برکتی کا سبب بنتا ہے، بلکہ بعض اوقات دُوسرے مال کو بھی ساتھ لے ڈُوبتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل و ایمان نصیب فرمائے اور جاہلیت کے غلط رسوم و رواج سے محفوظ رکھے۔

## شرعی مہر کا تعین کس طرح کیا جائے؟

س…… ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح ''شرعی مہر'' کے اعتبار سے کرنا چاہتا ہے، تو موجودہ دور میں اس کی کیا مقدار ہوگی؟

ج…… حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صاحبزادیوں کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا، اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ سو درہم ہوئے۔ موجودہ دور کے حساب سے ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی یا اس کی قیمت مہرِ فاطمی ہوگی۔ فقہِ حنفی کی رُو سے مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے، جس کی قیمت آج کل تقریباً ۱۳۱ روپے ہے۔

## بتیس۳۲ روپے کو شرعی مہر سمجھنا غلط ہے

س…… جب محفلِ نکاح منعقد ہوتی ہے تو مولوی صاحب جو نکاح خواں ہوتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ حق مہر کتنا مقرّر کیا جائے؟ اس وقت حاضرین ورثاء عموماً یہ کہتے ہیں کہ مہرِ شرعی مقرّر کردو، تو مہرِ شرع محمدی بتیس روپے دس آنے دس پیسے مقرّر کیا جاتا ہے۔ کیا شرعی مہر اتنا ہی ہوتا ہے؟

ج…… بتیس روپے کو شرعی مہر سمجھنا بالکل غلط ہے۔ مہر کی کم سے کم مقدار دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے، اس قدر مالیت سے کم مہر رکھنا دُرست نہیں۔

## مہر نکاح کے وقت مقرّر ہوتا ہے اس سے پہلے لینا بردہ فروشی ہے

س…… ہمارے قبیلے میں ایک مہر کے بجائے دو مہر لئے جاتے ہیں، ایک مہر شادی سے پہلے اور دُوسرا شادی کے بعد۔ شادی سے پہلے چالیس ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے تک مہر لیا جاتا ہے، دُوسرا مہر وکیل جو بولے چاہے وہ ایک ہزار بولے اسے دینا پڑے گا، کیا یہ دِینِ اسلام میں جائز ہے؟

ج…… شرعی مہر تو وہی ہے جو نکاح کے وقت مقرّر کیا جاتا ہے، اور وہ لڑکے اور لڑکی دونوں کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہئے۔ باقی آپ نے اپنے قبیلے کی جو رسم لکھی ہے کہ وہ چالیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپے تک کی رقم وصول کرتے ہیں، یہ مہر نہیں بلکہ نہایت قبیح جاہلانہ رسم ہے اور اس کی نوعیت بردہ فروشی کی ہے، اس رسم کی اصلاح کرنی چاہئے اور یہ کام قبیلے کے معزّز لوگ کرسکتے ہیں۔

## برادری کی کمیٹی سب کے لئے ایک مہر مقرّر نہیں کرسکتی

س…… برادری کی ایک کمیٹی نے حق مہر کے لئے ایک رقم مقرّر کردی ہے، اس سے کم وبیش نہیں کرنے دیتے، تو کیا کمیٹی کا یہ فیصلہ دُرست ہے؟ خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو اسے اس مقدارِ مہر پر مجبور کرنا دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… برادری کی کمیٹی کا فیصلہ غلط ہے۔ حق مہر میں بیوی وشوہر کی حیثیت کو ملحوظ رکھیں اور بالغ عورت اور اس کے والدین کی رضامندی کے ساتھ مہر مقرّر کریں۔ مہر چونکہ بیوی کا حق ہے اس لئے برادری کے لوگ اس کی مقدار مقرّر کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے، البتہ برادری کے لوگوں کو مناسب مہر مقرّر کرنے کی اپیل کرنی چاہئے۔

## کیا نکاح کے لئے مہر مقرّر کرنا ضروری ہے؟

س…… نکاح کے لئے مہر رکھنے کے بارے میں اسلامی شریعت کیا کہتی ہے؟ نکاح کے لئے مہر کا رکھنا شرعی رُو سے کیا لازم ہے؟ نکاح کے وقت مہر نہ رکھا جائے تو؟ اگر اسلامی شریعت مہر کو لازم قرار دیتی ہے تو کم از کم، اور زیادہ سے زیادہ کتنا مہر رکھا جائے؟


فہرست

ج…… نکاح میں مہر کا رکھنا ضروری ہے، نکاح کے وقت اگر مہر مقرّر نہیں کیا گیا تو ''مہرِ مثل'' لازم ہوگا، اور ''مہرِ مثل'' سے مراد یہ ہے کہ اس خاندان کی لڑکیوں کا جتنا مہر رکھا جاتا ہے، اتنا لازم ہے۔ مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے۔ نکاح کے دن بازار میں اتنی چاندی کی جتنی قیمت ہو، اس سے کم مہر رکھنا جائز نہیں، اور زیادہ مہر کی کوئی حد مقرّر نہیں کی گئی، فریقین کی باہمی رضامندی سے جس قدر مہر رکھا جائے جائز ہے۔ لیکن مہر لڑکی اور لڑکے کی حیثیت کے مطابق رکھنا چاہئے تاکہ لڑکا اسے بہ سہولت ادا کرسکے۔

## مہر وہی دینا ہوگا جو طے ہوا، مرد کی نیت کا اعتبار نہیں

س…… کسی انسان کی شادی ہو اور وہ مرد صرف اس وجہ سے کہ مہر کی رقم اس کی حیثیت کی بہ نسبت زیادہ ہے، یہ نیت کر بیٹھتا ہے کہ مجھے کون سا مہر دینا ہے، یا حیثیت ہوتے ہوئے بھی یہ نیت کر بیٹھے تو نکاح ہوجائے گا یا نہیں؟

ج…… اس صورت میں نکاح ہوجائے گا اور جو مہر مقرّر ہوا وہی دینا بھی پڑے گا، اس کی نیت کا اعتبار نہیں، مگر اس غلط نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

## مہر کی رقم کا ادا کرنے کا طریقہ

س…… مہر کی رقم ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج…… صحیح طریقہ یہ ہے کہ بلاکم وکاست مہر زوجہ کو ادا کردیا جائے، اور مہر شبِ زفاف کے بعد لازم ہوجاتا ہے، یا دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہوجائے۔

## مہر کی رقم کب ادا کرنا ضروری ہے؟

س…… اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ نکاح کے وقت جو مہر کی رقم مقرّر کی جاتی ہے مثلاً ۲۰ ہزار روپے، ۴۰ ہزار روپے تو یہ رقم بیوی سے معاف کروانی ضروری ہے، ورنہ مرد بیوی کے پاس جانے کا حق دار نہیں ہے اور نہ ہی اسے ہاتھ لگاسکتا ہے۔ برائے مہربانی میری یہ اُلجھن دُور کریں۔

ج…… مہر معاف کرانے کے لئے مقرّر نہیں کیا جاتا بلکہ ادا کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اس لئے مہر معاف کرانے کے بجائے ادا کرنا چاہئے، مگر اس کا فوری طور پر ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ عورت کے مطالبے پر ادا کرنا ضروری ہے، اور مہر ادا کئے بغیر بیوی کو ہاتھ لگانا جائز ہے۔

## مہر کی ادائیگی بوقتِ نکاح ضروری نہیں

س...... حق مہر کی بوقتِ نکاح نقد ادائیگی ضروری ہے، یا کہ نکاح نامے پر ایک معاہدہ کی صورت میں اس قسم کا اندراج ہی کافی ہوتا ہے؟ یعنی بعوض اتنی رقم بطور حق مہر فلاں ولد فلاں کا نکاح فلاں بنت فلاں سے قرار پایا وغیرہ وغیرہ۔

ج...... مہر کی ادائیگی بوقتِ نکاح ضروری نہیں، بعد میں عورت کے مطالبے پر ادا کیا جاسکتا ہے۔

## وہم کو دُور کرنے کے لئے دوبارہ مہر ادا کرنا

س...... میرا ایک دوست ہے جو انتہائی وہمی مزاج ہے، وہ عجیب شش و پنج میں مبتلا ہے، اس کی شادی کو تقریباً دو سال ہوگئے ہیں، چند دنوں بعد اس کا بچہ بھی ہونے والا ہے، وہ کہتا ہے کہ شادی کی پہلی رات میں نے بیوی کو شرعی حق مہر ادا کیا تھا لیکن اب شک اور وہم ہے کہ شاید شرعی حق مہر ادا نہ کیا ہو؟ اس کی بیوی کو بھی صحیح یاد نہیں ہے، اس شک اور وہم کو دُور کرنے کے لئے کیا وہ دوبارہ شرعی حق مہر ادا کرے؟

ج...... دوبارہ ادا کرے۔ لیکن دو سال بعد اگر اسے پھر وہم ہوگیا کہ میں نے ادا نہیں کیا تو پھر کیا ہوگا؟ اس کا علاج یہ ہے کہ مہر ادا کرنے کی باقاعدہ تحریر لکھ لی جائے اور اس پر گواہ بھی مقرّر کرلئے جائیں تاکہ آئندہ اس کو پھر وہم نہ ہوجائے۔

## دیا ہوا زیور حق مہر میں لکھوانا جائز ہے

س...... کیا شرع میں مہر کی کوئی حد مقرّر ہے؟ لڑکے والے بَری میں کپڑوں وغیرہ کے علاوہ لڑکی کو زیور بھی دیتے ہیں، کیا اس زیور کو لڑکے کی طرف سے مہر میں لکھایا جاسکتا ہے جبکہ سونے کی قیمت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے؟

ج...... مہر کی کم از کم مقدار حنفیہ کے نزدیک دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی کی مالیت ہے، زیادہ پر کوئی پابندی نہیں۔ لڑکے کی طرف سے جو زیور دیا جاتا ہے اس کو مہر میں لکھایا جاسکتا ہے۔

## قرض لے کر حق مہر ادا کرنا

س...... کیا شرعی حق مہر کسی سے اُدھار رقم لے کر ادا کیا جا سکتا ہے؟

ج...... کیا جا سکتا ہے۔ مگر بہتر ہوگا کہ بیوی سے اُدھار کرلے، یعنی گنجائش کے وقت دینے کا وعدہ کرلے۔

## بیوی کی رضامندی سے مہر قسطوں میں ادا کرنا جائز ہے

س...... میں ایک ملازم ہوں، محدود آمدنی ہے، تقریباً ۷۵۰ روپے ماہانہ ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کا مہر جو کہ ۲۵۰۰۰ روپے ہے ادا کردوں، برائے مہربانی آپ مجھے شریعت کی رُو سے ایسا طریقہ بتائیں کہ مہر ادا ہوجائے، کیا میں مہر کی رقم قسطوں میں ادا کرسکتا ہوں؟

ج...... بیوی کی رضامندی سے جائز ہے۔

## مہر مرد کے ذمہ بیوی کا قرض ہوتا ہے

س...... اگر حق مہر طے ہوا ہو اور وہ شوہر نے ادا نہ کیا ہو اور نہ بخشا یا ہو تو اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے شادی کئے ہوئے بھی بیس سال ہوگئے ہیں اور میں نے حق مہر کے بارے میں کبھی خیال بھی نہیں کیا ہے۔

ج...... عورت کا مہر، شوہر کے ذمہ قرض ہے، خواہ شادی کو کتنے ہی سال ہوگئے ہوں وہ واجب الادا رہتا ہے، اور اگر شوہر کا انتقال ہوجائے اور اس نے مہر نہ ادا کیا تو اس کے ترکہ میں سے پہلے مہر ادا کیا جائے گا پھر ترکہ تقسیم ہوگا۔

## طلاق دینے کے بعد مہر اور بچوں کا خرچ دینا ہوگا

س...... اگر زید اپنی بیوی کو طلاق نامہ ارسال کردے تو کیا شرعی حیثیت سے وہ حق مہر اور بچوں کے خرچ کا ذمہ دار ہوگا؟ جبکہ وہ بچے لینا نہیں چاہتا اور اس کے مالی وسائل بھی اتنے نہیں کہ وہ حق مہر کی کثیر رقم کے علاوہ بچوں کا خرچہ بھی یکمشت دے سکے۔ جبکہ زید کی سسرال والے طلاق نامہ ملنے پر یکمشت مہر کی رقم اور بچوں کے خرچے کا دعویٰ کریں گے،

ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج…… مہر تو دینا ہی پڑے گا، عورت اگر چاہے تو قسطوں میں وصول کرسکتی ہے، بچوں کو خرچ اس کو ماہوار دینا ہوگا، خرچ کی مقدار صلح صفائی سے بھی طے ہوسکتی ہے اور عدالت کے ذریعہ بھی۔

## شوہر اگر مرجائے تو مہر وارثوں کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں

س…… زید اپنی اہلیہ کی مہر کی رقم ادا کئے بغیر فوت ہوگیا، اب زید کی اہلیہ اپنے بڑے بچے سے مہر کی رقم جو زید کے ذمہ واجب الادا تھی، یہ کہہ کر وصول کرنا چاہتی ہے کہ اپنے باپ کے قرض کی ادائیگی تم پر واجب الادا ہے، لہٰذا مذکورہ بالا صورت کے پیشِ نظر زید کے بچے پر ماں کی مہر کی رقم کی ادائیگی من جانب زید مرحوم کے لازم ہے یا نہیں؟

ج…… عورت کا مہر شوہر کے ذمہ قرض ہے، پس اگر شوہر کوئی چیز چھوڑ کر مرے (خواہ گھر کا سامان، کپڑے، مکان وغیرہ ہو) اس سے یہ قرضہ ادا کیا جائے گا، اور اگر وہ کوئی چیز چھوڑ کر نہیں مرا تو اس کے وارثوں کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وہ گنہگار رہے گا اور قیامت کے دن اس کو ادائیگی کرنا ہوگی۔

## عورت کے انتقال کے بعد اس کے سامان اور مہر کا کون حق دار ہے؟

س…… ایک شخص کی شادی ہوئی، تین چار سال بعد بیوی کا انتقال ہوگیا، جس سے اس کا ایک بچہ بھی ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس عورت یعنی اس کی بیوی کے والدین اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس کے جہیز کا سامان، زیور وغیرہ یا جو کچھ انہوں نے شادی کے وقت اپنی بیٹی کو دیا تھا، واپسی کا مطالبہ کرسکتے ہیں؟ اور واپس لیا ہوا سامان اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں، یا اس سارے سامان کو اَز راہِ خدا مسجد وغیرہ میں دے سکتے ہیں، یا ان کی بیٹی کے بیٹے کی موجودگی میں کسی بھی چیز پر ان کا کوئی حق نہیں؟ سوائے اس فوت شدہ عورت کے بیٹے کے؟ یہ ذہن میں رہے کہ عورت کے والدین ہر معاملے میں اپنے آپ کو اسلامی اُصولوں کا پابند سمجھتے ہیں، اگر وہ اپنے استعمال میں لاتے ہیں تو قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… والدین جہیز میں اپنی بیٹی کو جو کچھ دیتے ہیں وہ اس کی ملک بن جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ شمار ہوتا ہے، والدین اس کو واپس نہیں لے سکتے، بلکہ وہ شرعی حصوں

کے مطابق وارثوں پر تقسیم ہوگا۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے اس کے مطابق مرحومہ کا ترکہ (جس میں مہر کی رقم بھی شامل ہے، اگر وہ ادا نہ کیا گیا ہو، یا معاف نہ کردیا گیا ہو) بارہ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے تین حصے مرحومہ کے شوہر کو ملیں گے، دو دو حصے ماں اور باپ کو، اور باقی پانچ حصے مرحومہ کے لڑکے کے ہیں، وہ لڑکے کے باپ کی تحویل میں رہیں گے۔

س…… زید اور زینب کا نکاح ہوا، زینب کا مہر مبلغ ۳۰ ہزار مقرّر کیا گیا جو مبلغ ۲۰ ہزار کا زیور اور مبلغ ۱۰ ہزار کی مالیت کا ایک کمرہ ادائیگی کی صورت قرار پایا۔ شادی کے چھ ماہ بعد زینب حادثے کے باعث وفات پاگئی۔ زینب نے جو ترکہ چھوڑا مبلغ ۲۰ ہزار کا زیور، کپڑے وغیرہ شامل ہیں، لڑکی کے حقیقی والدین نے زیور اور کپڑے اپنے پاس رکھ لئے ہیں جبکہ لڑکی کے والدین نے اپنی جائیداد میں سے لڑکی کو کچھ نہیں دیا، لڑکی کا شوہر جو کہ اکیلا رہ گیا ہے، اس کا لڑکا یا لڑکی وغیرہ نہیں ہے، زیور مانگتا ہے، لڑکی کے حقیقی والدین نے دینے سے انکار کردیا ہے اور کہتے ہیں مسئلہ معلوم کریں کہ مہر میں ادا کیا گیا زیور لڑکی کے والدین کے حصے میں آتا ہے یا شوہر کے حصے میں؟

ج…… لڑکی کا مہر، کپڑے، جہیز کا سامان اور دیگر اشیاء جن کی وہ مالک تھی، مرنے کے بعد اس کا ترکہ شمار ہوتا ہے، پورے ترکہ میں شوہر کا نصف حصہ ہے اور نصف اس کے والدین کا ہے، والدین کو نصف سے زیادہ پر قبضہ جمالینا حلال نہیں۔

ہمارے یہاں جو رواج ہے کہ لڑکی کے انتقال کے بعد جو چیز سسرال والوں کے قبضے میں آئے وہ دبا بیٹھتے ہیں، اور جو چیز میکے والوں کے ہاتھ لگ جائے اس پر وہ قبضہ جمالیتے ہیں، یہ بڑا ہی غلط رواج ہے، شریعت نے جس کا جتنا حصہ رکھا ہے اس کے لئے بس وہی حلال ہے، اس سے زیادہ پر قبضہ جمانا حرام ہے۔ زینب مرحومہ کا ۳۰ ہزار مہر تھا، اس کے علاوہ اس کے جہیز وغیرہ کا سامان بھی ہوگا، ان تمام چیزوں کی آج کے نرخ سے قیمت لگالی جائے، جتنی رقم بنے اس کے چھ حصے کئے جائیں، تین حصے (یعنی کل ترکہ کا نصف) شوہر کا ہے، ایک حصہ (کل ترکہ کا چھٹا حصہ) مرحومہ کی والدہ کا ہے، اور دو حصے (یعنی کل ترکہ کا تہائی) مرحومہ کے والد کے ہیں۔

## طلاق کے بعد عورت کے جہیز کا حق دار کون ہے؟

س...... میری ایک رشتہ دار لڑکی کی شادی میرے ایک قریبی رشتہ دار لڑکے سے ہوئی مگر ان کا آپس میں گزارا نہ ہوسکا، ہر بار لڑکا ہی تنگ نظری کرتا رہا، آخر میں اس نے ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں۔ اب لڑکی والے کہتے ہیں کہ ہمارا سامان واپس کریں مگر لڑکے والے کہتے ہیں کہ ہم نے جو خرچ کیا ہے شادی پر، وہ دیں۔ اس طرح برادری میں ایک جھگڑا ہونے کا خطرہ ہے، آپ شرعی طریقے سے جواب دیں کہ کیا ہونا چاہئے؟

ج...... لڑکی والوں نے اپنی بیٹی کو جو سامان دیا تھا، لڑکے والوں کا فرض ہے کہ اس کو واپس کردیں، اس کا رکھنا ان کے لئے حلال نہیں، کیونکہ یہ لڑکی کی ملکیت ہے، اور لڑکے والوں کا یہ کہنا کہ ہمارا شادی پر خرچ ہوا ہے، یہ عذر نہایت لغو اور فضول ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ کیا لڑکے والوں کا ہی خرچ ہوا تھا، لڑکی والوں کا کچھ خرچ نہیں ہوا تھا؟ اور لڑکی والوں کا جو کچھ خرچ ہوا تھا کیا لڑکے والوں نے اس کا ہرجانہ ادا کردیا ہے؟ دوم یہ کہ اگر لڑکے والوں کا خرچ ہوا تھا تو ان کو کس حکیم نے مشورہ دیا تھا کہ وہ لڑکی کو شریفانہ طور پر نہ بسائیں یہاں تک کہ نوبت علیحدگی تک پہنچ جائے؟ اس علیحدگی میں قصور لڑکی کا بھی ہوسکتا ہے، مگر عموماً بڑا قصور شوہر کا اور اس کے رشتہ داروں کا ہوتا ہے۔ الغرض لڑکے والوں کی منطق قطعاً غلط ہے اور لڑکی کا سامان واپس کرنا ان پر فرض ہے۔ اس سامان کو جتنے لوگ استعمال کریں گے، وہ سب کے سب غاصب شمار ہوں گے اور قیامت کے دن ان کو بھگتنا پڑے گا۔ نیز لڑکی کا مہر اگر ادا نہ کیا، یا لڑکی نے معاف نہ کردیا ہو تو وہ بھی واجب الادا ہے۔

## کیا خلع والی عورت مہر کی حق دار ہے؟

س...... مذہب اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے، سوال یہ ہے کہ خلع لینے کی صورت میں عورت مقرّرہ مہر کی حق دار رہتی ہے یا نہیں؟ یعنی شوہر کے لئے بیوی کا مہر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج...... خلع میں جو شرائط طے ہوجائیں فریقین کو اس کی پابندی لازم ہوگی، اگر مہر چھوڑنے

کی شرط پر خلع ہوا ہے تو عورت مہر کی حق دار نہیں، اور اگر مہر کا کچھ تذکرہ نہیں آیا کہ وہ بھی چھوڑا جائے گا یا نہیں، تب بھی مہر معاف ہوگیا، البتہ اگر مہر ادا کرنے کی شرط تھی تو مہر واجب الادا رہے گا۔

## حق مہر عورت کس طرح معاف کرسکتی ہے؟

س…… میں آپ سے ایک شرعی سوال پوچھنا چاہتی ہوں، میں نے اپنے شوہر کو حق مہر اپنی خوشی سے معاف کردیا، میں نے اپنی زبان سے اور سادہ کاغذ پر بھی لکھ کردے دیا ہے، کیا اتنے کہنے اور لکھ دینے سے حق مہر معاف ہوجاتا ہے؟ اسلام اور شرعی حیثیت سے کیا یہ ٹھیک ہے؟

ج…… حق مہر عورت کا شوہر کے ذمہ قرض ہے، اگر صاحبِ قرض مقروض کو زبانی یا تحریری طور پر معاف کردے تو معاف ہوجاتا ہے، اسی طرح مہر بھی عورت کے معاف کردینے سے معاف ہوجاتا ہے۔

## مہر معاف کردینے کے بعد لڑکی مہر وصول کرنے کی حق دار نہیں

س…… کچھ عرصہ پہلے یہاں ایک لڑکی کی شادی ہوئی، نکاح کے وقت لڑکی کا حق مہر ۸۰۰۰ روپے طے پایا اور اسی وقت لڑکی کو سسرال والوں نے ۴۰۰۰ روپے یعنی نصف مہر ادا کردیا۔ اور نصف مہر یعنی ۴۰۰۰ روپے لڑکی نے اپنے شوہر کو معاف کردیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد لڑکی سسرال کی مرضی کے بغیر اپنے ماں باپ کے پاس چلی گئی اور پھر لڑکی کے ماں باپ نے لڑکی کی طلاق کا مطالبہ کیا، کچھ زور زیادتی پر لڑکے نے طلاق دے دی، لڑکی والوں نے معاف شدہ مہر بھی مانگا اور شوہر سے پھر ۴۰۰۰ روپے وصول کئے گئے۔ پوچھنا یہ ہے کہ لڑکی والوں نے یہ ۴۰۰۰ روپے جو کہ ایک طریقے سے زبردستی لئے ہیں وہ صحیح لئے ہیں یا ناجائز ہیں؟

ج…… جو مہر لڑکی معاف کرچکی تھی اس کے وصول کرنے کا حق نہیں تھا، لیکن شوہر نے اچھا کیا کہ اس کا احسان اپنے ذمہ نہیں لیا۔

## بیوی اگر مہر معاف کردے تو شوہر کے ذمہ دینا ضروری نہیں

س…… میرے نکاح کا حق مہر مبلغ ۱۱,۵۰۰ روپے مقرّر کیا گیا ہے، جس میں سے آدھا معجّل

اور آدھا موٴجل طے پایا ہے، جس کو میں فوری طور پر ادا نہیں کرسکتا تھا۔ شادی کی رات جب میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور سلام و کلام کے بعد میں نے یہ صورتِ حال بیوی کے سامنے رکھی تو اس نے اسی وقت اپنا تمام حق مہر مجھ پر معاف کردیا، براہ کرم مجھے قانونِ شریعت کے مطابق بتائیں کہ اس کے بعد میری بیوی مجھ پر جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اگر آپ کا بیان اور بیوی کا اقرار نامہ دُرست ہے تو آپ کی بیوی کی طرف سے آپ کو مہر معاف ہوگیا اور اَب آپ پر مہر کی ادائیگی ضروری نہیں۔

## مرض الموت میں فرضی حق مہر لکھوانا

س…… ایک شخص مرض الموت میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنے نفع و نقصان کی سوجھ بوجھ کھو بیٹھتا ہے، اس کی مجبوری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس کی وفات سے دس روز قبل اس کی بیوی، سسر وغیرہ سازش کرکے مرحوم کی تقریباً پانچ اَراضی اور دو رہائشی مکان بعوض پچاس ہزار روپے فرضی مہر رجسٹری کرالیتے ہیں، یعنی بیوی اپنے نام کرالیتی ہے۔ میاں بیوی کی شادی کو ۳۶ سال گزر گئے اس وقت مہر ستائیس روپے مقرّر ہوا تھا، نکاح خواں و گواہ موجود ہیں، مرحوم کے پسماندگان میں ایک حقیقی بھائی، دو مرحوم کی لڑکیاں ہیں، یہ رجسٹری شرعاً دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… مرض الموت میں اس قسم کے تمام تصرفات لغو ہوتے ہیں، لہٰذا بیوی کا اس کی جائیداد اپنے نام فرضی حق مہر کے عوض رجسٹری کرانا دُرست نہیں ہے، جبکہ مقدارِ مہر سے جائیداد بھی زیادہ ہے، بیوی مقرّر مہر کی حق دار ہے اگر شوہر نے زندگی میں ادا نہ کیا ہو، اس کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، لہٰذا بیوی کا قبضہ جمانا اور میّت کے دُوسرے ورثاء کو محروم کرنا شرعاً حرام ہے۔

## جھگڑے میں بیوی نے کہا ”آپ کو مہر معاف ہے“ تو کیا ہوگا؟

س…… میری بیوی نے تین یا چار مواقع پر لڑائی جھگڑے کے دوران کچھ ایسے جملے ادا کئے: ”آپ کو مہر معاف ہے“ اور ایسے ہی ملتے جلتے جملے، کیا ان جملوں سے مہر معاف ہوگیا یا نہیں؟

ج……لڑائی جھگڑے میں ''آپ کو مہر معاف ہے'' کے الفاظ کا استعمال یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں اس کے بدلے میں مہر معاف ہے، پس اگر آپ نے اس کی پیشکش کو قبول کرلیا تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور مہر معاف ہوجائے گا، اور اگر قبول نہیں کیا تو مہر کی معافی بھی نہیں ہوئی۔

## تعلیمِ قرآن کو حق مہر کا عوض مقرّر کرنا صحیح نہیں

س……اگر دورِ حاضر میں تعلیمِ قرآن کو حق مہر کا عوض قرار دیا جائے تو کیا نکاح دُرست ہوگا یا نہیں؟

ج……نکاح صحیح ہے، لیکن تعلیمِ قرآن کو مہر بنانا صحیح نہیں، اس صورت میں ''مہرِ مثل'' لازم ہوگا۔

## مجبوراً ایک لاکھ مہر مان کر نہ دینا شرعاً کیسا ہے؟

س…… بارات گھر پہنچی، لڑکی والوں نے کہا کہ میاں! ایک لاکھ مہر ہوگا۔ اب لڑکے والوں کے ہاں اتنی گنجائش نہیں، مجبوری ہے، آخر انہوں نے بھی خرچہ کیا ہوا ہے، تو مجبوراً ایک لاکھ لکھا دیا گیا، جبکہ نیت ادائیگی کی نہیں ہے، کیونکہ مجبوراً ایسا کرنا پڑا، رُخصتی ہوگئی، اب جھگڑا پیدا ہوگیا، لڑکی مانتی نہیں کہ جی پہلے میرا مہر ایک لاکھ دو پھر آنا، وغیرہ وغیرہ، اس صورت میں کیا کیا جائے؟ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہماری بیٹی خوش خوش رہے گی، خاوند دَب کر رہے گا اور یہ کام اس طرح کرلیا جاتا ہے جو بعد میں فریقین کے لئے وحشت ناک اور انتہائی ذِلت آمیز ثابت ہوتا ہے، بسااوقات تو قتل تک نوبت آجاتی ہے، کیا والدین کو ایسا کرنا جائز ہے؟

ج……اگر لڑکے والے ایک لاکھ مہر نہیں دے سکتے تھے تو ان کو انکار کردینا چاہئے تھا، لیکن اگر انہوں نے ایک لاکھ روپیہ بطور مہر قبول کرلیا تو وہ لازم ہوگیا اور اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ہاں! لڑکی اپنی خوشی سے معاف کردے تو اس کو معاف کرنے کا حق ہے۔ اور آپ کی یہ بات بہت صحیح ہے کہ والدین خوش فہمی میں ایسا کرلیتے ہیں، لیکن نتیجہ بجائے خانہ آبادی کے خانہ بربادی بلکہ عاقبت بربادی کی شکل میں نکلتا ہے۔ اور یہ سب کرشمے ہیں دِین سے دُوری کے، اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو عقل و ایمان نصیب فرمائے!


فہرست

# دعوتِ ولیمہ

## مسنون ولیمے میں فقراء کی شرکت ضروری ہے

س……طعامِ ولیمہ کی اَزرُوئے شریعت کیا حقیقت ہے؟ ابھی جو صورتِ حال پاکستان میں رائج ہے کیا یہ سنتِ محمدی کے مطابق ہے؟

ج……مسنون ولیمہ یہ ہے کہ جس رات میاں بیوی کی پہلی خلوَت ہو، اس سے اگلے دن حسبِ توفیق کھانا کھلایا جائے، مگر اس میں نمود و نمائش کرنا، قرض لے کر زیرِ بار ہونا اور اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا منع ہے، نیز اس موقع پر فقراء و مساکین کو بھی کھلایا جائے، حدیث میں ارشاد ہے کہ:

”عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: شر الطعام طعام الوليمة يدعىٰ لها الأغنياء ويترک الفقراء ……“ (مشکوٰۃ ص:۲۷۸)

ترجمہ:……”بدترین کھانا ولیمے کا وہ کھانا ہے جس میں اغنیاء کی دعوت کی جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے، اور جس شخص نے دعوتِ ولیمہ قبول نہ کی اس نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کی۔“

(صحیح بخاری و مسلم)

آج کل جس انداز سے ولیمے کئے جاتے ہیں ان میں فخر و مباہات اور نام و نمود کا پہلو غالب ہے، سنت کی حیثیت بہت ہی مغلوب نظر آتی ہے، حدیث میں ہے کہ:

”عن عكرمة عن ابن عباس رضی الله عنهما: أن النبی صلی الله عليه وسلم نهىٰ عن طعام المتبارئين أن يؤكل. رواه أبو داؤد.“ (مشکوٰۃ ص:۲۷۹)



فہرست

ترجمہ:......''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر ومباہات والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔''

اس لئے ایسے ولیمے کی دعوت کا قبول کرنا بھی مکروہ ہے۔ علاوہ ازیں آج کل ولیمے کی دعوتوں میں مردوں اور عورتوں کا بے محابا اختلاط ہوتا ہے، کھانا عموماً میز کرسی پر یا کھڑے ہوکر کھایا جاتا ہے، اور اَب تو ویڈیو فلمیں بنانے کا بھی رواج چل نکلا ہے، بعض جگہ گانے بجانے کا شغل بھی رہتا ہے، اس طرح کی اور بھی بہت سی قباحتیں پیدا ہوگئی ہیں، جن کے ہوتے ہوئے ایسی دعوت میں جانا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

## ولیمے کے لئے ہم بستری شرط نہیں

س...... کیا بیوی سے ہم بستر ہوئے بغیر ولیمہ ہوسکتا ہے؟ یعنی اگر ہم پہلی رات ہم بستر نہ ہوں اور دُوسرے دن ولیمہ کریں تو کیا ولیمہ ہوگا یا نہیں؟

ج...... ولیمہ صحیح ہے، میاں بیوی کی یکجائی کے بعد ولیمہ کیا جاسکتا ہے، ہم بستری شرط نہیں۔

## حکومتِ پاکستان کی طرف سے ولیمے کی فضول خرچی پر پابندی دُرست ہے

س...... شادی کا ولیمہ لازمی ہے، مگر حکومت کی جانب سے پابندی کی صورت میں مجبور ہیں، اس کا کیا علاج ہے؟

ج...... ولیمہ سنتِ نبوی ہے، اور بقدرِ سنت ادائیگی اب بھی ہوسکتی ہے۔ البتہ ولیمے کے نام سے جو نام ونمود اور فضول خرچی ہوتی ہے وہ حرام ہے، حکومت نے اس کو بند کیا ہے تو کچھ بُرا نہیں کیا۔


فہرست

# ثبوتِ نسب

## حمل کی مدّت

س……عورت کے شکم میں بچے کی میعاد کتنی ہے، ٦ ماہ، ٧ ماہ، ٨ ماہ یا کہ صحیح وقت ٩ ماہ ہے؟ میرے گھر میں ساڑھے پانچ ماہ بعد بچہ پیدا ہوگیا، میں چھٹی کاٹ کر واپس یواے ای میں پہنچا تو ساڑھے پانچ ماہ بعد ہی معلوم ہوا کہ بچہ پیدا ہوگیا اور ٹھیک تندرست صحت مند۔ خدارا مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا یہ بچہ صحیح جائز ہے یا ناجائز؟

ج……جو بچہ عقد کے چھ ماہ بعد پیدا ہو وہ شرعاً جائز سمجھا جاتا ہے، چھ ماہ سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ شرعاً جائز نہیں، لہٰذا جس بچے کی پیدائش نکاح کے چھ مہینے سے پہلے ہوئی ہو اس کا نسب اس نکاح کرنے والے سے ثابت نہیں۔ آپ بچے کی پیدائش کا حساب نکاح کی تاریخ سے لگائیں، اپنی چھٹی سے واپسی کی تاریخ سے نہیں۔

س……حمل کی مدّت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے، مطلب یہ ہوا کہ بچہ چھ ماہ سے پہلے پیدا نہیں ہوتا، اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ شادی کے دو مہینے بعد شوہر صاحب کسی دُوسرے ملک چلے گئے، ٹھیک پندرہ مہینے بعد انہیں خط موصول ہوا کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ساس اور گھر کے دُوسرے افراد نے اعتراض کیا کہ یہ ہمارا پوتا نہیں ہے، جبکہ بچے کا باپ کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے، کیونکہ جب میں باہر جارہا تھا تو بیوی مجھے بتاچکی تھی کہ وہ حمل سے ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ نہ بتاتی تو شاید میں بدظن ہوجاتا۔ سوال پھر یہ اُبھرتا ہے کہ اگر وہ خاتونِ خانہ اپنے شوہر کو نہ بتاتیں تو کیا بچہ حرامی کہلاتا؟ اسی طرح کے اور بھی بہت سے مسئلے ہیں، یعنی شوہر کے انتقال کے پندرہ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا جسے حرامی کہتے ہیں۔

ج...... مدّتِ حمل زیادہ سے زیادہ دو سال ہے، دو سال کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ اپنے باپ ہی کا سمجھا جائے گا، اس کو ناجائز کہنا غلط ہے۔

## ناجائز اولاد صرف ماں کی وارث ہوگی

س...... روزمرّہ زندگی میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کوئی لڑکی کسی دُوسرے لڑکے سے منہ کالا کرتی ہے تو اس گناہ کو چھپانے کے لئے دونوں کی شادی کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے، شادی کے چوتھے یا چھٹے ماہ ان کے ہاں جو پہلا بچہ پیدا ہوگا، اس کی حیثیت کیا ہوگی؟ یاد رہے کہ گناہ کرنے کے بعد ان کی باقاعدہ شادی بھی ہوئی ہے۔

ج...... زنا کی اولاد کا نسب غیرقانونی باپ سے ثابت نہیں ہوتا، خواہ عورت نے اس مرد سے شادی کرلی ہو، اس مرد کی اولاد صرف وہ ہے جو نکاح سے پیدا ہوئی، وہی اس کی وارث ہوگی۔ ناجائز اولاد اس کی وارث نہیں صرف اپنی ماں کی وارث ہوگی۔

## ''لعان'' کی وضاحت

س...... ایک صاحب کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ: ''اگر شوہر، بیوی پر تہمت لگائے تو بیوی ''لعان'' کا مطالبہ کرسکتی ہے، اور اگر کوئی شخص کسی دُوسرے پر تہمت لگائے تو ''حدِ قذف'' جاری ہوسکتی ہے''۔ مہربانی فرماکر ''لعان'' اور ''حدِقذف'' کی وضاحت فرمائیں۔

ج...... ''قذف'' کے معنی ہیں کسی پر بدکاری کی تہمت لگانا، اور ''حدِقذف'' سے مراد وہ سزا ہے جو ایسی تہمت لگانے والے کو دی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی پاک دامن پر بدکاری کی تہمت لگائے اور اپنے دعویٰ پر چار گواہ پیش نہ کرسکے تو اس پر اَسّی کوڑے کی سزا جاری ہوگی، اسی کو ''حدِقذف'' کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائے یا اس سے پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں یہ کہے کہ یہ میرا نہیں ہے، اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو عورت اس کے خلاف عدالت میں استغاثہ کرسکتی ہے، عدالت میں شوہر چار مرتبہ قسم کھائے کہ میں نے اپنی بیوی پر جو الزام لگایا ہے میں اس میں سچا ہوں، اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اس الزام میں جھوٹا ہوں۔ اس کے بعد عورت چار مرتبہ حلف اُٹھائے کہ اس نے مجھ پر جو الزام لگایا ہے یہ اس میں جھوٹا ہے، اور پانچویں

مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹے اگر یہ اپنے الزام میں سچا ہو۔ اس طرح میاں بیوی کا عدالت میں قسمیں کھانا ''لعان'' کہلاتا ہے۔ یہ ''لعان'' مرد کے حق میں ''حدِ قذف'' یعنی تہمت تراشی کی سزا کے قائم مقام ہوگا، اور عورت کے حق میں ''حدِ زنا'' کے قائم مقام ہوگا۔ جب وہ دونوں ''لعان'' کرچکیں تو عدالت ان دونوں کے درمیان علیحدگی کا فیصلہ کردے۔ لعان کے بعد یہ دونوں ایک دُوسرے کے لئے حرام ہوگئے، اب ان دونوں کا اس وقت تک نکاح نہیں ہوسکے گا جب تک کہ ان میں سے ایک اپنے آپ کو جھوٹا تسلیم نہ کرلے۔ ہاں! اگر شوہر تسلیم کرلے کہ اس نے جھوٹا الزام لگایا تھا، یا عورت تسلیم کرلے کہ اس کا الزام صحیح تھا تو دونوں کے درمیان لعان کی حرمت باقی نہیں رہے گی، اور دونوں دوبارہ نکاح کرسکیں گے۔ اگر مرد نے بچے کے نسب کی نفی کی تھی تو ''لعان'' کے بعد یہ بچہ شوہر کا تصوّر نہیں کیا جائے گا، بلکہ ''بن باپ'' کا بچہ سمجھا جائے گا، اور اس کا نسب صرف عورت سے ثابت ہوگا۔

## نازیبا الزامات کی وجہ سے لعان کا مطالبہ

س…… ایک شخص ہے جو اپنی بیوی سے ناراض ہوجاتا ہے، بیوی اپنے والدین کے گھر چلی جاتی ہے، دوست احباب اسے کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو لے آؤ، وہ جواباً کہتا ہے کہ میں اسے نہیں لاؤں گا، اور وہ اپنی بیوی پر مختلف نازیبا الزامات عائد کرتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ اپنی بیوی سے راضی ہوجاتا ہے اور اس کے ساتھ رہنے لگتا ہے، بتائیں کہ اس کا بیوی کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اس قسم کے نازیبا الزامات سے نکاح تو نہیں ٹوٹتا، اس لئے میاں بیوی ایک ساتھ ضرور رہ سکتے ہیں، لیکن اس کے یہ الفاظ تہمت کے ضمن میں آتے ہیں، اور ایسے الفاظ پر بیوی اپنے شوہر کے خلاف ''لعان'' کا دعویٰ کرسکتی ہے، اور اگر یہ بیوی کے علاوہ کسی دُوسرے پر ایسے نازیبا الزامات لگاتا تو ''حدِ قذف'' (تہمت تراشی کی سزا اَسّی درّے) جاری ہوتی۔

## شادی کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہونے والا بچہ شوہر کا سمجھا جائے گا

س…… میری کزن کی شادی یکم مارچ کو ہوئی اور اس کے ہاں ۱۳ ستمبر کو بیٹا پیدا ہوا، آپ

قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ یہ بیٹا جائز ہوا کہ ناجائز؟ کیونکہ سب لوگ میری کزن کو بہت باتیں کر رہے ہیں۔

ج…… بچے کی ولادت کم سے کم چھ مہینے میں ہوسکتی ہے، اس لئے شادی کے چھ مہینے بعد جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر ہی کا سمجھا جائے گا، اور کسی کو اس کے ناجائز کہنے کا حق نہیں ہوگا، اور اگر شوہر یہ کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں تو قرآنِ کریم کے حکم کے مطابق عورت کے مطالبے پر اس کو عدالت میں ''لعان'' کرنا ہوگا۔

## ناجائز بچہ کس کی طرف منسوب ہوگا؟

س…… پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں اس بچے کی ماں اچھی طرح جانتی ہے کہ اس پیدا ہونے والے بچے کا حقیقی والد کون ہے؟ اگر بچہ حرام کا ہو تو کیا بچے کو اس کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا جس کے بارے میں اسے کچھ پتا نہیں؟

ج…… جو بچہ کسی کے نکاح میں پیدا ہوا وہ اسی کا سمجھا جائے گا، جب تک کہ وہ شخص اس بچے کا انکار کرکے اپنی بیوی سے ''لعان'' نہ کرے۔ زانی سے نسب ثابت نہیں ہوتا، اس لئے اگر منکوحہ کے یہاں ناجائز بچہ پیدا ہو تو اس عورت کے شوہر کی طرف منسوب ہوگا، اور غیرمنکوحہ کا بچہ قانوناً کسی باپ کی طرف منسوب نہیں ہوگا بلکہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

# زوجیت کے حقوق

## لڑکی پر شادی کے بعد کس کے حقوق مقدّم ہیں؟

س……لڑکی پر شادی کے بعد ماں باپ کے حقوق مقدّم ہیں یا شوہرِ نامدار کے؟

ج…… شوہر کا حق مقدّم ہے۔

## بغیر عذر عورت کا بچے کو دُودھ نہ پلانا ناجائز ہے

س……خداوند کریم رازق العباد ہے، اس نے بچے کا رزق (دُودھ) اس کی ماں کے سینے

میں اُتارا، اگر اس کی ماں بلا کسی شرعی عذر کے جبکہ ڈاکٹر نے بھی منع نہ کیا ہو، بلکہ صرف اس عذر پر کہ وہ ملازمت کرتی ہے، بچے کو دُودھ پلانے سے کمزوری واقع ہوگی یا حسن میں بگاڑ پیدا ہوگا، بچے کو اپنا دُودھ نہ پلائے تو کیا ایسی ماں کا شمار غاصبوں میں نہ ہوگا اور کیا وہ سزاوار نہ ہوگی؟ آپ ازرُوئے شرع فرمائیے کہ ایسی عورت کو کیا سزا ملے گی؟

ج…… بچے کو دُودھ پلانا دیانتاً ماں کے ذمہ واجب ہے، بغیر کسی صحیح عذر کے اس کو انکار کرنا جائز نہیں، اور چونکہ اس کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں اس لئے ملازمت کا عذر معقول نہیں، اسی طرح حسن میں بگاڑ کا عذر بھی صحیح نہیں۔

## بیوی بچوں کے حقوق ضائع کرنے کا کیا کفارہ ہے؟

س…… میرے بڑے بھائی جو اَب پاکستان میں عرصہ ۲۵ سال سے ہیں، ہندوستان ضلع سہارن پور میں بیوی اور ۵ بچوں کو چھوڑ آئے اور یہاں پر دُوسری شادی کی اور پاکستان میں بھی ان کی اولاد ہے۔ جب سے یہ پاکستان آئے ہیں پہلی بیوی کی کفالت کے لئے کچھ نہیں کیا، اور نہ پہلی بیوی کو طلاق دی اور نہ دوبارہ ہندوستان گئے۔ ایسی صورت میں کیا وہ بیوی ان کے نکاح میں موجود ہے؟ کیا پاکستان میں بڑے بھائی کی جائیداد میں پہلی بیوی اور بچوں کا حق ہے؟ اگر ہے تو اس کا کیا حساب ہے؟ اب بڑھاپے میں وہ پچھتا رہے ہیں اور کفارہ ادا کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

ج…… جب پہلی بیوی کو طلاق نہیں دی تو ظاہر ہے کہ وہ ابھی اس کے نکاح میں ہے، اور بیوی بچوں کو اس طرح بے سہارا چھوڑ دینے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوئے۔ اب اس کا کفارہ اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگیں اور بیوی بچوں کے جو حقوق ضائع کئے ان سے بھی معافی مانگیں۔ پاکستان میں ان کی جو جائیداد ہے اس میں پہلی بیوی اور اس کے بچوں کا بھی برابر کا حصہ ہے۔

## شوہر کا غلط طرزِ عمل، عورت کی رائے

س…… روزنامہ ''جنگ'' صفحہ ''اقرأ'' پر مندرجہ بالا عنوان کے تحت جو واقعہ شائع ہوا تھا،


فہرست

پڑھ کر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، چونکہ اس قسم کے حالات سے ہم لوگ گزر رہے ہیں، تین بچے جن کی عمر اُٹھارہ اور اُٹھارہ سے زیادہ ہے، زیرِ تعلیم ہیں۔ ٹیوشنز کرکے اپنے اخراجات پورے کررہے ہیں۔ دو بچے جن کی عمریں دس سال، گیارہ سال کی ہیں، اسکول میں زیرِ تعلیم ہیں۔ میں دِل کی مریضہ ہوں، قاعدے سے بیٹی کو میری دیکھ بھال کرنی تھی لیکن اس کو اپنی ضروریات سے اس قدر مجبور کردیا گیا کہ پیروں میں چپل اور سر پر دوپٹہ نہ رہا تو اس نے مجبور ہوکر ملازمت کرلی، حالانکہ جس سرکاری ادارے سے میرے میاں کو ریٹائر کیا گیا ہے، وہاں سے طبّی سہولتیں اب بھی بحال ہیں لیکن ہم بیمار پڑتے ہیں تو دوائیں لاکر نہیں دی جاتیں، میرا ہر ماہ چیک اَپ ہوتا ہے اسے بھی بڑی تگ و دو کے بعد لڑائی جھگڑے کے بعد کرایا جاتا ہے۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ علاج بند کرو، ڈاکٹر لکھ کر نہیں دیتا، حالانکہ اس سرکاری دفتر کے ڈاکٹر نے خود کہا کہ ہم ضرورت پڑنے پر ایک ماہ کی بجائے ہفتے بھر بعد بھی مریضوں کو بھیج دیتے ہیں۔ دو وقت کی روٹی دے کر وہ ہمیں اتنے طعن و تشنیع دیتا ہے کہ اب ہمارے اعصاب برداشت نہیں کرپاتے، اگر احتجاج کیا جاتا ہے تو وہ مجھے طلاق کی دھمکی دیتا ہے، ہر وقت گھر میں ہنگامہ برپا رکھتا ہے۔ بڑے بیٹے نے صرف اتنا کہہ دیا تھا کہ آپ ہماری ماں کو بلاوجہ کیوں تنگ کرتے ہیں تو چپل اُٹھاکر کان پر ماری، کان کا پردہ پھٹ گیا۔ کہتا ہے کہ اگر لڑکے بولے تو میں سڑک پر کپڑے پھاڑ کر نکل جاؤں گا اور کہوں گا کہ میری اولاد نے مجھے مارا ہے۔ جوان بیٹی گھر میں ہے، ہم اس کی عزّت کی خاطر سب کچھ برداشت کررہے ہیں۔ جتنا فنڈ ملا تھا امریکہ لے کر چلا گیا، ایک سال بعد واپس آیا ہے تو ہر وقت چھوڑ دینے کی دھمکی اور طلاق کی دھمکی دیتا ہے۔ میں تعلیم یافتہ ہوں لیکن گھریلو ذمہ داریاں، بیماری نے ملازمت کے قابل نہیں چھوڑا، پھر ہر وقت کی ذہنی اذیت نے اعصاب پر بہت بُرا اثر ڈالا ہے، میں زیرِ تعلیم بچوں کو اس سے بچانے کے لئے سرگرداں ہوں، لیکن کوئی حل سمجھ میں نہیں آتا۔ خودکشی کرنے سے میرے بچوں کا کیریئر ختم ہوجائے گا، جو میرا سہارا ہے وہ بھی ختم ہوجائے گا۔ پھر جب اتنا صبر کیا ہے تو اتنا بڑا گناہ اپنے سر کیوں لوں؟ خدارا ہمیں بتائیں کہ ہم کیا کریں؟ آپ کو اللہ کا واسطہ جلد اس کا تفصیلی جواب شائع کریں۔


فہرست

ج...... حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ:

"عن عبدالرحمٰن بن عوف رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خیرکم خیرکم لأهله وأنا خیرکم لأهلی. رواه البزار."

(مجمع الزوائد ج:۴ ص:۳۰۳)

ترجمہ:...... "تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔"

میاں بیوی کی چپقلش گھر کو جہنم بنادیتی ہے، جس میں وہ خود بھی جلتے ہیں اور اولاد کو بھی جلاتے ہیں، یہ تو دُنیا کی سزا ہوئی، آخرت کی سزا ابھی سر پر ہے، گھر کا سکون برباد کرنے میں قصور کبھی مرد کا ہوتا ہے، کبھی عورت کا، اور کبھی دونوں کا۔ جب دونوں کے درمیان اَن بن ہوتی ہے تو ہر ایک اپنے کو مظلوم اور دُوسرے کو ظالم سمجھتا ہے۔ گھر کی اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ہر ایک دُوسرے کے حقوق ادا کرے، خوش خلقی کا معاملہ کرے، نرمی اور شیریں زبان اختیار کرے اور اگر کوئی ناگوار بات پیش آئے تو اس کو برداشت کرے۔ خصوصاً مرد کا فرض ہے کہ وہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرے، عورت فطرتاً کمزور اور جذباتی ہوتی ہے، اس کی کمزوری کی رعایت کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں عورتوں کے بارے میں خصوصی تاکید اور وصیت فرمائی تھی، اس کا لحاظ رکھے۔ اکثر گھروں میں میاں بیوی دونوں اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کے درمیان نفرت اور عداوت پیدا کردیتے ہیں، اس لئے تمام مسلمان گھرانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں اور گناہوں سے پرہیز کریں۔ بہت سے لوگ جانتے ہی نہیں کہ فلاں کام گناہ کا ہے، اور بعض جانتے ہیں مگر اس کو ہلکا سمجھ کر بے پروائی کرتے ہیں، پھر جب اللہ تعالیٰ وبال ڈالتے ہیں تو چلاّتے ہیں، لیکن گناہوں کو پھر بھی نہیں چھوڑتے۔ بزرگانِ دِین نے قرآن و حدیث سے اخذ کرکے گناہوں کی ۳۶ قسم کی نحوستیں اور وبال ذکر فرمائے

ہیں، جن میں عام طور سے ہم مبتلا ہیں، ان ہی میں سے ایک آپس کی نااتفاقی بھی ہے، حق تعالیٰ شانہ ہم پر رحم فرمائیں۔

بہرحال خودکشی یا ایک دُوسرے کی شکایات یا آپس میں طعن و تشنیع تو آپ کے مسئلے کا حل نہیں، صحیح حل یہ ہے کہ:

۱:......آج سے طے کرلیں کہ گھر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

۲:......ایک دُوسرے کے حقوق ادا کریں گے، اور دُوسرا فریق اگر حقوق کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تب بھی صبر و تحمل سے کام لیں گے، اور گھر میں جھک جھک بک بک نہیں ہونے دیں گے۔

۳:......گھر میں اگر کسی بات پر رنجش پیدا ہوجائے تو آپس میں صلح صفائی کرلیا کریں گے۔

## شوہر سے اندازِ گفتگو

س......اگر بیوی، شوہر کو ناحق بات پر ٹوکے اور وہ بات صحیح ہو، لیکن شوہر بُرا مان جائے تو کیا یہ گناہ ہے؟ اور وہ بات بے دھڑک اس وقت کہہ دیں یا بعد میں آرام سے کہیں؟

ج......شوہر اگر غلط کام کرے تو اس کو ضرور ٹوکا جائے مگر لب و لہجہ نہ تو گستاخانہ ہو، نہ تحکمانہ، نہ طعن و تشنیع کا، بلکہ بے حد پیار و محبت کا اور دانش مندانہ ہونا چاہئے، پھر ممکن نہیں کہ اس کی اصلاح نہ ہوجائے۔

## شوہر بیوی کو والدین سے قطعِ تعلق کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا

س......اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے والدین سے ملنے نہ دے تو بیوی کو کیا کرنا چاہئے؟ جبکہ والدین کے بھی تو اولاد پر بے شمار احسانات ہوتے ہیں، تو شوہر کا حکم ماننا ضروری ہے یا والدین کو چھوڑ دینا؟

ج......شوہر کو اس کا حق نہیں، اور نہ شوہر کے کہنے پر والدین سے تعلق توڑنا ہی جائز ہے، ہاں! شوہر کی ممانعت کی کوئی خاص وجہ ہو تو وہ لکھی جائے، ویسے عورت پر بہ نسبت والدین کے شوہر کا حق مقدّم ہے۔

## بیوی شوہر کے حکم کے خلاف کہاں کہاں جاسکتی ہے؟

س...... کیا بیوی شوہر کے حکم کے خلاف کہیں جاسکتی ہے؟

ج...... نہیں جاسکتی، البتہ چند صورتوں میں جاسکتی ہے:

ا:...... اپنے والدین کو دیکھنے کے لئے ہر ہفتہ جاسکتی ہے۔

۲:...... دُوسرے محرَم عزیزوں سے ملنے کے لئے سال میں ایک مرتبہ جاسکتی ہے۔

۳:...... باپ اگر محتاج ہو، مثلاً: اپاہج ہو اور اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس کی خدمت کے لئے روزانہ جاسکتی ہے، یہی حکم ماں کے محتاجِ خدمت ہونے کا ہے۔

## شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا

س...... کیا شوہر کے گھر کے اخراجات کے لئے دیئے ہوئے پیسوں میں سے بیوی ان لوگوں پر برائے نام کچھ خرچ کرسکتی ہے جو جان اور مال سے بیوی کے کام آتے ہوں، گو شوہر کو کچھ ناگواری ہو؟

ج...... ایسے خرچ سے جو شوہر کو ناگوار ہو، احتراز کرنا چاہئے، البتہ اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ شوہر سے کچھ رقم اپنے ذاتی خرچ کے لئے لی جائے اور اس میں سے یہ خرچ کیا جائے۔

## بیوی سے ماں کی خدمت لینا

س...... باپ کی خدمت کے لئے تو اس کے کام میں ہاتھ بٹا کر اور اس کا حکم مان کر کی جاسکتی ہے، اگر ماں بوڑھی ہو اور گھر کا پورا کام کاج نہ کرسکتی ہو تو کیا بیوی سے یہ نہ کہا جائے کہ وہ ماں کے کام میں ہاتھ بٹائے؟ اس طرح ماں کی خدمت بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن آپ پہلے فرماچکے ہیں کہ اگر بیوی ساس سے خوش نہ ہو تو اس کو الگ گھر میں لے جاؤ۔ اس طرح تو خدمت کرنے کا ذریعہ ختم ہوجائے گا، تو کیا اس صورت میں بیوی سے یہ نہ کہا جائے کہ وہ ماں کی خدمت کرے یا اس صورت میں بھی اس کو الگ گھر میں لے جایا جائے؟ اگر ایسا ہو تو پھر ماں کی خدمت کیسے ہوگی؟ کیونکہ صرف حکم ماننے سے تو ماں کی خدمت نہ ہوگی۔

ج...... بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کی خدمت کرتی ہے تو یہ بہت اچھی بات

ہے، اور بیوی کے لئے موجبِ سعادت۔ لیکن یہ اخلاقی چیز ہے، قانونی نہیں۔ اگر بیوی شوہر کے والدین سے الگ رہنا چاہے تو شوہر شرعی قانون کی رُو سے بیوی کو اپنے والدین کی خدمت پر مجبور نہیں کرسکتا۔

## میاں بیوی کے درمیان تفریق کرانا گناہِ کبیرہ ہے

س...... شوہر کو اس کی بیوی سے بدظن کرنا کیسا فعل ہے؟

ج...... حدیث میں ہے کہ: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔'' (ابوداوٴد ج:۱ ص:۲۹۶) اس سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان منافرت پھیلانا اور ایک دُوسرے سے بدظن کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اور ایسا کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ: ''وہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں'' جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ فعل مسلمانوں کا نہیں۔ اور قرآنِ کریم میں میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنے کو یہودی جادُوگروں کا فعل بتایا ہے۔

## عورت کا مہر ادا نہ کرنے اور جہیز پر قبضہ کرنے والے شوہر کا شرعی حکم

س...... اگر مرد، عورت کا مہر ادا کرنے سے انکار کردے اور جہیز بھی جبراً اپنے قبضے میں کرلے تو اسلامی قوانین کیا کہتے ہیں؟

ج...... وہ ظالم اور جابر ہے، حکومت اس سے عورت کے یہ حقوق دِلوائے اور اس کو تعزیر بھی کرے۔



## بے نمازی بیوی کا گناہ کس پر ہوگا؟

س...... اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اپنے اہل و عیال کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کی پابندی کرو۔'' اگر کوئی شخص خود پابندی سے نماز پڑھتا ہو اور اپنی بیوی کو نماز کی تاکید کرے اس کے باوجود بیوی نماز نہ پڑھے تو اس کا گناہ کس کو ملے گا؟ بیوی کو یا شوہر کو؟ مہربانی فرماکر میرے سوال کا جواب تفصیل سے دیں۔

ج...... شوہر کی تاکید کے باوجود اگر بیوی نماز نہ پڑھے تو وہ اپنے عمل کی خود ذمہ دار ہے، شوہر گنہگار نہیں، مگر ایسی نالائق عورت کو گھر میں رکھا ہی کیوں جائے؟

## کیا شوہر مجازی خدا ہوتا ہے؟

س...... ایک ہفت روزہ میں ''مسائل'' کے کالم میں ایک عورت نے لکھا ہے کہ: ''اس کا شوہر بدصورت ہونے کی وجہ سے اسے ناپسند ہے، لہٰذا اس شخص کے ساتھ رہنے میں لغزش ہوسکتی ہے، اور وہ خلع چاہتی ہے، جبکہ اس عورت کے والدین کہتے ہیں کہ شوہر کو بدصورت کہنا گناہ ہوتا ہے۔'' تو اسے جواباً بتایا گیا کہ: ''شوہر کو خدا سمجھ لینے کا تصوّر ہندو عورتوں کا ہے، ورنہ اسلام میں نکاح طرفین کی خوشی سے ہوتا ہے اور اگر وہ عورت چاہے تو لغزش سے بچنے کے لئے خلع لے سکتی ہے، کیونکہ نکاح کا مقصد ہی معاشرتی بُرائی سے بچنا ہے۔'' اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی شوہر کو مجازی خدا سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں نے اب تک اپنی اطاعت گزار بیوی پر خود کو مجازی خدا اور باحیثیت مرد حاکم سمجھ کر جو ظلم کئے ہیں کیا میں گنہگار رہا ہوں، یا اپنی لاعلمی کی وجہ سے بے قصور ہوں، یا مجھے اپنی بیوی سے معافی مانگنی ہوگی؟ کہ خدا مجھ کو معاف کردے یا میں حق پر ہوں اور یہ بات غلط ہے کہ شوہر کو مجازی خدا سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے، مگر نہ وہ حقیقی خدا ہے اور نہ مجازی خدا۔ حاکم کی حیثیت سے اسے بیوی پر ظلم و ستم توڑنے کی اجازت نہیں، نہ اس کی تحقیر و تذلیل ہی روا ہے۔ جو شوہر اپنی بیویوں پر زیادتی کرتے ہیں وہ بدترین قسم کے ظالم ہیں۔ آپ کو اپنی بیوی سے حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور جو ظلم و زیادتی کرچکے ہیں اس کی تلافی کرنی چاہئے۔ شوہر کو خدائی منصب پر فائز سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہو تو ہو اسلام کا طریقہ بہرحال نہیں۔ البتہ عورت کو اپنے شوہر کی عزّت و احترام کا یہاں تک حکم ہے کہ اس کا نام لے کر بھی نہ پکارے، اور اس کے کسی بھی جائز حکم کو مسترد نہ کرے، اور اگر شوہر سے عورت کا دِل نہ ملتا ہو، خواہ شوہر کی بدصورتی کی وجہ سے، خواہ اس کی بدخلقی کی وجہ سے، خواہ اس کی بددِینی کی وجہ سے، خواہ کسی اور وجہ سے، تو اس کو خلع لینے کی اجازت ہے۔

## نافرمان بیوی کا شرعی حکم

س...... ہمارے پڑوس میں ایک کنبہ آباد ہے، ویسے تو میاں بیوی میں تعلقات نہایت اچھے

تھے، میاں بے حد شریف ہے، ایک روز کسی بات پر بیوی نے ضد کی جو ناجائز قسم کی ضد تھی، میاں نے بہت صبر کیا مگر بیوی کی دوبارہ ضد پر میاں کو غصہ آگیا اور انہوں نے بیوی کو ایک تھپڑ ماردیا، بیوی نے اس پر میاں اور اس کے والدین کے لئے ''کنجر'' جیسا ناپاک لفظ استعمال کیا اور اپنے میکے چلی گئی۔ والدہ نے اس کے اس طرح آجانے پر ناراضگی کا اظہار کیا تو وہ پھر آگئی، مگر دونوں میں بات چیت نہیں ہے، اور نہ ہی بیوی میاں کو منانے کی کوشش کرتی ہے، واقعہ بالا پر قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی قیمتی رائے سے مستفید فرمائیں۔

ج...... منہ پر تھپڑ مارنے کی حدیث شریف میں بہت سخت ممانعت آئی ہے، اس لئے شوہر نے بڑی زیادتی کی، عورت کی بے جا ضد پر شوہر کو اس طرح مشتعل نہیں ہونا چاہئے، اور اس نیک بخت نے جو تھپڑ کا جواب گندی گالی سے دیا یہ اس سے بھی زیادہ بُری بات تھی۔ عورت کے لئے شوہر کی بے ادبی جائز نہیں اور گالی گلوچ تو گناہِ کبیرہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ''تین آدمی ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے، نہ کوئی اور نیکی، ان تین میں سے ایک وہ عورت ہے جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔'' ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''فرشتے ایسی عورت پر لعنت کرتے ہیں۔'' شوہر کو چاہئے کہ بیوی کی دِلجوئی کرے اور بیوی نے اگر جذبات میں نامناسب الفاظ کہہ دیئے تو اس کو اپنے میاں سے معافی مانگ لینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی توبہ کرنی چاہئے۔

## نافرمان بیوی سے معاملہ

س...... بیوی اگر نافرمان ہو اور زبان دراز ہو، شوہر کا کہنا نہ مانتی ہو تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟ میں قرآن شریف اور حدیث شریف کے مطابق عمل کرچکا ہوں، آخری صورت آپ بتادیں۔

ج...... اسے اوّلاً نرمی اور اخلاق سے سمجھایئے، اگر نہ سمجھے تو معمولی تنبیہ سے کام لیں، اور اگر اس پر بھی نہ سمجھے تو اختیار ہے کہ طلاق دے دیں۔

## حقوقِ زوجیت سے محروم رکھنے والی بیوی کی سزا

س...... اگر خاوند مسلسل نو، دس برس سے اپنی بیوی کے نان نفقہ اور جملہ اخراجات فراخ دِلی


فہرست

سے ادا کر رہا ہو اور بیوی نے اس سارے عرصے میں اپنے خاوند کو حقوقِ زوجیت سے محروم رکھا ہو تو اس کی شریعتِ محمدی میں کیا سزا ہے؟

ج…… ایسی عورت جو بغیر کسی صحیح عذر کے شوہر کے حقوق ادا نہ کرے، اس کے لئے دُنیا میں تو یہ سزا ہے کہ شوہر اس کو طلاق دے سکتا ہے، اور آخرت میں ایسی عورت رحمت سے محروم ہوگی۔

## والدہ کو تنگ کرنے والی بیوی سے کیا معاملہ کیا جائے؟

س…… میں نے چند سال قبل شادی کی اور شادی کے پہلے ہفتے ہی بیگم صاحبہ اور ساس صاحبہ نے ہاتھ دِکھانے شروع کردیئے، میری ماں بہت ہی عاجز ہے، میری بیوی نے اس کے ساتھ لڑنا شروع کردیا اور اس کے بعد گھر سے زیورات اور باقی سامان چوری کرکے میری والدہ کے ذمہ لگادیا جو کہ بعد میں میری بیوی اور اس کی والدہ سے برآمد ہوا۔ اس وجہ سے میں بھی دِلبرداشتہ ہوا اور وہ بھی گھر چھوڑ کر چلی گئی۔ اس کے ڈھائی سال بعد میں نے دُوسری شادی کرلی، جس سے ماشاء اللہ ایک بچہ بھی ہے، اس کے بعد برادری والوں نے پھر صلح صفائی کروادی، جب وہ واپس آئی تو پھر اس نے کچھ عرصہ بعد وہی لڑائی جھگڑا کھڑا کردیا جس کی وجہ سے مجھے دُوسری بیوی کو الگ کرنا پڑا، اب اس سے مجھے اولاد بھی کوئی نہیں ہے، وہ میری ماں کو بہت تنگ کرتی ہے یہاں تک کہ گالیاں دیتی ہے، اور اَب میں اس کو طلاق دینا چاہتا ہوں، اور میرے والد صاحب کہتے ہیں کہ طلاق نہ دو۔ کیا شرعی طور پر اس کو طلاق دُوں یا نہ دُوں؟ اور کیا اس میں والد صاحب کی نافرمانی تو نہیں ہوگی؟ یہ جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیں۔ یاد رہے کہ میری والدہ بس ہر وقت روتی رہتی ہیں۔

ج…… فقہاء نے یہ قاعدہ لکھا ہے کہ خدمت تو ماں کی مقدّم ہے اور حکم باپ کا مقدّم ہے، اگر آپ کے والد صاحب طلاق دینے سے مانع ہیں تو ان کا منشا بھی محض شفقت ہے، آپ والدہ کی تکلیف ان کی خدمت میں عرض کرکے ان سے طلاق دینے کی اجازت حاصل کرسکتے ہیں، یا مشورہ اور غور و فکر کے بعد والدہ کی تکلیف کا حل تلاش کرسکتے ہیں، مثلاً: اپنی اہلیہ کی رہائش کا بندوبست کرکے والدہ سے الگ کردیں۔ بہرحال جیسا کہ آپ نے لکھا ہے اگر آپ

کی بیوی اطاعت شعار نہیں تو آپ اسے طلاق دے کر گنہگار نہیں ہوں گے، اِن شاء اللہ۔

## آپ اپنے شوہر کے ساتھ الگ گھر لے کر رہیں

س…… میں آپ کا کالم اخبار ''جنگ'' جمعہ ایڈیشن میں پابندی سے پڑھتی ہوں، اور آپ کے جواب سے بے حد متأثر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ میری شادی کو ڈھائی سال ہوگئے ہیں، اس عرصے میں میرے سسرال والوں سے میری معمولی معمولی بات میں نہیں بنتی، ان لوگوں نے مجھے کبھی پیار محبت سے نہیں دیکھا اور میری بیٹی کے ساتھ بھی وہ لوگ بہت تنگ مزاج ہیں، بات بات پر طنز کرنا، کھانے کے لئے جھگڑا کرنا، کاروبار ہمارے یہاں مل کر کرتے ہیں اور تمام محنت میرے شوہر ہی کرتے ہیں، الحمدللہ ہمارے یہاں رزق میں بے حد برکت ہے۔ ڈھائی سال کے عرصے میں، میں کئی بار اپنی والدہ کے یہاں آگئی، اور ان لوگوں کے کہنے پر کہ اب کوئی جھگڑا نہیں ہوگا، بڑوں کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے والدین کا کہنا مانتے ہوئے میں معافی مانگ کر دوبارہ چلی جاتی۔ تھوڑے عرصے تک ٹھیک رہتا پھر وہی حال۔ اس بار بھی میرے شوہر اور ان کے والد میں معمولی بات پر جھگڑا ہوگیا اور میں مع شوہر اپنی والدہ کے یہاں ہوں۔ میرے شوہر اور میں دونوں چاہتے ہیں کہ ماں باپ کی دُعاؤں اور پیار محبت سے الگ مکان لے لیں، کاروبار سے الگ نہ ہوں، اس لئے کہ ماں باپ کی خدمت بھی ہو، وہ لوگ دوبارہ بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہم کچھ نہیں کہیں گے، جیسے پہلے کہتے تھے۔ آپ بتائیے کہ جب گھر میں روز جھگڑا ہو تو برکت کہاں سے رہے گی؟ آپ ہمیں مشورہ دیں کہ کیا ہم الگ مکان لے لیں؟ ان مسائل کا حل بتائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اَجر دے گا اور میں تازندگی دُعا دیتی رہوں گی، میں بے حد دُکھی ہوں۔

ج…… آپ کا خط غور سے پڑھا، ساس، بہو کا تنازع تو ہمیشہ سے پریشان کن رہا ہے اور جہاں تک تجربات کا تعلق ہے اس میں قصور عموماً کسی ایک طرف کا نہیں ہوتا بلکہ دونوں طرف کا ہوتا ہے۔ ساس، بہو کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر تنقید کیا کرتی اور ناک بھوں چڑھایا کرتی ہے، اور بہو جو اپنے میکے میں ناز پروردہ ہوتی ہے، ساس کی مشفقانہ نصیحت کو بھی اپنی توہین تصوّر کرتی ہے، یہ دوطرفہ نازک مزاجی مستقل جنگ کا اکھاڑہ بن جاتی ہے۔

آپ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر آپ اتنی ہمت اور حوصلہ رکھتی ہیں کہ اپنی خوش دامن کی ہر بات برداشت کرسکیں، ان کی ہر نازک مزاجی کا خندہ پیشانی سے استقبال کرسکیں اوران کی کسی بات پر ''ہوں'' کہنا بھی گناہ سمجھیں تو آپ ضروران کے پاس دوبارہ چلی جائیں، اور یہ آپ کی دُنیاوآخرت کی سعادت ونیک بختی ہوگی۔ اس ہمت وحوصلے اورصبر و استقلال کے ساتھ اپنے شوہر کے بزرگ والدین کی خدمت کرنا آپ کے مستقبل کو لائقِ رشک بنادے گا اوراس کی برکتوں کا مشاہدہ ہر شخص کھلی آنکھوں سے کرے گا۔

اور اگر اتنی ہمت اور حوصلہ آپ اپنے اندر نہیں پاتیں کہ اپنی رائے اور اپنی ''انا'' کو ان کے سامنے یکسر مٹاڈالیں تو پھر آپ کے حق میں بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ الگ مکان میں رہا کریں۔ لیکن شوہر کے والدین سے قطع تعلق کی نیت نہ ہونی چاہئے، بلکہ یہ نیت کرنی چاہئے کہ ہمارے ایک ساتھ رہنے سے والدین کو جو اذیت ہوتی ہے اور ہم سے ان کی جو بے ادبی ہوجاتی ہے، اس سے بچنا مقصود ہے۔ الغرض اپنے کو قصوروار سمجھ کر الگ ہونا چاہئے، والدین کو قصوروار ٹھہرا کر نہیں، اور الگ ہونے کے بعد بھی ان کی مالی وبدنی خدمت کو سعادت سمجھا جائے، اپنے شوہر کے ساتھ میکے میں رہائش اختیار کرنا موزوں نہیں، اس میں شوہر کے والدین کی سبکی ہے۔ ہاں! الگ رہائش اور اپنا کاروبار کرنے میں میکے والوں کا تعاون حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

میں نے آپ کی اُلجھن کے حل کی ساری صورتیں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں، آپ اپنے حالات کے مطابق جس کو چاہیں اختیار کرسکتی ہیں، آپ کی وجہ سے آپ کے شوہر کا اپنے والدین سے رنجیدہ وکبیدہ اور برگشتہ ہونا ان کے لئے بھی وبال کا موجب ہوگا اور آپ کے لئے بھی۔ اس لئے آپ کی ہر ممکن کوشش یہ ہونی چاہئے کہ آپ کے شوہر کے تعلقات ان کے والدین سے زیادہ سے زیادہ خوشگوار رہیں، اور وہ ان کے زیادہ سے زیادہ اطاعت شعار ہوں، کیونکہ والدین کی خدمت واطاعت ہی دُنیاوآخرت میں کلیدِ کامیابی ہے۔

## اولاد اور بیویوں کے درمیان برابری

س…… ایک آدمی نے ایک شادی کی، اس بیوی سے اس کے تین بچے ہوئے، اس کے بعد

اس نے دوبارہ شادی کی اور دُوسری بیوی سے بھی اتنے ہی بچے ہوئے، اپنے پہلے بچوں کی نسبت دُوسرے بچوں کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے پہلے بچوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا، تمام اسلامی احکام کو پورا کرتا ہے اور بچوں کو برابر نہیں دیکھتا اور بیویوں کو بھی برابر نہیں دیکھتا، اس کے لئے کیا حکم ہے اور قیامت کے دن اس کی سزا کیا ہے؟

ج...... دونوں بیویوں اور ان کی اولاد کے درمیان عدل اور برابری کرنا فرض ہے، حدیث میں ارشاد ہے کہ:

**"عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: اذا كانت عند الرجل امرأتان فلم يعدل بينهما جاء يوم القيامة وشقه ساقط. رواه الترمذی وأبوداؤد والنسائی وابن ماجة والدارمی."**

(مشکوٰۃ ص:۲۷۹)

ترجمہ:...... "جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری کا برتاؤ نہ کرے تو قیامت کے دن ایسی حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔"

البتہ اگر دونوں بیویوں کے حقوق برابر ادا کرے اور ان میں سے کسی کو نظرانداز نہ کرے مگر قلبی تعلق ایک کے ساتھ زیادہ ہو تو یہ غیراختیاری بات ہے، اس پر اس کی گرفت نہیں ہوگی۔ اسی طرح اولاد کے ساتھ برابر کا برتاؤ ضروری ہے، لیکن محبت کم و بیش ہوسکتی ہے، جو غیراختیاری چیز ہے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے اختیار کی حد تک دونوں بیویوں کے درمیان، ان کی اولاد کے درمیان فرق کرنا، ایک کو نوازنا اور دُوسری کو نظرانداز کرنا حرام ہے، لیکن قلبی تعلق میں برابری لازم نہیں۔

## کیا مرد اپنی بیوی کو زبردستی اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟

س...... کیا شوہر اپنی بیوی کو زبردستی اپنے پاس رکھ سکتا ہے جبکہ بیوی رہنے کو تیار نہ ہو؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ بیوی اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، شوہر اسے جبراً رکھے ہوئے ہے،

ایسے مردوں کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟

ج…… نکاح سے مقصود ہی یہ ہے کہ میاں بیوی ساتھ رہیں، اس لئے شوہر کا بیوی کو اپنے پاس رکھنا تقاضائے عقل و فطرت ہے، اگر بیوی اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اس سے علیحدگی کرالے۔

## دُوسری بیوی سے نکاح کرکے ایک کے حقوق ادا نہ کرنا

س…… ایک میری چچی جان ہے جو کہ بہت غریب ہے اور اس کا جو شوہر تھا اس نے دُوسری شادی کرلی ہے، وہ شوہر اپنی پہلی بیوی یعنی میری چچی کو کچھ بھی نہیں دیتا، میری عرض یہ ہے کہ یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط ہے؟

ج…… آپ کے چچا کو حقوق کا ادا کرنا فرض ہے، جس شخص کی دو بیویاں ہوں، اس کے ذمہ دونوں کے درمیان عدل کرنا لازم ہے۔

## دو بیویوں کے درمیان برابری کا طریقہ

س…… کوئی شخص جس کی دو بیویاں ہوں، وہ دونوں کے اخراجات بھی پورے کرتا ہو تو کیا دونوں کو وقت بھی برابر دینا ضروری ہے اور سیر و سیاحت میں بھی برابری لازمی ہے؟

ج…… جس شخص کی دو بیویاں ہوں اس پر تین چیزوں میں دونوں کو برابر رکھنا واجب ہے، ایک یہ کہ دونوں کو برابر کا خرچ دے، اگر ایک کو کم اور ایک کو زیادہ دیتا ہے تو خیانت کا مرتکب ہوگا۔ دُوسرے یہ کہ شب باشی میں برابری کرے، یعنی اگر ایک رات ایک کے پاس رہتا ہے تو دُوسری رات دُوسری کے پاس رہے، البتہ یہ جائز ہے کہ باری دو دو، تین تین دن کی رکھ لے، بہرحال جتنی راتیں ایک کے پاس رہا، اتنی ہی دُوسری کے پاس رہنا ضروری ہے۔ تیسرے یہ کہ برتاؤ اور معاملات میں بھی دونوں کو ترازو کی تول برابر رکھے، ایک سے اچھا اور دُوسری سے بُرا برتاؤ کیا تو سرکاری مجرم ہوگا اور حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

”عن أبی ہریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل بینهما جاء یوم القیامة وشقه ساقط. رواه


فہرست

التر مذی و أبوداوٗد والنسائی وابن ماجة والدارمی.“

(مشکوٰۃ ص:۲۷۹)

ترجمہ:......”جوشوہر دو بیویوں کے درمیان برابری نہ کرے وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوگا کہ اس کا ایک پہلو خشک اور مفلوج ہوگا۔“

اور شوہر اگر سفر پر جائے تو کسی ایک کو ساتھ لے جاسکتا ہے، مگر دونوں کے درمیان قرعہ ڈال لینا بہتر ہے، جس کا قرعہ نکل جائے اس کو ساتھ لے جائے۔

## ایک بیوی اگر اپنے حق سے دستبردار ہوجائے تو برابری لازم نہیں

س...... مسلمان کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے میں سب کے ساتھ یکساں سلوک فرض ہے، لہٰذا ایک شخص پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دُوسری سے نکاح کرنا چاہتا ہے لیکن وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ دونوں کے ساتھ برابری کا سلوک نہیں کرسکتا، اس لئے پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس صورت میں اگر پہلی بیوی برابری کے حقوق سے دستبردار ہوکر شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو کیا پھر بھی مرد پر دونوں بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا فرض ہے؟

ج...... جب بیوی نے اپنا حق معاف کردیا تو برابری بھی واجب نہ رہی، اس کے باوجود جہاں تک ممکن ہو عدل وانصاف کی رعایت رکھے۔

## بیوی کے حقوق ادا نہ کرسکے تو شادی جائز نہیں

س...... آج کل ہمارے معاشرے میں شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کرنے کا بڑا رواج ہے، ایک نوجوان شادی سے پہلے جنسی تعلقات (ہم جنس یا عورت کے ساتھ) قائم کرتا ہے اور وہ نوجوان ان جنسی تعلقات میں اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ وہ شادی کرنے کے قابل نہیں رہتا، اور اس طرح وہ شادی کے بعد اپنی بیوی کو وہ کچھ نہیں دے سکتا جو کچھ اسے دینے کا حق ہے، کیا ایسا شخص شادی کرسکتا ہے؟ کیا اسلام میں یہ بات جائز ہے یا نہیں؟ تفصیل سے بتائیں۔

ج……جو شخص بیوی کے حقوق ادا نہیں کرسکتا اس کے لئے خواہ مخواہ ایک عورت کو قید میں رکھنا جائز نہیں، بلکہ حرام ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اس کو چاہئے کہ اس عفیفہ کو طلاق دے کر فارغ کردے، اور اگر وہ طلاق نہ دے تو خاندان اور محلے کے شرفاء سے کہا جائے کہ وہ طلاق دلوائیں۔ اگر وہ اس پر بھی نہ مانے تو لڑکی عدالت میں استغاثہ کرسکتی ہے، عدالت شوہر کو ایک سال کی علاج کے لئے مہلت دے، اگر وہ اس عرصے میں بیوی کے لائق ہوجائے تو ٹھیک ہے، ورنہ عدالت اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے، اگر وہ عدالت کے کہنے پر بھی طلاق نہ دے تو عدالت اَزخود فسخِ نکاح کا فیصلہ کردے۔

# کن چیزوں سے نکاح نہیں ٹوٹتا؟

## شوہر بیوی کے حقوق نہ ادا کرے تو نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن چاہئے کہ طلاق دے دے

س……ہمارے ایک عزیز ہیں جو کہ عرصہ ۶ سال سے کسی بیماری کی وجہ سے اپنی بیوی کے حقوق کی طرف توجہ بالکل نہیں دے رہے۔ تقریباً ۶ سال سے زیادہ ہوگئے ہیں، کئی رشتہ دار کہتے ہیں کہ ان کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ ان کی بیوی شرم و حیا کی وجہ سے کچھ نہیں بولتی۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اس بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ کیا وہ میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں؟

ج……اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا، لیکن جو شخص بیوی کے حقوق ادا نہیں کرسکتا اس کے لئے اس عفیفہ کو قید رکھنا ظلم ہے، اس لئے اگر بیوی اس شخص سے آزادی چاہتی ہو تو بیوی کے خاندان کے لوگوں کو چاہئے کہ شرفاء کے ذریعہ شوہر سے کہلائیں کہ اگر وہ بیوی کے حقوق ادا نہیں کرسکتا تو اسے طلاق دے دے۔

## شوہر کے پاگل ہونے سے نکاح ختم نہیں ہوتا

س…… میں نے ایک ایسی عاقل و بالغ عورت سے آج سے تقریباً ۳۰ سال پہلے جائز طور پر نکاح کیا جس کا پہلا شوہر اپنا ہوش و حواس کھو چکا تھا، اور وہ عورت بے سہارا تھی۔ اس لئے جب وہ شخص پاگل خانے میں داخل کرادیا گیا تو میں نے اس عورت کے ساتھ گواہوں کی حاضری میں نکاح کرلیا۔ لیکن اب تیس سال بعد مجھے لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ میں نے غلط نکاح کیا ہے اور وہ شخص جو پاگل ہوچکا تھا اب واپس آگیا ہے۔ آپ حدیث و فقہ کی روشنی میں جواب دیں کہ میرا نکاح جائز تھا یا نہیں؟ آپ کی عین نوازش ہوگی اور سائل کو دِلی سکون حاصل ہوگا۔

ج…… محض شوہر کے پاگل ہوجانے سے نکاح نہیں ٹوٹ جاتا، البتہ اگر عورت کی درخواست پر عدالت فسخِ نکاح کا فیصلہ کردے تو خاص شرائط کے ساتھ فیصلہ صحیح ہوسکتا ہے، اور عورت عدّت گزار کر دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ آپ نے پاگل کی بیوی سے بطورِ خود جو نکاح کرلیا تھا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، آپ کو اس سے فوراً علیحدگی اختیار کرلینی چاہئے اور اس غلط روی پر دونوں کو توبہ بھی کرنی چاہئے، یہ عورت پہلے شوہر کے نکاح میں ہے، اس سے طلاق لینے اور عدّت گزارنے کے بعد دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

## گناہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا

س…… ہم نے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص گانا سنتے وقت گانے سے لذّت حاصل کرے یعنی حالتِ بے خودی میں جھومنا یا لہرانا شروع کردے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج…… گناہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر کوئی شخص کسی حرامِ قطعی کو حلال کہے تو اس سے وہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

## کیا ڈانس کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

س…… ہمارے علاقے میں یہ بات عام ہے کہ اگر کسی شادی شدہ عورت نے کسی شادی

میں ڈانس کیا تو اس کا نکاح ٹوٹ گیا، جبکہ شادی اپنے خاندان کے کسی لڑکے کی ہو۔ اگر واقعی نکاح ٹوٹ گیا تو میاں بیوی کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… شادی میں ڈانس کرنے سے نکاح تو نہیں ٹوٹتا، مگر یہ فعل حرام ہے، اور گناہ کا باعث بھی، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

## بیوی کو بہن کہہ دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

س…… غلطی سے اور اَز راہِ مذاق بیوی کو بہن کہہ دینے سے نکاح کی شرعی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟

ج…… بیوی کو بہن کہہ دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، مگر ایسے بیہودہ الفاظ بکنا ناجائز ہے۔

## بیوی اگر خاوند کو بھائی کہہ دے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

س…… ایک دن میں اور میری بیوی دونوں باتیں کر رہے تھے کہ میری بیوی نے غلطی سے مجھے بھائی کہہ دیا، ہمارا نکاح تو نہیں ٹوٹا؟

ج…… اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

## اولاد سے گفتگو میں بیوی کو ''اَمی'' کہنا

س…… اکثر لوگوں کی یہ عادت دیکھنے میں آتی ہے جب بچہ اپنے باپ سے کسی چیز کا تقاضا کرتا ہے تو باپ بچے سے کہتا ہے: ''جاؤ بیٹا! اَمی سے لے لو'' یا یوں بھی کہا جاتا ہے کہ: ''بیٹے! اپنی اَمی کے پاس جاؤ''، ''بیٹے! اَمی کہاں ہیں؟'' جبکہ بیوی کو ماں کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، تو کیا اس قسم کے الفاظ بولنا دُرست ہے؟

ج…… اس سے بچے کی اَمی مراد ہوتی ہے، اپنی نہیں، اور بیوی کو ''اَمی'' کہنا جائز نہیں، لیکن ایسا کہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

## اپنے کو بیوی کا والد ظاہر کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

س…… زید نے سرکاری پلاٹ حاصل کرنے کی نیت سے اپنی بیوی کو اس کے حقیقی ماموں کی بیوہ ظاہر کیا اور خود کو اپنی بیوی کا والد، کیونکہ زید کی عمر اپنی بیوی کے والد جتنی ہے، اسی طرح

زید نے حکومت سے پلاٹ حاصل کرکے اس کو فروخت کردیا، اب مندرجہ ذیل اُمور کی وضاحت مطلوب ہے:

الف:……کیا ان حالات میں زید کا اپنی بیوی سے نکاح برقرار ہے؟

ب:……کیا تجدیدِ نکاح کی ضرورت ہے؟

ج:……اس ناپسندیدہ طریقے سے حاصل کردہ رقم جائز ہے یا ناجائز؟

د:……شرعی اور فقہی نقطۂ نگاہ سے زید کا یہ فعل کیسا ہے؟ جبکہ زید حاجی اور بظاہر مذہبی بھی ہے؟

ج…… یہ تو ظاہر ہے کہ زید جھوٹ اور جعل سازی کا مرتکب ہوا، اور ایسے غلط طریقے سے حاصل کردہ رقم جائز نہیں ہوگی، لیکن اس کے اس فعل سے نکاح نہیں ٹوٹا، اس لئے تجدیدِ نکاح کی ضرورت نہیں۔

## بیوی کو ''بیٹی'' کہہ کر پکارنا

س……کوئی شوہر اپنی بیوی کو ارادی یا غیرارادی طور پر بار بار ''بیٹی'' کہہ کر پکارے تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا قائم رہتا ہے؟

ج……اس سے نکاح تو نہیں ٹوٹتا، مگر بڑی لغو حرکت ہے۔

## سالی کے ساتھ زنا کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

س……اگر کسی شخص نے اپنی سالی یعنی بیوی کی سگی بہن کے ساتھ قصداً زنا کیا ہو تو اس سے اس کے نکاح پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اگر نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو تجدید کیسے ہوگی؟ سزا یا کفارہ کیا ہے؟

ج……سالی کے ساتھ منہ کالا کرنے سے بیوی کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔

## لڑکی کا نکاح کے بعد کسی دُوسرے مرد سے محوِ خواب ہونا

س……اگر لڑکی نکاح ہونے کے بعد کسی دُوسرے مرد سے محوِ خواب ہو تو کیا اس کا نکاح برقرار رہے گا؟

ج…… عورت کا کسی کے ساتھ منہ کالا کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، اس لئے نکاح باقی ہے۔

## بیوی کا دُودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

س…… ایک شخص کی شادی ہوئی ہے، اس کے دو بچے بھی ہیں، اگر وہ کسی وقت بھی جوش میں آکر اپنی بیگم کا دُودھ منہ میں لے لیتا ہے، دُودھ پیتا نہیں ہے، یا یہ کہ دُودھ ہے ہی نہیں تو اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ آیا اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟ اس شخص کو یہ بھی معلوم نہیں کہ آیا اس کے نکاح میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو گنہگار ہوا یا نہیں؟ براہِ کرم تفصیل سے حل فرمادیں۔

ج…… بیوی کا دُودھ پینا حرام ہے، مگر اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا، کیونکہ دُودھ کی وجہ سے جو حرمت پیدا ہوتی ہے، اس کے لئے یہ شرط ہے کہ بچے نے دُودھ دو، ڈھائی سال کی عمر کے اندر پیا ہو، بعد میں پیئے ہوئے دُودھ سے حرمت پیدا نہیں ہوتی۔

## ناجائز حمل والی عورت کے نکاح میں شریک ہونے والوں کا حکم

س…… ایک لڑکی ہے جس نے غیر شرعی کام (زنا) کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی، اس معاملے کا علم صرف اس کی والدہ کو ہے اور کسی کو بھی نہیں۔ اس کی والدہ نے اس کی شادی کردی جبکہ نہ تو لڑکی کے والد کو علم اور نہ ہی لڑکے والوں کو علم ہے، مگر شادی کے بعد لڑکے والوں کو علم ہوگیا، انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، لوگوں کا کہنا ہے کہ اس شادی میں جو بھی شریک ہوا، خواہ وہ لڑکے والوں کی طرف سے یا لڑکی والوں کی طرف سے ان سب کا نکاح ٹوٹ گیا، وہ اپنا نکاح دوبارہ پڑھوائیں۔ کیا ان سب کا نکاح ٹوٹ گیا؟ اور وہ اپنا نکاح دوبارہ پڑھوائیں؟

ج…… جس لڑکی کو ناجائز حمل ہو، حمل کی حالت میں بھی اس کا نکاح صحیح ہے، اس لئے اس کے نکاح میں شرکت کرنے سے کسی کا نکاح نہیں ٹوٹا۔

## کیا داڑھی کا مذاق اُڑانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

س…… کیا داڑھی کا مذاق اُڑانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

ج…… جی ہاں! داڑھی اسلام کا شعار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ واجبہ ہے، اور


فہرست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت اور اسلام کے کسی شعار کا مذاق اُڑانا کفر ہے، اس لئے میاں بیوی میں سے جس نے بھی داڑھی کا مذاق اُڑایا وہ ایمان سے خارج ہوگیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اس کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے، اپنے ایمان کی تجدید کرے اور دوبارہ نکاح کرے۔

## میاں بیوی کے الگ رہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

س…… میرے ایک عزیز سات سال سے غیر ملک میں آباد ہیں، ان کی بیوی پاکستان میں ہے، ایک سال ہوا پاکستان آئے تھے، مگر ناراضگی کی وجہ سے بیوی سے ملاقات نہیں کی، یعنی سات سال سے بیوی کی شکل نہیں دیکھی۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ دونوں میاں بیوی کا نکاح فسخ تو نہیں ہوا؟

ج…… میاں بیوی کے الگ رہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، اس لئے اگر شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ دونوں بدستور میاں بیوی ہیں۔

## ''میں کافر ہوں'' کہنے سے نکاح پر کیا اثر ہوگا؟

س…… عشاء کی نماز سے واپس لوٹا تو دیکھا کہ بیوی بستر پر لیٹی ہوئی ہے، میں نے اس خیال سے کہ بیوی بغیر عشاء کی نماز کے سوگئی ہے، ذرا غصّے کے انداز میں کہا کہ: ''تم نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی؟'' چونکہ وہ پہلے ہی کسی بات پر ناراض ہوکر لیٹی تھی اس لئے اس نے غصّے میں جواب دیا کہ: ''میں کافر ہوں''، جس کا مطلب لہجے سے یہ نکلتا تھا کہ ''کیا میں کافر تو نہیں!'' بہرحال اس وقت اس نے نماز ادا نہیں کی، صبح اُٹھ کر اس نے خودبخود صبح کی نماز ادا کی اور کہا کہ: ''سختی کے انداز میں نماز کی دعوت کیوں دیتے ہو؟'' سوال یہ ہے کہ وہ اس جملے سے کافر تو نہیں ہوگئی؟ اور تجدیدِ نکاح کی ضرورت تو نہیں؟

ج…… ''میں کافر ہوں'' کا فقرہ اگر بطور سوال کے تھا جیسا کہ آپ نے تشریح کی ہے، یعنی ''کیا میں کافر ہوں'' مطلب یہ کہ ہرگز نہیں۔ تو اس صورت میں ایمان میں فرق نہیں آیا، نہ تجدیدِ نکاح کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر غصّے میں یہ مطلب تھا کہ: ''میں کافر ہوں اور تم مجھے نماز کے لئے نہ کہو'' تو ایمان جاتا رہا اور نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔

## دُوسری شادی کے لئے جھوٹ بولنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

س...... فضل احمد نکاحِ ثانی کرنا چاہتا ہے، مگر پہلی بیوی اجازت نہیں دیتی، ہندہ کو بیوی بناکر یونین کونسل میں پیش کردیا، ہندہ نے یونین کونسل میں کہا کہ یہ میرا خاوند ہے میں اس کو دُوسری شادی کی اجازت دیتی ہوں۔ اب دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ ہندہ جو عدالت یعنی یونین کونسل میں فضل احمد کی جھوٹی بیوی بنی تھی، اپنی لڑکی کا نکاح فضل احمد کے ساتھ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور ہندہ کا اپنا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

ج...... ہندہ اور فضل احمد جھوٹ جیسے گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، مگر وہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے سچ مچ میاں بیوی نہیں بن گئے، اس لئے ہندہ کی بیٹی سے فضل احمد کا نکاح جائز ہے۔

## بیوی کا دُودھ پینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن پینا حرام ہے

س...... ''جنگ'' کے جمعہ ایڈیشن میں آپ سے ایک سوال پوچھا گیا کہ: ''ایک شوہر نے لاعلمی میں اپنی بیوی کے نکالے ہوئے دُودھ کی چائے بنائی اور سب نے پی لی تو ایک صاحب نے فتویٰ دیا کہ میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔'' اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ: ''عورت کے دُودھ سے حرمت جب ثابت ہوتی ہے جبکہ بچے نے دو سال کی عمر کے اندر اس کا دُودھ پیا ہو، بڑی عمر کے آدمی کے لئے دُودھ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، نہ عورت رضاعی ماں بنتی ہے، لہٰذا ان دونوں کا نکاح بدستور قائم ہے، اس عالم صاحب نے مسئلہ قطعاً غلط بتایا ہے، ان دونوں کا نکاح نہیں ٹوٹا۔'' ہم نے ایک ہینڈبل دیکھا ہے جس میں آپ کے اس جواب کا مذاق اُڑایا گیا ہے اور یہ تأثر دیا گیا ہے کہ آپ نے عورت کے دُودھ کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے، اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ج...... ہینڈبل میں جو تأثر دیا گیا ہے وہ غلط ہے، عورت کے دُودھ کا استعمال کسی کے لئے بھی حلال نہیں، حتیٰ کہ دُودھ پینے کی مدّت کے بعد خود اس بچے کو بھی اس کی ماں کا دُودھ پلانا حرام ہے۔ میں نے جو مسئلہ لکھا تھا وہ یہ ہے کہ اگر عورت کا دُودھ پینے سے عورت اس بچے

کی جو ماں بن جاتی ہے اور اس دُودھ سے بھی وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں، یہ حرمت صرف مدّتِ رضاعت کے اندر ثابت ہوتی ہے، بڑی عمر کا آدمی اگر خدانخواستہ جان بوجھ کر یا غلطی سے عورت کا دُودھ پی لے تو رضاعت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر غلطی سے شوہر نے اپنی بیوی کا دُودھ پی لیا (جیسی غلطی کہ سوال میں ذکر کی گئی تھی) تو اس سے نکاح نہیں ٹوٹا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوی کا دُودھ پینا حلال ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقل مند آدمی میرے جواب کا یہ مطلب بھی سمجھ سکتا ہے جو آپ کے ذکر کردہ ہینڈبل میں ذکر کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ بیوی کا دُودھ پینا حرام ہے، مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

## ایک دُوسرے کا جھوٹا پینے سے نہ بہن بھائی بن سکتے ہیں اور نہ نکاح ٹوٹتا ہے

س…… ایک ہی ماں کا دُودھ پینے والوں کو تو دُودھ شریک کہتے ہیں، لیکن یہاں کچھ لوگوں کو یوں بھی کہتے سنا ہے کہ میاں بیوی ایک ہی پیالے میں ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ پی لیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے، کیا لڑکا لڑکی دُودھ شریک بہن بھائی بن جاتے ہیں؟

ج…… جس دُودھ کے پینے سے نکاح حرام ہوتا ہے وہ ہے جو بچے کو دو سال کی عمر کے اندر پلایا جائے، بڑی عمر کے دو آدمیوں کے درمیان حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے عوام کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میاں بیوی کے ایک دُوسرے کا جھوٹا کھانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

## میاں بیوی کے تین چار ماہ الگ رہنے سے نکاح فاسد نہیں ہوا

س…… ایک لڑکی کا بچپن یعنی ۷ سال کی عمر میں نکاح ہوا تھا، اب اس نکاح کو ہوئے ۱۶ سال گزر چکے ہیں، لڑکی کو بالغ ہوئے بھی ۸-۹ سال ہوگئے ہیں اور لڑکی ابھی تک اپنے خاوند کے گھر نہیں گئی، گھریلو چند وجوہات کی بنا پر ناچاقی ہوگئی تھی جس پر برادری کے بزرگوں نے لڑکی کے ماں باپ کو رضامند کیا کہ لڑکی کو لڑکے کے ساتھ اس کے سسرال بھیج دیں، جب لڑکی کو تیار کر کے لڑکے کے ساتھ بھیجنے لگتے تو لڑکا اور اس کا باپ لڑکی کو چھوڑ کر

چلے جاتے، یہ واقعہ تین مرتبہ ہوا جس پر لڑکی نے جانے سے انکار کردیا۔ لڑکی کے گھر والوں نے دو کونسلروں کے ذریعے نوٹس بھجوائے جس کا لڑکے اور اس کے گھر والوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہم نے کئی مولانا صاحبان سے معلومات کیں جس پر کچھ مولانا حضرات نے کہا کہ اگر میاں بیوی شریعت کے طور پر تین یا چار ماہ نہ ملیں تو نکاح فاسد ہوجاتا ہے۔

ج...... میاں بیوی کے تین چار مہینے الگ رہنے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا، جب تک کہ طلاق نہ دی جائے۔ آپ کے مسئلے میں جب لڑکا اور لڑکی دونوں آباد ہونے کے لئے تیار نہیں تو لڑکے کا فرض ہے کہ وہ اس کو طلاق دے کر الگ کردے، اس غریب کو بلاوجہ قیدِ نکاح میں رکھنا ناجائز اور گناہ ہے، اور برادری کے بزرگوں کو بھی چاہئے کہ لڑکے کو طلاق دینے پر مجبور کریں۔

## میاں بیوی کے علیحدہ رہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا جب تک شوہر طلاق نہ دے

س...... خودبخود نکاح ٹوٹنے یا ختم ہوجانے کی کون کون سی صورتیں ہیں؟ کیا ان صورتوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر کوئی عورت شوہر سے ایک طویل مدّت یعنی ۴-۵ سال یا اس سے بھی زیادہ کے لئے علیحدگی اختیار کئے رکھے؟ شوہر کے سمجھانے بجھانے کے باوجود بھی اس کے گھر نہ آئے، شوہر اس کی کفالت بھی نہ کرے اور اس دوران خط سے بھی رابطہ نہ رہے تو کیا نکاح کو ختم سمجھ لیا جائے گا؟ یا نکاح اب بھی برقرار تصوّر ہوگا؟

ج...... اگر شوہر نے طلاق نہیں دی تو میاں بیوی کے الگ الگ رہنے سے نکاح ختم نہیں ہوتا۔

## چار سال غائب رہنے والے شوہر کا نکاح نہیں ٹوٹا

س...... میرے بڑے بھائی کو لاپتہ ہوئے تقریباً چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے، جس کی وجہ سے ہم کافی پریشان ہیں، جبکہ بھابھی چار سال سے میکے میں ہیں، کیا ان چار سالوں میں نکاح ٹوٹ گیا ہے؟ اور کیا میری بھابھی دُوسرا نکاح کرسکتی ہیں؟

ج...... اس سے نکاح نہیں ٹوٹا، نہ آپ کی بھابھی دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ عورت مسلمان عدالت سے رُجوع کرے، اپنے نکاح کا اور شوہر کی گمشدگی کا ثبوت


فہرست

شہادت سے پیش کرے، عدالت اس کو چار سال تک انتظار کرنے کی مہلت دے، اور اس عرصے میں عدالت اس کے شوہر کی تلاش کرائے، اگر اس عرصے میں اس کے شوہر کا پتہ نہ چل سکے تو عدالت اس کی موت کا فیصلہ کردے گی۔ اس فیصلے کے بعد عورت اپنے شوہر کی وفات کی عدّت (۱۳۰ دن) گزارے، عدّت ختم ہونے کے بعد عورت دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

نوٹ:...... عدالت اگر محسوس کرے کہ چار سال مزید انتظار کرنے کی ضرورت نہیں، تو اس سے کم مدّت بھی مقرّر کرسکتی ہے (یا حالات کے پیشِ نظر بغیر مزید انتظار کے بھی شوہر کی موت کا فیصلہ کرسکتی ہے)، بہرحال جب تک عدالت اس کے شوہر کی موت کا فیصلہ نہیں کردیتی، اور اس فیصلے کے بعد عورت ۱۳۰ دن کی عدّت نہیں گزار لیتی تب تک دُوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔

## اپنے شوہر کو قصداً بھائی کہنے سے نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑتا

س...... کوئی شادی شدہ لڑکی، جس کے دو بچے بھی ہیں، اپنے شوہر کو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اگر "بھائی" کہے اور یہ کہے کہ: "میں طلاق چاہتی ہوں، اس سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے"، تو کیا نکاح باقی رہے گا؟ جبکہ لڑکی کسی بھی صورت میں اپنے سسرال جانے کو تیار نہیں ہے۔

ج...... لڑکی کے ان الفاظ سے تو طلاق نہیں ہوگی، جب تک کہ شوہر اس کو طلاق نہ دے، اگر وہ اپنے شوہر کے یہاں نہیں جانا چاہتی تو خلع لے سکتی ہے۔

## دُوسرے کی بیوی کو اپنی ظاہر کیا تو نکاح پر کوئی اثر نہیں

س...... منظور اور سلیم آپس میں دوست ہیں، دونوں سعودی عرب میں کافی عرصے سے مقیم ہیں، منظور کی بیوی کا اِقامہ نہیں ہے، اور سلیم کی بیوی کا اِقامہ ہے۔ سلیم اپنی بیوی کو مکہ مکرّمہ عمرہ کے لئے لے جانا چاہتا ہے، راستے میں پولیس چوکی کی وجہ سے منظور اپنے دوست سلیم کے پاس جاتا ہے کہ بھائی آپ کی بیوی کا اِقامہ ہے لہٰذا آپ، میں اور میری بیوی عمرہ کرنے کے لئے چلیں۔ سلیم، منظور کو مع اس کی بیوی کے اپنی گاڑی میں مکہ مکرّمہ لے جاتا ہے، راستے میں جب چوکی کے قریب پہنچتے ہیں تو منظور اپنی بیوی کو اِحرام کی حالت میں

پردے کا حکم دیتا ہے، پولیس والا منظور کی بیوی کے متعلق کہتا ہے کہ اس کا اِقامہ کہاں ہے؟ تو سلیم چوکی پار کرنے کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ: ''یہ میری بیوی ہے''۔ اب مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ اصل میں بیوی تو تھی منظور کی، اب منظور کی بیوی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اِحرام کی حالت میں جو پردے کا حکم دیا گیا اس پر دَم بھی واجب ہوگا یا نہیں؟

ج…… اس سے نکاح پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا، البتہ جھوٹ کا گناہ ہوگا اور وہ بھی اِحرام کی حالت میں۔ اِحرام کی حالت میں عورت کو چہرے پر نقاب کا ڈالنا تو جائز نہیں مگر پردہ ضروری ہے، نامحرَم مردوں سے کپڑے سے یا کسی اور چیز سے اس طرح پردہ کرے کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے، اور اگر عورت نے اِحرام کی حالت میں تھوڑی دیر کے لئے منہ ڈھک لیا تو اس پر صدقہ لازم آتا ہے۔

## ۲۰ سال سے بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے سے نکاح پر کچھ اثر نہیں ہوا

س…… میری ایک بیوی بھارت میں ہے، جبکہ میں پاکستان میں سکونت پذیر ہوں اور گزشتہ ۲۰ سالوں تک میں نے اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کئے، اب میری بیوی پاکستان آرہی ہے، کیا ہم میں میاں بیوی کا رشتہ موجود ہے کہ نہیں؟ آیا ہمارا نکاح قائم ہے کہ نہیں؟

ج…… اگر آپ نے طلاق نہیں دی تو نکاح قائم ہے، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔

## بیوی اگر شوہر کو کہے: ''تو مجھے کتے سے بُرا لگتا ہے'' تو نکاح پر کیا اثر ہوگا؟

س…… بیوی اگر شوہر کو کہے کہ: ''تو مجھے کتے سے بُرا لگتا ہے'' تو نکاح میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں؟

ج…… بیوی کے ایسے الفاظ بکنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، لیکن وہ گناہگار ہوئی، ایسے الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے۔

## جس عورت کے بیس بچے ہوجائیں کیا واقعی اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

س…… ہمارے یہاں کچھ عورتوں کا کہنا ہے کہ اگر کسی عورت کے بیس بچے ہوجائیں تو اس

کا اپنے شوہر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ کیا واقعی یہ شرعی مسئلہ ہے یا عورتوں کی من گھڑت باتیں ہیں؟ میں اکثر سن تو لیتی ہوں لیکن شرعی مسائل کی عدم واقفیت کی وجہ سے زیادہ بحث نہیں کرتی۔

ج...... عورتوں کا یہ ڈھکوسلا قطعاً غلط اور بیہودہ ہے۔

## چھوٹی بچی کو ہاتھ لگ جانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

س...... ایک شخص اپنی منکوحہ کے ساتھ سو رہا تھا کہ اس نے اپنا ہاتھ منکوحہ کے زیرِ ناف رکھا ہوا تھا، اسی دوران نیند آگئی اور رات کے کسی وقت زوجہ اُٹھ کر دُوسری چارپائی پر لیٹ گئی، اسی اثنا میں اس کی چھوٹی بیٹی جس کی عمر تین چار سال ہے وہ جاکر اس کے ساتھ لیٹ گئی، تو اس نے بیٹی کے زیرِ ناف ہاتھ رکھ دیا، لیکن ذرا اجنبیت محسوس ہوئی تو چونک کر اس نے دیکھا کہ بیٹی سوئی ہوئی تھی، اس نے ہاتھ ہٹالیا اور بڑا شرمندہ ہوا، اس پر بیوی حرام ہوگی یا حلال؟

ج...... تین چار سال کی بچی کو ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ اس پر تو اتفاق ہے کہ پانچ سال تک کی بچی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ نو سال یا اس سے زیادہ عمر کی لڑکی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگادینے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے، ۵ سے ۹ سال کی بچی کے بارے میں اختلاف ہے، مگر زیادہ صحیح یہ ہے کہ حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ (کذا فی البحر)



فہرست

# شادی کے متفرّق مسائل

## گھر سے دُور رہنے کی مدّت

س...... ہم یہاں (دیارِ غیر میں) ایک سال کے عرصے سے ہیں، لیکن اسلام ہمیں بیوی سے دُور رہنے کی کتنی مدّت تک اجازت دیتا ہے؟

ج...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کے لئے یہ حکم نافذ فرمایا تھا کہ وہ چار مہینے سے زیادہ اپنے گھروں سے غیر حاضر نہ رہیں۔ جو لوگ کمائی کرنے کے لئے باہر ملکوں میں چلے

جاتے ہیں اور جوان بیویاں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں وہ بڑی بے انصافی کرتے ہیں۔ اور پھر بعض ستم بالائے ستم یہ کرتے ہیں کہ اپنی بیویوں کو حکم دے جاتے ہیں کہ ان کے والدین کی اور بھائی بہنوں کی ''خدمت'' کرتی رہیں۔ وہ بے چاریاں دہرے عذاب میں مبتلا رہتی ہیں، شوہر کی جدائی اور اس کے گھر والوں کا توہین آمیز رویہ۔ اور بعض یہ ظلم بھی کرتے ہیں کہ باہر ملک جاکر وہاں ایک اور شادی رچالیتے ہیں، اس کا نتیجہ بسااوقات ''خانہ بربادی'' نکلتا ہے اور بعض اوقات ''غلط روی''۔ اگر اس بے زبان کو یونہی ادّھر میں لٹکانا تھا تو اس کو قیدِ نکاح میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟

## لڑکی کے نکاح کے لئے پیسے مانگنے والے والدین کے لئے شرعی حکم

س...... شریعت کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے کہ والدین لڑکی کے نکاح کے لئے لڑکے سے پیسے وصول کریں؟ جیسا کہ پاکستان کے بعض حصوں میں رواج ہے۔

ج...... اگر لڑکی کے والدین غریب ہوں اور نکاح میں اعانت کے طور پر لڑکے والے ان کی کچھ مدد کریں تو کوئی مضائقہ نہیں، ورنہ نکاح میں صرف مہر لینا جائز اور دُرست ہے، اس کے علاوہ کسی قسم کی رقم لینا دُرست نہیں۔ اور مہر یا زیورات وغیرہ کا چڑھاوا بھی عورت کی ملکیت میں ہوتا ہے، والدین کو اس کی وصولی کا حق نہیں، جب تک کہ لڑکی والدین کو ہبہ نہ کردے۔ باقی والدین کے لئے لڑکی کے عوض یا رشوت کے طور پر کچھ رقم لینا شریعت سے ثابت نہیں۔



فہرست

## لڑکی والوں سے دُولہا کے جوڑے کے نام پر پیسے لینا

س...... فلاں علاقے سے جن لوگوں کا تعلق رہا ہے ان کے ہاں شادی پر ایک رسم (شرط) یہ ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں سے دُولہا کے جوڑے کے نام پر دو چار یا دس بیس ہزار روپے نقد لیتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ میں نے سنا ہے کہ حرام ہے۔

ج...... شریعت نے نکاح کی مد میں عورت کا خرچہ شوہر کے ذمہ لازم کیا ہے، لڑکی یا لڑکی والوں پر شوہر کے لئے کوئی چیز بھی لازم نہیں، اگر کوئی اپنی خواہش سے ہدیہ یا تحفہ ایک

دُوسرے کو دیتا ہے تو اس سے منع نہیں کیا۔ آپ نے جس رقم کا ذکر کیا ہے وہ ہدیہ یا تحفہ تو ہے نہیں، بلکہ بقول آپ کے شادی کی شرط ہے، اس لئے اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ایسی غیرشرعی رسمیں مختلف معاشروں میں مختلف ہیں، مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان تمام غیرشرعی رُسوم کو ختم کردیں۔

## شادی میں ہندوانہ رُسوم جائز نہیں

س...... سالہا سال سے شادی بیاہ کے مواقع پر ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں ہندوانہ رسمیں نبھائی جاتی ہیں، انہی رسموں میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ لڑکی والے یہ جانتے ہوئے بھی کہ مرد کو سونا پہننا حرام ہے، شادی پر سونے کی انگوٹھی لڑکے کو دیتے ہیں اور دُولہا کو وہ انگوٹھی پہننا ضروری ہوتی ہے، کیونکہ مرد کے ہاتھ کی اُنگلی میں صرف چاندی کی انگوٹھی اس بات کی نشانی سمجھی جاتی ہے کہ اس شخص کی منگنی ہوچکی ہے، اور شادی کے بعد یہ بتانے کے لئے کہ اب شادی بھی ہوچکی ہے دُولہا سونے کی انگوٹھی پہنے رہتا ہے۔ اس کے علاوہ دُولہا کے ہاتھوں میں مہندی بھی لگائی جاتی ہے۔ نصیحت کرنے پر جواب یہ ملتا ہے کہ: ''خوشی میں سب کچھ جائز ہوتا ہے!'' کیا واقعی خوشی میں سب جائز ہوتا ہے؟

ج...... شادی کی یہ ہندوانہ رسمیں جائز نہیں، بلکہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہیں۔ اور ''خوشی میں سب کچھ جائز ہے'' کا نظریہ تو بہت ہی جاہلانہ ہے، قطعی حرام کو حلال اور جائز کہنے سے کفر کا اندیشہ ہے۔ گویا شیطان صرف ہماری گنہگاری پر راضی نہیں بلکہ اس کی خواہش یہ ہے کہ مسلمان، گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھیں، دِین کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ جانیں، تاکہ صرف گنہگار نہیں بلکہ کافر ہوکر مریں۔ مرد کو سونا پہننا اور مہندی لگانا نہ خوشی میں جائز ہے نہ غمی میں۔ ہم لوگ شادی بیاہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے اَحکام کو بڑی جرأت سے توڑتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ایسی شادی آخرکار خانہ بربادی بن جاتی ہے۔

## شادی میں سہرا باندھنا

س...... چند دن قبل آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ: ''سہرا باندھنا ہندوانہ اور

مشرکانہ رسم ہے‘‘ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ یہ شرک کہاں سے ہوگیا؟ شرک تو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنے سے لازم آتا ہے۔ اور وہ فتویٰ لکھا لایا جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ ملکی ثقافت ہے۔ فتویٰ ارسالِ خدمت ہے۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ جو کام ہندو کریں وہ اگر رسم ہوتی تو وہ سامنے رکھ کر کھانا کھاتے ہیں تو کیا سامنے رکھ کر کھانا کھانا ہندوانہ رسم ہوگئی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ’’مت کھڑے ہو، جیسا کہ یہودی کھڑے ہوتے ہیں‘‘ تو کیا کھڑے ہونا یہودیوں کی رسم ہوگئی؟ سہرا تب ہندوانہ رسم کہلاسکتا ہے جب اسے ہندوؤں کی تقلید سمجھ کر پہنا جائے، نہ یہ کہ اپنے ملک کی ثقافت سمجھ کر۔ آپ اس بارے میں دُوسرے فریق کا فتویٰ سامنے رکھ کر جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… آپ نے مولوی صاحب کا جو فتویٰ بھیجا ہے اس میں موصوف نے اس پر زور دیا ہے کہ: ’’شادی بیاہ کے رسم و رواج، سہرابندی وغیرہ مسلمانوں کا ثقافتی ورثہ ہے، جس کو قدیم زمانے سے مسلمان اپنے سینے سے لگائے چلے آتے ہیں‘‘ مگر موصوف کا یہ فتویٰ اور ان کا اندازِ استدلال صحیح نہیں۔

اصل قصہ یہ ہے کہ یہ رسم و رواج ہندوؤں کے شعار تھے، جو لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے بہت سے ہندوانہ طور طریق پر عمل پیرا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم کے گھروں میں ان رسوم کو اختیار نہیں کیا گیا، اس لئے اس کو مسلمانوں کا ثقافتی ورثہ کہنا صحیح نہیں، بلکہ زمانۂ قدیم سے ہندوؤں کا ثقافتی ورثہ ضرور ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرقوموں کی مخصوص تہذیب و ثقافت اپنانے سے ہمیں منع فرمایا ہے:

’’من تشبه بقوم فهو منهم.‘‘ (مسندِ احمد ج:۲ ص:۵۰)

ترجمہ:…… ’’جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔‘‘

یہیں سے موصوف کی دلیل کا جواب بھی نکل آتا ہے، کہ ہندو سامنے رکھ کر کھاتے ہیں تو کیا یہ بھی ہندوانہ رسم ہے؟ جواب یہ ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر تو سبھی کھاتے ہیں، پیچھے رکھ کر کون کھاتا ہے؟ اس لئے یہ ہندوؤں کا خاص رواج نہ ہوا۔ ہاں! اگر کوئی ہندو

کسی مخصوص وضع سے کھاتے ہوں تو وہ وضع ضرور ہندوانہ رسم ہوگی، اور اُمتِ مسلمہ کے لئے اس کا اپنانا جائز نہ ہوگا۔ اسی طرح کھڑے تو سبھی ہوتے ہیں، لہٰذا کھڑا ہونا تو یہودیانہ رسم نہ ہوئی، نہ اس کی ممانعت فرمائی گئی، البتہ یہودیوں کے کھڑے ہونے کی خاص وضع ضرور یہودیانہ ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی۔ فتاویٰ رشیدیہ سے جو مسئلہ نقل کیا گیا ہے اس کو ہمارے زیرِ بحث مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، وہ مسئلہ تو فقہ کی ساری کتابوں میں لکھا ہے کہ چاندی کا گوٹا ٹھپّا مرد کو چار اُنگشت تک جائز ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں۔ موصوف کا یہ کہنا کہ: ''سہرا بھی انہی چیزوں سے بنتا ہے، جب یہ جائز ہیں تو سہرا بھی جائز ہے'' یہ ایسی ہی دلیل ہے جو ایک شخص نے پیش کی تھی کہ انگور اور منقیٰ بھی حلال، پانی بھی حلال، جب ان کے ملنے سے شراب بن جائے تو وہ بھی حلال ہونی چاہئے۔ گوٹا، ٹھپّا، کناری کے حلال ہونے سے یہ کیسے لازم آیا کہ ہندوؤں کی رسم بھی جائز ہے...؟

## جس شادی میں ڈھول بجتا ہو اس میں شرکت کرنا

س...... ایک جگہ شادی ہے، اس میں ڈھول بجائے جاتے ہیں اور شادی والے کھانے کھلانے کا انتظام بھی کرتے ہیں، جس کو ''خیرات'' کا نام دیتے ہیں، کیا ڈھول کی وجہ سے یہ کھانا حرام ہوا؟ یا کھانا جائز ہے؟

ج...... جس دعوت میں گناہ کا کام ہو رہا ہو، اگر جانے سے پہلے اس کا علم ہو جائے تو ایسی دعوت میں شریک ہونا جائز نہیں۔ جو کھانا حلال ہو وہ تو ڈھول سے حرام نہیں ہوتا، لیکن اس کھانے کے لئے جانا اور اس کھانے کا وہاں بیٹھ کر کھانا ضرور ناجائز ہوگا۔

## عورت پر رُخصتی کے وقت قرآن کا سایہ کرنا

س...... آج کل اس اسلامی معاشرے میں چند نہایت ہی غلط اور ہندوانہ رسمیں موجود ہیں، افسوس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب کسی رسم کو اَجر و ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: لڑکی کی رُخصتی کے وقت اس کے سر پر قرآن کا سایہ کیا جاتا ہے، حالانکہ اس قرآن کے نیچے ہی لڑکی (دُلہن) ایسی حالت میں ہوتی ہے جو قرآنی آیات کی کھلم کھلا خلاف ورزی

اور پامالی کرتی ہے۔ یعنی بناؤ سنگھار کر کے غیرمحرَموں کی نظر کی زینت بن کر کیمرے کی تصویر بن رہی ہوتی ہے۔ اگر لڑکی کہتی ہے کہ یوں دُرست نہیں بلکہ باپردہ ہونا لازم ہے جو کہ اسی قرآن میں تحریر ہے جس کا سایہ کیا جاتا ہے، تو اسے قدامت پسند کہا جاتا ہے۔ اور اگر کہا جاتا ہے کہ پھر قرآن کا سایہ نہ کرو، تو اسے گمراہ کہا جاتا ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ دُلہنوں کا یوں قرآن کے سایہ میں رُخصت ہونا، غیرمحرَموں کے سامنے کیسا ہے؟ قرآن کیا اسی لئے صرف نازل ہوا تھا کہ اس کا سایہ کریں، چاہے اپنے اعمال سے ان آیات کو اپنے قدموں تلے روندیں؟

ج...... دُلہن پر قرآنِ کریم کا سایہ کرنا محض ایک رسم ہے، اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، اور دُلہن کو سجا کر نامحرَموں کو دِکھانا حرام ہے، اور نامحرَموں کی محفل میں اس پر قرآنِ کریم کا سایہ کرنا قرآنِ کریم کے اَحکام کو پامال کرنا ہے، جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔

## حاملہ عورت سے صحبت کرنا

س...... کیا ایک مرد اپنی بیوی سے جب وہ حاملہ ہو، صحبت کرسکتا ہے؟

ج...... شرعاً جائز ہے، لیکن بعض صورتوں میں طبّی طور پر مضر ہوتی ہے، اس کے لئے حکیم، ڈاکٹروں سے مشورہ کیا جائے۔

## دوعیدوں کے درمیان شادی

س...... کچھ بزرگ کہتے ہیں کہ دونوں عیدوں کے درمیان نکاح ٹھیک نہیں، اس لئے عیدالفطر سے پہلے اور عیدالاضحیٰ کے بعد شادی کرلینا چاہئے، اگر دونوں عیدوں کے درمیان نکاح کیا تو پھر شادی کامیاب نہیں رہتی۔

ج...... یہ ''بزرگ'' غلط کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی شوال میں ہوئی تھی، ان سے زیادہ کامیاب شادی کس کی ہوسکتی ہے...؟

## کیا کسی مجبوری کی وجہ سے حمل کو ضائع کرنا جائز ہے؟

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے دِین ومفتیانِ شرعِ متین مندرجہ ذیل مسئلے میں کہ ایک شادی

شدہ عورت جبکہ اس کے بچے زیادہ ہوجاتے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت کے لئے ایک مسئلہ بن جاتا ہے، کیا ایسی عورت آپریشن کے ذریعہ یا کسی دوائی کے ذریعے حمل کو ضائع کرسکتی ہے؟ یا عورت مسلسل بیمار ہو یا کمزور ہو یا بوڑھی ہوجائے کیا ان صورتوں میں حمل کو ضائع کرسکتی ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

ج...... حمل جب چار مہینے کا ہوجائے، تو اس میں جان پڑ جاتی ہے، اس کے بعد حمل کا ساقط کرنا حرام ہے، جس کی وجہ سے قتل کا گناہ ہوتا ہے۔ اس سے پہلے اگر کسی مجبوری کے تحت کیا جائے تو اگرچہ جائز ہے لیکن بغیر کسی شدید مجبوری کے مکروہ ہے۔

## شادی کے ذریعہ مسلم نوجوانوں کو مرتد بنانے کا جال

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ:

۱:...... ایک بالغ نوجوان اپنی مرضی اور خوشی سے ایک نوجوان قادیانی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ بقول نوجوان کے لڑکی خفیہ طور پر مسلمان ہونے کا وعدہ کر رہی ہے، اس انداز سے کہ لڑکی کے والدین اور خاندان والے اس کے مسلمان ہونے سے آگاہ نہ ہوں۔

۲:...... لڑکی کے ماں باپ نوجوان سے اپنے احمدی طریقۂ کار سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، بعد میں اسلامی اور شریعتِ محمدی کے مطابق بھی نکاح کرنے پر تیار ہیں (احمدی حضرات کے نکاح نامے کی فوٹو اسٹیٹ برائے ملاحظہ منسلک ہے)۔

۳:...... مسلم نوجوان کا بھی اصرار ہے کہ لڑکی کے ماں باپ احمدی طریقے سے نکاح کرتے رہیں، ہم بعد میں اسلامی طریقے سے نکاح کرلیں گے۔

۴:...... ہر دو صورتوں میں کیا دونوں یا ایک، کون سا طریقِ کار شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ اور کیا دونوں طریقوں پر نکاح جائز ہے؟ یا کون سا نکاح اوّل ہو اور کون سا بعد میں؟ کیا یہ طریقۂ کار شریعت میں جائز ہے؟

قادیانیوں کے نکاح نامے کے مرسلہ فوٹو اسٹیٹ سے ظاہر ہے کہ قادیانی طریقۂ کار میں لڑکے کی طرف سے اس کے باپ کی شرکت لازمی ہے اور دو گواہ بھی ضروری ہیں، کیا لڑکے کے باپ اور گواہان نیز لڑکے کے بھائی بہن والدہ اور دیگر عزیز و اقارب کی

قادیانی طریقے پر نکاح میں شرکت سے شرکت کرنے والوں کی دِینی، ایمانی اور اسلامی حیثیت برقرار رہے گی؟ نیز آئندہ زندگی کا لائحہ عمل کیسے طے کیا جائے؟ باقی اولاد اور اَفرادِ خاندان کی بقیہ زندگی میں مذکورہ لوگوں سے بھی کاروباری اور معاشرتی زندگی کے تعلقات کس بنیاد پر استوار ہوں گے؟

تمام متعلقہ اُمور پر سیر حاصل شرعی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے، کیا متعدّد نوجوانوں اور دیگر افرادِ خانہ کو ''قادیانی چنگل'' میں جانے سے بچانے کے لئے کوئی ''حیلہ'' کی شکل ہوسکتی ہے؟

ج...... سوالنامہ کے نمبر۲ میں ذکر کیا گیا ہے کہ: ''لڑکی کے ماں باپ نوجوان لڑکے سے اپنے احمدی طریقے پر نکاح کرنا چاہتے ہیں''، اور نمبر۳ میں لکھا گیا ہے کہ: ''مسلم نوجوان بھی احمدی طریقے پر تیار ہے'' اور یہ کہ: ''بعد میں اسلامی طریقے پر نکاح کرلیں گے۔''

اب دیکھنا یہ ہے کہ ''احمدی طریقۂ نکاح'' کیا ہے؟ آپ نے قادیانیوں کے نکاح کا فارم جو ساتھ بھیجا ہے، اس میں آٹھویں نمبر پر ''تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ'' کے عنوان کے تحت یہ عبارت درج ہے:

''مسمّٰی ............. (یہاں دُولہا کا نام ہے) .........

پیدائشی احمدی ہے یا ..........فلاں تاریخ سال سے احمدی ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی جب کسی کو اپنی لڑکی دیتے ہیں تو پہلے لڑکے سے اس کے قادیانی ہونے کا اقرار کرواتے ہیں، اور ان کا امیر یا پریذیڈنٹ اس اَمر کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی قادیانی ہے یا فلاں وقت سے قادیانی چلا آتا ہے۔ گویا کسی لڑکے کو قادیانیوں کا لڑکی دینا اس شرط پر ہے کہ لڑکا پیدائشی قادیانی ہو، یا فلاں وقت سے قادیانی چلا آتا ہو، اور قادیانیوں کے ذمہ دار اَفراد اس کے قادیانی ہونے کی باقاعدہ تصدیق کریں۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ قادیانیوں کا کسی مسلمان لڑکے کو لڑکی دینا دراصل اس کو قادیانی بنانے کی ایک چال ہے۔ یہ مسلم نوجوان جب قادیانیوں کا فارم پُر کرکے ان کے طریقے پر نکاح کرے گا تو آپ ہی بتایئے کہ اس کا ایمان کہاں رہا...؟


فہرست

علاوہ ازیں چونکہ قادیانیوں کی تبلیغ پر پابندی ہے، اس لئے قادیانیوں نے ایک خفیہ اسکیم چلائی ہے کہ مسلم نوجوانوں کو لڑکیوں کے جال میں پھنسا کر قادیانی بناؤ، اس لئے قادیانیوں کی لڑکی جب تک اعلانیہ مسلمان ہوکر اپنے قادیانی والدین اور عزیز و اقارب سے قطع تعلق نہیں کر لیتی کسی مسلم نوجوان کو اس کے جال میں نہیں پھنسنا چاہئے۔ اور لڑکے کو، لڑکے کے والدین کو، اور دیگر عزیز و اقارب کو ایسے نکاح میں شرکت کرنا جائز نہیں جس کی وجہ سے ایمان ضائع ہوجانے کا قوی اندیشہ ہو۔

اور قادیانی لڑکی کا یہ وعدہ کرنا کہ وہ نکاح کے بعد... یا نکاح سے پہلے ...خفیہ طور پر مسلمان ہوجائے گی، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خفیہ طور پر مسلمان ہوجانے کا وعدہ کرنے کے باوجود ظاہری طور پر قادیانی ہی رہے گی، یہ بھی قادیانیوں کی ایک گہری چال اور سوچی سمجھی سازش ہے، جس کے ذریعہ وہ بھولے بھالے نوجوانوں کا شکار کرتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ نکاح کے بعد لڑکے کو تدریجاً قادیانی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر وہ قادیانی بن جائے (جیسا کہ اکثر یہی ہوتا ہے) تو قادیانیوں کی مراد حاصل ہوئی، اور اگر لڑکا قادیانی نہ بنے تو قادیانیوں کی طرف سے اس کو انتقام کا نشانہ بنایا جاتا ہے، جس میں یہ لڑکی ان کی پوری پوری مدد کرتی ہے، اور لڑکے کو ایسے مخمصے میں پھنسا دیا جاتا ہے جس سے وہ ساری عمر نہ نکل سکے۔ میرے سامنے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، اس لئے کسی مسلمان نوجوان کو قادیانی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہوکر اپنا ایمان ضائع نہیں کرنا چاہئے، اور لڑکی کے اس عیارانہ وعدے پر کہ ''وہ خفیہ طور پر مسلمان ہوجائے گی'' قطعاً اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔

## دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کی ایک ساتھ شادی نہ کرنے کا مشورہ

س...... ''بہشتی زیور'' کے تمام مسائل صحیح ہیں، لیکن ''بہشتی زیور'' میں ایک جگہ پڑھا ہے کہ دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کی شادی ایک ساتھ نہیں کرنی چاہئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا اسلام میں دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کی شادی ایک ساتھ کرنا منع ہے؟

ج...... یہ شرعی حکم نہیں، ایک حکیمانہ مشورہ ہے، اور اس کی وجہ بھی وہیں لکھی ہے۔

## غلطی سے بیویاں بدل جانے کا شرعی حکم

س…… دو سگی بہنوں کی ایک ہی دن شادی ہوئی، ایک بہن کو اپنی سسرال حیدرآباد روانہ ہونا تھا، جبکہ دُوسری کو فیصل آباد جانا تھا، مگر غلطی سے حیدرآباد جانے والی دُلہن کو فیصل آباد اور فیصل آباد جانے والی دُلہن کو حیدرآباد روانہ کردیا گیا۔ گھر والوں کو غلطی کا احساس سہاگ رات گزر جانے کے بعد ہوا، یہ خبر چونکہ اخبارات میں بھی شائع ہوچکی ہے، چنانچہ اخبارات پڑھنے والے قارئین کی اکثریت اس مسئلے میں علمائے دِین کا فتویٰ جاننے کی خواہش مند ہے کہ اس مسئلے کے حل کی کیا صورت ہوگی؟ آیا ان دونوں دُلہنوں کا ان کے اصل شوہروں کے ساتھ پڑھایا جانے والا نکاح منسوخ ہوگیا یا وہ نکاح اپنی جگہ برقرار رہے گا؟ اور غیرمحرَم کے ساتھ غلطی سے ہم بستر ہونے کا کوئی کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ ازراہِ کرم فقہِ حنفی کے مطابق اس مسئلے کا حل بتاکر عوام الناس کی رہنمائی فرمائیں۔

ج…… صورتِ مسئولہ سے متعلق چند مسائل ہیں:

۱:…… دونوں بہنوں کا نکاح ان کے اصل شوہروں سے برقرار ہے، غلط رُخصتی کی وجہ سے اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔

۲:…… چونکہ دونوں نے اپنی بیوی سمجھ کر مقاربت کی ہے، اس لئے ان پر کوئی موٴاخذہ نہیں، فقہ کی اصطلاح میں اس کو ''وطی بالشبہ'' کہا جاتا ہے، جس پر ''جائز صحبت'' کے اَحکام مرتب ہوتے ہیں (جن کی تفصیل بعد کے نمبروں میں دی گئی ہے)۔

۳:…… ہر لڑکے پر اس لڑکی کا مہر واجب ہوگیا جس سے غلطی کی بنا پر مقاربت کی ہے، (اصل شوہروں کے ذمہ مہر بدستور واجب ہے)۔

۴:…… دونوں بہنوں پر اس غلط رُخصتی کی وجہ سے عدّت واجب ہوگئی، عدّت پوری کرنے کے بعد وہ اصل شوہروں کے پاس چلی جائیں گی۔

۵:…… اگر اس خلوَت کے نتیجے میں بچہ پیدا ہوگیا تو وہ خلوَت کنندہ کا سمجھا جائے گا اور شرعاً اس کا نسب صحیح سمجھا جائے گا۔

یہ تو تھا مسئلے کا قانونی و فقہی حل۔ مگر حضرت اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے

ایک بہت خوبصورت حل منقول ہے، چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے حاشیہ درمختار میں ''مبسوط'' سے نقل کیا ہے کہ: حضرت اِمامؒ کے زمانے میں یہی صورت پیش آئی تو آپ نے دونوں لڑکوں سے دریافت فرمایا کہ جس لڑکی سے تم نے خلوَت کی ہے، وہ تمہیں پسند ہے؟ دونوں نے ''ہاں'' میں جواب دیا، آپؒ نے فرمایا: دونوں اپنی اپنی منکوحہ کو طلاق دے دیں اور جس جس کے ساتھ خلوَت ہوئی ہے، اس سے ان کا فوری عقد کردیا جائے، عدّت کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ یہی کیا گیا اور اہلِ علم نے حضرتِ اِمامؒ کی تدبیر کو بہت پسند فرمایا۔

## غلطی سے بیویوں کا تبادلہ

س...... زید اور بکر دونوں کی شادی ایک ہی گھر میں اکٹھی ہوئی، جب نکاح کرکے گھر آئے تو غلطی سے زید کی بیوی بکر کے پاس اور بکر کی بیوی زید کے پاس بھیج دی گئی، صحبت بھی ہوئی، اب کیا کریں؟ ان کو اپنی اپنی بیوی دے دیں یا ایسا ہی ٹھیک ہے؟ اس صورت میں نکاح وہی ہوگا یا دُوسرا؟

ج...... زید اور بکر کی بیویاں وہی ہیں جن سے ان کا نکاح ہوا ہے، لہٰذا اپنے اپنے شوہروں کو واپس کی جائیں، دُوسری جگہ ان کی آبادی جائز نہیں، اور غلطی سے جو غلط جگہ آبادی ہوگئی اس پر تین حکم عائد ہوں گے:

۱:...... زید اور بکر نے غلطی اور بے خبری میں جن لڑکیوں سے صحبت کی ہے وہ ان کو ''عقر'' یعنی مہر کی مقدار مال ادا کریں۔

۲:...... ان دونوں لڑکیوں پر عدّت لازم ہے، عدّت گزار کر وہ اپنے شوہروں کے گھر آباد ہوں۔

۳:...... اس غلط یکجائی کے نتیجے میں اگر اولاد ہوجائے تو وہ صحیح النسب کہلائے گی۔

اور اگر موجودہ حالت کو رکھنا ہی پسند کرتے ہوں تو زید اور بکر دونوں اپنی بیویوں کو (جن کے ساتھ ان کا نکاح ہوا تھا) طلاق دے دیں اور ان کو آدھا آدھا مہر بھی ادا کردیں، طلاق کے بعد ہر لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کردیا جائے جس سے اس نے خلوَت کی تھی۔

## لاعلمی میں بہن سے شادی

س...... ایک شخص نے لاعلمی میں اپنی سگی بہن نوشابہ سے شادی کرلی اوراس سے تین بچے ہوئے جس میں دولڑکے اور ایک لڑکی ہے، کیونکہ ان کی بہن بچپن میں بچھڑ گئی تھی پھر ایک ایسا موڑ آیا کہ اس کی شادی اس کے سگے بھائی سے ہوگئی۔ چار سال تک تو ایک دُوسرے کو کوئی علم نہیں تھا کہ ہم دونوں سگے بہن بھائی ہیں، لیکن کسی بات پر یہ بات عزیزوں میں چلی تو پتا چلا کہ آپس میں دونوں بہن بھائی ہیں۔ آپ اس مسئلے کو حدیث اور قرآن پاک کی روشنی میں یہ بتائیں کہ وہ لڑکا اپنی بہن کو طلاق دے سکتا ہے یا ایسے ہی چھوڑ دے؟ مثلاً اگر لڑکا طلاق دے دے تو بچے اس کے رشتے کے اعتبار سے کیا ہوئے؟ اور وہ اپنی ولدیت کیا بتائیں گے؟ کیا وہ اپنی بہن کو گھر میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج...... لاعلمی کی وجہ سے جو کچھ ہوا، اس کا گناہ نہیں۔ علم ہوجانے کے بعد فوراً الگ ہوجائیں، طلاق کی ضرورت نہیں، البتہ علیحدگی کے بعد عدّت گزارنا ضروری ہے، اور لڑکی کا مہر بھی "بھائی" کے ذمہ واجب الادا ہے۔ بچوں کا نسب اپنے باپ سے صحیح ہے۔ بہن کو گھر میں رکھنے کا تو کوئی مضائقہ نہیں، مگر یہ بھائی بہن آپس میں میاں بیوی کا کردار ادا کرچکے ہیں، اس لئے اکٹھے رہنے سے اندیشہ ہے کہ شیطان پھر ان کو گناہ میں مبتلا نہ کردے، اس لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اس لڑکی کا عقد (عدّت کے بعد) دُوسری جگہ کردیں۔

## غلط شادی سے اولاد بے قصور ہے

س...... جو مسئلہ ماموں بھانجی کی شادی کے بارے میں آیا تھا، بدقسمتی سے یہ ماں باپ ہمارے ہیں، مجھ کو چند لوگوں سے معلوم ہوا اور چند رشتہ داروں نے بھی مجھ کو بتایا۔ جب یہ نکاح ہی نہیں تو ہم لوگ تو حرامی ہیں۔ لیکن مولانا صاحب! ہم بہن بھائیوں کا کیا قصور ہے؟ اب دُنیا والوں نے ہم بہن بھائیوں کو حرامی کہنا شروع کردیا ہے، ہم دُوسرا حرام نہیں کرسکتے، وہ خودکشی ہے، اور نہ ہی ماں اور باپ کو ختم کرسکتے ہیں یہ ایک گناہ ہے۔ اسلام ہم بہن بھائیوں کے لئے کیا کہتا ہے؟ اس دُنیا میں ہم لوگوں کا رہنے کا حق ہے یا نہیں؟ میں گھر


فہرست

میں سب سے بڑا ہوں، خدا کے لئے اس کا حل بتایئے یا خودکشی کی اجازت دیجئے۔

ج…… آپ لوگوں کا کوئی قصور نہیں، اگر آپ نیک پاک زندگی بسر کریں تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں آپ بھی اتنے ہی معزّز ہوں گے جتنا کوئی دُوسرا۔ خودکشی تو حرام ہے، یہ غلط راستہ اختیار کرکے آپ دُنیا و آخرت دونوں کی ذِلت اُٹھائیں گے۔ صحیح راستہ یہ ہے کہ آپ نیک بنیں، اِن شاء اللہ دُنیا کی بدنامی بھی جلد ختم ہوجائے گی۔ لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ آپ کو بُرے نام سے پکاریں۔ کسی مسلمان کو اس کے ناکردہ گناہ کی عار دِلانا بہت بڑا گناہ ہے۔

## کیا ناجائز اولاد کو بھی سزا ہوگی؟

س…… اگر کوئی ناجائز بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو سزا ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوگی تو کیوں؟ اگر ہوگی تو کیوں؟ یعنی مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی اور عورت کے آپس میں ناجائز تعلقات ہیں اور اس آدمی سے عورت کا حمل ٹھہر جائے اور بعد میں وہ آدمی اس عورت سے شادی کرلے تو اس بچے کو سزا ہوگی یا نہیں؟

ج…… ناجائز بچے کی پیدائش میں اس کے والدین کا قصور ہے، خود اس کا قصور نہیں، اس لئے اگر وہ نیک اور متقی و پرہیزگار ہو تو والدین کے قصور کی بنا پر اس کو سزا نہیں ہوگی۔

## دُولہا کا دُلہن کے آنچل پر نماز پڑھنا اور ایک دُوسرے کا جھوٹا کھانا

س…… میری شادی کو تقریباً تین سال ہونے کو ہیں، شادی کی پہلی رات مجھ سے دو ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں جس کی چبھن میں آج تک دِل میں محسوس کرتا ہوں۔

پہلی غلطی یہ ہوئی کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ دو رکعت نماز شکرانہ جو کہ بیوی کا آنچل بچھا کر ادا کی جاتی ہے، نہ پڑھ سکا۔ یہ ہماری لاعلمی تھی اور نہ ہی میرے دوستوں اور عزیزوں نے بتایا تھا۔ بہرحال تقریباً شادی کے دو سال بعد مجھے اس بات کا علم ہوا تو ہم دونوں میاں بیوی نے اس نماز کی ادائیگی بالکل اسی طرح سے کی۔ نماز کے بعد اپنے ربّ العزّت سے خوب گڑگڑا کر معافی مانگی مگر دِل کی خلش دُور نہ ہوسکی۔

دوسری غلطی بھی لاعلمی کے باعث ہوئی، ہماری ایک دُور کی ممانی ہیں، جنھوں


فہرست

نے ہمیں اس کا مشورہ دیا تھا کہ تم دونوں ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ ضرور پینا، ہم (میاں بیوی) نے ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ بھی پیا مگر جب میں نے اپنے ایک دوست سے اس بات کا ذکر کیا تو پتا چلا کہ جو لوگ ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ پیتے ہیں بھائی بھائی یا بھائی بہن کہلاتے ہیں۔

جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے دِل میں عجیب عجیب خیالات آتے ہیں، للہ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ ہمارے ان افعال کا کفارہ کس طرح ادا ہوسکے گا؟ جناب کی مہربانی ہوگی۔

ج...... آپ سے دو غلطیاں نہیں ہوئیں بلکہ آپ کو دو غلط فہمیاں ہوئی ہیں، پہلی رات بیوی کا آنچل بچھا کر نماز پڑھنا نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت، نہ مستحب، یہ محض لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی بات ہے، لہٰذا آپ کی پریشانی بے وجہ ہے۔ آپ کے دوست کا یہ کہنا بھی غلط فہمی بلکہ جہالت ہے کہ میاں بیوی ایک دُوسرے کا جھوٹا کھاپی لینے سے بھائی بہن بن جاتے ہیں، یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں، لہٰذا آپ پر کوئی کفارہ نہیں۔

## ناپسندیدہ رشتہ منظور کرنے کے بعد لڑکی سے قطع تعلق صحیح نہیں

س...... لڑکی کا تعلق سادات برادری سے ہے، ایک دن اچانک گھر والوں کو اطلاع ملی کہ لڑکی غیر مرد کے ساتھ ''کورٹ میرج'' کرنا چاہتی ہے، اس پر لڑکی کے گھر والے بہت برہم ہوئے اور لڑکی کو ڈرایا دھمکایا، لڑکی نے فی الفور خاموشی اختیار کرلی، مگر گھر والے اس کے رویئے سے بہت خائف تھے کہ وہ راہِ فرار اختیار نہ کرلے، ان لوگوں نے اپنی عزّت بچانے کی خاطر اسی مرد سے اس کی شادی کردی جسے وہ پسند کرتی تھی۔ ماں نے اپنی بیٹی سے قطع تعلق کیا ہوا ہے اور باپ قطع تعلق کا قائل نہیں، اور خاندان کے بزرگوں نے بھی یہ کہہ رکھا ہے کہ اگر تم لوگوں نے اپنی بیٹی سے آمد و رفت قائم کیا تو خاندان والے تم لوگوں سے قطع تعلق کرلیں گے۔ لڑکی کی ماں اور خاندان والوں نے چند وجوہات کے باعث لڑکی سے تعلق ختم کر رکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا:......شادی والدین کی مرضی کے خلاف ہوئی۔

۲:......لڑکی نے غیر برادری میں شادی کرلی ہے، یعنی حسب نسب کا خیال نہیں رکھا۔

قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیے کہ شادی کے معاملات میں حسب نسب کا خیال رکھنا اور لڑکی کی ماں اور خاندان والوں کا لڑکی سے قطع تعلق کرلینا دُرست ہے؟

ج...... کسی ناگوار بات پر طبعی رنج ہونا تو انسانی فطرت ہے، اور اس رنجش کی وجہ سے باہمی اُلفت و محبت کا نہ رہنا بھی ایک فطری امر ہے، اور اس پر شرعاً کوئی مؤاخذہ بھی نہیں، لیکن اس کی وجہ سے یکسر قطع تعلق کرلینا کہ نہ سلام ہو، نہ کلام، نہ شادی غمی میں شرکت، نہ بیماری میں عیادت، یہ شرعاً حرام ہے۔ لڑکی کا خود اپنا رشتہ تجویز کرلینا ناپسندیدہ فعل تھا، لیکن اب جبکہ یہ شادی خود والدین کے ہاتھوں ہوئی ہے اس کے بعد قطع تعلقات کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔

## شوہر کی موت کے بعد لڑکی پر سسرال والوں کا کوئی حق نہیں

س...... ہمارے ہاں یہ رواج چلا آرہا ہے کہ عموماً شادی سے ایک دو سال پہلے نکاح پڑھ لیتے ہیں، اب سلسلہ یہ ہے کہ کیا اس عرصے کے دوران شوہر کا انتقال ہوجائے تو اب لڑکی آزاد ہوجائے گی اور جس جگہ بھی چاہے شادی کرسکتی ہے؟ حالانکہ لڑکے کے والدین اس کو پسند نہیں کرتے بلکہ ان کے ہاں دُوسرا بیٹا بھی ہے، ان کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکی کی شادی دُوسرے بیٹے سے کرائی جائے، کیا شوہر کے مرنے کے بعد لڑکی پر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں یا نہیں؟

ج......شوہر کے انتقال کے بعد لڑکی کے ذمہ شوہر کی موت کی عدّت (ایک سو تیس دن) واجب ہے، عدّت کے بعد لڑکی خود مختار ہے کہ وہ عدّت کے بعد جہاں چاہے اپنا عقد کرے، سسرال والوں کا اس پر کوئی حق نہیں۔ اگر وہ خود دُوسرے بھائی سے شادی پر راضی ہو تو اس کا نکاح ہوسکتا ہے، مگر سسرال والے مجبور نہیں کرسکتے۔

## نافرمان بیٹے سے لاتعلقی کا اعلان جائز ہے، لیکن عاق کرنا جائز نہیں

س......سائل کا ایک لڑکا جس کی عمر ۳۷ سال ہے، وہ سائل کے لئے وبالِ جان بنا ہوا ہے،

اور بچپن سے گھر سے بھاگنے کا عادی ہے۔ اللہ اور رسولؐ اور بزرگانِ دِین کا واسطہ دے کر اور ماں کی اور عزیزوں کی حمایت حاصل کر کے پھر نہ جانے کا عہد کر کے "عہد" سے منحرف ہو جاتا ہے۔ عزیزوں اور اس کی والدہ کے کہنے پر شادی کر دی، تو پہلی بیوی کا زیور لے کر بھاگ گیا، پھر آیا، اور نہ جانے کا عہد کر کے بیوی کو لے کر چلا گیا۔ اب سسرال والوں نے اس کی بیوی کو روک لیا، سارا سامان اور زیور بھی رکھ لیا اور اسے نکال دیا۔ اب یہ اپنی ماں اور دُوسرے عزیزوں کو لے کر پھر سائل کے پاس آیا اور پھر وہی عہد کرتا ہے، سائل اب اس کی اور اس کی ماں کی بات ماننے سے انکاری ہے، اور اگر اس کی بیوی بھی ایسے "بدعہد" بیٹے کا ساتھ دینے سے باز نہ آئے تو وہ بیوی اور اس کے بیٹے سے لاتعلق ہونے اور لاتعلقی کا اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ شرعاً سائل کا یہ اقدام صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے بدتمیز بیٹے کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟ تاکہ سائل گنہگار نہ ہو۔

ج...... اولاد کے جوان ہو جانے کے بعد اور ان کی شادی بیاہ کر دینے کے بعد والدین کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، اس لئے آپ کو حق ہے کہ لڑکے کو گھر نہ آنے دیں، اور اگر اس کی غلط حرکتوں کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد ہو سکتی ہے تو لاتعلقی کا اعلان کرنے کا بھی مضائقہ نہیں، لیکن "عاق" کر دینا اور اپنے بعد اس کو اپنی جائیداد سے محروم کر دینا جائز نہیں۔ بیوی سے لاتعلق ہونے کے معنی طلاق کے ہیں، لڑکے کی وجہ سے اس کی والدہ کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں۔

## ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ پینے سے بہن بھائی نہیں بنتے

س...... میرے دوست نے ایک لڑکی کو بہن بنایا اور اس نے قرآن اُٹھا کر کہا کہ یہ میری بہن ہے اور دونوں نے ایک دُوسرے کے منہ والا دُودھ بھی پیا۔ میں نے جہاں تک سنا ہے دُودھ پینے سے بہن بھائی بن جاتے ہیں، اب ان دونوں کی شادی ہوگئی ہے، آپ بتائیں کہ یہ شادی جائز ہے؟

ج...... جھوٹی بات پر محض قرآن اُٹھانے اور ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ پینے سے بہن بھائی

نہیں بنا کرتے، اس لئے ان کی شادی صحیح ہے۔ جھوٹی بات پر قرآن اُٹھانا گناہِ کبیرہ ہے، اور یہ ایسی قسم ہے جو آدمی کے دِین و دُنیا کو تباہ کردیتی ہے، مسلمانوں کو ایسی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔

نوٹ:...... بہن بھائی کا مفہوم واضح ہے، یعنی جن کا باپ ایک ہو، یا ماں ایک ہو، یا والدین ایک ہوں۔ یہ "نسبی بہن بھائی" کہلاتے ہیں۔ اور جس لڑکے اور لڑکی نے اپنی شیرخوارگی کے زمانے میں ایک عورت کا دُودھ پیا ہو وہ "رضاعی بہن بھائی" کہلاتے ہیں، یہ دونوں قسم کے بہن بھائی ایک دُوسرے کے لئے حرام ہیں۔ ان کے علاوہ جو لوگ منہ بولے "بھائی بہن" بن جاتے ہیں یہ شرعاً جھوٹ ہے، اور ایسے نام نہاد "بھائی بہن" ایک دُوسرے پر حرام نہیں۔

## کیا بیوی اپنے شوہر کا جھوٹا کھا پی سکتی ہے؟

س...... کیا اسلام کے قانون کی رُو سے ایک بیوی اپنے شوہر کا جھوٹا دُودھ پی سکتی ہے یا اور کوئی دُوسری اشیاء کھا سکتی ہے؟

ج...... ضرور کھاپی سکتی ہے۔

## حمل کے دوران نکاح کا حکم

س...... میری دوست کے شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی، اس کے دو ماہ کا حمل تھا، آیا اس کو طلاق ہوگئی؟ اگر اس نے عدّت کے دن پورے کرلئے تو وہ حمل کے دوران نکاح کرسکتی ہے؟ جبکہ اس کا کوئی قریبی عزیز نہیں جو اس کو رکھ سکے، اس کا نکاح جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... حمل کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور ایسی عورت کی عدّت وضعِ حمل ہے، بچے کی ولادت تک وہ عدّت میں ہے، دُوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔ ولادت کے بعد دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، عدّت کے دوران اس کا نان نفقہ طلاق دہندہ کے ذمہ ہے۔

# طلاق دینے کا صحیح طریقہ

## طلاق دینے کا شرعی طریقہ

س...... اسلام میں طلاق دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ یعنی طلاق کس طرح دی جاتی ہے؟

ج...... طلاق دینے کے تین طریقے ہیں:

ا:...... ایک یہ کہ بیوی ماہواری سے پاک ہو تو اس سے جنسی تعلق قائم کئے بغیر ایک ''رجعی طلاق'' دے، اور پھر اس سے رُجوع نہ کرے، یہاں تک کہ اس کی عدّت گزر جائے، اس صورت میں عدّت کے اندر اندر رُجوع کرنے کی گنجائش ہوگی، اور عدّت کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکے گا۔ یہ طریقہ سب سے بہتر ہے۔

۲:...... دُوسرا طریقہ یہ کہ الگ الگ تین طہروں میں تین طلاق دے، یہ صورت زیادہ بہتر نہیں، اور بغیر شرعی حلالہ کے آئندہ نکاح نہیں ہوسکے گا۔

۳:...... تیسری صورت ''طلاقِ بدعت'' کی ہے، جس کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً یہ کہ بیوی کو ماہواری کی حالت میں طلاق دے یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں صحبت کرچکا ہو، یا ایک ہی لفظ سے، یا ایک ہی مجلس میں، یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے ڈالے، یہ ''طلاقِ بدعت'' کہلاتی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس طریقے سے طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے، مگر طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگر ایک دی تو ایک واقع ہوئی، اگر دو طلاقیں دیں تو دو واقع ہوئیں، اور اگر اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہوگئیں، خواہ ایک لفظ میں دی ہو، یا ایک مجلس میں، یا ایک طہر میں۔

## طلاق کس طرح دینی چاہئے؟

س...... ہمارے ملک میں جب سے عائلی قوانین نافذ ہوئے ہیں اس دور سے اب تک یہ

ہوتا چلا آرہا ہے کہ جب تک خاوند اپنی بیوی کو تین دفعہ طلاق نہ دے اس وقت تک طلاق کو مؤثر نہیں سمجھا جاتا، یعنی ایک اور دو طلاق کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہی۔ جب بھی کوئی شخص طلاق دیتا ہے یا یونین کونسل کی طرف سے طلاق دِلوائی جاتی ہے تو تین طلاقیں دی جاتی ہیں اور تحریر میں بھی تین ہی لکھی جاتی ہیں، کیا یہی طریقہ دُرست ہے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو صحیح طریقہ بتلائیں۔

ج…… ایک ہی مرتبہ تین طلاق دینا بُرا ہے، اس سے میاں بیوی کا رشتہ یکسر ختم ہوجاتا ہے، رُجوع اور مصالحت کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی، اور بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اگر طلاق دینا چاہے تو بیوی کے اَیام سے فارغ ہونے کے بعد اس کے قریب نہ جائے اور اسے ایک ''رجعی طلاق'' دے دے، اس صورت میں جب تک عورت عدّت سے فارغ نہیں ہوجاتی، تب تک طلاق مؤثر نہیں ہوگی، بلکہ نکاح بدستور قائم رہے گا، اور عدّت کے اندر شوہر کو رُجوع کرنے کا حق ہوگا، اگر شوہر نے عدّت کے اندر رُجوع نہ کیا تو عدّت کے ختم ہوتے ہی طلاق مؤثر ہوجائے گی اور نکاح ختم ہوجائے گا۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر دونوں مصالحت کرنا چاہیں تو دوبارہ نکاح ہوسکے گا۔

## طلاق دینے کا کیا طریقہ ہے؟ اور عورت کو طلاق کے وقت کیا دینا چاہئے؟

س…… بیوی کو اگر طلاق دینی ہو تو زبانی کیسے دی جاتی ہے؟ اور اگر لکھ کر دینی ہو تو کیسے دی جاتی ہے؟ علاوہ ازیں طلاق کے وقت کتنی رقم دینی پڑتی ہے؟

ج…… طلاق خواہ زبانی دے یا تحریری طور پر، اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک ''رجعی طلاق'' دے دے اور پھر اس سے رُجوع نہ کرے، یہاں تک کہ اس کی عدّت گزر جائے۔ مطلقہ عورت سے اگر ''خلوت'' ہوچکی ہو تو اس کو اس کا مہر ادا کردینا ضروری ہے، مزید برآں اس کو ایک جوڑا حسبِ حیثیت دینا مستحب ہے، اور اگر ''خلوَت'' نہیں ہوئی تو آدھا مہر دینا لازم ہے۔

# رُخصتی سے قبل طلاق

## رُخصتی سے قبل ایک طلاق کا حکم

س…… کسی لڑکی کا نکاح ہوا ہو لیکن رُخصتی نہ ہوئی ہو، اگر لڑکا لڑکی کو صرف ایک بار کہہ دے ”طلاق دی“ اس بات کو چار ماہ سے زائد عرصہ ہوچکا ہو تو کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

ج…… ایسی حالت میں ایک دفعہ طلاق دینے سے ”طلاقِ بائن“ واقع ہوجاتی ہے، اور ایسی عورت کے لئے طلاق کی عدّت بھی نہیں، وہ لڑکی بلاتوقف دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، اور فریقین کی رضامندی سے طلاق دینے والے سے بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

## رُخصتی سے قبل ”تین طلاق دیتا ہوں“ کہنے کا حکم

س…… میرے ایک دوست کی شادی ہونے سے پہلے نکاح ہوا تھا، مگر اس کی شادی نہیں ہوئی، اس نے کسی کے کہنے پر طلاق دے دی ہے، اور اس لڑکی کے باپ کے پاس طلاق نامہ بھیج چکا۔ اگر وہ اسی لڑکی سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حلالہ کرنا ہوگا، اور کچھ کہتے ہیں نہیں۔

ج…… اگر اس نے ایک طلاق دی تھی تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور اگر یوں لکھا تھا کہ: ”میں تین طلاق دیتا ہوں“ تو شرعی حلالہ کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔

س…… میری منگنی ہوئی اور نکاح بھی ہوا تھا، جس کے بعد شادی نہیں ہوئی، تو اس دوران میں نے ایک کام کو نہ کرنے کا عہد کرلیا، اور اس میں، میں نے یہ جملے دہرائے کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو یعنی طلاق کا لفظ تین مرتبہ استعمال کیا جس کے بعد میری شادی دو سال کے بعد ہوئی۔ لیکن میں نے ”بہشتی زیور“ میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کا مسئلہ رُخصتی سے پہلے طلاق میں پڑھا، اس میں تھوڑی بہت گنجائش موجود تھی تو میں نے نکاح کی تجدید کرلی، مگر پھر بھی میرے دِل میں خلش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ طلاقِ ثلاثہ واقع ہوئی ہو؟ براہِ

کرم قرآن وحدیث اور فقہِ حنفی کی رُو سے ہمیں جواب لکھ دیں تو نہایت مشکور ہوں گا۔

ج…… آپ نے جو صورت لکھی ہے اس میں ایک طلاق واقع ہوئی تھی، کیونکہ "طلاق" کا لفظ تین بار الگ الگ کہا تھا، لہٰذا ایک طلاق کے واقع ہوتے ہی بیوی "بائنہ" ہوگئی، دو طلاقیں لغو ہوگئیں، آپ نے دوبارہ نکاح کرلیا تو ٹھیک کیا۔

س…… میرا ایک لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا، ابھی رُخصتی نہ ہونے پائی تھی کہ کچھ اختلافات کے سبب میں نے لڑکی کو ایک دفعہ لکھ دیا کہ: "میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔" لڑکی نے حقِ زوجیت ادا نہیں کیا تھا، اب لڑکی والے کہتے ہیں چونکہ حقِ زوجیت ادا نہیں ہوا تھا اس لئے طلاق وارد ہوجاتی ہے، مگر طلاق دیتے وقت مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ ایسے حالات میں ایک دفعہ طلاق کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے، تو کیا طلاق وارد ہوگی یا نہیں؟

ج…… جب میاں بیوی کی "خلوَت" نہ ہوئی ہو، تو ایک طلاق سے بیوی نکاح سے خارج ہوجاتی ہے، اس طلاق کو واپس بھی نہیں لیا جاسکتا، خواہ مسئلے کا علم ہو یا نہ ہو، اب آپ کی بیوی آپ کے نکاح سے فارغ ہے، آدھا مہر دینا آپ پر لازم ہے، وہ لڑکی بغیر عدّت کے دُوسری جگہ عقد کرسکتی ہے اور اگر لڑکی اور لڑکی کے والدین راضی ہوں تو آپ سے بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، اس نئے نکاح کا مہر الگ رکھنا ہوگا۔

س…… عام رواج کے مطابق والدین اپنی اولاد کا بحالتِ مجبوری بچپن میں نکاح کردیتے ہیں، جو والدین میں سے کوئی ایک قبول کرتا ہے، اس طرح لڑکی اور لڑکے کا نکاح ہوجاتا ہے، لیکن لڑکا اور لڑکی جوان ہوتے ہیں تو حالات ایسا رُخ اختیار کرتے ہیں کہ نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے، اور لڑکا لڑکی کو طلاق دے دیتا ہے۔ ہمیں یہ پوچھنا ہے کہ نکاح کے بعد رُخصتی نہیں ہوئی اور طلاق ہوگئی، کیا دوبارہ اس سے نکاح ہوسکتا ہے یا نکاح نہیں ہوسکتا؟ کیا اس لڑکی سے اس لڑکے کی بول چال شریعت کے لحاظ سے جائز ہے یا کہ نہیں؟

ج…… اگر رُخصتی سے پہلے طلاق دی تھی تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، بشرطیکہ تین طلاقیں بیک لفظ نہ دی گئی ہوں۔ نکاح کے بغیر اس لڑکی سے بول چال دُرست نہیں، کیونکہ طلاق کے بعد وہ لڑکی "اجنبی" ہے۔

# طلاقِ رجعی

## طلاقِ رجعی کی تعریف

س...... اسلام میں ''طلاقِ رجعی'' کی تعریف کی کیا صورت اور کیا حکم ہے؟

ج...... ''رجعی طلاق'' یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ صاف لفظوں میں طلاق دے دے اور اس کے ساتھ کوئی اور لفظ استعمال نہ کرے، جس کا مفہوم یہ ہو کہ وہ فوری طور پر نکاح کو ختم کر رہا ہے۔

''رجعی طلاق'' کا حکم یہ ہے کہ عدّت کے پورا ہونے تک بیوی بدستور شوہر کے نکاح میں رہتی ہے اور شوہر کو یہ حق رہتا ہے کہ وہ عدّت کے اندر جب چاہے بیوی سے رُجوع کرسکتا ہے۔ اور ''رُجوع'' کا مطلب یہ ہے کہ یا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی یا بیوی کو ہاتھ لگادے، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر عدّت گزر گئی اور اس نے اپنے قول یا فعل سے رُجوع نہیں کیا تو اَب دونوں میاں بیوی نہیں رہے، عورت دُوسری جگہ اپنا عقد کرسکتی ہے، اور اگر ان دونوں کے درمیان مصالحت ہوجائے تو دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔ اور ''رُجوع'' کے بعد اگرچہ طلاق کا اثر ختم ہوجاتا ہے، لیکن جو طلاقیں دے چکا ہے وہ چونکہ اس نے استعمال کرلیں لہٰذا اب اس کو صرف باقی ماندہ طلاقوں کا اختیار ہوگا۔ کیونکہ شوہر کو کل تین طلاقوں کا اختیار دیا گیا، اگر اس نے ایک ''رجعی طلاق'' دے دی تو اَب پیچھے اس کے پاس دو رہ گئیں، اور اگر دو ''رجعی طلاقیں'' دی تھیں تو اَب اس کے پاس صرف ایک طلاق باقی رہی۔ اب اگر یہ شخص اپنی بیوی کو کسی وقت ایک طلاق دے دے گا تو بیوی حرام ہوجائے گی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکے گا۔

## کیا طلاقِ رجعی کے بعد رُجوع کے لئے نکاح ضروری ہے؟

س……کیا طلاقِ رجعی میں نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں دُرست ہے؟

ج……طلاقِ رجعی میں عدّت کے اندر نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں، صرف رُجوع کرلینا کافی ہے۔ اور عدّت ختم ہوجانے کے بعد دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح دُرست ہے۔

## کیا ''وہ میرے گھر سے چلی جائے'' کے الفاظ سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

س……دوبئی سے میں نے بیوی کے والدین کو خط لکھا ہے کہ: ''میں آپ کی بیٹی کو طلاق دینا چاہتا ہوں، کچھ گھریلو ناچاقی کی وجہ سے، اور وہ میرے گھر سے چلی جائے، میں جب آؤں تو اس کی شکل نہ دیکھوں۔'' آپ بتائیں کہ ایسے میں طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟

ج……ان الفاظ سے طلاق ہوگئی، عدّت کے اندر اسی مرد سے نکاح ہوسکتا ہے۔

## اگر ایک طلاق دی ہو تو عدّت کے اندر بغیر نکاح کے قربت جائز ہے

س……میرے ایک دوست نے اپنی بیوی جو ناراض ہو، کو غصّے میں، میں مسمّٰی فلاں بن فلاں اپنی بیوی مسماۃ فلاں زوجہ فلاں دختر فلاں کو تحریری طور پر یہ الفاظ کہ: ''میں تم کو ایک طلاق دیتا ہوں'' لکھ کر بھیج دیئے۔ اب وہ بیوی سے دوبارہ ملاپ چاہتا ہے، شرعی طور پر وہ کیا کفارہ ادا کرے یا دوبارہ نکاح یا کیا کرنا چاہئے؟ جب اس نے یہ الفاظ لکھے دو تین دن کے بعد بیوی اس کے گھر آگئی، اب دونوں راضی ہیں لیکن ابھی تک جسمانی قرب حاصل نہیں کیا، اس لئے جلدی تفصیل لکھیں۔

ج……اگر صرف ایک طلاق لکھی تھی تو کسی کفارے کی ضرورت نہیں، عدّت ختم ہونے تک نکاح باقی ہے، عدّت کے اندر دونوں میاں بیوی کا تعلق قائم کرلیں تو طلاق غیرمؤثر ہوجائے گی۔

## رجعی طلاق میں کب تک رُجوع کرسکتا ہے؟ اور رُجوع کا کیا طریقہ ہے؟

س……رجعی طلاق میں رُجوع کرنے کی میعاد ایک ماہ ہے یا زیادہ؟ رُجوع کرنے سے مراد

وظیفۂ زوجیت ادا کرنا ضروری ہے؟ اگر دونوں میں سے ایک یا دونوں اس قابل نہ ہوں تو کس طرح رُجوع کیا جائے؟

ج…… رجعی طلاق میں ''عدّت'' کے اندر رُجوع کرسکتا ہے اور ''عدّت'' کے لحاظ سے مطلقہ عورتوں کی تین قسمیں ہیں:

۱:…… حاملہ، اس کی عدّت وضعِ حمل ہے۔ بچے، بچی کی پیدائش سے اس کی عدّت ختم ہوجائے گی، خواہ بچے کی پیدائش جلدی ہوجائے یا دیر سے۔

۲:…… دُوسری قسم وہ عورت جس کو ''اَیام'' آتے ہوں، اس کی عدّت تین حیض ہیں، جب طلاق کے بعد وہ تیسری مرتبہ پاک ہوجائے گی تو اس کی عدّت ختم ہوجائے گی۔

۳:…… تیسری قسم ان عورتوں کی ہے جو نہ حاملہ ہوں اور نہ ان کو اَیام آتے ہوں، ان کی ''عدّت'' تین ماہ ہے۔

رجعی طلاق میں اگر مرد اپنی بیوی سے رُجوع کرنا چاہے تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے رُجوع کرلیا، بس رُجوع ہوجائے گا۔ اور اگر زبان سے کچھ نہ کہا مگر میاں بیوی کا تعلق قائم کرلیا یا خواہش و رغبت سے اس کو ہاتھ لگایا تب بھی رُجوع ہوجائے گا۔

## ''میں نے تم کو عرصہ ایک ماہ کے لئے ایک طلاق دی'' کا حکم

س…… میرے بھائی نے اپنی بیوی کو نافرمانیوں سے تنگ آکر سرزنش کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ کہے کہ: ''میں نے تم کو عرصہ ایک ماہ کے لئے ایک طلاق دی، اب تم ایک مہینے کے بعد میرے نکاح میں واپس لوٹ سکو گے۔'' معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طلاق کی کیا نوعیت ہے؟ کیا ایک مہینے کے بعد بیوی خود بخود میرے بھائی کے نکاح میں داخل ہوجائے گی؟ اگر نہیں تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… طلاق عارضی اور وقتی نہیں ہوتی، اس صورتِ مسئولہ میں ایک طلاق واقع ہوجائے گی، لیکن ایک مہینے کے بعد طلاق سے رُجوع ہوجائے گا، اس لئے بیوی بدستور نکاح میں رہے گی، مگر ایک طلاق ختم ہوچکی، اب وہ صرف دو طلاق کا مالک ہے۔

## طلاق لکھ کر رجسٹری کر دینے سے ہی طلاق ہوجاتی ہے اگرچہ عورت کو نہ پہنچی ہو

س...... زید نے ایک گھرانے میں شادی کی، شادی کے تین ماہ بعد زید کی بیوی کے بھائی اسے زید کی غیرموجودگی میں اپنے گھر لے گئے، زید نے ایک طلاق لکھ کر رجسٹری کردی، لیکن زید کے ہمدردوں نے یہ رجسٹری منسوخ کرواکے زید کے گھر واپس بذریعہ ڈاک بھجوادی جو اَبھی تک زید کے پاس محفوظ ہے۔ عرض یہ ہے کہ اس صورت میں کیا زید اپنی بیوی سے رُجوع کرسکتا ہے؟ جبکہ اس طلاق کا علم زید کی بیوی کو نہیں ہے کیونکہ رجسٹری اس تک پہنچی ہی نہیں۔

ج...... اگر رجسٹری میں ایک طلاق لکھی تھی تو لکھتے ہی ایک ''رجعی طلاق'' واقع ہوگئی، بیوی تک رجسٹری کا پہنچنا یا اس کو علم ہوجانا کوئی شرط نہیں، رجسٹری عورت تک پہنچے یا نہ پہنچے اور اس کو طلاق بھیجنے کا علم ہو یا نہ ہو، طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ مگر چونکہ مذکورہ صورت میں ایک رجعی طلاق ہوئی، لہٰذا عدّت کے اندر رُجوع ہوسکتا ہے، اور عدّت ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

## غصّے میں طلاق لکھ دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، کاغذ عورت کو دینا ضروری نہیں

س...... میرے ایک دوست نے غصّے کی حالت میں اپنے سسرال والوں کے سامنے اپنی بیوی کو ایک سادہ کاغذ پر لکھ کر دیا کہ: ''میں چند ناگزیر وجوہ کی بنا پر تمہیں طلاق دیتا ہوں'' لیکن چونکہ میرے دوست کا اپنے سسر سے جھگڑا ہونے پر یہ واقعہ پیش آیا لہٰذا وہ کاغذ جس پر مندرجہ بالا عبارت لکھی ہوئی تھی وہ اس کی بیوی کے ماموں نے پکڑ کر پھاڑ دیا اور بعد میں دونوں فریقوں کو سمجھا کر دُوسرے دن ہی صلح کرادی، کیا مندرجہ بالا تحریر سے طلاق ہوگئی؟

ج...... اگر طلاق نامے کے الفاظ وہی تھے جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں تو ان الفاظ سے ایک ''رجعی طلاق'' ہوئی اور چونکہ عدّت کے اندر مصالحت کرلی، اس لئے دونوں کا میاں

بیوی کی حیثیت سے رہنا صحیح ہے۔

## کیا طلاق کے بعد میاں بیوی اجنبی ہوجاتے ہیں؟

س…… ہمارے ایک دوست نے ۲۲ ماہ قبل ایک طلاق دی تھی، اس کے دو ماہ بعد اس کی بیوی نے پردہ کرنا شروع کردیا، پھر ان کی بیوی نے یہ کہا کہ طلاق ہوگئی، کیا یہ دُرست ہے؟

ج……ایک طلاق دینے سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجاتی ہے، عدّت کے اندر اندر شوہر رُجوع کرسکتا ہے، اور بغیر تجدیدِ نکاح کے میاں بیوی کا تعلق بحال ہوسکتا ہے، اور عدّت (جو کہ تین حیض ہے) گزرنے کے بعد نکاح ختم ہوجاتا ہے اور دونوں اجنبی بن جاتے ہیں، چونکہ دو مہینے میں عدّت پوری ہوسکتی ہے اس لئے اگر شوہر نے رُجوع نہیں کیا تھا اور عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ان دو مہینوں میں وہ تین مرتبہ حیض سے فارغ ہوچکی ہے تو عورت کا دعویٰ لائقِ تسلیم ہے، اور دو مہینے کے بعد عورت کا پردہ کرنا بالکل صحیح تھا، اگر دونوں فریق رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح اب بھی ہوسکتا ہے۔

## حاملہ عورت سے رجوع کس طرح کیا جائے؟

س…… میں نے اپنی پانچ ماہ کی حاملہ بیوی کو غصّے کی حالت میں طلاق دے دی، اور اَبھی تک رُجوع نہیں کیا ہے، اب جبکہ ولادت قریب ہے تو رُجوع کی کیا صورت ہوگی؟

ج……اگر رجعی طلاق دی تھی تو وضعِ حمل سے پہلے رُجوع ہوسکتا ہے، وضعِ حمل کے بعد عدّت ختم ہوجائے گی اس کے بعد رُجوع کا حق نہیں ہوگا۔ البتہ دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکے گا۔ عدّت ختم ہونے سے پہلے رُجوع کرنے کی صورت یہ ہے کہ زبان سے کہہ دیا جائے کہ میں نے اپنی بیوی سے رُجوع کیا، یا میاں بیوی کا تعلق قائم کرلیا جائے، یا رُجوع کی نیت سے اس کو ہاتھ لگادیا جائے۔

## ایک یا دو طلاق دینے سے مصالحت کی گنجائش رہتی ہے

س……ہم سنتے آئے ہیں کہ جب تک تین دفعہ طلاق نہیں دی جاتی، واقع نہیں ہوتی، مگر آپ نے دو دفعہ کو مکمل طلاق قرار دے دیا، کس طرح؟

ج……طلاق تو ایک بھی واقع ہوجاتی ہے، مگر ایک یا دو طلاق کے بعد رُجوع کی گنجائش ہوتی ہے، تین طلاق کے بعد رُجوع کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اس لئے عوام کا یہ سمجھنا کہ طلاق ہوتی ہی نہیں، جب تک کہ تین مرتبہ نہ دی جائے، بالکل غلط ہے۔ تین طلاق بیک وقت دینا جائز نہیں اور اگر کوئی دے ڈالے تو مصالحت کی گنجائش ختم ہوجاتی ہے۔

نوٹ:……رُجوع کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں، یا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق سے رُجوع کیا، یا میاں بیوی کے تعلقات قائم کرلیں۔ اس کے علاوہ بوس و کنار سے بھی رُجوع ثابت ہوجاتا ہے، اسی لئے طلاقِ رجعی میں دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی، جب تک عورت کی عدّت ختم نہ ہوجائے۔

## کیا دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد کفارہ دے کر عورت کو اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے؟

س……ایک شخص عاشق حسین نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دے دی، اب کچھ لوگ کہتے ہیں طلاق نہیں ہوئی، کیا اس کا کچھ کھانا بطور کفارہ دے کر بیوی کو گھر میں رکھ لے؟

ج……اگر صرف دو مرتبہ طلاق کا لفظ کہا تھا تو عدّت کے اندر رُجوع کرسکتا ہے اور عدّت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، کھانا وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اب اگر تیسری بار طلاق دے گا تو دونوں ایک دُوسرے کے لئے حرام ہوجائیں گے اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکے گا۔

## زبانی طلاق دینے سے طلاق ہوجاتی ہے

س……میرے بہنوئی صاحب جو کہ ہمارے ساتھ ہی رہتے ہیں، انہوں نے ایک دن غصّے میں آکر میری بہن کو دو بار زبانی طلاق دی، آپ سے گزارش ہے کہ کیا اسلام کی رُو سے طلاق ہوگئی ہے کہ نہیں؟

ج……زبانی طلاق دینے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے، لہٰذا آپ کی بہن کو دو طلاقیں ہوگئی ہیں، عدّت کے اندر رُجوع کرسکتے ہیں اور عدّت کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ آئندہ


فہرست

اگر ایک طلاق اور دیں گے تو طلاقِ مغلّظہ ہوجائے گی اور بغیر حلالہ کے نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

## کیا دو طلاق دینے والا شخص ساڑھے تین مہینے کے بعد عورت کو دوبارہ اپنے گھر بسا سکتا ہے؟

س…… ایک ہفت روزہ میں ایک صاحب مذہبی کالم لکھتے ہیں، جس میں وہ لوگوں کے مسائل کے جواب دیتے ہیں۔ راولپنڈی کی ایک خاتون نے ان سے دریافت کیا کہ اس خاتون کے شوہر نے انہیں دو مرتبہ طلاق دے دی جس کے بعد وہ اپنے میکے چلی گئیں، تقریباً ساڑھے تین ماہ بعد ان کے شوہر آکر انہیں لے گئے، لیکن انہوں نے ذہنی طور پر اپنے شوہر کو قبول نہ کیا۔ وہ اس وجہ سے پریشان تھیں کہ انہیں معلوم نہیں کہ دو مرتبہ طلاق دینے سے طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟ یہی ان کے سوال پوچھنے کا مقصد تھا، جواب میں ان صاحب نے لکھا کہ: ''جس چیز کو ذہن قبول نہ کرے اس میں صلاح و مشورے کی گنجائش ہے۔'' حالانکہ میری معلومات جہاں تک ہیں، ان کے مطابق دو مرتبہ طلاق دینے سے طلاق ہو تو جاتی ہے لیکن اس میں صلح کی گنجائش بہرحال موجود ہے۔

ج…… اس مسئلہ کا صحیح جواب یہ ہے کہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ طلاق دینے سے طلاق تو ہوجاتی ہے، لیکن شوہر کو عدّت کے اندر اندر رُجوع کرلینے کا حق ہوتا ہے، اور عدّت ختم ہوجانے کے بعد تجدیدِ نکاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس ان صاحبہ کے شوہر نے اگر عدّت کے اندر رُجوع کرلیا تھا تو نکاح قائم رہا، اور اگر رُجوع نہیں کیا تھا تو تجدیدِ نکاح کے بغیر دوبارہ اس شوہر کے گھر آباد ہونا جائز نہیں۔

# طلاقِ بائن

## طلاقِ بائن کی تعریف

س…… طلاقِ بائن کی تعریف کیا ہے؟ اگر تین مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا جائے کہ: ''تم سے میرا کوئی تعلق نہیں'' یا ''میں نے تم کو آزاد کردیا ہے'' تو کیا دوبارہ اسی عورت سے نکاح

ہوسکتا ہے؟

ج……طلاق کی تین قسمیں ہیں: ’’طلاقِ رجعی‘‘، ’’طلاقِ بائن‘‘ اور ’’طلاقِ مغلظہ‘‘۔

’’طلاقِ رجعی‘‘ یہ ہے کہ صاف اور صریح لفظوں میں ایک یا دو طلاق دی جائے، اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی طلاق میں عدّت پوری ہونے تک نکاح باقی رہتا ہے، اور شوہر کو اختیار ہے کہ عدّت ختم ہونے سے پہلے بیوی سے رُجوع کرلے، اگر اس نے عدّت کے اندر رُجوع کرلیا تو نکاح بحال رہے گا اور دوبارہ نکاح کی ضرورت نہ ہوگی، اور اگر اس نے عدّت کے اندر رُجوع نہ کیا تو طلاق مؤثر ہوجائے گی اور نکاح ختم ہوجائے گا، اگر دونوں چاہیں تو دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔ لیکن جتنی طلاقیں وہ استعمال کرچکا ہے وہ ختم ہوگئیں، آئندہ اس کو تین میں سے صرف باقی ماندہ طلاقوں کا اختیار ہوگا، مثلاً: اگر ایک طلاق دی تھی اور اس سے رُجوع کرلیا تھا تو اَب اس کے پاس صرف دو طلاقیں باقی رہ گئیں، اور اگر دو طلاقیں دے کر رُجوع کرلیا تھا تو اَب صرف ایک باقی رہ گئی، اب اگر ایک طلاق دے دی تو بیوی تین طلاق کے ساتھ حرام ہوجائے گی۔

’’طلاقِ بائن‘‘ یہ ہے کہ گول مول الفاظ (یعنی کنایہ کے الفاظ) میں طلاق دی ہو یا طلاق کے ساتھ کوئی ایسی صفت ذکر کی جائے جس سے اس کی سختی کا اظہار ہو، مثلاً یوں کہے کہ: ’’تجھ کو سخت طلاق‘‘ یا ’’لمبی چوڑی طلاق‘‘۔ طلاقِ بائن کا حکم یہ ہے کہ بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور شوہر کو رُجوع کا حق نہیں رہتا، البتہ عدّت کے اندر بھی اور عدّت ختم ہونے کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

’’طلاقِ مغلّظہ‘‘ یہ ہے کہ تین طلاق دے دے، اس صورت میں بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

شوہر کا یہ کہنا کہ ’’میرا تم سے کوئی تعلق نہیں‘‘ یہ طلاقِ کنایہ ہے، اس سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور دُوسری اور تیسری دفعہ کہنا لغو ہوگا، اور ’’میں نے تم کو آزاد کردیا‘‘ کے الفاظ اُردو محاورے میں صریح طلاق کے ہیں، اس لئے یہ الفاظ اگر ایک یا دو بار کہے تو ’’طلاقِ رجعی‘‘ ہوگی اور اگر تین بار کہے تو ’’طلاقِ مغلّظہ‘‘ ہوگی۔

## کیا ''آج سے تم میرے اُوپر حرام ہو'' کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

س...... کچھ دن ہوئے میری بیوی، والدہ صاحبہ سے لڑ کر اپنے میکے چلی گئی اور اکثر وہ میری والدہ سے لڑ کر میکے چلی جاتی ہے۔ اس دفعہ میں اسے لینے کے لئے گیا تو اس نے میری والدہ صاحبہ کو میرے سامنے گالیاں دیں تو میں نے وہاں پر اس کے والدین کے سامنے اس کو کہا کہ: ''آج سے تم میرے اُوپر حرام ہو''۔ آپ براہ کرم مجھے بتائیں کہ آیا اسے طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟ اگر ہوگئی ہے تو ٹھیک، اور اگر نہیں ہوئی تو میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں، آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ ۷ ماہ کی حاملہ بھی ہے۔

ج...... ''آج سے میرے اُوپر حرام ہے'' کے الفاظ سے ایک طلاقِ بائنہ ہوگئی، وضعِ حمل سے اس کی عدّت پوری ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اگر آپ کا غصہ اُتر جائے تو آپ سے بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، عدّت کے اندر بھی اور عدّت کے بعد بھی۔

## اگر کسی نے کہا: ''تم اپنی ماں کے گھر چلی جاؤ، میں تم کو طلاق لکھ کر بھجوادُوں گا'' تو کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی؟

س...... کیا بار بار شوہر کے یہ کہنے سے کہ: ''تم اپنی ماں کے گھر چلی جاؤ، میں تم کو طلاق لکھ کر بھجوادُوں گا'' طلاق کا لفظ منہ سے ادا کر کے کہتے ہیں یعنی ''تم چلی جاؤ تو میں تم کو طلاق لکھ کر بھجوادُوں گا'' کیا طلاق ہوگئی؟

ج...... اگر شوہر طلاق کی نیت سے یہ کہے کہ: ''تم اپنی ماں کے گھر چلی جاؤ'' تو اس سے طلاقِ بائن واقع ہو جاتی ہے، اس کے بعد بغیر تجدیدِ نکاح کے دوبارہ میاں بیوی کا تعلق رکھنا جائز نہیں رہتا۔ آپ کے شوہر نے جو الفاظ کہے ہیں ان سے طلاقِ بائن واقع ہوگئی۔

## ''میں آزاد کرتا ہوں'' صریح طلاق کے الفاظ ہیں

س...... آج سے تقریباً دو سال قبل ہم میاں بیوی میں کچھ اختلاف ہوگیا تھا اور میں اپنے میکے پنڈی چلی گئی، وہاں میرے شوہر نے میرے والد کے پاس ایک خط لکھا جس میں ان کے

الفاظ یہ تھے: ''میں نے سوچا ہے کہ آج سے آپ کی بیٹی کو آزاد کرتا ہوں اور یہ فیصلہ میں نے بہت سوچ بچار اور ہوش و حواس میں کیا ہے۔'' اس کے بعد جب میں نے ان سے ملنا چاہا تو انہوں نے کہلوادیا کہ آپ اب میرے لئے نامحرَم ہیں اور ملنا نہیں چاہتا۔ پھر خاندان کے بزرگوں نے انہیں سمجھانا چاہا تو انہوں نے کہہ دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں، لیکن پھر سب لوگوں کے سمجھانے پر وہ کچھ سمجھ گئے اور ان ہی بزرگوں میں سے ایک مولوی صاحب نے میرے شوہر کو کہا کہ کیونکہ تم نے طلاق کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں، لہٰذا تم رُجوع کرسکتے ہو، جب سے اب تک ہم اکٹھے رہ رہے ہیں، اور ہماری چند ماہ کی ایک بچی بھی ہے۔

ج...... اُردو محاورے میں ''آزاد کرتا ہوں'' کے الفاظ صریح طلاق کے الفاظ ہیں، اس لئے مولوی صاحب کا یہ کہنا تو غلط ہے کہ طلاق کے الفاظ استعمال نہیں کئے، البتہ چونکہ یہ لفظ صرف ایک بار استعمال کیا اس لئے ایک طلاق واقع ہوئی۔ اور شوہر کا یہ کہنا کہ: ''اب آپ نامحرَم ہیں'' اس بات کا قرینہ ہے کہ اس نے طلاقِ بائن مراد لی تھی، اس لئے نکاح دوبارہ ہونا چاہئے تھا، بہرحال بے علمی میں جو غلطی ہوچکی اس کی تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے اور فوراً دوبارہ نکاح کرلیں۔

## ''میں تم کو حقِ زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' کا حکم

س...... میں نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ: ''میں تم کو حقِ زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' تین بار، اس میں ایک بار ان ہی الفاظ کے درمیان طلاق کا لفظ استعمال کیا، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے؟ کیونکہ بیوی خود طلاق مانگ رہی تھی مگر میں دینا نہیں چاہتا تھا، اب آپ شریعت کی رُو سے بتائیے کہ طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟

ج...... ''حقِ زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' کے الفاظ سے طلاقِ بائن واقع ہوگئی، دوبارہ نکاح کرلیا جائے۔

## ''تو میرے نکاح میں نہیں رہی'' کے الفاظ سے طلاق کا حکم

س...... میرے ایک دوست نے غصّے کی حالت میں اپنی زوجہ کو تین سے زائد مرتبہ کہا: ''تو

میرے نکاح میں نہیں رہی‘‘ کیا اَز رُوئے شریعت طلاق ہوگئی یا کچھ گنجائش ہے؟

ج…… ’’تو میرے نکاح میں نہیں رہی‘‘ یہ الفاظ طلاقِ کنایہ کے ہیں، اگر طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس سے ایک ’’طلاقِ بائنہ‘‘ واقع ہوگئی، اور دُوسری تیسری مرتبہ کہنا لغو ہوگیا، اس لئے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

## ’’یہ میری بیوی نہیں‘‘ الفاظ طلاقِ کنایہ کے ہیں

س…… ایک دن میری بیوی سے لڑائی ہوگئی تو میں نے غصّے میں یہ کہہ دیا کہ: ’’یہ میری بیوی نہیں ہے، میں اسے اپنی بیوی تسلیم نہیں کرتا‘‘ میں نے لفظ ’’طلاق‘‘ کا استعمال نہیں کیا، آپ یہ بتائیں کہ کیا اس سے ایک طلاق واقع ہوگئی یا مجھے کوئی کفارہ ادا کرنا ہے؟

ج…… یہ طلاقِ کنایہ کے الفاظ ہیں، ان سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی، نکاح دوبارہ کرلیجئے۔

# طلاقِ مغلّظہ

## تین طلاقیں دینے والا اب کیا کرے؟

س…… ایسے کسی مسئلے کی نشاندہی فرمائیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا گیا ہو کہ میں نے اپنی بیوی کو تیسری مرتبہ طلاق دے دی ہے، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ مہربانی فرماکر حدیثِ مبارکہ مع ضروری حوالہ جات و روایات تحریر فرمائیں۔ واضح رہے کہ میرا استفسار اکٹھی، یکبارگی یا بیک مجلس تین یا زیادہ طلاقوں کے بارے میں نہیں ہے۔

ج…… اِمام بخاری رحمہ اللہ نے ’’باب من اجاز طلاق الثلاث‘‘ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے رفاعہ قرظی کی بیوی کا واقعہ نقل کیا ہے، کہ رفاعہ نے اسے تین طلاقیں دے دی تھیں، اس نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے شکایت کی کہ وہ عورت سے صحبت پر قادر نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو؟ (اس نے کہا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) یہ نہیں ہوگا، یہاں تک کہ دُوسرے شوہر سے صحبت نہ کرو:

"حدثنا سعید بن عفیر قال: حدثنی اللیث، حدثنی عقیل عن ابن شهاب قال: أخبرنی عروة بن الزبیر أن عائشة أخبرته أن امرأة رفاعة القرظی جاءت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت: یا رسول الله! ان رفاعة القرظی طلقنی فبت طلاقی وانی نکحت بعده عبدالرحمٰن بن الزبیر القرظی وانما معه مثل الهدبة، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لعلک تریدین أن ترجعی الی رفاعة، لا حتی یذوق عسیلتک وتذوقی عسیلته." (صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۹۱)

اسی قسم کا ایک واقعہ فاطمہ بنت قیس کا بھی صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ ان کے شوہر نے تیسری طلاق دے دی تھی۔

## تین طلاق کے بعد رُجوع کا مسئلہ

س…… ایک وقت میں تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں ہوجاتی ہیں، اور پھر سوائے حلالہ کے رُجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی، یہ حنفیہ کا مسلک ہے۔ لیکن اہلحدیث حضرات کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابورکانہ نے اُمِّ رکانہ کو تین طلاقیں دیں، جب آپ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے ان کو رُجوع کی اجازت دے دی۔

ج…… صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمۂ اَربعہ رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں خواہ ایک لفظ میں دی گئی ہوں یا ایک مجلس میں، وہ تین ہی ہوتی ہیں۔ ابورکانہ کا جو واقعہ آپ نے نقل کیا ہے اس میں بڑا اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ انہوں نے تین طلاقیں نہیں دی تھیں، بلکہ


فہرست

''طلاقِ البتہ'' دی تھی۔ بہرحال جب دُوسری احادیث میں وضاحت موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمۂ دِین رحمہم اللہ بھی اس پر متفق ہیں تو اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اہلحدیث حضرات کا فتویٰ صحیح نہیں، ان کو غلط فہمی ہوئی ہے، اس لئے جو شخص شریعت کے حلال و حرام کی پابندی کرنا چاہتا ہو اس کو اہلحدیث کے اس فتویٰ پر عمل کرنا حلال نہیں۔

## حلالہ شرعی کی تشریح

س...... کیا حلالہ جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن پاک و حدیث کی رُو سے تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ میری والدہ کو میرے والد صاحب نے سوچ سمجھ کر ۳ بار لفظ ''طلاق'' دہرا کر طلاق دی، اور پھر حلالہ کرکے عدّت گزرنے کے بعد نکاح کروالیا۔ حلالہ کچھ اس طرح کیا کہ ایک شخص کو پوری تفصیل سے آگاہ کرکے نکاح کے بعد طلاق دینے پر آمادہ کیا، اس شخص نے نکاح کے دن بغیر ہم بستری کے اسی وقت دروازے کے قریب والدہ کے سامنے کھڑے ہوکر ۳ بار طلاق دے دی اور پھر عدّت گزرنے کے بعد ہمارے والد نے ہماری ماں سے دوبارہ نکاح کروالیا اور ایک ساتھ رہنے لگے۔ یہ حلالہ صحیح ہوا یا غلط؟ اس کی روشنی میں والدہ صاحبہ سے دوبارہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

ج...... قرآنِ کریم میں ارشاد ہے کہ اگر شوہر بیوی کو تیسری طلاق دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں رہتی یہاں تک کہ وہ عورت (عدّت کے بعد) دُوسرے شوہر سے نکاح (صحیح) کرے، (اور نکاح کے بعد دُوسرا شوہر اس سے صحبت کرے، پھر مرجائے یا اَزخود طلاق دے دے اور اس کی عدّت گزر جائے، تب یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی، اور وہ اس سے دوبارہ نکاح کرسکے گا)، یہ ہے حلالہ شرعی۔

تین طلاق کے بعد عورت کا کسی سے اس شرط پر نکاح کردینا کہ وہ صحبت کے بعد طلاق دے دے گا، یہ شرط باطل ہے، اور حدیث میں ایسا حلالہ کرنے والے اور کرانے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ تاہم ملعون ہونے کے باوجود اگر دُوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے دے تو عدّت کے بعد عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی۔

اور اگر وہ صحبت کئے بغیر طلاق دے دے (جیسا کہ آپ نے اپنی والدہ کا قصہ لکھا ہے) تو عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

اور اگر دُوسرے مرد سے نکاح کرتے وقت یہ نہیں کہا گیا کہ وہ صحبت کے بعد طلاق دے دے گا، لیکن اس شخص کا اپنا خیال ہے کہ وہ اس عورت کو صحبت کے بعد فارغ کردے گا تو یہ صورت موجبِ لعنت نہیں۔ اسی طرح اگر عورت کی نیت یہ ہو کہ وہ دُوسرے شوہر سے طلاق حاصل کرکے پہلے شوہر کے گھر میں آباد ہونے کے لائق ہوجائے گی، تب بھی گناہ نہیں۔

## تین طلاق کے بعد ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہوجاتا ہے

س…… تین طلاق کے بعد کیا ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہوجاتا ہے؟ یا کوئی شرعی طریقہ رُجوع ہے کہ نہیں؟

ج…… تین طلاق کے بعد نہ رُجوع کی گنجائش رہتی ہے، نہ دوبارہ نکاح کی، عدّت کے بعد عورت دُوسرے شوہر سے نکاح (صحیح) کرکے ہم بستری کرے، پھر دُوسرا شوہر مرجائے یا اَزخود طلاق دے دے اور اس کی عدّت گزر جائے، تب پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے، اس کے بغیر نہیں۔

## ''میں اپنی بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق رجعی دیتا ہوں'' کا حکم

س…… زید اپنی بیوی کو لینے سسرال جاتا ہے، وہاں چند ناخوشگوار باتوں کے بعد زید اپنے سسر کے ہاتھ میں تحریری طلاق دے دیتا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''میں اپنی بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق رجعی دیتا ہوں'' تو کیا یہ طلاقِ ثلاثہ واقع ہوگئی؟

ج…… جی ہاں! واقع ہوگئی، تین بار طلاق لکھنے کے بعد اس کے ساتھ ''رجعی'' کا لفظ لکھنا بے معنی اور مہمل ہے۔

## تین بار طلاق کا کوئی کفارہ نہیں

س…… ایک شخص بے پناہ غصّے کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ: ''تم میری ماں بہن

کی جگہ ہو، میں نے تمہیں طلاق دی'' اور یہ جملہ وہ تین سے بھی زیادہ مرتبہ دہرائے تو یقیناً طلاق ہوجائے گی۔ آپ یہ فرمائیں کہ کیا وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے بغیر کسی کفارہ کے رہ سکتے ہیں؟

ج…… تین بار طلاق دینے سے طلاقِ مغلّظہ ہوجاتی ہے، اور دونوں میاں بیوی ایک دُوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتے ہیں، اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بغیر تحلیلِ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ نے جس شخص کا واقعہ لکھا ہے انہیں چاہئے کہ فوراً علیحدگی اختیار کرلیں ورنہ ساری عمر بدکاری کا وبال ہوگا۔

## کیا مطلقہ، بچوں کی خاطر اسی گھر میں رہ سکتی ہے؟

س…… میری ایک سہیلی ہے، اس کے شوہر نے ایک دن غصّے میں ایک تحریر لکھی، لیکن وہ بیوی کو نہیں دی بلکہ ان کے پاس ہی رہی، لیکن بیوی کی نظر اس پر پڑ گئی، اور اس نے وہ تحریر پڑھ لی، اب آپ بتائیں کہ طلاق ہوئی کہ نہیں؟ تحریر یہ ہے: ''میں نے تین طلاق دیں قبول کریں'' اگر طلاق ہوجاتی ہے اور میاں بیوی آپس میں ازدواجی تعلق نہ رکھیں لیکن دُنیا اور بچوں کی وجہ سے ایک ہی جگہ رہیں تو یہ ممکن ہے یا نہیں؟ کیونکہ بچوں کے پاس ویسے بھی کوئی اور رشتہ دار خاتون کی ضرورت ہوگی تو اس حالت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج…… شوہر نے جب اپنی بیوی کے نام یہ تحریر لکھ دی تو تین طلاقیں واقع ہوگئیں، خواہ وہ پرچہ بیوی کو دیا ہو یا نہ دیا ہو، اب ان دونوں کی حیثیت اجنبی مرد و عورت کی ہے، عورت اپنے بچوں کے پاس تو رہ سکتی ہے مگر اس کی کیا ضمانت ہے کہ شیطان دونوں کو بہکا کر گناہ میں مبتلا نہیں کردے گا...؟ اس لئے دونوں کو الگ رہنا چاہئے۔

## کیا تین طلاق کے بعد بچوں کی خاطر اسی گھر میں عورت رہ سکتی ہے؟

س…… مجھے شوہر نے طلاق دے دی ہے، جو اس طرح ہوئی کہ ایک دن گھریلو معاملے پر جھگڑا ہوا، انہوں نے مجھے مارا، پھر بلند آواز سے چیختے ہوئے کہا: ''میں نے تجھے طلاق دی، نکل جا میرے گھر سے۔'' محلے کے لوگ شور سن کر جمع ہوگئے تھے، انہیں سمجھانے لگے، مگر وہ


فہرست

نہیں مانے، پھر کہا: ''تجھے طلاق دی''۔ طلاق کے الفاظ اسی طرح دونوں بار تین مرتبہ سے بھی زیادہ دفعہ کہے۔ محلے والوں کے کہنے پر میں نے سارے حالات دارالعلوم لکھ کر بھیجے، جنھوں نے کہہ دیا کہ طلاق ہوگئی۔ میں اس واقعے کے بعد کئی ماہ تک وہیں الگ کمرے میں رہی، پھر جب مرد کی نیت خراب دیکھی تو وہاں سے اپنے عزیز کے گھر پنجاب چلی گئی۔ اور دو مہینے عدّت گزارنے کے بعد آئی تو وہ یہ کہہ کر کہ میرے سے کوئی واسطہ نہیں رہے گا، بچوں کی خاطر چل کر رہ۔ میں بچوں کی ممتا میں مجبور ہوکر چلی گئی، کچھ دن تو وہ ٹھیک رہا پھر اس کا ارادہ بدلنے لگا، وہ کسی مولوی صاحب سے لکھوا کر بھی لایا کہ طلاق نہیں ہوئی، مگر میں نہیں مانی اور اس سے صاف کہہ دیا کہ میں اپنی عاقبت خراب نہیں کروں گی، تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر وہ مختلف بہانوں سے جھگڑے کرنے لگا، ایک دن تنگ آکر میں نے اپنی جان ہی ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا، مگر بچ گئی۔ میں سخت مصیبت میں ہوں، محلے والوں کو طلاق کا پتا ہے، ان کے سامنے ہوئی، میں نے ان لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ بچوں کی خاطر رہ رہی ہوں، ان کے باپ سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے، میرے بچے بڑے ہیں، لیکن مذہب سے ناواقف ہیں۔ ان کا باپ ان کو ورغلاتا ہے، خدا کے خوف سے ڈرتی ہوں لہٰذا مجھے آپ بتائیں کہ تین مرتبہ کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے؟ میرے ایک عزیز کہتے ہیں کہ غصّے میں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ مرد بھی اب اسی طرح کی باتیں کرتا ہے کہ میں نے دِل سے نہیں کہا تھا، اور مجھے گمراہ کرتا ہے۔ ایک رشتہ دار نے کہا شریف عورتیں مرکر گھر سے نکلتی ہیں۔ میں آپ سے خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم معلوم کرنا چاہتی ہوں، تفصیل سے بتائیں اللہ آپ کو اس کی جزا دے گا۔ میں خدا کی خوشنودی اور آخرت کی اچھائی چاہتی ہوں، میں مرنا گوارا کرلوں گی لیکن گناہ اور حرام کاری کی زندگی بسر نہیں کروں گی۔

ج...... آپ کو پکی طلاق ہوچکی ہے، اس شخص کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا، اگر آپ کو عزّت و آبرو کا خطرہ ہے تو وہاں کی رہائش ترک کرکے کسی اور جگہ منتقل ہوجائیں، دارالعلوم کا فتویٰ بالکل صحیح ہے۔


فہرست

## ''میں نے تم کو آزاد کیا اور میرے سے کوئی رشتہ تمہارا نہیں ہے'' تین دفعہ کہنے سے کتنی طلاقیں ہوں گی؟

س…… میری شادی کو چار سال ہوگئے ہیں، میرے شوہر نے مجھے تین مرتبہ یہ لفظ کہا کہ: ''میں نے تم کو آزاد کیا اور میرے سے کوئی رشتہ تمہارا نہیں ہے''، اور یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا، اب آپ مجھے بتائیں کہ میں اپنے شوہر کے نکاح میں ہوں یا نہیں؟

ج…… ''تم کو آزاد کیا'' کا لفظ تین مرتبہ کہنے سے تین طلاقیں واقع ہوگئیں، اور دونوں کا میاں بیوی کا رشتہ ختم ہوگیا۔

## تین طلاق والے طلاق نامے سے عورت کو لاعلم رکھ کر اس کو ساتھ رکھنا بدکاری ہے

س…… میری بیوی نہایت بدزبان، بدتمیز اور نافرمان ہے، ایک دفعہ جب اس نے میری اور میرے والدین کی بہت زیادہ بے عزّتی کی تو میں نے غصّے میں آکر وکیل کے ذریعہ قانونی طور سے ایک طلاق نامہ تیار کروایا، جس میں، میں نے، وکیل نے اور دو گواہوں نے دستخط بھی کئے تھے اور جس میں صاف اور واضح طور سے درج تھا کہ: ''میں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی اور آج سے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔'' اس کے بعد وہ طلاق نامہ میں چند ناگزیر حالات کی بنا پر اپنی بیوی کو نہ دے سکا اور آج تک وہ طلاق نامہ میرے پاس محفوظ ہے، جبکہ میں بادِلِ نخواستہ اور مجبوراً بیوی کے ساتھ رہ بھی رہا ہوں اور حقوقِ زوجیت بھی ادا کر رہا ہوں۔ مہربانی فرماکر بتایئے کہ کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اور کیا میں گناہِ کبیرہ کا مرتکب تو نہیں ہو رہا ہوں؟ اگر اس سلسلے میں کوئی کفارہ ادا کرنا چاہوں تو وہ کیا ہوسکتا ہے؟

ج…… جب بدزبان، بدتمیز اور نافرمان بیوی کو آپ نے تین طلاقیں لکھ دیں تو وہ آپ پر اسی لمحہ حرام ہوگئی، خواہ اس کو طلاق کا علم ہوا یا نہیں، اور تین طلاق کے بعد جو آپ اس سے جنسی ملاپ کرتے ہیں یہ خالص بدکاری ہے، اور گناہِ کبیرہ کیا ہوگا...؟ کفارہ یہ ہے کہ اس گناہ سے توبہ کریں اور اس کو فوراً اپنے سے علیحدہ کردیں، حلالہ شرعی کے بعد وہ آپ کے نکاح میں دوبارہ آسکتی ہے اس سے پہلے نہیں۔

## تین طلاق کے بعد اگر تعلقات قائم رکھے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کی کیا حیثیت ہوگی؟

س…… میرے بڑے بیٹے نے اپنی منہ زور اور نافرمان بیوی کو تقریباً سات سال قبل دِلبرداشتہ ہوکر عدالت سے تحریری طور پر بمعرفت وکیل ڈاک سے رجسٹری ایک طلاق نامہ روانہ کیا جو اس کے بھائی نے وصول کیا۔ طلاق نامے کا مضمون انگریزی میں تحریر تھا، طلاق نامے میں میرے بیٹے نے اپنی منکوحہ بیوی کو تین دفعہ یعنی ''میں نے تمھیں طلاق دی'' لکھا۔ یہ طلاق میرے بیٹے نے بغیر کسی جبر و دباؤ اور غصّے کی حالت میں دی تھی، اس وقت اس کی بیوی تقریباً چھ ماہ کے حمل سے تھی، اس کی خوشدامن اور دیگر افرادِ خانہ کہتے ہیں کہ یہ طلاق حمل کے دوران نہیں ہوئی، مگر میں اور دیگر افراد کا کہنا ہے کہ قرآن و سنت کی رُو سے طلاق ہوگئی، مگر اس کے سسرال والے اس بات کو نہیں مانتے اور اس سے قطعی انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ سے سوال ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس دوران یعنی تقریباً سات سال سے دونوں بطور میاں بیوی کے رہ رہے ہیں اور اس درمیان ان کی دو بچیاں پیدا ہوئیں تو یہ بچیاں کس زُمرے میں آتی ہیں؟ براہِ کرم شریعت کی رُو سے جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… حمل کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور وضعِ حمل سے عدّت ختم ہوجاتی ہے۔ آپ کے بیٹے نے اپنی بیوی کو جو تین طلاقیں دیں وہ واقع ہوچکی ہیں، اور وہ دونوں ایک دُوسرے پر قطعی حرام ہوچکے ہیں۔ اس کے بعد اگر وہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں تو وہ گناہ اور بدکاری کے مرتکب ہوئے ہیں، اور ان کے ہاں جو اولاد اس عرصے میں ہوئی اس کا نسب صحیح نہیں، اس کی حیثیت ''ناجائز اولاد'' کی سی ہے، ان کو چاہئے کہ فوراً علیحدگی اختیار کرلیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں۔

## رُجوع کے بعد تیسری طلاق

س…… میری شادی ۹ سال پہلے ہوئی تھی، شادی کے ایک سال بعد پہلی بیٹی ہوئی، ایک دن گھر سے باہر جاتے ہوئے میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ''میں تمھیں طلاق دیتا ہوں'' یہ

الفاظ میں نے دو مرتبہ کہے، اس کے فوراً بعد ہم نے رُجوع کرلیا اور اس کے بعد ہمارے ہاں چار بیٹیاں اور ہوچکی ہیں۔ ایک مرتبہ پھر میں نے گھر سے باہر جاتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ: ''تمہیں طلاق دیتا ہوں''۔ جنابِ عالی! اس کے بعد ہم نے ایک حافظ صاحب سے معلوم کیا کہ اس طرح طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ تو انہوں نے ہم سے یہی کہا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ان دو طلاقوں کے بعد فوراً رُجوع کرلیا تھا اس لئے وہ مؤخر ہوگئی ہیں، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج...... دو طلاقوں کے بعد آپ نے جو رُجوع کرلیا تھا وہ صحیح تھا، مگر شوہر کو صرف تین طلاقوں کا حق دیا گیا ہے، اس لئے ان دو طلاقوں سے رُجوع کرلینے کے بعد آپ کے پاس صرف ایک طلاق باقی رہ گئی تھی، جب آپ نے یہ تیسری طلاق بھی دے دی تو بیوی قطعی حرام ہوگئی، اب دوبارہ نکاح کی گنجائش بھی باقی نہیں رہی، اس لئے اب حلالہ شرعی کے بغیر دونوں ایک دُوسرے کے لئے حلال نہیں ہوسکتے۔ عورت عدّت کے بعد دُوسری جگہ نکاح کرکے دُوسرے شوہر سے صحبت کرے، دُوسرا شوہر صحبت کے بعد فوت ہوجائے یا اَز خود طلاق دے دے اور اس کی عدّت بھی گزر جائے تب اگر وہ چاہے تو آپ کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتی ہے۔

## تین طلاقیں لکھ کر پھاڑ دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

س...... عرض یہ ہے کہ میں نے شادی کی تھی، کچھ عرصے کے بعد میں نے کئی لوگوں کے کہنے پر بے وقوفی سے ایک پرچہ لکھا جس میں لکھا کہ: ''میری بیوی فلاں بنت فلاں مجھ پر تین طلاق ہے۔'' تین طلاق کا لفظ میں نے تین دفعہ لکھا، وہ پرچہ لکھوا کر پھاڑ دیا، پھر دُوسرا پرچہ بھی اسی نوعیت کا لکھا جس کو میں نے روانہ کردیا، لیکن ان کو ملا نہیں ہے۔ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ کس صورت میں رُجوع کیا جاسکتا ہے؟

ج...... تین طلاقیں ہوگئیں، اب رُجوع کی کوئی گنجائش نہیں ہے، نہ دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ اس کا دُوسری جگہ نکاح ہو، وہاں آباد ہو، پھر طلاق ہو۔

## کیا نصِ قرآنی کے خلاف حضرت عمرؓ نے تین نشستوں میں طلاق کے قانون کو ایک نشست میں تین طلاقیں ہوجانے میں بدل دیا؟

س…… مندرجہ ذیل تحریر میں نے ایک ہفت روزہ ''ملت'' اسلام آباد کے صفحہ:۱۴ اور ۱۵ سے نقل کی ہے، یہ ہفت روزہ ۱۶؍ستمبر ۱۹۷۹ء تک کا ہے۔ یہ سوال و جواب فقہِ حنفیہ کے ماہر دانشور ''ڈاکٹر مطلوب حسین'' سے کیا گیا ہے، ڈاکٹر صاحب کا سوال و جواب درج ذیل ہے:

''س:…… کیا نصِ قرآنی کے خلاف کسی کو قانون وضع کرنے کا حق نہیں؟

ج:…… حالات کے تقاضوں کے تحت ایسا کرلینے میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً قرآن میں ''نصِ مبین'' موجود ہے کہ طلاق تین نشستوں میں دی جائے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں برق رفتار فتوحات کے نتیجے میں مصری، شامی اور ایرانی عورتیں عرب معاشرے کا حصہ بنیں اور عرب ان کے حسن سے متأثر ہوکر ان سے نکاح کرنے کے خواہاں ہوئے تو ان مصری، شامی اور ایرانی عورتوں نے یہ شرط عائد کی کہ ہمارے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے اپنی سابقہ بیویوں کو طلاق دینی ہوگی۔ چنانچہ بہت سے عربوں نے ان عورتوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی بیویوں کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینا شروع کردیں، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ایسا کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور وہ ان عورتوں سے شادی کرنے کے بعد دوبارہ اپنی پہلی بیویوں سے رُجوع کرلیتے۔ اس طرح ہر گھر میں لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے یہ حکم جاری کیا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دیں تو یہ صحیح طلاق تصوّر ہوگی۔ بعد

کے فقہاء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسی فیصلے کی بنا پر ایسی طلاق کو "طلاقِ بدعی" کے نام سے اپنی فقہ میں شامل کرلیا۔ لیکن آج کا معاشرہ اور دور وہ نہیں، جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، لہٰذا آج ایک ہی نشست میں دی گئی تین طلاقیں مؤثر نہیں ہوسکتیں، کیونکہ آج فتوحات کا نہیں بلکہ وہ دور ہے جس میں یہ نصِ قرآنی نازل ہوئی تھی۔"

اس ضمن میں آپ سے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب چاہتا ہوں:

۱:...... کیا تاریخی حوالہ جات اس حقیقت کو ثابت کرتے ہیں جو ڈاکٹر صاحب نے اُوپر بیان کئے ہیں؟ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا واقعی ان ہی حالات میں یہ سخت فیصلہ نافذ کیا تھا؟

۲:...... اگر واقعی ایسا ہے تو پھر ڈاکٹر صاحب نے جو فیصلہ نکالا ہے، کیا وہ دُرست ہے؟ کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

اس کے علاوہ ایک مسئلہ اور ہے، میں نے ایک حدیث پڑھی ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی، اور پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اقدام سے آگاہ کیا، جس پر سروَرِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور ان کو بیوی کی طرف لوٹا دیا اور تاکید کی کہ اگر طلاق دینا ہو تو پاکی میں دو۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ حالتِ حیض میں طلاق مؤثر نہیں ہوتی۔ اسی طرح کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حالتِ حمل میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس ضمن میں وضاحت سے حقیقت بیان فرمادیں، شکریہ!

ج...... ڈاکٹر صاحب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ لکھا، وہ واقعہ نہیں بلکہ من گھڑت افسانہ ہے۔ طلاق ایک نشست میں یا ایک لفظ میں بھی اگر تین بار دے دی جائے تو واقع ہوجاتی ہے، یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا، اور اسی پر تمام فقہائے اُمت، جن کے قول کا اعتبار ہے، متفق ہیں کہ تین طلاقیں خواہ ایک نشست میں دی

گئی ہوں یا ایک لفظ میں، وہ تین ہی ہوں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی صحیح حقیقت یہ ہے کہ بعض حضرات ایک طلاق دینا چاہتے تھے، مگر تاکید کے لئے اس کو تین بار دہراتے تھے، گویا تین بار طلاق کے الفاظ دہرانے کی دو شکلیں تھیں، ایک یہ کہ ارادہ بھی تین ہی طلاق دینے کا کیا گیا ہو، اور دُوسری یہ کہ ارادہ تو ایک ہی طلاق دینے کا ہے مگر اس کو پختہ کرنے کے لئے تین بار لفظ دہرایا گیا ہو، (جس طرح نکاح کے ایجاب و قبول کے الفاظ بعض لوگ تین بار دہراتے ہیں)، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں پر امانت و دیانت کا غلبہ تھا، اس لئے یہ خیال نہیں کیا جاتا تھا کہ کوئی شخص طلاق دیتے وقت تو تین طلاق کے ارادے سے تین بار الفاظ کہے، بعد میں یہ کہنے لگے کہ میں نے تو ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ بعد میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگوں کی دیانت اور امانت کا وہ معیار باقی نہیں رہا تو حکم فرمادیا کہ جو شخص طلاق کے الفاظ تین بار دہرائے گا، ہم ان کو تین ہی سمجھیں گے، اور آئندہ کسی کا یہ عذر قبول نہیں کریں گے کہ میں نے تو ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا، تین کا نہیں۔

اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی نصِ قرآنی کو نہیں بدلا، اور یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ دیانت و امانت کا جو معیار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھا اب اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین کے تین ہی ہونے کا فیصلہ فرمایا تو ہمیں اس کی پابندی بدرجۂ اَولیٰ کرنی چاہئے۔

قرآنِ کریم کی کسی نصِ قطعی کو تبدیل کرنا کفر ہے، اور کوئی مؤمن اس کو گوارا نہیں کرسکتا۔ رہا ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ: "قرآن میں "نصِ مبین" موجود ہے کہ طلاق تین نشستوں میں دی جائے" اوّل تو یہ بات ہی خلافِ واقعہ ہے، قرآنِ کریم میں "الطّلاق مرتان" فرماکر یہ بتایا گیا ہے کہ جس طلاق سے رُجوع کیا جاسکتا ہے وہ صرف دو مرتبہ ہوسکتی ہے، اگر اس کے بعد کوئی شخص تیسری طلاق دے ڈالے تو رُجوع کا حق نہ ہوگا، اور وہ مطلقہ اس کے لئے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ رہا یہ کہ دو یا


فہرست

تین مرتبہ کی طلاق ایک مجلس میں دی گئی یا متعدّد مجلسوں میں؟ قرآنِ کریم کے الفاظ دونوں صورتوں کو شامل ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ: ”قرآن میں نصِ مبین موجود ہے کہ طلاق تین نشستوں میں دی جائے“ بالکل غلط اور مہمل بات ہے۔ ہاں! اگر ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم کے سیاق اور طرزِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق الگ الگ وقفوں سے دینی چاہئے، تو ایک معقول بات ہوتی۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دے دی جائیں تو قرآنِ کریم ان کو مؤثر نہیں سمجھتا یا ان کو ایک ہی طلاق قرار دیتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی ڈاکٹری کے زور میں ایک ظلم تو یہ کیا کہ ایک غلط مضمون کو قرآنِ کریم کی ”نصِ مبین“ سے منسوب کردیا، اور دُوسرا ظلم یہ کیا کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو قرآن کی ”نصِ مبین“ سے انحراف قرار دیا۔ ان دونوں مظالم پر تیسرا ظلم یہ ڈھایا کہ اس سے یہ خبیث عقیدہ کشید کرلیا کہ ہر شخص کو قرآن کی ”نصِ مبین“ کے بدل ڈالنے کا اختیار ہے۔ قرآنِ کریم نے: ”یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ“ کہہ کر اسی قماش کے لوگوں کا ماتم کیا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے بحالتِ حیض جس بیوی کو ایک طلاق دی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رُجوع کا حکم فرمایا تھا، اور اس طلاق کو واقع شدہ قرار دیا تھا۔ چنانچہ فقہائے اُمت متفق ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینا گناہ ہے، اور اگر رجعی طلاق دی ہو تو رُجوع کرلینا ضروری ہے، لیکن حیض میں دی گئی طلاق واقع ہوجائے گی، اس لئے یہ کہنا کہ حیض کی حالت میں دی گئی طلاق مؤثر نہیں ہوتی، قانونِ شرعی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اسی طرح یہ سمجھنا کہ حالتِ حمل میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، عامیانہ جہالت ہے۔ قرآنِ کریم میں جہاں مطلقہ عورتوں کی عدّت بیان کی گئی ہے وہاں مطلقہ حاملہ کی عدّت وضعِ حمل بیان کی گئی ہے۔

## خود طلاق نامہ لکھنے سے طلاق ہوگئی

س…… ایک شخص پندرہ روپے کے اسٹامپ پر اپنی بیوی کا تین بار نام تحریر کرکے تین بار



فہرست

''طلاق'' لفظ لکھ کر دُوسری شادی کرلیتا ہے، دُوسری شادی کے ورثاء کو طلاق نامے کی فوٹو اسٹیٹ کاپی دیتا ہے، لیکن اصل طلاق نامہ جس پر بیوی کو طلاق دی گئی ہے نہیں دیتا، طلاق نامے پر اس کے اور گواہ کے دستخط ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس تحریر کی رُو سے عورت کو طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟

ج...... جب اس نے خود طلاق نامہ لکھا ہے تو طلاق واقع ہونے میں کیا شک ہے...؟ تین طلاق کے بعد پہلی بیوی اس کے لئے حرام ہوگئی، وہ عدّت کے بعد جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

## شوہر نے طلاق دے دی تو ہوگئی، عورت کا قبول کرنا نہ کرنا، شرط نہیں

س...... میرے اور شوہر کے درمیان جھگڑا ہوا جو کہ تقریباً دو ماہ سے جاری تھا، لیکن اس دن طول پکڑ گیا اور نوبت مار پیٹ تک آئی، اور اسی دوران شوہر نے کہا: ''ایسی بیوی پر لعنت ہے اور میں نے تم کو طلاق دی'' یہ الفاظ انہوں نے دو مرتبہ بڑی آسانی سے ادا کئے، تیسری مرتبہ کہا تھا کہ پڑوسن نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، لیکن ہاتھ ہٹانے کے بعد تیسری مرتبہ پھر انہوں نے یہ الفاظ ادا کئے، اور میں حلفیہ طور پر یہ بیان لکھ رہی ہوں، اور جواب میں، میں نے کہا کہ: ''میں نے طلاق منظور کی''۔ اس کے بعد جب کچھ غصہ ٹھنڈا ہوا تو کچھ لوگوں نے میرے شوہر سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا؟ تو انہوں نے پہلے تو کہا کہ مجھ کو کچھ یاد نہیں ہے کہ میں نے کیا کہا؟ لیکن بعد میں کہتے ہیں کہ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر تم چاہتی ہو تو میں تم کو طلاق دیتا ہوں۔ اور اس کے بعد میں نے علمائے دِین و مفتی سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر عورت تین مرتبہ سن لے اور جواب میں ہاں کہہ دے تو طلاق ہوجاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... شوہر اگر تین مرتبہ طلاق دے دے تو تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، خواہ عورت نے قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو، گویا عورت کا قبول کرنا یا نہ کرنا کوئی شرط نہیں۔ آپ کے شوہر نے چونکہ تین مرتبہ طلاق دے دی جسے آپ نے اپنے کانوں سے سنا اس لئے میاں بیوی کا تعلق ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا، نہ طلاق سے رُجوع ہوسکتا ہے اور نہ دوبارہ نکاح ہی کی گنجائش ہے،

عدّت کے بعد آپ جہاں چاہیں عقد کرسکتی ہیں۔

## ''میں نے تجھے طلاق دی'' کہنے سے طلاق ہوگئی، خواہ طلاق دینے کا ارادہ نہ ہو

س…… میرے شوہر نے مجھ سے ۱۵ یا ۱۶ دفعہ یہ کہا کہ: ''میں نے تجھے طلاق دی''۔ کہتے ہیں: ''میں تمہیں ۱۰۰ دفعہ بھی کہوں تو طلاق نہیں ہوتی، جب تک دِل سے نہ دی جائے۔'' لیکن میرا دِل بہت ڈرتا ہے، میں سمجھ رہی ہوں کہ طلاق ہوگئی ہے خواہ دِل سے نہ بھی کہیں، یہ فقرہ کہہ دینے سے طلاق ہوجاتی ہے، جبکہ ہم ازدواجی زندگی بھی گزار رہے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے کہ دوبارہ صحیح معنوں میں میاں بیوی کہلاسکیں؟

ج…… ''میں نے تمہیں طلاق دی'' کا لفظ اگر شوہر زبان سے نکال دے خواہ دِل میں طلاق دینے کا ارادہ نہ ہو، تب بھی اس سے طلاق ہوجاتی ہے، اور اگر یہ فقرہ تین بار استعمال کیا جائے تو میاں بیوی ہمیشہ کے لئے ایک دُوسرے کے لئے حرام ہوجاتے ہیں۔ شوہر ۱۵ یا ۱۶ بار آپ کو یہ لفظ کہہ چکے ہیں اس لئے آپ دونوں کے درمیان میاں بیوی کا تعلق نہیں رہا، فوراً علیحدگی اختیار کرلیجئے۔

## حالتِ حیض میں بھی طلاق ہوجاتی ہے

س…… میرے شوہر نے مجھے سخت غصّے میں لفظ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' پھر دو تین جملے بُرا بھلا کہا، پھر کہا کہ: ''جا چلی جا اب میں نے تجھے طلاق دے دی ہے۔'' میرا شوہر بعد میں بھی کئی بار کہتا رہا کہ: ''طلاق دی'' وغیرہ۔ کبھی ایک بار، کبھی دو بار، تین بار یاد نہیں کہ کہا یا نہیں، کیونکہ ہر بار یہی کہا کہ تیسری بار کہا تو برباد ہوجائے گی، دو تین بار جب کہا جب میں ناپاک (حیض کی حالت میں) تھی، پھر بھول گئے یہ باتیں، لیکن میں شدید اذیت میں گرفتار ہوں کہ کیا کروں؟

ج…… آپ کے بیان کے مطابق شوہر طلاق کے الفاظ تین بار سے زائد استعمال کرچکا ہے، اس لئے اب مصالحت کی گنجائش نہیں، دونوں ایک دُوسرے کے لئے حرام ہوچکے ہیں۔

آپ کے شوہر کو یہ غلط فہمی ہے کہ طلاق کے الفاظ بیک وقت تین بار کہے جائیں تو طلاق ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ یہ وہم غلط ہے، شریعت نے مرد کو کل تین طلاقوں کا اختیار دیا ہے، اب خواہ کوئی شخص یہ اختیار ایک ہی بار استعمال کرے یا متفرق طور پر کرے، جب تیسری طلاق دے گا تو بیوی حرام ہوجائے گی۔ اور آپ کا خیال ہے کہ حیض کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، یہ خیال بھی غلط ہے، حیض کی حالت میں طلاق دینا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی اس حالت میں طلاق دے دے تو وہ بھی واقع ہوجاتی ہے۔

## طلاق غصّے میں نہیں تو کیا پیار میں دی جاتی ہے؟

س…… میرے شوہر غصّے میں کئی بار لفظ ''طلاق'' کہہ چکے ہیں، مگر وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، کہتے ہیں: ''غصّے میں طلاق نہیں ہوتی'' جبکہ میں کہتی ہوں کہ طلاق ہر حال میں ہوجاتی ہے۔ میری شادی کو صرف دو سال ہوئے ہیں اس درمیان تقریباً ۲۰ بار لفظ ''طلاق'' کہہ چکے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر طلاق دے دیتے ہیں اور پھر رُجوع بھی کرلیتے ہیں۔ غصّے میں کہتے ہیں کہ: ''میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، مگر پھر بھی تم بے غیرت بن کر میرے گھر میں رہتی ہو۔'' پھر جب غصہ ختم ہوجاتا ہے تو کہتے ہیں: ''تم اسی گھر میں رہوگی تم تو میری بیوی ہو اور ہمیشہ رہوگی۔''

ج…… جاہلیت کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ بدمزاج شوہر جب چاہتا طلاق دے دیتا اور پھر جب چاہتا رُجوع کرلیتا، سو بار طلاق دینے کے بعد بھی رُجوع کا حق سمجھتا، اسلام نے اس جاہلی دستور کو مٹادیا اور اس کی جگہ یہ قانون مقرّر کیا کہ شوہر کو دو بار طلاق کے بعد تو رُجوع کا حق ہے، لیکن تیسری طلاق کے بعد بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی، شوہر کو رُجوع کا حق نہ ہوگا، سوائے اس صورت کے کہ اس مطلقہ عورت نے عدّت کے بعد کسی اور جگہ نکاح کرکے وظیفۂ زوجیت ادا کیا ہو، پھر وہ دُوسرا شوہر مرجائے یا طلاق دے دے تو اس کی عدّت ختم ہونے کے بعد عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی۔ آپ کے شوہر نے پھر سے جاہلی دستور کو زندہ کردیا ہے، آپ اس کے لئے قطعی حرام ہوچکی ہیں، اس منحوس سے فوراً علیحدگی اختیار کرلیجئے۔ اس کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ: ''غصّے میں طلاق نہیں ہوتی'' طلاق

غصّے میں نہیں تو کیا پیار میں دی جاتی ہے...؟

## طلاق کے گواہ موجود ہوں تو قسم کا کچھ اعتبار نہیں

س...... میرے داماد نے میری لڑکی کو میرے اور میری بیوی اور گھر کے سارے افراد کے سامنے کئی مرتبہ طلاق دی ہے، بلکہ ہمارے محلے میں آکر انتہائی مشتعل انداز میں گالی گلوچ کے ساتھ اہلِ محلّہ سے مخاطب ہوکر کئی مرتبہ اس شخص نے کہا کہ: ''میں پورے ہوش وحواس کے ساتھ، محلّہ والوں کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، طلاق دی ہے، طلاق دی ہے۔'' اس وقت محلّہ والے بہت سارے موجود تھے، اب وہ اتنے گواہ ہونے کے باوجود اس دی گئی طلاق سے منحرف ہو رہا ہے اور بڑی بڑی قسمیں کھاتا ہے، یہاں تک کہ وہ قرآن شریف بھی اُٹھانے کو کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، اس تمام واقعے کو مدِنظر رکھتے ہوئے بتائیے کہ شریعت کے مطابق یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

ج...... طلاق کے گواہ موجود ہیں تو اس کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں، شرعاً طلاق ہوگئی۔

## زبردستی طلاق

س...... میرے والدین نے مجھے بہت تنگ کیا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو، لیکن میں طلاق دینے پر رضامند نہیں تھا، کیونکہ میں اپنا گھر بسانا چاہتا تھا، لیکن میرے والد نے اور کچھ بڑوں نے مجھے مجبور کیا، لیکن میں نے پھر بھی کہا کہ میں طلاق نہیں دُوں گا، تو میرے والد نے ان آدمیوں کو کہا کہ اگر یہ لڑکا طلاق نہیں دیتا تو اسے جیل بھیج دو، میں غریب آدمی مجبور ہوگیا اور کچھ ڈر بھی گیا جس کی وجہ سے میں نے ''طلاق، طلاق، طلاق'' تین بار کہا، جبکہ میں نے نہ اپنی بیوی کا نام لیا اور نہ ہی اشارہ کیا صرف منہ سے تین بار مجبوری کی طلاق کہہ دیا۔ اور جب میں نے طلاق دی اس وقت میری بیوی حاملہ تھی، اب آپ سے گزارش ہے کہ مجھے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

ج...... چونکہ گفتگو آپ کی بیوی کی طلاق ہی کی ہو رہی تھی، اس لئے جب آپ نے ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہا تو گو بیوی کا نام نہیں لیا مگر طلاق بیوی کی طرف ہی منسوب ہوگی، اور

چونکہ آپ نے دو صورتوں میں سے ایک کو ترجیح دیتے ہوئے بطورِ خود طلاق دی ہے، اگرچہ والد کے اصرار پر دی ہے، لیکن دی ہے اپنے اختیار اور ارادے سے، اس لئے تین دفعہ طلاق واقع ہوگئی، آپ دونوں ایک دُوسرے کے لئے حرام ہوگئے، بغیر تحلیلِ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ والد صاحب سے کہئے کہ ان کی مراد تو پوری ہوگئی اب آپ کی شادی دُوسری جگہ کردیں۔

## مختلف الفاظ استعمال کرنے سے کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟

س…… ''میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، آج سے تو میرے اُوپر حرام ہے، میں تمہیں طلاق دے رہا ہوں، اب تو میرے لئے ایسی ہے جیسے میری بہن'' مذکورہ بالا چار جملے لکھ کر شوہر کسی بچے کے ہاتھ اپنی بیوی کو بھیج دیتا ہے، جبکہ اس کی بیوی پڑھی لکھی نہیں ہے اور اس کی بیوی پہلے سے حاملہ ہے اور خط لینے سے بھی انکار کرتی ہے، کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی؟ جبکہ مذکورہ بالا جملوں سے صاف ظاہر ہے کہ طلاق نامہ تحریر کرتے وقت اس کی نیت کیا تھی، شوہر اپنی تحریر پر قائم بھی ہے۔

ج……اس صورت میں پہلے تین فقروں سے تین طلاق واقع ہوگئیں اور چوتھا فقرہ لغو رہا۔

## طلاق کے الفاظ تبدیل کردینے سے طلاق کا حکم

س…… ہمارے گاؤں میں ایک بہت ہی شریف اور نیک لڑکی ہے، جس کی شادی کو ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا، وہ حاملہ بھی ہے، کچھ دن پہلے اس کے میاں نے کسی معمولی سی بات پر اس کو ایک کاغذ پر لکھ دیا کہ: ''میں نے اپنی بیوی فلاں بنت فلاں کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔'' جب لڑکی نے اور اس کی ماں نے یہ پڑھا تو رونے لگیں تو اس لڑکے نے وہ کاغذ ان سے چھین کر اس پر الف الف بڑھا دیا یعنی ''اطلاق دی، اطلاق دی، اطلاق دی''، اس کے بعد وہ لڑکا کہنے لگا کہ میں نے مذاق کیا ہے طلاق نہیں دی۔ لڑکی کا والد کہتا ہے کہ حاملہ کو طلاق نہیں ہوسکتی۔ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں کہ اس مسئلے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اگر طلاق نہیں ہوئی تو وہ دونوں میاں بیوی بن کر ایک ساتھ رہیں، اگر طلاق ہوگئی ہے تو ان کو گنہگار ہونے سے منع کیا جائے۔



فہرست

ج…… طلاق مذاق میں بھی ہوجاتی ہے اور حالتِ حمل میں بھی۔ اس لڑکی کو تین طلاقیں واقع ہوگئیں، اب دونوں ایک دُوسرے پر ہمیشہ کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئے ہیں، بغیر تحلیلِ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

## ''تمہیں طلاق'' کا لفظ کہا، ''دیتا ہوں'' نہیں کہا، اس کا حکم

س…… اگر ایک آدمی اپنی بیوی کو ۲ طلاق دے دے پھر تیسری بار وہ ''میں تمہیں طلاق'' (وقفہ) دیتا ہوں نہیں کہتا۔ آیا طلاق ہوگئی یا نہیں یا اس کا کوئی کفارہ ہے؟

ج…… ''تمہیں طلاق'' کے الفاظ سے بھی طلاق ہوجاتی ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئیں۔

## تین دفعہ طلاق دینے سے تین طلاقیں ہوجائیں گی

س…… ایک مردِ مسلمان نے اپنی مدخول بہا (جس سے صحبت کی ہو) مسلمان بیوی کو دو سے زائد مرتبہ کہا کہ: ''میں نے تجھے طلاق دی'' یا ''میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں'' یا یوں کہے کہ: ''میں نے تجھ کو تین طلاق دی'' یا ''میں تجھ کو تین طلاق دیتا ہوں'' یا اسی قسم کی تحریر خود تحریر کرے یا تحریر کو سن کر اپنے دستخط یا نشانِ انگوٹھا ثبت کرے تو کیا صورتِ حال ہوگی؟ کیا بیوی پر ایک طلاق وارد ہوگی؟ کیا مرد رُجوع کرسکتا ہے؟ کیا مرد کو دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا؟ کیا بیوی رجعت سے انکار کرسکتی ہے؟ کیا بیوی مطلقاً حرام ہوگئی؟

ج…… جب اس نے تین طلاقیں دی ہیں تو تین ہی ہوں گی، ''تین''، ''ایک'' تو نہیں ہوتے۔ تین طلاق کے بعد نہ رُجوع کی گنجائش رہتی ہے، نہ حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، بیوی حرمتِ مغلّظہ کے ساتھ حرام ہوگئی۔

## طلاق نامے کی رجسٹری ملے یا نہ ملے یا ضائع ہوجائے، بہرحال جتنی طلاقیں لکھیں، واقع ہوگئیں

س…… میری شادی میرے پھوپھی زاد کے ساتھ لندن میں ہوئی، ناچاقیوں کے بعد بات اتنی بڑھی کہ مجھے گھر سے نکلنے کے لئے کہا گیا اور کہا گیا کہ: ''ہم پھر تمہیں دوبارہ واپس گھر

میں بلالیں گے۔'' چنانچہ میں پاکستان آگئی لیکن ابھی چار پانچ ماہ بھی پاکستان میں آئے ہوئے نہ ہوئے تھے کہ لندن سے طلاق روانہ کردی گئی۔ اب میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر مرد طلاق بذریعہ رجسٹری بھیج دے اور وہ بھی باہوش وحواس اور بارضا ورغبت دی گئی ہو تو وہ عورت جس کو طلاق روانہ کی گئی ہو، اسے پڑھے بغیر پھاڑ دے یا وصول ہی نہ کرے تو کیا اس سے طلاق نہیں ہوتی؟ اور اگر عورت کو معلوم نہ بھی ہو کہ رجسٹری میں طلاق آئی ہے اور گھر کا دُوسرا فرد اسے پڑھ کر پھاڑ دے اور عورت کو مطلع نہ کرے کہ تمہیں طلاق بھیجی گئی ہے تو اس سلسلے میں بھی یہی پوچھنا ہے کہ کیا اس طرح طلاق واقع نہ ہوگی؟ میرے لئے پریشان کن مسئلہ یہ ہے کہ اب وہ لوگ اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ طلاق قانونی لحاظ سے مؤثر نہیں کہ نہ ہی اس سلسلے میں وہاں یعنی لندن کے قانون سے، اور نہ ہی یہاں کے کسی قانونی ذریعے سے یہ دی گئی ہے، اس لئے یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اس لئے ہم سے رُجوع کرلیں جبکہ میں اس سلسلے میں تیار نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مولوی حضرات سے (لندن میں) بھی پوچھا ہے، وہ کہتے ہیں طلاق واقع نہیں ہوئی کہ یہ ایک دم سے تین لکھ دی گئی ہیں، جبکہ طلاق وقفے وقفے سے دی جائے تو واقع ہوتی ہے، ورنہ بے شک دن میں سو بار بھی مرد یہ کہہ دے کہ: ''میں فلاں کو طلاق دیتا ہوں'' تو وہ ایک ہی گنی جائے گی، یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیا ایک بار ہی یا ایک ہی دن میں تین بار طلاق لکھ دینے یا کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی؟ ان لوگوں نے مجھے اس شک میں ڈال دیا ہے کہ جب تک علاقے کے کونسلر کو مطلع نہ کیا جائے طلاق واقع نہیں ہوتی، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب طلاق دی جائے تو علاقے کے کونسلر کو اطلاع کرنا ضروری ہے، اس کے علاوہ اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ جب تک نکاح میں کونسلر صاحب موجود نہ ہوں تو نکاح بھی نہیں ہوتا۔ اگر میری طلاق غیرمؤثر ہے تو یہ کس طرح مؤثر ہوسکتی ہے؟ اس کا بھی تفصیلاً ذکر کردیں تو مہربانی ہوگی۔

ج......شوہر کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، خواہ بیوی کو اس کا علم ہو یا نہ ہو، اور بیوی طلاق نامے کی رجسٹری وصول کرے یا نہ کرے، اور وصول کرکے خواہ اس کو رکھے یا پھاڑ دے، طلاق ہر حال میں واقع ہوجائے گی، اس لئے یہ عام خیال کہ اگر بیوی طلاق

نامے کی رجسٹری وصول نہ کرے، یا وصول کرکے پھاڑ دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی، بالکل غلط ہے۔

ایوب خان (سابق صدرِ پاکستان) کی نافذ کردہ ''شریعت'' جو (عائلی قوانین کے نام سے ہے) پاکستان میں نافذ ہے، اس کے مطابق کونسلر صاحب کو طلاق کی اطلاع دینا اور اس کی جانب سے مصالحت کی کوشش کا انتظار کرنا ضروری ہے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ایسی کوئی شرط نہیں، بلکہ جب شوہر نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوگئی، خواہ کونسلر صاحب کو اطلاع کی ہو یا نہ کی ہو۔

صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمۂ اربعہؒ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، اور اس کے بعد مصالحت کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ لیکن ایوب خان کی ''شریعت'' میں جو پاکستان میں ''عائلی قوانین'' کے نام سے نافذ ہے، شوہر کو تین طلاق دینے کے بعد بھی مصالحت کا اختیار دیا گیا ہے۔ آپ کے شوہر نے آپ کو جو طلاق نامہ بھیجا ہے وہ میں نے پڑھا ہے اس میں ''طلاقِ مغلّظہ'' کا لفظ لکھا گیا ہے، اس طلاق نامے کے بعد میاں بیوی کا رشتہ قطعی طور پر ختم ہوچکا ہے، نہ مصالحت کی گنجائش ہے اور نہ دوبارہ نکاح کرنے کی۔ جن مولویوں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوتی، ان کا فتویٰ بالکل غلط اور تمام ائمہ فقہاء کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل اور مردُود ہے، آپ اس فتویٰ کو ہرگز قبول نہ کریں ورنہ ساری عمر بدکاری کا گناہ ہوگا۔

## کیا تین طلاق کے بعد دُوسرے شوہر سے شادی کرنا ظلم ہے؟

س…… ایک شخص بدکار، نشہ کرنے والا اور دیگر عیوب میں غرق ہے، اور اپنی بیوی کو جو نہایت پارسا، دِین دار اور نیک ہے، طلاق دیتا ہے۔ طلاق حالتِ نشہ میں نہیں دی تھی، بعد میں یہی شخص تائب ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی بیوی سے شادی کرلے، لیکن طلاق کے بعد جب تک وہ عورت کسی دُوسرے شخص کے نکاح میں نہ جائے وہ اپنے شوہر سے نکاح نہیں کرسکتی۔ مگر عورت کا عذر یہ ہے کہ غلطی خاوند کی تھی اور وہ اپنے پہلے شوہر کے علاوہ کسی دُوسرے شخص

سے نکاح اور نکاح کے بعد مباشرت کا تصوّر بھی نہیں کرسکتی۔ وہ کہتی ہے کہ اسلام میں بے گناہ پر کبھی ظلم نہیں جاری ہوسکتا ہے اور عورت کی غلطی نہیں ہے، لہٰذا اس کو کسی دُوسرے آدمی سے نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور وہ اپنے شوہر ہی سے نکاح چاہتی ہے۔ اسلام کی رُو سے انہیں مسئلے کا حل بتائیں، کیا عورت پر پہلے ظلم کے بعد اس کی مرضی کے خلاف دُوسرا نکاح لازم ہے؟ اجماع کیا ہے؟ اور حالات کے پیشِ نظر عورت کا یہ کہنا کہ میرے اُوپر ہی ظلم کیوں ہے اور کس قانون کی بنا پر؟ اور کیا قانون تبدیل نہیں ہوسکتا ہے؟

ج…… یہاں چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں:

اوّل:…… یہ کہ تین طلاق کے بعد عورت طلاق دینے والے پر قطعی حرام ہوجاتی ہے، جب تک وہ دُوسری جگہ نکاحِ شرعی کرکے اپنے دُوسرے شوہر سے وظیفۂ زوجیت ادا نہ کرے، اور وہ اپنی خوشی سے طلاق نہ دے اور اس کی عدّت گزر نہ جائے، یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی، نہ اس شرط کے بغیر ان دونوں کا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، یہ قرآنِ کریم کا قطعی اور دوٹوک فیصلہ ہے، جس میں نہ کوئی استثناء رکھا گیا ہے اور نہ اس میں کسی ترمیم کی گنجائش ہے۔

دوم:……قرآنِ کریم کا فیصلہ عورت کو سزا نہیں، بلکہ اس مظلومہ کی حمایت میں اس کے طلاق دینے والے ظالم شوہر کو سزا ہے۔ گویا اس قانون کے ذریعہ اس شوہر کو خداتعالیٰ کی طرف سے سرزنش کی گئی ہے کہ اب تم اس شریف زادی کو اپنے گھر آباد کرنے کے اہل نہیں رہے ہو، بلکہ اب ہم اس کا عقد قانوناً دُوسری جگہ کرائیں گے اور تمہیں اس شریف زادی کو دوبارہ قیدِ نکاح میں لانے سے بھی محروم کردیا گیا ہے، جب تک کہ تمہیں عقل نہ آجائے کہ کسی شریف خاتون کو تین طلاق دینے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

سوم:……خالقِ فطرت کا ارشاد فرمودہ یہ قانون سراسر مظلوم عورت کی حمایت میں ہے، لیکن یہ عجیب وغریب عورت ہے کہ وہ ظالم کے ساتھ تو پیوند جوڑنا چاہتی ہے مگر خالقِ کائنات، جو خود اسی کی بھلائی کے لئے قانون وضع کر رہا ہے اس کے قانون کو اپنے اُوپر ظلم تصوّر کرتی ہے۔ اور پھر ایک ایسا شخص جو شرابی ہے، ظالم ہے اور جس پر وہ ہمیشہ کے لئے

حرام ہوگئی ہے اس سے تو خدا تعالیٰ کی حد کو توڑ کر نکاح کرنے کی خواہش مند ہے اور اسے کسی نیک، پارسا، شریف النفس مسلمان کے ساتھ نکاح کرنے کا جو مشورہ دیا جارہا ہے، اسے اپنے حق میں ظلم تصوّر کرتی ہے۔ انصاف کیجئے! کہ اگر تین طلاق دینے والا ظالم ہے اور اس کو اس کی سزا ملنی چاہئے تو یہ بیگم صاحبہ جو اس ظالم سے تعلق قائم کرنے میں خدا کے اَحکام کو بھی ظلم تصوّر کرتی ہیں، اس ظالم سے کیا کم ظالم ہیں...؟ یہ سزا عورت کو نہیں بلکہ اس ظالم مرد کو دی گئی ہے جسے عورت اپنی حماقت سے اپنے حق میں ظلم تصوّر کرتی ہے۔ وہ اس ظالم سے دوبارہ نکاح کرنے پر کیوں بضد ہے؟ اسے چاہئے کہ کسی اور جگہ اپنا عقد کرکے شریفانہ زندگی بسر کرے اور اس ظالم کو عمر بھر منہ نہ لگائے۔

چہارم:...... یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ جس طرح زہر کھانے کا اثر موت ہے، زہر دینے والا ظالم ہے، مگر جب اس نے مہلک زہر دے دیا تو مظلوم کو موت کا منہ بہرحال دیکھنا ہوگا۔ اسی طرح تین طلاق کے زہر کا اثر حرمتِ مغلّظہ ہے، یعنی یہ خاتون دُوسری جگہ چاہے تو نکاح کرسکتی ہے (اس کو دُوسری جگہ نکاح کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا)، لیکن پہلے شوہر کے لئے وہ حلال نہیں رہی۔ اگر وہ پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دُوسری جگہ عقد اور خانہ آبادی نہ ہو۔ پس جس طرح موت نتیجہ ہے زہرخوری کا، اسی طرح یہ حرمتِ مغلّظہ نتیجہ ہے تین طلاق کا۔ اگر یہ ظلم ہے تو یہ ظلم بھی تین طلاق دینے والے ہی کی طرف سے ہوا ہے کسی اور کی طرف سے نہیں۔ اگر عورت اسی ظالم کے گھر بخوشی رہنا چاہتی ہے تو اسے اس کے ظلم کا نتیجہ بھی بخوشی بھگتنا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ اس قانون میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔

## کیا شدید ضرورت کے وقت حنفی کا شافعی مسلک پر عمل جائز ہے؟

س...... اختر نے غیر کفو میں شادی کی، اس کی بیوی اپنے والدین کے گھر زیادہ رہتی تھی، اختر اس کی طرف رغبت بہت کرتا تھا، لیکن ایک دن بیوی کے غیرمتوازن رویے سے تنگ آکر اس نے قسم کھائی کہ اگر اَب کی بار بغیر کسی خاص وجہ کے میں اپنے سسرال کے گھر بیوی سے ملنے گیا

تو مجھ پر میری بیوی تین دفعہ طلاق ہوگی۔ ایک ماہ اپنے کو روکے رکھا اپنے گھر میں، پھر خواہشِ نفس نے شدید تقاضا کیا، کچھ کتب دیکھیں معلوم ہوا اسے کہ طلاق سہ گانہ بیک نشست اُمت کے درمیان مختلف فیہ ہے، اجتہادی مسائل جو کتاب ہے مولوی جعفر شاہ ندوی صاحب کی، اس میں دیکھا کہ طلاقِ ثلاثہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفۃ الرسول صدیقِ اکبرؓ کے دور میں ایک کا حکم رکھتی تھی، یعنی رجعی، اور عمرؓ فاروق کا مسلک سیاسی تھا، شرعی نہ تھا۔ یہ بات فتاویٰ رشیدیہ میں دیکھی۔ اور حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ کے نزدیک عند شدید ضرورت عمل حنفی کا شافعی مسلک پر جائز ہے، جن کے ہاں طلاقِ ثلاثہ رجعی ہے۔ ان وجوہات نے اس کی ہمت بندھائی، اور سسرال چلا گیا، تمتع کیا اپنی بیوی سے۔ اب آیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا کچھ گنجائش باقی ہے؟ عند ضرورت حنفی کا عمل اُوپر شافعی فقہ کے مسئلے میں رُجوع کی صورت میں اس کی عاقبت تو سلامت ہوگی، اگر نہیں تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

ج...... ''اجتہادی مسائل'' میں جعفر شاہ ندوی نے جو کچھ لکھا ہے، وہ قطعاً غلط اور مہمل ہے۔ تین طلاقیں جو بیک وقت دی گئی ہوں وہ جمہور صحابہؓ و تابعینؒ اور چاروں اِماموں کے نزدیک تین ہی ہوتی ہیں، اس لئے یہاں اِمام شافعیؒ یا کسی اور اِمام کا اختلاف ہی نہیں کہ ان کے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ اختر کے دِل میں سسرال کے گھر جاکر بیوی سے ملنے کا شدید تقاضا پیدا ہوتا ہے اور اسے کوئی ''خاص وجہ'' وہاں جانے کی نظر نہیں آتی، وہ کتابیں دیکھنا شروع کرتا ہے تاکہ اسے ''بغیر کسی خاص وجہ کے'' وہاں جانے کا حیلہ مل جائے، اسے جعفر شاہ ندی کی کتاب میں یہ بات مل جاتی ہے کہ تین طلاقیں جو بیک وقت دی گئی ہوں وہ ایک ہی ہوتی ہیں، اس سے وہ یہ غلط نتیجہ اخذ کرلیتا ہے کہ اِمام شافعیؒ کا مسلک بھی یہی ہوگا جو جعفر شاہ نے لکھا ہے، اور پھر وہ اس کے ساتھ ایک اُصول اور ملالیتا ہے کہ بوقتِ ضرورت حنفی کو اِمام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے، ان تمام اُمور سے وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اگر میں ''کسی خاص وجہ کے بغیر'' بھی بیوی سے ملنے سسرال چلا جاؤں تو ایک ہی رجعی طلاق ہوگی، چنانچہ اس کی بنیاد پر وہ ''بغیر کسی خاص وجہ کے'' وہاں چلا جاتا ہے، اس لئے اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں، اور بغیر شرعی حلالہ کے اب دونوں کا نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

## شوہر کو تحلیلِ شرعی سے نکاح کرنے کے بعد دوبارہ تین طلاقوں کا حق ہوگا

س……ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، عدّت گزرنے کے بعد اس عورت نے دُوسری جگہ نکاح کرلیا، کچھ مدّت بعد دُوسرے شخص نے بھی مذکورہ خاتون کو طلاق دے دی، اب یہ خاتون دوبارہ پہلے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے، نکاح کے بعد اس شخص کو زیادہ سے زیادہ کتنی طلاقیں دینے کا اختیار ہوگا؟ جبکہ اس سے قبل تو یہ شخص اپنی تین طلاقوں کا حق استعمال کرچکا ہے۔

ج……دُوسرے شوہر سے نکاح اور صحبت کرنے کے بعد جب اس عورت کو دُوسرے شوہر سے طلاق ہوگئی اور اس کی عدّت ختم ہونے کے بعد اس نے پہلے شوہر سے دوبارہ عقد کرلیا تو پہلا شوہر نئے سرے سے تین طلاقوں کا مالک ہوجائے گا، خواہ پہلے اس نے ایک یا دو طلاق دی ہو، یا تین طلاقیں دی ہوں، ہرصورت میں تحلیلِ شرعی کے بعد دوبارہ تین طلاقوں کا مالک ہوگا۔

# الاشفاق علیٰ اَحکام الطّلاق

## شیخ محمد زاہد الکوثری

## مسئلہ طلاق میں دورِ حاضر کے متجدّدین کے شبہات اور ایک مصری علامہ کی طرف سے ان کا شافی جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

طلاق کے مسائل میں بعض حلقوں کی جناب سے کج بحثی کے نمونے سامنے آتے رہتے ہیں، اس نوعیت کی غلط بحثیں ایک عرصہ پہلے مصر میں اُٹھائی گئی تھیں، جن کا شافی اور مسکت جواب وہاں کے محقق اہلِ علم کی جانب سے دیا گیا۔ چنانچہ ''نظام الطّلاق'' کے نام سے مصر کے قاضی احمد شاکر نے ایک رسالہ لکھا جس میں غلط روش کی بھرپور نمائندگی کی گئی، اس کے جواب میں خلافتِ عثمانیہ کے آخری نائب شیخ الاسلام مولانا الشیخ محمد زاہد الکوثری نے ''الاشفاق علیٰ اَحکام الطّلاق'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جس میں اس قسم کے خودرو مجتہدین کی علمی بضاعت سے نقاب کشائی کی گئی اور کتاب وسنت سے طلاق کے اَحکام کو ثابت کیا گیا۔ بعض احباب کے اصرار پر اس کا ترجمہ ماہنامہ ''بینات'' کراچی میں بالاقساط شائع ہوتا رہا ہے، اور اَب اسے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں شامل کیا جارہا ہے، واللہ الموفق!

محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبة للمتقین، ولا عدوان الا علی الظالمین، والصلوٰة والسلام علٰی سید الخلق محمد واٰلہٖ وصحبہٖ أجمعین

یہ اَمر پوشیدہ نہیں کہ ائمہ متبوعین کے مذاہب، مخصوص حالات میں، مخصوص عدالتی مسائل میں، ایک دُوسرے سے مدد حاصل کرتے ہیں، اور جب کوئی ایسی ضرورت داعی ہوتو دُوسرے مذہب کے مسائل پر عمل کرنے کا دستور بھی فقہائے مذاہب نے ذکر کردیا ہے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ خواہشِ نفس کی تعمیل کے لئے اپنے مذہب سے یا تمام مذاہب سے بغاوت کی جائے اور اَحکامِ شرعیہ کے بجائے خودساختہ قوانین کو جاری کردیا جائے، جیسا کہ دورِ حاضر میں اسلامی ممالک کے متجدّدین نے یہی رَوِش اپنا رکھی ہے، وہ ہر نئی چیز کو للچائی ہوئی نظر سے، اور ہر قدیم کو نظرِ استخفاف سے دیکھنے کے عادی ہیں، حالانکہ ہر وہ اُمت جو اپنے موروثی مفاخر کی حفاظت و پاسبانی کے لئے مرمٹنے کا اہتمام نہیں کرتی وہ گویا اس اَمر کا اقرار کرتی ہے کہ وہ کوئی شرف ومجد نہیں رکھتی، اور اس کا دامن اپنے اسلاف کے مفاخر سے یکسر خالی ہے، چہ جائیکہ وہ اُمت جو دُوسری قوموں میں مدغم ہونے کی کوشش کر رہی ہو!

فقہِ اسلامی عروجِ اسلام کے دور میں صدیوں تک ہر زمان و مکاں کے لئے صلاحیت رکھتی تھی، پس یہ غیرمعقول بات ہوگی کہ یہ اس زمانے کے لئے صلاحیت نہ رکھتی ہو، جس میں کھلی آنکھوں سے قوانینِ مغرب میں خلل کا مشاہدہ کیا جارہا ہے، یہاں تک کہ ان قوانین کے فساد کی وجہ سے مغربی معاشرے انحلال اور زبوں حالی کا شکار ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ جب عوام کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ ایسے حیلے ایجاد کرلیتے ہیں جو عدالتی فیصلوں میں عدل پروری کا راستہ روک دیتے ہیں، لیکن بالغ نظر قاضی (جج صاحبان) ایسا نظام وضع کرنے سے عاجز نہیں جو عدل وانصاف کی پاسبانی کا

کفیل ہو، اور جس کو حیلہ گروں کے ہاتھ نہ چھو سکیں، خواہ وہ کسی زمان و مکاں میں ہو، اسی مدعا کو بیان کرتے ہوئے ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں: ''فیصلہ ایسا ناپ تول کر کرو کہ جو لوگوں کی صلاح کا ضامن ہو، اور جب وہ بگڑ جائیں تو استحسان سے کام لو۔'' اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ارشاد ہے: ''لوگوں کے لئے اسی کے بقدر فیصلے رُونما ہوتے ہیں جس قدر انہوں نے جرائم ایجاد کر لئے ہوں۔''

پس جب کوئی اجتماعی مرض رُونما ہو، جیسے طلاق کو کھلونا بنانا، مثلاً ایک شخص بلاوجہ طلاق کی قسم کھا لیتا ہے، دُوسرا شخص بے سبب جلد بازی سے تین طلاق اکٹھی دے ڈالتا ہے، تو اس بیماری کا علاج یہ نہیں کہ طلاق کو کھلونا بنانے کی راہ ہموار کر کے ان مریضوں کی ہم نوائی کی جائے، اور یہ کہہ کر ان کے نکاحوں کو شبہ و شبہ میں ڈال دیا جائے کہ: ''طلاق کی قسم کھانا کوئی چیز نہیں'' اور ''تین طلاق ایک ہوتی ہے، یا ایک بھی نہیں ہوتی'' اور اس پر بغیر دلیل و برہان کے فلاں کے قول اور فلاں کی رائے کے حوالے دیئے جائیں۔

یہ ہم نوائی ان مریضوں کی خیرخواہی نہیں، بلکہ یہ اس بیماری کے جان لیوا ہونے میں اضافہ کرے گی، اور ان کے شگاف کو رفو کرنا ناممکن ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی عصمت کو کلمۃ اللہ کے ذریعہ حلال کرنے میں جو حکمت رکھی ہے، کہ کھیتی اور نسل میں برکت حاصل ہو، یہ حکمت باطل ہو جائے گی، اور بعض نام نہاد فقیہ اور خود رو مجتہد، جن کی آراء و خواہشات کو کسی جگہ قرار نہیں، ان کے کلمہ کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی جگہ حلت و حرمت کے معاملے میں نافذ کرنا لازم آئے گا۔

اور یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ان قطعی مسائل کے خلاف خروج و بغاوت کی جائے جو ائمہ متبوعین نے کتاب و سنت سے سمجھے ہیں، اور اس خروج و بغاوت کے لئے ایسے شاذ لوگوں کے اقوال کا سہارا لیا جائے جو ان سے غلط فکری کی بنا پر صادر ہوئے ہیں، یا ایسے لوگوں کی آراء پر اعتماد کیا جائے جو دِین و دیانت کے لحاظ سے ناقابلِ اعتماد ہیں، اور جو زمین میں فساد مچاتے ہیں، کیونکہ شیطان نے ان کے لئے ان کے بُرے اعمال کو آراستہ کر دِکھایا ہے۔

اسی ہم نوائی کی بدولت اسلامی قانون، اپنے نافرمان بیٹوں کے ہاتھوں، اپنے بہت سے ابواب میں عدالتوں سے بے دخل کیا جاچکا ہے، اس کا یہ سبب نہیں کہ اسلامی قانون ہر زمان و مکان کے لئے صلاحیت نہیں رکھتا، تاوقتیکہ اس کے ستونوں کو اُکھاڑ نہ دیا جائے، یا اس کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹ دیئے جائیں۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان ابنائے زمانہ میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دِل کو چین نصیب نہیں جب تک کہ شرع کے باقی ماندہ حصے کا بھی عدالتوں سے صفایا نہ کردیں، اور یہ کام لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے شرع ہی کے نام سے کیا جارہا ہے، جس سے اصل مدعا خواہش پرست مریضوں کی ہم نوائی اور مستشرقین کے شاگردوں (مستغربین) کی خواہشات کی پیروی ہے۔ جبکہ ہم ایسے دور کے آنے سے، جس میں کامل حقوق دِلانے کے دعوے کئے جارہے ہیں، یہ توقع رکھتے تھے کہ تمام جدید قوانین پر نظرِ ثانی کی جائے گی اور جن قوانین میں اصلاح کی ضرورت ہے، فقہِ اسلامی کی مدد سے ان میں اصلاح کی جائے گی، کیونکہ جس حکومت کے ہاتھ میں عالَمِ اسلام کی قیادت ہے اس کے لئے یہی شایانِ شان ہے اور ایسی حکومت سے بجا طور پر یہی توقع رہی ہے۔

رہا کتاب و سنت کو ایسے معنی پہنانا جن کے وہ متحمل نہیں، اور بظاہر کتاب و سنت سے استدلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے قوانین کی تائید کرنا جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، یہ دونوں باتیں سوائے کھلی تلبیس کے، اور سوائے ایسے دھوکے کے، جس کے پس پردہ مقاصدِ مذمومہ صاف جھلکتے ہوں، اور کچھ نہیں دیتے۔

جو لوگ مسلمانوں کو ان کے دِین کے بارے میں شک و شبہ میں ڈالنا چاہتے ہیں، وہ گھات میں ہیں، وہ ان نام نہاد فقیہوں کے کرتوتوں کے حوالے سے فقہِ اسلام کو بدنام کرنے میں فرصت کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے، حالانکہ فقہِ اسلامی ایسے لوگوں سے اور ان کے اعمال سے بَری ہے۔ یہاں معاندینِ اسلام کے سازشی کردار کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ازہر کے ایک مستشرق اُستاذ نے ایک سال پہلے ”تاریخِ فقہِ اسلامی“ پر تین لیکچر دیئے تھے جن کے آخر میں وہ کہتا ہے:


فہرست

''اسلامی شریعت اور رائج الوقت کے درمیان ایک اور تعلق ہے، جو شریعت کی گزشتہ تاریخ سے کلّی طور پر مخالف ہے، اور یہ تعلق تاریخِ شرع کے آخر دور میں پایا جاتا ہے، اور وہ ہے شرع کے کئی کئی رنگ بدلنے کا موجودہ دور، حوالے کے طور پر ہمارے لئے اسلامی قانون میں ان ترمیمات کا ذکر کردینا کافی ہے جو مصر میں ۱۹۲۰ء سے احوالِ شخصیّہ (پرسنل لا) میں کی گئیں۔''

جو شخص اس فقرے کا مدعا سمجھتا ہے اس کے لئے اس میں بڑی عبرت کا سامان ہے، یہ مستشرق یہ کہنا چاہتا ہے کہ دیکھ لو! تم وہی ہو جنھوں نے شریعت میں نئے اَحکام کا گھسیڑنا جائز قرار دے دیا ہے، یہ جدید اَحکام جو شرع کے لئے قطعاً غیرمانوس اور اجنبی ہیں دراصل مغرب سے درآمد کئے گئے ہیں، اگرچہ ان اَحکام کے اصل مأخذ کی پردہ داری کے لئے کچھ لوگوں کے اقوال کا حوالہ دیا جاتا ہے، ''آج سے کل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے''۔

''قیاس کن ازگلستان من بہار مرا''

اس سلسلے کی بہت سی اَلم ناک یادیں ہمارے ذہن میں محفوظ ہیں، مگر ان کے تذکرے سے تجدیدِ اَلم کے سوا اور کیا فائدہ؟ کچھ عرصہ ہوا کہ مجھے یہ خبر ملی کہ ایک قاضی صاحب نے ایک رسالہ شائع کیا ہے، جس میں موصوف نے ایسی رائے پیش کی ہے جس کے نتیجے میں، اس ملک کی عدالتوں میں فقہِ متوارث کا جو بچا کھچا حصہ باقی ہے اور جو کتاب و سنت سے مأخوذ اور تمام فقہائے اُمت کے درمیان متفق علیہ چلا آتا ہے، اس کا بھی صفایا ہوجائے گا۔ میں نے اس کو ایک ایسے شخص کی جانب سے، جو اپنے آپ کو ''قاضیٔ شرع'' شمار کرتا ہے، بڑی بات سمجھا، پھر میں نے ان رسائل میں غور کیا جو شہر میں پھیلائے جارہے ہیں، اور جو پیغامِ ربانی کے طرز کے خلاف ہیں، اور میں نے اپنے دِل میں کہا کہ یہ رسالہ جو موصوف کے قلم و زبان اور فکر و جنان کے حوالے سے نکلا ہے، یہ کسی مجمع فقہی کی جانب سے نہیں، بلکہ کسی مستشرق کی محفلِ غربی کی جانب سے ہے، جس کا پودا یہودی ہاتھوں نے لگایا ہے، اور جس کی شاخیں وادیٔ نیل میں قبطیوں کی مدد سے پھل پھول رہی ہیں۔

دریں اثنا کہ میں اس قصے پر اس نقطۂ نظر سے غور کر رہا تھا، اور جن عبرتوں پر یہ مشتمل ہے، ان سے عبرت حاصل کر رہا تھا کہ قضا و قدر نے یہ رسالہ میرے مطالعے کے لئے بھجوا دیا، میں نے اس کی ورق گردانی کی تو معلوم ہوا کہ تجربہ خبر کی تصدیق کر رہا ہے۔

سب سے پہلے میری نظر رسالے کے نام ''نظام الطّلاق'' پر پڑی جو رسالے کی لوح پر خطِ عجمی سے لکھا ہوا تھا، اور جو اس کے مشتملات کی عجمیت کا پتا دیتا تھا، اس نام پر قرآنِ کریم کی آیت سوار تھی جو اسے ''ہاویہ'' میں گرا رہی تھی، اس کا عملِ طالح اس کو درکِ اَسفل کی طرف کھینچ رہا تھا، جو کلماتِ سافلہ کا مقام ہے، دیکھنے والے کو اس منظر اور اس عنوان سے ایسا خیال ہو رہا تھا کہ گویا: ''ایک مغربی اُلو'' نے مسلمانوں کے آسمان کا حلقہ بنا رکھا ہے، وہ نہایت مکروہ آواز میں بول رہا ہے کہ:

> ''اے مسلمانو! تمہاری عدالتوں میں اَحکامِ شرعیہ کے نفاذ کا دور لد گیا، دیکھو یہ جدید وضع قانون، اَحکامِ شرع کی جگہ نافذ ہوگا۔''

سب جانتے ہیں کہ نظام اور قانون ان خودساختہ دساتیر کی اصطلاحات ہیں، جو اَحکامِ شرعیہ کی روشنی میں وضع نہیں کئے جاتے، یہ دونوں لفظ نہ کتاب و سنت میں وارد ہیں، اور نہ فقہائے اُمت ان کا استعمال کرتے ہیں، گویا مؤلف ''وضعی قوانین'' اور اَحکامِ شرعیہ کو ایک ہی وادی سے سمجھتے ہیں، جن اَحکام کو ہم ''شرعی'' کہتے ہیں اور جن کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ کتاب و سنت سے مأخوذ ہیں، فاضل مؤلف ان کو بھی قوانینِ وضعیہ کے طرز کی چیز سمجھتے ہیں، جو وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہے۔

صدرِ اسلام سے موجودہ صدی تک تمام مسلمان اپنے تمام تر فقہی اختلافات کے باوجود تین طلاق بلفظ واحد کو قرآن و سنت کی رُو سے بینونت مغلظہ مانتے آئے ہیں، اچانک ایک ہوا پرست بیک جنبشِ قلم اسے بینونت مغلظہ سے ایک رجعی طلاق میں تبدیل کرنا چاہتا ہے، جب یہ حالت ہے تو کوئی تعجب نہیں کہ کل یہ ہوا پرست یہاں تک جرأت کرے کہ اس حکم کے بالکلیہ لغو قرار دینے کا مطالبہ کرنے لگے، کیونکہ اس دور میں اَحکامِ شرعیہ سے مادر

پدرآزادی نے معاشرے کے افراد پر اپنی طنابیں کھینچ لی ہیں، اور ہر وہ شخص جو اپنی ماں کی زبان جانتا ہو اس کے دِل میں منصبِ اجتہاد پر فائز ہوکر لوگوں کے سامنے اچانک ایسی آراء پیش کرنے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے جو اُمت کے مزاج کو یکسر درہم برہم کرڈالیں۔

رسالے کے نام کے بعد میں نے رسالے کے ابتدایئے کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ مؤلف اپنے رسالے کی تمہید میں اس پر فخر کر رہے ہیں کہ ان کے والد گرامی ...جنھوں نے عہدۂ قضا کی خاطر اپنا اصل مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کرلیا تھا... پہلے شخص تھے جنھوں نے مذہبِ حنفی کے مطابق فیصلے کرنے کے بجائے دُوسرے مذاہب کے مطابق فیصلے کرکے مذہب کے خلاف بغاوت کا راستہ اختیار کیا، حالانکہ ان کو اس باغیانہ تغیر وتبدیل کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ پیش آمدہ مشکل کو حل کرنے کے لئے وہ بڑی آسانی سے یہ مقدمہ کسی مالکی مذہب کے عالم کے سپرد کرسکتے تھے، (فاضل مؤلف اپنے والد کے جس کارنامے پر فخر کر رہے ہیں، غور کیجئے تو یہ لائقِ فخر نہیں، بلکہ لائقِ ماتم ہے، کہ ایک شخص مال وجاہ کی اندھی خواہش کی خاطر جھوٹ موٹ ایک مذہب کا لبادہ اوڑھ لے، اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ فقہ کے لئے سب سے خطرناک آفت وہ شخص ہے جس کو اہلِ فقہ کی طرح فقہ کا ذوق حاصل نہ ہو، مگر محض جاہ ومال کی خاطر کسی فقہی مکتبِ فکر سے منسلک ہوجائے)۔

مصنف کو اپنے والد کا یہ کارنامہ ذکر کرنے کے بعد کہ اس نے سب سے پہلے مذہب کے خلاف بغاوت کا آغاز کیا تھا، یہ خیال ہوا کہ وہ تین طلاق کے ایک ہونے کا فارمولا پیش کرکے اپنے والد کی طرح بغاوت میں مقتدا بن جائے گا، لیکن اپنے والد کی طرح صرف مذہب کے خلاف بغاوت نہیں، بلکہ تمام فقہی مذاہب اور پوری اُمتِ مسلمہ کے خلاف بغاوت۔ اگر جناب مؤلف اس نکتے پر ذرا سا غور کرلیتے کہ: ”شاید لوگ ابھی مغرب پرستی میں اس حد تک نہ پہنچے ہوں کہ وہ ہر ہویٰ پرست کے کہنے پر فقہِ متوارث کو بالکلیہ خیرباد کہنے پر تیار ہوجائیں گے“ تو شاید انہیں اس تمہید سے شرم آتی۔

علاوہ ازیں شیر کے بچے کی شہادت اس کے باپ کے حق میں کیا قیمت رکھتی ہے؟ یہ بات کم از کم ان حضرات کی نظر سے مخفی نہیں رہ سکتی جو عہدۂ قضا سے منسلک ہیں، اور

یہ شیر... اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے... ابھی تک تاریخ کی نام وَر شخصیات میں داخل نہیں ہوا، اور اس کے سپرد صرف ازہر میں اس کی کارگزاری ہے، اور ازہر کی وکالت، قضائے سوڈان، مجلسِ تشریعی، اور محافلِ ماسونیہ۔ اور اس کے کارنامے صرف طبع زاد رسائل اور مقالات عمورات تک محدود ہیں اور بس۔ جیسا کہ شیر بچوں کے باپ کے کارناموں کی تحسین شیر کے بچوں کی نہیں بلکہ وہ بھی تاریخ کے سپرد ہے، عمرِ طویل کے بعد عمر کے اس دور میں بھی ان کا انجام بخیر ہوسکتا ہے، بشرطیکہ وہ ان جرائم سے توبہ وِانابت اختیار کریں، جن کا ارتکاب اس رسالے میں ان کے ہاتھوں نے کیا ہے، خصوصاً کتاب اللہ کی، سنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور فقہائے اُمت کی مخالفت کا جرم، زائغین کی افتراپردازی کے باوجود، جیسا کہ آپ عنقریب سفیدۂ صبح کا ظہور مشاہدہ کریں گے۔

یا سبحان اللہ! اس کا کیسے تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ جمہور صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور جمہور فقہائے اَمصار قرن ہا قرن تک غلطی میں پڑے رہیں، اور یہ غلطی اس دن تک قائم رہتی ہے جس دن کہ مؤلف، ان کو لغتِ عربی کے اسرار و رموز سمجھانے کے لئے یہ رسالہ لکھ کر شائع کرتا ہے، چودہ سو سال کے طویل دور میں کسی بندۂ خدا کو یہ ہوش نہیں آتا کہ طلاق دیتے ہوئے تین کا لفظ ذکر کرنا صرف لغو ہی نہیں، بلکہ ناممکن اور محال ہے، پہلی مرتبہ اس یکتا مؤلف کو اس مسئلے میں حق کا انکشاف ہوتا ہے، اور یہ انکشاف مؤلف کی عربیتِ خالصہ کی بدولت ہوتا ہے جس کو... چشمِ بدُور! وادیٔ نیل کے قبطیوں کے درمیان رہنے کے باوجود... عجمیت چھو تک نہیں گئی، اور اسباطِ بنی اسرائیل کی زبان سے اس میں ذرا بھی بگاڑ پیدا نہیں ہوا، نیز مؤلف کو یہ انکشاف اس کے بے مثال تفقّہ کی بنا پر ہوتا ہے، جس کی مثل علمائے اہلِ سنت میں سے کسی ایک سے بھی نقلِ صریح صحیح کے ساتھ منقول نہیں، اور کسی ایک مذہب میں بھی قبول نہیں کیا گیا، سوائے روافض اور اسماعیلیوں کے، جن میں عبیدیون بھی شامل ہیں، جو ائمہ کو خدا مانتے ہیں۔

پس حرام ہے! ہزار مرتبہ حرام...! اس شخص پر جو کتاب اللہ کی وجوہِ دلالت میں ایسی جرأت و بے باکی کا مظاہرہ کرتا ہو، اور جو حدیث و فقہ اور اُصول میں ایسی ٹامک ٹوئیاں

مارتا ہو، (اس کے لئے حرام ہے) کہ فقہ وحدیث کے دقیق مسائل پر قلم اُٹھائے، یہ سمجھتے ہوئے کہ مصر و ہند کی چند ایسی مطبوعات کا جمع کرلینا، جو اَغلاط و تصحیفات سے پُر ہیں، اس کو اِجتہاد کی بلند چوٹی تک پہنچادے گا، بدوں اس کے کہ اس کو ایسی وہبی صلاحیتیں حاصل ہوں جو اس میدان میں گوئے سبقت لے جانے میں اس کی مدد کریں، اور بدوں اس کے کہ اس نے ان دونوں علوم کی تعلیم کسی ماہر اُستاذ سے پائی ہو جو باخبری اور کفایت کے ساتھ اس کی تربیت کرتا۔ قدیم زمانے میں کسی شاعر نے کہا ہے:

ما العلم مخزون کتب لدیک منها الکثیر

لا تحسبنک بھٰذا یومًا فقیهًا تصیر

فللدجاجة ریش لٰکنها لا تطیر

ترجمہ:۱:...... "علم اس کا نام نہیں جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے، تیرے پاس ان میں سے بہت کتابیں ہیں۔

۲:...... ہرگز نہ سمجھنا کہ تم اس کے ذریعہ کسی دن فقیہ بن جاؤ گے۔

۳:...... دیکھو! مرغی کے بھی پَر ہوتے ہیں، لیکن وہ اُڑتی نہیں۔"

اور شرع میں اہلِ علم سے الگ رائے رکھنا اور ایسی بات کہنا جو کسی نے نہ کہی ہو، یہ دونوں باتیں آدمی کی عقل میں خلل کا پتا دیتی ہیں، حافظ ابن ابی العوامؒ اپنی کتاب "فضائل ابی حنیفہ واَصحابہ" میں اپنی سند کے ساتھ اِمام زفر بن الہذیلؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"میں کسی شخص سے صرف اس حد تک مناظرہ نہیں کرتا کہ وہ خاموش ہوجائے، بلکہ یہاں تک مناظرہ کرتا ہوں کہ وہ پاگل ہوجائے، عرض کیا گیا: وہ کیسے؟ فرمایا: ایسی بات کہنے لگے جو کسی نے نہیں کہی۔"

میں اپنا دِینی واجب سمجھتا ہوں کہ ان صاحب کو وصیت کروں ... بشرطیکہ


فہرست

سرگردانی نے اس میں اتنی عقل چھوڑی ہو کہ وہ سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو... کہ وہ فقہ و حدیث پر قلم نہ اُٹھایا کرے، کیونکہ اس کی تحریروں سے قطعی طور پر واضح ہوچکا ہے کہ یہ دونوں اس کا فن نہیں، اور عقل مند آدمی اس کام کو ترک کردیتا ہے جس کو ٹھیک طرح نہ جانتا ہو، عربی شاعر کہتا ہے:

**خلق اللہ للحرب رجالًا ورجالًا لقصعة وثرید**

ترجمہ:...... ''اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے پیدا کیا ہے کچھ لوگوں کو، اور کچھ اور لوگوں کو پیالہ اور ثرید کے لئے۔''

ان دونوں علوم میں غلط روی خالص دِین میں غلط روی ہے، اور ان دونوں میں سرگردانی دُنیا و آخرت میں ہلاکت کا موجب ہے، موٴلف کے لئے یہی کافی ہے کہ عہدہٴ قضا، جو مقدّر سے اس کے ہاتھ لگ گیا ہے، اسے سنبھالے رکھے، اور اس سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ان سے توبہ و اِنابت اختیار کرے۔

چونکہ موٴلف کے رسالے پر کسی نے گفتگو نہیں کی، اس لئے ہم اس رسالے کے بعض مقاماتِ زیغ پر کلام کریں گے، جس سے اِن شاء اللہ تعالیٰ واضح ہوجائے گا کہ ٹیلے کے پیچھے کیا ہے؟ اس سے جمہور کو خبردار کرنا مقصود ہے کہ وہ موٴلف کے کلام سے دھوکا نہ کھائیں، نیز موٴلفِ رسالہ کے اس دامِ فریب سے بچانا مقصود ہے کہ اس نے بے محل آیاتِ شریفہ درج کرکے ان کی غلط تأویلات کی ہیں جن کے مدخل و مخرج کا اسے علم نہیں، اسی طرح بے موقع احادیث نقل کی ہیں، مگر نہ تو موٴلف نے ان متون کے معانی کو سمجھا ہے، اور نہ وہ ان کی اسانید کے رجال سے واقف ہے، واقعہ یہ ہے کہ جس شخص نے فقہ و حدیث اور دیگر علوم کو محض کتابوں کی ورق گردانی سے حاصل کیا ہو، کسی اُستاذ سے نہ سیکھا ہو، جو لغزش کے مواقع میں اس کی راہ نمائی کرے، اس کا یہی حال ہوتا ہے۔

اور میں جن مسائل میں اس خودرو مجتہد کے ساتھ مناقشہ کروں گا ان میں بحول اللہ وقوّتہ ایک لمحے کے لئے بھی اس کا قدم ٹکنے کی گنجائش نہیں چھوڑوں گا، کیونکہ جو شخص حق سے ٹکر لیتا ہے اس کے پاس اصلاً کوئی دلیل و حجت نہیں ہوتی اور میں نے ان اوراق میں جو

کچھ لکھا ہے اس کو ''الاشفاق علیٰ اَحکام الطّلاق'' کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔

واللہ سبحانہ ولی الهداية، وعليه الاعتماد فی البداية والنهاية وهو حسبی ونعم الوكيل!

## ۱:......کیا رجعی طلاق سے عقدِ نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

مؤلفِ رسالہ صفحہ:۱۴-۱۵ پر لکھتے ہیں:

''عقود میں عام قاعدہ یہ ہے کہ عقد سے وہ تمام حقوق فریقین پر لازم ہوجاتے ہیں جن کا عقد کے ذریعہ ہر ایک نے التزام کیا ہو۔''

آگے چل کر لکھتے ہیں:

''اور طلاق خواہ رجعی ہو یا غیر رجعی، وہ عقدِ نکاح کو زائل کردیتی ہے، ابن السمعانی کہتے ہیں کہ: حق یہ ہے کہ قیاس اس بات کو مقتضی تھا کہ طلاق جب واقع ہو تو نکاح زائل ہوجائے، جیسا کہ عتق میں رقیت زائل ہوجاتی ہے، مگر چونکہ شرع نے نکاح میں رُجوع کا حق رکھا ہے اور عتق میں نہیں رکھا، اس بنا پر ان دونوں کے درمیان فرق ہوگیا۔''

مؤلفِ رسالہ اس قاعدے سے دو باتیں ثابت کرنا چاہتا ہے، ایک یہ کہ اگر شارع کی جانب سے اِذن نہ ہوتا تو مرد کا یک طرفہ طلاق دینا صحیح نہ ہوتا، چونکہ مرد کو طلاق دینے کا اختیار اِذنِ شارع پر موقوف ہے لہٰذا اس کی طلاق کا صحیح ہونا بھی اِذنِ شارع کے ساتھ مقید ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص شارع کی اجازت کے خلاف طلاق دے تو اس کی طلاق باطل ہوگی، کیونکہ وہ تقاضائے عقد کی بنا پر یک طرفہ طلاق کا اختیار نہیں رکھتا۔

دُوسری بات وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جب طلاقِ رجعی سے نکاح زائل ہوگیا تو عورت دُوسری اور تیسری طلاق کا محل نہ رہی خواہ وہ ابھی تک عدّت کے اندر ہو۔

مؤلف کے نظریے کی بنیاد انہی دو باتوں پر قائم ہے، لیکن جو شخص کتاب وسنت


فہرست

سے تمسّک کا مدعی ہو، اس کا نصوص کی موجودگی میں محض تخیل اور اَٹکل پچو قیاس آرائی پر اپنے نظریے کی بنیاد رکھنا کتنی عجیب بات ہے؟ اور اگر مؤلف کا مقصود خالی فلسفہ آرائی ہے اور وہ بزعمِ خود تھوڑی دیر کے لئے ''اہلِ رائے'' کی صف میں شامل ہونے کا خواہش مند ہے تب بھی اس کے علم سے یہ بات تو اوجھل نہیں رہنی چاہئے کہ مسلمان محض طبعیتِ عقد کی بنا پر تو کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوتا، بلکہ اس لئے مالک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تصرفات کا اختیار دیا ہے، نیز اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے تھا کہ عورت نکاح کے وقت مرد کے اس حق کو جانتی تھی کہ وہ جب چاہے طلاق دے سکتا ہے، اور اس نے نکاح میں یہ شرط بھی نہیں رکھی کہ اس کا شوہر اگر فلاں فلاں کام کرے گا تو اسے اپنے نفس کا خیار ہوگا، بلکہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس نے نکاح قبول کرلیا، تو گویا اس نے شوہر کے حقِ طلاق کا بھی التزام کرلیا۔ اب اگر اسے طلاق دی جارہی ہے تو اس کے التزام پر دی جارہی ہے، لہٰذا اس پر کوئی ایسی چیز لازم نہیں کی جارہی جس کا اس نے التزام نہیں کیا۔ اب غور فرمائیے کہ مؤلفِ رسالہ کے اس نظریے کی کیا قیمت رہ جاتی ہے؟ اور جب یہ نظریہ خودگرتی ہوئی دیوار پر قائم ہے تو اس پر مؤلف جن مسائل کا ہوائی قلعہ تعمیر کرنا چاہتا ہے وہ کب تعمیر ہوسکتا ہے...؟

یہی حال اس کے اس دعویٰ کا ہے کہ: ''رجعی طلاق سے نکاح زائل ہوجاتا ہے'' یہ قطعاً باطل رائے ہے جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے مخالف اور ائمہ دین کے علم وتفقہ سے خارج ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِکَ ....''

(البقرۃ:۲۲۸)

ترجمہ:......''اور ان کے شوہر حق رکھتے ہیں ان کے واپس لوٹانے کا عدّت کے اندر۔''

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے عدّت کے دوران مردوں کو ان کے شوہر ٹھہرایا ہے، اور انہیں اپنی بیویوں کو سابقہ حالت کی طرف لوٹانے کا حق دیا ہے، مگر اس ''خودساختہ مجتہد'' کا کہنا ہے کہ ان کے درمیان زوجیت کا تعلق باقی نہیں رہا۔ اور اگر وہ لفظ رَدّ سے تمسّک کا ارادہ کرے گا

تو اچانک اسے ایسے رَدّ کا سامنا کرنا ہوگا جس سے وہ محسوس کرے گا کہ وہ ڈُوبتے ہوئے، تنکے کا سہارا لینا چاہتا ہے۔ نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ...."

(البقرۃ:۲۲۹)

ترجمہ:......"طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے، پھر یا تو روک لینا ہے معروف طریقے سے۔"

پس روک رکھنے کے معنی یہی ہیں کہ جو چیز قائم اور موجود ہے اسے باقی رکھا جائے، یہ نہیں کہ جو چیز زائل ہوچکی ہے اسے دوبارہ حاصل کیا جائے، ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ طلاقِ رجعی کے بعد انقضائے عدّت تک نکاح باقی رہتا ہے۔ اسی طرح جو احادیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے طلاق دینے کے قصے میں مروی ہیں، وہ بھی ہمارے مدعا کی دلیل ہیں، خصوصاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مسندِ احمد میں، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"لیراجعها فانها امرأته."

ترجمہ:......"وہ اس سے رُجوع کرلے کیونکہ وہ اس کی بیوی ہے۔"

اگر یہ روایت صحیح ہے، جیسا کہ مؤلفِ رسالہ کا دعویٰ ہے، تو یہ حدیث اس مسئلے میں نصِ صریح ہے کہ طلاقِ رجعی واقع ہونے کے بعد بھی وہ عورت اس کی بیوی ہے۔

اور مطلقہ رجعیہ سے رُجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے ازدواجی تعلق کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیا جائے، جبکہ رجعی طلاق کے بعد عورت کی حیثیت یہ ہوگئی تھی کہ اگر اس سے رُجوع نہ کیا جاتا تو انقضائے عدّت کے بعد وہ بائنہ ہوجاتی۔

صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ کی طرح "مراجعت" (طلاق سے رُجوع) کا لفظ اپنے ایک خاص شرعی معنی رکھتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک مراد لئے جاتے رہے ہیں، جو شخص اس لفظ کے لغوی معنی کو لے کر خلطِ مبحث کرنا چاہتا ہے


فہرست

اس کی بات سراسر مہمل اور نامعقول ہے۔ جب مرد، عورت سے کوئی سی بات کرے تو عربی لغت میں اس کو بھی ''راجعھا'' بولتے ہیں، گویا مراجعت کا اطلاق مطلق بات چیت پر ہوتا ہے، لیکن مطلقہ رجعیہ سے اس کے شوہر کے رُجوع کرنے میں جو احادیث وارِد ہوئی ہیں، ان میں ''ازدواجی تعلقات کی طرف دوبارہ لوٹنے'' کے سوا اور کوئی معنی مراد نہیں لئے جاسکتے، لہٰذا اس میں کج بحثی کی کوئی گنجائش نہیں۔

علاوہ ازیں اگر مؤلف کے بقول رجعی طلاق کے بعد عقد باقی نہیں رہتا تو تجدیدِ عقد کے بغیر دوبارہ ازدواجی تعلقات استوار کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ تعلقات ناجائز اور غیرشرعی ہوں (حالانکہ قرآن وحدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے)، پھر کون نہیں جانتا کہ عدّت ختم ہونے تک نفقہ وسکنیٰ شوہر کے ذمہ واجب ہے، اور اگر اس دوران زوجین میں سے کوئی مرجائے تو دُوسرا اس کا وارث ہوگا، اور یہ کہ عورت چاہے نہ چاہے عدّت کے اندر مرد کو رُجوع کرنے کا حق ہے، یہ تمام اُمور اس بات کی دلیل ہیں کہ طلاقِ رجعی کے بعد بھی میاں بیوی کے درمیان عقدِ نکاح باقی رہتا ہے۔

رہا ابنِ سمعانی کا وہ قول جو مؤلفِ رسالہ نے نقل کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کتاب وسنت اور اِجماعِ اُمت، قیاس سے مانع نہ ہوتے تو قیاس کہتا تھا کہ نکاح باقی نہ رہے، آخر ایسا شخص کون ہے جو نصوصِ قطعیہ کے خلاف قیاس پر عمل کرنے کا قائل ہو، پھر جبکہ اسے مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان وجہ فرق کا اقرار بھی ہو؟

پس اس مختصر سے بیان سے مؤلفِ رسالہ کے خودساختہ اُصول کی بنیاد منہدم ہوجاتی ہے اور اس پر جو اس نے ہوائی قلعے تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تھا، وہ بھی دھڑام سے زمین پر گرجاتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیے کہ ان قطعی دلائل کے سامنے اس کے برخود غلط اٹکل پچو جدلیات کی کیا قیمت ہے؟

## ۲:......طلاقِ مسنون اور غیرمسنون کی بحث

مؤلفِ رسالہ صفحہ:۱۶ پر لکھتے ہیں:

''آیات واحادیث یہ نہیں بتاتیں کہ ایک طلاق مسنونہ

ہوتی ہے اور ایک غیر مسنونہ، وہ تو یہ بتاتی ہیں کہ طلاق کی اجازت شارع نے مخصوص اوصاف اور خاص شرائط کے تحت دی ہے۔ پس جس شخص نے ان اوصاف وشرائط سے ہٹ کر طلاق دی تو اس نے اجازت کی حد سے تجاوز کیا، اور ایک ایسا کام کیا جس کا وہ مالک نہیں تھا، کیونکہ شارع کی طرف سے اس کی اجازت نہیں تھی، اس لئے وہ لغو ہوگی، پس ہم طلاق کو اسی وقت مؤثر کہہ سکتے ہیں جبکہ ان شرائط واوصاف کے مطابق دی جائے۔“

جس شخص کو کتبِ حدیث کی ورق گردانی کا اتفاق ہوا ہو اس کا ایسے دعوے کرنا عجیب سی بات ہے، حالانکہ اِمام مالکؒ نے مؤطا میں ذکر کیا ہے کہ طلاقِ سنت کیا ہے؟ اسی طرح اِمام بخاریؒ نے ”الصحیح“ میں اور دیگر اصحابِ صحاح وسنن نے اور ہر گروہ کے فقہائے اُمت نے بھی اس کا ذکر کیا ہے، حتیٰ کہ ابنِ حزم نے بھی ”المحلّٰی“ میں اس کو ذکر کیا ہے، اور اس کے دلائل بہت زیادہ ہیں، ان میں سے ایک وہ روایت ہے جو شعیب بن رزیق اور عطا خراسانی نے حسن بصریؒ سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو اس کے اَیامِ ماہواری میں طلاق دے دی تھی، بعد ازاں انہوں نے دو طہروں میں دو مزید طلاقیں دینے کا ارادہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: ابن عمر! تجھے اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم نہیں دیا، تو نے سنت سے تجاوز کیا ہے، سنت یہ ہے کہ تو طہر کا انتظار کرے، پھر ہر طہر پر طلاق دے۔“ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سے رُجوع کرلوں، چنانچہ میں نے رُجوع کرلیا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب وہ پاک ہوجائے تب تمہارا جی چاہے تو طلاق دے دینا، اور جی چاہے تو روک رکھنا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ فرمائیے کہ اگر میں نے اسے


فہرست

تین طلاق دے دی ہوتیں تو میرے لئے اس سے رُجوع کرنا حلال ہوتا؟ فرمایا: نہیں! بلکہ وہ تجھ سے بائنہ ہوجاتی، اور گناہ بھی ہوتا۔“

یہ طبرانی کی روایت ہے، اور انہوں نے اس کی سند حسبِ ذیل نقل کی ہے:

”حدثنا علی بن سعید الرزای، حدثنا یحییٰ بن عثمان بن سعید بن کثیر الحمصی، حدثنا أبی، ثنا شعیب بن رزیق قال: حدثنا الحسن .... الخ.“

اور دارقطنی نے بطریق معلیٰ بن منصور اس کو روایت کیا ہے، محدث عبدالحقؒ نے اسے معلیٰ کی وجہ سے معلول ٹھہرانا چاہا، مگر یہ صحیح نہیں، کیونکہ ایک جماعت نے اس سے روایت لی ہے، اور ابنِ معین اور یعقوب بن شیبہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔

اور بیہقیؒ نے بطریق شعیب عن عطا الخراسانی اس کی تخریج کی ہے، اور خراسانی کے سوا اس میں اور کوئی علت ذکر نہیں کی۔ حالانکہ یہ صحیح مسلم اور سننِ اَربعہ کا راوی ہے، اور اس پر جو جرح کی گئی ہے کہ اسے اپنی بعض روایات میں وہم ہوجاتا ہے، یہ جرح متابع موجود ہونے کی وجہ سے زائل ہوجاتی ہے، کیونکہ طبرانی کی روایت میں شعیب اس کا متابع موجود ہے۔

اور ابوبکر رازیؒ نے یہ حدیث: ”ابنِ قانع عن محمد بن شاذان عن معلیٰ“ کی سند سے روایت کی ہے، اور ابنِ قانع سے ابوبکر رازیؒ کا سماع اس کے اختلاط سے قطعاً پہلے تھا۔

اور شعیب اس روایت کو کبھی عطا خراسانی کے واسطے سے حسن بصریؒ سے روایت کرتا ہے اور کبھی بغیر واسطے کے، کیونکہ اس کی ملاقات ان دونوں سے ہوئی ہے، اور اس نے دونوں سے احادیث کا سماع کیا ہے، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس نے عطا خراسانی کے واسطے سے یہ حدیث سنی ہوگی، بعد ازاں بلاواسطہ حسنؒ سے اس لئے وہ کبھی عطا سے روایت کرتا ہے اور کبھی حسنؒ سے، ایسی صورت بہت سے راویوں کو پیش آتی ہے جیسا کہ حافظ ابوسعید العلائی نے ”جامع التحصیل لاحکام المراسیل“ میں ذکر کیا ہے۔

رہا شوکانی کا شعیب بن رزیق کی تضعیف کے درپے ہونا، تو یہ ابنِ حزم کی تقلید کی

بنا پر ہے، اور وہ منہ زور ہے اور رجال سے بے خبر، جیسا کہ حافظ قطب الدین حلبی کی کتاب "القدح المعلی فی الکلام علٰی بعض احادیث المحلی" سے ظاہر ہے۔ اور شعیب کو دار قطنیؒ اور ابنِ حبانؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور رزیق دمشقی (جیسا کہ بعض روایات میں واقع ہے) صحیح مسلم کے رجال میں سے ہے۔ اور علی بن سعید رازی کو ایک جماعت نے، جن میں ذہبیؒ بھی شامل ہیں، پُرعظمت الفاظ میں ذکر کیا ہے، اور ذہبیؒ نے حسن بصریؒ کے حضرت ابنِ عمرؓ سے سماع کی تصریح بھی کی ہے، حافظ ابوزرعہؒ سے دریافت کیا گیا کہ: حسنؒ کی ملاقات ابنِ عمرؓ سے ہوئی ہے؟ فرمایا: ہاں!

حاصل یہ کہ حدیث درجہ احتجاج سے ساقط نہیں، خواہ اس کے گرد شیاطین شذوذ کا کتنا ہی گھیرا ہو، اور اس باب کے دلائل باقی کتبِ حدیث سے قطع نظر صحاحِ ستہ میں بھی بہت کافی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص سنت کے خلاف طلاق دے اس کی طلاق مخالفتِ حکم کے باوجود واقع ہوجائے گی، کیونکہ نہی طاری، مشروعیتِ اصلیّہ کے منافی نہیں، جیسا کہ علمِ اُصول میں اس کی تفصیل ذکر کی گئی ہے، مثلاً کوئی شخص مغصوبہ زمین میں نماز پڑھے یا اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کرے (اگرچہ وہ گناہگار ہوگا لیکن نماز اور بیع صحیح ہی کہلائے گی)۔

طلاق نام ہے کہ مِلکِ نکاح کو زائل کرنے اور عورت کی آزادی پر سے پابندی اُٹھادینے کا (جو نکاح کی وجہ سے اس پر عائد تھی)۔ ابتدا میں عورت کی آزادی کو (بذریعہ نکاح) مقید کرنا متعدّد دِینی و دُنیوی مصالح کی بنا پر اس کی رضا پر موقوف رکھا گیا، لیکن مرد کو یہ حق دیا گیا کہ جب وہ دیکھے یہ مصالح، مفاسد میں تبدیل ہو رہے ہیں تو عورت پر سے پابندی اُٹھادے تاکہ عورت اپنی سابقہ حالت کی طرف لوٹ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق کتاب و سنت کی رُو سے مشروع الاصل ہے، البتہ شریعت مرد کو حکم دیتی ہے کہ وہ تین طلاقوں کا حق تین ایسے طہروں میں استعمال کرے جن میں میاں بیوی کے درمیان یکجائی نہ ہوئی ہو، اور مصلحت اس میں یہ ہے کہ یہ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں مرد کو عورت سے رغبت ہوتی ہے، اس وقت طلاق دینا اس اَمر کی دلیل ہوگی کہ میاں بیوی کے درمیان ذہنی

رابطہ واقعتاً ٹوٹ چکا ہے، اور ایسی حالت میں طلاق کی واقعی ضرورت موجود ہے۔ دُوسرے یہ کہ مرد تین طہروں میں متفرق طور پر طلاق دے گا تو اسے سوچنے سمجھنے کا موقع مل سکے گا اور طلاق سے اسے پشیمانی نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں حیض کی حالت میں طلاق دینے میں عورت کی عدّت خواہ مخواہ طول پکڑے گی (کیونکہ یہ حیض، جس میں طلاق دی گئی ہے، عدّت میں شمار نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بعد جب اَیامِ ماہواری شروع ہوں گے اس وقت سے عدّت کا شمار شروع ہوگا)، لیکن یہ ساری چیزیں عارضی ہیں جو طلاق کی اصل مشروعیت میں خلل انداز نہیں ہوسکتیں، لہٰذا اگر کسی نے بحالتِ حیض تین طلاق دے دیں یا ایسے طہر میں طلاق دے دی جس میں میاں بیوی یکجا ہوچکے تھے تب بھی طلاق بہرحال واقع ہوجائے گی، اگرچہ بے ڈھنگی طلاق دینے پر وہ گناہگار بھی ہوگا، مگر اس عارض کی وجہ سے جو گناہ ہوا وہ طلاق کے مؤثر ہونے میں رُکاوٹ نہیں بن سکتا۔ اس کی مثال میں ظہار کو پیش کیا جاسکتا ہے، وہ اگرچہ نامعقول بات اور جھوٹ ہے (مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا) مگر اس کے باوجود اس کی یہ صفت اس کے اثر کے مرتب ہونے سے مانع نہیں۔ اور مسئلہ زیرِ بحث میں کتاب وسنت کی نص موجود ہونے کے بعد ہمیں قیاس سے کام لینے کی ضرورت نہیں، اس لئے ہم نے ظہار کو قیاس کے طور پر نہیں بلکہ نظیر کے طور پر پیش کیا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''تو نے سنت سے تجاوز کیا'' اس سے مراد یہ ہے کہ تو نے وہ طریقہ اختیار نہیں کیا جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔ یہاں ''سنت'' سے وہ کام مراد نہیں جس پر ثواب دیا جائے، کیونکہ طلاق کوئی کارِ ثواب نہیں، اسی طرح ''طلاقِ بدعت'' میں بدعت سے مراد وہ چیز نہیں جو صدرِ اوّل کے بعد خلافِ سنت ایجاد کی گئی ہو، بلکہ اس سے مراد وہ طلاق ہے جو مأمور بہ طریقے کے خلاف ہو، کیونکہ حیض کے دوران طلاق دینے اور تین طلاقیں بیک بار دینے کے واقعات عہدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں بھی پیش آئے تھے، جیسا کہ ہم آئندہ تین طلاق کی بحث میں نصوصِ احادیث سے اس کے دلائل ذکر کریں گے۔ اور جن لوگوں نے اس میں نزاع کیا ہے، ان کا نزاع صرف گناہ میں ہے، وقوعِ طلاق میں نہیں، اور تین طلاق بیک بار واقع ہونا

اور حیض کی حالت میں طلاق کا واقع ہونا دونوں کی ایک ہی حیثیت ہے، جو شخص اُس میں یا اِس میں نزاع کرتا ہے اس کے ہاتھ میں کوئی دلیل کیا، شبہ دلیل بھی نہیں، جیسا کہ ہمارے ان دلائل سے واضح ہوگا جو ہم آئندہ دو بحثوں میں پیش کریں گے۔

اور اِمام طحاویؒ نے نماز سے خروج کی جو مثال پیش کی ہے، اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ عقد میں دخول اور اس سے خروج کے درمیان جو وجہِ فرق ہے وہ فقہ کے طالبِ علم کے ذہن نشین کراسکیں، ورنہ ان کا مقصد طلاق کو نماز پر قیاس کرنا نہیں، اور نہ کتاب وسنت کے نصوص کی موجودگی میں انہیں قیاس کی حاجت ہے، اس لئے مؤلفِ رسالہ کا یہ فقرہ بالکل بے معنی ہے کہ:

''اعتراض صحیح ہے اور جواب باطل ہے، کیونکہ یہ عقود کا عبادات پر قیاس ہے، حالانکہ عقد میں دُوسرے کا حق متعلق ہوتا ہے۔''

علاوہ ازیں اگر بالفرض اِمام طحاویؒ نے قیاس ہی کیا ہو تو آخر قیاس سے مانع کیا ہے؟ کیونکہ اس میں نکاح سے غیر مأمور بہ طریقے پر خروج کو نماز سے غیر مأمور بہ طریقے سے خروج پر قیاس کیا گیا ہے، اور طلاق خالص مرد کا حق ہے، عورت کا حق صرف مہر وغیرہ میں ہے، اس لئے صحتِ قیاس میں مؤلف کے مصنوعی خیال کے سوا کوئی مؤثر وجہِ فرق نہیں ہے۔

مؤلفِ رسالہ، آیتِ کریمہ: ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ'' کے سببِ نزول میں حاکمؒ اور ترمذیؒ کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''میرے نزدیک دونوں سندیں صحیح ہیں'' یہ فقرہ اس بات کی دلیل ہے کہ مؤلف صرف فقہ ہی میں نہیں بلکہ چشمِ بددُور! حدیث میں بھی مرتبۂ اِجتہاد پر فائز ہوچکے ہیں، جبکہ متأخرین میں حافظ ابنِ حجرؒ جیسے حضرات کا بھی اس مرتبہ تک پہنچنا محلِ نظر ہے۔

میاں! تم ہو کون؟ کہ تم ''میرے نزدیک'' کے دعوے کرو...؟

آیت کے سببِ نزول کی بحث ہمارے موضوع سے غیرمتعلق ہے، ورنہ ہم

دِکھاتے کہ ''میرے نزدیک صحیح ہے'' کیسے ہوتی ہے، نسأل اللہ السلامة!

## ۳:......حیض کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے

مؤلفِ رسالہ صفحہ:۲۴ پر لکھتے ہیں:

''اس حدیث کی (یعنی حضرت ابنِ عمرؓ کے اپنی بیوی کو بحالتِ حیض طلاق دینے کی) روایات اور اس کے الفاظ کتبِ حدیث میں بہت سے ہیں، اور ان میں اس نکتے پر شدید اختلاف واضطراب ہے کہ ابنِ عمرؓ نے حیض میں جو طلاق دی تھی اسے شمار کیا گیا یا نہیں؟ بلکہ اس حدیث کے الفاظ بھی مضطرب ہیں...... لہٰذا ابوالزبیر کی اس روایت کو ترجیح دی جائے گی، جس میں ابنِ عمرؓ کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ: ''آپؐ نے میری بیوی واپس لوٹادی، اور اس کو کچھ نہیں سمجھا'' (فردها عليّ ولم يرها شيئًا)۔ یہ روایت اس لئے راجح ہے کہ یہ ظاہرِ قرآن اور قواعدِ صحیحہ کے موافق ہے، اور اس روایت کی تائید ابو الزبیر ہی کی دُوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جسے وہ حضرت جابرؓ سے سماعاً بایں الفاظ نقل کرتے ہیں:

''ابنِ عمرؓ سے کہو وہ اس سے رُجوع کرلے کیونکہ وہ اس کی بیوی ہے۔''

یہ سند صحیح ہے اور ابن لہیعہ ثقہ ہے اور خشنی کی روایت محمد بن بشار سے یہ ہے: ''لا يعتد بذٰلک'' (اس کا اعتبار نہ کرے) اور یہ سند بہت ہی صحیح ہے، اور ابنِ وہب کی روایت میں جو آتا ہے کہ: ''وهى واحدة'' (اور یہ ایک طلاق شمار ہوگی) اس سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ ضمیر اس طلاق کی طرف راجع ہے جو ابنِ عمرؓ نے حیض کے دوران دی تھی، حتیٰ کہ ابنِ حزم اور ابنِ قیم کو بھی اس دلیل سے گلوخلاصی کی صورت اس کے سوا نظر نہ آئی کہ وہ اس کے مدرج


فہرست

ہونے کا دعویٰ کریں۔ حالانکہ صحیح اور واضح بات یہ ہے کہ یہ ضمیر اس طلاق کی طرف راجع ہے جو ابنِ عمرؓ کو بعد میں دینی تھی، لہٰذا یہ فقرہ حیض کے دوران کی طلاق کے باطل ہونے پر دلیل ہے، اور ابوالزبیر کی روایت کا مؤید ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ عمرؓ کو ان کی مطلقہ فی الحیض سے رُجوع کرنے کا جو حکم فرمایا تھا اس میں مراجعت سے مراد لفظ کے معنی لغوی ہیں، اور مطلقہ رجعیہ سے رُجوع کرنے میں اس کا استعمال ایک نئی اصطلاح ہے، جو عصرِ نبوّت کے بعد ایجاد ہوئی۔'' (ص:۲۴ تا ۳۰ متفرقاً)

مؤلف نے صفحہ:۲۷ پر صاف صاف لکھا ہے کہ: ''حیض میں دی گئی طلاق صحیح نہیں، اور اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا'' مؤلف کا یہ قول روافض اور ان کے ہم مسلک لوگوں کی پیروی ہے، اور یہ ان صحیح احادیث سے تلاعب ہے جو صحیحین وغیرہ میں موجود ہیں اور جن کی صحت، ثقہ حفاظ کی شہادت سے ثابت ہے، یہ قول محض نفس پرستی پر مبنی ہے اور اہلِ نقد کی نظر میں ایک منکر (روایت) کو اس سے بدترین منکر کے ساتھ تقویت دینے کی کوشش ہے۔ اور پھر ایسی احادیث میں اضطراب کا دعویٰ کرنا جن کو تمام اربابِ صحاح نے لیا ہے پرلے درجے کی بے حیائی ہے، اور ایسے مدعی کی عقل میں فتور اور اضطراب کی دلیل ہے۔ اِمام بخاریؒ نے ''صحیح'' میں حائضہ کو دی گئی طلاق کے صحیح ہونے پر باب باندھا ہے: ''باب اذا طلقت الحائض یعتد بذٰلک الطّلاق'' یعنی: ''جب حائضہ کو طلاق دی جائے تو اس طلاق کو صحیح شمار کیا جائے گا'' اِمام بخاریؒ اس مسئلے میں کسی کے اختلاف کی طرف اشارہ تک نہیں کرتے، اور اس باب کے تحت ابنِ عمرؓ کے اپنی بیوی کا طلاق دینے کی حدیث درج کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں: ''مرہ فلیراجعھا'' یعنی ''اس سے کہو کہ اپنی بیوی سے رُجوع کرلے۔'' اِمام مسلمؒ بھی اس طلاق کے شمار کئے جانے کی تصریح کرتے ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں: ''وحسبت لھا التطلیقة التی طلقھا'' یعنی: ''ابنِ عمرؓ نے اپنی بیوی کو اس

کے حیض کی حالت میں جو طلاق دی تھی اسے شمار کیا گیا۔'' اسی طرح مسندِ احمد میں حضرت حسنؓ کی حدیث جو خود حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے، اور جس کا ذکر مع سند کے پہلے آچکا ہے، وہ بھی اس اَمر کی دلیل ہے کہ اس طلاق کو صحیح اور موٴثر قرار دیا گیا۔

صحیحین وغیرہ میں جو اَحادیث اس سلسلے میں مروی ہیں ان میں جو ''رُجوع کرنے'' کا لفظ آیا ہے، جو شخص اس پر سرسری نظر بھی ڈالے اسے ایک لمحے کے لئے بھی اس بات میں شک نہیں ہوگا کہ یہ لفظ طلاق وغیرہ کی طرح عہدِ نبوی میں ایک خاص اصطلاحی مفہوم رکھتا تھا، اور یہ کہ یہ اصطلاح دورِ نبوّت کے بعد قطعاً ایجاد نہیں ہوئی۔ احادیثِ طلاق میں ''ارتجاع''، ''رجعت'' اور ''مراجعت'' کے جتنے الفاظ وارِد ہیں ان کے شرعی معنی مراد ہیں، یعنی طلاقِ رجعی دینے کے بعد دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کرنا، بلکہ فقہائے اُمت کی عبارتوں میں اس قبیل کے جتنے الفاظ وارِد ہیں وہ لفظاً معنیً انہی الفاظ کے مطابق ہیں جو اَحادیث میں وارِد ہوئے ہیں۔ اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اس باب کی احادیث میں ''رُجوع'' کے لغوی معنی مراد لینا یکسر غلط ہے، ابنِ قیمؒ بھی اس دعویٰ کی جرأت نہیں کرسکے کہ یہاں ''رُجوع'' کے شرعی معنی مراد نہیں، کیونکہ ان کے سامنے وہ احادیث موجود تھیں جن میں شرعی معنی کے سوا اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے، انہوں نے اپنی ذات کو اس سے بالاتر سمجھا کہ وہ ایک ایسی مہمل بات کہہ ڈالیں جو حاملینِ حدیث کے نزدیک بھی ساقط الاعتبار ہو، چہ جائیکہ فقہاء اس پر کان نہ دھریں۔

شوکانی چونکہ زیغ میں سب سے آگے ہے، اور یہ بات کم ہی سمجھ پاتا ہے کہ فلاں بات کہنے سے اس کی ذِلت ورُسوائی ہوگی، اس لئے اس نے اپنے رسالہ طلاق میں یہ راستہ اختیار کرنے میں کوئی باک نہیں سمجھا کہ یہاں ''رُجوع'' کے معنیٔ شرعی مراد نہیں ہیں، اور موٴلفِ رسالہ کو (شوکانی کی تقلید میں) یہ دعویٰ کرتے ہوئے یہ خیال نہیں رہا کہ اس سے اس کی دلیل کا بھی مطالبہ کیا جاسکتا ہے، اور یہ بھی دریافت کیا جاسکتا ہے کہ زمانۂ نبوّت کے بعد کس زمانے میں یہ نئی اصطلاح ایجاد ہوئی جس کا وہ مدعی ہے؟ موٴلفِ رسالہ، ابنِ حزم کی طرح بے دلیل دعوے ہانکنے میں جری ہے، اس نے ان صحیح احادیث کی طرف نظر اُٹھا کر

نہیں دیکھا جن میں طلاق بحالتِ حیض کو واقع شدہ شمار کیا گیا ہے، اور یہ اَحادیث ناقابلِ تردید فیصلہ کرتی ہیں کہ یہاں مراجعت سے قطعاً معنیٔ شرعی مراد ہیں۔

پس ان احادیث میں ''مطلقہ بحالتِ حیض'' سے رُجوع کرنے کا جو حکم وارِد ہوا ہے، تنہا وہی یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ حیض کی حالت میں جو طلاق دی جائے وہ بلاشک وشبہ واقع ہوجاتی ہے، پھر جبکہ صحیح احادیث میں یہ بھی وارِد ہے... جیسا کہ پہلے گزر چکا... کہ اس حالت میں دی گئی طلاق کو صحیح شمار کیا گیا، تو اَب بتائیے کہ اس مسئلے میں شک وتردّد کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ اور آیتِ کریمہ میں ''تراجع'' کا جو لفظ آیا ہے یہ اس صورت سے متعلق ہے جبکہ سابق میاں بیوی کے درمیان عقدِ جدید کی ضرورت ہو، اور یہ صورت ہماری بحث سے خارج ہے۔

اور جس شخص نے ان احادیث کا، جو ابنِ عمرؓ کے واقعۂ طلاق میں وارِد ہوئی ہیں، احاطہ کیا ہو، بلکہ احادیث کی وہ تھوڑی سی تعداد، جو حافظ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کی ہے، بالخصوص دارقطنیؒ کی حدیثِ شعبہ اور حدیثِ سعید بن عبدالرحمٰن الجمحی، جس کے پیشِ نظر ہو، اسے یہ یقین کئے بغیر چارہ نہیں ہوگا کہ ان احادیث میں مراجعت سے صرف معنیٔ شرعی مراد ہیں، یعنی طلاقِ رجعی کے بعد معاشرتِ زوجیت کی طرف لوٹنا۔ اور الفاظ سے ان کی حقیقتِ شرعیہ ہی مراد ہوتی ہے، اِلَّا یہ کہ وہاں کوئی صارف موجود ہو، اور یہاں کوئی مانع موجود نہیں۔ ابنِ قیمؒ کو چونکہ یہ احادیث مستحضر تھیں اس لئے وہ اس پر راضی نہیں ہوئے کہ محض ہٹ دھرمی سے معنیٔ شرعی کے مراد ہونے سے انکار کردیں، کیونکہ یہاں انکار کی مجال ہی نہیں۔ اس کے بجائے انہوں نے چاہا کہ شریعت میں مراجعت کے تین معنی ثابت کردیں: ۱:...نکاح، ۲:...جائز ہبہ کو واپس کردینا، ۳:...طلاق کے بعد معاشرتِ زوجیت کی طرف لوٹنا، تاکہ وہ یہ کہہ سکیں کہ یہ لفظ مشترک ہے، اور مشترک میں احتمال ہوتا ہے، اور احتمال کی صورت میں استدلال ساقط ہوجاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ خیال نہیں رہا کہ یہاں مراجعت کی نسبت میاں بیوی کی طرف کی گئی ہے، مرد کی طرف بحیثیت رُجوع کنندہ کے، اور عورت کی طرف بحیثیت رُجوع کردہ شدہ کے، اس سے مراجعت کے معنی خودبخود

متعین ہوجاتے ہیں، یعنی طلاق کے بعد معاشرتِ زوجیت کی طرف عود کرنا، لہٰذا یہاں اشتراک ثابت کرکے استدلال پر اعتراض کرنا صحیح نہیں، علاوہ ازیں وہ یہ بھی بھول گئے کہ ہماری بحث لفظ ''مراجعت'' میں ہے جو ان احادیث میں وارِد ہوا ہے، نہ تو لفظ ''تراجع'' میں ہے جو قرآنِ کریم میں بہ معنی نکاح کے آیا ہے، اور نہ لفظ ''ارجاع'' میں ہے، جو جائز ہبہ کے واپس کرنے کی حدیث میں آیا ہے۔

ابنِ قیمؒ کے بعد شوکانی آئے، اور موصوف نے اپنے رسالے میں جو طلاقِ بدعی کے موضوع پر ہے، یہ مسلک اختیار کیا کہ ان احادیث میں ''مراجعت'' کے معنی شرعی مراد ہونا مُسلّم نہیں، بایں خیال کہ معنی لغوی، معنی شرعی سے عام ہیں۔ شوکانی کے اس موقف کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو فضول کٹ حجتی میں ... جس کا موصوف نے عجمیوں کی کتابوں سے استفادہ کیا... ایک خاص ملکہ اور رُسوخ حاصل ہے۔ کیونکہ شوکانی نے عجمی کتابیں پڑھی تھیں، ابنِ قیمؒ نے نہیں، مگر شوکانی سے یہ بات اوجھل رہی کہ باتفاق اہلِ علم کتاب وسنت میں الفاظ کی حقیقتِ شرعیہ مراد ہوا کرتی ہے، اور لفظ ''مراجعت'' کی حقیقتِ شرعیہ کو تسلیم کرلینے کے بعد اس کے مراد ہونے کو تسلیم نہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد وہ تحریف وتحریف میں اور آگے بڑھے اور محض ہٹ دھرمی کی بنا پر ''نیل الاوطار'' میں لفظ ''مراجعت'' کے معنی شرعی سے ہی انکار کرڈالا۔ ان کا خیال تھا کہ جو اَحادیث کہ معنی شرعی میں نص ہیں، اور جن کو شوکانی نے ابنِ حجرؒ کی فتح الباری سے نقل کیا ہے، اگر ان کو غلط سلط نقل کرکے ان کے معنی بگاڑ دیئے جائیں تو کمزور علم کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کافی ہے، اور ایسا کوئی آئے گا جو ان کی خیانت فی النقل کا پردہ چاک کرے، ذرا شوکانی سے پوچھو کہ اس نے فتح الباری سے ابنِ حجرؒ کا یہ قول کیوں نقل نہیں کیا:

''اور دارقطنی میں بروایت شعبہ عن انس بن سیرین عن ابنِ عمر اس قصے میں یہ الفاظ ہیں:

''حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں!'' اس حدیث کے شعبہ

تک تمام راوی ثقہ ہیں۔

اور دارقطنی میں بروایت سعید بن عبدالرحمٰن الجمحی (ابنِ معین وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے) عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابنِ عمر یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک شخص نے ابنِ عمرؓ سے عرض کیا کہ: میں نے اپنی بیوی کو ''البتہ'' (قطعی طلاق، یعنی تین) طلاق دے دی، جبکہ وہ حیض کی حالت میں تھی، ابنِ عمرؓ نے فرمایا کہ: ''تو نے اپنے رَبّ کی نافرمانی کی، اور تیری بیوی تجھ سے الگ ہوگئی''، وہ شخص بولا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ابنِ عمرؓ کو اپنی بیوی سے رُجوع کرنے کا حکم دیا تھا، فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ عمرؓ کو اس طلاق کے ساتھ رُجوع کرنے کا حکم دیا تھا جو اس کے لئے ابھی باقی تھی، اور تو نے تو کچھ باقی ہی نہیں چھوڑا جس کے ذریعہ تو اپنی بیوی سے رُجوع کرسکتا (یعنی ابنِ عمرؓ نے تو ایک رجعی طلاق دی تھی، اور دو طلاقیں ابھی باقی تھیں، اس لئے وہ رُجوع کرسکتے تھے، مگر تو نے تین دے ڈالیں، تو کیسے رُجوع کرسکتا ہے؟)۔'' اور اس سیاق میں رَدّ ہے اس شخص پر جو ابنِ عمرؓ کے قصے میں ''رجعت'' کو معنیٔ لغوی پر محمول کرتا ہے۔''

اور یہ ساری بحث تو اس وقت ہے جبکہ یہ تسلیم کرلیا جائے کہ لفظ ''رجعت'' کے ایک ایسے معنیٔ لغوی بھی ہیں جو اَحادیثِ ابنِ عمرؓ میں مراد لئے جاسکتے ہیں، لیکن جس شخص نے کتبِ لغت کا مطالعہ کیا ہو اس پر واضح ہوگا کہ لفظ ''مراجعت'' کے لغوی معنی ہر اس صورت میں متحقق ہیں، جبکہ مرد، عورت سے کسی معاملے میں بات چیت کرے، اور یہ عام معنی ان احادیث میں قطعاً مراد نہیں لئے جاسکتے، اِلَّا یہ کہ شوکانی اس لفظ کو کوئی جدید معنی پہنا دیں، جو کتاب و سنت، اجماعِ فقہائے ملت اور لغت کے علی الرغم شوکانی کی من گھڑت رائے کے موافق ہوں۔

اس تقریر سے واضح ہوا کہ قصۂ ابنِ عمرؓ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''اس سے کہو کہ اپنی بیوی سے رُجوع کرلے'' از خود معنیٔ شرعی پر نص ہے، اس کے لئے دارقطنی کی تخریج کردہ روایات کی بھی حاجت نہیں۔

رہا ابنِ حزم کا ''المحلّٰی'' میں یہ کہنا کہ:

> ''بعض لوگوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ عمرؓ کو اپنی بیوی سے رُجوع کا جو حکم فرمایا تھا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا گیا۔ ہم جواب میں یہ کہتے ہیں کہ آپؐ کا یہ ارشاد تمہارے زعم کی دلیل نہیں، کیونکہ ابنِ عمرؓ نے جب اسے حیض کی حالت میں طلاق دے دی تو بلاشبہ اس سے اجتناب بھی کیا ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف یہ حکم دیا تھا کہ اپنی علیحدگی کو ترک کردیں اور اس کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیں۔''

اس کی ''پہلی حالت'' سے ابنِ حزم کی مراد اگر طلاق سے پہلے کی حالت ہے، تب تو ابنِ حزم کی طرف سے یہ اقرار ہے کہ یہ جملہ طلاق کے واقع ہونے کی دلیل ہے، اور اگر ''پہلی حالت'' سے مراد اجتناب سے پہلے کی حالت ہے، تو یہ لفظ کے نہ لغوی معنی ہیں، نہ شرعی۔ البتہ ممکن ہے کہ یہ معنی مجازی ہوں، جو اطلاق و تقیید کی مناسبت سے معنیٔ شرعی سے اخذ کئے گئے ہیں، لیکن معنیٔ مجازی مراد لینے کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ کوئی قرینہ ایسا موجود ہو جو معنیٔ حقیقی سے مراد لینے سے مانع ہو۔ سوال یہ ہے کہ یہاں وہ کون سا قرینہ ہے جو حقیقتِ شرعیہ سے مانع ہے؟ اس بیان کے بعد مؤلفِ رسالہ کی بات کو جس وادی میں چاہو پھینک دو۔

اور ابوداؤد میں ابوالزبیر کی روایت کا یہ لفظ مجمل ہے کہ: "**فردها علیّ ولم یرها شیئًا**"، ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مجھ پر لوٹا دیا اور اس کو کچھ نہیں سمجھا'' یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، بلکہ ''واپس لوٹانے'' کے لفظ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ یہ طلاق بینونت میں قطعاً مؤثر نہیں تھی، ''رَدّ'' اور ''امساک'' کے الفاظ اس رُجوع میں

استعمال ہوتے ہیں جو طلاقِ رجعی کے بعد ہو۔

اور اگر فرض کرلیا جائے کہ اس لفظ سے طلاق کا واقع ہونا کسی درجے میں مفہوم ہوتا ہے تو سنئے! اِمام ابوداوٴدؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”تمام احادیث اس کے خلاف ہیں۔“ یعنی تمام احادیث بتاتی ہیں کہ ابنِ عمرؓ پر ایک طلاق شمار کی گئی۔ اِمام بخاریؒ نے اس کو صراحتاً روایت کیا ہے اور اسی طرح اِمام مسلمؒ نے بھی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اور بہت سے حضرات نے ذکر کیا ہے کہ اِمام احمدؒ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ طلاقِ بدعی واقع نہیں ہوتی، آپؒ نے اس پر نکیر فرمائی اور فرمایا کہ: یہ رافضیوں کا مذہب ہے۔

اور ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی کو ان سب موٴلفین نے جنھوں نے مدلّسین پر کتابیں لکھی ہیں، مدلّس راویوں کی فہرست میں جگہ دی ہے، پس جن کے نزدیک مدلّسین کی روایت مطلقاً مردود ہے ان کے نزدیک تو اس کی روایت مردود ہوگی، اور جو لوگ مدلّس کی روایت کو کچھ شرائط سے قبول کرتے ہیں وہ اس کی روایت بھی شرائط کے ساتھ ہی قبول کرسکتے ہیں، مگر وہ شرائط یہاں مفقود ہیں، لہٰذا یہ روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔

ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ: یہ بات ابوالزبیر کے سوا کسی نے نہیں کہی، اس حدیث کو ایک بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے، مگر اس بات کو کوئی بھی نقل نہیں کرتا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ: ابوالزبیر نے اس سے بڑھ کر کوئی ”منکر“ روایت نقل نہیں کی۔ اب اگر ابوالزبیر مدلّس نہ بھی ہوتا، صرف صحیحین وغیرہ میں حدیثِ ابنِ عمرؓ کے راویوں کی روایت اس کے خلاف ہوتی تب بھی اس کی روایت ”منکر“ ہی شمار ہوتی، چہ جائیکہ وہ مشہور مدلّس ہے۔

رہی وہ روایت جس کو ابنِ حزم نے بطریق محمد بن عبدالسلام الخشنی (شوکانی کے رسالے میں خود اس کے اپنے قلم سے اس راوی کی نسبت ”الخشنی“ کے بجائے ”الحبی“ لکھی ہے، اس سے علمِ رجال میں شوکانی کا مبلغ علم معلوم ہوسکتا ہے) عن محمد بن بشار عن عبدالوہاب الثقفی عن عبیداللہ عن نافع عن ابنِ عمرؓ نقل کی ہے کہ ابنِ عمرؓ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کی حالت میں طلاق دے دی ہو، فرمایا کہ اس کو شمار نہیں کیا جائے گا، ابنِ حجرؒ تخریج رافعی میں فرماتے ہیں کہ: ”اس کا مطلب یہ ہے کہ اس

نے سنت کے خلاف کیا، یہ مطلب نہیں کہ وہ طلاق ہی شمار نہیں ہوگی“ علاوہ ازیں بندار اگرچہ صحیح کے راویوں میں سے ہے، لیکن یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی روایتوں کو چھانٹ کرلیا جاتا ہے، مطلقاً قبول نہیں کیا جاتا، اس لئے کہ وہ حدیث کی چوری اور کذب وغیرہ کے ساتھ متہم ہے، اور بہت سے ناقدین نے اس میں کلام کیا ہے، بعض اصحابِ صحاح کے نزدیک اس کی عدالت راجح ثابت ہوئی اس لئے انہوں نے اس کی صرف وہ احادیث روایت کیں جو ”نکارت“ سے سالم تھیں۔ اِمام بخاریؒ اس سے بکثرت روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے بھی اس کی زیرِ بحث حدیث نہیں لی۔ الخشنی اگرچہ ثقہ ہے، مگر احادیث کی چھان پھٹک میں اِمام بخاریؒ جیسا نہیں۔

اور یہ دعویٰ بے حد مضحکہ خیز ہے کہ مسندِ احمد کی روایت، جو ابنِ لہیعہ عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے مروی ہے، وہ ابوالزبیر کی روایت کی مؤید ہے۔ اس لئے کہ مسندِ احمد متفرد راویوں پر مشتمل ہونے کی بنا پر اہلِ نقد کے نزدیک ان کتبِ احادیث میں سے نہیں جن میں صرف صحیح احادیث درج کرنے کا التزام کیا گیا ہو۔ ابنِ حجرؒ نے اس کی روایت کا دائرہ وسیع ہونے سے قبل، جو اس کا دفاع کیا ہے وہ صرف اس مقصد کے لئے ہے کہ اس سے موضوع احادیث کی نفی کی جائے، خواہ اس کی روایت کسی اور راوی کے خلاف بھی نہ ہو۔ جیسا کہ حافظ ابوسعید العلائی نے ”جامع التحصیل“ میں ذکر کیا ہے، اور زیرِ بحث روایت بطریق لیث نہیں، اور مسندِ احمد جیسی ضخیم کتاب اس بات سے محفوظ نہیں رہ سکتی کہ اس کے متفرد راویوں کے قلتِ ضبط کی بنا پر عنعنہ کی جگہ سماع اور تحدیث کو ذکر کردیا گیا ہو، ایسی صورت میں اس قسم کی روایت کی صحت ان لوگوں کے نزدیک کیسے ثابت ہوسکتی ہے جو روایت کی چھان پھٹک کے فن سے ناواقف ہیں؟

اور اگر روایت کی صحت کو فرض بھی کرلیا جائے تب بھی اس کو حالتِ حیض میں دی گئی طلاق کے عدمِ وقوع کے لئے مؤید ماننا ممکن نہیں، جیسا کہ ہمارے نام نہاد مجتہد نے سمجھا ہے، کیونکہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”لیراجعها فانها امرأتهٗ.“

ترجمہ:...... ''وہ اس سے رُجوع کرلے، کیونکہ وہ اس کی بیوی ہے۔''

یہ لفظ حالتِ حیض کی طلاق کے وقوع اور انقضائے عدّت تک زوجیت کے باقی رہنے کی دلیل ہے، جیسا کہ جمہور فقہائے اُمت اس کے قائل ہیں، کیونکہ مراجعت صرف طلاقِ رجعی کے بعد ہوتی ہے، اور ارشادِ نبوی: ''کیونکہ وہ اس کی بیوی ہے'' ان دونوں کے درمیان تعلقِ زوجیت کی بقا کی تصریح ہے، بلکہ یہ روایت، دُوسری روایت کے اجمال کی تفسیر کرتی ہے کہ ''کوئی چیز نہیں'' سے مراد یہ ہے کہ طلاق بحالتِ حیض ایسی چیز نہیں جس سے بینونت (علیحدگی) واقع ہوجائے جب تک کہ عدّت باقی ہے، اس تفسیر کے بعد ابوالزبیر کی روایت بھی دُوسرے راویوں کی روایت کے موافق ہوجاتی ہے۔

اور جو روایت ابنِ حزم نے بطریق ہمام بن یحییٰ عن قتادۃ عن خلاس عن عمرو ذکر کی ہے کہ انہوں نے ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو اس کے حیض میں طلاق دے دے، فرمایا کہ اس کو کچھ نہیں سمجھا جائے گا، اس پر پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ ہمام کے حافظے میں نقص تھا۔ دُوسرے، قتادہ مدلّس ہیں اور وہ ''عن'' کے ساتھ روایت کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے مفہوم میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ اس کو یوں نہیں سمجھا جائے گا کہ اس نے سنت کے موافق طلاق دی ہے، جیسا کہ بعض کے نزدیک طلاق کو جمع کرنا خلافِ سنت نہیں۔ دُوسرا احتمال یہ ہے کہ اس طلاق کو طلاق ہی نہیں سمجھا جائے گا، مگر صحابہؓ میں جو اِجماع جاری تھا وہ پہلے احتمال کا مؤید ہے۔ اور خلاس ان لوگوں میں نہیں جو مسائل میں شذوذ کے ساتھ معروف ہوں اور ابنِ عبدالبرؒ کی رائے یہ ہے کہ اس قسم کی ضمیریں اس حیض کی طرف راجع ہیں جس میں طلاق دی گئی، مطلب یہ ہے کہ اس حیض کو عورت کی عدّت میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

اور مؤلفِ رسالہ نے ابوالزبیر کی ''منکر'' روایت کی تائید کے لئے جامع ابنِ وہب کی مندرجہ ذیل روایت جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے، پیش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ عمرؓ کے بارے میں فرمایا:

''اس سے کہو کہ وہ اس سے رُجوع کرلے، پھر اسے روک رکھے یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائے، پھر اسے حیض آئے، پھر پاک ہوجائے، اب اس کے بعد اگر چاہے تو اسے روک رکھے، اور اگر چاہے تو مقاربت سے پہلے اسے طلاق دے دے، یہ ہے وہ عدّت کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عورت کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے، اور یہ ایک طلاق ہوگی۔''

یہ مؤلف کا فکری اختلال ہے، اور آگ سے بچ کر گرم پتھروں میں پناہ لینے کی کوشش ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: ''وھی واحدۃ'' (اور یہ ایک طلاق ہوچکی) زیرِ بحث مسئلے میں نصِ صریح ہے، جس سے جمہور کے دلائل میں مزید ایک دلیل کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ ابنِ حزم اور ابنِ قیمؒ اس سے جان چھڑانے کے لئے زیادہ سے زیادہ جو کوشش کرچکے ہیں وہ یہ کہ اس میں ''مدرج'' ہونے کا احتمال ہے، حالانکہ یہ دعویٰ قطعاً بے دلیل ہے۔ لیکن ہمارے خودساختہ مجتہد صاحب نے اس ارشادِ نبوی سے جان چھڑانے کے لئے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے، جس سے اس کے خیال میں حدیث کا مفہوم اُلٹ کر اس کی دلیل بن جاتا ہے، اور وہ یہ کہ: ''وھی واحدۃ'' کی ضمیر کو مناسبتِ قرب کی بنا پر اس طلاق کی طرف راجع کیا جائے جو ''وان شاء طلق'' سے مفہوم ہوتی ہے، (مطلب یہ کہ حیض میں جو طلاق دی گئی اس سے تو رُجوع کرلے، یہ حیض گزر جائے، پھر اس کے بعد دُوسرا حیض گزر جائے، اب جو طلاق دی جائے گی اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ایک ہوگی)۔

فرض کرلیجئے کہ ضمیر اسی کی طرف راجع ہے، اس سے قطع نظر کہ اس صورت میں یہ جملہ خالی از فائدہ ہوگا، اور اس سے بھی قطع نظر کہ جس طلاق کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دے رہے تھے اس سے کلام کو پھیرنا لازم آتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے ابوالزبیر کی روایت کی کوئی ادنیٰ تائید کہاں سے نکلتی ہے؟ زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے جو بات نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ ابنِ عمرؓ نے اپنی بیوی کو بحالتِ حیض طلاق دی،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عمرؓ کی زبانی حکم دیا کہ اس سے رُجوع کرلیں، آئندہ ان کو اختیار ہوگا، خواہ اس کو روک رکھیں یا طلاق دے دیں، اور یہ طلاق، جس کا وقوع اور عدمِ وقوع ابھی معلوم نہیں، ایک شمار ہوگی۔

اب یہ طلاق جس کا وقوع خارج میں ابھی نامعلوم ہے اس کے بارے میں آخر کون کہتا ہے کہ وہ تین ہوں گی، جب وہ خارج میں واقع اور متحقق ہوگی تو قطعاً ایک ہی ہوگی، لیکن اس کا ایک ہونا کیا اس بات کے منافی ہے کہ اس سے قبل بھی عورت پر حقیقتاً طلاق ہوچکی ہے، جیسا کہ حدیث کے لفظ "اس سے رُجوع کرلے" سے خود معلوم ہوتا ہے۔

غالباً جناب مؤلف وسعتِ علوم، خصوصاً خالص عربی لغت میں اس مقام پر فائز ہوچکے ہیں کہ انہیں نہ تو اہلِ علم سے سیکھنے کی ضرورت ہے، اور نہ اس کے مصادر تلاش کرنے کی حاجت ہے، یہاں تک کہ ان کے نزدیک جو واقعہ کہ وقوع پذیر ہوچکا ہے، اور جو چیز کہ اس کا وقوع محض فرض کیا جارہا ہے، یہ دونوں ایک ہی صف میں کھڑے ہیں۔ یہ صرف موصوف ہی کی دریافت ہے کہ جس کو عدد کہا جاتا ہے وہ کبھی باعتبار اس کی ذات کے عدد ہوتا ہے، کبھی باعتبار اس کے مرتبہ کے، اور کبھی باعتبار اس کے آئندہ عدد بن جانے کے۔ حالانکہ یہ سب عجمی اعتبارات ہیں جو عربیت میں داخل کئے گئے، اس لئے اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ اب اگر "وھی واحدۃ" میں ضمیر طلاقِ مفروض کی طرف راجع ہو تو اس جملے کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ پہلی طلاق ہے، پس اس سے ابنِ حزم، ابنِ قیمؒ اور جمہور کے خلاف حجت قائم ہوجائے گی؟ کیا اس قسم کے خودساختہ مجتہدوں کو یہ مشورہ دینا مناسب نہ ہوگا کہ: برخوردار! تم ابھی بچے ہو، ایک طرف ہو رہو، کہیں ہجوم تمہیں روند نہ ڈالے۔

اور ابنِ عمرؓ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں صرف ایک طلاق دی تھی، جیسا کہ لیث کی روایت میں ہے، نیز ابنِ سیرینؒ کی روایت میں بھی، جس پر خود مؤلف اعتماد کرتا ہے، اور اس بات کو احمقانہ قرار دیتا ہے جو بعض لوگوں سے بیس سال تک سنتا اور اسے صحیح سمجھتا رہا کہ ابنِ عمرؓ نے اس حالت میں تین طلاقیں دی تھیں۔ اِمام مسلمؒ نے لیث اور ابنِ سیرین کی دونوں روایتیں اپنی صحیح میں تخریج کی ہیں۔

علاوہ ازیں طلاق بحالتِ حیض کو باطل قرار دینے کے معنی یہ ہوں گے کہ طلاق عورت کے ہاتھ میں دے دی جائے، کیونکہ حیض اور طہر کا علم عورت ہی کی جانب سے ہوسکتا ہے، پس جب کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور عورت نے کہہ دیا کہ وہ تو حیض کی حالت میں تھی تو آدمی بار بار طلاق دیتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اعتراف کرے کہ طلاق طہر میں ہوئی ہے، یا آدمی تھک ہار کر رہ جائے اور غیر شرعی طور پر اسے گھر میں ڈالے رکھے، حالانکہ اسے علم ہے کہ وہ تین طہروں میں الگ الگ تین طلاقیں دے چکا ہے، اور اس سے جو مفاسد لازم آتے ہیں وہ کسی فہیم آدمی پر مخفی نہیں، اس بحث میں مؤلف کے من گھڑت نظریات کی تردید کے لئے غالباً اسی قدر بیان کافی ہے۔

۴:......ایک لفظ سے تین طلاق دینے کا حکم

مؤلف لکھتے ہیں:

''عام لوگوں کا خیال ہے اور یہی بات ان جمہور علماء کے اقوال سے مفہوم ہوتی ہے جنھوں نے اس بحث سے تعرض کیا ہے کہ تین طلاق سے مراد یہ ہے کہ کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ: ''تجھے تین طلاق'' وہ سمجھتے ہیں کہ متقدمین کے درمیان تین طلاقوں کے وقوع یا عدمِ وقوع میں جو اختلاف تھا وہ بس اسی لفظ میں یا اس کے ہم معنی الفاظ میں تھا، بلکہ یہ لوگ ان تمام احادیث و اخبار کو، جن میں تین طلاقوں کا ذکر آیا ہے، اسی پر محمول کرتے ہیں، حالانکہ یہ محض غلط اور عربی وضع کو تبدیل کرنا اور لفظ کے صحیح اور قابلِ فہم استعمال کے بجائے ایک باطل اور ناقابلِ فہم استعمال کی طرف عدول کرنا ہے۔ پھر یہ لوگ ایک قدم اور آگے بڑھے اور انہوں نے لفظ ''البتۃ'' سے تین طلاق واقع کردیں، جبکہ طلاق دہندہ نے تین کی نیت کی ہو۔ حالانکہ ''تجھے تین طلاق'' کا لفظ ہی محال ہے، یہ نہ صرف الفاظ کا کھیل ہے، بلکہ عقول و افکار سے کھیلنا ہے۔ یہ بات قطعاً غیر معقول ہے کہ بلفظ

واحد تین طلاق دینے کا مسئلہ ائمہ تابعین اور ان کے مابعد کے درمیان محلِ اختلاف رہا ہو، جبکہ صحابہؓ اسے پہچانتے تک نہ تھے، اور ان میں سے کسی نے اس کو لوگوں پر نافذ نہیں کیا، کیونکہ وہ اہلِ لغت تھے، اور فطرتِ سلیمہ کی بنا پر لغت میں محقق تھے۔ انہوں نے صرف ایسی تین طلاقوں کو نافذ قرار دیا جو تکرار کے ساتھ ہوں، اور یہ بات مجھے بیس سال پہلے معلوم ہوئی، اور میں نے اس میں تحقیق کی، اور اب میں اس میں اپنے تمام پیشرو بحث کرنے والوں سے اختلاف کرتا ہوں اور یہ قرار دیتا ہوں کہ کسی شخص کے ''تجھے تین طلاق'' جیسے الفاظ کہنے سے صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے، الفاظ کے معنی پر دلالت کے اعتبار سے بھی، اور بداہتِ عقل کے اعتبار سے بھی۔ اور اس فقرے میں ''تین'' کا لفظ انشاء اور ایقاع میں عقلاً محال اور لغت کے لحاظ سے باطل ہے، اس لئے یہ محض لغو ہے۔ جس جملے میں یہ لفظ رکھا گیا ہے اس میں کسی چیز پر دلالت نہیں کرتا، اور میں یہ بھی قرار دیتا ہوں کہ تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کا تین طلاق کے مسئلے میں جو اختلاف ہے وہ صرف اس صورت میں ہے جبکہ تین طلاقیں یکے بعد دیگرے دی گئی ہوں، اور عقود، معنوی حقائق ہیں جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ ان کو الفاظ کے ذریعے وجود میں لایا جائے۔ پس ''تجھے طلاق'' کے لفظ سے ایک حقیقتِ معنویہ وجود میں آتی ہے اور وہ ہے طلاق۔ اور جب اس لفظ سے طلاق واقع ہوگئی تو اس کے بعد ''تین'' کا لفظ بولنا محض لغو ہوگا۔ جیسا کہ ''میں نے فروخت کیا'' کے بعد کوئی بیع کی ایجاد و انشاء کے قصد سے ''تین'' کا لفظ بولے تو یہ محض لغو ہوگا، اور یہ جو کچھ ہم نے کہا ہے یہ بالکل بدیہی ہے، ایک ایسا شخص جس نے معنی میں غور و فکر اور تحقیق

وتدقیق سے کام لیا ہو بشرطِ انصاف اس میں چوں چرا نہیں کرسکتا۔“

(ص:۴۴ تا ۴۹ متفرقاً)

یہ وہ نکتہ ہے جو مؤلف نے تین طلاق کے بارے میں اپنے رسالے میں کئی جگہ لکھا ہے، اور اگر تم ان تمام باتوں کو دلیل و حجت کا مطالبہ کئے بغیر قبول نہیں کروگے تو مؤلف کی بارگاہ میں ”غیر منصف“ ٹھہروگے۔

فقہ اور اسلام کی زبوں حالی کا ماتم کرو کہ دِین کے معاملے میں ایسا برخود غلط آدمی ایسی جسارت سے بات کرتا ہے، اور وہ بھی اس پاکیزہ ملک میں جو عالَمِ اسلام کا قبلۂ علم ہے، اس کے باوجود اس کی گوش مالی نہیں کی جاتی۔

مؤلف تین طلاق کے مسئلے میں صحابہؓ و تابعینؒ کے درمیان اختلاف کا تخیل پیش کرتا ہے، جبکہ اس کے نہاں خانۂ خیال کے سوا اس اختلاف کا کوئی وجود نہیں، اور نہ ”تجھے تین طلاق“ کے لفظ سے طلاق دینا صحابہؓ و تابعینؒ کے لئے کوئی غیر معروف چیز تھی، بلکہ اس کو صحابہؓ بھی جانتے تھے، اور تابعینؒ بھی، اور عرب بھی۔ ہاں! اس سے اگر جاہل ہے تو ہمارا یہ خودرو مجتہد۔ اور اس کا یہ کہنا کہ یہ نکتہ اسے بیس سال قبل معلوم ہوا تھا، بتاتا ہے کہ عقلی اختلال بچپن ہی سے اس کے شاملِ حال تھا، اس سلسلے میں خبر و انشاء اور طلبی و غیر طلبی کے درمیان کسی نے فرق نہیں کیا، بلکہ فقہائے اُمت نے ”تجھے تین طلاق“ کے لفظ کو بینونتِ کبریٰ میں نص شمار کیا ہے، بخلاف لفظ ”البتہ“ کے، جس کے بارے میں عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول مشہور ہے (کہ اس سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے)، اور فقہاء نے ”البتہ“ جیسے الفاظ میں جو کہا ہے کہ: ”اگر اس سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوجاتی ہیں“ وہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ تین طلاقیں بیک بار واقع ہوسکتی ہیں۔

ہمارے قول کے دلائلِ ظاہرہ میں سے ایک وہ حدیث ہے جسے بیہقی نے سنن میں اور طبرانی وغیرہ نے بروایت ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سوید بن غفلہ سے تخریج کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عائشہ بنت فضل، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں، جب ان سے بیعتِ خلافت ہوئی تو اس بی بی نے انہیں مبارک باد دی، حضرت حسنؓ نے فرمایا:

''تم امیر المؤمنین (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کے قتل پر اظہارِ مسرت کرتی ہو؟ تجھے تین طلاق۔'' اور اسے دس ہزار کا عطیہ (متعہ) دے کر فارغ کردیا۔ اس کے بعد فرمایا: ''اگر میں نے اپنا نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہ سنی ہوتی ... یا یہ فرمایا کہ: اگر میں نے اپنے والد ماجد سے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی ... کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں، خواہ الگ الگ طہروں میں دی ہوں، یا تین طلاقیں مبہم دی ہوں تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں رہتی یہاں تک کہ وہ دُوسری جگہ نکاح کرے'' تو میں اس سے رُجوع کرلیتا۔'' حافظ ابنِ رجب حنبلیؒ اپنی کتاب ''بیان مشکل الأحادیث الواردة فی ان الطّلاق الثلاث واحدة'' میں اس حدیث کو سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا تھا، اس میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ: ''جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: ''تجھے تین طلاق'' تو یہ تین ہی شمار ہوں گی۔'' اس کو ابونعیمؒ نے روایت کیا ہے۔

اِمام محمد بن حسن ''کتاب الآثار'' میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابراہیم بن یزید نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں، جو ایک طلاق دے کر تین کی یا تین طلاق دے کر ایک کی نیت کرے، فرمایا کہ: ''اگر اس نے ایک طلاق کہی تو ایک ہوگی اور اس کی نیت کا کچھ اعتبار نہیں، اور اگر تین طلاق کہی تھیں تو تین واقع ہوں گی، اور اس کی نیت کا اعتبار نہیں۔'' اِمام محمدؒ فرماتے ہیں: ''ہم اسی کو لیتے ہیں اور یہی اِمام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا، جیسا کہ مؤطا میں ہے کہ: ''طلاق ایک ہزار ہوتی تب بھی ''البتہ'' کا لفظ ان میں سے کچھ نہ چھوڑتا۔ جس نے ''البتہ'' طلاق دے دی اس نے آخری نشانے پر تیر پھینک دیا۔'' یہ ان کی رائے لفظ ''البتہ'' کے بارے میں ہے چہ جائیکہ ''تین طلاق'' کا لفظ ہو۔

اِمام شافعیؒ ''کتاب الاُم'' (ج:۵ ص:۲۴۷) میں فرماتے ہیں کہ: ''اگر کسی نے

اپنی کسی بیوی کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ”تجھے تین طلاق“ اور پھر اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کے بارے میں کہا کہ یہ مراد تھی، تو اسی پر طلاق واقع ہوگی۔“

عربی شاعر کہتا ہے: ”واُمّ عمرو طالق ثلاثا“ (اُمِّ عمرو کو تین طلاق) یہ شاعر اپنے حریف سے مقابلہ کر رہا تھا، اسے ”ثا“ کا کوئی اور قافیہ نہیں ملا، تو اس نے بیوی کو طلاق دیتے ہوئے یہی مصرعہ جڑ دیا۔

ایک اور عربی شاعر کہتا ہے:

وأنت طالق والطّلاق عزيمة

ثلاث ومن يخرق أعق وأظلم

فبيني بها ان كنتِ غير رفيقة

وما لأمرئ بعد الثلاث تندم

ترجمہ:...... ”اور تجھے تین طلاق، اور طلاق کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں، اور جو موافقت نہ کرے وہ سب سے بڑا ظالم اور قطع تعلق کرنے والا ہے، لہٰذا اگر تو رفاقت نہیں چاہتی تو تین طلاق لے کر الگ ہوجا، اور تین کے بعد تو آدمی کے لئے اظہارِ ندامت کا موقع بھی نہیں رہتا۔“

اِمام محمد بن حسنؒ سے اِمام کسائیؒ نے اس شعر کا مطلب اور حکم دریافت کیا تھا، آپؒ نے جو جواب دیا اِمام کسائیؒ نے اسے بے حد پسند فرمایا، جیسا کہ شمس الائمہ سرخسیؒ کی ”المبسوط“ میں ہے، اور نحویوں نے اس شعر کے وجوہِ اعراب پر طویل کلام کیا ہے۔

کسی ہوسناک کا یہ مقدور نہیں کہ وہ ائمہ نحو و عربیت کے کسی اِمام سے کوئی ایسی بات نقل کرسکے جو تین طلاق بلفظ واحد دینے کے منافی ہو۔ سیبویہؒ کی ”الکتاب“، ابوعلی فارسی کی ”ایضاح“، ابنِ جنی کی ”خصائص“، ابنِ یعیش کی ”شرح مفصل“ اور ابوحیان کی ”ارتشاف“ وغیرہ اُمہاتِ کتب لو اور جتنا چاہو انہیں چھان مارو، مگر تمہیں ان میں ایک لفظ بھی ہمارے دعویٰ کے خلاف نہیں ملے گا۔ ارے خودرو مجتہد! تو یہ دعویٰ کیسے کرتا ہے کہ ”تین طلاق بلفظ


فہرست

واحد کو نہ صحابہؓ جانتے تھے، نہ تابعینؒ، نہ فقہاء، نہ عرب۔ ان کے یہاں تین طلاق دینے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں کہ طلاق کا لفظ تین بار دہرا دیا جائے'' یہ سب صحابہؓ و تابعینؒ، تبع تابعینؒ، فقہائے دِین، عرب اور علومِ عربیہ پر افترا ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ اسے نواسۂ رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں وہ بھی جانتے تھے، ان کے والد اور ان کے نانا (علیہم السلام) بھی جانتے تھے، اس کو حضرت عمر اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جانتے تھے، ابراہیم نخعیؒ جانتے تھے، جن کے بارے میں اِمام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ: ''ابراہیم نے اپنے بعد اپنے سے بڑا عالم نہیں چھوڑا، نہ حسن بصری، نہ ابنِ سیرین، نہ اہلِ بصرہ میں، نہ اہلِ کوفہ میں، اور نہ اہلِ حجاز اور شام میں۔'' اور جن کے بارے میں ابنِ عبدالبرؒ نے ''التمہید'' میں ان کی مرسل احادیث کے حجت ہونے کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے وہ قابلِ دید ہے۔

اور اس کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بھی جانتے تھے، اور عمر بن عبدالعزیزؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں، اور اس کو اِمام ابوحنیفہؒ جانتے تھے، وہ اِمامِ یکتا جو علومِ عربیہ کی گود میں پلا اور پھلا پھولا، اس کو اِمام محمد بن حسنؒ جانتے تھے، جن کے بارے میں موافق و مخالف متفق اللفظ ہیں کہ وہ عربیت میں حجت تھے، اس کو اِمام شافعیؒ جانتے تھے، وہ اِمام قرشی جو ائمہ کے درمیان یکتا تھے، ان دونوں سے پہلے عالم دارالہجرت اِمام مالکؒ بھی اس کو جانتے تھے، اس کو یہ عربی شاعر اور وہ عربی شاعر بھی جانتا تھا، کیا اس بیان کے بعد مؤلف کی پیشانی ندامت سے عرق آلود ہوگی؟ اور اس کے یقین میں کوئی تبدیلی واقع ہوگی...؟

اور انشاء میں عدد کو لغو قرار دینا شاید ایک خواب تھا جو مؤلف نے دیکھا اور وہ اس پر اَحکام کی بنیاد رکھنے لگا، اور عدد کو لغو ٹھہرانے کی بات اگر مؤلف کو حاذق اُصولیین کے ایک گروہ کے اس قول سے سوجھی ہے کہ ''عدد کا مفہوم نہیں ہوتا'' اور اس سے مؤلف نے یہ سمجھ لیا ہو کہ جس کا مفہوم نہیں ہوتا وہ لغو ہوتی ہے، تو یہ ایک ایسا انکشاف ہے جس میں کوئی شخص موصوف کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اس قسم کی سوجھ سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

ہبہ کرنے والا، عاریت دینے والا، طلاق دہندہ، بیع کنندہ اور آزاد کرنے والا یہ سب لوگ انشاء میں جتنے عدد چاہیں واقع کرسکتے ہیں، مثلاً: ہبہ کرنے والا کہتا ہے کہ: ''میں

نے یہ غلام فلاں شخص کو ہبہ کردیئے'' تو یہ ہبہ سارے غلاموں پر واقع ہوگا۔ طلاق دینے والا اپنی چاروں بیویوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ: ''تم کو طلاق'' تو ان میں سے ہر ایک پر طلاق واقع ہوجائے گی، جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کیا تھا۔ بائع یا عاریت دینے والا یا غلاموں کو آزاد کرنے والا کہتا ہے کہ: ''میں نے یہ مکان فروخت کئے''، ''میں نے یہ مکاں فلاں کو عاریت پر دیئے''، ''میں نے ان غلاموں کو آزاد کردیا'' ان میں سے ہر ایک کے لئے لفظِ واحد کافی ہے، تکرارِ لفظ کی حاجت نہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ مصدر جس کو یہ انشائی افعال متضمن ہیں اگر ہم مفعولِ مطلق کے ذریعے اس کا افادہ کرنا چاہتے تو ایسا عدد ذکر کرنا پڑتا جو ان غلاموں کی، ان عورتوں کی اور ان مکانوں کی تعداد کے مطابق ہوتا، مگر ان مثالوں میں مفعول کو ذکر کرنے کے بعد مفعولِ مطلق عددی کے ذکر کی حاجت نہیں رہی۔ اور مرد کا اپنی بیوی کی تین طلاق کا مالک ہونا اسے صرف شرع سے حاصل ہوا ہے، کسی خاص لغت سے اس کا کوئی علاقہ نہیں، بلکہ ساری لغات اس میں برابر ہیں۔ لہٰذا مؤلفِ رسالہ کا یہ کہنا کہ: ''أنت طالق ثلاثًا، کے لفظ سے طلاق دینا ازرُوئے لغت باطل ہے، اور جولوگ اس لفظ کو بولتے ہیں یہ ان کے کلام میں محض عجمیت کی وجہ سے داخل ہوا'' یہ ایک بے معنی اور بے مقصد بات ہے، یہ بات اس صورت میں بامعنی ہوسکتی تھی اگر مسلمانوں کی شرع کے خلاف عجمیوں کی شرع میں آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کا مجاز ہوتا، حالانکہ مسلمانوں کی شرع نے ہی آدمی کو تین طلاقوں کا اختیار دیا ہے، خواہ بیک وقت دے یا متفرق کرکے، ہماری بحث شرعِ اسلام کے سوا کسی اور شرع میں نہیں ہے، نہ مسلمان بھائیوں کی طلاق کے سوا کسی اور مذہب وملت کے لوگوں کی طلاق کے بارے میں گفتگو ہے، خواہ وہ کسی عنصر سے ہوں۔

پس مسلمان جب اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو یا تو خلافِ سنت تین طلاق بلفظ واحد طہر میں یا حیض میں دے گا، یا سنت کے مطابق تین طلاقیں تین الگ الگ طہروں میں دے گا۔ طلاق خواہ کسی لغت میں ہو، عربی میں ہو، یا فارسی میں، ہندی میں ہو یا حبشی زبان میں، ان لغات کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ بہرحال جب آدمی طلاق دینا چاہے تو پہلے ایک یا دو یا تین کا ارادہ کرے گا، پھر ایسا لفظ ذکر کرے گا جو اس کی مراد کو ادا کرسکے، لہٰذا وہی طلاق

واقع ہو جائے گی جس کا اس نے ارادہ کیا ہے، خواہ ایک کا، خواہ دو کا، خواہ تین کا، پس انشاء کا لفظ اس کے ارادے کے مطابق ہوا۔

اور انشاء میں عدد کے لغو ہونے کا دعویٰ ان دعاوی میں سے ہے جن کی اولاد بے نسب ہے، کیونکہ پہلے واضح ہو چکا ہے کہ جب ضرورت پیش آئے تو مفعولِ مطلق عددی کو فعل کے بعد ذکر کیا جاسکتا ہے، اور اس میں خبر و انشاء اور طلبی و غیر طلبی کا کوئی فرق نہیں ہے، نہ لغت کے اعتبار سے، نہ نحو کے لحاظ سے، کیونکہ اس میں اختیار صرف شرع کے سپرد ہے، جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

اور جہاں نص موجود ہو وہاں قیاس کے گھوڑے دوڑانا ایک احمقانہ حرکت ہے۔ علاوہ ازیں تسبیح و تحمید، تہلیل و تکبیر اور تلاوت و صلوٰۃ وغیرہ عبادات ہیں، جن میں اجر بقدرِ مشقت ہے، اور اقرارِ زنا، حلف، لعان اور قسامت میں عدد تاکید کے لئے ہے، اور یہ منصوص تعداد کے ادا کرنے ہی سے حاصل ہوسکتی ہے، بخلاف ہمارے زیرِ بحث مسئلے کے کہ طلاق نہ تو عبادت ہے، نہ اس میں عدد تاکید کے لئے ہے کہ اسے اِس پر یا اُس پر قیاس کیا جائے۔ دیکھئے! ایک عدد وہ ہے جس کے اقل پر اکتفا کیا جاسکتا ہے (مثلاً: طلاق)، اور ایک وہ ہے جس میں اقل پر اکتفا نہیں کیا جاسکتا (مثلاً: اقرارِ زنا، حلف، لعان اور قسامت)، آخر اوّل الذکر کو مؤخر الذکر پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے؟ اور وجہ فرق کے باوجود قیاس کرنا اور بھی احمقانہ بات ہے۔

محمود بن لبید کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے، اس کے بارے میں مؤلف لکھتے ہیں: ''میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ رکانہ ہی تھے''، ارے میاں! ہمیں اپنے ''غالب گمان'' سے معاف رکھو، جب تمہارا یقین بھی سراسر غلط ہے، تو ''غالب گمان'' کا کیا پوچھنا؟ اور محمود بن لبید کی حدیث بر تقدیرِ صحت، اہلِ استنباط کے نزدیک کسی طرح بھی عدمِ وقوع پر دلالت نہیں کرتی، البتہ گناہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس میں بھی اِمام شافعیؒ اور ابنِ حزم کی رائے مختلف ہے، مگر ہم گناہ ہونے یا نہ ہونے کی بحث میں نہیں پڑنا

چاہتے، بلکہ ابوبکر بن عربی نے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر تین طلاقیں نافذ کردی تھیں، اور توسع فی الروایات میں ابنِ عربی کا جو پایہ ہے وہ اہلِ علم کو معلوم ہے، اور حافظ ابنِ حجرؒ کو ہر چیز میں ہر قسم کے اقوال نقل کردینے کا عجیب شغف ہے، وہ ایک کتاب میں تحقیق قلم بند کرتے ہیں اور دُوسری کتاب میں کلام کو بے تحقیق چھوڑ جاتے ہیں، اور یہ ان کی کتابوں کا عیب شمار کیا گیا ہے، محمود بن لبید کے بارے میں ان کے اقوال کا اختلاف بھی اسی قبیل سے ہے، تحقیق یہ ہے کہ محمود بن لبید کو سماع حاصل نہیں، جیسا کہ فتح الباری میں ہے، اور یہ کتاب ان کی پسندیدہ کتابوں میں ہے، بخلاف اصابہ کے، اور اصابہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ مسند کے بعض نسخوں کی نقل ہے اور مسند ہر چیز میں محلِ اعتماد نہیں، جبکہ ابن المذہب اور قطیعی جیسے حضرات اس کی روایت میں منفرد ہوں۔

اور رکانہ کے تین طلاق دینے میں ابنِ اسحاق کی جو روایت مسند میں ہے اس پر بحث آگے آئے گی، اور جب سند سامنے موجود ہے تو ضیاء کی تصحیح کیا کام دے سکتی ہے؟ ضیاء تو حدیث خنصر جیسی روایات کی بھی تصحیح کرجاتے ہیں، بعض غلوّ پسند حضرات مسندِ احمد میں جو کچھ بھی ہے سب کو صحیح قرار دیتے ہیں، اور ہم ''خصائص مسند'' کی تعلیقات میں حافظ ابنِ طولونؒ سے اس نظریے کی غلطی نقل کرچکے ہیں، لہٰذا ان لوگوں کو تو رہنے دو اور حدیثِ رکانہ پر آئندہ بحث میں گفتگو کا انتظار کرو۔

اور ''تین طلاقیں بہ لفظِ واحد واقع ہوجاتی ہیں'' اس کی ایک دلیل حدیثِ لعان ہے، جس کی تخریج صحیح بخاری میں ہوئی ہے: ''عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے مجلسِ لعان میں کہا کہ: یا رسول اللہ! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی، پس انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے ہی اس کو تین طلاق دے دیں۔'' اور کسی روایت میں یہ نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر فرمائی ہو، پس یہ تین طلاق بیک لفظ واقع ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ لوگ تین طلاق کا بلفظِ واحد واقع ہونا سمجھتے رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح نہ فرمائیں، اگر یہ سمجھنا صحیح نہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اصلاح ضرور فرماتے۔ اس حدیث سے

تمام اُمت نے یہی سمجھا ہے (کہ تین طلاقیں بلفظِ واحد واقع ہوجاتی ہیں) حتیٰ کہ ابنِ حزم نے بھی یہی سمجھا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''عویمرؓ نے اس عورت کو یہ سمجھ کر طلاق دی کہ وہ ان کی بیوی ہے، اگر تین طلاق بیک وقت واقع نہیں ہوسکتی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ضرور نکیر فرماتے۔'' اور اِمام بخاریؒ نے بھی اس حدیث سے وہی سمجھا ہے جو پوری اُمت نے سمجھا، چنانچہ انہوں نے ''باب من اجاز طلاق الثلاث'' کے تحت پہلے یہی حدیث نقل کی ہے، اس کے بعد ''حدیثِ عسیلہ'' اور پھر حضرت عائشہؓ کی حدیث اس شخص کے بارے میں جو تین طلاقیں دے۔ ''جواز'' سے ان کی مراد یہ ہے کہ تین طلاق جمع کرنے میں گناہ نہیں، جیسا کہ اِمام شافعیؒ اور ابنِ حزم کی رائے ہے۔ مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تین طلاق بیک وقت واقع کرنے میں گناہ ہے، جیسا کہ ابنِ عبدالبرؒ نے ''الاستذکار'' میں خوب تفصیل سے لکھا ہے، اور ہم یہاں اس مسئلے کی تحقیق کے درپے نہیں۔ اِمام بخاریؒ کا یہ مطلب نہیں کہ تین طلاق کے بہ لفظِ واحد واقع ہونے میں کوئی اختلاف ہے، اس لئے یہ مفہوم اِمام بخاریؒ کے الفاظ کے خلاف ہونے کے علاوہ حق کے بھی خلاف ہے، اس لئے کہ تین طلاقوں کا بیک وقت واقع ہوجانا ان تمام حضرات کا متفق علیہ مسئلہ ہے جن کا قول لائقِ اعتبار ہے، جیسا کہ ابن التین نے کہا ہے۔ اختلاف اگر نقل کیا گیا ہے تو صرف کسی غلط رو سے، یا ایسے شخص سے جس کا اختلاف کسی شمار میں نہیں۔ ابنِ حجرؒ کو یہاں بھول ہوئی ہے، اس لئے انہوں نے اِمام بخاریؒ کے الفاظ کا اس مفہوم کو شامل ہونا بھی تجویز کیا ہے۔ اس کا منشا یہ ہے کہ انہوں نے ابنِ مغیث جیسے لوگوں پر اعتماد کرلیا، حالانکہ کسی محدث کے لئے ایسے شخص پر اعتماد کرنا صحیح نہیں، جب تک کہ قابلِ اعتماد راویوں کی سند سے اختلاف نقل نہ کیا جائے، اس بحث کا اس کے موقع پر انتظار کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فقہائے صحابہؓ سے، تابعینؒ سے اور بعد کے حضرات سے بہت احادیث منقول ہیں، جن میں ذکر کیا گیا ہے کہ کسی نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دے دی، کسی نے سو طلاق دیں، کسی نے ننانوے، کسی نے آٹھ، کسی نے آسمان کے ستاروں کی تعداد میں، وغیرہ وغیرہ۔ یہ روایات مؤطا اِمام مالکؒ، مصنف ابنِ ابی شیبہؒ اور

سننِ بیہقیؒ وغیرہ میں مروی ہیں۔ یہ تمام احادیث اس مسئلے کی دلیل ہیں کہ ''تین طلاق بلفظِ واحد'' واقع ہوجاتی ہیں، کیونکہ یہ بات بہت ہی بعید ہے کہ صحابہ کرامؓ میں کوئی ایسا شخص بھی موجود ہو جو یہ نہ جانتا ہو کہ طلاق کی تعداد صرف تین تک ہے، یہاں تک کہ وہ یکے بعد دیگرے ہزار، سو، یا ننانوے مرتبہ طلاق دیتا چلا جائے، اور اس طویل مدّت میں فقہائے صحابہؓ میں سے کوئی بھی اسے یہ نہ بتائے کہ بندۂ خدا! طلاق کی آخری حد بس تین ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں اس فروگزاشت کا تصوّر بھی محال ہے، لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ طلاق دیتے وقت طلاق دہندگان کے الفاظ تھے، یعنی ایک شخص کہتا: ''تجھے ہزار طلاق''، دُوسرا کہتا: ''تجھے سو طلاقیں''، تیسرا کہتا: ''تجھے ننانوے طلاقیں'' ان تمام الفاظ سے طلاق دینے والوں کا مقصد ایسی طلاق واقع کرنا تھا جس سے بینونتِ کبریٰ حاصل ہوجائے، اور یہ ایسی کھلی بات ہے کہ اس میں کسی طرح بھی شغب کی گنجائش نہیں۔

یحییٰ لیثی اِمام مالکؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: تین طلاقیں اس پر واقع ہوگئیں اور ستانوے طلاقوں کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق بنایا۔ ''التمھید'' میں ابنِ عبدالبرؒ نے اس کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ابنِ حزم بھی بطریق عبدالرزّاق، عن سفیان الثوری، سلمہ بن کہیل سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سے زید بن وہب نے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کا مقدمہ پیش ہوا جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی تھیں، حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت فرمایا کہ: کیا واقعی تو نے طلاق دی ہے؟ وہ بولا کہ: میں تو ہنسی مذاق کرتا تھا۔ آپ نے اس پر دُرّہ اُٹھایا اور فرمایا: ''تجھ کو ان میں سے تین کافی تھیں۔'' سننِ بیہقی میں بھی بطریق شعبہ اس کی مثل روایت ہے۔

نیز ابن حزم بطریق وکیع، عن جعفر بن برقان، معاویہ بن ابی یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ: میں نے اپنی بیوی کو


فہرست

ایک ہزار طلاق دی ہے، فرمایا: ''وہ تین طلاق کے ساتھ تجھ سے بائنہ ہوگئی۔''

نیز بطریق عبدالرزّاق عن الثوری، عن عمرو بن مرۃ عن سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے جس نے ہزار طلاق دی تھی، فرمایا: ''تین طلاق اس کو تجھ پر حرام کردیتی ہیں، باقی طلاقیں تجھ پر جھوٹ لکھی جائیں گی، جن کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق بنایا۔'' سننِ بیہقی میں بھی اس کی مثل ہے۔

نیز ابنِ حزم بطریق وکیع، عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے اس شخص کو جس نے ہزار طلاق دی تھیں، فرمایا: ''تین طلاقیں اسے تجھ پر حرام کردیتی ہیں.....الخ'' اس کی مثل سننِ بیہقی میں بھی ہے۔

طبرانی حضرت عبادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں، جس نے ہزار طلاقیں دیں، فرمایا کہ: ''تین کا تو اسے حق حاصل ہے، باقی ۹۹۷ عدوان اور ظلم ہے، اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس پر گرفت فرمائیں اور چاہیں تو معاف کردیں۔''

مسندِ عبدالرزّاق میں جد عبادہ سے اس کی مثل روایت ہے، مگر عبدالرزّاق کی روایت میں علل ہیں۔

بیہقی بطریق شعبہ، عن ابی نجیح، عن مجاہد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں، ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:

> ''تو نے اپنے رَبّ کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے بائنہ ہوگئی، تو نے اللہ سے خوف نہیں کیا، کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے نکلنے کی کوئی صورت پیدا کردیتا۔ اس کے بعد آپؓ نے یہ آیت پڑھی:
> یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ۔'' (الطّلاق:۱)

نیز بیہقی بطریق شعبہ، عن الاعمش، عن مسروق، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے اس شخص سے، جس نے سو طلاقیں دے تھیں، فرمایا: ''وہ تین کے ساتھ بائنہ ہوگئی اور باقی طلاقیں عدوان ہیں۔''

ابنِ حزم بطریق عبدالرزّاق، عن معمر، عن الاعمش، عن ابراہیم، عن علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک شخص نے ننانوے طلاقیں دی تھیں، آپؓ نے اس سے فرمایا کہ: ''وہ تین کے ساتھ بائنہ ہوگئی، باقی طلاقیں عدوان ہیں۔''

نیز ابنِ حزم بطریق وکیع، عن اسماعیل ابن ابی خالد، اِمام شعبیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے قاضی شریحؒ سے کہا کہ: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، شریحؒ نے فرمایا کہ: ''وہ تجھ سے تین کے ساتھ بائنہ ہوگئی اور ستانوے طلاقیں اسراف اور معصیت ہیں۔'' حضرت علی، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم سے بہ سندِ صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے لفظ ''حرام'' اور لفظ ''البتہ'' کے بارے میں فرمایا کہ اس سے ''تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں'' جیسا کہ ابنِ حزم کی المحلّٰی اور باجیؒ کی ''المنتقیٰ'' اور دیگر کتب میں ہے، اور یہ تین طلاقوں کو بلفظِ واحد جمع کرنا ہے۔

بیہقی، مسلمہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص جہالت سے تین طلاقیں دے دے انہیں سنت کی طرف لوٹایا جائے گا، اور وہ تین طلاقوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں اور آپؒ لوگوں سے اس بات کو روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''خدا کی پناہ! یہ ہمارا قول نہیں، بلکہ جس نے تین طلاقیں دیں وہ تین ہی ہوں گی۔''

مجموعِ فقہی (مسندِ زید) میں زید بن علی عن ابیہ عن جدہ کی سند سے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ: قریش کے ایک آدمی نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین کے ساتھ اس سے بائنہ ہوگئی، اور ستانوے طلاقیں اس کی گردن میں معصیت ہیں۔''

اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ اور اِمام بیہقیؒ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک طلاق عورت کو بائنہ کردیتی ہے، تین طلاقیں اسے حرام کردیتی ہیں، یہاں تک کہ وہ دُوسری جگہ نکاح کرے۔'' اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس بدوی شخص کے بارے میں جس نے دُخول سے قبل اپنی بیوی کو

تین طلاقیں دے دی تھیں ایسا ہی فرمایا، اور اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عبدالرزّاق اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک شخص نے ننانوے طلاقیں دیں، آپؓ نے فرمایا: ''تین طلاقیں عورت کو بائنہ کردیں گی اور باقی عدوان ہے۔''

اِمام محمد بن حسنؒ ''کتاب الآثار'' میں فرماتے ہیں کہ: ہم کو اِمام ابوحنیفہؒ نے خبر دی بروایت عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن ابی حسن عن عمرو بن دینار عن عطاء کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، فرمایا: ''ایک شخص جاکر گندگی میں لت پت ہوجاتا ہے، پھر ہمارے پاس آجاتا ہے، جا! تو نے اپنے رَبّ کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی، وہ اب تیرے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ کسی دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔'' اِمام محمدؒ فرماتے ہیں: ''ہم اسی کو لیتے ہیں، اور یہی اِمام ابوحنیفہؒ کا اور عام علماء کا قول ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

نیز اِمام محمد بن حسنؒ بروایت اِمام ابوحنیفہؒ عن حمادؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ: جس شخص نے ایک طلاق دی، مگر اس کی نیت تین طلاق کی تھی، یا تین طلاقیں دیں مگر نیت ایک کی تھی، فرمایا کہ: ''اگر اس نے ایک کا لفظ کہا تو ایک طلاق ہوگی، اس کی نیت کوئی چیز نہیں، اور اگر تین کا لفظ کہا تو تین ہوں گی، اور اس کی نیت کوئی چیز نہیں۔'' اِمام محمدؒ فرماتے ہیں: ''ہم ان سب کو لیتے ہیں اور یہی اِمام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔''

حسین بن علی کرابیسی ''ادب القضا'' میں بطریق علی بن عبداللہ (ابن المدینی) عن عبدالرزّاق عن معمر بن طاؤس سے حضرت طاؤس (تابعی) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ: جو شخص تمہیں طاؤس کے بارے میں یہ بتائے کہ وہ تین طلاق کے ایک ہونے کی روایت کرتے تھے، اسے جھوٹا سمجھو۔

ابنِ جریج کہتے ہیں کہ: میں نے عطاءؒ (تابعی) سے کہا کہ: آپ نے ابنِ عباسؓ سے یہ بات سنی ہے کہ بِکر (یعنی وہ عورت جس کی شادی کے بعد ابھی خانہ آبادی نہ ہوئی ہو)

کی تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہیں؟ فرمایا: ”مجھے تو ان کی یہ بات نہیں پہنچی“ اور عطاءؒ، ابنِ عباسؓ کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

ابوبکر جصاص رازیؒ اَحکام القرآن میں آیات واحادیث اور اقوالِ سلف سے تین طلاق کے وقوع کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”پس کتاب وسنت اور اجماعِ سلف تین طلاق بیک وقت کے وقوع کو ثابت کرتے ہیں، اس طرح طلاق دینا معصیت ہے۔“

ابوالولید الباجیؒ ”المنتقیٰ“ میں فرماتے ہیں: ”پس جو شخص بیک لفظ تین طلاقیں دے گا اس کی تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، جماعتِ فقہاء بھی اسی کی قائل ہے، اور ہمارے قول کی دلیل اِجماعِ صحابہؓ ہے، کیونکہ یہ مسئلہ ابنِ عمر، عمران بن حصین، عبداللہ بن مسعود، ابنِ عباس، ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، اور ان کا کوئی مخالف نہیں۔“

ابوبکر بن عربیؒ تین طلاق کے نافذ کرنے کے بارے میں ابنِ عباسؓ کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”اس حدیث کی صحت مختلف فیہ ہے، پس اس کو اِجماع پر کیسے مقدم کیا جاسکتا ہے؟ اور اس کے معارض محمود بن لبید کی حدیث موجود ہے، جس میں یہ تصریح ہے کہ ایک شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رَدّ نہیں فرمایا، بلکہ نافذ کیا۔“ غالباً ان کی مراد نسائی کی روایت کے علاوہ کوئی اور روایت ہے، اور ابوبکر بن عربیؒ حافظ ہیں اور بہت ہی وسیع الروایات ہیں۔ یا ان کا مطلب یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رَدّ کیا ہوتا تو حدیث میں اس کا ذکر ہوتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر غضب ناک ہونا بھی تین طلاق کے وقوع کی دلیل ہے، اور ابنِ عربیؒ کی مراد کے لئے کافی ہے۔ حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے ”التمہید“ اور ”الاستذکار“ میں اس مسئلے کے دلائل نقل کرنے اور اس پر اِجماع ثابت کرنے میں بہت توسع سے کام لیا ہے۔

اور شیخ ابنِ ہمامؒ فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

”فقہائے صحابہؓ کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں، مثلاً: خلفائے راشدین، عبادلہ، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم۔ ان کے سوا فقہائے صحابہؓ قلیل ہیں، اور باقی


فہرست

حضرات انہی سے رُجوع کرتے اور انہی سے فتویٰ دریافت کیا کرتے تھے، اور ہم ان میں سے اکثر کی نقل صریح ثابت کرچکے ہیں کہ وہ تین طلاق کے وقوع کے قائل تھے، اور ان کا مخالف کوئی ظاہر نہیں ہوا۔ اب حق کے بعد باطل کے سوا کیا رہ جاتا ہے؟ اسی بنا پر ہم نے کہا ہے کہ اگر کوئی حاکم یہ فیصلہ دے کہ تین طلاق بلفظِ واحد ایک ہوگی تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس میں اِجتہاد کی گنجائش نہیں، لہٰذا یہ مخالفت ہے اختلاف نہیں۔ اور حضرت انسؓ کی یہ روایت کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، اِمام طحاویؒ وغیرہ نے ذکر کی ہے۔''

جس شخص نے کتاب وسنت، اقوالِ سلف اور اَحوالِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جمہور کے دلائل کا احاطہ کیا ہو وہ اس مسئلے میں، نیز فقہائے صحابہؓ کی تعداد کے بارے میں ابنِ ہمامؒ کے کلام کی قوّت کا صحیح اندازہ کرسکتا ہے، اگرچہ ابنِ حزم نے ''اَحکام'' میں ان کی تعداد بڑھانے کی بہت کوشش کی ہے، چنانچہ انہوں نے ہر اس صحابی کو جس سے فقہ کے ایک دو مسئلے بھی منقول تھے، فقہائے صحابہؓ کی صف میں شامل کردیا۔ اس سے ابنِ حزم کا مقصد صحابہ کرامؓ کا اِجلال وتعظیم نہیں، بلکہ یہ مقصد ہے کہ اجماعی مسائل میں جمہور کا یہ کہہ کر توڑ کرسکیں کہ ان سب کی نقل پیش کرو۔ حالانکہ ہر وہ شخص جس سے فقہ کے ایک دو مسئلے یا سنت میں ایک دو حدیثیں مروی ہوں، اسے مجتہدین میں کیسے شمار کیا جاسکتا ہے؟ خواہ وہ کوئی ہو، اگرچہ صحابیت کے اعتبار سے صحابہ کرامؓ کا مرتبہ بہت عظیم القدر ہے، اور اس کی کچھ تفصیل آئندہ آئے گی۔

اور جو شخص کسی چیز پر اِجماع ثابت کرنے کے لئے ان ایک لاکھ صحابہؓ کے ایک ایک فرد کی نقل کو شرط ٹھہراتا ہے جو وصالِ نبوی کے وقت موجود تھے، وہ خیال کے سمندر میں غرق ہے، اور وہ حجیتِ اجماع میں جمہور کا توڑ کرنے میں ابنِ حزم سے بازی لے گیا ہے، ایسا شخص خواہ حنبلی ہونے کا مدعی ہو مگر وہ مسلمانوں کے راستے کے بجائے کسی اور راہ پر چل رہا ہے۔

حنابلہ میں حافظ ابنِ رجب حنبلیؒ بچپن ہی سے ابنِ قیمؒ اور ان کے شیخ (ابنِ تیمیہؒ) کے سب سے بڑے متبع تھے، بعدازاں ان پر بہت سے مسائل میں ان دونوں کی گمراہی واضح ہوئی، اور موصوف نے ایک کتاب میں جس کا نام "**بیان مشکل الأحادیث الواردة فی ان الطّلاق الثلاث واحدة**" رکھا، اس مسئلے میں ان دونوں کے قول کو رَدّ کیا، اور یہ بات ان لوگوں کے لئے باعثِ عبرت ہونی چاہئے جو اَحادیث کے مداخل ومخارج کو جانے بغیر ان دونوں کی کج بحثی (تشغیب) سے دھوکا کھاتے ہیں، حافظ ابنِ رجبؒ اس کتاب میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی فرماتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ صحابہؓ، تابعینؒ اور ان اَئمہ سلف سے، جن کا قول حرام وحلال کے فتویٰ میں لائقِ اعتبار ہے، کوئی صریح چیز ثابت نہیں کہ تین طلاقیں دُخول کے بعد ایک شمار ہوں گی، جبکہ ایک لفظ سے دی گئی ہوں، اور اِمام اعمشؒ سے مروی ہے کہ کوفہ میں ایک بڈھا تھا، وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے سنا ہے کہ: "جب آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک مجلس میں دے ڈالے تو ان کو ایک کی طرف رَدّ کیا جائے گا" لوگوں کی اس کے پاس ڈار لگی ہوئی تھی، آتے تھے اور اس سے یہ حدیث سنتے تھے، میں بھی اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ: تم نے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے سنا ہے؟ بولا: میں نے ان سے سنا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک مجلس میں دے ڈالے تو ان کو ایک کی طرف رَدّ کیا جائے گا۔ میں نے کہا: آپ نے حضرت علیؓ سے یہ بات کہاں سنی ہے؟ بولا: میں تجھے اپنی کتاب نکال کر دِکھاتا ہوں، یہ کہہ کر اس نے اپنی کتاب نکالی اس میں لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ تحریر ہے جو میں نے علی بن ابی طالبؓ سے سنی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: جب آدمی اپنی بیوی کو


فہرست

تین طلاقیں ایک مجلس میں دے ڈالے تو اس سے بائنہ ہوجائے گی، اور اس کے لئے حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔''

میں نے کہا: تیرا ناس ہوجائے! تحریر کچھ اور ہے، اور تو بیان کچھ اور کرتا ہے۔ بولا: صحیح تو یہی ہے، لیکن یہ لوگ مجھ سے یہی چاہتے ہیں۔''

اس کے بعد ابنِ رجبؒ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث سند کے ساتھ نقل کی، جو پہلے گزر چکی ہے، اور کہا کہ: اس کی سند صحیح ہے۔

اور حافظ جمال الدین بن عبدالہادی الحنبلیؒ نے اپنی کتاب ''السیر الحاث الٰی علم الطّلاق الثلاث'' میں اس مسئلے پر ابنِ رجبؒ کی مذکورہ بالا کتاب سے بہت عمدہ نقول جمع کردیئے ہیں، اس کا مخطوطہ دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں موجود ہے، جو ''المجامیع'' کے شعبے میں ۹۹ کے تحت درج ہے۔

جمال بن عبدالہادی اس کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں، یہی صحیح مذہب ہے، اور ایسی مطلقہ، مرد کے لئے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ کسی دُوسری جگہ نکاح کرے۔ اِمام احمدؒ کے مذہب کی اکثر کتابوں مثلاً: خرقی، المقنع، المحرر، الہدایہ وغیرہ میں اسی قول کو جزم کے ساتھ لیا گیا ہے۔ اثرم کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ (اِمام احمد بن حنبلؒ) سے کہا کہ: ابنِ عباسؓ کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تین طلاق ایک ہوتی تھی، آپ اس کو کس چیز کے ساتھ رَدّ کرتے ہیں؟ فرمایا: ''لوگوں کی ابنِ عباسؓ سے اس روایت کے ساتھ کہ وہ تین ہوتی ہیں۔'' اور ''فروع'' میں اسی قول کو مقدّم کیا ہے، اور ''المغنی'' میں بھی اسی پر جزم کیا ہے، اور اکثر


فہرست

حضرات نے تو اس قول کے علاوہ کوئی قول ذکر ہی نہیں کیا۔‘‘

اور ابنِ عبدالہادی کی عبارت میں ’’اکثر کتب اصحاب احمد‘‘ کا جو لفظ ہے وہ احمد بن تیمیہ کے بعد کے متأخرین، مثلاً: بنو مفلح اور مرداوی کے اعتبار سے ہے، ان لوگوں نے ابنِ تیمیہؒ سے دھوکا کھایا ہے، اس لئے ان کا قول اِمام احمدؒ کے مذہب میں ایک قول شمار نہیں ہوگا۔ ’’الفروع‘‘ کا مصنف بھی بنی مفلح کے انہی لوگوں سے ہے جنھوں نے ابنِ تیمیہؒ سے فریب کھایا۔

اِمام ترمذیؒ کے اُستاذ اسحاق بن منصورؒ نے بھی اپنے رسالہ ’’مسائل عن احمد‘‘ میں... جو ظاہریہ دمشق میں فقہِ حنابلہ کے تحت نمبر:۸۳ پر درج ہے... اسی کی مثل ذکر کیا ہے جو اثرم نے ذکر کیا ہے۔ بلکہ اِمام احمد بن حنبلؒ اس مسئلے کی مخالفت کو خروج از سنت سمجھتے تھے، چنانچہ انہوں نے سنت کے بارے میں جو خط مسدد بن مسرہد کو لکھا اس میں تحریر فرماتے ہیں:

> ’’اور جس نے تین طلاقیں ایک لفظ میں دیں اس نے جہالت کا کام کیا، اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی، اور وہ اس کے لئے کبھی حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ دُوسری جگہ نکاح کرے۔‘‘

اِمام احمدؒ کا یہ جواب قاضی ابوالحسین بن ابی یعلیٰ الحنبلی نے ’’طبقاتِ حنابلہ‘‘ میں مسدد بن مسرہد کے تذکرے میں سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس کی سند ایسی ہے جس پر حنابلہ اعتماد کرتے ہیں۔ اِمام احمدؒ نے اس مسئلے کو سنت میں سے اس لئے شمار کیا کہ روافض، مسلمانوں کے نکاحوں سے کھیلنے کے لئے اس مسئلے کی مخالفت کرتے تھے۔

اِمام کبیر ابوالوفاء بن عقیل الحنبلیؒ کے ’’التذکرہ‘‘ میں ہے: ’’اور جب کسی نے اپنی بیوی سے کہا: ’’تجھے تین طلاق مگر دو‘‘ تو تین ہی واقع ہوں گی، کیونکہ یہ اکثر کا استثناء ہے، لہٰذا استثناء صحیح نہیں۔‘‘

اور ابوالبرکات مجد الدین عبدالسلام بن تیمیہؒ الحرانی الحنبلیؒ مؤلف ’’منتقی الاخبار‘‘ (حافظ ابنِ تیمیہؒ کے دادا) اپنی کتاب ’’المحرر‘‘ میں لکھتے ہیں:

''اور اگر اس کو (ایک طلاق دے کر) بغیر مراجعت کے دو طلاقیں دیں یا تین، ایک لفظ میں یا الگ الگ لفظوں میں، ایک طہر میں یا الگ الگ طہروں میں تو یہ واقع ہوجائیں گی، اور یہ طریق بھی سنت کے موافق ہے۔ اِمام احمدؒ کی ایک روایت ہے کہ یہ بدعت ہے، اور ایک روایت ہے کہ ایک طہر میں تین طلاقیں جمع کرنا بدعت ہے، اور تین الگ الگ طہروں میں دینا سنت ہے۔''

اور احمد بن تیمیہؒ اپنے اس دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ خفیہ طور پر فتویٰ دیا کرتا تھے کہ تین طلاقوں کو ایک کی طرف رَدّ کیا جائے گا۔ حالانکہ ان کی اپنی کتاب ''المحرر'' کی تصریح آپ کے سامنے ہے، اور ہم ابنِ تیمیہؒ کے دادا کو اس بات سے بَری سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی کتابوں میں جو تصریح کریں چھپ کر اس کے خلاف بات کریں۔ یہ حالت تو منافقین اور زنادقہ کی ہوا کرتی ہے، اور ہمیں ابنِ تیمیہؒ کی نقل میں بکثرت جھوٹ کا تجربہ ہوا ہے، پس جب وہ اپنے دادا کے بارے میں یہ کھلا سفید جھوٹ بول سکتے ہیں تو دُوسروں کے بارے میں ان کو جھوٹ بولنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم سلامتی کی درخواست کرتے ہیں۔

اور اس مسئلے میں شافعیہ کا مذہب آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے، ابوالحسن السبکیؒ، کمال زملکانیؒ، ابنِ جہبلؒ، ابنِ فرکانؒ، عز بن جماعہ اور تقی حصنی وغیرہ نے اس مسئلے میں اور دیگر مسائل میں ابنِ تیمیہؒ کے رَدّ میں تألیفات کی ہیں جو آج بھی اہلِ علم کے ہاتھ میں ہیں۔

اور ابنِ حزم ظاہری کو مسائل میں شذوذ پر فریفتہ ہونے کے باوجود یہ گنجائش نہ ہوئی کہ اس مسئلے میں جمہور کے راستے پر نہ چلیں، بلکہ انہوں نے بلفظِ واحد تین طلاق کے وقوع پر دلائل قائم کرنے میں بڑے توسع سے کام لیا ہے، اس پر اطلاع واجب ہے، تاکہ ان برخود غلط مدعیوں کے زیغ کا اندازہ ہوسکے جو اس کے خلاف کا زعم رکھتے ہیں۔

اس مفصل بیان سے اس مسئلے میں صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہ پوری اُمت کا قول واضح ہوگیا، صحابہؓ و تابعینؒ کا بھی، اور دیگر حضرات کا بھی، اور جو اَحادیث ہم نے ذکر کی ہیں وہ تین

طلاق بلفظِ واحد کے وقوع میں کسی قائل کے قول کی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتیں۔

اور کتاب اللہ کی دلالت اس مسئلے پر ظاہر ہے، جو مشاغبہ (کج بحثی) کو قبول نہیں کرتی، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: ''فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ'' (پس ان کو طلاق دو ان کی عدّت سے قبل) اللہ تعالیٰ نے عدّت سے آگے طلاق دینے کا حکم فرمایا، مگر یہ نہیں فرمایا کہ غیرعدّت میں طلاق دی جائے تو باطل ہوگی، بلکہ طرزِ خطاب غیرعدّت کی طلاق کے وقوع پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ.'' (الطّلاق:۲)

ترجمہ:...... ''اور یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدود ہیں، اور جو شخص حدود اللہ سے تجاوز کرے اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔''

پس اگر غیرعدّت میں دی گئی طلاق واقع نہ ہوتی (بلکہ لغو اور کالعدم ہوتی) تو غیرعدّت میں طلاق دینے سے وہ ظالم نہ ہوتا، نیز اس پر حق تعالیٰ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے:

''وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا.'' (الطّلاق:۲)

ترجمہ:...... ''اور جو ڈرے اللہ سے بنادے گا اللہ اس کے نکلنے کا راستہ۔''

اس کا مطلب ...واللہ اعلم... یہ ہے کہ جب طلاق اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دے اور طلاق الگ الگ طہروں میں دے، اس صورت میں اگر طلاق واقع کرنے کے بعد اسے پشیمانی ہو تو اس کے لئے اپنی واقع کردہ طلاق سے مخرج کی صورت موجود ہے، اور وہ ہے رجعت۔ حضرت عمر، ابنِ مسعود اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہم نے آیت کا یہی مطلب سمجھا ہے، قرآنِ کریم کے فہم وادراک میں ان کی مثل کون ہے؟

اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ: ''اگر لوگ طلاق کی مقرّر کردہ حد کو ملحوظ رکھیں تو کوئی شخص جس نے بیوی کو طلاق دی ہو، نادم نہ ہوا کرے۔'' یہ ارشاد بھی اسی طرف اشارہ ہے، اور اسرارِ تنزیل کے سمجھنے میں باب مدینۃ العلم کی مثل کون ہے؟

اور حق تعالیٰ کا ارشاد: ”اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ“ بھی دلالت کرتا ہے کہ دو طلاقوں کا جمع کرنا صحیح ہے، جبکہ ”مَرَّتَان“ کے لفظ کو دو پر محمول کیا جائے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی: ”نُؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ“ میں ہے۔ اور قرآنِ کریم کی آیات ایک دُوسرے کی تفسیر کرتی ہیں، اور اِمام بخاریؒ نے آیت کے معنی اسی طرح سمجھے ہیں، چنانچہ انہوں نے اس آیت کو ”باب من اجاز طلاق الثلاث“ کے تحت ذکر کیا ہے، اسی طرح ابنِ حزم نے بھی یہی سمجھا ہے، اور علامہ کرمانیؒ نے اس کی تائید کی ہے، کیونکہ ایسا کوئی شخص نہیں پایا جاتا ہے جو دو اور تین طلاق کے وقوع کی صحت میں فرق کرتا ہو، اور اسی کی طرف شافعیہ کا میلان ہے۔ اور ابنِ حجرؒ کا فقرہ تکلف ہے، انہیں لغت میں توسع حاصل نہیں، اور نظر اور لغت کے باب میں ان کا قول کرمانی کے قول کے سامنے کوئی چیز نہیں، اور جب اس لفظ ”مَرَّتَانِ“ کو اس پر محمول کرو کہ یہ ”تثانی مکررہ“ کے قبیل سے ہے (یعنی ”مَرَّتَانِ“ کا مفہوم یہ ہے کہ طلاق دو مرتبہ الگ الگ الفاظ میں دی جانی چاہئے)، تو یہ لفظ تین طلاق کے وقوع کی صحت پر بھی دلالت کرے گا، جبکہ وہ بہ تکرارِ لفظ ہوں، خواہ حیض میں ہوں، یا طہر میں، یا چند طہروں میں، یا ایک مجلس میں، یا چند مجالس میں، پس جب طلاق طہر میں یا حیض میں بہ تکرارِ لفظ صحیح ہے تو طہر میں یا حیض میں بلفظِ واحد بھی صحیح ہوگی، کیونکہ ایسا کوئی شخص نہیں جو اِس میں اور اُس میں فرق کرتا ہو، نزاع کرنے والوں کا نزاع صرف اس صورت میں ہے جبکہ طلاق متفرق طہروں میں نہ دی گئی ہو، اور یہ ظاہر ہے۔

اور شوکانی نے چاہا کہ اس کے تثانیٔ مکرّرہ کے قبیل سے ہونے کے ساتھ تمسّک کریں جیسا کہ زمخشری کہتے ہیں، اور ان کو خیال ہوا کہ (زمخشری) اس قول کے ساتھ اس مسئلے میں اپنے مذہب سے دُور چلے گئے ہیں، مگر ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ شوکانی کو ایسی جگہ کہاں سے مل سکتی ہے؟ جس کے ذریعہ وہ اس آیت سے تمسّک کریں، آیت تو اس طرح ہے جس طرح کہ ہم شرح کرچکے ہیں، لیکن ڈُوبتا ہوا آدمی ہر تنکے کا سہارا لیا کرتا ہے۔

اور یہ گفتگو تو اس صورت میں ہے جبکہ یہ فرض کرلیا جائے کہ آیت قصر پر دلالت کرتی ہے، اور یہ بھی فرض کرلیا جائے طلاق سے مراد طلاقِ شرعی ہے جس کے خلاف دی گئی

طلاق لغو ہوتی ہے، جیسا کہ شوکانی کا خیال ہے، پھر جبکہ یہ دونوں باتیں بھی ناقابلِ تسلیم ہوں تو شوکانی کا تمسّک کیسے صحیح ہوگا؟ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ایک طلاقِ رجعی، طلاقِ شرعی شمار ہوتی ہے اور انقضائے عدّت کے بعد اس سے بینونت واقع ہوجاتی ہے، باوجودیکہ وہ "طلاق بعد از طلاق" نہیں۔

اور اِمام ابوبکر جصاص رازیؒ نے جمہور کے قول پر کتاب اللہ کی دلالت کو اس سے زیادہ تفصیل سے لکھا ہے، جو شخص مزید بحث دیکھنا چاہتا ہو وہ "اَحکام القرآن" کی مراجعت کرے۔

اور آیاتِ شریفہ طرزِ خطاب میں اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ متفرّق طہروں میں طلاق دینے کا حکم طلاق دہندگان کی دُنیوی مصلحت پر مبنی ہے، اور وہ مصلحت ہے ان کو طلاق میں ایسی جلد بازی سے بچانا، جس کا نتیجہ ندامت ہو۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مخصوص حالات کی بنا پر طلاق دینے والے کو ندامت نہیں ہوتی، پس "غیر عدّت میں دی گئی طلاق" سے ندامت منفک ہوسکتی ہے، کیونکہ جو شخص الگ الگ طہروں میں طلاق دے، کبھی اس کو بھی ندامت ہوتی ہے، اور کبھی خاص حالات کی بنا پر ایسے شخص کو بھی ندامت نہیں ہوتی جس نے حیض میں طلاق دی ہو، یا ایسے طہر میں جس میں مقاربت ہوچکی ہو، پس ندامت طلاق مذکور کے ساتھ پائی تو جاتی ہے، مگر اس کے لئے وصف لازم نہیں ہے، تاکہ یہاں حکم اس کی ضد کی تحریم کو مفید ہو، جیسا کہ بعض لوگ اس کے قائل ہیں۔ اس تقریر سے شوکانی کے اس کلام کی قیمت معلوم ہوجاتی ہے جو اس نے اس موقع پر کیا ہے۔

حاصل یہ کہ آیاتِ شریفہ نسق خطاب کے لحاظ سے اور حق تعالیٰ کا ارشاد: "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" دونوں تفسیروں پر، نیز وہ احادیث جو پہلے گزر چکی ہیں، یہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ غیر عدّت میں دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے، مگر گناہ کے ساتھ۔ پس یہ بات قیاس سے مستغنی کردیتی ہے، کیونکہ موردِ نص میں قیاس کی حاجت نہیں۔

اور یہ جو ذکر کیا جاتا ہے کہ: "ظہار، قولِ منکر اور زُور ہے، اس کے باوجود اس پر حکم مرتب ہوجاتا ہے" یہ محض نظیر کے طور پر ہے، قیاس کے طور پر نہیں۔ اور چونکہ شوکانی نے

یہ سمجھا کہ اس کا ذکر قیاس کے طور پر کیا جارہا ہے اس لئے موصوف نے فوراً یہ کہہ کر مشاغبہ شروع کردیا کہ: ”یہ قیاس غلط ہے، کیونکہ حرام چیزوں کی بیع اور محرَمات سے نکاح کرنا بھی قولِ منکر اور زُور ہے، لیکن وہ باطل ہے اس پر اس کا اثر مرتب نہیں ہوگا، لہٰذا قیاس صحیح نہیں۔“ مگر یہ بات شوکانی کی نظر سے اوجھل رہی کہ بیع اور نکاح کی مثال میں وجہ فرق بالکل ظاہر اور کھلی ہے، کیونکہ یہ دونوں ابتدائی عقد ہیں، کسی عقدِ قائم پر طاری نہیں ہوتے، بخلاف طلاق اور ظہار کے، کہ وہ دونوں ایک ایسے عقد پر جو پہلے سے قائم ہے، طاری ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر بالفرض یہاں قیاس کی ضرورت ہو تو طلاق کو ظہار پر قیاس کرنا شوکانی کے علی الرغم صحیح ہے، تعجب تو اس پر ہے کہ شوکانی اس قسم کے بے مقصد مشاغبوں سے اُکتاتے نہیں۔

یہاں ایک اور دقیق بات کی طرف بھی اشارہ ضروری ہے، اور وہ یہ کہ اِمام طحاویؒ اکثر و بیشتر اَبواب کے تحت احادیث پر، جو اخبارِ آحاد ہیں، بحث کرنے کے بعد ”وجہ نظر“ بھی ذکر کیا کرتے ہیں، کہ ”نظر“ یہاں فلاں فلاں بات کا تقاضا کرتی ہے۔ بعض لوگ جو حقیقتِ حال سے بے خبر ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ موصوف زیرِ بحث مسئلے میں قیاس کو پیش کر رہے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں، دراصل اہلِ عراق کا قاعدہ یہ ہے کہ کتاب و سنت سے ان کے یہاں جو اُصول منقح ہوکر سامنے آتے ہیں وہ احادیث آحاد کو ان پر پیش کیا کرتے ہیں، اگر کوئی خبرِ واحد ان اُصولِ شرعیہ کے خلاف ہو تو وہ اسے ”شاذ“ اور نظائر سے خارج قرار دے کر اس میں توقف سے کام لیتے ہیں، اور اس میں مزید غور و فکر کرتے ہیں، تا آنکہ مزید دلائل ان کے سامنے آجائیں۔ پس اِمام طحاویؒ کا ”وجہ نظر“ کو پیش کرنا دراصل اس قاعدے کی تطبیق کے لئے ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ اُصول ان کے نزدیک بہت ہی دقیق ہے، اس لئے ان کی تطبیق بھی آسان نہیں، بلکہ اس کے لئے اِمام طحاویؒ جیسے دقیق النظر اور وسیع العلم مجتہد کی ضرورت ہے، اس لئے اِمام طحاویؒ کی کتابیں اس قسم کے اُصول و قواعد کے لئے، جن کو ضعیف متأخرین نے چھوڑ دیا ہے، بہت ہی مفید ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ اِمام طحاویؒ اِجتہادِ مطلق کے مرتبے پر فائز ہیں، اگرچہ انہوں نے اِمام ابوحنیفہؒ سے انتساب کو نہیں چھوڑا۔ اور اِمام طحاویؒ کا یہ قول کہ: ”عقود میں شروع ہونا تو صحیح نہیں، مگر اسی طریقے سے

جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے، بخلاف ان اُمور کے جو عقود دِقائمہ پر طاری ہوں‘‘ یہ من جملہ انہی اُصول کے ہے جن پر خبرِ واحد کو پیش کیا جاتا ہے، اور خروج من الصلوٰۃ کا ذکر بطور نظیر کے ہے، جیسا کہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں۔ حاصل یہ کہ اِمام طحاویؒ جو ’’وجوہِ نظر‘‘ ذکر کرتے ہیں وہ موردِ نص میں قیاس کی خاطر نہیں، بلکہ اپنے اُصول کے مطابق کسی حدیث کی تصحیح یا ایک حدیث کی دُوسری حدیث پر ترجیح کی خاطر ذکر کرتے ہیں، اگرچہ ان کی ذکر کردہ نظر میں قیاس بھی صحیح ہوتا ہے۔

بہرحال کتاب وسنت اور فقہائے اُمت تین طلاق کے مسئلے میں پوری طرح متفق ہیں، پس جو شخص ان سب سے نکل جائے وہ قریب قریب اسلام ہی سے نکلنے والا ہوگا، اِلَّا یہ کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو، اور اس مسئلے میں جہلِ بسیط رکھتا ہو تو اس کو تو بیدار کرنا ممکن ہے، بخلاف اس شخص کے جس کا جہل مرکب یا مکعب ہو، کہ یا تو صرف اپنے جہل سے جاہل و بے خبر ہو (یہ تو جہلِ مرکب ہوا)، یا اپنے جہلِ مرکب کے ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اس مسئلے کو، جو اس کے لئے جہلِ مرکب کے ساتھ مجہول ہے، اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ جانتا ہے، (یہ جہلِ مکعب ہے)، ایسے شخص کو راہِ راست پر لانا ممکن نہیں، واللہ سبحانہ ھو الھادی!

## ۵:......تین طلاق کے بارے میں حدیثِ ابنِ عباسؓ پر بحث

یہ دعویٰ کرنے کے بعد کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو طلاق دہندگان پر نافذ کرنا بطورِ سزا تھا، حکمِ شرعی کے طور پر نہیں تھا، مؤلفِ رسالہ صفحہ:۸۰-۸۱ پر لکھتے ہیں:

> ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ سزا لوگوں کو طلاق کو کھلونا بنانے سے روکنے کے لئے تھی، اور یہ محض وقتی سزا تھی، پھر معاملہ اور زیادہ اُلجھ گیا، اور لوگ اندھا دُھند طلاق کو کھلونا بنانے لگے، اور اکثر صحابہؓ اس موقع پر موجود تھے، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو دیکھ رہے تھے جس کو انہوں نے برقرار رکھا تھا، اور وہ، اکثر حضرات کی رائے کے مطابق خروج سے بچنے کے لئے حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت سے ڈرتے تھے، اور ان میں سے بعض حضرات سمجھتے تھے کہ یہ حکم محض زجر و تعزیر کی خاطر ہے، پس کبھی تین طلاق کے نفاذ کا فتویٰ دیتے تھے، اور کبھی عدمِ نفاذ کا۔ اور اس اعتبار سے کہ آخری دو طلاقیں عدّت میں باطل ہیں، واقع نہیں ہوتیں، جیسا کہ ابنِ عباسؓ سے دونوں طرح کے فتوے ثابت ہیں۔

اس کے بعد تابعینؒ کا دور آیا تو انہوں نے بھی اختلاف کیا، ان میں سے بہت سے حضرات پر فتویٰ کے بارے میں وارِد شدہ روایات کی حقیقت اوجھل ہوگئی، زبانوں میں عجمیت داخل ہوچکی تھی، اور انہوں نے روایات عربی طریقے پر سنی تھیں کہ: ''فلاں نے تین طلاقیں دیں'' اس لئے جو لوگ عربیت کا صحیح ذوق نہیں رکھتے تھے اور جو انشاء اور خبر کے درمیان فرق پر غور نہیں کرسکتے تھے، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ تین طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص طلاق دینے کے ارادے سے اپنی بیوی کو یوں کہے کہ: تجھے تین طلاق۔

اور حدیثِ عمرؓ کو تکرار فی المجلس پر محمول کرنا، جبکہ قبل ازیں تکرار کو تاکید پر محمول کیا جاتا تھا (جیسا کہ نووی اور قرطبی کی رائے ہے) نا قابلِ اعتبار تأویل ہے، جس کو حدیثِ ابنِ عباسؓ جو رکانہؓ کے بارے میں وارِد ہے ساقط قرار دیتی ہے (یہ حدیث مسندِ احمد میں ہے، اور ابھی آپ دیکھیں گے کہ یہ روایت خود ہی ساقط ہے، کسی دُوسری چیز کو کیا ساقط کرے گی)، اور ابنِ حجرؒ کہتے ہیں کہ: یہ حدیث اس مسئلے میں نص ہے، یہ اس تأویل کو قبول نہیں کرتی جو دُوسری احادیث میں جاری ہوسکتی ہے (یہ حدیث ابنِ حجرؒ کے نزدیک معلول ہے، جیسا کہ ''التلخیص الحبیر'' میں ہے، پس اس کا محتملِ تأویل نہ ہونا کیا فائدہ دیتا ہے؟)۔''

میں کہتا ہوں کہ مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس خودرو مجتہد کے کلام میں آخر ایک بات بھی ایسی کیوں نہیں ملتی جس کو کسی درجے میں بھی صحیح اور دُرست کہہ سکیں؟ شاید حق تعالیٰ شانہ نے ان لوگوں کو رُسوا کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے جو پوری اُمت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، واقعی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹالنا ناممکن ہے، اور وہ حکیم وخبیر ہے!

یا سبحان اللہ! کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کے بارے میں یہ تصوّر کیا جاسکتا ہے وہ لوگوں کو ما ثبت فی الشرع کے خلاف پر مجبور کریں؟ اور کیا صحابہؓ کے بارے میں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر کر ان کی ہاں میں ہاں ملادیں؟ حالانکہ ان میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جو کج رو کی کجی کو اپنی تلواروں سے سیدھا کردیتے تھے۔ مؤلفِ رسالہ نے جو کچھ کہا ہے یہ خالص رافضی وساوس اور رافضیت کے جراثیم ہیں، اہلِ فساد ان جراثیم کو چکنے چپڑے الفاظ کے پردے میں چھپانا چاہتے ہیں۔

کوئی کج رو کسی ایک صحابی سے ایک بھی صحیح روایت پیش نہیں کرسکتا کہ انہوں نے فتویٰ دیا ہو کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں، اس کو زیادہ سے زیادہ کوئی چیز مل سکتی ہے تو وہ اس قبیل سے ہوگی جس کو ابنِ رجبؒ نے اعمشؒ سے نقل کیا ہے، اور جس کا ذکر گزشتہ سطور میں آچکا ہے۔

یا ابوالصہبا کی روایت کے قبیل سے ہوگی جس کی عللِ قادحہ کو اہلِ علم طشت از بام کرچکے ہیں، اور یہ بھی اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو اس احتمال پر محمول کیا جائے جس کے اہلِ زیغ قائل ہیں، اس کی بحث عنقریب آتی ہے۔

یا ابوالزبیر کی اس منکر روایت کے قبیل سے ہوگی جس کے منکر ہونے کے دلائل اُوپر گزر چکے ہیں، یا طلاقِ رکانہؓ کی بعض روایات کے قبیل سے ہوگی جن کا غلط ہونا عنقریب آتا ہے، یا اس قبیل سے ہوگی جس کو ابنِ سیرینؒ بیس برس تک ایسے لوگوں سے سنتے رہے جن کو وہ سچا سمجھتے تھے، بعد میں اس کے خلاف نکلا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ یا ابنِ مغیث جیسے ساقط الاعتبار شخص کی نقل کے قبیل سے ہوگی۔

پس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں جانتے تھے کہ لوگوں کو خلافِ شرع پر مجبور کرنا

حرام اور بدترین حرام ہے اور شریعت سے خروج ہے؟ اور کیسا بُرا خروج؟ چلئے فرض کر لیجئے! کہ انہوں نے لوگوں کو مجبور کیا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ ترکِ رجعت یا منعِ تزوّج پر مجبور کرنے کی قیمت نکاح وطلاق پر مجبور کرنے سے زیادہ تو نہیں ہوگی؟ اکثر اہلِ علم کے نزدیک جبراً نکاح کا ایجاب وقبول کرانے سے نکاح نہیں ہوتا، اسی طرح جبراً طلاق کے الفاظ کہلانے سے طلاق نہیں ہوتی، اس صورت میں کیا ان طلاق دینے والوں کو یہ استطاعت نہیں تھی کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کے بغیر اپنی مطلقہ عورت سے رُجوع کرلیں؟ یا (بعد از عدّت) نکاح کرلیں؟ آخر ایسا کون ہے جو لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دے جن کے وہ مالک ہیں؟ یہاں تک کہ انساب میں گڑبڑ ہوجائے، اور شرور کے تمام دروازے چوپٹ کھل جائیں۔

اور ابنِ قیمؒ کو خیال ہوا کہ وہ اپنے کلامِ فاسد پر یہ کہہ کر پردہ ڈال سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا یہ عمل اس تعزیر کے قبیل سے تھا جو ان کے لئے مشروع تھی، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کیسے تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص تعزیر کے طور پر ایک شرعی حکم کے اِلغا کا اقدام کرے؟ اور ایسے نام نہاد تعزیری حکم کا اس تعزیر سے کیا جوڑ جو شریعت میں معروف ہے اور جس کے فقہائے اُمت قائل ہیں؟ ابنِ قیمؒ اس مسئلے پر طول طویل کلام کرنے کے باوجود اس کی ایک بھی نظیر تو پیش نہیں کرسکے، بلکہ اس دروازے کا کھولنا درحقیقت پوری شریعت کو اس قسم کے حیلوں بہانوں سے معطل کردینے کا دروازہ کھولنا ہے، جیسا کہ طوفی حنبلی نے مصالحِ مرسلہ کی آڑ میں اسی قسم کا دروازہ کھولنے میں دراز نفسی سے کام لیا ہے، پس اس قسم کی توجیہ درحقیقت ایک گندی تہمت ہے، حضرت عمرؓ پر بھی، ان جمہور صحابہؓ پر بھی جنھوں نے حضرت عمرؓ کی اس مسئلے میں موافقت کی، اور خود شریعتِ مطہرہ پر بھی۔ چنانچہ یہ بات اس شخص پر مخفی نہیں جس نے اس مسئلے کی گہرائی میں اُتر کر دیکھا ہو، اور جس نے اس کے تمام اطراف و جوانب کی پوری چھان بین کی ہو، محض شاذ اقوال کی تقلید پر اکتفا نہ کیا ہو، یا بحث کے محض کسی ایک گوشے کو نہ لے اُڑا ہو۔

اور حافظ ابنِ رجب حنبلیؒ نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے فیصلوں کے بارے میں ایک نفیس فائدہ ذکر کیا ہے، میرے لئے ممکن نہیں کہ اس کی طرف اشارہ کئے بغیر اسے چھوڑ جاؤں، وہ لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلے کئے وہ دو قسم کے ہیں، ایک یہ کہ اس مسئلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی فیصلہ سرے سے صادر نہ ہوا ہو، اور اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے میں غور کرنے کے لئے صحابہؓ کو جمع کیا، ان سے مشورہ فرمایا، اور صحابہؓ نے اس مسئلے پر ان کے ساتھ اِجماع کیا، یہ صورت تو ایسی ہے کہ کسی کے لئے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہی حق ہے۔ جیسے عمرتین کے بارے میں آپ کا فیصلہ، اور جیسے اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے اِحرام کی حالت میں بیوی سے صحبت کر کے حج کو فاسد کرلیا تھا کہ وہ اس اِحرام کے مناسک کو پورا کرے، اور اس کے ذمہ قضا اور دَم لازم ہے، اور اس قسم کے اور بہت سے مسائل۔

اور دُوسری صورت یہ کہ صحابہؓ نے اس مسئلے میں حضرت عمرؓ کے فیصلے پر اِجماع نہیں کیا، بلکہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی اس مسئلے میں ان کے اقوال مختلف رہے، ایسے مسئلے میں اختلاف کی گنجائش ہے، جیسے دادا کے ساتھ بھائیوں کی میراث کا مسئلہ۔

اور دُوسری قسم وہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ، حضرت عمرؓ کے فیصلے کے خلاف مروی ہو۔ اس کی چار صورتیں ہیں:

اوّل: یہ کہ اس میں حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی طرف رُجوع کرلیا ہو، ایسے مسئلے میں حضرت عمرؓ کے پہلے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔

دوم: یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس مسئلے میں دو حکم مروی ہوں، ان میں سے ایک حضرت عمرؓ کے فیصلے کے موافق ہو، اس صورت میں جس فیصلے پر حضرت عمرؓ نے عمل کیا وہ دُوسرے کے لئے ناسخ ہوگا۔

سوم: یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنسِ عبادات میں متعدّد انواع کی رُخصت دی ہو، پس حضرت عمرؓ ان انواع میں افضل اور اَصلح کو لوگوں کے لئے اختیار کرلیں، اور لوگوں سے اس کی پابندی کرائیں۔ پس جس صورت کو حضرت عمرؓ نے اختیار فرمایا ہو اس کو چھوڑ کر کسی دُوسری صورت پر عمل کرنا ممنوع نہیں۔

چہارم: یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کسی علت پر مبنی تھا، وہ علت باقی نہ رہی تو حکم بھی باقی نہ رہا، جیسے مؤلفۃ القلوب، یا کوئی ایسا مانع پایا گیا جس نے اس حکم پر عمل کرنے سے روک دیا۔‘‘

اور صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں کہ زیرِ بحث مسئلہ ان انواع و اقسام میں کس قسم کی طرف راجع ہے۔

چنانچہ اب ہم حدیثِ ابنِ عباسؓ پر، جس میں حضرت عمرؓ کے تین طلاقوں کے نافذ کرنے کا ذکر ہے، اور حدیثِ رکانہؓ پر بحث کرتے ہیں، تاکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجائے کہ کسی کج رو شخص کے لئے ان دونوں حدیثوں سے تمسک کی گنجائش نہیں، بلکہ ان دونوں سے جمہور کے دلائل میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

رہی ابنِ عباسؓ کی حدیث، جس کے گرد یہ شذوذ پسند گنگناتے نظر آتے ہیں، اس اُمید پر کہ ان کو اس حدیث میں کوئی ایسی چیز مل جائے گی جو ان کو اُمت کے خلاف بغاوت کے لئے کچھ سہارے کا کام دے سکے گی، اس حدیث کا متن یہ ہے:

’’ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اور

حضرت عمرؓ کی خلافت کے پہلے دو سالوں میں تین طلاق ایک تھی، پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگوں نے ایک ایسے معاملے میں جلد بازی سے کام لیا، جس میں ان کے لئے سوچ بچار کی گنجائش تھی، پس اگر ہم ان تین طلاقوں کو ان پر نافذ کردیں (تو بہتر ہو)، چنانچہ آپ نے ان پر تین طلاق کو نافذ قرار دے دیا۔“

اور ایک دُوسری روایت میں حضرت طاؤسؒ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

”ابو الصہبا نے ابنِ عباسؓ سے کہا کہ: اپنی عجیب و غریب باتوں میں سے کچھ لایئے! کیا تین طلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ایک نہیں تھی؟ ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ: ہاں! یہی تھا، پھر جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگوں نے پے در پے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمرؓ نے تین طلاقوں کو ان پر نافذ کردیا۔“

اور ایک روایت میں طاؤسؒ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

”ابو الصہبا نے ابنِ عباسؓ سے کہا کہ: کیا آپ کو علم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سالوں میں تین طلاق صرف ایک ٹھہرائی جاتی تھی؟ ابنِ عباسؓ نے کہا: ہاں!“

ان تینوں احادیث کی تخریج امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں کی ہے۔

لیکن مستدرک حاکم میں ”یـــردون“ کا جو لفظ ہے (یعنی تین طلاقوں کو ایک کی طرف لوٹایا جاتا تھا) تو یہ عبداللہ بن مؤمل کی روایت سے ہے، جس کو ابنِ معین، ابوحاتم اور ابنِ عدی نے ضعیف کہا ہے، ابوداؤدؒ اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں، اور ابنِ ابی ملیکہ کے الفاظ حدیث میں انقطاع کے الفاظ ہیں، اور اگر حاکم میں تشیع نہ ہوتا تو وہ مستدرک میں اس حدیث کی تخریج سے انکار کردیتے، چنانچہ شیعوں میں کتنے ہی ایسے اشخاص ہیں جو روافض

کی تلبیسات کے اوران کے مذہب شیعہ کا لبادہ اوڑھنے سے دھوکا کھا جاتے ہیں، بغیر اس کے کہ جانیں کہ اس قسم کے مسائل سے شیعوں کا اصل مدعا کیا ہے۔

اب ہمیں سب سے پہلے ”طلاق الثلاث“ کے لفظ پر غور کرنا چاہئے کہ آیا ”الثلاث“ پر لامِ استغراق داخل ہے اور ”تین طلاق“ سے ہر قسم کی تین طلاقیں مراد ہیں؟ یا تین طلاقوں کی کوئی خاص معہود قسم مراد ہے؟ چنانچہ (پہلی شق تو باطل ہے، کیونکہ) یہاں ہر قسم کی تین طلاق مراد لینا ممکن نہیں، کیونکہ تین طلاق کی ایک صورت یہ ہے کہ تین طلاقیں الگ الگ طہروں میں دی جائیں، ایسی تین طلاقوں کا ایک ہونا ممکن نہیں، خواہ یہ طلاق کی تعداد کو تین تک محدود کئے جانے سے قبل ہو، یا اس کے بعد، کیونکہ جب تک طلاق کو تین تک محدود نہیں کیا گیا تھا لوگ جتنی چاہیں طلاق دے سکتے تھے، اور تین کے ایک ہونے کا کوئی اعتبار نہیں تھا، لہٰذا طلاق کو تین تک محدود قرار دینے سے پہلے تین کے ایک ہونے کے کوئی معنی نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی تین کے ایک ہونے کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد: ”اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ....“ اس اَمر میں نص ہے کہ طلاق کی تعداد، جس کے بعد مراجعت صحیح ہے، صرف دو ہیں، تیسری طلاق کے بعد عورت شوہر کے لئے حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ وہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ پس اس آیتِ شریفہ کے نزول کے بعد تین کو ایک قرار دینا کیسے ممکن ہوگا؟

الغرض! اس حدیث میں تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں مراد نہیں ہوسکتیں جو الگ الگ طہروں میں دی گئی ہوں، لہٰذا صرف ایک ہی احتمال باقی رہا کہ تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں ہیں جو ایسے الگ الگ طہروں میں نہ دی گئی ہوں، جن میں صحبت نہ ہوئی ہو، اور اس احتمال کی صرف دو صورتیں ہیں، یا تو یہ تین طلاقیں بیک لفظ دی جائیں گی، یا الگ الگ الفاظ سے، اگر الگ الگ الفاظ سے پے درپے واقع کی جائیں تو اس مطلقہ کے ساتھ شوہر کی خلوَت ہوچکی ہوگی یا نہیں، اگر خلوَت نہیں ہوئی تھی تو وہ پہلے لفظ سے بائنہ ہوجائے گی، دُوسری اور تیسری طلاق کا محل ہی نہیں رہے گی۔ اور جس صورت میں کہ عورت کے ساتھ شوہر کی خلوَت ہوچکی ہو، پس اگر طلاق دینے والے کی نیت ایک طلاق کی

تھی اور اس نے دُوسرا اور تیسرا لفظ محض تاکید کے طور پر استعمال کیا تھا تو دیانۃً اس کا قول قبول کیا جائے گا۔

اور جس صورت میں کہ تین طلاق بالفاظِ غیر متعاقبہ یا بلفظِ واحد واقع کی گئی ہوں تو اس کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں:

ایک یہ کہ آج جو تین طلاق بلفظِ واحد دینے کا رواج ہے، دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں اس کا رواج نہیں تھا، بلکہ ان مقدس اَدوار میں اس کے بجائے ایک طلاق دینے کا رواج تھا، لوگ ان زمانوں میں سنت طلاق کی رعایت کرتے ہوئے تین الگ الگ طہروں میں طلاق دیا کرتے تھے، بعد کے زمانے میں لوگ پے درپے اکٹھی طلاقیں دینے لگے، کبھی حیض کی حالت میں، کبھی ایک ہی طہر میں بلفظِ واحد یا بالفاظِ متعاقبہ۔

دُوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح تین طلاق دینے کا آج رواج ہے کہ لوگ بلفظِ واحد یا بالفاظِ متعاقبہ ایک طہر میں یا حیض کی حالت میں طلاق دیا کرتے ہیں، یہی رواج ان تین مقدس زمانوں میں بھی تھا، لیکن ان زمانوں میں ایسی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، تو کیا ہم اس معاملے میں ان حضرات کی مخالفت کریں؟ اور ہم ان کو تین طلاقیں شمار کریں جبکہ وہ حضرات ان تین کو ایک شمار کرتے تھے؟

الغرض! سبر و تقسیم کے بعد جو آخری دو احتمال نکلتے ہیں ان میں سے پہلے احتمال کے خلاف کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کو غلط قرار دے، اس کے برعکس دُوسرے احتمال کے غلط ہونے کے قوی دلائل موجود ہیں، مثلاً:

ا:...... اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، (جو اس احتمال کے باطل اور مردود ہونے کی دلیل ہے)، چنانچہ نقاد نے کتنی ہی احادیث کو اس بنا پر ناقابلِ عمل قرار دیا ہے کہ ان کی روایت کرنے والے صحابہؓ کا فتویٰ ان کے خلاف ہے، جیسا کہ ابنِ رجبؒ نے شرح علل ترمذی میں اس کو شرح وبسط سے لکھا ہے، یہی مذہب ہے یحییٰ بن معینؒ کا، یحییٰ بن سعید القطانؒ کا، احمد بن حنبلؒ کا اور ابن المدینیؒ کا۔

اگرچہ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہے، اس کی رائے کا اعتبار نہیں، لیکن یہ بھی اس صورت میں ہے کہ حدیث اپنے مفہوم میں نص ہو کہ اس میں دُوسرا احتمال نہ ہو، یا اگر مفہوم قطعی نہیں تو کم سے کم راجح احتمال ہو، مرجوح نہ ہو، لیکن جو احتمال کہ محض فرضی اور مصنوعی ہو اس رائے کے مطابق بھی وہ کیسے لائقِ شمار ہوسکتا ہے؟ اور جس شخص نے علم مصطلح الحدیث میں صرف متأخرین کی کتابوں تک اپنی نظر کو محدود رکھا ہو اس نے اپنی بصارت پر اپنی نظر کے اُفق کی پٹی باندھ رکھی ہے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فتویٰ تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تین طلاق بلفظِ واحد سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ بحث میں ابنِ عباسؓ سے اس کی روایت حضرت عطاء، حضرت عمرو بن دینار، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد رحمہم اللہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے بلکہ خود طاؤس کے حوالے سے بھی گزر چکی ہے۔

۲:...... اس روایت کے نقل کرنے میں طاؤس منفرد ہیں، اور ان کی یہ روایت دیگر حضرات کی روایت کے خلاف ہے، اور یہ ایسا شذوذ (شاذ ہونا) ہے جس کی وجہ سے روایت مردود ہوجاتی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا وجہ سے مردود ہوجاتی ہے۔

۳:...... کرابیسی کے حوالے سے اُوپر گزر چکا ہے کہ ابنِ طاؤس جو اپنے والد سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں انہوں نے اس شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو ان کے باپ (طاؤس) کی طرف یہ بات منسوب کرے کہ وہ تین طلاق کے ایک ہونے کے قائل تھے۔

۴:...... اس روایت کے یہ الفاظ کہ: ”ابو الصہبا نے کہا“ یہ انقطاع کے الفاظ ہیں، (یعنی معلوم نہیں کہ طاؤس نے خود ابو الصہبا سے یہ بات سنی یا نہیں؟) اور صحیح مسلم میں بعض احادیث منقطع موجود ہیں۔

۵:...... نیز ابو الصہبا سے اگر ابنِ عباسؓ کا مولیٰ مراد ہے تو وہ ضعیف ہے، جیسا کہ اِمام نسائیؒ نے ذکر کیا ہے، اور اگر کوئی دُوسرا ہے تو مجہول ہے۔

۶:...... نیز حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: ”ھات من ھناتک“ یعنی ابو الصہبا نے ابنِ عباسؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: ”لایئے! اپنی قابلِ نفرت اور بُری

باتوں میں سے کچھ سنایئے!'' حضرت ابنِ عباسؓ کی جلالتِ قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے درجے کا کوئی صحابی بھی ان کو ایسے الفاظ سے مخاطب نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ ان کا غلام ایسی گستاخانہ گفتگو کرے، اور حضرت ابنِ عباسؓ اس کے ان گستاخانہ خطاب کی تردید بھی نہ کریں۔

۷:...... اور بریں تقدیر کہ ابنِ عباسؓ نے اس کو بغیر تردید کے جواب دیا (تو گویا اس حدیث کا قابلِ نفرت اور بُری باتوں میں سے ہونا تسلیم کرلیا) اندریں صورت یہ روایت خود انہی کے اقرار و تسلیم کے مطابق قبیح اور مردود باتوں میں سے ہوئی، (پھر اس کو استدلال میں پیش کرنے کے کیا معنی؟) اور حضرت ابنِ عباسؓ کی رُخصتوں کا حکم سلف و خلف کے درمیان مشہور ہے، اور اِمام مسلمؒ کی عادت یہ ہے کہ وہ تمام طرقِ حدیث کو ایک ہی جگہ جمع کردیتے ہیں، تاکہ حدیث پر حکم لگانا آسان ہو، اور یہ حدیث کے مرتبے کی تعریف و تشخیص کا ایک عجیب و غریب طریقہ ہے۔

۸:...... اس حدیث کا اگر زیرِ بحث مفہوم لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ...نعوذ باللہ... حضرت عمرؓ نے محض اپنی رائے سے شریعت سے خروج اختیار کیا، اور حضرت عمرؓ کی عزّت و عظمت اس سے بالاتر ہے کہ ایسی بات ان کی جانب منسوب کی جائے۔

۹:...... نیز اس سے جمہور صحابہؓ پر یہ تہمت عائد ہوتی ہے کہ وہ ...نعوذ باللہ... اپنے تنازعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکَم بنانے کے بجائے رائے کو حَکَم ٹھہراتے تھے، اور یہ ایک ایسی شناعت و قباحت ہے جس کو صحابہؓ کے بارے میں روافض کے سوا کوئی گوارا نہیں کرسکتا، اور اہلِ تحقیق کے نزدیک اس شذوذ کا مصدر روافض ہیں۔

۱۰:...... اور یہ سمجھنا کہ: ''حضرت عمرؓ کا یہ عمل سیاسی تھا، جس کو بطور تعزیر اختیار کرنے کی حضرت عمرؓ کے لئے گنجائش تھی'' یہ نری تہمت ہے، جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن پاک ہے۔ آخر ایسا کون ہوگا جو سیاست کے طور پر شریعت کے خلاف بغاوت کو جائز رکھے؟

پس یہ ''عشرہ کاملہ'' (پوری دس وجوہ) آخری دو احتمالوں میں سے دُوسرے

احتمال کے باطل ہونے کا فیصلہ کرتی ہیں، لہٰذا بر تقدیرِ صحتِ حدیث پہلا احتمال متعین ہے،[1] اور میں ”ذیول طبقات الحفاظ“ کی تعلیقات میں بھی اس حدیث کے علل کو ذکر کرچکا ہوں، جو یہاں کے بیان کے قریب قریب ہے۔

علاوہ ازیں تین کو ایک کہنا (نصاریٰ کا قول ہے) مسلمانوں کے مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں:

جعلوا الثلاثة واحدًا، لو انصفوا
لم یجعلوا العدد الکثیر قلیلًا

ترجمہ:...... ”انہوں نے تین کو ایک بنادیا، اگر وہ انصاف کرتے تو عددِ کثیر کو قلیل نہ بناتے۔“

حافظ ابنِ رجبؒ اپنی مذکور الصدر کتاب میں ابنِ عباسؓ کی اس حدیث پر گفتگو شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پس اس حدیث کے بارے میں ائمۂ اسلام کے دو مسلک ہیں، ایک مسلک امام احمدؒ اور ان کے موافقین کا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے، کیونکہ یہ روایت شاذ ہے، طاؤس اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، اور ان کا کوئی متابع موجود نہیں، کوئی راویٔ حدیث خواہ بذاتِ خود ثقہ ہو، لیکن ثقہ راویوں کے خلاف اس کا کسی حدیث کے نقل کرنے میں متفرد ہونا حدیث میں ایک ایسی علت ہے جو اس کے قبول کرنے میں توقف کو واجب کردیتی ہے، اور جس کی وجہ سے روایت شاذ یا منکر بن جاتی

(۱) اور میں نے احتمالِ نسخ سے تعرض کیا، کیونکہ یہ احتمال بہت ہی کمزور ہے، امام شافعیؒ اور ان کی پیروی کرنے والوں نے اس احتمال سے محض ارخائے عنان کی خاطر تعرض کیا ہے، تاکہ کمزور سے کمزور احتمال کو بھی باطل ثابت کرکے اس حدیث سے استدلال کرنے والوں کا راستہ ہر طرف سے بند کردیا جائے، اور اس (احتمالِ نسخ) میں کلام طویل اور شاخ در شاخ ہے۔

ہے، جبکہ وہ کسی دُوسرے صحیح طریق سے مروی نہ ہو۔ اور یہ طریقہ ہے متقدمین ائمہ حدیث کا، جیسے اِمام احمدؒ، یحییٰ بن معینؒ، یحییٰ بن قطانؒ، علی بن المدینیؒ وغیرہ۔ اور زیرِ بحث حدیث ایسی ہے کہ اس کو طاؤس کے سوا حضرت ابنِ عباسؓ سے کوئی بھی روایت نہیں کرتا، ابنِ منصور کی روایت میں ہے (ہم اس روایت کی طرف سابق میں اشارہ کرچکے ہیں) کہ: اِمام احمدؒ نے فرمایا:

''ابنِ عباسؓ کے تمام شاگرد طاؤس کے خلاف روایت کرتے ہیں۔''

(ہم اس کی مثل اثرم) سے بھی اُوپر نقل کرچکے ہیں، اور جوزجانی (صاحب الجرح) کہتے ہیں: یہ حدیث شاذ ہے، میں نے زمانۂ قدیم میں اس کی بہت تتبع تلاش کی، لیکن مجھے اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔''

اس کے بعد ابنِ رجبؒ لکھتے ہیں:

''اور جب اُمت کسی حدیث کے مطابق عمل نہ کرنے پر اِجماع کرلے تو اس کو ساقط اور متروک العمل قرار دینا واجب ہے، اِمام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ: ''وہ شخص علم میں اِمام نہیں ہوسکتا جو شاذ علم کو بیان کرے۔'' اِمام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ: ''وہ حضرات (یعنی سلف صالحین) احادیثِ غریبہ سے کراہت کیا کرتے تھے۔'' یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ: ''جب تم کوئی حدیث سنو تو اس کو تلاش کرو، جس طرح گم شدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے، اگر پہچانی جائے تو ٹھیک، ورنہ اس کو چھوڑ دو۔'' اِمام مالکؒ سے مروی ہے کہ: ''بدتر علم غریب ہے، اور سب سے بہتر علم ظاہر ہے، جس کو عام لوگ روایت کرتے ہیں۔'' اور اس باب میں سلف کے بہت سے ارشاد

مروی ہیں۔“[1]

اس کے بعد ابنِ رجبؒ لکھتے ہیں:

”حضرت ابنِ عباسؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں، ان سے صحیح اسانید کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے خلاف اکٹھی تین طلاق کے لازم ہونے کا فتویٰ دیا، اور اِمام احمدؒ اور اِمام شافعیؒ نے اسی علت کی وجہ سے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، جیسا کہ ابنِ قدامہؒ نے ”المغنی“ میں ذکر کیا ہے، اور تنہا یہی ایک علت ہوتی تو اس حدیث کے ساقط ہونے کے لئے کافی تھی، چہ جائیکہ اس کے ساتھ یہ علت بھی شامل ہو کہ یہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اِجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔ اور قاضی اسماعیل ”اَحکام القرآن“ میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس اپنے فضل وصلاح کے باوجود بہت سی منکر اشیاء روایت کیا کرتے ہیں، من جملہ ان کے ایک یہ حدیث ہے، اور اَیوب سے مروی ہے کہ وہ طاؤس کی کثرتِ خطا سے تعجب کیا کرتے تھے اور ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں طاؤس نے شذوذ اختیار کیا ہے۔“

پھر ابنِ رجبؒ لکھتے ہیں کہ:

”علمائے اہلِ مکہ ان شاذ اقوال کی وجہ سے طاؤس پر نکیر کیا کرتے تھے جن کے نقل کرنے میں وہ متفرد ہوں۔“

اور کرابیسی ”ادب القضا“ میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس، ابنِ عباسؓ سے بہت سے اخبارِ منکرہ نقل کرتے ہیں، اور ہماری رائے یہ ہے... واللہ اعلم... کہ یہ منکر خبریں انہوں نے

---

(۱) ابراہیم بن ابی عبلہ فرماتے ہیں کہ: ”جس نے ”شاذ علم“ اُٹھایا اس نے بہت بڑا شر اُٹھالیا۔“ اور شعبہؒ کہتے ہیں کہ: ”تمہارے سامنے شاذ حدیث کو صرف شاذ آدمی (یعنی ضعیف اور غیر معروف آدمی) ہی بیان کرے گا۔“ یہ اقوال ابنِ رجبؒ نے ”شرح علل ترمذی“ میں ذکر کئے ہیں۔



فہرست

عکرمہ سے لی ہیں، اور سعید بن مسیّب، عطاء اور تابعین کی ایک جماعت عکرمہ سے پرہیز کرتی ہے۔ عکرمہ، طاؤس کے پاس گئے تھے، طاؤس نے عکرمہ سے وہ کچھ لیا ہے جن کو عموماً وہ ابنِ عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔'' ابوالحسن السبکیؒ کہتے ہیں کہ: ''پس ان روایات کی ذمہ داری عکرمہ پر ہے، طاؤس پر نہیں۔''

اور ابنِ طاؤس سے کرابیسی کی روایت ہم پہلے نقل کرچکے ہیں کہ: ''ان کے باپ طاؤس کی طرف یہ جو کچھ منسوب کیا گیا ہے، وہ سب جھوٹ ہے۔''

یہ گفتگو تو مسلکِ اوّل سے متعلق تھی۔ [1]

اور دُوسرے مسلک کے بارے میں ابنِ رجبؒ ہی لکھتے ہیں:

''اور یہ مسلک ہے ابنِ راہویہ کا اور ان کے پیروکاروں کا، اور وہ ہے معنیٔ حدیث پر کلام کرنا، اور وہ یہ کہ حدیث کو غیرمدخول بہا پر محمول کیا جائے، اس کو ابنِ منصور نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔ اور الحوفی نے الجامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ابوبکر الاثرم نے اپنی سنن میں اس پر باب باندھا ہے، اور ابوبکر الخلال نے بھی اس پر دلالت کی ہے، اور سننِ ابوداؤد میں بروایت حماد بن زید عن ایوب عن غیر واحد عن طاؤس عن ابنِ عباس یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ:



فہرست

---

(۱) اور ابنِ قیمؒ نے جو نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ طلاق کے بارے میں اپنے فعل پر نادم ہوئے یہ ایک خود تراشیدہ جھوٹی کہانی ہے، اس کی سند میں خالد بن یزید بن ابی مالک واقع ہے، جس کے بارے میں ابنِ معینؒ فرماتے ہیں کہ: ''وہ صرف اپنے باپ پر جھوٹ باندھنے پر راضی نہیں ہوا، یہاں تک کہ اس نے صحابہؓ پر بھی جھوٹ باندھا، اور اس کی ''کتاب الدیات'' اس لائق ہے کہ اس کو دفن کردیا جائے۔''

لطیفہ:...... خالد کی خاء پر نقطہ تھا، نوکِ قلم پر روشنائی زیادہ لگ گئی تو یہ نقطہ حا کی طرف بہہ گیا، جس سے زاویہ حادہ بن گیا، دیکھنے والے نے تصحیف کرکے اس کو ''مجالد بن یزید'' پڑھا، حالانکہ اس خالد کا مجالد نامی کوئی بھائی قطعاً تھا ہی نہیں، اور خالد کے باپ یزید نے حضرت عمرؓ کا زمانہ قطعاً نہیں پایا۔

"آدمی جب اپنی بیوی کو تین طلاق دُخول سے پہلے دیتا تو اس کو ایک ٹھہراتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں، پھر جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ پے درپے طلاق دینے لگے ہیں تو فرمایا کہ ان کو ان پر نافذ کردو۔"

اور ایوب اِمام کبیر ہیں، پس اگر کہا جائے کہ وہ روایت تو مطلق تھی تو ہم کہیں گے کہ ہم دونوں دلیلوں کو جمع کرکے یہ کہیں گے کہ وہ روایت بھی قبل الدخول پر محمول ہے۔"

یہاں تک مسلکِ ثانی میں ابنِ رجبؒ کا کلام تھا۔

اور شوکانی نے اپنے رسالہ "تین طلاق" میں (ابوداؤد کی مندرجہ بالا) اس روایت کو (جس میں طلاق قبل الدخول کا ذکر ہے) بعض افرادِ عام کی تنصیص کے قبیل سے ٹھہرانے کا قصد کیا ہے، حالانکہ ہم ذکر کرچکے ہیں کہ "الثلاث" میں لام کو استغراق پر محمول کرنا صحیح نہیں، لہٰذا یہ روایت اس قبیل سے نہیں ہوگی۔ اور شوکانی کا یہ کلام محض اس لئے کہ ان کو بہرحال بولتے رہنا ہے، خواہ بات کا نفع ہو یا نہ ہو، بالکل ایسی ہی حالت جس کا ذکر اِمام زفرؒ نے فرمایا تھا (کہ میں مخالف کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے اسے صرف خاموش ہوجانے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ مناظرہ کرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ وہ پاگل ہوجائے، اور پاگل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مجنونانہ باتیں کرنے لگے جو کبھی کسی نے نہیں کیں)۔

پھر شوکانی کہتے ہیں کہ: طلاق قبل الدخول نادر ہے، پس لوگ کیسے پے درپے طلاقیں دینے لگے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ غصہ ہوگئے؟ میں کہتا ہوں کہ جو چیز ایک شہر میں یا ایک زمانے میں نادر شمار ہوتی ہے وہ بسااوقات دُوسرے زمانے میں اور دُوسرے شہر میں نادر نہیں، بلکہ کثیر الوقوع ہوتی ہے، اس لئے شوکانی کا یہ اعتراض بے محل ہے، علاوہ ازیں شوکانی یہ چاہتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں روایت شدہ صحیح حدیث کے حکم کو محض رائے سے

باطل کردیں، (پس یہ درحقیقت انکارِ حدیث کے جراثیم ہیں)، غالباً اس قدر وضاحت اس بات کو بتانے کے لئے کافی ہے کہ ان لوگوں کے لئے حدیثِ ابنِ عباسؓ سے استدلال کی کوئی گنجائش نہیں۔

اب لیجئے حدیثِ رکانہ! جس سے یہ لوگ تمسک کرنا چاہتے ہیں، یہ وہ حدیث ہے جسے اِمام احمدؒ نے مسند میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

''حدیث بیان کی ہم سے سعد بن ابراہیم نے، کہا: خبر دی ہم کو میرے والد نے، محمد بن اسحاق سے، کہا: حدیث بیان کی مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے، اس نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا:

رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دی تھیں، پھر ان کو اس پر شدید غم ہوا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: تم نے کیسے طلاق دی تھی؟ انہوں نے کہا کہ: میں نے تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دیں۔ فرمایا: یہ تو ایک ہوئی، لہٰذا تم اگر چاہو تو اس سے رُجوع کرلو، چنانچہ رکانہ نے اس سے رُجوع کرلیا۔''

اور مجھے بے حد تعجب ہوتا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ صحابہؓ کے زمانے میں تین طلاق ''أنتِ طالق ثلاثا'' کے لفظ سے ہوتی ہی نہیں تھی، وہ اس حدیث سے تین کو ایک کی طرف رَدّ کرنے پر استدلال کیسے کرنا چاہتا ہے؟ پس جو تین طلاق کہ مجلسِ واحد میں ''أنتِ طالق ثلاثا'' کے الفاظ سے نہ تو لامحالہ تکرارِ لفظ کے ساتھ ہوگی، اور تکرار کی صورت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ اس نے تاکید کا ارادہ کیا ہو، دُوسرے یہ کہ تین طلاق واقع کرنے کا قصد کیا ہو، پس جب معلوم ہوا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا تو دیانۃً اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے تین طلاق دیں، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے طلاق کا لفظ تین بار دُہرایا، اور ہوسکتا ہے کہ راوی نے حدیث کو مختصر کرکے

روایت بامعنی کردی ہو۔

علاوہ ازیں یہ حدیث منکر ہے، جیسا کہ اِمام جصاصؒ اور ابنِ ہمامؒ فرماتے ہیں، کیونکہ یہ پختہ کار ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے، نیز یہ حدیث معلول بھی ہے، جیسا کہ ابنِ حجرؒ نے ''تخریج احادیث رافعی'' (التلخیص الحبیر) میں ذکر کیا ہے، تخریج میں ابنِ حجرؒ کے الفاظ یہ ہیں:

> ''حدیث:...... رکانہ بن عبد یزید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس کہا کہ: ''میں نے اپنی بیوی سہمیہ کو ''البتہ'' طلاق دے دی ہے، اور اللہ کی قسم! کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیوی مجھ کو لوٹادی۔'' اس حدیث کو اِمام شافعیؒ، ابوداوٴدؒ، ترمذیؒ اور ابنِ ماجہؒ نے تخریج کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ رکانہ تک مسند ہے یا مرسل؟ ابوداوٴد ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور اِمام بخاریؒ نے اس کو اضطراب کی وجہ سے معلول کہا ہے، ابنِ عبدالبرؒ نے تمہید میں کہا ہے کہ محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، اور اس باب میں ابنِ عباسؓ سے بھی روایت ہے (یعنی بلفظِ ثلاث، جیسا کہ ہم نے اُوپر پوری روایت نقل کردی ہے) اس کو اِمام احمدؒ نے اور حاکمؒ نے روایت کیا ہے، اور یہ معلول ہے۔''

بلکہ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں ان حضرات کی رائے کی تصویب کی ہے کہ (ابنِ عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث میں) تین کا لفظ بعض راویوں کا تبدیل کیا ہوا لفظ ہے، کیونکہ ''البتہ'' کے لفظ سے تین طلاق واقع کرنا شائع تھا، (اس لئے راوی نے ''البتہ'' کو تین سمجھ کر تین طلاق کا لفظ نقل کردیا) اور اہلِ علم کے اقوال ''طلاقِ بتہ'' کے بارے میں مشہور ہیں۔

اب ہم مسندِ احمد میں (مذکورہ بالا) حدیث محمد بن اسحاق پر کلام کرتے ہیں تاکہ اس کے منکر اور معلول ہونے کے وجوہ ظاہر ہوجائیں۔

رہا محمد بن اسحاق! تو اِمام مالکؒ اور ہشام بن عروہؒ وغیرہ نے طویل وعریض الفاظ میں اس کو کذّاب کہا ہے، یہ صاحب ضعفا سے تدلیس کرتے تھے، اور بیان کئے بغیر اہلِ کتاب کی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور بتاتے نہیں تھے کہ یہ اہلِ کتاب کی روایت ہے، اس پر قدر کی بھی تہمت ہے، اور لوگوں کی حدیث کو اپنی حدیث میں داخل کردینے کا بھی اس پر اِلزام ہے، یہ ایسا شخص نہیں جس کا قول صفات میں قبول کیا جائے، اور نہ اَحادیثِ اَحکام میں اس کی روایت معتبر ہے، خواہ وہ سماع کی تصریح کرے، جبکہ اس کی روایت کے خلاف روایات پے در پے وارِد ہوں، اور جس نے اس کی روایت کو قوی کہا ہے تو صرف مغازی میں قوی کہا ہے۔

اس حدیث کی سند میں دُوسرا راوی داوٴد بن حصین ہے، جو خارجیوں کے مذہب کے داعیوں میں سے تھا، اور اگر اِمام مالکؒ نے اس سے روایت نہ کی ہوتی تو اس کی حدیث ترک کردی جاتی، جیسا کہ ابوحاتم نے کہا ہے، اور ابنِ مدینیؒ کہتے ہیں کہ داوٴد بن حصین جس روایت کو عکرمہ سے نقل کرے، وہ منکر ہے، اور اہلِ جرح وتعدیل کا کلام اس کے بارے میں طویل الذیل ہے، جن حضرات نے اس کی روایت کو قبول کیا ہے تو صرف اس صورت میں قبول کیا جبکہ وہ نکارت سے خالی ہو، پس اس کی روایت ثقہ ثبت راویوں کے خلاف کیسے قبول کی جاسکتی ہے؟

اور تیسرا راوی عکرمہ ہے، جس پر بہت سی بدعات کی تہمت ہے، اور سعید ابنِ مسیّب اور عطاء جیسے حضرات اس سے اجتناب کرتے تھے، پس حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کرنے والے ثقہ راویوں کے خلاف اس کا قول کیسے قبول کیا جائے گا؟ پس جس نے اس روایت کو ''منکر'' کہا اس نے بہت ہی صحیح کہا ہے۔ اور اِمام احمدؒ سے اس قسم کے متن کی تحسین ایسی سند کے ساتھ صحیح نہیں، حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ: طاوٴس کی روایت حضرت ابنِ عباسؓ سے تین طلاق کے بارے میں شاذ اور مردود ہے، جیسا کہ ہم اسحاق بن منصور اور ابوبکر اثرم کے حوالے سے قبل ازیں نقل کرچکے ہیں۔

ابنِ ہمامؒ لکھتے ہیں کہ: صحیح تر وہ روایت ہے جس کو ابوداوٴد، ترمذی اور ابنِ ماجہ نے


فہرست

نقل کیا ہے کہ: رکانہ نے اپنی بیوی کو ''بتہ'' طلاق دی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حلف لیا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اس کو واپس کرادی، اس نے دُوسری طلاق حضرت عمرؓ کے زمانے میں اور تیسری حضرت عثمانؓ کے زمانے میں دی۔

اور اسی کی مثل مسندِ شافعی میں ہے، چنانچہ ابوداوٴد کی سند میں نافع بن عجیر بن عبدیزید ہے، پس نافع کو ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، اگرچہ نافع کو بعض ایسے لوگوں نے مجہول کہا ہے جن کی رجال سے ناواقفیت بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے والد کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ کبار تابعین میں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی جرح منقول نہیں۔ اور اِمام شافعیؒ کی سند میں عبداللہ بن علی بن سائب بن عبید بن عبدیزید ابورکانہ واقع ہے، جس کو اِمام شافعیؒ نے ثقہ کہا ہے۔ رہے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ، جس کو ابنِ حزم ذکر کرتے ہیں، ان کی ابنِ حبان نے توثیق کی ہے۔ علاوہ ازیں تابعین میں یہی کافی ہے کہ ان کو جرح کے ساتھ ذکر نہ کیا گیا ہو، تاکہ وہ جہالتِ وصفی سے نکل جائیں، صحیحین میں اس نوعیت کے بہت سے رجال ہیں، جیسا کہ الذہبیؒ نے یہ کہتے ہوئے اعتماد کیا ہے کہ آدمی کی اولاد اور اس کے گھر کے لوگ اس کے حالات سے زیادہ واقف ہوا کرتے ہیں۔

حافظ ابنِ رجبؒ نے ابنِ جریج کی وہ حدیث ذکر کی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ: مجھے خبر دی ہے ابورافع مولیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بعض نے عکرمہ سے انہوں نے ابنِ عباسؓ سے (اس سند سے مسند کی روایت کے ہم معنی روایت ذکر کی ہے) اس روایت کو ذکر کر کے حافظ ابنِ رجبؒ لکھتے ہیں کہ:

> ''اس کی سند میں مجہول راوی ہے، اور جس شخص کا نام نہیں لیا گیا وہ محمد بن عبداللہ بن ابی رافع ہے، جو ضعیف الحدیث ہے، اور اس کی احادیث منکر ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ متروک ہے، لہٰذا یہ حدیث ساقط ہے، اور محمد بن ثور الصنعانی کی روایت میں ہے کہ رکانہ نے کہا: میں نے اس کو طلاق دے دی، اس میں ''ثلاثا'' کا لفظ ذکر

نہیں کیا، اور محمد بن ثور ثقہ ہیں، بڑے درجے کے آدمی ہیں، نیز اس کے معارض وہ روایت بھی ہے جو رکانہ کی اولاد سے مروی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو ''بتہ'' طلاق دی تھی۔''

اس سے ابنِ قیمؒ کے کلام کا فساد معلوم ہوجاتا ہے جو انہوں نے اس حدیث پر کیا ہے، جس صورت میں کہ حدیثِ رکانہ میں ''البتۃ'' کی روایت صحیح ہو اس سے جمہور کے دلائل میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، اور جس صورت میں کہ حدیثِ رکانہ میں اضطراب ہو، جیسا کہ اِمام ترمذیؒ نے اِمام بخاریؒ سے نقل کیا ہے، اور اِمام احمدؒ نے اس کے تمام طرق کو ضعیف قرار دیا ہے، اور ابنِ عبدالبرؒ نے بھی اس کی تضعیف میں اِمام احمدؒ کی پیروی کی ہے، اس صورت میں حدیثِ رکانہ کے الفاظ میں کسی لفظ سے بھی استدلال ساقط ہوجاتا ہے۔ اس حدیث کے اضطرابات میں سے ایک یہ ہے کہ کبھی روایت کرتے ہیں کہ طلاق دینے والا ابورکانہ تھا، اور کبھی یہ کہ رکانہ کا باپ نہیں بلکہ خود رکانہ تھا، اس اضطراب کو یوں دفع کیا جاسکتا ہے کہ یہ اضطراب تین کی روایت میں ہے، ''البتۃ'' کی روایت میں نہیں، ''البتۃ'' کی روایت متن و سند کے اعتبار سے علل سے خالی ہے، اور اگر فرض کرلیا جائے کہ اس میں بھی علت ہے تو (یہ روایت ساقط الاعتبار ہوگی اور) باقی دلائل بغیر معارض کے باقی رہیں گے۔

اور ابنِ رجبؒ کہتے ہیں:

''ہم اُمت میں سے کسی کو نہیں جانتے جس نے اس مسئلے میں مخالفت کی ہو، نہ ظاہری مخالفت، نہ حکم کے اعتبار سے، نہ فیصلے کے لحاظ سے، نہ علم کے طور پر، نہ فتویٰ کے طور پر۔ اور یہ مخالفت نہیں واقع ہوئی مگر بہت ہی کم افراد کی جانب سے، ان لوگوں پر بھی ان کے ہم عصر حضرات نے آخری درجے کی نکیر کی، ان میں سے اکثر لوگ اس مسئلے کو مخفی رکھتے تھے، اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔

پس اللہ تعالیٰ کے دِین کے اخفاء پر اِجماعِ اُمت کیسے ہوسکتا ہے، جس دِین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم


فہرست

کے ذریعہ نازل فرمایا؟ اور اس شخص کے اجتہاد کی پیروی کیسے جائز ہوسکتی ہے جو اپنی رائے سے اس کی مخالفت کرتا ہو؟ اس کا اعتقاد ہرگز جائز نہیں۔''

اُمید ہے کہ اس بیان سے واضح ہوگیا ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو نافذ کرنا حکمِ شرعی تھا، جس کی مدد پر کتاب وسنت موجود ہیں، اور جو اِجماعِ فقہائے صحابہؓ کے مقارن ہے، تابعینؒ اور ان سے بعد کے حضرات کا اِجماع مزید براں ہے، اور یہ حکمِ شرعی کے مقابلے میں تعزیری سزا نہیں تھی۔ پس جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین طلاق کو نافذ کرنے سے خروج کرتا ہے وہ ان تمام چیزوں سے خروج کرتا ہے۔

## ۶:......طلاق کو شرط پر معلق کرنا اور طلاق کی قسم اُٹھانا

مؤلفِ رسالہ صفحہ:۱۱۴ پر لکھتے ہیں:

''اور طلاقِ معلق کی سب صورتیں غیر صحیح ہیں، اور طلاقِ معلق واقع نہیں ہوتی۔''

صفحہ:۸۳ پر لکھتے ہیں:

''اور اس سلسلے میں ان کے معاملے کو بادشاہوں اور اُمراء کی خواہشات نے ...خصوصاً بیعت کے معاملے میں... قوی کردیا۔''

جناب مؤلف کا طلاقِ معلق کی دونوں صورتوں کو باطل قرار دینا اور صدرِ اوّل کے فقہاء پر یہ تہمت لگانا کہ وہ بیعت کے حلف میں ملوک و اُمراء کی خواہشات کی تکمیل کیا کرتے تھے، اس شخص کے نزدیک بڑی جرأت و بے باکی ہے جس نے اس مسئلے میں فقہاء کے نصوص کا مطالعہ کیا ہو، اور جو ان فقہائے اُمت کے حالات سے واقفیت رکھتا ہو کہ وہ حق کی راہ میں کس طرح مرمٹ گئے تھے۔

میرا خیال تھا کہ ابوالحسن السبکیؒ کا رسالہ ''الدرة المضیة'' اور اس کے ساتھ چند اور رسائل جو کچھ سالوں سے شائع ہوچکے ہیں ان کے مطالعے کے بعد ان لوگوں کو بھی اس مسئلۂ تعلیق میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہے گی جن کو فقہی مذاہب کی مبسوط کتابوں کی ورق

گردانی کا موقع نہیں ملتا، جناب مصنف کو غالباً اس کے مطالعے کا اتفاق نہیں ہوا، یا پھر انہوں نے جان بوجھ کر کٹ حجتی کا راستہ پسند کیا ہے۔

فقہائے اُمت صحابہؓ وتابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا مذہب یہ ہے کہ طلاق کو جب کسی شرط پر معلق کیا جائے تو شرط کے پائے جانے کی صورت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے، خواہ شرط، حلف کے قبیل سے ہو، کہ ترغیب کا یا منع کا یا تصدیق کا فائدہ دے، یا اس قبیل سے نہ ہو، کہ ان میں سے کسی چیز کا فائدہ نہ دے، ان تمام اکابر کے خلاف ابنِ تیمیہؒ کا قول ہے کہ جو تعلیق کہ از قبیل حلف ہو اس میں طلاق واقع نہیں ہوتی، بلکہ حلف ٹوٹنے کی صورت میں کفارہ لازم آتا ہے، اور یہ ایسی بات ہے جو ابنِ تیمیہؒ سے پہلے کسی نے نہیں کہی۔ تعلیق کی ان دونوں قسموں میں روافض بھی صحابہؓ وتابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے مخالف ہیں اور بعض ظاہریہ نے ...جن میں ابنِ حزم بھی شامل ہیں... اس مسئلے میں روافض کی پیروی کی ہے۔ اور ان سب سے پہلے جو اجماع منعقد ہوچکا ہے وہ ان کے خلاف حجت ہے۔ اور جن حضرات نے اس مسئلے پر اجماع نقل کیا ہے وہ یہ ہیں: اِمام شافعیؒ، ابوعبیدؒ، ابوثورؒ، ابنِ جریرؒ، ابنِ منذرؒ، محمد بن نصر مروزیؒ، ابنِ عبدالبرؒ (التمہید اور الاستذکار میں)، فقیہ ابنِ رُشدؒ (المقدمات میں)، اور ابوالولید الباجیؒ (المنتقیٰ) میں۔

حدیث وآثار کی وسعتِ علم میں ان حضرات کا وہ مرتبہ ہے کہ ان میں سے ایک بزرگ اگر چھینکیں تو ان کی چھینک سے شوکانی، محمد بن اسماعیل الامیر اور قنوجی جیسے دسیوں آدمی جھڑیں گے، تنہا محمد بن نصر مروزیؒ کے بارے میں ابنِ حزم کہتے ہیں:

> ''اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی کوئی حدیث ایسی نہیں جو محمد بن نصر کے پاس نہ ہو تو اس شخص کا دعویٰ صحیح ہوگا۔''

اور یہ حضرات اِجماع کے نقل کرنے میں امین ہیں، اور صحیح بخاری میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ طلاقِ معلق واقع ہوجاتی ہے، چنانچہ نافع کہتے ہیں کہ: ایک شخص نے یوں طلاق دی کہ اگر وہ نکلی تو اسے قطعی طلاق، حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا: ''اگر


فہرست

نکلی تو اس سے بائنہ ہوجائے گی، نہ نکلی تو کچھ نہیں‘‘۔ ظاہر ہے کہ یہ فتویٰ اسی زیرِ بحث مسئلے میں ہے، ابنِ عمرؓ کے علم اور فتویٰ میں ان کے محتاط ہونے میں کون شک کرسکتا ہے؟ اور کسی ایک صحابی کا نام بھی نہیں لیا جاسکتا کہ جس نے اس فتویٰ میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی ہو، یا اس پر نکیر فرمائی ہو۔

اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے طلاق کی قسم کے بارے میں ایک فیصلہ ایسا دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاقِ معلق واقع ہوجاتی ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپؓ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس نے طلاق کا حلف اُٹھایا تھا، اور اس حلف کو وہ پورا نہیں کرسکا تھا۔ لوگوں نے مطالبہ کیا کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کا فیصلہ کیا جائے، آپؓ مقدمہ کی پوری رُوداد سن کر اس نتیجے پر پہنچے کہ اس بے چارے سے جبراً حلف لیا گیا ہے، چنانچہ آپؓ نے فرمایا: ’’تم لوگوں نے اس کو پیس ڈالا‘‘ (یعنی مجبور کرکے حلف لیا)۔ پس اکراہ کی بنا پر آپؓ نے اس کی بیوی اسے واپس دِلادی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکراہ کی صورت نہ ہوتی تو آپؓ کی رائے بھی یہی تھی کہ طلاق واقع ہوگئی۔ اور فیصلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا کون ہے؟ ابنِ حزم نے اس فیصلے کو صحیح صورت سے ہٹانے کے لئے تکلف کیا ہے اور محض خواہشِ نفس کی بنا پر اسے اس کے ظاہر سے نکالنے کی کوشش کی ہے، جیسا کہ ان کا قول حضرت شریحؒ کے فیصلے کے بارے میں بھی اسی قبیل سے ہے۔[1]

اور سننِ بیہقی میں بہ سندِ صحیح حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ’’اگر اس نے فلاں کام کیا تو اسے طلاق‘‘ بیوی نے وہ کام کرلیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ’’یہ ایک طلاق ہوئی‘‘، یہ وہی ابنِ مسعودؓ ہیں جنھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم سے بھری ہوئی پٹاری کہتے تھے، صحیح فتویٰ دینے میں ان جیسا کون ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی تعلیق مروی ہے اور حضرت زبیر رضی

(۱) راوی کے الفاظ میں: ’’لم یرہ حنثا‘‘ (آپؓ نے اسے قسم کا ٹوٹنا نہیں سمجھا) یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حلف اُٹھانے والے نے جو عمل کیا، اگر آپؓ اسے قسم کا ٹوٹنا سمجھتے تو تعلیق کے بموجب طلاق کے وقوع کا فیصلہ فرماتے۔ (مصنف)

اللہ عنہ سے بھی۔ اور آثار اس بارے میں بہت ہیں، اور کتاب اللہ میں حلف توڑنے پر لعنت کی گئی ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے:

''ہر ایک قسم خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو، بشرطیکہ طلاق یا عتاق کی قسم نہ ہو، تو اس میں قسم کا کفارہ ہے۔''

اس اثر کو ابنِ عبدالبرؒ نے ''التمهيد'' اور ''الاستذكار'' میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے، مگر احمد بن تیمیہؒ نے اس کو نقل کرتے ہوئے استثناء (یعنی ''ليس فيها طلاق ولا عتاق'' کے الفاظ) کو حذف کردیا اور بقول ابوالحسن السبکیؒ یہ ان کی خیانت فی النقل ہے۔ یہ تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا دور، جس میں طلاقِ معلق کے وقوع کے سوا کوئی فتویٰ منقول نہیں۔

اب تابعین کو لیجئے! تابعینؒ میں ائمہ علم معدود اور معروف ہیں، اور ان سب نے قسم کے پورا نہ ہونے کی صورت میں وقوعِ طلاق کا فتویٰ دیا۔ ابوالحسن السبکیؒ ''الدرة المضية'' میں... جس سے ہم نے اس بحث کا بیشتر حصہ ملخص کیا ہے... فرماتے ہیں: جامع عبدالرزّاق، مصنف ابنِ ابی شیبہ، سننِ سعید بن منصور اور سننِ بیہقی جیسی صحیح اور معروف کتابوں سے ہم ائمہ اجتہاد تابعینؒ کے فتاویٰ صحیح اسانید کے ساتھ نقل کرچکے ہیں کہ حلف بالطّلاق کے بعد قسم ٹوٹنے کی صورت میں انہوں نے طلاق کے وقوع کا فتویٰ دیا، کفارے کا فیصلہ نہیں دیا۔ ان ائمہ اجتہاد تابعین کے اسمائے گرامی یہ ہیں: سعید بن مسیّب، حسن بصری، عطاء، شعبی، شریح، سعید بن جبیر، طاؤس، مجاہد، قتادہ، زہری، ابومخلد، مدینہ کے فقہائے سبعہ، یعنی: عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، خارجہ بن زید، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سالم بن عبداللہ، سلیمان بن یسار، اور ان فقہائے سبعہ کا جب کسی مسئلے پر اجماع ہوتو ان کا قول دُوسروں پر مقدّم ہوتا ہے۔ اور حضرت ابنِ مسعودؓ کے بلند پایہ شاگردانِ رشید یعنی: علقمہ بن قیس، اسود، مسروق، عبیدہ السلمانی، ابووائل، شقیق بن سلمہ، طارق بن شہاب، زر بن حبیش، ان کے علاوہ دیگر تابعین، مثلاً: ابنِ شبرمہ، ابوعمرو الشیبانی، ابو الاحوص، زید بن وہب، حکم بن عتیبہ، عمر بن عبدالعزیز، خلاس بن عمرو، یہ سب وہ حضرات ہیں جن کے فتاویٰ طلاقِ معلق کے وقوع پر نقل کئے گئے ہیں، اور ان کا اس مسئلے میں کوئی

اختلاف نہیں۔ بتائیے! ان کے علاوہ علمائے تابعین اور کون ہیں؟ پس یہ ہے صحابہؓ و تابعینؒ کا دور، وہ سب کے سب وقوع کے قائل ہیں، ان میں سے ایک بھی اس کا قائل نہیں کہ صرف کفارہ کافی ہے۔

اب ان دونوں زمانوں کے بعد والے حضرات کو لیجئے ان کے مذاہب مشہور و معروف ہیں، اور وہ سب اس قول کی صحت کی شہادت دیتے ہیں، مثلاً: اِمام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ابوعبیدؒ، ابوثورؒ، ابن المنذرؒ، ابنِ جریرؒ، ان میں سے کسی کا بھی اس مسئلے میں اختلاف نہیں۔ اور ابنِ تیمیہؒ کو کسی تابعی کی طرف عدمِ وقوع کا فتویٰ منسوب کرنے کی قدرت نہ ہوئی، البتہ ابنِ حزم کی پیروی میں انہوں نے طاؤس کی طرف اس کو منسوب کیا ہے، مگر ابنِ حزم خود طاؤس سے اس کی روایت کرنے میں غلطی پر ہیں، اور ان کی پیروی کرنے والا ان سے بڑھ کر غلطی پر ہے۔ طاؤس کا فتویٰ ''مکرہ'' کے بارے میں ہے، جیسا کہ خود مصنف عبدالرزّاق سے ظاہر ہوتا ہے، اور اسی کی طرف ابنِ حزم اس روایت کو منسوب کرتے ہیں، اور سننِ سعید اور مصنف عبدالرزّاق وغیرہ میں طاؤس کا یہ فتویٰ بہ سندِ صحیح موجود ہے کہ ایسی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

بعد کے دور میں بعض ظاہریہ کی اس مسئلے میں مخالفت اس اِجماع کی رُو سے باطل ہے جو ان سے پہلے صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے دور میں منعقد ہوچکا تھا۔ اِجماع ایسا نہیں جس کی تصویرکشی ابنِ حزم اقوالِ صحابہ سے پھسل پھسل کر کرنا چاہتے ہیں، جبکہ صحابہؓ ہی ہم تک دِین کے منتقل کرنے میں امین ہیں۔ علاوہ ازیں ظاہریہ، جو قیاس کی نفی کرتے ہیں، اہلِ تحقیق کے نزدیک ان کا کلام اجماع میں لائقِ شمار نہیں، اگرچہ ہرگری پڑی چیز کو اُٹھانے والا کوئی نہ کوئی مل ہی جاتا ہے۔

ابوبکر جصاص رازیؒ اپنے ''اُصول'' میں لکھتے ہیں:

''ان لوگوں کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں جو شریعت کے اُصول کو نہیں جانتے، اور قیاس کے طرق اور اجتہاد کے وجوہ کے قائل نہیں، مثلاً: داؤد اصبہانی اور کرابیسی اور ان کی مثل دُوسرے کم فہم


فہرست

اور ناواقف لوگ، اس لئے کہ انہوں نے چند احادیث ضرور لکھیں مگر ان کو وجوہ نظر اور فروع وحوادث کو اُصول کی طرف لوٹانے کی معرفت حاصل نہیں تھی۔ ان کی حیثیت اس عامی شخص کی سی ہے جس کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں، کیونکہ وہ حوادث کو ان کے اُصول پر مبنی کرنے سے ناواقف ہیں۔ اور داؤد عقلی دلائل کی یکسر نفی کرتے تھے، ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ: آسمانوں اور زمین میں اور خود ہماری ذات میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی توحید پر دلائل نہیں۔ ان کا خیال تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو صرف ''خبر'' کے ذریعہ پہچانا ہے۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے صحیح ہونے کی پہچان، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور مسیلمہ کذّاب وغیرہ جھوٹے مدعیانِ نبوّت کے درمیان فرق اور ان جھوٹوں کے جھوٹ کے علم کا ذریعہ بھی عقل اور ان معجزات، نشانات اور دلائل میں غور کرنا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں، کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی معرفت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل ہوجائے، پس جس شخص کی مقدارِ عقل اور مبلغ علم یہ ہو، اسے علماء میں شمار کرنا کیسے جائز ہے؟ اور اس کی مخالفت کا کیا اعتبار ہے؟ اور وہ اس کے ساتھ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا، کیونکہ یہ قول کہ: ''میں اللہ تعالیٰ کو دلائل سے نہیں پہچانتا'' اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ اللہ کو نہیں پہچانتا۔ پس وہ عامی سے بھی زیادہ ناواقف اور چوپائے سے بھی زیادہ ساقط ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کا قول اپنے زمانے کے لوگوں کے خلاف بھی لائق اعتبار نہیں، چہ جائیکہ متقدمین کے خلاف لائقِ اعتبار ہوتا۔ نیز ہم کہتے ہیں کہ: ہر وہ شخص جو اُصولِ سمع، طرقِ اجتہاد اور قیاسِ فقہی

کے طرق کو نہیں جانتا اس کی مخالفت کا اعتبار نہیں، خواہ علومِ عقلیہ میں وہ کتنا ہی بلند پایہ ہو، ایسے شخص کی حیثیت بھی عامی کی سی ہے، جس کی مخالفت کسی شمار میں نہیں۔''

اللہ تعالیٰ جصاصؒ کو اہلِ علم کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے، انہوں نے اس کم فہم جماعت کی حالت کو خوب ظاہر کردیا، اگرچہ ان کے بارے میں کچھ سختی کا لہجہ بھی اختیار کیا۔ جصاصؒ ان لوگوں کی حالت کو دُوسروں سے زیادہ جانتے تھے، کیونکہ ان کے اِمام کا زمانہ جصاصؒ کے قریب تھا، اور ان کے بڑے بڑے داعیوں کے تو وہ ہم عصر تھے، اور ان کی یہ دُرشتی اس بنا پر ہے کہ اللہ کے دِین کو جاہلوں کے ہاتھ کا کھلونا بنتے دیکھ کر آدمی کو غیرت آنی چاہئے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ''قولِ بلیغ'' کا حکم فرمایا ہے، اور جو شخص ان کے حق میں تساہل سے کام لیتا ہے وہ ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا، ہاں! دِین کو نقصان ضرور پہنچاتا ہے۔

اِمام الحرمینؒ نے بھی اس شدّت میں جصاصؒ کی پیروی کی ہے، اور جس شخص کا یہ خیال ہے کہ اِمام الحرمینؒ کا قول ابنِ حزم اور ان کے متبعین کے بارے میں ہے وہ تاریخ سے بے خبر ہے، کیونکہ اِمام الحرمینؒ کے زمانے میں ابنِ حزم کا مذہب مشرق میں نہیں پھیلا تھا کہ ''ظاہریہ'' کے نام سے اس پر گفتگو کرتے۔

البتہ جس شخص نے ابنِ حزم کے رَدّ میں درازنفسی سے کام لیا ہے وہ ابوبکر بن عربیؒ ہیں، چنانچہ وہ ''العواصم والقواصم'' (ج:۲ ص:۶۷-۹۱) میں ظاہریہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''یہ ایک کم فہم گروہ ہے، جو پھلانگ کر ایسے مرتبے پر جا پہنچا جس کا وہ مستحق نہیں تھا، اور یہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں جس کو خود بھی نہیں سمجھتے، یہ بات انہوں نے اپنے خارجی بھائیوں سے حاصل کی ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفین میں تحکیم کو قبول کرلیا تو انہوں نے کہا تھا: ''لا حکم اِلا للہ'' بات سچی تھی مگر

ان کا مدعا باطل تھا۔

میں نے اپنے سفر کے دوران جو پہلی بدعت دیکھی وہ باطنیت کی تحریک تھی، جب لوٹ کر آیا تو دیکھا کہ ''ظاہریت'' نے مغرب کو بھر رکھا ہے، ایک کم فہم شخص جو اشبیلیہ کے کسی گاؤں میں رہتا تھا، ابنِ حزم کے نام سے معروف تھا، اس نے نشو و نما اِمام شافعیؒ کے مذہب سے متعلق ہوکر پائی، بعد ازاں ''داؤد'' کی طرف اپنی نسبت کرنے لگا، اس کے بعد سب کو اُتار پھینکا، اور بذاتِ خود مستقل ہوگیا۔ اس نے خیال کیا کہ وہ اُمت کا اِمام ہے، وہی رکھتا اور اُٹھاتا ہے، وہی حکم کرتا اور قانون بناتا ہے، اور وہ اللہ کے دِین کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتا ہے جو دِین میں نہیں، اور لوگوں کو علماء سے متنفر کرنے اور ان پر طعن و تشنیع کی خاطر علماء کے ایسے اقوال نقل کرتا ہے جو انہوں نے ہرگز نہیں کہے۔''

اس کے بعد ابن العربیؒ نے ابنِ حزم کی بہت سی رُسوا کن باتیں ذکر کی ہیں، جن میں اربابِ بصیرت کے لئے عبرت ہے، اور وسعتِ علم، متانتِ دِین اور امانت فی النقل میں ابوبکر بن العربیؒ کا جو مرتبہ ہے اس سے اناڑی جاہل ہی ناواقف ہوں گے۔

اور حافظ ابوالعباس احمد بن ابی الحجاج یوسف اللبلی الاندلسی اپنی ''فہرست'' میں ابنِ حزم کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ یہ شخص حافظ ہے، مگر جب اپنی محفوظات کو سمجھنے میں مشغول ہوا تو ان کے سمجھنے کی اسے توفیق نہیں ہوئی، کیونکہ جو چیز بھی اس کے خیال میں آجائے وہ اسی کا قائل ہوجاتا ہے۔ میرے اس قول کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ کوئی معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی ابنِ حزم کے اس قول کا قائل نہیں ہوسکتا کہ: قدرتِ قدیمہ محال کے ساتھ بھی متعلق ہوجاتی ہے۔''

ابنِ حزم مسکین نے ''الفصل'' میں ''تعلق قدرت بالمحال'' کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ ایسی شناعت ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی شناعت کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا، حافظ اللبلی نے اس کا اپنی فہرست میں بڑا واضح رَدّ کیا ہے، اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:

''ظنِ غالب یہ ہے کہ ابنِ حزم سے جو یہ کفرِ عظیم صادر ہوا اس سلسلے میں جو اقوال ہذیان، اَٹکل پچو اور بہتان کے قبیل سے اس کے قلم سے نکلے ان کا ثبوت بقائمی ہوش و حواس اور بسلامتیٔ عقل و صحتِ فہم اس سے نہیں ہوا، بسا اوقات اس پر ایسے اخلاط کا غلبہ ہوجاتا تھا جس کے علاج سے سقراط و بقراط بھی عاجز تھے، ایسی حالت میں اس سے یہ حماقتیں اور ہذیانات صادر ہوتے تھے۔''

جنونک مجنون ولست بواحد
طبیبًا یداوی من جنون جنون

ترجمہ:...... ''تیرا جنون بھی مجنون ہے، اور تجھے ایسا طبیب میسر نہیں جو جنون کے جنون کا علاج کرسکے۔''

بعد ازاں اللبلی نے بڑی تفصیل سے اِمام اشعریؒ اور ان اصحاب کے بارے میں ابنِ حزم کے اقوال کا رَدّ کیا ہے، اور بہت سے اہلِ علم نے تصریح کی ہے کہ ابنِ حزم کا نسبی تعلق اشبیلیہ کے دیہات کے ان فارسی گنواروں (اعلاج) سے تھا جو بنواُمیہ کا تقرّب حاصل کرنے کے لئے ان کے موالی کی طرف منسوب ہوگئے تھے، اور جو شخص اپنے نسب کے بارے میں بھی سچ نہ بولتا ہو اس سے کسی اور بات میں سچ بولنے کی کیا توقع ہوسکتی ہے؟ ابنِ حزم کو جس شخص نے علم میں اس کی حد پر ٹھہرایا وہ ابوالولید الباجیؒ ہیں، جنھوں نے ابنِ حزم سے معروف مناظرے کئے۔ ابنِ حزم کے رَدّ میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں ابوبکر ابن العربیؒ کی ''النواہی عن الدواہی'' بہت اہم کتاب ہے، یہ ان کتابوں میں سے ہے جو چند سال قبل مغرب کی طرف منتقل ہوئیں، نیز اس سلسلے کی چند کتابیں یہ ہیں:

ابوبکر ابن العربیؒ کی ''الغرة فی الردّ علی الدرة''، ابوالحسین محمد بن زرقون

الاشبیلی کی ''المعلی فی الردّ علی المحلی'' اور حافظ قطب الدین حلبی کی ''القدح المعلی فی الکلام علٰی بعض أحادیث المحلی''۔

## ۷:......کیا بدعی طلاق کا واقع ہونا صحابہؓ و تابعین کے درمیان اختلافی مسئلہ تھا؟

مؤلفِ رسالہ لکھتے ہیں:

''بدعی طلاق اور بیک وقت تین طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے میں صحابہ کرامؓ کے دور سے لے کر ہر زمانے میں اختلاف رہا ہے، ائمہ اہلِ بیت ایسی طلاق کے واقع نہ ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔

اور علمائے مصلحین مجتہدین ہر زمانے میں صحیح اور راجح قول کے مطابق فتویٰ دیتے رہے ہیں کہ طلاقِ بدعی باطل ہے اور یہ کہ تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ بعض حضرات تو کھل کر حق کا اظہار کرتے اور علی الاعلان فتویٰ دیتے تھے، اور بعض حضرات عوام اور سیاست دانوں سے ڈر کر ان کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، یہاں تک کہ عظیم الشان مجدّد...... احمد بن تیمیہؒ اور ان کے جرأت مند شاگرد ابنِ قیمؒ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستے میں جبر و تشدّد پر صبر کیا، اور وہ سب زبانِ حال سے کہہ رہے تھے:

''مجھے پروا نہیں، جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاؤں، کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کس پہلو پر میرا قتل ہوگا۔''

اور ہمارے دور تک بہت سے علماء نے اس مسئلے میں ان کی پیروی کی۔'' (ص:۸۸،۸۹)

میں کہتا ہوں کہ حیض میں دی گئی طلاق کا صحیح شمار کیا جانا ان احادیث میں مصرّح ہے جو پہلے گزر چکی ہیں، اور ابوالزبیر کی روایت کا وہ اضافہ ''منکر'' ہے جس کے دامن میں خوارج و روافض کے چیلے پناہ لینا چاہتے ہیں، اِمام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ: ''تمام راویوں کی

احادیث ابوالزبیر کے خلاف ہیں۔'' اور ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ: ''یہ روایت منکر ہے، ابوالزبیر کے سوا کوئی اس کو نقل نہیں کرتا، اور ابوالزبیر ان روایات میں بھی حجت نہیں جن میں اس کا کوئی ہم مثل اس کے خلاف روایت کرے، پس جب اس سے ثقہ تر راوی اس کے خلاف روایت کر رہے ہوں اس وقت وہ کیسے حجت ہوسکتا ہے؟'' اور ''التمہید'' کی جانب جو متابعات منسوب ہیں وہ باطل اسانید کے ساتھ ردّی قسم کے لوگوں سے مروی ہیں، اور حافظ ابنِ عبدالبرؒ ایسے شخص نہیں جو متناقض بات کریں۔ اِمام خطابیؒ کہتے ہیں کہ: ''اہلِ حدیث نے کہا ہے کہ ابوالزبیر نے اس سے بڑھ کر کوئی منکر روایت نہیں کی۔'' اِمام ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ: ''یہ روایت غلط ہے۔'' پس ایسی روایت جو ان سب حضرات کے نزدیک ''منکر'' ہے، اس سے تمسّک کرنا ان کے لئے کیسے ممکن ہوگا؟

علاوہ ازیں اس روایت میں وارِد شدہ اضافہ ''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ نہیں سمجھا'' کو اگر صحیح بھی فرض کرلیا جائے تب بھی ان کے دعوے پر دلالت کرنے سے بمراحل بعید ہے، کیونکہ اس کی وہ صحیح توجیہات ہوسکتی ہیں جو اِمام شافعیؒ، اِمام خطابیؒ اور حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے کی ہیں، اور جن کو اپنے موقع پر ذکر کیا جاچکا ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص طلاق کا لفظ ادا کرے گا، اس کی آواز فضا میں محفوظ ہوجائے گی، اس لئے اس کے الفاظ تو ایک موجود شئ ہے، اس کی نفی بلحاظ صفت ہی کے ہوسکتی ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، اور شوکانی کا یہ کہنا کہ: ''یہ نص ہے'' اس اَمر کی دلیل ہے کہ وہ بات کہنے کے لئے سوچنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اور جس شخص نے ہماری سابق ولاحق تقریر کا احاطہ کیا ہوا سے ایک لحظہ کے لئے بھی تردّد نہیں ہوگا کہ مؤلفِ رسالہ کا قول یکسر باطل ہے، لیکن چند حضرات کی نسبت، جن کے اختلاف کی طرف مؤلف اشارہ کرنا چاہتے ہیں، دوبارہ گفتگو کرنا نامناسب نہ ہوگا، تاکہ جھوٹ کو اس کے گھر تک پہنچایا جاسکے۔

''طلاق خواہ طہر میں دی گئی ہو یا حیض میں، اور ایک دی گئی ہو یا دو تین، وہ بہر صورت واقع ہوجاتی ہے، فرق اگر ہے تو گناہ ہونے یا نہ ہونے کا ہے۔''

یہ فتویٰ ہم مندرجہ ذیل حضرات سے روایت کرچکے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سننِ سعید بن منصور میں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محلّٰی ابنِ حزم میں، حضرت علی اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے سننِ بیہقی میں، حضرت ابنِ عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن زبیر، حضرت عائشہ اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم سے موٴطا اِمام مالک وغیرہ میں، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے سننِ بیہقی میں، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منتقیٰ للباجیؒ اور فتح القدیر لابن الہمامؒ میں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے معانی الآثار طحاوی میں، وغیرہ وغیرہ۔ اور کسی صحابی سے ان کے خلاف فتویٰ منقول نہیں ہے۔ اِمام خطابیؒ فرماتے ہیں: ''بدعی طلاق کے واقع نہ ہونے کا قول خوارج اور روافض کا ہے۔'' ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں: ''اس مسئلے میں صرف اہلِ بدعت اور اہلِ ہویٰ خلاف کرتے ہیں۔'' اور ابنِ حجرؒ فتح الباری میں تین طلاق پر بحث کرنے کے بعد اس کے اخیر میں لکھتے ہیں: ''پس جو شخص اس اجماع کے بعد اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اجماع کو پسِ پشت ڈالتا ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ اتفاق کے بعد جو اختلاف کھڑا کیا جائے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔'' گویا حافظؒ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مدخول بہا پر اکٹھی تین طلاق کا واقع ہونا تحریمِ متعہ کی طرح اجماعی مسئلہ ہے، اور حافظؒ کا یہ کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی رائے میں یہاں کوئی لائقِ اعتبار اختلاف نہیں، ورنہ وہ اپنی تحقیق کے خاتمے پر اس مسئلے میں اجماع کا دعویٰ نہ کرسکتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے اس سے پہلے ابن التین کے اس قول پر کہ: ''وقوع میں اختلاف نہیں، اختلاف ہے تو صرف گناہ میں ہے'' جو یہ اعتراض کیا تھا کہ: ''وقوع میں اختلاف ابنِ مغیث نے الوثائق میں حضرت علی، ابنِ مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے، اور اسے محمد بن وضاح کی طرف منسوب کیا ہے...... اور ابن المنذر نے اسے ابنِ عباس کے شاگردوں مثلاً: عطاء، طاوٴس اور عمرو بن دینار سے نقل کیا ہے'' ابنِ حجرؒ کا یہ اعتراض صرف صورۃً ہے، ورنہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان چار صحابہ کرامؓ سے اور ابنِ عباسؓ کے ان تین شاگردوں سے کوئی ایسی چیز ثابت نہیں جو مسلکِ جمہور (یعنی مدخول بہا پر اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے) کے منافی ہو، اور اگر حافظ کو اپنی کتاب میں تمام اقوال کے جمع

کرنے کی رغبتِ شدیدہ نہ ہوتی تو وہ اپنے آپ کو اس کی اجازت نہ دیتے کہ اس قسم کی ردّی نقول کا ڈھیر لگائیں، اور جب کوئی عالم اپنی ذات کو اتنی بلندی بھی عطا نہ کرسکے کہ وہ ابنِ مغیث ایسے آدمی سے بغیر کسی قید اور لگام کے ہر رُطب و یابس کو نقل کرتا جائے تو قبل اس کے کہ وہ اہلِ علم پر اپنی کثرتِ اطلاع کا رُعب ڈالے وہ اپنے چہرے کو سیاہ کرتا ہے، بلکہ وہ اپنے آپ کو اس بات کے لئے پیش کرتا ہے کہ اسے "حاطبِ لیل" شمار کیا جائے۔ ابنِ حجرؒ سے پہلے ابنِ مغیث کا یہ قول اُبیّ، شرحِ مسلم میں نقل کرچکے ہیں، لیکن طرر بن عات کے واسطے سے، اور طرر بن عات، مالکیہ کے نزدیک ضعف میں معروف ہے، پس یہ ان روایات کے بودا ہونے پر بمنزلہ نص کے ہے، اور اس بحث سے متعلق اُبیّ اور ابنِ حجرؒ سے قبل ابنِ فرح نے "جامع اَحکام القرآن" میں "وثائق ابنِ مغیث" سے براہِ راست ایک صفحے کے قریب نقل کیا، اور ابنِ قیمؒ اور ان کے متبعین نے اسی کتاب سے یہ جھوٹی روایات نقل کیں۔ اور ابنِ فرح کی یہ کتاب "جامع اَحکام القرآن" اس اَمر میں بطورِ خاص ممتاز ہے کہ اس میں ایسی کتابوں سے بکثرت نقول لی گئی ہیں جو آج کل متداول نہیں، مگر دِقتِ نظر، عمدگیٔ بحث اور علم میں تصرف اس کے نیک مؤلف کا فن نہیں، زیادہ سے زیادہ جو کچھ وہ کرتا ہے وہ ہے ایک طرح کی سختی کے ساتھ، یا یوں کہئے کہ ایک طرح کے تعصب کے ساتھ اپنے مذہب سے تمسّک کرنا، اور اس "جامع اَحکام القرآن" میں، نیز اُبیّ کی شرحِ مسلم میں اس بحث میں وارِد شدہ اعلام میں بھی تصحیف ہوئی ہے۔

رہا ابنِ مغیث، تو اس کا نام ابوجعفر احمد بن محمد بن مغیث طلیطلی ہے، ۴۵۹ھ میں ۵۳ برس کی عمر میں اس کی وفات ہوئی، وہ نہ امانت فی النقل میں معروف ہے، اور نہ اپنے تفقہات میں فہم کی عمدگی سے متصف ہے، اور شاذ رائے کی تعلیل میں اس کا یہ قول کہ: "تین کہنے کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ اس نے خبر دی ہے....." اس اَمر کی دلیل ہے کہ اسے فہم وفقہ کا شمہ بھی نصیب نہیں، وہ ہر بدکردار مفتی کا کردار ادا کرتا ہے اور اس نے یہ روایات بغیر سند کے محمد بن وضاح کی جانب منسوب کی ہیں، جبکہ ان دونوں کے مابین طویل فاصلہ ہے۔ آخر اس میں ابنِ مغیث ایسے لوگوں پر اعتماد کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اندلس کے اہلِ علم


فہرست

ناقدین کے درمیان ابنِ مغیث جہل اور سقوطِ علمی میں ضرب المثل ہونے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا، پھر آخر صحابہ کرامؓ سے بغیر سند کے نقل کرنے کے سلسلے میں اس جیسا آدمی لائقِ ذکر کیسے ہوسکتا ہے؟

ابوبکر ابن العربیؒ نے ''العواصم والقواصم'' میں اس اَمر کا نقشہ کھینچا ہے کہ مغرب میں کس طرح مبتدعہ نے فقہاء کا منصب سنبھال لیا، یہاں تک کہ لوگوں نے جاہلوں کو اپنا سردار بنالیا، انہوں نے بغیر علم کے فتوے دیئے، پس خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی کیا، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تعلیم کس طرح بگڑ گئی، ان اُمور کی تشریح کے بعد وہ لکھتے ہیں:

> ''پھر کہا جاتا ہے کہ فلاں طلیطلی نے یہ کہا ہے، فلاں مجریطی کا یہ قول ہے، ابنِ مغیث نے یہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی آواز کی فریادرسی نہ کرے، اور نہ اس کی اُمید پوری کرے، پس وہ پچھلے پاؤں لوٹے اور ہمیشہ پیچھے ہی کو لوٹتا جائے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کے ذریعہ احسان نہ فرمایا ہوتا جو دیارِ علم تک پہنچا اور وہاں سے علم کا مغز اور خلاصہ لے کر آیا (جیسے کہ ''الاصیلی'' اور ''الباجی'' پس انہوں نے ان مردہ قلوب پر علم کے آبِ حیات کے چھینٹے دیئے، اور گندہ دہن قوم کے انفاس کو معطر کیا) تو دِین مٹ چکا تھا۔''

اور بعض مالکی اکابر کے سامنے وہ روایات ذکر کی گئیں جن کو لوگ ابنِ مغیث سے نقل کرتے ہیں تو فرمایا کہ: میں نے عمر بھر کبھی مرغی بھی ذبح نہیں کی، لیکن جو شخص اس مسئلے میں جمہور کی مخالفت کرتا ہے، مراد ابنِ مغیث تھا، میں اس کو ذبح کرنے کی رائے رکھتا ہوں۔

صحابہ کرامؓ سے قابلِ اعتماد نقل کے مواضع صرف صحاحِ ستہ اور باقی سنن، جوامع، مسانید، معاجم اور مصنفات وغیرہ ہیں، جن میں کوئی قول سند کے بغیر نقل نہیں کیا جاتا، ان کتابوں میں زیرِ بحث مسئلے میں جمہور کے خلاف کوئی روایت ان صحابہ کرامؓ سے کہاں مروی ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ سے بہ سندِ صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے ہزار طلاقیں دی تھیں، آپؓ نے اس سے فرمایا: ''تین طلاقیں اس کو تجھ پر حرام کردیتی ہیں'' یہ

روایت بیہقی نے سنن میں اور ابنِ حزم نے محلّٰی میں وکیع، عن الاعمش، عن حبیب بن ابی ثابت عن علیؓ کی سند سے ذکر کی ہے۔ جیسا کہ ان کا یہی فتویٰ ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں نقل کیا ہے جس نے تین مبہم طلاقیں دی تھیں، یہ روایت بہ سندِ صحیح وارِد ہے، جیسا کہ ابنِ رجبؒ نے کہا ہے۔ نیز ''حرام'' اور ''البتۃ'' کے بارے میں ان کا فتویٰ متعدّد طرق سے مروی ہے کہ ان الفاظ سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں، اور جن لوگوں نے اس کے خلاف آپؓ کی طرف منسوب کیا ہے وہ صرف اس مقصد کے لئے منسوب کیا ہے کہ اس کے ذریعہ طلاق کے مسئلے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر طعن کیا جاسکے۔ اور جو روایت ابنِ رجبؒ نے اعمشؒ سے نقل کی ہے، جو پہلے گزر چکی ہے، اس میں عبرت ہے، اسی طرح حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی بہ نقلِ صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے یہی فتویٰ دیا، جیسا کہ مصنف عبدالرزّاق اور سننِ بیہقی وغیرہ میں ہے، اور یہ سب پہلے گزر چکا ہے، اور فقہائے عراق اور عترت طاہرہ جو حضرت زید بن علی کے اصحاب ہیں، وہ اہلِ علم میں سب سے زیادہ ان دونوں اکابر (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت ابنِ مسعودؓ) کے متبع ہیں، ان دونوں فریقوں کا مذہب ان دونوں بزرگوں کے مطابق ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الوفات میں اپنی کلبیہ بیوی کے بارے میں جو کچھ کیا تھا، اس کے خلاف ان سے کہاں ثابت ہے؟ ابنِ ہمامؒ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی اس بیوی کو مرض الوفات میں تین طلاقیں دے دی تھیں، اس واقعہ کی روایات یہ ہیں:

۱:...... بروایت حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ۔ (المحلّٰی ج:۱۰ ص:۲۲۰)

۲:......عبدالرزّاق عن ابنِ جریج عن ابنِ ابی ملیکہ عن ابن الزبیر۔

۳:......ابوعبید عن یحییٰ بن سعید القطان عن ابنِ جریج عن ابن الزبیر۔
(المحلّٰی ج:۱۰ ص:۲۲۳)

۴:...... معلّٰی بن منصور عن الحجاج بن ارطاۃ عن ابنِ ابی ملیکہ عن ابن الزبیر۔

(المحلّٰی ج:۱۰ ص:۲۲۹)

اور ابن ارطاۃ نے یہاں نہ شذوذ اختیار کیا ہے نہ کسی راوی کی مخالفت کی ہے، بلکہ لفظ ''ثلاثا'' میں اس کا متابع موجود ہے، اور اِمام مسلمؒ اس سے متابع کے ساتھ روایت کرتے ہیں، اور یہ آئندہ بحث کے قبیل سے نہیں۔

اور موٴطا وغیرہ میں جو یہ واقعہ لفظ ''البتہ'' اور اس کی مثل کے ساتھ منقول ہے وہ بھی ان تصریحات کی بنا پر تین طلاق پر محمول ہے، اور اگر طرقِ صحیحہ کے ساتھ تین طلاق کی تصریح نہ آتی تو لفظ ''البتہ'' کی روایت میں احتمال تھا کہ اس سے تین طلاق مراد ہوں، اور یہ بھی احتمال تھا کہ تین میں سے آخری طلاق مراد ہو۔ جیسا کہ اِمام ربیعہ نے یہ ذکر کرنے کے بعد کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ یہ طلاق عورت کے مطالبے پر دی گئی تھی، یہی رائے قائم کی ہے، لیکن چونکہ طلاق دہندہ کے قصد میں ان دونوں احتمالوں کو جمع کرنا ممکن نہیں تھا، کیونکہ دونوں آپس میں متنافی ہیں، اس لئے اس کو اقل پر محمول کرنا ضروری تھا، اور وہ ہے تین میں سے آخری طلاق ہونا، چنانچہ اِمام نافع نے بطور رائے کے، نہ کہ روایت کے، یہی کیا۔ اس تأویل کی ضرورت ان دونوں بزرگوں کو اس بنا پر پیش آئی کہ ان کو وہ تصریحات نہیں پہنچی تھیں جو ہم نے ذکر کی ہیں، اور اسی سے وہ خلل ظاہر ہوجاتا ہے جو زرقانی اور مولانا عبدالحی لکھنوی کے کلام میں ہے۔

اور اگر ہم فرض کرلیں کہ حضرت نافع کا قول بطور روایت ہے تو نافع نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، کیونکہ نافع کی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی جبکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا، تو ان کی یہ مقطوع روایت کیسے صحیح ہوسکتی ہے؟ اور یہ روایت کہ انہوں نے تین طلاق دی تھیں وہ ایسے رجال سے ثابت ہے جو پہاڑ کی مانند ہیں، جیسا کہ ابھی گزر چکا، اور کوئی عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی طرف وہ بات سند کے ساتھ منسوب نہیں کرتا جو جمہور صحابہؓ کے مسلک یعنی تین طلاق کے وقوع کے خلاف ہو، حتیٰ کہ جو حضرات یہ رائے رکھتے ہیں کہ تین طلاق بیک وقت دینے میں کوئی گناہ نہیں وہ ابنِ عوفؓ



فہرست

کے اسی فعل سے استدلال کرتے ہیں، جیسا کہ ابنِ ہمامؒ کی فتح القدیر میں ہے۔ اس تحقیق سے واضح ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ٹھیک وہی مسلک ہے جو جمہور صحابہؓ کا ہے، کہ تین طلاق کا بیک وقت واقع کرنا صحیح ہے۔

رہے حضرت زبیرؓ! تو ان کا مسلک جمہور صحابہؓ کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ ان کے صاحب زادے حضرت عبداللہؓ ان کو ساری دُنیا سے زیادہ جانتے ہیں اور ان سے جب یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ آیا باکرہ کو تین طلاق دینا صحیح ہے؟ تو سائل سے فرمایا: ہمارا اس میں کوئی قول نہیں، ابنِ عباسؓ اور ابوہریرہؓ کے پاس جاؤ، ان سے دریافت کرو، پھر آکر ہمیں بھی بتاؤ۔ ان دونوں حضرات نے جواب دیا کہ ایک طلاق اس کو بائن کردے گی اور تین طلاق اسے حرام کردیں گی، یہاں تک کہ وہ کسی دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ یہ واقعہ مؤطا اِمام مالک میں "طلاق البکر" کے زیرِ عنوان مذکور ہے۔ اب اگر ابنِ زبیرؓ کو اپنے والد کا یہ فتویٰ معلوم تھا کہ مدخول بہا کو دی گئی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں تو اس موقع پر وہ اس علم کا اظہار کرنے سے گریز نہ کرتے، کیونکہ جب مدخول بہا کا حکم یہ ہے کہ تو غیر مدخول بہا کا بدرجہ اَولیٰ یہی حکم ہوگا، اور غیر مدخول بہا کی طلاق میں اہلِ علم کا اختلاف معروف ہے۔

اور محمد بن وضاح اندلسی کی طرف جو اس مسئلے میں شذوذ منسوب کیا جاتا ہے اگر یہ نسبت صحیح بھی ہو تو اس کی آخر کیا قیمت ہے؟ یہ وہی صاحب ہیں جن کے بارے میں حافظ ابوالولید بن الفرضی کہتے ہیں کہ: "وہ فقہ وعربیت سے جاہل تھا، بہت سی صحیح احادیث کی نفی کرتا تھا۔" پس ایسا شخص بمنزلہ عامی کے ہے، خواہ اس کی روایت بکثرت ہو، اور اس طلیطلی اور اس مجریطی جیسے مہمل لوگوں کی رائے میں مشغول ہونا اس شخص کا کام ہے جس کے پاس کوئی اور کام نہ ہو، اس لئے ہم ہر حکایت کردہ رائے کی تردید میں مشغول نہیں ہونا چاہتے، اور اِمام نخعیؒ کی جانب جو روایت منسوب کی جاتی ہے اس کا جھوٹ ہونا پہلے گزر چکا ہے، اور محمد بن مقاتل رازی اس شذوذ سے اہلِ علم میں سب سے بعیدتر ہے۔

اور ابنِ حجرؒ نے ابن المنذرؒ کی جانب جو منسوب کیا ہے کہ انہوں نے یہ مسئلہ عطاء،

طاؤس اور عمرو بن دینار سے نقل کیا ہے، تو یہ کھلا ہوا سہو ہے، اس لئے کہ ان تینوں اکابر کا یہ فتویٰ غیرمدخول بہا کے بارے میں ہے، جیسا کہ منتقیٰ للباجیؒ (ج:۴ ص:۸۳) اور محلّٰی ابنِ حزم (ج:۱۰ ص:۱۷۵) میں ہے، اور ہماری بحث غیرمدخول بہا کے بارے میں نہیں، اور سننِ سعید بن منصور میں بروایت ابنِ عیینہ عن عمرو بن دینار، عطا اور جابر بن زید سے مروی ہے کہ: ''جب غیرمدخول بہا کو تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہوگی'' لیکن مدخول بہا کو تین طلاق بیک وقت دینے میں ان کا قول ٹھیک ٹھیک جمہور کے مطابق ہے، اور پہلے گزر چکا ہے کہ تین طلاق کے بیک وقت واقع ہونے کا فتویٰ ہم حضرت ابنِ عباسؓ سے بروایت عطا و عمرو بن دینار، اِمام محمد بن حسن الشیبانی کی کتاب الآثار اور اسحٰق بن منصور کے ''مسائل'' میں روایت کرچکے ہیں، جیسا کہ ہم کرابیسی کے حوالے سے یہ بھی نقل کرچکے ہیں کہ طاؤس کے صاحب زادے نے اس کی تکذیب کی ہے کہ ان کے والد (طاؤس) تین طلاق کے ایک ہونے کے قائل تھے۔ پھر ابن المنذرؒ خود ہی اس مسئلہ کو ''اجماع'' پر مرتب کردہ اپنی کتاب میں، مسائلِ اجماع میں شمار کرتے ہیں، اب یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ اس مسئلے میں اختلاف بھی نقل کریں؟ اور ہم قارئینِ کرام کو عقیلی اور مسلمہ بن القاسم اندلسی کا قول ابن المنذرؒ کے بارے میں یاد دِلانا پسند نہیں کرتے، کیونکہ مسئلہ بالکل واضح اور روشن ہے، اور دائرۂ بحث کو مزید پھیلانے سے مستغنی ہے۔

اور ابنِ حجرؒ نے اپنے بعض شاگردوں کی فرمائش پر فتح الباری میں تین طلاق کے مسئلے میں کسی حد تک وسیع بحث ضرور کی ہے، مگر انہیں بحث و تمحیص کا حق ادا کرنے میں نشاط نہیں ہوا، جس کا اس کے مثل سے انتظار کیا جاتا تھا، بلکہ ان کے کلام میں کئی گوشوں میں خلل نمایاں ہوتا ہے، اور وہ اس میں معذور ہیں، کیونکہ ایسی بحث جس میں ایک مدّت سے مشاغبہ پردازوں کا مشاغبہ جاری ہو، ایک خاص نشاط کے وقت میں اس موضوع پر مستقل تألیف کی فرصت کا متقاضی ہے، اور ان کے کلام میں جو خلل واقع ہوا ہے ہم اس کی طرف اشارہ کرچکے ہیں، لیکن آخرِ بحث میں ان کا یہ فقرہ کافی ہے:

''پس اس اجماع کے بعد جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے

وہ اجماع کو پسِ پشت ڈالتا ہے، اور جمہور اس پر ہیں کہ اتفاق کے بعد جو اختلاف کھڑا کیا جائے وہ لائقِ اعتبار نہیں۔‘‘

پس انہوں نے ٹھیک ٹھیک تحریمِ متعہ کی طرح اس مسئلے کو بھی اجماعی شمار کیا ہے، اس لئے ان کے نتیجۂ بحث نے ان کے گزشتہ خلل کی اصلاح کردی ہے۔

اور عجیب بات ہے کہ مؤلفِ رسالہ صفحہ:۹۱ پر لکھتے ہیں:

’’ان کو (ابنِ حجرؒ کو) حکم کیا گیا کہ ابنِ تیمیہؒ اور ان کے انصار کے رَدّ میں لکھیں، اور یہ اشارہ ایک زبردست سیاسی سازش کی بنا پر تھا، اس لئے انہیں حکم کی اطاعت کرتے ہی بنی، چنانچہ وہ خاتمۂ بحث میں لکھتے ہیں: اور میں نے اس موضوع میں بعض حضرات کی فرمائش پر درازنفسی سے کام لیا ہے، واللہ المستعان۔‘‘

گویا مؤلفِ رسالہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حافظؒ اس مسئلے میں دُوسری جانب مائل تھے، مگر وہ اپنے مسلک کے اظہار سے خائف تھے، اور مؤلف کی رائے میں حافظؒ کی قیمت یہ تھی کہ وہ اپنے فتووں اور فیصلوں میں حکام کے اَحکام کی تعمیل کیا کرتے تھے، اور ان کی ہم نوائی کیا کرتے تھے ...نعوذ باللہ... اور یہ بیک وقت حافظؒ کے حق میں بھی اور اس دور کے حکام کے حق میں سوءِ ادب بھی ہے اور تاریخ سے ناواقفیت بھی۔ حالانکہ ابنِ حجرؒ سے ایک مدّت پہلے ابنِ تیمیہؒ کے افکار کی قبر علمائے اہلِ حق کے ہاتھوں کھودی جاچکی تھی، اور ابنِ حجرؒ وہی ہیں جنھوں نے کتاب ’’الردّ الوافر‘‘ کی تقریظ بغیر کسی روک ٹوک کے اپنی مرضی کے مطابق لکھی، اور حکام قضاء وافتاء کے معاملات میں مداخلت نہیں کیا کرتے تھے، پس جس زمانے میں ابنِ حجرؒ تألیف میں مشغول تھے اس دور کے حکام کی رَوِش کا اگر مؤلف نے مطالعہ کیا ہوتا تو اسے اپنی کہانت کی غلطی کا اندازہ اور اپنی اُلٹی رائے کا درجہ معلوم ہوجاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت میں رکھیں۔ اور ابنِ حجرؒ کو ایک بار نہیں بلکہ بہت مرتبہ اس کا اتفاق ہوا کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کی فرمائش پر تألیف کی، یا کسی مسئلے کی تشریح میں وسیع بحث کی، اور ایسے مواقع پر وہ لکھا کرتے ہیں: ’’میں نے بعض احباب کی التماس پر تألیف کی، یا

شرح لکھی“، جیسا کہ ان لوگوں پر یہ بات مخفی نہیں جنھوں نے ابنِ حجرؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اگر یہ حکم کسی حاکم کی طرف سے ہوتا تو اس دور کی عام رَوِش کے مطابق یہ لکھا جاتا: ”میں نے اس مسئلے میں توسع کیا بوجہ اس شخصیت کے حکم کے، جس کی طاعت غنیمت ہے، اور جس کا اشارہ حکمِ قطعی ہے“ وغیرہ۔

اور ابنِ اسحاق اور ابنِ ارطاۃ کی رائے معتد بہ آراء میں سے نہیں، کیونکہ ابنِ اسحاق ائمہ فقہ میں سے نہیں، وہ ایک اخباری آدمی ہے جس کا قول مغازی میں شرائط کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے، اور اس کے بارے میں اہلِ نقد کے اقوال پہلے گزر چکے ہیں، علاوہ ازیں جو لفظ اس کی جانب منسوب کیا گیا وہ اس رائے میں صریح نہیں جو اس کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

رہا ابنِ ارطاۃ! تو اس کے بارے میں عبداللہ بن ادریس کا کہنا یہ ہے کہ: ”میں اسے دیکھا کرتا تھا کہ وہ بیٹھا جوئیں مار رہا ہے، پھر وہ المہدی کے پاس گیا، واپس آیا تو لدے ہوئے چالیس اُونٹ ساتھ تھے۔“ جیسا کہ کامل ابنِ عدی میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بصرہ کے قاضیوں میں یہ پہلا شخص تھا جس نے رشوت لی، المہدی کے دور میں منصبِ قضا پر فائز ہونے کے بعد وہ بہت امیر ہوگیا تھا، جبکہ اس سے قبل اسے فاقہ کاٹ کھاتا تھا، اور اس کے پاس عجیب کبر اور سرگردانی تھی، وہ داؤد طائی کے طرز پر سرگرداں تھا، ضعفاء سے تدلیس کیا کرتا تھا، اہلِ جرح کا کلام اس کے بارے میں بہت ہے، ایسے شخص کی روایت اس وقت ہی قبول کی جاسکتی ہے جبکہ ثقہ ثبت راویوں کے خلاف نہ ہو، اور قبول بھی مقارن اور متابع کے ساتھ کی جاتی ہے۔

یہ تو اس کی روایت کا حال تھا، اب رہی اس کی رائے، تو رائے کے لائق شمار ہونے کے لئے جو شروط مقرّر ہیں ان کے مطابق اس کی رائے کسی شمار کے لائق نہیں، علاوہ ازیں جو قول اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ مجمل ہے، اور جس رائے کو اس سے منسوب کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے اس میں صریح نہیں، بہت ممکن ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ تین طلاق ایسی چیز نہیں جو سنت کے مطابق ہو، بہرحال ابنِ اسحاق سے یا ابنِ ارطاۃ سے اس

مسئلے میں کوئی صریح لفظ منقول نہیں۔

علاوہ ازیں ابنِ حزم ''المحلّٰی'' میں حجاج بن ارطاۃ کے طریق سے بہت سی روایات ذکر کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں: ''یہ صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ہے'' بلکہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''حجاج بن ارطاۃ ہالک ساقط ہے، اس کی روایت لے کر وہی شخص اعتراض کرسکتا ہے جو پرلے درجے کا جاہل ہو، یا کھلے بندوں باطل کا پرستار، جو اس کے ذریعہ جھگڑا کرکے حق کو مٹانا چاہتا ہے، حالانکہ یہ اس کے لئے نہایت بعید ہے، جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اپنے عیب، جہل اور قلتِ ورع کے اظہار کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا، ونعوذ باللہ من الضّلال!''

اب دیکھئے! ایک طرف تو ہمارے مؤلف صاحب ابنِ حزم پر لٹو ہیں، اور دُوسری طرف وہ اسی ابنِ ارطاۃ کو ان فقہائے مجتہدین کی صف میں شامل کرتے ہیں، جن کے قول پر اعتماد کیا جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے ان حضرات کے علاوہ بھی بعض اور لوگوں کا نام ذکر کیا ہے، جن کی طرف اسی قسم کا قول منسوب کیا گیا ہے، مگر یہ نسبت بغیر سند کے جھوٹ ہے، اور بعض نے ان کے نقل کرنے میں تساہل سے کام لیا ہے، لیکن جو بات بلاسند نقل کی گئی ہو، ہم اس کی تردید سے بے نیاز ہیں۔

اور اجماع کا مطلب یہ نہیں کہ اُمت میں کوئی بھی ایسا شخص نہ پایا جائے جس نے غلطی نہ کی ہو، اور ایسی بات نہ کہی ہو جو جمہور کے خلاف ہو، بلکہ اجماع سے ان مجتہدین کا اجماع مراد ہے جن کی اِمامت فی الفقہ اور اِمامت فی الدین مُسلّم ہے۔ رہے منکرینِ قیاس! تو وہ اہلِ استنباط ہی میں سے نہیں کہ ان کی مخالفت کو لائقِ شمار ٹھہرایا جائے۔ اس لئے مسائلِ اِجماعیہ میں محققین کے نزدیک ظاہریہ کی کوئی حیثیت نہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ باقی رہے روافض اور اِمامیہ میں سے وہ لوگ جو روافض کے فریب خوردہ ہیں، ان کی مخالفت کا بھی کوئی اعتبار نہیں، اجماع پر بحث کرتے ہوئے ہم اس کی کچھ مزید تفصیل آئندہ ذکر کریں


فہرست

گے۔ اور جو شیعہ، کہ حضرت جعفر بن محمد الصادقؒ کی پیروی کے مدعی ہیں، تین طلاق بلفظِ واحد کے سلسلے میں ان کے خلاف خود اس اِمامِ جلیل کا قول حجت ہے، جس کو ہم سننِ بیہقی کے حوالے سے پہلے نقل کرچکے ہیں، اور جو شخص جمہور اہلِ بیت کی طرف اس کے خلاف منسوب کرتا ہے وہ دروغ باف گنہگار ہے، اور جو کتابیں عترتِ طاہرہ کے مذہب میں مدوّن کی گئی ہیں، اگر انہی سے نقل کرنا ضروری ہو تو لیجئے: "الروض النضیر فی شرح المجموع الفقھی الکبیر" موجود ہے، اور وہ "النجم الحلی" جیسے لوگوں کی کتابوں سے زیادہ لائقِ اعتماد ہے، بوجہ اس عظیم فرق کے جو ان کی اور ان کی کتابوں کے درمیان ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے، اور جس شخص کا سینہ اس کلام کو قبول کرنے کے لئے فراخ ہو، جو "منھج المقال"، "روضات الجنات" اور "الاستقصا" میں جمہور کے رجال پر کیا گیا ہے، تو جو چاہے ان سے نقل کرتا رہے، اہلِ سنت کو اس کی نقل کی کیا پروا ہے! اور منقول میں کلام تو فرع ہے رجال میں کلام کی، واللہ سبحانہ ھو الھادی!

الروض النضیر ج:۴ ص:۱۳۷ میں ہے کہ:

> "تین طلاق بلفظِ واحد کا واقع ہونا جمہور اہلِ بیت کا مذہب ہے، جیسا کہ محمد بن منصور نے "الامالی" میں اپنی سندوں کے ساتھ اہلِ بیت سے نقل کیا ہے، اور "الجامع الکافی" میں حسن بن یحییٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، علی علیہ السلام سے، علی بن حسین سے، زید بن علی سے، محمد بن علی باقر سے، محمد بن عمر بن علی سے، جعفر بن محمد سے، عبداللہ بن حسن سے، محمد بن عبداللہ سے اور اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چیدہ حضرات سے اس مسئلے کو روایت کرچکے ہیں۔ حسن نے مزید کہا کہ: آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اِجماع کیا ہے کہ جو شخص ایک لفظ میں تین طلاق دے اس پر اس کی بیوی حرام ہوجائے گی، خواہ شوہر اس سے صحبت کرچکا ہو یا نہیں، اور بحر میں یہی مذہب

ابنِ عباس، ابنِ عمر، عائشہ، ابوہریرہ، علی کرّم اللہ وجہہ، ناصر، مؤید، یحییٰ، مالک اور بعض اِمامیہ سے نقل کیا ہے۔''

لہٰذا اس بیانِ صریح کے بعد اہلِ بیت کی طرف یہ منسوب کرنا غلط ہے کہ وہ تین طلاق کے واقع نہ ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ اور اگر مؤلفِ رسالہ یہ چاہتے ہیں کہ اسماعیلی مذہب کو اس کی قبر سے اُکھاڑ کر مصر میں دوبارہ کھڑا کردیں تو ہمیں اس کے ساتھ مناقشہ کی ضرورت نہیں۔ اور ابنِ تیمیہؒ اور ان کی جرأت مند شاگرد ابنِ قیمؒ کے بارے میں مؤلف کا یہ کہنا کہ انہوں نے اس مسئلے کا اعلان کرکے جہاد فی سبیل اللہ کیا، یہ ایسی بات ہے کہ ہم اسے چھیڑنا نہیں چاہتے تھے، اگر مؤلفِ رسالہ نے ان کی شان کو بڑھا چڑھا کر پیش نہ کیا ہوتا، لہٰذا نامناسب نہ ہوگا اگر ان دونوں صاحبوں کی بعض لائقِ گرفت باتوں کی طرف اشارہ کردیا جائے (یہاں مصنف نے حافظ ابنِ تیمیہؒ، ابنِ قیمؒ، شوکانی، محمد بن اسماعیل الوزیر اور نواب صدیق حسن خان پر شدید تنقید کی ہے، جسے ترجمے میں حذف کردیا گیا)۔

## ۸:......وہ اجماع جس کے علمائے اُصول قائل ہیں

مؤلفِ رسالہ صفحہ:۱۰۰ پر لکھتے ہیں:

''جس اجماع کا دعویٰ اہلِ اُصول کرتے ہیں اس کی حقیقت ایک خیال کے سوا کچھ نہیں۔''

اور صفحہ:۸۸ پر لکھتے ہیں:

''خود اجماع کی کسی مقبول تعریف پر علماء کی رائے متفق نہیں ہوسکی، اور یہ کہ اس سے استدلال کیسے کیا جائے اور کب کیا جائے؟''

یہ بات کسی ایسے شخص سے صادر نہیں ہوسکتی جو اپنی کہی ہوئی بات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ مؤلف کی یہ بات اگر کسی چیز پر دلالت کرتی ہے تو صرف اس بات پر کہ اس نے اُصولِ فقہ نہیں پڑھا، حتیٰ کہ ''مرآۃ الاصول'' اور ''تحریر الاصول'' جیسی کتابیں بھی کسی ماہر سے نہیں پڑھیں، کتاب بزدوی اور اس کے شروح کی تو کیا بات ہے؟ اور نہ اس نے بدر زرکشی کی ''بحر'' اور الاتقانی کی ''الشامل'' ہی کا مطالعہ کیا ہے، کجا کہ اسے دبوسی کی


فہرست

''تقویم''، سمرقندی کی ''میزان'' اور ابوبکر رازی کی ''فصول'' کے مطالعے کا اتفاق ہوا ہو۔ اور وہ نہ الباجی کی ''فصول'' پر مطلع ہے، نہ ابوبکر ابن العربی کی ''محصول'' پر، بلکہ اس نے قرافی کی ''تنقیح'' دیکھی ہے، نہ اِمام شافعی کا ''الرسالہ''، نہ ابنِ جوینی کی ''برہان''، نہ ابنِ سمعانی کی ''قواطع''، نہ غزالی کی ''مستصفیٰ'' نہ ابوالخطاب کی ''تمہید''، نہ موفق کی ''روضہ''، نہ طوفی ''مختصر روضہ''، نہ قاضی عبدالجبار کی ''عمد''، اور نہ ابوالحسین بصری کی ''المعتمد''، بلکہ اس نے اس خطیر علم کے حصول میں صرف شوکانی اور قنوجی کے رسالوں کی ورق گردانی پر اکتفا کیا ہے، جبکہ یہ دونوں صاحب دورِ اخیر میں مسائل میں خبط درخبط کے اُستاذ تھے۔ اور لطف یہ کہ ایسا شخص اِجماع کے بارے میں اپنی قائم کردہ رائے کے لئے اَحکام ابنِ حزم پر اپنی تعلیقات کا حوالہ دیتا ہے، اگر اس بہادر مؤلف نے اس علم کی کوئی کتاب پڑھی ہوتی تو اسے معلوم ہوجاتا کہ جو شخص اپنے لنگڑے پاؤں تلے ان کتابوں کو روندتا ہے اسے یہ حق حاصل نہیں کہ اندھی اُونٹنی کی طرح اُلٹے سیدھے پاؤں رکھے۔

کیا اس مدعی کو معلوم نہیں کہ اجماع کی حجیت پر تمام فقہائے اُمت متفق ہیں اور انہوں نے اس کو کتاب وسنت کے بعد تیسری دلیلِ شرعی شمار کیا ہے؟ حتیٰ کہ ظاہریہ، فقہ سے بُعد کے باوجود، اجماعِ صحابہؓ کی حجیت کے معترف ہیں، اور اسی بنا پر ابنِ حزم کو اکٹھی تین طلاق کے وقوع سے انکار کی مجال نہ ہوسکی، بلکہ انہوں نے اس مسئلے میں جمہور کی پیروی کی، بلکہ بہت سے علماء نے یہ تک کہا ہے کہ اجماعِ اُمت کا مخالف کافر ہے، یہاں تک کہ مفتی کے لئے یہ شرط ٹھہرائی گئی ہے کہ وہ کسی ایسے قول پر فتویٰ نہ دے جو علمائے متقدمین کے اقوال کے خلاف ہو، اسی بنا پر اہلِ علم کو مصنف ابنِ ابی شیبہؒ اور اجماع ابن المنذرؒ ایسی کتابوں سے خاص اعتنا رہا، جن سے صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے درمیان مسائل میں اتفاق واختلاف کے مواقع واضح ہوسکیں، رضی اللہ عنہم۔

اور دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ اُمت خطا سے محفوظ ہے، اور لوگوں پر شاہدِ عدل ہے، شاعر کہتا ہے کہ:

ترجمہ:...... ''یہ حضرات اہلِ اعتدال ہیں، مخلوق ان کے

قول کو پسند کرتی ہے، جب کوئی رات پیچیدہ مسئلہ لے کر آئے۔“

اور یہ کہ یہ اُمت، خیرِ اُمت ہے، جو لوگوں کے لئے کھڑی کی گئی، اس اُمت کے لوگ معروف کا حکم کرتے ہیں اور ”منکر“ سے روکتے ہیں۔ اور یہ کہ جو شخص ان کا پیرو ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کرنے والوں کے راستے کا پیرو ہے، اور جو شخص ان کی مخالفت کرے وہ سبیل المؤمنین سے ہٹ کر چلتا اور علمائے دِین سے مقابلہ کرتا ہے۔

نہ جانے ذہن وفکر میں یہ خودرائی کہاں سے آئی؟ اور اس زمانے کے نام نہاد فقہاء کے ذہنوں میں یہ مہلک زہر کیسے پھیل گیا؟

اپنے دور کے شیخ الفقہاء شیخ محمد بخیت مطیعیؒ، جن کی وفات ۸۳ برس کی عمر میں ۲۱ رجب ۱۳۵۴ھ کو بعد از عصر ہوئی۔ ان کی وفات سے تھوڑی مدّت پہلے ان کے مکان پر مجھے ایک عالم سے ملاقات کا اتفاق ہوا، اُستاذِ کبیر شیخ محمد بخیتؒ ابھی نیچے تشریف نہیں لائے تھے، ان صاحب سے گفتگو تین طلاق بلفظِ واحد کی طرف چل نکلی، میں نے وہ صحیح احادیث پڑھنا شروع کیں جو اس مسئلے میں صحابہ کرامؓ سے ثابت ہیں، اور یہ بھی بتایا کہ اس کے خلاف کسی صحابی کا قول ثابت نہیں۔ ان عالم صاحب نے طاؤس کی حدیث ذکر کی، میں اس کی عللِ معروفہ ذکر کرنے لگا، وہ صاحب بولے: آپ تو اس مسئلے میں ”اجماع“ سے استدلال کر رہے ہیں، حالانکہ اجماع کی حجیت، اس کے امکان، اس کے وقوع، اس کے علم کے امکان اور اس کی نقل کے امکان میں بحث ہے۔ میں نے عرض کیا کہ: میں جانتا ہوں کہ یہ بات حرف بحرف کس نے کہی ہے؟ لیکن میں اجماع کے بارے میں اپنے مخاطب کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے ساتھ گفتگو کرسکوں۔ ان صاحب کا رنگ بدل گیا، بولے: ہمارا اِمام کتاب اللہ ہے اور وہ ہمیں اس کے ماسوا سب چیزوں سے مستغنی کردیتی ہے، یہ کہہ کر وہ ارشادِ خداوندی: ”اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ“ پڑھنے لگے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! آپ اس آیت سے اپنے دعوے پر استدلال کرتے ہیں، حالانکہ اِمام بخاریؒ نے اسی آیت سے تین طلاق کے جمع کرنے پر استدلال کیا ہے، کیونکہ ”مَرَّتَان“ کا لفظ دو کے ہم معنی اعتبار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ کے ارشاد: ”نُؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ“ میں یہ لفظ اثنین (دو) کے ہم معنی

ہے، اسی طرح ابنِ حزم نے اور بخاری کے بہت سے شارحین نے، مثلاً کرمانی وغیرہ، جن کو عربیت میں یدِطولیٰ حاصل ہے، بھی یہی سمجھا ہے، اور جب دو طلاقوں کا جمع کرنا صحیح ہے تو تین کا جمع کرنا بھی صحیح ہوگا، کیونکہ دونوں کے درمیان کوئی وجہ فرق موجود نہیں، لیکن آنجناب ان حضرات کے مدعا کے بالکل اُلٹ دعویٰ پر اس آیت کو دلیل ٹھہرا رہے ہیں، کیا خیال ہے! یہ حضرات ذوقِ عربی میں آنجناب سے بھی فروتر تھے؟

میری یہ تقریر سن کر وہ صاحب بگڑ گئے، اور فرمانے لگے: آیت یہ بتاتی ہے کہ طلاق معتبر عندالشرع وہی ہے جس کو یکے بعد دیگرے واقع کیا گیا ہو۔ میں نے عرض کیا: غالباً آپ، شوکانی کی طرح الطّلاق کے لام کو استغراق پر محمول فرما رہے ہیں اور ''معتبر عند الشرع'' کی قید مقدّر مان رہے ہیں، تاکہ آپ ''طلاقِ معتبر'' کا حصر اس میں کرسکیں، لیکن ذرا یہ تو فرمایئے کہ جس طلاق کے بعد طلاق نہ دی گئی ہو اس کے بارے میں جناب کی رائے کیا ہے؟ کیا وہ ''طلاقِ معتبر عندالشرع'' نہیں ہوگی جس سے اختتامِ عدّت کے بعد عقدِ نکاح ختم ہوجاتا ہے؟ اور اگر یہ طلاق بھی عندالشرع معتبر ہے تو طلاقِ معتبر کا ''مرّتین'' میں حصر کیسے ہوا؟

اس پر وہ بہت مضطرب ہوئے، میں نے کہا: جب ہم یہ فرض کرلیں کہ ''مَرَّتَان'' کا لفظ دُوسرے معنی (یعنی دو مرتبہ) پر محمول ہے تو آیت کا مفہوم بس یہ ہوگا کہ طلاق کا واقع کرنا یکے بعد دیگرے ہونا چاہئے، مگر یہاں کوئی ایسی بات نہیں جو طلاق کے لئے طہر کی قید لگائے، گویا جس شخص نے یکے بعد دیگرے تین بار لفظ طلاق کا اعادہ کیا تو صرف تکرار سے تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، خواہ طلاق طہر میں دی گئی ہو یا حیض میں، اور یہ نہ تو آپ کو مقصود ہے، اور نہ آپ کے نزدیک پسندیدہ ہے، اور اگر آپ اس مسئلے میں آثارِ صحابہؓ سے استدلال کریں گے تو بحث جہاں سے شروع ہوئی تھی وہیں لوٹ آئے گی، اور کتاب اللہ کے ماسوا سے آپ کو استغناء نہ ہوسکے گا۔

ہماری اس گفتگو کے دوران حضرت الاستاذ الکبیر (شیخ محمد بخیت مطیعیؒ) تشریف لے آئے تو ہم نے گفتگو یہیں روک دی، کیونکہ اندیشہ تھا کہ وہ بحث میں حصہ لیں گے اور

انہیں بے جا تعب ہوگا، اس لئے کہ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ ان کی موجودگی میں ایسی بحث ہو اور وہ اس میں مشارکت نہ فرمائیں۔

جو لوگ آج کل اپنے آپ کو فقہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ مسائل میں کھلے کھلے خبط کے باوجود جماعت کی مخالفت کی جرأت کیسے کرتے ہیں؟ میں نے اس مسئلے پر طویل مدّت تک غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا بنیادی سبب (علۃ العلل) یہ ہے کہ یہ مدعیانِ فقہ اپنی شخصیت آپ سے آپ بنانے کا قصد رکھتے تھے، وہ... از ہر میں نظامِ تعلیم قائم ہونے سے پہلے... جس سبق میں چاہتے جا بیٹھتے، اور جس کتاب کو چاہتے چھوڑ دیتے تھے، اور از ہر کے نظام کے بعد علوم کا جو نصاب مقرّر ہوا ہے اس کی باضابطہ تحصیل میں ان سے رخنہ رہ جاتا تھا، جس کی وجہ سے ان کی عقل و فکر میں بھی خلل رہ جاتا تھا، پس جب یہ حضرات اپنی خام علمی اور ناپختہ ذہنی کے باوجود ایسی غلط سلط کتابیں پڑھتے ہیں جنھیں ناشرین ایک خاص مشن کے لئے علم کے نام پر شائع کرتے ہیں اور جن کا زیغ اوّلِ وہلہ میں ظاہر نہیں ہوتا، تو ان کتابوں کے مطالعے سے اگر ان کا ذہن و فکر انتشار و اضطراب اور اختلال کا شکار ہوجائے تو کچھ بھی تعجب نہیں، اس لئے یہ حضرات ان نئی نئی تحریکوں کا سب سے پہلا شکار ثابت ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے جاری کی جاتی ہیں، کیونکہ ان میں نہ تو اس قدر دیانت و تقویٰ موجود ہوتا ہے جو انہیں ایسی چیز میں داخل ہونے سے باز رکھے جس کا ان کو علم نہیں، اور نہ وہ اتنے علمی سامان سے مسلح ہوتے ہیں جو انہیں جہل کی ہمرکابی سے بچا سکے، بلکہ یہ حضرات محض عربی دانی کے بل بوتے پر اپنے آپ کو علماء سمجھ لیتے ہیں، بغیر اس کے کہ ان کی علمی شخصیت، تعلیمِ فقہ کے کسی دقیق نظام کی نگرانی میں مکمل ہوئی ہو، حالانکہ جو شخص اپنے آپ کو عالم شمار کرتا ہے اس پر واجب ہے کہ ہر آواز دینے والے کے پیچھے چل نکلنے کے لئے عامیانہ مظاہرے کی سطح سے اپنے آپ کو بلند رکھے، جیسا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے، پس جو شخص علم کا مدعی ہو اس کے لئے یہ ردّی حالت بڑی عار کی بات ہے!

پس جو شخص اُصولیّین کے اجماع کے بارے میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہے، وہ ہر

چیز سے پہلے تفقہ کا محتاج ہے کہ ان مباحث میں مشغول ہونے سے پہلے اُصول وفروع کی کچھ کتابیں علمائے محققین سے پڑھے، تا کہ فصولِ ابوبکر رازیؒ وغیرہ میں اس علم کے جو دقائق ذکر کئے گئے ہیں انہیں سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرسکے، اور جو بات کہنا چاہئے سمجھ کر کہہ سکے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ مؤلفِ رسالہ اجماع کے مسئلے میں ابنِ رُشد فلسفی کے کلام کی تعریف وتوصیف کرتا ہے، لیکن ابنِ رُشد کے اس قول کی موافقت نہیں کرتا:

”بخلاف اس اجماع کے جو عملیات میں رُونما ہوا، کیونکہ سب لوگ ان مسائل کا افشاء تمام لوگوں کے سامنے یکساں ضروری سمجھتے تھے، اور عملیات میں حصولِ اجماع کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ مسئلہ عام طور پر پھیل گیا ہو مگر اس مسئلے میں کسی کا اختلاف ہم تک نقل ہوکر نہ پہنچے، کیونکہ عملیات میں حصولِ اجماع کے لئے یہ بات کافی ہے، البتہ علمی مسائل کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔“

بلکہ مؤلفِ رسالہ ابنِ رُشد کے اس متین کلام کی تردید کئے بغیر اسے پسِ پشت پھینک دیتا ہے اور ابنِ رُشد الحفید اگرچہ علم بالآثار میں اس مرتبے کا نہیں کہ مسائلِ فقہ اور ان کے اَدِلّہ کا معاملہ اس کی عدالت میں پیش کیا جاسکے، جیسا کہ مؤلفِ رسالہ نے صفحہ:۸۴ پر کیا ہے، یہاں تک کہ وہ ”بدایة المجتهد“ میں خود اپنے اِمام کا مذہب نقل کرنے میں بھی بسااوقات غلطی کرجاتا ہے، چہ جائیکہ دُوسرے مذاہب؟ لیکن اِجماع کے مسئلے میں اس کا کلام نہایت قوی ہے، جو اہلِ شان کی تحقیق کے موافق ہے۔

رہا محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی کا قول! تو وہ فقہاء کے فہم سے بعید ہے، یہ صاحب اپنی کتابوں میں مقبلی، محمد بن اسماعیل الامیر اور شوکانی وغیرہ اپنے چیلوں کی بہ نسبت نرم لہجہ ہیں، لیکن اس نرمی کے باوصف ان کی کتابیں زہرِ قاتل کی حامل ہیں، یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فقہِ عترت کو یمن میں مشوّش کیا، ان کا کلام بھی اجماع کو حجیت سے ساقط کرنے کی طرف مشیر ہے، اگرچہ انہوں نے ایسی تصریح نہیں کی جیسی کہ شوکانی نے تین طلاق والے رسالے میں کی ہے، چنانچہ اس نے کہا ہے:

''حق یہ ہے کہ اجماع حجت نہیں، بلکہ اس کا وقوع ہی نہیں، بلکہ اس کا امکان ہی نہیں، بلکہ اس کے علم ہی کا امکان نہیں، اس کی نقل کا بھی امکان نہیں۔''

پس جو شخص... کتاب وسنت کے علی الرغم... اس بات کا بھی قائل نہ ہو کہ شریعت میں مرد کو محدود تعداد میں عورتوں کے نکاح کی اجازت دی گئی ہے، جیسا کہ اس نے اپنی کتاب ''وبل الغمام'' میں ''نیل الاوطار'' کے خلاف لکھا ہے... اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے ''تذکرۃ الراشد'' ص:۴۷۹ میں اس کی قرار واقعی تغلیط کی ہے... وہ مسلمانوں کے اجماع کے بارے میں جو جی میں آئے کہتا رہے، اور جو شخص ائمہ متبوعین اور ان کے علوم کو پسِ پشت ڈال کر ایسے شخص کی پیروی کرے، اس کی حالت اس سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہے۔

ان لوگوں کی یہ افسوس ناک حالت مجھے اس بات سے مانع نہیں ہوسکتی کہ اجماع سے متعلق چند فوائد کی طرف اشارہ کردوں، ممکن ہے کہ یہ بات قارئینِ کرام کے لئے اس اَمر کی جانب داعی ہو کہ وہ اس کے صافی چشموں سے مزید سیرابی حاصل کریں۔

اہلِ علم جب ''اجماع'' کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے انہی اہلِ علم حضرات کا ''اجماع'' مراد ہوتا ہے جن کا مرتبۂ اِجتہاد پر فائز ہونا اہلِ علم کے نزدیک مُسلَّم ہو، اسی کے ساتھ ان کے اندر ایسی پرہیزگاری بھی ہو جو انہیں محارم اللہ سے باز رکھ سکے، تاکہ ایسے شخص کو ''شہداء علی الناس'' کے زُمرے میں شمار کیا جاسکے۔ پس جس شخص کا رُتبہ اِجتہاد کو پہنچا ہوا ہونا اہلِ علم کے نزدیک مُسلّم نہ ہو، وہ اس سے خارج ہے کہ اجماع میں اس کے کلام کا اعتبار کیا جائے، خواہ وہ نیک اور پرہیزگار لوگوں میں سے ہو۔ اسی طرح جس شخص کا فسق یا عقائدِ اہلِ سنت سے اس کا خروج ثابت ہو اس کے کلام کے ''اجماع'' میں لائقِ اعتبار ہونے کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ ''شہداء علی الناس'' کے مرتبے سے ساقط ہے۔ علاوہ ازیں مبتدعین... خوارج وغیرہ... ثقات اہلِ سنت کے تمام طبقات کی روایات کا اعتبار نہیں کرتے ہیں، پس اس کا تصوّر کیسے کیا جاسکتا ہے کہ انہیں اس قدر علم بالآثار حاصل ہو جو انہیں درجۂ اِجتہاد کا اہل بنادے؟

پھر وہ مجتہد جو باعتراف علماء شروطِ اجتہاد کا جامع ہو اس پر کم از کم جو چیز واجب ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنی دلیل پیش کرے، اور جس چیز کو وہ حق سمجھتا ہے تعلیم و تدوین کے ذرائع سے جمہور کے سامنے کھل کر بات کرے، جبکہ وہ اپنی رائے میں اہلِ علم کو کسی مسئلے میں غلطی پر دیکھے، یہ نہیں کہ وہ اظہارِ حق سے زبان بند کرکے اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھا رہے، یا مسلمانوں کی آبادی سے دُور کہیں پہاڑ کی چوٹی میں گوشہ نشینی اختیار کرلے۔ اس لئے کہ جو شخص اظہارِ حق سے خاموش ہو وہ گونگا شیطان ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے عہد و میثاق کو توڑنے والا ہے، اور جو شخص عہد شکنی کرتا ہے وہ اپنی ہی ذات کو نقصان پہنچاتا ہے، پس وہ محض اسی بات کی بنا پر ان فاسقوں کی صف میں شامل ہوجاتا ہے جو قبولِ شہادت کے مرتبے سے ساقط ہیں، چہ جائیکہ وہ مرتبۂ اجتہاد تک پہنچ جائے۔

اور اگر تمام طبقات میں علمائے اسلام کے علمی نشاط پر نظر کی جائے، کہ انہوں نے کس طرح ان تمام لوگوں کے حالات کو مدوّن کیا جن کا کوئی علمی مرتبہ تھا؟ اور علوم کی کتابت و تألیف میں ان کے درمیان کس طرح مسابقت جاری تھی؟ اور مسلمانوں کی دِینی اور دُنیاوی ضرورتوں کے لئے جس قدر علم کا پھیلانا لازم تھا وہ انہوں نے کس تندہی سے پھیلایا؟ اور تبلیغ شاہد للغائب کے حکم کا انہوں نے کس طرح امتثال کیا؟ اور حق کے اظہار و بیان کا جو عہد انہوں نے کیا تھا اسے کیسے پورا کیا؟ ان تمام اُمور پر نظر کرتے ہوئے یہ بات اس اُمت کے حق میں عادۃً محال ہے کہ ہر زمانے میں علماء کی ایسی جماعت موجود نہ رہی ہو جو یہ نہ جانتے ہوں کہ اس زمانے کے مجتہد کون ہیں جو اس مرتبۂ عالیہ پر فائز ہیں، اور جو اپنے فرضِ منصبی کو ادا کررہے ہیں؟

پس جب کسی قرن میں ایک ایسی رائے، جس کے جمہور فقہاء قائل ہوں، چاروں طرف شائع ہو، اور اس رائے کی مخالفت میں کسی فقیہ کی رائے اہلِ علم کے سامنے نہ آئے تو ایک عاقل کو اس بات میں شک نہیں ہوسکتا کہ یہ رائے اجماعی ہے۔ یہی اجماع ہے جس پر ائمہ اہلِ اُصول اعتماد کرتے ہیں، اور یہ ایسی چیز ہے کہ اس کے گرد یہ غوغا آرائی اثرانداز نہیں ہوسکتی کہ: ''اجماع کی حجیت میں بھی کلام ہے، اور اس کے امکان میں بھی

امکان، اوراس کے امکان کے وقوع میں بھی، اوراس کے علم کے امکان میں بھی، اوراس کی نقل کے امکان میں بھی'' جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

اجماع کے یہ معنی نہیں کہ ہرمسئلے میں کئی کئی جلدیں مرتب کی جائیں، جوان لاکھ صحابہ کے ناموں پر مشتمل ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت موجود تھے، اور پھر ہر صحابی سے اس میں روایتیں درج کی جائیں، نہیں! بلکہ کسی مسئلے پر اجماع منعقد ہونے کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مجتہدین صحابہ سے... جن کی تحقیقی تعداد صرف بیس کے قریب ہے... اس مسئلے میں صحیح روایت موجود ہو، ان فقہائے صحابہؓ میں سے کسی سے اس مسئلے میں اس کے خلاف حکم منقول نہ ہو، بلکہ بعض مقامات میں ایک دو کی مخالفت بھی مضر نہیں، جیسا کہ اس فن کے ائمہ نے اپنے موقع پر اس کی تفصیل ذکر کی ہے۔ اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں۔

اس بحث کو جس شخص نے سب سے زیادہ احسن انداز میں واضح کیا ہے کہ کسی متشکک کے لئے شک کی گنجائش نہیں چھوڑی وہ اِمامِ کبیر ابوبکر رازی الجصاصؒ ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''الفصول فی الاصول'' میں اجماع کی بحث کے لئے بڑی تقطیع کے قریباً بیس ورق مخصوص کئے ہیں، اوران کی اس کتاب سے کوئی ایسا شخص مستغنی نہیں ہوسکتا جو علم کے لئے علم کی رغبت رکھتا ہو۔ اسی طرح علامہ اتقانی ''الشامل شرح اُصولِ بزدوی'' میں (اور یہ دس جلدوں میں ہے) متقدمین کی عبارتیں حرف بہ حرف نقل کرتے ہیں، پھر جہاں ان سے مناقشہ کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ماہرانہ انداز میں مناقشہ کرتے ہیں، اس کتاب کی آخری چھ جلدیں ''دارالکتب المصریہ'' میں موجود ہیں، اور پہلی جلدیں ''مکتبہ رجاء اللہ ولی الدین استنبول'' میں موجود ہیں۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ علمِ اُصول میں کوئی کتاب بسط مع الافادہ میں اس کتاب کے ہم سنگ ہو۔ بدر زرکشی کی ''البحر المحیط'' متأخر ہونے کے باوجود ''الشامل'' کے مقابلے میں گویا صرف ''مجموعہ نقول'' ہے۔

اور اجماع کی ایک قسم وہ ہے جس میں عمومِ بلویٰ کی وجہ سے عام و خاص سب شریک ہیں، مثلاً: اس پر اجماع کہ فجر کی دو، ظہر کی چار اور مغرب کی تین رکعتیں ہیں، اور

ایک اجماع وہ ہے جس کے ساتھ خواص... یعنی مجتہدین... منفرد ہیں، مثلاً غلوں اور پھلوں کی مقدارِ زکوٰۃ پر اجماع، اور پھوپھی اور بھتیجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنے کی حرمت پر اجماع۔ اس اجماع کا مرتبہ پہلے اجماع سے فروتر نہیں ہے، کیونکہ مجتہدین کے ساتھ اگر عوام مل جائیں تو اس سے مجتہدین کی دلیل میں اضافہ نہیں ہوجاتا، پس جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جو اِجماع کہ قطعی ہو کتاب وسنت کی موجودگی میں اس کی ضرورت نہیں، اور جو اِجماع اس سے کم مرتبے کا ہو وہ درجۂ ظن میں ہے (اس لئے اس کا اعتبار نہیں)، وہ اجماع کی حجیت کو رَدّ کرنا چاہتا ہے اور سبیل المؤمنین کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر گامزن ہے۔ اس کی تشریح مبسوط کتابوں میں موجود ہے، اور یہ مقام مزید بحث کا متحمل نہیں، اور اگر اجماع کی بعض صورتیں ظنی بھی ہوں تب بھی اس سے اجماع کا کیا بگڑتا ہے؟ جبکہ یقینی اِجماع کا منکر کافر ہے، اور جو اِجماع خبرِ مشہور کے قائم مقام ہو، اس کا انکار ضلال و ابتداع ہے، اور جو اس سے کم مرتبہ ہو اس کے منکر کی حیثیت صحیح اخبارِ آحاد کے منکر کی سی ہے۔

اور جمہور فقہاء کے نزدیک اَحکامِ عملیّہ میں دلیلِ ظنی بھی لائقِ احتجاج ہے، بوجہ ان دلائل کے جو اس مسئلے پر قائم ہیں، اگرچہ بعض اَئمہ کے اس قول نے کہ: ''خبرِ آحاد کے ساتھ کتاب اللہ پر اضافہ جائز ہے'' ظاہریہ کے ایک گروہ کو اس حد تک پہنچادیا کہ: ''اخبارِ آحاد مطلقاً مفیدِ یقین ہیں اور یہ کہ ظن میں اصلاً کوئی حجت نہیں'' جیسا کہ اجماعِ سکوتی کے بارے میں بعض اَئمہ کے اس قول نے کہ: ''ساکت کی طرف قول منسوب نہیں کیا جاسکتا''... حالانکہ شریعت بہت سے مواضع میں ساکت کی طرف قول کو منسوب کرتی ہے، مثلاً: باکرہ، مأموم اور موقعِ بیان میں خاموش رہنا وغیرہ... ظاہریہ کو حجیتِ اجماع کی نفی میں توسع تک پہنچادیا۔ اسی طرح بعض اَئمہ کے اقوالِ صحابہؓ اور حدیثِ مرسل کے بارے میں جو نظریہ ہے اس نے ظاہریہ میں اقوالِ صحابہؓ... بغیر اجماع... اور حدیثِ مرسل سے بالکلیہ اعراض کا حوصلہ پیدا کردیا۔ اس کی وجہ سے ان سے شریعت کا ایک حصہ فوت ہوگیا۔ پھر اس اِمام نے استحسان پر جو اعتراضات کئے انہوں نے ظاہریہ کو اعراض عن القیاس پر بھی جری کردیا۔ بایں اعتبار کہ جو اعتراضات آپ نے استحسان پر کئے ہیں اگر وہ اس پر وارِد ہوتے ہیں تو

قیاس پر بھی یکساں طور پر وارِد ہوتے ہیں، جیسا کہ ابنِ جابر نے، جو قدمائے شافعیہ میں سے تھے، یہی بات کہی جب ان سے سوال کیا گیا کہ انہوں نے شافعی مسلک چھوڑ کر ظاہری مذہب کیوں اختیار کیا ہے؟ لیکن اِمام شافعی رضی اللہ عنہ کے مقصد کو ان لوگوں کے مزعومات سے کیا واسطہ؟

اور جب اکابر شافعیہ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے شافعی مذہب کو اپنی گمراہی کا پل بنالیا ہے تو انہیں اس کا بہت افسوس ہوا، اور انہوں نے ان لوگوں کی تردید میں سب علماء سے زیادہ سخت رویہ اختیار کرلیا۔ (بہت سے حقائق اُصولِ مذاہب کے تقابلی مطالعے سے منکشف ہوتے ہیں، ورنہ صرف فروع کے درمیان مقابلہ تفقہ اور تفقیہ میں قلیل النفع ہے، کیونکہ یہ سب فروعی مسائل اپنے اُصول ہی سے متفرع ہوتے ہیں، پس اس کا وزن اس کے پیمانے سے کرنا ترازو میں ڈنڈی مارنے کے مرادف ہے) اور اس پر ابراہیم بن یسار النظام کی اجماع اور قیاس میں تشکیک کا اضافہ کرو، کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جو ان دونوں کی نفی کے لئے کھڑا ہوا، اور بہت ہی جلد حشوی راویوں، داؤدیوں، حزمیوں اور شیعہ وخوارج کے طائفوں نے ان دونوں کی نفی میں نظام کی پیروی شروع کردی، پس یہ لوگ اور ان کے اذناب جو اِجماع وقیاس کی نفی کرتے ہیں، تم ان کو دیکھو گے کہ وہ قرن ہا قرن سے نظام ہی کی بات کو رَٹ رہے ہیں، چنانچہ متقدمین کی کتابوں میں جو کچھ مدوّن ہے وہ اس کے فیصلے کے لئے کافی ہے۔

کاش! ان لوگوں کو اگر کسی معتزلی ہی کی پیروی کرنی تھی تو کم از کم ایسے شخص کو تو تلاش کرتے جو اپنے دِین کے بارے میں متہم نہ ہوتا، لیکن افسوس کہ: ”کند ہم جنس با ہم جنس پرواز!“

اور علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نظام اندرونی طور پر ان برہمنوں کے مذہب کا قائل تھا جو نبوّت کے منکر ہیں، مگر تلوار کے خوف سے اس نے اپنے اندرونی عقائد کا اظہار نہیں کیا، چنانچہ بیشتر علماء نے اسے کافر گردانا ہے، بلکہ خود معتزلہ کی ایک جماعت... مثلاً ابوالہذیل، الاسکافی اور جعفر بن حرب نے بھی اس کی تکفیر کی ہے اور ان سب

نے اس کی تکفیر پر کتابیں لکھی ہیں... اس کے علاوہ وہ فاسق اور بلا کا شرابی تھا۔ ابن ابی الدم ''الملل والنحل'' میں لکھتے ہیں کہ: ''وہ اپنی نوعمری میں ثنویہ کا مصاحب رہا، اور کہولت میں ملاحدہ فلاسفہ کا ہم نشین رہا۔'' جیسا کہ عیون التواریخ میں ہے۔ یہ ہے اجماع و قیاس کے منکرین کا اِمام! اللہ تعالیٰ سے ہم سلامتی کی درخواست کرتے ہیں۔ پس جس شخص کو اِجماع و قیاس میں ان کی تشکیک کا کچھ اثر پہنچا ہو اگر وہ غور و فکر سے کسی قدر بہرہ ور ہے تو ''اُصولِ جصاص'' کی مراجعت کرے، اور اگر صرف روایت کی طرف مائل ہے تو الخطیب کی ''الفقیه والمتفقه'' کا مطالعہ کرے، ان دونوں سے اسے سیرابی حاصل ہوجائے گی۔

اور مجمع علیہ قول کے مقابلے میں شاذ قول کی حیثیت وہی ہے جو متواتر قرآن کے مقابلے میں قراءۃِ شاذہ کی ہے، بلکہ وہ قراءۃِ شاذہ سے بھی کم حیثیت ہے، کیونکہ کبھی قراءۃِ شاذہ سے کتاب اللہ کی صحیح تأویل ہاتھ لگ جاتی ہے، بخلاف قولِ شاذ کے، کہ سوائے ترک کردینے کے وہ کسی چیز کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ غالباً اسی قدر بیان اس بات کی طرف توجہ مبذول کرانے کے لئے کافی ہے کہ ہمارے برخود غلط مجتہد کا یہ دعویٰ کتنا خطرناک ہے کہ: ''اُصولیّین اجماع میں جس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ محض ایک خیال ہے۔''

## ۹:......طلاق و رجعت بغیر گواہی کے صحیح ہیں

مؤلفِ رسالہ کو اصرار ہے کہ طلاق و رجعت دونوں کی صحت کے لئے گواہی شرط ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ.'' (الطّلاق:۲)

ترجمہ:...... ''پس جب وہ اپنی مدّت کو پہنچیں تو انہیں معروف طریقے سے روک رکھو، یا معروف طریقے سے جدا کردو، اور اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو گواہ بنالو۔''

اس سلسلے میں مؤلف اس روایت کو بطورِ سند پیش کرتے ہیں جو اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباسؓ، حضرت عطا اور سدی سے مروی ہے کہ گواہ بنانے سے مراد طلاق اور

رجعت پر گواہ بنانا ہے۔

مؤلفِ رسالہ کا یہ قول ایک بالکل نئی بات ہے جو اہلِ سنت کو تو ناراض کردے گا، مگر اس سے تمام اِمامیہ کی رضامندی اسے حاصل نہیں ہوگی۔ یہ تو واضح ہے کہ آیتِ کریمہ نے روک رکھنے یا جدا کردینے کا اختیار دینے کے بعد گواہ بنانے کا ذکر کیا ہے، اس لئے گواہ بنانے کا بھی وہی حکم ہوگا جو روک رکھنے یا جدا کردینے کا ہے، جب ان دونوں میں سے کوئی چیز علی التعیین واجب نہیں تو اس کے لئے گواہی کیسے واجب ہوگی؟ اگر یہ حکم وجوب کے لئے ہوتا تو ''وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللهِ'' سے قبل ہوتا۔ علاوہ ازیں اگر یہ فرض کیا جائے کہ حالتِ حیض میں دی گئی طلاق باطل ہوتی ہے (جیسا کہ مؤلفِ رسالہ کی رائے ہے) تو اس صورت میں اس سے زیادہ احمقانہ رائے اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ صحتِ طلاق کے لئے گواہی کو شرط ٹھہرایا جائے، کیونکہ گواہوں کے لئے یہ گواہی دینا ممکن ہی نہیں کہ طلاق طہر میں ہوئی تھی، کیونکہ یہ چیز صرف عورت سے ہی معلوم ہوسکتی ہے، اور اگر گواہی میں صرف طلاق واقع کرنے کی گواہی پر اکتفا کیا جائے تو عورت کا صرف یہ کہہ دینا کہ: ''طلاق حیض کی حالت میں ہوئی تھی'' طلاق دہندہ کے قول اور گواہوں کی گواہی دونوں کو باطل کردے گا، پس مرد کو بار بار طلاق دینا پڑے گی، تاآنکہ عورت یہ اعتراف کرلے کہ طلاق طہر میں ہوئی ہے، گویا مرد طلاق دینے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے مگر اس پر خواہ مخواہ نان و نفقہ کے بوجھ کی مدّت طویل سے طویل تر ہو رہی ہے، آخر یہ کیسا ظلم اور اندھیر ہے؟ اور اگر وہ اسے گھر میں ڈالے رکھے، جبکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے، کہ وہ اسے تین طہروں میں تین طلاق دے چکا ہے، تو اسے گھر میں آباد کرنا غیرشرعی ہوگا، جس سے نفس الامر میں نہ نسب ثابت ہوگا، نہ وراثت جاری ہوگی۔ اور جو اُمور صرف عورت ہی سے معلوم ہوسکتے ہیں ان میں عورت کے قول کو قبول کرنا صرف ان چیزوں میں ہوتا ہے جو اس کی ذات سے مخصوص ہوں، دُوسروں کی طرف اسے متعدی کرنا ایک ایسی چیز ہے جس کا شریعت انکار کرتی ہے، اور جو اُمور عورت کے ذریعہ ہی معلوم ہوسکتے ہیں ان میں مرد کے قول کو معتبر قرار دینا اس شناعت سے بچنے کے لئے ایک عجیب قسم کا تفقہ ہے۔ آخر کتاب و سنت کے کس مقام سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے؟ جو لوگ

اس قسم کے عجیب وغریب اِجتہاد کے لئے بزعمِ خود کتاب وسنت سے تمسک کرتے ہیں درحقیقت کتاب وسنت سے ان کے بُعد میں اضافہ ہوتا ہے۔

پس ''اِمساک'' کے معنی ہیں رُجوع کرلینا، اور مفارقت سے مراد ہے طلاق دینے کے بعد عورت کو اس کی حالت پر چھوڑ دینا، یہاں تک کہ اس کی عدّت ختم ہوجائے۔ اس سے خود طلاق دینا مراد نہیں کہ اس پر گواہ بنانے کا لحاظ کیا جائے، اور قرآنِ کریم نے گواہ بنانے کا ذکر صرف ''اِمساک'' اور ''مفارقت'' کے سیاق میں کیا ہے۔ پس چونکہ عورت سے رُجوع کرلینا یا عدّت ختم ہونے تک اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا، یہ دونوں صرف مرد کا حق ہیں اس لئے ان دونوں کی صحت کے لئے گواہ بنانا شرط نہیں، جیسا کہ صحتِ طلاق کے لئے گواہی کو شرط قرار نہیں دیا گیا، بلکہ اگر نفسِ طلاق کے لئے گواہی کو شرط قرار دینا مقصود ہوتا تو اس کا ذکر ''فَطَلِّقُوْهُنَّ'' کے بعد اور طلاق پر مرتب ہونے والی چیزوں (یعنی عدّت کا شمار کرنا اور مطلقہ کو گھر میں ٹھہرانا وغیرہ) سے پہلے ہوتا۔ لہٰذا آیت کو 'طلاق کی گواہی' پر محمول کرنا بے محل اور قرآنِ کریم کی بلاغت کے خلاف ہے۔

اور اس آیت کی تفسیر میں جو روایات ذکر کی گئی ہیں اوّل تو ان کی اسانید میں کلام ہے، اس سے قطع نظر ان میں کوئی ایسا قرینہ نہیں جو گواہی کے شرط ہونے پر دلالت کرتا ہو، جیسا کہ خود آیت کے اندر گواہی کے شرط ہونے پر ان دلالات میں سے کوئی دلالت نہیں پائی جاتی جو اہلِ استنباط کے نزدیک معتبر ہیں۔ اور محض امساک اور مفارقت کے بعد... نہ کہ طلاق کے بعد... اشہاد کا ذکر کرنا ان میں سے کسی چیز کے لئے گواہی کے شرط ہونے پر دلالت کرنے سے بعید ہے، بلکہ اس موقع پر اشہاد کے ذکر کا منشا اس طریقے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے کہ اگر ان اُمور میں سے کسی چیز کا انکار کیا تو اس کا ثبوت کس طرح مہیا کیا جائے؟ بلکہ جو شخص نورِ بصیرت کے ساتھ آیت میں غور کرے اور اس کے سیاق وسباق کو سامنے رکھے اس پر یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ عدّت ختم ہونے کے وقت مطلقہ کا شوہر کے ذمہ جو حق ہوتا ہے اس حق کی ادائی پر گواہی قائم کرنے کی طرف آیت اشارہ کر رہی ہے، کیونکہ مفارقت بالمعروف یہی ہے کہ عدّت ختم ہونے کے وقت مرد کے ذمہ عورت کا جو حق

واجب ہے اسے ادا کردیا جائے، اور اس اَمر پر گواہ مقرّر کرنا گویا طلاق پر گواہ مقرّر کرنے کے قائم مقام ہے، اس لئے کہ یہ چیز طلاق پر ہی تو مرتب ہوئی ہے، اور یہ بات بالکل ظاہر ہے، اور گواہ بنانے کا حکم محض اس لئے ہے تاکہ مرد یہ ثابت کرسکے کہ اس کے ذمہ جو حقوق تھے وہ اس نے ادا کردیئے، ورنہ اس گواہی کو صحتِ طلاق میں کوئی دخل نہیں۔

اس تقریر سے واضح ہوا کہ طلاق کو گواہی سے مشروط کرنا محض ایک خودتراشیدہ رائے ہے جو نہ کتاب سے ثابت ہے، نہ سنت سے، نہ اِجماع سے اور نہ قیاس سے۔ اور کوئی شخص اس بات کا قائل نہیں کہ اگر سفر میں وصیت کی جائے، یا اُدھار لین دین کا معاملہ کیا جائے، یا کوئی خرید و فروخت کی جائے، یا یتامیٰ کو ان کے اموال حوالے کئے جائیں اور ان چیزوں میں گواہ نہ بنائے جائیں تو یہ تمام چیزیں باطل ہوں گی، بلکہ بغیر گواہ بنانے کے بھی یہ چیزیں باتفاق اہلِ علم صحیح ہیں، حالانکہ گواہ بنانے کا حکم ان تمام اُمور میں بھی موجود ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم ان چیزوں کو گواہی کے ساتھ مشروط کرنے کے لئے نہیں، بلکہ یہ حکم ارشادی ہے، جس سے مقصد یہ ہے کہ اگر ایک فریق انکار کرے تو اس کے خلاف ثبوت مہیا کیا جاسکے۔

دیکھئے! نکاح کا معاملہ کس قدر عظیم الشان ہے، اس کے باوجود قرآنِ کریم میں ''نکاح پر گواہی'' کا ذکر نہیں کیا گیا، تو طلاق اور رجعت کو اس سے بھی اہم کیسے شمار کیا جاسکتا ہے؟ اور اکثر ائمہ نے نکاح کے لئے گواہوں کا ہونا جو ضروری قرار دیا ہے وہ اس بنا پر ہے کہ سنت میں نکاح کو گواہوں سے مشروط کیا گیا ہے، لیکن طلاق کے لئے کسی نے گواہی کو شرط نہیں ٹھہرایا، اگرچہ بعض حضرات سے رجعت کا گواہی کے ساتھ مشروط ہونا مروی ہے، علاوہ ازیں رجعت میں انکار کا موقع کم ہی پیش آتا ہے، اِمام ابوبکر جصاص رازیؒ فرماتے ہیں:

''ہمیں اہلِ علم کے درمیان اس مسئلے میں کوئی اختلاف معلوم نہیں کہ رجعت بغیر گواہوں کے صحیح ہے، سوائے اس کے کہ جو

عطاءؒ سے مروی ہے، چنانچہ سفیانؒ، ابنِ جریجؒ سے اور وہ عطاءؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''طلاق، نکاح اور رجعت گواہی کے ساتھ ہوتے ہیں'' اور یہ اس پر محمول ہے کہ رجعت میں احتیاطاً گواہ مقرّر کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ کسی کے انکار کی گنجائش نہ رہے، ان کا یہ مطلب نہیں کہ رجعت گواہی کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔ آپ دیکھتے نہیں کہ انہوں نے، اس کے ساتھ طلاق کا بھی ذکر کیا ہے؟ حالانکہ گواہی کے بغیر طلاق کے واقع ہونے میں کوئی شخص بھی شک نہیں کرتا، اور شعبہ نے مطرورّاق سے اور انہوں نے عطا اور الحکم سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: جب مرد عدّت میں عورت سے مقاربت کرلے تو اس کا یہ فعل رجعت شمار ہوگا۔''

اور حق تعالیٰ کا ارشاد: ''فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ'' دلالت کرتا ہے کہ جماع رجعت ہے اور یہ ''اِمساک'' سے ظاہر ہے۔ اب اگر عطا کے قول کا وہ مطلب نہیں جو جصاصؒ نے بتایا ہے تو بتائیے کہ آدمی جماع پر گواہ کیسے مقرّر کرے گا؟ اور وہ جو بعض حضرات سے مراجعت پر گواہ مقرّر کرنا مروی ہے اس سے نفسِ مراجعت پر نہیں بلکہ مراجعت کے اقرار پر گواہ مقرّر کرنا مراد ہے، جیسا کہ تأمل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ پس جب بغیر دلیل و حجت کے یہ قرار دیا جائے کہ: ''جب تک قاضی یا اس کے نائب یا گواہوں کے سامنے طلاق پر گواہی مقرّر نہ کی جائے تب تک واقع ہی نہیں ہوتی'' اس سے نہ صرف انساب میں گڑبڑ ہوگی بلکہ طلاق کی تمام قسمیں ...سنی، بدعی، مجموع، مفرق، جن کا پہلے ذکر آچکا ہے... یکسر باطل ہوکر رہ جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے۔

## ۱۰:......کیا نقصان رسانی کا قصد ہو تو رجعت باطل ہے؟

مؤلفِ رسالہ کا یہ اصرار کہ: ''اگر رجعت نقصان رسانی کی نیت سے ہو تو باطل ہے'' ایک ایسا قول ہے جس کا ائمہ متبوعین میں کوئی قائل نہیں، بلکہ کوئی صحابی، تابعی یا تبع

تابعی بھی اس کا قائل نہیں۔

اس سے قطع نظر سوال یہ ہے کہ حاکم کو کیسے پتا چلے گا کہ شوہر نے بہ قصدِ نقصان رُجوع کیا ہے، تاکہ وہ اس کے باطل ہونے کا فیصلہ کرسکے؟ اس کی صورت بس یہی ہوسکتی ہے کہ یا تو اس کا دِل چیر کر دیکھے، یا اپنے فیصلے کی بنیاد خیالات و وساوس پر رکھے، اور کتاب اللہ ناطق ہے کہ قصدِ ضرر کے باوصف رجعت صحیح ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ.“ (البقرۃ:۲۳۱)

ترجمہ:...... ”اور انہیں نہ روک رکھو نقصان پہنچانے کی غرض سے، کہ تم تعدی کرنے لگو، اور جس نے ایسا کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔“

اگر بہ قصدِ ضرر رجعت صحیح ہی نہیں ہوتی تو شوہر اس عمل کے ذریعہ... جس کا کوئی اثر ہی مرتب نہیں ہوتا... اپنی جان پر ظلم کرنے والا کیسے ٹھہرتا؟

مؤلفِ رسالہ نے بہت سی جگہ یہ فلسفہ چھانٹا ہے کہ: ”طلاق مرد کے ہاتھ میں رکھی گئی ہے، حالانکہ عقد کا تقاضا یہ ہے کہ اس عقد کا ختم کرنا بھی مجموعی حیثیت سے دونوں کے سپرد ہو۔“ مؤلف اس بنیاد پر بہت سے ہوائی قلعے تعمیر کرنا چاہتا ہے، اور جو مقاصد اس کے سینے میں موجزن ہیں ان کے لئے راستہ ہموار کرنا چاہتا ہے، اور ہم آغازِ کتاب میں اس بنیاد کو منہدم اور اس پر ہوائی قلعے تعمیر کرنے کی اُمیدوں کو ناکام و نامراد کرچکے ہیں۔ مؤلف کی باقی لغویات کی تردید کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، اوّل تو وہ کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، پھر ان کا بطلان بھی بالکل واضح ہے۔

## حرفِ آخر

ان اَبحاث کے اِختتام پر میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دِلانا چاہتا ہوں اور وہ

یہ کہ نکاح وطلاق اور دیگر اَحکامِ شرع میں وقتاً فوقتاً ترمیم وتجدید کرتے رہنا اس شخص کے لئے کوئی مشکل کام نہیں جس میں تین شرطیں پائی جائیں:

۱:......خدا کا خوف اس کے دِل سے نکل چکا ہو۔

۲:......ائمہ کے مدارکِ اجتہاد اور ان کے دلائل سے جاہل ہو۔

۳:......خوش فہمی اور تکبر کی بنا پر بادلوں میں سینگ پھنسانے کا جذبہ رکھتا ہو۔

لیکن اس ترمیم وتجدید سے نہ تو اُمت ترقی کی بلندیوں پر فائز ہوسکے گی، نہ اس کے ذریعہ اُمت کو طیارے، سیارے، بحری بیڑے اور آبدوزیں میسر آئیں گی، نہ تجارت کی منڈیاں اور صنعتی کارخانے اس کے ہاتھ لگیں گے۔

جو چیز اُمت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرسکتی ہے وہ اَحکامِ الٰہیہ میں کتربیونت نہیں، بلکہ یہ ہے کہ ہم ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بشانہ آگے بڑھیں، کائنات کے اسرار کا سراغ لگائیں، معادن، نباتات اور حیوانات وغیرہ میں جو قوّتیں اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی ہیں انہیں معلوم کریں، اور انہیں اعلائے کلمۃ اللہ، مصالحِ اُمت اور اسلام کی پاسبانی کے لئے مسخر کردیں، اور انہیں کام میں لائیں۔ ایسی تجدید کا کوئی شخص مخالف نہیں، لیکن طلاق وغیرہ کے اَحکام میں کتربیونت سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا، اس لئے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے حدود کو محفوظ رہنے دیا جائے، اور اسے خواہشات کی تلبیس سے دُور رکھا جائے۔ اور دُنیا بھر کے مسلمانوں کو میری وصیت ہے کہ جب حکمرانوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مقرّر کردہ شریعت کے خلاف اَحکام جاری کئے جائیں تو اپنی ذات کی حد تک وہ شریعتِ خداوندی پر قائم رہیں، اور ''طاغوت'' کے سامنے اپنے فیصلے نہ لے جائیں، خواہ فتویٰ دینے والے انہیں کتنے ہی فتوے دیتے رہیں: ''تمہیں نقصان نہیں دے گا وہ شخص جو گمراہ ہوا، جبکہ تم ہدایت پر ہو۔''

ان اوراق میں جن اَحکامِ طلاق کی تدوین کا قصد تھا وہ یہاں ختم ہوتے ہیں، میں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے اپنی خالص رضا کے لئے بنائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمُنْقِذِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

الفقیر الی اللہ سبحانہ وتعالیٰ

**محمد زاہد** بن الشیخ حسن بن علی الکوثری
عفی عنہم وعن سائر المسلمین
تحریر: ۲۰؍ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ
بروز جمعرات، بوقت چاشت

# طلاقِ معلق

## طلاقِ معلق کا مسئلہ

س...... میرے میاں نے مجھے میری بہن کے گھر جانے سے منع کیا اور کہا کہ: ''تم وہاں گئیں تو تم مجھ پر طلاق ہوجاؤ گی'' اور تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے کہ: ''میں تمہیں طلاق دے دُوں گا۔'' اور اس کے دُوسرے تیسرے دن ہی ہم وہاں چلے گئے، پہلے مجھے معلوم نہیں تھا کہ زبان سے کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے، لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس طرح بھی طلاق ہوجاتی ہے، جبکہ میاں نہیں مان رہے اور کہہ رہے ہیں کہ: ''طلاق دینے کا میں نے وعدہ کیا ہے، اور طلاق نہیں دی'' جبکہ یہی الفاظ جواَبھی لکھے ہیں، میرے میاں نے مجھے کہے تھے، کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو اس کا حل کیا ہے؟

ج...... آپ کے وہاں جانے کے بعد شوہر نے دو لفظ استعمال کئے ہیں، ایک یہ کہ: ''اگر تم وہاں گئیں تو مجھ پر طلاق ہوجاؤ گی'' اس سے ایک طلاق ہوگئی، مگر شوہر عدّت کے اندر اگر زبان سے کہہ دے کہ: ''میں نے طلاق واپس لے لی'' یا میاں بیوی کا تعلق قائم کرلے تو رُجوع ہوجائے گا، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ دُوسرا فقرہ آپ کے شوہر کا جسے انہوں نے تین بار دہرایا، یہ تھا کہ: ''میں تمہیں طلاق دے دُوں گا'' یہ طلاق دینے کی دھمکی ہے، ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوئی۔

## طلاق اور شرط بیک وقت جملے میں ہونے سے طلاق معلق ہوگئی

س...... ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ کر طلاق اس طرح دی: ''میں انہیں طلاقِ بائن دیتا ہوں، تین طلاقوں کے ساتھ یہ سب مسائل میں نے بہشتی زیور میں بغور پڑھ کر حاصل کئے ہیں۔'' اس کے ساتھ ہی اس شخص نے یہ شرط بھی عائد کردی کہ طلاق کا اطلاق اس وقت ہوگا

جب فلیٹ جو کہ بیوی کی ملکیت ہے وہ فروخت کردیا جائے گا۔ واضح رہے کہ شوہر نے پُرسکون زندگی گزارنے کے وعدے پر مہر کی رقم معاف کرالی اور اس ضمن میں اپنی بیوی کا حلفیہ بیان مجسٹریٹ کے رُوبرو دِلوادیا۔ اس کے فوراً بعد ہی دو تین روز کے وقفے کے بعد طلاق مندرجہ بالا طریق پر دے دی۔ براہِ کرم ازرُوئے شرع وضاحت و رہنمائی فرمائیں کہ کیا یہ طلاق ہوگئی یا فلیٹ فروخت کرنے کے ساتھ مشروط رہے گی؟ جبکہ فلیٹ بیوی کے نام الاٹ شدہ ہے۔

ج…… اگر طلاق اور اس کی شرط ایک ہی جملے میں لکھی تھی، مثلاً یہ کہ: ''اگر فلیٹ فروخت کرے گی تو اس کو تین طلاق'' اس صورت میں فلیٹ کے فروخت ہونے پر طلاق ہوگی، جب تک فلیٹ فروخت نہیں ہوتا طلاق نہیں ہوگی، اور اگر طلاق پہلے دے دی بعد میں وضاحت کرتے ہوئے شرط لگائی تو طلاق فوراً واقع ہوگئی اور بعد کی وضاحت کا کوئی اعتبار نہیں۔

## ''اگر میں فلاں کام کروں تو مجھ پر عورت طلاق'' کا حکم

س…… ایک شخص نے اپنی والدہ سے غصّے میں آکر کہا کہ: ''اگر میں تیرے پاس آؤں تو مجھ پر عورت طلاق ہوگی'' اور یہ لفظ اس نے صرف ایک ہی مرتبہ کہا ہے، اب وہ شخص اپنی والدہ کے پاس آنا چاہتا ہے تو اس کے لئے کیا صورت ہوگی؟

ج…… اس صورت میں وہ شخص زندگی میں جب کبھی اپنی والدہ کے پاس جائے گا تو بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، جس کا حکمِ شرعی یہ ہے کہ عدّت کے اندر بغیر تجدیدِ نکاح کے شوہر رُجوع کرسکتا ہے۔ البتہ عدّت کے بعد عورت کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ یہ شخص والدہ کے پاس چلا جائے، اس سے ایک طلاق رجعی ہوجائے گی، اس کے بعد یہ شخص بیوی سے رُجوع کرے اور ''رُجوع'' سے مراد یہ ہے کہ یا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی، یا بیوی کو ہاتھ لگادے، یا اس سے صحبت کرلے۔ زبان سے یا فعل سے رُجوع کرلینے کے بعد طلاق کا اثر ختم ہوجائے گا۔ لیکن اس شخص نے تین طلاقوں میں سے ایک طلاق کا حق استعمال کرلیا، اب اس کے پاس صرف دو طلاقوں کا حق باقی رہ گیا، آئندہ اگر دو طلاقیں دے دیں تو بیوی حرام ہوجائے گی، اس لئے آئندہ احتیاط کرے۔

## ”جس روز میری بیوی نے ان کے گھر کا ایک لقمہ بھی کھایا اسی دن اس کو تین طلاق“ کے الفاظ کا حکم

س…… کچھ عرصہ قبل زید کی اپنے سسرال والوں سے کسی بات پر ناراضگی ہوگئی، کچھ لوگوں نے ان کا میل ملاپ کرانا چاہا، غصّے کی حالت میں زید نے دو اشخاص کی موجودگی میں یہ الفاظ ادا کئے: ”جس روز اس (میری بیوی) نے ان کے گھر (لڑکی کے والدین کا) کا ایک نوالہ بھی کھایا اسی دن اس کو تین طلاق“ اس کے بعد ابھی چند دن قبل زید کی اس کے سسرال والوں سے صلح کروادی گئی ہے، لیکن زید کی بیوی کو اپنے والدین کے گھر کا کھانا کھانے سے منع کردیا گیا ہے۔

آیا زید کی بیوی اپنے ماں باپ کے گھر کا ساری عمر کچھ نہیں کھاسکتی؟ اور اگر کبھی بھولے سے ہی کھالے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟ کیا یہ شرط کسی صورت میں ختم ہوسکتی ہے؟ اگر ایسا ممکن ہے تو وہ کیا صورت ہوگی؟

ج…… اس شرط کو ختم کرنے کی ایک صورت ہوسکتی ہے کہ زید اپنی بیوی کو ایک طلاق بائن دے دے، طلاق کی عدّت ختم ہونے کے بعد عورت اپنے والدین کے گھر کھانا کھا کر اس شرط کو توڑ دے، اس کے بعد زید اور اس کی بیوی کا دوبارہ نکاح کردیا جائے۔

## ”اگر والدین کے گھر گئی تو طلاق سمجھنا“

س…… میرا سسرال والوں سے جھگڑا ہوگیا تھا، میں نے غصّے میں اپنی بیوی پر شرط رکھ دی تھی کہ: ”تو میرے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو میری طرف سے طلاق سمجھنا“ اب تک وہ نہیں گئی، اگر وہ چلی جائے تو اس پر طلاق ہوگی، اب اگر میں خود اجازت دُوں تو وہ میرے بغیر جاسکتی ہے یا نہیں؟ دُوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی جائے تو میں دوبارہ کس طرح رُجوع کرسکتا ہوں؟

ج…… آپ طلاق واپس نہیں لے سکتے، اگر وہ بغیر آپ کے میکے جائے گی تو طلاق تو واقع ہوجائے گی، مگر یہ رجعی طلاق ہوگی، آپ کو عدّت کے اندر رُجوع کا حق ہوگا۔ رُجوع کا

مطلب یہ ہے کہ زبان سے کہہ دیا جائے کہ: ''میں نے طلاق واپس لی'' یا میاں بیوی کا تعلق قائم کرلیا جائے۔

## طلاقِ معلق کو واپس لینے کا اختیار نہیں

س...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے غصّے میں یہ کہہ دے کہ: ''اگر تم نے میری مرضی کے خلاف کام کیا تو تم میرے نکاح سے باہر ہوجاؤ گی'' اگر شوہر اس شرط کو ختم کرنا چاہے تو کیا وہ ختم ہوسکتی ہے؟ اور کس طرح؟ دُوسری بات یہ ہے کہ فرض کرو اگر بیوی اس کام کو کرلیتی ہے تو کیا وہ نکاح سے باہر ہوجاتی ہے؟

ج...... طلاق کو کسی شرط پر معلق کردینے کے بعد اسے واپس لینے کا اختیار نہیں، اس لئے اس شخص کی بیوی اگر اس کی مرضی کے خلاف وہ کام کرے گی تو طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، مگر دوبارہ نکاح ہوسکے گا۔

## کیا دو طلاقیں دینے کے بعد طلاقِ معلق واقع ہوسکتی ہے؟

س...... زید نے اپنی بیوی کو کہا: ''اگر میری اجازت کے بغیر میکے گئی تو تمہیں طلاق ہے'' مگر چند دنوں کے بعد دُوسری وجہ سے دو طلاقیں دے دیتا ہے، اور اپنی بیوی سے الگ ہوجاتا ہے، اور اپنی مطلقہ بیوی کو میکے بھیج دیتا ہے یا وہ عورت اپنے والدین کے گھر چلی جاتی ہے، تو کیا اس عورت کو صرف دو طلاقیں واقع ہوں گی یا وہ طلاق بھی واقع ہوجائے گی جو زید نے اس شرط پر دی کہ میری بغیر اجازت اپنے والدین کے گھر گئی تو ایک طلاق ہے۔ کیا زید اپنی بیوی کو دوبارہ نکاح میں لاسکتا ہے؟

ج...... طلاقِ معلق نکاح یا عدّت میں شرط کے پائے جانے سے واقع ہوجاتی ہے، پس صورتِ مسئولہ میں دو طلاق کے بعد بیوی کا میکے جانا اگر عدّت ختم ہونے کے بعد تھا تو طلاقِ معلق واقع نہیں ہوئی، اور اگر عدّت کے اندر تھا اور شوہر نے خود اسے بھیجا تب بھی تیسری طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ شرط بلا اجازت جانے کی تھی، اور یہ جانا بغیر اجازت کے نہیں بلکہ اس کے حکم سے ہوا۔ اور اگر عورت عدّت کے اندر شوہر کی اجازت کے بغیر چلی گئی تو

تیسری طلاق بھی واقع ہوجائے گی اور حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

## ''اگر تم مہمان کے سامنے آئیں تو تین طلاق''

س...... میرے شوہر معمولی سی باتوں پر جھگڑا کرنے لگتے ہیں، ایک دفعہ جھگڑے کے دوران کہنے لگے کہ: ''اگر تم میرے یا اپنے رشتہ داروں کے سامنے آئیں تو تمہیں میری طرف سے تین طلاق'' یہ کہہ کر چلے گئے، جبکہ انہیں معلوم تھا کہ مہمان آنے والے ہیں جو کہ ان کے اور میرے دونوں کے یکساں رشتہ دار ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مہمان آگئے اور مجھے مجبوراً ان کے سامنے جانا پڑا۔ آپ یہ تحریر فرمائیں کہ کیا ان کے اس طرح کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور ہمارا ایک ساتھ رہنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ میرے شوہر اس سے پہلے بھی اکثر لڑائیوں میں طلاق کا لفظ نکال چکے ہیں، برائے مہربانی جواب ضرور عنایت فرمائیں۔

ج...... ان الفاظ سے تین طلاقیں ہوگئیں، اور اگر وہ اس سے پہلے بھی اکثر لڑائیوں میں طلاق کا لفظ نکال چکے ہیں تو طلاق پہلے ہی واقع ہوچکی ہے۔ بہرحال اب تم دونوں کا تعلق میاں بیوی کا نہیں بلکہ ایک دُوسرے پر قطعی حرام ہو، حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں۔

## ''اگر دُوسری شادی کی تو بیوی کو طلاق''

س...... ایک لڑکے کی ۱۸ سال قبل اس وقت شادی ہوئی، جب وہ حدودِ لڑکپن میں تھا، اس کے سسر نے اس سے ایسی تحریر پر دستخط لے لئے جس میں تحریر تھا کہ: ''اگر دُوسری شادی کی تو میری بیٹی کو طلاق ہوجائے گی'' جبکہ وہ لڑکا اس تحریر کو نہ سمجھ سکا تھا، ایسی صورت میں اس کے لئے دُوسری شادی کا کیا حکم ہے؟

ج...... آپ کے سوال میں دو اَمر تنقیح طلب ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے ''حدودِ لڑکپن'' کا جو لفظ لکھا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ وہ لڑکا اس وقت ''نابالغ'' تھا تو نابالغ کی تحریر کا اعتبار نہیں، اس لئے دُوسری شادی پر طلاق نہیں ہوگی۔ اور اگر اس لفظ سے یہ مراد ہے کہ لڑکا تھا تو بالغ، مگر بے سمجھ تھا، تو یہ تحریر معتبر ہے، اور دُوسری شادی کرنے پر پہلی بیوی کو طلاق ہوجائے گی۔

دُوسرا اَمر تنقیح یہ ہے کہ آیا تحریر میں یہی الفاظ تھے جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں، یعنی: ''اگر دُوسری شادی کی تو میری بیٹی کو طلاق ہوجائے گی'' یا تین طلاق کے الفاظ تھے؟ اگر یہی الفاظ لکھے تھے جو آپ نے سوال میں نقل کئے ہیں تو دُوسری شادی کرنے پر پہلی بیوی کو صرف ایک طلاق ہوگی، اور وہ بھی رجعی۔ ''رجعی'' کا مطلب یہ ہے کہ عدّت ختم ہونے سے پہلے پہلے شوہر زبان سے یہ کہہ دے کہ: میں نے طلاق واپس لے لی اور بیوی سے رُجوع کرلیا، یا مطلقہ کو ہاتھ لگادے یا اس سے میاں بیوی کا تعلق قائم کرلے۔ غرضیکہ اپنے قول یا فعل سے طلاق کو ختم کرنے کا فیصلہ کرلے تو طلاق مؤثر نہیں ہوتی، اور نکاح بدستور قائم رہتا ہے۔ اور اگر عدّت ختم ہوجائے تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ اور اگر طلاق کے الفاظ تین مرتبہ استعمال کئے گئے تھے تو اس میں رُجوع کی گنجائش نہیں رہتی، اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

## ''جب تک تمہارے بہن بہنوئی گھر میں رہیں گے تمہیں طلاق رہے گی''

س…… میری ایک سہیلی اپنی دو بچیوں کے ساتھ اپنے شوہر کے گھر میں رہ رہی تھی، کچھ عرصے سے میری سہیلی کی بہن بہنوئی بھی گھر میں ساتھ آکر رہنے لگے، جو کہ اس کے شوہر کو ناپسند تھے، لیکن سہیلی بہن بہنوئی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی تھی۔ جب جھگڑا زیادہ بڑھ گیا تو سہیلی کے شوہر نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ: ''جب تک تمہارے بہن بہنوئی اس گھر میں رہیں گے، تم پر طلاق رہے گی اور جب یہ گھر سے چلے جائیں گے تو یہ طلاق ختم ہوجائے گی اور تم دوبارہ میرے ساتھ بیوی کی حیثیت سے رہ سکوگی'' برائے مہربانی آپ یہ بتلائیں کہ سہیلی کے بہن بہنوئی کے گھر سے چلے جانے کے بعد کیا میری سہیلی شوہر کے ساتھ دوبارہ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اور وہ دُوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… آپ کی سہیلی کو ایک طلاق ہوگئی، اب اگر اس کی بہن اور بہنوئی عدّت کے اندر چلے گئے تو گویا شوہر نے طلاق سے رُجوع کرلیا اور نکاح قائم رہا، اور اگر عدّت ختم ہونے کے بعد گئے تو نکاح ختم ہوگیا، دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔

## اگر بھائی کے گھر آنے سے طلاق کو معلق کیا تو اَب کیا کرے؟

س...... میں ایک کرائے کے مکان میں رہ رہا تھا، آج سے پانچ سال پہلے ہم دونوں بھائیوں کی آپس میں باتیں ہورہی تھیں، تو باتوں باتوں میں تلخ کلامی ہوگئی اور بہت زیادہ ہوئی، اسی دوران بھائی باہر نکل گیا، کافی دُور جاکر اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی کے گھر آؤں تو میری بیوی پر تیرہ دفعہ طلاق ہے۔ اب وہ بھائی عرصہ ۵ سال سے میرے گھر نہیں آیا، اب وہ میرے گھر کس صورت میں آسکتا ہے؟ اور ان باتوں کا کیا حل ہے؟

ج...... آپ کا بھائی جب بھی آپ کے گھر آئے گا اس کی بیوی کو تین طلاق ہوجائیں گی۔ اگر وہ اپنی قسم توڑنا چاہتا ہے تو اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ''ایک طلاق بائن'' دے دے، پھر جب بیوی کی عدّت ختم ہوجائے تو آپ کے گھر چلا جائے، اس کی قسم ٹوٹ جائے گی، دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کرلے۔

## غیرشادی شدہ اگر طلاقِ کل کی قسم کھالے تو کیا شادی کے بعد طلاق ہوجائے گی؟

س...... ایک شخص عاقل بالغ یہ کہہ دے کہ: ''آئندہ میں اگر سگریٹ نوشی کروں تو مسلمان نہیں۔ آئندہ اگر میں سگریٹ نوشی کروں تو مجھ پر (طلاق کل ہے) یعنی دُنیا کی تمام عورتیں مجھ پر طلاق ہیں۔'' یاد رہے کہ یہ شخص غیرشادی شدہ ہے، پھر اگر یہ سگریٹ نوشی ترک نہ کرسکے تو کیا کافر ہوجائے گا یا پھر اس کا نکاح کسی عورت کے ساتھ ہوسکے گا یا نہیں؟

ج...... ایسی قسمیں کھانا، کہ فلاں کام کروں تو مسلمان نہیں، نہایت بیہودہ قسم اور گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے، مگر اس قسم کو توڑنے سے یہ شخص کافر نہیں ہوگا، بلکہ اس کو توبہ کرکے قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہئے۔ اور یہ کہنا کہ: ''اگر میں فلاں کام کروں تو مجھ پر تمام عورتوں کو طلاق'' جبکہ وہ شادی شدہ نہیں، تو قسم لغو ہے اس سے کچھ نہیں ہوا۔

البتہ اگر یوں کہا کہ میں جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق تو نکاح کرتے ہی اس کو طلاق ہوجائے گی، لیکن صرف ایک دفعہ طلاق ہوگی، اس عورت سے دوبارہ نکاح

کرنے پر طلاق نہیں ہوگی۔

## ''اگر باپ کے گھر گئیں تو مجھ پر تین طلاق'' کہنے کا حکم

س...... میرا اپنے سسر سے جھگڑا ہوگیا، اور میں نے گھر آتے ہی بیوی کو کہا کہ: ''آج کے بعد تم اگر باپ کے گھر گئی تو تم مجھ پر تین شرط طلاق ہو'' خیر اس کے بعد وہ تو باپ کے گھر نہ گئی، مگر آج کل سسر صاحب سخت بیمار ہیں اور میں یہ سوال لے کر بڑے بڑے علمائے کرام کے پاس گیا ہوں، مگر مطمئن نہیں ہوں، آپ بتائیے کہ میری بیوی کس طرح باپ کے گھر جائے؟

ج...... آپ کی بیوی اپنے والد کے گھر نہیں جاسکتی، اگر جائے گی تو اسے تین طلاقیں ہوجائیں گی۔ اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ اس کو ایک بائن طلاق دے کر اپنے نکاح سے خارج کردیں، پھر وہ عدّت ختم ہونے کے بعد اپنے باپ کے گھر چلی جائے، چونکہ اس وقت وہ آپ کے نکاح میں نہیں ہوگی اس لئے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی، اور شرط پوری ہوجائے گی۔ اب اگر دونوں کی رضامندی ہو تو دوبارہ نکاح کرلیا جائے، اس کے بعد اگر اپنے باپ کے گھر آجائے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

# حاملہ کی طلاق

## ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں'' کے الفاظ حاملہ بیوی سے کہے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

س...... زید نے اپنی بیوی کو چار عورتوں کے سامنے ایک نشست میں تین دفعہ کہا کہ: ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں'' اور عورتوں کو کہا کہ تم گواہ رہنا۔ ایک دفعہ جب طلاق دینے کو کہا تو زید کی ماں نے زید کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، کچھ دیر بعد جب ہاتھ ہٹایا تو زید نے پھر دو دفعہ کہا کہ: ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں'' اور زید کی بیوی چھ ماہ کی اُمید سے ہے، ایسی صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی ہے؟ کیا یہ دوبارہ میاں بیوی بن سکتے ہیں؟


فہرست

ج……زید پر اس کی بیوی حرام ہوگئی، اب نہ تو رُجوع جائز ہے اور نہ ہی حلالہ شرعی کے بغیر عقدِ ثانی ہوسکتا ہے۔ زید کی بیوی کی عدّت بچے کا پیدا ہونا ہے، جب بچہ پیدا ہوجائے گا عدّت پوری ہوجائے گی، عدّت بعد زید کی بیوی اگر کسی دُوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔ واضح رہے کہ حالتِ حمل میں بھی اگر کوئی طلاق دے دے تو واقع ہوجاتی ہے، اس لئے زید کی بیوی اگرچہ حاملہ ہے پھر بھی زید کے طلاق دینے سے مطلقہ ہوگئی۔

# کن الفاظ سے طلاق ہوجاتی ہے؟ اور کن سے نہیں؟

## طلاق اگر حرف ''ت'' کے ساتھ لکھی جائے تب بھی طلاق ہوجائے گی

س……طلاق اگر ''ط'' کے بجائے ''ت'' سے لکھ کر دی جائے تو کیا طلاق ہوجائے گی؟

ج……جی ہاں! ہوجائے گی۔

## طلاق کے لئے گواہ ہونے ضروری نہیں

س……اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین بار منہ سے طلاق دے دے اور ان کے پاس کوئی آدمی نہ ہو تو کیا طلاق ہوجائے گی یا گواہ ضروری ہیں؟

ج……طلاق صرف زبان سے کہہ دینے سے ہوجاتی ہے، خواہ کوئی سنے نہ سنے، گواہ ہوں یا نہ ہوں، اور بیوی کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔

## طلاق کے الفاظ بیوی کو سنانا ضروری نہیں

س……زید نے اپنی بیوی کی نافرمانی، زبان درازی اور مشکوک چلن کردار اور گھریلو جھگڑوں سے بدظن ہوکر اپنے دِل میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر تین مرتبہ اپنے منہ سے یہ الفاظ ادا کئے: ''میں نے تجھے طلاق دی'' جبکہ زید کی بیوی کو اس طلاق کا قطعی علم نہیں، تو ازراہ کرم بتلائیں کہ کیا شرعاً طلاق ہوگئی؟

ج…… چونکہ یہ الفاظ زبان سے کہے تھے، لہٰذا طلاق ہوگئی، بیوی کو سنانا شرط نہیں۔

## ”ٹھیک ہے میں تمہیں تین دفعہ طلاق دیتا ہوں، تم بچی کو مار کر دِکھاوٴ“

س…… ”ع“ اور ”س“ میں جھگڑا ہوا ہے، ”ع“ نے غصّے میں کہا کہ: ”میں تمہیں چھوڑ دُوں گا“ تو ”س“ (بیوی) نے کہا کہ: اگر تم مجھے چھوڑ دوگے تو میں تمہیں اور تمہاری بچی (جو کہ دو سال کی ہے) کو جان سے مار دُوں گی۔ تو ”ع“ نے کہا: ”ٹھیک ہے میں تمہیں تین دفعہ طلاق دیتا ہوں، تم بچی کو مار کر دِکھاوٴ“ تو کیا ایسی صورت میں طلاق ہوگئی؟ یا جب بچی کو مارا جائے گا تب طلاق ہوگی؟ مہربانی فرماکر اس مسئلے میں ہماری رہنمائی کریں۔

ج…… طلاق فوراً ہوگئی، بچی کے مارنے پر موقوف نہیں۔

## طلاق زبان سے بولنے سے یا لکھنے سے ہوتی ہے، دِل میں سوچنے سے نہیں ہوتی

س…… ہمارا ایک دوست ہے، اس کے ساتھ کچھ ایسا واقعہ پیش آیا ہے، اس نے اپنے دِل میں ایک کام نہ کرنے کا عہد کیا اور اپنے دِل میں کہا کہ: ”اگر میں نے یہ کام کیا تو میری بیوی کو طلاق“ مجبوری کی وجہ سے اس نے وہ کام کیا، کیا اس کو طلاق ہوگئی؟

ج…… طلاق زبان سے الفاظ ادا کرنے یا تحریر کرنے سے ہوتی ہے، دِل میں سوچنے سے نہیں ہوتی۔

## نشے کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے

س…… ایک رات میرے خاوند نے شراب کے نشے میں اور غصّے میں یہ الفاظ کہے ہیں کہ: ”لوگ تین بار طلاق دیتے ہیں، میں نے تجھے دس بار طلاق دی ہے، طلاق، طلاق، طلاق……، آج سے تو میری ماں بیٹی ہے اور یہ خیال نہ کرنا کہ میں نشے میں ہوں، بلکہ ہوش میں ہوں“ لیکن وہ تھے نشے میں، اب میں بہت پریشان ہوں، آپ بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج…… نشے کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے، آپ کے شوہر نے آپ کو دس طلاقیں دیں، تین طلاقیں واقع ہوگئیں، اور باقی اس کی گردن پر وبال رہیں، دونوں ہمیشہ


فہرست

کے لئے ایک دُوسرے پر حرام ہوگئے، اور آئندہ بغیر شرعی حلالہ کے نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

## اگر بے اختیار کسی کے منہ سے لفظ ''طلاق'' نکل گیا تو طلاق واقع نہیں ہوتی

س…… میں اکیلے اپنے کمرے میں بیٹھ کر نکاح اور طلاق کے الفاظ کو ملا رہا تھا کہ ایسے میں میرے منہ سے نکل جاتا ہے کہ ''طلاق دی'' لیکن یہ الفاظ کہنے کے بعد میں نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا، کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ جبکہ کمرے میں میرے علاوہ کوئی اور موجود نہیں تھا، یہ الفاظ منہ تک آتے ہیں مگر دِل اور دِماغ قبول نہیں کرتا۔

ج…… جو صورت آپ نے لکھی ہے اس سے طلاق نہیں ہوئی۔

## غصّے میں طلاق ہونے یا نہ ہونے کی صورت

س…… ایک خاوند کے منہ سے غصّے کی حالت میں بلا قصد اپنی بیوی کے لئے طلاق کے الفاظ نکل جائیں تو کیا وہ طلاق ہوجائے گی؟

ج…… ''بلا قصد'' کا کیا مطلب؟ کیا وہ کوئی اور لفظ کہنا چاہتا تھا کہ سہواً اس کے منہ سے طلاق کا لفظ نکل گیا؟ یا کہ وہ غصّے میں آپے سے باہر ہوکر طلاق دے بیٹھا؟ پہلی صورت میں اگرچہ دیانتاً طلاق نہیں ہوئی، مگر یہ شوہر کا محض دعویٰ ہے، اس لئے قضاءً طلاق کا حکم کیا جائے گا، اور دُوسری صورت میں بھی طلاق ہوگئی۔

## کیا پاگل آدمی کی طرف سے اس کا بھائی طلاق دے سکتا ہے؟

س…… ہمارے یہاں ایک شخص جو عقل مند، نوجوان اور بالغ تھا، شادی کے بعد اس شخص کا دماغی توازن بگڑ گیا اور بالکل پاگل ہوگیا ہے، بعد میں لوگوں نے یہ رائے دی کہ عورت کو طلاق شوہر کا بھائی دے سکتا ہے۔ چنانچہ اس شخص کے بھائی نے اس عورت کو طلاق دے دی اور اس عورت نے دُوسری شادی کرلی۔ اس مسئلے میں پاگل کی طرف سے طلاق کس طرح ہوسکتی ہے؟ کیا اس کے بھائی کی طرف سے طلاق ہوگئی؟

ج…… مجنون کی طرف سے کوئی دُوسرا آدمی طلاق نہیں دے سکتا، اس لئے وہ عورت ابھی

تک اس کے نکاح میں ہے اور اس کا دُوسرا نکاح باطل ہے۔

## ''میں کورٹ جارہا ہوں'' کے الفاظ سے طلاق کا حکم

س...... میرے شوہر نے ایک مرتبہ لڑائی کے دوران کہا کہ: ''میں عدالت میں جارہا ہوں اور طلاق دُوں گا'' اسی طرح انہوں نے کئی مرتبہ کہا، لیکن کبھی طلاق کورٹ میں جاکر نہیں دی، کیا ان کے یہ کہنے سے: ''میں کورٹ جاکر طلاق دُوں گا'' طلاق ہوجائے گی؟

ج...... شوہر کے الفاظ سے کہ: ''کورٹ میں طلاق دُوں گا'' یا یہ کہ: ''طلاق دینے کے لئے کورٹ جارہا ہوں'' طلاق نہیں ہوئی۔

## کیا سرسام کی حالت میں طلاق ہوجاتی ہے؟

س...... کیا سرسام کی حالت میں طلاق ہوجاتی ہے؟ جبکہ دینے والے کو اپنا کوئی ہوش نہیں؟

ج...... بے ہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

## خواب میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی

س...... رات میں گہری نیند سورہا تھا، خواب میں یاد نہیں کہ کس بات پر بیوی کے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور جھگڑے کے وقت گھر میں کافی رشتہ دار، میری والدہ صاحبہ اور سسر صاحب بھی موجود تھے، اور میں نے خاص طور پر والدہ اور سسر کو مخاطب کرکے بیوی کی طرف اُنگلی سے اشارہ کرکے کہا کہ: ''تم لوگ گواہ رہنا، میں اس عورت کو طلاق دیتا ہوں کیونکہ اس سے مجھے کسی طرح کا سکون نہیں مل رہا ہے'' اور اس طرح میں نے تین بار یہ الفاظ دہرائے، تو کیا میرے اس طرح کہنے سے طلاق ہوجائے گی؟

ج...... مطمئن رہئے! خواب کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

## ''کاغذ دے دُوں گا'' کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

س...... گاؤں میں جب میاں بیوی لڑتے جھگڑتے ہیں تو میں نے اکثر میاں کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: ''میں کاغذ دے دُوں گا'' واضح رہے کہ یہاں کاغذ سے مراد طلاق ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان الفاظ کے ادا کرنے سے بیوی کو طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟

ج…… ''کاغذ دے دُوں گا'' کے الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی، کیونکہ یہ طلاق دینے کی دھمکی ہے، طلاق دی نہیں۔

## ''جا تجھے طلاق، طلاق، جا چلی جا'' کے الفاظ سے کتنی طلاقیں ہوں گی؟

س…… آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے میاں بیوی کا جھگڑا ہوگیا، شوہر نے بیوی سے کہا کہ: ''تو خاموش ہوجا ورنہ طلاق دے دُوں گا'' لیکن وہ برابر ناراض ہوکر شور کرنے لگی اور رونے لگی، پھر شوہر نے اس سے کہا: ''جا تجھے طلاق، طلاق، جا چلی جا'' مولانا صاحب اس ضمن میں واضح کریں کہ کیا طلاق ہوگئی؟ اور یہ ''طلاق'' الفاظ کی ادائیگی دو مرتبہ ہے۔

ج…… دو طلاقیں تو طلاق کے لفظ سے ہوگئیں، اور تیسری ''جا چلی جا'' کے لفظ سے ہوگئی، لہٰذا بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

## ''ٹھہرو ابھی دے رہا ہوں تم کو طلاق'' کہنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

س…… میں اپنی بیوی کی وجہ سے پریشان ہوں، بے انتہا زبان دراز ہے، دو چار روز ہوئے پھر جھگڑا ہوا، میں نے تنگ آکر غصّے میں کہا: ''ٹھہرو ابھی دے رہا ہوں تم کو طلاق''، ''ابھی دیتا ہوں تم کو طلاق'' یہ کہتے ہوئے پین کاپی ڈھونڈنے لگا کیونکہ میرے ذہن میں تھا کہ طلاق لکھ کر دی جاتی ہے، الفاظ میں نے دو دفعہ کہے، میری بیوی نے فوراً ڈر کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے لکھنے نہیں دیا، مہربانی فرماکر مجھے بتائیں طلاق تو واقع نہیں ہوگئی؟ اگر خدانخواستہ طلاق دو دفعہ کہنے سے واقع ہوگئی ہے تو آگے کیا طریقۂ کار ہوگا؟ میں اپنے بچوں کی وجہ سے بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

ج…… زبان کے محاورے میں ''ٹھہرو ابھی یہ کام کرتا ہوں'' کے الفاظ مستقبل قریب کے لئے استعمال ہوتے ہیں، گویا طلاق دی نہیں بلکہ طلاق دینے کا وعدہ کیا کہ ابھی تھوڑی دیر میں دیتا ہوں۔ اس لئے میرے خیال میں تو طلاق نہیں ہوئی۔ لیکن بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ ان الفاظ سے دو طلاق واقع ہوگئیں، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اگر عدّت کے اندر رُجوع نہ کیا ہو تو نکاح دوبارہ کرلیا جائے۔ آئندہ طلاق کے لفظ سے پرہیز کیا جائے ورنہ ان اہلِ علم کے قول کے مطابق ایک طلاق اور دے دی تو بیوی حرام ہوجائے گی۔

## ''جس رشتہ دار سے چاہو ملو، میری طرف سے تم آزاد ہو'' کا حکم

س…… میں نے اب سے کچھ عرصہ پہلے اپنی بیوی سے یہ کہا تھا کہ: ''تم اپنے جس رشتہ دار سے چاہو ملو، میری طرف سے تم آزاد ہو'' غصے کی حالت میں ان الفاظ کو ادا کرتے وقت میرے دِل میں طلاق دینے والی کوئی بات نہیں تھی، اور نہ میں ایسا چاہتا تھا، اور نہ ہی میں نے لفظ ''طلاق'' استعمال کیا، براہِ مہربانی اس پر غور فرماکر میری تشویش دُور فرمائیں۔

ج…… جس سیاق و سباق میں آپ نے یہ الفاظ کہے، اس سے مراد اگر یہ تھی کہ: ''رشتہ داروں سے ملنے کی میری طرف سے تمہیں آزادی ہے'' تو ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوئی، لیکن اگر یہ مطلب تھا کہ: ''میں نے تم کو آزاد کردیا ہے، اس لئے اب خوب رشتہ داروں سے ملو'' تو اس صورت میں ایک رجعی طلاق واقع ہوگئی۔

## شادی سے پہلے یہ کہنا کہ: ''مجھ پر میری بیوی طلاق ہو'' سے طلاق نہیں ہوتی

س…… اگر کوئی آدمی جس کی بیوی نہ ہو اور ہر بات میں طلاق کا لفظ استعمال کرتا ہو کہ مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہو، اور اس کے بعد جب وہ بیوی کا خاوند ہوجائے تو کیا اس کی یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

ج…… ان الفاظ کے ساتھ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی، اور اگر یوں کہا تھا کہ: ''اگر میں نکاح کروں تو میری بیوی کو طلاق'' تو اس سے طلاق ہوجائے گی۔

## طلاق کے ساتھ ''اِن شاء اللہ'' بولا جائے تو طلاق نہیں ہوتی

س…… اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ: ''میں نے اِن شاء اللہ ایک طلاق، دُوسری طلاق اور تیسری طلاق دی'' تو اس طرح کہنے سے یعنی کہ طلاق کے ساتھ اِن شاء اللہ استعمال کرنے سے طلاق نہیں ہوتی، یہ میں نے ایک دوست سے سنا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج…… آپ نے ٹھیک سنا ہے، اِن شاء اللہ کے ساتھ طلاق نہیں ہوتی۔

# خلع

## خلع کسے کہتے ہیں؟

س...... خلع کیا ہے؟ یہ اسلامی ہے یا غیراسلامی؟ زید نے اپنی بیوی گلشن کو شادی کے بعد تنگ کرنا شروع کردیا، بیوی نے خلع کے لئے کورٹ سے رُجوع کیا، دو سال کیس چلا اس کے بعد خلع کا آرڈر ہوگیا، اور دونوں میاں بیوی علیحدہ ہوگئے، لیکن بعد میں دونوں میاں بیوی میں پھر صلح ہوگئی اور بغیر نکاح یا حلالہ کے میاں بیوی پھر بن گئے، کیا یہ سب جائز تھا؟

ج...... خلع کا مطلب ہے کہ جس طرح بوقتِ ضرورت مرد کو طلاق دینا جائز ہے، اسی طرح اگر عورت نباہ نہ کرسکتی ہو تو اس کو اجازت ہے کہ شوہر نے جو مہر وغیرہ دیا ہے اس کو واپس کرکے اس سے گلوخلاصی کرلے۔ اور اگر شوہر آمادہ نہ ہو تو عدالت کے ذریعہ خلع لے لے۔ اور عدالت کے ذریعہ جو خلع لیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ عدالت اگر محسوس کرے کہ میاں بیوی کے درمیان موافقت نہیں ہوسکتی تو عورت سے کہے کہ وہ اپنا مہر چھوڑ دے، اور شوہر سے کہے کہ وہ مہر چھوڑنے کے بدلے اس کو طلاق دے دے، اور اگر شوہر اس کے باوجود بھی طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عدالت شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کا فیصلہ نہیں کرسکتی۔ خلع سے ایک بائن طلاق ہوجاتی ہے، اگر میاں بیوی کے درمیان مصالحت ہوجائے تو نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔

## طلاق اور خلع میں فرق

س...... اگر عورت خلع لینا چاہے تو اس صورت میں بھی کیا مرد کے لئے طلاق دینا ضروری ہے یا عورت کے کہنے پر ہی نکاح فسخ ہوجائے گا؟ اگر مرد کا طلاق دینا ضروری ہے تو پھر طلاق اور خلع میں کیا فرق ہے؟

ج...... طلاق اور خلع میں فرق یہ ہے کہ خلع کا مطالبہ عموماً عورت کی جانب سے ہوتا ہے، اور

اگر مرد کی طرف سے اس کی پیشکش ہو تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف رہتی ہے، عورت قبول کرلے تو خلع واقع ہوگا، ورنہ نہیں۔ جبکہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں، وہ قبول کرے یا نہ کرے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

دُوسرا فرق یہ ہے کہ عورت کے خلع قبول کرنے سے اس کا مہر ساقط ہوجاتا ہے، طلاق سے ساقط نہیں ہوتا، البتہ اگر شوہر یہ کہے کہ تمہیں اس شرط پر طلاق دیتا ہوں کہ تم مہر چھوڑ دو اور عورت قبول کرلے تو یہ بامعاوضہ طلاق کہلاتی ہے اور اس کا حکم خلع ہی کا ہے۔

خلع میں شوہر کا لفظ ''طلاق'' استعمال کرنا ضروری نہیں، بلکہ اگر عورت کہے کہ: ''میں خلع (علیحدگی) چاہتی ہوں''، اس کے جواب میں شوہر کہے: ''میں نے خلع دے دیا'' تو بس خلع ہوگیا۔ خلع میں طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، یعنی شوہر کو اب بیوی سے رُجوع کرنے یا خلع کے واپس لینے کا اختیار نہیں، ہاں! دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

## ظالم شوہر کی بیوی اس سے خلع لے سکتی ہے

س…… میری ایک رشتہ دار کو اس کا شوہر خرچ بھی نہیں دیتا اور نہ طلاق دیتا ہے، وہ بہت پریشان ہے کہ کیا کرے؟ وہ بچوں کے ڈَر سے کیس بھی نہیں کرتی کہ بچے اس سے چھن نہ جائیں، اور تقریباً پانچ سال ہوگئے ہیں، اگر وہ چھوڑ دیتا ہے تو دُوسری شادی کرکے وہ عزّت کی زندگی گزارتی۔ تو آپ یہ بتائیں کہ شرعی رُو سے یہ نکاح اب تک قائم ہے کہ نہیں؟ اور وہ اس کے ساتھ رہتا بھی نہیں ہے۔

ج…… نکاح تو قائم ہے، عورت کو چاہئے کہ شرفاء کے ذریعہ اس کو خلع دینے پر آمادہ کرے، اگر شوہر خلع نہ دے تو عورت عدالت سے رُجوع کرے اور اپنا نکاح اور شوہر کا نان نفقہ نہ دینا شہادت سے ثابت کرے، عدالت تحقیقات کے بعد اگر اس نتیجے پر پہنچے کہ عورت کا دعویٰ صحیح ہے تو عدالت شوہر کو حکم دے کہ یا تو اس کو حسن وخوبی کے ساتھ آباد کرو اور اس کا نان ونفقہ ادا کرو، یا اس کو طلاق دو، ورنہ ہم نکاح فسخ ہونے کا فیصلہ کردیں گے۔ اگر عدالت کے کہنے پر بھی وہ نہ تو آباد کرے اور نہ طلاق دے تو عدالت خود نکاح فسخ کردے۔

## اگر بیوی نے کہا کہ ”مجھے طلاق دو“ تو کیا اس سے طلاق ہوجائے گی؟

س......فرض کیا کہ اگر کسی شخص کی بیوی نے اس سے کہا کہ: ”مجھے طلاق دو“ تین بار اس طرح کہا، لیکن شوہر نے کچھ نہیں کہا، تو کیا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ جبکہ شوہر بالکل خاموش رہا۔

ج......اگر شوہر نے بیوی کے جواب میں کچھ نہیں کہا تو طلاق نہیں ہوئی۔

## عورت کے طلاق مانگنے سے طلاق کا حکم

س......ایک شادی شدہ عورت اگر ۴، ۵ دفعہ اپنے خاوند کو بھری مجلس میں کہہ دے کہ: مجھے طلاق دے دو یا طلاق چاہئے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ جبکہ مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں، اور کیا مرد پر کوئی شرط عائد ہوتی ہے؟ ذرا وضاحت کریں۔

ج......عورت کے طلاق مانگنے سے تو طلاق نہیں ہوتی، البتہ اگر عورت بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق مانگے تو ایسی عورت کو حدیث میں منافق فرمایا گیا ہے۔ اور اگر مرد کے ظلم و جور سے تنگ آکر طلاق مانگے تو وہ گنہگار نہیں ہوگی، بلکہ مرد کے لئے لازم ہوگا کہ اگر وہ شریفانہ برتاؤ نہیں کرسکتا تو طلاق دے دے۔ مرد و عورت کے حقوق تو بلاشبہ برابر ہیں (اگرچہ حقوق کی نوعیت اور درجے کا فرق ہے) لیکن طلاق ایک خاص مصلحت و حکمت کی بنا پر مرد کے ہاتھ میں رکھی گئی ہے، عورت کے سپرد اس کو نہیں کیا گیا، البتہ عورت کو خلع لینے کا حق دیا گیا ہے۔

## عورت، ظالم شوہر سے خلاصی کے لئے عدالت کے ذریعہ خلع لے

س......میری ایک دوست جو بعض وجوہات کی بنا پر اپنے شوہر سے خلع لینا چاہتی ہے اور بعض مؤثر ذرائع سے کہلوا بھی چکی ہے، اس کا شوہر جو بیرونِ ملک مقیم ہے مسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کئے جارہا ہے اور اسے آزاد کرنے کے بجائے مسلسل سات مہینے سے ذہنی کرب میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اسی لئے مرد کو بااختیار بنایا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے کسی عورت کی زندگی برباد کئے رکھے؟ اللہ تعالیٰ نے تو ہر چیز میں توازن رکھا ہے، کیا اللہ کے ہاں ایسے انسانوں کی کوئی پکڑ نہیں؟ قرآن و

حدیث کی روشنی میں بیان کریں تاکہ بہت سے کلمہ گو مسلمانوں کو احساس ہو کہ یہ عمل اسلام میں کتنا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

ج…… جو شوہر اپنی بیویوں سے زیادتی کرتے ہیں وہ بڑے ہی ظالم ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تاکید کے ساتھ عورتوں سے حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے، اگر زوجین میں موافقت نہ ہو تو عورت کو خلع لینے کا اختیار دیا ہے، وہ عدالت سے رُجوع کرے اور عدالت اس کے شوہر سے خلع دِلوائے، یہی توازن ہے جو شریعت نے اس نازک رشتے میں ملحوظ رکھا ہے۔

## خلع سے طلاقِ بائن ہوجاتی ہے

س…… ایک سوال کے جواب میں آپ نے طلاق اور خلع میں فرق کی یہ تشریح کی کہ خلع قبول کرنے پر مہر ساقط ہوجاتا ہے اور طلاق میں نہیں۔ خلع قبول کرنا عورت کی مرضی پر ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ خلع کے بعد عدّت بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر عورت دوبارہ اسی سابقہ شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ شرعی کے نکاح ہوسکتا ہے؟ کیونکہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے۔

ج…… خلع کا حکم ایک بائن طلاق کا ہے، اگر میاں بیوی کے درمیان ''خلوَت'' ہوچکی ہے تو خلع کے بعد عورت پر عدّت لازم ہوگی۔ اور سابقہ شوہر سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ البتہ اگر عورت کے خلع کے مطالبے پر شوہر نے تین طلاقیں دے دی تھیں تو حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

## خلع کی ''عدّت'' لازم ہے

س…… میری شادی ادلے بدلے کی ہوئی، میرے بھائی کی بیوی نے طلاق لے لی، میرا شوہر اس طلاق کا بدلہ مجھے ذہنی اذیتوں اور ذِلتوں میں دیتا رہتا ہے۔ آٹھ سال ہوگئے مجھے اس کے سلوک سے اور بچوں سے عدمِ دِلچسپی سے کچھ نفرت سی ہوگئی ہے۔ اس صورتِ حال میں کیا کیا جائے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ خلع لے کر اور شادی کرلوں تو خلع کی کیا صورت ہوگی؟

کیا خلع کی بھی عدّت ہوتی ہے؟

ج…… ''خلع'' کے معنی ہیں عورت کی جانب سے علیحدگی کی درخواست۔ عورت اپنے شوہر کو یہ پیشکش کرے کہ میں اپنا مہر چھوڑتی ہوں، اس کے بدلے میں مجھے ''خلع'' دے دو، اگر مرد اس کی اس پیشکش کو قبول کرلے تو طلاقِ بائن واقع ہوجاتی ہے، جس طرح طلاق کے بعد عدّت ہوتی ہے، اسی طرح خلع کے بعد بھی لازم ہے، عدّت کے بعد آپ جہاں دِل چاہے عقد کرسکتی ہیں۔

## کیا خلع کے بعد رُجوع ہوسکتا ہے؟

س…… خلع کے مبہم ہونے کی صورت میں اگر ایک مفتی کہے کہ خلع ہوگیا اور دُوسرا کہے کہ نہیں ہوا، اور لڑکی نادم ہوکر نباہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو کیا تجدیدِ نکاح ہوسکتا ہے؟ نیز تجدیدِ نکاح کون کرتا ہے اور کیسے ہوتا ہے؟

ج…… خلع میں اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دی تھیں تو دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا، اور اگر صرف خلع کا لفظ یا ایک طلاق کا لفظ استعمال کیا تھا تو نکاح دوبارہ ہوسکتا ہے۔ دوبارہ نکاح کرنے کو تجدیدِ نکاح کہتے ہیں۔ جس طرح پہلا نکاح ایجاب و قبول سے ہوتا ہے، اسی طرح دوبارہ نکاح بھی ایسے ہی ہوگا۔ چونکہ خلع کا علم سب تعلق والوں کو ہوچکا تھا، اس لئے دوبارہ نکاح بھی علی الاعلان ہونا چاہئے۔



## خلع کے لئے طے شدہ معاوضے کی ادائیگی لازمی ہے

فہرست

س…… میاں بیوی کی ناچاقی کی وجہ سے اگر مرد نے خلع رکھ کر بیوی کو طلاق دے دی اور بیوی نے خلع ادا کرنے کے بغیر شادی کرلی تو شادی حلال ہے یا حرام؟

ج…… اگر نقد طلاق دے دی تھی تو عدّت کے بعد وہ دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور جو معاوضہ طے ہوا تھا وہ اس کے ذمہ واجب الادا ہے، اور اگر معاوضہ ادا کرنے کی شرط پر طلاق دی تھی تو جب تک معاوضہ ادا نہیں ہوجاتا طلاق نہیں ہوگی، لہٰذا دُوسری جگہ شادی بھی نہیں ہوسکتی۔

## لڑکی بچپن کا نکاح پسند نہ کرے تو خلع لے سکتی ہے

س……میں نے اپنی لڑکی شاہدہ کا نکاح منظور احمد کے لڑکے منیر احمد سے بچپن میں کر دیا تھا، اس وقت لڑکی کی عمر پانچ سال اور لڑکے کی عمر سات سال تھی، اب ماشاء اللہ دونوں جوان ہیں۔ منیر احمد کی سوسائٹی اور کردار اچھا نہ ہونے کی وجہ سے میری لڑکی نے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے، لڑکے والے متواتر زور ڈال رہے ہیں کہ لڑکی کو وداع کرو، لیکن لڑکی اس بات پر بالکل راضی نہیں، اس صورت میں نکاح بحال رہتا ہے یا کہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج……لڑکی کی نابالغی میں جو نکاح لڑکی کے باپ نے کر دیا ہو، بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اس کے توڑ دینے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اب اگر لڑکا بدکردار ہے تو لڑکی کو وہاں رُخصت نہ کیا جائے بلکہ لڑکے سے ''خلع'' لے لیا جائے، یعنی اس کو مہر چھوڑنے کی شرط پر طلاق دینے کے لئے کہا جائے۔

## بیوی کے نام مکان

س……اگر کوئی شخص شادی کے بعد اپنی محنت کی کمائی سے ایک مکان بناتا ہے اور وہ اپنی بیوی کے نام کر دیتا ہے، اس کے بعد بیوی اس شخص سے خلع چاہتی ہے، قرآن پاک کے حوالے سے بتائیں کہ وہ مکان بیوی کو واپس کرنا ہوگا یا نہیں؟ وہ شخص کہتا ہے کہ میری محنت کا مکان ہے وہ مکان واپس کر دو، ورنہ خلع نہیں دُوں گا۔

ج……وہ خلع میں مکان کی واپسی کی شرط رکھ سکتا ہے، اس صورت میں عورت اگر خلع لینا چاہتی ہے تو اسے وہ مکان واپس کرنا ہوگا۔ الغرض شوہر کی طرف سے مکان واپس کرنے کی شرط صحیح ہے، اس کے بغیر خلع نہیں ہوگا۔

## اگر خاوند بے نمازی ہو تو بیوی کیا کرے؟

س……اگر کسی شخص کی بیوی نماز نہ پڑھتی ہو تو کہتے ہیں کہ خاوند کو حق ہے کہ وہ بیوی کو سمجھا اور مار بھی سکتا ہے، اور اگر اس سے بھی باز نہ آئے تو طلاق بھی دے سکتا ہے۔ اب قابلِ دریافت اَمر یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند باوجود سمجھانے کے بھی نماز نہیں پڑھتا تو شریعت

ایسی عورت کو کیا حقوق دِلاتی ہے؟ کیا وہ اپنے شوہر سے مقاطعہ کرسکتی ہے؟ اس سے بھی باز نہ آئے تو وہ طلاق بھی لے سکتی ہے؟

ج...... عورت کو چاہئے کہ نہایت شفقت و محبت سے اسے راہِ راست پر لانے کی کوشش کرے، اور حسنِ تدبیر سے اسے نماز روزہ کا عادی بنائے، لیکن اگر وہ منحوس کسی طرح بھی نہ مانے تو عورت اس سے خلع لے سکتی ہے۔

# ظہار

## (یعنی بیوی کو اپنی ماں، بہن یا کسی اور محرَم خاتون کے ساتھ تشبیہ دینا)

### ظہار کی تعریف اور اس کے اَحکام

س...... ظہار سے کیا مراد ہے؟ اور اس کے اَحکام علمِ فقہ میں کیا ہیں؟

ج...... ظہار کے معنی یہ ہیں کہ: کوئی شخص اپنی بیوی کو یوں کہہ دے: ''تو مجھ پر میری ماں یا بہن جیسی ہے'' اس کا حکم یہ ہے کہ اس لفظ سے طلاق نہیں ہوتی، لیکن کفارہ ادا کئے بغیر بیوی کے پاس جانا حرام ہے۔ اور کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے، تب اس کے لئے بیوی کے پاس جانا حلال ہوگا۔

### بیوی کو ''بیٹا'' کہنے کا حکم

س...... زید اپنی زوجہ کو ''بیٹا'' کہہ کر پکارتا ہے، چاہے وہ کسی بھی کام میں مصروف ہو۔ جب بھی زید کو اپنی بیوی کو بلانا مقصود ہو یہی طریقہ اپنایا ہوا ہے، جبکہ اس کے سب گھر والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں، اور اکثر زید کی سالی، زید سے پوچھ لیتی ہے کہ: تمہارا بیٹا کہاں

ہے؟ جبکہ بیوی بھی اس کے مخاطب کرنے پر رُجوع کرتی ہے۔ یہاں پردیس میں بھی جب اس کو بیوی کا خط ملنے میں دیر ہوجائے تو وہ دوستوں سے یہی کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا خط نہیں آیا، کیا زید اور اس کی بیوی کا رشتہ قائم رہا یا نہیں؟ اور اس کا کیا کفارہ ہے؟

ج…… بیوی کو ''بیٹا'' کہنا لغو اور بیہودہ حرکت ہے، مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹا، اور توبہ و اِستغفار کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

## ''تمہارا اور میرا رشتہ ماں بہن کا ہے'' کے الفاظ کا نکاح پر اثر

س…… ایک عورت کے خاوند نے محلے کے تین آدمیوں کو بلاکر ان کے سامنے اپنی بیوی کو کہا کہ: ''آئندہ کے لئے تمہارا اور میرا رشتہ ماں، بہن کا ہے'' یہ الفاظ اس شخص نے دو یا تین دفعہ دہرائے۔ اب وہ عورت اپنے دو بچوں کی خاطر اسی گھر میں الگ رہتی ہے اور اس مرد کے ساتھ بول چال گزشتہ پانچ چھ ماہ سے ختم ہے۔ یعنی وہ ایک دُوسرے سے ناراض ہیں، ان حالات میں کیا عورت کو طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟

ج…… ''تمہارا اور میرا رشتہ ماں، بہن کا ہے'' یہ ''ظِہار'' کے الفاظ ہیں، ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی، البتہ شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا ہوگا، اور کفارہ ادا کئے بغیر بیوی کے قریب جانا حرام ہے۔ اور کفارہ یہ ہے کہ شوہر دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے، اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

## بیوی، شوہر کو اس کی ماں کی مماثل رشتہ کہے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

س…… بیوی نے اپنے شوہر کو کہا کہ: ''اگر تم میرے قریب آئے (میاں بیوی کے تعلقات قائم کئے) تو تم اپنی ماں بہن کے قریب آؤگے'' تو ان الفاظ سے ان دونوں کے درمیان نکاح باقی ہے یا نہیں؟

ج…… بیوی کے ان بیہودہ الفاظ سے کچھ نہیں ہوا، البتہ بیوی ان ناشائستہ الفاظ کی وجہ سے گناہ کی مرتکب ہوئی ہے، اس کو ان الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے۔

# تنسیخِ نکاح

## تنسیخِ نکاح کی صحیح صورت

س...... میری بیوی نے میرے خلاف عدالت سے بمع مہر ۸۰۰۰ روپے کے طلاق حاصل کرلی ہے، عدالت میں میرے خلاف اس کی کوئی شہادت موجود نہیں، اور نہ ہی عدالت نے شہادت طلب کی ہے، میری بیوی کے اپنے بیان میرے حق میں جاتے ہیں، اس کے باوجود بھی اس نے عدالت سے اثر ورُسوخ کی بنا پر طلاق حاصل کرلی ہے، وجہ طلاق صرف یہ ہے کہ اس کے والدین مجھے پسند نہیں کرتے، کیونکہ میں معمولی ملازم ہوں، حالانکہ اس کے بطن سے ۵ سال اور ۳ سال کے میرے دو بچے بھی ہیں۔ کیا اس کو شرعاً طلاق ہوگئی یا نہیں؟ کیا وہ شرعاً دُوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

ج...... شرعاً صحیح فیصلے کی صورت یہ ہے کہ عورت کے دعویٰ دائر کرنے پر عدالت شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کی شکایات کے بارے میں دریافت کرے، اگر وہ عورت کی شکایات کو غلط قرار دے تو عدالت عورت سے اس کے دعویٰ پر شہادتیں طلب کرے، اور شوہر کو صفائی کا پورا موقع دے، اگر تمام کاروائی کے بعد عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ شوہر ظالم ہے اور عورت کی علیحدگی اس سے ضروری ہو تو عدالت شوہر سے کہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے، اگر اس کے بعد بھی شوہر اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور مظلوم عورت کی گلوخلاصی پر راضی نہ ہو تو عدالت ازخود تنسیخِ نکاح کا فیصلہ کردے۔ اگر اس طریقے سے فیصلہ ہوا ہو تو عورت عدّت کے بعد دُوسری جگہ عقد کرسکتی ہے، اور عدالت کا یہ فیصلہ صحیح سمجھا جائے گا۔

لیکن جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ محض عورت کی درخواست پر فیصلہ کردیا گیا، نہ عورت سے گواہ طلب کئے اور نہ شوہر کو بلواکر اس کا موقف سنا گیا، ایسا فیصلہ شرعاً کالعدم

ہے، اور عورت بدستور اس شوہر کے نکاح میں ہے، اس کو دُوسری جگہ عقد کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔

## عدالت کے غلط فیصلے سے پہلا نکاح متأثر نہیں ہوا

س…… کسی شخص کی منکوحہ دُوسرے آدمی کے ساتھ بھاگ گئی، اس شخص نے عدالتِ عالیہ میں جھوٹا نکاح نامہ پیش کردیا، جبکہ شوہر کے عزیزوں نے اصلی نکاح نامہ پیش کیا، لیکن اغوا کنندہ عدالت کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوگیا، اور عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ کردیا۔ شوہر نے اس مقدمے میں دِلچسپی نہیں لی، نہ اس نے طلاق دی ہے۔ کیا عدالت کے فیصلے کے بعد پہلا نکاح فسخ ہوگیا؟ اور کیا یہ عورت اغوا کنندہ کے پاس بیوی کی حیثیت سے رہ سکتی ہے؟ از رُوئے شریعت کیا حکم ہے؟

ج…… عدالت کے غلط فیصلے سے جو عدالت کو فریب دے کر حاصل کیا گیا، پہلا نکاح متأثر نہیں ہوا، وہ بدستور باقی ہے۔ جب تک اصلی شوہر اسے طلاق نہیں دے گا، یہ دُوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اگر یہ دونوں اسی حالت میں میاں بیوی کی حیثیت سے رہیں گے تو ہمیشہ کے لئے بدکاری کے مرتکب ہوں گے اور ان کی اولاد شرعاً بے نکاح کی اولاد ہوگی۔

## کیا عدالت تنسیخِ نکاح کرسکتی ہے؟

س…… اگر ایک منکوحہ عورت کسی جج کی عدالت سے خاوند سے علیحدگی حاصل کرے اور اس عورت کے اعتراضات اس کے خاوند پر گواہان کی شہادتوں سے دُرست ثابت ہوجائیں، مگر خاوند عدالت وغیرہ میں شرعی حیثیت سے طلاق نہ دے بلکہ جج کسی عورت کی درخواست منظور کرے اور یوں اس عورت کو چھٹکارا مل جائے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس عورت کو واقعی طلاق ہوگئی یا نہیں؟ یہ کہ بعد عدّتِ طلاق، کیا اس عورت کا نکاحِ ثانی حلال ہے؟

ج…… اگر عدالت معاملے کی پوری چھان بین اور گواہوں کی شہادت کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ عورت واقعی مظلوم ہے اور شوہر اس کے حقوق ادا نہیں کر رہا اور عدالت کے حکم کے

باوجود وہ طلاق دینے پر بھی آمادہ نہیں ہے، تو اس کا تنسیخ نکاح کا فیصلہ صحیح ہے، اور عورت عدّت کے بعد دُوسرا عقد کرسکتی ہے، اور اگر عدالت نے معاملے کی صحیح تفتیش اور گواہوں کی شہادت کے بغیر فیصلہ کیا، یا شوہر کی غیرموجودگی میں محض عورت کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے تنسیخِ نکاح کا فیصلہ کردیا، تو یہ فیصلہ طلاق کے قائم مقام نہیں ہوگا اور اس فیصلے کے باوجود عورت کے لئے دُوسری جگہ عقد کرنا جائز نہیں ہوگا۔

## شوہر ڈھائی سال تک خرچہ نہ دے، بیوی عدالت میں استغاثہ کرے

س…… میری شادی کو چودہ برس کا عرصہ بیت چکا ہے، میرا ایک لڑکا ہے جو کہ ۹ سال کا ہے، اور ایک لڑکی تین برس اور چار ماہ کی ہے۔ میری اپنے شوہر سے سات برس پہلے علیحدگی ہوگئی تھی، علیحدگی سے میری مراد طلاق نہیں، بلکہ انہوں نے دُوسری شادی کرکے گھر بسالیا تھا۔ ان سات برسوں میں انہوں نے مجھے چار آنے تک نہیں دیئے، سات برسوں میں صرف ایک دفعہ چار سال بعد آئے تھے اور صرف پندرہ دن رہ کر چلے گئے۔ اب تین سالوں سے ان کا کوئی پتا نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ اب میرا اصل مسئلہ یہ ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ اگر شوہر ڈھائی سال تک خرچ نہ دے تو نکاح نہیں رہتا، آپ مجھے بتائیں کہ یہ بات کہاں تک سچ ہے؟

ج…… یہ تو کسی نے غلط کہا ہے کہ شوہر ڈھائی سال تک خرچ نہ دے تو نکاح نہیں رہتا۔ آپ اپنے شوہر کے خلاف عدالت میں استغاثہ کریں اور عدالت کا فرض ہے کہ وہ آپ کو نان و نفقہ دِلائے یا ایسے شوہر سے آپ کی گلوخلاصی کرائے۔

## کیا فیملی کورٹ کے فیصلے کے بعد عورت دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟

س…… اگر ایک عورت ناچاقی کی صورت میں فیملی کورٹ میں نکاح فسخ کا دعویٰ دائر کرتی ہے، جج فیملی کورٹ مقدمے کی سماعت کے بعد عورت کے حق میں ڈگری دے دیتا ہے، یعنی عورت کو نکاحِ ثانی کی اجازت فیملی کورٹ سے مل جاتی ہے تو کیا ازروئے شریعت عورت نکاحِ ثانی کرسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… فیملی کورٹ کا فیصلہ اگر شرعی قواعد کے مطابق ہو تو وہ فیصلہ شرعاً بھی نافذ ہوگا۔ اور اگر مقدمے کی سماعت میں یا فیصلے میں شرعی قواعد کو ملحوظ نہیں رکھا گیا تو شرعی نقطۂ نظر سے وہ فیصلہ کالعدم ہے، شرعاً نکاح فسخ نہیں ہوگا، اور عورت کو نکاحِ ثانی کی اجازت نہ ہوگی۔

شرعی قواعد کے مطابق فیصلے کی صورت یہ ہے کہ عورت کی شکایت پر عدالت، شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کے الزامات کا جواب طلب کرے، اگر شوہر ان الزامات سے انکار کرے تو عورت سے گواہ طلب کئے جائیں یا اگر عورت گواہ پیش نہیں کرسکتی تو شوہر سے حلف لیا جائے، اگر شوہر حلفیہ طور پر اس کے دعویٰ کو غلط قرار دے تو عورت کا دعویٰ خارج کردیا جائے گا، اور اگر عورت گواہ پیش کردے تو عدالت شوہر کو بیوی کے حقوقِ شرعیہ ادا کرنے کی تاکید کرے۔ اور اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ ان دونوں کا یکجا رہنا ممکن نہیں تو شوہر کو طلاق دینے کا حکم دیا جائے، اور اگر وہ طلاق دینے پر بھی آمادہ نہ ہو (جبکہ وہ عورت کے حقوقِ واجبہ بھی ادا نہیں کرتا) تو عدالت ازخود فسخِ نکاح کا فیصلہ کرسکتی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ فیصلہ کرنے والا جج مسلمان ہو، ورنہ اگر جج غیرمسلم ہو (جیسا کہ پاکستان کی عدالتوں میں غیرمسلم جج بھی موجود ہیں) تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔

## اگر کسی شخص نے پانچ یا چھ شادیاں کرلیں تو پہلی بیویوں کا کیا حکم ہے؟

س…… میری شادی اب سے دس سال قبل ایک ایسے انسان سے ہوئی جس نے خود کو کنوارا ظاہر کیا، جبکہ اس کی تین بیویاں موجود تھیں (جو کہ بعد میں پتا چلا)، انہوں نے نکاح نامہ میں بھی خود کو کنوارا لکھوایا، اس کے علاوہ ولدیت بھی غلط درج کرائی۔ اب سے دو سال قبل انہوں نے پانچویں شادی ایک عیسائی عورت سے کی اور پھر اس کے تین ماہ بعد ہی چھٹی شادی راولپنڈی میں اسلامی طریقے پر ایک مسلمان عورت سے کی۔ میں معلوم یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارا مذہب ایک وقت میں چار بیویوں کی اجازت دیتا ہے، تو ایسی صورت میں آیا اس کی پہلی بیویاں نکاح سے خارج ہوگئیں یا پھر بعد کی شادیاں جائز نہ تھیں؟ میں ان کی چوتھی بیوی ہوں میں اپنے بارے میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میری کیا حیثیت ہے؟ میں ان کے نکاح میں

ہوں یا طلاق ہوچکی ہے؟ اگر میں ان کے نکاح میں ہوں تو طلاق لینے کے لئے مجھے شرع کی روشنی میں کیا کرنا چاہئے؟

ج...... آپ کی شادی صحیح ہے۔ پانچویں اور چھٹی شادی جو اس نے کی وہ صحیح نہیں ہے، آپ عدالت سے رُجوع کریں، اور آپ ان چیزوں کا ثبوت پیش کرکے اس شخص کو سزا دِلواسکتی ہیں۔

## عدالت سے فسخِ نکاح کے بعد بیوی سے تعلقات قائم کرنا

س...... تین سال پہلے کی بات ہے کہ میری بیوی نے کورٹ کے ذریعے مجھ سے طلاق حاصل کی تھی، پورے مقدمے میں، میں کبھی بھی نہیں گیا اور نہ مجھ پر کوئی سمن تعمیل ہوسکا، نہ یک طرفہ فیصلے کی کوئی وارننگ دی گئی۔ بہرحال کسی طرح بھی میری بیوی کو ڈگری مل گئی اور مجھ کو کچھ بھی پتا نہ چلا۔ پانچ ماہ بعد میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کو منالیا اور اس کے بعد ہم خوش خوش زندگی بسر کررہے ہیں۔ شریعت کی رُو سے کیا یہ میری بیوی رہ سکتی ہے یا نہیں؟ میں نے کبھی بھی اپنی بیوی کو کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی۔

ج...... اگر آپ کا بیان صحیح ہے تو عدالت کا فیصلہ غلط تھا، لہٰذا آپ کا نکاح فسخ نہیں ہوا، وہ بدستور آپ کی بیوی ہے۔

## والدین کے ناحق طلاق کے حکم کو ماننا جائز نہیں

س...... والدین اگر بیٹے سے کہیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور بیٹے کی نظر میں اس کی بیوی صحیح ہے، حق پر ہے، طلاق دینا اس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے، تو اس صورت میں بیٹے کو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ ایک حدیثِ پاک ہے جس کا قریب یہ مفہوم ہے کہ ''والدین کی نافرمانی نہ کرو، گو وہ تمہیں بیوی کو طلاق دینے کو بھی کہیں'' تو اس صورتِ حال میں بیٹے کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

ج...... حدیثِ پاک کا منشا یہ ہے کہ بیٹے کو والدین کی اطاعت و فرماں برداری میں سخت سے سخت آزمائش کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے، حتیٰ کہ بیوی بچوں سے جدا ہونے اور گھر بار چھوڑنے کے لئے بھی۔ اس کے ساتھ ماں باپ پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بے انصافی اور بے جا ضد

سے کام نہ لیں۔ اگر والدین اپنی اس ذمہ داری کو محسوس نہ کریں اور صریح ظلم پر اُتر آئیں تو ان کی اطاعت واجب نہ ہوگی، بلکہ جائز بھی نہ ہوگی۔ آپ کے سوال کی یہی صورت ہے اور حدیثِ پاک اس صورت سے متعلق نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر والدین حق پر ہوں تو والدین کی اطاعت واجب ہے، اور اگر بیوی حق پر ہو تو والدین کی اطاعت ظلم ہے۔ اور اسلام جس طرح والدین کی نافرمانی کو برداشت نہیں کرسکتا، اسی طرح ان کے حکم سے کسی پر ظلم کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔

س……ساس اور بہو کے گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے اگر ساس یا سسر اپنے بیٹے کو حکم کریں کہ تم اسے چھوڑ دو، ہم تمہیں دُوسری بیوی کروادیں گے تو کیا بیٹا اس حکم کی تعمیل کرے گا؟

ج……اگر بیوی قصوروار ہو تو والدین کے حکم کی تعمیل کرے، اور اگر بے قصور ہو تو تعمیل نہیں کرنی چاہئے۔

# طلاق سے مُکر جانے کا حکم

## شوہر طلاق دے کر مُکر جائے تو عورت کیا کرے؟

س…… میری ہمشیرہ کو میرے بہنوئی نے تین بار طلاق دی، جس پر ہمشیرہ گھر پر آگئیں، اور والدین کو تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ میرے والدین نے جب میرے بہنوئی سے معلوم کیا تو انہوں نے انکار کردیا اور کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ جبکہ ہمشیرہ بضد ہیں کہ مجھے طلاق دے دی ہے، اب آپ مشورہ دیں کہ طلاق کیسے ہوئی؟

ج…… اُصول تو یہ ہے کہ اگر طلاق میں میاں بیوی کا اختلاف ہوجائے، بیوی کہے کہ اس نے طلاق دے دی ہے، اور شوہر انکار کرے تو گواہ نہ ہونے کی صورت میں عدالت شوہر کی بات کا اعتبار کرے گی۔ لیکن آج کل لوگوں میں دِین و دِیانت کی بڑی کمی آگئی ہے، لوگ طلاق دینے کے بعد مُکر جاتے ہیں، اس لئے اگر شوہر دِین دار قسم کا آدمی نہیں ہے اور عورت کو یقین ہے کہ اس نے تین بار طلاق دی ہے تو عورت کے لئے شوہر کے گھر آباد ہونا جائز نہیں ہے۔ شوہر کی قانونی کاروائی سے بچنے کے لئے اس کا حل یہ ہے کہ عدالت سے رُجوع کیا جائے اور عورت کی طرف سے خلع کا مطالبہ کیا جائے اور عدالت دونوں کے درمیان تفریق کرادے۔

## شوہر کے مُکر جانے پر عورت کے لئے طلاق کے گواہ پیش کرنا ضروری ہے

س…… ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا تھا کہ: ''عورت طلاق دینے کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر اس سے انکار کرتا ہے، میاں بیوی کے درمیان جب اختلاف ہو تو بیوی اگر قابلِ

اعتماد گواہ پیش کردے جو حلفاً شہادت دیں کہ ان کے سامنے شوہر نے طلاق دی ہے تو عورت کا دعویٰ دُرست تسلیم کرلیا جائے گا، ورنہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہوگا، اور شوہر کی یہ بات صحیح ہوگی کہ اس نے طلاق نہیں دی۔“

تو محترم فرض کیجئے! عورت کا دعویٰ بالکل صحیح ہو مگر وہ کوئی گواہ پیش نہیں کرسکتی اور مرد صرف اس لئے طلاق سے انکار کر رہا ہو کہ اس کو مہر نہ دینا پڑے یا وہ صرف تنگ کرنے کے لئے ہی انکار کر رہا ہو، تو ایسی صورت میں عورت اس شوہر کے پاس واپس جاکر گنہگار نہ ہوگی؟ جبکہ اس نے اپنے کانوں سے طلاق کے الفاظ سن لئے ہیں۔

ج...... ماشاء اللہ! بہت نفیس سوال ہے۔ جواب یہ ہے کہ آپ نے جس مسئلے کا حوالہ دیا ہے اس کا تعلق عدالت کے فیصلے سے ہے، عورت کے ذاتی کردار سے نہیں، جس صورت میں کہ شوہر انکار کر رہا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں تو عدالت یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی کہ عورت کا دعویٰ غلط اور بے ثبوت ہے۔

جہاں تک عورت کے ذاتی کردار کا تعلق ہے تو جب عورت کو سو فیصد یقین ہو کہ شوہر اسے طلاق دے چکا ہے اور اب محض بے دِینی کی وجہ سے انکار کر رہا ہے تو عورت کے لئے اس کے پاس واپس جانا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اسے چاہئے کہ اس کے پاس جانے اور حقوقِ زوجیت ادا کرنے سے صاف انکار کردے۔ نیز اسے چاہئے کہ اس سے گلوخلاصی کی کوئی تدبیر کرے، مثلاً اس کو خلع دینے پر مجبور کرے۔ بہرحال جب تک اس سے قانونی رہائی نہیں ہوجاتی اس کو اپنے قریب نہ آنے دے اور نہ اس کے گھر میں رہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۳۵۴)

## شوہر اگر طلاق کا اقرار کرے، تو بیوی اور ساس کا انکار فضول ہے

س...... میرا دوست جو کہ شادی شدہ ہے، اس کی بیوی سے اس کی کسی بات پر لڑائی ہوگئی اور معاملہ طلاق تک پہنچ گیا، میرے دوست نے باقاعدہ اپنے اور اس کے رشتہ داروں کے سامنے اپنی بیوی کو تین دفعہ طلاق دے دی، اور اس کی بیوی بھی دُوسرے کمرے میں بیٹھی

تھی، اور میرا دوست تین دفعہ طلاق دے کر اپنے گھر چلا آیا۔ لیکن بعد میں اس کی بیوی اور اس کی ساس نے کہا کہ ہم نے تین دفعہ نہیں سنا، لہٰذا طلاق نہیں ہوئی۔ اب آپ بتایئے کہ طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

ج...... اگر آپ کے دوست کو اقرار ہے کہ تین دفعہ طلاق دی تھی تو تین طلاقیں ہوگئیں، بیوی اور ساس کا انکار فضول ہے۔

## طلاق کی تعداد میں شوہر بیوی کا اختلاف

س...... میرے شوہر مجھے تین بار طلاق کہہ کر چلے گئے، تھوڑی دیر بعد واپس آگئے اور کہنے لگے تو رو رہی ہے میں نے تو دو بار کہا تھا، رُجوع کی گنجائش ہے، مگر میں نہ مانی۔ بچے، گھربار صرف گناہ کے ڈَر سے چھوڑنے گوارا کرلئے، مگر وہ بضد ہیں کہ میں نے دو بار کہا ہے۔ میں نے کہا: قسم کھائیں! تو وہ بولے: ''ایمان سے دو بار کہا ہے، اور اگر تو نہیں مانتی تو چلو سب گناہ میرے سر!'' میں نے خدا سے دُعا کی کہ خدایا میں گنہگار نہیں سب گناہ ان کے سر ہیں، اگر یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ تو بتائیں گناہ کس کے سر پر ہوگا؟

ج...... اگر آپ کو یقین ہے کہ تین بار کہا تھا تو ان کی قسم کا کوئی اعتبار نہ کیجئے، اور ان کے پاس جانے اور حقوقِ زوجیت ادا کرنے سے صاف انکار کردیجئے، اور ہر حال میں ان سے گلوخلاصی کی کوئی تدبیر کیجئے۔ اور اگر آپ کو یقین نہیں تو گناہ وثواب اس کے ذمہ ہے، آپ اس کی بات پر یقین کرسکتی ہیں۔

# نامرد کی بیوی کا حکم

## نامرد سے شادی کی صورت میں بیوی کیا کرے؟

س……ایک نامرد شخص نے نکاح کیا اور عرصہ چار ماہ عورت اس کے پاس رہی اور اس کے مخصوص کمرے میں سوتی رہی، لیکن اس کی حیثیت کنواری کی ہے۔ اس کے بعد وہ عورت والدین کے گھر چلی آئی اور لڑکے سے اس کے والدین نے طلاق کا مطالبہ کیا، مگر وہ لڑکا رقم بٹورنے کے خیال میں طلاق نہیں دیتا، لہٰذا طلاق کی صورت اور حق مہر کی بابت مسئلہ واضح فرمائیں۔

ج……شادی کے وقت عورت کنواری تھی تو عدالت کے ذریعہ نامرد خاوند کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج دی جائے گی، ایک سال بعد خاوند صحبت پر قادر ہوجائے تو منکوحہ کو رکھے اور اگر ایک سال میں بھی قادر نہ ہوسکے تو عدالت سے نکاح ختم کرنے کی درخواست دے کر نکاح ختم کراسکتی ہے۔ عدالت کی تفریق طلاقِ بائن سمجھی جائے گی اور عورت پر عدّت لازم ہوگی اور مرد پر مہر پورا ادا کرنا لازمی ہوگا۔

س……ایک لڑکا پیدائشی نامرد ہے، جس کی تصدیق خود ڈاکٹر اور لڑکا بھی کرتا ہے، اور علاج وغیرہ بھی کرایا گیا لیکن معالج نے صرف اس وجہ سے لڑکے کو جواب دے دیا کہ یہ پیدائشی طور پر صحیح نہیں ہے، اس لئے اس کا علاج نہیں ہوسکتا۔ اور عورت نے عدالت میں اپنے خاوند پر تنسیخِ نکاح کا دعویٰ کیا اور حاکمِ وقت نے فیصلہ بھی عورت کے حق میں دے دیا کہ یہ عورت بغیر اپنے خاوند سے طلاق لئے کسی اور جگہ نکاح کرسکتی ہے، جبکہ خاوند سے بار بار


فہرست

طلاق کا اصرار بھی کیا گیا، لیکن وہ بضد ہے اور طلاق نہیں دیتا۔ ان تمام صورتوں کے ہوتے ہوئے ازرُوئے شریعتِ محمدی کیا حکم ہے؟

ج…… جب لڑکا پیدائشی نامرد ہے اور اس کی تصدیق ہوچکی ہے کہ اس کا علاج نہیں ہوسکتا تو لڑکے پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے، اور اگر وہ طلاق نہیں دیتا تو عدالت ان دونوں کے درمیان تفریق کا فیصلہ کردے، عدالت یہ فیصلہ طلاق کے حکم میں ہوگا، لہٰذا لڑکی دُوسری جگہ (عدّت کے بعد) نکاح کرسکتی ہے۔

# عدّت

## عدّت کس پر واجب ہوتی ہے؟

س…… ہمارے یہاں عورتوں کا ایک غلط عقیدہ ہے، وہ یہ کہ اگر بیٹی کا انتقال ہوجائے تو اس لڑکی کی ماں عدّت کرتی ہے، ساس اور سسر کا انتقال ہو تو اس کی بہو، اگر زیادہ بہوئیں ہوں تو وہ سب عدّت اور گھونگھٹ کرتی ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ عدّت صرف اس پر فرض ہے جس کا شوہر انتقال کرجائے نہ کہ بیٹی، ساس اور سسر اور کوئی عزیز رشتہ دار کے انتقال پر عدّت کرنا فرض ہے۔ یہ سب کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… عدّت اسی عورت کے ذمہ ہے جس کے شوہر کا انتقال ہوا ہو، اس کے ساتھ دُوسری عورت کا عدّت میں بیٹھنا فضول حرکت ہے، البتہ نامحرَموں سے پردہ اور گھونگھٹ عدّت کے بغیر بھی ہر عورت پر لازم ہے۔

## عدّت کے ضروری اَحکام

س…… آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ شریعت میں عورت کو "عدّت" کس طرح کرنا چاہئے؟ بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں کہ جس عورت کا شوہر مرجائے وہ عورت عدّت کے اندر سر میں تیل نہیں ڈال سکتی، خواہ کتنا ہی سر میں درد ہو، اور تینوں کپڑے عورت کو سفید پہننے چاہئیں، ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہننا چاہئیں وغیرہ۔ آپ سے گزارش ہے کہ شریعت میں جس طرح عورت کو عدّت گزارنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج…… عدّت کے ضروری اَحکام یہ ہیں:

۱:…… شوہر کی وفات کی عدّت چار مہینے دس دن ہے، اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہو تو چار قمری مہینے اور اس سے دس دن اُوپر عدّت گزارے، خواہ مہینے اُنتیس


فہرست

کے ہوں یا تیس کے۔ اور اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ کو انتقال ہوا تو ایک سو تیس دن پورے کرے۔

۲:...... عدّت گزارنے کے لئے گھر میں کسی مخصوص جگہ بیٹھنا ضروری نہیں، گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے، چلے پھرے۔

۳:...... عدّت میں عورت کو بناؤ سنگھار کرنا، چوڑیاں پہننا، زیور پہننا، خوشبو لگانا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، ریشمی، رنگے اور پھول دار اچھے کپڑے پہننا جائز نہیں، ایسے معمولی کپڑے پہنے جن میں زینت نہ ہو۔

۴:...... سر دھونا اور نہانا عدّت میں جائز ہے، اور سر میں درد ہو تو تیل لگانا بھی جائز ہے، ضرورت کے وقت موٹے دندانوں کی کنگھی کرنا بھی جائز ہے، علاج کے طور پر سرمہ لگانا بھی جائز ہے، مگر رات کو لگائے، دن کو صاف کردے۔

۵:...... عدّت کے دوران گھر سے نکلنا جائز نہیں، البتہ اگر وہ اتنی غریب ہے کہ اس کے پاس گزارے کے لئے خرچ نہیں، تو پردے کے ساتھ محنت مزدوری کے لئے جاسکتی ہے، لیکن رات اپنے گھر آکر گزارے اور دن میں کام سے فارغ ہوکر فوراً آجائے، بلاضرورت باہر رہنا جائز نہیں۔

۶:...... اسی طرح اگر بیمار ہوجائے تو علاج کی مجبوری سے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جانا بھی جائز ہے۔

## وفات کی عدّت

س...... ہمارے محلے میں ایک عورت کا شوہر مرگیا، جب اس کا جنازہ جانے لگا تو محلے کی عورتوں نے اسے گھر کے دروازے سے باہر نکال دیا، اور یہ کہا کہ جو عورت روتے ہوئے گھر سے باہر نکال دی جائے وہ عدّت نہیں کرتی۔ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیے کہ یہ بات کس حد تک ٹھیک ہے؟

ج...... ان عورتوں کی یہ بات بالکل غلط ہے، عورت پر وفات کی عدّت لازم ہے۔

## رُخصتی سے قبل بیوہ کی عدّت

س…… ایک لڑکی کا نکاح ہوا، لیکن ابھی رُخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا شوہر ایک حادثے میں فوت ہوگیا، اب کیا اس عورت کو عدّت گزارنا ہوگی یا نہیں؟ اور مہر ملے گا؟ اگر ملے گا تو کتنا ملے گا؟

ج…… اگر رُخصتی سے قبل شوہر کا انتقال ہوجائے تب بھی لڑکی کے ذمہ "عدّتِ وفات" چار مہینے دس دن لازم ہے، اور وہ پورے مہر کی مستحق ہے، جو مرحوم کے ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا، اور وہ شوہر کے ترکہ میں بیوہ کے حصے کی بھی مستحق ہے۔

## حاملہ کی عدّت

س…… میری بیٹی کو میرے داماد نے غصّے میں آکر میرے ہی گھر میں میری موجودگی میں طلاق دے دی، کیونکہ وہ میری بیٹی کو رکھنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حاملہ پر طلاق نہیں ہوتی، اور جب تک طلاق نہیں ہوتی عدّت لازم نہیں۔ جبکہ میرا داماد مصر ہے کہ طلاق ہوجاتی ہے اور عدّت لازم ہے اس کو عدّت میں رکھا جائے جب تک وضعِ حمل نہ ہو۔ کیا طلاق ہوگئی اور عدّت لازم ہے؟

ج…… حمل کی حالت میں طلاق ہوجاتی ہے، اور حاملہ کی عدّت وضعِ حمل ہے، جب بچے کی پیدائش ہوجائے تو عدّت ختم ہوجاتی ہے۔ آپ کے داماد نے اگر ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہیں تو عدّت کے اندر رُجوع کرسکتا ہے، اور عدّت کے بعد فریقین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، اگر تین طلاقیں دیں تو رُجوع نہیں کرسکتا، بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔

## پچاس سالہ عورت کی عدّت کتنی ہوگی؟

س…… بیوہ عورت جس کی عمر پچاس سال سے کم ہے اور بغیر حمل کے ہے، اس کی عدّت کی مدّت کتنی ہوگی؟ اور وہ گھر میں معمولی کام کاج مثلاً: جھاڑو دینا یا روٹی پکانا وغیرہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کے ساتھ بہو بھی رہتی ہے۔

ج…… شوہر کی وفات کی عدّت حاملہ کے لئے وضعِ حمل ہے، اور جو عورت حاملہ نہ ہو اس کی

عدّت چار مہینے دس دن ہے، خواہ بوڑھی ہو یا جوان یا نابالغ۔ عدّت کے دوران گھر کا کام کاج کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔

## کیا شہید کی بیوہ کی بھی عدّت ہوتی ہے؟

س…… اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ شہید کو مردہ کہا جائے، بلکہ وہ زندہ ہے، لیکن ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔ مقصد یہ کہ جس طرح ایک عورت اپنے شوہر کے مرنے کے بعد عدّت کرتی ہے کیا شہید کی بیوہ کو بھی عدّت کرنی ضروری ہے؟

ج……شہید کی بیوہ کے ذمہ بھی عدّت ہے، اور عدّت کے بعد وہ دُوسری جگہ عقد بھی کرسکتی ہے۔ قرآن مجید کی آیت کا مطلب آپ نے صحیح نہیں سمجھا، کیونکہ جہاں یہ فرمایا ہے کہ: ''شہیدوں کو مردہ مت کہو'' وہاں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ: ''وہ زندہ تو ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں'' اس سے معلوم ہوا کہ ان کی زندگی سے ہماری دُنیا کی زندگی مراد نہیں، بلکہ ایسی زندگی مراد ہے جو ہمارے حواس اور شعور سے بالاتر ہے، اس لئے شہیدوں پر دُنیا میں وفات پانے والے لوگوں کے اَحکام جاری ہوتے ہیں، چنانچہ ان کا جنازہ پڑھا جاتا ہے، ان کی وراثت تقسیم ہوتی ہے، ان کی بیواؤں پر عدّت لازم ہے اور عدّت کے بعد ان کو دُوسرا نکاح کرنا جائز ہے۔



فہرست

## رُخصتی سے پہلے طلاق کی عدّت نہیں

س…… میرے والدین نے میرا ایک جگہ نکاح کرادیا، ابھی رُخصتی نہیں ہوئی تھی کہ میں نے اسے طلاق دے دی، اور طلاق دینے کے بعد کہا کہ: ''یہ عورت مجھ سے آزاد ہے میرا اس پر کچھ دعویٰ نہیں'' کیا وہ عورت دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟ کیا عدّت بھی لازم ہے؟

ج……رُخصتی سے پہلے جب طلاق دی گئی ہے تو آپ کی بیوی کو طلاقِ بائن ہوگی اور اس صورت میں عورت پر عدّت بھی لازم نہیں ہے، لہٰذا طلاق کے فوراً بعد لڑکی کا نکاح کسی دُوسرے شخص سے ہوسکتا ہے۔

## طلاق کی عدّت کے دوران اگر شوہر انتقال کر جائے تو کتنی عدّت ہوگی؟

س……اگر شوہر عورت کو طلاق دے اور عورت کی عدّت کے دوران شوہر کا انتقال ہوجائے تو عورت طلاق کی عدّت کے دن گزارے یا مرنے کی عدّت کے دن گزارے؟

ج……اگر عورت طلاق کی عدّت گزار رہی تھی کہ شوہر کا انتقال ہوگیا تو اس کی تین صورتیں ہیں، اور تینوں کا حکم الگ الگ ہے:

۱:……ایک صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ ہو، اس کی عدّت وضعِ حمل ہے، بچے کی پیدائش سے اس کی عدّت ختم ہوجائے گی، خواہ طلاق دہندہ کی وفات کے چند لمحوں بعد بچہ پیدا ہوجائے، عورت کی عدّت ختم ہوگئی۔

۲:……دُوسری صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ نہ ہو اور شوہر نے رجعی طلاق دی ہو اور عدّت ختم ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوجائے، اس صورت میں طلاق کی عدّت کالعدم سمجھی جائے گی اور عورت نئے سرے سے وفات کی عدّت گزارے گی، یعنی چار مہینے دس دن۔

۳:……تیسری صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ نہ ہو اور شوہر نے بائن طلاق دی تھی، پھر عدّت ختم ہونے سے پہلے مرگیا، اس صورت میں دیکھیں گے کہ طلاق کی عدّت زیادہ طویل ہے یا موت کی؟ ان دونوں میں سے جو زیادہ طویل ہوگی وہ اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ عورت اس صورت میں طلاق اور وفات دونوں کی عدّت بیک وقت گزارے گی، ان میں سے اگر ایک پوری ہوجائے اور دُوسری کے کچھ دن باقی ہوں تو ان باقی ماندہ دنوں کی عدّت بھی پوری کرے گی۔

## کیا بے آسرا عورت عدّت گزارے بغیر نکاح کرسکتی ہے؟

س……ایک عورت جو کہ عرصہ چھ ماہ سے بیمار تھی، اور اس چھ ماہ کے عرصے میں وہ اپنے شوہر کے قریب تک نہیں گئی، اسی مدّت کے بعد اس کا شوہر انتقال کرگیا اور اس عورت کے پانچ بچے ہیں، جن کی کفالت کرنے والا کوئی نہیں، بالکل بے آسرا ہیں، تو کیا ایسی صورت میں وہ

عورت بغیر عدّت گزارے دُوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ بغیر نکاح کے ان کے اخراجات وغیرہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ج...... چار مہینے دس دن وفات کی عدّت شرعاً فرض ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ عورت نکاح نہیں کرسکتی بلکہ نکاح کی بات کرنا بھی حرام ہے۔ اگر واقعتاً وہ ایسی نادار ہے تو حکومت اور مسلمان معاشرے کا فرض ہے کہ عدّت کی مدّت تک اس کی کفالت کرے، یا وہ عورت اتنے عرصے تک محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالے۔

## کیا چار پانچ سال سے شوہر سے علیحدہ رہنے والی عورت پر عدّت واجب نہیں؟

س...... زید نے ایک عورت کو طلاق دِلائی اور دُوسرے دن اس سے نکاح کرلیا، زید کا کہنا ہے کہ عورت مذکورہ چار پانچ سال سے اسی شہر میں اپنے شوہر سے دُور رہی ہے، عدّت اس عورت پر واجب و فرض ہے جو شوہر کے ساتھ رہتی ہو۔

ج...... زید کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ اس عورت پر عدّت نہیں تھی، طلاق کے بعد عدّت ضروری ہے خواہ عورت شوہر کے پاس رہتی ہو یا عرصے سے شوہر سے الگ رہتی ہو۔ البتہ جس لڑکی کی رُخصتی سے پہلے طلاق ہوجائے اس کے ذمہ عدّت نہیں۔ بہرحال زید کو اپنی جہالت سے توبہ کرنی چاہئے اور عدّت کے اندر جو اس نے نکاح کیا وہ کالعدم ہے، عدّت کے بعد دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔

## نابالغ بچی کے ذمہ بھی عدّت ہے

س...... میری چھوٹی بہن جو اَبھی نابالغ ہے، ہم نے اس کا نکاح ایک اچھی جگہ دیکھ کر کیا کہ لڑکی کا نکاح جتنی جلدی ہوجائے اچھا ہے، لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ابھی نکاح کو صرف ایک ماہ ہی ہوا تھا کہ لڑکے کو کسی دُشمن نے قتل کردیا۔ ہم لوگوں نے لڑکی کے بالغ ہونے پر رُخصتی رکھی تھی، اب مسئلہ یہ ہے کیا نابالغ لڑکی کا جس کی رُخصتی بھی نہ ہوئی ہو، عدّت کرنا ضروری ہے؟

ج...... وفات کی عدّت نابالغ بچی کے ذمہ بھی لازم ہے۔

## اگر عورت کو تین طلاق دینے کے بعد بھی اپنے پاس رکھا تو عدّت کا شرعی حکم

س...... ایک شخص نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، اس کے بعد بیوی کو اپنے ساتھ رہنے پر راضی کرلیا، اور عرصہ دو سال تک ایک ساتھ رہے، لوگوں کی ملامت پر وہ پاک زندگی بسر کرنے پر تیار ہیں، لیکن دریافت کرنا ہے کہ عورت کی عدّت ان دو سالوں میں پوری ہوگئی یا نہیں؟ یعنی اب وہ کسی دُوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے؟

ج...... عورت کی عدّت تو گزر چکی ہے، چونکہ ان دونوں نے میاں بیوی کا تعلق ختم نہیں کیا، دونوں کا علیحدگی اختیار کرنا لازم ہے، اور علیحدگی کے بعد عورت پر نئے سرے سے عدت گزارنا ضروری ہوگا، اور جب عدّت پوری ہوجائے تب کسی دُوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے۔ نکاح کے بعد دُوسرے شوہر سے صحبت کرے، صحبت کے بعد دُوسرا شوہر از خود طلاق دے دے، یا مرجائے اور اس کی عدّت بھی گزر جائے تب پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ پہلے شوہر کے ساتھ پاک زندگی گزارنے کا کوئی طریقہ نہیں۔

### بیوہ، مرحوم کے گھر عدّت گزارے

س...... لڑکی تین ماہ کی حاملہ ہے، جبکہ عدّت بھی لڑکی نے مرحوم کے گھر نہیں کی، بلکہ سوئم والے دن چلی گئی، مہر کی رقم بھی لڑکی نے میرے بھائی کے مرنے کے بعد معاف کردی تھی اور اب اگر وہ یہ کہے کہ ہم یہ بھی لیں گے تو اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں۔

ج...... مرحوم کی بیوہ کو مرحوم کے گھر پر عدّت گزارنا لازم ہے، اور عدّت سے پہلے گھر سے نکل جانا سخت گناہ ہے، حاملہ کی عدّت وضعِ حمل ہے، مہر اگر وہ بخوشی معاف کرچکی ہے تو اس کا دوبارہ مطالبہ کرنا جائز نہیں۔


فہرست

## حرام کاری کی عدّت نہیں ہوتی

س...... ایک مرد، عورت عرصے سے حرام کاری میں مصروف تھے، لوگوں کے معلوم ہونے پر انہوں نے حرام کاری کے دوران دو آدمیوں کی موجودگی میں نکاح کرلیا، عدّت کے وقفے کا کوئی خیال نہ رکھا، کیا یہ نکاح دُرست ہے یا باطل؟

ج...... نکاح صحیح ہے، حرام کاری کی عدّت نہیں ہوتی۔

## عدّت کے دوران عورت کی چوڑیاں اُتارنا

س...... اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی شادی شدہ مرد کا انتقال ہوجائے تو اس کی بیوہ کے ہاتھوں سے چوڑیاں اُتار دی جاتی ہیں یا توڑ دی جاتی ہیں۔ آیا اسلامی اُصولوں کے مطابق یہ کہاں تک صحیح عمل ہے؟ حدیث میں اس بات کا کہیں ذکر ملتا ہے یا نہیں؟

ج...... شوہر کے انتقال کے بعد عورت پر چار مہینے دس دن کی عدّت لازم ہے، اور عدّت کے دوران اس کے لئے زیب و زینت ممنوع ہے، اس لئے زیور اور چوڑیاں وغیرہ اُتار دی جاتی ہیں، البتہ اگر چوڑیوں کا اُتار لینا ممکن ہو تو ان کو توڑنا غلط ہے۔

## عدّت کے دوران ظلم سے بچنے کے لئے عورت دُوسرے مکان میں منتقل ہوسکتی ہے

س...... ایک نوجوان عورت کا شوہر انتقال کرگیا، تقریباً ایک ہفتہ ہوا ہے، عورت مذکورہ اپنے متوفی شوہر کے گھر پر عدّتِ وفات گزار رہی ہے، لیکن شوہر کے خاندان کے بعض لوگ یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ اس بیوہ کا نکاح فلاں فلاں سے کردیا جائے، اس سبب سے عورت کو ڈرا دھمکا رہے ہیں، ایسی صورت میں وہ اپنے والدین کے گھر جاسکتی ہے؟

ج...... اَیامِ عدّت میں عورت سے نکاح کے سلسلے میں کسی قسم کی گفتگو حرام ہے۔ عورت کو اس اَمر کا شدید خوف وخطرہ ہو تو والدین کے مکان میں منتقل ہوسکتی ہے۔

## کیا عدّت کے دوران عورت ضروری کام کے لئے عدالت جاسکتی ہے؟

س...... ایک عورت کو جو عدّت کے دن گزار رہی ہے، عدالت میں طلب کیا جاتا ہے، حاکمِ

عدالت کے سامنے اس کو بیان دینا ہے، اور ضروری دستاویزات پر دستخط کرنا ہیں، نیز عدالت میں اس کی حاضری سے اس کا اور اس کے بچوں کا مالی مفاد بھی وابستہ ہے، ایسی صورت میں اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

ج…… اس ضرورت کے لئے عدالت میں جاسکتی ہے، شام کو گھر واپس آجائے، رات اسی گھر میں گزارنا ضروری ہے۔

## کیا دورانِ عدّت عورت کسی عزیز کے گھر جاسکتی ہے؟

س…… کیا بیوہ اپنے عزیز کے گھر جاسکتی ہے؟ جس میں اور اس گھر میں جہاں عدّت گزار رہی ہے، فاصلہ صرف ایک دیوار کا ہے۔

ج…… بیوہ ضرورت کی بنا پر دن کو گھر سے باہر جاسکتی ہے، مگر رات اپنے گھر رہے اور دن کو بھی شدید ضرورت کے بغیر نہ جائے۔

## عدّت کے دوران ملازمت کرنا

س…… مدّتِ عدّت میں کوئی بہتر ملازمت مل جائے تو وہ شرعی طور سے ملازمت کرسکتی ہے یا کوئی مضائقہ ہے؟

ج…… اگر خرچ کا انتظام نہ ہو تو محنت مزدوری اور ملازمت جائز ہے، اور اگر خرچ کا انتظام ہو تو ملازمت بھی جائز نہیں۔

## عدّت نہ گزارنے کا گناہ کس پر ہوگا؟

س…… طلاق دینے کے بعد بیوی کو اس کی ماں کے گھر بھیج دیا تھا، طلاق کے بعد اس نے عدّت نہیں گزاری اور نہ کسی پر یہ ظاہر کیا تھا کہ طلاق ہوگئی ہے، عدّت نہ گزارنے کا گناہ کس پر عائد ہوتا ہے؟

ج…… عدّتِ طلاق شوہر کے گھر گزارنے کا حکم ہے، اس مدّت کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے، اس لئے اس کو ماں کے گھر بھیج دینا جائز نہیں تھا۔ طلاق اگر ''رجعی'' ہو تو عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں رہتی ہے، اس لئے اس کو چاہئے کہ خوب زیب وزینت کرے تاکہ شوہر کا دِل اس کی طرف مائل ہو اور وہ رُجوع کرلے۔


فہرست

اور طلاقِ بائن اور موت کی عدّت میں عورت پر ''سوگ'' کرنا واجب ہے، نہ خوشبو لگائے، نہ اچھا کپڑا پہنے، نہ سرمہ لگائے، نہ تیل لگائے، نہ بغیر اضطراری حالت کے شوہر کے گھر سے نکلے۔

اگر عورت نے ان اُمور کی پابندی نہیں کی تو گنہگار ہوگی، اور عدّت کے دن پورے ہونے پر عدّت بہرحال ختم ہوجائے گی۔ آپ نے چونکہ طلاق کے بعد عورت کو ماں کے گھر بھیج دیا تھا اس لئے آپ بھی گنہگار ہوئے۔ اور اگر عورت نے عدّت کی شرائط پوری نہیں کیں تو وہ بھی گنہگار ہوئی۔

# طلاق کے متفرق مسائل

## جب تک سوتیلی ماں کے ساتھ بیٹے کا زنا ثابت نہ ہو وہ شوہر کے لئے حرام نہیں

س…… زید نے اپنی سوتیلی ماں سے زنا کیا، زید کی چچی نے اس کی تمام حرکات کو دیکھا، زید نے چچی سے کہا کہ مجھے معاف کرو، آئندہ کے لئے ایسا نہیں کروں گا اور اس واقعہ کا ذکر کسی نہ کریں۔ صبح ہوتے ہی چچی نے شور مچا کر اس کی تشہیر کردی اور محلے کے ایک عالم کے پاس جا کر پورا واقعہ بیان کیا۔ عالم نے محلّہ والوں سے حالات دریافت کئے، معلوم ہوا کہ ان کے تعلقات ماں بیٹے جیسے نہ تھے، تو عالم نے محلّہ والوں کو جمع کر کے زید کی چچی سے شہادت طلب کی تو اس نے شہادت دینے سے انکار کردیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مولانا صاحب نے ازراہِ احتیاط عمرو (یعنی زید کے باپ) سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو چھوڑ دو، اس نے نہیں چھوڑا، کیا یہ عورت عمرو کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ٹھیک ورنہ حلال ہونے کی کیا صورت ہے؟

ج…… جب تک شرعی گواہ موجود نہ ہوں، یا اس عورت کا خاوند تسلیم نہ کرے اس وقت تک حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، اور عمرو کا نکاح بدستور باقی رہے گا۔ شکوک و اوہام اور اَٹکل پچو سے شرعاً زنا کا ثبوت نہیں ہوتا۔ ہاں! البتہ اگر صاحبِ واقعہ کو معلوم ہو تو دیانتاً حرمت آجائے گی، اور اگر شرعی گواہوں سے یا خاوند کے اقرار سے زید کا سوتیلی ماں سے زنا ثابت ہوجائے تو پھر عمرو پر اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی۔ اس صورت میں خاوند کو چاہئے کہ بیوی کو چھوڑ دے اور چھوڑنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ بیوی کو زبان سے کہہ دے کہ: ''میں نے تجھے چھوڑ دیا'' اور پھر دونوں علیحدگی اختیار کرلیں۔ یا مسلمان حاکم میاں

بیوی میں تفریق کرادے۔

## مطلقہ بیوی کا انتقام اس کی اولاد سے لینا سخت گناہ ہے

س……کوئی شخص اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے اور دُوسری شادی کرلے اور پہلی بیوی سے جو اولاد ہو، اس سے وہ انتقام پہلی بیوی کا لے، یعنی اس کو عاق کرنے کی کوشش کرے، ذرا تفصیل سے بیان کریں، کیا یہ رویہ دُرست ہے؟

ج……مطلقہ بیوی کا انتقام اس کی اولاد سے لینا اور اولاد کو عاق کرنا دونوں باتیں سخت گناہ ہیں، اور عاق کرنے سے بھی اس کی اولاد وراثت سے محروم نہیں ہوگی۔

## اگر بہو سسر پر زنا کا دعویٰ کرے تو حرمتِ مصاہرت!

س……اگر ایک بہو اپنے سسر پر زنا کا دعویٰ کرے، اس پر حرمتِ مصاہرہ لازم آتی ہے یا کہ نہیں؟

ج……اگر شوہر اس کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمتِ مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔

## کیا بیٹا باپ کی طرف سے ماں کو طلاق دے سکتا ہے؟

س……اگر کسی عورت پر زنا کا الزام عائد ہوتا ہے اور اس کا شوہر اس ملک میں موجود نہیں اور زنا کے گواہ بھی موجود ہیں تو کیا اس کے بیٹے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ماں کو باپ کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے؟

ج……کوئی کسی کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا۔

## کیا ”تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے“ کہنے والے کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی؟

س……دو شخص آپس میں ایک دِینی مسئلے پر تنازع کرتے ہیں اور ان میں سے ایک شخص دُوسرے کو غصّے کی حالت میں کہتا ہے: ”تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے“ اور اس بات کی دو تین بار تکرار کرتا ہے، اس شخص کی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

ج……اس شخص کا یہ کہنا کہ: ''تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے'' شرعاً دُرست نہیں، اور یہ قول اس کا نہایت ناپسندیدہ اور داڑھی کی اہانت کا موجب ہے۔ اس لئے وہ سخت گنہگار ہوا، اس کو توبہ واِستغفار کرنا چاہئے اور آئندہ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے مکمل احتراز کرنا چاہئے۔ البتہ اس لفظ سے کفر لازم نہیں آتا اور نہ ہی اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوتی ہے، کیونکہ اس شخص کا مقصود داڑھی کی توہین نہیں۔

## کسی کے پوچھنے پر شوہر کہے کہ ''میں نے طلاق دے دی ہے'' کیا طلاق ہوجائے گی؟

س……میرے شوہر ہر بات پر یہ دھمکی دیتے تھے کہ: ''میں تمہیں طلاق دے دُوں گا، اور دُوسری شادی کرلوں گا'' یہ جملہ انہوں نے تقریباً ایک لاکھ دفعہ دہرایا ہوگا۔ ہر موقع پر ان کا یہی تکیہ کلام تھا، اس کے بعد انہوں نے مجھے میرے میکے بھیج دیا اور لوگوں سے کہنا شروع کردیا کہ: ''میں نے طلاق دے دی ہے، معاملہ ختم کردیا ہے'' ایک دوجگہ اس طرح بھی ہوا کہ کسی نے پوچھا کہ: تم کیا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ''طلاق!'' وہ مجھے واپس نہیں بلانا چاہتے اور طلاق دینا چاہتے ہیں، لیکن ان کی یہ کوشش ہے کہ میں طلاق کا مطالبہ کروں تاکہ مجھے مہر معاف کرنا پڑے اور مہر ادا کئے بغیر ان کی خواہش کی تکمیل ہوجائے۔

ج……اگر کسی کے پوچھنے پر شوہر یہ کہہ دے کہ: ''میں نے طلاق دے دی ہے'' تو اس سے طلاق ہوجاتی ہے، آپ اپنے شوہر کے خلاف عدالت میں دعویٰ کریں اور شہادتوں کے ذریعہ ثابت کریں کہ فلاں فلاں اشخاص کے سامنے اس نے طلاق کے الفاظ کہے ہیں۔ عدالت شہادتوں کی سماعت کے بعد طلاق کا فیصلہ دے دی گی اور آپ کا مہر بھی دِلادے گی۔

## نکاح وطلاق کے شرعی اَحکام کو جہالت کی روایتیں کہنے والے کا حکم

س……عید کے بعد سخت غصّے کی حالت میں خاوند نے مجھ سے صاف صاف الفاظ میں اس طرح کہا: ''میری طرف سے تجھے طلاق، طلاق، طلاق، تو آج سے میری ماں کے برابر ہے'' جب غصہ اُترا تو کہنے لگے: ''غصّے کی حالت میں طلاق نہیں ہوتی، اس کے لئے

باقاعدہ درخواست دینا پڑتی ہے، جب کہیں طلاق ہوتی ہے۔‘‘ میں نے اپنے ایک ہمسایہ سے پوچھا، اس نے کہا: اب تو تمہیں طلاق پڑ چکی ہے۔ لیکن خاوند کسی طرح نہیں مانتا، میں نے قرآن شریف اور بہشتی زیور دِکھایا تو اس نے نعوذ باللہ بُرا بھلا کہنا شروع کردیا کہ یہ تو جہالت کے وقت کی روایتیں ہیں، آج پڑھا لکھا معاشرہ ہے، اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ ویسے میرا تو قرآن شریف اور حدیث پر پورا پورا ایمان ہے، لیکن یہ آدمی مجھے زبردستی گناہ کی زندگی گزارنے پر مجبور کر رہا ہے، لیکن میں اِن شاء اللہ انجام کی پروا کئے بغیر ایسا نہ کروں گی چاہے میری حالت کچھ ہو۔

ج...... طلاق غصّے ہی میں دی جاتی ہے، ہنسی خوشی میں طلاق کون دیا کرتا ہے؟ غصّے کی حالت میں طلاق ہوجاتی ہے اور زبانی طلاق دینے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔ اس شخص کا یہ کہنا کہ: ’’یہ تو جہالت کے وقت کی روایتیں ہیں‘‘ کلمۂ کفر ہے، اس شخص کو اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہئے۔ اور آپ اس کے لئے بالکل حرام ہوچکی ہیں، اس سے علیحدگی اختیار کرلیجئے۔

# پروَرِش کا حق

## باپ کو بچی سے ملنے کی اجازت نہ دینا ظلم ہے

س…… زید اور اس کی بیوی کے درمیان طلاق ہوگئی، ان کی ایک بچی بھی ہے جس کی عمر تقریباً پونے دو سال ہے اور جو اپنی ماں کے پاس اپنے نانا کے گھر ہے۔ زید اپنی مطلقہ کو اَیامِ عدّت کا خرچ بھی دے چکا ہے، نیز بچی کی پروَرِش کا خرچ بھی وہ بذریعہ منی آرڈر متعدّد بار بھیج چکا ہے جو کہ بچی کی ماں وصول نہیں کرتی، زید اپنی بچی سے ملنا چاہتا ہے جبکہ بچی کی ماں اور اس کے نانا بچی کو اپنے باپ سے قطعاً ملنے نہیں دیتے۔ تو شریعت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ آیا زید اپنی بچی سے مل سکتا ہے یا نہیں؟

ج…… باپ اپنی بچی سے جب چاہے مل سکتا ہے، اس سے نہ ملنے دینا ظلم ہے، غالباً ان کو یہ خطرہ ہوگا کہ باپ بچی کو نہ لے جائے اور ماں سے جدا نہ کردے، اگر ایسا اندیشہ ہو تو اس اندیشے کا تدارک کرنا چاہئے۔

## بچوں کی پروَرِش کا حق

س…… میں نے اپنی بیوی کو بوجہ خلافِ شرع کاموں کی مرتکب ہونے کے طلاق دے دی، الفاظ یوں ادا کئے: ”میں نے اپنی بیوی کو جو میرے نکاح میں ہے، اس کو طلاق دی“ یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا تھا، کیا یہ طلاق ہوگئی ہے؟ مجھے اپنی بیوی کا مہر کتنے دن کے اندر اندر ادا کرنا چاہئے؟ میرے کم عمر بچے، بچی ایک ڈھائی سال کی، ایک ایک سال کی اسی کے پاس ہے، وہ ان کو کتنے عرصے تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے؟ کیا مجھے ان بچیوں کا خرچہ دینا پڑے گا؟

ج…… آپ کی بیوی نکاح سے نکل گئی، نکاح ٹوٹ گیا، بیوی حرام ہوگئی، اب دوبارہ رُجوع یا تجدیدِ نکاح کی کوئی صورت نہیں۔ مہر واجب ہے جلد از جلد ادا کردینا چاہئے۔ لڑکیوں کو ماں


فہرست

اپنے پاس ان کے جوان ہونے تک (یعنی ۹ برس کی عمر تک) رکھ سکتی ہے، البتہ اگر ماں کی اخلاقی حالت خراب ہو یا وہ بچیوں کے غیر محارِم میں نکاح کرلے تو اس کا حقِ پرورِش ساقط ہوجائے گا۔ پرورِش کا خرچ ہر حال میں باپ کے ذمہ ہوگا۔

## بچہ سات برس کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا

س……طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورِش کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

ج……طلاق کے بعد بچہ سات سال کی عمر تک اپنی والدہ کے پاس رہتا ہے، اس کے بعد بچے کا والد اس کو لے سکتا ہے، اور لڑکی جوان ہونے تک والدہ کے پاس رہتی ہے، جوان ہونے کے بعد باپ اس کو لے سکتا ہے۔ نکاح کرانے کا اختیار اسی کو ہے اور اگر فساد کا اندیشہ ہو تو باپ بچی کو ۹ برس کی مدّت کے بعد لے سکتا ہے۔

# نان ونفقہ

## بلاوجہ ماں باپ کے ہاں بیٹھنے والی عورت کا خرچہ خاوند کے ذمہ نہیں

س…… میری بیوی عرصہ ۷ ماہ سے اپنے والدین کے گھر ناراض ہوکر بیٹھ گئی ہے، اور میں ہر ماہ باقاعدگی سے ان کا خرچہ اور بچوں کا خرچہ مسلسل بھیج رہا ہوں۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ آخر کب تک بھیجتا رہوں گا، کیونکہ نہ ان کو میری فکر ہے اور نہ ہی لڑکی کے ماں باپ کو یہ فکر ہے کہ اپنی لڑکی کو شوہر کے پاس بھیجیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا مجھ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ میں ہر ماہ باقاعدگی سے ان کو خرچ وغیرہ بھیجتا رہوں یا نہیں؟

ج…… بیوی شوہر سے نان ونفقہ وصول کرنے کی اس وقت تک مستحق ہے جبکہ وہ اپنے شوہر کے گھر آباد ہو، اگر وہ شوہر کی اجازت ومنشاء کے بغیر بلاوجہ اپنے میکے میں جابیٹھے تو وہ شرعاً ''ناشزہ'' (نافرمان) ہے، اور ناشزہ کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ نہیں۔

## بچے کے اخراجات

س…… خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، بیوی کے اصرار پر لڑکا جو کہ طلاق کے وقت پانچ ماہ کا تھا بیوی کے حوالے کردیا، اب جب لڑکا چھ سال کا ہوگیا ہے تو خاوند نے کہا کہ بچہ مجھے دے دو، اس پر بیوی نے مقدمہ کیا کہ یا تو بچہ میرے پاس رہے یا یہ کہ چھ سال بچے کی پرورِش کا خرچہ مجھے دے جو کہ بیس ہزار روپے ہے۔ کیا باپ کے ذمہ ان گزشتہ سالوں کا خرچ دینا لازمی ہے؟ جبکہ بیوی نے دُوسری شادی بھی کرلی ہے۔

ج…… بچے کا خرچ اس کے باپ کے ذمہ ہے، اس کا فرض تھا کہ بچے کے اخراجات ادا کرتا، اور اگر اس نے ادا نہیں کئے تو بچے کی ماں وصول کرنے کی مجاز ہے۔

## مطلقہ عورت کے لئے عدّت میں خوراک ورہائش کس کے ذمہ ہے؟

س…… مطلقہ عورت نان ونفقہ وخوراک، لباس، مکان، علاج ومعالجے کے لئے کتنی رقم پانے کی مستحق ہے؟ کیا برادری والے اس قضیہ کا تصفیہ کرسکتے ہیں؟

ج…… مطلقہ عورت کو طلاق دہندہ کے گھر میں عدّت گزارنا لازم ہے، اور وہ عدّت پوری ہونے تک طلاق دہندہ کی جانب سے رہائش اور نان ونفقہ کی مستحق ہے، اور اس کی مقدار کا تعین مرد کی حیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے کیا جانا چاہئے۔

## طلاق دینے والا مطلقہ کو کیا کچھ دے گا؟ اور بچہ کس کے پاس رہے گا؟

س…… میاں بیوی میں طلاق ہوجاتی ہے، ان کا ایک بچہ ہے جو تقریباً ایک سال کا ہے، وہ کس کے پاس رہے گا، باپ کے پاس یا ماں کے پاس؟ اس کے علاوہ خاوند بیوی کو کیا کچھ دے گا؟

ج…… مذکورہ صورت میں شوہر پر پورا مہر ادا کرنا لازم ہے (اگر پہلے ادا نہ کیا ہو یا عورت نے معاف نہ کردیا ہو)، اس کے علاوہ مطلقہ کو ایک جوڑا دینا مستحب ہے، اور عدّت کے دوران کا نان ونفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہے، اس کے علاوہ شوہر کے ذمہ کوئی چیز نہیں۔ بچہ سات برس کی عمر تک اپنی ماں کے پاس رہے گا، سات سال کے بعد باپ اس کو لے سکتا ہے، اور لڑکی جوان ہونے تک اپنی والدہ کے پاس رہے گی اس کے بعد باپ کے پاس۔

## بیوی کا نان ونفقہ اور اقارب کے نفقات

س…… عرض یہ ہے کہ ازدواجی رشتہ فقہ کی رُو سے ''جدی'' ہے یا ''رحمی''؟ وضاحت سے سمجھائیے، جدی اور رحمی رشتے کے طرفین پر کیا حقوق ہیں؟ مرد کی ماہانہ کمائی اس کا اثاثہ ہوتا ہے، دورِ حاضر کی بیوی کل اثاثہ کی خود کو حق دار اور مختارِ کل متصوّر کرتی ہے، اور شوہر کو اس کے جدی حقوق کی تکمیل میں مختلف طریقوں سے رُکاوٹیں کھڑی کردیتی ہے جس کی وجہ سے مرد سخت گنہگار ہوتا ہے۔ فقہِ حنفیہ کی روشنی میں پوری وضاحت سے سمجھایا جائے کہ شوہر کے ماہانہ اثاثے کے وارث اور حق دار جدی رشتے سے معمر والدین اور حقیقی بہن بھائی غیرشادی

شدہ ہیں یا بر بنا رحمی رشتہ بیوی کے والدین اور ان کی اولاد ہیں؟

ج…… میاں بیوی کا رشتہ نہ جدی ہے، نہ رحمی، دونوں سے الگ ازدواجی رشتہ ہے۔ شوہر کے ذمہ بیوی کا نان ونفقہ ہے، اور دیگر اہلِ قرابت کے حقوق بھی مرد کے ذمہ ہیں۔ اگر بیوی ان حقوق کی ادائیگی سے مانع نظر آتی ہے تو یہ اس کی کم ظرفی و بے دِینی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ایک بڑے درجے کے اِمام، محدّث، فقیہ اور مجاہد ہوئے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے کہ: ”عورتوں کا وہ فتنہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے، یہ ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے لئے قطع رحمی کا سبب بنتی ہیں، اور ان کو معمولی رذیل پیشوں کا محتاج کرتی ہیں۔“ اس لئے جس عورت کا شوہر اس کے نان ونفقہ کے حقوق ادا کر رہا ہو اس کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ اسے اپنے والدین اور عزیز و اقارب کی مالی خدمت سے روکے۔ رہا عزیز رشتہ داروں کے حقوق کا تعین، تو یہ مسئلہ کافی تفصیل طلب ہے، اس کا اُصول اور ضابطہ میں عرض کئے دیتا ہوں۔ اگر والدین یا دُوسرے رشتہ دار خود غنی ہوں تو ان کی مالی کفالت آپ کے ذمہ نہیں، اور اگر وہ نادار ہوں تو ان کی کفالت کا بار حصہ رسدی ان لوگوں پر آتا ہے جو ان کے مرنے کے بعد وارث ہوں، مثلاً: آپ کا کوئی عزیز نادار ہے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ خدانخواستہ اس کا انتقال ہو جائے تو اس کی وراثت کا کتنا حصہ آپ کو ملے گا؟ بس اس کے مصارف کا اتنا حصہ ہی آپ کے ذمہ واجب ہے، اور اس سے زیادہ محض احسان ہے۔

# عائلی قوانین

## عائلی قوانین کا گناہ کس پر ہوگا؟

س…… ایک سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: ''اَیوب خان (سابق صدرِ پاکستان) کے عائلی قوانین کے مطابق کونسلر صاحب کو طلاق کی اطلاع دینا ضروری ہے، اور شوہر تین طلاق کے بعد بھی اپنی بیوی سے بذریعہ کونسلر مصالحت کرسکتا ہے جبکہ تین طلاق کے بعد مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔'' اگر مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی تو پھر ہمارے اسلامی ملک میں یہ غیراسلامی قانون کیوں نافذ ہے؟ موجودہ دور میں کونسلر بھی موجود ہیں اور یقیناً اس قانون پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہوگا، اور بہت سے لوگوں کو قانون کے سائے میں گناہ کی زندگی کی طرف راغب کیا جارہا ہوگا، اس گناہ کا ذمہ دار کون ہوگا؟ کیا ہم پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ اس قانون کے نفاذ اور مقاصد کا جائزہ لیتے ہوئے یا تو اسلامی سانچے میں اس قانون کو ڈھلوائیں یا پھر اس کو ختم کروائیں۔ جہاں تک میری ناقص رائے کا تعلق ہے تو اَیوب خان (سابق صدرِ پاکستان) کے عائلی قوانین کا صرف ایک مقصد سمجھ میں آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ طلاق کے بڑھتے ہوئے رُجحان کو روکا جاسکے، یقیناً یہ ایک بُری لعنت ہے لیکن بُرائی کا خاتمہ بُرائی سے کرنا کہاں کی عقل مندی ہے؟ اگر عائلی قوانین کے نفاذ کا مطلب طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکنا تھا تو کیا اسے اس طرح نافذ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ہر شخص کو اس بات کا پابند کردیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے سے پہلے کونسلر کو مطلع کرے تاکہ طلاق دینے کی وجوہات معلوم کرکے دونوں فریقوں میں مصالحت کی کوشش کروائی جاسکے۔ یقیناً اس طرح طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکا جاسکتا ہے۔

ج…… آپ کی تجویز بہت مناسب ہے۔ دراصل حضراتِ علمائے کرام کی طرف سے اَیوب

خان (سابق صدرِ پاکستان) کو بھی اچھی اچھی تجاویز پیش کی گئی تھیں اور موجودہ حکومت کو بھی پیش کی جاچکی ہیں، لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ عائلی قوانین، جس میں اسلامی اَحکام کو بالکل مسخ کردیا گیا ہے، اب تک پاکستان پر مسلط ہیں۔ بلکہ شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار سے بھی خارج ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان کی کافر حکومت مسلمانوں کے عائلی قوانین کو مسخ کرنے کی جرأت نہیں کرسکی، لیکن پاکستان میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں اسلامی قوانین کی مٹی پلید کی گئی ہے۔ اب یہ ارکانِ اسمبلی کا فرض ہے کہ وہ خدا کے غضب سے ڈریں اور اس خلافِ اسلام قانون کو منسوخ کرائیں۔

## خلع کی شرعی حیثیت اور ہمارا عدالتی طریقۂ کار

س...... آپ نے ۱۲؍اگست ۱۹۹۴ء کے اسلامی صفحہ اقرأ میں لکھا تھا کہ خلع کے لئے زوجین کی رضامندی کے بغیر خلع کی ڈگری دے دی تو خلع نہیں ہوگا اور عورت کے لئے دُوسری جگہ نکاح کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

۲؍ستمبر ۱۹۹۴ء کے روزنامہ ''جنگ'' میں ایک خاتون حلیمہ اسحاق صاحبہ نے آپ کے مسئلے کی مدلل تردید کرتے ہوئے لکھا کہ عورت خود خلع لے سکتی ہے اور عدالت بھی شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع دے سکتی ہے، تین ہفتے بعد ۲۳؍ستمبر کے اسلامی صفحہ میں آپ نے دوبارہ وہی مسئلہ لکھا لیکن اس مضمون کا کوئی جواب نہیں دیا۔

مولانا صاحب! اس مضمون سے بہت سے لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہوگئے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ حلیمہ اسحاق نے قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ مسئلہ لکھا تھا، مگر آپ اس کے دلائل کا کوئی توڑ نہیں کرسکے، ازراہ کرم دلائل کی روشنی میں مسئلے کی وضاحت کیجئے اور بے شمار لوگوں کے ذہن کی اُلجھن دُور ہو۔

ج...... محترمہ حلیمہ اسحاق صاحبہ کا مضمون شائع ہونے پر بہت سے لوگوں نے خطوط اور ٹیلیفون کے ذریعہ اس ناکارہ سے وضاحت طلب کی، اس ناکارہ نے ان کو تو جواب دے دیا اور مسئلے کی وضاحت بھی دوبارہ شائع کردی، لیکن محترمہ حلیمہ کے مضمون سے تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا، کیونکہ ایک نامحرَم خاتون کا نام لیتے ہوئے بھی طبعی طور پر شرم و حیا مانع آتی


فہرست

ہے، چہ جائیکہ ایک خاتون کی تردید میں قلم اُٹھایا جائے۔ اگر محترمہ نے یہ مضمون اپنے والد، بھائی یا شوہر کے نام سے شائع کردیا ہوتا تو اس کی تردید میں یہ طبعی حجاب مانع نہ ہوتا، بہرحال چونکہ اس مضمون سے بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں، اس لئے یہ وضاحت کردینا ضروری ہے کہ محترمہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ شرعی مسئلہ نہیں بلکہ ان کی انفرادی رائے اور ان کا اپنا اجتہاد ہے، کیونکہ تمام فقہائے اُمت اس مسئلے پر متفق ہیں کہ خلع ایک ایسا معاملہ (عقد) ہے جو فریقین (میاں بیوی) کی رضامندی پر موقوف ہے، حوالے کے لئے دیکھئے:

**فقہِ حنفی:**...... السرخسیؒ: مبسوط ج:۶ ص:۱۷۳۔ الکاسانیؒ: بدائع الصنائع ج:۳ ص:۱۴۵، ابنِ عابدین شامیؒ: حاشیہ درمختار ج:۳ ص:۴۴۱۔ عالمگیری ج:۱ ص:۴۸۸۔

**فقہِ شافعی:**...... اِمام شافعیؒ: کتاب الاُم ج:۵ ص:۲۱۴، ایضاً ج:۵ ص:۲۱۳، ایضاً ج:۵ ص:۲۱۲، ایضاً ج:۵ ص:۲۰۸۔ نوویؒ: شرح مہذب ج:۱۷ ص:۳۔

**فقہِ مالکی:**...... ابنِ رُشدؒ: بدایۃ المجتہد ج:۲ ص:۵۱۔ قرطبیؒ: الجامع لاحکام القرآن ج:۳ ص:۱۲۵۔

**فقہِ حنبلی:**...... ابنِ قیمؒ: زاد المعاد ج:۵ ص:۱۹۶۔ ابنِ قدامہؒ: المغنی ج:۳ص:۱۷۴۔

**فقہِ ظاہری:**...... ابنِ حزم: المحلّٰی ج:۱۰ ص:۲۳۵ و ص:۸۸۔

لہٰذا شرعاً خلع کے لئے میاں بیوی دونوں کا رضامند ہونا لازم ہے، نہ بیوی کی رضامندی کے بغیر شوہر اس کو خلع لینے پر مجبور کرسکتا ہے، اور نہ شوہر کی رضامندی کے بغیر عورت خلع حاصل کرسکتی ہے، اسی طرح عدالت بھی میاں بیوی دونوں کی رضامندی کے ساتھ تو خلع کا حکم کرسکتی ہے، لیکن اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک راضی نہ ہو تو کوئی عدالت بھی خلع کا فیصلہ دینے کی مجاز نہیں۔

اس شرعی مسئلے کے خلاف محترمہ حلیمہ اسحاق صاحبہ کا یہ کہنا بالکل غلط اور قطعاً بے جا

ہے کہ: ''قرآن وسنت کی روشنی میں خلع کے لئے خاوند کی اجازت یا مرضی ضروری نہیں۔''

اہلِ عقل وفہم کے نزدیک محترمہ کی اس رائے کی غلطی تو اسی سے واضح ہے کہ یہ رائے تمام اکابر ائمہ مجتہدینؒ کے خلاف ہے، لہٰذا اس رائے کو صحیح ماننے سے پہلے ہمیں یہ فرض کرلینا پڑے گا کہ گزشتہ صدیوں کے تمام ائمہ دِین، مجتہدینؒ اور اکابر اہلِ فتویٰ نہ قرآن کو سمجھ سکے اور نہ سنت کو۔ قرآن وسنت کو پہلی مرتبہ محترمہ حلیمہ اسحاق نے صحیح سمجھا ہے۔ کسی شخص کی ایسی انفرادی رائے جو اِجماعِ اُمت کے خلاف ہو، اس کے غلط اور باطل ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں، اس رائے کا خلافِ اِجماع ہونا ہی اس کے باطل ہونے کی کافی دلیل ہے۔

مگر دورِ حاضر کے اہلِ قلم شاید اپنے آپ کو اِمام ابوحنیفہؒ واِمام شافعیؒ سے کم نہیں سمجھتے، اس لئے ضروری ہوا کہ محترمہ کے دلائل پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ محترمہ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں سورۃ البقرۃ کی آیت:۲۲۹ کا حوالہ دیا ہے، مگر چونکہ یہ آیت شریفہ، محترمہ کے خلاف جاتی تھی اس لئے انہوں نے نہ تو آیت شریفہ کا پورا متن یا ترجمہ نقل کرنے کی زحمت فرمائی، اور نہ اس اَمر کی وضاحت فرمائی کہ انہوں نے اس آیت شریفہ سے یہ ہولناک دعویٰ کیسے کشید کرلیا کہ:

''خلع کے لئے خاوند کی اجازت یا مرضی ضروری نہیں۔''

مناسب ہوگا کہ محترمہ کی غلط فہمی کی اصلاح کے لئے آیت شریفہ کا مستند ترجمہ نقل کردیا جائے، اس کے بعد قارئینِ کرام کو آیت کے مضمون پر غور وفکر کی دعوت دی جائے، تاکہ قارئین معلوم کرسکیں کہ آیا یہ آیت شریفہ، محترمہ حلیمہ اسحاق صاحبہ کے مدعا کی تائید کرتی ہے یا اس کی نفی کرتی ہے؟

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر ''بیان القرآن'' میں آیت شریفہ کا تشریحی ترجمہ حسبِ ذیل دیا گیا ہے:

''اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ (بیبیوں کو چھوڑتے وقت ان سے) کچھ بھی لو (گو وہ لیا ہوا) اس (مال) میں


فہرست

سے (کیوں نہ ہو) جو تم (ہی) نے ان کو (مہر میں) دیا تھا، مگر (ایک صورت میں البتہ حلال ہے وہ) یہ کہ (کوئی) میاں بی بی (ایسے ہوں کہ) دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو (جو دربارۂ ادائے حقوقِ زوجیت ہیں) قائم نہ کرسکیں گے، سو اگر تم لوگوں کو (یعنی میاں بی بی کو) یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابطِ خداوندی کو قائم نہ کرسکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے دینے) میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے۔"

(حضرت تھانویؒ: بیان القرآن ج:۱ ص:۱۳۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اس آیت شریفہ کے مضمون کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

۱:...... اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہے تو بیوی سے کچھ مال لینا اس کے لئے حلال نہیں، خواہ وہ مال خود شوہر ہی کا دیا ہو کیوں نہ ہو۔

۲:...... صرف ایک ہی صورت ایسی ہے جس میں شوہر کے لئے بیوی سے معاوضہ لینا حلال ہے، وہ یہ کہ میاں بیوی دونوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے مقرّر کردہ ضابطوں کو قائم نہیں کرسکیں گے۔

۳:...... پس اگر ایسی صورتِ حال پیدا ہوجائے کہ میاں بیوی دونوں یہ محسوس کرتے ہوں کہ اب وہ میاں بیوی کی حیثیت سے حدودِ خداوندی کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں کو خلع کا معاملہ کرلینے میں کوئی گناہ نہیں، اور اس صورت میں بیوی سے بدل خلع کا وصول کرنا شوہر کے لئے حلال ہوگا۔

۴:...... اور خلع کی صورت یہ ہے کہ عورت شوہر کی قیدِ نکاح سے آزادی حاصل کرنے کے لئے کچھ مال بطور "فدیہ" پیش کرے، اور شوہر اس کی پیشکش کو قبول کرکے اسے قیدِ نکاح سے آزاد کردے۔

آیت شریفہ کا یہ مضمون (جو میں نے چار نمبروں میں ذکر کیا ہے) اتنا صاف اور

''دو اور دو چار'' کی طرح ایسا واضح ہے کہ جو شخص سخن فہمی کا ذرا بھی سلیقہ رکھتا ہو وہ اس کے سوا کوئی دُوسرا نتیجہ اخذ ہی نہیں کرسکتا۔

ہر شخص کھلی آنکھوں دیکھ رہا ہے کہ قرآنِ کریم کی اس آیتِ مقدسہ نے (جس کو ''آیتِ خلع'' کہا جاتا ہے) خلع کے معاملے میں اوّل سے آخر تک میاں بیوی دونوں کو برابر کے شریک قرار دیا ہے، مثلاً:

✽:...... ''اِلَّآ اَنۡ یَّخَافَا'' (اِلَّا یہ کہ میاں بیوی دونوں کو اندیشہ ہو)۔

✽:...... ''اَلَّا یُقِیۡمَا'' (کہ وہ دونوں قائم نہیں کرسکیں گے اللہ تعالیٰ کی حدود کو)۔

✽:...... ''فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا'' (پس اگر تم کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں خداوندی حدود کو قائم نہیں کرسکیں گے)۔

✽:...... ''فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡهِمَا'' (تب ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں)۔

✽:...... ''فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ'' (اس مال کے لینے اور دینے میں، جس کو دے کر عورت قیدِ نکاح سے آزادی حاصل کرے)۔

فرمائیے! کیا پوری آیت میں ایک لفظ بھی ایسا ہے جس کا مفہوم یہ ہو کہ عورت جب چاہے شوہر کی رضامندی کے بغیر اپنے آپ خلع لے سکتی ہے؟ اس کے لئے شوہر کی رضامندی یا مرضی کی کوئی ضرورت نہیں؟ آیت شریفہ میں اوّل سے آخر تک ''وہ دونوں، وہ دونوں'' کے الفاظ مسلسل استعمال کئے گئے ہیں، جس کا مطلب اناڑی سے اناڑی آدمی بھی یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ: ''خلع ایک ایسا معاملہ ہے جس میں میاں بیوی دونوں برابر کے شریک ہیں، اور ان دونوں کی رضامندی کے بغیر خلع کا تصوّر ہی ناممکن ہے۔''

یاد رہے کہ پوری اُمت کے علماء و فقہاء اور ائمہ دِین نے آیت شریفہ سے یہی سمجھا ہے کہ خلع کے لئے میاں بیوی دونوں کی رضامندی شرط ہے، جیسا کہ اُوپر عرض کیا گیا، مگر حلیمہ اسحاق صاحبہ کی ذہانت آیت شریفہ سے یہ نکتہ کشید کر رہی ہے کہ جس طرح طلاق مرد کا انفرادی حق ہے، اسی طرح خلع عورت کا انفرادی حق ہے، جس میں شوہر کی مرضی و نامرضی کا کوئی دخل نہیں۔ فقہائے اُمت کے اجماعی فیصلے کے خلاف اور قرآنِ کریم کے


فہرست

صریح الفاظ کے علی الرغم قرآنِ کریم ہی کے نام سے ایسے نکتے تراشنا ایک ایسی ناروا جسارت ہے جس کی توقع کسی مسلمان سے نہیں کی جانی چاہئے اور جس کو کوئی مسلمان قبول نہیں کرسکتا۔

---

محترمہ حلیمہ اسحاق کی ذہانت نے یہ فتویٰ بھی صادر فرمایا ہے کہ عدالت اگر محسوس کرے کہ زوجین اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو قائم نہیں کرسکتے تو وہ ازخود زوجین کے درمیان علیحدگی کا فیصلہ کرسکتی ہے۔

اُوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ تمام فقہائے اُمت اس اَمر پر متفق ہیں کہ خلع، میاں بیوی دونوں کی رضامندی پر موقوف ہے، اگر دونوں خلع پر رضامند نہ ہوں یا ان میں سے ایک راضی نہ ہو تو خلع نہیں ہوسکتا، لہٰذا حلیمہ صاحبہ کا یہ فتویٰ بھی اِجماعِ اُمت کے خلاف اور صریحاً غلط ہے، محترمہ نے اپنے غلط دعویٰ پر آیت شریفہ سے جو استدلال کیا ہے وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:

> ''اس آیت مبارکہ میں لفظ ''خفتم'' استعمال کیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے: ''پس اگر تمہیں خوف ہو'' یعنی صرف شوہر اور بیوی کو مخاطب کیا ہوتا تو لفظ ''خفتما'' استعمال ہوتا، جس سے مراد ہے: ''تم دونوں''، مگر لفظ ''خفتم'' کا استعمال اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی طور پر شوہر اور بیوی کے ساتھ ساتھ قاضی یا حاکم کو بھی اختیار دیا ہے کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ دونوں یعنی شوہر اور بیوی اللہ تعالیٰ کی مقرّر کردہ حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے تو تمہیں اختیار ہے کہ ان کو الگ کردو۔''

محترمہ کا یہ استدلال چند وجوہ سے غلط در غلط ہے:

اوّل:...... محترمہ کے یہ الفاظ کہ: ''تو تمہیں اختیار ہے کہ انہیں الگ کردو'' قرآنِ کریم کے کسی لفظ کا مفہوم نہیں، نہ قرآنِ کریم نے قاضی یا حاکم کو میاں بیوی کے درمیان تفریق کا کسی جگہ اختیار دیا ہے، اس مفہوم کو خود تصنیف کرکے محترمہ نے بڑی جرأت


فہرست

وجسارت کے ساتھ اس کو قرآنِ کریم سے منسوب کردیا ہے۔

دوم:...... آیت شریفہ میں: "فَاِنْ خِفْتُمْ" سے جو جملہ شروع ہوتا ہے وہ جملہ شرطیہ ہے، جو شرط اور جزا پر مشتمل ہے، اس جملے میں شرط تو وہی ہے جس کا ترجمہ محترمہ نے یوں نقل کیا ہے یعنی:

"اگر تم سمجھتے ہو کہ دونوں یعنی شوہر اور بیوی اللہ تعالیٰ کی مقرّر کردہ حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے تو......"

اس "تو" کے بعد شرط کی جزا ہے، لیکن وہ جزا کیا ہے؟ اس میں محترمہ حلیمہ اسحاق کو اللہ تعالیٰ سے شدید اختلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے اس شرط کی جزا یہ ذکر فرمائی ہے:

"فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ"

ترجمہ:...... "..... تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے اور دینے) میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑائے۔"

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

لیکن محترمہ فرماتی ہیں کہ نہیں! اس شرط کی جزا یہ نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی ہے، بلکہ اس شرط کی جزا یہ ہے کہ:

"تو (اے حکام!) تم کو اختیار ہے کہ تم ان دونوں میاں بیوی کو الگ کردو۔"

گویا حلیمہ اسحاق صاحبہ...نعوذ باللہ...اللہ تعالیٰ کی غلطی نکال رہی ہیں کہ "فَاِنْ خِفْتُمْ" کی جو جزا اللہ تعالیٰ نے "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ" کے بلیغ الفاظ میں ذکر فرمائی ہے، یہ غلط ہے، اس کی جزا یہ ہونی چاہئے تھی:

"فلکم ان تفرقوا بینھما."

(تو تم کو اختیار ہے کہ تم ان دونوں کے درمیان از خود علیحدگی کردو)

کیسا غضب ہے کہ پورا ایک فقرہ تصنیف کرکے اسے قرآن کے پیٹ میں بھرا جاتا ہے، اور اس پر دعویٰ کیا جارہا ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں کہہ

رہی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون!

سوم:......محترمہ فرماتی ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اجتماعی طور پر شوہر اور بیوی کے ساتھ ساتھ قاضی یا حاکم کو بھی اختیار دیا ہے......"

"شوہر اور بیوی کے ساتھ ساتھ" کے الفاظ سے واضح ہے کہ محترمہ کے نزدیک بھی "فَاِنْ خِفْتُمْ" کا اصل خطاب تو میاں بیوی ہی سے ہے، البتہ "ان کے ساتھ ساتھ" یہ خطاب دُوسروں کو بھی شامل ہے، اب دیکھئے کہ قرآنِ حکیم کی رُو سے صورتِ مسئلہ یہ ہوئی کہ:

*:......خلع میاں بیوی کا شخصی اور نجی معاملہ ہے۔

*:......خلع کے ضمن میں قرآنِ کریم بار بار میاں بیوی دونوں کا ذکر کرتا ہے (جیسا کہ اُوپر معلوم ہوچکا ہے)۔

*:......اور "فَاِنْ خِفْتُمْ" میں بھی اصل خطاب انہی دونوں سے ہے (اگرچہ "ان دونوں کے ساتھ ساتھ" قاضی یا حاکم بھی شریک ہیں)۔

ان تمام حقائق کے باوجود جب خلع کے فیصلے کی نوبت آتی ہے تو محترمہ فرماتی ہیں کہ میاں بیوی دونوں سے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ آیا وہ خلع کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟ بلکہ عدالت اپنی صوابدید پر علیحدگی کا یک طرفہ فیصلہ کرسکتی ہے، خواہ میاں بیوی ہزار خلع سے انکار کریں، مگر عدالت یہی کہے گی:

"مابدولت قطعی طور پر اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ یہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکتے، لہٰذا مابدولت ان دونوں سے پوچھے بغیر دونوں کی علیحدگی کا فیصلہ صادر فرماتے ہیں، کیونکہ حلیمہ اسحاق کے بقول قرآن نے ہمیں اس کے اختیارات دیئے ہیں۔"

کیا محترمہ کا یہ نکتہ عجیب و غریب نہیں کہ جن لوگوں کے بارے میں علیحدگی کا فیصلہ صادر کیا جارہا ہے ان سے پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں، بس عدالت کا "سکھا شاہی فیصلہ" بیوی کو حلال و حرام کرنے کے لئے کافی ہے؟ کیا قرآنِ کریم میں دُور دُور بھی کہیں یہ مضمون

نظر آتا ہے؟

چہارم:...... "فَاِنْ خِفْتُمْ" کے خطاب میں مفسرین کے تین قول ہیں، ایک یہ کہ یہ خطاب بھی میاں بیوی سے ہے، نہ کہ حکام سے، جیسا کہ حضرت تھانویؒ کی تشریح اُوپر گزر چکی ہے۔

دُوسرا قول یہ ہے کہ یہ خطاب میاں بیوی کے علاوہ حکام کو بھی شامل ہے، اب اگر یہی فرض کرلیا جائے کہ یہ خطاب حکام سے ہے تو اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ خلع کے قضیہ میں بسا اوقات حکام سے مرافعہ کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے حکام کو اس خطاب میں اس لئے شریک کیا گیا کہ اگر خلع کا معاملہ حکام تک پہنچ جائے تو ان کے لئے لازم ہوگا کہ فریقین کو مناسب طرزِ عمل اختیار کرنے پر آمادہ کریں، اور اگر فریقین خلع ہی پر مصر ہوں تو خلع کا معاملہ خوش اُسلوبی سے طے کرادیں، جیسا کہ صاحبِ کشاف، بیضاوی اور دیگر مفسرین نے اس کی تقریر کی ہے۔ بہرحال "فَاِنْ خِفْتُمْ" کا خطاب اگر حکام سے بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس سے کسی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ عدالتوں اور قاضیوں کو خلع کی یک طرفہ ڈگری جاری کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے، اور یہ کہ انہیں زوجین کی رضامندی معلوم کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ: "فَاِنْ خِفْتُمْ" کا خطاب میاں بیوی کے ساتھ ساتھ دونوں خاندانوں کے سربرآوردہ اور سنجیدہ افراد اور حکام و ولاۃ سب کو عام ہے، جیسا کہ بعض مفسرین نے اس کی تصریح فرمائی ہے، اس قول کے مطابق اس تعبیر کے اختیار کرنے میں ایک بلیغ نکتہ ملحوظ ہے۔

شرح اس کی یہ ہے کہ میاں بیوی کی علیحدگی کا معاملہ نہایت سنگین ہے، شیطان کو جتنی خوشی میاں بیوی کی علیحدگی سے ہوتی ہے اتنی خوشی لوگوں کو چوری اور شراب نوشی جیسے بدترین گناہوں میں ملوّث کرنے سے بھی نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکروں کو لوگوں کو بہکانے کے لئے بھیجتا ہے، ان شیطانی لشکروں میں شیطان کا سب سے زیادہ مقرّب اس کا وہ چیلا ہوتا ہے جو لوگوں کو سب سے

زیادہ گمراہ کرے، ان میں سے ایک شخص آتا ہے اور شیطان کو بتاتا ہے کہ آج میں نے فلاں فلاں گناہ کرائے ہیں (مثلاً: کسی کو شراب نوشی میں اور کسی کو چوری کے گناہ میں مبتلا کیا ہے)، تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں کیا، پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں (میاں بیوی کے پیچھے پڑا رہا، ایک دُوسرے کے خلاف ان کو بھڑکاتا رہا اور میں) نے آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑا، یہاں تک آج اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کرا کے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شیطان اس سے کہتا ہے کہ: ہاں! تو نے کارنامہ انجام دیا ہے، یہ کہہ کر شیطان اس سے بغل گیر ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۱۸ بروایت صحیح مسلم)

شیطان کی اس خوشی کا سبب یہ ہے کہ میاں بیوی کی علیحدگی سے بے شمار مفاسد جنم لیتے ہیں، پہلے تو یہ گھر اُجڑتا ہے، پھر ان کے بچوں کا مستقبل بگڑتا ہے، پھر دونوں خاندانوں کے درمیان بغض و عداوت اور نفرت و حقارت کی مستقل خلیج حائل ہوجاتی ہے اور ایک دُوسرے کے خلاف جھوٹ طوفان، طعن و تشنیع اور غیبت و چغل خوری تو معمولی بات ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ ایک دُوسرے کی جان کے درپے ہوجاتے ہیں، اور یہ سلسلہ مزید آگے بڑھتا رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شیطان کو زوجین کی تفریق سے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ کسی اور گناہ سے نہیں ہوتی، اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مباح چیزوں میں طلاق سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا ہے:

”أبغض الحلال الی الله الطّلاق.“

(مشکوٰۃ ص:۲۸۳ بروایت ابوداوٴد)

ترجمہ:...... ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض چیز طلاق ہے۔“

اور یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی شدید ضرورت کے عورت کے مطالبۂ طلاق کا لائقِ نفرت قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

”جس عورت نے اپنے شوہر سے شدید ضرورت کے بغیر

طلاق کا مطالبہ کیا اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔“

(مشکوٰۃ ص:۲۸۳ بروایت مسندِ احمد، ترمذی، ابوداوٴد، دارمی، ابنِ ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

”اپنے کو قیدِ نکاح سے نکالنے والی اور خلع لینے والی عورتیں منافق ہیں۔“ (مشکوٰۃ ص:۲۸۴ بروایت نسائی)

عورت بے چاری جذباتی ہوتی ہے، گھر میں ذرا سی نرمی، گرمی یا تلخ کلامی ہوئی، آٹھ بچوں کی ماں ہونے کے باوجود فوراً کہہ دے گی کہ: ”مجھے طلاق دے دو“، شوہر کہتا ہے کہ: ”اچھا دے دیں گے!“ تو کہتی ہے کہ: ”نہیں اسی وقت دو، فوراً دو“ بعض اوقات مرد بھی (اپنی مردانگی، حوصلہ مندی اور صبر و تحمل کی صفات کو چھوڑ کر) عورت کی ان جذباتی لہروں کے سیلاب میں بہہ کر طلاق دے ڈالتا ہے، اور اس کا نتیجہ، معمولی بات پر خانہ ویرانی نکلتا ہے، بعد میں دونوں اس خانہ ویرانی پر ماتم کرتے ہیں، اس قسم کے سیکڑوں نہیں، ہزاروں خطوط اس ناکارہ کو موصول ہو چکے ہیں۔

”فَاِنْ خِفْتُمْ“ کے خطاب میں میاں بیوی کے علاوہ دونوں خاندانوں کے معزّز افراد کے ساتھ حکام کو شریک کرنے سے ... واللہ اعلم ... مدعا یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کسی وقتی جوش کی بنا پر خلع کے لئے آمادہ ہو بھی جائیں تو دونوں خاندانوں کے بزرگ اور نیک اور خدا ترس حکام ان کو خانہ ویرانی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں، اور اگر معاملہ کسی طرح بھی سلجھنے نہ پائے تو پھر اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ دونوں کی خواہش و رضامندی کے مطابق ان کو خلع ہی کا مشورہ دیا جائے، ایسی صورت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

”اگر تم کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مقرّر کردہ حدوں کو قائم نہیں رکھ سکتے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اس مال کے لینے اور دینے میں، جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑائے۔“

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ”فَاِنْ خِفْتُمْ“ کے خطاب میں حکام کو شریک کرنے کا مطلب وہ نہیں جو محترمہ حلیمہ صاحبہ نے سمجھا ہے کہ حکام کو خلع کی یک طرفہ ڈگری دینے کا

اختیار ہے، بلکہ اس سے مدعا یہ ہے کہ خلع کو ہر ممکن حد تک روکنے کی کوشش کی جائے، اور دونوں کے درمیان مصالحت کرانے اور گھر اُجڑنے سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر کی جائے، جیسا کہ دُوسری جگہ ارشاد ہے:

''اور اگر تم کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکشی کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو، اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی کے درمیان اتفاق پیدا فرمادیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔''

(النساء:۳۵، ترجمہ حضرت تھانویؒ)

الغرض اس خطاب کو عام کرنے سے مدعا یہ ہے کہ حتی الامکان میاں بیوی کی علیحدگی کا راستہ روکنے کی کوشش کی جائے، دونوں خاندانوں کے معزّز افراد بھی اور خداترس حکام بھی کوشش کریں کہ کسی طرح ان کے درمیان مصالحت کرادی جائے۔ ہاں! اگر دونوں خلع ہی پر مصر ہیں تو دونوں کے درمیان خوش اُسلوبی سے خلع کرادیا جائے۔ بہرحال محترمہ حلیمہ صاحبہ کا ''فَاِنْ خِفْتُمْ'' سے یہ نکتہ پیدا کرنا کہ عدالت کو زوجین کی رضامندی کے بغیر بھی خلع کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے، منشائے الٰہی اور فقہائے اُمت کے اجماعی فیصلے کے قطعاً خلاف ہے۔

محترمہ مزید لکھتی ہیں:

''حضرت ابوعبیدہؒ بھی اس آیت کی تفسیر یونہی فرماتے ہیں کہ لفظ ''خِفْتُمْ'' کا استعمال زوجین کے ساتھ ساتھ حَکَم اور قاضی سے بھی متعلق ہے، بلکہ وہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر بیوی شوہر سے کہہ دے کہ مجھے تم سے نفرت ہے، میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی تو خلع واقع ہوجاتا ہے۔''

یہاں چند اُمور لائقِ توجہ ہیں:

**اوّل:**...... یہ ''حضرت ابوعبیدہؓ'' کون بزرگ ہیں؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا لفظ سن کر ذہن فوراً منتقل ہوتا ہے کہ اسلام کی مایہ ناز ہستی امین الاُمت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف، جن کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہوتا ہے، لیکن محترمہ کی مراد غالباً ان سے نہیں، کیونکہ تفسیر کی کتاب میں حضرت ابوعبیدہؓ سے یہ تفسیر منقول نہیں۔

خیال ہوا کہ شاید محترمہ کی مراد مشہور اِمامِ لغت ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ (المتوفی ۲۱۰ھ قریباً) ہوں، لیکن ان سے بھی ایسا کوئی قول کتابوں میں نظر نہیں آیا۔

البتہ اِمام قرطبیؒ نے تفسیر میں اور حافظ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں اِمام ابوعبید القاسم بن سلام (المتوفی ۲۲۴ھ) کا یہ تفسیری قول نقل کیا ہے، خیال ہوا کہ محترمہ کی مراد شاید یہی بزرگ ہوں، اور ان کی ''ذہانت'' نے ابوعبید کو ''حضرت ابوعبیدہ'' بنادیا ہو، اور ان کے نام پر ''رضی اللہ عنہ'' کی علامت بھی لکھوادی ہو، کاش! کہ محترمہ نے وضاحت کردی ہوتی، اور اسی کے ساتھ کتاب کا حوالہ لکھنے کی بھی زحمت فرمائی ہوتی تو ان کے قارئین کو خیال آرائی کی ضرورت نہ رہتی۔

**دوم:**...... اِمام قرطبیؒ اور حافظ ابنِ حجرؒ نے ابوعبید کا یہ تفسیری قول نقل کرکے اس کی پُرزور تردید فرمائی ہے۔

اِمام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ: ابوعبید نے ''الا ان یخافا'' میں حمزہ کی قراءۃ (بصیغہ مجہول) کو اختیار کیا ہے اور اس کی توجیہ کے لئے مندرجہ بالا تفسیر اختیار کی۔

قرطبیؒ، ابوعبید کے قول کو نقل کرکے اس پر درج ذیل تبصرہ فرماتے ہیں:

> ''ابوعبید کے اس اختیار کردہ قول کو منکر اور مردود قرار دیا گیا ہے، اور مجھے معلوم نہیں کہ ابوعبید کے اختیار کردہ حروف میں کوئی حرف اس سے زیادہ بعد از عقل ہوگا، اس لئے کہ یہ نہ تو اِعراب کے لحاظ سے صحیح ہے، نہ لفظ کے اعتبار سے، اور نہ معنی کی رُو سے۔''

(القرطبیؒ: الجامع لاحکام القرآن ج:۳ ص:۱۳۸)

اور حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں:

''ابوعبید نے ''فَاِنْ خِفْتُمْ'' کی اس تفسیر کی تائید کے لئے حمزہ کی قراءۃ ''الا ان یخافا'' (بصیغہ مجہول) کو پیش کر کے کہا ہے کہ مراد اس سے حکام کا خوف ہے، اور اِمامِ لغت نحاس نے ان کے اس قول کو یہ کہہ کر مردود قرار دیا ہے کہ: ''یہ ایسا قول ہے کہ نہ اِعراب اس کی موافقت کرتے ہیں، نہ لفظ اور نہ معنی'' اور اِمام طحاویؒ نے اس کو یہ کہہ کر رَدّ کیا ہے کہ یہ قول شاذ اور منکر ہے، کیونکہ یہ قول اُمت کے جمِ غفیر کے مذہب کے خلاف ہے۔ نیز از رُوئے عقل و نظر بھی غلط ہے، کیونکہ طلاق، عدالت کے بغیر ہوسکتی ہے تو اسی طرح خلع بھی ہوسکتا ہے۔'' (فتح الباری ج:۹ ص:۳۹۷)

محترمہ حلیمہ صاحبہ نے یہ تو دیکھ لیا کہ ابوعبید نے بھی ''فَاِنْ خِفْتُمْ'' کے خطاب میں غیر زوجین کو شامل قرار دیا ہے، مگر نہ تو یہ سوچا کہ ابوعبید کا موقف نقل کر کے قرطبیؒ اور ابنِ حجرؒ نے اس کا منکر اور باطل و مردود ہونا بھی نقل کیا ہے۔ چونکہ محترمہ کا نظریہ خود بھی باطل و مردود تھا، لامحالہ اس کی تائید میں بھی ایک منکر اور باطل و مردود قول ہی پیش کیا جاسکتا تھا، اقبال کے پیرِ رُومیؒ کے بقول:

''زانکہ باطل باطلاں را می کشد''

سوم:...... اِمام ابوعبید کے اس تفسیری قول کو اختیار کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ سلف میں اس مسئلے میں اختلاف ہوا کہ آیا خلع، زوجین کی باہمی رضامندی سے بھی ہوسکتا ہے یا اس کے لئے عدالت میں جانا ضروری ہے؟ جمہور سلف و خلف کا قول ہے کہ اس کے لئے عدالت میں جانا کوئی ضروری نہیں، دونوں باہمی رضامندی سے اس کا تصفیہ کر سکتے ہیں، لیکن بعض تابعین یعنی سعید بن جبیرؒ، اِمام حسن بصریؒ اور اِمام محمد بن سیرینؒ قائل تھے کہ اس کے لئے عدالت میں جانا ضروری ہے، اِمام ابوعبید نے بھی اسی قول کو اختیار کیا، اِمام قتادہؒ اور نحاسؒ فرماتے تھے کہ ان حضرات نے یہ مسلک زیاد بن ابیہ سے لیا ہے، حافظ ابنِ


فہرست

حجرؒ لکھتے ہیں:

"اِمام قتادہؒ اس مسئلے میں حسن بصریؒ پر نکیر فرماتے تھے کہ: "حسن نے یہ مسئلہ صرف زیاد سے لیا ہے" یعنی جب زیاد حضرت معاویہؓ کی جانب سے عراق کا امیر تھا، میں (یعنی حافظ ابنِ حجرؒ) کہتا ہوں کہ زیاد اس کا اہل نہیں کہ اس کی اقتدا کی جائے۔"

(فتح الباری صفحہ مذکورہ)

اور اِمام قرطبیؒ اس قول کو رَدّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ قول بے معنی ہے، کیونکہ مرد جب اپنی بیوی سے خلع کرے گا تو یہ خلع اسی مال پر ہوگا جس پر دونوں میاں بیوی راضی ہوجائیں، حاکم، مرد کو خلع پر مجبور نہیں کرسکتا، لہٰذا جو لوگ خلع کے لئے عدالت میں جانا ضروری قرار دیتے ہیں، ان کا قول قطعاً مہمل اور لایعنی ہے۔" (قرطبیؒ: الجامع لاحکام القرآن ج:۳ ص:۱۳۸)

چہارم:...... اُوپر جو مسئلہ ذکر کیا گیا کہ آیا خلع کا معاملہ عدالت ہی میں طے ہونا ضروری ہے، یا عدالت کے بغیر بھی اس کا تصفیہ ہوسکتا ہے؟ اس میں تو ذرا سا اختلاف ہوا، کہ جمہورِ اُمت اس کے لئے عدالت کی ضرورت کے قائل نہیں تھے، اور چند بزرگ اس کو ضروری سمجھتے تھے (بعد میں یہ اختلاف بھی ختم ہوگیا، اور بعد کے تمام اہلِ علم اس پر متفق ہوگئے کہ عدالت میں جانے کی شرط غلط اور مہمل ہے، جیسا کہ آپ ابھی سن چکے ہیں)۔

لیکن محترمہ حلیمہ صاحبہ نے جو فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ عدالت، زوجین کی رضامندی کے بغیر بھی خلع کا فیصلہ کرسکتی ہے، یقین کیجئے کہ اہلِ علم میں ایک فرد بھی اس کا قائل نہیں، نہ اِمام ابوعبیدؒ، نہ حسن بصریؒ نہ کوئی اور۔ لہٰذا زوجین کی رضامندی کے بغیر عدالت کا یک طرفہ فیصلہ باجماعِ اُمت باطل ہے، اور یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص، دُوسرے کی بیوی کو اس کی اجازت کے بغیر طلاق دے ڈالے۔ ہر معمولی عقل و فہم کا شخص بھی جانتا ہے کہ ایسی نام نہاد طلاق یکسر لغو اور مہمل ہے، جس کا زوجین کے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔

ٹھیک اسی طرح زوجین کی رضامندی کے بغیر خلع کا عدالتی فیصلہ بھی قطعی لغو اور مہمل ہے، جو کسی بھی طرح مؤثر نہیں۔ محترمہ حلیمہ صاحبہ کی ذہانت چونکہ ان دونوں مسئلوں میں فرق کرنے سے قاصر تھی، اس لئے انہوں نے اِمام ابوعبید کے قول کا مطلب یہ سمجھ لیا کہ عدالت خلع کی یک طرفہ ڈگری دے سکتی ہے۔

**پنجم:**...... محترمہ نے ''حضرت ابوعبیدہؓ'' سے جو یہ نقل کیا ہے کہ:

''اگر بیوی شوہر سے کہہ دے کہ مجھے تم سے نفرت ہے، میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی تو خلع واقع ہوجاتا ہے۔''

انہوں نے اس کا حوالہ نہیں دیا کہ انہوں نے یہ فتویٰ کہاں سے نقل کیا ہے، جہاں تک اس ناکارہ کے ناقص مطالعے کا تعلق ہے، ایسا فتویٰ کسی بزرگ سے منقول نہیں، نہ ''حضرت ابوعبیدہؓ'' سے، اور نہ کسی اور ''حضرت'' سے۔ ممکن ہے کہیں ایسا قول منقول ہو اور میری نظر سے نہ گزرا ہو، لیکن سابقہ تجربات کی روشنی میں اَغلب یہ ہے کہ یہ فتویٰ بھی محترمہ کی عقل و ذہانت کی پیداوار ہے۔ خدا جانے اصل بات کیا ہوگی؟ جس کو محترمہ کی ذہانت نے اپنے مطلب پر ڈھال لیا۔

بہرحال محترمہ کا یہ فقرہ کتنا خطرناک ہے؟ انہوں نے اس کا اندازہ ہی نہیں کیا! یہاں اس کے چند مفاسد کی طرف ہلکا سا اشارہ کردینا کافی ہوگا:

**اوّلاً:**...... مکرّر عرض کرچکا ہوں کہ خلع کے لئے باجماعِ اُمت، فریقین کی رضامندی شرط ہے۔ محترمہ کا یہ فتویٰ اِجماعِ اُمت کے خلاف ہونے کی وجہ سے آیت شریفہ: ''نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی'' کا مصداق ہے، جس میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اہلِ ایمان کے راستے کو چھوڑ کر چلنے والوں کو ہم دوزخ میں داخل کریں گے۔

**ثانیاً:**...... ہر شخص جانتا ہے کہ عورت کی حیثیت ''خلع لینے والی'' کی ہے، خلع دینے والی کی نہیں، خود محترمہ بھی عورت کے لئے ''خلع لینے'' کا لفظ استعمال کررہی ہیں، لیکن محترمہ کے مندرجہ بالا فتویٰ سے لازم آئے گا کہ عورت جب چاہے شوہر کے خلاف اظہارِ نفرت کرکے، اسے چھٹی کراسکتی ہے، اور اس کو خلع دے سکتی ہے۔


فہرست

ثالثاً:......محترمہ نے یہ مضمون عدالتی خلع کے جواز کے لئے لکھا ہے، حالانکہ اگر صرف عورت کے اظہارِ نفرت کرنے سے خلع واقع ہوجاتا ہے تو عدالتوں کو زحمت دینے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

رابعاً:......اللہ تعالیٰ نے: ”اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ“ فرماکر نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں دی ہے، کہ وہی اس کو کھول سکتا ہے، لیکن محترمہ اپنے فتویٰ کے ذریعہ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ سے چھین کر عورت کے ہاتھ میں تھمارہی ہیں، کہ وہ جب چاہے مرد کے خلاف اظہارِ نفرت کرکے خلع واقع کردے، اور مرد کو بیک بینی و دوگوش گھر سے نکال دے، تاکہ امریکہ کے ”ورلڈ آرڈر“ کی تکمیل ہوسکے، اور مغربی معاشرے کی طرح مشرقی معاشرے میں بھی طلاق کا اختیار مرد کے ہاتھ میں نہ ہو، بلکہ عورت کے ہاتھ میں ہو، گویا محترمہ حلیمہ صاحبہ کو فرمودۂ خداوندی: ”اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ“ سے اختلاف ہے، اور امریکی نظام پر ایمان ہے۔

خامساً:......محترمہ کے اس فتویٰ سے لازم آئے گا کہ ہمارے معاشرے میں ۹۹۹ فی ہزار جوڑے نکاح کے بغیر گناہ کی زندگی گزار رہے ہیں، کیونکہ عورت کی نفسیات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ: ”اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ پوری زندگی بھی احسان کرو، پھر کوئی ذرا سی ناگوار بات اس کو تم سے پیش آجائے تو فوراً کہہ دے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی خیر نہیں دیکھی۔“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۹)

اب ہر خاتون کو زندگی میں کبھی نہ کبھی شوہر سے ناگواری ضرور پیش آئی ہوگی... اِلَّا ماشاء اللہ... اور اس نے اپنی ناگواری کے اظہار کے لئے شوہر کے خلاف نفرت و بیزاری کا اظہار کیا ہوگا۔ محترمہ کے فتویٰ کی رُو سے ایسی تمام عورتوں کا خلع واقع ہوگیا، نکاح فسخ ہوگیا، اور اب وہ بغیر تجدیدِ نکاح میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں، اور گناہ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ محترمہ کے فتویٰ کے مطابق یا تو ایسی عورتوں کو فوراً گھر چھوڑ کر اپنی راہ لینی چاہئے، یا کم سے کم دوبارہ عقد کی تجدید کرلینی چاہئے، تاکہ وہ گناہ کے وبال سے بچ سکیں، کیا محترمہ حلیمہ صاحبہ قرآن و سنت کی روشنی میں عورتوں کی یہی راہ نمائی کرنے چلی ہیں...؟

محترمہ نے اپنے اس دعویٰ پر کہ عدالت، شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کا فیصلہ دے سکتی ہے، حدیث شریف سے بھی استدلال کیا ہے، جس کے الفاظ محترمہ نے درج ذیل نقل کئے ہیں:

''جب ایک خاتون جمیلہ (ثابت بن قیس کی بیوی-ناقل) جنابِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا..... خدا کی قسم! میں اس کے ایمان یا پاکیزگی پر شک نہیں کرتی، مگر میں اور وہ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے کہ مجھے اس سے نفرت ہوگئی ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجوروں کا باغ جو تمہیں مہر میں ملا ہے، واپس کردو۔''

محترمہ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتی ہیں کہ:

''اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ خلع کے لئے شوہر کی رضامندی ضروری نہیں، اگر ایک عورت، قاضی یا حاکم کو اس بات پر مطمئن کردے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو حاکم یا عدالت کو اختیار ہے کہ وہ نکاح کو فسخ کردے۔''

یہاں چند اُمور لائقِ توجہ ہیں:

**اوّل:**...... محترمہ کا یہ فقرہ کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''کھجوروں کا جو باغ تمہیں مہر میں ملا ہے، واپس کردو'' قطعاً خلافِ واقعہ ہے، کیونکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون سے دریافت فرمایا کہ: ''کیا تم اس کو اس کا باغ واپس کردوگی؟'' (أتردّين عليه حديقته؟)۔ (مشکوٰۃ ص:۲۸۳ بروایت بخاری)

دونوں فقروں میں زمین و آسمان کا فرق اور مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے، محترمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو فقرہ منسوب کیا ہے وہ ایک حکم ہے، اور حدیث کا جو فقرہ میں نے صحیح بخاری سے نقل کیا وہ ایک سوالیہ فقرہ ہے۔ اگر محترمہ، حکم اور سوال کے درمیان امتیاز کرنے سے عاری ہیں تو ان کی عقل و ذہانت لائقِ داد ہے، اور اگر انہوں نے

جان بوجھ کر سوالیہ فقرے کو حکم میں تبدیل کرلیا ہے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان و افترا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق ہے کہ:

”من كذب عليّ متعمّدًا فليتبوأ مقعده من النار.“ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص:۳۲)

ترجمہ:...... ”جو شخص جان بوجھ کر میری طرف غلط بات منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔“

دوم:...... محترمہ نے حدیث کا ایک جملہ نقل کرکے اس کا مطلب بگاڑا، اور اس بگاڑے ہوئے مفہوم سے فوراً یہ نتیجہ نکال لیا کہ: ”خلع کے لئے شوہر کی رضامندی ضروری نہیں، عدالت کو اختیار ہے کہ ازخود نکاح فسخ کردے۔“ لیکن حدیث کا اگلا جملہ جو اِن کے دعوے کی نفی کرتا تھا، اسے حذف کردیا۔ پوری حدیث یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون سے دریافت فرمایا کہ: کیا تم شوہر کا دیا ہوا باغ اسے واپس کردوگی؟ اور اس نے ”ہاں“ میں اس کا جواب دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شوہر سے فرمایا: ”اقبل الحديقة و طلقها تطليقة“ یعنی: ”اپنا باغ واپس لے لو، اور اس کو ایک طلاق دے دو۔“ (چنانچہ شوہر نے یہی کیا)۔

پوری حدیث سامنے آنے کے بعد محترمہ کا اخذ کردہ نتیجہ سرے سے غلط ہوجاتا ہے کہ خلع کے لئے شوہر کی رضامندی ضروری نہیں، بلکہ عدالت کو ازخود نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ محترمہ نے حدیث کا ایک حصہ نقل کرکے اور ایک حصہ حذف کرکے وہی طرزِ عمل اختیار کیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”أَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ“ (پھر کیا تم کتاب کے ایک حصے پر تو ایمان رکھتے ہو، اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو؟)۔

سوم:...... محترمہ تو حدیث کا آدھا ٹکڑا (وہ بھی تحریف کرکے) نقل کرتی ہیں اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرلیتی ہیں کہ عدالت، شوہر کی رضامندی کے بغیر فسخِ نکاح کا حکم کرسکتی ہے، لیکن جن ائمہ دِین کو حق تعالیٰ شانہ نے عقل و ایمان اور علم و عرفان سے بہرہ ور فرمایا

ہے، وہ اس حدیث سے ...محترمہ کے بالکل برعکس... یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ زوجین کے درمیان ان کی رضامندی کے بغیر تفریق کردینا عدالت کا کام نہیں، اِمام ابوبکر جصاص رازیؒ ''اَحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''اگر یہ اختیار حاکم کو ہوتا کہ جب وہ دیکھے کہ زوجین، حدود اللہ کو قائم نہیں کریں گے تو ان کے درمیان خلع کا فیصلہ کردے، خواہ زوجین خلع کو چاہیں یا خلع سے انکار کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے اس کا سوال ہی نہ فرماتے، اور نہ شوہر سے یہ فرماتے کہ اس کو خلع دے دو، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود خلع کا فیصلہ دے کر عورت کو مرد سے چھڑادیتے، اور شوہر کو اس کا باغ لوٹادیتے، خواہ وہ دونوں اس سے انکار کرتے، یا ان میں سے ایک فریق انکار کرتا۔ چنانچہ لعان میں زوجین کے درمیان تفریق کا اختیار چونکہ حاکم کو ہوتا ہے اس لئے وہ لعان کرنے والے شوہر سے نہیں کہتا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو، بلکہ از خود دونوں کے درمیان تفریق کردیتا ہے۔''

(الجصاصؒ: اَحکام القرآن ج:۱ ص:۳۹۵ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

اور حافظ ابنِ حجرؒ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة'' (باغ واپس لے لو، اور اس کو ایک طلاق دے دو) کے تحت لکھتے ہیں:

''امر اصلاح وارشاد لا ایجاب''

ترجمہ:...... ''یہ فرمانِ نبوی اصلاح وارشاد کے لئے ہے، بطورِ واجب کے نہیں۔''

معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کا یک طرفہ فیصلہ نہیں فرمایا گیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کو مشورہ دیا کہ اس سے باغ واپس لے کر اس کو طلاق دے دیں۔

گزشتہ مباحث سے کچھ انداز ہوا ہوگا کہ محترمہ حلیمہ صاحبہ اپنے غلط موقف کو ثابت کرنے کے لئے قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کے مطالب کو بگاڑنے کی کیسی سعیٔ بلیغ فرماتی ہیں، کاش! کوئی ہمدردی و خیرخواہی سے ان کو مشورہ دیتا کہ یہ میدان جس میں آپ نے قدم رکھا ہے، بڑا پُرخار ہے، جس سے دامنِ ایمان کے تارتار ہونے کا اندیشہ ہے، قرآن و حدیث اور فقہِ اسلامی کا فہم ان کے بس کی بات نہیں، ان کے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ اس میدان میں ترکتازی سے احتراز فرمائیں۔

---

محترمہ، ہمیں عدالتی طریقِ کار سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہماری عدالتوں کا ایک طریقۂ کار یہ بھی ہے کہ وہ دورانِ مقدمہ شوہر اور بیوی کو بلاکر ایک موقع اور دیتے ہیں، لیکن اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچ جائے کہ زوجین کا اکٹھا رہنا ناممکن ہے تو اس صورت میں عدالت خلع کی ڈگری کردیتی ہے، اور یوں عدّت کے بعد اگر کوئی عورت عقدِ ثانی کرتی ہے تو نہ عقدِ ثانی حرام ہے، اور نہ ہی قرآن و سنت اس بات کی ممانعت کرتی ہے۔''

اس سلسلے میں گزارش ہے کہ عدالتیں اگر میاں بیوی کو مصالحت کا موقع دیتی ہیں تو بہت اچھا کرتی ہیں، تاہم شرعی نقطۂ نظر سے ہمارے موجودہ عدالتی نظام میں (خصوصاً عائلی مسائل کے حوالے سے) متعدّد سقم پائے جاتے ہیں، چونکہ خلع کا مسئلہ خالص شرعی مسئلہ ہے، جس سے حلال و حرام وابستہ ہے، اس لئے عدالتی نظام کی ان خامیوں کی اصلاح بہت ضروری ہے، چند اُمور کی جانب مختصراً اشارہ کرتا ہوں:

ا:...... ہمارے یہاں یہ تو ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جس شخص کو جج کے منصب پر فائز کیا جائے وہ رائج الوقت قانون کا ماہر ہو، اور ایک عرصہ تک اس نے بحیثیت وکیل کے قانونی تجربہ بھی بہم پہنچایا ہو، لیکن شریعتِ اسلامی نے منصبِ قضا کے لئے جو شرائط مقرّر کی

ہیں، مثلاً: اس کا مسلمان ہونا، مرد ہونا، عادل ہونا، شرعی قانون کا ماہر ہونا، ان شرائط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ جس جج کی عدالت میں خلع کا مقدمہ جاتا ہے اس کے بارے میں ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ اور شرعی قانون کا ماہر ہونا تو درکنار وہ ناظرہ قرآن بھی صحیح پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ کسی غیرمسلم کا فیصلہ مسلمانوں کے نکاح وطلاق کے معاملات میں شرعاً نافذ و موٴثر نہیں، اس لئے ضروری ہے کہ یہ اُصول طے کردیا جائے کہ خلع کے جو مقدمات عدالتوں میں جاتے ہیں ان کی سماعت صرف ایسا جج کرسکے گا جو مسلمان ہو، نیک اور خداترس ہو، اور شرعی مسائل کی نزاکتوں سے بخوبی واقف ہو، چونکہ خلع سے حلال وحرام وابستہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس میں شرعی اُصول وقواعد کی پابندی کی جائے۔

۲:......موجودہ عدالتی نظام میں سب سے زیادہ موٴثر کردار قانون کے ماہرین (وکلاء) حضرات کا ہے کہ وہی فریقین کی طرف سے عدالت میں پیش ہوتے ہیں اور عدالت کی قانونی راہ نمائی کرتے ہیں، لیکن وکیل صاحبان کا طرزِ عمل عموماً یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے موٴکل کا موقف قطعاً غلط اور باطل ہے، وہ اس باطل کی پیروی کے لئے مستعد ہوجاتے ہیں، اور پھر اس باطل کو حق اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے نہ صرف خود عدالت میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں، بلکہ اپنے موٴکل کو بھی جھوٹا بیان تلقین کرتے ہیں، اور یہ جھوٹا بیان اس کو اس طرح رَٹاتے ہیں جس طرح قرآن حفظ کرنے والا بچہ مکتب میں قرآنِ کریم کے الفاظ کو رَٹتا ہے۔ کوئی خاتون خلع کی درخواست عدالت میں پیش کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے بھی وکیل صاحبان کی خدمات حاصل کرنا ناگزیر ہوتا ہے، اور وکیل صاحبان اس سے بھی جھوٹا بیان دِلواتے ہیں۔ خیال کیجئے کہ عورت کا جو دعویٰ اس طرح کے وکیلانہ جھوٹ پر مبنی ہو، اور عدالت اس جھوٹ کو سچ سمجھ کر اسے خلع کی یک طرفہ ڈگری دے دے تو کیا یہ عدالتی فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کو تبدیل کرنے میں موٴثر ہوسکتا ہے...؟

۳:......عدالت کا منصب فریقین کے ساتھ انصاف کرنا ہے، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ عدالت کا جھکاوٴ کسی ایک فریقِ مقدمہ کی طرف نہ ہو، لیکن مغربی

پروپیگنڈے کے زیرِ اثر ہمارے یہاں گویا یہ اُصول طے کرلیا گیا ہے کہ خلع کے مقدمے میں مرد ہمیشہ ظالم ہوتا ہے اور عورت ہمیشہ معصوم و مظلوم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ خلع کے قریباً سو فیصد فیصلے عورت کے حق میں کئے جاتے ہیں، جب عدالت نے ذہنی طور پر شروع ہی سے عورت کی طرف داری کا اُصول طے کرلیا ہو تو سوچا جاسکتا ہے کہ اس کا فیصلہ انصاف کی ترازو میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اور وہ شرعاً کیسے نافذ و مؤثر ہوسکتا ہے؟ اور اس کے ذریعہ عورت پہلے شوہر کے لئے حرام اور دُوسرے کے لئے حلال کیسے ہوسکتی ہے...؟

۴:...... مفتی اور قاضی کے منصب میں یہ فرق ہے کہ مفتی کے سامنے جو صورتِ مسئلہ پیش کی جائے وہ اس کا شرعی حکم لکھ دیتا ہے، اس کو اس سے بحث نہیں کہ سوال میں جو واقعات درج ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں؟ نہ اس کے ذمہ اصل حقائق کی تحقیق و تفتیش لازم ہے۔ برعکس اس کے قاضی کا منصب یہ ہے کہ مدعی نے اپنے دعویٰ میں جو واقعات ذکر کئے ہیں ان کے ایک ایک حرف کی تحقیق و تفتیش کرکے دیکھے کہ ان میں کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ؟ اور جب تحقیق و تفتیش کے بعد دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی الگ الگ ہوجائے تو اس کی روشنی میں عدل و انصاف کی ترازو ہاتھ میں لے کر خدا لگتا فیصلہ کرے۔

لیکن ہمارے یہاں خلع کے مقدمات میں تحقیق و تفتیش کی ضرورت کو نظرانداز کردیا گیا ہے، گویا عدالتیں قاضی کے بجائے مفتی کا کردار ادا کرتی ہیں، مدعیہ کی جانب سے جو واقعات پیش کئے جاتے ہیں، جن کو وکیل صاحبان نے اپنی خاص مہارت کے ذریعہ بات کا بتنگڑ بناکر خوب رنگ آمیزی اور مبالغہ آرائی کے ساتھ پیش کیا ہوتا ہے، عدالت انہی کو وحیٔ آسمانی اور حرفِ آخر سمجھ کر ان کے مطابق یک طرفہ ڈگری صادر کردیتی ہے۔ شوہر کو حاضرِ عدالت ہونے کی بھی زحمت نہیں دی جاتی، نہ صحیح صورتِ حال کو معلوم کرنے کی تکلیف اُٹھائی جاتی ہے، عدالت زیادہ سے زیادہ یہ کرتی ہے کہ شوہر کے نام نوٹس جاری کردیتی ہے کہ وہ:

”فلاں تاریخ کو حاضرِ عدالت ہوکر اپنا موقف پیش کرے ورنہ اس کے خلاف کاروائی یک طرفہ عمل میں لائی جائے گی۔“


فہرست

مرد یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عدالت جانا نہ جانا برابر ہے، کیونکہ عدالتی فیصلہ تو بہرصورت اس کے خلاف ہونا ہے، اس لئے وہ عدالت کے نوٹس کا نوٹس ہی نہیں لیتا، اِدھر عدالت یہ سمجھتی ہے کہ اس نے شوہر کے نام نوٹس بھجواکر قانون وانصاف کے سارے تقاضے پورے کردیئے ہیں، اب اگر وہ عدالت میں نہیں آئے گا تو اپنا نقصان کرے گا، اس لئے وہ خلع کی یک طرفہ ڈگری جاری کردیتی ہے۔

دراصل خلع کے مقدمہ کو بھی دیوانی مقدمات پر قیاس کرلیا گیا ہے کہ مالیاتی مقدمہ میں اگر مدعا علیہ حاضرِ عدالت ہوکر اپنا دفاع نہیں کرے گا تو فیصلہ اس کے خلاف ہوجائے گا، اس لئے وہ اس کے خوف کی بنا پر خود حاضرِ عدالت ہوگا۔ حالانکہ خلع کا مقدمہ عورت کے ناموس کے حلال وحرام سے متعلق ہے، اس میں ایسی تساہل پسندی کسی طرح بھی روا نہیں ہوسکتی، اور جب عدالت اپنا منصبی فرض، جو شرعاً اس کے ذمہ ہے بجا نہ لائے تو اس کے یک طرفہ فیصلے کے بارے میں کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ شرعاً نافذ و موٴثر ہے؟ ہماری عدالتیں آخر ایسی بے اختیار کیوں ہیں کہ وہ مدعا علیہ کو عدالت میں بلانے سے عاجز ہوں، اور بغیر تحقیق وتفتیش کے حلال وحرام کے یک طرفہ فیصلے کرنے کی انہیں ضرورت پیش آئے...؟

۵:...... میاں بیوی کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو حق تعالیٰ شانہ نے حکام اور دونوں خاندانوں کے لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں، چنانچہ ارشاد ہے:

> ''اور اگر تم کو ان دونوں کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی، جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو، مرد کے خاندان سے، اور ایک آدمی، جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو، عورت کے خاندان سے (تجویز کرکے اس کشاکشی کو رفع کرنے کے لئے ان کے پاس) بھیجو (کہ وہ جاکر تحقیقِ حال کریں، اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کا کچھ کچھ قصور ہو، سمجھائیں) اگر ان دونوں آدمیوں کو (سچے دِل سے) اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی میں اتفاق پیدا

فرمائیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔‘‘

(النساء:۳۵، مأخوذ از ترجمہ حضرت تھانویؒ)

لیکن ہمارے یہاں اس حکمِ الٰہی کو یکسر نظرانداز کردیا گیا اور ’’خلع کی یک طرفہ ڈگری‘‘ کو تمام عائلی مسائل کا واحد حل قرار دے لیا گیا۔ چنانچہ میاں بیوی کے درمیان مصالحت کرانے کا یہ قرآنی حکم گویا منسوخ کردیا گیا، لڑکے اور لڑکی کے خاندان کے لوگ تو اس کے لئے کوئی قدم کیا اُٹھاتے؟ ہماری عدالتیں بھی قرآنِ کریم کے اس حکم پر عمل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں، بلکہ اس سے بڑھ کر ستم ظریفی یہ کہ بعض دفعہ میاں بیوی دونوں شریفانہ زندگی گزارنے کے لئے تیار ہیں، لیکن لڑکی کے والدین خلع کا جھوٹا دعویٰ کرکے خلع کی یک طرفہ ڈگری حاصل کرلیتے ہیں، اور عدالت میاں بیوی سے پوچھتی تک نہیں۔ چنانچہ ۱۲/اگست کو جس سوال کا جواب میں نے دیا تھا (اور جس کی تردید کے لئے حلیمہ اسحاق صاحبہ نے قلم اُٹھایا) اس میں اس مظلوم لڑکی نے، جس کو ’’خلع کی یک طرفہ ڈگری‘‘ عدالت نے عطا فرمادی تھی، یہی لکھا تھا کہ میں اور میرا میاں دونوں گھر آباد کرنا چاہتے ہیں، لیکن میرے والدین نے میری طرف سے خلع کا دعویٰ کرکے میرے میاں کی اطلاع کے بغیر خلع کی یک طرفہ ڈگری حاصل کرلی۔ انصاف کیا جائے کہ جس فیصلے میں قرآنِ کریم کے مندرجہ بالا حکم کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہو، جس میں زوجین کی خواہش کے باوجود ان کو ملنے کا موقع نہ دیا گیا ہو، اور جس میں زوجین کی خواہش کو پامال کرتے ہوئے ’’خلع کی یک طرفہ ڈگری‘‘ دے دی گئی ہو، ایسے فیصلے کے بارے میں کس طرح کہہ دیا جائے کہ وہ شرعاً نافذ اور مؤثر ہے؟ اس سے میاں بیوی کا نکاح ختم ہوگیا، اور اب عورت عقدِ ثانی کے لئے آزاد ہے...؟

یہ میں نے موجودہ عدالتی نظام کے چند اصلاح طلب اُمور کی نشاندہی کی ہے، ورنہ ایسے اُمور کی فہرست طویل ہے، جس کی تفصیل کے لئے مستقل فرصت درکار ہے:

اند کے با تو گفتم درد دل و ترسیدم
کہ آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

جب تک شریعتِ اسلامی کی روشنی میں ان اُمور کی اصلاح نہیں کی جاتی، عدالت کا یک طرفہ فیصلہ شرعاً کالعدم قرار پائے گا، اس لئے نہ تو میاں بیوی کا نکاح ختم ہوگا، اور نہ عورت کو عقدِ ثانی کی شرعاً اجازت ہوگی۔

---

محترمہ بڑے معصومانہ انداز میں سوال کرتی ہیں کہ:

”بالفرض اگر ہم یہ مان لیں کہ خلع کے لئے شوہر کی اجازت اور مرضی ضروری ہے تو پھر خلع اور طلاق میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟“

اُوپر تفصیل سے عرض کیا جاچکا ہے کہ قرآن وسنت اور اِجماعِ اُمت کی رُو سے خلع میاں بیوی دونوں کی اجازت اور مرضی کے بغیر نہیں ہوتا، اور محترمہ نے قرآن وسنت سے اس کے خلاف جو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خلع کے لئے شوہر کی اجازت اور مرضی ضروری نہیں، اس کا غلط اور باطل ہونا بھی پوری وضاحت سے عرض کیا جاچکا ہے۔ رہا محترمہ کا یہ سوال کہ پھر خلع اور طلاق کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ ان دونوں کے درمیان آسمان وزمین کا فرق اور مشرق ومغرب کا فاصلہ ہے، جسے فقہ کا ایک مبتدی طالبِ علم بھی جانتا ہے۔

طلاق مرد کا انفرادی حق ہے، جس میں بیوی کی خواہش اور مرضی کا کوئی دخل نہیں، جب مرد طلاق کا لفظ استعمال کرے تو خواہ وہ چاہتی ہو یا نہ چاہتی ہو، اور اس طلاق کو قبول کرے یا قبول نہ کرے، بہرصورت طلاق واقع ہوجاتی ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ طلاق کا لفظ استعمال کرتے ہوئے مرد کی رضامندی بھی ضروری نہیں، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے، اور پھر دعویٰ کرے کہ میں نے طلاق دِل کی رضامندی کے ساتھ نہیں دی تھی، بلکہ یوں ہی عورت کو ڈرانے دھمکانے کے لئے دی تھی، یا محض مذاق کے طور پر دی تھی، تب بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اس کے برعکس خلع میں دونوں کی رضامندی شرط ہے، اگر مرد عورت کو خلع کی پیشکش کرے تو جب تک عورت اس کو قبول نہ کرے، خلع نہیں

ہوگا، اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر سے خلع کا مطالبہ کرے تو شوہر کے قبول کئے بغیر خلع نہیں ہوگا، ایک چیز (خلع) دونوں فریقوں کی رضامندی پر موقوف ہے، اور دُوسری چیز (طلاق) دونوں کی رضامندی کے بغیر بھی واقع ہوجاتی ہے، کیسی عجیب بات ہے کہ آپ کو ان دونوں کے درمیان فرق محسوس نہیں ہوتا...؟

اور آپ کا یہ تصوّر کہ جس طرح مرد، عورت کو اس کی مرضی کے بغیر طلاق دے سکتا ہے، اسی طرح عورت، مرد کی رضامندی کے بغیر اس سے خلع لے سکتی ہے، یہ دورِ جدید کا وہ مغربی تصوّر ہے، جس سے شریعت کا پورا عائلی نظام تلپٹ ہوجاتا ہے، اور جس سے اللہ تعالیٰ کی وہ حکمتِ بالغہ باطل ہوجاتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ''نکاح کی گرہ'' مرد کے ہاتھ میں رکھی تھی، عورت کے ہاتھ میں نہیں۔

---

محترمہ لکھتی ہیں:

''کیا ہم جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فیصلہ کرسکتے ہیں؟ یقیناً نہیں۔''

بلاشبہ، کسی اُمتی کی مجال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فیصلہ کرے (اور اگر کوئی کرے گا تو خلع کی یک طرفہ عدالتی ڈگری کی طرح وہ فیصلہ کالعدم اور باطل ہوگا)، لیکن محترمہ کو سوچنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے کی جسارت کون کر رہا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیلہ کی درخواستِ خلع پر ان کے شوہر سے فرمایا تھا کہ: ''اپنا باغ (جو تم نے اس کو مہر میں دیا تھا) واپس لے لو اور اس کو طلاق دے دو۔'' لیکن محترمہ حلیمہ اسحاق فرماتی ہیں کہ خلع کے لئے شوہر سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں، یہ عورت کا انفرادی حق ہے، اور عدالت شوہر سے پوچھے بغیر دونوں کے درمیان علیحدگی کراسکتی ہے۔ فرمایئے! یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف ہے یا نہیں...؟

محترمہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں

کرسکتیں جس میں عورت کی درخواستِ خلع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر سے پوچھا تک نہ ہو، اور صرف عورت کی درخواستِ خلع پر اس کے ہاتھ میں ''خلع کی یک طرفہ ڈگری'' تھمادی ہو۔ اب آپ خود انصاف کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میری جان اور میرے ماں باپ آپؐ پر قربان) کی مخالفت کون کر رہا ہے؟ حضراتِ فقہائے اُمت، یا خود محترمہ حلیمہ اسحاق...؟

''منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!''

محترمہ لکھتی ہیں کہ:

''خلع عورت کا ایک ایسا حق ہے جو اسے خدا نے دیا ہے، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے مہرِ تصدیق لگائی ہے۔''

اللہ و رسولؐ کی بات سر آنکھوں پر، آمنا و صدقنا۔ مگر محترمہ یہ تو فرمائیں کہ قرآنِ کریم کی کون سی آیت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ خلع عورت کا انفرادی حق ہے، جب اس کا جی چاہے مرد کو خلع دے کر اس کی چھٹی کراسکتی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی حدیث ہے جس میں عورت کے اس انفرادی حق کو بیان کیا ہو کہ عورت شوہر کی اجازت و مرضی کے بغیر اس کو خلع دے سکتی ہے؟

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ ضرورت محسوس کرے تو شوہر سے خلع کی درخواست کرسکتی ہے اور ''بدلِ خلع'' کے طور پر مالی معاوضے کی پیشکش کرسکتی ہے، ''خلع کا حق'' اور ''خلع کے مطالبے کا حق'' دو الگ الگ چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ شوہر سے خلع کا مطالبہ کرسکتی ہے، یہ حق نہیں دیا کہ وہ از خود مرد کو خلع دے کر چلتا کرسکتی ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو حق دیا ہے کہ حدودِ شرعیہ کی رعایت رکھتے ہوئے جہاں چاہے نکاح کرسکتا ہے، یہ حق مرد کو بھی ہے اور عورت کو بھی، لیکن نکاح کا یہ حق یک طرفہ نہیں، کیونکہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جو دونوں فریقوں کی رضامندی پر

موقوف ہے۔اسی طرح خلع بھی ایک ایسا عقد ہے جس کے ذریعہ دونوں فریق ازالۂ نکاح بالعوض کا معاملہ طے کرتے ہیں۔ جس طرح نکاح کا پیغام بھیجنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے لیکن عملاً نکاح اس وقت ہوگا جب دونوں فریق (اصالۃً یا وکالۃً) نکاح کا ایجاب وقبول کرلیں گے۔ اسی طرح خلع کی پیشکش کرنا عورت کا حق ہے، لیکن عملاً خلع اس وقت ہوگا جب دونوں فریق اس عقد کا ایجاب وقبول کرلیں گے، بخلاف طلاق کے، کہ وہ عقد نہیں، بلکہ یمین ہے، مرد کو اس یمین کا اختیار دیا گیا ہے، خواہ دُوسرا فریق اس کو قبول کرے یا نہ کرے، بلکہ دُوسرے فریق کو اس کا علم بھی ہو یا نہ ہو۔

الغرض! خلع لینا عورت کا حق ہے، لیکن عملاً اس کو خلع اس وقت ملے گا جب شوہر اس کو خلع دے گا۔ ''خلع لینا'' کا لفظ خود بتاتا ہے کہ وہ شوہر سے خلع لے سکتی ہے، اس کو از خود خلع نہیں دے سکتی، خلع لینا اس کا حق ہے، خلع دینا اس کا حق نہیں۔

---

اپنے مضمون کے آخر میں محترمہ لکھتی ہیں:

> ''مندرجہ بالا سطور سے اُمید ہے کہ بہت سی ایسی خواتین کے شکوک وشبہات دُور ہونے میں مدد ملے گی جو یا تو صحیح رہنمائی نہ ملنے پر، یا پھر کسی دباؤ میں آکر چاہنے کے باوجود اپنا یہ حق استعمال نہیں کرسکتیں۔''

میں محترمہ کا ممنون ہوں کہ ان کی تحریر کی وجہ سے مجھے خلع کے مسئلے کی وضاحت کا موقع ملا، مجھے اُمید ہے کہ اس وضاحت کے بعد وہ تمام عورتیں (اور ان کے والدین) جو عدالت سے خلع کی یک طرفہ ڈگری حاصل کرکے اس غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتی ہیں کہ ان کا پہلا نکاح ختم ہوچکا ہے، اس لئے وہ بلاتکلف عقدِ ثانی کرلیتی ہیں، ان کی غلط فہمی دُور ہوجائے گی، اور وہ اچھی طرح جان لیں گی کہ:

❊:.....قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کی رُو سے خلع اس وقت ہوتا ہے جب میاں بیوی دونوں اس پر راضی اور متفق ہوجائیں۔

✽:......باجماعِ اُمت، شوہر کی طرف سے دُوسرا کوئی فرد یا ادارہ یا عدالت اس کی بیوی کو طلاق دینے یا خلع دینے کی مجاز نہیں ہے، اگر کسی شوہر کی بیوی کو اس کی اجازت و رضامندی کے بغیر کسی فرد نے، کسی ادارے نے، یا کسی عدالت نے طلاق دے دی یا خلع دے دیا تو وہ شرعاً کالعدم ہے، یہ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے، جب تک کہ اس سے طلاق یا خلع نہ لے۔

✽:......ایسی عورت جس کو شوہر کی مرضی کے بغیر کسی ادارے نے طلاق یا خلع دے دیا ہو وہ چونکہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے، اس لئے اس کا عقدِ ثانی باطل ہے، اگر وہ دُوسری جگہ عقد کرے گی تو ہمیشہ کے لئے گناہ کی زندگی گزارے گی، اور اس کا وبال دُنیا و آخرت میں اس کو بھگتنا ہوگا۔

نوٹ:......میں نے یہ مضمون حلیمہ اسحاق کی اس ''آزادفکری'' کے جواب میں لکھا ہے کہ عورت کو خلع کا یک طرفہ حق ہے، اور یہ کہ عدالت کو خلع کی یک طرفہ ڈگری جاری کرنے کا اختیار ہے۔ میں اس سے بے خبر نہیں ہوں کہ بعض حالات میں عورت نہایت مشکل میں پھنسی ہوئی ہوتی ہے، اور اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہتا کہ عدالت اس کے معاملے میں مداخلت کرے۔ مثلاً: شوہر نامرد ہونے کے باوجود عورت کو رہائی نہیں دیتا، کبھی متعنت ہوتا ہے کہ نہ عورت کو آباد کرتا ہے اور نہ آزاد کرتا ہے، یا شوہر لاپتا ہے، یا مجنون ہے جس کی وجہ سے عورت سخت مشکلات سے دوچار رہتی ہے، ایسی صورتوں میں مسلمان حاکم کو خاص شرائط کے ساتھ تفریق کا حق ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ''آپ کے مسائل اوران کا حل''

### مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِ فرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون وبیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلا مبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے


فہرست

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۱۱۷۲۰

قانونی مشیر اعزازی:۔۔۔ منظور احمد میو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت:۔۔۔۔۔۔ اپریل ۱۹۹۸ء

قیمت:۔۔۔۔۔۔

ناشر:۔۔۔۔۔۔ مکتبہ لدھیانوی

18-سلام کتب مارکیٹ

بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: جامع مسجد باب رحمت

پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون:021-32780337 - 021-32780340

www.shaheedeislam.com

نوٹ: Mobile اور IPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے "Adobe Acrobat" کو "PDF Reader" کے طور پر استعمال کریں۔

جلد ششم

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل

تجارت یعنی خرید و فروخت
محنت و اُجرت کے مسائل
قسطوں کا کاروبار
قرض کے مسائل
وراثت اور وصیت



حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ''آپ کے مسائل اوران کا حل''

## مقبول عام اورگراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۴۰۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مرشدی حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا مقبول ترین سلسلہ وار کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' جو ۱۹۷۸ء سے ''جنگ'' کے اسلامی صفحہ اقرأ کی زینت بن رہا ہے اور لاکھوں افراد جمعہ کے دن اس سے اپنی علمی تشنگی دُور کرتے ہیں، اور دِینی مسائل کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالتے ہیں، اور ہزاروں افراد کی زندگیوں میں اس کالم نے انقلاب برپا کیا، جس کے شاہد ہزاروں خطوط ہیں جو حضرتِ اقدس کو موصول ہوتے ہیں، اس کی مقبولیت کے پیشِ نظر فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلے کو کتابی شکل دی جائے تاکہ اخبارات کے صفحات پر بکھرے ہوئے گلدستۂ یوسفی کے یہ علمی پھول فقہی خزانے کی شکل میں محفوظ ہوجائیں، اور تاقیامت حضرتِ اقدس زید مجدہم کے لئے صدقۂ جاریہ رہیں۔
الحمدللہ! حضرتِ اقدس کی نظرِ ثانی کے بعد ۱۹۸۶ء میں پہلی جلد منظرِ عام پر آئی اور آج الحمدللہ! ماہِ ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ کے مبارک موقع پر چھٹی جلد کی تکمیل کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس جلد میں خرید و فروخت اور وراثت کے مسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ عام طور پر تجارت کے بارے میں یہ تصوّر ہے کہ یہ دُنیاوی معاملہ ہے، دِین سے اس کا کیا تعلق؟ لیکن نبیٔ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے دیانت دار اور سچے تاجر کو انبیاء علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء کی معیت کی خوشخبری سنا کر واضح کردیا کہ دِینی اَحکامات تجارت کے لئے لازمی اور ضروری ہیں۔

چھٹی جلد کی تیاری میں اللہ رَبّ العزّت کے فضل و کرم و توفیقِ الٰہی کے ساتھ

رفقائے محترم مولانا سعید احمد جلال پوری، محترم ڈاکٹر شہیر الدین علوی، جناب عبداللطیف طاہر، محمد وسیم غزالی، مولانا محمد نعیم امجد، مولانا عزیز الرحمٰن، جناب محمد عتیق الرحمٰن، میر شکیل الرحمٰن، میر جاوید الرحمٰن، عزیزم عبدالرزّاق کی محنتیں اور کوششیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی طرف سے بے بہا بدلہ عطا فرمائے اور اس کتاب کو حضرتِ اقدس محدث العصر مولانا سیّد محمد یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ، مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ، قائدِ اہلِ سنت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور مرشدی حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تا دیر سلامت رکھے) کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔

محمد جمیل خان
انچارج اقرأ اسلامی صفحہ
روزنامہ ''جنگ'' کراچی

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# خرید و فروخت اور محنت مزدوری کے اُصول اور ضابطے

## تجارت میں منافع کی شرعی حد کیا ہے؟

س…… تجارت میں منافع کس قدر جائز ہے؟ اس کی حدِ شرعی متعین ہے یا نہیں؟

ج…… نہیں! منافع کی حد تو مقرّر نہیں ہے، البتہ بازار کی عام اور متعارف قیمت سے زیادہ وصول کرنا اور لوگوں کی مجبوری سے غلط فائدہ اُٹھانا جائز نہیں۔

## کیا اسلام میں منافع کی شرح کا تعین کیا گیا ہے؟

س…… میں جناب کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آج کل عام لوگ بہت زیادہ پریشان ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی دُکان دار کسی چیز پر جتنا زیادہ بھی منافع وصول کرے، آیا وہ شرعی طور پر دُرست ہے؟ مثلاً ایک کپڑے کا بیوپاری دس روپے گز کے حساب سے کپڑا خریدتا ہے اور اسے تیس روپے گز میں فروخت کرتا ہے، تو کیا اس طرح اصل قیمت سے دوگنا زیادہ رقم منافع کی صورت میں وصول کرنا دُرست ہے؟ یہی مثال میکینکوں کی ہے، مثلاً اگر کوئی شخص اپنی گھڑی کسی میکینک کے پاس ٹھیک کروانے کے لئے جاتا ہے تو وہ میکینک گاہک کے انجانے پن کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس سے تیس، چالیس روپے بٹور لیتا ہے، جبکہ اصل نقص چاہے دو چار روپے کا ہو، اور گھڑی ٹھیک کرنے میں میکینک کا وقت چاہے دو چار منٹ ہی کیوں نہ صرف ہوں، تو کیا اس کی یہ کمائی

جائز ہے؟ اسلام چونکہ دِینِ فطرت ہے اور اس طرح کسی کی ناجائز کھال اُتارنے کی اجازت کبھی نہیں دے گا، اس لئے براہِ کرام یہ وضاحت کردیں کہ اسلام میں منافع کی شرح کے تعین کا کیا طریقۂ کار ہے؟

ج…… شریعت نے منافع کا تعین نہیں فرمایا کہ اتنا جائز ہے اور اتنا جائز نہیں، تاہم شریعت صریح ظلم کی اجازت نہیں دیتی (جسے عرفِ عام میں "جیب کاٹنا" کہا جاتا ہے)، جو شخص ایسی منافع خوری کا عادی ہو اس کی کمائی سے برکت اُٹھ جاتی ہے، اور حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ منصفانہ منافع کا ایک معیار مقرّر کرکے زائد منافع خوری پر پابندی عائد کردے۔

## حدیث میں کن چھ چیزوں کا تبادلے کے وقت برابر اور نقد ہونا ضروری ہے؟

س…… میں نے ایک حدیث سنی جس میں چند اشیاء کا ذکر ہے، اس کو خریدتے وقت یعنی ضروری ہے کہ برابر برابر اس کا بدل دے اور اسی وقت یعنی ہاتھ ہی ہاتھ لوٹائے۔ پوچھنا یہ ہے کہ وہ کون سی اشیاء ہیں جن میں ان شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری بتلایا گیا ہے؟ اور اگر کوئی شخص ان شرطوں کا لحاظ نہیں کرتا تو وہ خرید و فروخت حرام کے درجے میں داخل ہوجاتی ہے۔ براہ مہربانی اس قسم کی کوئی حدیث بھی ذکر فرمادیں۔

ج…… جو چیزیں بھی ناپ کر یا تول کر فروخت کی جاتی ہیں، جب ان کا تبادلہ ان کی جنس کے ساتھ کیا جائے تو ضروری ہے کہ دونوں چیزیں برابر، برابر ہوں، اور یہ معاملہ دست بدست کیا جائے، اس میں اُدھار بھی ناجائز ہے اور کمی بھی ناجائز ہے۔ مثلاً: گیہوں کا تبادلہ گیہوں کے ساتھ کیا جائے تو دونوں باتیں ناجائز ہوں گی، یعنی کمی بھی ناجائز اور اُدھار بھی ناجائز اور اگر گیہوں کا تبادلہ مثلاً: جو کے ساتھ کیا جائے تو کمی جائز، مگر اُدھار ناجائز ہے۔

وہ حدیث یہ ہے کہ:

"عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر


فہرست

**بالتمر، والملح بالملح، مثلا بمثل سواءً بسواء یدًا بید.... الخ."** (مشکوٰۃ ص:۲۴۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا، سونا، چاندی، گیہوں، جَو، کھجور، نمک، اور فرمایا کہ: جب سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گیہوں، گیہوں کے بدلے، جَو، جَو کے بدلے، کھجور، کھجور کے بدلے، نمک، نمک کے بدلے فروخت کیا جائے تو برابر ہونا چاہئے اور ایک ہاتھ لے دُوسرے ہاتھ دے، کمی سود ہے۔ (مسندِ احمد ج:۲ ص:۲۳۲)

## ایک چیز کی دو جنسوں کا باہم تبادلہ کس طرح کریں؟

س...... "مسئلہ سود" مصنفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتیٔ اعظم پاکستان، طبع مارچ ۱۹۸۶ء کے پڑھنے کا حال ہی میں اتفاق ہوا ہے، اس کتاب کے صفحہ نمبر:۸۸ اور ۸۹ پر احادیثِ پاک:۳۱، ۳۲ اور ۳۳ نقل کی گئی ہیں، اس مضمون کی ایک حدیثِ پاک صفحہ نمبر:۱۷ پر بھی درج ہے، ان احادیثِ پاک میں چھ چیزوں کے لین دین کا ذکر کیا گیا ہے، یعنی سونا، چاندی، گیہوں، جو، چھوارے اور نمک۔

اگرچہ ان کے ساتھ اُردو ترجمہ تو لکھا ہے مگر تشریح ایسی نہیں جو عام آدمی سمجھ سکے کہ ان اشیاء کے لین دین کا کون سا طریقہ جائز ہے اور کون سا ناجائز؟ ہمارے ہاں دیہاتوں میں یہ رواج چلا آرہا ہے کہ جس آدمی کا غلہ گھر کی ضرورت کے لئے کافی نہ ہو، یا اس کے گھر کا بیج خالص نہ ہو (زمین میں بونے کے قابل نہ ہو) تو وہ اپنے کسی رشتہ دار سے بقدرِ ضرورت جنس اُدھار لے لیتا ہے اور نئی فصل کے آنے پر اتنی ہی مقدار میں وہی جنس اس کے مالک کو لوٹا دیتا ہے، ان احادیثِ پاک کی روشنی میں کیا یہ طریقہ دُرست ہے؟

دُوسرا اِشکال یہ ہے کہ اب ملک میں گندم کی بے شمار اقسام کاشت کی جارہی ہیں اور ان کی قیمت بھی ایک دُوسرے سے مختلف ہے۔ یہاں مثال کے طور پر میں اپنے علاقے میں کاشت کی جانے والی مختلف اقسام میں سے صرف دو قسموں کا ذکر کر رہا ہوں:

ا:......گندم پاک ۸۱، اس کی قیمت مقامی منڈیوں میں ۷۰روپے سے ۸۰روپے فی من ہے۔

۲:......گندم سی ۵۹۱، اس کی قیمت مقامی منڈیوں میں تقریباً ۱۲۰روپے تک فی من ہے۔

پہلی قسم کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے، جبکہ دُوسری قسم کھانے میں بہ نسبت پہلی کے زیادہ لذیذ ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی قیمتوں میں ۴۰ سے ۵۰ روپے فی من تک کا فرق پایا جاتا ہے۔ اگر ان کے تبادلے کی ضرورت پیش آئے تو وہ کس طرح کیا جائے؟ قیمت کے لحاظ سے یا جنس کی مقدار کے مطابق؟ ان اِشکال کا فقہی جواب دے کر مشکور فرماویں۔

ج...... غلے کا تبادلہ جب غلے کے ساتھ کیا جائے تو اگر دونوں طرف ایک ہی جنس ہو، مگر دونوں کی نوع (یعنی قسم) مختلف ہو تو دونوں کا برابر ہونا اور دست بدست لین دین ہونا شرط ہے، کمی بیشی بھی جائز نہیں، اور ایک طرف سے اُدھار بھی جائز نہیں۔ آپ نے گندم کی جو دو قسمیں لکھی ہیں ان میں ایک من گندم کے بدلے میں مثلاً: ڈیڑھ من گندم لینا جائز نہیں، بلکہ دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے، اگر دونوں کی قیمت کم و بیش ہے تو جنس کا تبادلہ جنس کے ساتھ نہ کیا جائے، بلکہ دونوں کا الگ الگ سودا، الگ الگ قیمت کے ساتھ کیا جائے۔

## تجارت کے لئے منافع پر رقم لینا

س......ایک شخص سے میں نے تجارت کے لئے کچھ رقم مانگی، وہ شخص کہتا ہے کہ تجارت میں جو منافع ہوگا اس میں میرا کتنا حصہ ہوگا؟ میں اندازاً اتنی رقم اس کو بتاتا ہوں کہ وہ رقم دینے پر راضی ہوجاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ قرضہ لے کر اس طرح تجارت کرنا جس میں مجھ کو بھی معقول منافع کی توقع ہے کیا جائز ہے؟

ج......کسی سے رقم لے کر تجارت کرنا اور منافع میں سے اس کو حصہ دینا، اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ یہ بات طے کرلی جائے کہ تجارت میں جتنا نفع ہوگا اس کا اتنا فیصد (مثلاً: $\frac{1}{2}$) رقم والے کو ملے گا، اور اتنا کام کرنے والے کو، اور اگر خدانخواستہ تجارت میں خسارہ ہوا تو یہ خسارہ بھی رقم والے کو برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ صورت تو جائز اور صحیح ہے۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ تجارت میں نفع ہو یا نقصان، اور کم نفع ہو یا زیادہ، ہر صورت میں رقم والے کو ایک مقرّرہ مقدار میں منافع ملتا رہے، (مثلاً: سال، چھ مہینے کے بعد دوسو روپیہ، یا کل رقم کا دس فیصد) یہ صورت جائز نہیں۔ اس لئے اگر آپ کسی سے رقم لے کر تجارت کرنا چاہتے ہیں تو پہلی صورت اختیار کریں۔ اور اگر رقم قرض مانگی تھی تو اس پر منافع لینا دینا جائز نہیں ہے۔

## کاروبار میں حلال وحرام کا لحاظ نہ کرنے والے والد سے الگ کاروبار کرنا

س...... ایک شخص پابند پانچ نماز، اپنے باپ کی دُکان پر باپ کے ساتھ کام کرتا ہے، باپ اس پابندِ نماز بیٹے پر (جو شادی شدہ ہے) بے جا تنقید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: ''تم دُکان پر دِل لگا کر کام نہیں کرتے'' باپ نہ حلال کو دیکھتا ہے اور نہ حرام کو، اب اس لڑکے کا خیال ہے کہ میں باپ سے الگ ہوکر کاروبار کروں یا نوکری وغیرہ کروں، کیا شرعاً اس کا الگ ہونا دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... اگر والد کے ساتھ اس کا نباہ نہیں ہوسکتا اور خود والد بھی علیحدہ ہونے کے لئے کہتا ہے تو شرعاً علیحدہ کام کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کی خدمت، اور دیگر جائز اُمور میں ان کی اطاعت کو اپنے اُوپر لازم سمجھے، اور والدین کی خدمت واطاعت کے بارے میں بڑی اہمیت کے ساتھ قرآن وحدیث کی نصوص وارِد ہوئی ہیں۔

## مختلف گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر مال فروخت کرنا

س...... ہمارے پاس ایک ہی قسم کا مال ہوتا ہے، جس کو ہم حالات، وقت اور گاہک کے مطابق مختلف قیمتوں پر فروخت کرتے ہیں، کیا اس طرح مختلف گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر فروخت کرنا صحیح ہے یا ایک ہی قیمت مقرّر کی جائے؟

ج...... ہر ایک کو ایک ہی دام پر دینا ضروری نہیں ہے، کسی کے ساتھ رعایت بھی کرسکتے ہیں۔ لیکن ناجائز منافع کی اجازت نہیں، اور نہ ہی کسی کی مجبوری کی بنا پر زیادہ قیمت لینے کی اجازت ہے۔

## کپڑا عیب بتائے بغیر فروخت کرنا

س...... میں کپڑے کا بیوپار کرتا ہوں، گاہک جب کپڑے کے متعلق معلوم کرتا ہے تو میں اکثر گول مول سا جواب دے دیتا ہوں، جبکہ میں کپڑے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ میں نے ایک صاحب سے سنا ہے کہ وہ مسلمان نہیں جو اپنی چیز بیچتے وقت اس کے عیب نہ بتائے۔ کیا مجھے کپڑے کو بیچتے وقت گاہک کے نہ پوچھنے کے باوجود بھی اس کے عیب بتانے چاہئیں یا اس کے پوچھنے پر ہی بتایا جائے؟ آپ کے جواب کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔

ج...... جی ہاں! ایک مسلمان کا طریقۂ تجارت یہی ہے کہ گاہک کو چیز کا عیب بتادے، یا کم سے کم یہ ضرور کہہ دے کہ: ''بھائی! یہ چیز تمہارے سامنے ہے، دیکھ لو! میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں۔'' حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، ایک بار اپنے رفیق سے یہ فرماکر کہ: ''یہ کپڑا عیب دار ہے، گاہک کو بتادینا'' خود کہیں تشریف لے گئے، ان کے ساتھی نے حضرت اِمامؒ کی غیرحاضری میں کپڑا فروخت کردیا، آپؒ واپس آئے تو دریافت فرمایا کہ اس کپڑے کا عیب بتادیا تھا؟ اس نے نفی میں جواب دیا، آپؒ نے بہت افسوس کا اظہار فرمایا اور اس دن کی ساری آمدنی صدقہ کردی۔

## زبانی کلامی خرید کر کے چیز کی زیادہ قیمت قسم کھاکر بتلانا

س...... عمر، زید، بکر ایک ہی دُکان کرتے ہیں، آپس میں باپ اور بیٹے ہیں، عمر (باپ کا نام) ایک چیز خرید کے آتا ہے ۱۴ روپے کی، وہ زید (یعنی لڑکے کو) ۱۶ روپے میں زبانی بیچ دیتا ہے، تو زید اسی چیز کو زبانی بکر (یعنی بھائی کو) ۲۰ روپے میں بیچ دیتا ہے، پھر جب کوئی گاہک وہ چیز خریدنے آتا ہے تو بکر قسم کھاکر کہتا ہے کہ: ''میں نے یہ چیز ۲۰ روپے میں خریدی ہے'' عمر یا زید، بکر سے پوچھتے ہیں کہ یہ چیز کتنے کی خریدی تھی؟ (تھوک قیمت) تو وہ قسم اُٹھاکر گاہک کو بتلادیتا ہے کہ ۲۰ روپے کی، پھر وہ چیز ۲۴ یا ۲۵ روپے میں بیچ دی جاتی ہے۔ آیا اسلام میں ایسی کوئی زبانی جمع خرچ کرکے قسمیں کھاکر تجارت کرنا صحیح ہے؟

ج...... یہ محض فریب و دھوکا ہے، اور یہ تجارت دھوکے کی تجارت ہے۔

## کسی کی مجبوری کی بناپر زیادہ قیمت وصولنا بددیانتی ہے

س......بعض مرتبہ ایسا گاہک سامنے آتا ہے جس کے بارے میں ہمیں یقین ہوجاتا ہے کہ یہ ہمارے یہاں سے ضرور مال خریدے گا، کبھی مارکیٹ میں کہیں مال نہ ہونے کی بنا پر، کبھی کسی اور بنا پر، ایسی صورت میں ہم اس گاہک سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مارکیٹ سے زائد پر مال فروخت کرتے ہیں، کیا اس طرح کی زیادتی جائز ہے؟

ج......شرعاً تو جتنے داموں پر بھی سودا ہوجائے جائز ہے، لیکن کسی کی مجبوری یا ناواقفیت کی وجہ سے زیادہ وصول کرنا کاروباری بددیانتی ہے۔

## گاہکوں کی خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے

س......اخبار بیچنے والے اور دُودھ بیچنے والے جب اخبار اور دُودھ گھر گھر پہنچانے کا اپنا کاروبار خوب مستحکم کرلیتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد پورے علاقے کو کسی نئے تاجر کے پاس فروخت کردیتے ہیں، گویا یہ ایک قسم کی ''پگڑی'' ہوتی ہے، کیا یہ کمائی ان کی شرعاً جائز ہے؟

ج......دریا کی مچھلیوں کا ٹھیکے پر دینا، چونگی ٹھیکے پر دینا، فقہاء نے دونوں کو ناجائز لکھا ہے۔ اسی طرح گاہکوں کو بیچ دینا بھی ناجائز ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے۔

## خریدشدہ مال کی قیمت کئی گنا بڑھنے پر کس قیمت پر فروخت کریں؟

س......اگر کسی چیز کی موجودہ قیمت، خرید سے کئی گنا زائد ہوچکی ہے اب اس کی قیمتِ فروخت کا تعین کس طرح کیا جائے؟

ج......جو چیز لائقِ فروخت ہو، یہ دیکھا جائے کہ بازار میں اس کی کتنی قیمت اس وقت مل سکتی ہے؟ اتنی قیمت پر فروخت کردی جائے۔

## شوہر کی چیز بیوی بغیر اس کی اجازت کے نہیں بیچ سکتی

س......ایک شخص جبکہ اپنے گھر میں موجود نہیں اور اس کی بیوی کسی وکیل کو پکڑ کر کوئی چیز وغیرہ فروخت کردے، جبکہ شوہر کو معلوم ہونے کے بعد غصہ آیا اور فوراً ایک خط انکار کا بھیجا، کیا یہ تصرف عورت کا جائز ہے؟

ج…… عورت کا شوہر کی کسی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر بیچنا صحیح نہیں، شوہر کو اختیار ہے کہ معلوم ہونے کے بعد اس سودے کو جائز رکھے یا مسترد کردے۔

## کسی کو لاکھ کی گاڑی دِلوا کر ڈیڑھ لاکھ لینا

س…… میرے کچھ دوست زرعی اجناس کے علاوہ کاروں کا، ٹرکوں کا کاروبار بھی کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ کسی پارٹی کو وہ ایک کار خرید کردیتے ہیں، اور یہ طے کرتے ہیں کہ ''اس ایک لاکھ کی رقم پر جس سے کار دِلوائی گئی ہے، اس پر مزید ۵۰ ہزار روپے زیادہ وصول کروں گا'' اس کے لئے وقت کم وبیش سال یا ڈیڑھ سال مقرّر کرتے ہیں، اور میرے خیال میں جو لوگ سود کا کاروبار کرتے ہیں وہ بھی رقم پر سود اور اس کی واپسی پہلے طے کرتے ہیں۔

ج…… اگر ایک لاکھ کی خود کار خرید لی اور سال ڈیڑھ سال اُدھار پر ڈیڑھ لاکھ کی کسی کو فروخت کردی تو جائز ہے۔ اور اگر کار خریدنے کے خواہشمند کو ایک لاکھ روپے قرض دے دیئے اور یہ کہا کہ: ''ڈیڑھ سال بعد ایک لاکھ پر پچاس ہزار زیادہ وصول کروں گا'' تو یہ سود ہے اور قطعی حرام ہے۔

## کیا گاڑی خریدنے کی یہ صورت جائز ہے؟

س…… کچھ دن پہلے میں نے ایک عدد گاڑی درج ذیل طریقے سے حاصل کی تھی، آپ بغیر کسی چیز کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کا جواب تحریر فرمائیں تاکہ ہم حکمِ خداوندی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑنے والے نہ بنیں۔

گاڑی کی قیمت: ۹۵,۰۰۰ روپے

جو رقم نقد ادا کی گئی: ۲۰,۰۰۰ روپے

بقایا رقم: ۷۵,۰۰۰ روپے

چونکہ جس شخص سے گاڑی لی گئی تھی اس سے گاڑی اس صورت میں لینا طے پائی تھی کہ گاڑی جتنی بھی قیمت کی ہوگی ہم گاڑی فروخت کرنے والے شخص کو ۵۰,۰۰۰ کی رقم پر ۱۱,۰۰۰ روپے مزید ادا کریں گے، لہٰذا اس صورت میں جو ان کی ۷۵,۰۰۰ روپے کی رقم تھی اس پر وہ ہم سے ۱۶,۵۰۰ روپے اسی شرط کے مطابق وصول کریں گے۔ جو رقم انہوں نے گاڑی



فہرست

خریدنے میں صرف کی وہ ۷۵,۰۰۰ روپے، واجب الادا رقم جو اَب ہم ان کو ادا کریں گے ۹۱,۵۰۰ روپے بنتی ہے، اور یہ رقم ہم ان کو ۱۵ ماہ کے عرصے میں ادا کرنے کے مجاز ہوں گے۔

ج…… گاڑی کا سودا کرنے کی یہ صورت تو صحیح نہیں ہے کہ اتنے روپے پر اتنے روپے مزید لیں گے، گاڑی والا گاڑی خریدے، اس کے بعد وہ جتنے روپے کی چاہے بیچ دے اور اپنا نفع جتنا چاہے لگالے تو یہ صورت صحیح ہوگی۔

## گاڑی پر قبضے سے پہلے اس کی رسید فروخت کرنا

س…… اگر کوئی شخص ایک گاڑی دس ہزار روپے میں بُک کراتا ہے، اور وہ گاڑی اس کو چھ مہینے پہلے بُک کرانی ہے، تو جب اس کی گاڑی چھ مہینے میں نکلے تو اس کو اس وقت اس میں کچھ نفع ہو تو وہ گاڑی بغیر نکالے صرف ''رسید'' فروخت کرسکتا ہے؟ یا پورے پیسے بھر کر پھر گاڑی کو فروخت کرے؟ اس طرح دُکان کا بھی، گھر کا بھی اور پلاٹ کا بھی مسئلہ بیان کریں۔

ج…… جو چیز خریدی جائے جب تک اس کو وصول کرکے اس پر قبضہ نہ کرلیا جائے، اس کا آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔ دُکان، مکان اور پلاٹ کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ جب تک ان پر قبضہ نہ ہوجائے ان کی فروخت جائز نہیں۔ گویا اُصول اور قاعدہ یہ ٹھہرا کہ قبضے سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنا صحیح نہیں۔

## معاہدے کی خلاف ورزی پر زَرِ ضمانت ضبط کرنے کا حق

س…… عبدالغفار نے ایک مسجد کی دُکان کرایہ پر لی، اور اقرارنامہ و کرایہ نامہ سرکاری اسٹامپ پر تحریر کیا۔ اس کی شرط نمبر۲ میں ہے کہ: ''دُکانِ مذکور میں نے اپنے کاروبار کے لئے لی ہے، جب تک کرایہ دار خود آباد رہے گا صرف اپنا کاروبار کرے گا، اور کسی بھی شخص کو اس میں رکھنے کا یا کاروبار کرانے کا مجاز نہ ہوگا، اور نہ اس دُکان کو کسی ناجائز ذریعہ سے کسی دُوسرے شخص کو ٹھیکے یا پگڑی پر دے گا، اس قسم کی تحریری اجازت کمیٹی مذکور سے لازمی ہوگی۔'' لیکن کچھ عرصہ بعد عبدالغفار بغیر کسی اطلاع کے دُکانِ مذکور کسی کو پگڑی پر دے کر غائب ہوگیا اور موجودہ شخص کہتا ہے کہ: ''اب کرائے کی رسیدیں میرے نام بناؤ'' آپ بتائیں منتظمہ کمیٹی ان سے کیا سلوک کرے؟ نیز عبدالغفار کا زَرِ ضمانت جمع ہے، جو دُکان

خالی کرنے پر واپس کردیا جائے گا۔

ج…… عبدالغفار کرایہ دار کو اقرارنامہ کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے تھی، اب مسجد کمیٹی چاہے تو دُوسرے کرایہ دار کی توثیق کرسکتی ہے۔ البتہ مسجد کمیٹی کو زَرِ ضمانت ضبط کرنے کا حق شرعاً نہیں ہے۔

## کفالت اور ضمانت کے چند مسائل

س…… میں دراصل کفالت (ضمانت) کے بارے میں معدودے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ آیا مدعی کے مطالبے پر وقتِ معین پر مدعا علیہ کا حاضر کرنا ضروری ہے، اگر کفالت میں یہ شرط ہو کہ: ''میں وقتِ مقرّرہ پر مدعا علیہ کو حاضر کردُوں گا'' اگر وہ وقتِ مقرّرہ پر حاضر نہ کرے تو حاکم، ضامن کے ساتھ کیا سلوک کرنے کا مجاز ہے؟

ج…… اگر مدعا علیہ کے ذمہ مال کا دعویٰ ہے تو اس کے وقتِ مقرّرہ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں وہ مال کفیل سے وصول کیا جائے گا، اور اگر ضمانت صرف اس شخص کو حاضر کرنے کی تھی اور کفیل اسے حاضر نہ کرسکا تو مدعی کے مطالبے پر کفیل کو نظربند کیا جاسکتا ہے۔

س…… آیا ضمانت سے بری الذمہ ہونے کو کسی شرط سے متعلق کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اس میں اختلاف ہے، اَصح یہ ہے کہ جائز ہے۔

## لفظِ ''اللہ'' والے لاکٹ فروخت کرنا اور اسے استعمال کرنا

س…… لاکٹ گلے میں عورتیں اور بچے لٹکاتے ہیں، جس پر لفظِ ''اللہ'' لکھا ہوا ہے، اسے بہت کم لوگ حمام میں داخل ہوتے وقت نکالتے ہیں، اکثر بے پروا لوگ کم احترام کرتے ہیں، اس طرح لفظِ ''اللہ'' کی بے قدری ہوتی ہے۔ ایسے لاکٹ کو بیچ کر اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… ایسے لاکٹ فروخت کرنا جائز ہے، بے ادبی کرنے والے اس بے ادبی کے خود ذمہ دار ہیں۔


فہرست

## محنت کی اُجرت لینا جائز ہے

س...... ہم فریج اور ایئر کنڈیشن کا کام کرتے ہیں، اگر کسی صاحب کے فریج یا ایئر کنڈیشن میں گیس چارج کرنا ہو تو ہم کاریگران سے ساڑھے تین سو روپے وصول کرتے ہیں، جبکہ اس سے بہت کم خرچہ آتا ہے۔ کام میکینکل ہے لہٰذا محنت اور دانشمندی سے کرنا پڑتا ہے، غلطی کی صورت میں نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، جس کا ہرجانہ کاریگر کے ذمہ ہوتا ہے۔ بتایئے زائد رقم لینا دُرست ہے یا نہیں؟ اگر نہ لیں تو کاروبار کرنا فضول ہوگا۔

س۲:...... اس میکینکل کام میں بعض اوقات کسی فنی خرابی یا کوئی اور خرابی دُور کرنے میں پیسہ خرچ نہیں ہوتا، مگر ہم لوگ نوعیت کے اعتبار سے ۵۰ یا ۱۰۰ روپے وصول کرتے ہیں، کیونکہ دماغ کا کام ہوتا ہے۔ بتایئے ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... یہ محنت کی اُجرت ہے، اور محنت کی اُجرت لینا جائز ہے۔

## پھل آنے سے قبل باغ بیچنا جائز نہیں بلکہ زمین کرائے پر دیدے

س...... ایک شخص قبل پھل آنے کے اپنا باغ بیچ دیتا ہے، کیا اس پر عشر ہے؟ اس کی رقم سال بھر رہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟

ج...... پھل آنے سے قبل باغ بیچ دینا جائز نہیں، اور اگر یہ مراد ہے کہ باغ کی زمین مع باغ کے کرائے پر دے دی تو صحیح ہے، اس صورت میں عشر اس کے ذمہ نہیں، البتہ سال پورا ہونے پر اس کے ذمہ زکوٰۃ ہوگی۔

## جمعہ کی اَذان کے بعد خرید و فروخت کرنا

س...... سنا ہے کہ جمعہ کی اَذان کے بعد خرید و فروخت کرنا بالکل حرام ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو کون سی اَذان کے بعد؟ یعنی پہلی اَذان کے بعد یا دُوسری اَذان کے بعد؟

ج...... قرآنِ کریم میں اَذانِ جمعہ کے بعد خرید و فروخت کی ممانعت فرمائی گئی ہے (سورۃ الجمعہ) اس لئے جمعہ کی پہلی اَذان کے بعد خرید و فروخت اور دیگر کاروبار ناجائز ہے۔

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ


فہرست

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ... الخ.“

## کرنسی کی خرید وفروخت کا طریقہ

س...... کیا روپوں کا روپوں کے ساتھ تبادلہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر جائز ہے تو کیا لینے والا اس کے بدلے میں روپیہ ایک دن کے بعد دے سکتا ہے یا ضروری ہے کہ اسی وقت دے؟ اور اگر اس وقت دینا ضروری ہے اور کسی کے پاس اس وقت نہ ہو تو کیا یہ حرام ہوگا یا حلال؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلائیں۔

ج...... روپیہ کا تبادلہ روپیہ کے ساتھ جائز ہے، مگر رقم دونوں طرف برابر ہو، کمی بیشی جائز نہیں، اور دونوں طرف سے نقد معاملہ ہو، اُدھار بھی جائز نہیں۔

س...... اگر کسی کے پاس اس وقت رقم نہ ہو تو کوئی ایسی صورت ہے جس کی وجہ سے وہ رقم (روپیہ) ابھی لے لے اور اس کے بدلے میں رقم (روپیہ) بعد میں دے دے؟

ج...... رقم قرض لے لے، بعد میں قرض ادا کردے۔

س...... بعض مرتبہ ہم لوگ ایک ملک کی کرنسی (ڈالر یا ریال) لیتے ہیں اور اس کے بدلے میں دُوسرے ملک کی کرنسی (روپیہ) وغیرہ دیتے ہیں، تو کیا اس میں بھی اسی وقت دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو جائز کی کیا صورت ہوگی؟

ج...... اس میں معاملہ نقد کرنا ضروری ہے۔

## سونے چاندی کی خرید وفروخت دونوں طرف سے نقد ہونی چاہئے

س...... اگر کوئی شخص سونا یا چاندی گھر والوں کو پسند کرانے کے لئے لاتا ہے اور پھر بعد میں دُوسرے دن یا کچھ عرصے کے بعد اس کی رقم بیچنے والے کو دیتا ہے تو کیا یہ خرید وفروخت دُرست ہے یا نہیں؟ اگر دُرست نہیں ہے تو کون سی صورت دُرست ہے؟ کیونکہ گھر والوں کو دِکھائے بغیر یہ چیز خریدی نہیں جاتی۔

ج...... گھر والوں کو دِکھانے کے لئے لانا جائز ہے، لیکن جب خریدنا ہو تو دونوں طرف سے نقد معاملہ کیا جائے، اُدھار نہ کیا جائے۔ اس لئے گھر والوں کو دِکھانے کے لئے جو چیز لے گیا تھا اس کو دُکان دار کے پاس واپس لے آئے، اس کے نقد دام ادا کرکے وہ چیز لے جائے۔


فہرست

## ریزگاری فروخت کرنے میں زیادہ قیمت لینا جائز نہیں

س......ریزگاری بیچنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج......ریزگاری فروخت کرنا جائز ہے البتہ زیادہ قیمت لینا جائز نہیں، کیونکہ یہ سود ہوگا۔

## سبزی پر پانی ڈال کر بیچنا

س......ہم لوگ سبزی کا کام کرتے ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ سبزی پر پانی ڈالا جاتا ہے، اس میں کچھ سبزیاں ایسی ہیں جو بہت پانی پیتی ہیں، کیا ایسا کام کرنا ٹھیک ہے؟

ج......بعض سبزیاں واقعی ایسی ہیں کہ ان پر پانی نہ ڈالا جائے تو خراب ہوجاتی ہیں، اس لئے ضرورت کی بنا پر پانی ڈالنا تو صحیح ہے، مگر پانی کو سبزی کے بھاؤ نہ بیچا کریں، بلکہ اتنی قیمت کم کردیا کریں۔

## حلال وحرام کی آمیزش والے مال سے حاصل کردہ منافع حلال ہے یا حرام؟

س......اگر کسی کے پاس جائز رقم، ناجائز رقم کے مقابلے میں کم، زیادہ یا برابر تھی، اگر اس مجموعی رقم سے کوئی جائز کاروبار کیا جائے تو اس سے حاصل ہونے والا منافع قابلِ استعمال ہے یا نہیں؟

ج......منافع کا حکم وہی ہے جو اَصل مال کا ہے، اگر اصل مال حلال ہے تو منافع بھی حلال، اور اگر اصل حرام ہے تو منافع کا یہی حال ہوگا۔ لہٰذا جس نسبت سے حلال مال اصل میں لگا ہے اسی نسبت سے منافع بھی پاک ہوگا، باقی حرام۔

## فروخت کرتے وقت قیمت نہ چکانا غلط ہے

س...... بہت سے لوگ اپنا مال فروخت کرتے وقت دُکان دار یا آڑھتی کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ: ''میں بھاؤ ابھی نہیں کروں گا، جس وقت میرا دِل چاہا اس وقت کروں گا'' اور مال اس کو تول دیتے ہیں، اور بھاؤ بعد میں کسی وقت جاکر کرتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج...... یہ جائز نہیں، فروخت کرتے وقت بھاؤ چکانا ضروری ہے۔

## حرام کام کی اُجرت حرام ہے

س...... درزی غیرشرعی کپڑے سی کر مثلاً: مردوں کے لئے خالص ریشمی کپڑا سیتا ہے، اور ٹائپسٹ غلط بیان والی دستاویزات ٹائپ کرکے روزی حاصل کرتا ہے، دونوں کی آمدنی گناہ کے کام میں تعاون کی وجہ سے حرام ہوگی یا مکروہِ تنزیہی؟

ج...... حرام کام کی اُجرت بھی حرام ہے۔

## قیمت زیادہ بتاکر کم لینا

س...... جو چیز ہم تیار کرتے ہیں اس چیز کو فروخت کرنے کے لئے ایک ریٹ مقرّر کرنا ہوتا ہے کہ یہ چیز اتنے پیسے میں دُکان دار کو دینی ہے، اگر ہم اتنے پیسے ہی دُکان دار کو بتائیں تو وہ اتنی قیمت پر نہیں لیتا، کچھ نہ کچھ کم کراتا ہے، اگر ہم اس مسئلے کو زیرِنظر رکھتے ہوئے کچھ روپے زیادہ بتادیں تاکہ اوسط برابر آجائے جتنا وہ کم کرائے گا، تو کیا ایسا کرنا مناسب ہے یا یہ بات جھوٹ میں شمار ہوتی ہے؟ شریعت کے مطابق جواب سے نوازیئے۔

ج...... گو، دام بتاکر اس میں سے کم کرنا جھوٹ تو نہیں، اس لئے جائز ہے، مگر اُصولِ تجارت کے لحاظ سے یہ رواج غلط ہے، ایک دام بتانا چاہئے۔ شروع میں تو لوگ پریشان کریں گے، مگر جب سب کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ بازار سے بھی کم نرخ ہے اور یہ کہ ان کا ایک ہی اُصول ہے تو پریشان کرنا چھوڑ دیں گے، بلکہ اس میں راحت محسوس کریں گے۔

## چیز کا وزن کرتے وقت خریدار کی موجودگی ضروری ہے

س...... جو چیزیں وزن کرکے، یعنی تول کر بکتی ہیں ان کی خریداری کے وقت خریدار کا، اس وقت جبکہ وزن کیا جارہا ہو، موجود ہونا ضروری ہے؟ کیونکہ اس صورت میں خریدار کے وقت کا حرج ہوتا ہے۔ کیا وہ دُکان دار پر اعتبار کرسکتا ہے؟ اگر اعتبار کرسکتا ہے تو اپنی ملکیت میں آنے کے بعد اس کا وزن کرکے اطمینان کرلینا ضروری ہے یا بغیر وزن کئے اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا آگے اس کو فروخت کرسکتا ہے؟

ج...... جو چیز وزن کرکے لی جائے، اس کی تین صورتیں ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ جب دینے والے نے وزن کرکے دی، اس وقت خریدار یا اس کا نمائندہ تول پر موجود تھا، اس صورت میں آگے فروخت کرتے وقت دوبارہ تولنا ضروری نہیں، بغیر وزن کئے آگے بیچ سکتے ہیں، اور خود کھا پی سکتے ہیں۔

دُوسری صورت یہ کہ اس وقت خریدار یا اس کا نمائندہ موجود نہیں تھا، بلکہ اس کی غیرموجودگی میں دُکان دار نے چیز تول کر ڈال دی، اس صورت میں اس چیز کو استعمال کرنا اور آگے بیچنا بغیر تولنے کے جائز نہیں، البتہ اگر دینے والے دُکان دار کو یہ کہہ دیا جائے کہ مثلاً: اس تھیلے میں جتنی بھی چیز ہے، خواہ کم یا زیادہ وہ اتنے پیسوں میں خریدتا ہوں تو دوبارہ وزن کرنے کی ضرورت نہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بوریوں، تھیلوں اور گانٹھوں کے حساب سے خرید و فروخت ہو، تو خواہ ان کا وزن کم ہو یا زیادہ، ان کو دوبارہ تولنے کی ضرورت نہیں۔

## بغیر اجازت کتاب چھاپنا اخلاقاً صحیح نہیں

س…… آج کل بازار میں باہر کے ملکوں کی کتابیں جو کہ ہمارے کورس میں شامل ہوتی ہیں اور کچھ ثانوی حیثیت سے مددگار ہوتی ہیں، طالب علموں کو نہایت ارزاں قیمت پر مل رہی ہیں۔ ایک کتاب جو کہ ڈیڑھ سو سے دو سو روپے تک کی ملتی تھی اب وہی بیس پچیّس روپے کے لگ بھگ مل جاتی ہے۔ ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ پاکستانی پبلشرز باہر کے پبلشرز کی یہ کتابیں بغیر اجازت کے چھاپ رہے ہیں۔ اگر ہم یہ کتابیں باہر کے پبلشرز کی خریدنے جائیں تو اوّل تو یہ دستیاب نہیں ہوتیں، اور دُوسرے اگر کبھی یہ کتابیں اُونچے علاقے والے کتاب گھروں میں مل بھی جائیں تو یہ ہماری قوّتِ خرید سے اکثر باہر ہوتی ہیں، صرف امیروں کے بچے ہی شاید خرید سکتے ہیں۔ یہ بات توجہ طلب ہے کہ ان کتابوں کی اصل قیمت اتنی نہیں ہوتی ہے جتنی زَرِمبادلہ کے چکر، عمدہ کاغذ کا ہونا، درمیان میں ایک دو منافع خور، باہر کی کمپنی کے مفادات اور لکھنے والے کا کچھ حصہ لگانے سے ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ باہر کے ملکوں میں ان کتابوں کا خریدنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا کہ ہمارے ملک میں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان باہر کی کتابوں کے دُوسرے ایڈیشن جو کہ یہاں جملہ حقوق محفوظ ہونے کے باوجود بلا اجازت چھپتے ہیں، ان کا مطالعہ اور استفادہ دِینی لحاظ سے جائز ہے کہ نہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ بالکل غلط ہے اور تم اس غلط کام میں ان کے شریک بن جاتے ہو، ان کے معاون و مددگار ہو جاتے ہو۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ علم و حکمت ہے، اور حکمت کو ایک گمشدہ لعل سمجھو۔ اور یہ کہ علم کسی کے باپ کی میراث نہیں، یہ لوگ علم کے خزانے پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں، یہ باہر کے ملک والے ہم غریبوں کو زَرِ مبادلہ کے ہیر پھیر سے لوٹتے ہیں، خواہ اسلحہ ہو یا کتاب ہو یا مشینری۔ اب تمہیں کم قیمت پر کتابیں مل رہی ہیں، خاموشی سے استعمال کرو، استفادہ کرو، ان چکروں میں پڑ گئے تو پیچھے رہ جاؤ گے، وہی لوگ استفادہ کریں گے جو کہ کسی چیز میں بھی صحیح یا غلط کو نہیں دیکھتے۔ کچھ ایسا ہی مسئلہ فوٹو اسٹیٹ کا بھی ہے کہ جو کتابیں ہماری قوّتِ خرید سے باہر ہوتی ہیں، ہم ان کو فوٹو اسٹیٹ کروالیتے ہیں یا کچھ اسباق درکار ہوں تو ان کی بھی فوٹو اسٹیٹ کروالیتے ہیں، گوکہ کتاب پر جملہ حقوق محفوظ اور فوٹو اسٹیٹ نہ کروانے کی تاکید کی جاتی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں ہمارا کیا رویہ ہونا چاہئے؟

ج…… باہر کی کتابیں جو ہمارے یہاں بغیر اجازت چھاپ لی جاتی ہیں اخلاقاً ایسا کرنا صحیح نہیں، تاہم جس نے کتاب یہاں چھاپی ہے وہ اس کا شرعاً مالک ہے، اس سے کتاب خریدنا جائز ہے، اور اس سے استفادہ کرنا شرعاً دُرست ہے۔ یہی مسئلہ فوٹو اسٹیٹ کا ہے۔

## ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں کی خرید وفروخت میں بدعنوانیاں

س…… کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کراچی میں ٹرانسپورٹ کے کاروبار اکثر اس طرح سے ہوتے ہیں کہ مثلاً: ایک آدمی نے ایک گاڑی نقد پچاس ہزار روپے میں خریدی، پھر دُوسرے آدمی پر ساٹھ ہزار اُدھار پر فروخت کی، اور خریدنے والا ہر مہینے میں تین ہزار قسط ادا کرے گا، مگر اس خرید وفروخت میں ایک شرط یہ رکھی جاتی ہے کہ یہ رقم گاڑی پر ہوگی، آدمی پر نہیں ہوگی، خدانخواستہ اگر گاڑی کہیں جل جائے یا گم ہوجائے تو بیچنے والا شخص خریدنے والے پر رقم کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور یہ شرط معروف ہے، برابر ہے کہ


فہرست

کوئی خرید وفروخت کے وقت اس کا اظہار کرے یا نہ کرے، بہرصورت اس پر عمل ہوتا ہے اور خریدنے والے نے جتنی رقم ادا کی ہو وہ بھی گاڑی کے ضائع ہونے پر ختم ہوجاتی ہے۔

ا:...... کیا یہ خرید وفروخت اَز رُوئے شریعت جائز ہے؟

۲:...... اگر جائز نہیں تو اس سے حاصل کیا ہوا منافع سود میں شمار ہوگا یا نہیں؟ یہ رقم خریدنے والے پر ہوگی یا گاڑی پر؟ اور اس گاڑی کے کاغذات بھی بیچنے والے کے پاس ہوتے ہیں جب تک قرضہ ختم نہ ہوجائے، کیا اس سے خرید وفروخت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

ج...... صورتِ مسئولہ میں مذکورہ خرید وفروخت شرطِ فاسد پر مشتمل ہونے کی بنا پر شرعاً ناجائز ہے۔ شریعت کے قانون کے مطابق جب ایجاب وقبول مکمل ہوجاتے ہیں تو خرید وفروخت مکمل ہوجاتی ہے، اور بیچنے والے پر واجب ہوجاتا ہے کہ خریدار کو سودا سپرد کرے، اور خریدار پر واجب ہوجاتا ہے کہ وہ سودے کی قیمت ادا کرے۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ قیمت ادا کرنے سے قبل مبیع ہلاک ہوجائے، ضائع ہوجائے، وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال مشتری (خریدار) پر واجب ہے کہ وہ قیمت ادا کرے، کیونکہ قیمت کا تعلق خریدار کے ساتھ ہے نہ کہ سودے کے ساتھ، یعنی قیمت خریدار پر واجب ہوتی ہے نہ کہ سودے پر، اور خرید و فروخت میں اس قسم کی شرط لگانا کہ ''اگر سودا قیمت ادا کرنے سے قبل ضائع ہوگیا تو بقیہ قیمت ختم ہوجائے گی'' شرعاً فاسد ہے، اور ایسی شرط کے ساتھ خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص مذکورہ شرطِ فاسد کے ساتھ خرید وفروخت کرے تو اس پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اس خرید وفروخت کو منسوخ کردے اور شرطِ فاسد کو ختم کرکے دوبارہ اَز سرِنو خرید وفروخت کرے۔ لیکن اگر اس قسم کی شرطِ فاسد کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کے بعد مبیع (سودا) ضائع ہوجائے جبکہ ابھی تک قیمت ادا کرنا باقی ہے تو خرید وفروخت ناقابلِ منسوخ ہونے کی وجہ سے خریدار کے ذمہ قیمت ادا کرنا اور بھی مستحکم ہوگیا ہے، لہٰذا خریدار پر شرعاً قیمت ادا کرنا لازم ہے۔ ہاں! بیچنے والا اگر سودا ہلاک ہوجانے کی بنا پر خریدار کو تبرعاً معاف کردے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور بصورتِ مذکورہ بیع فاسد ہونے کے باوجود چونکہ مشتری کی ملکیت میں گاڑی آگئی تھی اس لئے خریدار کے واسطے اس گاڑی سے انتفاع حاصل کرنا جائز ہے۔

نیز بائع اگر قیمت وصول کرنے تک کا غذات اپنے پاس بطور وثیقہ رکھنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن حقوقِ ملکیت مشتری کو مل جانا ضروری ہے۔

## مزدوری حلال کمائی سے وصول کیجئے

س...... مولانا صاحب! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ دِینِ اسلام نے ہم پر ناجائز کمائی حرام کی ہے۔ اگر ایک مسلمان سارا دن محنت مزدوری کرتا ہے یا کوئی کاروبار یا تجارت وغیرہ کرتا ہے، محنت سے اپنی مزدوری کماتا ہے لیکن اس کے پاس جو رقم آئے فرض کریں کہ وہ حرام کی ہے تو کیا اس شخص پر بھی یہ روپیہ حرام ہے، جبکہ اس شخص نے یہ روپیہ اپنی محنت سے کمایا ہے اور اپنی محنت کے مطابق ہی حاصل کیا ہے؟ براہِ کرم اس سوال کا جواب تسلی بخش دیں۔

ج...... اگر آپ کی محنت جائز تھی تو آپ کے لئے مزدوری حلال ہے، دو شرطوں کے ساتھ۔ ایک یہ کہ آپ نے کام صحیح کیا ہو، اس میں کام چوری سے احتراز کیا ہو۔ دوم یہ کہ جو کام آپ نے کیا، شرعاً اس کا کرنا جائز بھی ہے۔ اس کے بعد اگر مالک حرام کے پیسے سے آپ کو اُجرت دیتا ہے تو اسے قبول نہ کیجئے، بلکہ اس کو مجبور کیجئے کہ کسی سے حلال روپیہ قرض لے کر آپ کا محنتانہ ادا کرے۔ اس کے حرام روپے سے آپ کا محنتانہ لینا جائز نہیں ہوگا، اگر آپ کو معلوم ہو کہ فلاں فرد یا ادارہ حرام کے روپے سے آپ کی مزدوری دے گا، اس کی مزدوری ہی نہ کی جائے۔

## کیا بلڈنگ وغیرہ کا ٹھیکہ جائز ہے؟

س...... کسی بلڈنگ وغیرہ کے بنانے کا یا کوئی چیز بھی جس کے فائدے نقصان دونوں کا احتمال ہو، ٹھیکہ کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ اس میں بعض دفعہ بہت فائدہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نقصان۔

ج...... ایسا ٹھیکہ جائز ہے۔

## ٹھیکیداری کا کمیشن دینا اور لینا

س...... گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں ٹھیکیداری کے سلسلے میں چند مسائل دریافت کرنے ہیں۔ ٹھیکے کی بولی (ٹینڈر) کے وقت ٹھیکیدار حضرات آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ

اسلم، زید یا فلاں شخص ٹھیکہ لے لیں اور ٹھیکے کے بدلے میں دُوسرے ٹھیکیداروں کو رینگ دے دیں، یعنی کچھ رقم جو بقایا ٹھیکیدار آپس میں بانٹ لیں گے، رینگ لینے والے ٹھیکیدار حضرات جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ:

✻:...... ہم نے گورنمنٹ کو باقاعدہ فیس دی ہے۔

✻:...... موجودہ ٹھیکے کے لئے کال ڈپازٹ ۲٪ (دو فیصد) بطور ضمانت اسی ٹھیکے کے لئے پیشگی جمع کردی۔

✻:...... ٹھیکے کے لئے ٹینڈر فارم کے پیسے ناقابلِ واپسی ۵۰۰ روپے یا ۲۵۰ روپے جمع کرتے ہیں، چاہے ہم ٹھیکہ لیں یا نہ لیں، لہٰذا یہ رینگ ہمارا محنت، سرمایہ اور فیس کی وجہ سے حق بنتا ہے۔

نوٹ:...... کال ڈپازٹ کی رقم واپسی ہوتی ہے۔

رینگ کی صورت میں وہ ٹھیکیدار جو ٹھیکہ لیتا ہے، پورا پورا ریٹ (پریمیم) بھر لیتا ہے، مقابلے کی صورت میں ہر ٹھیکیدار کم ریٹ بھرتا ہے، اس صورت میں محکمہ کو بھی نقصان، اپنا بھی نقصان اور کام بھی نقصان ہوتا ہے، اور رینگ کی صورت میں ایک حد تک کام صحیح ہوتا ہے، یعنی شرعاً اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے کیا حکم ہے کہ رینگ لینا دینا کیسا ہے؟

ج...... یہ رینگ رشوت کے حکم میں ہے اور یہ جائز نہیں، لینے والے حرام کھاتے ہیں۔ مقابلے سے بچنے کے لئے وہ یہ بھی تو کرسکتے ہیں کہ آپس میں یہ طے کرلیا کریں کہ فلاں ٹھیکہ فلاں شخص لے گا، اس طرح آپس میں ٹھیکے بانٹ لیا کریں۔

س...... سرکاری محکموں میں یہ ایک قسم کا رواج ہے کہ جس طرح بھی اچھا کام کریں لیکن آفیسر صاحبان اپنا کمیشن لیتے ہیں، بغیر کمیشن آپ کا کام جتنا بھی صحیح ہو حکومت یا محکمے کے شیڈول کے مطابق کام ہو، پھر بھی کمیشن نہیں چھوڑتے اور کام نامنظور ہوجاتا ہے، اور اگر کمیشن نہ دو تو ٹھیکیداری چھوڑنا ہوگی، جبکہ ٹھیکیداری میری مجبوری ہے، لہٰذا کمیشن دینا کیسا ہے؟ اور میرا ٹھیکیداری کا بقایا یعنی کمایا ہوا روپیہ کیسا ہے جائز یا ناجائز؟

ج...... یہ بھی رشوت ہے، اگر دفعِ ظلم کے لئے رشوت دی جائے تو توقع ہے کہ دینے والے

پر پکڑ نہیں ہوگی، لیکن لینے والا بہرحال حرام کھائے گا۔

س…… ٹھیکے میں بعض یار باش آفیسر، ٹھیکیدار کو بطور تعاون بل زیادہ دیتا ہے، مثلاً: کھدائی ۹۰ فٹ ہوئی ہے اور آفیسر ۱۰۰ فٹ کے پیسے دیتے ہیں، یہ زائد ۱۰ فٹ کے پیسے کیسے ہیں؟

ج……خالص حرام ہیں۔

س……جبکہ آفیسر جواز یہ پیش کرتا ہے کہ جس کام کے لئے گورنمنٹ نے جو پیسہ یا رقم مختص کی ہے اور ہمیں استعمال کی اجازت ہے، وہی کام مکمل کر کے بقیہ رقم ٹھیکیدار کا حق ہے، اس لئے ہم زائد بل بناتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس زائد رقم کو ٹھیکیدار اور آفیسر بانٹ لیتے ہیں۔

ج…… ٹھیکیدار سے یہ طے کرلیا جائے کہ اتنا کام، اتنی ہی رقم میں کرائیں گے، کام کم کرانا اور پیسے زیادہ کے دینا جائز نہیں، اور مالِ حرام ملی بھگت ہی سے کھایا جاتا ہے۔

## اسلام میں حقِ شفعہ کی شرائط

س……کیا اسلام میں شفعہ کرنا جائز ہے؟ جس طرح کہ اگر والدین اپنی جائیداد کا کچھ حصہ یا ساری جائیداد کسی دُوسرے کے ہاتھ فروخت کردیں تو اس شخص کی اولاد یا اس کے رشتہ دار حقِ شفعہ کرسکتے ہیں؟ اور وہ لوگ اسلامی قوانین کی رُو سے واپس لینے کے حق دار ہیں یا کہ نہیں؟ میں نے ایک آدمی سے سنا ہے کہ حقِ شفعہ اسلام میں جائز نہیں۔

ج……اسلام میں حقِ شفعہ تو جائز ہے، مگر اس کے مسائل ایسے نازک ہیں کہ آج کل نہ تو لوگوں کو ان کا علم ہے، اور نہ ان کی رعایت کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حقِ شفعہ صرف تین قسم کے لوگوں کو حاصل ہے:

اوّل:……وہ شخص جو فروخت شدہ جائیداد (مکان، زمین) میں شریک اور حصہ دار ہے۔

دوم:……وہ شخص جو جائیداد میں تو شریک نہیں، مگر جائیداد کے متعلقات میں شریک ہے، مثلاً: دو مکانوں کا راستہ مشترکہ ہے، یا زمین کو سیراب کرنے والی پانی کی نالی دونوں کے درمیان مشترک ہے۔

سوم:……وہ شخص جس کا مکان یا جائیداد فروخت شدہ مکان یا جائیداد سے متصل ہے۔

ان تین اَشخاص کو علی الترتیب حقِ شفعہ حاصل ہے، یعنی پہلے جائیداد کے شریک کو، پھر اس کے متعلقات میں شریک شخص کو، اور پھر ہمسائے کو حقِ شفعہ حاصل ہوگا۔ اگر پہلا شخص شفعہ نہ کرنا چاہے، تب دُوسرا کرسکتا ہے، اور دُوسرا نہ کرنا چاہے، تب تیسرا کرسکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ فروخت کنندہ کی اولاد یا اس کے رشتہ دار ان تین فریقوں میں سے کسی فریق میں شامل نہیں ہیں، تو ان کو محض اولاد یا رشتہ دار ہونے کی بنا پر شفعہ کا حق نہیں۔

پھر جس شخص کو شفعہ کا حق حاصل ہے، اس کے لئے لازم ہے کہ جب اسے مکان یا جائیداد کے فروخت کئے جانے کی خبر پہنچے، فوراً بغیر کسی تأخیر کے یہ اعلان کرے کہ: ”فلاں مکان فروخت ہوا ہے اور مجھے اس پر حقِ شفعہ حاصل ہے، میں اس حق کو استعمال کروں گا“ اور اپنے اس اعلان کے گواہ بھی بنائے۔

اس کے بعد وہ بائع کے پاس یا مشتری کے پاس (جس کے قبضے میں جائیداد ہو) یا خود اس فروخت شدہ جائیداد کے پاس جاکر بھی یہی اعلان کرے، تب اس کا شفعہ کا حق برقرار رہے گا، ورنہ اگر اس نے بیع کی خبر سن کر سکوت اختیار کیا اور شفعہ کرنے کا فوری اعلان نہ کیا تو اس کا حقِ شفعہ ساقط ہوجاتا ہے۔ ان دو مرتبہ کی شہادتوں کے بعد وہ عدالت سے رُجوع کرے اور وہاں اپنے استحقاق کا ثبوت پیش کرے۔

اب آپ دیکھ لیجئے کہ آج کل جو شفعہ کئے جارہے ہیں، ان میں ان اَحکام کی رعایت کہاں تک رکھی جاتی ہے۔ اس لئے اگر کسی سے آپ نے یہ سنا ہے کہ: ”اسلام میں اس قسم کے حقِ شفعہ کی اجازت نہیں“ تو ایک درجے میں یہ بات صحیح ہے۔ لوگ تو رائج الوقت قانون کو دیکھتے ہیں، شریعت میں کون سی بات صحیح ہے، کون سی صحیح نہیں؟ اس کی رعایت بہت کم لوگ کرتے ہیں۔

## کیا حکومت چیزوں کی قیمت مقرّر کرسکتی ہے؟

س…… حکومت بعض چیزوں کی قیمت مقرّر کردیتی ہے، تو کیا اس طرح قیمت مقرّر کرنا دُرست ہے؟ اور کیا اس سے زائد قیمت میں بیچنا خفیہ طریقے سے جائز ہے یا نہیں؟


فہرست

ج...... قیمت مقرّر کردینا ضرورت کے وقت جائز ہے، جبکہ اَربابِ اَموال تعدّی کرتے ہوں۔ اسی طرح ضرورت کے وقت حنفیہ کے نزدیک ہر چیز کی قیمت مقرّر ہوسکتی ہے۔ زائد قیمت پر فروخت کرنا بہتر تو نہیں ہے، لیکن اگر فروخت کردیتا ہے تو بیع (یعنی فروخت مکمل) ہوجائے گی۔

## صرّاف لاپتہ زیورات کا کیا کرے؟

س...... ہمارے ایک دوست صرّاف ہیں، ان کے پاس ان کے والد صاحب مرحوم کے وقت مختلف لوگوں نے زیورات بنانے کے لئے سونا دیا تھا، ان کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، جس کو تقریباً بیس سال ہوچکے ہیں۔ ان کے بعد کئی لوگ آئے اور اپنا سونا زیورات کی شکل میں لے گئے، لیکن اب بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی چیز واپس لینے نہیں آئے، اب وہ ساتھی پوچھ رہے ہیں کہ اس سونے کو کیا کیا جائے؟ براہِ کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

ج...... عام طور پر صرّافوں کے پاس اپنے گاہکوں کے نام اور پتے لکھے ہوتے ہیں (اور چونکہ موت وحیات کا پتا نہیں، اس لئے لکھ لینا بھی ضروری ہے)، پس جن لوگوں کی امانتیں والد صاحب کے زمانے سے پڑی ہیں، اگر ان کے نام اور پتے محفوظ ہیں تو ان کے گھر پر اطلاع کرنا ضروری ہے، اور اگر محفوظ نہ ہوں تو کسی ممکنہ ذریعے سے تشہیر کردی جائے، اور تشہیر کے ایک سال بعد تک اگر کوئی نہ آئے تو ان کا حکم گمشدہ چیز کا ہوگا۔ لیکن اگر صدقہ کرنے کے بعد مالک یا اس کے وارثوں کا پتا چلا تو ان کو مطلع کرنا لازم ہے، پھر ان کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہیں تو اس صدقے کو بحال رکھیں اور چاہیں تو اپنی چیز وصول کرلیں۔

اگر وہ اپنی چیز کا مطالبہ کریں تو جو رقم اس نے صدقہ کی ہے وہ خود اس کی طرف سے سمجھی جائے گی اور مالک کو اتنی رقم ادا کرنا لازم ہوگا۔ اس لئے ضروری ہوگا کہ صدقہ کرنے کی صورت میں یہ یادداشت تحریری طور پر لکھ کر رکھی جائے کہ ''فلاں شخص کے اتنے زیورات مالک کا پتا نشان نہ ملنے کی وجہ سے اس کی طرف سے صدقہ کردیئے گئے ہیں، اگر کبھی اس شخص کا یا اس کے وارثوں کا پتا چلا، اور انہوں نے اس کا مطالبہ کیا تو انہیں اس کا

معاوضہ ادا کردیا جائے‘‘ اس تحریر کا وصیت نامہ کی شکل میں محفوظ رہنا ضروری ہے۔

## درزی کے پاس بچا ہوا کپڑا کس کا ہے؟

س…… میرے چھوٹے بھائی نے چند ماہ پہلے درزی کی دُکان کی تھی اور اس سال اس کا یہ پہلا رمضان تھا، چونکہ رمضان میں درزیوں کے پاس بہت کام آتا ہے، چنانچہ اس کے پاس بھی آیا اور بہت سارے کپڑوں کے ٹکڑے بچے۔ میرے بھائی کا کہنا ہے کہ: ’’گاہک تو خود پانچ یا چھ میٹر کپڑا جوڑے کے حساب سے لاتا ہے، اب اگر میں اپنے طور پر کٹنگ کرکے کپڑا بچالوں تو کوئی حرج نہیں ہے، اور بعض اوقات ایک ہی گھر کے کئی کئی جوڑے ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں، چنانچہ کٹنگ کے اختتام پر زیادہ کپڑا بچ جاتا ہے جو کارآمد ہوتا ہے‘‘ یہ کپڑا جو بچا ہم اپنے گھر میں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہم یہ کپڑا کسی غریب کو دے دیں تو کیا یہ عمل ٹھیک ہوگا؟ یا یہ کپڑا گاہک کو واپس کرنا ضروری ہے؟

ج…… جو کپڑا بچ جائے وہ مالک کا ہے، اس کو واپس کردینا لازم ہے، اس کو خود استعمال کرنا یا کسی غریب کو دینا جائز نہیں، ورنہ چوری اور خیانت کا گناہ ہوگا۔

## ہنڈی کا کاروبار کیسا ہے؟

س…… عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں دُبئی و ابوظہبی میں کچھ لوگ ہنڈی کا کاروبار کرتے ہیں، اور لوگ ان کو یہاں پر دُبئی کی کرنسی یعنی درہم دیتے ہیں اور موجودہ پاکستانی بینکوں سے تھوڑا ریٹ زیادہ دے کر رقم پاکستانی کرنسی میں بھیجنے والے کے گھر منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ بھیج دیتے ہیں، یا دستی نقد رقم گھر پہنچادیتے ہیں۔ باوجودیکہ یہاں متحدہ عرب امارات میں عرب مسلمانوں کی حکومت ہے اور بعض مسلمانوں اور غیرمسلموں کو حکومت نے لائسنس (اجازت نامہ) دیئے ہوئے ہیں، اور باقاعدہ نظم وضبط کے ساتھ ہنڈی کا کاروبار کرتے ہیں، لاکھوں، کروڑوں روپے کی ہر قسم کی کرنسی ان کے شوکیسوں میں ہر وقت بھری رہتی ہے۔ تو ان کے خلاف تو آج تک کسی نے آواز نہیں اُٹھائی، مگر دُوسرے حضرات جن کی رجسٹریشن نہیں ہے، ہر ہفتے ’’بلادی‘‘ روزنامہ ’’جنگ‘‘ میں ان کے خلاف مراسلے لکھ کر شائع


فہرست

کررہے ہیں کہ یہ کاروبار حرام ہے، حب الوطنی کے خلاف اور ناجائز ہے۔

ج…… ہنڈی کے کاروبار کو صاحبِ ہدایہ نے مکروہ اور بعد کے فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ اس لئے اگر گورنمنٹ کا قانون اجازت دیتا ہے تو گنجائش نکل سکتی ہے، اور حکومت کا بعض کو اجازت دینا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ اَز رُوئے قانون جائز ہے، مگر اس کے لئے لائسنس ہونا چاہئے۔

## گورنمنٹ کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا

س…… کراچی میں رہائشی پلاٹ ''کے.ڈی.اے'' قیمتاً فروخت کرتی ہے، ہر مکان کے باہر سڑک سے متصل کچھ زمین چھوڑ دی جاتی ہے، جس کی قیمت پلاٹ خریدنے والا ادا نہیں کرتا، اس لئے اس کی ملکیت بھی نہیں ہوتی۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ آبادی کی اکثریت اس کو اپنے استعمال میں لاتی ہے، ذاتی باغ بناکر جس میں عوام کا گزر نہیں ہوسکتا، یا مکان کا کچھ حصہ اس پر تعمیر کرکے۔ کیا یہ لوگ اس وعید میں نہیں آتے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی کسی کی ایک بالشت زمین پر قبضہ کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق بناکر ڈالی جائے گی؟

ج…… یہ لوگ واقعی اس وعید میں داخل ہیں۔

س…… دُوسرے وہ لوگ ہیں جن کے پاس رہنے کو مکان نہیں ہے، اور نہ اتنا مال کہ قیمتاً خرید سکیں، انہوں نے خالی زمینوں پر قبضہ کیا اور مکان بناکر رہنے لگے، پھر ان مکانوں اور زمینوں کی خرید و فروخت بھی شروع کردی، جیسے ''اورنگی ٹاؤن'' میں رہنے والے بہت سے لوگ بغیر حکومت کی اجازت کے، اور قیمت ادا کئے بغیر زمین پر قابض ہوگئے ہیں، اب تک وہ زمین گورنمنٹ نے کسی کو الاٹ نہیں کی ہے، لیکن لوگ اس کی خرید و فروخت میں مصروف ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

ج…… آدمی اپنی مملوکہ چیز کو فروخت کرنے کا حق رکھتا ہے، جو چیز اس کی ملکیت نہیں اس کو فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا، لہٰذا سرکاری اجازت کے بغیر جو لوگ زمین پر قابض ہیں وہ اس کو فروخت کرنے کے مجاز نہیں۔

## چوری کی بجلی شرعاً جائز نہیں

س…… جہاں ہم رہتے ہیں وہاں تک بجلی نہیں پہنچ سکی ہے، لیکن بجلی کا پول قریب ہونے کی وجہ سے لوگ اس میں کنڈہ ڈال کر فی گھر سو روپے لے کر سب کو بجلی فراہم کرتے ہیں، جو ایک چوری اور خلافِ قانون بات ہے، جو ہمارے گھر میں بھی موجود ہے۔ اس کی روشنی میں ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ میرے منع کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا، لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے تو پیسہ دیا ہے، مفت کی بجلی نہیں ہے۔

ج…… چور اگر چوری کر کے سامان فروخت کر دے اور آپ کو معلوم ہو کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا خریدنا جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔ یہی حکم اس بجلی کا ہے۔

## وقف شدہ جنازہ گاہ کی خرید و فروخت

س…… ہمارے گاؤں میں ایک جگہ جنازہ گاہ کے لئے وقف تھی، مگر حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے گندگی کا شکار ہوگئی اور وہاں جنازہ پڑھانا بند کر دیا۔ ابھی وہاں گاؤں کے لوگوں کے لئے کنواں بنا دیا گیا ہے، مگر کچھ جگہ بچ گئی ہے، جو ہمارے گھر کے ساتھ ہے اور ہمارا گھر تنگ ہے، تو ہمارا خیال ہوا کہ خرید کر مکان کو وسیع کرلیں، اگر یہ جگہ ہمارے لئے جائز ہو تو خرید کر اپنے استعمال میں لائیں۔

ج…… وقف کی چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں، اگر وہ جگہ کسی نے باقاعدہ وقف نہیں کی تھی بلکہ خالی جگہ دیکھ کر لوگوں نے گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر جنازہ گاہ کے طور پر اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا تھا، مگر مستقل وقف کی نیت کسی نے نہیں کی، نہ اس کی منظوری گورنمنٹ سے لی گئی تھی تو اس کا فروخت کرنا اور آپ کو خریدنا جائز ہے۔

## مسجد کا پُرانا سامان فروخت کرنا

س…… نیو کراچی میں تھوڑے فاصلے پر دو مسجدیں ہیں، دونوں مسجدیں عام اِینٹوں اور چھتیں سیمنٹ کی چادروں سے بنی ہوئی ہیں۔ ایک مسجد کو ایک صاحبِ حیثیت پارٹی نے اپنے خرچ پر پکی اور عالیشان بنوانا شروع کر دیا تو پُرانا سامان جس میں چادریں، پنکھے اور دُوسرا

سامان شامل تھا، مسجد کی انتظامیہ نے فروخت کردیا، اس سامان کو عام لوگوں نے خریدا اور اپنے گھروں میں استعمال کیا۔ کیا اس مسجد کا سامان دُوسری مسجد کے فنڈ سے خرید کر اس میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

ج……مسجد کا جو سامان اس کے کام کا نہ ہو، اس کو فروخت کرکے رقم مسجد میں لگانا صحیح ہے، اور جن لوگوں نے مسجد کا وہ سامان خریدا، وہ اس کو استعمال کرسکتے ہیں، ان کے استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح اس سامان کو خرید کو دُوسری مسجد میں بھی لگایا جاسکتا ہے، اور جو سامان مسجد کی ضرورت سے زائد ہو وہ دُوسری مسجد کو منتقل کردینا بھی صحیح ہے۔

## تنخواہ کے ساتھ کمیشن لینا شرعاً کیسا ہے؟

س……میں جس جگہ اس وقت کام کر رہا ہوں، وہ ایک نجی ادارہ ہے، میں وہاں صبح و شام کام کرتا ہوں، درمیان میں کھانے کا وقفہ بھی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں یہاں صرف نوکری کرتا ہوں، میرا کوئی شراکت وغیرہ کا مسئلہ نہیں ہے، لیکن جب آج سے ڈیڑھ سال قبل میں نے نوکری شروع کی تو ان سے تنخواہ بھی طے کی جو بائیس سو روپے طے ہوئی، جبکہ میں بضد تھا کہ چھبیس سو روپے یا اس سے زائد ہو، لیکن وہ نہ مانے اور مجھ سے کہا کہ میں آپ کو ادارے کی آمدنی سے ۵ فیصد کمیشن دُوں گا جو کہ ہر ماہ تقریباً ۵۵۰ روپے یا کبھی اس سے کم یا زیادہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ آپ اس کے جائز ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بیان کریں اور میری پریشانی کو دُور کریں۔

ج……آپ کی تنخواہ تو وہی ہے جو مقرّر کی گئی ہے، پانچ فیصد کمیشن دینے کا جو اس نے وعدہ کیا ہے اگر وہ خوشی سے دے تو لینا جائز ہے۔

## ملازم کا اپنی پنشن حکومت کو بیچنا جائز ہے

س……آج کل عام طور پر یہ رواج ہوگیا ہے کہ وہ لوگ جو پنشن پر جاتے ہیں اپنی پنشن بیچ دیتے ہیں جو کہ عموماً حکومت ہی خرید لیتی ہے، اور عمر کے لحاظ سے اس کی شرح کم یا زیادہ مقرّر کرکے پنشنر کو یکمشت رقم ادا کردیتی ہے۔ اس کے بعد پنشنر چاہے دُوسرے دن ہی فوت

ہوجائے یا ۱۰۰ سال تک زندہ رہے۔ کیا یہ طریقہ شرعی طور پر ٹھیک ہے؟ اور کیا اس طرح پنشن بیچنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

ج…… یہ معاملہ حکومت کے ساتھ جائز ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ جو شخص پنشن پر جارہا ہے، حکومت کے ذمہ اس کی جو رقم پنشن کی شکل میں واجب الادا ہے، وہ اس کا اس وقت تک مالک نہیں ہوتا، جب تک کہ اس رقم کو وصول نہ کرلے۔ اب اس پنشن کو گورنمنٹ کے پاس فروخت کرنے کا مطلب یہ ٹھہرتا ہے کہ گورنمنٹ اس سے معاہدہ کرتی ہے کہ وہ اپنا یہ حق چھوڑ دے اور اس کے بجائے وہ اتنی رقم نقد لے لے، اور ملازم اپنے استحقاق کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ پس یہاں درحقیقت کسی رقم کا رقم کے ساتھ تبادلہ نہیں بلکہ تاحینِ حیات جو اس کا استحقاق تھا، اس کا معاوضہ وصول کرنا ہے، اس لئے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔

## عورتوں کی ملازمت شرعاً کیسی ہے؟

س…… میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا شریعت میں یہ جائز ہے کہ عورتیں دفتروں میں نوکری کریں یا مل، کارخانے میں، کیا ایسا کوئی قانون قرآن میں آیا ہے جس کا حکم اللہ اور اس کے رسولؐ نے صادر فرمایا ہے؟ برائے مہربانی اس کا جواب آپ تفصیل سے ارشاد فرمائیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

ج……عورت کا نان و نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے، لیکن اگر کسی عورت کے سر پر کوئی کمانے والا نہ ہو تو مجبوری کے تحت اس کو کسبِ معاش کی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس کے لئے باوقار اور باپردہ انتظام ہو، نامحرَم مردوں کے ساتھ اختلاط جائز نہیں۔

## حرام چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں

س…… میں آسٹریلیا میں رہتی ہوں، وہاں کے لوگ زیادہ تر غیر مسلم ہیں، اس ملک میں کھانے پینے کی چیزوں میں حرام جانوروں کے اجزاء ملائے جاتے ہیں، کیا یہ چیزیں فروخت کرنا جائز ہے؟ کیا ان کی آمدنی حلال ہے؟ اگر اس آمدنی کا کچھ حصہ نکال دیا جائے تو یہ حلال ہوسکتا ہے؟

ج…… جیلٹن جس میں کہ جانوروں کی چربی شامل ہوتی ہے اور وہ جانور شرعی طور پر ذبح کئے ہوئے نہیں ہوتے، شرعاً ان کا استعمال جائز نہیں ہے، اور جن چیزوں کا استعمال جائز نہیں، ان کا فروخت کرنا بھی جائز نہیں، اور ان کی آمدنی بھی حلال نہیں۔

## چوکیداری کا حق اور کمپنی کا کارڈ فروخت کرنا

س…… ایک مسئلہ جو آج کل لوگوں میں عام ہے کہ اکثر بازاروں کی چوکیداری ایک دُوسرے پر قیمتاً فروخت کرنا ہے، چونکہ اس پر پہلے والے چوکیدار نے قیمت ادا نہیں کی ہوتی اور نہ ہی کوئی محنت مشقت کی ہوتی ہے، تو اس نوکری پر روپے لینا حرام ہے یا حلال؟ یا کوئی ایسی کمپنی کا کارڈ ہو کہ اس میں عام آدمی بھرتی نہیں ہوسکتے، جیسا کہ آج کل کیماڑی کے پورٹ اور پورٹ قاسم میں مزدوروں کو حکومت نے پکے کارڈ دیئے ہیں اور عام آدمی پکے مزدوروں میں بھرتی نہیں ہوسکتے۔ اور وہ مزدور اپنا کارڈ تقریباً ایک لاکھ پر فروخت کرتے ہیں اور لوگ بہت خوشی سے خرید لیتے ہیں، تو یہ کارڈ فروخت کرنا یا خریدنا حرام ہے یا حلال؟

ج…… مذکورہ حقوق کی خرید و فروخت صحیح نہیں، اس سے حاصل شدہ مال حرام ہے۔

## سودا بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا

س…… یہ جو ہمارے اکثر گھرانوں میں بات بے بات قسم خدا، قسم قرآن کی کھاتے ہیں، چاہے وہ بات سچی ہو یا جھوٹی، لیکن عادت سے مجبور ہوتے ہیں، اس کے بارے میں کچھ فرمایئے تو مہربانی ہوگی کہ ان سچی، جھوٹی قسموں کی سزا کیا ہے؟ ہمارے اکثر تاجر حضرات جن سے ہمارا روزانہ واسطہ پڑتا ہے، مثلاً: کپڑے کے تاجر وغیرہ وہ بھی اپنا مال بیچنے کے لئے پانچ منٹ میں کتنی قسمیں کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''یہ بھاؤ ایمان داری کا بھاؤ ہے'' چاہے وہ بھاؤ سچا ہو یا جھوٹا، اور اکثر اسی بھاؤ میں کمی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''ہم آپ کی خاطر تھوڑا سا نقصان اُٹھا رہے ہیں''، ''خدا کی قسم! ہم اپنا نقصان کر رہے ہیں'' اور ''قرآن کی قسم ہم نے آپ سے ایک پائی بھی منافع نہیں لیا'' حالانکہ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تاجر حضرات ہمارے لئے نقصان اُٹھائیں اور کاروں میں گھومیں، جواب ضرور دیں۔

ج…… جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اگر کسی کو اس کی عادت پڑگئی ہو تو اس کو توبہ کرنی چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ سودا بیچنے کے لئے قسم کھانا اور بھی بُرا ہے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تاجر لوگ بدکاروں کی حیثیت میں اُٹھائے جائیں گے، سوائے اس تاجر کے جو خدا سے ڈرے اور غلط بیانی سے باز رہے۔

## غلط بیانی کرکے فروخت کئے ہوئے مال کی رقم کیسے پاک کریں؟

س۱:…… دُکان داری میں جھوٹ بولنے سے رزق حرام ہوتا ہے یا نہیں؟

س۲:…… اگر دُکان داری میں جھوٹ بولنے سے رزق حرام ہوتا ہے تو صدقات اور زکوٰۃ سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

س۳:…… جیسے کہ حرام مال کے بارے میں حدیث میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، میری عمر ۱۷ سال کی ہے اور میں بالغ ہوں، اب ہمارے گھر میں مال و دولت حرام ہے، اب اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ یہ تو ہمارے بڑوں کی غلطی ہے، اب مجھے گھر میں رہنا چاہئے یا گھر چھوڑ کر چلا جانا چاہئے؟

ج۱:…… جھوٹ بول کر اگر کسی کو دھوکا دیا گیا اور نفع کمایا گیا تو حرام ہے۔

ج۲:…… نادانستہ غلط بیانی سے جو کراہت آتی ہے وہ تو پاک ہوجاتی ہے، مگر صریحاً دھوکا دے کر کمایا ہوا مال پاک نہیں ہوتا۔

ج۳:…… اگر حرام سے بچنا ناممکن ہے تو اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرلیں۔

## جھوٹ بول کر مال بیچنا

س…… میں ایک دُکان دار ہوں، ہمارے آس پاس بہت سی دُکانیں اور بھی ہیں، کئی دُکان والوں کے پاس پاکستانی چیزیں ہیں، مگر اکثر دُکان والے پاکستانی چیز کو جاپانی نام پر بیچتے ہیں اور گاہک خوشی سے رقم دے کر لے جاتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی وہی چیزیں موجود ہیں، پورے مہینے میں ایک چیز نہیں بیچ سکا، کیونکہ ہمارے پاس جب گاہک آتے ہیں تو ہم سے جاپانی چیزیں مانگتے ہیں، ہمارے پاس تو پاکستانی چیزیں ہیں، ہمارے آس پاس اور دُکان والوں کے پاس پاکستانی چیزیں ہیں، ہم صاف طور پر گاہک کو بتادیتے ہیں کہ یہ

چیزیں پاکستانی ہیں، مگر گاہک نہیں لیتا۔ کیا ہم بھی غلط بات کرکے یا گول مول بات کرکے چیزیں بیچ سکتے ہیں؟

ج…… جھوٹ بول کر سودا بیچنا حرام ہے، اس میں ایک تو جھوٹ بولنے کا گناہ ہے، دُوسرے مسلمانوں کے ساتھ دھوکا اور فریب کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار ہونے کی حالت میں اُٹھائے جائیں گے، سوائے اس شخص کے جو نیکی کا کام کرے (مثلاً: صدقہ وخیرات دیا کرے) اور سچ بولے۔''

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''جو شخص ہم کو (یعنی مسلمانوں کو) دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔''

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا جانتا ہو اور تو اس پر جھوٹ کہہ رہا ہو۔''

اگر کچھ لوگ جھوٹ فریب کے ساتھ تجارت کرتے ہیں تو اپنی دُنیا بھی بگاڑتے ہیں اور عاقبت بھی برباد کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی روزی میں برکت نہیں ہوتی، وہ راحت و سکون کی دولت سے محروم رہتے ہیں اور ان کی دولت جس طرح حرام طریقے سے آتی ہے اسی طرح حرام راستے سے جاتی ہے۔ آپ ان کی ''ریس'' ہرگز نہ کریں، بلکہ گاہکوں کو بتادیا کریں کہ یہی کپڑا ہے جس کو دُوسرے لوگ جاپانی کہہ کر فروخت کر رہے ہیں۔ آپ کے سچ بولنے پر آپ کے مال میں اِن شاء اللہ برکت ہوگی اور قیامت کے دن بھی اس کا بڑا اَجر و ثواب ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا۔''

## پاکستانی مال پر باہر کا مارکہ لگاکر بیچنے کا گناہ کس کس پر ہوگا؟

س…… ہم تجارت پیشہ افراد ہیں، بنیادی طور پر ہماری تجارت پرچون کی دُکان داری ہے، لیکن کچھ اشیاء ہمارے پاس تھوک بھی موجود ہیں۔ پرچون اشیاء ہم دُکان پر ربِّ کریم کی

مہربانی اور دی ہوئی توفیق سے بالکل سچائی اور اسلامی طریقے کے مطابق خوبیاں اور خامیاں بتلاکر فروخت کر رہے ہیں، لیکن تھوک اشیاء جو کہ کٹلری کے شعبے سے تعلق رکھتی ہیں اور وزیرآباد شہر سے تیار ہوکر ہمارے ذریعے پرچون فروش دُکان دار کو مل سکتی ہیں (اور ہماری مرضی کے خلاف ان اشیاء پر غیرملکی مارک لگائے جاتے ہیں)، ہم سے مال خرید کرنے والے ۵۰ فیصد پرچون فروش اس مال کو غیرملکی بتلاکر اپنا ملکی تیار کردہ مال فروخت کرتے ہیں، اور ۵۰ فیصد پرچون فروش خریدار کو حقیقتِ حال بتلاکر فروخت کرتے ہیں۔ آیا جو پرچون فروش مال کو حقائق چھپاکر فروخت کرتے ہیں، ان کی غلط بیانی کا وبال کس کے کھاتے میں جاتا ہے، مال تیار کرنے والے پر جس نے ملکی مال پر غیرملکی مارک لگایا؟ آیا ہم پر کہ مال ہمارے ذریعے پرچون فروش کو فروخت ہو رہا ہے (حالانکہ ہم مال فروخت کرتے ہوئے بالکل اس بات کی پرچون فروش کو ترغیب نہیں دیتے کہ وہ اس مال کو غیرملکی کہہ کر فروخت کرے)، اور جیسا کہ اُوپر ذکر ہوچکا ہے کہ نہ ہی مارک لگانے کے لئے تیارکنندہ کو کوئی ترغیب ہماری جانب سے دی جاتی ہے، ہمیں جیسا مال وزیرآباد میں ملتا ہے ویسا ہی سپلائر سپلائی کردیتا ہے۔

ج…… یہ جعل سازی اور دھوکا دہی ہے۔ غیرملکی مارک لگانے والے بھی گنہگار ہیں اور جو لوگ حقیقتِ حال سے واقف ہونے کے باوجود اس کو غیرملکی کہہ کر فروخت کرتے ہیں وہ بھی گنہگار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جو ہمیں (یعنی مسلمانوں کی جماعت کو) دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔''

س…… آیا اس پرچون فروش پر وبال ہوتا ہے جو کہ اصل حقیقی گاہک (چیز استعمال کرنے والے) پر آخر میں مال فروخت کر رہا ہے؟

ج…… جہاں تک یہ خرید و فروخت کا سلسلہ جاری رہے گا اور لوگ اس کو جانتے ہوئے ''اصلی'' کہہ کر بیچتے رہیں گے، سب گنہگار رہوں گے۔

# غیر مسلموں سے کاروبار کرنا

## غیر مسلموں سے خرید و فروخت اور قرض لینا

س…… کیا غیر مسلم لوگوں سے کھانے پینے کی چیزیں یا دیگر قرض وغیرہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج…… غیر مسلموں کے ساتھ لین دین کا معاملہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ غیر مسلم مرتد نہ ہو۔

## کفار سے لین دین جائز ہے، لیکن مرتد سے نہیں

س…… تجارتی لوگوں کا تمام مذاہب سے واسطہ پڑتا ہے، کیا غیر مذاہب کے لوگوں سے دُعائیں کروانا، سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… کسی مرتد سے لین دین کی تو شرعاً اجازت ہی نہیں، باقی غیر مذاہب سے لین دین اور معاملہ جائز ہے، مگر ان سے دُعائیں کروانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اور نہ کوئی مسلمان اس کا تصوّر کرسکتا ہے۔ سلام ان کو ابتداءً تو نہ کیا جائے، البتہ ان کے سلام کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔

# تجارت اور مالی معاملات میں دھوکا دہی

## چھوٹے بھائی کے ساتھ دھوکا کرنے والے کا انجام

س…… ایک شخص جو نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآن کا پابند ہے، پڑھا لکھا دِینی و دُنیاوی علوم سے اچھی طرح باخبر ''الحاج'' شخص ہے، اس نے جو مال بھی کمایا ہے وہ چھوٹے سگے بھائی کے توسط سے کمایا، جس نے اسے سعودی عرب کا ریلیز ویزا اور وہاں کی ملازمت حاصل کرنے میں اس کی معاونت کی۔ چونکہ چھوٹا بھائی ایک طویل عرصے سے ایک مشہور کمپنی میں مارکیٹنگ منیجر کی پوسٹ پر ہے، بڑا بھائی ۶، ۷ سال ملازمت کرنے اور بھاری رقم بچت

کرنے کے بعد مدّتِ ملازمت کے خاتمے پر وطن لوٹ آیا اور یہاں آتے ہی اس شخص میں دولت کی حرص و ہوس بڑھتی گئی اور اس نے اپنے محسن یعنی چھوٹے بھائی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے کسی ذاتی کام کی ذمہ داری پردیس سے اس پر سونپی اور اس کام کے لئے تقریباً تین لاکھ روپے کا ڈرافٹ اپنے بڑے بھائی کے نام اِرسال کیا۔ اس کے علاوہ سعودیہ بلانے سے قبل اس پر اعتماد کرتے ہوئے ۱۲۰ گز کا پلاٹ اس کے نام پر رکھوالے کی حیثیت سے خریدا۔ عرض یہ کرنا ہے کہ تقریباً چار سال ہوئے یہ بددیانت شخص اپنے چھوٹے بھائی کی تین لاکھ سے زائد کیش رقم اور ایک لاکھ روپے مالیت کے پلاٹ کا مالک بن بیٹھا ہے، جس کا کوئی تحریری ثبوت بھی موجود نہیں۔ مزید برآں یہ کہ وہ اپنے بھائی کے مکان میں جبراً رہ بھی رہا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ وہ خود کو ''صوفی'' کہلواتا ہے، بڑا پرہیزگار اور دِین دار بنا پھرتا ہے۔ چھوٹے بھائی نے ہر طرح سے کوشش کی کہ اس کی نجی رقم وہ واپس کردے، اس کے لئے ہر معزّز طریقہ اختیار کیا، مگر ہر بار وہ ڈاج دے کر بچتا رہا ہے۔ اصل مالک چونکہ پردیس میں رہتا ہے اس لئے مستقل مزاجی سے اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

مولانا صاحب! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور حجۃ الوداع میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بڑی تفصیل بیان کی ہے کہ: ''کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کا مال غلط طریقے سے کھائے، بجز اس کے کہ اس میں اس کی رضامندی شامل ہو۔'' مولانا صاحب! اصل مالک کو اس بددیانت شخص سے روپیہ حاصل کرنے کے لئے کون سا ہتھکنڈا اختیار کرنا چاہئے؟ اس کے ساتھ عدالتی کارروائی کرنی چاہئے یا خدا کی عدالت میں اس مقدمے کو پیش کردینا چاہئے؟ کیا خداوند تعالیٰ اس خائن شخص کی نیکیاں اور عبادتیں چھوٹے بھائی کے کھاتے میں ڈال دے گا، جس کے ساتھ ظلم کیا جارہا ہے؟ خدا کے حضور میں اس شخص کا کیا انجام ہوگا؟

ج...... آپ نے جو کچھ لکھا ہے، اگر وہ صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ کسی کا مال کھانے والا نیک، پرہیزگار، متقی اور صوفی نہیں ہوسکتا، خائن، بددیانت اور غاصب کہلانے کا مستحق ہوگا۔

رہا یہ کہ ایسے شخص کے ساتھ کیسے نمٹا جائے؟ تو دُنیا میں تو اس کے دو طریقے رائج ہیں، ایک یہ کہ دو چار شریف آدمیوں کو جمع کرکے ان کے سامنے واقعات بیان کئے جائیں اور وہ ان صاحب کو سمجھائیں۔ دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ عدالت سے رُجوع کیا جائے۔

جہاں تک آخرت کا تعلق ہے، وہاں کسی شخص کے لئے دھوکا دہی، فریب اور غلط تأویل کی گنجائش نہیں، ہر انسان کی کارکردگی کا پورا دفتر، نامۂ عمل کی شکل میں موجود ہوگا، اور ہر ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا، اور وہاں بدلہ چکانے کے لئے ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دِلائی جائیں گی، اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو مظلوم کے گناہوں کا بوجھ ظالم پر ڈال دیا جائے گا۔

”عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من کانت له مظلمة لأخیه من عرضه أو شیء فلیتحلّله منه الیوم قبل أن لا یکون دینار ولا درهم، ان کان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن حسنات أخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه.“ (رواه البخاری)

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا: ہمارے یہاں تو مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال و متاع نہ ہو۔ فرمایا: ”میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے، لیکن (اس کے ذمہ لوگوں کے حقوق بھی ہوں، مثلاً:) ایک شخص کو گالی دی تھی، ایک پر تہمت لگائی تھی، ایک کا مال کھایا تھا، ایک کا خون بہایا تھا، ایک کو مارا پیٹا تھا، اس کی نیکیاں ان تمام اَربابِ حقوق کو دے دی جائیں گی، اور اگر حقوق ابھی باقی تھے کہ نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے گئے پھر اس کو جہنم میں جھونک دیا گیا۔

”عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: أتدرون ما المفلس؟ قالوا:

الـمفـلس فينا من لا درهم ولا متاع، فقال: ان المفلس من أُمّتي من يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكٰوة ويأتي قـد شتـم هٰذا، وقذف هٰذا، وأكل مال هٰذا، وسفک دم هٰذا، وضـرب هٰـذا، فيـعـطى هٰذا من حسناته وهٰذا من حسنـاتـه، فان فنيت حسناته قبل أن يقضى ما عليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار.‘‘

(رواہ مسلم،مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر کسی کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو خواہ اس کی جان سے متعلق یا عزّت سے متعلق یا مال سے متعلق، اس کو چاہئے کہ یہیں معاملہ صاف کرکے جائے، اس سے پہلے کہ آخرت میں پہنچے جہاں اس کے پاس کوئی روپیہ پیسہ نہیں ہوگا۔ اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو لوگوں کے حقوق کے بقدر اَربابِ حقوق کو دے دی جائیں گی، اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔‘‘ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں، آخرت کا معاملہ بڑا ہی سنگین ہے، جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کے لئے کسی پر ظلم و تعدی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، اور جو شخص کسی کو ستاتا ہے، کسی کی غیبت کرتا ہے، کسی کو ذہنی و جسمانی ایذا پہنچاتا ہے، کسی کا مال کھاتا ہے، قیامت کے دن یہ سب کچھ اُگلنا پڑے گا، ذِلت و رُسوائی الگ ہوگی، اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب الگ ہوگا، اور جہنم کی سزا الگ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے۔

## ڈیوٹی دیئے بغیر گورنمنٹ سے لی ہوئی رقم کا کیا کریں؟

س…… میری شادی کو دو سال ہونے والے ہیں، شادی کے وقت میں ٹھٹھہ شہر میں تھی جو کراچی سے ۸۰ میل دُور ہے، میرے شوہر سرکاری ملازم ہیں، لیکن وہ اوتھل میں ڈیوٹی دیتے تھے اور ساتھ ہی کراچی میں (جہاں ہم رہتے تھے) اسپتال میں کورس کرتے رہے اور وہاں

سے بھی ان کو اسکالرشپ کے پیسے ملتے تھے۔ شاید ۸، ۹ مہینے وہ اس اسپتال میں ہاؤس جاب کرتے رہے اور ایک دن بھی اوتھل میں ڈیوٹی نہیں دی اور وہاں کی ڈیوٹی کی پوری تنخواہ چار ہزار وہ لیتے رہے، اور مہینے کے آخر تک وہ پیسے ختم ہوجاتے اور بچتے نہیں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت کا فرض ہے کہ جہاں وہ سرکاری ملازموں کو ڈیوٹی کے لئے بھیجے تو اس جگہ اچھی رہائش اور باقی سہولتوں کا بھی بندوبست کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں سہولتیں نہیں تھیں اور ان کے بڑے افسر کو پتا تھا۔ اور ایک دفعہ جب وہ اوتھل گئے دُوسرے شہر میں ٹرانسفر کے کام کے لئے، اس وقت دُوسرا افسر آچکا تھا، وہ بہت ناراض ہوا۔ اب ایک سال سے ان کی ٹرانسفر کوئٹہ شہر میں ہے، وہاں یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ۶۰ ہزار ان مہینوں کی تنخواہ بنتی ہے اوتھل کی ڈیوٹی کی، تو اسلام کی رُو سے یہ ناجائز رقم ہے، ہمارے پاس اس میں سے کچھ بھی نہیں بچی تھی۔ میرے شوہر اس میں سے ۸ ہزار بغیر نیت کے غریبوں کو دے چکے ہیں اور باقی رقم وہ کہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ نکالیں گے، جیسے جیسے پیسہ آئے گا۔ تو کیا اس طریقے سے ہماری نماز روزہ قبول نہ ہوگا؟ یا جب تک ہم پوری ناجائز رقم نہ نکال دیں نماز روزہ قبول نہ ہوگا؟ کیا اگر میں اپنے حصے کی رقم نکال دُوں یعنی جب سے شادی کرکے ان کے پاس آکر میں نے اس تنخواہ کا کھانا کھایا، ان کے حساب سے وہ ۲۴ ہزار بنتے ہیں، تو کیا میرا نماز روزہ قبول ہونا شروع ہوجائے گا؟ اس طرح ان کی بھی مدد ہوجائے گی، اگر میں اپنی ملکیت سے یہ ناجائز رقم نکال دُوں گی۔ کیا اس تمام رقم پر زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوگی؟ جبکہ یہ تنخواہ تو بچتی نہ تھی اور استعمال ہوجاتی تھی مہینے کے اندر اندر۔

ج…… یہ ناجائز رقم تھی، آہستہ آہستہ اس کو نکال دیں۔

## زائد بل بنوانے والے ملازم کے بل پاس کروانا

س…… میں گورنمنٹ میں ملازم ہوں، اور جب سرکاری کام کے لئے فوٹو کاپی کروانی ہوتی ہے تو چپڑاسی مطلوبہ کاپیوں سے زیادہ رقم رسید پر لکھوا کر لاتا ہے، اور مجھے ایک فارم پُر کر کے اس رسید کے ساتھ اپنے ماتحت افسر سے تصدیق کرانی ہوتی ہے، کیا اس گناہ میں، میں بھی شریک ہوں؟ حالانکہ میں اس زائد رقم سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا۔

ج...... گناہ میں تعاون کی وجہ سے آپ بھی گناہ گار ہیں، اور دُوسروں کی دُنیا کے لئے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

## ناحق دُوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا

س...... ایک شخص اپنی زمین کی پیمائش اور نقشے کی حد سے بڑھ کر اپنے پڑوسی کی زمین میں جو کہ اس کی پیمائش اور نقشے کے مطابق ہو، اس میں گھس کر اپنا مکان تعمیر کرلیتا ہے، اور اس طرح اپنی زمین بڑھاکر اپنے پڑوسی کی زمین کم کردیتا ہے، شریعت کے مطابق وہ شخص کیسا ہے؟

ج...... حدیث شریف میں ہے:

”من أخذ شبرًا من الأرض ظلمًا فانه یطوقه یوم القیامة من سبع أرضین.“ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۲۵۴)

ترجمہ:...... ”جس شخص نے کسی کی ایک بالشت زمین پر بھی ناحق قبضہ کرلیا، قیامت کے دن سات طبق زمین کا طوق اس کے گلے میں پہنایا جائے گا۔“ (مشکوٰۃ بروایت بخاری و مسلم)

## موروثی مکان پر قبضے کے لئے بھائی بہن کا جھگڑا

س...... عرض ہے کہ ہم دو بہن بھائی ہیں (ایک بھائی، ایک بہن)، والدین گزر گئے، ترکہ میں ایک مکان ہے جس میں ہم رہتے تھے۔ میری بہن نے ایک مکان خریدا مجھے اس میں منتقل کردیا، تقریباً ساڑھے چار سال بعد میری بہن نے وہ مکان فروخت کردیا۔ پھر مجھے اس گھر میں (جو کہ ہمارے والدین کا تھا) نہیں آنے دیا، میں کرائے کے مکان میں رہنے لگا۔ تقریباً اُٹھارہ سال ہوئے کرایہ کے مکان میں رہتے ہوئے، میں کرائے کی مد میں تقریباً ۴۲,۲۰۰ روپے ادا کرچکا ہوں۔ میں نے برادری میں درخواست دی تو پنچوں نے میری بہن کو بلایا اور میری درخواست بتائی، جس پر میری بہن نے ساڑھے چار سال کا کرایہ ۲۰۰ روپے ماہوار کے حساب سے ۱۰,۸۰۰ روپے ذمہ لگایا۔ اس کے علاوہ میری بہن نے میری طرف ۲۱,۰۰۰ روپے کا قرضہ بتایا، اور کلمہ پڑھ کر کہا کہ یہ میرے ہیں۔ اس کے علاوہ

(والدین کے مکان میں جو ترکہ میں ہے) بجلی لگوائی: ۴۰۰ روپے، پانی کا نل لگوایا: ۳۰۰ روپے، گیس لگوایا: ۵۰۰ روپے، مرمت مکان: ۵,۰۰۰ روپے، اس طرح جنرل ٹوٹل: ۱۷,۰۰۰ روپے ہوئے۔ پنچوں نے پھر میرا حساب کیا کہ ترکہ کے مکان میں ۱۹۵۹ء سے رہتی ہو، اور یہ مکان میری بہن سے (جس میں، میں ساڑھے چار سال رہا) بڑا ہے، لہٰذا اس کا کرایہ کم از کم ۲۰۰ روپے ماہوار لگاؤ، تقریباً ۲۸ سال ہوئے جس کا کرایہ: ۶۷٫۲۰۰ روپے ہوا، اور ۱٫۶۰۰ روپے نقد کے ہیں، کل رقم: ۶۸,۸۰۰ روپے ہوئے۔ لہٰذا شریعت کی رُو سے بتائیں یہ رقم بہن بھائی میں کس طرح تقسیم کی جائے اور مکان کس طرح تقسیم کیا جائے؟ مہربانی فرما کر بہن کا علیحدہ اور بھائی کا علیحدہ حصہ بتایا جائے تاکہ یہ معاملہ نمٹ سکے۔

ج...... والدین نے جو مکان چھوڑا ہے، اس پر دو حصے بھائی کے ہیں، اور ایک حصہ بہن کا، لہٰذا اس کے تین حصے کرکے، دو بھائی کو دِلائے جائیں اور ایک بہن کو۔

۲:...... بہن جو قرضہ بھائی کے نام بتاتی ہے، اگر اس کے گواہ موجود ہیں یا بھائی اس قرض کا اقرار کرتا ہے، تو بھائی سے وہ قرضہ دِلایا جائے، ورنہ بہن کا دعویٰ غلط ہے، وہ کتنی ہی دفعہ کلمہ پڑھ کر یقین دِلائے۔

۳:...... بہن نے اپنے بھائی کو جس مکان میں ٹھہرایا تھا اگر اس کا کرایہ طے کرلیا تھا تو ٹھیک ہے، ورنہ وہ شرعاً کرایہ وصول کرنے کی مجاز نہیں۔

۴:...... بھائی کے مکان میں جو وہ ۲۸ سال تک رہی، چونکہ یہ قبضہ غاصبانہ تھا اس لئے اس کا کرایہ اس کے ذمہ لازم ہے۔

۵:...... بہن نے اس مکان میں جو بجلی، پانی اور گیس پر روپیہ خرچ کیا، یا مکان کی مرمت پر خرچ کیا، چونکہ اس نے بھائی کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کیا، اس لئے وہ بھائی سے وصول کرنے کی شرعاً مجاز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ بہن کے ذمہ بھائی کے ۶۷,۲۰۰ روپے بنتے ہیں، اور شرعی مسئلے کی رُو سے بھائی کے ذمہ بہن کا ایک پیسہ بھی نہیں نکلتا۔ تاہم پنچایت والے صلح کرانے کے لئے کچھ بھائی کے ذمہ بھی ڈالنا چاہیں تو ان کی خوشی ہے۔

## قرض کے لئے گروی رکھے ہوئے زیورات کو فروخت کرنا

س...... آج کل غریب علاقوں میں عورتیں اپنے واقف کار لوگوں کے پاس جاکر اپنے زیورات اپنی منہ بولی رقم کے عوض رکھوادیتی ہیں، اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتی ہیں کہ اگر مخصوص مدّت تک رقم واپس نہ دے سکے تو رکھے ہوئے زیورات رکھنے والے کی ملکیت تصوّر ہوں گے۔ اس سلسلے میں آپ مذہبی نقطۂ نگاہ سے فرمائیں کہ کیا یہ کاروبار جائز ہے؟

ج...... اس کو ''رہن'' یا ''گروی رکھنا'' کہتے ہیں، شرعاً اس کی اجازت ہے، مگر جس کے پاس وہ چیز گروی رکھی جائے وہ اس کا مالک نہیں ہوتا، نہ اس کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، بلکہ قرض کی مدّت پوری ہونے پر اس کو مالک سے قرض کا مطالبہ کرنا چاہئے، اگر قرض وصول نہ ہو تو مالک کی اجازت سے اس چیز کو فروخت کرکے اپنا قرض وصول کرلے اور زائد رقم اس کو واپس کردے۔

## خرید و فروخت میں دھوکا کرنا

س...... میں ایک دُکان دار ہوں، جب کوئی گاہک کسی چیز کے متعلق معلوم کرتا ہے تو میں گول مول سا جواب دیتا ہوں، مثلاً: ''پتہ نہیں، آپ چیک کرلیں'' وغیرہ وغیرہ، حالانکہ مجھے اس چیز کے تمام عیب معلوم ہوتے ہیں، اس طرح کاروبار کی کمائی شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... بہتر تو یہ ہے کہ گاہک کو چیز کے عیوب بتادیئے جائیں، لیکن اگر یہ کہہ دیا جائے کہ: ''یہ جیسی بھی ہے، آپ کے سامنے ہے، اگر پسند ہے تو لے لیجئے، ورنہ چھوڑ دیجئے'' ایسا کہنے سے بھی آپ کا ذمہ بری ہوجاتا ہے۔

# غصب کی ہوئی چیز کا لین دین

## غصب شدہ چیز کی آمدنی استعمال کرنا بھی حرام ہے

س...... دو بھائی زید اور بکر، ایک مکان کی تعمیر میں رقم لگاتے ہیں، مکان ان کے باپ کے نام پر ہے، زید بڑا اور بکر چھوٹا ہے۔ زید پاکستان میں ہی ایک سرکاری ادارے میں کلرک



فہرست

ہے جبکہ بکر باہر کے ملک میں کام کرتا ہے، اور زید کے مقابلے میں مکان کی تعمیر پر کئی گنا زیادہ خرچ کرتا ہے۔ کیونکہ بکر ملک سے باہر ہے، لہٰذا زید اس کی غیر حاضری کا فائدہ اُٹھا کر دھوکے سے مکان اپنے نام کر لیتا ہے، جب بکر ملک میں آتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ مکان پر زید نے قبضہ کرلیا ہے، اس پر معمولی جھگڑے کے بعد بکر کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے، بکر کو قانون کے بارے میں بالکل کچھ معلوم نہیں، اور جب وہ قانونی معاملات کو سمجھتا ہے تو اس وقت تک یہ معاملہ قانون کے مطابق زائد از میعاد ہو جاتا ہے، لہٰذا عدالت میں مقدمہ کرنے کا سوال ختم ہو گیا۔ وہ مکان جو کہ اس وقت دو منزلہ تھا اس میں زید خود بھی رہتا ہے اور دُوسری منزل کرائے پر دی ہوئی ہے، چونکہ مکان اچھا خاصا بڑا ہے لہٰذا کرایہ بھی کافی مل جاتا ہے، جس سے زید نے تیسری منزل بھی بنا ڈالی ہے، اور اسے بھی کرائے پر چڑھا دیا ہے۔ زید کا ایک لڑکا بھی جو کہ زید کے بعد مکان کا تنہا مالک ہو جائے گا۔ شریعت کی روشنی میں آپ یہ بتائیں کہ وہ کرایہ جو کہ زید اس مکان سے حاصل کر رہا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کے بعد اس کا بیٹا جو کہ وہ کرایہ حاصل کرے گا اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ لڑکے کو علم ہے کہ زید کلرک کی حیثیت سے ایسا مکان بنانے کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور یہ کہ اس مکان کے سلسلے میں اس کے چچا کا حق مارا گیا ہے، اور اس کے باپ نے یہ مکان ناجائز طور پر غصب کرلیا تھا۔

ج…… زید کا اس مکان کو اپنے نام کرالینا اور اپنے بھائی کو محروم کردینا غصب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی غصب کی، قیامت کے دن سات زمینوں تک وہ ٹکڑا اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا، اور وہ اس میں دھنستا رہے گا۔“ (مسندِ احمد ج:۱ ص:۱۸۸) زید جو اس غصب شدہ مکان کا کرایہ کھاتا ہے وہ بھی اس کے لئے حرام ہے، اور اس کے لڑکے کو اگر اس کا علم ہے تو اس کے لئے بھی یہ آمدنی حرام ہوگی۔ جو لوگ دُوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا خمیازہ بڑا سنگین ہوگا۔

## غصب شدہ مکان کے متعلق حوالہ جات

س…… آپ نے مسئلہ کا حل مشتہر فرمایا ”غصب کردہ مکان میں نماز“ براہِ کرم جواب کا


فہرست

حوالہ فقہ کا ہے یا حدیث شریف کی کتاب کا؟ نام، صفحہ مفصل تحریر فرماویں تاکہ عدالتِ شرعی کو رُجوع کیا جاوے۔

ج……اخبار ”جنگ“ یکم مئی ۱۹۸۱ء میں جو مسئلہ ”غصب کردہ مکان میں نماز“ کے عنوان سے درج کیا گیا ہے، اس کی بنیاد مندرجہ ذیل نکات پر ہے:

۱:……عقدِ اِجارہ کی صحت کے لئے آجر اور مستأجر کی رضامندی شرط ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج:۴ ص:۴۱۱)

۲:……اِجارہ مدّتِ مقرّرہ کے لئے ہو تو اس مدّت کی پابندی فریقین کے ذمہ لازم ہے، اور اگر مدّت متعین نہیں کی گئی، بلکہ ”اتنا کرایہ ماہوار“ کے حصول پر دیا گیا تو یہ اِجارہ ایک مہینے کے لئے صحیح ہوگا، اور مہینہ پورا ہونے پر فریقین میں سے ہر ایک کو اِجارہ ختم کرنے کا حق ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ ج:۴ ص:۴۱۶)

۳:……کسی شخص کی رضامندی کے بغیر اس کے مال پر اس طرح مسلط ہوجانا کہ مالک کا قبضہ زائل ہوجائے، یا وہ اس پر قابض نہ ہوسکے ”غصب“ کہلاتا ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج:۵ ص:۱۱۹)

۴:……اور غصب کردہ زمین میں نماز مکروہ ہے۔

## غاصب کے نماز روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

س……اگر کوئی کسی کا مال یا جائیداد ناجائز طور پر غصب کرتا ہے تو غاصب کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دُوسری عبادات اور نیکیوں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ جبکہ جس کا حق غصب کیا گیا ہو وہ انتقال کرچکا ہو، لیکن اس کی اولاد موجود ہے تو اس صورت میں غاصب کے لئے کیا حکم ہے؟

ج……اگر وہ غصب شدہ چیز مالک کو واپس نہ کرے تو اس غصب کے بدلے میں اس کی نماز، روزہ وغیرہ مظلوم کو دِلائی جائیں گی۔

## کسی کی زمین ناحق غصب کرنا سنگین جرم ہے

س……ایک شخص کے منظور شدہ نقشے میں زمین آگے کی جانب ساڑھے تین فٹ چوڑی اور


فہرست

پشت کی جانب ساڑھے اُنتیس فٹ چوڑی، اوراس کے پڑوسی کے نقشے میں آگے کی جانب دس فٹ گیارہ اِنچ اور پشت کی جانب تیرہ فٹ ہے، لیکن وہ پڑوسی جس کے نقشے میں پشت کی جانب ساڑھے اُنتیس فٹ چوڑائی ہے اپنے پڑوسی سے یہ کہہ کراس کی دیوار گرادے کہ: ''تمہارے مکان کی دیوار بوسیدہ ہے جس کی وجہ سے میرے مکان کی تعمیر میں مزدوروں پر گر جائے گی''، لیکن جب تعمیر کے لئے بنیاد کھودے تو اپنی ساڑھے اُنتیس فٹ چوڑائی سے بڑھ کر تیس فٹ یااس سے بھی زیادہ حد میں تعمیر کرلے، اوراپنے اس پڑوسی کی زمین کم کردے جس کی منظور شدہ نقشے میں تیرہ فٹ چوڑائی ہے، تو جناب مولانا صاحب! آپ بتائیں کہ کسی کی زمین دبانا اس کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اور دُنیا اور آخرت میں ایسے آدمی کو کن کن عذاب سے گزرنا ہوگا؟ اس سلسلے میں کم ازکم دو چار حدیثیں بمع حوالے کے جلد تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیجئے گا۔ پڑوسی بیمار رہنے کے علاوہ مالی حالت میں بھی کمزور ہے، اور رشوت کے زمانے میں انصاف کا ملنا مشکل، اس لئے اس نے خاموش ہوکر خدا پر چھوڑ دیا۔

ج...... کسی کی زمین ظلماً غصب کرنا بڑا ہی سنگین جرم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ناحق لی، اسے قیامت کے دن ساتویں زمین تک زمین میں دھنسایا جائے گا۔'' ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لی، قیامت کے دن سات زمینوں تک اس کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔'' (مسندِ احمد ج:۱ ص:۱۸۸) بیمار پڑوسی نے بہت اچھا کیا کہ اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا، یہ ظالم اپنے ظلم کی سزا دُنیا اور آخرت میں بھگتے گا۔



فہرست

# نقد اور اُدھار کا فرق

## اُدھار اور نقد خریداری کے ضابطے

س...... آج کل کاروبار میں ایک طریقہ رائج ہوچکا ہے، جس کو ''ڈپو'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، یعنی ایک بیوپاری کے پاس مال ہے، وہ فروخت کرتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ

بازار کا نرخ بیس روپے من ہے، ایک مدّتِ مقرّرہ پر رقم ادا کرنے کی صورت میں نرخ پچّیس روپے من لگایا جاتا ہے، مدّت کی کمی بیشی کی صورت میں رقم کی بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ سودا طے ہوجانے پر مالِ مذکورہ مشتری (خریدار) کے حوالے کردیا جاتا ہے، کیا یہ صورت سود میں آتی ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ ایک مفتی صاحب نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

بندہ نے ایک تحریر دیکھی ہے جس سے مزید اِشکال پیدا ہورہا ہے، جو کہ نقل ہے:

''حضرت سفیان کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عمرؓ سے پوچھا: ایک شخص کو وقتِ مقرّرہ پر میرا اُدھار ادا کرنا ہے، میں اس سے کہتا ہوں کہ: تم مجھے مقرّرہ وقت کے بجائے آج دو تو میں کل رقم میں سے تم کو کچھ چھوڑتا ہوں۔ ابنِ عمرؓ نے فرمایا: یہ سود ہے۔'' زید بن ثابتؓ سے بھی اسی کی نہی مروی ہے، سعید بن جبیرؒ، شعبیؒ، حکم، ہمارے (احناف) اور جملہ فقہاء کا یہی قول ہے، البتہ ابنِ عباسؓ اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔''

ج...... اگر قیمت نقد ادا کردی جائے اور چیز مہینے دو مہینے کی میعاد پر دینی طے کی جائے تو یہ ''بیعِ سلم'' کہلاتی ہے، اور یہ چند شرطوں کے ساتھ جائز ہے:

۱: جنس معلوم ہو۔ ۲: نوع معلوم ہو، مثلاً: فلاں قسم کی گندم ہوگی۔ ۳: وصف معلوم ہو، مثلاً اعلیٰ درجے کی ہو یا درمیانی درجے کی یا گھٹیا درجے کی۔ ۴: مقدار معلوم ہو۔ ۵: وصولی کی تاریخ مقرّر ہو۔ ۶: جو رقم ادا کی گئی ہے اس کی مقدار معلوم ہو۔ ۷: اور یہ طے ہوجائے کہ یہ چیز فلاں جگہ سے خریدار اُٹھائے گا۔

## نقد ارزاں خرید کر گراں قیمت پر اُدھار فروخت کرنا

س...... زید کے پاس مال ہے، بکر اس کا خریدار ہے، زید کو پیسے کی ضرورت ہے، عمرو کے پاس رقم نہیں ہے، بکر کے پاس فالتو رقم پڑی ہوئی ہے۔ بکر، زید سے مال بازار کے نرخ سے کم پر خریدتا ہے اور زید کو چونکہ ضرورت ہے اس لئے وہ بھی دے دیتا ہے، اس کے بعد بکر، عمرو کے ہاتھ وہ مال بازار کے نرخ سے زائد پر بیچتا ہے، کیونکہ عمرو یہ مال اُدھار پر خریدتا ہے، بکر کا یہ معاملہ کیا شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ اس میں یہ بات واضح رہے کہ بکر، زید سے یہ مال صرف اس لئے خرید رہا ہے کہ اس کے پاس اس مال کا گاہک عمرو پہلے سے موجود ہے،


فہرست

اگر عمرو موجود نہ ہوتو بکر سے زید یہ معاملہ نہ کرتا، کیونکہ جس مال کا سودا ہوا ہے وہ بکر کی لائن ہی نہیں ہے۔

ج…… یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک کسی کی ناداری اور مجبوری سے فائدہ اُٹھا کر کم داموں پر چیز خریدنا اگرچہ قانوناً جائز ہے، مگر اخلاق و مروّت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ دُوسرا مسئلہ اُدھار میں گراں قیمت پر دینا ہے، یہ جائز ہے، مگر نقد اور اُدھار کے درمیان قیمت کا فرق مناسب ہونا چاہئے۔

## نقد ایک چیز کم قیمت پر اور اُدھار زیادہ پر بیچنا جائز ہے

س…… ہمارے یہاں لوگ قسطوں کا کاروبار کرتے ہیں، جیسے سائیکل، ٹی وی، فریج، ٹیپ ریکارڈر وغیرہ، قسطوں پر دیتے ہیں، ایسے کہ اگر ٹیپ ریکارڈر کی مارکیٹ میں مالیت دو ہزار کی ہے تو یہ قسطوں پر ڈھائی ہزار کی دیں گے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ وہ ہم کو دو ہزار دیں گے اور ہم سے ڈھائی ہزار لیں گے، جبکہ آپ نے قسطوں پر لی ہے۔ برائے مہربانی ہم کو بتائیں کہ یہ چیز سود کے زُمرے میں تو نہیں آتی؟ اگر آتی ہے تو آپ بتائیں کہ اس کو رفع کیسے کیا جائے؟

ج…… ایک چیز نقد کم قیمت پر فروخت کرنا اور اُدھار زیادہ قیمت پر دینا جائز ہے، یہ چیز سود کے زُمرے میں نہیں آتی۔ البتہ فروخت کرتے وقت نقد یا اُدھار پر فروخت کرنے اور قیمت اور قسطوں کی تعیین ضروری ہے۔

## ایک چیز نقد کم پر، اور اُدھار زیادہ پر بیچنا

س…… ماہنامہ ''اقرأ'' ڈائجسٹ میں ایک مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ ایک شخص ریڈیو فروخت کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ: ''یہ ریڈیو اگر نقد لیتے ہو تو ۵۰۰ روپے کا، اور اگر اُدھار لیتے ہو تو ۶۰۰ روپے کا، اگرچہ یہاں پر ۱۰۰ روپیہ بڑھ گئے لیکن یہ سود نہیں ہے، اس لئے کہ اس پس منظر میں چیز ہے۔'' مندرجہ بالا مسئلے سے معلوم ہوا کہ بائع مشتری کے ساتھ نقد اور اُدھار کی شرط پر قیمت میں کمی بیشی کرسکتا ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اور اب تک جو کچھ ہم سمجھتے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ بیع جائز نہیں ہے، اور ''بہشتی زیور'' سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

مسئلہ ''بہشتی زیور'' کا یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خریدار سے اوّل پوچھ لیا ہو کہ نقد لوگے یا اُدھار، اگر اس نے نقد کہا تو بیس سیر دے دیئے، اور اُدھار کہا تو پندرہ سیر دے دیئے، اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لوگے تو ایک روپے کے بیس سیر، اور اُدھار لوگے تو پندرہ سیر ہوں گے، یہ جائز نہیں ہے۔

ج...... ''بہشتی زیور'' کا مسئلہ صحیح ہے، مگر یہ اس صورت میں ہے کہ مجلسِ عقد میں یہ طے نہ ہوجائے کہ یہ چیز نقد لوگے تو اتنے کی ہے اور اُدھار لوگے تو اتنے کی، اور پھر مجلسِ عقد میں ایک صورت طے ہوجائے تو جائز ہے۔ مفتی صاحب نے جو مسئلہ لکھا ہے وہ اسی صورت سے متعلق ہے۔

## اُدھار بیچنے پر زیادہ رقم لینے اور سود لینے میں فرق

س...... آپ نے ایک سائل کے جواب میں لکھا تھا کہ ایک چیز نقد ۱۰ روپے کی اور اُدھار ۱۵ روپے کی بیچنا جائز ہے، یہ کیسے جائز ہوگیا؟ یہ تو سراسر سود ہے، سود میں بھی تو اسی طرح ہوتا ہے کہ آپ کسی سے ۱۰ روپے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مہینے کے بعد ۱۵ روپے دُوں گا۔ اس طرح تو یہ بھی سود ہوا کہ ایک چیز کو نقد ۱۰ روپے کا، اُدھار ۱۵ روپے کا دیتے ہیں، اگر وقت کی وجہ سے دُکان دار ۵ روپے زیادہ لیتا ہے تو سود خوروں کی بھی یہی دلیل ہے کہ ہم اپنا پیسہ پھنساتے ہیں۔

ج...... کسی کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اُٹھانا الگ چیز ہے، اور سود الگ چیز ہے۔ روپے کے بدلے روپیہ جب زیادہ لیا جائے گا تو یہ ''سود'' ہوگا۔ لیکن چیز کے بدلے میں روپیہ زیادہ بھی لیا جاتا ہے اور کم بھی۔ زیادہ لینے کو ''گراں فروشی'' کہتے ہیں مگر یہ سود نہیں۔ اسی طرح اگر نقد اور اُدھار کی قیمت کا فرق ہو تو یہ بھی سود نہیں۔

## اُدھار چیز کی قیمت وقفہ وقفہ پر بڑھانا جائز نہیں

س...... ہمارے ہاں کپڑا مارکیٹ میں دھاگے کا کام ہوتا ہے، اب ہم اس طرح کرتے ہیں کہ دھاگہ جو کہ پونڈ کے حساب سے فروخت ہوتا ہے، اب فرض کریں کہ دھاگے کی قیمت ۳۵ روپے فی پونڈ ہے، ہمارے یہاں مارکیٹ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر دھاگہ نقد لوگے تو ۳۵

روپے فی پونڈ ہوگا، اور اگر یہی دھاگہ ایک مہینے کا اُدھار لیں گے تو یہ دھاگہ ۳۶ روپے کا ہوگا، اور دو مہینے کا اُدھار لیں گے تو یہ دھاگہ ۳۷ روپے کا ہوگا۔ گویا ایک پونڈ پر ایک مہینے کا ایک روپیہ اُوپر لیتے ہیں، اب اگر کوئی شخص دھاگہ دو مہینے اُدھار پر لیتا ہے اور دو روپے پونڈ کے اُوپر زیادہ دیتا ہے تو اگر اس شخص کے پاس ڈیڑھ مہینے میں روپے آجاتے ہیں اور وہ اسے جس سے اس نے دھاگہ دو مہینے اُدھار پر لیا ہے، یہ کہے کہ: ''میرے پاس روپے آگئے ہیں، تم اس طرح کہ ڈیڑھ روپے کے حساب سے پونڈ پر روپے لے لو، یعنی اگر ۳۵ روپے کا ہے تو ۳۶ روپے ۵۰ پیسے پونڈ کے حساب سے روپے لے لو'' تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟ جبکہ دو روپے پونڈ کا دو مہینے سے سودا طے ہوا تھا، اب وہ ۱۵ دن پہلے روپے دے رہا ہے، ۵۰ پیسے فی پونڈ پر کم کے حساب سے۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مہینے کا اُدھار لے ایک روپیہ فی پونڈ کے حساب سے، اب ایک مہینہ ہوگیا ہے اور اب اس شخص کے پاس روپے نہیں آئے اب وہ اگر یہ کہے کہ: ''تم اس طرح کرو کہ دو مہینے کا اُدھار کرلو اور ایک روپیہ پونڈ پر زیادہ لے لو، تو یہ طریقہ سود کے زُمرے میں تو نہیں آتا ہے؟ اور یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ برائے مہربانی دونوں صورتوں کا جواب شریعت کی رُو سے دیں۔

ج...... نقد اور اُدھار قیمت کا فرق تو جائز ہے، مگر وقت متعین ہونا چاہئے، مثلاً: دو مہینے کے بعد ادا کریں گے، اور اس کی قیمت یہ ہوگی۔ فی مہینہ ایک روپیہ زائد کے ساتھ سودا کرنا جائز نہیں۔

## اُدھار فروخت کرنے پر زیادہ قیمت وصولنا

س...... کسی اناج کے بھاؤ بازار کے مطابق آج ۲۰ روپے من ہیں، اور دُکان دار نقد لینے والے گاہک کو ۲۰ روپے من فروخت کرتا ہے، اور وہی دُکان دار اُدھار لینے والے کو ۲۵ روپے من فروخت کرتا ہے، اُدھار لینے والا مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہے اور لیتا ہے، اس مسئلے پر اسلامی قانون سے کیا حکم ہے؟ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... اس طرح فروخت کرنا تو جائز ہے، مگر کسی کی مجبوری سے فائدہ نہیں اُٹھانا چاہئے۔

# مال قبضے سے قبل فروخت کرنا

## ڈیلر کا کمپنی سے مال وصول کرنے سے قبل فروخت کرنا

س.....مختلف کمپنیاں مال بنا کر کچھ لوگوں کو اپنا مال فروخت کرتی ہیں، بقیہ لوگوں کو مال ان لوگوں سے خریدنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات ان لوگوں کے پاس مال کا اسٹاک (ذخیرہ) نہیں ہوتا، اور وہ لوگ اپنا نفع بڑھا کر اپنا مال فروخت کرواتے ہیں، اور یہ فروخت شدہ مال بعد میں اسی کمپنی سے اتنا ہی خرید کر پورا کر دیتے ہیں، آیا شرعاً یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کی صحیح شرعی صورت کیا ہوسکتی ہے؟

ج.....جو مال اپنے پاس موجود نہیں، اس کی فروخت بھی جائز نہیں، البتہ ایک صورت جائز ہے، جس کو ''بیعِ سلم'' کہتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ دام تو آج نقد وصول کرلئے اور چیز ایک مہینے یا اس سے زیادہ کی مہلت پر دینی طے کرلی، ایسا سودا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱:.....جنس معلوم ہو (مثلاً: کپاس کا سودا ہوا)۔

۲:.....نوع معلوم ہو (مثلاً: دیسی وغیرہ)۔

۳:.....صفت معلوم ہو (مثلاً: اعلیٰ قسم، یا متوسط یا ادنیٰ)۔

۴:.....اس کی مقدار معلوم ہو (مثلاً: اتنے ٹن) ان چار شرطوں کا تعلق مال کی تعیین سے ہے کہ جس چیز کا سودا ہو رہا ہے اس میں کوئی اشتباہ نہ رہے۔

۵:.....وصولی کی تاریخ متعین ہو، جو ایک مہینے سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

۶:.....ادا شدہ رقم کی مقدار متعین ہو۔

۷:.....جن چیزوں پر حمل و نقل کے مصارف اُٹھتے ہیں، ان میں یہ بھی طے ہوجانا چاہئے کہ وہ مال فلاں جگہ مہیا کیا جائے گا۔

۸:…… جانبین کے جدا ہونے سے پہلے مجلسِ خرید و فروخت میں پوری رقم ادا ہوجانا۔

اگر ان آٹھ شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو بیعِ سلم فاسد ہے۔

## مال قبضہ کرنے سے قبل فروخت کرنا اور ذخیرہ اندوزی

س…… زید نے بکر سے (جو بیرونِ ملک ہے) مال خریدا اور بکر نے جہاز سے زید کو روانہ کردیا، جہاز سمندر میں تھا، زید نے سامان کا کچھ حصہ حارث کو اس دن کے بھاؤ سودا کردیا اور رقم کا کچھ حصہ بطور ایڈوانس زید کو ادا کردیا، جبکہ حارث مال کے اس حصے کی رقم زید کو اس وقت دے گا جب زید اسے یہ مال حوالے کرے گا۔

۱:…… جس وقت جہاز زید کے ملک پہنچا اس وقت بھاؤ حارث کی طے شدہ قیمتِ خرید سے زیادہ تھا، تو حارث کو کون سی قیمت زید کو ادا کرنی چاہئے، موجودہ یا طے شدہ؟

۲:…… جب جہاز زید کے ملک میں آگیا، تو اس وقت مارکیٹ میں بھاؤ حارث کی طے شدہ قیمتِ فروخت سے کم تھا، تو کیا حکم ہے؟

۳:…… جہاز کے زید کے ملک آنے سے قبل حارث، نعمان، وارث اور دیگر چھ مزید پارٹیوں کے سودے ہوئے، درجہ بدرجہ مال نعیم کے پاس جب پہنچا تو قیمت کہیں سے کہیں پہنچ گئی تھی، اور سب نے اپنا اپنا حصہ غائبانہ سودے سے وصول کیا، دس میں نو پارٹیوں نے جو رقم منافع میں وصول کی وہ کہاں تک جائز ہوگی؟ اور کیا اس طرح سودا کرنا جائز اور حلال ہوگا؟ کاروبار میں جب بڑی پارٹی کوئی شے زیادہ مقدار میں خریدتی ہے تو چھوٹے بیوپاری اندازہ کرلیتے ہیں کہ اس کی قیمت بڑھنے والی ہے، وہ بھی منافع کی خاطر اپنی بساط کے مطابق خرید لیتے ہیں، پھر بیچ دیتے ہیں، یہ منافع ان کے لئے دُرست ہے؟ کیا یہ ذخیرہ اندوزی ہے؟ یہ ایک حدیث پاک ہے جس کا مفہوم اس طرح ہے کہ چالیس روز تک اجناس کو محض اس لئے روکے رکھنا کہ قیمت بڑھ جائے یہ اَمر اللہ پاک کے یہاں اتنا بڑا ہے کہ تاجر اگر سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردے تو بھی یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔

۴:…… صحیح حدیث کیا ہے؟ آیا یہ ہدایت عام دنوں کے لئے بھی ہے یا صرف قحط کے دوران کے لئے ہے؟



فہرست

ج۱:...... تجارت کا اُصول ہے کہ جو مال قبضہ میں نہ آئے اس کا فروخت کرنا دُرست نہیں، لہٰذا جو مال ابھی تک زید کی ملک میں نہیں آیا اس کو فروخت نہیں کرسکتا، زید اور اس کے بعد جتنے لوگ مال قبضے میں آنے سے قبل غیر مقبوض مال کو فروخت کریں گے سب کی بیع ناجائز ہے۔ البتہ زید دُوسرے لوگوں سے بیع کا وعدہ کرسکتا ہے کہ مال جب قبضے میں آئے گا تو اس وقت کی قیمت کے لحاظ سے اس کو فروخت کرے گا۔

ج۲:...... چونکہ پہلا سودا قابلِ فسخ ہے، اس لئے دوبارہ مال قبضے میں آنے کے بعد قیمت مقرّر کرکے سودا کرنا چاہئے، اگر غلطی سے سابقہ سودے کو برقرار رکھا تو گناہ ہوگا، البتہ قیمت وہی ہوگی جو پہلے دونوں نے طے کی تھی۔

ج۳:...... سارے کاروبار ناجائز ہیں، اس لئے سودے منسوخ کئے جائیں، مال زید کے قبضے میں آنے کے بعد دوبارہ قیمت مل کر کے معاملہ طے کریں۔

ج۴:...... ذخیرہ اندوزی اسلام میں ناجائز ہے، غیرانسانی رویہ ہے، حدیث میں ہے: ''جو شخص اجناس اس لئے محفوظ کرتا ہے کہ قیمت بڑھ جائے تو فروخت کروں، تو وہ گناہ گار ہے، ملعون ہے، اللہ کے ذمہ سے وہ شخص بری ہے، تمام مال خرچ کرے گا تو تلافی نہ ہوگی۔'' حدیث شریف قحط اور غیرقحط دونوں کے لئے ہے، البتہ قحط کے زمانے میں مال محفوظ کرنا زیادہ بدتر ہے، کیونکہ ذخیرہ اندوزی سے غریبوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

## جہاز پہنچنے سے قبل مال فروخت کرنا کیسا ہے؟

س...... پارٹی نے مال باہر سے منگوایا، اس کے آنے میں باہر سے وقت صرف ہوجاتا ہے، صورت اس کی یہ ہوتی ہے کہ وہاں سے وہ مال جس جہاز پر آنا ہوتا ہے اس کی اطلاع یہاں پارٹی کو آجاتی ہے کہ فلاں ماہ، فلاں جہاز میں آپ کا مال بُک ہوجائے گا، (مختلف وجوہات کی بنا پر اس میں دیر سویر بھی ہوتی رہتی ہے)، لیکن یہاں منگوانے والی پارٹیاں جہاز کے نام سے مال پہلے ہی فروخت کردیتی ہیں کہ فلاں مال، فلاں جہاز پر آرہا ہے، اس کا سودا ہوتا ہے، تو شرعاً یہ سودا منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟

ج…… یہ مسئلہ بینک کی حیثیت کے تعین پر موقوف ہے، اگر بینک خریدار کی حیثیت سے وکیل ہے اور بینک کا نمائندہ باہر ملک میں مال کو اپنی تحویل میں لے کر روانہ کرتا ہے، تو چونکہ وکیل کا قبضہ خود مؤکل کا قبضہ ہے، اس لئے مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا جائز ہے، اور اگر بینک خریدار کا وکیل نہیں ہوتا تو اس کو مال کی فروخت قبضے سے پہلے جائز نہیں۔

## قبضے سے پہلے مال فروخت کرنا دُرست نہیں

س…… میرا کاروبار سوت کا ہے، میں نے کارخانے یا کسی بیوپاری سے کچھ مال خریدا، مال موجود لیکن میں نے ابھی قیمتِ خرید ادا نہیں کی، اور نہ ہی مال وصول کیا ہے۔ اب میں اس مال کو کسی پر فروخت کر دیتا ہوں اور پھر بعد میں قیمتِ خرید وفروخت کا آپس میں لین دین ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ میں کسی سے یعنی جس کو میں نے مال بیچا ہے اس سے قیمت لے کر پھر کارخانے دار یا بیوپاری کو ادا کر دیتا ہوں، جس سے میں نے خریدا ہے، اس کاروبار میں مجھے نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی، کیا یہ کاروبار میرے لئے دُرست ہے یا نہیں؟

ج…… چونکہ ابھی تک مال پر قبضہ نہیں ہوا، اس لئے اس کو فروخت کرنا دُرست نہیں۔

## بغیر دیکھے مال خریدنا اور قبضے سے پہلے آگے بیچنا

س…… ہمارے زمانے میں مال خرید وفروخت کے وقت سامنے نہیں ہوتا، بلکہ نام یا مارکہ سے بکتا ہے۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ یا مال کا سامنے ہونا ضروری ہے؟ خریدار مال خرید لیتا ہے جس کے بعد قبضے میں آنے سے پہلے ہی اس کی فروخت بھی شروع کر دیتا ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواز ہے؟

ج…… بغیر دیکھے خریدنا جائز ہے، دیکھنے کے بعد اگر مال مطلوبہ معیار کا نہ نکلا تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا، لیکن جس چیز پر قبضہ نہیں ہوا اس کو فروخت کرنا جائز نہیں، قبضے کے بعد فروخت کرنے کی اجازت ہے۔

## ایک چیز خریدنے سے پہلے اس کا آگے سودا کرنا

س…… زید نے بکر سے ایک مال مانگا، لیکن وہ مال بکر کے پاس نہیں ہے، عمرو کے پاس ہے،


فہرست

بکر کے عمرو سے اچھے تعلقات ہیں، کیونکہ بکر کا عمرو سے کم و بیش ہمیشہ کاروبار رہتا ہے، اس لئے عمرو، بکر سے خصوصی رعایت رکھتا ہے، بازار میں دام زیادہ ہوتے ہیں لیکن بکر کے لئے رعایت ہے۔ بکر، عمرو سے کم دام پر مال لے کر بازار کے نرخ پر زید کو فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس میں یہ بات واضح رہے کہ بکر کو اس مال کی اس وقت ضرورت نہیں ہے، اور اس کے پاس مال بھی نہیں ہے، زید اس سے مانگ رہا ہے اور بکر، عمرو سے بعد میں معاملہ کرتا ہے، اس سے پہلے وہ زید کے ساتھ یہ معاملہ کرچکا ہوتا ہے، اس اُمید پر کہ عمرو کے پاس مال ہے اور اس سے کم دام میں مل جائے گا، لہٰذا یہ معاملہ شرعی نقطۂ نگاہ سے کیسا ہے؟

ج…… جو چیز بکر کے پاس موجود نہیں، اس کی بیع کیسے کرسکتا ہے؟ اس لئے بیع تو صحیح نہیں، البتہ بیع کا وعدہ کرسکتا ہے کہ میں یہ چیز اتنے داموں میں مہیا کردُوں گا۔

# ذخیرہ اندوزی

## ذخیرہ اندوزی کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کمپنی اپنا مال مارکیٹ میں خوب مہیا کرکے کاروباری حضرات کو خصوصی مراعات دے کر اپنا مال فروخت کرنا چاہتی ہے۔ ایسے موقع سے فائدہ اُٹھاکر کاروباری حضرات اس مال کو ذخیرہ کرلیتے ہیں اور جب مارکیٹ میں یہ مال کچھ وقت کے بعد کم ہوجاتا ہے تو کاروباری حضرات زیادہ قیمت پر مال فروخت کرتے ہیں اور زیادہ منافع کماتے ہیں۔ کیا اس طرح منافع کمانا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… ایسی ذخیرہ اندوزی جس سے لوگوں کو تکلیف اور پریشانی ہو، حرام ہے۔ حدیث میں ایسی ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو ملعون فرمایا ہے۔ البتہ اگر لوگوں کو تنگی نہ ہو تو ذخیرہ اندوزی جائز ہے، مگر چونکہ یہ شخص گرانی کا منتظر رہے گا، اس لئے اس کا یہ فعل کراہت سے خالی نہیں۔

## جس ذخیرہ اندوزی سے لوگوں کو تکلیف ہو وہ بُری ہے

س……ذخیرہ اندوزی کا کیا حکم ہے؟

ج……ذخیرہ اندوزی کی کئی صورتیں ہیں، اور ہر ایک کا حکم جدا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کا غلہ روک رکھے اور فروخت نہ کرے، یہ جائز ہے۔ لیکن اس صورت میں گرانی اور قحط کا انتظار کرنا گناہ ہے، اور اگر لوگ تنگی میں مبتلا ہوجائیں تو اس کو اپنی ضرورت سے زائد غلہ کے فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ خرید کر ذخیرہ کرتا ہے، اور جب لوگ قحط اور قلّت کا شکار ہوجائیں تب بازار میں لاتا ہے، یہ صورت حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملعون قرار دیا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بازار میں اس جنس کی فراوانی ہے اور لوگوں کو کسی طرح کی تنگی اور قلّت کا سامنا نہیں، ایسی حالت میں ذخیرہ اندوزی جائز ہے، مگر گرانی کے انتظار میں غلے کو روک رکھنا کراہت سے خالی نہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ انسانوں یا چوپایوں کی خوراک کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا، اس کے علاوہ دیگر چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، جس سے لوگوں کو تنگی لاحق ہوجاتی ہے، یہ بھی ناجائز ہے۔

## کمپنی سے سستے داموں مشروب اسٹاک کرکے اصل ریٹ پر فروخت کرنا

س……سال میں ایک مرتبہ مشروبات کمپنیوں کی طرف سے دُکان دار حضرات کے لئے یہ اسکیم پیش کی جاتی ہے کہ اگر وہ طے کردہ دنوں میں مشروب خریدتے ہیں تو انہیں رعایت دی جائے گی۔ دُکان دار حضرات کافی مقدار میں مشروب اسٹاک کرلیتے ہیں۔ اسکیم کے ختم ہونے کے بعد وہی پُرانے دام ہوجاتے ہیں، اس طرح دُکان دار کو زیادہ منافع ملتا ہے، لیکن گاہک کو کوئی اضافی قیمت نہیں دینی پڑتی۔ اس طرح دُکان داروں کا وافر مقدار میں اسٹاک رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا اس پر ملنے والا زائد منافع جائز ہے؟ جبکہ اس اسکیم سے

گاہک کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

ج…… اگر چیز کی قلّت پیدا نہ ہو اور صارفین کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو تو سستے داموں زیادہ چیز خریدنے کا کوئی جرم نہیں۔

# بیعانہ

## بیعانہ کی رقم واپس کرنا ضروری ہے

س…… میں نے اپنے پیارے دوست حاجی عبدالصمد صاحب کی دُکان پر ایک مشین فروخت کرنے کے لئے رکھی، چار سو روپے قیمت مقرّر کردی، حاجی صاحب کو فروخت کرنے کا مناسب معاوضہ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ ان کے پاس دس دن کے بعد ایک گاہک نے مقرّرہ قیمت پر خریدی، مگر اس طرح کہ ۲۰ روپے بطور بیعانہ دے کر چار دن کے اندر قیمت ادا کرکے مال لے جانے کا وعدہ کرکے چلا گیا۔ دس دن گزرنے کے بعد آیا، اس عرصے میں وعدہ کے چار دن پورے ہونے پر مشین دُوسرے گاہک کو فروخت کردی گئی۔ آپ ہمیں برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتادیجئے کہ بیعانے کے ۲۰ روپے واپس کرنے ہیں یا نہیں؟ اور حاجی صاحب کو فروخت کرنے کا معاوضہ (جس کو عرفِ عام میں دلالی یا کمیشن کہتے ہیں) شریعت کی رُو سے کیا فیصد دینا چاہئے؟

ج…… بیعانے کی رقم واپس کرنا ضروری ہے، حاجی صاحب کا معاوضہ ان سے پہلے طے کرنا چاہئے تھا، بہرحال اب بھی رضامندی سے طے کرلیجئے۔

## دُکان کا بیعانہ اپنے پاس رکھنا جائز نہیں

س…… میں نے ایک دُکان کرایہ پر دینے کے لئے ایک شخص عبدالجبار سے معاہدہ کیا، اور بطور بیعانہ ایک ہزار روپے لیا، اب عبدالجبار سے معاہدہ ختم کرلیا ہے، اور میں نے دُکان دُوسرے کو دے دی ہے، کیا میں نے جو عبدالجبار سے بیعانہ کے ایک ہزار لئے تھے، وہ

واپس کردیئے جائیں یا میں اپنے پاس رکھ لوں؟

ج…… وہ ایک ہزار روپیہ آپ کس مد میں اپنے پاس رکھیں گے؟ اور آپ کے لئے وہ کیسے حلال ہوگا؟ یعنی اس رقم کا واپس کرنا ضروری ہے۔

## مکان کا ایڈوانس واپس لینا

س…… عبدالستار نے ایک مکان کا سودا عبدالمجیب سے کیا، سودا طے ہوگیا، عبدالستار نے ایڈوانس پچیّس ہزار روپے مکان والے کو دے دیئے اور مہینے کے اندر قبضہ لینا طے ہوگیا۔ اس کے بعد عبدالستار کی مالی حالت خراب ہونے کی وجہ سے طے شدہ میعاد کے اندر مکان کا قبضہ نہ لے سکا اور نہ لے سکتا ہے۔ اب عبدالستار یہ چاہتا ہے کہ اس کی ایڈوانس رقم پچیّس ہزار روپے واپس کی جائے، عبدالمجیب ایڈوانس رقم دینے سے ٹال مٹول کر رہا ہے۔ شریعت کی رُو سے بتایا جائے کہ کیا عبدالمجیب ایڈاونس رقم کھا سکتا ہے یا کہ نہیں؟ آج کل ایسے معاملات بہت لوگوں کو پیش آتے ہیں۔

ج…… یہ رقم جو پیشگی لی گئی تھی، عبدالمجیب کے لئے حلال نہیں، اسے واپسی کرنی چاہئے۔

## بیعانہ کی رقم کا کیا کریں جبکہ مالک واپس نہ آئے؟

س…… زید کے پاس ایک لوہے کا کارخانہ ہے، جس میں لوگوں کے آرڈر پر مختلف قسم کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں اور آرڈر دینے والے لوگ کچھ پیسے بھی پیشگی دیتے ہیں، اور مال تیار ہونے پر مکمل قیمت ادا کرکے لے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ مال کے لئے آرڈر دینے اور پیشگی پیسے دیئے جانے کے بعد پھر واپس نہیں آتے، نہ مال لینے آتے ہیں اور نہ پیسہ لینے، اور نہ ہی مالکِ کارخانہ کو ان لوگوں کے پتے وغیرہ معلوم ہیں، اس لئے ان کے گھر جاکر واپس کرنے کی صورت بھی نہیں تو کارخانہ کا مالک چاہتا ہے کہ جو پیسے اس کے پاس اس طریقے سے جمع ہوگئے ہیں از رُوئے شرع کسی صحیح مصرف میں خرچ کردیئے جائیں، اس لئے جواب طلب اَمر یہ ہے کہ ان رُقومات کے صحیح مصرف بتادیجئے تاکہ موصوف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوسکے۔

ج......اگر مالک کے آنے کی توقع نہ ہو، نہ اس کا پتا معلوم ہو تو اس کی طرف سے یہ رقم کسی مستحق پر صدقہ کردی جائے۔ بعد میں اگر مالک آجائے اور وہ اپنی رقم کا مطالبہ کرے تو اس کو دینا واجب ہوگا، اور یہ صدقہ کارخانہ دار کی طرف سے شمار کیا جائے گا۔

# حصص کا کاروبار

## حصص کے کاروبار کی شرعی حیثیت

س......حصص کے کاروبار کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

الف:......آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور جلد یا بدیر ان حصص کو اپنے نام منتقل کروانے کے بعد فروخت کردے، اس پر جو منافع یا نقصان ہو حلال ہے یا حرام؟

ب:......آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور مستقل اپنے پاس رکھ لے، اس پر متعلقہ کمپنی جو منافع / بونس دیتی ہے وہ حلال ہے یا حرام؟

ج:......حصص مستقل طور پر اپنے پاس رکھنے سے اس کی قیمت میں جو اضافہ ہوگا وہ حلال ہے یا حرام؟

ج......حصص کی حقیقت یہ ہے کہ ایک کمپنی کی مالیت مثلاً: دس لاکھ روپے کی ہے، اس کے کچھ حصے تو مالکان اپنے پاس رکھ لیتے ہیں، اور کچھ حصوں میں دُوسروں کو شریک کرلیتے ہیں، مثلاً: دس لاکھ میں سے ایک لاکھ کے حصے تو انہوں نے اپنے پاس رکھ لئے اور نو لاکھ کے حصے عام کردیئے، جو لوگ ان حصوں کو خرید لیتے ہیں وہ اپنے حصوں کے تناسب سے کمپنی کی ملکیت میں شریک ہوجاتے ہیں، اور کچھ لوگ اپنے حصوں کو فروخت کرکے اپنی ملکیت دُوسروں کو منتقل کردیتے ہیں، اس لئے ان حصص کی خرید و فروخت جائز ہے، بشرطیکہ کمپنی کا کاروبار صحیح ہو، اور ان حصص پر کمپنی کی طرف سے ملنے والا منافع جائز ہے، بشرطیکہ وہ کل منافع کو حصص پر تقسیم کرتے ہوں، واللہ اعلم!

## حصص کی خرید و فروخت کا شرعی حکم

س…… میں کمپنی شیئرز کی خرید و فروخت کرتا ہوں، جس میں نفع نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے، اور کمپنیاں سال کے اختتام پر اپنے حصص یافتگان کو محدود منافع بھی تقسیم کرتی ہیں، جس کو "ڈیویڈنڈ" کہتے ہیں، کیا یہ کاروبار اور منافع جائز ہے؟

ج…… کمپنی کی مثال ایسی ہے کہ چند آدمی مل کر شراکتی بنیاد پر دُکان کھول لیں، یا کوئی کارخانہ لگالیں، ان میں سے ہر شخص اس دُکان یا کارخانے میں اپنے حصے کے مطابق شریک ہوگا، اور اپنے حصے کے منافع کا حق دار ہوگا۔ اور ان میں سے ہر شخص کو اپنا حصہ کسی دُوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔ یہی حیثیت کمپنی کے حصص کی بھی سمجھئے۔ اس لئے حصص کی خرید و فروخت جائز ہے۔ البتہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ کمپنی کا کاروبار جائز اور حلال ہو، ناجائز اور حرام نہ ہو۔ جس کمپنی کا کاروبار ناجائز ہوگا اس کے حصص کی خرید جائز نہیں ہوگی، مثلاً: بینکوں کا نظام سود پر مبنی ہے، تو بینک کے حصص حرام ہوں گے۔

## کس کمپنی کے حصص کی خریداری جائز ہے؟

س…… آج کل کاروباری ادارے مزید سرمایہ کاری کے لئے یا پھر نئے ادارے اپنا کاروبار شروع کرنے کے لئے لوگوں کو شیئرز فروخت کرتے ہیں۔ ان شیئرز کی قیمت عموماً دس روپے فی شیئر ہوتی ہے۔ اس لئے باقاعدہ بینکوں کے ذریعہ درخواستیں مانگی جاتی ہیں، اور بہت سی درخواستیں موصول ہونے پر بذریعہ قرعہ اندازی لوگوں کو جن کا نمبر قرعہ اندازی کے ذریعہ نکلتا ہے، شیئرز دے دیئے جاتے ہیں۔ قرعہ اندازی میں کھلنے پر اس کی قیمت دس روپے فی شیئر ہوتی ہے، لیکن اسٹاک مارکیٹ میں اس کی قیمت کمپنی کی مشہوری کی وجہ سے بڑھتی ہے اور بعض اوقات گھٹتی بھی ہے، یعنی کبھی شیئر ۹ روپے یا ۸ روپے کا بھی فروخت ہوتا ہے، کبھی ۲۰ روپے یا ۲۵ روپے کا بھی۔ شیئرز کو کھلی مارکیٹ میں فروخت بھی کیا جاسکتا ہے، اور اگر ان کو ایک خاص مدّت عموماً ٦ ماہ تک رکھا جائے تو کمپنی عبوری منافع کا اعلان کرتی ہے، جو ایک خاص فیصد پر ہر ایک کو یعنی جس کے پاس ۱۰۰ شیئرز ہوں اس کو بھی اور جس کے پاس ۱۰۰۰

شیئرز ہوں اس کو بھی اسی حساب سے دیتی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح شیئرز کا خریدنا دُرست ہے یا نہیں؟

۲:......اگر خرید لئے تو کیا نفع یا نقصان کی بنیاد پر ان کو فروخت کرنا دُرست ہے یا نہیں؟

۳:......ان شیئرز کو اس نیت سے رکھنا کہ ان پر نفع ملے گا، دُرست ہے یا نہیں؟

۴:......نفع کا لینا دُرست ہے یا نہیں؟

ج......شیئرز (حصص) کی حقیقت ہے کمپنی میں شراکت حاصل کرنا۔ جس نے جتنے حصص خریدے وہ کل رقم کی نسبت سے اتنے حصے کا مالک اور کمپنی میں شریک ہوگیا۔ اب کمپنی نے کوئی مل، کارخانہ، فیکٹری لگائی تو اس شخص کا اس میں اتنا حصہ ہوگیا اور اس شخص کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا اختیار ہے، لہٰذا حصص کی خرید و فروخت جائز ہے، مگر یہاں تین چیزیں قابلِ ذکر ہیں:

اوّل:...... جب تک کمپنی نے کوئی مل یا کارخانہ نہیں لگایا اس وقت تک حصص کی حیثیت نقد رقم کی ہے، اور دس روپے کی رقم کو ۹ یا ۱۱ روپے میں فروخت کرنا جائز نہیں، یہ خالص سود ہے۔

دوم:...... عام طور سے ایسی کمپنیاں سودی کاروبار کرتی ہیں، جو گناہ ہے، اور اس گناہ میں تمام حصہ دار شریک ہوں گے۔

سوم:...... کمپنی کی شراکت اس وقت جائز ہے جبکہ اس کے معاملات صحیح ہوں، اگر کمپنی کا کوئی معاملہ خلافِ شریعت ہوتا ہے، اور حصہ داروں کو اس کا علم بھی ہے تو حصہ دار بھی گناہگار ہوں گے، اور اس کمپنی میں شرکت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

## ''این.آئی.ٹی'' کے حصص خریدنا جائز نہیں

س......نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ (این.آئی.ٹی) گورنمنٹ پاکستان کا ایک ادارہ ہے، یہ ادارہ ملوں سے حصے (شیئرز) خریدتا ہے اور ملیں بینک سے سود پر قرض لیتی ہیں، شیئرز سے جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ خریدنے والوں میں ان کے حصے کے مطابق اس ادارے کی طرف


فہرست

سے تقسیم کیا جاتا ہے، کیا این.آئی.ٹی سے شیئرز خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... جب ملیں بینک سے قرض لے کر سود دیتی ہیں، تو یہ منافع جائز نہیں۔ اس لئے ''این.آئی.ٹی'' شیئرز جائز نہیں۔

## حصہ دار کمپنیوں کا منافع شرعاً کیسا ہے؟

س...... آج کل جو کمپنیاں کھلی ہیں، لوگ ان میں پیسہ جمع کرواتے ہیں، کچھ کمپنیاں ہر ماہ منافع کم زیادہ دیتی ہیں، اور کچھ کمپنیاں ہر ماہ متعین منافع دیتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کچھ یتیم، بیواؤں اور عام لوگوں کی آمدنی کا واحد ذریعۂ معاش یہی ہے، اب ہم نے جہاں بھی پڑھا کہ متعین سود ہے اور دُوسرا حلال ہے۔ آپ ہمیں ان حالات کے پیشِ نظر ایسا اسلامی طریقۂ کار بتائیے کہ سب لوگ زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرسکیں اور وہ سود نہ ہو۔ یہ بھی سنا ہے کہ ہم خود متعین کو اپنی ضروریات کے لئے رقم دیتے ہیں اور وہ اپنی خوشی سے متعین منافع دیتے ہیں، کیا یہ سود تو نہیں ہے؟

ج...... کمپنی اپنے حصہ داروں کو جو منافع دیتی ہے اس کے حلال ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ کمپنی کا کاروبار شرعی اُصول کے مطابق جائز اور حلال ہو۔ اگر کمپنی کا کاروبار شرعاً جائز نہیں ہوگا تو اس کا منافع بھی حلال نہیں ہوگا۔ دُوسری شرط یہ ہے کہ وہ کمپنی باقاعدہ حساب کرکے حاصل ہونے والے منافع کی تقسیم کرتی ہو، اگر اصل رقم کے فیصد کے حساب سے منافع مقرّر کردیتی ہے تو یہ جائز نہیں، بلکہ سود ہے۔

# مضاربت یعنی شراکت کے مسائل

## شراکتی کمپنیوں کی شرعی حیثیت

س...... آج کل جو کاروبار چلا ہوا ہے کہ رقم کسی کمپنی میں شراکت داری کے لئے دے دیں اور ہر ماہ منافع لیتے رہیں، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ ایک تو نفع و نقصان میں

شراکت ہوتی ہے اور دُوسرا مقرّرہ ہوتا ہے، مثلاً ۵ فیصد۔

ج...... اس سلسلے میں ایک موٹا سا اُصول ذکر کردینا چاہتا ہوں کہ اس کو جزئیات پر خود منطبق کرلیجئے۔

اوّل:...... کسی کمپنی میں سرمایہ جمع کرکے اس کا منافع حاصل کرنا دو شرطوں کے ساتھ حلال ہے، ایک یہ کہ وہ کمپنی شریعت کے اُصول کے مطابق جائز کاروبار کرتی ہو، پس جس کمپنی کا کاروبار شریعت کے اُصولوں کے مطابق جائز نہیں ہوگا اس سے حاصل ہونے والا منافع بھی جائز نہیں ہوگا۔

دوم:...... یہ کہ وہ کمپنی اُصولِ مضاربت کے مطابق حاصل شدہ منافع کا ٹھیک ٹھیک حساب لگاکر حصہ داروں کو تقسیم کرتی ہو، پس جو کمپنی بغیر حساب کے محض اندازے سے منافع تقسیم کردیتی ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔ اسی طرح جو کمپنی اصل سرمائے کے فیصد کے حساب سے مقرّرہ منافع دیتی ہو، مثلاً: اصل رقم کا پانچ فیصد، اس میں بھی سرمایہ لگانا جائز نہیں، کیونکہ یہ سود ہے، اب یہ تحقیق خود کرلیجئے کہ کون سی کمپنی جائز کاروبار کرتی ہے اور اُصولِ مضاربت کے مطابق منافع تقسیم کرتی ہے۔

## سودی کاروبار والی کمپنی میں شراکت جائز نہیں

س...... ہم نے پچھلے سال چراٹ سیمنٹ کمپنی میں کچھ سرمایہ لگایا تھا، اور مزید لگانے کا خیال ہے، لیکن کمپنی کی سالانہ رپورٹ سے کچھ شکوک پیدا ہوئے، مبادا کہ ہمارا منافع سود بن جائے، اس لئے درج سوالوں کے جواب مرحمت فرمائیں:

الف:...... کمپنی کچھ رقم بیمہ کو مشترکہ رقم سے ادا کرتی ہے، گویا کمپنی بیمہ شدہ ہے۔

ب:...... کمپنی کچھ رقم سود کے طور پر ان بینکوں کو ادا کرتی ہے جن سے قرض لیا ہے۔

ج:...... کمپنی کو کچھ رقم سود کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔

د:...... حصہ داران اپنے حصے کسی دُوسرے فرد کو نفع کی صورت میں جب فروخت کرتے ہیں، مثلاً: دس روپے کا حصہ لیا تھا، اب پندرہ روپے کو فروخت کرتا ہے، اس بارے میں کیا حکم ہوگا؟ خدانخواستہ اگر مذکورہ احوال شرع کے خلاف ہوں تو حصے کمپنی کو واپس کرنے



فہرست

بہتر ہوں گے یا کسی عام فرد کے ہاتھ فروخت کرنا بہتر ہوگا؟

ج…… جو کمپنی سودی کاروبار کرتی ہو، اس میں شراکت دُرست نہیں، کیونکہ اس سودی کاروبار میں تمام حصہ داران شریکِ گناہ ہوں گے۔ کمپنی کا حصہ زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے۔ آپ کی مرضی ہے، کمپنی کو واپس کردیں یا فروخت کردیں۔

## مضاربت کے مال کا منافع کیسے طے کیا جائے؟

س…… جیسا کہ آج کل ایک کاروبار بہت گردش میں ہے، وہ یہ کہ آپ اتنے پیسے کاروبار میں لگایئے اور اتنے فیصد منافع حاصل کیجئے۔ حالانکہ بیع مضاربت میں یہ ہے کہ نفع نقصان آدھا آدھا ہوتا ہے، جبکہ دُکان میں ہزاروں قسم کی اشیاء موجود ہوتی ہیں اور ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نفع لگانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیا ہم شریعت کی رُو سے یہ کرسکتے ہیں کہ ہر ماہ اپنی بکری کے لحاظ سے نفع کا اندازہ لگالیں اور پھر اس سے ہر ماہ کا نفع مقرّر کرلیں؟

ج…… مضاربت میں ہر چیز کے الگ الگ منافع کا حساب لگانا ضروری نہیں، بلکہ کل مال کا ششماہی، سالانہ (جیسا بھی طے ہوجائے)، حساب لگاکر منافع تقسیم کرلیا جائے (جبکہ منافع ہو)۔

## شراکت میں مقرّرہ رقم بطور نفع نقصان طے کرنا سود ہے

س…… ایک شخص لاکھوں روپے کا کاروبار کرتا ہے، زید اس کو دس ہزار روپے کاروبار میں شرکت کے لئے دے دیتا ہے، اور اس کے ساتھ یہ طے پاتا ہے کہ منافع کی شکل میں وہ زید کو زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے ماہوار کے حساب سے دے گا، باقی سب نفع دُکان دار کا ہوگا۔ اسی طرح نقصان کی صورت میں زید کا نقصان کا حصہ زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے ماہوار ہوگا، باقی نقصان دُکان دار برداشت کرے گا۔ کیا ایسا معاہدہ شریعت میں جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو اس کو کس شکل میں تبدیل کیا جائے تاکہ یہ شرعی ہوجائے؟

ج…… یہ معاملہ خالص سودی ہے، ہونا یہ چاہئے کہ اس دس ہزار روپے کے حصے میں کل جتنا منافع آتا ہے اس کا ایک حصہ مثلاً: نصف یا تہائی زید کو دیا جائے گا۔

## شراکت کے کاروبار میں نفع ونقصان کا تعین قرعہ سے کرنا جوا ہے

س...... چند لوگ شراکت میں کاروبار کرتے ہیں اور سب برابر کی رقم لگاتے ہیں، طے یہ پاتا ہے کہ نفع ونقصان ہر ماہ قرعہ کے ذریعہ نکالا جائے گا، جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ نفع ونقصان کا ذمہ دار ہوگا، خواہ ہر ماہ ایک ہی آدمی کے نام قرعہ نکلتا رہے، اس کو اعتراض نہ ہوگا۔ کیا شرع ایسے کاروبار کی اجازت دیتی ہے؟

ج...... یہ جوا (قمار) ہے۔

## شراکت کی بنیاد پر کئے گئے کاروبار میں نقصان کیسے پورا کریں گے؟

س...... دو آدمی آپس میں شراکت کی بنیاد پر تجارت کرتے ہیں، جس کی صورت یہ ہے کہ ایک کی رقم ہے اور دُوسرے کی محنت، اور آپس میں نفع کی شرح طے ہے۔ کاروبار میں نقصان کی صورت میں نقصان کس تناسب سے تقسیم کیا جائے گا؟

ج...... یہ صورت ''مضاربت'' کہلاتی ہے، مضاربت میں اگر نقصان ہوجائے تو وہ رأس المال (یعنی اصل رقم جو تجارت میں لگائی گئی تھی) میں شمار کیا جائے گا۔ پس نقصان ہوجانے کی صورت میں اگر دونوں فریق آئندہ کے لئے معاملہ ختم کرنے کا فیصلہ کرلیں تو رقم والے کی اتنی رقم اور دُوسرے کی محنت گئی، لیکن اگر آئندہ کے لئے وہ اس معاملے کو جاری رکھنا چاہیں تو آئندہ جو نفع ہوگا اس سے سب سے پہلے رأس المال کے نقصان کو پورا کیا جائے گا، اس سے زائد جو نفع ہوگا وہ دونوں، نفع کی طے شدہ شرح کے مطابق آپس میں تقسیم کرلیں گے۔

## بکری کو پالنے کی شراکت کرنا

س...... محمد اقبال نے عبدالرحیم کو ایک بکری آدھی قیمت پر دی، عبدالرحیم کو کہا کہ: ''میں اس کی آدھی قیمت نہیں لوں گا، آپ صرف اس کو پالیں، یہ بکری جو بچے دے گی ان میں جو مادہ ہوں گے ان میں دونوں شریک ہوں گے، باقی جو نر (مذکر) ہوں گے اس میں میرا حصہ نہیں ہوگا''، شرعِ محمدی کے مطابق یہ محمد اقبال اور عبدالرحیم کی شراکت جس میں نر میں سے حصہ نہ

دینے کی شرط لگائی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… یہ شراکت بالکل غلط ہے، اوّل تو دو شریکوں میں سے ایک پر بکریوں کی پروَرِش کی ذمہ داری کیوں ڈالی جائے…؟ پھر یہ شرط کیوں کہ بکری کے مادہ بچوں میں تو حصہ ہوگا، نر میں نہیں ہوگا…؟

## شراکتی کاروبار میں نقصان کون برداشت کرے؟

س…… دو شخص شراکتی بنیاد پر حصص میں کاروبار کرتے ہیں، ایک کا حصہ سرمایہ ۶۶ فیصد ہے، دُوسرے کا ۳۳ فیصد۔ ۳۳ فیصد والا کام کرتا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ نقصان کی صورت میں صرف ۶۶ فیصد والا نقصان برداشت کرے نہ کہ ۳۳ فیصد والا، کیا اس کا یہ شرط لگانا شرعاً جائز ہے؟

ج…… جس شریک کے ذمہ کام ہے، منافع میں اس کا حصہ اس کے سرمایہ کی نسبت زیادہ رکھنا صحیح ہے، مثلاً: ۶۶ فیصد اور ۳۳ فیصد والے کا منافع برابر رکھا جائے۔ لیکن اگر خدانخواستہ نقصان ہوجائے تو سرمائے کے تناسب سے دونوں کو برداشت کرنا ہوگا، ایک شخص کو نقصان سے بَری کردینے کی شرط صحیح نہیں۔

## مضاربت کی رقم کاروبار میں لگائے بغیر نفع لینا دینا

س…… میرے دوست کا ایک چھوٹا سا کاروبار چلتا ہے، میں نے اسے کچھ رقم مضاربت کے تحت فراہم کی، کچھ عرصے بعد پتا چلا کہ اس نے یہ رقم کاروبار میں نہیں لگائی، بلکہ ذاتی کاموں میں خرچ کرڈالی، لیکن مجھے اس نے کاروبار کے نفع و نقصان میں شریک رکھا۔ مجھے جو منافع ملا ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟

ج…… جب اس نے یہ رقم کاروبار میں لگائی ہی نہیں تو کاروبار کا نفع، نقصان کہاں سے آیا جس میں اس نے آپ کو شریک کئے رکھا…؟ اگر اس نے آپ کی رقم کے بدلے میں اتنی رقم کاروبار میں لگاکر آپ کو کاروبار میں شریک کرلیا تھا اور پھر اس کاروبار سے جو نفع ہوا اس میں سے طے شدہ شرح کے مطابق آپ کو حصہ دیتا رہا، تب تو یہ منافع حلال ہے، اور اگر اس نے

کاروبار میں اتنی رقم لگائی ہی نہیں، یا رقم تو لگائی لیکن منافع کا حساب کرکے آپ کو اس کا حصہ نہیں دیا، بلکہ رقم پر لگا بندھا منافع آپ کو دیتا رہا تو یہ سود ہے۔

## مال کی قیمت میں منافع پہلے شامل کرنا چاہئے

س...... مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک دُکان دار کو دو ہزار کا مال دیتا ہوں، یہ دُکان دار مجھے ہر ماہ یا پندرہ دن کے بعد (جیسے مال ختم ہو) دو ہزار کے مال کے پیسے کے علاوہ ۱۵۰، ۲۵۰ یا ۳۰۰ روپے نفع دیتا ہے۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھ سے ہر ماہ فکس دو سو روپے منافع کی رقم کے ساتھ لے لیا کریں۔ کیونکہ اس کو اس طرح ۱۵۰، ۲۵۰ یا ۳۰۰ روپے دینے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ مجھے شک ہے کہ اس طرح فکس نفع لینے سے یہ سود تو نہیں ہوگا۔ اس طرح پیسہ کا نفع لینا میرے لئے جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... آپ مال پر جو نفع لینا چاہتے ہیں وہ قیمت میں شامل کرلیا کیجئے، مثلاً: دو ہزار کا مال دیا، اب اس پر آپ جتنے منافع کے خواہش مند ہیں اتنا منافع دو ہزار میں شامل کرکے یہ طے کردیا جائے کہ یہ اتنے کا مال دے رہا ہوں۔

## تجارت میں شراکت نفع نقصان دونوں میں ہوگی

س...... شراکت کی تجارت میں اگر ایک شراکت دار بحیثیت رقم کے شریک ہو اور دُوسرا شریک بحیثیت محنت کے ہو تو یہ تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو دونوں شریک نفع میں طے شدہ حصے کے صرف شریک ہیں یا نقصان میں بھی دونوں شریک ہوں گے؟

ج...... پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ آپ نے جس معاملے کو ''شراکت کی تجارت'' کہا ہے، فقہ میں اس کو ''مضاربت'' کہتے ہیں اور یہ معاملہ جائز ہے۔ اور نفع، نقصان میں شرکت کی تفصیل یہ ہے کہ کام کرنے والے کو اس تجارت میں یا تو نفع ہوگا، یا نقصان، یا نہ نفع ہوگا نہ نقصان۔

اگر نفع ہو تو اس منافع کو طے شدہ حصوں کے مطابق تقسیم کرلیا جائے، اگر نقصان ہوا تو یہ نقصان اصل سرمائے کا شمار ہوگا، کام کرنے والے کو اس نقصان کا حصہ ادا نہیں کرنا پڑے گا، مثلاً: پچاس ہزار کا سرمایہ تھا، تجارت میں گھاٹا پڑ گیا تو یوں سمجھیں گے کہ اب سرمایہ

چالیس ہزار رہ گیا۔ اب اگر دونوں اس معاملے کو ختم کردینا چاہتے ہیں تو صاحبِ مال کام کرنے والے سے دس ہزار میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا، البتہ اگر آئندہ بھی اس معاملے کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو آئندہ جو منافع ہوگا پہلے اس سے اصل سرمائے کو پورا کیا جائے گا، اور جب سرمایہ پورا پچاس ہزار ہوجائے گا تو اب جو زائد منافع ہوگا اس کو طے شدہ حصے کے مطابق دونوں فریق تقسیم کرلیں گے۔

اور اگر کام کرنے والے کو نفع ہوا، نہ نقصان، تو کام کرنے والے کی محنت گئی اور صاحبِ مال کا منافع گیا۔

## تجارت کے لئے رقم دے کر ایک طے شدہ منافع وصول کرنا

س…… زید کو تجارت کے لئے رقم کی ضرورت ہے، وہ بکر سے اس شرط پر رقم لیتا ہے کہ زید ہر ماہ ایک طے شدہ رقم بکر کو دیتا رہے گا، جس کو منافع کا نام دیا جاتا ہے اور زید یہ کام صرف اس لئے کرتا ہے کہ وہ حساب کتاب رکھنے سے محفوظ رہے، بس بکر کو ایک طے شدہ رقم دیتا رہے، شرعاً اس کی کیا صورت ہوگی؟

ج…… جو صورت آپ نے لکھی ہے تو یہ صریح سود ہے، جائز اور صحیح صورت یہ ہے کہ زید، بکر کے سرمائے سے تجارت کرے، اس میں جو منافع ہو اس منافع کو طے شدہ حصے کے مطابق تقسیم کرلیا جائے۔ مثلاً: دونوں کا حصہ منافع میں برابر ہوگا، یا ایک کا چالیس فیصد اور دُوسرے کا ساٹھ فیصد ہوگا۔

## پیسہ لگانے والے کے لئے نفع کا حصہ مقرّر کرنا جائز ہے

س…… میرے ایک دوست نے ایک شخص کو کاروبار کے لئے روپے دیئے ہیں، اس روپے سے جس قدر اس کو منافع ملتا ہے اس میں سے وہ چوتھا حصہ میرے دوست کو ہر ماہ دیتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نفع میرے دوست کے لئے جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ اس نے صرف سرمایہ لگایا ہے اور اس کام کے سلسلے میں کوئی محنت نہیں کرتا ہے۔

ج…… اگر وہ شخص اس روپے سے کوئی جائز کاروبار کرتا ہے، تو آپ کے دوست کے لئے منافع جائز ہے۔

### شراکت کے لئے لی ہوئی رقم اگر ضائع ہوجائے تو کیا کرے؟

س……عرض یہ ہے کہ میں نے کچھ رقم بیوپار کے لئے کسی آدمی سے لی تھی، اس آدمی کو چوتھا حصہ (منافع) دیتا تھا، اور تین حصے خود رکھتا تھا، ایک دن کیا ہوا کہ وہ رقم (منافع کی نہیں) اصل میری بیوی کے ہاتھوں جل گئی۔ اب آپ سے التماس ہے کہ بتائیں کیا اس آدمی کو کل رقم اصل ہی لوٹاؤں یا اس رقم پر منافع کا چوتھا حصہ بھی لوٹاؤں؟ جو میں اسے ہر ماہ دیا کرتا تھا، برائے مہربانی اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں۔

ج……آپ کما کر پہلے اس کی اصل رقم پوری کردیں، جب اصل رقم پوری ہوجائے اور منافع بچنے لگے تو منافع کو طے شدہ شرح کے مطابق تقسیم کریں۔

# مکان، زمین، دُکان اور دُوسری چیزیں کرایہ پر دینا

### زمین بٹائی پر دینا جائز ہے

س……زمین داری یا بٹائی پر زمین کے خلاف اب تک جو شرعی دلائل سامنے آئے ہیں ان میں ایک دلیل یہ ہے کہ چونکہ یہ معاملہ سود سے ملتا جلتا ہے، جس طرح سودی کاروبار میں رقم دینے والا فریق بغیر کسی محنت کے متعین حصے کا حق دار رہتا ہے، اور نقصان میں شریک نہیں ہوتا، اسی طرح کاشت کے لئے زمین دینے والا جسمانی محنت کے بغیر متعین حصے (آدھا، تہائی) کا حق دار بنتا ہے اور نقصان سے اس کا کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ معاملہ "سود" کے ضمن میں آجاتا ہے۔ کاشتکاری میں مالک کی زمین بالکل محفوظ ہوتی ہے، پھر وہ جب چاہے کاشت کار سے زمین لے سکتا ہے۔ زمین میں کاشت کی وجہ سے زمین کی قیمت، زرخیزی اور صلاحیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، جس قباحت کی وجہ سے سود ناجائز ہے، یہی قباحت بٹائی میں بھی موجود ہے۔ مندرجہ بالا دلیل میرے خیال میں مکان کرائے پر دینے پر بھی صادق آتی ہے، کیونکہ مالکِ مکان بغیر کسی محنت کے

متعین کرایہ وصول کرتا ہے اور ملکیت بھی محفوظ رہتی ہے۔

ج…… زمین کو ٹھیکے پر دینا اور مکان کا کرایہ لینا تو سب ائمہ کے نزدیک جائز ہے، زمین بٹائی پر دینے میں اختلاف ہے، مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ بٹائی جائز ہے، اس کو ''سود'' پر قیاس کرنا غلط ہے، البتہ ''مضاربت'' پر قیاس کرنا صحیح ہے، اور مضاربت جائز ہے۔

## مزارعت جائز ہے

س…… اسلام میں مزارعت جائز ہے یا ناجائز ہے؟ ترمذی، ابنِ ماجہ، نسائی، ابوداوٴد، مسلم اور بخاری کی بہت ساری احادیث سے پتا چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کو سودی کاروبار قرار دیا ہے، مثلاً: رافع بن خدیج کے صاحبزادے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لئے فائدہ مند تھا، مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ہے (ابوداوٴد)۔

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک کھیت کے پاس سے ہوا، آپؐ نے پوچھا: یہ کس کی کھیتی ہے؟ عرض کیا: میری کھیتی ہے، تخم اور عمل میرا ہے اور زمین دُوسرے مالک کی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے سودی معاملہ طے کیا ہے (ابوداوٴد)۔

ج…… شریعت میں مزارعت جائز ہے، احادیثِ مبارکہ میں اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے اس کا جواز ثابت ہے۔ جن احادیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ایسی مزارعت پر محمول ہیں جن میں غلط شرائط لگادی گئی ہوں۔

نوٹ:…… بٹائی یا مزارعت سے متعلق تمام مشہور احادیث کی تفسیر اگلے سوال کے جواب میں ملاحظہ فرمالی جائے۔

## بٹائی کے متعلق حدیثِ مخابرہ کی تحقیق

س…… کیا حدیثِ مخابرہ میں بٹائی کی ممانعت آئی ہے؟ جیسا کہ ''بینات'' کے ایک مضمون سے واضح ہوتا ہے۔

ج…… ''بینات'' بابت ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ (فروری ۱۹۷۰ء) میں محترم مولانا محمد طاسین

صاحب زید مجدہم نے ''رِبا'' کے بہتر۷۲ اَبواب پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اسی طرح مزارعت کو بھی ایک حدیث میں ورباء سے تعبیر کیا گیا ہے، اور دُوسری حدیث میں اس کو نہ چھوڑنے والوں کو ویسی ہی دھمکی دی گئی ہے جو قرآن میں ''رِبا'' سے باز نہ آنے والوں کو دی گئی ہے:

''عن رافع بن خديج رضى الله عنه أنه زرع أرضًا فمرّ به النبى صلى الله عليه وسلم وهو يسقيها فسأله: لمن الزرع؟ ولمن الأرض؟ فقال: زرعى وببذرى وعملى لى الشطر ولبنى فلان الشطر. فقال: أربيتما، فرد الأرض علىٰ أهلها وخذ نفقتك.''

(ابوداوٗد ج:۲ ص:۱۲۷، طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ:...... ''حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کھیتی کاشت کی، وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، جبکہ وہ اس کو پانی دے رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: یہ کس کی کھیتی ہے اور کس کی زمین ہے؟ میں نے جواب دیا: کھیتی میرے بیج اور عمل کا نتیجہ ہے، اور آدھی پیداوار میری اور آدھی بنی فلاں کی ہوگی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے رِبا اور سود کا معاملہ کیا، زمین اس کے مالکوں کو واپس کردو اور اپنا خرچ ان سے لے لو۔''

''عن جابر بن عبدالله رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من لم يذر المخابرة فليؤذن بحرب من الله ورسوله.''

(ابوداوٗد ج:۲ ص:۱۲۷، طبع ایچ ایم سعید)


فہرست

ترجمہ:......''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص ''مخابرہ'' کو نہ چھوڑے، اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔''

یہ دونوں روایتیں چونکہ مولانا محترم کے مضمون میں محض بر سبیل تذکرہ آگئی ہیں، اس لئے ان کے مالہٗ وما علیہ سے بحث نہیں کی گئی۔ اس سے عام آدمی کو یہ غلط فہمی ہوسکتی ہے کہ اسلام میں ''مزارعت''(۱) مطلقاً ''رِبا'' کا حکم رکھتی ہے، اور جو لوگ یہ معاملہ کرتے ہیں ان کے خلاف خدا اور رسولؐ کی جانب سے اعلانِ جنگ ہے۔ لیکن اہلِ علم کو معلوم ہے کہ ''مزارعت'' اسلام میں مطلقاً ممنوع نہیں۔

مولانا کی تحریر کی وضاحت کے لئے تو اتنا اجمال بھی کافی ہے کہ مزارعت کی بعض صورتیں ناجائز ہیں، ان احادیث میں ان ہی سے ممانعت فرمائی گئی ہے، اور ان پر ''رِبا'' (سود) کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف اس اطلاق کی توجیہ کرنا چاہتے ہیں کہ: ''رِبا'' کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں قباحت و بُرائی کے اعتبار سے فرق و تفاوت ہے۔ احادیث میں بعض ایسے معاشی معاملات کو جن میں ''رِبا'' سے ایک گونہ مشابہت و مماثلت پائی جاتی تھی ''رِبا'' سے تعبیر کیا گیا ہے، اسی طرح مزارعت (کی ناجائز صورتوں) کو بھی ''رِبا'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن بعض ملاحدہ نے ان کو غلط محمل پر محمول کیا ہے، اس بنا پر ضروری ہوا کہ اس اجمال کی تفصیل بیان کی جائے اور ان روایتوں کا صحیح محمل بیان کیا جائے۔

---

(۱) عربی میں ''مزارعت'' اور ''مخابرۃ'' ہم معنی ہیں، بعض حضرات نے یہ فرق کیا ہے کہ بیج زمین کے مالک کی جانب سے ہو تو ''مزارعت'' ہے، اور اگر بیج کسان کی جانب سے ہو تو یہ ''مخابرۃ'' ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والمزارعة أن تكون الأرض البذر لواحد، والعمل والبقر من الآخر، والمخابرة أن تكون الأرض لواحد، والبذر والبقر والعمل من الآخر، ونوع آخر أن يكون العمل من أحدهما والباقي من الآخر." (حجۃ اللہ البالغہ ج:۲ ص:۱۱۷)

ایک شخص جو اپنی زمین خود کاشت نہیں کرسکتا، یا نہیں کرتا، وہ اسے کاشت کے لئے کسی دُوسرے کے حوالے کردیتا ہے، اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:

اوّل:...... یہ کہ وہ اسے ٹھیکے پر اُٹھادے اور اس کا معاوضہ زَرِنقد کی صورت میں وصول کرے۔ اسے عربی میں "کراء الأرض" کہا جاتا ہے، فقہاء اسے اِجارات کے ذیل میں لاتے ہیں اور یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

دوم:...... یہ کہ مالک، زَرِنقد وصول نہ کرے، بلکہ پیداوار کا حصہ مقرّر کرلے، اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

ا:...... یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعے کی پیداوار اپنے لئے مخصوص کرلے، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے اور احادیثِ مخابرہ میں اسی صورت کی ممانعت ہے، جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

۲:...... یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعے کی پیداوار اپنے لئے مخصوص نہ کرے، بلکہ یہ طے کیا جائے کہ کل پیداوار کا اتنا حصہ مالک کو ملے گا اور اتنا حصہ کاشتکار کو (مثلاً: نصف، نصف)۔

یہ صورت مخصوص شرائط کے ساتھ جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کے نزدیک جائز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے عمل سے ثابت ہے، چنانچہ:

"عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: عامل النبی صلی الله علیه وسلم خیبر بشطر ما یخرج منها من ثمر أو زرع."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۳، صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۴، جامع ترمذی ص:۱۶۶، ابوداؤد ص:۴۸۴، ابنِ ماجہ ص:۱۷۷، طحاوی ج:۲ ص:۲۸۸)

الف:...... "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے یہ معاملہ طے کیا تھا کہ زمین (وہ کاشت کریں گے اور اس) سے جو پھل یا غلہ

حاصل ہوگا اس کا نصف ہم لیا کریں گے۔“

”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: أعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر بالشطر ثم أرسل ابن رواحة فقاسمهم.“ (طحاوی ج:۲ ص:۲۸۸، ابوداوٴد ص:۴۸۴)

ب:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین نصف پیداوار پر اُٹھادی تھی، پھر عبداللہ بن رواحہؓ کو بٹائی کے لئے بھیجا کرتے تھے۔“

ج:...... ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کی زمین اللہ تعالیٰ نے ”فیٴ“ کے طور پر دی تھی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (یہودِ خیبر) کو حسبِ سابق بحال رکھا اور پیداوار اپنے لئے اور ان کے لئے نصف رکھی، اور عبداللہ بن رواحہؓ کو اس کی تقسیم پر مأمور فرمایا تھا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ بن یمان، سعد بن ابی وقاص، ابنِ عمر، ابنِ عباس جیسے اکابر صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مزارعت کا معاملہ ثابت ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری دور تک مزارعت پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد مروی ہے:

”كنا لا نرى بالخبر بأسًا حتّٰى كان عام أول فزعم رافع أن نبى الله صلى الله عليه وسلم نفى عنه.“

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۲)

ترجمہ:...... ”ہم مزارعت میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، اب یہ پہلا سال ہے کہ رافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم


فہرست

نے اس سے منع فرمایا ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے:

”کان ابن عمر رضی الله عنهما یکری مزارعه علٰی عهد النبی صلی الله علیه وسلم، وأبی بکر، وعمر، وعثمان، وصدرًا من امارة معاویة ثم حدِّث عن رافع بن خدیج أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن کراء المزارع.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۵)

ترجمہ:......”حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں۔ پھر انہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر اُٹھانے سے منع کیا ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے:

”عن طاؤس عن معاذ بن جبل: أکری الأرض علٰی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وأبی بکر وعمر وعثمان علی الثلث والربع فهو یعمل به الٰی یومک هٰذا.“ (ابنِ ماجہ ص:۱۷۷)

ترجمہ:......”حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد تک میں زمین بٹائی پر دی تھی، پس آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ یمن سے متعلق ہے، آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے انہیں قاضی کی حیثیت سے یمن بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگ مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حلال و حرام کا سب سے بڑا عالم'' فرمایا تھا، اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی مزارعت کا معاملہ کیا۔ حضرت طاؤسؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ (حضرت معاذ بن جبلؓ) نے یمن کی اراضی میں جو طریقہ جاری کیا تھا، آج تک اسی پر عمل ہے۔

اس باب کی تمام روایات و آثار کا استیعاب مقصود نہیں، نہ یہ ممکن ہے، بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ دورِ نبوّت اور خلافتِ راشدہ کے دور میں اکابر صحابہؓ کا اس پر عمل تھا اور مزارعت کے عدمِ جواز کا سوال کم از کم اس دور میں نہیں اُٹھا تھا، جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مزارعت کی اجازت ہے اور احادیثِ ''مخابرہ'' میں جس مزارعت سے ممانعت فرمائی گئی ہے اس سے مزارعت کی وہ شکلیں مراد ہیں جو دورِ جاہلیت سے چلی آتی تھیں۔

بعض دفعہ ایک بات کسی خاص موقع پر مخصوص انداز اور خاص سیاق میں کہی جاتی ہے، جو لوگ اس موقع پر حاضر ہوں اور جن کے سامنے وہ پورا واقعہ ہو، جس میں وہ بات کہی گئی تھی، انہیں اس کے مفہوم کے سمجھنے میں دِقت پیش نہیں آئے گی، مگر وہی بات جب کسی ایسے شخص سے بیان کی جائے جس کے سامنے نہ وہ واقعہ ہوا ہے جس میں یہ بات کہی گئی تھی، نہ وہ متکلم کے اندازِ تخاطب کو جانتا ہے، نہ اس کے لب و لہجے سے واقف ہے، نہ کلام کے سیاق کی اسے خبر ہے، اگر وہ اس کلام کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھ پائے تو محلِ تعجب نہیں: ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' یہی وجہ ہے کہ آیات کے اَسبابِ نزول کو علمِ تفسیر کا اہم شعبہ قرار دیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

**''والذی لا اله غیره! ما نزلت من اٰیة من کتاب الله الا وأنا أعلم فیمن نزل وأین نزلت، ولو أعلم مکان أحد أعلم بکتاب الله منی تناله المطایا لأتیته.''**

(الاتقان، النوع الثامن)

ترجمہ:...... ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں!


فہرست

کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے کسی ایسے شخص کا علم ہوتا جو مجھ سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم ہو اور وہاں سواری جاسکتی تو میں اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔“

اسی قسم کا ایک ارشاد حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا بھی نقل کیا گیا ہے، وہ فرمایا کرتے تھے:

”واللہ! ما نزلت اٰیة الا وقد علمت فیم أنزلت وأین أنزلت ان ربی وھب لی قلبًا عقولًا ولسانًا سؤلًا۔“

(الاتقان، النوع الثمانون)

ترجمہ:...... ”بخدا! جو آیت بھی نازل ہوئی، مجھے معلوم ہے کہ کس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ میرے رَبّ نے مجھے بہت سمجھنے والا دِل، اور بہت پوچھنے والی زبان عطا کی ہے۔“

اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے: ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ“ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے جہاں قرآن مجید کے ایک ایک شوشے کو محفوظ رکھا، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے ایک ایک گوشے کی بھی حفاظت فرمائی، ورنہ خدا جانے ہم قرآن پڑھ پڑھ کر کیا کیا نظریات تراشا کرتے...! اور یہی وجہ ہے کہ تمام ائمہ مجتہدینؒ کے ہاں یہ اُصول تسلیم کیا گیا کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھیک مفہوم سمجھنے کے لئے یہ دیکھنا ہوگا کہ اکابر صحابہؓ نے اس پر کیسے عمل کیا اور خلافتِ راشدہ کے دور میں اس کے کیا معنی سمجھے گئے۔

یہ اکابر صحابہؓ جو مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کی ممانعت ان کے لئے صرف شنیدہ نہیں تھی، دیدہ تھی۔ وہ یہ جانتے تھے کہ مزارعت کی کون سی قسمیں زمانۂ جاہلیت سے رائج تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ممنوع قرار دیا۔ اور مزارعت کی کون سی صورتیں باہمی شقاق وجدال کی باعث ہوسکتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح



فہرست

فرمائی۔ مزارعت کی جائز وناجائز صورتوں کو وہ گویا اسی طرح جانتے تھے جس طرح وضو کے فرائض وسنن سے واقف تھے۔ ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو مزارعت کے کسی ناجائز معاملے پر عمل پیرا ہو، ظاہر ہے کہ اس صورت میں کسی نکیر کا سوال کب ہوسکتا تھا؟ یہ صورتِ حال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک قائم رہی۔ مزارعت کے جواز وعدمِ جواز کا مسئلہ پوری طرح بدیہی اور روشن تھا، اور اس نے کوئی غیرمعمولی نوعیت اختیار نہیں کی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کے بعد کچھ حالات ایسے پیش آئے جن سے یہ مسئلہ بدیہی کے بجائے نظری بن گیا، اور بحث وتمحیص کی ایک صورت پیدا ہوگئی۔ غالباً بعض لوگوں نے مسئلہ مزارعت کی نزاکتوں کو پوری طرح ملحوظ نہ رکھا اور مزارعت کی بعض ایسی صورتیں وقوع میں آنے لگیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، اس پر صحابہ کرامؓ نے نکیر فرمائی اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث بیان فرمادیں۔

"نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ."

"نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ."

"نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ."

ترجمہ:...... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مزارعت" سے منع فرمایا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مخابرت" سے منع فرمایا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔"

ادھر بعض لوگوں کو ان احادیث کا مفہوم سمجھنے میں دِقت پیش آئی، انہوں نے یہ سمجھا کہ ان احادیث کا مقصد ہر قسم کی مزارعت کی نفی کرنا ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ بحث ونظر کا موضوع بن گیا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جو افاضل صحابہ کرامؓ اس وقت موجود تھے، انہوں نے اس نزاع کا فیصلہ کس طرح فرمایا؟

حدیث کی کتابوں میں ممانعت کی روایتیں تین صحابہؓ سے مروی ہیں: رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ اور ثابت بن ضحاک، رضی اللہ عنہم۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت اگرچہ نہایت مختصر اور مجمل ہے، تاہم اس میں یہ تصریح ملتی ہے کہ زمین کو زَرِنقد پر اُٹھانے کی ممانعت نہیں ہے۔

"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المزارعة وأمر بالمؤاجرة، وقال: لا بأس بها."

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۴، طحاوی ج:۲ ص:۲۱۳، میں صرف پہلا جملہ ہے)

ترجمہ:...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا اور زَرِنقد پر زمین دینے کا حکم فرمایا، اور فرمایا: اس کا مضائقہ نہیں۔"

حضرت جابر اور حضرت رافع رضی اللہ عنہما کی روایات میں خاصا تنوّع پایا جاتا ہے، جس سے ان کا صحیح مطلب سمجھنے میں اُلجھنیں پیدا ہوئی ہیں، تاہم مجموعی طور پر دیکھئے تو ان کی کئی قسمیں ہیں، اور ہر قسم کا الگ الگ محل ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی روایات کے بارے میں یہاں "خاصے تنوّع" کا جو لفظ استعمال ہوا ہے، حضراتِ محدثین اسے "اِضطراب" سے تعبیر کرتے ہیں۔

اِمام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حديث رافع حديث فيه اضطراب، يروى هٰذا الحديث عن رافع بن خديج عن عمومته، ويروى عنه عن ظهير بن رافع، وهو أحد عمومته، وقد روى هٰذا الحديث عنه علٰى روايات مختلفة."

(جامع ترمذی ج:۱ ص:۱۶۶)


فہرست

اِمام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأما حديث رافع بن خديج رضى الله عنه فقد جاء بألفاظ مختلفة اضطرب من أجلها."

(شرح معانی الآثار ج:۲ ص:۲۸۵، کتاب المزرعۃ والمساقاۃ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقد اختلف الرواة فى حديث رافع بن خديج اختلافًا فاحشًا." (حجۃ اللہ البالغہ ج:۲ ص:۱۱۷)

اوّل:...... بعض روایات میں ممانعت کا مصداق مزارعت کا وہ جاہلی تصوّر ہے جس میں یہ طے کرلیا جاتا تھا کہ زمین کے فلاں عمدہ اور زرخیز ٹکڑے کی پیداوار مالک کی ہوگی اور فلاں حصے کی پیداوار کاشتکار کی ہوگی، اس میں چند در چند قباحتیں جمع ہوگئی تھیں۔

اوّلاً:...... معاشی معاملات باہمی تعاون کے اُصول پر طے ہونے چاہئیں، اس کے برعکس یہ معاملہ سراسر ظلم واستحصال اور ایک فریق کی صریح حق تلفی پر مبنی تھا۔

ثانیاً:...... یہ شرط فاسد اور مقتضائے عقد کے خلاف تھی، کیونکہ جب کسان کی محنت تمام پیداوار میں یکساں صرف ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس کا حصہ تمام پیداوار میں سے دیا جائے۔

ثالثاً:...... یہ قمار کی ایک شکل تھی، آخر اس کی کیا ضمانت ہے کہ مالک یا کسان کے لئے جو قطعہ مخصوص کردیا گیا ہے، وہ بارآور بھی ہوگا؟

رابعاً:...... اس قسم کی غلط شرطوں کا نتیجہ عموماً نزاع وجدال کی شکل میں برآمد ہوتا ہے، ایسے جاہلی معاملے کو برداشت کرلینے کے معنی یہ تھے کہ اسلامی معاشرے کو ہمیشہ کے لئے جدال وقتال کی آماج گاہ بنادیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کے ہاں اکثر وبیشتر مزارعت کی یہی غلط صورت رائج تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح فرمائی، غلط معاملے سے منع فرمایا اور مزارعت کی صحیح صورت پر عمل کرکے دِکھایا۔ مندرجہ ذیل روایات اس پر روشنی ڈالتی ہیں:



فہرست

”عن رافع بن خديج حدّثنى عمّاى أنهم كانوا يكرُون الأرض علٰى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم بما ينبُت على الأربعاء أو بشىء يستثنيه صاحب الأرض فنهانا النبى صلى الله عليه وسلم عن ذٰلک، فقلت لرافع: فكيف هى بالدينار والدراهم؟ فقال رافع: ليس بها بأسٌ بالدينار والدراهم، وكأنّ الذى نُهى عن ذٰلک ما لو نظر فيه ذوُو الفهم بالحلال والحرام لم يجيزوه لما فيه من المخاطرة.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۵)

الف:...... ”رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے چچا بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ زمین مزارعت پر دیتے تو یہ شرط کرلیتے کہ نہر کے متصل کی پیداوار ہماری ہوگی، یا کوئی اور استثنائی شرط کرلیتے (مثلاً: اتنا غلہ ہم پہلے وصول کریں گے، پھر بٹائی ہوگی)، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت رافعؓ سے کہا: اگر زرِنقد کے عوض زمین دی جائے اس کا کیا حکم ہوگا؟ رافعؓ نے کہا: اس کا مضائقہ نہیں! لیثؒ کہتے ہیں: مزارعت کی جس شکل کی ممانعت فرمائی گئی تھی، اگر حلال وحرام کے فہم رکھنے والے غور کریں تو کبھی اسے جائز نہیں کہہ سکتے ہیں، کیونکہ اس میں معاوضہ ملنے نہ ملنے کا اندیشہ (مخاطرہ) تھا۔“

”حدثنى حنظلة بن قيس الأنصارى قال: سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذهب والورق، فقال: لا بأس به، انما كان الناس يؤاجرون علٰى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على

المأذيانات واقبال الجداول وأشياء من الزرع فيهلك هٰذا ويسلم هٰذا ويسلم هٰذا ويهلك هٰذا فلم يكن للناس كراء الا هٰذا فلذٰلك زجر عنه، وأما شيء معلوم مضمون فلا بأس به.'' (صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۳)

ب:...... ''حنظلہ بن قیس کہتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ: سونے چاندی (زرِنقد) کے عوض زمین ٹھیکے پر دی جائے، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں! دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ جو مزارعت کرتے تھے (اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا) اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ زمین دار، زمین کے ان قطعات کو جو نہر کے کناروں اور نالیوں کے سروں پر ہوتے تھے، اپنے لئے مخصوص کرلیتے تھے، اور پیداوار کا کچھ حصہ بھی طے کرلیتے، بسااوقات اس قطعے کی پیداوار ضائع ہوجاتی اور اس کی محفوظ رہتی، کبھی برعکس ہوجاتا۔ اس زمانے میں لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے منع کیا، لیکن اگر کسی معلوم اور قابلِ ضمانت چیز کے بدلے میں زمین دی جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔''

اس روایت میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ خاص طور پر توجہ طلب ہے:

''فلم يكن للناس كراء الا هٰذا.''

ترجمہ:...... ''لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا۔''

اور ان کی بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے:

ترجمہ:...... ''ان دنوں سونا چاندی نہیں تھے۔''

اس کا مطلب ...واللہ اعلم... یہی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب

مدینہ طیبہ تشریف لائے، ان دنوں زمین ٹھیکے پر دینے کا رواج تو قریب قریب عدم کے برابر تھا، مزارعت کی عام صورت بٹائی کی تھی، لیکن اس میں جاہلی قیود و شرائط کی آمیزش تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفسِ مزارعت کو نہیں بلکہ مزارعت کی اس جاہلی شکل کو ممنوع قرار دیا اور مزارعت کی صحیح صورت معین فرمائی۔ یہ صورت وہی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے معاملہ فرمایا، اور جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپؐ کے بعد اکابر صحابہؓ نے عمل کیا۔

”جابر بن عبدالله رضی الله عنه يقول: كنا في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم نأخذ الأرض بالثلث أو الربع بالمأذيانات فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذٰلک.“ (شرح معانی الآثار للطحاوی ج:۲ ص:۲۸۹)

ج:...... ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین لیا کرتے تھے نصف پیداوار پر، تہائی پیداوار پر، اور نہر کے کناروں کی پیداوار پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔“

د:...... ”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، شرط یہ ہوتی تھی کہ جو پیداوار گول (الساقیہ) پر ہوگی اور جو کنویں کے گرد و پیش پانی سے سیراب ہوگی، وہ ہم لیا کریں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی، اور فرمایا: سونے چاندی پر دیا کرو۔“

”عن نافع أن ابن عمر رضی الله عنه كان يكرى مزارعه علٰى عهد النبى صلى الله عليه وسلم وأبى بكر وعمر وعثمان وصدرًا من امارة معاوية ثم حدث عن رافع بن خديج: أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى

**عن كراء المزارع، فذهب ابن عمر الٰى رافع وذهبت معه فسأله، فقال: نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن كراء المزارع، فقال ابن عمر: قد علمت أنا كنا نكرى مزارعنا علٰى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم بما على الأربعاء شىء من التبن.»** (صحیح بخاری ج:۱ص:۳۱۵)

ترجمہ:......"حضرت نافع کہتے ہیں: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک بھی۔ پھر ان سے بیان کیا گیا کہ رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، حضرت ابنِ عمرؓ، حضرت رافعؓ کے پاس گئے، میں بھی ساتھ تھا، ان سے دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابنِ عمرؓ نے فرمایا: آپ کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ ہماری مزارعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس پیداوار کے عوض ہوا کرتی تھی جو نہروں پر ہوتی تھی اور کچھ گھاس کے عوض، (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے منع فرمایا تھا)۔"

حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان روایات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ مزارعت کی وہ جاہلی شکل کیا تھی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔

دوم:......نہی کی بعض روایات اس پر محمول ہیں کہ بعض اوقات زائد قیود و شرائط کی وجہ سے معاملہ کنندگان میں نزاع کی صورت پیدا ہو جاتی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ تم اس قسم کی مزارعت کے بجائے زرِ نقد


فہرست

پر زمین دیا کرو۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ مزارعت سے منع فرماتے ہیں، تو آپؓ نے افسوس کے لہجے میں فرمایا:

"یغفر الله لرافع بن خدیج، أنا والله أعلم بالحدیث منه، انما رجُلان -قال مسدد: من الأنصار ثم اتفقا - قد اقتتلا، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان کان هٰذا شأنکم فلا تکروا المزارع."

(ابوداؤد ص:۴۸۱ واللفظ لہٗ، ابنِ ماجہ ص:۱۷۷)

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ رافعؓ کی مغفرت فرمائے، بخدا! میں اس حدیث کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں۔"

قصہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے دو شخص آئے ان کے مابین مزارعت پر جھگڑا تھا، اور نوبت مرنے مارنے تک پہنچ گئی تھی، (قد اقتتلا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان کان هٰذا شأنکم فلا تکروا المزارع."

ترجمہ:...... "جب تمہاری حالت یہ ہے تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو۔"

رافعؓ نے بس اتنی بات سن لی: "تم مزارعت کا معاملہ نہ کیا کرو"۔

"عن سعد بن أبی وقاص رضی الله عنه قال: کان أصحاب المزارع یکرون فی زمان رسول الله صلی الله علیه وسلم مزارعهم بما یکون علی الساق من الزرع فجاءوا رسول الله صلی الله علیه وسلم فاختصموا فی بعض ذٰلک، فنهاهم رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یکروا بذٰلک وقال: اکروا بالذهب والفضة."

(نسائی ج:۲ ص:۱۵۳)

ترجمہ:...... ''سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمین دار اپنی زمین اس پیداوار کے عوض جونہروں پر ہوتی تھی، دیا کرتے تھے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مزارعت کے سلسلے میں جھگڑا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر مزارعت نہ کیا کرو، بلکہ سونے چاندی کے عوض دیا کرو۔''

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مقدمے کا فیصلہ فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کو فہمائش کی تھی کہ وہ آئندہ ''مزارعت'' کے بجائے زَرِنقد پر زمین لیا دیا کریں۔

سوم:...... احادیثِ نہی کا تیسرا محمل یہ تھا کہ بعض لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد زمین تھی اور بعض ایسے محتاج اور ضرورت مند تھے کہ وہ دُوسروں کی زمین مزارعت پر لیتے، اس کے باوجود ان کی ضرورت پوری نہ ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو، جن کے پاس اپنی ضرورت سے زائد اراضی تھی، ہدایت فرمائی تھی کہ وہ حسنِ معاشرت، مواسات، اسلامی اُخوّت اور بلنداخلاقی کا نمونہ پیش کریں اور اپنی زائد زمین اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے وقف کردیں، اس پر انہیں اللہ کی جانب سے جو اَجر و ثواب ملے گا، وہ اس معاوضے سے یقیناً بہتر ہوگا جو اپنی زمین کا وہ حاصل کرتے تھے۔

"عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم على أرض رجل من الأنصار قد عرف أنه محتاج، فقال: لمن هٰذه الأرض؟ قال: لفان أعطانيها بالأجر، فقال: لو منحها أخاه. فأتى رافع الأنصار، فقال: ان رسول الله نهاكم عن أمر كان لكم نافعًا وطاعة رسول الله أنفع لكم." (نسائی ج:۲ ص:۱۵۱)

ترجمہ:...... ''رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی زمین پر سے گزرے،

یہ صاحب محتاجی میں مشہور تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ زمین کس کی ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں شخص کی ہے، اس نے مجھے اُجرت پر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! وہ اپنے بھائی کو بلاعوض دیتا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ انصار کے پاس گئے، ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک ایسی چیز سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے نفع بخش تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل تمہارے لئے اس سے زیادہ نافع ہے۔“

**”عن جابر رضی اللہ عنہ: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من کانت لہ أرض فلیھبھا أو لیعرھا.“**

ترجمہ:...... ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کے پاس زمین ہو، اسے چاہئے کہ وہ کسی کو ہبہ کردے یا عاریۃً دے دے۔“

**”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لأن یمنح أحدکم أخاہ أرضہ خیر لہ من أن یأخذ علیھا کذا و کذا.“**

ترجمہ:...... ”ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: البتہ یہ بات کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین کاشت کے لئے بلاعوض دے دے اس سے بہتر ہے کہ اس پر اتنا اتنا معاوضہ وصول کرے۔“

یعنی ہم نے مانا کہ زمین تمہاری ملکیت ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ قانون کی کوئی قوّت تمہیں ان کی مزارعت سے نہیں روک سکتی، لیکن کیا اسلامی اُخوّت کا تقاضا یہی ہے کہ تمہارا بھائی بھوکوں مرتا رہے، اس کے بچے سسکتے رہیں، وہ بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم رہے، لیکن تم اپنی ضرورت سے زائد زمین جسے تم خود کاشت نہیں کرسکتے، وہ بھی اسے معاوضہ لئے

بغیر دینے کے لئے تیار نہ ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان بھائی کی ضرورت پورا کرنے پر حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے کتنا اجر و ثواب ملتا ہے؟ یہ چند ٹکے جو تم زمین کے عوض قبول کرتے ہو، کیا اس اَجر و ثواب کا مقابلہ کرسکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ مہاجرینؓ کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کے بعد حضراتِ انصارؓ نے ''اسلامی مہمانوں'' کی معاشی کفالت کا بارِگراں جس خندہ پیشانی سے اُٹھایا، اِیثار و مروّت، ہمدردی و غم خواری اور اُخوّت و مواسات کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا، ''نھی عن کراء الأرض'' کی احادیث بھی اسی سنہری معاشی کفالت کا ایک باب ہے۔

اِمام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث پر یہ باب قائم کرکے اسی طرف اشارہ کیا ہے:

''باب ما کان أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یواسی بعضھم بعضًا فی الزراعۃ والثمرۃ.''

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۵)

ذرا تصوّر کیجئے! ایک چھوٹا سا قصبہ (المدینہ) اس میں انصارؓ کی کل آبادی ہی کتنی تھی؟ ان کا ذریعۂ معاش کیا تھا؟ لے دے کر یہی زمینیں! جو اسلام سے پہلے خود ان کی اپنی ضروریات کے لئے بھی بصد مشکل کفالت کرتی ہوں گی، ان کی جاں نثاری و بلند ہمتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ عہد کرلیا تھا کہ ہم اپنی اور اپنے بال بچوں کی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی کفالت کریں گے۔ انہوں یہ عہد جس طرح نبھایا وہ سب کو معلوم ہے (رضی اللہ عنھم وارضاھم وجزاھم عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء) اطراف و اکناف سے کھنچ کھنچ کر قافلوں کے قافلے یہاں جمع ہو رہے تھے اور حضراتِ انصارؓ ''أھلًا وسھلًا ومرحبًا'' کہہ کر ان کا استقبال فرما رہے تھے۔ کون اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ چھوٹی سی بستی اور اس کے یہ چند گنے چنے ''انصار الاسلام'' کتنے معاشی بوجھ کے نیچے دَب گئے ہوں گے، لیکن صد آفرین ان وفا کیش فدائیوں کو! کہ ایک لمحے کے لئے انہوں نے اس بوجھ سے اُکتاہٹ کا احساس تک نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے مہمانوں کی خاطر اپنا سب کچھ پیش کردیا، گویا ان کا اپنا کچھ نہیں تھا، جو کچھ تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، اور ان کی حیثیت محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارندوں کی تھی۔ سوچنا چاہئے کہ ان حالات میں ''انصار الاسلام'' کو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں: ''جس کے پاس زمین ہو وہ اپنے بھائی کو ہبہ کردے یا اسے عاریۃً دے دے'' کیا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اسلام میں مزارعت کا باب ہی سرے سے مفقود ہے؟ ان احادیث کو مدینہ طیبہ کے معاشی دباؤ اور حضرات انصارؓ کی ''کفالتِ اسلامیہ'' کے پسِ منظر میں پڑھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ ان کا منشا یہ نہیں کہ اسلام میں مزارعت ناجائز ہے، (اگر ایسا ہوتا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہؓ یہ معاملہ کیوں کرتے؟) بلکہ ان کا منشا یہ ہے کہ بقول سعدیؒ:

ہر چہ درویشاں را است وقف محتاجاں است

آپ اپنی ضرورت پوری کیجئے اور زائد اَز ضرورت کو ضرورت مندوں کے لئے حسبۃً للہ وقف کردیجئے، یہ تھے احادیثِ نہی کے تین محمل، جس کی وضاحت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمائی، اور جن کا خلاصہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یہ ہے:

''وكان وجوه التابعين يتعاملون بالمزارعة، ويدل على الجواز حديث معاملة أهل خيبر وأحاديث النهى عنها محمولة على الاجارة بما على المأذيانات أو قطعة معينة، وهو قول رافع رضى الله عنه، أو على التنزيه والارشاد، وهو قول ابن عباس رضى الله عنهما، أو على مصلحة خاصة بذٰلك الوقت من جهة كثرة مناقشتهم فى هٰذه المعاملة حيئنذ، وهو قول زيد رضى الله عنه، والله أعلم!'' (حجۃ اللہ البالغہ ج:۲ ص:۱۱۷)

ترجمہ:...... ''(صحابہؓ کے بعد) اکابر تابعینؒ مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کے جواز کی دلیل اہلِ خیبر سے معاملے کی

حدیث ہے، اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث یا تو ایسی مزارعت پر محمول ہیں جس میں نہروں کے کناروں (مأذیانات) کی پیداوار یا کسی معین قطعے کی پیداوار طے کرلی جائے، جیسا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا تنزیہ وارشاد پر، جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، یا اس پر محمول ہیں کہ مزارعت کی وجہ سے بکثرت مناقشات پیدا ہوگئے تھے، اس مصلحت کی بنا پر اس سے روک دیا گیا، جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، واللہ اعلم!''

قریب قریب یہی تحقیق حافظ ابنِ جوزیؒ نے ''التحقیق'' میں، اور اِمام خطابیؒ نے ''معالم السنن'' میں کی ہے، مگر اس مقام پر حافظ تورپشتی شارح مصابیح (رحمہ اللہ) کا کلام بہت نفیس ومتین ہے، وہ فرماتے ہیں:

''مزارعت کی احادیث جو مؤلف (صاحبِ مصابیح) نے ذکر کی ہیں اور جو دُوسری کتبِ حدیث میں موجود ہیں، بظاہر ان میں تعارض واختلاف ہے، ان کی جمع وتطبیق میں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نہیٔ مزارعت کے باب میں کئی حدیثیں سنی تھیں جن کے محمل الگ الگ تھے، انہوں نے ان سب کو ملاکر روایت کیا، یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے''، کبھی کہتے ہیں: ''میرے چچاؤں نے مجھ سے بیان کیا''، کبھی کہتے ہیں: ''میرے دو چچاؤں نے مجھے خبر دی'' بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ غلط شرائط لگالیتے تھے اور نامعلوم اُجرت پر معاملہ کرتے تھے، چنانچہ اس کی ممانعت کردی گئی۔ بعض کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی اُجرت میں ان کا جھگڑا ہوجاتا تاآنکہ نوبت لڑائی تک پہنچ جاتی۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اگر تمہاری یہ حالت ہے

تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو‘ یہ بات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ مسلمان اپنے بھائی سے زمین کی اُجرت لے، کبھی ایسا ہوگا کہ آسمان سے برسات نہیں ہوگی، کبھی زمین کی روئیدگی میں خلل ہوگا، اندریں صورت اس بے چارے کا مال ناحق جاتا رہے گا، اس سے مسلمانوں میں باہمی نفرت و بغض کی فضا پیدا ہوگی، یہ مضمون حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ: ”جس کی زمین ہو، وہ خود کاشت کرے یا کسی بھائی کو کاشت کے لئے دے دے“ تاہم یہ بطور قانون نہیں بلکہ مروّت و مواسات کے طور پر ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کا سبب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشتکاری پر فریفتہ ہونے، اس کی حرص کرنے اور ہمہ تن اسی کے ہو رہنے کو ان کے لئے پسند نہیں فرمایا، کیونکہ اس صورت میں وہ جہاد فی سبیل اللہ سے بیٹھ رہتے، جس کے نتیجے میں ان سے غنیمت و فیٔ کا حصہ فوت ہوجاتا (آخرت کا خسارہ مزید برآں رہا) اس کی دلیل ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

(اشارة الٰی ما رواه البخاری من حدیث أبی أُمامة رضی الله عنه: لا یدخل هٰذا بیتا الا دخله الذل)۔“

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں مزارعت نہ مطلقاً جائز ہے، نہ مطلقاً ممنوع، بلکہ اس بات کی تمام احادیث کا مجموعی مفاد ”کج دارومریز“ کی تلقین ہے، حضراتِ فقہائے اُمت نے اس باب کی نزاکتوں کو پوری طرح سمجھا، چنانچہ تمام فقہی مسالک میں ”کج دارومریز“ کی دقیق رعایت نظر آئے گی، اور یہ بحث و تحقیق کا ایک الگ موضوع ہے، والله ولی البدایة والنهایة!

## مکان کرایہ پر دینا جائز ہے

س...... کرایہ جو جائیداد وغیرہ سے ملتا ہے کیا سود ہے؟ ہمارے ایک بزرگ جو دِین کی کافی سمجھ رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ: ''سود مقرّر ہوتا ہے، اور اس میں فائدے کی شکل بھی ہوتی ہے، نقصان کا پہلو نہیں ہوتا، اور یہی صورت کرائے آمدنی کی ہے'' معلوم ہوا ہے، اگرچہ میں نے خود نہیں پڑھا ہے کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بھی جائیداد کے کرایہ کو ''سود'' قرار دیا ہے۔

ج...... اگر جائیداد سے مراد زمین، مکان، دُکان وغیرہ ہے تو ان چیزوں کو کرایہ پر دینے کی حدیث میں اجازت آئی ہے، اس لئے اس کو ''سود'' سمجھنا اور کہنا غلط ہے۔

## زمین اور مکان کے کرایہ کے جواز پر علمی بحث

س...... روزنامہ ''جنگ'' میں ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ زمین بٹائی پر دینا اور مکان کا کرایہ لینا ''سود'' ہے۔ یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... روزنامہ ''جنگ'' ۱۳رنومبر ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں جناب رفیع اللہ شہاب صاحب کا ایک مضمون ''سود کی مصطفوی تشریح'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے احادیث کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ: ''اسلام زمین کو بٹائی پر دینے اور مکان کرائے پر چڑھانے کو سود قرار دیتا ہے'' چونکہ اس سلسلے میں بہت سے سوالات آرہے ہیں، اس لئے بعض اکابر نے حکم دیا کہ ان مسائل کی وضاحت کردی جائے تو مناسب ہوگا کہ قارئین کے لئے موصوف کی تحریر پوری نقل کردی جائے تاکہ موصوف کے مدعا اور ان مسائل کی وضاحت کے سمجھنے میں کوئی اُلجھن نہ رہے۔

موصوف لکھتے ہیں:

''ملکِ عزیز میں نظامِ مصطفیٰ کی طرف پیش قدمی جاری ہے، لیکن اس مقصد کے لئے جس قدر ہوم ورک کی ضرورت ہے

ہمارے اہلِ علم اس کی طرف پوری توجہ نہیں دے رہے بلکہ اہم ترین معاملات تک میں محض سنی سنائی باتوں پر اکتفا کی جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال ''سود'' ہے جو اسلام میں سب سے سنگین جرم ہے۔ اس جرم کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ حکیم نے کسی انسانی جان کے قتل کرنے کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے، لیکن سود کو اس سے بھی زیادہ سنگین جرم قرار دیتے ہوئے اسے اللہ اور رسول سے لڑائی قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم اسلام کے سب سے سنگین جرم کے بارے میں ابھی تک غفلت سے کام لے رہے ہیں۔

عام طور پر ہمارے ہاں بینک سے ملنے والے منافع کو سود سمجھا جاتا ہے اور اس کے علاوہ جتنے معاملات بھی اس سنگین جرم کی تعریف میں آتے ہیں، ان سے پہلوتہی کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام (جو نظامِ مصطفیٰ کی ضد ہے) نے اسلامی ممالک میں اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ جب سود کے اَحکامات نازل ہوئے تھے اس وقت بینک نام کی کوئی چیز نہ تھی، احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ان اَحکامات کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاروباری مقامات پر تشریف لے گئے اور مختلف قسم کے کاروبار کی تفصیلات دریافت کیں، اور ایسے تمام معاملات کہ جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا، مثلاً: آڑھت کا کاروبار، اسے آپ نے سود قرار دیا۔ (نیل الاوطار ج:۵ ص:۱۷۴)

تفسیر مواہب الرحمٰن کے صفحہ:۱۲۱ پر درج ہے کہ:

اسی سلسلے میں آپؐ کھیتوں میں بھی گئے تو وہاں حضرت رافع بن خدیج (جو ایک کھیت کا کاشت کر رہے تھے) سے ان کی


فہرست

ملاقات ہوئی، آپؐ نے کھیتی باڑی کی تفصیلات پوچھیں، تو انہوں نے بتایا کہ زمین فلاں شخص کی ہے اور وہ اس میں کام کر رہے ہیں، جب فصل ہوگی تو دونوں فریق برابر بانٹ لیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: تم سودی کاروبار کر رہے ہو، اس لئے اسے ترک کر کے اتنی محنت کا معاوضہ لے لو۔ (سنن ابی داوٗد، کتاب البیوع، باب المخابرہ، ج:۲)

ایک دُوسرے صحابی جابر بن عبداللہؓ سے جب کھیتی باڑی کی یہی تفصیلات سنیں تو آپ نے فرمایا کہ: جو زمین کے بٹائی کے معاملے کو ترک نہ کرے گا وہ اللہ اور رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے۔ (ایضاً)

خیال رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی بٹائی کے حوالے سے جو سود کی تشریح فرمائی آج کے جدید دور کے بڑے بڑے ماہرینِ معاشیات بھی اس کی یہی تعریف فرماتے ہیں۔ لارڈ کینز جو دورِ جدید کا ایک عظیم ماہرِ معاشیات ہے، اپنی مشہور کتاب جنرل تھیوری کے صفحہ:۲۴۲ اور ۲۴۳ میں سود کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ”زمانۂ قدیم میں سود زمین کے کرائے کی شکل میں ہوتا تھا جسے آج کل بٹائی کا نظام کہتے ہیں۔“

بہت سے صحابہ کرامؓ کے پاس اپنی خود کاشت سے زائد زمین تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی بٹائی کے معاملے کو سود قرار دے دیا تو انہوں نے اسے بیچنے کا پروگرام بنایا، لیکن جب اس سلسلے میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے اس زائد زمین کو بیچنے کی اجازت نہ دی، بلکہ فرمایا کہ: اپنے ضرورت مند بھائیوں کو مفت دے دو۔ اپنی زمین کسی کو مفت دے دینا آسان نہ تھا، اس لئے اکثر صحابہؓ نے بار بار اس

سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے دریافت کی اور آپؐ نے ہر بار یہی جواب دیا۔ بخاری شریف اور مسلم میں اس مضمون کی کئی احادیث ہیں۔

بعض اصحاب رسولؐ کے پاس فاضل اراضی تھیں، آپؐ نے فرمایا کہ: جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بخش دے، اور اگر انکار کرے تو اپنی زمین روک رکھے۔

(نیل الاوطار ج:۵ ص:۲۹۰)

مختصر یہ کہ سود کی اس تشریح کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خیال رہے کہ اس زمانے میں زمین ہی سرمایہ داری کا بڑا ذریعہ تھی۔

سرمایہ داری کا دُوسرا بڑا ذریعہ مکانات تھے، یہ مکانات زیادہ تر مکہ شریف میں واقع تھے، کیونکہ وہ ایک بین الاقوامی شہر تھا جہاں لوگ حج اور تجارت کے مقاصد کے لئے آتے جاتے تھے، آپ نے مکہ شریف کے مکانوں کا کرایہ بھی سود قرار دے کر مسلمانوں کو اس کے لینے سے منع کردیا، اور فرمایا کہ: ''جس نے مکہ شریف کی دُکانوں کا کرایہ کھایا اس نے گویا سود کھایا۔''

(ہدایہ ج:۴ ص:۴۵۷، مطبوعہ دہلی)

یہ دونوں معاملات ایسے ہیں کہ ان میں لگائے ہوئے سرمایہ کی قیمت دن بدن بڑھتی رہتی ہے، جبکہ بینک میں جمع شدہ رقم کی قیمت دن بدن گھٹتی جاتی ہے، اس لئے مذکورہ بالا دونوں معاملات کا سود، بینک کے سود سے کئی درجے زیادہ خطرناک ہے۔ اُمید ہے کہ علمائے اسلام عامۃ الناس کو سود کی یہ مصطفوی تشریح سمجھا کر انہیں شریعتِ اسلامی کی رُو سے سب سے بڑے سنگین جرم

سے بچانے کی کوشش کریں گے۔“

ج…… فاضل مضمون نگار نے اپنے پورے مضمون میں ایک تو افسانہ طرازی اور تاریخ سازی سے کام لیا ہے، اور پھر تمام مسائل پر ایک خاص ذہن کو سامنے رکھ کر غور کیا ہے، ان کے ایک ایک نکتے کا تجزیہ ملاحظہ فرمائیے۔

**مزارعت:**

جناب رفیع اللہ شہاب کے مضمون کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی زمین خود کاشت کرے اس کے لئے تو زمین کی پیداوار حلال ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنی زمین کی خود کاشت نہ کرسکے بلکہ اسے بٹائی پر دے دے یا ٹھیکے اور مستأجری پر دے دے تو یہ سود ہے، کیونکہ بقول ان کے: ”ایسے تمام معاملات سود ہیں جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے“ اور وہ اس نظریے کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ یہ نظریہ موجودہ دور کے سوشلزم کا تو ہوسکتا ہے، مگر اسلام سے اس نظریے کا کوئی تعلق نہیں۔

موصوف نے مزارعت کی ممانعت کے سلسلے میں ابوداؤد کے حوالے سے حضرت رافع بن خدیج اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی دو روایتیں نقل کی ہیں، جن میں مخابرۃ کو ”سود“ قرار دیا گیا ہے۔ کاش! وہ اسی کے ساتھ ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے جو ان احادیث کے راوی ہیں، اس کی وجہ بھی نقل کردیتے تو مسئلہ صحیح طور پر منقح ہوکر سامنے آجاتا۔ آیئے! ان دونوں بزرگوں ہی سے دریافت کریں کہ اس ممانعت کا منشا کیا تھا؟

”عن رافع بن خدیج حدثنی عمّای أنهم کانوا یکرُون الأرض علٰی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم بما ینبُت علی الأربعاء أو بشیء یستثنیه صاحب الأرض فنهانا النبی صلی الله علیه وسلم عن ذٰلک، فقلت لرافع: فکیف هی بالدینار والدراهم؟ فقال رافع: لیس بها بأسٌ بالدینار والدراهم، وکأنّ الذی نُهی عن ذٰلک ما لو نظر فیه ذوُو الفهم بالحلال والحرام لم یجیزوه لما فیه من

المخاطرة.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۵)

الف:...... ”رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے چچا بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ زمین مزارعت پر دیتے تو یہ شرط کرلیتے کہ نہر کے متصل کی پیداوار ہماری ہوگی یا کوئی اور استثنائی شرط کرلیتے (مثلاً: اتنا غلہ پہلے ہم وصول کریں گے پھر بٹائی ہوگی)، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت رافعؓ سے کہا: اگر زَرِنقد کے عوض زمین دی جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ رافعؓ نے کہا: اس کا مضائقہ نہیں۔ لیثؒ کہتے ہیں: مزارعت کی جس شکل کی ممانعت فرمائی گئی تھی اگر حلال وحرام کی فہم رکھنے والے لوگ غور کریں تو کبھی اسے جائز نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اس میں معاوضہ ملنے نہ ملنے کا اندیشہ (مخاطرہ) تھا۔“

نیز رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی اس مضمون کی روایات کے لئے دیکھئے: صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۳، ابوداؤد ص:۴۸۱، ابنِ ماجہ ص:۱۷۹، نسائی ج:۲ ص:۱۵۳، شرح معانی الآثار ج:۲ ص:۲۱۴، وغیرہ۔

”حدثنی حنظلة بن قیس الأنصاری قال: سألت رافع بن خدیج عن کراء الأرض بالذهب والورق، فقال: لا بأس به، انما کان الناس یؤاجرون علٰی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی المأذیانات واقبال الجداول وأشیاء من الزرع فیهلک هٰذا ویسلم هٰذا، ویسلم هٰذا ویهلک هٰذا، فلم یکن للناس کراء الا هٰذا فلذٰلک زجر عنه، وأما شیء معلوم مضمون فلا بأس به.“ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۳)

ترجمہ:......''حنظلہ بن قیسؒ کہتے ہیں کہ: میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ: سونے چاندی (زرِنقد) کے عوض زمین ٹھیکے پر دی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں! دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ جو مزارعت کرتے تھے (اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا) اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ زمین دار، زمین کے ان قطعات کو جو نہر کے کناروں اور نالیوں کے سروں پر ہوتے تھے، اپنے لئے مخصوص کرلیتے تھے اور پیداوار کا کچھ حصہ بھی طے کرلیتے، بسااوقات اس قطعے کی پیداوار ضائع ہوجاتی اور اس کی محفوظ رہتی، کبھی برعکس ہوتا، اس زمانے میں لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے منع کیا۔ لیکن اگر کسی معلوم اور قابلِ ضمانت چیز کے بدلے میں زمین دی جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔''

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین لیا کرتے تھے نصف پیداوار پر، تہائی پیداوار پر اور نہر کے کناروں کی پیداوار پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔'' (مسلم ج:۲ ص:۱۲)

حضرت رافع اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کے ارشادات ہی سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کی مطلقاً ممانعت نہیں فرمائی تھی، بلکہ مزارعت کی ان غلط صورتوں کو ''رِبا'' فرمایا تھا جن میں ناجائز شرطیں لگادی جائیں، مثلاً: یہ کہ زمین کے فلاں زَرخیز قطعے کی پیداوار مالک کو ملے گی اور باقی پیداوار تہائی یا چوتھائی کی نسبت سے تقسیم ہوگی، اس قسم کی مزارعت (جس میں غلط شرطیں رکھی گئی ہوں) باجماعِ اُمت ناجائز ہے۔

مزارعت سے ممانعت کی یہ توجیہ جو حضرت رافع اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے

خود فرمائی ہے، وہ دیگر اکابر صحابہ کرامؓ سے بھی منقول ہے، مثلاً:

**”عن سعد قال: كنّا نكرى الأرض بما على السواقى من الزرع، وما سعد بالماء منها، فنهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذٰلک، وأمرنا أن نكريها بذهب أو فضة۔“** (ابوداؤد ص:۴۸۱، شرح معانی الآثار طحاوی ص:۲۱۵)

ترجمہ:...... ”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: لوگ اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، شرط یہ ہوتی تھی کہ جو پیداوار (الساقیہ) پر ہوگی اور جو کنویں کے گرد و پیش پانی سے سیراب ہوگی وہ ہم لیا کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی اور فرمایا: سونے چاندی پر دیا کرو۔“

اس قسم کی مزارعت کو جیسا کہ اِمام لیث سعدؒ نے فرمایا، حلال و حرام کی فہم رکھنے والا کوئی شخص حلال نہیں کہہ سکتا۔

جس شخص نے اسلام کے معاملاتی نظام کا صحیح نظر سے مطالعہ کیا ہو اسے معلوم ہوگا کہ شریعت نے بعض معاملات کو ان کے ذاتی خبث کی وجہ سے ممنوع قرار دیا ہے، بعض کو غیرمنصفانہ قیود و شرائط کی وجہ سے، اور بعض کو اس وجہ سے کہ ان میں اکثر منازعات و مناقشات کی نوبت آسکتی ہے۔ مزارعت کی یہ صورتیں جن غلط قیود و شرائط پر ہوتی تھیں ان میں لڑائی جھگڑے کی صورتیں کھڑی ہوجاتی تھیں۔ اس لئے ان کی ممانعت قرینِ مصلحت ہوئی، چنانچہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ مزارعت سے منع کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

**”يغفر الله لرافع بن خديج، أنا والله! أعلم بالحديث منه، انما رجُلان - قال مسدد: من الأنصار ثم اتفقا - قد اقتتلا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان كان هٰذا شأنكم فلا تكروا المزارع۔“**

(ابوداؤد ج:۲ ص:۴۸۱، ابنِ ماجہ ص:۱۷۷)

ترجمہ:......''اللہ تعالیٰ رافع کی مغفرت فرمائے، بخدا! میں اس حدیث کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں، قصہ یہ ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے دو شخص آئے جن کے درمیان مزارعت کا جھگڑا تھا، اور نوبت مرنے مارنے تک پہنچ گئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تمہاری یہ حالت ہے تو تم مزارعت کا معاملہ نہ کیا کرو۔''

''عن سعد بن أبی وقاص رضی الله عنه قال: کان أصحاب المزارع یکرون فی زمان رسول الله صلی الله علیه وسلم مزارعهم بما یکون علی الساق من الزرع فجاءوا رسول الله صلی الله علیه وسلم فاختصموا فی بعض ذٰلک، فنهاهم رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یکروا بذٰلک وقال: اکروا بالذهب والفضة.'' (نسائی ج:۲ ص:۱۵۳)

ترجمہ:......''سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمین دار اپنی زمین اس پیداوار کے عوض دیا کرتے تھے جو نہروں اور گولوں پر ہوتی تھیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مزارعت کے سلسلے میں جھگڑا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی مزارعت نہ کیا کرو، بلکہ سونے چاندی کے عوض دیا کرو۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مطلق مزارعت کے معاملے سے ممانعت نہیں فرمائی گئی تھی بلکہ یہ ممانعت خاص ان صورتوں سے متعلق تھی جن میں غلط شرائط کی وجہ سے نزاع واختلاف کی نوبت آتی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو زرِنقد پر ٹھیکے پر دینے کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی۔ اس لئے فاضل مضمون نگار کا یہ نظریہ سرے


فہرست

سے باطل ہوجاتا ہے کہ: ''ایسے تمام معاملات، جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے، اسے آپؐ نے ''سود'' قرار دیا۔'' اگر مزارعت کی ممانعت کا سبب یہ ہوتا کہ اس میں بغیر محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے تو یہ علت تو زمین کو ٹھیکے اور مستأجری پر دینے میں بھی پائی جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیونکر دے سکتے تھے۔

الغرض! فاضل مضمون نگار جس نظریے کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کررہے ہیں اور جس پر جدید دور کے لادِین ماہرینِ معاشیات کو بطور سند پیش فرما رہے ہیں، اسلام سے اس کا دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں، اور نہ ان احادیث کا یہ مفہوم ہے جو موصوف نے اپنے نظریے کی تائید میں نقل کی ہیں۔ یہ بڑی سنگین بات ہے کہ ایک اُلٹا سیدھا مفروضہ قائم کرکے اسے جھٹ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردیا جائے، اور لوگوں کو باور کرایا جائے کہ یہی اسلام کا نظریہ ہے، جسے نہ صحابہ کرامؓ نے سمجھا، نہ تابعینؒ نے، اور نہ بعد کے اکابرینِ اُمت نے...!

یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ مزارعت کا معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے دور سے آج تک مسلمانوں کے درمیان رائج چلا آتا ہے، اِمام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

''عن أبی جعفر رحمه الله قال: ما بالمدينة أهل بيت هجرة لا يزرعون على الثلث والربع، وزارع علی وسعد بن مالک وعبدالله بن مسعود وعمر بن عبدالعزيز والقاسم وعروة وآل أبی بكر وآل عمر وآل علی وابن سيرين، وقال عبدالرحمٰن بن الأسود: كنت أشارک عبدالرحمٰن بن يزيد فی الزرع، وعامل عمر الناس علىٰ ان جاء عمر بالبذر من عنده فله الشطر وان جاءوا بالبذر فلهم كذا.'' (صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۳)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مدینہ طیبہ میں مہاجرین کا کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جو بٹائی کا معاملہ نہ کرتا ہو۔ حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت قاسمؒ، حضرت عروہؒ، حضرت ابوبکرؓ کا خاندان، حضرت عمرؓ کا خاندان، حضرت علیؓ کا خاندان، ابنِ سیرینؒ ان سب نے مزارعت کا معاملہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن اسودؒ کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن یزیدؒ سے کھیتی میں شراکت کیا کرتا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے اس طرح معاملہ کرتے تھے کہ اگر حضرت عمرؓ بیج اپنے پاس سے دیں تو نصف پیداوار ان کی ہوگی، اور اگر کاشتکار بیج خود ڈالیں تو ان کا اتنا حصہ ہوگا۔“

انصاف کیا جائے کہ کیا یہ تمام حضرات، رفیع اللہ شہاب صاحب کے بقول ”سود خور“ اور خدا اور رسول سے جنگ کرنے والے تھے...؟

## زمین کی خرید و فروخت:

فاضل مضمون نگار نے زمین کی خرید و فروخت کو بھی ”سودی کاروبار“ شمار کیا ہے، اور اس لئے انہوں نے ایک عجیب و غریب کہانی تصنیف فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”بہت سے صحابہ کرامؓ کے پاس اپنی خود کاشت سے زائد زمین تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی بٹائی کے معاملے کو سود قرار دیا تو انہوں نے اس کو بیچنے کا پروگرام بنایا، لیکن جب انہوں نے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے اس زائد زمین کو بیچنے کی اجازت نہ دی، بلکہ فرمایا کہ: اپنے ضرورت مند بھائیوں کو مفت دے دو۔ اپنی زمین کسی کو مفت دینا آسان نہ تھا، اس لئے اکثر صحابہؓ نے بار بار اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے دریافت فرمائی اور آپؐ نے ہر بار یہی جواب دیا، بخاری شریف اور مسلم میں اس مضمون کی کئی احادیث ہیں۔“

شہاب صاحب نے اپنی تصنیف کردہ کہانی کے لئے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی کئی احادیث کا حوالہ دیا ہے، حالانکہ یہ ساری کی ساری داستان موصوف کی اپنی طبع زاد ہے، صحیح بخاری و صحیح مسلم کی کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ:

الف:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی کو سود قرار دیا تھا۔

ب:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو سن کر صحابہ کرامؓ نے فاضل اراضی کے فروخت کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔

ج:......انہوں نے اپنا یہ پروگرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرکے آپؐ سے زمین فروخت کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

د:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس پروگرام کو مسترد کردیا تھا اور زمین فروخت کرنے کی ممانعت فرمادی تھی۔

ہ:...... باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین فروخت کرنے سے صریح ممانعت فرمادی تھی اور اس کو سود قرار دے دیا تھا، لیکن صحابہ کرامؓ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت طلب کرتے تھے، اور ہر بار ان کو یہی جواب ملتا تھا۔

فاضل مضمون نگار نے -صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالے سے- اس کہانی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی سیرت و کردار کا جو نقشہ کھینچا ہے، کیا عقلِ سلیم اس کو قبول کرتی ہے...؟

سب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرین رُفقاء کے ساتھ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے ہیں تو مدینہ طیبہ کی اراضی کے مالک انصارؓ تھے، ان حضرات کا کردار زمینوں کے معاملے میں کیا تھا؟ اس سلسلے میں صحیح بخاری سے دو واقعات نقل کرتا ہوں:

"عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قالت الأنصار للنبی صلی الله عليه وسلم: اقسم بيننا وبين اخواننا النخيل، قال: لا، فقالوا: فتكفونا المؤنة ونشرككم فی الثمرة، قالوا: سمعنا وأطعنا."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۲)



فہرست

اوّل:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضراتِ انصارؓ نے یہ درخواست کی کہ ہمارے یہ باغات ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان تقسیم کردیجئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم کام کیا کرو اور ہمیں پیداوار میں شریک کرلیا کرو، سب نے کہا: سمعنا واطعنا۔

”عن یحیٰی بن سعید قال: سمعت أنسًا رضی اللہ عنه قال: أراد النبی صلی اللہ علیه وسلم أن یقطع من البحرین فقالت الأنصار: حتّٰی تقطع لاخواننا من المهاجرین مثل الذی تقطع لنا .... الخ.“

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۲۰)

دوم:...... یہ کہ جب بحرین کا علاقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ نگیں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلاکر انہیں بحرین کے علاقے میں قطعاتِ اراضی (جاگیریں) دینے کی پیشکش فرمائی، اس پر حضراتِ انصار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب تک آپ اتنی ہی جاگیریں ہمارے مہاجر بھائیوں کو عطا نہیں کرتے، ہم یہ قبول نہیں کرتے۔

کیا انہیں حضراتِ انصارؓ کے بارے میں شہاب صاحب یہ داستان سرائی فرما رہے ہیں کہ: ”سود کی حرمت سن کر انہوں نے اپنی زمین فروخت کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح ممانعت کے باوجود وہ اس سودخوری پر مصر تھے“؟ کیا ستم ہے کہ جن ”انصارِ اسلام“ نے خدا اور رسولؐ کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ لٹادیا تھا، ان پر ایسی گھناؤنی تہمت تراشی کی جاتی ہے...!

خلاصہ یہ کہ زمین کی خرید و فروخت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعاً ممانعت نہیں فرمائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک زمینوں کی خرید و فروخت ہوتی رہی ہے اور کبھی کسی نے اس کو ”سود“ قرار نہیں دیا۔

فاضل مضمون نگار نے ”نیل الاوطار“ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے کہ:

”بعض اصحابِ رسولؐ کے پاس فاضل اراضی تھی، آپؐ

نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بخش دے، اور اگر انکار کرے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔“

یہ حدیث صحیح ہے، مگر اس سے نہ مزارعت کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، اور نہ زمینوں کی خرید و فروخت کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں جہاں یہ حدیث ذکر کی گئی ہے وہاں اس کی شرح بھی بایں الفاظ موجود ہے:

”قال عمرو: قلت لطاؤس: لو تركت المخابرة فانهم يزعمون أن النبی صلی الله عليه وسلم نهی عنه، قال: أی عمرو! فانی أعطيهم وأعينهم وان أعلمهم أخبرنی يعنی ابن عباس أن النبی صلی الله عليه وسلم لم ينهَ عنه، ولٰكن قال: أن يمنح أحدكم أخاه خيرٌ له من أن يأخذ عليه خرجًا معلومًا.“

(صحیح بخاری ص:۳۱۳، صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۴)

ترجمہ:...... ”عمرو بن دینارؒ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت طاؤسؒ سے کہا کہ: آپ بٹائی کے معاملے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اے عمرو! میں غریب کسانوں کو زمین دے کر ان کی اعانت کرتا ہوں، اور لوگوں میں جو سب سے بڑے عالم ہیں، یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین بغیر معاوضے کے کاشت کے لئے دے دے یہ اس کے لئے بہتر ہے بجائے اس کے کہ اس پر کچھ مقرّرہ معاوضہ وصول کرے۔“

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایثار و مواسات کی تعلیم کے

لئے تھا، چنانچہ اِمام بخاریؒ نے ان احادیث کو حسبِ ذیل عنوان کے تحت درج فرمایا ہے:

"باب ما كان أصحاب النبی صلی الله عليه وسلم يواسی بعضهم بعضًا فی المزارعة."

ترجمہ:......"اس کا بیان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ زراعت کے بارے میں ایک دُوسرے کی کیسے غم خواری کرتے تھے۔"

اس حدیث کی نظیر ایک دُوسری حدیث ہے جو صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"بينما نحن فی سفر مع النبی صلی الله عليه وسلم اذ جاءه رجل علٰی راحلة له قال: فجعل يصرف بصره يمينًا وشمالًا، فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من كان معه فضل ظهر فليعد به علٰی من لا ظهر له، ومن كان له فضل من زاد فليعد به علٰی من لا زاد له، قال: فذكر من أصناف المال ما ذكر حتّٰی رأينا أن لا حق لأحد منا فی فضلٍ." (صحیح مسلم ج:۱ ص:۸۱)

ترجمہ:......"ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک آدمی ایک اُونٹنی پر سوار ہوکر آیا اور دائیں بائیں نظر گھمانے لگا، (وہ ضرورت مند ہوگا) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس زائد سواری ہو وہ ایسے شخص کو دے ڈالے جس کے پاس سواری نہیں، اور جس کے پاس زائد توشہ ہو وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی انداز میں مختلف چیزوں کا تذکرہ فرمایا، یہاں تک کہ ہم کو یہ خیال ہوا کہ زائد چیز میں ہم میں سے کسی کا حق نہیں ہے۔"

بلاشبہ یہ اعلیٰ ترین مکارمِ اخلاق کی تعلیم ہے، اور مسلمانوں کو اسی اخلاقی بلندی پر ہونا چاہئے، لیکن کون عقل مند ہوگا جو یہ دعویٰ کرے کہ اسلام میں زائد اَز حاجت چیز کا رکھنا یا اسے فروخت کرنا ہی ممنوع و حرام ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو بٹائی یا کرایہ پر دینے کے بجائے اپنے ضرورت مند بھائیوں کو مفت دینے کی تعلیم فرمائی تو یہ اخلاق و مروّت اور غم خواری و مواسات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے، لیکن اس سے یہ نکتہ کشید کرنا کہ اسلام، زمین کی بٹائی کو یا اس کی خرید و فروخت کو ''سود'' قرار دیتا ہے، بہت بڑی جرأت ہے...!

سخن شناس نہ دلبرا! خطا ایں جا است

### مکانوں کا کرایہ:

فاضل مضمون نگار کے نظریہ کے مطابق مکانوں کا کرایہ بھی ''سود'' ہے، اس لئے انہوں نے یہ افسانہ تراشا ہے کہ:

> ''اس زمانے میں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) زمین ہی سرمایہ داری کا بڑا ذریعہ تھا، سرمایہ داری کا دُوسرا بڑا ذریعہ کرایہ کے مکانات تھے، یہ مکان زیادہ تر مکہ شریف میں واقع تھے، کیونکہ وہ ایک بین الاقوامی شہر تھا، جہاں لوگ حج اور تجارت کے مقاصد کے لئے آتے جاتے تھے، آپؐ نے مکہ شریف کے مکانوں کا کرایہ بھی سود قرار دے کر مسلمانوں کو اس سے منع کردیا، اور فرمایا کہ جس نے مکہ شریف کی دُکانوں کا کرایہ کھایا اس نے گویا سود کھایا۔''

موصوف کا یہ افسانہ بھی حسبِ عادت خود تراشیدہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سرمایہ داری کا ذریعہ نہ زمین تھی، نہ مکانوں کا کرایہ تھا، چنانچہ مدینہ طیبہ میں زمینوں کے مالک حضراتِ انصارؓ تھے، مگر ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا جاسکتا کہ وہ سرمایہ داری میں معروف تھا، اس کے برعکس حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی

اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی خاصے متموّل تھے، حالانکہ وہ اس وقت نہ کسی زمین کے مالک تھے، نہ ان کی کرائے کی دُکانیں تھیں، اور اہلِ مکہ میں بھی کسی ایسے شخص کا نام نہیں لیا جاسکتا جو محض کرائے کے مکانوں کی وجہ سے ''سرمایہ دار'' کہلاتا ہو، تعجب ہے کہ موصوف ہر جگہ افسانہ تراشی سے کام لیتے ہیں...!

پھر یہ اَمر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اگر زمین کی ملکیت سرمایہ داری کا ذریعہ تھی اور شہاب صاحب کے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے اَحکام سرمایہ داری ہی کے مٹانے کے لئے دیئے تھے تو سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو جاگیریں کیوں مرحمت فرمائی تھیں؟ اگر ان کے اس فرضی افسانے کو تسلیم کرلیا جائے کہ اس زمانے میں زمین ہی سرمایہ داری کا سب سے بڑا ذریعہ تھی تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سرمایہ داری کو فروغ دینے کا الزام عائد نہیں ہوگا...؟

موصوف کا یہ کہنا کہ: ''کرائے کے مکان سب سے زیادہ مکہ مکرّمہ ہی میں تھے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرّمہ کے مکانوں کا کرایہ لینے سے منع فرمادیا'' یہ بھی محض مہمل بات ہے۔ اگر یہ حکم تمام شہروں کے لئے ہوتا تو صرف مکہ مکرّمہ کی تخصیص کیوں کی جاتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرایہ داری سے مطلقاً منع فرماسکتے تھے۔

موصوف نے ''ہدایہ'' کے حوالے سے جو حدیث نقل کی ہے، اس کا وجود حدیث کی کسی کتاب میں نہیں، اور ''ہدایہ'' کوئی حدیث کی کتاب نہیں کہ کسی حدیث کے لئے صرف اس کا حوالہ کافی سمجھا جائے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ ''ہدایہ'' میں بہت سی روایات بالمعنی نقل ہوئی ہیں، اور بعض ایسی بھی جن کا حدیث کی کتابوں میں کوئی وجود نہیں۔

اور اگر بالفرض کوئی حدیث مکہ مکرّمہ کے بارے میں وارِد بھی ہو تو کون عقل مند ہوگا جو مکہ مکرّمہ کے مخصوص اَحکام کو دُوسری جگہ ثابت کرنے لگے۔ مکہ کی حدود میں درخت کا ٹنا اور پھول توڑنا بھی ممنوع ہے اور اس پر جزا لازم آتی ہے۔ وہاں شکار کرنا بھی حرام ہے، کیا ان اَحکام کو دُوسری جگہ بھی جاری کیا جائے گا؟ مکہ مکرّمہ کی حرمت کے پیشِ نظر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے مکانوں کے کرایہ پر چڑھانے کو بھی ناپسند فرمایا ہو تو کون کہہ سکتا

ہے کہ یہی حکم باقی شہروں کا بھی ہے؟

جہاں تک مکہ مکرّمہ کے مکانات کرائے پر چڑھانے کا حکم ہے، اس پر اتفاق ہے کہ موسمِ حج کے علاوہ مکہ مکرّمہ کے مکانات کرائے پر دینا جائز ہے، البتہ بعض حضرات موسمِ حج میں اس کو پسند نہیں فرماتے تھے، انہی میں ہمارے اِمام ابوحنیفہؒ بھی شامل ہیں۔ لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک موسمِ حج میں بھی مکانات کرائے پر چڑھانا دُرست ہے۔ ہمارے اَئمہ میں اِمام ابویوسفؒ اور اِمام محمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں، اور فقہِ حنفی میں فتویٰ بھی اسی قول پر ہے۔ مکہ مکرّمہ کے علاوہ دُوسرے شہروں میں مکان کرایہ پر دینا سب کے نزدیک جائز ہے۔

**آڑھت:**

آڑھت اور دلالی کو سود قرار دینے کے لئے موصوف نے ''نیل الاوطار'' جلد:۵ صفحہ:۱۷۴ کے حوالے سے یہ کہانی درج فرمائی ہے:

''حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ان اَحکامات کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاروباری مقامات پر تشریف لے گئے، اور مختلف قسم کے کاروبار کی تفصیلات دریافت کیں اور ایسے تمام معاملات کو کہ جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے، مثلاً: آڑھت کا کاروبار، اسے آپ نے سود قرار دے دیا۔''

''نیل الاوطار'' کے نہ صرف محولہ بالا صفحے میں، بلکہ اس سے متعلقہ تمام اَبواب میں بھی کہیں یہ کہانی درج نہیں کہ سود کے اَحکامات نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاروبار کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے بازار تشریف لے گئے ہوں اور ایسے تمام معاملات کو جن میں بغیر محنت کے سرمایہ حاصل ہوتا ہے، آپ نے سود قرار دے دیا ہو۔ فاضل مضمون نگار کو غلط مفروضے گھڑنے اور ان کے لئے فرضی کہانیاں تصنیف کرنے کا اچھا ملکہ ہے۔ یہاں بھی انہوں نے ایک عدد کہانی تصنیف فرمائی، حالانکہ اگر ذرا بھی تأمل سے کام لیتے تو انہیں واضح ہوجاتا کہ یہ کہانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے

حالات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ اوّل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کاروبار کی ان صورتوں سے واقف تھے جو اکثر و بیشتر رائج تھیں، علاوہ ازیں تمام کاروباری حضرات بارگاہِ نبوی کے حاضر باش تھے، ان کے شب و روز اور سفر و حضر صحبتِ نبوی میں گزرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے دریافت فرماسکتے تھے کہ ان کے ہاں کون کون سی صورتیں رائج ہیں۔ محض کاروبار کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے آپؐ کو بازار جانے کی زحمت کی ضرورت نہ تھی، اتفاقاً کبھی بازار کی طرف گزر ہوجانا دُوسری بات ہے۔

اور موصوف کا یہ ارشاد کہ: ''آپؐ نے تمام ایسے معاملات کو جن میں بغیر محنت کے سرمایہ حاصل ہوتا ہے، سود قرار دے دیا'' یہ بھی موصوف کا خود تصنیف کردہ نظریہ ہے، جسے وہ زبردستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر رہے ہیں۔

جہاں تک ''آڑھت'' کا تعلق ہے جسے موصوف اپنے تصنیف کردہ نظریے کے مطابق ''سود'' فرما رہے ہیں، حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''آڑھت'' کو ''تجارت'' اور ''آڑھتیوں'' کو ''تاجر'' فرمایا ہے، چنانچہ جامع ترمذی میں بہ سندِ صحیح حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نسمى السماسرة فقال: يا معشر التجار! ان الشيطان والاثم حضران البيع فشوبوا بيعكم بالصدقة. قال الترمذى: حديث قيس بن أبى غرزة حديث حسن صحيح.'' (ترمذی ج:۱ ص:۱۴۵، مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ترجمہ:...... ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں آڑھتی اور دلال کہا جاتا تھا، آپؐ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! خرید و فروخت میں شیطان اور گناہ بھی شامل ہوجاتے ہیں، اس لئے اپنی خرید و فروخت میں صدقہ کی آمیزش کیا کرو۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آڑھت کو بھی تجارت کی مد میں شمار فرمایا ہے، کیونکہ آڑھتی یا بائع (بیچنے والا) کا وکیل ہوگا، یا مشتری (خریدنے والا) کا، دونوں صورتوں میں اس کا تاجر ہونا واضح ہے۔

البتہ احادیثِ طیبہ میں آڑھت کی ایک خاص صورت کی ممانعت ضرور فرمائی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ کوئی دیہاتی فروخت کرنے کے لئے کوئی چیز بازار میں لائے اور وہ اسے آج ہی کے نرخ پر فروخت کرنا چاہتا ہو، لیکن کوئی شہری اس سے یوں کہے کہ میاں تم یہ چیز میرے پاس رکھ جاؤ، جب یہ چیز مہنگی ہوگی تو میں اس کو فروخت کردُوں گا، اس کی ممانعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تلقوا الركبان ولا يبيع حاضر لبادٍ، فقيل لابن عباس: ما قوله: لا يبيع حاضر لبادٍ؟ قال: لا يكون له سمسارا.“

(نیل الاوطار ج:۵ ص:۱۶۴)

ترجمہ:...... شہر سے باہر نکل کر تجارتی قافلوں کا مال نہ خریدا کرو، اور کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ: کوئی شہری، دیہاتی کے لئے دلال نہ بنے۔“

اس حدیث کے ذیل میں شوکانی لکھتے ہیں:

”حنفیہ کا قول ہے کہ یہ ممانعت اس صورت کے ساتھ خاص ہے جبکہ گرانی کا زمانہ ہو اور وہ چیز ایسی ہے کہ اہلِ شہر کو اس کی ضرورت ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ ممنوع صورت یہ ہے کہ کوئی شخص شہر میں سامان لائے وہ اسے آج کے نرخ پر بیچنا چاہتا


فہرست

ہے لیکن کوئی شہری اس سے یہ کہے کہ تم اسے میرے پاس رکھ دو، میں اسے زیادہ داموں پر تدریجاً فروخت کردُوں گا۔ اِمام مالکؒ سے منقول ہے کہ دیہاتی کے حکم میں صرف وہی شخص آتا ہے جو دیہاتی کی طرح بازار کے نرخ سے بے خبر ہو، لیکن دیہات کے جو لوگ بازار کے بھاؤ سے واقف ہیں وہ اس حکم میں داخل نہیں (یعنی ان کی چیز شہری کے لئے فروخت کرنا دُرست ہے)۔"

ابنِ منذرؒ نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے اس وقت ہے جبکہ:

۱:...... بائع عالم ہو۔

۲:...... سامان ایسا ہو کہ اس کی ضرورت عام اہلِ شہر کو ہے۔

۳:...... بدوی نے وہ سامان اَزخود شہری کو پیش نہ کیا ہو۔ (ایضاً)

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوجاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا منشا کیا ہے اور فقہائے اُمت نے اس سے کیا سمجھا ہے۔

شہری کو دیہاتی کا سامان فروخت کرنے کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی اس کی وجہ بھی وہ نہیں جو ہمارے فاضل مضمون نگار بتارہے ہیں، (یعنی بغیر محنت کے سرمایہ کا حصول)، بلکہ اس کی وجہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادی ہے:

"عن جابر رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یبیع حاضر لبادٍ دعوا الناس یرزق اللہ بعضھم من بعض. رواہ الجماعۃ الا البخاری."

(نیل الاوطار ج:۵ ص:۲۶۳)

ترجمہ:...... "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے۔ لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق پہنچائے۔"

مطلب یہ کہ دیہاتی لوگ آکر شہر میں مال خود فروخت کریں گے تو اس سے ارزانی پیدا ہوگی، لیکن اگر شہری لوگ ان سے مال لے کر رکھ لیں اور مہنگا ہونے پر فروخت کریں تو اس سے مصنوعی قلّت اور گرانی پیدا ہوگی۔

فرمائیے! اس ارشادِ مقدس میں فاضل مضمون نگار کے نظریے کا دُور دُور بھی کہیں کوئی سراغ ملتا ہے...؟

**بینک کا سود:**

عجیب بات ہے کہ ہمارے فاضل مضمون نگار ایک طرف ''سود کی مصطفوی تشریح'' کے ذریعہ ایسے معاملات ناجائز قرار دے رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ کے دور سے آج تک بغیر کسی نکیر کے رائج چلے آتے ہیں۔ لیکن دُوسری طرف بینک کے سود کو، جس کی حرمت میں کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی شک نہیں ہوسکتا، بہت ہی معصوم ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اگر موصوف کا بس چلے تو وہ اس کے حلال ہونے ہی کا فتویٰ دے ڈالیں، موصوف بینک کے سود کی جس طرح وکالت فرماتے ہیں، اس کا ایک منظر ملاحظہ فرمائیے:

> ''عام طور پر ہمارے بینک کی جانب سے ملنے والے منافع کو سود سمجھا جاتا ہے...... جب سود کے اَحکام نازل ہوئے تھے اس وقت بینک نام کی کوئی چیز نہ تھی۔''

گویا بینک کی طرف سے ملنے والا منافع بہت ہی معصوم ہے، لوگ خواہ مخواہ اس کو سود سمجھ رہے ہیں۔ اور مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں:

> ''یہ دونوں معاملات (یعنی زمین اور کرائے کے مکانات) ایسے ہیں کہ ان میں لگائے ہوئے سرمائے کی قیمت دن بدن بڑھتی رہتی ہے، جبکہ بینک میں جمع شدہ رقم کی قیمت دن بدن گھٹتی جاتی ہے، اس لئے مذکورہ بالا دونوں معاملات کا ''سود'' بینک کے سود سے کئی گنا زیادہ خطرناک ہے۔''

موصوف کی منطق یہ ہے کہ بینک سے جو ''منافع'' ملتا ہے، وہ تو بہت معمولی ہے اور پھر اس رقم کی قوّتِ خرید بھی کم ہوتی رہتی ہے، لیکن زمین اور مکانوں سے جو کرایہ ملتا ہے، جو بینک کے سود کے مقابلے میں کافی زیادہ ہوتا ہے، اور پھر زمین اور مکانوں کی قیمت دن بدن گھٹتی نہیں بڑھتی ہے، اس لئے بینک کا ''منافع'' حرام ہے، تو زمین اور مکانوں کا کرایہ اس سے بڑھ کر حرام ہونا چاہئے۔ یہ ''سود'' کو حلال ثابت کرنے کی ٹھیک وہی دلیل ہے جو قرآنِ کریم نے کفار کی زبانی نقل کی ہے: ''اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا'' کہ اگر سودی کاروبار میں نفع ہوتا ہے تو بیع میں اس سے بڑھ کر نفع ہوتا ہے، لہٰذا اگر سودی کاروبار حرام ہے تو بیع بھی حرام ہونی چاہئے، اور اگر بیع حلال ہے تو سود کیوں حرام ہے؟ قرآنِ کریم نے جو جواب آپ کے پیشرووٴں کو دیا تھا، وہی جواب موصوف کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

''وَاَحَلَّ اللهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا''

ترجمہ:...... ''حالانکہ حلال کیا ہے اللہ نے بیع کو اور حرام کیا ہے سود کو۔''

اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں بحث یہ نہیں کہ کس صورت میں نفع زیادہ ہوتا ہے اور کس میں کم؟ بلکہ بحث اس میں ہے کہ کون سی صورت شرعاً جائز اور صحیح ہے، اور کون سی باطل اور حرام؟ فاضل مضمون نگار سے درخواست ہے کہ وہ زمین اور مکان کے کرائے کا حرام ہونا شرعی دلائل سے ثابت فرمائیں، خود تصنیف کردہ کہانیوں سے نہیں۔ تو ہمیں اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دینے میں کوئی تأمل نہیں ہوگا، لیکن یہ دلیل کہ فلاں کاروبار میں نفع زیادہ ہوتا ہے اور فلاں میں کم! پس اگر کم نفع کا معاملہ حرام ہے تو زیادہ نفع کا معاملہ کیوں حرام نہیں؟ یہ دلیل محض بچگانہ ہے، سب کو معلوم ہے کہ دس ہزار کی رقم کو اگر بینک میں رکھ دیا جائے تو اس پر اتنا سود نہیں ملے گا جس قدر منافع کہ اس رقم کو کسی صحیح تجارت میں لگانے سے ہوگا۔ اگر موصوف کی دلیل کو یہاں بھی جاری کر دیا جائے تو کل وہ یہ فتویٰ بھی صادر فرمائیں گے کہ کسی نفع بخش تجارت میں روپیہ لگانا بھی حرام اور سود ہے۔ کیونکہ اس سے بینک کے سود کی شرح سے زیادہ منافع حاصل ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم نصیب فرمائے!

## فاضل مضمون نگار کی خدمت میں چند معروضات:

جناب رفیع اللہ شہاب کے مضمون سے متعلقہ مسائل کی وضاحت تو ہوچکی، جی چاہتا ہے کہ آخر میں موصوف کی خدمت میں چند دردمندانہ معروضات اور مخلصانہ گزارشات پیش کردی جائیں، اُمید ہے کہ وہ ان گزارشات کو جذبۂ اِخلاص پر محمول کرتے ہوئے ان کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

اوّل:......کوئی شخص نظریات ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا نہیں ہوتا، بلکہ شعور و احساس کے بعد جیسی تعلیم و تربیت ہو اور جیسا ماحول آدمی کو میسر آئے اس کا ذہن اسی قسم کے نظریات میں ڈھل جاتا ہے، صحیح بخاری شریف کی حدیث میں اسی مضمون کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے:

"کل مولود یولد علی الفطرة فأبواه یهوّدانه أو ینصّرانه أو یمجّسانه." (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۵)

ترجمہ:......"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی بنادیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔"

آپ محنت اور سرمایہ کے بارے میں جو نظریات پیش فرماتے ہیں، یا اس قسم کے دیگر نظریات جو وقتاً فوقتاً جناب کے قلم سے نکلتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ اس تعلیم و تربیت اور ماحول کا اثر ہے جس میں آپ نے شعور کی آنکھ کھولی، اور جس کا رنگ اور مزاج آپ کے افکار و نظریات پر اثر انداز ہوا۔ آپ کو ایک بار مخلی بالطبع ہوکر اس پر غور کرنا چاہئے کہ یہ ماحول، اور یہ تعلیم و تربیت آیا دِینی اقدار کی حامل تھیں یا نہیں؟ یہ ایک معیار اور کسوٹی ہے جس سے آپ اپنے نظریات کی صحت و سقم کو پرکھ سکتے ہیں۔ دورِ جدید کے جو حضرات جدید نظریات پیش کرتے ہیں، ان کے نظریات اکثر و بیشتر اجنبی ماحول اور غیرقوموں کی تعلیم و تربیت کی پیداوار ہوتے ہیں، بعد میں وہ ان نظریات کے لئے قرآن و حدیث کے حوالے بھی دینے لگتے ہیں، گو وہ نظریہ قرآن و حدیث نے نہیں دیا تھا، نظریہ باہر سے لایا گیا، بعد میں قرآن و حدیث کو اس پر منطبق کرنے کی کوشش کی گئی، یہ طرزِ فکر لائقِ اصلاح ہے۔ ایک

مسلمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ تمام خارجی و بیرونی افکار سے خالی الذہن ہوکر دِینی نظریات کو اپنائے اور اس کے لئے قرآن وسنت کی سند لائے، واللہ الموفق!

دوم:...... یوں تو پاکستان میں نظریاتی آزادی ہے، جو شخص جیسا نظریہ چاہے رکھے، کوئی روک ٹوک نہیں۔ اور آج کے دور میں کاغذ و قلم کی فراوانی اور پریس کی سہولت بھی عام ہے۔ جیسے نظریات بھی کوئی پھیلانا چاہے بڑی آزادی سے پھیلا سکتا ہے۔ لیکن کسی نظریے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات منسوب کرنا بہت ہی سنگین جرم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی تواتر سے مروی ہے:

”من كذب عليَّ متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار.“

ترجمہ:...... ”جس نے عمداً میری طرف کوئی غلط بات منسوب کی، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔“

آپ کے اس مختصر سے مضمون میں بہت سی ایسی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہیں، جو قطعاً خلافِ واقعہ ہیں۔

سوم:...... دِین فہمی کے معاملے میں میری اور آپ کی رائے حجت نہیں، بلکہ اس بارے میں حضراتِ صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ ہدیٰ کا فہم لائقِ اعتماد ہے۔ قرآنِ کریم کی کسی آیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد سے کوئی ایسی بات نکال لینا جو صحابہؓ و تابعینؒ اور اکابرِ اُمت کے فہم و تعامل سے ٹکراتی ہو، ہمارے لئے کسی طرح روا نہیں۔ آج کل اس معاملے میں بڑی بے احتیاطی ہو رہی ہے، اور اسی کی جھلک آپ کے مضمون میں بھی نظر آتی ہے۔ سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ ہم اپنے نظریات کی تصحیح ان اکابر کے تعامل سے کریں، یہ نہیں کہ اپنے نظریات کے ذریعہ ان اکابر کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے بیٹھ جائیں، حتیٰ کہ جو اُمور ان اکابر کے درمیان مختلف فیہ نظر آتے ہوں، ان میں بھی کسی ایک جانب کو گمراہی نہیں کہہ سکتے۔

چہارم:...... آنجناب نے اپنے مضمون کے آغاز میں علمائے کرام پر اہم دِینی معاملات میں غفلت برتنے کا الزام عائد کیا ہے، اور مضمون کے آخر میں علمائے کرام کو نصیحت فرمائی ہے:

''اُمید ہے علمائے اسلام عامۃ الناس کو سود کی یہ مصطفوی تشریح سمجھا کر انہیں شریعتِ اسلامی کی رُو سے سب سے بڑے سنگین جرم سے بچانے کی کوشش کریں گے۔''

یہ تو اُوپر تفصیل سے عرض کرچکا ہوں کہ آپ نے مضمون میں جو کچھ لکھا ہے وہ ''سود کی مصطفوی تشریح'' نہیں، بلکہ اپنے چند ذہنی مفروضوں کو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرکے اس کا نام ''مصطفوی تشریح'' رکھ دیا ہے۔ اس لئے علمائے کرام سے یہ توقع تو نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ کسی کے خودتراشیدہ نظریات کو ''مصطفوی تشریح'' تسلیم کرلیں، اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے پھریں۔ البتہ آپ سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ علمائے کرام کے بارے میں آپ نے غفلت اور کوتاہی کا جو اِلزام عائد کیا ہے، اس سے آپ کو رُجوع کرلینا چاہئے۔ بلاشبہ علمائے کرام معصوم نہیں، انفرادی طور پر ان سے فکری لغزشیں یا عملی کوتاہیاں ضرور ہوسکتی ہیں، لیکن پوری کی پوری جماعتِ علماء کو موردِ طعن بنانا اور ان پر دِین کے اہم ترین معاملات میں غفلت و کوتاہی کا اِلزام عائد کرنا بڑی بے جا بات ہے۔ دِین بہرحال علمائے دِین ہی سے حاصل ہوسکتا ہے، اور علمائے کرام کی پوری کی پوری جماعت کو مطعون کرنا درحقیقت دِین سے بے اعتمادی ظاہر کرنے کو مستلزم ہے۔ اور حضرت مجددؒ کے الفاظ میں: ''تجویز نہ کند ایں معنی مگر زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است، یا جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است۔''

موجودہ دور کے علماء اگر حضرات صحابہؓ و تابعینؒ اور سلف صالحینؒ کے راستے سے ہٹ گئے ہیں اور ان اکابر کے خلاف کوئی بات کہتے ہیں تو آپ اس کی نشاندہی کرسکتے ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ علمائے کرام اِن شاء اللہ اس کو ضرور قبول فرمائیں گے۔ لیکن اگر علمائے اُمت، بزرگانِ سلفؒ کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں تو آپ کا طعن علماء پر نہیں ہوگا بلکہ

سلف صالحینؒ پر ہوگا، اوراس کی قباحت میں اُوپر عرض کرچکا ہوں۔

آخر میں پھر گزارش کرتا ہوں کہ ان گزارشات کو اِخلاص پر مبنی سمجھتے ہوئے ان پر توجہ فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ صفوۃ البریۃ سیّدنا محمد وآلہ واَتباعہٖ اِلٰی یوم الدین!

## مکان اور شامیانے، کراکری، کرایہ پر دینا جائز ہے

س...... اگر کوئی شخص مکان خرید کر کرائے پر دیتا ہے، تو اس طرح سے اس مکان کا کرایہ سود ہے یا نہیں؟ جو سامان ہم بیاہ شادیوں پر کرایہ کا لیتے یا دیتے ہیں، مثلاً: شامیانے اور کراکری وغیرہ کا سامان وہ بھی کیا سود ہے؟

ج...... مکان اور سامان کرایہ پر لینا جائز ہے، اس کی آمدنی سود میں شمار نہیں ہوتی۔

## جائیداد کا کرایہ اور مکان کی پگڑی لینا

س...... کیا کسی خالی دُکان یا مکان کا گڈوِل یعنی پگڑی لینا جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... پگڑی کا رواج عام ہے، مگر اس کا جواز میری سمجھ میں نہیں آتا۔

س...... کرایہ جائیداد ماہوار لینے کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ج...... جائیداد کا کرایہ لینا دُرست ہے۔



فہرست

## پگڑی سسٹم کی شرعی حیثیت

س...... آج کل دُکانوں کو پگڑی سسٹم پر فروخت کیا جارہا ہے، یعنی ایک دُکان کو کرایہ پر دینے سے پہلے کچھ رقم مانگی جاتی ہے، مثلاً: ایک لاکھ روپیہ اور پھر کرایہ بھی ادا کرنا ہوگا، لیکن پیشگی رقم دینے کے باوجود دُکان دار کو مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے، اور اگر مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں تو پھر کرایہ کس چیز کا مانگا جاتا ہے؟

ج...... پگڑی کا طریقہ شرعی قواعد کے مطابق جائز نہیں۔

## کرائے پر لی ہوئی دُکان کو کرایہ پر دینا

س...... ایک صاحب نے ایک دُکان مع اس کے فرنیچر اور فٹنگ کے مالکِ جائیداد سے مبلغ ۲۴ ہزار روپے میں لی ہے، اور اس کا کرایہ بھی پچاس روپے ماہانہ دیتے ہیں، احقر ان سے یہ دُکان دوسو پچاس روپے ماہانہ کرایہ پر لیتا ہے، آیا اس صورت میں شرعاً ان کے لئے اور میرے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج...... اس دکان کا کرایہ پر لینا آپ کے لئے جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

## سرکاری زمین قبضہ کرکے کرایہ پر دینا

س...... غیر آباد جگہ جو جنگل تھا اس میں مکان بنالئے گئے، سرکاری جگہ ہے، اس کا کرایہ لینا ٹھیک ہے یا نہیں؟

ج...... حکومت کی اجازت سے اگر مکان بنوائے گئے تو کرایہ وغیرہ لینا جائز ہے۔

## وڈیو فلمیں کرائے پر دینے کا کاروبار کرنا

س...... کیا وِڈیو فلمیں کرائے پر دینے والوں کا کاروبار جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیا یہ کاروبار کرنے والے کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دُوسرے نیک افعال قبول ہوں گے؟

ج...... فلموں کے کاروبار کو جائز کیسے کہا جاسکتا ہے...؟ اس کی آمدنی بھی حلال نہیں، نماز، روزہ اور حج، زکوٰۃ فرائض ہیں، وہ ادا کرنے چاہئیں، اور وہ ادا ہوجائیں گے، مگر ان میں نور پیدا نہیں ہوگا جب تک آدمی گناہوں کو ترک نہ کرے۔

## کرایہ دار سے ایڈوانس لی ہوئی رقم کا شرعی حکم

س...... مالکِ مکان کا کرایہ دار سے ایڈوانس رقم لینا امانت ہے یا قرضہ ہے؟

ج...... ہے تو امانت، لیکن اگر کرایہ دار کی طرف سے استعمال کی اجازت ہو (جیسا کہ عرف یہی ہے) تو یہ قرضہ شمار ہوگا۔

س...... کیا مالکِ مکان اپنی مرضی سے اس رقم کو استعمال کرسکتا ہے؟

ج…… مالک کی اجازت سے استعمال کرسکتا ہے۔
س…… مالکِ مکان اگر اس رقم کو ناجائز ذرائع میں استعمال کرلے تو کیا گناہ کرایہ دار پر بھی ہوگا؟
ج…… نہیں۔
س…… کیا کرایہ دار کو سالانہ اس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟
ج…… جی ہاں۔
س…… کیا مالکِ مکان اس رقم کو جائز ذرائع میں استعمال کرنے سے بھی گناہگار ہوگا؟
ج…… اجازت کے ساتھ ہو تو گناہگار نہیں۔
س…… اگر کرایہ دار اس رقم کو بطور قرضہ مالکِ مکان کو دیتا ہے تو اس صورت میں مکان والا متوقع گناہ سے بَری سمجھا جائے گا؟
ج…… اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ گناہگار نہیں ہوگا۔
س…… مالکِ مکان ایک طرف کرایہ میں بھاری رقم لیتا ہے، پھر ایڈوانس کے نام کی رقم سے فائدہ اُٹھاتا ہے، پھر سال دو سال میں کرایہ میں اضافہ بھی کرتا ہے، تو کیا یہ صریح ظلم نہیں، اس مسئلے کا سرِعام عدالت کے واسطے سے، یا علمائے کرام کی تنبیہ کے ذریعے سے سدِباب ضروری نہیں؟
ج…… زَرِضمانت سے مقصد یہ ہے کہ کرایہ دار بسااوقات مکان کو نقصان پہنچادیتا ہے، بعض اوقات بجلی، گیس وغیرہ کے واجبات چھوڑ کر چلا جاتا ہے، جو مالکِ مکان کو ادا کرنے پڑتے ہیں، اس کے لئے کرایہ دار سے زَرِضمانت رکھوایا جاتا ہے، ورنہ اگر پورا اعتماد ہو تو زَرِضمانت کی ضرورت نہ رہے۔

## غاصب کرایہ دار سے آپ کو آخرت میں حق ملے گا

س…… میرا مکان ایک ڈاکٹر نے کرایہ پر لے کر مطب میں تبدیل کرلیا تھا، اور پندرہ ماہ کا کرایہ بھی مع بجلی، پانی، سوئی گیس کے بل بھی ادا نہیں کئے۔ مکان خالی کرکے چلے گئے ہیں۔ میری عمر تقریباً ۷۵ سال ہے، میں عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتی ہوں، کیا مجھ کو روزِ قیامت میرا حق ملے گا؟

ج…… قیامت کے دن تو ہر ایک حق دار کو اس کا حق دِلایا جائے گا، آپ کو بھی آپ کا حق ضرور دِلایا جائے گا۔

## کرایہ کے مکان کی معاہدہ شکنی کی سزا کیا ہے؟

س…… میں نے اپنی دُکان ایک شخص کو اس شرط کے ساتھ کرایہ پر دی جو کہ معاہدے میں تحریر ہے کہ اگر میری مرضی نہ ہوئی تو ۱۱ ماہ بعد دُکان خالی کرالوں گا۔ معاہدے میں جس پر دو مسلمان گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں، اس طرح تحریر ہے: ''ختم ہونے میعاد پر مقر نمبر ایک (کرایہ دار)، مقر نمبر دو (مالک) جدید دُوسرا کرایہ نامہ تحریر کراکے کرایہ دار رہ سکیں گے، ورنہ خود فوراً دُکان خالی کرکے قبضہ و دخل مقر نمبر دو (مالک) کے سپرد کردیں گے، اور بقیہ رقم ڈپازٹ مقر نمبر دو سے حاصل کرلیں گے'' میں نے میعاد ختم ہونے سے تین ماہ قبل ذاتی کاروبار کرنے کے لئے کرایہ دار سے دُکان خالی کرنے کے لئے کہا، اس نے گواہوں کے رُوبرو دُوسری دُکان تلاش کرکے دُکان خالی کرنے کا اقرار کیا، اور اس طرح ٹال مٹول کرکے سولہ ماہ گزار دیئے، اور پھر صاف انکار کردیا۔ میں نے دو سال گزرنے کے باوجود اس وجہ سے کرایہ نامہ بھی نہیں لکھا اور نہ اس نے اب تک دُکان خالی کی۔ موجودہ عدالتی قانون کے مطابق اس طرح کے معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں، نہ معاہدہ توڑنے کی کوئی سزا ہی ہے، یہ ایگریمنٹ صرف دِل کو تسلی دینے کے برابر حیثیت رکھتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ معاہدہ وعدہ خلافی میں آتا ہے، اور اسلامی قانون کے مطابق شریعت میں اس کے خلاف کی سزا کیا ہے؟ اور پاکستان کی اسلامی حکومت میں اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

ج…… معاہدہ شکنی گناہِ کبیرہ ہے، آپ پاکستان کے اس قانون کو جو معاہدہ شکنی کو جائز کہتا ہے، شرعی عدالت میں چیلنج کرسکتے ہیں۔

## کرایہ دار کا مکان خالی کرنے کے عوض پیسے لینا

س…… میرے شوہر نے اپنا مکان ایک شخص کو بارہ سال قبل ۱۹۷۲ء میں دو سو پچاس روپے ماہوار کرایہ پر دیا تھا، اور اسٹامپ پر گیارہ ماہ کا معاہدہ ہوا تھا، جس کی رُو سے گیارہ مہینے کے

بعد مالکِ مکان اپنا مکان خالی کرواسکتا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں میرے شوہر کا انتقال ہوگیا، تب کرایہ دار مذکور نے بڑی مشکل سے چند معزّز لوگوں کے مجبور کرنے اور احساس دِلانے سے ۱۹۷۷ء میں کرایہ میں سو روپے کا اضافہ کیا۔ ۱۹۷۹ء میں مجھے اپنے شوہر کے مکان کی ضرورت پڑی تو میں نے اس شخص کو مکان خالی کرنے کو کہا تو کرایہ دار اور اس کے لڑکے آگ بگولہ ہوگئے اور دھمکی اور دھونس کے ساتھ مکان خالی کرنے سے صاف انکار کردیا۔ میں نے اور میرے دیور نے چند معزّزین سے رُجوع کیا، انہوں نے کرایہ دار اور اس کے لڑکوں کو سمجھایا اور احساس دِلایا کہ ایک بیوہ اور اس کے تین چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں، ایک بوڑھی ساس اور معذور دیور کا ہی خیال کرو۔ بہت سمجھانے بجھانے کے بعد آخر کرایہ دار مذکورہ مکان خالی کرنے پر راضی ہوا کہ بہت جلد مکان خالی کردُوں گا۔ مگر ڈھائی سال تک ٹال مٹول اور بہانے بازی کرتا رہا، تو ہم نے کرایہ دار کو آگاہ کیا کہ اب ہم مارشل لا سے رُجوع کریں گے، تو کرایہ دار، محلے کے ایک شخص کو ساتھ لے کر ہمارے پاس آیا اور وعدہ کیا کہ دو مہینے میں ہر صورت میں مکاں خالی کردُوں گا، اور اس محلے والے نے بھی گواہی دی اور دو ماہ کے بعد مکان خالی کرنے کا دونوں حضرات جو آپس میں رشتہ دار ہیں وعدہ کرکے چلے گئے۔ اس دوران کرایہ دار نے وکیل وغیرہ سے مشورہ کیا اور کرایہ کورٹ میں جمع کرادیا، جب کافی دنوں کے بعد کورٹ سے نوٹس آیا تو ہمیں کرایہ دار کی بدعہدی اور وعدہ شکنی کا علم ہوا، تو ہم نے کرایہ دار سے اس وعدہ شکنی اور مکان خالی نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے مکان خالی کرنے سے صاف انکار کیا اور بڑی رعونت سے کہا: ''مکان پہلے ہندو کا تھا، میں اپنے نام کرواسکتا تھا، اور اگر مکان خالی کروانا ہے تو اَسّی ہزار روپے مجھے دو تو ایک مہینے میں مکان خالی کردُوں گا۔'' اس کی اس بدنیتی اور فریب کاری سے جتنا دُکھ پہنچا، آپ اندازہ کرسکتے ہیں۔ میں نے ایک درخواست مارشل لا حکام کو دی اور ایک درخواست ڈی ایم ایل اے کو کھلی کچہری میں پیش کی، حیدرآباد کے متعدّد چکر لگانے کے بعد امنِ عامہ سے متعلق ایس ڈی ایم نے دونوں فریقوں یعنی کرایہ دار اور مکان کے مالک کی حیثیت سے میرا معاہدہ کرادیا کہ کرایہ دار کے طلب کردہ آٹھ ہزار روپے مالکِ مکان کی بیوہ، کرایہ دار کو مکان خالی

کرنے کے عوض دیں گی اور تین مہینے کے عرصے میں کرایہ دار مکان خالی کردے گا اور آٹھ ہزار روپے لے لے گا۔ یہ معاہدہ دونوں فریقوں کی رضامندی سے طے ہوا تھا اور دونوں فریقوں یعنی کرایہ دار اور میں نے معاہدے پر دستخط کئے، ایس ڈی ایم (برائے امنِ عامہ) نے اپنی مہر لگائی اور دستخط کئے، تین مہینے کی مدّت پوری ہوجانے پر مقررّ تاریخ کو میں مکان کا قبضہ لینے پہنچی، تو مجھے بڑی تکلیف اور پریشانی کا سامنا ہوا، اور شدید ذہنی اذیت پہنچی، کرایہ دار اور اس کے لڑکوں نے نیچے گودام کے دروازے غائب کرکے گودام میں بھینسیں لاکر باندھ دیں، اور مختلف طریقوں سے مجھے خوف زدہ کیا اور دھمکی آمیز لہجے میں کہا: ''ہم مکان خالی نہیں کرسکتے، جب ہمیں مکان ملے گا جب خالی کریں گے'' اس کے بعد میں نے ایس ڈی ایم صاحب سے دوبارہ رُجوع کیا اور پھر حیدرآباد کے متعدّد چکر لگائے جس میں میرا وقت اور پیسہ ضائع ہوا اور سفر کی صعوبت اُٹھائی، مگر ایس ڈی ایم صاحب جو ایک معزّز سرکاری افسر ہیں، جنھوں نے دونوں فریقوں کے مابین معاہدہ کرایا تھا وہ بھی کرایہ دار مذکور کو جس نے معاہدے کی سنگین خلاف ورزی کی، معاہدے کی پابندی کرانے سے قاصر رہے، اور درخواست پر کچھ لکھ کر کہا کہ میں یہ واپس مارشل لا حکام کو بھیج رہا ہوں، وہی فیصلہ کریں گے۔ مگر آج سات آٹھ ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔ میں نے کرایہ دار کے ناجائز مطالبے پر آٹھ ہزار روپے محض اس لئے دینے منظور کئے تھے کہ ہم لوگ مزید پریشانی اور تکالیف سے بچ جائیں گے، حالانکہ کرایہ دار بارہ سال قبل ۲۵۰ روپے ماہوار پر قیام پذیر ہوا تھا اور ان بارہ سالوں کے طویل عرصے میں صرف ایک بار ۱۹۷۷ء میں کرائے میں سو روپے کا اضافہ کیا تھا۔ جبکہ آج مہنگائی کے سبب کرائے بھی چار پانچ گنا بڑھ چکے ہیں، اور خود حکومت نے سالانہ دس فیصد اضافے کا اختیار دے رکھا ہے، اس طرح کرایہ دار ہم مجبوروں کا حق غصب کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے۔ محترم مولانا صاحب! آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں اور اسلامی قانون کی رُو سے بتائیں کہ اس کی کیا سزا ہے؟

ج...... شرعی حکم یہ ہے کہ جب مالکِ مکان کو ضرورت ہو، وہ مکان خالی کرواسکتا ہے، اور کرایہ دار کے ذمہ معاہدے کے مطابق مکان خالی کردینا لازم ہے، ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کی


فہرست

بارگاہ میں ظالم و غاصب کی حیثیت سے پیش ہوگا۔ اور آج کل جو رسم چل نکلی ہے کہ کرایہ دار کچھ معاوضہ لے کر مکان خالی کرتا ہے (جیسا کہ آپ کا کرایہ دار کے ساتھ آٹھ ہزار روپے کا معاہدہ کرایا گیا) کرایہ دار کے لئے اس رقم کا وصول کرنا، مردار اور خنزیر کی طرح قطعی حرام ہے۔ جو شخص، خدا، رسول اور آخرت کی جزا و سزا پر ایمان رکھتا ہو، وہ ایسی حرام خوری کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔ اب یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ آپ کا کرایہ دار مالکِ مکان سے اس ''جرم'' میں کہ اس نے چودہ سال اس مکان میں کیوں ٹھہرنے دیا، آٹھ ہزار کا ہرجانہ مانگ رہا ہے، اس کو ''اندھیر نگری'' ہی کہا جائے گا۔ رہا یہ کہ حاکم آپ کو انصاف دِلا دیں گے، مجھے اس کی توقع نہیں، کیونکہ اوّل تو ہمارے اُونچے افسران کو اُونچا سنائی دیتا ہے، کسی بے کس یتیم، کسی بیوہ، لاچار، اپاہج اور کسی پیرِ ناتواں کی آہیں ان کے ایوانوں تک شاذ و نادر ہی پہنچتی ہیں۔ دُوسرے ہمارے ہاں انصاف خواہی کسی کمزور آدمی کا کام نہیں، جناب گورنر یا وفاقی محتسبِ اعلیٰ تک رسائی کسی بڑے آدمی ہی کی ہوسکتی ہے، نہ آپ کی قسم کے گمنام لوگوں کی درخواستوں کی، اور نہ مجھ ایسے کے کالم کی۔ آپ صبر کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو انصاف دِلائیں گے۔

## کرایہ دار کا بلڈنگ خالی نہ کرنا ناجائز ہے

س…… میں ایک کمرشل بلڈنگ کا مالک ہوں، جس کو کرایہ پر لینے کے لئے ایک شخص نے مجھ سے درخواست کی، شرائط طے ہوگئیں، دو معزّزین کی موجودگی میں اس نے ضمناً یقین دہانی کرائی کہ دورانِ مدّتِ کرایہ داری مذکورہ شرائط پوری کرتا رہے گا اور بعد اختتام میعاد بلڈنگ مذکورہ خالی کرکے صلح صفائی کے ماحول میں حوالہ مالک کردے گا۔ چنانچہ اس یقین دہانی کی بنا پر تمام شرائط دو گواہان کی موجودگی میں اسٹامپ پر معاہدہ تحریر و تکمیل کرے بعدالت رجسٹرار صاحب تصدیق کرالیا گیا۔ میعاد کرایہ داری پانچ سال ختم ہوگئی ہے، لیکن کرایہ دار بلڈنگ مذکورہ کو خالی کرکے قبضہ دینے سے گریز کر رہا ہے۔ میرا بیٹا جو کہ بیرونِ ملک ملازم تھا، اب واپس وطن آچکا ہے، اس کے دو بیٹے اور بذاتِ خود بیکار ہیں، ہم سب کو رزقِ حلال کمانے کے لئے سب سے اوّل اپنی مملوکہ جگہ کی ضرورت ہے، ہمارے پاس ماسوا


فہرست

مذکورہ جائیداد کے کوئی دُوسری کاروباری جگہ نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی دُوسرا ذریعۂ معاش۔ حصولِ انصاف اور عدالتی دادرسی کے لئے مروّجہ قانون کے مطابق بہت طولانی، گراں اور کٹھن منزلیں طے کرنا پڑتی ہیں، جو اسلامی دور میں ننگِ ملک وقوم ہے۔ اَزراہِ کرم میرے مندرجہ بالا حلفیہ بیان کی روشنی میں مالکِ مکان، کرایہ دار کی ذمہ داریوں، فرائض اور حقوق کی وضاحت فرمائیں۔ شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کا سہل اور فوری حل کیا ہوسکتا ہے؟

ج...... سہل اور فوری حل تو خوفِ خدا ہے۔ جب ایک شخص نے پانچ سال کی میعاد کا معاہدہ کرکے مکان کرائے پر لیا ہے تو میعاد گزرنے کے بعد اس کے لئے مکان کا استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اگر مسلمان حلال وحرام کا لحاظ رکھیں تو آدھے جھگڑے فوراً نمٹ جائیں۔

## کرایہ وقت پر ادا نہ کرنے پر جرمانہ صحیح نہیں

س...... دُکان دارانِ جامع مسجد محمدی کے درمیان چار روپے کے اسٹامپ پر یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہر دُکان دار ہر ماہ کی دس تاریخ تک کرایہ ادا کردے گا، بروقت کرایہ نہ دینے کی صورت میں کچھ رقم یومیہ جرمانہ ادا کریں گے۔ یہ معاہدہ دُکان کرایہ پر لیتے وقت بخوشی ورضا ہوا تھا، اس طرح جرمانہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... شرعاً اس طرح مالی جرمانہ وصول کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

## دُکان حجام کو کرایہ پر دینا

س...... ایک حجام (نائی) مجھ سے ایک دُکان کرایہ پر لیتا ہے، اسے حمام بنانا چاہتا ہے، صاف بات یہ ہے کہ حمام میں لوگوں کی داڑھی وغیرہ (شیو) بنایا جائے گا، انگریزی بال بنائے جائیں گے، لہٰذا ایسی صورت میں دُکان کے کرایہ کا میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... آپ حرام کی رقم لینے پر مجبور نہیں ہیں، اس کو کہہ دیں کہ داڑھی مونڈنے کے پیسے میں نہیں لوں گا، مجھے حلال کے پیسے لاکر دو، خواہ کسی سے قرض لے کر دو۔

# قسطوں کا کاروبار

## قسطوں میں زیادہ دام دے کر خرید وفروخت جائز ہے

س…… ایک شخص ٹرک خریدنا چاہتا ہے، جس کی قیمت ۵۰ ہزار روپے ہے، لیکن وہ شخص مجموعی طور پر اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ اس ٹرک کی یکمشت قیمت ایک ہی وقت میں ادا کرسکے، لہٰذا وہ اسے قسطوں کی صورت میں خریدتا ہے، لیکن قسطوں کی صورت میں اسے ٹرک کی اصلی قیمت سے ۳۰ ہزار روپے زیادہ ادا کرنے پڑتے ہیں اور ایڈوانس ۲۰ ہزار روپے اور ماہوار قسط ۱۵ سو روپے ادا کرنے ہوں گے۔ براہِ مہربانی شریعت کی رُو سے جواب عنایت فرمائیں کہ اس ٹرک کی یا اور اسی قسم کی کسی بھی چیز کی خرید وفروخت جائز ہوگی یا نہیں؟

ج…… جائز ہے۔

## قسطوں پر گاڑیوں کا کاروبار کرنا ضروری شرطوں کے ساتھ جائز ہے

س…… قسطوں پر گاڑیوں کی خرید وفروخت سود کے زُمرے میں آتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر بیچنے والا گاڑی کے کاغذات مکمل طور پر خریدار کے حوالے کردے اور قسطوں پر فروخت کرے تو جائز ہے۔ اس میں اُدھار پر بیچنے کی وجہ سے گاڑی کی اصل قیمت میں زیادتی کرنا بھی جائز ہے، یہ سود کے حکم میں نہ ہوگی، لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ ایک ہی مجلس میں یہ فیصلہ کرلیں کہ خریدار نقد لے گا یا کہ اُدھار قسطوں پر، تاکہ اسی کے حساب سے قیمت مقرّر کی جائے، مثلاً: ایک چیز کی نقد قیمت: ۵,۰۰۰ روپے اور اُدھار قسطوں پر اس کو: ۷,۰۰۰ روپے میں فروخت کرتا ہے تو اس طرح قیمت میں زیادتی کرنا جائز ہوگا اور سود کے حکم میں نہ ہوگا۔

## قسطوں کے کاروبار کے جواز پر علمی بحث

س...... روزنامہ ''جنگ'' کی خصوصی اشاعت بعنوان ''اسلامی صفحہ'' میں دِلچسپی اور اشتیاق نے آنجناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ کئی بار قارئین نے ''قسطوں کے کاروبار'' کے سلسلے میں آپ سے جواز اور عدمِ جواز کے بارے میں دریافت فرمایا اور آپ نے بالاختصار اس طرح جواب سے نوازا کہ علماء اور فقہاء نے قسطوں کے کاروبار کو، یعنی نقد قیمت کے مقابلے میں اُدھار کی اضافہ شدہ قیمت کو جائز قرار دیا ہے، اور اگر کوئی شرطِ فاسد معاملۂ ''شراء بالتَّقسیط'' سے وابستہ ہو تو وہ کالعدم ہوجائے گی اور یہ معاملہ (شراء بالتَّقسیط) دُرست ہے، اور آخر میں ''واللہ اعلم بالصواب'' کے الفاظ مرقوم ہوتے ہیں، جس سے شاید کسی قدر شک وشبہ کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے، یا کم از کم ورع و تقویٰ کی علامت ہے۔

اس سلسلے میں چند معروضات حسبِ ذیل ہیں:

اصطلاحاً:...... جسے عربوں میں ''شراء بالتَّقسیط'' اور پاکستان میں ''بیع بالاجارہ'' کہتے ہیں، اور اس معاملے میں بیع کے مختلف اسماء، مختلف ممالک میں متعارف ہیں، جیسے برطانیہ میں ''ہائر پرچیز'' (Hirepurchase)، ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ''انسٹالمنٹ کریڈٹ'' (Instalment Credit)، ''انسٹالمنٹ بائنگ'' (Instalment Buying)، فروخت کی یہ شکلیں بالعموم صرفی قرض (Consumer Credit) کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔

پسِ منظر اور ابتدا:...... مختلف دائرۃ المعارف وموسوعہ (Encyclopedia) میں مرقوم ہے کہ ''شراء بالتَّقسیط'' کا پسِ منظر گھریلو، دیرپا اور گراں قدر اشیاء کی فراہمی کی ایک معاشی تدبیر ہے، اور ان اشیاء کے حصول کا ایک سہل ذریعہ۔ اس کی ابتدا اُنیسویں صدی کے وسط میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہوئی جبکہ ایک سلائی مشین کمپنی نے اپنی تیار کردہ سلائی مشین کو اپنے صارفین کے لئے اس کی قیمت کو بالاقساط، قسط وار ادائیگی کی صورت میں متعارف کرایا، جس کو دیگر کمپنیوں نے اپنی مصنوعات کی کھپت قابلِ عمل اور

منافع بخش تصوّر کرتے ہوئے نہ صرف اپنایا بلکہ دن دُگنا اور رات چوگنا منافع کمانے کا کامیاب کاروباری وسیلہ بنالیا۔

## تعریف اور نوعیت:

الف:...... بیع بالاجارہ: یہ ایک قسم کا اجارہ (معاہدہ کرایہ داری) ہے، جس کی رُو سے کرایہ دار مقرّرہ رقم بالاقساط ادا کرتا ہے اور معاہدہ کے تحت حاصل کردہ اختیارِ خریداری کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ اس معاہدے میں خریدار کی حیثیت معاملہٴ بیع کے خریدار کی نہیں ہوتی، جس میں خریدار کسی شے کو بالفعل خریدتا ہے یا خریداری کی بابت ناقابلِ تنسیخ رضامندی کا اظہار کرتا ہے، اس معاہدے کے تحت خریدار اس وقت تک مالک قرار نہیں پاتا جب تک کہ وہ ساری طے شدہ اقساط ادا نہ کردے۔

ب:...... بعض اہلِ علم کے نزدیک بیع بالاجارہ صارف کے لئے ایک قسم کے قرض کی فراہمی ہے، یعنی صارف کے نقطہٴ نظر سے معاہدہٴ اِستقراض ہے۔ جس کے تحت خریدار سامان کی قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ادا کرتا ہے جسے ''ڈاوٴن پیمنٹ'' کہتے ہیں، اور بقیہ واجب الادا رقم (جس میں فروخت کنندہ اپنا نفع بھی شامل کرتا ہے) قسط وار ادا کرنے پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے، جبکہ عموماً اقساط کی ادائیگی کی مدّت چھ ماہ یا دو سال یا زائد ہوتی ہے، یہ تعریف شراء بالتّقسیط (قسطوں کے کاروبار) سے قریب تر ہے۔

**نوعیت اور ماہیت:**...... بیع بالاجارہ یا شراء بالتّقسیط معاملہٴ بیع کی ایک امتیازی قسم ہے، جس میں قیمتِ خرید بالاقساط ادا کی جاتی ہے، اور حقِ تملیک خریدار کو منتقل نہیں ہوتا جبکہ خریدار کو صرف قبضہ اور حقِ استعمال تفویض کیا جاتا ہے۔

**طلب اور رغبت:**...... نسبتاً گراں قدر اشیاء کی خریداری عامة الناس کے لئے ہمیشہ سے مشکل کا باعث بنی رہی ہے، اس لئے کہ ان اشیاء کی قیمت کی یکمشت ادائیگی ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہوتی، بلکہ اکثر کے لئے ناممکن ہوتی ہے، البتہ قسطوں میں ادائیگی مہنگے سامان کو ممکن الحصول بنادیتی ہے، مثال کے طور پر ایسے سامان کی فہرست درج ذیل ہے:

الف:……کاریں اور کم وزن اُٹھانے والے ٹرک اور بسیں (نئی اور پُرانی)۔

ب:……موٹر سائیکلیں۔

ج:……ٹیلی ویژن سیٹ اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ۔

د:……فرنیچر اور دیگر آرائشی سامان۔

ہ:……ریفریجریٹر اور عید و بیاہ شادی کے اخراجات و مصارف۔

و:……دیگر متفرقات۔

**معاشی اہمیت:**……معاشی نقطۂ نظر سے اس طریقۂ کار سے صارفین وہ تمام اشیاء حاصل کرلیتے ہیں جن کو وہ بعد از ادائیگی ایک طویل عرصے تک زیرِ استعمال رکھتے ہیں، اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے تو صارف ہمیشہ کے لئے ان اشیاء سے محروم رہیں، ان اشیاء کی موجودگی سے نہ صرف گھریلو مقبوضات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اثاثہ اور زیبائش کی منہ بولتی تصویر ثابت ہوتی ہیں۔

**معاہدہ بیع بالا جارہ کا ڈھانچہ:**……فریقین معاہدے کے اسماء مع ولدیت، پتاجات، دستخط اور شاہدین کے اسماء و پتاجات کے علاوہ اشیاء کی قدر و مالیت، تفصیل و تشخیص، قسط وار ادائیگی کی شرح مع شرحِ قسط، قسط کی عدم ادائیگی کی صورت میں فریقین معاہدے کے اختیارات و فرائض وغیرہ شامل ہوتے ہیں، اور سب سے اہم بات "کم از کم ادائیگی کی مد" قابلِ ذکر ہے، جس کی رُو سے خریدار کو تہائی یا چوتھائی رقم پیشگی ادا کرنا پڑتی ہے، مزید برآں دورانِ معاہدہ خریدار نہ کسی شے کی فروخت کرسکتا ہے، نہ ہی رہن رکھ سکتا ہے اور نہ اس پر کسی قسم کا بار ڈال سکتا ہے، حتیٰ کہ وہ کوئی ایسا عمل روا نہیں رکھ سکتا جو بائع کے حقِ ملکیت کے لئے مضرّت رساں ہو۔ غرضیکہ معاہدے میں تمام شرائط اس اَمر کی داعی و متقاضی ہوتی ہیں کہ بائع (بیچنے والے) کے مفاد کو تحفظ فراہم ہو۔

**تنقید:**……اس قسم کی بیع پر بالعموم ان الفاظ میں تنقید کی گئی ہے جو کہ حسبِ ذیل ہے:

الف:……عوام الناس کو اپنے جائز ذرائع آمدنی سے کہیں بالائی سطح پر معیارِ زندگی بحال کرنے پر اُکساتی ہے اور یہ ان کو شدید رغبت دِلاتی ہے کہ ان اشیاء سے اپنے


فہرست

گھروں کو مزین کرلیں جن کی ان کی موجودہ آمدنی سرِدست متحمل نہیں ہوسکتی، مزید اس سے متعلق جتنے قوانین مغربی دُنیا میں اور ہمارے ہاں رائج اور نافذ ہیں وہ سرمایہ کار کمپنیوں کو معتد بہ تحفظات و مراعات فراہم کرتے ہیں اور رغبت اور بلند زندگی کی ہوس میں گرفتار بے چارہ صارف قانونی چارہ جوئی سے محروم رہتا ہے۔

ب:...... یہ خاص قسم کی بیع (خرید و فروخت) معاشرے میں معاشی استحکام کو مخدوش بنادیتی ہے، اور افراطِ زَر کے لئے ایک مؤثر محرک ثابت ہوتی ہے۔

ج:...... اصلیت و ماہیت کے اعتبار سے مقرّرہ شرحِ نفع مروّجہ شرحِ سود سے نہ صرف مماثلت رکھتی ہے، بلکہ سودی شرح سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور یہ شرحِ منافع صارف کے استحصال کے لئے مثالی کردار ادا کرتی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا مذکورہ بالا شراء بالتّقسیط اسلام میں جائز ہے؟ جبکہ اس کی نوعیت اور ماہیت مع شروطِ فاسدہ حسبِ ذیل ہے:

شراء بالتّقسیط اصلیت و نوعیت کے اعتبار سے ثنائی الوظیفہ اور ینفع لغرضین قرار پائی، کیونکہ اس میں بیع و اجارہ کا باہم دگر اختلاط ہے، بلکہ معاملتین، صفقتین و بیعتین کا انضمام و ادغام ہے، جیسا کہ اس کی تعریف سے اس امر کی تصریح ہوتی ہے، لہٰذا یہ تثویب تشریع اسلامی میں احسن نہیں ہے، اور دو معاملوں کا معاملہ واحدہ میں مجتمع ہونا اصحیت سے متغائر ہے، بلکہ بعض صورتوں میں شراء بالتّقسیط اجتماع المعاملتین تک محدود نہیں رہتی بلکہ اجتماع المعاملات کے قالب میں سمو جاتی ہے، جیسے بیع، اِجارہ، کفالت، ضمان اور بیمہ وغیرہ کا اجتماع۔

نصوصِ شرعیہ:...... شراء بالتّقسیط کے سلسلے میں نصوصِ شرعیہ برائے ملاحظہ و غور و خوض حسبِ ذیل ہیں، جیسے:

اوّلاً:...... اُجرت اور ضمانت ایک ہی جگہ مجتمع نہیں ہوسکتی۔ (دفعہ:۸۶ مجلۃ الاحکام العدلیہ)

ثانیاً:...... بیع الدین، وهو مالكان الثمن والثمن فيه مؤجلين معًا وهو بيع منهى عنه۔ (القسم الأوّل فى المعاملات المادية، تأليف: السيّد على فكرى ص:۱۹)

ثالثاً:......بیعتان فی بیعة المنهی عنه قال ابن مسعود: صفقتان فی صفقة، ولأنه شرط عقد فی عقد فلم یصح۔

(القسم الأول فی المعاملات المادیة، تألیف: السیّد علی فکری ص:۴۵)

شروطِ فاسدہ:

۱:...... اِجارہ کام معاملہ مستقبل کی خریداری سے مشروط ہوتا ہے، اور یہ شرط تقضی الی المنازعة کو بروئے کار لاتی ہے۔

۲:......خریدار/مشتری کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ دانستہ اور نادانستہ طور پر اس میں (خریدی ہوئی چیز میں) کسی قسم کا عیب نہ آنے دے، جو کہ معاہدہ میں "Fault Clause" کہلاتی ہے۔

۳:...... مستعدی سے مرمت کروانا اور حسبِ ضرورت نئے پرزہ جات کی بطریقِ احسن تبدیلی تاکہ اس کی عرفی قدر میں کمی واقع نہ ہو۔

۴:......انشورنس و بیمہ کرانا لازمی ہوتا ہے۔

۵:......تیسرے شخص کی ضمانت/کفالت کلّی کا وجود، اور

۶:...... مجبوریوں اور کسمپرسی کی صورت میں اگر خریدار کسی واجب الادا قسط کی ادائیگی میں کوتاہی برتے، تو قرقی کا حق یعنی بائع بلامداخلت خریدار فروخت شدہ شے کی بازیابی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

۷:......شرحِ نفع کے تعین میں من مانی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ بفرضِ محال یہ سرمایہ کار کمپنیاں اور مالیاتی ادارے ان شروطِ فاسدہ میں کسی قسم کی تحریف کی خدمت سرانجام دے بھی لیں، یا کم از کم ان کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی خاطر ان کا رُخ موڑ لیں یا پہلو بدل لیں تب بھی مستہلک (صارف) کے استحصال کے لئے ان کی یہ کاوش اور سعی رُکاوٹ ثابت نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر اسلامی تعلیمات ان نیم تعیّشاتی سامان کے استعمال کو صراحتاً ناجائز قرار نہیں دیتیں تب بھی معاشیاتِ اسلام اس قسم کی بیعات کو رواج دینا پسند نہیں کرتی، اور اس کی نظر میں یہ اچھوتا اور انوکھا قسم کا

استحصالِ صارف، مستحسن نہیں قرار پاتا۔

آنجناب کی خدمتِ اقدس میں قسطوں کے کاروبار کے سلسلے میں مندرجہ بالا معروضات ارسالِ خدمت ہیں، التماس ہے کہ قرآنِ حکیم، سنتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ وفتاویٰ اور ائمہ وفقہاء کی آراء وتصریحات کی روشنی میں مفصل جواب سے نوازیں۔

ج…… ماشاء اللہ! آپ نے خوب تفصیل سے بیع بالاقساط کے بارے میں معلومات جمع کی ہیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ تاہم جو مسئلہ میں نے بالاختصار کہا تھا وہ اس تفصیل کے بعد بھی اپنی جگہ صحیح اور دُرست ہے، یعنی: ''قسطوں پر خرید وفروخت جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی شرطِ فاسد نہ ہو، اگر کوئی شرطِ فاسد لگائی گئی تو یہ معاملہ فاسد ہوگا۔''

مثلاً: یہ شرط کہ جب تک خریدار تمام قسطیں ادا نہ کردے وہ اس چیز کا مالک نہیں ہوگا، یہ شرط فاسد ہے، بیع کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مشتری کو مالکانہ قبضہ دیا جائے، خواہ قیمت نقد ادا کی گئی ہو یا اُدھار ہو، اور اُدھار کی صورت میں یکمشت ادا کرنے کا معاہدہ ہو یا بالاقساط، ہر صورت میں مشتری کا قبضہ مالکانہ قبضہ تصوّر ہوگا، اور اس کے خلاف کی شرط لگانے سے معاملہ فاسد ہوجائے گا۔ یہیں سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اس معاملے کو بیع اور اِجارہ سے مرکب کرنا غلط ہے، البتہ اُدھار رقم کی وصولی کے لئے ضمانت طلب کرنے کی شرط صحیح ہے۔ اور یہ شرط بھی صحیح ہے کہ اگر مقرّرہ وقت پر ادا نہ کی گئی تو بائع کو خریدار کی فلاں چیز فروخت کرکے اپنی قیمت وصول کرنے کا حق ہوگا، تاہم یہ ضرور ہے کہ اس کے قرضے سے زائد رقم اسے واپس کردی جائے۔ رہی یہ بات کہ قسطوں پر جو چیز دی جائے اس کی قیمت زیادہ لگائی جاتی ہے تو اس معاملے کو شریعت نے فریقین کی صوابدید پر چھوڑا ہے، اگر خریدار محسوس کرتا ہے کہ قسطوں کی صورت میں اسے زیادہ نقصان اُٹھانا پڑے گا تو وہ اس خریداری سے اجتناب کرسکتا ہے، تاہم استحصال کی صورت میں جس طرح گورنمنٹ کو قیمتوں پر کنٹرول کا حق ہے، اسی طرح بیع بالاقساط کی قیمت پر کنٹرول کیا جاسکتا ہے، چونکہ بالاقساط خریداری عوام کے لئے سہل ہے، اس لئے قطعی طور پر اس پر پابندی لگادینا مصلحتِ



فہرست

عامہ کے خلاف ہے۔ خلاصہ یہ کہ بیع بالاقساط اگر قواعدِ شرعیہ کے ماتحت اور شروطِ فاسدہ سے مبرا ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔

## قسط رُکنے پر قسط پر دی ہوئی چیز واپس لے لینا جائز نہیں

س…… میری بیوی میرے بیٹے کو اس کی مرضی کے مطابق قسطوں پر سامان فروخت کرنے کی دُکان کھلوانے کے حق میں ہیں، جبکہ میں اس کاروبار کے خلاف ہوں، کیونکہ اس کاروبار میں زبانی طور پر گاہک سے کہا جاتا ہے کہ یہ چیز تم کو قسطوں پر دی جاتی ہے تاکہ تم کو فائدہ پہنچے اور تم آسانی سے ایک بڑی چیز کے مالک بن جاؤ، اور کاغذات میں کرایہ دار لکھا جاتا ہے۔ قسطیں رُکنے کی صورت میں چیز واپس لے لی جاتی ہے۔ میری بیوی کا کہنا ہے کہ جب بہت سے لوگ اس کاروبار کو کر رہے ہیں تو پھر مولانا صاحب سے دریافت کیوں کرتے ہو؟ ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ ہوچکا ہے، میرا خیال ہے کہ خریدی ہوئی چیز نقص کی بنا پر تو واپس ہوسکتی ہے، مگر فروخت کی ہوئی چیز واپس نہیں ہوتی، واجبات کی ادائیگی کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ اس مسئلے میں آپ کی رائے اسلامی شریعت کے مطابق کیا ہے؟

ج…… قسطوں پر چیز دینا تو جائز ہے، مگر اس میں یہ دو خرابیاں جو آپ نے لکھی ہیں، قابلِ اصلاح ہیں۔ ایک خریدار کو ”کرایہ دار“ لکھنا، دُوسرا قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں چیز واپس کرلینا۔ یہ دونوں باتیں شرعاً جائز نہیں۔ اس کے بجائے کوئی ایسا طریقۂ کار تجویز کیا جانا چاہئے کہ قسطوں کی ادائیگی کی بھی ضمانت مل سکے اور شریعت کے خلاف بھی نہ ہو۔

## قسطوں کا مسئلہ

س…… ”الف“ ایک عدد سوزوکی، ویگن، بس یا ٹرک نقد رقم ادا کرکے خرید لیتا ہے، اس کے پاس ”ب“ اس گاڑی کی خریداری کے لئے آتا ہے، ”ب“ یہ گاڑی ”الف“ سے قسطوں میں خریدنا چاہتا ہے، جس کے لئے ”الف“ ”ب“ سے مندرجہ ذیل شرائط کا طلب گار ہوتا ہے:

ا:…… ۱۰ ہزار روپیہ نقد لوں گا، (یہ مختلف گاڑیوں کی قیمت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے)، بقایا رقم دو ہزار روپے ماہوار قسطوں میں لوں گا۔ گاڑی کی اصل منڈی کی قیمت ۴۵

ہزار روپے ہے، میں دس ہزار منافع لوں گا، یعنی ''ب'' نے ۴۵ ہزار روپے کے بجائے ۵۵ ہزار روپے ادا کرنا ہیں (دس ہزار نقد دینے کے علاوہ قسطوں میں ۴۵ ہزار روپے ادا کرے گا)، اس صورت میں منافع جو کہ ۱۰ ہزار روپے ہے، اس میں کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے، مثلاً: نقد رقم ۱۵ ہزار دی جائے یا قسط فی ماہ کے حساب سے دو ہزار روپے بڑھا یا گھٹادی جائے۔

۲:...... گاڑی خواہ جل جائے، چوری ہوجائے، ''ب'' نے ہر حالت میں یہ رقم تمام کی تمام ادا کرنی ہے۔

۳:...... اگر ''ب'' کسی وجہ سے تین ماہ لگاتار قسطیں ادا نہ کرسکا تو ''الف'' کو حق حاصل ہے کہ وہ گاڑی اپنے قبضے میں لے لے اور ''ب'' کو کچھ بھی نہ ادا کرے۔

بعض وقت یہ صورت بھی ہوجاتی ہے کہ ''ب'' کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے، وہ گاڑی نقد میں فروخت کردیتا ہے اور ''الف'' کو ماہوار قسط ادا کرتا رہتا ہے۔ بعض حالات میں گاڑی موجود نہیں ہوتی اور ''الف''، ''ب'' سے کچھ رقم نقد لے لیتا ہے اور وہ رقم اپنی رقم میں شامل کرکے ''ب'' کو گاڑی دیتا ہے، یا نقد رقم دے دیتا ہے، اور ''ب'' گاڑی خرید لیتا ہے (مثلاً: ۴۵ ہزار روپے کی گاڑی کے لئے ۳۵ ہزار روپے ''الف'' دے دیتا ہے، اور ۱۰ ہزار روپے ''ب'' اپنی طرف سے ڈالتا ہے)۔

مولانا صاحب! کئی احباب اس کاروبار میں لگے ہوئے ہیں، قسطوں کی صورت میں مہنگا بیچنا کیا یہ سود تو نہیں ہے؟

ج...... یہاں چند مسائل ہیں:

۱:...... نقد چیز کم قیمت خرید کر آگے اس کو زیادہ داموں پر قسطوں پر دینا جائز ہے۔

۲:...... جس شخص نے قسطوں پر وہ چیز خرید لی، وہ اس کا مالک ہوگیا، اور قسطوں کی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ہوگئی، اس لئے اگر وہ چاہے تو اس چیز کو آگے فروخت کرسکتا ہے، نقد قیمت پر بھی اور اُدھار پر بھی۔

۳:...... قسطوں پر خرید لینے کے بعد اگر خدانخواستہ گاڑی کا نقصان ہوجائے تو یہ نقصان خریدار کا ہوگا، قسطوں کی رقم اس کے ذمہ بدستور واجب الادا رہے گی۔

۴:...... یہ شرط کہ: ''اگر کسی وجہ سے وہ تین ماہ کی قسطیں ادا نہ کرسکا تو ''الف'' گاڑی اپنے قبضے میں لے لے گا، اور اس کی ادا شدہ قسطیں سوختہ ہوجائیں گی'' یہ شرط شرعاً غلط ہے۔ ''الف'' کو یہ تو حق ہے کہ اپنی قسطیں قانونی ذرائع سے وصول کرلے، لیکن وہ گاڑی کو اپنے قبضے میں لینے کا مجاز نہیں اور نہ ادا شدہ قسطوں کو ہضم کرنے کا مجاز ہے۔

۵:...... ''الف''، ''ب'' سے جو رقم پیشگی لے لیتا ہے، وہ جائز ہے، واللہ اعلم!

# قرض کے مسائل

## مکان رہن رکھ کر رقم بطور قرض لینا

س...... بارہا سنتے آئے ہیں کہ سود لینے والا اور سود دینے والا دونوں جہنمی ہیں، اور برابر کی سزا کے مستحق بھی۔ جاننا یہ چاہتا ہوں کہ حقیقتاً دونوں ہی برابر کے سزاوار ہیں؟ جبکہ بعض اوقات انسان اپنی کسی بہت بڑی مجبوری کے باعث سود پر قرض لینے پر آمادہ ہوتا ہے، پھر سالوں اپنی تنگ دستی اور معاشی بدحالی کے باوجود سود کی رقم ادا کرتا رہتا ہے، تو کیا خداتعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کے لئے بھی رحم کی کوئی گنجائش نہیں؟ دُنیا میں اس ذہنی اذیت کو اُٹھانے کے بعد بھی جہنم ہی اس کا مقدر ہے؟ رہن بھی سود کی ایک قسم ہے، ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ باقاعدہ سود پر قرضے فراہم کرتے ہیں اور یہی ان کا کاروبار ہے۔ انہیں پیشہ ور سودخور کہتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا کاروبار سود پر قرضے فراہم کرنا تو نہیں لیکن تعلقات کی بنا پر وہ رہن رکھ کر قرضہ دے دیتے ہیں اور پھر اس رہن سے حاصل ہونے والی رقم خود کھاتے ہیں۔ اس صورت میں بھی دونوں فریق برابر کے سزاوار ہیں؟ میں نے اشد ضرورت اور بے حد مجبوری کے باعث اپنے مکان کا ایک حصہ ایک صاحب کے پاس رہن رکھ کر اس جگہ کی مالیت کا نصف حصہ قرض وصول کیا ہے، اور اَب میں انہیں یہ رقم دیتے ہوئے خوش نہیں اور سخت معاشی بدحالی کا شکار ہوں، تو کیا اس

صورت میں بھی میں برابر کا سزاوار ہوں؟ جبکہ میں رہن ادا کرتے کرتے فاقوں کی نوبت کو پہنچ گیا ہوں۔ جب سے میں نے قرض لیا ہے اور سود ادا کر رہا ہوں میں نے محسوس کیا ہے کہ میں مالی لحاظ سے پستی میں گرتا جارہا ہوں، روپے میں برکت نہیں رہی، کاروبار خراب سے خراب تر ہوتا جارہا ہے، کیا سود دینے سے گھر کی برکات جاتی رہتی ہیں؟ اس کے علاوہ شب و روز اپنے جہنمی ہونے کا غم کھائے جارہا ہے۔

ج...... سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں، اور رہن کی جو صورت آپ نے لکھی ہے وہ بھی حرام ہے۔ آپ نے سود پر قرض لے کر غضبِ الٰہی کو دعوت دی ہے، اب اس کا علاج سوائے توبہ و اِستغفار کے کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ مکان کا کچھ حصہ فروخت کرکے آپ سود و قرض سے نجات حاصل کرلیں؟

س...... میں نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنی پنشن کی رقم اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض حاصل کرکے ۱۲۰ گز پلاٹ پر مکان تعمیر کیا ہے۔ ۳۵ سال کرایہ کے مکان میں گزارنے کے بعد اپنا ذاتی مکان رکھنے کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ اس قرض کی ادائیگی ماہانہ قسطوں میں پندرہ سال کے عرصے میں مکمل ہوگی اور ماہانہ قسط کے لحاظ سے جو کل رقم پندرہ سال میں ادا ہوگی وہ وصول شدہ قرضے سے کم و بیش ڈیڑھ گنا زیادہ ہوگی، یعنی مبلغ ۶۵ ہزار روپے قرض کے تقریباً ۹۷ ہزار ہوجائیں گے۔ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن ایک سرکاری ادارہ ہے اور حالیہ سرکاری پالیسی کے مطابق اب یہ ادارہ تعمیر شدہ مکان کی ملکیت میں شراکت کی بنیاد پر بلاسودی قرضہ دیتا ہے، اور پندرہ سال کے عرصے میں جو زائد رقم وصول کرتا ہے وہ غالباً اس وقت کی روپے کی قیمت کے بموجب ہے کیونکہ جدید معیشت میں افراطِ زَر کا رُجحان ایک مُسلّمہ پہلو ہے، جس کے تحت قیمتوں میں عدم استحکام ایک عالمگیر مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ہمارے روپے کی قیمت کم ہوتی جاتی ہے اور اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً: آج سے ۱۵ سال یعنی ۱۹۶۸ء کے اقتصادی حالات کا جائزہ لیں تو ہمیں تمام اشیاء کی قیمتوں میں آج کی نسبت زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا، ایسی صورت میں اس زائد رقم کو

پندرہ سال بعد کی قیمت کے بموجب منافع شمار کرنے کے بجائے ''سود'' گردانا کہاں تک صحیح ہے؟ لیکن میں نے جب قرضے کے اس مسئلے کو ہمارے ایک کرم فرما مولوی صاحب (جو ایک مستند عالمِ دِین ہیں) کے سامنے رکھا تو انہوں نے بلاتوقف فرمایا کہ: ''آپ نے سودی قرض لے کر گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے، اور یہ کہ آپ اپنے پنشن کے پیسے سے جتنا اور جیسا بھی مکان بنتا، بنالیتے اور گزارہ کرتے، محض بچوں کی خاطر یہ قرض لے کر جہنم نہ خریدتے۔'' تو جناب سے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ الف:......آیا ملکیت میں شراکت کی بنیاد پر بلاسودی قرضہ لے کر میں گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہوں؟ ب:......آیا اپنے بچوں کو ایک صاف ستھرا مکان اور ماحول مہیا کرنے کی کوشش کرنا ایک مسلمان کے لئے ممنوع ہے؟ اور کیا محض محدود وسائل کی بنا پر اسے اپنے اَبتر حالات پر صابر وشاکر ہوکر بیٹھ رہنا چاہئے اور اپنا معیارِ زندگی جائز ذرائع سے بہتر کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے؟ ج:......آیا متذکرہ بالا صورت کے باوجود بھی فنانس کارپوریشن کا یہ قرض سودی قرض ہی شمار ہوگا اور اس سے مکان بنانا ایک مسلمان کے لئے حرام ٹھہرے گا؟

ج...... جی ہاں! یہ قرض بھی سودی قرض ہی ہے۔ بہرحال آپ لے چکے ہیں تو اَب خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے توبہ و اِستغفار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ تأویلات کے ذریعہ چیز کی حقیقت نہیں بدلتی، نہ کسی حرام کو حلال کیا جاسکتا ہے، کیونکہ معاملہ کسی بندے کے ساتھ نہیں، خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے، اور خدا تعالیٰ کے سامنے غلط تأویلیں نہیں چلیں گی، بلکہ جرم کی سنگینی میں اور بھی اضافہ کریں گی۔

## رقم اُدھار دینا اور واپس زیادہ لینا

س...... ایک صاحب کو ۱۹۵۱ء میں ۲۵ روپے اُدھار دیئے، انہوں نے ۱۹۹۳ء میں ۲۵ روپے ادا کئے، اگر وہ مجھے ۲۵ روپے ۱۹۵۱ء میں ادا کردیتے تو میں اس سے ۳ ماشے سونا خرید سکتا تھا، کیونکہ اس وقت سونا ایک سو روپے فی تولہ تھا، اب مجھے ۳ ماشے سونا خریدنے کے لئے ایک ہزار روپے چاہئیں، کیونکہ آج کل سونا ۴ ہزار روپے فی تولہ ہے۔ اگر میں ان ۲۵

روپوں کا سونا خریدنے جاؤں تو دُکان دار منہ نہیں لگائے گا، بلکہ دماغ کی خرابی بتلائے گا۔ اگر میں قرض دار سے ایک ہزار روپے مانگتا تو وہ مجھے سود کھانے کا طعنہ دیتا۔ بتائیے اس قسم کے لین دین میں کیا کیا جائے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو؟

ج…… میں تو یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ روپے کے بدلے روپے لئے جائیں ورنہ سود کا دروازہ کھل جائے گا، روپے قرض دیتے وقت مالیت کا تصوّر کسی کے ذہن میں نہیں ہوتا، ورنہ روپے کے بجائے سونے کا قرض لیا دیا جاتا۔ بہرحال دُوسرے اہلِ علم سے دریافت کرلیں۔

## سونے کے قرض کی واپسی کس طرح ہونی چاہئے؟

س…… میرے ایک دوست ''الف'' نے پندرہ سال قبل یعنی ۱۹۶۹ء میں ایک شخص ''ب'' سے پندرہ تولے سونا بطور قرض لیا تھا، کیونکہ ''ب'' ایک سنار ہے، لہٰذا نقد رقم اس نے نہیں دی، ''الف'' نے وہ سونا اس وقت تقریباً ۱۳,۰۰۰ روپے میں فروخت کیا، اب پندرہ سال کے بعد ''ب'' نے (جو اس وقت ملک سے باہر چلا گیا تھا، واپسی پر) ''الف'' سے اپنا پندرہ تولے سونا واپس طلب کیا، ''الف'' نے کہا: ''اس کو میں نے اس وقت ۱۳,۰۰۰ روپے میں فروخت کیا تھا، لہٰذا اب تم مجھ سے مبلغ ۱۳,۰۰۰ روپے لے لو'' مگر ''ب'' کا کہنا ہے کہ مجھے یا وہ ۱۵ تولے سونا واپس کرو یا موجودہ قیمت ادا کرو۔ فقہِ حنفیہ کی روشنی میں جواب سے جلد نوازیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟ ویسے اس وقت ۱۵ تولے سونے کی قیمت تقریباً ۲۲,۵۰۰ روپے بنتی ہے، اُمید ہے کہ جواب سے جلد نوازیں گے۔

ج…… جتنا سونا وزن کرکے لیا تھا، اتنا ہی واپس کرنا چاہئے، قیمت کا اعتبار نہیں۔

## فیکٹری سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں

س…… فیکٹری میں قرضے دیئے جاتے ہیں، جن میں موٹرسائیکل، پنکھا، ہاؤس بلڈنگ کا قرضہ دیا جاتا ہے، اور اس پر چار فی صد سود کے نام سے ہماری تنخواہ سے منہا کیا جاتا ہے۔ آیا اس کا لینا دُرست ہے؟

ج…… یہ سودی قرضہ ہوا، اس کا لینا جائز نہیں۔



فہرست

## مکان بنانے کے لئے سود پر قرضہ لینا ناجائز ہے

س……میرے پاس ایک پلاٹ ہے اور اس کو بنوانے کے لئے کوئی راستہ نہیں، میرے پانچ بچے ہیں، حکومت لون دے رہی ہے، ساٹھ ہزار دے کر اَسّی ہزار وصول کرے گی، تو کیا میں لون لے کر مکان بنوالوں، یہ میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟

ج……واضح رہے کہ جس طرح ''سود'' کا لینا منع و حرام ہے، اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے، حکومت جو بیس ہزار زائد لے رہی ہے، یہ سود ہے، لہٰذا یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے۔

## ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض لے کر مکان بنانا

س…… پہلے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سود کی بنیاد پر قرض دیتی تھی، لیکن اب وہ مضاربت یعنی شراکت کی بنیاد پر قرض دیتی ہے۔ اس کے ذریعے پہلے ہی سے طے کرلیا جاتا ہے کہ مکان کا کرایہ کیا ہوگا؟ نصف کرایہ کارپوریشن لیتی ہے اور نصف مالکِ مکان۔ لیکن یہ بات ذہن نشین کرلینے کی ہے کہ مکان کا کرایہ کبھی ملتا ہے، کبھی نہیں، کبھی مکان خالی رہتا ہے اور کرایہ گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے، لیکن کارپوریشن برابر وہی مقرّر کردہ کرایہ کا نصف لیتی ہے۔ کیا یہ سود نہیں؟ بلکہ یہ سود سے بھی بدتر ہے، کیونکہ ''سود'' کا لفظ نہیں کہا جاتا ہے لیکن درحقیقت سود ہے۔ اس طرح ناواقف لوگ سود جیسے عظیم گناہ میں ملوّث ہوجاتے ہیں۔ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد آگاہ کریں، بڑی مہربانی ہوگی۔

ج…… میں نے جہاں تک غور کیا، کارپوریشن کا یہ معاملہ سود ہی کے تحت آتا ہے۔ اس معاملے کی پوری حقیقت دیگر محقق علماء سے بھی دریافت کرلی جائے۔

## قرض کی رقم سے زائد لینا

س……کافی عرصہ پہلے میں نے اپنے والد بزرگوار سے بطور قرض دس ہزار روپے کی رقم لے کر اپنے مکان کا بقیہ حصہ تعمیر کرایا، اس خیال سے کہ اسے کرائے پر دے کر قرض بھی اُتار لوں گا اور کچھ آسرا رقم کا مجھے بھی ہوگا، اور پھر میں نے وہ مکان ۴ سو روپے ماہانہ کرائے پر دے دیا۔ اور دو سو روپے ماہانہ والد صاحب کو دیتا رہا اور باقی دو سو روپے ماہانہ میں نے بینک



فہرست

میں جمع کئے۔ اس نیت سے کہ جمع ہونے پر ان کے دس ہزار روپے لوٹا دُوں گا۔ اب قصہ مختصر یہ کہ دس ہزار روپے پورے ہونے کو ہیں تو والد صاحب کہتے ہیں کہ میرے پیسے کب دوگے؟ میں نے کہ اب تو بس تھوڑی مدّت باقی رہ گئی ہے، رقم جمع ہو جائے تو دے دیتا ہوں، تو والد صاحب بولے کہ: ''وہ تو میری رقم سے پیدا کیا ہوا پیسہ ہے، یوں بولو کہ مجھ سے لی ہوئی رقم کب دوگے''، یعنی ان کا ارادہ یہ ہے کہ جو دوسو ماہانہ وصول کیا وہ بھی، اور جو دوسو جمع کئے وہ بھی سب ان کی رقم سے پیدا ہوا۔ اس طرح ان کو مل جائے گا پندرہ ہزار روپیہ، اور اب وہ چاہتے ہیں کہ دس ہزار میرا قرض بھی دو، یعنی انہوں نے دس ہزار سے پچّیس ہزار بنالیا۔

ج...... آپ جتنی رقم ادا کرچکے ہیں، ان کے قرض کا اتنا حصہ ادا ہو چکا ہے، باقی رقم ادا کردیجئے۔ ان کا صرف دس ہزار روپے قرضہ ہے، اس سے زائد لینا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔

## قرض پر منافع لینا سود ہے

س...... بعض لوگ ہم سے چیزوں کے علاوہ نقد رقم ۵۰ یا ۱۰۰ روپے یا اس سے کم یا زیادہ روپے بھی اُدھار لیتے ہیں، چیزوں پر تو تقریباً ہمیں ۱۵ یا ۲۰ فیصد منافع مل جاتا ہے، لیکن نقد پیسے دینے سے ہمیں کوئی منافع نہیں ملتا، حالانکہ یہ نقد دی ہوئی رقم بھی ہمیں مہینے یا دو مہینے بعد ملتی ہے، یا اس سے بھی دیر سے ملتی ہے۔ اگر ہم اس پر کوئی منافع لیں تو کیا یہ منافع سود میں شمار ہوگا یا ہمارے لئے جائز ہوگا؟

ج...... نقد رقم، اُدھار پر دینا قرضِ حسنہ کہلاتا ہے، اس پر آپ کو ثواب ملے گا۔ مگر اس پر زائد رقم منافع کے نام سے وصول کرنا سود ہے، اور یہ حلال نہیں۔ مسلمان کو ہر معاملہ دُنیا کے نفع کے لئے ہی نہیں کرنا چاہئے، آخرت کے نفع کے لئے بھی تو کچھ کرنا چاہئے، سو کسی ضرورت مند کو قرضِ حسنہ دینا آخرت کا نفع ہے، اس پر بہت سا اَجر و ثواب ملتا ہے۔

## قرضے کے ساتھ مزید کوئی اور چیز لینا

س...... مجھ سے میرے چچا نے دس ہزار روپے نقد وصول کئے ہیں اور کہا ہے کہ ایک سال کے بعد آپ کو دس ہزار روپے واپس کروں گا، اور اس کے ساتھ پچّیس من چاول بھی۔ کیا مجھ

کو پیسے اور اناج دونوں لینا جائز ہے یا ناجائز؟

ج…… جب آپ اپنا دس ہزار کا قرضہ واپس لے لیں تو اس پر مزید کوئی چیز لینا سود ہے، یعنی حلال نہیں ہے۔

## قرض کی واپسی پر زائد رقم دینا

س…… میرا بھائی میرے سے قرض دس روپیہ لے لیتا ہے، اور واپسی پر مجھے خوشی سے پندرہ دیتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ یہ کہیں سود تو نہیں ہے؟

ج…… اگر زائد روپے بطور معاوضہ کے دیتا ہے تو سود ہے، اور اگر ویسے ہی اپنی طرف سے بطور انعام واحسان کے دیتا ہے تو پھر بعد میں کسی اور موقع پر دے دیا کرے۔

## قرض دیتے وقت دُعا کی شرط لگانا

س…… اگر کسی کو قرض اس شرط پر دیا جائے کہ رقم کی ادائیگی کے وقت تک میرے حق میں دُعا کرتے رہو، تو کیا یہ بھی سود میں شمار ہوگا اور اس کی دُعا قبول ہوگی یا نہیں؟

ج…… جس کو قرض دیا جائے دُعا تو وہ خود ہی کرے گا، بہرحال دینے والے کو دُعا کی شرط لگانا غلط اور اس کے ثواب کو غارت کرنے والا ہے، البتہ یہ سود نہیں۔ یعنی دُعا کو شرط قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

## قومی قرضوں کا گناہ کس پر ہوگا؟

س…… مقروض پر قرضے کا زبردست بوجھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، جب تک آپؐ کو اللہ نے وسعت نہ دی تھی، بعد میں اس کا قرض اپنے ذمہ لے کر آپؐ نمازِ جنازہ ادا کرتے تھے۔

ہماری قوم پر اربوں ڈالر کا قرض ہے، جو قوم کے نام پر ورلڈ بینک سے لیا گیا ہے، اس کی اصل اور سود جو اَربوں روپے بنتا ہے ہر فرد پر واجب ہے، اور یہ قرض مع اصل اور سود ہر شخص پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت یہ قرض پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر، فنانس منسٹر اور اس کے عملے کے کھاتے میں ڈالا جائے یا مرنے

والے کے رشتہ دار اصل قرض بغیر سود حکومتِ وقت کو ادا کردیں تاکہ وہ ورلڈ بینک کو ادا کرسکیں؟ کیا مقروض حالت میں نمازِ جنازہ ہوگی، جس کی ذمہ داری کوئی نہ لے؟ اب تک جو لوگ بلاواسطہ حکومتی قرض کی حالت میں مرے ہیں، کیا بخشے جائیں گے؟ بہت سے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ سوال پوچھتے ہیں، جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔

ج...... قومی قرضے افراد کے ذمے نہیں، بلکہ حکومت کے ذمہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی مسئولیت براہِ راست افراد سے نہیں۔ جس حکومت نے یہ قرضے لئے ہیں، اسی سے اس کی مسئولیت ہوگی، مگر چونکہ حکومت، عوام کی نمائندگی کرتی ہے اس لئے غیر اختیاری طور پر عوام پر بھی ان قرضوں کے اثرات پڑتے ہیں، اگرچہ افراد گناہگار نہیں۔

## نام پتا نہ بتانے والے کی مالی امداد کیسے واپس کریں؟

س...... گزارش ہے کہ کچھ عرصہ قبل میرے ساتھ ایک حادثہ پیش آگیا تھا جو کہ دُوسرے شہر میں ہوا تھا۔ اس میں ایک صاحب نے میری مالی امداد کی تھی، میرے بے حد اصرار پر بھی انہوں نے اپنا نام و پتا نہیں بتایا تھا، اس وقت سے اب تک میں ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ آپ بتائیں کہ میں اس رقم کو کیسے واپس کروں اور اس کا قرآن و حدیث میں کیا حکم ہے؟

ج...... جب ان صاحب نے اپنا نام و پتا نہیں بتایا تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی نیت اس رقم کو واپس لینے کی نہیں تھی۔ اس لئے واپس کرنے کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دے رکھی ہے تو اتنی رقم ان صاحب کی طرف سے صدقہ کردیجئے۔

## نامعلوم ہندوؤں کا قرض کیسے ادا کریں؟

س...... آج سے تقریباً ۴۰ سال قبل ہمارا ہندو سیٹھ جن سے کاروباری لین دین کا معاملہ تھا، وہ ہندو، تقسیمِ پاکستان کے وقت یہاں سے ہندوستان چلے گئے، وہ ہندو سیٹھ بغیر اپنا ایڈریس بتائے یہاں سے چلے گئے۔ پریشانی یہ ہے کہ ان کا کچھ روپیہ ہمارے پاس رہ گیا، بطور

قرض۔ اب مجھے یہ یاد نہیں کہ ان کی کتنی رقم ہماری طرف ہوتی ہے؟ وہ ہندو جب چلے گئے تو انہوں نے وہاں سے ہمارے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں رکھا، نہ ہی اپنا کوئی پتا، ٹھکانا ہمیں بتایا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ہندو اگر زندہ ہوں تو ان کی رقم انہیں لوٹا دُوں، اگر وہ زندہ نہیں تو ان کے جو وارث ہیں انہیں وہ رقم واپس کردُوں، مگر پریشانی یہ ہے کہ نہ ہی وہ رقم مجھے یاد ہے، نہ ان کا ٹھکانا معلوم ہے۔ اب آپ مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ اب اس سلسلے میں کیا کروں؟ خدانخواستہ اس رقم کی آخرت میں مجھ سے پکڑ ہوگی، میں تو ایمان داری سے ان کی رقم لوٹانے کو تیار ہوں، ان ہندوؤں کی تعداد آٹھ یا دس ہے۔

ج…… رقم کتنی ہے؟ اس کا تو اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے، تخمینہ لگایئے کہ تقریباً اتنی ہوگی، جتنی رقم سمجھ میں آئے اتنی رقم کسی ضرورت مند کو دے دیں اور اپنے ذمہ سے بوجھ اُتارنے کی نیت کرلیں۔

## سود کی رقم قرض دار کو قرض اُتارنے کے لئے دینا

س…… سود کے پیسے اگر ہمارے پاس ہوں تو کیا ہم ان پیسوں سے قرض دار کو قرض ادا کرنے کے لئے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وہ پیسے صرف مسجد وغیرہ میں بیت الخلا پر ہی لگائے جاسکتے ہیں؟

ج…… سود کے پیسوں سے اپنا قرض ادا کرنا جائز نہیں، نہ ان کو مسجد یا اس کے بیت الخلا میں لگایا جائے، بلکہ جس طرح ایک قابلِ نفرت اور گندی چیز سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے، اس خیال سے یہ سود کے پیسے کسی محتاج کو بغیر نیتِ ثواب دے دیئے جائیں۔ سوال میں جس قرض دار کے بارے میں پوچھا گیا ہے اگر وہ واقعی محتاج ہے تو اس کو قرض ادا کرنے کے لئے سودی رقم دینا جائز ہے۔

## فلیٹ کی تکمیل میں وعدہ خلافی پر جرمانہ وصولنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میں نے ایک صاحب سے ایک عدد فلیٹ خریدا تھا، انہوں نے مجھ سے پوری رقم لے لی ہے، انہوں نے ایک تاریخ طے کرکے وعدہ کیا تھا کہ اس مقرّرہ تاریخ تک فلیٹ مکمل

کردُوں گا، میں نے اس وقت ان کو یہ کہا تھا کہ یہ بات مشکل ہے، چنانچہ میں نے ان سے یہ بات کہی کہ اگر اس تاریخ تک آپ یہ فلیٹ مجھے مکمل کرکے نہ دیں گے تو آپ پر جرمانہ ہونا چاہئے۔ طے یہ پایا تھا کہ اگر اس تاریخ تک قبضہ نہ دیا تو اس علاقے میں اتنے بڑے فلیٹ کا جو کرایہ ہوگا ادا کروں گا۔ چنانچہ فلیٹ ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے اور میں نے ان سے اس کا کرایہ مبلغ دو ہزار روپے لینا شروع کردیا ہے۔ بعض دوستوں نے یہ بات بتائی کہ یہ رقم سود بن جاتی ہے۔ براہِ کرم فتویٰ دیں کہ اگر واقعتاً یہ رقم سود ہے تو میں ان سے کرایہ نہ لوں۔

ج…… جب بیچنے والے نے حسبِ وعدہ مقرّرہ مدّت میں مکان خریدار کے حوالے نہیں کیا تو بروقت مکان نہ دینے کی صورت میں باہمی جرمانے کا طے کرلینا دُرست نہیں ہے۔ خریدار اگر چاہے تو اس معاملے کو ختم کرسکتا ہے، لیکن زائد مدّت کے عوض جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ مکمل فلیٹ مقرّرہ مدّت میں نہ ملنے کی صورت میں جرمانہ لینا (خواہ نام ''کرایہ'' وغیرہ کوئی بھی تجویز کرلیں) سود ہے اور جو وصول کیا ہے وہ بھی مالک کو واپس کرنا ضروری ہے۔

## ایفائے عہد یا نقضِ عہد؟

س…… ''الف'' نے ''ب'' سے یہ کہہ کر قرض لیا کہ اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو دے دُوں گا، لیکن اتفاقاً اس پہلی تاریخ کو ہفتہ واری چھٹی تھی، لہٰذا دفتر تنخواہ بند ہونے کی وجہ سے پہلی کو ''الف'' وہ قرضہ ادا نہ کرسکا۔ آپ بتلائیں کہ اس کا وعدہ پورا ہوا یا نقضِ عہد کا مرتکب ہوا؟

ج…… چونکہ فریقین کے ذہن میں یہ تھا کہ پہلی تاریخ کو تنخواہ ملنے پر قرضہ ادا ہوگا، اس لئے اس تاریخ کو دفتر بند ہونے کی وجہ سے اگر ادائیگی نہ ہوسکی تو اگلے دن کردے، یہ وعدہ خلافی کا مرتکب اور گنہگار نہ ہوگا، حدیث شریف میں ہے:

''اذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له، فلم يف ولم يجئ الميعاد فلا اثم عليه.''

(مشکوٰۃ شریف ص:۴۱۶، بروایت ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ:…… ''جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور

اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اس وعدے کو پورا کرے گا، لیکن (کسی عذر کی وجہ سے) نہ کرسکا اور وعدے پر نہ آسکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

## ادائیگی کا وعدہ کرتے وقت ممکنہ رُکاوٹ بھی گوش گزار دیں

س…… کاروباری لین دین کے مطابق ہمیں یہ معلوم ہو کہ فلاں دن ہم کو پیسے بازار سے ملیں گے، دُکان دار کے وعدہ کے مطابق ہم کسی دُوسرے فرد سے وعدہ کرلیں کہ ہم آپ کو کل یا پرسوں پیسے ادا کردیں گے، اگر سامنے والا دُکان دار وعدہ خلافی کرے کسی بھی بنا پر، تو ہم اپنے کئے ہوئے وعدے پر قائم نہیں رہ سکتے، اب اگر ہم نے جس سے وعدہ کیا ہو، اسے موجودہ صورتِ حال بتادیں تو وہ یقین نہ کرے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم کچھ اور وجہ بیان کردیں تاکہ وہ ناراض بھی نہ ہو، کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟

ج…… غلط بیانی تو ناجائز ہی ہوگی، خواہ مخاطب اس سے مطمئن ہی ہوجائے، اس کے بجائے اس سے وعدہ کرتے وقت ہی یہ وضاحت کردی جائے تو مناسب ہے کہ فلاں شخص کے ذمہ میرے پیسے ہیں اور فلاں وقت کا اس نے وعدہ کر رکھا ہے، اس سے وصول کرکے آپ کو دُوں گا۔ الغرض جہاں تک ممکن ہو وعدہ خلافی اور غلط بیانی سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

”التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء.“ (مشکوٰۃ شریف ص:۲۴۳، بروایت ترمذی وغیرہ)

ترجمہ:…… ”سچا، امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”التجار يحشرون يوم القيامة فجارًا، الا من اتقٰى وبر وصدق.“ (مشکوٰۃ شریف ص:۲۴۴، بروایت ترمذی وغیرہ)

ترجمہ:…… ”تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اُٹھائے جائیں گے، سوائے اس شخص کے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی اور سچ بولا۔“

## قرض واپس نہ کرنے اور نااتفاقی پیدا کرنے والے چچا سے قطع تعلق

س…… میرے چچا نے میرے والد سے تقریباً ۱۰ سال قبل تقریباً ایک لاکھ روپے کا مال اس صورت میں لیا کہ فلاں فلاں دُکان دار کو دینا ہے، جب اس سے رقم مل جائے گی تو ادائیگی کردیں گے۔ اس سے قبل بھی یہ سلسلہ کرتے رہے اور رقم لوٹا دیا کرتے تھے۔ اس مرتبہ کچھ عرصہ گزرنے پر رقم نہیں ملی، والدِ محترم نے تقاضا کیا تو چچا نے نقصان کا بہانہ بنادیا اور یکمشت اور فوری ادائیگی پر معذرت کی۔ آخر ۸ سال کا عرصہ گزر گیا، اس عرصے میں والدِ محترم نہ صرف خود اس کا تقاضا کرتے رہے بلکہ مجھ سے بھی تقاضا کرایا، مگر چچا خراب حالات اور مختلف بہانے کرتے رہے۔ آج سے ۲ سال قبل والدِ محترم کا انتقال ہوگیا، جب میں نے رقم کا مطالبہ کیا تو پہلے انہوں نے بالکل انکار کیا کہ انہوں نے کوئی رقم نہیں دینی۔ آخر میرے یاد دِلانے پر انہوں نے کہا: ''ہاں کچھ حساب تو ہے، اور ثبوت مہیا کریں، مگر اتنی لمبی رقم نہیں ہے۔'' کبھی کہتے: ''تمہارے والد نے مجھ سے رقم لے لی ہے'' کبھی کچھ، کبھی کچھ بہانے کرتے رہے ہیں۔ میں نے خاندان کے کچھ بزرگوں کو اس معاملے کو حل کرانے کے لئے کہا تو انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا: ''کوئی اس معاملے میں نہ بولے۔'' چچا کے حالات بالکل ٹھیک ہیں، نہ صرف اب، بلکہ پہلے سے بھی ٹھیک ہیں۔ چچا نہ صرف لین دین کے معاملے میں ہی صحیح نہیں بلکہ عام گھریلو معاملات میں بھی میانہ روی نہیں کرتے۔ خاندان میں اور دُوسرے افراد کو ورغلانا اور ہمارے بہن بھائیوں میں بھی نااتفاقی پیدا کرنے میں اعلیٰ کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں چچا سے قطع تعلق کرلیا جائے؟

ج…… اگر یہاں نہیں دیتے تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ جہاں تک قطع تعلق کی بات ہے، زیادہ میل جول نہ رکھا جائے، لیکن سلام دُعا، عیادت اور جنازے میں شرکت وغیرہ کے حقوق منقطع نہ کئے جائیں۔

## قرض ادا کردیں یا معاف کرالیں

س…… غالباً ۷۰-۱۹۶۹ء میں، میں نے اپنے ایک اسکول ٹیچر سے ایک رسالہ جس کی قیمت اس وقت صرف ۷۰ پیسے تھے، اُدھار خریدا لیکن اس کی رقم ادا نہ کی۔ اگلے ماہ ان سے اور ایک

رسالہ اس وعدے پر اُدھار خریدا کہ دونوں کے پیسے اکٹھے دے دُوں گا، اور پھر تیسرے ماہ ان سے ایک اور رسالہ اُدھار خرید لیا، اس وعدے کے ساتھ کہ تینوں کے پیسے اکٹھے چند روز میں ادا کردُوں گا۔ لیکن وہ دن آج تک نہیں آیا ہے۔ ان تینوں رسالوں کی مجموعی قیمت دو روپے دس پیسے تھی۔ اس کے کوئی ایک سال بعد ان محترم اُستاد نے ان پیسوں کا تقاضا بھی کیا، لیکن میں نے پھر بہانہ بنادیا، اور آج تک یہ اُدھار ادا نہیں کرسکا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں ان رسالوں کی قیمت انہیں ادا کرنا چاہتا ہوں، یہ تحریر فرمائیں کہ جبکہ اس بات کو قریباً ۱۹ برس گزر چکے ہیں، مجھے اصل رقم جو دو روپے دس پیسے بنی تھی وہی ادا کرنا ہوگی یا زیادہ؟ اگر زیادہ تو کس حساب سے؟ میں نے ایک حدیث مبارک سنی ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ: ''جس شخص نے دُنیا میں کسی سے قرض لیا اور واپس نہ کیا، تو قیامت کے دن اسے صرف ۲ پیسے کے بدلے اس کی سات سو مقبول نمازوں کا ثواب دینا پڑے گا۔''

ج…… ان تینوں رسالوں کی قیمت آپ کے ذمہ واجب الادا ہے، اپنے اُستادِ محترم سے مل کر یا تو معاف کرالیں یا جتنی قیمت وہ بتائیں، ان کو ادا کردیں۔ دو پیسے والی جو حدیث آپ نے ذکر کی ہے، یہ تو کہیں نہیں دیکھی، البتہ قرض اور حقوق کا معاملہ واقعی بڑا سنگین ہے، آدمی کو مرنے سے پہلے ان سے سبکدوش ہوجانا چاہئے۔

## بیٹا باپ کے انتقال کے بعد نادہند مقروض سے کیسے نمٹے؟

س…… میرے والدِ محترم سے ایک شخص نے کچھ رقم بطور قرض لی، اس کے عوض اپنا کچھ قیمتی سامان بطور زَرِ ضمانت رکھوادیا، مقرّرہ میعاد پوری ہونے پر جب وہ شخص نہیں آیا تو والدِ محترم نے مجھ سے کہا کہ: ''فلاں شخص ملے تو اس سے رقم کی وصولی کا تقاضا کرنا اور اس کی امانت یاد دِلانا۔'' کئی مرتبہ وہ شخص ملا، میں نے والدِ محترم کا پیغام دیا، مگر ہر مرتبہ جلد ہی ملاقات کا بہانہ کردیتا۔ اسی اثنا میں میرے والدِ محترم کا انتقال ہوگیا، اس کے کچھ عرصہ بعد وہ شخص ملا، میں نے والدِ محترم کے انتقال کا بتایا اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا، اس شخص نے کہا وہ رقم نہیں دے سکتا، اسے یہ رقم معاف ہی کردی جائے اور اس کی امانت اس کو واپس دے دی


فہرست

جائے۔ اپنی موت اور اس کی امانت کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہ ہونے کے ڈَر سے میں نے اس کی امانت اس کے حوالے کردی۔

۱:......کیا میں صحیح کیا؟

۲:......کیا میں والد محترم کی طرف سے اس قرض دار کو رقم معاف کرسکتا ہوں؟

۳:......یا کوئی اور طریقہ ہو تو تحریر فرمائیں۔

ج......آپ کے والد کے انتقال کے بعد ان کی رقم وارثوں کے نام منتقل ہوگئی، آپ اگر اپنے والد کے تنہا وارث ہیں اور کوئی وارث نہیں، تو آپ معاف کرسکتے ہیں، اور اگر دُوسرے وارث بھی ہیں تو اپنے حصے کی رقم تو خود معاف کرسکتے ہیں اور دُوسرے وارثوں سے معاف کرنے کی بات کرسکتے ہیں (بشرطیکہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں)۔

## رہن کا منافع استعمال کرنا

س...... ہمارے علاقے میں رہن کی رسم بہت عام ہے، جس کو بعض علماء نے جائز کردیا ہے، اس کے تین طریقے ہیں:

۱:......فرض کیا ''الف'' نے ''ب'' سے ۱۰ ہزار روپے قرض لیا، ''ب'' نے اس کے بدلے ''الف'' کی زمین رہن رکھ لی، اب ''ب''، ''الف'' کی زمین کی فصل اس وقت تک کھاتا رہے گا جب تک کہ ''الف'' پورے دس ہزار روپے واپس نہ کردے۔

۲:......اس طریقے میں ''ب''، ''الف'' کو ۱۰ فیصد سالانہ مالیہ دے گا۔

۳:......اس طریقے میں ''ب''، ''الف'' کو فصل کے تقریباً نصف مالیت کی رقم دے گا، یا اپنی رقم میں سے کٹائے گا۔

جناب مولانا! ایک بات یہ کہ اگر محنت، بیج اور بیل ''الف'' کے ہوں، یا محنت، بیج اور بیل ''ب'' کے ہوں تو کیا اثر پڑے گا؟ جناب! آپ اس کی شرعی حیثیت سے آگاہ کریں تاکہ ان لوگوں کو آپ کا فتویٰ دِکھایا جائے۔

ج......رہن رکھی ہوئی چیز کا مالک، رہن رکھوانے والا ہے، اور اس کے منافع اور پیداوار بھی اسی کی ملکیت ہے۔ جس شخص کے پاس یہ چیز رہن رکھی گئی ہے، نہ وہ رہن کی چیز کا مالک ہے

اور نہ اس کی پیداوار کا، بلکہ یہ ساری چیزیں اس کے پاس امانت ہیں۔ جب مالک قرض کی رقم ادا کرے گا، یہ ساری چیزیں اس سے وصول کرلے گا، مرتہن کا رہن کے منافع اور اس کی پیداوار کا کھانا سود ہے جو شرعاً حرام ہے۔

# امانت

## امانت کی رقم اگر چوری ہوجائے تو شرعی حکم

س…… ایک شخص جب بیرونِ ملک سے اپنے وطن جانے لگا تو اپنے دوست کے پاس کچھ رقم رکھ دی کہ جب پھر آئے گا تو رقم لے لے گا۔ دوبارہ وہ بیرونِ ملک نہ جاسکا اور دوست کی کئی بار یاددہانی کے باوجود اس شخص نے رقم نہیں منگائی۔ دریں اثنا اس کے دوست کا بریف کیس جس میں اس شخص کی رقم رکھی تھی، چوری ہوگیا۔ آپ بتائیں کیا ان حالات میں اس کے دوست پر پوری رقم واجب الادا ہے؟

ج…… امانت کی رقم اگر اس نے بعینہٖ محفوظ رکھی تھی اور اس کی حفاظت میں غفلت نہیں کی تھی تو اس کے ذمہ اس رقم کا ادا کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر اس نے امانت کی رقم بعینہٖ محفوظ نہیں رکھی بلکہ اسے خرچ کرلیا، یا اپنی رقم میں اس طرح ملالیا کہ دونوں کے درمیان امتیاز نہ رہا، یا اس کی حفاظت میں غفلت کی تو ادا کرنا لازم ہے۔

## امانت کی رقم کی گمشدگی کی ذمہ داری کس پر ہے؟

س…… ایک تقریب میں زید نے بکر کے پاس ایک چیز رکھوائی کہ تقریب کے خاتمے پر لے گا، مگر بکر سے وہ کھوگئی، کیا زید، بکر سے اس چیز کی آدھی یا پوری قیمت لینے کا حق دار ہے؟

ج…… جس شخص کے پاس امانت کی چیز رکھی ہو اگر وہ اس کی بے پروائی کی وجہ سے گم نہیں ہوئی تو اس سے قیمت وصول نہیں کی جاسکتی۔


فہرست

## کسی سے چیز عاریتاً لے کر واپس نہ کرنا گناہِ کبیرہ ہے

س…… ہمارے قریب ایک آدمی ہے، وہ جس کسی کی اچھی چیز دیکھتا ہے تو اس سے دیکھنے کے لئے لیتا ہے، پھر واپس نہیں کرتا۔ کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟

ج…… جو چیز کسی سے مانگ کر لی جائے وہ لینے والے کے پاس امانت ہوتی ہے، اس کو واپس نہ کرنا امانت میں خیانت ہے، اور خیانت گناہِ کبیرہ ہے۔

## جو آدمی امانت سے انکار کرتا ہو اس پر حلف لازم ہے

س……سوال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کوئی چیز امانت رکھی گئی تھی، وہ شخص امانت کے وجود سے انکار کرتا ہے، حلف لینے سے بھی انکاری ہے، کلامِ پاک کا حلف ناجائز کہتا ہے، اب کیا کرنا چاہئے؟

ج……جس شخص کے پاس امانت رکھی گئی، اگر وہ اس سے انکار کرتا ہے تو شرعاً اس کے ذمہ حلف لازم ہے، پس یا تو وہ مدعی کی چیز اس کے حوالے کردے، یا حلف اُٹھائے، اور جن مسلمانوں کو اس کی خبر ہو انہیں بھی مظلوم کی مدد کرنی چاہئے، ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

# رشوت

## نوکری کے لئے رشوت دینے اور لینے والے کا شرعی حکم

س……رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں، لیکن بعض معاشرتی بُرائیوں کے پیشِ نظر رشوت لینے والا خود مختار ہوتا ہے اور زبردستی رشوت طلب کرتا ہے، اور رشوت دینے والا، دینے پر مجبور ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کا کام روک دیا جاتا ہے، کیونکہ بعض کام ہیں جس کے بغیر اس معاشرے میں نہیں رہ سکتا۔ اور بعض لوگ نوکریاں دِلانے کے لئے بھی رشوت لیتے ہیں، اور کیا نوکری حاصل کرنے والا شخص جو رشوت دے کر نوکری حاصل کرتا ہے تو کیا اس کا کمایا ہوا رزق حلال ہوگا؟ کیونکہ ایسا شخص بھی خوشی سے رشوت نہیں دیتا، تو ان حالات


فہرست

میں لینے والا اور رشوت دینے والا ان دونوں کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… رشوت لینے والا تو ہر حال میں ''فی النار'' کا مصداق ہے، اور رشوت دینے والے کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ دفعِ ظلم کے لئے رشوت دی جائے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔ رشوت دے کر جو نوکری حاصل کی گئی ہو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ شخص اس ملازمت کا اہل ہے اور جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے اسے ٹھیک انجام دیتا ہے تو اس کی تنخواہ حلال ہے، (گو رشوت کا وبال ہوگا)، اور اگر وہ اس کام کا اہل ہی نہیں تو تنخواہ بھی حلال نہیں۔

## دفعِ ظلم کے لئے رشوت کا جواز

س…… آپ نے ایک جواب میں لکھا ہے کہ دفعِ مضرّت کے لئے رشوت دینا جائز ہے، حالانکہ رشوت لینے اور دینے والا دونوں ملعون ہیں، پھر آپ نے کیوں جواز کا قول فرمایا ہے؟

ج…… رشوت کے بارے میں جناب نے مجھ پر جو اعتراض کیا تھا، میں نے اعترافِ شکست کے ساتھ اس بحث کو ختم کردینا چاہا تھا، لیکن آنجناب نے اس کو بھی محسوس فرمایا، اس لئے مختصراً پھر عرض کرتا ہوں کہ اگر اس سے شفا نہ ہو تو سمجھ لیا جائے کہ میں اس سے زیادہ عرض کرنے سے معذور ہوں۔

جناب کا یہ ارشاد بجا ہے کہ رشوت قطعی حرام ہے، خدا اور رسولؐ نے راشی اور مرتشی دونوں پر لعنت کی ہے، اور اس پر دوزخ کی وعید سنائی ہے۔ لیکن جناب کو معلوم ہے کہ اضطرار کی حالت میں مردار کی بھی اجازت دے دی جاتی ہے، کچھ یہی نوعیت رشوت دینے کی ہے۔ ایک شخص کسی ظالم خونخوار کے حوالے ہے، وہ ظلم دفع کرنے کے لئے رشوت دیتا ہے، فقہائے اُمت اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ''اُمید ہے کہ اس پر مؤاخذہ نہ ہوگا'' اور یہی میں نے لکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس پر عام حالات کا قانون نافذ نہیں ہوسکتا، اس لئے رشوت لینا تو ہر حال میں حرام ہے اور گناہِ کبیرہ ہے، اور رشوت دینے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جلبِ منفعت کے لئے رشوت دے، یہ حرام ہے، اور یہی مصداق ہے ان احادیث کا جن میں رشوت دینے پر وعید آئی ہے۔ اور دُوسری صورت یہ کہ دفعِ ظلم کے لئے


فہرست

رشوت دینے پر مجبور ہو، اس کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں کہ: ''اُمید ہے کہ مؤاخذہ نہ ہوگا''، اس صورت پر جناب کا یہ فرمانا کہ: ''میں اللہ اور رسولؐ کے مقابلے میں فقہاء کی تقلید پر زور دے رہا ہوں'' بہت ہی افسوس ناک الزام ہے۔ اسی لئے میں نے لکھا کہ: ''آپ ماشاء اللہ خود ''مجتہد'' ہیں، مجتہد کے مقابلے میں مقلد بے چارہ کیا کرسکتا ہے؟'' آپ کا یہ فرمانا کہ: ''عوام علمائے کرام پر اعتماد کرتے ہیں، مگر ان میں خلوص چاہئے'' بجا ہے، لیکن جناب نے تو بے اعتمادی کی بات کی تھی، جس پر مجھے اعترافِ شکست کرنا پڑا۔

## کیا رشوت دینے کی خاطر رشوت لینے کے بھی عذرات ہیں؟

س...... ایک سوال کرنے والے نے آپ سے پوچھا کہ: ''ایسے موقع پر جبکہ اپنا کام کرانے کے لئے (ناحق) پیسے ادا کئے بغیر کام نہ ہو رہا ہو تو پیسے دے کر اپنا کام کرانا جبکہ کسی دُوسرے کا حق بھی نہ مارا گیا ہو، رشوت ہے کہ نہیں؟'' آپ نے جواب میں فرمایا ہے کہ: ''دفعِ ظلم کے لئے رشوت دی جائے تو توقع ہے کہ گرفت نہیں ہوگی، گو کہ رشوت لینا ہر حال میں حرام ہے، یعنی رشوت لینا ہر حال میں حرام ہے، لیکن ایسی مجبوری ہو تو دینے والا رشوت دے دے اور اُمید رکھے کہ یہ گناہ معاف ہوجائے گا۔''

رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، اور دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی خبر دی گئی ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اسے حلال، اور جس کو حلال کیا ہے، اسے حرام نہ کیا کرو۔ آپ عالمِ دِین ہیں، آپ مجھ سے زیادہ ان باتوں کا علم اور شعور رکھتے ہیں، اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ بحالتِ مجبوری رشوت دینے سے اس گناہ کی گرفت سے بچنے کی اُمید کی جاسکتی ہے، تو پھر کئی دیگر جرائم کے ارتکاب کا جواز پیدا ہوسکتا ہے، مثلاً: کوئی شخص بیروزگاری کی حالت میں چوری کرے تاکہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے تو اس کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ چوری کے گناہ اور سزا سے بچ جائے گا۔ اسی طرح جھوٹ بولنے کے بغیر زیادہ نقصان کا خطرہ ہو تو ضرورتاً جھوٹ بولنے کی معافی بھی ہوسکتی ہے۔ شدید جذبات سے مغلوب ہوکر زنا کے مرتکب ہونے والے سے بھی رعایت ہوسکتی

ہے، وغیرہ وغیرہ۔ میرے محترم! غور فرمائیے، رشوت جیسے قطعی حرام فعل میں رعایت دینے سے بات کہاں تک پہنچ جاتی ہے؟

علاوہ ازیں آپ کے فتوے سے قارئین پر کیا اثر ہوگا؟ اس پر بھی نگاہ فرمائیے، یہ تو عیاں ہے کہ لوگ مجبور ہوکر رشوت دیتے ہیں، ورنہ حکام یا دفتروں کے پھیرے لگاتے رہو، کام نہیں ہوتا۔ رضا و رغبت سے کوئی رشوت نہیں دیتا۔ دُوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کے معاشی اور معاشرتی حالات ایسے ہیں کہ رشوت لینے والے بھی کسی حد تک مجبوری ہی سے لیتے ہیں۔ آپ کے فتوے کا عوام پر یہ اثر ہوگا کہ وہ چند ایک نیک دِل حضرات جو رشوت دینا قطعی حرام سمجھ کر اس کی مدافعت کا حوصلہ رکھتے ہیں، وہ بھی یہ جان کر کہ مجبوری اور تکلیف (جسے آپ نے ''ظلم'' کہا ہے) سے بچنے کی صورت میں رشوت دے دینے اور اس گناہ کی سزا سے بچ جانے کی توقع ہے، اب اپنی مٹھی آسانی سے ڈھیلی کردیں گے۔

مولانا صاحب! اس رشوت کے عذاب کا جو قوم پر مسلط ہے، آپ نے اندازہ لگایا ہے؟ رشوت کے ہاتھوں سارا نظامِ حکومت درہم برہم ہوگیا ہے، قرآن و کتاب کی حکمرانی ایک بے معنی سی بات بن کر رہ گئی ہے، عدل و انصاف کا اس سے گلا گھونٹا جارہا ہے، رزقِ حلال کا حصول جو مسلمان کے ایمان کو قائم رکھنے کا تنہا ذریعہ ہے، ایک خواب و خیال بن چکا ہے۔ مختصر یہ کہ ایمان والوں کے معاشرے میں یہودیت (سرمایہ پرستی) فروغ پارہی ہے۔ کیا رشوت ان جرائم کے اثرات سے کم ہے جن کی حد قرآنِ کریم نے مقرّر فرمائی ہے؟ آج رشوت کے بُرے اثرات کا نفوذ ان جرائم سے بھی کہیں زیادہ ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ رشوت کو بھی روکنے کے اقدامات اسی سنجیدگی سے کئے جائیں۔ یہی نہیں بلکہ عوام کے دِل و دِماغ میں بٹھایا جائے کہ حرام کی کمائی اور مسلمان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ ساتھ ہی حکومت کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ قرآنِ کریم کے معاش کے متعلق اَحکام کے نفاذ کو اوّلیت دی جائے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سادہ اور درویشانہ زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنایا جائے۔ اُمید ہے آپ مجھے اس تلخ نوائی کے لئے معاف فرمائیں گے اور ایک دردمند دِل کی آواز سمجھ کر اسے درخورِ اعتنا سمجھیں گے۔


فہرست

ج:...... آپ کا خط ہمارے معاشرے کے لئے بھی اور حکومت اور کارکنان کے لئے بھی لائقِ عبرت ہے۔ اور میں نے جو مسئلہ لکھا ہے کہ: ''مظلوم اگر دفعِ ظلم کے لئے رشوت دے کر خونخوار درندوں سے اپنی گردن خلاصی کرائے تو توقع ہے کہ اس پر گرفت نہ ہوگی'' یہ مسئلہ اپنی جگہ دُرست ہے۔ آخر مظلوم کو کسی طرح تو دادرسی کا حق ملنا چاہئے، عام حالات میں جو رشوت کا لین دین ہوتا ہے، یہ مسئلہ اس سے متعلق نہیں۔

## انتہائی مجبوری میں رشوت لینا

س...... کچھ دن قبل میری ملاقات اپنے ایک کلاس فیلو سے ہوئی جو کہ موجودہ وقت میں آزاد کشمیر کے ایک جنگل میں فارسٹر کی حیثیت سے ملازم ہے، میں نے اس سے رشوت کے سلسلے میں جب بات کی تو اس نے جو کہانی سنائی کچھ یوں تھی:

میری بیسک تنخواہ ۳۲۵ روپے ہے، کل الاؤنس وغیرہ ملاکر مبلغ چار سو روپے ماہوار تنخواہ بنتی ہے، میں جس جنگل میں تعینات ہوں وہ میرے گھر سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے، میرا آنے جانے کا کرایہ، میری بیوی، بچے جن کی کل تعداد سات ہے، ان کے کھانے پینے کا انتظام، کپڑا جوتے، علاج معالجہ، مہمان، غرض یہ کہ دُنیا میں جو کچھ بھی نظام ہے وہ جائز طریقے سے مجھے چلانا پڑتا ہے، اور پھر میرے جنگل میں دورے پر آنے والے جنگلات کے افسران جس میں ایف ڈی اور رینجر صاحب اور دیگر افسران یہاں تک کہ صدر آزاد کشمیر بھی سال میں ایک مرتبہ دورہ کرتے ہیں، اب ان سب لوگوں کے دورے کے دوران جتنا بھی خرچہ ہوتا ہے وہ اس علاقے کے فارسٹر اور پٹواری کے ذمے ہوتا ہے جو کہ کبھی دو تین ہزار سے کم نہیں ہوتا، اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں اور پٹواری یہ تین ہزار کہاں سے دیں گے، اگر رشوت نہیں لیں گے؟ یہ سوال اس نے مجھ سے کیا تھا۔ جواب آپ دیں کہ آیا ان حالات میں رشوت لینا کیسا ہے؟

ج...... رشوت لینا تو گناہ ہے، باقی یہ شخص کیا کرے؟ اس کا جواب تو افسرانِ بالا ہی دے سکتے ہیں۔ ہونا یہ چاہئے کہ ملازمین کو اتنی تنخواہ ضرور دی جائے جس سے وہ اپنے بال بچوں کی پرورِش کرسکیں، اور ان پر اضافی بوجھ بھی، جو سوال میں ذکر کیا گیا ہے، نہیں ڈالنا چاہئے۔

## رشوت کی رقم سے اولاد کی پرورِش نہ کریں

س…… رشوت آج کل ایک بیماری کی صورت اختیار کرگئی ہے، اوراس مرض میں آج کل ہر ایک شخص مبتلا ہے۔ میرے والد صاحب بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ میں انٹر کا طالب علم ہوں اور مجھے اس بات کا اب خیال آیا کہ میرے والد صاحب میری پڑھائی لکھائی پر، میرے کھانے وغیرہ پر جو کچھ خرچ کررہے ہیں، وہ سب رشوت سے ہے۔ آپ مجھے قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں والد صاحب کی حرام کمائی سے پڑھتا لکھتا رہوں، کھاتا پیتا رہوں؟ یا میں اپنا گھر چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں اور محنت کرکے اپنی گزراوقات کروں یا کوئی اور راستہ اختیار کروں؟

ج…… اگرآپ کے والد کی کمائی کا غالب حصہ حرام ہے تو اس میں سے لینا جائز نہیں، آپ اپنے والد صاحب کو کہہ دیجئے کہ وہ آپ کو جائز تنخواہ کے پیسے دیا کریں، رشوت کے نہ دیا کریں۔

## شوہر کا لایا ہوا رشوت کا پیسہ بیوی کو استعمال کرنے کا گناہ

س…… اگرشوہر رشوت لیتا ہو اور عورت اس بات کو پسند بھی نہیں کرتی ہو، اوراس کے ڈر سے منع بھی نہیں کرسکتی تو کیا اس کمائی کے کھانے کا عورت کو بھی عذاب ہوگا؟

ج…… شوہر اگر حرام کا روپیہ کما کر لاتا ہے تو عورت کو چاہئے کہ پیار محبت سے اور معاملہ فہمی کے ساتھ شوہر کو اس زہر کے کھانے سے بچائے، اگر وہ نہیں بچتا تو اس کو صاف صاف کہہ دے کہ: ”میں بھوکی رہ کر دن کاٹ لوں گی، مگر حرام کا روپیہ میرے گھر نہ لایا جائے، حلال خواہ کم ہو میرے لئے وہی کافی ہے۔“ اگر عورت نے اس دستور العمل پر عمل کیا تو وہ گناہگار نہیں ہوگی، بلکہ رشوت اور حرام خوری کی سزا میں صرف مرد پکڑا جائے گا، اور اگر عورت ایسا نہیں کرتی بلکہ اس کا حرام کا لایا ہوا روپیہ خرچ کرتی ہے تو دونوں اکٹھے جہنم میں جائیں گے۔

## رشوت کی رقم سے کسی کی خدمت کرکے ثواب کی اُمید رکھنا جائز نہیں

س…… میرے ایک افسر ہیں، جو اپنے ماتحت کی خدمت میں حاتم طائی سے کم نہیں، کسی کو اس کی لڑکی کی شادی پر جہیز دِلاتے ہیں، کسی کو پلاٹ اور کسی کو فلیٹ بُک کرادیتے ہیں، وہ یہ

سب اپنے حصے کی رشوت سے کرتے ہیں اور خود ایمان دار ہیں۔ آپ سے مذہب کی رُو سے دریافت کرنا ہے کہ کیا ان کو ان تمام خدمات کے صلے میں ثواب ملے گا اور ان کا ایمان باقی رہے گا؟

ج……رشوت لینا حرام ہے، اور اس حرام روپے سے کسی کی خدمت کرنا اور اس پر ثواب کی توقع رکھنا بہت ہی سنگین گناہ ہے۔ بعض اکابر نے لکھا ہے کہ حرام مال پر ثواب کی نیت کرنے سے ایمان سلب ہوجاتا ہے۔ آپ کے حاتم طائی کو چاہئے کہ رشوت کا روپیہ اس کے مالک کو واپس کرکے اپنی جان پر صدقہ کریں۔

## رشوت کی رقم نیک کاموں پر خرچ کرنا

س……اگر کوئی شخص رشوت لیتا ہے اور اس رشوت کی کمائی کو کسی نیک کام میں خرچ کرتا ہے، مثلاً: کسی مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے، تو کیا اس شخص کو اس کام کا ثواب ملے گا؟ اگرچہ ثواب وعذاب کے بارے میں خدا تعالیٰ سے بہتر کوئی نہیں جانتا، مگر خدا اور رسولؐ کے اَحکام وطریقوں کی روشنی میں اس کا جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

ج……رشوت کا پیسہ حرام ہے، اور حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''آدمی حرام کما کر اس میں سے صدقہ کرے، وہ قبول نہیں ہوتا'' حضراتِ فقہاء نے لکھا ہے کہ مالِ حرام میں صدقے کی نیت کرنا بڑا ہی سخت گناہ ہے، اس کی مثال ایسی ہے کوئی شخص گندگی جمع کرکے کسی بڑے آدمی کو ہدیہ پیش کرے، تو یہ ہدیہ نہیں گا بلکہ اس کو گستاخی تصوّر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں گندگی جمع کرکے پیش کرنا بھی گستاخی ہے۔

## کمپنی کی چیزیں استعمال کرنا

س:۱……اگر کوئی شخص جس کمپنی میں کام کرتا ہو، وہاں سے کاغذ، پنسل، رجسٹر یا کوئی ایسی چیز جو آفس میں اس کے استعمال کی ہو، گھر لے جائے اور ذاتی استعمال میں لے آئے، کیا یہ جائز ہے؟

س:۲……یا آفس میں ہی اسے ذاتی استعمال میں لائے۔

س:۳......گھر میں بچوں کے استعمال میں لائے۔
س:۴......آفس کے فون کو ذاتی کاروبار، یا نجی گفتگو میں استعمال کرے۔
س:۵......کمپنی کی خرید و فروخت کی چیزوں میں کمیشن وصول کرنا۔
س:۶......آفس کے اخبار کو گھر لے جانا وغیرہ۔
ج......سوال نمبر۵ کے علاوہ باقی تمام سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ اگر کمپنی کی طرف سے اس کی اجازت ہے تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں، بلکہ چوری اور خیانت ہے۔ سوال نمبر۵ کا جواب یہ ہے کہ ایسا کمیشن وصول کرنا رشوت ہے، جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

## کالج کے پرنسپل کا اپنے ماتحتوں سے ہدیے وصول کرنا

س...... میں ایک مقامی کالج میں پرنسپل ہوں، میرے ماتحت بہت سے لیکچرار، کلرک اور عملہ کام کرتا ہے۔ وہ لوگ مجھے وقتاً فوقتاً تحفے دیتے رہتے ہیں، جن میں برتن، مٹھائیوں کے ڈبے، بڑے بڑے کیک اور مختلف جگہوں کی سوغات میرے لئے لاتے ہیں، جن میں پاکستان کے مختلف شہروں کی چیزیں ہوتی ہیں، اس کے علاوہ ایڈمیشن کے وقت لوگوں کے والدین کافی مٹھائیوں کے ڈبے لاتے ہیں اور میں خاموشی سے لے کر رکھ لیتا ہوں۔ میرے گھر والے اور رشتہ دار یہ چیزیں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں نہیں لینی چاہئیں کیونکہ یہ رشوت کا معزّز طریقہ ہے۔ جو چیزیں وہ لوگ اپنی خوشی سے مجھے بڑا سمجھ کر دے جاتے ہیں، بتایئے میں لوں یا انکار کردُوں؟ میری بیوی بھی یہ کہتی ہے کہ یہ چیزیں اپنی خوشی سے لاتے ہیں، لینا ہمارا فرض ہے، ہم ان سے مانگتے نہیں۔ آپ جواب ضرور دیں۔
ج...... جو لوگ ذاتی تعلق و محبت اور بزرگ داشت کے طور پر ہدیہ پیش کرتے ہیں وہ تو ہدیہ ہے، اور اس کا استعمال جائز اور صحیح ہے۔ اور جو لوگ آپ سے آپ کے عہدے کی وجہ سے منفعت کی توقع پر مٹھائی پیش کرتے ہیں، یعنی آپ نے ان کو اپنے عہدے کی وجہ سے نفع پہنچایا ہے یا آئندہ اس کی توقع ہے، یہ رشوت ہے، اس کو قبول نہ کیجئے، نہ خود کھایئے، نہ گھر والوں کو کھلایئے۔ اور اس کا معیار یہ ہے کہ اگر آپ اس عہدے پر نہ ہوتے، یا اس عہدے

سے سبکدوش ہوجائیں تو کیا پھر بھی یہ لوگ آپ کو ہدیہ دیا کریں گے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو یہ ہدیے بھی رشوت ہیں، اور اگر ان ہدیوں کا آپ کے منصب اور عہدے سے کوئی تعلق نہیں تو یہ ہدیے آپ کے لئے جائز ہیں۔

## اِنکم ٹیکس کے محکمے کو رشوت دینا

س…… اِنکم ٹیکس کا محکمہ خصوصاً اور دیگر سرکاری محکمے بغیر رشوت دیئے کوئی کام نہیں کرتے، جائز کام کے لئے بھی رشوت طلب کرتے ہیں، اگر رشوت نہ دی جائے تو ہر طرح سے پریشان کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ آدمی کا جینا دوبھر ہوجاتا ہے، مجبوراً آدمی رشوت دینے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اب گناہ کس پر ہوگا؟ دینے والے پر بھی، یا صرف لینے والے پر؟ (یہاں پر واضح کردُوں کہ کوئی بھی شخص اپنی جائز اور محنت کی آمدنی سے رشوت دینے کے لئے خوش نہیں، بلکہ مجبور ہوکر دینے پر تیار ہونا پڑتا ہے، بلکہ مجبور کیا جاتا ہے)۔

ج…… رشوت اگر دفعِ ظلم کے لئے دی گئی ہو تو اُمید کی جاتی ہے کہ دینے والے کے بجائے صرف لینے والے کو گناہ ہوگا۔

## محکمۂ فوڈ کے راشی افسر کی شکایت افسرانِ بالا سے کرنا

س…… میں ایک دُکان دار ہوں، ہمارے پاس ''کے ایم سی'' کی طرف سے فوڈ انسپکٹر پسی ہوئی چیزیں لیبارٹری پر چیک کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ ہم میں کچھ دُکان دار ایسے بھی ہیں جو ملاوٹ کرکے اشیاء فروخت کرتے ہیں اور فوڈ انسپکٹر کو ہر ماہ کچھ رقم رشوت کے طور پر دیتے ہیں۔ اب جو دُکان دار ملاوٹ نہیں کرتے، ان کی اشیاء میں نادانستہ طور پر مٹی کے ذرّات یا کوئی اور چیز مکس ہوجاتی ہے جو ظاہری طور پر نظر نہیں آتی اور لیبارٹری میں پتا چل جاتا ہے اور سیمپل فیل ہوجاتا ہے۔ کیا اس صورت میں ہمیں انسپکٹر صاحب کو ماہانہ رقم دینا چاہئے کہ نہیں؟

ج…… کیا یہ ممکن نہیں کہ ایسے راشی افسر کی شکایت حکامِ بالا سے کی جائے؟ رشوت کسی بھی صورت میں دینا جائز نہیں۔


فہرست

## ٹھیکے دار کا افسران کو رشوت دینا

س…… میں سرکاری ٹھیکے دار ہوں، مختلف محکموں میں پانی کی ترسیل کی لائنیں بچھانے کے ٹھیکے ہم لیتے ہیں، ہم جو ٹھیکے لیتے ہیں وہ باقاعدہ ٹینڈر فارم جمع کرا کے مقابلے میں حاصل کرتے ہیں، مقابلہ یوں کہ بہت سے ٹھیکے دار اس ٹھیکے کے لئے اپنی اپنی رقم لکھتے ہیں اور بعد میں ٹینڈر سب کے سامنے کھولے جاتے ہیں، جس کی قیمت کم ہوتی ہے، سرکار اسے ٹھیکہ دے دیتی ہے۔ اس کام میں ہم اپنا ذاتی حلال کا پیسہ لگاتے ہیں اور سرکار نے پانی کے پائپوں کا جو معیار مقرّر کیا ہے وہی پائپ لیتے ہیں جو کہ محکمے سے منظور شدہ کمپنی سے خریدا جاتا ہے، اور جو قسم محکمے والے مقرّر کرتے ہیں، وہی خریدتے ہیں۔ ہم اپنے طور پر کام ایمان داری سے کرتے ہیں، مگر چند ایک چھوٹی چیزیں مثلاً پائپ جوڑنے والا آلہ جس کی موٹائی محکمے والے ۱۰ اِنچ مقرّر کرتے ہیں، وہ ہم پانچ اِنچ موٹائی کا لگا دیتے ہیں۔ اس سے لائن کی مضبوطی میں فرق نہیں پڑتا لیکن ہمارے ساتھ مجبوری یہ ہے کہ محکمے کے افسران جو کہ اس کام پر مأمور ہوتے ہیں ان کو ہمیں لازماً افسران کے عہدوں کے مطابق ٹینڈر کی قیمت کے ۲ فیصد سے ۵ فیصد تک پیسے دینے پڑتے ہیں، جبکہ وہ سرکاری ملازم ہیں اور محکمے سے تنخواہ لیتے ہیں، اور جو پیسے وہ ہم سے لیتے ہیں وہ سرکار کے خزانے میں نہیں بلکہ ان کی جیبوں میں جاتے ہیں۔ اگر ہم انہیں یہ پیسے نہ دیں تو وہ کام میں رُکاوٹ ڈالتے ہیں، اور اگر ہم سو فیصد کام صحیح کریں جب بھی اس میں نقص نکال کر ہمارے پیسے رُکوا دیتے ہیں اور آئندہ کے لئے کاموں میں رُکاوٹ ڈال دیتے ہیں۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ یہ بتائیے کہ ہماری یہ آمدنی حلال ہے کہ نہیں؟ کیونکہ اگر ہم افسران کو پیسہ نہ دیں تو وہ ہماری سو فیصد ایمان داری کے باوجود ہمارے کام بند کرا دیتے ہیں اور ہمارے بل رُکوا دیتے ہیں۔ کام شروع سے ہم اپنے ذاتی پیسوں سے کرتے ہیں، اور تکمیل کے دوران سرکار ہمیں کچھ ادائیگی کرتی رہتی ہے، جبکہ رقم کا بڑا حصہ ہمارا ذاتی پیسہ ہوتا ہے۔

ج…… رشوت ایک ایسا ناسور ہے جس نے پورے ملک کا نظام تلپٹ کر رکھا ہے، جن

افسروں کے منہ کو یہ حرام خون لگ جاتا ہے وہ ان کی زندگی کو بھی تباہ کردیتا ہے اور ملکی انتظام کو بھی متزلزل کردیتا ہے، جب تک سرکاری افسروں اور کارندوں کے دِل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور قیامت کے دن کے حساب و کتاب اور قبر کی وحشت و تنہائی میں ان چیزوں کی جواب دہی کا احساس پیدا نہ ہو، تب تک اس سرطان کا کوئی علاج نہیں کیا جاسکتا۔ آپ سے یہی کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو ان کتوں کو ہڈی ڈالنے سے پرہیز کریں، اور جہاں بے بس ہوجائیں وہاں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔

## ٹھیکے داروں سے رشوت لینا

س...... میں بلڈنگ ڈپارٹمنٹ میں سب انجینئر ہوں، ملازمت کی مدّت تین سال ہوگئی ہے، ہمارے یہاں جب کوئی سرکاری عمارت تعمیر ہوتی ہے تو ٹھیکے دار کو ٹھیکے پر کام دے دیا جاتا ہے، اور ہم ٹھیکے دار سے ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپے کمیشن لیتے ہیں، جس میں سب کا حصہ ہوجاتا ہے (یعنی چپراسی سے لے کر چیف انجینئر تک)، اس میں ۲ فیصد حصہ میرا بھی ہوتا ہے، ایک لاکھ پر دو ہزار، یہ ماہانہ تنخواہ کے علاوہ ہوتا ہے۔ اس وقت میرے زیرِ نگرانی ۲۰ لاکھ کا کام ہے اور ہر ماہ ۴ لاکھ کے بل بن جاتے ہیں، اس طرح ۸ ہزار روپے تنخواہ کے علاوہ مجھ کو مل جاتے ہیں، جبکہ تنخواہ صرف ۱۷۰۰ روپے ہے۔ ٹھیکے دار حضرات کام کو دیئے ہوئے شیڈول کے مطابق نہیں کرتے، اور ناقص میٹریل استعمال کرتے ہیں۔ سیمنٹ، لوہا وغیرہ گورنمنٹ کے دیئے ہوئے معیار کے مطابق نہیں لگاتے، حتیٰ کہ بہت سی اشیاء ایسی ہوتی ہیں جن کا صرف کاغذات پر اندراج ہوتا ہے اور درحقیقت جائے وقوع پر اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ لیکن ہم لوگوں کو غلط اندراج کرنا پڑتا ہے اور غلط تصدیق کرنا پڑتی ہے۔ جب ہم کسی منصوبے کا اسٹیمنٹ بناتے ہیں تو اس کو پہلے سپرنٹنڈنگ انجینئر کے پاس لے جانا پڑتا ہے، جہاں پر سائٹ انچارج سے اس کو پاس کرانے کے لئے آفیسر اور اسٹاف کو کام کی نسبت سے کمیشن دینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد وہ فائل چیف انجینئر کے آفس میں جاتی ہے، وہاں اس کو بھی کام کی نسبت سے کمیشن دینا پڑتا ہے۔ اور اس کا ایک اُصول بنایا ہوا ہے، اس کے بغیر اسٹیمنٹ


فہرست

پاس نہیں ہوسکتا۔ اس اعتبار سے ہم لوگوں کو بھی ٹھیکے داروں سے مجبوراً کمیشن لینا پڑتا ہے، ورنہ ہم اگلے مراحل میں ادائیگی کہاں سے کریں۔ ٹھیکے دار اس کمی کو پورا کرتا ہے خراب مال لگاکر اور کام میں چوری کرکے، جس کا ہم سب کو علم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس طرح ہم جھوٹ، بددیانتی، رشوت، سرکاری رقم (جو کہ درحقیقت عوام کی ہے) میں خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ عام طور پر اس کو بُرا بھی نہیں سمجھا جاتا۔ میرا دِل اس عمل سے مطمئن نہیں ہے۔ براہِ کرم میری سرپرستی فرماویں کہ آیا میں کیا کروں؟ کیا دُوسروں کو ادا کرنے کے لئے کمیشن لے لوں اور اس میں سے اپنے پاس بالکل نہ رکھوں؟ یا کچھ اپنے پاس بھی رکھوں؟ یا ملازمت چھوڑ دُوں؟ کیونکہ مذکورہ بالا حالات میں سارے غلط اُمور کرنا پڑتے ہیں۔

ج...... جن قباحتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے، ان کی اجازت تو نہ عقل دیتی ہے نہ شرع، نہ قانون نہ اخلاق، اگر آپ ان لعنتوں سے نہیں بچ سکتے تو اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ نوکری چھوڑ دیجئے، اور کوئی حلال ذریعۂ معاش اپنائیے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ آپ نوکری چھوڑ دیں گے تو بچوں کو کیا کھلائیں گے؟ اس کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ دُوسری جگہ حلال ذریعہ معاش تلاش کرنے کے بعد ملازمت چھوڑیئے، پہلے نہ چھوڑیئے۔ دُوسرا جواب یہ ہے کہ آپ ہمت سے کام لے کر اس بُرائی کے خلاف جہاد کیجئے اور رشوت کے لینے اور دینے سے انکار کردیجئے۔ جب آپ ایسا کریں گے تو آپ کے محکمے کے تمام شریکِ کار افسرانِ بالا سے لے کر ماتحتوں تک آپ کے خلاف ہوجائیں گے، اور آپ کے افسر آپ کے خلاف جھوٹے سچے الزامات عائد کرکے آپ کو برخاست کرانے کی سعی کریں گے۔ اس کے جواب میں آپ اپنے مندرجہ بالا خط کو سنوار کر مع ثبوتوں کے صفائی نامہ پیش کردیجئے، اور اس کی نقول صدرِ مملکت، وزیرِاعظم، صوبائی حکومت کے اَربابِ اقتدار اور ممبرانِ قومی و صوبائی اسمبلی وغیرہ کو بھیج دیجئے۔ زیادہ سے زیادہ آپ کا محکمہ آپ کو نوکری سے الگ کردے گا، لیکن پھر اِن شاء اللہ آپ پر زیادہ خیر و برکت کے دروازے کھلیں گے۔ اگر آپ محکمے کی ان زیادتیوں سے کسی بڑے اَربابِ حل و عقد کو اپنا ہم نوا بنانے میں کامیاب ہوگئے تو آپ کی نوکری بھی نہیں جائے گی، البتہ آپ کو کسی غیراہم کام پر لگادیا جائے گا اور

آپ کو ۷۰۰ روپے میں گزراوقات کرنی پڑے گی، جس میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے، بشرطیکہ آپ خالی وقت میں کوئی کام کرسکیں۔ تو میرے عزیز! جس طرح آپ ہزاروں میں سے ایک ہیں جو مجھ کو ایسا تقوے والا خط لکھ سکتے ہیں، اسی طرح کسی نہ کسی کو اس اندھیر نگری میں حق کی آواز اُٹھانی ہے، اللہ کی مدد آپ کے شاملِ حال ہو اور ہم خیال بندے آپ کی نصرت کریں۔

## دفتری فائل دِکھانے پر معاوضہ لینا

س…… میں ایک دفتر میں ملازم ہوں، ہمارے ہاں ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی فائل دیکھنے آتا ہے کہ میری فلاں فائل ہے، وہ نکل جائے، یا میری فائل نمبر یہ ہے، اگر دِکھا دیں تو بہت مہربانی ہوگی، اور یہ کہ یہ چیز اس میں سے ٹائپ کرکے مجھے دے دیں، ہمارے سینئر کلرک ان سب باتوں کو پورا کردیتے ہیں۔ وہ شخص سینئر صاحب کو کچھ رقم دے دیتا ہے، ہمارے سینئر صاحب اس میں سے ہمیں بھی دیتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ یہ رشوت تو نہ ہوئی؟ اور اگر ہوئی تو بھی تو اس کی ذمہ داری ہمارے سینئر کلرک پر آئے گی یا ہم پر؟ اگر اس مسئلے کا حل بتادیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

ج…… فائل نکلوانے، دِکھانے اور ٹائپ کرنے کی اگر سرکاری اُجرت مقرّر ہے، تو اس اُجرت کا وصول کرنا صحیح ہے (اور اس کا مصرف وہ ہے جو قانون میں مقرّر کیا گیا ہو)، اس کے علاوہ کچھ لینا رشوت ہے اور گناہ میں وہ سب شریک ہوں گے جن جن کا اس میں حصہ ہوگا۔

## کسی ملازم کا ملازمت کے دوران لوگوں سے پیسے لینا

س…… کسی ملازم کو تنخواہ کے علاوہ ملازمت کے دوران کوئی شخص خوش ہوکر کچھ پیسے دے تو کیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ان سے مانگتے نہیں ہیں، اور نہ ہم کسی کا دِل دُکھاتے ہیں، تو وہ رشوت نہیں ہے۔ اب آپ کتاب و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ وہ جائز ہیں یا نہیں؟

ج…… اگر کام کرنے کا معاوضہ دیتے ہیں تو رشوت ہے، خواہ یہ مانگے یا نہ مانگے، اگر دوستی یا عزیزداری میں ہدیہ دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

## بخوشی دی ہوئی رقم کا سرکاری ملازم کو استعمال کرنا

س…… میں جس فرم میں ملازم ہوں، وہاں اشیاء کی نقل و حرکت کے لئے ٹرانسپورٹرز سے معاہدہ ہے، جن کا کرایہ حکومت سے منظور شدہ ہوتا ہے اور انہیں ماہانہ ادائیگی کی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ان کے کرایوں کے نرخ میں اضافہ کردیا گیا، لیکن منظوری میں تأخیر کی وجہ سے اس دوران کا حساب کرکے ان کو بقایاجات ادا کئے گئے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت ادائیگی کے بل ادا کئے گئے، لوگوں نے ان سے مٹھائی کا مطالبہ شروع کردیا، جس پر انہوں نے رضامندی ظاہر کی، لیکن ان سے کہا گیا کہ ہمیں کچھ رقم دے دی جائے جس سے ہم پانچ چھ افراد پارٹی (لنچ یا ڈنر) کرسکیں۔ ان سے یہ رقم وصول کی گئی اور اس وقت یہ صاف طور پر کہہ دیا گیا کہ یہ پیسے کسی اور ضمن میں نہیں بلکہ آپ کی خوشی سے مٹھائی کے طور پر لئے جارہے ہیں۔ جس پر انہوں نے یہ بھی کہا کہ نہیں ہم اپنی خوشی سے دے رہے ہیں۔ ایک ٹرانسپورٹر نے اچھی خاصی رقم دی جسے تین افراد نے آپس میں تقسیم کرلیا اور باقی وصول ہونے والی رقم سے چار پانچ مرتبہ لنچ کیا گیا۔ برائے مہربانی آپ یہ وضاحت کردیں کہ یہ رقم کھانا جائز ہے جبکہ کھانے والے حضرات یہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ آفس میں افسرانِ بالا کو یا اور لوگوں کو اس بات کا علم نہ ہو، جبکہ اس میں کسی اور منفعت کو دخل نہیں، ہمارا ادارہ ایک نجی ادارہ ہے۔

ج…… اس قسم کی شیرینی جو سرکاری اہل کاروں کو دی جاتی ہے، رشوت کی مد میں آتی ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ یہ شیرینی نہیں بلکہ زہر ہے۔

## رشوت لینے والے سے تحائف قبول کرنا

س…… ایک شخص جو کہ ساتھی ہے یا رشتہ دار ہے، نماز روزے کا پابند ہے، یعنی اَحکامِ خداوندی بجالاتا ہے، وہ ایسے محکمے میں کام کرتا ہے جہاں لوگ کام کے عوض روپیہ دیتے ہیں، حالانکہ وہ خود مانگتا نہیں ہے، لیکن چونکہ یہ سلسلہ شروع سے چل رہا ہے اس لئے لوگ اس کو بھی بلاتے ہیں یا خود لاکر دیتے ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ وہ اس رقم سے خود، اس کے علاوہ دوستوں، رشتہ داروں کو تحفہ اور اس کے علاوہ نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے،

آیا اس کا یہ دیا ہوا تحفہ یا نیک کاموں میں لگانا کہاں تک جائز ہے؟ مثال کے طور پر اگر اس نے کسی دوست یا رشتہ دار کو تحفے میں کپڑا دیا جبکہ واپسی کرنا دِل کو توڑنا ہے، جو کہ اسلام نے منع کیا ہے، اور اس کو یہ بات معلوم نہیں کہ یہ کپڑا جائز کمائی کا نہیں ہے، تو آیا اس کپڑے کو پہن کر نماز ہوجائے گی اور نماز پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟

ج...... کام کے عوض جو روپیہ اس کو دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے، اس کا لینا اس کے لئے جائز نہیں، اگر بعینہٖ اسی رقم سے کوئی چیز خرید کر وہ کسی کو تحفہ دیتا ہے تو اس کا لینا بھی جائز نہیں، اور اگر اپنی تنخواہ کی رقم سے یا کسی اور جائز آمدنی سے تحفہ دیتا ہے تو اس کا لینا دُرست ہے۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تحفہ جائز آمدنی کا ہے یا ناجائز کا؟ تو اگر اس کی غالب آمدنی صحیح ہے تو تحفہ لے لینا دُرست ہے، ورنہ احتیاط لازم ہے، اور اگر اس کی دِل شکنی کا اندیشہ ہو تو اس سے تو لے لیا جائے مگر اس کو استعمال نہ کیا جائے، بلکہ بغیر نیتِ صدقہ کے کسی محتاج کو دے دیا جائے۔

## کیلنڈر اور ڈائریاں کسی ادارے سے تحفے میں وصول کرنا

س...... آج کل کیلنڈر اور ڈائریاں تقسیم کرنے کا رواج عام ہے، اصل میں تو یہ ایک عام اشتہار بازی ہے، مگر یہ چیزیں صرف متعلقہ اشخاص کو دی جاتی ہیں، مثلاً: اگر ایک پارٹی کسی بڑے مالی ادارے یا گورنمنٹ کو کوئی مال فراہم کرتی ہے تو سال کے شروع میں وہ خرید کے شعبے کے افراد کو ڈائری یا کیلنڈر تحفے کے طور پر دیتے ہیں۔ کیا اس قسم کا تحفہ قبول کرنا ان افراد کو جائز ہے جو کہ کسی ادارے کے خرید کے شعبے میں ملازم ہیں؟ ہمیں یہ ڈَر ہے کہ کہیں یہ رشوت وغیرہ میں تو نہیں آتے۔

ج...... اگر یہ ڈائریاں ایسی کمپنی یا ادارے کی جانب سے شائع کی گئی ہوں جن کی آمدنی شرعاً جائز ہے، تو ان کا لینا جائز ہے، ورنہ نہیں۔

## رکشا، ٹیکسی ڈرائیور یا ہوٹل کے ملازم کو کچھ رقم چھوڑ دینا یا اُستاذ، پیر کو ہدیہ دینا

س...... ہمارے معاشرے میں کارکنان کو طے شدہ اُجرت کے علاوہ کچھ رقم دینے کا رواج

ہے، مثال کے طور پر رکشا و ٹیکسی کے میٹر کی رقم کے علاوہ اکثر ریزگاری بچتی ہے، وہ نہ تو رکشا، ٹیکسی ڈرائیور دینا چاہتا ہے اور نہ مسافر لینا چاہتا ہے، اور وہ رقم نذرانہ، شکرانہ یا بزبان انگریزی ''ٹپ'' تصوّر کی جاتی ہے۔ ہم یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ڈرائیور حضرات جو رقم واجب کرایہ سے زائد لیتے ہیں وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس سے بڑھ کر مرید، پیر کو، شاگرد، اُستاذ کو، ہوٹل میں کھانا کھانے والا، بیرے کو دیتا ہے، آپ شرعی طور پر فرمائیں کیا یہ رقم خیرات ہے؟ دینے والے کو اس کا ثواب ملے گا؟ لینے والے کا جائز حق ہے؟

ج...... اگر یہ زائد رقم خوشی سے چھوڑ دی جائے تو لینے والے کے لئے حلال ہے۔ اور اپنے بزرگوں کو ہدیہ یا چھوٹوں کو تحفے کے طور پر جو چیز برضا و رغبت دی جائے وہ بھی جائز ہے۔

## مجبوراً رشوت دینے والے کا حکم

س...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ اگرچہ اس بارے میں بہت سی اور احادیث بھی ہوں گی۔ پاکستان میں ٹریفک پولیس اور ڈرائیور حضرات کے درمیان یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ گاڑیوں سے ماہوار رشوت لیتے ہیں، بعض جگہ جب بھی کسی چوک میں گاڑی مل جائے تو روک کر روپے لیتے ہیں۔ اگر ان کو گاڑی کے کاغذات بتادیئے جائیں، کاغذ مکمل ہونے کی صورت میں پھر بھی وہ کوئی نہ کوئی الزام لگادیتے ہیں۔ مثلاً: ''گاڑی کا رنگ دُرست نہیں ہے، تم تیز رفتاری سے گاڑی چلاتے ہو۔'' اگر ان کو رشوت ۳۰ یا ۵۰ روپے نہ دیئے جائیں اور کہہ دیا جائے کہ چالان کرو اور ہم گورنمنٹ کو فیس دیں گے تو وہ چالان سلپ پر اتنی دفعات لگادیتے ہیں کہ جب ہم مجسٹریٹ کے سامنے جاتے ہیں تو وہ ۵۰۰، ۱,۰۰۰ روپے تک جرمانہ کرتا ہے۔ پھر ہوسکتا ہے کہ ایک ماہ تک لائسنس کا بھی یا گاڑی کے کاغذات کا بھی پتا نہ چلے، یہ کام وہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کو آئندہ روپے آرام سے دیئے جائیں۔ پھر ایک ڈرائیور مجبوری سے ۳۰ یا ۵۰ روپے دے دیتا ہے اور اس کے عوض وہ اوورلوڈ کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ گاڑی کے کاغذ نہیں رکھتے کہ کاغذ ہوتے ہوئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے۔ میرا اس بیان سے مقصد یہ

نہیں کہ ہم جرم کرتے رہیں اور روپے دیتے رہیں، بلکہ اگر کسی کا کوئی جرم ہے اور وہ روپے بھی دیتا ہے تو اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ اگر سب کچھ دُرست ہونے کے باوجود صرف رشوت اس لئے دی جائے کہ وہ ناجائز تنگ کریں گے اور زیادہ روپے دینے پڑیں گے، کیا اس حدیث کی روشنی میں ڈرائیور اور پولیس والا دونوں کے لئے بس وہ حدیث ہوگی، یعنی دونوں کا جرم برابر کا ہوگا؟

ج…… کوئی کام غیرقانونی تو حتی الوسع نہ کیا جائے، اس کے باوجود اگر رشوت دینی پڑے تو لینے والے اپنے لئے جہنم کا سامان کرتے ہیں، دینے والا بہرحال مجبور ہے، اُمید ہے کہ اس سے موٴاخذہ نہ ہوگا۔ اور اگر غیرقانونی کام کے لئے رشوت دی جائے تو دونوں فریق لعنت کے مستحق ہیں۔

## ملازمین کے لئے سرکاری تحفہ جائز ہے

س…… ''جنگ'' اخبار میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے کالم میں آپ نے جو جواب ''تحفہ یا رشوت'' کے سلسلے میں شائع کیا ہے، اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادارے میں ملازم ہے اور اپنے کام میں وہ بھرپور محنت کرتا ہے تو ادارہ اس کی خدمات سے خوش ہوکر اگر اسے اضافی تنخواہ یا کوئی تحفہ دیتا ہے تو یہ رشوت میں شامل نہیں ہوگا، حالانکہ اگر یہ اسی عہدے پر قائم نہیں ہوتا تو یقیناً نہیں ملتا، کیونکہ اسے اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ لیکن اب چونکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے زیادہ محنت اور خلوص سے کام کر رہا ہے اور انتظامیہ اس کی حوصلہ افزائی کے لئے انعام دیتی ہے تو یہ رشوت میں شامل نہیں ہوگا، کیونکہ اسلام ہمیشہ محنت کشوں کی حوصلہ افزائی کی تاکید کرتا ہے، کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ کام کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے بلکہ انسان مزید بُرائیوں سے بھی بچتا ہے، لہٰذا مجھ گنہگار کی ناقص رائے ہے کہ آپ مزید اپنے اعلیٰ علمی تجربوں کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

ج…… حکومت کی طرف سے جو کچھ دیا جائے، اس کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہے؟ مگر

سرکاری ملازم لوگوں کا کام کرکے ان سے جو ''تحفہ'' وصول کرے وہ رشوت ہی کی ایک صورت ہے۔ ہاں! اس کے دوست احباب یا عزیز واقارب تحفہ دیں تو وہ واقعی تحفہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ گورنمنٹ یا انتظامیہ اپنے ملازمین کو جو کچھ دیتی ہے، خواہ تنخواہ ہو، بونس ہو، یا انعام ہو، وہ سب جائز ہے۔

## فیکٹری کے مزدوروں سے مکان کا نمبر خریدنا

س…… ہم ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں، فیکٹری کے قانون کے مطابق سب لوگوں کو نمبروار رہائشی مکان ملتے ہیں، لیکن بہت سے ضرورت مند جس کا نمبر آجاتا ہے اسے پیسے دے کر اس کا نمبر خرید لیتے ہیں اور مکان الاٹ ہوجاتا ہے، آیا یہ جائز ہے؟

ج…… کسی شخص کا نمبر نکل آنا ایسی چیز نہیں کہ اس کی خرید وفروخت ہوسکے، اس لئے پیسے دے کر نمبر خریدنا جائز نہیں، اور جس شخص نے پیسے لے کر اپنا نمبر دے دیا اس کے لئے وہ پیسے حلال نہیں ہوں گے، بلکہ ان کا حکم رشوت کی رقم کا ہوگا۔

# خرید وفروخت کے متفرّق مسائل

## مانگے کی چیز کا حکم

س…… اگر کسی شخص کو کوئی چیز کچھ عرصے کے لئے (مدّت مقرّر نہیں ہے) مستعار دی جائے اور ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد (چیز کی واپسی نہ ہونے کی صورت میں) دونوں فریقین کی مرضی سے اس چیز کا کچھ ماہانہ معاوضہ مقرّر کرلیا جائے، بعد میں معاوضہ بھی وصول نہ ہو اور آخرکار ایک طویل عرصہ بعد تنگ آکر مستعار دینے والا شخص چیز سے مکمل طور پر اپنی دستبرداری کا اعلان کردے، (یاد رہے کہ یہ اعلان ہر طرف سے مایوسی کے بعد ہو، جبکہ نہ تو چیز کی واپسی کی اُمید ہو اور نہ ہی معاوضہ وصول ہونے کی) اس صورت میں ماہانہ معاوضہ کی رقم قرض میں شمار کی جائے گی (دستبرداری کے اعلان کے وقت تک کی رقم) یا اس کے حصول سے مایوس ہوجانا چاہئے؟ دُوسری بات یہ کہ ماہانہ معاوضہ اس وقت سے شمار کیا جائے جس وقت چیز مستعار دی گئی تھی یا اس وقت سے جب معاوضہ طے کیا گیا۔

ج…… کسی سے جو چیز مانگ کرلی جائے اس کا واپس کرنا واجب ہے، اور جو شخص اس کی واپسی میں لیت ولعل کرے وہ خائن اور غاصب ہے، اس کے لئے اس چیز کا استعمال حرام ہے۔

۲:…… فریقین کی رضامندی سے اگر اس کا کچھ معاوضہ طے ہوجائے تو یہ بیع ہوگی اور طے شدہ شرط کے مطابق اس کا ادا کرنا لازم ہوگا۔

۳:…… معاوضہ کی جتنی قسطیں ادا ہوگئیں وہ تو چیز کے اصل مالک کے لئے حلال ہیں۔ اور دستبرداری کے اعلان کا مطلب اگر یہ تھا کہ بقیہ قسطیں معاف کردی گئیں، تو معاف ہوگئیں، ورنہ اس کے ذمہ واجب الادا ہوں گی۔

۴:…… جتنا معاوضہ فریقین کی رضامندی سے طے ہو، صحیح ہے، اس لئے سوال کا

یہ حصہ مبہم ہے کہ "ماہانہ معاوضہ اس وقت سے شمار کیا جائے"۔

## افیون کا کاروبار کیسا ہے؟

س...... عرض یہ ہے کہ میرا ایک دوست جو کہ پشاور کا رہنے والا ہے، وہ کہتا ہے کہ پشاور میں افیون کا کاروبار عام ہے، اور وہاں کے مولوی صاحبان بھی کہتے ہیں کہ افیون حرام نہیں ہے، اور وہاں بہت سے لوگ افیون کا کاروبار کرتے ہیں۔ آپ براہِ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا افیون حرام ہے یا نہیں؟ اور اگر حرام ہے تو اس کو دوا کے طور پر استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... افیون کا استعمال دوا میں جائز ہے، اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے، شرط یہ ہے کہ اسی مقصد کے لئے ہو، مثلاً: اگر کسی خاص آدمی کے متعلق معلوم ہوجائے کہ وہ اس سے ہیروئن بناتا ہے تو پھر اس کو نہیں فروخت کرنا چاہئے۔

## ویزے کے بدلے زمین رہن رکھنا

س:۱...... زید اور بکر کے درمیان اسٹامپ پر یوں معاہدہ ہوا کہ زید، بکر کے بیٹے کو دُبئی میں نوکری کے لئے ایک ویزا دُبئی سے خرید کر بکر کو دیں گے، اور ایک قطعہ زمین ویزے کی قیمت کے بدلے میں زید کو دی اور اس کا غلہ مقرّرہ مقدار زید کو دیتا ہے۔ زید نے بکر کے بیٹے کو ویزا بھی دیا اور نوکری کا انتظام بھی کردیا، لیکن اب تک زمین میں بکر کا کسان کام کرتا ہے اور سال بھر میں ایک دفعہ مقرّرہ مقدار زید کو دیتا ہے۔ اسٹامپ مذکور میں ہے کہ دو سال کے بعد ویزے کی قیمت ادا کرکے بکر، زید سے دستبردار ہوجائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں غلہ یا چاول زید کو لینا جائز ہوگا یا نہیں؟ سود ہونے کا کوئی اندیشہ تو نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟

س:۲...... مذکورہ بالا صورت میں زید نے اپنی جیب سے چھ ہزار درہم سے ویزا خریدا اور بکر نے اس قیمت کو دو سال میں ادا کرنے کا جو عہد کیا، وہ کس طرح جائز ہوگا؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

ج:۱...... پہلی صورت رہن کی ہے، یعنی ویزے کے بدلے زید کے پاس دو سال کے لئے

زمین رہن رکھی گئی، رہن کی زمین کا منافع قرض کے بدلے وصول کرنا سود ہے، پس زید کے لئے اس زمین کا منافع حلال نہیں۔

ج:۲......جتنی قیمت زید نے ویزے کی ادا کی ہے، اتنی قیمت مقرّرہ تاریخ کو ادا کردی جائے، اگر زید قیمت کے بدلے غلہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے، اور غلے کی مقدار جو بھی فریقین کے درمیان طے ہوجائے صحیح ہے۔

## اُجرت سے زائد رقم دینے کا فیشن

س......ہمارے معاشرے میں ایک بڑی خامی یہ ہے کہ وہ غیروں کی اندھی تقلید میں ہر اس نئی چیز کو اپنانے سے پہلے اسے اپنے دِینی اُصولوں کی کسوٹی پر پَرکھنا بھول جاتا ہے۔ جسے ہمارے معاشرے ہی کی خراب ذہنیت ''فیشن'' کا خوبصورت لبادہ پہنا کر ہمیں غلط راستوں پر چلانے کے لئے پیش کرتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے اندر اچھائی اور بُرائی میں تمیز کرنے کا شعور ختم ہوتا جارہا ہے، اور بُرائیاں اب اچھائیاں بن کر سامنے آنے لگی ہیں۔ لیکن ہمارے اندر اپنے دِینی اُصولوں کے احترام اور ان پر سختی سے عمل کرنے کا جذبہ موجود ہو تو اس احتسابی عمل کی بدولت ہم آج بھی بہت سی بُرائیوں اور فضول لتوں سے بچے رہ سکتے ہیں۔

''ٹپ''، ''بخشش'' یا ''اُوپر کی آمدنی'' بھی ایک وبائی اور فضول لت ہے، جس کا مطلب کسی خدمت گار کو اس کی خدمتوں کے طفیل اس کے مقرّرہ معاوضے کے علاوہ فاضل انعام دینا ہے۔ اب تک تو اسے فضول خرچی اور معیوب سمجھا جاتا تھا، مگر اب بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ اسے رسم کا نام دے کر معاشرے میں اس کے باعزّت نفاذ کی کوششیں کی جانے لگی ہیں۔ کچھ لوگوں کی نظر میں یہ معاشرتی شان اُونچی کرنے کا جواز ہو، مگر ایسے لوگوں کی تعداد بھی یقیناً کم نہ ہوگی جو اسے پہلے ہی سے بگڑے ہوئے معاشرے کو مزید بگاڑنے کا سبب قرار دیں گے۔ ہوٹل کی ''ٹپ''، سرکاری دفاتر میں رُکے ہوئے کام کرانے کا ''نذرانہ''، ''انعام'' یا ''رشوت''، کسی بڑے آدمی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تحفے تحائف کے تبادلے، رکشا، ٹیکسی والوں کے علاوہ خوانچہ فروشوں سمیت مختلف


فہرست

شعبوں میں اپنی طے شدہ اُجرت سے زائد پیسے وصول کرنے کے رواج کو کسی شک وشبہ کی گنجائش کے بغیر بُرائیوں اور گناہوں کی فہرست میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ دِینی ہدایات کو فراموش کرتے ہوئے آج خود مسلمان اسے اپنا حق اور معاشرتی ضرورت سمجھنے لگے ہیں۔ دراصل ان بُرائیوں کے محرک وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے دِلوں میں ''اُوپر کی آمدنی'' کا تصوّر پختہ گھر بنالیتا ہے، اور ان کی حوصلہ افزائی وہ لوگ کرتے ہیں جن کے ہاں ناجائز دولت کی ریل پیل ہوتی ہے، وہ ناجائز کماتے ہیں اور ناجائز دے دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کی حرکتوں سے ایک تو غرباء افلاس کی چکی میں بُری طرح پس جاتے ہیں اور دُوسرے معاشرے کی تباہی کا سامان الگ پیدا ہوتا ہے۔

ج…… کسی شخص کو اس کے مقرّرہ معاوضے سے زائد رقم دے دینا تو شرعاً جائز بلکہ مستحب ہے، لیکن یہاں چند چیزیں قابلِ لحاظ ہیں:

۱:…… لینے والوں کو اپنے مقرّرہ معاوضے سے زیادہ کی طمع اور حرص نہیں ہونی چاہئے۔

۲:…… اگر کوئی شخص انعام نہ دے تو نہ اس سے مطالبہ کیا جائے، نہ اس کو بخیل سمجھا جائے کہ شرعاً یہ دونوں باتیں حرام ہیں۔

۳:…… جو چیز حرام کا ذریعہ بنے وہ بھی حرام ہوتی ہے، مثلاً: پیشہ ورانہ طور پر بھیک مانگنا حرام ہے، اور جو لوگ ان پیشہ ورانہ بھکاریوں کو پیسے دیتے ہیں وہ گویا ان کو بھیک مانگنے کا خوگر اور عادی بناتے ہیں۔ اس لئے بعض علمائے وقت نے تصریح کی ہے کہ صرف پیشہ ور بھکاریوں کا بھیک مانگنا ہی حرام نہیں، ان کو دینا بھی حرام ہے۔ اسی طرح اگر زائد رقم دینے کے ذریعے ان حضرات میں مطالبہ کرنے کی عادت پڑنے اور نہ دینے والے کو بخیل اور حقیر سمجھنے کا مرض پیدا ہوجائے تو یہ سب خود لائقِ ترک ہوجائے گا۔

## بنجر زمین کی ملکیت

س…… سنا ہے بنجر زمین جس آدمی نے آباد کی ہو، وہ اس کے لئے حلال ہے، کاغذات مال میں ملکیت کا کوئی وزن نہیں ہے۔



فہرست

ج…… یہ مسئلہ اس بنجر زمین کا ہے جس کا کوئی مالک نہ ہو، اور اس کو حکومت کی اجازت سے آباد کیا جائے، جس بنجر زمین کے مالک موجود ہوں اس کا ہتھیا لینا جائز نہیں۔

## مزدوروں کا بونس، مالک خوشی سے دے تو جائز ہے

س…… مزدوروں کو بونس لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… مالک خوشی سے دے تو جائز ہے۔

## ناجائز کمائی بچوں کو کھلانے کا گناہ کس پر ہوگا؟

س…… ایک باپ اپنے بچوں کو ناجائز طریقے سے کمائی ہوئی دولت کھلاتا ہے، یہاں تک کہ بچے بالغ اور سمجھ دار ہوجاتے ہیں اور بچوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے باپ نے ہمیں حرام کی کمائی کھلائی، تو کیا بچوں کو اپنے والدین سے الگ ہوجانا چاہئے؟ کیونکہ اگر بچے ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ خود کما کھا سکیں تو بچوں کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا باپ کا گناہ بچوں کو بھی ہوگا یا صرف باپ ہی کو ہوگا؟ اس بارے میں قرآن وسنت کے مطابق تفصیل سے بیان فرمائیے۔

ج…… بالغ ہونے اور علم ہوجانے کے بعد تو بچے بھی گناہگار ہوں گے، لہٰذا ان کو اس قسم کی کمائی سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر الگ ہونا چاہئے، البتہ والدین کی خدمت واکرام میں کوئی کمی نہ کریں، اور ان کی ضروریات اگر ہوں تو اس کو بھی پورا کیا کریں۔

## کھلے پیسے ہوتے ہوئے کہنا: ''نہیں ہیں''

س…… میں دُکان دار ہوں، لوگ کھلے پیسے لینے آتے ہیں، ذاتی ضرورت کے لئے ہوتے ہیں، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ: ''نہیں ہیں'' کیا یہ جھوٹ میں شمار تو نہ ہوگا؟ تو کیا کہنا چاہئے؟

ج…… جھوٹ نہ بولا جائے، کسی مناسب تدبیر سے عذر کردیا جائے۔

## سفر میں گاہکوں کے لئے گراں فروش ہوٹل سے ڈرائیور کا مفت کھانا

س…… کراچی، حیدرآباد اور بعض دیگر مقامات پر بس والے ہوٹلوں پر بسیں روکتے ہیں اور مسافران ہوٹلوں پر کھانا کھاتے، مشروبات پیتے ہیں، اور عام ریٹ سے ہوٹل والے زیادہ


فہرست

رقم لیتے ہیں، جبکہ ڈرائیور، بس کا عملہ یا ان کا مہمان بھی کھانے میں شریک ہوتا ہے، اور ان سے رقم نہیں لی جاتی، تو آیا یہ کھانا ڈرائیور اور دیگر عملے کے لئے حلال ہے یا حرام؟

ج...... اگر ہوٹل والے ڈرائیور اور اس کے مہمان کو بوجہ واقفیت اور دوستی اور احسان کے بدلے کے طور پر مفت کھانا کھلاتے ہیں تو جائز ہوگا، اگر اس لئے کھلاتے ہیں کہ وہ گاڑی وہاں کھڑی کریں تاکہ وہ گاہکوں سے زیادہ قیمت وصول کریں تو جائز نہیں۔

## ایک ملک کی کرنسی سے دُوسرے ملک کی کرنسی تبدیل کرنا

س...... بعض مرتبہ ہم لوگ ایک ملک کی کرنسی (ڈالر یا ریال) لیتے ہیں اور اس کے بدل میں دُوسرے ملک کی کرنسی (روپے) وغیرہ دیتے ہیں، تو کیا اس میں بھی اسی وقت دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو جائز کی کیا صورت ہوگی؟

ج...... اس میں معاملہ نقد کرنا ضروری ہے۔

## محصول چنگی نہ دینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... محصول چنگی لینا دینا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص مال چھپا کر لے گیا تو اس کے لئے وہ مال کیسا ہے؟ اور کیا چنگی ٹھیکے دار کو اس کی شکایت لگانا چاہئے؟

ج...... محصول چنگی شرعاً جائز نہیں، اگر مال وآبرو کا خطرہ نہ ہو تو نہ دی جائے۔

## شاپ ایکٹ کی شرعی حیثیت اور جمعۃ المبارک کے دن دُکان کھولنا

س...... عرض یہ ہے کہ اسلامی مسائل کے بارے میں آپ کے کالم میں برابر پڑھتا ہوں، اور آج مجھے بھی ایک مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے کئی علماء سے سنا ہے کہ ''جمعۃ المبارک کے دن مسلمانو! تم پاک صاف ہوکر مسجد میں جاؤ اور نماز ادا کرو، اور نماز کے بعد تم زمین پر رزق کی تلاش میں پھیل جاؤ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ تجارت اچھا پیشہ ہے اور اپنے پیشے میں امانت اور دیانت سے محنت کرو اور رزق کماؤ۔'' اب مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں ایک قانون ہے، جسے شاپ ایکٹ کا قانون کہتے ہیں، اس قانون کے تحت رات


فہرست

۸ بجے کے بعد دُکان کھولنا یا زیادہ محنت کرنا یا جمعۃ المبارک کے دن (نمازِ جمعہ سے پہلے یا نمازِ جمعہ کے بعد) دُکان کھولنا جرم ہے۔ آپ یہ بتایئے کہ کیا اسلام میں رات ۸ بجے کے بعد دُکان کھولنا یا زیادہ محنت کرنا یا جمعۃ المبارک کے دن (علاوہ نمازِ جمعہ کے) دُکان کھولنا جائز ہے یا جرم ہے؟ شاپ ایکٹ کے ایک صاحب مجھے سال بھر سے اس سلسلے میں پریشان کر رہے ہیں اور میرے اُوپر جرمانے کرتے ہیں۔ آپ کو اس مسئلے کو آسانی سے سمجھنے کے لئے میں یہ وضاحت کردُوں کہ ہماری دُکان محلے میں ہے، ہم اسی پلاٹ میں رہتے بھی ہیں، ہماری دُکان میں کوئی ملازم نہیں ہے۔ ہم دو بھائی مل کر دُکان کرتے ہیں، ساتھ ہی تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ میں ''بی کام'' کا طالبِ علم ہوں اور ہمارا ذریعہ معاش بھی یہی دُکان ہے، والد صاحب اور والدہ صاحبہ فوت ہوچکے ہیں۔ ہم سب چھوٹے بھائی بہن ساتھ ہی رہتے ہیں، ان حالات کی بنا پر کبھی دُکان دیر تک کھلی رکھنی پڑتی ہے اور کبھی جمعۃ المبارک کو کھولنے کی نوبت آجاتی ہے۔ دُوسرے محلے میں دُکان داری بھی چھٹی کے دنوں یا رات ۹ یا ۱۰ بجے تک ہوتی ہے۔ ابھی ۲۱؍دسمبر کو جمعہ کے دن محرّم کا چاند ختم ہونے کی وجہ سے میں دُکان کی صفائی کر رہا تھا کہ پھر شاپ ایکٹ والے صاحب آگئے اور دُکان کھولنے پر میرا چالان کردیا۔ جبکہ میں نے انہیں بتایا کہ میں صفائی کر رہا ہوں، لیکن وہ نہیں مانے۔ لہٰذا میں مجبور ہوکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں کہ آپ اس مسئلے کی وضاحت کریں کہ شاپ ایکٹ کا قانون، اسلامی نظریے سے صحیح ہے یا غلط؟



ج…… نمازِ جمعہ کی اَذان سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک خرید و فروخت جائز نہیں۔ اس کے علاوہ دُکان کھولنے میں شرعاً کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ قرآنِ کریم میں صاف ارشاد ہے کہ جب نماز ادا ہوچکے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا رزق تلاش کرو۔ رہا وہ قانون جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے، تو ہمارے ملک میں جہاں اور بے شمار قوانین غیراسلامی ہیں، انہیں میں اس کو بھی شامل سمجھئے۔

## رکشا، ٹیکسی والے کا میٹر سے زائد پیسے لینا

س…… کیا رکشا و ٹیکسی والوں کے لئے جائز ہے کہ میٹر جو کرایہ بتاتے ہیں مثلاً ۲۰/۴، ۸/۸۰،

فہرست

یا ۴۰/۱۳ روپے وغیرہ وغیرہ، مگران کو: ۵، ۱۰ یا ۱۵ روپے دے دو تو وہ سب جیب میں ڈال لیتے ہیں اور بقایا واپس نہیں کرتے۔ کیا ان زائد پیسوں کو صدقہ، خیرات یا زکوٰۃ سمجھ کر چھوڑ دینا چاہئے؟ مہربانی فرما کر جواب شائع فرمائیں تاکہ وہ لوگ جو ناجائز لینا یا دینا گناہ سمجھتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ گناہ کر رہے ہیں یا نہیں؟

ج...... اصل اُجرت تو اتنی ہی بنتی ہے جتنی میٹر بتائے، زائد پیسے کرایہ دار واپس لے سکتا ہے، لیکن اس معاملے میں لوگ زیادہ کد و کاوش نہیں کرتے، اگر روپے سے اُوپر کچھ پیسے ہو جائیں تو پورا روپیہ ہی دے دیتے ہیں۔ پس اگر کوئی خوشی سے چھوڑ دے تو رکشا، ٹیکسی والوں کے لئے حلال ہے، اور اگر کوئی مطالبہ کرے تو واپس کرنا ضروری ہے۔

س...... بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ رکشا والا میٹر سے زیادہ پیسے مانگتا ہے، کیا میٹر سے زیادہ پیسے اس کے لئے حلال ہیں؟

ج...... اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ رکشا، ٹیکسی والے نے سفر شروع کرنے سے پہلے ہی وضاحت کر دی ہو کہ وہ اتنے پیسے میٹر سے زیادہ لے گا، یہ تو اس کے لئے حلال ہیں، اور سواری کو اختیار ہے کہ ان زائد پیسوں کو قبول کرے یا اس کے ساتھ نہ جائے۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ منزل پر پہنچنے کے بعد زائد پیسے مانگے، یہ جائز نہیں، کیونکہ اس صورت میں گویا معاہدہ میٹر پر چلنے کا تھا، معاہدے کے خلاف کرنا اس کے لئے جائز نہیں۔

## اسمگلنگ کرنے والے کو کپڑا فروخت کرنا

س...... اگر کوئی اسمگلنگ کرنے کے لئے کپڑا خریدنا چاہے تو دُکان دار کو وہ کپڑا فروخت کرنا چاہئے کہ نہیں؟ اگر فروخت کر دیا تو اس سے ملنے والی رقم حلال ہے یا حرام؟

ج...... اسمگلنگ قانوناً منع ہے، اگر دُکان دار کو معلوم ہو کہ یہ اس کپڑے کی اسمگلنگ کرے گا تو اس کو نہیں دینا چاہئے، تاہم اگر دے دیا تو منافع شرعاً حلال ہے۔

## اِنعام کی رقم کیسے دیں؟

س...... کارخانے میں کاریگروں کو ہر نصف ماہ کے بعد کارخانے کے مال کی پیداوار بطور


فہرست

اِنعام حصہ رسدی نقد رقم دی جاتی ہے، کچھ کاریگر صاحبان کام چھوڑ کر چلے گئے اور اپنے اِنعام کی رقم بہت عرصے سے لینے نہیں آئے، نہ ان کا کوئی پتا ہے، وہ نقد رقم امانتاً موجود ہے، اس کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… اِنعام وہ کہلاتا ہے جس کے نہ ملنے پر شکایت نہ ہو، اور نہ وہ حقِ واجب کی حیثیت رکھتا ہو۔ کارکنوں کو جو اِنعام کی رقم دی جاتی ہے اگر اس کی یہی حیثیت ہے تو جن صاحبان کو رقم نہیں دی گئی ان کے حصے کی رقم کارخانے والوں کی ہے، وہ جو چاہیں کریں۔ اور اگر اس کا نام ''اِنعام'' بس یونہی رکھ دیا گیا ہے، ورنہ وہ دراصل حقِ واجب کی حیثیت رکھتا ہے، تب بھی جو ملازم کارخانہ چھوڑ کر چلے گئے وہ اس کے مستحق نہیں، کیونکہ اس اِنعام کے لئے تاریخ مقرّر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ اس تاریخ کو ملازم ہوں گے وہ اِنعام کے مستحق ہوں گے۔ اس لئے جن کارکنوں نے اس مقرّرہ تاریخ سے پہلے کارخانہ چھوڑ دیا ان کا استحقاق ختم ہوگیا۔ البتہ اگر ملازم نے خود کارخانہ نہ چھوڑا ہو بلکہ کارخانہ دار نے اس کو نکال دیا ہو تو وہ اس اِنعام کا مستحق ہے، اور کارخانہ دار کا فرض ہے کہ ملازم کو سبکدوش کرتے ہوئے اس کے حصے کا یہ اِنعام بھی دے۔

## کسی مشتبہ شخص کو ہتھیار فروخت کرنا

س…… جو شخص گناہ کی نیت سے مال خریدنا چاہے، مثلاً: اسمگلنگ کے لئے کپڑا وغیرہ، یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی ہتھیار خریدنا چاہے تو دُکان دار کو ایسی اشیاء فروخت کرنے پر جو منافع ہوگا وہ جائز ہے یا نہیں؟

ج…… کسی ایسے شخص کو ہتھیار دینا جس کے بارے میں یقین ہو کہ یہ کسی کو ناحق قتل کرے گا، یہ تو جائز نہیں، بیچنے والا بھی گنہگار ہوگا، لیکن بیع صحیح ہے۔

## دھمکیوں کے ذریعے صنعت کاروں سے زیادہ مراعات لینا

س…… آج کل ٹریڈ یونینوں کا زمانہ ہے، اور ملازمین (بڑے اداروں کے) اپنے جائز اور ناجائز مطالبات بلیک میل کرکے منوالیتے ہیں۔ اگر صنعت کار، تاجر وغیرہ ان کے مطالبات


فہرست

نہ مانیں تو ان کا کاروبار بند ہوجاتا ہے۔ قرآن وسنت کے نقطۂ نظر سے یہ بتائیں کہ بلیک میلنگ اور دھمکیوں سے بے شمار مراعات حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا وہ حرام کے زُمرے میں نہیں آتیں؟

ج…… ناجائز خواہ مزدوروں کی طرف سے ہو یا مالکان کی طرف سے، وہ تو ناجائز ہے۔ اصل خرابی یہ ہے کہ ہم میں نہ تو محاسبۂ آخرت کی فکر باقی رہی ہے، نہ حلال وحرام کا امتیاز۔ مزدور چاہتا ہے کہ اسے محنت نہ کرنی پڑے مگر اُجرت اسے دُگنی چوگنی ملنی چاہئے۔ کارخانہ دار یہ چاہتا ہے کہ مزدور کام کرتا رہے مگر اسے اُجرت نہ دینی پڑے۔ جس طرح کارخانہ دار کی طرف سے مزدور کی محنت کا معاوضہ ادا نہ کرنا حرام ہے، اسی طرح اگر مزدور ٹھیک کام نہیں کرتا یا زبردستی ناجائز مراعات حاصل کرتا ہے تو اس کی روزی بھی حرام ہے، اور قیامت کے دن اس کا محاسبہ بھی ہوگا کہ تم نے فلاں شخص کا کتنا کام کیا اور اس سے کتنی اُجرت وصول کی؟

## کاروبار کے لئے ملک سے باہر جانا شرعاً کیسا ہے؟

س…… اگر کسی مسلمان کا ملک میں جائیداد یا گزر بسر کے لئے دو تین لاکھ روپے بینک بیلنس ہو اور وہ مزید پیسے کے لالچ میں اپنے ملک، خاندان اور بیوی بچوں سے دُور رہ کر نوکری کرے تو معلوم کرنا ہے کہ شریعت میں اس بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ بھی بتادُوں کہ ہم لوگ سال کے بعد ڈیڑھ مہینے کی چھٹی پر ملک آسکتے ہیں۔

ج…… آپ کی تحریر میں دو مسئلے غور طلب ہیں:

اوّل:…… یہ کہ جس شخص کے پاس اپنی گزر بسر کے بقدر ذریعۂ معاش موجود ہو کیا اس کو اسی پر قناعت کرنی چاہئے یا طلبِ مزید میں مشغول ہونا چاہئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حلال ذریعہ سے طلبِ مزید میں مشغول ہو تو جائز ہے، بشرطیکہ فرائضِ شرعیہ سے غفلت نہ ہو، لیکن اگر قناعت کرے اور اپنے اوقات کو طلبِ مزید کے بجائے آخرت کے بنانے میں صرف کرے تو افضل ہے۔

دوم:…… یہ کہ کیا طلبِ مزید کے لئے اپنے عزیز واقارب کو چھوڑ کر باہر ملک جانا

دُرست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے، ماں باپ، بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا اس کے ذمہ ہے، اگر وہ اپنا حق معاف کرکے جانے کی اجازت دے دیں تو دُرست ہے، ورنہ نہیں۔ اور اجازت و رضامندی بھی صرف زبان سے نہیں بلکہ واقعی اجازت ضروری ہے۔ میرے علم میں بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ لوگ جوان نوبیاہتا بیویوں کو چھوڑ کر پردیس چلے گئے، پیچھے بیویاں گناہ میں مبتلا ہوگئیں۔ خود ہی فرمائیے! کہ اس ظلم و ستم کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اگر نوعمر بیویوں کو چھوڑ کر انہیں باہر بھاگنا تھا تو اس غریب کو کیوں قید کیا تھا؟

## اساتذہ کا زبردستی چیزیں فروخت کرنا

س...... ''الف'' ایک اسکول کا ہیڈ ماسٹر ہے، ہر سال شروع ہونے پر اپنے اسکول میں طالب علموں کو ڈرائنگ اور خوشخطی کی کتابیں جبراً اور لازمی فروخت کرتا ہے، جبکہ محکمہ تعلیم کی جانب سے وہ ایسا نہیں کرسکتا، اور اس کا کمیشن اپنے اساتذہ میں برابر برابر تقسیم کردیتا ہے، اور اس پر دلیل یہ دیتا ہے کہ یہ تو کاروباری نفع ہے۔ کیا وہ صحیح کہتا ہے؟

ج...... اگر کوئی طالب علم اس سے اپنی خوشی سے خریدے تب تو ٹھیک ہے، مگر زبردستی ناجائز ہے۔

## آیاتِ قرآنی و اسمائے مقدسہ والے لفافے میں سودا دینا

س...... آج کل دُکان دار اپنا سودا سلف ایسے لفافوں اور کاغذوں میں ڈال کر دیتے ہیں جن پر آیاتِ قرآنی اور اسمائے مقدسہ درج ہوتے ہیں، ان کے لئے شریعت کی رُو سے کیا حکم ہے؟ کیا ان کی روزی حلال ہے؟

ج...... اس سے روزی تو حرام نہیں ہوتی، مگر ایسا کرنا گناہ ہے۔

## کرفیو یا ہڑتال میں اسکول بند ہونے کے باوجود پوری تنخواہ لینا

س...... کراچی میں آئے دن کرفیو اور ہڑتال کی وجہ سے اسکول بند ہوجاتے ہیں، میں ایک پرائیویٹ اسکول کی معلّمہ ہوں، اسکول بند ہونے کے باوجود مجھے تنخواہ پوری مل جاتی ہے۔

آپ سے پوچھنا ہے کہ یہ پیسہ جائز ہے؟ جبکہ اس کے علاوہ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔
ج...... اس میں کوتاہی آپ کی طرف سے نہیں، اس لئے آپ کی تنخواہ حلال ہے۔

## کتابوں کے حقوق محفوظ کرنا

س...... آج کل عام طور پر کتابوں کے مصنّفین اپنی کتابوں کے حقوق محفوظ کراتے ہیں، کیا اس طرح سے حقوق محفوظ کرانا شرعی طور پر صحیح ہے؟ جبکہ حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگانِ دِین نے اپنی کتابوں کے حقوق محفوظ نہیں کرائے۔
ج...... ہمارے اکابر حقِ طبع محفوظ کرانے کو جائز نہیں سمجھتے۔

## سوزوکی والے کا چھٹیوں کے دنوں کا کرایہ لینا

س...... ہمارے دوست کی سوزوکی وین ہے، بچوں کو اسکول لے جاتے ہیں اور لاتے ہیں، ہر مہینے کرایہ لیتے ہیں، اب اسکول میں دو ماہ کی چھٹیاں ہو رہی ہیں، ان دو ماہ کا کرایہ لینا جائز ہے کہ نہیں؟
ج...... اگر اسکول والے بخوشی تعطیل کے زمانے کا کرایہ بھی دیں تو جائز ہے۔

## مدرسہ کی وقف شدہ زمین کی پیداوار کھانا جائز نہیں

س...... ہمارے شہر کرنال (انڈیا) میں ایک آدمی جو لاوارث تھا، اس نے اپنی زمین مدرسہ عربیہ میں دے دی تھی، اور وہ آدمی (انڈیا میں) فوت ہوگیا تھا۔ وہ مدرسہ پاکستان میں بھی ابھی تک چلتا آرہا ہے، اب جو آدمی جگہ دے گیا تھا اس کی اولاد میں سے تقریباً ۸ویں پشت سے ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے دادا نے اس مدرسہ کے لئے جگہ دی تھی، یہ مدرسہ ہمارا ہے، اس کے اندر کسی کا حق نہیں۔ وہ آدمی جبراً اس مدرسہ کی آمدنی کھا رہا ہے، بہانہ یہ بنایا ہوا ہے کہ مدرسہ میں، میں پڑھاتا ہوں، لیکن مدرسہ میں وہ ہفتے میں ایک یا دو دن حاضر رہتا ہے، بچے ایک دُوسرے کا سبق سنتے ہیں۔ ایک تو وہ شہر والوں کے ساتھ جھگڑتا ہے، دُوسرے بچوں کی زندگی تباہ ہو رہی ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا وہ آدمی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے دادا کا مدرسہ ہے، اس میں کسی کا حق نہیں، کیا یہ دُرست

ہے؟ کیونکہ ہمارے شہر کے قریب کوئی ایسا بڑا مدرسہ نہیں ہے کہ جہاں بچے جا کر تعلیم حاصل کریں، اور جو رقبہ اس آدمی نے دیا تھا، تقریباً ۱۵۰ ایکڑ رقبہ ہے، اگر شہر والے مل کر اس کو مدرسے سے نکال دیں تو کیا شرعاً کوئی ممانعت تو نہیں؟

ج...... اس شخص کا مدرسہ پر کوئی حق نہیں، شہر والوں کو چاہئے کہ اس کو نکال دیں اور مدرسہ کا انتظام کسی معتبر آدمی کے ہاتھ میں دیں۔ اس شخص کا مدرسہ کی وقف زمین کی پیداوار کھانا بھی جائز نہیں۔

## زبردستی مکان لکھوالینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... میرے دوست نے اپنی اہلیہ کو بعض غیرشرعی ناپسندیدہ حرکتوں پر مسلسل تنبیہ کی، لیکن اس کی اہلیہ نے ان حرکات کو ترک کرنے کے بجائے شوہر کے ساتھ نفرت و حقارت اور خصومت کا رویہ اختیار کیا اور ان حرکتوں پر اصرار کرتی رہی۔ بہت سوچ بچار کے بعد ہمارے دوست نے اپنی اہلیہ کو ایک طلاق دے دی۔ اس پر ان کی اہلیہ اور اہلیہ کے رشتہ دار بے حد خفا ہوگئے اور ان کی اہلیہ نے مزید دو طلاقیں مانگ لیں، جو کہ ہمارے دوست نے دے دیں۔ پھر کسی بہانے سے ہمارے دوست کے سسرال والوں نے اپنے گھر بلالیا اور وہاں ان کے سسر صاحب اور سالے صاحب نے نہایت بے رحمی سے پٹائی کی، شدید پٹائی کے سبب ہمارے دوست حواس باختہ ہوگئے، پھر سالے صاحب نے اپنے ایک دوست کے پاس حبسِ بے جا میں ان کے گھر پر رکھوادیا، پھر صبح کو کورٹ میں لے جا کر زبردستی ڈرا دھمکا کر اپنا مکان بچوں کے نام ہبہ کرنے کے کاغذات پر دستخط کروالئے۔ ہمارے دوست نے جو غیرمتوقع شدید پٹائی کے سبب ذہنی طور پر ماؤف ہوچکے تھے کاغذات پر دستخط کردیئے (بسبب خوف کے)۔

۱:...... اگر شوہر شرعی طور پر مطمئن ہوکر بیوی کو طلاق دے دے تو سسر صاحب اور سالے صاحب کا بے دردی سے طلاق دینے پر مارنا پیٹنا شرعاً جائز ہے؟

ج...... شرعاً ناجائز اور ظلم ہے۔

۲:...... کیا ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا کہ ہمارے دوست شرعاً اپنا مکان واپس لینے

کے حق دار ہیں؟

ج…… اگر یہ شخص حواس باختہ تھا تو ہبہ صحیح نہیں ہوا، اور جو کچھ کیا گیا یہ ہبہ نہیں بلکہ غصب ہے۔

## اپنی شادی کے کپڑے بعد میں فروخت کردینا

س…… میں نے تقریباً دو سال پہلے شادی کے لئے ہاتھ کے کام والے کپڑے بنوائے تھے، ان میں سے کافی کپڑے ابھی تک بند پڑے ہیں، اگر میں کچھ سالوں بعد ان کو مارکیٹ کی قیمت پر بیچ دُوں تو یہ منافع میرے لئے جائز ہے؟ جبکہ ایسے کپڑوں کی قیمتیں دن بدن بڑھتی رہتی ہیں، اور کچھ سالوں بعد ان کو بیچنے سے یا اگر کسی باہر کے ملک بکواؤں جہاں ہاتھ کا کام بہت مہنگا ہے تو مجھے ان کپڑوں پر منافع ہوگا، یعنی جس قیمت پر میں نے ان کو بنوایا اس سے زیادہ قیمت مجھے مل سکے گی بیچنے میں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اسلام کی رُو سے کیا اس منافع سے میں زکوٰۃ وغیرہ ادا کرسکتی ہوں؟

ج…… یہ منافع جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

## اسکول کی چیزوں کی فروخت سے اُستاد کا کمیشن

س…… ایک اسکول میں ایک ہیڈ ماسٹر صاحب اسکول میں فروخت ہونے والی اشیاء مثلاً: ڈرائنگ، شرح کی کتابیں، اسکول بیج، رپورٹ کارڈ وغیرہ سے جو کمیشن حاصل ہوتا ہے، خود نہیں لیتے بلکہ یہ کہہ کر انکار کردیتے ہیں کہ میرا کمیشن دیگر اساتذہ میں بانٹ دیا جائے، کیا موصوف کا یہ کہنا صحیح ہے؟

ج…… موصوف کا یہ طرزِ عمل لائقِ رشک اور لائقِ تقلید ہے۔

## بچی ہوئی سرکاری دواؤں کا کیا کریں؟

س…… میرے خاوند ملازم پیشہ ہیں، جن کو محکمے کی طرف سے میڈیکل کی سہولت ہے، اور جو دوائیں ہمیں ملتی ہیں، وہ پیکنگ میں ہوتی ہیں، کچھ تو وقتی طور پر یعنی بیماری کے دوران کھائی جاتی ہیں، باقی بچ جاتی ہیں، جو کہ ہمارے پاس کافی جمع ہوجاتی ہیں۔ ان کا ہم کیا کریں؟

کیا کیمسٹ کو دے کر کوئی دُوسری اشیاء فنس یا ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ لے سکتے ہیں، کیا یہ شرعاً جائز ہوگا؟ کیونکہ میں صوم وصلوٰۃ کی بہت پابند ہوں، بہت مشکور ہوں گی۔

ج…… محکمے کی طرف سے جو دوائیں ملتی ہیں ان کو آپ استعمال کرسکتی ہیں، مگر ان کو فروخت کرنے یا ان سے دُوسری اشیاء کا تبادلہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں، جو زائد ہوں وہ محکمے کو واپس کردیا کیجئے۔ اور اگر ان کی واپسی ممکن نہ ہو تو ضرورت مند محتاجوں کو دے دیا کریں، یا کسی خیراتی شفاخانے میں بھجوادیا کریں۔

## فیکٹری لگانے کے لائسنس کی خرید و فروخت

س…… کپڑا بنانے کی فیکٹری لگانے کے لئے حکومت سے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے، حکومت ہر فیکٹری کو مشینوں کی تعداد کے لحاظ سے درآمدی لائسنس دیتی ہے، یہ لائسنس دھاگے کی درآمد کے لئے ہوتا ہے، چھوٹے فیکٹری مالکان کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہوتا کہ وہ خود دھاگہ درآمد کرسکیں۔ حکومت جو درآمدی لائسنس دیتی ہے ہم چھوٹے مالکان فیکٹری اس کو بازار میں فروخت کردیتے ہیں، بڑے بڑے سرمایہ دار اس درآمدی پرمٹ پر دھاگہ درآمد کرتے ہیں، اور یہ دھاگہ بازار میں فروخت ہوتا ہے اور مختلف ہاتھوں میں ہوتا ہوا یہ دھاگہ ہماری فیکٹریوں میں آجاتا ہے اور اس سے کپڑا تیار ہوتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ان درآمدی لائسنس کو فروخت کرنے سے جو روپیہ ہم کو ملتا ہے وہ حرام ہے یا حلال؟

ج…… درآمدی لائسنس مال نہیں ہے بلکہ ایک حق ہے، اس لئے اس کی فروخت مشتبہ ہے، اس سے احتراز و اجتناب بہتر ہے۔

## بینک کے تعاون سے ریڈیو پر دِینی پروگرام پیش کرنا

س…… ریڈیو سے ایک پروگرام ''روشنی'' کے عنوان سے نشر ہوتا ہے، جو زیادہ تر شاہ بلیغ الدین کی آواز میں ہوتا ہے، لیکن اس پروگرام کے بعد بتایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام آپ کی خدمت میں فلاں بینک کے تعاون سے پیش کیا گیا ہے۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا سود کا کاروبار کرنے والے ادارے کے ذریعے ایسے پروگرام وغیرہ نشر کرنا

ٹھیک ہیں؟ کیونکہ سود حرام ہے۔

ج…… حرام کا مال کسی نیک کام میں خرچ کرنا دُرست نہیں، بلکہ دُہرا گناہ ہے۔

## امانت کی حفاظت پر معاوضہ لینا

س…… میرے پاس لوگ پیسے جمع کراتے ہیں اور میں جمع کرتا ہوں، لینے دینے میں بھول بھی ہوتی ہے، اس کے علاوہ کافی بھاگ دوڑ کرنا پڑتی ہے، اس پر اگر دو روپیہ فی سیکڑہ لیا جائے تو یہ جائز ہوگا یا ناجائز؟ برائے مہربانی مطلع فرماویں۔

ج…… لوگ آپ کے پاس بطور امانت کے رقمیں جمع کراتے ہیں، جتنی رقم جمع کرائیں اتنی ہی رقم واپس کرنا ضروری ہے، بھول چوک اور ادائیگی میں نزاع نہ ہونے کے لئے حساب کتاب رکھنا بھی ضروری ہے، اور بصورت وفات ورثاء کو امانتیں ادا کرنے میں بھی سہولت رہے گی۔ البتہ اگر پہلے سے طے کرلیا جائے کہ فیصد اتنے روپے اتنی مدّت تک بغرض حفاظت (سنبھالنے کی) اتنی اُجرت ہوگی، یہ اُجرت لینا دُرست ہے، لیکن اس صورت میں اگر رقم ضائع ہوگئی تو ضمان لازم آئے گا۔ الغرض امانت رکھی ہوئی رقم پر فی سیکڑہ دو روپے لینا جائز نہیں، سود ہے۔ اس سے پہلے جن جن سے اس طرح لے چکے ہیں، انہیں بھی ان کی رقم واپس کرنا ضروری ہے۔

## ٹی وی کے پروگرام نیلام گھر میں شرکت

س…… ٹی وی میں بعض پروگرام ''نیلام گھر'' قسم کے اِنعام دینے والے ہوتے ہیں، ایسے پروگرام بہت مقبول ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پروگرام میں لوگ ٹکٹ خرید کر شامل ہوتے ہیں اور کچھ سوالات کے عوض ان کو ان کی خرچ کی ہوئی رقم سے کچھ زیادہ مل جاتا ہے، اور کچھ لوگوں کو کم اور کچھ لوگ بغیر کچھ لئے واپس چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ دُرست ہے؟ اس میں جوا کا عنصر تو نہیں؟

ج…… میں اس میں شمولیت ہی کو جائز نہیں سمجھتا، رقم لینے دینے کا کیا سوال…!

## پرائی چیز مالک کو لوٹانا ضروری ہے

س……آج سے کئی سال قبل میرے ایک عزیز جو کہ اسلامی ملک سے تشریف لائے تھے لہٰذا وہ اپنے ساتھ سامان وغیرہ بھی لائے، اس سامان میں ایک چیز ایسی بھی تھی جس کو دِکھانے کی غرض سے میں اپنے گھر لے گیا، لیکن اتفاق کی بات ہے کہ فوراً ہی ہمارے درمیان اختلافات نے جنم لیا جو کہ جاری ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ جن صاحب سے میں نے یہ چیز لی تھی انہوں نے مجھ پر الزام تراشی کی، جبکہ میری نیت بالکل صاف تھی اور ہے۔ اور ان کی یہ چیز ابھی تک ویسے ہی پڑی ہے جیسا کہ آج سے تقریباً ۸، ۹ سال قبل میں نے ان سے لی تھی۔ محض ان کی الزام تراشی اور اپنے غصّے کی حالت میں (جبکہ غصہ حرام ہے) میں انہیں ان کی چیز واپس نہیں کرسکا (اللہ معاف کرے)، نہ ہی اس چیز کے بارے میں، میں نے کسی کو بتایا اور نہ کسی کو دِکھایا۔ اب یہ بوجھ اُٹھایا نہیں جاتا، میں چاہتا ہوں کہ اسے کہیں صرف کردُوں جبکہ میری خواہش ہے کہ اس کی قیمت غریبوں میں ادا کرکے اپنے پاس رکھ لوں، کیا ایسا ممکن ہے؟ یا پھر یہ چیز کسی کو دے دُوں، یا پھر کسی اسلامی جگہ پر رکھ دُوں، (لیکن میں اس عمل کو بہتر نہیں سمجھتا جبکہ میں جانتا ہوں کہ جس کا جو مال، حق ہو، اسے ہی ملنا چاہئے)، لیکن مجبوری یہ ہے کہ اب میں اس شخص کو یہ چیز واپس نہیں کرسکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اب وہ ہم سے کہیں دُور رہتا ہے۔ دُوسرا یہ کہ اگر میں انہیں ان کی چیز واپس کردُوں تو یہ میری بدنامی کا باعث بنتی ہے، اور پھر نہ جانے مجھے کتنے الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا میں اس عمل سے بچنا چاہتا ہوں۔ اب آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسا حل بتادیں کہ میں شرمندگی سے بچ جاؤں، جبکہ اس کی چیز اب اس تک نہیں پہنچ سکتی۔

ج……اس چیز کا نہ صدقہ کرنا جائز ہے، نہ خود اس کا استعمال کرنا ہی جائز ہے، اس کو مالک کے پاس لوٹانا فرض ہے۔ اگر یہاں کی ذِلت و بدنامی گوارا نہیں تو قیامت کے دن کی ذِلت و بدنامی اور اس کے بدلے میں اپنی نیکیاں دینے کے لئے تیار رہئے۔

## ہوٹل کی ''ٹپ'' لینا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میں ایک ہوٹل میں بیرا ہوں، جہاں ہمیں تنخواہ کے علاوہ ہر روز ''ٹپ'' (بخشش) ملتی ہے، جو گاہک اپنی مرضی سے ہمیں خوش ہوکر دے دیتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا یہ ''ٹپ'' ہمارے لئے حلال ہے یا حرام؟ ذرا تفصیل سے جواب دیجئے گا تاکہ میں اپنے دُوسرے ساتھیوں کو بھی بتاسکوں۔

ج…… جو لوگ اپنی خوشی سے دے دیں ان سے لینا حلال ہے، مگر اس کو حق سمجھنا، اس کا مطالبہ کرنا، اور جو نہ دے اس کو حقیر سمجھنا جائز نہیں۔

## آزاد عورتوں کی خرید و فروخت

س…… عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں اندرونِ سندھ و بلوچستان میں وہ بنگالی عورتیں جو دلالوں کے ذریعے مکر و فریب میں پھنس کر بنگلہ دیش سے پاکستان لائی جاتی ہیں، ان عورتوں میں کچھ بالغ و نابالغ کنواری عورتیں بھی ہوتی ہیں، کچھ لاوارث (طلاق شدہ) اور شادی شدہ بھی ہوتی ہیں، جن کو دلال جبراً یا مجبوراً دیہات میں لاوارث کی حالت میں چھوڑ کر لوگوں کے یہاں نکاح میں دے جاتے ہیں، کیا شرعی لحاظ سے بنگالی یا غیر بنگالی اس قسم کی عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو اس کاروبار کو حرام قرار دیں اور فتویٰ بھی شائع کریں تاکہ لوگ آئندہ یہ کاروبار ختم کردیں اور خریدنے والوں کو بھی شرعی تنبیہ کریں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک شرعی فرمان اور ہدایت ہو، اور خصوصاً مولوی حضرات کو بھی گزارش کریں کہ وہ آئندہ اس قسم کے نکاحوں کے عمل سے گریز کریں۔

ج…… آزاد عورتوں کی خرید و فروخت (جس کو عرفِ عام میں ''بردہ فروشی'' کہا جاتا ہے) شرعاً حرام ہے، اور جو لوگ اس گندے کاروبار میں ملوّث ہیں وہ انسانیت کے دُشمن، شیطان کے ایجنٹ اور معاشرے کے مجرم ہیں۔ ایسی عورتیں جو ان ظالموں کے چنگل میں ہوں اگر کوئی شخص ان کو رہائی دِلانے کے لئے ان سے شرعی طریقے پر نکاح کرلیتا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ شرط یہ ہے کہ عورت اگر عاقلہ و بالغہ ہو تو نکاح اس کی رضامندی سے ہوا ہو، اور اگر

لڑکی نابالغ ہے تو اس کا نکاح اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ جوان نہ ہوجائے۔ جوان ہونے کے بعد اس کی رضامندی سے نکاح کیا جائے تو نکاح ہوجائے گا۔

## شرط پر گھوڑوں کا مقابلہ کرانے والے کی ملازمت کرنا

س...... ریس میں دوڑنے والے گھوڑوں کی خدمت کرنا، ان کی دیکھ بھال کرنا یا کسی ایسے ادارے میں ملازمت کرنا جس کے زیرِ انتظام ریس کے گھوڑے دوڑتے ہوں، شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟

ج...... شرط پر گھوڑوں کا مقابلہ حرام ہے، اور اس کی ملازمت بھی ناجائز ہے۔

## اسپانسر اسکیم کے ڈرافٹ کی خریداری

س...... آج کل ریگولر اسکیم اور اسپانسر شپ اسکیم کے تحت حج درخواستیں جمع ہوتی ہیں، اسپانسر شپ میں جو حج کے لئے جانا چاہے تو باہر کسی ملک سے ۴۵ ہزار روپے کا ڈرافٹ منگاکر جمع کرائے۔ بعض حضرات یہ ڈرافٹ جو بھی حج پر جانا چاہے اس سے کچھ رقم زائد لے کر اس کے نام سے منگا کردیتے ہیں۔ آج کل یہ ڈرافٹ ۴۹,۵۰۰ روپے کا مل رہا ہے۔ صورت یہ ہے کہ اسپانسر شپ اسکیم کے تحت جانے والے حاجیوں کی بڑی تعداد اسی طرح زائد رقم خرچ کرکے ڈرافٹ لے کر حج پر جاتی ہے۔ دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ اس طرح زائد رقم دے کر ڈرافٹ لینا جائز ہے؟ جو لوگ باہر سے ڈرافٹ منگا کردیتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ یہ آپ زائد رقم کیوں لے رہے ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کرنسی کا فرق ہے، غیرملک میں جب ڈرافٹ بنتا ہے تو کرنسی میں اتنا فرق آجاتا ہے۔ اور کچھ نفع وہ بھی رکھتے ہوں گے۔ اگر یہ صورت ناجائز ہو تو اس کی اصلاح کی کیا صورت ہے؟ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ حکومت یہ ڈرافٹ پاکستانی روپے کے بجائے باہر کی کرنسی مثلاً: ڈالر، پاؤنڈ، ریال وغیرہ میں لے لے؟ اس طرح اگر پاکستانی روپے دے کر باہر کی کرنسی کا ڈرافٹ لیا جائے گا تو وہ

سود کے زُمرے میں تو نہیں آئے گا؟ اس وقت جو ڈرافٹ ملتا ہے وہ پاکستانی روپے میں ہوتا ہے، جبکہ ادائیگی بھی پاکستانی روپے میں ہوتی ہے۔ اسپانسر شپ اسکیم کو لوگ یوں بھی ترجیح دیتے ہیں کہ اس میں ریگولر اسکیم کے برعکس مکہ مکرّمہ، مدینہ منوّرہ میں حکومت کی طرف سے لازمی رہائش کی شرط نہیں ہوتی، جبکہ ریگولر اسکیم میں حج پر جانے والوں کے لئے لازمی رہائش کی شرط ہوتی ہے، اور لازمی رہائش میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔

ج...... زیادہ پیسے دے کر کم پیسے کا ڈرافٹ لینا تو سود ہے، البتہ ایک ملک کی کرنسی کا تبادلہ دُوسرے ملک کی کرنسی کے ساتھ ہر طرح جائز ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، اس لئے بہتر شکل تو یہ ہے کہ حکومت ریالوں یا ڈالروں کا ڈرافٹ لیا کرے، یا پھر یہ شکل کی جائے کہ ڈرافٹ کے لئے تو اتنی ہی رقم لی جائے جتنے کا ڈرافٹ ہے، اور زائد رقم ایجنٹ حضرات اپنے محنتانہ کے طور پر الگ لیا کریں۔

## فیکٹری مالکان اور مزدوروں کو باہم افہام و تفہیم سے فیصلہ کرلینا چاہئے

س...... ایک فیکٹری کے اوقات صبح آٹھ بجے تا شام ساڑھے چار بجے تھے، یونین اور مالکان کے درمیان طے پایا کہ اوقات بڑھا کر ۸ تا ۵ بج کر ۱۰ منٹ کردیئے جائیں، اور جمعہ کے علاوہ ایک جمعرات چھوڑ کر دُوسری جمعرات چھٹی ہوا کرے، یعنی ماہ میں کل چھ چھٹیاں ہوں۔ پھر یہ بات بھی طے پائی کہ ہر ماہ کی پہلی اور تیسری جمعرات کو چھٹی ہوا کرے گی، یہ بات اس لئے طے کرلی کہ جھگڑا نہ ہو کہ کون سی جمعرات کو چھٹی ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس بات کا اس وقت کسی کو خیال نہیں آیا کہ کسی ماہ میں پانچ جمعراتیں بھی آسکتی ہیں، کمپنی کہتی ہے کہ ہم تو صرف پہلی اور تیسری جمعرات کو چھٹی دیں گے، ہم پانچ جمعراتوں کے مسئلے کے ذمہ دار نہیں۔ حالانکہ اس صورت میں اس ماہ کے اوقاتِ کار دُوسرے مہینوں سے زیادہ ہوجائیں گے، حساب سے تو یہی ہونا چاہئے کہ ایک جمعرات کو کام ہو اور ایک کو نہ ہو، تب ہی اوقاتِ کار صحیح رہتے ہیں، مگر کمپنی کے مالکان اس بات کو نظرانداز کرنا چاہتے ہیں۔ اتفاق سے اس سال ایک سے زیادہ مہینوں میں پانچ جمعراتیں آرہی ہیں، مثلاً: اسی ماہِ مئی میں پانچ

جمعراتیں آرہی ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی عدل وانصاف کا فیصلہ تحریر فرمائیں تاکہ مالکان جوخود بھی بڑے مذہبی ہیں، عنداللہ گنہگار نہ ہوں اور مزدور بھی حق سے زیادہ نہ لیں۔ دُوسری بات یہ ہے کہ اگر جمعرات کو سرکاری چھٹی آجائے تو اس کے عوض مزدوروں کو الگ چھٹی ملنی چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ وہ چھٹی تو انہیں بہرحال ملتی، اور یہ جو جمعرات کی چھٹی ہے یہ تو وہ روزانہ چالیس منٹ فالتو کام کرکے کمارہے ہیں۔ یہ تو بہرحال فالتو گھنٹوں کی مناسبت سے ان کو ملنی ہی چاہئے، اس سلسلے میں عدل وانصاف کا فیصلہ تحریر فرمائیں۔

ج…… طرفین کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اس کی رُوح کو ملحوظ رکھتے ہوئے عدل وانصاف کا تقاضا ہے یہ ہے کہ اگر کسی مہینے میں پانچویں جمعرات آئے تو اس دن کارکنوں کو آدھی چھٹی ملنی چاہئے، اور اگر آدھی چھٹی فیکٹری کے حق میں نقصان دہ ہو تو اُصول یہ طے کرلینا چاہئے کہ ایک جمعرات چھوڑ کر دُوسری جمعرات چھٹی ہوگی، اور کلینڈر دیکھ کر چھٹی کے دنوں کا چارٹ لگادینا چاہئے تاکہ اختلاف ونزاع کی نوبت نہ آئے۔ دُوسرے مسئلے میں فریقین کے درمیان چونکہ کوئی بات طے نہیں ہوئی اس لئے اس میں عرفِ عام کو دیکھا جائے گا۔ اگر عام کمپنیوں کا دستور یہی ہے کہ ایسی صورت میں الگ دن کی چھٹی ملا کرتی ہے تو اسی کو طے شدہ سمجھنا چاہئے، اور اگر نہیں ملا کرتی تو اس صورت میں بھی نہیں ملنی چاہئے۔ اور اگر اس سلسلے میں کوئی لگا بندھا دستور نہیں ہے تو یہ معاملہ کارکنوں اور کمپنی والوں کو باہمی افہام وتفہیم سے طے کرلینا چاہئے۔ اور آپ نے چھٹی کے حق میں جو دلیل لکھی ہے وہ اپنی جگہ معقول اور وزنی ہے۔

## جعل سازی سے گاڑی کا الاؤنس حاصل کرنا اور اس کا استعمال

س…… ہم ایک سرکاری ادارے میں ملازم ہیں، ہمارا ادارہ اپنے ملازمین میں سے صرف افسران کو تنخواہ کے علاوہ کچھ خصوصی رقم جن کو الاؤنسز کہا جاتا ہے، دیتا ہے۔ ان الاؤنسز میں سے ایک ''کار الاؤنس'' کہلاتا ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ جس افسر کو یہ الاؤنس دیا جارہا ہے اس کے پاس اپنی گاڑی ہو، جو خود اس کے استعمال میں ہو اور گاڑی کے کاغذات ادارے



فہرست

میں جمع کرائے گئے ہوں۔ جس افسر کے پاس گاڑی نہ ہو اس کو آنے جانے کا خرچ جس کو ''کنوینس الاؤنس'' کہا جاتا ہے، ملتا ہے، جو کار الاؤنس کے مقابلے میں بہت ہی کم ہوتا ہے۔ کچھ دھوکے باز ملازمین گاڑی خرید کر اس کے کچھ کاغذات جمع کرادیتے ہیں اور بعد میں گاڑی بیچ دیتے ہیں، جبکہ کار الاؤنس جاری رہتا ہے۔ اگر کسی وقت انکوائری کا خطرہ محسوس ہوا تو دُوسری گاڑی خرید کر یا کسی عزیز کی گاڑی دِکھادی۔ اس قسم کے ناجائز کام وہ حضرات بھی انجام دینے میں شامل ہیں جو نیک اور نمازی کہلاتے ہیں۔ ہم آپ سے قرآن وسنت کی روشنی میں مؤدّبانہ طور پر یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس طریقے سے حاصل کی گئی رقم حلال اور جائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو کیوں؟

ج…… جعل سازی اور فراڈ سے جو رقم حاصل کی گئی وہ حلال کیسے ہوگی؟ ایسے افسران تو اس لائق ہیں کہ ان کو معطل کردیا جائے۔

س…… جو رقم ماضی میں حاصل ہوچکی، وہ اداروں کو واپس کرنا ہوگی یا توبہ کرلینے سے گزارہ ہوجائے گا؟

ج…… توبہ بھی کریں، اور رقم بھی واپس کریں۔

س…… ہم یہ سمجھ کر کہ یہ دُنیاوی معاملہ ہے، دِین سے اس کا کیا واسطہ، ان میں سے کوئی نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز ادا کرتے رہیں؟

ج…… اگر ناواقفی کی وجہ سے کیا تھا اور معلوم ہونے پر توبہ کرلی اور رقم بھی واپس کردی تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، ورنہ نہیں۔

## ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کو کس طرح قابلِ استعمال بنایا جاسکتا ہے؟

س…… ایک شخص نے ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کی ہے، اس گھر میں جو کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی دولت سے خریدا گیا ہو، یا بنوایا گیا ہو، اس شخص کا اور گھر کے دیگر افراد کا نماز پڑھنا، تلاوتِ کلامِ پاک اور دیگر عبادات واذکار کرنا کیسا ہے؟ نیز گھر کے باہر


فہرست

کے افراد جن میں دوست احباب وغیرہ شامل ہیں ان کا ان اعمال کا ادا کرنا کیسا ہے جبکہ ان کو اس بارے میں علم ہو یا محض شک ہو؟

س...... اگر بعد میں یہ شخص اپنی ان ناجائز حرکتوں پر نادم ہو کر توبہ کرے تو اس ناجائز دولت سے حاصل شدہ گھر، دیگر جائیدادوں اور املاک و نقدی وغیرہ کا کیا کرے؟ جبکہ اس کے پاس رہنے کا انتظام بھی نہیں ہے، تو کیا وہ شخص بحالتِ مجبوری اس گھر میں رہ سکتا ہے؟

س...... اسی طرح اس شخص سے جس کی کمائی ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہے، کوئی ضرورت مند شخص قرض لے سکتا ہے، جبکہ قرض لینے والے کو اس بارے میں علم ہے یا علم نہ ہو، یا محض شک ہو۔ واضح کریں کہ ناجائز آمدنی جن میں چوری، رشوت، ڈاکا، فریب وغیرہ شامل ہیں، مندرجہ بالا مسائل میں سب کا حکم ایک ہی ہے یا مختلف ہے؟

ج...... ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ چوری، ڈاکا، رشوت وغیرہ کے ذریعہ جو دولت کمائی گئی، یہ شخص اس دولت کا مالک نہیں، جب تک اصل مالکوں کو اتنی رقم واپس نہ کردے یا معاف نہ کرالے۔ جس ''ناجائز آمدنی'' کا تعلق حقوق العباد سے ہو، اس کی مثال مردار اور خنزیر کی سی ہے کہ کسی تدبیر سے بھی اس کو پاک نہیں کیا جاسکتا، اور اس کے پاک کرنے کی بس دو ہی صورتیں ہیں، یا وہ چیز مالک کو ادا کردی جائے یا اس سے معاف کرالی جائے۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔ ایسی ناجائز آمدنی کو نہ آدمی کھا سکتا ہے، نہ کسی کو کھلا سکتا ہے، نہ صدقہ دے سکتا ہے، نہ کسی کو ہدیہ دے سکتا ہے، نہ قرض دے سکتا ہے۔

## غلط اوورٹائم لینے اور دِلانے والے کا شرعی حکم

س...... میں محکمۂ دِفاع میں ملازمت کرتا ہوں، ہمارے دفتری اوقات صبح ساڑھے سات بجے تا دوپہر دو بجے تک مقرّر ہیں، حکومت کی طرف سے ڈیڑھ بجے سے آدھ گھنٹے کا وقت نمازِ ظہر کے لئے وقف ہے، دو بجے کے بعد جو حضرات ڈیڑھ دو گھنٹے دفتر کا کام کرتے ہیں ان کو از رُوئے قانون ۳ روپے یومیہ معاوضہ دیا جاتا ہے، اور اس سلسلے میں متعلقہ افسر صاحب کو تصدیق کرنا ہوتی ہے کہ فلاں فلاں صاحب نے فلاں فلاں دن ۲ بجے کے بعد دفتر کا کام کیا

ہے، لہٰذا اس طرح کچھ حضرات جو افسر صاحب کے منظورِ نظر ہوتے ہیں پورے مہینے کا اوور ٹائم کا معاوضہ ستر پچھتّر روپے ماہوار تک حاصل کرلیتے ہیں۔ اب غور اور حل طلب بات یہ ہے کہ ہمارے دفتر میں اتنا زیادہ کام نہیں ہوتا جس کے لئے لیٹ بیٹھنا پڑے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر دیانت داری سے کام لیا جائے تو روزانہ اوسط تین گھنٹے سے زیادہ کسی بھی صاحب کے پاس کام نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اوور ٹائم کا سوال، لہٰذا یہ سراسر دروغ گوئی ہے۔ ماشاء اللہ تصدیق کنندہ افسر صاحب ظاہری طور پر بڑے ہی نیک ہیں، کبھی کبھی نمازِ ظہر کی اِمامت بھی کرواتے ہیں، اس پر طرّہ یہ کہ جھوٹا تصدیق نامہ کرنے کو بھی کارِ خیر سمجھتے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں بقول ان کے کہ اگر واقعی یہ نیک کام ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس مصلحت کے تحت یہ نیکی صرف مخصوص حضرات کے ساتھ ہی کی جاتی ہے اور باقی کو نظرانداز کردیا جاتا ہے، اور یہ ساری کاغذی کارروائی انتہائی خفیہ طور سے کی جاتی ہے تاکہ جن ملازمین کو پیسے نہیں ملتے ان کو خبر نہ ہونے پائے، اگر کبھی ہم ان سے کہتے ہیں کہ حضور! آپ ایسا غلط کام کیوں کرتے ہیں؟ تو بجائے اپنی اصلاح کرنے کے اُلٹا مزید ہمارے خلاف ہی انتقامی کارروائی کی جاتی ہے اور ہمیں ناحق پریشان کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسے ہی دُنیادار قسم کے افسر ہوتے تو ہمیں ان سے کوئی گلہ شکوہ نہ ہوتا، اور پھر آپ کو بھی اس سلسلے میں تکلیف نہ دیتے، مگر متذکرہ اوصاف کے حامل انسان کے ایسے رویے سے بڑا دُکھ اور مایوسی ہوتی ہے۔

ج……الف:…… جو صاحبان اوور ٹائم لگائے بغیر اس کا معاوضہ وصول کرلیتے ہیں وہ حرام خور ہیں اور قیامت کے دن ان کو یہ سب کچھ اُگلنا ہوگا، معلوم نہیں قیامت کے حساب و کتاب پر وہ یقین بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔

ب:…… یہ نیک پارسا افسر صاحب، لوگوں کو سرکاری رقم حرام کھلاتے ہیں، قیامت کے دن ان سے پوری رقم کا مطالبہ ہوگا۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ: دُنیا کا سب سے بڑا احمق کون ہے؟ فرمایا: جو اپنے دِین کو برباد کرکے دُنیا بنائے، اور دُنیا کی خاطر آخرت کو برباد کرے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر احمق وہ شخص ہے جو دُوسروں کی دُنیا کی خاطر اپنے دِین کو برباد کرے۔

## دفتری اوقات میں نیک کام کرنا

س......بعض سرکاری ملازمین، مثلاً: اساتذہ، کلرک وغیرہ ڈیوٹی کے اوقات کے دوران جبکہ کوئی وقفہ بھی نہیں (یعنی وقفہ کے علاوہ) رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور اس دوران کوئی کام نہیں کرتے، جس کی وجہ سے اساتذہ کرام سے بچوں کا اور دیگر ملازمین سے دفتر اور متعلقہ افراد کا نقصان یا کام کا حرج ہوتا ہے۔ ان کا یہ فعل ثواب ہے یا نہیں؟

ج......سرکاری ملازمین ہوں یا نجی ملازم، ان کے اوقاتِ کار ان کے اپنے نہیں بلکہ جس ادارے کے وہ ملازم ہیں اس نے تنخواہ کے عوض ان اوقات کو ان سے خرید لیا ہے، ان کے وہ اوقات اس ادارے اور قوم کی امانت ہیں، اگر وہ ان اوقات کو اس کام پر صَرف کرتے ہیں جو ان کے سپرد کیا گیا ہے تو امانت کا حق ادا کرتے ہیں، اور ان کی تنخواہ ان کے لئے حلال ہے، اور اگر ان اوقات میں کوئی دُوسرا کام کرتے ہیں (مثلاً: تلاوت) یا کوئی کام نہیں کرتے، بلکہ گپ شپ میں گزار دیتے ہیں تو وہ امانت میں خیانت کرتے ہیں اور ان کی تنخواہ ان کے لئے حلال نہیں۔

البتہ اگر دفتر کا مطلوبہ کام نمٹا چکے ہیں، اور وہ کام نہ ہونے کی وجہ سے فارغ بیٹھے ہوں تو اس وقت تلاوت کرنا جائز ہے، اسی طرح کسی اور اچھے کام میں اس وقت کو صَرف کرنا بھی صحیح ہے۔

ہمارا ملازم طبقہ اس معاملے میں بہت کوتاہی کرتا ہے، دیانت و امانت کے ساتھ کام کے وقت کام کرنے کا تصوّر ہی جاتا رہا، یہ حضرات عوام کے نوکر ہیں، ملازم ہیں، سرکاری خزانے میں عوام کی کمائی سے جمع ہونے والی رقوم سے تنخواہ پاتے ہیں، لیکن کام چوری کا یہ عالم ہے کہ عوام دفتروں کے بار بار چکر لگاتے ہیں اور ناکام واپس جاتے ہیں، اور اگر رشوت یا سفارش چل جائے تو کام فوراً ہو جاتا ہے، گویا یہی حضرات سرکار کے (اور سرکار کی وساطت سے عوام کے) ملازم نہیں بلکہ رشوت و سفارش کے ملازم ہیں۔ انصاف کیا جائے کہ ایسے ملازمین کی تنخواہ ان کے لئے کیسے حلال ہوسکتی ہے؟ اگر ان کو دِل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہو اور انہیں معلوم ہو کہ کل قیامت کے دن ان کو اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے تو


فہرست

دفتری کام کو دیانت وامانت کے ساتھ انجام دیا کریں، اور عوام ان کے طرزِ عمل سے پریشان نہ ہوا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امانت ودیانت کی دولت سے بہرہ ور فرمائیں۔

## پراویڈنٹ فنڈ کی رقم لینا

س:۱...... ہر سرکاری ملازم کی ایک رقم لازمی طور پر وضع کی جاتی ہے، یہ رقم پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے وضع ہوتی ہے۔ یہ رقم ملازم کی ریٹائرمنٹ کے بعد اس کو ملتی ہے اور یہ رقم اس کی وضع کی ہوئی رقم کی دُگنی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ یہ رقم بینک میں رکھتی ہے اور چونکہ فکسڈ ڈپازٹ پر زیادہ سود ہوتا ہے اس لئے سرکاری ملازم کی ۲۵ سال یا ۳۰ سال کی ملازمت میں دُگنی ہوجاتی ہے۔ براہ کرم شرع کی روشنی میں بتایئے کہ یہ اضافی رقم لینا جائز ہے یا حرام ہے؟

س:۲...... پروایڈنٹ فنڈ کی رقم جو گورنمنٹ کے کھاتے میں جمع ہوتی ہے، ملازم کو یہ تو ہر سال معلوم ہوتا رہتا ہے کہ اتنی رقم اس کے کھاتے میں جمع ہوگئی ہے، کیا اس رقم پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا نہیں؟ کیونکہ ملازم یہ رقم اپنی مرضی سے نہ تو نکال سکتا ہے اور نہ اپنی مرض سے خرچ کرسکتا ہے۔

ج...... پراویڈنٹ فنڈ پر جو اضافی رقم محکمے کی طرف سے دی جاتی ہے اس کا لینا جائز ہے، اور جب تک وہ وصول نہ ہوجائے اور اس پر سال نہ گزر جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

## رشتہ دار کے گھر سے فون کرنے کا بل کس کے ذمہ ہوگا؟

س...... ایک آدمی سفر پر جاتا ہے اور اپنی گھر والی کے کسی قریبی رشتہ دار کو گھر میں چھوڑ جاتا ہے، کیونکہ اس کی بیوی اکیلی ہے اور بیمار بھی ہے، تو وہ رشتہ دار اپنے کام سے اس شخص کے گھر سے فون کرتا ہے، پھر جب بل آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں دُوں گا، اور بل بھی زیادہ ہے، اب یہ بل کس کے ذمہ ہے؟ جبکہ اس کی گھر والی اپنے عزیز سے کہتی ہے کہ آدھا بل آپ دیں، آدھا میں دُوں، اور میرے خاوند کے اُوپر ہم بوجھ نہ ڈالیں۔ اب وہ عزیز نہیں مانتا۔ مجھے صرف شرعی مسئلہ درکار ہے کہ یہ بل اب کس کے ذمہ ہے؟

ج...... بیوی کے عزیز کے لئے اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر ٹیلیفون کا استعمال جائز نہیں تھا، اور اس بل کا ادا کرنا شرعاً واخلاقاً اسی عزیز کے ذمہ ہے جس نے امانت میں خیانت کا ارتکاب کیا۔

# سود

## سودی کام کا تلاوت سے آغاز کرنا بدترین گناہ ہے

س…… میں یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کراچی کی ایک مقامی برانچ میں ملازم ہوں۔ میری برانچ میں ہر روز صبح کام کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک اور پورے اسٹاف کی اجتماعی دُعا سے ہوتا ہے، اور ان کا نظریہ ہے کہ اس سے برکت ہوتی ہے، کام میں دِل لگتا ہے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رُونما نہیں ہوتا۔ میں اس قرآنِ پاک کی تلاوت اور دُعا میں شامل نہیں ہوتا، لیکن جب تلاوت ہو رہی ہوتی ہے تو خاموشی سے سنتا ہوں، کیونکہ قرآن پڑھنا سنت اور سننا واجب ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی رُو سے سود، سودی کاروبار، اس کی ملازمت بھی منع ہے۔ قرآن میں ہے کہ سود حرام ہے اور سود نہ لو۔ تلاوت سے اس کا افتتاح کرنا کیسا عمل ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کے گنہگار کون ہیں؟

ج…… گناہ کے کام کو تلاوت سے شروع کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ یہ پوچھئے کہ اس سے شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں کفر کا اندیشہ تو نہیں؟

## نفع ونقصان کے موجودہ شراکتی کھاتے بھی سودی ہیں

س…… چند سال قبل جب بلاسود بینکاری شروع کرنے اور نفع ونقصان میں شراکت کے کھاتے کھولنے کا حکومت کی طرف سے اعلان ہوا تو میں اپنے بینک منیجر کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا کہ جب بینکوں کا سارا کاروبار سود پر چلتا ہے تو یہ نفع ونقصان میں شراکت کے کھاتے سودی کاروبار سے کس طرح پاک ہوسکتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حکومت بینکوں کے ذریعہ گندم، چاول، کپاس وغیرہ خریدتی ہے جس پر وہ بینکوں کو کمیشن دیتی ہے، ہم یہ خریداری اس رقم سے کریں گے جو نفع ونقصان میں شراکت کے کھاتوں میں جمع ہوگی اور حکومت سے وصول ہونے والے کمیشن میں سے ہم اپنے کھاتے داروں میں منافع تقسیم

کریں گے۔ البتہ ان کھاتوں سے ہر سال یکم رمضان کو زکوٰۃ کی رقم وضع کی جائے گی۔ مندرجہ بالا یقین دہانی پر میں نے اپنی رقم جاری کھاتے سے نفع ونقصان شراکت کے کھاتے میں منتقل کرادی۔ اس وقت سے اب تک آٹھ اور ساڑھے آٹھ فیصدی کے درمیان ہر سال منافع کا اعلان ہوتا رہا ہے، البتہ میری کل جمع رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہر سال وضع ہوجاتی ہے۔ میرے جیسے بہت سے بوڑھے افراد اور بیوہ عورتوں نے اپنی رقمیں نفع ونقصان میں شراکت کے کھاتے میں رکھی ہیں، جن سے زکوٰۃ کی رقم وضع ہونے کے بعد کچھ سالانہ آمدنی ہوجاتی ہے جس سے ان کا خرچ چلتا ہے۔ اگر یہ ذریعہ بند ہوجائے تو ان کے لئے تنگی وترشی کا باعث ہوگا، یا یہ کہ وہ اپنے رأس المال میں سے خرچ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ تھوڑے عرصے میں ختم ہوجائے اور پھر ان کو سخت تنگی کا سامنا ہوگا۔ بہت سے علمائے کرام کی رائے ہے کہ نفع ونقصان میں شراکت کے کھاتے کی اسکیم سودی کاروبار ہے اور حرام ہے۔ ہم مسلمان ملک میں رہتے ہیں اور ہم سب کا یہ فریضہ ہے کہ ہم اسلامی اَحکامات پر خود عمل کریں اور حکومت اس سلسلے میں کوئی اسلامی حکم نافذ کرے تو اس کے ساتھ تعاون کریں۔ اب اگر اس ملک کے مسلمان باشندے اپنے ''اُولی الامر'' کے دعویٰ کو مان کر اپنی رقمیں نفع و نقصان شراکت کے کھاتے میں جمع کراتے اور حصولِ منافع اور وضعِ زکوٰۃ میں شریک ہوتے ہیں تو گناہ اور وبال حکومت پر ہوگا یا کھاتہ داروں پر؟ عوام، حکومت کی پالیسیوں پر اختیار نہیں رکھتے اور ایک حد تک بینک میں اپنی رقم رکھنے پر مجبور ہیں۔ ایسی صورت میں عام شہری کیا کریں؟ وضاحت فرمائیں۔

ج...... ''غیرسودی کھاتوں'' کے سلسلے میں حکومت کا یا بینک والوں کا یہ اعلان ہی کافی نہیں، بلکہ ان کے طریقۂ کار کو معلوم کرکے یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آیا شرعی اُصولوں کی روشنی میں وہ واقعی ''غیرسودی'' ہیں بھی یا نہیں؟ اگر سچ مچ ''غیرسودی'' ہوں تو زہے قسمت، ورنہ ''سود'' کے وبال سے کھاتہ دار بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ میں نے قابلِ اعتماد ماہرین سے سنا ہے کہ ''غیرسودی'' محض نام ہی نام ہے، ورنہ ''غیرسودی بینکاری'' کا جو خاکہ وضع کیا گیا تھا، اس پر اب تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ آپ کا یہ ارشاد بجا ہے کہ: ''حکومت کوئی اسلامی حکم نافذ

کرے تو اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے'' مگر حکومت کوئی اسلامی حکم جاری بھی تو کرے؟ اب تک ہماری حکومت کا حال یہ ہے کہ حکومت کسی اسلامی حکم کو نافذ بھی کرتی ہے تو اس پر اپنی خواہشات کی پیوندکاری اور ملاوٹ کرکے اس کی رُوح ہی کو مسخ کردیتی ہے۔

چنانچہ صریح وعدوں کے باوجود ابھی تک سودی نظام کو ختم نہیں کیا گیا اور جن کھاتوں کو غیرسودی ظاہر کیا گیا ہے ان میں بھی سودی نظام کی رُوح کارفرما ہے، **ولعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرًا!**

## ٦٦ ماہ تک ۱۰۰ روپے جمع کرواکر، ہر ماہ تاحیات ۱۰۰ روپے وصول کرنا

س…… میں نے نیشنل بینک آف پاکستان کی ایک اسکیم میں حصہ لیا ہے، جس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ آپ ٦٦ ماہ تک ۱۰۰ روپے ہر ماہ جمع کرواتے رہیں، ٦٦ ماہ کے بعد آپ کی اصل رقم: ٦,٦٠٠ روپے بھی بینک میں پڑی رہے گی اور وہ آپ کو ۱۰۰ روپے تاحیات (جب تک آپ ٦,٦٠٠ روپے نہ نکلوالیں) دیتے رہیں گے۔ ایک ملازم پیشہ آدمی کیا اپنے لئے اس طرح مستقل آمدنی کا بندوبست کرسکتا ہے؟ کیونکہ جہاں میں ملازم ہوں وہاں پنشن نہیں ملتی۔

ج…… آپ کی اصل رقم تو بینک میں محفوظ ہے، ہر مہینے تاحیات جو سو روپیہ ملتا رہے گا وہ سود ہوگا۔

## مسجد کے اکاؤنٹ پر سود کے پیسوں کا کیا کریں؟

س…… میرے پاس مسجد کے چندے کے پیسے جمع ہوتے ہیں، یہ پیسے مسجد میں خرچ کرنے کے بعد جو پیسے بچتے ہیں وہ پیسے بینک میں جمع کردیتا ہوں۔ آپ مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ ان پیسوں پر جو منافع ملتا ہے اس کو میں کیا کروں؟ اس کو مسجد میں استعمال کردیں یا ان منافع والے پیسے کو کسی غریب یا کسی اور کو دیں؟

ج…… آپ مسجد کے پیسے ''کرنٹ اکاؤنٹ'' میں رکھوائیں جس پر منافع نہیں ملتا، اور جو منافع وصول کرچکے ہیں وہ مسجد میں نہ لگائیں بلکہ کسی محتاج کو دے دیں۔

## سود کی رقم کے کاروبار کے لئے برکت کی دُعا

س…… سود پر رقم لے کر کاروبار میں لگانا اور پھر اس میں اللہ تعالیٰ سے برکت کی دُعا کرنا، کیا

اس میں برکت ہوگی یا بربادی؟

ج…… سود پر رقم لینا گناہ ہے، اس سے توبہ واِستغفار کرنا چاہئے، نہ کہ اس میں برکت کی دُعا کی جائے۔ تجربہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے کاروبار کے لئے بینک سے سودی قرض لیا وہ اس قرض کے جال میں ایسے پھنسے کہ رہائی کی کوئی صورت نہیں رہی۔ اس لئے سود پر لی گئی رقم میں برکت نہیں ہوتی بلکہ اس کا انجام ''ندامت'' ہے۔

## کیا وصول شدہ سود حلال ہوجائے گا جبکہ اصل رقم لے کر کمپنی بھاگ جائے؟

س…… میں نے کچھ دوستوں کے کہنے پر اپنی ۲۰ ہزار روپے کی رقم ایک سرمایہ کار کمپنی میں جمع کرادی تھی، جس نے ۸ مہینے تک باقاعدہ منافع دیا جو ۸ ہزار روپے ہے، پھر اس کے بعد وہ کمپنی بھاگ گئی۔ اب آپ سے یہ عرض ہے کہ وہ ۸ ہزار روپے جو منافع یا سود کی شکل میں ملے تھے اور اب کمپنی کے بھاگ جانے کی وجہ سے مجھے جو ۱۲ ہزار روپے کا نقصان ہوگیا ہے، اس کے بعد وہ ۸ ہزار روپے حلال ہوگئے ہیں یا نہیں؟ یعنی اگر اس رقم سے کوئی نیک کام خیرات یا زکوٰۃ دی جائے تو وہ قبول ہوگی یا نہیں؟

ج…… اگر آپ کو سود ملتا تھا تو وہ حلال نہیں، مگر ۲۰ ہزار کی رقم آپ کی ان کے ذمہ تھی، ان میں ۸ ہزار آپ نے گویا اپنا قرضہ واپس لیا ہے، اس لئے یہ جائز ہے۔

## پی ایل ایس اکاؤنٹ کا شرعی حکم

س…… بینک میں جو رقم پی ایل ایس نفع ونقصان شراکتی کھاتے میں جمع ہوتی ہے، بینک اس میں سے زکوٰۃ کاٹ لیتا ہے اور ۶ فیصد منافع بھی دیتا ہے، کیا یہ قرآن وسنت کی رُو سے جائز ہے؟

ج…… حکومت اس کو ''غیرسودی'' کہتی ہے، لیکن اس کی جو تفصیلات معلوم ہوئیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کو 'غیرسودی' کہنا محض برائے نام ہے، ورنہ واقعتاً یہ کھاتہ بھی سودی ہے۔

## سود کی رقم دِینی مدرسہ میں بغیر نیتِ صدقہ خرچ کرنا

س…… سود کی رقم کسی دِینی مدرسہ میں بغیر نیتِ صدقہ کے دے دے تو کیا جائز ہے؟ اور ان

متبرک مقامات پر دینے سے اگر ثواب نہ ہوا تو گناہ تو نہیں ہوگا؟ وضاحت سے جواب عطا فرمائیں۔ بغیر کسی صدقے کی نیت کے اگر کسی عالمِ دِین کو کتابیں لے کر دے دیں تاکہ مناظرہ کے وقت اس کے کام آسکیں یا عوام کو ایسے مذاہب سے روشناس کروانے کے لئے تاکہ وہ گمراہی سے بچ جائیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج...... کیا علم اور علماء کے لئے حلال کمائی میں سے دینے کی کوئی گنجائش نہیں؟ صرف یہ نجاست ہی علماء کے لئے رہ گئی ہے...؟

## سود کو بینک میں رہنے دیں، یا نکال کر غریبوں کو دے دیں؟

س...... ہم تاجر والدین کے بیٹے ہیں، ہمارے والدین زیادہ تر پیسے بینک میں جمع کرتے ہیں اور انہیں جمع کردہ رقم میں سے سال کے بعد ''سود'' بھی ملتا تھا، ہم نے والدین سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ سود لینا حرام ہے، پھر کیوں لیتے ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ''سود'' کی رقم کو غریبوں میں بغیر ثواب کی نیت کے تقسیم کردیتے ہیں۔ اور یہ رقم وہ حضرات اس لئے بینک سے اُٹھاتے ہیں کہ اگر وہ رقم نہ اُٹھائی جائے تو اس سے بینک والوں کا فائدہ ہوگا اور یوں کم از کم غریبوں کا فائدہ تو ہوگا۔ آپ سے سوال یہ ہے کہ آیا اس طرح کرنا صحیح ہے یا افضل پر عمل کرتے ہوئے بالکل سود کی رقم کو ہاتھ ہی نہیں لگانا چاہئے اور پیسے کو بینک ہی میں رہنے دیا جائے؟

ج...... بینک سے سود کی رقم لے کر کسی ضرورت مند کو دے دی جائے مگر صدقہ، خیرات کی نیت نہ کی جائے، بلکہ ایک نجس چیز کو اپنی ملک سے نکالنے کی نیت کی جائے۔

## بیوہ، بچوں کی پروَرِش کے لئے بینک سے سود کیسے لے؟

س...... میں چار بچیوں کی ماں ہوں اور ابھی پانچ ماہ قبل میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، اور میری عمر ابھی ۲۶ سال ہے، میرے شوہر کے مرنے کے بعد ان کے آفس کی طرف سے تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ کی رقم فنڈز وغیرہ کی شکل میں مجھے ملی ہے۔ اب میرے گھر والوں اور تمام لوگوں کا یہی مشورہ ہے کہ میں یہ رقم بینک میں ڈال دُوں اور ہر مہینے اس پر ملنے والی

رقم لے لیا کروں اور اس سے اپنا اور بچوں کا خرچ پورا کروں۔ بات کسی حد تک معقول ہے، مگر میرے نزدیک اوّل تو یہ رقم ہی حرام ہے، پھر اس پر مزید حرام وصول کیا جائے اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالا جائے، کیونکہ حرام، حرام ہے۔ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے، مجبوری میں سب جائز ہے۔ جبکہ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں، میں اس سلسلے میں بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں؟

ج......اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کی بچیوں کی کفالت فرمائے۔ آپ کے شوہر کو ان کے آفس سے جو واجبات ملے ہیں اگر ان کی ملازمت جائز تھی، تو یہ واجبات بھی حلال ہیں، البتہ ان کو بینک میں رکھ کر ان کا منافع لینا حلال نہیں بلکہ سود ہے۔ اگر آپ کو کوئی نیک رشتہ مل جائے جو آپ کی بچیوں کی بھی کفالت کرے، تو آپ کے لئے عقد کر لینا مناسب ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ پروَرِش کرنے والے ہیں، اپنی محنت مزدوری کر کے بچیوں کی پروَرِش کریں اور ان کے نیک نصیبے کے لئے دُعا کرتی رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور آپ کی بچیوں کے لئے آسانی فرمائیں، آمین!

## خاص ڈپازٹ کی رُقوم کو مسلمانوں کے تصرف میں کیسے لایا جائے؟

س......سود اور سودی کاروبار حرام ہے، پاکستانی لوگ اربوں روپے خاص ڈپازٹ میں جمع کراتے ہیں، یہ مسلمانوں کی دولت ہے، ان لوگوں میں بہت سارے بوڑھے لوگ ہوتے ہیں، ان کے کندھوں پر ساری جوان اولاد بیٹے، بیٹیوں کا بار ہوتا ہے۔ بالخصوص پنشن پر جانے والے لوگ۔ ان کو بیٹیوں کو جہیز بھی دینا ہوتا ہے اور روزمرّہ کا خرچ بھی کرنا ہوتا ہے، اگر یہی اربوں روپے تجارت، کرائے کے مکانوں، بسوں اور دُوسرے جائز کاروبار میں لگائے جائیں جس سے اربوں روپے منافع بھی ہوگا، اس سے اگر اصل زَر کو بھی سلامت رکھا جائے اور نفع مسلمانوں کو دیا جائے تو ایسے طریقے سے کاروبار کا نفع اصل زَر کے مالکوں کو ملے گا۔ اس سے ملک کی ترقی بھی ہوگی اور ہر گھرانا خوشحال ہوگا۔ سودی کاروبار اس حالت میں ناجائز ہے، اگر رقم کسی غریب کو بغرضِ ضرورت دی جائے اور اس سے اصل رقم لی جائے، بینک یا خاص ڈپازٹ والے ادارے غریب نہیں ہیں۔

دُوسری بات یہ کہ گھر میں اصل زَر رکھنے سے ڈاکو سب کچھ لوٹ کر لے جائیں گے، موٹروں اور دیگر جائیدادوں کو زبردستی چھین کے لے جاتے ہیں، ان حالات میں اصل زَر بھی محفوظ نہیں رہتا، تنگ دستی سے ہر ایک مجبور ہوجاتا ہے، اسلامی قوانین کے مطابق کسی ڈاکو یا چور کو سزا نہیں ملتی۔ ان حالات میں اصل زَر سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں، اربوں روپے کا جائز تصرف اور حلال کی کمائی کا ذریعہ بنادیا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ شریعت میں ایسے اربوں روپے جن کی حفاظت بھی ہو اور کارآمد منافع بھی ہو تو اس پہلو پر شریعت کے مطابق حکومت کو یا ہمیں مشورہ سے نوازیں۔

ج…… یہ سوال اپنی جگہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، اس کے لئے حکومت کے اربابِ حل وعقد کو غور کرنا چاہئے، اور ایسے لوگوں کے لئے ایسے کاروباری ادارے قائم کرنے چاہئیں جو شرعی مضاربت کے اُصولوں پر کام کریں اور منافع حصہ داروں میں تقسیم کریں۔

## نیشنل بینک سیونگ اسکیم کا شرعی حکم

س…… گورنمنٹ کی ایک نیشنل ڈیفنس سیونگ اسکیم چل رہی ہے، مجھے کسی نے بتایا ہے کہ اس میں رقم جمع کروانا اور پھر منافع لینا جائز ہے، کیونکہ اس رقم سے ملک کے دفاع کے لئے اسلحہ خریدا جاتا ہے اور ملک کے کام آتا ہے۔ آج جو اسلحہ خریدیں گے اگر وہی اسلحہ چار پانچ سال بعد خریدیں گے تو دُگنی تگنی قیمت حکومت کو ادا کرنا پڑتی ہے، لہٰذا گورنمنٹ اس اسکیم کے تحت اسلحہ خریدتی ہے اور ملک کا دفاع ہوتا ہے۔ آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں مطلع فرمائیں کہ کیا اس اسکیم میں رقم لگانا اور منافع کے ساتھ لینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… اگر حکومت اس رقم پر منافع دیتی ہے تو وہ ''سود'' ہے۔

## ساٹھ ہزار روپے دے کر تین مہینے بعد اَسّی ہزار روپے لینا

س…… ایک شخص نے بازار میں کمیٹی ڈالی تھی، جب اس کی کمیٹی نکلی (جو ساٹھ ہزار روپے کی تھی) تو وہ اس نے ایک دُوسرے دُکان دار کو دے دی کہ مجھے تین مہینے بعد اَسّی ہزار روپے دوگے، تو کیا یہ بھی سود ہے یا نہیں؟

ج…… یہ بھی خالص سود ہے۔

## فی صد کے حساب سے منافع وصول کرنا سود ہے

س…… کچھ لوگ سرمائے کا لین دین فی صد کے حساب سے کرتے ہیں، (یعنی ۱۵ فیصد ماہانہ، ۱۰ فی صد ماہانہ)۔ بعض لوگ اسے ''سود'' کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سود نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں ہم نے ایک مسجد کے پیش اِمام صاحب سے تصدیق چاہی تو انہوں نے اسے سراسر جائز قرار دیا ہے۔ اب ہم لوگ اس عجیب اُلجھن میں مبتلا ہیں کہ کیا کیا جائے؟ لہٰذا آپ اس مسئلے کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کریں اور ہمیں واضح طور پر بتائیں کہ ایسے سرمائے سے جو ماہانہ منافع ملتا ہے وہ حرام ہے تو اسے حلال کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ جس سے ہمارا قلب صاف ہوجائے اور ہم عذابِ الٰہی سے بچ سکیں۔

ج…… فی صد کے حساب سے روپے کا منافع وصول کرنا خالص سود ہے، جس اِمام صاحب نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا وہ ناواقف ہے، اسے اپنے فتویٰ کی غلطی پر توبہ کرنی چاہئے۔ جو لوگ سود وصول کرچکے ہیں، انہیں چاہئے کہ اتنی رقم بغیر نیتِ صدقہ کے محتاجوں کو دے دیں۔

## قرآن کی طباعت کے لئے سودی کاروبار

س…… ایک کمپنی کے اشتہارات اخبارات میں، کاروبار میں شرکت کے لئے آپ کی نظر سے بھی ضرور گزرتے ہوں گے، لوگوں کو بڑا میٹھا لالچ دیا جاتا ہے کہ ''قرآن پاک کی اشاعت میں روپیہ لگائیے اور گھر بیٹھے منافع حاصل کیجئے'' کیا یہ سود کی ذیل میں نہیں آتا؟ کیا یہ کمپنی اس طرح سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے کر ان کی رقم کو حرام بنادینے کا کام نہیں کررہی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح تو اس کمپنی کا سارے کا سارا کاروبار ہی حرام قرار پاتا ہے۔ براہِ کرم شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

ج…… اس کمپنی کے فارم جو آپ نے ارسال کئے ہیں، ان کے مطابق یہ خالص سودی کاروبار ہے، کیونکہ اس نے علی الترتیب ۱۵ فیصد، ساڑھے سات فیصد اور ۲۰ فیصد بالقطع سود

رکھا ہوا ہے، اس لئے اس کمپنی میں روپیہ لگانا جائز نہیں۔

## کمپنی میں نفع ونقصان کی بنیاد پر رقم جمع کرواکر منافع لینا

س...... اگر کسی کمپنی میں حصے کے طور پر رقم جمع کروائی جائے اور وہ کمپنی نفع نقصان کی بنیاد پر ہو اور ہر ماہ وہ رقم سے کاروبار کرکے ہمیں نفع دیں، کوئی مستقل مہینہ نہیں ہے کہ ۱۰۰ روپے پر ۴ روپے یا ۳ روپے، جتنا نفع ہوگا یا نقصان ہوگا وہ اتنا ہی ہمیں ہر مہینے پر رقم دیں گے۔ اور جتنی رقم جمع کروائی ہے وہ اتنی ہی رہے گی، جب چاہیں اپنی رقم نکلوا سکتے ہیں۔ یا نفع یا سود کتنے فیصد جائز ہے؟ اور کتنے فیصد ناجائز؟ تفصیل سے جواب دیجئے، شکریہ۔

ج...... اگر کمپنی کا کاروبار خلافِ شریعت نہیں اور وہ مضاربت کے اُصول پر نفع تقسیم کرتی ہے، لگا بندھا منافع طے نہیں کیا جاتا تو یہ منافع جائز ہے۔

## قرآن مجید کی طباعت کرنے والے ادارے میں جمع شدہ رقم کا منافع

س...... ایک تجارتی ادارہ جو کہ قرآنِ پاک کی طباعت ومکمل تیاری اور اس کو ہدیہ کرنے کا کاروبار کرتا ہے، مندرجہ ذیل شرائط پر دُوسرے لوگوں کو حصہ دار بناتا ہے، صرف منافع کی مختلف شرح پر۔ کیا ''الف'' اس تجارتی ادارہ کے حصص خرید سکتا ہے؟ اس کا نفع حلال ہے؟ شرائط یہ ہیں:

۱:...... رقم کم سے کم تین سال کے لئے جمع کی جائے گی۔

۲:...... نئے ڈیپازیٹرز سے کم سے کم رقم دس ہزار قبول کی جائے گی، زیادہ جتنی چاہیں جمع کراسکتے ہیں۔

۳:...... دس ہزار سے ۴۹ ہزار تک منافع پندرہ فیصد سالانہ ہوگا، ۵۰ ہزار سے ۹۹ ہزار تک ساڑھے سترہ فیصد ہوگا، ایک لاکھ روپے اور اس سے زائد پر ۲۰ فیصد سالانہ نفع ہوگا۔

۴:...... جمع شدہ رقم مقرّرہ وقت سے قبل کسی حالت میں واپس نہ کی جائے گی، رقم جس نام پر جمع ہوگی اس سے دُوسرے کے نام پر تبدیل نہ ہوگی، جن کی میعاد ختم ہوجائے وہ آئندہ حسبِ مرضی تجدید کریں گے۔

ج...... مقرّرہ شرح منافع کے ساتھ اور مقرّرہ میعاد کے لئے لوگوں سے رقم لینا ناجائز وحرام

ہے، قرآن وسنت کی رُو سے خالص سود۔ اور جائز یا ثواب سمجھ کر رقم جمع کرانا اس سے زیادہ گناہ ہے۔

لہٰذا ایسے تجارتی ادارہ میں رقم ہرگز جمع نہ کرائی جائے، ہم نے ایسے اداروں کے متعلق کئی مرتبہ لکھا تھا کہ مذکورہ طریقے سے رقم لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ ایسا بھی نہیں کہ اس میں کسی کا اختلاف ہو، بلکہ متفقہ طور پر سودی کاروبار ہے، لیکن اگر جہالت اور ناواقفیت کی بنا پر اس میں ملوّث ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں تو بعض دیدہ و دانستہ شرعی حکم سے اغماض کر رہے ہیں۔

## ۱۰ ہزار روپے نقد دے کر ۱۵ ہزار روپے کرایہ کی رسیدیں لینا

س...... ہمارے بازار میں ایک شخص کو رقم کی ضرورت تھی، اس کی اپنی مارکیٹ ہے، جس میں چار دُکانیں ہیں، اور ایک دُکان کا کرایہ ۵۰۰ روپے ماہوار ہے، تو اس شخص کو بازار کے ایک دُکان دار نے ۱۰ ہزار روپے دیئے اور اس سے ۱۵ ہزار روپے کے کرایہ کی رسیدیں لے لیں، یعنی ۳۰ رسیدیں پانچ پانچ سو روپے کے کرایہ کی، یعنی ۵ ہزار روپے زیادہ لئے۔ اب یہ شخص تقریباً سات مہینے ان دُکانوں کا کرایہ وصول کر کے ۱۵ ہزار روپے وصول کرے گا۔ یہاں بازار میں تقریباً سارے دُکان دار کہتے ہیں کہ یہ سود ہے، لیکن یہ شخص کہتا ہے کہ یہ سود نہیں ہے، اس شخص نے حج بھی کیا ہے اور پانچ وقتہ نمازی بھی ہے۔

ج...... جب اس شخص نے ۱۰ ہزار روپے کی جگہ ۱۵ ہزار روپے لے لیا ہے تو یہ سود نہیں تو اور کیا ہے...؟

## ”اے.ٹی.آئی“ اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانا

س...... گزشتہ کئی برسوں سے بینکوں نے ایک اسکیم جاری کی ہے، جس کا نام ”اے.ٹی.آئی“ ہے، اس اسکیم کے تحت ایک مقرّرہ رقم جو پچاس روپے سے کم نہ ہو، ۶۶ مہینے تک جمع کرائی جائے اور اس کے بعد ہمیشہ کے لئے اس رقم کے برابر منافع ہر ماہ حاصل کیا جائے، یہ اسکیم ہمیشہ سے لوگوں میں مقبول رہی ہے۔ میں قرآن وسنت کی روشنی میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا

ہوں کہ کیا یہ اسکیم شرعی اعتبار سے جائز ہے؟ کیونکہ مجھے بھی اس اسکیم میں شامل ہونے کو کہا گیا تھا، لیکن اب تک میں اس میں شامل نہیں ہوں۔

ج…… یہ اسکیم بھی سودی ہے، اس لئے جائز نہیں۔

## تجارتی مال کے لئے بینک کو سود دینا

س…… تجارتی مال دُوسرے ممالک سے بینک کے ذریعے منگوایا جاتا ہے، اور بینک کی بنیاد سود پر ہے، مال بھیجنے والا جب کاغذات تیار کر کے اپنے بینک میں جمع کراتا ہے تو ان کو یہاں بینک پہنچنے میں تقریباً ۸، ۱۰ روز لگ جاتے ہیں، یہاں کے بینک والے اس عرصے کا سود لیتے ہیں جو مجبوراً مال منگوانے والے کو دینا پڑتا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں کہ اگر بینک سے ہی کسی طریقے سے سود لے کر اسی کو یہ ۸، ۱۰ روز کا سود دے دیا جائے تو کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟

ج…… سود لینے اور دینے کا گناہ ہوگا، اِستغفار کیا جائے۔

## کسی ادارے یا بینک میں رقم جمع کروانا کب جائز ہے؟

س…… اخبارات و اشتہارات میں مختلف کمپنیاں اور ادارے اشتہار دیتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ سرمایہ کاری کریں، کوئی ۴ فیصد اور کوئی ۵ فیصد منافع دینے کا اقرار کرتا ہے۔ آیا ایسا منافع جائز ہے؟ بینک میں نفع و نقصان شراکت کھاتے سے حاصل شدہ منافع، این ڈی ایف سی اور نیشنل سیونگ اسکیم سے حاصل شدہ منافع جائز ہے؟ جبکہ ہمارا صرف روپیہ ہی لگا ہے، محنت نہیں۔

ج…… ان دونوں سوالوں کا جواب سمجھنے کے لئے ایک اُصول سمجھ لیجئے۔ وہ یہ کہ جو روپیہ آپ کسی فرد، کمپنی یا ادارے کو کاروبار کے لئے دیں، اس کا منافع آپ کے لئے دو شرطوں کے ساتھ حلال ہے، وہ یہ کہ وہ کاروبار شرعاً جائز ہو، اگر کوئی ادارہ آپ کے روپے سے ناجائز کاروبار کرتا ہے تو اس کا منافع آپ کے لئے حلال نہیں۔ دُوسری شرط یہ ہے کہ اس ادارے نے آپ کے ساتھ منافع فیصد تقسیم کا اُصول طے کیا ہو، اگر منافع کی فیصد تقسیم کے بجائے آپ کو اصل رقم کا فیصد منافع دیتا ہے تو یہ حلال نہیں بلکہ شرعاً سود ہے۔ اس اُصول کو آپ مذکورہ سوالوں پر منطبق کر لیجئے۔

## پراویڈنٹ فنڈ پر اضافی رقم لینا

س...... ایک ملازم کسی ادارے میں کام کرتا ہے، اس کی تنخواہ سے جو بھی رقم کٹتی ہے تو ریٹائر ہونے کے بعد اس ادارے کی طرف سے کچھ زائد کٹوتی پر شامل کرکے دیا جاتا ہے، وہ سود ہے یا نہیں؟

ج...... اگر ادارہ رقم تنخواہ سے زبردستی کاٹتا ہے اور اس پر منافع دیتا ہے تو یہ سود نہیں، اور اگر ملازم خود کٹواتا ہے تو اس پر منافع لینا جائز نہیں، سود ہے۔

## متعین منافع کا کاروبار سودی ہے

س...... میں ذاتی طور پر سود کے خلاف ہوں اور کسی ایسے کاروبار میں قدم نہیں رکھتا جس میں سود کی آلائش کا اندیشہ ہو۔ میں ایک دو کمپنیوں میں رقم لگا کر حصہ دار کے طور پر شامل ہونا چاہتا ہوں، مثلاً: تاج کمپنی یا قرآن کمپنی۔ ایک تو یہ کمپنیاں قرآن شریف اور دِینی کتب کی اشاعت جیسا نیک کام کر رہی ہیں اور منافع بھی اچھا دیتی ہیں، ان کی شرائط یہ ہیں کہ کم از کم تین سال کے لئے جتنی مرضی ہو رقم جمع کرائیں، رقم کے مطابق انہوں نے مختلف منافع کی شرحیں مقرّر کر رکھی ہیں، جو وہ باقاعدگی سے ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ (جیسے مرضی ہو) کے حساب سے بھیجتے ہیں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ اگر ان کے کاروبار میں رقم جمع کرواکر شراکت کرکے میں کسی مقرّرہ شرح پر (جو کہ انہوں نے خود مقرّر کی ہے) منافع لوں تو یہ کاروبار سودی ہوگا یا کہ شرعی حساب سے جائز منافع ہوگا؟ مجھے یقین ہے کہ آپ ان کمپنیوں سے واقف ہوں گے اور معاملے میں مجھے صحیح راہ دِکھائیں گے۔

ج...... جو کمپنیاں متعین منافع دیتی ہیں، یہ منافع سود ہے۔ تاج کمپنی کا طریقۂ کار میں نے دیکھا ہے، وہ خالص سودی کاروبار ہے۔

## نوٹوں کا ہار پہنانے والے کو اس کے عوض زیادہ پیسے دینا

س...... ہمارے معاشرے میں شادی کی دُوسری رُسومات کے علاوہ ایک یہ بھی رسم ہے کہ سالے کی شادی میں بہنوئی اپنے سالے کو نوٹوں کا ہار پہناتا ہے، اور پھر شادی کے بعد دُولہا

کا باپ اس ہار کے عوض ڈبل پیسے ادا کرتا ہے، یعنی اگر بہنوئی ۵۰۰ روپے کا ہار ڈالتا ہے تو اسے ۱۰۰۰ روپے دیئے جاتے ہیں، اور لوگ ڈبل پیسے کے لالچ میں مہنگا ہار پہناتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حدیث وقرآن کی روشنی میں دیں کہ یہ ڈبل پیسے دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اس میں گنہگار دینے والا ہوگا یا لینے والا یا دونوں ہوں گے؟

ج…… یہ تو اچھا خاصا سودی کاروبار ہے، جو بہت سے مفاسد کا مجموعہ بھی ہے۔

## روپوں کا روپوں کے ساتھ تبادلہ کرنا

س…… کیا روپوں کا روپوں کے ساتھ تبادلہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر جائز ہے تو کیا لینے والا اس کے بدلے میں روپے ایک دن کے بعد دے سکتا ہے یا ضروری ہے کہ اسی وقت دینا چاہئے؟ اور اگر اس وقت دینا ضروری ہے تو کسی کے پاس اس وقت نہ ہوں تو کیا یہ حرام ہوگا یا حلال؟ براہِ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلایئے۔

ج…… روپوں کا تبادلہ روپوں کے ساتھ جائز ہے، مگر رقم دونوں طرف برابر ہو، کمی جائز نہیں، اور دونوں طرف سے نقد معاملہ ہو، اُدھار بھی جائز نہیں۔

س…… اگر کسی کے پاس اس وقت رقم نہ ہو تو کوئی ایسی صورت ہے جس کی وجہ سے وہ رقم (روپے) ابھی لے لے اور اس کے بدلے میں رقم (روپے) بعد میں دے؟

ج…… رقم قرض لے لے، بعد میں قرض ادا کردے۔

## بینک میں رقم جمع کروانا جائز ہے

س…… بینک میں رقم جمع کروانا کیسا ہے؟ اگر ٹھیک ہے تو سود کی اعانت تو نہیں؟ جو زکوٰۃ حکومت کاٹتی ہے، شرعی طور پر ادا ہوجاتی ہے یا کہ نہیں؟

ج…… بینک میں رقم جمع کرانا سود میں اعانت تو بلاشبہ ہے، مگر اس زمانے میں بڑی رقم کی حفاظت بینک کے بغیر دُشوار ہے، اس لئے بامرِ مجبوری جمع کروانا جائز ہے، اور اگر لاکر میں رقم رکھوائی جائے تو بہت اچھا ہے۔

## گاڑی بینک خرید کر منافع پر بیچ دے تو جائز ہے

س…… ''الف'' ۳۰ ہزار روپے قیمت کی گاڑی خریدنا چاہتا ہے، مبلغ ۳۰ ہزار اس کے پاس

نہیں ہیں، گاڑی کی اصل قیمت کا بل بنواکر ''الف'' بینک میں جاتا ہے، بینک ۳۰ ہزار کی گاڑی خرید کر ۵ ہزار روپے منافع پر یعنی ۳۵ ہزار روپے میں یہ گاڑی ''الف'' کو بیچ دیتا ہے۔ ''الف'' گاڑی کی قیمت ۳۵ ہزار روپے اقساط میں ادا کرتا ہے، یعنی ۵ ہزار روپے ''الف'' نے ایڈوانس دے کر گاڑی اپنے قبضے میں لے لی ہے، بقیہ ۳۰ ہزار روپے دس قسطوں میں ۳ ہزار روپے ماہانہ ادا کرے گا۔ کیا اس صورت میں ۵ ہزار روپے بینک کے لئے سود ہوگا یا نہیں؟ ایسا کاروبار کرنا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی تفصیل سے بتایئے۔

ج...... اس معاملے کی دو صورتیں ہیں:

اوّل:...... یہ ہے کہ بینک ۳۰ ہزار روپے میں گاڑی خرید کر اس کو ۳۵ ہزار روپے میں فروخت کردے، یعنی کمپنی سے سودا بینک کرے اور گاڑی خریدنے کے بعد اس شخص کے پاس فروخت کرے، یہ صورت تو جائز ہے۔

دوم:...... یہ ہے کہ گاڑی تو ''الف'' نے خریدی اور اس گاڑی کا بل ادا کرنے کے لئے بینک سے قرض لیا، بینک نے ۳۰ ہزار روپے پر ۵ ہزار روپے سود لگا کر اس کو قرض دے دیا، یہ صورت ناجائز ہے۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے وہ دُوسری صورت سے ملتی جلتی ہے، اس لئے یہ جائز نہیں۔

## بینک کے ذریعے باہر سے مال منگوانا

س...... باہر سے مال منگوانے کی صورت میں بینک کے ذریعہ کام کرنا پڑتا ہے، جس میں یہاں بینک میں ''ایل سی'' کھولنا پڑتی ہے، جس میں مال کی مالیت کا کچھ فیصد بینک میں فی الفور ادا کرنا پڑتا ہے، بقایا رقم بینک خود دیتا ہے، جو رقم بینک لگاتا ہے، بینک اس پر سود لیتا ہے، شرعاً اس کا کیا جواز ہے؟

ج...... اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بینک کی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ مال منگوانے والوں کے وکیل کی حیثیت سے مال منگواتا ہے یا خود خریدار کی حیثیت سے مال منگواکر ان کو دیتا ہے؟ سوال میں ذکر کیا گیا ہے کہ: ''بقایا رقم بینک خود دیتا ہے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک اس چیز کو خود خریدار کی حیثیت سے منگواتا ہے اور اس پر

نفع لے کر اس شخص کے پاس فروخت کرتا ہے، اگر یہ صورت ہو تو شرعاً جائز ہے۔ دُوسرے اہلِ علم سے بھی ان کی رائے معلوم کرلی جائے۔

# بینک وغیرہ سے سود لینا دینا

## سود کو حلال قرار دینے کی نام نہاد مجدّدانہ کوشش پر علمی بحث

س…… ''لندن میں ایک عیسائی دوست نے مشورہ دیا کہ میں ایک مسلم علاقے میں شراب کی دُکان کھول لوں اور اس کا نام ''مسلم وائن شاپ'' رکھوں۔ میں کچھ وقفے کے لئے حیرت زدہ رہ گیا، مگر جلد ہی اس سے مخاطب ہوا کہ بھائی! میرے لئے شراب کا کاروبار کرنا حرام ہے، مزید برآں آپ اس دُکان کا نام بھی ''مسلم وائن شاپ'' (شراب کی اسلامی دُکان) رکھوا رہے ہیں! عیسائی دوست ایک طنز آمیز مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا کہ: ''اگر سود کا کاروبار کیا جاسکتا ہے اور وہ بھی ''مسلم کمرشل بینک'' کے نام سے، تو یہ بھی کیا جاسکتا ہے'' اس دوست نے مجھے لاجواب کردیا۔''

یہ ایک مسلمان کے خط کا اقتباس ہے جو ''اخبارِ جہاں'' کے ایک شمارے میں شائع ہوا تھا، اس عیسائی دوست نے طنز کا جو نشتر ایک مسلمان کے جگر میں پیوست کیا ہے، اس کی چبھن ہر ذی حس مسلمان اپنے دِل میں محسوس کرے گا، لیکن کیا کیجئے ہماری بدعملی نے عقل و فہم ہی کو نہیں، ملّی غیرت و حمیت اور احساس کو بھی کچل کر رکھ دیا ہے۔ ڈُوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک عیسائی، مسلمانوں پر یہ فقرہ چست کرتا ہے کہ ''اسلامی بینک'' کے نام سے سود کی دُکان کھل سکتی ہے تو ''اسلامی شراب خانہ'' کے نام سے شراب خانہ خراب کی دُکان کیوں نہیں کھل سکتی؟ لیکن ہمارے دور کے ''پڑھے لکھے مجتہدین'' اس پر شرمانے کے بجائے بڑی جسارت سے سود کے حلال ہونے کا فتویٰ صادر فرمادیتے ہیں۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً سود کے جواز پر موشگافیاں ہوتی رہتی ہیں، کبھی یونیورسٹیوں کے دانشور سود کے لئے راستہ نکالتے

ہیں، تو کبھی کوئی جسٹس صاحب رِبا کی اقسام پر بحث فرماتے ہوئے ایک خاص نوعیت کے سود کو جائز گردانتے ہیں۔ جناب کا ان موشگافیوں کے متعلق ایک مفتی اور محدث کی حیثیت سے کیا رَدِّعمل ہے؟

ج…… قریباً ایک صدی سے جب سے غلام ہندوستان پر مغرب کی سرمایہ داری کا عفریت مسلط ہوا، ہمارے مجتہدین سود کو "اسلامی سود" میں تبدیل کرنے کے لئے بےچین نظر آتے ہیں، اور بعض اوقات وہ ایسے مضحکہ خیز دلائل پیش کرتے ہیں جنھیں پڑھ کر اقبال مرحوم کا مصرعہ:

"تم تو وہ ہو جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود!"

یاد آجاتا ہے۔ ہمارے قریبی دور میں ایوب خان کے زیر سایہ جناب ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے سود کو "اسلامیانے" کی مہم شروع فرمائی تھی، جس کی نحوست یہ ہوئی کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب اپنے فلسفۂ تجدّد کے ساتھ ایوب خان کے اقتدار کو بھی لے ڈُوبے۔ اب نئی حکومت نے اسلام کے نظامِ معاشیات کی طرف پیش رفت کا ارادہ کیا، ابھی اس سمت قدم اُٹھنے نہیں پائے تھے کہ ہمارے لکھے پڑھے مجتہدوں کی جانب سے "الامان والحفیظ" کی پکار شروع ہوگئی۔ ان حضرات کے نزدیک اگر انگریز کا نظامِ کفر مسلط رہے تو مضائقہ نہیں، مغرب کا سرمایہ داری نظام قوم کا خون چوس چوس کر ان کی زندگی کو سراپا عذاب بنادے تو کوئی پروا نہیں، کمیونسٹوں کا ملحدانہ نظام انسانوں کو بھیڑ بکریوں کی صف میں شامل کردے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اسلام کے عادلانہ نظام کا اگر کوئی نام بھی بھولے سے لے ڈالے تو خطرات کا مہیب جنگل ان کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے، گویا ان کے ذہن کا معدہ دورِ فساد کی ہر گلی سڑی غذا کو قبول کرسکتا ہے، نہیں قبول کرسکتا تو بس اسلام کو، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس موضوع پر چند دن پہلے عالی جناب جسٹس (ریٹائرڈ) قدیرالدین صاحب کا ایک مضمون دو قسطوں میں "رِبا قطعی حرام ہے" کے زیرِ عنوان کراچی کے روزنامہ "جنگ" میں شائع ہوا، معلوم نہیں جناب جسٹس صاحب کا اسلامی مطالعہ کس حد تک وسیع ہے؟ وہ دورِ جدید کے کس اِجتہادی مکتبِ فکر سے وابستہ ہیں؟ اور خود آں موصوف کو منصبِ اِجتہاد پر سرفرازی کا شرف کب سے حاصل ہوا ہے؟ لیکن ہمارے مجتہدین اپنے دعوے کو جس قسم

کے دلائل سے آراستہ کرنے کے خوگر ہیں، افسوس ہے کہ موصوف کا معیارِ استدلال ان سے کچھ زیادہ بلند نہیں ہے۔ بلکہ اس مضمون میں علم وفہم کی وہ ساری بوالعجبیاں موجود ہیں، جو ہمارے نومشق مجتہدین کا طرۂ افتخار ہے۔

ان کی تحریر پڑھ کر قاری کو جو سب سے بڑی مشکل پیش آتی ہے وہ یہ کہ جسٹس صاحب "رِبا قطعی حرام ہے" کا عنوان دے کر آخر کیا کہنا چاہتے ہیں؟ وہ کبھی یہ فرماتے ہیں کہ ہماری زبان میں جس چیز کو "سود" کہا جاتا ہے، وہ "رِبا" نہیں۔ کبھی یہ بتاتے ہیں کہ بینکوں کے "سود" کو دورِ جدید کے بعض علماء نے حلال ومطہر قرار دیا ہے۔ کبھی یہ سمجھاتے ہیں کہ متقدمین بھی "سود" کی بعض صورتوں کو جائز قرار دیتے تھے۔ کبھی سود کی حرمت کو تسلیم فرماکر "نظریۂ ضرورت" ایجاد فرماتے ہیں۔ کبھی یہ وعظ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے "سود" چھوڑنے کی غلطی کی تو خدانخواستہ ہماری معیشت تلپٹ ہوجائے گی، وغیرہ وغیرہ۔

ایک جسٹس جو برسہا برس تک عدالتِ عالیہ کی کرسی پر رونق افروز رہا ہو، جس کی ساری عمر ماشاء اللہ انگریزی قانون کی موشگافیوں میں گزری ہو، اور سچ جھوٹ کے درمیان امتیاز جس کی خوبی بن گئی ہو، کیا اس سے ایسی ژولیدہ فکری کی توقع کی جاسکتی ہے...؟

جسٹس صاحب کو پہلے دوٹوک بتانا چاہئے تھا کہ وہ بینک کے سود کو حرام سمجھتے ہیں یا حلال اور مطہر؟ اگر حرام سمجھتے ہیں تو ان کی یہ ساری کہانی غیرمتعلق ہوجاتی ہے کہ سود کی فلاں فلاں قسمیں... معاذ اللہ... حلال بھی سمجھی گئی ہیں۔ اس صورت میں ان کا فرض یہ تھا کہ وہ ہمیں بتاتے کہ وہ کون کون سے اضطراری حالات ہیں جن کی بنا پر وہ بینکوں کو اس حرام خوری کی "رُخصت" عطا فرمارہے ہیں۔ اور اگر وہ بینک کے سود کو "حلال ومطہر" سمجھتے ہیں تو ان کی نظریۂ ضرورت ورُخصت کی بحث قطعاً لغو اور غیرمتعلق بن جاتی ہے۔ اس صورت میں انہیں یہ بتانا چاہئے تھا کہ قرآن وسنت کے وہ کون کون سے دلائل ہیں جن سے بینک کے "سود" کا تقدس ثابت ہوتا ہے۔ آخر دُنیا کا کون عاقل ہے جو ایک پاک اور حلال چیز کا جواز ثابت کرنے کے لئے "اضطرار" کی بحث شروع کردے...؟

خلاصہ یہ کہ موصوف کے مضمون سے قاری کو یہ سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے کہ ان کا

دعویٰ کیا ہے اور وہ کس چیز کو ثابت کرنے کے درپے ہیں؟ اس طرح ان کا سارا مضمون ایک مبہم دعویٰ کے اثبات میں فکری انتشار کا شاہکار بن کر رہ جاتا ہے۔

دعویٰ کے بعد دلائل پر نظر ڈالئے تو اس میں بھی افسوسناک غلط فہمیاں نظر آتی ہیں، سب سے پہلے انہوں نے ''مقصدِ کلام'' کے عنوان سے ''رُخصت'' کی بحث چھیڑی ہے، اور چلتے چلتے وہ یہ تک لکھ گئے ہیں:

''بڑے بڑے علمائے دِین نے بھی اس حقیقت کو پہچانا ہے اور ''رِبا'' (یا سود) کے معاملے میں مجبوری بلکہ خاص حالات میں ''رُخصت'' یا ''اجازت'' کو تسلیم کیا ہے۔''

جسٹس صاحب کا یہ فقرہ میرے لئے ''جدید اِنکشاف'' کی حیثیت رکھتا ہے، مجھے معلوم نہیں وہ کون کون ''بڑے بڑے علماء'' ہیں جنھوں نے ''خاص حالت'' میں سود لینے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اگر جناب جسٹس صاحب اس موقع پر ان ''بڑے بڑے علماء'' کے ایک دو فتوے بھی نقل کردیتے تو نہ صرف ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا، بلکہ ان کا ہولناک دعویٰ ''خالی دعویٰ'' نہ رہتا۔

## رُخصت کی بحث:

رُخصت اور اضطرار کی بحث میں فاضل جج صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، اسے ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نہ تو ''اضطرار'' اور ''رُخصت'' کی حقیقت سے واقف ہیں، نہ ''رُخصت'' کے مدارج اور ان کے الگ الگ اَحکام ہی انہیں معلوم ہیں، نہ انہوں نے اس کے لئے فقہ واُصول کے ابتدائی رسالوں ہی کو دیکھنے کی زحمت فرمائی ہے، انہوں نے کہیں سے سن لیا کہ مجبوری کی حالت میں حرام کھانے کی بھی اجازت ہے، اس کے بعد سود کھانے کی مجبوری کا سارا افسانہ ان کے اِجتہاد نے خود ہی تراش لیا۔

اسلام کی نظر میں سودخوری کس قدر گھناؤنا اخلاقی، معاشی اور معاشرتی جرم ہے، اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ زنا اور قتل ایسے افعالِ شنیعہ پر بھی وہ لرزہ خیز سزا نہیں سنائی گئی جو سودخوری پر سنائی گئی ہے، قرآنِ کریم میں مسلمانوں کو خطاب کرکے کہا گیا ہے:

”یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ“ (البقرۃ:۲۷۸، ۲۷۹)

ترجمہ:...... ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا جو بقایا رہتا ہے اسے یک لخت چھوڑ دو، اگر تم مسلمان ہو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو!“

تمام بد سے بدتر کبیرہ گناہوں کی فہرست سامنے رکھو اور دیکھو کہ کیا کسی گنہگار کے خلاف خدا اور رسولؐ کی طرف سے اعلانِ جنگ کیا گیا ہے؟ اور پھر یہ سوچو کہ جس بدبخت کے خلاف خدا اور رسولؐ میدانِ جنگ میں اُتر آئیں اس کی شورہ بختی کا کیا حشر ہوگا؟ اس کو خدائی عذاب کے کوڑے سے کون بچا سکتا ہے؟ اور اس بدترین مجرم کو جو خدا اور رسولؐ کے ساتھ جنگ لڑ رہا ہے، کون عقل مند ”اُصولِ رُخصت“ کا پروانہ لاکر دے سکتا ہے...؟

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ جو شخص انفرادی طور پر سودخوری کے جرم کا مرتکب ہے وہ انفرادی حیثیت سے خدا اور رسولؐ کے خلاف میدانِ جنگ میں ہے، اور اگر یہ جرم انفرادی دائرے سے نکل کر اجتماعی جرم بن جائے اور مجموعی طور پر پورا معاشرہ اس سنگین جرم کا ارتکاب کرنے لگے تو خدائی عذاب کا کوڑا پورے معاشرے پر برسنے لگے گا، اور دُنیا کا کوئی بہادر ایسا نہ ہوگا جو اس جرم کے ارتکاب کے باوجود اس معاشرے کو خدا کے عذاب سے نکال لائے۔

یہ بدنصیب ملک ابتدا ہی سے خدا اور رسولؐ کے خلاف بڑی ڈھٹائی سے مسلح جنگ لڑ رہا ہے، اس پر چاروں طرف سے خدائی قہر و غضب کے کوڑے برس رہے ہیں، ”فَصَبَّ عَلَیْھِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ“ کا منظر آج ہر شخص کو کھلی آنکھوں نظر آرہا ہے۔ ملک ستر اَرب روپے کا مقروض ہے، نوّے ہزار جوان ذلیل بنیوں کے ہاتھ میں قیدی بنا چکا ہے، دِلوں کا سکون چھن چکا ہے، راتوں کی نیند حرام ہوچکی ہے، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ”روٹی، روٹی“ کی پکار چاروں طرف سے سنائی دے رہی ہے، لیکن وائے حسرت اور

بدبختی کہ اب بھی عبرت نہیں ہوتی، بلکہ ہمارے نومجتہد صاحب پروانۂ ''رُخصت'' لئے پہنچ جاتے ہیں۔ اور حالات کی دُہائی دے کر سود کو حلال کرنے کے لئے ذہانت طباعی کے جوہر دِکھاتے ہیں۔ قرآنِ کریم، خدا اور رسولؐ کے ساتھ ''صلح'' کو سود چھوڑ دینے کے ساتھ مشروط کرتا ہے، اور جو لوگ سود چھوڑ دینے کا اعلان نہ کریں انہیں مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتا، لیکن محترم جسٹس صاحب فرماتے ہیں کہ سود بھی کھاؤ اور مسلمان بھی رہو، سود کا لین دین خوب کرو اور میدانِ جنگ میں خدائی عذاب کے ایٹم بم سے حفاظت کے لئے اُصولِ رُخصت کی خانہ ساز ململ جسٹس صاحب سے لیتے جاؤ...!

جسٹس صاحب بتائیں کہ ''سودخور'' کے خلاف تو قرآنِ کریم اعلانِ جنگ کرچکا ہے، قرآنِ کریم کی وہ کون سی آیت ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی خودساختہ مجبوری میں ''سودخور'' کی ''صلح'' خدا اور رسولؐ سے ہوسکتی ہے اور حالات کا بہانہ بناکر خدا اور رسولؐ کو میدانِ جنگ سے واپس کیا جاسکتا ہے؟ انہیں ''الف''، ''ب''، ''ج'' کے برخود غلط حوالے دینے کے بجائے قرآنِ کریم کے حوالے سے بتانا چاہئے تھا کہ اس اعلانِ جنگ سے فلاں فلاں صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ جسٹس صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ''سودخور'' بہ نصِ قرآن، خدا اور رسولؐ سے جنگ لڑ رہا ہے، خواہ امریکہ کا باشندہ ہو یا پاکستان کا، اس کی صلح خدا اور رسولؐ سے نہیں ہوسکتی، جب تک وہ اپنے اس بدترین جرم سے باز آنے کا عہد نہیں کرتا۔ نہ آپ کی نام نہاد ''رُخصت'' کا تارِ عنکبوت اسے خدائی گرفت سے بچاسکتا ہے۔

قرآنِ کریم کے بعد حدیثِ نبوی کو لیجئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف سود کھانے، کھلانے والوں پر بلکہ اس کے کاتب و شاہد پر بھی لعنت کی بددُعا کی ہے، اور انہیں راندۂ بارگاہِ خداوندی ٹھہرایا ہے:

''عن علی رضی الله عنه أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن آکل الربا أو موکله وکاتبه.''

(مشکوٰۃ ص:۲۴۶)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

”عن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنيةً.“

(مشکوٰۃ ص:۲۴۶)

ترجمہ:...... ”سود کا ایک درہم کھانا ۳۶ بار زنا کرنے سے بدتر ہے۔“

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

”عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون جزءً أيسرها أن ينكح الرجل أمه.“ (مشکوٰۃ ص:۲۴۶)

ترجمہ:...... ”سود کے ستر درجے ہیں، اور سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے منہ کالا کرے۔“

جسٹس صاحب فرمائیں! کہ کیا دُنیا کا کوئی عاقل ”مجبوری“ کے بہانے سے لعنت خریدنے، ۳۶ بار زنا کرنے اور اپنی ماں سے منہ کالا کرنے کی ”رُخصت“ دے سکتا ہے...؟

جسٹس صاحب کو معلوم ہی نہیں کہ ”مجبوری“ کسے کہتے ہیں؟ اور آیا جس مجبوری کی حالت میں مردار کھانے کی ”رُخصت“ دی گئی ہے، وہ مجبوری پاکستان کے کسی ایک فرد کو بھی لاحق ہے...؟

دینیات کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ جس ”مجبوری“ میں مردار کھانے کی اجازت دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کئی دن کے متواتر فاقے کی وجہ سے جاں بلب ہو اور اسے خدا کی زمین پر کوئی پاک چیز ایسی نہ مل سکے جس سے وہ تن بدن کا رشتہ قائم رکھ سکے، تو اس کے لئے سدِرمق کی بقدر حرام چیز کھاکر اپنی جان بچانے کی اجازت ہے، اور اس میں قرآنِ کریم نے ”غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ“ کی کڑی شرط لگا رکھی ہے۔

یہ ہے وہ ”اُصولِ ضرورت“، جس کو جسٹس صاحب کا ”آزاد اِجتہاد“ کروڑ پتی

سیٹھ صاحبان پر چسپاں کر رہا ہے۔ جسٹس صاحب بتائیں کہ پاکستانی سودخوروں میں کون ایسا ہے جس پر ”تین دن سے زیادہ فاقہ“ گزر رہا ہو اور اسے جان بچانے کے لئے گھاس، ترکاری بھی میسر نہ ہو...؟

## مضاربت کا کاروبار کرنے والے بینک میں رقم جمع کرانا

س…… یہاں بینک میں ایک رقم ایسی بھی جمع کرتے ہیں جس کو بینک والے تجارت میں لگاتے ہیں، اور دِکھاتے بھی ہیں کہ فلاں تجارت میں پیسہ لگادیا گیا ہے، اور پیسے جمع کرنے والے کو نفع اور نقصان دونوں میں شریک سمجھا جاتا ہے، اگر نقصان ہو تو پیسہ کاٹتے ہیں اور نفع ہو تو نفع دیتے ہیں، کیا یہ نفع لینا جائز ہے اور کیا یہ مضاربت کے حکم میں داخل ہے؟

ج……اگر اس رقم کو مضاربت کے صحیح اُصولوں کے مطابق تجارت میں لگایا جاتا ہے تو جائز ہے، لیکن اگر محض نام ہی نام ہے، تو نام کے بدلنے سے اَحکام نہیں بدلتے۔

## سود کے بغیر بینک میں رکھا ہوا پیسہ حلال ہے

س…… بینک میں ہمارے پیسے پر جو سود ملتا ہے اگر ہم اسے علیحدہ کرکے کسی ضرورت مند کو دے دیں، زکوٰۃ یا صدقے کی نیت سے نہیں بلکہ صرف سود کے پیسوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے، تو کیا باقی ماندہ ہمارا پیسہ جو کہ بینک میں ہے، حلال ہے یا نہیں؟ یعنی وہ پیسہ سود کی شرکت سے پاک ہوگیا یا نہیں؟

ج…… یہ طریقہ صحیح ہے، باقی ماندہ پیسہ آپ کا حلال ہے۔

## مقرّرہ رقم، مقرّرہ وقت کے لئے کسی کمپنی کو دے کر، مقرّرہ منافع لینا

س……اگر کوئی فرم یا ادارہ ایک مقرّرہ رقم، مقرّرہ وقت پر بطور قرض لے اور ہر سال منافع کے طور پر ایک مقرّرہ منافع دے، جب تک کہ وہ راقم واپس نہ لوٹادے۔ اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیے کہ یہ منافع واقعی ایک منافع ہے یا سود ہے؟ بعض حضرات اس کو سود کہتے ہیں اور بعض حضرات اس کو منافع کہتے ہیں، برائے مہربانی اس کا حل بتادیں۔

ج……شرعاً یہ سود ہے، جس سے باز نہ آنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اعلانِ جنگ کیا

ہے۔ مسلمانوں کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور جن لوگوں نے ایسی فرم میں رقم دے رکھی ہو، انہیں یہ رقم واپس لے لینی چاہئے۔

## منافع کی متعین شرح پر روپیہ دینا سود ہے

س…… میں عرصہ دو سال سے سعودی عرب میں ملازم ہوں، معقول آمدنی ہے اور اس سال چھٹی کے دوران ایک لاکھ روپیہ قومی بچت میں جمع کرادیا ہے، جس کے منافع کی شرح سالانہ ۱۵ فیصد ہے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کیا یہ کاروبار صحیح ہے؟ جبکہ سروس میں رہ کر میں کوئی اور کام نہیں کرسکتا۔

ج…… متعین شرح پر روپیہ دینا سود ہے، یہ کسی طرح بھی حلال نہیں، آپ اپنا سرمایہ کسی ایسے ادارے میں لگائیں جو جائز کاروبار کرتا ہو، اور حاصل شدہ منافع تقسیم کرتا ہو۔

## زرِضمانت پر سود لینا

س…… میری ملازمت کیش (رقم) پر کام کرنے سے متعلق ہے، اس لئے اس کی نقد ضمانت ۲٫۰۰۰ روپے جمع کرانی پڑتی ہے، اس دو ہزار روپے پر ہم کو سالانہ ۲۰۰ روپے منافع میں ملتے ہیں۔ یہ منافع جائز ہے یا ناجائز؟ یہ بھی واضح کردُوں کہ جب تک میری ملازمت ہے، میری رقم بینک کے قبضے میں رہے گی۔ دینے والا رقم دینے پر مجبور ہے جبکہ رقم لینے والا یعنی مقروض قرض لینے پر مجبور نہیں ہے۔ اگر یہی رقم میں کسی کاروبار میں لگادُوں تو مجھ کو اس سے کہیں زیادہ نفع حاصل ہوسکتا ہے، مگر میں ایسا کرنے سے قاصر ہوں، چونکہ میں رقم واپس لینے پر قادر نہیں ہوں۔

ج…… بصورتِ مسئولہ مذکورہ منافع سود ہے اور اس کا لینا حرام ہے۔ ہر وہ منافع جو کسی مال پر بلاعوض دیا جائے وہ سود ہے۔ فقہ کا مشہور اُصول ہے: ”ہر وہ قرض جس سے کوئی نفع اُٹھایا جائے، تو وہ نفع سود ہے“ لہٰذا مذکورہ منافع سود ہے اور حرام ہے۔

واضح رہے کہ بینک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے، چاہے اپنی مرضی سے یا مجبوراً جمع کرے، بینک کی طرف سے اس پر ایک متعین شرح دی جاتی ہے، چونکہ یہ شرح دینا معروف ہے اور ”المعروف کالمشروط“ کے تحت جو شرح وہ دیتے ہیں، وہ سود ہی ہے، لہٰذا اس


فہرست

کا لینا حرام ہے۔ کسی غریب آدمی کے لئے رقم قرض دے کر سود لینا جائز نہیں، جیسا کہ امیر آدمی کے لئے جائز نہیں ہے۔

## بینک کے سرٹیفکیٹ پر ملنے والی رقم کی شرعی حیثیت

س…… جس وقت میرے شوہر کا انتقال ہوا تو میرے دو چھوٹے بچے عمر ۳ سال لڑکا اور ۵ ماہ کی لڑکی تھی، میرے شوہر کے پاس دس ہزار کی رقم کا ایک سرٹیفکیٹ تھا، شوہر کے انتقال کے بعد یہ سرٹیفکیٹ اپنے جیٹھ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے میں نے کہا کہ: میرے نام منتقل کرادیں، تو بینک والوں نے کہا: اس رقم کے چار حصہ دار ہیں: بیوہ، والدہ، لڑکی، لڑکا، اس لئے یہ بیوہ کے نام منتقل نہیں ہوگا، اگر بیوہ اور والدہ اپنا حصہ لینا چاہیں تو نابالغ کی رقم بینک میں جمع رہے گی ان کے بالغ ہونے تک، اور اگر بیوہ، والدہ اپنا حصہ معاف کردیں تو یہ سرٹیفکیٹ عدالت میں جمع ہوجائے گا، بچوں کے بالغ ہونے پر انہیں ملے گا۔ اس رقم پر چونکہ منافع دیا جاتا ہے اس لئے جب لڑکا ۱۸ برس کا ہوگا تو یہ رقم ایک لاکھ سے زیادہ ہوگی، جب میری ساس نے یہ سنا تو انہوں نے اپنا حصہ معاف کردیا، لازماً مجھے بھی معاف کرنا پڑا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مجھے دِینی معلومات رَتی برابر نہیں تھی، میں نے بھی سوچا جب لڑکا بڑا ہوگا لکھ پتی ہوجائے گا۔ مجھے سود اور منافع کا فرق معلوم نہ تھا۔ اب مجھے جبکہ اللہ نے دِینی معلومات دیں اور میں سمجھنے لگی سود اور منافع کیا ہے، سود کھانے والوں کا انجام کیا ہوگا، میں اس سلسلے میں آپ سے چند سوالات کرتی ہوں۔

س…… دس ہزار کی رقم بشکل سرٹیفکیٹ میرے شوہر کے نام ہے، یہ رقم تقریباً مجھے سولہ سال کے بعد ملے گی، بچوں کے بالغ ہونے پر، اس سولہ سال کے عرصے میں یہ رقم بینک میں جمع رہی، کیا مجھے اس کی زکوٰۃ دینی ہوگی جبکہ یہ میرے شوہر کے نام ہے؟

ج…… جب یہ رقم آپ بچوں کے لئے چھوڑ چکی ہیں تو آپ کے ذمہ زکوٰۃ نہیں، اور بالغ ہونے تک بچوں کے ذمہ بھی نہیں، بالغ ہونے کے بعد ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

س…… میں صرف اصل رقم لینا چاہتی ہوں تو کیا بقایا رقم جو ایک لاکھ ہوگی، مجھے یہ رقم کسی

فلاحی ادارے کو دینا چاہئے؟

ج…… یہ سود کی رقم بغیر نیتِ صدقہ کے محتاجوں کو دے دی جائے۔

س…… یہ رقم جو میرے شوہر نے اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے بینک ڈپازٹ سرٹیفکیٹ کے طور پر خریدا اور اب تک ان کے نام ہے، کیا اس رقم پر ملنے والے سود کا گناہ مرحوم کو نہ ہوگا؟

ج…… اگر مرحوم نے اس رقم کا سرٹیفکیٹ سود لینے کی نیت سے خریدا تھا تو گناہ ان کے ذمہ بھی ہوگا، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

# سود کی رقم کا مصرف

## سود کی رقم سے ہدیہ دینا لینا جائز ہے یا ناجائز؟

س…… ''الف'' اور ''ب'' دو بھائی ہیں، ''الف'' کا سودی کاروبار ہے، اور ''الف''، ''ج'' کو ہدیہ دیتا ہے تو ''ب'' کے ملازم کو دے کر حکم دیتا ہے کہ ''ج'' کو دے آنا، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ دُوسری صورت میں اس کے ملازم کو حکم نہیں دیتا بلکہ وہ خود سمجھ لیتا ہے کہ ''ج'' کو ہدیہ دینا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ''ج'' کو ہدیہ سودی رقم سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… صورتِ مسئولہ میں سودی کاروبار کا مفہوم عام ہے، اور اس کی کئی صورتیں ہیں:

۱:…… جو شخص سود پر قرضہ لے کر کاروبار کرتا ہے اور کل سرمایہ قرض کا ہوتا ہے۔

۲:…… دُوسرا جس کے پاس کچھ رقم ذاتی ہے اور کچھ رقم سود پر بینک سے یا کسی سے قرض لیتے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں۔

۳:…… تیسرا یہ کہ لوگوں کو سود پر قرض دیتا ہے اور اس طرح رقم بڑھاتا ہے۔

۴:…… یہ کہ سودی طریقے سے اشیاء خریدتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں، اس کے علاوہ بے شمار صورتیں ہیں۔

ان سب صورتوں کو سودی کاروبار کہتے ہیں اور سب کا حکم برابر نہیں، اس لئے

سودی کاروبار کرنے کی وضاحت کرنا تھی۔ بہرحال مجموعی طور پر اگر جائز پیسے زیادہ اور ناجائز کم ہے تو ہدیہ قبول کرنا دُرست ہے، اسی طرح اگر جائز اور ناجائز پیسے ملے ہوئے ہیں اور ہر ایک کی مقدار برابر ہے پھر بھی اس کا ہدیہ قبول کرنا اور لے جانا دُرست ہے، اور اگر حرام پیسے زیادہ ہیں تو ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔

## سود کی رقم سے بیٹی کا جہیز خریدنا جائز نہیں

س...... اگر ایک غریب آدمی اپنے پیسے بینک میں رکھتا ہے تو اس سے سود کی رقم چھ یا سات سو بنتی ہے، تو کیا وہ آدمی اسے اپنے اُوپر استعمال کرسکتا ہے؟ اگر نہیں کرسکتا تو کیا پھر اسے اپنی بیٹی کے جہیز کے لئے کوئی چیز خرید سکتا ہے؟

ج...... سود کا استعمال حرام اور گناہ ہے، اس سے بیٹی کو جہیز دینا بھی جائز نہیں۔

## شوہر اگر بیوی کو سود کی رقم خرچ کے لئے دے تو وبال کس پر ہوگا؟

س...... کسی عورت کا شوہر زبردستی اس کو گھر کے اخراجات کے لئے سود کی رقم دے جبکہ عورت کا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو، تو اس کا وبال کس کی گردن پر ہوگا؟

ج...... وبال تو شوہر کی گردن پر ہوگا، مگر عورت انکار کردے کہ میں محنت کرکے کھالوں گی، مگر حرام نہیں کھاؤں گی۔

## سود کی رقم کسی اجنبی غریب کو دے دیں

س...... کسی مجبوری کی بنا پر میں نے سود کی کچھ رقم وصول کرلی ہے، اس کا مصرف بتادیں، آیا میں وہ رقم اپنے غریب رشتہ داروں (مثلاً: نانی) کو بھی دے سکتا ہوں؟

ج...... اپنے عزیز و اقارب کے بجائے کسی اجنبی کو، جو غریب ہو، بغیر نیتِ صدقہ کے دے دی جائے۔

## سود کی رقم استعمال کرنا حرام ہے، تو غریب کو کیوں دی جائے؟

س...... آج کل مختلف افراد کی طرف سے یہ سننے میں آتا رہتا ہے کہ جو لوگ بینک سے سود نہیں لینا چاہتے، وہ کرنٹ اکاؤنٹ کھول لیں یا پھر اپنے سیونگ اکاؤنٹ کے لئے بینک کو

ہدایت کردیں کہ اس اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم پر سود نہ لگایا جائے۔ چلئے یہاں تک تو ٹھیک ہے، لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر بینک والوں نے تمہاری رقم پر سود لگا ہی دیا ہے تو اس رقم (سود کی رقم) کو بینک میں بیکار مت پڑا رہنے دو، بلکہ نکال کر کسی غریب ضرورت مند کو صدقہ کردو۔ مجھے اس سلسلے میں یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا سود جیسی حرام کی رقم صدقہ کی جاسکتی ہے؟ اگر ایسا ممکن ہے تو پھر چوری، ڈاکے، رشوت وغیرہ سے حاصل کی گئی آمدنی بھی بطور صدقہ دیا جانا جائز سمجھا جائے۔ حکم تو یہ ہے کہ ''دُوسرے مسلمان بھائی کے لئے بھی تم ویسی ہی چیز پسند کرو جیسی اپنے لئے پسند کرتے ہو'' لیکن ہم سے کہا یہ جارہا ہے کہ جو حرام مال (سود) تم خود استعمال نہیں کرسکے وہ دُوسرے مسلمان کو دے دو، یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… اگر خبیث مال آدمی کی ملک میں آجائے تو اس کو اپنی مِلک سے نکالنا ضروری ہے، اب دو صورتیں ممکن ہیں، ایک یہ کہ مثلاً سمندر میں پھینک کر ضائع کردے۔ دُوسرے یہ کہ اپنی مِلک سے خارج کرنے کے لئے کسی محتاج کو صدقہ کی نیت کے بغیر دے دے۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت کی شریعت نے اجازت نہیں دی، لہٰذا دُوسری کی اجازت ہے۔

## سود کی رقم کارِ خیر میں نہ لگائیں بلکہ بغیر نیتِ صدقہ کسی غریب کو دے دیں

س…… میں ملازمت کرتا ہوں، خرچ سے جو پیسے بچت ہوتے ہیں وہ بینک میں جمع کراتا ہوں، اور چند دوست لوگ بھی بطور امانت میرے پاس رکھتے ہیں، جو کہ وہ بھی بینک میں رکھتا ہوں، کیونکہ محفوظ رہنے کا دُوسرا راستہ ہے نہیں، مگر بینک میں رکھنے سے مجھے ایک پریشانی بنی ہوئی ہے، وہ یہ کہ بینک میں سود دیتے ہیں جو کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ حرام ہے، اگر حرام ہے تو وہ منافع (سود) بینک کو ہی چھوڑ دُوں یا بینک سے لے کر مسکینوں غریبوں یا کارِ خیر مثلاً: مسجد، راستے بنانے میں لگادُوں؟

ج…… بینک کے سود کو جو لوگ حلال کہتے ہیں، غلط کہتے ہیں۔ مگر بینک میں سود کی رقم نہ چھوڑیئے، بلکہ نکلواکر بغیر نیتِ صدقہ کے کسی ضرورت مند محتاج کو دے دیجئے، کسی کارِ خیر میں اس رقم کا لگانا جائز نہیں۔

## سود کی رقم ملازمہ کو بطور تنخواہ دینا

س...... میں نے اپنے ۱۰ ہزار روپے کسی دُکان دار کے پاس رکھوادیئے تھے، وہ ہر ماہ مجھے اس کے اُوپر تین سو روپیہ دیتا ہے، اب ہمیں آپ یہ بتائیں کہ یہ رقم جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے مسجد کے پیش اِمام سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس کو سود قرار دے دیا ہے، جب سے یہ پیسے میں اپنی کام والی کو دے دیتی ہوں۔ اس کو یہ بتا کر دیتی ہوں کہ یہ پیسے سود کے ہیں، یا ان پیسوں کے بدلے کوئی چیز کپڑا وغیرہ دے دیتی ہوں، وہ اپنی مرضی سے یہ تمام چیزیں اور پیسے لیتی ہے، جبکہ اسے پتا ہے کہ یہ سود ہے۔ اب آپ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ یہ پیسے کام والی کو دینے سے میں گنہگار تو نہیں ہوتی ہوں؟

ج...... اگر دُکان دار آپ کی رقم سے تجارت کرے اور اس پر جو منافع حاصل ہو اس منافع کا ایک حصہ مثلاً: پچاس فیصد آپ کو دیا کرے یہ تو جائز ہے۔ اور اگر اس نے تین سو روپیہ آپ کے مقرّر کردیئے تو یہ سود ہے۔ سود کی رقم کا لینا بھی حرام ہے اور اس کا خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ آپ جو اپنی ملازمہ کو سود کے پیسے دیتی ہیں، آپ کے لئے ان کو دینا بھی جائز نہیں، اور اس کے لئے لینا جائز نہیں، سود کی رقم کسی محتاج کو بغیر صدقہ کی نیت کے دے دینی چاہئے۔

## سود کی رقم رشوت میں خرچ کرنا دُہرا گناہ ہے

س...... سود حرام ہے اور رشوت بھی حرام ہے، حرام چیز کو حرام میں خرچ کرنا کیسا ہے؟ مطلب یہ کہ سود کی رقم رشوت میں دی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

ج...... دُہرا گناہ ہوگا، سود لینے کا اور رشوت دینے کا۔

# بینک کی ملازمت

## سودی اداروں میں ملازمت کا وبال کس پر؟

س...... ایک مفتی اور حافظ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ بینک کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟ اور وہاں سے ملنے والی تنخواہ جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: ''بینک کی ملازمت جائز ہے، بینک کا ملازم اگر پوری دیانت داری اور محنت سے اپنے فرائض ادا کرے تو اس کی تنخواہ بالکل جائز ہوگی۔ البتہ حکومت اور عوام کو بینکوں کے سودی نظام کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنی چاہئے، اور یہ جو بعض علماء بینک ملازم کو غیر مسلم سے اُدھار لے کر اور اپنی تنخواہ سے اس کا قرض ادا کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، یہ کسی طرح بھی صحیح نہیں، بلکہ دِین کے ساتھ مذاق ہے۔'' جناب مولانا صاحب! میں ایک بینک میں ملازم ہوں اور اس پر خجل رہتا تھا، خصوصاً ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں اس موضوع پر آپ کے جوابات پڑھ کر، لیکن اب مفتی صاحب کے مندرجہ بالا جواب سے ایک گونہ اطمینان ہے کہ میری ملازمت ٹھیک ٹھاک ہے، رہ گیا سودی کاروبار بینک کا، وہ حکومت جانے اور عوام۔ آپ کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟ اور واضح ہو کہ اس مفتی صاحب کے فتویٰ کے بعد بہت سے لوگوں نے سودی قرضہ حلال جان کر لینا شروع کردیا ہے۔

ج...... اس سلسلے میں چند اُمور لائقِ گزارش ہیں:

اوّل:...... سود کا لین دین قرآنِ کریم کی نصِ قطعی سے حرام ہے، اس کو حلال سمجھنے والا مسلمان نہیں، بلکہ مرتد ہے۔ اور سودی کاروبار نہ چھوڑنے والوں کے خلاف قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ کیا گیا ہے۔ (البقرۃ:۲۷۹)

دوم:...... صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، سود کے لکھنے والے پر اور سود کی گواہی دینے والوں پر، اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ (مشکوٰۃ ص:۲۴۴)

سوم:...... علمائے اُمت نے جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ''غیرسودی بینکاری'' کا مکمل خاکہ بنا کر دیا، لیکن جن دِماغوں میں یہودیوں کا ''ساہوکاری نظام'' گھر کئے ہوئے ہے، انہوں نے اس پر عمل درآمد ہی نہیں کیا، نہ شاید وہ اس کا ارادہ ہی رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ ''عوام'' کیا جدوجہد کرسکتے ہیں؟

چہارم:...... جس شخص کے پاس حرام کا پیسہ ہو، اس کو نہ اس کا کھانا جائز ہے، نہ اس سے صدقہ کرسکتا ہے، نہ حج کرسکتا ہے، کیونکہ حرام سے کیا ہوا صدقہ اور حج بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں۔ فقہائے اُمت نے اس کے لئے یہ تدبیر لکھی ہے کہ وہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر خرچ کرلے، کیونکہ یہ قرض اس کے لئے حلال ہے، پھر حرام مال قرضے میں ادا کردے، اس کے دینے کا گناہ ضرور ہوگا، مگر حرام کھانے سے بچ جائے گا۔

پنجم:...... ہر شخص کا فتویٰ لائقِ اعتماد نہیں ہوتا، اور جس شخص کا فتویٰ لائقِ اعتماد نہ ہو، اس سے مسئلہ پوچھنا بھی گناہ ہے، ورنہ حدیثِ نبوی کے مطابق ''ایسے مفتی خود بھی گمراہ ہوں گے، اور دُوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (مشکوٰۃ ص:۳۳)

ششم:...... غیرمعتبر فتویٰ پر مطمئن ہوجانا عدمِ تدین کی دلیل ہے، ورنہ جب آدمی کو کسی چیز کے جواز اور عدمِ جواز میں تردّد ہوجائے تو دِین داری اور احتیاط کی علامت یہ ہے کہ آدمی ایسی چیز سے پرہیز کرے۔ مثلاً: اگر آپ کو تردّد ہوجائے کہ یہ گوشت حلال ہے یا مردار؟ ایک لائقِ اعتماد شخص کہتا ہے کہ: ''یہ مردار ہے'' اور دُوسرا شخص (جس کا لائقِ اعتماد ہونا بھی معلوم نہیں) کہتا ہے کہ: ''یہ حلال ہے'' تو کیا آپ اس کو بغیر کھٹک کے اطمینان سے کھالیں گے...؟ یا کسی برتن میں تردّد ہوجائے کہ اس میں پانی ہے یا پیشاب؟ ایک قابلِ اعتماد، ثقہ آدمی آپ کو بتاتا ہے کہ: ''اس میں میرے سامنے پیشاب رکھا گیا ہے'' اور دُوسرا کہتا ہے کہ: ''میاں! ایسی باتوں پر کان نہیں دھرا کرتے، اطمینان سے پانی سمجھ کر اس کو پی لو'' تو کیا آپ کو اس شخص کی بات پر اطمینان ہوجائے گا...؟ الغرض شرع و عقل کا مُسلّمہ اُصول یہ ہے کہ جس چیز میں تردّد ہو اس کو چھوڑ دو۔ اُمید ہے کہ ان اُمور کی وضاحت سے آپ کے سوال کا جواب مل گیا ہوگا۔

## بینک کے سود کو منافع قرار دینے کے دلائل کے جوابات

س…… میں ایک بینک ملازم ہوں، تمام عالموں کی طرح آپ کا یہ خیال ہے کہ بینک میں جمع شدہ رقم پر منافع سود ہے، اور اسلام میں سود حرام ہے۔ سود میرے نزدیک بھی حرام ہے، لیکن سود کے بارے میں، میں اپنی رائے تحریر کر رہا ہوں۔ معاف کیجئے گا میری رائے غلط بھی ہوسکتی ہے، آپ کی رائے میرے لئے مقدم ہوگی۔ میرے نزدیک سود وہ ہے جو کسی ضرورت مند شخص کو دے کر اس کی مجبوری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی دی ہوئی رقم سے زائد رقم لوٹانے کا وعدہ لیا جائے اور وہ ضرورت کے تحت زائد رقم دینے پر مجبور ہو۔

کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر زیادہ رقم وصول کرنا میرے نزدیک سود ہے، اور اس کو ہمارے مذہب میں سود قرار دیا گیا ہے۔ میرے پاس اپنے اخراجات کے علاوہ کچھ رقم پس انداز تھی جس کو میں اپنے جاننے والے ضرورت مند کو دے دیا کرتا تھا، لیکن ایک دو صاحبان نے میری رقم واپس نہیں کی جبکہ میں ان سے اپنی رقم سے زیادہ وصول نہیں کرتا تھا، اور نہ ہی واپسی کی کوئی مدّت مقرّر ہوئی تھی۔ جب ان کے پاس ہوجاتے تھے وہ مجھے اصل رقم لوٹا دیا کرتے تھے، لیکن چند صاحبان کی غلط حرکت نے مجھے رقم کسی کو بھی نہ دینے پر مجبور کردیا۔

میرے پاس جو رقم گھر میں موجود تھی، اس کے چوری ہوجانے کا بھی خوف تھا، اور دُوسرے یہ کہ اگر اسی رقم سے میں کچھ آسائش کی اشیاء خریدتا ہوں تو میرے اخراجات میں اضافہ ہوجائے گا، جبکہ تنخواہ اس کا بوجھ برداشت نہیں کرسکتی، اس لئے میں نے بہتر یہ ہی سمجھا کہ کیوں نہ اس کو بینک میں ڈپازٹ کردیا جائے، لیکن سود کا لفظ میرے ذہن میں تھا، پھر میں نے کافی سوچا اور بالآخر یہ سوچتے ہوئے بینک میں جمع کروادیا کہ اس رقم سے ملکی معیشت میں اضافہ ہوگا، جس سے غریب عوام خوش ہوں گے اور دُوسرے میری معاشی مشکلات میں کمی ہوجائے گی۔ میں بینک کے منافع کو سود اس لئے بھی نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے کسی کی مجبوریوں سے فائدہ نہیں اُٹھا رہا، کسی کو نقصان نہیں پہنچا رہا، اور پھر بینک میں جمع

شدہ رقم سے ملکی معیشت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، اس طرح سے بیروزگار افراد کو روزگار ملتا ہے اور پھر یہ کہ بینک اپنے منافع میں سے کچھ منافع ہمیں بھی دیتا ہے۔ میرے نزدیک یہ منافع سود اس لئے نہیں ہے کہ اس طرح سے کسی کی ضروریات سے فائدہ نہیں اُٹھایا گیا، کیونکہ بعض دفعہ کسی کو اُدھار دی ہوئی رقم بڑھتے بڑھتے اتنی ہوجاتی ہے کہ اصل رقم لوٹانے کے باوجود بھی اصل رقم سے زائد قرض رہ جاتی ہے، میرے نزدیک صرف اور صرف یہ سود ہے، بینک کا منافع نہیں۔

دُوسری بات میری بینک ملازمت ہے، بینک ملازمت کو آپ عالم حضرات ناجائز کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں جو روزی کمار ہا ہوں، وہ بھی ناجائز ہے۔ تو کیا میں ملازمت چھوڑ دُوں اور ماں باپ اور بچوں کو اور خود کو بھوکا رکھوں؟ کیونکہ ملازمت حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر گورنمنٹ ملازم کو جو تنخواہ ملتی ہے اس میں بینک کے منافع کا حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اس طرح سے تو ہر گورنمنٹ ملازم ناجائز روزی کمارہا ہے، اور آپ یہ کہیں کہ وہ شخص محنت کر کے مزدوری کمارہا ہے تو ہمیں بھی بینک بغیر محنت کے تنخواہ نہیں دیتا۔ ہم جو تنخواہ بینک سے لیتے ہیں وہ ہماری محنت کی ہوتی ہے، نہ کہ بینک اپنے منافع سے دیتا ہے۔ اور آپ روزی کے اس ذریعہ کو کیا کہیں گے جو کوئی شخص کسی بینک ملازم کے ہاں، رشوت خور، منشیات فروش، مشرک، طوائف اور ڈاکو کے ہاں کام کر کے روزی کماتا ہے؟ ان مندرجہ بالا باتوں سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو کہیں پر بھی کوئی بھی ملازمت کرتا ہے اس کی تنخواہ میں ناجائز پیسہ ضرور شامل ہوجاتا ہے، لہٰذا میرے ان سوالوں کا تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… روپیہ قرض دے کر اس پر زائد روپیہ وصول کرنا سود ہے، خواہ لینے والا مجبوری کی بنا پر قرض لے رہا ہو، یا اپنا کاروبار چمکانے کے لئے، اور وہ جو زائد روپیہ دیتا ہے، خواہ مجبوری کے تحت دیتا ہو یا خوشی سے۔ اس لئے آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ سود محض مجبوری کی صورت میں ہوتا ہے۔

ا:…… یہ بینک کا سود جو آپ کو بے ضرر نظر آرہا ہے، اس کے نتائج آج عفریت

کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ امیروں کا امیر تر ہونا اور غریبوں کا غریب تر ہونا، ملک میں طبقاتی کشمکش کا پیدا ہوجانا اور ملک کا کھربوں روپے کا بیرونی قرضوں کے سود میں جکڑا جانا، اسی سودی نظام کے شاخسانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سودی نظام کو اللہ اور رسولؐ کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیا ہے، اسلامی معاشرہ خدا اور رسولؐ سے جنگ کرکے جس طرح چور چور ہوچکا ہے، وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ میرے علم میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ کچھ لوگوں نے بینک سے سودی قرضہ لیا اور پھر اس لعنت میں ایسے جکڑے گئے کہ نہ جیتے ہیں، نہ مرتے ہیں۔ ہمارے معاشی ماہرین کا فرض یہ تھا کہ وہ بینکاری نظام کی تشکیل غیرسودی خطوط پر استوار کرتے، لیکن افسوس کہ آج تک سود کی شکلیں بدل کر ان کو حلال اور جائز کہنے کے سوا کوئی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔

۲:...... بینک کے ملازمین کو سودی کام (حساب و کتاب) بھی کرنا پڑتا ہے، اور سود ہی سے ان کو تنخواہ بھی ملتی ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”عن علی رضی الله عنه أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن آکل الربا أو موکله و کاتبه.“

(مشکوٰۃ ص:۲۴۶)

ترجمہ:...... ”اللہ کی لعنت! سود لینے والے پر، دینے والے پر، اس کی گواہی دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر۔“

جو کام بذاتِ خود حرام ہو، ملعون ہو اور اس کی اُجرت بھی حرام مال ہی سے ملتی ہو، اس کو اگر ناجائز نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے...؟ فرض کریں کہ ایک شخص نے زنا کا اڈّہ قائم کر رکھا ہے اور زنا کی آمدنی سے وہ قحبہ خانے کے ملازمین کو تنخواہ دیتا ہے تو کیا اس تنخواہ کو حلال کہا جائے گا؟ اور کیا قحبہ خانے کی ملازمت حلال ہوگی...؟

آپ کا یہ شبہ کہ: ”تمام سرکاری ملازمین کو جو تنخواہ ملتی ہے، اس میں بینک کا منافع شامل ہوتا ہے، اس لئے کوئی ملازمت بھی صحیح نہیں ہوئی“ یہ شبہ اس لئے صحیح نہیں کہ دُوسرے سرکاری ملازمین کو سود کی لکھت پڑھت کے لئے ملازم نہیں رکھا جاتا، بلکہ حلال اور جائز


فہرست

کاموں کے لئے ملازم رکھا جاتا ہے، اس لئے ان کی ملازمت جائز ہے۔ اور گورنمنٹ جو تنخواہ ان کو دیتی ہے وہ سود میں سے نہیں دیتی بلکہ سرکاری خزانے میں جو رُقوم جمع ہوتی ہیں، ان میں سے دیتی ہے، اور بینک ملازمین کو ان پر قیاس کرنا غلط ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ: ''ملازمت چھوڑ کر والدین کو اور خود کو اور بچوں کو بھوکا رکھوں؟''

اس کے بارے میں یہی عرض کرسکتا ہوں کہ جب قیامت کے دن آپ سے سوال کیا جائے گا کہ: ''جب ہم نے حلال روزی کے ہزاروں وسائل پیدا کئے تھے، تم نے کیوں حرام کمایا اور کھلایا؟'' تو اس سوال کا کیا جواب دیجئے گا...؟ اور میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بھوک کے خوف سے بینک کی ملازمت پر مجبور ہیں اور ملازمت نہیں چھوڑ سکتے تو کم سے کم اپنے گناہ کا اقرار تو اللہ کی بارگاہ میں کرسکتے ہیں کہ: ''یا اللہ! میں اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے حرام کما اور کھلا رہا ہوں، میں مجرم ہوں، مجھے معاف فرمادیجئے'' اقرارِ جرم کرنے میں تو کسی بھوک، پیاس کا اندیشہ نہیں...!

## کوئی محکمہ سود کی آمیزش سے پاک نہیں تو بینک کی ملازمت حرام کیوں؟

س...... بینک کی نوکری کا ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، اُمید ہے کہ آپ اس کا جواب دے کر میرے اور دُوسرے لوگوں کے شکوک و شبہات کو دُور کردیں گے۔ میں ایک بینک میں ملازم ہوں اور اس ملازمت کو ایک سودی کاروبار تصوّر کرتا ہوں، اور یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جو زمین سود کی دولت سے خریدی گئی ہو اس پر نماز بھی نہیں ہوسکتی، یعنی بینک کی زمین پر۔ میرے کچھ دوست اس بات سے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سود میں اور جو سود حرام ہوچکا ہے، بہت فرق ہے۔ بنیے لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اُٹھاکر سود اُٹھالیتے اور بڑھاتے جاتے ہیں، اگر مقرّرہ وقت تک قرض نہیں ملتا تو سود مرکب لگادیا جاتا ہے، جبکہ بینک ایک معاہدے کے تحت دیتے ہیں اور قرض دار کو قرض واپس کرنے میں چھوٹ بھی دے دی جاتی ہے۔ بعض حالات میں سود کو معاف بھی کردیا جاتا ہے۔ بینک لوگوں کی جو رقم اپنے پاس رکھتے ہیں اسے کاروبار میں لگاکر کافی رقم کمالیتے ہیں اور پھر انہی لوگوں کو ایک منافع کے ساتھ وہ رقم واپس کردیتے ہیں۔ اگر بینک کی جائیداد سودی جائیداد ہے تو حکومت

کی ہر ایک جائیداد بھی سودی ہے، کیونکہ حکومت بینکوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ سود لے اور دے، حکومت اسی رقم سے معیشت کو چلاتی ہے، مثلاً: کوئی اسپتال، اسکول یا جو بھی جائیداد حکومت خریدتی اور بناتی ہے اس میں سود کی رقم بھی شامل ہوتی ہے۔

ج…… آپ کے دوستوں نے ''حرام سود'' کے درمیان اور بینک کے سود کے درمیان جو فرق بتایا ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سود کا لین دین جب بھی ہوگا کسی معاہدے کے تحت ہی ہوگا، یہی بینک کرتے ہیں۔ بہرحال بینک کی آمدنی سود کی مد میں شامل ہے، اس لئے اس پر سودی رقم کے تمام اَحکام لگائے جائیں گے۔

## غیرسودی بینک کی ملازمت جائز ہے

س…… ''بینک میں ملازمت جائز ہے یا ناجائز ہے'' اس سلسلے میں آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بہت سے دوست بینک میں کام کرتے ہیں اور مجھے بھی بینک میں کام کرنے کو کہتے ہیں، لیکن میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ بینک میں سود کا لین دین ہوتا ہے، اس لئے بینک کی سروِس ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ دُنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے، آخرت کی زندگی بہت لمبی ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوگی۔ اس لئے ہر انسان کو دُنیا میں خدا کے اَحکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر زندگی گزارنی چاہئے۔ لہٰذا میں بینک کی ملازمت کے بارے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ اس وقت بینک میں سود ہی پر سارا کاروبار ہوتا ہے، اس لئے اگر بینک کی ملازمت اس وقت کرنا ناجائز ہے، تو جیسا کہ ہمارے ملک میں ابھی اسلامی نظام نافذ ہونے والا ہے اور اس میں سود کو بالکل ختم کردیا جائے گا، اس کی جگہ اسلامی نظام کے تحت کام ہوگا، تو اس صورت میں اس وقت بینک میں سود کا نظام اگر ختم ہوجائے تو بینک کی ملازمت جائز ہے یا ناجائز؟ براہِ مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… جب بینک میں سودی کاروبار نہیں ہوگا تو اس کی ملازمت بلاشک وشبہ جائز ہوگی۔

## زرعی ترقیاتی بینک میں نوکری کرنا

س…… کیا میں زرعی ترقیاتی بینک میں نوکری کرسکتا ہوں؟

ج…… زرعی ترقیاتی بینک اور دُوسرے بینک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔



فہرست

## بینک کی تنخواہ کیسی ہے؟

س...... میں ایک بینک میں ملازم ہوں، جس کے بارے میں شاید آپ کو علم ہوگا کہ یہ ادارہ کیسے چلتا ہے۔ ہم بے شک محنت تھوڑی بہت کرتے ہیں لیکن میرا اپنا خیال ہے کہ ہماری تنخواہ حلال نہیں۔ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ حلال ہے، اس لئے کہ ہم محنت کرتے ہیں۔ بہرحال گورنمنٹ نے سودی کاروبار ختم کرنے کا اعلان بھی کیا ہے، اور کچھ کھاتے ختم بھی ہو رہے ہیں، لیکن ابھی مکمل نجات نہیں ملی، آیا ہمارا رزق حلال ہے یا حرام؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

ج...... بینک اپنے ملازمین کو سود میں سے تنخواہ دیتا ہے، اس لئے یہ تنخواہ حلال نہیں۔ اس کی مثال ایسی سمجھ لیجئے کہ کسی زانیہ نے اپنے ملازم رکھے ہوئے ہوں اور وہ ان کو اپنے کسب میں سے تنخواہ دیتی ہو، تو ان ملازمین کے لئے وہ تنخواہ حلال نہیں ہوگی، بالکل یہی مثال بینک ملازمین کی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح سود لینے اور دینے والے پر لعنت آئی ہے، اسی طرح اس کے کاتب وشاہد پر لعنت آئی ہے۔ اس لئے سود کی دستاویزیں لکھنا بھی حرام ہے، اور اس کی اُجرت بھی حرام ہے۔ حرام کو اگر آدمی چھوڑ نہ سکے تو کم از کم درجے میں حرام کو حرام تو سمجھے...!

## بینک میں سودی کاروبار کی وجہ سے ملازمت حرام ہے

س...... آیا پاکستان میں بینک کی نوکری حلال ہے یا حرام؟ (دوٹوک الفاظ میں) کیونکہ کچھ حضرات جو صوم وصلوٰۃ کے پابند بھی ہیں اور پندرہ بیس سال سے بینک کی نوکری کرتے چلے آرہے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی اس میں لگادیا ہے، اور کہتے ہیں کہ: ہم مانتے ہیں کہ سودی کاروبار مکمل طور پر حرام ہے مگر بینک کی نوکری (گو بینک میں سودی نظام ہے) ایک مزدوری ہے جس کی ہم اُجرت لیتے ہیں۔ اصل سودخور تو اعلیٰ حکام ہیں جن کے ہاتھ میں سارا نظام ہے، ہم تو صرف نوکر ہیں اور ہم تو سود نہیں لیتے'' وغیرہ وغیرہ۔

ج...... بینک کا نظام جب تک سود پر چلتا ہے اس کی نوکری حرام ہے، ان حضرات کا یہ استدلال کہ: ''ہم تو نوکر ہیں، خود تو سود نہیں لیتے'' جواز کی دلیل نہیں، کیونکہ حدیث میں ہے:


فہرست

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی، اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔''

پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو ملعون اور گناہ میں برابر قرار دیا ہے تو کسی شخص کا یہ کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے کہ: ''میں خود تو سود نہیں لیتا، میں تو سودی ادارے میں نوکری کرتا ہوں۔''

علاوہ ازیں بینک ملازمین کو جو تنخواہیں دی جاتی ہیں، وہ سود میں سے دی جاتی ہیں، تو مالِ حرام سے تنخواہ لینا کیسے حلال ہوگا...؟ اگر کسی نے بدکاری کا اڈّہ قائم کیا ہو اور اس نے چند ملازمین بھی اپنے اس ادارے میں کام کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہوں، جن کو اس گندی آمدنی میں سے تنخواہ دیتا ہو، کیا ان ملازمین کی یہ نوکری حلال اور ان کی تنخواہ پاک ہوگی...؟

جو لوگ بینک میں ملازم ہیں، ان کو چاہئے کہ جب تک بینک میں سودی نظام نافذ ہے، اپنے پیشہ کو گناہ اور اپنی تنخواہ کو ناپاک سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتے رہیں اور کسی جائز ذریعۂ معاش کی تلاش میں رہیں۔ جب جائز ذریعۂ معاش مل جائے تو فوراً بینک کی نوکری چھوڑ کر اس کو اختیار کرلیں۔

## بینک کی ملازمت کرنے والا گناہ کی شدّت کو کم کرنے کے لئے کیا کرے؟

س...... میں عرصہ ۸ سال سے بینک میں ملازمت بطور اسٹینو کر رہا ہوں، جو کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے حرام ہے۔ میں اس دلدل سے نکلنا چاہتا ہوں، لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح جان چھڑاؤں؟ گھر کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں اور کوئی دُوسرا روزگار بظاہر نظر نہیں آتا۔ اُمید ہے کوئی بہتر تجویز یا مشورہ عنایت فرمائیں گے۔

ج...... آپ تین باتوں کا التزام کریں:

اوّل:...... اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہوئے اِستغفار کرتے رہیں، اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں کہ کوئی حلال ذریعۂ معاش عطا فرمائیں۔

دوم:......حلال ذریعۂ معاش کی تلاش اور کوشش جاری رکھیں، خواہ اس میں آمدنی کچھ کم ہو، مگر ضرورت گزارے کے مطابق ہو۔

سوم:......آپ بینک کی تنخواہ گھر میں استعمال نہ کیا کریں، بلکہ ہر مہینے کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا کریں، اور بینک کی تنخواہ قرض میں دے دیا کریں، بشرطیکہ ایسا کرنا ممکن ہو۔

## بینک کی تنخواہ کے ضرر کو کم کرنے کی تدبیر

س...... میں ایک بینک میں ملازم ہوں، اس سلسلے میں آپ سے التماس ہے کہ آپ مجھے مندرجہ ذیل سوالات کا حل بتائیں:

۱:...... یہ پیشہ حلال ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہم لوگ محنت کرتے ہیں، اس کا معاوضہ ملتا ہے۔

۲:......آپ نے فرمایا تھا کہ تنخواہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر اس کو ادا کردی جائے، اگر کوئی غیرمسلم جاننے والا نہ ہو تو اس کا دُوسرا طریقہ کیا ہے؟

۳:......حلال روزی کے لئے میں کوشش کر رہا ہوں، مگر کامیابی نہیں ہوتی، کیا اس رقم کو کھانے والے کی دُعا قبول نہیں ہوتی؟ کیونکہ میں دُعا کرتا ہوں، اگر دُعا قبول نہیں ہوتی تو پھر کس طرح میں دُوسرا وسیلہ بنا سکوں گا۔

۴:...... میں نے اس پیسے سے دُوسرا کاروبار کیا تھا، مگر مجھے سات ہزار روپے کا نقصان ہوا، اب میں کوئی دُوسرا کام کرنے سے ڈَرتا ہوں، کیونکہ یہ رقم جہاں بھی لگاتا ہوں، اس سے نقصان ہوتا ہے۔ برائے مہربانی اس کا حل بتائیں کہ کوئی کاروبار کرنا ہو تو پھر کیا کیا جائے؟

۵:......کہتے ہیں کہ اس رقم کا صدقہ، خیرات قبول نہیں ہوتا، اس کا کیا طریقہ ہے؟

۶:......برائے مہربانی کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میری دُعا، نماز، صدقہ، خیرات قبول ہو۔

ج...... بینک کا سارا نظام سود پر چل رہا ہے اور سود ہی میں سے ملازمین کو تنخواہ دی جاتی ہے، اس لئے یہ تو جائز نہیں۔ میں نے یہ تدبیر بتائی تھی کہ ہر مہینے کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا جائے اور بینک کی تنخواہ قرض میں دے دی جائے۔ اب اگر آپ اس تدبیر پر عمل

نہیں کرسکتے تو سوائے توبہ واِستغفار کے اور کیا ہوسکتا ہے؟ حرام مال کا صدقہ نہیں ہوتا، اس کی تدبیر بھی وہی ہے جس پر آپ عمل نہیں کرسکتے۔

## بینک کی ملازمت کی تنخواہ کا کیا کریں؟

س…… میں جب سے بینک میں ملازم ہوا ہوں (مجھے تقریباً ۵ سال ہوگئے ہیں) زیادہ تر بیمار رہتا ہوں۔ اب بھی مجھے حلق میں اور سینے میں صبح فجر سے لے کر رات سونے تک تکلیف رہتی ہے۔ میں بینک کی ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن جب تک یہ تکلیف رہے گی میرے لئے اور ملازمت تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ اخبار ''جنگ'' میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں بھی ایک دفعہ اس سلسلے میں ایک جواب آیا تھا کہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر تنخواہ اس قرض کی ادائیگی میں دے دی جائے، جب تک کہ دُوسری ملازمت نہ ملے، اور دُعا و اِستغفار کیا جائے۔ لیکن میرے کسی غیرمسلم سے تعلقات نہیں ہیں، اس لئے میرے لئے اس سے قرض لینا اور پھر تنخواہ اس کی ادائیگی میں دینا بھی ممکن نہیں ہے۔ آپ ہی اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔ میں نے اپنی اس تکلیف کا علاج بھی مختلف حکیموں، ڈاکٹروں اور رُوحانی علاج بھی کروایا ہے، لیکن ابھی تک افاقہ نہیں ہوا ہے۔

ج…… اپنے کو گنہگار سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں اور یہ دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے رزقِ حلال کا راستہ کھول دیں اور حرام سے بچالیں۔

## جس کی نوّے فیصد رقم سود کی ہو، وہ اب توبہ کس طرح کرے؟

س…… ایک صاحب تمام عمر بینک کی ملازمت کرتے رہے اور جو آمدنی ان کو ہوتی تھی اس میں سود کی ملاوٹ ہوتی تھی اور وہ آمدنی خود اور اسے اہل و عیال پر خرچ کرتے رہے۔ اب ریٹائر ہوگئے ہیں اور انہوں نے سودخوری اپنا پیشہ بنالیا ہے، اب صرف سود پر ان کا گزارہ ہے، اگر خدا کرے اس سودخوری سے وہ توبہ کرلیں تو اس وقت جو ان کے پاس سرمایہ ہے، اس کا کیا کریں؟ کیا توبہ کے بعد وہ سرمایہ حلال ہوسکتا ہے؟ ۹۰ فیصد ان کا سرمایہ بطور سود کے بینکوں سے کمایا ہوا ہے۔

ج…… توبہ سے حرام روپیہ تو حلال نہیں ہوتا، حرام روپے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا مالک موجود ہو تو اس کو واپس کردے، اور اگر ناجائز طریقے سے کمایا ہو تو بغیر نیتِ صدقہ کے کسی محتاج کو دے دے، اور اگر اس کے پاس ناپاک روپے کے سوا کوئی چیز اس کے اور اس کے اہل و عیال کے خرچ کے لئے نہ ہو تو اس کی یہ تدبیر کرے کہ کسی غیرمسلم سے قرضہ لے کر اس کو استعمال کرے اور یہ ناجائز روپیہ قرض میں ادا کرے۔ قرضے میں لی ہوئی رقم اس کے لئے حلال ہوگی، اگرچہ ناجائز رقم سے قرض ادا کرنے کا گناہ ہوگا۔

## بینک میں ملازم ماموں کے گھر کھانا اور تحفہ لینا

س…… میرے ماموں بینک میں ملازمت کرتے ہیں، جو کہ ایک سودی ادارہ ہے، تو کیا ہم ان کے گھر کھانا کھاسکتے ہیں؟ اور اگر وہ تحفے وغیرہ دیں تو وہ استعمال کرسکتے ہیں؟ جبکہ ان کی کمائی ناجائز اور حرام کی ہے۔ ان کے گھر کھانے سے ہماری نماز، روزہ قبول ہوگا یا نہیں؟

ج…… بینک کی تنخواہ حلال نہیں، ان کے گھر کھانے سے پرہیز کیا جائے، اور جو کھالیا ہو اس پر اِستغفار کیا جائے۔ وہ کوئی تحفہ وغیرہ دیں تو کسی محتاج کو دے دیا جائے۔

## بینک میں ملازم عزیز کے گھر کھانے سے بچنے کی کوشش کریں

س…… میرے عزیز بینک میں ملازم ہیں، ان کے گھر جب جانا ہوتا ہے تو ان کے ہاں چائے وغیرہ پینا کیسا ہے؟ اگرچہ میں دِل سے اچھا نہیں سمجھتا مگر قریبی سسرالی رشتہ دار ہونے کے ناتے جاکر نہ کھانا شاید عجیب لگے۔

ج…… کوشش بچنے کی کی جائے، اور اگر آدمی مبتلا ہوجائے تو اِستغفار سے تدارک کیا جائے، اگر ممکن ہو تو اس عزیز کو بھی سمجھایا جائے کہ وہ بینک کی تنخواہ گھر میں نہ لایا کریں بلکہ ہر مہینے کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر میں خرچ دے دیا کریں اور بینک کی تنخواہ سے قرض ادا کردیا کریں۔

# بیمہ کمپنی، انشورنس وغیرہ

## بیمہ اور انشورنس کا شرعی حکم

س…… بیمہ اور انشورنس، اسلامی اُصولوں کے لحاظ سے کیسا ہے؟ بعض دفعہ درآمدات کے لئے بیمہ ضروری ہوتا ہے، کیونکہ جہاز کے ڈُوبنے اور آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے، اور ایسی صورت میں وہ شخص بیمہ، انشورنس کمپنی پر کلیم (دعویٰ) کرکے کل مالیت وصول کرسکتا ہے، ایسی صورتوں میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج…… بیمہ کی جو موجودہ صورتیں رائج ہیں، وہ شرعی نقطۂ نظر سے صحیح نہیں، بلکہ قمار اور جوا کی ترقی یافتہ شکلیں ہیں۔ اس لئے اپنے اختیار سے بیمہ کرانا تو جائز نہیں، اور اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے بیمہ کرانا پڑے تو اپنی ادا کردہ رقم سے زیادہ وصول کرنا دُرست نہیں۔ چونکہ بیمہ کا کاروبار دُرست نہیں، اس لئے بیمہ کمپنی میں ملازمت بھی صحیح نہیں۔

## انشورنس کمپنی کی ملازمت کرنا

س…… میں ایک انشورنس کمپنی میں کام کرتا ہوں، اور یہاں آنے سے پہلے مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ انشورنس میں کام کرنا دُرست نہیں ہے، اور میں اس وقت صرف لائف انشورنس ہی کو غلط سمجھتا رہا۔ میں اس نوکری میں ۱۹۸۵ء سے لگا ہوں۔ ہماری انشورنس کمپنی براہِ راست لائف پالیسی جاری نہیں کرتی بلکہ اس کا تعلق اسٹیٹ لائف سے ہے، یہ کمپنی لائف کے علاوہ اور تمام رِسک لیتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اس کو چاہتا ہوں کہ آج ہی چھوڑ دُوں، لیکن پیچھے گھر کو بھی دیکھتا ہوں کہ میرے والد صاحب خود سرکاری آفیسر تھے ریٹائر ہوچکے ہیں اور والد صاحب کی پنشن آتی ہے۔

ج…… آپ فوری طور پر تو ملازمت نہ چھوڑیں، البتہ کسی جائز ذریعۂ معاش کی تلاش میں

رہیں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرتے رہیں کہ اس سود کی لعنت سے نجات عطا فرمائیں۔ جب کوئی جائز ذریعۂ معاش میسر آجائے تو چھوڑ دیں، اس وقت تک اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہوئے اِستغفار کرتے رہیں۔ اور اگر کوئی صورت ہوسکے کہ آپ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر کے خرچ کے لئے دے دیا کریں اور تنخواہ کی رقم سے اس کا قرض ادا کردیا کریں تو یہ صورت اختیار کرنی چاہئے۔

س……ضروری بات یہ ہے کہ کمپنی سے دو وقت چائے ملتی ہے، وہ پینا کیسا ہے؟

ج……نہ پیا کریں۔

## کیا انشورنس کا کاروبار جائز ہے؟

س…… ہمارے ہاں انشورنس کا کاروبار ہوتا ہے، کیا شرعی لحاظ سے یہ جائز ہے؟ میری نظر میں اس لئے دُرست ہے کہ اگر آپ ایک مکان کی انشورنس کرائیں، اگر مکان کو آگ لگ جائے تو رقم مل جاتی ہے، اگر آگ نہ لگے تو اداشدہ رقم ضائع ہوجاتی ہے، اس لئے اس میں چونکہ نفع ونقصان دونوں شامل ہیں، اس لئے جائز معلوم ہوتی ہے۔ البتہ زندگی کی پالیسی سے اگر انسان کی موت یا حادثہ واقع نہ ہوجائے تو کسی وقت وہ رقم ڈبل ہوجاتی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ اسکیم عمدہ نہیں کہ انسان کو تحفظ مل سکتا ہے؟ اگر کوئی مرد یا عورت بے سہارا ہے اور آخری عمر کی وجہ سے انشورنس کرواتا ہے تو کیا یہ اچھا نہ ہوگا؟ بس ایک تحفظ سا مل جاتا ہے۔ بہرحال آپ کے فتویٰ کا انتظار ہوگا، اہمیت جناب کے فتویٰ کی ہوگی۔

ج……انشورنس کی جو صورتیں آپ نے لکھی ہیں، وہ صحیح نہیں۔ یہ معاملہ قمار اور سود دونوں سے مرکب ہے۔ رہا آپ کا یہ ارشاد کہ: ”اس سے انسانوں کو تحفظ مل جاتا ہے“ اس کا جواب قرآنِ کریم میں دیا جاچکا ہے:

”قُلْ فِيهِمَآ اِثْمٌ كَبِيرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا.“

ترجمہ:……”آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے)

فائدے بھی ہیں، اور (وہ) گناہ کی باتیں ان فائدوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

## میڈیکل انشورنس کی ایک جائز صورت

س......میڈیکل انشورنس یہاں پر کچھ اس طرح سے شروع ہوئی کہ کسی آفس کے چند لوگ باری باری بیمار ہوئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی مالی حالت ابتر ہوگئی۔ اس کے بعد ایک شخص اتنا بیمار ہوا کہ اس کے پاس علاج کے پیسے بھی نہ تھے، اس پر اس کے قریبی دوست واحباب نے کچھ رقم جمع کی جس کی وجہ سے اس کا علاج ہوسکا۔ اس طرح سے اس کے دوست واحباب نے جو کہ ساتھ ملازم تھے، باقاعدہ ایک فنڈ قائم کیا کہ ہر شخص ہر تنخواہ پر چند روپے فنڈ میں جمع کروائے اور پھر بوقتِ ضرورت ہر ممبر کے علاج کے موقع پر اسے مالی امداد مہیا کرے اس سے ممبر لوگوں کو بیماری کے وقت علاج کے لئے فنڈ سے پیسے مل جاتے تھے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ باہر کے لوگ بھی اس فنڈ میں پیسے جمع کروانے لگے، اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اُٹھانے لگے، اور آج پورے امریکہ میں یہ رواج یا انشورنس عام ہے، اور بڑے بڑے لوگ بغیر تنخواہ کے اس کاروبار کو چلا رہے ہیں۔ یہ ہے میڈیکل انشورنس، تجارتی طور پر کوئی اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ اگر فنڈ میں سے زیادہ بیمار ممبروں پر صَرف ہوتا ہے تو تمام ممبروں کے لئے فیس بڑھا دیتے ہیں، اور اگر کم ہوتا ہے تو فیس کم کردیتے ہیں، اگر یہ صورت ناجائز ہے تو اس کا بدل کیا ہوسکتا ہے؟

ج......میڈیکل انشورنس کی جو تفصیل سوال میں بیان کی گئی ہے، چونکہ اس کے کسی مرحلے میں سود یا قمار نہیں، اور بھی کوئی چیز خلافِ شریعت نہیں، اس لئے امدادِ باہمی کی یہ صورت بلاکراہت جائز بلکہ مستحب ہے۔ علمائے کرام کی طرف سے انشورنس اور امدادِ باہمی کی جو جائز صورتیں مختلف مواقع پر تجویز کی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان ملکوں میں اس طرف توجہ نہ دی گئی۔ کاش! ان کو بھی توفیق ہو کہ وہ انشورنس کی رائج الوقت حرام صورتوں کو چھوڑ کر جائز صورتیں اختیار کرلیں، واللہ اعلم!

## بیمہ کمپنی میں بطور ایجنٹ کمیشن لینا

س...... ایک بیمہ کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ کوئی بھی شخص اگر اس کے ایجنٹ کے طور پر کام کرے گا تو اسے مناسب کمیشن دیا جائے گا۔ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا یہ کمیشن لینا جائز ہوگا؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ آج کل تین قسطوں پر مشتمل ایک بیمہ پالیسی چل رہی ہے جس میں پالیسی ہولڈر بیمہ کی مدّت کے اختتام پر اپنی ادا شدہ رقم کی دُگنی رقم وصول کرسکتا ہے، آپ وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ رقم جائز ہوگی؟

ج...... بیمہ کمپنیوں کا موجودہ نظام سود پر چلتا ہے، اور سود میں سے کمیشن لینا کیسا ہوگا؟ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح دُگنی رقم میں بھی برابر کا سود شامل ہے۔

## دس ہزار روپے والی بیمہ اسکیم کا شرعی حکم

س...... حکومت نے حال ہی میں ۱۰ ہزار روپے کی جس بیمہ اسکیم کا اعلان کیا ہے اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ یہ اَمر ملحوظِ خاطر رہے کہ اس اسکیم کے تحت مرحوم نے اسٹیٹ لائف سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں کیا ہوتا ہے اور اسی لئے وہ قسطیں بھی نہیں ادا کرتا، یعنی اس نے اپنی زندگی کا سودا پہلے سے نہیں کیا ہوتا، مرحوم کے لواحقین اگر یہ رقم لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں، اگر نہ لینا چاہیں تو ان کی مرضی۔

ج...... یہ تو حکومت کی طرف سے امدادی اسکیم ہے، اس کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہے...؟

## اگر بیمہ گورنمنٹ کی مجبوری سے کروائے تو کیا حکم ہے؟

س...... اگر بیمہ حکومت کی طرف سے لازمی قرار دیا جائے، تو کیا رَدِّ عمل اختیار کیا جائے؟

ج...... بیمہ، سود و قمار کی ایک شکل ہے، اختیاری حالت میں کرانا ناجائز ہے، لازمی ہونے کی صورت میں قانونی طور سے جس قدر کم سے کم مقدار بیمہ کرانے کی گنجائش ہو، اسی پر اکتفا کیا جائے۔

## بیمہ کیوں حرام ہے؟ جبکہ متوفی کی اولاد کی پرورِش کا ذریعہ ہے

س...... بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ایک غریب آدمی یا کوئی اور اپنا بیمہ کرواتا ہے تو اگر



فہرست

اس کی موت واقع ہوجائے اور اس کی اولاد کی پرورِش کے لئے کوئی نہ ہو تو اسے بیمہ کی رقم مل جائے، جس سے وہ اپنے گھرانے کی پرورِش کرسکے۔

ج…… بیمہ کا موجودہ نظام سود پر مبنی ہے، اس لئے یہ جائز نہیں، اور اس کے پسماندگان کو جو رقم ملے گی وہ بھی حلال نہیں۔

# جوا

## تاش کھیلنا اور اس کی شرط کا پیسہ کھانا

س…… مسلمان کے لئے تاش کھیلنا کیسا ہے؟ نیز یہ کہ اگر تاش میں جیتی ہوئی رقم استعمال کی جاتی ہے تو اس گھر میں کھانا پینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… تاش کھیلنا حرام ہے، اور اس پر شرط لگانا جوا ہے، اس سے جیتی ہوئی رقم مردار کھانے کے حکم میں ہے۔

## شرط رکھ کر کھیلنا جوا ہے

س…… یہاں کراچی میں خاص طور پر اکثر ہوٹلوں میں کیرم کلب چل رہے ہیں، وہاں پر کھیلنے والے حضرات بوتل کی شرط یا چائے کی شرط رکھ کر گیم کھیلتے ہیں۔ تو کیا یہ کیرم کھیلنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج…… شرط رکھ کر کھیلنا جوا ہے، اور "جوا" حرام ہے۔

## مرغوں کو لڑانا اور اس پر شرط لگانا

س…… اکثر لوگوں نے زمانۂ جاہلیت کی بہت سی فرسودہ رسمیں اب تک اپنائی ہوئی ہیں، انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرغوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے، یہاں تک کہ مرغے ایک دُوسرے کو لہولہان کرکے ہار جیت کا فیصلہ کردیتے ہیں۔ اس کے علاوہ رِکشوں اور دُوسری گاڑیوں کی ریس لگائی جاتی ہے، صرف یہی نہیں بلکہ مرغے لڑانے والے بازیگر اور رِکشوں


فہرست

کی ریس دوڑانے والے شعبدہ باز ہزاروں روپے کی شرطیں بھی لگاتے ہیں، جس کا مرغا لڑائی میں یا رِکشا ریس میں ہار جائے اسے اور بھی بہت کچھ ہارنا پڑتا ہے۔ کیا اسلامی معاشرے میں ان حرکتوں کو برقرار رکھنا جائز ہے؟

ج...... شرعاً ایسا مقابلہ ناجائز ہے اور اس سے ملنے والی رقم جوئے کی رقم ہے اور حرام ہے۔

## ذہنی یا علمی مقابلے کی اسکیموں کی شرعی حیثیت

س...... کسی قسم کے ذہنی یا علمی یا تعلیمی مقابلے کے ضمن میں بنیادی طور پر مقابلے کے حل کے ساتھ بلاواسطہ رقم (بصورت منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر) وصول کی جاتی ہے۔ جیسے: ''جنگ پزل، مشرق انعامی پزل، نوائے وقت انعامی پزل'' وغیرہ۔ یعنی ہر اُمیدوار اوّلاً اس مقابلے کے حل کے ساتھ رقم خرچ کرتا ہے، بعد ازاں مقابلے کے حل میں قرعہ اندازی کی جاتی ہے اور عمرے کا ٹکٹ یا دیگر نقد انعامات وغیرہ دیئے جاتے ہیں، لہٰذا مفصل جواب دیں کہ اس صورتِ حال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... یہ صورت غائبانہ جوا کی ایک قسم ہے اور سود بھی ہے۔ جو رقم فیس داخلہ وغیرہ ساتھ دی جاتی ہے وہ زیادہ کی خواہش اور زیادہ لینے کے لئے دی جاتی ہے، اس لئے سود ہوا، اور ملنا نہ ملنا غیریقینی، اس لئے جوا ہوا۔ سود اور جوا دونوں حرام ہیں۔ زیادہ ملنے کی صورت نقد کی ہو یا ٹکٹ کی شکل میں، دونوں حرام ہیں۔ ان اسکیموں کا اصل مقصد زائد رقم کا لالچ ہوتا ہے، ذہنی و علمی اضافہ مقصد نہیں ہوتا، اس طرح جوئے کی عادت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے، یہ ایک ''شریفانہ جوا'' ہے، واللہ اعلم!

## جوئے کے بارے میں ایک حدیث کی تحقیق

س...... ایک عرصہ ہوا میں نے ایک حدیث ان الفاظ میں سنی تھی کہ: ''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: جس نے جوا کھیلا، گویا اس نے میرے خون میں ہاتھ رنگے۔'' میں اس حدیث کو ضرورت کے وقت اکثر لوگوں سے کہتا رہا، اب تقریباً چالیس سال بعد کسی کے توجہ دِلانے سے یہ احساس ہوا کہ آیا یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے بھی یا نہیں؟ میں نے اس کی جستجو کی، لیکن ابھی تک میری نظر سے یہ حدیث نہیں گزری۔ اس سے مجھے تشویش ہے کہ

کہیں میں نے یہ حدیث غلط تو بیان نہیں کی۔ لہٰذا یہ فرمائیے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غلط؟ اگر ہے تو کن الفاظ میں اور کس کتاب میں ہے؟ تاکہ ذہنی تردّد دُور ہو، اللہ آپ کو جزائے خیر دے گا۔

ج…… آپ نے حدیث جن الفاظ میں نقل کی ہے، وہ تو کہیں نظر سے نہیں گزری، البتہ صحیح مسلم میں حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"عن بریدة رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: من لعب بالنردشیر فکأنما صبغ یده فی لحم خنزیر ودمه." (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص:۳۸۶)

ترجمہ:…… "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا تو یہ ایسا ہے گویا اس نے خنزیر کے گوشت اور خون میں ہاتھ رنگے۔"

اور مسندِ احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نرد کھیلے اور پھر اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کرے، پھر اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔"

(تفسیر ابنِ کثیر ج:۲ ص:۹۲)

"عن علی رضی الله عنه أنه کان یقول: الشطرنج هو میسر الأعاجم." (مشکوٰۃ ص:۳۸۷)

ترجمہ:…… "حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔"

"عن ابن شهاب أن أبا موسی الأشعری رضی الله عنه قال: لا یلعب بالشطرنج الا خاطی." (مشکوٰۃ ص:۳۸۷)

ترجمہ:…… "حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد

ہے کہ: شطرنج کا کھیل صرف نافرمان خطا کار ہی کھیل سکتا ہے۔“

## قرعہ اندازی کے ذریعہ دُوسرے سے کھانا پینا

س…… ہم پانچ چھ دوست ہیں جو کہ رات کو روزانہ ایک ہوٹل میں جمع ہوتے ہیں اور پھر آپس میں قرعہ اندازی کرتے ہیں، جس کا نام نکلتا ہے وہی کھلاتا پلاتا ہے، اس میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی صاحب کا نام ہفتے میں چار مرتبہ بھی آتا ہے، کسی کا دو مرتبہ اور کسی کا آتا ہی نہیں۔ تو اس بارے میں شرعی اَحکام کیا ہیں؟

ج…… یہ قرعہ اندازی جائز نہیں، البتہ اگر یہ صورت ہو کہ جس کا نام ایک بار نکل آئے، آئندہ اس کا نام قرعہ اندازی میں شامل نہ کیا جائے یہاں تک کہ تمام رُفقاء کی باری پوری ہو جائے تو جائز ہے۔

## قرعہ ڈال کر ایک دُوسرے سے کھانا پینا

س…… چند آدمی مل کر یہ طے کرتے ہیں کہ ہم پرچی ڈالیں گے، جس کا نام نکلے گا وہ دُوسرے سارے آدمیوں کو چائے یا مٹھائی کھلائے۔ بھلے اس کا نام روزانہ نکلے اسے ضرور کھلانی پڑے گی۔ ہم نے اس بات سے ان کو منع کیا، یہ جائز نہیں کہ ایک آدمی پر روزانہ بوجھ پڑے، جس آدمی کا نام ایک دن نکل آئے، دُوسرے دن اس کا نام پرچیوں میں نہ رکھا جائے۔

ج…… یہ جو طے کیا ہے کہ جس کا نام نکلا کرے، وہ چائے پلائے، یہ تو صریح جوا ہے، یہ جائز نہیں۔ اور آپ نے جو صورت تجویز کی ہے، وہ دُرست ہے۔

# پرائز بونڈ، بیسی اور اِنعامی اسکیمیں

## پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت

س…… پراویڈنٹ فنڈ کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

ج…… مفتی محمد شفیعؒ کا فتویٰ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ لینا جائز ہے۔

## بیوہ کو شوہر کی میراث قومی بچت کی اسکیم میں جمع کروانا جائز نہیں

س……ایک شخص اپنے پیچھے ایک بیوہ اور دو بچے چھوڑ کر اس دارِفانی سے رُخصت ہوگیا۔ اب اس کی بیوی دُوسری شادی کرنا نہیں چاہتی اور شوہر کی چھوڑی ہوئی رقم کو قومی بچت یا کسی اور منافع بخش اسکیم میں لگانا چاہتی ہے، اور اس کے منافع سے (جو دُوسرے معنوں میں سود کہلاتا ہے) اپنی اور اپنے بچوں کی گزر اوقات کرنا چاہتی ہے، کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ جبکہ اسلام میں سود حرام ہے، یہاں تک کہ وہ بدن جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام روزی سے پرورِش کیا گیا ہو۔

ج…… بیوہ کا اس کے شوہر کے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے، باقی سات حصے اس کے بچوں کے ہیں، سود کی آمدنی حرام ہے، اس روپے کو کسی جائز تجارت میں لگانا چاہئے۔

## انٹرپرائز زاِداروں کی اسکیموں کی شرعی حیثیت

س……انٹرپرائز زاِداروں کی اسکیموں کے متعلق یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تمام ممبروں سے قسط وار رقم وصول کرتے ہیں اور ہر مہینے قرعہ اندازی ہوتی ہے، جس کا نام نکلتا ہے اسے موٹرسائیکل کار وغیرہ دے دیتے ہیں اور باقی رقم نہیں لیتے، کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ اور وہ چیز اس کے لئے حلال ہے یا نہیں؟ اور باقی ممبر ہر مہینے قسط جمع کراتے رہتے ہیں، ایک آدمی کو تو

ایک قسط پر موٹر سائیکل یا کار مل جاتی ہے اور باقیوں کو آخر تک قسط دینی پڑتی ہے، اس کا جواب عنایت فرمائیں کیا یہ اسکیم جائز ہے یا نہیں؟

ج…… یہ صورت ناجائز اور لاٹری قسم کی ہے۔

## ہلالِ احمر کی لاٹری اسکیم جوئے کی ایک شکل ہے

س…… دُوسرے ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی ایک ادارہ کام کر رہا ہے ''ہلالِ احمر'' کے نام سے، جو دُکھی انسانیت کے نام پر تین روپے فی ٹکٹ کے حساب سے انعامی ٹکٹ فروخت کرتا ہے، ان ٹکٹوں کی قرعہ اندازی کا وہی سسٹم ہے جو کہ انعامی بونڈز کا ہوتا ہے، اس ادارے کی جانب سے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ اس ادارے کی جانب سے دُکھی انسانیت کی جو خدمت کی جاتی ہے کیا وہ جائز ہے؟ کیونکہ جس رقم سے وہ یہ نیک کام انجام دیتے ہیں، وہ رقم ان ٹکٹوں سے حاصل کی جاتی ہے، جو لوگوں کو انعام کا لالچ دے کر فروخت کئے جاتے ہیں۔ نیز اگر اس ٹکٹ کے خریدنے کے بعد کسی شخص کا انعام نکل آئے تو کیا وہ حلال اور جائز ہوگا یا حرام؟ اکثر ریڈیو پر اس ادارے کی جانب سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہلالِ احمر کے تین روپے والے انعامی ٹکٹ خرید کر دُکھی انسانیت کی خدمت میں حصہ لیں اور لاکھوں روپے کے انعامات حاصل کریں۔

یہ بتائیں کہ آیا اس طرح سے دُکھی انسانیت کی خدمت کی جاسکتی ہے؟ اور اگر ہم یہ ٹکٹ خرید لیں تو کیا ہم کو ثواب ملے گا؟ جبکہ یہ ٹکٹ صرف انعام کے لالچ میں خریدے جاتے ہیں۔ پھر اسی ٹکٹ کے خریدنے سے ثواب کا کیا تعلق؟ اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ ہمارے دِل میں انعام کا بالکل لالچ نہیں ہے تو کیا اس ٹکٹ کے خریدنے سے ثواب ملے گا؟ میرے خیال میں تو دُکھی انسانیت کی خدمت اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ جو لوگ یہ ٹکٹ خریدتے ہیں وہ بجائے ٹکٹ خریدنے کے ہلالِ احمر کے فنڈ میں بھی رقم دے کر ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔ اور یہ ادارہ لاکھوں روپے کے انعامات ہر ماہ تقسیم کرتا ہے، یہ لاکھوں روپے کی



فہرست

رقم بھی دُکھی انسانیت کی خدمت میں صَرف کی جاسکتی ہے۔ برائے مہربانی اس مسئلے کا حل بتاکر میری اُلجھن دُور فرمائیں۔

ج…… ہلالِ احمر کا ادارہ تو بہت ضروری ہے، اور خدمتِ خلق بھی کارِثواب ہے، مگر روپیہ جمع کرنے کا جو طریقہ آپ نے لکھا ہے، یہ جوئے کی ایک شکل ہے جو شرعاً جائز نہیں۔

## ہر ماہ سو روپے جمع کرکے پانچ ہزار لینے کی پتی اسکیم جائز نہیں

س…… ایک شخص تقریباً بیس سال سے حیدرآباد کے ایک علاقے میں رہائش پذیر ہے، نہایت ہی شریف اور بااخلاق آدمی ہے، لوگوں میں انہیں عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہیں، تعلیم یافتہ ہیں، حسب ونسب میں اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، لباس اور شکل وصورت میں باشرع ہیں، روزے نماز کے پابند ہیں، اپنے محلے کی جامع مسجد میں اکثر و بیشتر دِینی جلسوں سے بھی خطاب کرتے رہتے ہیں، اور کبھی کبھی اِمام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز اور جمعہ کے دن تقریریا اِمامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ بعض مرتبہ دُوسرے محلے اور علاقے کی جامع مسجدوں میں بھی ان کے اِماموں کی عدم موجودگی میں نمازِ جمعہ پڑھانے اور تقاریر کرنے کے لئے انہیں مدعو کیا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی مدد آپ کے جذبے کے تحت ایک گھریلو پتی اسکیم جاری کی ہے، جس کے وہ خود نگرانِ اعلیٰ اور رقم کے ضامن ہیں۔ اس اسکیم میں ڈھائی سو ممبران ہیں، یہ اسکیم ۱۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار کی ہے، اور اس کی مدّت پچاس ماہ ہے ۱۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۵,۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۱۰,۰۰۰ روپے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔ پچاس ماہ کی مدّت کے بعد قرعہ اندازی سے باقی رہنے والے ممبران کو ان کی جمع شدہ تمام رقم یعنی ۱۰۰ روپے والوں کو ۵,۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے والے کو ۱۰,۰۰۰ روپے یکمشت ادا کردیئے جائیں گے۔ کیونکہ پچاس ماہ میں ان کی یہی رقم جمع ہوگی۔ البتہ ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ جو نام نکالا جاتا ہے اس ممبر کو یکمشت ۵,۰۰۰ روپے یا ۱۰,۰۰۰ روپے کی رقم بطور امداد اَدا کردی جاتی ہے اور اس کے ذمہ جو باقی اقساط رہ جاتی ہے

وہ وصول نہیں کی جاتیں۔ اس کی بقایا اقساط کی ادائیگی کی ذمہ داری پتی کے نگرانِ اعلیٰ پر ہوتی ہے، کیونکہ ہر ماہ ممبر کو رقم ادا کرنے کے بعد جو رقم باقی بچتی ہے، اس کے لئے ممبران نے ان کو یہ حق دیا ہے کہ ان کی اس رقم سے نگرانِ اعلیٰ پچاس ماہ تک جو چاہیں کاروبار کریں، لیکن پچاس ماہ کی مدّت کے بعد باقی تمام ممبران کو مقرّرہ وقت پر ان کی تمام جمع شدہ رقم بغیر کسی نفع یا نقصان پر واپس کرنا ہوگی۔ لہٰذا نگرانِ اعلیٰ شرعی طریقے پر کاروبار کرتے ہیں، اور اس کاروبار کے نفع و نقصان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ نگرانِ اعلیٰ نہ تو اس جمع شدہ رقم کو بینک میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سودی کاروبار میں یہ رقم لگاتے ہیں، یہ بات انہوں نے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اور گواہ بناتے ہوئے قسم کھا کر ہم سے کہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ صرف اپنی مدد آپ کے تحت ایک اسکیم ہے، اس میں کوئی سودی لین دین نہیں ہے، بلکہ اکثر وہ اس رقم سے بعض ضرورت مندوں کو قرضِ حسنہ بھی دیتے رہتے ہیں۔ مذکورہ شخص نے یہ گھریلو پتی اسکیم اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا کرنے اور ان میں بچت کی عادت ڈالنے کے لے شروع کی ہے، اس سے ان کا مقصد کسی قسم کی ناجائز دولت کا حصول نہیں ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں کیا اس نیک اور دِین دار شخص کو اِمام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز یا جمعہ کی نماز یا خطبہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نمازیں اس شخص کے پیچھے ہوں گی یا نہیں؟

ج…… گھریلو پتی اسکیم کا جو طریقۂ کار سوال میں لکھا گیا ہے، یہ شرعاً جوا ہے۔ اس اسکیم میں شرکت حرام ہے اور جس شخص کو ۱۰۰ روپے کے بدلے ۵,۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے کے بدلے ۱۰,۰۰۰ روپے ملیں گے، وہ زائد رقم اس کے لئے حرام ہے۔

نوٹ:…… جس نیک شخص نے یہ اسکیم جاری کی ہے، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، ورنہ ان صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

## پری پیمنٹ اسکیم کی شرعی حیثیت

س…… ان دو اسکیموں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

پہلی اسکیم جو تقریباً ۲۵۰ سے ۳۰۰ ممبران پر مشتمل ہوتی ہے، ہر ممبر ۳۰۰ روپے

ماہوار دیتا ہے، ہر مہینے قرعہ اندازی ہوتی ہے، قرعہ میں جس کا نام نکل آتا ہے اس کو مبلغ ۱۵,۰۰۰ روپے یا اس کی مالیت کے برابر دُوسری چیز دی جاتی ہے، اور اس سے باقی قسطیں بھی نہیں لی جاتیں۔

دُوسری اسکیم ۱۰۰ ممبران پر مشتمل ہے، اور ہر ماہ ایک ممبر ۱۰۰ روپے دیتا ہے، ہر مہینے قرعہ میں نام نکل آنے کی صورت میں تین ہزار روپے کے زیورات اس کو دیئے جاتے ہیں اور اس سے باقی قسطیں نہیں لی جاتیں۔ اس کے علاوہ ہر مہینے چند اشخاص کو اضافی انعام بھی قرعہ اندازی کے ذریعہ دیئے جاتے ہیں۔ پہلی اسکیم کی مدّتِ تکمیل ۵۰ ماہ، اور دُوسری اسکیم کی مدّتِ تکمیل ۳۰ ماہ ہے۔ اسکیم نمبر ۱ اور اسکیم نمبر ۲ کے قواعد وضوابط اور شرائط کے دونوں پرچے منسلک ہیں۔

ج…… دونوں اسکیمیں سود کی ایک شکل ہیں، اس لئے کہ ہر دو اسکیموں میں سب سے اہم شرط یہ ہے کہ جس ممبر کا بھی نام نکل آیا اس سے بقیہ اقساط نہیں لی جائیں گی، اور نام نکلنے پر اسے ایک مقرّرہ رقم یا اس کے مساوی چیز دی جائے گی۔ دُوسری جانب یہ کہ رقم جمع کرانے کا مقصد اور ارادہ زیادہ رقم حاصل کرنا ہوتا ہے اور اسکیم نکالنے والے کی تحریک بھی یہی ہوتی ہے کہ ہر ممبر قرعہ اندازی میں حصہ لے کر نام نکلنے پر زائد رقم حاصل کرے، اس وجہ سے اس میں جوا اور سود دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں، جو کہ حرام ہیں، ناجائز ہیں اور اس میں تعاون بھی گناہ ہے۔

نیز اسکیم نمبر ۱ کی آٹھویں شرط کے مطابق جو ممبر اسکیم جاری نہ رکھ سکے اس کی جمع شدہ رقم سے ۱۰ فیصد کاٹ لینا یہ بھی ناجائز ہے، جبکہ اس کی پوری کی پوری جمع شدہ رقم واپس ہونی چاہئے۔

نیز اسکیم نمبر ۲ میں ۳۰۰ روپے ماہوار کے مقابلے میں قرعہ اندازی میں نام نکل آنے والے ممبر کو جہاں ۱۵,۰۰۰ روپے لینے کا اختیار ہے، وہاں اس کو ۷ تولہ سونا لینے کا بھی اختیار ہے، اگر وہ سونا لے تو یہ اس اعتبار سے ناجائز ہے کہ جب سونا یا چاندی روپے پیسے

کے مقابلے میں فروخت کئے جائیں تو اس میں قبضہ ایک ہی مجلس میں فوری طور پر ہونا چاہئے، یعنی اِدھر پیسے لئے اور اُدھر سونا دیا، جبکہ اس صورت میں ممبر نے رقم ایک ماہ قبل دی تھی اور اس کو ۷ تولہ سونا اب دیا جارہا ہے، چنانچہ یہ بیع اُدھار پر ہوئی اور سونا چاندی میں اُدھار کی بیع ناجائز ہے۔

مندرجہ بالا اُمور کے پیشِ نظر صورتِ مسئولہ میں مذکورہ دونوں اسکیمیں شریعت کی رُو سے ناجائز ہیں، لہٰذا ان اسکیموں میں رقم لگانا بھی ناجائز ہے۔

## بچت سرٹیفکیٹ اور یونٹ وغیرہ کی شرعی حیثیت

س...... حکومت کی طرف سے مختلف قسم کے بچت سرٹیفکیٹ اور یونٹ وغیرہ جاری کردہ ہیں، جو کہ ۶ سال کے بعد دُگنے اور ۱۰ سال کے بعد تین گنا قیمت کے ہوجاتے ہیں، اس کی یہ رقم سود شمار ہوگی یا منافع؟

ج...... رقم پر مقرّرشدہ منافع شرعاً سود ہے، اور حکومت بھی اس کو سود ہی سمجھتی ہے۔

## انجمن کے ممبر کو قرضِ حسنہ دے کر اس سے ۲۵ روپے فی ہزار منافع وصول کرنا

س...... ہم نے فلاحی کاموں کے لئے ایک انجمن تشکیل دی ہے، اور حسبِ ضرورت ایک ممبر کو ہم کچھ رقم قرضِ حسنہ دیتے ہیں، لیکن ہم فی ہزار روپیہ پر ۲۵ روپے منافع انجمنِ ہٰذا کے لئے ماہانہ وصول کرتے ہیں۔ اب مشترکہ انجمن میں جس آدمی کو یہ رقم دی جاتی ہے، وہ آدمی اس انجمن کا ممبر ہے۔ آپ یہ وضاحت کیجئے کہ فی ہزار ۲۵ روپے ماہانہ جو وصول کرتے ہیں، آیا یہ سود ہے؟ یا جائز منافع؟

ج...... خالص سود ہے۔

## ممبروں کا اقساط جمع کرواکر قرعہ اندازی سے انعام وصول کرنا

س...... ایک کمپنی اپنے مقرّرکردہ ممبروں سے ہر ماہ اقساط وصول کرکے قرعہ اندازی کے

ذریعہ ایک مقرّرکردہ چیز دیتی ہے، جس ممبر کا نام نکل جاتا ہے، وہ اپنی چیز وصول کرنے کے بعد قسط جمع کرانے سے بَری ہوجاتا ہے۔ مقرّرہ مدّت تک کچھ ممبر باقی رہ جاتے ہیں، تو کمپنی انہیں مع انعامات ان کی جمع شدہ رقم واپس کردیتی ہے۔ اس صورت میں شراکت جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کوئی ممبر وہ شراکت درمیان میں ختم کرنا چاہے تو کمپنی اس ممبر کی جمع شدہ رقم سے آدھی رقم اپنے پاس رکھتی ہے اور آدھی ممبر کو واپس کرتی ہے۔ اس صورت میں ممبر کو کیا کرنا چاہئے؟ جبکہ اس کی آدھی رقم غبن ہورہی ہے؟

ج…… یہ معاملہ بھی جوئے اور سود کی ایک شکل ہے، اس لئے جائز نہیں۔ اور مطالبے پر کمپنی کا آدھی رقم خود رکھ لینا بھی ناجائز ہے۔ افسوس ہے کہ بہت سے لوگوں نے ایسے دھندے شروع کر رکھے ہیں، مگر نہ حکومت ان پر پابندی لگاتی ہے، نہ عوام یہ دیکھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط…!

## یہ کمیٹی ڈالنا جائز ہے

س…… جو لوگ کمیٹی کے نام پر دس آدمی ۳۲ روپیہ فی کس جمع کرتے ہیں، مہینے کے بعد قرعہ اندازی کرکے ممبران میں سے جس کا نام نکل آئے تو مبلغ ۶,۰۰۰ روپے دے دیتے ہیں، جبکہ اس کی جمع شدہ رقم ۹۶۰ روپے ہوتی ہے، کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ جس ممبر کی کمیٹی نکل آئے وہ ۳۲ روپے یومیہ بھی دیتا رہتا ہے اس وقت تک جب تک ۶,۰۰۰ روپے پورے نہیں ہوتے۔

ج…… یہ کمیٹی کا طریقہ قرض کے لین دین کا معاملہ ہے، میں تو اس کو جائز سمجھتا ہوں۔

## کمیٹی (بیسی) ڈالنا جائز ہے

س…… میں نے ایک کمیٹی ڈال رکھی ہے، پچھلے ہفتے ایک صاحب سے سنا ہے یہ کمیٹی جو آج کل ایک عام رواج بن چکی ہے، سراسر سود ہے، لہٰذا مہربانی فرماکر آپ یہ بتائیں کہ کیا شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج…… کمیٹی ڈالنے کی جو عام شکل ہے کہ چند آدمی رقم جمع کرتے ہیں اور پھر قرعہ اندازی کے


فہرست

ذریعہ وہ رقم کسی ایک کو دے دی جاتی ہے، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، جبکہ باری باری سب کو ان کی رقم واپس مل جاتی ہے۔

## کمیٹی ڈالنے کا مسئلہ

س…… آج کل رواج ہے کہ بارہ یا چوبیس آدمی آپس میں رقم ایک کے پاس جمع کرتے ہیں، مثلاً: فی آدمی ۶۰ روپے، اور ماہ کی آخری تاریخ میں اس پر قرعہ ڈالتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں ''کمیٹی'' بولتے ہیں، ہمارے شہر کے علماء کہتے ہیں کہ یہ سود ہے، مگر اچھے خاصے لوگ اس میں مبتلا ہیں اور کوئی پروا بھی نہیں کرتے، بلکہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک دُوسرے کے ساتھ احسان ہے، سود کیسے بنتا ہے؟ تو مہربانی فرماکر شریعتِ مطہرہ کی رُو سے بیان فرمائیں۔

ج…… کمیٹی کے نام سے بہت سی شکلیں رائج ہیں، بعض تو صریح سود اور جوئے کے حکم میں آتی ہیں، وہ تو قطعاً جائز نہیں۔ اور جو صورت سوال میں ذکر کی گئی ہے اس کے جواز میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، بعض ناجائز کہتے ہیں اور بعض جائز۔ اس لئے خود تو پرہیز کیا جائے لیکن دُوسروں پر زیادہ شدّت بھی نہ کی جائے۔

## ناجائز کمیٹی کی ایک اور صورت

س…… آج کل لوگوں نے ایک نئی کمیٹی ڈالنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، مثلاً: ۱۰۰ روپے روز کی کمیٹی ڈالتے ہیں، اس کمیٹی کے ممبران کل ۱۰۰ بنتے ہیں، پندرہ ماہ تک کی کمیٹی ہوتی ہے، وہ ہر ماہ ایک کمیٹی کھولتے ہیں، پندرہ ماہ کے اندر اندر جس ممبر کی کمیٹی کھلتی ہے چاہے پہلے ہی کھلے وہ کمیٹی لے لے گا اور کمیٹی لینے کے بعد وہ کوئی رقم کمیٹی والوں کو ادا نہیں کرے گا۔ یعنی پہلی کمیٹی صرف ۳,۰۰۰ روپے دے کر ۴۵ ہزار روپے حاصل کرے گا۔ چند ماہ تک وہ پندرہ ممبران کی کمیٹی کھولیں گے اور انہیں اسی طرح ۴۵ ہزار روپے ادا کرتے رہیں گے۔ پندرہ ماہ پورے ہونے کے بعد بقایا ۸۵ ممبران کو بھی وہ ۴۵ ہزار روپے فی ممبر ادا کریں گے۔ اب صورتِ حال کچھ اس طرح بنتی ہے کہ ۱۰۰ ممبران کی ایک ماہ میں انہیں ۲۵,۵۰۰ روپے، ۴۵

ہزار روپے ادا کرنے کے بعد رقم بچتی ہے، پندرہ ماہ تک ان کے پاس کل رقم ۳۸۲,۵۰۰ روپے جمع ہوتی ہے۔ پندرہ ماہ پورے ہونے پر ۱۰۰ ممبران جس میں پندرہ ممبران ہر ماہ نکلنے والی کمیٹی کے بھی شامل ہیں، انہیں کل رقم ادا کرنی ہے ۴۵ ہزار روپے، اس طرح پندرہ ماہ بعد انہیں ۶۷,۵۰۰ روپے کا نقصان ہوگا۔ اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے وہ سیونگ بینک میں منافع حاصل کرنے کے لئے ہر روز رقم جمع کرتے رہتے ہیں، یا پھر وہ ممبران کی رقم سے بزنس کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ جب جو چیز مارکیٹ میں سستی ملتی ہے، اس کا ذخیرہ کرلیتے ہیں، اور جب مارکیٹ میں مال ختم یا مہنگا ہوجاتا ہے تو اسے فروخت کردیتے ہیں، یا پھر انعامی بانڈز زیادہ تعداد میں خرید لیتے ہیں، ان میں بھی کوئی نہ کوئی انعام نکل آتا ہے، ان طریقوں سے وہ نقصان کی رقم پوری کرتے ہیں۔

اب شرعی نقطۂ نظر سے اس طرح کمیٹی ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو پندرہ ممبران تھوڑی تھوڑی رقم دے کر زیادہ رقم حاصل کرتے ہیں، ان کی وہ رقم کون سی کمائی کہلائے گی؟ اور کمیٹی ڈالنے والے نقصان پورا کرنے کے لئے اس طرح منافع بخش کاروبار کرتے ہیں تو ان کا کاروبار اور منافع جائز و حلال ہے یا ناجائز و حرام؟

ج...... ایسی کمیٹی سود اور قمار (جوا) کا مجموعہ ہے، اس لئے اس کے حرام اور باطل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔



## نیلامی بیسی (کمیٹی) جائز نہیں

س...... ہماری تقریباً چالیس آدمیوں کی ایک کمیٹی ہے، جس کو "بی سی" کہتے ہیں، یہ نیلامی کمیٹی ہے جس میں ہر ممبر ماہانہ ۱۵۰۰ روپے جمع کرتا ہے جس سے مجموعی رقم ۶۰ ہزار روپے بن جاتی ہے۔ یہ نیلامی کمیٹی ہے جب سب ممبر اکٹھے ہوتے ہیں تو اس پر بولی لگتی ہے، یہ ۶۰ ہزار روپے ایک ممبر اپنی مرضی سے ۱۶ ہزار روپے میں لے لیتا ہے، یعنی اس پر کوئی دباؤ اور جبر نہیں ہوتا۔ اس سے ہم کو آگاہ کریں کہ اس میں گناہ ہے یا نہیں؟ اور یہ ۱۶ ہزار روپے فی ممبر ۴۰۰ روپے سود آتا ہے، وہاں کمیٹی کے رجسٹر میں پورا ۱۵۰۰ روپے لکھ دیتا ہے، یعنی ۴۰۰ منافع ہوا۔

فہرست

ج…… یہ جائز نہیں، بلکہ سود ہے۔

## انعامی بونڈز کی رقم کا شرعی حکم

س…… میں نے ایک دوست کے مشورے سے ۵۰ روپے کا بونڈ خریدا، فیصلہ ہوا کہ بونڈ کھلنے کی صورت میں آدھا انعام میرا اور آدھا انعام اس کا ہوگا۔ اتفاق سے ایک دن بعد وہ بانڈ ۵۰ ہزار روپے کا کھل گیا، چونکہ میں نے اس سے وعدہ کرلیا تھا اس لئے میں نے اس کو ۲۵ ہزار روپے ادا کردیئے۔ لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ انعامی بونڈ کا انعام سود سے بھی بدتر ہے، تو مجھے بہت دُکھ ہوا اور میں نے اس کو استعمال بھی نہیں کیا، اور نہ میں اب استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن افسوس! میرے والدین یہ کہتے ہیں کہ اگر تم یہ پیسہ استعمال نہیں کرتے تو ہمیں دے دو، ہماری مرضی ہم کچھ بھی کریں۔ حالانکہ ہم گھر والے اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے ہیں۔ بتلایئے اس رقم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں خاص اور اہم بات یہ بتائی جائے کہ میں اس پیسے کو کہاں صَرف کروں؟

ج…… انعامی بونڈز کے نام سے جو انعام دیا جاتا ہے، حقیقتاً یہ سود کی ایک شکل ہے۔ انعامی بونڈز کے اِنعام میں ملنے والی رقم حرام ہے اور اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ بینک جب انعامی بونڈز کی کوئی سیریز نکالتا ہے اور اس سیریز کے ذریعہ سے جو رقم وہ عوام سے کھینچ لیتا ہے اس رقم کو عموماً بینک کسی کو سودی قرضے پر دے دیتا ہے۔ جس شخص کو قرضہ دیتا ہے اس سے بینک سود وصول کرکے اس سودی رقم میں سے کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اور کچھ رقم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعہ ان لوگوں میں تقسیم کردیتا ہے کہ جنھوں نے انعامی بونڈز خریدے تھے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کے بعد جو رقم لوگوں کو ملتی ہے وہ اصل میں سود ہی کی رقم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ بینک اس رقم کو سودی قرضے پر نہیں دیتا بلکہ اس کو کسی کاروبار میں لگاتا ہے اور اس کاروبار سے جو نفع ہوتا ہے وہ نفع قرعہ اندازی کے ذریعہ بونڈز خریدنے والوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے، پھر بھی انعامی بونڈز پر ملنے والی رقم جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اوّل تو پارٹنرشپ کے بزنس میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے،

جبکہ یہاں بینک کی طرف سے نقصان کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

دُوسری بات یہ کہ تجارتی اور شرعی اُصول کے مطابق پارٹنرشپ کے کاروبار میں جب نفع ہوتا ہے تو اس نفع میں سے ہر پارٹنر (شریک) کو اتنے فیصد ہی حصہ ملتا ہے کہ جتنے فیصد اس نے روپیہ لگایا ہے، نفع کی تقسیم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعہ کرنا، اس میں بہت سوں کے ساتھ ناانصافی ہونا یقینی بات ہے، لہٰذا پرائز بونڈز کا انعام ہر اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے۔ اور یہ درحقیقت سود اور جوئے دونوں کا مرکب ہے، اگرچہ بینک اسے ''اِنعام'' ہی کہتا رہے۔ زہر کو اگر کوئی تریاق کہے تو وہ تریاق نہیں بنتا، بلکہ زہر اپنی جگہ زہر ہی رہتا ہے۔ یہ وہی پُرانی شراب ہے جو نئی بوتلوں میں بند کرکے، نئے لیبل کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔

آپ کے والدین اگر یہ کہتے ہیں کہ رقم ہمارے حوالے کردو، تو شرعی اعتبار سے اس اَمر میں والدین کی اطاعت جائز نہیں ہے، جس طرح آپ خود حرام کمائی سے بچنا چاہتے ہیں اسی طرح اپنے والدین اور دیگر گھر والوں کو بھی اس حرام ذریعہ آمدنی سے محفوظ رکھیں اور یہ رقم ان کے حوالے نہ کریں۔

باقی یہ کہ یہ رقم پھر آپ کہاں استعمال کریں؟ تو اس میں ایک تو یہ ہے کہ اگر آپ نے بینک سے اپنے اِنعام کی رقم نہیں لی ہے تو اَب مت لیجئے، اور اگر آپ اِنعام کی رقم لے چکے ہیں تو اس کو ان لوگوں میں بغیر نیتِ ثواب کے صدقہ کردیں کہ جو لوگ زکوٰۃ اور صدقہ خیرات کے مستحق ہیں۔

## پرائز بونڈز بیچ کر اس کی رقم استعمال کرنا دُرست ہے

س…… پرائز بونڈز کی اِنعامی رقم حرام ہے، اگر حرام ہے تو ہم نے جو بونڈز خرید رکھے ہیں وہ کسی آدمی کو بیچ دیں تو آنے والی رقم کیا ناجائز ہوگی؟

ج…… اِنعامی بونڈز کی رقم لینا جائز نہیں، جتنے میں خریدا ہے، اتنی ہی رقم میں اسے بیچنا یا بینک کو واپس کردینا دُرست ہے۔

## پرائز بونڈز کا حکم

س…… پچھلے ہفتے پاکستان ٹیلیویژن کے ایک پروگرام میں پروفیسر علی رضا شاہ نقوی نے ایک سوال: ''کیا پرائز بونڈز کی صورت میں کسی بھی بونڈز ہولڈر کی رقم ضائع نہیں ہوتی، جبکہ جوا اور لاٹری میں صرف ایک آدمی کو رقم ملتی ہے اور دُوسروں کی رُقوم ضائع ہوجاتی ہیں، لہٰذا انعامی بونڈز پر موصولہ رقم کے انعام سے حاصل شدہ رقم سے حج کیا جاسکتا ہے؟'' کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ: ''پرائز بونڈز کرنسی کی ایک دُوسری شکل ہے، جسے ملک میں کہیں بھی کیش کروایا جاسکتا ہے، اِنعام نکلے تو جائز اور حلال ہے، اور اس سے حج کیا جاسکتا ہے۔''
کیا شریعت کی رُو سے واقعی یہ جواب دُرست ہے؟

ج…… یہ جواب بالکل غلط ہے، سوال یہ ہے کہ جس شخص کو اِنعامی بونڈز کی رقم ملی، وہ کس مد میں ملی؟ اور شریعت کے کس قاعدے سے اس کے لئے حلال ہوگئی…؟

## بینک اور پرائز بونڈز سے ملنے والا نفع سود ہے

س…… میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بینکوں میں رقم رکھوانے سے اور پرائز بونڈز اور سرٹیفکیٹس پر جو نفع ملتا ہے، کیا یہ سود ہے؟ میرے علم میں تو یہ ہے کہ یہ سود ہے، لیکن ایک صاحب فرماتے ہیں کہ: ''اس کو سود ماننے کو ہماری عقل نہیں مانتی کیونکہ یہ تو تجارت ہے، اور جو نفع ملتا ہے وہ سود نہیں بلکہ خالص منافع ہے، اور مُلّاؤں نے خواہ مخواہ ہی اسے سود قرار دیا ہے، اس کی کوئی عقلی دلیل نہیں ہے۔'' پس اب آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث اور عقلی دلائل کی روشنی میں اس کی وضاحت کردیجئے تاکہ یہ غلط فہمی دُور ہوجائے۔

ج…… یہ بھی سود ہے۔ اگر کسی کی عقل نہ مانتی ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی اصلاح کرانی چاہئے، یا فردائے قیامت کا انتظار کرنا چاہئے، اس دن پتا چل جائے گا کہ مُلّا ٹھیک کہتا تھا یا مسٹر صاحب کی عقل ٹھیک سوچتی تھی…!

## اِنعامی اسکیموں کے ساتھ چیزیں فروخت کرنا

س…… اب سے کچھ عرصہ پہلے تک مملکتِ پاکستان میں بچوں کے لئے ٹافیاں وغیرہ بنانے

والے کاروباری منافع خوروں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ اپنے ناقص مال کو زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے کے لئے مختلف لاٹریوں اور اِنعامی کوپن کے چکر چلاکر معصوم بچوں کو بیوقوف بنایا جارہا تھا۔ مثلاً: اگر بچے کوئی مخصوص سپاری یا چیونگم خریدیں تو ہر پیکٹ میں ایک سے پانچ یا سات تک کوئی نمبر ہوگا، بچوں سے کہا جاتا ہے اگر وہ یہ نمبر پورے جمع کرلیں تو انہیں ایک عدد گھڑی، گانوں کا کوئی کیسٹ یا کوئی اور قیمتی چیز بطور انعام دی جائے گی۔ معصوم بچے انعام حاصل کرنے کے لالچ میں دھڑا دھڑ ناقص اور صحت کے لئے نقصان دہ چیزیں خرید کر کثرت سے کھاتے ہیں۔ اس طرح ایک طرف تو یہ بچے اپنے والدین کا پیسہ برباد کرتے ہیں، اور دُوسری طرف ملک وقوم کی امانت یعنی اپنی صحت کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ بچے کتنی بھی خریداری کرلیں مگر وہ نمبر پورے جمع نہیں ہوتے ہیں۔ اب تک یہ سلسلہ بچوں تک محدود تھا، مگر زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ اِنعامی اسکیم کی یہ کاروباری حکمتِ عملی بھی کسی وبائی بیماری کی طرح چاروں طرف پھیلتی چلی گئی اور آج ہمارے وطنِ عزیز کی بڑی بڑی کمپنیاں ایک دُوسرے پر بازی لے جانے کے لئے چاروں طرف انعامی اسکیموں کا جال پھیلا رہی ہیں۔ یہ انعامی اسکیمیں اس غریب ملک کے عوام کے ساتھ ایک بڑا ظلم ہے، کیونکہ یہ اسکیمیں انہیں فضول خرچی اور غیرضروری خریداری کی طرف صرف اور صرف انعام کے لالچ کی وجہ سے راغب کر رہی ہیں، جس کے نتیجے میں ایک عام آدمی کے محدود مالی وسائل نہ صرف بُری طرح متأثر ہوتے ہیں، بلکہ اس کے لئے مالی مشکلات اور ذہنی پریشانیوں کا باعث بھی بنتے ہیں، کیونکہ ان انعامی اسکیموں کے جاری کرنے والے مفاد پرست عناصر نے کمالِ ہوشیاری کے ساتھ ایسے حربے اپنائے ہوئے ہیں کہ اوّل تو اِنعام نکلتا ہی نہیں اور اگر نکلتا ہے تو لاکھوں خریداروں میں صرف ایک آدھ کا، نتیجہ ظاہر ہے مایوسی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ صورتِ حال نہ صرف مایوس کن بلکہ باعثِ ندامت بھی ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں جہاں کی حکومت ملک کے معاشرے کو اسلامی قانون اور شریعت میں ڈھالنے کی سخت جدوجہد کر رہی ہے، وہاں چند مفاد پرست اور خودغرض عناصر اپنے مالی فائدے کے

لئے ملک کے سادہ لوح غریب عوام اور معصوم بچوں و نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کر رہے ہیں، کیونکہ ان لاٹری اسکیموں کا شکار سب سے زیادہ بچے اور نوجوان ہو رہے ہیں، جن میں انعام کی لالچ میں جوئے اور قمار بازی کا عنصر جنم لے رہا ہے، جو آگے چل کر ان کی اخلاقی اور معاشرتی تباہی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ ملکی ذرائع ابلاغ جو ہمارے اندر قومی تشخص اور اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے صحیح فضا بنانے کے ذمہ دار ہیں، انہیں بھی اس وبا اور غیر اخلاقی مہم کو گھر گھر پہنچانے کے لئے بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان ٹیلیویژن جو کہ حکومتِ پاکستان کا ایک قومی ادارہ ہے، اس پر آج کل اسکیموں کے اشتہارات کی بھرمار ہے۔

محترمی! خود میرے ساتھ بھی یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ ریڈیو پاکستان کراچی سے ایک مشہور چائے کمپنی کے کمرشل ریڈیو پروگرام میں بہترین شعر روانہ کرنے پر مجھے چائے کے پورے کارٹن کا حق دار قرار دیا گیا اور ریڈیو پر اس کا باقاعدہ اعلان بھی کیا گیا، کافی عرصہ انتظار کے بعد جب انعام مجھے موصول نہ ہوا تو میں مذکورہ کمپنی کے دفتر گیا، وہاں انہوں نے جواب دیا کہ: ''ہمیں کچھ معلوم نہیں، آپ ریڈیو والوں سے جا کر معلوم کریں۔'' اس طرح کے انعامی چکر آج کل چاروں طرف چل رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ فقہِ حنفیہ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ کیا یہ انعامی اسکیمیں دینِ اسلام میں جائز اور حلال ہیں؟ اگر نہیں تو حکومت چاروں طرف پھیلے ہوئے اس غیر اخلاقی طوفان کا کوئی نوٹس کیوں نہیں لیتی؟

ج...... کسی چیز کے انفرادی جواز و عدمِ جواز سے قطع نظر اس کے معاشرتی فوائد و نقصانات پر غور کرنا چاہئے، آپ نے انعامی لاٹریوں کا جو نقشہ پیش کیا ہے، یہ ملک و ملت کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں۔ اس لئے حکومت کو اس فریب دہی کا سدِ باب کرنا چاہئے۔

جہاں تک انفرادی جواز کا تعلق ہے، بظاہر کمپنی کی طرف سے انعامی کوپن کا اعلان بڑا دلکش اور معصوم معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کمپنی انعام کی شرط پر اپنی چیزیں فروخت کرتی ہے اور خریداروں میں سے ہر خریدار گویا اس شرط پر چیز خریدتا ہے کہ اسے یہ انعام ملے گا، گویا اس کاروبار کا خلاصہ ''خرید و فروخت

بشرطِ انعام“ ہے، اور شرعاً ایسی خرید وفروخت ناجائز ہے جس میں کوئی ایسی خارجی شرط لگائی جائے جس میں فریقین معاملے میں سے کسی ایک کا نفع ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خرید وفروخت سے منع فرمایا، جس میں شرط لگائی جائے“ اس لئے یہ انعامی کاروبار شرعاً ناجائز بھی ہے اور معاشرے کے لئے مہلک بھی، حکومت کو چاہئے کہ اس پر پابندی عائد کرے۔

## انعامی پروگراموں میں حصہ لینا کیسا ہے؟

س…… میں اکثر انعامی پروگراموں میں حصہ لیتا ہوں، اور مختلف کہانیاں اور دیگر معلومات انعامی پروگراموں کے لئے بھیجتا ہوں، جن میں کافی محنت خرچ ہوتی ہے، اگر میرا انعام نکل آئے تو وہ انعام میرے لئے صحیح ہے یا غلط؟

ج…… یہ اِنعامی پروگرام بھی مہذّب جوا ہے۔

# کمیشن

## پیشگی رقم دینے والے کے کمیشن کی شرعی حیثیت

س…… میں کمیشن ایجنٹ ہوں، فروٹ مارکیٹ میں میری آڑھت کی دُکان ہے، کوئی زمین دار یا ٹھیکے دار مال لے آتا ہے تو فروخت کرنے کے بعد دس فیصد کمیشن کی صورت میں لے کر کے بقایا رقم ادا کردیتا ہوں۔ اب اس میں پریشانی والا مسئلہ یہ ہے کہ زمین دار یا ٹھیکے دار کو مال لانے سے قبل بیس پچّیس ہزار روپے دیتا ہوں تاکہ مجھے مال دے، اور عام دستور بھی یہی ہے کہ زمین دار اور ٹھیکے دار کو مال لانے سے قبل اسی لالچ پر پیسے دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ مال بھیجے اور اس مال کے فروخت پر کمیشن لیا جاسکے۔ اب اس طریقۂ کار پر مختلف باتیں سنتے ہیں، کچھ سود کا کہتے ہیں، اور بعضے لوگ حرام کا کہتے ہیں، اور زیادہ تر لوگ جو اس کام سے تعلق رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حلال ہے۔

ج…… چونکہ زمین داران کو یہ رقم پیشگی کے طور پر دیتے ہیں، یعنی ان کا مال آتا رہے گا اور اس میں سے ان کی رقم وضع ہوتی رہے گی، اس لئے یہ ٹھیک ہے، اس پر کوئی قباحت نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہوگی کہ دُکان دار کے پاس کچھ روپیہ پیشگی جمع کرادیا جائے اور پھر اس سے سودا سلف خریدتے رہیں، اور آخر میں حساب کرلیا جائے۔

## زمین دار کو پیشگی رقم دے کر آڑھت پر مال کا کمیشن کاٹنا

س…… اکثر و بیشتر چھوٹے بڑے زمین دار زرعی ضرورتوں کے پیشِ نظر آڑھتیوں سے بوقتِ ضرورت بطور اُدھار کچھ رقم لیتے رہتے ہیں، زرعی فصل کی آمد پر اجناس فصل آڑھتیوں کے حوالے کردی جاتی ہے، بوقتِ ادائیگیٔ رقم مذکورہ آڑھتی واجب الادا رقم میں سے ۲۰ فیصد رقم منہا کرکے بقایا رقم مذکورہ زمین دار کے حوالے کرتا ہے۔ حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا ایسی رقم جس کو کمیشن کا نام دیا جاتا ہے اَز رُوئے قرآن و سنت کسی سے لینا جائز ہے؟ اگر ناجائز

ہے تو ایسی ناجائز رقم لینے اور دینے والے دونوں کے لئے کیا وعید آئی ہے؟

ج…… یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں۔ ایک مسئلہ ہے کاشت کاروں کا آڑھتیوں سے رقم لیتے رہنا اور فصل کی برآمد پر اس رقم کا ادا کرنا۔ اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ آڑھتی ان کاشت کاروں سے قبل از وقت سستے داموں غلہ خرید لیں، مثلاً: گندم کا نرخ اَسّی روپے ہے، آڑھتی کاشت کار سے فصل آنے سے دو مہینے پہلے ساٹھ روپے کے حساب سے خرید لیں اور فصل وصول کرنے کی تاریخ، جگہ، جنس کی نوعیت وغیرہ طے کرلیں، یہ صورت جائز ہے۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ علی الحساب رقم دیتے جائیں اور فصل آنے پر اپنا قرض مع زائد پیسوں کے وصول کریں، یہ سود ہے اور قطعی حرام ہے۔

دُوسرا مسئلہ آڑھتی کے کمیشن کا ہے، یعنی اس نے جو کاشت کار کا غلہ یا جنس فروخت کی ہے، اس پر وہ اپنا محنتانہ فیصد کمیشن کی شکل میں وصول کرے (عام طور پر ''آڑھت'' اسی کو کہا جاتا ہے)، یہ صورت حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق تو جائز نہیں، بلکہ ان کو اپنی محنت کے دام الگ طے کرنے چاہئیں، کمیشن کی شکل میں نہیں، مگر صاحبینؒ اور دُوسرے ائمہؒ کے قول کے مطابق جائز ہے۔

## ایجنٹ کے کمیشن سے کاٹی ہوئی رقم ملازمین کو نہ دینا

س…… ہمارے ہاں کپڑا مارکیٹ میں ایک تسلیم شدہ رسم ہے کہ مالکِ دُکان جب کسی ایجنٹ کی معرفت کپڑا فروخت کرتا ہے تو اس کو کمیشن دیتے وقت دس پیسہ فی روپیہ کے حساب سے رقم کاٹتا ہے، جس کو ہمارے ہاں ''سگھڑی'' کہتے ہیں۔ یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ سگھڑی دُکان کے نوکروں کے لئے ہوتی ہے اور پورے مہینے کی جمع شدہ سگھڑی ہر ماہ کے آخر میں تمام نوکروں کو مساوی تقسیم کردی جاتی ہے۔ کچھ مالکانِ دُکان یہ رقم ایجنٹ کے کمیشن سے تو کاٹتے ہیں مگر خود کھا جاتے ہیں، استفسار پر وہ کہتے ہیں کہ یہ رقم ہمارے رشتے کی بیواؤں اور یتیموں کو دی جاتی ہے جو بہت غریب ہیں۔ کیا غریب کارکنان کا حق مار کر بیواؤں کو دینا شرعاً جائز ہے؟

ج……دس پیسے کاٹ کر جو رقم دی گئی ہے، دلال کی اُجرت اتنی ہی ہوئی، اور دس پیسے جو باقی رہ گئے وہ مالک کی ملکیت میں رہے، خواہ کسی کو دے دے، یا خود رکھ لے۔

## چندہ جمع کرنے والے کو چندے میں سے فیصد کے حساب سے کمیشن دینا

س……کسی دِینی مدرسے کے لئے کوئی سفیر مقرّر کیا جائے اور وہ سفیر کہے کہ میں ۳۳ فیصد یا ۳۰ فیصد لوں گا، جبکہ خلفائے راشدینؓ کے دور میں زکوٰۃ، صدقات اکٹھا کرنے والے حضرات کو بیت المال سے مقرّرہ ماہانہ دیا جاتا تھا، اور آج ایک سفیر دِینی ادارے کے لئے کام کرنے کا ۳۰ فیصد یا ۳۳ فیصد لینا چاہتا ہے، جبکہ ایک مفتی صاحب یہ فتویٰ دے چکے ہیں کہ یہ کمیشن لینا یعنی فیصد لینا ناجائز ہے، اور میرا موقف ہے کہ یہ جائز ہے، یا اسے تنخواہ دی جائے یا فیصد؟ اب آپ سے استدعا ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ سے مکمل واضح اور مدلل جواب عنایت فرماکر اُمتِ مسلمہ پر احسانِ عظیم فرمائیں۔

ج……سفیر کا فیصد کمیشن مقرّر کرنا دو وجہ سے ناجائز ہے، ایک تو یہ اُجرت مجہول ہوئی، کیونکہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ مہینے میں کتنا چندہ کرکے لائے گا؟ دُوسری وجہ یہ کہ کام کرنے والے نے جو کام کیا ہو اسی میں سے اُجرت دینا ناجائز ہے، اس لئے سفیر کی تنخواہ مقرّر کرنی چاہئے۔

## قیمت سے زائد بل بنوانا نیز دلالی کی اُجرت لینا

س……ہماری ایک دُکان ہے، ہمارے پاس کوئی گاہک آتا ہے اور جو مال پچاس روپے کا ہوتا ہے، ہم سے کہتا ہے کہ اس کا بل پچپن روپے سے بنادو، لیکن ہم ایسا نہیں کرتے تو گاہک چلا جاتا ہے، دُوسری دُکان سے بل بڑھاکر مال لے لیتا ہے۔ ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج……یہ تو جھوٹ ہے، البتہ اگر ۵۵ روپے کی چیز فروخت کرکے پانچ روپے چھوڑ دیئے جائیں تو جائز ہے، مگر یہ رعایت اس ادارے کے لئے ہے جس کا نمائندہ بن کر یہ شخص مال خریدنے کے لئے آیا ہے، زائد رقم کا بل لے کر، زائد رقم کو اپنی جیب میں ڈال لینا اس کے لئے حرام ہے۔

س......ایک آدمی ہمارے پاس آتا ہے، ہم سے ریٹ پوچھتا ہے، ہم ریٹ بتادیتے ہیں، اور وہ کہتا ہے میں گاہک لے کر آتا ہوں، ہر چیز پر پانچ روپے کمیشن دینا۔ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج...... یہ شخص دُکان دار کی طرف سے دلال ہے، اور اپنی دلالی کی اُجرت وصول کرتا ہے، اور دلالی کی اُجرت جائز ہے۔

## دلالی کی اُجرت لینا

س......اگر میں کسی شخص کو مشینری، اس کے پارٹس وغیرہ اپنی معرفت خرید کردُوں اور دُکان دار سے کمیشن حاصل کروں تو کیا یہ کمائی اَکلِ حلال ہے؟ مثلاً: کسی کارخانہ دار یا کاروباری شخص کو اپنے ہمراہ لے جاکر کسی بڑی دُکان سے دس بیس ہزار کا مال خرید کر اسے کسی رقم سے دِلوایا اور بعد میں دُکان دار سے مال بکوانے کا کمیشن کسی ریٹ پر حاصل کیا، تو کیا یہ جائز ہوگا؟

ج...... یہ دلالی کی صورت ہے اور دلالی کی اُجرت جائز ہے۔

## کمپنی کا کمیشن لینا جائز ہے

س...... بڑی بڑی کمپنیوں والے حضرات ان کی کسی چیز کی فروختگی کے بعد کمیشن ادا کرتے ہیں، مجھے کبھی دو ایک مرتبہ واسطہ ہوا ہے کہ میں نے ایک کمپنی کی ایک چیز فروخت کرائی تھی جس کے صلے میں مالکان نے مجھے کمیشن عنایت کیا تھا۔ آپ اس سوال کا جواب بمطابق شرعی قوانین دیجئے کہ یہ کمیشن جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج......جائز ہے۔

## ادارے کے سربراہ کا سامان کی خرید پر کمیشن لینا

س......''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کے عنوان میں کمپنی کے کمیشن کے متعلق ایک سوال چھپا، جس میں یہ تحریر تھا کہ بڑی بڑی کمپنیوں والے اپنی کسی چیز کی فروخت کے لئے کمیشن ادا کرتے ہیں، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ آپ کا جواب واقعی اس لحاظ سے تو ضرور دُرست ہے کہ اگر کوئی کمپنی اپنے قواعد وضوابط میں یہ شرط رکھے یا اس کمیشن پر

ہی اپنا اسٹور کھولے جس طرح آٹے وغیرہ کے ڈپو ہیں، یا جوتوں کے سروِس، باٹا وغیرہ کے اسٹور ہیں۔ لیکن جواب مختصر ہونے کی وجہ سے لوگوں کو غلط فہمیوں میں مبتلا کردے گا کیونکہ اگر آپ سوال پر غور فرمائیں تو وہ بے حد پیچیدہ ہے اور ساتھ ہی ذرا وضاحت طلب ہے۔ یہ سوال ایسے کمیشن کا بھی احاطہ کرتا ہے جو مثلاً: دوائی کی کمپنیاں اپنے ایجنٹ کے ذریعہ ڈاکٹروں کو بعض اوقات قیمتی Sample یعنی نمونے کے تحفے دیتی ہیں، اور معاملہ یہاں تک بھی اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے کہ گزشتہ دنوں امریکہ کی جہاز ساز کمپنی نے پاکستان کے بااختیار لوگوں کو چار طیاروں کی فروخت کے لئے ۱۶ لاکھ ڈالر کمیشن دیا تھا۔ یہ عام دستور ہے کہ سرکاری دفاتر، کالج، یونیورسٹیاں اور اسکولوں کے لئے جو سامان خریدا جاتا ہے اس میں خریدکرنے والوں کے لئے باقاعدہ کمیشن ہوتا ہے۔ اُصولاً یہ کمیشن حکومت یا اس مد کے کھاتے میں جمع ہونا چاہئے جس مد سے پیسہ لگتا ہے، لیکن عموماً یہ اس بااختیار شخص یا اس کے ایجنٹ کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ چونکہ دِینی لحاظ سے آپ کے جوابات بہت اہم ہوتے ہیں اور آپ کا مقام بھی بہت اُونچا ہے، اس لئے ڈر ہے کہ کہیں مجرم ذہن رکھنے والے آپ کے اس فتوے کا ناجائز استعمال نہ کریں۔ لہٰذا میرے ناقص خیال میں اس کی وضاحت ضروری ہے تاکہ عوام الناس کو صحیح صورتِ حال کا علم ہوجائے۔

ج…… اپنے سوال کا جواب سمجھنے کے لئے پہلے ایک اُصول سمجھ لیجئے، وہ یہ کہ ایک کمپنی مال تیار کرتی ہے، اور وہ کچھ لوگوں کو اپنے مال کی نکاسی کے لئے وکیل اور ایجنٹ مقرّر کرتی ہے، جو شخص کمپنی کے مال کی نکاسی کے لئے اس کمپنی کا وکیل اور نمائندہ ہو اس کو کمپنی کی طے کردہ شرائط کے مطابق کمپنی سے کمیشن اور معاوضہ وصول کرنے کا حق ہے۔

اس کے برعکس ایک اور شخص ہے جو کسی ادارے کا ملازم ہے، اور وہ اپنے ادارے کے لئے اس کمپنی سے مال خریدنا چاہتا ہے، وہ چونکہ فروخت کرنے والی کمپنی کا نمائندہ نہیں، بلکہ خریدنے والے ادارے کا وکیل اور نمائندہ ہے، اس کے لئے اس کمپنی سے کمیشن وصول کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ کمپنی کی طرف سے اس کو جتنی رعایت (کمیشن کی شکل میں) دی جائے گی، وہ اس ادارے کا حق ہے جس کا یہ وکیل اور نمائندہ بن کر مال خریدنے کے لئے آیا ہے۔

جب یہ اُصول اچھی طرح ذہن نشین ہوگیا، تو اب سمجھئے کہ میں نے جو مسئلہ لکھا تھا کہ فروخت کنندہ کمپنی سے کمیشن لینا جائز ہے، یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کمپنی کی طرف سے وکیل اور نمائندے بن کر مال فروخت کرتے ہیں، وہ گویا اس کمپنی کے ملازم ہیں، اوران کا اس کمپنی سے اُجرت وصول کرنا جائز ہے۔

بخلاف اس کے، سرکاری ملازم اور وزراء اور افسران، سرکاری اداروں کے لئے جو مال خریدتے ہیں اس فروخت کرنے والی کمپنی کے وکیل اور نمائندے نہیں ہوتے، بلکہ وہ سرکار کے وکیل اور نمائندے ہوا کرتے ہیں، اس لئے سرکاری ملازمین، سرکاری اداروں کے لئے جو سامان خریدتے ہیں وہ کمپنی سے جتنی قیمت پر ملا ہو، اتنی ہی قیمت پر متعلقہ سرکاری محکمے کو پہنچانا ضروری ہے، اور کمپنی کی جانب سے جو رعایت یا کمیشن دیا جاتا ہے اس کو سرکاری ملازمین اور افسران کا، یا وزیرانِ بے تدبیر کا خود ہضم کرجانا شرعاً غبن اور خیانت ہے، اس لئے ان کا اپنے ادارے کے لئے خریدی ہوئی چیز میں سے کمیشن وصول کرکے اسے خود ہضم کرنا کسی طرح جائز نہیں، بلکہ قومی خزانے میں خیانت اور حرام ہے۔

## کمیشن کے لئے جھوٹ بولنا جائز نہیں

س…… کمیشن کا کاروبار مثلاً: کپڑے اور مکان کی دلالی کرنا کیسا ہے؟ واضح رہے کہ اس میں تھوڑا بہت جھوٹ بولنا پڑتا ہے، کیونکہ اس میں نقص کو چھپایا جاتا ہے اور خوبیاں بڑھ چڑھ کر بیان کی جاتی ہیں۔

ج…… دلالی جائز ہے، باقی فریب اور جھوٹ تو کسی چیز میں بھی جائز نہیں۔ اور کسی عیب دار چیز کو یہ کہہ کر فروخت کرنا بھی جائز نہیں کہ: ''اس میں کوئی عیب نہیں۔''

## ملک سے باہر بھیجنے کے پیسوں سے کمیشن لینا

س…… اگر کسی آدمی کو باہر بھیجنے کے لئے اس سے سولہ ہزار روپے لئے جائیں، لینے والا آگے ایجنٹ کو چودہ ہزار روپے دے، اور آدمی چلا جائے، اب دو ہزار کام کرانے والے کے لئے جو درمیان میں ہے حلال ہے یا نہیں؟

ج…… یہ دو ہزار اگر اس نے اپنے دوڑ دُھوپ کا محنتانہ لیا ہے تو جائز ہے۔

## اسٹور کیپر کو مال کا کمیشن لینا جائز نہیں

س…… میں ایک فیکٹری میں اسٹور کیپر کی حیثیت سے ملازم ہوں، ہمارے پاس جو مال ہوتا ہے، یعنی جو چیز فیکٹری کے لئے آتی ہے اس کی خرید وفروخت وغیرہ ہمارے سیٹھ یعنی فیکٹری کے مالک کرتے ہیں، ریٹ وغیرہ مال سپلائی کرنے والے سے خود طے کرتے ہیں، میرا صرف یہ کام ہوتا ہے کہ جب فیکٹری میں مال آئے، اس کو چیک کروں کہ مال صحیح ہے، خراب تو نہیں؟ یا وزن کم تو نہیں؟ وہ میں چیک کر کے وصول کرتا ہوں مال بھی صحیح ہوتا ہے، اور وزن میں ٹھیک ہوتا ہے، مگر مال سپلائی کرنے والے مجھے فی نگ ۵ روپے کمیشن دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم سب کو دیتے ہیں، جن جن کے پاس ہمارا مال جاتا ہے، یہ کمیشن وہ مجھے خود دیتے ہیں، میں ان سے نہیں مانگتا۔ اور میں نے ان کو اس بات سے آگاہ کیا ہوا ہے کہ اگر مال کا وزن کم ہوا یا مال خراب ہوا تو میں واپس کردُوں گا۔ اور اگر سیٹھوں نے کہا کہ ان سے مال منگواؤ تو آپ کو آرڈر دُوں گا ورنہ نہیں۔ ریٹ میں اگر فرق آئے تو میں مالکان فیکٹری کو آگاہ کردیتا ہوں، اگر وہ کہیں کہ مال کا آرڈر دو، تو دیتا ہوں، ورنہ مال دُوسرے سے منگوالیتے ہیں، لیکن مالکان فیکٹری کو یہ معلوم نہیں کہ ہمارا اسٹور کیپر ان سے کمیشن لیتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ یہ میرے لئے جائز ہے یا کہ حرام؟

ج…… ان لوگوں کی آپ سے رشتہ داری تو نہیں ہے کہ آپ کو تحفہ دیں، نہ آپ ان کے پیرزادہ ہیں کہ آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کریں، اب سوائے رشوت کے اس کی اور کیا مد ہوسکتی ہے؟ اس لئے آپ کے لئے اس کمیشن کا لینا جائز نہیں۔

## کام کروانے کا کمیشن لینا

س…… میری ایک سہیلی جو کہ لوگوں کو کڑھائی کرا کر دیتی ہے، کڑھائی سستی بنواتی ہے اور پیسے زیادہ لیتی ہے، جن سے کڑھائی کرواتی ہے اس کے پورے پیسے دیتی ہے اور باقی پیسے خود لیتی ہے، دُکان دار بھی یوں کرتے ہیں، یہ پیسے اس کے لئے جائز ہیں یا ناجائز؟

ج…… اگر دونوں طرف کے پیسے طے کرلئے جاتے ہیں تو جائز ہے۔

# وراثت
# ورثہ کی تقسیم کا ضابطہ اور عام مسائل

## وارث کو وراثت سے محروم کرنا

س……رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کردے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کردے گا۔ (ابنِ ماجہ)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں خدا نے جو قوانین بنادیئے وہ اَٹل ہیں، اور انہیں توڑنے والا کفر کا کام کرتا ہے، ہم نے اکثر ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ باپ اپنی اولاد میں سے کسی ناراض ہوجاتا ہے تو اسے وراثت سے محروم کردیتا ہے۔ اب ہمارے ذہن میں مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم بھی ہے اور یہ بات بھی ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ میری مرضی ہے کہ جسے بھی دُوں، اب خدا کے اس اَٹل فیصلے سے کیا مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے؟ اس ناقص عقل کو تشریح کے ساتھ جواب جلد مرحمت فرمایئے۔

ج……کسی شرعی وارث کو محروم کرنا یہ ہے کہ یہ وصیت کردی جائے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں شخص وارث نہیں ہوگا، جس کو عرفِ عام میں ''عاق نامہ'' کہا جاتا ہے۔ ایسی وصیت حرام اور ناجائز ہے، اور شرعاً لائقِ اعتبار بھی نہیں، اس لئے جس شخص کو عاق کیا گیا ہو وہ بدستور وارث ہوگا۔

## نافرمان اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا

س……ایک ماں باپ کے تین لڑکے ہیں، تینوں میں سے ایک لڑکے نے اپنی زندگی میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ماں باپ اس سے خوش ہیں، اور باقی دونوں میں سے ایک

تعلیم حاصل کررہا ہے اور جو بڑا ہے اس نے آج تک بھی ماں کو ماں اور باپ کو باپ نہیں سمجھا، رہتے وہ سب ایک ہی گھر میں ہیں، اب باپ جائیداد کو تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ مولانا صاحب! آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ کیا باپ اس لڑکے کو جائیداد کا زیادہ حصہ دے سکتا ہے جس نے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا؟ کیا وہ ایسا کرسکتا ہے یا وہ تینوں میں برابر تقسیم کردے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرمادیں تاکہ میں کوئی فیصلہ کرسکوں۔

ج…… جن لڑکوں نے ماں باپ کو ماں باپ نہیں سمجھا، انہوں نے اپنی عاقبت خراب کی اور اس کی سزا دُنیا میں بھی ان کو ملے گی، مگر ماں باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو جائیداد سے محروم کرجائیں، سب کو برابر رکھنا چاہئے ورنہ ماں باپ بھی اپنی عاقبت خراب کریں گے۔

## ناخلف بیٹے کے ساتھ باپ اپنی جائیداد کا کیا کرے؟

س…… محمود اپنے باپ کا اکلوتا فرزند ہے، جو مع اہل وعیال بلاکسی معاوضہ کے مدّت دراز سے باپ کے گھر رہتا ہے۔ محمود پابندی کے ساتھ صوم وصلوٰۃ کا عادی نہیں، رمضان شریف کے روزے بلاکسی عذرِ شرعی کے نہیں رکھتا۔ معقول تنخواہ پر ملازم ہے، باپ کی کبھی کوئی خدمت نہیں کی۔ باپ بیٹے کا ناشتہ پانی الگ، بلکہ عملاً باپ سے الگ تھلگ ایک حد تک معاندانہ طرزِ عمل کا حامی رہا۔ گھر میں بیشتر وقت ٹیلیویژن، ریڈیو وغیرہ کی رنگینیوں اور لہو ولعب میں گزرتا ہے، ضعیف العمر باپ اپنے ہی گھر میں گانے بجانے اور خرافات وناجائز مشغلے کا متحمل نہیں بلکہ اس کے لئے سوہانِ رُوح بنا ہوا ہے۔ باپ تین چار دیگر مکانات کا مالک ہے، اس کو یہ فکر دامن گیر ہے کہ باپ کے بعد لڑکا وارث ہوا کرتا ہے، پچھلے اور موجودہ حالات اور طرزِ معاشرت کا جائزہ لینے سے یہ خدشہ بعید از قیاس نہیں کہ باپ کا ترکہ ملنے پر محمود کی بے دِینی، بے راہ روی اور حرام افعال ومشاغل میں انہماک کی وجہ سے ان تمام ناجائز اُمور وافعال میں اضافہ ناگزیر ہوگا۔ شرعی نقطۂ خیال سے باپ کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ حشر میں کوئی بازپُرس نہ ہو اور اپنی عاقبت بھی دُرست ہوجائے؟

ج...... جس قدر ہوسکتا ہے اپنی زندگی میں صدقہ وخیرات کرے، باقی لڑکا اگر بے راہ روی اختیار کرے گا تو باپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں، اس کا وبال اسی کی گردن پر ہوگا۔

## والدین کا کسی وارث کو زیادہ دینا

س:۱...... جیسا کہ قانونِ شریعت سے وراثت میں لڑکا دو حصے اور لڑکی ایک حصے کی حق دار ہیں، اس کے علاوہ کیا والدین اپنی اسی جائیداد میں سے آدھا یا ایک تہائی حصہ ایک یا دو اولادوں کو ہبہ یا وصیت کر سکتے ہیں؟

س:۲...... کیا باقی ماندہ وارث وحق دار اولاد سے شہادت لینی ہوگی، تاکہ رحلت کے بعد آپس میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہونے پائے؟ کیونکہ ہبہ یا وصیت کا اطلاق رحلت کے بعد ہی ہوگا۔

س:۳...... کیا کسی اولاد کو امتیازی حیثیت دے کر ہبہ یا وصیت کے ذریعہ اس کو زیادہ کا حق دینا جائز ہے؟ بصورتِ دیگر عاق کرنے کی اجازت تو ہے؟

ج:۱...... وارث کے لئے وصیت نہیں ہوتی، پس اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میری اولاد میں فلاں کو اتنا حصہ زیادہ دیا جائے تو یہ وصیت باطل ہے، البتہ اگر تمام وارث عاقل و بالغ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے اس کو اتنا حصہ زیادہ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

ج:۲...... ہبہ زندگی میں ہوتا ہے، ہبہ کے مکمل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جو چیز ہبہ کی گئی ہے وہ موہوب لہٗ (جس کو ہبہ کیا گیا ہے) کے حوالے کردے اور اس کا مالکانہ قبضہ دے دے، جب تک قبضہ نہ دیا جائے وہ چیز ہبہ کرنے والے کی ملکیت میں رہتی ہے اور اگر وہ اس دوران مرجائے تو یہ چیز بھی ترکہ میں شامل ہوگی، موہوب لہٗ کو نہیں ملے گی۔

ج:۳...... کسی اولاد کو امتیازی حیثیت دے کر ہبہ کرنا اگر کسی خاص ضرورت کی بنا پر ہو، مثلاً: وہ معذور ہے یا زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہے، تب تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے دُوسری اولاد کی حق تلفی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں اس کو ظلم اور جور سے تعبیر فرمایا ہے۔ اولاد میں سے کسی کو عاق کرنا اور وراثت سے محروم کرنا شرعاً جائز نہیں، بڑا سخت گناہ ہے، اور عاق کرنے سے وہ شرعاً عاق نہیں ہوگا بلکہ اسے اس کا شرعی حصہ ملے گا۔

## کسی ایک وارث کو حیات میں ہی ساری جائیداد دے دی تو عدالت کو تصرف کا اختیار ہے

س...... ایک صاحبِ جائیداد مسلم اپنے آخری سال میں اپنے دس بچوں کے بجائے ایک ہی بچے کو جائیداد غیر منقولہ بیچ کر رقم دے گیا کہ خود کھالو تاکہ بعد میں تقسیم نہ ہو، اس اولاد میں بیوہ بچیاں بھی ہیں، کیا اسلامی عدالت میں قانونی نقطۂ نگاہ سے، اخلاقاً نہیں، یہ جائیداد کی رقم واپس تقسیم کروائی جاسکتی ہے؟

ج...... اگر اس نے یہ تصرف اپنی زندگی میں کیا تھا تو قانوناً نافذ ہے، تاہم عدالت اس تصرف کو توڑنے کی مجاز ہے۔

## مرنے کے بعد اضافہ شدہ مال بھی تقسیم ہوگا

س...... کیا مرحوم کے صرف انہیں جانوروں میں میراث ہوگی جو بوقتِ وفات موجود تھے یا جو بعد میں اضافہ ہوا اور تقسیم کے وقت کثرت سے موجود ہیں، ان سب میں حصے ہوں گے؟

ج...... مرحوم کے مال میں اس کی وفات کے بعد جو اضافہ ہوا ہے وہ بھی حسبِ دستورِ سابق تقسیم ہوگا۔

## باپ کی وراثت میں بیٹیوں کا بھی حصہ ہے

س...... والدین اپنی وراثت میں جو کچھ ترکہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں اس پر بہن بھائیوں کا کیا قانونی حق بنتا ہے؟ جبکہ ایک بھائی باپ کے مکان میں رہائش پذیر ہے، جبکہ بھائیوں کا کہنا ہے کہ باپ کی وراثت میں بہنوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اَحکامِ قرآنی اور احادیث کے حوالے سے جواب صادر فرمائیں کہ بہن، بھائیوں کے خلاف قانونی کاروائی کا حق رکھتی ہے؟

ج...... قرآنِ کریم میں تو بھائیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی حصہ (بھائی سے آدھا) رکھا ہے، وہ کون لوگ ہیں جو قرآنِ کریم کے اس قطعی اور دوٹوک حکم کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ باپ کی وراثت میں بہنوں کا (یعنی باپ کی لڑکیوں کا) کوئی حصہ نہیں...؟

## دُوسرے ملک میں رہنے والی بیٹی کا بھی باپ کی وراثت میں حصہ ہے

س…… میرے سسر کا انتقال ہوگیا ہے، انہوں نے وارثوں میں بیوہ، تین لڑکے جن میں سے ایک کا انتقال ہوچکا ہے اور چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں، جس میں ایک لڑکی ہندوستان کی شہری ہے۔ مرحوم کی جائیداد کس طرح سے تقسیم ہوگی؟ کیا ہندوستانی شہریت رکھنے والی لڑکی بھی پاکستانی وراثت کی حق دار ہے؟ اگر نہیں تو اس کا حصہ کاٹنے کے بعد کتنا کتنا حصہ بنے گا؟ یعنی بیوہ، لڑکوں اور لڑکیوں کا الگ الگ۔

ج…… آپ نے یہ نہیں لکھا کہ مرحوم کے جس لڑکے کا انتقال ہوچکا ہے، اس کا انتقال باپ سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں؟ بہرحال اگر پہلے ہوا ہو تو مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض اور نفاذِ وصیت کے بعد) اَسّی (۸۰) حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے دس حصے بیوہ کے، چودہ چودہ دونوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے، جو لڑکی ہندوستان میں ہے وہ بھی وارث ہوگی، اور جس لڑکے کا انتقال اس کے باپ کی زندگی میں ہوچکا ہے وہ وارث نہیں ہوگا۔ اور اگر اس لڑکے کا انتقال باپ کے بعد ہوا ہے تو ترکہ چھیانوے حصوں پر تقسیم ہوگا، بارہ حصے بیوہ کے، چودہ چودہ تینوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے، مرحوم لڑکے کا حصہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔



فہرست

## بہنوں سے ان کی جائیداد کا حصہ معاف کروانا

س…… ہمارے معاشرے میں وراثت سے متعلق یہ روایت چل رہی ہے کہ باپ کے انتقال کے بعد اس کی اولاد میں سے بھائی اپنی بہنوں اور ماں سے یہ لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں چاہئے۔ بہنیں، بھائیوں کی محبت کے جذبے میں سرشار ہوکر اپنے حصے سے دستبردار ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح باپ کی تمام جائیداد بیٹوں کو منتقل ہوجاتی ہے، کیا شرعی لحاظ سے اس طرح معاملہ کرنا دُرست ہے؟ کیا اس طرح بہنیں اپنی اولاد کا حق غصب کرنے کی مرتکب نہیں ہوتیں؟ اگر بہنیں اپنے حصے سے دستبردار ہوجائیں تو کیا ان کی

اولاد کو مذکورہ حصہ طلب کرنے کا حق ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ نے باپ کی جائیداد میں جس طرح بیٹوں کا حق رکھا ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق رکھا ہے، لیکن ہندوستانی معاشرے میں لڑکیوں کو ان کے حق سے محروم رکھا جاتا رہا، اس لئے رفتہ رفتہ یہ ذہن بن گیا کہ لڑکیوں کا وراثت میں حصہ لینا گویا ایک عیب یا جرم ہے۔ لہٰذا جب تک انگریزی قانون رائج رہا کسی کو بہنوں سے حصہ معاف کرانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی، اور جب سے پاکستان میں شرعی قانونِ وراثت نافذ ہوا، بھائی لوگ بہنوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں حصہ نہیں چاہئے۔ یہ طریقہ نہایت غلط اور قانونِ الٰہی سے سرتابی کے مطابق ہے۔ آخر ایک بھائی دُوسرے کے حق میں کیوں دستبردار نہیں ہوجاتا...؟ اس لئے بہنوں کے نام ان کا حصہ کردینا چاہئے۔ سال دو سال کے بعد اگر وہ اپنے بھائی کو دینا چاہیں تو ان کی خوشی ہے، ورنہ موجودہ صورتِ حال میں وہ خوشی سے نہیں چھوڑتیں بلکہ رواج کے تحت مجبوراً چھوڑتی ہیں۔

اگر کسی بہن نے اپنا حصہ واقعتاً خوشی سے چھوڑ دیا ہو تو اس کی اولاد کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں، کیونکہ اولاد کا حق ماں کی وفات کے بعد ثابت ہوتا ہے، ماں کی زندگی میں ان کا ماں کی جائیدار پر کوئی حق نہیں، اس لئے اگر وہ کسی کے حق میں دستبردار ہوجائیں تو اولاد اس کو نہیں روک سکتی۔

## کیا جہیز وراثت کے حصے کے قائم مقام ہوسکتا ہے؟

س...... ہمارے والد مرحوم ترکہ میں ایک بڑا مکان، مین بازار میں پانچ دُکانیں اور ایک تقریباً چار سو گز کا پلاٹ جو کمرشل استعمال میں ہے چھوڑ کر فوت ہوئے۔ اس تمام پراپرٹی کی مارکیٹ ویلیو تقریباً چالیس لاکھ ہے، ہمارے تمام بھائی ماشاء اللہ اچھی اچھی جگہوں پر برسرِ روزگار ہیں، گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں، مگر ہم شادی شدہ بہنوں کے گھریلو حالات صحیح نہیں، مشکل سے گزارا ہوتا ہے، مگر ہماری والدہ ہم بہنوں کا حصہ دینے کو تیار نہیں، وہ کہتی ہیں: ''بہنوں کو جہیز دے دیا گیا، باقی تمام ترکہ لڑکوں کا ہے'' جبکہ شادی میں ہم لوگوں کو بمشکل چالیس پچاس ہزار کا جہیز دیا گیا، وہ بھی زیادہ تر خاندان والوں کے تحفے تحائف

تھے۔ براہِ مہربانی فرمایئے کہ آیا ہماری والدہ کا فرمانا صحیح ہے یا ہم اپنا حصہ لینے میں حق بجانب ہوں گے، اور اس سلسلے میں والدہ پر دباؤ ڈالنا گستاخی تو نہ ہوگی؟ یا یہ کہ ہماری والدہ کو بحیثیت سرپرست اس وقت کیا دِینی ذمہ داری ادا کرنا چاہئے؟

ج...... آپ کے مرحوم والد کے ترکہ میں لڑکیوں اور لڑکوں کا یکساں حق ہے، دو لڑکیوں کا حصہ ایک لڑکے کے برابر ہوگا، آپ کی والدہ محترمہ کا یہ کہنا کہ: ''لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے، لہٰذا اب ان کو جائیداد میں حصہ نہیں ملے گا'' چند وجوہ سے غلط ہے۔

اوّل:...... اگر لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے تو لڑکوں کی شادی پر اس سے دُگنا خرچ ہو چکا ہے، اب از رُوئے انصاف یا تو لڑکوں کو بھی جائیداد سے محروم رکھا جائے یا لڑکیوں کو بھی شرعی حصہ دیا جائے۔

دوم:...... لڑکیوں کو جہیز تو والد کی زندگی میں دیا گیا اور وراثت کے حصے کا تعلق والد مرحوم کی وفات سے ہے، تو جو چیز والد کی وفات سے حاصل ہوئی اس کی کٹوتی والد کی زندگی میں کیسے ہوسکتی ہے...؟

سوم:...... ترکہ کا حصہ تو متعین ہوتا ہے کہ کل جائیداد اتنی مالیت کی ہے اور اس میں فلاں وارث کا اتنا حصہ ہے، لیکن جہیز کی مالیت تو متعین نہیں ہوتی بلکہ والدین حسبِ توفیق دیا کرتے ہیں۔ پس جہیز ترکہ کے قائم مقام کیسے ہوسکتا ہے؟

چہارم:...... پھر ایک چیز کے بدلے دُوسری چیز دینا ایک معاملہ، ایک سودا اور ایک لین دین ہے، اور کوئی معاملہ اور سودا دو فریقوں کے بغیر نہیں ہوا کرتا، تو کیا والدین اور لڑکیوں کے درمیان یہ سودا طے ہوا تھا کہ یہ جہیز تمہیں تمہارے حصۂ وراثت کے بدلے میں دیا جاتا ہے...؟

الغرض آپ کی والدہ کا موقف قطعاً غلط اور مبنی بر ظلم ہے، وہ لڑکیوں کو حصہ نہ دے کر اپنے لئے دوزخ خرید رہی ہیں، انہیں اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

رہا سوال یہ کہ والدہ پر دباؤ ڈالنے سے ان کی گستاخی تو نہیں ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف مانگنا گستاخی نہیں۔ دیکھئے! بندے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، بچے اپنے


فہرست

والدین سے مانگتے ہیں اس کو کوئی گستاخی نہیں کہتا، ہاں! لہجہ گستاخانہ ہو تو یقیناً گستاخی ہوگی۔ پس اگر آپ ملتجیانہ لہجے میں والدہ پر دباؤ ڈالیں تو یہ گستاخی نہیں، اور اگر تحکمانہ لہجے میں بات کریں تو گستاخی ہے۔

## وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا

س...... جہیز کی لعنت اور وبا سے کوئی محفوظ نہیں ہے، بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ: ''ہم جہیز کی شکل میں اپنی بیٹی کو ''ورثہ'' کی رقم دے دیتے ہیں'' کیا یہ ممکن ہے کہ باپ اپنی زندگی میں ہی ورثہ بیٹی کو دے دے جہیز کے نام پر، اور اس کے بعد اس سے سبکدوش ہو جائے؟

ج...... ورثہ تو والدین کے مرنے کے بعد ہوتا ہے، زندگی میں نہیں۔ البتہ اگر لڑکی اس جہیز کے بدلے اپنا حصہ چھوڑ دے تو ایسا کر سکتی ہے۔

## ماں کی وراثت میں بھی بیٹیوں کا حصہ ہے

س...... ہماری والدہ کا انتقال ہوئے تقریباً ساڑھے آٹھ سال ہو چکے ہیں، ہم چار بہنیں اور دو بھائی ہیں، ہماری والدہ کے ورثہ پر ہمارے والد صاحب اور بھائیوں نے قبضہ کر رکھا ہے، تمام جائیداد اور کاروبار سے والد اور بھائی مالی فائدہ اُٹھا رہے ہیں، ہم بہنیں جب والد صاحب سے اپنا حصہ مانگتی ہیں تو کہتے ہیں کہ: ''بیٹیوں کا ماں کے ورثے میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، اور یہ سب میرا ہے۔''

ج...... آپ کے والد کا یہ کہنا غلط ہے کہ ماں کی وراثت میں بیٹیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا، بیٹیوں کا حصہ جس طرح باپ کی میراث میں ہوتا ہے اسی طرح ماں کی میراث میں بھی ہوتا ہے۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے اس پر آپ کی والدہ کا ترکہ ۳۲ حصوں پر تقسیم ہوگا، آٹھ حصے آپ کے والد کے ہیں، ۶، ۶ حصے دونوں بھائیوں کے، اور ۳، ۳ چاروں بہنوں کے۔

## مرحوم کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا وراثت میں حصہ

س...... ایک شخص کا انتقال ہو گیا، اس نے اپنے پیچھے بیوہ، دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی۔ انتقال کے بعد ہی اس کا ترکہ شرع کے مطابق دونوں لڑکوں، لڑکی اور بیوہ میں تقسیم کر دیا گیا، مگر


فہرست

اس کے انتقال کے وقت بیوہ چار ماہ کی حاملہ تھی، اور پانچ مہینے بعد ایک اور لڑکی پیدا ہوئی۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا وہ لڑکی باپ کے ترکے کی حق دار ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو اس کا حق کس طرح ملے گا؟ کیونکہ تقسیم تو پہلے ہی ہوچکی ہے اور ہر حق دار اس کو مکمل طور پر استعمال کرچکا ہے۔

ج…… یہ لڑکی اپنے مرحوم باپ کی وارث ہے، اور اس کی پیدائش سے پہلے ترکہ کی تقسیم جائز ہی نہیں تھی، کیونکہ یہ معلوم نہیں تھا کہ بچے کی پیدائش ہوگی یا بچی کی؟ بہرحال پہلی تقسیم غلط ہوئی، لہٰذا نئے سرے سے تقسیم کی جائے اور اس بچی کا حصہ بھی رکھا جائے۔ مرحوم کا کل ترکہ ۴۸ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ان میں سے ۶ حصے بیوہ کے، ۱۴،۱۴ دونوں لڑکوں کے، اور ۷، ۷ دونوں لڑکیوں کے ہوں گے۔

## لڑکے اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم

س…… اگر مسلمان متوفی نے ایک لاکھ روپے ترکہ میں چھوڑے اور وارثوں میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوں تو ازرُوئے شریعت ایک لاکھ روپے کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ کیا ہماری عدالتیں بھی اسلامی قانونِ وراثت کے مطابق فیصلے کرتی ہیں؟

ج…… اگر اور کوئی وارث نہیں تو مرحوم کی تجہیز و تکفین، ادائے قرضہ جات اور باقی ماندہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد (اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو) مرحوم کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا، دو حصے لڑکے کے، اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا۔ ہماری عدالتیں بھی اسی کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں۔

## والدین کی جائیداد میں بہن بھائی کا حصہ

س…… تقسیمِ ہند سے قبل ہمارے والدین فوت ہوگئے اور ایک مکان چھوڑ گئے تھے، جس کے ہم دونوں بلا شرکتِ غیرے مالک تھے، یعنی میں اور میری غیرشادی شدہ بہن، ہمارے حصے کا تناسب اس جائیداد میں شرع و سنت کی رُو سے کیا ہوگا؟

ج…… والدین کی متروکہ جائیداد میں آپ بہن بھائی دو ایک کی نسبت سے شریک ہیں، یعنی دو حصے آپ کے لئے، ایک بہن کا۔

## بھائی بہنوں کا وراثت کا مسئلہ

س……ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں، ہماری والدہ اور والد انتقال کرچکے ہیں، ایک مکان ہمارے ورثہ میں چھوڑا ہے، جس کو ہم ۱۵۰،۰۰۰ روپے میں فروخت کر رہے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ بہنوں کے حصے میں کیا آئے گا اور بھائی کے حصے میں کیا رقم آئے گی؟ ہم مسلمان ہیں اور سنی عقیدے سے تعلق ہے۔

ج……آپ کے والد مرحوم کے ذمہ کوئی قرض ہو تو اس کو ادا کرنے، اور کوئی جائز وصیت کی ہو تو تہائی مال کے اندر اسے پورا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں چھوٹی، بڑی، منقولہ، غیرمنقولہ جتنی چیزیں تھیں وہ پانچ حصوں پر تقسیم ہوں گی، دو حصے بھائی کے اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا۔

## والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے

س……زید کے پاس اپنی تنخواہ سے خرید کردہ دو پلاٹ ہیں، اور ایک مکان جس میں وہ اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ رہائش پذیر ہے۔ جس ادارے میں زید ملازم ہے اس کی طرف سے زید کی وفات کی صورت میں تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ اس کے بیوی بچوں کو ملے گا، اس رقم میں پراویڈنٹ فنڈ دو لاکھ اور گروپ انشورنس چھ لاکھ روپے ہے، جو ملازمین کے ورثاء کی مالی مدد کے لئے ادارے کا مستقل طریقۂ کار ہے اور ملازمین کی تنخواہ میں سے ہر ماہ معمولی رقم گروپ انشورنس کی مد سے کٹوتی ہوتی ہے۔ زید کے تین بھائی، دو بہنیں اور والدین زندہ ہیں، زید کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں جو تمام غیرشادی شدہ ہیں، اُوپر دیئے گئے ترکہ میں سے ہر ایک کا شرعی حصہ بتاکر مشکور فرمائیں۔

ج……زید کی وفات کے وقت اگر یہ تمام وارث زندہ ہوں تو آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کا، اور چھٹا چھٹا حصہ والدین کا، باقی اس کی اولاد کا۔ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دُگنا ہوگا، ترکہ کے کل ۲۸۸ حصے ہوں گے۔ ۳۶ بیوہ کے، ۴۸، ۴۸ ماں اور باپ کے، ۲۶، ۲۶ لڑکوں کے، ۱۳، ۱۳ لڑکیوں کے، والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے۔

## مرحوم کی اولاد کے ہوتے ہوئے بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا

س...... ہمارے والد صاحب چار ماہ قبل وفات پا گئے ہیں، ہم چار بھائی، تین بہنیں اور والدہ صاحبہ ہیں، والد مرحوم کی دو بہنیں بھی ہیں، والد صاحب کے والدین نہیں ہیں، والد صاحب کی جائیداد ایک مکان جس میں سب رہ رہے ہیں، اور دُکان جو کہ کرایہ پر ہے، اس کی تقسیم کیسے کریں گے؟

ج...... تقسیم اس طرح ہوگی:

| بیوہ | بیٹا | بیٹا | بیٹا | بیٹا | بیٹی | بیٹی | بیٹی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱ | ۱۴ | ۱۴ | ۱۴ | ۱۴ | ۷ | ۷ | ۷ |

یعنی کل جائیداد کے ۸۸ حصے بنا کر، بیوہ کو ۱۱ حصے، بقیہ ہر بیٹے کو ۱۴، ۱۴، ہر بیٹی کو ۷، ۷ حصے ملیں گے، مرحوم کی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

## مرحوم کے انتقال پر مکان اور مویشی کی تقسیم

س...... ہمارے بہنوئی کا انتقال ہوگیا، جس کی جائیداد میں ایک مکان اور چند مویشی ہیں، قرضہ وغیرہ نہیں ہے، اور ورثاء میں ایک بیوہ، ایک بچی، والد اور دو بھائی چھوڑے ہیں، میراث کیسے تقسیم کی جائے؟

ج...... مرحوم کی ملکیت بوقت وفات جو چیزیں تھیں ان میں آٹھواں حصہ بیوہ کا، نصف بچی کا اور باقی اس کے والد کا ہے، کل ترکہ ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں بیوہ کے تین، بچی کے بارہ اور والد کے نو حصے ہیں، جس کا نقشہ یہ ہے:

| بیوہ | بچی | والد |
|---|---|---|
| ۳ | ۱۲ | ۹ |

## بیوہ، تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کے درمیان جائیداد کی تقسیم

س...... ہمارے نانا مرحوم نے ایک حویلی اور کچھ زمین ترکہ میں چھوڑی اور پس ماندگان میں ایک بیوہ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ از راہِ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں مندرجہ ذیل

سوالات کے جوابات ارشاد فرمائیں:

۱:...... ورثہ کی تقسیم (حنفی طریقے سے) کے حصے۔

۲:...... نانا مرحوم کی وہ اولاد جوان کے دورانِ حیات وفات پاگئی تھی یا ان کے لواحقین (بیوی بچے) جو کہ اب خود صاحب حیثیت ہوں، کسی طرح سے بھی مندرجہ بالا جائیداد میں وراثت کے حق دار ہوسکتے ہیں؟

۳:...... نیز یہ کہ کنبے کا جو شخص اس وراثت کی تقسیم پر مأمور ہے، اگر اپنی من مانی سے خلافِ شرع تقسیم کرنا چاہے تو دِینی اور دُنیاوی طور پر اس کے مؤاخذہ کے لئے کیا اَحکام ہیں؟

ج:۱...... مرحوم کا ترکہ بعد ادائے قرض وتہائی مال میں نفاذِ وصیت کے بعد چونسٹھ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے آٹھ بیوہ کے ہوں گے، چودہ چودہ لڑکوں کے، اور سات سات لڑکیوں کے۔

۲:...... مرحوم کی زندگی میں جو فوت ہوگئے ان کا، یا ان کی اولاد کا مرحوم کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں۔

۳:...... دُنیا میں اس کا خلافِ شرع فیصلہ نافذ نہیں ہوگا، آخرت میں وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔



فہرست

## بیوہ، چار لڑکوں اور چار لڑکیوں کے درمیان جائیداد کی تقسیم

س...... میرے بہنوئی کا دِل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا، مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، دو شادی شدہ لڑکیاں، دو غیرشادی شدہ لڑکیاں اور چار لڑکے چھوڑے ہیں، ان میں مبلغ دو لاکھ روپیہ نقد کس طرح سے تقسیم کیا جائے گا؟

ج...... مرحوم کا ترکہ ادائے قرض اور نفاذِ وصیت از تہائی مال کے بعد ۲۸۸ حصوں پر تقسیم ہوگا۔

۳۶ بیوہ کے، ۴۲، ۴۲ چاروں لڑکوں کے، ۲۱، ۲۱ چاروں لڑکیوں کے، نقشہ حسبِ

ذیل ہے:

| بیوہ | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکی | لڑکی | لڑکی | لڑکی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۶ | ۴۲ | ۴۲ | ۴۲ | ۴۲ | ۲۱ | ۲۱ | ۲۱ | ۲۱ |

## بیوہ، بیٹا اور تین بیٹیوں کا مرحوم کی وراثت میں حصہ

س…… میرے رشتے کے ایک ماموں ہیں، ان کے والد چند ماہ قبل انتقال کرگئے اور ترکہ میں کچھ نقدی چھوڑی، میرے ماموں اکیلے بھائی ہیں اور ان کی تین بہنیں اور والدہ ہے، ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج…… اس ترکہ کے چالیس حصے ہوں گے، پانچ حصے آپ کے ماموں کی والدہ کے، چودہ حصے خود ان کے، اور سات سات حصے تینوں بہنوں کے۔

## بیوہ، ایک بیٹی، دو بیٹوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س…… میرے والد صاحب کی وفات کے بعد ہم چار حصے دار ہیں، ۱: میری والدہ محترمہ، ۲: میرے بڑے بھائی، ۳: میری ہمشیرہ، ۴: میں ان کا چھوٹا بیٹا۔ یعنی دو بیٹے، ایک بیٹی اور بیوہ، اب آپ سے درخواست ہے کہ ہم لوگوں کا کتنا حصہ ہوگا؟

ج…… تجہیز و تکفین، ادائے قرضہ جات اور نفاذِ وصیت کے بعد مرحوم کا ترکہ چالیس حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے پانچ حصے بیوہ کے، ۱۴، ۱۴ لڑکوں کے اور سات لڑکی کے۔

## والد، بیوی، لڑکا اور دو لڑکیوں میں جائیداد کی تقسیم

س…… زید کے انتقال کے وقت زید کے والد، بیوی، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں حیات تھیں۔ یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ اَز رُوئے شریعت زید مرحوم کی جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ میں زید مرحوم کے والد کا حصہ ہے کہ نہیں؟ اور اگر ہے تو کتنا ہے؟ اور ہر وارث کا کتنا حصہ ہے؟

ج…… صورتِ مسئولہ میں (ادائے قرضہ جات اور نفاذِ وصیت کے بعد) زید کے والد کا چھٹا حصہ ہے، اگر زید کی جائیداد چھیانوے حصوں پر تقسیم کی جائے تو بیوہ کو بارہ، والد کو سولہ، ہر لڑکی کو سترہ اور لڑکے کو چونتیس حصے ملیں گے۔

## بیوہ، گیارہ بیٹے، پانچ بیٹیوں اور دو بھائیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س......ایک آدمی وفات پا گیا، اس کی اولاد میں گیارہ بیٹے اور پانچ بیٹیاں اور ایک بیوی اور دو بھائی رہ گئے، ازرُوئے شریعت میراث کیسے تقسیم ہوگی؟

ج......آٹھواں حصہ بیوی کو دے دیا جائے، باقی سات حصے لڑکوں اور لڑکیوں پر تقسیم کردیئے جائیں، اس طرح کہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دُگنا ہو۔ بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

## مرحوم کا قرضہ بیٹوں نے ادا کیا تو وارث کا حصہ

س......میرے والد کا انتقال ہوگیا، والد نے اپنے وارثوں میں ایک بیوہ، سات بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔ والد صاحب اپنے انتقال کے وقت ۲۵۰ گز زمین پر آدھا حصہ بنا ہوا چھوڑ گئے تھے، اور ایک عدد ۳۳۰ گز کا پلاٹ تھا، اور ایک کارخانہ تھا جس میں لکڑی کے فریم اور دُوسرا سامان تھا، جس کی مالیت اس وقت ۱۵,۰۰۰ روپے تھی، اور بینک میں ۵,۰۰۰ روپے تھے۔ والد صاحب کے انتقال کے وقت انہوں نے ۳۰,۰۰۰ روپے دُوسروں کے دینے تھے۔ والد صاحب نے جو کارخانہ چھوڑا تھا، اسے ہم نے کچھ روپیہ قرض لے کر چلانا شروع کردیا اور ایک سال کے اندر اندر ہم بھائیوں نے محنت کرکے سب سے پہلے اپنے والد کا قرضہ چکادیا، اور ہم نے جو قرض لیا تھا وہ بھی ہم بھائیوں نے ادا کردیا، اور مزید رقم بھی ہم نے کمائی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ جو ہمارے والد نے اثاثہ چھوڑا ہے اس میں سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے یا جو کچھ ہم نے کمایا ہے یعنی بھائیوں نے اس میں بھی سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے؟ اگر سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے تو کس جائیداد میں کس کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج......مرحوم کی تجہیز و تکفین اور ادائے قرضہ جات کے بعد ان کے ترکہ کی جتنی مالیت تھی اس کے ۱۲۰ حصے کئے جائیں گے، ان میں سے پندرہ حصے بیوہ کے، چودہ حصے ہر لڑکے کے، اور سات حصے ہر لڑکی کے ہوں گے:

| بیوہ | بیٹا | بیٹا | بیٹا | بیٹا | بیٹی | بیٹی | بیٹی | بیٹی | بیٹی | بیٹی | بیٹی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۵ | ۱۴ | ۱۴ | ۱۴ | ۱۴ | ۷ | ۷ | ۷ | ۷ | ۷ | ۷ | ۷ |

## والدہ، بیوہ، لڑکوں اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم

س...... زید اس دُنیائے فانی سے رحلت فرماگئے ہیں، معلوم کرنا ہے کہ اَز رُوئے اسلامی حنفی سنی شریعت، زید مرحوم کی جائیداد منقولہ اور غیرمنقولہ میں زید مرحوم کی والدہ، بیوہ، اور لڑکی کا کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ کیونکہ زید مرحوم نے کوئی تحریری وصیت نامہ وغیرہ نہیں چھوڑا، اگر کوئی حصہ ہے تو ہر وارث کا مع (تینوں لڑکوں کے) ہر ایک کا کتنا کتنا حصہ ہے؟

ج...... زید کا کل ترکہ ۱۶۸ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے ۲۱ حصے بیوہ کے، ۲۸ ماں کے، ۳۴ ہر لڑکے کے اور ۱۷ حصے لڑکی کے ہیں۔

## بیوہ، تین لڑکوں، ایک لڑکی کا مرحوم کی وراثت میں حصہ

س...... ہمارے والد صاحب مرحوم نے اپنے ترکہ میں ایک دُکان چھوڑی، جس کی مالیت ڈیڑھ لاکھ روپے ہے، اس دُکان کے مندرجہ ذیل حصہ دار ہیں، والدہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ براہِ مہربانی یہ بتایئے کہ ۱۵۰،۰۰۰ کی رقم ہماری والدہ، ہم تین بھائیوں اور ایک بہن میں کتنی کتنی مقدار میں تقسیم ہوگی؟

ج...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ ادائے قرض و وصیت کے بعد آٹھ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں ایک حصہ آپ کی والدہ کا، ایک بہن کا، اور دو دو حصے بھائیوں کے، ڈیڑھ لاکھ روپے کی رقم اس طرح تقسیم ہوگی:

| والدہ | ہر بھائی | بہن |
|---|---|---|
| ۱۸،۷۵۰ | ۳۷،۵۰۰ | ۱۸،۷۵۰ |

## بیوہ، دو بیٹوں اور چار بیٹیوں میں ترکہ کی تقسیم

س...... میرے والد مرحوم نے ترکہ میں ایک مکان (جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ روپے ہے) چھوڑا ہے، ہم دو بھائی، چار بہنیں اور والدہ صاحبہ ہیں۔ دو بہنیں اور ایک بھائی شادی

شدہ ہیں، اگر ہم یہ مکان بیچ کر شریعت کی رُو سے تمام رقم ورثاء میں تقسیم کرنا چاہیں تو یہ تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ ۶۴ حصوں پر تقسیم ہوگا، آٹھ حصے آپ کی والدہ کے، ۱۴، ۱۴ حصے دونوں بھائیوں کے، اور ۷، ۷ حصے چاروں بہنیں کے۔

## بیوہ، والد اور دو بیٹوں میں وراثت کی تقسیم

س...... میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، ان کے والد صاحب حیات ہیں اور انہوں نے خاندانی جائیداد بھی بانٹ دی ہے، میرے والد صاحب کے ورثاء مندرجہ ذیل ہیں: بیوہ، والد، دو بیٹے، تقسیمِ جائیداد کی صورت بتلائیں۔

ج...... مرحوم کا کل ترکہ تجہیز و تکفین کے مصارف ادا کرنے، قرضے کی ادائیگی اور نفاذِ وصیت کے بعد (اگر کوئی وصیت کی ہو) ۴۸ حصوں میں تقسیم ہوگا، ۶ حصے بیوہ کے، ۸ حصے ان کے والد کے، ۱۷، ۱۷ حصے دونوں لڑکوں کے۔

## مرحوم کی جائیداد کی تین لڑکوں، تین لڑکیوں اور بیوہ کے درمیان تقسیم

س...... ایک شخص کا انتقال ہوگیا، اس نے اپنے پیچھے دو لاکھ بیس ہزار روپے کی جائیداد چھوڑی ہے، ورثاء مندرجہ ذیل ہیں: بیوی، ۳ لڑکے، ۳ لڑکیاں۔ براہِ کرم ورثا کے حصے تحریر فرمائیں۔

ج...... بیوہ کا حصہ ستائیس ہزار چار سو ننانوے روپے ناوے پیسے، ہر لڑکے کا حصہ بیالیس ہزار سات سو ستتر روپے ستتر پیسے، ہر لڑکی کا حصہ اکیس ہزار تین سو اَٹھاسی روپے اٹھاسی پیسے۔

## بیوہ، والدہ، والد، لڑکی، لڑکوں کے درمیان ترکہ کی تقسیم

س...... کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلے میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا، متوفی نے ایک بیوی، تین لڑکے، ایک لڑکی، ایک ماں اور باپ، ایک بھائی اور تین بہنیں چھوڑی ہیں، دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ متوفی کا ترکہ وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

ج...... مرحوم کا کل ترکہ بعد ادائے قرض و نفاذِ وصیت ۱۶۸ حصوں پر تقسیم ہوگا، بیوہ کے ۲۱،

والدین کے ۲۸،۲۸، ہرلڑکے کے ۲۶ اورلڑکی کے ۱۳ حصے ہیں اور باقی رشتہ دار محروم ہیں۔

| بیوہ | والدہ | والد | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۱ | ۲۸ | ۲۸ | ۲۶ | ۲۶ | ۲۶ | ۱۳ |

## مرحومہ کے مالِ میراث کی تقسیم کس طرح ہوگی جبکہ ورثاء شوہر، ۴ لڑکے، ۳ لڑکیاں ہیں

س…… ایک عورت کا انتقال ہوگیا، متوفیہ نے حسب ذیل ورثاء چھوڑے ہیں، شوہر لڑکے ۴، لڑکیاں ۳، ہرایک کا حصہ شرعی متعین فرمائیں۔

ج……متوفیہ کا ترکہ تجہیز وتکفین کرنے، قرضہ ادا کرنے اور وصیت کو پورا کرنے کے بعد درج ذیل طریقے سے تقسیم ہوگا:

| شوہر | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکی | لڑکی | لڑکی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱ | ۶ | ۶ | ۶ | ۶ | ۳ | ۳ | ۳ |

یعنی متوفیہ کے مال کے چوالیس حصہ کرکے ۱۱ گیارہ حصے شوہر کو ملیں گی اور ہر لڑکے کو ۶ حصے اور ہرلڑکی کو ۳ حصے ملیں گے۔

## باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے

س…… ماں، باپ، چار بھائی (دوشادی شدہ)، پانچ بہنیں (ایک شادی شدہ) کے حصے میں جائیداد کا کتنا حصہ آئے گا؟ ایک بھائی کے چار بچے اور ایک بہن کے دو بچے ہیں، یعنی کل افراد ۱۷ ہیں۔

ج……کل مال کا چھٹا حصہ ماں کا ہے اور باقی باپ کا، باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے۔

# لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنا

## وراثت میں لڑکیوں کا حصہ کیوں نہیں دیا جاتا؟

س…… آپ کے صفحے میں وراثت سے متعلق ایک سوال پڑھا تھا، آپ سے پوچھنا یہ ہے جس طرح لڑکوں کو ورثہ دیا جارہا ہے اس طرح لڑکی کا حصہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ عموماً عورتیں بھائیوں سے شرماحضوری میں براہِ راست حصہ نہیں مانگتیں، جبکہ وہ حقیقتاً ضرورت مند ہیں۔

ج…… شریعت نے بہن کا حصہ بھائی سے آدھا، اور بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا رکھا ہے، اور جو چیز شریعت نے مقرّر کی ہے اس میں شرما شرمی کی کوئی بات نہیں، بہنوں اور بیٹیوں کا شرعی حصہ ان کو ضرور ملنا چاہئے۔ جو لوگ اس حکمِ خداوندی کے خلاف کریں گے وہ سزائے آخرت کے مستحق ہوں گے، اور ان کو اس کا معاوضہ قیامت کے دن ادا کرنا پڑے گا۔

## وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہِ کبیرہ ہے

س…… تقسیم سے پہلے ہمارے نانا کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، یہاں درمیان میں کچھ بھی کیا ہو، لیکن مرنے سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے برنس روڈ میں ایک چائے خانہ کھولا ہوا تھا، جس کو بعد میں مٹھائی کی دُکان میں تبدیل کرلیا۔ دُکان پگڑی پر تھی اور بڑے بیٹے کے نام تھی، بعد میں دُکان چل پڑی اور بہت مشہور ہوگئی۔ بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں میں وہ دُکانیں بانٹ لیں، اس طرح نانا کے مرنے پر بچوں نے صرف بھائیوں میں جائیداد تقسیم کردی، لڑکیوں کو کچھ نہیں دیا، کچھ عرصے بعد نانی کا انتقال ہوا، انہوں نے جو رقم چھوڑی تھی، لڑکوں میں تقسیم ہوگئی، لڑکیوں کو کچھ نہیں ملا۔ اب مولانا صاحب! آپ سے عرض ہے کہ آپ صحیح صورتِ حال کا اندازہ لگا کر جواب دیجئے کہ کیا ان لوگوں کا یہ طرزِ عمل ٹھیک ہے؟ کیا اس سے مرنے والوں کی رُوحیں بے چین نہ ہوں گی؟ ویسے بھی ہم نے اپنے

بزرگوں سے سنا ہے کہ حق داروں کا حق کھانے والا کبھی پھلتا پھولتا نہیں۔

ج...... بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا بدترین گناہِ کبیرہ ہے، آپ کے نانا، نانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہوں گے، جو لوگ اس جائیداد پر اب ناجائز طور پر قابض ہیں وہ بھی اس سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ لڑکوں کو چاہئے کہ بہنوں کا حصہ نکال کر ان کو دے دیں۔

## کیا بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے؟

س...... ہم پانچ بہن بھائی ہیں، دو بھائی اور تین بہنیں، سب شادی شدہ ہیں۔ ماں باپ حیات ہیں، ہم بھائی جس مکان میں رہ رہے ہیں وہ ہماری اپنی ملکیت ہے، چونکہ ہم بھائیوں کی بیویاں ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتیں اس لئے ہم نے یہ مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے، مکان کا سودا بھی ہوگیا ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ جب بہنوں کو یہ معلوم ہوا کہ ہم مکان فروخت کر رہے ہیں، انہوں نے بھی مکان میں اپنے حصے کا مطالبہ کردیا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا، جبکہ بہنیں اپنا حصہ لینے پر اصرار کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب! آپ ہی ہماری بہنوں کو سمجھائیں کہ باپ کی جائیداد میں لڑکیوں کا حق نہیں ہوتا۔ اور مولانا صاحب! اگر میں ہی غلطی پر ہوں تو براہِ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ہماری بہنیں بھی اس جائیداد میں سے حصے کی حق دار ہیں؟ اور اگر ہیں تو بہنوں کے حصے میں کتنی رقم آئے گی؟ آپ کا احسان مند رہوں گا۔

ج...... یہ تو آپ نے غلط لکھا ہے کہ: ''باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا'' قرآنِ کریم نے بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا بتایا ہے، اس لئے یہ کہنا تو جہالت کی بات ہے کہ: ''باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا'' البتہ جائیداد کے حصے والد کی وفات کے بعد لگا کرتے ہیں، اس کی زندگی میں نہیں۔ اپنی زندگی میں اگر والد دینا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ سب کو برابر دے، لیکن اگر کسی کی ضرورت واحتیاج کی بنا پر زیادہ دے دے تو گنجائش ہے۔

بہرحال آپ کو چاہئے کہ اپنی بہنوں کو بھی دیں، بھائیوں کا دُگنا حصہ اور بہنوں کا اکہرا۔

## لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنا

س...... آپ نے ''وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا'' کے جواب میں یہ فرمایا کہ: ''آپ کے

نانا، نانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہوں گے'' میری سمجھ میں نہ آسکا کہ غلطی کا ارتکاب تو لڑکوں نے کیا ہے، پھر مرحوم والدین کو کس بات کی سزا مل سکتی ہے؟ کیا نانا اور نانی کو اپنی زندگی ہی میں جائیداد شرعی طور پر تقسیم کردینی چاہئے تھی؟

ج…… چونکہ نانا، نانی سوال کے مطابق قصوروار نظر آرہے تھے، اس بنا پر وہ بھی سزا کے مستحق ہوں گے، لیکن اگر اس معاملے میں ان کی مرضی شامل نہیں تھی، بلکہ بعد کے ورثاء نے لڑکیوں کو محروم کیا تو وہ اس حدیث کی وعید کے مستحق نہیں ہوں گے۔

س…… ایک صاحبِ جائیداد جن کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، لڑکیاں اپنے اپنے گھر خوش وخرم ہیں، اور مال وزَر جہیز کی صورت میں دے دیا گیا ہے، لڑکا ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کررہا ہے، والدین کی خواہش ہے کہ اب تمام جائیداد کا مالک ڈاکٹر بیٹا ہی رہے اور تقسیم نہ ہونے پائے، کیونکہ تقسیم کردینے سے چاروں کو معمولی رقم میسر آئے گی۔ کیا اسلام میں اس کی اجازت ہے؟

س…… اسلام میں جہیز کی کوئی قید یا اجازت نہیں ہے، اور آج کل معاشرہ والدین کی بساط سے زیادہ کا خواہاں ہوتا ہے، کیا جہیز کو والدین کی جانب سے وراثت کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا؟

س…… کیا والدین کو شرعی رُو سے اپنی زندگی میں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی اولاد میں کسی ایک یا دو کو ساری جائیداد بخش دیں؟

س…… کیا والدین وصیت نامہ لکھ کر چار اولادوں میں سے کسی ایک کو حق دار مقرّر کرسکتے ہیں؟

س…… اگر تینوں اولادیں بخوشی اپنا حصہ چھوٹے بھائی کو دینے کے لئے تیار ہوں، یہ تینوں بالغ ہیں اور والدین کی بھی خوشی ہے، کیا لڑکیوں کو اپنے اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنی ہوگی؟ کیا والدین اس طرح تقسیم کرسکتے ہیں؟

س…… میرا اہم سوال یہ ہے کہ جہیز کو وراثت مان لیا جائے، ہم اسلام وقرآن کے اَحکام کے پابند ہیں، جہیز کی پابندی معاشرہ کراتا ہے، لہٰذا جہیز کو وراثت کیوں نہ سمجھ لیا جائے یا نیت کرلی جائے؟ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو جہیز میں اتنا دیا جاتا ہے کہ باقی اولاد

کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

ج…… وراثت مرنے کے بعد تقسیم ہوتی ہے، زندگی میں والدین اپنی اولاد کو جو کچھ دیتے ہیں، وہ ان کی طرف سے عطیہ ہے، اس کو وراثت سمجھنا صحیح نہیں، اور وارثوں میں کسی وارث کو محروم کرنے کی وصیت کرنا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر وارث سب عاقل و بالغ ہوں تو اپنی خوشی سے ساری وراثت ایک وارث کو دے سکتے ہیں، والدین اپنی اولاد کو جو عطیہ دیں اس میں حتی الوسع برابری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ پس اگر لڑکیوں کو کافی مقدار میں جہیز دیا جاچکا ہو تو لڑکی کے جہیز سے دُگنا مالیت کا سامان والدین اپنے لڑکے کو عطا کرسکتے ہیں۔ اُمید ہے آپ کے سارے سوالوں کا جواب ہوگیا ہوگا۔

## وراثت سے محروم لڑکی کو طلاق دے کر دُوسرا ظلم نہ کرو

س…… زید کے انتقال کے بعد ان کی جائیداد زید کی بیوی نے فروخت کرکے لڑکوں کی رضامندی سے اپنے مصرف میں لے لی، جبکہ زید کی اولاد میں لڑکی بھی ہے، اس طرح انہوں نے حکومت اور شرعی دونوں قانون کی رُو سے لڑکی کو وراثت کے حق سے محروم کیا جو شرعی اور قانونی جرم ہے۔ اس حق تلفی کے سلسلے میں لڑکی کے شوہر کو کیا اقدام کرنا چاہئے؟ آیا لڑکی کو طلاق دے کر لڑکی والوں کو سبق سکھانا جائز عمل ہوگا؟ جبکہ لڑکی والے ہٹ دھرمی پر آمادہ ہیں اور اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے، اور نہ ہی وہ اس فعل پر نادم ہیں۔

ج…… لڑکی کو محروم کرکے انہوں نے ظلم کیا، اور اگر ''عقل مند'' شوہر اس کو طلاق دے گا تو اس مظلومہ پر دُوسرا ظلم کرے گا، جو عقل و انصاف کے خلاف ہے۔

# نابالغ، یتیم، معذور، رضاعی اور منہ بولی اولاد کا ورثہ میں حصہ

## نابالغ بھائیوں کی جائیداد اپنے نام کروانا

س…… کیا بڑے بھائی یا بڑی بہن کو اس بات کا حق ہے کہ وہ نابالغ بھائیوں یا نابالغ بہنوں کا حقِ ملکیت اپنے نام منتقل کرلے، یا بہن اپنے نابالغ بہن یا بھائیوں کی طرف سے ان کا حق بھائیوں کو منتقل کردے؟

ج…… نابالغ بھائیوں کی جائیداد اپنے نام منتقل کروانا جائز نہیں، یتیموں کا مال کھانے کا وبال ہوگا۔

## یتیم بھتیجی کو وراثت سے محروم کرنا

س…… ایک بھائی فوت ہوگیا، جائیداد میں بہت کچھ چھوڑا، ایک بچی کو یتیم چھوڑ کر مرا، لیکن چچا نے اس کا حصہ نہیں دیا، تمام جائیداد اپنے اکلوتے بیٹے کے نام کرکے مرگیا۔ بیٹا اچھا خاصا پڑھا لکھا اور مسئلے مسائل سے واقف ہے، کیا وہ بھی گناہگار ہے؟ کیا اس کو اس یتیم کا حصہ دینا چاہئے؟ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج…… اس یتیم بچی کا حق ادا کرنا اس لڑکے کے ذمہ ضروری ہے، ورنہ یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ دوزخ میں پہنچے گا۔

## رضاعی بیٹے کا وراثت میں حصہ نہیں

س…… میرے نانا کے دو لڑکے ہیں، اور دُودھ پینے کے رشتے سے میں ان کا تیسرا بیٹا ہوگیا ہوں، کیا میرے نانا کے مرنے کے بعد ان کی جائیداد میں میرا بھی کوئی حصہ ہوگا یا نہیں؟

ج…… نانا کی جائیداد میں آپ کا کوئی حصہ نہیں۔

## کیا لے پالک کو جائیداد سے حصہ ملے گا؟

س…… کیا بے اولاد شخص اپنے برادران سے ناراض ہوکر غیرکفو خاندان سے بچہ لے کر لے پالک بنا سکتا ہے؟ جبکہ اس کے برادران اور دیگر قریبی رشتہ دار سب ہی اس کی دِلجوئی کی خاطر (جس بچے کو وہ خود چاہے) دینے کو تیار ہیں، جو اس پر بار بھی نہ ہو، بلکہ خدمت کرے اور اپنے اخراجات کا خود کفیل بھی ہو۔ بالفرض وہ شخص اپنے اقارب سے کوئی بچہ نہ لے تو کیا غیرکفو لے پالک اس شخص کے ترکہ کا کلی وارث ہوجائے گا اور اعزّہ محروم؟ اگر وہ شخص اس طرح تحریر بھی کردے کہ متبنّٰی کلی وارث ہے؟

ج…… شرعاً لے پالک وارث نہیں ہوتا، خواہ اپنے خاندان کا ہو یا غیرخاندان کا، اس لاوارث کے مرنے کے بعد اس کی وراثت شرعی وارثوں کو پہنچے گی، لے پالک کو نہیں۔

## منہ بولی اولاد کی وراثت کا حکم

س…… ہم لوگ آٹھ بہن بھائی ہیں، اور میرے سوا سب صاحبِ اولاد ہیں، میری شادی خالہ زاد سے ہوئی ہے، اور تقریباً ۱۶ سال سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ میں نے اور میرے شوہر نے اپنی مرضی اور اتفاق سے میری سگی بھانجی اور میرا چھوٹا بھائی بطور اولاد کے لے کر پالے ہیں، اور یہ دونوں اب جوان ہو رہے ہیں، اور میرے شوہر کا کوئی بھائی نہیں، ایک بہن ہے، جس کے تین بچے ہیں، جو ہم سے الگ رہتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے ان دونوں بچوں یعنی میرے بھائی اور میری بھانجی کی ہمارے ساتھ شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور ان دونوں کی آپس میں کیا حیثیت ہوگی؟ کیا یہ دونوں آپس میں بہن بھائی کہلا سکتے ہیں؟ اور کیا میرے شوہر ان کے ساتھ اپنی ولدیت لگا سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ ہماری جائیداد میں ان کا کیا حصہ ہوگا؟ جبکہ ہمارا ان کے سوا کوئی نہیں ہے۔

ج…… ان دونوں کا حکم آپ کی اولاد کا نہیں، نہ ان کی ولدیت تبدیل کرنا جائز ہے، آپ لوگ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا مالک ان کو بنادیں، یہ دونوں آپس میں ماموں بھانجی ہیں، بہن بھائی نہیں۔

## کیا ذہنی معذور بچے کو بھی وراثت دینا ضروری ہے؟

س...... میرے تین بچے ہیں، دو لڑکے، ایک لڑکی۔ اور ان کے درمیان وراثت کا معاملہ یوں تو صاف ہے، یعنی پانچ حصوں میں دو دو لڑکوں کے، ایک لڑکی کا۔ مگر اس میں غیر معمولی بات جو حل طلب ہے وہ یہ کہ میرا بڑا لڑکا پیدائشی کمزور دِماغ کا غیرمعمولی حالت کا ہے، یعنی نہ وہ بول سکتا ہے، نہ اس کو عقل و شعور ہے۔ اس غیرمعمولی حالت کی وجہ سے میں نے اس کو انگلستان میں ایک بچوں کے اسکول یا ہسپتال میں داخل کردیا تھا، جس کی دیکھ بھال اور کل اخراجات حکومتِ انگلستان اُٹھاتی ہے۔ گویا ایک طرح میرا خون کے رشتے کے علاوہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب ایسی حالت میں وہ حق دار تو ضرور ہے مگر وراثت کا استعمال نہ وہ کرسکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے، اور نہ وہ طالب ہوسکتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ جائیداد صرف ان دونوں بچوں کو ہی دے دی جائے، تین حصے کرکے، ایک لڑکی کا اور دو لڑکے کے؟

ج...... معذور اولاد تو زیادہ ہمدردی کی مستحق ہوتی ہے، نہ کہ اس کو وراثت سے محروم کردیا جائے۔ آپ اپنی زندگی میں اس کو محروم کرکے دُنیا میں اپنے لئے جہنم کا سودا نہ کریں، اس کا حصہ محفوظ رہنا چاہئے، خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو، اور امکانی وسائل کے ساتھ اس کا حصہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہرحال وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں۔

## معذور بچے کا وراثت میں حق

س...... دماغی یا جسمانی معذور بچے کا اپنے باپ کی وراثت میں اتنا ہی حق ہے جتنا کہ صحت مند بہن بھائیوں کا یا کہ کم زیادہ ہے؟

س:۲...... یہ بھی بتائیں کہ اگر کوئی بھائی اس معذور کی دیکھ بھال کا ذمہ دار بنے تو اس پر یہ خرچ معذور کے حصے میں سے کرے گا یا اپنے مصارف میں سے کرے گا؟

ج...... معذور بچے کا حق بھی اتنا ہی ہے جتنا دُوسرے کا حق ہے، البتہ اگر اس کی معذوری کے مدِنظر اپنی زندگی میں اس کو دُوسروں سے زیادہ دے دے تو جائز ہے۔

ج:۲...... جو بھائی معذور کی کفالت کر رہا ہے، وہ معذور پر اسی کے مال میں سے خرچ کرے

گا، بشرطیکہ معذور کے پاس مال موجود ہو۔ اور اگر اس کے پاس اپنا مال نہ ہو تو اس کا خرچ تمام بھائی بہن وراثت کے حصے کے مطابق برداشت کریں گے، جس کی تشریح یہ ہے کہ اگر یہ معذور کچھ مال چھوڑ کر مرے تو اس کے بھائی بہنوں کو جتنا جتنا حصہ وراثت کا ملتا ہے، اتنا اتنا حصہ اس کے ضروری اخراجات کا ادا کریں۔

## مدّت تک مفقود الخبر رہنے والے لڑکے کا باپ کی وراثت میں حصہ

س...... زید نے رانی سے شادی کی، پھر دورانِ حمل زید اور رانی میں طلاق ہوگئی، رانی نے طلاق نامہ میں لکھوایا کہ موجود حمل سے لڑکا یا لڑکی تولد ہو تو اس کے نان ونفقہ یا پروَرِش کا ذمہ دار زید نہ ہوگا، نہ ہی زید اس اولاد کا مالک ہوگا۔ چنانچہ زید مرتے دم تک اس اولاد (لڑکے) سے لاتعلق رہا۔ اب یہ لڑکا زید کے ورثے میں شرعاً حق دار ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس قدر؟

ج...... یہ لڑکا زید کا شرعاً وارث ہے، اور زید کے دُوسرے لڑکوں کے برابر کا حق دار ہے۔ طلاق نامے میں یہ لکھ دینا کہ: ''اس حمل سے پیدا ہونے والے بچے کا زید سے کوئی تعلق نہ ہوگا'' شرعاً غلط اور باطل ہے۔ باپ بیٹے کے نسبی تعلق کی نفی کا نہ باپ کو حق ہے، نہ ماں کو۔

س...... سوال نمبر۱ سے پیوستہ ہے، زید کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے، لڑکی زید کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی اور اپنے پیچھے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا، زید کی دُوسری بیوی سے ایک لڑکا ہوا، جبکہ زید اور اس کی بیوی رانی میں دورانِ حمل طلاق ہوچکی تھی، جیسا کہ سوال نمبر۱ مندرجہ بالا میں ذکر ہوچکا ہے، اب وہ لڑکا تقریباً ۴۹ سال تک مفقود الخبر رہنے کے بعد زید کے ترکہ میں سے حصہ مانگتا ہے، اگر شرعاً وہ حق دار ہے تو کس قدر؟ فرض کریں کہ زید کی املاک کی مالیت دس لاکھ روپے ہو تو اس کی تقسیم کا شرعِ محمدی میں کیا کلیہ وقاعدہ ہے؟

الف:...... اگر زید کی دُوسری بیوی سے لڑکا شامل ہو۔

ب:...... اگر زید کی مرحومہ بیٹی کی اولاد (۲ لڑکیاں اور ایک لڑکا) بھی شامل ہوں۔

ج...... زید کی پہلی بیوی کا لڑکا وارث ہے، جیسا کہ اُوپر لکھا جاچکا، اور عرصۂ دراز تک مفقود الخبر رہنے سے اس کا حقِ وراثت باطل نہیں ہوا۔

زید کی لڑکی چونکہ اپنے والد کی زندگی میں فوت ہوگئی اس لئے لڑکی کی اولاد زید کی وارث نہیں ہوگی۔ صورتِ مسئولہ میں زید کے صرف دو وارث ہیں، پہلی بیوی رانی کا لڑکا جو عرصہ تک مفقود الخبر رہا، اور دُوسری بیوی کا لڑکا، یہ دونوں برابر کے وارث ہیں، اس لئے زید کا ترکہ اگر دس لاکھ ہے تو دونوں کو پانچ پانچ لاکھ دیا جائے۔

نوٹ:......اگر زید کی وفات کے وقت اس کی دُوسری بیوی زندہ تھی تو دس لاکھ میں سے ایک لاکھ پچیس ہزار اس کا حصہ ہے، باقی ماندہ آٹھ لاکھ پچھتّر ہزار دونوں بھائیوں پر برابر تقسیم ہوگا، اور بیوہ کے انتقال کے بعد بیوہ کا حصہ صرف اس کے لڑکے کو ملے گا۔

# سوتیلے اعزّہ میں تقسیمِ وراثت کے مسائل

## متوفیہ کی جائیداد، بیٹے، شوہرِ ثانی، اولاد، والد اور بھائی کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی؟

س…… کیا فرماتے ہیں علمائے دِین اس مسئلے میں کہ مہرالنساء بنت قاری احمد علی خان صاحب کی دُوسری شادی قریب ایک سال ہوا، ریاض احمد سے ہوئی تھی، مہرالنساء کا مرا ہوا بچہ پیدا ہوا اور اس کے ایک ماہ بعد مہرالنساء کا انتقال ہوگیا۔ مرحومہ کے وارثین وملکیت درج ذیل ہیں، لہٰذا علماء سے درخواست ہے کہ وہ حصہ رسدی کی شرح سے مطلق فرمائیں۔

۱:…… ریاض احمد خان — شوہرِ ثانی

۲:…… ظاہر علی خان — بیٹا پہلے شوہر سے

۳:…… حامد علی خان — حقیقی بھائی

۴:…… قاری احمد علی — والد حقیقی

منقولہ وغیرمنقولہ جائیداد: نقد رقم، زیورات، فرنیچر، مرحومہ کے کپڑے، ایک اسکوٹر جو مرحومہ نے خرید کر شوہر کو بطور ہبہ دیا تھا، سلائی کی مشین، وقف جائیداد، یہ جائیداد کلکتہ میں اولاد کے لئے وقف ہے، اور مرحومہ کو اور اس کے بھائی حامد علی خان کو ننھیال کی طرف سے ملی ہے۔ مہر: دُوسرے شوہر ریاض کے ساتھ جب عقد ہوا تو گیارہ ہزار روپے سکہ رائج الوقت مہر بندھا تھا، جو کہ سب کا سب باقی ہے۔ کیا یہ ایک کو یا سب کو ملے گا؟ نیز پہلے شوہر سے بھی متوفیہ کا مہر مرحومہ کی ملکیت میں آتا ہے، وہ بھی اس میں شامل ہوگا یا نہیں؟

ج…… اس صورت میں مسماۃ مہرالنساء کا مالِ متروکہ جس میں اس کے دونوں نکاحوں کا مہر بھی شامل ہے، تجہیز و تکفین کرنے، اور قرضہ ادا کرنے، اور وصیت پوری کرنے کے بعد

ورثاء پر بطریقِ ذیل تقسیم ہوگا:

شوہر ریاض احمد کو ۳، والد قاری احمد علی کو ۲، بیٹا طاہر علی خان کو ۷، بھائی حامد علی خان، محروم۔ یعنی متوفیہ کے کل مال کے بارہ حصے کئے جائیں گے، ان میں سے ایک چوتھائی یعنی ۳ حصے شوہر کو ملیں گے، اور چھٹا حصہ یعنی بارہ میں سے ۲ حصے والد کو، اور باقی سات حصے بیٹے کو ملیں گے، اور بھائی محروم ہوگا۔ اولاد کے لئے وقف شدہ جائیداد میں صرف متوفیہ کے بیٹے طاہر علی خان کا حق ہوگا، شوہر اور والد کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسکوٹر جو متوفیہ نے اپنے دُوسرے شوہر کو خرید کر بطور ہبہ دے دی تھی، وہ بھی ترکہ میں شامل نہیں ہوگی۔

## دو بیویوں کی اولاد میں مرحوم کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟

س…… ہمارا گھرانہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھا، ان میں سے گھرانے کے سربراہ کا انتقال ۱۹۵۹ء میں ہوگیا ہے، گھرانے کے سربراہ کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے پہلی بیوی کا انتقال شوہر سے پہلے ہوا ہے، اس سے ایک بیٹی تھی اور ایک بیٹا ہے۔ بیٹی کا انتقال باپ کے بعد ۱۹۶۱ء میں ہو چکا ہے، اور اس میں سے ایک بیٹا ہے۔ اس طرح دُوسری بیوہ زندہ ہے اور اس سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ان افراد میں سے ہر ایک کا جائیداد میں کیا حصہ ہوگا؟ اور جائیداد تین لاکھ روپے میں فروخت ہو رہی ہے، تو ہر ایک کے حصے میں کتنی رقم آئے گی؟

ج…… تجہیز و تکفین، ادائے قرضہ جات اور تہائی مال سے نفاذِ وصیت کے بعد مرحوم کا کل ترکہ ۸۸ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے بیوہ کے ۱۱، ہر لڑکے کے ۱۴، اور ہر لڑکی کے ۷ حصے ہوں گے، تین لاکھ روپے کو جب ان حصوں پر تقسیم کیا جائے تو وارثوں کے حصے میں مندرجہ ذیل رقم آئے گی:

بیوہ: سینتیس ہزار پانچ سو (۳۷,۵۰۰)

ہر لڑکا: سینتالیس ہزار سات سو ستائیس روپے ستائیس پیسے (۴۷,۷۲۷/۲۷)

ہر لڑکی: تئیس ہزار آٹھ سو تریسٹھ روپے تریسٹھ پیسے (۲۳,۸۶۳/۶۳)

نوٹ:…… جس لڑکی کا انتقال ہو چکا، اس کا حصہ اس کے لڑکے کو دیا جائے، اور اگر

لڑکے کا باپ زندہ ہے تو اس کا ایک چوتھائی اس کو دیا جائے اور تین حصے لڑکے کو۔

## بیوہ، سوتیلی والدہ، والد، بھائیوں اور بیٹے کے درمیان وراثت کی تقسیم

س…… میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، آبائی جائیداد زمین اور سرکاری طور پر سروس سے کاٹا ہوا پیسہ چھوڑ گئے ہیں، اس میں تقسیمِ میراث کا طریقہ بتلائیں، ورثاء کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے: سوتیلی والدہ، والد، چھ بھائی، دو بیٹے اور ایک بیوہ۔

ج…… مرحوم کی کل جائیداد (ان کے قرضہ جات ادا کرنے کے بعد، اگر ان کے ذمہ کچھ ہوں) اور تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد (اگر وصیت کی ہو) ۴۸ حصوں پر تقسیم ہوگی، ان میں سے چھ حصے ان کی بیوہ کے، آٹھ حصے ان کے والد کے، اور ۱۷، ۱۷ حصے ان کے دونوں لڑکوں کے۔ صورتِ مسئلہ:

بیوہ:۶ والد:۸ لڑکا:۱۷ لڑکا:۱۷ بھائی: محروم

## دُوسری جگہ شادی کرنے والی والدہ، بیوی اور تین بہنوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س…… ایک شخص فوت ہوگیا ہے، اور اس کی تین بہنیں ہیں، اور ایک بیوی ہے، (اولاد کوئی نہیں ہے)، اور والدہ نے دُوسری شادی کی ہے، تو تقسیمِ ترکہ فقہِ حنفی کے حساب سے کس طرح ہوگی؟ جبکہ ایک تایا بھی ہے اور وہ بھی کچھ آس لگائے بیٹھا ہے۔

ج…… صورتِ مسئولہ میں مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض و نفاذِ وصیت کے بعد) اُنتالیس حصوں میں تقسیم ہوگا، چھ والدہ کے، نو بیوی کے، اور آٹھ آٹھ تینوں بہنوں کے، تایا کو کچھ نہیں ملے گا۔ نقشہ حسبِ ذیل ہے:

بیوہ:۹ والدہ:۶ بہن:۸ بہن:۸ بہن:۸

## ہبہ میں وراثت کا اطلاق نہیں ہوتا

س…… میرے شوہر کا انتقال ہوگیا، اس نے اپنی زندگی میں ایک مکان بنوا کر مجھے دے دیا تھا،

یعنی مجھے مالک بنادیا تھا، اور اس کے ایک حصے کو کرایہ کے طور پر دیا تھا، اور ہم دونوں اس مکان کے دُوسرے حصے میں رہتے تھے، اور ایک حصے کا کرایہ میں وصول کرتی تھی، کیونکہ اس نے اپنی زندگی اور صحت میں وہ مکان میرے قبضے میں دے دیا تھا، اور اس کرایہ کی رقم کو بلاشرکتِ غیرے میں تصرف میں لاتی رہی۔ مکان مجھے دینے کا بہت سے لوگوں کے سامنے مرحوم نے ذکر کیا تھا، جن میں باشرع کئی لوگ گواہ ہیں، تو کیا اس مکان میں وراثت جاری ہوگی؟

س:۲...... میرے شوہر اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ کاروبار میں شریک تھے، اور میرے شوہر کی کوئی اولاد نہیں (نہ لڑکے اور نہ لڑکیاں)، دیگر ورثاء درج ذیل ہیں: ۱: مرحوم کی بیوہ یعنی میں خود۔ ۲: مرحوم کا ایک سگا بھائی۔ ۳: مرحوم کے دو سوتیلے بھائی۔ ۴: اور مرحوم کی ایک سوتیلی بہن (باپ شریک)، ان کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے۔ از رُوئے شرع وراثت کیسے تقسیم کی جائے گی؟

ج...... جبکہ زید نے اپنا مکان بیوی کے نام ہبہ کر کے بیوی کو مکان کا مالک بنادیا اور قبضہ بھی بیوی کا ہے، اور اس پر متعدّد لوگ گواہ بھی موجود ہیں، تو یہ ہبہ شرعاً پورا اور لازم ہوگیا، اب اس مکان میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ مکان کے علاوہ متوفی زید کا اثاثہ بیوی اور حقیقی بھائی پر اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل ترکہ کا رُبع یعنی چوتھا (حصہ) اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بیوی کو ملے گا، اور باقی ترکہ حقیقی بھائی کو دے دیا جائے گا۔ باپ شریک بھائی بہن محروم ہیں، ان کو کچھ نہیں ملے گا، تقسیم کی صورت یہ ہوگی:

بیوی: ۱ | حقیقی بھائی: ۳ | باپ شریک بہن بھائی: محروم

## سوتیلے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں حصہ

س...... کیا سوتیلے بیٹے کو باپ کی جائیداد سے حصہ مل سکتا ہے؟ جبکہ شادی کے وقت وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ آیا ہو، اور اب اپنے بچوں کے ساتھ الگ اپنے گھر میں رہتا ہے۔

ج...... اس بچے کا سوتیلے باپ کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

## سوتیلی ماں اور بیٹے کا وراثت کا مسئلہ

س…… میرے والد صاحب جو پاکستانی شہری تھے، انڈیا میں انتقال کر گئے اور وہیں دفن کردیئے گئے۔ عدّت کی میعاد پڑ جانے کے باوجود سوتیلی والدہ ۱۵ دن بعد کراچی آگئیں۔ یہاں آکر عدّت میں انڈیا سے لایا ہوا مال فروخت کیا۔ میں اکلوتی اولاد ہوں، سوتیلی ماں کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ یہ واضح رہے کہ سوتیلی والدہ سے کسی قسم کا خونی یا خاندانی رشتہ نہیں ہے۔ آنے کے بعد انہوں نے والد صاحب کی چھوڑی ہوئی نقدی اور قیمتی سامان اِدھر اُدھر کرنا شروع کردیا، والد صاحب نے ایک پلاٹ، ایک فلیٹ، نقدی، زیور، قیمتی سامان، پیپر کٹنگ مشین وغیرہ تقریباً ۵ لاکھ کی مالیت کا سامان چھوڑا، سب سے پہلے مالک مکان نے میرے دادا کے نام کی رسید (والد صاحب کے نام، میرے نام نہیں) ڈائریکٹ سوتیلی ماں کے نام پُرانی تاریخوں میں تبدیل کردی، اسے مکان سے دِلچسپی تھی، وہ بیوہ کو اکیلا سمجھ کر رسید بدلنے کے بدلے میں مکان اونے پونے میں لینا چاہتا ہے۔ رسید بدلنے سے میرے رشتہ داروں کی دِلچسپی کا مرکز میری سوتیلی والدہ بن گئیں، میں نوکری پیشہ غیر ہنرمند ہوں، محدود تنخواہ میں مشکل سے گزارا کرتا ہوں، الگ مکان میں رہتا ہوں (تقریباً ۱۰ سال سے)۔ والد صاحب سے صرف سوتیلی والدہ ہی اختلاف کا باعث تھی، وہ مصلےٰ پر بیٹھ کر کہتی تھیں: ''میں اس گھر میں رہوں گی یا تیرا بیٹا رہے گا'' روز کے جھگڑوں سے تنگ آکر آخر باپ کی خاطر میں نے قربانی دی، بیمار باپ صدمے سے بچ جائے گا اور روز کا جھگڑا ختم ہوجائے گا، باپ سے تعلقات اچھے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں حج پر گئے تو مجھے تسلی دی کہ تو کب تک نوکریاں کرے گا، واپس آکر مکان بڑا لے کر دو حصے کرلیں گے اور دُکان (کاروبار) چھوٹی موٹی کھول لیں گے، تو سنبھالنا میں نگہداشت کرتا رہوں گا، آخر تو بھی بیمار رہتا ہے۔ لیکن والدہ نے مجھے ذلیل کرکے گھر سے نکال دیا، کہنے لگیں: ''میں تیری شکل دیکھنا نہیں چاہتی'' مالک مکان نے موقع سے فائدہ اُٹھاکر بلڈنگ میں داخلے پر پابندی لگادی، اور مجھ سے بہانہ یہ کیا کہ میں تمہارا حصہ دِلوا دُوں گا، تمہارا چودہ آنہ حصہ بنتا ہے۔ میں نے والدہ

کے ساتھ ہر تعاون کی پیشکش کی لیکن وہ میرے ساتھ رہ کر دولت کھونا نہیں چاہتی تھی، کوئی رشتے دار میری حمایت میں نہیں بولتا۔ ۱۹۸۰ء میں والد صاحب نے حج فارم میں وارث کے کالم میں میرا ہی نام لکھوایا تھا، کئی دفعہ مطلع کرنے کے بعد کوئی میری حمایت کو راضی نہیں ہوا۔

چہلم پر سوتیلی والدہ نے تکبر سے لوگوں کو کہا: ''جس نے کھانا کھانا ہو، کھالے ورنہ سب یتیم خانے میں دے دُوں گی'' اور کہتی ہیں کہ: ''میں ایک پیسہ کا حصہ نہیں دُوں گی، پلاٹ مسجد میں دے دُوں گی'' کیا مجھے اس جائیداد میں وراثت کا حق نہیں؟ جوڑ کا وٹ ڈال رہے ہیں ان کے لئے شریعت کیا کہتی ہے؟ شوہر کے پیچھے اسے یہ سب کچھ ملا اور بیٹے کے حق کو مار رہی ہے، کیا یہ صحیح ہو رہا ہے؟ کیا میں غلطی پر ہوں؟ وہ سب حق پر ہیں، اس پورے مسئلے پر تبصرہ کریں۔

ج...... آپ کے والد کی جائیداد میں آپ کی سوتیلی والدہ کا آٹھواں حصہ ہے، اور باقی سات حصوں کے وارث آپ ہیں۔ اگر وہ اس میں کوئی ناجائز تصرف کریں گی تو اپنی عاقبت برباد کریں گی۔ آپ کو بہرحال مطمئن ہونا چاہئے۔ آپ اگر عدالت سے رُجوع کر سکتے ہیں تو کریں، اور اگر اتنی ہمت نہیں تب بھی آپ کی چیز آپ ہی کی ہے۔ یہاں نہ ملی تو آخرت میں ملے گی، جبکہ آپ وہاں یہاں سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہوں گے۔ آپ نہ تو اپنی سوتیلی والدہ کی بے ادبی کریں اور نہ کسی دُوسرے کی شکایت کریں، جتنے لوگ آپ کو والد کی وراثت سے محروم کرنے کی کوشش میں حصہ لے رہے ہیں وہ سب اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں۔ کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ سب سے بڑا احمق وہ ہے جو دُنیا کی خاطر اپنے دِین کو برباد کرتا ہے، اور اس سے بڑھ کر احمق وہ ہے جو دُوسروں کی دُنیا کے لئے اپنے دِین کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

## مرحوم کے ترکہ میں دونوں بیویوں کا حصہ ہے

س...... ہمارے والد کی دو شادیاں تھیں، پہلی بیوی سے ہم دو بھائی اور دُوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے، ہمارے والد کو فوت ہوئے تقریباً دس سال گزر چکے ہیں، اور اس عرصے میں ہماری دُوسری والدہ نے دُوسرا عقد کرلیا ہے، جس سے ان کے تین بچے ہیں۔ اب ہم اپنے


فہرست

والد کی وراثت منقولہ وغیر منقولہ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملتا ہے؟ اور ہماری دُوسری والدہ کو کتنا حصہ، اگر شرعاً ان کا حق ہو؟ ذرا تفصیل سے بتائیں، مہربانی ہوگی۔

ج...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ اس کی دونوں بیویوں اور اولاد میں اس طرح تقسیم ہوگا:

پہلی بیوی: ۵ دُوسری بیوی: ۵ لڑکا: ۲۸ لڑکا: ۲۸ لڑکی: ۱۴

یعنی کل ترکہ کے ۸۰ حصے بناکر آٹھویں حصے کی رُو سے دونوں بیویوں کو ۱۰ حصے (ہر ایک کو ۵، ۵ حصے کرکے ملیں گے، اور بقیہ ۷۰ حصے اس کی اولاد میں اکہرا دُہرا کے حساب سے تقسیم ہوں گے) دونوں لڑکوں کو ۲۸، ۲۸ کرکے، اور لڑکی کو ۱۴ حصے ملیں گے۔ الغرض مرحوم کے ترکہ میں دُوسری بیوی کا حصہ بھی ہے۔

## دو بیویوں اور ان کی اولاد میں جائیداد کی تقسیم

س...... ایک شخص کی دو بیویاں ہیں، ایک سے ایک لڑکا اور دُوسری سے تین لڑکے ہیں، وہ اپنی جائیداد ان پر تقسیم کرنا چاہتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائیداد دونوں بیویوں میں تقسیم ہوگی، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں چاروں لڑکوں میں تقسیم کرنا ہوگی۔ شریعت کی رُو سے اس جائیداد کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

ج...... شرعاً اس کی جائیداد کا آٹھواں حصہ دونوں بیویوں کے درمیان، اور باقی سات حصے چاروں لڑکوں کے درمیان مساوی تقسیم ہوں گے، گویا اس کی جائیداد کے اگر ۳۲ حصے کرلئے جائیں تو ان میں سے دو دو حصے دونوں بیویوں کو ملیں گے، اور باقی ۲۸ حصے چار لڑکوں پر سات حصے فی لڑکا کے حساب سے برابر تقسیم ہوں گے۔

## والدہ مرحومہ کی جائیداد میں سوتیلے بہن بھائیوں کا حصہ نہیں

س...... ہماری والدہ صاحبہ فوت ہوچکی ہیں، اور ہم دو بھائی ہیں، اور تین بھائی سوتیلے ہیں، آپ بتائیے کہ جائیداد کا وارث کون ہوگا؟


فہرست

ج…… جو چیزیں آپ کی والدہ کی ملکیت تھیں، ان کی وراثت تو صرف ان کی اولاد ہی کو پہنچے گی، سوتیلے بھائی بہنوں کو نہیں۔ البتہ آپ کے والد کی جائیداد میں سوتیلے بھائیوں کا بھی برابر کا حصہ ہے، واللہ اعلم!

## مرحوم کی میراث سوتیلے باپ کو نہیں ملے گی

س…… میرا ایک پیارا دوست جو کہ ایک بینک میں ملازم تھا، عین عالمِ جوانی میں بجلی کے شاٹ کے بہانے مالکِ حقیقی سے جاملا، اس کو بینک کی طرف سے کچھ معاوضہ ملنے والا ہے، اور بینک کے قرضے سے اس نے ایک مکان بنوایا تھا، مکان بند پڑا ہے، خود اور والدین کی رہائش دُوسرے اپنے ذاتی مکان میں ہے۔ مرحوم شادی شدہ تھا اور اس کے تین بچے بھی ہیں۔ دو لڑکے، ایک لڑکی۔ اب آیئے مسئلے کی طرف! وہ یہ ہے کہ اس کا جو والد ہے جس کے پاس وہ رہتا تھا، وہ اس کا سگا باپ نہیں ہے، سوتیلا باپ ہے، اس کی ماں نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا، جس کی قومیت بھی دُوسری ہے، ماں زندہ ہے۔ جب تک مرحوم زندہ تھا اس پر یہ باپ بڑا ظلم کرتا تھا، اب کہتا ہے: ''اس کا وارث میں ہوں، جو کچھ ہے اور مکان میرا ہے، میرے نام ہونا چاہئے'' جبکہ اس کی بیوی کہتی ہے کہ: ''میں اس کی بیوی ہوں اور اس کے تین بچے صغیر ہیں، جو کچھ ملے، مجھے اور میرے بچوں کو ملے، تم اس کے سگے باپ بھی نہیں ہو'' باپ کہتا ہے: ''یہ تمام کی ملکیت ہے، جس کے گھر میں جتنے بھی آدمی ہیں، دس بارہ حصہ دار ہیں۔'' بیوی کہتی ہے: ''میں اور میرے بچے دربدر ہوجائیں گے۔''

ج…… مرحوم کے ترکہ سے پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے، اور جو کچھ باقی بچے اس میں چھٹا حصہ مرحوم کی والدہ کا ہے، آٹھواں حصہ اس کی بیوی کا ہے، سوتیلے والد کا اس میں کوئی حصہ نہیں، نہ مکان میں، اور نہ روپے پیسے میں، باقی اکہرا دُہرا کے حساب سے بچوں کا ہے۔

تفصیل یہ کہ کل ترکہ کو ۱۲۰ حصوں پر تقسیم کرکے، بیوہ کو ۱۵، ماں کو ۲۰، ہر لڑکے کو ۳۴، ۳۴، اور لڑکی کو ۱۷ حصے دیئے جائیں گے۔

## والد مرحوم کا ترکہ دو بیویوں کی اولاد میں تقسیم کرنا

س…… ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، والد صاحب کی دو بیویاں تھیں، ایک سے ۳ اور دُوسری سے ۵ بچے ہیں، پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا، ورثاء کی تفصیل یہ ہے: پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں، اور ایک بیوہ ہے۔ جبکہ کل جائیداد، زیورات بیوہ کے قبضے میں ہے اور وہ عدّت میں ہے۔

ج……مرحوم کا کل ترکہ بعد از ادائے قرض و نفاذِ وصیت ۳۱۲ حصوں پر تقسیم ہوکر وارثوں کو حسبِ ذیل حصے ملیں گے:

بیوہ:۳۹ لڑکا:۴۲ لڑکا:۴۲ لڑکا:۴۲ لڑکا:۴۲ لڑکا:۴۲

لڑکی:۲۱ لڑکی:۲۱ لڑکی:۲۱

مرحوم کی بیوہ کا اس کی جائیداد پر اپنے حصے سے زیادہ قابض ہونا ناجائز ہے۔

## مرحوم کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا جبکہ والد، بیٹی اور بیوی حیات ہوں؟

س……میرا نام غزالہ شفیق احمد ہے، میں اپنے والد کی اکلوتی بیٹی ہوں، میری پیدائش کے دو سال بعد میرے والدین میں علیحدگی ہوگئی تھی، اس کے پانچ سال بعد میرے والد نے دُوسری شادی کرلی تھی، لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کا ایک مکان اور دُکان جو ۸۰ گز پر ہے، جو کہ پہلے میرے دادا نے (جو ماشاء اللہ حیات ہیں) خریدا اور بنوایا تھا، اور اپنے بیٹے شفیق کے نام گفٹ کردیا تھا، اور اس کے تین سال بعد میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ اب جبکہ میں ان کی اکلوتی بیٹی، ان کی دُوسری بیوی اور ان کے والد حیات ہیں، مہربانی کرکے آپ یہ بتائیں کہ والد کے انتقال کے بعد ہم سب کا کتنا حصہ بنتا ہے؟

ج……آپ کے مرحوم والد کا کل ترکہ (ادائے ماوجب کے بعد) آٹھ حصوں میں تقسیم ہوگا، آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی والدہ کا، چار حصے (یعنی کل ترکہ کا آدھا) آپ کا، اور باقی ماندہ

تین حصے آپ کے دادا کے ہیں۔

اور ہاں! آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کی دادی صاحبہ بھی زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر دادی صاحبہ نہ ہوں تب تو مسئلہ وہی ہے جو میں نے اُوپر لکھ دیا، اور اگر دادی صاحبہ بھی موجود ہوں تو کل ترکہ کا چھٹا حصہ ان کو دیا جائے گا، اس صورت میں ترکہ کے ۲۴ حصے ہوں گے، ان میں ۳ مرحوم کی بیوہ کے، ۴ والدہ کے، ۱۲ بیٹی کے اور ۵ والد کے۔

## تین شادیوں والے والد کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟

س...... ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں، صرف میں پاکستان میں ہوں، باقی سب ہندوستان میں ہیں۔ والد صاحب کا ہندوستان میں انتقال ہوچکا ہے، والد صاحب نے تین شادیاں کی تھیں، پہلی والدہ سے ایک بھائی اور ایک بہن، دُوسری والدہ سے میں تنہا، اور تیسری والدہ سے ایک بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ صرف تیسری والدہ بقیدِ حیات ہیں۔ والد صاحب کے ترکہ کی تقسیم جو ایک مکان اور زمین کی شکل میں ہیں اس کی فروخت کس طور پر ہوگی؟ وضاحت سے جواب دیجئے گا۔

ج...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض و نفاذِ وصیت از ثلث مال کے بعد) ۷۲ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے ۹ حصے بیوہ کے ہیں، ۱۴، ۱۴ لڑکوں کے، اور ۷، ۷ لڑکیوں کے، نقشہ حسبِ ذیل ہے:

| بیوہ | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکی | لڑکی | لڑکی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹ | ۱۴ | ۱۴ | ۱۴ | ۷ | ۷ | ۷ |

# ترکہ میں بھائی، بہن، بھتیجے، چچا، پھوپھی وغیرہ کا حصہ

## مرحوم کے تین بھائیوں، تین بہنوں اور دو لڑکیوں میں ترکہ کی تقسیم کیسے ہوگی؟

س…… ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے، اس کے ۳ بھائی، اور ۳ بہنیں ہیں، اور اس کی صرف دو لڑکیاں ہیں، جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

ج…… مرحوم کے ترکہ کے ۲۷ حصے ہوں گے، نو، نو دونوں لڑکیوں کے، دو، دو تینوں بھائیوں کے، اور ایک ایک تینوں بہنوں کا۔

## بے اولاد پھوپھی مرحومہ کی جائیداد میں بھتیجی کی اولاد کا حصہ

س…… چند مہینے پہلے میری امی مرحومہ کی پھوپھی صاحبہ کا انتقال ہوگیا، مرحومہ بے اولاد تھیں اور انہوں نے کافی جائیداد اپنے پیچھے چھوڑی ہے۔ ان کے وارثوں میں ان کے بھتیجے اور بھتیجیاں ہیں، یہ وارث تین بھائیوں کی اولادیں ہیں، ان تینوں بھائی کا بھی انتقال ہوچکا ہے، پہلے بھائی کی اولاد میں ۲ لڑکے اور ۴ لڑکیاں ہیں، جن میں سے ایک لڑکی (یعنی میری امی) کا انتقال ہوچکا ہے، دُوسرے بھائی کی اولاد میں ۳ لڑکے ہیں۔ تیسرے بھائی کی اولاد میں ۲ لڑکیاں اور ۴ لڑکے ہیں، جن میں سے ایک لڑکے کا انتقال ہوچکا ہے، ان دونوں بھتیجا اور بھتیجی کا انتقال پھوپھی صاحبہ کی زندگی میں ہی ہوگیا تھا۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا وراثت میں اس بھتیجا اور بھتیجی کا بھی حق ہے جن کا انتقال پھوپھی صاحبہ کی زندگی میں ہوچکا ہے؟ کیونکہ وہ دونوں صاحبِ اولاد تھے۔ اور کیا ان کا حق ان کے بچوں کو ملنا چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ سگے نواسے یا نواسی، پوتا، پوتی کے والدین اگر اپنے والدین کی

زندگی میں ہی وفات پاچکے ہوں تو انہیں وراثت میں حق نہیں ملتا، لیکن جو رشتے کے نواسے یا نواسی یا پوتے، پوتی ہوتے ہیں انہیں ان کا حق ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مرحومہ پھوپھی صاحبہ کی ایک سوتیلی بہن بھی تھی، یعنی باپ تو ایک لیکن ماں دو، ان کا بھی انتقال ہوچکا ہے، ان کی اولاد کا وراثت میں حق ہے یا نہیں؟ نیز یہ کہ جائیداد میں سے کیا ان بچوں کو بھی حصہ ملے گا جن کے والدین اپنی پھوپھی کی زندگی میں ہی وفات پاچکے تھے؟

ج...... آپ کی امی مرحومہ کی پھوپھی کی جائیداد میں آدھا حصہ تو پھوپھی کی سوتیلی بہن کا ہے، (اس کے انتقال کے بعد اس کے لڑکے، لڑکیوں اور شوہر کو ملے گا)، باقی نصف حصہ پھوپھی کے ان بھتیجوں کا ہے جو پھوپھی کی وفات کے وقت موجود تھے، ان سب بھتیجوں کو برابر ملے گا، بھتیجیوں کو (جن میں آپ کی والدہ بھی شامل ہیں) کچھ نہیں ملے گا، جو بھتیجے، پھوپھی سے پہلے انتقال کرگئے ان کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔

## نانا کے ترکے کا حکم

س...... عرض یہ ہے کہ میرے نانا جان اب سے دو مہینے قبل وفات پاچکے ہیں، انہوں نے ترکہ میں کچھ رقم اور ایک مکان چھوڑا ہے، رقم کو ان کی تجہیز و تکفین وغیرہ میں خرچ کردیا ہے، اب صرف مکان رہ گیا ہے۔ میرے نانا کی اولاد میں سے ایک میری والدہ ہیں جو میرے ساتھ مقیم ہیں، اور ایک میری خالہ تھیں جن کا اِنڈیا (بھارت) میں ہی ۱۹۶۵ء میں انتقال ہوگیا، اور ان کے بچے وغیرہ اِنڈیا ہی میں رہ رہے ہیں۔ ان کا ہم سے کوئی رابطہ نہیں۔ یہاں یہ بھی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کے خالہ سے اختلافات بھی نہیں تھے، بس ہم دونوں خاندان کسی ایک جگہ مستقل قیام نہ کرنے کی وجہ سے کسی سے کوئی خط و کتابت یا رابطہ نہیں رکھ سکے اور نہ ہمارے پاس ایک دُوسرے کا پتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ میری والدہ کے علاوہ نانا کی کوئی اولاد نہیں ہے، اور والدہ کی طرف سے ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ معلوم یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ترکہ کی رقم کا ہم میں کون کون

حق دار ہے اور کس تناسب سے؟ اس کے علاوہ میری والدہ کی خواہش ہے کہ تمام رُقوم کو ہم سب بھائی بہن خود میں برابر برابر تقسیم کرلیں، تو کیا شرعی طور پر ایسا کرنے پر کوئی ممانعت تو نہیں ہے؟ اس کے علاوہ اگر میں اپنے حصے کی رقم نہ لینا چاہوں یا کسی کے حق میں دستبردار ہونا چاہوں تو کیا ایسا کرسکتا ہوں کہ نہیں؟ جواب سے مطلع فرماکر میری پریشانی دُور فرمادیں، عین نوازش ہوگی۔

ج…… اگر آپ کے نانا مرحوم کے بھائی بھتیجے ہوں یا ان کی اولاد ہو تو ان کو تلاش کیا جائے، اگر بھائی یا بھائی کی اولاد نہ ہو تو ان کے (نانا کے) چچا کی اولاد، وہ نہ ہو تو باپ کے چچا کی اولاد، دادا کے چچا کی اولاد، علیٰ ہذا، اُوپر تک ان کے جدی خاندان میں کوئی موجود ہو تو ان کو تلاش کیا جائے، اگر (اُوپر کی ذکرکردہ ترتیب کے مطابق) مل جائیں تو نصف تو آپ کی والدہ ہے اور باقی نصف جدی وارثوں کا، اور اگر جدی وارثوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں تو پورا مکان آپ کی والدہ کا ہے، وہ جس طرح چاہیں تقسیم کرسکتی ہیں۔

## مرحوم کی وراثت کے مالک بھتیجے ہوں گے نہ کہ بھتیجیاں

س…… الف، ب، ج، تینوں بھائی فوت ہوگئے، ”د“ جو لاولد ہے، زندہ رہا، اس کی زندگی میں اس کی اہلیہ بھی فوت ہوگئی، اب ”د“ بھی فوت ہوگیا ہے، ”د“ نے انتقال کے وقت اپنے پیچھے ایک مکان اور کچھ نقد رقم چھوڑی ہے، جس کی قیمت رائج الوقت سکہ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ روپیہ بنتی ہے۔ ”د“ کا ماسوائے تینوں بھائیوں کی اولاد کے اور کوئی وارث نہیں ہے، اب یہ ترکہ کس کو ملے گا؟

ج…… شرعاً اس کے وارث اس کے بھتیجے ہوں گے، بھتیجیاں وارث نہیں ہوں گی۔

## مرحومہ کی جائیداد کی تقسیم کیسے ہوگی جبکہ قریبی رشتہ دار نہ ہوں؟

س…… ہمارے خاندان میں ایسی عورت کا انتقال ہوا جس کا کوئی حقیقی وارث نہیں ہے،

شوہر، ماں باپ، بہن بھائی سب مرحومہ کی زندگی میں انتقال کرگئے۔ اب اس کے ایک سگے مرحوم بھائی اور ایک سگی مرحومہ بہن کی حقیقی اولاد موجود ہے۔ مرحوم بھائی کی اولاد میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی حیات ہیں، جبکہ اس بھائی کی ایک صاحبِ اولاد بیٹی کا مرحومہ کی زندگی میں انتقال ہوچکا، لیکن اس کا شوہر و اولاد موجود ہے، اسی طرح مرحومہ بہن کی اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں حیات ہیں، جبکہ اس کا ایک صاحبِ اولاد بیٹا مرحومہ کی زندگی میں انتقال کرچکا ہے، لیکن اس کی اولاد موجود ہے، اس عورت کی جائیداد کی تقسیم شرعاً کس طرح ہوسکتی ہے؟

ج…… مرحومہ کا وارث صرف اس کا بھتیجا ہے، اس کے علاوہ سوال میں ذکر کئے گئے لوگوں میں سے کوئی وارث نہیں۔

## بھتیجے وراثت میں حق دار ہیں

س…… زید انتقال کے وقت کنوارا تھا، اس نے ترکہ میں ایک پلاٹ چھوڑا تھا، انتقال کے وقت زید کے دو بھائی اور تین بہنیں تھیں، جو کہ اس پلاٹ کے قانونی ورثاء بنے، اسی عرصے میں ایک بھائی کا اور انتقال ہوگیا، کیا دُوسرے بھائی کے بچے بھی جس کا بعد میں انتقال ہوا پلاٹ کے قانونی ورثاء سمجھے جائیں گے؟ زید کے والدین بہت پہلے انتقال کرچکے ہیں۔

ج…… جی ہاں! مرحوم بھائی کے انتقال کے بعد اس کی اولاد اس کے حصے کی وارث ہوگی، کیونکہ اس بھائی کا انتقال زید کے بعد ہوا ہے۔

## غیرشادی شدہ مرحوم کی وراثت، چچا، پھوپھی اور ماں کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی؟

س…… ایک شخص غیرشادی شدہ (کنوارا) وفات پاگیا، اس کے ورثاء میں سے ایک والدہ ہے، ایک حقیقی چچا ہے، اور ایک حقیقی پھوپھی ہے۔ از رُوئے فقہِ حنفیہ ان ورثاء کے حصوں کا


فہرست

تعین فرمایا جائے۔

ج……ترکہ کے تین حصے ہوں گے، ایک تہائی ماں کا، اور دو تہائی چچا کا۔

## بہن، بھتیجوں اور بھانجوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س……محمد اسماعیل کا انتقال ہوگیا، مرحوم کی ایک حقیقی بہن، چار بھتیجے، ایک بھتیجی، دو بھانجے اور ایک بھانجی ہے، والدین اور اولاد کوئی نہیں، نہ بیٹا، بیٹی ہیں، نہ پوتا، پوتی، صرف مذکورہ بالا وارث ہیں، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مرحوم کی وراثت کا شرعی تقسیم طریقہ کیا ہوگا؟ ایک مکان تھا، اس کو فروخت کردیا گیا، دفتر سے کاغذات بنوانے میں تین ہزار روپیہ خرچ ہوا، تقریباً بارہ ہزار روپیہ کا قرضہ تھا، وہ بھی ادا کردیا گیا، مکان فروخت ہوا تیس ہزار میں سے پندرہ ہزار خرچ ہوگئے، اب صرف پندرہ ہزار روپیہ باقی ہے، لہٰذا آنجناب سے گزارش ہے کہ مرحوم کی وراثت کی تقسیم کا شرعی طریقہ کیا ہوگا اور کس کس وارث کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

ج……مرحوم کا ترکہ ادائے قرض اور نفاذِ وصیت کے بعد آٹھ حصوں پر تقسیم ہوگا، چار حصے بہن کے، اور ایک ایک حصہ چاروں بھتیجوں کا۔ بھتیجی، بھانجے اور بھانجی کو کچھ نہیں ملے گا، نقشہ یہ ہے:

| بہن | بھتیجا | بھتیجا | بھتیجا | بھتیجا | بھتیجی | بھانجے | بھانجی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴ | ۱ | ۱ | ۱ | ۱ | محروم | محروم | محروم |

## بیوی، لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س:۱……میری عمر تقریباً ۶۵ سال ہے، میری بیوی حیات ہے، میری دو بیٹیاں ہیں، دونوں شادی شدہ ہیں، اپنے شوہروں اور اولاد کے ساتھ خوش وخرم ہیں۔ ان کے شوہر اللہ کے فضل سے کھاتے پیتے اور تسلی بخش حیثیت کے مالک ہیں۔ میرے دو بھائی ہیں، وہ بھی صاحبِ اولاد ہیں اور تسلی بخش مالی حیثیت کے مالک ہیں۔ میری بہن نہیں ہے، والدین دونوں فوت ہوچکے ہیں، مکان یا زمین کی صورت میں میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے، صرف کچھ

نقد ہے، کچھ حصص اور بینک میں پی ایل ایس میں ینتے ظ رقم ہے۔ اگر میں مندرجہ بالا صورت میں فوت ہوجاؤں تو میرے اثاثے کی تقسیم میرے ورثاء میں کیسے ہوگی؟

ج...... آپ کو کیا معلوم ہے کہ آپ کے مرنے کے وقت آپ کے کون کون وارث موجود ہوں گے؟ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو، میں وراثت کے حصے کیسے بتاؤں؟ البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ کی موت کے وقت یہی وارث ہوئے تو آٹھواں حصہ آپ کی بیوی کو ملے گا، دوتہائی دونوں لڑکیوں کو، اور جو باقی بچے گا وہ دونوں بھائیوں کو ملے گا۔ فرض کیجئے تیس ہزار کی رقم ہے، دس، دس ہزار دونوں بیٹیوں کو ملے گا، ۳۷۵۰ (پونے چار ہزار) بیوی کو، اور ۶۲۵۰ (چھ ہزار دوسو پچاس) آپ کے دونوں بھائیوں کا ہوگا۔

س۲:...... اگر میری بیوی مجھ سے پہلے سدھارے تو اس صورت میں میرے ورثاء کے حقوق میں کیا تبدیلی ہوگی؟

ج...... اس صورت میں دوتہائی دولڑکیوں کا، اور ایک تہائی دونوں بھائیوں کا ہوگا۔

س۳:...... کیا میری بیوی اور بیٹیوں کی موجودگی میں میرے بھائی یا ان کی اولاد بھی میرے وارث ٹھہرتے ہیں؟

ج...... جی ہاں! لڑکیوں کا دوتہائی اور بیوی کا آٹھواں حصہ دینے کے بعد جو باقی رہتا ہے، بھائی اس کے وارث ہیں، اور اگر بھائی نہ ہوں تو بھتیجے وارث ہیں۔

## بیوہ، بھائی، تین بہنوں کے درمیان جائیداد کیسے تقسیم ہوگی؟

س...... میرا دوست تھا، اس کا انتقال ہوگیا، اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، آپ سے یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ اسلام کے مطابق اس کی جائیداد و مال کی کس طرح تقسیم ہوگی؟ اس کی ایک بیوی ہے، ایک سگا بھائی، تین سگی بہنیں، اور ایک سگا چچا بھی ہے۔ اس میں کس کس کا کتنا حق ہے؟ اور کس کا بالکل حق نہیں ہے؟ جو اس نے زیور سونا چھوڑا ہے اس پر صرف بیوی کا حق ہے یا اس کو بھی جائیداد و مال میں شامل کرکے تقسیم کیا جائے؟


فہرست

ج……ادائے قرض و نفاذِ وصیت کے بعد مرحوم کی جائیداد بیس حصوں میں تقسیم ہوگی، ان میں پانچ حصے بیوہ کے ہیں، چھ بھائی کے اور تین، تین بہنوں کے۔ چچا کو کچھ نہیں ملے گا، زیور اگر بیوی کے مہر میں دے دیا تھا تو اس کا ہے، ورنہ ترکہ میں شامل ہوگا۔

## بیوہ، والدہ اور بہن بھائیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س…… ہمارے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، مرحوم نے لواحقین میں والدہ، ۴ بھائی، ۴ بہنیں شادی شدہ، بیوہ اور ایک سوتیلی بیٹی شادی شدہ خوش حال چھوڑی ہے۔ جناب سے عرض ہے کہ مرحوم کا ترکہ وارثین میں شریعت اور قانون کے مطابق کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ تحریر فرمادیں، جبکہ مرحوم پر قرضہ بھی ہے اور جائیداد کا کچھ حصہ شراکت میں شامل ہے۔

ج……سب سے پہلے مرحوم کا قرضہ ادا کیا جائے (اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ بھی قرضے میں شامل ہے، اور وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کا ادا کرنا لازم ہے)، اس کے بعد مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں اس کو پورا کیا جائے۔ ادائے قرض و نفاذِ وصیت کے بعد مرحوم کا ترکہ ۱۴۴ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں ۳۶ بیوہ کے، ۲۴ والدہ کے، ۱۴، ۱۴ چاروں بھائیوں کے، اور ۷، ۷ چاروں بہنوں کے۔

## بیوہ، والدہ، چار بہنوں اور تین بھائیوں کے درمیان مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟

س……زید کا انتقال ہوگیا ہے، ورثاء میں ایک بیوہ، ایک والدہ، چار بہنیں، تین بھائی ہیں، ان میں ورثہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

ج……تجہیز و تکفین کے مصارف، ادائے قرضہ جات اور نفاذِ وصیت کے بعد مرحوم کا مکمل ترکہ دوسو چالیس حصوں میں تقسیم ہوگا، ان میں چالیس والدہ کے، تیس بیوہ کے، چونتیس، چونتیس بھائیوں کے، اور سترہ، سترہ بہنوں کے۔

## مرحوم کی جائیداد، بیوہ، ماں، ایک ہمشیرہ اور ایک چچا کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی؟

س...... گلشن ولد خیر محمد کا انتقال ہو چکا ہے، اور اس کے مندرجہ ذیل لواحقین ہیں، اور وہ زرعی زمین چھوڑ کر مرا ہے، ایک بیوہ، ایک ماں، ایک ہمشیرہ اور ایک چچا۔ لہٰذا التماس ہے کہ کس کس کو زمین کا کتنا حصہ ملے گا اور کس کو نہیں ملے گا؟

ج...... گلشن مرحوم کا ترکہ (ادائے قرضہ جات اور اگر کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد) بارہ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں تین بیوہ کے، دو والدہ کے، چھ ہمشیرہ کے اور ایک چچا کا۔ نقشہ حسبِ ذیل ہے:

| بیوہ | والدہ | ہمشیرہ | چچا |
|---|---|---|---|
| ۳ | ۲ | ۶ | ۱ |

## مرحوم کی وراثت میں بیوہ اور بھائی کا حصہ

س...... میرے سگے تایازاد بھائی کا ہمارے مشترکہ مکان میں حصہ تھا، مرحوم نے زندگی میں لاتعلقی کر لی تھی، وفات کے بعد حساب کیا گیا، سب کو حصے تقسیم کئے گئے، اس میں تین سال ان کی حیات کے باقی ماندہ وفات کے بعد کرایہ کا پیسہ میرے پاس جمع ہے۔ مرحوم لاولد فوت ہوئے، ایک بیوہ ہے اور ایک بھائی۔ مرحوم کے تین سال حیات کی کل رقم بیوہ کو دی جائے، اور چوتھے کی رقم کا $\frac{1}{4}$ دیا جائے یا کل رقم کا $\frac{1}{4}$ لاولد بیوہ کو دیا جائے اور باقی ماندہ بھائی کو؟ کیونکہ حسابات ان کی وفات کے بعد ہوئے ہیں۔

ج...... مکان کا حصہ اور اس مکان کے کرایہ کی رقم اور دیگر مالِ متروکہ کے حق دار مرحوم کی بیوہ اور بھائی ہیں، حقوقِ متقدمہ کی ادائیگی کے بعد کرایہ کی جملہ رقم وغیرہ میں $\frac{1}{4}$ بیوہ کا ہے، اور بقیہ $\frac{3}{4}$ بھائی کو ملے گا۔

## بہن، بھتیجوں اور بھتیجیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س...... ایک شخص انتقال کرگیا اور اپنے پیچھے کافی منقولہ اور غیرمنقولہ جائیداد چھوڑ گیا، اس کے حسبِ ذیل سگے رشتہ دار موجود ہیں، ایک بہن سگی، بھتیجے آٹھ سگے، بھتیجیاں پانچ سگی، دو سگے بھائی اس کی وفات سے پہلے فوت ہوگئے ہیں۔ اب شرعی لحاظ سے اس کا منقولہ اور غیرمنقولہ مال کس طرح ان کے سگے رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے تاکہ متنازعہ مسئلہ حل ہوجائے؟

ج...... اس شخص کا آدھا ترکہ (ادائے قرض اور نفاذِ وصیت کے بعد) بہن کو ملے گا، اور باقی آدھا آٹھوں بھتیجوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا، بھتیجیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ گویا ترکہ کے سولہ حصے کئے جائیں، آٹھ حصے بہن کے ہوں گے، اور ایک ایک حصہ آٹھوں بھتیجوں کا۔

## بے اولاد مرحوم ماموں کی وراثت میں بھانجوں کا حصہ

س...... میرے ماموں اور ممانی کا انتقال ہوگیا، ان کے نام ایک جائیداد تھی، لیکن وہ خود صاحبِ اولاد نہ تھے، اور نہ ہی ان کے والدین زندہ تھے، میرے ماموں مرحوم کی ایک ہمشیرہ اور ان کے ایک بھائی زندہ تھے، بعد میں ان دونوں کا بھی انتقال ہوگیا، صاحبِ جائیداد مرنے والے ماموں صاحب کے حصے میں بعد میں مرنے والے بھائی، اور بہن کی اولاد ازرُوئے شریعت جائیداد میں وارث ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کتنی ہے؟

ج...... آپ کے مرحوم ماموں کے ترکہ کے دو حصے ان کے بھائی کو ملے اور ایک بہن کو، ان کے بعد ان کی اولاد اسی تناسب سے وارث ہوگی۔

## بھائی کے ترکہ کی تقسیم

س...... ایک شادی شدہ بھائی، کنواری بہن اور بیوہ ماں، ہم تین افراد ہیں۔ بیوہ ماں کا ایک لڑکا بغیر شادی اور وصیت کے انتقال کرجاتا ہے، اور اپنے پیچھے ایک خطیر رقم چھوڑ جاتا ہے،

تب کیا آدھی رقم کی وارث ماں ہے یا بھائی؟ اس تمام رقم کا حق دار کون قرار پائے گا؟ براہِ کرم اس کی تقسیم سے آگاہ فرمائیے۔

ج……مرحوم کے ترکہ میں ایک تہائی ماں کا ہے، اور باقی بھائی اور بہن کا، اس لئے کل ترکہ ۹ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے تین حصے ماں کے، چار بھائی کے اور دو بہن کے ہوں گے۔ جس کا نقشہ حسبِ ذیل ہے:

ماں:۳ بھائی:۴ بہن:۲

## غیرشادی شدہ شخص کی تقسیمِ وراثت

س……ایک غیرشادی شدہ شخص ایک مکان چھوڑ کر مرجاتا ہے، اس وقت اس شخص کے والد اور والدہ زندہ ہوتے ہیں، ان کے علاوہ اس کے دو بھائی اور چار شادی شدہ بہنیں بھی ہوتی ہیں، مگر والدہ کا کچھ دنوں پہلے انتقال ہوچکا ہے، وہ مکان تاحال مرحوم کے نام پر ہے اور اس کی منتقلی کسی بھی وارث کے نام پر نہیں ہوئی ہے۔ مرحوم کی اس جائیداد پر کس کس کا کتنا کتنا حق ہے؟ اور اس کا بٹوارہ کس طرح کیا جائے؟

ج……اس مرحوم کا ترکہ چھ حصوں میں تقسیم ہوگا، ایک حصہ اس کی والدہ کا اور باقی پانچ حصے والد کے۔ پھر والدہ کا حصہ ۳۲ حصوں میں تقسیم ہوگا، ان میں سے آٹھ حصے اس کے شوہر کے، چھ، چھ دونوں لڑکوں کے، اور تین، تین چاروں لڑکیوں کے، گویا پورے مکان کے ۱۹۲ حصے کئے جائیں، تو اس میں ۱۶۸ لڑکے کے والد کے ہیں، چھ ہر لڑکے کے، اور تین ہر لڑکی کے۔

# والدین کی زندگی میں فوت شدہ اولاد کا حصہ

## قانونِ وراثت میں ایک شبہ کا ازالہ

س…… شریعتِ مطہرہ نے جو قوانین بنی نوعِ انسان کے لئے بنائے ہیں، وہ سب کے سب ہمارے لئے سراسر خیر ہیں، چاہے ہماری سمجھ میں آئیں، چاہے نہ آئیں۔ اسلام کے وراثت کے قوانین لاجواب ہیں، کسی بھی دِین یا معاشرت میں ایسے حق و انصاف پر مبنی وراثت کے قوانین نظر سے نہیں گزرے، لیکن اسلامی قانونِ وراثت میں ایک شق ایسی ہے کہ شک ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ وہ شق یہ ہے کہ باپ کی زندگی میں اگر بیٹا فوت ہوجائے تو پوتے، پوتی کو وراثت میں کوئی حق نہیں ہے۔ خیال فرمائیں کہ یہ پوتے، پوتی یتیم ہیں ان کو تو مرحوم باپ کے ترکہ کے حق میں اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا تو ملنا چاہئے جو مرحوم باپ کو اگر زندہ ہوتے تو ملتا۔

ایک اور سوال ہے کہ دُوسرے پوتے، پوتی جو بیٹے کے زندہ ہوتے ہوئے موجود ہیں، ان کو ترکہ ملتا ہے کہ نہیں؟

ج…… یہاں دو اُصول ذہن میں رکھئے۔ ایک یہ کہ تقسیمِ وراثت قرابت کے اُصول پر مبنی ہے، کسی وارث کے مال دار یا نادار ہونے اور قابلِ رحم ہونے یا نہ ہونے پر اس کا مدار نہیں۔ دوم یہ کہ عقلاً و شرعاً وراثت میں الاقرب فالاقرب کا اُصول جاری ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص میّت کے ساتھ قریب تر رشتہ رکھتا ہو، اس کے موجود ہوتے ہوئے دُور کی قرابت والا وراثت کا حق دار نہیں ہوتا۔

ان دونوں اُصولوں کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ ایک شخص کے اگر چار بیٹے ہیں، اور ہر بیٹے کے چار چار لڑکے ہوں، تو اس کی جائیداد لڑکوں پر تقسیم ہوتی ہے، پوتوں کو نہیں دی

جاتی، اس مسئلے میں شاید کسی کو بھی اختلاف نہیں ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ بیٹوں کی موجودگی میں پوتے وارث نہیں ہوتے۔

اب فرض کیجئے ان چار لڑکوں میں سے ایک کا انتقال والد کی زندگی میں ہوجاتا ہے، پیچھے اس کی اولاد رہ جاتی ہے، اس کی اولاد، دادا کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو دُوسرے تین بیٹوں کی اولاد کی ہے، جب دُوسرے بیٹوں کی اولاد اپنے دادا کی وارث نہیں، کیونکہ ان سے قریب تر وارث (یعنی لڑکے) موجود ہیں، تو مرحوم بیٹے کی اولاد بھی وارث نہیں ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ اگر چوتھا لڑکا اپنے باپ کی وفات کے وقت زندہ رہتا، تو اس کو چوتھائی حصہ ملتا، اب وہی حصہ اس کے بیٹوں کو دِلایا جائے، تو یہ اس لئے غلط ہے کہ اس صورت میں اس لڑکے کو جو باپ کی زندگی میں فوت ہوا، باپ کے مرنے سے پہلے وارث بنادیا گیا، حالانکہ عقل و شرع کے کسی قانون میں مورث کے مرنے سے پہلے وراثت جاری نہیں ہوتی۔

الغرض! اگر ان پوتوں کو جن کا باپ فوت ہوچکا ہے، پوتا ہونے کی وجہ سے دادا کی وراثت دِلائی جاتی ہے تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ پوتا اس وقت وارث ہوتا ہے جبکہ میّت کا بیٹا موجود نہ ہو، ورنہ تمام پوتوں کو وراثت ملنی چاہئے، اور اگر ان کو ان کے مرحوم باپ کا حصہ دِلایا جاتا ہے تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ ان کے مرحوم باپ کو مرنے سے پہلے تو حصہ ملا ہی نہیں، جو اس کے بچوں کو دِلایا جائے۔

اگر یہ کہا جائے کہ بے چارے یتیم پوتے، پوتیاں رحم کے مستحق ہیں، ان کو دادا کی جائیداد سے ضرور حصہ ملنا چاہئے تو یہ جذباتی دلیل اوّل تو اس لئے غلط ہے کہ تقسیمِ وراثت میں یہ دیکھا ہی نہیں جاتا کہ کون قابلِ رحم ہے، کون نہیں؟ بلکہ قرابت کو دیکھا جاتا ہے۔ ورنہ کسی امیر کبیر آدمی کی موت پر اس کے کھاتے پیتے بیٹے وارث نہ ہوتے بلکہ اس کے مفلوک اور تنگ دست پڑوسی کے یتیم بچے کو وراثت ملا کرتی کہ وہی قابلِ رحم ہیں۔

علاوہ ازیں اگر کسی کے یتیم پوتے قابلِ رحم ہیں، تو شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ تہائی مال کی وصیت ان کے حق میں کرسکتا ہے، اس طرح وہ ان کی قابلِ رحم حالت کی تلافی کرسکتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں ان کے باپ سے ان کو چوتھائی وراثت ملتی، مگر دادا وصیت کے ذریعہ ان کو تہائی وراثت کا مالک بناسکتا ہے۔ اور اگر دادا نے وصیت نہیں کی تو ان بچوں کے چچاؤں کو چاہئے کہ حسنِ سلوک کے طور پر اپنے مرحوم بھائی کی اولاد کو بھی برابر کے شریک کرلیں۔ لیکن اگر سنگدل دادا کو وصیت کا خیال نہیں آتا، اور ہوس پرست چچاؤں کو رحم نہیں آتا، تو بتایئے! اس میں شریعت کا کیا قصور ہے کہ محض جذباتی دلائل سے شریعت کے قانون کو بدل دیا جائے...؟ اگر شریعت کے ان اَحکام کے بعد بھی کچھ لوگوں کو یتیم پوتوں پر رحم آتا ہے اور وہ ان بچوں کو بے سہارا نہیں دیکھنا چاہتے تو انہیں چاہئے کہ اپنی جائیداد ان بچوں کے نام کردیں، کیونکہ شریعت کی طرف سے بے سہارا لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا بھی حکم ہے، اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوجائے گا کہ ان بے سہارا بچوں پر لوگوں کو کتنا ترس آتا ہے...!

## شریعت نے پوتے کو جائیداد سے کیوں محروم رکھا ہے؟ جبکہ وہ شفقت کا زیادہ مستحق ہے!

س...... ۶؍جنوری کے اخبار ''جنگ'' اسلامی صفحہ پر ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' میں ایک مسئلہ تھا وراثت کے متعلق، اور آپ نے اس کا جواب لکھا تھا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا انتقال اپنے والد سے پہلے ہوجاتا ہے تو اس کے والد کے انتقال کے بعد والد کی جائیداد میں اس کی اولاد کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ تو بے شک شریعتِ اسلامی کا فیصلہ ہے، اور مذہبِ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے، اور جس حسن وخوبی سے اسلام نے تمام مسائل کا حل پیش کیا ہے، دُنیا کا کوئی دُوسرا نظام ایسی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ تمام اَحکامِ اسلامی اپنے اندر کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ کئے ہوئے

ہیں جو کہ بعض اوقات ایک عام انسان کی عقل سے بالاتر بھی ہوسکتے ہیں، اور صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان کو خلافِ عقل معلوم ہوتے ہیں۔ مذکورہ مسئلہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے کہ ہم جیسے انسانوں کو خلافِ عقل معلوم ہوتا ہے، اور یہ بات بظاہر انصاف کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ ان بے سہارا بچوں کو یونہی بے سہارا رہنے دیا جائے۔ انہیں اپنے والد کے حق سے بھی محروم کردیا جائے، جبکہ دُوسری طرف اسلام ہر طرح یتیموں کی مدد کی ترغیب دیتا ہے۔ براہِ مہربانی تفصیل سے اس مسئلے کی وضاحت کردیں تاکہ میرے جیسے اور بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں جو یہ بات کھٹک رہی ہے، صاف ہوجائے۔

ج...... جس شخص کے صلبی بیٹے موجود ہوں، اس کی وراثت اس کے بیٹوں ہی کو ملے گی، بیٹوں کی موجودگی میں پوتا شرعاً وارث نہیں، اگر دادا کو اپنے پوتوں سے شفقت ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی جائیداد میں اس کے یتیم پوتے بھی شریک ہوں تو اس کے لئے شریعت نے دو طریقے تجویز کئے ہیں:

اوّل یہ کہ اپنے مرنے کا انتظار نہ کرے، بلکہ صحت کی حالت میں اپنی جائیداد کا اتنا حصہ ان کے نام منتقل کرادے جتنا وہ ان کو دینا چاہتا ہے، اور اپنی زندگی ہی میں ان کو قبضہ بھی دِلادے۔

دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے یتیم پوتوں کے حق میں تہائی جائیداد کے اندر اندر وصیت کرجائے کہ اتنا حصہ اس کے مرنے کے بعد ان کو دیا جائے۔

فرض کیجئے کہ کسی شخص کے پانچ لڑکوں میں سے ایک اس کی زندگی میں فوت ہوجاتا ہے، دادا اپنے مرحوم بیٹے کی اولاد کے لئے اپنی تہائی جائیداد تک کی وصیت کرسکتا ہے، حالانکہ اگر ان بچوں کا باپ زندہ ہوتا تو اس کو اپنے باپ کی جائیداد میں سے پانچواں حصہ ملتا، جو اس کی اولاد کو منتقل ہوتا، اب وصیت کے ذریعے پانچویں حصے کی بجائے دادا ان کو تہائی حصہ دِلاسکتا ہے۔ اور اگر دادا کو اپنے پوتوں پر اتنی بھی شفقت نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں ان کو کچھ دے دیں یا مرنے کے بعد دینے کی وصیت ہی کرجائے، تو انصاف

کیجئے! اس میں قصور کس کا ہے، دادا کا یا شریعت کے قانون کا ہے...؟

## مرحوم بیٹے کی جائیداد کیسے تقسیم ہوگی؟ نیز پوتوں کی پرورِش کا حق کس کا ہے؟

س...... میرا جوان بیٹا، عمر تقریباً ۴۰ سال، قضائے الٰہی سے داغِ مفارقت دے گیا ہے۔ سرکار کی طرف سے ملازمت کا تقریباً تین لاکھ روپیہ ملا ہے، تقریباً اَسّی ہزار کے پرائز بونڈ اور تقریباً پندرہ ہزار کا زیور جو لڑکے کی ماں نے اس کی بیوی کو پہنایا تھا، باقی کچھ اور چھوٹی موٹی چیزیں ہیں۔ میّت کے وارثوں میں اس کے بوڑھے والدین، ایک بیوہ اور تین بچے یعنی ایک لڑکی اور دو لڑکے جو ابھی نابالغ ہیں اور زیرِ تعلیم ہیں۔ ان کے علاوہ میّت کی تین بہنیں اور چار بھائی بھی بوقتِ وفات موجود ہیں۔ بیوہ مصر ہے کہ اسے سروِس اور پنشن وغیرہ کا تمام روپیہ اور اس کا سب سامان مع اس کے جہیز کے اور دونوں طرف کے زیورات دے دیئے جائیں اور بچے بھی خود اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے۔ کہتی ہے کہ وہ بیوہ ہوئی ہے، طلاق تو نہیں ہوئی۔ مولانا صاحب! مجھے اپنے پوتوں کا بہت درد ہے، مگر کل کلاں کو سارا مال سمیٹ کر پوتے میرے دروازے پر ڈال گئی تو میں کیا کرسکتا ہوں اور میرا کون ساتھ دے گا؟ میں نے بہت کہا کہ دونوں طرف سے برادری کے کچھ آدمی لاؤ، ان کے رُوبرو فیصلہ ہوجائے کہ بچے مستقل کون اپنے پاس رکھے گا؟ مگر نہیں مانتی، اور اپنے بھائیوں کو آئے دن مار کٹائی کے لئے لے آتی ہے، براہِ کرم جواب سے نوازیں تاکہ میں اسے بھی دِکھا سکوں۔

ج...... آپ کے مرحوم بیٹے کا ترکہ ۱۲۰ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے ۱۵ حصے بیوہ کے ہیں، ۲۰ حصے والدہ کے، ۲۰ حصے والد کے، ۲۶، ۲۶ دونوں لڑکوں کے، اور ۱۳ حصے لڑکی کے۔ اس لئے مرحوم کی بیوہ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ مرحوم کا سارا ترکہ اس کے حوالے کردیا جائے۔

۲:...... بچوں کا نان و نفقہ دادا کے ذمہ ہے، اور ان کے مال کی حفاظت بھی اسی کے ذمہ ہے، لہٰذا بچوں کے حصے کی حفاظت دادا کرے گا، بچوں کی ماں کو اس کا کوئی حق نہیں۔

۳:...... لڑکے سات برس کی عمر تک ماں کی پرورِش میں رہیں گے، سات برس کی

عمر ہونے پر ان کی پرورِش دادا کے ذمہ ہوگی، اور لڑکی جوان ہونے تک والدہ کے پاس رہے گی، پھر دادا کے پاس۔

## دادا کی وصیت کے باوجود پوتے کو وراثت سے محروم کرنا

س…… میرے والد صاحب پہلے فوت ہوئے ہیں، اور دادا صاحب بعد میں فوت ہوئے تھے، جو زمین میرے دادا صاحب نے اپنے مرنے سے پہلے میرے والد صاحب کو دی تھی، وہ اسی جگہ اور مکان میں فوت ہوئے تھے۔ جب میرے والد صاحب فوت ہوئے تو چند سال کے بعد دادا صاحب فوت ہوگئے، لیکن دادا صاحب نے فوت ہونے سے پہلے اپنے سب بیٹوں کو کہا تھا کہ میرے پوتے کا آپ سب نے انتقال کرانا اور اس کو اسی زمین میں رہنے دینا اور اس کے ساتھ اچھے رہنا۔ یہ سب زبانی باتیں میرے دادا صاحب نے اپنے بیٹوں کو کہی تھی، آخر وہ بھی فوت ہوگئے، یعنی دادا صاحب۔ ان کے مرنے کے بعد میرے چاچا اور تایا وغیرہ نے انتقال اپنے ساتھ کرایا تھا، اب میرے چچازاد بھائی نے میرے خلاف کیس عدالت میں کیا ہوا ہے کہ آپ کا انتقال نہیں ہے اور آپ اس زمین کے وارث نہیں ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا والد پہلے فوت ہوا ہے اور دادا بعد میں۔ اب میرے چچازاد بھائی یہ بولتے ہیں۔ اس لئے جناب سے عرض ہے کہ کیا میں اس رقبے کا وارث ہوسکتا ہوں یا کہ نہیں؟ میرے نام انتقال کو ۲۴ یا ۲۵ سال گزر گئے ہیں، اب میں اس جگہ پر رہتا ہوں جو میرے دادا اور والد کا مکان ہے۔

ج…… جو واقعات آپ نے بیان کئے ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو آپ اپنے والد کی جائیداد کے مستحق ہیں، کیونکہ آپ کے دادا نے آپ کے حق میں وصیت کردی تھی، چونکہ آپ کا کیس عدالت میں ہے، اس لئے عدالت ہی واقعات کی چھان پھٹک کرکے صحیح فیصلہ کرسکتی ہے۔

## پوتے کو دادا کی وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں، جبکہ دادا نے اس کے لئے وصیت کی ہو

س…… کیا دادا کی جائیداد میں پوتے کا حق نہیں ہوتا؟ میرے دو چچا ہیں، وہ کہتے ہیں کہ

تمہارے والد باپ کی زندگی میں مرگئے، لہٰذا اب تمہارا جائیداد میں قانوناً اور شرعاً حق نہیں ہوتا ہے، جبکہ میرے دادا حضور نے ایک اسٹامپ پر دونوں بیٹوں کے برابر پوتے کو بھی بطور بخشش لکھ کر گئے ہیں۔ برائے مہربانی آپ شرع کی روشنی میں بتائیں یہ بات کہاں تک دُرست ہے اور کہاں تک غلط؟

ج...... اگر آپ کے دادا، آپ کو بھی دونوں چچاؤں کے برابر دے کر گئے ہیں تو ایک تہائی جائیداد شرعاً آپ کی ہے، آپ کے چچا غلط کہتے ہیں۔

## دادا کی ناجائز جائیداد پوتوں کے لئے بھی جائز نہیں

س...... ہمارا دادا جو وراثت ہمارے لئے ورثے میں چھوڑ کر گیا ہے، یہ وراثت اس کی جائز ملکیت نہیں تھی، بلکہ زمین کا ایک حصہ یتیم بچوں کا ناجائز غصب شدہ ہے اور دُوسرا حصہ جو ان کی جائز ملکیت تھا وہ فروخت کردیا گیا (معاوضہ لے کر)، اسی فروخت شدہ زمین کا کچھ حصہ محکمہ مال کے کاغذوں میں سابق مالک کے نام تھا، ایسا یا تو محکمہ مال کی غلطی سے ہوا یا خود مل کر کرایا گیا، سات سال مقدمہ کرکے قوانین کے ذریعے یہ بھی واپس لے لیا گیا، زمین کے یہ دونوں حصے بیٹوں کے بعد پوتے استعمال کر رہے ہیں؟ کیا اسلام و شریعت کی رُو سے یہ زمین ہمارے لئے جائز و حلال ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

ج...... جس جائیداد کے بارے میں یقین ہے کہ وہ یتیموں سے غصب کی گئی ہے، وہ نہ آپ کے دادا کے لئے حلال تھی، نہ اس کے بیٹوں کے لئے اور نہ اب پوتوں کے لئے۔ اس جائیداد کا کھانا قرآنی الفاظ میں: ''پیٹ میں آگ بھرنا'' ہے، اس لئے یہ جائیداد جن کی ہے ان کو واپس کردیجئے۔

## جائیداد کی تقسیم اور عائلی قوانین

س...... میرے والد محمد اسماعیل مرحوم مربع نمبر۲۳ کے نصف حصے کے مالک تھے، ان کی اولاد میں ہم دو بہنیں اور تین بھائی تھے، ایک بھائی عبدالرحیم ۱۹۴۹ء میں اور دُوسرے بھائی عبدالمجید ۱۹۶۶ء میں وفات پاگئے۔ ۱۹۷۲ء میں والد صاحب بھی دارِفانی سے کوچ کر گئے،


فہرست

اس وقت ہم دو بہنیں ہاجراں بی بی اور زبیدہ بی بی اور ایک بھائی عبدالرحمٰن بقیدِ حیات ہیں۔ مرحوم بھائی عبدالمجید کی پانچ بیٹیاں ہیں جن میں سے چار شادی شدہ ہیں۔ والد کے انتقال کے بعد متعلقہ حکام نے درجِ بالا جائیداد کو ورثاء میں اس طرح تقسیم کیا کہ عبدالرحمٰن بیٹا: ۹/۵ حصہ، زبیدہ بی بی، ہاجراں بی بی بیٹیاں: ۲۷/۱۰ حصہ، اور پانچ پوتیاں: ۲/۹، اور پھر اس طرح تقسیم کیا گیا کہ عبدالرحمٰن بیٹا: ۳/۱ حصہ، زبیدہ بی بی، ہاجراں بی بی بیٹیاں: ۳/۱ حصہ، اور پانچ پوتیاں: ۳/۱ حصہ۔ چونکہ بھائی عبدالمجید ۱۹۶۶ء میں والد صاحب کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے، اس لئے ان کے نام کوئی جائیداد منتقل ہی نہیں ہوئی تھی، تو کیا دادا کی جائیداد میں سے اسلامی قانونِ وراثت کی رُو سے پوتیاں حصہ دار ہوسکتی ہیں؟ اگر دادا کی جائیداد میں پوتیاں اسلامی قانونِ وراثت کی رُو سے حصہ دار ہوسکتی ہیں تو دُرست، ورنہ بتایا جائے کہ ہماری آج تک شنوائی کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ کیا متعلقہ حکام جو چاہیں وہ کرتے رہیں اور ان سے پوچھنے والا کوئی نہ ہو! اس سلسلے میں صدرِ مملکت کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی گئی، مگر میری تمام گزارشات ردّی کی ٹوکری کی نذر کردی گئیں، آخرکار صدرِ محترم کی خدمت میں تار بھیجے گئے، مگر انہیں بھی درخورِ اعتناء نہ سمجھا گیا۔ گورنر پنجاب کی خدمت میں بھی درخواستیں بھیجی گئیں مگر انہوں نے بھی کوئی توجہ نہ دی، کمشنر فیصل آباد کی خدمت میں بھی درخواستیں بھیجی گئیں، یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کوئی بھی کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اتنی فریاد و پکار کے باوجود بھی اگر اربابِ اقتدار کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے تو میں نہیں سمجھتی کہ اس مملکتِ خداداد میں کس قسم کا اسلامی قانون رائج ہے، اور ایک عام شہری کب تک نوکرشاہی کے ہاتھوں میں پریشان ہوتا رہے گا۔ آخر میں صدرِ مملکت و چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کی خدمت میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے یہ گزارش کروں گی کہ اگر اسلامی قانونِ وراثت کی رُو سے پوتیاں دادا کی جائیداد میں سے حصہ دار ہوسکتی ہیں تو مجھے کم از کم جواب تو دیں، اگر نہیں تو پھر درج بالا جائیداد کو قانونِ اسلام کے مطابق ہم دو بہنوں اور ایک بھائی میں تقسیم کرنے کے اَحکامات صادر فرمائیں اور متعلقہ حکام کے خلاف بھی سخت قانونی کارروائی کا حکم دیں تاکہ آئندہ کسی کو بھی اسلامی قانون کے

ساتھ مذاق اُڑانے کی جرأت نہ ہو۔

ج……شرعاً آپ کے والد مرحوم کی جائیداد چار حصوں میں تقسیم ہوگی، دو حصے لڑکے کے، اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا، پوتیاں اپنے دادا کی شرعاً وارث نہیں۔ پاکستان میں وراثت کا قانون، خدائی شریعت کے مطابق نہیں، بلکہ ایوب خان کی ''شریعت'' کے مطابق ہے، آپ کے والد مرحوم کی جائیداد کا انتقال اسی ''ایوبی شریعت'' کے مطابق ہوا ہے۔

## والد کے ترکہ کی تقسیم سے قبل بیٹی کا انتقال ہوگیا تو کیا اسے حصہ ملے گا؟

س…… چار بہن بھائی والدین کے ترکہ کے وارث ٹھہرے، چاروں کی شادیاں ہوگئیں، ابھی وراثت کی تقسیم باقی تھی کہ ایک بہن کی موت واقع ہوگئی، مرحومہ والدین کے ترکہ میں سے کتنے حصے کی حق دار تھی؟

ج……آپ نے یہ نہیں لکھا کہ کتنے بھائی اور کتنی بہنیں، بہرحال بھائی کا حصہ بہن سے دُگنا ہوتا ہے۔

س……اس کے بچے اور میاں اس کے حصے کی جائیداد (زیور اور نقدی کی حالت میں ترکہ) کے جائز وارث ہیں کہ نہیں؟

ج……جس بہن کا انتقال والدین کے بعد ہوا ہے وہ بھی والد کے ترکہ کی شرعاً وارث ہے، اور اس کا حصہ اس کے شوہر اور اس کی اولاد میں تقسیم ہوگا۔

## مرحوم کی وراثت بہن، بیٹیوں اور پوتوں کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی؟

س…… ہمارے ماموں مرحوم گزشتہ سال انتقال فرماگئے، اور اپنے پیچھے ایک بڑی جائیداد چھوڑ گئے، یعنی ۲ مکان (جن کی مالیت تقریباً ۲ لاکھ بنتی ہے) اس کے علاوہ وہ ایک ہوٹل بھی چھوڑ کر گئے ہیں، جس کی مالیت تقریباً ۱۲-۱۵ لاکھ ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ انہوں نے ابھی تک کوئی تحریری ثبوت ایسا نہیں چھوڑا یا نہیں ملا کہ انہوں نے وہ جائیداد اپنی کسی اولاد میں تقسیم کردی ہے، ان کی ۴ بیٹیاں ہیں، اور ایک لڑکا تھا جوان کی زندگی میں ہی وفات

پا گیا، اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے۔ لڑکی شادی شدہ اور لڑکا بھی شادی شدہ ہے (یعنی نواسہ اور نواسی) اور ۴ بیٹیاں بھی شادی شدہ ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ چاروں لڑکیوں نے مل کر کسی قانونی چکر سے وہ تمام جائیداد اپنے نام کروالی ہے، آیا یہ بات قانون اور شرعی لحاظ سے جائز ہے؟ یا یہ کہ اس جائیداد میں اور رشتہ دار بھی حق دار بنتا ہے؟ ہماری امی جو اکیلی بہن ہیں جو قریبی رشتہ رکھتی ہیں، باقی سب مرچکے ہیں۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا شرعی طور پر ہماری امی یعنی ماموں کی سگی بہن کو شریعت کوئی حصہ یا حق دار تصوّر کرتی ہے؟ جبکہ ساری جائیداد ماموں کی ذاتی ملکیت ہے، یعنی وہ ورثہ میں ملی ہوئی نہیں، اس طرح پوتا اور پوتی کا کیا حق بنتا ہے؟ اگر بنتا ہے تو کتنا بنتا ہے؟

ج…… آپ کے ماموں کی جائیداد چھ حصوں میں تقسیم ہوگی، ایک ایک حصہ چاروں بیٹیوں کا، اور دو حصے بہن کے (یعنی آپ کی والدہ کے) پوتے پوتی وارث نہیں۔

## والد سے پہلے فوت ہونے والے بیٹے کا والد کی جائیداد میں حصہ نہیں

س…… ہم چار بھائی ہیں، ہمارے والدین حیات ہیں، مجھ سے دو بڑے بھائی ہیں، سب سے بڑے بھائی کو ہمارے والد صاحب نے ایک مکان بنا کر دے دیا، ان کی شادی کردی۔ ہم تین بھائی، ایک مجھ سے بڑا اور ایک مجھ سے چھوٹا جو والد صاحب کے مکان میں رہتا ہے، والد صاحب کے ساتھ، مجھ سے بڑے بھائی کا آج سے دس سال پہلے انتقال ہوگیا اور اس کی بیوی اور چھ بچوں کو ۵ سال تک والد صاحب نے پالا اور اس کے بعد، اس بیوہ کا نکاح سب سے بڑے بھائی کے ساتھ کردیا۔ نکاح کے بعد مرحوم بھائی کے بچوں کو بھی اپنے ساتھ اپنے مکان میں لے گیا اور مرحوم کا سارا سامان ہر چیز اپنے مکان میں شفٹ کرلی، اور نکاح کے فوراً بعد ہمارے والدین سے بڑے بھائی کی ناراضگی ہوگئی اور ہمارے گھر انہوں نے آنا جانا بند کردیا، اور ۶ سال سے وہ ہمارے گھر یعنی والدین سے ملنے نہیں آئے، نہ مرحوم بھائی کے بچے، سب جوان ہوگئے ہیں، وہ بھی نہیں ملتے، یعنی کہ بالکل آنا جانا بند ہے، اور ساری

غلطی بھی بڑے بھائی کی ہے، اب بڑے بھائی کہتے ہیں کہ ہمیں مرحوم بھائی کے مکان میں حصہ دیا جائے، جبکہ والد صاحب جو کہ حیات ہیں اور کام کاج کرنے کے قابل نہیں ہیں، انہوں نے مکان ہم دو بھائیوں کے نام کردیا ہے، اور ہم دونوں بھائی بھی شادی شدہ ہیں اور والدین ہمارے ساتھ رہتے ہیں، تو قرآن وسنت کی رُو سے آپ یہ فیصلہ کریں کہ والد صاحب کو اس مکان میں سے بڑے بھائی کو حصہ دینا چاہئے یا نہیں؟ آپ یہ فیصلہ کردیں تاکہ ہمارے دِل کو سکون مل جائے۔

ج…… آپ کے بڑے بھائی جو اپنے والد کی حیات میں انتقال کرگئے ہیں ان کا والد کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں۔

## لڑکوں، لڑکیوں اور پوتوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س…… میرے والد کے پاس کچھ زمین اور ایک مکان ہے، لیکن میرے والد وفات پاچکے ہیں، انہوں نے اپنی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں شادی شدہ چھوڑی ہیں، جو موجود ہیں۔ چوتھا نمبر لڑکا جو پانچ سال پہلے وفات پاچکا تھا، اس کی اولاد میں بھی چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے، یعنی میرے بھائی کی اولاد (میرے والد کے پوتے ہوئے)، والدہ، والد کی زندگی میں ہی فوت ہوچکی تھیں، اب وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی؟

ج…… اگر آپ کے والد نے اپنے ان پوتوں کے حق میں، جن کا والد پہلے انتقال کرگیا تھا، کوئی وصیت کی تھی تو اس وصیت کو پورا کیا جائے، اور اگر آپ کے والد صاحب نے کوئی وصیت نہیں کی تو اخلاق ومروّت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنے مرحوم بھائی کی اولاد کو بھی برابر کا حصہ دے دیں، شرعاً یہ آپ کے ذمہ واجب تو نہیں۔ آپ کے والد کی جائیداد نو حصوں پر تقسیم ہوگی، دو دو حصے لڑکوں کے، اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کا۔

## مرحومہ کی جائیداد، ورثاء میں کیسے تقسیم ہوگی؟

س…… مرحومہ والدہ کی اولاد میں ۳ بیٹیاں اور ۳ بیٹے شامل تھے، ایک بیٹے کا انتقال ان کی


فہرست

موجودگی میں ہی ہو چکا تھا، جبکہ دُوسرے بیٹے کی وفات ان کے بعد ہوئی، ہر دو کی بیوائیں اور بچے موجود ہیں، اس وقت تین بیٹیاں شادی شدہ اور ایک بیٹا بقیدِ حیات ہیں، مرحومہ کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

ج…… مرحومہ کا ترکہ ادائے قرض و نفاذِ وصیت از ثلث مال کے بعد سات حصوں پر تقسیم ہوگا، دو دو حصے ان دو بیٹوں کے جو والدہ کی وفات کے وقت زندہ تھے، اور ایک ایک حصہ تینوں بیٹیوں کا۔

جو بیٹا، مرحومہ کے بعد فوت ہوا اس کا حصہ اس کی بیوہ اور بچوں پر تقسیم ہوگا، اور جو بیٹا، مرحومہ سے پہلے انتقال کر گیا اس کے وارثوں کو مرحومہ کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا، البتہ اگر مرحومہ ان کے بارے میں کچھ وصیت کر گئی ہیں تو ان کی وصیت کے مطابق ان کو دیا جائے۔

## مرحومہ کا ورثہ بیٹیوں اور پوتوں کے درمیان کیسے تقسیم ہوگا؟

س…… ماں کے بیٹے، ماں کی وفات سے چودہ برس پہلے فوت ہو چکے ہیں، مگر پوتے اور پوتیاں موجود ہیں، ماں کی بیٹیاں بھی ہیں، کیا ماں کے فوت ہونے کے بعد ان کی بیٹیاں اور پوتے، پوتیاں ماں کی ذاتی ملکیت کے حق دار برابر کے ہوتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ پوتے، پوتیاں اسلامی نقطۂ نظر سے حق دار نہیں ٹھہرتے، لیکن ایوبی دور میں وراثت کے کسی آرڈی نس کے تحت حق دار ٹھہرتے ہیں، برائے مہربانی اس کی وضاحت کر دیں۔

ج……صورتِ مسئولہ میں ماں کی وراثت کا دو تہائی حصہ اس کی بیٹیوں کو ملے گا، اور ایک تہائی اس کے پوتے، پوتیوں کو۔ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دُگنا ہوگا۔ یہ فقیر تو خدا تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت پر ایمان رکھتا ہے، کسی جنرل خان کی شریعت پر ایمان نہیں رکھتا، جس کو اپنی قبر آگ سے بھرنی اور اپنی عاقبت برباد کرنی ہو وہ شوق سے ایوب خان کی ''شریعت'' پر عمل کرے۔

## مرحوم سے قبل انتقال ہونے والی لڑکیوں کا وراثت میں حق نہیں

س……ایک خاندان میں والدین کی وفات سے قبل دو شادی شدہ لڑکیوں کا انتقال ہو جاتا


فہرست

ہے، جو کہ صاحبِ اولاد تھیں، ان کی وفات کے بعد والدین انتقال کر جاتے ہیں، اب باقی ورثائے جائیداد کا کہنا ہے کہ جو لوگ پہلے مر گئے ہیں، ان کا اس میں حق نہیں بنتا۔ جناب سے درخواست ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ شریعت کیا کہتی ہے؟ آیا جو دو لڑکیاں والدین کی وفات سے پہلے وفات پاگئی تھیں ان کی اولاد کا اس ورثہ میں حق بنتا ہے کہ نہیں؟

ج…… شرعاً صرف وہی لڑکیاں، لڑکے وارث ہوتے ہیں جو والدین کی وفات کے وقت زندہ ہوں، جن لڑکیوں کی وفات والدین سے پہلے ہوگئی وہ وارث نہیں، نہ ان کی اولاد کا حصہ ہے۔

## باپ سے پہلے انتقال کرنے والی لڑکی کا وراثت میں حصہ نہیں

س…… میرے نانا کی تین لڑکیاں اور پانچ لڑکے ہیں، میری ماں کا انتقال نانا کی حیات میں ہوگیا تھا، اب نہ تو نانا ہے اور نہ نانی، نانا کا مکان تھا جو کہ تقریباً تین لاکھ کا ہے، میں اپنی مرحومہ ماں کا اکلوتا بیٹا ہوں، کیا نانا کی جائیداد میں، میں بھی حق دار ہوں؟ اگر ہوں تو میرا کتنا حصہ ہوگا؟ اس وقت وراثت کے حق دار پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، جبکہ میری ماں اس دُنیا میں نہیں۔

ج…… آپ کے نانا صاحب کے انتقال کے وقت جو وارث زندہ تھے انہی کو حصہ ملے گا، آپ کی والدہ کا انتقال آپ کے نانا سے پہلے ہوا اس لئے آپ کی والدہ کا حصہ نہیں۔

## نواسہ اور نواسی کا وراثت میں حصہ

س…… میری ماں کے انتقال کو ساڑھے تین مہینے ہوگئے، ان کے پاس سونے کے دو کڑے اور ایک گلے کا بٹن تھا، انہوں نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ بٹن (جو تقریباً ڈھائی تولے کا ہے) میرے بیٹے یعنی مجھ کو دے دیا جائے، میں بھائیوں میں اکیلا ہوں اور میری چار بہنیں ہیں۔ ان میں سے دو میری والدہ سے پہلے انتقال کر گئی تھیں، دونوں کے ایک ایک بچہ ہے۔

ہاتھ کے کڑے کے لئے انہوں نے کہا کہ چاروں میں آدھا آدھا تقسیم کردیا جائے، یعنی دونوں بہنوں اور ایک نواسی اور نواسہ کو۔ آپ شرع کے مطابق بتائیں کہ ان کو وصیت کے مطابق اسی طرح کردُوں؟ دونوں بہنیں جو حیات ہیں ان کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں ہوگی، جن میں سے چھوٹی بہن کو طلاق ہوگئی ہے اور وہ میرے پاس ہی رہ رہی ہے۔

ج...... نواسی اور نواسہ آپ کی مرحومہ والدہ کے وارث نہیں، اس لئے ان کے حق میں جو وصیت کی اس کو پورا کیا جائے، یعنی ہاتھ کا ایک کڑا دونوں میں تقسیم کیا جائے۔ آپ کے اور آپ کی بہنوں کے بارے میں جو وصیت کی، وہ صحیح نہیں، کیونکہ وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ کی والدہ نے جو ترکہ چھوڑا ہے (اگر ان کے ذمہ کچھ قرضہ ہے تو ادا کرنے کے بعد، اور جو وصیت کی تھی اس کو پورا کرنے کے بعد) چار حصوں میں تقسیم ہوگا، دو حصے آپ کے، اور ایک ایک حصہ دونوں بہنوں کا، پھر بہن بھائی اگر والدہ کی ہدایت پر خوشی سے عمل کرلیں تو کوئی حرج نہیں۔

# مورث کی زندگی میں جائیداد کی تقسیم

## وراثت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے خوف سے زندگی میں وراثت کی تقسیم

س...... اگر کوئی صاحبِ جائیداد جس کے ورثاء آدھی درجن سے زیادہ ہوں اور اس میں کچھ ورثاء خوش حال اور کچھ غریب ہوں تو صاحبِ جائیداد اگر اپنی ملکیت کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور ضائع ہونے کے خیال سے بچانے کے لئے اپنی ملکیت کی رقم کو شرعی طور پر اپنی زندگی میں تمام ورثاء میں تقسیم کردے اور پھر اس ملکیت کو کسی غریب اور مستحق وارث کے نام منتقل کردے، تو اس میں شرعاً کیا مسائل پیدا ہوسکتے ہیں؟

ج...... شریعت نے حصے مقرّر کئے ہیں، خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، اس کو اس کا حصہ دیا جاتا ہے، اگر باقی وارثوں کی رضامندی سے کسی ایک کو یا چند کو دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر وارث راضی نہ ہوں تو جائز نہیں۔ یہ مرکر خود بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا، اس کو اپنے بچنے کی فکر کرنی چاہئے نہ کہ جائیداد کو بچانے کی:

بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھالیا

اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما رہے!

## اولاد کا والدین کی زندگی میں وراثت سے اپنا حق مانگنا

س...... کوئی اولاد لڑکا یا لڑکی (خاص طور پر لڑکا) شرعی لحاظ سے اپنے والد سے اس کی زندگی ہی میں اس کے اثاثے یا جائیداد میں سے اپنا حق مانگنے کا مجاز ہے کہ نہیں؟

ج...... وراثت تو موت کے بعد تقسیم ہوتی ہے، زندگی میں والد اپنی اولاد کو جو کچھ دے دے وہ عطیہ ہے، اور ظاہر ہے کہ عطیہ دینے پر کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

## اپنی زندگی میں کسی کو جائیداد دے دینا

س...... کیا صحت مند آدمی اپنی جائیداد کسی کو اپنی مرضی سے دے سکتا ہے؟

ج...... دے سکتا ہے، مگر جس کو دے اس کو قبضہ دِلا دے، اور اگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت ہو، تو گناہگار ہوگا۔

## زندگی میں بیٹے اور بیٹیوں کا حق کس تناسب سے دینا چاہئے؟

س...... ایک شخص نے اپنی زندگی میں اپنی دولت سے کچھ حصہ نکال کر اس دولت سے ایک جائیداد اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو جو کہ تمام شادی شدہ ہیں، مشترکہ طور دے دی اور اس جائیداد میں لڑکوں کے دو حصے اور لڑکیوں کا ایک حصہ مقرّر کردیا، اور یہ کہہ دیا کہ میں اپنی زندگی میں ورثہ تقسیم کر رہا ہوں، اس لئے اس جائیداد میں لڑکوں کے دو دو، اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ ہوگا، جو کہ ورثہ کی تقسیم کا ایک شرعی طریقہ ہے۔ جائیداد جب بیٹوں اور بیٹیوں کو دے دی گئی، تو بیٹیوں نے باپ سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو لڑکے اور لڑکیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے، اس کے جواب میں باپ نے کہا کہ میں تو دے چکا، لیکن بیٹیوں کا اصرار ہے کہ ان کا حصہ بیٹوں کے برابر ہونا چاہئے، کیونکہ ان کے بقول شرعاً یہ پابندی ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو اس میں بیٹے اور بیٹیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے۔

ج...... اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرتا ہے تو بعض ائمہ کے نزدیک اس کو چاہئے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر رکھے، اور بعض ائمہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ سب کو برابر دے، لیکن اگر لڑکوں کو دو حصے دیئے اور لڑکی کو ایک حصہ دیا تب بھی جائز ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اس شخص کی تقسیم صحیح ہے اور لڑکیوں کا اصرار صحیح نہیں۔

## زندگی میں جائیداد لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر تقسیم کرنا

س...... جنابِ محترم! ہمارے ایک جاننے والے جو کہ دِین دار بھی ہیں، ان کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں جو کہ سب شادی شدہ ہیں۔ ان صاحب کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو


فہرست

اولاد میں برابر تقسیم کردیں، کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ مرنے کے بعد میں ایسا نہیں کرسکتا۔ وہ ایسا اس لئے کرنا چاہ رہے ہیں کہ وہ اپنے نالائق بے ادب لڑکوں کو سزا دینا چاہتے ہیں، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟

ج…… اپنی زندگی میں اپنی جائیداد، اپنی اولاد میں (خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں) برابر تقسیم کرسکتے ہیں۔

## زندگی میں ترکہ کی تقسیم

س…… میں لاولد ہوں، میرے پاس آباء واجداد کی کوئی جاگیر ہے، نہ کوئی رقم ورثہ میں ملی تھی۔ میں نے خود اپنی محنت مزدوری کرکے اپنا گزارہ کیا، اور اب میرے پاس اتنی رقم ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے کاروبار کے لئے صرف اتنی پونجی رکھ کر جس سے میرا گزارا چلتا رہے، بقایا رقم میں اپنے لواحقین میں تقسیم کردُوں، یعنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دے دُوں۔ لواحقین میں میرا ایک حقیقی بھائی ہے، اور دو حقیقی بہنیں ہیں۔ برائے مہربانی یہ تحریر فرمائیں کہ قرآن واحادیث کی روشنی میں تقسیمِ حصہ کیسے کیا جائے؟

ج…… آپ جب تک بقیدِ حیات ہیں، اپنی املاک کو استعمال کریں، اپنی آخرت کے لئے سرمایہ بنائیں اور راہِ خدا پر خرچ کریں۔ مرنے کے بعد جس کا جتنا حصہ ہوگا خود ہی لے لے گا، اور اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ ممکن ہے کہ بعد کے لوگ شریعت کے مطابق تقسیم نہ کریں تو دو دِین دار اور عالم اَشخاص کو اس کا ذمہ دار بنائیں کہ وہ شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کریں۔ یہ بات میں نے آپ کے سوال سے ہٹ کر لکھی ہے۔ آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کی وفات کے وقت یہ سب بہن بھائی زندہ ہوں تو بھائی کو دونوں بہنوں کے برابر حصہ ملے گا، گویا چار میں سے دو حصے بھائی کے ہوں گے اور ایک ایک دونوں بہنوں کا، آپ چاہیں تو ابھی تقسیم کردیں۔

## زندگی میں مال میں تصرف کرنا

س…… میری شادی ہوئی اور بیوی فوت ہوگئی تھی، کوئی اولاد نہیں ہے، میں لاولد ہوں۔ میں

نے جو کمایا اور جو دولت میرے پاس ہے، میرے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی ہے، آباء و اجداد کی وراثت سے کوئی جائیداد نہیں ہے، اور نہ کوئی دولت میرے حصے میں آئی۔ میں کرائے کے مکان میں ہوں، میرا ایک حقیقی بھائی ہے، جو صاحبِ اولاد ہے، دو حقیقی بہنیں ہیں، وہ بھی صاحبِ اولاد ہیں۔ میں زندگی میں ہی ان تینوں بھائی اور بہنوں کو اپنی دولت سے حصہ دینا چاہتا ہوں، کیا ان کا حق ہے؟ اگر میں پہلے ان کا حصہ دے دُوں لیکن بعد میں جو ہوگا یعنی بچے گا وہ میں جہاں اور جس کو چاہوں وصیت نامہ لکھ کر رکھوں گا تاکہ بعد میں کوئی مطالبہ نہ کرسکے، لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت سے جواب دیں۔

الف:...... اگر میرا بھائی اور دو بہنیں حق دار ہیں تو میں اپنے کاروبار اور خود کے اخراجات کے لئے موجودہ مال سے خود کتنا مال اپنے لئے رکھوں؟

ب:...... بقایا مال میں سے ایک بھائی اور دو بہنوں میں تقسیم کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

ج...... جب تک آپ زندہ ہیں وہ مال آپ کا ہے، اس میں جو جائز تصرف آپ کرنا چاہیں آپ کو حق ہے، آپ کے مرنے کے بعد جو وارث اس وقت موجود ہوں گے ان کو شریعت کے مطابق حصہ ملے گا، اور تہائی مال کے اندر اندر آپ وصیت کرسکتے ہیں کہ فلاں کو دے دیا جائے، یا فلاں کارِ خیر میں لگادیا جائے۔

## مرنے سے قبل جائیداد ایک ہی بیٹے کو ہبہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... ہمارے والد وفات پاگئے ہیں، ہم پانچ بھائی، ایک بہن اور ہماری والدہ ہیں، لیکن ہمارے والد انتقال سے پہلے اپنی جائیداد، مکان ہمارے ایک ہی بھائی نوشاد علی کے نام کر گئے ہیں۔ بھائی کا کہنا ہے کہ والد نے مجھے یہ مکان، جائیداد گفٹ کی ہے، اس لئے اس پر اب کسی کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے بتائیں کہ کیا اب اس پر یعنی جائیداد اور مکان پر ہمارا کوئی حق نہیں؟ یا اگر تقسیم ہوگی تو کس طرح ہوگی؟

ج...... سوال کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد صاحب نے اپنی جائیداد اپنے بیٹے نوشاد علی کے نام انتقال سے پہلے بیماری کی حالت میں کی تھی، اور پھر اس بیماری کی حالت میں


فہرست

انتقال کرگئے۔ اگر آپ کے سوال کا مطلب میں نے صحیح سمجھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرض الوفات کے تصرف کی حیثیت وصیت کی ہوتی ہے، اور وصیت وارث کے لئے جائز نہیں، لہٰذا آپ کے والد صاحب کا یہ تصرف وارثوں کی رضامندی کے بغیر باطل ہے اور یہ جائیداد سب وارثوں پر شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی۔

اور اگر نوشاد علی کے نام جائیداد کردینا مرض الوفات میں نہیں ہوا، بلکہ صحت و تندرستی کے زمانے میں انہوں نے یہ کام کیا تھا، تو اس کی دو صورتیں ہیں، اور دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ سرکاری کاغذات میں جائیداد بیٹے کے نام کرادی، لیکن بیٹے کو جائیداد کا قبضہ نہیں دیا، قبضہ و تصرف مرتے دم تک والد صاحب ہی کا رہا، تو یہ ہبہ مکمل نہیں ہوا، لہٰذا صرف وہی بیٹا اس جائیداد کا حق دار نہیں، بلکہ تمام وارثوں کا حق ہے اور یہ جائیداد شرعی حصوں پر تقسیم ہوگی۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ آپ کے والد صاحب نے جائیداد بیٹے کے نام کرکے قبضہ بھی اس کو دِلادیا، اور خود قطعاً بے دخل ہوکر بیٹھ گئے تھے، بیٹا اس جائیداد کو بیچے، رکھے، کسی کو دے، ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا، تو اس صورت میں یہ ہبہ مکمل ہوگیا۔ یہ جائیداد صرف اسی بیٹے کی ہے، باقی وارثوں کا اس میں کوئی حق نہیں رہا، لیکن دُوسرے وارثوں کو محروم کرکے آپ کے والد صاحب ظلم و جور کے مرتکب ہوئے جس کی سزا وہ اپنی قبر میں بھگت رہے ہوں گے۔ اگر وہ لائق بیٹا اپنے والد صاحب کو اس عذاب سے بچانا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس جائیداد سے دستبردار ہوجائے اور شرعی وارثوں کو ان کے حصے دے دے۔

## اپنی حیات میں جائیداد کس نسبت سے اولاد کو تقسیم کرنی چاہئے؟

س…… میری چھ اولادیں ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے: ۴ لڑکیاں شادی شدہ، ایک لڑکا شادی شدہ، ایک لڑکا غیرشادی شدہ۔ میری کچھ جائیداد لالوکھیت میں ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں جس جس کا جو حصہ نکلے اس کو ان کا حصہ دے

دُوں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ پہلے غیرشادی شدہ لڑکے کا حصہ نکال کر (یعنی شادی کے اخراجات) باقی رقم کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ ایک روز چاروں لڑکیاں اور چاروں داماد موجو تھے، میں نے ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا، چونکہ چاروں لڑکیاں صاحبِ نصاب ہیں، انہوں نے متفقہ طور پر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بہت دیا ہے، ہم چاروں اپنے حصے اپنے دونوں بھائیوں کو دینا چاہتی ہیں۔ اب فرمائیے کہ اس جائیداد کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج...... آپ اپنے غیرشادی شدہ لڑکے کی شادی کے اخراجات نکال کر اس لڑکے کے حوالے کرکے باقی جائیداد اپنی زندگی ہی میں اپنی تمام اولاد میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ البتہ اس تقسیم کے لئے ضروری ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر کا حصہ دیں اور جو جائیداد منقولہ یا غیرمنقولہ ان کے درمیان تقسیم کریں، وہ ان کے قبضے میں دے دیں، اور اگر آپ نے جائیداد ان کے قبضے میں نہیں دی بلکہ محض کاغذی طور پر تقسیم کی ہے اور جائیداد اپنے قبضے میں رکھی ہے تو آپ کے انتقال کے وقت وہ جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ جو آپ کے قبضے میں ہے، اس کی تقسیم میراث کے اُصولوں کے مطابق ہوگی، یعنی لڑکی کا ایک حصہ اور لڑکے کے دو حصے۔ آپ کی لڑکیاں اگر اپنے حصے سے دست بردار ہونا چاہتی ہیں تو آپ اپنی تمام جائیداد اپنے لڑکوں کے دے سکتے ہیں، لیکن اس صورت میں بھی اگر آپ نے لڑکوں کے درمیان جائیداد تقسیم کرکے ان کو قبضہ دے دیا تو آپ کے انتقال کے بعد آپ کی لڑکیوں کو اس میں حصے کا مطالبہ کرنے کا حق نہ ہوگا، اور اگر آپ نے انتقال تک لڑکوں کو قبضہ نہ دیا تو آپ کے انتقال کے بعد لڑکیاں اس جائیداد میں اپنے حصے کا مطالبہ میراث کے اُصولوں کے مطابق کرسکتی ہیں۔

# عورت کی موت پر جہیز و مہر کے حق دار

## عورت کے انتقال کے بعد مہر کا وارث کون ہوگا؟

س……عورت کے انتقال کے بعد مہر کی رقم (جائیداد، زیور یا نقدی کی صورت میں ہو) کا وارث کون ہوتا ہے؟

ج……عورت کے مرنے کے بعد اس کا مہر بھی اس کے ترکہ میں شامل ہوجاتا ہے، جو اس کے وارثوں میں حصہ رسدی تقسیم ہوگا۔

## لاولد متوفیہ کے مہر کا وارث کون ہے؟

س……شادی کے ایک سال بعد بحکمِ خداوندی لڑکی کا انتقال ہوگیا، کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس صورت میں جہیز میں سامان کی واپسی اور مہر کی رقم کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ج……لڑکی کا جہیز اور مہر آدھا شوہر کا ہے، اور باقی آدھا اس کے والدین کا، اس طور پر کہ والد کے دو حصے اور والدہ کا ایک حصہ۔ گویا کل ترکہ کے اگر چھ حصے کردیئے جائیں تو تین حصے شوہر کے ہیں، دو حصے والد کے، ایک حصہ والدہ کا۔ جتنا والدین کا حق ہے اس کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔

## بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر اور دیگر سامان کا حق دار کون ہوگا؟

س……میں نے دو سال پیشتر شادی کی تھی، ایک اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بچہ ہے جو ۵ ماہ کا ہے، لیکن بیوی اس جہانِ فانی سے رُخصت ہوگئی، یعنی انتقال کرگئی۔ میرا ۵ ماہ کا بچہ ابھی تک زندہ ہے اور اس بچے کی پرورِش کی خاطر میں نے بیوی کی چھوٹی بہن سے شادی کرلی، یعنی میری سالی سے شادی ہوگئی۔ پہلے شادی کے وقت نکاح نامہ میں حق مہر کی رقم پچاس ہزار روپے لکھی گئی تھی، اب میرا سسر مجھے بہت تنگ کرتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ بیوی کے مرنے

کے بعد پچاس ہزار روپے کا حق دار میں ہوں۔ بیوی کے مرنے کے بعد حق مہر دینا پڑتا ہے؟ اگر دینا ہے تو اس حق مہر کے حق دار کون کون ہیں؟ دُوسری بات یہ ہے کہ میرے پاس پہلی بیوی کے کچھ زیورات اور کپڑے بھی پڑے ہیں، جن کو ملا کر رقم کی کل تعداد تقریباً ۱۵ ہزار روپے بنتی ہے، ان سب کا حق دار کون ہوگا؟

ج…… آپ کی مرحومہ بیوی کا کل ترکہ (جس میں اس کا مہر اور زیورات، برتن اور کپڑے بھی شامل ہیں) کے بارہ حصے ہوں گے، ان میں سے تین حصے آپ کے (یعنی شوہر کے) ہیں، دو حصے مرحومہ کے باپ کے اور باقی سات حصے مرحومہ کے لڑکے کے ہیں۔

س…… پہلی بیوی کے مرجانے کے بعد میں نے اپنی چھوٹی سالی سے شادی کرلی، اس دُوسری بیوی کے نکاح نامہ میں، میں نے مہر کی رقم ایک لاکھ روپے لکھی، شادی کو تقریباً ایک سال ہوگیا، اب میرا سسر کہتا ہے کہ یہ حق مہر کا روپیہ بھی مجھے دے دیا جائے۔ صاحبِ قدر! اگر مجھے یہ روپیہ دینا ہو تو یہ اتنی بڑی رقم کہاں سے لاؤں؟ یہ کام میرے لئے بہت مشکل ہے۔

ج…… دُوسری بیوی کا مہر جو آپ نے ایک لاکھ رکھا ہے، وہ بیوی کا حق ہے، اس کے باپ کا نہیں، وہ آپ کے ذمہ بیوی کا قرض ہے، وہ وصول کرنا چاہے تو آپ کو ادا کرنا ہوگا، اور اگر معاف کردے، خواہ اس کا پورا یا اس کا کچھ حصہ، تو اس کو اختیار ہے۔

## مرحومہ کا جہیز ورثاء میں کیسے تقسیم ہوگا؟

س…… مسماۃ پروین کی شادی تقریباً سوا سال پیشتر ہوئی، اس دوران ان کے ایک بیٹی گل رُخ پیدا ہوئی، جس کی عمر اس وقت تقریباً ۶ ماہ ہے، مسماۃ پروین اپنے خاوند کے گھر آباد رہی، سوا ماہ پیشتر پروین قضائے الٰہی سے وفات پاگئی، مرحومہ پروین کے جہیز کا جو سامان وغیرہ ہے، شرعاً قرآن پاک اور حدیث کی رُو سے کس کی ملکیت ہے؟

ج…… مرحومہ کا کل ترکہ (جس میں شوہر کا مہر بھی شامل ہے، اگر وہ وصول نہ کرچکی ہو) ادائے قرضہ جات اور نفاذِ وصیت از تہائی مال (اگر کوئی وصیت کی ہو) کے بعد تیرہ حصوں



فہرست

میں تقسیم ہوگا، تین شوہر کے، چھ لڑکی کے، دو، دو ماں باپ کے۔ نقشہ حسبِ ذیل ہے:

| شوہر | بیٹی | ماں | باپ |
|---|---|---|---|
| ۳ | ۶ | ۲ | ۲ |

## مرحومہ کا جہیز، حق مہر وارثوں میں کیسے تقسیم ہوگا؟

س...... میری بیوی تین ماہ قبل یعنی بچی کی ولادت کے موقع پر انتقال کرگئی، لیکن بچی خدا کے فضل سے خیرت سے میرے پاس ہے، اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ:

الف:...... مرحومہ جو سامان جہیز میں اپنے میکے سے لائی تھی، اس کے انتقال کے بعد کس کا ہوگا؟

ب:...... میرے سسرال والے مرحومہ کی رقم میں مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں، حالانکہ مرحومہ نے زبانی طور پر اپنی زندگی میں بغیر کسی دباؤ کے وہ رقم مہر معاف کردی تھی۔

ج...... مرحومہ کا سامان جہیز، حق مہر اور دُوسرا سامان وغیرہ وارثوں میں مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا جائے گا۔

حق مہر معاف کرنے کے سلسلے میں اگر مرحومہ کے والدین منکر ہیں اور حق مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور شوہر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا، اس لئے حق مہر بھی ورثاء میں تقسیم ہوگا، مرحومہ کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، زیورات وحق مہر وغیرہ کو تیرہ حصوں میں تقسیم کرکے، شوہر کو تین حصے، بیٹی کو چھ حصے، والدہ کو دو حصے، اور والد کو دو حصے ملیں گے۔

## حق مہر زندگی میں ادا نہ کیا ہو تو وراثت میں تقسیم ہوگا

س...... ایک عورت وفات پاگئی، اس کا مہر شوہر نے ادا نہیں کیا، براہِ کرم اس کا حل فرمائیں اور ہماری مشکلات کو آسان فرمائیں۔

۱:...... مہر ایک ہزار ایک روپے کا ہے۔

۲:...... مرحومہ کے والدین حیات ہیں۔

۳:......مرحومہ کا شوہر زندہ ہے۔

۴:......مرحومہ کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں یعنی چھ بچے ہیں۔

ج......مرحومہ کی دُوسری چیزوں کے ساتھ اس کا مہر بھی ترکہ میں تقسیم ہوگا، مرحومہ کے ترکہ کے ۲۱۶ حصے ہوں گے، ان میں سے ۵۴ شوہر کے، ۳۶ والد کے، ۳۶ والدہ کے، بیس بیس لڑکوں کے اور دس دس لڑکیوں کے۔

## مرحومہ کا زیور بھتیجے کو ملے گا

س......میرے دادا کی بہن ہمارے پاس رہتی تھیں، اب ان کا انتقال ہو چکا ہے، اور وہ بیوہ تھیں، ان کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی، ان کا کچھ زیور جو کہ چاندی کا ہے، ہمارے پاس ہے تو آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کا کیا کیا جائے؟ کیونکہ مرحومہ نے اپنی زندگی میں اسے مسجد میں دینے سے بھی انکار کیا تھا اور کسی دُوسرے کو بھی اس کا وارث قرار نہیں دیا تھا، حالانکہ ان کی جو زمین تھی وہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بھتیجے کے نام کر دی تھی۔ اب مسئلہ زیور کا ہے، جو انہوں نے کسی کو نہیں دیا اور زندگی میں جب بھی ان سے کسی مسجد وغیرہ میں دینے کا کہا تو اس کے لئے بھی انکار کیا، اب وہ زیور ان کے مرنے کے بعد ہمارے پاس ہے۔ اب آپ بتائیں اس کا ہم کیا کریں؟

ج......اس زیور کا وارث مرحومہ کا بھتیجا ہے، اس کو دے دیا جائے۔

## ماں کے دیئے ہوئے زیور میں حقِ ملکیت

س......میری ماں نے دو شادیاں کیں، پہلے شوہر سے صرف میں، اور دُوسرے شوہر سے ان کے ایک بیٹا ہے، ہم نے اکٹھے پرورِش پائی، ان کے پاس کچھ زیور ہے جو انہوں نے دُوسرے شوہر کی کمائی سے بنوایا، آج کل وہ شدید علیل ہیں، انہوں نے اس میں سے ایک زنجیر (غالباً ایک تولے کی) اپنی خوشی سے مجھے دی ہے۔ بتایئے کہ ماں کے زیرِ استعمال چیزوں میں سے میرا حق بنتا ہے کہ نہیں؟ ب: اور اگر بنتا ہے تو کتنا؟ ج: اور کیا انہیں اور بھائی کو یہ حق دینا چاہئے؟ نیز یہ کہ وہ اب یہ چیز دے کر دوبارہ مانگ رہی ہیں، ایسی صورت


فہرست

میں کیا وہ اپنے حق سے بری الذمہ ہوگئیں اور اب ان کے اس فعل سے حق دار کا حق غصب کرنے کا عذاب کس پر ہوگا؟

ج…… یہ زیور جو آپ کی والدہ کے زیرِ استعمال ہے، سوال یہ ہے کہ اس کا مالک کون ہے؟ اس کی مالک آپ کی والدہ ہیں؟ یا آپ کے سوتیلے والد؟ اگر آپ کی والدہ اس کی مالک ہیں تو وہ آپ کو دینے کی مجاز ہیں، اور ان کو چاہئے کہ اتنا ہی زیور اپنے دُوسرے بیٹے کو بھی دیں، اور اگر یہ زیور ان کی ملکیت نہیں، بلکہ شوہر کی ملکیت ہے تو وہ کسی کو دینے کی مجاز نہیں۔

پہلی صورت میں آپ کو دینے کے بعد واپس لینے کا اس کو حق نہیں، اور دُوسری صورت میں یہ زیور آپ کو دینا صحیح نہیں تھا، اس لئے آپ اسے واپس کردیں۔

## حق مہر میں دیئے ہوئے مکان میں شوہر کا حقِ وراثت

س…… ہمارے والد صاحب نے اپنی زندگی میں ہماری والدہ کو مہر کے عوض ایک مکان دے دیا تھا، والدہ صاحبہ ۱۹۷۲ء میں انتقال کرگئیں۔ شہر کے سٹی سروے میں والد صاحب اور ہم چار بھائیوں کو وارث دِکھایا گیا، والد صاحب نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے کو اپنا حصہ دے دیا، معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا مکان میں والد صاحب کا حصہ بنتا ہے؟ جبکہ انہوں نے وہ مکان مہر میں والدہ کو دیا تھا؟

ج…… جو مکان آپ کے والد مرحوم نے آپ کی والدہ مرحومہ کو مہر میں دیا تھا، وہ مرحومہ کی ملکیت تھا، اور مرحومہ کے انتقال کے بعد آپ کے والد، مرحومہ کے چوتھائی ترکہ کے وارث تھے، اس ترکہ میں یہ مکان بھی شامل تھا۔ لہٰذا اس مکان کا چوتھائی حصہ بھی آپ کے والد مرحوم کو منتقل ہوگیا، گویا مکان کے ۱۶ حصوں میں سے چار حصوں کے وارث آپ کے والد مرحوم ہیں، اور تین، تین حصوں کے وارث چار لڑکے ہوئے، جب والد مرحوم نے اپنا حصہ بڑے بیٹے کو دے دیا تو ۷ حصے بڑے بیٹے کے ہوگئے اور باقی ۹ حصے تینوں بھائیوں کے ہوئے۔

## مرحومہ کی چوڑیوں کا کون وارث ہوگا؟

س……ایک عورت کا انتقال ہوگیا، اس کے ہاتھوں کی چوڑیاں جس پر دو حصے اس کے بیٹے کا حق ہے، اور ایک حصہ بیٹی کا ہے، لیکن بیٹی نے یہ کہہ کر کہ چوڑیاں میں نے بنوائی ہیں، اپنے


فہرست

پاس رکھ لی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کوئی بھی زیور وغیرہ مرنے کے بعد اس شخص کی ملکیت کی بنا پر تقسیم ہوتا ہے یا اگر کسی نے بنوا کر دیا ہے تو اس کو ہی واپس کردیا جاتا ہے، جیسا کہ بیٹی نے ماں کی تمام چوڑیاں اپنے پاس رکھ لی ہیں؟

ج...... اگر بیٹی نے یہ چوڑیاں ماں کو صرف پہننے کے لئے دی تھیں، ماں ان چوڑیوں کی مالک نہیں تھی اور بیٹی کے پاس اس کے گواہ موجود ہیں، تب تو یہ چوڑیاں بیٹی ہی کی ہیں، ورنہ مرحومہ کا ترکہ ہے، سب وارثوں پر تقسیم ہوگا۔

## مرحومہ کے چھوڑے ہوئے زیورات سے بچوں کی شادیاں کرنا کیسا ہے؟

س...... زید اور اس کی بیوی دونوں حیات تھے، اس وقت انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق دو لڑکیوں کی شادی، زیور، کپڑے اور سامان کے ساتھ کردی۔ زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا، اس نے اپنا زیور طلائی چھوڑا، زید نے اس کو اپنے بھائی کے پاس بازار میں امانتاً رکھ دیا اور کہا یہ یہ زیور بقایا غیر شادی شدہ اولاد کو دیا جائے گا۔ زید نے یہ وعدہ کرکے کہ اس زیور کی قیمت جو بازار میں لگی ہے، اگر ورثاء کو شرع کے موافق دینی پڑی تو میں اپنے پاس سے دُوں گا۔ زید کی زندگی میں چار اولادوں میں سے دو بچیاں شادی کے قابل ہوگئیں، تو زید نے اس زیور میں سے کپڑا، سامان وغیرہ لے کر اپنی حیثیت کے مطابق دو بچیوں کی شادی کرادی۔ اب زید کا انتقال ہوگیا، اس کے انتقال کے بعد یہ دو بچے جو غیر شادی شدہ تھے، ظاہر میں باپ نے چار بچیوں کی شادی کرادی اور دو بچے شادی سے محروم ہوگئے، اب بقایا زیورات جو کہ زید کی وصیت کے مطابق چھوٹے بھائی کے پاس رکھوائے تھے اور جو باقی ہیں، وہ ان دو بچوں کے ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں۔ باقی اس سے محروم ہیں، کیونکہ زید نے اس زیور کے بارے میں اقرار کیا تھا کہ اس کی نقد قیمت میں خود ادا کروں گا، مگر وہ ادا نہ کرسکے۔ بصورتِ دیگر اگر بقایا زیور سے یہ دو بچے جو اَبھی غیر شادی شدہ ہیں، یہ شرعاً محروم ہوجاتے ہیں، جبکہ دو بھائی جو کہ بالغ ہیں وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ زیور والد صاحب کی

وصیت کے مطابق دونوں بچوں کو دے دیا جائے جو کہ غیرشادی شدہ ہیں، اور بقایا زیور کی قیمت ہم اپنے پاس سے شرع کے موافق ورثاء پرادا کردیں گے، جبکہ تقریباً دس سال پہلے کا زیور کا وزن اور قیمت کا پرچہ موجود ہے، بقایا زیور کی قیمت اب لگوا کر ادا کی جائے یا پہلی قیمت تصوّر کی جائے گی، جو امانت رکھتے وقت اور وصیت کے وقت تھی؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج...... زید کی بیوی کے انتقال کے بعد بیوی کی جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ، زیورات وغیرہ سب ترکہ میں شامل ہیں، اس لئے ان زیورات میں سے جو کچھ بچا ہوا ہے اور جو زید نے اپنی زندگی میں لڑکی اور لڑکے کے نکاح کے موقع پر دیا ہے اس کے حق دار ورثاء ہیں، معلوم ہوا کہ زید کی بیوی کے ورثاء میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں، اور شوہر زید موجود ہے، تو بیوی کا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا:

| شوہر | لڑکا | لڑکا | لڑکی | لڑکی | لڑکی | لڑکی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸ | ۶ | ۶ | ۳ | ۳ | ۳ | ۳ |

یعنی متوفیہ کے ترکہ کے کل ۳۲ حصے بناکر، ۸ حصے زید کو اور بقیہ ۲۴ حصے اس کی اولاد کو اکہرا دُہرا کے حساب سے ملیں گے۔ اس لئے زید نے اپنی زندگی میں بیوی کے زیورات میں سے جو لڑکی اور لڑکے کی شادی پر صَرف کیا ہے اگر وہ حصہ چوتھائی سے زیادہ ہے تو وہ زید کے ذمہ پر ورثاء کا قرض ہے، اس لئے زید کے انتقال کے بعد سب سے پہلے ورثاء کا قرضہ ادا کیا جائے اس کے بعد زید کا ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔

# جائیداد کی تقسیم میں ورثاء کا تنازع

## مرحوم کے بھتیجے، بھتیجیاں اوران کی اولاد ہوتو وراثت کی تقسیم

س...... میرے دوست کے پھوپھا کا انتقال دس روز قبل ہوگیا تھا، مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے، لہٰذا جائیداد فساد کی جڑ بنی ہوئی ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں مسجد یا مدرسے میں دے دو، اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن لوگوں کا حق بنتا ہے انہیں دے دو۔ وارث اس طرح سے ہیں: مرحوم کے بڑے بھائی کے چار بیٹے تھے، بہن کوئی نہیں۔ جن میں سے تین بیٹے پہلے ہی انتقال کرچکے ہیں، اب ایک بیٹا حیات ہے۔ یاد رہے کہ تین مرحوم بیٹوں کی اولادیں زندہ ہیں، یعنی مرحوم کے وہ پوتا پوتی کہلاتے ہیں۔ دُوسرے نمبر پر مرحوم کے چھوٹے بھائی کی اولاد میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں موجود ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ جائیداد دو حصوں میں تقسیم کرلو، آدھی جائیداد بڑے بھائی کی اولاد والے رکھ لیں، اور آدھی جائیداد چھوٹے بھائی کی اولاد والے رکھ لیں، بہنوں کو کوئی حصہ نہ دیں۔ جبکہ دونوں بہنیں مرحوم کی حقیقی بھتیجی ہیں، اور جبکہ بھتیجے اور پوتے حق دار بن رہے ہیں۔ اب آپ یہ بتائیں قرآن اور حدیث سے مرحوم کی جائیداد کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ کون کون حق دار ہیں اور کس طرح سے ہیں؟ آیا کہ مرحوم کی دونوں حقیقی بھتیجیاں حق دار ہیں یا نہیں؟ اور اگر کوئی کسی کی حق تلفی کرتا ہے تو اس کی سزا اللہ کے یہاں کیا ہے؟

ج...... سوال کے مطابق مرحوم کے چار بھتیجے (ایک بڑے بھائی کا بیٹا، اور تین چھوٹے بھائی کے بیٹے) جو زندہ ہیں، وہ مرحوم کے وارث ہیں۔ اس لئے مرحوم کی جائیداد ان چار بھتیجوں کو برابر برابر تقسیم کردی جائے، جو بھتیجے مرحوم کی زندگی میں فوت ہوگئے ان کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا، اس طرح جو بھتیجیاں زندہ ہیں وہ بھی وارث نہیں، ان کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔

صرف چار بھتیجے جو زندہ ہیں ان کو یہ جائیداد ملے گی۔

## شوہر کا بیوی کے نام مکان کرنا اور سسر کا دھوکے سے اپنے نام کروانا

س…… میرے شوہر کا مکان جو کہ انہوں نے اپنے انتقال سے قبل میرے نام کردیا تھا، میرے سسر نے میرے شوہر کے انتقال کے بعد دھوکے سے اپنے نام کروالیا، جس کا پتا میرے سسر کے انتقال کے بعد چلا، جناب سے پتا کرنا ہے کہ کیا یہ شرعی طور پر دُرست ہے؟ اگر نہیں تو اس کا حل کیا ہے؟

ج……اگر شوہر نے وہ مکان آپ کے نام کردیا تھا اور قبضہ بھی آپ ہی کا تھا تو شرعاً وہ مکان آپ ہی کا ہے، خسر نے غلط کام کیا اور ان کے مرنے کے بعد جن لوگوں نے اس مکان کو اپنا تصوّر کیا وہ بھی گنہگار ہیں، ان کو چاہئے کہ وہ مکان آپ کو دے دیں۔

## مرحوم کا قرضہ اگر کسی پر ہو تو کیا کوئی ایک وارث معاف کرسکتا ہے؟

س…… میرے والدِ محترم سے ایک شخص نے کچھ رقم بطور قرض لی، اس کے عوض اپنا کچھ قیمتی سامان بطور زَرِ ضمانت رکھوادیا، مقرّرہ میعاد پوری ہونے پر جب وہ شخص نہیں آیا، والدِ محترم نے مجھ سے کہا کہ فلاں شخص ملے تو اس سے رقم کی وصولی کا تقاضا کرنا اور اس کی امانت یاد دِلانا، کئی مرتبہ وہ شخص ملا، میں نے والدِ محترم کے انتقال کا بتایا اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا، اس شخص نے کہا کہ وہ رقم نہیں دے سکتا، اسے یہ رقم معاف کردی جائے، اور اس کی امانت اس کو واپس دے دی جائے، اپنی موت اور اس کی امانت کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہ ہونے کے ڈَر سے میں نے اس کی امانت اس کے حوالے کردی۔

۱:……کیا میں نے صحیح کیا؟

۲:……کیا میں والدِ محترم کی طرف سے اس قرض دار کو رقم معاف کرسکتا ہوں؟

۳:……یا اور کوئی طریقہ ہو تو تحریر فرمادیں۔

ج……آپ کے والد کے انتقال کے بعد ان کی رقم وارثوں کے نام منتقل ہوگئی، آپ اگر اپنے والد کے تنہا وارث ہیں اور کوئی وارث نہیں، تو آپ معاف کرسکتے ہیں، اور اگر دُوسرے



فہرست

وارث بھی ہیں تو اپنے حصے کی رقم خود تو معاف کرسکتے ہیں اور دُوسرے وارثوں سے معاف کرانے کی بات کرسکتے ہیں (بشرطیکہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں)۔

## بھائیوں کا باپ کی زندگی میں جائیداد پر قبضہ

س…… ہمارے والد صاحب نے دو شادیاں کی تھیں، جس میں سے ہم تین بہن بھائی ہیں، دو بھائی اور میں، ایک بہن، میری والدہ بھی اور میرے بھائیوں کی والدہ بھی وفات پاچکی ہیں، والد صاحب ابھی زندہ ہیں، ہمارے والد صاحب کی زمین ہے جس پر میرے دو بھائی قابض ہیں اور دونوں نے الگ الگ ہوکر زمین کا بٹوارہ کرلیا ہے، مگر میں اپنا حصہ باپ کی زمین سے لینا چاہتی ہوں، شریعتِ محمدی کے مطابق مجھے میرے باپ کی زمین میں سے کتنا حصہ آتا ہے؟ کیونکہ میرے والد، بھائیوں کی طرف داری کرتے ہیں، باپ کی جائیداد میں میرا کتنا حصہ ہے؟ اور میری ماں الگ ہے اس کا کتنا حصہ ہے؟

ج…… آپ کی والدہ اور آپ کے بھائیوں کی والدہ دونوں وفات پاچکی ہیں، لہٰذا ان کا حصہ تو ختم، دو بھائی اور ایک بہن ہو تو بہن کا پانچواں حصہ بیٹھتا ہے، یعنی جائیداد کے پانچ حصے کئے جائیں تو دو دو حصے دونوں بھائیوں کے ہیں اور ایک حصہ آپ کا، آپ کے بھائیوں کا باپ کی زندگی میں جائیداد پر قابض ہوکر آپ کو محروم کردینا جائز نہیں، آپ کے بھائیوں پر شرعاً فرض ہے کہ وہ آپ کا حصہ ادا کریں۔



فہرست

## بھائی، بہنوں کے درمیان شرعی ورثہ پر تنازع

س…… کسی شخص کی وراثت کی تقسیم کا مسئلہ ہے، ثالثوں میں دو جماعتیں ہوگئی ہیں، ایک طرف وہ لوگ ہیں جو کہ دِین دار ہیں، اور دُوسری طرف وہ لوگ ہیں جو کہ دُنیادار ہیں۔ دِین دار لوگ یہ کہتے ہیں کہ جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ کا حساب لگاکر بہنوں کا حصۂ ملکیت بھائیوں کے نام منتقل کردو۔ بھائی حسبِ ضرورت بہنوں کا خرچہ اُٹھاتے رہیں اور جب اس کا دینے کا وقت آئے گا تو اس کو دے دیں، اس طرح آئندہ بہنوں کا حقِ ملکیت نہ رکھا تو مسائل نہیں پیدا ہوں گے، ورنہ جائیداد بہنوں کو دینے سے اس کے شوہروں اور بچوں کو

مسائل پیدا ہوں گے۔

دُوسری طرف جو دُنیادار لوگ ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ سے اتنی آمدنی ہے کہ وہ بہنوں کے اخراجات کے لئے کافی ہے، اور اس آمدنی کا حصہ (بہنوں) کے اخراجات کے بعد بھی بچے گا، تو یہ طریقہ پیش نہ کرو، بلکہ شرعی طریقے کے مطابق حقِ ملکیت رہنے دو، اس طرح بہنوں کو آئندہ اس جائیداد کے نفع اور آمدنی میں حصہ ملتا رہے گا، اور جس وقت ضرورت ہو اس کو بہنوں کی رضامندی سے فروخت کردو۔

اس مسئلے کو حل کردیں شرعی اور اخلاقی طور پر بھی کون سا طریقہ صحیح ہے؟

ج…… شرعی حصوں کے مطابق جائیداد تقسیم کرکے بہنوں کی جائیداد ان کے حوالہ کردی جائے، اور اگر وہ غیر شادی شدہ ہیں تو بھائی احتیاط کے ساتھ ان کا حصہ نکالیں اور ان پر خرچ کریں، جب وہ شادی شدہ ہوجائیں تو جائیداد اور اس کی آمدنی ان کے حوالے کردیں۔

## موروثی مکان پر قبضے کے لئے بھائی، بہن کا جھگڑا

س…… عرض ہے کہ ہم دو بہن، بھائی ہیں (ایک بھائی، ایک بہن)، والدین گزر گئے، ترکہ میں ایک مکان ہے، جس میں ہم رہتے ہیں، میری بہن نے ایک مکان خریدا، مجھے اس میں منتقل کردیا۔ تقریباً ساڑھے چار سال بعد میری بہن نے وہ مکان فروخت کردیا، پھر مجھے اس گھر میں (جو کہ ہمارے والدین کا تھا) نہیں آنے دیا، میں کرائے کے مکان میں رہنے لگا، تقریباً اُٹھارہ سال ہوگئے کرایہ کے مکان میں رہتے ہوئے، میں کرائے کی مد میں تقریباً: ۴۲,۲۰۰ روپے ادا کرچکا ہوں۔ میں نے برادری میں درخواست دی تو پنچوں نے میری بہن کو بلایا اور میری درخواست بتائی، جس پر میری بہن نے ساڑھے چار سال کا کرایہ ۲۰۰ روپے ماہوار کے حساب سے: ۱۰,۸۰۰ روپے ذمہ لگایا، اس کے علاوہ میری بہن نے میری طرف ۲,۰۰۰ روپے قرضہ بتایا اور کلمہ پڑھ کر کہا کہ یہ میرے ہیں، اس کے علاوہ (والدین کے مکان میں جو ترکہ میں ہے) بجلی لگوائی: ۴۰۰ روپے، پانی کا نل لگوایا: ۳۰۰ روپے، گیس لگایا: ۵۰۰ روپے، مرمت مکان: ۵,۰۰۰ روپے، اس طرح جنرل ٹوٹل: ۱۹,۰۰۰

روپے ہوئے۔ پنچوں نے پھر میرا حساب کیا کہ ترکہ کے مکان میں ۱۹۵۹ء سے رہتی ہو، اور یہ مکان میری بہن سے (جس میں، میں ساڑھے چار سال رہا) بڑا ہے، لہٰذا اس کا کرایہ کم از کم ۲۰۰ روپے ماہوار لگاؤ، تقریباً ۲۸ سال ہوئے جس کا کرایہ: ۶۷,۲۰۰ روپے ہوا، اور سولہ سو (۱,۶۰۰) روپے نقد کے ہیں، کل رقم: ۶۸,۸۰۰ روپے ہوئے۔ لہٰذا شریعت کی رُو سے بتائیں یہ رقم بہن، بھائی میں کس طرح تقسیم کی جائے؟ اور مکان کس طرح تقسیم کیا جائے؟ مہربانی فرماکر بہن کا علیحدہ اور بھائی کا علیحدہ حصہ بتایا جائے تاکہ یہ معاملہ نمٹ جائے۔

ج…… والدین نے جو مکان چھوڑا ہے، اس پر دو حصے بھائی کے ہیں، اور ایک حصہ بہن کا، لہٰذا اس کے تین حصے کرکے دو بھائی کو دِلائے جائیں اور ایک بہن کو۔

۲:…… بہن جو دو ہزار کا قرضہ بھائی کے نام بتاتی ہے، اگر اس کے گواہ موجود ہیں یا بھائی اس قرضے کا اقرار کرتا ہے تو بھائی سے وہ قرضہ دِلایا جائے، ورنہ بہن کا دعویٰ غلط ہے، خواہ وہ کتنی ہی دفعہ کلمہ پڑھ کر یقین دِلائے۔

۳:…… بہن نے اپنے بھائی کو جس مکان میں ٹھہرایا تھا، اگر اس کا کرایہ طے کرلیا تھا تو ٹھیک ہے، ورنہ وہ شرعاً کرایہ وصول کرنے کی مجاز نہیں۔

۴:…… بھائی کے مکان میں جو وہ ۲۸ سال تک رہی، چونکہ یہ قبضہ غاصبانہ تھا اس لئے اس کا کرایہ اس کے ذمہ لازم ہے۔

۵:…… بہن نے اس مکان میں جو بجلی، پانی اور گیس پر روپیہ خرچ کیا، یا مکان کی مرمت پر خرچ کیا، چونکہ اس نے بھائی کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کیا، اس لئے وہ بھائی سے وصول کرنے کی شرعاً مجاز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ بہن کے ذمہ بھائی کے: ۶۷,۲۰۰ روپے بنتے ہیں، اور شرعی مسئلے کی رُو سے بھائی کے ذمہ بہن کا ایک پیسہ بھی نہیں نکلتا۔ تاہم پنچایت والے صلح کرانے کے لئے کچھ بھائی کے ذمہ بھی ڈالنا چاہیں تو ان کی خوشی ہے۔

نوٹ:…… اگر یہ مسائل سمجھ میں نہ آئے ہوں، تو دو سمجھ دار آدمی آکر مجھ سے زبانی سمجھ لیں۔


فہرست

## بھائی، بہنوں کا حصہ غصب کرکے ایک بھائی کا مکان پر قبضہ

س:۱...... ہمارے والد صاحب کا مکان جو کہ عرصہ ۲۱ سال سے ہمارے بڑے بھائی نے قبضہ کررکھا ہے، اور اس مکان میں اپنی مرضی سے بجلی، گیس، پانی لگوایا اور مکان بھی بنوایا، مگر ہماری اجازت نہیں تھی۔ والد صاحب زندہ تھے مگر ان سے بھی اجازت نہیں لی، بلکہ والد صاحب کو گھر سے نکال دیا اور والد صاحب کی ایک کھڈی تھی وہ بھی اُکھاڑ کر پھینک دی۔ والد صاحب کو انتقال ہوئے ۱۰ سال ہوگئے ہیں، ہم کل ۳ بھائی ۴ بہنیں، ایک والدہ۔ اس وقت مکان کی قیمت تقریباً ایک لاکھ ۷۵ ہزار روپے ہے، اس کا حساب بتادیجئے کہ بھائی اور بہن اور والدہ کا حصہ کتنا ہوگا؟

س:۲...... دُوسرے یہ کہ بھائی نے جو رقم مکان بنوانے میں اور بجلی، گیس، پانی لگوانے میں صَرف کی، اسی میں سے کٹے گی یا ۲۱ سال سے مکان پر قابض ہونے کی وجہ سے کرایہ کی صورت میں برابر ہوگی؟

ج۱:...... آپ کے والد مرحوم کا مکان ۸۰ حصوں پر تقسیم ہوگا، دس حصے تمہاری والدہ کے، چودہ چودہ حصے تینوں بھائیوں کے، اور سات سات حصے چاروں بہنوں کے، ایک لاکھ ۷۵ ہزار کی رقم میں درج ذیل حصے بنتے ہیں:

| | |
|---|---|
| والدہ کا حصہ: | ۲۱,۸۷۵ |
| ہر بھائی کا حصہ: | ۳۰,۶۲۵ |
| ہر بہن کا حصہ: | ۱۵,۳۱۲/۵۰ |

ج:۲...... بڑے بھائی نے مکان پر جو خرچ کیا ہے وہ چونکہ دُوسرے حصہ داروں کی اجازت کے بغیر خرچ کیا ہے، اس لئے اَزرُوئے قانون تو اس کا معاوضہ لینے کا حق دار نہیں، مگر اس کی رعایت کرتے ہوئے یہ کیا جائے کہ اکیس سال سے کرائے کی مد میں اس کے ذمہ جو رقم بنتی ہے اس کو منہا کرکے باقی رقم اس کو دے دی جائے۔

## والدین کی جائیداد سے بہنوں کو کم حصہ دینا

س...... ہم الحمدللہ چار بہنیں اور دو بھائی ہیں، محترم والد مرحوم کے انتقال کے وقت ہمارے


فہرست

چچا صاحب نے ترکہ کا بڑا حصہ کاروبار، جائیداد وغیرہ بھائیوں کے نام منتقل کردیا تھا، اور بہنوں کو اشک شوئی کے لئے تھوڑا بہت دے دیا تھا، جب ان سے ترکہ کی تقسیم کی بنیاد دریافت کرنے کی جسارت کی تو انہوں نے فرمایا کہ باپ کا نام جاری رکھنے کے لئے مصلحت کا یہی تقاضا ہے۔ محترمہ والدہ صاحب الحمدللہ حیات ہیں اور بہت ضعیف ہیں، ان کے نام لاکھوں روپے کی جائیداد ہے، انہی چچا صاحب نے والدہ صاحبہ کی جائیداد فروخت کراکر لاکھوں روپے دونوں بھائیوں کو تقسیم کرادیئے اور بہنوں کو صرف چند ہزار روپے والدہ صاحب نے دے دیئے۔ الحمدللہ دونوں بھائی پہلے ہی سے کروڑ پتی ہیں اور محترم چچا صاحب ان کو بہت چاہتے ہیں، برائے مہربانی اَزرُوئے شریعت فرمائیں کہ روپیہ کی، اولاد میں اس طرح کی تقسیم جائز ہے؟ اور چچا صاحب کا رول شریعت کے مطابق صحیح ہے؟

ج…… آپ کے والد مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض ونفاذِ وصیت کے بعد، اگر کوئی وصیت کی ہو) ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا، آٹھ حصے آپ کی والدہ کے، ۱۴، ۱۴ دونوں بھائیوں کے، اور ۷، ۷ حصے چاروں بہنوں کے۔ اللہ تعالیٰ- جس نے یہ حصے مقرّر فرمائے ہیں- آپ کے چچا سے زیادہ اپنے بندوں کی مصلحت کو جانتا ہے، اس لئے آپ کے چچا کا حکمِ الٰہی سے انحراف کرنا گناہ ہے، جس سے آپ کے چچا کو توبہ کرنی چاہئے اور دُوسروں کی دُنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد نہیں کرنی چاہئے۔ بہنوں کا جو حصہ بھائیوں نے لے لیا ہے وہ ان کے لئے حلال نہیں، ان کو لازم ہے کہ بہنوں کو واپس کردیں، ورنہ ساری عمر حرام کھانے کا وبال ان پر رہے گا اور قیامت کے دن ان کو بھرنا ہوگا، واللہ اعلم!

## جائیداد میں بیٹیوں اور بہن کا حصہ

س…… مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے والدین کی طلاق ہمارے بچپن میں ہوگئی تھی، ہم تین لڑکیاں ہیں اور ہماری عمریں اُس وقت ایک، دو اور چار سال کی تھیں، ہمارے والد نے ہمیں کبھی بھی خرچہ نہیں دیا۔ مولانا صاحب! ہماری ملاقات اپنے والد سے ۲۴ سال کے بعد ہوئی، اس وقت تک دو بہنوں کی شادی ہوچکی تھی۔ ایک مہینے پہلے ہمارے والد کا انتقال ہوگیا ہے،


فہرست

والد صاحب ایک مکان، ایک دُکان چھوڑ گئے ہیں، جو انہوں نے ہماری پھوپھی کے نام چھوڑا ہے، جس میں پچاس تولے سونا اور نقدی بھی شامل ہے۔ مولانا صاحب! اب ہماری پھوپھی کہتی ہیں کہ تم بہنوں کا اس پورے اثاثے میں کوئی حق نہیں۔ انہوں نے ہمارے باپ کی جائیداد میں سے ایک پائی بھی نہیں دی۔ ہماری پھوپھی ''شارجہ'' میں مقیم ہیں، اور اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ خوش حال زندگی گزار رہی ہیں۔ مولانا صاحب! میں بہت پریشان ہوں، ساری زندگی ہمارے باپ نے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا۔ ہماری پھوپھی کا کہنا ہے کہ ساری جائیداد ان کے نام ہے، اور اس میں سے وہ ہم بہنوں کو کوئی حصہ نہیں دیں گی۔ مولانا صاحب! آپ مجھے بتایئے کہ قیامت کے دن ایسے باپ کے لئے کیا حکم ہے کہ جو دُنیا میں اپنی اولادوں کو دربدر کردیتا ہے اور مرنے سے پہلے ان کو ان کا حق نہیں دیتا، ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے جو سب کچھ جان بوجھ کر دُوسروں کے حق پر قبضہ جماتے ہیں؟

ج...... آپ کے والد کے ترکہ میں دو تہائی آپ تینوں بہنوں کا حق ہے، اور ایک تہائی آپ کی پھوپھی کا حصہ ہے۔ آپ کی پھوپھی کا فرض ہے کہ اس پوری جائیداد میں دو تہائی بیٹیوں کو دے دے، اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو اس کی دُنیا و آخرت دونوں برباد ہوجائیں گی، اور اللہ تعالیٰ کی ایسی مار پڑے گی کہ دیکھنے والوں کو اس پر رحم آئے گا...!

## بارہ سال پہلے بہنوں کے قبضہ شدہ حصے کی قیمت کس طرح لگائی جائے؟

س...... بھائیوں نے باپ کے انتقال کے بعد بہنوں کی بلا اجازت و مرضی کے تمام منقولہ و غیرمنقولہ جائیداد اپنے نام منتقل کرلی اور بہنوں کے حصے کاغذی کتاب میں درج کرلئے، کاغذی قیمت کی صورت میں۔ اس طرح بہنوں کو نہ صرف اس جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ سے ہونے والی آمدنی و منافع سے محروم کیا، جو اس سے حاصل ہوتی تھی، بلکہ اس اضافے سے بھی محروم کیا جو کہ مارکیٹ میں اس کی قیمت سے ہوا، جبکہ ان جائیدادوں سے ہونے والی آمدنی کا حصہ بہنوں کا اتنا تھا کہ ان کے خرچے کا بار بھائیوں پر نہیں تھا، اگر قیمت لگا بھی لی

تھی تو اس کو صرف کاغذی حد تک رکھا اور اس پیسے کو کسی بھی سرمایہ کاری میں نہیں لگایا، اس طرح زَر کی قدر میں کمی کا موجب بنے۔ چنانچہ بہنیں بارہ سال پہلے کے ایک روپے جس کی آج ویلیو ۲۰ پیسے ہے، قبول نہیں کرتیں، بلکہ بھائیوں سے کہتی ہیں کہ وہ جائیداد ہمیں دے دیں اور کل روپیہ جو ہمیں دے رہے ہیں وہ خود لے لیں۔ دُوسری بات یہ کہ ماضی میں جب بھی بہنوں نے تقاضا کیا تو خالی جیب دِکھادی اور بھائی اپنی جائیدادیں مزید خریدتے رہے۔

ج…… بہنوں کا یہ مطالبہ حق بجانب ہے کہ ان کو قیمت نہیں بلکہ جائیداد کا حصہ دیا جائے، البتہ اگر بہنوں نے اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنا حصہ بھائیوں کے ہاتھ فروخت کردیا تھا تو وہ قیمت وصول کرسکتی ہیں، مگر دس برس تک قیمت بھی ادا نہ کرنا صریح ظلم ہے۔

## جائیداد سے عاق کردہ بیٹے سے باپ کا قرضہ ادا کروانا

س…… باپ نے اپنے بیٹے کو ملکیتِ جائیداد سے محروم کردیا ہے، اور اس کو گھر سے نکال دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ باپ کا کہنا ہے بیٹے کو کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دو۔ جبکہ بیوی بیٹے کے ساتھ صحیح ہے، اس میں کوئی عیب وغیرہ نظر نہیں آتا۔ اب باپ یہ کہتا ہے کہ کچھ قرضہ ملکیت کے اُوپر ہے وہ تم اُتاردو، بیٹا ہر چیز سے محروم ہے تو کیا یہ قرضہ بیٹے کے اُوپر لگ سکتا ہے؟

ج……اگر بیوی کا قصور نہ ہو تو والدین کا یہ مطالبہ کہ لڑکا اس کو طلاق دے، ناجائز ہے۔۲: اولاد کو وراثت سے محروم کرنا حرام ہے، اور محروم کرنے پر بھی وہ وراثت سے محروم نہیں ہوگا، بلکہ دُوسرے وارثوں کی طرح ''عاق شدہ'' کو بھی وراثت ملے گی۔۳: باپ کے ذمہ جو قرضہ ہو، اگر باپ نادار ہو اور اولاد کے پاس گنجائش ہو تو باپ کا قرضہ ضرور ادا کرنا چاہئے، لیکن اگر باپ مال دار ہے، قرضہ ادا کرسکتا ہے، یا اولاد کے پاس گنجائش نہیں تو قرضہ باپ کو ادا کرنا چاہئے، لیکن اگر باپ نے ادا نہ کیا تو اس کی موت کے بعد جائیداد میں سے پہلے قرضہ ادا کیا جائے گا، بعد میں جائیداد تقسیم ہوگی۔

## والد صاحب کی جائیداد پر ایک بیٹے کا قابض ہوجانا

س…… زید بڑا بھائی ہے، نوکری کرکے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے، خالد کے انتقال کے


فہرست

بعد دُوسرے بھائی نے دُکان کھولی، زید اس کو کہتا ہے اس میں میرا حق ہے، مگر دُوسرا بھائی کہتا ہے کہ یہ میری ذاتی ہے۔ ایسے ہی والد صاحب کی ملکیت سے جو غلہ نکلتا ہے اس میں بھی زید کو حصہ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں سب کو خرچہ دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ زید کے دو بھائی شادی شدہ ہیں، تیسرا بھائی بھی اس کے ساتھ رہتا ہے، سب ایک گھر میں رہتے ہیں، حکمِ شرعی صادر فرماویں۔

ج…… والد کا ترکہ تو تمام شرعی وارثوں میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہونا چاہئے، اس پر کسی ایک بھائی کا قابض ہوجانا غصب اور ظلم ہے۔ باقی جتنے بھائی کمانیوالے ہیں ان کے ذمہ والدہ اور چھوٹے بھائیوں کا خرچہ بقدرِ حصہ ہے۔ دُکان میں اگر بھائی نے اپنا سرمایہ ڈالا ہے تو دُکان اس کی ہے، اور اگر والد کی جائیداد ہے تو وہ بھی تقسیم ہوگی۔

## والدین کی وراثت سے ایک بھائی کو محروم رکھنے والے بھائیوں کی شرعی سزا

س…… میرا مسئلہ یہ ہے کہ جو سامان وغیرہ وراثت کا ہو، یعنی ماں باپ کا گھریلو سامان جو کافی مقدار میں ہو اور دُشمنی اور مخالفت کی بنا پر دو بھائی آپس میں تقسیم کرلیں اور تیسرے بھائی کو علم تک نہ ہو کہ وراثت کا مال تقسیم ہوچکا ہے، محض دُشمنی اور مخالفت کی بنا پر تیسرے بھائی کو بالکل بے دخل کردیں، حالانکہ تینوں بھائی سگے ہوں اور ایک بھائی کا حق ماریں۔ تو بزرگوار! ایسے بھائیوں اور ایسے وراثت کی تقسیم کا خداتعالیٰ کے نزدیک اور حدیثِ نبوی میں کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح انسان گنہگار نہیں ہوتا؟ اور آخرت میں کیا انجام ہوگا؟

ج…… والدین کی وراثت میں تمام اولاد اپنے اپنے حصے کے مطابق برابر کی شریک ہے، پس دو بھائیوں کو وراثت تقسیم کرلینا اور تیسرے بھائی کو محروم کردینا نہایت سنگین گناہ ہے، آخرت میں ان کا انجام یہ ہوگا کہ ان کو اس سامان کے بدلے میں اپنی نیکیاں دینی ہوں گی، اس لئے ہر مسلمان کو ایسے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے اور ایسے غاصبانہ وظالمانہ برتاؤ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

## حصہ داروں کو حصہ دے کر مکان سے بے دخل کرنا

س…… میرا مکان جس میں، میں اپنے آٹھ بچوں کے ساتھ (جن میں ایک لڑکا شادی شدہ ہے) رہتا ہوں، مکان میری مرحومہ بیوی کے نام ہے، حکومت کے کاغذات میں بیوی کے ساتھ میرا نام درج ہے، یہ مکان بیوی مرحومہ کے والد نے عنایت فرمایا تھا۔ قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں کہ اس مکان پر میرا حق ہے یا نہیں؟ اور کیا میں اس بات کا حق رکھتا ہوں کہ اگر کوئی بیٹا یا بیٹے کی بیوی وجہ فساد ہے تو ان کو مکان سے بے دخل کردُوں؟

ج…… مکان آپ کی مرحومہ بیوی کا تھا، اس کے انتقال پر چوتھائی حصہ آپ کا اور باقی تین حصے مرحومہ کی اولاد کے ہیں، لڑکوں کا حصہ لڑکیوں سے دُگنا۔ آپ حصہ داروں کو حصے سے محروم نہیں کرسکتے، ان کا حصہ ادا کرکے ان کو بے دخل کرسکتے ہیں۔

## مرحوم کے مکان پر دعویٰ کی حقیقت

س…… ایک مکان رہائشی مرحوم شخص ''الف'' کا ہے، اور تا حال تمام سرکاری دفاتر میں اسی کے نام پر ہے۔ مرحوم کی ایک بیٹی مسماۃ ''ز'' تمام سرکاری واجبات ادا کرتی چلی آرہی ہے، اس نے ایک شخص ''م'' کو یہ مکان دسمبر ۱۹۷۵ء میں کرایہ پر دیا تھا (صرف ۶ ماہ کے لئے) یہ معاملہ زبانی ہوا تھا، کیونکہ کرایہ دار کا اپنا مکان زیرِ تعمیر تھا، چند ماہ بعد کرایہ دار ''م'' نے مرحوم ''الف'' کے ایک وارث ''خ'' سے مئی ۱۹۷۶ء میں اس مکان کا سودا خرید وفروخت بالا بالا ہی کرلیا، اور بقول کرایہ دار اس نے اس سلسلے میں ۱۵ہزار روپیہ پیشگی ادا کیا تھا، اس معاملے کا کوئی غیر جانبدار گواہ بھی نہیں۔ بدقسمتی سے جس وارث یعنی ''خ'' نے یہ سودا کیا تھا وہ بھی فروری ۱۹۸۸ء میں انتقال کرچکا ہے، واضح رہے کہ اس سودے میں مرحوم ''الف'' کے دیگر وارثان کا کوئی دخل و واسطہ نہ تھا، نہ ہی اس سودے کی بذریعہ اخبار تشہیر کی گئی، اور نہ ہی کسی سرکاری ادارے میں اس کی رجسٹریشن ہوئی۔ بعدہٗ مئی ۱۹۷۶ء سے لے کر تا حال کرایہ دار نے کوئی کرایہ بھی ادا نہیں کیا، اس کی مسلسل خاموشی نے بھی معاہدے کو مشکوک کردیا ہے۔ جبکہ مرحوم کی بیٹی مسماۃ ''ز'' کے حق میں دیگر وارثان بشمول مرحوم وارث ''خ'' بھی ۱۹۷۶ء



فہرست

میں دستبردار ہوچکے ہیں (جس کی بذریعہ اخبار تشہیر کی جاچکی ہے)۔ اب کرایہ دار اس بات پر مصر ہے کہ مرحوم وارث ''خ'' سے کئے ہوئے مبینہ معاہدۂ خرید و فروخت پر عمل درآمد کیا جائے اور اسے حقِ ملکیت تفویض کیا جائے، جبکہ مرحوم ''الف'' کے بقیدِ حیات وارثان یہ کہتے ہیں کہ: نہ ہم نے کرایہ دار ''م'' سے کوئی معاہدہ کیا ہے، اور نہ ہی ہم نے کوئی رقم پیشگی وصول پائی ہے، یا لی ہے، اور سوال یہ ہے کہ جب مرحوم ''الف'' کی جائیداد متروکہ وارثان کے نام ہی منتقل نہیں ہوئی تو کسی اور کے نام کیسے منتقل کردی جائے؟

الف:...... آیا مرحوم ''الف'' کے بقیدِ حیات وارثان، مرحوم ''الف'' کے ایک وارث ''خ'' جو اَب خود بھی مرحوم ہوچکے ہیں، سے کئے ہوئے مبینہ مشکوک معاہدے کے پابند ہیں یا نہیں؟

ب:...... مرحوم ''الف'' کی بیٹی مسماۃ ''ر'' اب بیوہ ہوچکی ہے، اور اس کی دو یتیم بچیاں ہیں، جو بسبب اَمرِ مجبوری رشتہ داروں میں مقیم ہیں، اور کرایہ دار صاحب ان کو کرایہ بھی ادا نہیں کر رہے ہیں، حالانکہ وہ بیوہ ہونے کے باوجود سرکاری واجبات ادا کر رہی ہیں۔

ج:...... اب چونکہ کرایہ دار، کرایہ ادا نہیں کر رہا، لہٰذا وہ ناجائز قابض یا غاصب ہے یا نہیں؟ نیز غاصب کے لئے شرعی سزا کیا ہے؟

د:...... سرکاری عمال غاصب سے حقِ پدری نہ دِلوانے پر کسی شرعی سزا کے مستوجب ہیں یا نہیں؟

ہ:...... وہ رقم (جو ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۸ء تک) کرایہ کی مد میں جمع ہے، اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہے یا نہیں؟

ج...... الف مرحوم کے فوت ہوجانے کے بعد یہ مکان اس کے وارثوں کا ہے، اور ان کی مشترک ملکیت ہے، جس چیز میں کئی شخص شریک ہوں اس کو کوئی ایک شخص دُوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر فروخت نہیں کرسکتا، لہٰذا کرایہ دار کے بقول ''خ'' نے اس کے ہاتھ جو مکان فروخت کیا ہے، یہ سودا کالعدم ہے، اور اس کی بنیاد پر اس شخص کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں نے یہ مکان خرید لیا ہے، غلط ہے، اور اس کے لئے قبضہ رکھنا حرام ہے، چونکہ تمام وارثان


فہرست

''الف'' مرحوم کی بیٹی کے حق میں اپنے حصے سے دستبردار ہوچکے ہیں، اس لئے اس مکان کی تنہا مالک اب مرحوم کی بیٹی ہے۔ ایک بیوہ کے مکان پر ناجائز قبضہ کرنا اور اس کا کرایہ بھی نہ دینا، بدترین غصب اور ظلم ہے، جو اس غاصب اور ظالم کی دُنیا و آخرت کو برباد کردے گا۔ سرکاری حکام، بلکہ ہر بیٹ ن کا فرض ہے کہ بیوہ کی اور اس کے یتیم بچوں کی مدد کریں اور اس غاصب کے ظالمانہ چنگل سے نجات دِلائیں، جو لوگ باوجود قدرت کے ایسا نہیں کریں گے وہ بھی اس وبال میں شریک ہوں گے۔ کرائے کی رقم جب تک وصول نہ ہوجائے اس پر زکوٰۃ نہیں۔

## اس پلاٹ کا مالک کون ہے؟

س…… میں (غلام محمد ولد غلام نبی) نے اپنے بھائی غلام صابر ولد غلام نبی کو گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کا پلاٹ حاصل کرنے کے لئے اپنے خرچ سے ممبر بنایا، میرا بھائی گورنمنٹ میں ملازم تھا، اس واسطے وہی ممبر بن سکتا تھا، سوسائٹی نے ممبرشپ کی رسید مجھے دے دی، جبکہ میرے بھائی غلام صابر نے مجھے اس کا وارث مقرّر کیا، اور سوسائٹی آفس کو خط لکھ دیا گیا۔ ۱۹۶۱ء میں سوسائٹی آفس نے میرے بھائی غلام صابر کو خط لکھا کہ بذریعہ قرعہ اندازی زمین کی الاٹمنٹ کا بندوبست کیا ہے۔ میرے بھائی صاحب نے مجھے خط لکھا کہ مجھے جتنی زمین درکار ہو اس کے مطابق سوسائٹی آفس میں روپیہ بھردیں، میں نے ۳۰۰ گز کے پلاٹ کے لئے سوسائٹی آفس میں بذریعہ بینک ڈرافٹ روپے بھردیئے۔ مگر ایک سال بعد سوسائٹی آفس نے میرے نام بینک ڈرافٹ واپس بھیج دیا اور لکھ دیا کہ آئندہ جب الاٹمنٹ ہوگی آپ کو مطلع کردیں گے۔ کئی سال بعد میرے کراچی کے پتے پر میرے بھائی غلام صابر کے نام سوسائٹی آفس نے لکھا کہ پلاٹ تمہارے نام الاٹ کردیا گیا ہے، میں نے فوراً اس پلاٹ کی قیمت ادا کردی، اور اسی پلاٹ کی جنرل پاور آف اٹارنی اپنے بھائی صاحب غلام صابر سے راولپنڈی جاکر لے لی۔ اس کے بعد بھائی صاحب کی وفات ہوگئی، تمام تر اخراجات میں نے اپنے پاس سے کئے ہیں، تمام کارروائی پوری کرنے کے بعد جب


فہرست

پلاٹ پر قبضہ لینے کا وقت آیا تو سوسائٹی آفس نے کہا کہ تمہارا بھائی وفات پاچکا ہے، اس واسطے جنرل پاور آف اٹارنی اور وراثت سب ختم ہوگئی، اب وارث صرف اس کے بیوی بچے ہیں۔ میں نے تمام حالات آپ کی خدمت میں پیش کردیئے ہیں، آپ مہربانی فرماکر قرآن پاک اور حدیث کی روشنی میں مجھے بتائیں کہ اس پلاٹ کی ملکیت میری ہے کہ نہیں؟ میں نے جو حالات لکھے ہیں ان سب کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔

ج...... آپ نے حالات کی جو تفصیل دستاویزی حوالوں کے ساتھ لکھی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو پلاٹ آپ کے مرحوم بھائی جناب غلام صابر صاحب کے نام پر لیا گیا وہ درحقیقت آپ کی ملکیت ہے، مرحوم بھائی کا صرف نام استعمال ہوا، ورنہ یہ ان کی ملکیت نہیں تھی، بلکہ اس کی ملکیت آپ کی تھی، اس لئے مرحوم کی وفات کے بعد بھی شرعاً آپ ہی اس پلاٹ کے مالک ہیں۔ علاوہ ازیں چونکہ مرحوم نے آپ کو مختارنامے میں وارث قرار دیا تھا اور متعلقہ ادارے کو قانونی طور پر اس سے مطلع بھی کردیا تھا، اس لئے اگر بالفرض یہ پلاٹ مرحوم کی ملکیت ہوتا تب بھی چونکہ مرحوم کی وصیت آپ کے حق میں تھی، لہٰذا وصیت کے تحت یہ پلاٹ آپ ہی کو ملتا ہے۔ بہرحال شرعاً آپ اس پلاٹ کے مالک ہیں اور اس کو اپنے نام منتقل کراسکتے ہیں، واللہ اعلم!

## مرحوم کا اپنی زندگی میں بہن کو دیئے ہوئے مکان پر بیوہ کا دعویٰ

س...... ایک شخص کا ۱۹۷۰ء میں انتقال ہوا، جس نے جائیداد لاہور اور حیدرآباد سندھ میں کافی چھوڑی تھی۔ مرحوم نے سگی بہن کو ہندوستان سے ۱۹۴۸ء میں بلایا، جس کو رہنے کے لئے مکان حیدرآباد سندھ میں دیا، جس میں وہ رہتی رہی۔ مرحوم خود لاہور میں اپنی دو بیویوں اور بچیوں کے ساتھ رہتے تھے۔ انتقال کے بعد دُوسری سب جائیداد بیواؤں نے فروخت کردی، اس میں سے ایک بیوہ، مرحوم کے چند سال کے بعد مرگئی، مرنے والی بیوہ کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ بیوہ کے مرنے کے بعد دُوسری بیوہ اپنی دو لڑکیوں کے ساتھ آکر حیدرآباد سندھ کے اس مکان میں آباد ہوگئی، وہ مکان جو کہ مرحوم نے اپنی زندگی میں بہن کو لے کر دیا تھا، اب اس

وقت حیدرآباد سندھ کی جائیداد میں مرحوم کی بہن، مرحوم کی بیوہ اور دو لڑکیاں رہتی ہیں، اب بیوہ اس مکان کو بھی فروخت کرنا چاہتی ہے، جس مکان کو مرحوم اپنی بہن کو دے کر گیا تھا، جبکہ مرحوم کی بہن ۱۹۴۸ء سے حیدرآباد سندھ کے مکان میں آباد ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بہن کا بھائی کی جائیداد میں کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو پوری جائیداد میں ہے یا صرف اس مکان میں جس میں وہ رہتی ہے؟ اور حق ہے تو کتنا کتنا؟ کس کس کا حق وحصہ ہے؟

ج...... اگر مرحوم کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی تو مرحوم کی کل جائیداد (تجہیز و تکفین، ادائے قرضہ جات اور تہائی مال میں نفاذِ وصیت کے بعد) اڑتالیس حصوں میں تقسیم ہوگی، تین تین حصے بیواؤں کے، سولہ، سولہ حصے دونوں لڑکیوں کے، اور باقی ماندہ دس حصے اس کی بہن کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہن، مرحوم کی پوری جائیداد کے اڑتالیس حصوں میں سے دس حصوں کی مالک ہے۔

## کسی کی جگہ پر تعمیر کردہ مکان کے جھگڑے کا فیصلہ کس طرح ہوگا؟

س...... میری ایک غیرشادی شدہ لڑکی بعمر ساڑھے ۴۳ سال ہے، میرا ایک پلاٹ ناظم آباد نمبر۳ میں ۳۷۴ گز کا تھا، اور اب بھی ہے، اس پر مفلسی کی وجہ سے صرف دو کمرے تعمیر تھے، میری یہ لڑکی برطانیہ سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل شدہ ہے اور سعودی عرب مدینہ منوّرہ میں ملازم ہے، میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا مکان بنے، لیکن اس نے اور کچھ بھائیوں نے زور دیا کہ "بنے"، میں مان گیا، میری دیکھ بھال میں وہ پیسہ بھیجتی گئی اور مکان بنتا گیا، کچھ دن حساب رکھا، بعد میں یہ سوچ کر کہ اگر کچھ پیسہ میرے تصرف میں آہی گیا تو اولاد کا پیسہ والد کے لئے جائز ہے، تو حساب چھوڑ دیا۔ اور مکان ۱۹۷۸ء میں پورا ہوگیا، اور دُکانیں اور پہلی منزل کرایہ پر دی ہوئی ہیں، اور اُوپر والی منزل پر میں مع بیوی بچوں کے رہائش پذیر ہوں۔ اب وہ لڑکی کہتی ہے کہ پیسے مکان پر بہت کم لگائے، غبن کرگئے اور کھاگئے، اور میرا کرایہ سب کھاگئے، حساب نہیں رکھا، اور حساب نہ رکھنے کا بنیادی الزام بددیانتی اور غبن ہے، اور ناگفتنی گالی اور گندے گندے خط مجھے لکھے، اور مجھے بدنام کرنے کی کوشش کررہی ہے،


فہرست

مکان میرے نام ہے، کہتی ہیں کہ نکلو میرے مکان سے اور سارا مکان میرے نام کردو۔ میرا کہنا ہے کہ نیچے والی منزل اور دُکانیں تم لے لو اور اُوپر والی منزل ہماری رہائش کے لئے چھوڑ دو، مگر وہ راضی نہیں۔ میں کہتا ہوں: تمہارا پیسہ ضرور لگا ہے، جتنا لگا ہے اس سے زائد مالیت کا حصہ وصول کرلو، مگر وہ مکان کو شراکت میں نہیں رکھنا چاہتی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو رقم اس کی میرے تصرف میں آگئی کیا وہ حقوق العباد ہے؟ اور عنداللہ میں دَین دار ہوں؟ جبکہ میں نے بنوانے اور دوڑ دُھوپ کا کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ یہ پڑھے لکھے گھرانے کا حال ہے، مجھے ایسے خطوط لکھتی ہے جو ارذل سے ارذل انسان بھی اپنے باپ کو نہیں لکھتا۔ کہتی ہیں کہ مکان سے نکل جاؤ، جہاں چاہے رہو، سڑک پر رہو، اور تین سال کا پچھلا دو ہزار روپے کے حساب سے کرایہ دو۔ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں؟ براہِ کرم شرعی لحاظ سے کوئی فیصلہ صادر فرمادیں۔

ج…… صاحبزادی کا پیسہ آتا تھا، آپ نے اپنا (یعنی اپنی اولاد کا) سمجھ کر خرچ کیا ہے، آپ پر اس کا کوئی معاوضہ نہیں۔ مکان کی عمارت آپ کی صاحبزادی کی ہے، اور زمین آپ کی، اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر مصالحت کے ذریعے کوئی بات طے ہوجائے تو اس کے مطابق عمل کیا جائے، ورنہ آپ اس کو کہہ سکتے ہیں کہ اپنا مکان اُٹھائے اور آپ کی جگہ خالی کردے، اور شرعاً اس کو آپ کی جگہ خالی کرنی لازمی ہے۔

آپ نے جو پڑھے لکھے گھرانے کی شکایت ہے، وہ فضول ہے، یہ تعلیمِ جدید کا اثر ہے، ببول بوکر جو شخص آموں کی توقع رکھتا ہے، وہ احمق ہے…!

## مرحومہ کا ترکہ خاوند، ماں باپ اور بیٹے میں کیسے تقسیم ہو؟

س…… عرض یہ ہے کہ میری شادی مؤرخہ ۲۶ رجون ۱۹۹۲ء کو ہوئی، شادی کے گیارہ ماہ بعد مؤرخہ ۱۸-۱۹ رمئی کی درمیانی رات کو تقریباً تین بجے میری بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، زچگی کے تقریباً ساڑھے چھ گھنٹے بعد ۱۹ رمئی ۱۹۹۳ء کو صبح تقریباً ساڑھے نو بجے میری بیوی اپنے خالقِ حقیقی سے جاملی، بچہ حیات ہے، میری بیوی کے انتقال کے پونے تین ماہ بعد میری بیوی

کے والد اور اس کے بھائیوں نے میرے گھر آکر جہیز واپس کرنے کا مطالبہ کیا، مجھے جہیز واپس کرنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ میرا بچہ اور میرے والدین حیات ہیں، میری بیوی کے والدین بھی حیات ہیں۔ مندرجہ بالا صورتِ حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب سے مستفید فرمائیں۔

ج…… مرحومہ کا جہیز اور اس کا تمام ترکہ ۱۲ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے ۳ حصے شوہر کے، دو دو حصے ماں باپ کے، اور باقی ۵ حصے بچے کے ہیں۔

مرحومہ کے والدین کا جہیز واپس کرنے کا مطالبہ غلط ہے، ماں باپ دونوں کا ایک تہائی حصہ ہے، اگر وہ چاہیں تو لے لیں، چاہیں تو بچے کے لئے چھوڑ دیں۔

## دادا کی جائیداد میں پھوپھی کا حصہ

س…… ایک میری سگی پھوپھی ہیں، وہ چاہتی ہیں کہ آدھی زمین حصے میں لیں گی جبکہ پہلے عدالت و پٹواری کے کاغذات میں اپنا نام درج نہیں کرایا تھا، اب پھوپھی مجھ سے زمین کا حصہ لینا چاہتی ہیں۔ مفتی صاحب! شریعت میں کتنا حصہ پھوپھی کو آتا ہے؟

ج…… آپ کے دادا کی جائیداد میں آپ کی پھوپھی کا حق آپ کے والد مرحوم سے نصف ہے، یعنی دادا کی جائیداد کے تین حصے ہوں گے، دو حصے آپ کے تھے، اور ایک حصہ آپ کی پھوپھی کا، دادا کی جائیداد کا ایک تہائی حصہ اپنی پھوپھی کو دے دیجئے۔



فہرست

## دادا کے ترکہ میں دادی کے چچازاد بھائی کا حصہ

س…… آزاد کشمیر میں میرے دادا کی زمین ہے گاؤں میں جو کہ ۶۰ کنال تھی، کچھ تو میں نے ۱۰ سال پہلے فروخت کردی تھی اور کچھ باقی ہے، آج سے تقریباً ۴۰، ۴۵ سال پہلے کی بات ہے، میری سگی دادی کا انتقال ہوگیا، تو میرے دادا نے دُوسری شادی کرلی اور پھر کچھ سال بعد میرے دادا کا بھی انتقال ہوگیا، اور پھر کچھ ہی سال بعد میرے والد کا بھی انتقال ہوگیا، اور میری سوتیلی دادی جو کہ بیوہ ہوگئی تھی بعد میں میری موجودگی میں ۲۵ سال پہلے فوت ہوئی۔ میرے دادا اور سوتیلی دادی کی کوئی بھی اولاد نہیں ہوئی، اور سوتیلی دادی کا ایک سگا

بھائی تھا جو کہ ۵ سال پہلے فوت ہوگیا، اور اس کے بیٹے بھی ہیں، اور آج تک انہوں نے میرے سے سوتیلی دادی کے حصے کی بات نہیں کی، لیکن سوتیلی دادی کا ایک چچازاد بھائی ہے، اس نے عدالت و پٹواری کے کاغذات میں میری سوتیلی دادی کا نصف حصہ یعنی آدھی زمین اپنے نام پر کی ہوئی ہے، اور اب اتنے سال کے بعد وہ میرے سے وصول کرنا چاہتا ہے، اور میری والدہ بھی ہیں جو کہ اب تیسرے نکاح میں ہے، اور میرے بھی بچے بیوی ہیں۔ مولانا صاحب! شریعت میں کتنا حصہ سوتیلی دادی کے اس چچازاد بھائی کو ملتا ہے؟

ج...... جو صورتِ مسئلہ آپ نے لکھی ہے، اس جائیداد میں آپ کی سوتیلی دادی کے چچازاد بھائی کا کوئی حق نہیں بنتا، آپ کی دادی مرحومہ کا وارث اس کا حقیقی بھائی تھا، اس کی موجودگی میں چچازاد بھائی وارث نہیں ہوتا۔ اس نے جو کاغذات میں نصف جائیداد اپنے نام کرالی ہے یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اس کا فرض ہے کہ اس جائیداد سے دستبردار ہوجائے ورنہ اپنی قبر اور آخرت گندی کرے گا۔

آپ کے دادا کی جائیداد میں آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی دادی کا حق تھا، اور سوتیلی دادی کے انتقال کے بعد اس کا بھائی اس حصے کا وارث تھا، اگر بھائی نے حصہ نہیں لیا تو چچازاد بھائی کو حصہ لینے کا کوئی حق نہیں۔

## مرحوم کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ جبکہ ورثاء میں بیوہ، لڑکی اور دو بہنیں ہوں

س...... میری ادلے بدلے کی شادی ۱۹۸۰ء میں ہوئی، میرے خاوند کا انتقال ۱۹۸۲ء میں سعودی عرب میں ایکسیڈنٹ کے ذریعے ہوا، میری ایک بیٹی ۹ سال کی ہے، میرے خاوند کی بینک (پنجاب) میں تقریباً ۱۵,۰۰۰ روپے کی رقم جمع ہے۔ میرے ساس اور سسر انتقال کر گئے ہیں، کوئی دیور نہیں ہے، ۴ نندیں ہیں، جن میں دو بیوہ ہیں، اور ان کی اولاد کی شادی بھی ہوچکی ہے۔ میرے خاوند گھر میں سب سے چھوٹے تھے، ایکسیڈنٹ کی رقم کے سلسلے میں سعودی عرب کی حکومت سے ۱۹۸۲ء سے خط و کتابت جاری ہے، ان کی تمام طلبیں پوری

کردی ہیں، لیکن ابھی تک رقم نہیں ملی۔ اس کے علاوہ حق مہر میں شادی کے موقع پر میرے خاوند نے مکان لکھ کر دیا تھا، اس کے علاوہ میرے سسر کا مکان جس میں میری ایک نند (بیوہ) رہ رہی ہے، اس مکان کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ میرے خاوند کے انتقال کے بعد سے میں اپنی والدہ کے ہاں رہ رہی ہوں، کیونکہ ان سے تعلقات اچھے نہیں ہیں، اور تقریباً دس سال سے ان سے بات چیت نہیں ہے، اور یہ پنجاب میں رہائش پذیر ہیں، خاوند کے انتقال کے بعد ابھی تک میں نے شادی نہیں کی۔

۱:...... پنجاب میں ایک بینک میں ۱۵,۰۰۰ روپے کی رقم کی تقسیم۔

۲:...... ایکسیڈنٹ کی رقم میں کس کس کا حصہ بنتا ہے؟

۳:...... حق مہر میں جو مکان لکھ کر دیا ہے، کس کا حصہ ہے اور کتنا ہے؟

۴:...... سسر کے مکان میں میرا کتنا حصہ ہے؟

جائیداد آسانی سے مجھے کس طرح مل سکتی ہے؟ تاکہ مجھے عدالت کی طرف نہ جانا پڑے، آسان حل بتائیں۔

ج...... آپ کے شوہر نے جو مکان آپ کو حق مہر میں لکھ دیا تھا، وہ تو آپ کا ہے، اس میں تقسیم جاری نہیں ہوگی۔ اس مکان کے علاوہ آپ کے مرحوم شوہر کا کل ترکہ ۹۶ حصوں پر تقسیم ہوگا، جن میں سے ۱۲ حصے آپ کے، ۴۸ حصے آپ کی بیٹی کے، اور نو نو حصے مرحوم کی چاروں بہنوں کے۔ پندرہ ہزار کی رقم میں آپ کا حصہ ہے: ایک ہزار آٹھ سو پچھتّر روپے (۱,۸۷۵)، آپ کی بیٹی کا حصہ ہے سات ہزار پانچ سو روپے (۷,۵۰۰) اور مرحوم کی ہر بہن کا حصہ تین سوا کیاون روپے چھپن پیسے (۳۵۱ء۵۶)۔ سعودی حکومت کی جانب سے جو رقم آپ کے مرحوم شوہر کے سلسلے میں ملے گی اس کی تقسیم بھی مندرجہ بالا اُصول کے مطابق ہوگی، یعنی اس میں سے آٹھواں حصہ آپ کا، نصف حصہ آپ کی بیٹی کا، اور باقی ماندہ رقم مرحوم کی بہنوں پر تقسیم ہوگی۔

اگر آپ کے شوہر کا انتقال آپ کے سسر کی زندگی میں ہوگیا تھا تو سسر کے مکان میں آپ کا اور آپ کی بیٹی کا کوئی حق نہیں، وہ مکان آپ کی نندوں کو ملے گا، اور اگر آپ کے

سسر کا انتقال آپ کے شوہر سے پہلے ہوا تو اس مکان کی قیمت کے ۲۸۸ حصے کئے جائیں گے، ان میں سے آپ کے ۱۲ حصے، آپ کی بیٹی کے ۴۸ حصے، اور آپ کی ہر نند کے ۵۷ حصے ہوں گے۔

## مردے کے مال سے پہلے قرض ادا ہوگا

س……میرے بھائی کی شادی ۱۹؍ستمبر ۱۹۸۰ء کو ہوئی، اور دو چھینیو بعد یعنی ۲۸؍نومبر کو اس کا انتقال ہوگیا۔ میرے بھائی نے مرنے سے پہلے ۱۴ تولے کے جو زیورات بنوائے تھے اس کی کچھ رقم اُدھار دینی تھی، میرے بھائی نے دو چھینیو کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ رقم ادا کرنے سے پہلے اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ رقم لڑکے کے والدین ادا کریں گے یا لڑکے کے بنائے ہوئے زیورات میں سے وہ رقم ادا کردی جائے؟

ج……اگر آپ کے مرحوم بھائی کے ذمہ قرض ہے تو جو زیورات انہوں نے بنوائے تھے ان کو فروخت کرکے قرض ادا کرنا ضروری ہے، والدین کے ذمہ نہیں۔ وہ زیورات جس کے پاس ہوں وہ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہوگا۔ مردہ کے مال پر ناجائز قبضہ جمانا بڑی سنگین بات ہے، مرحوم کی مملوکہ اشیاء میں (ادائے قرض کے بعد) وراثت جاری ہوگی، اور مرحوم کے بچے کی پیدائش تک اس کی تقسیم موقوف رہے گی، اگر لڑکے کی پیدائش ہوئی تو مرحوم کا کل ترکہ ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا، چار چار حصے والدین کے، تین حصے بیوہ کے، اور باقی تیرہ حصے لڑکے کے ہوں گے، اور اگر لڑکی کی پیدائش ہو تو بارہ حصے لڑکی کے، تین بیوہ کے، چار ماں کے اور پانچ باپ کے۔

## بیٹے کے مال میں والد کی خیانت

س……میرے بڑے بھائی نے کراچی میں یورپ جانے سے پہلے کاغذات امانت رکھے میرے پاس، والد لاہور سے آئے ہوئے تھے، ان کو معلوم ہوا تو کاغذات انہوں نے مجھ سے لے لئے، میں سمجھا دیکھنے کے لئے لئے ہیں، واپس کردیں گے، مگر انہوں نے واپس دینے سے انکار کردیا، کیونکہ ان کی رقم بنتی ہے بھائی پر، فرمانے لگے: جب تک رقم نہیں دے


فہرست

گا، کاغذات نہیں دُوں گا۔ مزید فرمایا کہ: باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اولاد کی اجازت کے بغیر چاہے استعمال کرے، فروخت کرے۔ جب بھائی یورپ سے آیا تو اس نے امانت رکھے ہوئے کاغذات طلب کئے، میں نے صورتِ حال بتلائی، تو وہ کہنے لگے کہ: ''اگر والد صاحب کی رقم میری طرف بنتی ہے تو مجھ سے براہِ راست بات کریں، اور کاغذات میں نے آپ کے پاس بطور امانت رکھے تھے ان کی واپسی تمہاری ذمہ داری ہے، واپس لاؤ۔'' اب سوال یہ ہے کہ باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ بیٹے کی امانت میں (خواہ وہ امانت دُوسرے بیٹے کی ہو) خیانت کرے؟ شرع کی رُو سے امانت میں کن حالات میں خیانت کی جاسکتی ہے؟ کیا ایسا باپ حسنِ سلوک کا مستحق ہے؟ براہِ کرم بتائیں کہ ہم ان سے کیا رویہ اختیار کریں؟

ج...... والد کو یہ حق نہیں تھا کہ بھائی کے ضروری کاغذات جو اس نے دُوسرے بھائی کے پاس بطور امانت رکھوائے تھے، لے لے، اور کہے کہ چونکہ اس لڑکے پر میرا قرض ہے اس لئے میں یہ کاغذات لیتا ہوں۔ والد کو چاہئے کہ اپنا قرض بیٹے سے وصول کرے اور کاغذات اس بیٹے کو واپس کردے جس سے لئے تھے، تاکہ وہ امانت واپس کرسکے۔ والد نے یہ مسئلہ بھی غلط بتایا کہ باپ کو بیٹے کا مال لینے یا اس کو فروخت کرنے کا حق ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ والد اگر حاجت مند اور ضرورت مند ہو اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو، اس صورت میں بیٹے کا مال لے سکتا ہے تاکہ گزر اوقات کرسکے، ہر صورت میں والد کو یہ حق حاصل نہیں۔

## بیوہ کے مکان خالی نہ کرنے کا موقف

س...... ایک شخص کا انتقال ہوگیا، مرحوم کے مکان پر اس کی بیوی کا قبضہ ہے، اور مرحوم کے نام بینک میں کیش رقم بھی ہے، گھر میں استعمال کا سامان بھی ہے، مرحوم کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں، اور مرحوم کی والدہ، تین بہنیں اور چار بھائی بھی بقیدِ حیات ہیں، اور اب مرحوم کی بیوی کہتی ہے کہ میں یہ مکان کسی صورت خالی نہیں کروں گی۔ ہاں کیش رقم اور مکان کی قیمت ملاکر شرعی طور پر وراثت تقسیم کردو اور کیش جو مجھے اور میرے بچوں کو ملے گا وہ مکان کی قیمت سے کاٹ کر تم ماں، بھائی اور بہن آپس میں تقسیم کرلو۔ کیا مرحوم کی اہلیہ کا یہ موقف صحیح

ہے؟ واضح ہو کہ کیش کی ساری تفصیلات کہاں کہاں اور کس بینک میں ہے صرف مرحوم کی بہن اور بھائی کو معلوم ہے۔

ج...... مرحوم کا کل ترکہ ۹۶ حصوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے ۱۶ حصے مرحوم کی والدہ کے (یعنی چھٹا حصہ)، ۱۲ حصے اس کی بیوہ کے (یعنی آٹھواں حصہ)، ۱۷، ۱۷ حصے دونوں لڑکیوں کے، اور ۳۴ حصے لڑکے کے ہیں۔ مرحوم کے بھائی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

بیوہ کا یہ موقف صحیح ہے کہ والدہ کا حصہ بینک کیش میں سے دے دیا جائے، اس سے اور اس کے بچوں سے مکان خالی نہ کرایا جائے۔

## غیر مسلموں کی طرف سے والد کے مرنے پر دی ہوئی رقم کی تقسیم کس طرح ہو؟

س...... میرے والد صاحب کا انتقال بحری جہاز کے ایک حادثے میں ہوا تھا، وہ ایک غیر مسلم اور غیر ملکی کمپنی کے جہاز میں ملازم تھے۔ ان کی کمپنی نے تلافیٔ جان کے طور پر کچھ رقم بھجوائی ہے، جو کہ ہمیں پاکستانی عدالت کے ذریعہ اسلامی شریعت کے مطابق ملے گی۔ ہمارا خاندان تین بھائی، چار بہنوں اور والدہ پر مشتمل ہے۔ کمپنی نے یہ رقم کمپنی کے قانون کے مطابق بھیجی ہے۔ جس کے تحت والدہ کا اور سب سے چھوٹے کا حصہ جو کہ نابالغ ہے سب سے زیادہ ہوتا ہے، ہر ایک کے نام کے ساتھ اس کے حصے کی واضح صراحت کر دی گئی ہے، جبکہ عدالت یہ رقم ہمیں شریعت کے مطابق دے رہی ہے، سوال یہ ہے کہ اس رقم کی تقسیم کمپنی کے متعین کردہ طریقے سے ہونی چاہئے یا اسلامی شریعت کے مطابق؟

ج...... اسلامی شریعت کے مطابق ہونی چاہئے۔

## کیا میراث کا مکان بہنوں کی اجازت کے بغیر بھائی فروخت کر سکتا ہے؟

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلۂ میراث میں جس میں کہ ہم چھ بہنیں اور ایک بھائی ہے، والدین نے وراثت میں ایک دو منزلہ مکان چھوڑا ہے، والد اور والدہ دونوں

انتقال کر چکے ہیں، مکان کی اصل وارث میری والدہ تھیں، ہماری چار بہنوں کی شادی ہوچکی ہے، اور دو بہنیں کنواری ہیں، بھائی بھی شادی شدہ ہیں، مکان کو بھائی نے کرایہ پر دیا ہوا ہے، کیا وہ ہم بہنوں کی مرضی کے خلاف مکان بیچ سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں ہم بہنوں کا کیا حصہ ہے شریعت کی رُو سے؟ اور اس کے علاوہ مکان کے کرایہ میں بھی ہم بہنوں کا حصہ ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم سب کا الگ الگ حصہ کیا ہوگا؟

ج……اس مکان کے آٹھ حصے ہوں گے، ایک ایک حصہ چھ بہنوں کا، اور دو حصے بھائی کے، مکان کا جو کرایہ آتا ہے اس میں بھی یہی آٹھ حصے ہوں گے۔ بھائی کے ذمہ شرعی فریضہ ہے کہ وہ بہنوں کا حصہ ان کو ادا کرے، اور چونکہ وہ مکان کے ایک چوتھائی حصے کا مالک ہے، تین چوتھائی بہنوں کا حصہ ہے، اس لئے وہ تنہا مکان نہیں بیچ سکتا۔

# وراثت کے متفرّق مسائل

## مقتولہ کے وارثوں میں مصالحت کرنے کا مجاز بھائی، والدہ یا بیٹا؟

س...... جنم قیدی بکر اپنی مقتولہ بیوی کے ورثاء سے صلح کرنا چاہتا ہے، مگر ہر فرد کہتا ہے کہ اصل وارث میں ہوں، دُوسرے سے بات مت کرو۔ مقتولہ کا بھائی، والدہ، بیٹا زندہ ہیں، مگر والد فوت ہوچکا ہے، اب ان تینوں میں سے شرعاً جائز، حقیقی اور بڑا وارث کون ہے؟

ج...... مندرجہ بالا صورت میں مقتولہ کا بیٹا صلح کا مجاز ہے، بیٹے کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں۔

## کیا اولاد کے نام جائیداد وقف کرنا جائز ہے؟

س...... کیا اسلام میں وقفِ اولاد کا قانون جائز ہے؟ یعنی کیا اسلام کسی شخص کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اس قانون کے ذریعہ اپنے جائز وارثان یعنی بیٹے، بیٹیوں، پوتے، پوتیوں کی موجودگی میں بلا جواز ان کو اپنے حقوقِ وراثت (ملکیت، رہن رکھنا، فروخت کرنا) سے محروم کردے؟

ج...... ''وقفِ اولاد'' کے قانون کا آپ کی تشریح کے مطابق مطلب نہیں سمجھا، اگر یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی جائیداد بحقِ اولاد وقف کردے تو صحت کی حالت میں جائز ہے، مرض الموت میں صحیح نہیں۔ اگر سوال کا منشا کچھ اور ہے تو اس کی وضاحت کی جائے۔

## مشترک مکان کی قیمت کا کب سے اعتبار ہوگا؟

س...... اس وقت ہمارے گھر میں ایک ماں، کنواری بہن، اور ہم دو بھائی رہتے ہیں، شادی شدہ دو بہنیں الگ رہتی ہیں۔ والد کی حیات میں (۱۹۷۴ء میں) اس مکان کے ۸۰ ہزار روپے مل رہے تھے، ہم دونوں کے تعمیر کردینے پر اب یہ مکان تین لاکھ میں فروخت ہونے

والا ہے، ہم دو شادی شدہ بہنوں اور کنواری بہن کو ۸۰ ہزار کی تقسیم کرنے پر تیار ہیں، لیکن وہ اس کے بجائے تین لاکھ کی تقسیم پر اصرار کر رہی ہیں۔ براہِ کرم بتایئے مکان فروخت نہ کیا جائے تب بھی ہمیں ادائیگی کرنا ہوگی یا نہیں؟ مولانا صاحب! آپ سے التماس ہے کہ حصے تحریر کرنے کے بجائے رقم کی مقدار کو آسان ترین طریقے سے تقسیم کرنے کا شرعی طریقہ بتادیجئے، ہر فرد آپ کے بتائے ہوئے حصے کو من و عن تسلیم کرنے پر تیار ہے۔

ج…… والد کی وفات کے وقت مکان کی جو حیثیت تھی اندازہ لگایا جائے کہ آج اس حیثیت کے مکان کی کتنی قیمت ہوسکتی ہے، اس قیمت کو آٹھ حصوں پر تقسیم کرلیا جائے، ایک حصہ آپ کی بیوہ والدہ کا، دو دو حصے دونوں بھائیوں کے، اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا۔ جو اضافہ آپ نے والد صاحب کے بعد کیا ہے اور جس کی وجہ سے مکان کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے، وہ آپ دونوں بھائیوں کا ہے۔

## ترکہ کا مکان کس طرح تقسیم کیا جائے جبکہ مرحوم کے بعد اس پر مزید تعمیر بھی کی گئی ہو

س…… ایک صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، جنھوں نے اپنے ترکہ میں ایک عدد مکان چھوڑا ہے جو کہ آدھا تعمیر شدہ ہے، جس کی قیمت ڈھائی لاکھ روپے تھی۔ مرحوم کی وفات کے بعد ان کی اولادِ نرینہ نے اپنی رقم سے اس کو مکمل کراکر فروخت کردیا، چار لاکھ بیس ہزار میں۔ اب آپ فرمایئے کہ مندرجہ بالا مسئلے کی صورت میں وراثت کی تقسیم کس طرح سے ہوگی؟ وارثوں میں مرحوم نے ایک بیوہ، چار لڑکے، دو شادی شدہ اور دو غیر شادی شدہ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

ج…… یہ دیکھا جائے کہ اگر یہ مکان تعمیر نہ کیا جاتا تو اس کی قیمت کتنی ہوتی؟ چار لاکھ بیس ہزار میں سے اتنی قیمت نکال کر اس کو ۹۶ حصوں پر تقسیم کیا جائے، ۱۲ حصے بیوہ کے، ۱۴، ۱۴ چاروں لڑکوں کے، اور ۷، ۷ چاروں لڑکیوں کے۔

## اپنے پیسے کے لئے بہن کو نامزد کرنے والے مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟

س…… میرا سب سے چھوٹا بھائی عبدالخالق مرحوم پی آئی اے میں انجینئرنگ آفیسر کے عہدے پر فائز تھا، کنوارا تھا اور گزشتہ دو ماہ پہلے کنوارا ہی اللہ کو پیارا ہوگیا۔ مرحوم کے تین بھائی اور چار بہنیں ہیں اور سب حقیقی ہیں۔ مرحوم نے مرنے سے پہلے اپنی بڑی بہن کو اپنے پیسے کے لئے نامزد کردیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ مرحوم اس بہن کی ایک لڑکی کے یہاں رہتا تھا، کھانے کے پیسے بھی اپنی اس بہن کو ہر ماہ دیا کرتا تھا، بھانجی، مرحوم سے کرایہ وغیرہ نہیں لیتی تھی۔ یہ بتایئے کہ شرعی اعتبار سے یہ بہن اس کے ترکہ کی کہاں تک حق دار ہوسکتی ہے؟ جبکہ اس کے حقیقی اور بھی ہیں جیسا کہ میں بتاچکا ہوں۔ اور اگر اس بہن کے علاوہ حق دار اور بھی ہیں تو اس کے ترکے کی تقسیم کس طرح ہونی چاہئے؟ یہ بھی بتایئے کہ اس بھائی کا حجِ بدل کیسے ہوسکتا ہے اور کون کرسکتا ہے؟ جبکہ اس نے اس کے بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے۔ آخر میں یہ اور معلوم کرنا چاہوں گا کہ جو قرضہ اس پر ہے اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

ج…… مرحوم کے ترکہ سے سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا فرض ہے، قرض ادا کرنے کے بعد جو کچھ باقی ہے، اس کے ایک تہائی حصے میں اس کی وصیت پوری کی جائے، اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو۔ ورنہ باقی ترکہ کو دس حصوں پر تقسیم کیا جائے، دو دو حصے تینوں بھائیوں کے، اور ایک ایک حصہ چاروں بہنوں کا۔ مرحوم کا اپنی بڑی بہن کو ترکہ کے لئے نامزد کردینا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ مرحوم کے وارث اگر چاہیں تو اس کی طرف سے حج کراسکتے ہیں۔

## والد کے فروخت کردہ مکان پر بیٹے کا دعویٰ

س…… والد نے بیس ہزار روپے پر مکان فروخت کیا، جبکہ بڑا بیٹا سفر پر تھا، سفر سے واپسی پر بیٹے نے کہا کہ میں مکان واپس کروں گا، باپ اپنے وعدے پر قائم ہے اور جس نے مکان لیا ہے، وہ بھی مکان واپس نہیں کرتا۔ اس شخص کے بیٹے کا اور مالک مکان کا اس پر جھگڑا ہے، باپ مالک مکان کی طرف ہیں تو شرعاً بیٹا حق پر ہے یا مالک مکان؟ اور یہ بیع کیسی ہے؟


فہرست

ج……مکان اگر باپ کی ملکیت ہے تو بیٹے کو روکنے کا کوئی حق نہیں، اور اگر بیٹے کا ہے تو باپ کو بیچنے کا کوئی حق نہیں۔

## اولاد کے مال میں والدین کا تصرف کس حد تک جائز ہے؟

س……میں نے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی ایک خطیر رقم کچھ عرصہ قبل اپنے ایک عزیز کے پاس بطور امانت رکھوائی تھی، کچھ دنوں پہلے مجھے معلوم ہوا کہ یہ رقم میری والدہ نے اس عزیز سے لے کر کسی اور کو قرض دے دی ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑی کوفت ہوئی، کیونکہ میری مالی حالت آج کل خراب ہے اور مجھے پیسوں کی ضرورت ہے، تاہم خدا کے خوف سے میں نے والدہ سے باز پُرس نہیں کی۔ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ماں اپنی اولاد کی اجازت کے بغیر اس کے مال پر کس حد تک متصرف ہوسکتی ہے؟ کیا خدا نے ماں کو اتنا حق دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد سے پوچھے بغیر اس کے مال کو جہاں چاہے خرچ کردے؟

ج……آپ نے جس عزیز کے پاس امانت رکھی تھی، اس کا رقم کو آپ کی والدہ کے حوالے کردینا خیانت تھا، یہ ان کا فرض ہے کہ وہ رقم آپ کی والدہ سے واپس لے کر آپ کو دیں۔ والدین اگر محتاج ہوں تو اپنی ضرورت کے بقدر اپنی اولاد کے مال میں سے لے سکتے ہیں، لیکن والدین کا ایسا تصرف جائز نہیں ہے جیسا کہ آپ کی والدہ نے کیا ہے۔

## پہلے سے علیحدہ ہونے والے بیٹے کا والد کی وفات کے بعد ترکہ میں حصہ

س:۱……میرے دادا کے ۵ بیٹے ہیں، میرے دادا نے فوت ہونے سے پہلے اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ میرے بڑے بیٹے کے بڑے بیٹے یعنی ان کے پہلے پوتے کو مبلغ ۵ ہزار روپے دے دیئے جائیں، اور بیٹے کو کچھ نہ دیا جائے۔ ہوسکتا ہے آپ سوچیں کہ انہوں نے عاق کردیا ہوگا، ایسی بات نہیں، بلکہ میرے والد میرے دادا کی زندگی میں الگ رہتے تھے۔ اس چیز کو دیکھتے ہوئے انہوں نے صرف پوتے کو وصیت کے ذریعہ مستفیض فرمایا۔ اب ہمارے ۴ چچاؤں میں سے ایک وفات پاچکے ہیں، باقی تین چچا اور چوتھے کی اولاد ہمارے دادا کی بیش بہا دولت پر بہ خوش اُسلوبی زندگی بسر کررہے ہیں، عرصہ دو سال پہلے ہم نے اس سنگین مسئلے پر

مفتی صاحب سے فتویٰ لیا تھا، انہوں نے فرمایا تھا کہ: کسی ہوشمند انسان کو شریعت یہ حق نہیں دیتی کہ وہ اپنی اولاد کو اپنی وراثت سے محروم رکھے، اس وقت بڑے چچا حیات تھے۔

س:۲...... اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے چچا یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بھائی کا حصہ ان کے بیٹے کو دے دیا۔ ان کا کہنا کہاں تک دُرست ہے؟ آیا ہمارے والد کا جائز حصہ ابھی تک ان پر باقی ہے کہ نہیں؟ وہ دیتے ہیں یا نہیں، وہ بعد کی بات ہے، اگر ہے تو کتنا؟ کیا پوتے کو دیا ہوا پیسہ بھی اس حصے میں شامل ہوگا؟ اور اگر دادا کے مرنے کے وقت یعنی ۱۹۶۰ء میں کل جائیداد ایک لاکھ ہو اور اب وہی جائیداد چاروں چچاؤں کی محنت سے ۲۵ سے ۳۰ لاکھ کی ہوچکی ہو، تو حصہ کس حساب سے ہوگا؟ یعنی ایک لاکھ کا یا موجودہ رقم کا؟ اگر ایک لاکھ کا تو اس وقت سونا ۲۰ روپے تولہ تھا، اور اب ۴۰۰،۳ روپے تولہ کے قریب ہے۔ برائے مہربانی کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ہمارے والد کا حصہ وراثت میں ابھی تک ہے یا نہیں؟

ج:۱...... آپ کے مرحوم دادا کو اپنے پوتے کے حق میں وصیت کرنے کا تو حق تھا، مگر اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کرنے کا حق نہیں تھا۔ لہٰذا وصیت کے مطابق پوتا تو پانچ ہزار کا حق دار ہے، یہ پانچ ہزار اس کو دینا لازم ہے، اور باقی ماندہ کل ترکہ ۵ حصوں پر تقسیم کرنا لازم ہے، یعنی باپ کی وصیت کے باوجود بڑا بیٹا اپنے بھائیوں کے برابر کا وارث ہے، اگر بھائی اس کو یہ حق نہیں دیتے تو قیامت کے دن دینا پڑے گا۔ آپ کے چچاؤں کا یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے بھائی کا حصہ اس کے بڑے بیٹے کو دے دیا۔

ج:۲...... جو جائیداد ۱۹۶۰ء میں ایک لاکھ تھی اور وہ ۱۹۹۱ء میں تیس لاکھ کی ہوگئی تو تیس لاکھ ہی کی تقسیم ہوگی، یعنی بڑے بھائی کی اولاد کو تیس لاکھ میں سے پانچواں حصہ دینا پڑے گا۔

آپ کے چچاؤں کی محنت کی وجہ سے جائیداد میں جو اِضافہ ہوا، اس میں حق و انصاف کی رُو سے دسواں حصہ آپ کے والد کا ہے۔

## بیوی کی جائیداد سے بچوں کا حصہ شوہر کے پاس رہے گا

س...... کیا مذہبِ اسلام میں بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت ہو تو بچوں کی بہتر تربیت اور

ضرورت پر شوہر کو حق نہیں ہے کہ وہ پیسے کو ہاتھ لگائے؟ حالانکہ یہ حکم ہے کہ پیسے کو کسی قانونی طریقے سے بچوں کو بالغ ہونے تک ادائیگی کروادے۔

ج…… بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت میں سے جو حصہ بچوں کو پہنچے وہ بچوں کے والد کی تحویل میں رہے گا، اور وہی ان کی ضروریات پر خرچ کرنے کا مجاز ہے۔

## مرحوم شوہر کا ترکہ الگ رہنے والی بیوی کو کتنا ملے گا؟ نیز عدّت کتنی ہوگی؟

س…… میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، ہم دونوں کافی عرصہ الگ رہے، یہ اپنے والدین کے پاس رہتے تھے، جن کا انتقال ہو چکا ہے، اور میں اپنی بوڑھی والدہ کے ساتھ۔ انتقال کے وقت میں اس کے گھر گئی اور بعد میں اپنی والدہ کے گھر ۴۰ دن عدّت گزارے، میرا ذریعۂ معاش نوکری ہے اور چھٹی لی تھی؟ کیا عدّت ہوگئی؟

ج……شوہر کی وفات کی عدّت چار مہینے دس دن ہے، اور یہ عدّت اس عورت پر بھی لازم ہے جو شوہر سے الگ رہتی ہو، آپ پر چار مہینے دس دن کی عدّت لازم تھی۔

س……مرحوم کے بھائی نے مجھ پر دُوسری شادی کا الزام لگایا ہے، جو شرعی اور قانونی لحاظ سے غلط ہے، اور مرحوم کی جائیداد اور رقم بیوہ (میں) سمیت اپنے بہن بھائیوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے، لیکن کتنی رقم ہے؟ یہ نہیں بتاتا، اور ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک کمپنی میں مرحوم کی رقم ہے اور اس کو حرام اور ناجائز بھی کہتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جب بیوی موجود ہے کسی اور کو وراثت نہیں مل سکتی، اور بیوی جائیداد اور رقم کی وارث ہے۔

ج……مرحوم اگر لاولد فوت ہوئے ہیں تو ان کے کل ترکہ میں چوتھا حصہ بیوہ کا ہے، اور باقی تین حصے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوں گے۔ بھائی کا حصہ بہن سے دُگنا ہوگا۔ کسی وارث کے لئے یہ حلال نہیں کہ دُوسرے کے حصے کے ایک پیسے پر بھی قبضہ جمائے۔

## چچازاد بہن کا وراثت میں حصہ

س…… ہمارے والد صاحب جو کہ اب انتقال کر چکے ہیں، ان کی ایک چچازاد بہن ابھی تک

حیات ہیں، ہمارے والد صاحب دو بھائی تھے، ہمارا کچھ باغ کا حصہ ہے جس میں کھجور کے پیڑ لگے ہوئے ہیں جو کہ مشترکہ ہیں۔ ہمارے والد صاحب نے زندگی میں اپنی چچازاد بہن کو چار پیڑ اس لئے دیئے تھے کہ جب تک تم زندہ ہو، اس کا پھل کھاؤ، اب جبکہ ہمارے والد صاحب اور چچا صاحب وفات پاچکے ہیں تو کہہ رہی ہیں کہ مجھے ان درختوں کی زمین بھی دے دو۔ اب یہ بات ہمیں بھی صحیح معلوم نہیں کہ یہ زمین بڑے بوڑھوں نے تقسیم کی تھی یا نہیں؟ جبکہ ہمارے والد صاحب کے چچا اپنا باقی جائیداد میں تمام حصہ بانٹ چکے تھے۔ البتہ یہ حصہ مشترکہ چلا آرہا ہے، اس میں اب ہم اپنے والد صاحب کی چچازاد بہن کو کتنا حصہ دیں؟ ان کی ایک اور بہن بھی تھی جو شادی شدہ تھی اور ۲۰ سال قبل وفات پاچکی ہے۔ اس کے بچے ہیں اور ہمارے والد صاحب کا ایک تیسرا بھائی بھی تھا جس کا زندہ یا مردہ ہونے کا پتا نہیں جو کہ کافی عرصہ قبل گھر سے نکل گیا تھا۔

ج...... اگر آپ لوگوں کا غالب گمان یہ ہے کہ اس باغ میں والد کے چچا کا بھی حصہ ہے اور وہ اس نے وصول نہیں کیا تو والد کے چچا کی لڑکی کا حق بنتا ہے، اس کو ملنا چاہئے۔ آپ نے پورا شجرۂ نسب ذکر نہیں کیا کہ والد کے چچا کتنے بھائی تھے؟ پھر آپ کے والد کے کتنے بھائی تھے؟ اب اگر آپ کے والد صاحب کے چچا دو بھائی تھے ایک آپ کے دادا، دُوسرے ان کے بھائی (والد کے چچا) تو والد کے چچا کا اس پر آدھا حصہ ہوا، اور اگر والد کے چچا کی اس لڑکی کے سوا کوئی اولاد نہیں تھی تو اس لڑکی کا اپنے والد کے حصے میں سے آدھا حصہ ہوا، اس طرح آپ کے والد کے چچا کی لڑکی اس باغ پر چوتھائی کی حق دار ہوئی، اب اس کو جتنے درختوں پر راضی کرلیا جائے صحیح ہے۔

## ایک مشترکہ بلڈنگ کا تنازعہ کس طرح حل کریں؟

س...... مسئلہ یہ ہے ایک بلڈنگ کی ملکیت دو مالکوں کے درمیان مشترک ہے، ''الف'' کی ملکیت کا حق روپیہ میں ۴ آنے ہے، جبکہ ''ب'' کا حق روپیہ میں ۱۲ آنے ہے، بلڈنگ کی نچلی

منزل (گراؤنڈ فلور)، پہلی منزل اور دُوسری منزل (چھت) میں سے ہر ایک پر دو برابر کے حصے ہیں۔

"الف" کے پاس پہلی منزل کا ایک مکمل حصہ ہے، جبکہ دُوسری منزل (چھت) کا بھی ایک مکمل حصہ ان کے پاس ہے، جس پر انہوں نے تعمیر بھی کر رکھی ہے، اور ان کے زیر استعمال ہے۔

"ب" کے پاس نچلی منزل (گراؤنڈ فلور) کے دونوں مکمل حصے پہلی منزل اور دُوسری منزل (چھت) کے ایک ایک مکمل حصے ہیں۔

دِینِ متین کی روشنی میں یہ ارشاد فرمائیں کہ "الف" کا نچلی منزل کے کھلے حصے پر (یعنی تعمیر شدہ دو حصوں کے علاوہ پر) آیا کوئی حق بنتا ہے یا نہیں؟ جبکہ "الف" کا خیال ہے کہ نچلی منزل کے کھلے حصے میں بھی ان کی ملکیت کا حق ہے۔

ج...... اس کے لئے عدل و انصاف کی صورت یہ ہے کہ تینوں منزلوں کی قیمت ماہرین سے لگوالی جائے، اور پھر یہ دیکھا جائے کہ "الف" اور "ب" کا اس قیمت میں کتنا کتنا حصہ بنتا ہے؟ اور پھر یہ دیکھا جائے کہ ان دونوں کے قبضے میں جتنا جتنا حصہ ہے وہ ان کی قیمت کے حصے کے مساوی ہے یا کم و بیش؟ ہر ایک کے پاس اس کا حصہ ملکیت کی قیمت کے مساوی ہو تو ٹھیک، ورنہ جس کے پاس کم ہو اس کو دِلا دیا جائے، اور جس کے پاس زیادہ ہو اس سے زائد حصہ لے لیا جائے۔ اور اگر دونوں کے درمیان تنازع کی بنیاد یہ ہے کہ ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے حصے میں فلاں جگہ ملنی چاہئے تو اس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعہ کرلیا جائے۔ مکان کے اس وقت چھ حصے ہیں، اس کے بارہ حصے بنالئے جائیں، پہلے تین اور تین کے درمیان قرعہ ڈال کر ایک حصہ تین چوتھائی والے کو دیا جائے، اور دُوسرے حصے میں دوبارہ قرعہ ڈال کر آدھا ایک کو اور آدھا دُوسرے کو دے دیا جائے۔ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہر فریق کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ میرا حق تو دُوسرے کی طرف چلا جائے، مگر دُوسرے کا حق میرے پاس نہ آجائے کہ کل قیامت میں مجھے ادا کرنا پڑے۔

## مرحوم کو سسرال کی جانب سے ملی ہوئی جائیداد میں بھائیوں کا حصہ

س…… میرے والد صاحب نے شادی دُوسرے گاؤں سے کی تھی، ان کے سسرال والوں نے ان کو ایک مکان بنا کر دیا اور کچھ زمین بھی دے دی، جس سے وہ اپنا گزر بسر کرتے تھے۔ اب ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی اس زمین میں حصہ مانگتے ہیں، حالانکہ یہ زمین ان کی ذاتی ہے، والد کی طرف سے ملی ہوئی نہیں ہے۔ اب شرعاً اس کے وارث بیٹے ہیں یا بھائی؟

ج…… اگر یہ زمین آپ کے والد صاحب کو ہبہ کی گئی تھی تو اس میں والد کے بھائیوں کا کوئی حق نہیں، بلکہ صرف ان کی اولاد وارث ہے۔

## اپنی شادی خود کرنے والی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ

س…… میرے ایک رشتہ دار کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے باپ کی زندگی میں اپنی مرضی سے شادی کی، اور ایک نے باپ کے انتقال کے بعد شادی اپنی مرضی سے کی، کیونکہ اب باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور بھائیوں میں سے بڑا بھائی اپنے باپ کی جائیداد کا وارث بن بیٹھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جن دو بہنوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے، ان کا باپ کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جن دو بیٹیوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اور وہ دونوں باپ کی حقیقی بیٹیاں ہیں، کیا ان دونوں بیٹیوں کا اپنے باپ کی وراثت میں اسلام کی رُو سے حصہ ہوتا ہے؟

ج…… جن بیٹیوں نے اپنی مرضی کی شادیاں کیں، ان کا بھی اپنے باپ کی جائیداد میں دُوسری بہنوں کے برابر حصہ ہے، بڑے بھائی کا جائیداد پر قابض ہو جانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے باپ کی جائیداد کو دس حصوں پر تقسیم کرے، دو دو حصے بھائیوں کو دیئے جائیں اور ایک ایک بہنوں کو، واللہ اعلم!

## ترکہ میں سے شادی کے اخراجات ادا کرنا

س…… ہمارے والد کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں، ایک لڑکا ہے۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد

دُوسری بیوی سے سات لڑکیاں، ایک لڑکا ہے۔ تین لڑکیوں اور ایک لڑکے کی شادی باقی ہے۔ دسمبر ۱۹۹۳ء میں والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ والد نے جو کچھ چھوڑا ہے اس میں سے غیرشادی شدہ اولاد کی شادی ہوگی، اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔

۱:...... وراثت کب تقسیم ہونی چاہئے؟

۲:...... کیا وراثت میں سے غیرشادی شدہ اولاد کے اخراجات نکالے جاسکتے ہیں؟

ج...... تمہارے والد کے انتقال کے ساتھ ہی ہر وارث کے نام اس کا حصہ منتقل ہوگیا، تقسیم خواہ جب چاہیں کرلیں

۲:...... چونکہ والدین نے باقی بہن بھائیوں کی شادیوں پر خرچ کیا ہے، اس لئے ہمارے یہاں یہی رواج ہے کہ غیرشادی شدہ بہن بھائیوں کی شادی کے اخراجات نکال کر باقی تقسیم کرتے ہیں۔

دراصل باقی بہن بھائی، والدہ کی خواہش پوری کرنے پر راضی ہوں تو شادی کے اخراجات نکال کر تقسیم کیا جائے، اگر راضی نہ ہوں تو پورا ترکہ تقسیم کیا جائے، لیکن شادی کا خرچہ تمام بہن بھائیوں کو اپنے حصوں کے مطابق برداشت کرنا ہوگا۔

## ورثاء کی اجازت سے ترکہ کی رقم خرچ کرنا

س...... ترکہ میں ورثاء کی اجازت اور مرضی کے بغیر کیا کسی قسم کے کارِ خیر پر رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟

ج...... وارثوں کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرسکتے۔

س...... کچھ رقم ورثاء یعنی حقیقی چچا اور حقیقی پھوپھی کی اجازت کے بغیر مسجد میں دی گئی ہے، کیا یہ رقم مسجد کے لئے جائز ہے؟

ج...... اگر وارث اجازت دیں تو صحیح ہے، ورنہ واپس کی جائے۔

## مرحوم کی رقم ورثاء کو ادا کریں

س...... ایک صاحب کے کارخانے سے میں نے کچھ چیزیں بنوانے کا آرڈر دیا، یہ چیزیں

مجھے آگے کہیں اور سپلائی کرنا تھیں۔ کارخانے دار نے چیزیں وقت پر بنا کر نہیں دیں اور مجھے بہت پریشان کیا، مجھے بہت دوڑایا، تب جاکر چیزیں بنا کر دیں۔ چونکہ وہ کارخانہ دار میرے محلے میں رہتا تھا اس لئے میں نے اسے فوری ادائیگی نہیں کی اور پیسے بعد میں دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے مجھے بہت پریشان کیا تھا اس لئے میرا ارادہ بھی پیسوں کی ادائیگی میں اسے پریشان کرنے کا تھا۔ اس دوران میں دُوسرے محلے میں آگیا اور اس شخص کا انتقال ہوگیا۔ اب میں بے حد پشیمان ہوں کہ میں نے اس شخص کو پیسے کیوں نہیں ادا کردیئے تھے، اب اس کی بیوی اور بچے موجود ہیں، کیا شرعاً میں کچھ کرسکتا ہوں یا معاملہ روزِ حشر طے ہوگا؟

ج...... مرحوم کی جس قدر رقم آپ پر لازم ہے، وہ اس کے ورثاء (بیوی بچے) کو ادا کردیجئے۔

## ساس اور دیور کے پرس سے لئے گئے پیسوں کی ادائیگی کیسے کی جائے؟ جبکہ وہ دونوں فوت ہوچکے ہیں

س...... میرے شوہر نے کبھی ہاتھ خرچ نہیں دیا، مجھے جب ضرورت ہوتی، میں ان کے سیف میں سے پیسے نکال لیتی، انہیں خبر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ یہ ہوا کہ مجھے ضرورت تھی پیسوں کی، جب مجھے پیسے نہ ملے تو میں نے اپنے دیور کے پرس سے ۲۰۰ روپے نکال لئے، یہ ایک چوری ہوگئی۔ دُوسری چوری جب میں نے کی، میرے شوہر کا انتقال ہوگیا، مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہوئی تو میں نے ۵۰۰ روپے اپنی ساس کے پرس سے نکال لئے۔ میں نے اپنی زندگی میں دو دفعہ چوری کی ہے، اب مجھے بہت دُکھ اس گناہِ کبیرہ کا ہے، کیونکہ نہ ساس زندہ ہیں، نہ دیور۔ بتایئے ضمیر کی اس خلش کو کیسے دُور کروں تاکہ اللہ پاک راضی ہوجائے؟

ج...... دیور اور ساس کے مرنے کے بعد ان کا ترکہ ان کے وارثوں کا حق ہے، لہٰذا آپ کے دیور اور ساس کے جو لوگ وارث ہیں ان میں سے ہر ایک کا جو شرعی حصہ بنتا ہے، وہ کسی عنوان سے مثلاً: تحفہ کے نام سے ہر ایک کو دے دیجئے۔

## بیوی مالک نہیں تھی، اس لئے اس کے ورثاء حق دار نہیں

س...... زید نے ایک پلاٹ تقریباً تیس سال پیشتر اپنے بھائی کے نام الاٹ کرایا، اور ان کو

بتلا دیا کہ یہ میں اپنے واسطے لے رہا ہوں۔ پلاٹ مل جانے کے بعد زید نے اپنے بھائی سے کہا کہ اب یہ پلاٹ بجائے میرے، بیوی کے نام تبدیل کردیجئے اور اس طرح زید کی بیوی کے نام یہ پلاٹ تبدیل ہوگیا۔ اس کے بعد زید نے اپنے روپوں سے اس پلاٹ پر دُکان تعمیر کرادی اور پھر اس کو کرایہ پر اُٹھادیا۔ کرایہ دار زید کو دُکان کا کرایہ ادا کرتا رہا، اور زید ہی اپنے دستخط سے کرایہ دار کو رسید دیتا رہا۔ زید کا ہمیشہ سے یہ اُصول تھا کہ اپنی کل آمدنی بیوی کے سپرد کردیتا تھا اور بیوی کو اختیار تھا کہ جس طرح چاہے گھر کے خرچ میں ان روپوں کو کام میں لائے۔ یہ کرایہ دُکان کا جو ملتا تھا وہ بھی زید اپنے اُصول کے مطابق بیوی کو دیتا رہا۔ دُکان دار کی زید کے ساتھ کچھ نااتفاقی ہوئی اور دُکان دار نے مارچ ۱۹۸۰ء سے فروری ۱۹۸۵ء تک یعنی ساٹھ ماہ کا کرایہ کورٹ میں جمع کرایا۔ ستمبر ۱۹۸۵ء میں یہ دُکان زید کی بیوی نے زید کے نام تبدیل کردی۔ ستمبر ۱۹۸۴ء تا فروری ۱۹۸۵ء یعنی چھ ماہ کا کرایہ تو زید کو ہی ملنا چاہئے کیونکہ دُکان اس کے نام تبدیل ہوچکی تھی، اس وقت کا کرایہ جبکہ دُکان بیوی کے نام پر تھی کس کو ملنا چاہئے، زید کو یا زید کی بیوی کے ورثاء کو؟ جبکہ میں اُوپر درج کرچکا ہوں کہ محض بیوی کی خوشنودی کے واسطے پلاٹ ان کے نام تبدیل کیا گیا، کرایہ سے بیوی کو کوئی دِلچسپی نہیں تھی کیونکہ زید تو اپنی کل آمدنی بیوی ہی کے سپرد کرتا رہا اور اس طرح کرایہ کی رقم بھی بیوی کو دے دیا کرتا تھا۔

ج...... تحریر کے مطابق یہ مکان زید ہی کا تھا، اس لئے کرایہ بھی اسی کا حق ہے، بیوی کے وارثوں کا حق نہیں، کیونکہ خود بیوی کا بھی حق نہیں تھا۔

# وصیت

## وصیت کی تعریف نیز وصیت کس کو کی جاسکتی ہے؟

س...... وصیت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا موصی یہ وصیت ہر اس شخص کو کرسکتا ہے جو خاندان کا فرد ہو اور موصی کی وصیت پر عمل درآمد کراسکے؟ یا وصیت صرف اولاد ہی کو کی جاسکتی ہے؟

ج...... ''وصی'' ہر اس شخص کو بنایا جاسکتا ہے جو نیک، دیانت دار اور شرعی مسائل سے واقف ہو، خاندان کا فرد ہو یا نہ ہو۔

س...... ایک سرپرست کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مثال کے طور پر زید ایک مطلقہ عورت سے شادی کرے اور وہ خاتون ایک ڈیڑھ سالہ بچہ بھی اپنے سابقہ شوہر کا ساتھ لائے تو ایسے بچے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا یہ بچہ اپنی ولدیت میں اپنے اصلی باپ کی جگہ اس سرپرست کا نام استعمال کرسکتا ہے؟ جواب سے مستفید فرمائیں۔

ج...... سوتیلا باپ اعزاز و اکرام کا مستحق ہے، اور بچے پر شفقت بھی ضرور باپ ہی کی طرح کرنی چاہئے، لیکن نسب کی نسبت حقیقی باپ کے بجائے اس کی طرف کرنا صحیح نہیں۔

## وصیت کس طرح کی جائے اور کتنے مال کی؟

س...... میرا ارادہ ہے کہ میں سنت کے مطابق اپنی جائیداد کی وصیت کروں، میری صرف ایک لڑکی ہے، دُوسری کوئی اولاد نہیں، اور ہم چار بھائی ہیں اور پانچ بہنیں ہیں، جو سب شادی شدہ ہیں، ہم چار بھائیوں کی کمائی جدا جدا ہے اور والد مرحوم کی میراث صرف برساتی زمین ہے، جو اَب تک تقسیم نہیں ہوئی، باقی ہر کسی نے اپنی کمائی سے دُکان، مکان خرید لیا


فہرست

ہے، جو ہر ایک کے اپنے اپنے نام پر ہے، اور میری اپنی کمائی سے دو دُکان اور رہائشی مکان ہیں، ایک میں، میں خود رہتا ہوں، اور دُوسرے مکان کو کرایہ پر دے رکھا ہے، اور ایک آٹے کی چکی ہے جس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ میں ایک دُکان لڑکی اور اپنی زوجہ کے نام کروں اور دُوسری دُکان اور چکی اور مکان جو کرایہ پر ہے، ان کے بارے میں خدا کے نام پر وصیت کروں، یعنی کسی مسجد یا دِینی مدرسہ میں ان کی قیمت فروخت کرکے دے دی جائے، اور بقایا زمین کا میرا حصہ بھائیوں اور بہنوں کو ملے، اور کیونکہ میرا لڑکا وغیرہ نہیں ہے جو بعد میں میرے لئے دُعا فاتحہ کرے، اس لئے اب میرے دِل میں فکر رہتا ہے کہ میں اپنی تمام جائیداد کی وصیت کرکے دُنیا سے جاؤں، اور تمام جائیداد اللہ تعالیٰ کے دِین کے لئے وقف کروں، جو صدقۂ جاریہ بن جائے۔ اور میں نے ایک عالمِ دِین سے مسئلہ وصیت کا دریافت کیا، اس نے کہا کہ آپ زندگی میں اپنی جائیداد فروخت کرکے کسی دِینی مدرسہ میں لگادیں کیونکہ آج کل بھائی لوگ وصیت کو پورا نہیں کریں گے، اس لئے آپ اپنی زندگی میں یہ کام کریں۔ لیکن مولانا صاحب! آج کل حالات اجازت نہیں دیتے ہیں، کیونکہ میری دس سال کی کمائی ہوئی چیزیں ہیں اور کوئی دُوسرا ذریعہ نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی بسر کروں اور مزدوری نہیں کرسکتا ہوں، زمین وغیرہ برساتی ہے، اس پر کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ اگر میں ان کو اپنی زندگی میں فروخت کرکے صدقہ کروں تو ڈَر ہے محتاج ہونے کا، اور اب میری عمر چالیس بیالیس سال ہے۔ آپ براہِ کرم میری رہنمائی فرمائیں، کیا کروں؟ اور باقی میرے بھائی وغیرہ سب الحمدللہ اچھی حالت میں ہیں، محتاج نہیں، صاحبِ دولت ہیں، اگر میں کسی اور کو اپنا وکیل مقرّر کروں کہ آپ میرے مرنے کے بعد یہ فروخت کرکے دِینی کام میں لگادیں یا کسی عالمِ دِین کو وکیل بنادوں تو کیسا ہے؟ کیونکہ وارثوں پر بھروسہ نہیں ہے، وہ اپنے لالچ میں وصیت کو پورا نہ کریں گے، اس لئے آپ میری جائیداد تقسیم کرکے اور وصیت کے بارے میں بتاکر شکریہ کا موقع دیں۔ میرے وارث یہ ہیں: چار بھائی، پانچ بہن، ایک لڑکی، بیوہ اور میری والدہ صاحبہ۔

ج…… آپ کے خط کے جواب میں چند ضروری مسائل ذکر کرتا ہوں:

۱:…… آپ اپنی صحت کے زمانے میں کوئی دُکان یا مکان بیوی کو یا لڑکی کو ہبہ کردیں تو شرعاً جائز ہے، مکان یا دُکان ان کے نام کرکے ان کے حوالے کردیں۔

۲:…… یہ وصیت کرنا جائز ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال مساجد و مدارس میں دے دیا جائے۔

۳:…… وصیت صرف ایک تہائی مال میں جائز ہے، اس سے زیادہ کی وصیت وارثوں کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں، اگر کسی نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی مال میں تو وصیت نافذ ہوگی، اس سے زیادہ میں وارثوں کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگی۔

۴:…… اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ وارث اس کی وصیت کو پورا نہیں کریں گے تو اس کو چاہئے کہ ایک دو ایسے آدمیوں کو، جو متقی اور پرہیزگار بھی ہوں اور مسائل کو سمجھتے ہوں، اس وصیت کو پورا کرنے کا ذمہ دار بنادے، اور وصیت لکھوا کر اس پر گواہ مقرّر کردے، اور گواہوں کے سامنے یہ وصیت ان کے سپرد کردے۔

۵:…… وفات کے وقت آپ جتنی جائیداد کے مالک ہوں گے، اس میں سے ایک تہائی میں وصیت نافذ ہوگی، اور باقی دو تہائی میں درج ذیل حصے ہوں گے:

بیوی کا آٹھواں حصہ، والدہ کا چھٹا حصہ، بیٹی کا نصف، باقی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کا حصہ بہن سے دُگنا ہو۔

## اسٹیمپ پر تحریر کردہ وصیت نامے کی شرعی حیثیت

س…… ہمارے والد صاحب کا انتقال اس ماہ کی ۷ تاریخ کو ہوا تھا، انہوں نے اپنی زندگی میں ایک وصیت نامہ اسٹیمپ پیپر پر اپنی اولاد کے لئے چھوڑا ہے، جس کی رُو سے ایک مکان ہم دونوں بھائیوں میں تقسیم کیا جائے، اور اسی طرح دُوسرا مکان دو بہنوں میں برابر تقسیم کیا جائے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وصیت نامہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، والد صاحب

اگر اپنی زندگی میں جائیداد کا بٹوارہ کرجاتے تو ٹھیک ہوتا۔ ہمارے والد کی والدہ صاحبہ بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور ان کی ایک بہن بھی حیات ہیں اور وہ شادی شدہ ہیں، وصیت نامے کی رُو سے تو صرف ان کی اولاد ہی جائز حق دار ہوسکتی ہے۔ براہِ کرم بتائیں کہ اسلامی رُو سے اسٹیمپ پیپر پر وصیت نامہ کی کیا حیثیت ہے؟

ج…… اس وصیت نامے کی حیثیت صرف ایک مصالحتی تجویز کی ہے، اگر سب وارث بخوشی اس پر راضی ہوں تو ٹھیک ہے، ورنہ جائیداد شریعت کے مطابق تقسیم کی جائے اور آپ کی دادی صاحبہ کا بھی حصہ لگایا جائے۔

## کیا ماں کے انتقال پر اس کا وصیت کردہ حصہ بیٹے کو ملے گا

س…… ایک ماں اپنے مرحوم بیٹے کی املاک میں سے اپنے حصے کی وصیت لکھتی ہے کہ میرا حصہ میرے فلاں بیٹے ''ع'' کو دیا جائے، تو کیا ماں کے انتقال کے بعد بھی وہ وصیت قابلِ عمل ہوگی؟ اور کیا وہ بیٹا ماں کا وہ حصہ لینے کا شرعی اور قانونی طور سے حق دار ہوگا یا نہیں؟ اور مرحوم بیٹے کی بیوہ پر وہ حصہ دینا شرعی اور قانونی طور سے لازم ہے یا نہیں؟ ازراہِ کرم جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

ج…… بیٹا، ماں کا وارث ہے، اور وارث کے لئے وصیت باطل ہے، لہٰذا جس طرح اس ''ماں'' کا دُوسرا ترکہ شرعی حصوں کے مطابق اس کی پوری اولاد کو ملے گا، اسی طرح مرحوم بیٹے سے اس کو جو حصہ پہنچتا ہے وہ بھی شرعی حصوں پر تقسیم ہوکر اس کی ساری اولاد کو ملے گا۔

## ورثاء کے علاوہ دیگر عزیزوں کے حق میں وصیت جائز ہے

س…… میرا ایک نابالغ لڑکا ہے، اہلیہ کا انتقال ہوچکا ہے، علاتی والدہ اور دو علاتی بھائی ہیں، اَزرُوئے فقہِ حنفی میرے وارث کون کون ہوسکتے ہیں؟ میں اپنی اولاد کے لئے تو وصیت نہیں کرسکتا، لیکن کیا کسی ایسے اشخاص کے لئے وصیت کرسکتا ہوں جن کے مجھ پر قطعی اور قرار واقعی احسانات ہیں؟ (باپ شریک کو ''علاتی'' کہتے ہیں)۔

ج……لڑکا آپ کا وارث ہے، لڑکے کی موجودگی میں بھائی اور سوتیلی والدہ وارث نہیں، جو آپ کے وارث نہیں ان کے حق میں وصیت (تہائی مال کے اندر) کرسکتے ہیں۔

## مرحوم کی وصیت کو تہائی مال سے پورا کرنا ضروری ہے

س……میرے والد نے فوت ہونے سے چند ماہ قبل وصیت یہ کی کہ میری جائیداد میں میرا ثلث دو لاکھ روپے بنتا ہے، بعد میں اس ثلث کو اس طرح تقسیم کرلیں کہ دو حجِ بدل کریں، ایک میرے والد کے لئے، دُوسرا میرے لئے، باقی ماندہ رقم مدرسوں کو دے دیں۔ اب ہم خود یہ مسئلہ پوچھتے ہیں کہ یہ ثلث جو کہ بعد از موت والد کا ترکہ ہے اس میں سے کچھ ہم رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج……مرنے والا اگر ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرجائے تو وارثوں کے ذمہ اس وصیت کا پورا کرنا فرض ہوجاتا ہے، پس آپ کے والد مرحوم نے جو ترکہ چھوڑا ہے اس کے ایک تہائی حصے کے اندر ان کی وصیت کو پورا کرنا آپ کے ذمہ لازم ہے، اور مرحوم نے جس طرح وصیت کی ہے، اسی طرح پورا کرنا ضروری ہے۔ یعنی ان کی طرف سے اور ان کے والد کی طرف سے حجِ بدل کرانا، اور جو کچھ تہائی مال میں سے اس کے بعد بچ رہے اس کو مدرسوں میں دینا۔

## وصیت کردہ چیز دے کر واپس لینا

س……میرے دادا اور دادی جان حج پر جاتے وقت اپنا مکان اور دو ٹیکسیاں میرے نام وراثت میں لکھ گئے تھے، اور کچھ زیورات میری والدہ کو دے گئے تھے، میرے دادا کی دو اولاد ہیں، یعنی ایک میری شادی شدہ پھوپھی جو کہ امریکہ میں قیام پذیر ہیں، اور دُوسرے میرے والد جن کا میں اکلوتا بیٹا ہوں، اور حج سے واپسی کے بعد میرے دادا نے وراثت نامہ واپس لے کر مکان کو کرائے پر اُٹھادیا، اور اب وہ مکان اور ٹیکسیوں کا کرایہ خود لے رہے ہیں، نیز تمام کا تمام اپنے تصرف میں لا رہے ہیں۔ آپ براہِ کرم اس مسئلے پر اپنی عالمانہ رائے کا اظہار فرماکر ممنون فرمائیں۔

ج…… آپ کے دادا نے آپ کے حق میں وصیت کی ہوگی اور وصیت کو مرنے سے پہلے واپس لیا جاسکتا ہے، اس لئے آپ کے دادا کی وہ وصیت منسوخ سمجھی جائے گی۔

## بھائی کے وصیت کردہ پیسے اور مال کا کیا کریں؟

س…… میرا بھائی پی آئی اے میں ملازم تھا، میرے بھائی کے اخراجات سب میں نے برداشت کئے تھے، مزید یہ کہ وہ میرے پاس ہی رہتا تھا۔ پی آئی اے ہر سال ایک فارم پُر کرواتی ہے جس میں ملازم سے پوچھا جاتا ہے کہ دورانِ ملازمت ملازم کے مرجانے کی صورت میں اس کو ملنے والی رقم کا حق دار کون ہوگا؟ اس میں دو آدمیوں کی گواہی بھی ہوتی ہے، اس طرح مرحوم ہر سال میرا ہی نام ڈلواتا رہا، اسی طرح مرحوم نے بیماری کے دوران اپنے قرض کا بھی تذکرہ کیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد ان، ان لوگوں کا میں قرض دار ہوں، جب پی آئی اے سے پیسے ملیں تو ان لوگوں کو پیسے دے دینا۔ مرحوم کی وفات کے کئی ماہ بعد پی آئی اے نے ہم سے رابطہ قائم کیا اور سارا پیسہ ہمارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کردیا، اسی دوران پی آئی اے کی طرف سے ہمیں خطوط موصول ہوئے جن میں پیسے کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ۱: فنڈ، ملازمت کے دوران محکمہ کچھ رقم ملازم سے لے لیتا ہے، اور مرنے کی صورت میں یا ریٹائرمنٹ کی صورت میں جتنی رقم ہوتی ہے اتنی ہی ملاکر دے دیتا ہے۔ ۲: پنشن، ماہانہ پنشن مقرّر کی ہے جو ہر ماہ پی آئی اے ادا کرے گی۔ مرحوم کے دُوسرے بھائی بہن بھی ہیں، مرحوم کے انتقال کے بعد میں نے بھائیوں سے کہا کہ مرحوم کا ساز و سامان اپنے ساتھ لے جاؤ، تو انہوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا ہے، آپ جس کو چاہیں دے دیں۔ تحریر کردہ مسئلے کی روشنی میں یہ بتائیں کہ اس پیسے کا حق دار نامزد کردہ ہوگا یا تمام افراد؟ اور یہ بھی بتائیں کہ بینک کے پیسوں کا حق دار کون ہوگا؟

ج…… آپ کے بھائی نے پی آئی اے کے فارم میں جو آپ کا نام نامزد کیا ہے، اس کی حیثیت وصیت کی ہے اور شرعی اُصول کے مطابق وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں، اور اگر کردی جائے تو وصیت نافذ العمل نہیں ہوگی۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں آپ کے مرحوم بھائی

کے نام پی آئی اے اور بینک سے جو رقم مل رہی ہے، سب سے پہلے تو اس رقم سے مرحوم کا قرضہ ادا کیا جائے، اس کے بعد جو رقم بچے اس کی حیثیت میراث کی ہے، اور اس کی تقسیم ورثاء میں ہونی چاہئے، لیکن اگر آپ کے چاروں بھائی اور بہن، مرحوم کی وصیت کو برقرار رکھتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ: ''ہم نے مرحوم بھائی کی ملنے والی رقم آپ کو ہبہ کردی'' تو پھر آپ کو وہ ساری رقم لینے کا حق ہوگا۔ بصورتِ دیگر ورثاء میں سے جو جو وارث مطالبہ کریں ان کے درمیان اس مال کی تقسیم میراث کے اُصولوں کے مطابق ہوگی۔

## بہنوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کا صرف اپنے بھائی کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں

س…… ایک نیک آدمی جو گورنمنٹ ملازم تھا، نو ماہ کی بیماری کے بعد انتقال کرگیا، اس نے شادی نہیں کی تھی اور والدین کا انتقال ہوچکا ہے۔ اس کا صرف ایک بھائی ہے اور چار بہنیں ہیں۔ جس میں سے تین بہنیں شادی شدہ ہیں اور ایک بہن کی شادی نہیں ہوسکی۔ مرنے سے پہلے اس آدمی نے اپنی زمین اور دفتر سے واجبات کی ادائیگی کے لئے بھائی کو نامزد کیا ہے، زبانی بھی سب بہنوں کے سامنے کہا اور لکھ کر بھی دیا کہ: ''میری ہر چیز کا مالک میرا چھوٹا بھائی ہے۔'' اب آپ سے فقہ کی روشنی میں یہ پوچھنا ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے مرنے والے کی پنشن اور دیگر واجبات مل جائیں تو صرف بھائی اس کا حق دار ہوگا یا بہنوں کو بھی حصہ دیا جائے گا، جبکہ مرنے والے نے صرف بھائی کو ہی نامزد کیا ہے، اور کہا ہے کہ: ''میری ہر چیز کا مالک میرا بھائی ہے۔''

ج…… مرحوم کی وصیت غلط ہے، بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی، مرحوم کے ترکہ کے (جس میں واجبات وغیرہ بھی شامل ہیں) چھ حصے ہوں گے، دو بھائی کے اور ایک ایک چاروں بہنوں کا۔

س…… فقہ کی روشنی میں کیا حکومت اور مرنے والے کے دفتر والوں کو اس کی پنشن اور دیگر واجبات جو کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ بنتے ہیں، اس کے نامزد کردہ بھائی یا بہنوں کو ادا کرنے چاہئیں، جبکہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں، اور والدین بھی نہیں، یا یہ رقم دفتر والے خود رکھ

لیں، کیونکہ دفتر والوں نے اس رقم کی ادائیگی سے نامزد کردہ حقیقی بھائی اور بہنوں کو انکار کردیا ہے یہ کہہ کر کہ مرنے والے کے بیوی بچے نہیں ہیں اور والدین بھی نہیں ہیں، جبکہ فقہ کی روشنی میں اگر سگے بہن بھائی موجود نہ ہوں تو حق دار اور وارث بھتیجے اور بھانجے ہوتے ہیں۔

ج...... پنشن اور دیگر واجبات میں حکومت کا متعلقہ قانون لائقِ اعتبار ہے، اگر قانون یہی ہے کہ جب مرنے والے کے والدین اور بیوی بچے نہ ہوں تو کسی دُوسرے عزیز کو پنشن اور دیگر واجبات نہیں دیئے جائیں گے تو دفتر والوں کی بات صحیح ہے، ورنہ غلط ہے۔

## وصیت کئے بغیر مرنے والے کے ترکہ کی تقسیم جبکہ ورثاء بھی معلوم نہ ہوں

س...... ایک افغانی شخص دُوسری حکومت میں مثلاً: افغانستان میں فوت ہوجائے، اس کا ترکہ یہاں رہ جائے اور اس کا کوئی وارث معلوم نہ ہو اور نہ وصیت کی ہو تو کیا اس ترکہ کو یہاں کے مساکین یا مسجد یا مدرسہ یا دِینی کتابوں پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج......اس شخص متوفی کا ترکہ اس کے ملک افغانستان بھیج دیا جائے، تاکہ وہاں کی حکومت تحقیق کے بعد اس کے ورثاء میں تقسیم کردے، یہاں اس کے متروکہ کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

# ذَوِی الارحام کی میراث

''نوٹ:...... ''ذَوِی الارحام'' ان وارثوں کو کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان اور میّت کے درمیان عورت کا واسطہ ہو، مثلاً: بیٹی کی اولاد، یا پوتی کی اولاد۔''

س...... ایک شخص فوت ہوا، اس کی چھٹی پشت میں اس کی اولاد میں صرف ذَوِی الارحام ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل نقشے سے معلوم ہوگی، اس شخص کا ترکہ چھٹی پشت کے ذَوِی الارحام پر کیسے تقسیم ہوگا؟

| | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ | ۹ | ۱۰ | ۱۱ | ۱۲ | ۱۳ | ۱۴ | ۱۵ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | بیٹا | | | | بیٹا | بیٹا | | بیٹا | بیٹی | | بیٹی | بیٹی | بیٹی | | |
| ۲ | بیٹا | | | | بیٹا | بیٹا | | بیٹی | بیٹا | | بیٹی | بیٹی | بیٹی | | |
| ۳ | بیٹی | | | | بیٹی | بیٹا | | بیٹا | بیٹی | | بیٹی | بیٹا | بیٹی | | |
| ۴ | بیٹا | بیٹی | | بیٹی | بیٹی | بیٹی | | بیٹی | بیٹا | | بیٹا | بیٹا | بیٹی | | |
| ۵ | بیٹا | بیٹا | | بیٹی | بیٹا | بیٹی | | بیٹا | بیٹی | | بیٹا | بیٹی | بیٹی | | |
| ۶ | بیٹا | بیٹی | بیٹا | بیٹی | بیٹا | بیٹا | بیٹا | بیٹی | بیٹا | بیٹی | بیٹا | بیٹی | بیٹا | بیٹی | بیٹی |

۳۹۴
فہرست

ج...... چھ پشتوں کے لئے دو صدیاں درکار ہوتی ہیں، اور اس زمانے میں یہ عادۃً ممکن نہیں کہ کوئی شخص مرے اور اس کی چھٹی پشت میں صرف نواسے نواسیاں رہ جائیں۔ اس لئے آنجناب کا یہ سوال محض اس ناکارہ کا امتحان لینے کے لئے ہے، اور امتحان کا موزوں وقت طالب علمی کا یا نوجوانی کا زمانہ تھا، اب اس غریب بڈھے کا امتحان لے کر آپ کیا کریں گے؟ اس لئے جی نہیں چاہتا تھا کہ اس کا جواب لکھوں، پھر اس خیال سے کہ آج تک کسی نے ذَوِی الارحام کی میراث کا مسئلہ نہیں پوچھا، جواب لکھنے کا ارادہ کر ہی لیا۔

پہلے یہ اُصول معلوم ہونا چاہئے کہ جب پہلی پشت کے بعد ذَوِی الارحام (بیٹی کی اولاد) ہوں تو اِمام ابویوسفؒ تو آخری پشت کے افراد کو لے کر ان کو "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ" کے قاعدے سے تقسیم کردیتے ہیں۔ اُوپر کی پشتوں کو دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

مثلاً: آپ کے مسئلے میں چھٹی پشت میں آٹھ لڑکے ہیں، یعنی: ۱، ۳، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۱، ۱۳۔ اور سات لڑکیاں ہیں، یعنی: ۲، ۴، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۱۵۔

پس اِمام ابویوسفؒ کے نزدیک یہ ترکہ کل ۲۳ حصوں پر تقسیم ہوگا، دو، دو حصے لڑکوں کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دے دیا جائے گا۔

اور اِمام محمدؒ سب سے پہلی پشت سے جس میں اختلاف ہوا ہو (یعنی اس پشت میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں موجود ہوں) "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ" (یعنی لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر) کے قاعدے سے تقسیم کرتے ہیں۔

دُوسرا قاعدہ ان کے یہاں یہ ہے کہ جہاں لڑکے اور لڑکیاں موجود ہوں، وہاں لڑکوں اور لڑکیوں کا حصہ الگ کردیتے ہیں، اور اس قاعدے کو ہر پشت میں جاری کرتے ہیں۔

تیسرا قاعدہ ان کا یہ ہے کہ اُوپر سے تقسیم کرتے وقت ہر لڑکے اور لڑکی کو ان کے فروع کے لحاظ سے متعدد قرار دیتے ہیں۔

اب ان قواعد کی روشنی میں اپنے مسئلے پر غور کیجئے، اس میں پہلی پشت سے جو اختلاف شروع ہوا تو آخری پشت تک چلا گیا، اس لئے یہاں تقسیم پہلی پشت سے شروع کی جائے گی:

پہلی پشت میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، لیکن پہلے بیٹے کے نیچے چار فروع ہیں، لہٰذا وہ چار کے قائم مقام ہوگا، اور تیسرے بیٹے کے نیچے فروع ہیں، لہٰذا دو دو بیٹوں کے قائم مقام ہوگا۔ اس لئے لڑکے حکماً چار کے بجائے آٹھ ہوگئے، اور ہر لڑکیوں میں دُوسری لڑکی کے نیچے دو فروع اور چوتھی کے نیچے تین فروع ہیں، ادھر اس لئے چار لڑکیاں حکماً سات لڑکیوں کے قائم مقام ہوئیں، چونکہ آٹھ لڑکے ۱۶ لڑکیوں کے قائم مقام ہیں اس لئے ۲۳ سے مسئلہ نکلے گا، ۱۶ حصے لڑکوں کے اور ۷ حصے لڑکیوں کے۔

دُوسری پشت میں تقسیم کرتے ہوئے ہم نے لڑکوں اور لڑکیوں کے حصے الگ کردیئے، لڑکوں کے نیچے اس پشت میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے، لیکن پہلا لڑکا چار کے قائم مقام ہے اور تیسرا دو کے قائم مقام، لہٰذا حکماً سات لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی، اور ان کے حصے ۱۵ بنے، ان کے پاس سولہ حصے تھے جوان پر تقسیم نہیں ہوتے، اور ان کے رؤس اور حصص کے درمیان تباین ہے، لہٰذا اصل مسئلہ کو ۱۵ سے ضرب دینے کی ضرورت ہوگی۔ ادھر لڑکیوں کے خانے میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں، لیکن پہلی لڑکی دو لڑکیوں کے قائم مقام ہے، اور تیسری لڑکی تین لڑکیوں کے قائم مقام ہے، گویا حکماً چھ لڑکیاں ہوئیں، اور لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہوتا ہے، لہٰذا ان کا مسئلہ آٹھ سے نکلا، جبکہ ان کے پاس ۷ حصے تھے جوان پر تقسیم نہیں ہوتے، اور ان کے درمیان اور رؤس کے درمیان تباین ہے۔ لہٰذا لڑکوں کے فریق کے رؤس کو (جو ۱۵ تھے) پہلے لڑکیوں کے فریق کے رؤس سے (جو ۸ ہیں) ضرب دیں گے، حاصلِ ضرب ۱۲۰ نکلا، پھر ۱۲۰ کو اصل یعنی ۲۳ سے ضرب دیں گے، یہ ۲۷۶۰ ہوئے، اب لڑکوں کے حصوں (۱۶) کو ۱۲۰ سے ضرب دی تو ۱۹۲۰ لڑکوں کے فریق کا حصہ نکل آیا، اور وہ پندرہ پر تقسیم کیا تو لڑکی کا حصہ ۱۲۸ اور لڑکوں کا ۱۷۹۲ ہوا۔ ادھر لڑکیوں کے ۷ حصوں کو ۱۲۰ سے ضرب دیں تو ۸۴۰ ان کا حصہ نکل آیا، اسے آٹھ پر تقسیم کیا تو بیٹے کا حصہ ۲۱۰ اور بیٹیوں کا ۶۳۰ ہوا۔

تیسری پشت میں دُوسری پشت کے لڑکوں اور لڑکیوں کو پھر الگ خانوں میں

بانٹ دیا۔ چنانچہ فریقِ اوّل میں سات لڑکے الگ اور ایک لڑکی الگ کردی گئی، اور اس لڑکی کے نیچے چھٹی پشت تک کوئی اختلاف نہیں، اس لئے اس کا حصہ آخری پشت کو منتقل کردیا گیا۔ اسی طرح فریقِ دوم میں بیٹے کو الگ اور چھ بیٹیوں کو الگ کردیا گیا، اور چونکہ بیٹے کے نیچے آخر تک کوئی اختلاف نہیں۔ اس لئے اس کا حصہ اس کے چھٹی پشت کے وارث کو دے دیا گیا۔ اب فریقِ اوّل میں تین بیٹوں کے نیچے ایک بیٹی ہے جو چار کے قائم مقام ہے اور ایک بیٹا ہے جو دو بیٹیوں کے قائم مقام ہے اور ایک بیٹی تنہا ہے، لہٰذا ان کا مسئلہ ۹ سے نکلا، مگر ان کے حصے ۱۷۹۲ نو پر تقسیم نہیں ہوتے، اس لئے اصل مسئلہ کو ۹ سے ضرب دی، حاصلِ ضرب ۲۴۸۴۰ ہوا، پھر فریقِ اوّل کے حصہ ۱۷۹۲ کو ۹ سے ضرب دی تو ۱۶۱۲۸ ہوئے، ان میں سے بیٹے کا حصہ (جو دو بیٹوں یعنی کہ چار لڑکیوں کے برابر تھے) ۷۱۶۸ نکلا، اور پانچ بیٹیوں کا حصہ ۸۹۶۰ نکلا۔ ادھر فریقِ دوم کے پاس ۶۳۰ حصے تھے، ان کو ۹ سے ضرب دی تو ان کے حصے ۵۶۷۰ بن گئے، اس فریق کے رؤس ۷ ہیں۔ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا، جب ۵۶۷۰ کو ۷ پر تقسیم کیا تو بیٹے کا حصہ ۱۶۲۰ ہوا اور ۵ بیٹیوں کا حصہ ۴۰۵۰ ہوا، اب دونوں فریقوں کے بیٹوں کا حصہ الگ اور بیٹیوں کا حصہ جدا کردیا گیا۔

چوتھی پشت میں فریقِ اوّل کی بیٹیوں کے نیچے چار وارث ہیں۔ بیٹا، بیٹی (جو دو کے قائم مقام ہے) بیٹی، بیٹی، ان کا مسئلہ چھ سے نکلا۔ جبکہ ان کے حاصل شدہ حصے ۸۹۶۰ چھ پر تقسیم نہیں ہوتے، لہٰذا اصل مسئلہ کو چھ سے ضرب دینے کی ضرورت ہوگی۔ ادھر فریقِ دوم میں ایک بیٹا دو بیٹیوں کے قائم مقام ہے، اور ایک بیٹی تین بیٹیوں کے قائم مقام ہے، لہٰذا ان کا مسئلہ ۷ سے نکلا، اور ان کے حصے ۴۰۵۰ سات پر تقسیم نہیں ہوتے، لہٰذا سات کو بھی اصل مسئلہ سے ضرب دینے کی ضرورت ہوگی۔ پہلے فریقِ اوّل کے رؤس "۶" کو فریقِ دوم کے رؤس "۷" سے ضرب دی، حاصلِ ضرب ۴۲ نکلا، پھر اس حاصلِ ضرب کو اصل مسئلہ ۲۴۸۴۰ سے ضرب دی تو حاصلِ ضرب ۱۰۴۳۲۸۰ نکلا، اسی سے پوری تقسیم ہوگی، فریقِ اوّل ۸۹۶۰ حصوں کو ۴۲ سے ضرب کیا تو ۳۷۶۳۲۰ ہوئے، ان کو چھ پر تقسیم کیا تو لڑکے کا

حصہ ۱۲۵۴۴۰ نکل آیا، اور چار لڑکیوں کا ۲۵۰۸۸۰ نکلا۔ ادھر فریقِ دوم کے ۴۰۵۰ حصوں کو ۴۲ سے ضرب دی تو ۱۷۰۱۰۰ ہوئے۔ ان کو سات پر تقسیم کیا تو بیٹے کا (جو دو بیٹیوں کے قائم مقام ہے)، حصہ ۹۷۲۰۰ نکلا، اور بیٹی کا، جو تین بیٹیوں کی جگہ ہے، حصہ ۷۲۹۰۰ ہوا۔ اب ہم نے دونوں فریقوں کے بیٹے اور بیٹیوں کو پھر الگ الگ کردیا۔

پانچویں پشت میں فریقِ اوّل میں تین لڑکوں کے نیچے تین وارث ہیں، ایک بیٹا جو دو کے قائم مقام ہے، ایک بیٹی، اور ایک بیٹا، ان کا مسئلہ ۷ سے نکلا، ان کے حاصل شدہ حصوں ۲۵۰۸۸۰ کو سات پر تقسیم کیا تو بیٹی کا حصہ ۳۵۸۴۰ نکل آیا، اور تین بیٹوں کا حصہ ۲۱۵۰۴۰ ہوا، اور فریقِ دوم میں بیٹے کے نیچے بیٹا اور بیٹی کے نیچے بیٹی ہے۔ اس لئے ان کا حصہ بلاکم و کاست دونوں کے نیچے کے وارثوں کو منتقل کردیا۔

چھٹی پشت میں نمبر۱ اپنے دادا کا تنہا وارث ہے، اس لئے اس کے حصے ۱۲۵۴۴۰ اس کو منتقل کردیئے۔ نمبر۲، نمبر۳ اور نمبر۵ کو دو لڑکوں کی وراثت ملی، جو تین کے برابر ہیں، اور ان کے حصے ۲۱۵۰۴۰ "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ" کے اُصول سے ان کو دیئے گئے تو نمبر۲ کا حصہ ۴۳۰۰۸، نمبر۳ کا ۸۶۰۱۶، اور نمبر۵ کا ۸۶۰۱۶ نکلا، نمبر۴ اپنی والدہ کی تنہا وارث ہے، لہٰذا اس کا حصہ ۳۵۸۴۰ اس کو ملا، نمبر۶ اور نمبر۷ اپنے پرنانا کے وارث ہیں، اس کا حصہ ۳۰۱۰۵۶ دونوں کو برابر دیا گیا تو ہر ایک کا حصہ ۱۵۰۵۲۸ ہوا۔ نمبر۸ والی لڑکی اپنی دادی کی دادی کی تنہا وارث ہے، اس لئے اس کا حصہ ۴۸۳۸۴ اس کو ملا۔ نمبر۹ اپنے نانا کے نانا کا تنہا وارث ہے، لہٰذا اس کا حصہ ۷۹۳۸۰ اس کو ملا۔ نمبر۱۰ اور نمبر۱۱ پر ان کے دادا کے ۹۷۲۰۰ حصے "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ" کے قاعدے سے تقسیم کئے گئے تو نمبر۱۰ کا حصہ ۳۲۴۰۰ اور نمبر۱۱ کا ۶۴۸۰۰ ہوا۔ نمبر۱۲ اپنی والدہ کے دادا کی تنہا وارث ہے، اس کا حصہ ۱۶۸۰۴۰ اس کو مل گیا۔ نمبر۱۳، نمبر۱۴ اور نمبر۱۵ اپنی نانی کے تین وارث ہیں۔ اس کا حصہ ۷۲۹۰۰ "لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ" کے قاعدے سے ان پر تقسیم ہوا تو نمبر۱۳ کو ۳۶۴۵۰، نمبر۱۴ کو ۱۸۲۲۵ اور نمبر۱۵ کو بھی ۱۸۲۲۵ ملے۔ ایک الگ کاغذ پر تقسیم کا نقشہ بھی لکھ کر بھیج رہا ہوں، کیونکہ آپ نے سوال کے خانے چھوٹے رکھے ہیں جن میں حصوں کا اندراج مشکل ہے۔

۱۰۴۳۲۸۰=۴۲×۲۴۸۴۰=۹×۲۷۶۰=۱۲۰×۲۳

| | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | بیٹا<br>۱۵ | | | | بیٹا<br>۱۶<br>۱۶×۱۲۰=۱۹۲۰÷۱۵=۱۲۸ | بیٹا | |
| ۲ | بیٹا<br>۹ | | | | بیٹا<br>۱۷۹۲<br>۱۷۹۲×۹=۱۶۱۲۸ | بیٹا | |
| ۳ | بیٹی<br>۶ | | ۸۹۶۰<br>۶۲۷۲۰=۶÷۳۷۶۳۲۰=۴۲×۸۹۶۰ | | بیٹی | بیٹا<br>۳۰۱۰۵۶=۴۲×۷۱۶۸ | |
| ۴ | بیٹا<br>۱۲۵۴۴۰ | بیٹی<br>۷ | ۲۵۰۸۸۰ | بیٹی<br>۲۵۰۸۸۰÷۷=۳۵۸۴۰ | بیٹی | بیٹی | |
| ۵ | بیٹا | بیٹا<br>۵ | ۲۱۵۰۴۰ | بیٹی<br>۳۵۸۴۰ | بیٹا | بیٹی | |
| ۶ | بیٹا<br>۱۲۵۴۴۰ | بیٹی<br>۴۳۰۰۸ | بیٹا<br>۸۶۰۱۶ | بیٹی<br>۳۵۸۴۰ | بیٹا<br>۸۶۰۱۶ | بیٹا<br>۱۵۰۵۲۸ | بیٹا<br>۱۵۰۵۲۸ |
| | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ |

| ۸ | ۹ | ۱۰ | ۱۱ | ۱۲ | ۱۳ | ۱۴ | ۱۵ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بیٹا | بیٹی | بیٹی | | بیٹی | بیٹی<br>۷×۱۲۰=۸۴۰÷۸=۱۰۵ | | |
| =۴۲×۱۱۵۲=۹×۱۲۸<br>۴۸۳۸۴<br>۷۹۳۸۰=۴۲×۱۸۹۰=۹×۲۱۰ | بیٹا | بیٹی<br>۷ | | بیٹی<br>۶۳۰ | بیٹی<br>۶۳۰×۹=۵۶۷۰÷۷=۸۱۰ | | |
| بیٹا | بیٹی | بیٹی | ۶۸۰۴۰=۴۲×۱۶۲۰ | بیٹا | بیٹی<br>۴۰۵۰ | ۱۷۰۱۰۰÷۷=۲۴۳۰۰<br>۴۰۵۰×۴۲=۱۷۰۱۰۰ | |
| بیٹی | بیٹا | بیٹا<br>۹۷۲۰۰ | | بیٹا | بیٹی<br>۷۲۹۰ | | |
| بیٹا | بیٹی | بیٹا | | بیٹی | بیٹی | | |
| بیٹی<br>۴۸۳۸۴ | بیٹا<br>۷۹۳۸۰ | بیٹی<br>۳۲۴۰۰ | بیٹا<br>۶۴۸۰۰ | بیٹی<br>۶۸۰۴۰ | بیٹا<br>۳۶۴۵۰ | بیٹی<br>۱۸۲۲۵ | بیٹی<br>۱۸۲۲۵ |
| ۸ | ۹ | ۱۰ | ۱۱ | ۱۲ | ۱۳ | ۱۴ | ۱۵ |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک و مشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت و ترویج، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقاریر و تحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِ فرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی و صحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی و سلاست، تبلیغی و اصلاحی انداز تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن و کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی و فقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص و للّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلا مبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات و جوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست و احباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت وعافیت کے ساتھ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا ورضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی ومنتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

# آپ کے مسائل

## اور اُن کا حل

جلد ہفتم

نام، تصویر، داڑھی، جسمانی وضع قطع، لباس
کھانے پینے کے شرعی احکام
والدین، اولاد اور پڑوسیوں کے حقوق
تبلیغ، دین، کھیل کود، موسیقی، ڈانس
خاندانی منصوبہ بندی، تصوف

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ”آپ کے مسائل اوران کا حل“

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِعلمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اورمحاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۳۹۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

سیّدی ومرشدی حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے مشہور کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کی مقبولیت اور رُجوعِ عام میں جس طرح روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے، اور علمائے اُمت جس طرح اس سے استفادہ کر رہے ہیں، اس سے واضح ہوتا ہے کہ ربّ العالمین نے حضرتِ اقدس کے اِخلاص وللّٰہیت کی برکت سے اس کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ ہر جمعہ لاکھوں افراد اس کالم سے مستفیض ہوتے ہیں اور اپنی دِینی مشکلات کے لئے رُجوع کرتے ہیں۔ آج سے چند سال قبل ۱۹۷۸ء میں اس صفحۂ اقرأ کا آغاز کیا گیا تو کتنے لوگ تھے جنھوں نے ناک بھوں چڑھائی، کتنے اہلِ علم نے خدشات کا اظہار کیا، کسی نے اس کو دِین کی توہین قرار دیا، کسی نے فتاویٰ کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کہا، لیکن قربان جاؤں حضرتِ اقدس محدث العصر حضرت العلامہ سیّدی مولانا سیّد محمد یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی نظرِ انتخاب پر کہ آپ نے میر شکیل الرحمٰن سے ایک ملاقات میں بھانپ لیا کہ اس نوجوان کے ذریعے دِین کا کام لیا جاسکتا ہے اور پھر اس کو اپنے ہم نام وہم کام علمی وقلمی جانشین مرشدی حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے حوالے کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کو تادیر عافیت ورحمت کے ساتھ رکھے۔ آپ نے حضرت بنوریؒ کی ہدایت کی روشنی میں کس طرح اس نوجوان کی تربیت کی کہ جب اس نوجوان کے ہاتھ میں اخبار کی ابتدائی ذمہ داری آئی تو وہ حضرت بنوریؒ کی توقع پر پورے اُترے، اور پاکستان کے اخبارات میں پہلی مرتبہ اسلامی صفحے کا آغاز ہوا، جو اس وقت سے لے کر اب تک


فہرست

حضرتِ اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، اِمامِ اہلِ سنت مولانا مفتی احمد الرحمٰن کے لئے صدقۂ جاریہ اور مرشدی حضرتِ اقدس زید مجدہم کے لئے فیض رسانی کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ الحمدللہ! ثم الحمدللہ! بے شمار لوگ اس صفحے میں حضرتِ اقدس کے کالم کی وجہ سے دِینی راہ پر لگ گئے۔

اخبارات کی زندگی ایک دو روزہ ہوتی ہے، اِدھر پڑھا اُدھر ختم، لیکن بے شمار لوگ ایسے ہیں جنھوں نے از اوّل تا آخر اقرأ کے صفحات کو خزانے کی طرح محفوظ رکھا ہوا ہے، ایسے ہی مخلصین کی خواہش پر ۱۹۸۹ء میں اس علمی خزانے کو پہلی دفعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، الحمدللہ! آج ہم اس خزانے کا ساتواں حصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ حضرتِ اقدس کی ہمیشہ سے خواہش رہتی ہے کہ جب بھی بیت اللہ اور روضۂ اقدس پر حاضری ہو تو کوئی نہ کوئی علمی ذخیرہ ضرور پیش کیا جائے، ربِّ کائنات کا ہزار بار شکر ہے کہ اِن شاء اللہ یہ ساتویں جلد ۱۴۱۷ھ کے حج کے موقع پر بارگاہِ خداوندی اور روضۂ اقدس پر قبولیت کے لئے پیش کی جارہی ہے، ربِّ کائنات سے دُعا ہے کہ حضرتِ اقدس کے اس فیض کو تمام دُنیا کے مسلمانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور شرفِ قبولیت سے نوازیں۔

شکرِ خداوندی کے ساتھ ان احباب کا شکریہ بھی باعثِ اَجر ہے، جو اس علمی ذخیرے کو اس خوبصورت انداز میں اُمت کے سامنے پیش کرنے کا ذریعہ بنے، ان میں سرِفہرست حضرتِ اقدس کے رفیقِ خاص مولانا سعید احمد جلال پوری، محترم جناب ڈاکٹر شہیر الدین علوی، مکرّم مولانا محمد نعیم امجد سلیمی، برادرم عبداللطیف طاہر، محمد وسیم غزالی، محمد اطہر عظیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ان کو مزید محنت کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اس علمی خزانے کے دیگر نوادرات جلد از جلد اُمت کی رہنمائی کے لئے منظرِ عام پر آسکیں۔

برادرم حافظ عتیق الرحمٰن خصوصی طور پر شکریے کے مستحق ہیں کہ وہ حضرتِ اقدس زید مجدہم کی علمی کاوشوں کو منظرِ عام پر لانے اور اس خزانے کو محفوظ کرنے کے لئے بے تاب

رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کے اس فرزندِ صالح کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ وہ حضرتِ اقدس کے فیض کو پوری دُنیا میں عام کرسکے اور دِین و دُنیا کی ترقیات سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے اور صدقۂ جاریہ کو قیامت تک قائم و دائم رکھے، اور حضرتِ اقدس کے فیض سے پوری دُنیا کو منوّر فرمائے۔

والسلام

**محمد جمیل خان**

(خاکپائے حضرتِ اقدس
مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہم)
یکم ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

## ناموں سے متعلق

## تصوّف



## فلم دیکھنا ۳۳۸

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# ناموں سے متعلق

## بچوں کے نام رکھنے کا طریقہ

س...... مسلمان بچے کا نام تجویز کرتے وقت قرآن شریف سے نام کے حروف نکالنا اور بچے کے نام کے حروف کے اعداد اور تاریخِ پیدائش کے اعداد کو آپس میں ملاکر نام رکھنے کا طریقہ کس حد تک دُرست ہے؟ بچے کا نام تجویز کرنے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے؟ قرآن و سنت کی رُو سے بتائیں۔

ج...... قرآن و سنت میں علم الاعداد پر اعتماد کرنے کی اجازت نہیں، لہٰذا یہ طریقہ غلط ہے۔ نام رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے حسنیٰ کی طرف نسبت کرکے نام رکھے جائیں، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے بزرگوں کے ناموں پر نام رکھے جائیں۔

## ناموں میں تخفیف کرنا

س...... میرا پورا نام ''عبدالقادر'' ہے، مگر تعلیمی اسناد میں مجھے ''قادر'' لکھا گیا ہے جو کہ میرے لئے ایک پریشان کن مسئلہ ہے، اور ''قادر'' سے ''عبدالقادر'' کروانا بہت ہی پیچیدہ طریقۂ کار ہے، اس لئے میں اپنا نام ''قادر'' ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر لوگ بھی مجھے ''قادر'' ہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں جبکہ یہ نام خدا کی صفت ہے، اس نام کے کیا اوصاف ہیں؟ کیا میں یہ نام رکھ سکتا ہوں؟

ج...... ''القادر'' اللہ تعالیٰ کا پاک نام ہے اور ''عبدالقادر'' کے معنی ہیں: ''قادر کا بندہ''، اور جب ''عبدالقادر'' کی جگہ صرف ''قادر'' کہنے لگے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ بندے کا نام

اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھ دیا گیا اور اس کا گناہ ہونا بالکل واضح ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیعؒ ''معارف القرآن'' جلد:۴ صفحہ:۱۳۲ میں لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ آج کل عام مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں، کچھ لوگ تو وہ ہیں جنھوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیئے، ان کی صورت و سیرت سے تو پہلے بھی مسلمان سمجھنا ان کا مشکل تھا، نام سے پتا چل جاتا تھا، اب نئے نام انگریزی طرز کے رکھے جانے لگے، لڑکیوں کے نام خواتینِ اسلام کے طرز کے خلاف خدیجہ، عائشہ، فاطمہ کے بجائے نسیم، شمیم، شہناز، نجمہ، پروین ہونے لگے۔ اس سے زیادہ افسوسناک یہ ہے کہ جن لوگوں کے اسلامی نام ہیں: عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزّاق، عبدالغفار، عبدالقدوس وغیرہ ان میں تخفیف کا یہ غلط طریقہ اختیار کرلیا گیا کہ صرف آخری لفظ ان کے نام کی جگہ پکارا جاتا ہے، رحمٰن، خالق، رزّاق، غفار کا خطاب انسانوں کو دیا جارہا ہے۔ اور اس سے زیادہ غضب کی بات یہ ہے کہ ''قدرت اللہ'' کو ''اللہ صاحب'' اور ''قدرت خدا'' کو ''خدا صاحب'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سب ناجائز وحرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جتنی مرتبہ یہ لفظ پکارا جاتا ہے اتنی ہی مرتبہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے اور سننے والا بھی گناہ سے خالی نہیں رہتا۔

یہ گناہِ بے لذّت اور بے فائدہ ایسا ہے جس کو ہمارے ہزاروں بھائی اپنے شب وروز کا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں اور کوئی فکر نہیں کرتے کہ اس ذراسی حرکت کا انجام کتنا خطرناک ہے۔''

## ناموں کو صحیح ادا نہ کرنا

س...... ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کے نام ان کے باپ کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں،

جیسے: رضیہ عبدالرحیم، فاطمہ کلیم وغیرہ۔ ان کی تعلیمی اسناد بھی اسی نام سے ہوتی ہیں، شادی کے بعد ان کے ناموں کے ساتھ شوہر کے نام مثلاً رضیہ رحیم کی جگہ رضیہ جمال، فاطمہ کلیم کی جگہ فاطمہ کاشف، خدانخواستہ شوہر فوت ہوجاتا ہے تو پھر یہ نام تبدیل ہوجاتے ہیں۔ ان ناموں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج…… باپ کا یا شوہر کا نام محض شناخت کے لئے ہوتا ہے، بچی کی جب تک شادی نہیں ہوتی اس وقت تک اس کی شناخت ''دخترِ فلاں'' کے ساتھ ہوتی ہے، اور شادی کے بعد ''زوجۂ فلاں'' کے ساتھ۔ شرعاً ''دخترِ فلاں'' کہنا بھی صحیح ہے اور ''زوجۂ فلاں'' کہنا بھی۔

## بچوں کے غیراسلامی نام رکھنا

س…… آج کل بہت سے لوگ اپنے بچوں کے نام اسلام کے ناموں (یعنی جو نام پہلے لوگ رکھتے تھے) کے مطابق نہیں رکھتے، کیا اس سے گناہ نہیں ہوتا؟

ج…… اولاد کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے نام اچھے رکھے جائیں، اس لئے مسلمانوں کا اپنی اولاد کا نام غیراسلامی رکھنا بُرا ہے۔

## ''آسیہ'' نام رکھنا

س…… میرا نام ''آسیہ خاتون'' ہے اور میں بہت سے لوگوں سے سن سن کر تنگ آچکی ہوں کہ اس نام کے معنی غلط ہیں اور یہ نام بھی نہیں رکھنا چاہئے۔

ج…… لوگ غلط کہتے ہیں، ''آسیہ'' نام صحیح ہے، عین اور صاد کے ساتھ ''عاصیہ'' نام غلط ہے، اور ان دونوں کے معنی میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

## ''محمد احمد'' نام رکھنا کیسا ہے؟

س…… کیا ''محمد احمد'' بچے کا نام رکھ سکتے ہیں؟

ج…… کوئی حرج نہیں۔

## ''محمد یسار'' نام رکھنا

س…… میں نے اپنے بیٹے کا نام ''محمد یسار'' رکھا ہے، کیا یہ نام ٹھیک ہے؟

ج…… یہ نام ٹھیک ہے، کئی صحابہ کا نام تھا، واللہ اعلم!

## ''عارش'' نام رکھنا دُرست نہیں

س…… میرے بیٹے کا نام ''عارش'' ہے، سب کہہ رہے ہیں کہ یہ نام صحیح نہیں ہے، تو کیا نام بدل دُوں؟ نیز عارش کے معنی بھی بتادیں۔

ج…… ''عارش'' اور ''عامرش'' فضول نام ہیں، اس کی جگہ ''محمد عامر'' نام رکھیں۔

## ''جمشید حسین'' نام رکھنا

س…… میرا نام ''جمشید حسین'' ہے، کیا میرا موجودہ نام ٹھیک ہے؟

ج…… یہ نام صحیح ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں۔

## ''حارث'' نام رکھنا

س…… کیا ''حارث'' اسلامی نام ہے؟ اور اس کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ج…… ''حارث'' صحیح نام ہے، اس کے معنی ہیں: ''کھیتی کرنے والا، محنت کرنے والا۔''

س…… میرے بیٹے نام ''حارث'' ہے اور مجھے ''حارث'' نام کے متعلق یہ پتا چلا ہے کہ یہ نام شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے، تو کیا یہ جاننے کے بعد نام تبدیل کرلینا چاہئے؟

ج…… نہیں! صحیح نام ہے، تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔

## ''خزیمہ'' نام رکھنا

س…… ''تبلیغی نصاب'' میں ایک نام ''زینت بنت خزیمہ'' پڑھا، ''خزیمہ'' نام مجھے پسند آیا، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ''خزیمہ'' کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہ کسی صحابی کا نام تھا؟ کیا میں یہ نام اپنے لڑکے کا رکھ سکتا ہوں؟

ج…… ''خزیمہ'' متعدّد صحابہ کرامؓ کا نام تھا، ان میں خزیمہ بن ثابت انصاریؓ مشہور ہیں، جن کا لقب ''ذوالشہادتین'' ہے (یعنی ان کی ایک گواہی دو مردوں کے برابر ہے)۔

## اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام رکھنا

س...... اگر کوئی عورت اپنے نام کے ساتھ خاوند کا نام لگائے تو یہ کیسا ہے؟

ج...... کوئی حرج نہیں، انگریزی طرز ہے۔

## بچوں کے نام کیا تاریخِ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں؟

س...... کیا بچوں کے نام تاریخِ پیدائش کے حساب سے رکھنے چاہئیں؟ عدد وغیرہ ملاکر بہتر اور اچھے معنی والے نام رکھ لینے چاہئیں؟ اسلام کی رُو سے جواب بتایئے۔

ج...... عدد ملاکر نام رکھنا فضول چیز ہے، معنی و مفہوم کے لحاظ سے نام اچھا رکھنا چاہئے، البتہ تاریخی نام رکھنا جس کے ذریعہ سنِ پیدائش محفوظ ہوجائے، صحیح ہے۔

## لفظِ ''محمد'' کو اپنے نام کا جز بنانا

س...... شرعی اعتبار سے کیا ''محمد'' کا لفظ اپنے نام کے ساتھ لگانا دُرست ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ نام زمین پر لکھا ہوا گر جائے تو کیا اس کی بے ادبی نہیں ہوتی؟ اور کیا اس کو اپنے نام کے ساتھ نہ لگایا جائے تو بہتر ہوگا؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی اپنے نام کے ساتھ ملانا دُرست ہے، بلکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پر بچے کا نام ''محمد'' رکھا جائے تو اس کی فضیلت حدیث میں آئی ہے۔ اس پاک نام کا زمین پر گرانا بے ادبی ہے، کہیں مل جائے تو ادب و احترام کے ساتھ اُٹھاکر کسی ایسی جگہ رکھ دیا جائے جہاں بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو۔

## کسی کے نام کے ساتھ لفظِ ''محمد'' کے اُوپر ''ؐ'' لکھنا

س...... وہ لوگ جن کے نام سے پہلے یا بعد ''محمد'' آتا ہے، ''محمد'' کے اُوپر چھوٹا سا ''ؐ'' لگادیتے ہیں، آخر کیوں؟ حقیقت میں ''ؐ'' مختصراً ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی نشاندہی کرتا ہے۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے سوا کسی اور کے نام پر ''ؐ'' کی علامت نہیں لکھنی چاہئے۔ جن ناموں میں لفظِ ''محمد'' استعمال ہوتا ہے، وہ ان ناموں کا جز ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی کی حیثیت اس کی نہیں ہوتی۔

## ''محمد'' نام پر ''ؐ'' کا نشان لگانا

س..... کیا ''محمد'' کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' یا ''ؐ'' لکھنا ضروری ہے؟ میں نے اکثر ''محمد'' کے نام کے ساتھ ''ؐ'' لکھا ہوا دیکھا ہے، اگر لکھنا ضروری ہے تو کیا اس طرح بھی کہ روزنامہ ''جنگ'' اخبار کے فلمی صفحے کی اشاعت میں فلم ''محمد بن قاسم'' کے ''محمد'' کے اُوپر بھی ''ؐ'' لگا تھا۔ نعوذ باللہ اس کا مفہوم دُوسرا نکلتا ہے، یہ کیوں؟

ج..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سن کر دُرود پڑھنا ضروری ہے، اور قلم سے لکھنا بہت اچھی بات ہے۔ مگر جب یہ اسمِ مبارک کسی اور شخص کے نام کا جز ہو، اس وقت اس پر ''ؐ'' کا نشان نہیں لگانا چاہئے، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں ہوتا۔

## ''عبدالرحمٰن، عبدالرزّاق'' کو ''رحمٰن'' اور ''رزّاق'' سے پکارنا

س..... ''عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزّاق'' ہمارے ہاں عام رواج یہ ہے کہ ''عبد'' کو چھوڑ کر صرف ''رحمٰن، خالق اور رزّاق'' وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں، اس طرح کے نام تو اللہ تعالیٰ کے ہیں، کیا یہ ناموں کی بے ادبی نہیں ہے؟

ج..... ''عبد'' کا لفظ ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ بندے کو پکارنا نہایت قبیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام دو قسم کے ہیں، ایک قسم ان اسمائے مبارکہ کی ہے جن کا استعمال دُوسرے کے لئے ہو ہی نہیں سکتا، جیسے: ''اللہ، رحمٰن، خالق، رزّاق'' وغیرہ۔ ان کا غیراللہ کے لئے استعمال کرنا قطعی حرام اور گستاخی ہے، جیسے کسی کا نام ''عبداللہ'' ہو اور ''عبد'' کو ہٹا کر اس شخص کو ''اللہ صاحب'' کہا جائے، یا ''عبدالرحمٰن'' کو ''رحمٰن صاحب'' کہا جائے، یا ''عبدالخالق'' کو ''خالق صاحب'' کہا جائے، یہ صریح گناہ اور حرام ہے۔ اور دُوسری قسم ان ناموں کی ہے جن کا استعمال غیراللہ کے لئے بھی آیا ہے، جیسے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رؤف رحیم'' فرمایا گیا ہے، ایسے ناموں کے دُوسرے کے لئے بولنے کی کسی حد تک گنجائش ہوسکتی ہے، لیکن ''عبد'' کے لفظ کو ہٹا کر اللہ تعالیٰ کا نام بندے کے لئے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں۔ بہت سے لوگ اس گناہ میں مبتلا ہیں اور یہ محض غفلت اور بے پروائی کا کرشمہ ہے۔

## ''مسیح اللہ'' نام رکھنا

س...... میرے بھائی کا نام ''مسیح اللہ'' ہے، بہت سے آدمی کہتے ہیں کہ: ''یہ عیسائی جیسا نام ہے، کیا تم عیسائی ہو؟ اس نام کو تبدیل کردو'' بتایئے یہ نام دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... یہ نام صحیح ہے، کیا ''محمد عیسیٰ'' نام رکھنے سے آدمی عیسائی ہوجاتا ہے...؟

## بچی کا نام ''تحریم'' رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... میں نے اپنی بیٹی کا نام ''تحریم'' رکھا ہے، معنوی اعتبار سے اس لفظ کا مطلب ہے: ۱-حرمت والی، ۲-نماز سے پہلے پڑھی جانے والی تکبیر یعنی ''تکبیرِ تحریمہ''، ۳-منع کی گئی وغیرہ۔ کچھ علماء و عام لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے بیٹی کا نام دُرست نہیں رکھا، براہِ کرم آپ اس سلسلے میں میری راہ نمائی فرمائیں۔

ج...... ''تحریم'' کے معنی ہیں: ''حرام کرنا''، آپ خود دیکھ لیجئے کہ یہ نام بچی کے لئے کس حد تک موزوں ہے...!

## مسلمان کا نام غیرمسلموں جیسا ہونا

س...... انڈیا کے مشہور فلم اسٹار ''دلیپ کمار'' مسلمان ہیں، لیکن ان کا نام جو زیادہ مشہور ہے وہ ہندو نام ہے، کیا یہ اسلام کی روشنی میں جائز ہے؟

ج...... جائز نہیں۔

## ''پرویز'' نام رکھنا صحیح نہیں

س...... میں کافی عرصے سے سن رہا ہوں کہ ''پرویز'' نام رکھنا اچھا نہیں ہے، جب بزرگوں سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو صرف اتنی وضاحت کی گئی کہ یہ نام اچھا نہیں۔ میرے کافی دوستوں کا یہ نام ہے۔ صفحہ ''کتاب و سنت کی روشنی'' میں ''اخبار جہاں'' میں جناب حافظ بشیر احمد غازی آبادی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ یہ نام ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن کا تھا، بات کچھ واضح نہیں ہوئی؟


فہرست

ج...... ''پرویز'' شاہِ ایران کا نام تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک چاک کردیا تھا (نعوذ باللہ)، یا ہمارے زمانے میں مشہور منکرِ حدیث کا نام تھا، اب خود سوچ لیجئے ایسے کافر کے نام پر نام رکھنا کیسا ہے...؟

## ''فیروز'' نام رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... ''فیروز'' نام رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ ایک صحابی کا نام بھی فیروز تھا، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام بھی فیروز تھا۔

ج...... ''فیروز'' نام کا کوئی مضائقہ نہیں، باقی اگر کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کی نیت سے یہ نام رکھتا ہے تو جیسی نیت ویسی مراد...!

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اپنا نام رکھنا

س...... میرا مسئلہ نام کے بارے میں ہے، میرا نام ''محمد'' ہے، چنانچہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ نام صحیح ہے کہ نہیں؟ کیونکہ میرے دوست اور بہت سے لوگ بھی اس نام کے بارے میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ یہ نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، چنانچہ اس کی بے ادبی ہوتی ہے۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک پر بچوں کے نام رکھنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک مسلمانوں میں رائج ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت ثابت ہے، بلکہ ایک حدیث میں اس نام کے رکھنے کی فضیلت آئی ہے۔

## ''عبدالمصطفیٰ'' اور ''غلام اللہ'' نام رکھنا

س...... ''عبدالمصطفیٰ'' اور ''غلام اللہ'' نام رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ ''عبد'' کے معنی بندے اور ''غلام'' کے معنی بیٹے کے ہیں؟

ج...... ''عبدالمصطفیٰ'' کے نام سے بعض اکابر نے منع فرمایا ہے کہ اس میں عبدیت کی نسبت غیراللہ کی طرف ہے۔ ''غلام اللہ'' میں غلام کے معنی ''عبد'' کے ہیں۔ ''غلام'' کے معنی بیٹے کے نہ متبادر ہیں، نہ مراد ہیں، اس لئے یہ نام صحیح ہے، واللہ اعلم!

## لڑکیوں کے نام ”شازیہ، روبینہ، شاہینہ“ کیسے ہیں؟

س…… کیا لڑکیوں کے نام ”شازیہ، روبینہ اور شاہینہ“ غیراسلامی نام ہیں؟

ج…… مہمل نام ہیں۔

## ”اللہ داد، اللہ دتہ اور اللہ یار“ سے بندوں کو مخاطب کرنا

س…… کیا اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں سے کسی انسان کو مخاطب کرنا جائز ہے؟ جیسے ”رحمٰن، اللہ داد، اللہ دتہ، اللہ یار“ وغیرہ، کیونکہ میں نے کسی اسلامی کتاب جو کہ اسمائے الٰہی کے موضوع پر تھی، میں پڑھا تھا کہ اللہ کے ذاتی نام انسان نہ اپنائے تو اچھا ہے، اور اللہ کے صفاتی اور فعلی نام ہی اپنانے چاہئیں۔ براہِ کرم آپ اس پر روشنی ڈالیں تاکہ راہ نمائی مل سکے۔

ج…… ”رحمٰن“ اور ”اللہ“ تو اللہ تعالیٰ کے پاک نام ہیں، لیکن ”اللہ دتہ“ اور ”اللہ یار“ تو اللہ تعالیٰ کے نام نہیں، کیونکہ ”اللہ دتہ“ ترجمہ ہے ”عطاء اللہ“ کا، اور ”اللہ یار“ ترجمہ ہے ”ولی اللہ“ کا۔ اس لئے آپ کی ذکرکردہ مثالیں صحیح نہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کا تعلق ہے، تو اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام ”اللہ“ تو اسمِ ذاتی ہے اور باقی تمام نام صفاتی ہیں، ان صفاتی ناموں میں ”رحمٰن“ ذاتی نام کی مانند ہے کہ کسی دُوسرے کو ”رحمٰن“ کہنا جائز نہیں۔ اسی طرح دُوسرے بعض نام ایسے ہیں جن کا کسی دُوسرے کے لئے استعمال جائز نہیں، مثلاً کسی کو ”رَبّ العالمین“ کہنا جائز نہیں۔ البتہ بعض نام ایسے ہیں کہ دُوسروں کے لئے بھی ان کو استعمال کیا گیا ہے، مثلاً ”رؤف“ اور ”رحیم“ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، لیکن قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ”رؤف رحیم“ فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح ”شکور“ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، لیکن قرآنِ کریم میں بندوں کو بھی ”شکور“ فرمایا گیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کو کسی دُوسرے پر بولنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ضابطہ یہ نکلا کہ معنی و مفہوم کے لحاظ سے اگر وہ نام اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہے تو اس کو کسی دُوسرے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں تو دُوسروں کے لئے اس کا استعمال جائز ہے۔



فہرست

## ''نائلہ'' نام رکھنا

س...... ''نائلہ'' کیا عربی لفظ ہے؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے سنا ہے کہ یہ عزیٰ، لات اور نائلہ وغیرہ بتوں کے نام ہیں، جن کی کسی زمانے میں پوجا کی جاتی تھی، لیکن آج کل ''نائلہ'' نام لڑکیوں کا بڑے شوق سے رکھا جارہا ہے، کیا شرعاً ''نائلہ'' نام رکھنا جائز ہے؟

ج...... جی ہاں! عربی لفظ ہے، جس کے معنی ہیں: ''عطیہ، سخی، حاصل کرنے والی''۔ یہ بعض صحابیات کا بھی نام تھا (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا بھی)، اگر یہ ناجائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تبدیل کرنے کا حکم فرماتے۔

## ''الرحمٰن'' کسی انجمن کا نام رکھنا

س...... ہمارے علاقے میں ایک ''الرحمٰن فلاحی سوسائٹی'' نامی ایک انجمن قائم ہوئی، یہ انجمن دِینی اور فلاحی کام انجام دیتی ہے۔ بتلائیے ''الرحمٰن'' کسی انجمن کا نام رکھنا جائز ہے؟

ج...... ''الرحمٰن'' اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے، کسی فرد یا انجمن کا یہ نام رکھنا جائز نہیں۔

## اپنے نام کے ساتھ ''حافظ'' لگانا

س...... اگر کوئی لڑکی یا لڑکا حافظ ہو اور اپنے نام کے آگے ''حافظ'' لگا سکتا ہے یا نہیں؟ جیسے ''ارم'' نام ہے تو ''حافظ ارم'' لکھ سکتی ہے یا کہہ سکتی ہے یا نہیں؟

ج...... اگر رِیاکاری مقصود نہ ہو تو جائز ہے۔

## اپنے نام کے ساتھ ''شاہ'' لکھنا یا کسی کو ''شاہ جی'' کہنا کیسا ہے؟

س...... ایک حدیث میں نے پڑھی تھی، کمی بیشی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ ''شاہ'' لکھے یا کہلوائے، جیسے ''شاہ جی''، ''شاہ صاحب'' وغیرہ تو وہ شخص گناہ گار ہوگا کیونکہ یہ نام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی زیب دیتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج...... حدیث میں ''شہنشاہ'' کہلوانے کی ممانعت آئی ہے، جس کے معنی ہیں ''بادشاہوں کا بادشاہ''، یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ ''سیّد'' وغیرہ کو جو ''شاہ صاحب'' کہتے ہیں، اس کی ممانعت نہیں۔

## ''سیّد'' کا مصداق کون ہے؟

س…… جنابِ عالی! میں آپ کا اسلامی صفحہ پابندی سے پڑھتا ہوں۔ مسائل اور ان کا حل پڑھ کر میری دِینی معلومات میں بڑا اضافہ ہوا۔ میرے ذہن میں بھی ایک سوال ہے جس کا حل چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ جناب تسلی بخش جواب سے تمام قارئین کی معلومات میں اضافہ فرمائیں گے۔ اسلام سے قبل ہندوستان میں بت پرست قوم آباد تھی، جو کہ اپنے عقائد کے اعتبار سے چار ذاتوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ۱-برہمن، ۲-چھتری، ۳-ویش، ۴-شودر۔ پھر ان میں بھی درجہ بندی تھی، کوئی اُونچا، کوئی نیچا، اس بنا پر برہمن کے نام کے ساتھ اس کی شناخت کا کوئی لفظ شامل ہوتا ہے جیسے: ''دوبے، تربیدی، چوبے'' وغیرہ، جس وقت ہندوستان میں اسلام کا ظہور ہوا، اور لوگ انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے مسلمان ہونے لگے، مگر اسلام قبول کرنے کے باوجود ان میں ہندوانہ ذہنیت باقی رہی جو کہ آج تک مسلمان کسی نہ کسی شکل میں ہندوؤں کے رسم و رواج کو اپنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کی طرح مسلمانوں نے بھی چار ذاتیں بنالیں۔ ''برہمن'' کے مقابلے میں ''سیّد''، ''چھتری'' کے مقابلے میں ''پٹھان''، اور بقیہ لوگ کوئی ''شیخ'' ہے، کوئی ''مغل''۔ ''سیّد'' کے دو طبقے ہیں، سنی سیّد، شیعہ سیّد۔ پھر ان میں مزید درجہ بندی ہے جو کہ ہر ''سیّد'' اپنے نام کے ساتھ شناخت کے لئے کوئی لفظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے: ''صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، جعفری'' وغیرہ۔ ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ: ''میرا تعلق ایک ایسے گروہ سے ہے جو ہندوستان میں شراب کی تجارت کرتا تھا، سب لوگ اجتماعی حیثیت سے مسلمان ہوگئے، بعد کو خیال آیا کہ ہم کون سے مسلمان ہیں؟ سب نے فیصلہ کیا کہ ہم لوگ صدقِ دِل سے مسلمان ہوئے ہیں اس لئے ہم سب ''صدیقی'' مسلمان ہیں، اسی وجہ سے میں اپنے کو ''صدیقی'' لکھتا ہوں۔'' اب میں اصل مدعا بیان کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ: ایک موقع پر لفظِ ''سیّد'' پر بات ہو رہی تھی تو میرے ایک دوست (جو کہ اسکول ماسٹر ہیں) نے کہا: ''ایوب صاحب! آپ بھی سیّد ہیں'' میں نے کہا: ''میں تو سیّد نہیں ہوں'' تو انہوں نے ایک موٹی سی کتاب


فہرست

لا کر مجھ کو دی اور کہا کہ اس کو پڑھئے۔ یہ کتاب کراچی کے ایک صاحب نے لکھی ہے اور غالباً وہ دو مرتبہ چھپ چکی ہے، اس میں لفظ ''سیّد'' پر بڑی تحقیق کی گئی ہے، اس میں بتایا ہے کہ لفظِ ''سیّد'' نہ تو خاندانی ہے اور نہ نسلی، یہ لفظ اسلام سے قبل عرب میں استعمال ہوتا تھا، ''سیّد'' کے معنی سردار کے ہیں، خاندان کے سربراہ کو ''سیّد'' کہتے تھے، یہود و نصاریٰ سب ہی اس لفظ کو استعمال کرتے تھے، ہر ایک زبان میں کوئی نہ کوئی لفظ عزّت و احترام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ انگریزی میں ''مسٹر'' اور ہندی میں ''شری مان''، اُردو میں ''جنابِ عالی'' و ''محترم''۔ بطور ثبوت انہوں نے ایسے مضامین اور کتابیں دِکھائیں جہاں لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوا ہے، کتابوں کے نام و مصنّفین کے ناموں کے ساتھ کہیں لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوا ہے، کسی جگہ لفظِ ''سیّد'' احترام و بزرگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ''سیّد خاندان'' اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے ہیں کہ ان کو کوئی اصل ''سیّد'' لڑکا نہیں ملتا ہے۔ اب مندرجہ بالا وضاحت کے بعد میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی اَحکامات کی روشنی میں:

اوّل:...... جبکہ لفظِ ''سیّد'' نہ خاندانی ہے، نہ نسلی تو ہر مسلمان جو کہ اس کا مستحق ہے، اس کے نام کے ساتھ لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ ہر مسلمان ایک دُوسرے کا بھائی ہے اور اُونچ نیچ کی قرآن نے نفی کر دی ہے۔

دوم:...... جو لوگ اپنی تعریف خود کرتے ہیں، یعنی ''سیّد'' کہہ کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں سردار ہوں، عزّت دار ہوں اور قابلِ احترام ہوں، بزرگ ہوں، خواہ اس کا کردار کچھ ہی ہو، کیا یہ دُرست ہے؟ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

سوم:...... جو لوگ ''سیّد'' کا بہانہ کرکے لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... آپ کے سوال میں چند اُمور قابلِ تحقیق ہیں۔

اوّل:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کا جزوِ ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام اہلِ ایمان کے لئے سب سے بڑھ کر محبوب و محترم ہے، جیسا کہ

ارشادِ ربانی:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ." (الاحزاب:۶)

اور حدیث:

"لا یؤمن أحدکم حتّٰی أکون أحبّ الیه من والده وولده والناس أجمعین." (مشکوٰۃ ص:۱۲)

سے واضح ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا لازمی نتیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین سے محبت ہے، جس درجے کا تعلق ہوگا، اسی درجے کی محبت بھی ہوگی۔

دوم:...... ہر شخص کو طبعاً اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد سے محبت رکھنا بھی اہلِ ایمان کے لئے تقاضائے ایمان ہے، اور متعدّد نصوص میں اس کا حکم بھی ہے۔

سوم:...... جس طرح بادشاہ کی اولاد شہزادے شہزادیاں کہلاتے ہیں، اسی طرح سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو "سیّد" کہا جاتا ہے، اور یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبطینِ کریمین رضی اللہ عنہما کے لئے خود استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "ابنی هٰذا سیّد" اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا: "سیّدا شباب أهل الجنّة"۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ نہ بھی استعمال فرمایا ہوتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو اپنا آقا اور سردار سمجھنا ہمارا فرض تھا کہ آقا کی اولاد بھی آقا کہلاتی ہے، یہی معنی "سیّد" کے ہیں۔

چہارم:...... کسی شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا ہونا ایک غیراختیاری فضیلت ہے، جو لائقِ شکر تو بلاشبہ ہے مگر لائقِ فخر نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور نسبت کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں، اولاد اپنے باپ کی جانشین اسی وقت کہلاتی ہے جبکہ اس کے نقشِ قدم پر ہو۔ جو شخص شہزادہ ہوکر چوہڑوں والے کام کرے، وہ چوہڑوں سے بدتر سمجھا جاتا ہے، بلکہ اس کے نسب میں بھی شبہ ہوجاتا ہے کہ اس کا نسب

واقعتاً بادشاہ سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟ اسی طرح جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا ہوکر گندے عقائد، گندے اعمال اور گندے اخلاق میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی حالت زیادہ خطرناک ہے، اور ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ پسرِ نوح کی طرح ان کے حق میں بھی "اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" نہ فرمادیا جائے، چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"وأنتم ألا تسمعون (ان أولياؤه الّا المتقون) فان كنتم أولئك فذاك والا فانظروا يأتي الناس بالأعمال يوم القيامة وتأتون بالأثقال فنعرض عنكم. ثم رفع يديه فقال: يا أيها الناس! ان قريشًا أهل أمانة فمن بغاهم العواثر أكبه الله بمنخريه، قالها ثلاثًا."

(مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۲۶)

ترجمہ:...... "کیا تم یہ نہیں سن رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوست صرف متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں، پس اگر تم بھی متقی اور پرہیزگار ہو تب تو ٹھیک ہے، ورنہ دیکھو! ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن دُوسرے لوگ تو اعمال لے کر آئیں اور تم بوجھ لاد کر آؤ، جس کے نتیجے میں ہم تم سے منہ موڑ لیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھاکر فرمایا: لوگو! بے شک قریش اہلِ امانت ہیں، پس جو شخص ان سے خیانت کرے گا اور ان کی لغزشیں تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو نتھنوں کے بل اوندھا کردیں گے۔"

پس سیّدوں کو اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق و اَحوال کا جائزہ لے کر دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنے جدِامجد سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر مناسبت رکھتے ہیں؟ نصاریٰ کی شکل و صورت اور وضع قطع اپناکر اور بدکرداروں اور بدقماشوں کے اخلاق و اعمال اختیار کرکے "سیّد" کہلانا لائقِ شرم ہے۔

پنجم:...... یہ گفتگو تو ان حضرات کے بارے میں ہے جو صحیح النسب ''سیّد'' ہیں، لیکن اس دور میں بہت سے جعلی سیّد بنے ہوئے ہیں۔ امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک ایسے ہی سیّد کے بارے میں مزاحاً فرمایا تھا: ''بھئی! ہم تو قدیم سے سیّد چلے آتے ہیں، ہمارے سیّد ہونے میں تو شبہ ہوسکتا ہے کہ خدا جانے سیّد ہیں بھی یا نہیں، مگر فلاں صاحب کے سیّد ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ وہ تو میری آنکھوں کے سامنے سیّد بنا ہے۔''

یہ جعلی سیّد کئی جرائم کے مرتکب ہیں، اوّل: اپنے نسب کا تبدیل کرنا، جس پر دوزخ کی وعید ہے، حدیث میں ہے:

''من ادعٰی الٰی غیر أبیه .... فعلیه لعنة الله والملائکة والناس أجمعین، لا یقبل منه صرف ولا عدل.'' (مشکوٰۃ ص:۲۳۹)

ترجمہ:...... ''جس نے اپنا نسب تبدیل کیا..... اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت، اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل۔''

ان لوگوں کا دُوسرا جرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف محض جھوٹی نسبت کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنا بدترین گناہ اور ذلیل ترین حرکت ہے۔ تیسرے ان لوگوں کا مقصد محض جھوٹا فخر ہے اور فخر و تعلّی، خالق و مخلوق دونوں کی نظر میں رذالت اور کمینگی کی علامت ہے۔ چوتھے یہ لوگ اپنے رذیل اخلاق و اعمال کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذُرّیتِ طیبہ کے لئے ننگ و عار اور بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور لوگ ان کو دیکھ کر یوں سمجھتے ہیں کہ سیّد (نعوذ باللہ) ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ششم:...... مگر ان نقلی اور جعلی سیّدوں کی وجہ سے ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہوگا کہ ہم اولادِ رسولؐ کی توہین و گستاخی کریں۔ ایک بزرگ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار ان سے کسی صاحب نے اپنی کوئی ضرورت و حاجت مندی ذکر کی اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں، مجھ سے تعاون فرمائیے۔ ان (بزرگ) کے منہ سے بے

ساختہ نکل گیا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ تم اولادِ رسولؐ ہو؟ وہ صاحب اس کا کیا جواب دیتے؟ خاموش رہ گئے۔ رات کو وہ بزرگ خواب دیکھتے ہیں کہ میدانِ محشر قائم ہے اور لوگ شفاعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو رہے ہیں، یہ بزرگ بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کا اُمتی ہوں، میری بھی شفاعت فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارے اُمتی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر میری اولاد کا اولاد ہونا بغیر دلیل کے قابلِ تسلیم نہیں تو تمہارا اُمتی ہونا بغیر دلیل کے کیسے تسلیم کیا جائے؟ اس بزرگ کو اپنی غلطی پر تنبیہ ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔

بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج واحباب (رضی اللہ عنہم) کے حق میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اب بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واولاد کی بے ادبی کرنے لگے ہیں۔ جن صاحب کی موٹی سی کتاب کا آپ نے حوالہ دیا ہے، مجھے ان صاحب کے بارے میں معلوم ہے کہ اس کا تعلق بھی اسی گروہ سے ہے، اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واولاد کے خلاف نفرت وبغض کا اظہار کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف شوشے چھوڑتے رہتے ہیں، جن کا عقل وایمان سے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ میں آپ سے مؤدّبانہ ومخلصانہ التماس کروں گا کہ آپ اس گرداب میں مبتلا نہ ہوں۔ "سیّد" اگر سردار کو کہتے ہیں تو خود ہی سوچئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہماری سردار نہیں تو کیا ہے؟ پس اگر ان کو اصطلاحِ عرفی کے طور پر "سیّد" کہا جائے تو ناگواری کی وجہ کیا ہے؟ کیا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہمارے لئے لائقِ احترام نہیں؟ اگر ہم ان کو احتراماً "سیّد" کہتے ہیں تو آخر یہ کس دلیلِ عقلی یا شرعی سے ممنوع ہے؟

ہفتم:...... اللہ تعالیٰ نے برادریاں، خاندان، قومیں، ذاتیں خود بنائی ہیں، جیسا کہ خود فرمایا ہے: "وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ" اور اس میں بہت سی مصلحتیں رکھی ہیں جن کی طرف "لِتَعَارَفُوْا" کے لفظ سے اشارہ فرمایا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ صفات واخلاق اور ملکات بیشتر "أَبًا عَنْ جَدٍّ" منتقل ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض خاندان اپنی خاندانی روایات اور اخلاق وصفات کی بنا پر ممتاز سمجھے جاتے ہیں اور دُوسرے بعض خاندان اس

اخلاقی معیار کو قائم کرنے سے قاصر رہتے ہیں، یہ بات روزمرّہ مشاہدے کی ہے، جس پر کسی استدلال کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض خاندانوں کے تفوّق کو برقرار رکھا ہے، چنانچہ مشہور ارشاد ہے: ''انسانوں کی بھی کانیں ہیں، جس طرح سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، جو لوگ جاہلیت میں شریف و معزّز تھے وہ اسلام میں بھی بہتر و معزّز ہوں گے، جبکہ دِین کا فہم حاصل کرلیں۔'' اس ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانوں کو سونے چاندی کی کانوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ بعض کانیں اعلیٰ اور عمدہ ہوتی ہیں اور بعض ناقص اور گھٹیا۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانِ قریش کے فضائل بیان فرمائے ہیں، جو حدیث کے ہر طالبِ علم کو معلوم ہیں۔

ہشتم:...... بعض خاندانوں کا بعض سے اعلیٰ و اشرف ہونا تو عقلاً و شرعاً مُسلَّم ہے، لیکن اس مسئلے میں دو سنگین غلطیاں کی جاتی ہیں، اوّل یہ کہ بعض لوگ خاندانوں کو غرور اور فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزّت و کرامت کی چیز خاندان نہیں، بلکہ آدمی کا ذاتی نامۂ عمل ہے، جیسا کہ: ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقَاکُمْ'' میں صراحتاً بیان فرمایا ہے، پس ذاتی اعمال سے قطعِ نظر کرکے کسی شخص کا سیّد، قریشی، ہاشمی، صدیقی، فاروقی ہونے پر فخر کرنا اور ان نسبتوں کو فخر کے طور پر اپنے نام کے ساتھ چسپاں کرنا، اس کی حماقت اور مردودیت کی علامت ہے، احادیث شریفہ میں نسب پر فخر کرنے کی شدید مذمت آئی ہے۔

دُوسری غلطی اس کے برعکس یہ کی جاتی ہے کہ معزّز خاندانوں کی توہین و تنقیص کی جاتی ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ اسلام میں نسب اور خاندان کوئی چیز ہی نہیں، یہ بات اس حد تک تو صحیح ہے کہ قربِ عنداللہ میں خاندان کو کوئی دخل نہیں بلکہ اس کا مدار اعمالِ صالحہ کی بدولت ولایت کے اعلیٰ ترین مقامات طے کرسکتا ہے اور دُوسرا شخص اعلیٰ ترین خاندان میں پیدا ہوکر اپنی بدعملی و بدکرداری کی وجہ سے جہنم کا کندہ بن سکتا ہے۔ شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ: ''ایک اعرابی اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا کہ بیٹا! عمل کر، قیامت کے دن یہ پوچھا جائے گا کہ تو کیا کما کر لایا؟ یہ نہیں پوچھیں گے کہ تیرا نسب نامہ کیا تھا؟'' الغرض کسی فرد کی فضیلت و بزرگی کا مدار خاندان پر نہیں بلکہ علم و عمل اور زُہد و تقویٰ پر ہے۔ اس کے باوجود اللہ


فہرست

تعالیٰ نے دُنیوی مصالح کے لئے خاندان اور شعوب وقبائل بنائے ہیں اور ان پر کفو وغیرہ کے بعض مسائل بھی جاری ہوتے ہیں، مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لئے زکوٰۃ حلال نہیں، اس لئے خاندانوں کا انکار کرنا اور شریف خاندانوں کی فضیلت کو پامال کرنا غلط ہے، درحقیقت اس کا منشا بھی کبر ہے۔

نہم:...... خاندانوں پر فخر اور غرور کا ایک شعبہ یہ ہے کہ سیّد خاندان کی لڑکی کا غیرسیّد لڑکے سے نکاح جائز نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ والدین کی رضامندی سے سیّد لڑکی کا نکاح کسی بھی مسلمان سے ہوسکتا ہے، البتہ والدین کی رضامندی کے بغیر چونکہ بہت سی خاندانی اُلجھنیں پیدا ہوجاتی ہیں، اس لئے غیرکفو میں لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ سادات کے جدِامجد حضرت علی بن حسین (رضی اللہ عنہما) نے جو "زین العابدین" کے لقب سے مشہور ہیں، اپنے غلام کو آزاد کرکے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اس کے ساتھ کردیا، اور اپنی باندی کو آزاد کرکے اپنا نکاح اس سے کرلیا۔ اُموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ان کو پیغام بھیجا کہ: "آپ نے خاندانِ قریش کی ناک کاٹ دی، آپ کی ہمشیرہ کے لئے اعلیٰ خاندان میں رشتے مل سکتے ہیں، مگر آپ نے اسے ایک غلام کے حبالۂ عقد میں دے دیا، اور آپ کو اپنے لئے اُونچے سے اُونچا رشتہ مل سکتا تھا مگر آپ نے ایک باندی کو آزاد کرکے بیوی بنالیا۔"

جواب میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا: "تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ (یہ قرآنِ کریم کی آیت کا ایک ٹکڑا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو آزاد کرکے اپنی (پھوپھی زاد) بہن (حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) کا عقد ان سے کردیا، اور حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو آزاد کرکے ان سے اپنا عقد کرلیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا ہے۔"

مجھے اُمید ہے کہ آپ کے سوال نامے کے جواب میں یہ مختصر اِشارات کافی ہوں گے، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّآخِرًا!

## اچھے، بُرے ناموں کے اثرات

س……شریعت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کسی کے نام کا اس شخصیت پر اثر ہوتا ہے؟ مثال کے طور پر ''زید'' کے حالات خراب ہیں، اب وہ اپنا نام بدل لیتا ہے تو کیا اس کے نام بدلنے سے اس کی شخصیت پر اثر پڑے گا؟

ج……اچھے نام کے اچھے اثرات اور بُرے نام کے بُرے اثرات تو بلاشبہ ہوتے ہیں، اسی بنا پر اچھا نام رکھنے کا حکم ہے، لیکن ''زید'' تو بُرا نام نہیں کہ اس کی وجہ سے زید کے حالات خراب ہوں اور نام بدل دینے سے اس کے حالات دُرست ہوجائیں۔ اس لئے آپ کی مثال دُرست نہیں۔

## ''اصحاب'' اور ''صحب'' دونوں الفاظ ہم معنی ہیں

س……ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پر کورَس کی صورت میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے، اس کے تمام الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم''، براہِ کرم مطلع کریں کہ ''اصحابہٖ'' اور ''صحبہٖ'' دونوں الفاظ کا مطلب ایک ہی ہے یا تمام اصحاب کے لئے جمع کا صیغے میں لفظ ''اصحابہٖ'' کا استعمال دُرست ہوگا؟ آپ کے جواب پر ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کو توجہ دینی چاہئے۔

ج……''صحبہٖ'' اور ''اصحابہٖ'' دونوں لفظ صحیح ہیں، اور دونوں کا ایک ہی مطلب ہے، یہ دونوں لفظ جمع کے صیغے ہیں۔

## کیا کسی شخص کو ''وکیل'' کہنا غلط ہے؟

س……ایک صاحب فرماتے ہیں کہ: ''پڑوسی ملک بھارت میں وکیل کو 'بھاڑو' اور بیرسٹر کو 'مہا بھاڑو' کہا جاتا ہے، لہٰذا ہم تمہیں بھی یہی کہیں گے۔'' عرض کیا کہ: ''وہاں کی بات چھوڑیں، وہاں تو بت پرستی بھی ہوتی ہے، جو ہمارے مذہب میں ناجائز ہے، جو الفاظ نازیبا آپ استعمال فرمارہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں بہت ہی بُرے معنی میں لئے جاتے ہیں، یعنی

فاحشہ عورتوں کی ناجائز کمائی کھانے والے لوگ۔ ہمارے ہاں تو نکاح کے وقت دُولہا اور دُلہن کے بھی وکیل ہوتے ہیں، آیتِ قرآنی میں وکیل اس طرح آیا ہے: ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل“ اور ہمیں اس کی پیروی کرتے ہوئے ایک بہتر مددگار بننے کی پوری کوشش کرنی چاہئے“ تو وہ صاحب میرے بارے میں فرماتے ہیں: ”تم کفر کے مرتکب ہو رہے ہو، جو صفت خدا نے اپنے لئے رکھی ہے اسے خود سے منسوب کرتے ہو“ (واضح رہے کہ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں، میرا مطلب خدا کی پیروی ہے)۔ صاحب! اگر خدا اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجیں اور ایمان والوں کو بھی اس کا حکم ہو اور ہم بھی دُرود بھیجیں تو وہ کام جو اللہ پاک نے کیا، وہی ہم نے بھی کیا مگر اطاعتِ رَبی میں کیا، نہ کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ کوئی اللہ میاں کی ہمسری میں؟ (اللہ معاف فرمائے) پھر اگر ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل“ کی پیروی میں ہم بہتر وکیل اور بہتر مددگار بننے کی کوشش کریں تو پناہِ خدا! کیا واقعی ان حضرت کی رائے میرے لئے صحیح ہے؟ مجھے کس طرح توبہ کرنی چاہئے اور مجھے تو اپنی یہ بات غلط نہیں لگتی کہ جہاں اِلحاد، شرک اور بت پرستی ہوتی ہو، ہمیں وہاں کی بات نہیں ماننی چاہئے۔

ج…… اللہ تعالیٰ کے پاک نام دو طرح کے ہیں، ایک وہ جن کا اطلاق کسی دُوسرے پر جائز نہیں، اور دُوسرے وہ جن کا اطلاق کسی دُوسرے پر بھی جائز ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ کا نام ”الرؤف“ بھی ہے، ”الرحیم“ بھی ہے، حالانکہ قرآنِ کریم میں یہ صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ذکر کی گئی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک نام ”الوکیل“ بھی ہے، اس کا استعمال دُوسروں کے لئے بھی جائز ہے، اگرچہ دونوں جگہ کے مفہوم میں وہی فرق ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان ہے، پس آپ کا موقف صحیح ہے اور ان صاحب کا موقف غلط ہے۔

## کنیت کو بطورِ نام استعمال کرنا

س…… میرا نام ”ابوبکر“ ہے، ایک دفعہ ایک عالم صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ تو کوئی نام نہیں، صرف کنیت ہے۔ برائے مہربانی شریعت کی رُو سے مجھے مشورہ دیجئے کہ میں اپنا نام تبدیل کرلوں یا نام بڑھادُوں یعنی نام کے بعد ”ابوبکر“ استعمال کروں؟

ج...... کنیت کو بھی تو بطور نام کے استعمال کیا جاسکتا ہے، آپ کا نام صحیح ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں۔

## ''ابوالقاسم'' کنیت رکھنا

س...... ہمارے شہر میاں چنوں میں ایک شخص ہے جس کا نام صوفی محمد بشیر ہے، وہ عطریات کا کام کرتا ہے، اس نے ایک مدرسہ بھی بنایا ہوا ہے، اس نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ''اسرارِ ابراہیمیہ'' ہے، اس کتاب پر انہوں نے اپنی کنیت ''ابوالقاسم'' لکھی ہے، یعنی بمعہ نام کے یوں لکھا ہے: ''ابوالقاسم صوفی محمد بشیر''۔ ان کے مدرسہ کی جانب سے جو اِشتہار نکلتا ہے اس پر کنیت ''ابوالقاسم'' لکھا ہوتا ہے، اور میں نے سنا ہے کہ ''ابوالقاسم'' کنیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، کوئی اپنی کنیت ''ابوالقاسم'' نہیں رکھ سکتا۔ برائے مہربانی احادیث سے ثابت کریں کہ ''ابوالقاسم'' کنیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یا نہیں؟ حضور کے علاوہ اور کوئی بھی اپنی کنیت ''ابوالقاسم'' رکھ سکتا ہے؟

ج...... مشکوٰۃ شریف میں ص:۴۰۷ کے حاشیہ میں ''مرقاۃ'' سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر ''ابوالقاسم'' کی کنیت رکھنے کی ممانعت جمہور سلف اور فقہائے امصار کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک محدود تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی اجازت ہے۔ البتہ اِمام شافعیؒ اور اہلِ ظاہر اب بھی ممانعت کے قائل ہیں۔

## اپنے نام کے ساتھ ''صدیقی'' یا ''عثمانی'' بطور تخلص رکھنا

س...... اگر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ تخلص ''صدیقی'' یا ''فاروقی''، ''عثمانی'' یا ''علوی'' شجرۂ نسب کے حساب سے نہیں، عقیدت و محبت کی وجہ سے ملاتا ہے، مثلاً ''غلام سروَر صدیقی'' نام کے ساتھ ملانا جائز ہے یا نہیں؟ عقیدت و محبت کی وجہ سے۔

ج...... عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کا تو مضائقہ نہیں، لیکن ''صدیقی'' یا ''فاروقی'' وغیرہ کہلانے میں تلبیس و تدلیس پائی جاتی ہے، سننے



فہرست

والے یہی سمجھیں گے کہ حضرت کو ان بزرگوں سے نسبی تعلق ہے اور غلط نسب جتانا حرام ہے، اس لئے یہ بھی دُرست نہ ہوگا۔

## لقب اور تخلص رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... ایک حدیث نظر سے گزری جو حسب و نسب کے بارے میں کچھ اس طرح ہے جیسے کوئی شخص ''شیخ''، ''صدیقی'' نہیں، مگر اپنے آپ کو ''صدیقی'' لکھے، یا ''قریشی'' نہیں ہے، اپنے آپ کو ''قریشی'' کہے یا نسباً ''انصاری'' نہیں ہے اور اپنے آپ کو ''انصاری'' کہے، یا ''سیّد'' نہیں ہے، ''سیّد'' کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کی نسبت چھوڑ کر کسی دُوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے تو جنت اس پر حرام ہے۔ (مسلم، بخاری، ابوداؤد) مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں اگر شاعر، مصنف، آرٹسٹ، ادیب اور دُوسرے مختلف حضرات شوقیہ اپنا تخلص: پروانہ، ناز، آسی، ناشاد وغیرہ رکھ لیتے ہیں کیا یہ بھی اسی زُمرے میں آتے ہیں؟

ج...... یہ حدیث نسب تبدیل کرنے سے متعلق ہے، کسی لقب یا تخلص کے اختیار کرنے کی (بشرطیکہ وہ بذاتِ خود غلط نہ ہو) اس میں ممانعت نہیں۔

## اپنے نام کے ساتھ غیرمسلم کے نام کو بطور تخلص رکھنا

س...... اگر کوئی آدمی اپنے نام کے ساتھ تخلص کے لئے کسی ہندو کے نام پر نام رکھ لے تو کیا یہ دُرست ہے اسلام کی روشنی میں؟

ج...... جو نام ہندوؤں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو کسی مسلمان کے نام کا جز بنانا صحیح نہیں۔

## ستاروں کے نام پر نام رکھنا اور خاص پتھر پہننا

س...... یہ فرمایئے کہ یہ ستارگان دیکھ کر مثلاً: ستارہ عطارد، برج سنبلہ پر نام رکھا جاتا ہے، اور پھر پتھر لاجوردی، نیلم، زرقون وغیرہ پہنانے کے لئے کہا جاتا ہے، یہ شرعی طور پر کہاں تک جائز ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے؟

ج...... ان چیزوں پر یقین کرنا بے خدا قوموں کا کام ہے، ایک مسلمان کو ان چیزوں پر اعتماد

کرنے کی ممانعت ہے۔

## کیا ''خدا'' اللہ تعالیٰ کا نامِ مبارک ہے؟

س......قرآنِ کریم کی سورۃ الاعراف کی آیت نمبر:۱۸۰ میں ارشادِ ربانی ہے: ''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں، سوان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔'' قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں، جن میں ''خدا'' نام نہیں ہے، لہٰذا آپ قرآنِ کریم کی رُو سے یہ بتائیں کہ ''خدا'' کہہ کر پکارنا کہاں تک دُرست ہے؟ نہایت ممنون ہوں گا۔

ج...... یہ تو ظاہر ہے کہ ''خدا'' عربی زبان کا لفظ نہیں، فارسی لفظ ہے، جو عربی لفظ ''رَبّ'' کے مفہوم کو ادا کرتا ہے، ''رَبّ'' اسمائے حسنٰی میں شامل ہے اور قرآن و حدیث میں بار بار آتا ہے، فارسی اور اُردو میں اسی کا ترجمہ ''خدا'' کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس لئے ''خدا'' کہنا صحیح ہے اور ہمیشہ سے اکابرِ اُمت اس لفظ کو استعمال کرتے آئے ہیں۔

## لفظِ ''خدا'' کے استعمال پر اِشکالات کا جواب

س......روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۷راگست ۱۹۹۲ء (اسلامی صفحہ اقرأ) میں بعنوان ''اللہ تعالیٰ کے لئے لفظِ خدا کا استعمال'' ایک سائل کا سوال اور آپ کا یہ جواب نظر سے گزرا کہ اسمِ ذات اللہ کا ترجمہ لفظ ''خدا'' سے کیا جاسکتا ہے، آپ کے اس موقف پر مختصر معروضات پیشِ خدمت ہیں۔

آپ کی یہ بات تو دُرست ہے کہ ''قرآنِ کریم کا ترجمہ دُوسری زبانوں میں کیا جاتا ہے'' لیکن اس سے آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اسمِ ذات کا بھی ترجمہ کیا جاسکتا ہے، دُرست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکورہ تمام انبیاء و رُسل کے ذاتی ناموں کا کوئی ترجمہ ہرگز نہیں کیا جاتا، لہٰذا ان کے اسمائے گرامی کو تراجم میں جوں کا توں قائم رکھا جاتا ہے مزید یہ کہ انبیاء اور رُسل کے علاوہ بھی جو دیگر انسانوں کے ذاتی نام قرآن پاک میں بیان


فہرست

ہوئے ہیں، ان تک کا ترجمہ بھی نہیں کیا جاتا ہے، آپ خود بھی تو انسانی اسمائے ذات کا کوئی ترجمہ نہیں فرماتے ہیں۔

جب صورت یہ ہو کہ قرآنِ کریم میں مذکور ایک عام انسان تک کے ذاتی نام کا ترجمہ جائز نہ ہو تو آخر مالکِ کُل کائنات کے عظیم ترین ذاتی نام ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا، بھگوان یا گاڈ'' کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ پھر یہ کہ قرآن سے قطع نظر پوری دُنیا میں بھی یہی اُصول رائج ہے کہ ذاتی ناموں کا ترجمہ کسی بھی زبان میں ہرگز نہ کیا جائے۔

محترم! ذرا سوچئے کہ جہاں عام انسان تک کے ذاتی نام کا اس قدر اہتمام و احترام ہو، وہاں تمام انسانوں کے خالق اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کا ترجمہ ''خدا'' کرکے اسمِ اعظم ''اللہ'' کے ساتھ کتنی بڑی جسارت، کتنی بڑی توہین اور کتنی بڑی بے حرمتی نادانستہ طور پر کی جاتی ہے، لہٰذا اس سنگین غلطی کا ازالہ ضروری ہے تاکہ اسمِ ذات ''اللہ'' کو صرف اور صرف اللہ ہی کہا اور لکھا جائے۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیشِ نظر آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے موقف پر نظرِ ثانی فرمائیں اور صحیح موقف ''جنگ'' میں ضرور شائع فرمادیں تاکہ آپ کے تمام قارئین کرام بھی اصلاح کریں۔

ج…… آپ کا سارا خط اس غلط مفروضے پر مبنی ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے اسمِ ذات ''اللہ'' کا ترجمہ لفظِ ''خدا'' سے کیا جاسکتا ہے، حالانکہ یہ مفروضہ ہی غلط ہے اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میں نے سائل کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کسی نام کا دُوسری زبان میں ترجمہ کردیا جائے تو اس کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟''

میں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا ترجمہ کرنے کو لکھا ہے، تعجب ہے کہ آپ جیسا فہیم آدمی اس کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اسمِ ذات ''اللہ'' کا ترجمہ کرنے کو صحیح قرار دیا ہے۔ ''اللہ'' حق تعالیٰ شانہٗ کا اسمِ ذات ہے، اس کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا، نہ کوئی عاقل اس کے ترجمے کو صحیح کہہ سکتا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ کے دیگر اسمائے حسنیٰ

کے ترجمے کو لکھا ہے اور یہ کہ ''خدا'' کا لفظ اسمائے حسنیٰ مبارکہ میں سے کسی لفظ کا ترجمہ ہے۔

اب وضاحت سے لکھتا ہوں کہ لفظِ ''خدا'' حق تعالیٰ شانہٗ کے اسمِ ذات ''اللہ'' کا ترجمہ نہیں، لفظِ ''خدا'' فارسی کا لفظ ہے، جس کے معنی مالک، صاحب، آقا اور واجب الوجود کے ہیں، غیاث اللغات میں ہے:

> ''خدا بالضم بمعنی مالک و صاحب۔ چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذاتِ باری تعالیٰ اطلاق نکند مگر درصورتے کہ بچیزے مضاف شود، چوں کہ خدا، ودہ خدا۔ وگفتہ اند کہ خدا بمعنی خود آئندہ است، چہ مرکب است از کلمہ ''خود'' وکلمہ ''آ'' کہ صیغہ امر است از آمدن، وظاہر است کہ امر بترکیب اسم معنی اسم فاعل پیدا می کند، و چوں حق تعالیٰ بظہور خود بدیگرے محتاج نیست لہٰذا بایں صفت خواندند، از رشیدی، وخیابان وخان آرزو درسراج اللغات نیز از علامہ دوانی سوامام فخرالدین رازی ہمیں نقل کردہ۔''
>
> ترجمہ:...... ''لفظِ ''خدا'' (خا کی پیش کے ساتھ) مالک اور صاحب کے معنی میں ہے۔ جب لفظِ ''خدا'' مطلق ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ کے علاوہ کسی دُوسرے پر نہیں بولتے، مگر جس صورت میں کہ کسی چیز کی طرف مضاف ہو، مثلاً کہ خدا، دہ خدا۔ اور علماء نے کہا ہے کہ لفظِ ''خدا'' کے اصل معنی ہیں خود ظاہر ہونے والا (یعنی جس کا وجود ذاتی ہو، کسی دُوسرے کا محتاج نہ ہو) کیونکہ ''خدا'' کا لفظ دو لفظوں سے مرکب ہے، ''خود'' اور ''آ'' اور ان کا لفظ آمدن سے امر کا صیغہ ہے، اور فارسی کا قاعدہ ہے کہ امر کا صیغہ کسی اسم کے ساتھ مل کر اسم فاعل کے معنی دیتا ہے، چونکہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے وجود وظہور میں کسی دُوسرے کے محتاج نہیں، اس لئے حق تعالیٰ کے لئے یہ صفت استعمال کی گئی۔ یہ مضمون ''رشیدی'' اور ''خیابان'' (دو کتابوں کے

نام) سے مأخوذ ہے، اور خان آرزو نے بھی سراج اللغات میں علامہ دوانی اور اِمام فخرالدین رازیؒ سے یہی نقل کیا ہے۔“

غیاث اللغات کی اس تصریح سے معلوم ہوا، لفظِ ”خدا“ اپنے اصل معنی کے لحاظ سے حق تعالیٰ شانہٗ کا صفاتی نام ہے، یعنی وہ ذاتِ پاک جس کا وجود اپنا ذاتی ہے، اور وہ اپنے وجود میں کسی دُوسرے کا محتاج نہیں، اس لئے اس لفظ کا اطلاق حق تعالیٰ شانہٗ کے سوا کسی دُوسرے پر نہیں ہوتا، اور یہ کہ یہ لفظ عربی لفظ ”مالک“ اور ”رَبّ“ کے ہم معنی ہے، جس طرح عربی میں لفظِ ”رَبّ“ مطلق بولا جائے تو اس کا اطلاق حق تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں، البتہ اضافت کے ساتھ استعمال کیا جائے، مثلاً: ”رَبّ المال“ (مال کا مالک)، ”رَبّ البیت“ (گھر کا مالک) تو اس کا اطلاق دُوسروں پر بھی ہوتا ہے، اسی طرح ”خدا“ کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مالک علی الاطلاق مراد ہوتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی ذاتِ پاک ہے، اور جب یہ لفظ اضافت کے ساتھ بولا جائے جیسے کہ ”خدا (گھر کا مالک)“ ”دہ خدا“ (گاؤں کا مالک) تو یہ لفظ اضافت کے ساتھ دُوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

## کیا پیدائش سے چند گھنٹوں بعد مرنے والے بچوں کے نام رکھنا ضروری ہے؟

س…… جو بچے زندہ پیدا ہوئے اور چند گھنٹوں یا چند دن بعد مرگئے، ان کے نام رکھنا ضروری ہیں اور ایسے بچے جو دس پندرہ سال قبل مرچکے جن کے نام اس وقت نہیں رکھے گئے تو کیا اب ان کے نام رکھ دینا ضروری ہے؟

ج…… ایسے بچوں کے نام رکھنے چاہئیں۔

## غلط نام سے پکارنا یا والد کو ”بھائی“ کہنا، والدہ کو ”آپا“ کہنا کیسا ہے؟

س…… کچھ لوگوں کے گھروں میں ایسا رواج ہے کہ بچے اور بلکہ بڑے بھی اپنے رشتہ داروں کو غلط نام سے پکارتے ہیں، مثلاً: بچہ اپنی ماں کو ”بھابھی“ اور باپ کو ”بھائی“ کہہ کر پکارتا


فہرست

ہے، اسی طرح باپ کو اس کے نام کے ساتھ ''بھائی'' کہہ کر پکارنا جیسے ''ستار بھائی''، ''عبداللہ بھائی'' وغیرہ، اسی طرح کچھ بچے اپنی ماں کو ''باجی'' کہہ کر پکارتے ہیں یا ''آپا'' کہتے ہیں، آپ سے دریافت کرنا ہے کہ اس طرح نام لینا شرعاً کیسا ہے؟

ج...... غلط نام سے پکارنا تو ظاہر ہے کہ غلط ہی ہے، اور کچھ نہیں تو کم سے کم جھوٹ تو ضرور ہے اور والدین کی توہین بھی ہے، اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ اور جن گھروں میں اس کا غلط رواج ہے اسے تبدیل کرنا چاہئے۔

## غلط نام سے پکارنا

س...... اکثر لوگوں کے نام عبدالصمد، عبدالحمید، عبدالقہار، عبدالرحیم، عبدالرحمٰن وغیرہ رکھے جاتے ہیں جبکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ ان کو صرف صمد، حمید، قہار اور رحیم وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں، پورا نام نہیں لیتے، حالانکہ یہ انتہائی سخت گناہ ہے کیونکہ یہ تمام نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، کوئی انسان (نعوذ باللہ) صمد یعنی بے نیاز، حمید یعنی جس کی حمد کی جائے، اور قہار، رحمٰن، غفار کیونکر ہوسکتا ہے؟ ان ناموں کی متحمل تو صرف اور صرف اللہ کی ذاتِ عالی ہے۔ مہربانی فرما کر اس سلسلے میں کچھ روشنی ڈالیں کہ مسلمانوں کو اس قسم کے نام رکھنے چاہئیں یا نہیں؟

ج...... نام تو بہت اچھے ہیں اور ضرور رکھنا چاہئیں، مگر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ غلط نام سے پکارنا دُرست نہیں بلکہ گناہ ہے، اس لئے پورا نام لینا چاہئے۔

# تصویر

## تصاویر ایک معاشرتی ناسور اور قومی اصلاح کا نو۹ نکاتی انقلابی پروگرام

س……تصاویر کی حرمت کے سلسلے میں صحیح احادیث آج کے دور میں کیسے منطبق ہوسکتی ہیں؟ فرامینِ نبویہ پر عمل کیوں متروک یا منسوخ ہوکر رہ گیا ہے؟ کیا یہ غلط ہے کہ تصویر زنانہ یا مردانہ شناختی کارڈ پر ہو یا پاسپورٹ وغیرہ پر، سب شرعاً حرام ہے، لیکن بین الاقوامی قوانین کی رُو سے فتنۂ تصویر سے بچنا مشکل ہوگیا ہے۔ ضرورت کے وقت یا ہنگامی، اضطراری صورت میں یہ لقمۂ حرام نگلنا ہی پڑتا ہے۔ صنعتی اداروں، اسکول، کالج اور دِینی اداروں کے طلباء کے لئے بہرحال تصویر بنوانی اور شناختی کارڈ وغیرہ کی اہمیت وضرورت بڑھ رہی ہے، مصوّروں اور فوٹوگرافروں کی بھیڑ، رنگین عکاسی کے شاہکار، خصوصاً نوجوان، خوبصورت لڑکیوں اور کارکن خواتین کی تصاویر روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں۔ فلمی صنعت کے مراکز سینما، ٹیلی ویژن، وی سی آر، وڈیو بلیو پرنٹ وغیرہ خرافات کی بھرمار الگ ہے، گویا کہ پاک نظریاتی قوم کو مکمل طور پر ناپاک بنانے کی منصوبہ بندی تدریجاً کارفرما ہے، لاحول ولا قوۃ۔ بیرونِ ملک سیاحت، تفریح، ملازمت، تجارت یا مقاماتِ مقدّسہ کی زیارت کے لئے تصویر بنوائے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ اب تو شرفاء کی بہو بیٹیوں کو دُوسروں کی دیکھا دیکھی اور نقالی میں خصوصاً طالبات ومعلّمات کا ذوقِ نمائشِ حسن بھی مچلنے لگا ہے اور مسلمان عوام کے دِلوں سے احساسِ حرمت اور گناہ سے نفرت بھی ختم ہو رہی ہے۔ تقسیمِ ملک کے ابتدائی دور میں ملکی کرنسی اور پاکستانی سکے صرف چاند تارا کے قومی نشان سے مزین تھے، نہ جانے بعد میں آنے والے حکمرانوں کو کیا سوجھی کہ شریعتِ مطہرہ کے واضح اَحکام کو نظرانداز

کرتے ہوئے ''شجرِ ممنوعہ'' کے شوق میں مبتلا ہوگئے۔ بعض علماء بھی تصاویر کی حرمت کو نظرانداز کرتے ہوئے اخبارات میں تصاویر کی اشاعت باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ کوئی چھوٹا بڑا جلسہ، تقریب یا انٹرویو پریس فوٹوگرافروں کے بغیر سجتا ہی نہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون! الحمدللہ ہمارے وزیرِاعظم کے خاندان اور کنبے کے لوگ بھی اخباری فوٹوگرافروں کی فرمائش پر تصویر بنوانے سے انکار کرچکے ہیں، لیکن عوامی سطح پر تصاویر کی حرمت پامال ہو رہی ہے، کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام اجتماعی یا انفرادی طور پر ہوسکتی ہے؟

ج...... ایک ''فتنۂ تصویر'' سے بلامبالغہ سیکڑوں فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں اور قوم کو نگل جانے کی تاک میں ہیں۔ جہاں تک بین الاقوامی قوانین کی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنانا ناگزیر ہو وہاں تک تو ہم معذور قرار دیئے جاسکتے ہیں، اور یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اس پر مؤاخذہ نہ ہو، لیکن ہمارے یہاں تو تصویر کے فتنے نے وہ قیامت برپا کی ہے کہ الامان والحفیظ! ایسا لگتا ہے کہ اس کی حرمت وقباحت ہی دِلوں سے نکل گئی ہے، اور ...نعوذ باللہ... اس کو تقدس واحترام کا درجہ حاصل ہے۔ کرنسی نوٹ پر قائدِاعظم کی تصویر کا آپ نے ذکر فرمایا، اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام سرکاری وقومی اداروں میں قائدِاعظم، علامہ اقبال اور دیگر اکابر کی تصاویر آویزاں کرنا گویا قومی فرض سمجھ لیا گیا ہے۔ حد یہ کہ ''شرعی عدالت'' کے جج صاحبان اور وکلاء وعلماء قرآن وسنت پر نکتہ آفرینیاں فرمارہے ہیں جبکہ جج صاحبان کے سر پر تصویر آویزاں ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ گزشتہ سالوں میں ہماری شرعی عدالت نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ تصویر حلال ہے، نعوذ باللہ من ذالک:

''قیاس کن زگلستان من بہار مرا''

رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام ہوسکتی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ بلاشبہ ہوسکتی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ہم یہ عہد کرلیں کہ ہمیں مسلمان بن کر جینا ہے، اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی گناہ آلود زندگی سے توبہ کرنے پر آمادہ ہوجائیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے پہلی بار ''اسلامی نظریاتی کونسل'' تشکیل دی تھی اور اس میں حضرتِ اقدس شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوری

رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نامزد کیا گیا تھا، اس وقت حضرت بنوریؒ نے جنرل صاحب کے سامنے تجویز پیش کی تھی کہ ''یومِ توبہ'' منایا جائے اور پوری قوم اپنے تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرے، چنانچہ ''یومِ توبہ'' کا اعلان ہوا مگر کیفیت یہ تھی کہ:

سبحہ بر کف، توبہ بر لب، دِل پُر از ذوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید بر اِستغفارِ ما

''یومِ توبہ'' تو منایا گیا، لیکن کسی نے ایک گناہ کے چھوڑنے کا عزم اور آئندہ اس سے باز رہنے کا عہد نہیں کیا۔ معصیت کے طوفانِ بلاخیز کے سامنے بند باندھنے کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے، مگر انقلاب آج کے معروف معنوں میں نہیں بلکہ شر سے خیر کی طرف انقلاب، بدی سے نیکی کی طرف انقلاب، معصیت سے طاعت کی طرف انقلاب، اور کفر و نفاق سے ایمان و اخلاص اور اعمال کی طرف انقلاب، اس انقلاب کا مختصر سا خاکہ حسبِ ذیل ہے:

✻:......سرکاری سطح پر ''یومِ توبہ'' کا اعلان کیا جائے اور پوری قوم اپنے سابقہ گناہوں سے گڑگڑا کر توبۂ نصوح کرے اور آئندہ تمام گناہوں سے باز رہنے اور فرائضِ شرعیہ کے بجالانے کا عزم اور عہد کرے۔

✻:......سوائے ناگزیر مجبوری کے تصویرکشی ممنوع قرار دی جائے، ٹی وی، وی سی آر اور ہر قسم کی فلم پر پابندی عائد کی جائے، سینما ہالوں کو تعلیم گاہوں اور ٹیکنیکل کالجوں میں تبدیل کردیا جائے، جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کو ایسے شعبوں میں کھپایا جائے جو ملک و ملت کے لئے مفید ہوں۔

✻:......نئی نسل میں کھیل کا ذوق بہت بڑھ گیا ہے، حتیٰ کہ لڑکیوں کی ہاکی ٹیمیں بین الاقوامی مقابلوں کے لئے تیار کی جارہی ہیں، جو ایک مسلمان مملکت کے لئے لائقِ شرم ہے، حالانکہ مسلمان کھلنڈرا نہیں بلکہ مجاہد ہوتا ہے، نوجوان کو کھیل میں مشغول کرنے کے بجائے ان میں شوقِ جہاد پیدا کیا جائے، اور پوری قوم کے نوجوانوں کو مجاہد فورس میں تبدیل کردیا جائے۔

❊:......عورتوں کی عریانی و بے پردگی، مرد و زَن کے اختلاط اور نوجوان لڑکوں، لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نے نئی نسل کو بالکل ناکارہ کردیا ہے، بلا مبالغہ نوّے فیصد نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیرصحت مند ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ عورتوں کی عریانی پر پابندی لگائی جائے، جن عورتوں کے لئے ملازمت ناگزیر ہو ان کے لئے باپردہ ملازمت کا انتظام کیا جائے، اور لڑکیوں کے لئے الگ تعلیم گاہوں کا بندوبست کیا جائے۔

❊:......انعامی بونڈ، انعامی قرعہ اندازی اور معما بازی کی لعنت پورے ملک پر محیط ہے، جو سود اور جوئے کی ترقی یافتہ شکل ہے، اس کا انسداد کیا جائے۔

❊:...... بینکاری سودی نظام ختم کرکے مضاربت کے اُصول پر کام کرنے والے سرکاری اور نجی ادارے قائم کئے جائیں، جو پوری دیانت و امانت کے ساتھ حلال اور جائز کاروبار کریں، اور پوری ذمہ داری کے ساتھ مضاربت کے اُصول پر منافع کی تقسیم کریں تاکہ وہ لوگ جو خود کاروبار نہیں کرسکتے ان کے لئے ''اَکلِ حلال'' کی صورتیں پیدا ہوسکیں۔

❊:...... رِشوت، ڈکیتی، چوری، گداگری اور اس نوعیت کے تمام حرام ذرائع آمدنی کا سدِ باب کیا جائے، اس کے لئے قوم کے افراد کی اخلاقی و ایمانی اصلاح کرنے کے لئے دعوت و تبلیغ کا مؤثر نظام قائم کیا جائے۔ جہاں سرکاری ملازمین کے لئے دیگر شرائط رکھی گئی ہیں، وہاں ایک شرط یہ بھی رکھی جائے کہ ملازم کے لئے فرائضِ شرعیہ کی پابندی اور محرَّمات سے اجتناب لازم ہے۔

❊:......تعلیم گاہوں میں ملحد، بے دِین اور بد دِین اساتذہ طلبہ کے اخلاق و اعمال کو بگاڑنے اور انہیں حدودِ انسانیت سے آزاد کرنے میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ اساتذہ کے انتخاب میں اس کا بطورِ خاص اہتمام کیا جائے کہ وہ لادِین نظریات کے حامل نہ ہوں۔ ایک نظریاتی مملکت میں تعلیم گاہیں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں، اور نئی نسل کے بناؤ اور بگاڑ میں سب سے مؤثر عامل تعلیم گاہیں ہیں، اس سے بچنا ممکن نہیں، لیکن کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نئی نسل کے معصوم ذہنوں کو اخلاقی

قزّاقوں اور ڈاکوؤں کے حوالے کر دیا گیا ہے، معلّم کے لئے صرف ''ڈگری'' کا حصول شرط ہے، دِین و دیانت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

✻:...... ملک میں عدالتیں مظلوموں کو اِنصاف دِلانے کے لئے قائم کی گئی ہیں، لیکن رِشوت، سفارش اور جانب داری کی وجہ سے جتنا ظلم عدالتوں میں ہو رہا ہے، وہ سب کو معلوم ہے، کسی ادنیٰ شہری کے لئے انصاف کا حصول قریب قریب ناممکن ہوکر رہ گیا ہے، اِلَّا ماشاء اللہ!

''عدل'' کے معنی ہیں صحیح قانون کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اگر ملک کا قانون غیرعادلانہ ہو، اس کے مطابق فیصلہ عدل نہیں، بلکہ ظلم ہوگا، اور اگر قانون تو عادلانہ ہو مگر فیصلے میں کسی فریق کی رورعایت روا رکھی تو یہ فیصلہ بھی ظلم ہوگا۔ اس اُصول کو سامنے رکھ کر اِنصاف کیجئے کہ ہمارے کتنے فیصد فیصلے عدل وانصاف کے مطابق ہوتے ہیں...؟

عدالتوں کو صحیح معنوں میں عدالتیں بنانے کے لئے لازم ہے کہ تمام غیراسلامی اور غیرشرعی قوانین کو بیک قلم منسوخ کر دیا جائے اور عدالتوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق کریں۔ نیز لازم ہے کہ عدالت کی کرسی پر ایسے خداترس اور دیانت دار منصفوں کو بٹھایا جائے جن کو یہ احساس ہو کہ ان کو اپنے ہر فیصلے کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب دینا ہے۔

قومی اصلاح کا یہ نونکاتی انقلابی پروگرام ہے، جس پر فوری عمل ضروری ہے، ورنہ اگر تساہل پسندی سے کام لیا گیا تو اس ملک پر جو قہرِ الٰہی کی تلوار، بموں کے دھماکوں، ڈکیتیوں، زلزلوں، طوفانوں، قحط اور مہنگائی اور باہمی انتشار وخلفشار کی شکل میں لٹک رہی ہے، اس کا انجام بہت ہی خوفناک ہوگا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہے...! اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں سمیت پوری قوم کو صحیح ایمان اور عقل وفہم کی دولت سے نوازیں اور اپنے مقبول بندوں کے طفیل ہم گنہگاروں کو اپنے قہر وغضب سے محفوظ رکھیں۔

## قانونی مجبوری کی وجہ سے فوٹو بنوانا

س…… آپ نے لکھا ہے کہ شریعت نے کسی بھی جاندار کے فوٹو بنانے کو حرام قرار دیا ہے، لیکن قومی شناختی کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کی شرط مردوں کے لئے لازمی ہے، اسی طرح پاسپورٹ بنوانے کے لئے بھی لازمی ہے، اسی طرح ملازمت کے سلسلے میں بھی فوٹو کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آدمی مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اگر فوٹو بنواتا ہے تو اس سلسلے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ جبکہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے حکومت نے فوٹو کو لازمی قرار دیا ہے، اب چونکہ اس ملک میں الحمدللہ اسلامی طرزِ حکومت نافذ ہو رہا ہے تو کیا حکومت کو علماء نے کوئی ایسی تجویز بھی دی ہے کہ فوٹو وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے؟

ج…… قانونی مجبوری کی وجہ سے جو فوٹو بنوائے جاتے ہیں وہ عذر کی وجہ سے لائقِ معافی ہوسکتے ہیں۔ آپ کا یہ خیال صحیح ہے کہ اسلامی حکومت کو فوٹو کا استعمال ممنوع قرار دینا چاہئے، غالباً حکومت نے چند ظاہری فوائد کی بنا پر فوٹو کی پخ کئی جگہ لگا رکھی ہے، لیکن اوّل تو جو چیز شرعاً ممنوع اور زبانِ نبوّت سے موجبِ لعنت قرار دی گئی ہو، چند مادّی فوائد کی بنیاد پر اس کا ارتکاب کرنا کسی ”اسلامی حکومت“ کے شایانِ شان نہیں۔ دُوسرے یہ فوائد بھی محض وہمی ہیں، واقعی نہیں۔ جب یہ فوٹو کی لعنت قوم پر مسلط نہیں تھی اس وقت اتنی جعل سازیاں اور بے ایمانیاں نہیں ہوتی تھیں جتنی اب ہوتی ہیں۔

## گھروں میں فوٹو لگانا یا فوٹو والے ڈبے رکھنا

س…… گھروں میں اپنے بزرگوں اور جانوروں کے فوٹو لگانا کیسا ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ جن ڈبوں وغیرہ پر فوٹو بنا ہو (اور عام طور پر بہت سی اشیاء پر فوٹو بنے ہوتے ہیں) ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… گھروں میں فوٹو چسپاں کرنا جائز نہیں، ہر جاندار کا فوٹو ممنوع ہے۔ جن ڈبوں یا چیزوں پر فوٹو ہوتا ہے اسے مٹا دینا چاہئے۔

## مساجد میں تصاویر اُتارنا زیادہ سخت گناہ ہے

س……اس سال تراویح میں ختمِ قرآن کے موقع پر ایک مسجد میں حافظ صاحب جو اسی مسجد میں پیش اِمام بھی ہیں اور مدرسہ کے مدرّس بھی ہیں، ان کے ساتھ انہیں کا ایک شاگرد جو نائب مدرّس کا بھی فرض انجام دے رہا ہے۔ جن بچوں نے اس سال قرآن ختم کئے تھے، بچوں کے مائیک پر تلاوت کے وقت مسجد کے اندر، منبر کے قریب ہی تصویر کھینچنی شروع کردی، منع کرنے پر نائب مدرّس نے کہا کہ: ''رِیل حافظ صاحب نے بھروائی ہے، ان کی اجازت سے تصویر لے رہا ہوں، یہ سب جگہ ہوتا ہے۔'' مختصر یہ کہ باوجود منع کرنے کے ضد پر آ گیا اور کہا کہ: ''میں تصویر لوں گا!'' حافظ صاحب مائیک پر آئے تو ان کی متعدّد تصویریں کئی طرف سے کھینچی گئیں۔ دُوسرے دن حافظ صاحب لوگوں کے اعتراض پر مسجد میں قرآن لے کر قسم کھا گئے اور کہا کہ: ''نہ ہم نے رِیل بھرائی ہے، نہ اجازت دی ہے۔'' مگر نائب مدرّس سے کچھ بھی نہیں پوچھا کہ کم از کم معترض حضرات کو تسلی ہوجاتی۔ ۱-کیا حافظ صاحب کو قسم کھانا چاہئے تھی جبکہ پورے مجمع میں یہ بات ہوئی تھی؟ ۲-کیا مسجد میں تصویر کھینچنا جائز ہے؟ ۳-ایسے اِمام کی اقتدا جائز ہے جو اپنی ساکھ بچانے کے لئے قسم کھا گیا اور نائب مدرّس سے کچھ بھی نہیں پوچھا، جبکہ اس کا کہنا تھا کہ تصویر ان کی اجازت سے کھینچ رہا ہوں۔ مسجد میں کافی اختلافات بڑھ گئے ہیں۔

ج……تصویریں بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوّث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ اگر یہ حضرات اس سے علانیہ توبہ کا اعلان کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو ٹھیک، ورنہ ان حافظ صاحب کو اِمامت اور تدریس سے الگ کردیا جائے، ان کے پیچھے نماز ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔

## والد یا کسی اور کی تصویر رکھنے کا گناہ کس کو ہوگا؟

س……اگر کسی گھر میں کسی کے والد، دادا یا کسی عزیز کی تصویر فریم میں لگا کر میز پر رکھی ہو تو تصویر رکھنے کا گناہ رکھنے والے کو ہوگا یا باپ، دادا جو کہ اس دُنیا سے رُخصت ہوگئے ہیں وہ

بھی اس گناہ کی لپیٹ میں آئیں گے؟

ج...... اگر باپ دادا کی زندگی میں تصویریں لگتی تھیں اور منع نہیں کرتے تھے تو اس گناہ کی لپیٹ میں وہ بھی آئیں گے، اور اگر ان کی زندگی میں یہ حرام کام نہیں ہوتا تھا، نہ انہوں نے ہونے دیا، تو ان پر کوئی گناہ نہیں، کرنے والے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

## تصویر بنوانے کے لئے کسی کا عمل حجت نہیں

س...... دورِ حاضر میں اخبارات کا مطالعہ ناگزیر ہے، ان سب اخبارات میں تصاویر کا شائع ہونا ایک معمول بن گیا ہے۔ دُودھ کے ڈَبوں بسکٹ کے ڈَبوں پر اور دوا کے پیکٹوں پر تصویر موجود ہے۔ اس کے علاوہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے فوٹو کا ہونا ضروری ہے۔ براہِ مہربانی آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ان حالات میں اپنے گھروں کو تصاویر سے کس طرح پاک کریں؟ مزید برآں بڑے بڑے علماء کی تصاویر کا سلسلہ ہمارے سامنے ہے۔

ج...... تصویر بنانا اور بنوانا گناہ ہے، لیکن اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑے تو اُمید ہے مؤاخذہ نہ ہوگا۔ اخبارات گھر میں بند کر کے رکھے جائیں۔ باقی بزرگانِ دِین نے اوّل تو تصویریں اپنی خوشی سے بنوائی نہیں اور اگر کسی نے بنوائی ہو تو کسی کا عمل حجت نہیں، حجت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

## کرنسی نوٹ پر تصویر چھاپنا ناجائز ہے

س...... گزارش خدمت ہے کہ ''جنگ'' جمعہ ایڈیشن میں تصویر اُتروانے اور بنانے کے بارے میں آپ نے کافی تفصیل بیان کی، جس میں حدیث بھی بیان کی گئی ہے، مگر ایک بات پھر بھی توجہ طلب ہے کہ پاکستان میں اس وقت جو نوٹ اور سکے چل رہے ہیں ان پر بھی قائدِ اعظم کی تصویر واقع ہے، میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان نوٹوں اور سکوں کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ اگر یہ تصویروں والے نوٹ جیب میں موجود ہوں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟ اور اگر نماز ہو جاتی ہے تو تصویریں حرام اور گناہِ کبیرہ کیوں ہیں؟


فہرست

ج...... تصویر حرام ہے، بلاشبہ حرام ہے، قطعی حرام ہے، اس کو نہ کسی تأویل سے جائز کیا جاسکتا ہے، اور نہ کسی کی کوئی تأویل کسی حرام کو حلال کرسکتی ہے۔ جہاں تک کرنسی نوٹ کا تعلق ہے، حکومت کا فرض ہے کہ ان پر تصویر ہرگز نہ چھاپے، اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت سے اس گناہ کے ترک کرنے کا مطالبہ کریں۔ باقی نماز ہوجائے گی۔

## تمغے پر تصویر بنانا بت پرستی نہیں بلکہ بت سازی ہے

س...... ۱۹۷۶ء میں صد سالہ تقریبات محمد علی جناح (قائدِ اعظم) کے موقع پر ایک تمغہ جاری کیا گیا ہے جو تمام مسلم افواج پہنتی ہیں۔ چاندی کے تمغے پر محمد علی جناح کا بت بنا ہوا ہے، جیسا آپ نے آٹھ آنے کے سکے پر بنا ہوا دیکھا ہوگا۔ کیا یہ پہننا جائز ہے؟ کیا یہ بت پرستی کے دائرے میں نہیں آتا؟ اگر جائز نہیں ہے تو آپ کو صدرِ پاکستان کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ فی الفور اس کا خاتمہ کردیں۔

ج...... یہ بت پرستی تو نہیں، مگر بت سازی ضرور ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس سلسلے کو بند کردے۔

## عریاں و نیم عریاں تصاویر لٹکانے والے کو چاہئے کہ انہیں اُتار دے اور توبہ کرے

س...... ہمارے ایک عزیز ورشتہ دار کے گھر میں کچھ عریاں اور نیم عریاں تصاویر لگی ہوئی ہیں۔ بندہ عالمِ دِین تو نہیں مگر یہ کہ میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے اور وہ عزیز مجھے ''مولانا'' کہہ کر چھیڑتے ہیں، اور پھر یہ کہتے ہیں کہ: ''یہ تصاویر میرا کیا بگاڑ لیں گی؟'' وہ عزیز شادی شدہ اور چار بچوں کے باپ ہیں۔ یہ بات مانتے ہیں کہ شارعِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں جانداروں کی تصاویر رکھنے، لگانے کی ممانعت فرمائی ہے، مگر وہ اس کی کوئی عقلی اور سائنسی دلیل مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ: ''میں شادی شدہ ہوں، دِل اور جنس کے جذبات ختم ہوچکے ہیں، شرعی طریقے (شادی) سے دِل کی مراد برآئی ہے، اب یہ تصاویر میرا کیا بگاڑ لیں گی؟ یہ کہ مجھے یا کسی اور کو کیونکر خراب کرسکیں گی؟'' اس لئے وہ یہ تصاویر اُتارتے نہیں۔

ج……ایک مسلمان کے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کام کا حکم فرمایا ہے، ضرور اس میں کوئی حکمت اور مصلحت ہوگی، اور فلاں چیز سے منع فرمایا ہے، ضرور اس میں کوئی قباحت ہوگی۔ اگر انسانی عقل تمام فوائد اور قباحتوں کا احاطہ کرلیا کرتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''جو شخص کسی حکم کو اس وقت تک تسلیم نہیں کرتا جب تک کہ اس کا فلسفہ اس کی سمجھ میں نہ آجائے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا۔'' آپ کے عزیز کا یہ کہنا کہ تصویریں میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں؟ بہت سخت بات ہے، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، توبہ کرکے اور تصویریں اُتار کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے سر جھکائیں، اس کے بعد اگر اطمینانِ قلب کے لئے اس کی حکمت اور فلسفہ بھی معلوم کرنا چاہیں تو مجھے لکھیں، بلکہ بہتر ہوگا کہ خود مجھ سے ملیں، اِن شاء اللہ اس کی حکمتیں بھی عرض کردُوں گا، جس سے ان کی پوری تسکین ہوجائے گی، لیکن جب تک وہ حکمِ نبوی کے آگے سر نہیں جھکاتے اور اپنی خامیٔ عقل و فہم کا بمقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرار نہیں کرتے، کچھ نہ بتاؤں گا۔

## شناختی کارڈ پر عورتوں کی تصویر لازمی قرار دینے والے گناہگار ہیں

س……آج مؤرخہ جون ۱۹۸۴ء کو روزنامہ ''جنگ'' میں یہ خبر پڑھی کہ: ''وفاقی حکومت نے قومی شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا لازمی قرار دے دیا ہے، اس سلسلے میں نیشنل رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۸۳ء میں باقاعدہ ترمیم کردی گئی ہے۔''

آپ سے گزارش ہے کہ بتائیں قرآن و حدیث کی روشنی میں خواتین کے پردے کی اہمیت کیا ہے؟ اس لئے کہ شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا ان کے بے پردہ کرنے کے مترادف ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ اہم مسئلہ حکومت کے اہلکاروں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنے اس فیصلے کو تبدیل کردیں اور مسلمان خواتین کے لئے شناختی کارڈوں کی پابندی ختم کردی جائے۔


فہرست

ج…… یہ قانون شرعی نقطۂ نظر سے نہایت غلط ہے اور اس قانون کو نافذ کرنے والے گناہگار ہیں۔

## خانہ کعبہ اور طواف کرتے ہوئے لوگوں کا فریم لگانا

س…… میں نے بہت بڑا فریم خریدا ہے، جس کے درمیان میں خانہ کعبہ اور اطراف میں لوگوں کو طواف کرتے دِکھایا گیا ہے، اس میں جو لوگوں کی تصویریں ہیں وہ بالکل دُھندلی ہیں، ان کی آنکھیں، کان، چہرہ اور جسم کا کوئی عضو واضح نظر نہیں آتے، کیا یہ فریم میں اپنے کمرے میں رکھ سکتا ہوں؟

ج……اگر تصاویر نمایاں نہ ہوں تو لگانا جائز ہے۔

## دفاتر میں محترم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں کرنا

س…… بہت سی سرکاری عمارتوں مثلاً عدالتوں، اسکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، پولیس اسٹیشنوں اور دُوسرے سرکاری محکموں میں خاص طور پر اہم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں، جن میں قائدِاعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال کی تصویریں نمایاں طور پر شامل ہیں اور وہ مستقل طور پر آویزاں ہیں۔ کیا اسلامی نقطۂ نظر سے سرکاری محکموں میں اس طرح تصویریں لگانا کہاں تک دُرست ہے؟ اور اس کے بارے میں کیا اَحکامات ہیں؟

ج……دفتروں میں محترم شخصیتوں کے فوٹو آویزاں کرنا مغربی تہذیب ہے، اسلام اس کی نفی کرتا ہے۔

## آرٹ ڈرائنگ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

س……میرا بھائی بہترین آرٹسٹ ہے، ہم اسے ڈرائنگ ماسٹر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آرٹ ڈرائنگ اسلام میں ناجائز ہے۔ وضاحت کریں کہ ڈرائنگ ماسٹر کا پیشہ اسلام میں دُرست ہے یا غلط؟

ج……آرٹ ڈرائنگ بذاتِ خود تو ناجائز نہیں، البتہ اس کا صحیح یا غلط استعمال اس کو جائز یا ناجائز بنا دیتا ہے، اگر آپ کے بھائی جاندار چیزوں کے تصویری آرٹ کا شوق رکھتے ہیں تو

پھر یہ ناجائز ہے، اور اگر ایسا آرٹ پیش کرتے ہیں جس میں اسلامی اُصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو جائز ہے۔

## کیا فوٹو تخلیق ہے؟ اگر ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو شکل نظر آتی ہے

س...... فوٹوگرافی تخلیق نہیں ہے، اگر تخلیق ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو آدمی کی شکل نظر آتی ہے؟ دُوسرے فلم کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہونے کی ضرورت اور ٹی وی ایسے شروع ہوئے ہیں کہ ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہیں۔ اس ضرورت کو سمجھتے ہوئے اس کو اچھے مصرف میں استعمال کیا جائے، اس کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟

ج...... فلم اور تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے حرام ہیں، اور ان کو بنانے والے ملعون ہیں۔ ایک ملعون چیز اسلام کی اشاعت کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے؟ فوٹو کو "عکس" کہنا خودفریبی ہے، کیونکہ اگر انسانی عمل سے اس عکس کو حاصل نہ کیا جائے اور پھر اس کو پائیدار نہ بنایا جائے تو فوٹو نہیں بن سکتا، پس ایک قدرتی اور غیراختیاری چیز پر ایک اختیاری چیز کو قیاس کرنا خودفریبی ہے۔ "فلمی صنعت" کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ یہ انسان کی بنائی ہوئی چیز ہے۔

## تصویر گھر میں رکھنا کیوں منع ہے؟

س...... گھر میں تصویروں کا رکھنا کیوں منع ہے؟ حالانکہ یہ ہر کتاب اور اخبار، ٹیلی ویژن، فلم میں ہوتی ہیں اور اب تو باقاعدہ اس کے کیمرے بھی گھر گھر عام ہوگئے ہیں۔

ج...... میری بہن! کسی بُرائی کے عام ہوجانے سے اس بُرائی کا بُراپن تو ختم نہیں ہوجاتا، تصویروں کا موجودہ سیلاب بلکہ طوفان، مغربی اور نصرانی تہذیب کا نتیجہ ہے۔ تمام مذاہب میں صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے تصویرسازی اور بت تراشی کو بدترین گناہ قرار دیا ہے، اور ایسے لوگوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہی بت تراشی اور تصویرسازی بت پرستی اور شخصیت پرستی کا زینہ ہے، اور اسلام مسلمانوں کو نہ صرف بت پرستی بلکہ اس کے اسباب و ذرائع سے بھی باز رکھنا چاہتا ہے۔ بہرحال تصویرسازی اسلام کی نظر میں بدترین جرم اور گناہ ہے۔ اگر آج مسلمان بدقسمتی سے نصرانی تہذیب کے برپا کئے ہوئے طوفان

میں پھنس چکے ہیں تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے کہ گناہ کو گناہ سمجھا جائے۔

## وی سی آر کا گناہ کس پر ہوگا؟

س……ایک شخص اپنے گھر میں ٹی وی، وی سی آر لاتا ہے اور اس کے بچے، بیوی، رشتہ دار اور دُوسرے لوگ اس کے گھر ٹی وی یا وی سی آر دیکھتے ہیں، تو کیا ان سب کا گناہ اس لانے والے کو ملے گا؟ اور اگر ملے گا تو کیوں ملے گا جبکہ اس شخص نے ان سب کو ٹی وی، وی سی آر دیکھنے کے لئے نہیں کہا؟

ج……اس کو بھی گناہ ہوگا، کیونکہ وہ گناہ کا سبب بنا، اور دیکھنے والوں کو بھی ہوگا۔

## تصویروں والے اخبارات کو گھروں میں کس طرح لانا چاہئے؟

س…… میں گورنمنٹ کالج میں بطور لیکچرار اسلامیات کام کرتا ہوں، حالاتِ حاضرہ اور جدید دِینی اور علمی تحقیقات اور معلومات سے باخبر رہنا ہماری ضرورت ہے، جس کا عام معروف اور سہل الحصول ذریعہ اخبارات ہیں، لیکن اِشکال یہ ہے کہ اخبارات میں تصویریں ہوتی ہیں۔ حدیث پاک کی رُو سے تصاویر کا گھروں میں لانا جائز نہیں، اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اپنے قیمتی مشورے سے نوازیں۔

ج……بعض اکابر کا معمول تو یہ تھا کہ اخبار پڑھنے سے پہلے تصویریں مٹادیا کرتے تھے، بعض تصویروں پر ہاتھ رکھ لیتے تھے، ہم ایسے لوگوں کے لئے یہ بھی غنیمت ہے کہ اخبار پڑھ کر تصویریں بند کرکے رکھ دیں۔

## گڑیوں کا گھر میں رکھنا

س۱:……گھر میں گڑیوں کا رکھنا یا سجانا دیواروں پر یا کہیں پر، اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟

س۲:……اسلام نے جاندار شے کی تصویر بنانا گناہ قرار دیا ہے، تو پھر مصوّر لوگ جاندار شے کی تصویر بناتے ہیں تو کیا یہ گناہ نہیں؟

ج۱:……گڑیوں کی اگر شکل وصورت، آنکھ، کان، ناک، وغیرہ بنی ہوئی ہو تو وہ مورتی اور بت کے حکم میں ہیں، ان کا رکھنا اور بچیوں کا ان سے کھیلنا جائز نہیں، اور اگر مورتی واضح نہ ہو تو

بچیوں کو ان سے کھیلنے کی اجازت ہے۔

ج ۲:...... جاندار کی تصویر بنانا اور کھینچنا بلاشبہ گناہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید عذاب کی خبر دی ہے، حدیث میں ہے:

"عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون. متفق عليه." (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)

ترجمہ:...... "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیئے جانے والے لوگ تصویریں بنانے والے ہیں۔"

## غیر جاندار کے مجسّمے بنانا جائز ہے اور جاندار کے ناجائز

س...... میں مختلف مساجد وغیرہ کے ماڈل سجاوٹ کے لئے موتیوں اور موم وغیرہ سے بناتا ہوں، کیا میں خانہ کعبہ (بیت اللہ شریف) اور مسجدِ نبوی وغیرہ بھی بناسکتا ہوں؟

ج...... غیر ذی رُوح چیزوں کے ماڈل بنانا جائز ہے۔

س...... کیا میں مٹی یا پتھر کی مدد سے اپنی عظیم شخصیات کے مجسّمے بناسکتا ہوں؟

ج...... یہ بت تراشی ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

## گھروں میں اپنے بزرگوں اور قرآن پڑھتے بچے یا دُعا مانگتی ہوئی عورت کی تصویر بھی ناجائز ہے

س...... گھروں میں عام طور پر لوگ اپنے بزرگوں یا قرآن مجید پڑھتا ہوا بچہ یا دُعا مانگتی ہوئی خاتون کا فوٹو لگاتے ہیں، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج...... گھروں میں تصویریں آویزاں کرنا گمراہ اُمتوں کا دستور ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ چیز ممنوع قرار دی گئی ہے، حدیث میں فرمایا ہے: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت

کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

## جاندار کی اَشکال کے کھلونے گھر میں رکھنا جائز نہیں

س...... آج کل ہمارے گھروں میں بچوں کے کھلونے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں، کوئی جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے ہیں، کوئی گڑیا وغیرہ مورتی کی صورت میں، وہاں قرآن کی تلاوت، نماز اور سجدے کی ادائیگی کرتے ہیں، بعض اوقات نماز کے لئے وضو کریں یا سلام پھیریں تو نظر پڑ جاتی ہے، یا ذکر میں مصروف ہوں تو بچے کھیلتے ہوئے سامنے آجاتے ہیں، اس صورت پر روشنی ڈالیں۔

ج...... گھروں میں بچیاں جو گڑیا بناتی ہیں اور جن کے نقوش نمایاں نہیں ہوتے، محض ایک ہیولا سا ہوتا ہے، ان کے ساتھ بچیوں کا کھیلنا جائز ہے، اور ان کو گھر میں رکھنا بھی دُرست ہے۔ لیکن پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ تو پوری مورتیاں ہوتی ہیں، ان مجسّموں کی خرید و فروخت اور ان کا گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے، اور ان کی بدولت ہمارے گھر ''بت خانوں'' کا منظر پیش کر رہے ہیں، گویا شیطان نے کھلونوں کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنادیا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔

## کھلونے رکھنے والی روایت کا جواب

س...... آپ کے پاس کھلونے رکھنے والی روایت کا کیا جواب ہے؟

ج...... جو گڑیاں باقاعدہ مجسّمے کی شکل میں ہوں، ان کا رکھنا اور ان سے کھیلنا جائز نہیں، معمولی قسم کی گڑیاں جو بچیاں خود ہی سی لیا کرتی ہیں، ان کی اجازت ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیوں کا یہی محمل ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس وقت تصویر بنانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی، یہ بعد میں ہوئی ہے۔

## میڈیکل کالج میں داخلے کے لئے لڑکی کو فوٹو بنوانا

س...... میں امسال میڈیکل کالج میں داخلہ لینا چاہتی ہوں، مگر حکومت کے رائج کردہ

اُصول کے مطابق میڈیکل کالج کے اُمیدوار کا فوٹو کا غذات کے ساتھ ہونا ضروری ہے، جبکہ اس کی جگہ فنگر پرنٹس سے بھی کام چلایا جاسکتا ہے، مگر ہم حکومت کے اُصول کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اب ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہوسکتا، اگر خواتین ڈاکٹرز نہ بنیں تو مجبوراً ہمیں ہر بات کے لئے مرد ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑے گا، جو طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ اس سلسلے میں قرآن و حدیث کے حوالے سے کوئی حل بتائیے کہ اپنے کہنے سننے والوں کو مطمئن کیا جاسکے اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو۔

ج…… فوٹو بنانا شرعاً حرام ہے، لیکن جہاں گورنمنٹ کے قانون کی مجبوری ہو وہاں آدمی معذور ہے، اس کا وبال قانون بنانے والوں کی گردن پر ہوگا۔ جہاں تک لڑکیوں کو ڈاکٹر بنانے کا تعلق ہے، میں اس کی ضرورت کا قائل نہیں۔

## شناختی کارڈ جیب میں بند ہو تو مسجد جانا صحیح ہے

س…… بعض لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ انسان کی تصویر مسجد میں لے جانا گناہ ہے، تو ہم نماز کے لئے جاتے ہیں، ہماری جیب میں شناختی کارڈ ہوتا ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم گناہ کرتے ہیں، اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں ہمیں بتائیں۔

ج…… شناختی کارڈ جیب میں بند ہو تو مسجد میں جانا صحیح ہے۔

## درخت کی تصویر کیوں جائز ہے؟ جبکہ وہ بھی جاندار ہے

س…… اسلام میں تصویر بنانے کی ممانعت آئی ہے۔ عرض یہ ہے کہ اگر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت ہے تو کیا درخت جو جاندار ہیں ان کی تصویر بنانا بھی اس حکم میں داخل ہے جبکہ لوگوں سے سنا ہے اور کچھ دِین دار حضرات کے گھروں میں بھی مختلف تصاویر درختوں کی دیکھی ہیں۔

ج…… جن چیزوں میں حس و حرکت ہو، اسے "جاندار" کہتے ہیں، درخت میں ایسی جان نہیں، اس لئے اس کی تصویر جائز ہے۔

## جاندار کی تصویر بنانا کیوں ناجائز ہے؟

س…… جانداروں کی تصویریں بنانا کیوں منع ہے؟


فہرست

ج…… بے جان چیزوں کی تصویر دراصل نقش و نگار ہے، اس کی اسلام نے اجازت دی ہے، اور جاندار چیزوں کی تصویر کو اس لئے منع فرمایا ہے کہ یہ بت پرستی اور تصویر پرستی کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ''جاندار کی تصویر بنانے والوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالو۔''

## اگر تصویر بنانے پر مجبور ہو تو حرام سمجھ کر بنائے اور اِستغفار کرتا رہے

س…… میں ایک کاتب ہوں اور ٹیچر بھی، مسئلہ یہ ہے ٹیچنگ پریکٹس میں ماہرینِ تعلیم کے فیصلے کے مطابق ہمیں بچوں کو پڑھاتے وقت کوئی تصوّر دِلانے کے لئے ماڈل یا تصویر پیش کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے، یا بعض دفعہ کوئی تعلیمی پروجیکٹ لکھتے وقت تصاویر کا بنانا بھی ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے، کیونکہ تعلیم و تدریس میں ایک اہم بصری معاون سمجھا جاتا ہے، اب میں یہ خود بناؤں یا کسی سے بنواؤں، گناہ تو برابر ہوتا ہے، تو کیا اس مذکورہ بالا مجبوری کی وجہ سے کوئی گنجائش ہے کہ نہیں؟

ج…… جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، اگر آپ کے لئے یہ فعلِ حرام ناگزیر ہے تو حرام سمجھ کر کرتے رہئے، اور اِستغفار کرتے رہئے، حرام کو حلال بنانے کی کوشش نہ کیجئے۔

## تصویر سے متعلق وزیرِ خارجہ کا فتویٰ

س…… ''جنگ'' ۲۵؍جون کی اشاعت میں پاکستان کے وزیرِ خارجہ سردار آصف احمد علی کا ایک بیان پڑھا جس میں انہوں نے ایک غیرملکی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ: ''اسلام میں رقص و موسیقی، مصوّری وغیرہ پر کوئی پابندی نہیں ہے'' پوچھنا یہ ہے کہ ۱-کیا یہ بات دُرست ہے؟ ۲-اگر یہ غلط ہے تو کیا ایسی گفتگو کرنے والے کی کوئی سزا ہے؟ ۳-ایسے افراد کے بارے میں حکومتِ وقت اور عام مسلمانوں کا کیا فرض بنتا ہے؟

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رقص و سرود، گانے باجے اور تصاویر کو ممنوع قرار دیا ہے، اور ان پر سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔

## تصویر:

تصویر کی حرمت پر بہت سی احادیث وارِد ہوئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں چھوٹا سا بچھونا خرید لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے، اندر تشریف نہیں لائے، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گدّا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو تصویریں بنائی تھیں، ان میں جان بھی ڈالو۔ اور ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

۲:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ: قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

۳:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے لگے، یہ لوگ ایک ذرّہ تو بنا کے دِکھائیں، یا ایک دانہ اور ایک جو تو بنا کے دِکھائیں۔ (حوالہ بالا)

۴:...... صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے


فہرست

نزدیک سب لوگوں سے سخت عذاب مصوّروں کو ہوگا۔ (حوالہ بالا)

۵:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا، اس نے جتنی تصویریں بنائی تھیں، ہر ایک کے بدلے میں ایک رُوح پیدا کی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی۔ (حوالہ بالا)

ان احادیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ تصویر سازی اسلام کی نظر میں کتنا بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو اس سے کتنی نفرت ہے۔ اس موضوع پر مزید تفصیل مطلوب ہو تو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (سابق) مفتیٔ اعظم پاکستان کا رسالہ ''تصویر کے شرعی اَحکام'' ملاحظہ فرمالیا جائے، جو اس مسئلے پر بہترین اور نفیس ترین رسالہ ہے، تمام پڑھے لکھے حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

## رقص و موسیقی:

آج کل طوائف کے ناچنے، تھرکنے کا نام ''رقص'' ہے، اور ڈوم اور ڈومنیوں کے گانے بجانے کو ''موسیقی'' کہا جاتا ہے، اور یہ دونوں سخت گناہ ہیں۔

صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میری اُمت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے، کچھ لوگ زنا اور ریشم کو حلال کرلیں گے، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو معازف و مزامیر (آلاتِ موسیقی) کے ساتھ گانے والی عورتوں کا گانا سنیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسادے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کرکے ان کو بندر اور سوَر بنادے گا (نعوذ باللہ)۔

اور ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب مالِ غنیمت کو شخصی دولت بنالیا جائے، اور جب لوگوں کی امانت کو مالِ غنیمت سمجھ لیا جائے، اور جب زکوٰۃ کو ایک ٹیکس اور تاوان سمجھا جانے لگے، اور جب علمِ دِین کو دُنیا طلبی کے لئے سیکھا جانے لگے، اور جب مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے، اور جب دوست کو قریب اور باپ کو دُور رکھے، اور جب

مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے، اور جب کسی قبیلے کا سردار فاسق و بدکار بن جائے، اور جب کسی قوم کا سرداران کا رذیل ترین آدمی بن جائے، اور جب شریر آدمیوں کی عزّت ان کے شر کے خوف کی وجہ سے کی جانے لگے، اور جب گانے والی عورتوں کا اور باجوں گاجوں کا رواج عام ہوجائے، اور جب شرابیں پی جانے لگیں، اور جب اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس وقت انتظار کرو سرخ آندھی کا، اور زلزلے کا، اور زمین میں دھنس جانے کا، اور صورتوں کے مسخ ہوجانے کا، اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے بیک وقت بکھر جاتے ہیں۔

مزید احادیث کے لئے اس ناکارہ کا رسالہ ''عصرِ حاضر احادیث کے آئینے میں'' ملاحظہ فرمالیا جائے، جس میں اس مضمون کی متعدّد احادیث جمع کردی گئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بعد سردار آصف احمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ اسلام میں رقص و سرود اور مصوّری و موسیقی پر کوئی پابندی نہیں، قطعاً غلط اور خلافِ واقعہ ہے، اور ان کے اس ''فتویٰ'' کا منشا یا تو اسلام کا ناقص مطالعہ ہے کہ موصوف نے ان مسائل کو صحیح سمجھا ہی نہیں، یا ان کو خاکم بدہن صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ان چیزوں کو موجبِ لعنت اور موجبِ مسخ و عذاب قرار دیتے ہیں اور سردار صاحب کو ان میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی، پہلی وجہ جہلِ مرکب ہے اور دُوسری وجہ کفرِ خالص۔

اسلام اور اسلامی مسائل کے بارے میں سردار صاحب کے غیر ذمہ دارانہ بیانات وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں، جن سے سردار جی کے روایتی لطیفوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ سردار صاحب کے پاس صرف وزارت کا قلم دان نہیں، بلکہ آج کل پاکستان کے ''مفتیٔ اعظم'' کا قلم دان بھی انہی کے حوالے کردیا گیا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک و ملت پر رحم فرمائے اور ''فتویٰ نویسی'' کی خدمت سردار صاحب سے واپس لے لی جائے، اور عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت سے درخواست کریں کہ سردار

جی کو اسلام پر ''مشقِ ناز'' کی اجازت نہ دی جائے۔

## تصویر بنانے کا شرعی حکم

س...... ہمارے لواحقین میں سے دو بچیاں ماشاء اللہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں اور ہر لحاظ سے شرعی اَحکام کی پابند ہیں۔ آپ نے پچھلے دنوں اپنے کالم میں تصویریں بنانے کو حرام بتایا ہے، ہماری یہ بچیاں ایک اسکول میں تین سال سے ایک چار سالہ کورس کر رہی ہیں، جس میں تصویریں بنانے کی تربیت دی جاتی ہے، اس کورس کے مکمل کرنے سے اچھی ملازمت ملتی ہے، اب وہ یہ کورس درمیان میں نہیں چھوڑنا چاہتیں۔ دوئم یہ کہ وہ اس بات کو دُرست نہیں تسلیم کرتیں کہ یہ عمل حرام ہے۔ آپ برائے مہربانی قرآنی آیات اور احادیث کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کریں کہ یہ عمل حرام ہے، تو وہ یقیناً اس عمل کو چھوڑ دیں گی، کیونکہ وہ کوئی بھی کام خلافِ شرع نہیں کرنا چاہتیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں تصاویر کی حرمت کو بیان فرمایا ہے، حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا اس موضوع پر ایک بہترین رسالہ ہے، جو ''تصویر کے شرعی اَحکام'' کے نام سے شائع ہوا ہے، اس رسالے کا مطالعہ آپ کی بہنوں کے لئے مفید ہوگا، اور اس کے مطالعے سے اِن شاء اللہ ان کے سارے اِشکالات ختم ہوجائیں گے، میں درخواست کروں گا کہ اس رسالے کو خوب اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لیں۔

تصویر کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات مشکوٰۃ شریف سے نقل کرتا ہوں، ان پر بھی غور فرمالیا جائے۔

۱:...... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصویریں ہوں، مگر اس کو کاٹ ڈالتے تھے۔

(صحیح بخاری)

۳:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ایک چھوٹا گدّا (یا تکیہ) خرید لیا جس میں تصویریں تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے، اندر داخل نہیں ہوئے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ و رسول کے آگے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کے لہجے میں فرمایا کہ: یہ گدّا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھا کریں اور اس سے تکیہ لگایا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے اس کو زندہ بھی کرو اور اس میں جان ڈالو۔ نیز ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں یہ تصویریں ہوں اس گھر میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد اپنے کانوں سے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے چلے، وہ ایک ذرّے کو تو بنا کر دِکھائیں یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کرکے دِکھائیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۷:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری مرض میں ازواجِ مطہراتؓ میں سے ایک بی بی نے ایک گرجا کا تذکرہ کیا جس کو "ماریہ" کہا جاتا تھا، حضرت اُمِّ سلمہ اور حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہما نے، جو حبشہ سے

ہوکر آئی تھیں، اس گرجا کی خوبصورتی کا اور اس کے اندر جو تصویریں بنی ہوئی تھیں ان کا تذکرہ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کسی نیک آدمی کا انتقال ہوجاتا تو اس کی قبر پر عبادت خانہ بنالیتے اور اس میں یہ تصویریں بناتے، یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۸:...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو، یا نبی کے ہاتھ سے قتل ہوا ہو، یا اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کیا ہو، اور تصویر بنانے والوں کو، اور ایسے عالم کو جو اپنے علم سے نفع نہ اُٹھائے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

## قیامت کے دن شدید ترین عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا

س...... آج کے دور میں فوٹو کھنچوانا بعض صورتوں میں ناگزیر ہوتا ہے، مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور ملازمت کے سلسلے میں، اس کے علاوہ عام سی بات ہوگئی ہے کہ ہم چلتی پھرتی تصاویر بھی بنواتے ہیں، مثلاً شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کی ویڈیو فلمیں، ان تصاویر کو اور دیگر فلموں اور ٹی وی کے پروگرام کو ہم دیکھتے ہیں، جبکہ آج کل ہر گلی کوچے میں وی سی آر کی نمائش عام بات ہوگئی ہے، اور گھروں میں اہلِ خانہ کے ساتھ بڑے ذوق وشوق سے ان چلتی پھرتی تھرکتی ہوئی تصاویر کو دیکھتے ہیں۔ تو از راہِ کرم یہ بتایئے کہ کن کن صورتوں میں تصاویر کھنچوانا یا دیکھنا جائز ہے؟ جہاں تک میری ناقص معلومات کا تعلق ہے، میں تو یہ جانتا ہوں کہ تصاویر بنانا یا بنوانا دونوں حرام ہیں۔

ج...... اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے آدمی تصویر بنانے پر مجبور ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اس فعلِ حرام پر گرفت نہیں فرمائیں گے۔ اور جہاں کوئی مجبوری نہیں، اس پر قیامت کے دن شدید ترین عذاب کی وعید آئی ہے، یعنی ''سب سے سخت عذاب قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کا ہوگا'' اللہ تعالیٰ اس لعنت وغضب سے محفوظ رکھے۔

## علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا، تصویر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا

س…… میرا مسئلہ ''تصاویر'' ہیں، آپ نے تصاویر کے موضوع، بے حیائی کی سزا پر خاصا طویل و مدلل جواب دیا، لیکن جناب اس سے فی زمانہ جو ہمیں تصاویر کے سلسلے میں مسائل درپیش ہیں ان کی تشفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جانداروں کی تصویر کشی حرام قرار دی گئی ہے، جبکہ اس دور میں تصاویر ہمارے اِردگرد بکھری پڑی ہیں، ٹی وی، وی سی آر، اخبارات اور رسائل کی صورت میں۔ لہٰذا میرا مسئلہ یہی ہے کہ تصاویر ہمارے لئے ہر صورت میں حرام ہیں یا کسی صورت میں جائز بھی ہوسکتی ہیں؟ جیسے کہ بعض مجبوریوں کے تحت یعنی تعلیمی اداروں، کالج، یونیورسٹیوں میں امتحانی فارموں پر (خواتین مستثنیٰ ہیں، لیکن لڑکے تو لگاتے ہیں)، شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ پر۔ اگر ان مجبوریوں پر بھی شریعت کی رُو سے تصاویر جائز نہیں تو پھر آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں خود میں نے اِمامِ کعبہ کو ٹی وی پر تراویح پڑھاتے دیکھا تھا، (اگر آپ کہیں کہ اس میں قصور فلم بنانے والوں کا ہے تو جناب! کعبۃ اللہ میں علماء اس غیرشرعی فعل سے منع کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں اور اس مقدس جگہ یقیناً ان کا حکم چلے گا)، اس کے علاوہ آئے دن جید علمائے دِین اخبارات و ٹیلی ویژن پر نظر آتے ہیں اور پھر خود آپ ایک اخبار کے توسط سے مسائل کا حل بتاتے ہیں، اس اخبار میں تصاویر بھی ہوتی ہیں، اب یہ تو ممکن نہیں کہ لوگ اسلامی معلومات کا صفحہ پڑھ لیں اور غیرملکی باتصویر اہم خبریں چھوڑ دیں، لہٰذا تصاویر کے سلسلے میں یہ اہم ضرورتیں ہیں۔ ۱-اب آپ یہ بتائیے کہ کیا ہم تعلیم حاصل نہ کریں؟ کیونکہ دُوسری صورت میں ابتدائی جماعت سے ہی باتصویر قاعدہ پڑھایا جاتا ہے، ''الف'' سے انار اور ''ب'' سے بکری والا۔ ۲- پاسپورٹ کی تصویر کی وجہ سے بیرونِ ممالک جانا چھوڑ دیں (لوگ حج کے لئے بھی جاتے ہیں)۔ ۳-اخبارات و رسائل اور ٹی وی وغیرہ سے کنارہ کشی کرلیں؟ تو پھر ٹی وی پر جناب طاہر القادری کی اور پروگرام ''تفہیمِ دِین'' کی اسلامی تعلیمات سے کیسے مستفید ہوں گے؟ اور اخبار میں آپ کی مفید معلومات سے؟ میری

خواہش ہے کہ آپ میرے خط کو قریبی اشاعت میں جگہ دیں تاکہ ان سب لوگوں کا بھی بھلا ہو جو تصاویر کے مسائل سے دوچار ہیں۔ میری تحریر میں کہیں کوئی تلخی محسوس کریں تو اپنی بیٹی سمجھ کر معاف فرمائیں۔

ج…… یہ اُصول ذہن میں رکھئے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے، خواہ (خدانخواستہ) ساری دُنیا اس میں ملوّث ہوجائے۔ دُوسرا اُصول یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ جب کوئی بُرائی عام ہوجائے تو اگرچہ اس کی نحوست بھی عام ہوگی، مگر آدمی مکلّف اپنے فعل کا ہے۔ پہلے اُصول کے مطابق کچھ علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا، اس کے جواز کی دلیل نہیں، نہ اِمامِ حرم کا تراویح پڑھانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے، اگر طبیب کسی بیماری میں مبتلا ہوجائیں تو بیماری "بیماری" ہی رہے گی، اس کو "صحت" کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اور دُوسرے اُصول کے مطابق جہاں قانونی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانی پڑے، یا تصویر میں آدمی ملوّث ہوجائے تو اگر وہ اس کو بُرا سمجھتا ہے تو گناہگار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے توقع ہے کہ وہ اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے، لیکن جن لوگوں کے اختیار میں ہو کہ اس بُرائی کو مٹائیں، اس کے باوجود وہ نہیں مٹاتے تو وہ گناہگار ہوں گے۔ اُمید ہے ان اُصولی باتوں سے آپ کا اِشکال حل ہوگیا ہوگا۔

## کیمرے کی تصویر کا حکم

س…… میں آپ کا کالم "آپ کے مسائل اور ان کا حل" اکثر پڑھتا ہوں، بہت دنوں سے ایک بات کھٹک رہی تھی، آج ارادہ کیا کہ اس کا اظہار کردوں۔ مسئلہ ہے "تصویر بنانا یا بنوانا" اس سلسلے میں تین الفاظ ذہن میں آتے ہیں، تصوّر، مصوّر، تصویر، سب سے پہلے انسان کے تصوّر میں ایک خاکہ آتا ہے، چاہے وہ کسی کے بارے میں ہو، یہ خاکہ مصوّر کے ذہن میں آتا ہے جس کو وہ قلم کے ذریعہ یا برش سے کاغذ یا کینوس پر اور اگر وہ بت تراش ہے تو ہتھوڑا اور چھینی سے پتھر یا دیوار پر منقش کرتا ہے، مصوّر یا بت تراش کے عمل کے نتیجے میں تصویر بنتی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔

فوٹو کھنچوانا ایک دُوسرا عمل ہے، اس کو "تصویر بنوانا" کہنا ہی غلط ہے، یہ عکس بندی ہے، یعنی کیمرے کے لینس پر عکس پڑتا ہے اور اس کو پلیٹ یا رِیل پر محفوظ کرلیا جاتا ہے۔

کیمرے کے اندر کوئی ''چغد'' بیٹھا ہوا نہیں ہے جو قلم یا برش سے تصویر بنائے۔ یہ عکس بالکل اسی طرح شیشے پر پڑتا ہے جیسے آئینہ دیکھتے ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئینہ دیکھنے کو بھی حرام قرار دیا ہے؟ آئینہ دیکھنے میں، نہ تصوّر کام کرتا ہے، نہ مصوّر، یہ تو عکس ہے جو خود بخود آئینے پر پڑتا ہے۔

کارٹون کو آپ تصویر بنوائی کہہ سکتے ہیں، اس لئے کہ اس میں مصوّر کا تصوّر کارفرما ہے، اور یہ اس لئے بھی حرام ہے کہ اس میں تضحیک اور تمسخر کا پہلو نمایاں ہے، اس کو تو دیکھنا بھی دُرست نہیں ہے۔ آپ اخبار دیکھیں اس میں ہر خبر کے ساتھ عکس بندی ہوتی ہے، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا شاہ احمد نورانی کی فوٹوز آتی ہیں، تو کیا یہ حضرات بھی گناہِ کبیرہ انجام دے رہے ہیں؟

۲:...... پروگرام ''اقرأ'' کے بارے میں ایک لڑکے نے پوچھا کہ ٹی وی دیکھے یا نہ دیکھے؟ آپ نے منع کردیا کہ وہ ٹی وی نہ دیکھے اس لئے کہ اس میں تصویر نظر آتی ہے۔ آپ کو خدا کا خوف نہ آیا کہ آپ نے اس کو قرآن شریف کی تعلیم سے روک دیا۔

۳:...... اسی طرح آپ نے کھیلوں کے بارے میں سمجھا ہے کہ یہ ''لہو و لعب'' ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، کیا کرکٹ، فٹ بال، ہاکی، اسکواش یہ سب لہو و لعب ہیں؟ آپ کے ذہن میں ''ورزش برائے صحتِ جسمانی'' کا کوئی تصوّر ہی نہیں ہے؟

۴:...... ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''موسیقی رُوح کی غذا ہے مگر شیطانی رُوح کی'' یہ جو درگاہوں پر قوالیاں ہوتی ہیں، یہ سب شیطانی رُوحیں ہیں؟ مجھے بچپن میں پڑھی ہوئی گلستان کی ایک کہانی یاد آئی۔ ایک مرتبہ آپ ہی جیسے ایک مولانا حضرت سعدیؒ سے موسیقی کے بارے میں اُلجھ گئے، بحث کرتے ہوئے دونوں آبادی سے باہر نکل گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چرواہا ایک ٹیلے پر بیٹھ کر بانسری بجا رہا ہے اور اُونٹ اس کے سامنے وجد میں ناچ رہا ہے، سعدیؒ کی نظر اُونٹ اور چرواہے پر پڑی تو مولانا سے کہنے لگے: مولانا! آپ سے تو یہ اُونٹ سمجھ دار معلوم ہوتا ہے۔

۵:......آخر میں آپ سے گزارش ہے کہ براہِ کرم ''تصویر اور عکس بندی''، ''کھیل اور ورزش''، ''موسیقی اور وجدان'' کا فرق سمجھنے کی کوشش کریں، تعلیم یافتہ لوگ خصوصاً نوجوان آپ کے خیالات سے کیا تأثر لیتے ہوں گے؟

ج:۱......کیمرے کے اندر جو ''چغد'' بیٹھا ہوا ہے وہ مشین ہے، جو اِنسان کی تصویر کو محفوظ کرلیتی ہے، جو کام مصوّر کا قلم یا برش کرتا ہے وہی کام یہ مشین نہایت سہولت اور سرعت کے ساتھ کردیتی ہے، اور اس مشین کو بھی انسان ہی استعمال کرتے ہیں۔ یہ منطق کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آتی کہ جو کام آدمی ہاتھ یا برش سے کرے تو وہ حرام ہو، اور وہی کام اگر مشین سے کرنے لگے تو وہ حلال ہوجائے! اور پھر آنجناب فوٹو کے تصویر ہونے کا بھی انکار فرماتے ہیں، حالانکہ عرفِ عام میں بھی فوٹو کو ''تصویر'' ہی کہا جاتا ہے، اور تصویر ہی کا ترجمہ ''فوٹو'' ہے۔ الغرض! آپ نے ہاتھ کی بنائی ہوئی اور مشین کے ذریعے اُتاری ہوئی تصویر کے درمیان جو فرق کیا ہے، یہ صرف ذریعے اور واسطے کا فرق ہے، مآل اور نتیجے کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں، اور حدیثِ نبوی: ''المصوّرون أشدّ عذابًا یوم القیامة'' میں ہاتھ سے تصویر بنانے والے اگر شامل ہیں تو مشین کے ذریعے بنانے والے بھی اس سے باہر نہیں، اور جن کو ''أشدّ عذابًا'' فرمایا ہو وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں یا صغیرہ کے؟ اس کا فیصلہ آپ خود ہی فرماسکتے ہیں، میرے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کا رسالہ ''التصویر لأحکام التصویر'' ملاحظہ فرمالیجئے۔

ج:۲......قرآنِ کریم کی تعلیم سے کون مسلمان روک سکتا ہے؟ مگر تصویر سے بھی قطع نظر، جو آلہ لہو و لعب اور فحاشی کے لئے استعمال ہوتا ہو اسی کو قرآنِ کریم کے لئے استعمال کرنا خود سوچئے کہ قرآنِ کریم کی تعظیم ہے یا توہین؟ اگر آپ ایسے کپڑے میں جو گندگی کے لئے استعمال ہوتا ہو، قرآنِ کریم کو لپیٹنا جائز نہیں سمجھتے تو جو چیز معنوی نجاستوں اور گندگیوں کے لئے استعمال ہوتی ہے، اس کے ذریعے قرآنِ کریم کی تعلیم کو کیسے جائز سمجھتے ہیں؟ قطع نظر اس سے کہ تصویر حرام ہے یا نہیں، ذرا غور فرمایئے! اسکرین کے جس پردے پر قرآنِ کریم کی آیات پیش کی جارہی تھیں، تھوڑی دیر بعد اسی پر ایک رقاصہ و فحاشہ کا رقص پیش کیا جانے

لگا۔ کیا مسلمانوں کے دِل میں قرآنِ کریم کی یہی عظمت رہ گئی ہے...؟ اور اگر کوئی شخص قرآنِ کریم کی اس اہانت سے منع کرے تو آپ اس پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ اس کے دِل میں خدا کا خوف نہیں ہے، سبحان اللہ! کیا ذہنی انقلاب ہے...!

ج:۳...... یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ ''لہو ولعب'' کھیل کود ہی کا نام ہے، اس لئے اگر میں نے کھیلوں کو لہو ولعب کہا تو کوئی بے جا بات نہیں کی، آپ ''ورزش برائے صحتِ جسمانی'' کے فلسفے کو لے بیٹھے، حالانکہ ''کھیل برائے ورزش'' کو میں نے بھی ناجائز نہیں کہا، بشرطیکہ ستر نہ کھلے اور اس میں مشغول ہوکر حوائجِ ضروریہ اور فرائضِ شرعیہ سے غفلت نہ ہوجائے، لیکن دورِ جدید میں جو کھیل کھیلے جارہے ہیں، جن کے بین الاقوامی مقابلے ہوتے ہیں اور جن میں انہماک اس قدر بڑھ گیا ہے کہ شہروں کی گلیاں اور سڑکیں تک ''کھیل کے میدان'' بن گئے ہیں، آپ ہی فرمائیں کہ کیا یہ سب کچھ ''ورزش برائے صحتِ جسمانی'' کے مظاہرے ہیں؟ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ دورِ جدید میں کھیل ایک مستقل فن اور چشمِ بددُور ایک ''معزّز پیشہ'' بن چکا ہے، اس کو ''ورزش'' کہنا شاید اپنے ذہن وعقل سے ناانصافی ہے، اور اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ ''ورزش'' ہی ہے تو ورزش کے لئے بھی حدود وقیود ہیں یا نہیں؟ جب ان حدود وقیود کو توڑ دیا جائے تو اس ''ورزش'' کو بھی ناجائز ہی کہا جائے گا۔

ج:۴......موسیقی کو ''شیطانی رُوح کی غذا'' صرف میں نے نہیں کہا بلکہ "الشعر من مزامیر الشیطان" تو ارشادِ نبوی ہے، اور گانے والیوں اور گانے کے آلات کے طوفان کو علاماتِ قیامت میں ذکر فرمایا ہے۔ آلاتِ موسیقی کے ساتھ گانے کے حرام ہونے پر فقہاء وصوفیاء سبھی کا اتفاق ہے، اور اسی میں گفتگو ہے، آدمی بہرحال آدمی ہے، وہ سعدیؒ کا اُونٹ نہیں بن سکتا، کیونکہ سعدیؒ کا اُونٹ اَحکامِ شرعیہ کا مکلّف نہیں، جبکہ یہ ظلوم وجہول مکلّف ہے۔ آلات سے تأثر میں بحث نہیں، بحث اس میں ہے کہ یہ تأثر اشرف المخلوقات کے شایانِ شان بھی ہے یا نہیں؟ اور حکیمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تأثر کی تحسین فرمائی ہے یا تقبیح؟

ج:۵...... مجھے توقع ہے کہ آپ ''فاروقی بصیرت'' سے کام لیتے ہوئے ان حقائق پر غور فرمائیں گے اور حلال وحرام کے درمیان فرق وامتیاز کی کوشش کریں گے۔

# داڑھی

## ''داڑھی تو شیطان کی بھی ہے'' کہنے والا کیا مسلمان رہتا ہے؟

س…… ہماری مسجد میں مستقل پانچ نمازوں کے لئے اِمام صاحب ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے، یعنی فجر اور عشاء میں غیر حاضر ہوتے ہیں۔ ان نمازوں میں انتظامیہ کے صدر صاحب اپنی مرضی سے کسی بھی شخص کو نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں، خاص کر فجر میں۔ جبکہ وہ خود بھی بغیر داڑھی کے ہیں اور کبھی خود پڑھاتے ہیں، اَذان و اِقامت بھی خود کرتے ہیں، اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جن حضرات کو وہ نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں یا تو وہ بغیر داڑھی کے ہوتے ہیں یا پھر داڑھی کتروانے والے صاحب ہوتے ہیں۔ جس پر میں نے اعتراض کیا کہ داڑھی کترنے، یعنی مشت سے کم یا بغیر داڑھے والے دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے جبکہ باشرع سنت کے مطابق داڑھی والے موجود ہیں اور دِین کا علم بھی ہے تو پھر کوئی گنجائش نہیں۔ جن صاحب کو نماز پڑھانے سے منع کیا تھا کہ آپ کی داڑھی کتری ہوئی ہے، نماز پڑھتے وقت آپ کے ٹخنے بھی ننگے نہیں ہوتے، آپ نماز پڑھانے کے اہل نہیں تو ان صاحب نے جتنی داڑھی تھی وہ بھی یہ کہتے ہوئے کٹوادی کہ مجھے پہلے سے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے اور اعلاناً داڑھی کٹوائی، صاف کردی۔ اس شخص کے لئے اسلام میں کیا مقام ہے؟ اور یہ کہنا کہ داڑھی شیطان کی بھی ہے اور تم بھی شیطان ہو، یعنی داڑھی والے شخص سے کہنا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ اور اسی تنازع کی وجہ سے جماعت ہورہی ہوتی ہے اور کچھ لوگ صف میں کھڑے ہوکر جب اِمام تکبیر کہتا ہے الگ ہوجاتے ہیں، آیا ان کا الگ نماز پڑھنا دُرست ہے؟ نماز ہوجاتی ہے؟

ج……اس سوال کے جواب میں چند اُمور عرض کرتا ہوں۔

اوّل:...... داڑھی منڈانا اور کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) تمام فقہاء کے نزدیک حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق اور گناہگار ہے۔

دوم:...... فاسق کی اَذان و اِقامت اور اِمامت مکروہِ تحریمی ہے، یہ مسئلہ فقہِ حنفی کی تقریباً تمام کتابوں میں درج ہے۔

سوم:...... ان صاحب کا ضد میں آکر داڑھی صاف کرادینا اور یہ کہنا کہ: ''مجھے پہلے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے'' یا یہ کہ: ''داڑھی تو شیطان کی بھی ہے'' نہایت المناک بات ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے چوکا ہے، شیطان کسی مسلمان کے صرف گناہگار رہنے پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے کئے پر ندامت کے آنسو بہا کر سارے گناہ معاف کرالیتا ہے، اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اسے گناہ کی سطح سے کھینچ کر کفر کی حد میں داخل کردے، وہ گناہگار کو چوکا دے کر اُبھارتا ہے اور اس کے منہ سے کلمۂ کفر نکلواتا ہے۔

ذرا غور کیجئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو ایک حکم فرماتے ہیں کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں صاف کراؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر اگر کوئی شخص کہے کہ: ''مجھے تو داڑھی والوں سے نفرت ہے'' یا یہ کہے کہ: ''داڑھی تو شیطان کی بھی ہے'' کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے؟ یا کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جواب دے سکتا ہے؟ داڑھی والوں میں تو ایک لاکھ بیس ہزار (کم و بیش) انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے عظامؒ بھی ان میں شامل ہیں، کیا ان سب سے نفرت رکھنے والا مسلمان ہی رہے گا؟

میں جانتا ہوں کہ ان صاحب کا مقصد نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رَدّ کرنا ہوگا نہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور اولیائے کرامؒ سے نفرت کا اظہار کرنا ہوگا، بلکہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو غصّے میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا، یا زیادہ صحیح لفظوں میں، شیطان نے اشتعال دِلا کر اس کے منہ سے نکلوادیا، لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کتنے سنگین ہیں اور ان کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس لئے میں ان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان الفاظ سے توبہ کریں اور چونکہ ان الفاظ سے اندیشۂ کفر ہے اس لئے ان صاحب

کو چاہئے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی بھی احتیاطاً تجدید کرلیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

> ''جن الفاظ کے کفر ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو ان کے قائل کو بطورِ احتیاط تجدیدِ نکاح اور توبہ کا اور اپنے الفاظ واپس لینے کا حکم کیا جائے گا۔''

چہارم:......آپ کا یہ مسئلہ بتانا تو صحیح تھا، لیکن آپ نے مسئلہ بتاتے ہوئے انداز ایسا اختیار کیا کہ ان صاحب نے غصّے اور اشتعال میں آکر کلمہ کفر منہ سے نکال دیا، گویا آپ نے اس کو گناہ سے کفر کی طرف دھکیل دیا، یہ دعوت، حکمت کے خلاف تھی، اس لئے آپ کو بھی اس پر اِستغفار کرنا چاہئے اور اپنے مسلمان بھائی کی اصلاح کے لئے دُعا کرنی چاہئے، اس کو اِشتعال دِلاکر اس کے مقابلے پر شیطان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔

## ''مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے'' کہنے والے کا شرعی حکم

س......میں ایک تقریب میں گیا تھا، وہاں ایک لڑکی کے رشتے کی بابت باتیں ہو رہی تھیں، لڑکی کی والدہ نے فرمایا کہ: ''یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے، اس لئے کہ لڑکے کے داڑھی ہے۔'' جب یہ کہا گیا کہ لڑکا آفیسر گریڈ کا ہے، تعلیم یافتہ ہے اور داڑھی تو اور بھی اچھی چیز ہے، اس زمانے میں راغب بہ اسلام ہے۔ تو فرمایا کہ: ''مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے'' آپ فرمائیں کہ داڑھی کی یہ تضحیک کہاں تک دُرست ہے؟ کیا ایسا کہنے والا گناہگار نہیں ہوا؟ اور اگر ہوا تو اس کا کفارہ کیا ہے اور گناہ کا درجہ کیا ہے؟

ج......داڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا، داڑھی منڈے کے لئے ہلاکت کی بددُعا فرمائی اور اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں فرمایا۔ اس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا منڈانا اور ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کاٹنا تمام اَئمہ دِین کے نزدیک حرام ہے۔

جو مسلمان یہ کہے کہ: ''مجھے فلاں شرعی حکم سے نفرت ہے'' وہ مسلمان نہیں رہا، کافر مرتد بن جاتا ہے۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل سے نفرت کرے وہ



فہرست

مسلمان کیسے رہ سکتا ہے...؟ یہ خاتون کسی داڑھی والے کو اپنی لڑکی دے یا نہ دے، مگر اس پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان کی اور نکاح کی تجدید کرنا لازم ہے۔

## داڑھی کا جھولا بنے ہوئے کارٹون سے شعائرِ اسلامی کی توہین

س...... اس خط کے ساتھ بندہ ایک کارٹون کو پن بھیج رہا ہے جس میں دو آدمیوں کے پاؤں تک داڑھیاں بنائی گئی ہیں اور دُوسری جگہ اس کا جھولا بنا کر ایک بچی اس پر جھول رہی ہے۔ یہ کارٹون عام کرنے کے لئے مشہور ٹافیوں کے کارخانے نے ٹافیوں میں لپیٹ دیا ہے، ایک عام مسلمان کے یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شعائرِ اسلام کی یہ بے حرمتی اور بے عزّتی اور پھر ایسے ملک میں جہاں "اسلام، اسلام" کہتے تھکتے نہیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی قانون میں جو گندگی کے ڈھیر یعنی انگریزی قانون کا بدلا ہوا نام ہے، کوئی آرڈی نینس موجود نہیں جو شعائرِ اسلام کو تحفظ دے سکے، ورنہ اس کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی۔ ہم افسوس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور اپنا کام صرف لکھنے اور بولنے تک محدود رکھتے ہیں کہ یہ بھی ایمان کا دُوسرا درجہ ہے۔ لہٰذا میرے یہ جذبات قارئین تک پہنچائیں اور اگر کر سکیں تو اس کمپنی کے خلاف کارروائی کریں تاکہ پھر کوئی شعائرِ اسلام کا اس طرح مذاق نہ اُڑائے۔

ج...... یہ اسلامی شعائر کی صریح بے حرمتی ہے، تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے ناہنجار شریروں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا فرض ہے کہ ان کے خلاف انضباطی کارروائی کریں۔ شعائرِ اسلام کی تضحیک کفر ہے اور ایک اسلامی ملک میں ایسے کفر کی کھلی چھٹی دینا غضبِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

## اکابرینِ اُمت نے داڑھی منڈانے کو گناہِ کبیرہ شمار کیا ہے

س...... اکابرینِ اُمت میں مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈوانے کو گناہِ کبیرہ کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا؟

ج……حضرت تھانویؒ ''امداد الفتاویٰ'' (ج:۴ ص:۲۲۳) میں لکھتے ہیں:

''داڑھی رکھنا واجب اور قبضے سے زائد کٹانا حرام ہے۔''

نوٹ:…… یہاں ''قبضے سے زائد کٹانے'' سے مراد یہ ہے کہ جس کی داڑھی قبضے سے زائد ہو اس کو قبضے سے زائد حصے کا کٹانا تو جائز ہے، اور اتنا کٹانا کہ جس کی وجہ سے داڑھی قبضے سے کم رہ جائے، یہ حرام ہے۔

اور صفحہ:۲۲۱ پر لکھتے ہیں:

''ایک تو داڑھی کا منڈانا یا کٹانا معصیت ہے ہی، مگر اُوپر سے اصرار کرنا اور مانعین سے معارضہ کرنا، یہ اس سے زیادہ سخت معصیت ہے۔''

اور صفحہ:۲۲۲ پر لکھتے ہیں:

''حدیث میں جن افعال کو تغیر خلق اللہ، موجبِ لعن فرمایا ہے، داڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ تغیر کا اتباع شیطان ہونا اور اتباع شیطان کا موجبِ لعنت و موجبِ خسران و موجبِ وقوع فی الغرور، موجبِ جہنم ہونا منصوص ہے، اب مذمتِ شدیدہ میں کیا شک رہا ہے؟''

ان عبارتوں میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ داڑھی منڈانے اور کٹانے کو حرام، معصیت، موجبِ لعنت، موجبِ خسران اور موجبِ جہنم فرمارہے ہیں، کیا اس کے بعد بھی آپ کا یہ کہنا دُرست ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اس گناہ کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا…؟

مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ آیتِ کریمہ: ''لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللهِ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے، اور یہ اعمالِ فسق میں سے ہے، جیسے داڑھی منڈانا، بدن گدوانا

وغیرہ۔‘‘ (معارف القرآن ج:۲ ص:۵۹)

مفتی صاحب کے بقول جب داڑھی منڈانا اعمالِ فسق میں سے ہے، اور داڑھی منڈانے والا فاسق ہے، تو کسی سے پوچھ لیجئے کہ جس گناہ سے آدمی فاسق ہوجائے وہ صغیرہ ہوتا ہے یا کبیرہ؟

## ’’رسالہ داڑھی کا مسئلہ‘‘

س:۱......داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت؟ اور داڑھی منڈانا جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟ بہت سے حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھنا ایک سنت ہے، اگر کوئی رکھے تو اچھی بات ہے اور نہ رکھے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ نظریہ کہاں تک صحیح ہے؟

س:۲......شریعت میں داڑھی کی کوئی مقدار مقرّر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی؟

س:۳......بعض حفاظ کی عادت ہے کہ وہ رمضان مبارک سے کچھ پہلے داڑھی رکھ لیتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد صاف کردیتے ہیں، ایسے حافظوں کو تراویح میں اِمام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز دُرست ہے یا نہیں؟

س:۴......بعض لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں اور اسے نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں، اگر اولاد یا اعزّہ میں سے کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں، اور کچھ لوگ شادی کے لئے داڑھی صاف ہونے کی شرط لگاتے ہیں، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

س:۵......بعض لوگ سفرِ حج کے دوران داڑھی رکھ لیتے ہیں اور حج سے واپسی پر صاف کرادیتے ہیں، کیا ایسے لوگوں کا حج صحیح ہے؟

س:۶......بعض حضرات اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ اگر ہم داڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنامی اور داڑھی کی بے حرمتی ہوگی۔ ایسے حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:۱......داڑھی منڈانا یا کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اس سلسلے میں پہلے چند احادیث لکھتا ہوں، اس کے بعد ان کے فوائد ذکر کروں گا۔

۱:...... ’’عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال

رسول الله صلی الله علیه وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية." الحديث. (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:......"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا...الخ۔"

۲:...... "عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: احفوا الشوارب واعفو اللّحی."

ترجمہ:......"ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مونچھوں کو کٹواوٴ اور داڑھی بڑھاوٴ۔"

"وفی روایة: انه أمر باحفاء الشوارب واعفاء اللحية." (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:......"اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو کٹوانے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔"

۳:...... "عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خالفوا المشركين، أوفروا اللحٰی واحفوا الشّوارب."(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:......"ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاوٴ اور مونچھیں کٹاوٴ۔"

۴:......"عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: جزّوا الشّوارب وارخوا اللحٰی، خالفوا المجوس." (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔‘‘

۵:...... ’’عن زید بن أرقم رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من لم یأخذ من شاربہ فلیس منا.‘‘ (رواہ احمد والترمذی والنسائی، مشکوٰۃ ص:۳۸۱)

ترجمہ:...... ’’زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔‘‘

۶:...... ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال.‘‘

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور اللہ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔‘‘

**فوائد:**

۱:...... پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کٹانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے، اور مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا خلافِ فطرت ہے، اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فطرۃ اللہ کو بگاڑتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان لعین نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا، اور میں ان کو حکم دُوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑا کریں۔ تفسیر حقانی اور بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ داڑھی منڈانا بھی تخلیقِ خداوندی کو



فہرست

بگاڑنے میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ چہرے کو فطرۃً داڑھی کی زینت و وجاہت عطا فرمائی ہے۔ پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ اغوائے شیطان کی وجہ سے نہ صرف اپنے چہرے کو بلکہ اپنی فطرت کو مسخ کرتے ہیں۔

چونکہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہی صحیح فطرتِ انسانی کا معیار ہے، اس لئے فطرت سے مراد انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت بھی ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت ہے اور یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے: ''أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدَاھُمُ اقْتَدِہْ'' (سورۃ الانعام: ۹۰) اس لئے جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے طریقے کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ داڑھی منڈانا تین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ ۱- انسانی فطرت کی خلاف ورزی، ۲- اغوائے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑنا، ۳- اور انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت۔ پس ان تین وجوہ سے داڑھی منڈوانا حرام ہے۔

۲:...... دُوسری حدیث میں مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور حکمِ نبوی کی تعمیل ہر مسلمان پر واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے، پس اس وجہ سے بھی داڑھی رکھنا واجب اور اس کا منڈانا حرام ہوا۔

۳:...... تیسری اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے، اس کے برعکس مونچھیں بڑھانا اور داڑھی منڈانا مجوسیوں اور مشرکوں کا شعار ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے شعار کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''من تشبه بقوم فهو منهم.'' (جامع صغیر ج:۲ ص:۸)

ترجمہ:...... ''جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی

میں سے ہوگا۔“

پس جولوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کر کے اہلِ کفر کا شعار اپناتے ہیں، جس کی مخالفت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا، اس لئے ان کو وعیدِ نبوی سے ڈرنا چاہئے کہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن انہی غیرقوموں میں نہ ہو۔ نعوذ باللہ!

۴:...... پانچویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ مونچھیں نہیں کٹواتے وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں، ظاہر ہے کہ یہی حکم داڑھی منڈانے کا ہے، پس یہ ان لوگوں کے لئے بہت ہی سخت وعید ہے جو محض نفسانی خواہش یا شیطانی اغوا کی وجہ سے داڑھی منڈاتے ہیں، اور اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اپنی جماعت سے خارج ہونے کا اعلان فرمارہے ہیں، کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے، اس دھمکی کو برداشت کرسکتا ہے...؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس قدر نفرت تھی کہ جب شاہِ ایران کے قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں:

**”فکره النظر الیهما، وقال: ویلکما! من امرکما بهٰذا؟ قالا: أمرنا ربنا یعنیان کسریٰ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ولٰکن ربّی أمرنی باعفاء لحیتی وقصّ شاربی.“**

(البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۲۷۰، حیاۃ الصحابہ ج:۱ ص:۱۱۵)

ترجمہ:...... ”پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا: تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ وہ بولے کہ: یہ ہمارے رَبّ یعنی شاہِ ایران کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میرے رَبّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے۔“

پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مجوسیوں کے خدا کے حکم کی پیروی کرتے ہیں، ان کو سو بار سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیا منہ دِکھائیں گے؟ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ: تم اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے ہماری جماعت سے خارج ہو، تو شفاعت کی اُمید کس سے رکھیں گے؟

۵:...... اس پانچویں حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں بڑھانا (اور اسی طرح داڑھی منڈانا اور کترانا) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی گناہِ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرماسکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

۶:...... چھٹی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں۔ اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاریؒ صاحبِ مرقاۃ لکھتے ہیں کہ: ''لعن اللّٰہ'' کا فقرہ، جملہ بطور بددُعا بھی ہوسکتا ہے، یعنی ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو، اور جملہ خبریہ بھی ہوسکتا ہے، یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈانے میں گزشتہ بالا قباحتوں کے علاوہ ایک قباحت عورتوں سے مشابہت کی بھی ہے، کیونکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے داڑھی کا امتیاز رکھا ہے، پس داڑھی منڈانے والا اس امتیاز کو مٹاکر عورتوں سے مشابہت کرتا ہے، جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا موجب ہے۔

ان تمام نصوص کے پیشِ نظر فقہائے اُمت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے، اور یہ اسلام کا شعار ہے، اور اس کا منڈانا یا کترانا (جبکہ حدِ شرعی سے کم ہو) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعلِ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ج:۲...... احادیثِ بالا میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور ترمذی کتاب الادب (ج:۲ ص:۱۰۰) کی ایک روایت میں جو سند کے اعتبار سے کمزور ہے، یہ ذکر کیا گیا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ریش مبارک کے طول وعرض سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔اس کی وضاحت صحیح بخاری کتاب اللباس (ج:۲ ص:۸۷۵) کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما حج وعمرے سے فارغ ہونے کے موقع پر اِحرام کھولتے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت منقول ہے (نصب الرایہ ج:۲ ص:۴۵۸)۔اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار کم ازکم ایک مشت ہے۔ (ہدایہ کتاب الصوم)

پس جس طرح داڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح داڑھی ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے، درمختار میں ہے:

”وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم.“

(شامی طبع جدید ج:۲ ص:۴۱۸)

ترجمہ:......”اور داڑھی کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے آدمی کرتے ہیں، پس اس کو کسی نے جائز نہیں کہا، اور پوری داڑھی صاف کردینا تو ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا فعل تھا۔“

یہی مضمون فتح القدیر (ج:۲ ص:۷۷) اور بحرالرائق (ج:۲ ص:۳۰۲) میں ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ”اشعۃ اللمعات“ میں لکھتے ہیں:

”حلق کردن لحیہ حرام است وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است۔“ (ج:۱ ص:۲۲۸)

ترجمہ:......”داڑھی منڈانا حرام ہے، اور ایک مشت کی مقدار اس کا بڑھانا واجب ہے (پس اگر اس سے کم ہو تو کترانا بھی حرام ہے)۔“

امدادالفتاویٰ میں ہے:

''داڑھی رکھنا واجب ہے، اور قبضے سے زائد کٹوانا حرام ہے۔لقوله عليه السلام: خالفوا المشركين أوفروا اللحى. متفق عليه. فى الدر المختار: يحرم على الرجل قطع لحيته وفيه السنة فيها القبضة۔''

ترجمہ:......''کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ۔ (بخاری و مسلم) اور درمختار میں ہے کہ: مرد کے لئے داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور اس کی مقدارِ مسنون ایک مشت ہے۔''

ج:۳...... جو حافظ داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہوں وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں۔ تراویح میں بھی ان کی اِمامت جائز نہیں، اور ان کی اقتداء میں نماز مکروہِ تحریمی (یعنی عملاً حرام) ہے۔ اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کرادیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں اِمام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔

ج:۴......اس سوال کا جواب سمجھنے کے لئے یہ اُصول ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ اسلام کے کسی شعار کا مذاق اُڑانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیر کرنا کفر ہے، جس سے آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے، اور یہ اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت فرمایا ہے، پس جو لوگ مسخِ فطرت کی بناپر داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان کے اعزّہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں یا اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں، اور جو لوگ دُولہا کے داڑھی منڈائے بغیر اسے رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے، ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔ حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ ''اصلاح الرسوم'' ص:۱۵ پر لکھتے ہیں:

''من جملہ ان رُسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹانا، اس طرح ہے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے، یا مونچھیں بڑھانا، جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے، حدیث میں ہے کہ: ''بڑھاؤ داڑھی کو اور کتراؤ مونچھوں کو'' روایت کیا ہے اس کو بخاری و مسلم نے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغۂ اَمر سے دونوں حکم فرمائے ہیں، اور اَمر حقیقتاً وجوب کے لئے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے، پس داڑھی کا کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں، اس سے زیادہ دُوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔'' روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے۔

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوگیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں، اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی پر ہنستے ہیں اور ان کی ہجو کرتے ہیں، ان سب مجموعہ اُمور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دُشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ اور رسول کے بناویں۔''

ج:۵...... جو حضرات سفرِ حج کے دوران یا حج سے واپس آکر داڑھی منڈاتے ہیں یا کتراتے ہیں، ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابلِ رحم ہے، اس لئے کہ وہ خدا کے گھر میں بھی کبیرہ گناہ سے باز نہیں آتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی حج مقبول ہوتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔ اور بعض اکابر نے حجِ مقبول کی علامت یہ لکھی ہے کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دِینی انقلاب آجائے یعنی وہ حج کے بعد طاعات کی پابندی اور گناہوں سے

بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔

جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تغیر نہیں آیا، اگر پہلے فرائض کا تارک تھا تو اَب بھی ہے، اور اگر پہلے کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا تو حج کے بعد بھی بدستور گناہوں میں ملوّث ہے، ایسے شخص کا حج درحقیقت حج نہیں محض سیر و تفریح اور چلت پھرت ہے، گو فقہی طور پر اس کا فرض ادا ہوجائے گا، لیکن حج کے ثواب اور برکات اور ثمرات سے وہ محروم رہے گا۔ کتنی حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آدمی ہزاروں روپے کے مصارف بھی اُٹھائے اور سفر کی مشقتیں بھی برداشت کرے، اس کے باوجود اسے گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ہو، اور جیسا گیا تھا ویسا ہی خالی ہاتھ واپس آجائے۔ اگر کوئی شخص سفرِ حج کے دوران زنا اور چوری کا ارتکاب کرے اور اسے اپنے اس فعل پر ندامت بھی نہ ہو اور نہ اس سے توبہ کرے تو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ اس کا حج کیسا ہوگا؟ داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدتر ہے کہ وہ وقتی گناہ ہیں، لیکن داڑھی منڈانے کا گناہ چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے، آدمی داڑھی منڈا کر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کا اِحرام باندھے ہوئے ہے، لیکن اس کی منڈی ہوئی داڑھی عین نماز، روزہ اور حج کے دوران بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت بھیج رہی ہے، اور وہ عین عبادت کے دوران بھی حرام کا مرتکب ہے۔ حضرت شیخ قطب العالم مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ اپنے رسالے ''داڑھی کا وجوب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''مجھے ایسے لوگوں کو (جو داڑھی منڈاتے ہیں) دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرّر نہیں، اور اس حالت میں (جب داڑھی منڈی ہوئی ہو) اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرۂ انور کا سامنا کریں گے؟
>
> اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہِ کبیرہ: زنا، لواطت، شراب نوشی، سود خوری وغیرہ تو بہت ہیں، مگر وہ سب وقتی

ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''لا یزنی الزانی وھو مؤمن .... الخ'' یعنی جب زنا کار زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا۔

مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہوجاتا ہے، لیکن زنا کے بعد وہ نورِ ایمانی مسلمان کے پاس واپس آجاتا ہے۔ مگر قطعِ لحیہ (داڑھی منڈانا اور کترانا) ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے، روزے کی حالت میں، حج کی حالت میں، غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔''

(داڑھی کا وجوب ص:۲)

پس جو حضرات حج و زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی مسخ شدہ شکل کو دُرست کریں اور اس گناہ سے سچی توبہ کریں، اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس فعلِ حرام سے بچنے کا عزم کریں، ورنہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ شیخ سعدیؒ کے اس شعر کے مصداق بن جائیں:

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکہ رود

چو بیاید ہنوز خر باشد

ترجمہ:...... ''عیسیٰ کا گدھا اگر مکے بھی چلا جائے، جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا۔''

انہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ وہ روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہوں گے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی...؟

ج:۶...... ان حضرات کا جذبہ بظاہر بہت اچھا ہے اور اس کا منشا داڑھی کی حرمت و عظمت ہے۔ لیکن اگر ذرا غور و تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خیال بھی شیطان کی ایک

چال ہے، جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعلِ حرام میں مبتلا کردیا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک مسلمان دُوسروں سے دغا فریب کرتا ہے، جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری بدنام ہوتی ہے، اب اگر شیطان اسے یہ پٹی پڑھائے کہ: ''تمہاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں، اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم ...نعوذ باللہ... اسلام کو چھوڑ کر سکھ بن جاوٴ'' تو کیا اس وسوسے کی وجہ سے اس کو اسلام چھوڑ دینا چاہئے؟ نہیں! بلکہ اگر اس کے دِل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہے تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ ان بُرائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ: ''اگر تم داڑھی رکھ کر بُرے کام کروگے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے'' تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیرباد نہیں کہا جائے گا، بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان بُرے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے۔

ان حضرات نے آخر یہ کیوں فرض کرلیا ہے کہ ہم داڑھی رکھ کر اپنے بُرے اعمال نہیں چھوڑیں گے؟ اگر ان کے دِل میں واقعی اس شعارِ اسلام کی حرمت ہے تو عقل اور دِین کا تقاضا یہ ہے کہ وہ داڑھی رکھیں، اور یہ عزم کریں کہ اِن شاء اللہ اس کے بعد کوئی کبیرہ گناہ ان سے سرزد نہیں ہوگا، اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس شعارِ اسلام کی حرمت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ بہرحال اس موہوم اندیشے کی بنا پر کہ کہیں ہم داڑھی رکھ کر اس کی حرمت کے قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہوں، اس عظیم الشان شعارِ اسلام سے محروم ہوجانا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ شعارِ اسلام کو خود بھی اپنائیں اور معاشرے میں اس کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شکل و صورت میں ان کا حشر ہو، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت کا مورد بن سکیں۔

"عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله

صلی الله علیه وسلم قال: كل أمتي يدخلون الجنّة اِلَّا من أبٰى، قالوا: ومن يأبى؟ قال: من أطاعني دخل الجنّة، ومن عصاني فقد أبٰى.“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۱۰۸۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے، مگر جس نے انکار کردیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ: انکار کون کرتا ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری حکم عدولی کی، اس نے انکار کردیا۔“

---

## داڑھی منڈانے والے کے فتوے کی شرعی حیثیت

س...... آج کل ٹی وی پر ماڈرن قسم کے مولوی فتوے دیتے ہیں، یعنی ایسے مولوی جو کلین شیو کرکے اور پینٹ پہن کے ٹی وی پر آتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... داڑھی منڈانے والا کھلا فاسق ہے، اور فاسق کی خبر دُنیوی معاملات میں بھی قابلِ اعتماد نہیں، دِینی اُمور میں کیونکر ہوگی...؟

## قبضے سے کم داڑھی رکھنے کے باطل استدلال کا جواب

س ۱:...... عام طور پر علمائے کرام کی تحریروں میں پڑھا ہے کہ اسلام نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم دیا ہے، نیز یہ کہ اسلام میں داڑھی تسلیم کی جائے گی تو اس کی حدکم ازکم یک مشت ہوگی، اس حد سے کم مقدار کی داڑھی نہ سنت کے مطابق ہے اور نہ ہی شریعت میں معتبر۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر اسلام نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے جو کہ ضد ہے کم کرنے کی تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے قبضے سے زائد داڑھی کیوں ترشوادی

تھی؟ کیا بڑھانا اور ترشوانا ایک دُوسرے کی ضد نہیں؟

ج:۱...... داڑھی بڑھانے کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور انہی سے قبضے سے زائد کے تراشنے کا عمل مروی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانے کے وجوب کی حد قبضہ ہے، اس سے زیادہ واجب نہیں۔

س:۲...... پاکستان سے ایک عالمِ دِین نے داڑھی کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرّر نہیں کی، صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے، البتہ داڑھی رکھنے میں فاسقین کی صفت سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرفِ عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے، دیکھنے میں ایسا بھی نہ لگے کہ جیسے چند یوم سے داڑھی نہیں مونڈی اور دیکھنے والا یہ دھوکا نہ کھائے، تو شارع کا منشا پورا ہوجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ کیا داڑھی رکھنے یعنی اس کی مقدار میں اختلاف ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا ہے کہ بعض کے نزدیک داڑھی بڑھانا یعنی اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا ہی عین سنت ہے، اور بعض کے نزدیک مٹھی بھر داڑھی رکھنا ہی مسنون ہے اور اپنے حال پر چھوڑنا مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک کوئی خاص حد مقرّر نہیں، بس جو داڑھی عرفِ عام میں داڑھی ہو وہ رکھنا مشروع ہے، وضاحت طلب ہے۔

ج:۲...... ایک قبضہ تک بڑھانے کے وجوب پر تو اِجماع ہے، اس سے کم کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، البتہ قبضے سے زیادہ میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک زائد کا کاٹنا مطلقاً ضروری یا مباح ہے۔ بعض کے نزدیک حج و عمرے کا اِحرام کھولتے ہوئے حلق و قصر کے بعد قبضے سے زائد کا تراش دینا مستحب ہے، عام حالات میں مستحب نہیں۔ بعض کے نزدیک اگر داڑھی کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ بدنما نظر آنے لگیں تو ان کو تراش دینا ضروری ہے، الغرض اختلاف جو کچھ ہے قبضے سے زائد میں ہے۔

ان عالمِ دِین کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرّر نہیں فرمائی، غلط ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، کاٹنے کا حکم نہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

داڑھیاں قبضے سے زائد ہوتی تھیں، البتہ بعض صحابہ مثلاً حضرت ابنِ عمر، حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے قبضے سے زائد کو تراشنے کا عمل منقول ہے، اور ترمذی کی روایت میں، جس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج و عمرے کے موقع پر قبضے سے زائد کا تراشنا نقل کیا گیا ہے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی بیان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی کم سے کم حد ایک قبضہ ہے، ایک قبضے سے کم کا تراشنا جائز نہیں، کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ تو بیانِ جواز کے لئے اس کو کر کے ضرور دِکھاتے، اور کسی نہ کسی صحابی سے بھی یہ عمل ضرور منقول ہوتا، پس فاسقین کی جس وضع کی مخالفت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے وہ وضع یہی ہے کہ قبضے سے کم تراشی جائے۔

س:۳۰...... مذہبی کتب میں اور علمائے کرام کی تحریروں میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مٹھی سے کم کو کسی نے جائز نہیں کہا اور اس پر اِجماع ہے، لیکن علامہ عینیؒ ''عمدۃ القاری'' کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار میں توفیر لحیہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے اِمام طبریؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی دلیل ثابت ہے کہ (داڑھی بڑھانے کے متعلق) حدیث کا حکم عام نہیں بلکہ اس میں تخصیص ہے، اور داڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا ممنوع اور اس کا ترشوانا واجب ہے، البتہ سلف میں اس کی مقدار اور حد کے معاملے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا اس کی حد لمبائی میں ایک مٹھی سے بڑھ جائے اور چوڑائی میں بھی پھیل جانے کی وجہ سے بُری معلوم ہو..... بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ لمبائی اور چوڑائی میں کم کرائے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہو جائے۔ اسی کے بعد فرماتے ہیں: اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرفِ عام سے خارج نہ ہو جائے۔

ج:۳۰...... جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضے سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ اس پر اِجماع ہے، یہ نقل بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ ائمہ فقہاء کے جو مذاہب مدوّن ہیں، یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں، ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے

کہ داڑھی کا قبضے سے کم کرنا حرام ہے۔ جہاں تک علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا تعلق ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اِمام طبریؒ کے کلام کی تلخیص کی ہے، اور آپ نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا خلاصہ نقل کردیا ہے۔ بہرحال اس میں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں۔

اوّل یہ کہ آپ کی نقل کردہ عبارت میں جو دو قول نقل کئے گئے ہیں، ان پر ظاہری نظر ڈالنے سے یہ شبہ ہوتا ہے (اور یہی شبہ آپ کے سوال کا منشا ہے) کہ پہلا فریق تو داڑھی کی حد ایک قبضہ مقرّر کرتا ہے اور زائد کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے، اور دُوسرا فریق قبضے سے کم کو بھی کاٹنے کی اجازت دیتا ہے، "بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہوجائے" مگر عبارت کا مطلب صریحاً غلط ہے۔ جیسا کہ میں اُوپر بتاچکا ہوں سلف میں سے کسی سے بھی قبضے سے کم داڑھی کاٹنے کی اجازت منقول نہیں، علامہ عینیؒ نے جو اِختلاف نقل کیا ہے وہ مافوق القبضہ میں ہے، اور ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض سلف نے تو کاٹنے کی صاف صاف حد مقرّر کردی، قبضے سے زائد کو کاٹ دیا جائے، گویا ان حضرات کے نزدیک داڑھی بس ایک قبضے تک رکھی جائے، زیادہ نہیں۔ اس کے برعکس بعض اس کی تعیین نہیں کرتے کہ داڑھی بس ایک ہی قبضہ رکھی جائے، وہ قبضے سے زیادہ رکھنے کے قائل ہیں، البتہ طول وعرض سے معمولی تراشنے کی اجازت دیتے ہیں، بشرطیکہ یہ تراش خراش ایسی نمایاں نہ ہو کہ جس سے داڑھی چھوٹی نظر آنے لگے۔ پس سلف کا یہ اختلاف بھی قبضے سے زائد کے تراشنے نہ تراشنے میں ہے، قبضے سے کم میں نہیں۔

دُوسری قابلِ توجہ بات علامہ عینیؒ کا یہ قول ہے، جس کا ترجمہ آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ: "اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرفِ عام سے خارج نہ ہوجائے۔" دیکھنا یہ ہے کہ یہ "عرف الناس" جس کو آپ نے "عرفِ عام" سے تعبیر فرمایا ہے کہ اس سے کن لوگوں کا عرف مراد ہے؟ آیا ایسے معاشرے کا عرف جو صحیح اسلامی معاشرے کی عکاسی کرتا ہو؟ یا ایسے معاشرے کا عرف جس پر فسق و فجور اور ہوائے نفس کا غلبہ ہو؟ غالباً سوال لکھتے وقت آنجناب کے ذہن میں عرفِ عام کی یہی دُوسری صورت ہوگی، لیکن اگر آپ ذرا سی توجہ سے کام لیتے تو واضح ہوجاتا کہ یہاں علامہ عینیؒ، سلف کے مسلک میں گفتگو کر رہے ہیں اور "سلف صالحین" کا لفظ عموماً صحابہ و تابعین


فہرست

رضی اللہ عنہم کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے اس عبارت میں انہی کا عرفِ عام مراد ہے، انہی کا عرف صحیح اسلامی معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے، اور انہی کے عرف کو بطورِ سند اور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ بات کیا نکلی؟ بات یہ نکلی کہ صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں عام طور سے جتنی داڑھی رکھنے کا رواج تھا، اس سے کم کرنا سلف کی اس دُوسری جماعت کے نزدیک جائز نہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ صحابہؓ و تابعینؒ کا عرفِ عام تو الگ رہا! کیا کسی ایک صحابی یا تابعی سے بھی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا ثابت ہے؟ اگر نہیں، تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک قبضے سے کم داڑھی رکھنے کا جواز کیسے نکل آیا؟ بہرحال علامہ عینیؒ کی عبارت میں نہ تو قبضے سے کم تراشنا مراد ہے اور نہ لوگوں کے ''عرفِ عام'' سے بگڑے ہوئے معاشرے کا عرفِ عام مراد ہے۔

## داڑھی کے ایک قبضہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

س...... داڑھی ایک قبضہ ہونی چاہئے، یہ قبضہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ آیا لبوں کے نیچے سے یا ٹھوڑی کے نیچے سے قبضہ ڈالنا چاہئے، پھر جہاں تک چار اُنگلیوں کا گھیر آجائے۔

ج...... ٹھوڑی کے نیچے سے، یعنی بال ہر طرف سے ایک قبضہ ہونے چاہئیں۔

## بڑی مونچھوں کا حکم

س...... ایک شخص کی مونچھیں اتنی بڑی ہیں کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھیں اس پانی وغیرہ کے ساتھ لگ جاتی ہیں، تو ایسی مونچھوں اور اس پانی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

ج...... اتنی بڑی مونچھیں رکھنا شرعاً گناہ ہے، حدیث میں آتا ہے:

''عن زید بن أرقم رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من لم یأخذ من شاربه فلیس منّا.'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۱)

ترجمہ:...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو شخص مونچھیں نہیں تراشتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

## داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور فطرتِ صحیحہ کے عین مطابق ہے

س...... کیا داڑھی رکھنا ضروری ہے؟ اور کیوں؟

ج...... اسلام میں مردوں کو داڑھی رکھنے کا تاکیدی حکم ہے اور یہ کئی وجوہ سے ضروری ہے۔

اوّل:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کو ان اعمال میں سے شمار کیا ہے جو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہیں، پس جس چیز کی پابندی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم تک خدا کے سارے نبیوں نے کی ہو، ایک مسلمان کے لئے اس کی پیروی جس درجہ ضروری ہو سکتی ہے وہ آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔

دوم:...... پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کو فطرت فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی تراشنا خلافِ فطرت عمل ہے، ایک مسلمان کے لئے فطرتِ صحیحہ کے مطابق عمل کرنا اور خلافِ فطرت سے گریز کرنا جس قدر ضروری ہو سکتا ہے، وہ واضح ہے۔

سوم:...... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیدی اَحکام کا ضروری ہونا سب کو معلوم ہے۔

چہارم:...... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرماتے ہوئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ: ”مشرکوں کی مخالفت کرو“ اور ایک دُوسری حدیث میں فرمایا کہ: ”مجوسیوں کی مخالفت کرو“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی داڑھی تراشنا بددِین قوموں کا شعار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ان گمراہ قوموں کی خلافِ فطرت تقلید کرنے سے منع فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ”جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا، وہ انہیں میں سے شمار ہوگا۔“ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ شاہِ ایران کے سفیر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی


فہرست

تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مسخ شدہ شکل دیکھ کر اظہارِ نفرت کے طور پر فرمایا: ”یہ کیا شکل بنا رکھی ہے؟“ انہوں نے عرض کیا کہ: ”ہمیں ہمارے خدا (شاہِ ایران) نے اس کا حکم کیا ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لیکن میرے رَبّ نے مجھے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے“ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

پنجم:...... چونکہ داڑھی رکھنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور صحیح فطرتِ انسانی ہے، اس لئے یہ مردانہ چہرے کی زینت ہے، اور داڑھی تراشنا گویا مردانہ حسن و جمال کو مٹی میں ملانا ہے، شاید اس پر یہ کہا جائے کہ آج کل تو رِیش تراشی (داڑھی منڈانے) کو موجبِ زینت سمجھا جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی معاشرے میں بُری اور گندی رسم کا رواج ہوجائے تو عام لوگ محض تقلیداً اس پر عمل کئے جاتے ہیں اور اس کی قباحت کی طرف نظر نہیں جاتی، ورنہ اس کا تجربہ ہر شخص کرسکتا ہے کہ وہ رِیش تراشیدہ چہرے کو آئینے میں دیکھ لے اور پھر داڑھی رکھ کر بھی آئینہ دیکھ لے، خود اس کا وجدان فیصلہ کرے گا کہ داڑھی مونڈنے سے اس کی شکل مسخ ہوکر رہ جاتی ہے۔

ششم:...... اہلِ تجربہ کا کہنا ہے کہ مردوں کے داڑھی کے بال اور عورتوں کے سر کے بال منہ کی فاضل رطوبتوں کو جذب کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جس کی داڑھی گھنی اور بھری ہوئی ہو، اس کے مسوڑھے اور دانت مضبوط ہوں گے، بہ نسبت اس شخص کے جس کی داڑھی ہلکی ہو، اور یہی وجہ ہے کہ مغرب میں چونکہ مرد داڑھی صاف رکھتے ہیں اور ان کی عورتیں سر کے بال کٹواتی ہیں اس لئے وہ مسوڑھوں اور دانتوں کی بیماریوں میں عام طور پر مبتلا ہیں، وہ اچھے سے اچھے ٹوتھ پیسٹ استعمال کرتے ہیں مگر گندہ دہنی کا مرض نہیں جاتا۔

## صدرِ مملکت کو وفد نے داڑھی رکھنے کی دعوت کیوں دی؟

س...... ”اقرأ“ کے اسلامی صفحے کے ایک مضمون میں پڑھا کہ علمائے کرام کا ایک وفد صدرِ پاکستان سے ملا اور اس وفد نے صدرِ پاکستان کو ایک اسلامی شعار داڑھی رکھنے کی تلقین کی۔ اس سلسلے میں درج ذیل اشکالات ذہن میں آتے ہیں، براہِ کرم جواب مرحمت فرمائیں۔

س:۱...... کیا داڑھی ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے کہ اس کے لئے اتنے مصارف اُٹھا کر صدر سے ملاقات کی جائے اور انہیں اس کی دعوت دی جائے؟

س:۲...... میں نے تو سنا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت ہے، اس کو رکھیں تو ثواب ہوگا، اور نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

س:۳...... مندرجہ بالا معلومات کے مطابق اس کام کے لئے ہزاروں روپے کا خرچ اِسراف نہیں؟

س:۴...... پھر یہ بھی ممکن ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کی صورت میں وہ ہر ایک سے ہر ایک بات کرسکتا ہے، اور اس سے مخاطب پر اثر بھی ہوگا، مگر داڑھی رکھنے کی صورت میں تو وہ سکہ بند مذہبی گروہ کا فرد ہوگا جس سے یقیناً اس کی بات کا وہ مقام نہیں رہے گا، کیا اس غرض سے اگر کوئی شخص داڑھی نہ رکھے تو آنجناب کے خیال میں اس کو اجازت ہونی چاہئے؟ ازراہِ کرم میرے ان سوالات کا جواب دے کر مجھے اور میرے جیسے دُوسرے مسلمانوں کے خدشات دُور فرمائیں، اس لئے کہ اگر واقعی یہ ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے تو اس سے کسی مسلمان کو محروم نہیں ہونا چاہئے۔

ج:۱...... داڑھی کے اہم ترین اسلامی شعار ہونے میں تو شبہ نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسلمانوں کا امتیازی نشان قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''اپنی وضع قطع میں مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاوٴ اور مونچھیں کتراوٴ'' (بخاری) اگر فوج کا کمانڈر انچیف کسی خاص وردی کو اپنی فوج کا امتیازی نشان قرار دے تو فوج کے کسی سپاہی کے لئے اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اب سوچئے کہ جس چیز کو اُمت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کا امتیازی نشان قرار دیا ہو، اس کی مخالفت کسی اُمتی کے لئے کب روا ہوسکتی ہے؟ اور جو اس بات کے جاننے کے باوجود اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ ''اُمتی'' کہلانے کا کیا منہ رکھتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فعلِ بد (داڑھی منڈانے) سے ایسی نفرت تھی کہ جب کسریٰ شاہِ ایران کے سفیر بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان


فہرست

کی شکل و وضع سے کراہت آئی اور نہایت ناگوار لہجے میں فرمایا: ”تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں ایسی بھونڈی اور مکروہ شکل بنانے کا کس نے کہا ہے؟“ انہوں نے کہا کہ: ”ہمیں ہمارے رَبّ یعنی کسریٰ نے اس کا حکم دیا ہے“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لیکن میرے رَبّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم فرمایا ہے۔“

(البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۲۶۹، حیاۃ الصحابہ ج:۱ ص:۱۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کٹانا مجوسیوں کے رَبّ کا حکم ہے، اور داڑھی بڑھانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کا حکم ہے۔ غور فرمائیے جہاں مجوسیوں کے رَبّ کا حکم ایک طرف ہو اور دُوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کا حکم ہو، ایک مسلمان کو کس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے؟

ج:۲...... یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت اور کارِ ثواب ہے اور نہ رکھنے کا کوئی گناہ نہیں، تمام فقہائے اُمت کے نزدیک ایک مشت داڑھی بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ وتر کی نماز واجب ہے، اور داڑھی منڈانا اور ایک مشت سے کم کرنا بالاِجماع حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

ج:۳...... مسلمانوں کی کسی مقتدر اور لائقِ احترام شخصیت کو (جیسا کہ صدرِ محترم ہیں) کسی اَمرِ واجب کی دعوت دینا اور اس پر خرچ کرنا قطعاً اِسراف اور فضول خرچی نہیں۔ تبلیغی جماعت کے سابق اِمام حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ کے بارے میں یہ بات سنی ہے کہ کسی شخص نے ان سے عرض کیا کہ آپ اتنے مصارف اُٹھاکر جماعتیں امریکہ بھیجتے ہیں، کیا یہ اِسراف نہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ: ”اگر میں ساری دُنیا کے خزانے خرچ کرکے امریکہ والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت سکھانے میں کامیاب ہوجاؤں تو میں سمجھوں گا کہ یہ سودا سستا ہے۔“ اسی طرح اگر کوئی بندۂ خدا یہ جذبہ رکھتا ہے کہ ہمارے اعلیٰ حکام کے چہرے پر اسلام اور سنت کا نور ہو، اور وہ اس کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کردیتا ہے تو اِن شاء اللہ اس کا یہ خرچ قیامت کے دن ”اِنفاق فی سبیل اللہ“ کی مد میں شمار ہوگا، اِن شاء اللہ! ثم اِن شاء اللہ!

ج:۴......آپ کا چوتھا سوال تو بالکل ہی مہمل اور احساسِ کمتری کا شکار ہے، کاش! آپ کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد یاد ہوتا: ''نحن قوم أعزّنا الله بالاسلام''، یعنی ''ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزّت دی۔''

مسلمانوں کی ذِلت و پسماندگی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ شیطان نے ان کے کان میں پھونک دیا ہے کہ اگر تم نے اسلام کے فلاں مسئلے پر عمل کیا تو فلاں مصلحت فوت ہوجائے گی، اس ترقی یافتہ دور میں لوگ تمہیں کیا کہیں گے؟ حالانکہ مسلمان کی عزّت اسلام کے اَحکام پر عمل کرنے میں ہے، اور اسلام کے اَحکام کو چھوڑنے میں ان کی ذِلت و رُسوائی کا راز مضمر ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: ''اور عزّت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور اہلِ ایمان کے لئے، لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔'' مسلمانوں کا جو حاکم خدا اور رسول کے اَحکام کا پابند ہو، غیرمسلم بھی اسے عزّت و احترام سے دیکھتے ہیں، اور وہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ گفتگو کرسکتا ہے، پھر تائیدِ غیبی اور نصرتِ خداوندی اس کی پشت پناہ ہوتی ہے۔ بعض بڑے بڑے عیسائی اور سکھ اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہوتے ہوئے بھی داڑھی رکھتے ہیں، جس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

## داڑھی منڈوانے کو حرام کہنا کیسا ہے؟

س......ایک حالیہ اشاعت میں ''مسلمانوں کا امتیازی نشان'' کے عنوان سے ایک سائل کے داڑھی سے متعلق سوالات کے جواب دیئے گئے تھے، اس سلسلے میں کچھ سوالات میرے ذہن میں ہیں، جن کے جوابات دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس کا جواب اخبار میں دیں تاکہ جن لوگوں نے یہ مضمون پڑھا ہو وہ مزید مطمئن ہوسکیں۔

قرآن میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف خدا کو ہے، اس کے علاوہ جس نے بھی کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کیا اس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا (النحل:۱۱۶، المائدۃ:۸۷ وغیرہ)۔ اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرایا وہ حلال ہے اور جو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے،


فہرست

اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں، لہٰذا اللہ کی اس فیاضی کو قبول کرو کیونکہ اللہ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا، پھر آپ نے سورۂ مریم کی آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ: اور تمہارا ربّ بھولنے والا نہیں ہے)۔ کسی چیز کو حرام و حلال قرار دینے میں فقہائے اُمت کا رویہ جو تھا اس کے متعلق اِمام شافعیؒ "کتاب الاُم" میں قاضی ابویوسفؒ سے روایت کرتے ہیں:

"میں نے بہت سے اہلِ علم مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ فتویٰ دینا پسند نہیں کرتے اور کسی چیز کو حلال و حرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اس کو بلا تفسیر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ابنِ سائبؒ جو ممتاز تابعی ہیں، کہتے ہیں کہ: اس بات سے بچو کہ تمہارا حال اس شخص کا سا ہوجائے جو کہتا ہے کہ اللہ نے فلاں چیز حلال کی ہے، یا اسے پسند ہے، اور اللہ قیامت کے دن فرمائے گا: نہ میں نے اس کو حلال کیا تھا اور نہ مجھے پسند تھی۔ اسی طرح تمہارا حال اس شخص کا سا بھی نہ ہوجائے جو کہتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام کردی ہے، لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، میں نے نہ اسے حرام کیا تھا اور نہ اس سے روکا تھا۔ ابراہیم نخعیؒ سے جو کہ کوفہ کے ممتاز فقہاء تابعین میں سے ہیں، منقول ہے کہ: جب ان کے اصحاب فتویٰ دیتے تو "یہ مکروہ ہے" یا "اس میں کوئی حرج نہیں" کے الفاظ استعمال کرتے، کیونکہ کسی چیز پر حلت و حرمت کا حکم لگانے سے زیادہ غیرذمہ دارانہ بات اور کیا ہوسکتی ہے؟" (بحوالہ اسلام میں حلال و حرام، یوسف القرضاوی)

علامہ ابنِ تیمیہؒ سے منقول ہے کہ سلف صالحین حرام کا اطلاق اسی چیز پر کرتے تھے جس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہوتی۔ اِمام احمد بن حنبلؒ سوالوں کے جواب میں فرماتے:

"میں اسے مکروہ خیال کرتا ہوں، اچھا نہیں سمجھتا، یا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔" (بحوالہ ایضاً)

مندرجہ بالا اللہ کے حکم، حدیث اور فقہاء کے طرزِ عمل سے واضح ہے کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار نہیں دیتے تھے جب تک کہ وہ واضح نہ ہو، کیونکہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف اور صرف خدا کو ہے، پھر کس طرح فقہاء کا قول کسی چیز کے حرام و حلال میں سند ہو؟ وہ کسی چیز کو مکروہ کہہ سکتے ہیں، کراہت کا اظہار کرسکتے ہیں، ناجائز کہہ سکتے ہیں، حلال و


فہرست

حرام کا فتویٰ تو نہیں لگا سکتے؟

ایک اور حدیث ہے حضرت جابرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ نے اُنگلیوں کو چاٹنے اور رکابی کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا: تم نہیں جانتے کہ کس اُنگلی یا نوالے میں برکت ہے۔ تو کیا کھانے کے بعد اُنگلی کو نہ چاٹنے والا اور رکابی کو نہ صاف کرنے والا حرام کا مرتکب ہے؟ کیونکہ یہاں تو صریحاً حکم ہے۔ اسی طرح کی اور حدیث پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے متعلق حرام کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، جس طرح شدّت سے داڑھی کے ایک مشت سے کم ہونے پر لگایا جاتا ہے (حالانکہ نہ ہی خدا نے اور نہ ہی خدا کے رسول نے یہ مقدار مقرّر کی ہے)۔

ج...... فقہائے اُمت کے نزدیک ایک مشت کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈوانا یا ایک مشت سے کم کٹانا حرام ہے۔ شیخ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”.... وأما الأخذ منها وهی دون ذٰلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحدٌ.“

اس سے دو سطر قبل ہے:

”.... یحمل الاعفا علٰی اعفائها من أن یأخذ غالبها أو کلها کما هو فعل المجوس الأعاجم من حلق لحاهم کما یشاهد فی الهنود .....“ (فتح القدیر ج:۲ ص:۷۷)

ترجمہ:...... ”اور داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے ہو، جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے مرد کرتے ہیں، سو اس کو کسی نے بھی حلال اور مباح نہیں لکھا.... اور پوری داڑھی صاف کردینا ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا کام ہے۔“

یہی مضمون شامی طبعِ جدید ج:۲ ص:۴۱۸، البحر الرائق ج:۲ ص:۳۰۲ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی فارسی شرح مشکوٰۃ ج:۱ ص:۲۲۸ میں بھی ہے۔ فقہائے اُمت کے اس اِجماع اور متفقہ فیصلے کے بعد یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم کس


فہرست

درجے کا ہے؟ اور اس کے کٹانے یا منڈانے کی ممانعت کس درجے کی ہے؟ بلاشبہ کسی چیز کو حرام کہنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے، لیکن جو چیزیں بالاجماع حرام ہوں ان کو جائز کہنے میں بھی کچھ کم احتیاط کی ضرورت نہیں۔ کسی حلال کو حرام کہنا بُری بات ہے تو اِجماعی حرام کو حلال کرنے کی کوشش بھی کچھ اچھی بات نہیں۔

یہ تو آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ آپ کا یہ ارشاد بھی بجا ہے کہ سلف صالحین فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط فرماتے تھے، اور کرنی بھی چاہئے، اور آپ کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہر حکم ایک درجے کا نہیں ہوتا، حکم کبھی استحباب کے درجے میں بھی ہوتا ہے، بلکہ کبھی جواز کے درجے میں بھی، جیسا کہ فرمایا ہے: ”وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا“ اس آیتِ کریمہ میں شکار کرنے کا حکم محض جواز کے درجے میں ہے۔ اسی طرح کسی چیز کی ممانعت کبھی تحریم کے لئے ہوتی ہے، کبھی کراہتِ تحریمی کے طور پر، کبھی کراہتِ تنزیہی کے طور پر اور کبھی محض ارشادی ہوتی ہے۔

اس اَمر کا تعین کرنا کہ کون سا حکم کس درجے کا ہے؟ اور کون سی ممانعت کس درجے کی ہے؟ یہ حضراتِ فقہائے اُمت کا کام ہے، میرا اور آپ کا کام نہیں، اور یہ چیز چونکہ اِجتہاد سے تعلق رکھتی ہے اس لئے بعض اُمور میں حضراتِ فقہائے اُمت کے درمیان اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک اِمام ایک چیز کو جائز کہتا ہے تو دُوسرا ناجائز، ایک واجب کہتا ہے تو دُوسرا سنت، لیکن داڑھی کے مسئلے میں فقہائے اُمت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

## مونچھیں قینچی سے کاٹنا سنت اور اُسترے سے صاف کرنا جائز ہے

س…… داڑھی کے متعلق شرعی اَحکامات کیا ہیں؟ غالباً یہ سنت ہے، اصل مسئلہ داڑھی کی نوعیت اور وضع قطع کا ہے۔ عام مشاہدے میں تو طرز طرز، وضع وضع کی داڑھیاں دیکھنے میں آتی ہیں، بعض حضرات بہت گھنی سر سیّد نما رکھتے ہیں، بعض صرف ٹھوڑی پر رکھتے ہیں، اور دائیں بائیں رُخساروں کے بال ترشوا دیتے ہیں، عرب ممالک میں اس کا عام رواج ہے۔


فہرست

بعض داڑھی کے ساتھ ساتھ مونچھیں بھی رکھتے ہیں، بعض اُسترے سے مونچھیں منڈوادیتے ہیں، مہربانی فرماکر وضاحت کریں کہ حنفی عقیدے کے مطابق اصل اَحکامات کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کچھ حدود اور قیود ہوں گی، اور باقی انفرادی اختیار کو دخل ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیا حدود ہیں جن کی پابندی لازمی ہے؟ ٹھوڑی پر اور دائیں بائیں رُخساروں پر کتنے بال ہونے چاہئیں؟ سائز میں کتنی لمبی ہوں؟ مونچھیں رکھنا، ترشوانا یا اُسترے سے منڈوانا کون سا صحیح طریقہ ہے؟ کیا گردن کی نچلی طرف نرخرے کے نیچے سے بال صاف کراسکتے ہیں، وضاحت فرمائیں۔

ج...... حدیثِ پاک میں داڑھی بڑھانے اور مونچھوں کو صاف کرانے کا حکم ہے۔ حنفی مذہب میں داڑھی بڑھانے کی کم از کم حد یہ ہے کہ داڑھی مٹھی میں پکڑ کر جو زائد ہو اس کو کاٹ سکتے ہیں، اس سے زیادہ کاٹنا جائز نہیں، گویا داڑھی کم از کم ایک مٹھی ہونی چاہئے۔

مونچھوں کا حکم یہ ہے کہ قینچی سے باریک کترانا تو سنت ہے، اور اُسترے سے صاف کرانا بعض کے نزدیک دُرست ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے، اور لبوں کے برابر سے مونچھیں کاٹ دی جائیں تب بھی جائز ہے۔

مونچھوں کا سکھوں کی طرح بڑھانا حرام ہے، اور تراشنا ضروری ہے، تراشنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ پوری مونچھوں کو صاف کردیا جائے، اور دُوسری بات یہ ہے کہ لب کے پاس سے اتنا تراش دیا جائے کہ لب کی سرخی ظاہر ہوجائے۔

## داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے

س...... کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بغیر داڑھی کے کوئی شخص مسجد میں اَذان نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ اِمامت کرسکتا ہے، اور کچھ لوگ اس بات کے حق میں نہیں۔ زیادہ تر کوشش کرکے نماز باجماعت پڑھتا ہوں، اس لئے میں نے رمضان میں جب موقع ملا اَذانیں بھی دِیں، لیکن چار روز پہلے میں مغرب کی اَذان دینے والا تھا کہ کچھ لوگوں نے مجھے اس وجہ سے اَذان نہیں دینے دی کہ میری داڑھی نہیں ہے۔ اب اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا کوئی بغیر داڑھی کے اَذان دے


فہرست

سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اور ہمارے مذہب اسلام میں جو کہ ایک مکمل دِین ہے اس بارے میں کیا کہا گیا ہے؟ اور داڑھی کی ہمارے مذہب میں کیا اہمیت ہے؟ کیا داڑھی ہر مسلمان پر فرض ہے؟ کیا داڑھی کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی؟ اور داڑھی کتنی بڑی ہونی چاہئے؟

ج...... داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کا منڈانا اور کترانا (جب ایک مشت سے کم ہو) حرام ہے، اور ایسا کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے۔ فاسق کی اَذان و اِمامت مکروہِ تحریمی ہے۔ داڑھی کی شرعی مقدار واجب ایک مشت ہے۔ رہا یہ کہ اس کی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، مگر اتنی بات تو بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص عین عبادت کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہو، اس کا قبولیت کی توقع رکھنا کیسا ہے؟ داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ سوتے جاگتے ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے۔

## شادی کرنا زیادہ اہم ہے یا داڑھی رکھنا

س...... میں ایک غیرشادی شدہ نوجوان ہوں، اب میری شادی کا پروگرام طے ہو رہا ہے، دو جگہوں پر صرف داڑھی کی وجہ سے انکار کیا گیا اور تیسری جگہ بھی یہی شرط رکھی گئی ہے۔ اس طرح میرے لئے ایک پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ مجرّد کی حیثیت سے میں ہمیشہ زندگی بسر نہیں کرسکتا اور گناہ کا ارتکاب ممکن ہے۔ عالی جناب سے گزارش ہے تحریر فرمائیں کہ داڑھی اور شادی کرنے کی دِینِ اسلام میں کیا فضیلت ہے؟ دونوں میں کون سا عمل زیادہ اہم سمجھا جائے گا؟ ازراہِ کرم اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے مجھے مفید مشورہ دے دیا جائے۔ نیز میرے والدین کا مشورہ یہ ہے کہ شادی کرنے کے بعد آپ داڑھی پھر رکھ سکتے ہیں، مگر شادی آج کے دور میں ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، کیونکہ شادی کا تعلق عمر سے ہے۔

ج...... داڑھی اور شادی دونوں کی اہمیت اپنی جگہ ہے، داڑھی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت، مردانہ فطرت اور شعارِ اسلام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے اور اسے صاف کرانے پر غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ داڑھی رکھنا بالاتفاق واجب ہے، اور منڈانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں کترانا بالاتفاق حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ جو لوگ داڑھی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی شرط لگاتے ہیں، وہ ایک سنتِ نبوی اور شعارِ اسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہیں۔ آپ کو شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان لوگوں کو تجدیدِ ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

## حجام کے لئے شیو بنانا اور غیر شرعی بال بنانا

س...... میں پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں، ایک دن ظہر کی نماز پڑھ کر وضو کر کے سو گیا، خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ: ''ظالم! تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوگے؟ کہ تم پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کاٹتے ہو (یعنی شیو بنانا)۔'' میں حجام کا کام کرتا ہوں، آپ مہربانی فرما کر جواب دیں کہ میں کیا کروں؟ کیا اس کام کو چھوڑ دُوں؟

ج...... آپ کا خواب بہت مبارک ہے، داڑھی مونڈنا حرام ہے اور حرام پیشے کو اختیار کرنا کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ آپ بال اُتارنے کا کام ضرور کرتے رہیں، مگر داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال بنانے سے انکار کر دیا کریں۔

## کیا داڑھی کا مذاق اُڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے جبکہ داڑھی سنت ہے؟

س...... مؤرخہ ۱۹/دسمبر ۱۹۸۶ء کے روزنامہ ''جنگ'' (بروز جمعہ) میں آپ نے اپنے کالم ''آپ کے مسائل'' میں محترم سیّد امتیاز علی شاہ صاحب کے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو انہوں نے داڑھی کا مذاق اُڑانے والے کے بارے میں کیا تھا۔ آپ کے جواب سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ داڑھی کا مذاق اُڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے اور اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، جبکہ داڑھی رکھنا سنت ہے اور سنت کا مذاق اُڑانے یا انکار کرنے والا اسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہوتا، مگر گناہگار ہو جاتا ہے۔ جبکہ فرض کا انکار کرنے والا مرتد اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ اس سے میرا منشا یہ ہرگز نہیں کہ داڑھی کا انکار یا مذاق کیا جائے (نعوذ باللہ) یہ سخت گناہ کا کام ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ شریعت کی روشنی میں صحیح فتویٰ جاری کیا جائے۔

ج……داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے، اوراس کا منڈانا یا تراشنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کی کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے، لیکن دِین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر و اِرتداد ہے، اوراس سے آدمی واقعتاً دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا یا اس کو بُرا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص اور آپ کا مذاق اُڑانا ہے۔ کیا کوئی …نعوذ باللہ… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرنے اور آپ کا مذاق اُڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اُڑانے کی جرأت کرسکتا ہے؟ اور کوئی بدبخت اس کی جرأت کر ہی بیٹھے تو اس کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کبھی نہیں…! ایمان تو ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق اُڑائے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھے، کیا اس نے ایمان و تسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر و نخوت اور کفر و عناد کا…؟ یہ نکتہ قرآنِ کریم، احادیث شریف اور اکابرِ اُمت کے ارشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا مذاق اُڑانے والا مسلمان نہیں، کافر و مرتد ہے۔ آنجناب نے جو فرمایا کہ سنت کا مذاق اُڑانے سے آدمی صرف گنہگار ہوتا ہے اور فرض کا مذاق اُڑانے سے کافر و مرتد ہوجاتا ہے، یہ اُصول صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ دِین کی کسی بات کا مذاق اُڑانا کفر و ارتداد ہے۔

## داڑھی: مسلمانوں کے تشخص کا اظہار

س…… جمعہ کی اشاعت میں ایک مضمون نظر سے گزرا، مضمون نگار اپنے اس مضمون میں نہ صرف بہت زیادہ انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ وہ ایک ایسی الزام تراشی کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا تصوّر بھی کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ صاحبِ مضمون نے اپنے مضمون میں یہ لکھا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا

کیا ہے، دونوں کی نفسیات، جذبات اور چہروں میں نمایاں فرق رکھا ہے، مرد کے چہرے پر عورت کے چہرے کے برعکس مردانہ وجاہت کے لئے داڑھی تخلیق فرمائی ہے، بلکہ سچائی ہے، مگر افسوس کہ آج ایمان کے دعوے داروں نے اللہ تعالیٰ کی اس بہترین تخلیق کا انکار کیا، بلکہ دُشمنی کی، فطرتِ انسانی کو رَدّ کردیا، اسے اپنے چہروں سے کاٹ کر پھینک دیا، اس بات کی پہچان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی ہے، مگر بس ایک چیز بے کار پیدا کی ہے اور وہ مرد کے چہرے پر داڑھی (معاذ اللہ)۔'' میں سمجھتا ہوں کہ دُنیا کا کوئی بھی مسلمان اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے داڑھی بے کار پیدا کی ہے، یہ ڈاکٹر صاحب کی الزام تراشی ہے جو وہ تمام مسلمانوں پر کر رہے ہیں۔ اس سے آگے چل کر موصوف نے صحیح مسلم اور مشکوٰۃ کی احادیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بھی بیان کی ہے کہ: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان مردوں پر لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت کریں، اور ان عورتوں پر لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کریں۔'' اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ: ''داڑھی نہ رکھنے والوں کو عیسائیوں کے چہرے سے محبت، ہندوؤں کے چہروں سے محبت، مرد ہوکر زنانے چہروں سے محبت اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے نفرت (معاذ اللہ)، تمام انبیاء کے چہروں سے نفرت، صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں سے نفرت (معاذ اللہ) یہ ہے ایمان، یہ ہے اطاعت و فرماں برداریٔ رسولؐ۔'' مندرجہ بالا تحریر میں تو مضمون نگار نے ایک ایسی بات کی ہے، ایک ایسا الزام لگایا ہے جس کا تصوّر کسی ایسے مسلمان سے بھی نہیں کیا جاسکتا جو صرف اپنے نام کا مسلمان ہو، اور اس نے آج تک کوئی عمل بھی مسلمانوں جیسا نہ کیا ہو، لیکن پھر بھی اس کے دِل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرۂ مبارک سے اتنی شدید گہری محبت ہوتی ہے کہ جس کا تصوّر بھی شاید نہیں کرسکتے۔ ایک مسلمان اپنے دِل میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کا تصوّر تو ذہن میں لا ہی نہیں سکتا۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ناموسِ رسالت پر جان دینے والے، صحابہ کرامؓ کی محبت میں اپنا سر تک کٹادینے والے عامی مسلمان تھے۔ آخر میں، میں

صاحبِ مضمون سے درخواست کروں گا کہ خدارا! آخرت کی جوابدہی کو پیشِ نظر رکھیں اور عام مسلمانوں پر ان باتوں کا الزام نہ لگائیں جس کا تصوّر بھی وہ نہیں کرسکتے۔ ہمارے معاشرے میں جو میں کہوں گا کہ نوّے فیصد غیراسلامی معاشرہ ہے، بے انتہا سنتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے، لیکن ان سنتوں پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ عام مسلمان یہ گناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نفرت کی بنیاد پر کر رہا ہے، بلکہ یہ گناہ وہ یقیناً گناہ کا احساس رکھتے ہوئے معاشرے کی خرابی کی بنا پر کر رہا ہے، بلکہ میں تو یہ کہوں گے کہ یہ گناہ اس سے غیرشعوری طور پر سرزد ہو رہا ہے۔ جب دُوسرے گناہوں میں ملوّث ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کر رہا ہے تو داڑھی نہ رکھنے کا یہ مطلب کہاں سے ہے کہ اسے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت ہے؟ خدا کے واسطے! ایسی تحریروں سے اجتناب کریں جس میں الزام تراشی کے سوا کچھ نہ ہو، ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں جس سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا مطلب نکالیں، ایسی ہی تحریروں سے لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

ج…… آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے، لیکن محبت دِل میں چھپی ہوئی چیز ہے، اور اس کا اظہار آدمی کی حرکات سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ داڑھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشنے پر یہاں تک غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اُٹھ جانے کا حکم فرمایا، اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابنِ کثیرؒ ج:۴ ص:۲۶۹) اس بنا پر تمام فقہائے اُمت نے داڑھی منڈوانے کو حرام اور گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاکیدی حکم کے خلاف نصاریٰ اور مجوسیوں کی مشابہت کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی


فہرست

جائے؟ داڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے، اور عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو، وہ اس ملعون کام کو کرے گا؟ یہ تو آپ نے صحیح فرمایا کہ بعض مسلمان غیرشعوری طور پر معاشرے کی خرابی کی وجہ سے اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اس کا مذاق اُڑاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ: ''داڑھی منڈواؤ، ورنہ لڑکی نہیں دیں گے'' اور بہت سے والدین اپنے نوجوان لڑکوں کو اس گناہ پر مجبور کرتے ہیں، کیا ان کے بارے میں یہی کہا جائے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے؟ میں ان کے دِل میں چھپی ہوئی محبت کا انکار نہیں کرتا، لیکن ان کا طرزِ عمل محبت کی نفی کرتا ہے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد اور عناد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

## کیا داڑھی نہ رکھنے اور کٹوانے والوں کی عبادت قبول ہوگی؟

س…… جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے یا خلافِ سنت داڑھی رکھتے ہیں، کیا ان کے اعمال قبول ہوں گے یا نہیں؟

ج…… یہ تو قبول کرنے والا ہی جانتا ہے، لیکن جو شخص عین عبادت میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی علامت منہ پر لئے ہوئے ہو، اسے نہ اس پر ندامت ہو، نہ وہ اس سے توبہ کرے، اس کی عبادت قبول ہونی چاہئے یا نہیں؟ اس کا فتویٰ اپنی عقلِ خداداد سے پوچھئے…! مثلاً جو شخص حج کے دوران بھی اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور نہ حج کے بعد اس سے باز آئے، کیا خیال ہے کہ اس کا حج، حجِ مبرور ہوگا…؟ جبکہ حجِ مبرور نام ہی اس حج کا ہے جو خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے پاک ہو۔

# جسمانی وضع قطع

## انسانی وضع قطع اور اسلام کی تعلیم

س……اسلام کے آفاقی نظامِ حیات میں انسان کے لئے اس کی وضع قطع اور تراش خراش و لباس وغیرہ کے بارے میں کیا اُصول اور قواعد وضوابط وضع کئے ہیں؟ یا یہ کہ ان ظاہری شکل وشباہت کو اُصول وضوابط کی بندشوں سے آزاد رکھا گیا ہے، آج حال کے مسلم سے تو ایک عام مسلمان اس ضمن میں کسی نتیجے پر پہنچے سے قاصر ہے، جبکہ علامہ اقبال جیسے فلسفی اور اہلِ علم نے مسلمانوں کی ظاہری حالت دیکھ کر فرمایا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

نیز یہ ضرور وضاحت کی جائے کہ پتلون اور ٹائی غیرمسلمانوں کے شعائر میں سے ہیں یا نہیں؟ اور جو اس پر عامل ہوں گے، وہ لوگ غیرمسلموں کی تقلید کی وعید میں آئیں گے یا نہیں؟

ج……وضع قطع کے بارے میں یہ اُصول مقرّر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی وضع قطع اختیار کی جائے، اور فاسق و بدکار اور کفار کی وضع قطع سے احتراز کیا جائے، یہی شکل وصورت میں بھی، لباس کی تراش خراش میں بھی، نشست و برخاست میں بھی، کھانے پینے، ملنے برتنے اور لین دین میں بھی۔

ٹائی اور کالر دراصل عیسائیوں کا مذہبی شعار تھا، اب بظاہر کسی قوم کی خصوصیت نہیں رہی، مگر اپنی اصل کے لحاظ سے مکروہ ہے، اور پتلون شرٹ بھی انہی لوگوں کا شعار ہے، ان کو اختیار کرنے والوں کے حق میں حدیث کی وعید کا اندیشہ ہے، واللہ اعلم!

## عورت کا بھنویں بنوانا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میری ایک دوست یہ کہتی ہے کہ بھنویں بنانا گناہ کی بات نہیں ہے، کیونکہ چھوٹے بچے کے بال آٹے سے رگڑ کر اُتارے جاتے ہیں، تو بڑے ہوکر بھنوؤں کے بال اُتارنا غلط بات تو نہیں۔

ج…… حدیث شریف میں تو ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے، پھر یہ گناہ کیوں نہ ہوگا؟

”عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة.“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۹)

ترجمہ:……”حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر اور جسم گودنے اور گودوانے والی پر۔“

## عورتوں کا فیشن کے لئے بال اور بھنویں کٹوانا

س…… کیا شریعت میں جائز ہے کہ عورتیں اپنی بھنویں بنائیں اور دُوسروں کو دِکھائیں اور اصلی بھنویں منڈوا کر سرمہ یا کسی اور کالی چیز سے نقلی بنائیں یا کچھ کم و بیش بال رہنے دیں؟ آج ملک بھر میں کم از کم میرے خیال کے مطابق ۷۵ فیصد پڑھی لکھی عورتیں بال کٹوا کر گھوم رہی ہیں اور ان کے سروں پر دوپٹے نہیں ہوتے، اگر کسی کے پاس دوپٹہ ہو بھی تو گلے میں رَسّی کی مانند ڈالا ہوتا ہے، اور اگر ان سے کہیں کہ یہ اسلام میں جائز نہیں، تو جواب ملتا ہے کہ: ”اب ترقی کا دور ہے، اس میں سب کچھ جائز ہے، اور پھر مرد بھی تو بال کٹواتے ہیں، اور ہم مردوں کے شانہ بشانہ چل رہی ہیں اور مغربی لوگ بھی تو بال کٹواتے ہیں، جو ہم سے زیادہ ترقی کر چکے ہیں۔“

ج…… اس مسئلے کا حل واضح ہے کہ ایسی عورتوں کو نہ خدا اور رسولؐ کی ضرورت ہے، نہ دِینِ اسلام کی، ان کو ”ترقی“ کی ضرورت ہے، لیکن مرنے کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہوگی۔

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو اس کو ہر کام میں اللہ و رسولؐ کے حکم کو دیکھنا لازم ہے۔

## کیا عورت چہرے اور بازوؤں کے بال صاف کرسکتی ہے؟ نیز بھنوؤں کا حکم

س...... میرے چہرے اور بازوؤں پر کافی گھنے بال ہیں، کیا میں ان بالوں کو صاف کرسکتی ہوں، اس میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

ج...... صاف کرسکتی ہیں۔

س...... میری بھنویں آپس میں ملی ہوئی ہیں، بھنویں تو نہیں بناتی ہوں مگر بھنویں الگ کرنے کے لئے درمیان میں سے بال صاف کردیتی ہیں، کیا میرا یہ عمل دُرست ہے؟

ج...... یہ عمل دُرست نہیں۔

س...... اکثر جب بال بڑھ جاتے ہیں تو ان کی دو نوکیں نکل آتی ہیں، جن کی وجہ سے بال جھڑنے لگتے ہیں، ایسی صورت میں بالوں کی نوکیں کاٹنا کیا گناہ ہے؟

ج...... اس صورت میں نوکیں کاٹنے کی اجازت ہے۔

## عورت کو پلکیں بنوانا کیسا ہے؟

س...... لڑکیاں جو آج کل پلکیں بناتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟ اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ عورت کو جسم کے ساتھ لوہا لگانا حرام ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... پلکیں بنانے کا فعل جائز نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، بنانے والی پر بھی اور بنوانے والی پر بھی۔

”عن أبی ریحانة قال: نھٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عشر عن الوشر والوشم والنتف .... رواہ أبو داؤد والنسائی.“ (مشکوٰۃ ص:۳۷۶)

ترجمہ:...... ”حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے، بالوں کے ساتھ بال جوڑنے سے، جسم پر گدوانے سے اور بال نوچنے سے.... الخ۔“

## چہرے اور بازوؤں کے بال کاٹنا عورت کے لئے کیسا ہے؟

س...... کیا خواتین کے لئے چہرے، بازوؤں اور بھنوؤں کے درمیان کا رُواں صاف کرنا گناہ ہے؟ جواب مدلل دیجئے گا۔

ج...... محض زیبائش کے لئے تو فطری بناوٹ کو بدلنا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال نوچنے اور نچوانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے (مشکوٰۃ شریف ص:۳۸۱) البتہ اگر عورت کے چہرے پر غیر معتاد بال اُگ آئیں تو ان کے صاف کرنے کی فقہاء نے اجازت لکھی ہے، اسی طرح جن بالوں سے شوہر کو نفرت ہو ان کے صاف کرنے کی بھی اجازت دی ہے، (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ) (مگر اس سے سر کے بال کٹوانے کی اجازت نہ سمجھ لی جائے)۔

س...... کیا بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہوتے ہیں؟

ج...... جی ہاں! سخت مکروہ۔

## عورت کو سر کے بالوں کی دو چوٹیاں بنانا کیسا ہے؟

س...... مسئلہ یوں ہے کہ میں کالج کی طالبہ ہوں اور اکثر دو چوٹی باندھ لیتی ہوں، لیکن ایک دن میری سہیلی نے مجھے بتایا کہ دو چوٹی کا باندھنا سخت گناہ ہے، اور مجھے قبر کے مُردے کا حال بتایا کہ جس کے پیروں کے انگوٹھے میں بال بندھ گئے تھے۔ میں نے تصدیق کے لئے اپنی خالہ سے پوچھا، تو انہوں نے بھی مجھے یہی کہا کہ یہ گناہ ہے، اور مزید یہ بھی بتایا کہ میک اَپ کرنا، ٹائیٹ کپڑے اور فیشن ایبل کپڑے پہننا بھی گناہ ہے، اور ساتھ میں وہی واقعہ جو کہ میری سہیلی نے سنایا تھا، سنایا۔ اس دن سے آج تک میں نے دو چوٹی نہیں باندھی، لیکن میری دُوسری سہیلی کا کہنا ہے کہ یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں، وہ اصرار بھی کرتی ہے کہ میں

دو چوٹی باندھوں۔ برائے مہربانی مجھے اسی ہفتے کے صفحے میں جواب دے کراس پریشانی سے نجات دِلائیں، میں آپ کی بہت مشکور رہوں گی۔

ج...... اس مسئلے میں ایک اُصولی قاعدہ سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمان کو ایسی وضع قطع اور لباس کی ایسی تراش خراش کرنے کی اجازت نہیں جس میں کافروں یا فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت پائی جائے۔ اگر کوئی شخص (خواہ مؤمن مرد ہو یا عورت) ایسا کرے گا تو اس کو کافروں کی شکل وصورت محبوب ہے، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی موجب ہے۔ دو چوٹیوں کا فیشن بھی غلط ہے۔

## بیوٹی پارلرز کی شرعی حیثیت

س:۱...... ہمارے شہر کراچی میں بیوٹی پارلرز کی بہتات ہے، اسلام میں ان بیوٹی پارلرز کے بارے میں کیا اَحکام ہیں؟ شہر کے مصروف کاروباری مراکز میں مرد کاروباری حضرات کے ساتھ بیوٹی پارلرز کی دُکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ برائے مہربانی شرع کے لحاظ سے ان بیوٹی پارلرز کے لئے کیا حکم ہے، تحریر کریں؟ کیا مرد اور عورت ساتھ ساتھ کاروبار کرسکتے ہیں؟

س:۲...... کیا خواتین کا بیوٹی پارلرز کا کام سیکھنا اور اس کو بطورِ پیشہ اپنانا اسلام میں جائز ہے؟

س:۳...... بیوٹی پارلرز میں جس انداز سے خواتین کا بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے، کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟ کیونکہ بیوٹی پارلرز سے واپس آنے کے بعد عورت اور مرد میں فرق معلوم کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ہمارے بیوٹی پارلرز میں خواتین کے بال جس انداز سے کاٹے جاتے ہیں، کیا وہ شرع کے لحاظ سے جائز ہیں؟

س:۴...... بعض بیوٹی پارلرز کی آڑ میں لڑکیاں سپلائی کرنے کا کاروبار بھی ہوتا ہے، شرع کے لحاظ سے ایسے کاروبار کے لئے کیا حکم ہے، جس سے ملک میں فحاشی پھیلنے لگے؟

ج...... خواتین کو آرائش وزیبائش کی تو اِجازت ہے، بشرطیکہ حدود کے اندر ہو، لیکن موجودہ دور میں بیوٹی پارلرز کا جو ''پیشہ'' کیا جاتا ہے اس میں چند در چند قباحتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ پیشہ حرام ہے اور وہ قباحتیں مختصراً یہ ہیں:

اوّل:...... بعض جگہ مرد اس کام کو کرتے ہیں اور یہ خالصتاً بے حیائی ہے۔

دوم:...... ایسی خواتین بازاروں میں حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں، یہ بھی بے حیائی ہے۔

سوم:...... جیسا کہ آپ نے نمبر۳ میں لکھا ہے، بیوٹی پارلر سے واپس آنے کے بعد مرد وعورت اور لڑکے اور لڑکی میں امتیاز مشکل ہوتا ہے، حالانکہ مرد کا عورتوں اور عورت کا مردوں کی مشابہت کرنا موجبِ لعنت ہے۔

چہارم:...... جیسا کہ آپ نے نمبر۴ میں لکھا یہ "مراکزِ حسن" فحاشی کے خفیہ اڈّے بھی ہیں۔

پنجم:...... عام تجربہ یہ ہے کہ ایسے کاروبار کرنے والوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) دِین و ایمان سے کوئی واسطہ نہیں رہ جاتا ہے، اس لئے یہ ظاہری زیبائش باطنی بگاڑ کا ذریعہ بھی ہے۔

## عورتوں کا بال کاٹنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... کیا کٹے ہوئے بالوں اور باریک دوپٹوں جیسے کہ آج کل چل رہے ہیں، جارجیٹ وغیرہ کے دوپٹے، ان میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ کٹے ہوئے بالوں کا بھی بتائیں کیونکہ آج کل زیادہ تر لڑکیوں کے بال کٹے ہوئے ہوتے ہیں، اور وہ نماز بھی پڑھتی ہیں۔

ج...... عورتوں کو سر کے بال کاٹنا جائز نہیں، بال کاٹنے کا گناہ الگ ہوگا مگر نماز ہوجائے گی۔ سر کا دوپٹہ اگر ایسا باریک ہے کہ اندر سے بدن نظر آتا ہے تو اس سے نماز نہیں ہوگی۔

## بغیر عذر عورت کو سر کے بال کاٹنا مکروہ ہے

س...... میرے سر کے بالوں کے سرے پھٹ جاتے ہیں جس سے بال بڑھنا بھی رُک جاتے ہیں اور بال بدنما بھی معلوم ہوتے ہیں، جس کے لئے بالوں کو ان کے سروں پر سے تراشنا پڑتا ہے تاکہ تمام لٹیں برابر رہیں اور پھٹے ہوئے سرے بھی ختم ہوجائیں، کیا بالوں کی حفاظت کے نظریئے سے ان کو کبھی کبھار ہلکا سا تراش لینا جائز ہے؟

ج......بغیر عذر کے عورت کو سر کے بال کاٹنا مکروہ ہے۔ آپ نے جو عذر لکھا ہے، یہ کافی ہے یا نہیں؟ مجھے اس میں تردّد ہے۔ دیگر اہلِ علم سے دریافت کرلیا جائے۔

## خواتین کا نائن سے بال کٹوانا

س......اکثر کہا جاتا ہے کہ اسلام میں خواتین کا بال کٹوانا جائز نہیں، کیا خواتین کا نائن سے بال کٹوانا جائز ہے؟

ج......خواتین کو سر کے بال کٹانا مطلقاً ناجائز ہے، خواہ عورت ہی سے کٹائیں، اور اگر کسی نامحرَم سے کٹائیں گی تو دُہرا جرم ہوگا۔

## عورتوں کو بال چھوٹے کروانا موجبِ لعنت ہے

س......آج کل جو عورتیں اپنے سر کے بال فیشن کے طور پر چھوٹے کرواتی یا لڑکوں کی طرح بہت چھوٹے رکھتی ہیں، ان کے لئے اسلام میں کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

ج......حدیث میں ہے: ”اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔“ (مشکوٰۃ شریف ص:۳۸۰، بحوالہ بخاری) یہ حدیث آپ کے سوال کا جواب ہے۔

> ”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال.“ (مشکوٰۃ ص:۳۸۰)
>
> ترجمہ:......”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر، اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر۔“

## عورت کو آڑی مانگ نکالنا

س......میں نے اکثر بڑی بوڑھی خواتین سے سن رکھا ہے کہ لڑکیوں یا عورتوں کو آڑی مانگ

نکالنا اسلام کی رُو سے جائز نہیں۔ وہ اس لئے کہ جب عورت کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے بالوں کی بیچ سے مانگ نکالی جاتی ہے، اور آڑی مانگ نکال نکال کر عادت ہو جاتی ہے اور پھر بیچ کی مانگ نکالنے میں مشکل ہوتی ہے۔ آپ فرمائیے قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج...... ٹیڑھی مانگ نکالنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے، مسلمانوں میں اس کا رواج گمراہ قوموں کی تقلید سے ہوا ہے، اس لئے یہ واجب الترک ہے۔

## کیا عورتوں کو زیبائش کی اجازت ہے؟

س...... آج کل کاسمیٹک (میک اَپ) پاکستان میں عام ہے اور اس سلسلے میں ہم یورپ سے مقابلہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کروڑوں روپے ہم ان اشیاء کے لئے زَرِ مبادلہ کی صورت میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اب حال یہ ہے کہ گھریلو بجٹ میں ایک کثیر رقم صرف میک اَپ کے لوازمات کے لئے رکھتے ہیں۔ یہ سب اشیاء یورپین ملکوں سے آتی ہیں، اس میں روغن، چکنائی کا عنصر لازمی جزو ہے، جبکہ یہ ممالک ''سوَر'' کا استعمال آزادانہ کرتے ہیں اور اس میں ہر چیز کو عام اور مخصوص طریقے پر استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے پاکستانی بھائی بہن یورپ کی بنی ہوئی اشیاء خصوصاً ''میک اَپ'' بڑے فخر سے استعمال کرتے ہیں، بلکہ اگر یہ کہوں کہ اس کے لئے باقاعدہ ٹائم ٹیبل کے ساتھ ماہرین کی خدمات، جب تک اہلِ خانہ خود اس میں ماہر نہ ہو جائیں، حاصل کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم لوگ اس احساسِ کمتری میں کیوں مبتلا ہیں؟ اسلام نے خوش پوشی کی تعلیم دی ہے، عورتوں کے لئے بناؤ سنگھار کے لئے ایک خصوصی حد مقرّر کی ہے، خوشبویات مسلمانوں کے لباس کا ایک حصہ ہیں، پھر ایسا کیوں ہے؟ یہ وبا کہاں سے پھوٹتی ہے؟ اور پاکستان میں اس کا منبع یا مارکیٹ کہاں ہے؟ اور پھر ان کے اشتہارات ٹی وی، ریڈیو، سینما گھر پر کیوں ہوتے ہیں؟ اربابِ حکومت اس کا نوٹس کیوں نہیں لیتے؟ ایک طرف اسلامی نظام لانے کی بات ہو رہی ہے، دُوسری طرف غیرملکی اشتہارات کی بھرمار ہے۔ اہلِ علم، اہلِ عقل اور دُوسرے اکابرینِ

ملت اس پر لکھیں، بات کریں، سمجھیں سمجھائیں اور ہر کوشش کریں، یہ ایک اپیل ہے، خدا کامیاب فرمائے۔

ج…… آپ کے جذبات لائقِ قدر ہیں۔ عورتوں کو زیب و زینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے، مگر ہمارے یہاں زیبائش و آرائش میں جو غلوّ کیا جاتا ہے، یہ لائقِ اصلاح ہے۔ ایک غریب خاندان، غریب معاشرے اور غریب ملک کے لئے یہ چونچلے کسی طرح بھی زیب نہیں دیتے، جتنا زرِمبادلہ ان لغویات پر صَرف کیا جاتا ہے اس کو ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی پر خرچ کیا جاسکتا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ مسلمانوں میں دِین تو کمزور ہوا ہی تھا، عقل و تدبیر کی کمزوری بھی بہت بڑھ گئی ہے، اجتماعی سوچ تو بالکل ہی مفقود ہوگئی، یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ مار کھاتے ہیں۔

## لڑکیوں کے بڑے ناخن

س…… لڑکیوں کو ناخن لمبے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… شرعی حکم یہ ہے کہ ہر ہفتے، نہیں تو پندرھویں دن ناخن اُتار دے، اگر چالیس روز گزر گئے اور ناخن نہیں اُتارے تو گناہ ہوا۔ یہ ہی حکم ان بالوں کا ہے جن کو صاف کیا جاتا ہے، اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

## عورتوں کے لئے بلیچ کریم کا استعمال جائز ہے

س…… سوال یہ ہے کہ عورتوں کے منہ پر کالے بال ہوتے ہیں، جس سے منہ کالا لگتا ہے، اور ایسا لگتا ہے جیسے مونچھیں نکلی ہوئی ہوں، اس کے لئے ایک کریم آتی ہے جس کو لگانے سے بال جلد کی رنگت جیسے ہوجاتے ہیں اور لگتا نہیں ہے کہ چہرے پر بال ہوں۔ اس کو ''بلیچ'' کرنا کہتے ہیں، تو کیا اس طرح بال کے رنگ کو بدلنے سے گناہ ہوتا ہے؟ اگر چہرہ سفید ہو اور بال کالے ہوں تو چہرہ بُرا لگتا ہے، اس لئے لڑکیاں اور عورتیں بلیچ کرتی ہیں، تو کیا یہ کرنا گناہ ہے؟

ج…… عورتوں کے لئے چہرے کے بال نوچ کر صاف کرنا یا ان کی حیثیت تبدیل کرنا جائز ہے۔

## بال صفا پاؤڈر مردوں کو استعمال کرنا

س...... غیرضروری بالوں کو دُور کرنے والا پاؤڈر جو ہے، آیا یہ صرف خواتین استعمال کریں یا کہ اس کو مرد حضرات بھی زیرِ استعمال لاسکتے ہیں؟

ج...... مردوں کے لئے اس کا استعمال مکروہ اور نامناسب ہے۔

## بغل اور دُوسرے زائد بال کتنے عرصے بعد صاف کریں؟

س...... مولانا صاحب! بغل اور دُوسرے غیرضروری بال کتنے عرصے بعد صاف کرنے چاہئیں؟ نیز مرد حضرات کے لئے بال صفا پاؤڈر اور خواتین کے لئے بلیڈ کا استعمال کیسا ہے؟

ج...... غیرضروری بال ہر ہفتے صاف کرنا سنت ہے، چالیس دن تک چھوڑنا جائز ہے، اس کے بعد گناہ ہے۔ مرد حضرات بال صفا استعمال کرسکتے ہیں، اور عورتیں بلیڈ استعمال کرسکتی ہیں۔

## مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں؟

س...... مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں؟ زلفوں کے نام پر عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کانوں کی لَو تک ہوتے تھے، اگر اصلاح بنوانے میں تأخیر ہوجاتی تو اس سے نیچے بھی ہوجاتے تھے، یہ مردوں کے لئے سنت ہے، لیکن اس طرح بڑھانا کہ عورتوں سے مشابہت ہوجائے، یہ جائز نہیں۔

## عطر اور سرمہ لگانے کا مسنون طریقہ

س...... عطر لگانے، سرمہ لگانے کا سنت طریقہ معلوم کرنا ہے، اور روٹی کھانے کے وقت چار ٹکڑے کرکے کھانا چاہئے یا بغیر ٹکڑے کئے ہوئے کھانا چاہئے؟ نیز یہ کہ کون سی ایسی کتاب ہے جس میں مکمل سنتیں درج ہیں؟

ج...... عطر لگانے کا کوئی خاص طریقہ مسنون نہیں، البتہ دائیں جانب سے ابتدا کرنا سنت

ہے۔ سرمہ لگانے میں معمول مبارک یہ تھا کہ دائیں آنکھ میں ایک سلائی، پھر بائیں میں، پھر دائیں میں، اس طرح دائیں آنکھ سے شروع کرتے اور دائیں پر ہی ختم کرتے۔

روٹی کے چار ٹکڑے کرنے کی سنت میرے علم میں نہیں۔ ''اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی تألیف ہے، اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اسی طرح ''خصائلِ نبوی شرح شمائل ترمذی'' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی تألیف ہے، اس کا مطالعہ بھی باعثِ برکت ہوگا۔

## نیل پالش لگی ہونے سے غسل اور وضو نہیں ہوتا

س...... آج کل خواتین خصوصاً وہ خواتین جو اس دور میں تھوڑی سی یہ کوشش کرتی ہیں کہ دُنیا والوں کے ساتھ چل سکیں، تھوڑا بہت فیشن کرلیتی ہیں، مثلاً: نیل پالش وغیرہ لگالیتی ہیں۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو ہوجاتا ہے؟ نماز اس سے ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا وضو کے بعد نیل پالش لگاکر نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ سنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا، جب وضو نہیں ہوگا تو انسان پاک کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اس سوال کا جواب مہربانی فرماکر دیجئے کیونکہ بہت دنوں سے مجھے یہ اُلجھن رہنے لگی ہے کہ نیل پالش لگاکر نماز ادا نہیں کی جاسکتی، یا اس کی وجہ سے انسان ناپاک ہوجاتا ہے تو وہ کیا وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے انسان ناپاک ہوجاتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج...... وضو میں جن اعضاء کا دھونا ضروری ہے، اگر ان پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو جسم کی کھال تک پہنچنے سے روکے، تو وضو نہیں ہوتا، یہی حکم غسل کا ہے۔ نیل پالش لگی ہوئی ہو تو پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے نیل پالش لگی ہوئی ہونے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا۔ عورتیں فیشن کے طور پر نیل پالش اور سرخی لگاتی ہیں، حالانکہ ان چیزوں سے عورت کے حسن وزیبائش میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ ذوقِ سلیم کو یہ چیزیں بدمذاقی معلوم ہوتی ہیں، اور جب ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی توفیق بھی سلب ہوجائے تو ان کا استعمال

کسی سلیم الفطرت مسلمان کو کب گوارا ہوسکتا ہے؟ عورتوں کو زیب وزینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے، یہ تو نہیں کہ جس چیز کا بھی فیشن چل نکلے آدمی اس کو کرنے بیٹھ جائے...!

## کیا سرمہ آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے؟

س...... ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ آنکھوں میں سرمہ لگانا سنت ہے، جبکہ ٹی وی کے ایک پروگرام میں ایک ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ: ''علمِ طب میں سرمہ لگانا نقصان دہ ہے۔'' اگر یہ واقعی سچ ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی سرمہ لگانا اچھی بات ہے اور وہ واقعی سنت ہے، تو پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل کیسے نقصان دہ ہوسکتا ہے؟ برائے مہربانی اس بارے میں بھی بتائیں۔

ج...... سرمہ لگانا بلاشبہ سنت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی نئی تحقیق تجربے کی روشنی میں غلط ہے، کاش! ڈاکٹر صاحب لوگوں کو بتائیں کہ ٹی وی کی شعاعیں آنکھوں کے لئے کس قدر نقصان دہ ہیں۔

## عورتوں کا کان، ناک چھدوانا

س...... قرآن وسنت کی روشنی میں بتایئے کہ لڑکیوں کے کان، ناک چھدوانے کی رسم کہاں تک ثابت ہے؟ یا یہ محض ایک رسم ہے؟

ج...... خواتین کو بالیاں وغیرہ پہننا جائز ہے، اور اس ضرورت کے لئے کان، ناک چھدوانا بھی جائز ہے۔

## کیا جوان مرد کا ختنہ کروانا ضروری ہے؟

س...... اگر کسی مسلمان بچے کا ختنہ کسی بنا پر (جو وہ خود ہی جانتے ہوں) والدین نے نہ کرایا تو کس کو گناہ ہوگا؟ ۱- ختنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟ ۲- کیا وہ مسلمان ہوگا یا نہیں؟ یعنی کہ عام مسلمان کی طرح۔

ج…… ختنہ کرنا صحیح قول کے مطابق سنت اور شعارِ اسلام ہے، اگر والدین نے بچپن ہی میں نہیں کرایا تو والدین کا یہ تساہل لائقِ ملامت ہے، مگر خود اس شخص پر ملامت نہیں۔ جوان ہونے کے بعد بھی اگر یہ شخص تحمل رکھتا ہے تو اس کو کرالینا چاہئے، اور اگر تحمل نہیں تو خیر معاف ہے۔ اور آج کل تو سرجری نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ختنے کے ناقابلِ تحمل ہونے کا سوال ہی نہیں۔ باقی ختنہ نہ ہونے کے باوجود بھی یہ شخص مسلمان ہے، جبکہ یہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اَحکام کو دِل و جان سے مانتا ہے۔

## کیا بچے کے پیدائشی بال اُتارنا ضروری ہیں؟

س…… سنا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم کو پاک کیا جاتا ہے، اور سننے میں آیا ہے کہ اس کے بال بھی جب تک پورے سر سے صاف نہ کردیں بالوں میں غلاظت رہ جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کے بالوں کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوجاتا ہے، جسے پھر دھونا ضروری ہوجاتا ہے، تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور اگر کسی بچی (عورت) کے بال بچپن میں نہ صاف ہوئے ہوں اور وہ لڑکی ۵-۶ سال کی ہوجائے، یہ ایسی عمر ہے جس میں بالوں سے گنجا کرنا بُرا مانا جاتا ہے، تو پھر ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج…… پیدائش کے بعد بچے کو نہلایا جاتا ہے، اس نہلانے سے اس کے بال بھی پاک ہوجاتے ہیں، البتہ پیدائشی بال اُتار دینا سنت ہے۔

## جسم پر گودنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… موجودہ دور میں یہ ایک طریقہ معاشرے میں رائج ہوا ہے کہ لوگ مصنوعی مشین سے ہاتھوں پر نام لکھتے ہیں یا کسی درندے یا درخت کی تصویر بناتے ہیں، کیا اس پر کچھ گناہ بھی ملتا ہے؟ اور اس کے ساتھ وضو ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

ج…… بدن گودنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔

”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن الواشمة والمستوشمة.“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۹)


فہرست

ترجمہ:...... ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

## عورت کو مردوں والا رُوپ بنانا

س...... ہمارے خاندان میں ایک عورت ہے، جس نے بچپن سے مردانہ چال ڈھال اختیار کی ہے، مردانہ لباس پہنتی ہے، مردوں جیسے بال رکھتی ہے، الغرض خود کو مرد کہتی ہے اور اگر خاندان کا کوئی مرد اس کو عورت کہتا ہے تو جھگڑا کرتی ہے، اس کے علاوہ یہ عورت روزے اور نماز سخت پابندی سے ادا کرتی ہے، اور خود کو لوگوں کے سامنے ایک دِین دار اور صحیح مرد پیش کرتی ہے، اور حقیقت میں وہ دِین دار بھی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا شریعت کی رُو سے یہ جائز ہے؟ اس عورت کی عمر اَب چالیس سال کے برابر ہوگی۔

ج...... عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی مشابہت حرام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، حدیث میں ہے:

''عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال.''

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۴)

ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

## بھنوؤں کے بال بڑھ جائیں تو کٹوانا جائز ہے، اُکھیڑنا جائز نہیں

س...... بھنوؤں کے بال بڑھ جانے پر یا بے زیب ہونے پر کٹوائے یا موچنے سے اُکھیڑے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… بال بڑھ جائیں تو ان کو کٹوانا تو جائز ہے، مگر موچنے سے اُکھیڑنا دُرست نہیں۔

## سیاہ خضاب اس نیت سے لگانا کہ لوگ اسے جوان سمجھیں

س…… میں نے حجۃ الاسلام اِمام محمد غزالیؒ کی تصنیف ''کیمیائے سعادت'' کے مطالعے کے دوران پڑھا ہے کہ مرد حضرات کا داڑھی کو خضاب اس نیت سے لگانا کہ لوگ انہیں جوان سمجھیں، بہت سخت گناہ ہے، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص داڑھی کو خضاب لگاتا ہے کہ جوان نظر آئے، اس کو جنت کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوگی۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ پہلے پہل داڑھی میں خضاب فرعون نے لگایا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے سفید بالوں کی بزرگی دی ہے یہ لوگ اسے چھپاتے ہیں۔ آپ مہربانی فرماکر تفصیل سے بیان فرمائیں قرآن وسنت کی روشنی میں، کیونکہ میرے کچھ بزرگ ایسا کرتے ہیں اور میں ان کی بزرگی کے باعث ان کو منع نہیں کرسکتا، مبادا وہ اس کو اپنی شان میں گستاخی سمجھیں۔ ویسے بھی یہ وبا عام ہوگئی ہے، میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ دُشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے داڑھی میں مہندی لگانے کی اجازت ہے، کیونکہ جنگِ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم فرمایا تھا، مگر خضاب لگانا بہت سخت گناہ ہے۔

ج…… اِمام حجۃ الاسلام غزالیؒ نے جو مسئلہ لکھا ہے، وہ صحیح ہے، سیاہ خضاب کرنا اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے اور احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

''عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بھٰذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ.''
(ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۶)

ترجمہ:…… ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں لوگ اس سیاہی سے خضاب لگائیں گے، ان کی مثال کبوتر کے پوٹے کی طرح ہے، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔''

## سر کے بال گوندھنے کا شرعی ثبوت

س...... ۲۵/جولائی تا ۳۱/جولائی کے اخبارِ جہاں ''کتاب و سنت کی روشنی میں''، ''عورت کے کھلے سر کے بال'' پڑھا، اس دن سے ہم عجیب شش و پنج میں مبتلا ہیں، کیونکہ ہم تو بچپن سے یہ سنتے آرہے ہیں کہ بال باندھ کر رکھنا چاہئیں اور ۸/تاریخ کے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں بھی آپ نے عالیہ امیر کے سوال کے جواب میں صرف یہ لکھا ہے کہ دو چوٹیوں کا فیشن بُرا ہے، آپ نے یہ نہیں لکھا کہ چوٹی باندھنا ہی بُرا ہے، کیونکہ اس مراسلے سے تو ہم یہ بھی مطلب اخذ کرسکتے ہیں کہ چوٹی باندھنا ہی بُرا ہے، وہ کچھ یوں تھا:

''جو احادیث شریف ذیل میں تحریر کر رہی ہوں، ان کی رُو سے عورت کو چٹیا، گت، جوڑا یا چونڈا رکھنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو جوڑنے والے اور جوڑنے والی پر لعنت کی ہے۔ احادیث شریف یہ ہیں: نمبر ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷ (منقول از جلد سوم صحیح بخاری شریف)۔

آج کل بالوں کا جو فیشن ہے، کیا وہ شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ ان احادیث شریف کی رُو سے عورت کے بال کھلے ہوئے، کمر اور شانوں پر پڑے ہونے چاہئیں۔ حافظ صاحب یہ مسئلہ بہت اہم ہے، آپ وضاحت کرکے شکوک رفع کریں۔'' حافظ صاحب کا جواب یہ تھا: ''آپ نے کافی وضاحت کردی ہے، اب ہماری وضاحت کی ضرورت نہیں۔''

اب ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ ذرا وضاحت سے جواب دیں کیونکہ اس جواب سے ہماری تشفی نہیں ہوئی ہے۔ ویسے ہم نے اس پر عمل شروع کردیا ہے، مگر پھر بھی ہمارے گھروں میں زیادہ تر خواتین بال باندھ کر ہی رکھتی ہیں تو یہ بال باندھنے کا فیشن کہاں سے مسلمانوں میں آگیا؟ کیونکہ اس لحاظ سے تو ہم ایک طرح سے گناہ میں مبتلا ہیں، کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ایسے لوگوں پر۔ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اور مسلمان خواتین کو سیدھا راستہ دِکھائیں۔

ج...... عورتوں کے سر کے بال گوندھنا نہ صرف جائز بلکہ اُمہات المؤمنین اور صحابیات رضی



فہرست

اللہ عنہن کی سنت ہے۔ صحیح مسلم (ج:۱ ص:۱۴۹) میں اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے:

''عن أمّ سلَمة رضی الله عنها قالت: یا رسول الله! انی امرأة أشد ضفر رأسی أفأنقضه لغسل الجنابة؟ قال: لا! انما یکفیک ان تحثی علٰی رأسک ثلاث حثیات ثم تفیضین علیک الماء فتطهرین.'' (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۴۹)

ترجمہ:...... ''حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: میں سر کے بال گوندھتی ہوں، کیا غسلِ جنابت کے لئے مجھے سر کے بال کھولنے چاہئیں؟ فرمایا: نہیں! بس اتنا ہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی ڈال لیا کرو (جن سے بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں)، پھر پورے بدن پر پانی بہالیا کرو۔''

صحیح بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا تھا: سر کے بال کھول لو اور کنگھی کرلو۔

''عن عبید بن عمیر قال: بلغ عائشة أن عبدالله بن عمر یأمر النساء اذا اغتسلن أن ینقضن رؤسهن، فقالت: یا عجبًا لابن عمر! هٰذا یأمر النساء اذا اغتسلن.''
(صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۵۰)

ترجمہ:...... ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل کے لئے اپنے گندھے ہوئے بال کھول لیا کریں، اس پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابنِ

عمر پر تعجب ہے! وہ عورتوں کو غسل کے لئے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، یہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ سر کے بال مونڈ لیں۔“

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ کے سر گندھے ہوئے ہوتے تھے۔ ”اخبارِ جہاں“ کی مراسلہ نگار نے جن احادیث کا حوالہ دیا ہے، ان کا زیرِ بحث مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، وہ ایک دُوسرے مسئلے سے متعلق ہیں، جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ جن عورتوں کے سر کے بال کم ہوتے وہ اُوپر سے بال جوڑ لیتی تھیں، تاکہ ان کے بال زیادہ ہوجائیں اور بعض عورتیں بال جوڑنے کے اس فن میں مہارت رکھتی تھیں، ایسی عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو سر کے بال زیادہ کرنے کے لئے اوپرے بال جڑوائیں یا جوڑیں۔

## کیا نومسلم کا ختنہ ضروری ہے؟

س…… ایک آدمی جس کی عمر تقریباً ۵۰ سال ہے، پہلے وہ عیسائی تھا، اب وہ اللہ کے فضل و کرم سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا ہے، چونکہ وہ پہلے غیر مسلم تھا اس نے ختنہ نہیں کروایا، اب وہ مسلمان ہے، اب اس کے لئے ختنہ کروانا ضروری ہے یا کہ نہیں؟

ج…… ختنے کا حکم تو بڑی عمر کے شخص کے لئے بھی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ اس کا متحمل ہو، اگر اس کا متحمل نہ ہو تو چھوڑ دیا جائے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنے کا حکم کب ہوا؟

س…… مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی ایک کتاب کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا، مولاناؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ختنہ ننانوے سال کی عمر میں ہوئی، تو پھر انہوں نے اپنی اولاد کو اس امر کا حکم فرمایا۔ آیا اس سے پہلے یہ حکم تھا کہ نہیں؟ بہرحال اب آپ برائے مہربانی ذرا وضاحت سے اس مسئلے کو بیان فرمائیں۔

ج…… جب سب سے پہلے یہ حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا، تو ظاہر ہے کہ اس سے پہلے حکم نہیں ہوگا، آپ کو اس میں کیا اِشکال ہے…؟


فہرست

# لباس

## لباس کے شرعی اَحکام

س……مردوں اور عورتوں کے لئے بالوں کی تراش خراش میں کوئی پابندی ہے؟ اسی طرح ان کے لباس کے متعلق کیا کوئی خصوصی ہدایات شریعت نے دی ہیں؟

ج……سر کے بالوں کے لئے کسی خاص وضع یا تراش کی پابندی شریعت نے نہیں لگائی، البتہ کچھ حدود ایسی ضرور مقرّر کی ہیں کہ ان کے خلاف کرنا ممنوع ہے، ان حدود میں رہتے ہوئے آدمی جو وضع چاہے اختیار کرسکتا ہے، وہ حدود یہ ہیں:

۱-اگر بال منڈوائیں تو پورے سر کے منڈوائیں کچھ حصے کے منڈوانا اور کچھ کے نہ منڈوانا ممنوع ہے۔

۲-بالوں کی وضع میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت اختیار نہ کی جائے۔

۳-مرد، عورتوں کی وضع کے اور عورتیں مردوں کی وضع کے بال نہ رکھیں۔

۴-بال بڑے رکھے ہوں تو ان کو صاف ستھرا رکھیں، تیل لگایا کریں اور حسبِ ضرورت کنگھا بھی کیا کریں، بال بکھرے ہوئے نہ ہوں، مگر بالوں کو ایسا مشغلہ بھی نہ بنائیں کہ وہ تکلف اور تصنع میں داخل ہوجائے۔

۵-ننگے سر نہ پھریں۔

۶-سفید بالوں پر سیاہ خضاب کرنا ممنوع ہے، کسی اور رنگ کا خضاب کرسکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بال رکھنے کا تھا، کبھی کانوں کے نصف تک ہوتے تھے، کبھی کانوں کی لَو تک، اور کبھی کاندھوں تک۔

لباس کے متعلق بھی اُصول تو وہی ہے جو بالوں کے بارے میں بیان ہوا کہ کسی خاص تراش یا وضع کی پابندی شریعت نے نہیں لگائی، البتہ کچھ حدود اس کی بھی مقرّر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ ہونا چاہئے، وہ حدود یہ ہیں:

۱- مرد شلوار، تہبند اور پائجامہ وغیرہ اتنا نیچا نہ پہنیں کہ ٹخنے یا ٹخنوں کا کچھ حصہ اس میں چھپ جائے۔

۲- لباس اتنا چھوٹا، باریک یا چست نہ ہو کہ وہ اعضاء ظاہر ہو جائیں جن کا چھپانا واجب ہے۔

۳- لباس میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت اختیار نہ کریں۔

۴- مرد زنانہ لباس اور عورتیں مردانہ لباس نہ پہنیں۔

۵- اپنی مالی استطاعت سے زیادہ قیمت کے لباس کا اہتمام نہ کریں۔

۶- مال دار شخص اتنا گھٹیا لباس نہ پہنے کہ دیکھنے والے اسے مفلس سمجھیں۔

۷- فخر و نمائش اور تکلف سے اجتناب کریں۔

۸- لباس صاف ستھرا ہونا چاہئے، مردوں کے لئے سفید لباس زیادہ پسند کیا گیا ہے۔

۹- مردوں کو اصلی ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔

۱۰- خالص سرخ لباس پہننا مردوں کے لئے مکروہ ہے، کسی اور رنگ کی آمیزش ہو، یا دھاری دار ہو تو مضائقہ نہیں، واللہ اعلم!



فہرست

## پگڑی کی شرعی حیثیت اور اس کی لمبائی اور رنگ

س...... ایک شخص سنت کی وجہ سے پگڑی باندھتا ہے، مگر گھر والے اور دوست سب بُرا منائیں اور تنگ کریں تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اس کی موجودہ پیمائش کیا ہے؟

ج...... پگڑی باندھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اس کو بُرا سمجھنا بہت ہی غلط بات ہے، باندھے تو ثواب ہے، نہ باندھے تو گناہ نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک دو طرح کی تھیں، ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔ چھوٹی تقریباً تین گز کی

اور بڑی تقریباً پانچ گز کی۔ لیکن کسی روایت میں دستار کی لمبائی منقول نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس کو پسند فرماتے تھے، اس لئے سفید عمامہ بھی پسندیدہ ہے، اور سفر کے دوران سیاہ عمامہ بھی استعمال فرمایا۔

## عمامہ سنتِ نبوی اور اس کی ترغیب

س…… دِل چاہتا ہے کہ دِینی مدارس میں ہر طالبِ علم پر یہ پابندی ہو کہ سر پر عمامہ باندھنا ان کے لئے لازمی ہو۔ آقائے دو عالم سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک ہے اور دِینی مدارس کے طالبِ علم بھی اس کی پابندی کرسکتے ہیں۔ نظروں کے لئے بہت ہی خوشگوار منظر ہوگا کہ ہر جماعت میں، ہر درس میں بیٹھے ہوئے، ہر طالبِ علم کے سر پر تاج مبارک رکھا ہوا ہو، نماز میں بھی سیکڑوں حضرات مولا کے حضور اس تاج کے ساتھ کھڑے ہوں۔ اُمید ہے کہ جب یہ طالبِ علم اپنے کسی کام سے بازاروں میں سر پر یہ تاج مبارک رکھے ہوئے اِدھر اُدھر جائیں گے تو آقائے دو عالم سروَرِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے صدقے رَبِّ کریم کی ہزاروں رحمتیں شہر کی گلی گلی برسیں گی۔ رَبِّ کریم کو تو اپنے حبیب کی ہر ادا پر پیار آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ ایک سنت کے صدقے ہماری ہدایت و نجات کا فیصلہ فرمادیں۔

ج…… ماشاء اللہ! بہت مبارک تحریک ہے، مدارسِ عربیہ کے طلبہ کو اس کی پُرزور ترغیب دی جانی چاہئے اور صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت مبارکہ کو زندہ کریں اور عمامہ سنت کی نیت سے سر پر باندھا کریں۔

## ٹوپی پہننا اور عمامہ باندھنا

س…… کیا ٹوپی پہننا اور پگڑی پہننا سنت ہے؟

ج…… ٹوپی اور دستار دونوں سنت ہیں۔

## مردوں کا سر پر ٹوپی رکھنا

س…… عورتوں کو سر پر دوپٹہ رکھنے کی تاکید ہے، تو کیا مردوں کو نماز کے علاوہ بھی سر پر ٹوپی

رکھنا ضروری ہے؟ اس کا جواب بھی تفصیل سے عنایت فرمائیں۔

ج...... گھر اگر آدمی ننگے سر رہے تو کوئی حرج نہیں، لیکن مردوں کا کھلے سر بازاروں میں پھرنا خلافِ ادب ہے، اور فقہاء ایسے لوگوں کی شہادت قبول نہیں فرماتے۔ آج کل جو مردوں کے ننگے سر بازاروں اور دفتروں میں جانے کا رواج چل نکلا ہے، یہ فرنگی تقلید ہے، اچھے اچھے دِین دار لوگ بھی ننگے سر رہنے کے عادی ہوگئے ہیں، اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

## عورتوں کو مختلف رنگوں کے کپڑے پہننا جائز ہے

س...... ہمارے بزرگ چند رنگوں کے کپڑے، چوڑیاں (مثلاً: کالے، نیلے رنگ) پہننے سے منع کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ فلاں رنگ کے کپڑے پہننے سے مصیبت آجاتی ہے، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... مختلف رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے، اور یہ خیال کہ فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی محض توہم پرستی ہے، رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا، اعمال سے انسان اللہ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے، اور اس کے بُرے اعمال سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔

## عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے

س...... آپ نے فرمایا تھا کہ: ٹخنوں تک شلوار ہونی چاہئے، تو یہ حکم عورتوں کے لئے بھی ہے یا صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے؟ اور ہر وقت یا صرف نماز تک کے لئے ہے؟

ج...... نہیں! یہ مردوں کا حکم ہے۔ عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے۔

## شلوار، پائجامہ اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہ کیوں؟

س...... ایک مولانا نے اِزار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکنے کو ذُنوبِ کبائر میں شمار فرمایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پر کافی احادیث دال ہیں اور ان احادیث کے بعد ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری شریف میں ہی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بوجہ خیلاء حرام ہے، ویسے مکروہ بدوں قصد معاف ہے۔ فتاویٰ عزیزی میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کہ مرد پائجامہ اور لنگی اور اِزار ٹخنے کے نیچے تک پہنچے۔

ج……شلوار، پائجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہِ کبیرہ ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو اَمر تحقیق طلب ہیں، اوّل یہ کہ کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟ دوم یہ کہ زیرِ بحث فعل گناہِ کبیرہ کے ضمن میں آتا ہے یا نہیں؟

اَمرِ اوّل:……مجمع البحار (ج:۴ ص:۳۵۸ طبع جدید حیدرآباد دکن) میں ''نہایہ'' سے گناہِ کبیرہ کی یہ تعریف نقل کی ہے:

''وہ فعل جس کی وجہ سے حد واجب ہوتی ہو، یا جس پر شارع نے خصوصی طور پر وعید سنائی ہو، اور اس میں شک نہیں کہ شرک کے بعد کبیرہ گناہ باعتبار حد کے یا اس وعید کے جو شارع نے ان پر فرمائی ہے، شدّت و ضعف میں مختلف ہیں۔''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس فعل کا خصوصی طور پر نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دُنیوی سزا یا اُخروی وعید سنائی ہو، مثلاً: فلاں شخص ملعون ہے، یا فلاں شخص پر نظرِ رحمت نہیں ہوگی، یا فلاں شخص جہنم کا مستحق ہے۔ ایسے تمام افعال گناہِ کبیرہ کہلاتے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح نیکی کے درجات مختلف ہیں، اسی طرح کبیرہ گناہوں کے درجات بھی مختلف ہیں، بعض گناہ، کبیرہ گناہوں میں بڑے شمار ہوتے ہیں اور بعض ان سے کم درجے کے۔

امرِ دوم:……کبیرہ گناہ کی تعریف معلوم ہوجانے کے بعد اب یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار، پائجامہ یا چادر کو ٹخنوں سے نیچے کرنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس سلسلے میں چند احادیث نقل کرتا ہوں۔

ا:…… ''عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لا ینظر الله یوم القیامة الٰی من جر ازاره بطرًا. متفق علیه.'' (مشکوٰۃ ص:۳۷۳)

ترجمہ:……''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن


فہرست

اس شخص کی طرف نظر بھی نہیں فرمائیں گے جو ازراہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلے۔"

یہی حدیث مجمع الزوائد (ج:۵ ص:۱۲۲، ۱۲۶) میں مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی نقل کی گئی ہے: حضرت عائشہ، حضرت جابر، حضرت حسین بن علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ھبیب بن مغفل، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"عن أنس رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الازار الٰی نصف الساق أو الی الکعبین لا خیر فی أسفل من ذٰلک. رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط ورجال أحمد رجال الصحیح."

(مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۲)

ترجمہ:...... "حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چادر آدھی پنڈلی تک ہونی چاہئے یا (زیادہ سے زیادہ) ٹخنوں تک، اور جو اس سے نیچے ہو اس میں کوئی خیر نہیں۔"

اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

"عن عبدالله بن مغفل رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ازارة المؤمن الٰی نصف الساق ولیس علیه حرج فیما بینه وبین الکعبین وما أسفل من ذٰلک ففی النار." (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۶)

ترجمہ:...... "حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی تہبند آدھی پنڈلی تک ہوتی ہے، اور آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک

کے درمیان درمیان رہے تب بھی اس پر کوئی حرج نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔''

۲:...... ''عن أبی هریرة رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: لا ینظر اللہ یوم القیامة الٰی من جر ازارهٗ بطرًا.'' (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۶۱)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر بھی نہیں فرمائیں گے جو ازراہ تکبر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلے۔'' (صحیح بخاری ومسلم، مشکوٰۃ ص:۳۷۳)

۳:...... ''عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: ان الذی یجر ثیابه من الخیلاء لا ینظر اللہ الیه یوم القیامة.'' (مسلم ج:۲ ص:۱۹۴)

ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص از راہِ تکبر اپنے کپڑے کو کھینچتا ہوا چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔'' (حوالہ بالا)

۴:...... ''عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنه قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: ازارة المؤمن الٰی انصاف ساقیه، لا جناح علیه فیما بینه وبین الکعبین، وما أسفل من ذٰلک ففی النار، قال ذٰلک ثلاث مرات، ولا ینظر اللہ یوم القیامة الٰی من جر ازاره بطرًا. رواه ابوداؤد وابن ماجة.'' (مشکوٰۃ ص:۳۷۴)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: مؤمن کی لنگی آدھی پنڈلیوں تک ہوتی ہے، اور آدھی پنڈلی سے ٹخنوں تک کے درمیان رہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے- یہ بات تین بار فرمائی -اور اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے قیامت کے دن اس شخص کی طرف جو اَزراہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہو۔''

(مؤطا اِمام مالک ص:۷ ۳۶، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص:۴ ۷ ۳)

۵:...... ''عن ابن مسعود رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من اسبل ازاره فی صلاته خيلاء فليس من الله جل ذكره فی حل وحرام.'' (ابوداؤد ج:۱ ص:۹۳)

ترجمہ:...... ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: جو شخص اَزراہِ تکبر نماز میں اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے رکھے، اسے اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ حلال میں، نہ حرام میں۔'' (ابوداؤد ج:۱ ص:۹۳)

۶:...... ''عن عطاء بن يسار عن بعض أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم قال: بينما رجل يصلی وهو مسبل ازاره قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذهب فتوضأ، قال: فذهب فتوضأ ثم جاء، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذهب فتوضأ، ثم جاء، فقال: يا رسول الله! امرتُه يتوضأ ثم سكت عنه، فقال: انه كان يصلی وهو مسبل ازاره وان الله تبارک وتعالیٰ لا يقبل


فہرست

صلوة عبد مسبل ازاره." (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۵)

ترجمہ:...... "حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی چادر ٹخنوں سے نیچے تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ وضو کر کے آؤ! وہ وضو کر کے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: جاؤ وضو کر کے آؤ! وہ پھر وضو کر کے آیا، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم فرمایا؟ فرمایا: یہ شخص اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے کئے نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو۔"

۷:...... "عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: كل شیء جاوز الكعبين من الازار فی النار." (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۴)

ترجمہ:...... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ اِزار جو ٹخنوں سے تجاوز کر جائے وہ دوزخ میں ہے۔"

۸:...... "عن أبی ذر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم، قال أبو ذر: خابوا وخسروا، من هم يا رسول الله؟ قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب. رواه مسلم." (مشکوٰۃ ص:۲۴۴)

ترجمہ:...... "حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کریں گے، نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے، نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو، دُوسرا وہ شخص جو صدقہ دے کر احسان دھرے، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنے مال کی نکاسی کرے۔" (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص:۲۴۳)

ان احادیث میں ایسے شخص کے لئے جو اپنا پاجامہ، شلوار، تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل وعیدیں فرمائی ہیں:

۱:...... وہ دوزخ کا مستحق ہے۔

۲:...... اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے، نہ اس سے کلام فرمائیں گے، نہ اس کو پاک کریں گے۔

۳:...... وہ دردناک عذاب کا مستحق ہے۔

۴:...... اس کا شمار جھوٹ بولنے والوں اور احسان دھرنے والوں کی صف میں فرمایا۔

۵:...... اسے اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام سے کوئی واسطہ نہیں۔

۶:...... اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں یہ معمولی گناہ نہیں، بلکہ اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ حدیث میں وعید مطلق نہیں بلکہ اس شخص کے لئے ہے جو اَز راہِ تکبر اپنا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب عرض کیا کہ: "کبھی کبھی میری چادر نیچے ڈھلک جاتی ہے" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ: "تمہارا شمار ان لوگوں میں نہیں!"

اس شبہ کا حل یہ ہے کہ ایک ہے بلاقصد چادر یا پاجامہ کا ٹخنوں سے نیچے ڈھلک جانا، اس کا منشا تو تکبر نہیں، اس لئے ایسا شخص ان وعیدوں کا بھی مستحق نہیں۔ اور ایک ہے اپنے قصد و اِختیار اور اِرادے سے ایسا کرنا، اس کا منشاء تکبر ہے، اس لئے ایسا شخص اپنے تکبر کی وجہ سے ان وعیدوں کا مستحق ہے۔ یہاں سے یہ شبہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ ٹخنوں سے

نیچے شلوار یا پاجامہ رکھنا تو بظاہر معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے، شارع حکیم نے ایسی معمولی باتوں پر اتنی بڑی وعیدیں کیوں فرمائی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ شارع کی نظر اس ظاہری فعل پر نہیں، بلکہ اس کے منشا پر ہے اور وہ ہے رذیلہ تکبر، جس کی وجہ سے یہ ظاہری فعل سرزد ہوتا ہے، تو چونکہ اس کا منشا تکبر ہے اور تکبر ابلیس کی صفت ہے اس لئے اس کے گناہِ کبیرہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ہمارے زمانے میں جو لوگ شلوار، پاجامہ، تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے عادی ہیں، وہ اس فعل کو موجبِ افتخار سمجھتے ہیں اور ٹخنوں سے اُونچا رکھنے میں خفت اور سبکی محسوس کرتی ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت - نصف پنڈلی تک لنگی پہننے- کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اب فرمایا جائے کہ اس کا منشا تکبر کے سوا کیا ہے؟ بلکہ سنتِ نبوی کو حقارت کی نظر سے دیکھنے میں تو گناہ سے بڑھ کر سلبِ ایمان کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میری رائے اب بھی یہی ہے کہ شلوار پاجامہ، تہبند قصداً ٹخنوں سے نیچے رکھنا، اس کو موجبِ فخر سمجھنا اور اس کے خلاف کرنے کو عار اور ذِلت سمجھنا گناہِ کبیرہ ہے، ہاں! کبھی بلاقصد ایسا ہوجائے تو گناہ نہیں۔ حضرات فقہاء بسا اوقات حرام پر بھی مکروہ کا اطلاق کرتے ہیں، جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے (ج:۱ ص:۱۳۱)، اس لئے فتاویٰ عزیزی میں اگر اس کو مکروہ لکھا ہے تو اس کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا۔

اور اگر بالفرض اس کو صغیرہ بھی فرض کرلیا جائے تب بھی گناہِ صغیرہ اصرار کے بعد کبیرہ بن جاتا ہے، چنانچہ مشہور مقولہ ہے: "**لا صغیرة مع الاصرار، ولا کبیرة مع الاستغفار**" یعنی گناہ پر اصرار کرنے کی وجہ سے صغیرہ گناہ، کبیرہ بن جاتا ہے، اور اِستغفار کے بعد کبیرہ گناہ بھی صغیرہ بن جاتا ہے۔

جو لوگ شلوار، پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے پہنتے ہیں، ان کا اس گناہ پر اِصرار تو واضح ہے، اس لئے اِصرار کے بعد یہ گناہ یقیناً گناہِ کبیرہ ہے۔

اس بحث کو لکھ چکا تھا کہ شیخ ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ کی کتاب "**الزواجر عن اقتراف الکبائر**" کو دیکھا، اس سے راقم الحروف کی رائے کی تائید ہوئی، اس لئے مناسب معلوم ہوا

کہ تکمیلِ فائدہ کے لئے شیخ رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ یہاں نقل کردیا جائے، وہ لکھتے ہیں:

''ایک سونواں کبیرہ گناہ: چادر یا کپڑے یا آستین یا شملے کا اَزراہِ تکبر لمبا کرنا۔

ایک سودسواں کبیرہ گناہ: اِترا کر چلنا۔

۱:...... اِمام بخاریؒ اور دیگر حضرات کی روایت ہے کہ: جو اِزار ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے۔

۲:......نسائی کی روایت میں ہے: مؤمن کی اِزار موٹی پنڈلی تک ہوتی ہے، پھر آدھی پنڈلی تک، پھر ٹخنوں تک، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے۔

۳:......صحیحین وغیرہ میں ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جو اَزراہِ تکبر اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہوا چلے۔

۴:......نیز: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جو اِتراتے ہوئے اپنی اِزار کو گھسیٹتا ہے۔

۵:...... نیز: جو شخص اپنے کپڑے کو اَزراہِ تکبر گھسیٹ کر چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری چادر نیچے ڈھلک جاتی ہے، اِلَّا یہ کہ میں اس کی نگہداشت رکھوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں جو یہ کام اَزراہِ تکبر کرتے ہیں۔

۶:......صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: میں نے اپنے ان کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنی چادر گھسیٹ کر چلے وہ اس کے ساتھ تکبر کے سوا کسی چیز کا اِرادہ نہ کرتا ہو، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۷:...... اِمام ابوداؤد، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِزار کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہی قمیص میں بھی ہے۔

۸:...... اِمام مالک، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ اور ابنِ حبان نے (اپنی صحیح میں) علاء بن عبدالرحمٰن کی روایت ان کے والد سے نقل کی ہے کہ: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہبند کے بارے میں پوچھا (کہ کہاں تک ہونی چاہئے؟) تو فرمایا: تم نے ایک باخبر آدمی سے سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: موٴمن کی اِزار آدھی پنڈلی تک ہونی چاہئے، آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک کے درمیان رہے تو اس پر کوئی حرج نہیں، یا فرمایا کوئی گناہ نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے، اور جو شخص اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۹:...... اِمام احمد رحمہ اللہ نے -ایسی سند سے جس کے راوی ثقہ ہیں- ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری چادر کھڑکھڑا رہی تھی، (جیسا کہ نیا کپڑا کھڑکھڑایا کرتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: عبداللہ بن عمر، فرمایا: اگر تو عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے تو اپنی تہبند اُونچی رکھ۔ بس میں نے آدھی پنڈلی تک تہبند اُونچی کرلی۔ راوی کہتے ہیں کہ: پھر مرتے دَم تک وہ اسی ہیئت میں لنگی باندھتے رہے۔

۱۰:...... اِمام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابنِ ماجہ کی

روایت ہے کہ: تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائیں گے، نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے، نہ انہیں پاک ہی کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ بات (جو قرآنِ کریم کی آیت کا اقتباس ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُہرائی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ لوگ تو بڑے ہی نامراد اور خسارہ اُٹھانے والے ہوئے، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانے والا، صدقہ دے کر احسان کرنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا۔

۱۱:...... اِمام ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ نے -ایسے راویوں سے جن کی جمہور نے توثیق کی ہے- روایت کی ہے کہ: کپڑے کا (ضرورت سے زائد) لٹکانا لنگی میں بھی ہوتا ہے، قمیص میں بھی اور عمامہ میں بھی، جو شخص کسی چیز کو اَز راہِ تکبر گھسیٹتا ہوا چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۱۲:...... اور ایک روایت میں ہے کہ: چادر کو ٹخنوں سے نیچے کرنے سے اِحتراز کرو کہ یہ فعل تکبر میں شمار ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔

۱۳:...... طبرانی کی معجم اوسط میں ہے: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈَرو، رشتوں کو ملاؤ، کیونکہ صلہ رحمی سے بڑھ کر کسی چیز کا ثواب جلدی نہیں ملتا۔ اور ظلم و تعدی سے اِحتراز کرو، کیونکہ ظلم کی سزا سے جلدی کسی چیز کی سزا نہیں ملتی، اور والدین کی نافرمانی سے احتراز کرو، کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار برس کی مسافت سے آئے گی، مگر اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کو نہیں پائے گا، نہ قطع رحمی کرنے والا، نہ بڈھا زناکار اور نہ اَز راہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹنے والا،

کبریائی صرف اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے، الحدیث۔

نیز طبرانی کی روایت میں ہے: جو شخص اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے، خواہ وہ (بزعمِ خود) اللہ کے نزدیک کتنا ہی عزیز ہو۔ بیہقی کی روایت میں ہے: جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ: یہ نصف شعبان ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ، بنوکلب کی بکریوں کی تعداد کے بقدر لوگوں کو آزاد فرماتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اس رات میں نظر نہیں فرماتے مشرک کی طرف، نہ جادُوگر کی طرف، نہ قطع رحمی کرنے والے کی طرف، نہ لنگی ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے کی طرف، نہ والدین کے نافرمان کی طرف، نہ شراب کے عادی کی طرف۔

۱۵:...... اِمام بزار رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک آدمی حلے میں مٹکتا ہوا آیا، جب اُٹھ کر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بریدہ! یہ ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ اِترا کر چلنے کی بقیہ احادیث کتاب کے اوائل میں تکبر کی بحث میں گزر چکی ہیں۔

تنبیہ:......ان دونوں چیزوں کا کبائر میں شمار کرنا ایسی چیز ہے جس کی ان احادیث میں تصریح کی گئی ہے، کیونکہ ان دونوں افعال پر شدید وعید فرمائی گئی ہے، اور شیخین (رافعی ونووی رحمہما اللہ) کا صاحب ''عدہ'' کے اس قول کو مسلم رکھنا کہ: ''اِترا کر چلنا صغائر میں سے ہے'' اس کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہے جبکہ اس نے تکبر کا قصد نہ کیا ہو جو اس کے ساتھ مل جاتا ہے، جیسے مخلوق کو حقیر

سمجھنا، ورنہ یہ فعل گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ تکبر گناہِ کبیرہ ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اور ہمارے ائمہ کی ایک جماعت نے شیخین (رافعیؒ و نوویؒ) پر اعتراض کیا ہے کہ ان کا صاحب ''عدہ'' کے قول کو مسلم رکھنا محلِ نظر ہے جبکہ یہ فعل اَز راہِ فخر و تکبر بالقصد ہو، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور نہ چل زمین میں اِترا کر، تو پھاڑ نہیں سکتا زمین کو اور نہ پہنچ سکتا ہے پہاڑوں کو لمبائی میں، یہ ساری باتیں ان کی بُرائی تیرے رَبّ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔'' اور صحیح مسلم میں ہے: ''جنت میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس کے دِل میں ذَرّہ برابر بھی تکبر ہو۔'' اور صحیحین میں ہے: ''کیا تم کو دوزخی لوگ نہ بتاؤں؟ ہر تندخو، سخت مزاج، متکبر۔'' اور صحیحین ہی میں ہے: ''نظر نہیں فرمائیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کی طرف جو کھینچے اپنا کپڑا اِتراتے ہوئے۔'' نیز صحیحین میں ہے: ''دریں اثناء کہ ایک شخص حلہ پہنے ہوئے جارہا تھا، اس کو اپنی حالت پسند آرہی تھی، سر میں کنگھی کی ہوئی تھی، رفتار میں اِتراہٹ تھی کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اسے دَھنسادیا، پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔''

شیخ ابنِ حجرؒ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اِترا کر چلنے کے گناہِ کبیرہ ہونے میں تو بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے، مگر پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے گناہِ کبیرہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، ھٰذا ما عندی، واللہ اعلم بالصَّواب!

## لباس میں تین چیزیں حرام ہیں

س...... مردوں اور عورتوں کو لباس پہننے میں کیا احتیاط کرنی چاہئے؟

ج...... لباس میں تین چیزیں حرام ہیں:

ا:...... مردوں کو عورتوں، اور عورتوں کو مردوں کی وضع کا لباس پہننا۔

۲:......وضع قطع اور لباس کی تراش خراش میں فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت کرنا۔

۳:......فخر ومباہات کے انداز کا لباس پہننا۔

اب یہ خود ہی دیکھ لیجئے کہ آپ کے لباس میں ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے یا نہیں...؟

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتے پر چاند ستارہ نہیں بنوایا

س......پچھلے ہفتے میں ایک ٹیلر کی دُکان پر گیا، وہاں ایک مولوی صاحب اپنا کرتہ سلوانے آئے ہوئے تھے، جب درزی نے ان کا ناپ وغیرہ لے لیا تو مولوی صاحب درزی کو کہنے لگے کہ: ''کرتے کے پیچھے چاند تارہ اس سوئی دھاگے سے بنانا جو دھاگہ تم کرتے پر استعمال کروگے'' جب وہ چلے گئے تو میں نے درزی سے پوچھا کہ یہ چاند تارے کا کیا چکر ہے؟ یہ مولوی صاحب کیوں بنواتے ہیں؟ تو وہ بولا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے کرتے کے پیچھے چاند تارا بنواتے تھے، اس لئے یہ چاند تارا بنواتے ہیں۔ اگر یہ بات دُرست ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرنا یا ان کی برابری کرنا اسلام میں جائز ہے؟ مہربانی فرماکر وضاحت سے جواب دیں، شکریہ۔

ج......مجھے کسی حدیث میں یہ نہیں ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے کے پیچھے چاند تارا بنواتے تھے، اس لئے یہ قصہ غلط ہے۔

## ساڑھی پہننا شرعاً کیسا ہے؟

س......ساڑھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

ج......اگر ساڑھی اس طرح سے پہنی جائے کہ اس سے پورا جسم چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن آج کل ہزار میں سے بمشکل ایک عورت ہی اس طرح پورا جسم ڈھانپ کر ساڑھی پہنتی ہے، چونکہ ساڑھی پہن کر شرعی پردہ نہیں ہوسکتا، اس لئے صرف ساڑھی پہن کر عورت کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں۔

## لنڈے کے کپڑے استعمال کرنا

س……محترم! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ لنڈا کے کپڑے پہننا جائز ہے یا نہیں؟

ج……ان کو پاک کرلیا جائے اور ان کی غیراسلامی وضع بدل لی جائے تو پہن سکتے ہیں۔

## مصنوعی ریشم پہننا

س…… بخاری و مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث نظر سے گزری (جو ایک ماہنامے میں چھپی تھی)، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں سے منع فرمایا ہے، جن میں ایک یہ بھی ہے کہ: ''سوت اور ریشم کی ملاوٹ سے تیار کردہ کپڑا پہننا۔'' اس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل بازاروں میں ریشم (سلک) کے کئی اقسام کے کپڑے دستیاب ہیں، دُکان داروں کا کہنا ہے کہ یہ خالص ریشم نہیں ہے، بلکہ ریشم اور ملکوت سے ملا جلا کپڑا ہے۔ تو کیا اس صورت میں یہ حرام ہوا؟ پھر راؤ سلک کے نام سے بھی ایک کپڑا پہنا جاتا ہے یہ کس زُمرے میں آئے گا؟

ج……مصنوعی ریشے کے جو کپڑے تیار ہوتے ہیں، یہ ریشم نہیں، اس لئے اس کا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اگر اصل ریشم کا کپڑا ہو تو اس کو پہننا دُرست نہیں۔

## اسکول، کالج میں انگریزی یونیفارم کی پابندی

س……میں ایک مقامی کالج کا طالبِ علم ہوں، ہمارے کالج میں حاضری کے لئے انگریزی وضع کے یونیفارم کی پابندی ہے، جس میں پینٹ اور شرٹ لازمی ہے، کوئی طالبِ علم یہ نہ پہنے تو اسے کلاس سے نکال دیا جاتا ہے، حالانکہ بہت سے کالجوں میں یہ پابندی نہیں ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور ہمارے صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان فرما رہے ہیں۔ پینٹ اور شرٹ انگریزی وضع کا لباس ہے، اگر ہمارے پرنسپل صاحب اس کے بجائے قومی لباس کی پابندی لگائیں تو یہ اسلامی نفاذ کے لئے معاون ہوگا، انگریزی لباس کی قید لگانا کہاں تک صحیح ہے؟

ج……آدمی کے دِل میں جس کی عظمت ہوتی ہے اس کی وضع قطع کو اپناتا ہے، قومی لباس یا

اسلامی لباس کے بجائے انگریزی لباس اور وضع قطع کی پابندی یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دِل میں نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کا صحیح علاج تو یہ ہے کہ نوجوان طلبہ میں اسلامی جذبہ بیدار ہو اور وہ قومی لباس کو یونیفارم قرار دینے کا مطالبہ کریں۔

## عورت کا باریک کپڑا استعمال کرنا

س…… کیا اسلام میں باریک کپڑے کا لباس پہننے کی اجازت ہے؟ آج کل یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے اور اس بات کو بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بالکل غلط اور اسلام کے اُصولوں کے خلاف بات ہے، مگر مجھ سے کوئی متفق نہیں، کیا میری رائے غلط ہے؟ برائے مہربانی آپ اس بارے میں صحیح معلومات فراہم کریں تاکہ ہم سب کی اصلاح ہو، میں چاہتی ہوں کہ اس مسئلے پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے؟

ج…… عورتوں کو ایسا باریک کپڑا پہننا جائز نہیں جس میں سے اندر کا بدن نظر آتا ہو۔ حدیث شریف میں ایسی عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی۔ سر کا ایسا باریک کپڑا جس کے اندر سے بال نظر آتے ہوں، اگر پہن کر نماز پڑھے گی تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

## عورت کو سفید کپڑے استعمال کرنا

س…… بعض لوگوں نے یہ مشہور کیا ہے کہ اگر عورت سفید کپڑے پر رنگین دھاگے سے کشیدہ کاری کرلے تو عورت وہ سفید کپڑا پہن سکتی ہے۔ سفید کپڑے پہننا جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… مردوں کی وضع قطع اور لباس بنانے والی عورتوں پر، اور عورتوں کی وضع قطع اور لباس بنانے والے مردوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی لعنت فرمائی ہے، مگر سفید رنگ کا کپڑا مردوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، لہٰذا اگر مکمل سفید کپڑا یا سفید کپڑے پر رنگین کشیدہ کاری والا کپڑا عورتیں پہن لیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ اس کپڑے کی تراش خراش مردوں کی طرح نہ ہو۔ الغرض! عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا چاہئے جس میں مردوں

کی مشابہت قطعی طور پر نہ پائی جائے۔

## موجودہ زمانہ اور خواتین کا لباس

س......آج کل لڑکیوں کے نت نئے ملبوسات چل رہے ہیں، ہماری بزرگ خواتین ان لباسوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور صرف روایتی ملبوسات مثلاً: شلوار قمیص اور غرارہ وغیرہ پہننے کی اجازت دیتی ہیں۔ کیا فیشن اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق لباس پہننا جائز ہے؟ میرا مطلب ہے کہ ایسا لباس جو فیشن میں بھی شامل ہو اور اس سے کسی اسلامی حکم کی خلاف ورزی بھی نہ ہوتی ہو، مثلاً: میکسی، فلیپر، شرٹ وغیرہ اسلام نے لباس کے معاملے میں صرف تن ڈھانکنے کی تنبیہ کی ہے، کوئی لباس مخصوص نہیں کیا، جوں جوں زمانہ گزرتا جارہا ہے اس کی قطع و برید بھی تبدیل ہوتی جارہی ہے، لہٰذا دیگر تغیر پذیر چیزوں کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اگر لباس کی تبدیلیوں کو اپنایا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے؟

ج......لباس جس وضع کا بھی پہنا جائے، جائز ہے، بشرطیکہ اس میں مندرجہ ذیل اُمور سے احتراز کیا جائے:

الف:......اس میں اِسراف و تبذیر نہ ہو۔

ب:......فخر و تکبر اور دِکھلاوا مقصود نہ ہو۔

ج:......اس میں کافروں اور فاسقوں کی مشابہت نہ کی جائے۔

د:......مردوں کا لباس عورتوں کے، اور عورتوں کا مردوں کے مشابہ نہ ہو۔

ہ:......لباس ایسا تنگ اور اتنا باریک نہ ہو کہ اس سے بدن یا بدن کی بناوٹ نمایاں ہوتی ہو۔

## کالر والی قمیص

س......کالر والی قمیص پہننا گناہ ہے؟ لباس کے بارے میں کچھ روشنی ڈالیں۔

ج......کالر لگانا انگریزوں کا شعار ہے، مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کرتہ سنت ہے، لباس کے مسائل کسی کتاب میں دیکھ لیں۔ مختصراً یہ کہ: ۱-لباس میں نمود و نمائش اور

فضول خرچی نہ ہو، ۲- کافروں اور فاسقوں کی مشابہت نہ ہو، ۳- مردوں کا لباس عورتوں کے، اور عورتوں کا مردوں کے مشابہ نہ ہو۔

## گلے میں ٹائی لٹکانے کی شرعی حیثیت

س...... ہمارے مذہب اسلام میں ٹائی باندھنا کیسا ہے؟ کیا ہمارا مذہب اسلام ٹائی باندھنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سولی کی مناسبت سے ٹائی پہنتے ہیں، لیکن ہمارے بہت سے دانشور بھی گلے میں ٹائی لٹکائے پھرتے ہیں، قومی لباس کو چھوڑ کر وہ یورپی لباس اپناتے ہیں، آخر یہ کیوں؟

ج...... میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا جب پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں ٹائی کے متعلق بتایا گیا تھا کہ اس سے مراد وہ نشان ہے جو صلیبِ مقدس کی علامت کے طور پر عیسائی گلے میں ڈالتے ہیں، لیکن بعد کے ایڈیشنوں میں اس کو بدل دیا گیا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہندو مذہب کا شعار ''زنار'' ہے، اسی طرح ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، اور کسی قوم کے مذہبی شعار کو اپنانا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ اسلامی غیرت وحمیت کے بھی خلاف ہے۔

## مردوں اور عورتوں کے لئے سونا پہننے کا حکم

س...... کیا مردوں اور عورتوں دونوں کو سونا پہننا یعنی انگوٹھی اور زیور بنا کر گلے میں پہننا حرام ہے؟

ج...... ائمہ اَربعہ کا اجماع ہے کہ سونا پہننا مردوں کو حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے، بہت سے اکابر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، یہ احادیث جن میں عورتوں کے لئے سونے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، اہلِ علم نے ان کی متعدّد توجیہات کی ہیں۔

اوّل:...... ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں۔

دوم:...... ممانعت ان عورتوں کے بارے میں ہے جو اِظہارِ زینت کرتی ہیں۔

سوم:...... یہ وعید ان عورتوں کے حق میں ہے جو زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں۔

چہارم:.......جن زیورات کے پہننے سے فخر وغرور پیدا ہو، ان کی ممانعت فخر و تکبر کی وجہ سے ہے، اس وجہ سے نہیں کہ سونا عورتوں کے لئے حرام ہے۔

الغرض فقہائے اُمت اور محدثین جو ان احادیث کو روایت کرتے ہیں وہی ان کے معنی و مفہوم کو بھی سمجھتے ہیں، جب تمام اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سونا اور ریشم عورتوں کے لئے حلال ہیں تو ان احادیث کو یا تو منسوخ قرار دیا جائے گا یا ان کی مناسب توجیہ کی جائے گی۔

## مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی کا استعمال

س......مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی کا پہننا حرام اور کبیرہ گناہ کن وجوہات کی بنا پر قرار دیا گیا ہے؟ بہت سے مسلمان شادی، منگنی کی رسم میں دُولہا کو لازمی سونے کی انگوٹھی پہناتے ہیں۔ اور اس کی پوری تفصیل بیان کی جائے۔

ج......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے مردوں کے لئے سونے اور ریشم کو حرام فرمایا ہے، اس کی وجوہات تو حضرات علمائے کرام بہت بیان فرماتے ہیں، مگر میرے اور آپ کے لئے تو یہی وجہ کافی ہے کہ خدا اور رسول نے فلاں چیز کو حرام فرمایا ہے، اور ان کا ہر حکم بے شمار حکمتوں پر مبنی ہے۔ جو لوگ شادی، منگنی کے موقع پر دُولہا کو سونے کی انگوٹھی پہناتے ہیں وہ فعلِ حرام کے مرتکب اور گناہگار ہیں۔ کسی کی بدعملی سے مسئلہ تو نہیں بدل جاتا۔

س......انگوٹھی میں نگ لگوانا کیسا ہے؟

ج......جائز ہے۔

## کبھی کام آنے کی نیت سے سونے کی انگوٹھی پہننا

س...... یہاں ہمارے ہاں ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ سونے کی انگوٹھی اس لئے مرد کے لئے جائز ہے کہ ضرورت کے وقت کام آتی ہے، اگر آدمی لاوارث کہیں فوت ہوجائے تو اس کے کفن دفن کا انتظام اسی انگوٹھی کو فروخت کرکے کر دیا جائے۔ اس بارے میں وضاحت کیجئے۔

ج......اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سونے کو حرام قرار دیا ہے۔ کیا یہ مصلحت جو یہ

صاحب بیان کر رہے ہیں اللہ و رسول کے علم میں نہیں تھی؟ نعوذ باللہ! اور پھر آپ نے ایسے کتنے لاوارث مرتے دیکھے ہیں جن کے گور و کفن کا انتظام بغیر سونے کی انگوٹھی کے نہیں ہوسکا...؟

## گھڑی کی چین اور انگوٹھی پہننا

س...... اسلام میں مردوں کو سونا پہننا حرام ہے، کیا چاندی پہننا سنت ہے؟ اگر ہے تو کتنے گرام چاندی پہننی چاہئے؟ گھڑی کیونکہ گلٹ کی ہوتی ہے، کیا گلٹ بھی حرام ہے؟

ج...... مردوں کو ساڑھے تین ماشے تک کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے۔ گھڑی کی چین گلٹ کی جائز ہے۔

## دانت پر سونے، چاندی کا خول لگوانا

س...... اگر نصف دانت ٹوٹ جائے تو اس پر چاندی یا سونے کا خول لگانا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... سونے چاندی کا خول لگانا جائز ہے۔

## عورتوں کو سونے، چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا

س...... کیا عورتوں کی انگوٹھی کے بارے میں کوئی خاص حکم ہے؟

ج...... عورتوں کو سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا دُرست نہیں۔

## مرد کو گلے میں لاکٹ یا زنجیر پہننا

س...... کیا مرد گلے میں چاندی کی زنجیر بنوا کر پہن سکتا ہے؟ اگر پہن سکتا ہے تو اس کا وزن کتنا ہونا چاہئے؟ بازار میں کسی دھات پر آیت الکرسی لکھی ہوتی ہے اور وہ لاکٹ اس زنجیر میں پہن سکتا ہے کہ نہیں؟

ج...... مرد کو چاندی کی انگوٹھی کی اجازت ہے، جبکہ اس کا وزن ساڑھے تین ماشہ سے کم ہو، انگوٹھی کے علاوہ سونے چاندی کا کوئی اور زیور پہننا مرد کو جائز نہیں۔

## شرفاء کی بیٹیوں کا نتھ پہننا کیسا ہے؟

س...... کیا شرفاء کی بیٹیوں کا نتھ پہننا جائز نہیں ہے؟ میں نے سنا ہے کہ صرف طوائف اپنی


فہرست

بیٹیوں کو نتھ پہناتی ہیں۔

ج…… یوں تو خواتین کو ناک کے زیور کی بھی اجازت ہے، مگر شریف عورتوں کو بازاری عورتوں کی مشابہت سے پرہیز لازم ہے۔

## نیکر پہن کر کھیلنا سخت گناہ ہے

س…… ٹینس، ہاکی، فٹ بال، تیراکی، اسکوائش، باکسنگ، ٹیبل ٹینس وغیرہ ان تمام کھیلوں میں کھلاڑی نیکر یا چڈی (جو ناف سے لے کر ران کے بالائی حصے تک ہوتی ہے) پہن کر کھیلتے ہیں، جبکہ ناف سے لے کر گھٹنے کا حصہ ستر ہے، اس کا دیکھنا مردوں کو بھی جائز نہیں، نہ لوگوں کے سامنے اس کا کھولنا ہی جائز ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا کھلاڑی اور تماشائی دونوں گناہگار ہیں؟

ج…… کھلاڑی اور تماشائی دونوں سخت گناہگار ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر دیکھنے اور دِکھانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے: "لعن الله الناظر والمنظور اليه."

## سیاہ رنگ کی چپل یا جوتا پہننا

س…… کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ پاؤں میں سیاہ رنگ کی جوتی یا کسی قسم کی کوئی چپل وغیرہ پہننا اسلام کی رُو سے حرام ہے، اور اس کے لئے جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ خانہ کعبہ کے غلاف کا رنگ سیاہ ہے، اس لئے سیاہ رنگ پیر میں پہننا گناہ ہے۔

ج…… سیاہ رنگ کا جوتا پہننا جائز ہے، اس کو حرام کہنا بالکل غلط ہے۔

## پرفیوم کا استعمال

س…… کیا باہر ممالک کے اسپرے پرفیومز لگانا جائز ہے؟ نیز یہ بھی بتایئے کہ کس قسم کے پرفیومز لگانا چاہئے؟

ج…… آپ کا سوال غلط ہے، آپ کو ناجائز کا شبہ جس وجہ سے ہوا، اس کو ظاہر کرنا چاہئے تھا۔ اب دُنیا بھر کی مصنوعات کے بارے میں مجھے کیا خبر ہے کہ کس میں کیا کیا چیزیں ڈالی جاتی ہیں…؟ اگر اس پرفیوم میں کوئی نجس چیز ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں، اگر کوئی نجس چیز نہیں تو استعمال جائز ہوگا۔

## عورت ہتھیلی پر کس طریقے سے مہندی لگا سکتی ہے؟

س…… مجھے اپنی دوست نے کہا تھا کہ مہندی صرف ہتھیلی پر لگانا چاہئے، ہتھیلی کے نیچے یا ہتھیلی کے پیچھے نہیں لگانا چاہئے کیونکہ اس طرح ہندو لگاتے ہیں۔ براہِ کرم اس مسئلے پر روشنی ڈال کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج……اس میں ہندوؤں کی مشابہت نہیں، اس لئے جائز ہے۔

## انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کی صفات کندہ کروانا

س……انگوٹھی پر خدائے عز و جل کے کسی صفاتی نام کو ترشوا کر پہننا جائز ہے کہ نہیں؟

ج……جائز ہے، بشرطیکہ بے ادبی نہ ہو، اور اس کو پہن کر بیت الخلا میں جانا جائز نہیں۔

## سونے چاندی کا تعویذ بچوں اور بچیوں کو استعمال کرنا

س……بچوں کے لئے تعویذ لیا جاتا ہے، اس کو سونے چاندی کے تعویذ میں ڈال کر بچوں اور بچیوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… یہاں دو مسئلے سمجھ لیجئے، ایک یہ کہ سونے چاندی کو بطور زیور کے پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے، مردوں کے لئے حرام (البتہ مرد ساڑھے تین ماشے سے کم وزن کی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں)، لیکن سونے چاندی کو برتن کی حیثیت سے استعمال کرنا نہ مردوں کو حلال ہے، نہ عورتوں کو۔ مثلاً: چاندی کا چمچہ یا سلائی استعمال کرنا۔ تعویذ کے لئے جو سونا چاندی استعمال کی جائے گی اس کا حکم زیور کا نہیں، بلکہ استعمال کے برتن کا ہے، اس لئے یہ نہ مردوں کے لئے جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ جو چیزیں بڑوں کے لئے حلال نہیں، اس کا چھوٹے بچوں کو استعمال کرانا بھی جائز نہیں، اس لئے بچوں اور بچیوں کو سونے چاندی کے تعویذ کا استعمال کرانا جائز نہیں ہوگا۔

## سوَر کے بالوں والے برش سے شیو بنانا

س…… میں بہت عرصے سے شیو یعنی داڑھی بنانے کے لئے چین کا بنا ہوا صابن لگانے کا برش استعمال کر رہا ہوں، وہ خراب ہوا تو اَب نیا لایا ہوں، اس میں، میں نے اس بار پڑھا کہ

وہ سوَر کے بالوں کا بنا ہوا ہے، میں ہی نہیں تمام حجام وغیرہ بھی یہی برش استعمال کرتے ہیں، اور حجام حضرات سے عالمِ دِین بھی خط وغیرہ بنواتے ہیں، تو حجام وہی برش استعمال کرتا ہے، تو کیا سوَر کے بالوں کا برش استعمال کرنا صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو حکومت ایسے برش منگوانے کی اجازت کیوں دیتی ہے؟ حکومت کو چاہئے کہ وہ ان برشوں کی پاکستان میں درآمد بند کردے۔

ج...... داڑھی منڈانے اور سوَر کے بال استعمال کرنے میں کیا فرق ہے...؟ دونوں حرام ہیں اور دونوں گناہِ کبیرہ ہیں۔ ایسے ناپاک برش خریدنا بھی جائز نہیں، حکومت کو ان برشوں کی درآمد پر پابندی لگانی چاہئے، مگر شاید حکومت کے لئے حلال وحرام اور پاک وناپاک کا تصوّر ہی ناقابلِ فہم ہے...!

## مردوں کے لئے مہندی لگانا شرعاً کیسا ہے؟

س...... کیا اسلام میں مردوں کو مہندی لگانا جائز ہے؟ اور کیا اس سے نماز ہوجاتی ہے؟

ج...... مرد، سر اور داڑھی کو مہندی لگاسکتے ہیں، ہاتھوں میں مہندی لگانا عورتوں کے لئے دُرست ہے، مردوں کے لئے نہیں۔ نماز ہوجاتی ہے۔

## مصنوعی دانت لگوانا

س...... آپ مہربانی فرماکر مصنوعی دانتوں کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر سے وضاحت کریں کہ آیا مصنوعی دانت لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز کی حالت میں مصنوعی دانتوں کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا بمع دانتوں کے پڑھ سکتے ہیں یا انہیں الگ کرنا پڑے گا؟

ج...... مصنوعی دانت جو مصالحے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، لگوانا جائز ہے، اور نماز میں ان کے اُتارنے کی ضرورت نہیں۔

## عمامہ یا ٹوپی نہ پہننے والا کیا گناہگار ہوگا؟

س...... کیا عمامہ یا ٹوپی نہ پہننا گناہ ہے؟ کیا اس کا گناہ بھی داڑھی منڈانے جیسا ہے یا اس سے کم؟

ج...... سر ننگا رکھنا خلافِ ادب ہے، جبکہ داڑھی منڈوانا حرام ہے۔

# کھانے پینے کے بارے میں شرعی اَحکام

## بائیں ہاتھ سے کھانا

س...... میں بائیں ہاتھ سے تمام کام کرتی ہوں، مثلاً: لکھتی ہوں، اور بائیں ہاتھ سے کھاتی ہوں، تو آپ یہ فرمائیں کہ طہارت بائیں ہاتھ سے کی جاتی ہے تو مجھے کس ہاتھ سے طہارت کرنی چاہئے؟ اب اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی مجھے عادت پڑ گئی ہے، سیدھے ہاتھ سے نہیں کھایا جاتا، آپ اس کا جواب ضرور دیں۔

ج...... آپ اس عادت کو چھوڑ دیجئے، اُلٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے، آپ اُلٹے ہاتھ سے ہرگز نہ کھایا کریں، آپ کوشش کریں گی تو رفتہ رفتہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کی عادت ہوجائے گی۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ چونکہ آپ کھانا اُلٹے ہاتھ سے کھاتی ہیں لہٰذا اِستنجا سیدھے ہاتھ سے کیا کیجئے، بلکہ یہ کہوں گا کہ اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی عادت ترک کیجئے۔

## کرسیوں اور ٹیبل پر کھانا کھانا

س...... اسلام میں کرسیوں اور ٹیبل کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں کرسیاں اور ٹیبل تھے؟ آج کل لوگوں کے گھروں میں اور خود میرے گھر میں کرسیوں اور ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ نیز یہ بتادیجے کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کس چیز پر دسترخوان بچھا کر کھاتے تھے، یا نیچے دسترخوان بچھا کر؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر دسترخوان بچھا کر کھاتے تھے، ٹیبل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں کھایا اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ میز کرسی پر کھانا انگریزوں کی ''سنت'' ہے، مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی نقالی نہیں کرنی چاہئے۔

## تقریبات میں جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ہو کھڑے ہوکر کھانا

س...... آج کل یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے کہ دعوتوں میں کھڑے ہوکر کھانا کھلایا جاتا ہے، جسے ''بوفے'' کا نام دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص کھڑے ہو کھانا نہ کھائے تو اسے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ کیا کھڑے ہوکر کھانا کھانا دُرست ہے؟ واضح رہے کہ وہاں بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی، جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

ج...... شرعاً کھڑے ہوکر کھانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ باقی رہا صاحب بہادروں کا ایسا نہ کرنے کو بُرا سمجھنا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آج کے ''مہذّب'' لوگوں کو اسی طرح کھاتے دیکھا ہے، خدانخواستہ کل کلاں جانوروں کی طرح منہ سے کھانے کا رواج چل نکلا تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہاتھوں سے کھانے کو ''غیرمہذّب'' فعل سمجھا جائے گا۔ رہا یہ کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی تو ایسی دعوت کا کھانا ہی کیا ضروری ہے جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ملے؟ اگر میزبان بیٹھنے کی جگہ مہیا کرنے سے قاصر ہے تو کھانا گھر آکر کھالیجئے...!

## تقریبات میں کھانا کھانے کا سنت طریقہ

س...... ہمارے ہاں ایک دِین دار دوست کا موقف یہ ہے کہ کھانے کے بہت سارے آداب ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے، اجتماعی تقاریب میں جب باقی آداب کو بھی نظرانداز کیا جاتا ہے تو محض بیٹھ کر کھانے والے ادب پر اتنا زور کیوں؟ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب تک قرآن وحدیث کے واضح دلائل نہ دِکھائے جائیں، میں مطمئن نہیں ہوں، کیونکہ بقول ان کے بعض مجالس میں انہوں نے علماء کو بھی کھڑے ہوکر کھاتے دیکھا ہے۔

ج...... کھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دسترخوان بچھاکر، بیٹھ کر کھایا جائے۔ ہمارے یہاں تقریبات میں کھڑے ہوکر کھانے کا جو رواج چل نکلا ہے، یہ سنت کے خلاف مغربی اقوام کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ باقی آداب کو اگر ملحوظ نہیں رکھا جاتا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنے تہذیبی، دِینی اور معاشرتی آثار ونشانات کو ایک ایک کرکے کھرچنا شروع کردیں، کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرنے کی تحریک چلائی جائے، نہ یہ کہ

اسلامی معاشرے کی جو بچی کھچی علامتیں نظر پڑتی ہیں ان کو مٹانے پر کمر باندھ لی جائے۔ اگر بعض علماء کسی غلط رواج کی رو میں بہہ نکلیں یا عوام کی رَوِش کے آگے گھٹنے ٹیک دیں تو ان کا فعل مجبوری پر تو محمول کیا جاسکتا ہے مگر اس کو سند اور دلیل کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں۔

## پانچوں اُنگلیوں سے کھانا، آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا شرعاً کیسا ہے؟

س...... کیا لیٹ کر یا بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنا نحس ہے؟ رات کو جھاڑو دینا، اُونچی جگہ بیٹھ کر پیر ہلانا، پانچوں اُنگلیوں سے کھانا، کھانا کھاتے وقت آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، اُنگلیاں چٹخانا، کیا یہ تمام فعل غلط ہیں؟ اگر غلط ہیں تو ان کی وضاحت فرمائیں۔

ج...... آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا اور اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے، باقی چیزیں مباح ہیں، یعنی جائز ہیں۔

## کھڑے ہوکر کھانا خلافِ سنت ہے

س...... ہماری میمن برادری کا ایک کمیونٹی ہال ہے، جہاں شادی اور دیگر تقریبات ہوتی ہیں، آج کل شادیوں میں عام رواج کھڑے ہوکر کھانا کھلانے کا ہوتا ہے، ہماری برادری کے سرکردہ افراد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم کم از کم اپنے کمیونٹی ہال میں دعوتوں کے موقع پر کھانے کا انتظام سنت کے مطابق کریں اور کھڑے ہوکر یا کرسی ٹیبل پر کھانے کا انتظام نہ کریں۔ آپ ہماری اس سلسلے میں رہبری فرمائیں کہ کھڑے ہوکر کھانا کیسا ہے؟ اور بیٹھ کر سنت کے مطابق کھانا کھلانا کیسا ہے؟

ج...... کھڑے ہوکر کھانا کھانا خلافِ سنت ہے، اور جب کوئی خلافِ سنت فعل اجتماعی طور پر کیا جائے تو اس کی قباحت اور شناعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ آج کل کی دعوتوں میں جو کھڑے ہوکر کھانا کھلانے کا رواج ہے، وہ درحقیقت اجتماعی طور پر خلافِ سنت عمل کے مترادف ہے، اور اس خلافِ سنت عمل میں اس قسم کی دعوتوں کے منتظمین برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے اپنی کمیونٹی کے ہال میں سنت کے مطابق ٹیبل کرسی کے بغیر نیچے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھلانے کا جو اہتمام کیا ہے وہ نہایت قابلِ تحسین ہے، دُوسری کمیونٹی اور دُوسرے ہال والوں کو اس کی پیروی کرتے ہوئے "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ" (نیک کاموں

میں تعاون) کرنے کا ثبوت پیش کرنا چاہئے۔

## کھڑے ہوکر پانی پینا شرعاً کیسا ہے؟

س…… ایک صاحب نے تاکید فرمائی کہ کھڑے ہوکر پانی نہیں پینا چاہئے، اگر غلطی سے پی بھی لیا تو قے کرلینی چاہئے، مگر اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد جب احباب کو مشورہ دیا تو ایک عزیز نے اختلاف کیا کہ ''تعلیم الاسلام'' میں لکھا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جہاد کی غرض سے ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے، تو شدّتِ گرمی اور دُھوپ کی وجہ سے سخت پیاس محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان المبارک میں وہیں پانی منگوایا اور کھڑے ہوکر خود بھی پیا اور ساتھیوں کو بھی پلا دیا۔ واقعے کی حقیقت کیا ہے؟ اور کیا پانی کھڑے ہوکر پینا جائز ہے؟

ج…… کھڑے ہوکر پانی پینا مکروہ ہے، مگر قے کرنا ضروری نہیں، یہ بطور علاج اور اصلاح کے تجویز فرمایا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوکر پانی پینا اگر کہیں ثابت ہو تو کسی عذر اور ضرورت کی بنا پر ہوگا، مثلاً صحابہؓ کو سفرِ جہاد میں روزہ نہ رکھنے کی ترغیب دینا۔

## کھانے کے دوران خاموشی رکھنا

س…… حدیث میں ہے کہ کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا چاہئے، لیکن کچھ مولوی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ دِینِ اسلام کی اور اچھی باتیں کرسکتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ دُوسرے مولوی یہ کہتے ہیں کہ کھانے کے دوران خاموش رہنا چاہئے، اور اگر کوئی سلام کرے بھی تو اس کا جواب نہ دیں اور نہ ہی سلام کریں، اور گفتگو نہ کریں۔

ج…… ایسی کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گزری جس میں کھانے کے دوران خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا ہو۔ اِمام غزالی رحمہ اللہ ''احیاء العلوم'' میں لکھتے ہیں کہ: ''کھانا کھاتے ہوئے خاموش نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، بلکہ ان کو اچھی باتیں کرتے رہنا چاہئے اور نیک لوگوں کے حالات وحکایات بیان کرتے رہنا چاہئے۔''

## کھانے میں دونوں ہاتھوں کا استعمال

س...... ہم دو دوستوں میں آپس میں تکرار ہو رہی ہے کہ گوشت کو دونوں ہاتھوں سے کھانا چاہئے کہ نہیں؟ ایک کہتا ہے کہ: ''ایک ہاتھ سے کھانا چاہئے، اور دُوسرا ہاتھ اس کے ساتھ نہیں لگانا چاہئے۔'' اور دُوسرا کہتا ہے کہ: ''دونوں ہاتھوں سے بھی کھانا جائز ہے'' اس کا مہربانی فرماکر آپ شرعی لحاظ سے جواب دیں۔

ج...... اگر ضرورت ہو تو دونوں ہاتھوں کا استعمال دُرست ہے۔

## چمچے کے ساتھ کھانا

س...... بڑے لوگوں میں چمچے کے ساتھ کھانے کا رواج ہے، کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

ج...... ہاتھ سے کھانا سنت ہے، چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے۔

## کھانا کھاتے وقت سلام کرنا

س...... میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ: ''کھانا کھاتے وقت نہ تو سلام کرنا جائز ہے اور نہ جواب دینا۔''

ج...... جو شخص کھانے میں شریک ہونا چاہتا ہے، وہ تو کھانے والوں کو سلام کرسکتا ہے، دُوسرا نہیں، اور اگر کوئی سلام کرے تو کھانے والوں کے ذمے اس کا کوئی جواب نہیں۔

## سیال کھانے چمچ کے ساتھ کھانا

س...... ایسے تر کھانے (چاول، حلوہ، دلیہ، رائتہ و دیگر نیم مائع قسم کے کھانے) جو ہاتھ سے کھائے جائیں تو ایک تو ہاتھوں کے خراب ہونے کا خطرہ ہو، اور دُوسرے ان میں ہاتھوں کے ناخنوں کی گندگی شامل ہونے کا احتمال ہو (کیونکہ ہاتھ خواہ کتنے ہی اچھی طرح دھولئے گئے ہوں یا ناخن کسی بھی قدر کیوں نہ تراش لئے گئے ہوں، ان میں کچھ نہ کچھ گندگی کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جاسکتا) مکمل پاکیزگی کے اُصول اور نظریے کو مدِنظر رکھتے ہوئے دھات کے ایسے چمچوں سے کھائے جاسکتے ہیں جن کو استعمال سے قبل گرم پانی اور صابن کی مدد سے اچھی طرح صاف کرلیا گیا ہو؟ کیا اس صورت میں چمچوں کا استعمال خلافِ سنت و

شریعت تو نہ ہوگا؟ جبکہ ہم کھانے کو ہاتھ سے کھانے والے ان اَحکامات وسنن پر خلوصِ قلب سے عمل کرتے ہوئے خشک کھانے ہاتھوں سے کھاتے ہوں۔

ج…… ہاتھوں کی گندگی کا جو فلسفہ آپ نے بیان فرمایا ہے، وہ تو لائقِ اعتبار نہیں۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ خوب اچھی طرح دھوئے جائیں، اس کے بعد ان اوہام و وساوس کا کوئی اعتبار نہیں کہ کچھ نہ کچھ گندگی ہاتھوں میں ضرور رہ گئی ہو، اس لئے مکمل پاکیزگی کے اُصول اور نظریے کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہاتھ کے بجائے چمچے کے استعمال کو ترجیح دینا محض توہم پرستی ہے۔ تاہم چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے، خصوصاً اگر کھانا ایسا سیال ہو کہ ہاتھ سے کھانا مشکل ہو تو ایک درجے میں عذر بھی ہے، ورنہ اصل سنت یہی ہے کہ کھانا ہاتھ سے کھایا جائے۔

## گوبر کی آگ پر پکا ہوا کھانا کھانا

س…… آج کل لوگوں کی کثیر تعداد گوبر کے اپلوں سے کھانا تیار کر کے کھا رہی ہے، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا شرعی طور پر اپلوں کی آگ پر کھانا پکانا جائز ہے؟ اور کیا اپلوں کی آگ سے تیار کی ہوئی چیز کھانا جائز ہے؟

ج…… یہ جائز ہے۔

## پلیٹ میں ہاتھ دھونا

س…… دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ کھانا کھانے کے بعد جس پلیٹ میں کھاتے ہیں اسی میں ہاتھ دھوتے ہیں، شرع کی رُو سے کیا ان کا یہ فعل جائز ہے؟

ج…… ایسا کرنا تہذیب کے خلاف ہے، اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو دُوسری بات ہے۔

## برتن کو کیوں ڈھکنا چاہئے؟

س…… میں نے کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ رات کو اگر کچن میں کوئی چیز بھی کھلی رہ جائے تو شیطان اس کو جھوٹا کر دیتا ہے، ویسے بھی سائنسی نقطۂ نظر سے ان کھلے برتنوں میں جراثیم ہوتے ہیں، اس لئے ان کو دھوکر استعمال کرنا چاہئے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے یا محض صفائی کی خاطر ایسا کرنا چاہئے؟

ج…… حدیث شریف میں رات کے وقت برتنوں کو ڈھکنے اور خالی برتنوں کو اُلٹا رکھنے کا حکم ہے، اس کی وجہ ایک حدیث میں یہ بیان فرمائی ہے کہ ڈھکے ہوئے برتن میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ ایک اور حدیث میں یہ وجہ ذکر کی گئی ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے، اور جس برتن پر ڈھکنا یا بندھن نہ ہو اس میں داخل ہوجاتی ہے۔

## بے خبری میں لقمہ حرام کھالینا

س…… ایک مسلمان بے خبری میں اگر بیرونِ ملک (سوَر) خنزیر کا گوشت کھالے تو کیا حکم ہے؟ ایک دفعہ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے کہ میں نے ایک لقمہ گوشت کھالیا، لیکن مجھے فوراً پتا چل گیا کہ یہ سوَر کا گوشت ہے، جو منہ میں نوالا تھا وہ بھی اُگل دیا، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… یہ تو آپ نے اچھا کیا کہ نوالا فوراً اُگل دیا، آپ کے ذمے کوئی گناہ تو نہیں، مگر بے احتیاطی سے کام لیا کہ پہلے تحقیق نہیں کی، اس لئے اِستغفار کریں۔

## یتیموں کے گھر سے اگر مجبوراً کچھ کھانا پڑے تو شرعاً جائز ہے

س…… یتیم کا مال کھانا حرام ہے، لیکن مجھے مجبوراً اپنے رشتہ دار یتیم کے گھر کچھ کھانا پینا پڑجاتا ہے، اگر نہ کھاؤں تو وہ بہت ناراض ہوتے ہیں۔ کیا مجھ پر یہ جائز ہے کہ میں اپنے رشتہ دار یتیم کے گھر کچھ کھاؤں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیے۔

ج…… یتیموں کا مال کھانا بڑا گناہ ہے، اس سے جہاں تک ممکن ہو پرہیز کرنا چاہئے، لیکن رشتہ داری اور تعلق کی بنا پر کبھی آدمی مجبور ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں ان کی دِلداری کے لئے آپ ان کے گھر سے کھالیا کریں، مگر اس سے زیادہ ان کو ہدیہ کے عنوان سے دے دیا کریں۔

## کیا چائے حرام ہے؟

س…… مولانا صاحب! ایک صاحب نے فتویٰ دیا کہ: ”چائے پینا ناجائز ہے۔“ اوّل وہ گرم گرم ہی پی جاتی ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ دوئم چائے اکثر اُلٹے ہاتھ سے پی جاتی ہے جو کہ مکروہ ہے۔ سوئم پھونک بھی ماری جاتی ہے۔

ج…… چائے کے ناجائز ہونے کا فتویٰ تو کسی بزرگ نے آج تک نہیں دیا، البتہ اُلٹے ہاتھ


فہرست

سے پینا اور پھونک مارنا مکروہ ہے۔

## سگریٹ، پان، نسوار اور چائے کا شرعی حکم

س...... سگریٹ، پان اور نسوار وغیرہ کا نشہ کرنا اسلام میں کیسا ہے؟ یہ چیزیں مکروہ ہیں یا حرام ہیں؟ کیا چائے پینا بھی ایسے ہی ہے جیسے سگریٹ، پان یا نسوار کا نشہ کرنا؟

ج...... سگریٹ، نسوار، تمباکو بلاضرورت مکروہ ہے، ضرورت کی بنا پر مباح ہے۔ چائے نشہ آور چیزوں میں شامل نہیں، کوئی نہ پیئے تو بہت اچھا ہے، پیئے تو کوئی کراہت نہیں۔

## حرام کمائی والے کی دعوت قبول کرنا

س...... بینک اور سینما اور فوٹو اسٹوڈیو کے مالک یا ملازم اپنی کسی تقریب میں اپنے عزیزوں اور دوستوں کو دعوتِ طعام دیں، تو کیا اس دعوت میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

ج...... جن لوگوں کی غالب کمائی حرام کی ہو، ان کا کھانا جائز نہیں۔

## شراب کے بارے میں شرعی حکم

س...... روزنامہ ''جنگ'' مؤرخہ ۴؍ستمبر ۱۹۸۱ء کے اسلامی صفحے میں ایک خاتون لکھتی ہیں کہ: ''شراب حرام نہیں ہے'' اس سلسلے میں انہوں نے قرآن کا حوالہ بھی دیا جو میں لفظ بہ لفظ اُتار رہا ہوں، ملاحظہ ہو: ''لوگ آپ سے شراب اور قمار کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں بڑی گناہ کی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔'' اَحکامِ شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں کہ شراب حرام ہے یا نہیں؟ اور اگر حرام ہے تو اس کا انکار کرنے والا کیسا ہے؟

ج...... جس مضمون کے بارے میں آپ نے سوال کیا ہے، اس میں شراب کی حرمت کا انکار نہیں کیا گیا، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، شراب قطعی حرام ہے۔ چنانچہ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' میں شراب (خمر) کے یہ اَحکام لکھے ہیں:

۱:...... شراب اپنی ذات کی وجہ سے حرام ہے، اس کی حرمت کا مدار نشے پر نہیں، بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ: ''یہ بذاتِ خود حرام نہیں بلکہ اس سے نشہ حرام ہے'' کفر ہے، کیونکہ یہ

کتاب اللہ کا انکار ہے، کتاب اللہ نے اس کو ''رِجس'' کہا ہے، اور ''رِجس'' اس نجاست کو کہتے ہیں جو اپنی ذاتی نجاست کی وجہ سے حرام ہو۔ اور سنتِ متواترہ میں واردِ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو حرام قرار دیا، اور اسی پر اُمت کا اِجماع ہے۔

۲:......شراب، پیشاب کی طرح نجاستِ غلیظہ ہے، کیونکہ اس کی نجاست دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے۔

۳:......اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ دلیلِ قطعی کا منکر ہے۔

۴:......مسلمان کے حق میں یہ بے قیمت چیز ہے، اس لئے اگر مسلمان کے پاس شراب ہو اور کوئی اس کو ضائع کردے تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔

۵:......اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اور اس پر حد جاری ہوگی۔

۶:......پینے کے علاوہ اس سے کوئی اور اِنتفاع (فائدہ اُٹھانا) بھی جائز نہیں۔

۷:......اس کو فروخت کرکے جو رقم حاصل کی جائے، وہ بھی حرام ہے۔

''ہدایہ'' کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ شراب (خمر) حرام ہے، اور اس کی حرمت کا منکر باجماعِ اُمت کافر ہے، کیونکہ وہ قرآنِ کریم کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پوری اُمتِ اسلامیہ کی تکذیب کرتا ہے۔

## کیا شراب کسی مریض کو دی جاسکتی ہے؟

س...... کیا شراب میں شفا ہے؟ اور کیا وہ کسی ایسے مریض کو دی جاسکتی ہے جس سے اس کی زندگی بچ سکتی ہو؟

ج......شراب تو خود بیماری ہے، اس میں شفا کیا ہوگی...! جہاں تک مریض کو دینے کا تعلق ہے، اس میں شراب کی کوئی خصوصیت نہیں، بلکہ تمام ناپاک چیزوں کا ایک ہی حکم ہے، اور وہ یہ کہ اگر اس ناپاک چیز کے علاوہ اور کوئی علاج ممکن نہ ہو، اور ماہر طبیب کے نزدیک اس سے اس کی جان بچ سکتی ہو، تو ایسی اِضطراری حالت میں ناپاک چیز استعمال کی جاسکتی ہے۔

## رنگ رلیوں کی چوکیداری کرنا اور شراب کی بوتل لاکر دینا

س...... میں چپراسی ہوں، اور کبھی کبھار مجھے زبردستی رات کو زیادہ دیر کے لئے رُکنے کو کہا جاتا ہے، اور رات کو شراب اور طوائفوں سے رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں۔ مجھے چوکیداری کے فرائض زبردستی نبھانے پڑتے ہیں، بلکہ بوتل لانے کو کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ سے لے آؤ۔ میں قانونِ وقت اور اللہ سے ڈرتا ہوں، سخت پریشان ہوں، ملازمت کا سوال ہے، قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اب مجبوراً میں ملازمت جاری رکھ سکتا ہوں؟ اور کیا اللہ کے نزدیک میں اس گناہ میں ان کا شریک تو نہیں؟

ج...... یہ تو ظاہر ہے کہ اس بُرائی اور بدکاری میں مدد آپ کی بھی شامل ہے، گو بامرِ مجبوری سہی۔ آپ کوئی اور ملازمت یا ذریعہ معاش تلاش کریں اور جب مل جائے تو یہ گندی نوکری چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتے رہیں۔

## شراب کی خالی بوتل میں پانی رکھنا

س...... بہت سے حضرات جن کے گھر میں فریج ہیں، شراب کی خالی بوتلوں میں پانی بھر کر فریج میں رکھتے ہیں اور اس پانی کو پیتے ہیں، کیا وہ پانی پینا جائز ہے؟

ج...... اگر ان بوتلوں کو پاک کرلیا جاتا ہے تو ان میں پانی رکھنا جائز ہے۔ لیکن ایک درجے میں کراہت ہے، جیسے پیشاب کی بوتل کو پاک کرکے پانی کے لئے استعمال کیا جائے۔

## کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اُٹھاکر اجتماعی دُعا کرنا

س...... کھانا کھانے کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اُٹھاکر دُعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

ج...... کھانے کے بعد دُعا کرنا ثابت ہے، البتہ اجتماعی طور پر ہاتھ اُٹھاکر دُعا کرنا ثابت نہیں ہے۔ اگر مہمان صاحبِ خانہ کے لئے دُعا کردے تو مضائقہ بھی نہیں۔

## حرام جانوروں کی شکلوں کے بسکٹ

س...... عرض ہے کہ مدّت سے قلبی تقاضوں سے مجبور ہوں، کمسن بچوں کو جب بھی کتے، بلی، شیر وغیرہ حرام جانوروں کی اَشکال کے بسکٹ کھاتے دیکھتی ہوں، فی الفور میں ذہنی انتشار

میں مبتلا ہوجاتی ہوں۔ ہم مسلمان ہیں، ہمارے ملک کی اساس بھی اسلامی نظریات پر ہے، ہمارے ملک میں بسکٹ فیکٹریاں باوجود مسلمان ہونے کے ایسے بسکٹ کیوں بناتی ہیں جس میں کراہت ہو؟ اس سے حلال وحرام کا تصوّر بچوں کے ذہن سے محو ہوجائے گا، ہوسکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی بات ہو، لیکن اس کا انسداد اور تدارک ضروری ہے، تاکہ ہمارے کمسن بچوں کی تربیت اسلامی طرز پر ہوسکے۔

ج…… آپ کا خیال صحیح ہے۔ اوّل تو تصویر بنانا ہی اسلام میں جائز نہیں، پھر ایسی گندی تصویریں تو اور بھی بُری ہیں، ان پر قانوناً پابندی ہونی چاہئے۔

## ہڈیاں چبانا

س…… ہڈیاں چبانا کیسا ہے؟ سنا ہے کہ گوشت کھاکر ہڈیاں نہیں چبانا چاہئیں کہ ان پر خدا جنات کی غذا پیدا کرتا ہے۔

ج…… جائز ہے، یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کھائی ہوئی ہڈیوں پر جنات کے لئے خوراک پیدا کردیتے ہیں، لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ہڈیوں کا چبانا جائز نہیں، یہ نتیجہ صحیح نہیں۔

## شیرخوار بچوں کو افیون کھلانا

س…… ہماری اکثر مائیں اپنے دُودھ پیتے بچوں کو رات کے وقت افیم کھلاکر سلا دیتی ہیں تاکہ بچہ رات کو سوکر آرام کرے، کیا یہ جائز ہے؟

ج…… افیون کا استعمال جس طرح بڑوں کے لئے جائز نہیں، اسی طرح شیرخوار بچوں کو کھلانا بھی شرعاً حرام اور طبّی نقطۂ نظر سے بے حد مضرِ صحت ہے۔ جو بیبیاں ایسا کرتی ہیں وہ گویا اپنے ہاتھوں بچوں کو ذبح کرتی ہیں۔ خدا ان کو عقل دے!

## چوری کی بجلی سے پکا ہوا کھانا کھانا اور گرم پانی سے وضو کرنا

س…… ہم دُنیا والے دُنیا میں کئی قسموں کی چوریاں دیکھتے ہیں۔ مولانا صاحب! لوگ سمجھتے ہیں کہ بجلی کی چوری، چوری نہیں ہوتی۔ کیا چوری والی بجلی کی روشنی میں کوئی عبادت قبول ہوسکتی ہے؟ چوری کی بجلی سے چلنے والا ہیٹر پھر اس ہیٹر سے کھانا پکانا چاہے وہ کھانا حلال


فہرست

دولت کا ہو، کیا وہ کھانا جائز ہے؟ ہمارے شہر کے نزدیک ایک مسجد شریف میں گیزر (پانی گرم کرنے کا آلہ) بالکل بغیر میٹر کے ڈائریکٹ لگا ہوا ہے، مسجد والے نہ اس کا الگ سے کوئی بل ہی دیتے ہیں، لوگ اس سے وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں، کیا اس گرم پانی سے وضو ہوجاتا ہے؟ جواب ضرور دینا، مہربانی ہوگی۔

ج…… سرکاری ادارے پوری قوم کی ملکیت ہیں، اور ان کی چوری بھی اسی طرح جرم ہے جس طرح کہ کسی ایک فرد کی چوری حرام ہے، بلکہ سرکاری اداروں کی چوری کسی خاص فرد کی چوری سے بھی زیادہ سنگین ہے، کیونکہ ایک فرد سے تو آدمی معاف بھی کراسکتا ہے لیکن آٹھ کروڑ افراد میں سے کس کس آدمی سے معاف کراتا پھرے گا؟ جو لوگ بغیر میٹر کے بجلی کا استعمال کرتے ہیں وہ پوری قوم کے چور ہیں۔ مسجد کے جس گیزر کا آپ نے ذکر کیا ہے اگر محکمے نے مسجد کے لئے مفت بجلی دے رکھی ہے، تو ٹھیک، ورنہ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی چور ہے اور اس کے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے۔ یہی حکم ان تمام افراد اور اداروں کا ہے جو چوری کی بجلی استعمال کرتے ہیں۔

س…… اگر کسی نے ایسی چوری کی ہو اور وہ توبہ کرنا چاہے تو اس کا کیا تدارک ہوسکتا ہے؟

ج…… اس کا تدارک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور جتنی بجلی اس نے ناجائز استعمال کی ہے، اس کا اندازہ کر کے اس کی قیمت محکمے کو ادا کردے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے بغیر ٹکٹ کے ریل میں سفر کیا، اتنے سفر کا کرایہ اس کے ذمے واجب الادا ہے، اس کو چاہئے کہ اتنی رقم کا ٹکٹ لے کر اسے ضائع کردے۔

## فریقین کی صلح کے وقت ذبح کئے گئے دُنبے کا شرعی حکم

س…… زید نے عمرو کو قتل کیا، ابھی زید مقتول کے وارثوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے ۲۰ یا ۳۰ آدمی اور ایک یا دو دُنبے ذبح کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے جاتا ہے، صلح کرنے کے بعد یہی دُنبے ذبح کرتے ہیں۔ اس کا کھانا دونوں فریقوں کے لئے یا اور لوگوں کے لئے جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج……ناجائز ہونے کا شبہ کیوں ہوا…؟

## مرد و عورت کو ایک دُوسرے کا جھوٹا کھانا پینا

س……مسئلہ یہ ہے کہ بہت عرصے سے یہ بات سنی جارہی ہے کہ صرف بہن بھائی ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ پی سکتے ہیں، میاں بیوی اور کوئی غیر مرد و عورت ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ نہیں پی سکتے، کیا یہ بات سچ اور حدیث ہے یا ایسی ہی کہاوت ہے؟

ج……میاں بیوی کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے، اور محرَم مردوں اور عورتوں کا بھی کھانا پینا جائز ہے۔ اجنبی مردوں، عورتوں کا جھوٹا کھانا پینا فتنے کے اندیشے کی بنا پر مکروہ ہے۔

## بچے کا جھوٹا کھانا پینا

س……ایک دُودھ پیتے بچے کا باپ اپنے بچے کا جھوٹا کھا پی سکتا ہے یا نہیں؟

ج……شرعاً اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

## دھوبی کے گھر کا کھانا

س……میرے چند دوست دھوبی ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ ان کے گھر کا کھانا جائز نہیں ہے، مہربانی کرکے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں، مہربانی ہوگی۔

ج……کیوں جائز نہیں…؟

## قرعہ ڈال کر کھانا اور شرط کا کھانا پینا

س……ہم اکثر دوست قرعہ ڈالتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلتا ہے وہ کچھ نہ کچھ کھلاتا یا پلاتا ہے، کیا ایسا کھانا جائز ہے؟

ج……یہ جائز نہیں، جوا ہے۔

س……دو حضرات کے درمیان یہ طے ہوا کہ ہارنے والا ۱۰۰ ریال ادا کرے گا، معاملہ قرآن مجید کے ترجمے کا تھا، ایک نے کہا کہ قرآن کے ترجموں میں فرق نہیں، دُوسرے نے کہا کہ فرق ہے۔ ہارنے والے نے ۱۰۰ ریال ادا کردیئے، جس سے سب دوستوں نے بروسٹ کھائے۔ اس طرح کا معاہدہ کرنا اور ایسا کھانا کیسا ہے؟ شرط وہ حرام ہوتی ہے کہ ہارنے والا

رقم دے کر چلا جائے، یہاں پر ہارنے والے نے بھی ہمارے ساتھ بروسٹ کھائے۔

ج……اگر دوطرفہ شرط تھی تو حرام ہے، اور ایک طرف سے انعام کا وعدہ تھا، دُوسری طرف سے نہیں، تو یہ جائز ہے۔

## غیرشرعی اُمور والی مجلس میں شرکت کرنا حرام ہے

س…… میرے دوست کا کہنا ہے کہ شادی یا ولیمے وغیرہ کی دعوت ہو تو اس کو قبول کرنا مسلمان پر ضروری ہے، اگرچہ اس میں فوٹو یا مووی یا کھڑے ہوکر کھانے کا اہتمام ہو، یا اس کی آمدنی غیرشرعی یعنی سود وغیرہ کی ہو۔ وہ کہتا ہے کہ آدمی خود کو بچائے ایک طرف ہوکر، لیکن جائے ضرور۔ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ دعوت ولیمہ وغیرہ کی قبول کرنا سنت ہے، اور ایک حدیث کا مفہوم ہے: ''جبرئیلؑ نے مجھ کو پڑوسی کے بارے میں بے حد وصیت کی ہے، میرا گمان تھا کہ شاید پڑوسی کو وراثت دی جائے۔'' اس وجہ سے بھی پڑوسی کی دعوت قبول کرے کہ نہ جانے پر مسلمان کا دِل دُکھے گا جو کہ بہت بڑا گناہ ہے، اور خاندان یا آپس میں تفریق ہوگی، حالانکہ اُمت میں جوڑ کا حکم ہے۔ ان وجوہات سے وہ جانا ضروری سمجھتا ہے، اور میری ناقص رائے کے مطابق یہ ہے کہ ایسی دعوتوں میں شریک ہونا خالص حرام ہے، خاص طور پر غیرشرعی آمدنی والے کے یہاں۔ ہاں! اگر دعوت دینے والا یہ عہد کرے کہ میں سنت کے مطابق کھلاؤں گا اور فوٹو وغیرہ سے بچاؤں گا تو کوئی گنجائش ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں دِین دار اور متقی پرہیزگار کا جانا ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔ میری ناقص سمجھ کا کہنا ہے کہ اگر کسی مکان کے کسی حصے میں آگ لگ جائے تو کوئی عقل مند شخص اس مکان کے دُوسرے حصے میں جہاں آگ نہیں لگی، بیٹھنا ہرگز پسند نہیں کرے گا، اسی طرح ایسی دعوتوں میں اللہ کا عذاب نازل ہورہا ہے اور یہ دُوسری طرف کھا رہے ہیں۔ براہِ مہربانی آپ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کریں کہ کون قرآن وحدیث کے زیادہ قریب اور دُرست ہے۔ کیونکہ ہم دونوں آپ کی رائے کو ہر طرح قبول کریں گے، ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ کسی کے ساتھ ایسی نیکی کرنا جس میں اپنا دُنیاوی یا اُخروی نقصان ہو، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… جس دعوت میں غیرشرعی اُمور کا ارتکاب ہوتا ہے اور آدمی کو پہلے سے اس کا علم ہو، اس میں جانا حرام ہے۔ اگر پہلے سے علم نہ ہو، اچانک پتا چلے تو اُٹھ کر چلا جائے یا صبر کر کے بیٹھ رہے۔ ولیمے کی دعوت قبول کرنا سنت ہے، لیکن جب سنت کو خرافات و محرّمات کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کو قبول کرنا سنت نہیں بلکہ حرام ہے۔

## غیرمسلموں کے ساتھ کھانا پینا

س…… میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں ایک بہت بڑے پروجیکٹ میں کام کرتا ہوں، جہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہی کام کرتی ہے، مگر اس پروجیکٹ میں ورکروں کی دُوسری بڑی تعداد مختلف قسم کے عیسائیوں کی ہے۔ وہ تقریباً ہر ہوٹل سے بلا روک ٹوک کھاتے ہیں اور ہر قسم کا برتن وغیرہ استعمال میں لاتے ہیں۔ برائے مہربانی شرعی مسئلہ بتایئے کہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں کہیں ہمارا ایمان تو کمزور نہیں ہوتا؟

ج…… اسلام چھوت چھات کا تو قائل نہیں، غیرمسلموں سے دوستی رکھنا، ان کی سی شکل وضع اختیار کرنا اور ان کے سے اطوار و عادات اپنانا حرام ہے، لیکن اگر ان کے ہاتھ نجس نہ ہوں تو ان کے ساتھ کھالینا بھی جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کافروں نے بھی کھانا کھایا ہے، ہاں! طبعی گھن ہونا اور بات ہے، اور چونکہ غیرمسلموں کے ساتھ ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونے میں ان کے ساتھ ایک طرح کی دوستی ہوجاتی ہے، اور ان کے کفر سے نفرت ختم ہوجاتی ہے، اس لئے حضراتِ فقہاء، کافروں کے ساتھ مل کر کھانے پینے کو منع کرتے ہیں، ہاں! ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے۔

## خنزیر کی چربی استعمال کرنے والے ہوٹل میں کھانا کھانا

س…… میں جب سے دُبئی میں آیا ہوں، ایک بات پریشان کر رہی ہے کہ جب بھی ہوٹل میں کھانا کھانے جاتے ہیں تو کھانا "Two Cow" برانڈ گھی میں پکا ہوا ملتا ہے، اور ہم نے سنا ہے کہ اس میں سوٴر کی چربی استعمال کی جاتی ہے، اس کے اُوپر ایک نوٹ لکھیں اور بتلائیں کہ یہ استعمال کرنا حرام ہے کہ نہیں؟ کیونکہ یہاں تمام ہوٹلوں میں یہی گھی استعمال ہوتا ہے

اور ہمارے مسلمان بھائی اس کو کھاتے ہیں۔

ج…… تحقیق کر لیجئے، اگر واقعی خنزیر کی چربی استعمال ہوتی ہے تو ایسے ہوٹلوں میں کھانا کھانا جائز نہیں۔

## ہندو کے ہوٹل سے کھانا کھانا

س…… کسی ہندو کے ہوٹل میں ہندو کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی سبزی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں اگر گھی کے بغیر کھانا کھانا ہو تو صرف ہندو کے ہوٹل میں مل سکتا ہے۔

ج…… اگر ہندو کے برتن پاک ہوں اور یقین ہو کہ وہ کوئی غلط چیز استعمال نہیں کرتا تو اس کے ہوٹل، گھر یا دُکان میں کھانا جائز ہے۔

## شوہر کے مال سے بلا اِجازت اپنے رشتہ داروں کو کھلانا

س…… شوہر کے مال میں سے اشیائے خوردنی ان کی اجازت کے بغیر خود یا بچوں کو یا اپنے رشتہ داروں کو کھلانا جائز ہے؟

ج…… ایسی اشیاء جن کے کھانے پینے یا کھلانے پلانے پر عرفِ عام میں اعتراض نہیں کیا جاتا، اس کی اجازت ہے۔ البتہ اگر عورت کو اندازہ ہو کہ شوہر کو یہ بات ناگوار ہوگی تو صریح اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ شوہر کی اجازت ضروری ہے، خواہ عرفاً یا صراحتاً۔

## قرآن خوانی کی ایسی محفلوں میں شریک ہونا جن میں فرائض کو توڑا جاتا ہو

س…… کیا بے نماز عورتوں کی دعوت پر ان کی ایسی قرآن خوانی میں شمولیت مناسب ہوگی جہاں ظہر کے بعد سے لے کر عشاء کے بھی بعد تک عورتیں اپنے پورے فیشن کے ساتھ اکٹھی ہوئی ہوں، کھانے پینے کا بھی خوب اہتمام ہو، مزید یہ کہ پردے کا نام و نشان نہ ہو؟

ج…… ایسی محفلیں جن میں دِین کے فرائض اور اَحکام کا لحاظ نہ کیا جاتا ہو، ان میں شرکت جائز نہیں۔

## کیا کم خوری عیب ہے؟

س…… محترم المقام جناب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہم، سلامِ مسنون۔ گزارش

یہ ہے کہ میں گورنمنٹ ہائی اسکول گگومنڈی، ضلع وہاڑی میں بطور ٹیچر تعینات ہوں، اور علمائے دیوبند کا خادم ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ تعلیمی اداروں میں بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس سلسلے میں آپ سے کچھ وضاحت چاہتا ہوں۔ ماہنامہ ''بینات'' کے کسی شمارے میں حضرت بنوریؒ نے اپنے والد بزرگوارؒ کے متعلق مضمون لکھا تھا، اس میں دو باتیں قابلِ اعتراض ہیں، جن پر کیپٹن عثمانی والے اعتراض کرتے ہیں، اور ہمارے اسکول میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں اور وہ ہم پر اعتراض کرتے رہتے ہیں، اس لئے آپ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ ان کے نزدیک حضرت بنوریؒ کی یہ دو باتیں قابلِ اعتراض ہیں:

۱-''میرے والد صاحب (حضرت بنوریؒ کے والد) نے ساڑھے تین ماشے خوراک پر سالہا سال زندگی بسر کی۔''

۲-''اور ان کا نکاح حضرت علی نے پڑھایا تھا۔''

۱-وضاحت طلب اَمر یہ ہے کہ کوئی مثال ایسی اسلام میں ہے کہ خواب میں کسی صحابی یا تابعی کا نکاح پڑھایا گیا ہو؟

۲-کوئی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر دُنیا میں آسکتا ہے؟ اگر ممکن ہے تو اس کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ معترض لوگ حضرت نانوتویؒ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ دیوبند میں آئے تھے، تمہاری کتاب میں لکھا ہے۔

کیا کسی صاحب نے بریلوی حضرات کی طرف سے لکھی گئی کتاب ''زلزلہ'' کا جواب تحریر کیا ہے؟ نیز کیپٹن عثمانی کی کتاب ''توحیدِ خالص'' کا جواب لکھا گیا ہے؟ مہربانی فرماکر وضاحت فرمادیں، میں نے اشارے کے طور پر اعتراض لکھے ہیں، باقی سب خیریت ہے۔

قاری عبدالباسط، ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول گگومنڈی
بورے والا، ضلع وہاڑی

ج…… مکرم و محترم جناب قاری عبدالباسط صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بنوریؒ کے اس مضمون پر، جو انہوں نے اپنے

والد ماجد نوّر اللہ مرقدہٗ کی وفات پر تحریر فرمایا تھا، ڈاکٹر کیپٹن عثمانی کو دو اعتراض ہیں، اوّل حضرتؒ کی اس عبارت پر جس میں والد مرحوم کی خوراک کی کمی کو بیان کیا گیا ہے کہ عنفوانِ شباب میں وہ صرف تین ماشہ خوراک پر اکتفا کیا کرتے تھے۔

میں یہ بالکل نہیں سمجھ سکا کہ ڈاکٹر عثمانی کو اس میں قابلِ اعتراض کیا بات نظر آئی؟ یا آپ کو اس میں کیا اِشکال پیش آیا؟ میرے محترم! زیادہ کھانا تو بلاشبہ لائقِ مذمت ہے، شرعاً بھی اور عقلاً بھی۔ لیکن کم کھانا تو عقل و شرع کے کسی قانون سے بھی لائقِ اعتراض نہیں، بلکہ خوراک جتنی کم ہو اسی قدر لائقِ مدح ہے، بشرطیکہ کم کھانے میں ہلاکت کا یا صحت کی خرابی کا خطرہ نہ ہو۔ کیونکہ اہلِ عقل کے نزدیک کھانا بذاتِ خود مقصد نہیں، بلکہ اس کی ضرورت محض بقائے حیات اور بقائے صحت کے لئے ہے، شیخ سعدیؒ کے بقول:

خوردن برائے زیستن و عبادت کردن است
تو معتقد کہ زیستن برائے خوردن است

اور اگر اِشکال کا منشا یہ ہے کہ ساڑھے تین ماشہ خوراک کے ساتھ آدمی کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ تو یہ اِشکال کسی دہریے کے منہ کو زیب دے تو دے، مگر ایک مؤمن جو حق تعالیٰ شانہ کی قدرت پر یقین رکھتا ہو اس کی طرف سے اس اِشکال کا پیش کیا جانا یقیناً موجبِ حیرت ہے، سب جانتے ہیں کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ محض تسبیح و تقدیس سے زندہ رکھتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار برس سے بغیر مادّی خوراک کے آسمان پر زندہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف (ص:۴۷۷) میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی روایت سے حدیثِ دجال مروی ہے، جس میں دجال کے زمانے کے قحط کا ذکر فرمایا گیا ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آٹا گوندھ کر رکھتے ہیں، ابھی روٹی پکانے کی نوبت نہیں آتی کہ ہم بھوک محسوس کرنے لگتے ہیں، ان دنوں اہلِ ایمان کیا کریں گے؟ فرمایا:

"یجزئھم ما یجزی أھل السماء من التسبیح والتقدیس."

ترجمہ:....."ان کو وہی تسبیح و تقدیس کفایت کرے گی جو

آسمان والوں کو کفایت کرتی ہے۔''

اکابر اولیاء اللہ کے حالات میں تقلیلِ طعام کے واقعات اس کثرت سے منقول ہیں کہ حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں، اِمام بخاریؒ کے بارے میں علامہ کرمانیؒ لکھتے ہیں:

''كان في سعة من الدنيا وقد ورث من أبيه مالًا كثيرًا، وكان يتصدق به وربما يأتي عليه نهار ولا يأكل فيه، وانما يأكل احيانا لوزتين أو ثلاثًا.'' (مقدمہ لامع ص:۹)

ترجمہ:...... ''اِمام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی کشائش دے رکھی تھی، بہت سا مال انہیں والد ماجد کے ترکہ میں ملا تھا، جس سے وہ صدقہ کرتے رہتے تھے، مگر اپنی خوراک اتنی کم تھی کہ بسا اوقات دن بھر کھانا نہیں کھاتے تھے، بس کبھی کبھار دو تین بادام تناول فرمالیتے تھے۔''

افسوس ہے! کہ آج کی مادّی عقلیں اپنی سطح سے بلند ہوکر سوچنے سے معذور ہیں، اس لئے ہم لوگ ایسے حالات کو سمجھنے سے بھی قاصر ہوگئے ہیں، اور ڈاکٹر مسعود عثمانی تو بادشاہ آدمی ہیں، وہ تو اِمام احمد بن حنبلؒ جیسے اکابر پر بھی بلاتکلف مشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرمادیتے ہیں، حضرتِ اقدس بنوریؒ یا ان کے والد ماجدؒ کی اِمام احمد بن حنبلؒ کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے...؟

آپ نے دُوسرا اعتراض یہ نقل کیا ہے کہ نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا، مناسب ہوگا کہ پہلے اس سلسلے میں حضرت بنوریؒ کی عبارت نقل کردی جائے، آپؒ لکھتے ہیں:

''آپ کے والد مرحوم حضرت سیّد مزمل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تو وصال ہوگیا تھا، والدۂ مکرّمہ حیات تھیں، جن کا اصرار تھا کہ ازدواجی زندگی اختیار کریں، لیکن عزمِ عبادت و طاعت کے منافی سمجھ کر انکار کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک خواب میں یہ حقیقت

۔واضح کردی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فلاں بی بی سے فلاں خاندان میں عقدِ نکاح باندھ رہے ہیں، اس رُؤیائے صالحہ کے بعد انکار ختم ہوگیا اور ازدواجی زندگی میں قدم رکھ ہی لیا اور اس رُؤیائے صادقہ کی تعبیر اس طرح صادق آگئی۔‘‘

آپ کے نقل کردہ اعتراض میں اور حضرت بنوریؒ کی تحریر میں زمین و آسمان کا فرق ہے، حضرت بنوریؒ رُؤیائے صالحہ کا ذکر فرما رہے ہیں جس کی تعبیر ظاہر ہوئی، اور آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ: ’’نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔‘‘ رُؤیائے صالحہ کا مبشرات میں سے ہونا تو خود احادیث شریفہ میں وارِد ہے۔ اور صحیح بخاری (۱۰۳۸) ’’باب کشف المرأۃ فی المنام‘‘ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’تو مجھے خواب میں دو مرتبہ دِکھائی گئی، ایک شخص (فرشتہ) تجھے ریشم کے ٹکڑے میں اُٹھائے ہوئے تھا اور وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے، میں نے کھول کر دیکھا تو تو ہی تھی، میں نے کہا کہ: اگر یہ منجانب اللہ مقدر ہے تو ہوکر رہے گا۔‘‘

انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب تو وحیِ قطعی کی حیثیت رکھتا ہے، جبکہ اہلِ ایمان کے خواب کی حیثیت محض مبشرات کی ہے، بہرحال کسی شخص کا خواب میں یہ دیکھنا کہ فلاں خاتون کے ساتھ اس کا عقد ہو رہا ہے، مبشرات کے قبیل سے ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ اس قصے میں آپ کو یا دُوسرے حضرات کو کیوں اِشکال پیش آیا۔

۲:...... مرنے کے بعد دوبارہ دُنیا میں آنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، اور دونوں ممکن ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ مردے کو دوبارہ زندہ کردیا جائے اور وہ عام معمول کے مطابق زندہ ہوجائے، قرآنِ کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں متعدّد جگہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ بِاذنِ اِلٰہی مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے۔ سورۂ بقرہ آیت: ۲۵۹ میں اس شخص کا واقعہ مذکور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک سو سال تک مردہ رکھ کر پھر زندہ کردیا تھا: ’’فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ‘‘۔ سورۂ بقرہ ہی کی آیت: ۲۴۳ میں ان ہزاروں اَشخاص کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو موت کے خوف سے گھروں

سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور جن کو موت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر زندہ کردیا تھا۔ سورۂ بقرہ کی آیت: ۵۵ اور ۵۶ میں موسیٰ علیہ السلام کے ان رُفقاء کے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا ذکر ہے جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے غلط مطالبہ کیا تھا:

"وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ، ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ." (البقرة:۵۵،۵۶)

اور سورۂ اَعراف کی آیت: ۱۵۵ میں اسی کی مزید تفصیل ذکر کی گئی ہے۔ الغرض اسی قسم کے بہت سے واقعات قرآنِ کریم ہی میں مذکور ہیں۔

اور کسی فوت شدہ شخص کے دُنیا میں دوبارہ نظر آنے کی دُوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ معروف زندگی کے ساتھ تو اس کا جسم دُنیا میں زندہ نہ کیا جائے مگر خواب یا بیداری میں اس کی شبیہ کسی شخص کو نظر آئے، اس کو دوبارہ زندگی کہنا صحیح نہیں، بلکہ یہ ایک طرح کا رُوحانی کشف ہے، کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے کسی بندے کی اعانت کے لئے کسی لطیفۂ غیبی کو فوت شدہ بزرگ کی شکل میں بھیج دیتے ہیں کہ (کیونکہ وہ شکل اس کے لئے مانوس ہوتی ہے)، جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے انسانی شکل میں متمثل ہوئے تھے، اس صورت میں فوت شدہ بزرگ کو اس واقعے کی خبر نہیں ہوتی، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باذنِ اِلٰہی اس بزرگ کی رُوح اس شخص کے سامنے متمثل ہوجاتی ہے، جیسا کہ شبِ معراج میں انبیائے کرام علیہم السلام کی اَرواحِ طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے متمثل ہوئی تھیں، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ موجود تھے، اور چونکہ یہ سب کچھ باذنِ الٰہی ہوتا ہے، جس میں اس فوت شدہ بزرگ کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا، اس لئے ایسے واقعات کو کشف و کرامت کے قبیل سے سمجھا جاتا ہے، اور ان واقعات کا انکار وہی شخص کرسکتا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا اور اولیائے کرام کی کرامات کا منکر ہو، جبکہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ:

کرامات الأولیاء حق. (اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں)


فہرست

جیسا کہ فقہِ اکبر اور دیگر کتبِ عقائد میں مذکور ہے، حضرت نانوتویؒ قدس اللہ سرہٗ کا وہ واقعہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا، وہ اسی قبیل سے ہے، جس میں شرعاً وعقلاً کوئی اِشکال نہیں۔

بریلوی کتاب ''زلزلہ'' کا محققانہ جواب مولانا محمد عارف سنبھلی نے ''بریلوی فتنے کا نیا رُوپ'' کے نام سے لکھا ہے، پاکستان میں یہ کتاب ''ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور'' سے شائع ہوئی ہے، اور ڈاکٹر عثمانی کی کتاب ''توحیدِ خالص'' کا جواب مولانا ابوجابر عبداللہ دامانوی نے ''الدّین الخالص'' کے نام سے لکھا ہے، یہ کتاب ''حزب المسلمین، فاروقِ اعظم روڈ، کیماڑی کراچی'' سے شائع ہوئی ہے۔

اُمید ہے مزاجِ گرامی بعافیت ہوں گے، والسلام!

## آبِ زمزم پینے کا سنت طریقہ

س……آبِ زمزم نوش کرنے کا مسنون طریقہ تحریر فرمائیں۔

ج……آبِ زمزم پینا سے پہلے دُعا کرنا اور قبلہ رُخ کھڑے ہوکر آبِ زمزم پینا مستحب ہے۔

# والدین اور اولاد کے تعلقات

## ماں باپ کے نافرمان کی عبادت کی شرعی حیثیت

س…… ماں باپ کے نافرمان کا فرض اور نفل ایک بھی قبول نہیں ہوتا (ابنِ عاصم) تو کیا ایسے شخص کا نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا، یا نیکی کا کوئی اور کام کرنا یا نہ کرنا برابر ہے؟

ج…… حدیث کا مطلب آپ نے اُلٹ کردیا، حدیث سے مقصود یہ ہے کہ اس شخص کو ماں باپ کی نافرمانی چھوڑ دینی چاہئے تاکہ اس کی عبادت قبول ہو، یہ نہیں کہ والدین کی نافرمانی پر بدستور قائم رہتے ہوئے عبادت ہی چھوڑ دینی چاہئے…!

س…… فرض کریں، اے اور بی دو مشرک ہیں، مشرک اے خونخوار اور ظالم ہے، لوگوں کے ساتھ بداخلاقی، گالی گلوچ، جھگڑے فساد اس کا معمول ہے، لوگوں کے مال پر یا تنخواہ پر ناجائز قبضہ کرتا ہو۔ جبکہ مشرک بی اچھے اخلاق و عادات کا مالک ہے، اپنے کام سے کام رکھتا ہے، کسی کو تکلیف نہیں دیتا، گالی گلوچ، جھگڑے فساد نہیں کرتا، کسی کے مال پر ناجائز قبضہ نہیں کرتا، تو کیا روزِ محشر میں ان کے لئے سزا ایک جیسی ہوگی یا کچھ فرق ہوگا؟

ج…… جیل میں مجرموں کے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے ان سے مختلف سلوک کیا جاتا ہے، اسی طرح دوزخیوں سے بھی ان کے جرائم کی نوعیت کے مطابق سلوک کیا جائے گا، دوزخیوں کی سزا کا کم و بیش ہونا نصوص سے ثابت ہے۔

## والدین کی اطاعت اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی

س…… رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور دُوسری جگہ ارشاد ہے کہ تیری جنت یا دوزخ والدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان احادیث کی کمی بیشی معاف فرمائے تو آج کل کیا ہر زمانے میں والدین تو اس چیز میں یا کام

میں راضی ہوتے ہیں جن پر وہ خود عمل کر رہے ہوتے ہیں، یعنی آباء واجداد کے طریقے پر۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رشتہ داری نہ توڑو، مگر والدین کہتے ہیں کہ کسی سے بولنے کی ضرورت نہیں ہے، جس سے ہم راضی ہیں ان سے بولو، دُوسروں کو چھوڑ دو۔ والدین اپنے آبائی طریقوں پر عمل کرنے والے سے خوش ہوتے ہیں، قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے والا ان کو بہت بُرا لگتا ہے، والدین کے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہے مگر پھر بھی وہ اولاد سے حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں خدمت کرنا بھی چاہئے مگر آمدنی اتنی کم ہو کہ اپنا اور بچوں کا گزارا مشکل سے ہوتا ہو تو کیا کیا جائے؟

ج…… والدین کی خدمت واطاعت فرض ہے لیکن جائز کاموں میں، اور اگر والدین کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو ان کی اطاعت حرام ہے۔

## والدین سے متعلق اچھے جذبات

س…… میں اپنے والد کا اکلوتا بیٹا ہوں، والدین اپنی تھوڑی بہت جتنی بھی جائیداد ہے میرے نام کرنا چاہتے ہیں، یہ بات اسلامی طریقے سے بھی مناسب ہے کہ والدین کے بعد جائیداد کا وارث لڑکا ہوتا ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی جائیداد خود بناؤں، ماں باپ کے پیسے سے بہت عیش کرلی، بیچاروں نے ساری زندگی مجھ پر پیسہ خرچ کر کے مجھے ہر قسم کا آرام دیا، پڑھایا، لکھایا اب فرسٹ ایئر کا طالبِ علم ہوں، عمر ۱۷ سال کی ہے، اب چاہتا ہوں کہ جلد از جلد پڑھ لکھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاؤں اور والدین کو ایک حج کرادُوں۔ کیا یہ سب خیالات وخواہشات دُرست ہیں؟

ج…… والدین کے آپ تنہا وارث ہوں، باقی آپ کے جذبات صحیح ہیں، بشرطیکہ آپ خود بھی اَحکامِ اِلٰہیہ کی بجاآوری کرتے رہیں۔ صرف کھانے کمانے کا چکر نہ رہے۔

## والدین کی نافرمانی کا وبال

س…… آج کل کے دور میں بڑھاپے کا سہارا کس پر کرنا چاہئے، اولاد پر یا دولت پر؟ ماں باپ اپنی اولاد کو اس لئے اچھی تربیت دیتے ہیں کہ آئندہ دور میں مجھے لات مار کر نکال

دے، کیا یہ صحیح ہے؟ ماں باپ کے ساتھ اولاد اتنی بے دردی سے کیوں بولتی ہے؟ کیا آج کے دور میں یہی سکھایا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرو؟ اولاد جوانی میں ماں باپ کا احترام نہیں کرتی، اگر شادی کرلے تو بیوی کا حکم بجالاتی ہے، بیوی کے کہنے پر کوٹھی بنوادیتے ہیں، ایک طرف ماں باپ کو دُکھ دے کر بیوی کو خوش کرنا، اولاد کو زیب دیتا ہے کہ میں خوشی مناؤں اور میرے ماں باپ دردر کی ٹھوکریں کھائیں؟ کیا ایک مسلمان کی اولاد کو اسلام یہی سکھاتا ہے؟ اولاد یہ کیوں نہیں سوچتی کہ میرے ماں باپ نے اتنے مشکل مراحل سے گزر کر میری پرورِش کی ہے، آج مجھے ان کا سہارا بننا چاہئے، ان کی دُعائیں لینی چاہئیں؟ بعض اولاد ماں باپ کی جائیداد چھین کر جلد قبر کے نیچے اُتارنا چاہتی ہے، کیوں؟ اسلامی اَحکام کی وضاحت فرمائیں۔

ج...... قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی میں والدین کی خدمت کے بڑے فضائل آئے ہیں، اور والدین کی نافرمانی اور ان کو ستانے کے وبال بھی بڑی تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں، اور اہلِ علم نے حقوق الوالدین پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، سورۂ بنی اسرائیل میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

”وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا. اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا.“ (بنی اسرائیل:۲۳،۲۴)

ترجمہ:...... ”اور تیرے ربّ نے حکم کردیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی ”اُف“ (ہوں) بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا، اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے

اِنکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور یوں دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔''

ایک حدیث میں ہے:

''عن أبی أمامة رضی الله عنه أن رجلًا قال: یا رسول الله! ما حق الوالدین علٰی ولدھما؟ قال: ھما جنتک أو نارک.'' (ابنِ ماجہ ص:۲۶۰)

ترجمہ:...... ''حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! والدین کا اولاد کے ذمے کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ تیری جنت یا دوزخ ہیں (یعنی ان کی خدمت کروگے تو جنت میں جاؤگے، ان کی نافرمانی کروگے تو دوزخ خریدوگے)۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''عن ابن عباس رضی الله عنھما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أصبح مطیعًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من الجنّة وان کان واحدًا فواحدًا ومن أصبح عاصیًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من النّار ان کان واحدًا فواحدًا. قال رجل: وان ظلماہ؟ قال: وان ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ.'' (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص والدین کا فرمانبردار ہو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور

اگر ان میں سے ایک ہو تو ایک، اور جو شخص والدین کا نافرمان ہو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ان میں سے ایک ہو تو ایک۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ: خواہ والدین اس پر ظلم کرتے ہوں؟ فرمایا: خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”وعنه (عن ابن عباس) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من ولد بار ينظر الىٰ والديه نظرة رحمة الا كتب الله له بكل نظرة حَجّة مبرورة. قالوا: وان نظر كل يوم مائة مرة؟ قال: نعم! الله اكبر وأطيب.“

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: فرمانبردار اولاد اپنے والدین کی طرف نظرِ شفقت و محبت سے دیکھے تو ہر مرتبہ دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: خواہ سو مرتبہ دیکھے؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑے اور زیادہ پاکیزہ ہیں (ان کے لئے سو حج کا ثواب دینا کیا مشکل ہے)۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن أبى بكرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل الذنب يغفر الله منها ما شاء الا عقوق الوالدين فانه يعجل لصاحبه فى الحيٰوة قبل الممات.“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ چاہیں تو معاف فرمادیں گے، مگر والدین کی نافرمانی کو معاف نہیں فرماتے بلکہ اس کی سزا مرنے سے پہلے دُنیا میں ملتی ہے۔''

جو لوگ والدین کی خدمت سے کنارہ کشی کرتے ہیں، وہ بہت ہی بدبخت ہیں، لیکن اس میں کچھ قصور والدین کا بھی ہے، وہ بچوں کو مغربی تعلیم و تربیت دیتے ہیں، دِینی تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہیں، نتیجتاً اولاد بڑے ہوکر مغربی عادات و اطوار کو اپناتی ہے، اور سب جانتے ہیں کہ مغرب میں والدین کی خدمت کا کوئی تصوّر نہیں، اولاد جوان ہوکر خودسر ہوجاتی ہے اور والدین سے ان کو کوئی ربط نہیں رہتا۔

## جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی

س...... ایک تنظیم اپنے نئے ممبروں سے حلف لیتی ہے کہ وہ ممبر تنظیم اور اس کے لیڈر کا ہر حال میں وفادار رہے گا، چاہے اسے اپنے ماں باپ اور بزرگوں کی نافرمانی ہی کرنی پڑے۔ کیا ماں باپ اور بزرگوں کی نافرمانی کا یہ حلف جائز ہے؟ اس کی وضاحت دِینی حیثیت سے فرمائیں۔

ج...... جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی حرام ہے، اور حرام چیز کا عہد کرنا بھی حرام ہے۔

## زانی، شرابی باپ کی بخشش کے لئے کیا کیا جائے؟

س...... زید ایک کٹر مذہبی انسان تھا، پنج وقتہ نمازی، حج، روزہ، زکوٰۃ ہر طرح سے مذہبی انسان، لیکن انہیں غیرعورتوں سے مراسم رکھنے کی عادت تھی، بس یوں سمجھ لیں کہ لفظ ''عورت'' ان کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ مولانا صاحب! جب سے زید کی موت ہوئی ہے، ہم دونوں بھائی بے حد پریشان ہیں، کیونکہ ان کی موت شراب پیتے ہوئے ایک غیرعورت کے ساتھ زنا کرتے ہوئے اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ کیا والد صاحب کی بخشش ہوجائے گی؟ حالانکہ ہم نے ہر طرح سے ختمِ قرآن، بھوکوں کو کھانا کھلانا، سب کچھ ان کے پیچھے کیا۔ مولانا صاحب! ہم اولاد ہونے کے ناطے ان کے لئے اور کیا ایسا مذہبی کام کریں کہ ان کی بخشش ہوجائے؟

ج......ہم سب کو اس قسم کے واقعات سے عبرت پکڑنی چاہئے اور حق تعالیٰ شانہ سے حسنِ خاتمہ کی دُعا کرتے رہنا چاہئے (یا اللہ! حسنِ خاتمہ نصیب فرما، اور بُری موت سے پناہ عطا فرما)۔ حدیث میں آتا ہے کہ آدمی جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ جہاں تک بخشش کا سوال ہے، سو بخشش کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ بغیر سزا کے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں، اس کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کس پر نظرِ عنایت ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید بھی رکھنی چاہئے اور اس کی دُعا بھی کرنی چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ، ہمیں بغیر عذاب وعتاب اور بغیر حساب وکتاب کے بخشش نصیب فرمائیں۔

بخشش کے دُوسرے معنی یہ ہیں کہ اپنی بدعملیوں کا خمیازہ بھگتنے کے بعد پٹ کر کسی وقت عذاب سے رہائی مل جائے، یہ بخشش ہر مسلمان کے لئے ہے، جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو، خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، کسی نہ کسی وقت اس کی بخشش ضرور ہوجائے گی۔ البتہ جو شخص دُنیا سے ایمان کے بغیر رُخصت ہوا... نعوذ باللہ... اس کی کسی حال میں بھی بخشش نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ آپ اپنے والد کے لئے دُعا واِستغفار کریں، اور جہاں تک ممکن ہو اس کے لئے اِیصالِ ثواب کا اہتمام کرتے رہیں، سب سے بہتر صدقۂ جاریہ ہے۔

## ماں باپ کو راضی کرنے کے لئے اسلامی اقدار چھوڑنا

س...... میں اب سے ایک سال پہلے بہت آزاد خیال لڑکی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور میں نے اسلامی اقدار کو اپنا نصب العین بنالیا، جو لوگ پہلے مجھے بہت پسند کرتے تھے، اب انہوں نے مجھ پر فقرے کسنے شروع کردیئے ہیں، میں نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے اور میری عمر سولہ سال ہے، والدین بھی یہی کہتے ہیں کہ زیادہ دقیانوسی بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ریڈیو اور ٹی وی جیسی لغویات کو بالکل چھوڑ دیا اور پابندی سے پردہ کرنا شروع کیا، جبکہ میرے گھر میں پردہ بہت کم کیا جاتا ہے، گھر پر بھی میں نے چادر اوڑھنی شروع کی تو اس کا بھی گھر والوں نے مذاق اُڑایا، بہت سے لوگوں نے تو مجھ سے دوستی بھی ختم کردی ہے، لیکن میں نے کسی کی پروا نہیں کی۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ

حال ہی میں میری منگنی ہوگئی ہے، ان لوگوں کے ہاں بھی زیادہ پردہ نہیں ہے، اب میرے والدین اور بڑے کہتے ہیں کہ تم اپنی بھنویں بنوالو، چادر چھوڑ دو اور برقع بھی اُتار دو اور زمانے کے ساتھ چلو۔ لیکن میں یہ کسی طرح بھی نہیں کرسکتی، مجھے بہت مجبور کیا جارہا ہے اور میں سخت پریشان ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے برقع نے اور نماز نے مجھے متعدّد بار بُرائیوں سے بچایا اور آج حالات اسی کے درپے ہوگئے ہیں۔ میں نے یہ سوچ کر اچھی باتیں اپنائی تھیں کہ لوگ مجھے اچھا کہیں گے، لیکن اب اندازہ ہوا کہ ہمارا معاشرہ اب اس قابل نہیں رہا کہ اس میں اعلیٰ اقدار کو اپنایا جائے، یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ میری ایک دو سہیلیوں نے مجھے دیکھتے ہوئے یہ رَوِش اختیار کرلی ہے، لیکن باقی لوگ مجھے ناپسند ہی کرتے ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں اپنے والدین اور بڑوں کی بات مان لوں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہی کچھ اختیار کرلوں یا ان کی بات سے انکار کردوں؟ جبکہ انکار ماں باپ کی نافرمانی میں شامل ہوتا ہے۔ میں شادی سے بھی انکار نہیں کرسکتی اور اپنے ماں باپ اور بڑوں کو بھی ناراض نہیں کرسکتی۔ اب آپ میرے سوال کا جواب جلد عطا کردیں تاکہ میں ذہنی خلجان سے بچ جاؤں اور مجھ جیسی لڑکیوں کا بھی بھلا ہو جو اس اُلجھن سے دوچار ہیں۔

ج...... آپ کے خط میں چند باتیں قابلِ توجہ ہیں:

اوّل:...... اگر آپ نے اسلامی اقدار کو اس لئے اپنایا ہے کہ لوگ آپ کو اچھا کہیں تو آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے، اور اگر اس لئے اپنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے تو آپ کو مخلوق کی رضامندی و ناراضی اور خوشی یا ناخوشی پر نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ آپ کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہونا چاہئے، خواہ مخلوق آپ کو کچھ ہی کہے۔

ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر لوگوں نے دیوانہ اور مجنون تک کہا، ہماری آپ کی عزّت ان سے بڑھ کر نہیں۔

دوم:...... حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دِین پر چلنا آگ کے انگاروں کو مٹھی میں لینے سے زیادہ مشکل ہوگا۔ یہ وہی زمانہ ہے، جو شخص دوزخ کے انگاروں

سے بچنا چاہتا ہو، اسے دُنیا کے ان انگاروں پر لوٹنا ہوگا، اور جو شخص دُنیا کے ان انگاروں سے گھبراتا ہے، اسے دوزخ کے انگاروں کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

سوم:...... والدین اور بڑوں کی فرمانبرداری ضروری ہے، مگر یہ اسی وقت تک جائز ہے جب تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، ورنہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرکے کسی کی اطاعت کرنا جائز نہیں، نہ والدین کی، نہ شوہر، نہ کسی حاکم کی۔ اس لئے میں آپ کو اسلامی اقدار ترک کرنے کا مشورہ نہیں دُوں گا۔

## بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج

س...... میرا بچہ جس کی عمر ساڑھے دس سال ہے، بہت غصّے والا ہے، غصّے میں آکر وہ انتہائی بدتمیزی کی باتیں کرتا ہے، جس کی وجہ سے بعض دفعہ دُوسروں کے سامنے شرمندگی اُٹھانا پڑتی ہے، کوئی ایسا وظیفہ بھیج دیں جس کی وجہ سے وہ بدتمیزی چھوڑ دے اور پڑھائی میں اچھا ہوجائے۔

ج...... بچوں کی بدتمیزی و نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں، خداتعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ دُرست کریں اور ۳ بار سورۂ فاتحہ پانی پر دَم کرکے بچے کو پلایا کریں۔

## کیا والدین سے پانی مانگ کر پینا ثواب ہے؟

س...... ہمارے دوست ...... صاحب کہتے ہیں کہ والدین اور بڑے بزرگوں سے پانی مانگ کر پینے میں ثواب بہت زیادہ ملتا ہے، اور چاہے والدین عمر رسیدہ ہی کیوں نہ ہوں، ان سے پانی مانگ کر پینا چاہئے۔

ج...... کیا مطلب ہے کہ والدین کی خدمت کرنے کے بجائے ان سے خدمت لینی چاہئے...؟

## بدکار والدہ سے قطع تعلق کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... اگر کسی کی والدہ یا بہن بدکار ہو، شریعت میں اولاد کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ان کا احترام و ادب ضروری ہے؟ اور ان کی خدمت کرنا فرض ہے؟ کیا اولاد اپنی والدہ سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہے جبکہ بار بار نصیحت کے باوجود اس پر کوئی اثر نہ ہو؟

ج……جو شخص گھر میں گندگی کو برداشت کرے، وہ ”دیوث“ کہلاتا ہے، اوّل تو ہر ممکن کوشش اس گندگی کو دُور کرنے کی کی جائے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو قطع تعلق کرلیا جائے۔

## کیا بالغ اولاد پر خرچ کرنا والد کے لئے ضروری ہے؟

س……ایک صاحب جن کے تین لڑکے اٹھارہ سال سے زیادہ کے ہیں، اور ایک لڑکی سولہ سال کی، دو چھوٹے لڑکے جن کی عمریں پندرہ سال اور نو سال ہیں، اور زوجہ ہیں۔ ان صاحب نے تین سال قبل کاروبار شروع کیا ہے اور کاروبار سے جو آمدنی ہوتی ہے اسے وہ کاروبار پھیلانے کے لئے لگادیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ: ”میں اس حالت میں نہیں ہوں کہ گھر کا خرچہ اُٹھاسکوں، اس لئے قرآن کی رُو سے میرے اُوپر بیوی بچے کسی کا کوئی فرض نہیں ہوتا ہے۔“ جبکہ تمام بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور بچوں کی والدہ بھی کوئی نوکری نہیں کرتیں۔ ان صاحب کا کہنا ہے کہ: ”جب تک میں کھلانے کی پوزیشن میں تھا، میں نے کیا، اب میری پوزیشن نہیں“ (جبکہ کاروبار کو پھیلا رہے ہیں)۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ: ”میرے اُوپر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کچھ بھی فرض نہیں ہے، اور اٹھارہ سال کے بعد تو ان کا فرض بالکل ختم ہوجاتا ہے، اور بچوں کو تو گھر میں بالکل نہیں رہنا چاہئے، بلکہ خود کما کر گزارا کرنا چاہئے۔“ نہ وہ اپنے نو سال کے بچے نہ لڑکی کو اور نہ بیگم کو کھلاتے ہیں، بڑے لڑکے تو بہت دُور کی بات ہیں۔ ہر وقت یہ تکرار ہے کہ میرے اُوپر کچھ فرض نہیں، جہاں تک کرسکتا تھا کردیا۔ جبکہ نو سال کے بچے سے بھی خوب کام لیتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ: ”میں نے جب تک کھلایا ہے اب اس کے بدلے کام کرو۔“ اس کے برعکس باہر اپنے ملنے والوں اور دوستوں سے بہت خوش مزاجی، ملنساری سے پیش آتے ہیں، ان کے لئے کھانے پینے، روپے پیسے میں کوئی کمی نہیں کرتے، جبکہ ان کے دوست انہیں پہچان چکے ہیں اور بے وقوف بناکر ہزاروں روپے بٹور کرلے جاتے ہیں، ان کا انہیں کوئی غم نہیں بلکہ جو پیسہ بچوں پر خرچ کیا ہے اس کا بہت افسوس ہے، کیونکہ اس کا بدلہ کچھ ملنے کی اُمید نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ: ”جو میں نے کیا وہ میری شفقت تھی۔“ اب ایک مکان میں رہنے کے باوجود باپ بچوں (بڑے لڑکوں) کا ایک ایک ہفتے تک سامنا نہیں ہوتا، بات کرنا دُور کی

بات ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ قرآن اور حدیث کی رُو سے صحیح صورتِ حال سے آگاہ کریں، براہِ کرم ان کا جواب جلد از جلد اخبار میں دیں تاکہ ہر ایک اس جواب کو پڑھ سکے۔

ج…… اس شخص کا طرزِ عمل نہایت غلط اور افسوسناک ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ: ''میرے اُوپر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کچھ بھی فرض نہیں'' محض ناواقفی کی بات ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ بیوی کا نان ونفقہ ہر حال میں شوہر پر فرض ہے، اور اگر شوہر فقیر ہو، اس کے پاس مال نہ ہو، تب بھی بیوی کا خرچ اس کے ذمے ہے، قرض لے یا بھیک مانگ کر لائے۔ اولاد کے لئے نان ونفقہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ان کے پاس مال ہو تو ان کا خرچ خود ان کے مال سے پورا کیا جائے گا، اور اگر ان کے پاس مال نہیں اور وہ نابالغ ہوں یا کوئی ہنر اور کسب نہ جانتے ہوں تو ان کا خرچ والد کے ذمے ہوگا، یہ اخراجات شرعاً والد کے ذمے ہیں، اگر والد کے پاس پیسے نہ ہوں تو اس سے کہا جائے گا کہ کما کر لائے، یا بھیک مانگ کر لائے، اور اگر وہ ان کا خرچ ادا نہیں کرے گا تو اس کو قید کیا جائے گا۔

اولاد اگر بالغ ہو اور کمانے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو تو لڑکوں کا خرچ باپ کے ذمے نہیں ہوگا، بلکہ وہ خود کمائیں اور کھائیں، لیکن لڑکیوں کی جب تک شادی نہیں ہوجاتی، ان کا خرچ باپ کے ذمے ہے، باپ ان کو کمانے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

یہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اخراجات کی قانونی حیثیت ہے، قانون سے ہٹ کر انسان پر کچھ اخلاقی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ شرفاء کے یہاں جب تک اولاد زیرِ تعلیم ہو، یا بے روزگار ہو، ان کا خرچ والدین اُٹھاتے ہیں، جو شخص اپنی چھوٹی چھوٹی معصوم اولاد کے ساتھ ایسا بھدا سلوک کرتا ہو وہ خدانخواستہ معذور ہوجائے تو اپنی اولاد سے کس حسنِ سلوک کی توقع کرسکتا ہے؟ ان صاحب کو چاہئے کہ بیوی بچوں کے اخراجات پر بخل نہ کریں، یہ حق لازم ہے اور سب سے بڑا صدقہ بھی۔ اور اگر یہ شخص اپنے رویے کی اصلاح نہ کرے تو عدالت سے رُجوع کیا جائے۔

## بلاوجہ لڑکی کو گھر بٹھانے والے باپ کی بات ماننا

س…… ایک شادی شدہ بیٹی پر باپ کے کیا حقوق ہیں؟ بیٹی کی گھریلو زندگی میں باپ کی

بلاوجہ مداخلت کے پیشِ نظر کیا بیٹی کو باپ کی حکم عدولی کی اجازت ہے؟ مثلاً باپ بیٹی کو زبردستی اپنے گھر ٹھہرانا چاہتا ہے جس کے لئے وہ عدالت سے بھی رُجوع کرنے سے گریز نہیں کرتا تاکہ دُوسرے دامادوں کی طرح یہ شریف النفس و مال دار داماد بھی اس کے زیرِ اثر آجائے۔ لیکن بیٹی ہر دَم اپنے باپ کے ہاں رہنے سے انکار کرتی ہے، جس کے لئے اس کو ہر وقت اور ہر جگہ شرمندگی اُٹھانا پڑتی ہے، کیا ایسے ضدی باپ کی ضد پورا کرنے کا اسلام میں کوئی حل ہے؟

ج...... بیٹی کو بغیر کسی صحیح وجہ کے گھر بٹھانا اور اسے شوہر کے پاس نہ بھیجنا معصیت ہے، اور گناہ کے کام میں باپ کی اطاعت جائز نہیں، اس لئے باپ کی ایسی ضد کا ساتھ دینا بھی جائز نہیں، لڑکی کو چاہئے کہ اپنے گھر چلی جائے، باپ کی بات نہ مانے۔

## خدا کے نافرمان والدین کا احترام کرنا

س...... زید نے تمام عمر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات کی نفی میں گزاری، اب عمر کے اس حصے میں ہے جس میں خدا سے توبہ اور کردہ گناہوں پر شرمساری اور ندامت کا ہونا لازمی ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ زید نے اَزخود نہیں بلکہ لوگوں کے کہنے اور زور دینے پر حج کی سعادت بھی حاصل کرلی ہے، مگر حج جیسے مقدس فریضے کی ادائیگی کے بعد بھی زید کے اعمال پر رتی بھر اَثر نہیں پڑا، بلکہ اور بھی شد و مد سے حلال سے گریز اور حرام سے قربت حاصل کرلی۔ دورانِ حج خانہ کعبہ اور روضۂ رسولؐ پر گناہوں کی معافی طلب کرکے بقیہ زندگی اسلام کے وضع کردہ قوانین کے مطابق بسر کرنے کا عہد کیا اور قسم کھائی تھی، مگر واپس آتے ہی گزشتہ اعمالِ بد اور شیطانی حرکات عود کر آئیں۔ لوگوں کے حقوق غصب کرنا، لوگوں کو طرح طرح کی اذیت دینا، جھوٹ اور بے ایمانی کو اپنا فرض سمجھ کر نہ صرف خود کرنا بلکہ اولاد کو اس کی تلقین کرنا، جو اولاد خدا خوفی سے ان باتوں سے پہلوتہی چاہے، اسے بُرا جان کر اپنے کو باپ ہونے اور باپ کا حکم ماننے پر اصرار کرنا وغیرہ وغیرہ۔ زید اپنی اس اولاد سے خوش ہے جو ان کی بتائی ہوئی راہ پر آنکھیں بند کئے گامزن ہے، حالانکہ ایک حدیثِ


فہرست

رسول ہے کہ ”باپ اپنی اولاد کو جو کچھ بھی دیتا ہے، اس میں سب سے بہتر عطیہ اچھی تعلیم و تربیت ہے“ زید نے اپنی اولاد کو اس راہ پر ڈال رکھا ہے جس کا دروازہ جہنم کے غار کی طرف کھلتا ہے، ہاں! دُنیا میں جنت بنا رکھی ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ یہ جنت کتنے روز کی ہے۔ زید کی من جملہ باتوں سے اگر کوئی اولاد رُوگردانی کرنے کی جسارت کرے تو بڑے یقین سے کہا جاتا ہے کہ: ”ہم سیّد ہیں، ہم آلِ رسول ہیں، بھلا ہمارا کسی سے کیا مقابلہ؟ یا ہم پر کون اُنگلی اُٹھائے گا؟“ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں دُنیا کو صاف صاف الفاظ میں یہ درس دیا تھا کہ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت یا برتری حاصل نہیں ہے، اگر برتری حاصل ہے تو وہ اس کے تقویٰ اور پرہیزگاری پر۔ ان حقائق کے پیشِ نظر آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا ایسے باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اولاد پر لازم ہے؟ جو اولاد کو حرام کھانے کی تلقین کرے، لوگوں کو اذیتیں دے، حقوق غصب کرے، لوگوں کے درمیان نااتفاقی اور نفاق پیدا کرے، بے ایمانی کو اپنا حق جانے اور خود کو ”سیّد“ کہہ کر جنت کا دعوے دار بنے؟ گویا ”سیّد“ ہونا ایک ایسی سند ہے کہ جو جی چاہے کرو، ”سیّد“ ہونے کا لیبل سینے پر سجا کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات پامال کرتے رہو، ایسے لوگوں کے بارے میں ہمارا دِینِ مبین اور اَحکامِ نبوی کیا کہتے ہیں؟

ج…… ماں باپ اگر کافر بھی ہوں، ان کی بے ادبی، توہین و تذلیل اور بے باکی کے ساتھ ان سے گفتگو کرنا جائز نہیں، بلکہ ان کا ادب و احترام بہرصورت لازم ہے، لیکن والدین اگر کسی غلط کام کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، اس میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ ان دونوں باتوں کو جمع کرنا بڑا صبر آزما امتحان ہے، کہ غلط کار والدین کی بے ادبی بھی نہ کی جائے اور گناہ کے کام میں ان کی اطاعت بھی نہ کی جائے۔

## کیا والد کے فعلِ بد کا وبال اولاد پر ہوگا؟

س…… میں انٹر تک تعلیم یافتہ ہوں، انٹر تک میں نے تعلیم کراچی ہی سے حاصل کی ہے۔

اس وقت میری عمر تقریباً ۲۳ سال ہوگی۔ آج سے ۷-۸ مہینے پہلے تک نماز اور دیگر عبادات کا پابند تھا، آج کل بھی نماز پڑھ لیتا ہوں، مگر زبردستی کبھی کبھار پڑھتا ہوں، دِل نہیں چاہتا، کچھ کمیونسٹ حضرات سے واسطہ ہے، ان کی باتیں سچی محسوس ہونے لگتی ہیں۔ گھر کے حالات کچھ یوں ہیں کہ میرے والد صاحب کے تعلقات کسی دُوسری عورت سے عرصۂ دراز سے تھے، ان کی راہ میں ہم رُکاوٹ تھے، وہ اس عورت کے ساتھ گھر چھوڑ کر جاچکے ہیں۔ عرصہ ۵ ماہ سے مجھے کوئی کام نہیں مل رہا، ۵ چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں، والدہ ہر وقت لڑتی رہتی ہیں، میرے گھر میں میرے سوا سب ناخواندہ ہیں، دِل کی بڑی خواہش ہے کہ مقابلے کا امتحان پاس کروں، مگر ان حالات میں تو خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یا پھر سوچتا ہوں کہ میں بھی اپنے والد صاحب کی طرح گھر چھوڑ جاؤں، کیونکہ گاؤں والے اکثر طعنے دیتے ہیں کہ: ''تمہارا باپ عورت نکال کر لے گیا ہے اور ۵۰ سال کی عمر میں اس کو شرم نہ آئی'' وغیرہ۔ دِل ان باتوں سے بڑا پریشان رہتا ہے، میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ: ''تمہاری داڑھی کا کیا فائدہ؟ تمہارا باپ تو عورت نکال کر لے گیا ہے۔'' باہر سے یہ باتیں سن کر جب گھر جاتا ہوں تو والدہ بچوں سے لڑ رہی ہوتی ہیں، ان حالات سے تنگ آگیا ہوں، قرآن پاک کی تلاوت کا میں بہت شوقین تھا، مگر اب دِل نہیں چاہتا، روزے میں نے رکھے ہیں، لیکن سوچتا ہوں کہ بالکل بیکار رکھے ہیں، کون سا اللہ نے قبول کرنے ہیں؟ اسی طریقے سے دُوسری اسلام کی عبادات کے متعلق سوچتا ہوں۔ میرے محترم! میں جب کراچی میں تھا تو آپ کا کالم روزنامہ ''جنگ'' میں پڑھتا تھا، اس کالم کی وجہ سے مجھ میں کافی ساری رُوحانیت اُبھر کر آئی تھی، مجھے بالا صورتِ حال کی روشنی میں بتائیے کہ آیا میں والد صاحب کے خلاف کوئی ایکشن لے سکتا ہوں یا پھر میں بھی گھر چھوڑ کر بھاگ جاؤں؟

ج...... جو لوگ آپ کو باپ کے فعل کا طعنہ دیتے ہیں، وہ غلط کرتے ہیں۔ آپ نہ تو لوگوں کی باتوں سے اثر لیں، نہ باپ سے انتقام لینے کی سوچیں، بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں، اور جہاں تک ممکن ہو روزگار کا بندوبست کرلیں۔ غلط ماحول آدمی کو پریشان کردیتا ہے۔ آپ کی والدہ بھی حالات کی وجہ سے چڑچڑی ہوگئی ہیں، ان کو ہر ممکن راحت

پہنچانے کی کوشش کریں، چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کریں۔ الغرض! ہمت اور حوصلے کے ساتھ گھر کے ماحول کو جنت کا ماحول بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ تو بندوں پر رحیم و کریم ہیں، آپ عبادات کا اہتمام کریں، ان سے اِن شاء اللہ آپ کو ذہنی سکون میسر آئے گا اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، اِن شاء اللہ حالات بدل جائیں گے، میں بھی آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں۔

## والد اور والدہ کا اولاد کو ایک دُوسرے سے ملنے سے منع کرنا

س…… میرے دوست الف عمر ۳۵ سال تقریباً، میرے دوست کی بہن ب عمر ۳۶ سال، الف اور ب کے ماں باپ آج سے تقریباً ۳۲ سال پہلے کسی گھریلو تنازع میں علیحدہ ہو جاتے ہیں، الف نے اپنی ماں کے ساتھ رہائش اختیار کی اور ب نے اپنے والد صاحب کے ساتھ رہنا پسند کیا، یہ بات یوں قدرتاً ہوئی۔ بعد میں ماں نے دُوسری شادی کر لی اور دُوسری اولاد بھی ہوئی، والد صاحب نے کوئی شادی نہیں کی، اب ان کی عمر تقریباً ۷۰ سال ہے، اور الف کو ماں نے پالا پوسا ہے، والد صاحب نے اس عرصے میں پوچھا تک بھی نہیں ہے۔ اب اس عمر میں جبکہ الف اور ب (بہن بھائی) غیر شادی شدہ ہیں آپس میں تین تین سال تک گفتگو یا خط و کتابت نہیں کرتے اور ناراضگی میں شدّت ہوتی جارہی ہے۔ بہن (ب) والد صاحب سے محبت کرتی ہے، اور بھائی (الف) والدہ سے بے انتہا محبت کرتا ہے، اس دوران بہن اور والد صاحب الف کو کبھی کبھی عاق کرنے کے خط بھی لکھتے ہیں۔ لیکن الف کہتا ہے کہ میں ماں سے الگ رہنے کا تصوّر بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہی ایسی بات کرسکتا ہوں کہ جس سے والدہ کو صدمہ ملے۔ یہ سارا ماحول والدین کا پیدا کردہ ہے، حقیقتاً اس میں نہ الف کا قصور ہے اور نہ ب کا قصور! میں نے الف کو بہت سمجھایا ہے کہ والد صاحب کے بھی حقوق ہیں، انہیں ادا کرنا چاہئے، وہ جواب دیتے ہیں کہ تین مرتبہ ماں کا خیال رکھنا ہے اور ایک مرتبہ باپ کا، جبکہ باپ کے پاس جاتا ہوں تو گھر سے نکال دیتے ہیں۔

ج……لڑکی اور لڑکے دونوں کی پرورش جن کے پاس ہوئی، اس سے تعلق و محبت کا زیادہ ہونا


فہرست

تو ایک طبعی بات ہے، لیکن لڑکے کا اپنے باپ سے اور لڑکی کا اپنی ماں سے قطع تعلق کرلینا یا کئے رکھنا ناجائز ہے۔ اسی طرح والد کا اپنے لڑکے کو عاق کرنے کی دھمکیاں دینا بھی گناہ ہے۔ الف اور ب دونوں اب جوانی کی عمر سے آگے بڑھ رہے ہیں، ان کے والدین نے ان کی دُنیا تو برباد کی ہی تھی، اب ان کی آخرت بھی تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ الف کو چاہئے کہ وہ والدہ کو سمجھائے کہ وہ والد سے قطع تعلق پر مجبور نہ کرے، اسی طرح ب کو چاہئے کہ وہ والد سے کہے کہ اسے والدہ سے قطع تعلق پر مجبور نہ کرے۔ ان کا میاں بیوی کا رشتہ اگر شومیٔ قسمت سے ختم ہوگیا تھا تو ماں بیٹی کا اور باپ بیٹے کا رشتہ تو اَٹوٹ ہے، یہ تو ختم نہیں ہوسکتا، نہ کیا جاسکتا ہے، اور جب رشتہ قائم ہے تو اس کے حقوق بھی لازم اور دائم ہیں۔

## بڑھاپے میں چڑچڑے پن والے والدین سے قطع تعلق کرنا

س…… اگر والدین بڑھاپے کی عمر کو آئیں اور ان کے چڑچڑاپن یا دِماغ یا حافظہ کمزور ہونے کی وجہ سے جوان بیٹے بیٹیاں ان سے قطع تعلق کریں، کیا یہ جائز ہے؟ ان کے روزِ قیامت بخشش کے امکانات ہیں؟

ج…… ایسی اولاد جو والدین کو ان کے بڑھاپے میں تنہا چھوڑ دیتی ہے، سخت گناہگار ہے۔ جو لوگ جنت میں نہیں جائیں گے ان میں والدین کے نافرمان کو بھی حدیث میں ذکر فرمایا ہے، اس جرم سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے اور والدین کو راضی کرنا چاہئے۔

## والدین میں سے کس کی خدمت کریں؟

س…… زمانۂ بچپن میں ہی میرے والد نامعلوم کس وجہ سے بدظن ہوگئے اور اس حد تک میری مخالفت گھر میں کرنے لگے کہ میرا جینا دُوبھر ہوگیا، بعض اوقات وہ مجھ پر ایسے الفاظ استعمال کرتے جو شرعاً اور عام معاشرے میں بھی استعمال نہیں کئے جاتے۔ اس عرصے میں میری والدہ مجھ پر شفقت کرتی رہیں اور والد سے مجھے نفرت دن بدن زیادہ ہوتی گئی، اور بالآخر والد کی ناانصافیوں اور روزمرّہ کے جھگڑوں سے تنگ آکر میں نے گھر وگاؤں چھوڑ دیا۔ جب شہر آیا تو کچھ عرصے بعد میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے والد سے دوبارہ رابطہ بحال کرنے کے لئے ہرممکن کوشش کی، جبکہ میرے والد میرے پاس آنا جانا شروع

ہوگئے اور میں بھی کبھی کبھار گھر جاتا رہا، نتیجہ یوں ہوا کہ میرا آنا جانا زیادہ ہوا اور والد بھی مجھ پر اعتماد کرنے لگے، اور والدہ تو پہلے سے ہی میری سرپرستی کرتی تھیں۔ اب جب میں گھر جاتا ہوں یا گھر سے باہر بھی رہوں تو ہمارے گھر میں عموماً جھگڑا والدین کے درمیان رہتا ہے اور صرف میری وجہ سے۔ میں نے بارہا کوشش کی کہ والدہ کو سمجھاؤں لیکن وہ بضد ہیں کہ تم والد کے کردار سے واقف نہیں، تمہیں یاد بھی نہیں کہ یہ تمہارے ساتھ کیسا رویہ رکھا کرتے تھے۔ جبکہ میں ان تمام باتوں کو جب یاد کرتا ہوں یا والدہ یاد کراتی ہیں تو مجھے یہ تمام رشتے بھول جاتے ہیں، اور اپنے ماضی کی وہ مصیبتیں یاد آجاتی ہیں، لیکن میں یہ سب کچھ بھول جانا چاہتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ میرے والدین میری وجہ سے آپس میں ناراض نہ رہیں، جبکہ ان وجوہات کی بنا پر چھوٹے بہن بھائیوں پر بھی اثر پڑ چکا ہے اور وہ بھی کسی حد تک چھوٹے بڑے کی قدر نہیں کرتے۔ میری والدہ اور والد کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے اور بعض دفعہ نوبت طلاق تک بھی پہنچ جاتی تھی، جو بعد میں بڑے بزرگوں کی مداخلت پر نہ ہوسکی۔ اب میری کوشش زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ میں والد کی زیادہ خدمت کروں اور کرتا بھی ہوں، لیکن اس اثنا میں میری والدہ مجھ پر ناراض ہوجاتی اور مجھے ایسا ہونے سے نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ براہِ کرم میری اس داستان کا قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ میں ان میں سے کس کی خدمت یا اَحکام کو اوّلیت دُوں جبکہ والدہ مجھے باپ کی خدمت یا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے منع کرتی ہے اور والد کی ناراضگی کو میں دِل سے برداشت نہیں کرسکتا، جو میری کمزوری ہے، جبکہ اُوپر عرض کرچکا ہوں کہ والد نے میرے ساتھ بچپن میں بہت بلکہ حد سے زیادہ ناانصافیاں بھی کی ہیں اور بچپن سے آج تک مجھے یہ احساس بھی نہیں ہوا کہ میرا والد بھی ہے۔ براہِ کرم میرے لئے بھی آپ شریعت کی رُو سے جواب لکھیں کہ میں ان دونوں میں کس کا حکم بجالاؤں اور کیا کروں؟ نیز ان دونوں کے لئے کوئی عمل یا نصیحت تحریر فرمائیں تاکہ اس عذاب سے سارے گھر کو نجات مل سکے۔

ج…… آپ کے والد اگر خدمت کے محتاج ہیں اور کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں، تو ان کی خدمت آپ کے ذمے فرض ہے۔ میری یہ تحریر اپنی والدہ کو سنا کر کہہ دیجئے کہ اس میں تو

میں آپ کی اطاعت نہیں کروں گا، اس کے علاوہ جو خدمت فرمائیں، جائز حکم فرمائیں اس کو بسروچشم بجالاؤں گا۔

## اپنے سے چھوٹے پر ہاتھ اُٹھانے کا تدارک کیسے کریں؟

س...... اگر ہم نے کسی چھوٹے پر ہاتھ اُٹھالیا اور بعد میں دِل میں معافی مانگ لی مگر اس سے معافی مانگنے کی ہمت نہیں ہوئی، تو کیا ہمارا ہاتھ اُٹھانے والا گناہ معاف ہوجائے گا؟

ج...... چھوٹے سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، البتہ اس کو کوئی تحفہ وغیرہ دے کر خوش کردیا جائے۔

## والدین کے اختلافات کی صورت میں والد کا ساتھ دُوں یا والدہ کا؟

س...... میرے والدین میں آپس میں ناراضگی ہے، بہت زیادہ سخت اختلافات ہوگئے ہیں، یہاں تک کہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہوگئے ہیں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اگر والدہ کا ساتھ دیتا ہوں تو والد ناراض ہوجاتے ہیں، اگر میں والد کے ساتھ بولتا ہوں تو والدہ صاحبہ ناراض ہوجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے گھر سے نکالنے پر آجاتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ میں والدہ کی خدمت کرتا رہوں یا والد کی؟ میرے چار بھائی ہیں جو مجھ سے چھوٹے ہیں، وہ ماں کے ساتھ ہیں اور جو بڑے ہیں وہ والد کے ساتھ ہیں۔ والدہ کا خرچہ کوئی نہیں دیتا، میں نے اپنی سمجھ سے یہ وعدہ خدا سے کیا ہے کہ خدا کے بعد میری والدہ ہی سب کچھ ہیں، آیا میں یہ سب کچھ ٹھیک کررہا ہوں؟

ج...... آپ کے والدین کے اختلافات بہت ہی افسوسناک ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ آپ ایسا ساتھ تو کسی کا بھی نہ دیں کہ دُوسرے سے قطع تعلق ہوجائے، دونوں سے تعلق رکھیں اور ان میں سے جو بھی بدنی یا مالی خدمت کا محتاج ہو اس کی خدمت کریں، ادب واحترام دونوں کا کریں۔ اگر ان میں ایک دُوسرے کی خدمت سے یا اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے ناراض ہوتا ہو، اس کی پروا نہ کریں، نہ کسی کو پلٹ کر جواب دیں، چونکہ آپ کی والدہ بوڑھی بھی ہیں اور ان کا خرچ اُٹھانے والا بھی کوئی نہیں، اس لئے ان کی جانی و مالی خدمت کو سعادت سمجھیں۔

## سوتیلی ماں اور والد کے نامناسب رویے پر ہم کیا کریں؟

س……ہم چار سگے بھائی ہیں، ہماری والدہ صاحبہ دسمبر ۱۹۵۶ء کو وفات پاگئیں، اس کے بعد ہمارے والد صاحب نے ۱۹۶۱ء میں دُوسری شادی کرلی، وہ بھی اپریل ۱۹۷۲ء میں وفات پاگئیں، اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی، ستمبر ۱۹۷۳ء میں ہمارے والد صاحب نے تیسری شادی کی جو کہ اپنے پہلے خاوند سے طلاق شدہ تھی، ہمارے والد صاحب نے ہم لوگوں کو اس شادی سے پہلے ۴ پلاٹ ہبہ کردیئے تھے، مجھے صرف پلاٹ دیا، میرے چھوٹے بھائی کو بھی، صرف بڑے دو بھائیوں کو بنے بنائے مکان۔ میں نے اپنی رقم سے ہی ۱۹۷۷ء میں مکان تعمیر کروایا، جس پر اس وقت تقریباً چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا، بعد میں بھی اسی میں کچھ ردّ وبدل کی، میرے چھوٹے بھائی نے ایک بیٹھک بنوائی، اس پلاٹ کے اصل میں پہلے سے ہی ہمارے ناموں پر رجسٹری اور اسٹامپ لکھے ہوئے ہیں، ہم نے احتراماً والد صاحب کو کہا آپ تقسیم کرکے ہمیں ہبہ کروادیں تاکہ بعد میں ہم لوگ آپس میں جھگڑا وغیرہ نہ کریں، ابھی تک ہمارے والد صاحب کے نام پر لاکھوں روپے کی جائیداد موجود ہے۔ ہماری سوتیلی ماں نے ہمارے والد صاحب کو ناراض کردیا، ہم لوگ کوشش کرتے رہے کہ والد صاحب کو راضی کریں لیکن کوئی اثر نہ ہوا، اس کی بڑی وجہ ہماری سوتیلی والدہ ہے، ہم تین بھائی ۱۷ گریڈ میں ملازم ہیں، بڑا بھائی کاروبار کرتا ہے، ۳۱؍مارچ ۱۹۸۴ء کو ہمارے والد صاحب نے اپنی بیوی کے دور شتے داروں کے ساتھ لڑائی کی، اس لڑائی میں میں اور میرا ایک بھائی تھا، دو بھائی موجود نہیں تھے، لڑائی کی وجہ میرے بڑے بھائی کی گندے پانی کے نکلنے کی نالی بند کردی تھی، یہ نالی شارعِ عام گلی میں نکلتی ہے، لیکن ہمارا والد صاحب کہتا ہے کہ میں نہیں چھوڑتا ہوں، نوبت تھانہ تک گئی، بعد میں ہم لوگوں نے درخواست واپس لے لی۔ ہمارا والد صاحب ہمارے ساتھ اور ہماری بیویوں کے ساتھ لڑتا جھگڑتا رہتا ہے، خوب گالیاں دیتا ہے، برسرِ عام ہمیں اور ہماری بیویوں کو گالیاں وغیرہ دیتا رہتا ہے، یہ ان کا معمول ہے، لیکن ہم لوگ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔ اب انہوں نے میرے خلاف دعویٰ کردیا ہے

کہ میں آپ کو جگہ نہیں دیتا ہوں، کیا شریعت کی رُو سے وہ مکان مجھ سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ اس کے دُوسرے بچوں کے لئے لاکھوں روپے کی جائیداد موجود ہے، ہم ان کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہیں، لیکن وہ ہمیں پاس نہیں چھوڑتے، اب ہم ان کے ساتھ کیا کریں؟ ہمارا دِل اور ایمان کہتا ہے کہ والد صاحب کی خدمت کریں، لیکن وہ ہمیں قریب تک نہیں آنے دیتے، اس صورت میں ہم لوگ گنہگار تو نہیں ہیں؟

ج…… جو حالات آپ نے لکھے ہیں، نہایت افسوسناک ہیں، جو پلاٹ یا مکان آپ کے والد صاحب آپ کو دے چکے تھے اور آپ لوگوں نے ان میں اضافہ کرلیا، وہ ان کو واپس نہیں لے سکتے، نہ شرعاً، نہ اخلاقاً۔

جہاں تک آپ کے والد شریف کے نامناسب رویے کا تعلق ہے، آپ ان کو نہ بُرا بھلا کہیں، نہ ان کی بے ادبی کریں، نہ لوٹ کر ان کی بات کا جواب دیں، اگر وہ آپ سے خدمت نہیں لیتے تو آپ گنہگار نہیں، آپ اپنی سوتیلی والدہ کا بھی سگی والدہ کی طرح احترام کریں، اور ان کی بدگوئی اور ایذارسانی پر صبر کریں، اِن شاء اللہ آپ کو اس کا اچھا پھل دُنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی۔

### ذہنی معذور والدہ کی بات کہاں تک مانی جائے؟

س…… میری والدہ صاحبہ تنہائی پسند اور مردم بیزار سی ہیں، شوہر سے یعنی میرے والد صاحب سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے، اور وہ ان سے بے انتہا نفرت کرتی ہیں، اگرچہ ظاہری طور سے ان کی خدمت بھی کرتی ہیں، مثلاً کھانا، کپڑے دھونا وغیرہ مگر دِل میں ان کے خلاف بے انتہا نفرت ہے۔ اس حد تک کہ اگر والدہ صاحبہ کا بس چلے تو انہیں دربدر کردیں۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ میری والدہ پانچ وقت کی نمازی اور قرآن کی تلاوت کرتی ہیں، مجھے بھی وہ شوہر سے متنفر کرنے کی کوشش کرتی ہیں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ گھر میں بھی بٹھالیا تھا اور سسرال واپس بھیجنے سے منع کردیا تھا، میری سسرال سے بھی انہیں شکایتیں ہیں۔ ان حالات میں آپ سے درخواست ہے کہ میری والدہ کے اس طرزِ عمل پر روشنی ڈالیں کہ آیا والد صاحب کے ساتھ ان کا یہ طرزِ عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک قابلِ سزا ہے

یا نہیں؟ اور ان کی قرآنی تلاوت و عبادت نماز وغیرہ کا کچھ حاصل ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ انہیں شوہر کی خوشنودی حاصل کرنی چاہئے یا نہیں؟ جبکہ میرے والد صاحب کے کوئی اتنے بڑے جرائم نہیں ہیں، زیادتیاں کچھ تھوڑی بہت بہرحال انہوں نے کی ہوں گی۔

ج...... بعض آدمی ذہنی طور پر معذور ہوتے ہیں، ان کے لاشعور میں کوئی گرہ بیٹھ جاتی ہے، باقی تمام اُمور میں وہ ٹھیک ہوتے ہیں، مگر اس خاص اُلجھن میں معذور ہوتے ہیں۔ آپ کی والدہ کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے، اس لئے ان کی اصلاح تو مشکل ہے، آپ ان کے کہنے سے اپنا گھر برباد نہ کریں۔ رہا یہ سوال کہ وہ گنہگار ہیں یا نہیں؟ اگر وہ عنداللہ بھی معذور ہوں تو معذور پر مؤاخذہ نہیں، اور اگر معذور نہیں تو گنہگار ہیں۔

## بیرونِ ملک جانے والا والدین کی خدمت کیسے کرے؟

س...... میں بی کام کرچکا ہوں، اور والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، اس لئے بیرونِ ملک جانے کا پروگرام بنایا۔ میں نے ایک ذمہ دار آدمی کو پیسے دیئے مگر اس نے ابھی تک میرا ویزا حاصل نہ کیا، کافی صبر کیا، اب صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، اب میں آڈٹ کلرک ہوں، مگر اپنے پروفیشن میں سیٹ نہیں، اب میں ۲۵ سال کا ہوں اور والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، اور اس بارے میں پریشان ہوں کہ ابھی تک باہر جاکر والدین کی خدمت کے لئے کچھ نہ کرسکا، براہِ کرم میرے لئے کوئی وظیفہ وغیرہ بھیجیں نوازش ہوگی۔

ج...... آپ کا خط بغور پڑھا، آپ کی پریشانی کا اصل سبب یہ ہے کہ آپ نے اپنے لئے ایک راستہ خود تجویز کرلیا ہے کہ والدین کی خدمت بس اسی صورت میں کرسکتے ہیں جب آپ بیرونِ ملک جاکر بہت سارا روپیہ کماکر ان کو بھیجیں، حالانکہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ علمِ الٰہی میں آپ کا باہر ملک میں جانا آپ کے لئے بہتر نہ ہو، اور آپ کے والدین کے لئے بھی بجائے نفع کے مزید پریشانی کا باعث ہو۔ آدمی جب اپنے لئے کچھ خود تجویز کرلیتا ہے اور اس کی وہ تجویز بروئے کار نہیں آتی تو گھبراتا اور پریشان ہوتا ہے۔ اس کے بجائے اگر آدمی اپنا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کردے اور جو صورت بھی حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے تجویز فرمادیں، اس کو اپنے حق میں بہتر سمجھ کر اس پر راضی ہوجائے تو اس کی ساری پریشانیاں

کافور ہوجاتی ہیں، پس پریشانیوں کی اصل اس کی اپنی تجویز ہے۔

آپ جو کام بھی کرنا چاہیں "بہشتی زیور" میں جو اِستخارہ مسنونہ لکھا ہے، وہ کیا کریں، اوراسی کے ساتھ سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر ایک تسبیح "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کی کرکے دُعا کرلیا کریں، اِن شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و مدد شاملِ حال ہوگی۔ کوشش تو یہی کریں کہ نماز باجماعت مسجد میں ادا ہو، بغیر مجبوری کے نماز باجماعت قضا نہ ہو، کہ یہ بڑی محرومی بھی ہے اور بڑا گناہ بھی۔

## گالیاں دینے والے والد سے کیسا تعلق رکھیں؟

س...... میرے والد پڑھے لکھے ہیں، لیکن اس کے باوجود گالیاں بہت دیتے ہیں، کبھی کبھی تو بُری باتیں بھی کہہ دیتے ہیں، پھر میرا دِل نہیں چاہتا ان سے بات کرنے کو، اس لئے میں نے اپنے والد سے بات کرنی چھوڑ دی ہے، جس کی وجہ سے امی مجھ سے کبھی کبھی ناراض ہوجاتی ہیں، حالانکہ میں کسی کو ذرا سا بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی، لیکن میں مجبور ہوں۔ سوال یہ ہے کہ والد صاحب کے گالیاں دینے سے کیا گناہ ہے؟ اور میرے اس رویے سے گناہ تو نہیں ہو رہا؟ ایک اور بات کہ میں امی سے بہت محبت کرتی ہوں لیکن ظاہر نہیں کرسکتی ہوں۔

ج...... آپ کے والد کا گالیاں دینا بھی گناہ ہے، اور آپ کا ان سے بات چھوڑنا بھی سخت گناہ ہے۔ ان کا غلط رویہ ان کے ساتھ، مگر اس کی وجہ سے آپ کا طرزِ عمل نہیں بدلنا چاہئے، والدہ سے محبت بڑی اچھی بات ہے، اور محبت کی علامت ہے کہ جس بات سے آپ کی والدہ کو تکلیف ہوتی ہو (جیسے والد کے ساتھ بات نہ کرنا) اس کو چھوڑ دیں۔

## بوڑھے باپ کی خدمت سے ماں کو منع کرنا

س...... اگر باپ بوڑھا ہو اور ماں اس قابل ہو کہ وہ اپنے بوڑھے شوہر کی خدمت کرسکے اور بیٹے جوان ہوں، وہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی ماں کو بوڑھے باپ سے دُور رکھیں، کیا بیٹے بھی اتنے ہی گناہگار ہوں گے جتنا کہ ماں؟

ج...... نہ صرف بچوں کی ماں کو بلکہ خود بچوں کو بھی اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنی


فہرست

چاہئے، یہ دُنیا و آخرت میں ان کی سعادت و نیک بختی کا موجب ہے، ورنہ بجائے خود خدمت کرنے کے اگر وہ اپنی والدہ کو بھی خدمت سے روکتے ہیں تو ان کی گناہگاری اور بدبختی میں کیا شک ہے...؟

## اولاد کو شفقت و محبت سے محروم رکھنا

س...... جمعہ ایڈیشن ۱۸/۱کتوبر ۱۹۸۲ء کو آپ کے کالم میں، میں نے اولاد کو عاق کردینے کے سلسلے میں پڑھا تھا، جس میں قرآن اور حدیث کی رُو سے آپ نے تحریر کیا تھا کہ اولاد ہر حالت میں باپ کی جائیداد کی وارث ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک صاحب نے اپنی پہلی بیوی کو تو طلاق دے دی اور دُوسری شادی کرلی، اور پہلی بیوی سے صرف لڑکیاں ہیں۔ اب جائیداد تو دُور کی بات ہے، انہوں نے لڑکیوں سے ملنا تک چھوڑ دیا ہے، کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد اولاد سے ایسا سلوک کیا جائے؟ اور بچپن سے لڑکیوں کو تیرے میرے گھر پر چھوڑ دیا جائے، چاہے وہ خالہ ہو، نانی ہو، پھوپھی ہو، اور نہ ان کی تعلیم کا خیال رکھا جائے اور نہ عید تہوار پر اپنے گھر آنے کی اجازت دی جائے، کیا یہ اولاد کا بنیادی حق نہیں ہوتا کہ اس کی تعلیم و تربیت کی جائے اور اس سے پیار و محبت سے پیش آیا جائے؟ کیا طلاق کے اثرات اولاد پر بھی پڑتے ہیں؟

ج...... اولاد کو شفقت و محبت سے محروم کردینا اور ان سے قطع تعلق کرلینا حرام ہے، اور ایسا کرنے والا گنہگار ہے۔ حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والے کو جنت نصیب نہیں ہوگی، بہرحال آپ کے والد صاحب کا طرزِ عمل قابلِ افسوس اور لائقِ اصلاح ہے۔

## بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا

س...... ایک عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گی تو تیرے والدین سے نہیں ملنے دُوں گی۔

ج...... اپنے والدین سے نہ ملنا اور ان کو چھوڑ دینا معصیت اور گناہِ کبیرہ ہے، اور گناہِ کبیرہ کا ارتکاب حرام اور ناجائز ہے۔ لہٰذا بیوی کی بات مان کر والدین سے نہ ملنا دُرست نہیں، اور

بیوی کی اس بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اور خود وہ عورت بھی شوہر کو والدین سے ملنے سے روکنے کی وجہ سے گناہگار ہوگی۔

## والدین کی خدمت اور سفر

س…… سننِ بیہقی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرمانبردار بیٹا اپنے ماں باپ پر شفقت و رحمت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے ایک حجِ مقبول کا ثواب پاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! اگرچہ دن میں سو مرتبہ اس طرح نظر کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہاں! اگرچہ سو مرتبہ، یعنی ہر نظرِ رحمت پر حجِ مقبول کا ثواب ملے گا۔ مسندِ احمد میں ہے کہ جس کو اچھا لگے کہ اس کی لمبی عمر ہو اور اس کی روزی میں فراخی ہو، وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔ ان احادیث کی روشنی میں اولاد کا کیا حشر ہوگا جو اکثر مسافر رہتے ہیں؟ جیسے کہ آج کل لوگ روزی کمانے کے لئے بیرونی ممالک میں محنت مزدوری کرتے ہیں اور لمبے عرصے تک اپنے والدین سے بوجہ مجبوری نہیں مل سکتے، تو کیا یہ اولاد اس نعمت سے محروم رہ جائے گی؟ ان کے لئے ثواب حاصل کرنے کا کیا ذریعہ ہوسکتا ہے؟

ج…… اگر والدین کی اجازت کے ساتھ سفر پر گیا ہو تو وہ بھی فرمانبرداری شمار ہوگی۔

## ماں باپ کی بات کس حد تک ماننا ضروری ہے؟

س…… محترم! میں ایک نازک مسئلہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، اکثر علماء اس بات کا واضح جواب نہیں دیتے، خدا کے لئے مجھے بالکل واضح جواب دے کر اُلجھن سے نجات دِلائیں۔ محترم! اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے حقوق کی ہر جگہ تاکید کی ہے، مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں انسان کے حقوق و فرائض کو بہت خوبصورت طریقے پر تقسیم کیا گیا ہے، مگر ایک بات جو ہمارے گھر میں بھی زیرِ بحث آئی ہے اور جس کی وجہ سے ہمیں سخت ذہنی اُلجھن ہے وہ یہ کہ میں نے بار بار کتابوں میں بھی پڑھا ہے اور صاحبِ علم لوگوں سے یہ بات سنی ہے کہ خدا کا فرمان ہے: ماں باپ کا اس حد تک حق ہے کہ سوائے اس

بات کے کہ وہ اگر خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہیں تو نہ کرو، ورنہ ان کی ہر بات ماننا اولاد کا فرض ہے۔ اور اولاد نے چاہے کتنی نیکیاں کی ہوں گی، ماں باپ اس سے راضی نہیں تو وہ اولاد خدا کی بھی نافرمان ہوگی، اور ہرگز جنت میں نہیں جائے گی۔ میں نے یہ تک پڑھا اور سنا ہے کہ خدا کا حکم ہے اگر تمہارے والدین تمہیں کہیں کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو یا اپنی اولاد کو مار ڈالو تو بھی بغیر پس وپیش کے ایسا کرو۔ اب آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس بات کو آپ ضرور جانتے ہیں کہ دُنیا میں بد سے بدکردار لوگ بھی کسی کے ماں باپ بنتے ہیں اور ایسے ماں باپ ہزاروں باتیں غیرشرعی کرتے ہیں، لاتعداد باتیں ان کی ایسی ہوتی ہیں جو اسلام کے دائرے سے خارج ہوتی ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اولاد اس پر عمل کرے۔ اب اولاد اگر نیک خصلت ہے اور اسلامی اُصولوں کو عزیز رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ کس قدر اذیت ناک مسئلہ ہوگا کہ ایک طرف تو والدین ہیں جو غیرشرعی بات پر مجبور کر رہے ہیں، اگر ان کا کہا نہیں مانتے تو نافرمان ہوتے ہیں، اور خدا نے صاف الفاظ میں کہا ہے کہ والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا، خدا اپنی نافرمانی معاف کردے گا، مگر والدین کی نافرمانی معاف نہیں کرے گا، اور پھر دُوسری طرف اولاد کو یہ بھی مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ اگر والدین کا حکم مانتا ہو تو خدا کے اُصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اب اولاد کس قدر مجبور و بےبس ہوتی ہے؟ اس کا اندازہ صرف انہی لوگوں کو ہے جن کے ساتھ ایسے حالات درپیش ہوں۔

ج:...... والدین کی فرمانبرداری اور ان کی خدمت کے بارے میں واقعی بڑی سخت تاکیدیں آئی ہیں، لیکن یہ بات غلط ہے کہ والدین کی ہر جائز و ناجائز بات ماننے کا حکم ہے، بلکہ والدین کی فرمانبرداری کی بھی حدود ہیں، میں ان کا خلاصہ ذکر کردیتا ہوں۔

اوّل:...... والدین خواہ کیسے ہی بُرے ہوں، ان کی بے ادبی و گستاخی نہ کی جائے، تہذیب ومتانت کے ساتھ ان کو سمجھا دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ سمجھانا ضروری ہے، لیکن لب ولہجہ گستاخانہ نہیں ہونا چاہئے، اور اگر سمجھانے پر بھی نہ سمجھیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

دوم:...... اگر وہ کسی جائز بات کا حکم کریں تو اس کی تعمیل ضروری ہے بشرطیکہ آدمی


فہرست

اس کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اس سے دُوسروں کے حقوق تلف نہ ہوتے ہوں، اور اگر ان کے حکم کی تعمیل اس کے بس کی بات نہیں یا اس سے دُوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے تو تعمیل ضروری نہیں، بلکہ بعض صورتوں میں جائز نہیں۔

سوم:...... اگر والدین کسی ایسی بات کا حکم کریں جو شرعاً ناجائز ہے اور جس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، تب بھی ان کے حکم کی تعمیل جائز نہیں، ماں باپ تو ایسا حکم دے کر گناہگار ہوں گے، اور اولاد ان کے ناجائز حکم کی تعمیل کرکے گناہگار ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشادِ گرامی ہے: "**لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق**"، یعنی "جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔" مثلاً: اگر والدین کہیں کہ: "نماز مت پڑھو، یا دِین کی باتیں مت سیکھو، یا داڑھی مت رکھو، یا نیک لوگوں کے پاس مت بیٹھو" وغیرہ وغیرہ، تو ان کے ایسے اَحکام کی تعمیل جائز نہیں، ورنہ والدین بھی جہنم میں جائیں گے اور اولاد کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔

اگر والدین یہ کہیں کہ: "بیوی کو طلاق دے دو" تو یہ دیکھنا چاہئے کہ بیوی قصوروار ہے یا نہیں؟ اگر بیوی بے قصور ہو تو محض والدین کے کہنے سے طلاق دینا جائز نہیں۔ اگر والدین کہیں کہ: "بیوی کو تنہا مکان میں مت رکھو" تو اس میں بھی ان کی تعمیل روا نہیں۔ البتہ اگر بیوی اپنی خوشی سے والدین کے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو دُوسری بات ہے، ورنہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کو علیحدہ مکان دینا شریعت کا حکم ہے، اور اس کے خلاف کسی کی بات ماننا جائز نہیں۔

چہارم:...... والدین اگر ماریں پیٹیں، گالی گلوچ کریں، بُرا بھلا کہیں یا طعن و تشنیع کرتے رہیں، تو ان کی ایذاؤں کو برداشت کیا جائے اور ان کو اُلٹ کر جواب نہ دیا جائے۔

پنجم:...... آپ نے جو لکھا ہے کہ: "اگر والدین کہیں کہ.... یا اپنی اولاد کو مار ڈالو تو بھی بغیر پس و پیش کے ایسا کرو" خدا جانے آپ نے یہ کہاں پڑھا ہے؟ اولاد کو مار ڈالنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور میں لکھ چکا ہوں کہ ناجائز کام میں والدین کی اطاعت جائز نہیں، اس

لئے آپ نے جو مسئلہ لکھا، قطعاً غلط ہے...!

## والدین سے احسان وسلوک کس طرح کیا جائے؟

س......آج کا جمعہ ایڈیشن پڑھا، اسلامی صفحے پر جلال الدین احمد نوری صاب نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں والدین کے ساتھ احسان وسلوک کے بارے میں لکھا ہے، اسی سلسلے میں، میں آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ دُنیا میں والدین یعنی ماں اور باپ سے زیادہ کوئی پیارا نہیں ہوتا، وہ اولاد کو بڑی تکلیف سے پالتے ہیں اور اولاد کا فرض ہے کہ وہ ان کی عزّت کرے، ماں باپ کو تنگ نہ کرے، ان کا معاشرے میں نام خراب نہ کرے، بُری عادتوں سے دُور رہے تاکہ والدین خوش ہوکر دُعا دیں۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ سارے ماں باپ ایک جیسے نہیں ہوتے، ہر انسان کی الگ الگ عادت ہوتی ہے، کیا ایسے والد نہیں ہوتے جو اولاد جوان ہوجائے تو بھی عیاشی کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں، ہر طرح کا عیش کرتے ہیں، ان کی اولاد نیک ہوتی ہے، شریف ہوتی ہے، تو کیا ایسے والد کی بات ماننا ضروری ہے؟ خود عیاش ہو، مگر بیٹے اور بیٹی کو کہے کہ: ''تم شادی وہیں کرو جہاں میں چاہتا ہوں۔'' دُوسرا سوال یہ ہے کہ میرا ایک دوست ہے، اس کی ماں اس کی شادی کرانا چاہتی ہے، دُرست ہے کہ ماں باپ ہی اولاد کی شادی کرواتے ہیں، مگر میرے دوست کی ماں جب کوئی رشتہ دیکھنے جاتی ہے تو بیٹے سے کوئی مشورہ نہیں کرتی، نہ ہی ضروری سمجھتی ہے، وغیرہ۔ مگر اس کی ماں کا کہنا یہ ہے کہ بس لڑکی صرف اسے پسند آجائے، جب لڑکے کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کی ماں فلاں جگہ اس کا رشتہ طے کر رہی ہے، تو بیٹا کہتا ہے کہ: ''ماں! یہ لوگ بہت بُرے آدمی ہیں، اور اچھے اور شریف نہیں ہیں۔'' تو ماں کہتی ہے کہ: ''چل چل! تجھے کیا پتا؟ اس سے اچھا رشتہ اور کہاں ملے گا'' یہ پوری کہانی میں نے آپ کو اس لئے سنائی ہے کہ آپ کو تفصیل معلوم ہوجائے۔ اب لڑکا جو میرا دوست ہے، ماں سے انکار کرتا ہے کہ: ''ماں! میں اس جگہ شادی نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ لوگ اچھے نہیں ہیں'' تو اس کی ماں ناراض ہوجاتی ہے اور اسی بنا پر اب لڑکا بالکل ہی بے بس ہے۔ شادی اس کی ہو رہی

ہے مگراس کی کوئی رائے نہیں، نہ کوئی اہمیت ہے۔ آج جب سے اس نے یہ مضمون اخبار میں پڑھا تو زیادہ پریشان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے حق ماں باپ کو دے دیئے ہیں، اگر انکار کرتا ہوں تو اس دُنیا میں اور قیامت کے دن ماں کی ناراضگی کی وجہ سے ذلیل ہوگا، اس لئے یہاں تو جی حضوری ہے، پھر چاہے پسند ہو، نہ ہو۔ اب آپ مجھے اسلام کی رُو سے جواب دیں کہ کیا اسلام نے اولاد کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ کچھ کہہ سکیں؟ مگر آج کا مضمون جو بالکل قرآن پاک اور حدیث سے لیا گیا ہے، کوئی گنجائش نہیں ہے، مضمون پڑھ کر تو میرا دوست بالکل خاموش ہوگیا ہے کہ بھلے جہاں چاہیں شادی کردیں، میں ایک لفظ نہیں کہوں گا، پھر چاہے شادی کامیاب ہو یا ناکام۔ برائے مہربانی اسلام کی رُو سے جواب سے نوازیں۔

ج...... دراصل کوتاہی دونوں طرف سے ہے، والدین کو چاہئے کہ اولاد جب جوان ہوجائے تو ان کو مشورے میں شریک کریں، خصوصاً ان کی شادی بیاہ کے معاملے میں ان سے مشورہ لینا تو بہت ضروری ہے، اور اولاد کو چاہئے کہ والدین کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دیں، اور اگر ان کی رائے بالکل ہی نادُرست ہو تب بھی ان سے گستاخی بے ادبی سے پیش نہ آئیں، البتہ تہذیب و متانت سے کہہ دیں کہ یہ بات مناسب نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو کام شریعت کے لحاظ سے یا دُنیوی لحاظ سے غلط ہو، اس میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں، مگر ان کی گستاخی و بے ادبی نہ کی جائے۔

## والدین اگر گالیاں دیں تو اولاد کیا سلوک کرے؟

س...... اسلام نے گالیاں دینے والے کے لئے کیا فرمایا ہے، چاہے وہ کوئی بھی دے؟ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب اتنی گالیاں دیتے ہیں کہ ایک جملے میں دس گالیاں ہوتی ہیں۔ ذرا سی مرضی کے خلاف بات ہوجائے تو وہ اپنی بیوی کے خاندان والوں کو گالیاں دینے لگتے ہیں۔ غرض کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے گالیاں دیتے ہیں، ان کی اولاد اب جوان ہوگئی ہے اور وہ اب دِل برداشتہ ہوکر کبھی کبھی اپنے باپ کو کچھ بول دیتے ہیں، مگر بعد میں ان کو بہت افسوس ہوتا ہے۔


فہرست

ج……اس شخص کی یہ گندی عادت اس کی ذِلت کے لئے کافی ہے، وہ جو گالیاں بکتا ہے وہ کسی کو نہیں لگتیں، بلکہ اپنی زبان گندی کرتا ہے، اس لئے اس کی گالیوں کی طرف توجہ نہ دی جائے، اور اس کے لڑکوں کو چاہئے کہ اس وقت اس کے پاس سے اُٹھ جایا کریں، بعد میں متانت اور تہذیب سے اس کو سمجھا دیا کریں۔ اولاد کے لئے والدین کی گستاخی و بے ادبی جائز نہیں، اس سے پرہیز کریں۔

## شوہر یا والدین کی خدمت

س……میرے اور میرے شوہر کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، جبکہ میرے شوہر کو میرے والدین سے بہت شکایات ہیں، میں خود سمجھتی ہوں کہ میرے والدین نے خاص طور پر والد صاحب نے میرے اور میرے شوہر کے ساتھ کئی ناانصافیاں کی ہیں، میرے لئے دونوں قابلِ احترام ہیں، لیکن میرا ایمان ہے کہ اولاد پر والدین کے بہت زیادہ حقوق ہوتے ہیں، کیونکہ وہ اولاد کو پیدا کرتے ہیں اور پالتے پوستے ہیں، اولاد ان کا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکتی، والدین کی نافرمانی اولاد کو جہنم میں لے جاتی ہے۔ برائے مہربانی قرآن اور سنت کی روشنی میں مجھے مشورہ دیں کہ ان حالات میں مجھ پر کس کی فرمانبرداری لازم ہے، والدین کی یا شوہر کی؟

ج……آپ کو حتی الوسع ان دونوں فریقوں میں سے کسی کی بھی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے، لیکن اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ ان میں سے کسی ایک کی تعمیل ہی کی جاسکتی ہے، تو آپ کے لئے شوہر کا حق مقدّم ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ آپ شوہر کو سمجھا بجھا کر جو صورت زیادہ بہتر ہو اس کے لئے راضی کرلیا کریں، لیکن اگر وہ اپنی بات منوانے پر بضد ہوں تو آپ ان کی بات کو ترجیح دیں اور والدین سے بصد ادب معذرت کرلیا کریں۔ جو لڑکیاں شوہر کے مقابلے میں والدین کے حکم کو فوقیت دیتی ہیں، وہ اپنے گھر کبھی سکون سے آباد نہیں ہوسکتیں۔

## ماں، باپ کے نافرمان بیٹے کو عاق کرنا

س……ہم سب کو علم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہ نے قرآن پاک (سورۂ نساء) میں تمام


فہرست

رشتہ داروں اور لواحقین کے حصص کا صراحتاً تعین کردیا ہے، جو کسی مرنے والے کے چھوڑے ہوئے ترکہ میں سے دیئے جاتے ہیں، ان حصص میں رَدّ و بدل کرنے کا کوئی مجاز نہیں ہے۔ اس پسِ منظر میں آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمائیے کہ کیا کوئی شخص کسی سبب سے اپنی اولاد یا اولاد میں سے کسی ایک کو عاق قرار دے کر اس کو اس کے حق یا حصے سے محروم کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟ ہمارے ملک میں عرصے سے یہ رَوِش چلی آرہی ہے کہ ماں باپ اور بالخصوص باپ پسرانہ نافرمانی کا ارتکاب کرنے والے بیٹے کو عاق قرار دے دیتا ہے۔ شاید عام لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس فعل کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

ج…… جو نالائق بیٹا ماں باپ کا نافرمان اور گستاخ ہو، اس کی سزا دُنیا میں بھگتے گا اور آخرت میں بھی۔ اس کے باوجود اس کو جائیداد کے شرعی حصے سے محروم کرنا جائز نہیں، اور اگر کسی نے ایسا کردیا تو شریعت کے خلاف کرنے کی وجہ سے یہ شخص گنہگار ہوگا۔ مگر اس کے محروم کرنے سے بیٹا اپنے شرعی حصے سے محروم نہیں ہوگا۔ اس کا عاق کرنا غلط ہے، اور بیٹے کو شرعی حصہ بدستور ملے گا۔

## ناجائز کام میں والدین کی اطاعت

س…… کیا غیرمسلم قادیانی لڑکے اور مسلمان لڑکی کی شادی ہوسکتی ہے؟ لڑکی بھی نہیں چاہتی کہ اس کی شادی اس شخص سے ہو، جبکہ لڑکی کے والدین بضد ہیں کہ لڑکے والے ہمارے رشتہ دار ہیں۔

ج…… غیرمسلم کے ساتھ مسلمان لڑکے یا لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا، ساری عمر زنا کا گناہ ہوگا اور یہ وبال لڑکی کے والدین کی گردن پر بھی ہوگا۔ اور والدین مجبور کریں تو لڑکی کو صاف انکار کردینا چاہئے، اس معاملے میں والدین کے حکم کی تعمیل جائز نہیں۔

## پردے کے مخالف والدین کا حکم ماننا

س…… میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں، میں کیا کروں؟

ج…… اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں، آپ کے والدین


فہرست

کا، اللہ اور رسولؐ سے مقابلہ ہے، آپ کو چاہئے کہ اس مقابلے میں اللہ و رسولؐ کا ساتھ دیں، والدین اگر اللہ و رسولؐ کی مخالفت کرکے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔

## اولاد کو جائیداد سے محروم کرنے والے والد کا حشر

س...... ہمارے والد صاحب نے سوتیلی ماں کے بہکاوے میں آکر جائیداد سے بے دخل کر رکھا ہے، ہمارا اور ہمارے بھائیوں کا حق نہیں دیا، بلکہ سوتیلی ماں اور اس کے بچوں کو دے دیا ہے، ان کا طرزِ عمل اسلامی اُصولوں کے لحاظ سے کیسا ہے؟ قرآن اور قانون کے مطابق جواب دیجئے۔

ج...... حدیث شریف میں اس کو ظلم فرمایا گیا ہے، اور اس ظلم کی سزا آپ کا والد قبر اور حشر میں بھگتے گا۔

## ماں کی خدمت اور بیوی کی خوشنودی

س...... آج کل عام طور پر شوہر اور بیوی کے درمیان اس بات پر جھگڑا رہتا ہے کہ شوہر، بیوی کو الگ گھر میں کیوں نہیں رکھتا؟ شوہر اس بات پر مصر ہے کہ میں اپنی ماں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ میرے علاوہ ماں کی دیکھ بھال اور خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور اگر میں نے بوڑھی ماں کو عمر کے اس حصے میں اکیلا چھوڑ دیا تو قیامت کے دن میں جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکوں گا۔ لیکن بیوی ان باتوں کو نہیں مانتی اور اپنی ضد پر قائم رہتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شوہر اگر بیوی کو الگ گھر میں رکھتا ہے تو خود کس گھر میں رہے، بیوی کے ساتھ اس کے گھر میں یا پھر اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ اس گھر میں؟ دونوں میں سے کس کو چھوڑے اور کس کے ساتھ رہے؟

ج...... ایسی حالت میں بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کو ماں کی خدمت کا موقع دے، الگ گھر میں رہنے پر اصرار نہ کرے، جبکہ بوڑھی ماں کی خدمت کرنے والا کوئی اور نہ ہو۔ ہاں! بیوی کو رہنے کے لئے الگ کمرہ دے دیا جائے اور شوہر کی ماں کی کوئی خدمت اس کے ذمے نہ رکھی جائے۔

## شوہراور بیوی اوراولاد کی ذمہ داریاں

س......میری بیوی ہر بات میرے خلاف کرتی ہے، حقوق ادا نہیں کرتی۔ گزشتہ روز میں نے اپنی بڑی لڑکی کو بلا کر والدہ کو سمجھانے کو کہا، اس نے کہا کہ: ''اب نبھاؤ مشکل ہے، اچھا ہے کہ آپ کے درمیان علیحدگی ہوجائے۔'' ایک نالائق بیٹا درمیان میں آگیا اور فیصلہ یہ کیا کہ میں اس (ماں) کو لے جاتا ہوں۔ باوجودیکہ میں نے اس کی ماں کو کافی روکا کہ بغیر اجازت آپ نہیں جاسکتیں، مگر وہ بیٹے کے ساتھ چلی گئی۔ نامعلوم وہ کہاں ہے؟ اب میں اپنے اس بیٹے کو عاق کرنا چاہتا ہوں اور بیوی کے لئے کیا کروں؟ اس بارے میں مشورہ طلب کرتا ہوں۔ حیرانی کی بات ہے کہ بیٹے ماں باپ کو ایک دُوسرے سے علیحدہ کریں اور اُوپر سے طرّہ یہ کہ سب بچے ہی یک زبان ہوکر ماں کے طرف دار بن گئے۔

ج......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا اندوہناک خط تفصیل سے پڑھا، بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائے۔ نجی اور ذاتی معاملات میں، میں مشورہ دینے سے گریز کیا کرتا ہوں، اس لئے چند اُصولی باتیں عرض کرتا ہوں۔

۱:......اولاد جب جوان ہوجائے تو ان کے جذبات کا احترام ضروری ہوتا ہے، اور والدین کی چپقلش اور سرپھٹول اولاد کے دِل سے والدین کا احترام نکال دیتی ہے، بیوی سے لڑائی جھگڑا اولاد کے سامنے کرنا اُصولی غلطی ہے۔

۲:...... بیوی کے ذمے شوہر کے حقوق بلاشبہ بہت زیادہ ہیں، اور بیوی کو شوہر کے حقوق ادا کرنے کی بہت ہی تاکید کی گئی ہے، لیکن شوہر کو بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ (بیوی) کتنے حقوق کا بوجھ اُٹھانے کی متحمل ہے؟ اسی لئے شریعت نے مرد کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ ایک بیوی پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے، اور ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں شریعت نے شوہر پر یہ کڑی پابندی عائد کی ہے کہ وہ تمام بیویوں کے ساتھ، کانٹے کے تول سے برابری کرے، سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھے، اور کسی ایک کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی روا نہ رکھے۔

۳:...... قیامت کے دن صرف بیوی کی نافرمانیوں ہی کا محاسبہ نہ ہوگا، بلکہ شوہر کی بدخلقی، دُرشت کلامی اور اس کے ظلم وتعدی کا بھی حساب ہوگا، اور پھر جس کے ذمے جس کا حق نکلے گا، اُسے دِلایا جائے گا۔

۴:...... آپ نے جو حالات لکھے ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ حالات کے بگاڑ میں سب سے زیادہ دخل آپ کی دُرشت کلامی کا ہے (جس میں آپ غالباً اپنی بیماری اور مزاجی ساخت کی وجہ سے کچھ معذور بھی ہیں)، آپ کی اہلیہ اور اولاد پر اس کا رَدِّعمل غلط ہوا ہے، اگر آپ اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کرلیں اور اپنے رویے کی اصلاح کرلیں تو آپ کے اہل وعیال کے انداز میں تبدیلی آسکتی ہے۔

۵:...... اگر آپ اپنے مزاج کو حالات کے مطابق تبدیل نہیں کرسکتے تو آخری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ بیوی کو فارغ کردیں، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ اپنی اولاد سے بھی کٹ جائیں گے، کیونکہ آپ کی جوان اولاد، آپ کو ظالم اور اپنی والدہ کو مظلوم سمجھ کر اپنی ماں کا ساتھ دے گی، اور بطورِ انتقام آپ سے قطع تعلق کرلے گی۔ یہ دونوں فریقوں کی دُنیا و آخرت کی بربادی کا باعث ہوگا۔

۶:...... غالباً میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ بیوی کی ایذاؤں پر صبر کرنا مستقل جہاد ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔ پس اگر آپ اس اَجرِ عظیم کے خواستگار ہیں تو اس کا راستہ صبر و اِستقامت کی خاردار وادی سے ہوکر گزرتا ہے، اس صورت میں آپ کو اپنی اہلیہ اور اولاد سے صلح کرنی ہوگی، ان کو ظالم اور اپنے کو مظلوم سمجھ کر نہیں، بلکہ یہ سمجھ کر کہ ان کی غلطیاں بھی درحقیقت میری اپنی نااہلی کی وجہ سے ہیں، ظالم میں خود ہوں اور اِلزام دُوسروں کو دیتا ہوں۔

۷:...... اگر آپ صلح کرنا چاہیں تو اس کے لئے اپنے نفس کو مارنا ہوگا اور چند باتوں کا التزام کرنا ہوگا۔ ایک یہ کہ آپ کی زبان سے خیر کے سوا کوئی بات نہ نکلے، کبھی کوئی ناگوار لفظ زبان پر نہ آنے پائے۔ دوم یہ کہ اپنا حق کسی کے ذمے نہ سمجھئے اور نہ کسی کی شکایت آپ کے دِل میں پیدا ہو، بلکہ اگر کوئی آپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو اس کو عطیۂ



فہرست

سمجھئے، اور اگر کوئی بد خلقی یا سختی کے ساتھ پیش آئے تو یہ سمجھ کر کہ میں اس سے بھی زیادہ کا مستحق تھا، مالک کا شکر ہے کہ اس نے میری بدعملیوں کی پوری سزا مجھے نہیں دی، اس پر صبر کیجئے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی ہر ادا سے اولاد اور اہلیہ کے ساتھ شفقت و محبت کا مظاہرہ ہونا چاہئے، آپ کو ایک محبوب شوہر اور شفیق باپ کا کردار ادا کرنا چاہئے۔

۸:...... اولاد کو عاق یعنی وراثت سے محروم کرنا، شرعاً حرام ہے، اور اولاد عاق کرنے سے عاق ہوتی بھی نہیں۔ اس لئے میں آپ کو مشورہ دُوں گا کہ آپ اس غلط اقدام سے باز رہئے، دُنیا کو تو آپ اپنے لئے دوزخ بنا ہی چکے ہیں، خدارا! آخرت میں بھی دوزخ نہ خریدیئے۔ جس لڑکے کو عاق کرنے کی دھمکی دی تھی اسے بلاکر اس سے صلح صفائی کرلیجئے۔

۹:......بعض اکابر کا ارشاد ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اَحکام کو توڑتا اور مالک کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو پہلی سزا یہ ملتی ہے کہ اس کے بیوی بچوں کو اس کے خلاف کردیتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ اپنی بیوی بچوں کے رویے کو قابلِ اصلاح سمجھتے ہیں تو اس پر بھی توجہ فرمایئے کہ مالک کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہے؟ اور کیا وہ بھی اصلاح کا محتاج نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صحیح کرلیجئے، حق تعالیٰ شانہ آپ کے ساتھ بیوی بچوں کا معاملہ دُرست فرمادیں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: ''پانچ چیزیں آدمی کی سعادت کی علامت ہیں: ۱-اس کی بیوی اس کے موافق ہو، ۲-اس کی اولاد نیک اور فرمانبردار ہو، ۳-اس کے دوست متقی اور خداترس لوگ ہوں، ۴-اس کا ہمسایہ نیک ہو، ۵-اور اس کی روزی اپنے شہر میں ہو۔

۱۰:......ممکن ہے میری یہ تحریر آپ کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادہ گرامی کی نظر سے بھی گزرے، میں ان سے بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ معاملے کو بگاڑنے سے احتراز کریں۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ: ''نیک خاتون کی چھ علامتیں ہیں: اول: نمازِ پنج گانہ کی پابند ہو، دوم: شوہر کی تابعدار ہو، سوم: اپنے رَبّ کی رضا پر راضی ہو، چہارم: اپنی زبان کو کسی کی بُرائی، غیبت اور چغلی سے محفوظ رکھے، پنجم: دُنیوی ساز و سامان سے بے رغبت ہو، ششم: تکلیف پر صابر ہو۔'' حدیث میں ہے:

”عن أبی أمامة رضی الله عنه أن رجلًا قال: یا رسول الله! ما حق الوالدین علٰی ولدهما؟ قال: هما جنتک أو نارک. رواه ابن ماجة.“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین کا میرے ذمے کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ تیری جنت ہیں یا دوزخ۔“

ایک حدیث میں ہے:

”عن أبی الدرداء رضی الله عنه أن رجلًا أتاه .... فقال أبو الدرداء: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: الوالد أوسط أبواب الجنة فان شئت فحافظ علی الباب أو ضیّع. رواه الترمذی.“ (مشکوٰۃ ص:۴۱۹)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے ایک شخص سے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے، اب اگر تو چاہے تو اس دروازے کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کردے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: رضی الربّ فی رضی الوالد، وسخط الربّ فی سخط الوالد. رواه الترمذی.“ (مشکوٰۃ ص:۴۹)

ترجمہ:...... ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی


فہرست

رضامندی والد کی رضامندی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أصبح مطیعًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وان کان واحدًا فواحدًا، ومن أصبح عاصیًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من النار، ان کان واحدًا فواحدًا. قال رجل: وان ظلماه؟ قال: وان ظلماه، وان ظلماه، وان ظلماه.“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص والدین کا مطیع ہو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ایک ہو تو ایک، اور جو شخص والدین کا نافرمان ہو، اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ایک ہو تو ایک۔ کسی نے عرض کیا کہ: خواہ والدین اس پر ظلم کرتے ہوں؟ فرمایا: خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن ابن عباس رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ما من ولد بار ینظر الٰی والدیه نظرة رحمة الَّا کتب الله له بکل نظرة حجّةً مبرورةً.“

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:......''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص والدین کا فرمانبردار ہو وہ جب بھی اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر بار دیکھنے پر اس کو حجِ مبرور کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔''

## کیا بچوں کی پرورِش صرف نانی ہی کرسکتی ہے؟

س...... کیا بچوں کی والدہ کے انتقال کے بعد باپ بچوں کی بہتری کے لئے اپنی نگرانی میں خود دادا دادی، پھوپھیاں اور چچا سے بچوں کی دیکھ بھال اور پرورِش نہیں کرواسکتا ہے؟ کیا مذہب میں سیدھا سیدھا قانون ہے کہ بچوں کو باپ سے چھین کر نانی کو دے دو، بچے باپ کو ترستے رہیں اور باپ بچوں کو؟ جبکہ وہ لوگ بداخلاق اور لالچی ہیں، کیونکہ میری بیوی کا زیور اور بیمہ وغیرہ سب ان کے قبضے میں ہے اور دیتے بھی نہیں۔

ج...... عام قانون تو یہی ہے کہ لڑکے کی عمر سات سال اور لڑکی کی عمر نو سال ہونے تک ماں کے بعد نانی بچوں کی پرورِش کا اِستحقاق رکھتی ہے، سات سال یا نو سال کے بعد باپ لے سکتا ہے، لیکن نانی کو پرورِش کا حق ملنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دیانت و امانت سے آراستہ ہو، عالمگیری میں ہے:

''اِلَّا أن تکون مرتدة أو فاجرة غیر مأمونة.''

(عالمگیری ج:۱ ص:۵۴۱)

آپ نے جو حالات لکھے ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو یہ شرط مفقود ہے، اس لئے بچوں کا مفاد و مصلحت یہی ہے کہ انہیں نانی کے حوالے نہ کیا جائے۔

## بیٹی کی ولادت منحوس ہونے کا تصوّر غیراسلامی ہے

س...... اکثر پڑھے لکھے اور جاہلوں کو بھی دیکھا ہے کہ شادی کے بعد پہلی اولاد ''بیٹا'' ہی کی خواہش ہوتی ہے، اور اگر اللہ نے پہلی اولاد ''بیٹی'' سے نوازا تو وہ ناگواری کا اظہار کرتے

ہوئے بیوی کو مار پیٹ اور بُرا بھلا کہنے سے بھی باز نہیں آتے۔ بیوی اور بیٹی دونوں کو گھر سے نکال کر بیوی کو میکے بھیج دیتے ہیں۔ ان کے گھر والے بھی پہلی ''بیٹی'' کی ولادت پر ناخوشی کا اظہار کرتے ہیں اور بہو ہی کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کہ ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ جبکہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹی بہت پیاری تھی۔

ج...... بیٹی کی ولادت کو منحوس سمجھنا دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، ورنہ بیٹی کی ولادت تو باعثِ برکت ہے، بہت سی احادیث میں لڑکیوں کی پرورِش کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

''عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: جاءتنی امرأة ومعها ابنتان لها، فسألتنی فلم تجد عندی شیئًا غیر تمرة واحدة فأعطیتها ایّاها فأخذتها فقسمتها بین ابنتیها فدخل علیّ النبی صلی الله علیه وسلم فحدثته حدیثها فقال النبی صلی الله علیه وسلم: من ابتلٰی من البنات بشیء فأحسن الیهن کن له سترًا من النّار.'' (مسلم ج:۲ ص:۳۳۰)

ترجمہ:...... ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، میرے پاس بس ایک ہی کھجور تھی جو میں نے اسے دے دی، اس نے آدھی آدھی دونوں کے درمیان تقسیم کردی، خود کچھ نہیں کھایا پھر اُٹھ کر چلی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو بیٹیوں سے واسطہ پڑے، وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہوگی۔''

اس مضمون کی احادیث متعدّد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔


فہرست

## بیٹی کا والد کو قرآن پڑھانا

س…… ایک بیٹی اپنے والد کو قرآن مجید پڑھاتی ہے، جبکہ اس کے والد نے ابھی ۲۵ سپارے پڑھے ہیں، تو اس کے والد کا بڑا بھائی کہتا ہے کہ: ''تم اپنی لڑکی کے پاس قرآن شریف ختم نہیں کرو، کیونکہ تم اس کا بیٹی ہونے کا حق ادا کروگے یا اُستاد بناکر اس کا حق پورا کروگے؟'' اس کے بعد وہ پڑھنا چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ: ''میں باقی پانچ سپارے کسی اور کو سناکر پڑھ لوں گا۔'' اس کے باوجود وہ اپنی لڑکی کو قرآن شریف پڑھانے کا جوڑا اور پیسے بھی دیتا ہے، کیا کوئی لڑکی اپنے والدین کو قرآن پڑھاسکتی ہے؟ اور اگر ہاں تو پھر اس کے ماں باپ کے اور اولاد کے حقوق کیا ہوں گے؟

ج…… لڑکی اگر قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو تو والدین کو اس سے قرآن پڑھنا جائز ہے، اور یہ فضول خیال ہے کہ بیٹی کو اُستاد نہ بنایا جائے، اور جب آپ نے ۲۵ پارے بیٹی سے پڑھ لئے تو اُستاد تو وہ بن گئی۔

## صحابہ کرامؓ کو کھلم کھلا گالی دینے والے والدین سے تعلق رکھنا

س…… والدین اگر کھلم کھلا گھر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے ثلاثہ کو بُرا بھلا اور غلیظ قسم کی گالیاں دیں تو ایسی صورت میں ان کا منہ بند کرنا چاہئے یا دُعا کرنی چاہئے؟ اور کیا ایسے والدین کی بھی فرمانبرداری ضروری ہے؟

ج…… ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ یہ حرکت نہ کریں، اس سے ہمیں ایذا ہوتی ہے، اگر باز نہ آئیں تو ان سے الگ تھلگ ہوجائیں، ان کا منہ بند کرنے کے بجائے ان کو منہ نہ لگائیں۔

## بلاوجہ ناراض ہونے والی والدہ کو کیسے راضی کریں؟

س…… نوعمری میں شادی ہوئی، شوہر کی ناقدری ہوئی، وہ بھی سختی کرتے، بچے بھی ہوگئے، ایک بار غصّے میں شوہر نے طلاق کی دھمکی دی، بہن بھائی اور والدین غریب تھے، سسرال مال دار، ظاہر ہے سسرال سے طعنے تو ملنے تھے، انتقاماً شوہر کے گھر سے چوری وغیرہ کرکے اپنے بہن بھائیوں کو ترقی دینے کی زندگی بھر کوشش کی حتیٰ کہ اپنی دوائیوں تک کی رقم بھی ان

کو دے دیتی، مگر جب حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہٗ سے اصلاحی تعلق قائم کیا تو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور پھر میں نے والدہ سے کہہ دیا کہ اب تک جو ہوا غلط ہوا، اللہ ہم سب کو معاف فرمائیں، آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ والدہ کی محبت محض مال و دولت کی وجہ سے ہے، چنانچہ آج تک میری ہر جائز و ناجائز کو سچ سمجھنے اور محبت کرنے والی والدہ کا رویہ ایسا بدلا کہ اللہ کی پناہ! اب تو وہ میرا منہ دیکھنا نہیں چاہتی، کوئی ہدیہ تحفہ بھیجوں تو واپس کردیتی ہیں، حج کے تبرکات بھیجے تو وہ بھی واپس کردیئے۔ مجھے تمام مصائب برداشت ہوگئے مگر دھچکا ایسا لگا کہ بس پاگل خانے نہیں گئی شوہر نے تو تمام کوتاہیوں کو معاف کردیا، اب موت کی کوئی خبر نہیں، بہت پریشان ہوں، کیا کروں؟ میرے لئے دُعا فرمادیں اور علاج بھی تجویز فرمائیں۔

ج...... آپ کے تحریر کردہ حالات سے بہت دِل دُکھا، دِل سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت اور سکون و اطمینان نصیب فرمائیں۔ چند باتوں کو اپنا لائحہ عمل بنالیجئے۔

۱:...... محبت و رضا کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے ہونا چاہئے، باقی سب محبتیں اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

۲:...... اپنے شوہر کی اور بچوں کی خدمت نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ کیجئے اور اس میں رضائے الٰہی کو مدِنظر رکھئے۔

۳:...... اپنی والدہ محترمہ سے احترام کا تعلق رکھئے، ان کی غمی، خوشی میں شرکت کیجئے اور ان کی بے رُخی کی کوئی پروا نہ کیجئے۔ اگر وہ قطع تعلق کرتی ہیں تو خود گناہگار ہوں گی، آپ کی طرف سے نہ تو قطع تعلق ہونا چاہئے، نہ ان کے قطع تعلق سے پریشانی ہونی چاہئے، بلکہ ان کے لئے دُعائے خیر کرتی رہیں۔

۴:...... مسلمان کے دِل کو پریشان نہیں ہونا چاہئے، ہمہ وقت ہشاش بشاش رہنا چاہئے اور جو ناگواریاں پیش آتی ہیں ان سے دِل کو مشوش نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ہر چیز میں یہ خیال ذہن میں رہنا چاہئے کہ مالک کی اسی میں حکمت ہوگی۔

## اولاد کی بے راہ روی اور اس کا تدارک

س…… ہمارا ایک بیٹا ہے اور چھ بیٹیاں ہیں، یہ ۲۲ سالہ بیٹا ہمارے پڑوسی کے گھر کثرت سے آتا جاتا ہے، ہم نے اس آمد و رفت کو مناسب نہیں سمجھا اور بیٹے کو پابند کرنا چاہا تو بیٹے نے نہ صرف سرکشی اور نافرمانی کی بلکہ ہمارے ساتھ رہنا بھی ترک کر دیا، جب ہم اپنے ہمسائے سے ملے اور ان سے درخواست کی کہ آپ ہمارے بیٹے کا اپنے گھر میں آنا جانا اپنے طور پر بند کر دیں تو ان کا جواب تھا کہ: ''میری بیوی ۴ بچوں کی ماں ہے اور آپ کا لڑکا اس کے سامنے جوان ہوا ہے، کوئی بُرائی کا پہلو سامنے نظر نہیں آتا ہے، میرے خیال میں اس کی آمد نازیبا حرکت نہیں ہے۔'' ہم نے ان کی توجہ اس بات پر دِلائی کہ آپ کام پر چلے جاتے ہیں اور وہ کوئی کام نہیں کرتا ہے، اور آپ کی غیر موجودگی میں سارا وقت وہاں گزارتا ہے، اس کے جواب میں فرمایا: ''آپ اسے روکیں، آپ کے خیال میں گناہ ہے، میں نہیں روک سکتا۔'' آپ سے ہماری درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے کالم میں ہمارا سوال اور اپنا جواب شائع کر دیں، کیونکہ ہمارے خیال میں یہ ملاپ بیرونِ ملک کی لعنت ہے جس کا نام ''بوائے فرینڈ'' یا ''گرلز فرینڈ'' ہے، یہ وبا پاکستان میں بھی پھیل رہی ہے، آپ کے شرعی جواب سے بہتوں کا بھلا ہوگا، بہت سارے والدین آپ کو ہماری طرح دُعائیں دیں گے۔

ج…… آپ نے بہت اچھا کیا کہ صاحبزادے کو ایک غلط بات سے روک دیا اور اپنے ہمسائے کو بھی آگاہ کر دیا۔ مغرب کی نقالی نے نئی نسل کو بے راہ روی میں مبتلا کر دیا ہے، فلم، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، مخلوط تعلیمی ماحول اور مرد و زَن کے بے محابا اختلاط نے نوجوان نسل کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، ایک محتاط اندازے کے مطابق نئی نسل کی اکثریت جنسی امراض، ضعفِ مثانہ، پیشاب کے عوارض میں مبتلا ہے، نئی نسل کا یہ المیہ حکومت، والدین اور اربابِ دانش سبھی کے لئے ایک چیلنج ہے، نئی نسل کو خودکشی سے بچانے کے لئے کوئی تدبیر کرنا ان سب کا فرض ہے۔

## والدین کی خوشی پر بیوی کی حق تلفی ناجائز ہے

س…… میں آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ میں اپنے سسرال والوں کے


فہرست

ساتھ رہنا نہیں چاہتی، بلکہ علیحدہ گھر چاہتی ہوں، میں اپنے شوہر سے کئی مرتبہ مطالبہ کرچکی ہوں لیکن ان کے نزدیک میری باتوں کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ میری بے بسی کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''تمہارے سوچنے سے اور چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا، وہی ہوگا جو میرے والدین چاہیں گے، تمہیں چھوڑ دُوں گا لیکن اپنے والدین کو نہیں چھوڑوں گا، بچے بھی تم سے لے لوں گا۔'' میرے شوہر اور سسرال والے دِین دار، پڑھے لکھے اور باشرع لوگ ہیں، اور اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ علیحدہ گھر عورت کا شرعی حق ہے، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اس کے باوجود مجھے چھوڑ دینے کی دھمکی دیتے ہیں اور میرے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں، شوہر معمولی باتوں پر میری بے عزّتی کرتے ہیں، چاہتی ہوں کہ میرے شوہر کم از کم میرا کچن ہی علیحدہ کردیں اور رہنے کے لئے اسی گھر میں مناسب جگہ دے دیں تاکہ میں آزادی کے ساتھ اُٹھ بیٹھ سکوں اور مرضی کے مطابق کام انجام دُوں، کیونکہ جوان دیوروں کی موجودگی میں مجھے بعض اوقات بالکل تنہا رہنا پڑتا ہے، بچے بھی اسکول چلے جاتے ہیں، میں خود بھی ابھی بالکل جوان ہوں اور دیوروں کے ساتھ اس طرح بالکل تنہا رہنا مجھے بہت بُرا لگتا ہے، شوہر بھی اس چیز کو بُرا سمجھتے ہیں، لیکن سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں۔ دِین دار شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کا رویہ شرعاً دُرست ہے؟ کیونکہ میرے شوہر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں، علیحدہ گھر بیوی کا جائز اور شرعی حق ہے تو جانتے بوجھتے بیوی کو اس کے شرعی حق سے محروم رکھنے والے دِین دار شوہر کے لئے اَحکامات کیا ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے شوہروں کے لئے کوئی سزا نہیں ہے؟ بیوی کی مرضی کے خلاف زبردستی اسے اپنے والدین کے ساتھ رکھنا کیا شرعاً جائز ہے؟ والدین کی خوشی کی خاطر بیوی کو دُکھ دینا کیا جائز ہے؟

ج...... میں اخبار میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ بیوی کو علیحدہ جگہ میں رکھنا (خواہ اسی مکان کا ایک حصہ ہو، جس میں اس کے سوا دُوسرے کا عمل دخل نہ ہو) شوہر کے ذمے شرعاً واجب ہے، بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کے ساتھ رہنا چاہے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے تو ٹھیک ہے، لیکن اگر وہ علیحدہ رہائش کی خواہش مند ہو تو اسے والدین کے

ساتھ رہنے پر مجبور نہ کیا جائے، بلکہ اس کی جائز خواہش کا، جو اس کا شرعی حق ہے، احترام کیا جائے۔ خاص طور سے جو صورتِ حال آپ نے لکھی ہے کہ جوان دیوروں کا ساتھ ہے، ان کے ساتھ تنہائی شرعاً و اخلاقاً کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ والدین کی خوشی کے لئے بیوی کی حق تلفی کرنا جائز نہیں۔ قیامت کے دن آدمی سے اس کے ذمے کے حقوق کا مطالبہ ہوگا اور جس نے ذرا بھی کسی پر زیادتی کی ہوگی یا حق تلفی کی ہوگی مظلوم کو اس سے بدلہ دِلایا جائے گا۔ میاں بیوی میں سے جس نے بھی دُوسرے کی حق تلفی کی ہوگی اس کا بدلہ بھی دِلایا جائے گا۔ بہت سے وہ لوگ جو یہاں اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں، وہاں جاکر ان پر کھلے گا کہ وہ حق پر نہیں تھے، اپنی خواہش اور چاہت پر چلنا دِین داری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا دِین داری ہے۔

## باوجود صحت و ہمت کے والد اور اللہ کے حقوق ادا نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے

س…… بے شک افضل وہ ہے جو عبادات باقاعدہ کرے اور نیک عمل کرے، لیکن ایک شخص بوجہ بیماری خود عبادتوں سے معذور ہے، لیکن دُوسروں کو عبادات کی تلقین کرتا ہے، بلکہ پابند بناتا ہے اور حتی الوسع نیک اعمال کرتا ہے اور اپنے عملوں سے دُوسروں کے لئے اپنی ذات کو مثالی بناکر پیش کرتا ہے جس سے متأثر ہوکر لوگوں نے دِینِ اسلام بھی قبول کیا اور نیک عملوں میں اس کی تقلید بھی کرتے ہیں۔ دُوسرا شخص وہ ہے جو عبادت تو کبھی کبھار کرلیتا ہے، کبھی نماز پڑھ لی، رمضان میں کچھ روزے رکھ لئے، قرآن پڑھ لیا (بغیر سمجھے)، لیکن نیک اعمال نہیں کرتا، دُوسروں کی کمائی سے خود اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے، یہاں تک کہ بہن کی شادی کے لئے پیسے بھی خود خرچ کرلئے اور واپس کرنے کی کوشش نہیں کرتا، اگر اس کو نیک اعمال کے لئے محنت سے اپنی روزی کمانے اور بیوی بچوں کو پالنے کے لئے پہلا شخص کہتا ہے تو وہ یہ کہہ کر انکار کردیتا ہے کہ آپ خود تو نماز روزہ نہیں کرتے، مجھے نیک عملوں کی نصیحت کرتے ہیں، میں کیوں کروں؟ دونوں اَشخاص میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے، بجے نہیں کہ مار

پیٹ کر سمجھایا جائے، دو بچوں کا باپ ہے بجائے باپ کو کما کر کھلانے کے اُلٹا اپنا رہنا سہنا اور اخراجات اپنے اور اپنی بیوی بچوں کے باپ کی بڑھاپے کی جمع پونجی سے کرتا ہے، آپ کی نظر میں شریعت کیا کہتی ہے کہ کون صحیح ہے؟ باپ یا بیٹا؟

ج...... بڑھاپے اور بیماری کی وجہ سے اگر ایک شخص زیادہ عبادت نہیں کرسکتا، لیکن فرض نماز ادا کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو حق حقوق رکھے ہیں، ان کو ادا کرتا ہو تو یہ شخص صحیح راستے پر ہے، مگر بڑھاپے اور معذوری کی وجہ سے فرائض کا ترک اس کے لئے بھی جائز نہیں، روزہ رکھنے کی اگر طاقت نہیں تو فدیہ ادا کردیا کرے، اور صاحبزادے کا باوجود صحت اور ہمت کے اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنا اور باپ کی نصیحت پر عمل نہ کرنا اس کی سعادت مندی کی دلیل نہیں بلکہ اس کی بدبختی کی علامت ہے، اس کو چاہئے کہ نیکی اور بھلائی کا راستہ اپنائے، اپنے والد کی نصیحت پر کان دھرے اور بڑھاپے میں والدین کی خدمت کرکے جنت کمائے۔

## منافق والدین سے قطع تعلق کرنا

س...... کیا منافق والدین سے تغافل اور قطع تعلق جائز ہے؟ جبکہ وہ خود تعلق نہ رکھنا چاہتے ہوں؟

ج...... قطع تعلق نہ کیا جائے، ان کی خدمت کی جائے اور ان کی خدمت کو اپنی دُنیا و آخرت کی سعادت سمجھنا چاہئے۔

# رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے تعلقات

## رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا

س...... رشتہ داروں سے کبھی نہ ملنا گناہ ہے کہ نہیں؟ سگے چچا، خالہ، چچازاد بھائی وغیرہ، اگر گناہ ہے تو ماں باپ اگر ان سے کبھی ملنے کو منع کرے تو کیا ماں باپ کا حکم ماننا ضروری ہے؟ اور اگر ماں باپ کی ناراضگی ہو جائے تو کیا حکم ماننا ضروری ہے؟

ج...... اپنے ایسے رشتہ داروں سے قطع تعلق جائز نہیں، اگر زیادہ تعلقات نہ رکھے جائیں تو کم سے کم سلام کلام تو بند نہیں ہونا چاہئے، اس معاملے میں والدین کی اطاعت نہ کی جائے۔

س...... آج کل عزیز، رشتہ دار اور خاندان میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے، پھر اس کے بعد ایک دُوسرے سے باتیں نہیں کرتے، قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمیں یہ بتائیں کہ ایک دُوسرے کے پاس آنا جانا چاہئے یا نہیں؟

ج...... اعزّہ میں رنجشیں تو معمولات میں داخل ہیں، لیکن عزیز و اقارب سے قطع تعلق کر لینا شرعاً جائز نہیں، بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔

## رشتہ داروں کا غلط طرزِ عمل ہو تو ان سے قطع تعلق کرنا

س...... حافظ ...... کے مطابق ''اسلام میں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم ہے اور جو لوگ صلہ رحمی نہیں کرتے، انہیں گمراہ اور فاسق کہا گیا ہے، صلہ رحمی کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کیا جائے بلکہ ہر ایک سے ملاقات کی جائے۔'' اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ کسی مجبوری کی بنا پر رشتہ داروں سے نہیں ملتے تو وہ فاسق اور گمراہ ہوئے۔ لیکن اگر رشتہ دار ایسا ماحول پیدا کریں اور ایسا طرزِ عمل اختیار کریں کہ ان کے ہاں آنے

جانے سے ذہنی پراگندگی پیدا ہو اور آدمی رُوحانی طور پر بھی تلخی محسوس کرے کہ رشتہ داروں نے اس کو خوش آمدید نہیں کہا اور غرور وتکبر کا مظاہرہ کیا۔ اگر کوئی آدمی اس بنا پر اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے تو اس کو فاسق اور گمراہ کہا جائے گا؟ یا اس کے رشتہ دار ذمہ دار ہوں گے؟

ج…… رشتہ داروں کا آپس میں قطع تعلق کبھی تو ایک فریق کی بے دِینی کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی دُنیوی مفادات کی وجہ سے۔ پس اگر قطع تعلق دِین کی بنیاد پر ہے تو صرف وہ فریق گناہگار ہوگا جس کی بے دِینی کی وجہ سے قطع تعلق ہوا، بشرطیکہ دُوسرا فریق اس قطع تعلقی کے باوجود ان کے ضروری حقوق ادا کرتا رہے۔ اور اگر قطع تعلق کی بنیاد کوئی دُنیوی تنازعہ ہے تو دونوں میں سے جو فریق دُوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرے گا وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر دونوں کوتاہی کریں گے تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ ہماری شریعت کی تعلیم یہ نہیں کہ جو شخص تم سے رشتہ جوڑ کر رکھے تم بھی اس سے جوڑ رکھو، بلکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے جو حدیث میں فرمائی گئی ہے: ”صِل من قطعک“ (مسند احمد ج:۴ ص:۱۵۸) کہ جو شخص تم سے رشتہ توڑے اور رشتہ داری کے حقوق ادا نہ کرے، تم اس کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرو اور اس کے رشتے کے حقوق بھی ادا کرو، ورنہ قطع رحمی کا وبال جس طرح اس پر پڑے گا، تم پر بھی پڑے گا۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے، خلاصہ یہی ہے جو میں نے لکھ دیا۔

## کیا بدکردار عورتوں کے پاؤں تلے بھی جنت ہوتی ہے؟

س…… عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے، لیکن جو بدکردار قسم کی عورتیں اپنے معصوم بچوں کو چھوڑ کر گھروں سے فرار ہوتی ہیں، ان کے بارے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا ایسی عورتوں کے بارے میں بھی یہ تصوّر ممکن ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے؟

ج…… ایسی عورتیں تو انسان کہلانے کی بھی مستحق نہیں ہیں، ”ماں“ کا تقدس ان کو کب نصیب ہوسکتا ہے…؟ اور جو خود دوزخ کا ایندھن ہوں، ان کے قدموں تلے جنت کہاں

ہوگی...؟ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کو چاہئے کہ اپنی ماں کو ایذا نہ دے اور اس کی بے ادبی نہ کرے۔

## پھوپھی اور بہن کا حق دیگر رشتہ داروں سے زیادہ کیوں ہے؟

س...... حقوق العباد کے تحت ہر شخص کے مال و دولت پر اس کے عزیزوں، رشتہ داروں، غریبوں، ناداروں، مسافروں کے کچھ حقوق ہیں، لیکن کیا رشتہ داروں میں کسی رشتہ دار کے (ماں باپ کے علاوہ) کوئی خاص حقوق ہیں؟ ہمارے گھر میں یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ بہن اور پھوپھی کے کچھ زیادہ ہی حقوق ہیں۔

ج...... بہن اور پھوپھی کا حق اس لئے زیادہ سمجھا جاتا ہے کہ باپ کی جائیداد میں سے ان کو حصہ نہیں دیا جاتا بلکہ بھائی غصب کر جاتے ہیں، ورنہ ان کو ان کا پورا حصہ دینے کے بعد ان کا ترجیحی حق باقی نہیں رہتا۔

## رشتہ دار کو دُشمن خیال کرنے والے سے تعلقات نہ رکھنا کیسا ہے؟

س...... ہمارے ایک نہایت قریبی عزیز ہم سے تعلقات قائم رکھنا نہیں چاہتے، جبکہ ہم لوگوں نے ان کی پرورِش کی، انہیں پالا پوسا، مگر اب وہ ہمارے کسی احسان کو نہیں مانتے، نہ صرف یہ بلکہ ہمیں اپنا دُشمن خیال کرتے ہیں، ہم سے حسد کرتے ہیں، ہم پر بے بنیاد الزامات کی بھرمار کرتے ہیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”عن جبیر بن مطعم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یدخل الجنة قاطع. متفق علیه“ (مشکوٰۃ ص:۴۱۹) ”یعنی تعلقات قطع کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“ ان حالات میں ہمارے لئے ان سے میل جول رکھنا سخت مضر ہے کیونکہ وہ ملنے والوں اور پڑوسیوں سے بھی ہماری غیبت کرتے ہیں، تو کیا ہم دوزخی ہوں گے؟ اور قطع تعلق کی بنا پر خدا ہم سے ناراض ہوگا؟ ان حالات میں آپ ہمیں بتائیے کہ ہم کیا طریقہ اختیار کریں؟ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم بھی قطع تعلقی اختیار کرلیں کیونکہ معمولی ملاقات سے بھی وہ ہم پر طرح طرح کی جھوٹی باتیں عائد کردیتے ہیں اور ہمیں بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔


فہرست

ج…… زیادہ میل جول نہ رکھی جائے، لیکن سامنے آئیں تو سلام کہہ دیا جائے، بیمار ہوں تو عیادت کی جائے، انتقال کرجائیں تو جنازے میں شرکت کی جائے، اس صورت میں آپ پر قطع رحمی کا وبال نہیں ہوگا، اور اگر سلام و کلام بالکل بند کردیا جائے تو قطع رحمی کا گناہ آپ کو بھی ہوگا۔

## والدین کے منع کرنے پر رشتہ داروں سے تعلقات کم کرنا

س…… اگر والدین رشتہ داروں سے ملنے کو منع کریں جبکہ کوئی لڑائی جھگڑا بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں والدین کا حکم مان لینا چاہئے اور صلہ رحمی ترک کردینی چاہئے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ج…… قطع رحمی حرام ہے، حدیث میں ہے:

”عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یدخل الجنة قاطع. متفق علیه.“ (مشکوٰۃ ص:۴۱۹)

ترجمہ:…… ”قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

اور ناجائز کاموں میں والدین کی اطاعت نہیں، لیکن اگر والدین کسی مصلحت کی بنا پر زیادہ میل جول سے منع کریں تو ٹھیک ہے۔

## رشتہ داروں سے قطع تعلق جائز نہیں

س…… مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گھر کا اور تین چار اور خاندانوں کا ہمارے رشتہ داروں سے کسی بات پر ناچاقی کی وجہ سے میل جول بند ہوگیا ہے دُوسری طرف والدین کی نافرمانی والی بھی بات ہے، میں اللہ کے خوف کی وجہ سے یہ چاہتا ہوں کہ رشتہ داروں سے قطع تعلق والا گناہ مجھ سے نہ ہو۔ میں والدہ سے اس کی اجازت مانگتا ہوں کیونکہ ان کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا، تو وہ کہتی ہیں کہ: ”میل جول ہونے کے بعد پھر کسی نہ کسی بات پر ناراضگی ہوجائے گی۔“ اس کے علاوہ تین چار اور خاندانوں نے جو ان سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے وہ بھی کہتے

ہیں کہ: ''اگر تم نے ان رشتہ داروں سے میل جول بڑھایا تو ہم لوگ تم سے نہیں ملیں گے۔'' تو مولانا صاحب! میں چاہتا ہوں کہ کوئی ناراض بھی نہ ہو اور ان رشتہ داروں سے تعلقات بھی دوبارہ قائم ہوجائیں۔

ج…… عزیز و اقارب سے قطع تعلق حرام ہے، حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، اگر کسی سے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے تو اس کا تو مضائقہ نہیں، لیکن ایسا قطع تعلق کہ اس کے جنازے میں بھی شرکت نہ کی جائے اور بیمار ہو تو عیادت بھی نہ کی جائے، یہ جائز نہیں۔

## پڑوسی کے حقوق

س…… کیا اسلام کی رُو سے جائز ہے کہ ہمارے گھر روشن رہیں لائٹ سے اور ہمارے پڑوسی اندھیرے میں رہیں، کسی وجہ سے لائٹ نہ لگوا سکیں؟ تو کیا ہم ان کی مدد نہیں کرسکتے؟ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ارشاد ہے: ''وہ مسلمان، مسلمان نہیں ہے جس کا پڑوسی بھوکا رہے اور خود سیر ہوکر کھائے'' آخر یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔

ج…… آپ کی سوچ بالکل صحیح ہے، اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو تو پڑوسیوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچانا چاہئے، پس اگر آپ کے پڑوسیوں کے گھر میں بجلی نہیں تو آپ بجلی کا کنکشن لگوانے پر ان کی مدد کریں، اور جب تک کنکشن نہیں ملتا تب تک اپنے گھر سے روشنی فراہم کردیں۔

## پڑوس کے ناچ، گانے والوں کے گھر کا کھانا کھانا

س…… زکریا کے محلے میں ساتھ پڑوس میں ایسے افراد رہتے ہیں جن کا پیشہ ناچ گانا و بدکاری ہے، لیکن یہ پیشہ محلے میں نہیں بلکہ اور جگہ کرتے ہیں، محلے والوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آتے ہیں، تو ایسی صورت میں محلے والوں کو طوائف کے خاندان سے میل جول جائز ہے یا نہیں؟ ان کے یہاں سے آیا ہوا کھانا قبول کرنا کیسا ہے؟ اور محلے والوں کے کیا فرائض ہونے چاہئیں؟

ج…… حرام کمائی کا کھانا پینا جائز نہیں، محلے والوں کو چاہئے کہ اپنی حد تک ان کو ترکِ گناہ کی


فہرست

فہمائش کریں، اور اگر وہ اس کاروبار کو نہ چھوڑیں تو ان سے زیادہ تعلق نہ رکھیں، نہ ان کی دعوت میں جائیں۔

## تکلیف دینے والے پڑوسی سے کیا سلوک کیا جائے؟

س...... سیّد خاندان کے ایک صاحب عرصہ دس سال سے میرے پڑوس میں رہائش پذیر ہیں اور سرکاری عہدے ہم دونوں کے مساوی ہیں، مگر وہ ہر وقت کسی نہ کسی کو پریشان اور تنگ کرنے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں، مختلف انداز سے ذہنی کوفت پہنچاتے رہتے ہیں، کبھی بچوں کو مار دیا اور کبھی کوئی بہتان لگادیا، غرضیکہ شیطانی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے ان سے ہر طرح سے نبھانے کی کوشش کی، مگر وہی مرغی کی ایک ٹانگ! ان کی اولاد، ان کی بیگم اور وہ خود حرام کی بے پناہ دولت کی فراوانی کے باعث غرور میں رہتے ہیں، آپ بتائیں کہ اسلام ان جیسے پڑوسیوں سے کس طرح کا سلوک روا رکھنے کی تلقین کرتا ہے؟

ج...... اپنی طرف سے ان کو کسی طرح ایذا نہ پہنچائی جائے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا جائے، جن صاحب کا آپ نے تذکرہ کیا ہے، اگر وہ واقعتاً سیّد ہوتے تو ان کا اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا۔ حدیث میں ایسے لوگوں کو جو کہ پڑسیوں کو ایذا پہنچاتے ہیں، مؤمن کی صف سے خارج قرار دیا گیا ہے:

”عن أبی ھریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: واللہ! لا یؤمن، واللہ! لا یؤمن، واللہ! لا یؤمن. قیل: من یا رسول اللہ؟ قال: الذی لا یؤمن جارہ بوائقه. رواہ مسلم.“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۲)

ترجمہ:...... ”اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، عرض کیا گیا: کون؟ یا رسول اللہ! فرمایا: وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔“

## بغیر حلالہ کے مطلقہ عورت کو پھر سے اپنے گھر رکھنے والے سے تعلقات رکھنا

س…… ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق، دس طلاق، سو طلاق کے الفاظ سے طلاق دی، تمام علماء ومفتیانِ کرام نے فتوے دیئے کہ بغیر حلالہ کے نکاحِ ثانی جائز نہیں، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لڑکی اور لڑکا ایک پیر صاحب کے پاس گئے، شاید وہاں جاکر بیان بدل دیا، طلاق کے الفاظ بدل دیئے، پیر صاحب نے نکاحِ ثانی کا فتویٰ دیا، یعنی طلاقِ بائن کہا، تو انہوں نے نکاح کرلیا، اس پر ہم لوگوں نے لڑکی والوں اور لڑکے والوں سے بائیکاٹ کردیا اور ان کی شادی غمی میں شرکت چھوڑ دی، لیکن دیگر گاؤں والے کہتے ہیں کہ انہوں نے پیر صاحب کے فتوے پر عمل کیا، اس لئے وہ جاتے ہیں۔

ج…… یہ تو ظاہر ہے کہ یہ طلاق مغلّظہ تھی، جس کے بعد بغیر شرعی حلالہ کے نکاح جائز نہیں، پیر صاحب کے سامنے اگر غلط صورت پیش کرکے فتویٰ لیا گیا تو پیر صاحب تو گنہگار نہیں مگر فتویٰ غلط ہے، اور اس سے حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ جوڑا دُہرا مجرم ہے، ان سے قطع تعلق شرعاً صحیح ہے، اور جو لوگ اس جرم میں شریک ہیں وہ سب گنہگار ہیں، سب کا یہی حکم ہے۔

## برادری کے جوڑ کے خیال سے گناہ ومنکرات والی محفل میں شرکت

س…… میرا تعلق میمن برادری کی ایک جماعت سے ہے، ہماری جماعت کی ایک منتظمہ کمیٹی ہے، جو کہ ہر سال سالانہ جلسہ ”تقسیمِ انعامات“ کے نام سے منعقد کرتی ہے، اس جلسے میں امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے والے طلباء وطالبات کو انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یہ جلسہ عورتوں اور مردوں کا مخلوط جلسہ ہے اور اِنعامات حاصل کرنے کے لئے طالبات اسٹیج پر آتی ہیں، دیگر یہ کہ پروگرام کو دِلچسپ بنانے کے لئے میوزک اور نغموں کو بھی اس پروگرام میں شامل کرتے ہیں، اور اس پورے پروگرام کی فلم (مووی) بھی بنائی جاتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے تو یہ پروگرام قطعاً جائز نہیں ہے، لیکن ہمارے چند ساتھی حضرات کا خیال ہے کہ برادری میں جوڑ رکھنے کے لئے اس پروگرام میں شرکت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا

فرمائیے، آپ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں یہ بتائیے کہ برادری کے جوڑ کے لئے پروگرام میں شرکت کی جاسکتی ہے؟ اگر اس پروگرام میں شرکت جائز نہیں ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس پروگرام میں شرکت کر رہا ہے تو اس کا یہ گناہ انفرادی ہوگا یا اجتماعی؟

ج...... جس محفل میں منکرات کا ارتکاب ہو رہا ہو اس میں شرکت کرنا حرام ہے، اور حرام چیز جوڑ کی خاطر حلال نہیں ہوجاتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا ذریعہ بنتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے جوڑ میں توڑ پیدا کردیتے ہیں جو محرّمات کے ارتکاب پر قائم کیا جائے۔ مشکوٰۃ شریف (ص:۴۳۵) میں ترمذی شریف کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے:

”عن معاوية أنه كتب الٰى عائشة: أن اكتبى الىّ كتابًا توصينى فيه ولا تكثرى، فكتبت: سلام عليك أمّا بعد فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من التمس رضى الله بسخط الناس كفاه الله مونة الناس ومن التمس رضى الناس بسخط الله وكّله الله الى الناس، والسلام عليك. رواه الترمذى.“ (مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

ترجمہ:...... ”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط لکھا کہ: مجھے کوئی مختصر سی نصیحت لکھ بھیجے۔ جواب میں حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے لکھوایا: السلام علیکم، اما بعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا ہے کہ جو شخص انسانوں کی ناراضگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت فرماتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے لوگوں کی رضامندی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد کردیتے ہیں (اور اپنی نصرت وحمایت کا ہاتھ اس سے اُٹھالیتے ہیں)۔“

# سلام و مصافحہ

## اسلام میں سلام کرنے کی اہمیت

س…… اسلام میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا اہمیت رکھتا ہے، کیا مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے؟ صرف مسلمان کے سلام کا جواب دینا چاہئے یا غیر مسلم کو بھی سلام کا جواب دینا چاہئے؟

ج…… سلام کہنا سنت ہے، اور اس کا جواب دینا واجب ہے، جو پہلے سلام کرے اس کو بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو دس۔ غیر مسلم کو ابتدا میں سلام نہ کہا جائے اور اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔

## سلام کے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا اور بوسہ دینا

س…… اسلام میں ملاقات کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ پیشانی تک ہاتھ اُٹھا کر سر کو ذرا جھکا کر سلام کرنا کیسا ہے؟ نیز بعض ملاقاتوں میں دیکھا گیا ہے کہ گلے ملتے وقت پیشانی یا کنپٹی کو بوسہ دیتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج…… سلام کے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا یا جھکنا صحیح نہیں، بلکہ بدعت ہے۔ مصافحے کی اجازت ہے، اور تعظیم یا شفقت کے طور پر چومنے کی بھی اجازت ہے۔

## مصافحہ ایک ہاتھ سے سنت ہے یا دونوں سے؟

س…… مصافحہ ایک ہاتھ سے ہوتا ہے یا دونوں ہاتھوں سے سنت ہے؟ حدیث سے ثبوت فراہم فرمائیں۔

ج…… صحیح بخاری (ج:۲ ص:۹۲۶) میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم التشھد

وكفّي بين كفّيه."

ترجمہ:...... "مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات سکھائی، اور اس طرح سکھائی کہ میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔"

اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث "باب المصافحة" کے تحت ذکر فرمائی ہے، اور اس کے متصل "باب الأخذ باليدين" کا عنوان قائم کر کے اس حدیث کو مکرّر ذکر فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنتِ نبوی ہے، علاوہ ازیں مصافحہ کی رُوح، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے:

"اپنے مسلمان بھائی سے بشاشت سے پیش آنا، باہمی اُلفت و محبت کا اظہار ہے۔" (حجۃ اللہ البالغہ ص:۱۹۸)

اور فطرتِ سلیمہ سے رُجوع کیا جائے تو صاف محسوس ہوگا کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تواضع، انکسار، اُلفت و محبت اور بشاشت کی جو کیفیت پائی جاتی ہے، وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں نہیں پائی جاتی۔

## نمازِ فجر اور عصر کے بعد نمازیوں کا آپس میں مصافحہ کرنا

س...... نمازِ فجر اور عصر میں موجود نمازی آپس میں اور اِمام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بہ نیت ثواب۔ یہ بھی علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معانقہ، مصافحہ برابر کیا کرتے تھے، اس سلسلے میں جو حدیث صحابہؓ کی ہو وہ بھی تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

ج...... سلام اور مصافحہ ان لوگوں کے لئے مسنون ہے جو باہر سے مجلس میں آئیں۔ فجر و عصر کے بعد سلام اور مصافحہ کا جو رواج آپ نے لکھا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے یہاں اس کا معمول نہیں تھا، لہٰذا یہ رواج بدعت ہے۔

## کسی غیرمحرَم عورت کو سلام کرنا

س...... کسی غیرمحرَم مرد کا کسی غیرمحرَم عورت کو سلام دینا جائز ہے یا کہ نہیں؟ یا سلام کا جواب

دینا ضروری ہے؟

ج…… اگر دِل میں غلط وسوسہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں، ورنہ دُرست ہے۔ چونکہ جوان مرد و عورت کے باہم سلام کرنے سے غلط خیالات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے یہ ممنوع ہے، البتہ سن رسیدہ بڑھیا خاتون کو سلام کرسکتے ہیں۔

## نامحرَم عورت کے سلام کا جواب دینا شرعاً کیسا ہے؟

س…… عورتوں کو نامحرَم مرد سلام نہیں کرسکتا، اگر عورت سلام میں پہل کردے تو جواب دیا جائے یا نہیں؟ میرے کام کاج میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مختلف گھروں میں جانا پڑتا ہے، بعض خواتین کو میں، اور وہ مجھے جانتی ہیں، گو کہ ہم سلام نہ کریں مگر اوّل تو وہ خواتین پردہ نہیں کرتیں، دوئم یہ کہ جس کام کے متعلق میں ان کے گھر گیا ہوں اس پر بات چیت ہوتی ہے، لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ ایسی عورتوں کو سلام کیا جائے یا نہیں؟ یا سلام کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

ج…… جوان عورتوں کو سلام کہنا جائز نہیں، اگر وہ سلام کریں تو دِل میں جواب دے دیا جائے۔ نامحرَم مردوں اور عورتوں کو ایک دُوسرے کے سامنے بے محابا آنا جائز نہیں، اگر کوئی شخص فسادِ معاشرت کی وجہ سے اس میں مبتلا ہو تو اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ اِستغفار کرتا رہے۔

## کسی مخصوص آدمی کو سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دینا

س…… میں ایک کمپنی میں ملازم ہوں، اور میرے ساتھ دیگر دوست صاحبان بھی کام کرتے ہیں، اور کوئی شخص باہر سے آتا ہے اور ایک شخص کو مخاطب کرکے سلام کرتا ہے، اور جس شخص کو اس نے مخاطب کیا وہ اس وقت بہت مصروفیت کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دے، تو کیا اس سلام کا جواب ہم جو دُوسرے موجود ہوں، دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم بھی سلام کا جواب نہ دیں تو وہ شخص ہم سب کو بُرا بھلا کہہ کر چل دیتا ہے۔

ج…… مجلس میں کسی شخص کو مخاطب کرکے سلام نہ کہا جائے، جب چند لوگ کسی جگہ موجود ہوں اور باہر سے آکر کوئی شخص سلام کرے، ان لوگوں میں اگر کچھ آدمی اس کے سلام کا

جواب دے دیں تو جواب کا حق ادا ہوجاتا ہے، اس لئے آپ لوگوں کو سلام کا جواب ضرور دینا چاہئے۔

## مسلم و غیرمسلم مرد و عورت کا باہم مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

س...... عورت مسلمان ہو اور مرد غیرمسلم، یا مرد مسلمان ہو اور عورت غیرمسلم تو ایسی صورت میں باہم مصافحہ کے لئے اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

ج...... نہیں!

## غیرمسلم کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا

س...... آج کل ملا جلا معاشرہ ہے، جس میں غیرمسلم بھی ہیں، لوگ ان کو بھی سلام کرتے ہیں، غیرمسلم بھی سلام کردیتے ہیں، جس کا جواب بھی دیا جاتا ہے، یہ بتایا جائے کہ غیرمسلم کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا کتاب و سنت کی روشنی میں حدیث کی رُو سے منع ہے یا کہ صرف اخلاقی طور پر منع ہے؟ کیا ایسی کوئی حدیث موجود ہے جس کے تحت منع کیا گیا ہو کہ غیرمسلم کو سلام و جواب نہ کیا جائے؟

ج...... سلام ایک دُعا بھی ہے اور اسلام کا شعار بھی، اس لئے کسی غیرمسلم کو "السلام علیکم" نہ کہا جائے، اور اگر وہ سلام کہے تو اس کے جواب میں صرف "وعلیکم" کہہ دیا جائے، یہ مضمون حدیث شریف میں آیا ہے:

"عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا سلّم علیکم أهل الکتاب فقولوا: وعلیکم. متفق علیه." (مشکوٰۃ ص:۳۹۸)

ترجمہ:...... "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہلِ کتاب تمہیں سلام کہیں تو تم جواب میں "وعلیکم" کہہ دیا کرو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

## والدین یا کسی بزرگ کو جھک کر ملنا

س……والدین یا کسی بزرگ کو جھک کر ملنا جائز ہے؟

ج……جھکنے کا حکم نہیں۔

## کسی بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا

س…… میں کئی مرتبہ اخبار ''جنگ'' میں ''فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان کے تحت شائع ہونے والی حدیثوں میں ایک حدیث پڑھ چکا ہوں، جس کا لب لباب کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفل میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ ان کے احترام میں کھڑے ہوگئے، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سخت ناپسند فرمایا اور اپنے احترام کے لئے کھڑے ہونے کو منع فرمایا۔

اب صورتِ حال کچھ یوں ہے کہ آج کل کافی افراد اساتذہ یا بزرگوں یا پھر بڑے عہدوں پر فائز حکمراں افراد کے احترام میں کھڑے ہوکر استقبال کرتے ہیں، حدیث مبارکہ کی حقیقت سے انکار تو ممکن نہیں لیکن شاید ہم کم فہم لوگ اس کی تشریح صحیح نہ کر سکے ہیں۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس بات کی مکمل وضاحت فرمائیں کہ آیا کسی بھی شخص (چاہے وہ والدین ہوں یا ملک کا صدر ہی کیوں نہ ہو) کے لئے (اس حدیث کی روشنی میں) کھڑا ہونا جائز نہیں؟ یا پھر اس حدیث شریف کا مفہوم کچھ اور ہے؟

ج…… یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ کسی کا یہ خواہش رکھنا کہ لوگ اس کے آنے پر کھڑے ہوا کریں، یہ متکبرین کا شیوہ ہے، اور حدیث میں اس کی شدید مذمت آئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''جس شخص کو اس بات سے مسرّت ہو کہ لوگ اس کے لئے سیدھے کھڑے ہوا کریں، اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔''

(مشکوٰۃ ص:۴۰۳ بروایت ترمذی و ابوداؤد)

بعض متکبر افسران اپنے ماتحتوں کے لئے قانون بنا دیتے ہیں کہ وہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوا کریں، اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس کی شکایت ہوتی ہے، اس پر عتاب

ہوتا ہے اور اس کی ترقی روک لی جاتی ہے، ایسے افسران بلاشبہ اس ارشادِ نبوی کا مصداق ہیں کہ: ''انہیں چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائیں۔''

اور ایک یہ کہ کسی دوست، محبوب، بزرگ اور اپنے سے بڑے کے اکرام و محبت کے لئے لوگوں کا ازخود کھڑا ہونا، یہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد پر کھڑے ہوجاتے تھے، ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے تھے اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے تھے، اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر کھڑی ہوجاتیں، آپ کا دستِ مبارک پکڑ کر چومتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ (مشکوٰۃ ص:۴۰۲) یہ قیام، قیامِ محبت تھا۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضراتِ انصار رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا:

''قوموا الٰی سیّدکم! متفق علیہ.'' (مشکوٰۃ ص:۴۰۳)

یعنی ''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہوجاؤ'' یہ قیامِ اکرام کے لئے تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھے ہم سے گفتگو فرماتے تھے، پھر جب آپ کھڑے ہوجاتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے دولت کدے میں داخل نہ ہوجاتے۔ (مشکوٰۃ ص:۴۰۳)

یہ قیام تعظیم و اِجلال کے لئے تھا، اس لئے مریدین کا مشائخ کے لئے، تلامذہ کا اساتذہ کے لئے اور ماتحتوں کا حکامِ بالا کے لئے کھڑا ہونا، اگر اس سے مقصود تعظیم و اِجلال یا محبت و اِکرام ہو تو مستحب ہے، مگر جس کے لئے لوگ کھڑے ہوتے ہوں اس کے دِل میں یہ خواہش نہیں ہونی چاہئے کہ لوگ کھڑے ہوں۔

## اِمام صاحب سے جھک کر مصافحہ کرنا

س…… خصوصاً نمازِ جمعہ کے بعد اور عموماً جب نماز ختم ہوجاتی ہے تو بہت سے نمازی حضرات

اِمام صاحب سے بڑھ چڑھ کر مصافحہ کرنے لگتے ہیں، اور اس دوران اچھا خاصا جھک جاتے ہیں گویا کہ رُکوع کے مشابہ ہوجاتا ہے، اور اِمام صاحب اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے، کیا یہ سنت ہے کہ اِمام صاحب سے جھک کر مصافحہ کیا جائے؟

ج...... مصافحہ کرتے وقت جھکنا نہیں چاہئے۔

## جوڈو کراٹے سینٹر کا سلام میں جھکنے کا قانون خلافِ شرع ہے

س...... درج ذیل مسئلے میں شریعتِ اسلامیہ کا حکم درکار ہے: ہم چند طلباء جوڈو کراٹے کے ایک سینٹر میں ٹریننگ حاصل کرتے ہیں، ہماری ٹریننگ کا یہ اُصول ہے کہ جب بھی طلباء سینٹر میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں اپنے اساتذہ وغیرہ کے سامنے ہاتھ کھلے چھوڑتے ہوئے اس قدر جھکنا پڑتا ہے جیسے نماز میں رُکوع کی حالت ہوتی ہے۔ ہمارے سینٹر میں بعض دفعہ غیرملکی اور غیرمسلم اساتذہ بھی آتے ہیں اور ٹریننگ کے اُصول کے مطابق ہمیں ان کے سامنے بھی جھکنا پڑتا ہے، ہم نے اس معاملے میں احتجاج بھی کیا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اساتذہ نے کہا کہ اگر آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل پیش کریں تو یہ قانون ختم کیا جاسکتا ہے تاکہ اسلامی اَحکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ آپ سے گزارش ہے کہ اگر اسلام مذکورہ بالا صورت میں کسی کے سامنے جھکنے کی اجازت نہیں دیتا تو اس کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم اپنے اساتذہ کو قائل کرسکیں۔

ج...... آپ کی ٹریننگ کا یہ اُصول کہ سینٹر میں داخل ہوتے وقت یا باہر سے آنے والے اساتذہ وغیرہ کے سامنے رُکوع کی طرح جھکنا پڑتا ہے، شرعی نقطۂ نظر سے صحیح نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرتے وقت جھکنے کی ممانعت فرمائی ہے، چہ جائیکہ مستقل طور پر اساتذہ کی تعظیم کے لئے ان کے سامنے جھکنا اور رُکوع کرنا جائز ہو۔ حدیث شریف میں ہے، جس کا مفہوم ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو اس کے سامنے جھکنا جائز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں!“ (مشکوٰۃ ص:۴۰۱، بروایت ترمذی)



فہرست

مجوسیوں کے یہاں یہی طریقہ تھا کہ وہ بادشاہوں، امیروں اور افسروں کے سامنے جھکتے تھے، اسلام میں اس فعل کو ناجائز قرار دیا گیا۔ ٹریننگ کا مذکورہ اُصول اسلامی اَحکام کے منافی ہے، لہٰذا ذمہ دار حضرات کو چاہئے کہ وہ فوراً اس قانون کو ختم کریں۔ اگر وہ اسے ختم نہیں کرتے تو طلباء کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس سے انکار کریں، اس لئے کہ خدا کی ناراضی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

## مسجد میں بلند آواز سے سلام کرنا

س...... مسجد میں بلند آواز سے ''السلام علیکم'' کہنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ ''السلام علیکم'' کہنے سے نمازیوں کی توجہ سلام کی طرف ہوجائے اور سنتوں یا نفلوں میں خلل پڑے، اور مسجد میں سلام کا جواب بلند آواز سے دینا چاہئے یا نہیں؟

ج...... اس طرح بلند آواز سے سلام نہ کیا جائے جس سے نمازیوں کو تشویش ہو، البتہ کوئی فارغ بیٹھا ہو تو قریب آکر آہستہ سے سلام کہہ دیا جائے۔

## السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنا

س...... دورِ حاضر میں جہاں نت نئے فیشن وجود میں آئے ہیں وہاں ایک جدید فیشن یہ بھی عام ہوتا جارہا ہے کہ جب دو آدمی آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو دونوں ''السلام علیکم'' کہتے ہیں، جواباً ''وعلیکم السلام'' کوئی نہیں کہتا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ نمازیوں کی اکثریت بھی اس فیشن کو تیزی سے اپنا رہی ہے، نہ جانے کیوں لوگ ''وعلیکم السلام'' کہنے میں جھجکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وعلیکم السلام کہنے سے ان کے وقار میں کچھ کمی آجائے گی۔

ج...... وعلیکم السلام کہنے میں عار نہیں بلکہ جو شخص السلام علیکم کہنے میں پہل کرے، اس کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہنا واجب ہے۔ غلط رواج کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے کہ اگر دونوں ایک ساتھ سلام کہہ دیں تو دونوں ایک دُوسرے کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہا کریں، اور اگر ایک پہلے ''السلام علیکم'' کہہ دے تو دُوسرا صرف ''وعلیکم السلام'' کہے۔

## ٹی وی اور ریڈیو کی نیوز پر عورت کے سلام کا جواب دینا

س...... ٹی وی اور ریڈیو پر خبروں سے پہلے نیوز ریڈر (خواتین) سلام کرتی ہیں، جیسا کہ تاکید ہے کہ سلام کا جواب دینا چاہئے، کیا یہ خواتین جو سلام کرتی ہیں، اس کا جواب دینا چاہئے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہاں تو اس کی کوئی دلیل؟ اُمید ہے تفصیلی جواب سے میری اور کئی مسلمانوں کی اُلجھن ختم کردیں گے۔

ج...... میرے نزدیک تو عورتوں کا ٹی وی اور ریڈیو پر آنا ہی شرعاً گناہ ہے، کیونکہ یہ بے پردگی اور بے حیائی ہے۔ ان کے سلام کا جواب بھی نامحرَموں کے لئے ناروا ہے۔

## تلاوتِ کلامِ پاک کرنے والے کو سلام کہنا

س...... جب کوئی آدمی کلامِ پاک کی تلاوت کر رہا ہو، ایسی حالت میں اسے سلام دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر سلام دے دیا جائے تو کیا اس پر جواب دینا واجب ہوجاتا ہے؟

ج...... اس کو سلام نہ کہا جائے اور اس کے ذمے سلام کا جواب ضروری نہیں۔

## عید کے روز معانقہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... عید کے روز لوگ اظہارِ خوشی کے لئے گلے ملتے ہیں، شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ سنت ہے، مستحب ہے یا بدعت ہے؟

ج...... عیدین کا معانقہ کوئی دِینی، شرعی چیز تو ہے نہیں، محض اظہارِ خوشی کی ایک رسم ہے، اس کو سنت کہنا صحیح نہیں، اگر کوئی شخص اس کو کارِ ثواب سمجھے تو بلاشبہ بدعت ہے، لیکن اگر کارِ ثواب یا ضروری نہ سمجھا جائے محض ایک مسلمان کی دِلجوئی کے لئے یہ رسم ادا کی جائے تو اُمید ہے گناہ نہ ہوگا۔

## عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ

س...... مصافحہ اور معانقہ کی فضیلت سے انکار نہیں، مگر اس کی عید کے دن سے کیا خصوصیت ہے؟ ایک ہی گھر میں رہنے والے عید پڑھنے کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرتے ہیں، کیا ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید پڑھنے کے بعد

ایسا ہی کیا کرتے تھے؟

ج…… عید کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا محض ایک رواجی چیز ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو دِین کی بات سمجھنا بدعت ہے، لوگ اس دن گلے ملنے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی اس رواج پر عمل نہ کرے تو اس کو بُرا سمجھتے ہیں، اس لئے یہ رسم لائقِ ترک ہے۔

## پرچم کو سلام

س…… اسکولوں میں صبح کو اسمبلی کرتے وقت ترانے کے بعد پرچم کو سلام کرتے ہیں، یہ کس قدر غلط یا صحیح ہے؟ یا یہ اپنے وطن سے محبت کی علامت ہے؟

ج…… پرچم کو سلام کرنا غیرشرعی رسم ہے، اس کو تبدیل کرنا چاہئے۔ وطن سے محبت تو ایمان کی علامت ہے، مگر اظہارِ محبت کا یہ طریقہ کفار کی ایجاد ہے، مسلمانوں کو کفار کی تقلید روا نہیں۔

## جس شخص کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو اس کے سلام کا جواب

س…… میں ایک محفل میں بیٹھا کرتا ہوں، اس محفل میں ایسا آدمی آیا جن کے متعلق مجھے سو فیصد پتا ہے کہ یہ آدمی غیرمسلم ممالک سے تعلق رکھتا ہے، مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ آیا یہ مسلم ہے یا غیرمسلم؟ تو اس بارے میں یہ لکھ دیں کہ میں ان کو "السلام علیکم" کا جواب "وعلیکم السلام" میں دے سکتا ہوں یا نہیں؟

ج…… اس کا "السلام علیکم" کہنا تو بظاہر اس کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، پس اگر غالب گمان یہ ہو کہ یہ مسلمان ہے تو "وعلیکم السلام" سے جواب دینا چاہئے، لیکن اگر اس کا مسلمان ہونا دِل کو نہ لگے تو صرف "وعلیکم" کہہ دیا جائے۔

## بڑے بزرگ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا

س…… میں نے ایک حدیث پڑھی تھی کہ ایک جگہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھتے تھے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کھڑے ہوگئے، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، بیٹھ جاؤ، تعظیم صرف خدا کو


فہرست

زیب دیتی ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ۱-اُستاد جب کلاس میں داخل ہوتا ہے تو اُستاد کو دیکھ کر لڑکے کھڑے ہوجاتے ہیں، ۲-جب کسی آفس میں کوئی افسر داخل ہوتا ہے تو تمام کارکن اس کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں، ۳-فوجی افسر بھی اپنے آفیسروں کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور سلیوٹ مارتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ تمام حرکات دُرست ہیں یا ان کو ختم کردینا چاہئے؟ براہِ کرم تمام مسائل کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

ج…… بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے، مگر بڑے کو دِل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر اس کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں، اس حدیثِ پاک کا یہی محمل ہے۔

## سلام میں پہل کرنا افضل ہے تو لوگ پہل کیوں نہیں کرتے؟

س…… اسلام میں سلام کرنے کو ایک افضل کام قرار دیا گیا ہے، اوّل سلام کرنے والے کو زیادہ ثواب ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سلام میں پہل کرنے میں عمداً احتراز کرتے ہیں، کچھ عالم لوگوں کو بھی دیکھا ہے وہ سلام کا جواب تو دیتے ہیں لیکن پہل کبھی نہیں کرتے۔ اس بارے میں شرعی اَحکام کیا ہیں؟

ج…… سلام میں پہل کرنا افضل ہے، عالم کے لئے بھی اور دُوسروں کے لئے بھی۔

## کیا سلام نہ کرنے والے کو سلام کرنا ضروری ہے؟

س…… میں ایک شخص کو اکثر و بیشتر سلام کرتا رہا ہوں، جب کبھی وہ شخص مجھے دُوسری جگہ راستے میں ملا، میں نے عمداً اس کو سلام نہیں کیا، یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا یہ شخص بھی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں؟ وہ شخص بغیر سلام کئے گزر گیا، ایسا دو تین بار ہوا، اب وہ شخص مجھے ملتا ہے تو میں بھی اس کو سلام نہیں کرتا ہوں۔ یوں وہ سلسلہ جو میری طرف سے شروع ہوا تھا، منقطع ہوگیا ہے۔ آیا اس شخص کا اخلاقی جواز نہیں تھا کہ جب سلام قبول کرتا تھا تو اَب موقع پر وہ خود بھی سلام کرے؟ کیونکہ جتنا سلام کرنے کا احترام یا خیال میرا تھا، اس کا بھی ہونا چاہئے، ہم

دونوں میں سے کون گناہگار ہے؟

ج…… آپ کو اس کا انتظار نہیں کرنا چاہئے تھا کہ وہ آپ کو سلام کرے، اور سلسلۂ سلام کو منقطع کرنے کی نوبت آئے۔

## نامحرَم کو سلام کرنا

س…… کیا نامحرَم عورتوں کو سلام کرنا چاہئے یا ان کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟ اگر سلام نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ ان کو ان کے ماں باپ نے کچھ سکھایا نہیں ہے، اور اگر کوئی سلام کرتا ہے اور اس کا جواب نہیں دیتے تو ان کی دِل آزاری ہوتی ہے، کیا نامحرَم عورتوں کو سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے؟ ذرا تفصیل سے جواب دیں۔

ج…… نامحرَم جوان عورت کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا خوفِ فتنہ کی وجہ سے ناجائز ہے، البتہ کوئی بڑی بوڑھی ہو تو اس کو سلام کہنا جائز ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ماں باپ نے کچھ سکھایا ہی نہیں، ان سے یہ کہا جائے کہ ماں باپ نے نہیں بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سکھایا ہے کہ فتنے کی جگہ سے بچا جائے، اگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے سے کسی کی دِل آزاری ہوتی ہے تو اس کی پروا نہ کی جائے، کیونکہ کسی کی دِل شکنی سے بچنے کے بجائے اپنی دِین شکنی سے بچنا زیادہ اہم ہے۔



فہرست

# تبلیغِ دِین

## تبلیغ کی ضرورت واہمیت

س…… میرا مسئلہ تبلیغ سے متعلق ہے، قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ لکھتا ہوں: ''تم بہترین اُمت ہو، لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو، تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے کام سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔'' دُوسری آیت کا ترجمہ: ''اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی ضروری ہے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور بُرے کام سے منع کرے، ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔'' ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے، اگر اس پر قدرت ہو تو اس کو ہاتھ سے بند کردے، اتنی قدرت نہ ہو تو دِل میں بُرا جانے، اور یہ ایمان کا بہت کم درجہ ہے۔'' ایک دُوسری حدیث کا مفہوم ہے: ''تمام نیک اعمال جہاد کے مقابلے میں ایک قطرہ ہیں، اور تبلیغِ دِین ایک سمندر ہے، اور جہاد، تبلیغ کے مقابلے میں پس ایک قطرہ ہے'' آیت اور حدیث کی روشنی میں ان کا جواب دیں۔

ج…… آپ نے صحیح لکھا ہے، دِین کی دعوت دینا، لوگوں کو نیک کاموں پر لگانا اور بُرے کاموں سے روکنا بہت بڑا عمل ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر کرے اور بقدرِ استطاعت ان کو نیکیوں پر لگائے اور بُرائیوں سے بچائے۔ آخری حدیث جو آپ نے لکھی ہے، یہ میری نظر سے نہیں گزری۔

## کیا تبلیغی جماعت سے جڑنا ضروری ہے؟

س…… جماعت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا اس کام میں جڑنے کے علاوہ بھی اصلاح اور ایک مخصوص ذمہ داری بحیثیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مسلمان اُمتی

ہونے کے ادا ہوسکتی ہے؟ ایک مسلمان کے ذمے کیا ہے؟ وہ کیسے اپنی زندگی کا رُخ صحیح کرے؟ اور ساری انسانیت کے لئے فکرمند کیونکر ہو؟

ج…… جماعت بہت مبارک کام کر رہی ہے، اس میں جتنا وقت بھی لگایا جاسکے ضرور لگانا چاہئے، اس سے اپنی اور اُمت کی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے، اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کسی شیخِ کامل محقق کے ساتھ اصلاحی تعلق رکھنا چاہئے۔

## طائف سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کے موقع پر تبلیغ کرنا

س…… کیا طائف سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ سے روک دیا گیا تھا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف حج کے موقع پر ہی دِین کی تبلیغ کر سکتے تھے؟

ج…… کفار کی جانب سے تبلیغ پر پابندی لگانے کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہی، لیکن یہ پابندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قبول نہیں فرمائی، البتہ جب یہ دیکھا کہ اہلِ مکہ میں فی الحال قبولِ حق کی استعداد نہیں اور نہ یہاں رہ کر آزادانہ تبلیغ کے مواقع ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسمِ حج میں باہر سے آنے والے قبائل کو دعوت پیش کرنے کا زیادہ اہتمام فرمایا، جس سے یہ مقصد تھا کہ اگر باہر کوئی محفوظ جگہ اور مضبوط جماعت میسر آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہجرت کر جائیں۔

## کیا نماز کی دعوت اور سنت کی تلقین ہی تبلیغ ہے؟

س…… تبلیغ کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کا دائرۂ کار کیا ہے؟ کیا نماز کی دعوت اور سنت کی تلقین ہی تبلیغ ہے؟ اگر کوئی شخص معاشرے کو سنوارنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ اقتدار کے لئے ایسا کرتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ سنت پر عمل کریں تو دُنیا قدموں میں خودبخود آجائے گی، حالانکہ مقصد اصلاحِ معاشرہ ہے اور معاشرے کو ان بُرائیوں سے بچانا مقصود ہے جو اسے دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص یا جماعت کا یہ فعل کس حد تک اسلام کے مطابق ہے؟ کیا یہ تبلیغ کی مد میں شامل ہے؟

ج…… معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے، افراد کی اصلاح ہوگی تو معاشرے کی اصلاح ہوگی،

اور جب تک افراد کی اصلاح نہیں ہوتی، اصلاحِ معاشرہ کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ پس جو حضرات بھی افراد سازی کا کام کر رہے ہیں وہ دعوت وتبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔

تبلیغ کا دائرۂ کار تو پورے دِین پر حاوی ہے، مگر نماز دِین کا اوّلین ستون ہے، جب تک نماز کی دعوت نہیں چلے گی اور لوگ نماز پر نہیں آئیں گے، نہ ان میں دِین آئے گا اور نہ ان کی اصلاح ہوگی، اور ہر کام میں سنتِ نبوی کو اپنانے کی دعوت، درحقیقت پورے دِین کی دعوت ہے، کیونکہ سنت ہی دِین کی شاہراہ ہے، اس لئے بلاشبہ نماز اور سنت کی دعوت ہی دِین کی تبلیغ ہے۔

## تبلیغی اجتماعات کی دُعا میں شامل ہونے کے لئے سفر کرنا

س...... تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں وعظ ہوتا ہے، اور اختتام پر بلند آواز سے دُعا ہوتی ہے، ایک دُعا مانگتا ہے اور باقی سب آمین کہتے ہیں، اس پر بڑے بڑے مصارف کرکے دُور دراز سے لوگ سفر کرکے شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کو اجتماع کا اصل مقصد سمجھتے ہیں، اگر کوئی اس میں شریک نہ ہو اور اُٹھ کر چلا جائے تو تصوّر کیا جاتا ہے کہ اس نے اجتماع میں شرکت ہی نہیں کی۔ بندہ بھی اس میں شریک ہونے کا بڑا آرزومند ہوتا ہے اور تلاوتِ قرآن سے اس کو زیادہ باعثِ ثواب سمجھتا ہے، کیا یہ نظریہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... تبلیغی جماعت کے اجتماعات بڑے مفید ہوتے ہیں اور ان میں شرکت باعثِ اَجر و ثواب ہے۔ اختتامِ اجتماع پر جو دُعا ہوتی ہے، وہ موٴثر اور رِقت انگیز ہوتی ہے، اجتماع اور اس دُعا میں شرکت کے لئے سفر باعثِ اجر ہوگا، اِن شاء اللہ۔ قرآنِ کریم کی تلاوت اپنی جگہ بہت اہم اور باعثِ ثواب ہے، دونوں کا تقابل نہ کیا جائے، بلکہ تلاوت بھی کی جائے اور اجتماع میں شرکت بھی کی جائے۔

## عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

س...... عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

ج...... تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کے لئے خاص اُصول وشرائط رکھے ہیں،

ان اُصولوں کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کا تبلیغی جماعت میں جانا بہت ہی ضروری ہے، اس سے دِین کی فکر اپنے اندر بھی پیدا ہوگی اور اُمت میں دِین والے اعمال زندہ ہوں گے۔

## کیا تبلیغ کے لئے پہلے مدرسہ کی تعلیم ضروری ہے؟

س…… بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ''یہ تبلیغ عالموں کا کام ہے، اس میں جو لوگ کچھ نہیں جانتے، ان کو چاہئے کہ وہ پہلے مدرسہ میں جاکر دِین کا کام سیکھ لیں، بعد میں یہ کام کریں، ورنہ ان کی تبلیغ حرام ہے۔'' کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… غلط ہے، جتنی بات مسلمان کو آتی ہو، اس کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ اور تبلیغ میں نکلنے کا مقصد سب سے پہلے خود سیکھنا ہے، اس لئے تبلیغ کے عمل کو بھی چلتا پھرتا مدرسہ سمجھنا چاہئے۔

## لوگوں کو خیر کی طرف بلانا قابلِ قدر ہے لیکن انداز تند نہ ہونا چاہئے

س…… جناب! میں بذاتِ خود نماز پڑھتا ہوں اور دُوسروں کو نماز پڑھنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ لیکن ہمارے ایک صوفی صاحب ہیں، انہوں نے مجھے منع فرماتے ہوئے کہا کہ: ''جناب! آپ کسی کو نماز کے لئے زیادہ سخت الفاظ میں نہ کہا کریں، کیونکہ آپ کے بار بار کہنے کے باوجود دُوسرا آدمی نماز پڑھنے سے انکار کرے تو اس طرح انکار کرنے سے آپ گنہگار ہوتے ہیں۔'' لیکن جناب! میرا مشن تو یہ ہے بھی اور تھا بھی کہ اگر میں کسی کو بار بار کہتا ہوں اور اگر آج وہ انکار کرتا ہے تو کوئی بات نہیں، شاید کل اس کے دِماغ میں میری بات بیٹھ جائے اور وہ نماز شروع کردے۔ میں تو یہاں تک سوچتا ہوں کہ چلو آج نہیں تو میرے مرنے کے بعد میری آوازیں ان کے کانوں میں گونجنے لگیں اور شاید پھر یہ نماز شروع کردیں۔ اس سلسلے میں آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اُمید ہے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں میری پریشانی دُور فرمائیں گے۔

ج…… آپ کا جذبۂ تبلیغ قابلِ قدر ہے، بھولے ہوئے بھائیوں کو خیر کی طرف لانے اور بلانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، لیکن اندازِ گفتگو خیرخواہانہ ہونا چاہئے، سخت اور تند نہیں، تاکہ آپ کے اندازِ گفتگو سے لوگوں میں نماز سے نفرت پیدا نہ ہو۔

## گھر بتائے بغیر تبلیغ پر چلے جانا کیسا ہے؟

س…… بعض لوگ اپنا شہر یا اپنا ملک چھوڑ کر، اپنے اہل و عیال کو یہ بتائے بغیر کہ وہ کہاں جارہے ہیں؟ اور کتنے دن کے لئے جارہے ہیں؟ چپ چاپ نکل جاتے ہیں، اور کسی مقام پر پہنچ کر اپنے گھر والوں کو بذریعہ خط وغیرہ بھی کوئی اطلاع نہیں دیتے، بلکہ اس اجنبی شہر یا ملک کے مسلمانوں کا کلمہ دُرست کرانے اور نماز کی تلقین کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اکثر ان کے اہلِ خانہ کو اس عمل سے پریشانی ہوتی ہے اور خرچ وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے شکایت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ لوگ اس طرح ۵، ۵ یا ۶، ۶ ماہ بلکہ ایک ایک سال باہر گزارتے ہیں، اس کو وہ ''چلّہ'' دینا کہتے ہیں، نیز خود بھی سمجھتے ہیں اور دُوسرے لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ جو جتنا لمبا چلّہ دیتا ہے وہ اتنا ہی کامل مسلمان بن جاتا ہے۔ یہ عمل کہاں تک دُرست ہے؟ اور کتاب و سنت کے مطابق ہے؟ کیا صحابہ کرامؓ نے بھی ایسے چلّے دیئے ہیں؟ عربی میں چلّے کو کیا کہا جائے گا؟ کیونکہ اُردو میں تو چلّہ صرف چالیس دن کا ہوتا ہے، وہ بھی پیر، فقیر اور رُوحانی عامل کسی وظیفہ وغیرہ پڑھنے کی مدّت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

ج…… ایسا بے وقوف تو شاید ہی دُنیا میں کوئی ہو جو سال چھ مہینے کے لئے ملک سے باہر چلا جائے، نہ گھر والوں کو بتائے، نہ وہاں جاکر اطلاع دے، نہ ان کے نان و نفقہ کا سوچے، ایسی فرضی صورتوں پر تو اَحکام جاری نہیں کئے جاتے۔ جہاں تک دِین کے سیکھنے سکھانے کا عمل ہے، یہ مسلمانوں کے ذمے فرض ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دِین بھی ہماری طرح گھروں میں بیٹھے رہتے تو شاید ہم بھی مسلمان نہ ہوتے، نہ آپ کو سوال کی ضرورت ہوتی، نہ کسی کو جواب دینے کی۔ جوان بیبیوں کو چھوڑ کر جو لوگ چند ٹکے کمانے کے لئے سعودیہ، دُبئی، امریکہ چلے جاتے ہیں اور کئی کئی سال تک نہیں لوٹتے، ان کے بارے میں آپ نے کبھی مسئلہ نہیں پوچھا! جو لوگ دِین سیکھنے کے لئے مہینے دو مہینے، چار مہینے کے لئے جاتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کو مسئلہ پوچھنے کا خیال آیا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ گھر کے لوگوں کے نان و نفقہ کا انتظام کرکے آپ بھی چار مہینے کے لئے تو ضرور تشریف لے

جائیں، اس کے بعد آپ مجھے لکھیں، کیونکہ اس وقت آپ جو کچھ تحریر فرمائیں گے، وہ علیٰ وجہ البصیرت ہوگا۔

## ماں باپ کی اجازت کے بغیر تبلیغ میں جانا

س…… اگر مکی مسجد گارڈن کراچی جائیں تو لوگ ''وہابی'' کہتے ہیں، اور دُوسری طرف جانے سے ''بریلوی'' اور ''بدعتی'' ہونے کا خطاب ملتا ہے۔ میرے ناقص مشاہدے میں یہ بیچارے تبلیغی جماعت والے صحیح ہیں، اور میں ہر جمعرات کو جاتا ہوں، مگر یہ میری ناقص فہم میں نہیں آتا کہ ماں باپ بوڑھوں کی بھی رضامندی اور ان کی بھی خدمت فرض ہے، میرا مطلب ہے، جب وقت ہے تو جاؤ، بہت سے تو ماں اگر بیمار ہے تو بھی چلے جاتے ہیں، میں نے دو مرتبہ تین تین دن لگائے ہیں۔ آپ براہِ کرم بتلایئے کہ ان کی اجازت کے بغیر ہم جماعت میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ نے صحیح لکھا ہے کہ یہ اچھے لوگ ہیں، ان کی نقل و حرکت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں انسانوں کی زندگیاں بدل دی ہیں، اس لئے ان لوگوں کے ساتھ جتنا وقت گزرے سعادت ہے۔

رہا یہ کہ والدین کی اجازت کے بغیر جانا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں تفصیل ہے۔ اگر والدین خدمت کے محتاج ہوں اور کوئی دُوسرا خدمت کرنے والا بھی نہ ہو، تب تو ان کو چھوڑ کر ہرگز نہ جانا چاہئے، اور اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں، محض اس وجہ سے روکتے ہیں کہ ان کے دِل میں دِین کی عظمت نہیں، ورنہ اگر یہی لڑکا دُوسرے شہر بلکہ غیرملک میں ملازمت کے لئے جانا چاہے تو والدین بڑی خوشی سے اس کو بھیج دیں گے، کیونکہ دُنیا کی قیمت انہیں معلوم ہے، دِین کی معلوم نہیں، تو ایسی حالت میں تبلیغ میں جانے کے لئے والدین کی رضامندی کوئی شرط نہیں، کیونکہ تبلیغ میں نکلنا درحقیقت ایمان سیکھنے کے لئے ہے، اور ایمان کا سیکھنا اہم ترین فرض ہے۔

## تبلیغی جماعت سے والدین کا اپنی اولاد کو منع کرنا

س…… تبلیغِ دِین کا سلسلہ جیسا کہ آپ کو مجھ سے بہتر علم ہوگا، اگر ہم تبلیغی کاموں میں حصہ لیں لیکن گھر والے اس کام سے اس لئے منع کریں کہ رشتہ داروں میں ان کی ناک کٹ جائے گی، وہ کسی کو منہ دِکھانے کے قابل نہ رہیں گے کہ ان کا لڑکا ''تبلیغی'' ہوگیا ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ کیا اس مبارک کام کو چھوڑ دینا چاہئے؟

ج…… تبلیغ کا کام ہرگز نہ چھوڑیئے، لیکن والدین کی بے ادبی بھی نہ کی جائے، بلکہ نہایت صبر و تحمل سے ان کی کڑوی باتوں کو برداشت کیا جائے۔ یہ لوگ بیچارے دُنیا کی عزّت و منصب کی قدر جانتے ہیں، دِین کی قدر و قیمت نہیں جانتے۔ ضرورت ہے کہ ان کو کسی تدبیر سے یہ سمجھایا جائے کہ دِین کی پابندی عزّت کی چیز ہے اور بے دِینی ذِلت کی چیز ہے۔

## تبلیغ کرنا اور مسجدوں میں پڑاؤ ڈالنا کیسا ہے؟

س…… تبلیغ کا کرنا کیسا ہے؟ اور تبلیغی جماعت کا بستروں سمیت مسجد میں پڑاؤ ڈالنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج…… تبلیغ کے نام سے جو کام ہو رہا ہے، اس کا سب سے بڑا فائدہ خود اپنے اندر دِین میں پختگی پیدا کرنا اور اپنے مسلمان بھائیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقوں کی دعوت دینا ہے۔ تجربہ یہ ہے کہ اپنے ماحول میں رہتے ہوئے آدمی میں دِین کی فکر پیدا نہیں ہوتی، بیسیوں فرائض کا تارک رہتا ہے اور بیسیوں گناہوں میں مبتلا رہتا ہے، عمریں گزر جاتی ہیں مگر کلمہ، نماز بھی صحیح کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ تبلیغ میں نکل کر احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنی عمر غفلت اور بے قدری کی نذر کردی، اور اپنی کتنی قیمتی عمر ضائع کردی۔ اس لئے تبلیغ میں نکلنا بہت ضروری ہے، اور جب تک آدمی اس راستے میں نکل نہ جائے اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چونکہ تبلیغ میں نکلنے سے مقصد دِین کا سیکھنا اور سکھانا ہے، اور دِین کا مرکز مساجد ہیں، اس لئے تبلیغی جماعتوں کا خدا کے گھروں میں اِعتکاف کی نیت سے ٹھہر کر دِین کی محنت کرنا بالکل بجا اور دُرست ہے۔

## ''تبلیغی نصاب'' کی کمزور روایتوں کا مسجد میں پڑھنا

س...... کیا ''تبلیغی نصاب'' میں کچھ حدیثیں کمزور شہادتوں والی بھی ہیں؟ اگر ہیں تو اس کا مسجد اور گھر میں پڑھنا کیسا ہے؟

ج......فضائل میں کمزور روایت بھی قبول کرلی جاتی ہے۔

## تبلیغی جماعت پر اعتراض کرنے والوں کو کیا جواب دیں؟

س......موجودہ دور میں تبلیغی جماعت کام کرتی ہے، ہر کسی کو نماز کی طرف بلانا، تعلیم وغیرہ کرنا، مگر لوگ اکثر مخالفت اس طرح کرتے ہیں کہ یہ جاہل ہیں، اپنی طرف سے چھ باتیں بنائی ہیں، فقط وہی بیان کرتے ہیں۔

ج...... جو لوگ اعتراض کرتے ہیں، ان سے کہا جائے کہ بھائی تین چلّے، ایک چلّہ، دس دن، تین دن جماعت میں نکل کر دیکھو، پھر اپنی رائے کا اظہار کرو، جب تک وقت نہ لگاؤ، اس کام کی حقیقت سمجھ میں نہیں آئے گی، اور کسی چیز کی حقیقت سمجھے بغیر اس کے بارے میں رائے دینا غلط ہوتا ہے۔

## کیا بُرائی میں مبتلا انسان دُوسرے کو نصیحت کرسکتا ہے؟ نیز کسی کو اس کی کوتاہیاں جتانا کیسا ہے؟

س...... میں ایک طالبِ علم ہوں، طالب علم ساتھیوں کی محفل میں شراب اور پھر خودکشی کا تذکرہ چل نکلا، میں نے توبہ کرتے ہوئے کہا کہ شراب ''اُمّ الخبائث'' ہے اور ''خودکشی'' حرام ہے، اس پر ایک طالبِ علم ساتھی نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں؟ میں نے شرمندگی کے ساتھ عرض کیا: نہیں! پھر انہوں نے مجھے اِحساس دِلایا کہ آپ داڑھی بھی مونڈتے ہیں؟ میں نے سرِ تسلیم خم کیا، اس پر موصوف فرمانے لگے کہ: ''جب آپ نماز (فرض ہے) ادا نہیں کرتے جس کے متعلق سب سے پہلے پرسش ہوگی اور داڑھی بھی مونڈتے ہیں تو پھر حرام (شراب اور دیگر معاشرتی بُرائیاں) جن کا درجہ بعد میں آتا ہے، ان کے متعلق کیوں فکرمند ہوتے ہیں؟'' واضح رہے کہ موصوف خود بے نمازی اور کلین شیو ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مرحمت فرما کر ہم تمام دوستوں کی اُلجھن دُور فرمائیں۔

س…… کیا کوئی شخص جو خود ان کوتاہیوں اور گناہوں کا مرتکب ہو رہا ہو، کسی دُوسرے شخص کی وہی کوتاہیاں گنوانے اور نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہے؟

ج…… کسی کو اس کی کوتاہیاں اور بُرائیاں جتانا، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ محض طعن و تشنیع کے طور پر بُرائی کا طعنہ دیا جائے، یہ تو حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، قرآنِ کریم میں اس کی مذمت فرمائی ہے۔ اور دُوسری صورت یہ ہے کہ خیرخواہی کے طور پر اس سے یہ کہا جائے کہ یہ بُرائی چھوڑ دینی چاہئے، یہ نصیحت کرنا ہے، جو بہت اچھا عمل ہے، قرآن و حدیث میں بُرائی سے روکنے کا جگہ جگہ حکم آیا ہے۔ رہا یہ کہ جو شخص خود کسی گناہ میں مبتلا ہو، کیا وہ دُوسروں کو اس گناہ سے منع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دُوسرے کو منع کرسکتا ہے، مگر دُوسرے شخص پر نصیحت کا اثر اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی خود بھی عمل کرے، ایسا شخص جو خود گناہ میں مبتلا ہو، اگر دُوسرے کو نصیحت کرے تو اس کو یوں کہنا چاہئے کہ: ''بھائی! میں خود بھی گنہگار ہوں، اس گناہ میں مبتلا ہوں، آپ خود بھی اس گناہ کو چھوڑ دیں اور میرے لئے بھی دُعا کریں کہ میں اس گندگی سے نکل جاؤں۔''

س…… کیا بے نمازی شخص کو وہ تمام حرام اور ممانعت اختیار کرلینے چاہئیں جن کا درجہ بعد میں آتا ہے، اور جن سے وہ مکمل طور پر پہلو تہی کرتا ہے؟

ج…… ایک جرم دُوسرے جرم کے اور ایک گناہ دُوسرے گناہ کے جواز کی وجہ نہیں بن جاتا۔ جو شخص دُوسرے گناہوں سے بچتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اس کو یہ تو کہا جائے گا کہ: ''جب ماشاء اللہ آپ دُوسرے گناہوں سے بچتے ہیں تو آپ کو ترکِ نماز کے گناہ سے بھی بچنا چاہئے'' مگر یہ کہنا جائز نہیں کہ: ''جب آپ ترکِ نماز کے گناہ سے نہیں بچتے تو دُوسرے گناہوں سے کیوں پرہیز کرتے ہیں؟'' بات یہ ہے کہ جو دُوسرے گناہوں سے بچتا ہے، مگر ایک بڑے گناہ میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو کسی دن اس گناہ سے بچنے کی بھی توفیق عطا فرمادیں گے۔ علاوہ ازیں ہر گناہ ایک مستقل بوجھ ہے، جس کو آدمی اپنے اُوپر لاد رہا ہے،

پس اگر کوئی آدمی کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دُنیا بھر کی گندگیوں کو آدمی سمیٹنا شروع کردے۔

س…… ناصح کا طرزِ عمل اور اندازِ نصیحت دُرست تھا یا غلط؟

ج…… اُوپر کے جوابات سے معلوم ہوگیا ہوگا، ان کا طرزِ عمل قطعاً غلط تھا، اور یہ نصیحت ہی نہیں تھی تو ''اندازِ نصیحت'' کیا ہوگا…؟

## کمپنی سے چھٹی لئے بغیر تبلیغ پر جانا

س…… میں جہاں کام کرتا ہوں، وہاں میرے ساتھ چار اور ساتھی ہیں، عموماً یہ ہوتا ہے کہ ایک ایک ساتھی یا دو دو، دس بارہ دن کے لئے کام پر نہیں آتے ہیں اور حاضری لگتی رہتی ہے، یہ چھٹیاں باری باری ہوتی ہیں، جب میری باری آتی ہے تو میں اکثر دس دن کے لئے تبلیغ پر نکل جاتا ہوں اور حاضری لگتی ہے۔ اب بتائیے کہ یہ میرا تبلیغ کے لئے جانا کیسا ہے؟ کیا اُلٹا گناہ تو نہیں؟ میرے جانے سے کمپنی کو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ مفصل جواب دیجئے، اور میرے جانے کا افسروں کو پتا نہیں چلتا۔

ج…… کمپنی سے رُخصت لئے بغیر غیرحاضری کرنا خیانت ہے، اور اس وقت کو کسی دُوسرے کام میں استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ غیرحاضری کے دنوں کی تنخواہ وصول نہ کیا کریں۔

## امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی شرعی حیثیت

س…… قرآن مجید میں اور احادیثِ مبارکہ میں بھی ایسی کئی احادیثِ مبارکہ ہیں اور ان آیات اور احادیث کا مفہوم اس طرح بنتا ہے کہ مسلمان کے لئے نہ صرف یہ کہ خود نیک عمل کرے بلکہ دُوسروں کو بھی ان کی تلقین کرے، اسی طرح نہ صرف خود بُرے کاموں سے پرہیز کرے بلکہ دُوسروں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دے۔ اس کام کو نہ کرنے پر احادیثِ مبارکہ میں وعیدیں بھی آئی ہیں، سوال یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے، یا فرضِ کفایہ، یا واجب ہے؟ یا کوئی اور شکل یا یہ کہ مختلف صورتوں میں مختلف حکم؟

ج...... مسئلہ بہت تفصیل رکھتا ہے، مختصر یہ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے، دو شرطوں کے ساتھ، ایک یہ کہ یہ شخص مسئلے سے ناواقف ہو، دوم یہ کہ قبول کی توقع غالب ہو، اگر یہ دو شرطیں نہ پائی جائیں تو فرض نہیں، البتہ بشرطِ نفع مستحب ہے اور اگر نفع کے بجائے اندیشہ نقصان کا ہو تو مستحب نہیں۔

س...... آج کل دعوت و تبلیغ کے نام سے مسجدوں میں جو محنت ہو رہی ہے، اور اس سلسلے میں جو اجتماعات ہوتے ہیں، ان میں جڑنا یا شمولیت اختیار کرنا فرض ہے یا اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کے علاوہ یہ کہ میں بہت سے علمائے کرام کی مجالس میں جاتا رہتا ہوں، لیکن انہوں نے کبھی چالیس دن، چار مہینے یا اجتماعات پر زور نہیں دیا بلکہ یہ حضرات اکابرین انفرادی اعمال پر اور زُہد و تقویٰ پر زیادہ زور دیتے ہیں، میری رہنمائی فرمائیں کہ ایک مسلمان کو کس طرح مکمل زندگی گزارنا چاہئے؟

ج...... دعوت و تبلیغ کی جو محنت چل رہی ہے، اس کے دو رُخ ہیں، ایک اپنی اصلاح اور اپنے اندر دِین کی طلب پیدا کرنا، پس جس شخص کو ضروریاتِ دِین سے واقفیت، اپنی اصلاح کی فکر اور بزرگوں سے رابطہ و تعلق ہو، اس کے لئے یہ کافی ہے۔ اور جس شخص کو یہ چیز حاصل نہ ہو، اس کے لئے اس تبلیغ کے کام میں جڑنا بطور بدلیت فرض ہے۔ اور دُوسرا رُخ دُوسروں کی اصلاح کی فکر کرنا ہے، یہ فرضِ کفایہ ہے، جو شخص اس کام میں جڑتا ہے، مستحقِ اَجر ہوگا، اور جتنے لوگ اس کی محنت سے اس کام میں لگیں گے، ان سب کا اَجر اس کے نامۂ عمل میں درج ہوگا، اور جو نہیں جڑتا وہ گناہگار تو نہیں، اس اَجرِ خاص سے البتہ محروم ہے، مگر یہ کہ اس سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہو۔

## تبلیغ کا فریضہ اور گھریلو ذمہ داریاں

س...... بعض حضرات سہ روزہ، عشرہ، چالیس روزہ، چار مہینے یا سال کے لئے اکثر گھربار چھوڑ کر علاقے یا شہر سے باہر جاتے ہیں تاکہ دِین کی بات سیکھیں اور سکھائیں، اکثر لوگ اس کو سنت اور کچھ لوگ اس کو فرض کا درجہ دیتے ہیں۔ ایک عالم صاحب نے کہا ہے کہ یہ سنت ہے، نہ فرض، بلکہ یہ ایک بزرگوں کا طریقہ ہے، تاکہ عام لوگ دِین کی باتیں سمجھیں

اوراس پرعمل کریں۔اس کی حیثیت واضح فرمائیں۔

ج……دعوت وتبلیغ میں نکلنے سے مقصود اپنی اصلاح اور اپنے ایمان اور عمل کو ٹھیک کرنا ہے، اور ایمان کا سیکھنا فرض ہے، تو اس کا ذریعہ بھی فرض ہوگا، البتہ اگر کوئی ایمان کو صحیح کر چکا اور ضروری اعمال میں بھی کوتاہی نہ کرتا ہو تو اس کے لئے فرض کا درجہ نہیں رہے گا۔

س……تبلیغ پر جانے والے کچھ حضرات گھر والوں کا خیال کئے بغیر چلے جاتے ہیں، جس سے ان کے بیوی بچوں وغیرہ کو معاشی پریشانی ہوتی ہے اور انہیں قرض مانگنا پڑتا ہے۔

ج……ان کو چاہئے کہ غیر حاضری کے دنوں کا بندوبست کرکے جائیں، خواہ قرض لے کر، بچوں کو پریشان نہ ہونا پڑے۔

س……اسی طرح کچھ حضرات اکثر اپنے گھر میں بتائے بغیر کچھ لوگوں کو مہمان بنا کر لے آتے ہیں، اور یہ ایک سے زیادہ مرتبہ ہوتا ہے، آج کل کے معاشی حالات میں گھر والے اس طرزِ عمل سے پریشان ہوتے ہیں اور لوگ ان کے متعلق غلط باتیں کرتے ہیں۔

ج……اس میں گھر والوں کی پریشانی کی تو کوئی بات نہیں، جس شخص کے ذمے گھر کے اخراجات ہیں اس کو فکرمند ہونے کی ضرورت ہے۔ غلط باتیں تو لوگ انبیاء واولیاء کے بارے میں بھی مشہور کرتے رہے ہیں، عوام کی باتوں کی طرف التفات کرنا ہی غلط ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟ وہ میں اُوپر ذکر کر چکا ہوں۔

س……اکثر لوگ اسی وجہ سے تعلیمی حلقوں میں جو کہ عشاء کی نماز کے بعد مسجدوں میں ہوتی ہیں، شرکت سے کتراتے ہیں، اور اپنے رشتہ داروں کو بھی روکتے ہیں، کیونکہ ان محفلوں میں سہ روزہ وغیرہ کی دعوت دی جاتی ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے۔

ج……جو لوگ اس سے کتراتے ہیں، وہ اپنا نقصان کرتے ہیں، مرنے کے بعد ان کو پتا چلے گا کہ وہ اپنا کتنا نقصان کرکے گئے اور تبلیغ والے کتنا کما کر گئے…!

## تبلیغ اور جہاد

س……تبلیغ اور جہاد دونوں فرض ہیں، ترجیح کس کو دی جائے گی؟ وضاحت فرمادیں۔

ج…… جہاں صحیح شرائط کے ساتھ جہاد ہو رہا ہو، وہاں جہاد بھی فرضِ کفایہ ہے، اور دعوت و تبلیغ کا کام اپنی جگہ اہم ترین فرض ہے۔ اگر مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کرلیا جائے تو جہاد بھی صحیح طریقے سے ہوسکے گا، اس لئے عام مسلمانوں کو تو تبلیغ کے کام کا مشورہ دیا جائے گا۔ ہاں! جہاں جہاد بالسیف کی ضرورت ہو، وہاں جہاد ضروری ہوگا۔

## کیا تبلیغ میں نکل کر خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ گنا ہے؟

س…… جو تبلیغ والے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکل کر اپنے اُوپر ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ روپے صدقہ کرنے کے برابر ملتا ہے، اور ایک نماز پڑھنے کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں جتنا ملتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔

## تبلیغی جماعت سے متعلق چند سوال

س…… تبلیغی جماعت والے کیسے لوگ ہیں؟

ج…… بہت اچھے لوگ ہیں، اپنے دِین کے لئے مشقت اُٹھاتے ہیں۔

س…… تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکلو، اللہ کے راستے میں ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے، لیکن میں نے سنا ہے کہ یہ ثواب جہاد فی سبیل اللہ میں ہے؟

ج…… تبلیغی کام بھی جہاد فی سبیل اللہ کے حکم میں ہے۔

س…… تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ انفرادی عمل سے اجتماعی عمل افضل ہے۔

ج…… اجتماعی کام میں شریک ہونا چاہئے، لیکن دُوسرے وقت میں اپنے انفرادی اعمال کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

## ''فضائلِ اعمال'' پر چند شبہات کا جواب

س…… ایک دوست انڈیا سے کتاب لائے ہیں: ''تبلیغی نصاب، ایک مطالعہ'' تابش مہدی صاحب نے تحریر کی ہے، ان کی دعوت یہ ہے کہ ''تبلیغی نصاب'' میں موضوع، ضعیف اور

عقل سے بعید، کتاب وسنت کی تعلیمات کے برعکس واقعات اور سب کچھ ہی اس تبلیغی نصاب میں موجود ہے۔اور شیخ الحدیثؒ نے عربی میں احادیث لکھ دی ہیں اور عربی ہی میں بتادیا کہ یہ روایت موضوع ہے، ضعیف ہے یا مردود۔ مگر اُردو میں یہ نہیں لکھا جو بے ایمانی میں آتی ہے۔اور گزارش کی ہے کہ علمائے دیوبند اس کتاب سے ایسی احادیث اور حکایات و خواب دُور کردیں جو اسلامی مزاج سے میل نہیں کھاتی ہیں، اور یہ کتاب صرف رضائے الٰہی کے لئے اور گمراہیت سے بچانے کے لئے ہی لکھی ہے۔اسی کتاب میں لکھا ہے کہ دیوبند کے بڑے بڑے اکابر بھی شیخ الحدیثؒ کی اس کتاب سے واقف ہیں اور ان کی حیات میں جب بھی اکابرینِ دیوبند سے کہا گیا تو جواب یہ ملا کہ: ''اگر تبلیغی نصاب کی مندرجہ بالا غلطیوں پر تنقید کی گئی تو شیخ الحدیثؒ ناراض ہوجائیں گے'' اور یہ بات شرع سے ہٹ کر تھی، اس لئے تابش مہدی صاحب نے جو کہ مدیر ''الایمان'' دیوبند ہیں، یا تھے، اس طرف توجہ فرمائی اور ہمت کی، وغیرہ وغیرہ۔آج اسی کتاب کی بدولت بہت سے دوست جو کہ پہلے بھی کچھ اس جماعت سے متنفر تھے، اب تو ایک ہتھیار ان کے ہاتھ ہے، حق بات، حق ہی ہوتی ہے، (بشرطیکہ حق کی تفصیل وہ جانتا ہو)، میں یہ صلاحیت نہیں رکھتا، اس لئے حضرت کی خدمت میں یہ چند چیزیں عرض کرتا ہوں۔

ا:...... ''تحریفِ قرآن کا عظیم نمونہ'' کے تحت جو کچھ لکھا ہے، خلاصہ لکھ دیتا ہوں۔ قرآنِ حکیم کی کسی بھی آیت یا جملے کا وہ مفہوم اخذ کرنا جو منشائے خداوندی کے برعکس ہو، تحریف کہلاتا ہے، اور جس نے قرآنِ حکیم میں تحریف کی، گویا اسلام کی بنیاد ہلادی، اور ایسے شخص کا تعلق اسلام سے کس حد تک قائم رہ سکتا ہے؟ قارئین واقف ہیں کہ سورۂ قمر کی آیت: ''ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدّکر'' کا ترجمہ ہر عالم نے وہی کیا ہے جو منشائے خداوندی ہے، اس کے بعد مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الہندؒ، مولانا شاہ رفیع الدینؒ، مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا ترجمہ پیش کیا، پھر شیخ سعدیؒ و شاہ ولی اللہؒ کا ترجمہ پیش کیا گیا، ایک ترجمہ لکھ دیتا ہوں: ''تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت پکڑنے کے لئے آسان کردیا ہے، پھر ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا'' فضائلِ قرآن ص:۵۴ پر ہے۔اصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ

شریف کا حفظ یاد ہوجانا درحقیقت یہ خود قرآن شریف کا ایک کھلا معجزہ ہے، ورنہ اس سے آدھی، تہائی مقدار کی کتاب بھی یاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ قریب بہ محال ہے، اس وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے اس کے یاد ہوجانے کو سورۂ قمر میں بطور احسان ذکر فرمایا، اور بار بار اس پر تنبیہ فرمائی، آیت کا ترجمہ: ''ہم نے کلامِ پاک کو حفظ کرنے کے لئے سہل کر رکھا ہے، کوئی ہے حفظ کرنے والا۔'' (فضائل اعمال ص:۲۶۰)

۲:...... حضرت شیخ الحدیثؒ کے والد اور حضرت حسینؓ کے تحت ہے: سیّد السادات حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ سے بھی ایک سال چھوٹے تھے، اس لئے ان کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت اور بھی کم تھی، یعنی چھ برس اور چند مہینے کی، چھ برس کا بچہ کیا دِین کی باتوں کو محفوظ کرسکتا ہے؟ لیکن اِمام حسینؓ کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں، محدثین نے انہیں اس جماعت میں شمار کیا ہے جن سے آٹھ حدیثیں منقول ہیں۔

حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۶۳ میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے فائدہ کے تحت یہ بتایا ہے کہ اس قسم کے ذہانتی واقعات حضرت حسینؓ ہی نہیں، دُوسرے بہت سے صحابہؓ کی زندگیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پھر فائدے کے ضمن میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس سے بھی زیادہ قابلِ ذکر ذہانت کا تذکرہ بایں انداز فرمایا ہے: ''میں نے اپنے والد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ سے بھی بار بار سنا ہے اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب کا جب دُودھ چھڑایا گیا تو پاؤ پارہ حفظ ہوچکا تھا، اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہوچکا تھا، اور اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے مخفی فارسی کا بھی معتد بہ حصہ بوستان، گلستان، سکندرنامہ وغیرہ بھی پڑھ چکے تھے۔ (ایضاً ص:۱۶۴)

ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مؤلفؒ نے کس سادگی اور حکمت کے ساتھ اپنے باپ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دُوسرے صحابہؓ اکابر پر فوقیت دے دی، اگر حضرت حسینؓ نے چھ برس کی عمر میں چند حدیثیں یاد کرلیں تو کون سی قابلِ ذکر بات ہوگئی، اس قسم کی ذہانتیں تو دُوسرے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں، مگر باعثِ حیرت بات تو یہ ہے کہ حضرت شیخؒ کے والد

نے ماں کا دُودھ چھوڑنے سے قبل ہی پاؤ پارہ حفظ کرلیا جبکہ بچے اس عمر میں بول بھی مشکل پاتے ہیں، یہ واقعہ بیان کرکے مؤلفِ محترم نے اپنے والد کو نہ صرف یہ کہ صحابہ کرامؓ پر فوقیت دے دی بلکہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام سے بھی آگے بڑھا دیا، اس قسم کے واقعات تو ان کی زندگیوں میں شاذ و نادر ہی ملیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی گود میں محض چند ہی الفاظ بول سکے تھے، جبکہ یہاں پاؤ پارہ حفظ کا ذکر ہے۔

۳:...... ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عظیم بہتان'' کے تحت ہے: خون کو خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ کسی کا بھی خون ہو، ارشادِ خداوندی ہے: ''انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر'' (النحل:۱۱۵) سورۂ بقرہ آیت:۱۷۳ اور سورۃ المائدۃ آیت:۳ میں بھی یہ حکم من و عن موجود ہے، یہ ایک مُسلَّمہ اُصول ہے کہ جس معاملے میں قرآن یا حدیث کا صریح حکم موجود ہو، اس میں کسی قسم کی تأویل و منطق کی گنجائش نہیں باقی رہتی۔ لہٰذا قرآن کی رُو سے خون ہمیشہ ہمیشہ اور ہر فردِ بشر کے لئے حرام ہے، اب اگر اپنی مرضی سے کوئی اسے جائز قرار دیتا ہے تو گویا وہ خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ان معروضات کے بعد شیخ الحدیثؒ کی ایک کاوشِ فکر ملاحظہ فرمائیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں، وہ گئے اور آکر عرض کیا کہ دبا دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کہاں؟ عرض کیا: میں نے پی لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بدن میں میرا خون جائے گا، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی۔

(حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۳)

لگے ہاتھوں اسی مضمون کی دُوسری روایت بھی ملاحظہ ہو۔

اُحد کی لڑائی میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور یا سر مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تھے .... الخ، تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد مالک بن سنان نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا.... الخ۔ (حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۳)

دُوسری روایت میں نے صرف اشارے کے طور پر لکھ دی ہے، پوری نہیں لکھی۔

ایک ہی مضمون کی یہ دو منقولہ روایتیں ہیں، ایک خمیس کے حوالے سے، اور دُوسری قرۃ العیون کے حوالے سے، یہ دونوں کتابیں اہلِ علم کے نزدیک ''میلادِ اکبر''، ''میلادِ گوہر'' یا ''یوسف زلیخا'' اور ''جنگ زیتون'' جیسی غیر مستند اور گمراہ کن ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی خلافِ شریعت حرکت کوئی صحابیٔ رسول دانستہ ہرگز ہرگز نہیں کرسکتا، ایسے خون کا حرام ہونا قرآن مجید میں صریح طور پر موجود ہے، لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے بادلِ نخواستہ یہ فرض ہی کرلیا جائے کہ حضرت ابنِ زبیر اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہما نے محبت میں آکر اپنے محبوب کا خون پی لیا ہوگا، اگرچہ دِل اس کے لئے بھی آمادہ نہیں ہے، مگر یہ بات کس طرح مان لی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کو اس خلافِ قرآن عمل سے روکنے یا منع کرنے کے بجائے انہیں دوزخ سے خلاصی کی خوشخبری دے دی اور یہ کہہ کر کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی، آئندہ کے لئے اجازت بلکہ ترغیب دی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول تھے، نبی و رسول کا ایک ایک سانس اس کی شریعت کا نمائندہ ہوتا ہے، نبی کی زبان سے نکلی ہوئی بات شریعت بن جاتی ہے، اس لئے ایسی عظیم ہستی کی طرف اس قسم کی غلط بات کا انتساب حد درجہ ناجائز اور نادُرست ہے، ان سب کے علاوہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافتِ طبعی بھی اس روایت کی تکذیب کرتی ہے۔

غالباً حضرت شیخ الحدیثؒ کی نظر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ضرور گزری ہوگی: ''من کذب علیّ متعمّدًا فلیتبوأ مقعدہ من النّار'' بلاشبہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے یہ بے سند روایت بیان کرکے رسول پر ایک عظیم اِتہام کا ارتکاب کیا ہے، پھر فائدہ کے نوٹ میں لکھا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں، اس لئے اس میں کوئی اِشکال نہیں۔ (حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۲) لیکن موصوف مرحوم نے یہ نہ بتایا کہ انہیں یہ بات کہاں سے ملی؟ براہِ راست قرآن میں موجود ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟ یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عملاً اس کا ثبوت دیا؟ آگے لکھا ہے: خیر! محترم شیخ الحدیثؒ تو اس دُنیا میں نہیں رہے، ان کے خلفاء ہی کی خدمت میں

التماس ہے کہ وہ کسی مستند حوالے سے کم از کم ایسے کسی ایک ہی صحابی کی نشاندہی فرمائیں جس نے آپ کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ نوشِ جاں فرماکر اُمت کے لئے حلال اور پاک ہونے کا ثبوت دیا ہو، میں ان کا بے حد ممنون و متشکر ہوں گا۔

۴:...... ''یہ اعجوبے'' کے تحت میں، میں ایک ہی بات نقل کرتا ہوں، فضائل صدقات ص:۷۲۴ پر ایک بزرگ کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ روزانہ ۱۰۰۰ رکعتیں کھڑے ہوکر، ۱۰۰۰ بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، جبکہ ایک رکعت فی منٹ کے حساب اس طرح ۳۳ گھنٹوں میں ممکن ہے، اور شب و روز میں کل ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں، آخر مزید ۹ گھنٹے کہاں سے آئے؟ جواب کا منتظر رہوں گا۔ مہتاب احمد، سلطنت عمان

ج......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

تابش مہدی کی یہ کتاب کئی سال پہلے نظر سے گزری تھی، اور بعض احباب کے اصرار پر یہ داعیہ بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا کہ اس کا جواب لکھا جائے، لیکن کتاب کے مطالعے کے بعد معلوم ہوا کہ کتاب کا مصنف نہ تو علمِ حدیث کے فن سے واقف ہے، اور نہ دیگر اسلامی علوم پر اس کی نظر ہے، اس بے چارے کے علم و فہم کا حدودِ اَربعہ کچھ اُردو کتب و رسائل کا سطحی مطالعہ ہے، اور بس...! ایسے شخص کی تردید کے درپے ہونا محض اضاعتِ وقت ہے۔

دُوسری طرف حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے رسائل کو حق تعالیٰ شانہ نے ایسی مقبولیت عطا فرما رکھی ہے کہ دُنیا بھر کی مختلف زبانوں میں ان رسائل کا مذاکرہ ہو رہا ہے، اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں شاید ایک لمحہ بھی ایسا نہ گزرتا ہوگا، جس میں دُنیا کے کسی نہ کسی خطے میں ان رسائل کے سننے سنانے کا شغل جاری نہ رہتا ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ مقبولیت محض من جانب اللہ ہے، کسی انسان کی سعی و کسب کا نتیجہ نہیں۔ پس جبکہ حضرت مصنفؒ کے اِخلاص و للّٰہیت کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے ان کتابوں کو ایسی خارقِ عادت مقبولیت عطا فرما رکھی ہے تو تابش مہدی جیسے لوگوں کی سطحی تنقید سے ان کا کیا بگڑتا ہے؟

علاوہ ازیں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جس شخصیت کو من جانب اللہ شرفِ

قبولیت کا جامہ پہنایا جاتا ہے، کچھ لوگ ایسی شخصیت کی پوستین دری اور اس پر بے جا تنقید کو اپنا محبوب مشغلہ بنالیتے ہیں، اس قانون سے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا، وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ."

(الأنعام:۱۱۲)

ترجمہ:......"اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دُشمن بہت سے شیطان پیدا کئے، کچھ آدمی اور کچھ جنّ، جن میں سے بعضے دُوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکے میں ڈال دیں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کرسکتے، سو ان لوگوں اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور یہ چیز ان اکابر کے رفعِ درجات کا ذریعہ ہے، جیسا کہ شیعہ کے اتہامات آج تک حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے رفعِ درجات کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ اس سنت اللہ کے مطابق حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے مقابلے میں بھی تابش مہدی جیسے لوگوں کا وجود ضروری تھا، اب اگر تابش مہدی کے تمام الزامات کا معقول اور مدلل جواب بھی لکھ دیا جائے تب بھی ان صاحب کو "رُجوع" کرنے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی توفیق نہیں ہوگی، بلکہ شیطان ان کو نئے نئے نکتے تلقین کرتا رہے گا۔

الغرض! ان وجوہ و اسباب کی بنا پر تابش مہدی کے تنقیدی رسالے کا جواب لکھنا غیرضروری بلکہ کارِ عبث معلوم ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا گرامی نامہ بھی کئی مہینوں سے رکھا ہے، لیکن اس کا جواب دینے کو جی نہ چاہا، آج آپ کی خاطر دِل پر جبر کرکے قلم ہاتھ میں لیا ہے، کوشش کروں گا کہ آپ کے چار سوالوں کا جواب گو مختصر ہو، مگر شافی ہو تاکہ آپ کی

پریشانی دُور ہوجائے۔

ا:......تحریفِ قرآن کا الزام:

سورہ قمر کی آیت:۲۲ ”وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ“ کا جو ترجمہ حضرتِ شیخ نوّراللہ مرقدہٗ نے ”فضائلِ قرآن“ میں کیا ہے، یعنی: ”ہم نے کلامِ پاک کو حفظ کرنے کے لئے سہل کر رکھا ہے، کوئی ہے حفظ کرنے والا؟“

تابش مہدی اپنے محدود سطحی مطالعے کی بنا پر اس کے بارے میں تحریفِ قرآن کا ”فتویٰ“ صادر فرماتے ہیں، کیونکہ یہ ترجمہ عام اُردو تراجم کے خلاف ہے، اگر ان کو مستند عربی تفاسیر کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ حضرتِ شیخ نوّراللہ مرقدہٗ کا بیان کردہ بھی صحیح ہے اور یہ بھی سلف صالحین سے منقول ہے، کیونکہ اس آیتِ کریمہ کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں، اور اپنی جگہ دونوں صحیح ہیں۔

ایک یہ کہ: ”ہم نے قرآن کو حفظ کے لئے آسان کردیا ہے۔“

اور دُوسرا یہ کہ: ”ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔“

بعض اکابر نے دونوں مفہوم نقل کردیئے ہیں، اور بعض نے صرف ایک کو اختیار فرمایا ہے، اور بعض نے دونوں کو ذکر کرکے ایک کو ترجیح دی ہے، جو مفہوم حضرتِ شیخ نوّراللہ مرقدہٗ نے اختیار کیا ہے، اس کے لئے چند تفاسیر کے حوالے ذکر کردینا کافی ہے۔

ا:......تفسیر جلالین میں ہے:

”سهّلناه للحفظ أو هيّاناه للتذكر.“

ترجمہ:......”ہم نے اس کو آسان کردیا ہے حفظ کے لئے، یا مہیا کر رکھا ہے نصیحت حاصل کرنے کے لئے۔“

۲:......تفسیر کشاف میں ہے:

”أى سهّلناه للادّكار والاتّعاظ ..... وقيل: ولقد سهّلناه للحفظ وأعنّا عليه من أراد حفظه، فهل من طالب لحفظ ليعان عليه .... ويروى أن كتب أهل



فہرست

الأديان نحو التوراة والانجيل لا يتلوها أهلها الا نظرًا، ولا يحفظونها ظاهراً كما القرآن." (ج:۴ ص:۴۳۵)

ترجمہ:...... "ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر رکھا ہے..... اور کہا گیا ہے کہ ہم نے اس کو حفظ کرنے کے لئے آسان کر رکھا ہے، اور جو شخص اس کو حفظ کرنا چاہے اس کی اعانت اپنے ذمے لے رکھی ہے، پس ہے کوئی اس کے حفظ کرنے والا کہ اس کی مدد کی جائے؟ مروی ہے کہ پہلے ادیان کے لوگ اپنی کتابیں ناظرہ پڑھ سکتے تھے، قرآن کی طرح حفظ نہیں پڑھ سکتے تھے۔"

۳:...... اِمام ابنِ جوزیؒ زادالمسیر میں لکھتے ہیں:

"﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ﴾ أى سهّلناه ﴿لِلذِّكْرِ﴾ أى للحفظ والقراءة ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أى من ذاكر يذكره ويقرأه، والمعنى هو الحث علٰى قراءته وتعلمه، قال سعيد ابن جبير: ليس من كتب الله كتاب يقرأ كلّه ظاهرًا الا القرآن." (زادالمسیر ج:۸ ص:۹۴، ۹۵)

ترجمہ:...... "اور ہم نے آسان کردیا قرآن کو ذکر کرکے، یعنی حفظ و قرأت کے لئے، پس کیا ہے کوئی یاد کرنے والا، جو اس کو یاد کرے اور پڑھے؟ اور مقصود قرآنِ کریم کی قرأت اور اس کے سیکھنے کی ترغیب دِلانا ہے۔ سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ: قرآنِ کریم کے سوا کتبِ اِلٰہیہ میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو پوری کی پوری حفظ پڑھی جاتی ہو۔"

اِمام ابنِ جوزیؒ نے صرف وہی مفہوم اختیار کیا ہے جو حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے "فضائلِ قرآن" میں ذکر فرمایا۔

۴:.....تفسیر قرطبی میں ہے:

"أی سهّلناه للحفظ وأعنّا علیه من أراد حفظه فهل من طالب لحفظه فیعان علیه .... وقال سعید بن جبیر: لیس من کتب الله کتاب یقرأ کله ظاهرًا الا القرآن."
(ج:۱۷ ص:۱۳۴)

ترجمہ:....."یعنی ہم نے اس کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے اور جو شخص اس کو حفظ کرنا چاہے اس کی اعانت کی ہے، پس کیا کوئی اس کو حفظ کرنے کا طالب ہے کہ اس کی اعانت کی جائے؟ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: کتبِ الٰہیہ میں قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں جو پوری حفظ پڑھی جاتی ہو۔"

اِمام قرطبیؒ نے بھی صرف اسی مفہوم کو لیا ہے۔

۵:.....تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

"أی سهّلناه لفظه، ویسرنا معناه لمن أراد لیتذکّر الناس .... قال مجاهد: ﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ﴾ یعنی هوّنا قراءته، وقال السدّی: یسرنا تلاوته علی الألسن، وقال الضحاک: قال ابن عباس رضی الله عنه: لو لا أن الله یسّره علٰی لسان الآدمیین ما استطاع أحد من الخلق أن یتکلم بکلام الله عزّ وجلّ وقوله: ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ أی فهل من متذکر بهٰذا القرآن الذی یسّر الله حفظه ومعناه."
(مختصر تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۴۱۰)

ترجمہ:....."یعنی جو شخص قرآن کو حاصل کرنا چاہے ہم نے اس کے لئے اس کے الفاظ کو سہل اور اس کے معنی کو آسان کردیا ہے، تاکہ لوگ غور کریں..... اِمامِ تفسیر مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ: "ہم نے

قرآن کو آسان کردیا ہے یاد کے لئے"، یعنی اس کے پڑھنے کو آسان کردیا ہے۔ سدیؒ کہتے ہیں کہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کی تلاوت کو زبانوں پر آسان کردیا ہے۔ اور ضحاکؒ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی زبانوں پر اس قرآن کو آسان نہ کردیا ہوتا تو مخلوق میں سے کوئی بھی کلامِ اِلٰہی کو زبان سے ادا نہ کرسکتا۔" "فَهَلْ مِنْ مُّـدَّكِرٍ" یعنی کیا کوئی اس قرآن کے ساتھ نصیحت حاصل کرنے والا ہے جس کے حفظ و معنی کو اللہ تعالیٰ نے آسان کردیا ہے، (اور آگے ابنِ شوذبؒ، مطرورّاقؒ اور قتادہؒ سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے)۔"

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ جو مفہوم حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ذکر فرمایا، وہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے اِمام مجاہد، قتادہ، ضحاک، مطرورّاق اور سدی رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

۶:...... تفسیر البحر المحیط میں ہے:

"أی للادّکار والاتّعاظ .... وقیل: للذکر للحفظ، أی سھّلناہ للحفظ ..... وقال ابن جبیر: لم یستظھر شیء من الکتب الالٰھیة غیر القرآن."

ترجمہ:...... "یعنی ہم نے قرآن کو نصیحت کرنے کے لئے آسان کردیا ہے..... اور کہا گیا ہے کہ ذکر سے مراد حفظ ہے، یعنی ہم نے اس کو حفظ کے لئے آسان کردیا ہے..... ابنِ جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: قرآن کے سوا کتبِ اِلٰہیہ میں سے کوئی کتاب حفظ نہیں کی گئی۔"

۷:...... تفسیر رُوح المعانی میں ہے:

"للذکر أی للتذکر والاتّعاظ ..... وقیل: المعنی سھّلنا القرآن للحفظ ..... فھل من طالب

لحفظه ليعان عليه؟ ومن هنا قال ابن جبير: لم يستظهر شيء من الكتب الالٰهية غير القرآن، وأخرج ابن المنذر وجماعة عن مجاهد أنه قال: يسّرنا القرآن هوّنا قراءته.‘‘

ترجمہ:......’’ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے یعنی نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے.....اور کہا گیا ہے کہ: آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے.....پس کیا کوئی اس کے حفظ کرنے کا طالب ہے کہ حفظ کرنے کے لئے اس کی اعانت کی جائے۔ اسی بنا پر سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: کتبِ الٰہیہ میں قرآن کے علاوہ کوئی کتاب حفظ نہیں کی گئی۔ ابنِ منذرؒ اور ایک جماعت نے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے قرآن کو سہل کر رکھا ہے، یعنی ہم نے اس کی قرأت کو آسان کر رکھا ہے۔‘‘

۸:......تفسیر مظہری میں ہے:

’’أی للادّكار والاتّعاظ بأن ذكرنا فيه أنواع المواعظ والعبر والوعيد وأحوال الأمم السابقة، والمعنى يسّرنا القرآن للحفظ بالاختصار وعذوبة اللفظ.‘‘

ترجمہ:......’’یعنی ہم نے قرآن کو آسان کردیا ہے نصیحت حاصل کرنے کے لئے بایں طور کہ ہم نے اس میں انواع واقسام کی نصیحتیں، عبرتیں، وعیدیں اور گزشتہ اُمتوں کے حالات ذکر کردیئے ہیں، یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو اِختصار اور الفاظ کی شیرینی کے ذریعہ حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔‘‘

۹:......تفسیر بغوی میں ہے:

’’﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا﴾ سهّلنا ﴿الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ﴾ ليتذكر


فہرست

ویعتبر بہ، وقال سعید بن جبیر: یسّرناہ للحفظ والقراءۃ، ولیس شیء من کتب اللہ یقرأ کلّہ ظاھرًا الا القرآن."

ترجمہ:...... "اور ہم نے قرآن کو سہل کر رکھا ہے ذکر کے لئے، تاکہ اس کے ذریعہ نصیحت وعبرت حاصل کی جائے، اور سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: ہم نے اس کو حفظ وقرأت کے لئے آسان کر رکھا ہے، اور کتبِ الٰہیہ میں قرآنِ کریم کے علاوہ اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس کو حفظ کیا جاتا ہو۔"

۱۰:...... تفسیر کبیر میں ہے:

"ثم قال تعالٰی: ﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ وفیہ وجوہ، الأوّل: للحفظ، فیمکن حفظہ ویسھل، ولم یکن شیء من کتب اللہ تعالٰی یحفظ علٰی ظھر القلب غیر القرآن، وقولہ تعالٰی: ﴿فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ أی ھل من یحفظہ ویتلوہ؟"

ترجمہ:...... "پھر فرمایا: "اور ہم نے قرآن کو آسان کر رکھا ہے، پس کیا ہے کوئی یاد کرنے والا؟" اس میں کئی وجوہ ہیں، اوّل یہ کہ ذکر کے لئے، سے مراد ہے: "حفظ کرنے کے لئے" پس اس کا حفظ کرنا ممکن اور سہل ہے، اور کتبِ الٰہیہ میں قرآن کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں جو زبانی حفظ کی جاتی ہو۔ اور ارشادِ خداوندی "فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ" کا مطلب یہ ہے کہ ہے کوئی جو اس کو حفظ کرے اور اس کی تلاوت کرے؟"

مندرجہ بالا حوالوں سے واضح ہوا ہوگا کہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے ذکر کردہ مفہوم کو نہ صرف یہ کہ اکابر مفسرین نے ذکر کیا ہے، بلکہ بہت سے اکابر نے تو یہی مفہوم بیان فرمایا ہے، اور اس مفہوم کے بیان کرنے والوں میں نام آتے ہیں: حضرت ترجمان القرآن


فہرست

عبداللہ بن عباسؓ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت قتادہؒ اور مطر ورّاق جیسے اکابر صحابہؓ و تابعینؒ کے۔ لیکن تابش مہدی صاحب کے نزدیک یہ مفہوم بیان کرنا قرآنِ کریم کی تحریف ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

اس وضاحت کے بعد تابش مہدی سے دریافت کیا جائے کہ کیا ان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور ایک جلیل القدر محدث اور عارفِ ربانی پر تحریف کا الزام واپس لینے کی توفیق ہوگی؟ اور کیا ان کے خیال میں مندرجہ بالا اکابر مفسرین سب کے سب قرآن کی تحریف کرنے والے تھے؟ نعوذ باللہ من الجہل والغباوۃ!

## ۲:......اپنے والد کو حضراتِ صحابہؓ پر فوقیت دینے کی تہمت

حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچپن کی یادداشت کے جو واقعات لکھے ہیں، ان کے تحت یہ فائدہ درج فرمایا ہے:

> ''بچپن کا زمانہ حافظے کی قوّت کا زمانہ ہوتا ہے، اس وقت کا یاد کیا ہوا کبھی بھی نہیں بھولتا، ایسے وقت میں اگر قرآن پاک حفظ کرادیا جائے تو نہ کوئی دِقت ہو، نہ وقت خرچ ہو۔''

اور پھر اس فائدہ کی وضاحت کے لئے اپنے والد ماجدؒ کا قصہ ذکر فرمایا ہے، اس کے آخر میں لکھتے ہیں:

> ''یہ پُرانے زمانے کا قصہ نہیں ہے، اسی صدی کا واقعہ ہے، لہٰذا یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ صحابہؓ جیسے قویٰ اور ہمتیں اب کہاں سے لائی جائیں؟''

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ فائدہ میں جو بچپن کے اندر قرآنِ کریم حفظ کرانے کی ترغیب دی گئی تھی کہ اس کی تائید کے لئے والد ماجدؒ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

''حکایاتِ صحابہؓ'' جب سے تألیف ہوئی ہے، اس کو بلا مبالغہ کروڑوں انسانوں نے پڑھا سنا ہوگا، لیکن اس واقعے کے سیاق و سباق سے یہ خبیث مضمون کبھی کسی کے ذہن میں نہیں آیا، جو تابش مہدی نے اخذ کیا ہے، جو مضمون نہ مصنف کے ذہن میں ہو، نہ اس کی

سیاق وسباق سے اخذ کیا جاسکتا ہو، اور نہ اس کے لاکھوں قاریوں کے حاشیۂ خیال میں بھی گزرا ہو، اس کو مصنف کی طرف منسوب کرنا، آپ ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ دیانت وامانت کی کون سی قسم ہے؟

اور حضرتِ شیخؒ کے والد ماجدؒ کے واقعے کا سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرنا بھی حماقت وغباوت کی حد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ولادت کے ابتدائی اَیام کا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے کہ پیدائش کے بعد حضرت مریم رضی اللہ عنہا بچے کو اُٹھائے ہوئے قوم میں آئیں، لوگوں نے دیکھتے ہی چہ میگوئیاں شروع کیں اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بارے میں ناشائستہ الفاظ کہے، ان کے جواب میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے بچے کی طرف اشارہ کردیا، تب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا، وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا أَیْنَ مَا کُنْتُ وَأَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا، وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا، وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ أَمُوْتُ وَیَوْمَ أُبْعَثُ حَیًّا۔''

(مریم:۳۳)

ترجمہ:...... ''وہ بچہ (خود ہی) بول اُٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب (یعنی اِنجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنادے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا، میں جہاں کہیں بھی ہوں، اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دُنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا، اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا، اور جس روز مروں گا، اور جس روز (قیامت) میں زندہ کرکے اُٹھایا جاؤں گا۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

کہاں طفل یک روزہ کا ایسی فصیح و بلیغ تقریر کرنا، اور کہاں دو سال کے بچے کا قرآنِ کریم کی چند سورتیں یاد کرلینا! کیا ان دونوں کے درمیان کوئی مناسبت ہے...؟

تابش مہدی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، لیکن اہلِ عقل جانتے ہیں کہ ڈیڑھ سال کا بچہ عموماً بولنے لگتا ہے، اب اگر چھ مہینے کی طویل مدّت میں حضرتِ شیخ نوّراللہ مرقدہٗ کے والد ماجدؒ نے پاؤ پارہ یاد کرلیا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ اور اس کا موازنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزۂ تکلم فی المہد سے کرنا تابش مہدی جیسے غیر معمولی ''ذہین'' لوگوں ہی کا کام ہوسکتا ہے، ورنہ کون عقل مند ہوگا جو دو ڈھائی سالہ بچے کے چند چھوٹی سورتیں یاد کرلینے کو ایک خارقِ عادت واقعہ اور معجزۂ عیسوی سے بالاتر اُعجوبہ سمجھنے لگے...؟

## ۳:......حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کا واقعہ

تیسرے سوال کے تحت تابش مہدی نے جو کچھ لکھا ہے، اس کا تجزیہ کیا جائے تو دو بحثیں نکلتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ابنِ زبیر اور ملک بن سنان رضی اللہ عنہما کے جو واقعات حضرتِ شیخ نوّراللہ مرقدہٗ نے ذکر فرمائے ہیں، وہ مستند ہیں یا نہیں؟ دُوسری بحث یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کا کیا حکم ہے، وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

جہاں تک پہلی بحث کا تعلق ہے، اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ دونوں واقعے مستند ہیں، اور حدیث کی کتابوں میں سند کے ساتھ روایت کئے گئے ہیں۔

چنانچہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ متعدّد سندوں کے ساتھ متعدّد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے، حوالے کے لئے درج ذیل کتابوں کی مراجعت کی جائے:

مستدرک حاکم (ج:۳ ص:۵۵۴)، حلیۃ الاولیاء (ج:۱ ص:۳۳۰)، سننِ کبریٰ بیہقی (ج:۷ ص:۶۷)، کنز العمال بروایت ابنِ عساکر (ج:۱۳ ص:۶۴۹)، مجمع الزوائد بروایت طبرانی و بزار (ج:۸ ص:۲۷۰)، الاصابہ بروایت ابویعلیٰ والبیہقی فی الدلائل (ج:۲ ص:۳۱۰)، سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ (ج:۳ ص:۳۶۶)، الخصائص الکبریٰ (ج:۲ ص:۲۵۲)۔

اب اس واقعے کے ثبوت کے بارے میں چند اکابر محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

اِمام بیہقی رحمہ اللہ سننِ کبریٰ (ج:۷ ص:۶۷) میں اس واقعے کو حضرت عبداللہ

بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قال الشیخ رحمه الله: وروی ذٰلک من وجه آخر عن أسماء بنت أبی بکر وعن سلمان فی شرب ابن الزبیر رضی الله عنهم دمه."

ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پی جانے کا واقعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے بھی متعدّد اسانید سے مروی ہے۔''

حافظ نورالدین ہیثمیؒ مجمع الزوائد (ج:۸ ص:۲۷۰) میں اس واقعے کو خصائصِ نبوی کے باب میں درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رواه الطبرانی والبزّار ورجال البزّار رجال الصحیح غیر هنید بن القاسم وهو ثقة."

ترجمہ:...... ''یہ طبرانی اور بزار کی روایت ہے، اور بزار کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں، سوائے ہنید بن القاسم کے، اور وہ بھی ثقہ ہیں۔''

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے تلخیص مستدرک (ج:۳ ص:۵۵۴) میں اس پر سکوت کیا ہے، اور سیر اعلام النبلاء (ج:۳ ص:۳۶۶) میں لکھتے ہیں:

"رواه أبو یعلٰی فی مسنده وما علمت فی هنید جرحةً."

ترجمہ:...... ''یہ حدیث اِمام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور ہنید راوی کے بارے میں کسی جرح کا علم نہیں۔''

کنزالعمال (ج:۱۳ ص:۴۶۹) میں اس کو ابنِ عساکر کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "رجاله ثقات" (اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)۔

### مالک بن سنانؓ کا واقعہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ''قرۃ العیون'' کے حوالے سے نقل کیا ہے، الاصابہ (ج:۳ ص:۳۴۶) میں یہ واقعہ ابنِ ابی عاصم، بغوی، صحیح ابن السکن اور سنن سعید بن منصور کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

تاریخ خمیس اور قرۃ العیون تو تابش مہدی ایسے اہلِ علم کے نزدیک غیرمستند اور گمراہ کن کتابیں ہیں، لیکن تابش مہدی سے دریافت کیجئے کہ حدیث کی مندرجہ بالا کتابیں اور یہ اکابر محدثینؒ، جن کا میں نے حوالہ دیا ہے، کیا وہ بھی... نعوذ باللہ... غیرمستند اور گمراہ کن ہیں؟ اور یہ بھی دریافت کیجئے کہ تابش مہدی اپنے جہل کی وجہ سے ان مشہور و معروف مآخذ سے ناواقف تھے یا ان کا رشتہ منکرینِ حدیث سے استوار ہے؟ کہ نہ انہیں کتبِ حدیث پر اعتماد ہے، جن میں یہ واقعات متعدّد اسانید کے ساتھ تخریج کئے گئے ہیں، اور نہ ان اکابر محدثینؒ پر اعتماد ہے جنھوں نے ان واقعات کی توثیق فرمائی ہے۔

### دُوسری بحث فضلاتِ نبوی کا حکم:

ایک سوال کے جواب میں یہ مسئلہ ضروری تفصیل کے ساتھ ذکر کرچکا ہوں کہ مذاہبِ اَربعہ کے محققین کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں، اور اس کے لئے اِمام ابوحنیفہؒ، اِمام نوویؒ، حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ، حافظ بدرالدین عینیؒ، مُلّا علی قاریؒ، علامہ ابنِ عابدین شامیؒ، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے حوالے ذکر کرچکا ہوں، یہ جواب ''بینات'' محرّم الحرام ۱۴۰۹ھ میں شائع ہوچکا ہے، آپ کی سہولت کے لئے اس کا اقتباس درج ذیل ہے:

> ''ج...... میری گزشتہ تحریر کا خلاصہ یہ تھا کہ اوّل تو معلوم کیا جائے کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اہلِ علم و

اکابر ائمہ دِین کی تحقیق کیا ہے؟ ان دو باتوں کی تحقیق کے بعد جو شبہات پیش آسکتے ہیں، ان کی توجیہ ہوسکتی ہے، اب ان دونوں نکتوں کی وضاحت کرتا ہوں۔

اَمرِ اوّل یہ کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں ہے یا نہیں؟ حافظ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ''خصائصِ کبریٰ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات جمع کی گئی ہیں، اس کی دُوسری جلد کے صفحہ:۲۵۲ کا فوٹو آپ کو بھیج رہا ہوں، جس کا عنوان ہے: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپؐ کا بول و براز پاک تھا'' اس عنوان کے تحت انہوں نے احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے دو احادیث، جن کو میں نے نشان زد کردیا ہے، کا ترجمہ یہ ہے:

ا:......ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، طبرانی اور ابونعیم نے سند کے ساتھ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت مٹی کے پکے ہوئے ایک برتن میں پیشاب کیا، پس میں رات کو اُٹھی، مجھے پیاس تھی، میں نے وہ پیالہ پی لیا، صبح ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: تجھے پیٹ کی تکلیف کبھی نہ ہوگی۔ اور ابویعلیٰ کی روایت میں ہے کہ آج کے بعد تم پیٹ کی تکلیف کی شکایت کبھی نہ کروگی۔

۲:......طبرانی اور بیہقی نے بسند صحیح حکیمہ بنت اُمیمہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لکڑی کا ایک پیالہ رہتا تھا، جس میں شب کو گاہ و بے گاہ پیشاب کرلیا کرتے تھے اور اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیتے تھے، آپ ایک مرتبہ (صبح) اُٹھے،

اس کو تلاش کیا تو وہاں نہیں ملا، اس کے بارے میں دریافت فرمایا، تو بتایا گیا کہ اس کو برہ نامی حضرت اُمِّ سلمہؓ کی خادمہ نے نوش کرلیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس نے آگ سے بچاؤ کے لئے حصار بنالیا۔

یہ دونوں روایتیں مستند ہیں اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ان کی تخریج کی ہے، اور اکابرِ اُمت نے ان واقعات کو بلانکیر نقل کیا ہے اور انہیں خصائصِ نبوی میں شمار کیا ہے۔

اَمرِ دوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اکابرِ اُمت کی تحقیق:

۱:...... حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ، فتح الباری "باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان" (ج:۱ ص:۲۷۲ مطبوعہ لاہور) میں لکھتے ہیں:

**"وقد تکاثرت الأدلة علٰی طهارة فضلاته، وعدّ الأئمة ذٰلک من خصائصه فلا یلتفت الٰی ما وقع فی کتب کثیر من الشافعیة مما یخالف ذٰلک، فقد استقر الأمر بین أئمتهم علی القول بالطهارة."**

ترجمہ:...... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے پاک ہونے کے دلائل حدِ کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں، اور ائمہ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف پایا جاتا ہے، وہ لائقِ التفات نہیں، کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان طہارت کے قول ہی پر معاملہ آن ٹھہرا ہے۔"

۲:...... حافظ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری (ج:۲


فہرست

ص:۳۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت کو دلائل سے ثابت کیا ہے، اور شافعیہ میں سے جو لوگ اس کے خلاف کے قائل ہیں، ان پر بلیغ رَدّ کیا ہے، اور جلد:۲ صفحہ:۷۹ میں حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کا قول نقل کیا ہے۔

۳:...... اِمام نوویؒ نے شرح مہذب (ج:۱ ص:۲۳۴) میں بول اور دیگر فضلات کے بارے میں شافعیہ کے دونوں قول نقل کرکے طہارت کے قول کو موجہ قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"حدیث شرب المرأة البول صحیح، رواه الدارقطنی، وقال: هو حدیث صحیح، وهو كافٍ فی الاحتجاج لکل الفضلات قیاسًا .... الخ."

ترجمہ:...... "عورت کے پیشاب پینے کا واقعہ صحیح ہے، اِمام دارقطنیؒ نے اس کو روایت کرکے صحیح کہا ہے، اور یہ حدیث تمام فضلات کی طہارت کے اِستدلال کے لئے کافی ہے۔"

۴:...... علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

"صحّح بعض أئمة الشافعیة طهارة بوله صلی الله علیه وسلم وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنیفة كما نقله فی "المواهب اللدنیة" عن شرح البخاری للعینی."

(ردّالمحتار ج:۱ ص:۲۱۸، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:...... "بعض اَئمہ شافعیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کو صحیح قرار دیا ہے، اِمام ابوحنیفہؒ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ میں علامہ عینیؒ کی شرحِ بخاری سے نقل کیا ہے۔"

۵:......مُلّا علی قاریؒ ''جمع الوسائل شرح الشمائل'' (ج:۲ ص:۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۷ھ) میں اس پر طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

''قال ابن حجر: وبھٰذا استدل جمع من أئمتنا المتقدمين وغيرهم علٰى طهارة فضلاته صلى الله عليه وسلم وهو المختار وفاقًا لجمع من المتأخرين فقد تكاثرت الأدلة عليه وعدة الأئمة من خصائصه صلى الله عليه وسلم.'' (جمع الوسائل شرح الشمائل ج:۲ ص:۲، مصر ۱۳۱۷ھ)

ترجمہ:......''ابنِ حجرؒ کہتے ہیں کہ: ہمارے ائمہ متقدمین کی ایک جماعت اور دیگر حضرات نے ان احادیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت پر استدلال کیا ہے، متأخرین کی جماعت کی موافقت میں بھی مختار ہے، کیونکہ اس پر دلائل بہ کثرت ہیں اور ائمہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔''

۶:......اِمام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''ثم مسألة طهارة فضلات الأنبياء توجد فى كتب المذاهب الأربعة.'' (فیض الباری ج:۱ ص:۲۵۰)

ترجمہ:......''فضلاتِ انبیاء کی طہارت کا مسئلہ مذاہبِ اَربعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔''

۷:......محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں:

''وقد صرّح أهل المذاهب الأربعة بطهارة فضلات الأنبياء .... الخ.'' (معارف السنن ج:۱ ص:۹۸)

ترجمہ:......''مذاہبِ اَربعہ کے حضرات نے فضلاتِ انبیاء کے پاک ہونے کی تصریح کی ہے۔''

الحمدللہ! ان دونوں نکتوں کی وضاحت تو بقدرِ ضرورت ہوچکی، یہ واقعہ مستند ہے، اور مذاہبِ اَربعہ کے اَئمہ فقہاء نے ان احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے فضلاتِ انبیاء علیہم السلام کی طہارت کا قول نقل کیا ہے، اس کے بعد اگر اعتراض کیا جائے تو اس کو ضعفِ ایمان ہی کہا جاسکتا ہے۔

اب ایک نکتہ محض تبرّعاً لکھتا ہوں، جس سے یہ مسئلہ قریب الفہم ہوجائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ کے اپنی مخلوق میں عجائبات ہیں، جن کا ادراک بھی ہم لوگوں کے لئے مشکل ہے، اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بعض اَجسام میں ایسی محیر العقول خصوصیات رکھی ہیں جو دُوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے، اور پہاڑی بکرے کے خون کو نافہ میں جمع کرکے مشک بنادیتا ہے، اگر اس نے اپنی قدرت سے حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسامِ مقدّسہ میں بھی ایسی خصوصیات رکھی ہوں کہ غذا ان کے اَبدانِ طیبہ میں تحلیل ہونے کے بعد بھی نجس نہ ہو بلکہ اس سے جو فضلات ان کے اَبدان میں پیدا ہوں وہ پاک ہوں، تو کچھ جائے تعجب نہیں، اہلِ جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد ان کو بول و براز کی ضرورت نہ ہوگی، خوشبودار ڈکار سے سب کھایا پیا ہضم ہوجائے گا، اور بدن کے فضلات خوشبودار پسینے میں تحلیل ہوجائیں گے، جو خصوصیت کہ اہلِ جنت کے اَجسام کو وہاں حاصل ہوگی، اگر حق تعالیٰ شانہ حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے پاک اَجسام کو وہ خاصیت دُنیا ہی میں عطا کردیں تو بجا ہے، پھر جبکہ احادیث میں اس


فہرست

کے دلائل بہ کثرت موجود ہیں، جیسا کہ اُوپر حافظ ابنِ حجرؒ کے کلام میں گزر چکا ہے، تو انبیائے کرام علیہم السلام کے اَجسام کو اپنے اُوپر قیاس کرکے ان کا انکار کردینا، یا ان کے تسلیم کرنے میں تأمل صحیح نہیں۔“

اور اس پر چند مزید حوالوں کا اضافہ کرتا ہوں:

۱:...... اِمام بیہقیؒ نے سننِ کبریٰ میں کتاب النکاح کے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خصائص ذکر کئے ہیں، اسی سلسلے میں ایک باب کا عنوان ہے:

”باب ترکه الانکار علٰی من شرب بوله ودمه.“

ترجمہ:...... ”جن حضرات نے آپ کا بول و دَم پیا، ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرنا۔“

اور اس کے تحت تین واقعات سند کے ساتھ ذکر کئے ہیں، حضرت اُمیمہؓ کا واقعہ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا واقعہ اور حضرت سفینہؓ کا واقعہ۔

۲:...... اُوپر ذکر کرچکا ہوں کہ اِمام حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے بھی مجمع الزوائد میں ان واقعات کو خصائصِ نبوی میں ذکر کیا ہے۔

۳:...... اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائصِ کبریٰ میں یہ واقعات درج ذیل عنوان کے تحت ذکر فرمائے ہیں:

”باب اختصاصه صلی اللہ علیه وسلم بطهارة دمه وبوله وغائطه.“

ترجمہ:...... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا بیان کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک تھے۔“

۴:...... فقہِ شافعی کی کتاب ”نهاية المحتاج“ (ج:۱ ص:۲۴۲) میں ہے:

”وشمل كلامه نجاسة الفضلات من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ما صححاه وحمل القائل بذٰلک الأخبار التی یدل ظاهرها للطهارة کعدم انکاره

صلی الله علیه وسلم شرب أمّ أیمن بوله علی التداوی، لٰکن جزم البغوی وغیره بطهارتها، وصححه القاضی وغیره، ونقله العمرانی عن الخراسانیین، وصححه السبکی والبارزی والزرکشی، وقال ابن الرفعة: انه الذی اعتقده وألقی الله به، وقال البلقینی: ان به الفتویٰ، وصححه القایانی، وقال: انه الحق، وقال الحافظ بن حجر: تکاثرت الأدلة علٰی ذٰلک وعدّه الأئمة فی خصائصه، فلا یلتفت الٰی خلافه، وان وقع فی کتب کثیر من الشافعیة، فقد استقر الأمر من أئمتهم علی القول بالطهارة، انتهٰی، وأفتٰی به الوالد رحمه الله تعالٰی وهو المعتمد.'' (نهایة المحتاج ج:۱ ص:۲۴۲)

ترجمہ:...... ''اور مصنفؒ کا کلام شامل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کو، اور دونوں حضرات (یعنی رافعیؒ اور نوویؒ) نے اس قول کی تصحیح کی ہے، اور جو لوگ اس کے قائل ہیں انہوں نے ان احادیث کو جو بظاہر طہارت پر دلالت کرتی ہیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّ ایمن کے شربِ بول پر نکیر نہ کرنا، ان کو علاج پر محمول کیا ہے، لیکن اِمام بغویؒ وغیرہ نے قطعیت کے ساتھ فضلاتِ نبوی کو پاک قرار دیا ہے، اور قاضی وغیرہ نے اسی کو صحیح کہا ہے، اور عمرانی نے خراسانیوں سے اس کو نقل کرکے صحیح قرار دیا ہے، اور اِمام سبکیؒ، بارزیؒ اور زرکشی نے اسی کو صحیح قرار دیا، ابنِ رفعہؒ فرماتے ہیں کہ: میں یہی عقیدہ رکھتا ہوں اور اسی پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، علامہ بلقینیؒ فرماتے ہیں کہ: اسی پر فتویٰ ہے، اور قایانیؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور فرمایا ہے کہ: یہی حق ہے، اور حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں


فہرست

کہ: اس پر دلائل بہ کثرت ہیں، اور ائمہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس اس کے خلاف کا قول لائقِ التفات نہیں، اگرچہ وہ بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں درج ہوا ہے، کیونکہ ائمہ شافعیہ کے نزدیک معاملہ طہارت کے قول پر آٹھہرا ہے۔ میرے والد ماجد (شیخ شہاب الدین رملی) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی لائقِ اعتماد ہے۔"

۵:......اور فقہِ شافعی کی کتاب "مغنی المحتاج" (ج:۱ ص:۷۹) میں ہے:

"وھٰذہ الفضلات من النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاھرۃ کما جزم بہ البغوی وغیرہ، وصححہ القاضی وغیرہ، وأفتٰی بہ شیخی خلافًا لما فی الشرح الصغیر، والتحقیق من النجاسۃ لأن برکۃ الحبشیۃ شربت بولہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: "لن تلج النار بطنک" صححہ الدارقطنی، وقال أبو جعفر الترمذی: دم النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاھر، لأن أبا طیبۃ شربہ وفعل مثل ذٰلک ابن الزبیر وھو غلام حین أعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دم حجامتہ لیدفنہ فشربہ، فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من خالط دمہ دمی لم تمسّہ النار." (مغنی المحتاج ج:۱ ص:۷۹)

ترجمہ:...... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فضلات پاک تھے، جیسا کہ اِمام بغویؒ وغیرہ نے قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ فرمایا ہے، اور قاضیؒ وغیرہ نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے، اور میرے شیخ (شہاب رملیؒ) نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، بخلاف اس کے جو شرحِ صغیر اور تحقیق میں نجاست کا قول ذکر کیا ہے، کیونکہ برکہ حبشیہ


فہرست

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول نوش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تیرا پیٹ آگ میں داخل نہ ہوگا'' اس حدیث کو اِمام دارقطنیؒ نے صحیح کہا ہے، ابوجعفر ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پاک تھا، کیونکہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نوش کیا اور حضرت ابنِ زبیرؓ نے بھی یہی کیا جبکہ وہ نوعمر لڑکے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگیاں لگواکر ان کو وہ خون دفن کرنے کے لئے دیا تو انہوں نے پی لیا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: جس کے خون میں میرا خون مل گیا اس کو آتشِ دوزخ نہیں پہنچے گی۔''

۶:......فقہِ مالکی کی کتاب ''منح الجلیل شرح مختصر الخلیل'' (ج:۱ ص:۵۴) میں ہے:

''اِلَّا الأنبياء عليهم الصلاة والسلام فضلتهم طاهرة ولو قبل بعثتهم لاصطفاءهم واستنجاءهم كان للتنظيف والتشريع.''

ترجمہ:......''(آدمی کے فضلات ناپاک ہیں) سوائے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، کہ ان کے فضلات پاک ہیں، خواہ ان کی بعثت سے قبل ہو، بوجہ ان کے برگزیدہ ہونے کے، اور ان کا اِستنجا کرنا تنظیف وتشریع کے لئے تھا۔''

اکابرِ اُمت کی اس قسم کی تصریحات بے شمار ہیں، ان کے مقابلے میں تابش مہدی جیسے لوگوں کی رائے کی کیا قیمت ہے؟ اس کا فیصلہ ہر شخص کرسکتا ہے...!

اور جب یہ معلوم ہوچکا کہ طہارتِ فضلات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خصوصیت ہے جس پر بقول حافظ الدنیا ابنِ حجرؒ ''بہ کثرت دلائل جمع ہیں'' اور مذاہبِ اَربعہ کے ائمہ ومحققین اس کے قائل ہیں، تو اس مسئلے پر عمومات سے استدلال کرنا صحیح نہیں، بلکہ قادیانیوں کی سی جہل آمیز حرکت ہے، وہ لوگ بھی عمومات سے استدلال کرکے حضرت عیسیٰ

علیٰ نبینا وعلیہ والصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت، بن باپ پیدائش اور رفعِ آسمانی کا انکار کیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ تابش مہدی بھی بزعمِ خود قرآن سے استدلال کرتے ہوئے جہلِ مرکب کے اسی گڑھے میں گر رہے ہیں، جس میں ان سے پہلے بہت لوگ گر چکے ہیں۔

۴:...... ہزار رکعت پڑھنے کا واقعہ:

حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ایک بزرگ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک ہزار رکعت کھڑے ہوکر اور ایک ہزار رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ تابش مہدی ہمیں منٹوں کا حساب لگا کر بتاتے ہیں کہ چوبیس گھنٹے کے محدود وقت میں یہ کیونکر ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور حضراتِ اولیاء اللہ کی کرامات کے واقعات کو محض عقلی ڈھکوسلوں اور ریاضی کے حسابات کے ذریعہ جھٹلانا عقل مندی نہیں، بلکہ عقلیت کا ہیضہ ہے۔

مسلمان جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو برحق مانتے ہیں، اسی طرح ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ:

”کرامات الأولیاء حق.“

ترجمہ:...... ”اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔“

جو خارقِ عادت اَمر کسی نبیٔ برحق کے ہاتھ پر ظاہر ہو، وہ ”معجزہ“ کہلاتا ہے، اور جو کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہو اسے ”کرامت“ کہا جاتا ہے۔

اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ”الفقہ الاکبر“ میں فرماتے ہیں:

”والآیات للأنبیاء والکرامات للأولیاء حق.“

ترجمہ:...... ”انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات و نشانات اور اولیاء کی کرامتیں برحق ہیں۔“

شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”والآیات أی خوارق العادات المسمّاة بالمعجزات للأنبیاء والکرامات للأولیاء حَقٌّ أی ثابت

بالکتاب والسُّنّة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فی انکار الکرامة، والفرق بینهما أن المعجزة أمر خارق للعادة کاحیاء میّت واعدام جیل علٰی وفق التحدّی وهو دعوی الرسالة .... والکرامة خارق للعادة اِلّا أنّها غیر مقرونة بالتحدّی وهو کرامة للولی وعلامة لصدق النبی فان کرامة التابع کرامة المتبوع.‘‘

(شرح فقہ اکبر ص:۹۵، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:......’’انبیاء علیہم السلام کی آیات یعنی وہ خارقِ عادت اُمور جن کو معجزات کہا جاتا ہے اور اولیاء کی کرامات برحق ہیں، اور معتزلہ اور اہلِ بدعت جو کرامت کے منکر ہیں، ان کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اور معجزہ و کرامت کے درمیان فرق یہ ہے کہ ’’معجزہ‘‘ وہ خارقِ عادت اَمر ہے جو بطور تحدی یعنی دعوائے رسالت و نبوّت کے ساتھ ہو، جیسے کسی مردے کو زندہ کردینا، یا کسی جماعت کو ہلاک کردینا، اور ’’کرامت‘‘ خارقِ عادت اَمر کو کہتے ہیں، مگر وہ تحدی کے ساتھ مقرون نہیں ہوتی اور (ایسا خارقِ عادت، جو کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو) وہ ولی کی کرامت ہے اور اس کے متبوع نبی کے سچا ہونے کی علامت ہے، کیونکہ جو چیز تابع کے لئے موجبِ شرف و کرامت ہو، وہ اس کے متبوع کے لئے بھی شرف و کرامت ہے۔‘‘

اِمام طحاویؒ اپنے عقیدہ میں (جو تمام اہلِ سنت کے یہاں مُسلَّم ہے) لکھتے ہیں:

’’ونؤمن بما جاء من کراماتهم وصح عن الثقات من روایتهم.‘‘

ترجمہ:......’’اور اولیاء اللہ کی کرامت کے جو واقعات منقول ہیں، اور ثقہ راویوں کی روایات سے صحیح ثابت ہیں، ہم ان پر

ایمان رکھتے ہیں۔“

اس کے حاشیہ میں شیخ محمد بن مانع لکھتے ہیں:

”کرامات الأولیاء حق ثابتة بالکتاب والسُّنّة وھی متواترة لا ینکرھا اِلَّا أھل البدع کالمعتزلة ومن نحا نحوھم من المتکلمین، وقد ضلّل أھل الحق من أنکرھا، لأنه بانکاره صادم الکتاب والسُّنّة ومن عارضھما وصادمھما برأیه الفاسد وعقله الکاسد فھو ضالٌّ مبتدع.“

(العقیدة الطحاویة ص:۲۴، مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، آسیا آباد، بلوچستان)

ترجمہ:...... ”اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں، کتاب و سنت سے ثابت ہیں، اور یہ متواتر ہیں، ان کے منکر صرف اہلِ بدعت ہیں جیسے معتزلہ قسم کے متکلمین، اور اہلِ حق منکرِ کرامات کو گمراہ قرار دیتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے اس انکار سے کتاب و سنت سے ٹکراتا ہے، اور جو شخص اپنی فاسد رائے اور کھوٹی عقل کے ذریعہ کتاب و سنت سے ٹکراؤ اور مقابلہ کرے، وہ گمراہ اور مبتدع ہے۔“

عقیدہ نسفیہ میں اولیاء اللہ کی کرامات کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”وکرامات الأولیاء حق فتظھر الکرامة علیٰ طریق نقض العادة للرلی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة وظھور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة والمشی علی الماء والطیران فی الھواء وکلام الجماد والعجماء واندفاع المتوجه من البلاء وکفایة المھم عن الأعداء وغیر ذٰلک من الأشیاء.“

(شرح عقائد نسفی ص:۱۴۴، ومابعد)



فہرست

ترجمہ:......’’اور اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں، پس ولی کے لئے بطور خرقِ عادت کے کرامت ظاہر ہوتی ہے، مثلاً: قلیل مدّت میں طویل مسافت طے کرلینا، بوقتِ حاجت غیب سے کھانے، پانی اور لباس کا ظاہر ہوجانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، جمادات و حیوانات کا گفتگو کرنا، آنے والی مصیبت کا ٹل جانا، دُشمنوں کے مقابلے میں مہمات کی کفایت ہونا وغیرہ وغیرہ۔‘‘

معجزہ وکرامت کی ایک صورت یہ ہے کہ معمولی کھانا یا پانی بہت سے لوگوں کو کافی ہوجائے، احادیث میں اس کے متعدّد واقعات مذکور ہیں، اور اولیاء اللہ کے سوانح میں بھی یہ چیز تواتر کے ساتھ منقول ہے، اور جس طرح معجزہ وکرامت کے طور پر کھانے پینے کی چیز میں خارقِ عادت برکت ہوجاتی ہے، اسی طرح وقت میں بھی ایسی خارقِ عادت برکت ہوجاتی ہے کہ عقل وقیاس کے تمام پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں، ایسی خارق عادت برکت کی ایک مثال معراج شریف کا واقعہ ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو طویل مسافت طے کرکے پہلے مکہ مکرّمہ سے بیت المقدس پہنچے، وہاں انبیائے کرام علیہم السلام کی اِمامت فرمائی، پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اور آسمانوں سے بھی اُوپر لامکاں تک پہنچے، جنت ودوزخ کی سیر فرمائی، اب اگر ان تمام اُمور کو عقل وقیاس کے پیمانوں سے ناپا جائے تو ان واقعاتِ معراج کے لئے اربوں کھربوں سال کا عرصہ درکار ہے، لیکن قدرتِ خداوندی سے یہ سب کچھ رات کے ایک حصے میں ہوا، اسی طرح اگر بطور خرقِ عادت اللہ تعالیٰ نے کسی مقبول بندے کے اوقات میں غیرمعمولی برکت فرمادی ہو اور اس نے محدود وقت میں دو ہزار رکعتیں پڑھ لی ہوں، تو محض عقلی موشگافیوں کے ذریعے انکار وہی شخص کرسکتا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا اور حضراتِ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی کرامات کا منکر ہے، اور جیسا کہ اُوپر معلوم ہوا ایسا شخص زمرۂ اہلِ سنت سے خارج ہے۔

جناب تابش مہدی صاحب بزعمِ خود جرح وتعدیل کے اسلحے سے مسلح ہوکر حضرتِ

شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے خلاف نبرد آزمائی کے لئے نکلے تھے، لیکن حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کی کرامت دیکھئے کہ وہ راہ بھول کر اہلِ باطل اور اہلِ بدعت کی صف میں جا کھڑے ہوئے:

وہ شیفتہ کہ دُھوم تھی حضرت کے زُہد کی!
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے؟

حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے اکابر کے کثرتِ عبادت کے واقعات تواتر کے ساتھ منقول ہیں، لیکن بہت سے عقلیت گزیدہ حضرات تابش مہدی کی طرح ان کو محض اپنی عقل کے زور سے رَدّ کیا کرتے ہیں، اور شاید یہ بیچارے اپنی ذہنی و فکری پرواز کے لحاظ سے معذور بھی ہیں، کیونکہ:

''فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست''

شپرہ چشم اگر آفتاب کے وجود کا انکار کرے تو اس کو معذور سمجھنا چاہئے، لیکن جن لوگوں کو معلوم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کا معاملہ ان کے خاص بندوں کے ساتھ وہ نہیں ہوتا، جو ہم جیسوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے، وہ ایسے واقعات کے اِنکار کی جرأت نہیں کرتے...!

## تبلیغی جماعت کا فیضان، ایک سوال کا جواب

س...... آپ کی خدمتِ اقدس میں ایک پرچہ بنام ''تبلیغی جماعت، احادیث کی روشنی میں'' جو طیبہ مسجد کے مولانا نے کسی شخص ریاض احمد کے نام سے بٹوایا ہے، پیشِ خدمت ہے، اس میں من جملہ اور باتوں کے تیسری حدیث میں تحریر کیا ہے: ''انہیں جہاں پانا قتل کردینا کہ قیامت کے دن ان کے قاتل کے لئے بڑا اَجر و ثواب ہے۔'' (بخاری جلد:۲ ص:۱۰۲۴) ایک بات عرضِ خدمت ہے کہ واقعی بعض حضرات اس جماعت کے بہت جلد مشتعل ہوجاتے ہیں اور بجائے کسی اعتراض اور سوال کے جواب دینے کے یا قائل کرنے کے ہاتھا پائی اور حد یہ ہے کہ گالی گلوچ پر بھی اُتر آتے ہیں۔ دُوسرے یہ کہ لوگ کافی حد تک صرف کتاب پڑھنا اَوّلین فرض سمجھتے ہیں، مگر عملی زندگی میں اِکرامِ مسلم وغیرہ سے تعلق نہیں، یہ سنی سنائی بات نہیں بلکہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ لوگ برسہا برس

لگالیں گے مگر چھ نکات سے آگے نہیں نکلتے، اور صرف تبلیغی نصاب ہی پڑھتے ہیں، قرآنِ پاک سے استفادہ نہیں کرتے، جبکہ مسلمان کے لئے قرآنِ کریم ہی سب کچھ ہے، جس کی تشریحات احادیثِ نبوی سے ملتی ہیں، ان سے جب قرآن پاک کا ذکر کرو تو کہتے ہیں کہ: ''صحابہ کرامؓ نے پہلے ایمان سیکھا، پھر قرآن'' اور یہ لوگ برسہابرس لگانے کے بعد بھی ایمان ہی سکھاتے رہتے ہیں، قرآن پر کبھی نہیں آتے، بلکہ کئی لوگ اس پر مشتعل ہوگئے اور لڑنے لگے۔ گو میں تبلیغی جماعت سے تقریباً دس سال سے منسلک ہوں، مگر کچھ عرصے سے میرا دِل اس جماعت سے ہٹ سا گیا ہے، خصوصاً اب اس پرچے کی روشنی میں بالکل دوراہے پر کھڑا ہوں۔ براہِ کرم رہنمائی فرمائیں، اس پر تفصیلی روشنی ڈالیں تاکہ میں فیصلہ کرسکوں کہ کونسا راستہ ٹھیک ہے اور یہ احادیث کن لوگوں کے لئے ہیں؟

ج…… تبلیغی جماعت کے بارے میں جناب ریاض احمد صاحب کا جو اِشتہار آپ نے بھیجا ہے، اس قسم کی چیزیں تو میری نظر سے پہلے بھی گزرتی رہی ہیں، ان کا تو براہِ راست تبلیغی جماعت پر نہیں بلکہ علمائے دیوبند پر اعتراض ہے، جس کو وہ ''دیوبندی فتنہ'' سے تعبیر کرتے ہیں، نعوذ باللہ! حالانکہ حضراتِ علمائے دیوبند سے اللہ تعالیٰ نے دِینی خدمات کا جو کام گزشتہ صدی میں لیا ہے وہ ہر آنکھوں والے کے سامنے ہے۔ جو احادیث شریفہ ریاض احمد صاحب نے نقل کی ہیں، شراحِ حدیث کا اتفاق ہے کہ وہ ان خوارج کے متعلق ہیں جنھوں نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے زمانے میں ان کے خلاف خروج کیا تھا اور وہ حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ بُرے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ علمائے دیوبند کا یا تبلیغی جماعت کا ان سے رشتہ جوڑنا، اور خوارج کے بارے میں جو اَحادیث وارِد ہیں ان کو نہ صرف عام مسلمانوں پر، بلکہ اکابر اولیاء اللہ (حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرتِ اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرتِ اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرتِ اقدس مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرتِ اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرتِ شیخ مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنیؒ وغیرہم) پر چسپاں کرنا، نہایت ظلم


فہرست

ہے۔ ان اکابر کی زندگیاں علومِ نبوّت کی نشر و اِشاعت اور ذکرِ اِلٰہی کو قلوب میں راسخ کرنے میں گزریں، تمام فتنوں کے مقابلے میں یہ حضرات سینہ سپر رہے اور دِین میں کسی ادنیٰ تحریف کو انہوں نے کبھی برداشت نہیں کیا۔ یہ حضرات خود اِتباعِ سنت کے پتلے تھے اور اپنے متعلقین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب پر مرمٹنے کی تعلیم دیتے تھے۔ جن لوگوں کو ان اکابرؒ کی خدمت میں حاضری کی کبھی توفیق نہیں ہوئی، وہ تو بے چارے جو چاہیں کہتے پھریں، لیکن جن لوگوں کو خود برسہا برس تک ان اکابرؒ کی خفی و جلی محفلوں میں حاضری میسر آئی ہو، وہ ان کے تمام اَحوال و کوائف کے چشم دید گواہ ہیں، ان کو معلوم ہے کہ یہ حضرات کیا تھا؟ بہرحال کفار و منافقین کے بارے میں جو آیات و احادیث آئی ہیں، ان کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا ظلمِ عظیم ہے اور یہ ظلم ان اکابرؒ پر نہیں، کہ وہ تو جس ذاتِ عالی کی رضا پر مرمٹے تھے اس کی بارگاہ میں پہنچ چکے ہیں، ان کو اَب کسی کی مدح و ذم کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں، جو لوگ ان اکابرؒ پر طعن کرتے ہیں وہ خود اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت صدیقِ اکبر اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو لوگ کیا کیا نہیں کہتے؟ مگر لوگوں کی بدگوئی کا ان اکابرؓ کو کیا نقصان ہے؟ یہ دونوں اکابرؓ آج تک صحبتِ نبوی کے مزے لوٹ رہے ہیں، لیکن بدگوئی کرنے والوں کو اس سے بھی عبرت نہیں ہوتی۔ یہی سنت اکابرِ دیوبند میں بھی جاری ہوئی، یہ اکابرؒ حق تعالیٰ شانہ کی رضا و رحمت کی آغوش میں جاچکے ہیں، اور ان کی بدگوئی کرنے والے مفت میں اپنا ایمان برباد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم فرمائیں۔

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ: ''تبلیغ والے کسی سوال کا جواب دینے کے بجائے ہاتھاپائی یا گالی گلوچ پر اُتر آتے ہیں''، ممکن ہے آپ کو ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہو، لیکن اس ناکارہ کو قریباً چالیس برس سے اکابرِ تبلیغ کو دیکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے کا موقع مل رہا ہے، میرے سامنے تو کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔

اور آپ کا یہ ارشاد کہ: ''تبلیغ والے چھ نمبروں سے نکلتے اور دِین کی دُوسری مہمات کی طرف توجہ نہیں دیتے''، یہ بھی کم از کم میرے مشاہدے کے تو خلاف ہے، ہزاروں

مثالیں تو میرے سامنے ہیں کہ تبلیغ میں لگنے سے پہلے وہ بالکل آزاد تھے، اور تبلیغ میں لگنے کے بعد انہوں نے نہ صرف خود قرآنِ کریم پڑھا، بلکہ اپنی اولاد کو بھی قرآن مجید حفظ کرایا اور انگریزی پڑھانے کے بجائے انہیں دِینی تعلیم میں لگایا، دِینی مدارس قائم کئے، مسجدیں آباد کیں، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی ان کے دِل میں فکر پیدا ہوئی، اور وہ ہر چھوٹی بڑی بات میں دِینی مسائل دریافت کرنے لگے۔ بہت ممکن ہے کہ بعض کچے قسم کے لوگوں سے کوتاہیاں ہوتی ہوں، لیکن اس کی ذمہ داری تبلیغ پر ڈال دینا، ایسا ہی ہوگا کہ مسلمانوں کی بدعملیوں کی ذمہ داری اسلام پر ڈال کر نعوذ باللہ اسلام ہی کو بدنام کیا جانے لگے۔ جس طرح ایک مسلمان کی بدعملی یا کوتاہی اسلام پر صحیح عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے، نہ کہ نعوذ باللہ اسلام کی وجہ سے، اسی طرح کسی تبلیغ والے کی کوتاہی یا بدعملی بھی تبلیغ کے کام کو پوری طرح ہضم نہ کرنے کی وجہ سے ہوسکتی ہے، نہ کہ خود تبلیغی کام کی وجہ سے، اور لائقِ ملامت اگر ہے تو وہ فرد ہے، نہ کہ تبلیغ۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ تقریباً دس سال سے تبلیغ سے منسلک ہیں، مگر اب آپ کا دِل اس سے ہٹ گیا ہے، یہ تو معلوم نہیں کہ دس سال تک آپ نے تبلیغ میں کتنا وقت لگایا؟ تاہم دِل ہٹ جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تبلیغ جیسے اُونچے کام کے لئے اُصولوں اور آداب کی رعایت کی ضرورت ہے، وہ آپ سے نہیں ہوسکی، اس صورت میں آپ کو اَپنی کوتاہی پر توبہ و اِستغفار کرنا چاہئے اور یہ دُعا بہت ہی اِلحاح و زاری کے ساتھ پڑھنی چاہئے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ عَنِ الْحُوْرِ بَعْدَ الْکُوْرِ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔"

# خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر

## خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر

س…… آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کرنا ہے جو کہ میرے ذہن میں عرصے سے کھٹک رہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ: الف:- خواب کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ ب:- کیا یہ صحیح ہے کہ بعض خواب بشارت ہوتے ہیں اور بعض خواب شیطانی وسوسہ سے پیدا ہوتے ہیں؟ ج:- نیز یہ کہ کیا خواب کی تعبیر ہم علمائے کرام سے یا کسی اور سے معلوم کرسکتے ہیں؟

ج…… خواب شرعاً حجت نہیں، اچھا خواب مؤمن کے لئے بشارت کا درجہ رکھتا ہے، اس کی تعبیر کسی سمجھ دار، نیک آدمی سے معلوم کرنی چاہئے جو فنِ تعبیر کا ماہر ہو۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حقیقت

س…… پچھلے دنوں میرے ایک دوست سے گفتگو کے دوران اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی صحابیؓ یا ازواجِ مطہراتؓ کے خواب میں تشریف نہیں لائے، تو کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خواب میں تشریف لائے ہیں۔ اس بات سے ہم پریشان ہیں کہ آیا پھر ہم جو پڑھتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، کہاں تک صداقت ہے؟

ج…… آپ کے اس دوست کی یہ بات ہی غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی صحابی کے خواب میں تشریف نہیں لائے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کے متعدّد واقعات موجود ہیں۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت برحق ہے، صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من رانی فی المنام فقد رانی، فان الشیطان لا

یتمثل فی صورتی. متفق علیه.‘‘ (مشکوٰۃ ص:۳۹۴)

ترجمہ:......’’جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔‘‘
(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو لوگ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے منکر ہیں، وہ اس حدیث شریف سے ناواقف ہیں۔ خواب میں زیارتِ شریفہ کے واقعات اس قدر بے شمار ہیں کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔

## خواب میں قیامت کا دیکھنا

س......میں کم از کم ایک مہینے یا دو مہینے کے بعد ہر دفعہ خواب میں یومِ حشر دیکھتا رہتا ہوں اور اپنے آپ کو خسارے میں پاتا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک حیرت انگیز اور غم ناک خواب دیکھا، دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں ہلچل مچی ہوئی ہے، میں بہت گھبرایا ہوا ہوں اور ایک سرخ رنگ کی موٹر کار ہے، جس میں ہمارے کالونی کے عالم سوار ہیں، میرے ایک چچا بھی ان کے ساتھ سوار ہیں، وہ میرے پاس سے گزرے، میں نے بیٹھنے کے لئے عالم سے بہت منّت کی، مگر انہوں نے مجھے ایک دریا کے کنارے چھوڑ دیا جہاں یومِ حشر تھا، اور کار میں سوار نہ ہونے دیا۔ چچا نے بھی اس کی بہت منّت کی کہ اس کو بیٹھنے کے لئے جگہ دے دیں، مگر انہوں نے کہا کہ یہ بہت گناہگار ہے اس لئے وہیں چھوڑ دو۔ میں نے کار کے پیچھے دیکھا اور خوب رویا۔ اس سے پہلے بھی میں نے بہت سے خوابوں میں قیامت دیکھی ہے، آپ سے یہ درخواست ہے کہ میں کیا کروں؟ کچھ حل فرمائیے، اس خواب میں قیامت سے کیا مراد ہوسکتی ہے؟

ج......خواب میں قیامت کا منظر دیکھنا مبارک ہے، مگر حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے سے اپنا تعلق جوڑ لیں، اِن شاء اللہ آپ کی پریشانی کی کیفیت ختم ہوجائے گی۔

## خواب میں والدین کی ناراضگی کا مطلب

س......میرے والدین کا انتقال ہوچکا ہے، اس کے بعد سے آج تک جہاں مجھے نیند آئی،


فہرست

میرے والدین کسی اَن جانی رُوح کو ہمراہ لے کر میرے خواب میں دِکھائی دیتے ہیں، ان رُوحوں کی مسلسل خواب میں آمد نے مجھے ذہنی طور پر پریشان کردیا ہے، کبھی ہمارے ابو کسی پر ناراض ہوتے دِکھائی دیتے ہیں۔ ہم چھ بہنیں تین بھائی ہیں۔ مولانا صاحب! لوگ کہتے ہیں: ''کوئی گھر میں فوت ہونے والا ہوتا ہے تو یہ رُوحیں مرنے والوں کو لینے آتی ہیں'' لیکن میں تو بارہ ماہ اپنے والدین کی رُوحوں کو کسی غیر رُوح کے ہمراہ خواب میں دیکھتی ہوں، میں باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھتی ہوں، تلاوت بھی کرتی ہوں، ثواب بھی ان کی رُوح اور کل رُوحوں کو پیش کرتی ہوں۔ خدا کے لئے اس کا جواب ضروری عنایت کیجئے، میں سوچ سوچ کر پریشان ہوچکی ہوں۔

ج...... یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر کوئی مرنے والا ہوتا ہے تو فوت شدہ لوگ مرنے والے کو لینے آتے ہیں، آپ کو خواب میں جو والدین کی زیارت کثرت سے ہوتی ہے، یہ آپ کی نہایت محبت کی علامت ہے، لوگ تو اپنے والدین کی خواب میں زیارت کے لئے ترستے ہیں اور آپ اپنی ناواقفی کی وجہ سے اس سے پریشان ہیں۔ آپ کے ابو کا ناراض دِکھائی دینا بھی آپ لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لئے ہے۔ بہرحال آپ لوگوں کو اس سے پریشان ہرگز نہیں ہونا چاہئے، البتہ خلافِ شریعت کاموں کو ترک کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اپنے والدین کے لئے دُعائے اِستغفار کرتے رہنا چاہئے۔

## خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ضروری نہیں

س...... میں حضور علیہ السلام کا خواب میں دیدار کرنا چاہتا ہوں، طریقہ یا وظیفہ کیا ہوگا؟

ج...... خواب میں دیدار بہت ہی محمود ہے، لیکن اگر کسی کو عمر بھر نہ ہو، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام پر پورا پورا عمل کرتا ہو، اِن شاء اللہ معنوی تعلق اس کو حاصل ہے، اور یہی مقصودِ اعظم ہے، اور اس کا طریقہ اتباعِ سنت اور کثرت سے دُرود شریف پڑھنا ہے۔

# کھیل کود

## کھیل کا شرعی حکم

س……پچھلے دنوں بھارت کی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی تھی، جس میں سیّد مجتبیٰ کرمانی بھارت کے وکٹ کیپر ہیں، اور وہ مسلمان ہیں، اور وہ مسلمانوں کے خلاف ہی کھیل رہے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو کس لحاظ سے؟

ج……ایسا کھیل تماشا اور لہو ولعب کہ جس سے نماز تک فوت ہوجاتی ہو، خود حرام ہے، خواہ مسلمان کے خلاف کھیلے یا کافر کے خلاف…!

## تاش کی شرط کے پھل وغیرہ کا شرعی حکم

س……تاش پر پیسے لگا کر لوگ جوا کھیلتے ہیں، جو کہ حرام ہے، اسلام میں کسی بھی معاملے میں شرط حرام ہے، مسئلہ یہ ہے کہ تاش پر پیسوں کی بجائے پھل فروٹ وغیرہ لگا کر کھیلا جائے تو کیا وہ پھل وفروٹ بھی حرام ہے؟ نیز حرام کھانے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی لکھ دیں تو آپ کی بڑی نوازش ہوگی، کیونکہ میں جس جگہ رہتا ہوں وہاں پر یہ عمل کثرت سے ہوتے ہیں، کیا ایسے پھل سے روزہ اِفطار کرنا جائز ہے؟

ج……جس طرح تاش پر روپے پیسے کی شرط باندھنا حرام اور جوا ہے، اسی طرح پھل فروٹ یا کسی دُوسری چیز کی شرط بھی حرام ہے اور جوا ہے، اور ایسے پھل فروٹ سے روزہ کھولنا ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور شام کو کتے یا خنزیر کے گوشت سے روزہ کھولے، کیونکہ جس طرح کتے اور خنزیر کا گوشت نجس اور حرام ہے، اسی طرح جوا اور سود بھی نجس اور حرام ہے۔

## کیرم بورڈ اور تاش کھیلنا

س...... کیرم بورڈ، لڈو اور تاش بغیر شرط کے ساتھ کھیلنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ''ہم وقت پاس کرنے کے لئے یہ کھیلتے ہیں'' اور جو آدمی ہار جاتا ہے تو وہ ان کو بوتل یا چائے پلاتا ہے۔ یہ اسلام کی رُو سے جائز ہے یا نہیں؟

ج...... تاش اور اس قسم کے دُوسرے کھیل خواہ شرط باندھے بغیر ہوں، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہیں، اور ہارنے والے سے بوتل یا چائے پینا حرام ہے۔

## گھٹنوں سے اُوپر کا حصہ ننگا ہونے کے ساتھ کھیلنا

س...... ہمارے بچوں کو کھیلوں کے دوران وردی پہننا لازمی ہوتا ہے، اب بعض جوان بھی ہوتے ہیں، ان کے لئے وردی پہننے کا کیا حکم ہے کہ ان کے ستر ننگے ہوتے ہیں؟

ج...... ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ ستر میں داخل ہے، اور ستر کا کھولنا حرام ہے، اوّل تو کھیل ہی کوئی فرض و واجب یا سنت و مستحب نہیں کہ اس کے لئے حرامِ شرعی کا ارتکاب کیا جائے، اور اگر کھیلنا ہی ہو تو وردی ایسی تجویز کی جائے جس سے ستر ڈھک جائے، بہرحال ستر کا کھولنا حرام اور ناجائز ہے۔

## کرکٹ کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... ہم نوجوانوں میں کرکٹ ایک وبا کی صورت میں پھیل گئی ہے، خاص کر کراچی میں، جہاں ہر کوئی اپنا وقت کرکٹ میں ضائع کرتا ہے، آج کل تو کرکٹ، ٹینس بال سے بھی خوب کھیلی جاتی ہے، ہر گلی میں لڑکے کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں، اس کے بعد میچ ہوتے ہیں اور ٹورنامنٹس بھی کرائے جاتے ہیں۔ یہ ٹورنامنٹس کچھ اس طرح ہوتے ہیں کہ کوئی بھی ایک ٹیم جو ٹورنامنٹ کراتی ہے، مختلف ٹیموں سے جو ٹورنامنٹ میں حصہ لیتی ہیں بطور انٹری فیس کچھ رقم جو مقرّر کردی جاتی ہے، وہ لیتی ہے۔ اور پھر اس طرح کافی ٹیموں سے جو رقم جمع ہوتی ہے، اس کی ٹرافی اس ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم کو دی جاتی ہے، اس طرح تمام رقم کی ٹرافی مخصوص کھلاڑیوں میں تقسیم ہوجاتی ہے، اور باقی لڑکے یا ٹیم جو اس میں پیسہ لگاتے ہیں اسے کچھ نہیں


فہرست

ملتا۔ کھیل کے اس طریقے کو کیا کہا جائے گا؟ آیا یہ جوا ہے؟ ناجائز ہے یا جائز ہے؟

ج…… کھیل کے جواز کے لئے تین شرطیں ہیں، ایک یہ کہ کھیل سے مقصود محض ورزش یا تفریح ہو، خود اس کو مستقل مقصد نہ بنالیا جائے۔ دوم یہ کہ کھیل بذاتِ خود جائز بھی ہو، اس کھیل میں کوئی ناجائز بات نہ پائی جائے۔ سوم یہ کہ اس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا نہ ہو۔ اس معیار کو سامنے رکھا جائے تو اکثر و بیشتر کھیل ناجائز اور غلط نظر آئیں گے۔ ہمارے کھیل کے شوقین نوجوانوں کے لئے کھیل ایک ایسا محبوب مشغلہ بن گیا ہے کہ اس کے مقابلے میں نہ انہیں دِینی فرائض کا خیال ہے، نہ تعلیم کی طرف دھیان ہے، نہ گھر کے کام کاج اور ضروری کاموں کا احساس ہے۔ اور تعجب یہ کہ گلیوں اور سڑکوں کو کھیل کا میدان بنالیا گیا ہے، اس کا بھی احساس نہیں کہ اس سے چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کھیل کا ایسا ذوق پیدا کردیا گیا ہے کہ ہمارے نوجوان گویا صرف کھیلنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، اس کے سوا زندگی کا گویا کوئی مقصد ہی نہیں، ایسے کھیل کو کون جائز کہہ سکتا ہے…؟

## خواتین کے لئے ہاکی کھیلنے کے جواز پر فتویٰ کی حیثیت

س…… پچھلے ہفتے کے ''اخبارِ جہاں'' میں ''کتاب وسنت کی روشنی'' میں ایک فتویٰ نظر سے گزرا، جس کا مقصد یہ تھا کہ موجودہ دور میں زنانہ ہاکی ٹیمیں نئے تقاضوں کے مطابق ہیں۔ میں آپ سے اسی فتویٰ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، کیا آپ بھی حافظ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر آپ بھی عورتوں کی ہاکی ٹیموں کو جائز سمجھتے ہیں تو برائے مہربانی حدیث اور فقہائے کرام کے حوالے بھی دیں۔ اگر آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور یقیناً سمجھتے ہوں گے تو اَبھی تک آپ لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا؟ کیا یہ اسلام سے ایک مذاق نہیں ہے؟

ج…… ''اسلامی صفحہ'' میں اس پر ہم اپنی رائے کا اظہار کرچکے ہیں، اس لئے آپ کا یہ ارشاد تو صحیح نہیں کہ: ''ابھی تک اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟'' ہماری رائے یہ ہے کہ دورِ جدید میں جس طرح کھیل کو رواج دے دیا گیا کہ پوری قوم کھیل کے لئے پیدا ہوئی ہے، اور اس کھیل

ہی کو زندگی کا اہم ترین کارنامہ فرض کرلیا گیا ہے، کھیل کا ایسا مشغلہ تو مردوں کے لئے بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ عورتوں کے لئے جائز ہو۔ پھر ہاکی مردانہ کھیل ہے، زنانہ نہیں۔ اس لئے خواتین کو اس میدان میں لانا صنفِ نازک کی اہانت و تذلیل بھی ہے۔ اب اگر مرد مردانگی چھوڑنے پر اور خواتین مردانگی دِکھانے پر ہی اُتر آئیں تو اس کا کیا علاج...؟

## کبوتر بازی شرعاً کیسی ہے؟

س...... میں نے کبوتر پال رکھے ہیں، آج ایک صاحب نے کہا کہ کبوتر نہیں پالنا چاہئیں، کیونکہ یہ اُجاڑ (ویران جگہ) مانگتے ہیں۔

ج...... ان صاحب کی بیان کردہ وجہ تو صحیح نہیں، البتہ اگر یہ کہا جائے کہ کبوتر بازی کا مشغلہ ناجائز ہے، تو صحیح ہے۔

## کراٹے کا کھیل شرعاً کیسا ہے؟

س...... آج کل ایک کھیل کراٹے کا بہت مقبول ہو رہا ہے، اور اس وقت صرف کراچی میں ہزاروں نوجوان اس فن کو سیکھ رہے ہیں۔ اس کھیل کی ایک روایت ہے کہ اس کے سیکھنے والے زمین پر دوزانو بیٹھ کر اور ہاتھ زمین پر رکھ کر اپنا سر ان لوگوں کی تصویروں کے آگے جھکا دیتے ہیں جو کہ اس فن کے بانیوں میں سے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کسی بھی انسان کی تصویر کے آگے سر جھکا دینا شرک اور ناجائز تو نہیں ہے؟

ج...... ناجائز تو ہے، یہ غیراللہ کی تعظیم کے لئے گویا سجدے کی سی شکل بنانا ہے، جو دُرست نہیں۔ باقی جہاں تک کراٹے سیکھنے کا تعلق ہے، یہ اگر کسی اچھے مقصد کے لئے ہو تو جائز ہے، بشرطیکہ اس کھیل کے دوران فرائضِ شرعیہ کو غارت نہ کیا جاتا ہو، ورنہ ناجائز ہے۔

## تاش اور شطرنج کا کھیل حدیث کی روشنی میں

س...... ہمارے ہاں لوگ فارغ اوقات میں تاش اور شطرنج کھیلتے ہیں اور خاص طور پر جمعۃ المبارک کے روز کیونکہ چھٹی ہوتی ہے، کھیلتے ہیں۔ اگر ہم ان کو منع کریں کہ اسلام میں تاش اور شطرنج کھیلنا منع ہے یا حرام ہے، تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جائز ہے، حرام نہیں ہے، اگر حرام

ہے تو ہمیں کسی حدیث کی معتبر کتاب میں لکھا دِکھاؤ۔

ج……حدیث میں ہے:

”عن أبی موسی الأشعری رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من لعب بالنرد فقد عصی اللہ ورسولہ.“ (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۱۹)

ترجمہ:……”حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے ”نردشیر“ کھیلا، اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن سلیمان بن بریدۃ عن أبیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ومن لعب بالنردشیر فکأنما غمس یدہ فی لحم خنزیر ودمہ.“ (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۱۹)

ترجمہ:……”حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نردشیر کھیلا، اس نے گویا اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگے۔“

اِمام ابوحنیفہؒ، اِمام مالکؒ اور اِمام احمدؒ اس پر متفق ہیں کہ تاش اور شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ نردشیر سے کھیلنا کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اسی سے تاش اور شطرنج کا اندازہ لگا لیجئے…! اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔

## تاش کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

س……میں نے سنا ہے کہ تاش کھیلنا ایسا ہے جیسے ماں بہن کے ساتھ زنا کرنا۔ آپ اس مسئلے کی برائے مہربانی وضاحت کریں تاکہ جو مسلمان اس کھیل میں پھنسے ہوئے ہیں، وہ اس کھیل کو چھوڑ دیں۔

ج…… یہ حدیث تو یاد نہیں کہ کبھی نظر سے گزری ہو، البتہ بعض اور احادیث بڑی سخت اس


فہرست

سلسلے میں وارِد ہیں، ایک حدیث میں ہے:

**"ملعون من لعب بالشطرنج، والناظر الیھا کآکل لحم الخنزیر."** (کنزالعمال حدیث:۴۰۶۳۶)

ترجمہ:...... "شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے، اور جو اس کی طرف دیکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کا گوشت کھانے والا۔"

ایک حدیث میں ہے:

**"ان الله تعالٰی ینظر فی کل یوم ثلاثمائة وستّین نظرةً، لا ینظر فیھا الٰی صاحب الشاہ یعنی الشطرنج."**

(الدیلمی عن واثلہ، کنزالعمال حدیث:۴۰۶۵۶)

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ روزانہ اپنے بندوں پر تین سو ساٹھ بار نظرِ رحمت فرماتے ہیں، مگر تاش اور شطرنج کھیلنے والوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

**"اذا مررتم بھؤلاء الذین یلعبون بھٰذہ الأزلام والشطرنج والنرد وما کان من ھٰذہ فلا تسلّموا علیھم وان سلّموا علیکم فلا تردّوا علیھم."**

(الدیلمی عن ابی ہریرہؓ، کنزالعمال حدیث:۴۰۶۴۴)

ترجمہ:...... "جب تم ان شطرنج اور نرد کھیلنے والوں پر گزرو تو ان کو سلام نہ کرو، اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کو جواب نہ دو۔"

کفایۃ المفتی میں ہے کہ:

"تاش، چوسر، شطرنج، لہو و لعب کے طور پر کھیلنا مکروہِ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی ہوتی ہے، نیز ان کھیلوں میں مشغولی اکثر طور پر فرائض و واجبات کی تفویت (فوت کردینے)

کا سبب بن جاتی ہے، اس صورت میں اس کی کراہت حدِ حرمت تک پہنچ جاتی ہے۔“

## ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم اور یوگا سیکھنا

س......آج کل مختلف سائنسی علوم، مثلاً: ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم، یوگا وغیرہ سکھائے جاتے ہیں، ان کے اکثر کام جادو سے ہونے والے کام کے مشابہ ہوتے ہیں، حالانکہ یہ جادو نہیں ہیں، کیا ان علوم کا سیکھنا مسلمان کے لئے جائز ہے؟

ج......ان علوم میں مشغول ہونا جائز نہیں۔

## کیا اسلام نے لڑکیوں کو کھیل کھیلنے کی اجازت دی ہے؟

س......کیا اسلام لڑکیوں کو کھیل کھیلنے کی اجازت دیتا ہے؟

ج...... جو کھیل لڑکیوں کے لئے مناسب ہو اور اس میں بے پردگی کا احتمال نہ ہو، اس کی اجازت ہے، ورنہ نہیں۔ اس لئے آپ کو وضاحت کرنی چاہئے کہ آپ کیسے کھیل کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں؟ آج کل بہت سے کھیل بے خدا تہذیبوں اور بے غیرت قوموں نے ایسے بھی رواج کر رکھے ہیں جو نہ صرف اسلامی حدود سے متجاوز ہیں، بلکہ انسانی وقار اور نسوانی حیاء کے بھی خلاف ہیں۔



## معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں شرکت

فہرست

س......موجودہ دور کے معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں اگر کوئی شخص مقررہ فیس ادا کئے بغیر شریک ہو اور قرعہ اندازی میں اس کا نام نکل آئے تو اس صورت میں وہ اِنعامی رقم لے سکتا ہے یا نہیں؟

ج......معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں اگر حل کرنے والوں کو فیس ادا کرنی پڑتی ہے، تب تو یہ جوا ہے، جو حرام ہے، اور فیس ادا نہیں کی جاتی مگر یہ معمے لغو اور لایعنی قسم کے ہیں تو ان میں شرکت مکروہ ہے، اور اگر وہ دِینی معلومات پر مشتمل ہوں تو ان میں شرکت مستحسن ہے۔

## کھیل کے لئے کونسا لباس ہو؟

س…… بہت سے کھیل ایسے ہوتے ہیں جو کہ مرد شرٹ نیکر پہن کر کھیلتے ہیں، اس کے علاوہ جب کشتی کھیلتے ہیں تو صرف نیکر پہنا ہوتا ہے اور باقی سارا جسم برہنہ ہوتا ہے، اسی طرح آج کل سب لڑکے بھی تنگ پتلون اور شرٹ پہنتے ہیں جن کے گریبان اکثر کھلے ہوتے ہیں، کیا اس طرح کے کپڑے پہننا مردوں کے لئے اسلام میں جائز ہے؟

ج……ناف سے گھٹنے تک کا حصۂ بدن ستر ہے، اسے لوگوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں، اور ایسا تنگ لباس بھی پہننا جائز نہیں جس سے اندرونی اعضاء کی بناوٹ نمایاں ہو۔

## ویڈیو گیم کا شرعی حکم

س…… ویڈیو گیمز جو کہ مغربی ممالک کے بعد اب ہمارے ملک میں رواج پذیر ہیں، اس کے شائقین ہمارے یہاں ایک دو روپے دے کر اپنے شوق کی تکمیل کرتے ہیں، جبکہ اس میں کسی قسم کی کوئی شرط، نہ کسی قسم کے اِنعام کا لالچ دیا جاتا ہے، بلکہ یہ گیم دیگر اُمور کے علاوہ نشانہ بازی وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج…… ویڈیو گیم اور دیکھنے والوں کے مشاہدے سے جہاں تک پتا چلا اور حقیقت معلوم ہوئی، یہ کھیل چند وجوہات سے شرعاً جائز نہیں۔

اوّل:……اس کھیل میں دِینی اور جسمانی کوئی فائدہ مقصود نہیں ہوتا، اور جو کھیل ان دونوں فائدوں سے خالی ہو، وہ جائز نہیں۔

دوم:……اس میں وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے، اور ذکر اللہ سے غافل کرنے والا ہے۔

سوم:……سب سے شدید ضرر یہ کہ اس کھیل کی عادت پڑنے پر چھوڑنا دُشوار ہوتا ہے۔

چہارم:……بعض گیم تصویر اور فوٹو پر مشتمل ہوتے ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

پنجم:……اس کھیل سے بچوں کو اگرچہ دِلی فرحت اور لذّت حاصل ہوتی ہے، لیکن ناجائز چیزوں سے لذّت حاصل کرنا بھی حرام ہے، بلکہ بعض فقہاء نے کفر تک لکھا ہے۔

علاوہ ازیں اس سے بچوں کا ذہن خراب ہوتا ہے اور اس سے بامقصد تعلیم میں خلل واقع ہوتا ہے، پھر بچوں کو پڑھائی اور دُوسرے فائدے والے کاموں میں دِلچسپی نہیں رہتی، وغیرہ۔ ان مذکورہ وجوہات کی بنا پر یہ کھیل، باری تعالیٰ کے ارشاد کا مصداق ہے:

''بعض لوگ اپنی جہالت سے کھیل تماشے اختیار کرتے ہیں اور اس میں پیسہ خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو بھٹکادیں اور دِین کی باتوں کو کھیل تماشا بناتے ہیں، انہی لوگوں کے لئے اہانت والا عذاب ہے۔'' (سورۂ لقمان آیت نمبر:۶)

حضرت حسنؒ ''لہو الحدیث'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ: آیاتِ مذکورہ میں لہو الحدیث سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور اس کی یاد سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول لہو ولعب، فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔ واضح رہے کہ مذکورہ آیات کی شانِ نزول اگرچہ خاص ہے، مگر عمومِ الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا، یعنی جو کھیل فضول اور وقت و پیسہ ضائع کرنے والا ہے، وہی آیاتِ مذکورہ کی وعید میں داخل ہے۔ چونکہ ویڈیو گیم میں یہ ساری قباحتیں موجود ہیں، اس لئے یہ گیم ناجائز ہے، اس میں وقت اور پیسہ لگانا ناجائز ہے اور اس کو ترک کردینا لازم ہے۔

# موسیقی اور ڈانس

## گانوں کے ذریعہ تبلیغ کرنا

س...... ایک خاتون ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ گانوں کے ذریعے یعنی ریکارڈ پر اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہیں، اب آپ بتائیں کہ کیا اسلام کی رُو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج...... گانے کو تو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، تو یہ گا کر اللہ کا پیغام کیسے پہنچائیں گی...؟ یہ تو شیطان کا پیغام ہے جو گانے کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔

## کیا موسیقی رُوح کی غذا اور ڈانس ورزش ہے؟

س...... کیا یہ دُرست ہے کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے؟ کیا رقص و موسیقی کو ''فحاشی'' کہنا دُرست ہے؟ ہم جب بھی رقص و موسیقی کے لئے لفظ ''فحاشی'' استعمال کرتے ہیں تو لوگ یوں گرم ہوتے ہیں جیسے ہم نے کوئی گناہِ کبیرہ کردیا ہو۔ ۲- کیا لوک رقص اور دُوسرے ڈانس اسلام کی رُو سے جائز ہیں؟ ۳- عموماً لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر ڈانس ورزش کے خیال سے کیا جائے، خواہ وہ کسی بھی قسم کا ڈانس ہو، تو جائز ہے۔ کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... یہ تو صحیح ہے کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے، مگر شیطانی رُوح کی غذا ہے، اِنسانی رُوح کی نہیں، اِنسانی رُوح کی غذا ذکرِ اِلٰہی ہے۔ ۲- رقص حرام ہے۔ ۳- یہ لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص اور ڈانس کو ''ورزش'' کہہ کر وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام ''شربت'' رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔

## موسیقی غیر فطری تقاضا ہے

س......آپ فرماتے ہیں کہ: ''موسیقی سے رُوح نہیں نفس خوش ہوتا ہے''، یعنی آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اِنسانی جبلت میں جہاں بھوک پیاس اور جنسی خواہشات ہوتی ہیں وہاں موسیقی سے لطف اندوز ہونے کی جبلت بھی ہوتی ہے۔ اب بھوک کے لئے حلال روٹی اور جنسی تقاضے کے لئے نکاح تو ہمیں اسلام نے عطا کئے ہیں، لیکن جبلت نفس جو موسیقی طلب ہے اس کے لئے اسلام نے کیا دیا ہے؟ جبکہ اچھے قاری کی قرأت باسط اور لحنِ داوٗد علیہ السلام سے کائنات وجد میں آجاتی ہے، یہ کیوں؟

ج......ایک اُصول جو ہر جگہ آپ کے لئے کارآمد ہوگا، یاد رکھنا چاہئے کہ اِنسانی تقاضے کچھ فطری ہیں، کچھ غیر فطری، ان دونوں کے درمیان اکثر لوگ امتیاز نہیں کرتے۔ حق تعالیٰ شانہ جو خالقِ فطرت ہیں، انہوں نے اِنسان کے فطری تقاضوں کی تسکین کے لئے پورا سامان مہیا کردیا ہے، اور غیر فطری تقاضوں کی تکمیل سے ممانعت فرمادی ہے۔ خوش الحانی سے اچھا کلام پڑھنا اور سننا ایک حد تک فطری تقاضا ہے، اسلام نے اس کی اجازت دی ہے، لیکن سازو آلات وغیرہ غیر فطری تقاضے ہیں، ان سے منع فرمایا ہے۔

## موسیقی اور اسلامی ثقافت

س...... جنگ کراچی میں جمعہ ۳۱ /مارچ کو ایک حکومت کے ثقافتی شعبے نے اِشتہار دیا تھا، جس میں ان لوگوں سے تربیت کے لئے درخواستیں مانگی ہیں، ۱- موسیقی اور گانا سیکھنا چاہتے ہیں، ۲- رقص سیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری اسلامی حکومت نے انتہائی جرأت سے اسلام ہی کی مخالفت کی ہے، آپ برائے مہربانی اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار ضرور فرمائیں۔

ج......راگ رنگ، رقص و سرود اور موسیقی اسلامی ثقافت کا شعبہ نہیں بلکہ جدید جاہلی ثقافت کا شعبہ ہے، جو شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ پاکستان کی حکومت کا سرکاری سطح پر اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرنا، اسلامی نقطۂ نظر سے لائقِ صد مذمت ہے۔ افسوس کہ ہمارے حکمران (قیامِ پاکستان سے آج تک) نام تو اسلام کا لیتے ہیں، مگر سرپرستی شعارِ جاہلیت اور شعارِ

کفار کی کرتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اخلاقی گراوٹ کی آخری حدوں کو پھلانگ رہا ہے۔

## موسیقی اور سماع

س…… چند دنوں پیشتر اِمام غزالیؒ کی کتاب ''کیمیائے سعادت'' کا اُردو ترجمہ ''نسخۂ کیمیا'' کا باب ہشتم بہ عنوان ''آداب وأحکامِ سماع ووجد'' پڑھنے کا اتفاق ہوا، جس کو پڑھ کر مجھ ناچیز کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ موسیقی اگر کبھی کبھی اور خوشی کے مواقع پر سنی جائے تو جائز ہے۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج…… دُرست نہیں! ''سماع'' کے معنی آج کی مروّجہ موسیقی کے نہیں، یہ خاص اصطلاح ہے اور اس کے آداب وشرائط ہیں۔

## ڈراموں اور فلموں میں کبھی خاوند، کبھی بھائی ظاہر کرنا

س…… جناب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے اسلامی ملک پاکستان میں فلمیں اور ڈرامے بنتے ہیں، ان میں عجیب سی روایات ہیں، وہ یہ کہ ایک آدمی کو ایک فلم یا ڈرامے میں ایک عورت کا خاوند دِکھایا جاتا ہے، اسی آدمی کو دُوسرے ڈرامے میں اسی عورت کا یا تو بھائی، بیٹا اور یا کسی اور رشتے سے دِکھایا جاتا ہے، یہ چیزیں ہمارے مذہب (اسلام) میں کہاں تک جائز ہیں؟ اور اگر ناجائز ہیں تو اس کے لئے کیا روک تھام ہوسکتی ہے؟

ج…… جب فلمیں اور ڈرامے ہی جائز نہیں، تو جو چیزیں آپ نے لکھی ہیں، ان کے جائز ہونے کا کیا سوال ہے…؟

## ورائٹی شو، اسٹیج ڈرامے وغیرہ میں کام کرنا اور دیکھنا

س…… رقص وسرود، موسیقی، ورائٹی شو، اسٹیج ڈرامے وغیرہ میں کسی حیثیت سے بھی حاضری دینا، اسلامی رُوح کے خلاف ہے، یہ بات ہمیں علمائے دِین سے معلوم ہوئی ہے۔ آج کل کراچی میں اس قسم کی تفریحات کا بڑے زور وشور سے رواج بڑھ رہا ہے۔ ٹی وی اور فلم کے اداکار جب سے اسٹیج ڈراموں میں آنے لگے تو ڈراموں کے کرتا دھرتاؤں نے ٹکٹ کی



فہرست

قیمت ۵۰ سے ۲۰۰ تک کرادی، پھر بھی لوگ پسند کرتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ پسند ہم کو کاہلی، تن آسانی اور عیاشی کی طرف مائل کرتی ہے، اسی طرح ہمیں اپنے فرضِ منصبی سے غافل کرتی ہے۔ میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح تفریح میں جتنے لوگ شریک ہیں، کیا سب گناہگار ہیں؟ جو پیشہ ور لوگ ہیں وہ تو محنت سے روزی کماتے ہیں، مثلاً اداکار، گلوکار اور دیگر ملازمین وغیرہ۔

ج:...... گناہ کے کام میں شرکت کرنے والے سبھی گناہگار ہیں، گو درجات کا فرق ہو، اور غلط کام سے روزی کمانا بھی غلط ہے۔

## بچے یا بڑے کی سالگرہ پر ناچنے والوں کا انجام

س...... جو مسلمان اپنے گھر میں بچے یا بڑے کی سالگرہ مناتے ہیں، جو کہ یہودانہ رسم ہے، اس موقع پر گھر کے نوجوان لڑکے اور باہر کے غیرمحرَم لڑکے کیک کاٹنے کے بعد ہیجڑوں کی طرح اپنی ماں، بہنوں اور دُوسری مسلمان خواتین کے ساتھ مل کر ناچتے ہیں، اور پھر وہی لوگ کبھی اس ہی گھر میں ختمِ قرآن بھی کراتے ہیں۔ ان لوگوں کا آخرت میں کیا مقام ہوگا؟ شریعت کی رُو سے بیان فرمائیے۔

ج...... آخرت میں ان کا مقام تو اللہ ہی کو معلوم ہے، البتہ ان کا یہ عمل کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔

## ساز کے بغیر گیت سننے کا شرعی حکم

س...... اگر کوئی شخص بغیر ساز و موسیقی کے سرًا یا جہرًا گیت گاتا ہے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟ یا عورت انفرادی یا اجتماعی، سرًا یا جہرًا کہ اس کو اس عورت کے محرَم سنتے ہوں، گیت گائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کو اس کے غیرمحرَم بھی سنتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ جبکہ یہی گیت ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ میں ساز و موسیقی کے ساتھ گایا جاتا ہے۔ اب اگر ان تمام صورتوں میں دف بجاکر گیت گایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہمارے بہت سارے رُفقاء مبتلا ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے ہیں، تو اس مسئلے کی وضاحت منظرِ عام پر لانا ضروری ہے۔

ج......ساز اور آلات کے ساتھ گانا حرام ہے، خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت، اور تنہا گائے یا مجلس میں، اسی طرح جو اشعار کفر و شرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے۔ البتہ مباح اَشعار اور ایسے اَشعار جو حمد و نعت یا حکمت و دانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں، ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر عورتوں اور مردوں کا مجمع نہ ہو تو دُوسروں کو بھی سنانا جائز ہے۔ اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اَشعار ترنم سے پڑھے (جبکہ کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے۔ آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت و دانائی پر مشتمل نہیں، بلکہ ان سے نفسانی خواہشات اُبھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے یہ قطعی حرام ہیں، عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی۔ حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دِل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

## معیاری گانے سننا

س...... مجھے گانے سننے کا بہت شوق ہے، لیکن مجھے بے ہودہ اور اخلاق سے گرے ہوئے گانوں سے نفرت ہے، کیا میں اچھے اور معیاری گانے سن سکتا ہوں؟

ج......گانے معیاری ہوں یا گھٹیا، حرام ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”من قعد الی قنية يستمع منها صبّ الله فی أُذنيه الآنک يوم القيامة.“

(کنز العمال ج:۱۵ ص:۲۲۰، حدیث نمبر:۴۰۶۶۹)

ترجمہ:......”جو شخص کسی گانے والی عورت کی طرف کان لگائے گا، قیامت کے دن ایسے لوگوں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔“

## موسیقی پر دھیان دیئے بغیر صرف اَشعار سننا

س......اگر کسی ایسے مجمع میں جانے کا اتفاق ہو جس میں جائز اَشعار مزامیر اور موسیقی کے ہمراہ پڑھے جارہے ہوں تو موسیقی پر دھیان دیئے بغیر وہ جائز اَشعار سن لینا چاہئے یا نہیں؟


فہرست

ج…… جس مجلس میں مزامیر، موسیقی اور دیگر لہو ولعب کی چیزیں اور محرّمات کا ارتکاب ہو رہا ہو، ایسی مجلس میں بیٹھنا ہی جائز نہیں ہے، اگرچہ اس کی جانب توجہ اور دھیان نہ کیا جائے۔

## موسیقی کی لت کا علاج

س…… میری عمر ۳۳ سال ہے، ۲۸ سال کی عمر تک مجھے موسیقی سے بے حد لگاؤ رہا، ۱۹۸۱ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے بعد سے میں نے ہر طرح کی موسیقی سننے، ٹیپ ریکارڈر اپنے پاس رکھنے یا گاڑی میں استعمال کرنے سے اور ٹی وی غیرہ تمام سے توبہ کرلی، لیکن اب کچھ عرصے سے جب بھی صبح فجر کی نماز کے لئے اُٹھتا ہوں تو دِماغ میں گانے بھرے ہوتے ہیں، عشاء کے بعد سوتے وقت یہی حالت ہوتی ہے اور دن میں اکثر اوقات یہی حالت رہتی ہے، اس کیفیت سے سخت پریشان ہوں، براہِ کرم کوئی رُوحانی علاج تجویز فرمائیے۔

ج…… غیراختیاری طور پر اگر گانے دِماغ میں گھومنے لگیں تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں، کثرتِ ذکر اور کثرتِ تلاوت سے رفتہ رفتہ اس کیفیت کی اصلاح ہوجائے گی، جیسے کوئی چیز دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کرلیں تو کچھ دیر تک اس چیز کا نقشہ گویا آنکھوں کے سامنے رہتا، رفتہ رفتہ زائل ہوجاتا ہے۔ بقول شخصے "اَسّی سال کا گھسا ہوا" "رام رام" نکلتے نکلتے نکلے گا، ایک دَم تھوڑا ہی نکلے گا۔" بہرحال اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، البتہ توبہ واِستغفار کی تجدید کرلیا کریں۔

## گانے سننے کی بُری عادت کیسے چھوٹے گی؟

س…… میں گانے بجانے کا نہایت ہی شوقین ہوں، یہ شیطانی عمل ہے، چھوٹتا نہیں، اس لئے آپ صاحبان کی خدمت میں اِلتجا کی جاتی ہے کہ کوئی ایسا عمل، طریقہ، وظیفہ تجویز فرمائیں کہ اس عمل سے دِل ودِماغ خالی ہوجائے۔

ج…… اختیاری عمل کے لئے استعمالِ ہمت کے سوا کوئی وظیفہ نہیں، البتہ دو چیزیں اس کی معین ہیں، ایک یہ کہ قبر اور حشر میں اس گناہ پر جو سزا ملنے والی ہے، اس کو سوچے، دُوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے نہایت اِلتجا کے ساتھ دُعا کرے۔ رفتہ رفتہ اِن شاء اللہ یہ عادت چھوٹ جائے گی۔

## طوائف کا ناچ اور گانا

س...... ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے ہر شہر میں کچھ مخصوص علاقوں میں ناچ گانے کا کاروبار ہوتا ہے، جسے ''مجرا'' کہتے ہیں، جس میں عورتیں، جنھیں ''طوائف'' کہا جاتا ہے، اپنی نازیبا حرکات اور لباس سے مرد حضرات کو، جنھیں ''تماش بین'' کہا جاتا ہے، گانا سناتی ہیں اور ناچتی ہیں۔ کیا اسلام میں یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو یہ کاروبار ہمارے ملک میں کھلے عام کیوں چل رہا ہے؟ کیا اس کا گناہ ہمارے حکمران پر نہیں آتا؟ کیا اس کا گناہ ہمارے علماء، صدر صاحب، علاقے کے کونسلر، ممبر صوبائی اور قومی اسمبلی پر نہیں آتا، جو اس کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کرتے؟ کیا یہ گناہ محلے والوں پر ہوتا ہے جو اس علاقے میں رہتے ہیں؟

ج...... طوائف کے ناچ اور گانے کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے...؟ جو لوگ اس فعلِ حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، اور جو لوگ قدرت کے باوجود منع نہیں کرتے، وہ سب گناہگار ہیں۔ اہلِ علم کا کام زبان سے منع کرنا ہے، اور اہلِ حکومت کا کام زور اور طاقت سے منع کرنا ہے۔

## بغیر ساز کے نغمے کے جواز کی شرائط

س...... میرا ایک دوست کہتا ہے کہ نغمے بغیر ساز کے گانا گناہ نہیں ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ گانے کے گناہ ہونے کی دو وجوہات ہیں، ایک ساز اور دُوسری اس کے بول۔ اگر گانے کے بول بھی غیر اسلامی نہ ہوں اور ساز بھی نہ ہو تو گانا گایا جاسکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نغمے بغیر ساز کے گانا بُرا نہیں، جبکہ ان کے بول بھی اچھے ہوتے ہیں اور ان میں وطن سے محبت ہوتی ہے۔ براہِ کرم یہ بتائیں کہ آیا اس کی بات دُرست ہے کہ نہیں؟

ج...... اچھے اَشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا سننا جائز ہے، تین شرطوں کے ساتھ:

۱:...... پڑھنے والا پیشہ ور گویا، فاسق، بے رِیش لڑکا یا عورت نہ ہو، اور اس مجلس میں بھی کوئی بچہ یا عورت نہ ہو۔

۲:...... اَشعار کا مضمون خلافِ شرع نہ ہو۔

۳:...... ساز و آلاتِ موسیقی نہ ہوں۔

## ریڈیو کی جائز باتیں سننا گناہ نہیں

س...... ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا رواج عام ہوگیا ہے، تقریباً ہر غریب اُمیر گھرانے میں پایا جاتا ہے، ریڈیو پر عموماً ہر قسم کے پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں، تلاوتِ قرآن مجید، اَذان، نمازِ حرم شریف، حمد و نعت، مناجات، دِینِ متین سے متعلق سوال و جواب، اسلامی تقریریں، طبّی سوالات و جوابات، محفلِ مشاعرہ، قوّالی ہارمونیم، ڈھولک کے ساتھ، ڈرامے، گانے وغیرہ وغیرہ نشر ہوتے رہتے ہیں۔ تحریر فرمایئے اس میں کس طرح کے پروگرام سننے چاہئیں اور کس طرح سننا چاہئے؟ جیسے تلاوت ہورہی ہے تو کس طرح سنا جائے؟ اس کے آداب کیا ہوں گے؟ وغیرہ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں، یعنی ریڈیو کا طریقۂ استعمال اسلامی کیا ہے؟

ج...... ریڈیو میں تو صرف آواز ہوتی ہے، اس لئے ریڈیو پر مفید اور جائز باتوں کا سننا جائز ہے، اور گانے باجے یا اس قسم کی لغو باتیں سننا گناہ ہے۔ ٹیلی ویژن پر تصویر بھی آتی ہے، اس لئے وہ مطلقاً جائز نہیں۔

## کیا قوّالی جائز ہے؟

س...... قوّالی جو آج کل ہمارے یہاں ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ جبکہ بڑے بڑے ولی اللہ بھی اس کا اہتمام کیا کرتے تھے اور اس میں سوائے خدا اور اس کے رسول کی تعریف کے کچھ بھی نہیں، اگر جائز نہیں تو کیا ہے؟ اور ہمارے اسلامی ملک میں فروغ کیوں پارہی ہے؟

ج...... نعتیہ اَشعار کا پڑھنا سننا تو بہت اچھی بات ہے، بشرطیکہ مضامین خلافِ شریعت نہ ہوں۔ لیکن قوّالی میں ڈھول، باجا اور آلاتِ موسیقی کا استعمال ہوتا ہے، یہ جائز نہیں۔ اور اولیاء اللہ کی طرف ان چیزوں کو منسوب کرنا، ان بزرگوں پر تہمت ہے۔

## کیا قوّالی سننا جائز ہے جبکہ بعض بزرگوں سے سننا ثابت ہے؟

س...... قوّالی کے جواز یا عدمِ جواز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ اور راگ کا سننا شرعاً کیسا ہے؟

ج......راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ ہمارے لئے دِین ہے، اگر کسی بزرگ کے بارے میں اس کے خلاف منقول ہو، اوّل تو ہم نقل کو غلط سمجھیں گے، اور اگر نقل صحیح ہو تو اس بزرگ کے فعل کی کوئی تأویل کی جائے گی، اور قوّالی کی موجودہ صورت قطعاً خلافِ شریعت اور حرام ہے، اور بزرگوں کی طرف اس کی نسبت بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

## سگے بہن بھائی کا اکٹھے ناچنا

س......۱-کیا مذہبِ اسلام میں کسی سگے بہن بھائی کا ایک ساتھ ناچنا، گانا جائز ہے؟ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور سزا کیا ہے؟ ۲-مذہبِ اسلام میں سگے بہن بھائی کا تصاویر میں قابلِ اعتراض ہونے کی شرعی حیثیت اور سزا کیا ہے؟

ج......اس پُرفتن دور میں دِینی انحطاط اور اخلاقی پستی کا عالم یہ ہے کہ معاشرے میں جو بھی بُرائی عام ہوجائے اسے حلال سمجھا جاتا ہے، ایک زمانہ وہ تھا کہ جو شخص گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرتا وہ ڈوم اور میراثی کہلاتا تھا، اور لوگ اسے بُری نگاہ سے دیکھتے تھے، لیکن آج جو بھی یہ پیشہ اختیار کرتا ہے وہ ''فنکار'' کہلاتا ہے، اور اس کے پیشے کو ''فن وثقافت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور پھر ستم ظریفی یہ کہ جو بھی ان بُرائیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اسے ''رجعت پسند'' اور ''تنگ نظر'' تصوّر کیا جاتا ہے۔

گانے بجانے کے متعلق ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مبارک ارشادات ذیل میں ملاحظہ ہوں:

> ترجمہ:......''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانا گانے اور گانا سننے سے منع فرمایا ہے۔''

''قال علیه الصلٰوة والسلام: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل.'' (درمنثور ج:۵ ص:۱۵۹)

ترجمہ:......''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: گانے کی محبت دِل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔''

''عن عمران بن حصين رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فى هٰذه الأُمّة خسف ومسخ وقذف. فقال رجل من المسلمين: يا رسول الله! ومتٰى ذٰلك؟ قال: اذا ظهرت القيان والمعازف، وشربت الخمور.'' (ترمذی شریف ج:۲ ص:۴۴)

ترجمہ:......''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس اُمت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، اس پر ایک مسلمان مرد نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوگا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔''

اسی طرح تصاویر کا معاملہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانداروں کی عام تصویر کشی کو حرام قرار دے کر تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب کا مستحق قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

۱:......''عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون. متفق عليه.'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)

ترجمہ:......''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا

کہ فرما رہے تھے کہ: لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔“

۲:......”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ...... من صوّر صورةً عذّب و کلّف ان ینفخ فیها ولیس بنافخ. رواه البخاری.“ (مشکوٰۃ ص:۳۸۶)

ترجمہ:......”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جس نے تصویر (جاندار کی) بنائی، اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب میں رکھے گا جب تک وہ اس تصویر میں رُوح نہ پھونکے، حالانکہ وہ کبھی بھی اس میں رُوح نہیں ڈال سکے گا۔“

پس جب اسلام میں اس قسم کی عام تصویر کشی حرام ہے تو فحش قسم کی تصاویر بنا کر شائع کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ اور پھر بہن بھائی کا ایک ساتھ کھڑے ہوکر اور کمر میں ہاتھ ڈال کر تصاویر نکلوانا تو بے حیائی کی حد ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بہن بھائی کا رشتہ بہت ہی عزیز اور بہت ہی نازک ہے، اس لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حکم دیا ہے:

”اذا بلغ أولادكم سبع سنين ففرقوا بين فروشهم.“ (کنز العمال حدیث نمبر:۴۵۳۲۹)

ترجمہ:......”جب تمہاری اولاد کی عمریں سات سال ہوجائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرلو۔“

نیز فقہائے کرامؒ نے خوفِ فتنہ کے وقت اپنے محارِم سے بھی پردہ لازمی قرار دیا ہے۔

الغرض! سوال میں جن حیاسوز واقعات کا ذکر ہے، وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لئے ناقابلِ برداشت ہیں، اور وہ اس پر احتجاج کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا حکومت کو

چاہئے کہ فی الفور اس بے حیائی اور فحاشی کا سدِ باب کرے اور اس کے ذمہ دار افراد کو تعزیری طور پر سزائیں دِلوائے۔

## ریڈیو اور ٹی وی کے ملازمین کی شرعی حیثیت

س…… میں گورنمنٹ ادارے سے وابستہ ہوں، یعنی گورنمنٹ مالک اور میں ملازم، اس رشتے کے تحت مالک جو کہے غلام یا ملازم کا اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اگر مالک کے حکم پر جھوٹ بولا جائے اور کسی پر بہتان تراشی کی جائے اور وہ بھی اس طرح کہ روزانہ لاکھوں کروڑوں افراد کے گوش گزار ہو تو اس عمل کی جزا اور سزا کا حق دار کون ہوگا، مالک یا ملازم؟ یعنی حکم دینے والا یا اس پر عمل کرنے والا؟ مزید وضاحت کردُوں کہ ریڈیو اور ٹی وی پر خبریں پڑھنا میری ڈیوٹی ہے، اور یہ اسکرپٹ افسرانِ بالا یعنی حکومت کی طرف سے دی جاتی ہے اور اس میں میری مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا، بلاشبہ اس میں زیادہ تر مبالغہ آرائی اور بسااوقات الزام اور بہتان تراشی ہوتی ہے۔ اسلامی اُصول کے مطابق تبصرہ اور نصیحت فرمائیں تاکہ ضمیر مطمئن ہوسکے۔

ج…… اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندوں نے اس نوعیت کے خطوط لکھے، جن میں اپنی غلطیوں کے احساس کا اظہار کرکے تلافی کی تدبیر دریافت کی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ نشریاتی اداروں کے افسران اور کارکنان میں "ضمیر کا قیدی" شاید کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ نے میری اس غلط فہمی کا اِزالہ کردیا اور معلوم ہوا کہ اس طبقے میں بھی کچھ باضمیر اور خداترس افراد ابھی موجود ہیں، جن کے طرزِ عمل پر ان کا ضمیر ملامت کرتا ہے اور ان کی ایمانی حس ابھی باقی ہے، اس بے ساختہ تمہید کے بعد اب آپ کے سوال کا جواب عرض کرتا ہوں۔

یہ بات تو ہر عام و خاص کے علم میں ہے کہ جرم کا ارتکاب کرنے والا اور اُجرت دے کر جرم کرانے والا قانون کی نظر میں دونوں یکساں مجرم ہیں، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی تو ہر شخص کو اَپنے قول و فعل کی جوابدہی کرنی ہوگی، اس وقت

نہ کوئی آقا ہوگا، نہ ملازم، نہ کوئی اعلیٰ افسر ہوگا، نہ ماتحت، اگر کسی نے کوئی جرم سرکار کے کہنے پر کیا ہوگا تو یہ سرکار بھی پکڑی جائے گی اور اس کا کارندہ بھی۔

ہمارے نشریاتی ادارے (ریڈیو، ٹی وی) جو کچھ نشر کرتے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں:

اوّل:......شریعتِ خداوندی کا مذاق اُڑانا، اہلِ دِین کی تضحیک کرنا، قرآن وسنت کی غلط سلط تعبیر کرنا، اور شرعی مسائل میں تحریف کرنا، یہ اور اس نوعیت کے دُوسرے اُمور ایسے ہیں جن کی سرحدیں کفر کے ساتھ ملتی ہیں، اور جو لوگ سرکار اور اعلیٰ افسران کے ایما پر ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، ان کا جرم ناقابلِ معافی ہے، خواہ وہ جان بوجھ کر ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہوں یا محض اعلیٰ افسران کی خوشنودی کے لئے۔

دوم:......سرکار کے مخالفین پر تہمت تراشی کرنا، ان پر غلط الزامات لگانا، کسی مسلمان کی تحقیر وتذلیل کرنا۔ اس قسم کی چیزیں حقوق العباد میں شامل ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جب یہ مقدمات پیش ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو اس کا حق لازماً دِلائیں گے، اِلَّا یہ کہ صاحبِ حق اپنا حق معاف کردے، اور حق دِلانے کی صورت یہ ہوگی کہ حق تلفی کرنے والے کی نیکیاں صاحبِ حق کو دِلائی جائیں گی، اور اگر اس کے پاس نیکیاں ختم ہوگئیں تو صاحبِ حق کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: ہم میں تو وہ شخص مفلس شمار کیا جاتا ہے جس کے پاس نہ روپے پیسے ہوں، نہ ساز وسامان ہو۔ ارشاد فرمایا کہ: میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے، مگر اس حالت میں آئے کہ اس شخص کو گالی دی تھی، اس پر تہمت لگائی تھی، اس کا مال کھایا تھا، اس کا خون بہایا تھا، اس کی مار پیٹ کی تھی، پس ان تمام لوگوں کو جن کی حق تلفی کی تھی، اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، پھر اگر نیکیاں ختم ہوگئیں اور لوگوں کے جو حقوق اس کے ذمہ تھے وہ پورے

نہیں ہوئے تو ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔“

(مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

الغرض! اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہر ظالم سے مظلوم کا بدلہ دِلایا جائے گا، اور قیامت کے دن نیکیوں اور بدیوں کے سوا اور کوئی سکہ نہیں ہوگا، لہٰذا ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دِلائی جائیں گی، اور اگر ظالم کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوم کا بدلہ ادا نہیں ہوسکا تو مظلوم کے گناہ... بقدرِ حقوق... ظالم کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے۔

سوم:...... ظالم حکمرانوں کی مدح و تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا، ان کے جھوٹے کارناموں کی مبالغہ آرائی کے ساتھ تشہیر کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

یہ چیزیں بھی گناہِ کبیرہ ہیں اور نشریاتی اداروں کے جتنے ملازمین ان گناہوں میں ملوّث ہیں قیامت کے دن ان کو ان گناہوں کی بھی جوابدہی کرنی ہوگی۔ پھر خواہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں، یا ان جرائم کے بقدر سزا دے دیں۔ ان اداروں کے ملازم ہونے کی حیثیت سے ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب تو آپ کے لئے ناگزیر ہے، اگر ان تمام گناہوں کا بوجھ اُٹھانے کی ہمت ہے تو بصد شوق ان اداروں میں ملازمت کیجئے، اور اگر ان گناہوں کا انبار کسی طرح بھی اُٹھائے نہیں اُٹھتا، تو اپنی آخرت بگاڑنے کے بجائے بہتر ہے کہ ملازمت سے استعفیٰ دے کر پیٹ کا دوزخ بھرنے کا کوئی اور انتظام کیجئے۔ اور اگر اس کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو کم سے کم درجے کی تدبیر یہ ہے کہ رات کی تنہائی میں یہ تصوّر کیجئے کہ میرا دفترِ عمل بارگاہِ اِلٰہی میں پیش ہے، اپنے تمام گناہوں پر توبہ و اِستغفار کیا کیجئے، اور جن جن لوگوں پر اتہام تراشی کی ہے، ان کے حق میں التزام کے ساتھ دُعائے مغفرت کرکے حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں عرض کیا کیجئے کہ: ”یا اللہ! جن جن بندوں کی میں نے حق تلفی کی ہے، ان کو میری طرف سے بدلہ ادا کرکے ان کو مجھ سے راضی کردیجئے اور مجھے ان سے معافی دِلادیجئے، اور جس قدر میں نے آپ کی حق تلفیاں کی ہیں، وہ بھی اپنی رحمت سے معاف کردیجئے۔“ اگر آپ نے اس کو اپنا روزانہ کا معمول بنالیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

اُمید ہے کہ آپ کے گناہوں کا بوجھ ہلکا کردیں گے اور آپ کے ساتھ عفو و مغفرت کا معاملہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا یوم الحساب پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

## ناجائز آمدنی اپنے متعلقین پر خرچ کرنا

س…… اگر انسان حق و حلال اور محنت سے کمائے اور جائز دولت اپنی محنت سے کمائے تو کیا یہ آمدنی شرعی طور پر جائز ہوگئی؟ لیکن اگر انسان ناجائز، چوری، ڈکیتی، رِشوت اور غلط طریقے سے اَمیر بن جائے تو کیا اس کی اولاد کی پرورِش، اس کے والدین کی پرورِش، اس کی بیوی کے اخراجات کیا سب ناجائز ہوگئے؟ اور مولانا صاحب! کیا ناجائز آمدنی صرف غلط کاموں میں ہی خرچ ہوگی؟ کیا ناجائز اور رِشوت کی آمدنی سے حج نہیں کرسکتے؟

ج…… جو شخص ناجائز طریقے سے کماتا ہے، مثلاً: چوری، ڈکیتی، رِشوت وغیرہ، وہ امیر نہیں بلکہ مفلس اور فقیر ہے، قیامت کے دن ایک ایک پیسہ اس کو ادا کرنا ہوگا، اور قیامت کے دن لوگوں کے گناہوں کا انبار اپنے اُوپر لاد کر دوزخ میں جائے گا۔

۲:…… ظاہر ہے کہ حرام کی آمدنی جہاں بھی خرچ کی جائے گی وہ ناجائز ہی ہوگی، خواہ اپنے والدین پر خرچ کرے یا بیوی بچوں پر، یہ شخص سب کو حرام کھلاتا ہے۔

۳:…… تجربہ یہی ہے کہ حرام آمدنی حرام راستے جاتی ہے، اور قیامت کے دن وبالِ جان بنے گی۔

۴:…… حرام آمدنی سے کیا گیا صدقہ و خیرات اور حج قبول نہیں ہوتا۔ حرام آمدنی سے صدقہ کرنا ایسا ہے کہ گندگی کی رکابی بھر کر کسی بڑے کی خدمت میں ہدیہ کرے، اور حج کرنا ایسا ہے کہ اپنے بدن اور کپڑوں پر گندگی مل کر کسی بڑے کی زیارت کے لئے اس کے گھر جائے۔

## ناچ گانے سے متعلق وزیرِ خارجہ کا غلط فتویٰ

س…… وزیرِ خارجہ سردار آصف احمد علی نے آسٹریلیا میں ایک فتویٰ دیا ہے کہ ناچ گانا، رقص، تھرتھراہٹ اسلام میں جائز ہے۔ کیا آپ اسلامی شریعتِ محمدی کی رُو سے سردار آصف کے

اس فتویٰ پر بحث کرسکتے ہیں؟ کیا ایک اسلامی ملک کے وزیرِ خارجہ کا یہ فتویٰ شریعتِ محمدی کے خلاف نہیں ہے؟ اسلامی شریعتِ محمدی کی رُو سے کیا سزا وزیرِ خارجہ کو ملنی چاہئے؟ جواب گول مت کرجایئے گا کیونکہ اسلامی شریعتِ محمدی میں آپ پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اور جواب واضح دیں، ڈریئے گا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ حق وانصاف کے ساتھ ہے۔

ج...... سردار آصف احمد علی تو ''سردار'' ہے، مفتی تو نہیں کہ اس کے فتویٰ کا اعتبار کیا جائے۔ غلط فتویٰ خواہ وزیرِ خارجہ کا ہو یا اس سے بھی کسی بڑے وزیر کا، غلط ہے، اور اگر ملک میں اسلامی شریعت نافذ ہو تو کم سے کم تر سزا یہ ہے کہ اس شخص کو کسی بھی سرکاری عہدے کے لئے نااہل قرار دیا جائے۔



فہرست

# خاندانی منصوبہ بندی

## مانع حمل تدابیر کو قتلِ اولاد کا حکم دینا

س...... سورۂ بنی اسرائیل کی آیت: ''اور تم اپنی اولاد کو مال کے خوف سے قتل نہ کرو'' کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے ''تفہیم القرآن'' میں آج کل کی مانع حمل تدابیر کو بھی قتلِ اولاد میں شامل کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موجود دور میں جو نامناسب تقسیمِ رزق اور دولت انسان نے خود قائم کی ہے، وہ غاصب کے لئے تو پابندِ مسائل نہیں، لیکن مظلوم اپنے حصے سے محروم ہے۔ اس صورتِ حال میں اگر وہ اپنی انفرادی حیثیت سے صرف مستقبل کے خوف سے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو کیا یہ خلافِ حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا؟ ذاتِ باری تعالیٰ پر یقینِ کامل اپنی جگہ، اور اسی کی عطا کی ہوئی عقلِ سلیم ہمیں غور و فکر کی دعوت بھی دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم بارش، دُھوپ، آندھی، طوفان سے بچاؤ کی تدابیر کرتے ہیں، نہ کہ ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں کہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے، اور یہی اس کی رحمت ہے۔ مقصد کہنے کا یہ کہ جب ایک وجود کو اس نے زندگی دینی ہے تو دُنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی، لیکن انسان صرف اپنی مصلحت کی بناء پر اس کے برخلاف تدابیر کرنے کی سعی کرے تو کیا یہ خلافِ حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہوگا؟

ج...... منع حمل کی تدابیر کو قتلِ اولاد کا حکم دینا تو مشکل ہے، البتہ فقر کے خوف کی جو علت قرآنِ کریم نے بیان فرمائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اندیشۂ فقر کی بنا پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنا غیرپسندیدہ فعل ہے، اور آپ کا اس کو دُوسری تدابیر پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لئے کہ دُوسری جائز تدابیر کی تو نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کا حکم فرمایا گیا ہے، جبکہ منع حمل کی تدبیر کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔ بہرحال منع حمل کی تدابیر مکروہ ہیں جبکہ ان کا منشا


فہرست

محض اندیشۂ فقر ہو، اور اگر دُوسری کوئی ضرورت موجود ہو مثلاً عورت کی صحت متحمل نہیں، یا وہ اُوپر تلے کے بچوں کی پرورِش کرنے سے قاصر ہے تو مانعِ حمل تدبیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔

## خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم

س…… ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے شہروں اور دیہاتوں میں بھرپور پروپیگنڈا کرکے عوام کو اور مسلمان قوم کو یہ تاکید کی جارہی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرکے کم بچے پیدا کریں اور اپنے گھر اور ملک کو خوش حال بنائیں۔ محترم! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو اِنسان بھی دُنیا میں جنم لیتا ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے، نہ کہ اِنسان کے ہاتھ میں، بلکہ انسان تو اس قدر گناہگار اور سیاہ کار ہوتا ہے کہ وہ تو اس قابل ہی نہیں ہوتا کہ اسے رزق دیئے جائیں، اسے جو رزق ملتا ہے وہ بھی ان معصوم بچوں ہی کے طفیل ملتا ہے، تو کیا بچوں کی پیدائش کو روکنے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

ج…… خاندانی منصوبہ بندی کی جو تحریکیں آج عالمی سطح پر چل رہی ہیں، ان کے بارے میں تو علمائے اُمت فرماچکے ہیں کہ یہ صحیح نہیں، البتہ کسی خاص عذر کی حالت میں جبکہ اطباء کے نزدیک عورت مزید بچوں کی پیدائش کے لائق نہ ہو، علاجاً ضبطِ ولادت کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

## ضبطِ ولادت کی مختلف اقسام اور ان کا حکم

س۱:…… ضبطِ ولادت اور اسقاطِ حمل میں کیا فرق ہے؟ کونسا حرام ہے اور کونسا جائز؟

س۲:…… ایک لیڈی ڈاکٹر جو ضبطِ ولادت کا کام کرتی ہے اور دوائیں دیتی ہے، اس کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

ج۱:…… ضبطِ تولید کے مختلف انواع ہیں۔ ۱- مانعِ حمل دوائیاں یا گولیاں استعمال کرنا، ۲- حمل نہ ٹھہرنے کے لئے آپریشن کرانا، ۳- حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو دواؤں سے ضائع کرنا، ۴- اسقاطِ حمل کرانا، ۵- یا مادّۂ منویہ اندر جانے سے روکنے کے لئے پلاسٹک کوئل استعمال کرنا، یہ سب اقسام ہیں۔

لہٰذا فقر اور احتیاجی کے خوف سے یا کثرتِ اولاد کو روکنے کے واسطے مذکورہ

انواع میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا، وہ ضبطِ تولید میں آئے گا، اور ضبطِ تولید کے عمل کرنے اور کرانے والا دونوں گناہگار ہوں گے۔

ج۲:...... مذکورہ بالا حالات میں ڈاکٹر کے لئے دوائیاں دینا بھی گناہ ہوگا، اِلَّا یہ کہ کوئی مریض ایسا ہو کہ حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو اور حمل بھی ایسا کہ اس میں جان پیدا نہ ہوئی ہو، یعنی چار ماہ کی مدّت سے کم ہو، اس سے قبل اسقاط کراسکتا ہے۔ ایسی خاص صورت میں ڈاکٹر بھی گناہگار نہ ہوگا اور مانعِ حمل اور اسقاط کی دوائی استعمال کرنے والا بھی گناہگار نہ ہوگا۔

## خاندانی منصوبہ بندی کا حدیث سے جواز ثابت کرنا غلط ہے

س...... آج صغریٰ بائی ہسپتال نارتھ ناظم آباد جانے کا اتفاق ہوا، وہاں ہسپتال کے مختلف شعبوں اور کوریڈور میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ایک اِشتہار دیکھا جس میں نفس کو مارنا جہادِ عظیم قرار دیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ نس بندی کی تعریف کی گئی تھی اور اسے بھی نفس کو مارنے سے تعبیر کیا گیا تھا، اور ایک حدیث کا حوالہ تھا کہ: ''مال کی قلّت اور اولاد کی کثرت سے پناہ مانگو'' یعنی یہ حدیث قرآن کی ان تعلیمات کے بالکل ضد ہے جس میں اولاد کو فقر کے ڈَر سے قتل سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ ہر ذی رُوح کو رزق دیتا ہے، کیا یہ حدیث قرآن کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے؟ اُمید ہے کہ اس حدیث کی وضاحت فرمائیں گے۔

ج...... حدیث تو صحیح ہے، مگر اس کا جو مطلب لیا گیا ہے، وہ غلط ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مصائب کی مشقت سے اللہ کی پناہ مانگو، اس کو اولاد کی بندش کے ساتھ جوڑنا غلط ہے۔ اور نس بندی کو نفس کشی کہنا بھی محض اختراع ہے، نفس کشی کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو ناجائز اور غیرضروری خواہشوں سے باز رکھا جائے۔

## خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

س...... خاندانی منصوبہ بندی یا بچوں کی پیدائش کی روک تھام کے کسی بھی طریقے پر عمل کرنا گناہِ صغیرہ ہے؟ گناہِ کبیرہ ہے؟ یا شرک ہے؟

ج……منع حمل کی تدبیر اگر بطور علاج کے ہو کہ عورت کی صحت متحمل نہیں تو بلا کراہت جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے، اور اس نیت سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے، شرعاً گناہ ہے، گناہِ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔

## برتھ کنٹرول کی گولیوں کے مضر اَثرات

س……آج سے پندرہ بیس سال قبل بچے کی پیدائش ماں یا باپ کے لئے مسئلہ نہیں بنتی تھی، بلکہ مشترکہ خاندان کی بدولت بچہ ہاتھوں ہاتھ پل جاتا تھا، اس کے علاوہ مسائل کی فراوانی بھی نہیں تھی، نوکر آسانی سے مل جاتے تھے، بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاسکتی تھی، کیونکہ عموماً بچے دادی یا نانی کی سرپرستی میں پروَرِش پاتے تھے۔ مائیں بھی بچوں پر خصوصی توجہ دے لیتی تھیں، کیونکہ نوکر بآسانی کم تنخواہوں پر مل جاتے تھے، اکثر اوقات تو گھریلو قسم کی عورتیں صرف دو وقت کی روٹی کی خاطر کھاتے پیتے گھرانوں میں کام کرنے لگتی تھیں، ظاہری نمود و نمائش کا نام و نشان نہ تھا، اگر کسی کی تنخواہ کم ہے تو وہ دال روٹی کھا کر اپنے بچوں کی پروَرِش کرلیتا تھا، اور کبھی بھی کسی بھی جوڑے کو ''کم بچے خوش حال گھرانہ'' کا خیال تک نہیں آیا۔ لیکن آج کا دور جبکہ مسائل نے پریشانیوں کی صورت اختیار کرلی ہے، مشترکہ خاندان کا تصوّر خال خال نظر آتا ہے، دادی یا نانی اپنے بچوں کی اولادوں سے بیزار نظر آتی ہیں، ظاہری نمود و نمائش کا ایک طوفان برپا ہے، ہر شخص دولت کی ہوس میں اندھا ہو رہا ہے، بیوی اور شوہر دونوں ملازمت کرکے اپنے معیارِ زندگی کو اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے کی تگ و دو میں کوشاں ہیں، ہر شخص کی فکر اپنی حد تک محدود ہے، رنگین ٹی وی، فرج، قالین، صوفے، عمدہ کراکری، گاڑی ہر شخص کے اعصاب پر سوار ہیں، ہر شخص اس بات کی فکر میں ہے کہ وہ خاندان کا اَمیر ترین آدمی کہلائے، معاشرے کے یہ ناسور اس پر طرّہ ٹی وی، ریڈیو پر ''کم بچے خوش حال گھرانہ'' کے پروپیگنڈے نے ہزاروں عورتوں کو ذہنی مریض، جسمانی مریض اور پھر موت کی گھاٹ اُتار دیا۔ آج کا مرد، عورت کو برتھ کنٹرول کی گولیاں کھلا کر اپنے معیارِ زندگی کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، اور عورت جو مرد کا دایاں بازو کہلاتی

ہے، آج ہمارے معاشرے کا بیمار اور روگی عضو بنتی جارہی ہے، ان گولیوں نے نامعلوم کتنی زندگیاں تباہ و برباد کی ہوں گی، ہمارے معاشرے میں کسی کا نام لکھنا اور مشتہر کرنا باعثِ رُسوائی ہے۔ بہرحال یہ گولیاں عورت کے سر درد پیدا کرتی ہیں، ماہانہ نظام میں خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں، بعض عورتیں بے پناہ موٹی اور بعض عورتیں دُبلی اور کمزور ہوجاتی ہیں، بینائی پر اثر پڑتا ہے، سر کے بال سفید ہوجاتے ہیں، مختلف قسم کی اندرونی تکالیف پیدا ہوجاتی ہیں، بعض عورتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ماں بننے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتی ہیں۔ مانع حمل گولیوں کے استعمال کرنے والی عورتوں سے اس کے مضر اثرات کے متعلق پوچھا تو ہر عورت کو سر درد کی شدید تکلیف میں مبتلا پایا، جو ہفتے عشرے میں ضرور اُٹھتا ہے، اور جس کو روکنے کے لئے وہ اسپرین کی گولیاں استعمال کرتی ہیں، یہ سر درد تقریباً دو تین روز رہتا ہے۔ عموماً عورتوں کے پیروں کے پٹھے اکڑنے کی بھی شکایت ہوجاتی ہے، پیر سن ہوجاتے ہیں اور بعض اوقات ان کو حرکت تک نہیں دے سکتیں۔ ایک صاحبہ جو شادی سے قبل بہت اسمارٹ ہوا کرتی تھیں، ان گولیوں کے استعمال کے بعد بے پناہ موٹی ہوکر ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہوگئیں۔ بہرحال اگر سروے کیا جائے تو ہر پڑھی لکھی عورت اس لعنت سے پریشان ہے، لیکن وہ اس کے استعمال کو بند کرنے کے لئے بھی تیار نہیں، کیونکہ ان کے مسائل اتنے ہیں کہ وہ تیزی سے اپنی صحت کو داؤ پر لگارہی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کا باقاعدہ طور پر سروے کرکے عورتوں کو اس کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جائے، اور ان گولیوں کے استعمال پر سختی سے گورنمنٹ کو پابندی عائد کرنی چاہئے، جبکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارے لئے گناہِ عظیم بھی ہے۔

ج…… خدا کرے کہ حکومت اور عورتیں آپ کے مشورے پر دونوں عمل کریں۔ اور جیسا کہ آپ نے اشارہ کیا ہے یہ تمام نحوستیں اس وجہ سے ہیں کہ اس زندگی کو اصل زندگی سمجھ لیا گیا ہے، موت اور موت کے بعد کی زندگی کو فراموش کردیا گیا ہے۔ اسلام نے جس سادگی اور کم تر آسائشِ زندگی حاصل کرنے کی تعلیم دی تھی، اس کے بجائے سامانِ تعیش کو مقصد بنالیا گیا ہے، یہ معیارِ زندگی کو بلند کرنے کا بھوت پوری قوم پر سوار ہے، جس نے قوم کی دُنیا و آخرت

دونوں کو غارت کردیا ہے، ان تمام بیماریوں کا علاج یہ ہے کہ مسلمانوں میں آخرت کے یقین کو زندہ کیا جائے۔

حکومت ضبطِ تولید پر کروڑوں روپیہ ضائع کر رہی ہے، لیکن اس کے باوجود آبادی کو محدود کرنے کا ہدف حاصل کرنے میں ناکام ہے، البتہ اس سے چند خرابیاں رُونما ہو رہی ہیں:

اوّل:......عورت کا بچے پیدا کرنا ایک فطری عمل ہے، جو عورتیں اس فطری عمل کو روکنے کے لئے غیرفطری تدابیر اختیار کرتی ہیں وہ اپنی صحت کو برباد کرلیتی ہیں، اور بلڈ پریشر سے لے کر کینسر تک کے روگ ان کی زندگی بھر کے ساتھ ہوجاتے ہیں، اور وہ جلد سے جلد قبر میں پہنچنے کی تیاری کرلیتی ہیں، گویا ضبطِ تولید کی گولیاں اور دُوسری غیرفطری تدابیر ایک زہر ہے جو ان کے جسم میں اُتارا جارہا ہے۔

دوم:......اس زہر کا اثر ان کی اولاد پر بھی ظاہر ہوتا ہے، چونکہ ایسی خواتین کی اپنی سوچ گھٹیا ہے، اس لئے ان کی اولاد بھی ذہنی و جسمانی طور پر تندرست نہیں ہوتی، بلکہ یا تو جسمانی طور پر معذور ہوتی ہے، یا ذہنی بلندی سے عاری۔ کام چور، کھیل کود کی شوقین، والدین کی نافرمان، اور جوان ہونے کے بعد نفسانی و جنسی امراض کی مریض۔ اس طرح ضبطِ تولید کی یہ تحریک، جس پر حکومت قوم کا کروڑوں، اربوں روپیہ غارت کرچکی ہے، اور کر رہی ہے، درحقیقت ایک معذور اور ذہنی طور پر اپاہج معاشرہ وجود میں لانے کی تحریک ہے۔

سوم:......ہمارے معاشرے میں مرد و زَن کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں، تعلیم گاہوں میں (جن کو نئی نسل کی قتل گاہیں کہنا زیادہ صحیح ہوگا) نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہیں، عقل ناپختہ اور جذبات فراواں، اس ماحول میں نوجوان نسل بجائے فنی تعلیم کے عشق لڑانے کی مشق کرتی ہے، اور جنسی ملاپ کو منتہائے محبت تصوّر کرتی ہے، اس راستے میں سب سے بڑی رُکاوٹ یہ ہے کہ اگر جنسی ملاپ کا نتیجہ ظاہر ہوگیا تو دُنیا میں رُسوائی ہوجائے گی، اس برتھ کنٹرول کی تحریک نے ان کے راستے کی یہ مشکل حل کردی، اب لڑکیاں اس غلط روی کے خوفناک انجام سے بےفکر ہوگئی ہیں، اور اگر برتھ کنٹرول کے

باوجود ''نتیجہ بد'' ظاہر ہی ہوجائے تو ہسپتال میں جاکر صفائی کرالی جاتی ہے۔

الغرض! حکومت کی یہ تحریک صرف اسلام ہی کے خلاف نہیں، بلکہ پورے معاشرے کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے۔

## مانعِ حمل ادویات اور غبارے استعمال کرنا

س…… آج کل لوگ جماع کے وقت عام طور پر مانعِ حمل ادویات استعمال کرتے ہیں، یا اس کی جگہ آج کل مختلف قسم کے غبارے چل رہے ہیں، جن سے حمل قرار نہیں پاتا، کیا ایسا عمل جس سے حمل قرار نہ پائے جائز ہے؟ نیز کیا ان غباروں کا استعمال جائز ہے؟

ج…… جائز ہے۔

# تصوّف

## بیعت کی تعریف اور اہمیت

س…… بیعت کے کیا معنی ہیں؟ کیا کسی پیرِ کامل کی بیعت کرنا لازمی ہے؟

ج…… بیعت کا مطلب ہے کہ کسی مرشدِ کامل متبع سنت کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور آئندہ اس کی رہ نمائی میں دِین پر چلنے کا عہد کرنا۔ یہ صحیح ہے اور صحابہ کرامؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب تک کسی اللہ والے سے رابطہ نہ ہو، نفس کی اصلاح نہیں ہوتی، اور دِین پر چلنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق تو ضروری ہے، البتہ رسمی بیعت ضروری نہیں۔

## پیر کی پہچان

س…… کیا اہلِ سنت والجماعت حنفی مذہب میں ایسے پیروں بزرگوں کو مانا جائے جس کے سر پر نہ دستارِ نبوی ہو، نہ سنت یعنی داڑھی مبارک؟

ج…… پیر اور مرشد تو وہی ہوسکتا ہے جو سنتِ نبوی کی پیروی کرنے والا ہو، جو شخص فرائض و واجبات اور سنتِ نبوی کا تارک ہو، وہ پیر نہیں بلکہ دِین کا ڈاکو ہے۔

## بیعت کی شرعی حیثیت، نیز تعویذات کرنا

س…… خاندان میں ایک خاتون ہیں، جو ایک پیر صاحب کی مرید ہیں، ان پیر صاحب کو میں نے دیکھا ہے، انتہائی شریف اور قابلِ اعتماد آدمی ہیں۔ بہرحال اس خاتون سے کسی بات پر بحث ہوگئی، جس میں وہ فرمانے لگیں کہ پیری مریدی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آرہی ہے اور لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تعویذ وغیرہ لیا کرتے تھے، اس کے علاوہ جو شخص اولیاء اللہ اور پیروں فقیروں کی صحبت سے بھاگے گا، وہ انتہائی گناہگار رہے،


فہرست

اور جو نذر و نیاز کا نہ کھائیں اور دُرود و سلام نہ پڑھیں وہ کافروں سے بدتر ہیں۔ اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کو بخشوالیں گے۔ یہ میں نے ان کی بیس پچیّس منٹ کی باتوں کا نچوڑ نکالا ہے، میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی بخشش کی دُعا فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا، تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو ان گناہگار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے؟ میں نے خاتون سے تو کہہ دیا، لیکن مجھے یاد نہیں آیا کہ یہ بات میں نے کسی حدیث میں پڑھی ہے یا کسی قرآنی آیت کا ترجمہ ہے۔ بہرحال اگر ایسا ہے تو آپ اُوپر دی ہوئی تمام باتوں کی تفصیل اگر قرآن سے دیں تو سپارہ کا نمبر اور آیت کا نام لکھ دیں، اور اگر حدیث میں ہو تو کتاب کا نام اور صفحہ نمبر مہربانی فرماکر لکھ دیں۔

ج…… یہ مسائل بہت تفصیل طلب ہیں، بہتر ہوگا کہ آپ کچھ فرصت نکال کر میرے پاس تشریف لائیں، تاکہ ان مسائل کے بارے میں اسلام کا صحیح نقطۂ نظر عرض کرسکوں۔ مختصراً یہ کہ:

۱:…… شیخِ کامل جو شریعت کا پابند، سنتِ نبوی کا پیرو اور بدعات و رُسوم سے آزاد ہے، اس سے تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔

شیخِ کامل کی چند علامات ذکر کرتا ہوں، جو اکابر نے بیان فرمائی ہیں:

* :……ضروریاتِ دِین کا علم رکھتا ہو۔
* :……کسی کامل کی صحبت میں رہا ہو، اور اس کے شیخ نے اس کو بیعت لینے کی اجازت دی ہو۔
* :……اس کی صحبت میں بیٹھ کر آخرت کا شوق پیدا ہو، اور دُنیا کی محبت سے دِل سرد ہوجائے۔
* :……اس کے مریدوں کی اکثریت شریعت کی پابند ہو، اور رُسوم و بدعات سے پرہیز کرتی ہو۔
* :……وہ نفس کی اصلاح کرسکتا ہو، رذیل اخلاق کے چھوڑنے اور اخلاقِ حسنہ کی تلقین کی صلاحیت رکھتا ہو۔


فہرست

*:……وہ مریدوں کی غیرشرعی حرکتوں پر روک ٹوک کرتا ہو۔

۲:……مشائخ سے جو بیعت کرتے ہیں، یہ "بیعتِ توبہ" کہلاتی ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

۳:……تعویذات جائز ہیں، مگر ان کی حیثیت صرف علاج کی ہے، صرف تعویذات کے لئے پیری مریدی کرنا دُکان داری ہے، ایسے پیر سے لوگوں کو دِین کا نفع نہیں پہنچتا۔

۴:……اولیاء اللہ سے نفرت غلط ہے، پیر فقیر اگر شریعت کے پابند ہوں تو ان کی خدمت میں حاضری اکسیر ہے، ورنہ زہرِ قاتل۔

۵:……نذر و نیاز کا کھانا غریبوں کو کھانا چاہئے، مال دار لوگوں کو نہیں، اور نذر صرف اللہ تعالیٰ کی جائز ہے، غیراللہ کی جائز نہیں، بلکہ شرک ہے۔

۶:……دُرود و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے، جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی آئے اس میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا واجب ہے، اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے دُرود شریف پڑھنا مستحب ہے، دُرود شریف کا کثرت سے وِرد کرنا اعلیٰ درجے کی عبادت ہے، اور دُرود و سلام کی لاؤڈاسپیکروں پر اَذان دینا بدعت ہے، جو لوگ دُرود و سلام نہیں پڑھتے ان کو ثواب سے محروم کہنا دُرست ہے، مگر کافروں سے بدتر کہنا سراسر جہالت ہے۔

۷:……آپ کا یہ فقرہ کہ: "جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو گناہگار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے" نہایت گستاخی کے الفاظ ہیں، ان سے توبہ کیجئے۔

۸:……آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے بارے میں زبان بند رکھنا ضروری ہے۔

۹:……آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن گناہگار مسلمانوں کے لئے برحق ہے، اور اس کا انکار گمراہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"شفاعتی لأهل الکبائر من أمّتی." (رواه الترمذی وابوداوٗد عن أنس، ورواه ابن ماجة عن جابر، مشکوٰة ص:۴۹۴)

ترجمہ:......"میری شفاعت میری اُمت کے اہلِ کبائر کے لئے ہے۔"

## مرشدِ کامل کی صفات

س......ایک شخص جس کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے، یہ نہ تو قرآن شریف پڑھا ہوا ہے، نہ اس کو نماز آتی ہے، اور نہ ہی اس کو دِینی معلومات سے آگاہی ہے، ان کا تعلق ہمارے گھرانے سے ہے، اب گھر کے تمام افراد مجھے ان صاحب کی بیعت کرنے کو کہتے ہیں اور یہ کام مجھے میری عقل اور علم کے خلاف نظر آتا ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

ج......کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونا اپنی اصلاح کے لئے ہوتا ہے، اور مرشدِ کامل وہ ہے جس میں مندرجہ ذیل باتیں موجود ہوں:

۱:......ضرورت کے موافق دِین کا علم رکھتا ہو۔

۲:......اس کے عقائد، اعمال اور اخلاق شریعت کے مطابق ہوں۔

۳:......دُنیا کی حرص نہ رکھتا ہو، کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو۔

۴:......کسی مرشدِ کامل متبعِ سنت کی خدمت میں رہا ہو، اور اس کی طرف سے بیعت لینے کی اجازت اسے حاصل ہو۔

۵:......اس زمانے کے عالم اور بزرگانِ دِین اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہوں۔

۶:......اس سے تعلق رکھنے والے سمجھ دار اور دِین دار لوگ ہوں اور شریعت کے پابند ہوں۔

۷:......وہ اپنے مریدوں کی اصلاح کا خیال رکھتا ہو، اور ان سے کوئی شریعت کے خلاف کام ہوجائے تو اس پر روک ٹوک کرتا ہو۔

۸:......اس کے پاس بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ہو، دُنیا کی محبت کم ہو۔
جس شخص میں یہ صفات نہ ہوں، وہ مرشد بنانے کے لائق نہیں، بلکہ وہ دِین و ایمان کا رہزن ہے، اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے، مولانا رُومیؒ فرماتے ہیں:

اے بسا اِبلیس آدم روئے ہست
پس ہر بدستے نہ باید داد دست

یعنی بہت سے اِبلیس انسانوں کے بھیس میں آتے ہیں، اس لئے ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہئے۔

## بیک وقت دو بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کرنا

س......کیا ایک وقت میں دو بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیا جاسکتا ہے؟
ج......اصلاحی تعلق تو ایک ہی شیخ سے ہونا چاہئے، البتہ اگر شیخ دُور ہوں تو ان کی اجازت سے کسی مقامی بزرگ کی خدمت میں حاضری اور اس سے استفادے کا مضائقہ نہیں۔

## ذکرِ جہر، پاس انفاس

س......گلگت میں کچھ عرصے سے ایک ایسا گروہ وجود میں آیا ہے جو ناک سے سانس کے ذریعے (منہ بند کرکے) ذکر کرتے ہیں اور عوام الناس کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں، جس کو یہ لوگ پاس انفاس کا نام دیتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی صداقت کے متعلق وضاحت مطلوب ہے۔
ج......مشائخ کے ہاں ذکر کی مختلف ترکیبیں رائج ہیں، پس یہ لوگ اگر کسی صاحبِ سلسلہ متبعِ سنت شیخ کی ہدایت کے مطابق کرتے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ غلط ہے۔
س......گروہِ مذکور کہتا ہے کہ: ’’ذکرِ ہٰذا سے بیت اللہ شریف کی زیارت، مُردوں کا حال جاننا اور عذابِ قبر کا مشاہدہ ذکر کے عالم میں ہوجاتا ہے۔‘‘ نیز یہ ذکر روشنی بجھا کر رات کو کیا جاتا ہے۔
ج......آپ نے ان لوگوں کا جو قول لکھا ہے: ’’ذکرِ ہٰذا سے بیت اللہ شریف کی زیارت،

مردوں کا حال جاننا اور عذابِ قبر کا مشاہدہ ذکر کے عالم میں ہوجاتا ہے" اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا شیخ محقق نہیں، کیونکہ یہ چیزیں نہ مقاصد میں سے ہیں، نہ ان کی خاطر ذکر کیا جاتا ہے، ذکراللہ میں ان چیزوں کو مقصد بنانا گمراہی ہے، ذکر سے مقصود محض رضائے حق ہونی چاہئے، اس کے ماسوا سب باطل ہے، اگر بغیر سعی و محنت کے کوئی چیز حاصل ہوجائے، تو محمود ہے، مگر مقصود نہیں، اس کی طرف مطلق التفات نہیں ہونا چاہئے، کشفِ قبور یا اس طرح کی اور چیزیں محنت و ریاضت سے کافروں کو بھی حاصل ہوسکتی ہیں، اس لئے ان کو کمالِ مقصود سمجھنا جہالت و ضلالت ہے۔

## مراقبہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر کرنا چاہئے

س...... مراقبے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اس میں کس طرح بیٹھنا چاہئے؟ اور مراقبہ کس طرح کرنا چاہئے؟ براہِ مہربانی مفصل تحریر فرمائیے گا، نیز اس کے متعلق کتب کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہیں؟

ج...... مراقبہ ہر شخص کے مناسبِ حال ہوتا ہے، جس کا کسی شیخِ کامل سے تعلق ہو وہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرسکتا ہے، یہ علمی تحقیقات نہیں بلکہ اصلاحِ نفس کے معالجات ہیں، اور اپنے نفس کے علاج سے بےفکر ہوکر ان کی تحقیقات میں پڑنا لغو اور فضول ہے۔



فہرست

## ذکرِ جہر جائز ہے، مگر آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کی جائے

س...... ذکرِ جہر جائز ہے یا نہیں؟ جیسے تلاوتِ قرآن پاک یا کلمہ طیبہ کا وِرد کرنا، یا کہ "اللہ، اللہ" کرنا، یا "اللہ ہو" پڑھنا زور و شور سے جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اکثر پیر مرشد جو کہ عالم بھی ہوتے ہیں ذکر جہر سے کرتے ہیں۔

ج...... ذکرِ جہر جائز ہے، بزرگوں کے بعض سلسلوں میں بطور علاج ذکرِ جہر کی تعلیم ہے، تاہم جہر خود مقصود نہیں، بلکہ آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کرے۔ نیز کسی نمازی کی نماز میں اور سونے والے کی نیند میں اس سے خلل نہ آئے۔

## بیعت اور اصلاحِ نفس

س…… خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی شیخ کی بیعت کرنا واجب اور ضروری ہے؟ اگر یہ نہ ہوسکے یا کسی بزرگ کی صحبت بھی نصیب نہ ہوئی ہو تو اس شخص کی تمام عمر کی نماز اور روزانہ کی تلاوت کلامِ پاک اور کوئی پچیّس برس سے تہجد وغیرہ مزید نوافل شکرانہ اور تسبیحات سب بیکار گئیں، اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس شخص کی بخشش نہ فرمائیں گے؟

ج…… شیخ سے بیعت بایں معنی تو واجب نہیں کہ اس کے بغیر کوئی عمل ہی معتبر نہ ہو، لیکن بایں معنی ضروری ہے کہ اس کے بغیر نفس کی اصلاح نہیں ہوتی، رُوحانی وقلبی امراض (نماز، روزہ، ذکر واذکار کے باوجود) باقی رہتے ہیں، شیخ کی جوتیوں سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔

## مرید پہلے اپنے پیر کے بتائے ہوئے وظائف پورے کرے بعد میں دُوسرے

س…… اگر کوئی شخص کسی صاحبِ طریقت سے بیعت ہو تو پیر صاحب کے بتائے ہوئے اَذکار پہلے پڑھے یا وہ اَذکار جن کا کتبِ فضائل میں ذکر ملتا ہے، جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھ لے گا (شام تک کی) اس کی حاجتیں پوری ہوجائیں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی آدمی کے پاس وقت کم ہو تو وہ کون سے اذکار پڑھے؟ احادیث میں مذکورہ یا صاحبِ طریقت کے جس سے بیعت ہو؟ اس طرح اگر کوئی بیعت سے پہلے احادیث کے اَذکار کو پڑھ رہا ہو اور وہ بند کرلے تو گناہ تو نہیں؟ تہجد کی نماز چند دن پڑھتا ہوں، چند دن نہیں پڑھتا، اس کے متعلق واضح فرمادیں، نیز بغیر وضو چارپائی پر لیٹے لیٹے احادیث شریف کی کتاب پڑھ رہا ہو، گناہگار ہوگا یا بے ادب؟ کیا دُرود شریف بغیر وضو پڑھ سکتا ہے؟

ج…… جن اوراد واَذکار کو معمول بنالیا جائے، خواہ شیخ کے بتانے سے، یا ازخود، ان کے چھوڑنے میں بے برکتی ہوتی ہے، اس لئے سبھی معمولات کی پابندی کرنی چاہئے، اور ایک وقت نہ کرسکے تو دُوسرے وقت پورے کرلے۔ تہجد کی نماز میں ازخود ناغہ نہ کرے۔ بغیر وضو حدیث شریف کی کتاب پڑھنا خلافِ اَولیٰ ہے، دُرود شریف بے وضو جائز ہے، باوضو پڑھے تو اور بھی اچھا ہے۔

## قید ''معروف'' کی حکمتیں

س...... آیت کا ترجمہ: ''اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب ایمان لانے والی عورتیں تمہارے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گی اور کسی جائز حکم میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان کی بیعت قبول کرلو۔'' لفظ ''جائز'' کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آتا؟ واضح فرمادیں۔ کیا نبی کا حکم ''جائز'' کے علاوہ اور کچھ ہوسکتا ہے؟

ج...... ''جائز حکم'' ترجمہ ہے قرآنِ کریم کے لفظ ''معروف'' کا، رہا آپ کا یہ شبہ کہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جائز کے علاوہ کچھ اور ہوسکتا ہے؟'' دراصل آپ یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے ''معروف'' کی قید کیوں لگائی؟ اس کی دو حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ قید واقعی ہے یعنی آپ کا ہر حکم جائز اور معروف ہے، اس لئے ہر حکمِ نبوی کی تعمیل کی جائے، اس کی نظیر قرآنِ کریم کی دُوسری آیت ہے: ''اِتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ''، ''احسن'' کی قید سے اس پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، وہ احسن ہی احسن ہے، اس لئے بغیر کسی دغدغہ کے اس کی پیروی کرو۔ دُوسری حکمت یہ کہ بیعت کی سنت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری رہے گی، مگر غیرمشروط اطاعت نہیں ہوگی، اس لئے ''فی معروف'' کی قید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والوں کے پیشِ نظر ہے، اور اس پر تنبیہ مقصود ہے کہ جب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو معروف کے ساتھ مشروط کیا ہے تو غیرِ نبی کی اطاعت غیرِ معروف میں کیسے جائز ہوسکتی ہے...؟

## شریعت اور طریقت کا فرق

س...... شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟

ج...... اصلاحِ اعمال سے جو حصہ متعلق ہے وہ ''شریعت'' کہلاتا ہے، اور اصلاحِ قلب سے جو متعلق ہے اسے ''طریقت'' کہتے ہیں۔

## بغیر اجازت کے بیعت کرنا

س…… کیا کسی ایسے بزرگ کی بیعت کرنا جائز ہے جو کسی بزرگ کی قبر سے فیض حاصل کرنے کا دعویٰ کرتا ہو؟ اور کسی پیر یا بزرگ نے زندگی میں اسے اپنا خلیفہ نہ بنایا ہو۔

ج…… بغیر اجازت وخلافت کے سلسلہ نہیں چلتا۔

## نماز، روزہ وغیرہ کو نہ ماننے والے پیر کی شرعی حیثیت

س…… پنجاب میں ایک پیر صاحب ہیں، ان کے مرید کافی تعداد میں ہر سائڈ پھیلے ہوئے ہیں، ان کے مرید کچھ ہمارے عزیز بھی ہیں، پیر صاحب فقیری لائن کے ہیں، نہ ان کی داڑھی ہے، اور نہ ہی وہ نماز روزے کے پابند ہیں، وہ کہتے ہیں: ''ہماری ہر وقت کی نماز ہی نماز ہے'' وہ اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ: ''ہم تمہارے نماز، روزے کے ذمہ دار ہیں، تم ادا کرو یا نہ کرو۔'' اور خاص بات یہ ہے کہ وہاں جو بھی چلا جائے اس کی مراد ضرور پوری ہوتی ہے، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اور کیا ایسے پیر صاحب کی بیعت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے مرید کافی لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، آپ جواب اخبار میں شائع کریں، مہربانی ہوگی۔

ج…… پیر و مرشد تو وہ ہوتا ہے جو خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہو، اور اپنے متعلقین کو بھی اسی راستے پر چلنے کی دعوت دیتا ہو، جو شخص نماز روزے کا قائل نہ ہو، وہ مسلمان ہی نہیں، بلکہ گمراہ اور بے دِین ہے۔ جو لوگ ایسے بد دِین کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں، اگر وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اپنا حشر چاہتے ہیں تو وہ اپنے ایمان کی تجدید کریں، اور اس شخص سے تعلق ختم کرلیں۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے زِندیق کو سزائے اِرتداد دیتی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اسلام کے ارکان ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہ ہوئے، اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی طرف سے ان کی ذمہ داری اُٹھائی، کیا اس شخص کا خدائے تعالیٰ سے تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہے؟ توبہ! توبہ! یہ لوگوں کے فرائض کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے؟

رہا مرادوں کا پورا ہونا تو دُنیا میں اللہ تعالیٰ کتوں اور خنزیروں کو بھی رزق دیتے ہیں، محض دُنیوی مرادیں پوری ہونا مقبولیت کی دلیل نہیں، بلکہ اس کی وہی مثال ہے کہ جس شخص کے لئے سزائے موت کا حکم ہوچکا ہو، جیل میں اس کی ہر مراد پوری کی جاتی ہے۔

## دُنیادار پیر

س...... ہمارے محلے میں ایک پیر صاحب گاؤں سے ہر سال آتے ہیں، اور کچھ عرصہ یہاں قیام پذیر ہوتے ہیں، لوگ ان کو بہت مانتے ہیں، لیکن میرا دِل نہیں مانتا کہ میں ان کے پاس جاؤں یا مرید ہوں، وجہ یہ ہے کہ وہ مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا نہیں کرتے، بلکہ گھر پر ہی پڑھتے ہیں۔ رمضان المبارک میں بھی مسجد میں نہیں جاتے، نماز اکیلے ہی ادا کرتے ہیں، جبکہ مسجد سے گھر کا فاصلہ چند ہی قدم ہے۔ کیا پیر صاحب مسجد سے بلند درجہ رکھتے ہیں؟ مجھے دوستوں سے اختلاف ہے، آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔

ج...... جو شخص بغیر عذرِ شرعی کے جماعت کا تارک ہو وہ فاسق ہے، اس سے بیعت ہونا جائز نہیں، اگر بیمار یا معذور ہے تو اس کا حکم دُوسرا ہے۔

## مریدوں کی داڑھی منڈانے والے پیر کی بیعت

س...... ایک پیر اپنے مریدوں کی داڑھی منڈادیتا ہے، یہ کہہ کر کہ: ''ہمارے سلسلے میں داڑھی نہیں ہے'' ایسے پیر کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج...... وہ گمراہ ہے، اس سے بیعت حرام ہے۔

## ایک شعر کا مطلب

س...... مندرجہ ذیل شعر کی تشریح فرمادیں اور صحیح مفہوم واضح فرمادیں:

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی بے شک شیخ ربانی

ج...... شیخِ کامل اپنے مستفیدین کی تربیت واصلاح کرتا ہے اور حضراتِ صوفیہ کا اتفاق ہے کہ شیخ کو اصلاح وتربیت کی تدابیر من جانب اللہ القاء کی جاتی ہیں۔ یہی مطلب ہے اس شعر

کا کہ اللہ تعالیٰ کا لطف وعنایت ان کی تربیت کرتی تھی اور وہ خلقِ خدا کی اصلاح وتربیت القاء و اِلہامِ ربانی کے مطابق فرماتے تھے۔

## ذکر کی ایک کیفیت کے بارے میں

س…… بندہ ایک دن ذکر میں مشغول تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور طبیعت نہایت مسرور ہے اور میرے جسم کے تمام اعضاء سے بلکہ بال بال سے اللہ کی آواز آرہی ہے، اور چند منٹ یہ کیفیت رہی اس کے بعد ختم۔ الحمدللہ! آپ کی دُعاؤں سے تمام معمولات ادا کرتا ہوں، دُعاؤں کا محتاج ہوں، اس کے متعلق کچھ فرمائیں۔

ج…… یہ کیفیت مبارک ہے، محمود ہے، مگر مقصود نہیں، اس کو کمال نہ سمجھا جائے، صرف حصولِ رضائے الٰہی کو مقصود سمجھا جائے۔

## فرائض کا تارک دِین کا پیشوا نہیں ہوسکتا

س…… ایک پیر صاحب محلے میں آئے، مریدوں کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے کہ اَذان کی آواز آئی، میں نے کہا: نماز کی تیاری کریں، ہم تو مسجد میں چلے گئے مگر پیر صاحب کہنے لگے: میں نفل پڑھ لیتا ہوں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ نماز تو ہر مسلمان پر فرض ہے کیا پیر پر فرض نہیں؟

ج…… یہ بات تو ان پیر صاحب سے دریافت کرنی چاہئے تھی کہ جو لوگ فرائض کے تارک ہوں، کیا وہ دِین کے پیشوا بن سکتے ہیں؟

## اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہوئے کسی دُوسرے کی اقتدا میں نماز ادا نہ کرنے والے کا شرعی حکم

س…… اگر کوئی شخص اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہوئے کسی کی اقتدا میں نماز نہ پڑھے، حتیٰ کہ اپنے والد اور غوث وقطب سے افضل ہونے کا دعویٰ کرے تو کیا ایسے شخص کی پیروی جائز ہے؟ آپ کی رہنمائی کئی لوگوں کو گمراہی سے بچائے گی۔

ج…… اگر اس شخص کی دِماغی حالت صحیح نہیں، تو معذور ہے، ورنہ بلا عذر ترکِ جماعت حرام ہے، اور ایسا شخص جو ترکِ جماعت کو اپنا معمول بنالے، فاسق اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے۔

## سابقہ گناہوں سے توبہ

س…… عبداللہ ماضی میں کبیرہ گناہوں کا مرتکب رہا ہے، اب توبہ کرکے نمازی بن گیا ہے، نماز کے مسائل بھی سیکھے ہیں، تبلیغی جماعت میں وقت بھی لگایا ہے، لوگ اس کے ماضی کو نہیں جانتے، اس کو نیک سمجھتے ہیں، اگر لوگ فرض نماز کی اِمامت کے لئے اس کو کہیں تو کیا وہ اِمامت کرادیا کرے یا نہیں؟

ج…… توبہ کے بعد وہ اِمامت کراسکتا ہے، کیونکہ توبہ کی صورت میں پچھلے تمام گناہ ایسے معاف ہوجاتے ہیں جیسے کئے ہی نہیں گئے تھے۔

## اپنے آپ کو دُوسروں سے کمتر سمجھنا

س…… تبلیغی جب گشت پر نکلتے ہیں تو ہدایت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس کو دعوت دینا ہے اس کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھنا چاہئے۔ ان کی بات تو صحیح ہے، لیکن جب عصر کی نماز باجماعت ادا کرچکے ہوں اور اس شخص نے ابھی تک نماز ادا نہیں کی تو کہتے ہیں آپ صحیح نماز ادا کرچکے ہو اور بابرکت جماعت کے ساتھ ہو۔ تو بندے کے دِل میں خیال آتا ہے کہ اس نے نماز نہیں پڑھی، بالفاظِ دیگر دِل میں خیال سا آتا ہے کہ نیکی کے بعد انسان کو تکبر تو نہیں کرنا چاہئے، لیکن ایک سرور حاصل ہوتا ہے، مہربانی فرماکر اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

ج…… اپنے کو دُوسروں سے کمتر سمجھنا اس طریقے پر ہے کہ آدمی یہ اندیشہ رکھے کہ میں باوجود اپنے ظاہری نیک اعمال کے خدانخواستہ کسی گناہ پر پکڑا جاؤں، اور یہ شخص عنایتِ خداوندی کا مورد بن جائے، یہ مراقبہ اگر رہے تو عجب، خودپسندی اور تکبر پیدا نہیں ہوگا۔ باقی کسی نیک کام سے خوشی ہونا یہ ایک فطری بات ہے۔

## دِین و دُنیا کے حقوق

س…… بخدمت جناب محترم مولانا صاحب! سلامِ مسنون کے بعد عرض ہے کہ آج کل ہماری کلاس میں یہ مسئلہ زیرِ بحث رہا کرتا ہے کہ دِین اور دُنیا کے حقوق برابر ہیں، یعنی نہ یہ کم، نہ وہ زیادہ۔ بلکہ ہماری اسلامیات کی لیکچرار نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر پڑوس

میں کوئی بیمار ہے اور اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے اور اِدھر نماز کا بھی وقت ہے تو نماز کو چھوڑ کر پڑوسی بیمار کا حق ادا کرو، اور ڈاکٹر کے پاس مریض کو لے جاؤ، یا اگر والدین بیمار ہیں، جب بھی ان کی خدمت کے لئے نماز چھوڑی جاسکتی ہے۔ براہِ کرم بذریعہ اخبار ''جنگ'' مطلع فرمائیں کہ دِین و دُنیا برابر ہے؟ یا دِین غالب رہنا چاہئے؟ اور وہ کون سے مواقع ہیں جہاں دِین کے اَحکام چھوڑ کر دُنیا کا کام کرلینا بہتر ہے؟

ج...... ایک بھی موقع ایسا نہیں جہاں دِین کے اَحکام چھوڑ کر دُنیا کا کام کرلینا بہتر ہو! اور سچی بات تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کے منہ سے دِین اور دُنیا کو دو خانوں میں بانٹ کر ان کے درمیان موازنہ کیا جانا ہی غلط ہے۔ مسلمان تو دُنیا کے جو کام بھی کرے گا دِین کے مطالبے اور تقاضے کے مطابق ہی کرے گا۔ مثلاً: آپ کی ذکر کردہ دو مثالوں ہی کو لیجئے، دِین کا ایک تقاضا نماز پڑھنے کا ہے، اور دُوسرا تقاضا مریض کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کا، ایک مسلمان اپنے دونوں دِینی مطالبوں کو جمع کرے گا، اگر نماز کے وقت میں گنجائش ہے اور مریض کی حالت نازک ہے تو وہ مریض کو ڈاکٹر کے پاس پہنچا کر نماز پڑھے گا، اور اگر نماز کا وقت مؤخر ہو رہا ہے تو پہلے اس فرض سے فارغ ہوگا۔ بہرحال دونوں دِینی تقاضے ہیں اور دونوں میں الاہم فالاہم کے اُصول کے مطابق ترتیب قائم کرنا ہوگی، ایک کو لے کر دُوسرے کو چھوڑنا جہل ہے۔ اسی طرح اگر والدین ایسے لاچار ہیں کہ ان کو چھوڑ کر مسجد نہیں جاسکتا اور کوئی دُوسرا ان کی نگہداشت کرنے والا بھی نہیں تو یہ نماز گھر پر پڑھے گا، یہ بھی دِین ہی کے تقاضے کے مطابق ہے۔ مختصر یہ کہ ایک مسلمان کبھی دِین کو چھوڑ کر دُنیا کو مقدّم کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، اس لئے آپ کی لیکچرار صاحبہ کا فلسفہ غلط ہے، انہوں نے دِین کا صحیح مفہوم اس کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو ٹھیک سے سمجھا ہی نہیں۔

## حضرت شیخؒ سے وابستگی پر شکر

س...... آپ کی مبارک تصنیف فرمودہ کتاب موسوم بہ ''حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ اور ان کے خلفائے کرام'' (مکمل ۳ جلد) کا مطالعہ کر رہا ہوں، حضرت شیخ اقدس قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات بھی عجیب ہیں، اپنا تو یہ حال ہے کہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پڑھ کر اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے کہ کیا ہم بھی انسان ہیں؟ اور ایک مایوسی چھا جاتی ہے۔

ج…… ایک تأثر یہ ہے جو آپ نے لکھا ہے، اور ایک اور تأثر ہے جو بے حد اُمید افزا اور راحت بخش ہے، وہ یہ کہ اگرچہ ہم اس لائق بھی نہ تھے کہ انسانوں میں شمار ہوتے، مگر مالک کا کس قدر احسانِ عظیم اور کیسی عنایت و رحمت ہے کہ ہمیں اپنے ایسے مقبول بندوں سے وابستہ فرمادیا ہے، اور جب انہوں نے یہ عنایت بغیر کسی استحقاق کے فرمائی ہے تو ان کی رحمت و عنایت سے اُمید ہے کہ اس نسبت کی لاج رکھیں گے، اور ہمیں ان مقبولانِ الٰہی کی معیت نصیب فرمائیں گے، اِن شاء اللہ، ثم اِن شاء اللہ!

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

## دُنیا کی محبت ختم کرنے اور آخرت کی فکر پیدا کرنے کا نسخہ

س…… اس وقت ہم جن مسائل سے دوچار ہیں آپ کو علم ہی ہے، دُنیا کی حد درجہ محبت اور آخرت کی حد درجہ غفلت نے ہمارے قلوب کو اندھا کیا ہوا ہے، اور حرام، حلال کا فرق مٹتا جارہا ہے، زیادہ سے زیادہ ایسے مضامین کی اشاعت کی جائے جن سے دُنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی ترغیب، آخرت کی تیاری میں مدد مل سکے، اور حرام کی مضرتیں اور حلال کی برکتیں نہایت مفصل بیان کی جائیں، حتیٰ کہ حکومت کو مشورہ دیا جائے کہ ایسا سلیبس تعلیمی اداروں، اکیڈمیوں، ٹریننگ سینٹروں، سرکاری شعبوں میں وقتاً فوقتاً پڑھائے اور دُہرائے جائیں کیونکہ جس شخص کو جس چیز کا بخوبی علم ہوتا ہے اور وہ علم دُہرایا جاتا رہے تو کم از کم وہ اس کے قریب بھٹکنے سے دُور رہے۔

ج…… آپ کا مشورہ قابلِ قدر ہے، لیکن جو اصل مشکل پیش آرہی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے دِل و دِماغ نورِ ایمان کے ساتھ منوّر ہونے کے بجائے انگریزیت کی ظلمت سے تاریک ہو رہے ہیں، اس لئے ہمارے معاشرے کے مؤثر افراد و طبقات نہ صرف یہ کہ صحیح و غلط اور سیاہ

وسفید کی تمیز کھو بیٹھے ہیں، بلکہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح، سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ سمجھنے لگے ہیں۔ اگر قرآن وسنت کے حوالے سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو ہمارے ذہن اس کو ہضم نہیں کرتے، بلکہ اپنے ذوق کے مطابق کوئی نہ کوئی تأویل تراش لی جاتی ہے۔ صریح اَحکامِ الٰہی سے روگردانی کے لئے ایسی تأویلیں گھڑی جاتی ہیں کہ اِبلیس بھی انگشت بدنداں رہ جائے۔ اس مرض کا اصل علاج یہ ہے کہ دِلوں میں پھر سے نورِ ایمان پیدا کیا جائے، ایسا ایمان جو حکمِ خداوندی کے سامنے کسی مصلحت کی پروا نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مقابلے میں کسی تہذیب اور کسی رسم ورواج کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے پہلے ایمان سیکھا تھا، اس کے بعد قرآن وسنت کو سیکھا تھا۔'' ہمارے پاس قرآن وسنت تو موجود ہوں، مگر افسوس کہ ہم نے ایمان سیکھنے کی مشق نہیں کی، اب تو شاید بہت سے ذہنوں سے یہ بات نکل چکی ہے کہ ایمان بھی سیکھنے کی چیز ہے۔ عوام کے لئے اس کا سہل اور آسان نسخہ یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کے کام میں وقت لگایا جائے۔

## اسلام میں اچھی بات رائج کرنے سے کیا مراد ہے؟

س..... ''اخبارِ جہاں'' میں ایک صاحب نے ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جو شخص اسلام میں کوئی اچھی بات رائج کرے گا، اسے ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر مزید ثواب بھی ہوگا۔'' اخبار ''جنگ'' مؤرخہ ۷؍مئی ۱۹۸۶ء میں بھی ایک مضمون کے سلسلے میں اسی حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر ایسی کوئی حدیث موجود ہے تو خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک ہر زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہیں گے، جن کے اپنے ذاتی خیال اور قابلیت کی رُو سے بہت ہی اچھی باتیں اسلام میں رائج کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح تو دُنیا کے اختتام تک اچھی باتوں کے مجموعے سے بالکل ایک نیا اسلام وجود میں آسکتا ہے۔ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ خدا سے بہتر اچھی باتیں کون جان سکتا ہے؟ اس نے قیامت تک کے لئے جتنی بھی اچھی باتیں ہوسکتی تھیں سب اسلام میں


فہرست

شامل کردیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی اسلام مکمل کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہتر سے بہتر عبادات کے طریقوں پر عمل کرکے ہمارے لئے نمونہ بھی مہیا کردیا۔ کیا آج کے دور کے کوئی مفکر صحابہ کرامؓ سے بہتر عبادات کا طریقہ پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟ یا کچھ اچھی باتیں اسلام مکمل ہونے کے وقت رہ گئی تھیں، جو آج دریافت ہوئی ہیں، لہٰذا ان کو رائج کرنا حدیثِ مذکورہ کی رُو سے ثواب ہوگا۔

ج…… یہ حدیث صحیح مسلم (ج:۱ ص:۳۲۷) میں ہے، اور آپ کو جو اس میں اِشکال ہوا وہ حدیث کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ صحیح مسلم میں اس حدیث کا قصہ مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ حاجت مندوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تھی، ایک انصاری دراہم کا ایک بڑا توڑا اُٹھا لائے، ان کو دیکھ کر دُوسرے حضرات بھی پے درپے صدقہ دینے لگے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ لہٰذا اس حدیث میں ''اچھی بات'' سے مراد ہے وہ نیک کام جن کی شریعت نے ترغیب دی ہے، جن کا رواج مسلمانوں میں نہیں رہا۔ برعکس اس کے ''بُری بات'' کے رواج دینے والے پر اپنا بھی وبال ہوگا، اور دُوسرے عمل کرنے والوں کا بھی۔ اور مرورِ زمانہ کی وجہ سے نیکی کے بہت سے کاموں کو لوگ بھول جاتے ہیں اور ان کا رواج یا مٹ جاتا ہے یا کم ہوجاتا ہے، اور رفتہ رفتہ بہت سی بُرائیاں اسلامی معاشرے میں در آتی ہیں، مثلاً: داڑھی رکھنا نیکی ہے، واجبِ اسلامی ہے، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسلامی شعار ہے، اور داڑھی منڈانا گناہ ہے، بُرائی ہے، حرام ہے، لیکن مسلمانوں میں یہ بُرائی ایسی عام ہوگئی ہے کہ اس پر کسی کو ندامت بھی نہیں، اور بہت سے لوگ تو اسے گناہ بھی نہیں سمجھتے، بلکہ اس کے برعکس داڑھی رکھنے کو عیب اور عار سمجھا جاتا ہے، پس جو لوگ داڑھی کو رواج دیں گے، ان کو اپنا بھی ثواب ملے گا اور جو لوگ ان کے رواج دینے کے نتیجے میں اس نیکی کو اپنائیں گے، ان کا ثواب بھی ان کو ملے گا۔ اس کے برعکس جس شخص نے داڑھی منڈانے کا رواج ڈالا اس کو اپنے فعلِ حرام کا بھی گناہ ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ قیامت تک اس فعلِ حرام کے

مرتکب ہوں گے، ان کا بھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ دُنیا میں جتنے قتلِ ناحق ہوتے ہیں، آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو ہر قتل کا ایک حصہ ملتا ہے، کیونکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کی بنیاد ڈالی۔ الغرض! حدیث میں جس اچھی بات یا نیکی کے رواج دینے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے، اس سے وہ چیز مراد ہے جس کو اللہ و رسول نیکی کہتے ہیں۔

## تکبر کا علاج

س…… ایک شخص جو صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے، حج بھی کیا ہوا ہے، اور لوگوں پر احسان کرتا ہے مگر احسان کر کے جتانا اور اس پر یہ خواہش رکھنا کہ جس پر احسان کیا ہے وہ اسے پوچھتا رہے، سنی سنائی باتوں پر بغیر تحقیق کے عمل کرتا ہے، دُوسروں کی بُرائی کرتا ہے، دُوسرے کے اندر عیب نکالتا ہے، اپنے اور اپنی بیوی اور اولاد اور داماد کے سوا اس کی نظروں میں سب جھوٹے ہیں، اپنی پارسائی اور صاف دِلی کا پرچار اپنی زبان سے کرتا ہے، اپنی بیٹی اور داماد کو خود اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے، مگر اپنے بیٹے کو سسرال والوں سے نفرت دِلانے کی تلقین کرتا ہے، بیٹے سے بہو پر سختی کرنے کو کہتا ہے، اور بہو کو ایسی بات کہتا ہے جیسے وہ بہت زیادہ چاہتا ہے، الزام تراشی اس کے اندر ہے۔

ج…… بعض لوگ تکبر کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اس مرض کی وہ علامات ہیں جو آپ نے لکھی ہیں۔ اگر وہ شخص دُوسروں کی بُرائی کرتا ہے، تو بُرائی کرنے میں کسر آپ نے بھی نہیں چھوڑی، آدمی کو دُوسروں کے بجائے اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہئے، یہ مالک کی ستاری ہے کہ اس نے سب کا پردہ ڈھانپ رکھا ہے، اپنے عیوب کو سوچنا اور اللہ تعالیٰ کی ستاری پر شکر کرنا ہی تکبر کا علاج ہے۔

# فلم دیکھنا

## ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کا دِینی مقاصد کے لئے استعمال

س…… جنابِ عالی! ریڈیو، ٹیلی ویژن اور وی سی آر وہ آلات ہیں جو گانے بجانے اور تصاویر کی نمائش کے لئے ہی بنائے گئے ہیں، اور انہی فاسد مقاصد کے لئے مستقل استعمال بھی ہوتے ہیں (جیسا کہ مشاہدہ ہے)، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذہبی پروگرام کے نام سے مختصر اوقات کے لئے تلاوتِ کلامِ پاک، تفسیر، حدیث، اَذان، درس وغیرہ بھی پیش کئے جاتے ہیں، سوال یہ ہے کہ: ۱-کیا ان آلات کا مروّجہ استعمال جائز ہے؟ ۲-کیا اس طرح قرآن، حدیث اور دِینی شعائر کا تقدس مجروح نہیں ہوتا؟

س……کیا ایک اسلامی ملک میں ''مذہبی پروگرام'' اور دُوسرے پروگراموں یا ''مذہبی اُمور'' اور دیگر اُمور کی تفریق، اسلام کے اس تصوّرِ حیات کی نفی نہیں جس کے سارے پروگرام اور سارے اُمور مذہبی اور دِینی ہیں اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ یا کام دِین سے باہر نہیں؟

ج…… جو آلات لہو ولعب کے لئے موضوع ہیں، انہیں دِینی مقاصد کے لئے استعمال کرنا دِین کی بے حرمتی ہے، اس لئے بعض اکابر تو ریڈیو پر تلاوت سے بھی منع فرماتے ہیں، لیکن میں نے تو ریڈیو کے بارے میں ایسی شدّت نہیں دِکھائی۔ میں جائز چیزوں کے لئے اس کے استعمال کو جائز سمجھتا ہوں۔ لیکن ٹی وی اور اس کی ذُرّیت کو مطلقاً حرام سمجھتا ہوں۔

## ''فجرِ اسلام'' نامی فلم دیکھنا کیسا ہے؟

س…… چند سال پہلے پاکستان میں ایک فلم آئی تھی ''فجرِ اسلام''، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے مسلمانوں کی گمراہی اور جہالت کا دور دِکھایا گیا تھا، اور یہ فلم

ایک مسلمان ملک ہی نے بنائی تھی، جس میں مختلف اشارات کے ذریعے کئی مقدس ہستیوں کی نشاندہی کی گئی تھی، اور جس نے پاکستان میں ریکارڈ توڑ بزنس کیا۔ کیا ایسی فلم ایک مسلمان ملک کو بنانا اور ایک مسلمان کو دیکھنا جائز ہے؟ جبکہ ایک غیرمسلم ملک ایسی فلم بناتا ہے تو پوری اسلامی دُنیا اس کی مذمت کرتی ہے اور جب ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسی حرکت کرتے ہیں تو یہ چیز ہمیں کہاں تک زیب دیتی ہے؟ یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ایک امریکی فلم "Message" کے بارے میں آپ کے کالم میں پڑھا تھا، اس لئے میں مندرجہ بالا فلم ''فجر اسلام'' کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں اور ہوسکتا ہے ان دونوں فلموں میں کوئی بنیادی فرق ہو، جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا ہوں، تو براہِ مہربانی اس کی وضاحت ضرور کردیجئے تاکہ میری اصلاح ہوسکے۔

ج…… ''فجر اسلام'' فلم پر علمائے کرام نے شدید احتجاج کیا اور اس کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سازش قرار دیا، لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ آج اسلام، اسلامی ملکوں میں سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ حق تعالیٰ حکمرانوں کو دِین کا فہم دے، آمین!

## ٹی وی پر حج فلم دیکھنا بھی جائز نہیں

س…… پچھلے دنوں ٹی وی پر ''حج کی فلم'' دِکھائی گئی، جس کو زیادہ تر لوگوں نے دیکھا، اسلام میں براہِ راست فلم کی کیا حیثیت ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ویڈیو فلم ہر طرح کی جائز ہے، کیونکہ یہ سائنس کی ایجاد ہے اور ترقی کی نشانی ہے، لہٰذا اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس میں عورتیں نہ ہوں۔ کیا اس کا یہ خیال صحیح ہے؟

ج…… جو شخص ٹی وی اور ویڈیو فلم کو جائز کہتا ہے، وہ تو بالکل غلط کہتا ہے، شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے، خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہو، یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو، جہاں تک ''حج فلم'' کا تعلق ہے، اس کے بنانے والے بھی گناہگار ہیں اور دیکھنے والے بھی، دونوں کو عذاب اور لعنت کا پورا پورا حصہ ملے گا، دُنیا میں تو مل رہا ہے، آخرت کا انتظار کیجئے…!

## ''اسلامی فلم'' دیکھنا

س...... ہم اہالیانِ پوسٹل کالونی سائٹ کراچی ایک اہم مسئلہ اسلامی رُو سے حل کرانا چاہتے ہیں، عرض یہ ہے کہ انگریزی زبان میں اسلامی موضوعات پر فلمائی گئی ایک فلم کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اس فلم میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت امیر حمزہ، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی کی آواز بھی مختصر طور پر سنائی گئی ہے، مسئلہ یہ درپیش ہے کہ آیا ایک اسلامی فلم کی حیثیت سے یہ فلم دیکھنا جائز ہے یا ہم اس فلم کو دیکھ کر کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں؟

ج...... یہ فلم ''اسلامی فلم'' نہیں، بلکہ اسلام اور اکابرِ اسلام کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے، اس کا دیکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔

## ٹی وی پر بھی فلم دیکھنا جائز نہیں

س...... ہم یہاں قطر میں کام کرتے ہیں اور جب کام سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر اپنے گھر میں ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں، جس کو ہم سب دوست مل بیٹھ کر دیکھتے ہیں، ہمارے دوستوں میں کافی لوگ ایسے ہیں کہ وہ حاجی ہیں، اور بعض نے دو دو بار حج کیا ہے، اور بعض لوگ اِمامِ مسجد ہیں، یہ سب حضرات شام کو پانچ بجے ٹی وی کے پاس بیٹھتے ہیں اور رات کو ۱۲ بجے تک ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور دِلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں پر تقریباً سب پروگرام عربی اور انگریزی میں ہوتے ہیں اور ان حضرات میں سے کوئی بھی اس کی زبان کو نہیں جانتا۔ ظاہر ہے ان سے ان کی مراد پروگرام سمجھنا نہیں بلکہ ان کی اداکاراؤں کو دیکھنا ہے، جو کہ ایک گناہ ہے۔ ہمارے جو دوست سینما کو جاتے ہیں تو یہ حاجی صاحبان اور مولوی صاحبان ان کو فلم پر جانے سے منع کرتے ہیں، اور ان کو کہتے ہیں کہ: ''فلم دیکھنا گناہ ہے'' اور جب کوئی فلم ٹی وی پر چل رہی ہو تو یہ لوگ سب سے پہلے ٹی وی پر فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ ہم کو یہ بتادیں کہ کیا ٹی وی دیکھنا، ان جیسے پرہیزگاروں کے لئے دُرست ہے؟ کیا ٹی وی اور فلم میں کوئی فرق ہے؟ اور کیا ان کے دعوے کے مطابق فلم دیکھنا گناہ ہے اور ٹی وی میں وہی فلم دیکھنا گناہ نہیں ہے؟

ان سوالات کا جواب دے کر مشکور ہونے کا موقع دیں، والسلام۔

ج…… فلم ٹی وی پر دیکھنا بھی جائز نہیں، نہ اس میں اور سینما کی فلم میں کوئی بنیادی نوعیت کا فرق ہے، دونوں کے درمیان فرق کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص گندے بازار میں جاکر بدکاری کرے، اور دُوسرا کسی فاحشہ کو اپنے گھر میں بلاکر بدکاری کرے، اس لئے تمام مسلمانوں کو اس گندگی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

## حیاتِ نبوی پر فلم - ایک یہودی سازش

س…… میرے ایک محترم دوست نے کسی عزیز کے گھر ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعے امریکہ کی بنی ہوئی ایک فلم "Message" جس کا اُردو معنی ''پیغام'' ہے، دیکھی، اور اس فلم کی تعریف دفتر آکر کرنے لگے، دراصل وہ فلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے متعلق تھی اور ہجرت کے بعد کے واقعات قلم بند کئے گئے تھے۔ اس میں یہ دِکھایا کہ اشاعتِ اسلام میں کتنی دُشواریاں پیش آئیں، مسجدِ قبا کی تعمیر، حضرت بلال حبشیؓ کو اذان دیتے ہوئے دِکھایا، حضرت حمزہ کا کردار بھی ایک عیسائی اداکار نے ادا کیا، سب سے بُری بات یہ ہے کہ اس فلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تک دِکھایا، یعنی یہ مسجدِ قبا کی تعمیر ہو رہی ہے اور وہ سایہ اینٹ اُٹھا اُٹھا کر دے رہا ہے۔ غرض یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس فلم میں نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوّر ہے۔ میرے محترم دوست اس کو ایک تبلیغی فلم کہہ رہے تھے، کہنے لگے کہ اس میں مسلمانوں پر ظلم و ستم دِکھایا گیا ہے اور بڑے اچھے مناظر فلمائے گئے۔ غرض اس کی تعریف کی۔ لیکن میں نے جب سنا تو دُکھ ہوا، میں نے فوراً کہا کہ ایسی فلم مسلمانوں کو ہرگز نہیں دیکھنی چاہئے، بلکہ ایسی فلموں کا بائیکاٹ کریں، مسلمانوں کا ایمان کتنا کمزور ہوگیا ہے، اتنی بڑی بڑی ہستیوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار زانی اور شرابی عیسائی اداکاروں نے ادا کئے اور نہ جانے کس ناپاک سایہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ سے تشبیہ دی، کتنے افسوس کی بات ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کیا ایسی فلم کو دیکھا جاسکتا ہے؟ اور اگر نہیں تو جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان کو توبہ اِستغفار کرنی چاہئے، خدارا! اس

کا جواب ضرور ضرور اخبار کی معرفت دیں اور دیکھنے والوں کو اس کی کیا سزا ملنی چاہئے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو فلمانا، اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ علمائے اُمت اس پر شدید احتجاج کر چکے ہیں اور حساس مسلمان اس کو اسلام کے خلاف ایک یہودی سازش تصوّر کرتے ہیں، ایسی فلم کا دیکھنا گناہ ہے اور اس کا بائیکاٹ فرض ہے۔

## ٹی وی میں عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا

س...... کیا ٹی وی میں بھی عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا گناہ ہے؟ میں نے ایک جگہ رسالے میں پڑھا تھا کہ نامحرَم عورتوں کا دیکھنا اور اس کا عادی ہونا بہت بڑا گناہ ہے، موت کے وقت انجام اچھا نہیں ہوتا، کیا اس کا اطلاق ٹی وی پر بھی ہوتا ہے؟

ج...... ٹی وی دیکھنا جائز نہیں، اس پر نامحرَم عورتوں کا دیکھنا گناہ در گناہ ہے۔

## ٹی وی اور ویڈیو پر اچھی تقریریں سننا

س...... ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتے ہیں، اور یہاں تک ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم کا بیان اچھا ہوتا ہے تو بیٹھ کر سنتے ہیں اور خاص کر جمعہ کو ٹی وی پر جو پروگرام آتا ہے، اس کو بھی سنتے ہیں، لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ جائز نہیں، لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے، جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرما رہے ہوں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی اُمّ الخبائث (شراب) کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی۔ ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو ''اُمّ الخبائث'' کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سیکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بنی ہوئی فلم دیکھنا

س......وی سی آر نے پہلے گندگی پھیلائی ہوئی ہے، اب معلوم ہوا ہے کہ وی سی آر پر ملتان اور ساہیوال میں وہی فلم دِکھائی جارہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر بنی ہے، اور اس فلم پر دُنیائے اسلام نے غم و غصّے کا اظہار کیا تھا اور اسلامی حکومتوں نے مذمت بھی کی تھی۔ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم اُٹھائے گی اور اس شیطانی عمل کو روکنے کے لئے عوام الناس کا فرض نہیں ہے؟ جو لوگ یہ فلم چلانے، دیکھنے یا دِکھانے کے مجرم ہیں، ان کے لئے شریعتِ محمدی کا کیا حکم ہے؟ میں نے اس سلسلے میں پورے وثوق اور معتبر شہادتوں سے معلوم کرلیا ہے کہ یہ فلم دِکھائی جارہی ہے، مزید تصدیق کے لئے میں اپنے آپ میں جرأت نہیں پاتا کہ یہ ناپاک فلم دیکھوں۔

ج......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدّسہ کو فلم کا موضوع بنانا، نہایت دِل آزار توہین ہے، دُشمنانِ اسلام نے بارہا اس کی کوشش کی، لیکن غیور مسلمانوں نے سراپا احتجاج بن کر ان کی سازش کو ہمیشہ ناکام بنایا۔ اگر آپ کی اطلاعات صحیح ہیں تو یہ نہایت افسوس ناک حرکت ہے، حکومت کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہئے اور اس کے مرتکب افراد کو توہینِ رسالت کے جرم پر سخت سزا دینی چاہئے۔ اگر حکومت اس طرف توجہ نہ کرے تو مسلمانوں کو آگے بڑھ کر خود اس کا سدِباب کرنا چاہئے۔



فہرست

## ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دِینی پروگرام بھی آتے ہیں

س...... ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دِینی غور و فکر اور تفسیر وغیرہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ رہا تصویر کا مسئلہ تو بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ یہ پرچھائیں ہے، عکس ہے، کوئی کہتا ہے کہ تصویر ساکن یعنی فوٹو کی ممانعت ہے، اور یہ چلتی پھرتی ہے۔ وضاحت فرماویں۔

ج...... ٹیلی ویژن کا مدار تصویر ہے، اور تصویر کا ملعون ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہے، اور کسی ملعون چیز کو کسی نیک کام کا ذریعہ بنانا بھی دُرست نہیں۔ مثلاً: شراب سے وضو کرکے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے، تمام اہلِ علم اس پر متفق ہیں کہ عکسی تصویریں جو کیمرے سے لی جاتی

ہیں، ان کا حکم تصویر ہی کا ہے، خواہ وہ متحرک ہو یا ساکن۔

## فلم دیکھنے کے لئے رقم دینا

س…… ہمارے محلے کے چند لڑکے فلم کے لئے پیسے جمع کرتے ہیں اور ہم نے ان کو پہلے ۲۵ روپے دیئے تھے، اور ہم نے فلم نہیں دیکھی تھی، اب آپ سے یہ گزارش ہے کہ فلم کے لئے پیسے دینا بھی گناہ ہے، اور فلم دیکھنا بھی گناہ ہے، ان کو آخرت میں کیا سزا دی جائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی کیا سزا ہے؟ اور کیا گناہ ہے؟

ج…… جو سزا فلم دیکھنے والوں کی ہے، وہی اس کے لئے پیسے دینے والوں کی۔

## ویڈیو فلم کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا دُرست نہیں

س…… اس ماہِ رمضان میں اِعتکاف کے لئے ایک خانقاہ گیا، اس خانقاہ کے جو پیر صاحب ہیں، ان کے طریقِ کار پر میں کافی عرصے سے ذکر کرتا رہا ہوں۔ اس دفعہ جب میں بیعت ہونے کے ارادے سے ان کے پاس گیا تو وہاں عجیب منظر دیکھنے میں آیا، پیر صاحب ظہر اور عصر کے درمیان ایک گھنٹے تک درسِ قرآن دیتے تھے، جس کی ویڈیو فلم بنتی تھی، جب میں نے یہ چیز دیکھی تو میں نے بیعت کا ارادہ بدل دیا۔ یہاں اپنے مقام پر واپس آکر ان کے پاس خط لکھا، جس میں ان کے پاس لکھا کہ علمائے کرام تو ویڈیو فلم کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ: ''ویڈیو فلم ہو یا کلاشنکوف یا چھری، چاقو ہو، جائز کام کے لئے ان چیزوں کا استعمال بھی جائز، اور ناجائز کاموں کے لئے ان کا استعمال بھی ناجائز۔'' اب آپ فرمائیں کہ علمائے دِین اور مفتیان صاحبان اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیا دِین کی تبلیغ کے لئے ویڈیو فلم کا استعمال جائز ہے؟ اور اگر نہیں تو تحریر فرمائیں تاکہ میرے پاس اس کے بارے میں کوئی مثبت جواب ہو، ان کا جواب بھی آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

ج…… ویڈیو فلم پر تصویریں لی جاتی ہیں اور تصویر جاندار کی حرام ہے، اور شریعتِ اسلام میں حرام کام کی اجازت نہیں۔ اس لئے اس کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا غلط ہے، اور ان پیر

صاحب کا اِجتہاد ناروا ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ ایسے برخود غلط آدمی سے بیعت نہیں کی۔

## بیوی کو ٹی وی دیکھنے کی اجازت دینا

س…… ایک شخص کے باپ کے گھر ٹیلی ویژن ہے، گھر کے سارے افراد ہر پروگرام دیکھتے ہیں، لیکن وہ شخص اس سے نفرت کرتا ہے، اس کی بیوی ٹیلی ویژن دیکھنے کی اس سے اجازت چاہتی ہے، مگر وہ شخص اس کو پسند نہیں کرتا، ٹیلی ویژن پروگرام دیکھنا کیسا ہے؟

ج…… ٹیلی ویژن جس میں کہ فحش تصاویر کی نمائش ہوتی ہے، اور انسان کے لئے ایک اعتبار سے اس میں دعوتِ گناہ ہے، اس کا دیکھنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ جس طرح غیرمحرَم عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں، اسی طرح مردوں کی تصاویر بھی دیکھنا جائز نہیں، لہٰذا جناب کو اپنی بیوی کو ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

## ویڈیو کیسٹ بیچنے والے کی کمائی ناجائز ہے، نیز یہ دیکھنے والوں کے گناہ میں بھی شریک ہے

س…… میری دُکان سے جو لوگ فلمیں (جو بعض اوقات بے ہودہ بھی ہوتی ہیں) لے کر جاتے ہیں، کیا ان کے ساتھ مجھے بھی گناہ ہوگا؟

ج…… جی ہاں! آپ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں، مزید برآں یہ کہ یہ آمدنی بھی پاک نہیں۔

س…… کہا جاتا ہے کہ فلمیں دیکھنے سے معاشرہ بگڑتا ہے، لڑکیاں بے پردہ ہوجاتی ہیں، اور چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں قرآنی آیات کے بجائے نت نئے مقبول گانے گاتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے، لیکن کیا اس کا گناہ میرے سر یا میرے جیسے دُوسرے لوگ جنھوں نے ویڈیو کی دُکانیں کراچی میں بلکہ ملک کے چپے چپے میں کھولی ہوئی ہیں، ان کے بھی سر ہوگا؟ بہرحال ہم تو روزی کی خاطر یہ سب کچھ کرتے ہیں اور ہمارا مقصد روزی ہوتا ہے، کسی کو بگاڑنا نہیں۔

ج…… یہ تو اُوپر لکھ چکا ہوں کہ آپ اور آپ کی طرح کا کاروبار کرنے والے اس گناہ میں

اوراس گناہ سے پیدا ہونے والے دُوسرے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں۔ رہا یہ کہ آپ کا مقصد روٹی کمانا ہے، معاشرے میں گندگی پھیلانا نہیں، اس کا جواب بھی اُوپر لکھ چکا ہوں کہ ایسی روزی کمانا ہی حلال نہیں جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو اور گندگی پھیلے۔

## ٹیلی ویژن میں کام کرنے والے سب گناہگار ہیں

س...... ٹیلی ویژن میں عام طور سے گانے اور میوزک کے پروگرام دِکھائے جاتے ہیں، اکثر مخلوط گانے اور پروگرام ہوتے ہیں، اوراس گناہ کے فعل میں ٹیلی ویژن کے اربابِ اختیار بھی شامل ہوتے ہیں، اس گناہ کا کفارہ ممکن ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کیا؟

ج...... ناچ اور گانا حرام ہے اور گناہِ کبیرہ ہے، ٹیلی ویژن دیکھنا بھی گناہ ہے۔ ناچنے والی، ٹیلی ویژن چلانے والے اور ٹیلی ویژن دیکھنے والے سبھی گناہگار ہیں، اللہ تعالیٰ نیک ہدایت فرمائیں۔

## ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے محکموں میں کام کرنا

س...... جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کا وجود ہی اسلامی نقطۂ نگاہ سے جائز نہیں، مثلاً: ٹیلی ویژن، ریڈیو وغیرہ، جن سے رقص و موسیقی اور اسی قسم کی دُوسری چیزیں نشر ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے میرے اور بہت سے مسلمانوں کے دِل میں یہ مسئلہ ہوگا کہ ان محکموں سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی روزی وابستہ ہے، ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے فرض کو بہت ہی خوش اُسلوبی اور دیانت داری سے انجام دیتے ہیں، تو کیا ان لوگوں کی روزی جو ان اداروں سے منسلک ہیں، جائز ہے؟ اور اگر جائز نہیں تو کیا وہ لوگ گناہگار ہیں؟ کیونکہ وہ لوگ اس پیسے سے اپنے معصوم بچوں کی پروَرِش کرتے ہیں، جن کو ابھی اچھے اور بُرے کی تمیز نہیں، تو کیا وہ بھی اس گناہ میں شریک ہیں یا پھر ان کے والدین پر ہی تمام گناہ ہوگا؟

ج...... رقص و موسیقی کے گناہ ہونے اور اس کے ذریعے حاصل کی گئی رقم کے ناپاک ہونے میں کیا شبہ ہے...؟ باقی وہ معصوم بچے جب تک نابالغ ہیں، گناہ میں شریک نہیں، بلکہ حرام آمدنی سے پروَرِش کا وبال ان کے والدین پر ہے۔

## وی سی آر دیکھنے کی کیا سزا ہے؟

س...... ہمارے معاشرے میں وی سی آر کی لعنت پھیل گئی ہے، جس سے ہماری نئی نسل فلمیں دیکھ کر بُری طرح متأثر ہوئی ہے، اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیجئے کہ اس کی سزا کیا ہے؟

ج...... اس کی سزا دُنیا میں تو مل رہی ہے کہ نئی نسل نے اپنی اور دُوسروں کی زندگی اَجیرن کر رکھی ہے، آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے...!

## ٹی وی اور ویڈیو فلم

س...... کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین وعلمائے دِین اس بارے میں کہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ تصویر کی حیثیت سے ممنوع ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں مندرجہ ذیل اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱:...... اگر ٹی وی براہِ راست ریز (شعاعوں) کے ذریعہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ اسی آن میں ہمیں دِکھا رہی ہو، جیسے کبھی کبھی حج پروگرام نشر ہوتے ہیں، جو کچھ وہاں حجاجِ کرام کرتے ہیں وہ ہم اسی آن میں یہاں دیکھتے ہیں، کیا اس وقت ٹی وی دُوربین جیسی نہیں ہوتی؟ اور کیا کسی آلے سے اگر دُور کی آواز سننا جائز ہے تو کیا دُور کا دیکھنا جائز نہیں؟

۲:...... فلم میں ایک خرابی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس میں تصویر ہے، اور تصویر حرام ہے۔ مگر ویڈیو کیسٹ کی حقیقت یہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی تصویر نہیں چھپتی، بلکہ اس کے ذریعے اس کے سامنے والی چیزوں کی ریز (Rays) شعاعوں کو ٹیپ کرلیا جاتا ہے، جس طرح آواز کو ٹیپ کرلیا جاتا ہے، ٹیپ ہونے کے باوجود جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی، بلکہ وہ غیرمرئی ہوتی ہے، اسی طرح ان ریز شعاعوں کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی، لہٰذا فلمی فیتوں اور ویڈیو کیسٹ میں بڑا فرق ہے، فلمی فیتوں میں تو تصویر باقاعدہ نظر آتی ہے، جس تصویر کو پردے پر بڑھا کر دِکھایا جاتا ہے مگر ویڈیو کیسٹ ''مقناطیسی'' ہوتے ہیں جو مذکورہ ریز کرنوں کو جذب کرلیتے ہیں، پھر ان جذب شدہ کو ٹی وی سے متعلق کیا جاتا

ہے، تو ٹی وی ان ریز کو تصویر کی صورت میں بدل کر اپنے آئینے میں ظاہر کر دیتی ہے، چونکہ یہ صورت متحرک اور غیر قار ہوتی ہے اسے عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیا جاتا ہے، جب تک آئینے کے رُوبرو ہو اس میں صورت رہے گی، اور ہٹ جانے کی صورت میں ختم ہو جائے گی، یوں ہی جب تک ویڈیو کیسٹ کا رابطہ ٹی وی سے رہے گا تصویر نظر آئے گی، اور رابطہ منقطع ہوتے ہی تصویر فنا ہو جائے گی۔

۳:...... آئینے اور ٹی وی کے ناپائیدار عکوس کو حقیقی معنوں میں تصویر، تمثال، مجسمہ، اسٹیچو وغیرہ کہنا صحیح نہیں، اس لئے کہ پائیدار ہونے سے پہلے عکس ہی ہوتا ہے، تصویر نہیں بنتا، اور جب اسے کسی طرح سے پائیدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے، اب اگر اس کو ناظرین تصویر کہیں تو یہ مجازاً ہوگا۔

۴:...... اور یہ کہ جب علماء نے بالاتفاق بہت چھوٹی تصویر جیسے بٹن یا انگوٹھی کے نگینے پر تصویر کے استعمال کو جائز کہا ہے، مگر یہاں تو ویڈیو میں بالکل تصویر کا وجود ہی نہیں، اور کسی طاقتور خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔

۵:...... اُوپر والی باتوں پر نظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں ٹی وی بذاتِ خود خراب یا مذموم نہیں، ہاں! موجودہ پروگراموں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ٹی وی کو مذموم کہا جاسکتا ہے، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آدمی ٹی وی نہ رکھے، بلکہ مذموم پروگرام کو نہ دیکھے، جیسے ریڈیو۔

۶:...... یہ بات زیرِ غور ہے کہ اگر پاکستان کا مقدر اچھا بن جائے اور یہاں مکمل اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو کیا ٹی وی اور ٹی وی اسٹیشن ختم کئے جائیں گے؟

۷:...... یہ کہ یہاں پر ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ مفتی محمودؒ کبھی کبھی ٹی وی پر اپنی تقریر سناتے تھے، کیا ان کا عمل یہ نہیں بتا رہا ہے کہ وہ فی ذاتہٖ ٹی وی کو مذموم نہ سمجھتے تھے؟

۸:...... یہ کہ علمائے حجاز و مصر کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

۹:...... ہم سے سائنس کے طلباء کہہ رہے ہیں کہ جو ہم میں سے ٹی وی دیکھ رہا ہے، وہ علمی سائنس میں ہم سے آگے ہے، کیونکہ ٹی وی میں جدید پروگرام دیکھتے ہیں، کیا

ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں؟

اور آخر میں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری یہ ساری بحث ٹی وی کو خواہ مخواہ جائز رکھنے کے لئے نہیں، بلکہ اس جدید مسئلے کے سارے پہلو آپ کے سامنے رکھنا مقصود ہے، غلطی ہو تو معاف فرمائیں۔

ج...... جو نکات آپ نے پیش فرمائے ہیں، اکثر و بیشتر پہلے بھی سامنے آتے رہے ہیں، ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں، لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہے، اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دِکھایا جاتا ہے، اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کی بجائے سائنسی ترقی میں تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے، لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کرلیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔ اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم اور ٹی وی نے پیدا کردی ہیں۔ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ گھر گھر سینما گھر بن گئے ہیں۔ کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شارع ہاتھ کی تصویروں کو تو حرام قرار دے، اس کے بنانے والوں کو ملعون اور ''أشدُّ عذابًا یوم القیامة'' بتائے اور فواحش و بے حیائی کے اس طوفان کو جسے عرفِ عام میں ''ٹی وی'' کہا جاتا ہے، حلال اور جائز قرار دے...؟

رہا یہ کہ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں، تو کیا خمر اور خنزیر، سود اور جوئے میں فوائد نہیں؟ لیکن قرآنِ کریم نے ان تمام فوائد پر یہ کہہ کر لکیر پھیر دی ہے: ''وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا''۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغِ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں ٹی وی پر دِینی پروگرام بھی آتے ہیں، لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دِینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیرمسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کردی؟ کتنے گناہگاروں نے گناہوں سے توبہ کرلی؟ لہٰذا یہ محض دھوکا ہے۔ فواحش کا یہ آلہ جو سرتاسر نجس العین ہے اور ملعون ہے، اور جس کے بنانے والے دُنیا و آخرت میں ملعون ہیں، وہ تبلیغِ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ دِینی پروگرام گمراہی

پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دِینی پروگراموں کے لئے ٹی وی پر جاتے ہیں اور اناپ شناپ جوان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں، کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں، اور کوئی صحیح و غلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں، اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ و اِشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جارہا ہے...؟

رہا یہ سوال کہ فلاں یہ کہتے ہیں اور یہ کرتے ہیں، یہ ہمارے لئے جواز کی دلیل نہیں۔

## فلم اور تبلیغِ دِین

س...... جمعرات ۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں جناب کوثر نیازی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''فلم اور ٹی وی کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہونی چاہئے، اور فلم اور ٹی وی ایسا زبردست میڈیا ہے کہ ہر گھر میں موجود ہے، اور اس کا ہر چھوٹے بڑے کو چسکا ہے۔'' آگے کوثر صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اب وہ زمانہ نہیں کہ فلم کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحثیں کی جائیں، ہم پسند کریں یا ناپسند، دُنیا بھر میں اسے بطور تفریح اپنالیا گیا ہے'' تو کیا واقعی ان ذرائع کو اِسلام کی عظمت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ''جب حلال و حرام کے اجارہ دار حلقے خود اس عصری رُجحان کے سامنے بے بس ہوں تو کیا مناسب نہ ہوگا کہ مسلمان ملک انتہاپسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر صنعتِ فلم سازی کے لئے اصلاحی اور انقلابی اندازِ فکر اختیار کریں؟''

ج...... آپ کے سوال میں چند باتیں قابلِ غور ہیں:

اوّل:...... جناب کوثر صاحب نے حلال و حرام کے ''اجارہ دار حلقوں'' کے لفظ سے جو طنز کیا ہے، اگر ان کی مراد علمائے کرام سے ہے تو قابلِ افسوس جہلِ مرکب ہے، اس لئے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ و رسول کا کام ہے، علمائے کرام کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ اللہ و رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو محض اپنی خواہشِ نفس یا لوگوں کی غلط خواہشات کی وجہ سے حلال کہنے سے معذور ہیں۔ اگر کوثر صاحب اسی کو ''اجارہ داری'' سے تعبیر کرتے ہیں کہ حضراتِ علمائے کرام، کفر و نفاق کو اسلام کیوں نہیں کہتے؟ حرام کو حلال کیوں نہیں

کردیتے؟ منکرات وخواہشات کو نیکی و پارسائی کیوں نہیں بتاتے؟ اور ہر وہ ادائے کج جو معاشرے میں رواج پذیر ہوجائے، اس کو عین صراطِ مستقیم کیوں نہیں کہتے...؟ تو میں جناب کوثر صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ اجارہ داری بہت مبارک ہے، اور اُمید ہے کہ قیامت کے دن ان کے ان الفاظ کو شہادت کے طور پر بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاسکے۔ اور ان سے بھی توقع رکھوں گا کہ وہ اَحکم الحاکمین کی عدالت میں یہ گواہی ضرور دیں (اگر وہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں) کہ: ''یا اللہ! تیرے ان بندوں نے حلال وحرام کی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی، آپ نے اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا تھا، ہم نے زمانے کے حالات کا واسطہ دے کر ان سے بار بار اپیل کی کہ اب ان چیزوں کو حلال کردیا جائے، مگر ان بندگانِ خدا نے کسی کی ایک نہ مانی، ان کی ایک ہی رَٹ رہی کہ جس چیز کو اللہ و رسول نے حرام قرار دے دیا ہے، وہ ہمیشہ کے لئے حرام رہے گی، قیامت تک کوئی شخص خدا اور رسول کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال نہیں کرسکتا۔'' جب کوثر صاحب بارگاہِ اِلٰہی میں یہ شہادت دیں گے تو ہم دیکھیں گے کہ اَحکم الحاکمین کا فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے؟ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی!

دوم:...... کوثر صاحب کا یہ ارشاد کہ: ''اب وہ زمانہ نہیں کہ فلاں چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحثیں کی جائیں'' یہ فقرہ پڑھ کر کم از کم میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، کیا کسی ایسے شخص سے جس کے دِل میں رائی کے دسویں حصے کے برابر بھی ایمان ہو، یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ کسی چیز کے شرعاً حلال یا حرام اور جائز یا ناجائز ہونے کی بحث ہی کو بے کار کہنے لگے...؟ العیاذ باللہ! اَستغفر اللہ!

اور کوثر صاحب کی یہ دلیل بھی عجیب ہے کہ: ''ہم پسند کریں یا ناپسند، دُنیا بھر میں اسے بطور تفریح اپنالیا گیا ہے'' کیا جو چیز انسانیت وشرافت اور آئین وشرع کے علی الرغم، فساق وفجار کے عام حلقوں میں اپنالی جائے وہ جائز اور حلال ہوجاتی ہے؟ اور اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحث کرنا لغو اور بے کار ہوجاتا ہے؟ آج ساری دُنیا میں قانون شکنی کا رُجحان بڑھتا جارہا ہے، کوثر صاحب کو چاہئے کہ دُنیا بھر کی حکومتوں کو مشورہ

دیں کہ یہ آئین و قانون کی پابندیاں لغو ہیں، ہر جگہ بس جنگل کا قانون ہونا چاہئے کہ جس کے جی میں جو آئے کرے، اور جدھر جس کا منہ اُٹھے ادھر چل نکلے، مہذب حکومتوں کو ایسا مشورہ دیا جائے، تو یقین ہے کہ مشورہ دینے والے کی جگہ دِماغی شفاخانہ ہوگی۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک پڑھا لکھا شخص، جو مسلمان کہلاتا ہے، خدا و رسول کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ: ''جناب! یہ بیسویں صدی ہے، اس زمانے میں آپ کے حلال و حرام کو کوئی نہیں پوچھتا، اس لئے ہمیں اس سے معاف رکھئے۔'' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ!

سوم:...... فلم اور تصویر کو خدا اور رسول نے حرام قرار دیا ہے اور ان کے بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ کوثر صاحب کا یہ مشورہ کہ اس حرام اور ملعون چیز کو عظمتِ اسلام کے لئے استعمال کرنا چاہئے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی شخص یہ مشورہ دے کہ چونکہ اس زمانے میں سود سے چھٹکارا ممکن نہیں، اس لئے اس کے حلال یا حرام ہونے کی بحث تو بے کار ہے، ہونا یہ چاہئے کہ تمام اسلامی ممالک سود کی نجاست سے مسجدیں تعمیر کیا کریں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر وہ کونسا اسلام ہوگا جس کی عظمت ایک حرام اور ملعون چیز کے ذریعہ دوبالا کی جائے گی؟ جب حلال و حرام کی بحثوں کو ہی بالائے طاق رکھ دیا جائے تو اسلام باقی ہی کہاں رہا، جس کی تبلیغ و اشاعت اور عظمت و سربلندی مطلوب ہے...؟ کوثر صاحب شاید یہ نہیں جانتے کہ اسلام اپنی اشاعت و سربلندی کے لئے ان شیطانی آلات کا منّت کش نہیں ہے، اور ان شیطانی آلات سے جو چیز فروغ پائے گی وہ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام نہیں ہوگا، بلکہ کوثر صاحب اور ان کے ہم نواؤں کا خودساختہ اسلام ہوگا، جس میں نہ کفر و ایمان کا امتیاز ہو، نہ حلال و حرام کی تمیز ہو، نہ جائز و ناجائز کا سوال ہو، نہ مرد و زَن کے حدود ہوں، نہ نیکی و بدی کا تصوّر ہو، نہ اِخلاص و نفاق کے درمیان کوئی خطِ امتیاز ہو، ایسے نام نہاد اسلام میں سب کچھ ہوگا، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام نہیں ہوگا۔

چہارم:...... کوثر صاحب اسلامی ممالک کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ انتہا پسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر فلم سازی کی صنعت میں اصلاحی و انقلابی تبدیلیاں کریں۔


فہرست

جہاں تک فلم میں اصلاحی و انقلابی تبدیلیوں کا تعلق ہے، میں بتا چکا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تصویر نجس العین اور ملعون ہے، اور اِمام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مؤرّخِ اسلام علامہ سیّد سلیمان ندویؒ ایسی نابغہ شخصیتوں کو بھی جو کسی زمانے میں بڑے شدّ و مدّ سے تصویر کے جواز کے قائل تھے، یہ اعتراف کرنا پڑا تھا کہ موجودہ دور کی عکسی تصویر بھی فرمودہ نبوی کے مطابق حرام اور ملعون ہے۔ پس جو چیز بذاتِ خود نجس ہو، اس کو کس طرح پاک کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ اس کی ماہیت بدستور باقی ہو۔ کیا پیشاب کو کسی لیبارٹری میں صاف کرلیا جائے تو وہ پاک ہوجائے گا؟

فلموں میں کیسی بھی تبدیلیاں کرلی جائیں، ان کی ماہیت نہیں بدل سکتی، ہاں! آپ یہ کرسکتے ہیں کہ اس کے فحش اجزا کو حذف کردیں، اس میں سے نسوانی کردار چھانٹ دیں، اس کے باوجود فلم، فلم ہی رہے گی، اس کی ماہیت ہی سرے سے حرام اور ملعون ہے، تو کوئی سا اصلاحی و انقلابی اقدام بھی اس کو حرمت و ملعونیت سے نہیں بچاسکتا، ہاں! اس کا ایک نقصان ضرور ہوگا کہ اب تو عام سے عام مسلمان بھی فلم کو گناہ سمجھتا ہے، کوثر صاحب کے فتویٰ کے بعد بہت سے ناواقف لوگ اس کو گناہ بھی نہیں سمجھیں گے، یوں فسق سے کفر کی حد تک پہنچ جائیں گے۔

اور اگر کوثر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ حج و غزوات وغیرہ اسلامی شعائر کو فلمایا جائے، تو یہ اس سے بھی بدترین چیز ہے، اس لئے کہ اسلامی شعائر کو تفریح اور لہو و لعب کا موضوع بنانا شعائر اللہ کی بے حرمتی اور توہین ہے، اگرچہ ایسا کرنے والوں کا یہ مقصد نہ ہو، اور اگرچہ وہ اس دقیقے کو سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔

اور اس سے بھی بدتر یہ کہ ایسی فلموں کو ناواقف لوگ کارِ ثواب سمجھا کریں گے (جیسا کہ فلمِ حج کو بہت سے لوگ بڑی عقیدت سے ثواب اور عبادت سمجھ کر دیکھتے ہیں)، اس کا سنگین جرم ہونا بالکل واضح ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کا کام اور خدا تعالیٰ کے غضب و لعنت کا موجب قرار دیا تھا، یہ لوگ ٹھیک اس چیز کو عبادت اور رضائے الٰہی کا موجب سمجھتے ہیں، یہ خدا و رسول کا صریح مقابلہ ہے، اور خدا تعالیٰ

کی شریعت کے متوازی ایک نئی شریعت تصنیف کرنا کس قدر سنگین جرم ہے؟ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ فلمی صنعت میں کوئی ایسا اصلاحی و انقلابی اقدام ممکن نہیں جو اس صنعت کو خدا کی لعنت سے نکال سکے۔

جہاں تک انتہا پسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُترنے کے مشورے کا تعلق ہے، میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ حلال و حرام کا اختیار اُمت کے کسی فرد کو نہیں دیا گیا، اور خدا کے حرام کئے ہوئے فعل کو حرام کہنا انتہا پسندی نہیں، بلکہ عین ایمان ہے، اگر اس کو ''سنگھاسن'' کے لفظ سے تعبیر کرنا صحیح ہے، تو یہ ایمان کا سنگھاسن ہے، اور ایمان کے سنگھاسن سے نیچے اُترنے کا مشورہ کوئی مسلمان نہیں دے سکتا۔ اور جو شخص نیچے اُترنے کا ارادہ کرے، وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ کوثر صاحب کو اگر اسلام و ایمان مطلوب ہے، تو میں ان کو مخلصانہ مشورہ دُوں گا کہ وہ خود مغرب پرستی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں اور اپنے کفریہ کلمات سے توبہ کریں۔

# مرد اور عورت سے متعلق مسائل

## عورت پر تہمت لگانے، مار پیٹ کرنے والے پڑھے لکھے پاگل کے متعلق شرعی حکم

س…… ایک آدمی پڑھا لکھا ہے، اسلامیات میں ایم اے کیا ہوا ہے، بیوی کو کوئی عزّت نہیں دیتا، بیوی پر طرح طرح کے الزامات لگاتا ہے، ہر کام میں نقص نکالتا ہے، ہر نقصان کا ذمہ دار بیوی کو ٹھہراتا ہے، گندی گندی گالیاں بکتا ہے، بیوی کی پاک دامنی پر الزامات لگاتا ہے، بیوی کے رشتہ داروں کی پاک دامنی پر بھی الزامات لگاتا ہے، بیوی کو اس کے رشتہ داروں کے گھر جانے نہیں دیتا، بیوی کا دِل اگر چاہتا ہے کہ وہ بھی اپنے میکے میں کہیں جائے تو ڈَر کی وجہ سے اجازت طلب نہیں کرتی، کیونکہ شوہر اس کے گھر والوں کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہوجاتا ہے اور چِلّا چِلّا کر اس کے گھر والوں کو گندی گندی گالیاں بکتا ہے، بیوی بے چاری مہینوں مہینوں اپنے گھر والوں کی صورت کو بھی ترس جاتی ہے، بے بس ہے، جب زیادہ یاد آتی ہے تو چپکے چپکے رولیتی ہے، اور صبر وشکر کرکے خاموش ہوجاتی ہے۔ بیوی کے گھر والے اگر بلائیں تو (شوہر جو کہ شکی مزاج ہے) بیوی اور اس کے میکے والوں پر گندے گندے الزامات لگاتا ہے، کہتا ہے: ''تجھے بلاکر تیرے ماں باپ تجھ سے گندہ دھندہ کرواتے ہیں اور پیسہ خود کھاتے ہیں'' بات بات پر گالیاں دینا، پاک دامنی پر الزام لگانا، زیادہ غصہ آئے تو چہرے پر تھپڑوں کی بھرمار کرنا، گھر سے نکل جانے کی دھمکی دینا، شوہر کے نزدیک بیوی کا حق روٹی، کپڑا اور مکان سے زیادہ نہیں ہے۔ جب شوہر کا غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو وہ بیوی سے معافی مانگتا ہے کہ ''میں نے غصّے میں جو کچھ بھی کیا، تم معاف کردو'' عورت بے چاری مجبور ہوکر معاف کردیتی ہے۔ کچھ عرصے کی بات ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو گالیاں دیں اور


فہرست

بہت سے مردوں کے نام لے کر اس کی پاک دامنی پر الزام لگایا، یہاں تک کہ بیوی کے بھانجوں اور بھتیجوں تک کے ساتھ الزام لگانے سے باز نہ آیا، اس کے میکے والوں پر بھی گندے گندے الزامات لگائے، تین چار روز بعد بیوی سے کہا کہ: ''مجھے معاف کردو'' بیوی نے کہا کہ: ''اب تو میں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی، کیونکہ آپ ہر بار معافی مانگنے کے بعد بھی یہی کرتے ہیں'' لیکن شوہر بار ہا معافی مانگتا رہا اور اس نے یہاں تک وعدہ کیا کہ: ''دیکھو میں کعبۃ اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھاکر حلفیہ تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اب میں کبھی بھی تم پر اور تمہارے گھر والوں پر کوئی الزام نہیں لگاؤں گا'' بیوی نے معاف کردیا، مگر ابھی اس معافی کو بمشکل دو ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ شوہر صاحب پھر وعدہ بھلاکر اپنی پُرانی رَوِش پر اُتر آئے، اب تو بیوی بالکل بھی معاف نہیں کرتی، شوہر جب بھی اس کی پاک دامنی پر الزامات لگاتا ہے تو بیوی چار بار آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھاکر چار گواہوں کی طرف سے اللہ کو گواہ بناتی ہے اور پانچویں بار اللہ کو گواہ بناکر اپنی پاک دامنی پر لگائے ہوئے الزامات کا بدلہ اللہ کو سونپ دیتی ہے، کیونکہ کہتے ہیں کہ عورت کی پاک دامنی پر الزام کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے الزام لگانے والے پر ۸۰ دُرّوں کی سزا رکھی ہے، اب بیوی اپنے شوہر کی ہر بات صبر اور شکر سے سنتی ہے، اور خاموش رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو کہتی ہے کہ: ''اے اللہ! تو ہی انصاف سے میرے ساتھ کی جانے والی تمام حق تلفیوں کا بدلہ دُنیا اور آخرت میں لے لینا'' مولانا صاحب! اسلام کی بیٹی کیا اتنی گھٹیا اور حقیر ہے کہ جو ایک مرد کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حلال کی گئی ہو اور وہ مرد اس کے اُوپر جیسا چاہے الزام لگائے اور اس کے میکے والوں کو یہ کہہ کر حقیر جانے کہ میں ان کی بیٹی بیاہ کر لایا ہوں اس لئے میری عزّت اور رُتبہ زیادہ ہے، اور بیٹی اور اس کے گھر والے مرد سے کم تر ہیں، ان کی کوئی عزّت نہیں، جس کے سامنے جو چاہے ان کو کہہ دیا جائے۔ کیا اسلام نے بیٹی والوں کو اتنا حقیر بنادیا ہے (نعوذ باللہ) کہ وہ سنتِ رسول کو ادا کر کے ایک بیٹی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر ایک مرد کے لئے حلال کردیں اور پھر بیٹی والے اور بیٹی زندگی بھر ان کے آگے جھکیں؟ کیا عورت کو (خاص کر اس کے منہ پر) زوردار تھپڑوں کی مار سے ناک اور منہ سے خون نکالنے کی

اجازت ہے؟ جبکہ عورت اللہ کو حاضر اور ناظر جان کر اپنے تمام فرائض ایمان داری سے ادا کرتی ہو، اور وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہ جاتی ہو، کیا ایسے شوہر کی عبادت قبول ہوسکتی ہے؟ کیا یومِ حساب اللہ تعالیٰ صابر بیوی کو اس کے شوہر سے تمام حقوق ادا کروائے گا جو کہ دُنیا میں اسے نہ ملے ہوں؟ کیونکہ اب بیوی یہی کہتی ہے کہ اب تو قیامت کے دن ہی حساب بے باق ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ہوگا۔

ج……اس شخص کے جو حالات آپ نے لکھے ہیں، ان کے نفسیاتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ''پڑھا لکھا پاگل'' ہے، گالیاں بکنا، تہمتیں دھرنا، مار پیٹ کرنا، وعدوں سے پھر جانا، اور قسمیں کھا کھا کر توڑ دینا، کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہوسکتا۔ جو شخص کسی پاک دامن پر بدکاری کا الزام لگائے اور اس پر چار گواہ پیش نہ کرسکے، اس کی سزا قرآنِ کریم نے ۸۰ دُرّے تجویز فرمائی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سب سے بڑے کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے، اور جو شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے، بیوی اس کے خلاف عدالت میں لعان کا دعویٰ کرسکتی ہے، نکاح ختم کرنے کا دعویٰ کرسکتی ہے، جس کی تفصیل یہاں ذکر کرنا غیرضروری ہے۔ اب اگر آپ اپنا معاملہ یوم الحساب پر چھوڑتی ہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کو ان تمام زیادتیوں کا بدلہ دِلائیں گے، اور اگر آپ دُنیا میں اس کے خلاف کارروائی کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو عدالت سے رُجوع کرنا ہوگا کہ مظلوم لوگوں کے حقوق دِلانا عدالت کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ آپ یہ بھی کرسکتی ہیں کہ دو چار شریف آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر اس سے طلاق لے لیں اور کسی دُوسری جگہ عقد کر کے شریفانہ زندگی بسر کریں۔ بہرحال اس پاگل کے فعل کو اسلام کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ ''اسلام کی بیٹی کیا اتنی گھٹیا اور حقیر ہے'' بالکل غلط ہے، اسلام کی تعلیم تو وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ارشاد میں ذکر فرمائی:

''خیرکم خیرکم لأھله وأنا خیرکم لأھلی.''

(مشکوٰۃ ص:۲۸۱)

ترجمہ:……''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر


فہرست

والوں کے لئے سب سے اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بڑھ کر اچھا ہوں۔''

## عورت کے اِخراجات کی ذمہ داری مرد پر ہے

س…… کیا اسلام عورتوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کریں؟ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کا اصل گھر اور کام گھر میں ہے، جہاں ان کو رہ کر ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں، آخر یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… کما کر کھلانے کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر ڈالی ہے، عورتیں اس بوجھ کو اُٹھا کر اپنے لئے خود ہی مشکلات پیدا کر رہی ہیں، اسلام میں کمائی کے لئے بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

## بیوی کے اصرار پر لڑکیوں سے قطع تعلق کرنا اور حصے سے محروم کرنا

س…… میں نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی، جس سے تین لڑکیاں ہیں، اور میں نے ان کی شادی بھی کردی، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میری جائیداد میں یہ لڑکیاں حق دار نہ رہیں، اور تعلق تو میں نے پہلے ہی ختم کرلیا ہے، کیونکہ میری بیوی کی خواہش یہی ہے، کیا میرا یہ فیصلہ شریعت کے عین مطابق ہوگا؟

ج…… بیٹیوں سے قطع تعلق؟ توبہ کیجئے…! یہ سخت گناہ ہے، اسی طرح ان کو جائیداد سے محروم کرنے کی خواہش بھی سخت گناہ ہے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو وارث بنایا ہے، بیوی کے اصرار پر اس کو محروم کرنے کی کوشش کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بیوی خدا اور رسول سے زیادہ عزیز ہے۔

## باوجود کمانے کی طاقت کے بیوی کی کمائی پر گزارا کرنا

س…… کیا مردوں کو عورتوں کی کمائی کھانے کی اجازت ہے؟ مثلاً: کسی کی بیوی کما کر لاتی ہے اور مرد باوجود تندرستی کے نکما ہے، کماتا نہیں، تو ایسے شخص کو بیوی کی کمائی حلال ہے؟ یا کسی نوجوان کی بہن کماتی ہے اور وہ بیٹھ کھاتا ہے، تو کیا ایسے جوان کو بہن کی لائی ہوئی تنخواہ میں

سے خرچ کرنے کا حق ہے؟

ج...... عورتوں کے معاش کا ذمہ دار مردوں کو بنایا گیا ہے، مگر عورتوں نے یہ بوجھ خود اُٹھانا شروع کردیا، اور تساہل پسند مردوں کو ایک اچھا خاصا ذریعۂ روزگار مل گیا، جب عورت اپنی خوشی سے کما کرلاتی ہے اور مردوں پر خرچ کرتی ہے، ان کے لئے کیوں حلال نہیں...؟

## بیوی کو خرچہ نہ دینا اور بیوی کا رَدِّعمل نیز گھر میں سودی پیسے کا استعمال

س...... میرے میاں اپنا پیسہ سودی بینک میں مختلف اسکیموں پر لگاتے ہیں اور اس کا منافع ہر مہینے جو ہوتا ہے اس کو بھی گھر کے خرچ میں لگادیتے ہیں۔ والد صاحب کے سائے سے بچپن سے محروم ہوگئے اور اس زمانے میں لڑکیوں کی شادی ایک مسئلہ ہے، تو پھر میرے گھر والوں نے یہ شادی کردی، میرے میاں کی ملازمت حبیب بینک میں بہ حیثیت آڈٹ آفیسر ہے، ایک تو بینک کی نوکری اور اُوپر سے سود کی اسکیموں میں لگایا ہوا پیسہ، یہ تمام پیسہ مجھ پر اور میرے بچوں پر خرچ ہوتا ہے۔ ۱-اس پیسے کے کھانے سے میری نماز، میرا کھانا دُرست ہے؟ ۲-اسی پیسے سے میں اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کرتی ہوں، کیا وہ دُرست ہے؟

ج...... سود تو حرام ہے، آپ ایسا کیا کریں، ہر مہینے کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا کریں اور آپ کے میاں اپنی رقم سے غیرمسلم کا وہ قرض ادا کردیا کریں۔

## مقروض شوہر کی بیوی کا اپنی رقم خیرات کرنا

س...... ایک شخص پانچ ہزار روپے کا مقروض ہے، اور یہ قرضِ حسنہ لیا ہوا ہے، اس کی بیوی کے پاس تقریباً تین ہزار روپے کا زیور ہے، اب بیوی چاہتی ہے کہ ۱۵۰۰ روپے کے زیورات بیچ کر گاؤں میں ایک کنواں کھدوائے، لیکن اس کے میاں کا اصرار ہے کہ یہ پندرہ سو روپے کنویں پر خرچ کرنے کے بجائے میرا قرض ادا کردو، بیوی کہتی ہے کہ یہ میرا حق ہے، میں جہاں چاہوں خرچ کرسکتی ہوں، اس کا ثواب مجھے ضرور ملے گا، اور خاوند کہتا ہے کہ میاں اگر مقروض ہو تو اس کی بیوی کو خیرات کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ کیا بیوی اپنے زیورات کو فروخت کرکے اس رقم کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ

کرسکتی ہے یا خاوند کی اطاعت اس کے لئے ضروری ہے؟

ج...... اگر زیور بیوی کی ملکیت ہے تو وہ جس طرح چاہے اور جہاں چاہے خیرات کرسکتی ہے، شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں۔ لیکن حدیثِ پاک میں ہے کہ عورت کے لئے بہتر صدقہ یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر اور بال بچوں پر خرچ کرے۔ اس لئے میں اس نیک بی بی کو جو پندرہ سو روپے خرچ کرنا چاہتی ہے، مشورہ دُوں گا کہ وہ اپنے سارے زیور سے اپنے شوہر کا قرضہ ادا کردے، اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوجائیں گے اور اس کو جنت میں بہترین زیور عطا کریں گے۔

## والدین سے اگر بیوی کی لڑائی رہے تو کیا کروں؟

س...... میری شادی کو ڈھائی سال ہوئے، ڈھائی سال میں میرے سسرال والوں سے میری معمولی معمولی بات میں نہیں بنتی اور میرے شوہر کے ساتھ بھی ان کے ماں باپ کی نہیں بنتی، ان لوگوں نے مجھے کبھی پیار محبت سے نہیں دیکھا اور میری بیٹی کے ساتھ بھی وہ لوگ بہت تنگ مزاج ہیں۔ بات بات پر طنز کرنا، کھانے کے لئے جھگڑا کرنا، کاروبار ہمارے یہاں مل کر کرتے ہیں اور تمام محنت میرے شوہر ہی کرتے ہیں، الحمدللہ ہمارے یہاں رزق میں بے حد برکت ہے۔ ڈھائی سال کے عرصے میں کئی بار اپنی والدہ کے یہاں آگئی، اور ان لوگوں کے کہنے پر کہ اب کوئی جھگڑا نہیں ہوگا، بڑوں کا لحاظ کرتے ہوئے والدین کا کہنا مانتے ہوئے میں معافی مانگ کر دوبارہ چلی جاتی، تھوڑے عرصے تک ٹھیک رہتا، پھر وہی حال۔ اس بار بھی میرے شوہر اور ان کے والد میں معمولی بات پر جھگڑا ہوگیا، اور میں مع شوہر اپنی والدہ کے یہاں ہوں۔ میرے شوہر اور میں دونوں چاہتے ہیں کہ ماں باپ کی دُعاؤں اور پیار محبت سے الگ مکان لے لیں، کاروبار سے الگ نہ ہوں، اس لئے کہ ماں باپ کی خدمت بھی ہو، وہ لوگ دوبارہ بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہم کچھ نہیں کہیں گے، جیسے پہلے کہتے تھے۔ آپ بتائیے کہ جب گھر میں روز جھگڑا ہو تو برکت کہاں سے رہے گی؟ آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہم الگ مکان لے لیں، ان مسائل کا حل بتائیے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا، اور میں تا زندگی دُعا دیتی رہوں گی، میں بے حد دُکھی ہوں۔

ج...... آپ کا خط غور سے پڑھا، ساس بہو کا تنازع تو ہمیشہ سے پریشان کن رہا ہے، اور جہاں تک تجربات کا تعلق ہے اس میں قصور عموماً کسی ایک طرف کا نہیں ہوتا، بلکہ دونوں طرف کا ہوتا ہے۔ ساس، بہو کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر تنقید کیا کرتی اور ناک بھوں چڑھایا کرتی ہے، اور بہو جو اپنے میکے میں ناز پروردہ ہوتی ہے، ساس کی مشفقانہ نصیحت کو اپنی توہین تصوّر کرتی ہے، یہ دوطرفہ نازک مزاجی مستقل جنگ کا اکھاڑہ بن جاتی ہے۔

آپ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر آپ اتنی ہمت اور حوصلہ رکھتی ہیں کہ اپنی خوشدامن کی ہر بات برداشت کرسکیں، ان کی ہر نازک مزاجی کا خندہ پیشانی سے استقبال کرسکیں، اور ان کی کسی بات پر ''ہوں'' کہنا بھی گناہ سمجھیں، تو آپ ضرور ان کے پاس دوبارہ چلے جائیں، اور یہ آپ کی دُنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی ہوگی۔ اس ہمت و حوصلہ اور صبر و استقلال کے ساتھ اپنے شوہر کے بزرگ والدین کی خدمت کرنا آپ کے مستقبل کو لائقِ رشک بنادے گا، اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ ہر شخص کھلی آنکھوں سے کرے گا۔ اور اگر اتنی ہمت اور حوصلہ آپ اپنے اندر نہیں پاتیں کہ اپنی رائے اور اپنی ''انا'' کو ان کے سامنے یکسر مٹاڈالیں تو پھر آپ کے حق میں بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ الگ مکان میں رہا کریں۔ لیکن شوہر کے والدین سے قطع تعلق کی نیت نہ ہونی چاہئے، بلکہ نیت یہ کرنی چاہئے کہ ہمارے ایک ساتھ رہنے سے والدین کو جو اذیت ہوتی ہے اور ہم سے ان کی جو بے ادبی ہوجاتی ہے، اس سے بچنا مقصود ہے۔ الغرض! اپنے کو قصوروار سمجھ کر الگ ہونا چاہئے، والدین کو قصوروار ٹھہرا کر نہیں۔ اور الگ ہونے کے بعد بھی ان کی مالی و بدنی خدمت کو سعادت سمجھا جائے۔ اپنے شوہر کے ساتھ میکے میں رہائش اختیار کرنا موزوں نہیں، اس میں شوہر کے والدین کی سبکی ہے، ہاں! الگ رہائش اور اپنا کاروبار کرنے میں میکے والوں کا تعاون حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

میں نے آپ کی اُلجھن کے حل کی ساری صورتیں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں، آپ اپنے حالات کے مطابق جس کو چاہیں اختیار کرسکتی ہیں۔ آپ کی وجہ سے آپ کے شوہر کا اپنے والدین سے رنجیدہ وکبیدہ اور برگشتہ ہونا، ان کے لئے بھی وبال کا


فہرست

موجب ہوگا اور آپ کے لئے بھی، اس لئے آپ کی ہر ممکن کوشش یہ ہونی چاہئے کہ آپ کے شوہر کے تعلقات ان کے والدین سے زیادہ سے زیادہ خوشگوار ہوں اور وہ ان کے زیادہ سے زیادہ اطاعت شعار ہوں، کیونکہ والدین کی خدمت و اطاعت ہی دُنیا و آخرت میں کلیدِ کامیابی ہے۔

## مرد اور عورت کی حیثیت میں فرق

س…… کیا اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے غم کم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے؟ جیسے مرد حضرات کا دعویٰ ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں، اسے اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے پیدا کیا ہے۔

ج…… اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی بقا کے لئے انسانی جوڑا بنایا ہے، اور دونوں کے دِل میں ایک دُوسرے کا اُنس ڈالا ہے اور دونوں کو ایک دُوسرے کا محتاج بنایا ہے، میاں بیوی ایک دُوسرے کے بہترین مونس و غم خوار بھی ہیں، رفیق و ہم سفر بھی ہیں، یار و مددگار بھی ہیں۔ عورت مظہرِ جمال ہے، اور مرد مظہرِ جلال، اور جمال و جلال کا یہ آمیزہ کائنات کی بہار ہے، دُنیا میں مسرتوں کے پھول بھی کھلاتا ہے، ایک دُوسرے کے دُکھ درد بھی بٹاتا ہے، اور دونوں کو آخرت کی تیاری میں مدد بھی دیتا ہے۔ فطرت نے ایک کے نقص کو دُوسرے کے ذریعے پورا کیا ہے، ایک کو دُوسرے کا معاون بنایا ہے، عورت کے بغیر مرد کی ذات کی تکمیل نہیں ہوتی، اور مرد کے بغیر عورت کا حسنِ زندگی نہیں نکھرتا۔ اس لئے یک طرفہ طور پر یہ کہنا کہ عورت کو صرف مرد کے لئے پیدا کیا، ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، غلط ہے۔ ہاں! یہ کہنا صحیح ہے کہ دونوں کو ایک دُوسرے کا غم خوار و مددگار بنایا ہے۔

س…… میں نے اکثر جگہ پڑھا ہے کہ مرد اچھی عورت کی طلب کرتے ہیں اور نیک بیوی چاہتے ہیں، اکثر اپنی پسند کی شادی بھی کرتے ہیں، کیونکہ وہ مرد ہیں، کیا یہ ٹھیک کرتے ہیں؟

ج…… نیک اور اچھے جوڑے کی خواہش دونوں کو ہے، اور پسند کی شادی بھی دونوں کرتے ہیں، میں تو اس کا قائل ہوں کہ اپنے بزرگوں کی پسند کی شادی کی جائے۔

س…… کیا عورت اپنے لئے اچھے، نیک شوہر کی خواہش نہ کرے؟ عورت کسی ایسے شخص کو

پسند کرتی ہے اور اس سے عزّت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہے، تو اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی حرکت عورت کو زیب نہیں دیتی، جبکہ مرد اپنی خواہش پوری کرسکتا ہے۔

ج…… اُوپر لکھ چکا ہوں، اکثر لڑکیاں کسی شخص کو پسند کرنے میں دھوکا کھالیتی ہیں، اپنے خاندان اور کنبے سے پہلے کٹ جاتی ہیں، ان کی محبت کا ملمع چند دنوں میں اُتر جاتا ہے، پھر نہ وہ گھر کی رہتی ہیں، نہ گھاٹ کی۔ اس لئے میں تمام بچیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ شادی دستور کے مطابق اپنے والدین کے ذریعے کیا کریں۔

س…… میں نے اکثر جگہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش کی تھی جو کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرلی تھی۔

ج…… صحیح ہے۔

س…… اگر آج ایک نیک مؤمن عورت کسی نیک شخص سے شادی کی خواہش کرے تو اس میں کوئی بُرائی تو نہیں ہے، جبکہ عورت اپنی خواہش بیان نہ کرسکتی ہو تو کیا کرے؟ کیونکہ اگر بیان کرتی ہے تو والدین کی، بھائیوں کی عزّت کا مسئلہ بن جاتا ہے، اگر والدین کی بات مانے تو اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا ہوگا۔

ج…… اس کی صورت یہ ہے کہ خود یا اپنی سہیلیوں کے ذریعے اپنی والدہ تک اپنی خواہش پہنچادے، اور یہ بھی کہہ دے کہ میں کسی بے دِین سے شادی کرنے کے بجائے شادی نہ کرنے کو ترجیح دُوں گی، اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرتی رہے۔

س…… اگر عورت اپنی خواہش سے شادی کر بھی لے تو یہ مرد حضرات طعنہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں، جبکہ عورت کم ہی ایسا کرتی ہوگی، ایسے حضرات کے بارے میں آپ کیا جواب دیں گے؟

ج…… جی نہیں! شریف مرد کبھی اپنی بیوی کو طعنہ نہیں دے گا، اسی لئے تو میں نے اُوپر عرض کیا کہ آج کل کچی عمر اور کچی عقل کی لڑکیاں محبت کے جال میں پھنس کر اپنی زندگی برباد کرلیتی ہیں، نہ کسی کا حسب ونسب دیکھتی ہیں، نہ اخلاق وشرافت کا امتحان کرتی ہیں، جبکہ لڑکی

کے والدین زندگی کے نشیب وفراز سے بھی واقف ہوتے ہیں، اور یہ بھی اکثر جانتے ہیں کہ لڑکی ایسے شخص کے ساتھ نباہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اس لئے لڑکی کو چاہئے کہ والدین کی تجویز پر اعتماد کرے، اپنی ناتجربہ کاری کے ہاتھوں دھوکا نہ کھائے۔

## شوہر کی تسخیر کے لئے ایک عجیب عمل

س…… میری شادی کو دو سال ہوئے ہیں، مجھے شادی سے پہلے کچھ سورتیں، کچھ دُعائیں اور آیات وغیرہ پڑھنے کی عادت تھی، اب وہ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ پاکی، ناپاکی، کا کچھ خیال نہیں رہتا اور وہ زبان پر ہوتی ہیں۔ خیال آنے پر رُک جاتی ہوں، مگر پھر وہی۔ اس لئے آپ سے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ اگر کسی گناہ کی مرتکب ہو رہی ہوں تو آگاہی ہوجائے۔ اس کے علاوہ میں اپنے شوہر کی طرف سے بہت پریشان ہوں، مجھے بہت پریشان کرتے ہیں، کوئی توجہ نہیں دیتے، ہم دونوں میں آپس میں ذہنی ہم آہنگی کسی طور نہیں ہے، بہت کوشش کرتی ہوں، لیکن بے انتہا شکی ہیں۔

ج…… ناپاکی کی حالت میں قرآنی دُعائیں تو جائز ہیں، مگر تلاوت جائز نہیں، اگر بھول کر پڑھ لیں تو کوئی گناہ نہیں، یاد آنے پر فوراً بند کردیں۔

شوہر کے ساتھ ناموافقت بڑا عذاب ہے، لیکن یہ عذاب آدمی خود اپنے اُوپر مسلط کرلیتا ہے، خلافِ طبع چیزیں تو پیش آتی ہی رہتی ہیں، لیکن آدمی کو چاہئے کہ صبر وتحمل کے ساتھ خلافِ طبع باتوں کو برداشت کرے، سب سے اچھا وظیفہ یہ ہے کہ خدمت کو اپنا نصب العین بنایا جائے، شوہر کی بات کا لوٹ کر جواب نہ دیا جائے، نہ کوئی چبھتی ہوئی بات کی جائے، اگر اپنی غلطی ہو تو اس کا اعتراف کرکے معافی مانگ لی جائے۔ الغرض! خدمت و اطاعت، صبر وتحمل اور خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ یہی عملِ تسخیر ہے، جس کے ذریعے شوہر کو رام کیا جاسکتا ہے، اس سے بڑھ کر کوئی عملِ تسخیر مجھے معلوم نہیں۔ اگر بالفرض شوہر ساری عمر بھی سیدھا ہوکر نہ چلے تو بھی عورت کو دُنیا و آخرت میں اپنی نیکی کا بدلہ دیر، سویر ضرور ملے گا، اور اس کے واقعات میرے سامنے ہیں۔ اور جو عورتیں شوہر کے سامنے تڑتڑ

بولتی ہیں ان کی زندگی دُنیا میں بھی جہنم ہے، آخرت کا عذاب تو اَبھی آنے والا ہے۔ بہن بھائیوں کے لئے روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دُعا کیا کیجئے۔

## قصور آپ کا ہے

س…… ڈھائی تین سال ہوئے، ایک شادی کی تقریب میں جبکہ میں چند قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا گھر کے وارانڈے میں، میری چھوٹی سالی کے لڑکے نے مجھ سے بہت بدتمیزی اور بے ادبی کی، جس پر پاس بیٹھے ہوئے عزیزوں نے بھی میری طرف تمسخرانہ نظروں سے دیکھا، مجھے بہت سبکی محسوس ہوئی، مگر وقت کی نزاکت کی وجہ سے خاموش رہا، اور صرف اپنی اہلیہ سے اس کا ذکر کیا۔ سال بھر تک میں خاموش رہا اور اس انتظار میں رہا کہ میری چھوٹی سالی، اہلیہ یا چھوٹی سالی کا لڑکا خود آکر مجھ سے اپنی بے ادبی اور بدتمیزی کی معذرت کرے گا، مگر وہ لوگ ہمارے گھر برابر آتے رہے۔ اہلیہ کو تو اس بے ادبی کا بالکل احساس نہیں، وہ لڑکا بھی آتا اور میرے سامنے سے اپنی خالہ کے پاس چلا جاتا، دونوں ماں بیٹے نے کبھی مجھے سلام تک نہیں کیا۔ خیر ایک سال یونہی گزر گیا۔ ایک روز وہ لڑکا آیا اور میری اہلیہ سے باتیں کرکے جب جانے لگا تو میں نے اس کو روک کر کہا کہ آئندہ اس گھر میں نہ آنا، اس پر وہ بہت سیخ پا ہوا اور کہا کہ: ''میں آؤں گا، دیکھتا ہوں کون میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟'' میری اہلیہ یہ سب سنتی رہیں مگر خاموش رہیں۔ ۱۵؍مئی ۱۹۹۴ء کی صبح ساڑھے آٹھ بجے مجھے عارضۂ قلب ہوا، میں صوفے پر لیٹ گیا اور اس مرض کی گولی زبان کے نیچے رکھی، چار گولیاں رکھنے پر افاقہ ہوا، اور درد کی شدّت کم ہوئی، اسی دوران میری چھوٹی سالی آئیں اور اپنی بہن سے باتیں کرنے لگیں، دن بھر رہیں مگر میرے بارے میں بالکل لاتعلقی ظاہر کی، حالانکہ میں نے جو مجھ سے ہوسکا، ان لوگوں کی بہت مدد کی ہے، میں نہیں چاہتا کہ اس کو ظاہر کروں۔ شام کو چھوٹی سالی کا لڑکا ماں کو لینے آیا، اس کو دیکھ کر مجھے بے حد غصہ آیا اور سخت کلامی بھی ہوئی، لڑکا بھی برابر جواب دیتا رہا، مگر نہ اس کی ماں، نہ میری اہلیہ اور نہ ہی میرے صاحبزادے کچھ بولے، وہ لوگ چلے گئے اور آدھ گھنٹے بعد چھوٹی سالی کی لڑکی نے میری


فہرست

اہلیہ کو فون کیا اور نہ معلوم میرے متعلق کیا کیا کہا کہ میری اہلیہ نے مجھ کو سخت بُرا بھلا کہا اور مجھ سے طلاق مانگی اور گھر سے نکل جانے کو کہا، میں نے کہا: ''آپ خلع لے لیں، طلاق تو میں نہیں دُوں گا'' اس سے بھی کافی تلخ کلامی ہوئی اور مجھ سے یہاں تک کہا کہ: ''میرے لئے اب اچھا نہیں ہوگا'' اس دن سے میری اہلیہ کی بھی مجھ سے بات چیت بند ہے، میں برابر جو میرا فرض ہے یعنی پنشن وغیرہ ان کو دے رہا ہوں۔ آپ سے عرض ہے کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ہم دونوں میں بالکل بات چیت بند ہے، اس سلسلے میں شرع کے کیا اَحکامات ہیں؟ میں بہت ممنون ہوں گا، بہت ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں۔

ج…… شریعت کا حکم یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی پیار و محبت سے رہیں، ایک دُوسرے کے حقوقِ واجبہ ادا کریں، اور اگر نہیں کرسکتے تو علیحدگی اختیار کرلیں۔ سالی کے لڑکے کی وجہ سے آپ نے اپنا معاملہ بگاڑ لیا، اگر وہ بے ادب تھا تو آپ اس کو منہ نہ لگاتے، آپ کے معاملات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بیوی بچوں کے دِل میں گھر نہیں کرسکے، ایک سال سے گفتگو بند ہے، مگر نہ آپ نے بیوی سے پوچھا، نہ بیوی نے آپ سے، نہ صاحبزادے نے دونوں سے، گناہگار تو آپ کی بیوی زیادہ ہے، لیکن اصل قصور آپ کی سخت طبعی کا ہے، جو کسی کے ساتھ بھی نہ بن سکی۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سیرت، حسنِ اخلاق، حسنِ معاملات اور حسنِ دِل ربائی کا معاملہ کریں، پھر نہ آپ کو بیوی سے شکایت رہے گی، نہ اس کی بہن سے، نہ بھانجے سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہو، اور میں اپنے اہلِ خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہوں۔'' (مشکوٰۃ ص:۲۸۱)

## شوہر کا ظالمانہ طرزِ عمل

س…… آٹھ برس قبل ایک متشدّد شوہر نے بہت زیادہ مار پیٹ کر اپنی بیوی کو آدھی رات کو گھر سے باہر گلی میں پھینک دیا، جہاں اسے پڑوس کی بزرگ عورتوں نے گالی گلوچ کی آوازیں سن کر پناہ دی، اور اس کے (عورت کے) ماں باپ کے گھر خبر بھجوادی، دریں اثنا شوہر نے


فہرست

اپنے بڑے بھائی اور بڑی بہن کو ساتھ لے کر عورت کو اس کے چار چھوٹے بچوں سمیت اس کے نانا کے گھر پہنچادیا، ایک بچی اس وقت پیٹ میں تھی، بہرحال یہ مظلوم عورت ننھیال سے اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ گئی، عورت کے خاندان کی طرف سے مصالحت کی درخواستیں بلاشنوائی شوہر کے خاندان نے رَدّ کردیں، اور دو تین برس بعد شوہر نے دو طلاقیں اپنی بیوی کو دے دیں، اس وقت اس کے پانچ بچے بھی ننھیال یعنی عورت کے ماں باپ کے پاس رہتے تھے۔ عدّت شوہر نے گزار دی اور بچوں کا خرچہ (بہت ہی معمولی) بھجوانا شروع کردیا، کبھی نہ شوہر (بچوں کا باپ) ملنے یا بچوں کو دیکھنے آیا، نہ ہی اس کے خاندان کا کوئی رحم دِل فرد یا بزرگ آیا، یہ لوگ عجیب روایتی لڑکی والوں کو نفرت سے دیکھنے والا خاندان ثابت ہوئے، اب صورتِ حال یہ ہے کہ بچوں کے لئے باپ خرچہ کبھی بھیجتا تھا، کبھی نہیں، لہٰذا بڑے بچے نے ڈاکیے سے کہہ کر واپس کردیا، اور پھر بالکل ہی بند ہوگیا۔ نکاح پر بطور مہر معجّل دیا ہوا ہار (تین ہزار مالیت کا) گھر سے نکالتے وقت شوہر نے چھین لیا تھا، اسی طرح اس کے جہیز کی تمام چیزیں جو بوقتِ شادی شوہر کی بہنوں نے دیکھ دیکھ کر پوری لی تھیں، ان میں سے کچھ بھی واپس تک نہیں کیا ہے۔ کہتے ہیں: ''ہم نے تین طلاق نہیں دی، لہٰذا معاملہ ہماری طرف سے بند نہیں ہوا، مطلقہ خلع لے۔'' آپ جانتے ہیں عدالتوں میں شرفاء اور دِین دار نہیں جانا چاہتے، اس مرد نے دُوسری شادی کی ہوئی ہے اور وہاں سے اس کی بچی بھی ہے (بچوں کو اس کا کارڈ آیا تھا) اب آپ ہی مشورہ دیں کہ یہ مطلقہ مظلوم عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… شرعی حکم: ''امساک بمعروف أو تسریح باِحسان'' کا ہے، یعنی عورت کو رکھو تو دستور کے مطابق رکھو، اور اگر نہیں رکھنا چاہتے تو اسے خوش اُسلوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔ آپ نے جو المناک کہانی درج کی ہے، وہ اس حکمِ شرعی کے خلاف ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ شوہر کو عورت کی کسی غلطی پر غصہ آیا ہوگا، لیکن شوہر نے غصّے کے اظہار کا جو انداز اختیار کیا ہے، وہ فرعونیت کا مظہر ہے۔

۱:…… آدھی رات کو مار پیٹ کر اور گالم گلوچ کر کے گھر سے باہر پھینک دینا، دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، اسلام ایسے غیرانسانی اور ایسے غیرشریفانہ فعل کی اجازت نہیں دیتا۔

۲:...... عورت کو بغیر طلاق کے اس کے چار پانچ بچوں سمیت اس کے نانا کے گھر بٹھا دینا بھی اُوپر کے درج کردہ شرعی حکم کے خلاف ہے۔

۳:...... عورت کے میکے والوں کی مصالحانہ کوشش کے باوجود نہ مصالحت کے لئے آمادہ ہونا، اور نہ طلاق دے کر فارغ کرنا بھی حکمِ شرعی کے خلاف تھا۔

۴:...... عورت کو دیا ہوا مہر ضبط کرلینا اور اس کے جہیز کے سامان کو روک لینا بھی صریحاً ظلم و عدوان ہے، حالانکہ دو تین سال بعد شوہر نے طلاق بھی دے دی، اس کے بعد اس کے مہر اور جہیز کو روکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

۵:...... بچے تو شوہر کے تھے اور ان کا نان نفقہ ان کے باپ کے ذمے تھا، مگر طویل عرصے تک بچوں کی خبر تک نہ لینا، نہ ان کے ضروری اخراجات کی کفالت اُٹھانا بھی غیرانسانی فعل ہے۔ یہ مظلوم عورت اگر عدالت سے رُجوع نہیں کرنا چاہتی تو اس معاملے کو حق تعالیٰ کے سپرد کردے، اس سے بہتر انصاف کرنے والا کون ہے؟ حق تعالیٰ اس کی مظلومیت کا بدلہ قیامت کے دن دِلائیں گے اور یہ غاصب اور ظالم دُنیا میں بھی اپنے ظلم و عدوان کا خمیازہ بھگت کر جائے گا، حدیث شریف میں ہے کہ:

"ان الله ليملى الظالم حتّٰى اذا أخذه لم يفلتهٗ."

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتے ہیں، لیکن جب پکڑتے ہیں تو پھر چھوڑتے نہیں۔"

شوہر اگر زندہ ہو اور یہ تحریر اس کی نظر سے گزرے، تو میں اس کو مشورہ دُوں گا کہ اس سے قبل کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا اس پر برسنا شروع ہو، اس کو ان مظالم کا تدارک کرلینا چاہئے۔

## بیوی کی محبت کا معیار

س...... میری شادی میری کزن سے ہوئی ہے، شادی سے پہلے میں اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا، اس کی وجہ صرف اور صرف اس کا باپردہ اور باکردار ہونا تھا۔ ہمارے درمیان شادی سے


فہرست

پہلے کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی، لیکن شادی سے پہلے وہ بھی مجھے پسند کرتی تھی، یہ بات ہم دونوں جانتے تھے۔ شادی ہمارے والدین نے اپنی پسند اور خوشی سے طے کی تھی، شادی کے بعد جب میری بیوی گھر میں آئی تو مجھے بے حد خوشی ہوئی، لیکن شادی کے بعد میری بیوی کا رویہ میرے ساتھ ایک محبت کرنے والی بیوی کا نہیں رہا ہے۔ ہماری شادی کو سات سال ہونے والے ہیں، شادی کے بعد سے آج تک میری بیوی کا رویہ میرے ساتھ کبھی بھی ایک دوست، ایک محبت اور اُلفت رکھنے والی بیوی کا نہیں رہا، بلکہ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ کسی مجبوری میں رہ رہی ہے، اور اس کو مجھ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے، نہ میری کسی خوشی اور کسی غم میں اپنے دِل اور چاہت کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔ ہر انسان جب پریشان ہوتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ کم از کم اس کی بیوی اس کے غم اور پریشانی میں اس کا ساتھ دے، اور وہ گھر میں آئے تو اس کا خوش دِلی سے استقبال کرے۔ میرے ساتھ معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے، بلکہ وہ تو میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتی، ہمارے درمیان کسی بھی قسم کی بات چیت نہ ہونے کے برابر ہے، وہ میرے تمام کام ایک مشین کی طرح انجام دیتی ہے، اور جلد از جلد مجھ سے جان چھڑانا چاہتی ہے۔ انسان شادی اس لئے کرتا ہے کہ جہاں اسے محبت کرنے والا دوست ملے گا، وہاں اس سے اپنے تمام فطری تقاضے بھی پورے کر سکے گا، میری بیوی کی صحت اچھی ہے، لیکن اس کے دِل میں میرے لئے محبت بالکل نہیں ہے، اگر جنسی خواہش نہ ہو تو انسان محبت سے تو پیش آسکتا ہے۔ جناب مولانا صاحب! میری بیوی میرے ساتھ رہنا تو چاہتی ہے لیکن ایک بیوی کی طرح نہیں بلکہ ایک خادم کی طرح۔ میں حساس آدمی ہوں اور اس مسئلے پر بہت سوچتا ہوں، اور رات، رات بھر جاگتا رہتا ہوں، لیکن کوئی حل نظر نہیں آتا۔ جناب مولانا صاحب! میں خود بھی پردے کا بڑا قائل ہوں، میں نے اپنی جائز اور حلال آمدنی سے اپنی اور بیوی بچوں کی ضروریات کا پورا خیال رکھا ہے، اور خاص کر اپنی بیوی کی تمام جائز ضروریات بڑے اچھے طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب! کسی کو سمجھنے کے لئے سات سال کا عرصہ بہت ہوتا ہے، لیکن جب کسی کو آپ سے محبت ہی نہ ہو تو آپ کو کس طرح سمجھ میں آئے گا؟ اگر کوئی تکلیف ہو تو اس کے بارے

میں بات کی جائے تو معلوم ہو کہ اس کو مجھ سے کیا تکلیف ہے؟ میں نے جب بھی اپنی بیوی سے معلوم کیا کہ تم کو میری ذات سے کوئی تکلیف یا شکایت ہے تو بتاؤ؟ اس کا ہر بار یہی جواب ہوتا ہے کہ آپ دُوسری شادی کرلو۔ ایک عورت خود یہ کہے کہ تم دُوسری شادی کرلو، تو اس سے میں کیا سمجھوں؟ جناب مولانا صاحب! سارا دن کاروباری مصروفیات کے بعد جب گھر پر آتا ہوں تو گھر آکر اپنی بیوی کے رویے کی وجہ سے اب میں ذہنی طور پر کمزور ہوتا جارہا ہوں۔ جناب مولانا صاحب! شریعت کے حوالے سے میری رہنمائی فرمائیں اور مجھے کوئی وظیفہ بھی بتائیں کہ مجھے گھریلو سکون نصیب ہو، اور میری بیوی مجھ سے محبت کرنے لگے اور اپنے بچوں پر بھی توجہ دے، اور میرے لئے پہلے آپ ''اِستخارہ'' بھی کریں اور دُعا بھی کریں۔ جناب مولانا صاحب! مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے بیٹے کی طرح میری رہنمائی فرمائیں گے اور جلد از جلد مجھے اس پریشانی کا کوئی حل بھی بتائیں گے۔

ج…… آپ نے اپنی چاہت کی شادی کی، اس کے باوجود وہ آپ کے بلند ترین ''معیار'' پر پوری نہیں اُتری، اس پر قصور اس غریب کا نہیں، بلکہ آنجناب کے بلند معیار کا ہے، چونکہ وہ عورت ذات ہے، آپ کے معیار کی بلندیوں کو چھونے سے قاصر ہے، اس لئے آپ کو شکایت ہے، اس مسکین کو کوئی شکایت نہیں، اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اپنے معیار کو ذرا نیچا کیجئے۔

۱:…… کون بیوی ہوگی جس کو اپنے میاں کے رنج و خوشی سے کوئی تعلق نہ ہو؟ مگر اس کا اظہار ہر شخص کے اپنے پیمانے سے ہوتا ہے، کوئی ڈھول کی طرح اظہار کرتا ہے، کوئی ہارمونیم کی نہایت ہلکی سی آواز میں، اور کوئی سب کچھ اپنے نہاں خانۂ دِل میں چھپالیتا ہے، کسی کو خبر ہی نہیں کہ اس کے دِل پر کیا گزر رہی ہے؟ اب ہارمونیم کی نہایت خفیف اور سریلی آواز کو ڈھول کی آواز میں کیسے تبدیل کیا جائے…؟

۲:…… آپ گھر تشریف لاتے ہیں تو آپ کا جو پُرجوش استقبال نہیں ہوتا، کچھ معلوم ہے کہ وہ بے چاری گھر گرہستی کے کاموں میں کتنی مصروف رہی؟ ذرا ایک دن گھر کا چارج خود لے کر اس کا تجربہ کر لیجئے…!

۳:…… وہ آپ کے تمام کام مشین کی طرح انجام دیتی ہے اور چالو مشین کی آپ

کے دِل میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کھانا پکانے کے لئے ایک خانساماں رکھئے، گھر کی صفائی وغیرہ کے لئے ایک خادمہ رکھئے، کپڑے دھونے کے لئے ایک لانڈری رکھئے، بچوں کی نگہداشت کے لئے ایک انّا رکھئے اور گھر کی نگرانی کے لئے ایک چوکیدار مقرّر کیجئے، ان تمام ملازمین کی فوج کے باوجود گھر کا نظم و نسق ایسا نہیں چلے گا جیسا کہ یہ مشین چلا رہی ہے، لیکن آپ کے ذہنی معیار میں اس کی ان خدمات کی کوئی قیمت نہیں...!

۴:...... سات سال کا عرصہ واقعی بہت ہوتا ہے، لیکن افسوس کہ آپ نے اپنے بلند معیار کی بلندیوں سے نیچے اُتر کر اپنی بیگم کے پوشیدہ کمالات کو جن کو حق تعالیٰ نے حیا کی چادر سے ڈھانک رکھا ہے، کبھی جھانکا ہی نہیں، آپ کبھی عرشِ معلّٰی سے نیچے اُترتے تو اس فرشی مخلوق کو سمجھتے...!

۵:...... آپ چاہے کتنی شادیاں رچالیں، جب تک اپنے ذہنی عرشِ معلّٰی سے نیچے نہیں تشریف لائیں گے، نہ آپ کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ آئے گا، نہ آپ کو ذہنی تسکین ہوگی۔

۶:...... آپ کو کسی وظیفے یا کسی تعویذ گنڈے کی ضرورت نہیں، البتہ کسی اللہ کے بندے کی صحبت میں رہ کر انسان بننے کی ضرورت ہے، جب آپ کی نگاہِ جوہر شناس کھلے گی، تب آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت اس بیوی کی شکل میں دے رکھی ہے...!

## چولہا الگ کرلیں

س...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری شادی کو دس سال ہوگئے ہیں، میرے تین بچے ہیں، میرے شوہر اور ان کے دو بھائی ہیں، ہم سب ساتھ رہتے ہیں، میری ساس نہیں ہیں، اور سسر کی ایسی طبیعت خراب ہے کہ ان کو اپنے آپ کا بھی ہوش نہیں ہے۔ میرے شوہر اکثر جماعتوں میں جاتے رہتے ہیں، میں کبھی میکے میں رہتی ہوں، کبھی سسرال میں رہتی ہوں، تو مجھے معلوم یہ کرنا تھا کہ میں اپنے شوہر کے پیچھے اپنے سسرال میں رہ سکتی ہوں جبکہ میرا وہاں کوئی محرَم نہیں۔ ایک دیور ہے، ایک جیٹھ ہیں، میں اُمید کرتی ہوں کہ آپ میرے اس مسئلے کو بہتر طریقے سے سمجھ گئے ہوں گے۔

دُوسرا یہ مسئلہ معلوم کرنا تھا کہ ہم سب ساتھ رہتے ہیں، تو اَب میں الگ رہنا


فہرست

چاہتی ہوں، کیونکہ ہماری عورتوں کی آپس میں بنتی نہیں، بچوں کی بھی آپس میں بہت لڑائیاں ہوتی ہیں، بہت سی غلط فہمیاں بھی ہوتی رہتی ہیں، ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں ہوتی ہیں، اور بھی بہت ساری مشکلات ہیں۔ بچوں کی وجہ سے بھی کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوجاتی ہے، پھر اسی پریشانی اور اُلجھن میں رہتی ہوں، ساتھ ہی اس طرح کہ بالکل ایک دُوسرے کے کمرے ملے ہوئے ہیں، میں اپنے شوہر سے الگ رہنے کا کہتی ہوں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ: ''ہم سوچ رہے ہیں'' ایسے سوچتے سوچتے بھی پانچ سال گزر گئے، ایسی صورت میں کیا مجھے یہ حق ہے کہ میں الگ گھر کا مطالبہ کروں؟ اور کیا یہ شوہر کا فرض ہے کہ وہ الگ گھر دے؟ الگ گھر سے مراد چولہا وغیرہ الگ یا صرف کمرہ الگ مراد ہے؟

ج...... اگر عزّت وآبرو کو کوئی خطرہ نہ ہو تو شوہر کی غیرحاضری میں سسرال میں رہ سکتی ہیں۔

الگ گھر کا مطالبہ عورت کا حق ہے، مگر الگ گھر سے مراد یہ ہے کہ اس کا چولہا اپنا ہو، اور اس کے پاس مکان کا جتنا حصہ ہے اس میں کسی دُوسرے کا عمل دخل نہ ہو، خواہ بڑے مکان کا ایک حصہ مخصوص کرلیا جائے۔

## اسلامی اَحکامات میں والدین کی نافرمانی کس حد تک؟

س...... آج کل کے ماحول میں اگر اسلامی تعلیمات پر کوئی شخص پوری طرح عمل کرنا چاہے تو باقی دُنیا اس کے پیچھے پڑجاتی ہے، اور اگر وہ شخص اپنی ہمت اور قوّتِ برداشت سے ان کا مقابلہ کر بھی لیتا ہے تو اس کے گھر والے خصوصاً والدین اس کے راستے میں سب سے بڑی رُکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مثلاً: میں کئی لوگوں کو جانتا ہوں جنھوں نے اپنے ماں باپ کی وجہ سے تنگ آکر اپنی داڑھیاں تک کٹوادیں، اور اگر والدین کو سمجھاؤ تو کہتے ہیں کہ: ''اسلام میں تو باپ اور ماں کا بہت مقام ہے، ماں کی اجازت کے بغیر جہاد پر بھی نہیں جاسکتے، لہٰذا کوئی عمل بھی ہماری مرضی اور اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔'' خصوصاً جب کوئی شخص اپنا لباس اور چہرہ سنت کے مطابق بنالیتا ہے تو پھر اس کے گھر والے اس کا جینا حرام کردیتے ہیں، یا کوئی شخص ٹی وی دیکھنا چھوڑ دے، گانے سننا چھوڑ دے، بینک میں نوکری نہ کرے، نامحرَم سے بات چیت نہ کرے، اور حتی الامکان اپنے آپ کو منکرات سے بچائے تو والدین کہتے

ہیں کہ: ”جناب! یہ کونسا اسلام ہے کہ آدمی باقی دُنیا سے الگ تھلگ ہوکر بیٹھ جائے“ اسلام کے اندر کیا حدود ہیں، کسی سنت کو اگر والدین منع کریں تو ہم اس کو چھوڑ دیں؟ (مثلاً: لباس اور ظاہری صورت)، اور اگر والدین کسی واجب پر ناراض ہوں تو پھر کیا کیا جائے؟ اور فرائض کے معاملے میں کیا رویہ رکھنا چاہئے؟

ج…… یہ اُصول سمجھ لینا چاہئے کہ جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو، اس میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ نہ ماں باپ کی، نہ پیر اور اُستاد کی، نہ کسی حاکم کی۔ اگر کوئی شخص کسی کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا، وہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور جس کے کہنے پر نافرمانی کی تھی اس کو بھی ساتھ لے کر جائے گا۔

مرد کے لئے داڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس کو منڈانا یا کٹانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل میرے رسالے ”داڑھی کا مسئلہ“ میں دیکھ لی جائے، لہٰذا والدین کے کہنے سے اس گناہِ کبیرہ کا ارتکاب جائز نہیں، اور جو والدین اپنی اولاد کو اس گناہِ کبیرہ پر مجبور کرتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو اور وہ دُنیا سے جاتے وقت ایمان سے محروم ہوکر جائیں، (اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھیں)۔

اسی طرح والدین کے کہنے سے ٹی وی دیکھنا، گانے سننا اور نامحرَموں سے ملنا بھی حرام ہے، جب ان گناہوں پر قہرِ الٰہی نازل ہوگا تو نہ والدین بچاسکیں گے اور نہ عزیز و اقارب اور دوست احباب، اور قبر میں جب ان گناہوں پر عذابِ قبر ہوگا تو کوئی اس کی فریاد سننے والا بھی نہ ہوگا، اور قیامت کے دن ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا گرفتار ہوکر آئے گا، تو کوئی اس کو چھڑانے والا نہیں ہوگا۔

والدین کا بڑا درجہ ہے اور ان کی فرمانبرداری اولاد پر فرض ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ والدین کسی جائز کام کا حکم کریں، لیکن اگر بگڑے ہوئے والدین اپنی اولاد کو جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے گناہوں کا حکم کریں تو ان کی فرمانبرداری فرض کیا، جائز بھی نہیں، بلکہ ایسی صورت میں ان کی نافرمانی فرض ہے، ظاہر ہے کہ والدین کا حق اللہ تعالیٰ سے بڑھ

کر نہیں، جب والدین گناہ کے کام کا حکم کرکے اللہ تعالیٰ کے نافرمان بن جائیں تو ایسے نافرمانوں کی فرمانبرداری کب جائز ہوسکتی ہے...؟

اور یہ دلیل جو پیش کی گئی کہ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا بھی جائز نہیں، یہ دلیل غلط ہے، اس لئے کہ یہ تو شریعت کا حکم ہے کہ اگر جہاد فرضِ عین نہ ہو اور والدین خدمت کے محتاج ہوں تو والدین کی خدمت کو فرضِ کفایہ سے مقدّم سمجھا جائے، اس سے یہ اُصول کیسے نکل آیا کہ والدین کے کہنے پر فرائضِ شرعیہ کو بھی چھوڑ دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیوں کا بھی ارتکاب کیا جائے۔

اور یہ کہنا کہ ''یہ کونسا اسلام ہے کہ آدمی باقی دُنیا سے الگ تھلگ ہوکر بیٹھ جائے؟'' نہایت لچر اور بے ہودہ بات ہے، اسلام تو نام ہی اس کا ہے کہ ایک کے لئے سب کو چھوڑ دیا جائے، قرآنِ کریم میں ہے:

''آپ فرمادیجئے کہ یقیناً میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے، جو مالک ہے سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔'' (سورۂ اَنعام)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اللہ تعالیٰ کے اَحکام کی تعمیل کے لئے باقی ساری دُنیا سے الگ تھلگ نہیں ہوگئے تھے؟

اگر دُنیا بگڑی ہوئی ہو تو ان سے الگ تھلگ ہونا ہی آدمی کو تباہی و بربادی سے بچاسکتا ہے، ورنہ جب یہ بگڑی ہوئی دُنیا قہرِ الٰہی کے شکنجے میں آئے گی تو ان سے مل کر رہنے والا بھی قہرِ الٰہی سے بچ کر نہیں نکل سکے گا...!

''با بار رشتہ سب سے توڑ، با بار رشتہ حق سے جوڑ''

## عورت اور مرد کا رُتبہ

س...... رئیس امروہوی صاحب اپنے دو کالموں بعنوان ''مگر یہ مسئلہ زن'' اور ''آہ بیچاروں کے اعصاب'' (جو مؤرخہ ۱۷ اور ۲۴ ستمبر کو ''جنگ'' میں شائع ہوئے) میں عورتوں کے

معاشرتی مقام پر بحث کی ہے۔ انہوں نے مولانا عمر احمد عثمانی کی تصنیف ''فقہ القرآن'' (جلد سوم) سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں قرآنی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ نہ عورت کی عقل ناقص ہے نہ ایمان! بلاشبہ مرد و عورت کی صلاحیتوں میں فرق ہے، مگر اس فرق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت مرد سے کم تر ہے۔ ''قوامون علی النساء'' کے یہ معنی لینا کہ مرد عورت کے حاکم اور داروغہ ہیں، صحیح نہیں۔ از رُوئے لغت ''قوام'' کے معنی معاشی کفیل کے ہیں، اور یقیناً مرد، عورت کا معاشی کفیل ہوتا ہے، مرد کو عورت پر از رُوئے قرآن کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ مصنف نے عالمانہ بحث کے بعد (جو صرف قرآنی استدلال پر مبنی ہے) یہ ثابت کردیا ہے کہ عورت کی شہادت مرد کی طرح مستند، قابلِ قبول اور شرعی اعتبار سے دُرست ہے۔

امروہوی صاحب آگے چل کر رقم طراز ہیں:

> ''قرآن مجید کا خطاب ہر معاملے میں عورت اور مرد دونوں کی طرف یکساں ہے، عورت کی کمتری کی ایک طفلانہ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قرآن مجید میں صالح مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ انہیں جنت میں حوریں ملیں گی، جبکہ عورت سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا۔ مولانا عمر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ اس دعوے کی کمزوری یہ ہے کہ حور کے معنی ہیں، سفید رنگ (عورتیں بھی سفید رنگ کی ہوسکتی ہیں، مرد بھی) تو سفید رنگ کے مرد کو بھی حور کہا جاسکتا ہے۔''

۲۴ر ستمبر کے کالم میں رقم طراز ہیں:

> ''قرآنِ کریم میں انسانیت کی ان دونوں صنفوں (یعنی مردوں اور عورتوں) میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا۔ دونوں کو ایک سطح پر رکھا ہے۔''

مصنف نے ہر جگہ قرآنی استدلال کے ساتھ تاریخ اور روایات سے سند لی ہے، مرد کے بجائے عورت سربراہِ خانہ ہے، کاروبارِ حکومت یعنی شوریٰ میں بھی عورت کا مشورہ


فہرست

(ووٹ) اسی طرح حاصل کیا جانا چاہئے جس طرح مردوں کا۔ مولانا نے ثابت کیا ہے کہ عورتیں ایسی مشترک محفلوں میں شریک ہوسکتی ہیں جن میں مرد موجود ہوں، شرط یہی ہے کہ وہ اپنی زینت کی نمائش نہ کریں۔ پارلیمنٹ، اسمبلی اور مردانہ مجمعوں میں عورتیں تقریر کرسکتی ہیں، شرط یہی ہے کہ اسلامی ستر وحجاب کو ملحوظ رکھیں، وہ تنہا سفر کرسکتی ہیں۔ مصنف نے قرآنی دلائل سے اس مفروضے کو غلط ثابت کیا ہے کہ عورت کی دیت (خون بہا) مرد سے نصف ہوتی ہے، عورت قاضی (جج) کے فرائض انجام دے سکتی ہے، سیاسی تحریکوں میں حصہ لے سکتی ہے، سربراہِ مملکت بن سکتی ہے۔ شرعی پردے کے بارے میں مولانا عمر احمد عثمانی کی بحث فیصلہ کن ہے، لکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے عام مسلمان خواتین کو اس سلسلے میں جو ہدایات دی ہیں، وہ یہ ہیں کہ:

۱:......اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

۲:...... بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں، زینت وآرائش جمال کی نمائش نہ کرتی پھریں، زیورات پہنے ہوں تو پیروں کو اس طرح زور سے نہ ماریں کہ گھنگرو بجنے لگیں۔

۳:......گھر سے باہر نکلیں تو جلباب (اوڑھنی) اوڑھ لیا کریں۔

مولانا (عمر احمد عثمانی) کا بیان ہے کہ: ''ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں عورتیں اپنے چہروں کو کھول کر خود بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا کرتی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔''

مولانا! یہ ہیں وہ مختصر سی باتیں جو رئیس امروہوی نے مولانا عمر احمد عثمانی کی ایک کتاب کو بنیاد بناتے ہوئے نقل کی ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ مندرجہ ذیل سوالات کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دے کر ان شکوک وشبہات کا اِزالہ فرمائیں گے جو مذکورہ مضامین پڑھ کر لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوئے ہیں۔

س۱:......کیا واقعی قرآنِ کریم میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق وامتیاز نہیں رکھا گیا؟

س۲:......کیا صلحاء عورتوں کو بھی جنت میں حوریں (مرد، جیسا کہ مضمون میں کہا گیا ہے) ملیں گے؟

س۳:...... کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عورتیں اپنے چہروں کو کھول کر خود بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا؟

س۴:...... کیا مردانہ مجمعوں میں عورتیں تقریر کرسکتی ہیں؟

س۵:...... کیا عورت قاضی بن سکتی ہے؟ سیاسی تحریکوں میں حصہ لے سکتی ہے اور سربراہِ مملکت بن سکتی ہے؟

## الجواب:

جناب عمر احمد عثمانی کے جو اَفکار سوال میں نقل کئے گئے ہیں، یہ ان کے ذاتی خیالات ہیں، قرآنِ کریم، حدیثِ نبوی اور شریعتِ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

### قوام کے معنی

عثمانی صاحب کے نزدیک تو "قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ" کے یہ معنی کہ مرد حاکم ہیں، صحیح نہیں، مگر ان کے دادا حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں آیتِ کریمہ "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ" کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:

> "مرد حاکم ہیں عورتوں پر (دو وجہ سے، ایک تو) اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر (یعنی عورتوں پر قدرتی) فضیلت دی ہے، (یہ تو وہبی اَمر ہے) اور (دُوسری) اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال (مہر میں، نان ونفقہ میں) خرچ کئے ہیں، (اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اُونچا اور بہتر ہوتا ہے، اس سے جس پر خرچ کیا جائے، اور یہ اَمر مکتسب ہے) سو جو عورتیں نیک ہیں (وہ مرد کے ان فضائل وحقوق کی وجہ سے) اطاعت کرتی ہیں......"

اور عمر احمد عثمانی صاحب کے والد ماجد شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی نوّر اللہ مرقدہٗ "اَحکام القرآن" میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''قوّام وہ شخص ہے جو دُوسرے کے مصالح، تدابیر اور تأدیب کا ذمہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے عورتوں پر قوّام ہونے کے دو سبب ذکر کئے ہیں، ایک وہبی، دُوسرا کسبی، چنانچہ ارشاد ہے: ''اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے'' یعنی مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے، اصل خلقت میں، کمالِ عقل میں، حسنِ تدبیر میں، علم کی فراخی میں، اعمال کی مزید قوّت میں اور بلندیٔ استعداد میں، یہی وجہ ہے کہ مردوں کو بہت سے ایسے اَحکام کے ساتھ مخصوص کیا ہے جو عورتوں سے متعلق نہیں، مثلاً: نبوّت، اِمامت، قاضی اور جج بننا، حدود و قصاص وغیرہ میں شہادت دینا، وجوبِ جہاد، جمعہ، عیدین، اَذان، جماعت، خطبہ، وراثت میں حصہ زائد ہونا، نکاح کا مالک ہونا، طلاق دینے کا اختیار، بغیر وقفے کے نماز روزے کا کامل ہونا، وغیر ذٰلک، یہ اَمر تو وہبی ہے۔ پھر فرمایا: ''اور اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں کے نکاح میں) اپنے مال خرچ کئے ہیں'' یعنی مہر اور نان و نفقہ اور یہ اَمر کسبی ہے۔''

(اَحکام القرآن ج:۲ ص:۱۷۶)

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ نے اس آیت کے شانِ نزول میں متعدّد روایات نقل کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنی بیوی کے طمانچہ مار دیا تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شوہر سے بدلہ لینے کی اجازت دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ نیز حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ''ویقومون علیھن قیام الولاة علی الرعیة مسلطون علٰی تأدیبھنّ'' یعنی مرد عورتوں کے مصالح کے ذمہ دار ہیں، جس طرح حکام رعیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں، اور ان کو عورتوں کی تأدیب پر مقرّر کیا گیا ہے۔ (حوالہ گزشتہ)

اس سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ اُمت نے تو آیت: ''قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ'' کا یہی مطلب سمجھا ہے کہ مرد کی حیثیت حاکم کی ہے، اور وہ صرف عورت کا معاشی کفیل نہیں، بلکہ اس کے دِین و اخلاق کی نگرانی کا ذمہ دار اور اس کی تأدیب پر مأمور بھی ہے۔

## مرد کی عورت پر فضیلت

مرد و عورت کی تخلیق میں حق تعالیٰ نے فطری تفاوت رکھا ہے، اور ہر ایک کو ان صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا ہے جو اس کے فرائض کے مناسبِ حال ہے۔ مردوں کے اوصاف عورتوں میں نہیں، نہ عورتوں کے اوصاف مردوں میں ہیں۔ کسی فرد کی فضیلت عنداللہ کا مدار صلاح و تقویٰ پر ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، تاہم اللہ تعالیٰ نے بہت سے اُمور میں مرد کی صنف کو عورت کی صنف پر فوقیت عطا فرمائی ہے، جن کا ذکر اُوپر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ دو جگہ اللہ تعالیٰ نے عورت پر مرد کی فضیلت کی صراحت فرمائی ہے، ایک تو یہی گزشتہ بالا آیت جس میں: ''بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ'' کی تصریح ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور دُوسری اسی سورۃ النساء کی آیت نمبر:۳۲ میں، جس میں فرمایا گیا ہے: ''وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ'' حضرت حکیم الاُمتؒ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے:

> ''اور تم (سب مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فضائلِ وہبیّہ میں سے) ایسے کسی اَمر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (مثلاً: مردوں کو) بعضوں پر (مثلاً: عورتوں پر بلا دخل ان کے کسی عمل کے) فوقیت بخشی ہے (جیسے مرد ہونا، یا مردوں کا دونا حصہ ہونا، یا ان کی شہادت کا کامل ہونا، وغیرذٰلک)۔''

اور حضرتؒ نے اس کی شانِ نزول میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

> ''حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں، مطلب اعتراض نہ تھا، بلکہ یہ تھا کہ اگر ہم بھی مرد ہوتے تو اچھا ہوتا..... اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔“

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فطری فوقیت وفضیلت دی ہے، اور بہت سے احکامِ شرعیہ میں اسے ملحوظ رکھا گیا ہے، مگر جناب عمر احمد عثمانی کو اس مسئلے میں اللہ میاں سے اختلاف ہے۔

## مرد وعورت کے درمیان فرق وامتیاز

موصوف کا یہ دعویٰ کہ قرآنِ کریم میں مرد وعورت کے درمیان کسی سطح میں کوئی فرق وامتیاز نہیں رکھا گیا، بلکہ ہر جگہ دونوں کو ایک ہی سطح پر رکھا ہے، یہ ایک ایسی غلط بیانی ہے جسے ایک عام آدمی بھی جو قرآنِ کریم سے کچھ مناسبت رکھتا ہو، واضح طور پر محسوس کرسکتا ہے، دونوں کے درمیان فرقِ مراتب کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱:...... قرآنِ کریم نے عورت کو مرد کی فرمانبرداری کا حکم فرمایا ہے، اور اسی کو شریف اور نیک بیبیوں کی علامت قرار دیا ہے: ”فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ“ (النساء) جبکہ مردوں کو عورتوں کی اطاعت وفرمانبرداری کا نہیں، بلکہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم فرمایا ہے: ”وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“ (النساء) اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو حاکم اور گھریلو ریاست کا سربراہ اور افسرِ اعلیٰ بنایا ہے اور عورت کو اس کی ماتحتی میں رکھا ہے۔

۲:...... قرآنِ کریم نے عورت کا حصہ وراثت مرد سے نصف رکھا ہے: ”لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ“ چنانچہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے، باپ کا حصہ ماں سے، شوہر کا حصہ بیوی سے اور بھائی کا حصہ بہن سے دُگنا ہے۔

۳:...... قرآنِ کریم نے عورت کی شہادت مرد سے نصف رکھی ہے: ”فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ“۔

۴:...... قرآنِ کریم نے طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے، اور اگر عورت کو کسی بدقماش


فہرست

شوہر سے پالا پڑے اور وہ اس سے گلوخلاصی چاہتی ہو تو اس کے لئے ”خلع“ کی صورت تجویز فرمائی ہے، جو یا تو برضامندیٔ طرفین ہوسکتا ہے، یا بذریعہ عدالت۔

۵:...... قرآنِ کریم نے مرد کو بیک وقت چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی ہے، اور اسے پابند کیا ہے کہ وہ متعدّد بیویوں کی صورت میں ان کے درمیان عدل و مساوات کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے گا، لیکن عورت کو ایک سے زیادہ شوہر کرنے کی اجازت نہیں دی۔

ان چند مثالوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ قرآنِ کریم نے مرد و عورت کے درمیان فرق و امتیاز کو ہر سطح پر ملحوظ رکھا ہے، جسے کوئی مسلمان نظرانداز نہیں کرسکتا۔

## عورت کی دیت

شریعتِ اسلام میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ائمہ اَربعہ تک سب کا اتفاق ہے، چنانچہ ملک العلماء اِمام علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفیؒ ”بدائع الصنائع“ میں لکھتے ہیں:

”فدية المرأة على النصف من دية الرجل لاجماع الصحابة رضى الله عنهم فانه روى عن سيّدنا عمر وسيّدنا على وابن مسعود وزيد بن ثابت رضوان الله تعالٰى عليهم انهم قالوا فى دية المرأة انها على النصف من دية الرجل، ولم ينقل انه أنكر عليهم أحد، فيكون اجماعًا ولأن المرأة فى ميراثها وشهادتها على النصف من الرجل فكذٰلك فى ديتها.“

(بدائع الصنائع ج:۷ ص:۲۵۴)

ترجمہ:...... ”پس عورتوں کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، کیونکہ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے، چنانچہ حضرات عمر، علی، ابنِ مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے


فہرست

نصف ہے، اور کسی صحابی سے یہ منقول نہیں کہ اس نے ان حضرات پر اس مسئلے میں نکیر کی ہو، لہٰذا یہ اجماع ہوا اور عقلی دلیل یہ ہے کہ عورت کی وراثت وشہادت مرد سے نصف ہے، اسی طرح اس کی دیت بھی نصف ہوگی۔''

اِمام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکیؒ اپنی تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''وأجمع العلماء علٰی أن دية المرأة على النصف من دية الرجل، قال أبو عمر: انما صارت ديتها (والله أعلم) على النصف من دية الرجل ان لها نصف ميراث الرجل، وشهادة امرأتين بشهادة رجل.''

(الجامع لأحكام القرآن للقرطبیؒ ج:۵ ص:۳۲۵)

ترجمہ:...... ''اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، ابوعمر (ابنِ عبدالبرؒ) فرماتے ہیں کہ: اس کی دیت مرد کی دیت سے نصف اس لئے ہوئی کہ عورت کا حصۂ وراثت بھی مرد سے نصف ہے، اور اس کی شہادت بھی مرد کی شہادت سے نصف ہے، چنانچہ دو عورتوں کی شہادت مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے۔''

شرح مہذب کے تکملہ میں ہے:

''دية المرأة نصف دية الرجل هٰذا قول العلماء كافة الّا الأصم وابن علية فانهما قالا: ديتها مثل دية الرجل. دليلنا ما سبقناه من كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الٰى أهل اليمن وفيه: ''ان دية المرأة نصف دية الرجل'' وما حكاه المصنف عن عمر وعثمان وعلى


فہرست

وابن مسعود وابن عمر وابن عباس وزيد بن ثابت انهم قالوا: ”دية المرأة نصف دية الرجل“ ولا مخالف لهم فی الصحابة فدل علیٰ أنه اجماع.“

(شرح مہذب ج:۱۹ ص:۵۴)

ترجمہ:...... ”عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، یہ تمام علماء کا قول ہے، سوائے اصم اور ابنِ علیہ کے یہ دونوں صاحب کہتے ہیں کہ اس کی دیت مرد کی دیت کی مثل ہے۔ ہماری دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ گرامی نامہ ہے، جو آپ نے اہلِ یمن کو لکھا تھا اور جسے ہم پہلے نقل کرآئے ہیں، اس میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ: ”عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے“ نیز جیسا کہ مصنف نے نقل کیا، حضرات عمر، عثمان، علی، ابنِ مسعود، ابنِ عمر، ابنِ عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوتی ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کے کوئی خلاف نہیں تھا، پس معلوم ہوا کہ اس مسئلے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔“

اور سیّدی و مرشدی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندہلوی ثم مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ ”اوجز المسالک“ میں فرماتے ہیں:

”قال ابن المنذر وابن عبدالبر: أجمع أهل العلم علیٰ أن دية المرأة نصف دية الرجل وحكی غيرهما عن ابن علية والأصم انهما قالا: ديتها كدية الرجل، لقوله صلی الله عليه وسلم فی النفس المؤمنة مائة من الابل. وهٰذا قول شاذ يخالف اجماع الصحابة وسنة النبی صلی الله عليه وسلم فان فی كتاب عمرو بن

حزم: دیـة المرأة عـلى النصف مـن دیـة الرجـل وهی أخـص مـمـا ذكروه فيكون مفسرًا لما ذكروه مخصصًا لـه، ودية نسـاء كـل أهـل ديـن عـلـى النصف من دية رجالهم.“ (اوجزالمسالک ج:۱۳ ص:۲۸،طبع بیروت)

ترجمہ:......”حافظ ابنِ منذرؒ اور حافظ ابنِ عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ: اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، بعض دُوسرے حضرات نے ابنِ علیہ اور اَصم سے نقل کیا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مؤمن جان کے قتل کی دیت سو اُونٹ ہے، اور یہ قول شاذ ہے، جو اِجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سنتِ نبوی کے خلاف ہے، چنانچہ عمرو بن حزم سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گرامی نامہ مروی ہے اس میں ہے کہ: ”عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے“ اس میں چونکہ خصوصیت سے عورت کی دیت مذکور ہے، اس لئے یہ حدیث ان کی روایت کردہ حدیث کی شارحِ مخصّص ہوگی اور تمام اہلِ اَدیان میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔“

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کی دیت کا مرد کی دیت سے نصف ہونا ”غلط مفروضہ“ نہیں، بلکہ اسلام کا اجماعی مسئلہ ہے، اور اس کا انکار آفتاب نصف النہار کا انکار ہے۔

## مرد و عورت کی شہادت

موصوف کا یہ کہنا ایک حد تک صحیح ہے کہ: ”عورت کی شہادت مرد کی طرح مستند، قابلِ قبول اور شرعی اعتبار سے دُرست ہے“ لیکن اگر یہ مطلب ہے کہ مرد اور عورت کی



فہرست

شہادت میں کوئی فرق نہیں تو یہ غلط ہے، قرآن وسنت نے مرد وعورت کی شہادت میں چند وجہ سے فرق کیا ہے:

۱:......عورت کی شہادت مرد کی شہادت کا نصف ہے، یعنی دو عورتوں کی شہادت مل کر مرد کی شہادت کے قائم مقام ہوتی ہے۔

۲:......مرد کی شہادت عورتوں کی شہادت کے لئے شرط ہے، پس تنہا عورتوں کی شہادت مقبول نہیں ہوگی، جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی مرد شہادت دینے والا نہ ہو (اِلَّا یہ کہ وہ معاملہ ہی عورتوں کے ساتھ مخصوص ہو کہ اس اَمر پر مردوں کا مطلع ہونا عادةً ممکن نہیں) ان دونوں مسئلوں کو سورۂ بقرہ کی آیت:۲۸۲ کے ایک فقرے میں بیان فرمایا گیا ہے: ”فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتٰنِ“ پھر اگر دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں)۔ (بیان القرآن)

۳:......حدود وقصاص میں صرف مردوں کی شہادت معتبر ہے، عورتوں کی نہیں، شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ نے اَحکام القرآن (ج:۱ ص:۵۰۲) میں نصب الرایہ (ج:۲ ص:۲۰۸) کے حوالے سے اِمام زہریؒ کی حدیث نقل کی ہے:

”عن الزهری قال: مضت السنة من رسول الله صلى الله علیه وسلم والخلیفتین بعدهٔ ان لا تجوز شهادة النساء فی الحدود والقصاص، رواه ابن أبی شیبة.“

ترجمہ:......”حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے دو خلیفوں حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے یہ سنت جاری ہے کہ عورتوں کی شہادت حدود وقصاص میں معتبر نہیں۔“ (ابنِ ابی شیبہ)

”عن الحکم أن علی بن أبی طالب قال: لا یجوز شهادة النساء فی الحدود والدماء.“ (اخرجہ عبدالرزاق)

ترجمہ:......”حکم سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ: عورتوں کی شہادت حدود وقصاص میں معتبر نہیں۔“

## خواتین کا گھر سے باہر نکلنا

عورتوں کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں، چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر:۳۳ میں اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو حکم ہے:

”وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی.“

ترجمہ:...... ”تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ کر پردہ کرلینے پر کفایت مت کرو، بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے، جیسا آج کل شرفاء میں پردے کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے نہیں نکلتیں، البتہ مواقعِ ضرورت دُوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں) اور (اسی حکم کی تاکید کے لئے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی، گو بلافحش ہی کیوں نہ ہو۔ اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اس کے مقابلے میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم وتبلیغ اَحکامِ اسلام کے ان پر عمل نہ کیا جائے، پس جو تبرّج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیتِ اُخریٰ ہے۔“ (تفسیر بیان القرآن از حکیم الاُمتؒ)

اس پر شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ حکم تو صرف اَزواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کے ساتھ خاص ہے، مگر یہ خیال صحیح نہیں، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ ”اَحکام القرآن“ میں لکھتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں پانچ حکم دیئے گئے ہیں:

۱-اجنبی لوگوں سے نزاکت کے ساتھ بات نہ کرنا، ۲-گھروں میں جم کر بیٹھنا، ۳-نماز کی پابندی کرنا، ۴-زکوٰۃ ادا کرنا، ۵-اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۳۸۶
فہرست

کی اطاعت کرنا۔ظاہر ہے کہ یہ تمام اَحکام عام ہیں، صرف اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مخصوص نہیں، چنانچہ تمام ائمہ مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ اَحکام سب مسلمان خواتین کے لئے ہیں۔ حافظ ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ چند آداب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہراتؓ کو حکم فرمایا ہے، اور اہلِ ایمان کی عورتیں ان اَحکام میں اَزواجِ مطہراتؓ کے تابع ہیں۔ (اَحکام القرآن، حزبِ خامس ص:۲۰۰)

البتہ ضرورت کے موقعوں پر عورتوں کو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، حضرت مفتی صاحبؒ نے ''اَحکام القرآن'' میں اس سلسلے کی آیات و احادیث کو تفصیل سے لکھنے کے بعد ان شرائط کا خلاصہ حسبِ ذیل نقل کیا ہے:

۱:...... نکلتے وقت خوشبو نہ لگائیں اور زینت کا لباس نہ پہنیں، بلکہ میلے کچیلے کپڑوں میں نکلیں۔

۲:......ایسا زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں آواز ہو۔

۳:......زمین پر اس طرح پاؤں نہ ماریں کہ ان کے خفیہ زیورات کی آواز کسی کے کان میں پڑے۔

۴:......اپنی چال میں اِترانے اور مٹکنے کا انداز اختیار نہ کریں، جو کسی کے لئے کشش کا باعث ہو۔

۵:......راستے کے درمیان میں نہ چلیں، بلکہ کناروں پر چلیں۔

۶:...... نکلتے وقت بڑی چادر (جلباب) اوڑھ لیں، جس سے سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے، صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

۷:......اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلیں۔

۸:......اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر کسی سے بات نہ کریں۔

۹:......کسی اجنبی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کے لب و لہجے میں نرمی اور نزاکت نہیں ہونی چاہئے، جس سے ایسے شخص کو طمع ہو جس کے دِل میں شہوت کا مرض ہے۔

۱۰:......اپنی نظریں پست رکھیں، حتی الوسع نامحرَم پر ان کی نظر نہیں پڑنی چاہئے۔

۱۱:......مردوں کے مجمع میں نہ گھسیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ پارلیمنٹ وغیرہ کی رُکنیت قبول کرنا اور مردانہ مجمعوں میں تقریر کرنا، عورتوں کی نسوانیت کے خلاف ہے، کیونکہ ان صورتوں میں اسلامی ستر وحجاب کا ملحوظ رکھنا ممکن نہیں۔

## عورتوں کا تنہا سفر کرنا

عورت کا بغیر محرَم کے سفر کرنا جائز نہیں، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ صحاحِ ستہ، مؤطا امام مالک، مسندِ احمد اور حدیث کے تمام متداول مجموعوں میں متعدّد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: ''کسی عورت کے لئے، جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو، حلال نہیں کہ بغیر محرَم کے تین دن کا سفر کرے'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر محرَم کے سفر نہ کرنا عورت کی نسوانیت کا ایمانی تقاضا ہے۔ جو عورت اس تقاضائے ایمانی کی خلاف ورزی کرتی ہے، وہ فعلِ حرام کی مرتکب ہے کیونکہ اس فعل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''لا یحل'' فرما رہے ہیں (یعنی حلال نہیں)۔

## عورتوں کا جج بننا

ایسے تمام مناصب جن میں ہرکس و ناکس کے ساتھ اختلاط اور میل جول کی ضرورت پیش آتی ہے، شریعتِ اسلامی نے ان کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے، اور عورتوں کو اس سے سبکدوش رکھا ہے۔ (ان کی تفصیل اُوپر شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی نوّر اللہ مرقدہٗ کی عبارت میں آچکی ہے) انہی ذمہ داریوں میں سے ایک جج اور قاضی بننے کی ذمہ داری ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں بڑی فاضل خواتین موجود تھیں، مگر کبھی کسی خاتون کو جج اور قاضی بننے کی زحمت نہیں دی گئی، چنانچہ اس پر ائمہ اَربعہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو قاضی اور جج بنانا جائز نہیں، ائمہ



فہرست

ثلاثہؒ کے نزدیک تو کسی معاملے میں اس کا فیصلہ نافذ ہی نہیں ہوگا، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حدود و قصاص کے ماسوا میں اس کا فیصلہ نافذ ہوجائے گا، مگر اس کو قاضی بنانا گناہ ہے، فقہِ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

"والمرأة تقضی فی غیر حد وقود وان اثم المولّی لها لخبر البخاری لن یفلح قومٌ ولّوا أمرهم امرأة." (شامی طبع جدید ج:۵ ص:۴۴۰)

ترجمہ:...... "اور عورت حد و قصاص کے ماسوا میں فیصلہ کرسکتی ہے، اگرچہ اس کو فیصلے کے لئے مقرّر کرنے والا گناہگار ہوگا، کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔"

## عورت کو سربراہِ مملکت بنانا

اسلامی معاشرے میں عورت کو سربراہِ مملکت بنانے کا کوئی تصوّر نہیں، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لن یفلح قومٌ ولّوا أمرهم امرأة." (صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۷، ۱۰۲۵، نسائی ج:۲ ص:۳۰۴، ترمذی ج:۲ ص:۳۳۳)

ترجمہ:...... "وہ قوم کبھی فلاح یاب نہیں ہوگی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"اذا کان أمراءکم خیارکم وأغنیاؤکم سمحاءکم وأمورکم شوریٰ بینکم فظهر الأرض خیر لکم من بطنها، واذا کان أمراءکم شرارکم وأغنیاؤکم

بخلاءکم وأمورکم الٰی نساءکم فبطن الأرض خیر لکم من ظھرھا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۳۳۳)

ترجمہ:...... جب تمہارے حکام تم میں سب سے اچھے لوگ ہوں، تمہارے مال دار سب سے سخی اور کشادہ دست ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے، اور جب تمہارے حکام بُرے لوگ ہوں، تمہارے مال دار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسی صورت میں جینے سے مرنا اچھا ہے)۔"

چنانچہ اُمت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ عورت کو سربراہِ مملکت بنانا جائز نہیں۔ (بدایة المجتھد ج:۲ ص:۴۴۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "ازالۃ الخفاء" میں شرائطِ خلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وازاں جملہ آں است کہ ذکر باشد نہ امراۃ، زیرا کہ در حدیث بخاری آمدہ "ما أفلح قوم ولّوا أمرھم امرأة" چوں بسمع مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید کہ اہلِ فارس دخترِ کسریٰ را بپادشاہی برداشتہ اند فرمود رستگار نشد قومی کہ والی امر بادشاہی خود ساختند زنے راوزیرا کہ امرأة ناقص العقل والدّین است و در جنگ و پیکار بیکار و قابل حضور محافل و مجالس نے، پس از وئے کارہائے مطلوب نہ برآید۔" (ازالۃ الخفاء ج:۱ ص:۴)

ترجمہ:...... "اور ایک شرط یہ ہے کہ سربراہِ مملکت مرد ہو، عورت نہ ہو، کیونکہ صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ما أفلح قوم ولّوا أمرھم امرأة"، جب آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا کہ: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنی بادشاہی کا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔ نیز اس لئے کہ عورت فطرۃً ناقص العقل والدِّین ہے، جنگ و پیکار میں بیکار ہے، اور محفلوں اور مجلسوں میں حاضر ہونے کے قابل نہیں، پس اس سے مقاصدِ مطلوبہ پورے نہیں ہوسکتے ہیں۔''

## حوریں اور حورے

اور سوال میں جو ذکر کیا گیا ہے کہ جنت میں نیک مردوں کو حوریں ملیں گی تو نیک عوتوں کو ''حورے'' ملیں گے، یہ محض لطیفہ ہے۔ بلاشبہ جنتی مردوں کے چہرے بھی روشن، نورانی اور سفید ہوں گے، مگر لغت وعرف میں ''حور'' کا اطلاق صرف عورتوں پر ہوتا ہے، مردوں کو ان کے زُمرے میں شامل کرنا بڑی زیادتی ہے، کیونکہ ''حور'' کا لفظ ''حَوْرَأُ'' کی جمع ہے، اور ''حَـوْرَأ'' کا لفظ مؤنث ہے، جس کے معنی ہیں گوری چٹی، نیز قرآنِ کریم میں جہاں ''حور'' کا ذکر آیا ہے، وہاں ان کی صفات مؤنث ہی ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً: دو جگہ ارشاد ہے: ''وَزَوَّجْنٰـهُـمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ''، ایک جگہ ارشاد ہے: ''وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْنِ''، اور ایک جگہ ارشاد ہے: ''حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ''۔

مؤخر الذکر دونوں آیاتِ شریفہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی اصل خوبی پوشیدہ رہنا ہے، اور خیموں میں بند رہنا ہے، کہ ان دونوں صفتوں کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ حورانِ بہشتی کی مدح فرمارہے ہیں۔ حافظ ابونعیم اصفہانیؒ نے حلیۃ الاولیاء (ج:۲ ص:۴۰) میں، اور حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد (ج:۹ ص:۲۰۲) میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: بتاؤ! عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ سے اس کا جواب نہ بن پڑا، سوچنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ چپکے سے اُٹھ کر گھر گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال ذکر کیا، انہوں نے برجستہ فرمایا کہ: تم لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ غیرمرد اس کو نہ دیکھیں، نہ وہ غیرمردوں کو دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب کس نے دیا ہے؟ عرض کیا: فاطمہ نے! فرمایا: کیوں نہ ہو، فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

موجودہ دور کے روشن خیال حضرات، جن کی ترجمانی جناب عمر احمد عثمانی کر رہے ہیں، خدانخواستہ جنت میں تشریف لے گئے تو یہ شاید وہاں بھی ''حورانِ بہشتی'' میں آزادی کی مغربی تحریک چلائیں گے، اور جس طرح آج مولویوں کے خلاف احتجاج ہو رہا ہے، یہ وہاں حق تعالیٰ شانہ کے خلاف احتجاج کریں گے کہ ان مظلوموں کو ''مَقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ'' کیوں رکھا ہے؟ انہیں آزادانہ گھومنے پھرنے اور اجنبی مردوں سے گھلنے ملنے کی آزادی ہونی چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اورگراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک و مشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت و ترویج، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقاریر وتحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِ فرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی

بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل

www.shaheedeislam.com

info@shaheedeislam.com

0321-9264592

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۱۱۷۲۲

قانونی مشیر اعزازی:۔۔۔ منظور احمد میو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت:۔۔۔۔۔۔ مارچ ۱۹۹۹ء

قیمت:۔۔۔۔۔۔

ناشر:۔۔۔۔۔۔ مکتبہ لدھیانوی

18-سلام کتب مارکیٹ

بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: جامع مسجد باب رحمت

پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون:021-32780337 - 021-32780340

www.shaheedeislam.com

نوٹ: Mobile اور IPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے

"Adobe Acrobat" کو "PDF Reader" کے طور پر استعمال کریں۔

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل ایک نظر میں

### جلد اول
عقائد، اجتہاد
محاسنِ اسلام
غیر مسلم سے تعلقات
غلط عقائد رکھنے والے فرقے
جنت و دوزخ
توہم پرستی

### جلد دوم
وضو کے مسائل
غسل و تیمم مسائل
پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل
نماز کے مسائل
جمعہ و عیدین
کے مسائل

### جلد سوم
نمازِ تراویح، نفل نمازیں
میت کے احکام
قبروں کی زیارت
ایصالِ ثواب
قرآن کریم، روزے کے مسائل
زکوٰۃ کے مسائل
منت و صدقہ

### جلد چہارم
حج و عمرہ کے مسائل
زیارت روضۂ اطہر
مسجد نبوی مدینہ منورہ
قربانی، حلال اور حرام جانور
قسم کھانے کے مسائل

### جلد پنجم
شادی بیاہ کے مسائل
طلاق و خلع
عدت، نان و نفقہ
پرورش کا حق
عائلی قوانین وغیرہ

### جلد ششم
تجارت یعنی خرید و فروخت
محنت و اُجرت کے مسائل
قسطوں کا کاروبار
قرض کے مسائل
وراثت اور وصیت

### جلد ہفتم
نام، تصویر، داڑھی، جسمانی وضع قطع، لباس
کھانے پینے کے شرعی احکام
والدین، اولاد اور پڑوسیوں
کے حقوق، تبلیغ، دین
کھیل کود، موسیقی، ڈانس
خاندانی منصوبہ بندی، تصوف

### جلد ہشتم
پردہ، اخلاقیات
رسومات، معاملات
سیاست، تعلیم اور وظائف
جائز و ناجائز
جہاد اور شہید کے احکام

### جلد نہم
ڈارون کا نظریہ اور اسلام
اعضا کی پیوندکاری، خودکشی سے
بچانے کے لیے تین طلاق کا حکم
کنٹیکٹ لینز کی صورت میں
وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر
کا شرعی حکم وغیرہ

### جلد دہم
معجزہ شق قمر، کچھ مفاہیم
کے بارے میں
مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم
فلمی دُنیا سے معاشرتی بگاڑ
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## مکتبہ لدھیانوی


18 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
Tel: 021-2780337
Cell:0321-2115502, 0321-2115595, 0321-2115311

# آپ کے مسائل

## اور اُن کا حل

جلد ہشتم

پردہ، اخلاقیات
رسومات، معاملات
سیاست، تعلیم اور وظائف
جائز و ناجائز
جہاد اور شہید کے احکام

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک و مشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت و ترویج، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقاریر و تحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِ فرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی و صحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی و سلاست، تبلیغی و اصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن و کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی و فقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص و للّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلا مبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات و جوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست و احباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۴۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

مرشد العلماء حضرتِ اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے فقہی شاہکار ”آپ کے مسائل اور اُن کا حل“ کی آٹھویں جلد زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حسبِ سابق یہ ان مسائل کا مجموعہ ہے جو گزشتہ ۱۹ سال سے ”جنگ“ کراچی اور لندن کے اسلامی صفحے کے ذریعہ لاکھوں قارئین، ہزاروں علمائے کرام کی نگاہوں سے گزرا، گویا ایک طرح سے نقادوں کی نگاہوں سے چھلنی ہوکر اس کے بعد حضرتِ اقدس کی نظرِ ثانی کے مراحل سے گزر کر کتابی شکل میں آپ کے سامنے آتا ہے۔ اس کے باوجود حضرتِ اقدس کی احتیاط کے پہلو کا اندازہ اس سے لگایئے کہ کتاب کی ابتداء میں تحریر کردیا کہ:

> ”بندہ نے یہ مسائل قرآن وسنت اور اکابر علمائے کرام کی آراء کی روشنی میں تحریر کئے ہیں، اس میں اگر میری تحقیق علماء کے خلاف پاویں یا مجھ سے کچھ فروگزاشت دیکھیں تو مطلع کریں، بندہ رُجوع کرنے میں کسی طرح بھی تأمل نہ کرے گا۔“

الحمدللہ! حضرتِ اقدس کے اس تواضع اور احتیاط کی برکت ہے کہ اب تک لاکھوں مسائل آپ کے قرطاسِ ابیض میں منتقل ہوچکے ہیں، لیکن اِکادُکا مسئلے کے علاوہ کبھی رُجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور حضرتِ اقدس کے مشائخِ اربعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا نوّر اللہ مرقدہٗ، حضرتِ اقدس محدث العصر علامہ محمد


فہرست

یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ، حضرتِ اقدس مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نوّر اللہ مرقدہٗ، حضرتِ اقدس عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی نوّر اللہ مرقدہٗ کے فیضِ صحبت اور مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، اِمامِ اہلِ سنت، جانشینِ حضرت بنوری مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، عاشقِ حرمین شریفین حضرتِ اقدس مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ کے اعتماد کا مظہر اور ثمرہ ہے، ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ!

مسائل کے سلسلے میں اعتماد کی وجہ سے حضرتِ اقدس کی زبانی بارہا سنا، فرماتے ہیں:

''میں اپنی تحریروں اور مسائل کے سلسلے میں کبھی اپنی رائے پر اعتماد نہیں کرتا، بلکہ اکابر علمائے کرام کے فیوض و برکات کو اپنے الفاظ کے قالب میں ڈھال لیتا ہوں۔ فلسفہ اور فکر میرے اکابر کی ہے، الفاظ میرے ہیں۔ اگر کبھی تحقیق کے زعم میں اپنی کوئی رائے قائم بھی ہوجائے اور دِماغ میں وسوسہ آجائے کہ میری رائے اَرفع ہے تو فوراً یہ کہہ کر جھٹک دیتا ہوں کہ ان اکابر کے سامنے تیری رائے کی کیا حقیقت ہے۔ میری تحریروں میں اکابر کے علم کے سوا کچھ نہیں ملے گا، یہی وجہ ہے کہ کبھی اپنے علم پر ناز نہیں بلکہ اپنے علم کو ان بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ گردانا۔''

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ''جنگ'' اخبار میں تو موضوعات کی ترتیب ممکن نہیں، بلکہ پہلے سوال پہلے جواب کی بنیاد پر مسائل شائع ہوتے ہیں، اس لئے ایک ہی دن فقہی لحاظ سے کئی موضوعات پر مشتمل مسائل طبع ہوجاتے ہیں، مگر کتابی شکل کے لئے فقہی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے، اور گزشتہ ساتوں جلدیں فقہی ترتیب کے مطابق شائع ہوئی ہیں، اسی لحاظ سے اس آٹھویں جلد میں بھی اسی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے۔ پردے کے مسائل سے کتاب کا آغاز ہے، پردے کے مختلف عنوانات کے لحاظ سے ایک سو تین سوال اس باب میں جمع کئے گئے ہیں، اخلاقیات کے باب میں ۳۲ مسائل، رُسومات کے باب میں ۲۹ مسائل، معاملات کے باب میں ۳۵، اس کے علاوہ سیاست، تعلیم، اوراد و وظائف، جہاد اور شہید کے اَحکام، مختلف جائز اور ناجائز اُمور اور بعض متفرق مسائل سے اگلے صفحات

کومزین کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تدوین کے سلسلے میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، ڈاکٹر شہیر الدین علوی، مولانا نعیم امجد سلیمی، مولانا عبدالشکور اور برادرم عبداللطیف طاہر، محمد اطہر عظیم، مولانا محمد طیب لدھیانوی، وسیم غزالی کا شکریہ ادا نہ کرنا ناانصافی ہوگی۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب ''جنگ'' کے بانی میر خلیل الرحمٰن کے لئے صدقۂ جاریہ اور محترم جناب میر جاوید الرحمٰن اور میر شکیل الرحمٰن کے لئے اس دُنیا میں نافع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی طرف سے بدلہ عطا فرمائے اور مرشدی حضرتِ اقدس زید مجدہم کو صحت و عافیت کے ساتھ ان کی اس خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ برادرم عتیق الرحمٰن، مکتبہ لدھیانوی کی وساطت سے آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

محمد جمیل خان

خاکِ پائے حضرتِ اقدس
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

# فہرست

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# پردہ

## پردے کا صحیح مفہوم

س...... میں شرعی پردہ کرتی ہوں، کیونکہ دِینی مدرسہ کی طالبہ ہوں، اور مجھے پریشانی جب ہوتی ہے جب میں کسی تقریب وغیرہ میں مجبوراً جاتی ہوں تو اپنا برقع نہیں اُتارتی۔ جس کی وجہ سے لوگ مجھے برقع اُتارنے پر مجبور کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: ''پردے کا ذکر تو قرآن میں نہیں آیا، بس اوڑھنی کا ذکر آیا ہے۔'' حالانکہ انہوں نے پورا مفہوم اور اس کی تفسیر وغیرہ نہیں پڑھی ہے، بس صرف یہ کہتے ہیں کہ: ''جب اسلام نے چادر کا ذکر کیا ہے تو اتنا پردہ کیوں کرتی ہو؟'' اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ: ''اسلام نے اتنی سختی نہیں رکھی، جتنی آپ کرتی ہیں۔'' وہ کہتے ہیں کہ: ''چہرہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہیں'' حالانکہ میں کہتی ہوں ان سے کہ اس کا ذکر تو صرف نماز میں آیا ہے پردے میں نہیں۔ اور آج کل اس فتنے کے دور میں تو عورت پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ مکمل پردہ کرے بلکہ اپنا چہرہ، ہاتھ وغیرہ چھپائے۔ پردے کے متعلق آپ مجھے ذرا تفصیل سے بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے کہ ''شرعی پردہ'' کہتے کسے ہیں؟ اور کتنا کرنا چاہئے؟

ج...... آپ کے خیالات بہت صحیح ہیں، عورت کو چہرے کا پردہ لازم ہے، کیونکہ گندی اور بیماری نظریں اسی پر پڑتی ہیں۔ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں عورت کا ستر نہیں، یعنی نماز میں ان اعضاء کا چھپانا ضروری نہیں، لیکن گندی نظروں سے ان اعضاء کا حتی الوسع چھپانا ضروری ہے۔

س...... آپ نے کیا ایسا مسئلہ بھی اخبار میں دیا تھا کہ اگر لڑکی پردہ کرتی ہے اپنے سسرال

میں اور وہاں پردے کا ماحول نہیں ہے، اپنے دیوروں اور دُوسرے رشتہ داروں سے تو کیا آپ نے یہ جواب میں لکھا تھا کہ پردہ اتنا سخت بھی نہیں ہے، اگر وہ پردہ کرتی ہے تو چادر کا گھونگھٹ گراکر اپنا کام کرسکتی ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتی کہ چہرہ چھپانے سے اس کا وجود چھپ جائے، میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ جب لڑکی پردہ کرتی ہے تو گویا وہ اپنے نامحرموں سے اوجھل ہوجاتی ہے، جیسا کہ مرنے کے بعد اس کا وجود نہیں ہوتا دُنیا میں۔ آپ کا یہ مسئلہ میری نظروں سے نہیں گزرا، آپ سے گزارش ہے کہ تفصیل سے ذرا بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں بھی یہ بات باآسانی آجائے کہ پردے کے متعلق کتنا سخت حکم ہے؟

ج…… میں نے لکھا تھا کہ ایک ایسا مکان جہاں عورت کے لئے نامحرموں سے چاردیواری کا پردہ ممکن نہ ہو، وہاں یہ کرے کہ پورا بدن ڈھک کر اور چہرے پر گھونگھٹ کرکے شرم وحیاء کے ساتھ نامحرموں کے سامنے آجائے (جبکہ اس کے لئے جانا ناگزیر ہو)۔

## کیا صرف برقع پہن لینا کافی ہے یا کہ دِل میں شرم وحیا بھی ہو؟

س…… خواتین کے پردے کے بارے میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ کیا صرف برقع پہن لینا پردے میں شامل ہوجاتا ہے؟ آج کل میرے دوستوں میں یہ مسئلہ زیرِ بحث ہے۔ چند دوست کہتے ہیں کہ: ''برقع پہن لینے کے نام کا کہاں حکم ہے؟'' وہ کہتے ہیں: ''صرف حیا کا نام پردہ ہے۔'' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پردے کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ تفصیلاً بتائیں۔

ج…… آپ کے دوستوں کا یہ ارشاد تو اپنی جگہ صحیح ہے کہ: ''شرم وحیا کا نام پردہ ہے'' مگران کا یہ فقرہ نامکمل اور اَدھورا ہے۔ انہیں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہئے کہ: ''شرم وحیا کی شکلیں متعین کرنے کے لئے ہم عقلِ سلیم اور وحیٔ آسمانی کے محتاج ہیں۔''

یہ تو ظاہر ہے کہ شرم وحیا ایک اندرونی کیفیت ہے، اس کا ظہور کسی نہ کسی قالب اور شکل میں ہوگا، اگر وہ قالب عقل وفطرت کے مطابق ہے تو شرم وحیا کا مظاہرہ بھی صحیح ہوگا، اور اگر اس قالب کو عقلِ صحیح اور فطرتِ سلیمہ قبول نہیں کرتی تو شرم وحیا کا دعویٰ اس پاکیزہ

صفت سے مذاق تصوّر ہوگا۔

فرض کیجئے! کوئی صاحب بقائمی ہوش وحواس قیدِلباس سے آزاد ہوں، بدن کے سارے کپڑے اُتار پھینکیں اور لباسِ عریانی زیبِ تن فرما کر ''شرم وحیا'' کا مظاہرہ کریں تو غالبًا آپ کے دوست بھی ان صاحب کے دعویٔ شرم وحیا کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں گے، اور اسے شرم وحیا کے ایسے مظاہرے کا مشورہ دیں گے جو عقل وفطرت سے ہم آہنگ ہو۔

سوال ہوگا کہ عقل وفطرت کے صحیح ہونے کا معیار کیا ہے؟ اور یہ فیصلہ کس طرح ہو کہ شرم وحیا کا فلاں مظاہرہ عقل وفطرت کے مطابق ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں کسی اور قوم کو پریشانی ہو، تو ہو، مگر اہلِ اسلام کو کوئی اُلجھن نہیں۔ ان کے پاس خالقِ فطرت کے عطا کردہ اُصولِ زندگی اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہیں، جو اُس نے عقل وفطرت کے تمام گوشوں کو سامنے رکھ کر وضع فرمائے ہیں۔ انہی اُصولِ زندگی کا نام ''اسلام'' ہے۔ پس خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم وحیا کے جو مظاہرے تجویز کئے ہیں وہ فطرت کی آواز ہیں، اور عقلِ سلیم ان کی حکمت وگہرائی پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے۔ آیئے! ذرا دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مقدسہ میں اس سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔

۱:......صنفِ نازک کی وضع وساخت ہی فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ اسے سراپا ستر کہنا چاہئے، یہی وجہ کہ خالقِ فطرت نے بلاضرورت اس کے گھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کیا، تاکہ گوہرِ آب دار، ناپاک نظروں کی ہوس سے گردآلود نہ ہوجائے، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی.'' (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ:......''اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلو پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر۔''

''پہلی جاہلیت'' سے مراد قبل از اسلام کا دور ہے، جس میں عورتیں بے حجابانہ

بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں۔ ”پہلی جاہلیت“ کے لفظ سے گویا پیش گوئی کردی گئی کہ انسانیت پر ایک ”دُوسری جاہلیت“ کا دور بھی آنے والا ہے جس میں عورتیں اپنی فطری خصوصیات کے تقاضوں کو ”جاہلیتِ جدیدہ“ کے سیلاب کی نذر کردیں گی۔

قرآن کی طرح صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صنفِ نازک کو سراپا ستر قرار دے کر بلاضرورت اس کے باہر نکلنے کو ناجائز فرمایا ہے:

**”وعنه (عن ابن مسعود رضی الله عنه) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: المرأة عورة فاذا خرجت استشرقها الشیطان.** (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص:۲۶۹)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔“

۲:...... اور اگر ضروری حوائج کے لئے اسے گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ ایسی بڑی چادر اوڑھ کر باہر نکلے جس سے پورا بدن سر سے پاؤں تک ڈھک جائے، سورۂ احزاب آیت:۶۹ میں ارشاد ہے:

**”یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ.“**

ترجمہ:...... ”اے نبی! اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں تو) اپنے اُوپر بڑی چادریں جھکالیا کریں۔“

مطلب یہ کہ ان کو بڑی چادر میں لپٹ کر نکلنا چاہئے، اور چہرے پر چادر کا گھونگھٹ ہونا چاہئے۔ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں خواتینِ اسلام کا یہی معمول تھا۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ: ”خواتین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز کے لئے مسجد آتی

تھیں تو اپنی چادروں میں اس طرح لپٹی ہوئی ہوتی تھیں کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔“

مسجد میں حاضری، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننے کی ان کو ممانعت نہیں تھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو بھی یہ تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لئے بہتر ہے۔

(ابوداوٴد، مشکوٰۃ ص:۹۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دِقتِ نظر اور خواتین کی عزّت و حرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجدِ نبوی، جس میں ادا کی گئی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے لئے اس کے بجائے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرماتے ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں جو نماز ادا کی جائے، اس کا مقابلہ تو شاید پوری اُمت کی نمازیں بھی نہ کرسکیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اقتدا میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کے لئے اپنے گھر پر تنہا نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے شرم و حیا اور عفت و عظمت کا وہ بلندترین مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتینِ اسلام کو عطا کیا تھا اور جو بدقسمتی سے تہذیبِ جدید کے بازار میں آج ٹکے سیر بک رہا ہے۔

مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے قانونِ ستر کا یہاں تک لحاظ کیا ہے کہ عورت کے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کرکے فرمایا کہ: فلاں حصے میں اس کا نماز پڑھنا فلاں حصے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: صلٰوة المرأة فی بیتها افضل من صلٰوتها فی حجرتها، وصلٰوتها فی مخدعها افضل من صلٰوتها فی بیتها۔“ (ابوداوٴد ج:۱ ص:۸۴)

ترجمہ:..... ”عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر کی چاردیواری میں ادا کرے، اور اس کا اپنے مکان کے

کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“

بہر حال ارشادِ نبوی یہ ہے کہ عورت حتی الوسع گھر سے باہر نہ جائے، اور اگر جانا پڑے تو بڑی چادر میں اس طرح لپٹ کر جائے کہ پہچانی تک نہ جائے، چونکہ بڑی چادروں کا بار بار سنبھالنا مشکل تھا۔ اس لئے شرفاء کے گھرانوں میں چادر کے بجائے برقع کا رواج ہوا، یہ مقصد ڈھیلے ڈھالے قسم کے دیسی برقع سے حاصل ہوسکتا تھا، مگر شیطان نے اس کو فیشن کی بھٹی میں رنگ کر نسوانی نمائش کا ایک ذریعہ بنا ڈالا۔ میری بہت سی بہنیں ایسے برقعے پہنتی ہیں جن میں ستر سے زیادہ ان کی نمائش نمایاں ہوتی ہے۔

۳:...... عورت گھر سے باہر نکلے تو اسے صرف یہی تاکید نہیں کی گئی کہ چادر یا برقع اوڑھ کر نکلے، بلکہ گوہرِ نایاب، شرم و حیا کو محفوظ رکھنے کے لئے مزید ہدایات بھی دی گئیں۔ مثلاً: مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی اور اپنی عصمت کے پھول کو نظرِ بد کی بادِ سموم سے محفوظ رکھیں، سورۃ النور آیت: ۳۰، ۳۱ میں ارشاد ہے:

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ، اِنَّ اللهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ.“

ترجمہ:...... ”اے نبی! مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔“

”وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا.“

ترجمہ:...... ”اور مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں، اور اپنی

زینت کا اظہار نہ کریں، مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے....الخ۔“

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ عورتیں اس طرح نہ چلیں جس سے ان کی مخفی زینت کا اظہار نامحرموں کے لئے باعثِ کشش ہو، قرآن کی مندرجہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ہے:

”وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ.“

ترجمہ:......”اور اپنا پاؤں اس طرح نہ رکھیں کہ جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہوجائے۔“

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ اگر اچانک کسی نامحرَم پر نظر پڑ جائے تو اسے فوراً ہٹالے، اور دوبارہ قصداً دیکھنے کی کوشش نہ کرے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے علی! اچانک نظر کے بعد دوبارہ نظر مت کرو، پہلی تو (بے اختیار ہونے کی وجہ سے) تمہیں معاف ہے، مگر دُوسری کا گناہ ہوگا۔“ (مسندِ احمد، دارمی، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

## بغیر پردہ عورتوں کا سرِ عام گھومنا

س......بغیر پردے کے مسلمان عورتوں کا سرِ عام گھومنا کہاں تک جائز ہے؟

ج......آج کل گلی کوچوں میں، بازاروں میں، کالجوں میں اور دفتروں میں بے پردگی کا جو طوفان برپا ہے، اور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ہماری بہو بیٹیاں جس طرح بن ٹھن کر بے حجابانہ گھوم پھر رہی ہیں، قرآنِ کریم نے اس کو ”جاہلیت کا برج“ فرمایا ہے، اور یہ انسانی تہذیب، شرافت اور عزّت کے منہ پر زناٹے کا طمانچہ ہے۔ ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مستدرک میں بہ سندِ صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ:

”عن ابی الملیح قال: قدم علٰی عائشة نسوة من أهل حمص فقالت: من این أنتن؟ .... قالت: فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا تخلع امرأة ثیابها فی غیر بیت زوجها الا هتکت الستر بینها

وبین ربھا."          (مشکوٰۃ، واللفظ لہٗ، ترمذی ص:۱۰۲)

ترجمہ:...... "جس عورت نے اپنے گھر کے سوا دُوسری کسی جگہ کپڑے اُتارے اس نے اپنے درمیان اور اللہ کے درمیان جو پردہ حائل تھا، اسے چاک کردیا۔"

عورت کے سر کا ایک بال بھی ستر ہے، اور نامحرموں کے سامنے ستر کھولنا شرعاً حرام اور طبعاً بے غیرتی ہے۔

## نامحرموں سے پردہ

س...... تائی، چچی، ممانی کے پردے کا کیا حکم ہے؟ وہ دیور یا جیٹھ وغیرہ کے بیٹوں سے آیا پردہ کرے گی یا نہیں؟ اگر گھر میں ساتھ رہتے ہوں تو کس حد تک پردہ کرے؟

ج...... تائی، چچی، ممانی بھی غیرمحرَم ہیں، ان سے بھی پردہ کا حکم ہے، اگر چاردیواری کا پردہ ممکن نہ ہو تو چادر کا پردہ کافی ہے۔

س...... چچا سسر، ماموں سسر سے پردے کا کیا حکم ہے؟

ج...... وہی ہے جو اُوپر لکھا ہے۔

## عورت کو پردے میں کن کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

س...... میرے شوہر کا کہنا ہے کہ عورت نام ہی پردہ کا ہے، لہٰذا اس کو ہمہ وقت پردہ کرنا چاہئے، ورنہ معاشرے میں خرابیاں پیدا ہوں گی، حتیٰ کہ وہ باپ بھائی سے بھی پردہ کرے کیونکہ نفس تو سب کے ساتھ ہے، لیکن حرج کی وجہ سے اسلام نے اس کو واجب قرار نہیں دیا، لیکن کرنا چاہئے۔

دوم:...... یہ کہ عورت بازار جائے تو اسلام اس کو مردوں پر فوقیت نہیں دیتا اور "لیڈیز فرسٹ" انگریزی کا مقولہ ہے، مثلاً: چند مردوں کو روٹی لینا ہے، قطار میں کھڑے ہیں، ایک عورت آئی اس کو پہلے روٹی مل گئی تو شوہر کے بقول یہ ان تینوں کے حقوق غصب کرنا ہے۔ لیکن میرا موقف یہ ہے کہ مقولہ اگرچہ انگریز کا ہے لیکن اس میں عورت کا احترام ہے، ایسا ہونا چاہئے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوم:...... یہ کہ عورت اپنے باپ اور سگے بھائی سے بھی زیادہ دیر بات نہ کرے اور نہ مذاق کرے، بس بقدرِ ضرورت سلام دُعا اور خیریت دریافت کرسکتی ہے۔ جبکہ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی یہ بات نامناسب ہے، پردے سے انکار نہیں لیکن ایک حد تک۔

چہارم:...... عورت کا بازار جانا حرام ہے، جبکہ میں نے سنا ہے کہ ''عورت کا وہ سفر جو شرعی سفر ہو وہ محرَم کے بغیر کرنا حرام ہے'' تو کیا عورت بقدرِ ضرورت کپڑا وغیرہ خریدنے کے لئے بازار نہیں جاسکتی، جبکہ مردوں اور عورتوں کی پسند میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اب عورت پردے کے ساتھ بازار جائے تو کیا حرج ہے، منہ کا چھپانا واجب نہیں مستحب ہے۔

پنجم:...... کیا عورت کا پردہ جتنا اجنبی غیرمحرَم سے ضروری ہے اتنا ہی پردہ رشتہ دار نامحرَم (مثلاً چچازاد، ماموں زاد وغیرہ) سے بھی ضروری ہے؟ کیا اس میں کوئی فرق ہے؟ حالانکہ ان سے پردے میں کافی مشکل ہوتی ہے۔

ج...... پردے کے مسئلے میں آپ اور آپ کے شوہر دونوں راہِ اعتدال سے ہٹ کر افراط و تفریط کا شکار ہیں۔

۱:...... عورت کی شرم و حیا کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ کسی وقت بھی کھلے سر نہ رہے، لیکن باپ، بھائی، بیٹا، بھتیجا وغیرہ جتنے محرَم ہیں ان کے سامنے سر، گردن، بازو اور گھٹنے سے نیچے کا حصہ کھولنا شرعاً جائز ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی اجازت دی ہو اس پر ناگواری کا اظہار شوہر کے لئے حرام اور ناجائز ہے۔ البتہ اگر کوئی محرَم ایسا بے حیا ہو کہ اس کو عزّت و ناموس کی پروا نہ ہو، وہ نامحرَم کے حکم میں ہے اور اس سے پردہ کرنا ہی چاہئے۔

۲:...... عورت یا ماں ہے، یا بیٹی ہے، یا بہن ہے، یا بیوی ہے، اور یہ چاروں رشتے نہایت مقدس و محترم ہیں۔ اس لئے اسلام عورت کی بے حرمتی کی تلقین ہرگز نہیں کرتا، بلکہ اس کی عزّت و احترام کی تلقین کرتا ہے، معلوم ہوگا کہ حاتم طائی کی لڑکی جب قیدیوں میں برہنہ سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی گئی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ردائے مبارک اوڑھنے کے لئے مرحمت فرمائی۔ اسی طرح اگر عورت کی ضرورت کو مردوں سے پہلے نمٹا دیا جائے تو یہ اس کے ضعف و نسوانیت کی رعایت ہے، اس کو انگریزی

مقولہ ''لیڈیز فرسٹ'' سے کوئی تعلق نہیں۔ معلوم ہوگا کہ جہاد میں عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ البتہ ''لیڈیز فرسٹ'' کے نظریے کے مطابق انگریزی معاشرے میں عورتوں کو جو ہر چیز میں مقدم کیا جاتا ہے اسلام اس کا قائل نہیں۔ چنانچہ نماز میں عورتوں کی صفیں مردوں سے پیچھے رکھی گئی ہیں، اس لئے ''لیڈیز فرسٹ'' کا نظریہ بھی غلط ہے، اور آپ کے شوہر کا یہ موقف بھی غلط ہے کہ عورت کا احترام نہ کیا جائے اور اس کے ضعف ونسوانیت کی رعایت کرتے ہوئے اس کو پہلے فارغ نہ کیا جائے۔

۳:...... جن محارِم سے پردہ نہیں، ان سے بلاتکلف گفتگو کی اجازت ہے۔ آپ کے شوہر کا یہ کہنا کہ: ''ان سے زیادہ بات نہ کی جائے'' صحیح نہیں، بلکہ افراط ہے، البتہ ناروا مذاق کرنے کی اپنے محارِم کے ساتھ بھی اجازت نہیں۔

۴:...... عورت کا بغیر ضرورت کے بازاروں میں جانا جائز نہیں، اور غیرمردوں کے سامنے چہرہ کھولنا بھی جائز نہیں، اس مسئلے میں آپ کی بات غلط ہے اور یہ تفریط ہے، عورت کو اگر بازار جانے کی ضرورت ہو تو گھر سے نکلنے کے بعد گھر آنے تک پردے کی پابندی لازم ہے، جس میں چہرے کا ڈھکنا بھی لازم ہے۔

۵:...... اجنبی نامحرموں سے چار دیواری کا پردہ ہے، اور جو نامحرَم رشتہ دار ہوں اور عورت ان کے سامنے جانے پر مجبور ہو ان سے چادر کا پردہ لازم ہے۔ اس کی تفصیل حضرت تھانویؒ کے رسالہ ''تعلیم الطالب'' سے نقل کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے:

> ''جو رشتہ دار شرعاً محرَم نہیں، مثلاً: خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائی یا بہنوئی، یا دیور وغیرہ، جوان عورت کو ان کے رُوبرو آنا اور بے تکلف باتیں کرنا ہرگز نہ چاہئے۔ جو مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہوسکے تو سر سے پاؤں تک تمام بدن کسی میلی چادر سے ڈھانک کر شرم ولحاظ سے بہ ضرورت رُوبرو آجائے، اور کلائی، بازو اور سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے رُوبرو عطر لگا کر عورت کو آنا جائز

نہیں اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔“ (تعلیم الطالب ص:۵)

## عورت کو مرد کے شانہ بشانہ کام کرنا

س…… آج کے دور میں جس طرح عورت، مرد کے شانہ بشانہ چل رہی ہے، وہ ہر کام جو اسلامی نقطۂ نظر سے صحیح تصوّر نہیں کیا جاتا، اس میں بھی عورت نے ہاتھ ڈالا ہوا ہے، پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ کیا یہ عورت کا شانہ بشانہ کام، اسلام میں جائز ہے؟

ج…… اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا دائرۂ کار الگ الگ بنایا ہے، عورت کے کام کا میدان اس کا گھر ہے، اور مرد کا میدانِ عمل گھر سے باہر ہے۔ جو کام مرد کرسکتا ہے، عورت نہیں کرسکتی، اور جو عورت کرسکتی ہے، مرد نہیں کرسکتا۔ دونوں کو اپنے اپنے دائرے میں رہ کر کام کرنا چاہئے۔ جو لوگ مرد کا بوجھ عورت کے نحیف کندھوں پر ڈالتے ہیں وہ عورت پر ظلم کرتے ہیں۔

## کیا پردہ ضروری ہے یا نظریں نیچی رکھنا ہی کافی ہے؟

س…… پردہ سے متعلق ”چہرہ کھلا رکھ لینا“ اور نظریں نیچی رکھ لینا ہی شرعی پردہ ہے یا ظاہراً چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے؟ کسی ایک صوبے کے سابق ڈی آئی جی ایک رات بات چیت کے دوران مصر تھے کہ سورۂ نور میں صرف نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے، پردے کا نہیں، کیونکہ اس میں تو مردوں سے بھی نگاہ نیچی رکھنے کا کہا ہے پھر مرد کو بھی برقع پہننا چاہئے۔

ج…… شرعاً چہرے کا پردہ لازم ہے، یہ غلط ہے کہ سورۂ نور میں صرف نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے، یہ حکم تو مردوں اور عورتوں کو یکساں دیا گیا ہے، عورتوں کو مزید برآں ایک حکم یہ دیا گیا کہ سوائے ان حصوں کے جن کا اظہار ناگزیر ہے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ احادیث میں آتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابی عورتیں پورا چہرہ چھپاکر صرف ایک آنکھ کھلی رکھ کر نکلتی تھیں۔ علاوہ ازیں سورۂ احزاب میں حکم دیا گیا ہے کہ اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر لٹکالیا کریں یعنی گھونگھٹ نکالیں، چہروں اور سینوں کو چھپائیں۔

## بہنوئی وغیرہ سے کتنا پردہ کیا جائے؟

س…… کیا قریبی رشتہ دار جو غیر محرَم ہیں، مثلاً: بہنوئی وغیرہ سے اس طرح کا پردہ کیا جاسکتا

ہے کہ نظریں نیچی رکھ لے، چہرہ کھلا رکھ لیں؟ یا گھونگھٹ میں غیرمحرَم سے گفتگو کرنا کیسا ہے؟

ج…… قریبی نامحرموں سے گھونگھٹ کیا جائے، اور بہنوئی سے بے تکلفی کی بات نہ کی جائے۔

## چہرہ چھپانا پردہ ہے، تو حج پر کیوں نہیں کیا جاتا؟

س…… چہرہ چھپانا پردہ ہے تو پھر حج کے موقع پر پردہ کیوں نہیں؟ اسی طرح ایک حدیث کا مفہوم، کم وبیش مجھے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، یہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا: میں شادی کر رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: جاکر اسے دیکھ کر آؤ۔ اس طرح اس حدیث سے بھی چہرہ کھلا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ذرا اس کی بھی وضاحت فرمادیں تاکہ عقلی تشنگی بھی دُور ہوسکے۔

ج…… اِحرام میں عورت کو چہرہ ڈھکنا جائز نہیں، پردے کا پھر بھی حکم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، نامحرموں کی نظر چہرے پر نہ پڑنے دے۔ جس عورت سے نکاح کرنا ہو، اس کو ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت ہے، لیکن ان دونوں باتوں سے یہ نتیجہ نکال لینا غلط ہے کہ اسلام میں چہرے کا پردہ ہی نہیں۔

## پردے کے لئے موٹی چادر بہتر ہے یا مروّجہ برقع؟

س…… پردے کے لئے موٹی چادر بہتر ہے یا آج کل کا برقع یا گول ٹوپی والے پُرانے برقعے؟

ج…… اصل یہ ہے کہ عورت کا پورا بدن مع چہرے کے ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے، اس کے لئے بڑی چادر جس سے سر سے پاؤں تک بدن ڈھک جائے کافی ہے، مگر چادر کا سنبھالنا عورت کے لئے مشکل ہوتا ہے، اس لئے شرفاء نے چادر کو برقع کی شکل دی، پُرانے زمانے میں ٹوپی والے برقعے کا رواج تھا، اب نقاب والے برقع نے اس کی جگہ لے لی ہے۔

## کیا دیہات میں بھی پردہ ضروری ہے؟

س…… چونکہ ہم لوگ دیہات میں رہتے ہیں، دیہات میں پردے کا انتظام نہیں، یعنی رواج نہیں۔ زیادہ کھیتی باڑی کا کام ہے اس لئے عورتوں کو مردوں کے ساتھ ساتھ کام کرنا

ہوتا ہے اور گھر کا کام بھی۔ پانی بھرنا اور استعمال کی چیزیں بھی عورتیں ہی خریدتی ہیں اور یہ تو عرصہ دراز سے کام چل رہا ہے اور عورتیں صرف دوپٹہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے ذرا وضاحت سے تحریر کریں۔

ج…… پردہ ہونا تو چاہئے کہ شرعی حکم ہے، ہمارے دیہات میں اس کا رواج نہیں، تو یہ شریعت کے خلاف ہے۔

## کیا چہرے کا پردہ بھی ضروری ہے؟

س……عورتوں کے پردے کے بارے میں جواب دیا گیا کہ چہرہ کھلا رکھ سکتی ہیں، لیکن زیب وآرائش نہ کریں تاکہ کشش نہ ہو، کیا چہرے کا پردہ نہیں ہے؟

ج……شرعاً چہرے کا پردہ لازم ہے، خصوصاً جس زمانے میں دِل اور نظر دونوں ناپاک ہوں، تو ناپاک نظروں سے چہرے کی آبرو کو بچانا لازم ہے۔

## کسی کا عمل حجت نہیں، شرعی حکم حجت ہے

س……اسلام میں مسلمانوں کے لئے نامحرَم سے بات تو درکنار ایک سر کا بال تک نہیں دیکھنا چاہئے، لیکن ''جنگ'' اخبار میں اتوار ۳۰؍جولائی ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک تصویر چھپی ہے جس میں دِکھایا گیا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ کے سابق اِمام السید اسعد بیوض تمیمی سے لاہور میں ایک خاتون مصافحہ کر رہی ہے۔ اس تصویر کو لاکھوں مسلمانوں نے دیکھا ہوگا اور ہم جیسے کچی عمر کے بچے تو یہی سمجھیں گے کہ عورت سے یعنی نامحرَم عورت سے ہاتھ ملانا گناہ نہیں ہے، جبکہ یہ سابق اِمام السید اسعد بیوض تمیمی صاحب نامحرَم سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں ذرا واضح کردیں کہ یہ اِمام صاحب صحیح کر رہے ہیں جبکہ یہ سیّد بھی ہیں؟ بہت نوازش ہوگی آپ کی۔

ج……آج کل کی جدید عربی میں ''السید''، ''جناب'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو عرب ممالک کے دورے پر گئے تھے، بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا کہ عرب اخبارات ان کی خبریں ''السید نہرو'' کے نام سے چھاپتے تھے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے نامحرَم کے ساتھ ہاتھ ملانا حرام ہے، اور کسی نامحرَم کے بدن سے مس کرنا ایسا ہے جیسے خنزیر کے خون میں ہاتھوں کو ڈبودیا جائے۔ مسجدِ اقصیٰ کے سابق اِمام کا فعل خلافِ شرع ہے، اور خلافِ شرع کام خواہ کوئی بھی کرے اس کو جائز نہیں کہا جائے گا۔

## سفر میں راستہ دیکھنے کے لئے نقاب لگانا

س…… سفر میں راستہ دیکھنے کے لئے چہرہ یا آنکھیں کھلی رکھنا مجبوری ہے، کیا اس موقع پر نقاب لگائے؟

ج…… جی ہاں! نقاب استعمال کیا جائے۔

## نیکر پہن کر اکٹھے نہانا

س…… پانی کے کنویں جو بستی کے اندر ہوتے ہیں عام طور پر لوگ وہاں صرف نیکر پہن کر نہاتے ہیں، جبکہ پانی بھرنے کے لئے مرد اور خواتین، بچے سبھی آتے جاتے رہتے ہیں، ایسی صورت میں صرف نیکر پہن کر کنویں پر نہانا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… یہ طریقہ شرم و حیا کے خلاف ہے، مرد کی رانیں اور گھٹنے ستر میں شمار ہوتے ہیں، ان کو عام مجمع میں کھولنا جائز نہیں۔

## عورت اور پردہ

س…… کیا خواتین کے لئے ہاکی کھیلنا، کرکٹ کھیلنا، بال کٹوانا اور ننگے سر باہر جانا، کلبوں، سینماؤں یا ہوٹلوں اور دفتروں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا، غیر مردوں سے ہاتھ ملانا اور بے حجابانہ باتیں کرنا، خواتین کا مردوں کی مجالس میں ننگے سر میلاد میں شامل ہونا، ننگے سر اور نیم برہنہ پوشاک پہن کر نعت خوانی غیر مردوں میں کرنا، اسلامی شریعت میں جائز ہے؟ کیا علمائے کرام پر واجب نہیں کہ وہ ان بدعتوں اور غیر اسلامی کردار ادا کرنے والی خواتین کے برخلاف حکومت کو انسداد پر مجبور کریں؟

ج…… اس سوال کے جواب سے پہلے ایک غیور مسلمان خاتون کا خط بھی پڑھ لیجئے، جو

ہمارے مخدوم حضرتِ اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی مدظلہٗ کو موصول ہوا، وہ لکھتی ہیں:

''لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوکر پختہ ہوگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان پردے کے خلاف ہے، یہ خیال اس کوٹ کی وجہ سے ہوا ہے جو حکومت کی طرف سے حج کے موقع پر خواتین کے لئے پہننا ضروری قرار دے دیا گیا ہے، یہ ایک زبردست غلطی ہے، اگر پہچان کے لئے ضروری تھا تو نیلا برقع پہننے کو کہا جاتا۔

حج کی جو کتاب رہنمائی کے لئے حجاج کو دی جاتی ہے اس میں تصویر کے ذریعے مرد، عورت کو اِحرام کی حالت میں دِکھایا گیا ہے، اوّل تو تصویر ہی غیراسلامی فعل ہے، دُوسرے عورت کی تصویر کے نیچے ایک جملہ لکھ کر ایک طرح سے پردے کی فرضیت سے انکار ہی کردیا، وہ تکلیف دہ جملہ یہ ہے کہ: ''اگر پردہ کرنا ہو تو منہ پر کوئی آڑ رکھیں تاکہ منہ پر کپڑا نہ لگے'' یہ تو دُرست مسئلہ ہے، لیکن ''اگر پردہ کرنا ہو'' کیوں لکھا گیا؟ پردہ تو فرض ہے؟ پھر کسی کی پسند یا ناپسند کا کیا سوال؟ بلکہ پردہ پہلے فرض ہے حج بعد کو۔ کھلے چہرے ان کی تصویروں کے ذریعے اخبارات میں نمائش، ٹی وی پر نمائش، یہ سب پردے کے اَحکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ فلم کے پردے پر اسلام اور اسلامی شعائر کی اس قدر توہین واستہزاء ہو رہا ہے اور علمائے کرام اسلام تماشائی بنے بیٹھے ہیں، سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور بدی کے خلاف، بدی کو مٹانے کے لئے اللہ کے اَحکام سنا سنا کر پیروی کروانے کا فریضہ ادا نہیں کرتے، خدا کے فضل و کرم سے پاکستان اور تمام مسلم ممالک میں علماء کی تعداد اتنی ہے کہ ملت کی اصلاح کے لئے کوئی دِقت پیش نہیں آسکتی، جب کوئی بُرائی پیدا ہو اس کو پیدا ہوتے ہی کچلنا چاہئے، جب جڑ پکڑ جاتی ہے تو مصیبت بن جاتی

ہے۔ علماء ہی کا فرض ہے کہ ملت کو بُرائیوں سے بچائیں، اپنے گھروں کو علماء رائج الوقت بُرائیوں سے بچائیں، اپنی ذات کو بُرائیوں سے دُور رکھیں تاکہ اچھا اثر ہو۔

تعلیمی ادارے جہاں قوم بنتی ہے غیراسلامی لباس اور غیرزبان میں ابتدائی تعلیم کی وجہ سے قوم کے لئے سودمند ہونے کے بجائے نقصان کا باعث ہیں۔ معلّم اور معلّمات کو اسلامی عقائد اور طریقے اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے، طالبات کے لئے چادر ضروری قرار دی گئی، لیکن گلے میں پڑی ہے، چادر کا مقصد جب ہی پورا ہوسکتا ہے جب معمر خواتین باپردہ ہوں، بچیوں کے ننھے ذہن چادر کو بارِ تصوّر کرتے ہیں، جب وہ دیکھتی ہیں معلّمہ اور اس کی اپنی ماں گلی بازاروں میں سربرہنہ، نیم عریاں لباس میں ہیں تو چادر کا بوجھ کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگتا ہے۔ بے پردگی ذہنوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، ضرورت ہے کہ پردے کی فرضیت واضح کی جائے، اور بڑے لفظوں میں پوسٹر چھپوا کر تقسیم بھی کئے جائیں، اور مساجد، طبّی ادارے، تعلیمی ادارے، مارکیٹ جہاں خواتین ایک وقت میں زیادہ تعداد میں شریک ہوتی ہیں، شادی ہال وغیرہ وہاں پردے کے اَحکام اور پردے کی فرضیت بتائی جائے۔ بے پردگی پر وہی گناہ ہوگا جو کسی فرض کو ترک کرنے پر ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، ہمارے معاشرے میں ننانوے فیصد بُرائیاں بے پردگی کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، اور جب تک بے پردگی ہے بُرائیاں بھی رہیں گی۔

راجہ ظفرالحق صاحب مبارک ہستی ہیں، اللہ پاک ان کو مخالفتوں کے سیلاب میں ثابت قدم رکھیں، آمین! ٹی وی سے فحش


فہرست

اشتہار ہٹائے تو شور برپا ہوگیا، ہاکی ٹیم کا دورہ منسوخ ہونے سے ہمارے صحافی اور کالم نویس رنجیدہ ہوگئے ہیں۔

جو اخبار ہاتھ لگے، دیکھئے، جلوۂ رقص ونغمہ، حسن وجمال، رُوح کی غذا کہہ کر موسیقی کی وکالت! کوئی نام نہاد عالم ٹائی اور سوٹ کو بین الاقوامی لباس ثابت کرکے اپنی شناخت کو بھی مٹارہے ہیں، ننھے ننھے بچے ٹائی کا وبال گلے میں ڈالے اسکول جاتے ہیں، کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہیں جہاں غیروں کی نقل نہ ہو۔

راجہ صاحب کو ایک قابلِ قدر ہستی کی مخالفت کا بھی سامنا ہے، اس معزّز ہستی کو اگر پردے کی فرضیت اور افادیت سمجھائی جائے تو اِن شاء اللہ مخالفت، موافقت کا رُخ اختیار کرلے گی۔ عورت سرکاری محکموں میں کوئی تعمیری کام اگر اسلام کے اَحکام کی مخالفت کرکے بھی کر رہی ہے تو وہ کام ہمارے مرد بھی انجام دے سکتے ہیں بلکہ سرکار کے سرکاری محکموں میں تقرّر مرد طبقے کے لئے تباہ کن ہے، مرد طبقہ بے کاری کی وجہ سے یا تو جرائم کا سہارا لے رہا ہے یا ناجائز طریقے اختیار کرکے غیرممالک میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔''

بدقسمتی سے دورِ جدید میں عورتوں کی عریانی و بے حجابی کا جو سیلاب برپا ہے، وہ تمام اہلِ فکر کے لئے پریشانی کا موجب ہے، مغرب اس لعنت کا خمیازہ بھگت رہا ہے، وہاں عائلی نظام تلپٹ ہوچکا ہے، شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا لفظ اس کی لغت سے خارج ہوچکا ہے۔ اور حدیثِ پاک میں آخری زمانے میں انسانیت کی جس آخری پستی کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ: ''وہ چوپایوں اور گدھوں کی طرح سرِ بازار شہوت رانی کریں گے'' اس کے مناظر بھی وہاں سامنے آنے لگے ہیں۔ اِبلیسِ مغرب نے صنفِ نازک کو خاتونِ خانہ کے بجائے شمعِ محفل بنانے کے لئے ''آزادیٔ نسواں'' کا خوبصورت نعرہ بلند کیا۔ ناقصات العقل والدّین کو سمجھایا گیا کہ پردہ ان کی ترقی میں حارج ہے، انہیں گھر کی

چاردیواری سے نکل کر زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے۔ اس کے لئے تنظیمیں بنائی گئیں، تحریکیں چلائی گئیں، مضامین لکھے گئے، کتابیں لکھی گئیں، اور پردہ جو صنفِ نازک کی شرم و حیا کا نشان، اس کی عفت و آبرو کا محافظ، اور اس کی فطرت کا تقاضا تھا، اس پر ''رجعت پسندی'' کے آوازے کسے گئے، اس مکروہ ترین اِبلیسی پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حوّا کی بیٹیاں اِبلیس کے دامِ تزویر میں آگئیں، ان کے چہرے سے نقاب نوچ لی گئی، سر سے دوپٹہ چھین لیا گیا، آنکھوں سے شرم و حیا لوٹ لی گئی، اور اسے بے حجاب و عریاں کرکے تعلیم گاہوں، دفتروں، اسمبلیوں، کلبوں، سڑکوں، بازاروں اور کھیل کے میدانوں میں گھسیٹ لیا گیا، اس مظلوم مخلوق کا سب کچھ لٹ چکا ہے، لیکن اِبلیس کا جذبۂ عریانی و شہوانی ہنوز تشنہ ہے۔

مغرب، مذہب سے آزاد تھا، اس لئے وہاں عورت کو اس کی فطرت سے بغاوت پر آمادہ کرکے مادر پدر آزادی دِلا دینا آسان تھا، لیکن مشرق میں اِبلیس کو دُہری مشکل کا سامنا تھا، ایک عورت کو اس کی فطرت سے لڑائی لڑنے پر آمادہ کرنا، اور دُوسرے تعلیماتِ نبوّت، جو مسلم معاشرے کے رگ و ریشہ میں صدیوں سے سرایت کی ہوئی تھیں، عورت اور پورے معاشرے کو ان سے بغاوت پر آمادہ کرنا۔

ہماری بدقسمتی، مسلم ممالک کی نکیل ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو ''ایمان بالمغرب'' میں اہلِ مغرب سے بھی دو قدم آگے تھے، جن کی تعلیم و تربیت اور نشو و نما خالص مغربیت کے ماحول میں ہوئی تھی، جن کے نزدیک دِین و مذہب کی پابندی ایک لغو اور لایعنی چیز تھی اور جنھیں نہ خدا سے شرم تھی، نہ مخلوق سے۔ یہ لوگ مشرقی روایات سے کٹ کر مغرب کی راہ پر گامزن ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے اپنی بہو، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں اور بیویوں کو پردۂ عفت سے نکال کر آوارہ نظروں کے لئے وقفِ عام کیا، ان کی دُنیوی وجاہت و اقبال مندی کو دیکھ کر متوسط طبقے کی نظریں للچائیں، اور رفتہ رفتہ تعلیم، ملازمت اور ترقی کے بہانے وہ تمام اِبلیسی مناظر سامنے آنے لگے جن کا تماشا مغرب میں دیکھا جاچکا تھا۔ عریانی و بے حجابی کا ایک سیلاب ہے، جو لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا ہے، جس میں اسلامی تہذیب و


فہرست

تمدن کے محلات ڈُوب رہے ہیں، انسانی عظمت وشرافت اور نسوانی عفت وحیا کے پہاڑ بہہ رہے ہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سیلاب کہاں جاکر تھمے گا اور انسان، انسانیت کی طرف کب پلٹے گا؟ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ جب تک خدا کا خفیہ ہاتھ قائدینِ شر کے وجود سے اس زمین کو پاک نہیں کردیتا، اس کے تھمنے کا کوئی امکان نہیں: "رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا. اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا!"

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے، عورت کا وجود فطرۃً سراپا ستر ہے اور پردہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔

حدیث میں ہے:

"المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان."

(مشکوٰۃ ص:۲۶۹ بروایت ترمذی)

ترجمہ:...... "عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔"

اِمام ابونعیم اصفہانیؒ نے حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما خير للنساء؟ - فلم ندر ما نقول - فجاء على رضى الله عنه الٰى فاطمة رضى الله عنها فاخبرها بذٰلك، فقالت: فهلا قلت له خيرٌ لهنّ ان لا يرين الرجال ولا يرونهنّ. فرجع فأخبره بذٰلك، فقال له: من علّمك هٰذا؟ قال: فاطمة! قال: انها بضعة منّى.

سعيد بن المسيّب عن علىّ رضى الله عنه انّه قال لفاطمة: ما خير للنساء؟ قالت: لا يرين الرجال ولا يرونهنّ، فذكر ذٰلك للنبى صلى الله عليه وسلم فقال: انما فاطمة بضعة منى." (حلیۃ الاولیاء ج:۲ ص:۴۰، ۴۱)

ترجمہ:...... ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: بتاؤ! عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان کو کوئی دیکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا: فاطمہؓ نے! فرمایا: فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے ناں۔

سعید بن مسیّبؒ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ فرمانے لگیں: یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو فرمایا: واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اِمام ہیثمیؒ نے ”مجمع الزوائد“ (ج:۹ ص:۲۰۲) میں بھی مسندِ بزار کے حوالے سے نقل کی ہے۔

موجودہ دور کی عریانی اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرّج ہے، جس سے قرآنِ کریم نے منع فرمایا ہے، اور چونکہ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے، اس لئے ان تمام عورتوں کے لئے بھی جو بے حجابانہ نکلتی ہیں اور ان مردوں کے لئے بھی جن کی ناپاک نظریں ان کا تعاقب کرتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لعن الله الناظر والمنظور الیه."

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ کی لعنت دیکھنے والے پر بھی اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔"

عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا، شرفِ نسوانیت کے منافی ہے، اور اگر انہیں گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت پیش ہی آئے تو حکم ہے کہ ان کا پورا بدن مستور ہو۔

## مرد کا ننگے سر پھرنا انسانی مروّت و شرافت کے خلاف ہے اور عورت کے لئے گناہِ کبیرہ ہے

س...... میرے ذہن میں بچپن ہی سے ایک سوال ہے کہ اسلام میں ننگے سر، سرِعام پھرنا جائز ہے؟ میں دس سال کا بچہ ہوں اور مجھے لکھنا بھی صحیح نہیں آتا، مہربانی فرما کر غلطیاں نکال دیں۔ میرے خط کا جواب ضرور دیں، شکریہ۔

ج...... تمہارے خط کی غلطیاں تو ہم نے ٹھیک کرلیں، مگر تمہارا سوال اتنا اہم ہے کہ کسی طرح یقین نہیں آتا کہ یہ سوال دس سال کے بچے کا ہوسکتا ہے۔

لو! اب جواب سنو! اسلام بلند اخلاق و کردار کی تعلیم دیتا ہے اور گھٹیا اخلاق و معاشرت سے منع کرتا ہے، ننگے سر بازاروں اور گلیوں میں نکلنا اسلام کی نظر میں ایک ایسا عیب ہے جو اِنسانی مروّت و شرافت کے خلاف ہے، اس لئے حضراتِ فقہائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ اسلامی عدالت ایسے شخص کی شہادت قبول نہیں کرے گی۔ مسلمانوں میں ننگے سر پھرنے کا رواج انگریزی تہذیب و معاشرت کی نقالی سے پیدا ہوا ہے، ورنہ اسلامی معاشرت میں ننگے سر پھرنے کو عیب تصوّر کیا جاتا ہے، اور یہ حکم مردوں کا ہے۔ جبکہ عورتوں کا برہنہ سر، کھلے بندوں پھرنا اور کھلے بندوں بازاروں میں نکلنا صرف عیب ہی نہیں بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔

## نابالغ بچی کو پیار کرنا

س...... ایک بچی جو تیسری کلاس میں پڑھتی ہے میں اس کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں، وہ بچی


فہرست

میرے کو بہت اچھی لگتی ہے، کبھی کبھی میں اس سے پیار بھی کرلیتا ہوں، لیکن پھر خوفِ خدا سے دِل کانپ کر رہ جاتا ہے، پھر سوچتا ہوں یہ تو بچی ہے۔ آپ سے اِلتماس ہے کہ اتنی چھوٹی بچی سے پیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج… اگر دِل میں غلط خیال آئے تو اس سے پیار کرنا جائز نہیں، بلکہ ایسی صورت میں اس کو پڑھانا بھی جائز نہیں۔

## ٹی وی کے تفہیمِ دِین پروگرام میں عورت کا غیرمحرَم مرد کے سامنے بیٹھنا

س… ٹیلی ویژن کے پروگرام تفہیمِ دِین میں خواتین شرکاء بھی ہوتی ہیں جو اسلامی سوالات کے جواب دیتی ہیں، لیکن خود ایک غیرمحرَم مرد کے سامنے منہ کھولے بیٹھی ہوتی ہیں۔ کیا یہ اسلام میں منع نہیں ہے؟

ج… اسلام میں تو منع ہے، لیکن شاید ٹیلی ویژن کا اسلام کچھ مختلف ہوگا۔

## کیا غیرمسلم عورت سے پردہ کرنا چاہئے؟

س… ایک غیرمسلم نوکرانی جو گھر میں کام کرتی ہے، مسلمان عورت کو اس سے کیا پردہ کرنا چاہئے؟ کیونکہ اسلام کی رُو سے غیرمسلم عورت مرد کے حکم میں آتی ہے۔ قرآن میں عورتوں کو پردے کے بارے میں یہ الفاظ بھی ہیں: جو انہی کی طرح کی عورتیں ہوں ان سے پردہ نہیں کرنا چاہئے، ''انہیں کی قسم کی عورتوں'' کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ پردہ دار ہوں یا مسلمان عورتیں ہوں؟

ج… ان کا حکم نامحرَم مردوں کا ہے، ان کے سامنے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھول سکتی ہیں، باقی پورا وجود ڈھکا رہنا چاہئے۔

## عورتوں کا نیوی میں بھرتی ہونا شرعاً کیسا ہے؟

س… پچھلے جمعہ کے روزنامہ ''جنگ'' میں ایک اشتہار شائع ہوا، جو پاکستان نیوی (بحریہ) میں عورتوں کی بھرتی کے بارے میں تھا۔ لکھا ہے کہ پاکستان نیوی میں خواتین سیلرز وردی پہن کر ڈیوٹی مثلاً: کلرک وغیرہ بھرتی کرنا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں اور بالخصوص


فہرست

پاکستان میں جہاں اسلامی نظام رائج کرنے کی کوششیں جاری ہیں، عورتوں کا بھرتی کرنا یا کام کرنا جائز ہے؟ دُوسری بات یہ ہے کہ یہ خواتین وردی پہنیں گی، آپ کو علم ہوگا کہ وردی پہننے سے (جو تنگ لباس ہوتا ہے) عورت کے لئے بے پردگی ہوگی، بالخصوص عورت کی قمیص تنگ ہوگی، اس کے اعضائے زینت دُور سے نظر آئیں گے، کیا یہ ناجائز نہیں؟

ج…… کیا اس کا ناجائز ہونا بھی کوئی ڈھکی چھپی بات ہے؟ عورتیں اسپتالوں میں نرسنگ کر رہی ہیں، جہازوں میں میزبانی کے فرائض انجام دے رہی ہیں وغیرہ وغیرہ، یہ سب کچھ جائز ہی سمجھ کر کیا جارہا ہے۔

## بالغ لڑکی کو پردہ کرانا، ماں باپ کی ذمہ داری ہے

س…… شرعی رُو سے لڑکی کو پردہ کرانا کس کے ذمہ ہے، ماں کے یا باپ کے؟

ج…… بچی کو جب وہ بالغ ہوجائے پردہ کرانا ماں باپ کی ذمہ داری ہے، اور خود بھی اس پر فرض ہے۔

## عورتوں کو گھر میں ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے؟

س…… کیا عورتیں گھر میں ننگے سر بیٹھ سکتی ہیں؟

ج…… کوئی غیرمحرَم نہ ہو تو عورت گھر میں سر ننگا کرسکتی ہے۔

## کیا بیوی کو نیم عریاں لباس سے منع کرنا اس کی دِل شکنی ہے؟

س…… اگر بیوی نیم عریاں لباس پہنے مثلاً: ساڑھی وغیرہ جس میں اس کا پیٹ ناف تک کھلا ہوتا ہے، تو اس کا شوہر اس کو منع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ڈانٹ کر منع کردیتا ہے، اس پر بیوی روتی ہے، تو کیا یہ دِل شکنی ہوگی اور یہ گناہ ہوگا یا نہیں؟

ج…… بیوی اگر گناہ میں مبتلا ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ ہرممکن طریقے سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اگر ڈانٹنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو یہ بھی کرے۔ اگر ایمان شکنی ہوتی ہوئی دیکھے تو دِل شکنی کی پروا نہ کرے۔

## فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو بھائی بہن گلے مل سکتے ہیں

س...... بھائی بہن ایک دُوسرے کے گلے لگ کر مل سکتے ہیں؟

ج...... فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹھیک ہے۔

## عورت کی آواز بھی شرعاً ستر ہے

س...... بعض برادریوں میں شادی بیاہ کے موقع پر خصوصاً عورتوں کی مجالس ہوتی ہیں، جن میں عورتیں جمع ہوتی ہیں اور لاؤڈ اسپیکر پر ایک عورت وعظ و نصیحت کرتی ہے، خوش الحانی سے نعتیں پڑھی جاتی ہیں، غیر مرد سنتے ہیں اور خوش الحانی سے پڑھی گئی نعتوں میں لذّت لیتے ہیں۔ یہ مجالس آیا ناجائز ہیں یا جائز؟ اگر غیر مرد اس میں دِلچسپی لیں تو اس کا گناہ منتظمین پر ہوتا ہے یا نہیں؟ اس مقصد کے لئے صحیح لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

ج...... عورت کی آواز شرعاً ستر ہے اور غیر مردوں کو اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں، خصوصاً جبکہ موجبِ فتنہ ہو۔ جلسے کے منتظمین، یہ گانے والیاں اور سننے والے سبھی گناہگار ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اور بددُعا کے مستحق ہیں۔

س...... شریعت میں عورت کی آواز کو بھی ستر قرار دیا گیا ہے، لیکن بازار جانے کی صورت میں خواتین اس کی پابند نہیں رہ سکتیں، ویسے بھی اللہ کے نزدیک بازار سب سے ناپسندیدہ جگہ ہے۔ اکثر خواتین کو ہمارے مرد بھائیوں نے بازار جانے پر خود مجبور کر رکھا ہے، کیا بحالتِ شدید مجبوری ایک پردہ دار خاتون اشیائے ضرورت کی خریداری کرسکتی ہے؟ اور ایسا کرنے پر وہ گناہ کی تو مرتکب نہ ہوگی؟

ج...... اصل تو یہی ہے کہ عورت بازار نہ جائے، لیکن اگر ضرورت ہو تو پردے کی پابندی کے ساتھ خرید و فروخت کرسکتی ہے، مگر نامحرَم کے سامنے آواز میں لچک پیدا نہ ہو۔

## غیر محرَم عورت کی میّت دیکھنا اور اس کی تصویر کھینچنا جائز نہیں

س...... کیا مری ہوئی عورت کا چہرہ عام آدمی کو دِکھانا، تصویر کھینچنا جائز ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔



فہرست

ج……غیرمحرَم کو دیکھنا جائز نہیں، اور تصویر لینا بھی جائز نہیں۔

## لیڈی ڈاکٹر سے بچے کا ختنہ کروانا

س…… ہمارے ہاں میٹرنٹی ہوم میں لڑکے کا ختنہ لیڈی ڈاکٹر کرتی ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی اہمیت اور اس کے جائز و ناجائز ہونے کا تعین کریں کیونکہ بعض لوگ اس کو غلط اور مکروہ کہتے ہیں۔

ج……شرعاً کوئی حرج نہیں۔

## خالہ زاد یا چچازاد بھائی سے ہاتھ ملانا اور اس کے سینے پر سر رکھنا

س……اسلام کے نزدیک خالہ زاد، چچازاد وغیرہ جیسے رشتوں میں کس قسم کا تعلق جائز ہے؟ فرض کریں نسرین اور اکبر آپس میں خالہ زاد ہیں اور آپس میں بالکل بہن بھائیوں کی طرح پیار کرتے ہیں، تو کیا یہ دونوں بالکل سگے بہن بھائیوں کی طرح مل سکتے ہیں؟ اکبر جب نسرین کے گھر جاتا ہے تو اس سے مصافحہ کرسکتا ہے اور نسرین اکبر کے سینے پر سر رکھ کر اسے رُخصت یا خوش آمدید کہہ سکتی ہے یا صرف اکبر کا نسرین کے سر پر ہاتھ رکھنا ہی کافی ہے؟

ج……خالہ زاد اور چچازاد بھائیوں کا حکم نامحرَم اجنبی مردوں کا ہے، جن اُمور کا خط میں ذکر ہے یہ ناجائز ہیں۔

## سگی چچی جس سے نکاح جائز ہو اس سے پردہ ضروری ہے

س……سگی چچی سے پردے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج……سگی چچی بیوہ یا مطلقہ سے شرعاً نکاح جائز ہے تو پردہ بھی لازم ہے۔

## بغرضِ علاج اعضائے مستورہ کو دیکھنا اور چھونا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میں ایم بی بی ایس (ڈاکٹر) کا طالبِ علم ہوں، جسمِ انسانی کی اصلاح ہماری تعلیم و تربیت کا موضوع ہے، تربیت کے زمانے میں ہمیں جسمِ انسانی کے تمام اعضاء کی ساخت سمجھائی جاتی ہے اور تمام اعضائے انسانی میں پیدا ہونے والی بیماریوں کے علاج کی تدابیر پڑھائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات بغرضِ علاج اور زیرِ تربیت ڈاکٹروں کو بغرضِ تربیت مرد و

عورت کے مستور حصوں کو دیکھنا پڑتا ہے، مجھے اِشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے لئے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بالخصوص عورت (مریضہ) کے مستور اعضاء کو دیکھنا یا ہاتھ لگانا مثلاً عملِ زچگی میں پیش آنے والی بیماریوں کا بغرضِ علاج دیکھنا اور زیرِ تربیت ڈاکٹروں کا بغرضِ تربیت اس عمل کو دیکھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ عمل صرف شدید ضرورت کے وقت بغرضِ علاج اور بغرضِ تربیت کیا جاتا ہے اور کالج کے قواعد اور نصاب کے مطابق تمام زیرِ تربیت ڈاکٹروں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ صورتِ مسئولہ کے پیشِ نظر آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ کسی زیرِ تربیت ڈاکٹر (مرد) کے لئے بغرض تربیت کسی مریضہ کے اندامِ نہانی اور عملِ زچگی کو دیکھنا تاکہ زیرِ تربیت ڈاکٹر آئندہ بوقتِ ضرورت کسی ایسی عورت (مریضہ) کا علاج یا آپریشن کرسکے جائز ہے یا نہیں؟

ج...... 

"وفی شرح التنویر: ومداواتها، ینظر الطبیب الیٰ موضع مرضها بقدر الضرورة. اذا لضرورات تتقدر بقدرها. وکذا نظر قابلة وختان. وینبغی ان یعلم امرأة تداویها لأن نظر الجنس الی الجنس اخف. وفی الشامیة: قال فی الجوهرة: اذا کان المرض فی سائر بدنها غیر الفرج یجوز النظر الیه عند الدوا لأنه موضع ضرورة. وان کان فی موضع الفرج فینبغی ان یعلم امرأة تداویها، فان لم توجد وخافوا علیها ان تهلک او یصیبها وجع لا تحتمله، یستروا منها کل شئ الا موضع العلة ثم یداویها الرجل ویغض بصره ما استطاع الا عن موضع الجرح .... الخ. فتأمل والظاهر ان ینبغی هنا للوجوب. (رَدّالمحتار ج:٦ ص:٧١)

ترجمہ:......"اور شرح تنویر میں عورت کے علاج کے سلسلے


فہرست

میں ہے کہ: بقدرِ ضرورت مرد طبیب عورت کی مرض والی جگہ کو دیکھ سکتا ہے کیونکہ ضرورت کو مقدارِ ضرورت میں محدود رکھا جاتا ہے۔ دائی جنائی اور ختنہ کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ بقدرِ ضرورت دیکھ سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ عورت کو عورت کے علاج کا طریقہ سکھایا جائے کیونکہ عورت کا عورت کے حصۂ مستور کو دیکھنا بہرحال اَخف ہے۔ شامیہ میں جوہرہ کے حوالے سے ہے کہ: جب شرم گاہ کے علاوہ عورت کے کسی حصۂ بدن میں مرض ہو تو مرد طبیب بغرضِ علاج بقدرِ ضرورت مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اگر شرم گاہ میں بیماری ہو تو کسی خاتون کو اس کا طریقۂ علاج سمجھا دے، اگر ایسی کوئی عورت نہ ملے یا اس مریضہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو، یا ایسی تکلیف کا اندیشہ ہو کہ جس کا وہ تحمل نہ کرسکے گی تو ایسی صورت میں مرد طبیب پورا بدن ڈھانپ کر بیماری والی جگہ کا علاج کرسکتا ہے، مگر باقی بدن کو نہ دیکھے، حتی الوسع غضِ بصر کرے۔''

ان روایات سے مندرجہ ذیل اُمور مستفاد ہوئے:

۱:...... طبیب کے لئے عورت کا علاج ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

۲:...... اگر کوئی معالج عورت مل سکے تو اس سے علاج کرانا ضروری ہے۔

۳:...... اگر کوئی عورت نہ مل سکے، تو مرد کو چاہئے کہ اعضائے مستورہ خصوصاً شرم گاہ کا علاج کسی عورت کو بتادے، خود علاج نہ کرے۔

۴:...... اگر کسی عورت کو بتانا بھی ممکن نہ ہو، اور مریضہ عورت کی ہلاکت یا ناقابلِ برداشت تکلیف کا اندیشہ ہو تو لازم ہے کہ تکلیف کی جگہ کے علاوہ تمام بدن ڈھک دیا جائے، اور معالج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو زخم کی جگہ کے علاوہ باقی بدن سے غضِ بصر کرے۔

بچہ جنائی کا کام خاص عورتوں کا ہے، اگر معاملہ عورتوں کے قابو سے باہر ہو (مثلاً: آپریشن کی ضرورت ہو اور آپریشن کرنے والی کوئی لیڈی ڈاکٹر بھی موجود نہ ہو) تو شرائطِ



فہرست

مندرجہ بالا کے ساتھ مرد علاج کرسکتا ہے۔ ہمارے یہاں تہذیبِ جدید کے تسلط اور تدین کی کمی کی وجہ سے ان اُمور کی رعایت نہیں کی جاتی اور بلاتکلف نوجوانوں کو زچگی کا عمل ہسپتالوں میں دِکھایا جاتا ہے جو شرعاً وعقلاً قبیح ہے۔ اگر طالبِ علم کو اس پر مجبور کیا جائے تو اس کے سوا کیا مشورہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو قلب ونظر کو بچائے اور اِستغفار کرتا رہے، واللہ اعلم!

## کیا ۴۵، ۵۰ سال عمر کی عورت کو ایسے لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جو اس کے سامنے جوان ہوا ہو؟

س…… کیا ۴۵، ۵۰ سال کی عمر کی عورت پر نامحرَم سے پردہ نہ کرنا صحیح ہے؟ وہ اس لئے کہ ایک عورت ۲۵ سال کی ہے، اس کے محلّہ میں کسی کے ولادت ہوئی ہے، آج اس عورت کی عمر پچاس سال ہے، جبکہ اس کے سامنے ہونے والا بچہ آج جوان ہے، اور وہ اس لئے پردہ نہیں کرتی کہ اس کے سامنے پلا اور جوان ہوا، یہ میرا بیٹا اور میں اس کی ماں کے برابر ہوں۔

ج…… قرآنِ کریم کی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو بڑی بوڑھی نکاح کی میعاد سے گزر گئی ہو وہ اگر غیرمحرَم کے سامنے چہرہ کھول دے، بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن پردہ اس کے لئے بھی بہتر ہے۔ اور یہ بات محض فضول ہے کہ: ”یہ بچہ تو میرے سامنے پل کر جوان ہوا ہے، اس لئے اس سے پردہ نہیں۔“

## برقع کے لئے ہر رنگ کا کپڑا جائز ہے

س…… کس قسم کے رنگ کا کپڑا شریعتِ مطہرہ میں برقع کے لئے استعمال کرنا چاہئے؟

ج…… ہر قسم کے رنگین کپڑے کا برقع استعمال کرسکتی ہے، اصل چیز ڈھانپنا ہے۔

## بے پردگی اور غیراسلامی طرزِ زندگی پر قہرِ الٰہی کا اندیشہ

س…… میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دِلانا چاہتا ہوں، اُمید ہے کہ آپ بغیر کسی رُورعایت کے جواب سے مستفیض فرمائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے، قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”لوگو! تم پر رمضان کے روزے

فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلی اُمتوں پر، تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاوٴ‘‘ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کے دور میں مرد اور خواتین ایک دُوسرے سے آزادانہ طور پر ملتے ہیں، خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ہر شعبہٴ زندگی میں کام کر رہی ہیں۔ آج کی عورت بے پردہ ہوکر، بناوٴ سنگھار کے ساتھ بازاروں، گلی کوچوں اور بس اِسٹاپوں غرض کہ ہر جگہ پر اِٹھلاتی نظر آتی ہے، اس بے پردہ عورت کا لباس نیم برہنگی کا احساس دِلاتا ہے اور نیک طینت مرد کی نظریں شرم سے جھک جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’عورتیں اپنی زینت نہ دِکھاتی پھریں‘‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت غیرمرد کے سامنے نہ آئے، ہاں! پردے میں رہ کر اپنی ضروری حاجتوں کو پورا کرسکتی ہے، آپ کہیں گے کہ مرد غیرعورت کو دیکھتے ہی کیوں ہیں؟ اور یہی سوال ہر بے پردہ عورت بھی کرتی ہے، میرا استدلال یہ ہے کہ کیا عورت کو غیرمرد کا دیکھنا جائز ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی کے سامنے آگئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! یہ نابینا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو! اس طرح آپ صلی اللہ علیہ سلم نے حضرت عائشہؓ کو تنبیہ فرمائی اور قیامت تک آنے والی خواتین کے لئے ہدایت۔ اب آپ بتایئے کہ آج کے دور میں کوئی مرد یا عورت روزہ رکھ کر متقی اور پرہیزگار بن سکتا ہے جبکہ ہر طرف بنی سنوری عورتیں گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں؟ اور اس پر عورتوں کی یہ ہٹ دھرمی کہ مرد ہمیں دیکھتے ہی کیوں ہیں؟ مرد کہاں کہاں نظریں نیچی کریں گے، عورت سایے کی طرح ہر جگہ ساتھ ساتھ ہے، کیا عورت برقع یا چادر اوڑھ کر ضروری کام نہیں کرسکتی؟ کیا وہ بغیر دوپٹہ کے ٹرانسپیرنٹ لباس پہن کر دُنیا کے کام انجام دے سکتی ہے؟ یہ بنیادی اَحکامات عورت نے پسِ پشت ڈال دیئے اور روزہ رکھنے لگی، جس میں طہارت، تقویٰ اور پرہیزگاری بنیادی جز ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس سلسلے میں صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

ج…… آپ نے ہمارے عریاں معاشرے کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس پر سوائے



فہرست

اظہارِ افسوس اور اِنَّا لِلہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے کے میں کیا تدبیر عرض کرسکتا ہوں؟ شرم و حیا عورت کی زینت ہے، اور پردہ اس کی عزّت و عصمت کا نگہبان! سب سے اوّل تو خود ہماری خواتین کو اپنا مقام پہچاننا چاہئے تھا، ان عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو بناؤ سنگھار کرکے بےمحابا بازاروں میں نکلتی ہیں۔ کیا کوئی عورت جس کے دِل میں ذرّہ ایمان موجود ہو وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت لینے کے لئے تیار ہوسکتی ہے؟

دُوسرے:...... ان خواتین کے والدین، بھائیوں، شوہروں اور بیٹوں کا فرض ہے کہ جو چیز اسلامی غیرت کے خلاف ہے اسے برداشت نہ کریں، بلکہ اس کی اصلاح کے لئے فکرمند ہوں، حیا اور ایمان دونوں اہم ترین ہیں، جب ایک جاتا ہے تو دُوسرا بھی اسی کے ساتھ رُخصت ہوجاتا ہے۔

تیسرے:...... معاشرے کے برگزیدہ اور معزّز افراد کا فرض ہے کہ اس طغیانی کے خلاف جہاد کریں، اور اپنے اثر و رُسوخ کی پوری طاقت کے ساتھ معاشرے کو اس گندگی سے نکالنے کی فکر کریں۔

چوتھے:...... حکومت کا فرض ہے کہ اس کے انسداد کے لئے عملی اقدامات کرے۔ اس قوم کی بدقسمتی ہے کہ ہمارا پورے کا پورا معاشرہ ملعون اور اخلاق باختہ قوموں کی غلط رَوِش پر چل نکلا ہے، وضع و قطع، نشست و برخاست اور طور و طریق سب بدکردار و بداَطوار قوموں کے اپنائے جارہے ہیں۔

اگر اس خوفناک ذِلت و گراوٹ اور شر و فساد کی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی گئی تو اندیشہ اس بات کا ہے کہ خدانخواستہ اس قوم پر قہرِ الٰہی نازل نہ ہو، نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ!

## نامحرَم جوان مرد و عورت کا ایک دُوسرے کو سلام کرنا

س...... اکثر ہمارا واسطہ تایازاد، چچازاد، ڈاکٹروں، اُستادوں اور اسی طرح کے محرَم اور نامحرَم

لوگوں سے پڑتا ہے۔ جبکہ ایک مسلمان ہونے کے ناتے یہ اچھا محسوس نہیں ہوتا کہ سلام یا ابتدائی کلمات ادا کئے بغیر بات کی جائے، عورت (بالغ ونابالغ) کیا مردوں محرَم و غیرمحرَم کو سلام کرسکتی ہے؟ اگر نہیں، تو بات کا آغاز کس طرح کرے؟

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (آپ پر میں اور میرے والدین قربان) سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی صفات بہترین ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ: کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا چاہئے خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔

ج…… نامحرَم کو سلام کرنا، جبکہ دونوں جوان ہوں، فتنے سے خالی نہیں، اس لئے سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا دونوں جائز نہیں۔

## دیور اور جیٹھ سے پردہ ضروری ہے، اس معاملے میں والدین کی بات نہ مانی جائے

س…… آج کل بہت سے جرائم دیور اور جیٹھ کی وجہ سے ہو رہے ہیں، میری نگاہ سے ایک حدیث گزری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: اگر دیور بھابھی سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو، اور اگر بھابھی اس سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو۔ میں نے جب یہ شرط اپنے گھر میں عائد کی، یعنی اپنی بیوی سے دیور اور جیٹھ کے پردے کے لئے کہا تو میرے گھر والوں نے مجھے گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی۔ دُوسری طرف یہ بھی حکم ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے دُوسری سنت کو ترک کرنا پڑ رہا ہے، اگر کہیں یہ عمل ہوتا ہے تو معاشرے کے لوگ اسے بے غیرت کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں پر شک کرتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بتایا جائے۔

ج…… عورت اپنے دیور، جیٹھ کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے، چہرے کا پردہ کرے، بے تکلفی کے ساتھ باتیں نہ کرے، ہنسی مذاق نہ کرے، بس اتنا کافی ہے۔ اس پر اپنی بیوی کو سمجھا لیجئے۔ آج کل چونکہ پردے کا رواج نہیں، اس لئے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ والدین کی بے ادبی تو


فہرست

نہ کی جائے، لیکن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات کہیں تو ان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے۔

## بے پردگی کی شرط لگانے والی یونیورسٹی میں پڑھنا

س…… ایک مسئلہ یہ ہے کہ جس کی خبر سن کر میں حیران پریشان رہ گیا، جس کا اثر ابھی تک ہے۔ وہ یہ ہے کہ جدہ میں ایک یونیورسٹی نوجوان لڑکیوں کی ہے جس کے چند اُصولوں میں ایک اُصول یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کا لباس اسکرٹ (جس کی لمبائی گھٹنے تک ہوتی ہے) ہے، جس کا پہننا ہر لڑکی کے لئے ضروری ہے۔ دُوسرا اُصول یہ ہے کہ اس یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی دوپٹہ پہننا ممنوع، بلکہ سخت جرم ہے۔ اگرچہ راستے میں اور اس یونیورسٹی تک برقع کی حالت میں آنا لازمی ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس یونیورسٹی میں پڑھانا لڑکیوں کو کیسا ہے کیونکہ میری بھابھی وہاں پڑھتی ہے؟ براہ مہربانی تفصیل سے جواب دیں کہ وہاں لڑکیوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ اور اسی طرح عورت کے لئے بغیر دوپٹہ کے گھر کی چاردیواری میں پڑھنا کیسا ہے؟ جس کی وجہ سے سینہ بھی ظاہر ہو۔

ج…… اگر وہاں کسی غیرمرد کا سامنا نہیں ہوتا بلکہ یونیورسٹی کا عملہ عورتوں ہی پر مشتمل ہے، تو مسلمان عورتوں کے سامنے عورت کا سر کھولنا جائز ہے، اور اگر وہاں مرد لوگ بھی ہوتے ہیں تو ان کے سامنے سر اور چہرہ کا ڈھکنا فرض ہے، اور مردوں کے سامنے کھولنا حرام ہے۔ ایسی صورت میں اس یونیورسٹی میں پڑھنا ہی جائز نہیں۔

## شادی سے قبل لڑکی کو دیکھنا اور اس سے باتیں کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… کیا اسلام میں اس بات کی اجازت ہے کہ لڑکا شادی سے پہلے لڑکی کو دیکھے اور لڑکی لڑکے کو دیکھے، بات کرے اور اپنے لئے پسند کرے؟ جبکہ اسلام میں غیرمردوں سے پردے کا سخت حکم ہے اور شادی سے قبل دونوں ایک دُوسرے کے لئے غیر ہی ہوتے ہیں۔ اس عمل کے بارے میں کوئی حدیث ہے تو بیان کریں۔

ج…… جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو صرف ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت

ہے، اور ضرورت کی بنا پر یہ چیز پردے کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔

## اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو عورت چہرہ کھول سکتی ہے

س…… زید کہتا ہے کہ عورت کا چہرہ ان اعضاء میں نہیں جس کا چھپانا ضروری ہے، بکر کہتا ہے کہ اگر عورت اپنا چہرہ نہ چھپائے تو پھر پردے کا فائدہ کیا ہے، سب سے زیادہ موجبِ فتنہ تو یہی چہرہ ہے، اگر عورت اپنے چہرے کو نہ چھپائے تو کیا اس کو شرع میں پردہ کہا جائے گا؟ پردے کی آیت کے نزول کے وقت صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہنّ کا کیا عمل تھا؟

ج…… ایک ہے چہرے کو ڈھانپنا، دُوسرا ہے غیرمحرَم سے پردہ کرنا، تو شارع نے عورت کے چہرے کو ستر نہیں بنایا، تو عورت پر چہرے کا ڈھانپنا گھر میں واجب نہیں، البتہ غیرمحرَم سے پردہ کرنا واجب ہے۔ ہاں! اگر فتنے کا خطرہ نہ ہو تو عورت چہرہ کھول سکتی ہے۔

## کیا شوہر کے مجبور کرنے پر اس کے بھائیوں اور بہنوئیوں سے پردہ نہ کروں؟

س…… شادی سے پہلے مجھے دِین سے شغف تو تھا، لیکن شادی کے بعد دِینی کتابوں کے مطالعے کا موقع بھی ملا، کیونکہ شوہر صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں اور دِینی کتب کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔ پھر ایک مرحلہ ایسا آیا کہ میں نے پردہ شروع کردیا، جب سسرال والوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے ایک طوفان کھڑا کردیا۔ نند اور سسر نے ایسا لتاڑا کہ الامان والحفیظ! جس کی وجہ سے میرے شوہر بھی مجھ سے بدگمان ہوگئے اور یہ سمجھنے لگے کہ میں ان سے ان کے رشتہ داروں کو چھڑانا چاہتی ہوں۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ مجھے چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ شوہر چاہتے ہیں کہ میں ان کے بھائیوں اور بہنوئیوں سے پردہ نہ کروں، جبکہ میں یہ نہیں چاہتی۔ میں ان کے بھائیوں کے سامنے زیادہ نہیں جاتی اور نہ ہی ان کے بھائیوں سے زیادہ بات کرتی ہوں۔ اس صورتِ حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آنجناب اپنے قیمتی مشورے سے سرفراز فرمائیں۔

ج…… بیٹی! تمہارے لئے سسرال والوں کی ناواقفی مجاہدہ ہے۔ بہرحال جہاں ایسا ماحول

ہو، کوشش کرو کہ چہرہ، دونوں کلائیاں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا بدن ڈھکا رہے، اور ضرورت کی بات کرنے کی اجازت ہے۔ بہرحال اپنے لئے اِستغفار بھی کرتی رہو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرتی رہو۔ اِن شاء اللہ تم اللہ کے سامنے سرخرو ہوجاؤ گی۔

## سگے بھائی سے پردہ نہیں

س…… ہم نے سنا ہے کہ شریعت کی رُو سے اسلام میں سگے بھائی سے بھی پردہ واجب ہے، اور اگر نہ کرو تو گناہ ہے، اس وجہ سے ہم سخت اُلجھن کا شکار ہیں، ذہن اس بات کو قبول نہیں کرتا، لیکن اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر والد سے بھی پردہ لازم ہے۔

ج…… جن عزیزوں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسے: باپ، دادا، بھائی، بھتیجا، بھانجا ان سے پردہ نہیں، ایسے لوگ ''محرَم'' کہلاتے ہیں۔ البتہ اگر کسی کا کوئی محرَم بے دِین ہو اور اس کو عزّت و آبرو کی شرم نہ ہو، اس سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔

## منہ بولے بھائی سے بھی پردہ ضروری ہے

س…… کیا اسلام میں منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اسلام میں منہ بولے بھائی کی حیثیت اجنبی کی ہے، اس سے بھی پردہ لازم ہے۔

## منہ بولے بیٹے سے بھی پردہ ضروری ہے

س…… مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ زید نے ایک دُور کے رشتہ دار جوان لڑکے کو بیٹا بنا کر گھر میں رکھا ہوا ہے، جبکہ گھر میں جوان بیوی بھی ہے جو کہ پردہ نہیں کرتی ہے، اور وہ یہ بھی کہتی ہے کہ میں نے بیٹا بنا کر رکھا ہے۔ آپ شریعت کی روشنی میں یہ بتایئے کہ کیا کسی دُور کے رشتہ دار کو بیٹا بنا کر رکھا جاسکتا ہے جبکہ جوان بیوی بھی گھر میں ہو؟ کیا شوہر کے کہنے پر بیوی اس جوان نامحرَم کے سامنے بے پردہ ہوسکتی ہے؟

ج…… شریعت میں منہ بولا بیٹا بنانے کی کوئی حیثیت نہیں، قرآنِ کریم میں اس کی صاف ممانعت آئی ہے، اس لئے منہ بولے بیٹے کا حکم بھی شرعاً اجنبی کا ہے اور اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔

## ایک ساتھ رہنے والے نامحرَم سے بھی جوان ہونے کے بعد پردہ لازم ہے

س…… کیا کسی ایسے گھر میں پردہ ضروری ہے جہاں کوئی شخص بچپن گزارے اور جوانی کی حدود میں قدم رکھے جبکہ وہ گھر کے ایک ایک فرد سے اچھی طرح واقف ہو؟ کتاب وسنت کی روشنی میں کیا پردہ لازم ہے؟

ج…… جوان ہونے کے بعد بنصِ قرآن اس سے پردہ لازم ہے۔

## عورت کو تمام غیرمحرَم افراد سے پردہ ضروری ہے، نیز منگیتر سے بھی ضروری ہے

س…… خاندان کے کن کن افراد سے لڑکی ذات کو پردہ کرنا چاہئے؟ اور پردہ کے لئے کم از کم کتنی عمر ہونی چاہئے؟

ج…… شریعت میں محرَم سے پردہ نہیں، اور ''محرَم'' وہ ہے جس سے نکاح کسی وقت بھی حلال نہ ہو، اس کے سوا سب سے پردہ ہے۔

س…… کیا منگنی کے بعد بھی منگیتر سے پردہ کرنا چاہئے؟

ج…… منگنی، نکاح کا وعدہ ہے، نکاح نہیں، اور جب تک نکاح نہیں ہوجاتا دونوں ایک دُوسرے کے لئے اجنبی ہیں، اور پردہ ضروری ہے۔

س…… کیا منگنی کے بعد منگیتر سے بات چیت پر بھی پابندی ہے؟

ج…… جس سے نکاح کرنا ہو، شریعت نے اسے ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت دی ہے، تاکہ پسند و ناپسند کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ منگیتر کا حکم بھی اجنبی کا ہے جب تک نکاح نہ ہو۔

## عورت کو کن کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

س…… کیا اسلام میں عورت کے لئے پردہ ضروری ہے؟

ج…… جی ہاں!

س…… اگر ضروری ہے تو پردہ کن چیزوں کا ہے؟ یعنی پورے چہرے کا؟

ج…… فطرت نے عورت کا پورا جسم ہی ایسا بنایا ہے کہ اسے نامحرَموں کی گندی نظر سے چھپانا ضروری ہے۔ جو اعضاء نہیں چھپائے جاسکتے ان کی مجبوری ہے، مثلاً: ہاتھ، پاؤں۔

س…… آج کل چادر اور برقع ہے، کیا چادر سے پردہ ہوسکتا ہے؟

ج…… جی ہاں! بشرطیکہ چادر بڑی ہو، سر سے پاؤں تک۔

## عورت کو مرد ڈاکٹر سے پوشیدہ جگہوں کا علاج کروانا

س…… میرے دوست کی بیوی جنسی علاج کی غرض سے سِول ہسپتال گئی، وہاں پر اس نے دیکھا کہ مرد ڈاکٹر عورتوں کو برہنہ کرکے ان کا چیک اپ کرتے ہیں، جب اس عورت کو مرد ڈاکٹر نے برہنہ ہونے کو کہا تو اس نے اپنا علاج کرانے سے انکار کردیا اور وہ گھر چلی آئی۔ یہ عورت ابھی تک اس جنسی مرض میں مبتلا ہے۔ کیا شریعت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی مرد علاج کی غرض سے کسی مسلمان خاتون کے پوشیدہ حصے کو اپنے ہاتھوں سے چھوئے؟ اگر نہیں تو آپ خود بتائیے کہ مسلمان خواتین کس طرح اپنے مذہب کے بتائے ہوئے اُصولوں پر زندگی گزاریں؟ جبکہ علاج کرانا بھی ضروری ہو، جبکہ آج کل سرکاری زچہ خانوں میں سارے کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں اور شریعت میں تو پردے کی اتنی اہمیت ہے کہ عورت کا ناخن تک کوئی غیرمرد نہیں دیکھ سکتا۔ مولوی صاحب! میرا مقصد صرف مسئلہ معلوم کرنا نہیں، بلکہ آپ عالمِ دِین کا یہ فرض ہے کہ آپ اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کو روکیں، ورنہ مستقبل میں ہمارے ملک کا ایسا حال ہوگا جیسا کہ آج کل یورپ کا ہے۔

ج…… مسئلہ تو آپ نہیں پوچھنا چاہتے، اور اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کا انسداد، میرے، آپ کے بس کا نہیں۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ خواتین کی اس بے حرمتی کا فوری انسداد کرے۔ شرم و حیا ہی انسانیت کا جوہر ہے، یہ نہ ہو تو انسان، انسان نہیں بلکہ آدمی نما جانور ہے، بدقسمتی سے یہ جدید تہذیب میں شرم و حیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صرف یورپ میں ہی نہیں بلکہ کراچی میں بھی عورتیں سربرہنہ بازاروں میں گشت کرتی ہیں،

دفتروں میں اجنبی مردوں کے برابر بیٹھتی اور بے تکلفی میں ان سے ہاتھ ملاتی ہیں، درزیوں کو کپڑوں کا ناپ دیتی ہیں، ان سے اپنے بدن کی پیمائش کراتی ہیں اور یہ سب کچھ ترقی کے نام پر ہو رہا ہے۔ جس معاشرے میں نہ اسلامی اَحکام کا لحاظ ہو، نہ خدا اور رسول سے شرم ہو، نہ عورتوں کو مردوں سے شرم ہو، نہ انہیں اپنی نسوانیت کا احساس ہو، وہاں اگر دائی جنائی کا کام بھی مردوں کے سپرد کردیا جائے تو تہذیبِ جدید کے فلسفے کے عین مطابق ہے! یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے گھرانوں کی بیگمات کو اس سانحے کا علم ہے، مگر ان کی طرف سے کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ جہاں تک ناگزیر حالات میں اجنبی مرد سے علاج کرانے کا تعلق ہے شریعت نے اس کی اجازت دی ہے، مگر اسی کے ساتھ اس کے حدود بھی متعین کئے ہیں۔

## کیا بیمار مرد کی تیمارداری عورت کرسکتی ہے؟

س…… میں مقامی بڑے اسپتال میں بطور نرس کام کرتی ہوں اور یہی میرا ذریعۂ معاش ہے، اور کوئی کفالت کرنے والا بھی نہیں، قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ ہم مسلمان لڑکیوں کو اس پیشے سے وابستگی رکھنی چاہئے؟ معاشرے میں لوگ مختلف خیال رکھتے ہیں، جبکہ ہم انسانیت کی خدمت کرتے ہیں، جہاں ماں باپ، عزیز رشتہ دار بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں، ہمارے ہاتھوں میں کئی لاوارث دَم توڑتے ہیں، جن کو کوئی کلمہ پڑھانے والا نہیں ہوتا اور کئی لاوارث دُعائیں دیتے ہیں کہ ہمیں شفا اللہ نے دی اس کے بعد آپ لوگوں کی دیکھ بھال، تیمارداری ہے۔ دِماغ عجیب اُلجھن میں پڑا رہتا ہے، اس کا حل بتائیں ہم نرسوں کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ ہمیں یہ پیشہ اختیار رکھنا چاہئے یا ترک کردیں؟ اور بہنوں کو روکیں یا ترغیب دیں؟

ج…… بیمار کی تیمارداری تو بہت اچھی بات ہے، لیکن نامحرَم مردوں سے بے حجابی اس سے بڑھ کر وبال ہے۔ عورتوں کے ذمہ خواتین کی تیمارداری کا کام ہونا چاہئے، مردوں کی تیمارداری کی خدمت عورتوں کے ذمہ صحیح نہیں۔

## لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے؟

س…… میں ڈاکٹر ہوں کیا میں اس طرح پردہ کرسکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا اسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے؟

ج……کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ نامحرَموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔

## برقع یا چادر میں صرف آنکھیں کھلی رکھنا جائز ہے

س…… پردے کے بارے میں پوچھنا ہے کہ آج کل اس طرح برقع یا چادر اوڑھتے ہیں کہ ماتھے تک بال وغیرہ ڈھک جاتے ہیں اور نیچے سے چہرہ ناک تک، صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج……صحیح ہے۔

## نامحرَم عورت کا سر یا بازو دیکھنا جائز نہیں

س……اگر کم سن یا بالغ عورت کے کھلے ہوئے سر یا بازو پر قصداً نظر کی جائے تو کیا گناہ ہوتا ہے؟ جبکہ یہ اعضاءِ سترِ خفیفہ میں شامل ہیں۔

ج……نامحرَم بالغ عورت یا جو لڑکی بلوغ کے قریب ہو، اس کے ان اعضاء کی طرف دیکھنا گناہ ہے۔

## عورت اپنے محرَم کے سامنے کتنا جسم کھلا رکھ سکتی ہے؟

س……عورت محرَم کے سامنے کس حد تک جسم کھلا رکھ سکتی ہے، مثلاً: ایک بہن اپنے بھائی کے سامنے؟

ج…… گھٹنے سے نیچے کا حصہ اور سینے سے اُوپر کا حصہ، سر، چہرہ، بازو، محرَم کے سامنے کھولنا جائز ہے۔

## نامحرَم عورت کو قصداً دیکھنا

س……کیا یہ صحیح ہے کہ نامحرَم عورت کو اگر قصداً بلا لذّت دیکھا جائے تو یہ آنکھوں کے زنا میں

شمار نہ ہوگا؟

ج…… بغیر ضرورت کے جب نامحرَم کو قصداً دیکھا جائے تو اس کا داعیہ لذّت کے سوا کیا ہوسکتا ہے، اور ''بلالذّت'' کی شناخت کیسے ہوگی؟ یہ محض نفس کا فریب ہے۔

## گاؤں میں پردہ نہ کرنے والی بیوی کو کس طرح سمجھائیں؟

س…… ایک گاؤں میں عام پردہ کا رواج نہیں، مگر ایک لڑکی جو قبل از نکاح پردہ نہیں کرتی تھی، اب بعد از نکاح اس کا خاوند جو شرعی اور مذہبی نوعیت کا آدمی ہے، اس کو پردے کا حکم دیتا ہے تو وہ خوش اخلاقی سے جواباً کہتی ہے کہ: ''میں آپ کی بات مانوں گی مگر اپنی بہنوں اور والدہ اور بھابھیوں کو ذرا فرمایئے کہ وہ بھی پردہ رکھیں'' جبکہ وہ ذمہ داری والد اور بھائیوں کی ہے، اس میں خاوند کا کوئی بس ہی نہیں چلتا تو ایسی صورت میں خاوند کو بیوی سے کیا سلوک کرنا چاہئے؟ کیا طلاق دے دے یا تشدّد کرے یا پھر دُوسری کوئی صورت ہے؟

ج…… عام رشتہ داروں سے پردہ ضروری ہے، اور بیوی کی یہ دلیل دُرست نہیں کہ فلاں پردہ کیوں نہیں کرتی۔ شوہر کو چاہئے کہ جب عام رواج پردے کا نہیں ہے، سختی سے کام نہ لے، متانت اور محبت و پیار سے اس کو سمجھائے اور اگر اس کو یقین ہے کہ طلاق دینے کی صورت میں اسے اس سے اچھی باپردہ بیوی مل سکتی ہے تو اس کی اپنی صوابدید ہے۔

## لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا

س…… اسلام کی رُو سے یہ حکم ہے کہ عورت کو بے پردہ ہوکر باہر نہیں نکلنا چاہئے، اب جبکہ خواتین، طلبہ کے کالجز میں بھی آچکی ہیں تو ہمیں پیریڈ کے دوران ان سے سوال بھی پوچھنا پڑتا ہے تو پڑھانے والی گناہگار ہیں کہ پڑھنے والے جبکہ ہم مجبور ہیں؟

ج…… عورتوں کا بے پردہ نکلنا جاہلیتِ جدیدہ کا تحفہ ہے، شاید وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے جس کی حدیث پاک میں خبر دی گئی ہے کہ مرد و عورت سرِ بازار جنسی خواہش پوری کیا کریں گے اور ان میں سب سے شریف آدمی وہ ہوگا جو صرف اتنا کہہ سکے گا کہ: ''میاں! اس کو کسی اوٹ میں لے جاتے'' جہاں تک آپ کی مجبوری کا تعلق ہے، بڑی حد تک یہ مجبوری بھی مصنوعی ہے، طلبہ جہاں اور بہت سے مطالبات کرتے رہتے ہیں اور ان کے

لئے احتجاج کرتے ہیں، کیا حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتے کہ انہیں اس گناہگار زندگی سے بچایا جائے...؟

## عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا

س...... عورتوں کا بینکوں، آفسوں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا کیسا ہے؟

ج...... عورتوں کا بے پردہ، غیر مردوں کے ساتھ دفاتر میں کام کرنا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

س...... اگر مذہب اسلام عورتوں کو اس قسم کی اجازت نہیں دیتا تو کیا اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہمارا فرض نہیں کہ عورتوں کی ملازمت کو ممنوع قرار دیا جائے یا کم از کم ان کے لئے پردہ یا علیحدگی لازمی قرار دی جائے۔

ج...... بلاشبہ فرض ہے اور جب کبھی ''صحیح اسلامی مملکت'' قائم ہوگی اِن شاء اللہ عورت کی یہ تذلیل نہ ہوگی۔

## ازواجِ مطہراتؓ پر حجاب کی حیثیت، قرآن سے پردے کا ثبوت

س...... ازواجِ مطہراتؓ پر حجاب فرض تھا یا واجب؟

ج...... فرض تھا۔

س...... اور عام مؤمنات کو اور ازواجِ مطہراتؓ کو پردے کا حکم برابر ہے یا فرق؟

ج...... حکم برابر ہے، مگر احترام و عظمت کے اعتبار سے شدّت و ضعف کا فرق ہے۔

س...... اگر ہے تو کس وجہ سے؟

ج...... لقوله تعالٰی: ''لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ .... الخ۔

س...... اور قرآن شریف کی کس آیت سے حکمِ پردہ کی تائید ہوتی ہے؟

ج...... ''يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ ''الآية۔

## سفرِ حج میں بھی عورتوں کے لئے پردہ ضروری ہے

س...... اکثر دیکھا گیا ہے کہ سفرِ حج میں چالیس حاجیوں کا ایک گروپ ہوتا ہے، جس میں


فہرست

محرَم اور نامحرَم سب ہوتے ہیں، ایسے مبارک سفر میں بے پردہ عورتوں کو تو چھوڑیئے باپردہ عورتوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ پردے کا بالکل اہتمام نہیں کرتیں، جب ان سے پردے کا کہا جاتا ہے تو اس پر جواب دیتی ہیں کہ: ''اس مبارک سفر میں پردے کی ضرورت نہیں اور مجبوری بھی ہے'' اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حرم میں عورتیں نماز وطواف کے لئے باریک کپڑا پہن کر تشریف لاتی ہیں اور ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ خوب آدمیوں کے ہجوم میں طواف کرتی ہیں اور اسی طرح حجرِ اَسوَد کے بوسے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا ایسی مجبوری کی حالت میں شریعت کے یہاں پردے میں کوئی رعایت ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مبارک سفر میں حرام سے بچے تاکہ حج مقبول ہو، اس طرح کے کپڑے پہن کر طواف ونماز وغیرہ کے لئے آنا شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

ج...... اِحرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرے کو نہ لگے، لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس میں ہو، نامحرَموں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اور جب اِحرام نہ ہو تو چہرے کا ڈھکنا لازم ہے۔ یہ غلط ہے کہ مکہ مکرّمہ میں یا سفرِ حج میں پردہ ضروری نہیں، عورت کا باریک کپڑا پہن کر (جس میں سے سر کے بال جھلکتے ہوں) نماز اور طواف کے لئے آنا حرام ہے، اور ایسے کپڑے میں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ طواف میں عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجرِ اَسوَد کا بوسہ لینے کی بھی کوشش نہ کریں، ورنہ گناہگار ہوں گی اور ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کا مضمون صادق آئے گا۔ عورتوں کو چاہئے کہ حج کے دوران بھی نمازیں اپنے گھر پر پڑیں، گھر پر نماز پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا، ان کا گھر پر نماز پڑھنا، حرم شریف میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور طواف کے لئے رات کو جائیں اس وقت رش نسبتاً کم ہوتا ہے۔

## بہنوئی سے بھی پردہ ضروری ہے چاہے اس نے سالی کو بچپن سے بیٹی کی طرح پالا ہو

س...... میں اپنے بہنوئی (دُولہا بھائی) کے پاس رہتی ہوں، بچپن ہی سے انہوں نے مجھے



فہرست

اپنی بیٹی کی طرح پالا ہے، مجھے بہت چاہتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا بہنوئی سے پردہ ہے یا نہیں؟ بہنوئی سے نکاح نہیں ہوسکتا اس لئے میرے خیال میں ان سے پردہ بھی نہیں ہونا چاہئے، اگر ہے تو میں کیا کروں؟ میرا یہ مسئلہ اسلامی مسئلے کے ساتھ ساتھ ذہنی اور نفسیاتی مسئلہ بھی بن گیا ہے کیونکہ میری بہت خواہش ہے کہ میں نیک بن جاؤں، اس مقصد کے لئے میں نے ہر بُرائی کو اپنے دِل پر پتھر رکھ کر ختم کردیا ہے، لیکن یہ مسئلہ میرے بس کا روگ نہیں۔ باجی مجھے بہت چاہتی ہیں، اپنے آپ سے جدا نہیں کرسکتیں کیونکہ وہ بہت بیمار رہتی ہیں، ان کی کوئی بیٹی بھی نہیں ہے۔ سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن جس انسان کے چوبیس گھنٹے ساتھ رہا جائے اس سے پردہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں ہروقت پریشان رہتی ہوں، شدید ذہنی اُلجھن کا شکار ہوں، ہروقت خوفِ خدا اور خدا کے عذاب کے کھٹکے نے مجھ سے میرا چین چھین لیا ہے۔ لوگ میری حالت پر شک کرتے ہیں، اس مسئلے کو جب بتاتی ہوں تو کوئی بھی یقین نہیں کرتا کہ میں اتنے سے مسئلے کے لئے اتنی پریشان ہوں، وہ اسے چھوٹا سا مسئلہ ہی سمجھتے ہیں، لیکن میں اپنے ضمیر کو کس کونے میں سلاؤں جو ہروقت مجھ کو پریشان کئے رکھتا ہے، میری عمر ۱۹ سال ہے، سیکنڈ ایئر کی طالبہ ہوں۔

ج…… پردہ تو بہنوئی سے بھی ہے، لیکن چادر کا پردہ کافی ہے۔ بلاضرورت بات نہ کی جائے، نہ بلاضرورت سامنے آیا جائے، اور حتی الوسع پورے بدن کو چھپا کر رکھا جائے، اور اگر اس میں کوتاہی ہوجائے تو توبہ و اِستغفار سے اس کی تلافی کی جائے۔

## منہ بولا باپ، بھائی، بیٹا اجنبی ہیں، شرعاً ان سے پردہ لازم ہے

س…… مولانا! ہم پردیس میں رزق کی تلاش میں آنے والوں کی زندگی بھی ایک عجیب تماشا ہے۔ وہی حساب ہے کہ ''نکلے تری تلاش میں اور خود ہی کھوگئے۔'' ہم اپنا وطن، اپنا گھربار اور اپنے پیاروں کو ہزاروں میل دُور چھوڑ کر رزقِ حلال کے ذریعہ اپنے پیاروں کی خوشیاں خریدنے نکلے تھے، لیکن اپنی خوشیاں اور ذہنی سکون بھی گنوا بیٹھے ہیں۔ جیسا کہ وطن میں بسنے والے لوگوں کا بلکہ خود ہم پردیس میں رہنے والے لوگوں کے گھر والوں کا خیال ہے کہ یہاں کھجور کے درختوں پر ریال، دینار اور درہم وڈالر لٹکتے ہیں، صرف ہاتھ بڑھا کر توڑنے کی دیر

ہے، حالانکہ اپنے وطن، اپنے والدین، بیوی بچوں سے دُوری کا عذاب، دیارِ غیر کی سختیاں، حقارت آمیز سلوک، مشین کی طرح کام کرنا، یہاں پر گزرا ہوا ایک سال اپنے وطن کے دس سال کے برابر ہوجاتا ہے۔ صبح سے شام تک بے تکان کام اور جب تھکے ہارے بستر پر لیٹو تو گھر والوں کی یاد، ان کی فکریں، خط نہیں آیا تو ایک پریشانی، پھر ملکی حالات۔ ایک طرف یہ زندگی، دُوسری طرف گھروں کے سربراہ یعنی کوئی باپ ہے، شوہر ہے، بھائی ہے ان کے پردیس چلے جانے سے اور وطن میں ان کی بیویوں، بیٹیوں، بیٹوں اور ماؤں کے تنہا رہ جانے سے جو ذہنی اُلجھنیں پیدا ہورہی ہیں۔ معاشرتی مسائل بن رہے ہیں، جن گھروں کو ہم نے اس صحرا کی تپتی ریت میں اپنے خون پسینے کی کمائی سے بنایا تھا، ان کی دیواریں گر رہی ہیں، ہم لوگ اپنے ہی گھروں میں اجنبی بن کر رہ گئے ہیں، ہماری واپسی کے ذکر سے بھی ہمارے گھر والوں کے چہرے اُتر جاتے ہیں اور ہم صرف روپیہ کمانے کی مشین بن کر رہ گئے ہیں۔

میں اس سمع خراشی کی دست بستہ معافی چاہتا ہوں، آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، لیکن جس معاشرتی مسئلے کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں، وہ بھی مذہبی اور معاشرتی نقطۂ نگاہ سے کم اہم نہیں ہے، اس کی وجہ سے بہت سے گھر برباد ہورہے ہیں، خوشگوار ازدواجی زندگیاں نفرت، رُسوائی اور جدائی کا شکار ہورہی ہیں، اس بات کو اس طرح دیکھیں۔

زید نے مسماۃ زاہدہ سے شادی کی، خاندانی و معاشرتی لحاظ سے، مذہبی لحاظ سے دونوں کے گھرانے قابلِ فخر اور قابلِ عزّت ہیں، دونوں میں حد درجہ باہمی محبت اور اِتحاد ہے، خلوص ہے۔ شوہر کا بیوی پر اور بیوی کا شوہر پر اعتماد ہے۔ بیوی شوہر کا ہر مشکل اور ہر پریشانی، غربت میں ساتھ دیتی ہے، بیوی کا کوئی سگا بھائی نہیں ہے، بیوی عمر کو بھائی بناتی ہے اور عمر یہ کہتا ہے کہ یہ میری سگی بہن کی طرح ہے، (عمر بھی شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ ہے)، زید کو خدا پر اور اپنی بیوی کے کردار پر بے انتہا بھروسہ ہے، جس شخص کو بھائی بنایا گیا ہے وہ بھی ایک شریف اور ایک اعلیٰ کردار کا حامل شخص ہے، لیکن زید بار بار اپنی بیوی کو یہ سمجھاتا رہا کہ: ''ٹھیک ہے، مجھے تم پر بھروسہ ہے لیکن اس منہ بولے رشتے کی کوئی شرعی

حیثیت نہیں ہے، اور خاص کر اس صورت میں کہ جب کسی عورت کا شوہر، باپ یا بھائی پردیس میں ہو تو اسے کسی نامحرَم سے اس طرح میل ملاقات کرنا نہیں چاہئے، آخر کار اس میں رُسوائی ہے۔'' لیکن بیوی ضد کرتی ہے اور زور دیتی ہے کہ: ''نہیں! عمر میرے سگے بھائیوں کی طرح ہے اور میں ملوں گی'' ان باتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ دونوں کے درمیان جو خلوص، محبت اور ہمدردی کا بندھن تھا، کمزور پڑنے لگتا ہے، قربتیں دُوریوں میں بدل جاتی ہیں۔ اور اگر شوہر واپسی کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو بیوی دُوسروں کی رائے اور مشورے سناتی ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ معاشی حالات ملک کے خراب ہیں اس لئے زید کو آنا نہیں چاہئے۔ ان مشیروں میں منہ بولے بھائی بھی شامل ہیں، جو تنہائی میں زید کو ہمیشہ پُرزور مشورہ دیتے ہیں کہ اسے واپس آجانا چاہئے۔

آخر کار بدترین اندیشے رنگ لاتے ہیں، لوگ اُنگلیاں اُٹھانے لگتے ہیں، الزام لگاتے ہیں اور بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ زید قتل کرنے پر بھی تیار ہو جاتا ہے۔ مولانا! یہ ایک زید کی کہانی نہیں ہے، ایسی ہزاروں کہانیاں جنم لے رہی ہیں، کئی گھر بار برباد ہو رہے ہیں، رشتے ٹوٹ رہے ہیں، بچے بے گھر ہو رہے ہیں۔ خدارا! اپنے کالم میں اس موضوع پر قلم اُٹھائیں اور بتائیں کہ اسلام میں، قرآن میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ان منہ بولے رشتوں کی کیا حقیقت ہے؟ اور ایک عورت کے لئے کسی نامحرَم شخص سے منہ بولے بھائی کی حیثیت سے بھی اس طرح ملنا، اسے شوہر پر ترجیح دینا، اور جبکہ بات عزّت و رُسوائی تک آپہنچے اس کے باوجود یہ زور دے کر کہنا کہ: ''میرا ضمیر صاف ہے، میں ملوں گی!'' کہاں تک جائز ہے؟ اور مذہب میں ان باتوں کی کیا سزا یا جزا ہے؟ اسلام نے ہر عورت اور مرد کے لئے میل ملاپ کی حدیں مقرّر کی ہیں۔ یہ تو ان بھائی بنانے والی عورتوں کو معلوم ہونا چاہئے اور ان بھائی بننے والے مردوں کو اپنی بہنوں کی عزّت کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی وجہ سے ان کی بہنوں کی عزّت پر حرف آرہا ہے، ان کے گھر برباد ہو رہے ہیں، لیکن ہمارے معاشرے کو کیا ہوا ہے؟ ہر شخص خودسر، خودغرض ہو چکا ہے۔

ج...... شریعت میں منہ بولے بیٹے، باپ یا بھائی کی کوئی حیثیت نہیں، وہ بدستور اجنبی رہتے


فہرست

ہیں اور ان سے عورت کو پردہ کرنا لازم ہے، اس منہ بولے کے چکر میں سینکڑوں خاندان اپنی عزّت وآبرو نیلام کرچکے ہیں۔ اس لئے اس عورت کا یہ کہنا کہ: ''میں منہ بولے بھائی سے ضرور ملوں گی'' خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور بے حیائی کی بات ہے۔ اور یہ کہنا کہ: ''میرا ضمیر صاف ہے!'' کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ گفتگو ضمیر کے صاف ہونے نہ ہونے پر نہیں، کسی کے ضمیر کی خبر یا تو اس کو ہوگی یا اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کس کا ضمیر کس حد تک صاف ہے۔ گفتگو تو اس پر ہے کہ جب منہ بولا بھائی شرعاً اجنبی ہے تو اجنبی مرد سے (شوہر کی طویل غیرحاضری میں) مسلسل ملنا کیونکر حلال ہوسکتا ہے؟ اگر اس کا ضمیر صاف بھی ہو تب بھی تہمت اور اُنگشت نمائی کا موقع تو ہے، اور حدیث میں ایسے مواقع سے بچنے کی تاکید آئی ہے، حدیث میں ہے:

''اتقوا مقام التھمة!''

ترجمہ:...... تہمت کے مقام سے بچو!''

## کیا پردہ صرف آنکھوں کا ہوتا ہے یا برقع اور چادر بھی ضروری ہے؟

س...... آج کل کے جدید دور میں یہ کہا جارہا ہے کہ پردہ صرف آنکھوں کا ہوتا ہے، اگر خواتین آنکھیں نیچی یا حفاظت کرکے چلیں تو برقع یا چادر کی کوئی ضرورت نہیں، کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... کیا دورِ جدید میں قرآنِ کریم کی وہ آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات منسوخ ہوگئے جن میں حجاب (پردے) کا حکم ہے...؟ اور اگر آنکھیں نیچی کرنے کے حکم پر ساری دُنیا، مسلم و غیرمسلم عمل کیا کرتی تو آپ کہہ سکتے تھے کہ جب کوئی دیکھنے والا ہی نہیں تو پردہ کس سے کریں؟ لیکن جب آوارہ نظریں چارسو کھلے چہروں کا تماشا دیکھ رہی ہوں تو کیا ان کی گندگی سے بچنے کے لئے پردے کی ضرورت نہ ہوگی...؟

## سن رسیدہ خواتین کے لئے پردے کا حکم

س...... دستور کمیشن کے سربراہ مولانا ظفر احمد انصاری نے اپنے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ



فہرست

۴۵-۴۰ سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد عورت کے لئے شریعت میں پردے کی شرائط بھی نرم ہوجاتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا اس عمر میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ دفتروں میں کام کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے یا دُوسرے کاموں میں مردوں کے ساتھ رہ سکتی ہیں؟ وزارت، سفارت کے منصب پر مقرّر کی جاسکتی ہیں؟ غرضیکہ کہاں تک پردے کے اَحکام میں نرمی برتی جاسکتی ہے؟

ج...... پردے کے اَحکام نرم ہوجانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب اس پر نسوانی اَحکامات جاری نہیں ہوتے۔ جو کام مردوں کے ہیں، یا جن کاموں میں غیرمردوں کے ساتھ بے محابا اختلاط یا تنہائی کی نوبت آتی ہے وہ اب بھی جائز نہیں ہوں گے۔

## کیا شادی میں عورتوں کے لئے پردے میں کوئی تخفیف ہے؟

س...... اکثر خواتین پردہ کرتی ہیں، جبکہ شادی وغیرہ میں پردہ نہیں کرتیں، حالانکہ وہاں ان کا سامنا مردوں سے بھی ہوتا ہے، اگر سامنا نہ بھی ہو تو مووی اور تصاویر یہ کسر پوری کردیتے ہیں کہ باپردہ خواتین کو مرد حضرات بھی دیکھ لیتے ہیں، کیا یہ پردہ مناسب ہے؟ جبکہ میرے خیال میں شادی یا دُوسری ایسی تقاریب میں بھی باپردہ رہنا چاہئے، چاہے مرد نہ بھی ہوں، لیکن مووی بن رہی ہو۔ آپ بتایئے کہ کیا یہ پردہ دار خواتین کہلانے کی مستحق ہیں؟

ج...... آپ کا خیال صحیح ہے، ایسی عورتیں پردہ دار نہیں بلکہ پردہ در ہیں۔

## پردے کی حدود کیا ہیں؟

س...... اسلام میں صحیح پردہ کیا ہے؟ کیا ہاتھ، پاؤں، چہرہ، آنکھیں کھلی رکھی جاسکتی ہیں؟ بہت سی لڑکیوں کو اکثر چہرے کھولے پردہ کرتے دیکھا ہے، جبکہ میرے خیال میں چہرہ بھی پردے کی چیز ہے، مسلکِ حنفی یا اسلام میں ہاتھ پنجوں تک، پیر اور آنکھیں کھلی رکھنے کی اجازت ہے یا ہاتھ اور پاؤں پر بھی موزے اور دستانے استعمال کئے جائیں۔ مطلب یہ کہ آپ دُرست طریقہ پردے کا وضاحت سے بتلایئے۔

ج...... ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں کھلی رہیں، چہرہ چھپانا چاہئے۔

## کن لوگوں سے؟ اور کتنا پردہ ضروری ہے؟

س…… میں ایک معزّز سیّد گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، ہمارے گھر میں پردہ بھی ہوتا ہے مگر اپنے عزیز و اقارب سے نہیں، جبکہ میں اپنے تمام نامحرَم رشتہ داروں سے پردہ کرنا چاہتی ہوں۔ اب جبکہ میں نے ایسا کیا تو دُوسرے لوگوں کے علاوہ اپنے والدین کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ میں ٹی وی نہیں دیکھتی ہوں اور غیر مردوں کی تصاویر بھی نہیں دیکھتی ہوں، امی ابو پریشان ہیں۔ پلیز مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں بتلایئے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میں اپنے والدین کو اپنی وجہ سے پریشان اور مغموم نہیں دیکھ پاتی ہوں، مگر خدا کے اَحکام کی خلاف ورزی بھی نہیں چاہتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باریک لباس پر اعتراض فرمایا تھا تو یہ بھی فرمایا تھا کہ مجبوری کی حالت میں عورت اپنے قریبی محرَم کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے، اس سلسلے میں بھی وضاحت کردیں تو مشکور ہوں گی، کیا ہم اپنے کزن (خالہ زاد، چچازاد وغیرہ) کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہیں؟

ج…… جس شخص کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو وہ ''محرَم'' کہلاتا ہے، اور جس سے کسی وقت نکاح جائز ہوسکتا ہے وہ عورت کے لئے ''نامحرَم'' ہے، اور شرعاً نامحرَم سے پردہ ہے، اس لئے خالہ زاد، چچازاد سے بھی پردہ کرنا چاہئے، اگر کبھی کبھار مجبوری سے کسی نامحرَم کے سامنے آنا پڑے تو چہرہ چھپالینا چاہئے۔ نامحرَم رشتہ داروں سے بے تکلفی کے ساتھ باتیں کرنا اور بے حجاب ان سے اختلاط کرنا شرعاً و اخلاقاً زہرِ قاتل ہے۔

## گھر سے باہر پردہ نہ کرنے والی خواتین، گھر میں رشتہ داروں سے کیوں پردہ کرتی ہیں؟

س…… ہمارے ہاں اب پردہ ایک نیا رُخ اختیار کرچکا ہے، وہ یہ کہ عورتیں، لڑکیاں ویسے تو کھلے عام پھرتی ہیں، خوب شاپنگ کرتی ہیں اور کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے کی کوئی پروا نہیں کرتیں، مگر وہ جب اپنے گھروں میں ہوتی ہیں، اگر اس وقت کوئی مہمان یا کوئی اور آجائے تو فوراً پردہ کرلیتی ہیں اور ہرگز کسی کے سامنے نہیں آتیں۔ آپ بتاسکتے ہیں کہ مسلمان عورتوں،

لڑکیوں کے اس ماڈرن پردے کی اسلام میں کوئی شق موجود ہے؟ اگر نہیں تو پھر اپنے گھر میں آنے والے شریف لوگوں سے پردہ چہ معنی دارد، جبکہ اس طرح شریف لوگوں کی دِل شکنی بھی ہوتی ہے جو بذاتِ خود ایک بڑا گناہ ہے۔

ج…… اعتراض صحیح چیز پر نہیں، غلط پر ہوتا ہے۔ آپ کو اعتراض ''ماڈرن بے پردگی'' پر ہونا چاہئے جو بے حیائی کی حدود سے بھی کچھ آگے نکل گئی ہے، پردہ بہرحال پردہ ہے، وہ محلِ اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جو عورت خدا اور رسول کا حکم سمجھ کر پردہ کرے گی وہ خدا اور رسول کی رضامندی کی مستحق ہوگی، اور جو فیشن کے طور پر کرے گی وہ اس رضامندی سے محروم رہے گی۔

## بھابھیوں سے پردہ کتنا ضروری ہے؟

س…… میرے نو بیٹے ہیں، ان میں سے تین کی شادی ہوگئی ہے، دراصل مسئلہ یہ ہے کہ میرے تمام بیٹے اپنی بھابھیوں سے پردہ کرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ بھابھیوں سے پردہ کرنے کی نوعیت کیسی ہوگی؟ آیا ان سے پردہ عام اجنبی عورتوں کی طرح ہوگا یا ان سے کچھ گنجائش ہے؟ مثلاً: ضروری بات کرنی یا کھانا پینا ہو تو کیا سامنے آسکتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اگر بھابھیوں سے عام اجنبی عورتوں کی طرح پردہ کیا گیا تو ایک گھر میں رہنا مشکل ہوجائے گا۔

ج…… بھابھیوں سے پردہ تو عام لوگوں کی طرح ہے، مگر گھر میں آنا جانا مشکل ہوجاتا ہے، اس لئے صرف چادر کا پردہ کافی ہے، ضروری بات بھی کرسکتے ہیں اور کھانا وغیرہ بھی لاسکتے ہیں۔

## نرس کے لئے مرد کی تیمارداری

س…… عام طور سے مسلمان لڑکیاں نرسنگ کورس کو اپنانے سے گریز کرتی ہیں، میں نے یہ سوچ کر نرسنگ ٹریننگ میں داخلہ لیا تھا کہ ہماری جیسی مسلمان لڑکیاں بھی آگے آئیں اور اس پیشے کو اپنائیں، لیکن اس پیشے میں مرد اور عورت دونوں کی تیمارداری کرنا پڑتی ہے۔ لڑکی ہونے کی حیثیت سے عورتوں اور بچوں کا کام تو کرسکتی ہیں، لیکن مردانہ وارڈ میں زخم وغیرہ کی مرہم پٹی ایک غیرمرد کی کیا ایک مسلمان لڑکی کے لئے صحیح ہے؟ مہربانی فرماکر اسلام اور


فہرست

شریعت کی روشنی میں تفصیلی جواب دیں۔

ج…… مردوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کے لئے مردوں کو مقرّر کیا جانا چاہئے، نامحرَم عورتوں سے یہ خدمت لینا جائز نہیں۔

## بھابھی سے پردے کی حد

س…… ہم دوساتھی ہیں اور الحمدللہ ہم دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں شرعی پردے کا مکمل اہتمام کیا ہے، لیکن میرا ساتھی مجھے اس پر تنگ کرتا ہے کہ: ”آپ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی بھابھیوں سے پردہ نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہو“ جبکہ اعتراض کنندہ کا کوئی اور بھائی نہیں ہے جس کی بناء پر وہ اعتراض کرتا ہے اور ہم تین بھائی ہیں، تینوں شادی شدہ ہیں۔ آپ کا تحریر کردہ ایک مسئلہ بندہ نے اعتراض کنندہ کو پیش کیا کہ ضرورت کے وقت بھابھی سے بات بھی کی جاسکتی ہے اور بھابھی، ہاتھ، پاؤں اور چہرہ ننگا کرسکتی ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ: ”اس مسئلے کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں ہے، اس لئے میں اس کی تقلید نہیں کرتا۔“ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کو وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

ج…… حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”جو رشتہ دار محرَم نہیں، مثلاً: خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائی یا بہنوئی یا دیور وغیرہ جوان عورت کو ان کے رُوبرو آنا اور بے تکلف باتیں کرنا ہرگز نہیں چاہئے، اگر مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہوسکے تو سر سے پاؤں تک کسی میلی چادر سے ڈھانک کر شرم ولحاظ سے بضرورت رُوبرو آجائے اور کلائی، بازُو، سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے، اسی طرح ان لوگوں کے رُوبرو عطر لگا کر عورت کو آنا جائز نہیں، اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔“ (تعلیم الطالب ص:۵)

## بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے

س…… مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ داماد کسی بھی درجے کا ہو، اس سے پردہ کرنا نہیں آیا، مثلاً: سگی بہن، بھتیجی اور بھانجی کا شوہر۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج…… بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے، وہ شرعاً داماد نہیں۔

## جیٹھ کے داماد سے بھی پردہ ضروری ہے

س…… اپنے جیٹھ کے داماد سے پردہ کرتی ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ گھر کے آدمی سے پردہ نہیں کرنا چاہئے اور سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔ آپ بتائیے کہ پردہ ہے یا نہیں؟

ج…… اس سے بھی پردہ ہے۔

س…… جب جیٹھ، نندوئی، دیور، بہنوئی ان سب سے شرع کا حکم پردہ کرنے کا ہے تو ہمارے بزرگ اور شوہر، بھائی ہم سے پردہ کرنے کو کیوں نہیں کہتے اور ہمیں سامنے آنے پر کیوں مجبور کرتے ہیں؟

ج…… غلط کرتے ہیں۔

## پردے کے لئے کون سی چیز بہتر ہے برقع یا چادر؟

س…… اسلام میں پردے کی اہمیت بہت زیادہ ہے، لیکن پردے کا اصل مفہوم کیا ہے؟ کیا خواتین کو برقع استعمال کرنا لازمی ہے؟ اور موجودہ دور میں برقع کا جس طرح استعمال کیا جاتا ہے، کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟

ج…… پردے سے مراد پورے بدن کا ستر ہے، خواہ چادر سے ہو یا برقع سے، جو برقع ستر کا فائدہ نہ دے وہ بے کار ہے۔

## عورت کا مردوں کو خطاب کرنا، نیز عورت سے گفتگو کس طرح کی جائے؟

س۱:…… کیا عورت غیرمحرَم مردوں کے جلسے میں وعظ یا اصلاحِ معاشرہ یا اصلاحِ رُسوم کے سلسلے میں تقریر کرسکتی ہے؟ (پردہ چاردیواری میں ہے)۔

س۲:…… کیا عورت بلاضرورت غیرمحرَم کو اپنی آواز سناسکتی ہے؟

س۳:…… کیا حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا دیگر صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے نیک لوگوں سے پردے میں وعظ یا تقریر کی؟

س۴:…… صحابہ کرامؓ بوقتِ ضرورت اُمت کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیسے مسئلہ


فہرست

معلوم کرتے تھے؟

ج۱:...... نامحرَموں کے سامنے بے پردہ تقریر کرنا جائز نہیں، حرام ہے۔ اور بوقتِ ضرورت پردے کے ساتھ گفتگو جائز ہے، مگر لب و لہجے میں سختی و درشتی ہونی چاہئے، جس سے دُوسرے آدمی کو عورت کی طرف کشش پیدا نہ ہو۔

آج کل جو جلسوں میں خواتین و حضرات کا مشترکہ خطاب ہوتا ہے، یہ جاہلیتِ جدیدہ کی بدعتِ سیئہ ہے۔

ج۲:...... بلاضرورت جائز نہیں، خصوصاً جبکہ فتنے کا اندیشہ ہو، اور مجمع بازاری لوگوں کا ہو، اسی لئے کہا گیا ہے:

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا ایں دولت از گفتار خیزد

ج۳:...... بلا پردہ تقریر کرنا ثابت نہیں، نہ بلاضرورت۔ پھر "مسلمانوں کی ماں" پر آج کی عورت کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس معاشرے پر آج کے گندے معاشرے کو قیاس کرنا بدعقلی ہے۔

ج۴:...... قرآنِ کریم میں ہے: "فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ" (ترجمہ: ازواجِ مطہراتؓ سے کچھ پوچھنا ہو تو پسِ پردہ پوچھو) اس لئے پردے کے پیچھے سوال کرتے تھے۔

## پردے کے مخالف والدین کی اطاعت ضروری نہیں، نیز بہنوئیوں سے بھی پردہ ضروری ہے

س...... علمائے کرام سے سنا ہے کہ بیٹے پر شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے والدین کی اطاعت اس حد تک واجب ہے کہ اگر وہ حکم دیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو وہ طلاق دے دے۔ دُوسری طرف سے شریعتِ اسلامیہ میں شادی کو سنتِ مؤکدہ قرار دیا گیا ہے، اور بیوی کے پردے کو واجب یا فرضِ عین۔ اور خاص کر حدیثِ نبوی میں بیوی کو شوہر کے بھائیوں سے سختی کے ساتھ پردہ کرنے کا حکم ہے۔ میری شادی کو ہوئے تین سال کا عرصہ ہوا ہے، میں نے شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے بیوی کو اپنے (شوہر کے) بھائیوں (حقیقی و سوتیلے) سے پردے

کا حکم دیا ہے۔ اس لئے وہ شرعی حکم کی تعمیل میں سخت پردہ کرتی ہے۔ ان (بیوی) کی دُوسری چار (غیرشادی شدہ) بہنیں بھی ہیں۔ اب مجھے سخت مسائل درپیش ہیں، جن سے سخت نالاں ہوں، اور محسوس ہوتا ہے کہ شریعت کے یہ دو اَحکام ایک دُوسرے سے ٹکرا رہے ہیں، وہ یہ کہ میرے بھائی صاحبان اور میرے والدین مجھ سے اس بات (پردہ مذکورہ پر) سے سخت خفا ہیں، خط و کتابت بند کردی ہے، اب اگر میں شادی نہ کرتا تو سنتِ مؤکدہ ترک ہوجاتی، اگر شادی کرلی تو بیوی کا پردہ واجب ہوگیا۔ اِدھر سے والدین کی اطاعت بھی واجب۔ اگر پردے والے شرعی حکم کو مانتا ہوں اور اس پر عمل کروں گا تو والدین کی اطاعت جو شرعاً واجب ہے، ترک ہوگی۔ اور اگر والدین کا حکم اور منشا کی اطاعت کروں گا تو پردہ جو (شرعاً واجب ہے) کا ترک لازم آئے گا۔ دُوسری طرف سے سسرال کا تکرار ہے کہ باقی جو میری سالیوں کی شادی جب ہوجائے گی، توان ہم دامادوں سے بھی بیوی کو پردہ نہ کرانا، اور بیوی کی بھی یہی تکرار ہے، اور اندیشہ قطعی ہے کہ اگر میں بیوی کو اپنے ہم داماد بھائیوں سے جب شرعی پردے کا حکم دُوں گا تو میرے گھر کا ماحول انتہائی خراب ہوگا۔ بیوی کا حق مہر جو پچیّس ہزار روپے میرے ذمہ غیرمؤجل ہیں کا مطالبہ ہوگا، میں ایک غریب آدمی ہوں، آفس میں کلرک ہوں، ماہانہ تنخواہ سے گھر کا گزارا کفایت کرکے بمشکل ہوتا ہے، حق مہر کے لئے اپنی ماہانہ آمدنی سے ایک پیسہ بھی نہیں بچایا جاسکتا۔ تقریباً اندازہ ہے کہ حق مہر کی رقم میں (اگرچہ انکار نہیں مگر) ادا تازیست نہ کرسکوں گا۔ خدارا! آپ سے دست بستہ عرض ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے مجھے اپنے آئندہ موقف مناسبہ اختیار کرنے کی رہنمائی فرمائیے گا۔ میں آپ کے لئے تاحیات دُعا کرتا رہوں گا۔ اللہ پاک آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کے علم میں اضافہ فرمائے اور اَجرِ عظیم عنایت فرمائے، آمین!

ج…… والدین کا یہ کہنا کہ بھائیوں سے بیوی کو پردہ نہ کرنے کا کہو، خلافِ شرع ہے۔ اور ان کے ایسے حکم کی تعمیل گناہ ہے۔ والدین نے اگر محض اس وجہ سے تعلق ختم کردیا ہے تو وہ گنہگار ہیں، آپ ان سے تعلق قطع نہ کریں۔ آپ کے سسرال والوں کا یہ مطالبہ کہ آپ کی بیوی اپنے بہنوئیوں سے پردہ نہیں کرے گی، یہ بھی خلافِ شریعت ہے۔ اگر آپ کی بیوی

اصرار کرے تو اس کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھایئے، لیکن اگر وہ اس پر راضی نہ ہو بلکہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس سے کہئے کہ خلع کرے، یعنی مہر معاف کرنے کی شرط پر طلاق لے لے۔

## پردے سے متعلق چند سوالات کے جوابات

س…… بندہ آپ سے پردے کے بارے میں درج ذیل سوالات کا شرعِ متین کی رُو سے جوابات کا خواہاں ہے۔

س۱:…… ایک مسلمان عورت کو اپنے رشتہ داروں میں سے کن کن مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

س۲:…… مسلمان عورتوں کے لئے پردے کی فرضیت قرآن مجید کی کن آیات سے ہوئی؟

س۳:…… ہمارے موجودہ معاشرے میں عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنا اور دفاتر و فیکٹریوں میں ملازمت کرنا ایک معمول بن چکا ہے اور معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے بگڑے ہوئے ماحول میں مرد نگاہ کی حفاظت کیسے کرسکتے ہیں؟ راستوں اور بسوں میں باوجود کوشش کے بار بار نظر پڑ جانے سے گناہ ہوگا یا نہیں؟

ج۱:…… ایسے رشتہ دار جن سے عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، جیسے: باپ، دادا، بھائی، بھتیجے، بھانجے، چچا، ماموں وغیرہ، وہ عورت کے ''محرَم'' کہلاتے ہیں، ان سے عورت کا پردہ نہیں، اور وہ تمام لوگ جن سے نکاح ہوسکتا ہے ان سے پردہ لازم ہے، جیسے: ماموں زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد وغیرہ وغیرہ۔

ج۲:…… پردے کی فرضیت قرآنِ کریم کی متعدّد آیات سے ثابت ہے، مثلاً:

سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۳۳ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی۔''

ترجمہ:…… ''اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔''


فہرست

دُوسری جگہ ارشاد فرمایا:

”وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ اٰبَآئِهِنَّ أَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ اِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِیْ اِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِیْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَکَتْ أَیْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِیْنَ غَیْرِ أُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرَاتِ النِّسَآءِ“ (النور:۳۱)

ترجمہ:...... ”اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوند کے یا اپنے باپ کے، یا اپنے خاوند کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجوں کے، یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنی ہم جنس عورتوں کے، یا اپنی باندیوں کے، یا ان ملازموں کے جو عورت کی زیب و زینت سے غرض نہیں رکھتے، یا ان لڑکوں کے جو عورت کے اسرار سے بے خبر ہیں۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

”یٰٓأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ.“ (الاحزاب:۵۹)

ترجمہ:...... ”اے نبی! کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ نیچے لٹکالیں اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔“

ج۳:...... عورت کا ایسی جگہ ملازمت کرنا حرام ہے، جہاں اس کا اختلاط اجنبی مردوں سے ہوتا ہو۔ اور ایسے گندے ماحول میں، جو کہ ہمارے یہاں پیدا ہوچکا ہے، ایک ایسے شخص کو اپنی نگاہ کی حفاظت نہایت ضروری ہے جو اپنا ایمان سلامت لے جانا چاہتا ہو۔ قصداً کسی نامحرَم کی طرف نظر بالکل ہی نہ کی جائے اور اگر اچانک نظر بہک جائے تو فوراً ہٹالی جائے۔


فہرست

## ''دیور موت ہے'' کا مطلب!

س...... میں نے اپنے بیٹے سے ایک حدیث سنی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ دیور کو موت قرار دیا گیا ہے، تو کیا یہ حدیث ہے؟ اگر ہے تو اس حدیث کی مراد کیا ہے؟

ج...... اس حدیث کا مطلب واضح ہے کہ دیور سے موت کی طرح ڈرنا اور بچنا چاہئے، اس سے بے تکلفی کی بات نہ کی جائے، تنہائی میں اس کے پاس نہ بیٹھا جائے وغیرہ۔

## شوہر کے کہنے پر پردہ چھوڑنا

س...... ایک اچھے گھرانے کی لڑکی جو بچپن سے جوانی تک شریعت کے مطابق پردہ کرتی ہو، لیکن شادی کے بعد اگر شوہر اسے برقع اُتارنے پر مجبور کرے یا صرف چہرہ ہی کھولنے پر مجبور کرے تو کیا ایسی صورت میں لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مکمل برقع اُتار دے یا چہرہ کھول کر مردوں میں آزادانہ گھومتی رہے، میرے محدود علم کے مطابق پردہ مسلمان عورتوں پر بالکل اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح نماز اور روزہ مسلمانوں پر فرض ہے، کیا مرد کی جانب سے اس قسم کی سختی پر عمل کرنا جائز ہے؟ شریعت اس کے لئے کیا حکم صادر کرتی ہے؟ آج کے معاشرے میں بعض لڑکیاں بچپن سے جوانی تک شریعت کے مطابق پردہ کرتی ہیں، لیکن شادی کے فوراً بعد اپنی مرضی سے پردہ ختم کردیتی ہیں اور اس کا سارا اِلزام عموماً شوہروں پر ڈال دیا جاتا ہے، میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ شریعت اس قسم کے معاملے پر کیا حکم دیتی ہے؟

ج...... پردہ شرعی حکم ہے، شوہر کے کہنے پر نہ چہرہ کھولنا جائز ہے اور نہ پردے کا چھوڑنا ہی جائز ہے۔ شوہر اگر مجبور کرے تو اس سے طلاق لے لی جائے تاکہ وہ ایسی بیوی لاسکے جو ہر ایک کو نظارۂ حسن کی دعوت دے۔ اور خود پردہ چھوڑ کر شوہر پر اِلزام دھرنا غلط ہے، لیکن ان کے گناہ میں شوہر بھی برابر کے شریک ہیں، کیونکہ وہ بے پردگی کو برداشت کرتے ہیں۔

## شرعی پردے سے منع کرنے والے مرد سے شادی کرنا

س...... اگر ایک لڑکی شرعی پردہ کرتی ہو اور جب اس کی شادی ہونے والی ہو تو اس کو اس

بات کا احساس ہو کہ لڑکا پردے پر راضی نہیں ہوگا، تو کیا وہ شادی سے رُک جائے؟

ج…… پردہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس میں کسی دُوسرے کی اطاعت جائز نہیں، اگر لڑکا ایسا ہو تو وہاں شادی نہ کرے۔

## پردے پر آمادہ نہ ہونے والی عورت کی سزا

س…… اگر عورت کو شریعت کے متعلق حکم دیا جائے اور وہ نہ مانے، مثلاً: پردے کے متعلق (خصوصاً بیوی کو) تو اس کو کیا سزا دینی چاہئے؟ کیا زبردستی اس پر عمل کرایا جائے اور نہیں تو خاموشی اختیار کی جائے؟ برائے مہربانی شریعتِ اسلامی کی روشنی میں جواب دیجئے۔

ج…… اس کو پیار و محبت سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھایا جائے، اگر وہ نہ مانے تو اس سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔

## پیر سے بغیر پردہ کے عورت کا ملنا جائز نہیں

س…… ہماری والدہ ایک پیر سے عقیدت رکھتی ہیں، کیا پیر سے اسلام میں میل ملاپ رکھنا اور پردہ نہ کرنا جائز ہے؟

ج…… پیر سے پردہ لازم ہے، جو پیر اجنبی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے وہ خود بھی گمراہ ہے، اس کے پاس جانا جائز نہیں۔

## چہرہ، ہاتھ، پاؤں کیا پردے میں داخل ہیں؟

س…… کیا عورت کے لئے چہرے کا پردہ نہیں ہے؟ نیز یہ بتائیے کہ عورت کو کن کن حصوں کا کھولنا منع ہے؟ اور عورت کے لئے چچازاد، خالہ زاد جیسے رشتہ داروں سے پردہ کرنا کیسا ہے؟ حدیث سے جواب دیں۔ کیا یہ دُرست ہے کہ جن سے عورت کا نکاح جائز ہے ان سے پردہ ضروری ہے، چاہے وہ رشتہ دار ہوں؟

ج…… چہرہ اور ہاتھ پاؤں ستر میں داخل نہیں، لیکن پردے کے لئے چہرہ ڈھانکنا بھی ضروری ہے تاکہ نامحرَم نظریں چہرے پر نہ پڑیں۔ نامحرَم وہ لوگ ہیں جن سے نکاح جائز ہے، ان سے پردہ ہے۔


فہرست

## بیٹی کے انتقال کے بعد اس کے شوہر (داماد) سے بھی پردہ ہے؟

س…… میری والدہ جن کی عمر تقریباً ۳۵-۴۰ سال کے قریب ہے، وہ نوجوانی میں ہی ہم سات بہن بھائیوں کی موجودگی میں ۱۲ سال قبل بیوہ ہوگئی تھیں، انہوں نے بڑے مشکل وقت میں ہماری پرورِش کی ہے، مگر دو سال قبل والدہ صاحبہ نے ایک شخص (جو کہ ان کا ہی ہم عمر ہے) کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور ہم سب بہن بھائیوں کی مخالفت کے باوجود انہوں نے اس شخص سے ہماری چھوٹی بہن کی شادی کردی، جبکہ وہ شخص پہلے سے اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اور میری بہن کی عمر کی اس کی بیٹی ہے، والدہ نے اس شخص سے ملنا نہیں چھوڑا اور ہم سے کہا کہ یہ میرا داماد ہے، دُنیا کا کوئی قانون مجھے میرے داماد سے ملنے سے روک نہیں سکتا۔ شادی کے پانچ مہینے بعد میری بہن کا انتقال ہوگیا اور میری والدہ ابھی تک اس شخص سے ملتی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ بیٹی کے مرنے سے داماد کا رشتہ نہیں ٹوٹتا اور داماد سے پردہ جائز نہیں۔

ج…… داماد سے پردہ نہیں ہوتا، لیکن اگر دونوں جوان ہوں تو پردہ لازم ہے، ایسا نہ ہو کہ شیطان دونوں کا منہ کالا کردے، آپ کی والدہ کا وہاں جانا جائز نہیں۔

## غیرمحرَم رشتہ داروں سے کتنا پردہ ہے؟ نیز جیٹھ کو سسر کا درجہ دینا

س…… ہمارے خاندان میں پردہ ہے، خواتین پردہ کرتی ہیں، لیکن جیٹھ، نندوئی، دیور، بہنوئی اور ان کے دامادوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ نیز خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد بھائیوں سے بھی پردہ نہیں کرتیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ ان لوگوں سے پردہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس طرح کا؟ کیا ان لوگوں سے بالکل اسی طرح کا پردہ کیا جائے جس طرح کا عام لوگوں سے ہے؟ اب کیونکہ معاشرے میں پردے کی حکمت و اہمیت کا احساس مٹ گیا ہے تو چھٹی والے دن ان لوگوں کے گھر جانے سے محض اس لئے انکار کرسکتی ہوں کہ مرد گھر پر ہوتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے؟ کیونکہ اب پردہ کرنے کو دقیانوسیت سمجھا جاتا ہے۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی گھر میں آئے تو سامنے نہ جاؤں اور پردے میں ہوجاؤں۔ میں علیحدہ گھر میں رہتی ہوں، مشترکہ خاندانی نظام نہیں ہے۔ اگر سسر حیات نہ ہوں تو کیا ہمارا دِین

اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جیٹھ کو ان کا قائم مقام سمجھ کر سامنے ہوا جائے؟ پردہ صرف جسم کا ہے یا چہرے کا بھی ہے؟ اس کی بھی وضاحت کی جائے۔ آپ میرے سوالوں کا جواب وضاحت سے دیں تاکہ میری کنفیوژن دُور ہو اور عورت سے جس طرح کا پردہ اسلام چاہتا ہے اس پر عمل پیرا ہونے کی صدقِ دِل سے کوشش کروں۔

ج...... جن رشتہ داروں کے نام آپ نے لکھے ہیں، ان سے بھی ویسا ہی پردہ ہے جیسا کہ اجنبی لوگوں سے۔ کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ ان کے سامنے نہ جایا جائے، لیکن اگر کبھی جانا پڑے تو کپڑے سے چہرے کا پردہ کرلیا جائے اور ان کے ساتھ بے تکلف گفتگو نہ کی جائے۔ سسر کے بعد جیٹھ اس کے قائم مقام نہیں ہوجاتا۔

## اجنبی عورت کو بطور سیکریٹری رکھنا

س...... آج کل کے دور میں مخلوط ملازمت کا سلسلہ چل رہا ہے، اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرائیویٹ آفس میں لیڈیز سیکریٹری رکھی جاتی ہیں اور مالکان اپنی سیکریٹریوں سے خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں، حالانکہ اسلام میں عورت کا نامحرَم کے سامنے بے پردہ نکلنا حرام ہے۔ برائے مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس مسئلے کے متعلق شرع کیا حکم دیتی ہے؟

ج...... حکم ظاہر ہے کہ اجنبی عورت سے خلوَت کرنا اور اس سے خوش گپیوں میں مشغول ہونا شرعاً حرام ہے، اس لئے عورت سیکریٹری رکھنا جائز نہیں۔

## لڑکیوں کا بے پردہ مردوں سے تعلیم حاصل کرنا

س...... میں گرلز کالج میں پڑھتی ہوں اور مذہبی پردے دار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، چونکہ سائنس کی اسٹوڈنٹ ہوں اس لئے کالج روزانہ جانا پڑتا ہے اور کالج میں تقریباً اسٹاف مردوں پر مشتمل ہے، اور ہم لوگوں کے پاس کالج میں ایک باریک پٹی ہوتی ہے، دوپٹہ لینے کی اجازت نہیں ہے، ایسی صورت میں جب ہم پر مجبوری ہو تو کیا کیا جائے؟ جبکہ اسلام میں عورت کو اپنا بال تک دِکھانے کی اجازت نہیں ہے۔

ج...... لڑکیوں کا غیرمحرَم مردوں سے بے پردہ پڑھنا فتنے سے خالی نہیں، یا تو باپردہ تعلیم کا

انتظام کیا جائے، ورنہ تعلیم چھوڑ دی جائے۔

## عمر رسیدہ عورت کا اسکول میں بچوں کو پڑھانا

س…… ایک ایسی عورت جو کہ اپنے تمام فرائض سے سبکدوش تقریباً ہوچکی ہے، اور اس کے بچے اسکول میں پڑھتے ہیں اور گھر میں فالتو ہوتی ہے، تو کیا وہ عورت اپنے گھر کے عین سامنے اسکول میں پڑھانے جاسکتی ہے؟ جبکہ علم کا حاصل کرنا ہر کسی پر فرض ہے، اور اس طریقے سے اس عورت کا وقت بھی اچھے کام میں صَرف ہوتا ہے۔

ج…… اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو معاش سے فارغ کر رکھا ہے تو فرصت کو غنیمت سمجھ کر اپنی آخرت کی تیاری میں لگے، ذکر واَذکار، تسبیحات، تلاوت اور نماز میں وقت گزارے، معاشی طور پر تنگ دست ہو تو ملازمت باپردہ کرسکتی ہے۔ جس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، وہ یہ نہیں جو اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

## بغیر دوپٹہ کے عورت کا کالج میں پڑھانا اور دفتر میں کام کرنا

س…… ہمارے تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے، شرعی لحاظ سے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ ہمارے تعلیمی اداروں میں خواتین ٹیچرز بغیر دوپٹے کے کلاسز لیتی ہیں، جبکہ اسکولوں میں مرد اساتذہ بھی ہوتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

ج…… یہ مخلوط نظامِ تعلیم بے خدا قوموں کا ایجاد کردہ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مرد، مرد نہ رہیں، اور عورتیں، عورتیں نہ رہیں، اسلام کے ساتھ اس نظام کا کوئی جوڑ نہیں۔

س…… ہمارے ملک میں مخلوط ملازمت کا رواج ہے، سرکاری اور غیرسرکاری دفاتر میں جہاں صرف مرد کام کرتے ہیں، آفیسر اپنے لئے لیڈی سیکریٹری رکھتے ہیں، کیا ایسے دفاتر فحاشی کے اَڈّے نہیں کہلائیں گے؟ شرع کے لحاظ سے ایسی خواتین اور آفیسروں کے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… یہ مخلوط ملازمت کا نظام، مخلوط تعلیم کا شاخسانہ ہے، جو مردانہ غیرت اور نسوانی حیا نکال پھینکنے کا نتیجہ ہے۔

## عورت بازار جائے تو کتنا پردہ کرے؟

س...... اسلام میں آزاد عورت (یعنی آج کل کی گھریلو خاتون) کو غیرمحرَم سے پردے کا کیا حکم ہے؟ خصوصاً سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۵۹ اور سورۂ نور کی آیت نمبر:۳۱ میں پردے کا جو حکم ہے، اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور جہاں بھی پردے کا حکم دیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے کا کیا حکم دیا ہے؟ جناب! خصوصاً سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۵۹ اگر تفصیل سے سمجھادیں تو مہربانی ہوگی۔

> ''اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ واسطے بیبیوں اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بیویوں مسلمانوں کی، کے نزدیک کرلیں اُوپر اپنے بڑی چادریں اپنی، یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ پہچانی جاویں پس نہ ایذا دی جاویں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔''
>
> (سورۂ اَحزاب)

اور سورۂ نور میں پردے کے متعلق جو حکم آیا ہے، وہ بھی تفصیل سے سمجھادیں۔

ج...... پردے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو بڑی چادر یا برقع سے اپنے پورے بدن کو ڈھانپ کر نکلے اور صرف راستہ دیکھنے کے لئے آنکھ کھلی رہے، ان آیات کی تفسیر مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر ''معارف القرآن'' میں دیکھ لی جائے۔

## بے پردگی والی جگہ پر عورت کا جانا جائز نہیں

س...... زید اپنی بیوی کو اس کے بھائی کے گھر جانے سے روکتا ہے، کیونکہ اس کے بھائی کے گھر میں خدمت گار نوجوان ہیں، جبکہ یہ خدمت گار گھر کے ایک مخصوص حصے تک محدود ہیں۔ آپ اس مسئلے کا تفصیلی و تحقیقی جواب تحریر فرمائیں۔

ج...... شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو ایسی جگہ جانے سے منع کرے جہاں غیرمحرَم مردوں سے بے پردگی کا اندیشہ ہو، ہاں! البتہ اگر بیوی کے بھائی کے گھر بے پردگی کا

خطرہ نہ ہو اور خدمت گار مردوں کے لئے الگ کوئی مخصوص جگہ ہو تو پھر کبھی کبھی جانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن پردے کا اہتمام ضروری اور لازمی ہے۔

## گھر میں نوجوان ملازم سے پردہ کرنا ضروری ہے

س...... ایک تعلیم یافتہ مسلمان جن کے کام کاج کرنے کے لئے ایک مسلمان نوجوان ملازم ہے، جو رات دن ان کے گھر میں رہتا ہے، جس کا ان کے اہلِ خانہ سے پردہ نہیں ہے، سنا ہے کہ وہ اس ملازم کو اپنے گھر میں چھوڑ کر ایک ماہ کے لئے کہیں باہر کام پر گئے ہیں۔ پردہ شرعی کی چہل حدیث میں لکھا ہے کہ ایسا شخص جس کو اس کی پروا نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے؟ کون جاتا ہے؟ وہ دیوث ہے، اور دیوث کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ کیا اس قسم کا شخص اس صورت میں کہ وہ دِینی کام سے جاتا ہے، جنتی ہوجائے گا؟

ج...... ملازم سے پردہ ہے، اور اس کا بغیر پردے کے مستورات کے پاس جانا جائز نہیں۔

## عورتوں کو تبلیغ کے لئے پردۂ اسکرین پر آنا

س...... عورتوں کے لئے پردے کا حکم بہت شدید ہے، یعنی یہ کہ عورت کو مرد سے اپنے ناخن تک چھپانے چاہئیں، لیکن آج کل کی عورت دفتروں میں، دُکانوں میں (سیلز گرل) اور سڑکوں پر بے پردہ گھومتی ہے، جو کہ ظاہر ہے غلط ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر عورت ٹیلی ویژن پر آتی ہے تو یقیناً اسے لاکھوں کی تعداد میں مرد دیکھتے ہیں، اور آج کل ٹی وی پر عورتیں تبلیغِ دِین کے لئے آتی ہے، کیا اس عمل سے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرلیتی ہیں؟

ج...... جو عورتیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام کو توڑ کر پردۂ اسکرین پر اپنی نمائش کرتی ہیں، انہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیسے حاصل ہوسکتی ہے...؟ ہاں! اِبلیس اور ذُرّیتِ اِبلیس ان کے اس عمل سے ضرور خوش ہیں۔

## کیا عورت کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے؟

س...... پچھلے دنوں اخبار ''جنگ'' میں پروفیسر وارث میر صاحب نے عورتوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے، پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ: ''عورت بغیر پردہ یعنی کہ منہ چھپائے

بغیر باہر نکل سکتی ہے، کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے، مردوں کے شانہ بشانہ کام کرسکتی ہے'' یہ کہاں تک صحیح ہے کہ عورت بغیر پردہ کئے باہر نکل سکتی ہے؟ جبکہ عورت کی ساری خوبصورتی اس کے چہرے سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس چہرے کے مسئلے کو تفصیلاً تحریر کریں۔ دُوسرا سوال یہ ہے کہ ہم لوگ جو آج کل کے دور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، آیا اس کے لئے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا؟ نیز عورتوں کو میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا یا وکالت کرنا یا جج کے فرائض انجام دینا کہاں تک صحیح ہے؟ ضرور تحریر کریں۔

ج...... پروفیسر وارث میر کا فتویٰ غلط ہے۔ بے پردگی، فحاشی کی بنیاد ہے، اور اسلام فحاشی کو برداشت نہیں کرتا۔ عورت کے لئے قرآنِ کریم کا حکم یہ ہے کہ وہ بغیر شدید ضرورت کے گھر سے ہی نہ نکلے، اور اگر ضرورت کی بنا پر نکلے تو جلباب (بڑی چادر جو پورے بدن کو ڈھانک لے) پہن کر نکلے، اور اس کا پلّو چہرے پر لٹکائے رکھے، مرد اور عورت اپنی نظریں نیچی رکھیں اور عورتیں اپنے محرَموں کے سوا کسی کے سامنے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ مجھے قرآنِ کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں ملی جس میں عورتوں کو مردوں سے کندھا ملاکر (شانہ بشانہ) چلنے کا حکم دیا گیا ہو، اور جس میں یہ کہا گیا ہو کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے کھیل کے میدان میں بھی جاسکتی ہیں۔ یہ آسمانِ مغرب کی ''وحی'' ہے جس نے مرد و زَن کا امتیاز مٹا ڈالا ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہ ہے کہ: ''اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔''

۲:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علومِ نبوّت لے کر آئے تھے اور آپ نے انہی کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی دی ہے، اور اس کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ دُنیاوی علوم انسانی ضرورت ہے اور حدودِ شریعت کے اندر رہتے ہوئے ان سے استفادہ بھی جائز ہے، لیکن جو علم، اَحکامِ الٰہیہ سے برگشتہ کردے (جیسا کہ آج کل عام طور سے دیکھنے میں آرہا ہے) وہ علم نہیں، جہل ہے۔

عورتوں کا میڈیکل سیکھنا، قانون پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ شرعی پردہ محفوظ رہے،


فہرست

ورنہ بے پردگی حرام ہے۔ عورت کو جج بنانا صحیح نہیں، لیکن اگر بنادیا گیا تو اس کا فیصلہ صحیح ہوگا، مگر حدود و قصاص میں عورت کا فیصلہ معتبر نہیں۔

## عورت کے چہرے کا پردہ

س…… جناب! میں پردہ کرتی ہوں جیسا کہ اللہ کا حکم ہے کہ نامحرَم سے پردہ کرنا چاہئے، میں اب تک کوشش یہی کرتی رہی ہوں کہ اپنے خالہ زاد یا ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائیوں کے سامنے نہ آؤں، مگر کبھی کبھار سامنا ہو ہی جاتا ہے۔ میں نے ابھی ایک مضمون پڑھا تھا جس میں عورت کے چہرے کے پردے پر زور نہیں دیا گیا تھا، معلوم یہ کرنا ہے کہ رشتہ داروں سے چہرے کا پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ فی زمانہ یہ بہت ہی زیادہ مشکل ہے۔

ج…… عورت کو کسی مجبوری کے بغیر چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں، جہاں تک ممکن ہو آپ بدستور پردہ کرتی رہیں، اخباروں میں صحیح غلط ہر قسم کی باتیں چھپتی ہیں، جب تک کسی محقق عالم سے تحقیق نہ کرلی جائے، اخباری مضامین پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔

## عورت کی کلائی پردے میں شامل ہے

س…… آپ نے ''غیرمحرَم کو ہاتھ لگانا'' کے جواب میں یہ لکھا ہے: ''عورت کا ہاتھ کلائی تک پردے کے حکم میں نہیں ہے'' حالانکہ کلائی ہاتھ کی گٹوں سے شروع ہوتی ہے جو کہ پردے کے حکم میں ہے۔ کیا ہاتھ کی کلائی عورت کے پردے کے حکم میں ہے؟ ضرور وضاحت فرمائیں، اگر کلائی عورت کی نماز میں کھلی رہ جائے تو اس کی نماز نہ ہوگی؟

ج…… کلائی گٹوں سے شروع ہوتی ہے، اور گٹوں تک ہاتھ ستر میں شامل نہیں، گٹوں سے لے کر کلائی ستر میں شامل ہے، اس میں آپ کو کیا اِشکال ہے؟ وہ سمجھ میں نہیں آیا۔

## بہنوئی سے بھی پردہ ضروری ہے

س…… بہنوئی سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ ہمارے اِدھر ایک حافظ ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب تک بہن زندہ ہو پردہ نہیں کرنا چاہئے۔

ج…… بہنوئی سے پردہ ہے، حافظ صاحب غلط کہتے ہیں۔

## رشتہ دار نامحرَموں سے بھی پردہ ضروری ہے

س……ہم غیرمحرَموں سے پردہ کرتی ہیں، لیکن ہماری ایک بزرگ خاتون کہتی ہیں کہ: ”تم جو پردہ کرتی ہو صحیح نہیں ہے، تھوڑا بہت زمانے کے ساتھ بھی چلنا پڑتا ہے“ وہ کہتی ہیں کہ: ”چہرہ وغیرہ غیرمحرَموں کے سامنے کھول سکتے ہیں“ وہ کہتی ہیں کہ: ”حج میں بھی تو عورتیں چہرہ وغیرہ کھلا رکھتی ہیں“ آپ ضرور تفصیل سے جواب دیں کہ عورتیں حج میں اپنا چہرہ کیوں کھلا رکھتی ہیں؟

ج……جس طرح مرد کو اِحرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر ڈھانکنا جائز نہیں، اسی طرح چہرے کو کپڑا لگانا عورت کو اِحرام کی حالت میں جائز نہیں۔ چنانچہ عورت کو یہ حکم ہے کہ اِحرام کی حالت میں اس طرح پردہ کرے کہ کپڑا منہ کو نہ لگے۔ اب اگر آپ کی بزرگ خاتون جیسا کوئی عقل مند لوگوں کو یہ تبلیغ کرتا پھرے کہ: ”جس طرح مردوں کو وہاں کُرتا شلوار پہننا جائز نہیں تو یہاں بھی جائز نہیں“ تو آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گی؟ وہی رائے اس بزرگ خاتون کے بارے میں قائم کرلیجئے…! علاوہ ازیں اِحرام کی حالت میں چہرہ ڈھکنا تو جائز نہیں لیکن پردہ کرنا وہاں بھی فرض ہے، اور لوگوں کے سامنے کھلے بندوں پھرنا حرام ہے، اب اگر بعض بیوقوف عورتیں اس پر عمل نہیں کرتیں تو ان کا فعل شریعت تو نہیں۔ رہا اس بزرگ خاتون کا یہ کہنا کہ: ”تھوڑا بہت زمانے کے ساتھ بھی چلنا پڑتا ہے“ بالکل غلط ہے، ”چلو تم اِدھر کو جدھر کی ہوا ہو“ دُنیاپرستوں اور کافروں کا شیوہ تو ہوسکتا ہے، کسی موٴمن کا نہیں۔ کیونکہ کوئی مسلمان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے زمانے کی ہوا کا ساتھ نہیں دے سکتا ورنہ پھر مسلمان اور کافر کے درمیان کیا فرق رہ جائے گا…!

## بے پردگی سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہورہی ہیں نہ کہ پردے سے

س……محترم! فیڈریشن آف پروفیشنل ویمن ایسوسی ایشن کے زیرِاہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں فیڈریشن کی صدر ڈاکٹر سلیمہ احمد صاحب نے فرمایا: ”خواتین کو پردے میں بٹھانے سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں“ کیا ان محترمہ کا بیان دُرست ہے؟



فہرست

ج……ڈاکٹر صاحبہ کو جس پردے میں پیچیدگیاں نظر آرہی ہیں اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دیا ہے، چنانچہ سورۂ اَحزاب آیت:۳۳ میں خواتینِ اسلام کو حکم فرماتے ہیں:

''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی.'' (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ:……''اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں، اور دِکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دِکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بداخلاقی اور بے حیائی کی رَوِش کو مقدس اسلام کب برداشت کرسکتا ہے؟ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔''

یہ تو چاردیواری میں بیٹھنے کا حکم ہوا، اور اگر کبھی بامرِ مجبوری خواتین کو گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو وہ کس انداز سے نکلیں؟ اس کے لئے درج ذیل ہدایت فرمائی گئی، سورۂ اَحزاب آیت:۵۹ میں ارشاد ہے:

''یٰٓـاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ.''

ترجمہ:……''اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو، نیچے لٹکالیں اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرے پر بھی لٹکالیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے

نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔‘‘

یہ بڑی چادروں (جلابیب) سے سر لپیٹ کر اور سر اور چہرہ ڈھک کر نکلنے کا حکم چادر کا پردہ ہوا، اور شرفاء کے یہاں برقع کا رواج درحقیقت اسی حکم کی تعمیل کی خوبصورت شکل ہے۔

بہرحال یہ ہیں شرعی پردے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے پاک ارشادات، اور یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کا ان اَحکامِ خداوندی پر عمل۔ نہ جانے ڈاکٹر صاحبہ کو پردے کے اندر وہ کون سی پیچیدگیاں نظر آگئیں جن کا علم۔نعوذ باللہ۔ نہ اللہ تعالیٰ کو ہوا، نہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی پاکیزہ خواتین کو، رضی اللہ عنہنّ۔ اللہ تعالیٰ عقل و ایمان اور عفت و حیا کی محرومی سے پناہ میں رکھیں۔

## کیا گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند رکھنا ضروری ہے؟

س…… محض شک کی بنا پر گھر کے دروازے، کھڑکیاں بند رکھنا کہ کہیں کسی غیرمرد کی نظر خواتین پر نہ پڑے، حالانکہ بے پردگی کا قطعی امکان نہ ہو کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… گھر میں پردے کا اہتمام تو ہونا چاہئے، لیکن اگر مکان ایسا ہے کہ اس سے بے پردگی کا احتمال نہ ہو تو خواہ مخواہ شک میں پڑنا صحیح نہیں۔ شک، اسلام کی تعلیم نہیں، بلکہ ایک نفسیاتی مرض ہے جو گھر کے ماحول میں بداعتمادی کو جنم دیتا ہے اور جس سے رفتہ رفتہ گھر کا ماحول آتش کدہ بن جاتا ہے۔ البتہ دروازوں، کھڑکیوں سے اگر غیرنظروں کے گزرنے کا احتمال ہو تو ان پر پردے لگانے چاہئیں۔

## دُودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا

س…… کیا کسی بہن کو اپنے دُودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا چاہئے؟

ج…… دُودھ شریک بھائی اپنے حقیقی بھائی کی طرح محرَم ہے، اس سے پردہ نہیں۔ البتہ اگر وہ بدنظر اور بدقماش ہو تو فتنے سے بچنے کے لئے اس سے بھی پردہ لازم ہے۔



فہرست

# اخلاقیات

## نصیحت کرنے کے آداب

س...... اگر میرے ساتھ کام کرنے والا یا کوئی رشتہ دار کسی طریقے یعنی تبلیغ یا نرمی سے سمجھانے پر بھی نماز پڑھنے یا غلط عمل کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کے ساتھ دِینِ اسلام کی رُو سے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

ج...... اپنے مسلمان بھائیوں کو نیکی کرنے اور بُرائی چھوڑنے کی ترغیب دینا تو فرض ہے، مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ بات بہت نرمی اور خوش اخلاقی سے سمجھائی جائے۔ طعن و تشنیع کا لہجہ اختیار نہ کیا جائے۔ اور تبلیغ کرتے وقت بھی اس کو اپنے سے افضل سمجھا جائے۔ اگر آپ نے پیار و محبت سے سمجھایا اور اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانا تو آپ نے اپنا فرض ادا کرلیا، اب زیادہ اس کے پیچھے نہ پڑیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں کہ اسے راہِ راست کی توفیق عطا فرمائے اور کسی مناسب موقع پر پھر نصیحت کریں۔ بہرحال یہ خیال رہنا چاہئے کہ ہمیں بیماری سے نفرت ہے، بیمار سے نہیں۔ جو مسلمان بے عمل ہو اسے حقیر نہ سمجھا جائے، بلکہ اخلاق و محبت سے اس کی کوتاہی دُور کرنے کی پوری کوشش کی جائے، اس کے لئے تدابیر سوچی جائیں۔

## جوان مرد اور عورت کا ایک بستر پر لیٹنا

س...... کیا عورتوں کے کمرے میں مرد اکٹھے سو سکتے ہیں، جبکہ مردوں کے علیحدہ کمرے موجود ہوں؟ ان گناہگار آنکھوں نے کئی بار عورتوں کے ساتھ مردوں کو رات بھر ایک بستر پر سوتے دیکھا ہے، اور ان کو منع کیا مگر بدقسمتی سے تلخ جواب ملا یہ کہتے ہوئے کہ: ''انسان تو چاند تک پہنچ گیا ہے اور تم ابھی تک دقیانوسی خیالات بار بار دُہراتے ہو، موجودہ ترقی یافتہ



فہرست

دور میں یہ سب ٹھیک ہے۔ پچاس برس کی ماں اپنے پچیّس برس کے بیٹے کے ساتھ سوسکتی ہے اوراسی طرح پچیّس سال کا بھائی اپنی بیس برس کی بہن کے ساتھ سوسکتا ہے۔''

ج…… حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ: ''جب بچے دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر الگ کردو'' (مشکوٰة ص:۵۸) پس جوان بہن بھائیوں کا ایک بستر پر سونا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ انسان کے چاند پر پہنچ جانے کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس ترقی کے بعد انسان، انسان نہیں رہا، جانور بن گیا ہے اور اب اسے انسانی اقدار اور قوانینِ فطرت کی پابندی کی ضرورت نہیں، تو ہم اس ترقی کے مفہوم سے ناآشنا ہیں۔ ہمارے خیال میں انسان چاند چھوڑ کر مریخ پر جا پہنچے، اس پر انسانیت کے حدود وقیود کی رعایت لازم ہے، اور اسلام انسانیت کے فطری حدود وقیود ہی کا نام ہے۔ جولوگ اسلام کی مقدس تعلیمات کو ''دقیانوسی باتیں'' کہہ کر اپنی آزادخیالی اور ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ انسان اور حیوان کا امتیاز مٹ جانا چاہئے، ایسے لوگوں کو مسلمان کہنا ہی غلط ہے۔

## غصّے میں گالیاں دینا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میرے دادا جان جن کی عمر تقریباً ۶۰ سال ہے، ماشاء اللہ سے خاصے صحت مند ہیں اور ان کی سنت کے حساب سے داڑھی بھی ہے، لیکن وہ عادتاً گالیاں دیتے ہیں۔ غصہ پینے کی بجائے بہت غصہ کرتے ہیں، انڈین فلمیں دیکھنے کا بھی شوق رکھتے ہیں، کبھی تو پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں، لیکن وہ بھی گھر میں، بعض اوقات تو جمعہ کی نماز بھی گھر پر پڑھتے ہیں، اور کبھی کبھی بالکل ہی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ذرا سر میں درد ہو یا کسی دن کام کی زیادتی ہوتی ہے اور وہ تھک جاتے ہیں تو صرف یہ کہہ کر نماز چھوڑ دیتے ہیں کہ آج بہت تھک گیا ہوں۔

ج…… غصہ تو ان کو بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے آتا ہوگا، لیکن غصّے میں گالیاں بکنا تو بہت بُری بات ہے، اور پھر ایک معمر بزرگ کے منہ سے گالیاں تو اور بھی بُری بات ہے۔ نماز میں کوتاہی کرنا ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں، بڑھاپے کے بعد تو قبر ہی باقی رہ گئی ہے، اگر


فہرست

آدمی کو بڑھاپے میں اپنی کوتاہیوں کی تلافی کا ہوش نہ آئے تو کب آئے گا...؟ حدیث میں ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر عطا کردی، اس کے سارے عذر ختم کردیئے:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ینادی مناد یوم القیام: این ابن الستین؟ وهو العمر الذی قال اللہ تعالیٰ: أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ."

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص:۴۵۱)

ترجمہ:...... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا کہ: ساٹھ سال کی عمر والے کہاں ہیں؟ یہی عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا؟" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے "اصلی گھر" کی تیاری کی توفیق عطا فرمائیں۔

## سوَر کی گالی دینا

س...... بزرگوں سے سنا ہے کہ سوَر کی گالی دینے سے چالیس دن کا رزق اُڑ جاتا ہے، اسلام میں یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... کسی کو یہ گندی گالی دینا تو دُرست نہیں، باقی رِزق اُڑ جانے کی بات مجھے معلوم نہیں۔

## انسان کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ

س...... انسان کا شکریہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ الفاظ: "مہربانی، شکریہ" وغیرہ کہنا جائز ہے؟

ج...... کسی شخص کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے شریعت نے "جَزَاکَ اللہ" کہنے کی تلقین کی ہے، حدیث میں ہے:



فہرست

”من صنع اليه معروف قال لفاعله: جزاك الله، فقد ابلغ فی الثناء.“ (ترمذی ج:۲ ص:۲۳)

ترجمہ:...... ”جس پر کسی نے احسان کیا ہو، وہ احسان کنندہ کو ”جزاک اللہ“ کہہ دے تو اس نے تعریف کو حدِ کمال تک پہنچادیا۔“

## بداخلاق نمازی اور بااخلاق بے نمازی میں سے کون بہتر ہے؟

س...... ایک شخص ہے نمازی اور بہت نیک اور پرہیزگار، مگر اس کے اخلاق اچھے نہیں، ہر ایک کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتا ہے، اور ایک شخص بے نمازی اور پرہیزگار بھی نہیں ہے، مگر اس کے اخلاق بہت اچھے ہیں، ایسی صورت میں کس کا عمل اچھا ہے؟

ج...... آپ کی یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے، کیونکہ عبادات کی تو تأثیر یہ ہے کہ وہ انسان کو مہذّب بنادے، اس کا دِل نرم کردے، اس کے اخلاق کو اچھا بنادے، اس کے تکبر کو ختم کردے، کیونکہ نماز کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بے حیائی اور فواحش سے روکتی ہے، پھر جب انسان نماز میں تواضع سے سر جھکاتا ہے تو تکبر ختم ہوجاتا ہے، ہر وقت وہ نماز میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ مجھے نیک لوگوں کے راستے پر چلا، اور نیک لوگوں کے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ عبادت کا اثر ہی یہی ہے کہ اس کے اخلاق بھی اچھے ہوجائیں۔ اب اگر عبادت اس میں یہ تأثیر نہیں کرتی تو معلوم ہوا کہ اس کی عبادت میں کوئی نقص ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی عبادت کی اصلاح کرے، لیکن اس کو نماز، روزہ اور دیگر نیک کاموں کا اَجر اپنی جگہ الگ ملے گا اور بداخلاقی کا گناہ اپنی جگہ الگ۔ اسی طرح بااخلاق شخص جو کہ نیک اعمال نہیں کرتا اور فرائض میں کوتاہی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو فطرتِ سلیمہ اور صحیح طبیعت عطا کی ہے، مگر وہ اپنی غفلت اور کوتاہی اور شیطان کے بہکانے میں آکر اپنے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہے، تو اس کو ان فرائض میں کوتاہی کی سزا ضرور ملے گی۔ ان دونوں اَشخاص کی آپس میں کوئی نسبت نہیں، دونوں ہی صحیح


فہرست

راستے پر نہیں، ایک نے ایک حصہ دِین کا چھوڑ دیا، اور دُوسرے نے دُوسرا دِین کا حصہ چھوڑ دیا، اس لئے دونوں ناقص ہیں۔

## منافق کی تین نشانیاں

س…… میں یہاں ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ بحوالہ بخاری و مسلم درج کرنا چاہتا ہوں: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلافِ وعدہ کرے، کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، چاہے وہ شخص روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو'' اس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس شخص میں یہ تینوں خصوصیات بدرجۂ اَتم ہوں؟

ج…… منافق دو قسم کے ہیں، ایک منافقِ اعتقادی جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دِل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو۔ دُوسرا منافقِ عملی، یہ وہ شخص ہے جو اللہ و رسول کو مانتا ہے اور دِینِ اسلام کا عقیدہ رکھتا ہے، لیکن کام منافقوں والے کرتا ہے، مثلاً: جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، اس حدیثِ پاک میں اس دُوسری قسم کے منافق کا ذکر ہے، جو اگرچہ مسلمان ہے، نماز روزہ کرتا ہے، مگر اس کا کردار منافقانہ ہے۔ جس شخص کا آپ نے ذکر کیا ہے، اگر اس میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں تو حدیثِ پاک کی وعید اس کو شامل ہے کہ اس کا کردار منافقوں والا ہے، مگر اس کو مطلقاً ''منافق'' کہنا جائز نہیں، جیسا کہ کوئی شخص کافروں والے عمل کرتا ہو تو اس کو مطلقاً ''کافر'' کہنا جائز نہیں۔

## کسی کے بارے میں شک و بدگمانی کرنا

س…… ایک حدیث ہے کہ کسی پر شک نہیں کرنا چاہئے، یعنی شک، بدگمانی اور تجسّس منع ہیں۔ دُوسری حدیثِ مبارک ہے کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دو۔ ان دونوں حدیثوں میں کیا فرق ہے عمل کے لحاظ سے؟ اور کیا مطلب ہے؟



فہرست

ج...... کسی کے بارے میں بدگمانی جائز نہیں، یہ تو پہلی حدیث کا مطلب ہے۔ اور دُوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کے بارے میں تردّد ہو کہ آیا یہ جائز ہے یا نہیں، تو اس کو نہ کرو۔

## غیبت کی سزا

س...... کیا غیبت کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں، میں نے سنا ہے کہ جس آدمی کی غیبت کی جاتی ہے غیبت کرنے والا گناہگار ہوجاتا ہے، مگر جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کیا جس کی غیبت کی جاتی ہے واقعی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

ج...... غیبت کرنے والے سے اس کی نیکیاں لے کر جس کی غیبت کی گئی ہو اس کو دِلائی جائیں گی، اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو جس کی غیبت کی گئی اس کے گناہ غیبت کے بقدر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ تمام حقوق العباد کا یہی مسئلہ ہے، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو اپنے پاس سے عطا فرماکر اس سے معاف کرادیں تو ان کا فضل ہے۔

## غیبت کرنا، مذاق اُڑانا اور تحقیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے؟

س...... گزارش یہ ہے کہ میں سرکاری دفتر میں کام کرتا ہوں، وہاں پر چند نوجوان ہیں، وہ ہر وقت کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی کا مذاق اُڑاتے رہتے ہیں، لڑاتے رہتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں، کسی کے سر پر تھپڑ مارتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، کسی کو تکلیف دے کر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: ''مزہ آگیا'' جب ان سے کہا جاتا ہے: اللہ سے ڈرو! تو کہتے ہیں: ''اللہ کو درمیان میں نہ لایا کرو!'' جب کہ سب کے سب مسلمان ہیں، ہمارا مذہب ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ ان لوگوں کے اندر نہ تو خدا کا خوف، نہ ہی ڈر ہے، اکثر دوساتھیوں میں جھگڑا کراکے خوش ہوتے اور کہتے ہیں: ''آج بہت تفریح ہوگئی اور طبیعت خوش ہوگئی'' اور جھوٹ بولنا، چغلی کرنا، بات کو اِدھر اور اُدھر کرنا مشغلہ ہے، اور اپنے سامنے دُوسرے کو کم تر سمجھنا اور خوار کرنا شامل ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے بتائیں ایسے لوگوں کے ساتھ اُٹھنا اور بیٹھنا جائز ہے اور مذہب کیا حکم دیتا ہے؟


فہرست

ج…… یہ تمام اُمور جو آپ نے ذکر کئے ہیں، گناہِ کبیرہ ہیں، کسی کا مذاق اُڑانا، کسی کی تحقیر کرنا، کسی کو دُوسرے سے لڑانا، کسی کی غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا، اس قسم کے تمام اُمور نہایت سنگین ہیں اور ان سے معاشرے میں شر و فساد اور رنجشیں جنم لیتی ہیں، ایسے لوگوں سے دوستانہ مراسم نہیں رکھنے چاہئیں۔

## کسی کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے غیبت کرنا

س…… ایک صاحب ہمارے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''فلاں صاحب جو آپ کے محلے میں رہتے ہیں، ان سے ہم اپنی بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں، برائے مہربانی آپ ہمیں ان صاحب کی عادتوں اور کردار وغیرہ اور دیگر تفصیلات کے متعلق بتائیں'' کیا ان سائل کو تمام باتیں بتانا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر بتانا چاہیں تو کیا وہ باتیں بھی بتادی جائیں جن کو کسی سے ذکر نہ کرنے کا ہم سے وعدہ لے لیا گیا ہو؟

ج…… اس شخص کی غیبت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ رشتہ کرنے والے کو نقصان سے بچانا مقصود ہو تو اس شخص کی حالت کا ذکر کردینا جائز ہے، اور اگر کسی سے ذکر نہ کرنے کا وعدہ کر رکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ خود نہ بتائے بلکہ کسی اور واقف کار کا حوالہ دے دے کہ اس سے دریافت کرلو۔

## فوٹو والے بورڈ والی کمپنی کے خلاف تقریر غیبت نہیں

س…… ایک محترمہ مبلغ نے خواتین کے اجتماع کے سامنے اشتہاری بورڈ (جس پر عورت کا فوٹو بنا ہوتا ہے) کو تقریر کا موضوع بنایا، ایک کمپنی کا نام لے کر اس پر تنقید کی اور یہاں تک کہہ گئیں کہ: ''سفید داڑھی والے عورتوں کی کمائی کھاتے ہیں'' پکار کر کہا کہ: ''اگر کوئی فلاں کمپنی والوں کی رشتہ دار یہاں موجود ہے تو ہمارا پیغام ان کو پہنچادے'' خواتین نے ایک خاتون کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ان کی رشتہ دار ہے، سو اس خاتون نے وعدہ کیا کہ میں آپ کا پیغام پہنچادُوں گی۔ یہ واقعہ ایک جمعہ کو ہوا، ہفتے کو کمپنی کے مالک کو معلوم ہوا، مذکورہ بورڈ اس کی اطلاع میں نہیں تھا، بہرحال بورڈ فوراً صاف کرادیا گیا۔ آئندہ بدھ کو پھر اسی محترمہ نے ایک دُوسرے علاقے میں تقریر کی، اسی بورڈ کو موضوعِ تقریر بنایا، وہی سوال کیا کہ اگر ان کا

کوئی رشتہ دار یہاں ہے تو ہمارا پیغام پہنچادے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جمعہ کے دن جو پہلی تقریر کی تھی وہ غیبت ہے جو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے؟ اور جو بدھ کو تقریر کی تھی وہ بہتان ہے، کیونکہ بورڈ اس سے قبل بالکل مکمل طور پر مٹایا جاچکا تھا؟

ج…… جو گناہ اعلانیہ کیا جاتا ہو، اس کو بیان کرنا غیبت نہیں، اس لئے اس خاتون کی پہلی تقریر صحیح تھی اور یہ غیبت کے ذیل میں نہیں آتی۔ بورڈ صاف کرکے اگر اس خاتون کو اطلاع نہیں کی گئی تھی تو اس خاتون کی بدھ کی تقریر بھی صحیح تھی، کیونکہ ضروری نہیں کہ اس کو بورڈ کے صاف کردیئے جانے کا علم بھی ہوگیا ہو، اس میں قصور اس خاتون کا نہیں بلکہ کمپنی والوں کا ہے۔

## جب کسی کی غیبت ہوجائے تو فوراً اس سے معافی مانگ لے یا اس کے لئے دُعائے خیر کرے

س…… مولانا صاحب! میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ کسی کی غیبت نہیں کروں گی، لیکن دوبارہ اس عادتِ بد میں مبتلا ہوگئی ہوں۔ فی زمانہ یہ بُرائی اس قدر عام ہے کہ اس کو بُرائی نہیں سمجھا جاتا۔ میں اگر خود نہ کروں تو دُوسرے لوگ مجھ سے باتیں کرتے ہیں، نہ سنوں تو نک چڑھی کہلاتی ہوں۔ آپ برائے مہربانی فرمایئے کہ میں کس طرح اس عادتِ بد سے چھٹکارا حاصل کروں؟ عہد توڑنے کا کیا کفارہ ادا کروں؟

ج…… عہد توڑنے کا کفارہ تو وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے، یعنی دس مسکینوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا، اور اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ باقی غیبت بہت بڑا گناہ ہے، حدیث میں اس کو زنا سے بدتر فرمایا ہے۔ اس بُری عادت کا علاج بہت اہتمام سے کرنا چاہئے اور اس میں کسی کی ملامت کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ اوّل تو آدمی یہ سوچے کہ میں کسی کی غیبت کرکے ''مردہ بھائی کا گوشت'' کھارہا ہوں، اور یہ کہ میں اپنی نیکیاں اس کو دے رہا ہوں، اور یہ خالص حماقت ہے کہ جس کی بُرائی کر رہا ہے اس کو اپنی نیکیاں دے رہا ہے۔ دُوسرے جب کسی کی غیبت ہوجائے تو فوراً اس سے معافی مانگ

لے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے لئے دُعائے خیر کرے، اِن شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے یہ عادت جاتی رہے گی۔

## تکبر کیا ہے؟

س…… آپ نے اسلامی صفحے کا آغاز کیا ہے، یہ سلسلہ بہت پسند آیا، ہماری طرف سے مبارک باد قبول کیجئے۔ اگر آپ تکبر پر روشنی ڈالیں تو مہربانی ہوگی۔

ج…… تکبر کے معنی ہیں: کسی دِینی یا دُنیوی کمال میں اپنے کو دُوسروں سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دُوسروں کو حقیر سمجھے۔ گویا تکبر کے دو جز ہیں:

۱:…… اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ ۲:…… دُوسروں کو حقیر سمجھنا۔

تکبر بہت ہی بُری بیماری ہے، قرآن و حدیث میں اس کی اتنی بُرائی آتی ہے کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آج ہم میں سے اکثریت اس بیماری میں مبتلا ہے، اس کا علاج کسی ماہر رُوحانی طبیب سے باقاعدہ کرانا چاہئے۔

## قبلہ کی طرف پاؤں کرکے لیٹنا

س…… میرے ذہن میں کچھ اُلجھنیں ہیں جن کو صرف آپ ہی دُور کرسکتے ہیں، وہ یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف پاؤں کرکے نہ تو سونا چاہئے اور نہ ہی تھوکنا چاہئے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی ہے، اس لئے جائز نہیں۔

## کیا قبلہ کی طرف پاؤں کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے؟

س…… بزرگوں سے سنا ہے کہ قبلہ شریف کی طرف جو شخص ٹانگیں پھیلا کر سو رہا ہو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ کیا جو شخص قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے پیشاب کرے اور پیشاب کرے بھی کھڑا ہوکر تو برائے مہربانی بتائیں کہ کیا اس طرف پیشاب کرنے والے کا قتل بھی واجب ہے؟

ج…… قبلہ شریف کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے، اور اس طرف پیشاب کرنا گناہ ہے،

لیکن اس گناہ پر قتل کرنا جائز نہیں، جبکہ وہ شخص مسلمان ہو، البتہ اگر ایسے افعال کعبہ شریف کی توہین کی نیت سے کرتا ہے تو یہ کفر ہے۔

## لوگوں کی ایذا کا باعث بننا شرعاً جائز نہیں

س...... آپ نے روزنامہ ''جنگ'' جمعہ ایڈیشن ۳/دسمبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' میں ایک صاحب کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ مکان کرائے پر دینا اور لینا جائز ہے۔ یہ تو صحیح ہے، لیکن ایسی صورت میں کہ ایک شخص جسے لوگ دِین دار مسلمان سمجھتے ہوں، نیز وہ خود بھی دِین کا درس اور اسلام کی تعلیم دینے کا دعوے دار ہو، کسی رہائشی علاقے میں مکان خرید کر ایسے کاروبار یا کارخانے کے لئے جو اس رہائشی علاقے کے لحاظ سے نہ تو قانونی، نہ ہی اخلاقی طور پر جائز و مناسب ہو، زیادہ کرائے کے لالچ پر دے، جو وہاں کے رہنے والوں کے لئے اذیت اور پریشانی کا باعث ہو، یہاں تک کہ لوگوں کو گٹر کا پانی پینا اور استعمال کرنا پڑے (مال بردار گاڑیوں کی آمد و رفت سے گٹر اور پانی کی پائپ لائنیں ٹوٹ پھوٹ جانے کی وجہ سے)، نیز ایسی ایذا رسانی کی بنیاد کو ختم کرانے کے لئے لوگوں کی برادرانہ گزارشات کو مختلف حیلے بہانوں سے ٹالتا رہے اور اپنی بات پر قائم رہنے کے لئے مختلف تأویلوں سے جھوٹ کا ارتکاب بھی کرے، اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ کا کیا جواب ہے؟

ج...... کسی شخص کے لئے ایسے تصرفات شرعاً بھی جائز نہیں جو لوگوں کی ایذا رسانی کے موجب ہوں۔

## کیا قاتل کی توبہ بھی قبول ہوجاتی ہے؟

س...... یہ بھی بتایئے کہ کیا قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے؟

ج...... توبہ تو ہر گناہ سے ہوسکتی ہے اور ہر سچی توبہ کو قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے۔ لیکن قتل کے جرم سے توبہ کرنے میں کچھ تفصیل ہے، اس کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

قتل بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے، جس کا تعلق بندے کے حق سے بھی ہے اور اللہ تعالیٰ



فہرست

کے حق سے بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حق سے اس کا تعلق اس طرح ہے کہ جان اور جسم کا رشتہ اللہ تعالیٰ نے جوڑا ہے، جو شخص کسی کو قتل کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے اس فعل میں مداخلت کرتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کسی کو ناحق قتل کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، لیکن قاتل اس ممانعت کی پروا نہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی حکم عدولی کرتا ہے۔

بندے کے حق سے قتل کا تعلق دُہرا ہے، ایک تو اس نے مقتول کو ظلم کا نشانہ بنایا، دُوسرے مقتول کے لواحقین پر ظلم ڈھایا، اس کی بیوی کا سہاگ اُجاڑ دیا، اس کے بچوں کو یتیم کردیا۔ اس کے بہن بھائیوں کا بازُو کاٹ دیا اور اس کے اعزّہ و اقارب کو صدمہ پہنچایا۔

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ قتل میں اللہ تعالیٰ کے حق کی بھی حق تلفی ہے، مقتول کے حق کی بھی اور اس کے وارثوں کی بھی۔ اب یہ سمجھنا چاہئے کہ توبہ اس وقت قبول ہوتی ہے جب آدمی کو اپنے جرم پر ندامت بھی ہو اور اس جرم سے جن جن کی حق تلفی ہوئی ہے ان کا حق یا تو ادا کردیا جائے یا ان سے معاف کرالیا جائے۔ لہٰذا قاتل کی توبہ اس وقت قبول ہوگی جب متعلقہ فریقوں سے اس کو معافی مل جائے۔ اللہ تعالیٰ سے اگر سچے دِل سے معافی مانگی جائے تو وہ ارحم الراحمین غنیٔ مطلق ہے، ان کے دربار سے تو معافی مل جائے گی، مقتول دُوسرے جہان میں جاچکا ہے، اس سے معافی کی صورت بس ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ قاتل کی سچی توبہ کو قبول فرماکر مقتول کو اس سے راضی کرادیں اور اس پر جو ظلم ہوا ہے، اس کا بدلہ اپنے پاس سے ادا فرمادیں اور مقتول کے وارثوں کی جو حق تلفی ہوئی ہے قاتل ان کو معاوضہ دے کر یا بغیر معاوضے کے محض راہِ للہ معاف کرالے۔ اگر یہ تینوں فریق اس کو معاف کردیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا جرم معاف ہوجائے گا۔ ورنہ آخرت میں اسے اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی۔ اگر قاتل واقعتاً سچی توبہ کرلے، اور ان تینوں فریقوں سے سچے دِل سے معافی لینا چاہے تو اِن شاء اللہ اس کو ضرور معافی مل جائے گی۔ یہاں پر یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ شریعت نے ''قتل'' کی جو دُنیاوی سزا رکھی ہے، یہ سزا اگر قاتل پر جاری بھی ہوجائے تب بھی آخرت کی سزا سے بچنے کے لئے توبہ ضروری ہے۔

## آپ کا عمل قابلِ مبارک ہے

س...... میں رات کو سوتے وقت اپنے بستر پر لیٹ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا وِرد، آیت الکرسی، دُعائے صدیقؓ، دُرود شریف پڑھتا ہوں اور پھر اس کے بعد خدا سے اپنے گناہوں کی معافی، دُعائے حاجات مانگتا ہوں۔ کیا میرا یہ عمل صحیح ہے؟ بستر پر لیٹتے وقت وضو میں ہوتا ہوں، جسم اور کپڑے صاف ہوتے ہیں، کیا بستر پر لیٹتے وقت اس طرح پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ جواب دے کر ضرور مطلع کریں۔

ج...... آپ کا عمل صحیح اور مبارک ہے۔

## گھر میں عورتوں کے سامنے اِستنجا خشک کرنا

س...... مجھے یہ کہتے ہوئے آتی تو شرم ہے، مگر مسئلہ اہم ہے۔ میرے ایک دوست کے والد اور چچا وغیرہ کی عادت ہے کہ جب وہ گھر میں بھی ہوں تو پیشاب کے بعد گھر میں ہی ازار بند سنبھالے وٹوانی (پیشاب کو ڈھیلے سے خشک کرنا) کرتے ہیں، میرے دوست کو تو جو شرم آتی ہے میں خود شرمندہ ہو جاتا ہوں کہ ان کے گھر میں ان کی بیٹیاں، بیٹے سب ہوتے ہیں اور انہیں ذرا احساس نہیں ہوتا ہے کہ یہ کتنی بُری بات ہے۔ ایک بار میری بہن نے میرے دوست کی بہن سے کہا، تو اس نے کہا: میں کیا کہہ سکتی ہوں، ابا کو خود سوچنا چاہئے۔ آپ براہ مہربانی یہ بتائیں کہ کیا اسلام میں اس طرح وٹوانی کو منع نہیں کیا گیا؟ اہم بات یہ ہے کہ میرے دوست کے والد پانچوں وقت کے نمازی ہیں، میرا دوست کہتا ہے کہ: میرے والد کیا، پنجاب کے بیشتر دیہات کے نہایت پرہیزگار لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔

ج...... یہ عمل حیا کے خلاف ہے، ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، اِستنجا خشک کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہو تو اِستنجا خانے میں اس سے فارغ ہولیا کریں۔

## دیارِ غیر میں رہنے والے کس طرح رہیں؟

س...... پاکستان میں زیادہ پیسے کی نوکری نہیں ملتی اور زندگی کے دُوسرے معاملات میں رشوت زیادہ چلتی ہے، تو کیا صرف ان وجوہات کی وجہ سے کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ

امریکہ جیسے ملک میں رہے؟ کیونکہ وہاں بُرائیاں بہت عام ہیں، کیا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ امریکن شہریت حاصل کرلے؟ کیونکہ امریکن شہریت حاصل کرنے کے لئے اپنی سابقہ شہریت سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اور حلف اُٹھانا پڑتا ہے کہ میں امریکن قوانین کا پابند رہوں گا۔ اور ان قوانین میں جیسے کہ دُوسری شادی نہیں کرسکتے، یعنی کچھ امریکن قوانین اسلامی شریعت سے متصادم ہوتے ہیں، کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ صرف اچھے مستقبل کی خاطر اس قسم کے حلف اُٹھاسکتا ہے؟ عصری علم حاصل کرنے کے لئے امریکہ میں ہمارے نوجوان رہتے ہیں، تو کیا ہمارا یہ فعل شریعت کے خلاف تو نہیں؟

ج…… ایک جنت تو شدّاد نے بنائی تھی، اور ایک جنت دورِ جدید کے شدّاد (مغربی ممالک) نے بنائی ہے۔ ان لوگوں کو آخرت پر ایمان تو ہے نہیں، اس لئے انہوں نے دُنیا کی راحت و سکون کے تمام وسائل جمع کرلئے ہیں۔ امریکہ چونکہ کافروں کی جنت ہے اس لئے ہمارے بھائیوں کو آخرت والی جنت کی اتنی رغبت و کشش نہیں جتنی امریکہ کی شہریت مل جانے کی ہے۔ اگر کسی کو ''گرین کارڈ'' مل جائے تو ایسا خوش ہوتا ہے جیسے میدانِ محشر میں کسی کو جنت کا ٹکٹ مل جائے۔

ایک مسلمان کا مطمحِ نظر تو آخرت ہونی چاہئے، اور یہ کہ دُنیا کی دوروزہ زندگی تو جیسے کیسے تنگی و ترشی کے ساتھ گزر ہی جائے گی، لیکن ہماری آخرت برباد نہیں ہونی چاہئے۔ مگر ہمارے بھائیوں پر آج دُنیا طلبی، زیادہ سے زیادہ کمانے اور دُنیا کی آرائش و آسائش کی ہوس اتنی غالب ہوگئی ہے کہ آخرت کا تصوّر ہی مٹ گیا اور قبر و حشر کا عقیدہ گویا ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے کسی کو جائز و ناجائز کی پروا ہی نہیں۔ بہرحال کسبِ معاش کے لئے یا علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے غیرملک جانے سے ہماری شریعت منع نہیں کرتی۔ البتہ یہ تاکید ضرور کرتی ہے کہ تمہارے دِین کا نقصان نہیں ہونا چاہئے، اور تمہاری آخرت برباد نہیں ہونی چاہئے۔

امریکہ اور مغربی ممالک میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندے آباد ہیں، جن کی نیکی و پارسائی پر رشک آتا ہے۔ جو لوگ امریکہ جائیں یا کسی اور ملک میں جائیں ان کو لازم ہے کہ اپنے دِین کی حفاظت کا اہتمام کریں اور دُنیا کمانے کے چکر میں اس قدر غرق

نہ ہوجائیں کہ دُنیا سے خالی ہاتھ جائیں اور دِین وایمان کی دولت سے محروم ہوجائیں۔ان حضرات کو مندرجہ ذیل اُمور کا اہتمام کرنا چاہئے:

ا:...... اپنے دِینی فرائض سے غافل نہ ہوں، حتی الوسع نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور چوبیس گھنٹے میں اپنے وقت کا ایک حصہ قرآنِ کریم کی تلاوت، ذکر وتسبیح اور دِینی کتابوں کے مطالعے کے لئے مخصوص رکھیں۔ اور ان چیزوں کی ایسی پابندی کریں جس طرح غذا اور دوا کا اہتمام کیا جاتا ہے، غذا و دوا اگر انسانی بدن کو زندہ وتوانا رکھنے کے لئے ضروری ہے، تو یہ چیزیں رُوح کی غذا ہیں، ان کے بغیر رُوح توانا نہیں رہ سکتی۔

۲:...... کفار اور لادِین لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے گریز کریں اور کفار کو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں، ان کو ایسا سمجھیں جیسے اس قیدی کو، جس کے لئے سزائے موت کا حکم ہوچکا ہے، تمام آسائشیں مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ الغرض! کفار کی نعمتوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں، لجاجت وحرص کی نظر سے نہ دیکھیں، اور ان چیزوں پر رال نہ ٹپکائیں۔ کفار و فجار کی نقالی سے پرہیز کریں، کیونکہ ملعون اور مبغوض لوگوں کی نقالی بھی آدمی کو انہی کے زُمرے میں شامل کرادیتی ہے۔

۳:...... ان ممالک میں حرام وحلال کا تصوّر بہت کمزور ہے، جبکہ ایک مسلمان کے لئے ہر ہر قدم پر یہ دیکھنا لازم ہے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام؟ جائز ہے یا ناجائز؟ اس لئے ان بھائیوں سے التماس ہے کہ اپنے دِین کے حلال وحرام کو کسی لمحہ فراموش نہ کریں، اور اس بات کا یقین رکھیں کہ ہمارے دِین نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے درحقیقت وہ زہر ہے، جس کے کھانے سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے، اگر ہمیں کسی کھانے میں ملا ہوا زہر نظر نہ آئے تو کسی ایسے شخص کی بات پر اعتماد کرتے ہیں جو لائقِ اعتماد اور سچا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لائقِ اعتماد اور سچا ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقائق سے باذنِ اللہ واقف ہونا ایسی حقیقت ہے جو ہر مسلمان کا جزوِ ایمان ہے، پس جن چیزوں کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام اور ناجائز بتایا ہے ان سے اسی طرح پرہیز کرنا لازم ہے جس طرح زہر سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

۴:...... آدمی، آدمی کو دیکھ کر بنتا ہے یا بگڑتا ہے، ان مغربی اورامریکی معاشروں میں انسان کے بگاڑ کا سامان تو قدم قدم پر ہے، لیکن انسان کی اصلاح وفلاح کا چرچا بہت کم ہے، اس لئے ان ممالک میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ اپنے علاقے اور حلقے میں اچھے اور نیک لوگوں کو تلاش کرکے کچھ وقت ان کے ساتھ گزارنے کا اِلتزام کریں۔ اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں دعوت وتبلیغ کا کام ہے، جو حضرات اس کام میں جڑے ہوئے ہوں ان کے ساتھ کچھ وقت ضرور لگائیں۔ حق تعالیٰ شانہ ان تمام بھائیوں کے دِین وایمان کی حفاظت فرمائیں۔

۵:...... ان بھائیوں سے ایک گزارش یہ ہے کہ دِین کے مسائل ہر شخص سے دریافت نہ کریں، کیونکہ بعض مسائل بہت نازک ہیں، اس لئے کسی محقق عالم سے مسائل پوچھا کریں۔ اگر ان ممالک میں کوئی لائقِ اعتماد عالم موجود ہیں تو ٹھیک، ورنہ اب تو دُنیا سمٹ کر ایک محلّہ کی شکل اختیار کرگئی ہے، پاکستان کے محقق اہلِ علم سے ٹیلیفون پر مسائل دریافت کرسکتے ہیں یا ڈاک کے ذریعے مسائل کا جواب معلوم کرسکتے ہیں۔

## معصوم بچوں کی دِل جوئی کے لئے بسکٹ بانٹنا

س...... ایک حاجی صاحب باشرع ہیں، وہ اپنی دُکان پر چھوٹے بچوں کو سستے بسکٹ بانٹا کرتے ہیں، کسی بچے کو ایک اور کسی کو دو۔ یہ عمل موصوف کی دانست میں ثواب کا باعث ہے۔ مجھے یہ طریقِ کار پسند نہیں آیا، میرا خیال یہ ہے کہ روزانہ بسکٹ بانٹنے سے بچوں کو مانگنے کی عادت پڑسکتی ہے اور موصوف کی خودنمائی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ آپ اس مسئلے کا حل بتائیں کہ کیا یہ عمل ثواب ہے؟ اس کو جاری رکھنا بُرا نہیں ہے؟

ج...... وہ بزرگ معصوم بچوں کی دِل جوئی کو کارِ خیر سمجھتے ہیں، اور آپ کے دونوں اندیشے بھی معقول ہیں، وہ بزرگ اس کو خود ہی ترک کردیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کے جائز یا مکروہ ہونے کا فتویٰ دینا مشکل ہے۔

## بچپن میں لوگوں کی چیزیں لے لینے کی معافی کس طرح ہو؟

س...... آپ کے صفحے کا بہت دنوں سے قاری ہوں اور آپ سوالات کے بے حد اچھے اور سچے

لفظوں میں جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت میری عمر تقریباً ۱۹ سال ہے اور کالج میں زیرِ تعلیم ہوں، جس وقت میری عمر تقریباً ۱۱، ۱۲ سال کی تھی تو لڑکپن کی شرارتیں اپنے عروج پر تھیں، ہم چند لڑکے بازار وغیرہ جاتے تو کوئی پھل والے کے پھل وغیرہ چرا لیتے، یا کسی کو بغیر پیسے دیئے چیزیں لے لیتے تھے، مسجد میں جو چپلیں ہوتی تھیں ان چپلوں کے بند وغیرہ کاٹ دیتے تھے، کوئی چپل اُٹھا کر باہر پھینک دیتے تھے، بس میں ٹکٹ نہیں لیتے تھے، تقریب وغیرہ میں بغیر بلائے کھانا کھا آتے تھے، زمین پر پڑی ہوئی چیز اُٹھا لیتے تھے، پیسے وغیرہ۔ یعنی لڑکپن اور جوانی کے دوران خوب یہ کام کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کاموں کا جس میں ہم نے کسی کی چیزیں استعمال کیں، کس طرح نقصان پورا کرسکتے ہیں؟ آپ شرعی لحاظ سے جواب دیجئے اور تفصیل سے دیجئے، ہم آپ کے منتظر ہیں۔

ج…… ہونا تو یہ چاہئے کہ جن جن لوگوں کا آپ نے نقصان کیا تھا ان سب سے معافی مانگی جائے، لیکن وہ سارے لوگ یاد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دُعا و اِستغفار کریں، آپ کے اِستغفار سے ان کی بخشش ہوجائے تو وہ آپ کو بھی معاف کردیں گے۔

## لوگوں کا راستہ بند کرنا اور مسلمانوں سے نفرت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… ہمارے علاقے میں ایک مولانا صاحب رہتے ہیں، جو کہ جمعہ اور عیدین پڑھاتے ہیں، کچھ روز قبل انہوں نے محکمۂ اوقاف سے مل کر لوگوں کے راستے اور قانونی گزرگاہوں کو تنگ کرنا اور بند کرنا شروع کردیا، جس سے لوگوں کو بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، علاقے کے لوگوں نے خدا کے واسطے دیئے مگر وہ صاحب ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ تو پھر لوگوں نے میونسپل کمیٹی اور اوقاف سے فریاد کی اور انہوں نے بھی علاقے کے لوگوں کے مسئلے کو جائز قرار دیا اور کہا کہ مولانا صاحب جس طرح کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آپ سے شریعت کی روشنی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی مسلمان کا راستہ بند کرنا یا ذہنی کوفت پہنچانا شریعت میں کہاں تک دُرست ہے اور اس کی سزا کیا ہے؟

ج…… لوگوں کا راستہ بند کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

س...... کیا ان حالات میں ان صاحب کے پیچھے جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے؟ جو کہ دِل میں مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے۔

ج...... ان صاحب کو مسلمانوں سے نفرت نہیں کرنا چاہئے اور لوگوں کی ایذا رسانی سے توبہ کرنی چاہئے، اگر وہ اپنا رویہ تبدیل نہ کریں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کی جگہ دُوسرا اِمام و خطیب مقرّر کرلیں۔

## گناہ گار آدمی کے ساتھ تعلقات رکھنا

س...... ایک آدمی زانی ہو، چور اور ڈاکو ہو، یتیموں کا مال کھاتا ہو، مال دار ہو اور صدقہ زکوٰۃ وصول کرتا ہو، وعدہ خلافی کرتا ہو، جھوٹ اور بکواس کرتا ہو، اپنی اچھائی اور صداقت کے لئے لوگوں کے سامنے قسمیں کھاتا ہو کہ میں نے فلاں کے ساتھ یہ اچھائی کی اور اس کا کام کیا۔ کیا ایسے شخص کے ساتھ معاملات رکھنا، اس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور اس کے پیچھے نمازیں پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ جواب سے مطلع کریں۔

ج...... یہ شخص گناہ گار مسلمان ہے، اس سے دوستانہ تعلقات تو نہ رکھے جائیں، لیکن ایک مسلمان کے جو حقوق ہیں، مثلاً: بیمار پُرسی اور نمازِ جنازہ وغیرہ ان کو ادا کیا جائے، اور اگر قدرت ہو اور نفع کی توقع ہو تو اس سے ان گناہوں کے چھڑانے کی کوشش کی جائے، ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

## مجذوم بیمار سے تعلق رکھنے کا حکم

س...... صحیح بخاری شریف کی حدیث مبارکہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مجذوم سے بچو'' فقہِ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ مجذوم کی بیوی کو اختیار ہے کہ وہ فسخِ نکاح کرے، اب عرض یہ ہے کہ جذام جسے انگریزی میں ''لیپروسی'' کہتے ہیں پہلے ایک لاعلاج اور قابلِ نفرت بیماری تصوّر کی جاتی تھی، اب یہ مرض لاعلاج نہیں رہا، ایسے مریض میں نے دیکھے ہیں جو جذام سے صحت یابی کے بعد شادیاں کرچکے ہیں اور ان کے صحت مند بچے ہیں۔ میرا

مقصد یہ ہے کہ اب یہ بیماری عام بیماریوں کی طرح ایک عام مرض ہے جس کا سو فیصد کامیاب علاج گارنٹی کے ساتھ ہوتا ہے۔ معاشرے میں مجذوم سے جو نفرت ہوتی تھی اب وہ نہیں رہی۔ اس بیماری کے جو ڈاکٹرز ہوتے ہیں ان کے حسنِ اخلاق کا کیا کہنا، وہ کہتے ہیں کہ جذام کے مریض، لوگوں کی توجہ کے مستحق ہیں، ان سے نفرت نہیں کرنی چاہئے تاکہ یہ لوگ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں۔ بعض اوقات یہ ڈاکٹرز مجذومین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھاتے ہیں، ان کے ساتھ مصافحہ بھی کرتے ہیں، گفتگو کرتے ہیں، صحت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اب تک میں نے کسی سے نہیں سنا کہ کسی مجذوم سے یہ مرض ڈاکٹر یا کسی عام آدمی کو لاحق ہوا ہو۔ اب آپ سے دو باتیں پوچھنی ہیں:

۱:...... حدیثِ مذکور کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری قابلِ نفرت ہے، اور اس بیماری کے معالجین کہتے ہیں کہ یہ بیماری قابلِ نفرت نہیں ہے، حدیث شریف کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ یہ اِشکال محض میری جہالت وکم فہمی وکم علمی پر مبنی ہے۔

۲:...... فقہِ حنفی کا جو مسئلہ میں نے تحریر کیا ہے، کیا آج کل کے حالاتِ مذکورہ کے موافق ایک ایسے آدمی کی بیوی کو بھی فسخِ نکاح کا اختیار ہوگا جو کہ جذام کی بیماری سے مکمل طور پر صحت یاب ہوچکا ہو؟

ج ۱:...... نفیس سوال ہے، اس کا جواب سمجھنے کے لئے دو باتوں کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ بعض لوگ قوی المزاج ہوتے ہیں، ایسے مریضوں کو دیکھ کر یا ان کے ساتھ مل کر ان کے مزاج میں کوئی تغیر نہیں آتا، اور بعض کمزور طبیعت کے ہوتے ہیں (اور اکثریت اسی مزاج کے لوگوں کی ہے)، ان کی طبیعت ایسے موذی امراض کے مریضوں کو دیکھنے اور ان سے میل جول رکھنے کی متحمل نہیں ہوتی۔ دوم یہ کہ شریعت کے اَحکام قوی وضعیف سب کے لئے ہیں، بلکہ ان میں کمزوروں کی رعایت زیادہ کی جاتی ہے۔ چنانچہ اِمام کو حکم ہے کہ وہ نماز پڑھاتے ہوئے کمزوروں کے حال کی رعایت رکھے۔ یہ دو باتیں معلوم ہوجانے کے بعد سمجھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفسِ نفیس مجذوم کے ساتھ کھانا تناول فرمایا، چنانچہ حدیث میں ہے کہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنے سالن کے برتن میں داخل کیا اور فرمایا کھا اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۴، مشکوٰۃ)

اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نوعیت کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی نقل کیا ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے واضح فرمایا کہ نہ مجذوم قابلِ نفرت ہے اور نہ وہ اَچھوت ہے، لیکن چونکہ ضعفاء کی ہمت و قوّت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی، اس لئے ان کے ضعفِ طبعی کی رعایت فرماتے ہوئے ان کو اس سے پرہیز کا حکم فرمایا۔

ج ۲:...... حضراتِ فقہاء کا یہ فتویٰ بھی عورت کے ضعفِ طبعی کی رعایت پر محمول ہے، پس اگر مجذوم کا صحیح علاج ہوجائے تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہوگی اور نہ حضرات فقہاء کا یہ فتویٰ اس پر لاگو ہوگا۔

## غلطی معاف کرنا یا بدلہ لینا

س...... اگر ہمارا مسلمان بھائی کوئی غلطی کرتا ہے تو کیا ہمیں اس کی غلطی معاف کردینی چاہئے یا اس سے انتقام لینا چاہئے؟

ج...... معاف کردینا افضل ہے، اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے بدلہ لینا جائز ہے۔

## اصلاح کی نیت سے دوستی جائز ہے

س...... سوال یہ ہے کہ میرا ایک دوست ہے جس کا نام ”ایم اے اے شاہ“ ہے، جو کہ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے، میں نے اس دوست کا ہر موڑ پر ساتھ دیا اور اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر لے گیا اور وہ کافی دن تک صحیح راستے پر چلتا رہا، لیکن اب وہ غلط راستے پر چلا گیا ہے اور پورے شہر میں رُسوا ہوگیا ہے، آپ یہ بتائیں آیا میں اس کے ساتھ رہوں یا نہیں؟

ج...... اگر اس کی اصلاح کی نیت سے ساتھ رہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اس سے الگ ہوجائیں تاکہ اس کی غلط روی کی وجہ سے آپ کے حصے میں بدنامی نہ آئے۔

# رُسومات

## توہمات کی حقیقت

س...... جہالت کی وجہ سے برِصغیر میں بعض مسلمان گھرانوں کے لوگ مندرجہ ذیل عقیدوں پر یقین رکھتے ہیں، مثلاً: گائے کا اپنی سینگ پر دُنیا کو اُٹھانا، پہلے بچے کی پیدائش سے پہلے کوئی کپڑا نہیں سیا جائے، بچے کے کپڑے کسی کو نہ دیئے جائیں، کیونکہ بانجھ عورتیں جادُو کرکے بچے کو نقصان پہنچاسکتی ہیں، بچے کو بارہ بجے کے وقت پالنے یا جھولے میں نہ لٹایا جائے کیونکہ بھوت پریت کا سایہ ہوجاتا ہے، بچے کو زوال کے وقت دُودھ نہ پلایا جائے اور اگر بچے کو کوئی پیچیدہ بیماری ہوجائے تو اس کو بھی بھوت پریت کا سایہ کہہ کر جھاڑ پھونک اور جادُوٹونا کرتی ہیں، اور دُوسرے مسائل وغیرہ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسلام میں ان باتوں کا کوئی وجود ہے؟ کیا یہ ایمان کی کمزوری کی باتیں نہیں ہیں؟ اگر ہمارا ایمان پختہ ہو تو ان توہمات سے چھٹکارا حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں۔ شاید آپ کے جواب سے لاکھوں گھروں کی جہالت دُور ہوجائے اور لوگ فضول توہمات پر یقین رکھنے کی بجائے اپنا ایمان پختہ کریں۔

ج...... آپ نے جو باتیں لکھی ہیں، وہ واقعۃً توہم پرستی کے ذیل میں آتی ہیں۔ جنات کا سایہ ہونا ممکن ہے اور بعض کو ہوتا بھی ہے، لیکن بات بات پر سائے کا بھوت سوار کرلینا غلط ہے۔

## بچوں کو کالے رنگ کا ڈورا باندھنا یا کاجل کا ٹکا لگانا

س...... لوگ عموماً چھوٹے بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لئے کالے رنگ کا ڈورا یا پھر کالا کاجل کا ٹکا نما لگادیتے ہیں کیا یہ عمل شرعی لحاظ سے دُرست ہے؟

ج...... اگر اعتقاد کی خرابی نہ ہو تو جائز ہے، مقصد یہ ہوتا ہے کہ بدنما کردیا جائے تاکہ نظر نہ لگے۔

## سورج گرہن اور حاملہ عورت

س…… ہمارے معاشرے میں یہ بات بہت مشہور ہے اور اکثر لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں کہ جب چاند کو گرہن لگتا ہے یا سورج کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ عورت یا اس کا خاوند (اس دن یا رات کو جب سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے) آرام کے سوا کوئی کام بھی نہ کریں، مثلاً: اگر خاوند دن کو لکڑیاں کاٹے یا رات کو وہ اُلٹا سو جائے تو جب بچہ پیدا ہوگا تو اس کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ کٹا ہوا ہوگا یا وہ لنگڑا ہوگا یا اس کا ہاتھ نہیں ہوگا، وغیرہ۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس دن یا رات کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… حدیث میں اس موقع پر صدقہ و خیرات، توبہ واستغفار، نماز اور دُعا کا حکم ہے، دُوسری باتوں کا ذکر نہیں، اس لئے ان کو شرعی چیز سمجھ کر نہ کیا جائے۔

## سورج اور چاند گرہن کے وقت حاملہ جانوروں کے گلے سے رسیاں نکالنا

س…… چاند اور سورج گرہن کی کتاب و سنت کی نظر میں کیا حقیقت ہے؟ قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ دُرست ہے یا کہ غلط کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ گائے، بھینس، بکری اور دیگر جانوروں کے گلے سے رسے یا سنگل کھول دینے چاہئیں یا یہ صرف توہمات ہی ہیں؟

ج…… چاند گرہن اور سورج گرہن کو حدیث میں قدرتِ خداوندی کے ایسے نشان فرمایا گیا ہے، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانا چاہتے ہیں، اور اس موقع پر نماز، صدقہ خیرات اور توبہ واستغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ باقی سوال میں جس رسم کا تذکرہ ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

ہمارے خیال میں یہ توہم پرستی ہے جو ہندو معاشرے سے ہمارے یہاں منتقل ہوئی ہے، واللہ اعلم!

## عیدی مانگنے کی شرعی حیثیت

س…… عید کے دنوں میں جس کو دیکھو عیدی لینے پر تلا ہوا ہوتا ہے، خیر بچوں کا تو کیا کہنا،

گوشت والے کو دیکھو، سبزی والے کو دیکھو۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح جو عیدی لوگ لیتے ہیں وہ حرام ہے یا اس کی کوئی شرعی حیثیت بھی ہے؟

ج...... عیدی مانگنا تو جائز نہیں، البتہ خوشی سے بچوں کو، ماتحتوں کو، ملازموں کو ہدیہ دے دیا جائے تو بہت اچھا ہے، مگر اس کو لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے، نہ اس کو سنت تصوّر کیا جائے۔

## سالگرہ کی رسم انگریزوں کی ایجاد ہے

س...... بڑے گھرانوں اور عموماً متوسط گھرانوں میں بھی بچوں کی سالگرہ منائی جاتی ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟ رشتہ داروں اور دوست احباب کو مدعو کرلیا جاتا ہے جو اپنے ساتھ بچے کے لئے تحفے تحائف لے کر آتے ہیں، خواتین و حضرات بلاتمیز محرَم و غیرمحرَم کے ایک ہی ہال میں کرسیوں پر براجمان ہوجاتے ہیں، یا ایک بڑی میز کے گرد کھڑے ہوجاتے ہیں، بچہ ایک بڑا سا کیک کاٹتا ہے اور پھر تالیوں کی گونج میں ''سالگرہ مبارک ہو'' کی آوازیں آتی ہیں، اور جناب تحفے تحائف کے ساتھ ساتھ پُرتکلف چائے اور دیگر لوازمات کا دور چلتا ہے۔

ج...... سالگرہ منانے کی رسم انگریزوں کی جاری کی ہوئی ہے، اور جو صورت آپ نے لکھی ہے وہ بہت سے ناجائز اُمور کا مجموعہ ہے۔

## سالگرہ کی رسم میں شرکت کرنا

س...... ایک شخص خود سالگرہ نہیں مناتا، لیکن اس کا کوئی بہت ہی قریبی عزیز اسے سالگرہ میں شرکت کی دعوت دیتا ہے، کیا اسے شرکت کرنی چاہئے؟ کیونکہ اسلام یوں تو دُوسروں کی خوشیوں میں شرکت اور دعوتوں میں جانے کو ترجیح دیتا ہے۔

ج...... فضول چیزوں میں شرکت بھی فضول ہے۔

س...... میں ڈی ایم سی کی طالبہ ہوں، کالج میں جس لڑکی کی سالگرہ ہوتی ہے وہ کالج ہی میں ٹریٹ (دعوت) دیتی ہے، کیا ٹریٹ میں شرکت کرنی چاہئے؟

ج...... فضول چیزوں میں شرکت بھی فضول ہے۔

س…… اگر شرکت نہ کریں اور وہ خود جس کی سالگرہ ہو آکر ہمیں کیک اور دُوسری اشیاء دے تو کھالینی چاہئے یا انکار کردینا چاہئے؟

ج…… اگر اس فضول میں شرکت مطلوب ہو تو کھالیا جائے، ورنہ انکار کردیا جائے۔

س…… اگر سالگرہ میں جانا مناسب نہیں ہے تو صرف سالگرہ کا تحفہ اس دعوت کے بعد یا پہلے دے دینا کیسا ہے؟ کیونکہ لوگ پھر یہ کہیں گے کہ تحفہ نہ دینا پڑے اس لئے نہ آئے، حالانکہ اسلام تو خود اجازت دیتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ ایک دُوسرے کو تحائف دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

ج…… تحفہ دینا اچھی بات ہے، لیکن سالگرہ کی بنا پر دینا بدعت ہے۔

س…… ہم خود سالگرہ نہ منائیں، لیکن کوئی دُوسرا ہمیں کارڈ یا تحفہ دے (سالگرہ کا) تو اسے قبول کرنا چاہئے یا انکار کردینا چاہئے؟ حالانکہ انکار کرنا کچھ عجیب سا لگے گا۔

ج…… اُوپر لکھ چکا ہوں، انکار کرنا عجیب اس لئے لگتا ہے کہ دِل و دِماغ میں انگریزیت رچ بس گئی ہے، اسلام اور اسلامی تمدن نکل چکا ہے۔

س…… کالج میں عموماً سالگرہ کی مبارک باد دینے کے لئے سالگرہ کے کارڈز دیئے جاتے ہیں، کیا وہ دینا دُرست ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ دُرست ہے کیونکہ یہ ایک دُوسرے کی خوشیوں میں شرکت کا اظہار ہے۔

ج…… یہ بھی اسی فضول رسم کی شاخ ہے، جب سالگرہ کی خوشی بے معنی ہے، تو اس میں شرکت بھی بے معنی ہے۔

## مکان کی بنیاد میں خون ڈالنا

س…… میں نے ایک عدد پلاٹ خریدا ہے اور میں اس کو بنوانا چاہتا ہوں، میں نے اس کی بنیاد رکھنے کا ارادہ کیا تو ہمارے بہت سے رشتہ دار کہنے لگے کہ: ”اس کی بنیادوں میں بکرے کو کاٹ کر اس کا خون ڈالنا اور گوشت غریبوں میں تقسیم کردینا اچھا ہے“ اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ: ”بنیادوں میں تھوڑا سا سونا یا چاندی ڈالو، ورنہ آئے دن بیمار رہوگے“ میں نے جہاں پلاٹ لیا ہے وہاں بہت سے مکان بنے ہیں اور زیادہ تر لوگوں نے بکرے وغیرہ کا



فہرست

خون بنیادوں میں ڈالا ہے، میں نے اس سلسلے میں اپنے اُستاد سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ: ''میاں! خون اور سونا یا چاندی بنیادوں میں ڈالنا سب ہندوانی رسمیں ہیں'' اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج...... آپ کے اُستاد صاحب نے صحیح فرمایا ہے، مکان کی بنیاد پر بکرے کا خون یا سونا چاندی ڈالنے کی کوئی شرعی اصل نہیں۔

## نئے عیسوی سال کی آمد پر خوشی

س...... کیا نئے عیسوی سال کی آمد پر خوشی منانا جائز ہے؟

ج...... عیسائیوں کی رسم ہے، اور مسلمان جہالت کی وجہ سے مناتے ہیں۔

## دریا میں صدقے کی نیت سے پیسے گرانا موجبِ وبال ہے

س...... دریا کے پلوں سے گزرتے ہوئے اکثر مسافر پانی میں روپے پیسے بہادیتے ہیں، کیا یہ عمل صدقے کی طرح دافعِ بلا ہے؟

ج...... یہ صدقہ نہیں، بلکہ مال کو ضائع کرنا ہے، اس لئے کارِ ثواب نہیں، بلکہ موجبِ وبال ہے۔

## مخصوص راتوں میں روشنی کرنا اور جھنڈیاں لگانا

س...... کیا ستائیسویں رمضان کی شب اور بارہ ربیع الاوّل کی شب کو روشنیوں اور جھنڈیوں کا انتظام کرنا باعثِ ثواب ہے؟

ج...... خاص راتوں میں ضرورت سے زیادہ روشنی کے انتظام کو فقہاء نے بدعت اور اِسراف (فضول خرچی) کہا ہے۔

## غلط رُسومات کا گناہ

س...... ہم لوگ مسلمانوں کے فرقے سے ہیں، ہماری برادری کی اکثریت کاٹھیاوار (گجراتی) بولنے والوں کی ہے، ہم لوگوں پر اپنے آباء واجداد کے رائج رُسوم، طریقہ ورواج کے اثرات ہیں، جن کے مطابق ہم لوگ بڑی پابندی سے ذکر کردہ رُسوم وطریقے پر عمل

کرتے ہیں، جن کی بنا پر ہم لوگ (بہت مصروف ہوتے ہیں) ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے، بعض ہماری رُسوم ایسی ہوتی ہیں کہ رات کافی دیر تک ہوتی ہیں۔ رمضان میں ہم روزہ نہیں رکھتے، زکوٰۃ کو ہم ''وسوند'' کہتے ہیں، فرق یہ ہے کہ روپیہ پر ہم دو آنہ دیتے ہیں، ذکر کردہ تمام رُسوم، طریقے کو ہم گجراتی میں الگ الگ نام سے پکارتے ہیں، جن میں خاص خاص کے نام یہ ہیں: مجلس دُعا، نادی چاندرات کی مجلس، گھٹ پاٹ، جرا، بول اسمِ اعظم نورانی، فدائی، بخشونی، ستارے جی تسبیحات، پھاڑا نیچے بھائیوں کی مجلس وغیرہ وغیرہ، (یہ سب نام گجراتی میں لکھے گئے ہیں)، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ چونکہ مسلمان ہم سب ہیں، کیا ہمیں ان رُسوم، طریقہ و رواج کو اپنائے رکھنا چاہئے یا ترک کردیں؟ کیونکہ ان کی بنا پر ہماری عبادات مخل ہوتی ہیں، اور کیا ہم لوگ ان رُسومات کی بنا پر کہیں گناہگار تو نہیں ہو رہے؟

ج…… چند باتیں اچھی طرح سمجھ لیجئے:

۱:…… دِینِ اسلام کے ارکان کا ادا کرنا اور ان کو ضروری سمجھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور ان کو چھوڑنے کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں، اس لئے آپ یا آپ کی برادری کے جو لوگ اسلامی ارکان کے تارک ہیں وہ اس کی وجہ سے سخت گناہگار ہیں، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

۲:…… آپ نے جن رُسومات کا ذکر کیا ہے، ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، ان کو شرعی عبادت سمجھ کر ادا کرنا بہت ہی غلط بات ہے۔

۳:…… جس مشغولی کی وجہ سے فرائض ترک ہوجائیں، ایسی مشغولی بھی ناجائز ہے۔

ان تین نکات میں آپ کے تمام سوالوں کا جواب آگیا۔

## مایوں اور مہندی کی رسمیں غلط ہیں

س…… آج کل شادی کی تقریبات میں طرح طرح کی رُسومات کی قید لگائی جاتی ہے، معلوم نہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہیں؟ لیکن اگر ان سے منع کرو تو جواب ملتا ہے کہ: ''نئے نئے مولوی، نئے نئے فتوے'' جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دُلہن کو شادی سے چند دن پہلے

پیلے رنگ کا جوڑا پہنا کر گھر کے ایک کونے میں بٹھا دیا جاتا ہے، اس حصے میں جہاں دُلہن ہو اسے پردے میں کردیا جاتا ہے (چادر وغیرہ سے) حتیٰ کہ باپ، بھائی وغیرہ یعنی محارِم شرعی سے بھی اسے پردہ کرایا جاتا ہے، اور باپ، بھائی وغیرہ (یعنی محارِم) سے پردہ نہ کرانے کو انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے (چاہے شادی کے دنوں سے پہلے وہ لڑکی بے پردہ ہوکر کالج ہی کیوں نہ جاتی ہو)۔ اس رسم کا خواتین بہت زیادہ اہتمام کرتی ہیں اور اسے ''مایوں بٹھانا'' کے نام سے یاد کرتی ہیں، اگر کم دن بٹھایا جائے تو بھی بہت زیادہ اعتراض کرتی ہیں کہ: ''صرف دو دن پہلے مایوں بٹھایا؟'' اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا اس کا کسی بھی طرح سے اہتمام کرنا چاہئے یا کہ اسے بالکل ہی ترک کردینا صحیح ہے؟

ج...... ''مایوں بٹھانے'' کی رسم کی کوئی شرعی اصل نہیں، ممکن ہے جس شخص نے یہ رسم ایجاد کی ہے، اس کا مقصد یہ ہو کہ لڑکی کو تنہا بیٹھنے، کم کھانے اور کم بولنے، بلکہ نہ بولنے کی عادت ہوجائے اور اسے سسرال جاکر پریشانی نہ ہو۔ بہرحال اس کو ضروری سمجھنا اور محارِم شرعی تک سے پردہ کرادینا نہایت بے ہودہ بات ہے، اگر غور کیا جائے تو یہ رسم لڑکی کے حق میں ''قیدِ تنہائی'' بلکہ زندہ درگور کرنے سے کم نہیں۔ تعجب ہے کہ روشنی کے زمانے میں تاریک دور کی یہ رسم خواتین اب تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور کسی کو اس کی قباحت کا احساس نہیں ہوتا...!

س...... اسی طرح سے ایک رسم ''مہندی'' کے نام سے موسوم کی جاتی ہے، ہوتا کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن دُولہا کے گھر والے مہندی لے کر دُلہن کے گھر آتے ہیں اور دُوسرے دن دُلہن والے، دُولہا کے گھر مہندی لے کر جاتے ہیں، اس رسم میں عورتوں اور مردوں کا جو اختلاط ہوتا ہے اور جس طرح کے حالات اس وقت ہوتے ہیں وہ ناقابلِ بیان ہیں، یعنی حد درجے کی بے حیائی وہاں برتی جاتی ہے، اور اگر کہا جائے کہ یہ رسم ہندوؤں کی ہے اسے نہ کرو تو بعض لوگ تو اس رسم کو اپنے ہی گھر منعقد کرلیتے ہیں (یعنی ایک دُوسرے کے گھر جانے کی ضرورت نہیں رہتی)، مگر کرتے ضرور ہیں، جوان لڑکیاں بے پردہ ہوکر گانے گاتی ہیں اور بڑے بڑے حضرات جو اپنے آپ کو بہت زیادہ دِین دار کہتے ہیں، ان کے گھروں

میں بھی اس رسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

ج…… مہندی کی رسم جن لوازمات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، یہ بھی دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، جس کی طرف اُوپر اشارہ کرچکا ہوں، اور یہ تقریب جو بظاہر بڑی معصوم نظر آتی ہے بہت سے محرّمات کا مجموعہ ہے، اس لئے پڑھی لکھی خصوصاً دِین دار خواتین کو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے اور اس کو یکسر بند کردینا چاہئے، بچی کے مہندی لگانا تو بُرائی نہیں، لیکن اس کے لئے تقریبات منعقد کرنا اور لوگوں کو دعوتیں دینا، جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا شوخ رنگ اور بھڑکیلے لباس پہن کر بے محابا ایک دُوسرے کے سامنے جانا بے شرمی و بے حیائی کا مرقع ہے۔

## شادی کی رُسومات کو قدرت کے باوجود نہ روکنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… شادی کی رُسومات کو اگر روکنے کی قدرت ہو تو بھی ان کو اپنے گھروں میں ہونے دینا کیسا ہے؟ یعنی ان رُسومات سے روکا نہ جائے بلکہ ناجائز سمجھتے ہوئے بھی کرایا جائے تو اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ نیز ان رُسومات کو کس حد تک روکا جائے؟ آیا کہ بالکل ہونے ہی نہ دیا جائے یا صرف یہ کہہ دینا: ''بھئی یہ کام نہیں ہوگا اس گھر میں'' بھی کافی ہے؟

ج…… ایمان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بُرائی کو ہاتھ سے روکا جائے، درمیانہ درجہ یہ ہے کہ زبان سے روکا جائے، اور سب سے کمزور درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے یا زبان سے منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم سے کم دِل سے بُرا سمجھے۔ جو لوگ قدرت کے باوجود ایسے حرام کاموں سے نہیں روکتے، نہ دِل سے بُرا جانتے ہیں ان میں آخری درجے کا بھی ایمان نہیں۔

## شادی کی موویٰ بنانا اور فوٹو کھنچوا کر محفوظ رکھنا

س…… شادی میں فوٹو گرافی کی رسم بھی انتہائی ضروری ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ تصویر کشی حرام ہے، لوگ اس کے کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا جو تصویریں کم علمی کے باعث پہلے بنوائی جاچکی ہیں، ان کا دیکھنا یا ان کا رکھنا کیسا ہے؟ آیا کہ ان کو بھی جلادیا جائے یا انہیں رکھ سکتے ہیں؟ اور جو اِن تصاویر کو سنبھال کر رکھے گا اور ان کی حرمت ثابت ہونے کے باوجود انہیں جلاتا نہیں ہے اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

ج……تصویر بنانا، دیکھنا اور رکھنا شرعاً حرام ہے، تصویر بنائی ہی نہ جائے اور جو بے ضرورت ہو اس کو تلف کردیا جائے، اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کیا جائے۔

س……فوٹوگرافی کے علاوہ (مووی بنانا) یعنی ویڈیو کیمرے کے ذریعے سے تصویر کشی کرنا کیسا ہے؟ اس کا بنوانا، اس کا دیکھنا اور اس کا رکھنا کیسا ہے؟ اگر بنانے والا اپنا محرَم ہی ہو تو پھر کیسا ہے (یعنی بے پردگی نہیں ہوگی)؟

ج……''مووی بنانا'' بھی تصویر سازی میں داخل ہے، ایسی تقریبات، جن میں ایسے حرام اُمور کا ارتکاب کرکے اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لی جائے، موجبِ لعنت ہیں، اور ایسی شادی کا انجام ''خانہ بربادی'' کے سوا کچھ نہیں نکلتا، ایسی خرافات سے توبہ کرنی چاہئے۔

## عذر کی وجہ سے اُنگلیاں چٹخانا

س…… میری اور میری دُوسری بہنوں کی اُنگلیاں چٹخانے کی عادت ہے، اگر اُنگلیاں چٹخائے ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ ہوجائے تو ہاتھوں میں درد ہونے لگتا ہے، جبکہ ہماری امی اس حرکت سے سخت منع کرتی ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ اُنگلیاں چٹخانا حرام ہے۔ آپ براہِ کرم مجھے یہ بتائیں کہ کیا واقعی یہ حرکت کرنا حرام ہے یا شریعت میں اس کے متعلق کوئی حکم ہے؟

ج……اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے اور اس کی عادت بہت بُری ہے۔

## رات کو اُنگلیاں چٹخانا

س……کیا اُنگلی چٹخانا گناہ ہے؟ کیونکہ ہمارے ایک دوست نے کہا کہ رات میں اُنگلی نہیں چٹخانا چاہئے، اس سے فرشتے نہیں آتے، کیونکہ اُنگلی چٹخانا نحوست کی علامت ہے۔ تو آپ بتائیے کہ کیا یہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج……اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔

## کیا اُنگلیاں چٹخانا منحوس ہے؟

س……کیا اُنگلیاں چٹخانا منحوس ہے؟ اور اگر ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

ج……اسلام نحوست کا قائل نہیں، البتہ نماز میں اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے اور بیرونِ نماز بھی

پسندیدنہیں، فعلِ عبث ہے۔

## ماتمی جلوس کی بدعت

س...... ماتمی جلوس کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ کب اور کیسے ایجاد ہوئے؟ نیز یہ کہ حالیہ واقعات میں علمائے اہلِ سنت نے کیا تجاویز پیش کیں؟

ج...... محرّم کے ماتمی جلوسوں کی بدعت چوتھی صدی کے وسط میں معزالدولہ دیلمی نے ایجاد کی، شیعوں کی مستند کتاب ''منتہی الآمال'' (ج:۱ ص:۴۵۳) میں ہے:

''جملہ (ای مؤرّخین) نقل کردہ اند کہ ۳۵۲ھ (سی صد و پنجاہ ودو) روز عاشور معزالدولہ دیلمی امر کرد اہلِ بغداد را بہ نوحہ ولطمہ وماتم بر اِمام حسین وآنکہ زنہا مویہا را پریشان وصورتہا را سیاہ کنند وبازارہا را بہ بندند، وبردکانہا پلاس آویزاں نمائند، وطباخین طبخ نہ کنند، وزنہائے شیعہ بیروں آمدند درحالیکہ صورتہا را بہ سیاہی دیگ وغیرہ سیاہ کردہ بودند وسینہ می زدند، ونوحہ می کردند، سالہا چنیں بود۔ اہلِ سنت عاجز شدند از منع آں، لکون السلطان مع الشیعۃ۔''

ترجمہ:...... ''سب مؤرّخین نے نقل کیا ہے کہ ۳۵۲ھ میں عاشورہ کے دن معزالدولہ دیلمی نے اہلِ بغداد کو اِمام حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے، چہرہ پیٹنے اور ماتم کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ عورتیں سر کے بال کھول کر اور منہ کالے کرکے نکلیں، بازار بند رکھے جائیں، دُکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جائیں اور طباخ کھانا نہ پکائیں۔ چنانچہ شیعہ خواتین نے اس شان سے جلوس نکالا کہ دیگ وغیرہ کی سیاہی سے منہ کالے کئے ہوئے تھے اور سینہ کوبی ونوحہ کرتی ہوئی جارہی تھیں۔ سالہا سال تک یہی رواج رہا اور اہلِ سنت اس (بدعت) کو روکنے سے عاجز رہے، کیونکہ بادشاہ شیعوں کا طرف دار تھا۔''

حافظ ابنِ کثیرؒ نے ''البدایہ والنہایہ'' میں ۳۵۲ھ کے ذیل میں یہی واقعہ اس طرح نقل کیا ہے:

''فی عاشر المحرّم من هٰذه السنة أمر معز الدولة بن بويه -قبحه الله- ان تغلق الأسواق، وان يلبس النساء المسوح من الشعر، وأن يخرجن فی الأسواق حاسرات عن وجوههن ناشرات شعورهن يلطمن وجوههن ينحن علی الحسين بن علی بن أبی طالب. ولم يكن أهل السنّة منع ذٰلک لكثرة الشيعة وظهورهم وكون السلطان معهم.'' (البدایہ والنہایہ ج:۱۱ ص:۲۴۳)

ترجمہ:...... ''اس سال (۳۵۲ھ) کی محرّم دسویں تاریخ کو معز الدولہ بن بویہ دیلمی نے حکم دیا کہ بازار بند رکھے جائیں، عورتیں بالوں کے ٹاٹ پہنیں اور ننگے سر، ننگے منہ، بالوں کو کھولے ہوئے، چہرے پیٹتی ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتی، بازاروں میں نکلیں، اہلِ سنت کو اس سے روکنا ممکن نہ ہوا، شیعوں کی کثرت وغلبہ کی وجہ سے اور اس بنا پر کہ حکمران ان کے ساتھ تھا۔''

اس سے واضح ہے کہ چوتھی صدی کے وسط تک اُمت ان ماتمی جلوسوں سے یکسر ناآشنا تھی، اس طویل عرصے میں کسی سنی اِمام نے تو درکنار، کسی شیعہ مقتداء نے بھی اس بدعت کو روا نہیں رکھا، ظاہر ہے کہ ان ماتمی جلوسوں میں اگر ذرا بھی خیر کا پہلو ہوتا تو خیرالقرون کے حضرات اس سے محروم نہ رہتے، حافظ ابنِ کثیرؒ کے بقول:

''وهٰذا تكلف لا حاجة اليه فی الاسلام، ولو كان هٰذا امرًا محمودًا لفعله خير القرون وصدر هٰذه الأُمَّة وخيرتها. وهم أوْلٰی به ولو كان خير ما سبقونا اليه وأهل السنة يقتدون ولا يبتدعون.'' (البدایہ والنہایہ ج:۱۱ ص:۲۵۴)


فہرست

ترجمہ:......''اور یہ ایک ایسا تکلف ہے جس کی اسلام میں کوئی حاجت و گنجائش نہیں، ورنہ اگر یہ اَمر لائقِ تعریف ہوتا تو خیرالقرون اور صدرِ اوّل کے حضرات جو بعد کی اُمت سے بہتر و افضل تھے، وہ اس کو ضروری کرتے کہ وہ خیر و صلاح کے زیادہ مستحق تھے، پس اگر یہ خیر کی بات ہوتی تو وہ یقیناً اس میں سبقت لے جاتے اور اہلِ سنت، سلف صالحین کی اقتدا کرتے ہیں، ان کے طریقے کے خلاف نئی بدعتیں اختراع نہیں کیا کرتے۔''

الغرض جب ایک خودغرض حکمران نے اس بدعت کو حکومت و اقتدار کے زور سے جاری کیا اور شیعوں نے اس کو جزوِ ایمان بنالیا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اگلے ہی سال یہ ماتمی جلوس سنی شیعہ فساد کا اکھاڑا بن گیا اور قاتلینِ حسین نے ہر سال ماتمی جلوسوں کی شکل میں معرکہ کربلا برپا کرنا شروع کردیا، حافظ ابنِ کثیرؒ ۳۵۲ھ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''ثم دخلت سنة ثلاث وخمسين وثلاث مائة، فی عاشر المحرّم منها عملت الرافضة عزأ الحسين كما تقدم فی السنة الماضية، فاقتتل الروافض أهل السُّنَّة فی هٰذا اليوم قتالًا شديدًا وانتهبت الأموال.''

(البدایہ والنہایہ ج:۱۱ ص:۲۵۳)

ترجمہ:......''پھر ۳۵۳ھ شروع ہوا تو رافضیوں نے دس محرّم کو گزشتہ سال کے مطابق ماتمی جلوس نکالا، پس اس دن روافض اور اہلِ سنت کے درمیان شدید جنگ ہوئی اور مال لوٹے گئے۔''

چونکہ فتنہ و فساد ان ماتمی جلوسوں کا لازمہ ہے، اس لئے اکثر و بیشتر اسلامی ممالک میں اس بدعتِ سیئہ کا کوئی وجود نہیں، حتیٰ کہ خود شیعی ایران میں بھی اس بدعت کا یہ رنگ نہیں جو ہمارے ہاں کربلائی ماتمیوں نے اختیار کر رکھا ہے، حال ہی میں ایران کے صدر کا بیان اخبارات میں شائع ہوا، جس میں کہا گیا:

''علم اور تعزیہ غیر اسلامی ہے۔ عاشورہ کی مروّجہ رُسوم غلط ہیں۔ ایران کے صدر خامنہ ای کی تنقید۔ تہران (خصوصی رپورٹ) ایران کے صدر خامنہ ای نے کہا ہے کہ یومِ عاشورہ پر اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کرنے کے مروّجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ اسلام آباد کے انگریزی اخبار ''مسلم'' کی رپورٹ کے مطابق ایرانی سربراہِ مملکت نے نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ یہ طریقہ نمود و نمائش پر مبنی اور اسلامی اُصولوں کے منافی ہے۔ فضول خرچی اور اِسراف ہمیں اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے راستے سے دُور کردیتا ہے۔ انہوں نے علم اور تعزیے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ یہ محراب و گنبد کی شکل میں ہی کیوں نہ ہوں، یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں، ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام ہے اور عاشورہ کی رُوح کے منافی ہے، کیونکہ یومِ عاشورہ تفریح کا دن نہیں ہے۔ اِمام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنہ ای نے کہا کہ مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ اسپیکر کو بہت اُونچی آواز میں استعمال نہیں کرنا چاہئے اور عزاداری کے مقام پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہئے۔ لوگوں کو ماتم کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی اس رسم کو لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہونا چاہئے۔'' (روزنامہ ''جنگ'' کراچی پیر ۱۹ر محرم ۱۴۰۵ھ، ۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۴ء)

ہند و پاک میں یہ ماتمی جلوس انگریزوں کے زمانے میں بھی نکلتے رہے اور ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں بھی ان کا سلسلہ جاری رہا، اہلِ سنت نے اکثر و بیشتر فراخ دِلی و رواداری سے کام لیا اور فضا کو پُرامن رکھنے کی کوشش کی، لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود کبھی یہ بدعت فتنہ و فساد سے مبرا نہیں رہی۔ انگریزوں کے دور میں تو ان ماتمی جلوسوں کی اجازت قابلِ فہم تھی کہ ''لڑاوٴ اور حکومت کرو'' انگریزی سیاست کی کلید تھی، لیکن یہ بات

ناقابلِ فہم ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد اس فتنہ وفساد کی جڑ کو کیوں باقی رکھا گیا جو ہر سال بہت سی قیمتی جانوں کے ضیاع اور ملک کے دو طبقوں کے درمیان کشیدگی اور منافرت کا موجب ہے...؟ بظاہر اس بدعتِ سیئہ کو جاری رکھنے کے چند اسباب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہمارے اربابِ حل وعقد نے ان ماتمی جلوسوں کے حسن وقبح پر نہ تو اسلامی نقطۂ نظر سے غور کیا اور نہ ان معاشرتی نقصانات اور مضرتوں کا جائزہ لیا جو اِن تمام ماتمی جلوسوں کے لازمی نتائج کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ایک نظام جو انگریزوں کے زمانے سے چلا آتا تھا انہوں نے بس اسی کو جوں کا توں برقرار رکھنا ضروری سمجھا اور اس میں کسی تبدیلی کو شانِ حکمرانی کے خلاف تصوّر کیا۔ عاشورائے محرّم میں جو قتل و غارت اور فتنہ وفساد ہوتا ہے، وہ ان کے خیال میں کوئی غیرمعمولی بات نہیں جس پر کسی پریشانی کا اظہار کیا جائے، یا اسے غور وفکر کے لائق سمجھا جائے۔ دُوسرا سبب یہ کہ اہلِ سنت کی جانب سے ہمیشہ فراخ قلبی ورواداری کا مظاہرہ کیا گیا، اور ان شرانگیز ماتمی جلوسوں پر پابندی کا مطالبہ نہیں کیا گیا اور ہمارے حکمرانوں کا مزاج ہے کہ جب تک مطالبے کی تحریک نہ اُٹھائی جائے وہ کسی مسئلے کو سنجیدہ غور وفکر کا مستحق نہیں سمجھتے۔

جنابِ صدر کراچی تشریف لائے اور مختلف طبقات سے ملاقاتیں فرمائیں، سب سے پہلے شیعوں کو شرفِ باریابی بخشا گیا، آخر میں مولانا محمد بنوری، مولانا مفتی ولی حسن اور مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی باری آئی، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی نے نہایت متانت و سنجیدگی اور بڑی خوبصورتی سے صورتِ حال کا تجزیہ پیش کیا، لیکن اہلِ سنت کی اشک شوئی کا کوئی سامان نہ ہوا۔

اہلِ سنت بجا طور پر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ:

۱:...... ان ماتمی جلوسوں پر پابندی عائد کی جائے۔

۲:...... جن شرپسندوں نے قومی ونجی املاک کو نقصان پہنچایا ہے ان کو رہزنی و ڈکیتی کی سزا دی جائے۔

۳:...... اہلِ سنت کی جن املاک کا نقصان ہوا، ان کا پورا معاوضہ دِلایا جائے۔

۴:.......اہلِ سنت کے جن رہنماوٴں کو ”جرمِ بے گناہی“ میں نظر بند کیا گیا ہے، ان کو رہا کیا جائے۔

## جھلی میں پیدا ہونے والا بچہ اور اس کی جھلی

س......بعض بچوں کی ولادت خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک جھلی میں ہوتی ہے، جسے برقع بھی کہا جاتا ہے۔ بعض خواتین و حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اس جھلی کو سکھا کر رکھ لیا جائے بہت نیک فال ثابت ہوتی ہے، اور اس جھلی میں پیدا ہونے والا بچہ بھی بہت خوش نصیب ہوتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں فرمائیے کہ جھلی رکھ لینا دُرست ہے؟ پھینک دینا دُرست ہے؟ یا دفن کردینا دُرست ہے؟

ج...... یہ جھلی عموماً دفن کردی جاتی ہے، اس کو رکھنے اور ایسے بچے کے خوش نصیب ہونے کا قرآن و حدیث میں کہیں ثبوت نہیں۔

## ماں کے دُودھ نہ بخشنے کی روایت کی حقیقت

س......اولاد کے لئے ماں کے دُودھ بخشنے کی جو روایات ہم ایک عرصے سے سنتے آئے ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج کل مائیں اولاد کی پروَرِش ڈبوں کے دُودھ پر کرتی ہیں، وہ کس طرح دُودھ بخشیں گی؟

ج......دُودھ بخشنے کی روایت تو کہیں میری نظر سے نہیں گزری، غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ ماں کا حق اتنا بڑا ہے کہ آدمی اس کو ادا نہیں کرسکتا، اِلَّا یہ کہ ماں اپنا حق معاف کردے۔

## بچے کو دیکھنے کے پیسے دینا

س......فرسودہ رسم و رواج میں سے ایک رسم جو اکثر گھرانوں میں پائی جاتی ہے، یہ ہے کہ جب کسی گھر میں بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو تمام رشتے دار اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں، لیکن بچے کو دیکھ لینے کے بعد ہر شخص پر یہ لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق جیب سے نوٹ نکال کر نومولود بچے کے ہاتھ میں تھمادے، کچھ ہی دیر بعد وہ نوٹ بچے کی ماں کے تکیے کے نیچے جمع ہوجاتے ہیں۔ یہ آسمانی قانون کی طرح ایک پختہ رسم بن چکی ہے اور آج


فہرست

تک ہم نے کسی کو اس کی خلاف ورزی کرتے نہیں دیکھا، جب بچے کی ماں کا چلہ پورا ہوجاتا ہے تو پھر نوٹوں کی گنتی کی جاتی ہے اور نوٹوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے بچے کی خوش قسمتی یا بدقسمتی کے متعلق رائے قائم کی جاتی ہے، یہ کاروبار کرنے کے لئے کئی گھرانوں میں بچے کی پیدائش کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں ان فرسودہ رسم و رواج کی کوئی گنجائش موجود ہے؟

ج…… نومولود بچے کی پیدائش پر اسے تحفہ دینا تو بزرگانہ شفقت کے زُمرے میں آتا ہے، لیکن اس کو ضروری اور فرض و واجب کے درجے میں سمجھ لینا اور اس کو بچے کی نیک بختی یا بدبختی کی علامت تصوّر کرنا غلط اور جاہلانہ تصوّر ہے۔

## عید کارڈ کی شرعی حیثیت

س…… عید کارڈ کا رواج ہمارے ہاں کب سے ہوا؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کی لکھائی چھپائی اور تقسیم پر جو لاکھوں روپیہ صَرف ہوتا ہے کیا یہ اِسرافِ بے جا نہیں؟ شاید یہ رسمِ قبیح بھی غیرملکی دورِ اقتدار کی نشانی ہے، کیونکہ قیمتی کاغذ کی شکل میں لاکھوں روپیہ غیرملکیوں کو چلا جاتا ہے اور غیرملکی آقاؤں کی دی ہوئی تعلیم کا حامل ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ اس میں زیادہ حصہ لیتا ہے۔ شادی کارڈ کی شکل میں صَرف ہونے والا روپیہ بھی اس ذیل میں آتا ہے، ان کارڈوں کا خریدار بے تحاشہ روپیہ اس مد میں صَرف کرتا ہے جبکہ مرسل الیہ کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ کیا عید کی مبارک باد سادہ خط میں نہیں دی جاسکتی؟

ج…… یہ تو معلوم نہیں کہ عید کارڈ کی رسم کب سے جاری ہوئی؟ مگر اس کے فضول اور بے جا اِسراف ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اسی طرح شادی کارڈ بھی فضول ہیں۔ آپ کے خیالات قابلِ قدر ہیں!

## جشنِ ولادت یا وفات؟

س…… ہمارے ہاں ۱۲؍ربیع الاوّل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز یہ جشنِ ولادت ہے یا وفات؟

ج…… ہمارے یہاں ربیع الاوّل میں ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ''جشنِ عید میلاد النبی'' بھی بڑی دُھوم دھام سے منایا جاتا ہے، چراغاں ہوتا ہے، جھنڈیاں لگتی ہیں، جلسے ہوتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں، ان تمام اُمور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقِ محبت کی ادائیگی سمجھا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اہلِ فکر کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت میں مشہور قول ۱۲/ربیع الاوّل کا ہے، لیکن محققین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۸/ربیع الاوّل کو ہوئی، اور آپ کی وفات شریفہ راجح اور مشہور قول کے مطابق ۱۲/ربیع الاوّل کو ہوئی۔ گویا ربیع الاوّل کا مہینہ اور اس کی بارہ تاریخ صرف آپ کا یومِ ولادت نہیں بلکہ یومِ وفات بھی ہے۔ جو لوگ اس مہینے اور اس تاریخ میں ''جشنِ عید'' مناتے ہیں انہیں سو بار سوچنا چاہئے کہ کیا وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تو ''جشنِ عید'' نہیں منا رہے؟ مسلمان بڑی بھولی بھالی قوم ہے، دُشمنانِ دِین کے خوشنما عنوانات پر فریفتہ ہوجاتی ہے۔ صفر کے آخری بدھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وفات شروع ہوا، دُشمنوں کو اس کی خوشی ہوئی اور اس خوشی میں مٹھائیاں بانٹنا شروع کیں، اِدھر مسلمانوں کے کان میں چپکے سے یہ پھونک دیا کہ اس دن آنحضور سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ''غسلِ صحت'' فرمایا تھا اور آپ سیر و تفریح کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ناواقف مسلمانوں نے دُشمن کی اُڑائی ہوئی اس ہوائی کو ''حرفِ قرآن'' سمجھ کر قبول کرلیا اور اس دن گھر گھر مٹھائیاں بٹنے لگیں۔ جس طرح ''یومِ مرض'' کو ''یومِ صحت'' مشہور کرکے دُشمنانِ رسول نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کہلانے والوں سے اس دن مٹھائیاں تقسیم کرائیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''یومِ وفات'' کو ''یومِ میلاد'' مشہور کرکے مسلمانوں کو اس دن ''جشنِ عید'' منانے کی راہ پر لگادیا۔ شیطان اس قوم سے کتنا خوش ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ موت پر مٹھائیاں تقسیم کرتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ''جشن'' مناتی ہے…! کیا دُنیا کی کوئی غیرت مند قوم ایسی ہوگی جو اپنے مقتدا و پیشوا کے یومِ وفات پر ''جشنِ عید'' مناتی ہو؟ اگر نہیں، تو سوال یہ ہے کہ مسلمان ''بارہ وفات'' پر ''جشنِ عید'' کس کے اِشارے پر مناتے ہیں؟ کیا


فہرست

اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کام کا حکم دیا تھا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے جاتے ہوئے فرماگئے تھے کہ میری وفات کے دن کو "عید" بنالینا؟ کیا خلفائے راشدینؓ، صحابہؓ وتابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ میں سے کسی نے اس دن "جشنِ عید" منایا؟ کیا حدیث وفقہ کی کسی کتاب میں مذکور ہے کہ "بارہ وفات" کا دن اسلام میں "عید" کی حیثیت رکھتا ہے؟ اور یہ کہ اس دن مسلمانوں کو سرکاری طور پر چھٹی کرنی چاہئے اور "جشنِ عید" منانا چاہئے...؟

"جشنِ عید" منانا روافض کے ماتمِ محرّم کی تقلید ہے، اور کسی کی برسی منانا (خواہ پیدائش کی ہو یا وفات کی) خود خلافِ عقل ودانش ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ "تحفۂ اثنا عشریہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"نوع پانزدہم امثال متجددہ را یک چیز بعینہٖ دانستن، وایں وہم خیلے بر ضعیف العقول غلبہ دارد حتیٰ کہ آب دریا وشعلہ چراغ وآب فوارہ را اکثر اشخاص یک آب ویک شعلہ خیال کنند، واکثر شیعہ در عادات خود منہمک ایں خیال اند، مثلاً روز عاشورا در ہر سال کہ بیاید آں را روزِ شہادت حضرت اِمامِ عالی مقام حسین علیہ السلام گمان برند واَحکام ماتم ونوحہ وشیون وگریہ وزارے۔

وفغاں وبے قرارے آغاز نہند مثل زنان کہ ہر سال بر میّت خود ایں عمل نمایند حالانکہ عقل بالبداہت میداند کہ زمان امر سیال غیر قارست ہرگز جزاوثبات وقرار ندارد واعادۂ معدوم محال و شہادت حضرت اِمام در روزے شدہ بود کہ ایں روز ازاں روز فاصلہ ہزار ودوصد سال دارد ایں روز را باآں روز چہ اتحاد وکدام مناسبت و روز عید الفطر وعید النحر را بریں قیاس نباید کرد کہ درآں جامایہ سرور و شادے سال بسال متجدد ست یعنی اداء روزہ رمضان واداۓ حج خانہ کعبہ کہ (شکر النعمة المتجدّدة) سال بسال فرحت وسرور نو پیدا مے شود ولہٰذا اعیاد شرائع بریں وہم فاسد نیامدہ بلکہ اکثر عقلا نیز

نوروز مہرجان وامثال ایں تجددات وتغیرات آسمانی راعید گرفتہ اند کہ ہر سال چیزے نو پیدا می شود و موجب تجدد اَحکام میباشد وعلیٰ ہذا القیاس تعید بعید بابا شجاع الدین وتعید بعید غدیر وامثال ذالک مبنی بر ہمیں وہم فاسدست از ینجا معلوم شد کہ روز نزول آیۃ (الیوم اکملت لکم دینکم) وروز نزولِ وحی وشبِ معراج راچرا در شرع عید قرار ندادہ اند وعید الفطر وعید النحر راقرار دادہ اندوروز تولد ووفات ہیچ نبے راعید نگردانیدند وچرا صوم یوم عاشورا کہ درسال اول بموافقت یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجا آوردہ بودند منسوخ شد دریں ہمہ ہمیں سرست کہ وہم را دخلے نباشد بدون تجدد نعمت حقیقۃ سرور و فرحت نمودن یا غم و ماتم کردن خلافِ عقل خالص از شوائب وہم است۔“ (تحفہ اثناعشریہ، فارسی، ص:۳۵۱)

ترجمہ:......”نوع پانزدہم نئی نئی امثال کو ایک چیز بعینہٖ جاننا اور یہ وہم کرنا ضعیف العقول پر بہت غلبہ رکھتا ہے، یہاں تک کہ دریا کے پانی اور شعلہ اور چراغ اور آبِ فوارہ کو اکثر لوگ ایک آگ اور ایک شعلہ خیال کرتے ہیں۔ اکثر شیعہ ان خیالات کے عادتوں میں ڈُوبے ہوئے ہیں، مثلاً ہر سال دسویں محرّم کی ہوتی ہے، ہر سال روزِ شہادت حضرت اِمام عالی مقام حسین علیہ السلام کا گمان کرتے ہیں اور اَحکامِ ماتم اور شیون اور گریہ وزاری اور فغاں و بے قراری شروع کرتے ہیں، عورتوں کی طرح کہ ہر سال اپنی میّت پر یہ عمل کرتے ہیں، حالانکہ عقل صریح جانتی ہے کہ زمانہ ہر سال کا غیر قار ہے، یعنی قرار نہ پکڑنے والا، کوئی جز اس کا ثابت وقائم نہیں رہتا، اور اس زمانے کا لوٹنا بھی محال ہے، اور شہادت حضرت اِمام رضی اللہ عنہ کی جس دن ہوئی اُس دن سے اِس دن تک فاصلہ گیارہ سو پچاس



فہرست

برس کا ہوا، پھر یہ اور وہ دن کیسے ایک ہوگیا اور کونسی مناسبت ہوگئی؟

عیدالفطر اور عیدِ قرباں کو اس پر قیاس کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اس میں خوشی اور شادی سال در سال نئی ہے، یعنی روزے رمضان کے ادا کرنا اور حج خانہ کعبہ کا بجالانا کہ شکر النعمة المتجدّدة (یعنی شکر ہے نئی نئی نعمت کا) سال در سال فرحت و سرور نیا پیدا ہوتا ہے۔ اسی واسطے عیدین شریعت کی اس وہمِ فاسد پر مقرّر نہیں ہوئی ہیں، بلکہ اکثر عقلاء نے بھی نوروز اور مہرجان اور امثال اس کی نئی باتوں اور تغیرِ آسمانی کو خیال کرکے عید اختیار کی ہے کہ ہر سال ایک چیز نئی پیدا ہوتی ہے اس پر نئے نئے اَحکام کئے جاتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس تعید بعید بابا شجاع الدین اور تعید بعید غدیر اور مثل ان کے سب کی بناء، وہمِ فاسد پر ہے، اور اسی موقع سے معلوم ہوا کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی: ''الیوم اکملت لکم دینکم'' اور جس دن وحی نازل ہوئی اور شبِ معراج، ان روزوں کو شرع میں کیوں نہیں عید ٹھہرایا ہے اور عیدالفطر اور عیدِ قرباں کو عید ٹھہرایا، وہ دن بھی تو بڑی خوشی کے تھے، ایسے کسی نبی کے تولد اور وفات کے دن کو عید نہ ٹھہرایا اور روزہ عاشورا کا کہ اوّل سال یہود کی موافقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا کیوں منسوخ ہوا؟ ان سب باتوں میں یہی بھید تو ہے کہ وہم کو دخل نہ ہونے پائے بغیر کسی نئی نعمت حقیقة کی فرحت اور سرور کا ہونا یا غم اور ماتم کرنا اس عقل کے خلاف ہے جو آمیزش وہم سے خالص ہے۔'' (ترجمہ تحفۂ اثناعشریہ ص:۲۷۶)

علاوہ ازیں اس قسم کے جشنوں میں وقت برباد ہوتا ہے، ہزاروں روپیہ ضائع ہوتا ہے، نمازیں غارت ہوتی ہیں، نمود و نمائش ہوتی ہے، مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، بے حجابی و بے پردگی ہوتی ہے۔ ذرا غور کیجئے! کیا ان تمام باتوں کو آنحضرت صلی اللہ


فہرست

علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے کوئی جوڑ ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر ان تمام چیزوں کا روا رکھنا کتنا بڑا ظلم ہے...؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ اور آپ کا وجودِ سامی سراپا رحمت ہے (حق تعالیٰ شانہ کی مزید عنایت درعنایت یہ کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کا شرف عطا فرمایا، اللّٰھم فلک الحمد ولک الشکر) مگر اس رحمت سے فائدہ اُٹھانے والے وہی خوش قسمت ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت کو اپنانے اور آپ کے مقدس اُسوۂ حسنہ پر گامزن ہونے کی توفیق ارزانی کی جاتی ہے کہ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصدِ وحید ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہر اُمتی کے لئے مینارۂ نور ہے اور دِین و دُنیا کی فلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام و اِرشادات کے اِتباع پر موقوف ہے اور اس کی ضرورت صرف نماز روزہ وغیرہ عبادات تک محدود نہیں، بلکہ عقائد و عبادات، معاملات و معاشرت، اخلاق و عادات اور شکل و شمائل الغرض! زندگی کے ہر شعبے کو محیط ہے۔

اُمتِ مسلمہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کا التزام متعدّد وجوہ سے ضروری ہے۔

اوّل:...... حق تعالیٰ شانہ نے بار بار تاکیداتِ بلیغہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کی پیروی کا حکم فرمایا ہے، بلکہ اپنی اطاعت و بندگی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اِتباع کے ساتھ مشروط فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ۔" (النساء:۸۰)

دوم:...... ہم لوگ "لا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ" کا عہد کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور ہمارے اس ایمانی عہد کا تقاضا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فیصلے پر دِل و جان سے راضی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک حکم کی تعمیل

کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو اپنائیں، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

”فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.“ (النساء:۶۵)

سوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر اُمتی کے لئے محبوب ہیں اور یہ محبت شرطِ ایمان ہے، ارشادِ نبوی ہے:

”والذی نفسی بیدہ! لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احبّ الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین.“

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان)

اور محبت کا خاصہ ہے کہ ایک محبِّ صادق اپنے محبوب کی ہر ہر اَدا پر مرمٹتا ہے، اور اسے محبوب کی تمام ادائیں محبوب ہوتی ہیں، یہ نہ ہو تو دعویٔ محبت محض لاف وگزاف ہے۔ پس ہماری ایمانی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھل جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر مرمٹیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو زندہ کریں، اس کے بغیر ہمیں بارگاہِ الٰہی سے محبتِ نبوی کی سند نہیں مل سکتی۔

چہارم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کمالِ انسانیت کا نقطۂ معراج ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ادائیں، تمام سنتیں اور آپ کا پورا اُسوۂ حسنہ مظہرِ کمال بھی ہے اور مظہرِ جمال بھی، پس جو شخص جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا اور اسے جس قدر اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا و اِتباع نصیب ہوگی اسی قدر کمالِ انسانیت سے بہرہ ور ہوگا، اور جس قدر اسے اُسوۂ نبوی سے بُعد ہوگا اسی قدر وہ کمالاتِ انسانیت سے گرا ہوا ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ”انسانِ کامل“ کے لئے معیار اور نمونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ پس نہ صرف اہلِ ایمان کو بلکہ پوری انسانیت کو لازم ہے کہ کمالِ انسانی کی معراج تک پہنچنے کے لئے


فہرست

اس ''انسانِ کامل''، صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کی پیروی کرے، واللہ اعلم!

یہ اس اُمت پر حق تعالیٰ شانہ کا احسانِ عظیم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رَبّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کا مکمل ریکارڈ اُمت کے سامنے اس طرح موجود ہے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ شمائل اور احادیث کا مستند ذخیرہ موجود ہے، اور ہر دور میں اکابرِ اُمت اور حضراتِ محدثینؒ نے اسے اپنے اپنے انداز میں مرتب فرمایا ہے، تاکہ اُمت ہر شعبۂ زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات سے واقف ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی پیروی کو اپنا مقصدِ زندگی بنائے اور اُسوۂ نبوی کے قالب میں اپنی زندگی کے تمام شعبوں کو ڈھالے۔

موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے مغایرت بڑھتی جارہی ہے اور مسلمان اپنے دِین کی تعلیمات اور اپنے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اپنا رہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو چند روزہ جشن منانے کے بجائے ان کی متاعِ گم گشتہ کی طرف بار بار بلایا جائے اور انہیں اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی دعوت دی جائے، کیونکہ مسلمانوں کی دُنیوی و اُخروی ہر طرح کی صلاح و فلاح اِتباعِ سنت ہی میں مضمر ہے۔

# معاملات

## دفتر کی اسٹیشنری گھر میں استعمال کرنا

س...... سرکاری ملازمین کو دفتروں میں جو اسٹیشنری ملتی ہے کبھی کام کم ہونے کی وجہ سے پوری طرح سرکاری استعمال میں نہیں آسکتی، پھر دُوسرے ماہ اور سامان مل جاتا ہے، چنانچہ فاضل اسباب لوگ گھر لے جاکر بچوں کے استعمال میں دے دیتے ہیں، کیا یہ تمام اشیاء ملازمین کے ذاتی حقوق کی مد میں آتی ہیں اور ان کا ذاتی اور گھریلو استعمال اسلامی اُصولوں کے مطابق جائز ہے یا نہیں؟

ج...... سرکاری سامان کو گھر لے جانا دُرست نہیں، اِلَّا یہ کہ سرکار کی طرف سے اس کی اجازت ہو۔

## سرکاری کوئلہ استعمال کرنے کی بجائے اس کے پیسے استعمال کرلینا کیسا ہے؟

س...... میں سرکاری ملازم ہوں، ہمیں سردی کے موسم میں حکومت سے کوئلے کے لئے بجٹ منظور ہوتا ہے، یہ کوئلہ صرف سرد علاقوں کے لئے منظور ہوتا ہے، چونکہ میں ضلع سوات میں ملازمت کرتا ہوں جو کہ انتہائی سرد علاقہ ہے اور جنوری سے لے کر مارچ تک یہاں بہت سردی ہوتی ہے اور ہمیں کوئلہ جلانا ان مہینوں میں درکار ہوتا ہے، لیکن اس وقت حکومت ہمیں کوئی رقم مہیا نہیں کرتی اور پھر بعد میں جون کے مہینے میں روپے ملتے ہیں۔ اس کا طریقۂ کار اس طرح ہے کہ حکومت ایک آدمی کو ٹھیکہ دیتی ہے کہ آپ ان سرکاری دفاتر کو کوئلہ مہیا کریں، لیکن ٹھیکے دار کوئلہ مہیا نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے کاغذات میں واضح کرتا ہے کہ میں نے کوئلہ مہیا کیا، حالانکہ نہ ٹھیکے دار کوئلہ مہیا کرتا ہے اور نہ ہی دفتروں میں کوئلہ جلایا جاتا ہے بلکہ جب

جون کے مہینے میں بجٹ منظور ہوتا ہے تو ٹھیکے دار اس سے اپنا کمیشن لیتا ہے اور باقی روپے ہم آپس میں تقسیم کرتے ہیں، حالانکہ یہ رقم ہمیں کوئلے کے لئے دی جاتی ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ: ''یہ رقم ہمارے لئے جائز ہے کیونکہ سردی کے دنوں میں ہم نے سردی برداشت کی اور اپنے لئے بچت کی لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔'' اور بعض کہتے ہیں کہ: ''نقد حالت میں اس کا لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہم نے کوئلہ جلایا نہیں تو رقم کس چیز کی لیں گے؟'' آپ حضرات فیصلہ کریں۔

ج…… چونکہ بجٹ میں دیگر مصارف کے ساتھ اس مد میں بھی رقم رکھی جاتی ہے اور حکومت کی جانب سے اس کا باقاعدہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور چونکہ ٹھیکے دار اس مد کی رقم سرکاری خزانے سے وصول کرتا ہے، اس لئے اس رقم کا لینا صارفین کا حق ہے۔ رہا یہ کہ ضرورت کے وقت کوئلہ مہیا نہیں کیا گیا اور آپ حضرات نے اس کے بغیر سردی کا موسم گزارا، یہ حکومت کی کارکردگی کا نقص ہے یا ٹھیکے دار کی نااہلی۔ آپ لوگوں کو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے اور اس نظام میں جو خرابی ہے اس کی اصلاح کرانی چاہئے تاکہ ٹھیکے دار بروقت کوئلہ مہیا کرے۔ بہرحال جب اس مد کی رقم سرکاری خزانے سے نکالی جاچکی ہے، اس کا وصول کرنا آپ حضرات کے لئے صحیح ہے۔

## سرکاری گاڑی کا بے جا استعمال

س…… میں ایک سرکاری ملازم ہوں، عہدہ اور تنخواہ کے لحاظ سے مجھے کار رکھنے کا حق حاصل ہے، حکومت کی طرف سے کار الاؤنس ۲۸۵ روپے ماہوار ملتا ہے، لیکن میں اپنی گاڑی سے دفتر نہیں آتا ہوں، دفتر آنے جانے کے لئے سرکاری گاڑی استعمال کرتا ہوں جس کے لئے جواز یہ پیدا کرتا ہوں کہ سرکاری فائل لے جانی ہوتی ہے، اس طرح سرکاری گاڑی کے استعمال پر تقریباً دو ہزار روپے ماہوار خرچ آتا ہے۔ آپ برائے کرم احتساب کے حوالے سے بتائیے کہ ایک مسلمان ہوتے ہوئے کیا یہ کار الاؤنس لینا میرے لئے حلال ہے؟ دُوسرے سرکاری گاڑی کا اس طرح جواز پیدا کرکے استعمال کرنا کہاں تک جائز ہے؟ چونکہ


فہرست

میں اس دن سے ڈرتا ہوں جب احتساب کیا جائے گا، اس لئے خداوندکریم کی خوشنودی حاصل کرنے اور احتساب سے بچنے کے لئے مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… اُصول یہ ہے کہ سرکاری املاک کو انہی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، جن کی سرکار کی طرف سے اجازت ہے۔ آپ سرکاری گاڑی کے استعمال کو اس اُصول پر منطبق کرلیجئے، اگر کار الاؤنس کے ساتھ آپ کو سرکاری گاڑی کے استعمال کی اجازت نہیں تو یہ استعمال غلط اور لائقِ مؤاخذہ ہے۔

## سرکاری طبّی اِمداد کا بے جا استعمال

س…… اکثر سرکاری اور نجی اداروں میں دُوسری سہولتوں کے ساتھ طبّی سہولت بھی مفت فراہم کی جاتی ہے، اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ملازمین ان سہولتوں کا بے جا استعمال، خصوصاً طبّی سہولت کا، اس طرح کرتے ہیں کہ اپنی غلط بیانی سے بیماری بتاکر یا پھر ڈاکٹر کو بھی اس اسکیم میں شامل کرکے اپنے نام بہت ساری دوائیاں لکھوالیتے ہیں، اور پھر ان دوائیوں کو میڈیکل اسٹور والوں کو ہی بیچ کر سستے داموں میں ہی اپنی ضرورت کی کچھ اور چیزیں خرید لیتے ہیں، اور یہ کام اتنی جرأت سے کیا جاتا ہے کہ اکثر ملازمین اسے اپنا حق سمجھتے ہیں اور اسے بُرائی کہنا ان کے لئے گالی دینے کے برابر بن جاتا ہے۔ مولانا صاحب! ایسا مال جو کہ جھوٹ بول کر اور ادارے کو دھوکا دے کر حاصل کیا جائے رزقِ حلال کہا جاسکتا ہے؟ اور اس کے بدلے میں جو مال حاصل کیا جائے جائز ہے؟

ج…… آپ کے سوال کا جواب تو اتنا واضح ہے کہ مجھے جواب لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سرکاری یا نجی اداروں نے جو طبّی سہولتیں فراہم کی ہیں وہ بیماروں کے لئے ہیں، اب جو شخص بیمار ہی نہیں اس کا ان مراعات میں کوئی حق نہیں، اگر وہ مصنوعی طور پر بیمار بن کر علاج کے مصارف وصول کرتا ہے تو چند کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اوّل: جھوٹ اور جعل سازی۔ دوم: ادارے کو دھوکا اور فریب دینا۔ سوم: ڈاکٹر کو رشوت دے کر اس گناہ میں شریک کرنا۔ چہارم: ادارے کا ناحق مال کھانا۔ اور ان چاروں چیزوں کے حرام

اور گناہِ کبیرہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور جس کمائی میں یہ چار گناہ شامل ہوں گے اس کے ناپاک، ناجائز اور بے برکت ہونے میں کیا شک ہے...؟ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو عقل اور ایمان نصیب فرمائے کہ وہ حلال کو بھی حرام کر کے کھاتے ہیں...!

## فارم اے کی فروخت شرعاً کیسی ہے؟

س...... میں حال ہی میں سعودی عرب سے واپس آیا ہوں، وہاں پر حکومتِ پاکستان کی طرف سے ہمیں ایک سہولت یہ ہے کہ جس کو بھی وہاں پر دو سال کا عرصہ گزر جاتا ہے اس کو گفٹ اسکیم مل جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہوتا یہ ہے کہ آپ اپنے خاندان کے کسی فرد کو ایک گاڑی گفٹ کر سکتے ہیں، اس کے لئے ایک فارم جس میں یہ لکھنا ہوتا ہے کہ کتنا عرصہ آپ کو یہاں ہوا ہے اور کس کے نام گاڑی بھیج رہے ہیں، پھر سفارت خانے سے تصدیق کروانی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ تو گاڑی بک کروا کر پاکستان گاڑی پہنچنے پر اس کو فروخت کر دیتے ہیں اور اکثریت یہ کرتی ہے کہ اس فارم کو پاکستان میں بیچ دیتے ہیں اور میرا بھی فارم بیچنے کا ارادہ ہے، تو دراصل میرے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ فارم بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے حاصل شدہ رقم جائز ہے کہ ناجائز؟ اگر رقم ناجائز ہے تو کیا میں فارم کو ضائع کر دوں یا اس سے ملنے والی رقم کو کہیں اور خرچ کروں؟

ج...... اس فارم کی حیثیت اجازت نامے کی ہے، اور اجازت نامہ قابلِ فروخت چیز نہیں، اس لئے اس کی خرید و فروخت صحیح نہیں۔

## جعلی کارڈ استعمال کرنا

س...... آج کل کالج کے کارڈ جو ''کے ٹی سی'' نے جاری کئے ہیں، وہ جعلی بنتے ہیں، ایسے کارڈ سے اصل کرائے کے جو پیسے بچتے ہیں وہ استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... جعلی کارڈ کا استعمال گناہِ کبیرہ ہے اور یہ بددیانتی اور خیانت کے زُمرے میں آئے گا۔

اسی طرح بعض لوگ ان کارڈوں کے ذریعہ ریل میں رعایتی ٹکٹ استعمال کرتے ہیں، یہ بھی گناہ ہے، جو اس قسم کی حرکت کا ارتکاب کر چکے ہیں ان کو چاہئے کہ اس کے

بدلے صدقہ کردیں تاکہ بددیانتی کا گناہ معاف ہو۔

## مالک کی اجازت کے بغیر چیز استعمال کرنا

س...... عرض یہ ہے کہ ہمارا پیشہ دھوبی کا ہے، کسی کا کپڑا اس کی اجازت کے بغیر نہیں پہن سکتے، یہ بات ہر آدمی جانتا ہے، مگر ہمارے کاروبار میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی صاحب پر زیادہ پیسے (اُدھار) ہوگئے ہوں تو وہ اپنے کپڑے چھوڑ دیتے ہیں اور دوبارہ نہیں آتے، جس کی وجہ سے ہمارے پیسے رُک جاتے ہیں، تین مہینے کے بعد ہماری ذمہ داری ان کپڑوں پر سے ختم ہوجاتی ہے، ان تین مہینوں کے بعد کیا ہم ان کپڑوں کو پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... کپڑوں کے مالکوں کا تو آپ کو معلوم ہوتا ہے، پھر ان مالکوں تک کیوں نہیں پہنچا سکتے؟ اگر مالک کا پتا نہ ہو تو تین ماہ کے بعد وہ لقطے کے حکم میں ہے، لہٰذا مالک کی طرف سے صدقہ کردیں اور نیت یہ رکھیں کہ اگر مالک آگیا تو اس کو قیمت دے دُوں گا، اگر آپ مستحق ہیں تو خود بھی رکھ سکتے ہیں۔

## چوڑیوں کا کاروبار کیسا ہے؟

س...... چوڑیوں کا کاروبار کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ آج کل چوڑیوں کا کام فیشن میں شامل ہے اور دُکان پر لیڈیز اگر خریدتی ہیں اور پہنتی بھی ہیں، مردوں سے عورتوں کا چوڑیاں پہننا ٹھیک تو نہیں ہے، مگر اس وقت ذہن بالکل پاک ماحول میں ہوتا ہے جب انسان اپنی روزی پر کھڑا ہوتا ہے، اس کا ذہن گندے خیالات کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ کیا اس لحاظ سے یہ کام کرنا دُرست ہے یا نہیں؟ اگر لیڈیز اپنا سائز دے کر چوڑیاں خرید لیں پھر یہ کام کیسا ہے؟ ان سے آدمی لین دین کرسکتا ہے یا نہیں؟ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس پورے سوال کا جواب دے کر مجھے مطمئن کردیں گے۔ میری خود کی چوڑیوں کی دُکان ہے، نماز بھی پڑھتا ہوں، کیا اس کام کی کمائی حلال ہے؟ اس کام کی آمدنی سے انسان زکوٰۃ، خیرات دے سکتا ہے؟ قبول ہوگی یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج...... چوڑیوں کا فروخت کرنا تو جائز ہے، لیکن نامحرَم عورتوں کو چوڑیاں پہنانا جائز نہیں۔

دِل اور ماحول خواہ کیسا ہی پاک ہو، یہ فعل حرام ہے۔ اگر عورت اپنے سائز کی چوڑیاں دے جائے اور آپ اس سائز کی بنا کر ان کے حوالے کردیں تو یہ جائز ہے۔

## مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی بنانے والا سنار

س...... سونے کی انگوٹھی وغیرہ لاکٹ، چین مرد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی بھائی ہم سے آرڈر پر بنوانا چاہے تو بنانے والے پر کوئی گناہ تو نہیں؟

ج...... سونے کی انگوٹھی بنانا جائز ہے، مرد کو اس کا پہننا حرام ہے، اس لئے آپ گناہگار نہ ہوں گے، لیکن اگر آپ مردانہ انگوٹھی بنانے سے انکار کردیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

## غیر شرعی لباس سینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... زید درزی کا کام کرتا ہے، اس کے پاس زنانہ، مردانہ کپڑے سینے کے لئے آتے ہیں، موجودہ دور کے مطابق اسے گاہک کی فرمائش کے مطابق ڈیزائن بنا کر دینا پڑتا ہے، مثلاً زنانہ لباس تنگ، مردانہ پینٹ، پتلون، قمیص کالر والی وغیرہ تو کیا اس میں کاریگر، بنادینے کی وجہ سے گاہک کے ساتھ گناہگار ہوگا یا نہیں؟

ج...... ایسے لباس کا تیار کرنا جس سے مرد یا عورت کے اعضائے مستورہ کی کیفیات (اُونچ نیچ) نظر آتی ہوں، صحیح نہیں۔ کاریگر پر پہننے کا اور تیار کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، لیکن اعانت کرنے کا گناہ ہوگا۔ اس لئے بہتر ہے کہ ایسے لباس تیار کرنے سے احتراز کیا جائے، لوگوں سے جھگڑے اور اعتراض سے بچنے کے لئے دُکان میں لکھ دیا جائے کہ غیر شرعی لباس یہاں تیار نہیں ہوتا۔

## درزی کا مردوں کے لئے ریشمی کپڑا سینا

س...... زید ایک ٹیلر ماسٹر ہے اور اوقاتِ کار کے درمیان اَحکاماتِ الٰہیہ کی پابندی اور نماز کے فرائض باقاعدگی سے ادا کرتا ہے، کیا یہ پیشہ حلال روزی پر مبنی ہے؟ کیونکہ زید مردوں کے ریشمی کپڑے سیتا ہے جبکہ مرد کو ریشم پہننا منع ہے، اب اگر مردوں کے کپڑے (جو کہ

ریشم کے تار کے ہوتے ہیں) نہ سیئے گا تو گویا اپنی روزی کو لات مارے گا، اگر وہ سیتا ہے تو گناہ کے کام میں معاونت کا حصہ دار کہلاتا ہے۔

ج…… خالص ریشم مردوں کے لئے حرام ہے، لیکن مصنوعی ریشم حرام نہیں، آج کل عام رواج اسی کا ہے، خالص ریشم تو کوئی امیر کبیر ہی پہنتا ہوگا۔ خالص ریشم کا کپڑا مردوں کے پہننے کے لئے سینا مکروہ تو ضرور ہے مگر درزی کی کمائی حرام نہیں۔

## لطیفہ گوئی وداستان گوئی کی کمائی کیسی ہے؟

س…… ایک آدمی ہے جو لطیفہ گوئی، داستان گوئی وغیرہ کر کے کمائی کرتا ہے، دُوسرے لفظوں میں اس نے اس کام (لطیفہ گوئی وغیرہ) کو اپنا ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے، کیا ایسے شخص کی کمائی حلال ہے یا حرام؟ ایسے شخص سے ہدیہ لینا جائز ہے؟ ایسا آدمی اس کمائی سے فریضۂ حج ادا کرسکتا ہے؟ اگر ہدیہ لے لیا ہے تو پھر اس کو صَرف کس طرح کیا جائے؟ آج کل تھیٹر ہال بنے ہوتے ہیں اور ان میں اسٹیج شو مثلاً ڈرامے، ناچ گانے وغیرہ ہوتے ہیں، ایسے تھیٹر ہال کے مالک، اداکار، ہدایت کار وغیرہ کی کمائی حلال ہے یا حرام؟ اور کیا ایسی کمائی سے حج وغیرہ کیا جاسکتا ہے؟ کیا ایسے آدمی سے ہدیہ لیا جاسکتا ہے؟ اگر ہدیہ لے لیا ہے تو اس کو جائز کس طرح کیا جاسکتا ہے؟

ج…… لطیفہ گوئی اگر جائز حدود میں ہو تو گنجائش ہے، مگر اس کو پیشہ بنانا مکروہ ہے۔ اسٹیج شو، ڈرامے اور ناچ گانے کی کمائی حرام ہے۔ ایسی کمائی سے حج کرنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے بدن اور کپڑوں پر گندگی مل کر کسی بڑے کی زیارت کے لئے اس کے گھر جائے۔

## دفتری اُمور میں دیانت داری کے اُصول

س…… دفاتر میں جس افسر کے ماتحت ہوتے ہیں، اس سے ہم کم و بیش ایک دو گھنٹہ پہلے چلے جانے کی ''مستقل'' (روزانہ کی) اجازت لے سکتے ہیں تاکہ دُوسرے کام بھی نمٹائے جاسکیں، جبکہ دفاتر میں کام زیادہ نہیں ہوتا اور جو ہوتا بھی ہے تو جلدی نمٹایا جاسکتا ہے یا اگلے روز بھی کیا جاسکتا ہے۔ اجازت ملنے پر اس عرصے کی تنخواہ جائز ہوگی، جبکہ تنخواہ افسر نہیں

حکومت دیتی ہے؟ افسر بھی کسی کا ماتحت ہوتا ہے اور وہ بھی کسی اور کا، اس طرح ہر کوئی کسی اور کا ماتحت ہے، تو اجازت پر عمل پیرا اپنے افسر کے ہوں جس کے سامنے جواب دہی کرنی ہوتی ہے یا حکومت کے جس کو جوابدہی طلب نہیں کرنی ہوتی ہے؟ (اس سوال کے ہر پہلو کا جواب دیں ورنہ تشنگی رہے گی)۔

ج...... اس مسئلے میں اُصول یہ ہے کہ محکمے کے قانون کے لحاظ سے دفتر کی حاضری کا ایک وقت مقرّر ہے اور اسی کی ملازم کو تنخواہ دی جاتی ہے، اس لئے مقرّرہ وقت سے غیر حاضری جائز نہیں، اور غیر حاضری کے وقت کی تنخواہ بھی حلال نہیں۔ لیکن بعض استثنائی صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں کہ ان پر قانون بھی لچک اور رعایت کا معاملہ کرتا ہے، مثلاً: کسی ملازم کو فوری طور پر جانے کی اچانک ضرورت پیش آگئی، ایسی استثنائی صورتوں پر افسرِ مجاز سے اجازت لے کر جانے کی گنجائش ہے، لیکن قبل از وقت جانے کا معمول بنالینا قانون کی نظر میں جرم ہے، اس لئے جو حضرات قبل از وقت دفتر سے جانے کا معمول بنالیتے ہیں ان کے لئے غیر حاضری کے اوقات کی تنخواہ حلال نہیں ہوگی، خواہ وہ افسر سے اجازت لے کر جاتے ہوں، اگر وہ ان اوقات کی تنخواہ لیں گے تو حرام کھائیں گے اور ان کے ساتھ ان کو اجازت دینے والا افسر بھی گناہگار ہوگا اور قیامت کے دن پکڑا ہوا آئے گا۔ رہی یہ صورت کہ دفتر کا سارا کام نمٹا دیا گیا اور اَب ملازمین فارغ بیٹھے ہیں، کیا ان کو وقت ختم ہونے تک دفتر میں حاضر رہنا لازم ہے؟ یا یہ کہ وہ اس صورت میں افسرِ مجاز کی اجازت سے چھٹی کرسکتے ہیں؟ میرے خیال میں چونکہ دفاتر میں کام کا رش رہتا ہے اور فائلوں کے ڈھیر لگے رہتے ہیں اس لئے یہ صورت پیش ہی نہیں آسکتی کہ ملازمین دفتر کا سارا کام نمٹا کر فارغ ہوبیٹھیں۔ تاہم اگر شاذ و نادر ایسی صورت پیش آئے تو اس کے بارے میں بھی محکمۂ قانون ہی سے دریافت کرنا چاہئے کہ آیا ایسی صورت میں بھی ملازمین کو وقت ختم ہونے تک دفتر کی پابندی لازم ہے یا وہ کام ختم کرکے گھر جانے کے مجاز ہیں؟ اگر قانون ان کو ایسی حالت میں گھر جانے کی اجازت دیتا ہے تو اس وقت کی غیر حاضری کی تنخواہ ان کے لئے حلال ہوگی اور اگر قانون اجازت نہیں دیتا تو تنخواہ حلال نہیں ہوگی۔ البتہ اگر کسی ملازم کے ذمہ متعین کام ہے اور اس سے یہ کہہ دیا

گیا ہے کہ تمہیں یہ کام پورا کرنا ہے خواہ یہ مقرّرہ کام تھوڑے وقت میں کردیا یا زیادہ میں، تو اس کو کام پورا کرکے جانے کی اجازت ہوگی۔

س…… دفتری اوقات میں جب کوئی کام نہ ہو تو سیٹ چھوڑ کر یا اِدھر اُدھر جاسکتے ہیں، لائبریری، کینٹین یا آفس سے باہر کسی ذاتی کام سے؟ آخر ٹوائلٹ وغیرہ کے لئے تو سیٹ چھوڑنی پڑتی ہے؟

ج…… اُوپر اس کا جواب بھی آچکا ہے، اگر قانون سیٹ چھوڑنے کی اجازت دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں، ورنہ بغیر ضرورت کے سیٹ چھوڑنا جائز نہیں ہوگا۔

س…… آفس ٹائم صبح ۸ سے ۲:۳۰ ہے، مگر اِنچارج نے ۹ سے ۲:۳۰ تک آنے کو کہا ہے اور خود بھی ۹ بجے آتے ہیں، تو بات اِنچارج کی مانی جائے جو ہم سے کام لیتا ہے یا حکومت کی جو تنخواہ دیتی ہے اور جس نے وقت مقرّر کیا ہے؟

ج…… قانون کی رُو سے اِنچارج کی یہ بات غلط ہے، اس پر عمل جائز نہیں، اور اتنے وقت کی تنخواہ حلال نہیں ہوگی۔

س…… جس افسر نے ۹ سے ۲:۳۰ بجے تک کا وقت مقرّر کیا، وہ چلے گئے، ان کی جگہ دُوسرے آئے مگر انہوں نے کچھ بھی اس سلسلے میں نہ کہا اور وہ بھی ۹ بجے آتے ہیں، تو بات اسی پہلے والے افسر کی چلتی رہے گی یا خود کوئی وقت مقرّر کرلیں؟

ج…… قانون کے خلاف نہ پہلے کو اجازت ہے نہ دُوسرے کو، ہاں! قانون ان افسروں کو اس رعایت کی اجازت دیتا ہو تو ان کی بات پر عمل کرنا جائز ہے، ورنہ وہ افسر بھی خائن ہوں گے اور ان کی بات پر عمل کرنے والے ملازم بھی۔

س…… دفتری وقت صبح ۸ سے ۲:۳۰ بجے تک ہے، مگر افسران اور ماتحت سب ۹ بجے آتے ہیں اور کام بھی ۹ بجے سے شروع ہوتا ہے، تو ۸ بجے سے آکر کیا کریں؟

ج…… دفتر آکر بیٹھ جائیں اور تنخواہ حلال کریں۔

س…… آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ دفتری اوقات سے دیر سے پہنچیں مگر یہ وقت چھٹی ہوجانے پر دفتر میں رہ کر پورا کریں تو شروع کے آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ غیر حاضر رہنے سے اس وقت کی تنخواہ

ناجائز ہوجائے گی یا وقت پورا کردینے سے جائز ہوجائے گی؟

ج…… جی نہیں، دفتر کا جو وقت مقرّر ہے اس میں خیانت کرکے زائد وقت میں کام نمٹانے سے تنخواہ حلال نہیں ہوگی۔

س…… جب معلوم ہو کہ اب کوئی کام ہی نہیں ہے تو واپس جاسکتے ہیں جبکہ چھٹی کا وقت نہ ہوا ہو؟

ج…… اس کا جواب اُوپر آچکا ہے کہ اگر آپ کے ذمہ مقرّرہ وقت کی پابندی نہیں، بلکہ معین کام پورا کرنے کی پابندی ہے تو کام پورا کرنے کے بعد آپ آزاد ہیں، اور اگر آپ کے ذمہ وقت پورا کرنے کی پابندی ہے خواہ کام ہو یا نہ ہو تو آپ نہیں جاسکتے۔

س…… اگر کسی دن ذاتی کام ہو تو افسر سے اجازت لے کر جاسکتے ہیں؟ اور اس دن کے بقیہ وقت کی تنخواہ جائز ہوگی؟

ج…… اگر غیرقانونی طریقے پر چھٹی کی تو تنخواہ حلال ہونے کا کیا سوال…؟

س…… نماز یا لنچ کے لئے جو وقفہ ملتا ہے، اس دوران دفتر میں اپنی سیٹ پر بیٹھے رہیں چاہے کوئی کام ہو یا نہ ہو، اور اس طرح سے نماز یا لنچ کے لئے ملنے والے اس وقفے کے برابر پہلے جاسکتے ہیں؟ یعنی اگر یہ وقفہ آدھا گھنٹے کا ہو تو چھٹی کے مقرّرہ وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے جاسکتے ہیں؟

ج…… جی نہیں، یہ وقفہ ضروریات پوری کرنے کا ہے، کام کا وقت نہیں، اوقاتِ کار کے بدلے میں آپ اس وقت کام کرکے بری الذمہ نہیں ہوسکتے۔

س…… نماز بعد میں پڑھ سکتے ہیں کیونکہ دفتر میں اندرونی کپڑے بدلنے میں کافی دِقت ہوتی ہے جو کہ پیشاب کے بعد یا ویسے بھی قطرے آجانے سے خراب ہوجاتے ہیں؟

ج…… نماز کو اگر اس کے مقرّرہ وقت سے مؤخر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے مجرم اور اپنی ذات سے خیانت کے مرتکب ہوں گے، آپ ایسا لباس پہن کر کیوں جائیں جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتے یا جس کو نماز کے لئے بدلنے کی ضرورت پیش آئے…؟

س…… دفتری کاغذ، قلم و دیگر اشیاء کو ذاتی استعمال میں لاسکتے ہیں جبکہ استعمال میں لانے پر کوئی روک ٹوک نہیں؟



فہرست

ج……اگر حکومت یا محکمے کی طرف سے اجازت ہے تو دفتری اشیاء کو ذاتی استعمال میں لاسکتے ہیں، ورنہ نہیں۔

س……ملازمت ملنے سے پہلے معائنہ کرانا ہوتا ہے، جو لوگ معائنہ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ چائے پانی کے پیسے لاؤ، اگر نہیں دیا جاتا تو کوئی رُکاوٹ کھڑی کردیتے ہیں، جس کا نتیجہ بے روزگاری میں نکلے گا، اگر ہم مجبور ہوں یا اپنی خوشی سے ان لوگوں کا حق یا محنت سمجھ کر بے روزگاری سے بچنے کے لئے انہیں پیسے دے دیں تو یہ رشوت ہوگی؟

ج……رشوت خنزیر کی ہڈی ہے اور رشوت لینے والے سگانِ خارشتی یا سگانِ دیوانہ ہیں، اگر وہ اس حرام کی ہڈی کے بغیر گزند پہنچاتے ہیں تو مجبوری ہے۔

س……جس افسر نے سفارش کرکے ملازمت دِلوائی اس کے بعد اب وہ کہتے ہیں کہ اس خوشی میں ہماری دعوت کرو اور کچھ غیر حاضریوں کو حاضری لگادینے کی خوشی میں بھی، جبکہ کام کرنے سے پہلے کوئی معاہدہ نہ تھا، اب ان کی دعوت کرنے پر یہ رشوت ہوگی؟

ج……سفارش کا معاوضہ رشوت ہے۔

## ڈرائنگ ماسٹر کی ملازمت شرعاً کیسی ہے؟

س……میرا بھائی بہترین آرٹسٹ ہے، ہم اسے ڈرائنگ ماسٹر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آرٹ ڈرائنگ اسلام میں ناجائز ہے، وضاحت کریں کہ ڈرائنگ ماسٹر کا پیشہ اسلام میں دُرست ہے یا غلط؟

ج……آرٹ ڈرائنگ بذاتِ خود تو ناجائز نہیں، البتہ اس کا صحیح یا غلط استعمال اس کو جائز یا ناجائز بنادیتا ہے، اگر آپ کے بھائی جاندار چیزوں کے تصویری آرٹ کا شوق رکھتے ہیں تو پھر یہ ناجائز ہے، اور اگر ایسا آرٹ پیش کرتے ہیں جس میں اسلامی اُصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو جائز ہے۔

## جعلی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ حاصل شدہ ملازمت کا شرعی حکم

س……ایک شخص کسی نہ کسی طرح ایک تجربے کا سرٹیفکیٹ بنواکر باہر ملک جاکر کام کرتا ہے،

حقیقت میں اس پوسٹ پر اس نے کام نہیں کیا لیکن اپنے آپ کو اس پوسٹ کا اہل کہتا ہے، قانون کی نظروں میں تو وہ مجرم ہے، لیکن شریعت اور اسلامی اُصولوں پر اگر اس شخص کی کمائی کو پرکھیں تو وہ کمائی جائز ہے یا نہیں؟

ج...... جس منصب پر اسے مقرّر کیا گیا ہے، اگر وہ اس کام کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور کام بھی پوری دیانت داری سے کرتا ہے تو اس کی کمائی حلال ہے، البتہ وہ جھوٹ اور غلط کاری کا مرتکب ہے۔ اور اگر وہ اس کام کا اہل نہیں یا اہل ہے مگر کام دیانت داری سے نہیں کرتا تو کمائی حلال نہیں۔

## نقل کرکے اسکالرشپ کا حصول اور رقم کا استعمال

س...... کسی طالب علم کو اسکول یا کالج کی طرف سے اسکالرشپ کی رقم ملی اور وہ اسکالرشپ کی رقم اس کو اچھے نمبر حاصل کرنے کی وجہ سے ملی، اور وہ اچھے نمبر اس نے امتحان میں نقل کرکے حاصل کئے، اس رقم کی شرعی حیثیت کیا ہوئی؟ اگر ناجائز ہے تو اس کو کسی دِینی کام میں لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... اگر اس کو نقل کرنے کی وجہ سے انعام ملا تو یہ شخص انعام کا مستحق نہیں، اس نے دھوکے سے انعام حاصل کیا اور دھوکے سے جو رقم حاصل کی جائے وہ حرام ہے، اور حرام پیسہ کسی دِینی کام میں لگانا جائز نہیں، اس شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ کرے اور یہ رقم کسی محتاج کو بغیر نیتِ صدقہ کے دے دے۔

## امتحان میں نقل لگاکر پاس ہونے والے کی تنخواہ کیسی ہے؟

س...... ایک شخص جو کہ سرکاری ملازم ہے، بی اے کا امتحان پڑھے بغیر نقل کرکے امتحان دیتا ہے اور پاس ہوجاتا ہے، آفس میں اس کی ترقی ہوتی ہے اور تنخواہ میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ اس نے بی اے پاس کرلیا ہے، تو آیا اس کے اضافی ترقی کے پیسے جائز ہیں کہ نہیں؟

ج...... اگر اس کی بی اے پاس کی استعداد نہیں تو اس کی اضافی تنخواہ جائز نہیں، اور اگر استعداد ہے تو جائز ہے۔


فہرست

س……اگر اس نے کچھ امتحان کی تیاری کی اور کچھ نقل کی اور پاس ہوگیا، تو اس کے ترقی کے پیسے جائز ہوئے کہ نہیں؟

ج……وہی اُوپر والا جواب ہے۔

## گیس، بجلی وغیرہ کے بل جان بوجھ کر لیٹ بھیجنا

س…… ہمارے معاشرے میں لوٹ کھسوٹ اور رقم بٹورنے کا رواج اتنا عام ہوگیا ہے کہ اب سارے سرکاری ادارے بھی ان میں شامل ہوگئے ہیں، سرکاری اداروں نے اب یہ طریقۂ کار بنالیا ہے کہ بجلی، گیس وغیرہ ہر قسم کے واجبات کے بل جب صارفین کو بھیجے جاتے ہیں تو ان پر لکھا ہوتا ہے کہ فلاں تاریخ تک بل کی رقم ادا کردیں، ورنہ لیٹ فیس یعنی سرچارج جرمانہ ۵ سے ۲۰ فیصد تک اضافی ہوگا۔ اب ایسے تمام بل بذریعہ ڈاک تقسیم ہوتے ہیں، جو اکثر و بیشتر ادائیگی کی تاریخ نکل جانے کے بعد ہی صارف کو پہنچتے ہیں، یا پہلے ملتے ہیں تو بھی ایک یا دو دن باقی ہوتے ہیں، جبکہ ان دنوں صارف گھر پر موجود نہیں ہوتا، بینک کی چھٹی ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ، یعنی نتیجتاً ایک بڑی تعداد بلوں کی مقرّرہ تاریخ کے بعد جمع ہونے کی وجہ سے مع لیٹ فیس ماہانہ جمع ہوتے ہیں، آپ شریعت کے مطابق فتویٰ دے کر مشکور فرمادیں کہ:

۱:……کیا رقم کی وصولی میں لیٹ فیس یا سرچارج وصول کرنا جائز ہے؟ ایسی فالتو رقم وصول کی ہوئی حلال ہوگی؟

۲:……کیا حکومتی اداروں کے علاوہ دُوسرے افراد یا ادارے بھی یہ طریقۂ وصولی اختیار کرسکتے ہیں جس میں اُدھار کی رقم اگر مقرّرہ تاریخ کو نہ وصول ہو تو من مانا سرچارج جرمانہ وصول کریں اور آیا ایسی فالتو بٹوری ہوئی رقم وصول کنندہ کے لئے حلال تصوّر ہوگی؟

۳:……کیا ایسی رقم جو بلوں میں ناجائز طور پر چارج کی جاتی ہے اور صارف ان کو حق بجانب نہیں سمجھتا اور محکمے کے عمال زبردستی چارج کرلیتے ہیں، حکومت کے لئے حلال ہوگی؟

ہمارا اسلامی ملک ہے، یہاں ہر وقت نظامِ مصطفیٰ کا مطالبہ رہتا ہے، حلال کی کمائی بنیادی شرط ہے، لیکن سرکاری خزانے میں اکثر ایسی رقم جاتی ہے جو عوام سے بے جواز

وجوہات پر زبردستی وصول کرلی جاتی ہے، اب آپ اس سلسلے میں واضح فتویٰ دیں۔

ج……آپ نے جو شکایت لکھی ہے، اگر صارف کو اس کا تجربہ ہے اور جب بل ایسے وقت پہنچایا جائے کہ بروقت جمع کرانا ممکن نہ ہو تو اس پر لیٹ فیس وصول کرنا صریحاً ظلم ہے اور ناجائز ہے، متعلقہ اداروں کو اس پر توجہ کرنی چاہئے اور ناجائز استحصال سے احتراز کرنا چاہئے۔

## مسجد کی بجلی سے چلنے والی موٹر کا پانی استعمال کرنا

س…… ہمارے گاؤں کی مسجد میں کنواں ہے، جس سے عام لوگ پینے کے لئے، کپڑے دھونے کے لئے اور قریب کسی نے مکان تعمیر کرنا ہو تو اس میں سے پانی استعمال کرتے ہیں، چونکہ اس میں پانی نکالنے والی مشین لگی ہوئی ہے، مسجد کی بجلی بھی خرچ ہوتی ہے، آپ سے عرض ہے کہ اس کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ پھر جن لوگوں نے استعمال کیا ہے ان کے لئے کیا حکم ہے، آئندہ استعمال کرنے کے لئے روکیں یا کیا کریں؟

ج……جن لوگوں کے چندے سے یہ مشین لگائی گئی ہے اگر انہوں نے عام لوگوں کو اس کنویں سے پانی لینے کی اجازت دی ہو (خواہ لفظاً یا حالاً) تو جائز ہے۔

## ناجائز کام کا جواب دار کون ہے، افسر یا ماتحت؟

س……فرض کریں کوئی بھی سرکاری محکمے کا افسر اپنے زیردست سرکاری ملازم کو ناجائز کام کرنے کا حکم دیتا ہے تو کیا وہ زیردست سرکاری ملازم اپنے سرکاری اعلیٰ افسر کا حکم مانے، اگر وہ زیردست سرکاری ملازم اپنے سرکاری اعلیٰ افسر کا حکم مانتا ہے تو کیا قیامت کے روز یعنی (حشر کے دن) اس ناجائز کام کا حساب سرکاری اعلیٰ افسر سے ہوگا یا اس کے زیردست سرکاری ملازم سے؟

ج…… یہ دونوں مجرم ہیں، اعلیٰ افسر ناجائز کام کا حکم دینے کی وجہ سے گرفتار ہوکر آئے گا، اور اس کا ماتحت ناجائز کام کرنے کی وجہ سے۔

## اس سال کا ’’بوائز فنڈ‘‘ آئندہ سال کے لئے بچالینا

س……بکر ایک پرائمری اسکول کا ہیڈ ماسٹر ہے، اس کو ہر سال بچوں کے لئے ۵۰۰۰ (پانچ

ہزار) روپے ''بوائز فنڈ'' ملتا ہے، اور ''بوائز فنڈ'' کی مد کے اخراجات سے جو رقم بچ جاتی ہے وہ دُوسرے تعلیمی سال کے فنڈ میں جمع کردیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ رقم تو پچھلے سال کے بچوں کا حق ہے اور قانوناً اس کو اسی سال خرچ بھی کردینا چاہئے، تو کیا جو بچے اسکول چھوڑ کر جاتے رہے، ان کے تعلیمی سال کا فنڈ دُوسرے بچوں پر خرچ کیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟

ج...... اگر اس نے طالب علموں کی ضروریات پوری کرنے میں بخل سے کام لیا تب تو گناہگار ہوگا، ورنہ جو رقم بچ جائے اسے آئندہ سال کے فنڈ میں جمع کرنا ہی چاہئے۔

## پڑوسی سے بجلی کا تار لینا

س...... بجلی کا میٹر ملنا مشکل ہے، پڑوسی کے پاس میٹر ہے، اس سے بجلی کا تار لے سکتے ہیں؟

ج...... بجلی کمپنی کو اگر اس پر اعتراض نہ ہو تو جائز ہے۔

## اپنی کمائی کا مطالبہ کرنے والے والد و بھائی کا خرچہ کاٹنا

س...... تقریباً سات سال پہلے میں نے اپنے والدین اور چھوٹے بھائی کو بھی سعودی عرب بلوالیا، والد صاحب نے چار سال اور بھائی صاحب نے دو سال ایک اسٹور میں کام کیا، ان کی رہائش و خوراک ہمارے ساتھ ہی تھی، میرے بیوی بچے بھی یہاں میرے پاس ہی مقیم تھے، والد صاحب اور بھائی صاحب کی تنخواہ میرے پاس ہی جمع رہتی تھی، دورانِ قیام جتنی بھی ان کی ضروریات تھیں یا لوازماتِ زندگی، وہ پوری ہوتی رہیں، گاہے بگاہے وہ کچھ رقم لیتے بھی رہے، جو کہ میں اپنے پاس لکھتا رہا، اس کے علاوہ ان کے ویزا، ٹکٹ کا خرچہ، والدہ کا زیور، بھائی کی شادی بھی میں نے کی، اس کی شادی اور زیور کا خرچ اور حج کے اخراجات (والد صاحب نے چار حج کئے ہیں) اور خوراک کا خرچہ وغیرہ بھی ہوا، جو کہ سب تحریر ہے۔ تین سال پہلے بھائی اور والد واپس چلے گئے، ابھی تک ان کی کفالت میں ہی کرتا ہوں، بھائی کے دو بچے بھی ہوگئے ہیں، مگر وہ سب میرے ہی مکان میں رہتے ہیں، میرے والد صاحب کا مکان علیحدہ ہے جو کہ ان کے نام ہے، مگر ان کی رہائش میرے ہی ساتھ ہے، اب ایک سال سے والد صاحب مجھ سے تقاضا کر رہے ہیں۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران

ان کی اور چھوٹے بھائی کی کمائی جو انہوں نے کی ہے وہ سب مانگ رہے ہیں، میں نے انہیں لکھا کہ اس دوران آپ لوگوں پر کچھ اخراجات بھی ہوئے ہیں لہٰذا وہ کٹوتی کر کے باقی دے دوں گا۔ جو کچھ بھی خرچ ہوا اس کا حساب کر کے میں نے ان کو تحریر کر دیا، مگر وہ میری اس بات سے ناراض ہو گئے، کیا میں نے ان سے زیادتی کی ہے یا ظلم کیا ہے؟ انہوں نے مجھے جواباً ظالم، نافرمان، جہنمی لکھا ہے، کیا ایک آدمی جو کماتا ہے اس کی اپنی کمائی سے خرچ کا حق ہوتا ہے یا نہیں؟ پہلے وہ سب رقم مانگ رہے تھے، اب میرے لکھنے پر انہوں نے لکھا ہے کہ خوراک کا جو کاٹا ہے وہ واپس کرو ورنہ لعنتی دوزخ میں جاؤ گے۔ اگر وہ میرے پاس نہ رہتے دُوسرے شہر میں کام کرتے تو تب اپنی خوراک و رہائش کا بندوبست وخرچہ ان کو خود کرنا تھا یا نہیں، شرعی طور پر کیا صحیح ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اپنا مکان میرے نام رجسٹرڈ کرا دو اور اپنا بینک اکاؤنٹ بھی میرے نام ٹرانسفر کرا دو، ساتھ ہی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

ج...... ان کا یہ مطالبہ شرعاً جائز نہیں، اور حدیث کا اس موقع پر حوالہ دینا بھی غلط ہے۔ حدیث اس صورت سے متعلق ہے جبکہ باپ محتاج ہو، اس صورت میں وہ اپنے بیٹے کے مال سے بقدرِ ضرورت لے سکتا ہے۔

گھر میں جو اخراجات ہوتے رہے آپ ان سے حصہ رسدی وصول کرنے کے حق دار ہیں، لیکن اگر آپ خوراک کے اخراجات اپنے حصے میں ڈال لیں، ان سے وصول نہ کریں تو والد صاحب کی ناراضگی دُور ہو سکتی ہے، اور یہ آپ کے لئے موجبِ سعادت ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ آپ قانوناً یہ اخراجات ان سے وصول کر سکتے ہیں، لیکن مروّت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے کھانے کے اخراجات وصول نہ کریں۔

## قرضے کی نیت سے چوری کر کے واپس رکھنا

س...... ایک آدمی کچھ پیسے اُدھار لینے کی نیت سے چوری کرتا ہے کہ بعد میں رکھ دُوں گا، اور اپنی ضرورت پوری ہونے کے بعد وہ واپس چوری کئے ہوئے پیسے رکھ دیتا ہے، تو کیا اسے سزا ملے گی کہ اس نے پیسے نکالے ہی کیوں؟

ج...... چوری کرنے میں دو قصور ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کا، کہ اس کے حکم کے خلاف کیا، دُوسرا

بندے کا، کہ اس کے مال کا نقصان کیا۔ چوری کے پیسے واپس کردینے سے بندے کا حق تو ادا ہوگیا لیکن اللہ تعالیٰ کا جو قصور کیا تھا وہ گناہ اس کے ذمہ رہا، وہ توبہ و اِستغفار سے معاف ہوگا۔

## گمشدہ چیز کی تلاش کا انعام لینا

س...... میری چچی کا لاکٹ گھر میں گم ہوگیا، اور وہ لاکٹ میرے رشتے کی بہن کو مل گیا، مگر اس نے پیسوں کے لالچ میں وہ چھپالیا، جب چچی نے کہا کہ جو لاکٹ لاکر دے گا اسے دس روپے دیئے جائیں گے، تو اس نے وہ لاکٹ چچی کو دے کر دس روپے لے لئے، اب آپ یہ بتائیں کہ یہ دس روپے اس کے لئے حلال ہیں یا حرام؟

ج...... اگر اس نے واقعی چرایا تھا تو اس کے لئے یہ روپے لینا جائز نہیں۔

## شراب و خنزیر کا کھانا کھلانے کی نوکری جائز نہیں

س...... میں بطور میس بوائے (بیرے) کے کام کرتا ہوں، جس میں مجھے خنزیر کا گوشت اور شراب بھی روزانہ کھانے کی میزوں پر لگانا پڑتی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس کی اُجرت جو ہم کو ملتی ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اسلام میں کونسی کمائی حلال اور کونسی حرام ہے؟ مختصر سی تشریح فرمادیں۔

ج...... شراب اور خنزیر کا گوشت جس طرح کھانا جائز نہیں، اسی طرح کسی کو کھلانا بھی جائز نہیں، اور ایک مسلمان کے لئے ایسی نوکری بھی جائز نہیں جس میں کوئی حرام کام کرنا پڑے۔

## سوَر کا گوشت پکانے کی نوکری کرنا

س...... میں تمام عمر یہ سنتا آیا ہوں کہ سور کا گوشت کھانا حرام ہے، بالکل صحیح ہے۔ یہ سننے میں آیا ہے کہ سور جس جسم کے حصے پر لگ جائے وہ حصہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ محترم جناب! ہم تو باورچی ہیں، جب تک سور کے گوشت کو کاٹیں گے نہیں، دھوئیں گے نہیں اور پکائیں گے نہیں تو انگریز ہمیں نوکری کیا دیں گے؟ جبکہ نمک چکھنے اور ذائقے کی بات باقی ہے۔ اگر انگریز کے پاس (یعنی نوکری میں) سور کا گوشت نہیں پکاتے تو انگریز مذاق اُڑاتے ہیں کیونکہ ہمارے پاکستانی بھائی وہاں پر شراب، زنا جیسی چیزوں کی پروا نہیں کرتے، بلکہ

شراب مانگ لیتے ہیں انگریزوں سے، اور اگر نظر دوڑائی جائے چرس، بھنگ سب کا لین دین ہے، اخباروں میں یہ بیان آتے رہتے ہیں۔ کیا چرس، شراب، رشوت، زنا وغیرہ سے زیادہ سور کا گوشت اہمیت رکھتا ہے؟ مہربانی فرماکر مشکل مسئلے کو حل کریں۔

ج...... سور کا گوشت جیسا کہ آپ نے لکھا ہے مسلمانوں کے لئے حرام ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے، انگریزوں کے پاس سور پکانے کی نوکری آپ کیوں کر رہے ہیں؟ کیا کوئی اور ذریعۂ معاش نہیں مل سکتا؟ رہی یہ بات کہ بعض لوگ شراب، زنا اور رشوت اور دُوسرے گناہوں کی پروا نہیں کرتے، تو یہ لوگ بھی گناہگار ہیں اور مجرم ہیں، لیکن ایک جرم کو دُوسرے جرم کے جواز کے لئے دلیل بنانا صحیح نہیں، ایک شخص اگر زنا کرتا ہے تو کیا اس کے حوالے سے دُوسرے شخص کو گناہ کرنا جائز ہوگا؟

## کیا انسان کو دی ہوئی تکلیف کی معافی صرف خدا سے مانگ لے تو معاف ہوجائے گا؟

س...... کسی مسلمان بندے کو اپنے قول یا فعل سے تکلیف پہنچانے کے بعد غلطی کے اعتراف کے طور پر بندے سے معافی مانگنی چاہئے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بندوں سے معافی نہیں مانگنی چاہئے گناہ ہوتا ہے، صرف خدا سے معافی مانگنی چاہئے۔

ج...... ان لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے، جس بندے کا قصور کیا ہے اور جس کو تکلیف اور صدمہ پہنچایا اس سے معافی مانگنا لازم ہے، ورنہ قصور معاف نہیں ہوگا، اور اگر وہ فوت ہوگیا ہو یا اس سے معافی مانگنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے دُعائے اِستغفار کرنی چاہئے۔ الغرض صرف خدا تعالیٰ سے معافی مانگنے سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، ہاں! اللہ تعالیٰ اس بندے کو راضی کرکے اس سے حقوق معاف کروادیں تو ان کی شانِ کریمی ہے، مگر معاف ہوں گے بندے کے معاف کرنے سے ہی۔

## تمام جرائم سے معافی مانگیں

س...... کراچی میں آج کل عذابِ الٰہی آیا ہوا ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر گزشتہ کئی قوموں پر آئے ہوئے عذاب و قہرِ الٰہی کے تذکرے موجود ہیں۔ جب قومیں خدا کی نافرمانی

کرتی ہیں تو ان پر عذاب بھیجا جاتا ہے، ہم بھی نافرمان ہیں اور دن رات خالق کی نافرمانی میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن گزشتہ کئی سالوں سے ہم اجتماعی نافرمانی میں مصروف ہوگئے، گزشتہ کچھ سالوں سے مختلف سیاسی پارٹیوں نے اپنے حامیوں سے چندے کے ساتھ ساتھ فطرہ، صدقہ، زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ بھی وصول کرنا شروع کردیا اور اس کا کچھ حصہ مستحقین کو اور بڑا حصہ اپنی شاہ خرچیوں اور اسلحہ وغیرہ کی خریداری پر صَرف کرنا شروع کردیا۔ کراچی کے وہ لوگ جو دیارِ غیر یعنی دُبئی، سعودی عرب، مسقط میں ہیں، انہوں نے بھی اس فعل کو کارِ خیر سمجھ کر اس میں حصہ لیا اور اَب بھی اس پر عمل کر رہے ہیں، جبکہ صدقہ، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اَحکامات واضح طور پر دیئے ہیں، اس فعل پر کسی عالم نے کبھی توجہ نہ کی، آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس کی بابت واضح طور پر بتائیں اور گزشتہ کئے گئے عمل پر توبہ اِستغفار کا کیا طریقہ ہوگا؟ نیز وہ زکوٰۃ، خیرات، صدقہ، فطرہ کیا دوبارہ دیا جائے گا؟

ج...... صدقہ، زکوٰۃ، چرمِ قربانی کی رُقوم کو اگر صحیح مصرف پر خرچ نہ کیا جائے تو وہ زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ ادا ہی نہیں ہوئے اور صدقے کا ثواب نہیں ملتا۔

آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ کچھ عرصے سے زکوٰۃ وصدقات اور چرمِ قربانی کی رُقوم کو نااہل ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے اور وہ بڑی بے دردی و بے پروائی کے ساتھ بے موقع خرچ کرڈالتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کو علاماتِ قیامت میں شمار کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ اس بے احتیاطی کے نتیجے میں عذابِ الٰہی تو نازل ہوگا، اس کے علاوہ اور بہت سی بُرائیاں اور گناہ ہیں۔ رشوت جس میں ہم لوگ اجتماعی طور پر مبتلا ہوگئے، ان میں عورتوں کی عریانی وبے حجابی، گانے بجانے کی کثرت، ٹی وی، ڈش انٹینا جیسی لعنت سرِفہرست ہیں۔ توبہ واِستغفار کا طریقہ یہ ہے کہ ہم جن جن گناہوں میں مبتلا ہیں ان سے سچے دِل کے ساتھ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام جرائم کی معافی مانگیں۔ بالخصوص قتل وغارت اور فتنہ و فساد سے دستبرداری کا عزم کریں۔ پاکستان کے عوام نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے ایک عورت کو حکمران بنایا ہے، اس سے بطورِ خاص توبہ کریں۔

## چھٹی کے اوقات میں ملازم کو بلامعاوضہ پابند کرنا صحیح نہیں

س…… میں پاکستان اسٹیل میں بطور اسسٹنٹ منیجر الیکٹریکل (گریڈ ۱۷ کے برابر) ملازم ہوں۔ نماز، روزہ اور دُوسری اسلامی تعلیمات پر نہ صرف خود عمل کرتا ہوں بلکہ میرے بیوی بچے بھی عمل کرتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتا، سودی رقم سے اجتناب کرتا ہوں، باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہوں، حج ادا کرچکا ہوں، خوفِ خدا رکھتا ہوں۔ غرض یہ کہ اپنے تئیں ایک صالح مسلمان میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔ پاکستان اسٹیل کے قریب گلشنِ حدید میں قیام پذیر ہوں، اپنی ڈیوٹی دِل جمعی سے ادا کرتا ہوں، کیونکہ ڈیوٹی بھی عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہوں، لہٰذا اپنے موجودہ عہدے سے بھی زیادہ معلومات حاصل کیں اور اپنی ذمہ داریوں کو خوش اُسلوبی سے بجا لاتا ہوں اور اس محاورے کے مصداق کہ: ''جس نے سبق یاد کیا اسے چھٹی نہ ملی'' میرے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے، اور میری ایمان داری، کام سے لگن اور معلومات کی وجہ سے مجھ سے میرے عہدے سے زیادہ کام لیا جاتا ہے، اور وہ میں بھی ادا کرتا ہوں۔ جبکہ سرکاری نوکری ہونے کی وجہ سے میرے عہدے کے برابر بلکہ مجھ سے بڑے عہدے والے عیاشی کرتے ہیں اور ان کی نوکری برائے نام ہوتی ہے۔ نتیجتاً ان کے حصے کا بوجھ کسی نہ کسی حوالے سے مجھے اور مجھ جیسے کچھ دُوسرے (آٹے میں نمک کے برابر) افراد کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ ڈیوٹی ٹائم میں محنت کی بات تو الگ رہی، اکثر ڈیوٹی کے بعد مجھے نہ صرف اپنی بلکہ دُوسرے لوگوں کی سائٹ (پلانٹ) پر رُکنا پڑتا ہے اور چھٹی والے دن یا رات کو اکثر و بیشتر مجھے گھر سے فالٹ دُرست کرنے کے لئے اپنی بلکہ دُوسرے لوگوں کی سائٹ (پلانٹ) پر بلایا جاتا ہے، صرف اس لئے کہ دُوسرے لوگ نہ ذمہ داری محسوس کرتے ہیں اور نہ انہوں نے کبھی کچھ سیکھنے کی کوشش کی ہے، اکثر اوقات جب بھی چھٹیاں آتی ہیں (جیسے ابھی حال ہی میں آنے والی عید پر حکومت کی طرف سے منگل، بدھ، جمعرات کی چھٹیوں کا اعلان کیا گیا ہے، جبکہ جمعہ، ہفتہ کو اسٹیل ملز کی اپنی ہفتہ واری چھٹی ہوتی ہے، لہٰذا مسلسل پانچ دن کی چھٹی ہوگئی) تو میری ڈیوٹی لگادی جاتی ہے یا


فہرست

مجھے چوبیس گھنٹے اپنے گھر پر رہنے پر مجبور کردیا جاتا ہے۔ کیونکہ میرا تمام خاندان کراچی میں رہتا ہے، لہٰذا مجھے مختلف تہواروں کے موقع پر سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ دُوسرے لوگ مزے اُڑاتے ہیں۔ وہاں اگر میں بہانہ کردوں کہ میرا کوئی فلاں بیمار ہے تو پھر مجھے تہواری چھٹیوں میں گھر پر رہنے پر مجبور کرنا مشکل ہوگا۔ اسی طرح جب دن بھر کی ایمان داری کے ساتھ انجام دی گئی ڈیوٹی کے بعد میں رات کو آرام کر رہا ہوں اور رات دو بجے گاڑی میرے گھر پر کھڑی ہو کہ چلئے صاحب! آپ کو اسٹیل ملز میں یاد کیا جارہا ہے، تو کیا میں اپنی ناسازیٔ طبیعت کا بہانہ کرکے اپنی جان بچاسکتا ہوں یا نہیں؟ اور کیا ایسا کرنا جھوٹ بولنے کے زُمرے میں آئے گا یا نہیں؟ اور کیا اس طرح کا بہانہ کرکے میں گنہگار رہوں گا یا نہیں؟

ج…… آپ امانت داری سے کام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ خوش رکھے، ایک مسلمان کو یہی کرنا چاہئے۔

۲:…… ڈیوٹی کے اوقات میں تو آپ کے ذمہ کام ہے ہی اور آپ کو کرنا بھی چاہئے، اور زائد وقت میں اگر آپ سے کام لیا جاتا ہے تو آپ کو اس کا الگ معاوضہ ملنا چاہئے۔

۳:…… زائد وقت یا چھٹیوں کا وقت آدمی کے اپنے ضروری تقاضوں اور ضرورتوں کے لئے ہوتا ہے، لہٰذا آپ اگر نہیں جاسکتے تو آپ کے لئے عذر کردینا جائز ہے، کوئی مناسب لفظ استعمال کیا جائے کہ جھوٹ نہ ہو، مثلاً: ''میری طبیعت کچھ صحیح نہیں'' صحیح فقرہ ہے، کیونکہ آدمی کی طبیعت کچھ نہ کچھ تو ناساز رہا ہی کرتی ہے۔

۴:…… عید کی چھٹیوں پر آپ کو پابند کردیا جانا بھی صحیح نہیں، اگر آپ کو اس کا زائد معاوضہ دیا جاتا ہے تب تو ٹھیک، ورنہ آپ کو عذر کردینا چاہئے کہ: ''مجھے کچھ ذاتی کام ہیں'' اور مناسب ہوگا کہ آپ اپنے دفتر کو چٹ لکھ دیا کریں کہ ایسے موقع پر آپ کو نہ بلایا جائے۔

۵:…… واقعہ یہ ہے کہ اگر کاریگر اپنی ڈیوٹی پوری دیانت داری سے ادا کرتا ہو تو اتنے گھنٹے کام کرنے کے بعد اس کے لئے آرام کرنا بے حد ضروری ہے، ورنہ وہ اگلے دن کا کام ٹھیک سے نہیں کرسکتا، اس لئے آپ کو عذر کردینا جائز ہے کہ چھٹی کے اوقات میں آپ کو پریشان نہ کیا جائے۔

## زائد رقم لکھے ہوئے بل پاس کروانا

س...... میں گورنمنٹ ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہوں، اور جب سرکاری کام کے لئے فوٹو کاپی کروانی ہوتی ہے تو چپراسی مطلوبہ کاپیوں سے زیادہ رقم رسید پر لکھوا کر لاتا ہے اور مجھے ایک فارم پُر کرکے اس رسید کے ساتھ اپنے ماتحت افسر سے تصدیق کرانی ہوتی ہے، کیا اس گناہ میں، میں بھی شریک ہوں حالانکہ میں اس زائد رقم سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا؟

ج...... گناہ میں تعاون کی وجہ سے آپ بھی گناہ گار ہیں، اور دُوسروں کی دُنیا کے لئے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

## گمشدہ چیز اگر خود رکھنا چاہیں تو اتنی قیمت صدقہ کردیں

س...... مجھے عیدالاضحیٰ سے چند روز قبل ایک بس سے گری ہوئی کلائی کی گھڑی ملی، گھڑی کافی قیمتی ہے، اپنے طور پر کوشش کرنے کے بعد مالک نہ ملا تو میں نے اخبار ''جنگ'' راولپنڈی میں ایک اشتہار دیا مگر مالک پھر بھی نہ ملا، اب آپ سے درخواست ہے کہ میرا مسئلہ حل کریں کہ میں اس گھڑی کا کیا کروں؟

ج...... اگر مالک ملنے کی توقع نہیں تو اس کی طرف سے صدقہ کردیجئے، آپ گھڑی خود رکھنا چاہیں تو اس کی قیمت لگوا کر اتنی قیمت صدقہ کردیجئے۔ صدقہ کرنے کے بعد اگر مالک مل جائے اور وہ اس صدقے کو جائز رکھے تو ٹھیک، ورنہ صدقہ آپ کی طرف سے ہوگا، مالک کو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

## جعلی ملازم کے نام پر تنخواہ وصول کرنا

س...... میں سرکاری آفیسر ہوں، ہمیں ایک ذاتی ملازم رکھنے کی اجازت ہے، اس ملازم کی تعیناتی ایک طویل دفتری کارروائی کے نتیجے میں ہوتی ہے، بعد میں رجسٹر پر باقاعدہ حاضری لگتی ہے اور اس ملازم کی تنخواہ ہم لوگ خود ہی انگوٹھا لگا کر لیتے رہتے ہیں۔ لیکن مخصوص حالات کی بنا پر ملازم ہر دو چار ماہ بعد بدلنے پڑتے ہیں۔ ملازم (گھر میں کام والی ماسی) آتے جاتے رہتے ہیں۔ مگر جس ملازم کی تعیناتی کاغذوں میں ہے اس کے نام سے تنخواہ ملتی ہے، میں نے کچھ عرصہ قبل آپ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ملازم کی تنخواہ


فہرست

ہمارے لئے جائز نہیں، خواہ گھر کا سارا کام کاج بیگم کرے، تب سے میں نے کئی جز وقتی ملازم رکھنے شروع کئے اور ان سب کی تنخواہ اسی ''ملازم'' کی تنخواہ سے ادا کرتا ہوں، کیا میرا یہ فعل صحیح ہے؟

تنقیح ۱:...... مندرجہ ذیل اُمور کی وضاحت کی جائے، کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ قانون کے مطابق ایک مستقل ملازم رکھ لیں؟

۲:...... کیا جز وقتی ملازمین رکھنے سے اس قانون کا منشا پورا ہوجاتا ہے؟

۳:...... اگر گھر کے لوگ ملازم کا کام خود نمٹایا کریں تو کیا قانون آپ کو ملازم کی تنخواہ وصول کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

اس تنقیح کا درج ذیل جواب آیا:

آپ نے گزشتہ سوال پر تنقیحی سوالات اُٹھائے ہیں، ان کا جواب حاضر ہے۔

۱:...... جی ہاں! قانون کے مطابق تو ایک ملازم رکھ لیتے ہیں، مگر وہ ملازم پردے کی مجبوری کے پیشِ نظر گھر میں کام نہیں کرسکتا، اور اگر کسی مائی کو قانون کے مطابق ملازم رکھ لیں تو یہ مائی (ماسی لوگ) تو ہر دو تین ماہ بعد گھر تبدیل کرلیتے ہیں، یا مالکہ ان کو مجبوراً بدل دیتی ہے، اس صورت میں اس کی تعیناتی اور برخاستگی ایک مشکل مرحلہ ہوگی، کیونکہ اس عمل میں کئی ماہ لگتے ہیں۔ باقی جہاں تک بات قانون کی ہے وہ تو ایک ہی ملازم رکھا جاتا ہے، جبکہ عملی طور پر ایسا شاید ہی کوئی کرتا ہے، یعنی ۲/۱ فیصد اور سب لوگوں کو پتہ ہے کہ لوگ اسے اپنے خرچ میں لاتے ہیں۔

۲، ۳...... کوئی ملازم نہ رکھیں گے تو تنخواہ ملازمہ کی نہ ملے گی، اس لئے لوگ کاغذی ملازم رکھ لیتے ہیں اور سہولت کے لئے ۱۰۰، ۲۰۰ روپے کی جز وقتی ملازمہ رکھ لیتے ہیں، جبکہ ملازم کی تنخواہ ایک ہزار سے کچھ اُوپر ملتی ہے۔

ج...... آپ کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا قانون ہی کچھ ایسا ہے جو ''اعلیٰ افسران'' کو جھوٹ اور جعل سازی کی تعلیم دیتا ہے، جب تک آپ جعلی دستخط نہ کریں تب تک اس جائز رعایت سے فائدہ نہیں اُٹھاسکتے جو قانون آپ کو دینا چاہتا ہے، اب تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

اوّل:...... یہ کہ آپ بھی دُوسرے ''افسران'' کی طرح ہر مہینے جھوٹے دستخط کرنے کی مشق کیا کریں، ظاہر ہے کہ میں آپ کو اس کا مشورہ نہیں دے سکتا۔

دوم:...... یہ کہ آپ ہمیشہ کے لئے اس رعایت سے محرومی کو گوارا کریں، یہ آپ کے ساتھ قانون کی زیادتی ہے کہ اگر آپ سچ بولیں تو رعایت سے محروم، اور اگر رعایت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جھوٹ بولنا لازم۔

تیسری صورت یہ ہے کہ آپ اور آپ کے رُفقاء اس قانون کے وضع کرنے والوں کو توجہ دِلائیں اور اس قانون میں مناسب لچک پیدا کرائیں تاکہ ملازم کی تنخواہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو اور آپ کی طرح کے دیگر ''اعلیٰ افسران'' کو ہر مہینے جعلی دستخط نہ کرنے پڑیں۔

س...... ایک یا دو یا تین جزوقتی ملازم رکھنے کے باوجود کچھ رقم بچ جاتی ہے، جسے میں کسی طرح سے حکومت کو واپس کرنے کی کوشش کرتا ہوں، مثلاً میرے ادارے میں کسی چیز کی ضرورت ہے اس کو محکمہ جاتی کاروائی کے ذریعے خریدا جائے تو شاید دو ہزار روپے لگیں، جبکہ میں نے وہی چیز ایک ہزار روپے میں لے کر خاموشی سے رکھ دی، کیا اس طرح اس رقم لوٹانے سے میں مطالبے سے بری الذمہ ہو جاؤں گا؟

ج...... جی ہاں! جب رقم محکمے میں واپس پہنچ گئی تو آپ کا ذمہ بری ہوگیا۔

س...... بعض لوگ میرے دفتر میں بہت ہی غریب ہیں، گزشتہ دنوں ایک ایسے ہی شخص کی بچی کی شادی کے لئے میں نے اس رقم سے کچھ پیسے دیئے، خیال یہ تھا کہ غریب کی مدد بیت المال سے ہونی چاہئے، اور میرے پاس بھی سرکاری رقم ہے، کیا میرا یہ فعل صحیح ہے؟

ج...... مجھے اس میں تردّد ہے، کیونکہ آپ اس کے مجاز نہیں ہیں۔ بیت المال میں واقعی غریبوں کا حق ہے مگر بیت المال کے شعبے الگ الگ ہیں۔

## غیرقانونی طور پر کسی ملک میں رہنے والے کی کمائی اور اَذان و نماز کیسی ہے؟

س...... مولانا! اگر کوئی شخص غیرقانونی طور پر پاکستان میں رہے اور یہاں نوکری کرے تو کیا

اس کی کمائی جائز ہے؟ کیونکہ وہ قرآن کے اس حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ ''اور تم میں جو لوگ صاحبِ حکومت ہوں ان کی اتباع کرو۔'' اور کیا اگر ایسا شخص مؤذِّن یا پیش اِمام ہو تو اس کی دی ہوئی اَذان اور پڑھائی ہوئی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر ان کا یہ عمل جائز ہے تو پھر جو لوگ بینکوں اور ٹی وی وغیرہ میں نوکری کرتے ہیں ان کا پیسہ کیوں ناجائز ہوا؟ وہ بھی تو آخر اپنی محنت سے پیسہ کماتے ہیں۔

ج...... اس کی کمائی تو ناجائز نہیں، اگر کوئی غیرقانونی طور پر رہتا ہو تو حکومت کو اس کی اطلاع کی جاسکتی ہے، واللہ اعلم!

## مسلمان کا غیرمسلم یا مرتد کے پاس نوکری کرنا

س...... کیا مسلمان کسی غیرمسلم یا مرتد کے پاس نوکری کرسکتا ہے جبکہ وہ جائز اور قانونی کاروبار کرتا ہے اور ایمان داری سے کرتا ہے؟

ج...... مرتدین کے پاس نوکری جائز نہیں، دُوسرے غیرمسلموں کے پاس نوکری جائز ہے۔

## نامعلوم شخص کا اُدھار کس طرح ادا کریں؟

س...... اگر ہم نے کسی شخص سے کوئی چیز اُدھار لی، اس کے بعد ہم اس جگہ سے کہیں اور چلے گئے، پھر ایک دن اس کی چیز واپس کرنے اسی کے گھر گئے تو معلوم ہوا کہ وہ شخص تو گھر چھوڑ کر وہاں سے جاچکا ہے، اس شخص کو ہم نے تلاش بھی بہت کیا لیکن وہ نہ ملا تو بتایئے کہ اس شخص کا وہ اُدھار ہم کس طرح چکا سکتے ہیں؟

ج...... اس کا حکم گم شدہ چیز کا ہے، جس کا مالک نہ مل سکے وہ چیز مالک کی طرف سے صدقہ کردی جائے۔

## حصے سے دستبردار ہونے والے بھائی کو راضی کرنا ضروری ہے

س...... میرے سارے بہن بھائی میرے والد کا مکان میرے نام کرنے کو تیار تھے، جب کاغذات مکمل کرالئے تو ایک بھائی نے دست بردار ہونے سے انکار کردیا، جس پر انہیں ان کا حصہ دینے کو کہا گیا تو نہ وہ حصہ لینے پر تیار ہوئے، نہ دستبردار ہونے پر، کورٹ نے اجتماعی دستبرداری کی وجہ سے ٹرانسفر کردیا ہے۔ کیا یہ شرعی حیثیت سے دُرست ہے؟ واضح رہے کہ


فہرست

میں اپنی والدہ کے ساتھ اس مکان میں رہتا ہوں اور باقی سب اپنے علیحدہ علیحدہ گھروں میں رہتے ہیں۔

ج…… جو بھائی راضی نہیں، انہیں قیمت دے کر راضی کرنا ضروری ہے۔

## بڑے کی اجازت کے بغیر گھر یا دکان سے کوئی چیز لینا

س…… ایک شخص اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنی دُکان سے پیسے چراتا ہے، یعنی چوری کرتا ہے، تو کیا اس صورت میں اس کی نمازیں، وظائف اور تلاوت وغیرہ قبول ہوگی یعنی جو وظیفہ جس کام کے لئے پڑھ رہا ہے وہ وظیفہ چوری کی وجہ سے بے اثر تو نہیں ہوجائے گا؟ کیونکہ یہ شخص اپنی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے چوری کرتا ہے عادۃً نہیں۔

ج…… اپنے گھر سے یا دُکان سے اپنے بڑے کی اجازت کے بغیر کوئی چیز لینا جائز نہیں، بتا کر لینا چاہئے۔

## ماں کی رضامندی سے رقم لینا جائز ہے

س…… میں بیمار ہوں، کام نہیں کرتا، میرے دو بھائی ملازمت کرتے ہیں اور اسی سے ہم سب گھر والوں کا گزارا ہوتا ہے، میرا چھوٹا بھائی جاوید جو ملازمت کرتا ہے وہ ہر ماہ گھر کے دُوسرے بھائی بہنوں سے چھپ کر مجھے ایک سو روپے دیتا ہے، اور اس نے مجھے تاکید کی ہے کہ ان روپوں کا ذکر گھر والوں سے نہ کروں کیونکہ یہ روپے والدہ کے لئے ہیں اور ان روپوں سے مقوی غذا مثلاً: بادام، مغز، اخروٹ وغیرہ لے کر پابندی سے والدہ کو کھلاتے رہنا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں خود کافی عرصے سے بیمار ہوں اور کمزور بھی ہوں، اس وجہ سے میری ماں اصرار کرکے ہر ماہ سو روپے میں سے کچھ رقم مجھ دے دیتی ہے، یا کبھی اس سو روپے کی رقم سے بنی ہوئی کسی چیز میں مجھے شریک کرلیتی ہے، جب میرے بھائی کو میں نے یہ بات بتلائی تو اس نے مجھ پر ناگواری کا اظہار کیا کہ میں کیوں اس رقم میں سے لیتا ہوں، لیکن بہرکیف وہ اب بھی بدستور ماں کے لئے رقم دیتا ہے اور ماں بھی بدستور مجھے کبھی رقم میں سے کچھ دیتی ہے اور کبھی اس رقم سے تیارشدہ کھانے میں شریک کرلیتی ہے، کیا میرے لئے

اس رقم کا لینا یا اس کھانے وغیرہ میں شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟

ج…… جب وہ رقم آپ اپنی والدہ کے حوالے کردیتے ہیں اس کے بعد اگر والدہ اپنی مرضی سے آپ کو کچھ رقم دے دیتی ہے یا اس رقم سے تیار کئے ہوئے کھانے میں آپ کو شریک کرلیتی ہے تو آپ کے لئے وہ رقم یا وہ کھانا شیرِ مادر کی طرح حلال ہے۔

## کیا مجبوراً چوری کرنا جائز ہے؟

س…… چند روز ہوئے ہمارے ورکشاپ میں چوری پر بحث ہو رہی تھی، ایک صاحب فرمانے لگے کہ اگر آدمی غریب ہو اور اپنے بچوں کا پیٹ نہ پال سکے تو اس کو چوری کرنا جائز ہے، اس نے تو قرآن اور حدیث کا نام لے کر یہ بات کہی ہے کہ ان میں موجود ہے۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ آپ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی رُو سے اس کی وضاحت کریں کہ آیا ایسا کوئی مسئلہ ہے کہ ایسے آدمی کی چوری کو جائز قرار دیا گیا ہو؟

ج…… اگر کسی شخص کو ایسا فاقہ ہو کہ مردار اس کے لئے جائز ہوجائے تو اس کو اجازت ہے کہ کسی کا مال لے کر اپنی جان بچالے اور نیت یہ کرے کہ جب گنجائش ہوگی اس کو واپس کردوں گا۔ محض بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے چوری کو پیشہ بنالینا، اس کی اجازت نہیں۔

## چائے میں چنے کا چھلکا ملانے والی دُکان میں کام کرنا

س…… ہمارا ایک رشتہ دار ایسی دُکان میں ملازم ہے، جہاں چائے میں چنے کا چھلکا ملاکر بیچا جاتا ہے، اس شخص کی کمائی کیسی ہے، نیز اگر وہ ہدیہ دے تو اس کا لینا کیسا ہے؟

ج…… اس کی کمائی حرام ہے، اس کا ہدیہ لینا بھی جائز نہیں۔



فہرست

# سیاست

## کیا انتخابات صالح انقلاب کا ذریعہ ہیں؟

س…… پاکستان میں انتخابات ہونے والے ہیں، اور بار بار یہ عمل دُہرایا جاتا ہے، اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں، مختلف پارٹیوں کے راہ نما اپنی اپنی منطق بیان کرتے ہیں، کیا برسرِ اقتدار آنے کا یہ طریقہ صحیح ہے؟ آیا انتخابات صالح انقلاب کا ذریعہ ہیں؟

ج……وطنِ عزیز میں انتخابات ہوں گے یا نہیں؟ ہوں گے تو ان کی نوعیت کی ہوگی؟ ان کے لئے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے گا؟ اور انتخابات کے نتائج کیا ہوں گے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر گفتگو ہو رہی ہے، اور ہر شخص اپنی ذہنی وفکری سطح کے مطابق ان پر اظہارِ خیال کرتا نظر آتا ہے۔

حکومت کی جانب سے انتخابات کی قطعی تاریخ کا اعلان اگرچہ نہیں کیا گیا، لیکن اربابِ حل وعقد کی جانب سے بڑے وثوق سے اعلان کیا جارہا ہے کہ نیا سال انتخابی سال ہوگا، اگرچہ سرحدوں کے حالات مخدوش ہیں۔ افغان طیارے پاکستانی فضائی حدود کی مسلسل خلاف ورزی کر رہے ہیں، رُوس کے فوجی دستے پاکستان کی سرحد پر جمع ہیں اور رُوس کی جانب سے پاکستان کو خفی وجلی الفاظ میں دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ ادھر بھارت کی مسلح افواج پاکستان کی سرحدوں پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں، بھارتی افواج کی طرف سے پاکستانی سرحدوں پر گولہ باری کی خبریں بھی آرہی ہیں اور پاکستان کی پُرامن ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کے منصوبے بھی تیار کئے جارہے ہیں۔ مختصر الفاظ میں پاکستان کی سرحدوں پر حالات ''تشویشناک'' ہیں، اس کے باوجود صدرِ مملکت کا ارشاد ہے کہ:

''سرحدوں پر دباؤ سے انتخابی پروگرام متأثر نہیں ہوگا۔

ہم جنگ کی توقع نہیں رکھتے، لیکن اگر ہماری خواہشات اور کوششوں کے باوجود کوئی ناخوشگوار اور تلخ صورتِ حال پیدا ہوئی تو انتخابی پروگرام کا جائزہ لیا جائے گا۔‘‘ (روزنامہ ’’جنگ‘‘ کراچی ۴؍ستمبر ۱۹۸۴ء)

ظاہر ہے کہ خدانخواستہ سرحدوں پر حالات زیادہ سنگین ہوجائیں تو وطنِ عزیز کا دفاع سب سے اہم تر فریضہ ہے، اور اس صورتِ حال میں انتخابات کا التواء ناگزیر ہوگا۔ گویا حکومت کے اعلانات پر مکمل اعتماد کے باوجود یہ کہنا مشکل ہے کہ مستقبل قریب میں انتخابات ہوں گے یا نہیں؟

رہا دُوسرا سوال کہ انتخابات کس نوعیت کے ہوں گے اور ان کے لئے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے گا؟ اس سلسلے میں شہسوارانِ سیاست مشوروں کی تیراندازی فرما رہے ہیں، لیکن افسوس کہ ابھی تک کوئی تیر نشانے پر نہیں بیٹھا اور نہ اس سلسلے میں حکومت کا دوٹوک فیصلہ سامنے آیا ہے۔ گویا یہ مسئلہ ہنوز حکومت اور سیاست دانوں کے درمیان متنازعہ فیہ ہے کہ انتخابات جماعتی بنیاد پر ہوں یا غیرجماعتی بنیاد پر۔ اسی طرح انتخابی حکمتِ عملی اور لائحہ عمل کی تفصیلات بھی ابھی تک پردۂ خفا میں ہیں، البتہ صدرِ مملکت اور ان کی حکومت کی یہ کوشش ہے کہ اچھے آدمی منتخب ہوکر سامنے آئیں، لیکن یہ سوال پھر باقی رہ جاتا ہے کہ ’’اچھے آدمی‘‘ کا معیار کیا ہوگا؟ اسے کن صفات کی ترازو میں تول کر دیکھا جائے گا؟ اور یہ کہ بگڑے ہوئے معاشرے میں ’’اچھے آدمی‘‘ کیسے تلاش کئے جائیں گے؟ اور اگر ان کی ’’دریافت‘‘ میں ہم کامیاب بھی ہوجائیں تو ان کے اندر انتخابی کارزار میں ’’ھل من مبارز؟‘‘ پکارنے کی صلاحیت کیسے پیدا کی جائے گی؟ اور وہ زر دولت کے جادو کا توڑ کیسے کریں گے؟ کیا ہماری سیاسی فضا میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ کوئی اچھا آدمی محض اپنی اچھائی کے بل بوتے پر انتخابات جیت جائے؟ ان سوالوں کا کوئی اُمیدافزا جواب دینا مشکل ہے۔

اب رہا آخری سوال کہ ملک وملت اور دِین و مذہب کے حق میں یہ انتخابات کس حد تک مفید اور بارآور ہوں گے؟ اس کا فیصلہ تو مستقبل ہی کرے گا۔ لیکن گزشتہ تجربات اور موجودہ حالات پر نظر ڈالی جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان انتخابات سے (سوائے تبدیلیٔ

اقتدار کے ) خوش کن توقعات وابستہ نہیں کی جاسکتیں۔ اگر انتخابات کو کسی صالح انقلاب کا ذریعہ بنانا مقصود ہو تو اس کے لئے اوّلین شرط یہ ہے کہ تمام دِین دار حلقے گروہی، جماعتی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہوکر کوئی متفقہ لائحہ عمل تجویز کرتے اور اپنا مجموعی وزن انتخابی پلڑے میں ڈالتے۔ تب توقع کی جاسکتی تھی کہ وطنِ عزیز میں لادِین قوّتیں سرنگوں ہوتیں اور ملک میں خیر وفلاح کا علم بلند ہوتا، لیکن افسوس ہے کہ صورتِ حال اس سے یکسر مختلف ہے، جو لوگ اس ملک میں دِینی اقتدار کو بلند دیکھنا چاہتے ہیں اور جن سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ لادینیت کے سامنے سینہ سپر ہوں گے، ان کا شیرازہ کچھ اس طرح بکھیر دیا گیا ہے کہ کوئی معجزہ ہی ان کو متحد کرسکتا ہے۔ نہ جانے یہ حضرات حالات و واقعات کا صحیح تجزیہ کرنے کی صلاحیت ہی سے محروم ہوچکے ہیں، یا مسلمانوں کی بدقسمتی نے ان کی دُوراندیشی وژرف نگاہی پر پردے ڈال دیئے ہیں، کس قدر افسوس ناک اور لائقِ صد ماتم ہے یہ منظر کہ جن حضرات کے کندھوں پر ملک وملت کی قیادت و رہنمائی کا بار ہے ان کی نظر سے راہ و رسم منزل اوجھل ہو رہی ہے اور وہ حزبی و گروہی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے ہیں، اس تلخ نوائی پر معذرت خواہ ہوں لیکن اظہارِ دردِ دِل کے بغیر چارہ نہیں:

مرا دردے ست اندر دِل اگر گویم زباں سوزد
وگر درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

حالات کی شدّت مجبور کر رہی ہے کہ کسی لاگ لپیٹ کے بغیر صاف صاف عرض کیا جائے:

نوا را تلخ تر می زن چوں ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چوں محمل را گراں بینی

ملک کی سیاسی فضاء مارشل لاء کی وجہ سے ٹھٹھری ہوئی ہے، اس کی ظاہری سطح کے پُرسکون ہونے کی وجہ سے کسی کو یہ اندازہ نہیں کہ اس کی اندرونی سطح میں کیسے کیسے لاوے پک رہے ہیں؟ ملک وملت کے خلاف سازشوں کے کیسے کیسے جال بنے جارہے ہیں؟ لادِینی قوّتیں - "اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ" کے اُصول پر - متفق ومتحد ہیں، ان کے پاس اربوں کا

سرمایہ ہے، اور بیرونی طاقتوں کی حمایت و رہنمائی میں وہ اس اَمر کے لئے کوشاں ہیں کہ اس ملک سے دِین اور اہلِ دِین کی آواز کو دبایا جائے، (یا پھر اس ملک کے وجود ہی کو معرضِ خطر میں ڈال دیا جائے)، ان کے مقابلے میں دِین کے علم برداروں کے پاس نہ سرمایہ ہے، نہ قوّت، نہ اجتماعی سوچ، ان کی تمام تر صلاحیتیں باہمی نزاعات و اختلافات کو ہوا دینے پر صَرف ہو رہی ہیں، دیوبندی، بریلوی (اپنے اختلافات کے باوجود) دِینی محاذ پر متحد ہوجایا کرتے تھے، اور ان کا یہ اتحاد لادِین طبقے کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا، لیکن موجودہ صورتِ حال سب کے سامنے ہے، اسی طرح تمام دِینی جماعتوں کا شیرازہ کچھ اس طرح بکھر رہا ہے کہ ان کے درمیان کسی اہم ترین مقصد پر بھی اتفاق و اتحاد کا سوال خارج از بحث ہوتا جارہا ہے۔

اس تمام تر صورتِ حال کا انجام کیا ہوگا؟ بزرگانِ ملت کو اس کا احساس ہے...؟

## مہاجرین یا اولاد المہاجرین؟

س...... لفظ ''مہاجر'' قرآن شریف میں کس کس جگہ پر آیا ہے؟ یعنی کن کن سورتوں کی کون کون سی آیات میں؟ کس معنی میں؟ لفظ ''مہاجر'' احادیث شریف کی کن کن کتابوں میں کہاں کہاں پر آیا ہے؟ کن معنی میں؟

ج...... لفظ ''مہاجر''، ''ہجرت'' سے ہے، جس کے معنی ہیں: ''ہجرت کرنے والا'' اور ''ہجرت'' کے معنی ہیں: ''اپنے دِین کو بچانے کے لئے دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف یا دارالفساد سے دارالامن کی طرف ترکِ وطن کرکے جانا۔''

مکہ مکرّمہ میں جب کفار کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کو اپنے دِین پر عمل کرنا دوبھر تھا، اس وقت دو مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ مکرّمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس مکہ مکرّمہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے آئے، اور مکہ مکرّمہ کے تمام مسلمان جو ہجرت کرسکتے تھے وہ بھی آگے پیچھے مدینہ طیبہ آگئے، اور مکہ مکرّمہ میں چند گنے چنے ایسے مسلمان رہ گئے جو اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے ہجرت کرنے سے معذور تھے، مکہ مکرّمہ کے فتح ہونے تک ان تمام لوگوں پر ہجرت کرکے مدینہ طیبہ آنا فرض تھا، جو

کافروں کے درمیان رہتے ہوئے اپنے دِین پر عمل نہ کرسکتے ہوں۔ فتحِ مکہ کے بعد یہ فرضیت باقی نہ رہی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''فتحِ مکہ کے بعد ہجرت نہیں'' قرآن میں ان مہاجرین کا ذکر بار بار آیا ہے اوران کے بے شمار فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، حوالے کے لئے درج ذیل آیات دیکھ لی جائیں:

الحشر: ۹، التوبہ: ۲۰، الانفال: ۷۲، النور: ۲۲، الاحزاب: ۵۰، النحل: ۴۱، ۱۱۰، العنکبوت: ۲۶، الاحزاب: ۶، آل عمران: ۱۹۵، البقرۃ: ۲۱۸، الحج: ۵۸، الممتحنۃ: ۱۰، الحشر: ۸، النساء: ۹۷، ۱۰۰، التوبہ: ۱۰۰، الانفال ۷۲ تا ۷۴، النساء: ۸۹، التوبہ: ۱۱۷۔

''ہجرت'' اور ''مہاجرین'' کا لفظ صحاحِ ستہ اور دیگر کتبِ حدیث میں بھی بڑی کثرت سے آیا ہے، ان تمام کتابوں کے حوالے درج کرنا میرے لئے ممکن نہیں، ان احادیث میں ہجرت اور مہاجرین کے فضائل، ہجرت کی شرائط، اس کی ضرورت اور اس کی قبولیت کی شرط وغیرہ مضامین بیان فرمائے گئے ہیں۔

س...... کیا لفظ ''مہاجر'' قرآن وسنت کے منافی ہے؟

ج...... ''مہاجر'' کا لفظ قرآن وسنت کے منافی نہیں، البتہ غیرمہاجر کو ''مہاجر'' کہنا بلاشبہ قرآن وسنت کے منافی ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

''المهاجر من هجر ما نهى الله عنه.''

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی)

ترجمہ:...... ''مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔''

ظاہر ہے جو شخص محرّمات کا مرتکب اور فرائضِ شرعیہ کا تارک ہو، اس کو ''مہاجر'' کہنا اس کے منافی ہوگا۔

س...... مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ہندوستان کے ان حصوں سے جو اَب بھارت کہلاتا ہے، پاکستان آئی، وہ ''مہاجر'' کہلاتے ہیں اوران کی اولاد بھی، کیا اس میں ازرُوئے شریعت کوئی قباحت ہے؟

ج...... جو لوگ اپنے دِین کی خاطر ہندوستان سے ترکِ وطن کرکے پاکستان آئے وہ بلاشبہ ''مہاجر'' ہیں، اور جن لوگوں کے مدِ نظر دِین نہیں تھا بلکہ دُنیاوی مفادات کی خاطر یہاں آئے وہ قرآن وحدیث کی اصطلاح میں ''مہاجر'' نہیں، نہ قرآن وحدیث کی رُو سے وہ ''مہاجر'' کہلاسکتے ہیں۔ ''ہجرت'' ایک عمل ہے اور اس عمل کے کرنے والے کو ''مہاجر'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے جن حضرات نے خود ہجرت کی وہ تو ''مہاجر'' ہیں، ان کی اولاد کو ''اولاد المہاجرین'' کہنا تو صحیح ہے، مگر خود ان کو ''مہاجر'' کہنا قرآن وسنت کی اصطلاح نہیں، جس طرح کسی نمازی کی اولاد کو نمازی، کسی حاجی کی اولاد کو حاجی، کسی غازی کی اولاد کو غازی کہنا غلط ہے، اسی طرح کسی مہاجر کی اولاد کو مہاجر کہنا بھی غلط ہے۔ احادیث میں انصار کی اولاد کو ''اولاد الانصار'' فرمایا گیا ہے، جیسا کہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا منقول ہے:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ. وفی روایة: وَلِذَرَارِیِّ الْأَنْصَارِ وَلِذَرَارِیِّ ذَرَارِیِّھِمْ.'' (صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، جامع الاصول ج:۹ ص:۱۶۳، ۱۶۴)

پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اولاد کے لئے ''ابناء الانصار'' اور ''ذراری الانصار'' کے الفاظ فرمائے، خود ''انصار'' کے خطاب میں ان کو شامل نہیں فرمایا، اسی طرح ''مہاجر'' کی اولاد کو ''اولاد المہاجرین'' یا ''ابناء المہاجرین'' کہنا تو بجا ہے، لیکن خود ''مہاجر'' کا لقب ان کے لئے تجویز کرنا بے جا بات ہے۔

ہمارے یہاں جو ''نعرۂ مہاجر، جئے مہاجر'' بلند کیا جاتا ہے، حدیثِ نبوی کی رُو سے دعوائے جاہلیت ہے۔ چنانچہ حدیث کا مشہور واقعہ ہے کہ کسی مہاجر نے کسی انصاری کے لات ماردی تھی، انصاری نے ''یا للأنصار!'' کا نعرہ لگایا، اور مہاجر نے ''یا للمهاجرین!'' کا نعرہ لگایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا:

''ما بال دعوى الجاهلية''

''یہ جاہلیت کے نعرے کیسے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قصہ بتایا گیا تو فرمایا:

"دعوھا فانّھا منتنة. وفی روایة: فانّھا خبیثة."

(بخاری، مسلم، ترمذی، جامع الاصول ج:۲ ص:۳۸۹)

ترجمہ:......"اس نعرے کو چھوڑ دو، یہ بدبودار ہے!"

ہمارے بزرگوں نے پاکستان "دوقومی نظریہ" کی بنیاد پر بنایا تھا، یہ سندھی، پنجابی، پختون، بلوچ کے نعرے "دوقومی نظریہ" کی نفی ہے، اسی طرح مہاجر قومیت کا تصوّر بھی انہی نعروں میں سے ہے۔ اسلام، رنگ و نسل اور وطنیت کے بتوں کو پاش پاش کرنے آیا تھا، نہ کہ ایک مسلمان کو دُوسرے مسلمان سے لڑانے اور ٹکرانے کے لئے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ رنگ و نسل اور قبیلے کی بنیاد پر حمایت و مخالفت کے پیمانے وضع نہ کرو، بلکہ مظلوم کی مدد کرو، خواہ کسی رنگ و نسل اور قبیلے کا ہو اور ظالم کا ہاتھ روکو خواہ کسی برادری کا ہو۔

## "جمہوریت" اس دور کا صنمِ اکبر

س...... میری ایک اُلجھن یہ ہے کہ: "اسلام میں جمہوریت کی گنجائش ہے یا نہیں؟" کیونکہ میری ناقص رائے کے مطابق "جمہوریت" کی حکومت میں آزاد خیالی اور لفظِ "آزادی" کی وجہ سے مسلمان تمام حدوں سے تجاوز کرجاتے ہیں، جبکہ مذہب "گھر" تک محدود ہوجاتا ہے، حالانکہ "اسلام" نہ صرف ایک بے مثال مذہب ہے بلکہ اس میں خدا کے مستند قوانین سموئے ہوئے ہیں، اور اسلام میں ایک حد میں رہتے ہوئے آزادی بھی دی گئی ہے۔ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

ج...... بعض غلط نظریات قبولیتِ عامہ کی ایسی سند حاصل کرلیتے ہیں کہ بڑے بڑے عقلاء اس قبولیتِ عامہ کے آگے سر ڈال دیتے ہیں، وہ یا تو ان غلطیوں کا ادراک ہی نہیں کر پاتے یا اگر ان کو غلطی کا احساس ہو بھی جائے تو اس کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کرسکتے۔ دُنیا میں جو بڑی بڑی غلطیاں رائج ہیں ان کے بارے میں اہلِ عقل اسی المیے کا شکار ہیں۔ مثلاً "بت پرستی" کو لیجئے! خدائے وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر خود تراشیدہ پتھروں اور مورتیوں کے

آگے سربسجود ہونا کس قدر غلط اور باطل ہے، انسانیت کی اس سے بڑھ کر توہین و تذلیل کیا ہوگی کہ انسان کو۔ جو اَشرف المخلوقات ہے۔ بے جان مورتیوں کے سامنے سرنگوں کردیا جائے اور اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مخلوق کو شریکِ عبادت کیا جائے۔ لیکن مشرک برادری کے عقلاء کو دیکھو کہ وہ خودتراشیدہ پتھروں، درختوں، جانوروں وغیرہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ تمام تر عقل و دانش کے باوجود ان کا ضمیر اس کے خلاف احتجاج نہیں کرتا اور نہ وہ اس میں کوئی قباحت محسوس کرتے ہیں۔

اسی غلط قبولیتِ عامہ کا سکہ آج ''جمہوریت'' میں چل رہا ہے، جمہوریت دورِ جدید کا وہ ''صنمِ اکبر'' ہے جس کی پرستش اوّل اوّل دانایانِ مغرب نے شروع کی، چونکہ وہ آسمانی ہدایت سے محروم تھے اس لئے ان کی عقلِ نارسا نے دیگر نظام ہائے حکومت کے مقابلے میں جمہوریت کا بت تراش لیا اور پھر اس کو مثالی طرزِ حکومت قرار دے کر اس کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ پوری دُنیا میں اس کا غلغلہ بلند ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں نے بھی تقلیدِ مغرب میں جمہوریت کی مالا جپنی شروع کردی۔ کبھی یہ نعرہ بلند کیا گیا کہ ''اسلام جمہوریت کا علم بردار ہے'' اور کبھی ''اسلامی جمہوریت'' کی اصطلاح وضع کی گئی، حالانکہ مغرب ''جمہوریت'' کے جس بت کا پجاری ہے اس کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریہ کی ضد ہے، اس لئے اسلام کے ساتھ ''جمہوریت'' کا پیوند لگانا اور جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرنا صریحاً غلط ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام، نظریۂ خلافت کا داعی ہے جس کی رُو سے اسلامی مملکت کا سربراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی زمین پر اَحکامِ الٰہیہ کے نفاذ کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ مسند الہند حکیم الاُمت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، خلافت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''مسئلہ در تعریف خلافت: ھی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان

الاسلام والقیام بالجهاد وما یتعلق به من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلة واعطائهم من الفیئ والقیام بالقضاء واقامة الحدود ورفع المظالم والأمر بالمعروف والنهی عن المنکر نیابة عن النبی صلی الله علیه وسلم۔“ (ازالۃ الخفاء ص:۲)

ترجمہ:...... ”خلافت کے معنی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں دِین کو قائم (اور نافذ) کرنے کے لئے مسلمانوں کا سربراہ بننا۔ دِینی علوم کو زندہ رکھنا، ارکانِ اسلام کو قائم کرنا، جہاد کو قائم کرنا اور متعلقاتِ جہاد کا انتظام کرنا، مثلاً: لشکروں کا مرتب کرنا، مجاہدین کو وظائف دینا اور مالِ غنیمت ان میں تقسیم کرنا، قضا وعدل کو قائم کرنا، حدودِ شرعیہ کو نافذ کرنا اور مظالم کو رفع کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔“

اس کے برعکس جمہوریت میں عوام کی نمائندگی کا تصوّر کارفرما ہے، چنانچہ جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

”جمہوریت وہ نظامِ حکومت ہے جس میں عوام کے چنے ہوئے نمائندوں کی اکثریت رکھنے والی سیاسی جماعت حکومت چلاتی ہے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔“

گویا اسلام کے نظامِ خلافت اور مغرب کے تراشیدہ نظامِ جمہوریت کا راستہ پہلے ہی قدم پر الگ الگ ہوجاتا ہے، چنانچہ:

❊:...... خلافت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا تصوّر پیش کرتی ہے، اور جمہوریت عوام کی نیابت کا نظریہ پیش کرتی ہے۔

❊:...... خلافت، مسلمانوں کے سربراہ پر اِقامتِ دِین کی ذمہ داری عائد کرتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کا دِین قائم کیا جائے، اور اللہ کے بندوں پر، اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے مقرّر کردہ نظامِ عدل کو نافذ کیا جائے، جبکہ جمہوریت کو نہ خدا اور رسول


فہرست

سے کوئی واسطہ ہے، نہ دِین اور اِقامتِ دِین سے کوئی غرض ہے، اس کا کام عوام کی خواہشات کی تکمیل ہے اور وہ ان کے منشاء کے مطابق قانون سازی کی پابند ہے۔

:...... اسلام، منصبِ خلافت کے لئے خاص شرائط عائد کرتا ہے، مثلاً: مسلمان ہو، عاقل و بالغ ہو، سلیم الحواس ہو، مرد ہو، عادل ہو، اَحکامِ شرعیہ کا عالم ہو، جبکہ جمہوریت ان شرائط کی قائل نہیں، جمہوریت یہ ہے کہ جو جماعت بھی عوام کو سبز باغ دِکھا کر اسمبلی میں زیادہ نشستیں حاصل کرلے اسی کو عوام کی نمائندگی کا حق ہے۔ جمہوریت کو اس سے بحث نہیں کہ عوامی اکثریت حاصل کرنے والے ارکان مسلمان ہیں یا کافر، نیک ہی یا بد، متقی و پرہیزگار ہیں یا فاجر و بدکار، اَحکامِ شرعیہ کے عالم ہیں یا جاہلِ مطلق اور لائق ہیں یا کندہ ناتراش، الغرض! جمہوریت میں عوام کی پسند و ناپسند ہی سب سے بڑا معیار ہے اور اسلام نے جن اوصاف و شرائط کا کسی حکمران میں پایا جانا ضروری قرار دیا، وہ عوام کی حمایت کے بعد سب لغو اور فضول ہیں، اور جو نظامِ سیاست اسلام نے مسلمانوں کے لئے وضع کیا ہے وہ جمہوریت کی نظر میں محض بے کار اور لایعنی ہے، نعوذ باللہ!

:......خلافت میں حکمران کے لئے بالاتر قانون کتاب وسنت ہے، اور اگر مسلمانوں کا اپنے حکام کے ساتھ نزاع ہوجائے تو اس کو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رَدّ کیا جائے گا اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیا جائے گا، جس کی پابندی راعی اور رعایا دونوں پر لازم ہوگی۔ جبکہ جمہوریت کا ''فتویٰ'' یہ ہے کہ مملکت کا آئین سب سے ''مقدس'' دستاویز ہے اور تمام نزاعی اُمور میں آئین و دستور کی طرف رُجوع لازم ہے، حتیٰ کہ عدالتیں بھی آئین کے خلاف فیصلہ صادر نہیں کرسکتیں۔

لیکن ملک کا دستور اپنے تمام تر ''تقدس'' کے باوجود عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ کا کھلونا ہے، وہ مطلوبہ اکثریت کے بل بوتے پر اس میں جو چاہیں ترمیم و تنسیخ کرتے پھریں، ان کو کوئی روکنے والا نہیں، اور مملکت کے شہریوں کے لئے جو قانون چاہیں بناڈالیں، کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔ یاد ہوگا کہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ نے دومردوں کی شادی کو قانوناً جائز قرار دیا تھا اور کلیسا نے ان کے فیصلے پر صاد فرمایا تھا، چنانچہ عملاً دومردوں کا،

کلیسا کے پادری نے نکاح پڑھایا تھا، نعوذ باللہ!

حال ہی میں پاکستان کی ایک محترمہ کا بیان اخبارات کی زینت بنا تھا کہ جس طرح اسلام نے ایک مرد کو بیک وقت چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے، اسی طرح ایک عورت کو بھی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ بیک وقت چار شوہر رکھ سکے۔ ہمارے یہاں جمہوریت کے نام پر مرد و زن کی مساوات کے جو نعرے لگ رہے ہیں، بعید نہیں کہ جمہوریت کا نشہ کچھ تیز ہوجائے اور پارلیمنٹ میں یہ قانون بھی زیرِ بحث آجائے۔ ابھی گزشتہ دنوں پاکستان ہی کے ایک بڑے مفکر کا مضمون اخبار میں شائع ہوا تھا کہ شریعت کو پارلیمنٹ سے بالاتر قرار دینا قوم کے نمائندوں کی توہین ہے، کیونکہ قوم نے اپنے منتخب نمائندوں کو قانون سازی کا مکمل اختیار دیا ہے۔ ان صاحب کا یہ عندیہ ''جمہوریت'' کی صحیح تفسیر ہے، جس کی رُو سے قوم کے منتخب نمائندے شریعتِ الٰہی سے بھی بالاتر قرار دیئے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ''شریعت بل'' کئی سالوں سے قوم کے منتخب نمائندوں کا منہ تک رہا ہے لیکن آج تک اسے شرفِ پذیرائی حاصل نہیں ہوسکا، اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام، مغربی جمہوریت کا قائل ہے؟

❁:......تمام دُنیا کے عقلاء کا قاعدہ ہے کہ کسی اہم معاملے میں اس کے ماہرین سے مشورہ لیا جاتا ہے، اسی قاعدے کے مطابق اسلام نے انتخابِ خلیفہ کی ذمہ داری اہلِ حل و عقد پر ڈالی ہے، جو رُموزِ مملکت کو سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اس کے لئے موزوں ترین شخصیت کون ہوسکتی ہے، جیسا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا:

''انما الشوریٰ للمهاجرین والأنصار.''

ترجمہ:......''خلیفہ کے انتخاب کا حق صرف مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔''

لیکن بت کدۂ جمہوریت کے برہمنوں کا ''فتویٰ'' یہ ہے کہ حکومت کے انتخاب کا حق ماہرین کو نہیں بلکہ عوام کو ہے۔ دُنیا کا کوئی کام اور منصوبہ ایسا نہیں جس میں ماہرین کے بجائے عوام سے مشورہ لیا جاتا ہو، کسی معمولی سے معمولی ادارے کو چلانے کے لئے بھی اس


فہرست

کے ماہرین سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے، لیکن یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ حکومت کا ادارہ (جو تمام اداروں کی ماں ہے اور مملکت کے تمام وسائل جس کے قبضے میں ہیں، اس کو) چلانے کے لئے ماہرین سے نہیں بلکہ عوام سے رائے لی جاتی ہے، حالانکہ عوام کی ننانوے فیصد اکثریت یہی نہیں جانتی کہ حکومت کیسے چلائی جاتی ہے؟ اس کی پالیسیاں کیسے مرتب کی جاتی ہیں؟ اور حکمرانی کے اُصول وآداب اور نشیب وفراز کیا کیا ہیں...؟ ایک حکیم ودانا کی رائے کو ایک گھسیارے کی رائے کے ہم وزن شمار کرنا، اور ایک کندہ ناتراش کی رائے کو ایک عالی دماغ مدبر کی رائے کے برابر قرار دینا، یہ وہ تماشا ہے جو دُنیا کو پہلی بار ''جمہوریت'' کے نام سے دِکھایا گیا ہے۔

درحقیقت ''عوام کی حکومت، عوام کے لئے اور عوام کے مشورے سے'' کے الفاظ محض عوام کو اُلّو بنانے کے لئے وضع کئے گئے ہیں، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ جمہوریت میں نہ تو عوام کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور نہ عوام کی اکثریت کے نمائندے حکومت کرتے ہیں، کیونکہ جمہوریت میں اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاتی کہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کون کون سے نعرے لگائے جائیں گے اور کن کن ذرائع کو استعمال کیا جائے گا؟ عوام کی ترغیب وتحریص کے لئے جو ہتھکنڈے بھی استعمال کئے جائیں، ان کو گمراہ کرنے کے لئے جو سبز باغ بھی دِکھائے جائیں اور انہیں فریفتہ کرنے کے لئے جو ذرائع بھی استعمال کئے جائیں وہ جمہوریت میں سب روا ہیں۔

اب ایک شخص خواہ کیسے ہی ذرائع اختیار کرے، اپنے حریفوں کے مقابلے میں زیادہ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے، وہ ''عوام کا نمائندہ'' شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ عوام بھی جانتے ہیں کہ اس شخص نے عوام کی پسندیدگی کی بنا پر زیادہ ووٹ حاصل نہیں کئے بلکہ روپے پیسے سے ووٹ خریدے ہیں، دھونس اور دھاندلی کے حربے استعمال کئے ہیں اور غلط وعدوں سے عوام کو دھوکا دیا ہے، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود یہ شخص نہ روپے پیسے کا نمائندہ کہلاتا ہے، نہ دھونس اور دھاندلی کا منتخب شدہ اور نہ جھوٹ، فریب اور دھوکا دہی کا نمائندہ شمار کیا جاتا ہے، چشمِ بد دُور! یہ ''قوم کا نمائندہ'' کہلاتا ہے۔ انصاف کیجئے! کہ

''قوم کا نمائندہ'' اسی قماش کے آدمی کو کہا جاتا ہے؟ اور کیا ایسے شخص کو ملک وقوم سے کوئی ہمدردی ہوسکتی ہے...؟

عوامی نمائندگی کا مفہوم تو یہ ہونا چاہئے کہ عوام کسی شخص کو ملک وقوم کے لئے مفید ترین سمجھ کر اسے بالکل آزادانہ طور پر منتخب کریں، نہ اس اُمیدوار کی طرف سے کسی قسم کی تحریص وترغیب ہو، نہ کوئی دباؤ ہو، نہ برادری اور قوم کا واسطہ ہو، نہ روپے پیسے کا کھیل ہو، الغرض اس شخصیت کی طرف سے اپنی نمائش کا کوئی سامان نہ ہو اور عوام کو بے وقوف بنانے کا اس کے پاس کوئی حربہ نہ ہو۔ قوم نے اس کو صرف اور صرف اس بنا پر منتخب کیا ہو کہ یہ اپنے علاقے کا لائق ترین آدمی ہے، اگر ایسا انتخاب ہوا کرتا تو بلاشبہ یہ عوامی انتخاب ہوتا اور اس شخص کو ''قوم کا منتخب نمائندہ'' کہنا صحیح ہوتا، لیکن عملاً جو جمہوریت ہمارے یہاں رائج ہے، یہ عوام کے نام پر عوام کو دھوکا دینے کا ایک کھیل ہے اور بس...!

کہا جاتا ہے کہ: ''جمہوریت میں عوام کی اکثریت کو اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرنے کا حق دیا جاتا ہے'' یہ بھی محض ایک پُرفریب نعرہ ہے، ورنہ عملی طور پر یہ ہو رہا ہے کہ جمہوریت کے غلط فارمولے کے ذریعہ ایک محدود سی اقلیت، اکثریت کی گردنوں پر مسلط ہوجاتی ہے! مثلاً: فرض کرلیجئے کہ ایک حلقۂ انتخاب میں ووٹوں کی کل تعداد پونے دو لاکھ ہے، پندرہ اُمیدوار ہیں، ان میں سے ایک شخص تیس ہزار ووٹ حاصل کرلیتا ہے، جن کا تناسب دُوسرے اُمیدواروں کو حاصل ہونے والے ووٹوں سے زیادہ ہے، حالانکہ اس نے صرف سولہ فیصد حاصل کئے ہیں، اس طرح سولہ فیصد کے نمائندے کو ۸۴ فیصد پر حکومت کا حق حاصل ہوا۔ فرمائیے! یہ جمہوریت کے نام پر ایک محدود اقلیت کو غالب اکثریت کی گردنوں پر مسلط کرنے کی سازش نہیں تو اور کیا ہے...؟ چنانچہ اس وقت مرکز میں جو حکومت ''کوس لمن الملک'' بجا رہی ہے، اس کو ملک کی مجموعی آبادی کے تناسب سے ۳۳ فیصد کی حمایت بھی حاصل نہیں، لیکن جمہوریت کے تماشے سے نہ صرف وہ جمہوریت کی پاسبان کہلاتی ہے بلکہ اس نے ایک عورت کو ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بنا رکھا ہے۔

الغرض! جمہوریت کے عنوان سے ''عوام کی حکومت، عوام کے لئے'' کا دعویٰ

محض ایک فریب ہے، اور اسلام کے ساتھ اس کی پیوندکاری فریب در فریب ہے، اسلام کا جدید جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں، نہ جمہوریت کو اسلام سے کوئی واسطہ ہے، ''ضدان لا یجتمعان'' (یہ دو متضاد جنسیں ہیں جو اکٹھی نہیں ہوسکتیں)۔

## اُولوالامر کی اطاعت

س…… اطاعتِ اولوالامر کی قرآنی ہدایت کے تحت پاکستانی مقنّنہ کے نافذ کردہ وہ قوانین جن کی صحت کی تصدیق اسلامی نظریاتی کونسل کرچکی ہو ان کی خلاف ورزی کرنے پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا نافرمان قرار پائے گا یا نہیں؟ نیز حکومتِ وقت کی کب تک اور کہاں تک اطاعت ضروری ہے؟

ج…… ''اولوالامر'' کی اطاعت ان اُمور میں لازم ہے، جن پر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، پس جو ملکی قوانین شریعت کے خلاف نہیں ان کی پابندی لازم ہے، اور جو شریعت کے خلاف ہوں ان کی پابندی حرام اور ناجائز ہے۔ الغرض! اولوالامر کی اطاعت مشروط ہے، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت غیرمشروط ہے۔

## اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب

س…… آج تقریباً عرصہ ۴ سال ہوگئے، جب سے ہمارے ملک میں اسلامی نظام آرہا ہے، پینٹ کوٹ وغیرہ لوگ بہت کم پہنتے ہیں، لوگوں میں شلوار قمیص یا کرتے کا رواج ہوگیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ مرد اور عورتیں سب تقریباً یکساں ڈیزائنوں کے شلوار قمیص اور کرتے پہن رہے ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مرد جیسا لباس اور مرد کو عورت جیسا لباس کے بارے میں فرمایا ہے کہ ایسے پر لعنت ہے۔ ہمارا ٹی وی اس معاملے میں پیش پیش ہے اور پھر ہمارے ملک کے ادبی اور سماجی رسالے، ڈائجسٹ بھی نئے نئے ڈیزائن تخلیق کررہے ہیں، آیا ہمارے اسلامی معاشرے میں ان چیزوں کی گنجائش ہے؟ یہ ایک معمولی بات ہوسکتی ہے لیکن قرآن کی رُو سے لازم ہے کلمہ پڑھنے والے پر کہ ''اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ'' اسلام کی رُو سے مرد اور عورت کے لباس کی وضاحت

کریں۔ اقبال ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

ج...... اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب ہے: ''اپنی خواہشات پر اَحکامِ الٰہیہ کی بالادستی قائم کرنا اور حکمِ الٰہی کے سامنے اپنی خواہشات کو چھوڑ دینا۔'' مگر شاید ہم اس کے لئے تیار نہیں، اس لئے ہم اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب سمجھتے ہیں: ''اسلامی اَحکام کو اپنی پسند و ناپسند کے مطابق ڈھالنا'' چنانچہ اسی کا مظاہرہ ہمارے یہاں ہو رہا ہے، جس کی آپ کو شکایت ہے۔

## کیا اِسراف اور تبذیر حکومت کے کاموں میں بھی ہوتا ہے

س...... گزشتہ دنوں یہاں ایک مسجد میں ایک جید عالمِ دِین تقریر کر رہے تھے، جس کا عنوان یہ تھا کہ ہم پاکستان کے وزیرِاعظم کی آمد کا خیرمقدم کرتے ہیں مگر حکومت آزاد کشمیران کے استقبال کے لئے جو بے پناہ رقم خرچ کر رہی ہے، اس کا کوئی جواز شرعاً نہیں، بلکہ یہ اِسراف ہے۔ اس پر انہوں نے ۱۵ویں پارے کی آیت اِسراف پڑھ کر تقریر ختم کردی۔ اختتامِ تقریر پر آزاد کشمیر کی اعلیٰ عہدے پر فائز ایک شخصیت نے اُٹھ کر کہا کہ مولوی جاہل ہوتے ہیں اور یہ کہ اِسراف کا تعلق انسان کی ذات سے ہوتا ہے اور سلطنت میں اِسراف کا اطلاق نہیں ہوتا، اور یہ کہ میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجدوں میں اس لئے نہیں آتا کہ یہ جاہل مولوی کچھ نہ کچھ بے تکی باتیں کر دیتے ہیں، جن کی وضاحت یا تردید کرنی ضروری ہوتی ہے، جس سے فساد کا امکان ہوتا ہے۔ قابلِ دریافت یہ اَمر ہے کہ اِسراف اور تبذیر میں کیا فرق ہے؟ اور بغیر استثنا کے تمام مولویوں کو جاہل کہنے والا شرعاً کیسا ہے؟ اور اسی خدشے سے جمعہ کو عملاً ترک کرنے والا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

ج...... اپنی ذاتی رقم تو آدمی کی ملکیت ہوتی ہے اور حکومت کے خزانے میں جو روپیہ جمع ہوتا ہے وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ وہ امانت ہے، اور اس پر حکومت کا قبضہ بھی امانت کا قبضہ ہے، جب ذاتی ملکیت میں بے جا تصرف اِسراف ہے تو امانت میں بے جا تصرف اِسراف

کیوں نہ ہوگا؟ بلکہ یہ اِسراف سے بڑھ کر ہے، یعنی امانت میں خیانت۔ یہ تو اُصولی جواب ہوا۔ رہا یہ کہ کون سا تصرف بے جا ہے اور کون سا نہیں؟ اس میں بحث و گفتگو کی کافی گنجائش ہے، بہت ممکن ہے کہ ایک شخص کسی خرچ کو بے جا سمجھے اور دُوسرا اس کو بے جا نہ سمجھے۔

ان صاحب نے علماء کے بارے میں جو الفاظ کہے وہ بہت سخت ہیں، ان کو ان الفاظ سے ندامت کے ساتھ توبہ کرنی چاہئے۔ کسی عالم، مولوی میں اگر کوئی غلطی واقعتاً نظر آئے تو اس کی وجہ سے صرف اسی کو غلط کہا جاسکتا ہے، لیکن علماء کی پوری جماعت کو مطعون کرنا یا ان کی تحقیر کرنا کسی طرح بھی قرینِ عقل و انصاف نہیں۔ بلکہ اہلِ علم کی تحقیر و توہین کو کفر لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس آفت سے بچائے۔ اور ان صاحب کا ''مولویوں'' کی وجہ سے جمعہ کی جماعت تک کو ترک کردینا اور بھی سنگین ہے، حدیث میں ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے محض معمولی بات سمجھتے ہوئے تین جمعہ چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مہر کردیتے ہیں۔ نعوذ باللہ! (مشکوٰۃ ص:۱۲۱)

## اپنے پسندیدہ لیڈر کی تعریف اور مخالف کی بُرائی بیان کرنا

س…… آج کل سیاست کا بہت زور ہے، ہر کوئی اپنے پسندیدہ لیڈر کی تعریف کرتا ہے اور اپنے مخالف لیڈر کی بُرائی کرتا ہے، کیا یہ بُرائی بھی غیبت میں شامل ہے؟

ج…… اپنے لیڈر کی بے جا تعریف کرنا یا ایسی بات پر تعریف کرنا جو اس کے اندر نہیں پائی جاتی یا ایسی چیز پر تعریف کرنا جو شرعاً مستحسن نہ ہو، جائز نہیں۔ اور مخالف لیڈر کے ذاتی عیوب و نقائص کو بیان کرنا یہ بھی غیبت ہے، البتہ اگر اس کی کوئی پالیسی یا بیان و تقریر ملک و ملت کے مفاد کے خلاف ہو تو اس پر تنقید جائز ہے۔

## مروّجہ طریقِ انتخاب اور اسلامی تعلیمات

س۱:…… مروّجہ طریقِ انتخاب میں جس میں قومی اسمبلی کے اُمیدوار وغیرہ چنے جاتے ہیں اور اس میں جاہل، عقل مند، باشعور، بے شعور، دِین دار اور بے دِین کے ووٹ کی قدر (Value) ایک برابر ہوتی ہے، کیا ازرُوئے قرآن و حدیث صحیح ہے؟

س۲:…… ہر پانچ سال کے بعد الیکشن کروانا اور ملک کے اندر ہیجان برپا کرنا کیا قرآن و

حدیث کی رُو سے از حد ضروری ہے؟ کیا ایک مرتبہ کا انتخاب کافی نہیں؟ اگر ضروری ہے تو بحوالہ قرآن وحدیث تحریر فرمائیں، بار بار الیکشن کی مثال اسلامی رُو سے دیں۔

س۳:...... مروّجہ قانون کے تحت وزیرِاعظم اسمبلی کی اکثریت کے فیصلے کا پابند ہوتا ہے، کیا یہ شریعت کے خلاف نہیں؟ کیا اکثریت کے فیصلے کے ماننے کا وزیرِاعظم از رُوئے قرآن و حدیث پابند ہے؟

ج۱:...... اسلامی نقطۂ نظر سے حکومت کا انتخاب تو ہونا چاہئے لیکن موجودہ طریقِ انتخاب جو ہمارے یہاں رائج ہے، کئی وجوہ سے غلط اور محتاجِ اصلاح ہے:

اوّل:...... سب سے پہلے تو یہی بات اسلام کی رُوح اور اس کے مزاج کے خلاف ہے کہ کوئی شخص مسندِ اقتدار کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے، اسلام ان لوگوں کو حکومت کا اہل سمجھتا ہے جو اس کو ایک مقدس امانت سمجھتے ہوں اور عہدہ و منصب سے اس بنا پر خائف ہوں کہ وہ اس امانت کا حق بھی ادا کرسکیں گے یا نہیں؟ اس کے برعکس موجودہ طریقِ انتخاب، اقتدار کو ایک مقدس امانت قرار دینے کے بجائے حریصانِ اقتدار کا کھلونا بنادیتا ہے، حدیث میں ہے کہ: ''ہم ایسے شخص کو عہدہ نہیں دیا کرتے جو اس کا طلب گار ہو یا اس کی خواہش رکھتا ہو۔'' (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

دوم:...... مروّجہ طریقِ انتخاب میں الیکشن جیتنے کے لئے جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اوّل سے آخر تک غلط ہے، رائے عامہ کو متأثر کرنے کے لئے سبز باغ دِکھانا، غلط پروپیگنڈہ، جوڑ توڑ، نعرے بازی، دھن، دھونس، یہ ساری چیزیں اسلام کی نظر میں ناروا ہیں، اور یہ غلط رَوِش قوم کے اخلاق کو تباہ کرنے کا ایک مستقل ذریعہ ہے۔

سوم:...... موجودہ طریقِ انتخاب میں فریقِ مخالف کو نیچا دِکھانے کے لئے اس پر کیچڑ اُچھالنا اور اس کے خلاف نت نئے افسانے تراشنا لازمۂ سیاست سمجھا جاتا ہے، اور تکبر، غیبت، بہتان، مسلمان کی بے آبروئی جیسے اخلاقِ ذمیمہ کی کھلی چھٹی مل جاتی ہے، افراد واشخاص اور جماعتوں کے درمیان بغض ومنافرت جنم لیتی ہے اور پورے معاشرے میں تلخی، کشیدگی اور بیزاری کا زہر گھل جاتا ہے، یہ ساری چیزیں اسلام کی نظر میں حرام اور قبیح ہیں،

کیونکہ ملک وملت کے انتشار وافتراق کا ذریعہ ہیں۔

چہارم:...... اس طریقِ انتخاب کو نام تو ''جمہوریت'' کا دیا جاتا ہے، لیکن واقعتاً جو چیز سامنے آتی ہے وہ جمہوریت نہیں ''جبریت'' ہے، الیکشن کے پردے میں شر وفتنہ کی جو آگ بھڑکتی ہے، ہلڑبازی، ہنگامہ آرائی، لڑائی جھگڑا، دنگا فساد، مار پٹائی سے آگے بڑھ کر کئی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں، یہ ساری چیزیں اسی جبریت کا شاخسانہ ہے جس کا خوبصورت نام شیطان نے ''جمہوریت'' رکھ دیا ہے۔

پنجم:...... ان ساری ناہموار گھاٹیوں کو عبور کرنے کے بعد بھی جمہوریت کا جو مذاق اُڑتا ہے وہ اس طریقِ انتخاب کی بدمذاقی کی دلیل ہے، ہوتا یہ ہے کہ ایک ایک حلقے میں دس دس پہلوانوں کا انتخابی دنگل ہوتا ہے، اوران میں سے ایک شخص پندرہ فیصد ووٹ لے کر اپنے دُوسرے حریفوں پر برتری حاصل کرلیتا ہے، اور چشمِ بددُور! یہ صاحب ''جمہور کے نمائندے'' بن جاتے ہیں۔ یعنی اپنے حلقے کے پچاسی فیصد رائے دہندگان جس شخص کو مسترد کردیں، ہماری جمہوریت صاحبہ اس کو ''نمائندۂ جمہور'' کا خطاب دیتی ہے۔

ششم:...... تمام عقلاء کا مُسلّمہ اُصول ہے کہ کسی معاملے میں صرف اس کے ماہرین سے رائے طلب کی جاتی ہے، لیکن سیاست اور حکمرانی شاید دُنیا کی ایسی ذلیل ترین چیز ہے کہ اس میں ہرکس وناکس کو مشورہ دینے کا اہل سمجھا جاتا ہے اور ایک بھنگی کی رائے بھی وہی قدر وقیمت اور وزن رکھتی ہے جو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی، اور چونکہ عوام ذاتی اور وقتی مسائل سے آگے ملک وملت کے وسیع ترین مفادات کو نہ سوچ سکتے ہیں اور نہ سوچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اس لئے جو شخص رائے عامہ کو ہنگامی وجذباتی نعروں کے ذریعہ گمراہ کرنے میں کامیاب ہوجائے وہ ملک وملت کی قسمت کا ناخدا بن بیٹھتا ہے، یہی وہ بنیادی غلطی ہے جسے اِبلیس نے ''سلطانی جمہور'' کا نام دے کر دُنیا کے دِل و دِماغ پر مسلط کردیا ہے۔ اسلام اس احمقانہ نظریے کا قائل نہیں، وہ انتخابِ حکومت میں اہلِ بصیرت اور اربابِ بست وکشاد کو رائے دہندگی کا اہل سمجھتا ہے، شاعرِ ملت علامہ اقبال مرحوم کے الفاظ میں:

گریز از طرزِ جمہوری غلام پختہ کارے شو
کہ از مغز دو صد خر کار یک انسان نمی آید

ہفتم:...... موجودہ طریقِ انتخاب تجربے کی کسوٹی پر بھی کھوٹا ثابت ہوا ہے، اس طریقِ انتخاب سے جو لوگ مسندِ اقتدار تک پہنچے وہ ملک کی شکست و ریخت کے سوا ملک و قوم کی کوئی خدمت نہ کرسکے، اور جو چیز تجربے سے مضر ثابت ہوئی ہو اور قوم اس کا خمیازہ بھگت چکی ہو اس تجربے کو دوبارہ دُہرانا نہ تو شرعاً جائز ہے اور نہ عقلاً ہی اُسے صحیح اور دُرست کہا جاسکتا ہے، لہٰذا موجودہ طریقۂ کار کو بدل کر ایک ایسا طریقۂ انتخاب وضع کرنا ضروری ہے جو ان قباحتوں سے پاک ہو اور جس کے ذریعہ اقتدار کی پُرامن منتقلی ہوسکے۔

ج ۲:...... انتخاب ہر پانچ سال بعد کرانا کوئی شرعی فرض نہیں، لیکن اگر حکمران میں بھی کوئی ایسی خرابی نہ پائی جائے جو اس کی معزولی کا تقاضا کرتی ہو تو اس کو بدلنا بھی جائز نہیں۔ دراصل اسلام کا نظریہ اس بارے میں یہ ہے کہ وہ حکومت تبدیل کرنے کے مسئلے کو اہمیت دینے کے بجائے منتخب ہونے والے حکمران کی صفاتِ اہلیت کو زیادہ اہمیت دیتا ہے، اسلامی ذوق سے قریب تر بات یہ ہے کہ قوم کے اہلِ رائے حضرات صدر یا امیر کا چناؤ کریں اور پھر وہ اہل الرائے کے مشورے سے اپنے معاونین و رُفقاء کو خود منتخب کرے۔

ج ۳:...... حکومت کا سربراہ اہلِ مشورہ سے مشورہ لینے کا پابند ہے، مگر کثرتِ رائے پر عمل کرنے کا پابند نہیں، بلکہ قوّتِ دلیل پر عمل کرنے کا پابند ہے۔ اس مسئلے میں بھی جمہوریت کا اسلام سے اختلاف ہے، جمہوریت کہنے والوں کی بات کا وزن کرنے کی قائل نہیں، صرف مردم شماری کی قائل ہے، بقول اقبال:

جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ اس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے!

# تعلیم

## صنفِ نازک اور مغربی تعلیم کی تباہ کاریاں

س…… کیا خواتین کو مروّجہ عصری علوم اور مغربی تعلیم سے آراستہ کرنا شرعاً ناجائز ہے؟ اس کے کیا کیا مفاسد ہیں؟ تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج…… مغربی تہذیب اور اس کے طرزِ تعلیم نے صنفِ نازک کو اقتصادی، معاشرتی، سماجی اور اخلاقی میدان میں کس طرح پامال کیا ہے، اس کے ناموس اور تقدس کو حرص و آز کی قربان گاہ پر کس طرح بھینٹ چڑھایا ہے، اس کی معصومیت، حیا اور شرافت کو مغربیت کی فسوں کاری سے کس طرح شکار کیا ہے۔ اس کے وقار، اس کی عزّت، اس کی اقدار اور وفادارانہ روایات کو دورِ حاضر نے کس طرح کچل کر رکھ دیا ہے، اس کے احساسات، جذبات اور تصوّرات کو اضطراب، بے چینی اور بے اطمینانی کے کس اندھیرے غار میں ڈال دیا ہے۔ ان سوالات کے جوابات آج اخبار کے صفحات میں ''ہر دیکھنے والی نظر'' کے سامنے بکھرے پڑے ہیں، لیکن مغربی افیون کا نشہ، پڑھنے والوں کو ان پر غور و فکر کی مہلت نہیں دیتا۔ ہمیں لکھتے پڑھتے اور کہتے سنتے بھی شرم آتی ہے کہ مغربی تاجروں نے ''نصف انسانیت'' کو تعلیم و تہذیب، فیشن اور کلچر، مساوات اور حقوق کے پُرفریب نعروں سے تجارتی منڈی میں فروختنی سامان کی حیثیت دے ڈالی ہے۔ زندگی کا کون سا شعبہ ہے جس میں ''عورت'' کے نام، نغمہ و کلام، شکل و صورت اور تصویر اور فوٹو کو فروغِ تجارت کا ذریعہ نہیں بنایا ہے۔ عورت کے فطری فرائض بدستور اس کے ذمہ ہیں، خانہ داری اور نسلِ انسانی کی پرورِش کا پورا بوجھ وہ اب بھی اُٹھاتی ہے، لیکن ظلم پیشہ، کسل پسند اور آرام طلب ''مرد'' نے ''وزارت'' سے لے کر ہسپتال کے نرسنگ سسٹم تک زندگی کے ایک ایک شعبے کا بوجھ بھی اس مظلوم اور ناتواں کے نحیف


فہرست

کندھوں پر ڈال دیا ہے۔

مرد وزَن کی الگ الگ فطری تخلیق، الگ الگ جسمانی ساخت، الگ الگ ذہنی صلاحیت، الگ الگ جذبات و احساسات، الگ الگ طرزِ نشست و برخاست کا فطری تقاضا یہ تھا کہ ان دونوں کے فطری فرائض بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کا میدانِ عمل ہی الگ الگ ہوتا، دونوں کے حقوق و واجبات بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کی زندگی کا دائرۂ کار بھی الگ الگ ہوتا، نیز جس طرح عورت اپنے فطری فرائض بجالانے پر بہرحال مجبور ہے، اسی طرح عقل و انصاف کا تقاضا اور نوامیسِ فطرت کی اپیل ہے کہ وہ مرد اپنے فطری فرائض کے میدان میں مکمل طور پر خود مصروف تگ و تاز ہونے کا بار خود اُٹھائے اور صنفِ نازک کو ''اندرونِ خانہ'' سے باہر نکال کر ''بیرونِ خانہ'' رُسوا نہ کرے۔

مرد اور عورت بلاشبہ انسانی گاڑی کے دو پہیئے ہیں، لیکن یہ گاڑی اپنی فطری رفتار کے ساتھ اسی وقت چل سکے گی، جبکہ ان دونوں پہیوں کو اس گاڑی کے دونوں جانب فٹ کیا جائے، گھر کے اندر عورت ہو اور گھر سے باہر مرد ہو، لیکن اگر ان دونوں کو ایک ہی جانب فٹ کردیا جائے یا بٹوارا کرلیا جائے کہ مرد بھی نصف گھر سے باہر کے فرائض انجام دے اور نصف گھر کے اندر کے، اسی طرح عورت کی زندگی کو اندر اور باہر کے فرائض کی دو عملی میں بانٹ دیا جائے تو یا تو یہ گاڑی سرے سے چلے گی ہی نہیں یا اگر چلے بھی تو فطری رفتار سے نہیں چلے گی، بلکہ اس کی رفتار میں کجی، ہچکولے، بے اطمینانی اور سر دردی کا اتنا عظیم طوفان ہوگا کہ انسانی زندگی نمونہ جنت نہیں بلکہ سراپا جہنم زار بن کر رہ جائے گی۔

آج مغرب کے ارزاں فروشوں نے صنفِ نازک کے گراں مایہ اقدار کو جن سستے داموں بیچ کر زندگی کے جہنم کا ایندھن خریدا ہے، اس سے مشرق و مغرب بیک زبان لرزہ براندام اور نالہ کناں ہیں، اس نے ''صنفِ ضعیف'' کے طبعی میدانِ عمل پر اس شدّت سے قہقہہ لگایا کہ عورت کو مجبوراً اپنا فطری مقام چھوڑ کر سست وجود اور کسل پسند ''مرد'' کے میدانِ عمل میں آنا پڑا، اور قانونِ فطرت نے جو ذمہ داری صرف اور صرف مرد پر ڈالی تھی، اس مظلوم کو مردوں کے دوش بدوش اس کا نصف بار اُٹھانا پڑا۔ اس جذبۂ وفاداری کے تحت

جب عورت گھر سے نکل کر ''بیرونِ خانہ زندگی'' میں گامزن ہوئی تو قدم قدم پر اس کی نسوانیت کا مذاق اُڑایا گیا، سب سے پہلے اس کے سامنے ''تعلیم'' کے خوش کن عنوان سے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے دروازے کھولے گئے اور معصوم بچیوں کو آزادانہ طور پر لڑکوں کی صفوں میں بیٹھ کر نئی طرزِ زندگی سیکھنے پر مجبور کیا گیا، مخلوط تعلیم نے جس کا رواج اگرچہ کئی جگہ بند کردیا گیا ہے، لیکن ابھی تک اس کی بُرائی اور نفرت سے کما حقہ واقفیت کی نعمت سے لوگ آشنا نہیں ہوسکے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق، عادات، اطوار اور جذبات میں جو زہر گھولا ہے اس کے لئے شواہد اور دلائل پیش کرنا غیرضروری ہے، اخبار کے صفحات اور عدالتوں کے ریمارکس اس پر شاہد ہیں۔ اس مرحلے میں (اِلَّا ماشاء اللہ) جو نسوانیت کی مٹی پلید ہوئی اور ہو رہی ہے، اس پر انسانیت بشرطیکہ وہ کسی میں موجود بھی ہو، سر پیٹ کر رہ جاتی ہے اور حیاء و عصمت کی دیوی، اپنا دامن چاک کرلیتی ہے، اس مرحلے میں کتنی ہی دوشیزاؤں کو اپنے عزّت مآب والدین سے باغی ہوجانا پڑا، کتنے ہی باعزّت خاندانوں کو ذِلت اور رُسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈُوب جانا پڑا اور کتنے ہی گھرانوں کو اپنی شرافت اور برتری کی معراج سے دنایت اور پستی کے تہ خانوں میں گم ہوجانا پڑا۔

خدا خدا کرکے تعلیم ختم ہوئی، اب ملازمت کی تلاش کا مرحلہ پیش آیا، اس مرحلے میں کن کن لوگوں سے ملاقاتیں کرنا پڑیں، کن کن حیاسوز محفلوں میں حاضری دینا پڑی، کن کن شریفوں کے خندہ زیرلب کا نشانہ بننا پڑا، ایک طویل داستان ہے جو ہر اس خاتون کے سر سے گزرتی ہے جسے یہ مرحلہ پیش آیا ہو، مشرقی مذاق میں اس مرحلے کی تعبیر یوں ہے:

کرکے بی اے اب رشیدہ ڈھونڈتی ہے نوکری
لینے کے دینے پڑے اس گھر کی ویرانی بھی دیکھ

روزنامہ ''کوہستان'' لاہور ۲۳ستمبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت (خواتین کا اخبار) میں ایک قابلِ احترام خاتون کا ایک مضمون اسی موضوع پر نظر سے گزرا، جس میں مذکورہ بالا مرحلے میں صنفِ نازک کی لاعلاج پریشانیوں کی ہلکی سی جھلک پیش کی گئی ہے مجھے دُوسروں کی خبر نہیں، لیکن سچ یہ ہے کہ اپنی ایک بہن کی عجیب و غریب پریشانیٔ احوال کو پڑھ کر دِل

ڈُوب گیا، گردن جھک گئی اور دِماغ میں نفسیاتی بحران کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میں سوچنے لگا کہ یا اللہ! شاطر فرنگ کتنا بڑا ظالم تھا، جس نے مشرقی خاتون کو ''جنت خانہ'' سے باہر نکال کر اس کے تمام تر ضعف اور فطری ناتوانی کے باوجود اسے بے اطمینانی و بے چینی کے جہنم میں دھکیل دیا۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی بہن کی دردناک کہانی کے چند اجزاء یہاں نقل کردوں، محترمہ لکھتی ہیں:

''جی چاہتا ہے اپنی ڈگریوں کو اُٹھاکر بھاڑ میں جھونک دوں، سیمانے اپنی ایم اے تک کی ڈگریاں میز پر زور سے پٹخ دِیں اور کرسی پر گر کر پیشانی کا پسینہ پوچھنے لگی، کیوں خیر تو ہے؟ میں نے حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھا، آج ڈگریوں کی کم بختی کیوں آگئی؟ انہیں حاصل کرنے کے لئے تو تم نے دن رات ایک کردیئے، تمہارے چہرے پر کھنڈی ہوئی یہ زردی اور ہمیشہ کی سردردی ان ڈگریوں ہی نے تو دی ہے۔''

ان ڈگریوں کے حاصل کرنے پر اسے مجبوراً دن رات ایک کردینا پڑا تھا، اور جس کے نتیجے میں چہرے کی زردی اور دائمی سردردی میں وہ بیچاری مبتلا ہوکر رہ گئی تھی۔ اس سوال کا جواب اس کی طرف سے کیا دیا گیا؟ ذرا اسے پڑھئے اور صنفِ نازک کی ''غیرفطری پریشانیوں'' کا اندازہ کیجئے! محترمہ لکھتی ہیں کہ:

''یہ سوال سن کر وہ رو دینے کے انداز میں کہنے لگی: یہی تو دُکھ کی بات ہے، ان ڈگریوں کو حاصل کرنے کا مقصد اگر فریم کرواکے دیوار پر آویزاں کرنا ہے تو پھر ٹھیک ہے، بڑی سے بڑی ڈگری لو، اعلیٰ سے اعلیٰ فریم میں لگاؤ اور گھروں میں لٹکاؤ، پر اگر کوئی غریب چاہے کہ اس کی محنت کا ثمر مل جائے، تو مشکل ہے، ڈگریوں کو ماتھے پر سجا کر در، در کی خاک چھانو، کالج اور دفتروں کی چوکھٹیں گھساؤ، مگر سولہ سال کی محنت کے عوض ملی ہوئی یہ سند تمہیں کہیں

نوکری نہ دِلا سکے گی۔“

یہ تو اس تعلیم کا صرف ایک پہلو ہے، اس کا دُوسرا پہلو اس سے بڑھ کر سنجیدہ وغور و فکر کا مستحق ہے، اس کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے:

”اور پھر تم جانتی ہو، وہ سنجیدگی سے بولی: یہ وہ زمانہ نہیں جس میں معمولی پڑھی لکھی گھر گرہستی کو سمجھنے والی عورت ہی آورش سمجھی جاتی ہو۔ آج عظمت اور بڑائی کا معیار بدل گیا ہے، کسی بھی اخبار کے اشتہاروں کے کالم میں دیکھ لو۔ ضرورتِ رشتہ کے عنوان سے دیئے گئے اشتہار میں لیڈی ڈاکٹر اور پروفیسر کو کس طرح ترجیح دی گئی ہوتی ہے۔“

گویا اس تعلیم نے معاشرت واقتصاد ہی کو نہیں سماج کو بھی متأثر کیا ہے، ذہنیت بدل کر رکھ دی، مزاج بگاڑ دیئے، اقدار کو مجروح کر دیا، کل تک جن چیزوں کو سماجی تعلقات اور رشتہ مناکحت کے لئے معیار قرار دیا جاتا تھا، اور وہ واقعتاً معیار تھیں بھی، اس تعلیمی ہیضے نے ان تمام پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا، شرافت اور بلندی کا معیار، شستہ اخلاقی، پاکیزہ عادات، عفت وعصمت، اقدار واطوار نہیں رہے، بلکہ صرف ایک معیار باقی رہ گیا ہے، یعنی وہ لیڈی ڈاکٹر؟ یا پروفیسر؟ کس منصب پر فائز ہے اور ماہوار کتنے روپے کماتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ممکن ہے جن لوگوں کو ان تلخیوں سے دوچار نہ ہونا پڑا ہو، انہیں یہ ”داستانِ درد“ بے وزن معلوم ہو، لیکن جن کے سر سے یہ گزری ہے ان کی شہادت کو آخر کیسے نظرانداز کر دیا جائے، تعلیمِ جدید کے قصیدہ خوانوں کو اپنی دردمند بیٹی اور بہن کا یہ بیان پورے غور وفکر سے پڑھ کر اپنے موقف پر نظرِ ثانی کرنا پڑے گی، محترمہ لکھتی ہیں:

”برسوں اسی میدان میں دھکے کھانے کے بعد جب زندگی کے عملی میدان میں قدم رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سولہ برس کی محنت کا ثمرہ صرف کاغذ کا ایک پرزہ ہے جو زندگی کے لق ودق صحراء میں کسی وقعت کا حامل نہیں، یہ تو کسی کام بھی نہیں آسکتا، پھر جی

چاہتا ہے، کاش! ڈھنگ سے برتن مانجھنے ہی سیکھ لئے ہوتے یا ہاتھ میں کوئی اور ہنر ہوتا کہ آج بے بسی اور محتاجی کا احساس یوں شدّت سے کچوکے نہ لگاتا۔''

اس پر بس نہیں اس تعلیم نے صنفِ نازک کے جذبات پر جو گہرا زخم کیا ہے اسے معلوم کرنے کے لئے بدلتی ہوئی معاشرت پر بالاخانوں میں بیٹھ کر فخر کرنے والوں کو اپنی بہن کا یہ پیغام سن لینا چاہئے، اس پیغام میں اگر تلخی کی جھلک اور بڑے کڑوے کسیلے لہجے کی چبھن محسوس ہو تو انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کس کی آواز ہے، محترمہ لکھتی ہیں:

''میں پوچھتی ہوں، کہاں ہیں وہ لوگ جو گھر کی چاردیواری میں مستور، معمولی سی تعلیم و تربیت حاصل کرنے والی عورت کو آورش جان کر اسے احساسات کے سب سے بلند استھان پر بٹھالیا کرتے تھے، آج زندگی کی اقدار ہی بدل گئیں، غریبوں کو چاہئے کہ اپنی لڑکیوں کو نرسیں بنوایا کریں یا پھر پرائمری اسکولوں میں تیس روپے ماہوار پر اُستانیاں لگادیا کریں، اس سے آگے وہ کچھ نہیں کرسکتیں، کیونکہ شروع میں ہی ان کا ہر احساس مٹادیا جائے، یا شعور ہونے سے پہلے ہی ان کا شعور ختم کردیا جائے تاکہ وہ زندگی میں کوئی مقام حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتی ہوئی پاگل نہ ہوجائیں، کاغذ کے پرزوں کو سینے سے لگا لگا کر ان کی حسیات چوٹ نہ کھاجائیں۔''

اس تعلیم کے فضائل کی گنتی میں سرِفہرست معیارِ زندگی کے بلند کرنے کا نام لیا جاتا ہے اور بڑے بڑے بے سروپا دلائل سے سمجھایا جاتا ہے کہ جب تک تعلیم عام نہ ہوگی زندگی کا معیار بلند نہیں ہوسکتا۔ اگر معیارِ زندگی سے چند بڑے لوگوں کا معیارِ زندگی مراد ہے تو اور بات ہے، ورنہ اگر مجموعی زندگی کا اوسط مراد ہے تو معاف کیجئے! یہ دلیل واقعات سے کوئی میل نہیں کھاتی۔ اس اُلٹ تعلیم سے معیارِ زندگی کے بلند کرنے کی اُمید باندھ لینا خواب

خیالی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ آخر امریکہ بہادر سے زیادہ تعلیم کہاں عام ہوگی؟ اور معیارِ زندگی کہاں بلند ہوگا...؟ لیکن امریکی صدر آنجہانی کینیڈی نے اعتراف کیا تھا کہ امریکہ میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنھیں پیٹ بھر کر دو دفعہ کھانا میسر نہیں۔ یہی معیار زندگی کا ہوّا ہے جس کے لئے معصوم صنفِ نازک کو گوناگوں پیچیدگیوں میں جکڑ دیا گیا ہے حالانکہ خود ''معیارِ زندگی'' کے لئے کسی کے پاس کوئی ''معیار'' نہیں ہے کہ آخر یہ ہے کیا بلا؟ اس کے حدود کیا ہیں؟ یہ کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں جاکر ختم ہونے کا نام لیتی ہے...؟ محترمہ نے کیا خوب لکھا ہے:

''سیما بے بسی سے ہنس دی اور بڑے سپاٹ لہجے میں بولی: لوگ پوچھتے ہیں تمہیں معیارِ زندگی بلند کرنا ہے؟ انہیں کیا بتاؤں کہ یہاں تو زندگی کا سرے سے کوئی معیار ہی نہیں ہے، اسے اُونچا کیا کریں؟ ہم تو چاہتے ہیں زندگی اگر زندگی بن کر گزر جائے تو غنیمت ہے۔''

اور یہ اس ''تعلیمِ جدید'' کے ایک مرحلے کا ذکر ہے، یعنی ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکری کی تلاش، اس مرحلے کا ایک پہلو اور بھی ہے کہ سب تو نہیں لیکن ''بڑے لوگ'' اپنی بیٹیوں کو یہاں سے مغرب کی یونیورسٹیوں میں بھیج دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، مشرقی عورت مغربی ماحول میں جاکر تعلیم کے ساتھ کیا کیا سیکھ آتی ہوگی؟ اس کے لئے وہیں کی معاشرت پر نظر کرلینا ہی کافی سبق آموز ہے، اور یہاں آکر یہ ''بڑے گھر کی خواتین'' مغربی طور طریقوں کی جو تبلیغ فرماتی ہیں، وہ کافی حد تک عبرت ناک ہے۔ اور ان تعلیمی مراحل کو طے کرنے کے بعد اگر کسی خوش بخت کو کوئی ملازمت میسر آ ہی گئی تو سمجھا جاتا ہے کہ مقصدِ زندگی حاصل ہوگیا ہے، بلاشبہ مزعومہ مقصد ضرور حاصل ہوگیا ہوگا، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ زندگی برباد ہوکر رہ گئی، اور صحیح لفظوں میں عورت کی زندگی مرد کی حرص و ہوا کا نشانہ بن گئی۔ ذرا زندگی کے ہر شعبے کی طرف نظر دوڑاؤ، جہاں جہاں عورت کو جکڑا گیا ہے، دُکانیں نہیں سجتیں، جب تک انہیں بیٹی اور دُلہن کی عریاں اور نیم عریاں تصاویر سے


فہرست

آراستہ نہ کیا جائے، کلب گھروں کی رونق عورتوں سے ہے، سینما ہال کی شان و شوکت عورتوں سے ہے، تفریحی پروگراموں میں عورت کا استعمال، غیرملکی مہمانوں کی آمد ہو تو بچیوں کا استقبال، ناچ اور ڈرامے کا طوفان ہو تو عورت حاضر، ریڈیو اسٹیشن پر اناؤنسری کی خدمت ہو تو عورت درکار، کتابوں اور رسالوں کی زینت عورت سے، اخبار اور مجلّات کا کاروبار عورت کے دم قدم سے۔

سیاسیات میں صدارت اور وزارت کے لئے عورت، غیرملکی وفود اور سفارت کے لئے عورت، ہوائی مہمانوں کی میزبان ملت کی بہن اور بیٹی، ہسپتالوں میں غیرمحرَم مردوں کی عیادت اور مرہم پٹی کرنے والی قوم کی نونہال، دفتروں میں افسرانِ بالا کے ماتحت کام کرنے والی ملت کی خواتین، اور بعض نجی معاملات میں خدمت بجالانے والی قوم کی بہو بیٹیاں، ہائے! اکبر مرحوم اگر آج ہوتا تو کیا کچھ نہ کہتا:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبرؔ زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ: عقل پہ مردوں کی پڑ گیا!

الف:...... زمانے کا تغیر، کبھی مسلمان، غیرت مند مسلمان اس منحوس تعلیم کے ابتدائی اثرات کو دیکھ کر ''غیرتِ قومی'' سے گڑ جایا کرتے تھے، لیکن آج کا مسلمان کہلانے والا، جس کے لئے عورتوں کے منہ کا نقاب پردۂ عقل کی شکل اختیار کرگیا ہے، اس کے انتہائی ''آثارِ بد'' پر بھی ماتم نہیں کرتا، وہ اس تعلیمی فضا کی پیدا کردہ ذہنی اور اخلاقی انارکی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے، سسکتی ہوئی اور دَم توڑتی ہوئی انسانیت کی آہ و فریاد اور نالہ و گریہ اپنے کانوں سے سنتا ہے، لیکن بڑے فخریہ انداز میں کہتا ہے۔

سعودی عرب میں شاہ فیصل کے دور میں جس وسیع پیمانے پر اصلاحات ہو رہی ہیں، اس کی خبریں ہمارے ہاں برابر چھپتی رہتی ہیں۔ ۲۷رمئی کے پاکستان ٹائمز میں ''سعودی عرب کا بدلتا ہوا معاشرہ'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے، مضمون نگار

''لڑکیوں کی تعلیم'' کے ذکر میں لکھتے ہیں:

''۱۹۶۱ء میں درعیہ میں لڑکیوں کے مدرسے کی پہلی جماعت شروع کی گئی، اس میں صرف ۱۲ طالبات تھیں، اور لوگ اس بدعت سے کچھ متوحش سے تھے، اب اس قسم کے ۱۴ دیہی مراکز میں ۵۱۶ دن کی اور ۹۵۲ رات کی جماعتیں ہیں۔''

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ ان سالوں میں سعودی خواتین عزلت کی زندگی سے نکل کر عوامی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگی ہیں، وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد قومی تعمیر کے کاموں میں شریک ہورہی ہیں، ان کے لئے مدارس میں بحیثیت اُستانیوں کے، سماجی بہبود کے اداروں میں بطور سماجی کارکنوں کے اور ہسپتالوں میں بحیثیت نرسوں کے برابر مواقع نکل رہے ہیں، (فکرونظر جلد:۳ شمارہ:۹-۱۰ ص:۶۳۰) اس بنائے افتخار پر اس کے سوا اور کیا عرض کرسکتے ہیں:

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

## علم کے حصول کے لئے چین جانے کی روایت

س...... اکثر اخبارات، رسائل، کتب، تقاریر وغیرہ میں علم کے عنوان پر جب بھی بات چلتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہیں تحصیلِ علم کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ'' آپ ذرا بتائیے کہ آیا یہ حدیث کتبِ احادیث میں سے کسی میں موجود ہے یا نہیں؟

ج...... یہ حدیث علامہ سیوطیؒ نے جامع صغیر ج:۴ ص:۴۴ میں ابنِ عبدالبرؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ بعض حضرات نے اس کو من گھڑت (موضوع) کہا ہے۔ بہرحال یہ حدیث کسی درجے میں بھی لائقِ اعتبار ہو تو ''علم'' سے مراد دینی علم ہے، اور ''چین'' کا لفظ انتہائی سفر کے لئے ہے، کیونکہ چین اس وقت عربوں کے لئے بعید ترین ملک تھا۔

## دِینی تعلیم کی راہ میں مشکلات نیز دِینی اور دُنیاوی تعلیم

س۱:...... میں نے بچپن سے آج تک دُنیاوی حاصل کی ہے، اب میں دِین کی تعلیم کی طرف آنا چاہتا ہوں، کیا مجھے کسی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی؟

س۲:...... میرے والدین کی خواہش ہے کہ میں ڈاکٹر بنوں، انہوں نے میری تعلیم پر بڑا خرچہ کیا ہے، اگر میں ڈاکٹر نہیں بنتا ہوں تو انہیں بہت افسوس اور دُکھ ہوگا، کیا انہیں دُکھ میں مبتلا کرکے عالمِ دِین بننا جائز ہے؟

س۳:...... اگر میں ان کی خواہش کے مطابق ڈاکٹر بنوں اور اپنی جوانی کو ڈاکٹری کی تعلیم میں صَرف کروں تو اپنے دِین کو قائم رکھ سکوں گا؟ میڈیکل کالجوں اور اسپتالوں میں مخلوط تعلیم اور دُوسری بُرائیاں ہیں، کیا ان کا گناہ اور وبال بھی میرے سر ہوگا؟

س۴:...... روزِ قیامت ایک عالمِ دِین زیادہ مستحقِ اجر و ثواب ہوگا یا وہ شخص جس نے ہر قسم کی مشکلات اور نامساعد حالات میں اپنے دِین کو باقی رکھا؟

س۵:...... کیا اس نیت سے یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات میں پڑھنا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری لینا کہ بعد میں پروفیسر بنوں گا، اچھی تنخواہ اور مراعات حاصل کروں گا..... دِین بھی ہوگا اور دُنیا بھی، جائز ہے؟ کیا مدرسے کی تعلیم اور یونیورسٹی کی تعلیم میں کوئی فرق ہے؟

ج۱:...... آپ کو مشکلات کا پیش آنا تو لازم ہے۔

ج۲:...... اگر آپ ڈاکٹر بن کر دِین پر قائم رہ سکیں تو والدین کی خوشنودی کے لئے ڈاکٹر بن جائیں۔

ج۳:...... بُرائیوں کا گناہ تو یقیناً ہوگا، اور یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ دِین کو قائم رکھ سکیں گے یا نہیں؟ اگر اہلِ دِین کے ساتھ تعلق جڑا رہا تو توقع ہے کہ دِین قائم رہ سکے گا۔

ج۴:...... ظاہر ہے کہ عالمِ حقانی کا اجر بڑھا ہوا ہوگا۔

ج۵:...... یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرلینا تو دُنیا ہی کے لئے ہوگا، آپ اسی دُنیا کو دِین بناسکتے ہیں تو آپ کی ہمت ہے، اور مدرسہ کی تعلیم دِین کے لئے ہے، اگر کوئی اس کو دُنیا بنالے تو یہ اس کی بے سمجھی ہے۔

## اسلام نے انسانوں پر کون سا علم فرض کیا ہے؟

س......سوال یہ ہے کہ اسلام نے ہم پر کون سا علم فرض کیا ہے؟ کیا وہ علم جو آج کل تعلیمی اداروں میں حاصل کر رہے ہیں یا کوئی اور؟

ج......آج کل تعلیم گاہوں میں جو علم پڑھایا جاتا ہے وہ علم نہیں، بلکہ ہنر، پیشہ اور فن ہے۔ وہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ بُرا۔ اس کا انحصار اس کے صحیح یا غلط مقصد اور استعمال پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس علم کو فرض قرار دیا ہے، جس کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور جس کے حصول کی ترغیب دی ہے اس سے دِین کا علم مراد ہے اور اسی کے حکم میں ہوگا وہ علم بھی جو دِین کے لئے وسیلے و ذریعے کی حیثیت رکھتا ہو۔

## کیا مسلمان عوت جدید علوم حاصل کرسکتی ہے؟

س......میں الحمدللہ پردہ کرتی ہوں، لیکن میں کمپیوٹر سائنس کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں، آپ مجھے یہ بتائیے کہ اسلام میں جدید تعلیم حاصل کرنے پر کوئی پابندی تو نہیں، جبکہ یہ تعلیم ایسی ہے کہ آدمی گھر بیٹھے کما سکتا ہے اس کو مرد کے ماحول میں ملازمت کی ضرورت نہیں پیش آئے گی، جبکہ کمپیوٹر کے سامنے وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ ہم جو فالتو وقت ٹی وی وغیرہ کے آگے گزار کر گناہ حاصل کرتے ہیں اس کے یعنی (کمپیوٹر) کے سامنے بیٹھ کر ان لغویات سے بچ سکتے ہیں۔ میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ وہ علم جو دُنیاوی عزّت حاصل کرنے کے لئے لیا جائے اس کے لئے عذاب ہے، لیکن میرے دِل میں یہ خیال ہے کہ ہم مسلمان عورتوں کو پردے میں رہتے ہوئے ایسے علوم ضرور سیکھنے چاہئیں کہ ہم کسی بھی طرح ترقی یافتہ قوموں سے پیچھے نہ رہیں۔ نیز اپنے پیروں پر ہم خود کھڑے ہوجائیں۔ نیز وہ لوگ جو پردہ دار عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ دقیانوسی عورتیں ہیں ان کو کیا پتا کہ کمپیوٹر وغیرہ کیا ہوتا ہے؟ یا یہ کہ ان کو ایسی تعلیم سے کیا واسطہ؟ اُمید ہے کہ آپ میرا نظریہ سمجھ گئے ہوں گے، میرا نظریہ یہ ہے کہ ایسی تعلیم کہ عورت، مرد کے ماحول میں نکل کر کام کرنے کے بجائے گھر میں بیٹھ کر کمالے، یہ زیادہ بہتر ہے کہ نہیں؟ جو وقت اور حالات

آپ دیکھ رہے ہیں، آپ کی نظر میں کیا عورت کو ایسی تعلیم حاصل کرنی چاہئے کہ وہ آپ اپنے پیروں پر خود کھڑی ہوجائے؟ یہ بتایئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو ہمارے نبی کا فیصلہ ہوگا وہی ہمارا اِن شاء اللہ فیصلہ ہوگا۔ اگر آپ مجھے مطمئن کردیں تو میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔

ج…… آپ کے خیالات ماشاء اللہ بہت صحیح ہیں، کمپیوٹر کی تعلیم ہو یا کوئی دُوسری تعلیم، اگر خواتین ان علوم کو باپردہ حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں۔ تعلیم کے دوران یا ملازمت کے دوران نامحرَموں سے اختلاط نہ ہو۔

## کونسا علم حاصل کرنا ضروری ہے؟ اور کتنا حاصل کرنا ضروری ہے؟

س…… علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ملے۔ علم حاصل کرو کا فقرہ، کیا علمِ دِین کے لئے کہا گیا ہے؟ کیا یہ دُنیا کے تمام علوم کے لئے کہا گیا ہے؟ کیا مرد اور عورتوں پر دُنیوی علوم حاصل کرنا فرض ہے؟

ج…… اوّل تو یہ حدیث ہی موضوع اور باطل ہے۔ علاوہ ازیں انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا موضوع دُنیا کا علم ہے ہی نہیں، وہ تو آخرت کی دعوت دیتے ہیں، اور انسانیت کو ان عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات کی تعلیم دیتے ہیں جن سے ان کی آخرت بگڑے نہیں، بلکہ سنور جائے۔ اس لئے جو علوم آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائے جاتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''علم حاصل کرو'' میں داخل نہیں، ان کا حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ضروری ہے یا غیرضروری؟ یہ ایک الگ بحث ہے۔

دِینی علم بقدرِ ضرورت حاصل کرنا تو سب پر فرض ہے، اور دُنیاوی علوم کسبِ معاش کے لئے ہیں، اور کسبِ معاش عورتوں کے ذمہ نہیں، بلکہ مردوں کے ذمہ ہے، ان کی تعلیم اتنی کافی ہے کہ دِینی رسائل پڑھ سکیں اور لکھ پڑھ سکیں۔ باقی سب زائد ہے۔

## کالجوں میں محبت کا کھیل اور اسلامی تعلیمات

س۱:…… کیا محبت کوئی حقیقت ہے؟ (میری مراد صرف وہ محبت ہے جس کا ہمارے کالجز اور

یونیورسٹیز میں بڑا چرچا ہے، اور بڑے بڑے عقل مند اسے سچ سمجھتے ہیں)۔

س۲:...... کیا اسلام بھی اسے حقیقت سمجھتا ہے؟ جبکہ ہمارے معاشرے میں ان لڑکیوں کو اچھا سمجھا جاتا ہے جو شادی سے پہلے کسی مرد کا خیال تک اپنے دِل میں نہیں لاتیں۔ میں بھی اس پر یقین رکھتی ہوں اور اس کے مطابق عمل کرتی ہوں لیکن جب سے میں نے کالج میں داخلہ لیا، وہ بھی بحالتِ مجبوری تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس سلسلے میں پچھلے سات آٹھ مہینوں سے میں بہت پریشان ہوں اور ہر دُوسرے روز روتی ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟ اس سلسلے میں اسلام کیا سیدھا راستہ بتاتا ہے؟ برائے مہربانی تسلی بخش جواب دیجئے گا، میں آپ کی بہت احسان مند ہوں گی۔

ج...... اسلام میں مرد و عورت کے رشتۂ محبت کی شکل نکاح تجویز کی گئی ہے، اس کے علاوہ اسلام ''دوستی'' کی اجازت نہیں دیتا۔ ہماری تعلیم گاہوں میں لڑکے لڑکیاں جس محبت کی نمائش کرتی ہیں، یہ اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ مغرب کی نقالی ہے، اور یہ ''منقش سانپ'' جس کو ڈَس لیتا ہے وہ اس کے زہر کی تلخی تا دمِ آخر محسوس کرتا ہے۔ مغرب کو اسی محبت کے کھیل نے جنسی انارکی کے جہنم میں دھکیلا ہے، ہمارے نوجوانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے۔

## انگریزی سیکھنا جائز ہے اور انگریزی تہذیب سے بچنا ضروری ہے

س...... انگریزی زبان کو مذہب اسلام میں کیا حیثیت حاصل ہے؟ کیونکہ ہمارے والدین اس زبان سے سخت نالاں ہیں اور اس کے سیکھنے کے حق میں نہیں ہیں، لیکن آج کل کے دور میں انگریزی سیکھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، اس کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے، لہٰذا آپ براہِ مہربانی ہمیں بتائیں کہ مسلمانوں کے لئے انگریزی تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟ کیونکہ یہ غیرمسلموں کی زبان ہے، کیا مذہب اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم غیرمسلموں کی زبان سیکھیں؟

ج...... انگریزی تعلیم سے اگر دِین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو حرام ہے، اگر دِین کی حفاظت کے ساتھ دُنیوی اور معاشی مقاصد کے لئے حاصل کی جائے تو مباح (جائز) ہے،

اور اگر دِینی مقاصد کے لئے ہو تو کارِثواب ہے۔ انگریزی زبان سیکھنے پر اعتراض نہیں، لیکن کیا موجودہ نظامِ تعلیم میں دِین محفوظ رہ سکتا ہے؟ انگریزی سیکھے، انگریزی تہذیب نہ سیکھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

## دِینی تعلیم کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں

س...... آج کل گھروں میں صرف دُنیاوی تعلیم ہی کی باتیں ہوتی ہیں، دِین کی باتیں تو والدین بتاتے ہی نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص ایسے ماحول میں جانا چاہتا ہو جہاں اس کے علم میں اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہو اور گھر والے اس کو نہ جانے دیتے ہوں تو کیا ان کی اطاعت جائز ہے؟

ج...... دِین کا ضروری علم ہر مسلمان پر فرض ہے، اور اگر گھر والے کسی شرعی فرض کے ادا کرنے سے مانع ہوں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔

## دِینی تعلیم کا تقاضا

س...... میں بارہویں جماعت پاس کرکے اب دِینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سے یہ دریافت کرنا تھا کہ میں نیت کیا رکھوں؟ اور دِین کی تعلیم حاصل کرنے کا اصل مقصود کیا ہے؟ اور طالب علم اور اُستاذ کا تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ طالب علم ہونے کے ناتے اُستاذ کے احترام اور ادب کے بارے میں کچھ ضروری باتیں جو دِین کا علم حاصل کرنے میں ضروری ہوتی ہیں، اگر حضرت سمجھادیں تو میرے لئے بڑی کرم نوازی ہوگی۔

ج...... دِینی تعلیم سے مقصود صرف ایک ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے اَحکام معلوم کرکے ان پر عمل کرنا اور رضائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارنا۔ بس رضائے الٰہی کی نیت کی جائے، علم کے آداب کے لئے ایک رسالہ "تعلیم المتعلّم" اور دُوسرا رسالہ "آدابُ المتعلّمین" چھپا ہوا موجود ہے، اس کو خرید کر پڑھو اور اس کے مطابق عمل کرو۔

## مخلوط تعلیم کتنی عمر تک جائز ہے؟

س...... دِینی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا جہاں


فہرست

تک پتا چلتا ہے اور آج کل کے نظامِ تعلیم سے موازنہ کرتا ہوں تو ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ الف:...... کیا مخلوط تعلیم کا جواز شریعت میں ہے؟ اگر ہے تو کتنی عمر تک کے بچے بچیاں اکٹھے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟ اگر جواز شریعت میں نہیں تو پھر ذمہ دار افراد علیحدہ انتظام کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ علمائے حق اس پر زور دیتے ہیں۔

ج...... دس سال کی عمر ہونے پر بچوں کے بستر الگ کردینے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ بچے بچیاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ سال کی عمر تک ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد مخلوط تعلیم نہیں ہونی چاہئے۔ دورِ جدید میں مخلوط تعلیم بے خدا تہذیب کی ایجاد کردہ بدعت ہے، جو ناگفتنی قباحتوں پر مشتمل ہے۔ معلوم نہیں ہمارے مقتدر حضرات اس نظامِ تعلیم میں کیوں تبدیلی نہیں فرماتے؟ جبکہ جداگانہ تعلیم کا مطالبہ صرف علمائے کرام ہی کا نہیں طلبہ اور طالبات کا بھی ہے۔

## مخلوط نظامِ تعلیم کا گناہ کس پر ہوگا؟

س...... میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں، دُوسرے اسکولوں کی طرح ہمارے اسکول میں بھی (کو-ایجوکیشن) مخلوط نظامِ تعلیم ہے، یہ وبا کراچی میں تو بہت زیادہ ہے۔ جناب! میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ دِین کے مسائل پوچھنے میں ہم مسلمانوں کو شرم نہیں کرنی چاہئے۔ غرض یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں لڑکے اور لڑکیاں بہت جلد بالغ ہوجاتے ہیں، باقی رہی سہی کسر وی سی آر اور ٹیلی ویژن نے پوری کردی ہے۔

جنابِ والا! ہماری کلاس میں بالغ لڑکے اور لڑکیاں جب مل کر بیٹھتے ہیں تو دونوں کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں، اس کے علاوہ لڑکیاں اپنے دوست لڑکوں کو اس وقت اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی ہیں جبکہ ان کے گھر والے گھر میں نہیں ہوتے۔ اسی طرح ہمارے اسکول میں مرد اور عورت اکٹھے تعلیم دیتے ہیں، جب خوبصورت عورت اُستانی پڑھانے کے لئے خوب ''میک اَپ'' کے ساتھ سامنے آتی ہے تو اس وقت بھی لڑکوں کو بہت بُرے بُرے خیالات آتے ہیں۔ اسی طرح جب مرد اُستاد لڑکیوں کے سامنے آتے ہوں گے تو ان کے

دِلوں کا کیا حال ہوگا؟ جناب! چند سالوں میں بہت عجیب وغریب واقعات پیش آئے جن کو زبان پر اور قلم کی زد میں لاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ مثلاً: ہمارے اسکول میں لڑکے لڑکیوں کے درمیان بداخلاقی کے کچھ ایسے سنگین واقعات پیش آئے کہ ان کو اسکول سے خارج کرنا پڑا، اور کتنے واقعات ایسے ہیں جو ہوتے ہیں لیکن ہر ایک دُوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالتے ہوئے اسے منظرِ عام پر نہیں لاتا۔

ا:...... کیا پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں مخلوط نظامِ تعلیم شرعاً جائز ہے؟

۲:...... کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرمحرَم مردوں اور عورتوں کو آپس میں مل جل کر تعلیم دینے، تعلیم حاصل کرنے یا بینکوں میں ملازم یا کسی اور ادارے میں کام کرنے کی اجازت دی ہے جبکہ ایسے میں تمام عورتیں بے پردہ ہوں؟

۳:...... کیا پاکستان میں پردے کا کوئی قانون نافذ نہیں؟

۴:...... کیا مخلوط نظامِ تعلیم سے اسلام کا مذاق نہیں اُڑایا جارہا ہے؟

۵:...... کیا مخلوط نظامِ تعلیم اور مخلوط ملازمتوں کا گناہ اربابِ حکومت پر ہے؟ لڑکوں پر ہے یا لڑکیوں پر ہے؟ مردوں پر ہے یا عورتوں پر ہے؟ ان میں سے کون سب سے زیادہ عذابِ الٰہی کا مستحق ہے؟

ج...... آپ کا خط کسی تبصرے کا محتاج نہیں، یہ حکومت کی، والدین کی اور معاشرے کے حساس افراد کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے، اور ان لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے جو کہ مخلوط (کو-ایجوکیشن) اسکولوں اور اداروں میں اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دِلوانا فخر سمجھتے ہیں اور ان کے بہترین مستقبل کی ضمانت سمجھتے ہیں، ان والدین کو سوچنا چاہئے کہ کہیں یہ مخلوط نظامِ تعلیم ان کے بچوں کی عزّتوں کا جنازہ نہ نکال دے اور کہیں ان کے بہترین مستقبل کے سہانے خواب ڈھیر نہ ہوجائیں۔

## مرد، عورت کے اکٹھا حج کرنے سے مخلوط تعلیم کا جواز نہیں ملتا

س...... گزارش یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' کراچی میں ایک خاتون کا انٹرویو شائع ہوا ہے،

اس کے انٹرویو میں ایک سوال و جواب یہ ہے:

''سوال:...... پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے، مگر یہاں پر اسلامی نقطۂ نظر سے خواتین کے لئے تعلیمی ماحول کچھ زیادہ خوشگوار نہیں ہے، جیسے خواتین یونیورسٹی کا قیامِ عمل میں نہ لانا وغیرہ، اس سلسلے میں آپ کچھ اظہارِ خیال فرمائیے۔

جواب:...... پاکستان میں ہر لحاظ سے تعلیمی ماحول خوشگوار ہے، میں دراصل اس کی حمایت میں نہیں ہوں، کیونکہ جب ہم نے خود مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے تو پھر یہ علیحدگی کیوں؟ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے ''حج'' جب اس میں خواتین علیحدہ نہیں ہوتیں تو تعلیم حاصل کرنے میں کیوں علیحدہ ہوں اور ہماری قوم بڑی مہذب و شائستہ ہے، میں نہیں سمجھتی کہ خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دُشواری پیش آتی ہے، جب میں نے انجینئرنگ کی تو میں واحد لڑکی تھی اور ایک ہزار لڑکے تھے مگر مجھے کوئی دُشواری پیش نہیں آئی۔ زمانۂ طالب علمی میں طلبہ و طالبات ایک دُوسرے کے بہت معاون و مددگار ہوتے ہیں۔''

حضرت! اب سوال یہ ہے کہ کیا مخلوط تعلیم حج کی طرح جائز ہے؟ اس خاتون کا مخلوط تعلیم کو حج جیسے اہم اور دِینی فریضے پر قیاس کر کے مخلوط تعلیم کو صحیح قرار دینا کیسا ہے؟ اور کیا واقعی خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دُشواری پیش نہیں آتی؟ اُمید واثق ہے کہ آپ تشفی فرمائیں گے۔

ج...... حج کے مقامات تو مرد و عورت کے لئے ایک ہی ہیں، اس لئے مرد و عورت دونوں کو اکٹھے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں، لیکن حکم وہاں بھی یہی ہے کہ عورتیں حتی الوسع حجاب کا اہتمام رکھیں، مردوں کے ساتھ اختلاط نہ کریں، اور مرد نامحرَم عورتوں کو نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں۔ پھر وہاں کے مقامات بھی مقدس، ماحول بھی مقدس اور جذبات بھی مقدس و معصوم ہوتے

ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف بھی غالب ہوتا ہے، اس کے برعکس تعلیم گاہوں کا جیسا ماحول ہے سب کو معلوم ہے، پھر وہاں لڑکے لڑکیاں بن ٹھن کر جاتی ہیں، جذبات بھی ہیجانی ہوتے ہیں، اس لئے تعلیم گاہوں کو خانہ کعبہ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ پر قیاس کرنا کھلی حماقت ہے۔

# اوراد و وظائف

## قرض سے خلاصی کا وظیفہ

س…… میں تین لاکھ کا قرض دار ہوگیا ہوں، آنجناب کچھ پڑھنے کے لئے بتادیں۔

ج…… سورۃ الشوریٰ (۲۵واں پارہ) کے دُوسرے رُکوع کی آخری آیت: "اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ ……" آخر تک اَسّی مرتبہ فجر کے بعد پڑھا کریں، اگر داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہیں تو اس سے توبہ کریں، والسلام۔

## نوکری کے لئے وظیفہ

س…… مولانا صاحب! میں انٹر پاس نوجوان ہوں، نوکری نہیں ملتی، کوئی وظیفہ تحریر فرمادیجئے۔

ج…… ہر نماز باجماعت تکبیر کی پابندی کے ساتھ ادا کیجئے اور نماز کے بعد تین بار سورۂ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھ کر دُعا کیا کیجئے، والسلام۔

## بچے کی بیماری اور اس کا وظیفہ

س…… گزارش ہے کہ میرے پوتے کا نام محمد عمر خان ہے، اکثر بیمار رہتا ہے، والدین کا خیال ہے کہ شاید نام موافق نہیں آیا، اگر ایسا ہے تو کیا نام تبدیل کردیں؟

ج…… نام ٹھیک ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں، سورۂ فاتحہ سات مرتبہ، آیۃ الکرسی اور چاروں قل تین تین مرتبہ پڑھ کر دَم کردیا کریں۔

## رشتے کے لئے وظیفہ

س...... میں ایک بیوہ عورت ہوں، میری ایک بیٹی ہے جس کا رشتہ کافی سالوں کی کوششوں کے باوجود نہیں ہو رہا ہے، میری خواہش ہے کہ اس کا رشتہ کسی صالح اور دِین دار گھرانے میں ہوجائے، آنجناب اس کے لئے کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ میرا بیٹا دُبئی میں ملازمت کرتا ہے، پہلے پہل تو کام صحیح ہوتا رہا، لیکن کچھ عرصے سے حالات صحیح نہیں ہیں، ہمارے گھر میں تعویذ بھی کوئی پھینکتا ہے، اس کے بعد پریشانی آتی ہے۔

ج...... دِل سے دُعا کرتا ہوں، نمازِ عشاء کے بعد اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف اور درمیان میں گیارہ سو مرتبہ ''یا لطیف'' پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں، اللہ ربّ العزّت آپ کی مشکل کو آسان فرمائے۔

## شہد کی مکھی کے کاٹے کا دَم

س...... ہمارے گھر کسی کو شہد کی مکھی کاٹ لیتی تھی تو ہماری والدہ سورۃ الناس پڑھ کر دَم کرتی تھیں، مگر سورۃ الناس پڑھتے ہوئے ''ناس'' کا ''س'' ہٹا کر صرف حرف ''نا'' پڑھتی تھیں، کچھ دن پہلے میں نے بھی اسی طرح سورۃ پڑھی تو مجھے خیال آیا کہ کہیں یہ قرآن شریف کی تحریف تو نہیں ہے؟ آنجناب رہنمائی فرمائیں۔

ج...... اگر ''نا'' کا لفظ آیت کے ساتھ ملایا نہیں جاتا، بلکہ آیت پوری پڑھ کر پھر یہ لفظ بولا جاتا ہے تو کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔

## سانس کی تکلیف کا وظیفہ

س...... میرے بھائی کو ڈاکٹر حضرات بڑا ابخار بتاتے ہیں کہ بگڑ گیا ہے، سانس کی تکلیف کی وجہ سے ایک ڈاکٹر نے ناک کا آپریشن بھی کیا ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے دِماغ سن ہوجاتا ہے، کوئی آسان عمل لکھ دیں۔

ج...... السلام علیکم! یہ ناکارہ عملیات کے فن سے تو واقف نہیں، البتہ دُعا کرتا ہوں۔ سورۂ فاتحہ کو حدیث میں شفا فرمایا گیا ہے، اکتالیس بار پڑھ کر پانی پر دَم کرکے پلایا کریں، کیا بعید

ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی برکت سے شفا عطا فرمادیں۔

## جادو کا توڑ

س...... میں گزشتہ نو دس سال سے تجارت کے پیشے سے وابستہ ہوں، لیکن انتہائی سعی اور جدوجہد کے باوجود حالات بتدریج خراب ہوتے جارہے ہیں، حتیٰ کہ یہ نوبت آگئی ہے کہ گھر کا خرچہ اور بچوں کی فیسوں تک کے لالے پڑگئے ہیں۔ شک گزرتا ہے کہ کسی بداندیش نے مجھ پر جادو نہ کردیا ہو۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مجھ پر حسب البحر نامی جادو کیا گیا ہے، آپ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔

ج...... آپ کی پریشانی سے بہت دِل دُکھا، دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیوں کو دُور فرمائے۔ کسی اچھے عامل کو دِکھالو تو بہتر ہے۔ میں تو ان عملیات کو جانتا نہیں۔ ایک عمل بتاتا ہوں، وہ کریں، اِن شاء اللہ، اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔ مغرب یا عشاء کے بعد گھر کے تمام افراد بیٹھ کر تین سو تیرہ مرتبہ آخری دونوں سورتیں (معوّذتین) پڑھ کر دُعا کیا کریں، اور گھر میں ٹی وی وغیرہ نہ چلائیں۔ دُعا کرتا ہوں کہ آپ کی تمام مشکلات کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے آسان فرمائے۔

## پریشانیوں سے حفاظت کا وظیفہ

س...... ہماری ساری زندگی عذابوں میں گزری، باپ نشئی اور غلط عورتوں کے چکر میں رہنے والا تھا، ماں اس غم میں چل بسی۔ ایک اُمید تھی کہ شادی ہوئی تو حالات بدل جائیں گے، مگر شوہر بھی نشئی نکلا، ہم چار بہنیں ہیں، مگر ایک بھی سکھی نہیں، ایک کو طلاق ہوچکی ہے، ایک کی اتنی عمر ہونے کے باوجود شادی نہیں ہوئی، میرے شوہر روزانہ شراب کے نشے میں مارکٹائی کا بازار گرم رکھتے ہیں، طلاق تک نوبت پہنچتی ہے، چوتھی کا بھی یہی حال ہے، کوئی وظیفہ بتائیں اور دُعا بھی فرمائیں۔

ج...... آپ نے جو حالات لکھے ہیں، اس پر صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام پریشانیوں کو دُور فرمائے۔ یہ دُنیا راحت کی جگہ نہیں، بلکہ راحت کی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، اللہ نصیب فرمائے۔ اس لئے جیسے بھی حالات ہوں، صبر و شکر کے ساتھ وقت گزارنا چاہئے،

پانچ وقت کی نماز کی پابندی کریں اور ہر نماز کے بعد سورۂ فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں۔ یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے۔ اپنے بچوں کو دِینی تعلیم دِلائیں، ٹی وی وغیرہ ہے تو اس کو گھر سے نکال دیں، اور اپنے شوہر کو میرے پاس بھیجیں، میں ان کو مفید مشورہ دوں گا۔

## بے خوابی کا وظیفہ

س…… میں بے خوابی کی تکلیف سے پریشان رہتی ہوں، ایک صاحب نے مجھ کو دُرودِ تاج اور سورۂ توبہ کی آخری دو آیات پڑھ کر پانی پر دَم کر کے پینے کو کہا ہے، مجھے پہلے سے آرام ہے، مگر کچھ لوگوں نے مجھے کہا کہ دُرودِ تاج نہیں پڑھنا چاہئے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج……سورۂ یٰسین پڑھ کر دَم کر کے پانی پی لیا کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔

## چلتے پھرتے یا مجلس میں ذکر کرتے رہنا جبکہ ذہن متوجہ نہ ہو، کیسا ہے؟

س…… میری عادت ہے کہ میں اکثر یہ کوشش کرتا ہوں کہ ''لا اِلٰہ اِلَّا اللہ'' کا وِرد کرتا رہوں، چنانچہ یوں ہوتا ہے کہ میں کسی مجلس میں بیٹھا ہوتا ہوں اور دِل میں وِرد کرتا رہتا ہوں، اسی طرح کالج آتے جاتے یا کلاس رُوم میں بیٹھے وِرد کرتا رہتا ہوں اور درمیان میں لوگوں سے بات چیت بھی کرلیتا ہوں، یعنی یہ ذکر خشوع و خضوع کے بغیر ہوتا ہے اور دھیان اکثر کسی اور طرف ہوتا ہے، کیا جان بوجھ کر اس طرح ذکر کرنا صحیح ہے یا ذکر کی بے ادبی ہے؟ نیز ایک عالم فرماتے ہیں کہ صرف ''لا اِلٰہ اِلَّا اللہ'' کا وِرد صحیح نہیں بلکہ نو دس دفعہ کے بعد ''لا اِلٰہ اِلَّا اللہ'' کے ساتھ کم از کم ایک بار ''محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کہنا ضروری ہے، نیز صرف یہ ذکر نہ کریں بلکہ بدل بدل کر سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر وغیرہ سب کا وِرد کریں۔ جبکہ میرے خیال میں تو یہ پابندی لازمی نہیں جبکہ احادیث میں کثرت کلمہ طیبہ کی ترغیب آئی ہے اور کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ صرف یہی ذکر کرنا منع ہے، اس بارے میں بھی آپ رہنمائی فرماویں۔

ج……کلمہ شریف کا لساناً یا قلباً ذکر کرتے رہنا مطلوب بھی ہے اور محمود بھی، اور درمیان میں ضروری بات چیت کا ہوجانا خلافِ ادب نہیں، خشوع اور خضوع اگر نصیب ہوجائے تو


فہرست

سبحان اللہ، ورنہ نفسِ ذکر بھی خالی از فائدہ نہیں کہ اس کی برکت سے اِن شاء اللہ خشوع بھی نصیب ہوگا، وقفے وقفے سے درمیان میں ''محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور کہہ لینا چاہئے، اور دیگر اذکار بھی اگر وقتاً فوقتاً ہو تو بہت اچھا ہے، ورنہ جس ذکر کے ساتھ قلب کو مناسبت ہوجائے وہی اَنفع ہے، اِن شاء اللہ اسی سے بیڑا پار ہوجائے گا۔

## درجات کی بلندی کے لئے وظائف پڑھنا

س...... سوال یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن بعد نمازِ عصر اسی ہیئت پر بیٹھ کر ۸۰ دفعہ دُرود شریف پڑھے گا اس کے اَسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اَسّی درجے جنت میں بڑھیں گے۔ سوال یہ ہے کہ جن کی عمر ابھی ۸۰ سال نہیں ہوئی تو ان کے ۸۰ سال کے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟

ج...... اگر اَسّی سال کی عمر ہوئی تو گناہ معاف ہوجائیں گے، ورنہ اتنے درجات بلند ہوجائیں گے۔

س...... اِستغفار، دُرود شریف، دُعائیں، تیسرا کلمہ سب سے زیادہ ثواب کس چیز کے پڑھنے کا ہے؟

ج...... کلمہ شریف سب سے افضل ہے (تیسرا کلمہ بھی اس میں داخل ہے)، دُوسرے مرتبے پر دُرود شریف ہے، اور تیسرے مرتبے پر اِستغفار ہے، مگر ہم جیسے لوگ جو گناہوں میں ملوّث ہیں ان کے لئے اِستغفار افضل ہے، تاکہ ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک ہوکر دُرود شریف اور کلمہ شریف پڑھ سکیں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہم دُعائیں کیوں مانگتے ہیں؟

س...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی دُعاؤں کے محتاج نہیں، اگر یہ صحیح ہے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعا کیوں مانگتے ہیں؟

ج...... دو وجہ سے، ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محتاج نہیں، مگر ہم محتاج ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگنے کا حکم دینا ہمارے احتیاج کی وجہ سے ہے، تاکہ


فہرست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے رحمتِ خداوندی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و محبت میں اضافہ نصیب ہو۔ خلاصہ یہ کہ ہمارے حق محبت کا تقاضا ہے۔ دُوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرب و رضائے خداوندی کے درجاتِ عالیہ پر فائز ہیں، مگر ہر لمحہ ان درجات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اُمت کے مخلصین کی جتنی بھی دُعائیں اور دُرود و سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچیں گے اسی قدر ان درجات میں اضافہ ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات قرب و رضا میں ترقی کے انوار بھی اُمت کی طرف منعکس ہوں گے۔

## ماثورہ دُعائیں پڑھنے کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟

س...... مختلف احادیث میں بعض دُعاؤں کے پڑھنے پر جان و مال وغیرہ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے، یا طلب پوری ہونے کی خوشخبری وغیرہ ہے۔ اس بارے میں ایک آدمی کی سوچ یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناتے ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات غلط نہیں ہوسکتی، دُوسری طرف بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ ہم حدیث میں منقول کوئی دُعا وغیرہ پڑھتے ہیں لیکن حدیث میں منقول مقصد حاصل نہیں ہوتا، اس کی وجہ دراصل یقین کی کمی اور اعمال کی کمی ہوتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ برحق ہے، لیکن بعض اوقات ہمارے ان دُعاؤں کے پڑھنے میں جیسا استحضار ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا اور کبھی ہمارے اعمالِ بد اس مقصد سے مانع ہوجاتے ہیں، اس کی مثال ایسی ہے کہ اطباء ایک دوا کی خاصیت بیان کرتے ہیں جس کا بارہا تجربہ ہوچکا ہے لیکن کبھی دوا کا وہ مطلوب اثر ظاہر نہیں ہوتا، تو اس کا سبب یہ نہیں کہ یہ دوا اثر نہیں رکھتی بلکہ اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی عارض اس اثر سے مانع ہوجاتا ہے۔

## ہماری دُعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟

س...... آپ سے ایک بات پوچھنا ہے، وہ یہ کہ ہماری دُعائیں کیوں پوری نہیں ہوتیں؟ بعض لوگ نہ نماز قرآن پڑھتے ہیں، نہ حقوق العباد کا خیال رکھتے ہیں، مگر پھر بھی انہیں کوئی

پریشانی، کوئی غم نہیں، کوئی بیماری نہیں، خوشحال ہیں اور ہر طرح سے خوش اور دُنیاداری میں مگن ہیں، جبکہ بعض لوگ نماز، قرآن کے پابند بھی ہیں، مختلف پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں، بیماری جان نہیں چھوڑتی، ایسے میں بہت افسوس ہوتا ہے، آخر اس طرح سے کیوں ہے؟ خدا تعالیٰ ان کی کیوں نہیں سنتا؟ اس پر خودکشی کے خیال آنے لگتے ہیں۔

ج…… یہاں چند باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں۔

اوّل یہ کہ کسی شخص کی دُعا کا بظاہر قبول ہونا، اس کے مقبول عنداللہ ہونے کی دلیل نہیں، اور کسی شخص کی دُعا کا بظاہر قبول نہ ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں، بلکہ بعض اوقات معاملہ برعکس ہوتا ہے کہ ایک شخص عنداللہ مقبول ہے مگر اس کی دُعائیں بظاہر قبول نہیں ہوتیں، اور دُوسرا شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ ہے مگر اس کی دُعا فوراً قبول ہوجاتی ہے۔ شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ اسکندری رحمہ اللہ کی کتاب میں ایک حدیث پڑھی تھی، جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ایک شخص دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس کا کام فوراً کردو، کیونکہ اس کا ہاتھ پھیلانا مجھے پسند نہیں، اور ایک شخص دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس کا کام کرنے میں توقف کرو، کیونکہ اس کا ہاتھ پھیلانا اور میرے سامنے اس کا گڑگڑانا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

دوم یہ کہ کسی شخص کو دُعا کی توفیق ہوجانا بہت بڑی نعمت ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائے اس کو یہ بدگمانی ہرگز نہیں ہونی چاہئے کہ اس کی دُعا قبول ہوگی یا نہیں؟ بلکہ یقین رکھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے دُعا ضرور قبول فرمائیں گے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ اور مستدرک حاکم میں حدیث ہے کہ حق تعالیٰ بہت ہی کریم اور صاحبِ حیا ہیں، جب بندے اس کی پاک بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہیں تو اس کو شرم آتی ہے کہ وہ ان کو خالی ہاتھ واپس کردیں۔

سوم یہ کہ ہماری کوتاہ نظری اور غلط فہمی ہے کہ ہم جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، اگر وہی چیز مل جائے تو ہم سمجھتے ہیں دُعا قبول ہوگئی، اور اگر وہی مانگی ہوئی چیز نہ ملے تو سمجھتے ہیں کہ دُعا قبول نہیں ہوئی، حالانکہ قبولیتِ دُعا کی صرف یہی ایک شکل نہیں۔ مسندِ احمد کی

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب بھی بندۂ مسلم دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دُعا کی برکت سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں، یا تو جو کچھ اس نے مانگا وہی عطا فرمادیتے ہیں، یا اس کی دُعا کو ذخیرۂ آخرت بنادیتے ہیں، یا اس دُعا کی برکت سے اس شخص سے کسی آفت کو ٹال دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

الغرض! دُعا تو ضرور قبول ہوتی ہے، لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہیں، اس لئے بندے کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگتا رہے اور پورا اطمینان رکھے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے حق میں بہتر معاملہ فرمائیں گے، دُعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دِل ہوجانا، اور اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوکر خودکشی کے خیالات میں مبتلا ہونا آدمی کی کم ظرفی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندے کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے، بشرطیکہ جلدبازی سے کام نہ لے، عرض کیا گیا کہ جلدبازی کا کیا مطلب؟ ارشاد فرمایا کہ: جلدبازی یہ ہے کہ آدمی یوں سوچنے لگے کہ میں نے بہتیری دُعائیں کیں مگر قبول ہی نہیں ہوئیں اور تھک کر دُعا کرنا چھوڑ دے۔

## جب ہر چیز کا وقت مقرّر ہے، تو پھر دُعائیں کیوں مانگتے ہیں؟

س...... میں نے سنا ہے اور یقین بھی ہے اس بات پر کہ ہر چیز کا ایک وقت مقرّر ہے، مثلاً: شادی، موت، پیدائش وغیرہ۔ تو پھر ہم لوگ دُعائیں کیوں مانگتے ہیں؟ مثلاً: بعض لڑکیاں شادی کے لئے وظیفے پڑھتی ہیں تو کیا فائدہ؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے شادی کا جو وقت مقرّر کیا ہے، شادی تو اسی وقت پر ہوگی۔ کیا ہمارے وظیفے پڑھنے اور دُعائیں مانگنے سے پہلے ہوجائے گی؟ ہمارے دُعائیں مانگنے سے کیا خدا تعالیٰ تقدیر کا لکھا بدل دے گا؟

ج...... اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو دارالاسباب بنایا ہے، اور دُعا بھی اسباب میں سے ایک سبب ہے، اور اسباب تقدیر کے مخالف نہیں بلکہ تقدیر کے ماتحت ہیں۔ دیکھئے! ہم بیمار پڑتے ہیں تو علاج معالجہ کرتے ہیں، یہ علاج معالجہ بھی تقدیر کے ماتحت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو علاج معالجے سے شفا ہوجائے گی، اور اگر منظور نہیں ہوگا تو نہیں ہوگی۔ یہی حال دُعاؤں کا سمجھنا چاہئے کہ یہ بھی تقدیر کے ماتحت ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو مانگی ہوئی چیز مل

جائے گی، نہیں منظور ہوگا تو نہیں ملے گی، اور یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ دُعا اپنی احتیاج اور بندگی کے اظہار کے لئے ہے، اس لئے بندے کو اپنا کام (اظہارِ عجز و بندگی) کرتے رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا کام اس پر چھوڑ دینا چاہئے:

حافظ وظیفہ تو دُعا گفتن است و بس

در بند آں مباش کہ نہ شنید یا شنید

## حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا وظیفہ

س…… میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتی ہوں، مہربانی کرکے کوئی ایسا پڑھنے کا عمل بتائیے کہ ہمیں خواب میں یا بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو، مجھے بڑا شوق ہے، کوئی ایسا پڑھنے کا عمل بتائیے کہ ہم آسانی سے کرسکیں اور میری طرح دُوسرے لوگ جو اس کے خواہش مند ہیں وہ کرسکیں۔

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوجانا بڑی سعادت ہے، یہ ناکارہ تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ذوق کا عاشق ہے، ان کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ: حضرت! دُعا کیجئے کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجائے۔

ارشاد فرمایا: ''بھائی! تمہارا بڑا حوصلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت چاہتے ہو، ہم تو اپنے آپ کو اس لائق بھی نہیں سمجھتے کہ خواب میں روضۂ اطہر ہی کی زیارت ہوجائے۔''

بہرحال اکابر فرماتے ہیں کہ دو چیزیں زیارت میں معین و مددگار ہیں، ایک ہر چیز میں اِتباعِ سنت کا اہتمام، دوم کثرت سے دُرود شریف کو وِردِ زبان بنانا۔

## تحفۂ دُعا (دُعائے انسؓ)

س…… آج کل جیسا کہ آپ جانتے ہیں ملکی حالات خراب ہیں، جلاؤ گھیراؤ کی فضا ہے، کسی کی جان و مال اور عزّت محفوظ نہیں، اس کے لئے دُعا بتلادیں۔ ہم نے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی دُعا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سکھلائی تھی، اگر اس کی

نشاندہی ہوجائے تو عنایت ہوگی۔

ج…… آپ کی خواہش پر وہ دُعا تحریر کی جاتی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سکھلائی تھی۔ اس کی برکت سے وہ ہر قسم کے مظالم اور فتنوں سے محفوظ رہے۔ اس دُعا کو علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں نقل فرمایا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس کی شرح فارسی زبان میں تحریر فرمائی ہے، اور اس کا نام "استیناس انوار القبس فی شرح دعاء انس" تجویز فرمایا ہے، ذیل میں ہم دُعائے انسؓ اور اس کی فارسی شرح کا اُردو ترجمہ پیش کرتے ہیں، آنجناب، حضرات علماء وطلباء و مبلغینِ اسلام اور تمام اہلِ اسلام صبح وشام اس دُعا کو پڑھا کریں، اِن شاء اللہ انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، وہ دُعا یہ ہے:

"بِسْمِ اللهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ، بِسْمِ اللهِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ، بِسْمِ اللهِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیَ اللهُ، اَللهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا. اَللهُ اَکْبَرُ، اَللهُ اَکْبَرُ، اَللهُ اَکْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّرِیْدٍ، وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللهُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، اِنَّ وَلِیَّ اللهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ."

"ایں دُعا انس بن مالک است رضی اللہ عنہ کہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود وہ سال خدمت آنحضرت کرد، وآنحضرت اورا بالتماس مادرش بدعاء خیر در دُنیا وآخرت مشرف ومخصوص ساختہ وحق سبحانہ وتعالیٰ بدعاء آنحضرت در عمر ومال واولاد وے برکت عظیم دادہ، و عمرش از صد سال متجاوز شدہ اولاد صلبی اش بصدتن رسیدہ ہفتاد وسہ تن

از ذکور و باقی اناث و باغ و بستان وے در یک سال دو بار میوہ مے داد، ایں برکات دُنیا است، برکات آخرت را خود چہ تواں گفت۔

شیخ جلال الدین سیوطی کہ از اعاظم علماء حدیث است در کتاب جمع الجوامع مے آرد کہ ابوالشیخ در کتاب ثواب و ابن عساکر در تاریخ آوردند کہ روزے انس رضی اللہ عنہ نزد حجاج بن یوسف ثقفی نشستہ بود۔ حجاج حکم کرد تا چہار صد اسپ از اجناس مختلفہ در نظر وے آوردند پس بانس گفت۔ ہرگز دیدی کہ صاحب ترا یعنی محمد رسول اللہ را مثل ایں، اسپاں و دیگر اسبابِ دولت و مکنت بود؟ فرمود بخدا سوگند تحقیق دیدم من نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیزہا بہتر ازیں وشنیدم از رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمودہ است۔ اسپ کہ مردم نگاہ دارند سہ قسم است، یکے: اسپ نگاہدارد تا در راہ خدا جہاد کند، و با دشمنانِ دِین داد غزا دہد۔ بول و سرگین و گوشت و پوست وخون آں روز قیامت ہمہ در میزان اعمال وے باشد۔ و دیگرے اسپ نگہدارد تا در حاجات خود سوار شود و رفع پیادگی کند۔ ودیگرے اسپاں نگہدارد برائے نام وآوازہ، تا مردم بینند بگویند کہ فلاں چنیں وچنداں اسپ دارد۔ جائے او در آتش دوزخ بود۔ واسپان تو اے حجاج! ازیں قبیل است۔ حجاج بشنیدن ایں حدیث بہم برآشفت ونائرہ غضب وے تیز شد۔ وگفت اگر ملاحظہ خدمت تو اے انس کہ پیغمبر را کردہ صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب امیر المؤمنین یعنی عبدالملک بن مروان کہ در سفارش ورعایت احوال تو بمن نوشتہ نمی بود۔ مے کردم بتو امروز آنچہ مے کردم۔ انس گفت لا واللہ ہرگز نتوانی کرد وبچشم بد بجانب من؟ دید۔ بدرستی شنیدم من از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کلماتے کہ ہمیشہ در پناہ آں کلماتم۔ ونترسم بآں

کلمات از سطوت ہیچ سلطانے وشر ہیچ شیطان۔ حجاج از ہیبت ایں کلام ازخود رفت۔ واز ساعتے برآورد وگفت بیاموز آں مرا، یا اباحمزہ آں کلمات را۔ گفت ہرگز نیاموزم ترا بخدا سوگند کہ تو نہ اہل آنی۔

تا چوں وقت رحلت انس رضی اللہ عنہ در رسید آبان کہ خادم وے بود بر سرش آمد فریادش زد۔ انس رضی اللہ عنہ گفت چہ خواہی؟ گفت! آں کلمات را کہ حجاج از تو طلبید وتو بوے ندادی وادر انیاموختی۔ گفت بلے بیاموزم ترا آں کلمات را دتو اہل آنی۔ خدمت کردم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہ سال پس درگزشت وے از دُنیا درحالے کہ راضی بود از من وتو نیز، اے آبان خدمت کردی مرادہ سال ودرمے گزرم من از دُنیا درحالے کہ راضی ام از تو بگو در بامدار و شام ایں کلمات را نگاہ دارد خدائے تعالیٰ از ہمہ آفات۔

"بسم اللہ علی نفسی و دینی" حرزمے کنم وپناہ سازم بنام خدا بر نفس خود و دِین خود، تواند کہ مراد بہ بسم اللہ مجموع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم باز کہ بجزء اولش اکتفا نمودہ۔ چنانچہ گویند چہ مے خوانی گوید الحمدللہ مے خوانم ومراد تمام سورہ است، وتخصیص کرد حرز را بنفس ودین، زیرا کہ بناء تحصیلی بر کمال واصل در مبداو مآل نفس ودین است، باز تقدیم کرد نفس را از جہت بودن وے موقوف علیہ تحصیلی کمال دِینی و دُنیاوی۔ ولہٰذا بقا او در تہلکہ حرام است وابقائے او حتی الامکان واجب ودر مسائل شرعیہ مے آرند کہ اگر یکے را لقمہ در گلو بند شود دوم آبے کہ بوے آں لقمہ بند شدہ را فرو برد بہم نرسد شراب خوردن کہ باجماع در شرع حرام است دریں حالت اورا حلال گردد۔ بلکہ واجب بود تا بقاء نفس وحیات فانی کہ سبب حصول حیات حقیقی جاودانی ست گردد واجراء کلمہ کفر بر زبان باطمینان قلب بایماں در

حالت جبر واکراہ نیز از ہمیں قبیل است واز برائے نگاہداشت جاں اگر ناشائستگی بگویند ودل برقرار خود بودت رخصت است بجہت ابقاء نفس و دِین، واگر صبر کنند، وعمل بہ عزیمت نمایند آں خود اعلیٰ وارفع است ایں مسئلہ در کتب فقہ بتفصیل مذکور است از آنجا باید طلب داشت۔

"بسم اللہ علٰی اھلی ومالی وولدی" بعد از حفظ و احراز نفس ودین واہل ومال وولد را یاد کرد کہ اسباب بقائے نفس ودین و ممد ومعاون آنند وجدا بسم اللہ بر سر آنہا آورد وبہمان لفظ بسم اللہ کہ در اول آورد بسند گی، نکرد ونگفت بسم اللہ علیٰ نفسی و دینی واہل ومالی وولدی۔ وسلوک ایں طریقہ درعبادت نزد ارباب معانی اشارت کند بر آنکہ ہر دو قسم یعنی ہر چہ اول مذکور شدہ وآنچہ در آخر ذکر یافتہ مقصود است، واعتناء واہتمام بہر دو علی السویہ است واہل وآل ہر دو بیک معنی است گاہے بمعنی تابعاں و پسراں استعمال یابند وگاہے بمعنی اولاد۔ ایں جا چوں اولاد در آخر ذکر یافتہ معنی اول مناسب ترست و مال و منال چوں در مقام مدح واستحسان مذکور گردد مراد بداں مال حلال افتد۔ کہ وسیلہ آخرت گردد وحفظ واحراز آں تخم سعادت ومثمر کمال ست۔ باقی ہمہ مایہ وبال ونکال۔ وولد بمعنی اولاد بود خواہ ذکور خواہ اناث، ووجود اولاد نیز از اسباب قوت ومعاضدت بازوی دین و دولت است۔

وفرزند اگر رشید بود وصالح موجب سعادت دُنیا وآخرت است۔ ودر حدی آمدہ است کہ سہ چیز از آدمی زاد بعد از رفتن وے از دُنیا باقی مے ماند یکے علم دین کہ با اہل آں آموختہ باشد وایں سلسلہ را کہ منتہی بجناب رسالت است صلی اللہ علیہ وسلم بر پا دارد۔ ودیگر خیر جاری کہ در آنجا منفعت بندگان خدا باشد۔ وبعد از وے بجا ماند:

خوش آنکس کہ ماند پس از وے بجا
پل و مسجد و چاہ و مہماں سرا

ودیگر فرزند صالح کہ بعد از مردنش بدعا ایماں یاد آورد تا موجب آمرزیدن گناہاں و باعث رفع درجات پدر گردد۔ و در حدیث بہ ہمیں ترتیب واقع است ذکر شاں بدیں ترتیب اشارت است بفضل علم و مال بردار دریں باب۔ ازاں کہ وجود ولد صالح در آخر زمان نادر است۔ و در بعضے روایات ذکر ولد بر ذکر مال تقدیم یافتہ و بیشک ولد از مال عزیز تر ومحبوب تر باشد، وحفظ و احراز وے مطلوب تر و مقدم تر بود۔

"بسم الله علی ما اعطانی الله" حرزے کنم بنام خدا بر ہر نعمتے کہ داد مرا خدا۔ چوں ذکر کرد چند نعمت مخصوص را کہ اصل و عمدۂ نعمتہائے دُنیا و آخرت است۔ بعد ازاں لفظ عام آورد تا ہمہ نعمتہائے اصل وفرع وکلی وجزی را شامل باشد وبحقیقت ہر نعمتہائے وے تعالیٰ بیرون دائرہ امکان است و ان تعدوا نعمة الله لا تحصوھا۔ ان الانسان لظلوم کفار۔ آدمی بر نفس خود ظلم کند و کفران نعمت ورزد۔ ازیں جہت فرمود ان الانسان لظلوم کفار بصیغہ مبالغہ وجائے دیگر میفر ماید و ان تعدوا نعمة الله لا تحصوھا، ان الله لغفور رحیم۔ یعنی اگر نہ مغفرت و رحمت وے تعالیٰ بودے کار بر آدمی زاد بدیں کافر نعمتی و ناسپاسی کہ دراد تنگ بودے، مغفرت و رحمت وے تعالیٰ نیز از نعمت ہائے او است۔ اصل ایں است باقی ہمہ ہیچ در حدیث آمدہ است در دنیا مد ہیچ یکے بہشت را الا بفضل خدا و رحمت وے تعالیٰ، شکر ایں نعمت باید گزارد۔ و بیکار نہ نشست سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم چنداں در نماز شب ایستادے کہ پایہائے

مبارکش بیاماسیدے وخون ازانہاواں شدے گفتند یارسول اللہ! آخر نہ گناہان اوّل وآخرتراامرزیدہ اند؟ قولہ تعالیٰ: **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر** ۔دیگرایں ہمہ تعب ومشقت چیست ۔ فرمودے وے تعالیٰ مرابخشید وبخشیدن وے نعمتی است عظیم، اگرشکر ایں نعمت نکنم، بندۂ شاکرنباشم۔سیّداوّلین وآخرین کہ عالم وعالمیاں طفیل اوبند،ایں ہمہ تعب کشد وبندگی کند دیگراں راخود چہ گوید۔

"**اللہ ربی لا اشرک بہ شیئًا**" خدااست پروردگارمن! شریک نمی گردانم باوے ہیچ چیزرا۔فضل ایں کلمہ وخاصیت وے در رفع محنت وشدت آنچہ پیش آیدمردراازحوادث ودواہی دراحادیث بسیار واقع شدہ وحقیقت معنی وے شہودتوحیدافعالی است کہ ہرچہ پیش آید ہمہ راازپیش گاہ داند ودردام شرک خفی نیفتد بہ حسن ظن بہ پروردگارش کہ چودرتربیت اوست ہرچہ کند صلاح کاربندہ ہمدراں خواہد بودولیکن ایں درحق کسی بودکہ دائم متوجہ وملتجی بجناب لطف وکرم اوست تعالیٰ شانہ وتمام امورخودرابوے تفویض نمودہ وپرتوازنور ولایت برناصیہ حالش نافتہ وپروردگارتعالیٰ بلطف خاص متولی اُمور اوشدہ، والا مذہب آنست کہ اصلح برباری تعالیٰ واجب نبود، ہرچہ خواہدکند **لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون**۔

تنبیہ:......مرادحقیقی آنکہ درشرع ورود یافتہ ہرکہ ایں دُعا بخواند جزائش انیست آں بودکہ متحقق براں حال ومتصف بمعنی آں شود والا مجردحرکت جوارح وجنبانیدن زبان چنداں کفایت نہ کند۔مگرآنکہ بنص شارع معلوم شودکہ ایں خاصیت درمجرد لفظ ونفس صرف وصوت است۔آں زماں اثر بخاصیت براں لفظ مرتبیت گردد وحاجت بدرک معنی نباشد۔

وباوجود آں بے کار نباید نشست وعمل موقوف آں حال نباید داشت۔ فضل خدا واسع است ووے سبحانہ مجیب الدعوات بندگان است بہرحال کہ بکنند رعایت شرائط وآداب حساب ست۔ ولیکن فضل وکرم وے تعالیٰ بیرون دائرہ حساب است۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ وباللہ التوفیق چنانچہ در باب اخلاص وریا در عمل از شیخ شیوخ زمان خود شہاب الملۃ والدین السہر وردی پرسیدند چہ کار باید کرد چوں عمل کنیم ریا راہ یابد واگر نکنیم بیکار نشینیم۔ فرمود عمل کنید واز ریا استغفار نمائید بیکار نشستن مصلحت نیست آخر ایں عمل اگر دوام پذیرفت ہم بنورانیت عمل سر اخلاص در دل پیدا شود ان شاء اللہ تعالیٰ۔

"اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر واعز واجل واعظم مما اخاف و احذر" خدا بزرگ تر وغالب تر ست از چیز یکہ مے ترسم من۔ وبیم درام ازاں چیز۔ در بعضے روایات واعظم بعد از اجل نیز مذکور ست۔ کبریا وعزت وعظمت وجلال در معنی نزدیک ہم آیند و اگر کبریا را باعتبار ذات وعزت را بافعال وعظمت را باسماء وجلالت را بصفات اعتبار نمایند دور نہ باشد، وچوں نفس بجبلیت بے یقینی وخود ترسی دہراسے از اغیار دارد خصوصاً در جائیکہ معاملہ با غالب تر از خودش افتد چنانچہ سلاطین وجباراں، دریں کلمہ با استحضار عظمت وکبریا الٰہی کہ مستلزم اشتعال وانقداح نور یقین ست دلیرش ساخت۔ کہ ہاں اے نفس مترس! کہ پروردگار تو بزرگ تر وغالب تر از دُشمن تست:

گر دشمنت قوی ست نگہبان قوی ترست- تو
از مولیٰ تعالیٰ ہترس تاہمہ از تو بترمند

من خاف عن اللہ خاف عنہ کل شیء ودریں کلمہ تنبیہ است براں کہ در وقت معاملہ با غالب باطن را مملو ومعمور بکبریائے

حق دار تا ہیبت و عظمت بیگانہ را در دل جائے نماند و در سطوت نور عظمت و جلال وے تعالیٰ جباریت و قہاریت دیگراں مضمحل و متواری گردد۔

"عز جارک" غالب است ہمسایہ تو و پناہ آرندہ بتو چوں احضار کبریا۔حق وشہود عظمت او کرد از غیب بمقام حضور آمد و خطاب کرد و ہمسائیگی حق بدوام توجہ والتجا بجناب لطف وتمسک بذیل عزت اوست ہر کہ ملتجی بجناب عزت اوست ہرگز مقہور و مغلوب نگردد۔

عزیز تو خواری بیند زکس

"وجل ثناؤک" وبزرگ است ثنائے تو ہیچ کس بکنہ صفات کمال تو وقدرت لایزال نرسد۔ضعیف را قوت دہی وقوی را ضعیف گردانی ،تعزمن تشاء وتذل من تشاء صفت تست ۔

"ولا الٰہ غیرک" ونیست ہیچ معبود بحق جز تو "اللّٰھم انی اعوذ بک من شر نفسی" چوں منبع تمام۔شرور وقبائح۔و باعث بے یقینی و بے ثباتی نفس است پناہ جست بخدا از شروے و ہرچہ از شر بآدمی زادرسد ہمہ ازنفس اوست پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم رَبّ لا تکلنی الٰی نفسی طرفة عین ولا اقل من ذٰلک ، پروردگار! مگزار مرا بنفس من یک چشم زدن بلکہ کمتر ازاں ۔مرا دائم باخوددار! و در مشاہدہ عظمت خود بگزار، تا یک چشم زدن اغیار مجال تاثیر وتصرف وغلبہ برمن نباشد۔

"ومن شر کل شیطان مرید، ومن شر کل جبار عنید" وپناہ جویم بتو از شر ہر شیطان راندہ شدہ واز شر ہر سلطان متکبر مائل از راہ راست معاند حق۔معنی عناد از راہ است برآمدن ومخالف شدن برحق راباوجود شناخت آں۔چوں تدبیر کار شر وسلطنت وملک


فہرست

اغوا و اضلال بشیطان حوالہ کردہ اند و بریں قیاس حال جباراں و قہاراں را کہ مسلط بر خلائق اند استفادہ از شر ایشاں از واجبات وقت باشد۔ وشیاطین دو قسم اند۔ شیاطین جن ابلیس وجنودے۔ وشیطان انس ظلمہ واعوان ایشاں۔ اوّل اشارت باول است۔ وثانی بثانی وقوت وہمیہ کہ در سرشست آدمی زاد نہادہ اند واورا شیطان عالم انفس گویند نمونہ از شیطان عالم آفاق است کہ بر عقل وجمیع قویٰ ومشاعر سلطنتے دارد مگر بر عقل مصفا دومنور بنور یقین کہ بحکم "ان عبادی لیس لک علیھم سلطان" سلطنت وے ازاں مقہور ومنتفی ست و استعاذہ از شروے کہ معدوم را بصفت موجود و باطل را در لباس حق نماید نیز واجب است وزوال خوف از ما سوائے حق جز بدفع وازالہ وہم صورت نہ بندد ودر حقیقت استعاذہ از شر نفس ست چنانچہ در فقرۂ اول مذکور شد۔

"فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الّا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم" ایں آیتے است از قرآن مجید کہ حق سبحانہ وتعالیٰ برسول خود صلی اللہ علیہ وسلم امر کردہ مے فرماید۔ پس اگر پشت دہند کافراں روئے بجانب حق نیابند۔ واز قبول آں اعراض نمایند بگو اے محمد واے محبوب من واے محفوظ ومعصوم من "حسبی اللہ" بس است مرا خدا۔ لا اِلٰـہ الا ھو۔ نیست ہیچ معبودے بحق مگر وے علیہ توکلت بروے گزاشتم کاروبار خود را وکیل خود گردانیدم اورا۔ وھو رب العرش العظیم ووے پروردگار عرشِ عظیم است کہ عظیم تر وبالاتر از وے خلقے در عالم اجسام پیدا نہ شدہ چوں سوق کلام در رفع جباراں وقہاراں ودفع بیم وہراس ایشاں بود۔ واصل ومادہ آں شہود قہر وعظمتِ الٰہی تعالیٰ است مقطع کلام بر سنن مطلع

آوردہ ختمِ سخن بر عظمت کردہ۔ واگر اصحاب حرز وارباب دعوت مراقبہ احاطہ عرشِ الٰہی باملاحظہ ایں اضافت دریں وقت نمایند در حفظ وصیانت ادخل باشد۔

چنانچہ قطب الوقت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ در حزب البحر کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تلقین نمودہ است و درباب حرز وحفظ تریاقِ اکبر است فرمودہ: ستر العرش مسبول علینا وعین اللہ ناظرۃ الینا، وبحول اللہ لا یقدر احد علینا واللہ من ورائھم محیط ۔ پردۂ عرش برما زرہشتہ وعین عنایت و عصمتِ الٰہی۔ بجناب ما ناظر دیگر بقوت الٰہی ہیچ کس را قدرت برما نباشد۔ قدرت وے تعالیٰ ہمہ را محیط ست کہ راہ بیرون آمدن از حیطہ قدرت او محال ست وھو الکبیر المتعال۔

فائدہ:...... وصیت مشائخ شاذلیہ است قدس اللہ اسرارہم مر مریداں را نجواندن ایں دُعا یعنی: ''حسبی اللہ لا الٰہ الّا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم'' گفتہ اند کہ یکے باشد کہ وے را در ہیچ وردے نباشد الا ہمیں ورد کفایت کند او را از جمیع اوراد۔ وگفتہ اند کہ درخواندن ایں دُعا گر فہم وحضور نباشد نیز مؤثر و مقبول ست۔ وعدد خواندن آں دہ کرات است بعد از نماز صبح و بعد مغرب واگر ہفت بار بخوانند نیز کفایت است بلکہ ایں بصحت روایت اقرب است و حاصل آں توحید وجہ بجناب حق و اِخلاص مطلب است با شہود وعظمت وے تعالیٰ وتبری از ماسوا وترک تدبیر و اختیار۔ رزقنا اللہ وثبتنا علیٰ ھٰذہ الطریقۃ المستقیمۃ۔

''ان ولیّ اللہ الذی نزل الکتٰب وھو یتولّی الصّٰلحین'' دربعضے روایات ایں کلمہ نیز در آخر دُعا مذکور است۔

ترجمہ: بدرستی وراستی کہ دوست ومتولّی تمام امور من خدا است کہ فرد فرستادہ است کتاب کہ دروے تدبیر تمامہ اُمورِ دُنیا و آخرت کردہ است یعنی قرآن مجید را۔ ووی سبحانہ وتعالیٰ دوست میدارد وتولیت اُمور میکند مر صالحین را اللّٰھم اجعلنا من الصالحین ، ودُعا قنوت والتحیات را نیز در وقتی بتقربی ترجمہ وشرح کردہ شدہ بود آں نیز منقول ومسطور میگردد۔ فقط۔''

ترجمہ:...... ''یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی دُعا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص تھے۔ دس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ کی استدعا پر ان کو خیر دُنیا وآخرت کی دُعا سے مشرف ومخصوص فرمایا تھا، اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے ان کی عمر ومال اور اولاد میں عظیم برکت عطا فرمائی، چنانچہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی اور ان کی صلبی اولاد کی تعداد سو کو پہنچی ہے۔ جن میں تہتر مرد تھے اور باقی عورتیں۔ اور ان کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا، یہ دُنیا کی برکات تھیں (جو بطفیل دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حاصل ہوئیں) باقی آخرت کی برکات کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطیؒ جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں، انہوں نے ''جمع الجوامع'' میں نقل کیا ہے کہ ابوالشیخؒ نے ''کتاب الثواب'' میں اور ابنِ عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت انس رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس بیٹھے تھے۔ حجاج نے حکم دیا کہ ان کو مختلف قسم کے چار سو گھوڑوں کا معائنہ کرایا جائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی، حجاج نے حضرت انس رضی

اللہ عنہ سے کہا: فرمائیے[1]! اپنے آقا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اس قسم کے گھوڑے اور ناز و نعمت کا سامان کبھی آپ نے دیکھا؟ فرمایا: بخدا! یقیناً میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدرجہا بہتر چیزیں دیکھیں اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جن گھوڑوں کی لوگ پروَرِش کرتے ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں، ایک شخص گھوڑا اس نیت سے پالتا ہے کہ حق تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا اور دادِ شجاعت دے گا۔ اس گھوڑے کا پیشاب، لید، گوشت پوست اور خون قیامت کے دن تمام اس کے ترازوئے عمل میں ہوگا۔ اور دُوسرا شخص گھوڑا اس نیت سے پالتا ہے کہ ضرورت کے وقت سواری کیا کرے اور پیدل چلنے کی زحمت سے بچے (یہ نہ ثواب کا مستحق ہے اور نہ عذاب کا)۔ اور تیسرا وہ شخص ہے جو گھوڑے کی پروَرِش نام اور شہرت کے لئے کرتا ہے، تاکہ لوگ دیکھا کریں کہ فلاں شخص کے پاس اتنے اور ایسے ایسے عمدہ گھوڑے ہیں، اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور حجاج! تیرے گھوڑے اسی قسم میں داخل ہیں۔ حجاج یہ بات سن کر بھڑک اُٹھا اور اس کے غصّے کی بھٹی تیز ہوگئی اور کہنے لگا: اے انس! جو خدمت تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ہے اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا، نیز امیرالمؤمنین عبدالملک بن مروان نے جو خط مجھے تمہاری سفارش اور رعایت کے باب میں لکھا ہے، اس کی پاسداری نہ ہوتی تو نہیں معلوم

---

(۱) بہ تقدیرِ صحت یہ فقرہ حجاج کی غباوت سے ناشی ہے، اس کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نشۂ امارت و دولت میں مخمور ہونے کی وجہ سے خود پسندی کے مرض میں وہ مسکین مبتلا تھا۔ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی فضیلت جتلانے میں بعض ناگفتہ بہ اقوال و افعال اس سے سرزد ہوجایا کرتے تھے، یہ فقرہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ مترجم۔


فہرست

کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا کرگزرتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ تجھ میں اتنی ہمت ہے کہ تو مجھے نظرِ بد سے دیکھ سکے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سن رکھے ہیں، میں ہمیشہ ان ہی کلمات کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی برکت سے مجھے نہ کسی سلطان کی سطوت سے خوف ہے، نہ کسی شیطان کے شر سے اندیشہ ہے۔ حجاج اس کلام کی ہیبت سے بےخود اور مبہوت ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد سر اُٹھایا اور (نہایت لجاجت سے) کہا: اے ابوحمزہ! وہ کلمات مجھے بھی سکھا دیجئے! فرمایا: تجھے ہرگز نہ سکھاؤں گا، بخدا! تو اس کا اہل نہیں۔

پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا، آبان جو آپؓ کے خادم تھے، حاضر ہوئے اور آواز دی، حضرتؓ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا: وہی کلمات سیکھنا چاہتا ہوں جو حجاج نے آپؓ سے چاہے تھے مگر آپؓ نے اس کو سکھائے نہیں۔ فرمایا: ہاں! تجھے سکھاتا ہوں، تو ان کا اہل ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی تھے، اسی طرح تو نے بھی میری خدمت دس سال تک کی اور میں دُنیا سے اس حالت میں رُخصت ہوتا ہوں کہ میں تجھ سے راضی ہوں۔ صبح و شام یہ کلمات پڑھا کرو، حق سبحانہ وتعالیٰ تمام آفات سے محفوظ رکھیں گے، وہ کلمات یہ ہیں:

"بسم اللہ علٰی نفسی و دینی" یعنی حفاظت مانگتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں نام خدا کی اپنے نفس پر اور اپنے دِین پر۔ ہوسکتا ہے بسم اللہ سے مراد پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو، جس کے جزءِ اوّل پر

اکتفا کیا، جیسے جب کہا جائے کہ کیا پڑھتے ہو؟ تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ الحمدللہ پڑھتا ہوں، مراد پوری سورت ہوتی ہے۔ حفاظت میں تخصیص نفس اور دِین کی اس وجہ سے فرمائی کہ ہر کمال کے حاصل کرنے کی بنیاد اور مبداء مآل کی اصل نفس و دِین ہیں۔ پھر نفس کو مقدم فرمایا، کیونکہ نفس ہر کمالِ دِینی و دُنیاوی کی تحصیل کے لئے موقوف علیہ ہے۔ اسی وجہ سے نفس کو ہلاکت میں ڈالنا حرام اور مقدور بھر اس کی حفاظت واجب ہے۔ مسائلِ شرعیہ میں لکھا ہے کہ اگر لقمہ کسی کے گلے میں پھنس جائے (جس سے جان پر بن آئے) اور پانی وہاں موجود نہ ہو جس سے اس پھنسے ہوئے لقمے کو نیچے اُتار سکے (نہ کوئی اور صورت اس کے اُتارنے کی ہوسکے) تو ایسے وقت شراب کا گھونٹ پی لینا جو قطعی حرام ہے، اس کے لئے حلال ہوگا، بلکہ واجب ہوگا۔ تاکہ نفس و حیاتِ فانی کو جو حیاتِ حقیقی جاودانی کے حصول کا سبب ہے باقی رکھا جاسکے۔ جبر و اِکراہ کی حالت میں کلمۂ کفر زبان پر جاری کرنا بشرطیکہ قلب پوری طرح ایمان کے ساتھ مطمئن ہو نیز اسی قبیل سے ہے۔ یعنی مجبوری کی حالت میں جان بچانے کے لئے کوئی نامناسب لفظ اگر کہہ دیا جائے اور دِل بدستور ایمان پر قائم رہے تو نفس و دِین کی خاطر اس کی اجازت ہے۔ ہاں! اگر کوئی باہمت عزیمت پر عمل کرتے ہوئے جان دے دے، اگر کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے تو بہت ہی بہتر اور بلند کام ہے۔ یہاں اس مسئلے کی پوری تفصیل کا موقع نہیں، اس لئے کتبِ فقہ میں دیکھا جائے، یا کسی عالم سے رُجوع کیا جائے۔

"بسم اللہ علٰی اھلی ومالی وولدی" نفس و دِین کی حفاظت کے بعد اہل، مال اور ولد کو یاد کیا، کیونکہ یہ چیزیں بھی نفس و

دِین کے بقا کے لئے سبب اور مدد و معاون ہیں، اور ان پر بسم اللہ جدا ذکر کی، اسی بسم اللہ پر جو پہلے ذکر ہوچکی تھی کفایت کرتے ہوئے یوں نہیں کہا: ”بسم اللہ علٰی نفسی ودِینی واھلی ومالی وولدی“ عبارت میں یہ طریق اختیار کرنا اصحابِ بلاغت کے نزدیک اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اوّل الذکر اور ثانی الذکر دونوں قسمیں مقصود ہیں اور دونوں کا قصد و اہتمام یکساں ہے۔ اہل و آل دونوں لفظ ہم معنی ہیں، کبھی تابع اور پسر کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، کبھی اولاد کے معنی میں، یہاں اولاد کا ذکر چونکہ بعد میں موجود ہے، اس لئے معنی اوّل زیادہ مناسب ہیں۔ یہ یاد رہے کہ مال و اسباب کا ذکر جب مدح اور خوبی کے موقع پر کیا جائے تو مراد وہاں مالِ حلال ہوتا ہے، جو آخرت کے لئے وسیلہ ہے اور اس کا جمع کرنا سعادت کا باعث اور کمال کا موجب ہے، باقی تمام وبال و عذاب کا سامان ہے۔ اور ولد کے معنی اولاد کے ہیں، مذکر ہو یا مؤنث، اور اولاد کا وجود بھی من جملہ اسبابِ قوّت کے ہے، جو دِین و دولت کے لئے مددگار ہے۔ اور لڑکا اگر نیک اور رشید ہو تو سعادتِ دُنیا و آخرت کا موجب ہے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی کے دُنیا سے رُخصت ہوجانے کے بعد تین چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔ اوّل: علمِ دِین، جو اس کے اہل لوگوں کو سکھایا ہو اور علمی سلسلے کو جو جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے قائم رکھتا ہو۔ دوم: صدقۂ جاریہ، جس میں بندگانِ خدا کا نفع ہو اور مرنے والے کے بعد تک قائم رہے۔ مبارک ہے وہ شخص جس کے مرنے کے بعد پل، کنواں، مسجد اور مہمان خانے باقی رہیں۔ سوم: نیک لڑکا جو اس کے انتقال کے بعد دُعا ایمان کے ساتھ یاد کرتا رہے، تاکہ باپ کے گناہوں کی بخشش اور اس کے رفع

درجات کا موجب بنے۔ حدیث میں ان تین اُمور کا ذکر اسی ترتیب سے واقع ہوا ہے جو ذکر کی گئی۔ اس ترتیبِ ذکری میں اشارہ اس طرف ہے کہ علم و مال اولاد، اس باب میں فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ ولدِ صالح کا وجود آخر زمان میں نادر ہوگا اور بعض روایات میں ولد کا ذکر مال سے مقدم ہے، بے شک اولاد، مال سے عزیز تر اور محبوب تر ہے، اس کی حفاظت و نگہداشت بھی زیادہ مطلوب اور مقدم ہے۔

"**بسم الله علٰی ما اعطانی الله**" حفاظت لیتا ہوں نامِ خدا کی ہر نعمت پر جو حق تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ جب چند نعمتوں کا جو دُنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کے لئے اصل اور مدار ہیں، ذکر کیا، اس کے بعد عام لفظ ذکر کیا، تاکہ اصل و فرع اور چھوٹی بڑی سب نعمتوں کو شامل ہوجائے۔ درحقیقت حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار دائرۂ امکان سے خارج ہے، فرمایا ہے: "**وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها، ان الانسان لظلوم كفار**" صیغہ مبالغہ کے ساتھ فرمایا، (یعنی بلاشبہ انسان بڑا ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔ بڑا ظالم اس لئے کہ خالق و مالک کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بجائے ان کی دُوسروں کی طرف نسبت کرتا ہے)۔ دُوسری جگہ: "**ان الله لغفور رحيم**" فرمایا، یعنی اگر خالق تعالیٰ کی مغفرت و رحمت نہ ہوتی تو اس ناسپاسی کی وجہ سے آدمی پر کام تنگ ہوجاتا۔ اس کی مغفرت و رحمت خود ایک نعمت ہے، بلکہ اصل نعمت ہے، باقی اس کے مقابلے میں سب ہیچ ہیں۔ حدیث میں ہے کہ بدوں فضل و رحمتِ خداوندی کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے، بیکار بیٹھنا زیبا نہیں۔ سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد میں اس قدر قیام فرماتے کہ قدم مبارک پر وَرم آجاتا اور ان سے خون جاری ہوجاتا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا

آپ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف نہیں کردیئے گئے، خود حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے: ”لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر“ پھر اس قدر تعب اور مشقت کس لئے اُٹھاتے ہیں؟ ارشاد فرماتے کہ: حق تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی ہے اور اس کی بخشش بڑی نعمت ہے، اگر اس نعمت کا شکر نہ کروں تو بندۂ شاکر کیسے کہلاؤں۔ غور کا مقام ہے کہ سیّدِ اوّلین و آخرین کہ عالم و عالمین جن کا طفیل ہے، جب یہ مشقت برداشت فرماتے ہیں اور بندگی میں مشغول ہیں، تو دُوسروں کو کیوں ضرورت نہ ہوگی؟

”اللہ ربی لا اشرک بہٖ شیئًا“ خدا میرا پروردگار ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔ آدمی کو جو مصائب اور حوادث پیش آتے ہیں ان کی شدّت اور محنت کو دفع کرنے میں اس کلمے کی فضیلت اور خاصیت احادیث میں بہت واقع ہوئی ہے اور اس کی حقیقت حق تعالیٰ کی توحیدِ افعالی کا مشاہدہ کرنا ہے کہ جو کچھ پیش آئے سب کو اسی کی پیش گاہ سے جانے، اور شرکِ خفی کے دام میں گرفتار نہ ہو۔ اپنے پروردگار کے ساتھ حسنِ ظن رکھے کہ جب بندہ اسی ذات بے چون و بے چگون کی تربیت میں ہے تو جو معاملہ اس کی طرف سے ہوگا، بندہ کی صلاح و فلاح اسی میں ہوگی۔ لیکن یہ اس شخص کے لئے ہے جو دائماً اس کے لطف و کرم کی جانب متوجہ اور ملتجی رہے اور اپنے تمام اُمور اسی کے سپرد کئے ہوئے ہو اور نورِ ولایت کا عکس اس کی پیشانی پر درخشاں ہو، اور پروردگارِ عالم اپنے لطفِ خاص کے ساتھ اس کے اُمور کا متولّی ہو، ورنہ مذہب یہی ہے کہ اصلح حق تعالیٰ پر واجب نہیں وہ جو چاہے کرے، کسی کی مجال نہیں کہ دَم مار سکے۔

تنبیہ:.......جس دُعا کے متعلق شریعت میں آیا ہے کہ اس کے پڑھنے کی یہ جزا ہے، اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس حال کو اپنے اندر پیدا کرلے اور اس معنی کے ساتھ متصف ہوجائے ورنہ اعضاء کی خالی حرکت اور محض زبان پر کلمات کا جاری کرلینا کافی نہیں مگر یہ کہ شارع کی جانب سے تصریح ہوجائے کہ یہ خاصیت محض لفظ اور نفس حروف میں ہے تو اس وقت وہ اثر بالخاصہ اس لفظ پر مرتب ہوگا اور معنی جاننے کی حاجت نہ ہوگی۔

لیکن اس کے باوجود بے کار نہ بیٹھنا چاہئے اور عمل کو اس حال کے حصول پر موقوف نہ رکھنا چاہئے، خدا کا فضل نہایت وسیع ہے اور حق تعالیٰ بندوں کی دُعا قبول فرمانے والے ہیں۔ شرائط و آداب کی رعایت جس قدر بھی کی جائے گی وہ بہرحال محدود ہوگی لیکن حق تعالیٰ کا فضل و کرم دائرۂ حساب سے خارج ہے، جو چیز پوری حاصل نہ ہوسکے اسے بالکلیہ چھوڑا بھی نہیں جاسکتا، اللہ توفیق دے۔ چنانچہ اِخلاص و رِیا کے باب میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: کیا کیا جائے؟ اگر ہم عمل کریں تو رِیا کی آمیزش ہوجاتی ہے، نہ کریں تو بے کاری ہے۔ فرمایا: عمل کرتے رہو اور رِیا سے اِستغفار کرتے رہو، بے کار بیٹھنا مصلحت نہیں، عمل پر اگر دوام کیا جائے تو نورانیتِ عمل سے دِل میں اِخلاص بھی پیدا ہوجائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

"**الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر واعز واجل واعظم مما اخاف واحذر**" خدا بزرگ تر اور غالب تر ہے، ہر اس چیز سے جس سے میں ڈرتا ہوں اور اندیشہ رکھتا ہوں۔ بعض روایات میں "اجل" کے بعد "اعظم" بھی ذکر ہوا ہے۔ کبریائی، عزت، عظمت


فہرست

اور جلال قریب المعنی ہیں، اگر کبریائی کا تعلق ذات سے، عزت کا افعال سے، عظمت کا اسماء سے اور جلالت کا صفات سے اعتبار کیا جائے تو بعید نہ ہوگا۔ چونکہ نفس جبلی طور پر بے یقینی، خودترسی اور ہر آسانی کا خوگر ہے، خصوصاً جہاں معاملہ اپنے سے غالب کے ساتھ ہو جیسے سلطان و جبار، اس لئے اس کلمے میں عظمت و کبریائی خدواندی کے استحضار کے ساتھ (جس سے لازماً شعلۂ نورِ یقین مشتعل ہوجاتا ہے) اسے دلیر بنادیا۔

کہ ہاں اے نفس! ڈر نہیں، تیرا پروردگار دُشمن سے بزرگ تر ہے اور غالب بھی، دُشمن اگر قوی ہے، نگہبان قوی تر ہے، تو اپنے مولا سے ڈر، تاکہ سب تجھ سے ڈریں۔ سچ ہے کہ جو خدا سے ڈرے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اس کلمے میں اس پر بھی تنبیہ ہے کہ معاملہ جب غالب کے ساتھ ہو تو باطن کو حق تعالیٰ کی کبریائی سے معمور رکھا جائے، تاکہ بیگانہ کی ہیبت اور عظمت کے لئے دِل میں گنجائش نہ رہے اور حق تعالیٰ کی عظمت کے غلبے میں دُوسروں کی جباری وقہاری مضمحل اور مغلوب ہوجائے۔

"عـز جـارک" غالب ہے تیرا ہمسایہ اور تیری پناہ لینے والا، جب حق تعالیٰ کی کبریائی کا استحضار اور اس کی عظمت کا مشاہدہ ہوگیا، غیبت سے مقامِ حضور نصیب ہوا، اور خطاب کا شرف حاصل ہوا، حق تعالیٰ کی ہمسائیگی دوامِ توجہ، جناب لطف میں التجا اور اس کے دامنِ عزّت کے مضبوط پکڑنے سے حاصل ہوتی ہے، جو شخص اس کی جناب عزت میں ملتجی رہے وہ ہرگز مغلوب ومقہور نہ ہوگا۔

"وجل ثناؤک" تیری ثنا بزرگ ہے، تیری صفاتِ کمال اور قدرتِ لایزال کی گہرائی میں کون جاسکتا ہے، کمزور کو قوی کردے

اور بازور کو بے زور بنادے، جسے چاہے عزّت دے، جسے چاہے ذلیل کردے، یہ تیری شان ہے۔

"ولا الٰہ غیرک" اور تیرے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں،

"اللّٰھم انی اعوذ بک من شر نفسی" چونکہ تمام شرور وقبائح کا منبع اور بے یقینی و بے ثباتی کا باعث نفس ہے اس لئے اس سے حق تعالیٰ کی پناہ لی جو شر، کہ آدمی کو پیش آتا ہے، تمام اس کے نفس کی جانب سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرمایا کرتے: "رَبّ لا تکلنی الی نفسی طرفة عین ولا اقل من ذٰلک" اے پروردگار! مجھے ایک لمحے کے لئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کیجئے، بلکہ ہمہ دَم باخود رکھئے اور اپنی عظمت کے مشاہدے میں مشغول رکھئے تاکہ چشمِ زدن کے لئے بھی اغیار کو مجھ پر تأثیر وتصرف اور غلبے کی مجال نہ ہو۔

"ومن شر کل شیطان مرید، ومن شر کل جبار عنید" اور میں آپ کی پناہ لیتا ہوں ہر شیطان مردود کے شر سے اور ہر شیطان متکبر کے شر سے جو راہِ حق میں حائل ہو۔ عناد کے معنی راہِ راست سے ہٹ جانا اور حق کو جان لینے کے باوجود اس کا مخالف ہونا، چونکہ کارِ شر کی تدبیر اور اغوا واضلال کی سلطنت شیطان کے حوالے کی گئی ہے، بالکل یہی حال ان جبار وقہار قسم کے لوگوں کا ہے جو مخلوق پر مسلط ہیں، اس لئے ان کے شر سے پناہ مانگنا بھی واجباتِ وقت میں سے ہے۔ اور شیاطین کی دو قسمیں ہیں، اوّل شیاطینِ جنّ یہ ابلیس اور اس کی ذُریت ہے۔ دوم شیطانِ انس، یہ ظالم اور ان کے ہم نوا ہیں۔ فقرۂ اوّل میں قسمِ اوّل کی طرف اور ثانی میں ثانی کی طرف اشارہ ہے اور قوّتِ وہمیہ جو آدمی کی سرشت میں رکھی گئی ہے

اور اسے شیطان عالم انفس کہا جاتا ہے، یہ شیطان عالم آفاق کا نمونہ ہے کہ عقل قویٰ اور آلات شعور پر تسلط رکھتی ہے البتہ جو عقل نورِ یقین سے منوّر اور مصفا ہو اس پر اس کا تسلط نہیں، حکم: ”ان عبادی لیس لک علیھم سلطان“ پس یہ قوّت معدوم کو موجود کی شکل میں اور باطل کو حق کے لباس میں پیش کرنے کی خوگر ہے۔ اس اسے استعاذہ ضروری ہے، ماسوا اللہ کا خوف زائل ہونے کی بجز دفعِ وہم کے کوئی صورت نہیں۔ یہ بھی درحقیقت استعاذہ از شرِ نفس کی فرع ہے، جیسا کہ فقرۂ اوّل میں ذکر ہوا۔

”فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم“ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے جس میں حق تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”پس اگر کافر لوگ منہ پھیرلیں، حق کی جانب متوجہ نہ ہوں اور اس کے قبول کرنے سے پہلو تہی کریں، تو اے محمدؐ! اے محبوب! اے میرے محفوظ و معصوم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں: ”حسبی اللہ“ اللہ مجھے کافی ہے، ”لا الٰہ الا ھو“ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، ”علیہ توکلت“ میں نے اپنا تمام کاروبار اسی کے سپرد کردیا، اس کو اپنا کارساز بنالیا، ”وھو رب العرش العظیم“ وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے، جس سے عظیم تر اور بالاتر عالم اجسام میں کوئی مخلوق پیدا نہیں کی گئی۔

سیاقِ کلام چونکہ جباروں اور قہاروں کے دفع کرنے اور ان کے خوف و اندیشہ کو دُور کرنے میں تھا اور اس کی اصل اور مادّہ ہے عظمت و قہرِ خداوندی کا مشاہدہ کرنا اس لئے مقطع کلام مطلع کے طرز پر لایا گیا اور بات کو عظمت پر ختم کیا گیا، اگر اصحابِ حفظ اور اربابِ

دعوت احاطہ عرشِ الٰہی کا مراقبہ مع ملاحظہ اس اضافت کے کریں تو حفظ وصیانت میں زیادہ دخیل ہوگا۔

چنانچہ قطبِ وقت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ نے حزب البحر میں (جو کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور حفاظت ونگہداشت کے باب میں تریاقِ اکبر ثابت ہوا ہے) فرمایا: "**ستر العرش مسبول علینا وعین الله ناظرة الینا وبحول الله لا یقدر احد علینا، والله من ورائهم محیط**" یعنی پردۂ عرش ہم پر لٹکا ہوا ہے اور عنایت وعصمتِ الٰہی کی نظر ہماری طرف نگراں ہے، پھر قوّتِ الٰہی کے ساتھ ہم پر کسی کو قدرت نہ ہوگی، اس کی قوّت سب کو محیط ہے کہ اس قدرت کے احاطے سے باہر نکلنے کا راستہ محال ہے۔

فائدہ:......مشائخِ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے مریدوں کو اس دُعا کے پڑھنے کی وصیت فرمائی ہے، یعنی: "**حسبی الله لا اِلٰه الّا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم**" اور ان کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص صرف یہی وظیفہ اختیار کئے ہوئے ہو تو اس کو تمام وظائف سے کفایت کرے گا۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر اس دُعا کے پڑھنے میں فہم وحضور نہ ہو تب بھی مؤثر اور مقبول ہے، اس کی تعداد دس دس مرتبہ بعد نمازِ صبح وبعد نمازِ مغرب ہے، اگر سات سات مرتبہ پڑھا جائے تو بھی کافی ہے، بلکہ یہ صحتِ روایت سے قریب تر ہے، اس کا خلاصہ حق جل مجدہٗ میں اپنی ذات کا یکسو کرنا اور اِخلاص کا مطلب ہے۔ مع ہذا عظمتِ خداوندی کا مشاہدہ کرنا اور ماسوا سے تبریٰ اختیار کرنا اور تدبیر واختیار سے فارغ ہوجانا، حق تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے ہم کو بھی اس طریقۂ مستقیمہ کی توفیق عطا

فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رکھیں۔

بعض روایات میں یہ کلمہ بھی دُعائے مذکور (یعنی دُعائے انسؓ) میں مذکور ہے: ”ان ولی اللہ الذی نزل الکتٰب وھو یتولی الصّٰلحین“۔

اس کا ترجمہ یہ ہے: بے شک میرے تمام اُمور کا دوست اور متولّی خدا تعالیٰ ہے، جس نے ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں تمام اُمورِ دُنیا و آخرت کی تدبیر ہے، یعنی قرآن مجید، اور وہی نیک لوگوں کے تمام اُمور کو دوست رکھتا ہے اور ان کو تولیت فرماتا ہے۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما، آمین!“

# صدقہ، فقراء وغیرہ سے متعلق مسائل

## مجبوراً لوگوں سے مانگنے کے بارے میں شرعی حکم

س…… میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا کہ میرے والد صاحب بیمار ہوگئے اور کمائی کرنے کے قابل نہ رہے، میرا نہ تو بڑا بھائی تھا اور نہ ہی برادری میں کوئی مددگار، جس کے ذریعے ہمارے گھر کا نظام چل سکتا۔ میری والدہ صاحبہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرکے ہمارا پیٹ پال لیتی، مگر چونکہ ہم گھر کے آٹھ آدمی کھانے والے تھے، مہنگائی کی وجہ سے گزارا نہیں ہوتا تھا، مجبوراً میری امی جان لوگوں کے کام کاج کے علاوہ لوگوں کو اپنے حالات سے آگاہ کرکے ان سے خدا کے واسطے مدد کی بھی درخواست کرتیں۔ میرے والد صاحب تین سال بیمار رہے اور فوت ہوگئے، میں نے پڑھائی چھوڑ کر مزدوری شروع کی ہے، اب اللہ کا فضل و کرم ہے، میں نے دو ہمشیرہ کی شادی کردی ہے، اپنی بھی شادی کی ہے، والدہ صاحبہ کی بھی خدمت کر رہا ہوں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ بھکاری کے ماتھے پر بھیک کا داغ ہوتا ہے اور بھکاری جنت میں نہیں جاسکتا۔ میں اپنی والدہ صاحبہ کے سلسلے میں پریشان ہوں کیونکہ کچھ دن انہوں نے بھی مجبوری سے لوگوں سے بھیک لی تھی، براہِ کرم وضاحت فرمائیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ بھکاری جنت میں نہیں جائے گا؟

ج…… جو لوگ بھیک کو پیشہ بنالیتے ہیں ان کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، لیکن جو شریف اپنی مجبوری کی وجہ سے سوال کرتا ہے وہ وعید کا مستحق نہیں۔ آپ کی والدہ نے اگر سوال کیا تو گداگری کے لئے نہیں بلکہ مجبوری کی وجہ سے، اس لئے ان کے بارے میں پریشانی کی ضرورت نہیں، خدا توفیق دے تو جتنا لوگوں سے لیا ہے اس سے زیادہ دیا بھی کیجئے۔

## کیا صدقہ دینے سے موت ٹل جاتی ہے؟

س...... حضرت اِمام جعفر صادقؒ سے روایت منسوب ہے کہ صدقہ دینے سے موت بھی ٹل جاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ جبکہ اُمّ الکتاب میں موت کا وقت معین اور اٹل ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

ج...... روایت کے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں، وہ تو کہیں نظر سے نہیں گزرے، البتہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ: ''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو ٹالتا ہے'' اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ: ''مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بُری موت کو ٹالتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے کبر، فقر اور فخر کو دُور کردیتے ہیں'' موت کا وقت جب آجاتا ہے تو وہ نہیں ٹلتی، البتہ بعض اعمال و اسباب کو عمر بڑھانے والے فرمایا گیا، اگر کوئی شخص ان اعمال کو اختیار کرلے تو عمر ضرور بڑھے گی اور یہ علمِ الٰہی میں پہلے سے طے شدہ ہے کہ یہ شخص ان اسباب کو اختیار کرے گا یا نہیں؟ اس لئے علمِ الٰہی میں موت کا وقت بہرحال متعین ہے۔

## کیا سڑکوں پر مانگنے والے گداگروں کو دینا بہتر ہے یا نہ دینا؟

س...... اکثر سڑکوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے یا ڈیرہ ڈالے ہوئے فقیر نظر آتے ہیں، جو ہر آنے جانے والے راہ گیر سے سوال کرتے ہیں، جن میں کچھ ضرورت مند ہوتے ہیں اور اکثر پیشہ ور ہوتے ہیں، مگر مسافروں اور راہ گیروں کو یہ نہیں پتا ہوتا کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی؟ جس کی وجہ سے بعض خیرات دینے والے غیر مستحق لوگوں کو دے جاتے ہیں، اسی وجہ سے بعض لوگ خیرات دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے، تو اس صورت میں خیرات دینے والے کو ثواب ہوگا یا نہیں؟ اب چاہے اس نے ضرورت مند کو دیا ہو یا پیشہ ور کو، کیونکہ اس بارے میں خیرات دینے والا نہیں جانتا۔ اور بعض لوگ خیرات نہیں دیتے، چاہے وہ ضرورت مند ہو یا پیشہ ور ہو، کیونکہ نہ دینے والا بھی یہ نہیں جانتا، تو کیا اس صورت میں اسے عذاب ہوگا؟

ج…… پیشہ ور گداگروں کو خیرات دینا جائز نہیں، ان میں سے اکثر مال دار ہوتے ہیں، ان کے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ان کو خیرات دینے میں ان کے اس حرام پیشے کی معاونت ہے، اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اور ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ گمان غالب ہو کہ یہ واقعی مستحق ہے تو اس کو خیرات دے سکتے ہیں اور دینے کا ثواب بھی ہوگا۔ لیکن زکوٰۃ انہی لوگوں کو دینی چاہئے جو واقعتاً محتاج ہوں، بھیک مانگنے کا پیشہ نہ کرتے ہوں۔

## پیشہ ور گداگروں کو خیرات نہیں دینی چاہئے

س…… آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ شریعت کے لحاظ سے خیرات کسے دینا جائز ہے؟ کیونکہ آج کل کے دور میں ایسے لوگ بھی خیرات مانگتے ہیں جو بالکل صحت مند ہوتے ہیں تو کیا ان کو خیرات دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر دے دی جائے تو کچھ گناہ تو نہیں؟ کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں یتیم، مسکین یا بیوائیں ہیں یا نہیں؟ کیا ان میں یتیم، مسکین اور بیوائیں ہوسکتی ہیں؟ ویسے شکل سے دیکھنے میں لگتے نہیں، اور اگر نہ دیں تو ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں ہم نے اللہ کے حکم کی نافرمانی تو نہیں کی، جس سے ہم سزا کے سزاوار ہوں۔

ج…… پیشہ ور گداگروں کو تو نہیں دینا چاہئے، ان کے علاوہ اگر غالب خیال ہو کہ یہ واقعی محتاج ہے تو دے دیا جائے، ورنہ نہیں۔

# جائز و ناجائز

## کیا اُلٹی مانگ نکالنے والے کا دِین ٹیڑھا ہوتا ہے؟

س...... کیا واقعی یہ حقیقت ہے کہ جس کی مانگ ٹیڑھی ہو اس کا دِین ٹیڑھا ہے؟ اور کیا اُلٹی کنگھی کرنا گناہِ کبیرہ ہے؟

ج...... اس میں فاسق و فاجر اور کفار کی مشابہت ہے، اور یہ علامت ہے دِل کے ٹیڑھا ہونے کی، اور دِل کے ٹیڑھا ہونے سے پناہ مانگی گئی ہے۔

## بچوں کو ٹائی پہنانے کا گناہ اسکول کے ذمہ داروں پر ہے

س...... ہمارے قریبی اسکول میں بچوں کے یونیفارم میں ''ٹائی'' بھی شامل ہے، جبکہ ہماری دانست میں ٹائی لگانا ممنوع ہے، جب اسکول کی سربراہ سے اس سلسلے میں بات کی گئی تو انہوں نے حوالہ مہیا کرنے پر اسکول میں ٹائی اُتار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ آپ سے یہی دریافت کرنا ہے کہ ٹائی جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کن وجوہات کی بناء پر؟

ج...... ''ٹائی'' دراصل عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب کے نشان کے طور پر اختیار کیا تھا، اس لئے ایک مسلمان کے لئے ٹائی باندھنا عیسائیوں کی تقلید کی وجہ سے حرام ہے، اور اسکول کے بچوں کے لئے اس کو لازم قرار دینا نہایت ظلم ہے، بچے تو معصوم ہیں، مگر اس کا گناہ اسکول کے ذمہ داروں پر پڑے گا۔

## اَحکامِ شریعت کے خلاف جلوس نکالنے والی عورتوں کا شرعی حکم

س...... بات یہ ہے کہ ایک گروہ کے لوگ اللہ کی کتاب کو اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، فقط آخری نبی نہیں مانتے جس کی بنا پر ان کو غیرمسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ اخباروں

کے ذریعہ آپ کو اور عوام کو بھی معلوم ہوچکا ہے کہ چند خواتین نے لاہور میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف جلوس نکالا اور اسلامی اَحکام کو ماننے سے انکار کیا، تو کیا یہ خواتین ایمان سے خارج اور مرتد نہیں ہوئیں؟ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نام نہاد مسلمان کا یہودی کے حق میں ہمارے پیارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے پر سر گردن سے جدا کردیا تھا، اس طرح نوح علیہ السلام کی اہلیہ کو اپنے نبی اور شوہر کی اطاعت نہ کرنے پر جہنم میں ڈال دیا، اور فرعون کافر کی اہلیہ حضرت آسیہ کو جنت میں ایمان کی بدولت اعلیٰ مقام عطا کردیا جس کی شہادت قرآنِ پاک میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن عورتوں نے اللہ اور رسولِ خدا کے خلاف احتجاج کیا ہے، مندرجہ بالا کی روشنی میں مرتد ہوگئیں یا نہیں؟ ان کا نکاح اپنے مسلمان شوہروں سے باقی رہا ہے یا ازخود فسخ ہوگیا؟ اگر وہ مرجائیں تو مسلمانوں کی قبروں میں کیا دفن کی اجازت ہے؟ ان کی اولاد سے مسلمان شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں؟

یہ بات قابلِ ستائش اور مبارک بادی ہے کہ لاہور کی نرسوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کی اور مغرب زدہ و دریدہ دہن اور اسلام دُشمن جلوس خواتین سے بیزاری کا برملا اظہار کیا، جس کے صلے میں جنت کی خواتین بی بی آسیہ اور رابعہ خاتون اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم نشینی کی سعادت حاصل کریں گی۔ اس ضمن میں ایک بات عرض کرنا ہے کہ علمائے دِین کو حضرت اِمامِ اعظمؒ اور دیگر علمائے حق کا کردار ادا کرنے میں کیا رُکاوٹ ہے؟ شریعت عدالت سے ملحدہ او دریدہ دہن عورتوں کے خلاف رٹ کی درخواست پر ان عورتوں کے کافرانہ احتجاج پر ان کی حیثیت کو متعین کرالیا جائے کہ یہ مؤمنہ ہیں یا نوح علیہ السلام کی اہلیہ اور لوط علیہ السلام کی اہلیہ کی فہرست میں شامل ہیں، جن کا انجام قرآن نے بتادیا ہے۔

مکرّر عرض ہے کہ ایک حدیث کے مفہوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے اگر وہ اَوامر کے فروغ میں مدد نہ کریں اور بُرائی کو اپنی طاقت سے نہ روکیں تو مبادا کوئی ظالم ملک پر اللہ تعالیٰ مسلط نہ کردے، جو بوڑھے اور بچوں پر رحم نہ کرے اور ظلم سے نجات کی دُعا مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ دُعا قبول نہ کریں، جس کا مظاہرہ ۱۹۷۱ء کی جنگ

میں ہوا اور حاجیوں کی دُعا رَدّ کردی گئی۔

اس لئے پاکستان کے حکمران اور خدا کی دی ہوئی زمامِ اقتدار کے مالک ملک سے اگر فحاشی، بدکاری اور سنگین جرائم کو نہیں روک سکتا تو اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی، اس لئے چندروزہ عیش کو شیطان کا سبز باغ سمجھ کر فوراً تائب ہوجائیں تاکہ زلزلہ کا آنا بند ہوجائے، فاعتبروا یا اولی الأبصار!

ج…… کوئی مسلمان جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو وہ اسلام اور اسلامی اَحکام کے خلاف کیسے احتجاج کرسکتا ہے؟ جن خواتین نے اسلامی اَحکام کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا، میرا قیاس یہ ہے کہ وہ جلوس سے پہلے بھی مسلمان نہیں تھیں، اور اگر تھیں تو اس احتجاج کے بعد اسلام سے خارج ہوگئیں۔ اگر انہیں آخرت کی نجات کی کچھ بھی فکر ہے تو اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں، لیکن اندازہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ان کو اپنے کئے پر ندامت نہیں ہوگی، بلکہ وہ مسئلہ بتانے والوں کو گالیاں دیں گی۔

## مدینہ منوّرہ کے علاوہ کسی دُوسرے شہر کو ''منوّرہ'' کہنا

س…… میری نظر سے ایک رسالہ گزرا ہے، جس میں پاکستان کے ایک شہر کو ''المنوّرۃ'' کہا گیا ہے، حالانکہ ایسا لفظ ہم نے کبھی کسی اور جگہ نہیں پڑھا۔ مذکورہ شہر میں ایک مخصوص عقائد کے لوگ (قادیانی) بستے ہیں، کیا اس طرح کے الفاظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

ج…… ''المنوّرۃ'' کا لفظ مدینہ طیبہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ''المدینۃ المنوّرۃ'' کے مقابلے میں مخصوص عقائد کے لوگوں (قادیانیوں) کا ''ربوۃ المنوّرۃ'' کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چشم نمائی، شرانگیزی اور مسلم آزاری کی شرمناک کوشش ہے، اور یہ ان کے کفر و ضلالت کی ایک تازہ دلیل ہے۔

## عربی سے ملتے ہوئے اُردو الفاظ کا مفہوم الگ ہے

س…… مولانا صاحب! عموماً ہمارے ہاں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض اچھے لفظوں کو غلط معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً ایک لفظ ہے ''صلوٰۃ'' جس کا مطلب نماز ہے، مگر

حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ لفظ اُردو زبان میں محاورے کی طرح استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مفہوم ڈانٹ پھٹکار، گالی گلوچ، جلی کٹی وغیرہ ہوتا ہے، جیسے: صلواتیں سنانا، صلواتیں پڑھنا۔ اور مثلاً ایک لفظ ہے ''رقیب'' جو عام طور پر حاسد، مخالف یا دُشمن شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے رقیبِ رُوسیاہ وغیرہ، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے یہ کیسا طرزِ عمل ہے جس میں عربی زبان کے اتنے مقدس الفاظ کو اُردو میں ایک مضحکہ خیز ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جائے؟ ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے، کیا وہ گناہگار ہوتے ہیں؟ مہربانی فرماکر مفصل و مدلل جواب دیجئے تاکہ میری طرح کے دِین کے اور بہت سے ادنیٰ طالب علموں کی تشفی ہوسکے، کیونکہ بہت سے غیرمسلم جوان باتوں کو سمجھتے ہیں، وہ ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں کہ تم کیسے مسلمان ہو جو خود اپنے مذہبی اُمور کو تماشا بناتے ہو؟

ج…… ان الفاظ کا اُردو محاورہ عربی محاورے سے الگ ہے، جو لوگ اُردو ترکیب میں ''رقیب'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں ان کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ نہیں ہوتا کہ یہ عربی میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اور پھر عربی میں بھی ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی آتے ہیں، اس لئے نہ ایک زبان کے محاورے کو دُوسری زبان کے محاورے پر قیاس کیا جاسکتا ہے، اور نہ ایک لفظ کے معنی سے دُوسرے معنی کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

## کسی کی نجی گفتگو سننا یا نجی خط کھولنا

س…… کچھ اداروں میں یہ غلط طریقہ کار رائج ہے کہ وہاں کے ملازمین کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے اور کسی ملازم کے نام کوئی خط آئے، چاہے وہ ذاتی ہو یا دفتری، کھول لیا جاتا ہے، اور اس کے بعد انتظامیہ کی اگر مرضی ہو تو اسے دے دیا جاتا ہے، ورنہ اسے پتا ہی نہیں چل پاتا کہ اس کے نام کوئی خط آیا تھا۔ آپ اسلامی نقطۂ نگاہ سے بتائیں کہ یہ دونوں حرکتیں کیسی ہیں؟

ج…… کسی کی نجی گفتگو یا نجی خط اس کی امانت ہے، گفتگو کا سننا اور کسی کے خط کا کھولنا اس امانت میں خیانت ہے، اور خیانت گناہِ کبیرہ ہے۔ اس لئے کسی کی گفتگو سننا اور اس کے خط کا


فہرست

کھولنا ناجائز ہے، اِلَّا یہ کہ یہ شبہ ہو کہ یہ گفتگو یا خط اس شخص کے خلاف ہے۔

## اغوا کرنے کا گناہ کس پر ہوگا؟

س...... کافی عرصہ سے میرے ذہن میں بھی ایک مسئلہ موجود ہے جو معاشرے کی پیداوار ہے۔ آج کل روز اخبارات جہاں بہت سی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں وہاں کچھ ایسی خبریں بھی ہوتی ہیں جو رونے پر مجبور کردیتی ہیں، یعنی عورتوں کو اغوا کرنا اور ان کی بے عزتی۔ یہ ایک ایسا ظلم ہے جو ہنستی زندگی کو ہمیشہ کے لئے آنسوؤں میں دھکیل دیتا ہے اور یہ سب عورتوں کی بے پردگی و بے حجابی اور غلط کتابوں کا نتیجہ ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے آدمیوں کے لئے قرآن میں کیا حکم ہے؟ اور ایسی عورتوں کے لئے، بعض ایسی لڑکیاں جو دھوکے سے ایسے حالات کا شکار ہو جاتی ہیں اور وقت گزرنے پر ان کو احساس ہوتا ہے، ان کے لئے قرآن کا کیا کہنا ہے؟ اور گناہ گار کون ہے؟

ج...... آپ نے اس آفت کا سبب تو خود ہی لکھ دیا ہے، یعنی عورتوں کی بے پردگی اور بے حجابی۔ لہٰذا حسبِ مراتب وہ سب لوگ مجرم ہیں جو اِن اسباب کے محرک ہیں یا جو قدرت کے باوجود ان اسباب کا انسداد نہیں کرتے۔ باقی اغوا کرنے والے اور اغوا شدہ لڑکیاں (اگر وہ برضا و رغبت گئی ہوں) چوراہے پر سولی دیئے جانے کے لائق ہیں۔

## خواہشاتِ نفسانی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا

س...... مؤرخہ ۴؍نومبر کو مفتی عبدالرؤف صاحب نے طلاق کے موضوع پر لکھتے وقت ایک جملہ اس طرح لکھا ہے: ”طلاق کے حکم کو ختم کرنے کے لئے دُوسرا مسلک اختیار کرنا حرام ہے۔“ اب تک میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صریح حکم کی خلاف ورزی ہی حرام ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کسی مسلک کا چھوڑ دینا کسی طرح بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، چنانچہ آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بتائیں گے کہ حرام کی جامع تعریف کیا ہے؟

ج...... محض خواہشِ نفس اور مطلب براری کے لئے کوئی مسلک اختیار کرنا، اِتباعِ ہویٰ ہے،

جس کا حرام ہونا قرآن وسنت میں منصوص ہے۔ جو شخص مطلب نکالنے کے لئے مسلک بدل سکتا ہے، وہ دِین بھی بدل سکتا ہے، چنانچہ اکابر نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو شخص خواہشِ نفس کے لئے فقہی مسلک بدل لیتا ہے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو، نعوذ باللہ!

## ضرب المثل میں ''نماز بخشوانے گئے روزے گلے پڑے'' کہنا

س...... بعض افراد دورانِ گفتگو ضرب المثل کے طور پر ایسی مثال دیتے ہیں جو کہ ایک مسلمان کو نہیں کہنی چاہئے، مثلاً: ''گئے تھے نماز بخشوانے، روزے گلے پڑ گئے'' وغیرہ وغیرہ۔ برائے مہربانی ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمادیں تاکہ لوگ اس گفتگو سے توبہ کریں۔

ج...... گو محاورے میں نماز روزے کی توہین مقصود نہیں ہوتی، مگر پھر بھی ایسی مثال نہیں دینی چاہئے۔

## مزار پر پیسے دینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... میں جس روٹ پر گاڑی چلاتا ہوں اس راستے میں ایک مزار آتا ہے، لوگ مجھے پیسے دیتے ہیں کہ مزار پر دے دو، مزار پر پیسے دینا کیسا ہے؟

ج...... مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں، اگر مقصود وہاں کے فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا ہو تو جائز ہے، اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہوتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ یہ تو میں نے اُصول اور ضابطے کی بات لکھی ہے، لیکن آج کل لوگوں کے حالات کا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ عوام کا مقصد دُوسرا ہے، اس لئے اس کو ممنوع کہا جائے گا۔

## خواب کی بنا پر کسی کی زمین میں مزار بنانا

س...... مولانا صاحب! ہمارے قصبے سے کوئی ایک میل دُور ایک کھیت میں ایک پیر صاحب دریافت ہوئے ہیں، وہ ایسے کہ ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ فلانی جگہ پر میرا مزار بناؤ۔ لوگوں نے مزار بنادیا، آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ

اس مزار پر روزانہ تقریباً ۲۰۰ سے زائد آدمی دُعا مانگنے آتے ہیں، جس مالک کی یہ زمین ہے وہ بہت تنگ ہے اور کہتا ہے کہ میری زمین سے یہ جعلی مزار ہٹاؤ لیکن وہ نہیں ہٹاتے۔ آپ بتائیں کہ اس کا کیا حل ہے؟

ج...... ایک عورت کے کہنے کی بنا پر مزار بنالینا بدعقلی ہے، کہ بیٹھے بٹھائے شرک و بدعت کا اَڈّہ بنادیا جائے۔ زمین کے مالک کو چاہئے کہ وہ اس کو ہموار کردے اور لوگوں کو وہاں آنے سے روک دے۔

## دست شناسی اور علم الاعداد کا سیکھنا

س...... میرا سوال یہ ہے کہ علم پامسٹری، علم کیرل، علم جفر، دست شناسی، قیافہ شناسی وغیرہ اور پیش گوئی سے بہت سے لوگ مستقبل کے بارے میں ذاتی یا قومی باتیں بتاتے ہیں، مثلاً: دست شناسی میں ہاتھ دیکھ کر مستقبل اور اچھائی بُرائی کے بارے میں بتاتے ہیں۔ اسی طرح علم اعداد کے تحت لوگوں کا مستقبل بتایا جاتا ہے، میرے ذہن میں یہ سوال ہے کہ آیا یہ سب علوم دُرست ہیں؟ کیا ان پر یقین کرنا صحیح فعل ہے؟ یاد رہے کہ بعض اوقات ان لوگوں کی کہی ہوئی بات سو فیصدی صحیح ہوتی ہے اور اکثر لوگ ان کی باتوں پر یقین کرلیتے ہیں، اور بعض مایوسی کا شکار ہوکر غلط اقدامات کر بیٹھتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے آپ میرے اس سوال کا جواب ضرور دیں گے۔

ج...... ان علوم کے بارے میں چند باتوں کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

اوّل:...... مستقبل بینی کے جتنے طریقے ہیں، سوائے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے، ان میں سے کوئی بھی قطعی و یقینی نہیں، بلکہ وہ اکثر حساب اور تجربے پر مبنی ہیں، اور تجربہ و حساب کبھی صحیح ہوتا ہے، کبھی غلط۔ اس لئے ان علوم کے ذریعہ کسی چیز کی قطعی پیش گوئی ممکن نہیں کہ وہ لازماً صحیح نکلے، بلکہ وہ صحیح بھی ہوسکتی ہے اور غلط بھی۔

دوم:...... کسی غیریقینی چیز کو یقینی اور قطعاً سمجھ لینا عقیدہ اور عمل میں فساد کا موجب ہے، اس لئے ان علوم کے نتائج پر سو فیصد یقین کرلینا ممنوع ہے کہ اکثر عوام ان کو یقینی سمجھ لیتے ہیں۔


فہرست

سوم:...... مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں دو قسم کی ہیں، بعض تو ایسی ہیں کہ آدمی ان کا تدارک کرسکتا ہے، اور بعض ایسی ہیں کہ ان کا تدارک ممکن نہیں۔ ان علوم کے ذریعہ اکثر پیش گوئیاں اسی قسم کی کی جاتی ہیں جن سے سوائے تشویش کے اور کوئی نفع نہیں ہوتا، جیسا کہ سوال میں بھی اس طرح اشارہ کیا گیا ہے، اس لئے ان علوم کو علومِ غیر محمودہ میں شمار کیا گیا ہے۔

چہارم:...... ان علوم کی خاصیت یہ ہے کہ جن لوگوں کا ان سے اشتغال بڑھ جاتا ہے، خواہ تعلیم و تعلّم کے اعتبار سے، یا استفادے کے اعتبار سے، ان کو اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق نہیں رہتا، یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور خصوصاً ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ان علوم میں مشغول نہیں ہونے دیا، بلکہ ان کے اشتغال کو ناپسند فرمایا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے سچے جانشین بھی ان علوم میں اشتغال کو پسند نہیں کرتے۔ پس ان علوم میں سے جو اپنی ذات کے اعتبار سے مباح ہوں، وہ ان عوارض کی وجہ سے لائقِ احتراز ہوں گے۔

## بیت الخلا میں اخبار پڑھنا

س...... بیت الخلا میں اسلامی کتب کے علاوہ کوئی کتاب یا اخبار پڑھنا یا اور باتیں کرنا کیسا ہے؟

ج...... بیت الخلا پڑھنے یا باتیں کرنے کی جگہ تھوڑی ہے، اس جگہ اخبار یا کتاب پڑھنا گناہ ہے۔

## محبت اور پسند کو بُرا سمجھنا

س...... ہمارے گھروں میں محبت یا پسند کو اتنا بُرا کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی اپنا شریکِ حیات وقت سے کچھ پہلے منتخب کرلے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟

ج...... محبت تو بُری نہیں، لیکن اس کا بے قید ہونا بُرا ہے، اور یہ بے قیدی آدمی کی صحت و عمر اور دِین و دُنیا دونوں کو غارت کردیتی ہے۔

## نامحرَم عورتوں سے آشنائی اور محبت کو عبادت سمجھنا کفر کی بات ہے

س...... محمد بن قاسم نے تو سترہ سال کی عمر میں سندھ کو فتح کیا تھا جبکہ آج کل کے اسکولوں



فہرست

اور کالجوں میں پڑھنے والے اکثر طالب علم غیرمحرَم لڑکیوں کا پیچھا کرتے نظر آتے ہیں، بس اسٹاپوں پر کھڑے ہوکر غیرمحرَم لڑکیوں پر آوازیں کسنا، بس میں بیٹھ کر گھر تک ان کا پیچھا کرنا اور ان سے خط و کتابت کرنا نوجوان نسل کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ کالج کے لڑکوں سے ایک مرتبہ میری بحث ہوئی، وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم لڑکیوں کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں، وہ پیار اور محبت میں کرتے ہیں اور پیار کرنا کوئی گناہ نہیں بلکہ عبادت ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمھیں یہ کس نے بتایا کہ پیار کرنا عبادت ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے ریڈیو، ٹی وی اور سینما دن رات ہمیں یہی سبق سکھاتے ہیں کہ پیار ہی سے زندگی ہے اور پیار کرنا بھی ایک عبادت ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ یقیناً انسانوں اور مخلوقِ خدا سے پیار کرنا عبادت ہے، لیکن اس عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھوکے کو کھانا کھلایا جائے، کسی یتیم، بیوہ یا غریب کی مدد کی جائے، کسی مصیبت زدہ سے اظہارِ غم خواری کرکے اس کا دُکھ بانٹا جائے، ضرورت کے وقت کسی مجبور اور مظلوم انسان کی مدد کی جائے، اور شادی کے بعد اپنی بیوی سے محبت کی جائے، یہ سب باتیں پیار کا اصل مفہوم ہیں، اور عبادت کے زُمرے میں آتی ہیں۔ لیکن وہ لوگ اپنی اس ضد پر قائم ہیں کہ غیرمحرَم لڑکیوں سے راہ و رسم بڑھانا بھی اس پیار میں شامل ہے جو عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ ازراہِ کرم آپ شریعت کی روشنی میں اس مسئلے کا جواب مرحمت فرمائیں۔

ج…… غیرمحرَم سے تعلق و آشنائی حرام ہے، اسے پاک محبت سمجھنا جہالت ہے، اور حرام کو حلال بلکہ عبادت سمجھنا کفر کی بات ہے۔

## بینک کے تعاون سے ریڈیو پر دِینی پروگرام پیش کرنا

س…… ریڈیو سے ایک پروگرام ''روشنی'' کے عنوان سے نشر ہوتا ہے جو زیادہ تر…… کی آواز میں ہوتا ہے، لیکن اس پروگرام کے بعد بتایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام آپ کی خدمت میں فلاں بینک کے تعاون سے پیش کیا گیا۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا سود کا کاروبار کرنے والے ادارے کے ذریعے ایسے پروگرام وغیرہ نشر کرنا ٹھیک ہیں؟ کیونکہ سود حرام ہے۔

ج……حرام کا مال کسی نیک کام میں خرچ کرنا دُرست نہیں، بلکہ دُہرا گناہ ہے، یہ پروگرام ''روشنی'' نہیں بلکہ ''ظلمت'' ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے ایک شخص کی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔

## کنواری عورت کا اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرکے ووٹ ڈالنا

س…… ہمارے معاشرے میں جس طرح کی دُوسری اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں، اس سے زیادہ جعلی ووٹ ڈالنے کی بیماری سرطان کی طرح پھیل رہی ہے۔ خصوصاً خواتین میں تو یہ بیماری عام ہے۔ ایک عورت خواہ مخواہ دُوسرے مرد کی زوجہ اپنے آپ کو ظاہر کرکے ووٹ ڈالتی ہے۔ اب تصفیہ طلب دو اُمور ہیں۔ اوّلاً: شرعی نقطۂ نظر سے اس کی حیثیت کیا ہے؟ آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر کسی اسلام پسند فرد کے لئے کیا جائے؟ ثانیاً: اگر کوئی کنواری لڑکی پولنگ عملے کے سامنے کسی شخص کی زوجہ اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور وہ فرد اگر قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ فلاں میری زوجہ ہے اور پولنگ عملہ گواہی بھی دے دیتا ہے تو کیا وہ لڑکی جس نے جعلی ووٹ ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو شادی شدہ ظاہر کیا تھا اس مذکورہ شخص کی بیوی ہوجائے گی؟ شریعت اس بات میں کیا فرماتی ہے؟

نوٹ:…… یاد رہے کہ ووٹ ڈالتے وقت اپنا اصلی نام نہیں بتاتی بلکہ انتخابی فہرست والا نام بتاتی ہے۔

ج…… ووٹ کی حیثیت، جیسا کہ حضرتِ اقدس مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، شہادت کی ہے اور جھوٹی گواہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اکبر کبائر'' میں شمار فرمایا۔ یعنی سات بڑے گناہ جو تمام گناہوں میں بدتر ہیں اور آدمی کے دِین و دُنیا دونوں کو برباد کرنے والے ہیں، اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ ووٹ میں جعل سازی کتنا بڑا گناہ ہے؟ اور جو شخص اتنے بڑے گناہ کو حلال سمجھے وہ نہ اسلام پسند ہے اور نہ شرافت پسند۔

۲:…… جو عورت جعل سازی سے اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرے اس اظہار سے اس کا نکاح اس مرد سے منعقد نہیں ہوتا، اور جب نکاح ہوا ہی نہیں تو عدالت میں اس کو ثابت بھی نہیں کیا جاسکتا، البتہ یہ شخص اگر چاہے تو ایسی عورت کو جعل سازی کی سزا عدالت سے دِلواسکتا ہے۔

## مجبوراً قبلہ رُخ پیشاب کرنا

س……اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ ایک طرف قبلہ ہو، دُوسری طرف بیت المقدس اور تیسری طرف افراد ہوں تو کس طرف رُخ کرکے قضائے حاجت کی جائے؟

ج…… پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ ہے، اور آدمیوں کی طرف (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) منہ کرنا حرام ہے، باقی ہر طرف جائز ہے، مرد اور عورت سب کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

## کیا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سنت ہے؟

س……ایک مولانا صاحب فرمارہے تھے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک لحاظ سے سنتِ رسول ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض دفعہ کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے۔ کیا یہ دُرست ہے؟

ج…… بالکل غلط ہے، جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی بنا پر کیا ہو وہ عام سنت نہیں ہوتی۔

## مجبوراً کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

س…… پاکستان کے تقریباً ہر بڑے شہر میں ۹۵ فیصد ہوٹلوں، ریلوے اسٹیشنوں، اسپتالوں، تفریح گاہوں، سرکاری اور نجی دفاتر کے باتھ روم یعنی پیشاب گھروں میں کھڑے کھڑے پیشاب کرنے کا انتظام ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کھڑے کھڑے پیشاب کرنا طبّی اور مذہبی لحاظ سے دُرست ہے؟

ج……ایک گنوار کا لڑکا انگریزی پڑھتا تھا، کسی نے گنوار سے پوچھا کہ لڑکا کتنا پڑھ گیا ہے؟ کہنے لگا: کھڑے ہوکر پیشاب تو کرنے لگا ہے۔ جدید تہذیب نے انسانی معاشرے کو حیوانیت میں تبدیل کردیا ہے، یہ حیوانوں کی طرح کھڑے ہوکر کھاتے پیتے ہیں اور کھڑے ہوکر بول و براز کرتے ہیں، استنجا اور صفائی کی ان کو ضرورت ہی نہیں۔ اس حیوانی معاشرے میں انسانوں کو مشکلات کا پیش آنا قدرتی بات ہے۔

## درخت کے نیچے پیشاب کرنا

س...... کسی درخت، پودے وغیرہ کے نیچے پیشاب کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج...... جو درخت سایہ دار ہو جس کے نیچے لوگ آرام کرتے ہوں، اس کے نیچے پیشاب کرنا ممنوع ہے، اسی طرح ہر ایسی جگہ پیشاب و پاخانہ کی ممانعت ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔

## دوائی میں شراب ملانا

س...... کیا دوائی میں شراب ملانا جائز ہے؟

ج...... دوائی میں شراب ملانا جائز نہیں، البتہ اگر بیماری ایسی ہو کہ اطباء کے نزدیک اس کا علاج شراب کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا تو جس طرح جان بچانے کے لئے مردار کھانے کی اجازت ہے، اسی طرح اس کی بھی ہوگی۔

## آیۃ الکرسی پڑھ کر تالی بجانا حرام ہے

س...... میرے گھر میں سونے سے پہلے روزانہ آیۃ الکرسی پڑھ کر زور سے تالی بجائی جاتی ہے، عقیدہ یہ ہے کہ تالی کی آواز جتنی دُور جائے گی، گھر ہر بلا اور چور سے اتنا ہی محفوظ رہے گا، آیۃ الکرسی تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کے بابرکت ہونے میں کچھ شک نہیں ہوسکتا، لیکن تالی کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

ج...... اس طرح تالی بجانا حرام ہے، اور یہ عقیدہ کہ تالی بجانے سے بلائیں دُور ہوتی اور چور بھاگ جاتے ہیں جاہلانہ توہم پرستی ہے۔ آیۃ الکرسی پڑھنا صحیح ہے اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔

## احادیث یا اسلامی لٹریچر مفت تقسیم کرنے پر اجر و ثواب

س...... اگر کوئی شخص اسلامی مسائل، احادیث یا اَحکامات رضائے الٰہی اور عوام الناس کے فہم کے لئے چھپوا کر مفت تقسیم کرے تو آیا اسے اس کا اجر ملے گا یا نہیں؟ جبکہ مشتہر کرنے والے شخص کا ارادہ یہ ہو کہ یہ عمل میرے لئے ثواب کا ذریعہ بنے، یا ان اَحکامات میں سے کوئی شخص ان پر عمل کرے اور وہ میرے لئے باعثِ مغفرت ہو جائے۔

ج……اس نیک عمل کے موجبِ اَجر وثواب ہونے میں کیا شک ہے؟ بشرطیکہ مقصود محض رضائے الٰہی ہو، اور مسائل مستند اور صحیح ہوں۔

## وڈیو سینٹر پر قرآن خوانی کرنا دِین سے مذاق ہے

س……وڈیو سینٹر کے افتتاح کے موقع پر قرآن خوانی کرنے اور کرانے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… یہ لوگ گناہگار تو ہیں ہی، مجھے تو اس میں یہ بھی شبہ ہے کہ وہ اس فعل کے بعد مسلمان بھی رہے یا نہیں…؟

## مسجد میں قالین یا اور کوئی قیمتی چیز استعمال کرنا

س……مسجد میں قالین یا دُوسری قیمتی اشیاء استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج……جائز ہے۔

## کہانی کی کتابیں، رسالے، ڈائجسٹ پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

س……کہانی کی کتابیں، رسالے، ڈائجسٹ اور دُوسری فحش کتابیں پڑھنی چاہئیں کہ نہیں؟ اگر پڑھے تو گناہ ہے یا نہیں؟

ج……اخلاقی، اصلاحی اور سبق آموز کہانیاں پڑھنا جائز ہے، فحش اور گندی کہانیاں جن سے اخلاق تباہ ہوں، پڑھنا حرام ہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا

س……حضرت! عرض ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے شجرات اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصائد میں ایک دو مقام ایسے ہیں جن کو بریلوی حضرات سامنے رکھ کر ہمارے نوجوانوں کے ذہن خراب کرتے ہیں، ہمیں ان اَشعار کا مطلب اور حکم مطلوب ہے، اُمید ہے دست شفقت دراز فرمائیں گے، ان اَشعار کی فوٹو کاپی ارسالِ خدمت ہے۔

ج۱:……اصطلاحات کے فرق سے مفہوم میں فرق ہوجاتا ہے۔ ''مشکل کشا'' فارسی کا لفظ ہے، اور اس کے معنی ہیں: ''مشکل مسائل کو حل کرنے والا'' اور یہ لقب حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، عربی میں اس کا ترجمہ "حل العویصات" ہے، اُردو میں آج کل ''مشکل کشا'' کے معنی سمجھے جاتے ہیں: ''لوگوں کے مشکل کام کرنے والا۔'' حاجی صاحبؒ کے شعر میں وہ معنی مراد ہیں، یہ معنی مراد نہیں۔

۲:……حضرت نانوتویؒ کے قصیدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت سے استشفاع ہے، ''کرمِ احمدی'' کو خطاب ہے، اور یہ استمداد دُنیا کے کاموں کے لئے نہیں، بلکہ آخرت میں نجات اور دُنیا میں استقامت علی الدین کے لئے ہے۔ جس طرح عشاق اپنے محبوبوں کو خطاب کرتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی آواز ان کے محبوب کے کان تک نہیں پہنچتی، اور واقعتاً ان کو سنانا مقصود بھی نہیں ہوتا، بلکہ اظہارِ عشق و محبت کا ایک پیرایہ ہے۔ اسی طرح اکابرؒ کے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطاب کیا گیا ہے وہاں بھی اظہارِ عشق و محبت اور طلبِ شفاعت مقصود ہے، نہ کہ اس زندگی میں اپنے کاموں کے لئے مدد طلب کرنا۔ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ بندوں کے اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر پیش کئے جاتے ہیں، سو اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی خیال سے خطاب کرتا ہے کہ اس کا یہ معروضہ بارگاہِ نبوی پر پیش ہوگا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے نام خط لکھ رہا ہو، اور اس سے اپنے خط پر خطاب کر رہا ہو، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مکتوب الیہ اس خط کو پڑھے گا۔

الغرض اگر عقیدہ فاسد نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو ان خطابات کی صحیح توجیہ ممکن ہے، ہاں! عقیدہ فاسد ہو تو خطاب ممنوع ہوگا۔

نوٹ:……اس ناکارہ نے ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' میں بھی اس پر تھوڑا سا لکھا ہے، اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔

## تبلیغ والوں کا شبِ جمعہ کی پابندی کرنا کیسا ہے؟

س……سالوں سال تبلیغی جماعت والے شبِ جمعہ مناتے چلے آرہے ہیں، اور کبھی بھی ناغہ

کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، خدانخواستہ اسی عمل کی بنا پر تو اس حدیث کے زُمرے میں نہیں آتا ہے کہ: ”لا تختصوا لیلة الجمعة .... الخ“ اور نیز اس پر دوام کیا بدعت تو نہ ہوگا؟

ج...... تعلیم و تبلیغ کے لئے کسی دن یا رات کو مخصوص کرلینا بدعت نہیں، نہ اس کا التزام بدعت ہے۔ دِینی مدارس میں اسباق کے اوقات مقرّر ہیں، جن کی پابندی التزام کے ساتھ کی جاتی ہے، اس پر کبھی کسی کو بدعت کا شبہ نہیں ہوا...!

## وکیل کی کمائی شرعاً کیسی ہے؟

س...... میں بارہویں کلاس کا طالب علم ہوں اور آرٹس کا طالب علم ہوں۔ میں وکیل بننا چاہتا ہوں، مگر میں نے کئی لوگوں سے سنا ہے کہ وکیل کی کمائی حرام کی کمائی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی وکیل کی کمائی حرام کی کمائی ہوتی ہے؟ کیا اسے کسی طرح بھی حلال نہیں کہا جاسکتا؟

ج...... وکیل اگر جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرکے فیس لے تو ظاہر ہے کہ یہ حلال نہیں ہوگی، اور اگر کسی مقدمے کی صحیح پیروی کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی کمائی کو حرام کہا جائے، اب یہ خود دیکھ لیجئے کہ وکیل حضرات مقدمات کی پیروی کرتے ہوئے کتنا جھوٹ ملاتے ہیں...؟

## جعلی ڈگری لگاکر ڈاکٹر کی پریکٹس کرنا

س...... اگر کوئی شخص ڈاکٹری کی ڈگری نہیں رکھتا اور ڈاکٹر کا بورڈ اور جعلی ڈگری لگاکر پریکٹس کرتا ہے تو کیا اس طرح سے حاصل آمدنی حرام ہے؟ اور یہ کس درجے کا گناہگار ہے؟

ج...... اگر ڈاکٹر کا فن نہیں رکھتا تو گناہگار ہے، اس کی آمدنی ناجائز ہے، اور اگر کوئی شخص اس غلط دوائی سے مرگیا تو اس پر تاوان ہے۔

## ترکِ سگریٹ نوشی کے لئے جرمانہ مقرّر کرنا

س...... ایک آدمی یا دو آدمی آپس میں بیٹھ کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم آئندہ سگریٹ نوشی نہیں کریں گے، اگر آئندہ سگریٹ نوشی کے مرتکب ہوں گے تو مبلغ ۵۰۰ ریال بطور جرمانہ ادا


فہرست

کریں گے۔ ان میں سے اگر کوئی فریق عہدشکنی کردے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ذرا وضاحت سے لکھ دیں تاکہ ہماری مشکل دُور ہو۔

ج…… یہ آپ نے نہیں لکھا کہ جرمانہ کس کو ادا کرنا تھا، اگر یہ مطلب تھا کہ جو فریق عہدشکنی کرے گا تو دُوسرے ساتھیوں کو جرمانہ دے گا تو یہ صحیح نہیں، اور اس پر کچھ لازم نہیں، اور اگر یہ طے ہوا تھا کہ جو فریق عہدشکنی کرے گا وہ پانچ سو ریال راہِ اللہ میں دے گا تو یہ نذر ہوئی، اور اس کے ذمہ اس رقم کا فی سبیل اللہ دینا ضروری ہے۔

## اپنے مکان کا چھجا گلی میں بنانا

س…… ہمارا محلّہ مسرّت کالونی (ملیرسٹی) جو کافی گنجان ہے، یہاں ایک گلی ہے جس کی لمبائی ۱۰۰ فٹ ہے اور چوڑائی ۶ فٹ ہے، اس گلی کے دونوں بازو میں دو مکان ہیں، اس میں سے ایک مکان کے مالک ڈاکٹر صاحب ہیں، جو ضعیف العمر ہیں، انہوں نے چند ماہ قبل گلی کی طرف اپنے مکان کی تعمیر شروع کی، جب مکان کی تعمیر کا کام چھت پر آیا تو وہ گلی میں اپنے نئے مکان کی چھت کے ساتھ ۳ فٹ کا چھجا تعمیر کروانے لگے، اہلِ محلّہ نے مشترکہ طور پر اس کی مخالفت کی۔ اہلِ محلّہ کا جواز یہ ہے کہ اس گلی سے بجلی کی لائن آتی ہے جس کے لئے دونوں اطراف کھمبے لگے ہوئے ہیں، ٹیلی فون کی لائن بھی اس گلی سے گزر رہی ہے، نیز گلی اندھیری ہوجائے گی۔ واضح ہو کہ گلی کے دُوسرے بازو کے مالک مکان نے کوئی چھجا تعمیر نہیں کیا ہے اور نہ ارادہ ہے، اہلِ محلّہ نے آپس میں مل بیٹھ کر مشترکہ فیصلہ کیا، جس میں ڈاکٹر صاحب بھی شریک تھے کہ گلی میں کوئی چھجا تعمیر نہیں ہوگا اور مکان کو بغیر چھجے کے تعمیر کرنے کا فیصلہ دے دیا۔ خیر ڈاکٹر صاحب کا مکان بھی تعمیر ہوگیا، اب جب محکمۂ بجلی نے بجلی کی لائن نصب کرنے کے لئے گلی میں کام شروع کیا تو ڈاکٹر صاحب نے کام بند کرادیا اور بجلی والوں کو واپس کردیا کہ یہ لائن گلی سے نہیں جائے گی، گلی میں چھجا تعمیر کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل سے محلے کے ۲۰ مکانات بجلی کی بہتر سہولت سے محروم رہ گئے اور اسٹریٹ لائٹ جو ان پولوں پر لگنی تھی وہ بھی رُک گئی۔ واضح ہو کہ ڈاکٹر صاحب اپنی زمین کی ایک ایک اِنچ جگہ تعمیر

کرا چکے ہیں اور گلی جو کہ سرکاری ہے، اس کو ہر طرح سے استعمال کررہے ہیں، یعنی گلی میں گٹر لائن ڈالے ہوئے ہیں اور اپنے مکان میں داخل ہونے کے لئے چبوترہ (ایک اسٹپ، One Step) بھی گلی میں بنایا ہوا ہے، یہ بھی راہ داری میں رُکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ مگر اہلِ محلّہ کو اس پر اعتراض نہیں ہے۔ اہلِ محلّہ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل پر خاصے ناراض ہیں اور ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں شروع ہوگئی ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں کیا ڈاکٹر صاحب کا عمل شرعاً جائز ہے؟ کیا یہ حقوق العباد کی نفی نہیں ہے؟ نیز یہ بھی مشورہ دیں کہ یہ مسئلہ ان سے کس طرح حل کرایا جائے؟

ج…… چونکہ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل سے گلی والوں کے حقوق متأثر ہوتے ہیں، اس لئے ان کی اجازت و رضامندی کے بغیر ڈاکٹر صاحب کا چھجا بنانا جائز نہیں۔

## کمپنی سے سفرخرچ وصول کرنا

س…… زید جس کمپنی میں ملازم ہے، اس کمپنی کی طرف سے دُوسرے شہروں میں مال کی فروخت اور رقم کی وصولی کے لئے جانا پڑتا ہے، جس کا پورا خرچہ کمپنی کے ذمہ ہوتا ہے، بعض شہروں میں زید کے ذاتی دوست ہیں جن کے پاس ٹھہرنے کی وجہ سے خرچہ نہیں ہوتا۔ کیا زید دُوسرے شہروں کے تناسب سے ان شہروں کا خرچہ بھی اپنی کمپنی سے وصول کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… اگر کمپنی کی طرف سے یہ طے شدہ ہے کہ ملازم کو اتنا سفرخرچ دیا جائے خواہ وہ کم خرچ کرے یا زیادہ، اور کرے یا نہ کرے، اس صورت میں تو زید اپنے دوست کے پاس ٹھہرنے کے باوجود کمپنی سے سفرخرچ وصول کرسکتا ہے، اور اگر کمپنی کی طرف سے طے شدہ نہیں بلکہ جس قدر خرچ ہو ملازم اس کی تفصیلات جزئیات لکھ کر کمپنی کو دیتا ہے اور کمپنی سے بس اتنی ہی رقم وصول کرلیتا ہے جتنی اس نے دورانِ سفر خرچ کی تھی تو اس صورت میں کمپنی سے اتنا ہی سفرخرچ وصول کرسکتا ہے جتنا کہ اس کا خرچ ہوا۔

## رفاہی کام کے لئے اللہ واسطے کے نام سے دینا

س…… ہم نے مسافروں کی سہولت کے لئے جنرل بس اسٹینڈ بھکر میں جنرل پوسٹ آفس

بھکر میں درخواست دی کہ مسافروں کو یا وہاں کے مقامی لوگوں کو خط ڈاک میں ڈالنے کی بہت تکلیف ہوتی ہے اور شہر جنرل بس اسٹینڈ سے تقریباً تین میل دُور ہے، لہٰذا مہربانی کرکے یہاں پر لیٹربکس بڑا لگایا جائے، ڈاک خانے والوں نے درخواست اس شرط پر منظور کی ہے کہ لیٹربکس کا جو خرچہ آتا ہے وہ اڈّے والے خود کریں اور ہم لیٹربکس دے دیں گے۔ خرچ کی وضاحت میں آپ کو کردیتا ہوں، یعنی لیٹربکس کو نصب کرنے پر بجری سیمنٹ اور اینٹوں کا خرچہ، مستری مزدوری کا خرچ۔ ہم نے لیٹربکس کو نصب کرنے کے لئے چندہ کیا ہے جو تقریباً ۱۲۲ روپے ہے، کیونکہ یہ ایک رفاہی کام ہے اور خدمتِ خلق ہے، ہم نے ایک آدمی سے چندہ مانگا، اس نے کہا میں اللہ واسطے یا صدقہ کرکے دیتا ہوں، اس نے پانچ روپے دیئے ہیں، کیا اس رفاہی کام میں اس کا اللہ واسطے کا دیا ہوا روپیہ کارِ ثواب ہے؟ کیا یہ اس کا اللہ واسطہ یا صدقہ ہوسکتا ہے؟

ج…… رفاہی کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جاسکتا ہے، اس لئے اس شخص کا اس کام کے لئے اللہ واسطے کے نام سے دینا صحیح ہے۔

## سگریٹ نوشی شرعاً کیسی ہے؟

س…… سگریٹ پینا کیسا ہے؟ اگر مکروہ ہے تو کون سا مکروہ؟ میں نے ایک رسالے میں پڑھا تھا کہ اِمامِ حرم نے (مجھے نام یاد نہیں رہا) یہ فتویٰ دیا ہے کہ سگریٹ پینا حرام ہے، دلیل یہ دی ہے کہ ایک تو ہر نشہ حرام ہے، دُوسرے سگریٹ سے قدرتی نشوونما رُک جاتی ہے۔ آج تک کسی سرجن یا ڈاکٹر نے سگریٹ کے فائدے نہیں بتائے سوائے مضرات کے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ سگریٹ خودکشی کا ایک مہذب طریقہ ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ کسی چیز کو بے کار جلانا حرام ہے، اور سگریٹ کا جلانا بھی بے کار ہے، کیونکہ اس کے جلانے میں کوئی فائدہ نہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ از رُوئے حدیث ایذائے مسلم حرام ہے اور سگریٹ سے دُوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ راقم الحروف نے بچشمِ خود یہ بھی دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ سگریٹ پیتے ہی مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور لیلۃ القدر میں یہ بھی دیکھا ہے کہ مسجد سے

نکلتے ہی مسجد کے دروازے کے پاس سگریٹ پیتے ہیں اور پھر فوراً مسجد میں داخل ہوجاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ذرا ایسے مسلمانوں کو اَحکامِ شرعیہ سے آگاہ کریں اور یہ بتائیں کہ سگریٹ حرام ہے کہ نہیں؟

ج…… آپ کے دلائل خاصے مضبوط ہیں، اُمید ہے کہ دیگر اہلِ علم اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔ بندے کے نزدیک عام حالات میں سگریٹ مکروہِ تحریمی ہے۔

## چنگی ناکہ کم دینے کے لئے خریداری بل کم بنوانا

س…… ہم باہر سے جو سامان لاتے ہیں اس پر چنگی ناکہ ادا کرنا پڑتا ہے اور چنگی والے خریداری بل دیکھ کر چار فی صد وصول کرتے ہیں، ہم سیٹھوں سے جعلی بل بنوالیتے ہیں جس سے ناکہ کم ادا کرنا پڑتا ہے۔ کیا ایسا کرنا یعنی جعلی بل بنوا کرنا کہ چنگی کم ادا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ جبکہ سرکاری ناکہ کم ہوتا ہے لیکن ٹھیکیدار بولی بڑھا بڑھا کر تقریباً دوگنا زیادہ کرلیتے ہیں، اگر یہ ٹھیکیدار بولی بڑھا کر ٹھیکہ زیادہ نہ کریں تو سرکاری شرح کم ہوگی۔

ج…… جعل سازی کو جائز تو نہیں کہا جاسکتا، مگر چنگی وصول کرنا خود بھی ظلم ہے، اور ظلم سے بچنے کے لئے اس میں کچھ تخفیف ہوجائے تو ہوجائے۔

## یہود و نصاریٰ سے ہمدردی فاسقانہ عمل ہے

س…… مردان کے ایک صاحب کے سوال: ''سونا مرد کے لئے حرام ہے تو سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز جائز ہوگی یا نہیں؟'' کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:

> ''نماز اللہ کی بارگاہ میں حاضری ہے، جو شخص عین حاضری کی حالت میں بھی فعلِ حرام کا مرتکب ہو اور حق تعالیٰ شانہ کے اَحکام کو توڑنے پر مصر ہو، خود ہی سوچ لیجئے کہ کیا اس کو قرب و رضا کی دولت میسر آئے گی…؟''

متذکرہ بالا جواب کے تناظر میں حسبِ ذیل چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے۔ سورۂ فاتحہ (اُمّ القرآن) ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے،

جس میں اللہ جل شانہ کے حکم کے مطابق مغضوبین وضالین کے خلاف اللہ سے پناہ مانگی جاتی ہے، (اے اللہ! مجھ کو مغضوبین وضالین کی راہ پر چلنے سے بچا) اور مغضوبین وضالین کے متعلق علمائے حق نے غالباً ترمذی شریف کی احادیث سے یہود ونصاریٰ مراد لئے ہیں، پھر بھی کوئی مسلمان یہود ونصاریٰ کو قابلِ اعتماد دوست اور ہمدرد بناتا ہے تو ایسے مسلمان کے لئے آپ کی کیا رائے ہے؟ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور مدد کا مستحق ہوسکتا ہے؟ کیا ایسے شخص کی نماز ودیگر عبادات منافقانہ نہیں ہوں گی؟ اس سلسلے میں سورۂ مائدہ کی آیات نمبر۱۶۲ تا ۱۶۵ کے حوالے کے ساتھ آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ یہ بھی حقیقت واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ یہود ونصاریٰ سے من حیث القوم تکلیف ہی پہنچی اور متواتر ان کے خلاف جہاد کیا۔

ج…… منافقانہ عمل کہنا تو صحیح نہیں، البتہ گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کا عمل فاسقانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر گناہ سے محفوظ رکھیں۔

## عزّت کے بچاؤ کی خاطر قتل کرنا

س…… کسی مسلمان یا غیرمسلم نے کسی مسلمان لڑکی کی عزّت پر حملہ کیا تو کیا مسلمان لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عزّت بچانے کے لئے حملہ آور کو قتل کردے؟

ج…… بلاشبہ جائز ہے۔

## عصمت پر حملے کے خطرے سے کس طرح بچے؟

س…… کسی مسلمان کی بیوی، بیٹی، بہن یا ماں کی عصمت کو خطرہ لاحق ہے، بچاؤ کی کوئی صورت نہیں، تو کیا مسلمان مرد کو یہ جائز ہے کہ وہ عزّت پر حملہ ہونے سے پہلے چاروں میں سے کسی کو قتل کردے؟

ج…… ان چاروں کو قتل کرنے کے بجائے حملہ آور کو قتل کردے یا خود شہید ہوجائے۔

## عصمت کے خطرے کے پیشِ نظر لڑکی کا خودکشی کرنا

س…… اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور خودکشی کرنے والے کو جہنم کا سزاوار کہا ہے،

زندگی میں بعض مرتبہ ایسے سنگین حالات پیش آتے ہیں کہ لڑکیاں اپنی زندگی کو قربان کرکے موت کو گلے لگانا پسند کرتی ہیں، دُوسرے الفاظ میں وہ خودکشی کرلیتی ہیں۔ مثلاً: اگر کسی لڑکی کی عصمت کو خطرہ لاحق ہو اور بچاؤ کا کوئی بھی راستہ نہ ہو تو وہ اپنی عصمت کی خاطر خودکشی کرلیتی ہے، اس کا عظیم مظاہرہ تقسیمِ ہند کے وقت دیکھنے میں آیا، جب بے شمار مسلمان خواتین نے ہندوؤں اور سکھوں سے اپنی عزّت محفوظ رکھنے کی خاطر خودکشی کرلی، باپ اپنی بیٹیوں کو اور بھائی اپنی بہنوں کو تاکید کرتے تھے کہ وہ کنویں میں کود کر مرجائیں لیکن ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھ نہ لگیں۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں براہِ کرم یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا حالات میں لڑکیوں اور خواتین کا خودکشی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… قانون تو وہی ہے جو آپ نے ذکر کیا۔ باقی جن لڑکیوں کا آپ نے ذکر کیا ہے توقع ہے کہ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ ہوگا۔

## کیا کوڑے مارنے کی سزا خلافِ شریعت ہے؟

س…… کیا اسلام میں کوڑے مارنے کی سزا خلافِ شریعت ہے؟ اور اگر واقعی اسلام میں کوڑوں کی سزا کی کوئی گنجائش نہیں تو پھر ایک جلیل القدر صحابی نے یہ سزا اپنے بیٹے کو کیوں دی؟

ج…… اسلام میں بعض جرائم پر کوڑوں کی سزا تو رکھی گئی ہے، لیکن اس سے یہ فوجی یا جلادی کوڑے مراد نہیں جن کا آج کل رواج ہے۔ وہ کوڑے اتنے ہلکے پھلکے ہوتے تھے کہ سو کوڑے کھاکر بھی آدمی نہ صرف زندہ بلکہ تندرست رہ سکتا تھا اور وہ کوڑے ٹکٹکی باندھ کر ایک ہی جگہ نہیں مارے جاتے تھے، نہ کوڑے لگانے کے لئے خاص جلاد رکھے جاتے تھے۔ ''اسلام میں کوڑے کی سزا'' سن کر یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ شاید اسلام بھی موجودہ دور کے جلادی کوڑوں کو روا رکھتا ہے۔

ایک جلیل القدر صحابی کے اپنے بیٹے کو کوڑوں کی سزا دینے کے جس واقعے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، اگر اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، جو عام طور سے واعظ حضرات میں مشہور ہے، تو یہ واقعہ غلط اور موضوع اور من گھڑت ہے۔


فہرست

## بے نمازی کے ساتھ کام کرنا

س...... میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کام کرتا ہوں جو نماز نہیں پڑھتے، بلکہ جمعہ تک نہیں پڑھتے، کیا ایسے آدمی کے ساتھ کام کرنا جائز ہے؟

ج...... کام تو کافر کے ساتھ بھی کرسکتے ہیں، وہ صاحب اگر مسلمان ہیں تو ان کو نماز کی ترغیب دینا ضروری ہے، آپ ان کو کسی بہانے کسی نیک صحبت میں لے جایا کیجئے، اس سے اِن شاء اللہ تعالیٰ وہ نمازی ہوجائیں گے۔

## گورنمنٹ کے محکموں میں چوری شخصی چوری سے بدتر ہے

س...... تقریباً دو سال پہلے میرے بڑے بھائی اور میرے والد مرحوم نے بجلی چوری کرنے کا طریقہ اپنایا تھا، جو اَبھی جاری ہے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص دُنیا میں کوئی اچھا عمل یا بُرا عمل چھوڑ جاتا ہے اس کو مرنے کے بعد بھی قبر میں اس کا بدلہ ملتا رہتا ہے، کہتے ہیں کہ جب تک بُرا عمل دُنیا میں ہوتا رہے گا اس کا گناہ مرحوم اور جواُن کا ساتھی ہوگا اسے ملتا رہے گا۔ بجلی کیونکہ ایک قومی ادارہ ہے، یہ ایک قوم کی امانت ہے اور اسی طرح ٹیلی فون، ٹیکس کی چوری وغیرہ جو بھی چوری کرتا ہے یا مدد کرتا ہے، کہتے ہیں کہ قیامت کے روز اس کا بدلہ اعمال کی کرنسی سے لیا جائے گا، یعنی اعمال لے لئے جائیں گے۔ ہمارے یہاں جو بجلی چوری ہوتی ہے اس لحاظ سے ہم اس بجلی کے استعمال سے جو نیک عمل یا عبادت اس کی روشنی میں کریں گے یقیناً وہ قابلِ قبول نہیں ہوگی، کیونکہ چوری کرنا حرام ہے، اور حرام چیز استعمال کرکے نیک کام کرے تو وہ بھی یقیناً قبول نہیں ہوگا۔ مولانا صاحب! یہ سوال جو میں نے کیا ہے اور اس سوال میں جو میں نے اپنے خیالات کا بھی اظہار کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیں۔ ہمارے دُوسرے ایسے مسلمان بھائیوں کو بھی معلوم ہوجائے کہ گورنمنٹ کے مال کی چوری کا بھی اللہ کے یہاں نیکیوں کے بدلے سے چوری کا خسارہ پورا کیا جائے گا، ہوسکے تو ایسے لوگوں کا انجام حدیث سے ثابت فرمائیے۔

ج...... آپ کے خیالات صحیح ہیں، گو تعبیرات صحیح نہیں۔ جس طرح شخصی املاک کی چوری گناہ

ہے، اسی طرح قومی املاک میں چوری بھی گناہ ہے، بلکہ بعض اعتبارات سے یہ چوری زیادہ سنگین ہے، کیونکہ ایک آدمی سے تو معاف کرانا بھی ممکن ہے اور پوری قوم سے معاف کرانے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

## رکشے کے میٹر کو غلط کر کے زائد پیسے لینا

س…… ہمارے محلّہ میں اکثریت رکشہ، ٹیکسی والوں کی ہے، ان لوگوں کے ساتھ اکثر میری تکرار ہوجاتی ہے، چونکہ حکومت نے رکشے کا میٹر ایک روپیہ بیس پیسہ فی میل اور ٹیکسی کا میٹر دو روپے فی میل مقرّر کیا ہے، یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حکومت وقتاً فوقتاً پیٹرول مہنگا کرتی ہے اور رکشہ ٹیکسی کا کرایہ زیادہ نہیں کرتی، اس لئے ہمارا اس موجودہ ریٹوں پر گزارا نہیں ہوتا ہے، تو مجبوراً ہم لوگ ایک روپیہ بیس پیسہ کے بجائے دو روپے اور دو روپے کے بجائے ڈھائی روپے چلاتے ہیں۔ حالانکہ میرے خود بھی دو رکشے اسی دو روپے میں چل رہے ہیں، واضح طور پر لکھ دیجئے کہ یہ زائد جو کمائی ہم لوگ کرتے ہیں حلال ہے یا حرام؟ باوجود اس کے کہ حکومت کے مقرّر کردہ ریٹ کے مطابق ان لوگوں کو روزانہ ساٹھ روپے سے لے کر ستر اَسّی روپے تک بچت ہوتی ہے۔

ج…… جو لوگ رکشہ، ٹیکسی پر سفر کرتے ہیں ان کے ذہن میں تو یہی ہے کہ رکشہ، ٹیکسی والے حکومت کے مقرّر کردہ ریٹ پر چلتے ہیں، اس صورت میں رکشہ، ٹیکسی والے کا اپنے طور پر کرایہ بڑھا کر وصول کرنا مسافر کی رضامندی سے نہیں، بلکہ دھوکے سے ہے، اس لئے زائد رقم ان کے لئے حلال نہیں۔ البتہ اگر مسافر سے یہ طے کرلیا جائے کہ میں اتنے پیسے زائد لوں گا اور وہ اس پر راضی ہوجائے تو جائز ہے۔

## مذہبی شعار میں غیر قوم کی مشابہت کفر ہے

س…… ایک حدیث سنی ہے جس کا مفہوم میری سمجھ میں اس طرح آیا کہ: ''جو شخص جس کسی کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ کل قیامت کے دن اسی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا'' ہم لوگ سر کے بالوں سے لے کر پیر کے ناخنوں تک غیروں کی مشابہت کرتے ہیں۔ داڑھی پر اُسترا

چلاتے ہیں، قمیص اور پتلون انگریزی اپناتے ہیں، غرض ہر طرح انگریز کا طریقہ اپناتے ہیں، کوئی زیادہ دِین دار ہو تو قمیص کے کالر تبدیل کرلیتا ہے، شکل قمیص کی انگریزی ہوتی ہے، گھڑی بائیں ہاتھ میں باندھتے ہیں۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ ہمارا طریقہ یہ کیا ہے؟ کیا یہ انگریزی طریقہ نہیں ہے؟ اور یہ حدیث ہم پر صادق نہیں آتی ہے؟

ج…… یہ حدیث صحیح ہے، اور کسی قوم سے تشبہ کا مسئلہ خاصا تفصیل طلب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی غیرقوم کے مذہبی شعار میں ان کی مشابہت کرنا تو کفر ہے، جیسے ہندووٴں کی طرح چوٹی رکھنا، یا زنار پہننا، یا عیسائیوں کی طرح صلیب پہننا۔ اور جو چیز کسی قوم کا مذہبی شعار تو نہیں لیکن کسی خاص قوم کی وضع قطع ہے، ان میں مشابہت کفر نہیں، البتہ گناہِ کبیرہ ہے۔ جیسا کہ داڑھی منڈانا مجوسیوں کا شعار تھا۔ اور جو چیز کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں، ان میں مشابہت نہیں، البتہ اگر کوئی شخص مشابہت کے ارادے سے ان چیزوں کو اختیار کرے گا وہ بھی اس حدیث کا مصداق ہے۔

## نعتیں ترنم کے ساتھ پڑھنا

س…… حمد و نعتیں اور اسلام کے پروگرام میں کبھی خواتین اور کبھی خواتین و مرد ایک ساتھ، کبھی مرد لحن سے اور کبھی ترنم سے پڑھتے ہیں جب عورتیں یا مرد اور عورتیں ایک ساتھ حمد یا نعت یا سلام ریڈیو پر پڑھتے ہوں تو اسے ہر مرد اور عورت کو سننا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کس طرح سنا جاسکتا ہے؟

ج…… حمد و نعت تو بہت اچھی چیز ہے، بلکہ بہترین عبادت کہنا چاہئے بشرطیکہ حمد و نعت کے مضامین خلافِ شرع نہ ہوں، جیسا کہ آج کل کے بہت سے نعت گو خلافِ شرع مضامین کا طومار باندھ دیتے ہیں۔ جہاں تک پڑھنے کا تعلق ہے، اگر مرد، مردوں کے مجمع میں اور کوئی عورت خواتین کی محفل میں پڑھے اور اس کی آواز نامحرَم مردوں تک نہ پہنچے تب تو صحیح ہے، لیکن مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ پڑھنا ناجائز ہے۔

## قرآن مجید کی ٹیوشن پڑھانا جائز ہے

س…… میں کسی ادارے میں ملازمت کرتا ہوں اور میری نامعقول تنخواہ ہے، اور گھر کی فیملی

زیادہ ہے، گھر کا واحد سہارا ہوں۔ فارغ ٹائم میں بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں اور میں حافظِ قرآن ہوں، بچوں کو قرآنی تعلیم دیتا ہوں، جو تنخواہ ملتی ہے اس سے اپنی گھریلو ضروریات کو پورا کرتا ہوں۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں ٹیوشن فیس لینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… ٹیوشن ایک جز وقتی ملازمت ہے، پس فارغ وقت میں ٹیوشن پڑھائی جائے تو اس وقت کی اُجرت لینا جائز ہے۔

## اپنے آپ کو تیل ڈال کر جلانے والے کا شرعی حکم

س…… کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ میری ہمشیرہ نے اپنے سسرال والوں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے آپ پر مٹی کا تیل چھڑک کر اپنے جسم کو آگ لگالی، اور وہ بُری طرح جل گئی، تین دن تک وہ موت وحیات کی کشمکش میں رہی، اس کے بعد انتقال ہوگیا۔ آیا اس کی موت کو اپنی موت کہیں گے یا خودکشی؟

ج…… یہ خودکشی نہیں تو اور خودکشی کسے کہتے ہیں…؟

## غلط عمر لکھوا کر ملازمت کی تنخواہ لینا

س…… پاکستان میں عموماً حضرات اپنے بچوں کی عمر کم لکھواتے ہیں تاکہ مستقبل میں فائدے ہوں، مثلاً: ریٹائر ہونے کی عمر میں ۲ یا ۳ سال کا ناجائز اضافہ ہوجاتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس اضافے سے جو تنخواہ ملتی ہے کیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ وہ زائد سال کسی اور کا حق ہے جو عمر بڑھوا کر کسی شخص نے حاصل کئے۔

ج…… تنخواہ تو خیر حلال ہے اگر کام حلال ہو، مگر جھوٹ کا گناہ ہمیشہ سر رہے گا۔

## مقرّرشدہ تنخواہ سے زیادہ بذریعہ مقدمہ لینا

س…… میں ایک جگہ کام کرتا تھا، اب جی بھر گیا ہے، ۵ سال ہوگئے ہیں نوکری کرتے ہوئے۔ مالک کے ساتھ جو معاہدہ تھا یعنی تنخواہ مقرّر تھی وہ مجھے ملتی رہی ہے۔ ہر ماہ مقرّر کی ہوئی تنخواہ مجھے برابر ملتی رہی ہے۔ اب ایک آدمی نے مشورہ دیا ہے کہ تم کورٹ میں مقدمہ کرو، کافی رقم ملے گی۔ جبکہ مجھے میرا حق یعنی جو تنخواہ مقرّر تھی وہ مجھے ملتی رہی ہے۔ اب اگر

میں مقدمہ کروں اور مجھے جو رقم ملے گی اس رقم کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا یہ جائز ہے؟

ج...... آپ سے جتنی تنخواہ کا معاہدہ ہوا تھا وہ تو آپ کے لئے حلال ہے، اس سے زیادہ اگر آپ وصول کریں گے تو غصب ہوگا، اگر آپ کو وہ تنخواہ کافی نہیں تو آپ معاہدہ فسخ کر سکتے ہیں۔

## غیر حاضریاں کرنے والے ماسٹر کو پوری تنخواہ لینا

س...... ایک صاحبِ علم آدمی ایک اسکول میں ماسٹر ہے، مگر وہ اپنے علاقے کے لوگوں کے معاملات میں اس قدر مصروف ہے کہ باقاعدگی سے اسے اسکول میں حاضری کا موقع نہیں ملا کرتا، بلکہ زیادہ سے زیادہ مہینے میں کوئی ۱۷، ۱۸ حاضریاں اس کی بنیں گی، تو کیا اس کو اس بنا پر پوری تنخواہ وصول کرنا جائز ہوگا کہ وہ خدمتِ خلق اور لوگوں کے کاموں میں مصروف ہے جبکہ اسکول میں ایسا دُوسرا ماسٹر موجود ہو جو اس کے پیریڈ لے سکے؟

ج...... ماسٹر صاحب کو تنخواہ تو پڑھانے کی ملتی ہے، خدمتِ خلق کی نہیں ملتی۔ اس لئے وہ جتنی پڑھائی کریں بس اتنی ہی تنخواہ کے مستحق ہیں، اس سے زیادہ ناجائز لیتے ہیں۔

## غلط بیانی سے عہدہ لینے والے کی تنخواہ کی شرعی حیثیت

س...... پاکستان سے ایک صاحب جعلی سرٹیفکیٹ بنواکر یہاں سعودیہ میں ایک بڑی پوسٹ پر آکر فائز ہوئے، پاکستان کے متعلقہ حکام بہت حیرت زدہ ہوئے، اس لئے کہ پاکستان میں یہ صاحب ماضی میں اس عہدے کے اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کر چکے تھے اور اپنی نالائقی کی بنا پر اسسٹنٹ کے عہدے سے بھی متعلقہ محکمے سے نکالے جا چکے تھے۔ اسسٹنٹ سے آگے محنت کر کے قانونی طور پر ترقی کرنا ان کے لئے قطعی ناممکن تھا، اس طرح انہوں نے اس دُنیا میں تو چالاکی سے جعلی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ دُوسرے ملک والوں کو بے وقوف بنالیا اور یہاں اس بڑے عہدے پر جیسے تیسے کام کر رہے ہیں، اس طرح انہوں نے پاکستان سے آنے والے ایک موزوں اور قابل انسان کی حق تلفی بھی کی۔ اب ان کی اس

کمائی کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا بہت سے حج اور عمرے کرنے سے ان کا یہ جان بوجھ کر کیا ہوا گناہ دُھل سکتا ہے؟

ج...... جھوٹ اور جعل سازی کے ذریعہ کوئی عہدہ و منصب حاصل کرنا یہ تو ظاہر ہے کہ حرام ہے، اور جھوٹ، دغابازی اور فریب دہی پر جتنی وعیدیں آئی ہیں، یہ شخص ان کا مستحق ہے، مثلاً: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، ارشادِ نبوی ہے کہ دھوکا کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ اس لئے جعل سازی خواہ چھوٹی کی ہو یا بڑی، ایسے شخص کے بدکار، گناہگار ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہئے۔ باقی رہا یہ مسئلہ ایسے شخص کی کمائی بھی حلال ہے یا نہیں؟ اس کے لئے یہ اُصول یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ شخص اس منصب کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے اور کام بھی صحیح کرتا ہے تو اس کی تنخواہ حلال ہے، اور اگر منصب کا سرے سے اہل نہیں، یا کام ٹھیک سے انجام نہیں دیتا تو اس کی تنخواہ حرام ہے، اس اُصول کو وہ صاحب ہی نہیں بلکہ تمام سرکاری و غیرسرکاری افسران و ملازمین پیشِ نظر رکھیں۔ میرے مشاہدے و مطالعے کی حد تک ہمارے افسران و ملازمین میں سے پچاس فیصد حضرات ایسے ہیں جو یا تو اس منصب کے اہل ہی نہیں، محض سفارش یا رشوت کے زور سے اس منصب پر آئے ہیں، یا اگر اہل ہیں تو اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر نہیں بجالاتے، ایسے لوگوں کی تنخواہ حلال نہیں۔ وہ خود بھی حرام کھاتے ہیں اور گھر والوں کو بھی حرام کھلاتے ہیں۔

## اوور ٹائم لکھوانا اور اس کی تنخواہ لینا

س...... میں نماز روزے کا سختی سے پابند ہوں اور حلال رزق میری جستجو ہے۔ لیکن ایک رُکاوٹ پیش آرہی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔ بزرگوارم! میں ایک مالیاتی ادارے میں ملازم ہوں جہاں مقرّرشدہ اوقاتِ کار ختم ہونے کے بعد مزید چند گھنٹے خدمات سرانجام دینا پڑتی ہیں، جس کا علیحدہ سے معاوضہ دیا جاتا ہے، جس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ تمام ملازمین کو جنھوں نے اوور ٹائم کیا ہوتا ہے اوور ٹائم ختم کرنے کے بعد ایک رجسٹر پر دستخط کرنے پڑتے ہیں، جس میں ٹوٹل اوور ٹائم کتنے گھنٹے کیا اور ساتھ میں وقت اور دستخط تحریر کرنا پڑتے ہیں، لیکن اس تحریر کردہ اور دستخط شدہ وقت سے دو گھنٹے پہلے ہی چھٹی کرلی جاتی ہے اور صرف


فہرست

ایک گھنٹہ کام کیا جاتا ہے، کافی اداروں میں ایسا ہوتا ہے، تو مزید جو دو گھنٹے کا بھی (جس میں ہم کام نہیں کرتے، چھٹی کر جاتے ہیں) معاوضہ وصول کرتے ہیں کیا وہ ہمارے لئے حلال ہے؟ ہم اسے اپنے بال بچوں کے پیٹ کے لئے استعمال کرسکتے ہیں؟

ج…… معاوضہ صرف اتنے وقت کا حلال ہے جس میں کام کیا ہو، اس سے زیادہ وقت کا رجسٹر میں اندراج کرنا جھوٹ اور بددیانتی ہے، اور اس کا معاوضہ وصول کرنا قطعی حرام ہے۔

## غلط اوورٹائم کی تنخواہ لینا

س…… آج کل خاص طور پر سرکاری دفاتر میں یہ بیماری عام ہے کہ لوگ بوگس اوورٹائم اور بوگس ٹی اے ڈی اے حاصل کرتے ہیں جس سے گورنمنٹ کو کروڑوں روپے سالانہ نقصان ہوتا ہے، اس طرح بعض لوگ مہینے میں ۸ یا ۱۰ دن دفتر آتے ہیں مگر تنخواہ پورا مہینہ حاصل کرتے ہیں۔

الف:…… وہ لوگ جو اوورٹائم ٹی اے، ڈی اے اور بوگس تنخواہ حاصل کرتے ہیں، ان کی کمائی کیسی ہے؟

ب:…… جو افسران اوورٹائم، ٹی اے، ڈی اے اور تنخواہ تیار کرتے ہیں اور ان کاغذات پر کئی افسران دستخط بھی کرتے ہیں، کیا انہیں بری الذمہ قرار دیا جاسکتا ہے یا وہ بھی اس کام میں برابر کے شریک ہیں؟ ان لوگوں کی کمائی سے زکوٰۃ، صدقات اور دُوسرے فلاحی کاموں میں خرچ کی گئی رقم قابلِ قبول ہے یا نہیں؟

ج…… ظاہر ہے کہ ان کی کمائی خالص حرام ہے، اور جو افسران اس کی منظوری دیتے ہیں وہ اس جرم اور حرام کام میں برابر کے مجرم ہیں۔ صدقہ وخیرات حلال کمائی سے قبول ہوتی ہے، حرام سے نہیں۔ حرام مال سے صدقہ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گندگی کا پیکٹ کسی کو تحفے میں دے۔

## سرکاری ڈیوٹی صحیح ادا نہ کرنا قومی وملّی جرم ہے

س…… زید کا بحیثیت ورکس شاپ اٹینڈنٹ کے تقرّر کیا جاتا ہے لیکن وہ اپنے فرائضِ منصبی

قطعی طور پر انجام نہیں دیتا، لیکن حکومت سے ماہانہ تنخواہ وصول کرتا ہے، کیا اس کی ماہانہ تنخواہ شرعی حدود کے مطابق جائز ہے؟

ج…… جس کام کے لئے کسی کا تقرّر کیا گیا ہو اگر وہ اس کام کو ٹھیک ٹھیک انجام دے گا تو تنخواہ حلال ہوگی ورنہ نہیں۔ جو سرکاری ملازمین اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر ادا نہیں کرتے تو وہ خدا کے بھی خائن ہیں اور قوم کے بھی خائن ہیں، اور ان کی تنخواہ شرعاً حلال نہیں۔ دُنیا میں اس خیانت کا خمیازہ انہیں یہ بھگتنا پڑتا ہے کہ اچھی آمدنی، اچھی رہائش اور اچھی خاصی آسائش اور آسودگی کے باوجود ان کا سکون غارت اور رات کی نیند حرام ہوجاتی ہے، طاعت و عبادت کی توفیق سلب ہوجاتی ہے اور آخرت کا عذاب مرنے کے بعد سامنے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھیں۔ بہرحال اپنی ڈیوٹی ٹھیک طور پر بجانہ لانا ایک ایسا دِینی، اخلاقی اور قومی و ملّی جرم ہے کہ آدمی اس گناہ کی معافی بھی نہیں مانگ سکتا۔

## پریشانیوں سے گھبرا کر مرنے کی تمنا کرنا

س…… اب دُنیا میں جینا مشکل ہوگیا ہے، دِل چاہتا ہے کہ موت آجائے، دُنیا کے حالات دگرگوں ہوچکے ہیں۔ بندے کو پانچ چھ ماہ سے پریشانیوں اور بخار نے ایسا گھیرا ہے کہ جان نہیں چھوٹتی، کیا اس طرح کہنا جائز ہے؟

ج…… پریشانیوں پر اَجر تو ایسا ملتا ہے کہ عقل و تصوّر میں نہیں آسکتا، لیکن اجر صابرین کے لئے ہے، اور پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی تمنا کرنا حرام بھی ہے اور اَجر کے منافی بھی:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مرکے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

## ماں باپ سے متعلق قرآنِ کریم کے اَحکامات کا مذاق اُڑانا

س…… اگر ایک لڑکا نہایت اُونچی تعلیم اور صاف ستھرے ماحول میں پروَرِش پاکر بعد شادی اور حصولِ ملازمت کے اپنے والد، بھائیوں اور بہنوں سے نامعقول عذر لے کر ہر قسم کا تعلق منقطع کرلے بلکہ نفرت کرنے لگے اور اپنی زوجہ اور اس کے عزیزوں کو خوش کرنے کے لئے



فہرست

ان کو ذہنی تکلیف میں ڈال کر خوش ہو۔ پابند نماز ہونے کے باوجود ان اَحکامات کا مذاق اُڑائے جو ماں باپ اور بزرگوں کے احترام کے سلسلے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ شرعاً اور اخلاقاً کیا وعید بیان کی گئی ہے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا'' والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید تو قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں بہت ہی آئی ہے، قرآن و حدیث کا مذاق اُڑانے والا مسلمان کیسے رہ سکتا ہے...؟ اس لئے آپ کی لکھی ہوئی کہانی پر مجھے تو یقین نہیں آیا۔

## پنشن جائز ہے، اس کی حیثیت عطیہ کی ہے

س...... گورنمنٹ ملازمین کو مدّتِ ملازمت ختم کرنے کے بعد پنشن بطور حق ملتی ہے، مروّجہ قانون کے مطابق پنشنر کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی نصف پنشن کی حد تک گورنمنٹ کو بیچ دے، یعنی پنشن کی اس رقم کے بدلے (عوض) یکمشت رقم نقد لے لے۔ اس کو انگریزی میں کمیوٹیشن آف پنشن کہتے ہیں، اس کے لئے شرط ہے کہ پنشنر بالکل تندرست ہو اور مقامی سِول سرجن اس کو تندرست تسلیم کرکے سرٹیفکیٹ دے۔ بصورتِ دیگر کمیوٹیشن منظور نہیں ہوتا۔ عام طور پر جب پنشنر تندرست ہو تو زندگی کی آخری حد ستر سال مانی جاتی ہے، اور اسی حساب سے یکمشت رقم پنشن کی رقم کے بدلے یا عوض میں ادا کی جاتی ہے، اور اب وہ ہمیشہ کے لئے پنشن کے اس حصے سے جو وہ کمیوٹ کرچکا ہے، محروم ہوجاتا ہے۔ اس طرح بعض حالات میں اگر پنشنر جلد انتقال کرجائے گورنمنٹ نقصان میں رہتی ہے، اور اگر ستر سے زیادہ زندہ رہے تو خود پنشنر نقصان میں رہتا ہے، اب جبکہ ملک میں اسلامی قوانین نافذ ہیں، جوأ، شراب وغیرہ بند اور زکوٰۃ وصول کی جارہی ہے تو کیا یہ مروّجہ قانون مذکورہ بالا شکل میں جوأ یا شرط کے ممنوعہ حدود میں شامل نہیں ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس حالت میں کیا گورنمنٹ کو ان تمام پنشنروں کو جو ستر سال کی حد پوری کرچکے ہیں اور اب بھی زندہ ہیں ان کی کمیوٹڈ پنشن اب بحالی نہیں کرنی چاہئے جس طرح سود (ربا) کے حرام ہوتے ہی اصل کے سوا تمام قسم کا سود وصول کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے اور عملاً معاف

کردیا گیا۔ازراہ کرم جواب اخبار ''جنگ'' کے کالم ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' میں عنایت فرمادیں تاکہ دیگر علمائے کرام کو بھی رائے زنی کا موقع ملے۔نیز کیونکہ معاملہ حکومتِ وقت سے متعلق ہے، اس لئے مؤدّبانہ عرض ہے کہ جواب للّٰہ کسی ایسی تأویل وتوجیہ سے پاک ہو جو اُصولِ مُسلّمہ کے خلاف ہو، اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

ج……پنشن کی حیثیت ایک لحاظ سے عطیہ کی ہے، اس لئے جو معاملہ پنشنر اور حکومت کے درمیان طے ہوجائے وہ صحیح ہے، یہ جوا اور قمار نہیں۔

## بچوں کے نسب کی تبدیلی

س……۱۹۷۶ء میں میرے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا تھا، اس کے دو بچے تھے، بھائی کے انتقال کے وقت بڑے لڑکے کی عمر ۳ سال تھی اور چھوٹے کی عمر ایک سال تھی، ان دنوں میں کراچی میں سروِس کررہا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد میں نے اپنے والدین کی رضامندی سے تقریباً ڈھائی سال کے بعد اپنی بھابھی سے شادی کرلی، اس وقت بڑے لڑکے کی عمر تقریباً چار سال تھی۔ میرے دونوں بھتیجے مجھے ابو ہی کہتے ہیں اور میں انہیں ان کے والد کا احساس نہیں ہونے دیتا۔ میں شادی کے چھ مہینے بعد بچوں کو کراچی لے آیا تھا، پھر میں نے انہیں اسکول میں داخل کروادیا تھا، بچوں کے والد کے نام کی جگہ میں نے اپنے نام کو شامل کیا تھا، یعنی اپنا نام درج کروادیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ بچوں کو میں ان کے والدین کے متعلق اس وقت تک نہ بتاؤں جب تک وہ سمجھدار نہ ہوجائیں ابھی میں اس لئے نہیں بتارہا ہوں کہ کہیں وہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوجائیں۔ اب اللہ کے فضل وکرم سے میرے بھی دو بچے ہیں لیکن میں اپنے بچوں سے زیادہ بھائی کے بچوں کو عزیز رکھتا ہوں۔ آپ ازراہ کرم مہربانی کرکے اسلامی رُو سے مجھے بتائیے کہ میں نے جو بھائی کے نام کی جگہ بچوں کے اسکول میں اپنی ولدیت لکھوائی ہے دُرست ہے یا غلط؟

ج……اگرچہ بچوں کی مصلحت کے لئے آپ نے ایسا کیا تھا، لیکن بچوں کے نسب کو یکسر بدل دینا گناہ ہے، جائز نہیں۔ ان بچوں کی ولدیت ان کے باپ ہی کی لکھوانی چاہئے۔

## مقدس اسمائے مبارکہ

س......اخبارات، رسائل وغیرہ میں قرآنی آیت اور اللہ تعالیٰ کے نام لکھتے ہیں جو کہ ردّی اخبار کی صورت میں زمین پر پڑے رہتے ہیں، بعض اوقات ایسی خستہ حالت اور گندگی میں پڑے ہوتے ہیں کہ اُٹھانے کو بھی دِل نہیں چاہتا، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر ایسے نام مثلاً: عبدالرحمٰن وغیرہ لکھے ہوں تو انہیں مٹادینا کافی ہے۔

ج......ایسے مقدس اسمائے مبارکہ جہاں ملیں ان کو حفاظت سے رکھ دیا جائے اور بعد میں دریابرد کردیا جائے۔

## افسران کی وجہ سے غلط رپورٹ پر دستخط کرنا

س......ہم جہاں کام کرتے ہیں وہاں انسانی جانوں کے تحفظ کا مسئلہ پیش پیش ہوتا ہے، اور جب ہم ان کی صحیح رپورٹ اپنے افسر کو دیتے ہیں کہ یہ مسئلہ انسانوں کے لئے مضرِ صحت ہے اور بڑے افسرانِ بالا کو مطلع کردیا جائے، لیکن اس کے برعکس ہمارا اُوپر کا افسر اس رپورٹ کو ایک طرف رکھ کر اپنی طرف سے غلط رپورٹ بناکر ہم سے دستخط لے لیتا ہے اور اس کو افسرانِ بالا کو بھجوادیتا ہے، صرف ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ عرصے سے یہ ہو رہا ہے، کیا یہ گناہ ہے؟ اگر ہے تو اس سے کیسے نجات مل سکتی ہے؟ جبکہ ہمارے افسر کے ہاتھ ہماری سالانہ رپورٹ ہے، اگر ہم انکار کرتے ہیں تو ہماری نوکری کو داغ لگنے کا خطرہ ہے۔

ج......آپ کے افسر کا غلط رپورٹ دینا تین گناہوں کا مجموعہ ہے، جھوٹ، فرضِ منصبی میں خیانت، بددیانتی اور انسانی صحت سے کھیلنا اور آپ لوگوں کا نوکری کی خاطر اس کی غلط رپورٹ پر دستخط کرنا خود کو ان گناہوں میں ملوّث کرنا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ اپنا نام و نشان بتائے بغیر اس افسر کی بددیانتی کی شکایت صدرِ محترم، گورنر صاحب، تمام افسرانِ بالا تک پہنچائی جائے۔ نیز قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران اور معاشرے کے دیگر مؤثر افراد کے علم میں یہ بات لائی جائے، اس کے بعد بھی اگر افسرانِ بالا اس پر توجہ نہیں کریں گے تو وبال ان پر ہوگا، اور آپ مؤاخذہ سے بری الذمہ ہوں گے۔ ہر محکمے میں اگر ماتحت لوگ

اپنے افسران کی غلط روی کی نشاندہی کریں تو میرا اندازہ ہے کہ سرکاری مشینری کی بڑی اصلاح ہوسکتی ہے۔ خیانت و بددیانتی کو پنپنے کا موقع اس لئے ملتا ہے کہ ماتحت ملازمین اپنی نوکری کی فکر میں افسران کی خیانت و بددیانتی سے مصالحت کرلیتے ہیں۔

## کسی پر بغیر تحقیق کے الزامات لگانا

س...... زید نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا جس کی ایک لڑکی بھی ہے، جس کی عمر تقریباً ۱۳ سال ہے، نکاح کے تقریباً ۴ ماہ بعد کچھ ایسے واقعات رُونما ہوئے جس کی وجہ سے زید نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ طلاق دینے کے بعد اس نے زید کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنا شروع کردیا۔ اس دوران اس عورت نے زید پر الزام لگایا کہ میری لڑکی کہتی ہے کہ زید نے مجھ کو مختلف طریقوں سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے اور مجھ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور یہ واقعات اس زمانے کے بیان کرتی ہے جبکہ اس کی ماں زید کے نکاح میں تھی۔ جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ الزام قطعاً غلط ہے اور زید کی سابقہ زندگی جس حسن و خوبی سے گزری ہے اس سے عوام الناس بخوبی واقف ہیں۔ اب یہ الزام جو زید پر لگا کر بدنام کیا گیا ہے اس سے لوگوں کو تعجب ہے۔ اس سلسلے میں کچھ لوگوں نے زید کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور مخالفت کے درپے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بغیر تحقیق یہ الزام جس کا کوئی گواہ بھی نہیں ہے کہاں تک معتبر ہے؟

ج...... کسی کو بدنام کرنا، جھوٹے الزامات لگانا، اسی طرح جھوٹے الزامات کو صحیح تسلیم کرلینا اور کسی کی آبرو پر حملہ کرنا سخت گناہ ہے، اور یہ بدترین کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اسلام میں اس قسم کے اُمور کے لئے نہایت سخت اَحکام ہیں، مسلمانوں کو قرآنِ کریم میں ہدایت دی گئی ہے کہ جس امر کی تم کو تحقیق نہ ہو اس کے پیچھے نہ چلو، لہٰذا لوگوں کا بغیر تحقیق کئے ہوئے زید کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دینا نہایت غلط ہے، زید کو حسبِ سابق اِمام برقرار رکھا جائے۔

## گمشدہ چیز کا صدقہ کرنا

س...... عرض یہ ہے کہ مجھے ایک عدد گھڑی دفتر کے باتھ رُوم سے ملی ہے، میں نے اس کی


فہرست

اطلاع قریب کے تمام دفتروں میں کردی، قریبی مسجد میں اعلان کروادیا۔ اس کے علاوہ اشتہار لکھ کر مناسب جگہوں پر لگادیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے اور اس کا اصل مالک مل جائے تو اس کی امانت اس کو واپس کردوں۔ اس واقعے کو عرصہ ڈیڑھ ماہ ہوچکا ہے، لیکن اس کا مالک نہیں ملا۔ آپ سے التماس ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے اس کا حل بتائیں کہ اس گھڑی کا استعمال کیسا ہے؟

ج…… اگر اس کے مالک کے ملنے کی توقع نہ ہو تو مالک کی طرف سے صدقہ کردیا جائے، بعد میں اگر مالک مل جائے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ اس صدقہ کو جائز رکھے یا آپ سے گھڑی کی قیمت وصول کرے، یہ صدقہ آپ کی طرف سے سمجھا جائے گا۔

## دُکان پر چھوڑی ہوئی چیزوں کا کیا کریں؟

س…… میری دُکان پر گاہک آتے ہیں، کبھی کبھار کوئی گاہک میری دُکان پر کھانے کی چیزیں جس میں فروٹ وغیرہ شامل ہوتا ہے بھول کر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ آپ سے معلوم کرنا ہے کہ ان چیزوں کا کیا کیا جائے؟

۱:…… اگر ان چیزوں کو امانتاً رکھ لیا جاتا ہے تو یہ خراب ہوجاتی ہے، زیادہ دیر رکھنے کی وجہ سے۔

۲:…… کیا کسی غریب کو دینا جائز ہے یا خود رکھ سکتا ہے؟

۳:…… یا پھر انہیں خراب ہونے دیں؟

ج…… ان پھلوں کے خراب ہونے سے پہلے تک تو مالک کا انتظار کیا جائے، جب خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مالک کی طرف سے کسی محتاج کو دے دیئے جائیں۔ اگر بعد میں مالک آئے تو اس کو صحیح صورت سے آگاہ کردیا جائے، اگر مالک اس صدقہ کو جائز رکھے تو ٹھیک، ورنہ مالک کو ان پھلوں کی قیمت ادا کردیں اور یہ صدقہ آپ کی طرف سے شمار ہوگا۔

## گمشدہ بکری کے بچے کو کیا کیا جائے؟

س…… کیا فرماتے ہیں علمائے دِین اس مسئلے میں کہ ایک زیرِتعمیر پلاٹ پر تقریباً دو ماہ کا ایک


فہرست

بکری کا بچہ نمازِ فجر سے قبل آگیا، جس کو بارہا بھگایا لیکن وہ نہیں گیا۔ اڑوسی پڑوسی سے دریافت کیا، کسی نے اپنا نہیں بتایا۔ اس علاقے کے چرواہے سے دریافت کیا، اس نے بھی انکار کیا، مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے کہلوایا، مگر کوئی لینے نہیں آیا۔ اب وہ تقریباً دس ماہ کا ہوگیا ہے، ازرُوئے شرع کیا قانون لاگو ہوتا ہے؟

ج…… اگر تلاش کے باوجود اس بکری کے بچے کا مالک نہیں مل سکا تو اس کا حکم گمشدہ چیز کا ہے کہ مالک کی طرف سے صدقے کی نیت کرکے کسی غریب محتاج کو دے دیا جائے، اگر بالفرض کبھی مالک مل جائے تو اس کو اختیار ہوگا، خواہ اس صدقے کو برقرار رکھے یا آپ سے اس کی قیمت وصول کرلے۔ دُوسری صورت میں یہ صدقہ آپ کی طرف سے ہوجائے گا۔

## ساس کو بوسہ دینا

س…… میری منگنی ہوچکی ہے، میں اپنی ساس سے اپنی ماں کی طرح محبت کرتا ہوں، اور ماں ہی کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ ان کی عمر ۶۰ سال ہے، کیا میں ان کی پیشانی پر بوسہ دے سکتا ہوں؟ کیا شادی کے بعد بوسہ دے سکتا ہوں؟

ج…… اگر شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

## اِنجکشن کے نقصان دینے پر دُوسرا لگاکر دونوں کے پیسے لینا

س…… میرے پاس ایک مریض آیا، جس کو بخار تھا، میں نے اس کو انجکشن لگایا، اتفاق سے وہ انجکشن اس کو موافق نہ آسکا اور اسے اس انجکشن کا رَدِّ عمل ہوگیا، میں نے اس مریض کو پہلے انجکشن کا توڑ لگایا، پہلے انجکشن کی قیمت ۲۰ روپے تھی جبکہ دُوسرے انجکشن کی قیمت ۱۰۰ روپے ہے۔ آنجناب سے دریافت یہ کرنا ہے کہ ۲۰ روپے لوں یا دونوں انجکشن کی قیمت جو ۱۲۰ روپے بنتی ہے؟

ج…… اگر آپ مستند ڈاکٹر صاحب ہیں اور آپ نے پہلا انجکشن لگانے میں کسی غفلت و کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا، تو آپ کے لئے دونوں کے پیسے وصول کرلینا جائز ہے، اور اگر آپ مستند معالج نہیں، یا آپ نے غفلت و کوتاہی کا ارتکاب کیا، تو دونوں کی رقم آپ کے لئے حلال نہیں۔

## میاں بیوی کا ایک دُوسرے کے مخصوص اعضاء دیکھنا

س…… جماع کے وقت بیوی کا تمام بدن، مقامِ خاص اور دُوسرے اعضاء دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… میاں بیوی کا ایک دُوسرے کے بدن کو دیکھنا جائز ہے، لیکن بے ضرورت دیکھنا اچھا نہیں۔

## بیوی کے پستان چوسنا

س…… ایک شوہر اپنی بیوی کی چھاتی چوستا ہے تو اس میں سے پانی نکلتا ہے اور وہ تھوک دیتا ہے، جبکہ بیوی حمل سے نہیں ہے۔ کیا یہ فعل ناجائز اور گناہ ہے؟ اگر بیوی حمل سے ہو تو کیا تب بھی گناہ ہوگا؟

ج…… منہ لگانا جائز ہے، مگر دُودھ پینا جائز نہیں، بیوی حاملہ ہو یا نہ ہو۔

## سورۃ النساء کی آیت:۳۱ سے عورتوں کے لئے کاروبار کرنے کی اجازت ثابت نہیں ہوتی

س…… مؤرخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۹۲ء کے روزنامہ ''جنگ'' میں ایک محترمہ نے کراچی اسٹاک ایکسچینج کے نومنتخب عہدیداران کے استقبالیے میں تقریر کرتے ہوئے سورۃ النساء کی آیت نمبر:۳۱ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ عورت جو کماتی ہے وہ اس کا حصہ ہے اور مرد جو کماتا ہے وہ اس کا حصہ ہے، لہٰذا عورتوں کو کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال حصہ ثابت ہے۔'' قرآن مجید کے ترجمہ سے کہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں کاروبار اعلانیہ کرسکتی ہیں جبکہ ہر شخص کی طرح عورتوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا اور مردوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا۔ تو محترمہ نے کاروبار کا مفہوم کہاں سے نکال لیا؟ اس سے قبل ایک مولانا صاحب نے بھی مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ریفرنڈم کے زمانے میں خطاب کے دوران اسی قسم کا ترجمہ کیا تھا اور ان کو مرحوم نے مجلسِ شوریٰ کا ممبر

نامزد کیا تھا، کیونکہ مرحوم نے بھی اس زمانے میں پاک پتن شریف میں تقریر کرتے ہوئے خواتین کے اجتماع سے خطاب کے دوران یہی ترجمہ کیا تھا کہ عورت کاروبار کرسکتی ہے، جس کی تائید کرنے پر مولانا محترم کو مجلسِ شوریٰ کا ممبر نامزد کیا گیا۔ لہٰذا آپ سے مؤدّبانہ گزارش ہے کہ آپ براہِ کرم مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ کا صحیح ترجمہ شائع فرماکر اُمتِ مسلمہ کو کسی نئے تنازع سے بچائیں۔

ج…… یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں۔ اوّل یہ کہ عورت کے لئے کسبِ معاش کا کیا حکم ہے؟ میں اس مسئلے کی وضاحت پہلے بھی کرچکا ہوں کہ اسلام نے بنیادی طور پر کسبِ معاش کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالا ہے اور خواتین کے خرچ اخراجات ان کے ذمے ڈالے ہیں، خاص طور پر شادی کے بعد اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے۔ اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس پر دلائل پیش کرنا کارِ عبث نظر آتا ہے۔ اِبلیسِ مغرب نے صنفِ نازک پر جو سب سے بڑا ظلم کیا ہے وہ یہ کہ ''مساواتِ مرد و زن'' کا فسوں پھونک کر عورت کو کسبِ معاش کی گاڑی میں جوت کر مردوں کا بوجھ ان پر ڈال دیا، اور جن حضرات کا آپ نے تذکرہ کیا ہے وہ اسی مسلک کے نقیب اور داعی ہیں، اور اس کی وجہ سے جو جو خرابیاں مغربی معاشرے میں رُونما ہوچکی ہیں وہ ایک مسلمان معاشرے کے لئے لائقِ رشک نہیں بلکہ لائقِ شرم ہیں۔ ہاں! بعض صورتوں میں بے چاری عورتوں کو مردوں کا یہ بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے، ایسی عورتوں کا کسبِ معاش پر مجبور ہونا ایک اضطراری حالت ہے اور اپنی عفت وعصمت اور نسوانیت کی حفاظت کرتے ہوئے وہ کوئی شریفانہ ذریعۂ معاش اختیار کریں تو اس کی اجازت ہے۔

دُوسرا مسئلہ بیگم صاحبہ کا قرآنِ کریم کی آیت سے استدلال ہے، اس کے بارے میں مختصراً یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ آیتِ شریفہ کا موصوفہ کے دعویٰ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بلکہ یہ آیت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے، کیونکہ اس آیت شریف کا نزول بعض خواتین کے اس سوال پر ہوا تھا کہ ان کو مردوں کے برابر کیوں نہیں رکھا گیا؟ مردوں کو میراث کا دُگنا حصہ ملتا ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیعؒ تفسیر ''معارف القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''ماقبل کی آیتوں میں میراث کے اَحکام گزرے ہیں، ان میں یہ بھی بتلایا جاچکا ہے کہ میّت کے ورثاء میں اگر مرد اور عورت ہو اور میّت کی طرف سے رشتے کی نسبت ایک ہی طرح کی ہو تو مرد کو عورت کی بہ نسبت دُگنا حصہ ملے گا، اسی طرح کے اور فضائل بھی مردوں کے ثابت ہیں۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر ایک دفعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں، فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہے۔

مقصد اعتراض کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی تمنا تھی کہ اگر ہم لوگ بھی مرد ہوتے تو مردوں کے فضائل ہمیں بھی حاصل ہوجاتے، بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کاش! ہم مرد ہوتے تو مردوں کی طرح جہاد میں حصہ لیتے اور جہاد کی فضیلت ہمیں حاصل ہوجاتی۔

ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مرد کو میراث میں دُگنا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے، تو کیا عبادات و اعمال میں بھی ہم کو نصف ہی ثواب ملے گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب دیا گیا ہے، حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کا جواب ''وَلَا تَتَمَنَّوْا'' سے دیا گیا اور اس عورت کے قول کا جواب ''لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ'' سے دیا گیا۔'' (تفسیر معارف القرآن ج:۲ ص:۳۸۸)

خلاصہ یہ کہ آیت شریفہ میں بتایا گیا کہ مرد و عورت کے خصائص الگ الگ اور ان کی سعی و عمل کا میدان جدا جدا ہے، عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی ریس کیا؟ اس کی تمنا بھی نہیں کرنی چاہئے۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی اپنی سعی و عمل کا پھل ملے گا، مردوں کو ان کی محنت کا اور عورتوں کو ان کی محنت کا، مرد ہو یا عورت، کسی کو اس کی محنت کے ثمرات سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

بیگم صاحبہ نے جو مضمون اس آیت شریفہ سے اخذ کرنا چاہا ہے، وہ یہ ہے کہ مردوں کی دُنیوی کمائی ان کو ملے گی، عورتوں کا اس میں کوئی حق نہیں، اور عورتوں کی محنت مزدوری ان کی ہے، مردوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔ اگر یہ مضمون صحیح ہوتا تو دُنیا کی کوئی عدالت بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر نہ ڈالا کرتی اور عدالتوں میں نان ونفقہ کے جتنے کیس دائر ہیں ان سب کو یہ کہہ کر خارج کردینا چاہئے کہ محترمہ کی تفسیر کے مطابق مرد کی کمائی مرد کے لئے ہے، عورت کا اس میں کوئی حق نہیں۔ استغفراللہ! تعجب ہے کہ ایسی کھلی بات بھی لوگوں کی عقل میں نہیں آتی۔

## ایک عبادت کے لئے دُوسری عبادت کا چھوڑنا

س…… ایک شخص ہے، وہ اپنے پورے کنبے والدین، بیوی بچوں کی کفالت کرتا ہے اور ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے، جس کے بعد بڑی مشکل سے اس کا گزر اوقات ہوتا ہے، مگر وہ اس کسبِ معاش میں اتنا مصروف رہتا ہے کہ اس کو نماز وغیرہ کا وقت نہیں ملتا، کیا ایسے شخص کا یہ کسبِ معاش عبادت کے درجے میں نہیں ہوگا؟

ج…… یہ شخص اگر کسبِ معاش اس لئے کرتا ہے کہ اس کو خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے والدین اور اولاد کے لئے رزقِ حلال کی کوشش کرو، اور واقعی رزقِ حلال کے لئے کوشش کرتا ہے تو واقعی وہ عبادت میں مصروف ہے، کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص روزی اس لئے کماتا ہے کہ اپنے بال بچوں کی پرورِش کرے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے اور اسے خدائے تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ شخص ہر وقت عبادت میں مصروف ہے اور اس کی یہ کمائی بھی عبادت کے درجے میں ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دُوسرے فرائض سے غافل ہوجائے، جس طرح والد کی خدمت کرنے والا اور والدہ کی خدمت نہ کرنے والا قابلِ مؤاخذہ ہے، ایک اولاد کی پرورِش کرنے والا اور دُوسری اولاد کی پرورِش نہ کرنے والا قابلِ مؤاخذہ ہے، اس کی مثال بالکل اس طرح ہوگی کہ ایک شخص کسی جگہ نوکری کرتا ہے اور اس کے ذمہ دو کام لگائے جاتے ہیں، اب اگر وہ ایک کام میں اتنا منہمک ہوجائے کہ دُوسرے کام سے جاتا رہے تو ایسے شخص کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنی نوکری کے



فہرست

فرائض پورے کر رہا ہے، بلکہ اس کو نوکری سے جواب مل جائے گا۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ نے فرائض مقرّر کئے ہیں، اب جو شخص جس جس فرض کو پورا کرے گا تو اس کو اس فرض کی ادائیگی کا ثواب ملے گا، اور اگر ایک فرض میں بھی کوتاہی کرے گا تو وہ اس فرض کے سلسلے میں پکڑا جائے گا اور اس کو اس جرم کی سزا دی جائے گی۔ کسی ایک فرض کی ادائیگی سے دُوسرے فرض سے وہ چھٹکارا نہیں پاسکتا۔

## قرآن، خدا اور رسول کا واسطہ نہ ماننا

س...... اگر کسی شخص کو خدا، رسول اور قرآن کا واسطہ دیا جائے، مگر وہ پھر بھی نہ مانے تو کیا گناہ ہوتا ہے؟

ج...... ایسا شخص گنہگار ہی نہیں سنگ دِل بھی ہے۔

## خبروں سے پہلے ریڈیو پر دُرود پڑھنا کیسا ہے؟

س...... آج کل صبح روزانہ ریڈیو پاکستان سے خبروں سے قبل دُرود شریف پڑھا جاتا ہے، لیکن ترنم سے اس کا کیا جواز ہے؟ کیا ایسی کوئی نظیر ہے یا اکابرین میں سے کسی نے ایسا کیا ہے؟

ج...... درسِ حدیث سے پہلے دُرود شریف پڑھنا تو اکابر کا معمول دیکھا۔ شاید "خبروں کے درس" کو بھی درسِ حدیث پر قیاس کرلیا ہوگا، لیکن اس کے لئے صنفِ نازک اور ترنم کا انتخاب کیوں کیا جاتا ہے؟ یہ ہماری عقل وفہم سے اُونچی چیز ہے۔

## غیرمسلم کے مرنے پر "اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا

س...... جس طرح انسان مسلمان کے مرنے پر "اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" دُعائیہ کلمات پڑھتے ہیں، کیا دُعائیہ کلمات غیرمسلم کے مرنے پر پڑھ سکتا ہے؟ کوئی شخص یہ کہے کہ: "یہ دُعا ہر شخص کے لئے پڑھی جاسکتی ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیرمسلم، کوئی یہ کہے کہ میں اس چیز کو نہیں مانتا کہ یہ دُعا صرف مسلم کے لئے ہی پڑھی جائے" اس کے ایمان کی کیا حالت ہوگی؟ اس کا جواب حدیث کی رُو سے یعنی حدیث کے تحت دیا جائے۔

ج...... میرے علم میں نہیں کہ کسی کافر کی موت پر "اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھی گئی ہو،

قرآنِ کریم میں اس دُعا کا پڑھنا مصیبت کے وقت بتایا گیا ہے، اگر کوئی شخص کسی غیرمسلم کے مرنے کو بھی اپنے حق میں مصیبت سمجھتا ہے تب تو واقعی اس دُعا کو پڑے گا، مگر حدیث شریف میں تو یہ ہے کہ فاجر کے مرنے سے اللہ کی زمین اور اللہ کے بندے راحت پاتے ہیں۔

## زَبور، تورات، اِنجیل کا مطالعہ کس کے لئے جائز ہے؟

س…… میں عرصہ دراز سے ایک مسئلے میں اُلجھا ہوا ہوں اور وہ یہ کہ کیا اس نیت سے زَبور، تورات یا اِنجیل کا مطالعہ کرنا دُرست ہے کہ اس سے اسلام کی حقانیت معلوم ہوجائے۔ یا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ دُوسرے مذاہب اور اسلام میں کیا فرق ہے؟ ان کے پڑھنے سے یہ مقصود ہو کہ قرآن کسی قوم یا معاشرے کی کس طرح اور کن اُصولوں پر تشکیل کرنے کا حکم دیتا ہے اور دُوسری مقدس کتابیں کسی معاشرے کو تشکیل دینے میں کیا اُصول دیتی ہیں اور دونوں کے کیا فوائد ہیں؟

میرے ایک دوست نے کہا کہ: ”دیکھو بھائی! جب تک ہم زَبور، اِنجیل اور تورات وغیرہ کا مطالعہ نہیں کریں گے، ہم کس طرح یہ ثابت کرسکیں گے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور دُوسرے مذاہب میں فلاں فلاں کوتاہیاں ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ پہلے اسلام کا کچھ مطالعہ رکھتے ہوں، پھر ان کتابوں کا مطالعہ کریں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ واقعی ان کتابوں میں رَدّ و بدل ہوچکا ہے۔“ اگر میرے دوست کی بات صحیح مان لی جائے تو پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شاید تورات پڑھ رہے تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصّے سے لال ہوگیا کا واقعہ کس طرف جائے گا؟

میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ تورات وغیرہ کا مطالعہ صرف علمائے کرام کو جائز ہے، کیونکہ ان کا اسلام کے بارے میں کافی مطالعہ ہوتا ہے، مگر آج کل کے علمائے کرام تو فرقہ پرستی کے اندھیرے گڑھے میں گرچکے ہیں، خدا سے دُعا ہے کہ تمام مسلمان علماء فرقہ پرستی سے باہر نکلیں اور آپس میں اتحاد و یگانگت پیدا کریں۔

ج ا:…… حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ آپ نے ذکر کیا ہے، مشکوٰۃ ص:۳۰ پر مسند احمد اور


فہرست

شعب الایمان بیہقی کے حوالے سے، اور ص:۳۲ پر دارمی کے حوالے سے مذکور ہے۔ مجمع الزوائد (ج:۱ ص:۱۷۳) میں اس واقعے کی متعدّد روایات موجود ہیں:

”عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم حین اتاه عمر فقال: انا نسمع احادیث من یهود تعجبنا افتری ان نکتب بعضها، فقال: امتهوکون انتم کما تهوکت الیهود والنصاریٰ؟ لقد جئتکم بها بیضاء نقیة ولو کان موسیٰ حیًّا ما وسعه الا اتباعی. رواه احمد والبیهقی فی شعب الایمان.“ (مشکوٰۃ ص:۳۰)

۲:.....اس حدیث کے پیشِ نظر مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت (جو کامل و مکمل ہے) کے بعد یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے مطالعے اور ان سے استفادے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ یہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عتاب اور ناراضی کی موجب ہے۔

۳:.....خط کے شروع میں ان کتابوں کے مطالعے کے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں، وہ معتد بہ نہیں، اور پھر ہر شخص اس کا اہل بھی نہیں، چونکہ مسائل کی علمی استعداد کے بارے میں ہمیں علم نہیں، اس لئے اس کو ان مقاصد کے لئے ان کتابوں کے مطالعے کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔

۴:.....اہلِ کتاب کو جواب و الزام کا جو مقصد ”دوست“ نے بیان کیا، وہ اپنی جگہ صحیح ہے، لیکن یہ عوام کا کام نہیں، بلکہ اہلِ علم میں سے بھی صرف ان حضرات کا کام ہے جو فنِ مباحثہ و مناظرہ میں ماہر ہوں، دُوسرے لوگوں کو یہ چاہئے کہ ایسے موقع پر ایسے اہلِ علم سے رُجوع کریں۔

۵:.....مولوی صاحب نے جو بات کہی وہ صحیح ہے، لیکن اس موقع پر فرقہ پرستی کا قصہ چھیڑنا صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عیسائیت کے موضوع پر ایسے ماہرین اہلِ علم موجود ہیں جو اس کام کو خوش اُسلوبی سے کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے فرضِ

کفایہ بجالا رہے ہیں۔

۶:...... جو اہلِ علم بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں، وہ ان سے استفادے کے لئے نہیں کرتے، اس لئے حدیثِ مذکور کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔

۷:...... پی ایچ ڈی کرنے والے حضرات بھی اگر اسلام کے اُصول و فروع سے بخوبی واقف ہوں اور ان کا مقصد کتبِ سابقہ سے استفادہ نہ ہو تو ان کا بھی وہی حکم ہے جو جواب نمبر۶ میں لکھا گیا ہے۔

ان نکات میں آپ کے تمام خدشات کا جواب آ گیا۔

۸:...... آخر میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ اس موضوع پر بصیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی کتاب ''اظہار الحق'' کا مطالعہ فرمائیں۔ اصل کتاب عربی میں ہے اس کا اُردو ترجمہ ''بائبل سے قرآن تک'' کے نام سے دارالعلوم کراچی کی طرف سے تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

## عورت کا عورت کو بوسہ دینا

س...... محترم کی خدمت میں اس سے پہلے بھی یہ سوال پوچھ چکی ہوں کہ کیا اسلام میں دوست کی کِس (Kiss) (بوسہ لینا) لینا جائز ہے یا ناجائز؟ مگر جناب نے میری اس بات کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا، کیا وجہ ہے؟ کیا ہماری اس پریشانی کو حل نہیں کرسکتے؟ پلیز جلد از جلد میرے اس سوال کا جواب دیں، کیونکہ ہم جب بھی دو دوست آپس میں Kiss کرنے لگتی ہیں تو فوراً اس عمل سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے حالانکہ قرآن و حدیث کی رُو سے تو ایک دُوسرے کو پاک بوسہ دینا چاہئے۔

ج...... مرد کا مرد کو اور عورت کا عورت کو بوسہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ شہوت اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (درمختار)

## پردے کی مخالفت کرنے والے والدین کا حکم ماننا

س...... میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں، میں کیا کروں؟

ج...... اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں، آپ کے والدین کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہے، آپ کو چاہئے کہ اس مقابلے میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں۔ والدین اگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔

## کیا فقہِ حنفی کی رُو سے چار چیزوں کی شراب جائز ہے؟

س...... چونکہ ہماری فقہ شریف (فقہِ حنفیہ) میں چار قسم کی شراب حلال ہے، ہدایہ شریف کتاب الاشربہ میں حضرت الامام الاعظم ابوحنیفہؒ نے گیہوں، جو، جوار اور شہد کی شراب حلال لکھی ہے اور اس کے پینے والے پر اگر نشہ بھی ہو جائے تو اس کی حد نہیں۔

ہم نے ایک کمپنی قائم کی ہے، جس کا نام ''حنفی وائن اسٹور'' رکھا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر اس میں بیئر، وہسکی، برانڈی اور شمپیئن فروخت کریں تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟

ج...... فقہِ حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ ہر نشہ آور شراب حرام ہے، نجس ہے اور قابلِ حد ہے۔

(شامی ج:۶ ص:۴۵۵ طبع جدید)

## وڈیو گیمز کی دُکان میں قرآن کا فریم لگانا

س...... وڈیو گیمز کی ایک دُکان میں تیز میوزک کی آواز، نیم عریاں تصویریں دیواروں پر لگی ہوئیں، جدید دور کے ترجمان لڑکے اور لڑکیاں گیمز کھیلنے میں مصروف اور کھلے ہوئے قرآن کا فریم لگا ہوا۔ دُکان کے مالک لڑکے سے کہا کہ یہ قرآن کی بے حرمتی ہے کہ ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے تم نے اس کا فریم بھی لگایا ہوا ہے۔ کہنے لگا کہ: ''یہ ان تمام چیزوں سے اُوپر ہے'' پوچھا: کیوں لگایا؟ بولا: ''برکت کے لئے!'' اس سے پہلے کہ میں کوئی قدم اُٹھاؤں آپ سے عرض ہے کہ کیا ایسے مقامات پر قرآن یا اس کی آیات کا لگانا جائز ہے؟ اگر یہ بے حرمتی ہے تو مسلمان کی حیثیت سے ہماری کیا ذمہ داری ہوگی؟ کیونکہ یہ چیزیں اب اکثر جگہوں پر دیکھی جاتی ہیں۔

ج…… ناجائز کاروبار میں ''برکت'' کے لئے قرآن مجید کی آیات لگانا بلاشبہ قرآنِ کریم کی بے حرمتی ہے۔ مسلمان کی حیثیت سے تو ہمارا فرض یہ ہے کہ ایسے گندے اور حیا سوز کاروبار ہی کو رہنے نہ دیا جائے۔ جس گلی، جس محلے میں ایسی دُکان ہو، لوگ اس کو برداشت نہ کریں۔ قرآنِ کریم کی اس بے حرمتی کو برداشت کرنا تو پورے معاشرے کے لئے اللہ تعالیٰ کے قہر کو دعوت دینا ہے…!

## امتحان میں نقل کروانے والا اُستاذ بھی گناہ گار ہوگا

س…… آج کل کے امتحانات سے ہر ایک بخوبی واقف ہے، امتحانات میں ٹیچر دو قسم کے ہوتے ہیں، پہلا وہ جو اپنے فرض کو بخوبی انجام دیتا ہے اور طالب علموں کو نقل سے روکتا ہے۔ دُوسرا وہ جو اپنے فرض کو کوتاہی سے ادا کرتا ہے اور طالب علموں کو نقل کرنے سے نہیں روکتا اور خود یہ کہتا ہے کہ: ''ایک دُوسرے کی مدد کرو'' وہ خود دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے اور جب کوئی چیک کرنے آتا ہے تو طالب علموں کو خبردار کرتا ہے۔ جو ٹیچر طلباء کو روکتا ہے تو وہ طالب علم اس کے دُشمن ہو جاتے ہیں اور جب ٹیچر باہر نکلتا ہے تو اسے اذیت پہنچاتے ہیں۔ اس صورت میں اس ٹیچر کو کیا راستہ اختیار کرنا چاہئے؟ کیا وہ بھی دُوسرے ٹیچروں کی طرح ہو جائے؟ دُوسرا ٹیچر جو اپنے فرض کو صحیح طرح ادا نہیں کرتا، کیا وہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا؟ کیا طالب علم دونوں صورتوں میں گناہ گار ہوتا ہے؟ اس صورت میں تو طالب علم گناہ گار ہوتا ہوگا کہ اسے نقل سے روکا جائے اور جب بھی وہ نقل کرے، لیکن کیا اس صورت میں بھی گناہ گار ہوتا ہے کہ جب ٹیچر خود نقل کرنے کی اجازت دے دیں؟

ج…… امتحان میں نقل کرنا خیانت اور گناہ ہے، اگر اُستاذ کی اجازت سے ہو تو اُستاذ اور طالب علم دونوں خائن اور گناہ گار ہوں گے، اور اگر اُستاذ کی اجازت کے بغیر ہے تو صرف طالب علم ہی خائن ہوں گے۔

## صرف اپنا دِل بہلانے کے لئے شعر پڑھنا

س…… آپ کے کالم میں میں نے پڑھا تھا کہ ایسی شاعری جس سے کسی کے جذبات


فہرست

اُبھریں، منع ہے، لیکن اگر بالفرض میں شاعری کروں صرف جذبات کی آگ بجھانے کے لئے اور وہ اشعار صرف میرے پاس رہیں، کوئی اور انہیں نہ پڑھ سکے، صرف اپنے لئے اشعار لکھے جائیں تو ایسی صورت میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟

ج…… حق تعالیٰ شانہ کی حمد وثنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ اور اخلاقِ عالیہ پر مشتمل شعر کہہ لیا کریں، اسی طرح عقل و دانش اور علم وحکمت کے اشعار کی بھی اجازت ہے، اس کے علاوہ شعر وشاعری فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا سینہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔

## شعائرِ اسلام کی توہین اور اس کی سزا

س…… اسلام آباد میں گزشتہ دنوں دو روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس برائے خواتین منعقد ہوئی، جس میں عالمِ اسلام کی جید عالمِ دِین خواتین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جہاں اسلام کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کام ہوا وہاں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو توجہ طلب ہیں۔ ٹیلی ویژن کی ایک ادیبہ نے کہا کہ: ''مردوں میں کوئی نہ کوئی کجی رکھی گئی ہے، یہ قدرت کی مصلحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹا نہیں تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں۔'' (بحوالہ رپورٹ روزنامہ ''جسارت'' صفحہ نمبر:۲ مؤرخہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۸۶ء)

آپ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیے کہ ایسا کیوں تھا؟ اور ایک اسلامی حکومت میں ایسی خواتین کے لئے کیا سزا ہے؟ برائے کرم آپ اخبار ''جنگ'' کے توسط سے جواب دیجئے تاکہ عام مسلمان بھی فائدہ اُٹھاسکیں۔

ج…… حدیث شریف میں ہے کہ: ''عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور اس کو سیدھا کرنا ممکن نہیں، اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا طلاق ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص:۲۸۰)

ادیبہ صاحبہ نے (جو شاید اس اجتماع کے شرکاء میں سب سے بڑی عالمِ دِین کی حیثیت میں پیش ہوئی تھیں) اپنے اس مصرعے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کے مقابلے کی کوشش کی ہے۔



فہرست

ادیبہ کی عقل و دانش کا عالم یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادوں کے عمر نہ پانے کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کو نقص اور کجی سے تعبیر کرتی ہیں، اِنَّا لِلهِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! حالانکہ اہلِ فہم جانتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں نقص نہیں، کمال ہیں، جس کی تشریح کا یہ موقع نہیں۔

رہا یہ کہ ایک اسلامی حکومت میں ایسی دریدہ دہن عورتوں کی کیا سزا ہے؟ اس کی سزا تو خود "اسلامی حکومت" نے تجویز کردی ہے کہ اس محترمہ کو ٹیلی ویژن کی ادیبہ بنادیا ہے، کسی پردہ نشین کے لئے اس سے بڑھ کیا سزا ہوسکتی ہے کہ وہ ٹی وی کی اسکرین پر اپنی آبرو کی عام نمائش کرانے پر مجبور ہو۔

## استمنیٰ بالید کی شرعی حیثیت

س…… کراچی ہسپتال لمیٹڈ، جس کے بانیٔ اعلیٰ ڈاکٹر سیّد مبین اختر ہیں، کا جریدہ "نوجوانوں کے جنسی مسائل" اتفاقاً میرے ہاتھ لگ گیا، اس کے مطالعے کے دوران میری نظر سے چند ایسی باتیں گزریں جن کے متعلق انہوں نے حضرت اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ، اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام احمدؒ کے فتاویٰ کا حوالہ اور حدیثوں کا ذکر کیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ حضور پُرنور، محبوبِ خدا، نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق بھی ظاہر کیا ہے، اس لئے میں ان باتوں کی شرعی حیثیت اور تصدیق چاہتا ہوں، کیونکہ میرے ناقص علم کے مطابق ان کا بیان غلط اور گمراہ کن ہے۔

میں اس جریدے کے متعلقہ صفحات کی تصویری نقول ہمرشتہ ہٰذا کر رہا ہوں تاکہ خود مطالعہ فرماکر مجھے جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

صفحہ:۱۱ پر "اسلام میں مشت زنی" کے عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

> "اِمام ابوحنیفہؒ کا یہ خیال ہے کہ کسی بڑے گناہ سے بچنے کے لئے شدّتِ جذبات میں یہ ہوجائے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے گا۔ اِمام احمد بن حنبلؒ کے خیال میں مشت زنی بالکل حلال ہے اور جائز، اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔"

کیا ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان دُرست ہے؟ اگر دُرست ہے تو حوالے کی کتب وغیرہ کے نام سے مطلع فرمائیں۔

جریدے کے صفحہ:۱۶ پر ڈاکٹر صاحب رقم طراز ہیں:

''اسلام میں تو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خود تو بارہ بیویاں تھیں اور یہ حدیثوں میں مذکور ہے کہ بسااوقات ایک ہی رات میں وہ سب بیویوں سے مباشرت کرلیتے تھے، اگر یہ اتنا نقصان دہ عمل ہوتا تو یقیناً دِینِ فطرت نہ اتنی بیویوں کی اجازت دیتا اور نہ اس قسم کے عمل کی اجازت ہوتی۔''

کیا ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد دُرست ہے؟ ایسا کن احادیث میں مذکور ہے؟ دُرست ہونے کی صورت میں حدیثوں سے مطلع فرمائیں۔

اسی صفحے کے کالم دو کی آخری سطور اور کالم تین میں ڈاکٹر موصوف نے فرمایا ہے کہ:

''مباشرت سے پہلے عضو سے منی کے قطرے رِستے ہیں۔ حدیثوں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کروایا کہ اس کو پاک کیسے کرنا چاہئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر منی رِسنا شروع کردے اور زور سے نہ نکلے جیسا کہ مباشرت میں نکلتی ہے تو صرف عضو کا دھودینا کافی ہوتا ہے، اور اگر زور سے نکلے جیسا کہ مباشرت میں نکلتی ہے یا احتلام میں نکلتی ہے تو پھر غسل ضروری ہے۔''

کیا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم فرمایا تھا؟ یہ حکم کن احادیث میں مذکور ہے؟ احادیث اور اَحکامِ شرعیہ سے مطلع فرمائیں تاکہ تسلی ہو اور دِینی معلومات میں اضافہ ہو۔ بے حد مشکور وممنون ہوں گا۔

اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کے بیانات غلط اور اَحکاماتِ شرعیہ کے خلاف ہیں تو

برائے مہربانی مطلع فرمائیں۔

ج…… ڈاکٹر صاحب کے مضمون میں نوجوانوں کی غلط رہنمائی کی گئی ہے۔ آج کل نوجوان ویسے بھی بہت سے جنسی امراض میں مبتلا ہیں، اگر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے غلط مشوروں پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنا شروع کر دیا، پھر توان کی صحت و کردار کا خدا ہی حافظ ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے مشت زنی کے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ اِمام مالکؒ و اِمام شافعیؒ اس کو حرام اور گناہ سمجھتے ہیں، لیکن موصوف نے اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام احمدؒ کی طرف جو جواز کا قول منسوب کیا ہے، غلط ہے۔ یہ فعلِ قبیح ائمہ اَربعہ کے نزدیک حرام ہے، یہاں میں فقہائے اَربعہ کے مذاہب کی کتابوں کے حوالے درج کر دیتا ہوں۔

فقہِ حنبلی:…… اِمام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی (المتوفی ۶۲۰ھ) ''المغنی'' شرح مختصر خرقی میں لکھتے ہیں:

''ولو استمنٰی بیدہ فقد فعل محرّمًا، ولا یفسد صومہ بہ الا ان ینزل، فان نزل فسد صومہ.''

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۳ ص:۴۸)

ترجمہ:…… ''اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے منی خارج کی تو اس نے حرام کا ارتکاب کیا، اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اِلَّا یہ کہ اِنزال ہوجائے، اگر اِنزال ہوجائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔''

اِمام شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۸۲ھ) الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں:

''ولو استمنٰی بیدہ فقد فعل محرّمًا، ولا یفسد صومہ بمجردہ، فان انزل فسد صومہ.''

(حوالہ بالا ج:۳ ص:۳۹)

ترجمہ:…… ''اور اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے منی خارج کی تو اس نے حرام کا ارتکاب کیا اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، لیکن

اگر اِنزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔“

دونوں عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے ہاتھ سے مادّۂ منویہ خارج کرنے کی کوشش کی اس نے فعلِ حرام کا ارتکاب کیا، اگر اِنزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر اِنزال نہیں ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہوا، یہ دونوں اِمام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کی مستند کتابیں ہیں، اور ان میں اس فعل کے حرام ہونے کی تصریح کی گئی ہے، جواز کا قول سرے سے نقل ہی نہیں کیا۔ بعض حضرات نے اِمام احمد بن حنبلؒ سے جواز کا جو قول نقل کیا ہے (اور جس سے ڈاکٹر صاحب کو دھوکا ہوا ہے) یا تو اس کی نقل میں غلطی ہوئی ہے، یا ممکن ہے کہ پہلے ان کا قول جواز کا ہو، بعد میں اس سے رُجوع کرلیا ہو۔ بہرحال اِمام احمد بن حنبلؒ کا مذہب وہی سمجھا جائے گا جو ان کی مستند کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔

**فقہِ شافعی:**...... اِمام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیر ازی الشافعی (المتوفی ۴۷٦ھ) ”المہذب“ میں لکھتے ہیں:

”ویحرم الاستمناء لقوله عزّ وجلّ: ”وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ“ ولأنها مباشرة تفضى الى قطع النسل فحرم كاللواط، فان فعل عزّر ولم يحد .... الخ.“ (شرح مہذب ج:۲۰ ص:۳۱)

ترجمہ:...... ”اور مشت زنی حرام ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیویوں سے یا شرعی لونڈیوں سے، کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں“ اور نیز اس لئے کہ یہ ایسی مباشرت ہے جس کا انجام قطعِ نسل ہے، اس لئے لواطت کی طرح یہ بھی حرام ہے، پس اگر کسی نے یہ فعل کیا تو اس پر تعزیر لگے گی، حد جاری نہیں ہوگی۔“

**فقہِ مالکی:**...... اِمام ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن العربی المالکی (المتوفی

۵۴۳ھ)''اَحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''قال محمد بن عبدالحکم: سمعت حرملة بن عبدالعزیز قال: سئلت مالکًا عن الرجل یجلد عمیرة، فتلا ھٰذه الاٰیة: ''وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ، فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعَادُوْنَ.'' (المؤمنون:۵-۷) وعامة العلماء علٰی تحریمه وھو الحق الذی لا ینبغی ان یدان الله الا به.''

(اَحکام القرآن ابن عربی ج:۳ ص:۱۳۱۰، الجامع لاحکام القرآن، قرطبی ج:۱۲ ص:۱۰۵)

ترجمہ:...... ''محمد بن الحکم کہتے ہیں: میں نے حرملہ بن عبدالعزیز سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اِمام مالکؒ سے مشت زنی کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیویوں یا شرعی لونڈیوں سے، کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں، ہاں! جو اس کے علاوہ کا طلب گار ہو ایسے لوگ حدِ شرعی سے نکلنے والے ہیں'' اور عام علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں اور یہی وہ حق ہے جس کو اپنے لئے دِینِ خداوندی قرار دینا چاہئے۔''

**فقہِ حنفی:**...... فقہِ حنفی کے مشہور متن درمختار میں ہے:

''فی الجوھرة: الاستمناء حرام، وفیه التعزیر.''

(ردّ المحتار حاشیہ درمختار ج:۴ ص:۲۷ کتاب الحدود)

ترجمہ:...... ''جوہرہ میں ہے کہ: مشت زنی حرام ہے، اور اس میں تعزیر لازم ہے۔''

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

”قولہ: الاستمناء حرام، ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشھوۃ. اما اذا غلبت الشھوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا أمَۃ ففعل ذٰلک لتسکینھا فالرجاء انہ لا وبال علیہ، کما قالہ ابو اللیث، ویجب لو خاف الزنا.“

(ردّالمحتار حاشیہ درمختار ج:۴ ص:۲۷ کتاب الحدود)

ترجمہ:...... ”اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا حرام ہے، جبکہ یہ فعل شہوت لانے کے لئے ہو، لیکن جس صورت میں کہ اس پر شہوت کا غلبہ ہو، اور اس کی بیوی یا لونڈی نہ ہو، اگر وہ شہوت کی تسکین کے لئے ایسا کرلے تو اُمید ہے کہ اس پر وبال نہیں ہوگا، جیسا کہ ابو اللیثؒ نے فرمایا ہے، اور اگر زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔“

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

اوّل:...... اگر شہوت کا اس قدر غلبہ ہے کہ کسی طرح سکون نہیں ہوتا اور قضائے شہوت کا صحیح محل بھی موجود نہیں تو اِمام فقیہ ابواللیثؒ کا قول ہے کہ اگر تسکینِ شہوت کی نیت سے ایسا کرلے تو اُمید رکھنی چاہئے کہ اس پر وبال نہیں ہوگا۔

یہاں ڈاکٹر صاحب سے دو غلطیاں ہوئیں، ایک یہ کہ یہ اِمام ابوحنیفہؒ کا قول نہیں، بلکہ بعد کے مشائخ کی تخریج ہے، اس کو اِمام ابوحنیفہؒ کا قول قرار دینا غلط ہے۔

دوم:...... یہ کہ ڈاکٹر صاحب اس کو عام اجازت سمجھ گئے، حالانکہ یہ ایک خاص حالت کے اعتبار سے ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ رشوت قطعی حرام ہے، لیکن فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر ظالم کو رشوت دے کر اس کے ظلم سے بچا جائے تو اُمید کی جاتی ہے کہ رشوت دینے والے پر مؤاخذہ نہیں ہوگا، اب اگر اس مسئلے سے کوئی شخص یہ کشید کرلے کہ رشوت حلال ہے، بعض


فہرست

صورتوں میں فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے، تو صحیح نہیں ہوگا۔ حرام اپنی جگہ حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص شدید مجبوری کی حالت میں یا اس سے بڑے حرام سے بچنے کے لئے اس کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی اُمید رکھنی چاہئے کہ اس کی مجبوری پر نظر فرماتے ہوئے اس سے مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس کو جواز کی آڑ بنا کر نوجوانوں کو اس کی باقاعدہ دعوت دینی شروع کردی۔

۲:...... ڈاکٹر صاحب کی یہ بات تو صحیح ہے کہ اسلام نے چار تک شادی کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ ان کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت رکھے اور عدل و انصاف کے ساتھ حقوق ادا بھی کرے، ورنہ احادیث شریفہ میں اس کا سخت وبال ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیک وقت بارہ بیویاں تھیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "بسا اوقات" ایک ہی شب میں تمام ازواج سے فارغ ہولیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی کل تعداد مشہور اور معتمد روایت کے مطابق گیارہ ہے، ان میں حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال تو مکہ مکرّمہ میں ہجرت سے تین سال قبل رمضان ۱۰ نبوت میں ہوگیا تھا، اور ان کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اور عقد نہیں فرمایا۔ اور اُمّ المؤمنین حضرت زینب بن خزیمہ اُمّ المساکین رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان ۳ھ میں عقد کیا اور آٹھ مہینے بعد ربیع الثانی ۴ھ میں ان کا انتقال ہوگیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

"حضرت عائشہ، حضرت صفیہ، حضرت اُمِّ حبیبہ، حضرت سودہ، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت ماریہ قبطیہ، حضرت حفصہ، حضرت زینب بنت جحش اور حضرت میمونہ، رضی اللہ عنہن۔"

تمام ازواج سے فارغ ہونے کا واقعہ کبھی شاذ و نادر ہی پیش آیا، اس کو "بسا اوقات" کے لفظ سے تعبیر کرنا دُرست نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کو اہلِ جنت کے چالیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی، اور جنت میں آدمی کو سو مردوں کی طاقت ہوگی، حافظ ابنِ حجرؒ ان روایات کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

"فعلٰی ھٰذا یکون حساب قوة نبینا (صلی اللہ علیہ وسلم) أربعة آلاف."

(فتح الباری ج:۱ ص:۳۷۸، کتاب الغسل، باب اذا جامع ثم عاد)

اس لئے دُوسرے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

۳:...... ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ: "مباشرت سے پہلے عضو سے منی کے قطرے رِستے ہیں.... الخ" بالکل غلط ہے۔ غالباً موصوف نے مذی اور منی کے درمیان فرق نہیں کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "مذی" کا حکم دریافت کروایا تھا، "منی" کا نہیں۔

جو لیس دار رقیق مادّہ شہوت کی حالت میں غیرمحسوس طور پر خارج ہوتا ہے وہ "مذی" کہلاتا ہے، اس کے خروج سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ اور جو مادّہ قوّت اور دفق کے ساتھ (کود کر) خارج ہوتا ہے اور جس کے خروج کے بعد شہوت کو تسکین ہوجاتی ہے اسے "منی" کہا جاتا ہے، "مذی" سے غسل لازم نہیں آتا، منی کے خروج سے لازم آتا ہے۔

۴:...... مشت زنی یا کثرتِ جماع کا اثر انسانی صحت پر کیا ہوتا ہے؟ یہ اگرچہ شرعی مسئلہ نہیں کہ ہمیں اس پر گفتگو کی ضرورت ہو۔ تاہم چونکہ ڈاکٹر صاحب نے "مشت زنی" ایسے فعل کی ترغیب کے لئے یہ نکتہ بھی اُٹھایا ہے کہ اس سے انسانی صحت متأثر نہیں ہوتی، بلکہ "مشت زنی" اور کثرتِ جماع صحت کے لئے مفید ہے، اس لئے یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ دُنیا بھر کے اطباء و حکماء کی تحقیق اور صدیوں کے تجربات کے قطعاً خلاف ہے۔ وظیفۂ زوجیت اگر حدِ اعتدال کے اندر ہو تو اس کو تو مفیدِ صحت کہا جاسکتا ہے، مگر اَغلام، لواطت، مشت زنی اور دیگر غیرفطری طریقوں سے مادّہ کا اخراج ہرگز مفیدِ صحت نہیں ہوسکتا، بلکہ انسانی صحت کے لئے مہلک ہے۔ اسی طرح وظیفۂ زوجیت ادا کرنے میں حدِ اعتدال سے تجاوز بھی غارت گرِ صحت ہے۔

## سر کے بالوں کو صاف کرانا

س......ایک مولانا یہ فرماتے ہیں کہ: ''سر پر پٹھوں کا رکھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے، سوائے حج وعمرہ کے سر منڈانا بدعت ہے۔'' لہٰذا جناب تحقیق کر کے تحریر فرمائیں کہ کیا حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں سر منڈایا ہے؟ اور خلفائے راشدین کا کیا عمل ہے؟ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا، ائمہ اَربعہ کا کیا مذہب ہے؟ اور صحاحِ ستہ کے محدثین کا کیا مسلک ہے؟

ج......ومن اللہ الصدق والصواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج وعمرہ کے علاوہ سرمبارک کے بال صاف کرانا میرے علم میں نہیں ہے، البتہ بعض احادیث میں سر منڈانے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱:...... ''عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم رأی صبیًا قد حلق بعض رأسه وترک بعضه فنهاهم عن ذٰلک فقال: احلقوه کله او اترکوه کله.'' (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا تھا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: یا تو پورا سر منڈاؤ، یا پورا چھوڑ دو۔''

۲:...... ''عن عبدالله بن جعفر رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم امهل آل جعفر ثلاثًا ان یأتیهم، ثم اتاهم فقال: لا تبکوا علٰی اخی بعد الیوم، ثم قال: ادعوا لی بنی أخی، فجیئ بنا کأننا افرخ، فقال: ادعوا لی

الحلاق، فحلق رؤسنا." (ابوداوٗد ج:۲ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... "حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (جب ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہیں لائے، پھر (تین دن بعد) ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا" پھر فرمایا: "میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاوٗ" چنانچہ ہمیں لایا گیا گویا ہم چوزے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حلاق کو بلاوٗ" چنانچہ (حلاق بلایا گیا اور) اس نے ہمارے سر کے بال صاف کئے۔"

۳:...... "عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: من كان له شعر فليكرمه." (ابوداوٗد ج:۲ ص:۲۱۷)

ترجمہ:...... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کے بال رکھے ہوئے ہوں اسے چاہئے کہ ان کو اچھی طرح رکھے (کہ تیل لگایا کرے اور کنگھی کیا کرے)۔"

حدیثِ اوّل (حديث نهی عن القزع) کے ذیل میں "لامع الدراری" میں حضرت شیخ نوّراللہ مرقدہٗ نے "تقریرِ مکی" کے حوالے سے حضرتِ اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"وفی تقرير المکی: قال قدس سرهٗ القزع فی اللغة حلق بعض الرأس وترک بعضه فهو مكروه تحريمًا كيف ما كان، لاطلاق النهی عنه .... الٰی قوله....


فہرست

فالحاصل ان السنة حلق الكل او ترك الكل وما سواهما كلّه منهي عنه.“ (لامع ج:۳ ص:۳۳۰ مطبوعہ سہارنپور)

ترجمہ:...... ”تقریر مکی میں ہے کہ: حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: لغت میں ”قزع“ کے معنی ہیں: سر کے کچھ حصے کو مونڈ دیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے، یہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، خواہ کسی شکل میں ہو، کیونکہ ممانعت مطلق ہے..... حاصل یہ کہ سنت یا تو پورے سر کا حلق کرنا ہے یا پورے کا چھوڑ دینا، ان دونوں صورتوں کے سوا ہر صورت ممنوع ہے۔“

اور دُوسری حدیث کے ذیل میں حضرتِ اقدس سہارنپوری قدس سرہٗ ”بذل المجهود“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”وفيه ان الكبير من اقارب الأطفال يتولّٰى امرهم وينظر فى مصالحهم من حلق الرأس وغيره.“

(بذل ج:۵ ص:۷۷، مطبوعہ سہارنپور)

ترجمہ:...... ”اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بچوں کے اقارب میں جو بڑا ہو وہ بچوں کے معاملات کا متولّی ہوگا، اور ان بچوں کی ضروریات و مصالح مثلاً سر منڈانا وغیرہ (کا نظر رکھے گا)۔“

اکابرؒ کی ان تصریحات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے سر کے بال اُتارنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس لئے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ ”حلق“ کو سنت سے تعبیر فرماتے ہیں۔

حضراتِ خلفائے راشدین میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے حج و عمرہ کے علاوہ سر کے بال صاف کرانے کی روایت نہیں ملی، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سر کے بال صاف کراتے تھے:

”عن علی رضی الله عنه قال: ان رسول الله


فہرست

صلى الله عليه وسلم قال: من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا وكذا فى من النار. قال عليٌّ: فمن ثم عاديت رأسى، فمن ثم عاديت رأسى، فمن ثم عاديت رأسى، وكان يجز شعره رضى الله عنه۔"

(ابوداؤد ج:۱ ص:۳۳)

ترجمہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غسلِ جنابت میں بدن کے ایک بال کی جگہ کو بھی چھوڑ دیا کہ اس کو نہ دھویا، اس کو دوزخ میں ایسے ایسے جلایا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (اس حدیث کو بیان کرکے) فرماتے تھے کہ: اسی لئے میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے، تین بار فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سر کے بال تراشا کرتے تھے (اسی کو دُشمنی سے تعبیر فرمایا)۔"

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (صاحبِ سرِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی مروی ہے کہ وہ سر منڈاتے تھے:

"عن ابى البخترى قال: خرج حذيفة رضى الله عنه وقد جم شعره، فقال: ان تحت كل شعرة لا يصيبها الماء جنابة فعافوها فلذٰلك عاديت رأسى كما ترون۔"

(مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۱ ص:۱۰۰)

ترجمہ:...... "ابوالبختریؒ کہتے ہیں کہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ اپنے بال صاف کئے ہوئے تھے، پس فرمایا کہ: ہر بال کے نیچے جس کو پانی نہ پہنچا ہو جنابت ہے، پس اس سے نفرت کرو، اسی بنا پر میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔"

بظاہر یہ دونوں حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر کے بال تراشتے ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب وتقریر فرمائی ہوگی، اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سر کے بال تراشنا نہ صرف ایک خلیفہ راشد (حضرت علی کرّم اللہ وجہہ) اور ایک عظیم المرتبت صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کی سنت ہے، بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔

اَئمہ اَربعہ رحمہم اللہ کی فقہی کتابوں میں بھی سر منڈانے یا کترانے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

**فقہِ حنفی:**...... درمختار میں منظومہ وھبانیہ سے نقل کیا ہے:

**"وقد قیل حلق الرأس فی کل جمعة یحب وبعض بالجواز یعبّر."**

ترجمہ:...... "اور کہا گیا ہے کہ ہر جمعہ کو سر منڈانا مستحب ہے اور بعض حضرات اس کو جواز سے تعبیر کرتے ہیں۔"

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

**"وفی الروضة للزندویسی: ان السنة فی شعر الرأس اِمّا الفرق واِمّا الحلق وذکر الطحاوی: ان الحلق سنّةٌ ونسب ذٰلک الی العلماء الثلاثة."**

(ردّالمحتار ج:۶ ص:۴۰۷، کراچی)

ترجمہ:...... "زندویسی کی الروضہ میں ہے کہ: سر کے بالوں میں سنت یا تو مانگ نکالنا ہے یا حلق کرنا ہے، اور اِمام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ: حلق سنت ہے اور انہوں نے اس کو ہمارے اَئمہ ثلاثہ (اِمام ابوحنیفہ، اِمام ابویوسف اور اِمام محمد رحمہم اللہ) کی طرف منسوب کیا ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں علامہ شامیؒ کی نقل کردہ عبارت "تاتارخانیہ" کے حوالے سے


فہرست

نقل کرکے اس پر یہ اضافہ کیا ہے:

”یستحب حلق الرأس فی کل جمعة.“

(فتاویٰ ہندیہ ج:۵ ص:۳۵۷، کوئٹہ)

ترجمہ:......”ہر جمعہ کو سر کا منڈوانا سنت ہے۔“

**فقہِ شافعی:**...... اِمام محی الدین نوویؒ شرح مہذب میں لکھتے ہیں:

”(فرع) أما حلق جمیع الرأس فقال الغزالی لا بأس به لمن أراد التنظیف ولا بأس بترکه لمن أراد دهنه وترجیله، هٰذا کلام الغزالی، وکلام غیره من أصحابنا فی معناه. وقال احمد بن حنبل رحمه الله: لا بأس بقصه بالمقراض. وعنه فی کراهة حلقه روایتان، والمختار ان لا کراهة فیه ولٰکن السنّة ترکه فلم یصح ان النبی صلی الله علیه وسلم حلقه الّا فی الحج والعمرة ولم یصح تصریح بالنهی عنه. ومن الدلیل علٰی جواز الحلق وانه لا کراهة فیه حدیث ابن عمر رضی الله عنهما قال: رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم صبیًا قد حلق بعض شعره وترک بعضه فنهاهم عن ذٰلک وقال: ”احلقوه کله أو اترکوه کله“ رواه أبو داؤد بأسناد صحیح علٰی شرط البخاری ومسلم. وعن عبدالله بن جعفر رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم أمهل آل جعفر ثلاثًا ثم أتاهم فقال: ”لا تبکوا علٰی أخی بعد الیوم“ ثم قال: ”ادعوا لی بنی أخی“ فجیئ بنا کأنا أفرخ، فقال: ”ادعوا لی الحلاق“ فأمره فحلق رؤسنا. حدیث صحیح رواه أبو داؤد بأسناد صحیح علٰی شرط البخاری ومسلم.“

(المجموع شرح المهذب، ج:۱ ص:۲۹۵، ۲۹۶)

ترجمہ:......"(مسئلہ) رہا پورے سر کا منڈوانا تو اِمام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو صفائی کرنا چاہتا ہو، اور حلق نہ کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ اِمام غزالیؒ کا ارشاد ہے اور ہمارے دُوسرے حضرات (شافعیہ) کا کلام بھی اسی کے ہم معنی ہے۔ اِمام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: قینچی سے سر کے بال کترانے میں کوئی حرج نہیں اور سر کا منڈانا مکروہ ہے یا نہیں؟ اس میں اِمام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں، مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں، لیکن سنت یہ ہے کہ حلق نہ کرایا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج و عمرہ کے علاوہ حلق کرانا ثابت نہیں اور اس کی ممانعت کی تصریح بھی ثابت نہیں، اور اس بات کی دلیل کہ حلق جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: یا تو پورا سر منڈاوٴ یا پورا چھوڑ دو۔ اس حدیث کو اِمام ابوداوٴدؒ نے ایسی صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت دی، پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاوٴ، ہمیں بلایا گیا، گویا ہم پرندے کے چوزے تھے (کم سنی اور بال بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے چوزے سے تشبیہ دی) فرمایا: حجام کو بلاوٴ! حلاق آیا تو اس کو حکم فرمایا، اس نے ہمارے

سر کے بال مونڈ دیئے۔''

**فقہِ حنبلی:**...... جیسا کہ اُوپر اِمام نوویؒ کی عبارت سے معلوم ہوا، اِمام احمدؒ کے نزدیک قینچی سے تراشنا بلا کراہت جائز ہے (خود اِمام احمدؒ کا عمل بھی اسی پر تھا) اور حلق میں ان سے دو روایتیں ہیں، راجح اور مختار یہ ہے کہ حلق بھی بغیر کراہت کے جائز ہے، اِمام ابنِ قدامہ مقدسی حنبلی نے ''المغنی'' میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے، ان کی عبارت درج ذیل ہے:

''(فصل) واختلف الرواية عن احمد فی حلق الرأس فعنه أنه مکروه لما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال فی الخوارج: ''سیماهم التحلیق'' فجعله علامة لهم، وقال عمر لصبیغ: لو وجدتک محلوقا لضربت الذی فیه عیناک بالسیف، وروی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: ''لا توضع النواصی الا فی الحج والعمرة'' رواه الدارقطنی فی الافراد. وروی أبو موسٰی عن النبی صلی الله علیه وسلم: ''لیس منا من حلق'' رواه أحمد. وقال ابن عباس: الذی یحلق رأسه فی المصر شیطان، قال احمد: کانوا یکرهون ذٰلک. وروی عنه لا یکره ذٰلک لٰکن ترکه أفضل. قال حنبل: کنت أنا وأبی نحلق رؤسنا فی حیاة أبی عبدالله فیرانا ونحن نحلق فلا ینهانا وکان هو یأخذ رأسه بالجلمین ولا یحفیه ویأخذه وسطًا، وقد روی ابن عمر أن رسول الله صلی الله علیه وسلم رأی غلامًا قد حلق بعض رأسه وترک بعضه فنهاهم عن ذٰلک، رواه مسلم، وفی لفظ قال: ''احلقه کله أو دعه کله''. وروی عن عبدالله بن جعفر أن النبی صلی الله علیه وسلم لما جاء نعی جعفر

أمهل آل جعفر ثلاثًا أن يأتيهم، ثم أتاهم فقال: ”لا تبكون علٰى أخي بعد اليوم“ ثم قال: ”ادعوا بني أخي“ فجيئ بنا، قال: ”ادعوا لي الحلاق“ فأمر بنا فحلق رؤسنا. رواه ابوداوٗد الطيالسي ولأنه لا يكره استئصال الشعر بالمقراض وهٰذا في معناه وقول النبي صلى الله عليه وسلم: ”ليس منا من حلق“ يعني في المصيبة لأن فيه: ”أو صلق أو خرق“ قال ابن عبدالبر: وقد أجمع العلماء علٰى اباحة الحلق وكفٰى بهٰذا حجة. وأما استئصال الشعر بالمقراض فغير مكروه، رواية واحدة قال أحمد: انما كرهوا الحلق بالموسٰى وأما بالمقراض فليس به بأس لأن ادلة الكراهة تختص بالحلق.“

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱ ص:۷۳،۷۴)

ترجمہ:......”سر کا حلق کرانے کے بارے میں اِمام احمدؒ سے روایتیں مختلف ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا کہ: ”ان کی علامت سر منڈانا ہے“ پس سر منڈانے کو خوارج کی علامت قرار دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ سے فرمایا تھا کہ: اگر تیرا سر منڈا ہوا ہوتا تو تلوار سے تیرا سر اُڑا دیتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیشانی کے بال صاف نہ کرائے جائیں مگر حج و عمرہ میں، اس کو دارقطنی نے افراد میں روایت کیا ہے، اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہم میں سے

نہیں وہ شخص جس نے حلق کیا۔'' یہ مسند احمد کی روایت ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: جو شخص شہر میں اپنے سر کا حلق کراتا ہے وہ شیطان ہے۔ اِمام احمدؒ نے فرمایا کہ: سلف اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اِمام احمدؒ سے دُوسری روایت یہ ہے کہ: یہ مکروہ تو نہیں، لیکن نہ کرنا افضل ہے۔ حنبل کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد اِمام احمدؒ کی حیات میں سر منڈایا کرتے تھے، آپؒ دیکھتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے، اور خود قینچی سے کتراتے تھے، اُسترے سے صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (یہ صحیح مسلم کی روایت ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پورا صاف کراؤ یا پورا چھوڑ دو'' اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (شہیدِ موتہ) کے انتقال کی خبر آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن (اظہارِ غم) کی مہلت دی، ان کے پاس تشریف نہیں لائے، تین دن کے بعد تشریف لائے تو فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ! ہمیں لایا گیا تو فرمایا: حلاق کو بلاؤ! حلاق آیا تو اسے ہمارے سروں کا حلق کرنے کا حکم فرمایا۔ (یہ ابوداؤد طیالسی کی روایت ہے) اور سر منڈانا اس لئے بھی مکروہ نہیں کہ باریک قینچی سے سر کے بالوں کو بالکل صاف کردینا مکروہ نہیں، اور حلق میں بھی یہی چیز ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''ہم میں سے نہیں جس نے حلق کیا'' اس سے مراد مصیبت میں حلق کرنا ہے،

کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی ہے: "او صَلَقَ و خَرَق" یعنی "یا چِلّا یا یا کپڑے پھاڑے۔" حافظ ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ: "حلق کے مباح ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے" اور یہ کافی دلیل ہے۔ رہا قینچی سے بالوں کا باریک کاٹنا، اس میں ایک ہی روایت ہے کہ یہ مکروہ نہیں، اِمام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اُسترے سے حلق کرنے کو مکروہ سمجھا ہے، قینچی سے کترنے کا کوئی حرج نہیں، کیونکہ کراہت حلق کے ساتھ خاص ہے۔"

**فقہِ مالکی:**...... حضراتِ مالکیہ کے سب سے بڑے ترجمان الامام الحافظ ابوعمرو ابن عبدالبرؒ کا قول "المغنی" کے حوالے سے اُوپر آچکا ہے کہ:

"اجمع العلماء علٰی اباحة الحلق."

اور حافظ ابنِ قدامہ مقدسیؒ کے بقول: "و کفٰی به حجة" (یہ دلیل و برہان کے لحاظ سے کافی ہے) حافظ ابنِ عبدالبرؒ کا قول علامہ عینیؒ نے بھی شرح بخاری میں نقل کیا ہے:

"وادعٰی ابن عبدالبر الاجماع علٰی اباحة حلق الجميع." (عمدۃ القاری ج:۲۲ ص:۵۸، بیروت)

ترجمہ:...... اور حافظ ابنِ عبدالبر نے حلق کے مباح ہونے پر اِجماع کا دعویٰ کیا ہے۔"

مندرجہ بالا فقہی مذاہب کی تفصیل کے بعد حضراتِ محدثین رحمہم اللہ کے مسلک کی وضاحت غیرضروری ہے، تاہم ان حضرات کا مسلک ان کے تراجم ابواب سے واضح ہے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث "نهی عن القزع" کی ترمذیؒ کے علاوہ سب حضرات نے تخریج کی ہے اور اس پر درج ذیل ابواب قائم کئے ہیں:

صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۷، باب القزع (کتاب الباس)۔

صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۰۳، باب کراهة القزع (کتاب اللباس والزينة)۔

نسائی ج:۲ ص:۲۷۵، النهی عن القزع (کتاب الزينة)۔


فہرست

ابنِ ماجہ ص:۲۵۹،النهی عن القزع (كتاب اللباس)۔

ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۱، باب فی الصبی له ذوابة (كتاب الترجل)۔

علاوہ ازیں اِمام نسائیؒ نے ج:۲ ص:۲۷۴ میں ”الرخصة فی حلق الرأس“ کا اور اِمام ابوداؤدؒ نے ”باب فی حلق الرأس“ کا عنوان بھی قائم کیا ہے، مگر ”كراهة حلق الرأس“ کا عنوان کسی نے قائم نہیں کیا۔ اس سے ان حضرات کا مسلک واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے نزدیک ”قزع“ مکروہ ہے، یعنی یہ کہ سر کے کسی حصے کے بال اُتار دیئے جائیں اور کسی حصے کے چھوڑ دیئے جائیں، لیکن تمام سر کے بال اُتار دینا مکروہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ صحیح احادیث میں سر کے بال اُتارنے کی اجازت دی گئی ہے، صحابہؓ میں سے بعض اکابر واجلہ کا اس پر عمل ثابت ہے، اور بقول ابنِ عبدالبرؒ ”تمام علماء کا اس کے جواز پر اِجماع ہے۔“ یہی ائمہ اَربعہؒ کا مسلک ہے اور یہی حضراتِ محدثینؒ کا، اس لئے اس کو ناجائز یا بدعت کہنا، جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، بےجا جسارت ہے۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سر پر بال رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول مبارک تھا، لیکن چونکہ یہ سنتِ تشریعیہ نہیں، بلکہ سنتِ عادیہ ہے اس لئے اگرچہ حلق وقصر بلاکراہت جائز ہے، تاہم بال رکھنا اَولیٰ وافضل ہے، یہ مضمون اِمام نوویؒ کی عبارت میں آچکا ہے، علامہ علی قاریؒ حدیث ابنِ عمرؓ:

”احلقوه كلّه أو اتركوه كلّه“

اسے پورا منڈاؤ یا پورا چھوڑ دو۔

کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”(او اتركوه كلّه) فيه اشارة الى الحلق فى غير الحج والعمرة جائز، وان الرجل مخيّرٌ بين الحلق والترك، لٰكن الأفضل ان لا يحلق الا فى احد النسكين، كما كان عليه صلى الله عليه وسلم مع اصحابه رضى الله عنهم، وانفرد منهم علىٌّ كرّم الله


فہرست

وجهه." (مرقاۃ ج:۴ ص:۴۰۹، بمبئی)

ترجمہ:...... "اس میں اشارہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر بھی حلق جائز ہے اور یہ کہ آدمی کو اختیار ہے خواہ حلق کرائے یا چھوڑ دے، لیکن افضل یہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر حلق نہ کرائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ رضوان اللہ علیہم کا یہی معمول تھا اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ حلق کرانے میں منفرد تھے۔"

اسی مسئلے پر حضرت حکیم الاُمت تھانوی قدس سرہٗ کے دو فتوے نظر سے گزرے، اتماماً للفائدہ پیش کرتا ہوں:

"سر کے بال کٹوانا:

سوال (۲۹۵)...... زید کہتا ہے کہ سارے سر میں بال رکھانا سنت ہے، اور بلاحج سر منڈوانا خلافِ سنت ہے، اور خشخشے بال رکھانے والے کو سخت مخالفِ سنت خیال کرکے قابلِ ملامت کہتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر منڈاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس فعل سے بھی منع نہ فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانا بھی غیر اَیامِ حج میں سنت ہے، اور خشخشے بال رکھنے کی ممانعت نہیں، وہ اپنی اصل پر رہیں گے، اور اصل اباحت و جواز ہے۔ خشخشے بال رکھنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور ان کو جو زید بدعت کہتا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے بال رکھانے والا شرعاً قابلِ ملامت ہے یا نہیں؟

الجواب:...... سنت مطلقہ یہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عبادت کیا ہے، ورنہ سننِ زوائد سے ہوگا، تو بال رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور عادت کے ہے، نہ بطور عبادت کے، اس لئے اَولیٰ ہونے میں تو شبہ نہیں، مگر اس کے خلاف کو خلافِ سنت


فہرست

نہ کہیں گے، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نہ ہوتی، چہ جائیکہ وہ حدیث بھی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا یقینی دلیل ہے بال نہ رکھنے کی جواز بلاکراہت کے اور خلافِ سنت نہ ہونے کے، پس جس حالت میں بالکل منڈوادینا جائز ہے تو قصر کرانے میں کیا حرج ہے؟

**للاجماع علٰی تساوی حکم القصر والحلق لشعر الرأس فی مثل ھٰذا الحکم والی التساوی اشیر بقوله تعالٰی: ”مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ“ واللہ تعالٰی اعلم.**

۱۸ربیع الاوّل ۱۳۲۱ھ۔“ (امداد ج:۲ ص:۱۵۲)

## ”سر کے بال کٹوانا:

سوال (۲۹۶)...... بعد سلام مسنون عرض ہے کہ ایک خط مولوی اسحاق صاحب کا کوئٹہ بلوچستان سے آیا ہے، مضمون یہ ہے کہ آج بعد نمازِ مغرب حضور (شاہ ابوالخیر صاحب) نے فرمایا: یہ کتاب الاسماء والکنی کہ ہم نے حیدرآباد سے منگائی ہے، اور اس سے پہلے کہیں دُنیا میں اس کی زیارت میسر نہیں ہوئی، مدینہ منوّرہ میں قبہ شیخ الاسلام میں کہ سلطان رُوم کا کتب خانہ بےنظیر ہے، اس میں بھی یہ کتاب نہیں دیکھی تھی، اس میں ہم نے ایک وہ مسئلہ دیکھا کہ ہم کو آج تک معلوم نہ تھا اور تم کو بھی معلوم نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: خشخشی بال جیسے تیرے ہیں اور ہندوستان میں بہت مروّج ہیں، یہ عمل قومِ لوط کا ہے، اگر سر پر بال ہوں تو اس قابل ہوں کہ ان میں مانگ نکالی جائے یا بالکل منڈائے جائیں، صرف یہ دونوں شکلیں مسنون ہیں۔ میں نے اس وقت توبہ کی۔ پھر فرمایا کہ: اگر تم حلق کو دوست رکھتے ہو تو حلق کراتے رہو اور اگر فرق کو دوست رکھتے

ہوتو اس نیت سے بالوں کی پرورش کرو۔ اور فرمایا کہ: اس اثر کو لکھ کر مشہور کردو اور میرٹھ بھیج دو، سب خادم توبہ کریں اور خشخشی بال نہ رکھیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ: یہ رسم کن لوگوں سے اختیار کی ہے؟ میں نے عرض کیا: نصاریٰ سے مأخوذ ہے۔ وہ اثر یہ ہے:

"من کتاب الکنی للدولابی قال: حدثنی ابراھیم بن الجنید قال حدثنی الھیثم بن خارجة قال حدثنا ابو عمران سعید بن میسرة البکری الموصلی عن انس بن مالک قال: انه دخل علیه شاب قد سکن علیه شعر له فقال مالک: والسکینة افرقه اوجزه فقال له رجل: یا ابا حمزة! من کانت السکینة؟ قال: فی قوم لوط، قال: کانوا یسکنون شعورھم ویمضغون العلک فی الطریق والمنازل ویحذفون ویفرجون اقبیتھم الٰی خواصرھم. انتھٰی۔"

(سکینة الشعر، بالوں کا سیدھا کھڑا چھوڑنا، نہ منڈانا، نہ مانگ نکالنی) خط کا مضمون یہاں ختم ہوگیا۔

مضمونِ بالا کو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمائیے کہ بالوں کا قینچی سے کتروانا جیسا کہ مروّج ہے، جائز ہے یا نہیں؟ اور مشابہت قومِ لوط ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اَثرِ مذکور کا کیا مطلب ہے؟ اور اگر ناجائز اور حرام ہے تو "مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَھُمْ اَوْ مُقَصِّرِیْنَ" کا کیا جواب ہے؟ یا یہ حکم خاص حجاج ہی کے لئے ہے، اور یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ اگر بالوں کا کتروانا جائز ہے تو تمام بال رکھنا اور مانگ نکالنا بہتر ہے یا حلق یا قصر؟ اور حلق سے قصر بہتر ہے یا نہیں؟ مفصل مدلل مع حوالہ بیان فرمائیے، کیونکہ اکثر لوگ حتیٰ کہ اکثر علماء بھی قصر

کراتے ہیں، اگر یہ امر ناجائز ہو تو اس سے توبہ کی جائے، اور اگر جائز ہے تو اَثرِ مذکور کا مطلب صاف صاف شافی، تسکین بخش ایسا ارشاد فرمایا جائے کہ اطمینان ہو جائے۔

الجواب:...... جوازِ تقصیر کا حج کے ساتھ مخصوص ہونا محتاجِ دلیل ہے، اور شاید کسی کو شبہ ہو کہ اس کی نسبت "یأخذ من کل شعرة قدر الأنملة" لکھا ہے، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ مقدار ادنیٰ کی ہے، مقصود نفی زائد کی نہیں ہے۔ چنانچہ ردّ المحتار میں بدائع سے نقل کیا ہے: قالوا یجب ان یزید فی التقصیر علٰی قدر الأنملة .... الخ۔ اور اسی طرح رُبع کی تخصیص بیانِ ادنیٰ کے لئے ہے، چنانچہ در مختار میں تصریح ہے: تقصیر الکل مندوب، پس وہ شبہ رفع ہوگیا، اور فارق منتفی ہے، لہٰذا جواز عام ہے۔ اور اگر کوئی شخص اَثرِ مذکور کو فارق کہے تو بایں وجہ صحیح نہیں کہ اَثرِ مذکور ثبوتاً و دلالۃً مخدوش ہونے کے علاوہ مفید مقصود کو نہیں، اوّلاً یہ کہ جب تک اس کے رُواۃ کی توثیق نہ ہو اس وقت تک اس کی صحت یا حسن ثابت نہیں، اور حدیث ضعیف حسبِ تصریح اہلِ علم کسی حکمِ شرعی کے لئے مثبت نہیں ہوسکتی۔[1] ثانیاً یہ



فہرست

(۱) کتاب الاسماء والکنیٰ کی اس روایت کی سند میں ابوعمران سعید بن میسرہ البکری الموصلی، کذاب ہے، اس لئے یہ روایت نہ صرف منکر بلکہ موضوع ہے۔ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں اور حافظ ابنِ حجرؒ "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں:

"سعید بن میسرة البکری ابو عمران، قال البخاری: عنده مناکیر وقال ایضًا منکر الحدیث، وقال ابن حبان: یروی الموضوعات، وقال الحاکم: روی عن انس موضوعات، و کذبه یحیٰی القطان."

(باقی اگلے صفحے پر)

کہ سکینہ کی یہ تفسیر جو سوال میں مذکور ہے محتاجِ دلیل ہے، خواہ لغت ہو یا نقلِ صحیح ہو، اور یہ دونوں امر بذمہ مستدل ہیں۔ تیسرے اس میں

---

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)......

ترجمہ:......''اِمام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: اس کے پاس ''منکر'' روایتیں ہیں، اور یہ کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔ ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں کہ: یہ موضوع روایتیں روایت کرتا ہے۔ حاکمؒ فرماتے ہیں کہ: اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بہت سی موضوع روایتیں روایت کی ہیں۔ اور اِمام یحییٰ بن سعید القطان نے اس کو کذّاب کہا ہے۔''

شیخ ابنِ عراقؒ ''تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ'' کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''من عرف بالکذب فی الحدیث وروی حدیثًا لم یروہ غیرہ فان نحکم علٰی حدیثہ ذٰلک بالوضع اذا انضمت الیہ قرینۃ تقتضی وضعہ، کما صرح بہ العلائی وغیرہ.'' (ج:۱ ص:۱۰)

ترجمہ:......''جو شخص حدیث میں جھوٹ بولنے کے ساتھ معروف ہو اور وہ ایسی حدیث روایت کرے جس کو اس کے سوا کوئی دُوسرا روایت نہیں کرتا تو ہم اس کی روایت کو موضوع قرار دیں گے، جبکہ اس کے موضوع ہونے کا قرینہ بھی موجود ہو، جیسا کہ حافظ علائی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔''

ابنِ عراقؒ نے اسی مقدمے میں کذّاب و وضاع راویوں کی فہرست دی ہے، اس میں ص:۶۳ پر حرف سین کے تحت نمبر:۲۲ پر سعید بن میسرۃ البکری کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے: ''کذبہ یحیی القطان وقال ابن حبان: یروی الموضوعات.'' اس کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ زیرِ بحث روایت بھی اسی ذخیرۂ موضوعات میں سے ہے، جس کو سعید بن میسرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کرتا تھا۔ اور جب یہ روایت ہی موضوع ہے تو اس سے مسائل کا استنباط بھی صحیح نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں غیر مجتہد کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کتاب میں کوئی روایت دیکھ کر اس پر عمل شروع کردے بلکہ اس کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے؟ کیونکہ دلیل میں نظر کرنا مجتہد کا وظیفہ ہے، عامی کا نہیں۔ اور ائمہ اربعہؒ اس پر متفق ہیں کہ سر کے بال رکھنا بھی جائز ہے اور کاٹنا بھی جائز ہے۔ نیز قینچی سے تراشنا بھی جائز ہے اور اُسترے سے حلق کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ اُوپر تفصیل گزر چکی ہے، تو ایک عامی کے لئے ''اِجماعِ علماء'' کی مخالفت کسی طرح جائز نہیں ہوسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب! محمد یوسف عفا اللہ عنہ


فہرست

''جزو'' کا لفظ بطور تخیر آیا ہے اور ''جز'' کے معنی لغت اور استعمال میں مطلق قطع کے ہیں مخصوص حلق کے ساتھ نہیں، بلکہ مخصوص بالوں کے ساتھ بھی نہیں، چنانچہ مشکوٰۃ باب الترجل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''فقالت امی لا اجزھا'' اور آگے اس کی علت بیان فرمائی: ''کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یمده'' اور ظاہر ہے کہ یہ علت مقتضی عموم معنی جز کو ہے۔ اور شمائل ترمذی میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''فأتی بجنب مشوی ثم أخذ الشفرة فجعل یجزّ لی'' اس میں دو نسخے ہیں: حاء اور جیم، اس سے عموم غیر شعر کے لئے ظاہر ہے۔ چوتھے ممکن ہے کہ یہ حکم مقید اس صورت کے ساتھ ہو کہ جب بال مانگ نکالنے کے قابل ہوں اور پھر مانگ نہ نکالی جائے جس کو سدل کہتے ہیں جس کے باب میں حدیث میں آیا ہے: ''فسدل النبی صلی الله علیه وسلم ناصیه ثم فرق بعده'' متفق علیه کذا فی المشکوٰة باب الترجُّل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالوں کا سدل فرمایا، لیکن بعد میں مانگ نکالنے لگے۔ بخلاف اس صورت کے چھوٹے چھوٹے بال ہوں، خواہ بڑھے نہ ہوں یا کٹا دیئے ہوں، اس صورت میں یہ حکم نہ ہو، چنانچہ افرقه او جزه، علیٰ سبیل التخییر فرمانا اس منع بالمعنی الاصطلاح کی سند ہوسکتی ہے کیونکہ تخییر موقوف ہے دونوں شقوں کے امکان عادی پر، اور امکان فرق موقوف ہے بالوں کے بڑے ہونے پر۔ پانچویں ممکن ہے کہ یونہی مخصوص ہو اس صورت کے ساتھ جبکہ اہلِ باطل کی وضع پر ہوں، جیسا اس وقت نئی فیشن ایجاد ہوئی ہے، یا یہ کہ کسی فساد کی نیت سے ہو، جیسا کہ دُوسرے متعاطفات بھی اس پر دال ہیں، ورنہ لازم آتا ہے کہ مضغ علک اور قباء میں

چاک دونوں پہلوؤں پر رکھنا بھی مطلقاً ناجائز ہو، ولا قائل بہٖ، پس ان وجوہ سے یہ اثر مخصص یا مفسر جوازِ تقصیر کا نہیں ہوسکتا، بخلاف نہی عن القزع کے کہ بوجہ صحتِ حدیث کے اطلاق حلق کو مقید کرسکتا ہے، پس تقصیر فی نفسہٖ بحالہٖ جائز رہا، البتہ عارض تشبہ سے جہاں تشبہ لازم آتا ہو بعض صورتیں ممنوع ہوجائیں گی، ھٰذا ما حضر لی الآن، ولعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرًا، واللہ اعلم! ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ۔“

(امداد ج:۲ ص:۱۷۲، امداد الفتاویٰ ج:۴ ص:۲۲۴ تا ۲۲۶)

## غیر مسلم کی تعزیت

س…… ۲۴ فروری ۱۹۸۵ء مطابق ۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ اتوار کی شام کو ادارہ طلوعِ اسلام کے بانی مسٹر غلام احمد پرویز انتقال کرگئے، ان کی عمر ۸۲ سال تھی اور وہ گزشتہ چار ماہ سے علیل تھے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ان کی بیوہ کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے:

”مرحوم تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن تھے، اور انہوں نے اس دوران علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے خیالات سے بھی بھرپور استفادہ کیا، مرحوم نے بعد ازاں اپنی تمام تر توانائی اسلام کے مطالعہ اور اسے دُوسروں تک پہنچانے کے لئے وقف کردی تھی، اس شعبے میں مرحوم کے لاتعداد شاگرد موجود ہیں، مرحوم کو تحریکِ پاکستان کے عظیم کارکن اور عظیم مفکر کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں قبول فرمائے۔“

کیا کسی مسلمان کو ایسے منکرِ حدیث کی تعزیت کرنا اور اسے ”مرحوم“ کہنا جائز ہے؟

ج…… کسی مرنے والے کے وارثوں سے تعزیت تو اچھی بات ہے، لیکن جنابِ صدر کی طرف سے پرویز صاحب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ان پر دِینی حلقوں میں اظہارِ ناپسندیدگی کیا جائے گا۔ مسٹر پرویز کے خیالات کوئی ڈھکے چھپے نہیں تھے، موصوف نے جس طرح اسلام کو مسخ کیا، جس طرح قطعیاتِ اسلام کا انکار کیا اور جس طرح

پورے اسلام کو ''عجمی سازش'' قرار دیا، اسے ''اسلام کا مطالعہ'' نہیں، بلکہ ''اسلام کا مسخ'' ہی کہا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج سے تقریباً بیس سال پہلے عرب و عجم اور تمام اسلامی فرقوں کے اہلِ علم نے فتویٰ دیا کہ پرویزی نظریات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور جو شخص ان نظریات کا قائل ہو اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ چنانچہ ''علماء کا متفقہ فتویٰ: پرویز کافر ہے'' کے نام سے یہ تحریر شائع ہوچکی ہے۔

صدرِ مملکت فرماتے ہیں کہ پرویز نے بانیٔ پاکستان اور علامہ اقبال کے خیالات سے بھرپور استفادہ کیا، اگر یہ استفادہ اسی طرح مسخ و تحریف کے ذریعہ کیا گیا تھا تو اس کو ''بھرپور استفادہ'' کا نام دینا ہی غلط ہے، لیکن اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ان بزرگوں کے خیالات و نظریات بھی وہی تھے جن کی ترجمانی مسٹر پرویز مدۃ العمر کرتے رہے تو اہلِ اسلام کی نظر میں ان دونوں بزرگوں کی حیثیت کیا ہوگی...؟

جنابِ صدر نے پرویز کے لئے یہ دُعا بھی فرمائی کہ: ''اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں قبول فرمائے۔'' جوارِ رحمت کا جو تصوّر مسلمانوں کے نزدیک ہے، مسٹر پرویز اس کے قائل ہی نہیں تھے، وہ اسے عیسائی عقیدہ قرار دیتے تھے اور علامہ اقبال کے حوالے سے اس کا یوں مذاق اُڑاتے تھے:

آں بہشتے کہ خدائے بتو بخشد ہمہ ہیچ
تا جزائے عمل تست چناں چیزے ہست

(لغات القرآن، مادّہ: ر-ح-م)

جو لوگ خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی بہشت کو ''ہمہ ہیچ'' کہہ کر پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہوں، یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ''جوارِ رحمت'' کی دُعا کے کیا معنی ہیں؟

عجیب بات ہے کہ علامہ اقبال تو خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی جنت کو ''ہمہ ہیچ'' اور جزائے عمل کو ''چیزے ہست'' کہتے ہیں، لیکن اعلم الاوّلین والآخرین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لن ینجی احدًا منکم عمله، قال رجل: ولا ایاک یا رسول الله! قال: ولا ایای! الّا ان یتغمدنی الله منه برحمة ولٰکن سددوا.“

ترجمہ:...... ”تم میں سے کسی کا عمل اس کو ہرگز نجات نہیں دِلائے گا، ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا: مجھے بھی نہیں، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لیں، لیکن سیدھے راستے پر چلتے رہو۔“

دُوسری حدیث میں ہے:

”ما من احد یدخله عمله الجنة، قیل: ولا انت یا رسول الله! قال: ولا انا، الّا ان یتغمدنی ربی برحمة (وفی روایة: الّا ان یتغمدنی الله منه بمغفرة ورحمة).“

(صحیح مسلم جلد دوم ص:۳۷۶، ۳۷۷)

ترجمہ:...... ”تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسے اس کا عمل جنت میں داخل کردے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا: مجھے بھی نہیں، اِلَّا یہ کہ میرا رَبّ مجھے اپنی رحمت و مغفرت سے ڈھانپ لے۔“

”بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بہ کجا“

اخبار میں یہ دِلچسپ خبر بھی دی گئی ہے کہ:

”ان کی نمازِ جنازہ پیر ۲۵ رفروری کو شام ۴ بجے، ۲۵-بی گلبرگ نمبر ۲، مین مارکیٹ، ان کی رہائش گاہ پر ادا کی جائے گی۔“

مسٹر پرویز تو ”نماز“ نام کی کسی عبادت ہی کے قائل نہیں تھے اور مسلمانوں کی نماز کو ”مجوسیوں کا طریقہ“ کہا کرتے تھے، معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کی ”نمازِ جنازہ“ کس طریقے سے ادا کی گئی؟ اور کس نے ادا کرائی...؟


فہرست

جہاں تک پرویز صاحب کی ذات کا تعلق ہے وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں، یقیناً وہ ان تمام غیبی حقائق کا بچشمِ خود مشاہدہ کر رہے ہوں گے جن کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے، چونکہ ان کا مقدمہ سب سے بڑی عدالت میں پہنچ چکا ہے اس لئے ان کی ذات کے بارے میں لب کشائی کرنے کے بجائے ہم یہ کہیں گے کہ جن خیالات ونظریات کا وہ ساری عمر پرچار کرتے رہے، وہ سراسر کفر وضلالت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو ان کے برپا کردہ فتنے سے محفوظ رکھے۔

## اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لفظ ''صاحب'' کا استعمال

س۱:...... جناب محترم! ہم ادب کے طور پر ''صاحب'' لفظ استعمال کردیتے ہیں، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، جملہ صحابہ کرامؓ اور دِین کے تمام بزرگوں کے لئے، بلکہ اپنے بزرگوں کے لئے بھی۔ جنابِ عالی! یہ لفظ یعنی ''صاحب'' ہم اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نہ زبان پر کہتے ہیں، نہ لکھتے ہیں، کیا یہ بات کوئی گناہ یا خلافِ ادب تو نہیں ہے؟ واضح فرمادیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے، پروردگار ہے۔

س۲:...... آج کل دیکھا جاتا ہے کہ کیلنڈروں اور کتابوں کے سرِورق وغیرہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قرآن پاک کی آیت ٹیڑھی اور ترچھی لکھی جاتی ہے، کیا ایسا لکھنا خلافِ ادب اور باعثِ گناہ تو نہیں؟

س۳:...... کیا سورۂ اِخلاص تین بار پڑھنے سے تمام قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے؟

س۴:...... کیا دُعا کے اوّل اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے بغیر دُعا قبول نہیں ہوتی؟

س۵:...... اگر کوئی شخص کسی صاحبِ طریقت سے بیعت ہو تو پیر صاحب کے بتلائے ہوئے اذکار پہلے پڑھے یا وہ اذکار جن کا کتبِ فضائل میں ذکر ملتا ہے، جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھ لے گا (شام تک کی) اس کی حاجتیں پوری ہوجائیں گی وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی آدمی کے پاس وقت کم ہو تو وہ کون سے اذکار

پڑھے، احادیث میں مذکورہ یا صاحبِ طریقت کے جس سے بیعت ہو،؟ اسی طرح اگر کوئی بیعت سے پہلے احادیث کے اذکار کو جو پڑھ رہا ہو وہ بند کرلے تو گناہ تو نہیں؟ تہجد کی نماز چند دن پڑھتا ہوں، چند دن نہیں پڑھتا، اس کے متعلق واضح فرمادیں، بغیر وضو چارپائی پر لیٹے لیٹے احادیث شریف کی کتاب پڑھ رہا ہو تو گناہگار ہوگا یا بےادب؟ کیا دُرود شریف بغیر وضو پڑھ سکتا ہے؟

س۶:...... دُرود شریف کا ثواب زیادہ ہے یا اِستغفار کا؟

ج۱:...... پُرانے زمانے کی اُردو میں ''اللہ صاحب فرماتا ہے'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، مگر جدید اُردو میں ان کا استعمال متروک ہوگیا، گویا اُس زمانے میں یہ تعظیم کا لفظ سمجھا جاتا تھا، مگر جدید زبان میں یہ اتنی تعظیم کا حامل نہیں رہا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے لئے یا انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہؓ و تابعینؒ کے لئے استعمال کیا جائے۔

ج۲:...... اگر ان کو ادب و احترام سے رکھا جاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر ان کے پامال ہونے کا اندیشہ ہو تو نہیں لکھنی چاہئیں۔

ج۳:...... ایک حدیث میں یہ مضمون ہے کہ ''قُلْ ھُوَ اللهُ اَحَدٌ'' تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی)

ج۴:...... دُعا کے اوّل و آخر دُرود شریف کا ہونا دُعا کی قبولیت کے لئے زیادہ اُمید بخش ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دُعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کے اوّل و آخر میں دُرود شریف نہ ہو۔

ج:۵...... جن اوراد و اذکار کو معمول بنالیا جائے، خواہ شیخ کے بتانے سے یا ازخود، ان کے چھوڑنے میں بے برکتی ہوتی ہے، اس لئے بھی معمولات کی پابندی کرنی چاہئے اور ایک وقت نہ ہوسکے تو دُوسرے وقت پورے کرلے۔ تہجد کی نماز میں ازخود ناغہ نہ کرے۔ بغیر وضو حدیث شریف کی کتاب پڑھنا خلافِ اَولیٰ ہے۔ دُرود شریف بے وضو جائز ہے، باوضو پڑھے تو اور بھی اچھا ہے۔

ج:۶...... دونوں کا ثواب اپنی اپنی جگہ ہے، اِستغفار کی مثال برتن مانجھنے کی ہے، اور دُرود

شریف کی مثال برتن قلعی کرنے کی۔

## بچی کو جہیز میں ٹی وی دینے والا گناہ میں برابر کا شریک ہے

س…… گزارش ہے کہ میری دو بیٹیاں ہیں، بڑی بیٹی کی شادی میں نے کردی ہے، اس کی شادی پر میں نے ٹی وی جہیز میں دیا تھا، یہ خیال تھا کہ ٹی وی ناجائز تو ہے لیکن رسمِ دُنیا اور بیوی اور بچوں کے اصرار پر دے دیا۔ اب پتا چلا کہ ٹی وی تو اس کے استعمال کی وجہ سے حرام ہے، اپنی غلطی کا بہت افسوس ہوا اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتا رہا۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں اس وقت دُوسری بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، میں نے بیوی اور بچوں کو کہا ہے کہ ٹی وی کی جگہ پر سونے کا سیٹ دے دیں یا کوئی چیز اسی قیمت کی دے دیں، لیکن سب لوگ میری مخالفت کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ کسی کی پسند ناپسند سے شرعی اَحکام تبدیل نہیں ہوسکتے، براہِ مہربانی پوری تفصیل سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں، میں بہت پریشان ہوں۔

ج…… **جزاکم اللہ احسن الجزاء!** اللہ تعالیٰ نے آپ کو دِین کا فہم نصیب فرمایا ہے، جس طرح پسند و ناپسند سے اَحکام نہیں بدلتے، اسی طرح بیوی بچے آپ کی قبر میں اور آپ ان کی قبر میں نہیں جائیں گے۔ جس بچی کی شادی کرنی ہے اس کو کہہ دیا جائے کہ: ''ٹی وی تو میں لے کر دوں گا نہیں، زیورات کا سیٹ بنوالو، یا نقد پیسے لے لو، اور ان پیسوں سے جنت خریدو یا دوزخ خریدو، میں بری الذمہ ہوں، میں خود اژدہا خرید کر اس کو تمہارے گلے کا طوق نہیں بناؤں گا۔''

## نعت پڑھنا کیسا ہے؟

س…… ایک صاحب مجلسِ حمد و نعت کے دوران حمد تو سن لیتے ہیں، لیکن جوں ہی نعت شروع ہوتی ہے اور اس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ گرامی آتا ہے، پڑھنے والے کو ٹوک کر کہتے ہیں: ''یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اللہ پڑھ'' ان کا یہ انداز کس حد تک دُرست ہے؟ انہیں یہ اعتراض بھی ہے کہ آج کے مسلمانوں کے دِل میں مدینہ کا بت بسا ہے (نعوذ باللہ)۔

ج…… ''نعت'' کے معنی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کرنا۔

اگر نعتیہ اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح کمالات واوصاف ذکر کئے گئے ہوں تو ان کا پڑھنا اور سننا لذیذ ترین عبادت ہے، ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ بجائے خود عبادت ہے، دُوسرے یہ ذریعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اضافے وترقی کا، اور یہ دُنیا وآخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ وہ صاحب کسی اور مذہب کے ہوں گے، ورنہ کسی مسلمان کے منہ سے یہ بات نہیں نکل سکتی۔

## مسجدِ نبوی اور روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے سفر کرنا

س…… میں نے ایک کتاب میں بھی پڑھا ہے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے اور سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر شفاعت کی درخواست ممنوع ہے۔ بتلائیں کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور روضۂ مبارک پر دُعا مانگنا کیسا ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ کس طرف منہ کرکے دُعا مانگیں گے؟ آیا کعبہ کی جانب یا روضۂ مبارک کی جانب؟ اور مسجدِ نبوی میں کثرتِ دُرود افضل ہے یا تلاوتِ قرآن؟

ج…… یہ تو آپ نے غلط سنا یا غلط سمجھا ہے کہ مسجدِ نبوی (علٰی صاحبها الصلوات والتسلیمات) کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے، اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ مسجد شریف کی نیت سے سفر کرنا صحیح ہے۔ البتہ بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ روضۂ مقدسہ کی زیارت کی نیت سے سفر جائز نہیں، لیکن جمہور اکابرِ اُمت کے نزدیک روضۂ شریف کی زیارت کی بھی ضرور نیت کرنی چاہئے۔ اور روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر شفاعت کی درخواست ممنوع نہیں۔ فقہائے اُمت نے زیارتِ نبوی کے آداب میں تحریر فرمایا ہے کہ بارگاہِ عالی میں سلام پیش کرنے کے بعد شفاعت کی درخواست کرے۔ اِمام جزری رحمۃ اللہ علیہ ''حصن حصین'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبرِ مبارک) کے پاس دُعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی؟ صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کے بعد قبلہ رُخ ہوکر دُعا مانگے۔ مدینہ طیبہ میں دُرود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور تلاوتِ قرآنِ کریم کی مقدار بھی بڑھادینی چاہئے۔

## شادی یا کسی اور معاملے کے لئے قرعہ ڈالنا

س…… ایک حدیث میں یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جایا کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے لئے قرعہ ڈالا کرتے تھے، جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آتا تھا وہی آپ کی شریکِ سفر ہوا کرتی تھیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم موجودہ دور میں کن کن باتوں کے لئے قرعہ ڈال سکتے ہیں؟ مثلاً: شادی کا معاملہ ہو تو کیا لڑکی/لڑکے کا نام قرعہ میں ڈال کر معلوم کیا جاسکتا ہے؟ یہ بھی بتایئے کہ قرعہ ڈالنے کا صحیح طریقہ کیا ہے جس سے کسی طرح کی غلطی اور شک وشبہ کا اندیشہ نہ رہے۔

ج…… جن چیزوں میں کئی لوگوں کا استحقاق مساوی ہو، اس پر قرعہ ڈالا جاتا ہے، مثلاً: مشترک چیز کی تقسیم میں حصوں کی تعیین کے لئے، یا دو بیویوں میں سے ایک کو سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے۔ رشتے وغیرہ کی تجویز میں اگر ذہن یکسو نہ ہو تو ذہن کی یکسوئی کے لئے اِستخارے کے بعد قرعہ ڈالا جاسکتا ہے، اس میں اصل چیز تو اِستخارہ ہی ہے، قرعہ محض اپنے ذہن کو ایک طرف کرنے کے لئے ہوگا۔

## ٹی وی میں کسی کے کردار کی تحقیر کرنا

س…… حال ہی میں ٹی وی پر ایک ڈرامہ ''پہچان'' دِکھایا گیا، اس میں شامل کردار گھریلو اختلافات کی وجہ سے کورٹ میں جاتے ہیں، گھر کے سربراہ ایک اُستاد کا رول ادا کر رہے تھے، جنھوں نے اپنی تمام زندگی ایمان داری وصداقت اور بے لوث خدمت میں گزاری، اور وہ سب کچھ نہ کچھ دے سکے جوان کی بیوی اور بچوں کی بے ہودہ ضرورت اور فرمائش تھی اور ان سب نے اُستاد صاحب کی کورٹ میں جو بے عزتی کی وہ معاشرے میں تصوّر بھی نہیں کی جاتی۔ بیوی نے الگ ڈائیلاگ کے ذریعے ذلیل کیا، پھر ان کے بڑے بیٹے نے کلمہ طیبہ پڑھ کر وکیل کے کہنے پر عدالت میں کہا: ''جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہوں گا'' اور اس گستاخ لڑکے نے بھی کلمہ پڑھ کر اپنے والد صاحب ''اُستاذ'' کی انتہا درجے کی کھلی عدالت میں بے عزتی کی۔ مولانا صاحب! اس طرح کے ڈرامے لکھنے والے

اوراس میں اس قسم کا کردار ادا کرنے والوں کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟ ایک تو ڈرامہ اس قسم کا تھا، دُوسری اہم بات یہ کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر یہ کہا گیا کہ: ''جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا، اس کے علاوہ کچھ نہ کہوں گا'' جبکہ یہ سارا جھوٹ عظیم ہے۔ کلمہ جیسی نعمتِ عظمیٰ کو گواہ بنا کر سارا جھوٹ بولا گیا، ایسے لوگوں کے لئے اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ آیا یہ لوگ مسلمان کہلانے کے حق دار ہیں جنھوں نے ''کلمے'' کو مذاق بنا رکھا ہے؟

ج…… میرے خیال میں تو ڈرامہ کرنے والوں نے معاشرے کی عکاسی کی ہوگی، اور مقصد یہ ہوگا کہ لوگوں کی اصلاح ہو، لیکن عملاً نتیجہ اس کے برعکس نکلتا ہے۔ نوجوان نسل ان ڈراموں سے انارکی سیکھتی ہے اوران جرائم کی عملی مشق کرتی ہے جو ٹی وی کی فلموں میں اسے دِکھائے جاتے ہیں۔ جس ڈرامے کا آپ نے ذکر کیا ہے اس سے بھی نئی نسل کو یہی سبق ملا ہوگا کہ ایمان داری، صداقت اور بے لوث خدمت کا تصوّر فضول اور دقیانوسی خیال ہے اور ایسے والد صاحبان کی اسی طرح بے عزتی کرنی چاہئے۔

رہا یہ کہ ایسے ڈرامے لکھنے والوں کا اور دِکھانے والوں کا اسلام میں کیا حکم ہے؟ تو یہ سوال خود انہی حضرات کو کرنا چاہئے تھا، مگر وہ شاید اسلام سے اور کلمہ طیبہ سے ویسے ہی بے نیاز ہیں، اس لئے نہ انہیں اسلام کے اَحکام معلوم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کلمہ طیبہ یا شعائرِ اسلام کی توہین کا احساس ہے، ایسے لوگوں کے لئے بس یہ دُعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اصلاح کی توفیق نصیب فرمائیں۔

## ''بسم اللہ'' کی بجائے ۷۸۶ تحریر کرنا

س…… ہمارا ایک مسئلے پر بحث و مباحثہ چلتا رہا، جس میں ہر ایک شخص اپنے اپنے خیالات پیش کرتا رہا، مگر تسلی ان باتوں سے نہ ہوئی۔ بحث کا مرکز ''۷۸۶'' تھا جو کہ عام خط و کتابت میں پہلے تحریر کیا جاتا ہے، جس کا مقصد ہم ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' جانتے ہیں۔ آیا خط کے اُوپر ۷۸۶ لکھنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے ۷۸۶ کیا ہے اور کس طرح بسم اللہ مکمل بنتا ہے؟ اور ہاں کئی آدمیوں کی رائے ہے کہ یہ ہندووٴں کے کسی آدمی نے بات نکالی ہے تا کہ مسلمانوں کو

اس کے لکھنے کے ثواب سے محروم کیا جائے۔ یعنی مکمل وضاحت فرمائیں تا کہ کوئی ایسی غلطی یا بات نہ ہو کہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں۔

ج...... ۷۸۶ بسم اللہ شریف کے عدد ہیں، بزرگوں سے اس کے لکھنے کا معمول چلا آتا ہے، غالباً اس کو رواج اس لئے ہوا کہ خطوط عام طور پر پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں، جس سے بسم اللہ شریف کی بے ادبی ہوتی ہے، اس بے ادبی سے بچانے کے لئے غالباً بزرگوں نے بسم اللہ شریف کے اعداد لکھنے شروع کئے، اس کو ہندوؤں کی طرف منسوب کرنا تو غلط ہے، البتہ اگر بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو تو بسم اللہ شریف ہی کا لکھنا بہتر ہے۔

## مدارس کے چندے کے لئے جلسہ کرنا

س...... مدارس کا چندہ وعظ و جلسے کی شکل بنا کر ایک دِلچسپ تقریر کر کے وصول کرنا کیسا ہے؟ یا جلسے کے علماء بلائے بھی اسی مقصد کے لئے جائیں کہ کچھ تقریر کر کے چندہ کریں گے، یہ کیسا ہے؟

ج...... دِینی مقاصد کے لئے چندہ کرنا تو احادیث شریفہ سے ثابت ہے، اور کسی اجتماع میں مؤثر انداز میں اس کی ترغیب دینا بھی ثابت ہے، بلکہ دورانِ خطبہ چندے کی ترغیب دِلانا بھی احادیث میں موجود ہے، البتہ اگر کسی جگہ چندے سے علم اور اہلِ علم کی بدنامی ہوتی ہو تو ایسا چندہ کرنا خلافِ حکمت ہے، واللہ اعلم!

## مشترکہ مذاہب کا کیلنڈر

س...... احقر کا نام سلیم احمد ہے اور امریکہ کے شہر شکاگو میں ۱۸ سال سے مقیم ہے۔ حضرتِ والا کی خدمت میں اس خط کے ساتھ ۱۹۹۵ء کا کیلنڈر روانہ کر رہا ہوں جس کے بارے میں مسئلہ دریافت طلب ہے۔ یہ کیلنڈر امریکہ کے تمام مذاہب کے لوگ مل کر چھپواتے ہیں اور پھر ان کو فروخت کرتے ہیں۔ اس سال بھی یہ کلینڈر مسجد میں ۱۵ ڈالر کا (ڈاکٹر محمد صغیرالدین جن کا تعلق اِنڈیا حیدرآباد سے ہے اور وہ تقریباً یہاں پر ۲۵ یا ۳۰ سال سے مقیم ہیں) انہوں نے فروخت کیا اور لوگوں کی توجہ اس طرف دِلائی کہ اس کو خریدیں، اس کیلنڈر میں جولائی


فہرست

کے ماہ میں اسلام کے بارے میں بتایا گیا ہے، اس سلسلے میں چند سوالات خدمتِ اقدس میں پیش کرتا ہوں، اُمید ہے کہ حضرتِ والا اپنی مصروفیات میں سے چند لمحات احقر کے لئے نکال کر جواب سے جلد از جلد مطلع فرمائیں گے۔

۱:...... آیا شرعاً یہ کیلنڈر بنوانا جس میں تمام مذاہب کی تبلیغ کی جارہی ہو اس میں اسلام کو بھی اسی طرح شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۲:...... آیا شرعاً اس کا خریدنا اور گھر میں لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟

۳:...... آیا شرعاً اس طریقے سے اسلام کی تبلیغ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴:...... اس کا خریدنے والا، بیچنے والا اور اس کام میں حصہ لینے والا شرعاً مجرم ہوگا یا نہیں؟

ج...... اس کیلنڈر کا شائع کرنا، اس کی اشاعت میں شرکت کرنا، اس کا فروخت کرنا، اس کا خریدنا، الغرض کسی نوع کی اس میں شرکت و اعانت کرنا ناجائز ہے، اور اس مسئلے کے دلائل بہت ہیں، مگر چند عام فہم باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

۱:...... اس کیلنڈر میں بارہ مذاہب کا تعارف ہے، گویا مسلمان، جو اس میں حصہ لیں گے، وہ گیارہ مذاہبِ باطلہ کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنیں گے، اور باطل کی اشاعت کرنا اور اس کا ذریعہ بننا، اس کے حرام اور ناجائز ہونے میں کسی معمولی عقل و فہم کے آدمی کو بھی شبہ نہیں ہوسکتا۔

۲:...... اس کیلنڈر میں اسلام کو من جملہ مذاہب کے ایک مذہب شمار کیا گیا ہے، دیکھنے والے کا تأثر یہ ہوگا کہ جس طرح دُوسرے دِین و مذاہب ہیں، اسی طرح دِینِ اسلام بھی ایک مذہب ہے، جس کو بعض لوگ سچا دِین سمجھتے ہیں، جیسا کہ دُوسرے گیارہ مذاہب کو ماننے والے سچا دِین سمجھتے ہیں۔ جبکہ قرآنِ کریم کا اعلان یہ ہے کہ دِینِ برحق صرف اسلام ہے، باقی سب باطل ہیں: "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَام"۔ اب کسی مسلمان کا اس بارہ مذہبی کیلنڈر کی اشاعت میں حصہ لینا گویا اس قرآنی اعلان کی نفی کرنا ہے۔

۳:...... کیلنڈر میں جگہ جگہ بت بنے ہوئے ہیں، صلیب آویزاں ہے، اور



فہرست

تصویریں بنی ہوئی ہیں، کوئی بھی سچا مسلمان کفر و بت پرستی کے اس نشان کو اپنے گھر میں آویزاں نہیں کرسکتا، نہ اس کو خرید سکتا ہے۔

۴:...... جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ اس کیلنڈر کو مساجد میں لایا جاتا ہے اور وہاں ۱۵ ڈالر میں اس کو فروخت کیا جاتا ہے۔ اوّل تو مسجد کے اندر خرید و فروخت ہی حرام ہے، کیونکہ یہ مسجد کو بازار بنانے کے ہم معنی ہے۔ علاوہ ازیں بتوں کو قرآنِ کریم نے رِجس یعنی گندگی فرمایا اور مساجد کو ہر طرح کی ظاہری و معنوی گندگی سے پاک رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ مسجد میں اس بتوں والے کیلنڈر کا لانا گویا خانۂ خدا کو بت خانہ بنانا اور اس گندگی سے آلودہ کرنا ہے، جو صریحاً حرام اور ناجائز ہے۔

رہا یہ خیال کہ: ''ہم اس کیلنڈر کے ذریعہ اسلام کا تعارف کراتے ہیں'' مذکورہ بالا مفاسد کے مقابلے میں لائقِ اعتبار نہیں، اس قسم کے ناجائز اور حرام ذرائع سے مذاہبِ باطلہ کی اشاعت تو ہوسکتی ہے، دِینِ برحق ان ذرائع کا محتاج نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت سے ایسے ممالک تشریف لے گئے جہاں کوئی ان کی زبان بھی نہیں سمجھتا تھا، لیکن لوگ ان کے اعمال و اخلاق اور ان کی سیرت اور کردار کو دیکھ کر مسلمان ہوتے تھے، آج بھی گئے گزرے دور میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے موجود ہیں جن کے اخلاق و اعمال کو دیکھ کر لوگ اسلام کی حقانیت کے قائل ہوجاتے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائی جو ممالکِ غیر میں رہائش پذیر ہیں، اگر وہ اپنی وضع قطع، اپنے اخلاق و اعمال اور اپنے طور و طریق کو ایسا بنالیں جو اسلام کی منہ بولتی تصویر ہو تو لوگ ان کے سراپا کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کے قائل ہوجائیں۔

گویا ایک مسلمان کی شکل و صورت، وضع قطع، سیرت و کردار اور چال ڈھال ایسی ہو کہ دیکھنے والے پکار اُٹھیں کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جارہا ہے۔ ایسا ہو تو ہر مسلمان اسلام کا مبلغ ہوگا اور اسے غیرشرعی مصنوعی ذرائع استعمال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ برعکس اس کے اگر مسلمان غیرملکوں میں جاکر ''ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد'' کا مصداق بن جائے، غیرمسلموں کی سی شکل و صورت، انہی کی سی وضع و قطع، انہی کی سی معاشرت وغیرہ، تو اس کے بعد اسلام کا تعارف ایسے غیرشرعی کیلنڈروں کے ذریعے بھی

کرائیں تو لغو اور بے سود ہے۔ جس اسلام نے خود ان کی شخصیت کو متأثر نہیں کیا، اس کا تعارف غیرمسلموں پر کیا اثرانداز ہوگا...؟

خلاصہ یہ کہ ایسے کیلنڈر کا افادی پہلو تو محض وہمی اور خیالی ہے اور اس کے مفاسد اس قدر ہیں کہ ذرا سے تأمل سے ہر مسلمان پر واضح ہوسکتے ہیں، اس لئے ایسے کیلنڈر کی اشاعت میں حصہ لینا کسی مسلمان کے روا نہیں۔

## شہریت کے حصول کے لئے اپنے کو ''کافر'' لکھوانا

س...... یورپ کے کچھ ممالک کی حکومتوں کی یہ پالیسی ہے کہ وہ دُوسرے ملکوں کے ان لوگوں کو سیاسی پناہ دیتے ہیں جو اپنے ملک میں کسی زیادتی یا امتیازی سلوک کے شکار ہوں۔ ہمارے کچھ پاکستانی بھی حصولِ روزگار کے سلسلے میں وہاں جاتے ہیں اور مستقل قیام یا شہریت حاصل کرنے کے لئے وہاں کی حکومت کو تحریری درخواست دیتے ہیں کہ وہ قادیانی ہیں، چونکہ پاکستان میں قادیانیوں سے زیادتی کی جاتی ہے اس لئے ان کو وہاں پر سیاسی پناہ دی جائے۔ اس طرح وہاں پر قیام کرنے کی اجازت حاصل کرلیتے ہیں اور کچھ عرصے کے بعد ان کو وہاں کی شہریت بھی مل جاتی ہے۔ ان لوگوں کو اگر سمجھایا جائے کہ اس طرح قادیانی بن کر روزگار حاصل کرنا شرعی طور پر گناہ ہے اور اس طرح وہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں مگر ان کا جواب ہوتا ہے کہ وہ صرف روزگار حاصل کرنے کے لئے قادیانی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ورنہ وہ اب بھی دِل و جان سے اسلام پر قائم ہیں۔ وہاں کی شہریت حاصل کرکے وہ پاکستان آکر یہاں مسلمان گھرانوں میں شادی بھی کرلیتے ہیں، اور لڑکی والوں سے یہ بات چھپائی جاتی ہے کہ لڑکے نے قادیانی بن کر غیرملکی شہریت حاصل کی ہے اور لڑکی والے بھی اس لالچ میں کہ ان کی لڑکی کو بھی یورپ کی شہریت مل جائے گی، کوئی تحقیق نہیں کرتے۔ حالانکہ لڑکے کے قریبی عزیز و اقارب کو یہ بات معلوم ہوتی ہے، اس طرح جھوٹ موٹ اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کرنے سے چاہے وہ صرف وہاں رہائش حاصل کرنے کے لئے بولا گیا ہو، کیا وہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں؟


فہرست

ج…… جو شخص جھوٹ موٹ کہہ دے کہ میں ہندو ہوں یا عیسائی ہوں یا قادیانی ہوں، وہ اس کے کہنے کے ساتھ ہی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، اس کا حکم مرتد کا حکم ہے۔

س…… وہ جو کسی مسلمان لڑکی سے شادی کرتے ہیں، کیا ان کا نکاح جائز ہے؟ اگر ان کا نکاح جائز نہیں تو اب ان کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… ایسے شخص سے کسی مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہوتا، اگر دھوکے سے نکاح کردیا گیا تو پتا چلنے کے بعد اس نکاح کو کالعدم سمجھا جائے اور لڑکی کا عقد دُوسری جگہ کردیا جائے، چونکہ نکاح ہی نہیں ہوا اس لئے طلاق لینے کی ضرورت نہیں۔

س…… کیا لڑکی کے والدین اور لڑکی جس کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں، وہ بھی گناہ میں شامل ہیں؟

ج…… جی ہاں! وہ بھی گناہگار ہوں گے، مثلاً: کسی مسلمان لڑکی کا نکاح کسی سکھ سے کردیا جائے تو ظاہر ہے یہ کام کرنے والے عنداللہ مجرم ہوں گے۔

س…… لڑکے کے وہ عزیز و اقارب جو یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی لڑکی والوں سے بات چھپاتے ہیں اور نکاح میں شریک ہوتے ہیں، کیا وہ بھی گناہگار ہوں گے؟

ج…… جن عزیز و اقارب نے صورتِ حال کو چھپایا وہ خدا کے مجرم ہیں، اور اس بدکاری کا وبال ان کی گردن پر ہوگا۔

س…… کیا وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہوسکتے ہیں، اگر ہاں تو اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اور کیا کوئی کفارہ بھی دینا ہوگا؟

ج…… دوبارہ اسلام میں داخل ہوسکتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اعلان کردیں کہ وہ قادیانی نہیں اور وہاں کی حکومت کو بھی اس کی اطلاع کردیں۔

س…… جو شادی شدہ آدمی وہاں جاکر یہ حرکت کرتے ہیں، کیا ان کا نکاح قائم ہے؟ اگر نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہئے؟ تاکہ ان کا نکاح بھی قائم رہے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہوسکیں۔

ج…… چونکہ ایسا کرنے سے وہ مرتد ہوجاتے ہیں اس لئے ان کا پہلا نکاح فسخ ہوگیا، تجدیدِ اسلام کے بعد نکاح کی بھی تجدید کریں۔



فہرست

## نامحرَم مردوں سے چوڑیاں پہننا

س…… ہماری مائیں بہنیں جو کہ برقع کا اہتمام کرتی ہیں لیکن عید وغیرہ کے موقع پر جب چوڑیاں پہنتی ہیں اور اپنا ہاتھ نامحرَم انسان کے ہاتھ میں دیتی ہیں تو ایسے پردے کا فائدہ ہے یا معذوری ہے؟

ج……عورتوں کا نامحرَم مردوں سے چوڑیاں پہننا حرام ہے، حدیث میں اس کو خنزیر کا گوشت چھونے سے بھی بدتر فرمایا ہے۔

## کسی کو کافر کہنا

س……ایک عالم دُوسرے عالم کو اختلاف کی وجہ سے قادیانی کہتا ہے، ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور کیا اس کا نکاح باقی رہا؟

ج:۱…… حدیث میں ہے کہ جس نے دُوسرے کو کافر کہا، ان میں سے ایک کفر کے ساتھ لوٹے گا، اگر وہ شخص جس کو کافر کہا واقعتاً کافر تھا تو ٹھیک، ورنہ کہنے والا کفر کا وبال لے کر جائے گا۔ کسی کو کافر کہنا گناہِ کبیرہ ہے۔

۲:…… وہ خود عالم ہے، اپنے نکاح کے بارے میں خود جانتا ہوگا۔ اُوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے، اور ایک عالم کا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہونا بے حد افسوسناک ہے، ان صاحب کو توبہ کرنی چاہئے اور مظلوم سے معافی مانگنی چاہئے۔

## ایام کے چیتھڑوں کو کھلا پھینکنا

س……مخصوص ایام میں خواتین جو کپڑا استعمال کرتی ہیں اس کو پھینکنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ سننے میں آیا ہے کہ ان پر کسی کی نگاہ پڑے تو اس کپڑے کا سارا عرق قیامت کے دن اس کو پلایا جائے گا جس نے یہ پھینکا ہے۔ عام طور پر خواتین انہیں کاغذ میں لپیٹ کر پھینکتی ہیں، کیا یہ طریقہ دُرست ہے؟ آپ اس کی شرعی حیثیت بتا کر میری پریشانی کو دُور فرمادیں۔

ج……مستورات کے استعمال شدہ چیتھڑوں کو کھلا پھینکنا تو بے ہودگی ہے، مگر قیامت کے دن عرق پلانے کی جو بات آپ نے سنی ہے، میں نے کہیں نہیں پڑھی۔


فہرست

## شرٹ، پینٹ اور ٹائی کی شرط والے کالج میں پڑھنا

س...... ہم طلبہ ''پین اسلامک گروپ آف انڈسٹریز'' کے اسٹاف کالج میں زیرِ تعلیم ہیں۔ یہاں کے قواعد وضوابط کے مطابق پینٹ، شرٹ اور ''ٹائی'' لگانا ضروری ہے۔ جو بھی طالب علم بغیر ٹائی کلاس میں آتا ہے اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسلام کے نقطۂ نظر سے ٹائی کا کیا مقام ہے؟ اور ایسے شخص کے بارے میں جو کہ ٹائی لگاتا یا لگواتا ہے کیا حکم ہے؟ جبکہ تمام اسٹاف اساتذہ اور طلبہ مسلمان ہیں۔

ج...... اس سے قطع نظر کہ ٹائی لگانا جائز ہے یا کہ ناجائز، سوال یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے کب تک اسلامی تہذیب واخلاق کا مقتل بنے رہیں گے؟ بقول اکبر مرحوم:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

مذکورہ بالا کالج کے قواعد وضوابط انگریزی دور کی یادگار اور پاکستان کے دعویٰ اسلامیت کی نفی کرتے ہیں۔ آپ ان قواعد وضوابط کے خلاف احتجاج کیجئے اور حکومت سے مطالبہ کیجئے کہ ان بھونڈے اور ناروا قواعد کو منسوخ کیا جائے۔

# جہاد اور شہید کے اَحکام

## اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کا مقام

س…… اسلام میں جہاد اور شہادت کا کیا مرتبہ اور مقام ہے؟ ہمارے ہاں آج کل یہ عنوان موضوعِ بحث ہے، تفصیل سے آگاہ فرمادیں۔

ج…… اس عنوان پر نئی تحریر کے بجائے مناسب ہوگا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اس مقالے کا ترجمہ پیش کیا جائے جو راقم الحروف نے آج سے کئی سال قبل کیا تھا۔ حضرت بنوریؒ اَواخر مارچ ۱۹۷۱ء میں "مجمع البحوث الاسلامیہ مصر" کی چھٹی کانفرنس میں شرکت کے لئے قاہرہ تشریف لے گئے تھے، تقریباً تیس بتیس عنوانات میں سے مذکورہ بالا عنوان پر مقالہ لکھا اور پڑھا، جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے:

**الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين، ولا عدوان الا على الظالمين، والصلٰوة والسلام علٰى سيّد الأنبياء والمرسلين وخاتم النبيين محمد وعلٰى اٰله وصحبه وتابعيهم أجمعين، اما بعد!**

حضرات! اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ (نبوّت و صدیقیت کے بعد) کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اس کی گرد کو نہیں پاسکتا۔ اسلام کے مثالی دور میں اسلام اور مسلمانوں کو جو ترقی نصیب ہوئی وہ ان شہداء کی جاں نثاری و جانبازی کا فیض تھا، جنھوں نے اللہ رَبّ العزّت کی خوشنودی اور کلمۂ اِسلام کی سربلندی کے لئے اپنے خون سے اسلام کے سدابہار چمن کو سیراب کیا۔ شہادت سے ایک ایسی پائیدار زندگی نصیب ہوتی ہے، جس کا نقشِ دوام جریدۂ عالم پر ثبت رہتا ہے، جسے صدیوں کا گرد و غبار بھی نہیں دُھندلا سکتا، اور جس کے نتائج و ثمرات انسانی معاشرے میں رہتی دُنیا تک قائم و دائم رہتے

فہرست

ہیں۔ کتاب اللہ کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں شہادت اور شہید کے اس قدر فضائل بیان ہوئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور شک وشبہ کی ادنیٰ گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اِنَّ اللهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ، وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللهِ، فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.“ (التوبہ:۱۱۱)

ترجمہ:......”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا معاملہ تم نے ٹھہرایا ہے، خوشی مناؤ، اور یہ ہی بڑی کامیابی ہے۔“

سبحان اللہ! شہادت اور جہاد کی اس سے بہتر ترغیب ہوسکتی ہے؟ اللہ ربّ العزّت خود بنفسِ نفیس بندوں کی جان و مال کا خریدار ہے، جن کا وہ خود مالک و رزّاق ہے، اور اس کی قیمت کتنی اُونچی اور کتنی گراں رکھی گئی؟ جنت...! پھر فرمایا گیا کہ یہ سودا کچا نہیں کہ اس میں فسخ کا احتمال ہو، بلکہ اتنا پکا اور قطعی ہے کہ تورات و انجیل اور قرآن، تمام آسمانی صحیفوں اور خدائی دستاویزوں میں یہ عہد و پیمان درج ہے، اور اس پر تمام انبیاء و رُسل اور ان کی عظیم الشان اُمتوں کی گواہی ثبت ہے، پھر اس مضمون کو مزید پختہ کرنے کے لئے کہ خدائی وعدوں میں وعدہ خلافی کا کوئی احتمال نہیں، فرمایا گیا ہے: ”وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللهِ“ یعنی

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ اور عہد و پیمان کی لاج رکھنے والا کون ہوسکتا ہے؟ کیا مخلوق میں کوئی ایسا ہے جو خالق کے ایفائے عہد کی ریس کر سکے؟ نہیں! ہرگز نہیں...! مرتبہ شہادت کی بلندی اور شہید کی فضیلت و منقبت کے سلسلے میں قرآن مجید کی یہی ایک آیت کافی ووافی ہے۔ امام طبریؒ، عبد بن حمید اور ابنِ ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے مسجد میں ”اللہ اکبر“ کا نعرہ لگایا اور ایک انصاری صحابی بول اُٹھے: ”واہ واہ! کیسی عمدہ بیع اور کیسا سودمند سودا ہے، واللہ! ہم اسے کبھی فسخ نہیں کریں گے، نہ فسخ ہونے دیں گے۔“

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَمَنْ یُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔“ (النساء:۶۹)

ترجمہ:......”اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اِنعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں راہِ خدا کے جانباز شہیدوں کو انبیاء وصدیقین کے بعد تیسرا مرتبہ عطا کیا گیا ہے، نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔“ (البقرۃ:۱۵۴)

ترجمہ:......”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں ان کو مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، مگر تم کو احساس نہیں۔“

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ

اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ. فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ." (آل عمران:۱۶۹-۱۷۱)

ترجمہ:......''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کردیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے مقرّب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے، ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں، نہ وہ مغموم ہوں گے، وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضلِ خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔''

(ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ)

ان دونوں آیتوں میں اعلان فرمایا گیا کہ شہداء کی موت کو عام مسلمانوں کی سی موت سمجھنا غلط ہے، شہید مرتے نہیں بلکہ مر کر جیتے ہیں، شہادت کے بعد انہیں ایک خاص نوعیت کی ''برزخی حیات'' سے مشرف کیا جاتا ہے:

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ شہیدانِ راہِ خدا، بارگاہِ الٰہی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس کے صلے میں حق جل شانہ کی طرف سے ان کی عزّت و تکریم اور قدر و منزلت کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی رُوحوں کو سبز پرندوں کی شکل میں سواریاں عطا کی جاتی ہیں، عرشِ الٰہی سے معلق قندیلیں ان کی قرارگاہ پاتی ہیں اور انہیں اِذنِ عام ہوتا ہے کہ جنت میں جہاں چاہیں جائیں، جہاں چاہیں سیر و تفریح کریں اور جنت کی جس نعمت سے چاہیں لطف اندوز ہوں۔

شہید اور شہادت کی فضیلت میں بڑی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں، اس سمندر کے چند قطرے یہاں پیشِ خدمت ہیں۔

حدیث نمبر۱:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لو لا ان اشق علٰی أُمّتی، ما قعدت خلف سریّةٍ، ولوددت انی أُقتل ثم أُحییٰ ثم أُقتل ثم أُحییٰ ثم أُقتل.“

(اخرجه البخاری فی عدة ابواب من کتاب الایمان والجهاد وغیرها فی حدیث طویل)

ترجمہ:...... ”اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میری اُمت کو مشقت لاحق ہوگی تو میں کسی مجاہد دستے سے پیچھے نہ رہتا، اور میری دِلی آرزو یہ ہے کہ میں راہِ خدا میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔“

غور فرمائیے! نبوّت اور پھر ختمِ نبوّت وہ بلند و بالا منصب ہے کہ عقل و فہم اور وہم و خیال کی پرواز بھی اس کی رفعت و بلندی کی حدوں کو نہیں چھوسکتی، اور یہ انسانی شرف و مجد کا وہ آخری نقطۂ عروج ہے اور غایۃ الغایات ہے جس سے اُوپر کسی مرتبے و منزلت کا تصوّر تک نہیں کیا جاسکتا، لیکن اللہ رے مرتبۂ شہادت کی بلندی و برتری! کہ حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مرتبۂ شہادت کی تمنا رکھتے ہیں، بلکہ بار بار دُنیا میں تشریف لانے اور ہر بار محبوبِ حقیقی کی خاطر خاک و خون میں لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں:

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

صرف اسی ایک حدیث سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مرتبۂ شہادت کس قدر اعلیٰ و ارفع ہے۔

حدیث نمبر۲:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ما من احد یدخل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا وله ما فی الأرض من شیء الا الشهید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامة۔“

(اخرجه البخاری فی باب تمنی المجاهد ان یرجع الی الدنیا، ومسلم)

ترجمہ:......”کوئی شخص جو جنت میں داخل ہوجائے، یہ نہیں چاہتا کہ وہ دُنیا میں واپس جائے اور اسے زمین کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت مل جائے، البتہ شہید یہ تمنا ضرور رکھتا ہے کہ وہ دس مرتبہ دُنیا میں جائے پھر راہِ خدا میں شہید ہوجائے، کیونکہ وہ شہادت پر ملنے والے انعامات اور نوازشوں کو دیکھتا ہے۔“

حدیث نمبر۳:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(میں بعض دفعہ جہاد کے لئے اس وجہ سے نہیں جاتا کہ) بعض (نادار اور) مخلص مسلمانوں کا جی اس بات پر راضی نہیں کہ (میں تو جہاد کے لئے جاؤں اور) وہ مجھ سے پیچھے بیٹھ جائیں (مگر ان کے پاس جہاد کے لئے سواری اور سامان نہیں) اور میرے پاس (بھی) سواری نہیں کہ ان کو جہاد کے لئے تیار کرسکوں، اگر یہ عذر نہ ہوتا تو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں کسی مجاہد دستے سے، جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جائے، پیچھے نہ رہا کروں۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میری تمنا یہ ہے کہ میں راہِ خدا میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔“ (بخاری و مسلم)

حدیث نمبر۴:......حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”واعلموا ان الجنة تحت ظلال السيوف.“ (بخاری)

ترجمہ:......”جان لو! کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔“

حدیث نمبر۵:......حضرت مسروق تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:

”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ“ الآية.

ترجمہ:......”اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کردیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے مقرّب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے۔“

تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ارواحهم فی جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تأوى الٰى تلک القناديل فاطلع اليهم ربهم اطلاعةً فقال: هل تشتهون شيئًا؟ قالوا: ایَّ شیءٍ نشتهی ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا؟ ففعل ذٰلک بهم ثلاث مرّات، فلما راؤا انّهم لن يتركوا من ان يسألوا، قالوا: يا رَبّ! نريد ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتّٰی نقتل فی سبيلک، فلمّا رأى ان ليس لهم حاجة تركوا.“ (رواہ مسلم)

ترجمہ:......”شہیدوں کی رُوحیں سبز پرندوں کے جوف میں سواری کرتی ہیں، ان کی قرارگاہ وہ قندیلیں ہیں جو عرشِ الٰہی سے آویزاں ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر و تفریح کرتی ہیں، پھر

لوٹ کر انہی قندیلوں میں قرار پکڑتی ہیں، ایک بار ان کے پروردگار نے ان سے بالمشافہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کیا: ساری جنت ہمارے لئے مباح کردی گئی ہے، ہم جہاں چاہیں آئیں جائیں، اس کے بعد اب کیا خواہش باقی رہ سکتی ہے؟ حق تعالیٰ نے تین بار اصرار فرمایا (کہ اپنی کوئی چاہت تو ضرور بیان کرو)، جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی نہ کوئی خواہش عرض کرنی ہی پڑے گی تو عرض کیا: اے پروردگار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری رُوحیں ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹا دی جائیں، تاکہ ہم تیرے راستے میں ایک بار پھر جامِ شہادت نوش کریں۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ اب ان کی کوئی خواہش باقی نہیں، چنانچہ جب یہ ظاہر ہوگیا تو ان کو چھوڑ دیا گیا۔"

حدیث نمبر۶:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا یکلم احد فی سبیل اللہ - واللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ - الا جاء یوم القیامة وجرحه یثعب دمًا، اللون لون الدم والریح ریح المسک." (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:...... "جو شخص بھی اللہ کی راہ میں زخمی ہو- اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے- وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون کا فوارہ بہ رہا ہوگا، رنگ خون کا اور خوشبو کستوری کی۔"

حدیث نمبر۷:...... حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'للشهید عند اللہ ست خصال: یغفر له فی اوّل

دفعة ویری مقعده من الجنة ویجار من عذاب القبر ویأمن من الفزع الأکبر ویوضع علٰی رأسه تاج الوقار، الیاقوتة منها خیر من الدنیا وما فیها، ویزوّج ثنتین وسبعین زوجةً من الحور العین، ویشفع فی سبعین من اقربائه.“ (رواه الترمذی وابن ماجة ومثله عند احمد والطبرانی من حدیث عبادة بن الصامت)

ترجمہ:......”اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لئے چھ اِنعام ہیں:

ا:......اوّلِ وہلہ میں اس کی بخشش ہوجاتی ہے۔

۲:......(موت کے وقت) جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔

۳:...... عذابِ قبر سے محفوظ اور قیامت کے فزعِ اکبر سے مأمون ہوتا ہے۔

۴:......اس کے سر پر ”وقار کا تاج“ رکھا جاتا ہے، جس کا ایک نگینہ دُنیا اور دُنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔

۵:...... جنت کی بہتر۲ے حوروں سے اس کا بیاہ ہوتا ہے۔

۶:...... اور اس کے ستر۰ے عزیزوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔“

حدیث نمبر۸:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الشهید لا یجد الم القتل کما یجد احدکم القرصة.“ (رواه الترمذی والنسائی والدارمی)

ترجمہ:......”شہید کو قتل کی اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے۔“

حدیث نمبر۹:...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ


فہرست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اذا وقف العباد للحساب، جاء قوم واضعی سیوفهم علٰی رقابهم تقطر دمًا، فازدحموا علٰی باب الجنة، فقیل: من هؤلاء؟ قیل: الشهداء، کانوا احیاء مرزوقین." (رواه الطبرانی)

ترجمہ:...... "جبکہ لوگ حساب کتاب کے لئے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے جن سے خون ٹپک رہا ہوگا، یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہوجائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آگئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنھیں رزق ملتا تھا۔"

حدیث نمبر۱۰:...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ما من نفس تموت لها عند الله خیر یسرها ان ترجع الی الدنیا الا الشهید، فانّه یسره ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرةً اخرىٰ لما یرىٰ من فضل الشهادة."

(رواہ مسلم)

ترجمہ:...... "جس شخص کے لئے اللہ کے ہاں خیر ہو جب وہ مرے تو کبھی دُنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرتا، البتہ شہید اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس کی بہترین خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسے دُنیا میں واپس بھیجا جائے تاکہ وہ ایک بار پھر شہید ہوجائے، اس لئے کہ وہ مرتبۂ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔"

حدیث نمبر۱۱:...... ابنِ مندہؒ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

''وہ کہتے ہیں کہ: اپنے مال کی دیکھ بھال کے لئے میں غابہ گیا، وہاں مجھے رات ہوگئی، میں عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ (جو شہید ہوگئے تھے) کی قبر کے پاس لیٹ گیا، میں نے قبر سے ایسی قراءت سنی کہ اس سے اچھی قراءت کبھی نہیں سنی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قاری عبداللہ (شہید) تھے، تمہیں معلوم نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کی رُوحوں کو قبض کرکے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھتے ہیں اور انہیں جنت کے درمیان (عرش پر) آویزاں کردیتے ہیں، رات کا وقت ہوتا ہے تو ان کی رُوحیں ان کے اجسام میں واپس کردی جاتی ہیں اور صبح ہوتی ہے تو پھر انہیں قندیلوں میں آجاتی ہیں۔''

یہ حدیث حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے تفسیر مظہری میں ذکر کی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے بعد بھی شہداء کے لئے طاعات کے درجات لکھے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر۱۲:...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُحد کے قریب سے نہر نکلوائی، تو وہاں سے شہدائے اُحد کو ہٹانے کی ضرورت ہوئی، ہم نے ان کو نکالا تو ان کے جسم بالکل تر و تازہ تھے، محمد بن عمرو کے اساتذہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو (جو اُحد میں شہید ہوئے تھے) نکالا گیا تو ان کا ہاتھ زخم پر رکھا تھا، وہاں سے ہٹایا گیا تو خون کا فوارہ پھوٹ نکلا، زخم پر ہاتھ دوبارہ رکھا گیا تو خون بند ہوگیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں دیکھا تو ایسا لگتا

تھا کہ گویا سو رہے ہیں، جس چادر میں ان کو کفن دیا گیا تھا وہ جوں کی توں تھی، اور پاؤں پر جو گھاس رکھی گئی تھی وہ بھی بدستور اصل حالت میں تھی، اس وقت ان کو شہید ہوئے چھیالیس سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس واقعے کو کھلی آنکھوں دیکھ لینے کے بعد اب کسی کو انکار کی گنجائش نہیں کہ شہداء کی قبریں جب کھودی جاتیں تو جونہی تھوڑی سی مٹی گرتی اس سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی۔''

یہ واقعہ اِمام بیہقی رحمہ اللہ نے متعدّد سندوں سے اور ابنِ سعدؒ نے ذکر کیا ہے، جیسا کہ تفسیرِ مظہری میں نقل کیا ہے، مندرجہ بالا جواہرِ نبوّت کا خلاصہ مندرجہ ذیل اُمور ہیں:

اوّل:...... شہادت ایسا اعلیٰ و ارفع مرتبہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بھی اس کی تمنا کرتے ہیں۔

دوم:...... مرنے والے کو اگر موت کے بعد عزّت و کرامت اور راحت و سکون نصیب ہو تو دُنیا میں واپس آنے کی خواہش ہرگز نہیں کرتا، البتہ شہید کے سامنے جب شہادت کے فضائل و اِنعامات کھلتے ہیں تو اسے خواہش ہوتی ہے کہ بار بار دُنیا میں آئے اور جامِ شہادت نوش کرے۔

سوم:...... حق تعالیٰ شہید کو ایک خاص نوعیت کی ''برزخی حیات'' عطا فرماتے ہیں، شہداء کی ارواح کو جنت میں پرواز کی قدرت ہوتی ہے اور نہیں اِذنِ عام ہے کہ جہاں چاہیں آئیں جائیں، ان کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں، اور صبح و شام رزق سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

چہارم:...... حق تعالیٰ نے جس طرح ان کو ''برزخی حیات'' سے ممتاز فرمایا ہے، اسی طرح ان کے اجسام بھی محفوظ رہتے ہیں، گویا ان کی ارواح کو جسمانی نوعیت اور ان کے اجسام کو رُوح کی خاصیت حاصل ہوتی ہے۔

پنجم:...... موت سے شہید کے اعمال ختم نہیں ہوتے، نہ اس کی ترقیٔ درجات میں

فرق آتا ہے، بلکہ موت کے بعد قیامت تک اس کے درجات برابر بلند ہوتے رہتے ہیں۔

ششم:......حق تعالیٰ، ارواحِ شہداء کو خصوصی مسکن عطا کرتے ہیں، جو یاقوت و زبرجد اور سونے کی قندیلوں کی شکل میں عرشِ اعظم سے آویزاں رہتے ہیں، اور جنت میں چمکتے ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں۔

بہت سے عارفین نے جن میں عارف باللہ حضرت شیخ شہید مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، ذکر کیا ہے کہ شہید چونکہ اپنے نفس، اپنی جان اور اپنی شخصیت کی قربانی بارگاہِ اُلوہیت میں پیش کرتا ہے اس لئے اس کی جزا اور صلے میں اسے حق تعالیٰ شانہ کی تجلیٔ ذات سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں کونین کی ہر نعمت ہیچ ہے۔

حضرات! شہادت نتیجہ ہے جہاد کا، اور ہم نے کتاب اللہ کی ان آیات اور بہت سی احادیثِ نبویہ سے تعرض نہیں کیا جو جہاد کے سلسلے میں وارِد ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متعدّد صحابہ کرام، حضرات عبداللہ بن رواحہ اور سہل بن سعد وغیرہما رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک صبح کو یا ایک شام کو جہاد کے لئے نکل جانا دُنیا اور دُنیا بھر کی ساری دولتوں سے بہتر ہے۔''

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص ساری عمر رات بھر قیام کرے اور دن کو روزہ رکھا کرے، جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کوئی نیکی نہیں۔'' ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں۔

حضرات! شہید کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سب سے عالی مرتبہ وہ شہید ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اللہ کی بات کو اُونچا کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں کافروں کے ہاتھوں قتل ہوجائے، اس کے علاوہ اپنے دِین کی حفاظت کرتے ہوئے جو قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے، جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے، اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے، جیسا کہ سعد بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے نسائی، ابوداؤد اور ترمذی میں حدیث موجود ہے۔

اِمام بخاریؒ اور اِمام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پانچ آدمی شہید ہیں، جو طاعون سے مرے، جو پیٹ کی بیماری سے مرے، جو پانی میں غرق ہوجائے، جو مکان گرنے سے مرجائے اور جو اللہ کے راستے میں شہید ہوجائے۔''

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے راستے میں قتل ہونے کے علاوہ سات قسم کی موتیں شہادت ہیں، طاعون سے مرنے والا شہید ہے، ڈُوب کر مرنے والا شہید ہے، نمونیہ کے مرض سے مرنے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، جل کر مرنے والا شہید ہے، دیوار کے نیچے دَب کر مرنے والا شہید ہے، جو عورت حمل یا ولادت میں انتقال کرجائے وہ شہید ہے۔'' (یہ حدیث اِمام مالکؒ، ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے روایت کی ہے)

ابوداؤد میں حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سمندر میں سر چکرانے کی وجہ سے جس کو قے آنے لگے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔''

نسائی شریف میں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نفاس میں (ولادت کے بعد) مرنے والی عورت کے لئے شہادت ہے۔''

نسائی شریف میں حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ظلم سے مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔''

ترمذی شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''شہید چار قسم کے ہیں، ایک وہ شخص جس کا ایمان نہایت عمدہ اور پختہ تھا، اس کا دُشمن سے مقابلہ ہوا، اس نے اللہ کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے دادِ شجاعت دی یہاں تک کہ قتل ہوگیا، یہ شخص اتنے بلند مرتبے میں ہوگا کہ قیامت کے روز لوگ اس کی طرف یوں نظر اُٹھا کر دیکھیں گے، یہ فرماتے ہوئے آپ نے سر اُوپر اُٹھایا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی سر سے گرگئی، (راوی کہتے

ہیں کہ: مجھے معلوم نہیں کہ اس سے حضرت عمرؓ کی ٹوپی مراد ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی)۔ فرمایا: دُوسرا وہ مؤمن آدمی جس کا ایمان نہایت پختہ تھا، دُشمن سے اس کا مقابلہ ہوا مگر حوصلہ کم تھا، اس لئے مقابلے کے وقت اسے ایسا محسوس ہوا گویا خاردار جھاڑی کے کانٹے اس کے جسم میں چبھ گئے ہوں، (یعنی دِل کانپ گیا اور رونگٹے کھڑے ہوگئے) تاہم کسی نامعلوم جانب سے تیر آکر اس کے جسم میں پیوست ہوگیا، اور وہ شہید ہوگیا، یہ دُوسرے مرتبے میں ہوگا۔ تیسرے وہ مؤمن آدمی جس نے اچھے اعمال کے ساتھ کچھ بُرے اعمال کی آمیزش بھی کر رکھی تھی، دُشمن سے اس کا مقابلہ ہوا اور اس نے ایمان و یقین کے ساتھ خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا، حتیٰ کہ قتل ہوگیا، یہ تیسرے درجے میں ہوگا۔ چوتھے وہ مؤمن آدمی جس نے اپنے نفس پر (گناہوں سے) زیادتی کی تھی (یعنی نیکیاں کم اور گناہ زیادہ تھے) دُشمن سے اس کا مقابلہ ہوا اور اس نے خوب جم کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ قتل ہوگیا، یہ چوتھے درجے میں ہوگا۔“

مسند دارمی میں حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”راہِ خدا میں قتل ہونے والے تین قسم کے لوگ ہیں، ایک وہ مؤمن جس نے اپنی جان و مال سے راہِ خدا میں جہاد کیا، دُشمن سے مقابلہ ہوا، خوب لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ وہ شہید ہے جس کے دِل کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے چن لیا، یہ عرشِ الٰہی کے نیچے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خیمے میں ہوگا، نبیوں کو اس پر فضیلت صرف درجۂ نبوّت کی وجہ سے ہوگی۔ دُوسرے وہ مؤمن جس نے کچھ نیک عمل کئے تھے، کچھ بُرے، اس نے جان و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور دُشمن کے مقابلے میں لڑا یہاں تک کہ قتل ہوگیا“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: ”مٹادینے والی (تلوار) نے اس کی غلطیوں اور گناہوں کو مٹادیا، بلاشبہ تلوار گناہوں کو مٹادیتی ہے، اور اس شہید کو اجازت دی گئی کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ تیسرا منافق، جس نے جان و مال سے جہاد کیا، دُشمن سے مقابلہ ہوا، مارا گیا، یہ دوزخ میں جائے گا، کیونکہ تلوار (اور گناہوں کو تو مٹادیتی ہے مگر) نفاق (دِل میں چھپے ہوئے کفر) کو نہیں مٹاتی۔“

حاصل یہ کہ ان تمام احادیث کو، جن میں شہادت کی اموات کو متفرق بیان کیا ہے، جمع کرلیا جائے تو شہداء کی فہرست کافی طویل ہوجاتی ہے، اور سب جانتے ہیں کہ جو لوگ مفہومِ مخالف کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی عدد میں مفہومِ مخالف کا اعتبار نہیں، نہایت جلدی میں یہ چند احادیث پیش کی گئیں، ورنہ اس موضوع کے استیعاب کا قصد کیا جاتا تو شہداء کی تعداد کافی زیادہ نکل آتی۔ (۱)

پھر قیاس واجتہاد کے ذریعہ ایسے شہداء کو بھی ان سے ملحق کیا جاسکتا ہے جو اگرچہ احادیث میں صراحتاً نہیں آئے، مگر حدیث کے اشارات سے نکالے جاسکتے ہیں، مثلاً فرمایا: ''جو اپنے حق کی مدافعت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے'' اب یہ عام ہے جو تمام حقوق کو شامل ہے، لہٰذا جو شخص مادرِ وطن کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہوگا، جو ظلم وعدوان کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہوگا، الغرض جو مسلمان اپنی جان کی، اپنے اہل و عیال کی، اپنی عزّت کی، اپنے مال کی، اپنے وطن کی، سرزمینِ اسلام کے وقار کی اور مسلمانوں کی عزّت وقوّت کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ حسبِ درجہ شہید کا مرتبہ پائے گا، بشرطیکہ اس کی مدافعت رضائے الٰہی کے لئے ہو، محض جاہلی عصبیت، خالص قومیت اور جاہلی حمیت کی بنا پر نہ ہو۔

کون نہیں جانتا کہ ''وطن'' اپنی ذات سے کوئی مقدس چیز نہیں، اس کی عزّت و حرمت محض اس وجہ سے ہے کہ وہ اسلام کی شان وشوکت اور اس کی سربلندی کا ذریعہ ہے اور ''قومی اسٹیٹ'' میں سوائے اس کے تقدیس کا کوئی پہلو نہیں کہ وہ اسلامی قوّت کا مرکز اور مسلمانوں کی عزّت وشوکت کا مظہر ہے۔ آج جو مشرق ومغرب میں اسلام دُشمن طاقتیں عرب وعجم کے مسلمانوں کے خلاف متحد ہوکر انہیں خود ان کے اپنے علاقوں میں طرح طرح سے ذلیل وخوار اور پریشان کر رہی ہیں، اس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم نے فریضۂ جہاد سے غفلت برتی اور مرتبۂ شہادت حاصل کرنے کا ولولہ جاتا رہا۔ جہاد سے غفلت کی وجہ یہ نہیں کہ

---

(۱) مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں مرقاۃ اور ''طوالع الانوار حاشیہ درمختار'' کے حوالے سے، نیز شامی نے ردّ المحتار میں شہداء کی فہرست شمار کی ہے، جو کم وبیش ساٹھ ہیں۔ (مترجم)

ہمارے پاس مال و دولت اور مادّی وسائل کا فقدان ہے، یا یہ کہ مسلمانوں کی مردم شماری کم ہے، اللہ رَبّ العزّت نے اسلامی عربی ممالک کو ثروت اور مال کی فراوانی کے وہ اسباب عنایت فرمائے ہیں جو کبھی تصوّر میں بھی نہیں آسکتے تھے، صرف یہی نہیں بلکہ ان وسائل میں یہ اسلام دُشمن طاقتیں بھی عالمِ اسلام اور ممالکِ عربیہ کی دست نگر اور محتاج ہیں۔ الغرض آج مسلمانوں کی ذِلت کا سبب وسائل کی کمی نہیں بلکہ اس کا اصل باعث ہمارا باہمی شقاق و نفاق ہے، ہم نے اجتماعی ضروریات پر شخصی اغراض کو مقدّم رکھا، انفرادی مصالح کو قومی مصالح پر ترجیح دی، راحت و آسائش کے عادی ہوگئے، رُوحِ جہاد کو کچل ڈالا اور آخرت اور جنت کے عوض جان و مال کی قربانی کا جذبہ سرد پڑ گیا، یہ ہیں وہ اسباب جن کی بدولت مسلمان قوم اوجِ ثریا سے ذِلت و حقارت کی عمیق وادیوں میں جاگری۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث، جس کو اِمام ابوداؤدؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے، اہلِ علم کے حلقے میں معروف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ زمانہ قریب ہے جبکہ تمام اسلام دُشمن قومیں تمہارے مقابلے میں ایک دُوسرے کو دعوتِ ضیافت دیں گی، ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس وجہ سے کہ اس دن ہماری تعداد کم ہوگی؟ فرمایا: نہیں! بلکہ تم بڑی کثرت میں ہوگے، لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی مانند ہوگے، اللہ تعالیٰ دُشمنوں کے دِل سے تمہارا رُعب نکال دے گا اور تمہارے دِلوں میں کمزوری اور دوں ہمتی ڈال دے گا، ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دوں ہمتی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دُنیا کی چاہت اور موت سے گھبرانا۔''

بہرحال جب ہم مسلمانوں کی موجودہ ناگفتہ بہ زبوں حالی کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے سامنے چند چیزیں اُبھر کر آتی ہیں، جن کی طرف ذیل میں نہایت اختصار سے اشارہ کیا جاتا ہے:

اوّل:...... اعدائے اسلام پر وثوق و اعتماد اور بھروسا کرنا، (خواہ رُوس ہو، یا امریکہ و مغربی اقوام)، ظاہر ہے کہ کفر - اپنے اختلافات کے باوجود - ایک ہی ملت ہے، اور اللہ پر اعتماد و توکل اور مسلمانوں پر بھروسا نہ کرنا، جبکہ تمام مسلمانوں کو حکم ہے کہ:

"وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ"

ترجمہ:...... "صرف اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہئے مسلمانوں کو۔"

اس آیت میں نہایت حصر و تاکید کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ ربّ العزّت کے سوا کسی شخصیت پر اعتماد اور بھروسا نہیں کرنا چاہئے (حیث قدم قوله: وَعَلَى اللهِ)۔

دوم:...... مسلمانوں کا باہمی اختلاف وانتشار اور خانہ جنگی، جس کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ آپس میں کہیں مل بیٹھ کر صلح صفائی کی بات کرتے ہیں تب بھی ان کی حالت یہ ہوتی ہے:

"وَتَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى"

ترجمہ:...... "بظاہر تم ان کو مجتمع دیکھتے ہو مگر ان کے دِل پھٹے ہوئے ہیں۔"

سوم:...... توکل علی اللہ سے زیادہ مادّی اور عادی اسباب پر اعتماد، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان تمام اسباب و وسائل کی فراہمی کا حکم دیا ہے جو ہمارے بس میں ہوں اور جن سے دُشمن کو مرعوب کیا جاسکے، لیکن افسوس ہے کہ ایک طرف سے تو ہم مادّی اسباب کی فراہمی میں کوتاہ کار ہیں، اور دُوسری طرف فتح ونصرت کا جو اصل سرچشمہ ہے اس سے غافل ہیں، ارشادِ خداوندی ہے:

"وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ"

ترجمہ:...... "نصرت و فتح تو صرف اللہ عزیز و حکیم کے پاس ہے اور اسی کی جانب سے ملتی ہے۔"

تاریخ کے بیسیوں نہیں سیکڑوں واقعات شاہد ہیں کہ کافروں کے مقابلے میں بے سروسامانی اور قلّتِ تعداد کے باوجود فتح ونصرت نے مسلمانوں کے قدم چومے۔

چہارم:...... دُنیا سے بے پناہ محبت، عیش پرستی اور راحت پسندی، آخرت کے مقابلے میں دُنیا کو اختیار کرنا، قومی اور ملّی تقاضوں پر اپنے ذاتی تقاضوں کو ترجیح دینا، اور رُوحِ جہاد کا نکل جانا۔ اس کی تفصیل طویل ہے، قرآنِ کریم کی سورۂ آل عمران اور سورۂ توبہ میں

نہایت عالی مرتبہ عبرتیں موجود ہیں، اُمت کا فرض ہے کہ اس روشن لقنار کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے۔

بہرحال! اللہ کے راستے میں کلمۂ اسلام کی سربلندی کے لئے دُشمنوں سے معرکہ آرائی، راہِ خدا میں جہاد کرنا اور اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کردینا نہایت بیش قیمت جوہر ہے، قرآنِ کریم اور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دُنیوی فوائد اور اُخروی درجات کو ہر پہلو سے روشن کردیا ہے، اور اس کی وجہ سے اُمتِ محمدیہ پر جو عنایاتِ الٰہیہ نازل ہوتی ہیں ان کے اسرار کو نہایت فصاحت و بلاغت سے واضح کردیا ہے۔

حضرات! یہ ایک مختصر سا مقالہ ہے، جو نہایت مصروفیت اور کم وقت میں لکھا گیا، اس لئے بحث کے بہت سے گوشے تشنہ رہ گئے ہیں، جس پر مسامحت کی درخواست کروں گا، آخر میں ہم حق تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہماری غلطیوں کی اصلاح فرمائے، ہمارے درمیان قلبی اتحاد پیدا فرمائے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد اور نصرت فرمائے اور ہمیں صبر، عزیمت، مسلسل محنت کی لگن اور تقویٰ کی صفات سے سرفراز فرماکر کامیاب فرمائے، آمین!

## کیا طالبان کا جہاد شرعی جہاد ہے؟

س…… کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام طالبان تحریک افغانستان کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی اس تحریک میں شامل ہوکر ان کے مخالفین کے ساتھ لڑکر فوت ہوجائے، کیا یہ آدمی شہید کہلایا جائے گا؟ دراصل اِشکال اس بات کا ہے کہ ان طالبان کے حریف احمد شاہ مسعود، حکمت یار اور ربانی جیسے سابق مجاہدین ہیں، جنھوں نے رُوسی سامراج کو افغانستان کی سرحد میں سے نکالا اور اب اسلامی حکومت قائم ہوگئی تھی، گو کہ اسلامی نظام انہوں نے بوجوہ نافذ نہیں کیا تھا۔ اب سوال ہے کہ ان لوگوں سے لڑنے والے کو ''مجاہد'' کہا جائے گا؟ نیز اگر مارا جائے، کیا اسے ''شہید'' کہا جائے گا؟ اگر مخالفین کا کوئی آدمی مرجائے ان کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟ نیز اس لڑائی کو ''جہاد'' کہا جائے گا یا کچھ اور؟

ج…… جہاں تک مجھے معلوم ہے طالبان کی تحریک صحیح ہے، افغانستان کی جن جماعتوں اور ان کے لیڈروں نے رُوس کے خلاف لڑائی کی وہ تو صحیح تھی، لیکن بعد میں ان لیڈروں نے اپنے


فہرست

اپنے علاقے میں اپنی حکومت بنالی، اور ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوا، ملک میں نہ امن قائم ہوا، نہ پورے ملک میں کوئی مرکزی حکومت قائم ہوئی، نہ اسلامی نظام نافذ ہوا۔

طالبان نے جہادِ افغانستان کو رائیگاں ہوتے ہوئے دیکھا تو اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے تحریک چلائی، اور جو علاقے ان کے زیرِ نگین آئے ان میں اسلامی نظام نافذ کیا، افغانستان کے تمام لیڈروں کا فرض تھا کہ وہ اس تحریک کی حمایت کرتے، مگر وہ طالبان کے مقابلے میں آگئے، اب افغانستان میں لڑائی اس نکتے پر ہے کہ یہاں اسلامی نظام نافذ ہو یا نہیں؟ طالبان کی تحریک اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ہے اور ان کے مخالفین کی حیثیت باغیوں کی ہے، اس لئے ''طالبان'' کے جو لوگ مارے جاتے ہیں وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جان دیتے ہیں، بلاشبہ وہ شہید ہیں۔

## حکومت کے خلاف ہنگاموں میں مرنے والے اور افغان چھاپہ مار کیا شہید ہیں؟

س…… حکومت کے خلاف ہنگامے کرنے والے جب مرجاتے ہیں یا افغان چھاپہ مار مرجاتے ہیں یا ہندوستان کے مسلمان فوجی مارے جاتے ہیں، یہ سب شہید ہیں یا نہیں؟ کیونکہ یہ جہاد کے طریقے سے نہیں لڑتے اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے، جبکہ اخبار میں لکھا جاتا ہے کہ شہداء کی نمازِ جنازہ ادا کی جارہی ہے۔

ج…… افغان چھاپہ مار تو ایک کافر حکومت کے خلاف لڑتے ہیں، ان کے شہید ہونے میں شبہ نہیں۔ ہندوستان کے مسلمان فوجی، جب کسی مسلمان حکومت کے خلاف لڑیں، ان کو شہید کہنا سمجھ میں نہیں آتا۔ اور حکومت کے خلاف بلووں اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں، بعض بے گناہ خود بلوائیوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں، بعض بے گناہ پولیس کے ہاتھوں مرجاتے ہیں اور بعض دنگا فساد کی پاداش میں مرتے ہیں، اس لئے ان کے بارے میں کوئی قطعی حکم لگانا مشکل ہے۔

## اسرائیل کے خلاف لڑنا کیا جہاد ہے؟

س…… اسرائیل کے خلاف بیت المقدس اور فلسطین کی آزادی کے لئے تنظیم آزادیٔ فلسطین

(پی ایل او) (P.L.O) جو مزاحمت کر رہی ہے، کیا وہ اسلام کی رُو سے جہاد کے زُمرے میں آتی ہے؟

ج…… مسلمانوں کی جو لڑائی کافروں کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور کلمۂ اسلام کی سربلندی کے لئے ہو، وہ بلاشبہ جہاد ہے۔ اس اُصول کو آپ تنظیم آزادیٔ فلسطین پر خود منطبق کرلیجئے۔

س…… تنظیم آزادیٔ فلسطین کی طرف سے کوئی غیر فلسطینی مسلمان، اسرائیل کے خلاف لڑتا ہوا مارا جائے تو کیا وہ شہادت کا رُتبہ پائے گا؟

ج……اس میں کیا شبہ ہے!

س……ہمارے علماء نوجوان مسلمانوں کو اسرائیل کے خلاف جہاد کرنے پر کیوں نہیں اُکساتے؟

ج……اسلامی ممالک، اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان کردیں تو علمائے کرام مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب ضرور دیں گے۔

## کیا ہنگاموں میں مرنے والے شہید ہیں؟

س……حیدرآباد اور کراچی میں فسادات اور ہنگاموں میں جو بے قصور ہلاک ہو رہے ہیں، کیا ہم ان کو ''شہید'' کہہ سکتے ہیں؟ کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟ اور نہیں کہہ سکتے تو کیوں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

ج……شہید کا دُنیاوی حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہیں دیا جاتا اور نہ اس کے پہنے ہوئے کپڑے اُتارے جاتے ہیں، بلکہ بغیر غسل کے اس کے خون آلود کپڑوں سمیت اس کو کفن پہنا کر (نمازِ جنازہ کے بعد) دفن کردیا جاتا ہے۔

شہادت کا یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو: ۱-مسلمان ہو، ۲-عاقل ہو، ۳-بالغ ہو، ۴-وہ کافروں کے ہاتھوں سے مارا جائے یا میدانِ جنگ میں مرا ہوا پایا جائے اور اس کے بدن پر قتل کے نشانات ہوں، یا ڈاکوؤں یا چوروں نے اس کو قتل کردیا ہو، یا وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے، یا کسی مسلمان نے اس کو آلۂ جارحہ کے ساتھ ظلماً قتل کیا ہو۔


فہرست

۵-یہ شخص مندرجہ بالا صورتوں میں موقع پر ہلاک ہوگیا ہو اور اسے کچھ کھانے پینے کی، یا علاج معالجے کی، یا سونے کی، یا وصیت کرنے کی مہلت نہ ملی ہو، یا ہوش و حواس کی حالت میں اس پر نماز کا وقت نہ گزرا ہو۔

۶-اس پر پہلے سے غسل واجب نہ ہو۔

اگر کوئی مسلمان قتل ہوجائے مگر متذکرہ بالا پانچ شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل دیا جائے گا اور دُنیوی اَحکام کے اعتبار سے "شہید" نہیں کہلائے گا، البتہ آخرت میں شہداء میں شمار ہوگا۔

## افغانستان کے مجاہدین کی امداد کرنا

س......افغانستان میں ننگی رُوسی جارحیت کے خلاف تمام مجاہدین برسرِ پیکار ہیں اور مجاہدین کے ساتھ اسلحہ، سامانِ خورد و نوش، نیز ان کے بال بچوں کی کفالت کے لئے سخت اقدامات اور فوری امداد کی سخت ضرورت ہے، بنابریں حالات میں اسلامی ممالک پر شریعت کی رُو سے کیا فرائض عائد ہوتے ہیں، قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت سے جواب دیں۔

ج......ان کی جو مدد بھی ممکن ہو کرنا فرض ہے، مالی، فوجی، اخلاقی۔

## کشمیری مسلمانوں کی امداد

س۱:......اگر کافر کسی اسلامی ملک پر چڑھائی کردیں تو کیا جہاد فرض نہیں ہوجاتا؟ اور اگر لڑنے والے ناکافی ہوں تو قریب والے اسلامی ملک پر بھی جہاد فرضِ عین ہوجاتا ہے۔ اس قاعدے کی رُو سے اس وقت کشمیر کے حوالے سے پاکستان کے لوگوں پر جہاد فرضِ عین ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جہاد کے لئے تو ایک اِمام کا ہونا ضروری ہے جبکہ ہمارا اس وقت کوئی ایک اِمام نہیں ہے، اور ہمارے حکمرانوں میں اتنا حوصلہ ہے نہیں کہ وہ انڈیا کے خلاف اعلانِ جنگ کرسکیں، یہ تو صرف اقوامِ متحدہ سے مطالبات کرنے والے لوگ ہیں۔ تو ایسی صورتِ حال میں ہمیں اپنی کشمیری ماؤں، بہنوں کی عزتوں سے کھیلنے والے ہندوؤں کے خلاف کیا کرنا ہوگا؟ کیا ہم یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور ہندو ہمیں بزدل سمجھ کر ہماری بہنوں کی عزتیں تارتار کرتا رہے؟

س۲:...... یہ تو خیر مسئلہ تھا کشمیر کا، لیکن اگر کوئی کافر پاکستان پر حملہ آور ہوجاتا ہے تو کیا ہم اس کے خلاف جہاد نہ کریں؟ کیونکہ جہاد کی تو شرط یہ ہے کہ اِمام کا ہونا ضروری ہے۔

س۳:......اور مزید یہ کہ اس وقت جو پاکستانی تنظیمیں کشمیر میں جہاد کر رہی ہیں کیا ان کا جہاد شریعت کی رُو سے دُرست ہے یا نہیں؟ کیونکہ اِمام تو ہمارا کوئی ہے نہیں، اور نہ ہی ہم نے باقاعدہ اعلانِ جنگ کیا ہے، تو پھر ان لوگوں کا یہ جہاد کس کھاتے میں جارہا ہے؟

ج۱:...... کشمیری مسلمانوں کی مدد ضرور کرنی چاہئے۔

ج۲:......خدا نہ کرے ایسی صورت پیش آئے، اس وقت حملہ آور کا مقابلہ کرنا ضروری ہوگا۔

ج۳:...... یہ سوال ان تنظیموں سے کرنے کا ہے۔ میری سمجھ میں یوں آتا ہے کہ کشمیر کے تمام مسلمان ایک شخص کو اپنا اِمام بنالیں، اس کے جھنڈے تلے جہاد کریں اور شرعی جہاد کے تمام اَحکام کی رعایت رکھیں، یہ نہ ہو کہ پہلے کافروں سے لڑتے رہیں پھر آپس میں ''جہاد'' کرنے لگیں۔

## جہاد میں ضرور حصہ لینا چاہئے

س...... جہادِ اسلامی کیا ہے؟ نیز آج کل کے دور میں افغانستان، بوسنیا، کشمیر اور فلسطین، یہاں پر جہاد کے لئے جانا کیسا ہے؟ اور کیا انسان جہاد کے لئے والدین سے ضرور اجازت لے؟ اور اگر والدین غیرمسلم ہوں یا ان میں سے کوئی ایک غیرمسلم ہوں تو کیا ان سے بھی اجازت ضروری ہے؟

ج۱:......اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کے راستے میں کافروں سے لڑنا ''جہاد'' کہلاتا ہے۔

۲:......ان جگہوں میں جہاں شرعی جہاد ہو رہا ہے، ضرور جانا چاہئے۔

۳:...... جہاد اگر فرضِ کفایہ ہے تو والدین کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں۔

۴:...... غیرمسلم والدین کی اجازت شرط نہیں، لیکن اگر وہ خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت ضروری ہے۔

س......میدانِ جہاد میں اگر کوئی ایسا موقع آجائے کہ انسان کے دُشمن کے ہاتھوں پکڑے جانے کا اندیشہ ہو اور تشدّد وغیرہ کا خطرہ ہو تو کیا ایسی صورت میں خودکشی جائز ہے؟

ج......خودکشی جائز نہیں، کافرکشی کرکے اس کے ہاتھ سے مرجائے۔

## تبلیغ اور جہاد

س......ایک صاحب کا کہنا ہے کہ تبلیغ والے جہاد نہیں کرتے، میں نے ان سے کہا کہ: وہ جہاد سے منع بھی نہیں کرتے، اور دِین کے مختلف شعبے ہیں، انہوں نے تبلیغ کو اختیار کیا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ: پورے دِین پر چلنا چاہئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت بھی کی ہے، جبکہ تبلیغی جماعت کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تم لوگ جہاد نہیں کرتے ہو، جہاد اور جنگ میں فرق ہوتا ہے۔ آنجناب سے جواب کی درخواست ہے کہ فرمائیں کس کا موقف صحیح ہے؟

ج......میں آپ کی بات سے متفق ہوں۔

## تقویٰ اور جہاد

س......گزارش ہے کہ ہماری مسجد کے چند مولوی صاحبان ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ ''متقی (فرائض کا پابند، رزقِ حلال کمانے والا، بدعت اور معصیت سے بچنے والا، خوش اخلاق وخوش لباس) انسان بے شک جنت میں جائے گا، اس کے لئے حور وقصور کا وعدہ ہے، لیکن اس کے لئے نصرت کا وعدہ نہیں ہے، وعدۂ نصرت تو صرف جہاد کرنے والے شخص کے لئے ہے۔''

ان مولوی صاحبان کے بیان سے ہمارے ذہنوں میں اُلجھن پیدا ہوئی ہے، اُمید ہے جناب مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرماکر مشکور فرمائیں گے تاکہ صحیح بات معلوم ہوسکے۔

۱:......کیا عذابِ قبر اور جہنم سے نجات اور جنت کا حصول ''نصرت'' نہیں ہے؟ اگر یہ نصرت نہیں ہے تو پھر وہ کون سی خاص چیز ہے جسے ''نصرت'' کہا جائے؟

۲:......کیا اس پُرفتن دور میں متقی رہنا بذاتِ خود ایک جہاد نہیں ہے؟

جہاں تک ہم (میں اور میرے احباب) سمجھتے ہیں، فرائض کی پابندی، بدعت اور گناہ سے اجتناب، حلال رزق کمانا، شرعی لباس پہننا، خوش اخلاق رہنا اور دیگر شرعی اَحکامات کی حتی الامکان پابندی کرنا، تقویٰ ہے، اور ایسا متقی شخص عملی طور پر پورے


فہرست

معاشرے سے ممتاز ہوتا ہے اور شیطان اور خود اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔ کیا ایسا متقی شخص (خواہ وہ برائے جہاد نکلا ہو یا گوشہ نشین ہو) یعنی متقی رہنے کے ساتھ ساتھ صرف اپنے خاندان کی کفالت کرتے ہوئے زندگی گزاردے، ''مجاہد'' نہیں کہلائے گا؟

۳:...... قرآنِ کریم میں جگہ جگہ مرقوم ہے: ''اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے''، ''اللہ تقویٰ پسند کرتا ہے''، ''اللہ متقی لوگوں کا دوست اور ولی ہے'' یہ ولی اور دوست ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے متقی بندوں کو (جب تک وہ جہاد نہ کریں) ''نصرت'' نہ کرنا سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔

شاید ہمارے مولوی صاحبان غلط بیانی کررہے ہیں یا شاید ہم غلط سمجھ رہے ہیں، تفصیل کے ساتھ آپ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں، شکریہ۔

ج...... مولوی صاحبان جو فرماتے ہیں اس سے خاص ''نصرت'' مراد ہے، یعنی کفار کے مقابلے میں، اور یہ مشروط ہے جہاد کے ساتھ: ''اِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ'' اور اس نصرت کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ پوری ملت سے ہے۔

آپ نے جو اُمور ذکر کئے ہیں ان کا تعلق افراد سے ہے، اس لئے دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح کہتے ہیں، بلاشبہ اس دور میں تقویٰ کا اختیار کرنا بھی ''جہاد'' ہے، مگر ''جہاد'' کا لفظ جب مطلق بولا جاتا ہے اس سے اعدائے اسلام کے مقابلے میں جہاد مراد ہوتا ہے۔ اُمید ہے ان مختصر الفاظ سے آپ کی تشفی ہوجائے گی۔

## کنیزوں کا حکم

س...... آپ کی توجہ اسلام کے ابتدائی دور میں کنیز (لونڈی) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، جیسا کہ سورۂ مؤمنون میں ارشادِ خداوندی ہے: ''جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا (کنیزوں) جو ان کی ملک میں ہوتی ہیں'' اسلام میں اب کنیز (لونڈی) رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں کنیز رکھنے کی اجازت تھی یا نہیں؟

ج...... اسلامی جہاد میں جو مرد اور عورتیں قید ہوکر آتی تھیں ان کو یا تو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تھا یا ان کا مسلمان قیدیوں سے تبادلہ کرالیا جاتا تھا، یا ان کو غلام اور باندیاں بنالیا جاتا تھا۔

اس قسم کی کنیزیں یا باندیاں (بشرطیکہ مسلمان ہوجائیں) ان کو بغیر نکاح کے بیوی کے حقوق حاصل ہوتے تھے، کیونکہ وہ اس شخص کی مِلک ہوتی تھیں۔ قرآنِ کریم میں "وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ" کے الفاظ سے انہی غلام اور باندیوں کا ذکر ہے۔

اب ایک عرصے سے اسلامی جہاد نہیں، اس لئے شرعی کنیزوں کا وجود بھی نہیں۔ آزاد عورت کو پکڑ کر فروخت کرنا جائز نہیں اور اس سے وہ باندیاں نہیں بن جاتیں۔

## اس دور میں شرعی لونڈیوں کا تصوّر

س...... شرعی لونڈیوں کا تصوّر کیا ہے؟ کیا قرآن شریف میں بھی لونڈی کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے؟ میں نے کہیں سنا ہے کہ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ مسلمان چار بیویوں کے علاوہ ایک لونڈی بھی رکھ سکتا ہے، اور لونڈی سے بھی جسمانی خواہشات پوری کی جاسکتی ہیں۔ اگر زمانۂ قدیم میں شرعی لونڈی رکھنا جائز تھا جیسا کہ ہوتا رہا ہے تو اب یہ جائز کیوں نہیں ہے؟ پہلے وقتوں میں لونڈیاں کہاں سے اور کس طرح حاصل کی جاتی تھیں؟ جہاں تک میں نے پڑھا اور سنا ہے زمانۂ قدیم میں لونڈیوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی اب یہ سلسلہ ناجائز کیوں ہے؟

ج...... جہاد کے دوران کافروں کے جو لوگ مسلمانوں کے ہاتھ آجاتے تھے ان کے بارے میں تین اختیار تھے، ایک یہ کہ ان کو معاوضہ لے کر رہا کردیں، دُوسرے یہ کہ بلامعاوضہ رہا کردیں، تیسرے یہ کہ ان کو غلام بنالیں۔

ایسی عورتیں اور مرد جن کو غلام بنالیا جاتا تھا ان کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی، ایسی عورتیں شرعی لونڈیاں کہلاتی تھیں، اور اگر وہ کتابیہ ہوں یا بعد میں مسلمان ہوجائیں تو آقا کو ان سے جنسی تعلق رکھنا بھی جائز تھا اور نکاح کی ضرورت آقا کے لئے نہیں تھی، چونکہ اب شرعی جہاد نہیں ہوتا، اس لئے رفتہ رفتہ غلام اور باندیوں کا وجود ختم ہوگیا۔

## لونڈیوں پر پابندی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگائی تھی؟

س...... لونڈی کا رکھنا صحیح ہے یا کہ نہیں؟ اور اس کے ساتھ میاں بیوی والے تعلقات بغیر

نکاح کے دُرست ہیں یا کہ نہیں؟ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی حالانکہ اس سے پہلے نبی علیہ السلام اور حضراتِ حسنینؓ کے گھروں میں لونڈیاں ہوتی تھیں جو کہ جنگ کے بعد بطور مالِ غنیمت کے ملتی تھیں۔

ج…… شرعاً لونڈی سے مراد وہ عورت ہے جو جہاد میں بطور مالِ غنیمت کے مجاہدین کے ہاتھ قید ہوجائے، اگر وہ مسلمان ہوجائے تو اس کے ساتھ جنسی تعلق جائز ہے۔ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی، بلکہ آپ غور فرمائیں تو شیعہ اُصول کے مطابق نہ لونڈیوں کی اجازت ثابت ہوتی ہے، نہ سیّدوں کا نسب نامہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اُوپر لکھا، لونڈی وہ ہے جو جہاد سے حاصل ہو اور جہاد کسی مسلمان عادل خلیفہ کے ماتحت ہوسکتا ہے، خلافتِ راشدہ کے دور کو شیعہ جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے، جب خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تو ان کے زمانے میں ہونے والی جنگیں بھی شرعی جہاد نہ ہوئیں، اور جب وہ شرعی جہاد نہ تھا تو جو لونڈیاں آئیں ان سے تمتع بھی شرعاً جائز نہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے پاس شرعی لونڈیاں کہاں سے آگئی تھیں؟ حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے پانچ سالہ دور میں کوئی جہاد کافروں سے نہیں ہوا، نہ لونڈیاں آئیں۔ تمام سیّد جو ''حسن بانو'' کی نسل سے ہیں یہ نسب اس وقت صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ یہ شرعی لونڈی ہوں اور شرعی لونڈی تب ہوسکتی ہیں کہ جہاد شرعی ہو، اور شرعی جہاد جب ہوسکتا ہے کہ حکومت شرعی ہو، تو معلوم ہوا کہ شیعہ یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو شرعی حکومت مانیں یا سیّدوں کی صحتِ نسب سے انکار کریں۔


فہرست

# متفرق مسائل

## ''انسان کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے'' کسے کہتے ہیں؟

س...... ایک لفظ ''ضمیر'' گفتگو میں کافی استعمال ہوتا ہے، اس لفظ کو مختلف طور پر استعمال کیا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ: ''میرا ضمیر جاگ گیا ہے'' بعض کو کہتے سنا ہے کہ: ''فلاں آدمی کا ضمیر مرگیا ہے''، ''آدمی کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے'' ضمیر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دِل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی ایک قوّت رکھی ہے، جس طرح ظاہری آنکھیں اگر اندھی نہ ہوں تو سیاہ وسفید کے فرق کو پہچانتی ہیں، اسی طرح دِل کی وہ قوّت، جس کو ''بصیرت'' کہا جاتا ہے، صحیح کام کرتی ہو تو وہ بھی نیکی اور بدی کے فرق کو پہچانتی ہے۔ اگر آدمی کوئی غلط کام کرے تو آدمی کا دِل اس کو ملامت کرتا ہے اسی کو ''ضمیر'' کہا جاتا ہے، لیکن جب آدمی مسلسل غلط کام کرتا رہے تو رفتہ رفتہ اس کا دِل اندھا ہوجاتا ہے اور وہ نیکی و بدی کے درمیان فرق کرنا چھوڑ دیتا ہے، اسی کا نام ''ضمیر کا مرجانا'' ہے۔ جن لوگوں کا ضمیر زندہ اور قلب کی بصیرت تابندہ اور روشن ہو ان کو بعض اوقات فتویٰ دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز جائز ہے، مگر ان کا ضمیر اس پر مطمئن نہیں ہوتا، اس لئے ایسے اربابِ بصیرت ایسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے:

''اپنے دِل سے فتویٰ پوچھو، خواہ فتویٰ دینے والے تمہیں جواز کا فتویٰ دیں''۔

س...... کیا کسی معاملے میں ضمیر کا مطمئن ہونا کافی ہے جبکہ وہ کام خلافِ شرع بھی ہو؟

ج...... جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دِل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی قوّت رکھی ہے، جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی نیکی اور بدی کی پہچان اور صحیح اور غلط کی شناخت کے لئے بھیجا، کیونکہ آدمی پر اکثر

وبیشتر حرص، ہویٰ اور خواہشات کا غلبہ رہتا ہے، جو اس کی بصیرت کو اندھا اور اس کے ضمیر کو مردہ کردیتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے بھیجی ہوئی شریعت کو حق و باطل اور صحیح و غلط کے پہچاننے کا اصل معیار ٹھہرایا ہے، پس کسی شخص کے ضمیر کے زندہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ ''معیارِ شریعت'' پر مطمئن ہو، اور ضمیر کے مردہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو خلافِ شرع کاموں پر تو اطمینان ہو، مگر اَحکامِ شرعی پر اطمینان نہ ہو، اس لئے جو کام خلافِ شرع ہو اس پر کسی کے ضمیر کا مطمئن ہونا کافی نہیں بلکہ یہ اس کے دِل کے اندھا اور ضمیر کے مردہ ہونے کی علامت ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: ''بے شک بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دِل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔''

## حرام کاری سے توبہ کس طرح کی جائے؟

س…… ایک شخص ڈاکازنی اور رشوت اور حرام کام سے بڑی دولت کماتا ہے، اور اس کے بعد وہ توبہ کرلیتا ہے اور اس پیسے سے وہ کاروبار شروع کرتا ہے، اب اس کا جو منافع ہوگا وہ حلال ہوگا یا کہ حرام؟ تفصیل سے بیان کریں۔

ج…… ڈاکا اور رشوت کے ذریعہ جو روپیہ جمع کیا وہ تو حرام ہے اور حرام کی پیداوار بھی ویسی ہوگی۔ اس شخص کی توبہ کے سچا ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کو روپیہ واپس کردے جن سے ناجائز طریقے سے لے لیا ہے۔

## غیرمسلم جیسی وضع قطع والی عورت کی میّت کو کس طرح پہچانیں؟

س…… گزشتہ جنگ ۱۹۷۱ء جو مشرقی پاکستان میں لڑی گئی، میں بھی وہاں موجود تھا۔ سرحدی علاقوں (بھارت و بنگلہ دیش) جہاں ہندو اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی تھی، بڑی سخت لڑائی ہوئی، اس طرح وہاں کے بہت سے شہری بھی اجل کا شکار ہوئے۔ ایک جگہ ہم لوگوں کو ایک عورت کی لاش نظر آئی، ہم لوگ اس لاش کو دیکھ کر بڑے شش و پنج میں مبتلا ہوئے کہ آیا یہ لاش مسلمان عورت کی ہے یا کسی غیرمسلم کی؟ بہرحال اس وقت، وقت کی نزاکت کے پیشِ نظر ہم نے اسے دریابرد کردیا، مگر آج تک یہ سوال ذہن میں بار بار آتا ہے کہ اگر وہ مسلمان


فہرست

عورت کی لاش تھی تو اس کی باقاعدہ تکفین وتدفین کرنی چاہئے تھی، مگر مشکل امر شناخت میں یہ ہے کہ ان سرحدی علاقوں میں مسلمانوں اور غیرمسلموں کا لباس، رہن سہن اتنا مماثل ہوتا ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے یہ باور کرنا مشکل ہوتا ہے کہ مسلمان ہے یا ہندو؟ آپ سے شرعی حیثیت سے سوال کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا حالات میں یا ایسے ہی ملتے جلتے واقعات میں عورت کی لاش کی شناخت کرنا کس طرح ممکن ہے؟

ج...... جب مسلمان اپنے وجود سے اسلامی علامات کو کھرچ کھرچ کر صاف کرڈالیں اور شکل وشباہت، لباس و پوشاک تک میں غیرمسلموں سے مشابہت کرلیں تو میں شناخت کا طریقہ کیا بتاسکتا ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے:

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: .... ومن تشبہ بقومٍ فھو منھم.“ (مسند احمد ج:۲ ص:۵۰)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:..... جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں شمار ہوگا۔“

## مختلف ممالک میں شبِ قدر کی تلاش کن راتوں میں کی جائے؟

س...... میں نے سنا ہے کہ شبِ قدر ۲۷ویں رات کو ہوتی ہے، اور یہ بھی کہ یہ رات طاق راتوں میں ملتی ہے۔ مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ جب پاکستان میں طاق راتیں ہوتی ہیں تو سعودی عرب میں طاق نہیں ہوتیں، جیسے پاکستان میں ۲۷ویں رات ہے تو سعودی عرب میں ۲۸ویں رات ہوگی، اگر پاکستان کی طاق رات ہوتی ہے تو سعودی عرب کی نہیں ہوتی، اگر سعودی عرب کی طاق رات ہوتی ہے تو پاکستان کی نہیں ہوتی، جبکہ شبِ قدر پوری دُنیا میں ایک رات ہوتی ہے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ پاکستانی راتوں کے حساب سے شبِ قدر معلوم کریں یا سعودی عرب کی طاق راتوں کے حساب سے شبِ قدر معلوم کریں؟

ج...... شبِ قدر کی تلاش اس ملک کے اعتبار سے ہوگی جس ملک میں آدمی رہ رہا ہو، اگر سعودی عرب میں کوئی صاحب ہوں گے تو اسی کے اعتبار سے طاق راتوں میں شبِ قدر تلاش کرلیں گے، ستائیسویں شب کو اکثر شبِ قدر پڑتی ہے۔

## تفتیش کا ظالمانہ طریقہ اور اس کی ذمہ داری

س...... میں آپ سے پولیس کے یا دیگر ملکی تحقیقاتی ایجنسیوں کے طریقۂ کار کے متعلق جو وہ ملزم یا مجرم کو تلاش کرنے میں اختیار کرتی ہیں، یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ طریقۂ کار اسلامی شریعت سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر مطابقت رکھتا ہے اور اسلام نے اس کی اجازت دی ہے تو برائے مہربانی خلافتِ راشدہ کے ادوار میں سے کوئی مثال دے کر وضاحت کریں۔

الف:...... کسی علاقے میں کوئی غیرقانونی واقعہ ہوجائے مثلاً: چوری، قتل، ڈاکا وغیرہ پڑجائے اور مجرم کے متعلق کسی کو پتا نہ ہو اور تلاش بسیار کے بعد یا تلاش کی کوشش کے بغیر ہی پولیس والے اس محلے کے لوگوں کو خاص کر نوجوانوں کو شک کے الزام میں جبکہ ثبوت کوئی نہیں ہوتا، پکڑ کرلے جاتے ہیں، اس نے جرم بھی نہیں کیا ہوتا، اس پر انتہا درجے کا جسمانی و نفسیاتی تشدّد کرتے ہیں اور اس ملزم سے جھوٹے حلفیہ بیان پر دستخط کرواتے اور اسے مجرم ثابت کرکے سزا بھی دِلوادیتے ہیں یا پھر رشوت کی بھاری رقم لے کر بے گناہ شخص کو گھر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

ب:...... پولیس میں ایک ادارہ ہے جسے ٹرائل رُوم یا ڈرائنگ رُوم بھی کہتے ہیں، جہاں کے ملازم یا ارکان تشدّد کرنے میں حصہ لیتے ہیں جس میں بے گناہ اور گناہگار دونوں ہی شامل ہیں، تو ایسے لوگوں کی تنخواہ اور آخرت کے بارے میں بھی بتائیں، خاص کر بے گناہ پر ظلم کرنے والے؟

ج:...... تشدّد کرنے والے ارکان یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب! ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا، نہ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم بے گناہ اور گناہگار کو دیکھیں، کیونکہ کوئی بھی مجرم پہلے اقرار نہیں

کرتا، اس طرح تو مجرم بھی بچ جائیں گے۔ لہٰذا میرے پوچھنے کا اصل مطلب یہ ہے کہ کیسے بے گناہ شخص کو ظلم و تشدّد کا شکار ہونے سے بچایا جائے اور مجرم کو کیفرِ کردار تک بھی پہنچایا جائے؟ کیونکہ تفتیش کرنے والا کوئی اور شخص ہوتا ہے۔

اگر مندرجہ بالا تمام اعمال غیراسلامی ہیں تو برائے مہربانی اس دِینِ اسلام جس کے معنی ہی بے گناہ شخص پر سلامتی اور تحفظ ہے۔ اور شک کی بنیاد پر ظلم و تشدّد سے گریز کا طریقۂ تفتیش بیان کریں جس سے مجرمین کو واصلِ جہنم کیا جاسکے۔ اگر اسلام میں اس کے بارے میں کوئی طریقۂ کار تفصیلاً وضاحت کے ساتھ نہیں تو آپ برائے مہربانی اِجتہاد سے کام لے کر اسلامی طریقۂ تفتیش برائے تلاشِ مجرمین کے تفصیل کے ساتھ رہنما اُصول بیان کر کے ہم ملازمین پولیس کے ضمیر کو مطمئن کریں کیونکہ ہمیں تو ملزمان کو لاکر دیا جاتا ہے اور ہمارا کام تشدّد کر کے حلفیہ بیان لینا ہوتا ہے تو پھر اسی شخص کو عدالتِ عالیہ سے بَری کردیا جاتا ہے، تو ایسے موقع پر ہمارے دِل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ کوئی ہم ہی سے پوچھے۔ برائے مہربانی پورا خط شائع کر کے اور سوالوں کے تسلی بخش اور قطعی جواب دے کر مطمئن کریں۔

ج…… ہمارے یہاں عدالتی اور تفتیشی نظام سارے کا سارا وہ ہے جو انگریز سے ورثے میں ملا ہے، جس کی بنیاد ہی ظلم اور رشوت ستانی پر رکھی گئی ہے، اور جس میں خوفِ خدا اور محاسبۂ آخرت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی (اِلَّا ماشاء اللہ) جب تک یہ پورا نظام تبدیل نہیں ہوتا، محض چند مشوروں کی پیوندکاری سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ سب تو خیر ایک جیسے نہیں ہوتے، مگر مجرموں سے رشوت لے کر بچانا اور بے گناہوں کو دھر لینا ہماری پولیس کا خاص ''فن'' ہے۔

## زبردستی اعترافِ جرم کرانا اور مجرم کو طہارت و نماز سے محروم رکھنا

س۱:…… شواہد و براہین کے حصول کی کوشش اور کاوش کے بغیر تشدّد سے اعترافِ جرم کرانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

س۲:…… ملزم کو نماز، طہارت اور واجب غسل سے محروم رکھنے کا گناہ کس کے ذمہ ہوتا ہے؟

اور اس کی کیا سزا ہے؟

س۳:……کیا فرائض کی ادائیگی کے لئے جھوٹ اور غلط بیانی کو وتیرہ بنالینا شرعاً دُرست ہے یا نادُرست؟

ج۱:……قرائن وشواہد کے بغیر بذریعہ تشدّد اقبالِ جرم کرانا جائز نہیں، اور ایسا اعتراف شرعاً کالعدم ہے۔

ج۲:……گناہ محروم رکھنے والوں کے ذمہ ہے، اور اس کی سزا ہے دُنیا میں دِل کا سیاہ پتھر ہوجانا اور آخرت میں فرائض سے روکنے کی سزا۔

ج۳:……میں سوال کا مطلب نہیں سمجھا، جھوٹ اور غلط بیانی کو دُرست کون کہہ سکتا ہے؟ اور وہ کون سے فرائض ہیں جن میں جھوٹ اور غلط بیانی کو وتیرہ بنانا دُرست سمجھا جائے...؟

## بُرے کام پر لگانے کا عذاب

س……اگر کسی شخص کو اچھے کام پر لگا دیا جائے تو جب تک وہ شخص اس کام کو سرانجام دیتا رہے گا، کام پر لگانے والے شخص کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو بُرائی کا راستہ دِکھائے تو کیا وہ بھی گناہ کا مستحق رہے گا چاہے اس کا اس شخص سے دوبارہ رابطہ نہ ہو؟ اگر ایسا ہوگا تو اس گناہ سے چھٹکارا پانے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے جبکہ گناہ کا فعل انجام دینے والوں سے کوئی رابطہ بھی نہ ہو؟ جواب جلد دے کر ذہنی اذیت سے نجات دِلائیں۔

ج……حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے کسی اچھائی کی بات کو رواج دیا، اس کو اپنے اس عمل کا بھی اجر ملے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس شخص نے کسی بُرائی کو رواج دیا، اس کو اپنی بدعملی کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا گناہ بھی ہوگا اور ان لوگوں کے گناہ میں کمی نہیں ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ دُنیا میں جتنے ناحق قتل ہوتے ہیں، ہر ایک قتلِ بے گناہ کا ایک حصہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کے نام بھی لکھا جاتا ہے،

کیونکہ وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے خونِ ناحق کی رسمِ بد جاری کی۔

اب جس شخص کی وجہ سے کوئی شخص بُرائی کے راستے پر لگا اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی تو اس شخص کو چاہئے کہ جن جن لوگوں کو بُرائی پر لگایا ان کو اس بُرائی سے نکالنے کی کوشش کرے، اور اگر ان سے کوئی رابطہ نہیں رہا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ و اِستغفار کرے، اور ان لوگوں کے لئے بھی دُعا و اِستغفار کرے۔ نیز اس کے تدارک کے لئے نیکیوں کو پھیلانے کی کوشش میں لگا رہے، اِن شاء اللہ اس کا یہ گناہ معاف ہوجائے گا۔

## انسان اور جانور میں فرق

س…… جناب! ہمارے ایک جاننے والے صاحب کا کہنا ہے کہ عورت اور مرد آپس میں ہلکے پھلکے انداز میں جسمانی تعلق قائم رکھ سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ تمام حرکات قدرتی ہیں، جس کو کہ وہ نیچرل کا نام دیتے ہیں، ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بدکاری اور زنا کے متعلق ارشاد فرمایا ہے، جبکہ کسی اور جگہ یا کسی اور کتاب میں یعنی حدیث شریف میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ موصوف کے مطابق تمام جانور جن میں انسان بھی شامل ہیں، آپس میں مل کر رہتے ہیں اور ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں، انسانوں میں شامل عورت اور مرد بھی ساتھ اُٹھ بیٹھ سکتے ہیں اور ایک خاص حد تک تعلق قائم رکھ سکتے ہیں۔ میری ان سے سرسری سی بات ہوئی تھی مگر میں ان کو بہتر جواب نہ دے سکی، کیونکہ شرم و حیا کی وجہ سے میرا سمجھانا ان کو مشکل تھا۔

ج……نامحرَم مرد اور عورت کا آپس میں ملنا، سلام وُدعا کرنا اور ایک دُوسرے کو مس کرنا اسلام کی رُو سے جائز نہیں۔ بدکاری اور فحاشی (زنا) کا ناجائز ہونا تو شاید ان نوجوانوں کو بھی مسلّم ہو، اب اگر نوجوانوں کو خلافِ جنس کے ساتھ اختلاط کی مکمل چھٹی دے دی جائے اور معاشرتی اقدار یا قانون ان کے ''حیوانی اختلاط'' کے درمیان حائل نہ ہو تو اس آزادانہ اختلاط کا نتیجہ سوائے بدکاری کے اور کیا نکلے گا...؟ اور اہلِ عقل کا قاعدہ ہے کہ جب کسی بُرائی سے منع کیا جاتا ہے تو اس کے اسباب کا بھی سدِ باب کیا جاتا ہے۔ زنا، چونکہ شریعت کی نظر


فہرست

میں بدترین بُرائی ہے اس لئے شریعت نے اس کے تمام اسباب پر بھی پابندی عائد کردی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی مروی ہے:

”عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فزنا العین النظر وزنا اللسان المنطق والنفس تمنی وتشتھی والفرج یصدق ذٰلک ویکذبه. متفق علیه.“ (مشکوٰۃ ص:۲۰)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھوں کا زنا نامحرَم کو دیکھنا ہے، کانوں کا زنا باتیں سننا ہے، زبان کا زنا باتیں کرنا ہے، دِل کا زنا نفسانی خواہش ہے اور شرم گاہ ان تمام کی تصدیق کردیتی ہے یا تکذیب کردیتی ہے۔“ (صحیح بخاری ومسلم)

اب یہ دیکھئے کہ انسان اور جانور کے درمیان کیا فرق ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جانوروں میں خواہشات تو موجود ہیں مگر یہ خواہشات حدود و قیود کی پابند نہیں، کیونکہ وہ عقل کے جوہر سے محروم ہیں اور اتنا شعور ہی نہیں رکھتے کہ کھانے پینے کی خواہش پوری کرنے کے لئے جائز و ناجائز یا اپنے اور پرائے کی تمیز بھی کرنی چاہئے، اسی طرح جنسی اختلاط میں ماں، بہن اور بہو بیٹی کے درمیان امتیاز کرنے کی ضرورت ہے، نہ انہیں یہ شعور ہے کہ تقاضائے شرم و حیا کی بنا پر ستر پوشی کے تکلف کی بھی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اہلِ عقل کو اَحکام کا مکلّف کیا ہے، جانوروں کو، یا جو انسان کہ عقل سے محروم، دیوانے اور پاگل ہوں وہ شرعی اَحکام کے مکلّف نہیں، خدا نہ کرے کہ علم و عقل اور فہم و دانش رکھنے کے باوجود انسان حیوانوں کی سطح پر اُتر آئیں، اور جانوروں کی بہیمانہ حرکات کو جو عقل کی قید سے خارج ہیں، تقاضائے فطرت قرار دے کر ان پر رشک کرنے لگیں، یا جانوروں کی ریس کرنے لگیں۔

بہت سی قباحتوں اور بُرائیوں کا ادراک تو انسانی عقل کرلیتی ہے، لیکن بہت سی

بُرائیاں ایسی ہیں جن کے مشاہدے سے عقلِ انسانی بھی قاصر رہتی ہے، ایسی بُرائیوں کے جراثیم دیکھنے کے لئے ''وحیٔ الٰہی'' کی خوردبین درکار ہے، اس لئے داناؤں کا کہنا یہ ہے کہ انسان کی طبعی خواہشات عقل کے تابع ہونی چاہئیں تاکہ انسان اور جانور میں فرق کیا جاسکے، اور انسان کی عقلی خواہشات ''وحیٔ الٰہی'' کے تابع ہونی چاہئیں تاکہ حقیقی انسان اور انسان نما جانور کے درمیان امتیاز کیا جاسکے۔

خلاصہ یہ کہ انسان کی فطری خواہشات برحق، مگر خالقِ فطرت نے ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کچھ قواعد وضوابط مقرّر فرمائے ہیں، پس اگر اس انسانی مشین کا استعمال اس کے خالق کے بتائے ہوئے اُصول وقواعد کے مطابق کیا جائے گا تو یہ مشین صحیح کام کرے گی اور اگر ان اُصول وقواعد کی پروانہ کی گئی تو انسان، انسان نہیں رہے گا، بلکہ انسان نما جانور بن جائے گا۔

## ''دارالاسلام'' کی تعریف

س۱:...... ''دارالاسلام'' کی تعریف کیا ہے؟

س۲:...... پھر دار الاسلام کا حکمران یعنی مملکت دار الاسلام کا سربراہ کون ہوتا ہے مسلم یا غیرمسلم بھی؟

س۳:...... اگر معاذ اللہ کوئی اسلام کی توہین کرے تو اس کو پوری مملکت دار الاسلام کے علماء سنبھالیں گے یا صرف ایک ہی مولوی فتویٰ مار دے گا، یعنی پوری مملکت دار الاسلام کے علماء کے ذمہ ہوگا یا صرف اور صرف ایک ہی مولوی اس گستاخ پر فتویٰ مارے گا، پھر وہ صرف یہاں ہی بس نہیں کرے گا تو حرمین تک جائے گا فتویٰ مروانے؟ پھر وہ مولوی بغیر گواہوں کے ہی فتویٰ ٹھوک دے گا یا گواہوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے؟

س۴:...... مملکت دار الاسلام کے اندر اس کے حکمران کے خلاف کوئی عوامی تحریک اُٹھ کر جھنڈا لہرائے تو کیا جائز ہوگا یا حرام؟

ج۱:...... جس ملک میں اسلام کے اَحکام جاری ہوں وہ ''دارالاسلام'' ہے، اور جہاں اسلام کے اَحکام جاری نہ ہوں وہ مسلمانوں کا ملک تو ہوسکتا ہے مگر شرعاً ''دارالاسلام'' نہیں۔

ج۲:...... دارالاسلام کا حکمران مسلمان ہوسکتا ہے، غیرمسلم نہیں۔

ج۳:...... اسلام کی توہین کرنے والا مسلمان نہیں، مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اس کو معزول کرکے کسی مسلمان کو اس کی جگہ مقرّر کریں۔

باقی اُمور سیاسی ہیں، شرعی حکم میں نے ذکر کردیا، سیاسی اُمور پر گفتگو میرا موضوع نہیں۔

## کیا اقراری مجرم کو دُنیاوی سزا پاک کردیتی ہے؟

س...... اگر کوئی ملزم یا مجرم اپنے جرم کا اقرار کرلیتا ہے اور اس کے نتیجے میں اسے اس کے جرم کی سزا ملتی ہے تو کیا اس صورت میں مذکورہ ملزم یا مجرم کے اس گناہ کا کفارہ ادا ہوجاتا ہے کہ جس کے اقرار کے نتیجے میں اسے سزا دی گئی؟ نیز کیا روزِ محشر ایسا فرد اپنے اس جرم کی سزا سے بری الذمہ قرار پائے گا؟

ج...... اگر توبہ کرلے تو آخرت کی سزا معاف ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔

س...... اگر کسی شخص کو بے گناہ اور بے جرم سزاوار قرار دیا گیا ہو تو روزِ محشر اس کی جوابدہی کس کس فرد پر ہوگی؟

ج...... وہ تمام لوگ جو اس بے قصور کو سزا دِلانے میں شریک ہوئے۔

## کیا مسلمان کا قاتل ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

س...... روزنامہ ”جنگ“ مؤرخہ ۱۹۸۸/۲/۱۹ء کے اسلامی صفحہ پر قاری محمد ایوب صاحب کا ایک مضمون بنام ”مسلمان کا قاتل اللہ (جل جلالہٗ) کی رحمت سے محروم“ چھپا ہے، جس کا لب لباب یہ ہے کہ قاتل کی توبہ بھی قبول نہیں ہوگی اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اس کے ثبوت میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ بھی دیا ہے: ”اور جو کوئی کسی مؤمن کو قصداً قتل کرڈالے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا“ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بھی تحریر ہے: ”جس نے مؤمن کو قصداً قتل کیا، اس کی توبہ قبول ہی نہیں“ اسی طرح کسی شخص نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر قاتل توبہ کرلے اور پھر نیک عمل

کرنے لگے اور ہدایت پر جم جائے تو؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا: اس کی ماں اسے روئے، اسے توبہ و ہدایت کہاں؟ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اسے منسوخ کرنے والی کوئی آیت نہیں اُتری۔ اور روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی اُتری۔ مندرجہ بالا آیت اور روایت کی روشنی میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ ہم یہ ہی سنتے آئے ہیں کہ اللہ جل جلالہ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے شرک و کفر کیا ہوگا اور سب کی بخشش فرمادے گا، یہ بھی سنا ہے کہ موحد ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا، یہ بھی سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی شخص نے ۹۹ قتل کئے تھے، وہ توبہ کرنے چلا تو دو قتل اور کرڈالے، پھر کسی کے مشورے پر وہ توبہ کرنے جارہا تھا کہ راستے میں ہی اسے موت نے آلیا، مگر چونکہ وہ توبہ کا ارادہ لے کر گھر سے نکلا تھا اس لئے اللہ جل جلالہ نے اس شخص کی مغفرت فرمادی۔ اب اگر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور قاری محمد ایوب صاحب نے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۹۳ کا جو حوالہ دیا ہے، اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ قاتل ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اب آپ سے جواب اس بات کا چاہئے کہ آیا قاتل کی بخشش ہے یا نہیں؟

ج…… اگر قاتل سچی توبہ کرلے اور مقتول کے وارثوں سے بھی معاف کرالے اور اگر وہ معاف نہ کریں تو بلا حیل و حجت اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش کردے تو اِن شاء اللہ اس کی بھی بخشش ہوجائے گی۔ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس سے توبہ نہ ہوسکے، اور کفر و شرک کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا دائمی جہنم ہو۔ آپ نے جو آیت نقل کی ہے اس کی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ قاتل کی اصل سزا تو دائمی جہنم تھی، مگر ایمان کی برکت سے اسے یہ سزا نہیں دی جائے گی۔ نیز یہ سزا اس شخص کی ہے جو مؤمن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرے، ایسا شخص واقعی دائمی سزائے جہنم کا مستحق ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا مشہور فتویٰ تو وہی ہے جو سوال پر نقل کیا گیا ہے، مگر


فہرست

بعض روایات میں ہے کہ وہ بھی قبولِ توبہ کے قائل تھے۔ دراصل کسی موٴمن کا قتل اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے بعد توبہ کی توفیق بھی مشکل ہی سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس وبال سے محفوظ رکھیں، آمین!

## اعمال میں میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

س...... ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میانہ روی اختیار کرو اپنے اعمال میں“ اس کی مختصر وضاحت فرمادیں۔

ج...... اس کا مطلب یہ ہے کہ فرائض و واجبات اور سننِ موٴکدہ کے علاوہ آدمی کو نوافل اور اذکار و وظائف کی اتنی مقدار کا معمول رکھنا چاہئے جس کی آسانی سے پابندی کرسکے اور جس سے اُکتا نہ جائے، بلکہ جو معمول شروع کرے حتی الوسع اس کو ہمیشہ نبھائے۔ بعض لوگ جوش میں آکر اپنے ذمہ زیادہ بوجھ ڈال لیتے ہیں اور جب وہ نبھتا نہیں تو اُکتا کر چھوڑ دیتے ہیں۔

## ایک قیدی کے نام

س...... (سوال حذف کردیا گیا)۔

ج...... آپ کا خط آپ کی اہلیہ کے ذریعہ پہنچا، آپ کے حالات و معمولات سے اطلاع ہوئی، بارگاہِ ربّ العزّت میں دُعا و اِلتجا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف و کرم سے آپ کی رہائی کی صورتیں پیدا فرمادیں۔ چند ضروری باتیں لکھتا ہوں ان کو غور اور توجہ سے پڑھیں:

اوّل:...... حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے بندے کو آزمائشیں آتی ہیں، کبھی خوشی اور مسرّت کی شکل میں، کبھی رنج و غم اور آفات و مصائب کی شکل میں، پہلی حالت میں شکر بجالانا اور دُوسری حالت میں صبر و رضا اور دُعا و اِلتجا سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رُجوع کرنا بندے کا فرض ہے، حوصلہ اور ہمت نہیں ہارنی چاہئے، بلکہ صبر و استقامت کے ساتھ اپنی کوتاہیوں پر اِستغفار کرتے ہوئے اور رضائے مولا کے مضمون کو اپنے دِل میں پختہ کرتے ہوئے اس وقت کو گزارنا چاہئے۔

دوم:...... جیل کا ماحول اکثر غیر اخلاقی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ


فہرست

اپنے دِین و اخلاق کو بگاڑ کر وہاں سے نکلتے ہیں، آپ کو اس ماحول سے متأثر نہیں ہونا چاہئے، بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرصت کا موقع عطا فرمایا ہے، اس لئے آپ نمازِ پنج گانہ کا اہتمام کریں، قرآنِ کریم کی تلاوت کریں، جو معمولات آپ نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں، ان کی پابندی کریں، ان کے علاوہ فرصت کے جو لمحات بھی میسر آئیں ان میں کلمہ طیبہ ”لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ“ کو وِردِ زبان رکھیں، ”بہشتی زیور“، حضرتِ شیخؒ کے فضائلِ اعمال اور اکابر کے مواعظ کا مطالعہ جاری رکھیں۔

سوم:...... جہاں تک ممکن ہو، جیل کے عملے سے بھی اور قیدیوں سے بھی اخلاق و مروّت کے ساتھ پیش آئیں، اپنی طاقت کے مطابق ہر ایک کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں، کسی کی طرف سے کوئی رنج پہنچے تو اس کو معاف کردیں، بُری صحبت سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں، قید کے ساتھیوں کو بھی نماز کی اور خیر کے کاموں کی ترغیب دیا کریں۔

چہارم:...... پانچوں نمازوں کے بعد بہت توجہ کے ساتھ اپنے لئے خیر اور بھلائی کی اور قید سے رہائی کی دُعا کیا کریں، اگر ہوسکے تو تہجد کے لئے بھی اُٹھا کریں، الغرض! دُعا و اِلتجا کا خاص اہتمام کریں۔

پنجم:...... جیل میں آدمی کی آزادی سلب ہوجاتی ہے، اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے دُنیا کی زندگی بھی ایک طرح کا جیل خانہ ہے، کہ ہر قدم پر اسے مالک کے حکم کی پابندی لازم ہے، لہٰذا جیل کی زندگی سے دُنیا میں زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھنا چاہئے۔

ششم:...... جیل زندوں کی قبر ہے، اس لئے یہاں رہتے ہوئے قبر کی تنہائی، بے بسی و بے کسی اور وہاں کے سوال و جواب کو یاد کرنا چاہئے اور اپنی زندگی میں جتنی کوتاہیاں اور لغزشیں ہوئی ہوں ان پر ندامت کے ساتھ اِستغفار کرنا چاہئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائیں، آپ کو اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں اور آپ کو رہائی عطا فرمائیں۔

## سچی شہادت کو نہیں چھپانا چاہئے

س...... ایک آدمی دیکھ رہا ہو کہ کسی بندے کو قتل کرنے والا صرف ایک شخص ہے اور اس کے ساتھ دُوسرا بندہ موجود بھی نہ ہو اور مقتول پارٹی کسی بے گناہ شخص کو قتل کے کیس میں پھنسا دے جو اس وقت شہر میں بھی موجود نہ ہو اور اس سے یہ منسوب کرے کہ ایک فائر اس شخص نے کیا اور دُوسرا، دُوسرے شخص نے، اس معاملے میں وہ شخص جو وہاں پر موجود تھا اور دیکھ رہا تھا کہ قتل کرنے والا صرف ایک شخص ہے اور فائر بھی ایک ہوا ہے، کیا خدا کے ہاں مجرم ہے اگر وہ گواہی دینے سے انکار کردے کہ میں گواہی نہیں دیتا؟ اگر وہ صاف کہہ دے کہ قاتل ایک شخص ہے تو بے گناہ شخص نجات پاسکتا ہے، اس بارے میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

ج...... قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

"وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ" (البقرۃ:۲۸۳)

ترجمہ:...... "اور شہادت کو نہ چھپاؤ، اور جو شخص اس کو چھپائے اس کا دِل گناہگار ہے۔"

یہ آیتِ کریمہ آپ کے سوال کا جواب ہے۔

## پیٹ کے بل سونا

س...... پیٹ کے بل سونے سے متعلق میں نے ایک ڈائجسٹ میں پڑھا تھا کہ آدمی نفسیاتی مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے، یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں؟

ج...... پیٹ کے بل سونا مکروہ ہے، اور حدیث میں اس کو شیطان کے انداز کا لیٹنا فرمایا ہے، نفسیاتی مرض کا مجھے علم نہیں۔

## پاخانے میں تھوکنا

س...... میں نے سنا ہے کہ پاخانے میں تھوکنا منع ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... خلافِ ادب ہے۔



فہرست

## جب ہر طرف بُرائی پر برانگیختہ کرنے والا لٹریچر عام ہو اور عورتیں بنی سنوری پھریں تو کیا زنا کی سزا جاری ہوگی؟

س…… چند روز قبل راقم الحروف بس میں سفر کر رہا تھا کہ میری اگلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے چند مولوی صاحبان مندرجہ ذیل قسم کی بحث کر رہے تھے، ان کی اس بحث کو میں ایک سوال کی صورت میں تحریر کرکے آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں تاکہ یہ پتا چل سکے کہ ان مولوی صاحبان کی اس بحث میں کہاں تک حقیقت کا عنصر شامل ہے؟ ان مولوی صاحبان کے بقول کیا اسلام یہی چاہتا ہے کہ فواحش کی اشاعت اسی طرح جاری رہے، ہیجان انگیز فلمیں، عریاں تصاویر، (واضح ہو کہ عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی عریاں تصاویر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خاص خاص دُکانوں پر فروخت ہو رہی ہیں، نیز پاکستان کے بعض اخبارات میں بھی بعض اوقات ان عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی نیم عریاں تصاویر چھپتی رہتی ہیں) اخلاق کش لٹریچر اسی طرح سفلی جذبات کو اُکساتے ہیں، (واضح رہے کہ یہ اخلاق کش لٹریچر اور جنس کو تحریک دینے والا فحش مواد مملکتِ اسلامیہ پاکستان میں مختلف رسالوں، ڈائجسٹوں اور ناولوں وغیرہ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ نیز سرِ عام فروخت ہو رہا ہے، اور یہ عناصر قوم کی قوم کو فحاشی کے افیون میں بدمست کئے جارہے ہیں، نیز یہ بلیو پرنٹ، عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی عریاں و نیم عریاں تصاویر، یہ اخلاق کش لٹریچر، یہ فحش فلمی اشتہارات قوم کے اخلاق کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں)۔ کیا اسلام یہی چاہتا ہے کہ بنی سنوری عورتیں اسی طرح برسرِ عام پھرتی رہیں، کالجوں، دفتروں اور کلبوں اور دُوسرے بہت سے مقامات پر اختلاطِ مرد و زن اسی طرح جاری رہے، عورتیں اور جوان لڑکیاں اسی طرح نیم عریاں اور چست لباس پہن کر دن رات ہوٹلوں میں، سینماؤں میں، بازاروں میں، تھیٹروں میں، پارکوں میں، راستوں میں اور گلی کوچوں میں سر برہنہ، سینہ عریاں، ننگی باہیں نکالے ہوئے چہرہ بے نقاب کئے، رُخساروں پر پوڈر اور سرخی تھوپے اور مردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مارے مارے پھرتی نظر آتی ہیں۔

ج…… یہ ساری باتیں حرام ہیں اور ان کا بند کرنا ضروری ہے۔ اسلام ان کی اجازت دینا

نہیں چاہتا، لیکن زنا کی سزا بہرحال جاری ہوگی، محض اس وجہ سے کہ ہر جگہ بے حیائی کا دور دورہ ہے، کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام کاری کے ارتکاب میں معذور نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان مولوی صاحبان کا نظریہ صحیح نہیں۔

## کیا نابالغ بچوں کو شعور آنے تک نماز کا نہ کہا جائے؟

س...... بے شک اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا ہے، مگر کچھ لوگ اپنے نابالغ بچوں کو نماز کی تلقین اس لئے نہیں کرتے کہ بچے دِل سے نماز نہیں پڑھتے تو زبردستی کی رگڑ رگڑائی کروانے سے کیا فائدہ؟ خود ہی جب شعور ہوگا تو پڑھنے لگ جائیں گے، کیا ایسا کہنا دُرست ہے؟ جبکہ وہ خود نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی تو سنا ہی ہوگا کہ: ''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور ان سے مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس سال کے ہوجائیں۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رگڑ رگڑائی کا بھی نفع ہے کہ اس سے بچے عادی ہوجائیں گے۔ اور جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ: ''جب ان کو شعور ہوگا تو خود ہی پڑھیں گے'' ان کی یہ بات کئی وجہ سے غلط ہے:

اوّل:...... یہ ارشادِ نبوی کا خلاف ہے۔

دوم:...... دُنیوی کاموں اور تعلیم میں یہ لوگ خود بھی بچوں کو آزاد نہیں چھوڑتے کہ جب ان کو شعور ہوگا تو خود ہی پڑھنے لگیں گے، معلوم ہوا کہ ان کا یہ قول دِین سے لاپروائی کا نتیجہ ہے۔

سوم:...... جب بچوں کو شعور سے پہلے نماز کا پابند نہیں بنایا جائے گا تو وہ شعور کے بعد بھی پابندی نہیں کریں گے۔

چہارم:...... بچے تو شعور کے بعد پابند ہوں یا نہ ہوں، مگر والدین تو اپنے فرض میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوں گے۔

## کیا کرایہ دار کے اعمالِ بد کا مالکِ مکان ذمہ دار ہے؟

س...... میرے مکان میں ایک کرایہ دار آیا ہے، وہ گھر میں ٹی وی اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ

چلاتا ہے، میں نے اسے منع بھی کیا ہے مگر وہ پھر بھی چلاتا ہے، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے ان کاموں سے میں گناہگار تو نہیں ہوتا؟

ج…… اس کے ٹی وی اور ٹیپ چلانے سے تو آپ گناہگار نہیں ہوں گے، لیکن آپ کسی ایسے آدمی کو مکان دیں جو اِن خرافات سے بچا ہوا ہو۔

## اگر قسمت میں لکھا ملتا ہے تو محنت کی کیا ضرورت ہے؟

س…… میرا دوست کہتا ہے کہ آدمی کی قسمت اچھی ہو تو بغیر محنت کئے بھی اچھا کما لیتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ یہ کمائی اس کے نصیب میں تھی اور اس کی قسمت اچھی تھی۔ میرا کہنا ہے کہ آدمی محنت کرے اور قسمت ساتھ دے تو کام بنتا ہے، بغیر محنت کئے قسمت اچھی نہیں ہوسکتی۔ میرے دوست کا کہنا ہے کہ ایک آدمی پورا دن محنت کرتا ہے اور دُوسرا آدمی ایک گھنٹے میں اتنے پیسے کما لیتا ہے۔ براہِ مہربانی اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ ہم دونوں میں سے کس کا نقطۂ نظر ٹھیک ہے؟

ج…… یہ تو صحیح ہے کہ جو قسمت میں لکھا ہو وہی ملتا ہے، اس سے زیادہ نہیں ملتا۔ لیکن حلال روزی کے لئے محنت ضرور کرنی چاہئے، قسمت کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اور حلال روزی کے لئے شرعی فرائض کی پابندی ضروری ہے۔

## جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی اَحکام

س…… جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی مشابہت اختیار کرنا سخت گناہ ہے، مگر آج کل جو جنسی تبدیلی کا سلسلہ شروع ہوا ہے شریعت کی رُو سے کہاں تک صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو وہ مرد جو جنسی تبدیلی کے بعد عورت میں تبدیل ہوگئے ان کا انجام کل قیامت کو کیا ہوگا؟ وہ جنت میں مرد کی حیثیت سے داخل ہوں گے یا عورت کی؟ اور اس مرد سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا انجام ہوگا؟ اُمید ہے اس مسئلے کی وضاحت فرماکر اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔

ج…… جنسی تبدیلی اگر حقیقتِ واقعہ ہے تو اس کا مشابہت کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ

جنس تبدیل ہونے کے بعد وہ جس صنف میں شامل ہوا ہے اسی صنف کے اَحکام اس پر جاری ہوں گے۔ اگر لڑکی کی جنس تبدیل ہوگئی اور وہ واقعتاً لڑکا بن گئی تو اس پر مردوں کے اَحکام جاری ہوں گے، اور اگر لڑکا تبدیلیٔ جنس کے بعد سچ مچ لڑکی بن گیا تو اس پر اس تبدیلی کے بعد لڑکیوں کے اَحکام جاری ہوں گے۔ مشابہت جو ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ مرد، مرد ہوتے ہوئے عورتوں کی مشابہت کرے، یا عورت، عورت ہوتے ہوئے مردانہ پن اختیار کرے، اس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔

## کچھ پڑھ کر ہاتھ سے پتھری وغیرہ نکالنا

س...... آج کل فلپائن میں ایک غیرمسلم عورت کے متعلق مشہور ہو رہا ہے کہ وہ رُوحانی طریقوں سے جسمانی امراض مثلاً: گردے کی پتھری نکالنا، پیٹ میں سے رسولی نکالنا، آنکھ سے موتیابند نکالنا وغیرہ کا علاج کرتی ہے، اور لوگ اس سے علاج کرا کر آ رہے ہیں۔ طریقہ اس طرح ہے کہ اپنے ہاتھ پر کچھ پڑھ کر اپنا ہاتھ متأثرہ جگہ پر چلایا، خون پیپ وغیرہ بلاکسی تکلیف کے نکلتا دِکھائی بھی دیا اور چند منٹ میں گردے کی پتھری اپنے ہاتھ سے نکال دی۔ دوبارہ ہاتھ پھیرا تو زخم وغیرہ سب ٹھیک ہوگئے۔ کیا اس طرح مسلمانوں کا علاج کرانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اس طریقۂ علاج کی کیا حقیقت ہے اس کے متعلق آپ کچھ بتلاسکیں گے؟ کیونکہ سائنس کی روشنی میں تو اس کی نظربندی یا شعبدہ بازی کے علاوہ کوئی اور توجیہ نہیں کی جاسکتی۔

ج...... یہ مسمریزم کی مشقیں ہوتی ہیں، رُوحانیت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ علاج جائز ہے، واللہ اعلم!

## تقلید کی تعریف واَحکام

س...... تقلید کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے کہ: تقلید کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا قول مأخذِ شریعت میں سے نہیں ہے اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کرلینا۔ اہلِ حدیث حضرات اس عمل کو سخت گناہ کی بات تصوّر کرتے ہیں، لیکن مجھے اس ہی قول کہ مصنف

ہے، مگر پہلے جو میں سمجھا ہوں ظاہر کرنے کی سعی کرتا ہوں تاکہ بعد میں آپ کی بات آسانی سے سمجھ سکوں۔

شریعت کا مأخذ اَدِلّہٴ شرعیہ ہیں، کسی مجتہد کا کوئی قول ہو اور وہ قول اَدِلّہٴ شرعیہ کے تحت کسی نہ کسی دلیل کے تحت ہو، یہ بات کیا تقلید میں داخل ہے؟ شاید جہاں تک میں سمجھا ہوں ایسا قول تسلیم کرنا اہلِ حدیث کے نزدیک تقلید نہیں، کیونکہ وہ قول تو اَدِلّہٴ شرعیہ سے ثابت ہے۔

نمبر۲:...... میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اہلِ حدیث یہاں ایک غلطی کر جاتے ہیں، وہ یہ کہ مجتہد کے قول پر اگر ان کو اَدِلّہٴ شرعیہ سے ہی کوئی دلیل خود سمجھ آجائے پھر تو ٹھیک ہے، اگر ان کا علم کسی قول کی دلیلِ شرعی تک رسائی نہ کرسکے، پھر اس قول کو وہ جو چاہیں کہتے پھرتے ہیں۔

دُوسری بات جو میں سمجھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ مندرجہ بالا تقلید کی تعریف کے تحت مقلد، اِمام کے قول کو مأخذِ شریعت تو نہیں سمجھتا وہ تو اَدِلّہٴ شرعیہ ہیں، لیکن کوئی ایسا قول (معلوم نہیں کہ ایسا قول ہے بھی یا نہیں) جس پر اَدِلّہٴ شرعیہ کا ثبوت نہ ہو یعنی اَدِلّہٴ شرعیہ سے وہ مسئلہ معلوم نہ ہوسکے، صرف مجتہد کا اجتہادی ہو یا رائے ہو، اس قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کرلینا کیونکہ اس کا مقام یہ ہے کہ وہ قرآن و سنت کے علوم پر بصیرت رکھتا ہے، قول پر دلیل طلب نہ کرنے کے یہ معنی ہیں یا کچھ اور؟

ایک بات اور کہنے کی جسارت کر رہا ہوں، شاید میں نہ سمجھ سکا ہوں، مگر اظہار کے لئے کر رہا ہوں کہ آج کل لوگ ساٹھ، ستر صفحے کی کتاب میں ڈھائی تین سو حوالوں کا پیوند لگاکر کچھ کا کچھ ثابت کرتے ہیں۔ ماہنامہ ''بینات'' محرّم الحرام ۱۴۱۶ھ آپ کا مضمون جو ''اصلاحِ مفاہیم'' کے بارے میں تھا، اس کے آخر کے جملے جو تبلیغ سے متعلق تھے، کوئی بھی آپ کے نام سے غلط حوالہ دے کر تحریر کرسکتا ہے، یعنی: اہلِ تبلیغ، حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کی کتابوں اور آپ کی تعلیمات کو حرزِ جان بنائے ہوئے نقل و حرکت کر رہے ہیں (نہ کہ قرآن و حدیث اور صحابہؓ کے طریقے بلکہ حضرت شیخؒ کی تعلیمات کو پھیلا رہے ہیں)، جیسا کہ

اعتراضاً کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا: میرا دِل چاہتا ہے کہ طریقہ میرا ہو اور تعلیم حضرت تھانویؒ کی۔

ج...... شرعی دلائل چار ہیں، ۱-کتاب اللہ، ۲-سنتِ رسول اللہ، ۳-اجماعِ اُمت اور ۴-قیاسِ مجتہدین۔ پہلی تین چیزوں کے تو اہلِ حدیث بھی منکر نہیں، البتہ چوتھی چیز کے منکر ہیں۔

۲:...... جو مسائل صراحتاً کتاب و سنت یا اجماع سے ثابت ہوں، اور ان کے مقابلے میں کوئی اور دلیل نہ ہو، وہاں تو قیاسِ مجتہدین کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، البتہ جن مسائل کا ذکر کتاب و سنت اور اجماع میں صراحتاً نہ ہو، ان میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے قیاس و اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۳:...... اسی طرح جس مسئلے میں بظاہر دلائل متعارض ہوں، وہاں تطبیق یا ترجیح کی ضرورت پیش آتی ہے، اور یہ کہ یہ منسوخ تو نہیں؟ بیانِ جواز پر تو محمول نہیں؟ کسی عذر پر تو محمول نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

۴:...... ان دو مرحلوں کو طے کرنا مجتہد کا کام ہے، یعنی غیر منصوص مسائل کا حکم معلوم کرنا، اور جن مسائل پر دلائل بظاہر متعارض ہوں، ان میں تطبیق و ترجیح اور ان کے محامل کی تعیین۔

۵:...... اور لوگ دو قسم کے ہیں، ایک جو اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں، دُوسرے عامی، جو اس کی صلاحیت نہیں رکھتے، پس مذکورہ بالا دو مرحلوں میں مجتہد پر تو اجتہاد لازم ہے، کہ وہ انسانی طاقت کے بقدر پوری کوشش کرے کہ اس مسئلے میں اللہ و رسول کا حکم کیا ہے؟ اور عامی کو اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ کسی مجتہد کی پیروی کرے۔

۶:...... عامی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جس مجتہد کی پیروی کر رہا ہے وہ اہلِ علم کے نزدیک لائقِ اعتماد ہو، ہر مسئلے میں اس سے دلیل کا مطالبہ کرنا اس کے لئے ممکن نہیں، پس یہ حاصل ہوا اس قول کا مجتہد کے قول کو بغیر مطالبہ دلیل کے ماننا تقلید ہے۔

۷:...... اہلِ حدیث بھی درحقیقت مقلد ہیں، کیونکہ جن اکابر کے قول کو وہ لیتے

ہیں ان سے دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے، نہ کرسکتے ہیں، گویا ترکِ تقلید بھی ایک طرح کی تقلید ہے۔

۸:...... اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ کسی مجتہد کا قول دلیلِ شرعی کے بغیر ہوتا ہی نہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض اوقات وہ دلیل ایک عامی کے فہم و ادراک سے اُونچی ہو، خصوصاً جہاں دلائلِ شرعیہ بظاہر متعارض نظر آتے ہیں۔ اہلِ حدیث حضرات ایسے موقعوں پر ائمہٴ اِجتہاد کے قول کو بے دلیل کہتے ہیں، حالانکہ ''بے دلیل ہونے'' کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دلیل ان کے فہم سے بالاتر ہے۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہئے کہ دلیل کا علم نہ ہوسکنے کو وہ دلیل کے نہ ہونے کا نام دیتے ہیں، حالانکہ عدمِ شیٴ اور چیز ہے اور ''عدمِ علم'' اور چیز ہے، پھر عدمِ علم اور چیز ہے، اور ''علمِ عدم'' اور چیز ہے، یہ وہی بات ہے جو آپ نے نمبر۲ میں ذکر کی ہے۔

۹:...... اَدِلہٴ شرعیہ درحقیقت تین ہی ہیں، لیکن قولِ مجتہد کو جو دلیلِ شرعی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی دلیلِ شرعی (خفی یا جلی) پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر اس دلیلِ شرعی کو مجتہد ہی ٹھیک طور سے سمجھتا ہے، اس لئے عامی کے حق میں قولِ مجتہد کو دلیلِ شرعی قرار دے دیا گیا ہے۔

۱۰:...... شیخؒ کی کتابوں کے بارے میں اس ناکارہ نے جو کچھ لکھا ہے، سیاق و سباق سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی اس سے غلط استدلال کرنے بیٹھ جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟ لوگوں نے غلط استدلال کرنے کے لئے قرآنِ کریم کا بھی لحاظ نہیں کیا، اس ناپاک کی ژولیدہ تحریر کا کیوں لحاظ کرنے لگے...؟

## حلال و حرام میں فرق

س...... حلال و حرام میں کیا فرق ہے؟ کیا انسان جو ناجائز کماتا ہے یہ پیسہ فوراً ضائع ہوجاتا ہے؟ آج جو لوگ امیر سے امیرتر ہوتے جارہے ہیں، کیا ان کی جائز کمائی ہے؟

ج...... حلال و حرام کو شریعت نے کھول کر بیان کردیا ہے، جو شخص شریعت کے مطابق کمائے

اس کی روزی حلال ہوگی، ورنہ نہیں۔ حرام کمائی کا فوراً ضائع ہونا ضروری نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ حرام کی کمائی سکڑوں آفتیں لے کر آتی ہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود دِل کا سکون غارت ہوجاتا ہے۔

## مملوکہ زمین کا مسئلہ

س…… ۱۹۴۷ء کے بعد جب ہم پاکستان آئے تو مجھے کلیم میں یہاں ٹنڈو آدم کی ایک مسجد کے متصل دومنزلہ مکان ملا جس کی اُونچائی ۲۸ فٹ ہے، اب یہ مکان بوسیدہ ہوگیا ہے، اس لئے میں اس کو گراکر ازسرِنو نقشے کے تحت تعمیر کرانا چاہتا ہوں، اور اب اس کی اُونچائی بجائے ۲۸ فٹ کے ساڑھے تین فٹ مزید بڑھا کر ساڑھے اِکتیس فٹ کرنا چاہتا ہوں۔ مسجد کی انتظامیہ بلاوجہ اس میں رُکاوٹ ڈال رہی ہے، ان کا یہ کہنا ہے کہ ہوا بند ہوجائے گی، حالانکہ ہوا بند ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس قسم کے اعتراضات جو بلاجواز ہوں، عندالشرع کہاں تک دُرست ہیں؟ آیا کسی مسجد کی انتظامیہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ مسجد کے متصل مکان کی تعمیر میں رُکاوٹ ڈالیں؟ نیز کہ مسجد کی انتظامیہ کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ تم اپنے مکان میں سے ۳ فٹ جگہ مسجد میں دے دو تو ہم اپنا اعتراض واپس لے لیں گے۔

ج…… یہ سوال ایسا ہے کہ اس کے جواب کی ضرورت نہیں، آپ کا اپنی ملکیت میں جائز تصرف، جس سے مسجد اور نمازیوں کو کوئی ضرر نہ ہو، بلاشبہ جائز ہے، اور آپ سے آپ کی مملوکہ زمین کا کوئی حصہ مسجد کے لئے زبردستی بھی نہیں لیا جاسکتا۔ باقی آپ بھی مسلمان ہیں اور مسجد بھی اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، آپ اپنی خوشی سے اللہ کے گھر کی کوئی خدمت کریں گے، اس کا صلہ آپ کو اللہ تعالیٰ جنت میں عطا فرمائیں گے۔ مسجد کے معاملے میں مسلمانوں کے درمیان ایسا تنازع اچھا نہیں لگتا۔

## اسلام میں سفارش کی حیثیت

س…… سفارش کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ اگر کسی کے پاس سفارش نہ ہو تو یہ بھی واضح ہو کہ


فہرست

تدبیر کے ساتھ ساتھ سفارش ہو تو کام آسان ہو جاتا ہے، تو کوئی کیا کرے؟ واضح ہو کہ سفارش کے بغیر گزشتہ چار سال سے دھکے کھا رہا ہوں۔

ج…… جائز کام کے لئے سفارش جائز ہے، مگر افسروں کا سفارش کے بغیر کسی کا کام نہ کرنا گناہ بھی ہے اور افسوس ناک اخلاقی گراوٹ بھی۔

## غیرمسلم کے زُمرے میں کون لوگ آتے ہیں؟

س…… جمعہ مؤرخہ ۲۳ فروری کے ''جنگ'' میں زیرِعنوان ''غیرمسلم کے لئے مسجد کی اشیاء کا استعمال'' آپ نے دو سوالوں کے جواب میں فرمایا کہ: غیرمسلم کی نمازِ جنازہ جائز نہیں، غیرمسلم کی میّت کو غسل دینا جائز نہیں، غیرمسلم کو مسلم قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ یہ سب کچھ کرنے سے کرنے والے اور شرکاء کا ایمان جاتا رہا اور نکاح بھی ٹوٹ گیا۔ براہِ کرم یہ بات صاف کردیں کہ کیا غیرمسلم کی اس تعریف میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالنے سے مرتے دم تک دہریہ رہے، یا کافی عرصے تک اسلام کی پابندی اور پیروی کی، پھر اسلام کو ترک کردیا، دونوں طرح کے لوگ علی الاعلان کہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ سوَر کھاتے ہیں، شراب پیتے ہیں، کیا یہ لوگ بھی غیرمسلموں کے زُمرے میں آتے ہیں؟ اور کیا ان کے جنازوں کے معاملے میں بھی وہی قباحتیں موجود ہیں؟ یعنی ایمان اور نکاح کی تجدید لازم ہوجاتی ہے؟ ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سارے لوگ ہیں، میرے یورپ کے دورانِ قیام ایسے لوگوں کی وہاں آؤ بھگت بھی ہوتی رہی ہے، میں نے ان کو دیکھا ہے اور بہت سوں کو جانتا ہوں، چنانچہ اس اِستفسار کا جواب معاشرتی حیثیت رکھتا ہے۔

ج…… اسلام نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام باتوں کو ماننے کا، اور کفر نام ہے کسی ایک بات کو نہ ماننے کا، جس کے بارے میں قطعیت کے ساتھ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان فرمایا، پس جو شخص ایسی قطعیات اور ضروریاتِ دِین میں سے کسی ایک کا منکر ہو، یا وہ علی الاعلان کہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے، اس کا حکم مرتد کا

ہے، خواہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہو، اور اس کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہو۔

## ڈاک کے ٹکٹوں پر آیتِ قرآنی شائع کرنا

س…… محکمۂ ڈاک پاکستان نے ایک کالج کی صد سالہ خوشی میں ایک ٹکٹ جاری کیا ہے جس پر یہ آیتِ قرآنی "وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَم" لکھی ہوئی ہے۔ کیا کالج کی صد سالہ تاریخی خوشی میں اس طرح ٹکٹ جاری کرنا جائز ہے؟ پھر اس میں آیتِ قرآنی کی اشاعت کیسی ہے؟ کیا حکومت کا یہ کام شرعاً جائز ہے؟

ج…… کسی اچھی چیز کی یادگار کے لئے ٹکٹ جاری کرنا تو کوئی مضائقے کی بات نہیں، لیکن اگر کالج میں بے دِینی کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں یا کالج کے طلبہ کی تعلیم دِینی ماحول کے بجائے کسی دُوسری قسم کے ماحول میں ہوتی ہے تو اس کی یادگار کا حکم بھی اسی کے مطابق ہوگا۔

رہا ٹکٹوں پر قرآنِ کریم کی آیتِ شریفہ کا اندراج! سو یہ صحیح نہیں، اس میں ایک تو قرآنِ کریم کی ظاہری بے ادبی ہے، کیونکہ ڈاک کے لفافوں کو عام طور سے ردّی میں پھینک دیا جاتا ہے، اس سے قرآنِ کریم کی آیت کی بے ادبی ہوگی، اور ٹکٹ جاری کرنے والے اس بے ادبی میں شریک ہوں گے۔ اور ایک معنوی بے ادبی ہے، وہ یہ کہ اس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ قرآنِ کریم کی یہ آیت گویا اس کالجیٹ تعلیم کے لئے نازل ہوئی ہے، یہ قرآنِ کریم کی تحریف ہے۔

## کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے لڑکے کو بددُعا دی تھی؟

س…… ہمارے شہداد پور میں ایک مقرّر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتایا کہ نبی کریم کو اپنی پوری زندگی میں ایک صدمہ ہوا جس پر آپ نے بددُعا کردی تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ ابولہب کا لڑکا جس نے نبیؐ کی لڑکی کو طلاق دی تھی اور حضور نے بدد ُعا کردی کہ خدا اس کو جانوروں کی خوراک بنادے اور خدا نے شیر کو حکم دیا کہ اس کو پھاڑ دو۔ یہ مسئلہ بڑا پیچیدہ ہوگیا ہے، ایک گروپ کا کہنا ہے کہ حضور تو رحمت للعالمین بن کر آئے، انہوں نے زندگی میں کسی کو بددُعا نہیں دی، مگر ایک گروپ کہتا ہے کہ مقرّر صاحب نے خطبۂ عام میں یہ بات بتائی ہے تو


فہرست

صحیح ہے۔ مہربانی کرکے کتاب کا حوالہ دے کر تفصیل سے جواب دیں تاکہ مسلمان اپنے بھٹکے ہوئے راستے سے صحیح راستے پر آجائیں، ہم لوگ آپ کے لئے دُعا کریں گے۔

ج...... ابولہب کے لڑکے کے لئے بددُعا کرنے کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدّد لوگوں کے لئے بددُعا کرنا بھی منقول ہے، اس لئے یہ خیال صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے لئے بددُعا نہیں کی۔ اور کسی کے لئے بددُعا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت للعالمین ہونے کے خلاف نہیں، کیونکہ کسی موذی جانور مثلاً: سانپ کو مارنا بھی رحمت کے زُمرے میں آتا ہے، اسی طرح کسی موذی شخص کے لئے بددُعا کرنا بھی گو اس شخص کے لئے رحمت نہ ہو مگر دُوسروں کے لئے عین رحمت ہے۔

## حکومت کی چھٹیوں میں حج کرے یا اپنی چھٹیوں میں

س...... حکومتِ قطر کی جانب سے زندگی میں ایک حج کے لئے ہر مسلمان کو ۴ ہفتے کی چھٹی دی جاتی ہے، اپنے پاس چھٹیاں ہونے کے باوجود کیا یہ مخصوص چھٹیاں لے کر حج کیا جاسکتا ہے؟ میرے خیال میں مناسب یہی ہے کہ حج کے لئے خود اپنی رقم اور خود اپنا وقت استعمال کرنا چاہئے۔ یہ مخصوص چھٹیوں والا حج کیا میں اپنے مرحوم والدین کے لئے کرسکتا ہوں؟

ج...... اگر حکومت کے قانون کی رُو سے چھٹی مل سکتی ہے تو لے سکتے ہیں، خواہ پہلے حج کیا ہو یا نہ کیا ہو، اور خواہ اپنا حج کرے یا کسی دُوسرے کی طرف سے۔

## ہفتہ وار تعطیل کس دن ہو؟

س...... جمعۃ المبارک کی تعطیل کا اسلامی شعائر سے کتنا تعلق ہے؟ نیز جمعہ کے دن تعطیل کس خیر و برکت کی موجب ہوتی ہے؟ اور قرآن پاک کی سورۂ جمعہ میں نویں، دسویں اور گیارھویں آیت کا اصل مفہوم کیا ہے؟ جمعہ کے دن نماز سے پہلے اور بعد میں کن کن کاموں کی اجازت ہے؟ اور کن کن سے منع فرمایا گیا ہے؟ دِینی اُصولوں اور مقتدر ہستیوں کے ارشادات کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج…… جولوگ جمعہ کے بجائے اتوار کی تعطیل پر زور دے رہے ہیں، انہوں نے اس نکتے کو پیشِ نظر نہیں رکھا کہ ہفتہ کا دن یہودیوں کے لئے معظم ہے، اور اتوار کا عیسائیوں کے لئے، مسلمانوں کے لئے ان دونوں دنوں کے بجائے جمعہ کا دن مقرّر کیا گیا ہے۔ اسلام میں ہفتہ وار تعطیل کا کوئی تصوّر نہیں، اس لئے اذانِ جمعہ سے لے کر نماز ادا کرنے تک کاروبار پر پابندی لگادی گئی ہے اور نماز کے بعد کاروبار کی اجازت دے دی گئی ہے۔ پس اگر اسلام کے اس نظریے سے اتفاق مطلوب ہے تو ہفتہ وار چھٹی کو یکسر ختم کردیا جائے اور ہفتے کے ساتوں دنوں میں (سوائے ممنوع وقت کے) کاروبار جاری رکھا جائے، اور اگر ہفتہ وار تعطیل ہی فرض و واجب ہے تو یہ نہ ہفتہ کی ہوسکتی ہے نہ اتوار کی، کیونکہ ہفتہ کی تعطیل میں یہودیوں کی مشابہت ہے اور اتوار کی تعطیل میں عیسائیوں کی، اور مسلمانوں کے لئے دونوں کی مشابہت حرام ہے۔

## کیا پھر سے اتوار کی چھٹی بہتر نہیں تاکہ لوگ نمازِ جمعہ کا اہتمام کریں؟

س…… پاکستان میں پہلے حکومت کی طرف سے اتوار کے روز عام تعطیل دی جاتی تھی، اور جمعہ کو ہاف ڈے، یعنی دوپہر بارہ بجے چھٹی ہوجاتی تھی، پھر لوگوں کے مطالبے پر سابقہ حکومت نے اتوار کے بجائے جمعہ کو چھٹی کا اعلان کردیا اور اتوار کی تعطیل ختم کردی گئی۔ ان دونوں تجربات سے نتیجہ یہ دیکھنے میں آیا کہ پہلے جب اتوار کی چھٹی اور جمعہ کو ہاف ڈے ہوا کرتا تھا، اس وقت تک جمعۃ المبارک کا تقدس اور احترام بڑی حد تک بحال تھا اور تقریباً ۸۵ فیصد لوگ جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، مگر جب سے اتوار کی چھٹی ختم کرکے جمعہ کو چھٹی کی گئی ہے، جمعۃ المبارک کا تقدس اور احترام تقریباً ختم ہوکر رہ گیا ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ جمعہ کو چھٹی کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب یار دوستوں کی محفل میں جاگ کر گزارتی ہے، اس کے علاوہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو بہت بڑے پیمانے پر گھروں میں ساری رات وی سی آر چلائے جاتے ہیں اور اس طرح ساری رات جاگنے والے جمعہ کو صبح جب سوتے ہیں تو پھر شام ہی کو

خبر لیتے ہیں۔ طالب علموں اور نوجوانوں کی اکثریت جمعۃ المبارک کا پورا دن کرکٹ میچ کھیلنے میں گزار دیتی ہے، کھیل کے میدان میں جمعہ کی نماز کا کسی کو ہوش نہیں رہتا۔ دُوسری طرف شادی بیاہ کی تمام تقریبات بھی جمعہ ہی کو منعقد ہوتی ہیں، شادی بیاہ کے انتظامات میں مصروف مسلمان بھی جمعۃ المبارک کی نماز کی ادائیگی کی قطعاً کوئی فکر نہیں کرتے۔ قصہ مختصر یہ کہ اتوار کی چھٹی ختم اور جمعہ کی چھٹی ہونے سے اب بمشکل صرف چالیس فیصد لوگ جمعۃ المبارک کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کرتے ہوں گے، ورنہ جمعۃ المبارک کا تقدس جتنا اب پامال کیا جارہا ہے اتنا پہلے نہیں تھا۔ سوال یہ ہے کہ دِینِ اسلام میں جمعۃ المبارک کی چھٹی کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جمعۃ المبارک کے تقدس کو مجروح ہونے سے بچانے کے لئے اتوار کی چھٹی اور جمعہ کا ہاف ڈے دوبارہ بحال کردیا جائے؟

ج…… اتوار کا دن عیسائیوں کا مذہبی دن ہے، اور ہفتہ کا دن یہودیوں کا ''یوم السبت'' یعنی چھٹی کا دن ہے۔ اس لئے ہفتہ اور اتوار کو چھٹی میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے، جس کی وجہ سے پورا مسلمان معاشرہ گناہگار ہوگا، اس لئے چھٹی تو جمعہ کے دن ہی کی ہونی چاہئے (اگر ہفتے میں ایک دن کی چھٹی ضروری ہو)۔ رہا یہ کہ لوگ اس مقدس دن کو لغویات میں گزارتے ہیں، اس کے لئے ان لغویات پر پابندی ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ ان لغویات میں مبتلا ہوکر جمعہ کی نماز میں کوتاہی کرتے ہیں ان کو اپنے دِین و ایمان کی خیر منانی چاہئے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ: ''لوگوں کو ترکِ جمعہ سے باز آجانا چاہئے، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دِلوں پر مہر لگادے گا، وہ غافلین میں سے ہوجائیں گے۔'' اور سنن کی حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص بغیر عذر کے محض بے پروائی سے تین جمعہ چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مہر کردیتا ہے۔'' اور مسندِ شافعی کی روایت ہے کہ: ''جو شخص بغیر عذر کے جمعہ چھوڑ دے (اور ایک روایت میں ہے کہ تین جمعے چھوڑ دے) اس کا نام منافق لکھا جاتا ہے، ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی جاتی ہے اور نہ بدلی جاتی ہے۔'' صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ: ''میرا جی چاہتا ہے کہ

جولوگ جمعہ میں نہیں آتے ان کے گھروں کو جلادوں'' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات سن کر کوئی مسلمان جمعہ کی نماز چھوڑنے کی جرأت کرسکتا ہے...؟

## صبر اور بے صبری کا معیار

س۱:...... ''بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ'' سے کیا مراد ہے؟ آج کل علمائے کرام یا مشائخ کی وفات پر رسائل میں جو مرثیے آتے ہیں: ''کیا نخلِ تمنا کو میرے آگ لگی ہے'' یا ''کیا دِکھاتا ہے کرشمے چرخ گردوں ہائے ہائے'' وغیرہ الفاظ صحیح ہیں؟ خیرالقرون میں اس کی کوئی مثال ہے؟

س۲:......اور پھر متوفی پر تعزیت کے جلسے کرنا، اور بعض کے تو مستقل سالانہ جلسے کرنا، یہ عرس تو نہیں؟ جائز ہیں یا بدعت؟ قرآن وحدیث اور خیرالقرون میں اس عمل کی کوئی مثال ہے؟

س۳:...... بزرگوں کو عام طور پر عام قبرستان کی بجائے خانقاہ یا مدرسہ میں دفن کرنا، جبکہ تاریخ صاف بتاتی ہو کہ اسلاف میں صدی یا نصف صدی گزرنے کے بعد بزرگوں کے مقابر شرک وبدعت کے اَڈّے بن گئے، کیسا ہے؟

س۴:......آج کل ہمارے ملک میں پیشہ ور مقرّرین کی بہت بڑی کھیپ ملک پر چھائی ہوئی ہے، بلکہ عوام انہیں کو عالم سمجھتی ہے اور مقرّرین حضرات اپنی سجع بندی سے رٹی رٹائی تقریر جھاڑ دیتے ہیں، سننے میں مزہ بھی آتا ہے، باطل کی گت بھی خوب بنتی ہے، تو ایسے حضرات کا جلسہ کروانا چاہئے؟ شرعاً ثواب ہے؟ اُمت کے لئے مفید ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہو تو بڑے بڑے اداروں میں جلسوں پر بولتے ہوئے عموماً یہی کیوں نظر آتے ہیں؟

ج......مزاجِ گرامی! یہ ناکارہ اتنی علمی استعداد نہیں رکھتا کہ علماء کے متنازعہ فیہ مسائل میں کوئی فیصلہ کن بات کرسکے، مگر آنجناب نے زحمت فرمائی ہے، اس لئے اپنے فہمِ ناقص کے مطابق جواب عرض کرتا ہوں۔ اگر کوئی بات صحیح ہو تو ''گاہ باشد کہ کودک ناداں، بہ غلط بر ہدف زند تیرے'' کا مصداق ہوگا۔ ورنہ ''کالائے بد بریش خاوند'' کا۔

ج۱:......قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں صبر کا مأمور بہ ہونا اور جزع فزع کا ممنوع ہونا تو بالکل بدیہی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مصائب پر رنج وغم کا ہونا ایک طبعی اَمر ہے اور اس رنج وغم کے اظہار کے طور پر بعض الفاظ بھی آدمی کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ اب تنقیح طلب اَمر یہ ہے کہ صبر اور بے صبری کا معیار کیا ہے؟ اس سلسلے میں کتاب وسنت اور اکابر کے ارشادات سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی حادثے کے موقع پر ایسے الفاظ کہے جائیں جن میں حق تعالیٰ کی شکایت پائی جائے (نعوذ باللہ) یا اس حادثے کی وجہ سے مأموراتِ شرعیہ چھوٹ جائیں، مثلاً: نماز قضا کردے یا کسی ممنوعِ شرعی کا ارتکاب ہوجائے، مثلاً: بال نوچنا، چہرہ پیٹنا، تو یہ بے صبری ہے، اور اگر ایسی کوئی بات نہ ہو تو خلافِ صبر نہیں۔ خیر القرون میں بھی مرثیے کہے جاتے تھے، مگر اسی معیار پر۔ اس اُصول کو آج کل کے مرثیوں پر خود منطبق کرلیجئے۔

ج۲:......تعزیت کا مفہوم اہلِ میّت کو تسلی دینا اور ان کے غم میں اپنی شرکت کا اظہار کرکے ان کے غم کو ہلکا کرنا ہے، جو مأمور بہ ہے۔ نیز ”اذکروا موتاکم بخیر“ میں مرحومین کے ذکرِ بالخیر کا بھی حکم ہے۔ پس اگر تعزیتی جلسہ انہی دو مقاصد کے لئے ہو اور مرحوم کی تعریف میں غیرواقعی مبالغہ نہ کیا جائے تو جائز ہوگا۔ سالانہ جلسہ تو ظاہر ہے کہ فضول حرکت ہے، اور کسی مرحوم کی غیرواقعی تعریف بھی غلط ہے۔ بہرحال تعزیتی جلسہ اگر مذکورہ بالا مقاصد کے لئے ہو تو اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا، کیونکہ ان جلسوں کو نہ بذاتِ خود مقصد تصوّر کیا جاتا ہے، نہ انہیں عبادت سمجھا جاتا ہے۔

ج۳:......اکابر ومشائخ کو مساجد یا مدارس کے احاطے میں دفن کرنے کو فقہائے کرامؒ نے مکروہ لکھا ہے۔

ج۴:......ایسے واعظین اور مقرّرین حضرات اگر مضامین صحیح بیان کریں تو ان سے تقریر کرانے میں حرج نہیں، عوام اگر انہی کو عالم سمجھتے ہیں تو وہ معذور ہیں:

”ہر کسے را بہر کارے ساختند“



فہرست

## کسی عالم سے پوچھ کر عمل کرنے والا بری الذمہ نہیں ہوجاتا

س…… حضرت! مجھ کو ایک اِشکال پیدا ہوگیا ہے، اس کا حضرت سے حل چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہم اپنے علماء سے جن کو مستند سمجھتے ہیں اور اپنے حسنِ ظن کے مطابق جن پر اعتماد ہوتا ہے، ان سے دِینی مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرتے ہیں، جیسا کہ حکم ہے: ''فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' اور اس کے بعد ہم اپنے کو بالکل بَری الذمہ سمجھتے ہیں کہ اگر مسئلہ غلط بھی بتادیا ہے اور اس کی وجہ سے گناہ کا کام کرلیا تو ہم عنداللہ مؤاخذے سے بالکل بَری ہیں۔ تو جو لوگ بدعات میں مبتلا ہیں وہ بھی تو اپنے طور پر، اپنی دانست میں مستند علماء ہی سے جن پر ان کو اعتماد ہے مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرتے ہیں، تو کیا یہ بھی عنداللہ مؤاخذے سے بَری ہیں؟ اس طرح تو سارے باطل فرقوں والے بھی بَری ہوجائیں گے، کیونکہ ہر شخص اپنے حسنِ ظن کے مطابق اپنے طور پر مستند عالم ہی پر اعتماد کرکے ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتا ہے اور ہر فرقے کے علماء دعویدار ہیں کہ ہم صحیح ہیں اور دُوسرے سب غلط ہیں۔

دُوسری بات یہ کہ کیا قرآن مجید یا احادیثِ نبوی میں کوئی ایسی آیت یا حدیث ہے جس سے واضح طور پر یہ ظاہر ہو کہ کسی عالم سے پوچھ کر عمل کرنے کے بعد عمل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں رہتا، خواہ غلط ہی مسئلہ بتادیا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کے کاموں کا مرتکب ہوگیا ہو؟

حضرت! اس کی وضاحت فرماکر میرا اِشکال دُور فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائیں، آمین! اپنے جملہ دِینی و دُنیوی اُمور کے لئے دُعا کی بھی درخواست ہے۔

ج…… بہت نفیس سوال ہے۔ اور اس کا جواب مستقل کتاب کا موضوع ہے۔ چنانچہ اس ناکارہ کا رسالہ (اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم) اسی قسم کے سوال کے جواب میں لکھا گیا، اس رسالے کا ضرور مطالعہ فرمالیا جائے۔ چند باتیں بطور اشارہ مزید لکھتا ہوں۔


فہرست

اوّل:...... ہر عاقل و بالغ کے ذمہ لازم ہے کہ حق کو تلاش کرے، اور یہ دیکھے کہ فِرَقِ مختلفہ و مذاہبِ متنوّعہ میں اہلِ حق کون ہیں؟ اگر کسی نے اس فرض میں تقصیر کی تو معذور نہیں ہوگا۔ چنانچہ آپ نے جو آیت شریفہ نقل کی، اس میں بھی ''اہلِ ذکر'' سے سوال کرنے کا حکم وارِد ہوا ہے، اگر اس طلبِ حق کو لازم نہ ٹھہرایا جائے تو لازم آئے گا کہ دُنیا بھر کے اَدیانِ باطلہ کے ماننے والے سب معذور قرار پائیں، اور اس کا باطل ہونا عقل و نقل دونوں کی رُو سے واضح ہے۔

دوم:...... جو فرقے اپنے کو اسلام سے منسوب کرتے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ یہ دیکھیں کہ ہمارے فرقے کے علماء و راہ نما آیا اُصول و نظریات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی سنت اور طریقے پر ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید و سنت کی دعوت دینا، بدعات و خواہشات کی پیروی سے ڈرانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے واضح ہے۔

سوم:...... اگر طالبِ حق کو اس سے بھی تسلی و تشفی نہ ہو، اور اس کے سامنے حق منکشف نہ ہوسکے تو ایک معتد بہ مدت ہر فرقے کے اکابر کی خدمت میں رہ کر دیکھ لے، اگر طلبِ صادق کے ساتھ ایسا کرے گا تو حق تعالیٰ شانہ اس پر حقیقت ضرور کھول دیں گے، کیونکہ وعدہ ہے: ''وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا''۔

چہارم:...... اگر بفرضِ محال اس طلب و تحقیق پر بھی اس پر حق کا فیضان نہ ہو تو ایسا شخص معذور ہوگا، یہ اپنی سعی و کوشش کے مطابق عمل کرے۔ لیکن اگر حق کی تلاش ہی نہیں کی یا اس سہل نگاری سے کام لیا تو معذور نہ ہوگا، واللہ اعلم!

## کیا قبر پر تین مٹھی مٹی ڈالنا اور دُعا پڑھنا بدعت ہے؟ نیز قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ پڑھنا

س...... میں نے ایک کتاب (تحذیر المسلمین عن الابتداع والبدع فی الدین) کا اُردو ترجمہ (بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم، مصنفہ علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی دوحہ، قطر)


فہرست

پڑھا۔ کتاب کافی مفید تھی، بدعات کی جڑیں اُکھاڑ پھینک دی ہیں۔ البتہ کفن اور جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق بدعات کے عنوان سے اپنی کتاب کے صفحہ:۵۰۶ پر لکھتے ہیں کہ: ''قبر میں تین مٹھی مٹی ڈالتے وقت پہلی مٹھی کے ساتھ ''مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ''، اسی طرح دُوسری مٹھی پر ''وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ'' اور اسی طرح تیسری مٹھی کے ساتھ ''وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى'' کہنا بدعت ہے'' آپ سے اِلتماس ہے کہ اس بارے میں وضاحت کیجئے۔

اسی صفحے پر لکھتے ہیں کہ: ''میّت کے سرہانے سورۂ فاتحہ اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ پڑھنا بدعت ہے'' اس کی بھی ذرا وضاحت فرمائیں۔

ج...... ان چیزوں کا بدعت ہونا میری عقل میں نہیں آتا۔

حافظ ابنِ کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت شریفہ کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے:

''وفی الحدیث الذی فی السنن: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حضر جنازة، فلما دفن المیت اخذ قبضة من التراب، فألقاها فی القبر وقال: مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ، ثم اخذ اخریٰ وقال: وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ، ثم اخریٰ وقال: وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى.'' (تفسیر ابنِ کثیر ج:۳ ص:۱۵۶)

اور ہمارے فقہاء نے بھی اس کے استحباب کی تصریح کی ہے، چنانچہ الدر المنتقی شرح ملتقی الابحر میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ج:۱ ص:۱۸۷)

اور قبر کے سرہانے فاتحۂ بقرہ اور پائینتی پر خاتمۂ بقرہ پڑھنے کی تصریح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں موجود ہے جس کے بارے میں بیہقیؒ نے کہا ہے: ''والصحیح'' از موقوف علیہ۔ (مشکوٰۃ ص:۱۴۹)

اور آثار السنن (ج:۲ ص:۱۲۵) میں حضرت لجلاج صحابی کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی:

''ثم سُنَّ علی التراب سنًّا، ثم اقرأ عند رأسی بفاتحة البقرة وخاتمتها، فانی سمعت رسول الله صلی


فہرست

الله علیه وسلم یقول ذٰلک.‘‘ (رواه الطبرانی فی المعجم الکبیر، واسناده صحیح (آثار السنن) وقال الحافظ الهیثمی فی مجمع الزوائد: رجاله موثقون)

(اعلاء السنن ج:۸ ص:۳۴۲ حدیث نمبر:۲۳۱۷)

## آسمان وزمین کی پیدائش کتنے دنوں میں ہوئی؟

س…… جمعہ ایڈیشن میں ’’وجودِ باری تعالیٰ کی نشانیاں‘‘ کے عنوان سے مختلف سورتوں کی چند آیات کا ترجمہ پیش کیا جاتا رہا ہے۔ سورۂ حم السجدۃ آیات:۹ تا۱۲ کے بیان میں لکھا ہے کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا، دو دن میں سات آسمان بنائے۔ سورۂ ق کے بیان میں لکھا ہے کہ آسمانوں، زمین اور مخلوقات کو چھ دنوں میں بنایا۔ اب تک تو یہ سنتے آرہے تھے کہ زمین و آسمان کو سات دنوں میں بنایا گیا ہے۔ نیز یہ بھی دُرست ہے کہ خدا نے لفظ ’’کن‘‘ کہا اور ہوگیا، تو پھر جب ’’کن‘‘ کہنے سے سب کچھ ہوگیا تو یہ دو دن، چھ دن اور سات دنوں کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وضاحت فرمادیجئے۔

ج…… یہاں چند اُمور لائقِ ذکر ہیں:

۱:…… آسمان وزمین وغیرہ کی تخلیق سات دن میں نہیں، بلکہ چھ دن میں ہوئی جیسا کہ آپ نے سورۂ ق کے حوالے سے لکھا ہے، تخلیق کی ابتداء ہفتہ کے دن سے شروع ہوکر جمعرات کی شام پر ہوگئی۔

۲:…… حق تعالیٰ شانہ ایک زمین و آسمان کیا، ہزاروں عالم ایک آن میں پیدا کرسکتے ہیں، مگر چھ دن میں پیدا کرنا حکمت کی بنا پر ہے، عجز کی بنا پر نہیں، جیسے بچے کو ایک آن میں پیدا کرنے پر قادر ہیں، مگر شکمِ مادر میں اس کی تکمیل ۹ ماہ میں کرتے ہیں۔

۳:…… ’’کن‘‘ کہنے سے سب کچھ پیدا ہوجاتا ہے، لیکن جس چیز کو فوراً پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ فوراً ہوجاتی ہے، اور جس کو تدریجاً پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ تدریجاً ہوتی ہے۔

۴:…… دو دن میں زمین کو، دو دن میں آسمانوں کو اور دو دن میں زمین کے اندر کی چیزوں کو بنایا۔

۵:......اس بنانے میں ترتیب کیا تھی؟ اس بارے میں عام مفسرین کی رائے ہے کہ پہلے زمین کا مادّہ بنایا، پھر آسمان بنائے، پھر زمین کو بچھایا، پھر زمین کے اندر کی چیزیں پیدا فرمائیں، واللہ اعلم!

## جہنم کے خواہش مند شخص سے تعلق نہ رکھیں

س...... ہمارے دفتر کے ایک ساتھی نے باتوں باتوں میں کہا کہ: ''جہنم بڑی مزیدار جگہ ہے، وہاں بوٹیاں بھون کر کھائیں گے'' ہم سب نے کہا کہ یہ کلمۂ کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبر اس لئے بھیجے کہ مسلمانوں کو جہنم سے بچایا جائے، کیونکہ احادیث کی رُو سے جہنم بہت بُرا ٹھکانا ہے، جس کا تصوّر بھی محال ہے۔ اس طرح کے جملے سے اللہ اور رسولوں کی نفی ہوتی ہے جو کہ کفر کے مترادف ہے، لیکن موصوف کہنے لگے کہ: ''مجھے تو وہیں (جہنم) جانا ہے، اس لئے پسند ہے'' ہم نے کہا کہ: مسلمان تو ایسی بات مذاق میں بھی نہیں کرسکتا، انتہائی گناہگار بھی اللہ سے رحمت کی اُمید رکھتا ہے، تمہیں ایسے کلمات کہنے پر اللہ سے معافی مانگنی چاہئے اور توبہ و اِستغفار کرنا چاہئے۔ ہم جب بھی ان سے یہ کہتے ہیں تو وہ ہنس کر کہتا ہے کہ: ''میں نے تو وہیں جانا ہے (جہنم میں)'' یہ بات ہوئے کافی دن ہوگئے اور ہم سب کے بار بار کہنے کے باوجود وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا، حالانکہ اسے بہت پیار سے، آرام سے تمام قرآنی آیات اور احادیث کا حوالہ دیا، لیکن وہ ہنس کر ٹال دیتا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ ہمارا ایسے شخص سے کیسا برتاؤ ہونا چاہئے؟ مسلم والا یا غیرمسلم والا؟ یعنی اسلامی طریقے سے سلام کرنا، جواب دینا۔

ج...... کسی مسلمان کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، ایسی باتیں کہنے کی گنجائش نہیں، آپ اس شخص سے کوئی تعلق نہ رکھیں، نہ سلام، نہ دُعا، نہ اس موضوع پر اس سے کوئی بات کریں۔

## ظالم کو معاف کرنے کا اَجر

س...... اس دُنیا میں اگر کوئی کسی پر بے انتہا ظلم کرے اور وہ ظلم ساری زندگی پر محیط ہو اور سامنے والا شخص اس کے معافی نہ مانگنے کے باوجود اس کو دِل سے معاف کردے، محض اللہ


فہرست

تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، تو کیا وہ ظالم شخص بالکل پارسا ہوگیا، بالکل پاک و صاف ہوگیا؟ قیامت کے دن اس سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا؟ میری شادی ہوئی تھی، شوہر کا ساتھ ۴ مہینے کا رہا، وہ شخص کیا تھا؟ بیان سے باہر ہے۔ صرف اللہ جانتا ہے اس نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا، ۴ مہینے میں خود ہی اس نے نہیں رکھا، طلاق دے دی، میرے بیٹا ہوا، کیس وغیرہ کردیئے، جہیز اور مہر کی ایک پائی نہیں دی، بچے کے اخراجات برداشت نہیں کئے، بیٹا اب سات سال کا ہوگیا، میں نے اللہ کے قانون کے مطابق بیٹا باپ کو دے دیا لیکن مہر اور جہیز کے بدلے اب اس کو ہر مہینے بچہ ۵ دن مجھے دینا ہوگا، پہلے میں ۵ دن کے لئے دیتی تھی، میرا ضمیر بالکل مطمئن ہے۔ خدا گواہ ہے شوہر کے سامنے شوہر کو میں نے ایک جملہ تک کبھی نہیں کہا۔ شوہر میرے لئے وہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے صرف سجدے کا حکم نہیں دیا تھا، ابھی تک میں نے اس کو اپنے دِل میں بھی بددُعا نہیں دی۔ سوچتی ہوں اس کو کچھ کہہ کر مجھے کیا مل جائے گا؟ بیٹے کو بھی محض مجھے تنگ کرنے کے لئے لے کر گیا ہے، وہ شادی کرچکا ہے، دو بچے ہیں، بچہ باپ کی شفقت اور محبت سے بھی محروم ہے، وہ اس زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ بیٹھا ہے۔

ج…… جب آپ نے ایسے ظالم کو رضائے الٰہی کے لئے معاف کردیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو تو اس کا اجر و صلہ عطا فرمائیں گے، اِن شاء اللہ۔ باقی اس سے باز پُرس فرمائیں گے یا نہیں؟ اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حوالے کردیجئے، جب آپ کمزور بندی ہوکر معاف کرسکتی ہیں تو وہ تو ارحم الراحمین ذات ہے، ان سے یہی توقع ہے کہ ہم جیسے گناہ گاروں اور نابکاروں کو معاف فرمادیں، اور اگر مؤاخذہ فرمائیں تو عین عدل ہے۔

## اسمائے حسنیٰ ننانوے ہیں والی حدیث کی حیثیت

س…… اسماء الحسنیٰ (جن سے مراد اللہ کے ۹۹ صفاتی نام ہیں) جو حدیث میں یکجا مرتب صورت میں ملتے ہیں، کیا سارے کے سارے قرآنِ حکیم میں موجود ہیں؟ یا ان اسماء سے اللہ کی جن صفات کی نشاندہی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ حکیم میں بیان فرمائی ہیں؟

نیز اس بات سے بھی آگاہ فرمادیا جائے کہ اسماء الحسنیٰ کے متعلق جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں ملتی ہے، وہ صحت کے اعتبار سے کس درجے میں ہے؟ حسن ہے یا ضعیف ہے؟

ج…… اسمائے حسنیٰ ۹۹ ہیں، یہ حدیث تو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی ہے، لیکن آگے جو ۹۹ اسمائے حسنیٰ کی فہرست شمار کی ہے، یہ حدیث ترمذی، ابنِ ماجہ، مستدرک حاکم اور صحیح ابنِ حبان میں ہے، اس میں محدثین کو کچھ کلام بھی ہے، نیز ان اسماء کی ترتیب و تعیین میں بھی کچھ معمولی سا اختلاف ہے۔ اِمام نوویؒ نے ''اذکار'' میں اس کو ''حسن'' کہا ہے۔ ان اسمائے حسنیٰ میں سے بعض تو قرآنِ کریم میں مذکور ہیں، بعض کے مصدر مذکور ہیں، اور بعض مذکور نہیں، نیز ان ننانوے اسمائے مبارکہ کے علاوہ بھی بعض اسمائے مبارکہ قرآنِ کریم میں مذکور ہیں۔

## اِستخارے کی حقیقت

س…… حدیث شریف میں ہے کہ اِستخارہ کرنا مؤمن کی خوش بختی ہے اور نہ کرنے والا بدبخت ہے۔ اور طریقہ اِستخارے کا یہ بتایا گیا ہے کہ آدمی دو رکعت نماز نفل پڑھے اور پھر دُعائے اِستخارہ پڑھے۔ میرا سوال یہ ہے کہ نفل پڑھنے اور دُعائے اِستخارہ کے بعد کیا آدمی اس مقصد کے لئے نکل کھڑا ہو جس کے لئے اِستخارہ کیا ہو؟ مثلاً: ایک شخص کوئی مکان خریدنا چاہتا ہے، کیا وہ اِستخارے کے بعد جاکر مکان کی بابت بات کرلے یا کہ اللہ تعالیٰ اسے اِستخارہ کرنے کے بعد خواب میں کچھ اشارہ دیں گے یا دِل میں ایسا خیال پیدا کریں گے کہ وہ بعد میں مکان خریدنے کے لئے نکلے۔ بہت سے علماء کہتے ہیں کہ جو کام یا مقصد ہو، آدمی تین یا سات دن اِستخارہ کرے، اس عرصے میں یا تو اسے خواب آجائے گا یا پھر اللہ تعالیٰ دِل میں ایسا خیال پیدا کردے گا کہ کام کرو یا نہ کرو، لیکن اگر ایسا ہے تو پھر خواب وغیرہ کا ذکر حدیث پاک میں کیوں نہیں ہے؟ مجھ سے ایک جماعت کے شخص نے کہا ہے کہ خواب وغیرہ کچھ نہیں آتا، پس تم اپنے مقصد کے لئے اِستخارہ کرو اور پھر اس مقصد کے لئے روانہ ہوجاؤ، اللہ نے بہتر کرنا ہوگا تو وہ مقصد تمہیں فوراً حاصل ہوجائے گا ورنہ ایسی رُکاوٹ ڈال

دے گا کہ تم سمجھ جاؤ گے کہ اللہ کو تمہارے لئے یہی منظور ہے کہ یہ کام نہ ہو، بہرحال آپ بتائیے، شکریہ۔

ج…… اِستخارے کی حقیقت ہے اللہ تعالیٰ سے خیر کا طلب کرنا اور اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا کہ اگر یہ بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ میسر فرمادیں، بہتر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ہٹادیں۔ اِستخارے کے بعد خواب کا آنا ضروری نہیں، بلکہ دِل کا رُجحان کافی ہے۔ اِستخارے کے بعد جس طرف دِل کا رُجحان ہو اس کو اختیار کرلیا جائے۔ اگر خدانخواستہ کام کرنے کے بعد محسوس ہو کہ یہ اچھا نہیں ہوا، تو یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اسی میں بہتری ہوگی کیونکہ بعض چیزیں بظاہر اچھی نظر آتی ہیں مگر وہ ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتیں، اور بعض ناگوار ہوتی ہیں مگر ہمارے لئے انہی میں بہتری ہوتی ہے۔

الغرض! اِستخارے کی حقیقت کامل تفویض و توکل اور قضا و قدر کے فیصلوں پر رضامند ہوجانا ہے۔

## اہم اُمور سے متعلق اِستخارہ

س…… زندگی کے تمام اہم اُمور کے متعلق فیصلے کرنے سے قبل کیا اِستخارہ کرنا واجب ہے؟

ج…… اِستخارہ واجب نہیں، البتہ اہم اُمور پر اِستخارہ کرنا مستحب ہے، حدیث میں ہے:

”عن سعد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سعادة ابن اٰدم رضاه بما قضى الله له، ومن شقاوة ابن اٰدم تركه استخارة الله ومن شقاوة ابن اٰدم سخطه بما قضى الله له.“ (مشکوٰۃ ص:۴۵۳)

ترجمہ:…… ”ابنِ آدم کی سعادت میں سے ہے اس کا راضی ہونا اس چیز کے ساتھ جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے فیصلہ فرمایا، اور ابنِ آدم کی بدبختی سے ہے اس کا اللہ تعالیٰ سے اِستخارے کو ترک کردینا، اور ابنِ آدم کی بدبختی میں سے ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر کے

فیصلے سے ناراض ہونا۔'' (مشکوٰۃ ص:۴۵۳ بروایت مسند احمد و ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

''من سعادة ابن اٰدم استخارته الی الله ومن شقاوة ابن اٰدم ترکه استخارة الله.''

(مستدرک حاکم ج:۱ ص:۵۱۸)

ترجمہ:......''اللہ سے اِستخارہ کرنا ابنِ آدم کی سعادت میں داخل ہے، اور اس کا اللہ تعالیٰ سے اِستخارہ کرنے کو ترک کردینا اس کی شقاوت میں داخل ہے۔''

## خدمتِ انسانی، قابلِ قدر جذبہ

س......ہم نے ایک ایسی انجمن تشکیل دی ہے جس کا مقصد ایک ایسے آدمی کی مدد کرنا ہے جو کہ کسی ہولناک حادثے میں مبتلا ہوجائے اور اس کے پاس اتنے وسائل نہ ہوں جو کہ وہ اس حادثے کو برداشت کرسکے۔ دُوسرا یتیم بچوں کی پروَرِش اور ان کی تعلیم کے لئے مدد کرنا ہے، کیونکہ ہم عباسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو زکوٰۃ وغیرہ بھی نہیں ملتی، اس لئے ہم نے یہ انجمن تشکیل دی ہے۔ اس انجمن کے سلسلے میں ہم نے ایک عبارت لکھی ہے کہ ہم انجمن میں جو پیسے جمع کریں گے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جمع کریں گے، یہ کسی پر احسان نہیں کیونکہ ہمارے مقاصد ہی نیک ہیں، لیکن اس پر چند آدمیوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں ہے، یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے، اس میں اللہ کی خوشنودی نہیں ہوسکتی۔ تو جناب سے گزارش ہے کہ آپ شرعاً اس کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج......اگر اس فنڈ کے لئے کسی سے جبراً چندہ نہ لیا جائے اور نہ چندہ دینے والوں کو کسی معاوضے کا لالچ دیا جائے، محض فی سبیل اللہ یہ کام کیا جائے تو بہت اچھا کام ہے۔ ضرورت مند لوگ خواہ اپنے ہی ہوں، ان کی خدمت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہوسکتا ہے۔

## اللہ کی رحمتیں اگر کافروں پر نہیں ہوتیں تو پھر وہ خوشحال کیوں ہیں؟

س...... کیا یورپ، ایشیا اور امریکن اقوام پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتیں کہ وہاں کا عام آدمی خوشحال ہے، نیک ایمان دار اور انسان نظر آتا ہے، ہم مسلمانوں کی نسبت خدائی اَحکامات (حقوق العباد) کا زیادہ احترام کرتا ہے، کیا وہ اللہ (جو رحمت للعالمین ہے) کی رحمتوں سے ہماری نسبت زیادہ مستفید نہیں ہورہے ہیں؟ حالانکہ ان کے ہاں کتے، تصاویر دونوں کی بہتات ہے۔ کیا ہم صرف اس وجہ سے رحمت کے حق دار ہیں کہ ہم مسلمان ہیں؟ چاہے ہمارے کرتوت دِینِ اسلام کے نام پر بدنما دھبّہ ہی کیوں نہ ہوں؟ رحمت کا حق دار کون ہے؟ پاکستانی؟ جو حقوق العباد کے قاتل اور چینی انگریز کے پیروکار ہیں۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

ج...... حق تعالیٰ کی رحمت دو قسم کی ہے، ایک عام رحمت، دُوسری خاص رحمت۔ عام رحمت تو ہر عام و خاص اور موٴمن و کافر پر ہے، اور خاص رحمت صرف اہلِ ایمان پر۔ اوّل کا تعلق دُنیا سے ہے اور دُوسری کا تعلق آخرت سے ہے۔ کفار جو دُنیا میں خوشحال نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ساری اچھائیوں کا بدلہ دُنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے اور ان کے کفر اور بدیوں کا وبال آخرت کے لئے محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو ان کی بُرائیوں کی سزا دُنیا ہی میں دی جاتی ہے۔ بہرحال کافروں اور بدکاروں کا دُنیا میں خوشحال ہونا ان کے مقبول ہونے کی علامت نہیں۔ (دُوسرا کافروں کا دُنیا میں خوش رکھنا ایسا ہے) جس طرح سزائے موت کے قیدی کو جیل میں اچھی طرح رکھا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ بہت تفصیل طلب ہے، کبھی وقت ملے تو زبانی عرض کروں۔

## بدکاری کی دُنیوی و اُخروی سزا

س...... زنا بہت بڑا گناہ ہے، دُنیا و آخرت میں اس کے بُرے اثرات اور سزا کے بارے میں تفصیل سے جواب دیجئے۔ نیز اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کفارہ کیا ادا کرنا ہوگا؟

ج...... زنا کا بدترین گناہِ کبیرہ ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہے، اور دُنیا میں اس جرم کے ثبوت

پر اس کی سزا غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے اور شادی شدہ کے لئے رَجم (یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کردینا ہے)، آخرت میں جو سزا ہوگی اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو پناہ میں رکھے۔ جو شخص توبہ کرنا چاہے اس کا کفارہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنا اور گڑگڑانا ہے، یہاں تک کہ توقع ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جرم معاف کردیا ہوگا۔ ایسے شخص کو چاہئے کہ کسی کے پاس اپنے اس گناہ کا اظہار نہ کرے، بس اللہ تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگے۔

## گناہوں کا کفارہ کیا ہے؟

س...... انسان گناہ کا پتلا ہے، بدقسمتی سے اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ اور یہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے؟

ج...... چھوٹے موٹے گناہ (جن کو صغیرہ گناہ کہا جاتا ہے) ان کے لئے تو نماز، روزہ کفارہ بن جاتے ہیں، اور کبیرہ گناہوں سے ندامت کے ساتھ توبہ کرنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا ضروری ہے۔ کبیرہ گناہ بہت سے ہیں اور لوگ ان کو معمولی سمجھ کر بے دھڑک کرتے ہیں، نہ ان کو گناہ سمجھتے ہیں، نہ ان سے توبہ کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں، یہ بڑی غفلت ہے۔ کبیرہ گناہوں کی فہرست کے لئے عربی دان حضرات شیخ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' یا اِمام ذہبی رحمہ اللہ کا رسالہ ''الکبائر'' ضرور پڑھیں۔ اور اُردوخوان حضرات، مولانا احمد سعید دہلویؒ کا رسالہ ''دوزخ کا کھٹکا'' غور سے پڑھیں۔ توبہ کے علاوہ شریعت نے بعض گناہوں کا کفارہ بھی رکھا ہے، یہاں اس کی تفصیل مشکل ہے۔

## منافقین کو مسجدِ نبوی سے نکالنے کی روایت

س...... کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو وحی آنے پر ایک ایک کا نام لے کر مسجدِ نبوی سے نکالا تھا؟ کتاب کا حوالہ دیں۔

ج...... درمنثور ج:۳ ص:۲۸۱ میں اس مضمون کی روایت نقل کی گئی ہے۔

## رُخصتی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال تھی

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے دِین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے وقت عمر کیا تھی؟ کیا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی عمر ۹ سال سے زیادہ تقریباً ۱۲ سال تک تھی؟ کیا کسی حدیث سے اس قسم کا ثبوت ہے؟ اگر ہے تو اس حدیث کی کیا حیثیت ہے؟ نیز اس بارے میں علماء حضرات کا اجتماعی موقف کیا ہے؟

ج...... رُخصتی کے وقت حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر نو سال کی تھی۔ اس کی تصریح مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے:

۱-صحیح بخاری: ج:۲ ص:۷۷۵۔ ۲-صحیح مسلم: ج:۱ ص:۴۵۶۔ ۳-ابوداؤد: ج:۱ ص:۲۸۹۔ ۴-ترمذی: ج:۱ ص:۱۳۲۔ ۵-نسائی: ج:۲ ص:۹۱۔ ۶-ابنِ ماجہ: ص:۱۳۵۔ ۷-دارمی: ج:۲ ص:۸۲۔ ۸-مسندِ احمد: ج:۶ ص:۴۲، ۱۱۸، ۲۱۱، ۲۸۰۔ ۹-طبقات ابنِ سعد: ج:۸ ص:۴۰، ۴۴، ۵۴۔ ۱۰-الاصابہ: ج:۴ ص:۳۵۹۔ ۱۱-الاستیعاب برحاشیہ اصابہ: ج:۴ ص:۳۵۹۔

## سورۂ دُخان کی آیات اور خلیج کی موجودہ صورتِ حال

س...... قرآن مجید میں پارہ پچیّس سورۃ الدخان آیات نمبر:۱۶ جس کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا ہے: ”بلکہ وہ شک میں ہیں کھیل میں مصروف ہیں، سو آپ ان کے لئے اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف سے ایک نظر آنے والا دُھواں پیدا ہو، جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے، یہ بھی ایک دردناک سزا ہے، اے ہمارے رَبّ! ہم سے اس عذاب کو دُور کر دیجئے، تحقیق ہم مسلمان ہیں۔ ان کو اس سے کب نصیحت ہوتی ہے حالانکہ آیا ان کے پاس پیغمبر بیان کرنے والا، پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ سکھلایا ہوا ہے دیوانہ ہے، ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے، تم پھر اپنی اسی حالت پر آجاؤ گے، جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے، اس روز ہم بدلہ لینے والے ہیں۔“

مندرجہ بالا قرآن کی آیتیں جو چودہ سو سال قبل نازل ہوئی ہیں، موجودہ خلیج کی صورتِ حال پر پوری طرح چسپاں ہورہی ہیں۔ نمبر۱: تیل کی قیمتی دولت اسلام، عالمِ اسلام اور اپنے عوام کو سیاسی اور فوجی لحاظ سے مضبوط کرنے کی بجائے کھیل کود یعنی عیش و عشرت میں خرچ کی جاتی رہی ہے۔ نمبر۲: آسمان کی طرف نظر آنے والا دُھواں میں جدید فوجی اسلحہ ہر قسم کے بم کی اطلاع قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل دے دی ہے، جو مسلمانوں کی غفلت، نااتفاقی کی وجہ سے ایک دردناک سزا اور عذاب کی حیثیت سے ہم پر مسلط ہو چکا ہے۔ نمبر۳: اسلامی ملکوں میں شریعتِ محمدی سے نفرت کی جاتی رہی ہے، موجودہ دور میں شریعتِ محمدی پر عمل کرنا دیوانگی سمجھا جاتا رہا ہے۔ نمبر۴: اگر موجودہ عذاب ٹال دیا جائے تو غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کی آنکھ نہیں کھلے گی۔ نمبر۵: ایسے مخالفِ دِین مسلمانوں کو کہا گیا کہ قیامت کے روز تمہاری سخت پکڑ کی جائے گی اور تم سے پورا بدلہ لیا جائے گا۔ میرے نزدیک قرآن مجید کا یہ ایک زندہ معجزہ ہے جو ہماری موجودہ حالت پر بالکل ٹھیک بیٹھ رہا ہے۔ مہربانی فرماکر وضاحت فرمائیں، کیا میں ان آیتوں کا صحیح مطلب سمجھ سکا ہوں؟

ج……جس عذاب کا ان آیات میں ذکر ہوا ہے، ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: یہ دُھواں اہلِ مکہ کو قحط اور بھوک کی وجہ سے نظر آتا تھا، گویا ان کے نزدیک یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گزر چکا۔ اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: قربِ قیامت میں دُھواں ظاہر ہوگا، جس کا ذکر احادیث میں ہے۔ بہرحال خلیج کا دُھواں آیت میں مراد نہیں ہے۔

## ماں کے پیٹ میں بچہ یا بچی بتادینا آیتِ قرآنی کے خلاف نہیں

س……بحیثیت ایک مسلمان کے میرا ایمان اللہ تبارک وتعالیٰ، اس کے انبیائے کرام علیہم السلام، ملائکہ، روزِ قیامت اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر الحمدللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے پر ہے۔ اِن شاء اللہ مرتے دَم بھی کلمہ طیبہ اپنی تمام ظاہری و باطنی معنوی لحاظ سے زبان پر ہوگا۔ ایک معمولی سی پریشانی لاحق ہوگئی ہے، اَز رُوئے قرآنِ کریم

شکمِ مادر میں لڑکی یا لڑکے کے وجود کے بارے میں صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں اور یہ ہمارا ایمان ہے، لیکن سنا ہے یورپ میں خاص طور پر جرمنی (مغربی جرمنی) میں ڈاکٹروں نے ایسی ٹیکنالوجی دریافت کی ہے جس کے ذریعے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ شکمِ مادر میں پلنے والی رُوح مذکر ہے یا مؤنث؟ حقائق وشواہد کی رُو سے سائنس اور اسلام کا ٹکراؤ علمائے دِین مسلمان اور سائنس دانوں کے علم کے مطابق کہیں بھی نہیں ہے، بلکہ دورِ موجودہ میں بہت سی ایسی اسلامی تھیوریاں ہیں جن کا ذکر کلامِ ربانی میں برسہا برس قبل سے موجود ہے، اور حاضر کی سائنس اس کو دُرست اور حق بجانب قرار دے رہی ہے۔ ہمارا علم نامکمل ہے، آپ اس معاملے میں ہماری راہ نمائی فرمائیں کہ شکمِ مادر میں مذکر و مؤنث کے موجود ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا ہدایات ہیں؟ اور کیا جرمنی والوں نے جو میڈیکل سائنس میں اس بات کا پتا چلالیا ہے تو کیا وہ معاذاللہ اسلامی تعلیمات کی اس ضمن میں نفی تو نہیں کرتی؟

ج…… پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جرمنی کے مسکینوں نے تو اَب ایسی ٹیکنالوجی ایجاد کی ہوگی جس کے ذریعہ جنین (رحم کے بچے) کے نر و مادہ ہونے کا علم ہوسکے، مسلمان تو اس سے بہت پہلے اس کے قائل ہیں، کشف کے ذریعہ بہت سے اکابر نے بچے کے نر و مادہ ہونے کی اطلاع دی، ہمارے پُرانے اطباء حاملہ کی نبض دیکھ کر نر و مادہ کی تعیین کردیا کرتے تھے۔ قرآنِ کریم میں جو فرمایا ہے: ”اور وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے“ یہ سب کچھ اس کے خلاف نہیں، کیونکہ جو کچھ ”رحموں میں ہے“ کا لفظ بڑی وسعت رکھتا ہے، جنین کے نر و مادہ ہونے تک اس کو محدود رکھنا غلط ہے۔ جنین کے اوّل سے آخر تک کے تمام حالات کو یہ لفظ شامل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور نر و مادہ جاننے کے جتنے ذرائع اب تک دریافت ہوئے ہیں وہ بھی ظنی ہیں، قطعی نہیں۔ جرمنی کے سائنس دانوں کی سعیٔ مشکور سے اتنا ثابت ہوگیا ہے کہ بچے کے نر و مادہ ہونے کا علم بھی فی الجملہ آدمی کو عطا کیا جاسکتا ہے۔ پس بطور کشف اکابرِ اُمت جو کچھ فرماتے تھے اور جس کا ہمارا جدید طبقہ بڑی شد و مد سے انکار کیا کرتا تھا، اس کی صحت ثابت ہوگئی۔ اور قرآنِ کریم کی یہ

بات بھی اپنی جگہ صحیح رہی کہ پیٹ میں بچے کے حالات کا علمِ محیط صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو ہے۔

## شکمِ مادر میں لڑکا یا لڑکی معلوم کرنا

س...... کیا انسان بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ ٹی وی پروگرام "تفہیمِ دِین" میں مولانا نے کہا کہ لوگوں نے قرآنِ کریم کو صحیح سمجھ کر نہیں پڑھا، اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی اور مقصد ہے، اور اگر انسان کوشش اور تحقیق کرے تو بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ آپ اس بات کو قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا انسان یہ بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں مخفی رکھی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں ہونا چاہئے۔

ج...... شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس کا قطعی علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ بغیر اسباب کے قطعی طور پر یہ بتلاسکے کہ شکمِ مادر میں لڑکی ہے یا لڑکا؟ باقی اگر یہ کہا جائے کہ انسان اگر کوشش کرے تو بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ بلکہ آج کل بعض ایسی ایکسرے مشینیں ایجاد ہوگئی ہیں جن کے ذریعے سے اس وقت لڑکا یا لڑکی ہونا بتلایا جاسکتا ہے جبکہ حمل شکمِ مادر میں انسانی اعضاء میں ڈھل چکا ہو، یا بعض اولیاء اور نجومی وغیرہ بھی بتلادیتے ہیں، اور ان کی بات کبھی صحیح بھی ثابت ہوجاتی ہے۔ بہرکیف! انسان کا یہ علم قرآنِ کریم کی یہ آیت: "وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَام" یعنی وہی اللہ جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے (سورۂ لقمان آیت:۳۴) کے منافی نہیں ہے، اور انسان اس سے اللہ کے مخفی علم میں شریک نہیں بنتا، اس لئے کہ غیب درحقیقت اس علم کو کہا جاتا ہے جو سببِ قطعی کے واسطے سے نہ ہو، بلکہ بلاواسطہ خود بخود ہو، اگر ڈاکٹر زیا نجومی وغیرہ شکمِ مادر میں لڑکی ہے یا لڑکا، اس کی اطلاع دیتے ہیں تو اسباب کے ذریعے سے، جبکہ اس آیت کا مصداق ہے اسباب کے بغیر خود بخود علم ہوجانا، اور یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ اسی طرح اس آیت: "يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَام" سے مراد قطعی علم ہے جبکہ انسان جس قدر بھی کوشش کرے وہ


فہرست

قطعی طور پر نہیں بتلاسکتا، بلکہ گمان غالب کے درجے میں اور اس میں بھی اکثر غلطی کا احتمال رہتا ہے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ اس آیت میں "مَا فِی الْأَرْحَام" کہا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی رحم میں ہے اس کے تمام حالات و کیفیات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، یعنی یہ کہ وہ بچہ نر ہے یا مادہ؟ اور پھر یہ کہ بچہ صحیح سالم پیدا ہوگا یا مریض و ناقص؟ ولادت طبعی طور پر پورے دنوں میں ہوگی یا غیر طبعی طور پر اس مدّت سے قبل یا بعد میں؟ اور اگر ہوگی تو ٹھیک کس دن اور کس وقت؟ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بچے کی قسمت کیا ہوگی؟ بچہ سعید (نیک بخت) ہوگا یا شقی (بدبخت) ہوگا؟ گویا ان سب چیزوں کا علم اللہ کو ہے جبکہ وہ حمل ابھی شکمِ مادر میں ہے۔ اس کے برخلاف آج کل ڈاکٹرز یا سائنس دان اپنی کوشش اور اسباب کے سہارے گمان غالب کے درجے میں صرف اتنا بتلاسکتے ہیں کہ رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی اور وہ بھی حمل ٹھہرنے کی ایک خاصی مدّت کے بعد۔ لہٰذا "مَا فِی الْأَرْحَام" کے علم کو صرف نر اور مادہ تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اس کا علم "مَا فِی الْأَرْحَام" میں نر اور مادہ کے علم کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں داخل ہیں جن کا علم کسی انسان کو نہیں ہوسکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں "مَا فِی الْأَرْحَام" کہا گیا ہے، "مَنْ فِی الْأَرْحَام" نہیں کہا گیا۔ "مَنْ" عربی زبان میں ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے، جبکہ "مَا" غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے، مقصد یہ ہے کہ وہ حمل جو کہ ابھی خون کا ایک لوتھڑا ہے، ابھی انسانی اعضاء میں ڈھلا بھی نہیں اور اس کی کوئی انسانی شکل شکمِ مادر میں واضح نہیں ہوئی وہ ابھی غیر ذوی العقول میں ہے اس وقت بھی اللہ کو علم ہے کہ یہ کیا ہے اور کون ہے؟ جبکہ آج کل ڈاکٹرز اور سائنس دانوں کو اس وقت نر یا مادہ کا پتا چلتا ہے جبکہ حمل، انسانی اعضاء میں ڈھل جائے اور انسانی شکل وصورت اختیار کرلے، اس وقت یہ حمل ذوی العقول میں "مَنْ" کے تحت آجاتا ہے اور قرآن نے یہ نہیں کہا کہ: "وَيَعْلَمُ مَنْ فِی الْأَرْحَام"، بلکہ یہ کہا کہ: "وَيَعْلَمُ مَا فِی الْأَرْحَام"۔

بہرکیف! شکمِ مادر کا اگر ایک مدّت کے بعد جزئی علم کسی انسان کو حاصل ہوجائے


فہرست

تو اللہ کے "علم ما فی الأرحام" کے منافی نہیں۔

## قتلِ عام کی روک تھام کے لئے تدابیر

س...... آج کل ملک بھر میں عموماً اور کراچی میں خصوصاً قتلِ عام ہو رہا ہے، کسی کی جان و مال اور عزّت و آبرو محفوظ نہیں، انسانیت کی سرِعام تذلیل ہو رہی ہے۔ آنجناب سے گزارش ہے کہ اس کے لئے کوئی علاج تجویز فرمادیں۔

ج...... مکہ مکرّمہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو پاکستان کے حالات سے بہت ہی افسردہ، دِل گرفتہ تھے، انہوں نے فرمایا کہ: جب پاکستان میں نسائی فتنہ اُٹھ رہا تھا تو میں طواف کے بعد ملتزم پر حاضر ہوا اور بے ساختہ رو رو کر دُعائیں کرنے لگا، تو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے آواز دے کر کہا ہو کہ: ٹھہرو! اس قوم نے نعمتِ الٰہی کی ناقدری کی ہے، اسے تھوڑی سی سزا دے رہے ہیں۔

اس ناکارہ کو اس بزرگ کی یہ بات سن کر وہ حدیث یاد آئی جسے میں اپنے رسالے ''عصرِ حاضر حدیثِ نبوی کے آئینے میں'' اِمام عبداللہ بن مبارکؒ کی کتاب الرقائق کے حوالے سے نقل کرچکا ہوں، حدیث شریف کا متن حسبِ ذیل ہے:

"عن أنس بن مالك رضي الله عنه - أراه مرفوعًا - قال: يأتي على الناس زمان يدعو المؤمن للجماعة فلا يستجاب له، يقول الله: ادعني لنفسك ولما يجزيك من خاصة أمرك فأجيبك، وأما الجماعة فلا، انهم اغضبوني. وفي رواية: فاني عليهم غضبان."

(کتاب الرقائق ص:۱۵۵،۳۸۴)

ترجمہ:...... ''حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مؤمن مسلمانوں کی جماعت کے لئے دُعا کرے گا مگر اس کی دُعا

قبول نہیں کی جائے گی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ: تم اپنی ذات کے لئے اور اپنی پیش آمدہ ضروریات کے لئے دُعا کرو، تو میں تیری دُعا قبول کروں گا، لیکن عام لوگوں کے حق میں نہیں، اس لئے کہ انہوں نے مجھے ناراض کر رکھا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: میں ان پر غضبناک ہوں۔‘‘

’’لوگ جب بُرائی کو ہوتا ہوا دیکھیں اور اس کی اصلاح نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذابِ عام نازل کردیں۔‘‘

(مشکوٰۃ ص:۴۳۶)

اپنے گرد و پیش کے حالات پر نظر ڈال دیکھئے کہ کیا ہم انفرادی و اجتماعی طور پر اس جرم میں مبتلا نہیں؟ ہمارے ذاتی مفادات کو اگر ذرا بھی ٹھیس لگتی ہے تو ہم سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، لیکن ہمارے سامنے اَحکامِ الٰہیہ کو کھلے بندوں توڑا جاتا ہے، فواحش و بے حیائی کے پھیلانے کی ہر چار سو کوششیں ہو رہی ہیں، دِین کے قطعی فرائض و شعار کو مٹایا جارہا ہے، اور خواہشاتِ نفس اور بدعات کو فروغ دیا جارہا ہے، لیکن اس صورتِ حال کی اصلاح کے لئے کوئی کوشش نہیں ہو رہی۔ اس کے نتیجے میں اگر ہم عذابِ عام کی لپیٹ میں آرہے ہوں تو اس میں قصور کس کا ہے...؟

دُوسرا عظیم گناہ جس میں تأسیسِ پاکستان سے لے کر آج تک ہم لوگ مبتلا ہیں، وہ اسلامی شعائر کا مذاق اُڑانا اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی توہین و تذلیل ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہمارا اہم ترین فرض یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم اسلامی شعائر کا احترام کرتے اور مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلامی اَحکام و قوانین کا نفاذ کرتے، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی قدر کرتے، اور ان کی راہ نمائی میں اپنی زندگی کے نقشے مرتب کرتے، لیکن ہمارے یہاں اس کے برعکس یہ ہوا کہ اسلام کو مُلَّا ئیت، اور بزرگانِ دِین اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو ’’مُلَّا‘‘ کا خطاب دے کر ان کا مذاق اُڑایا گیا، اور اعلیٰ سطحوں پر ’’مُلَّا‘‘ کے خلاف زہر افشانی شروع کردی گئی اور ’’مُلَّا‘‘ اور ’’مُلَّا ئیت‘‘ کے خلاف ایک مستقل تحریک کا آغاز کردیا گیا۔ حالانکہ


فہرست

غریب مُلاَّ کا قصور اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ ملک و ملت کو اسلام کی شاہراہ پر ڈالنا چاہتا تھا۔

جس ملک میں اسلامی شعائر کا مذاق اُڑایا جاتا ہو، جس میں مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی پوستین دری کی جاتی ہو اور جس میں دِین اور اہلِ دِین کو تضحیک و تذلیل کا نشانہ بنایا جاتا ہو، وہ ملک غضبِ الٰہی کا نشانہ بننے سے کیسے بچ سکتا ہے...؟

افسوس ہے کہ ہمارے اہلِ وطن کو اب بھی عبرت نہیں ہوئی، آج بھی ملک و قوم کے ذمہ دار افراد اسلامی شعائر اور اسلامی اَحکام و حدود کا مذاق اُڑا رہے ہیں اور ان کو ''ظالمانہ سزائیں'' قرار دے رہے ہیں، اور اہلِ قلم کی، خصوصاً انگریزی اخبارات کی ایک کھیپ کی کھیپ اس مہم میں مصروف ہے۔

میں تمام اہلِ وطن سے اِلتجا کرتا ہوں کہ اگر وطنِ عزیز کو قہرِ الٰہی کا نشانہ بننے سے بچانا ہے تو خدارا توبہ و انابت کا راستہ اپنایئے، اپنے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کیجئے اور آئندہ جمعہ کو ''یومِ توبہ'' منایئے، نیز تمام مسلمان بھائیوں سے اِلتجا ہے کہ نماز کی پابندی کریں، ظلم و ستم اور حقوق العباد کی پامالی سے توبہ کریں۔

تمام اَئمہ مساجد سے اِلتجا ہے کہ مساجد میں سورۂ یٰسین شریف کے ختم کرائے جائیں اور ملک کی بھلائی کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے دُعائیں کی جائیں، اللہ تعالیٰ ہمارے بگڑے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے دِلوں کو جوڑ دیں۔ یا اللہ! اپنے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم پر رحم فرما، ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرما۔

ترے محبوبؐ کی یہ نشانی
مرے مولا! نہ سخت اتنی سزا دے

آخر میں حضرتِ اقدس بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی دُعا نقل کرتا ہوں:

''اے اللہ! ہم گناہ گار اور بدکار ہیں اور ہم اپنے گناہوں اور تقصیرات سے توبہ کرتے ہیں، ہمیں معاف فرما اور اس غضب آلود زندگی سے نجات عطا فرما کر رحمت انگیز حیاتِ طیبہ نصیب فرما، اور اس ملک و قوم پر رحم فرما کر صالح قیادت ہمیں نصیب فرما، اور جو

بزرگوں کو ہم نے گالیاں دی ہیں اور ان کی توہین کی ہے اور تیرے اولیائے صالحین واتقیائے اُمت کی توہین وتحقیر کی ہے، ہمیں معاف فرما، اور اے اللہ! پورے ۴۲ سال پاکستان کے بیت گئے، اس دوران ہم نے جو بداعمالیاں کی ہیں اور تیرے غضب کو دعوت دینے والی جو زندگی اختیار کی ہے، ہمیں معاف فرما، اور صلاح وتقویٰ کی زندگی عطا فرما اور ہمیں اپنی رحمتِ کاملہ کا مستحق بنا، اور ہم پر سے قتل و غارت گری کا یہ عذاب دُور فرما۔''

## حقوق العباد

س…… ہم جس اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر ہیں وہ ڈیڑھ سو فلیٹ پر مشتمل ہے، اس میں چوکیداری کا نظام، پانی کی سپلائی اور صفائی کے اخراجات کی مد میں فی فلیٹ ماہانہ دو سو روپے لئے جاتے ہیں، تاکہ اُوپر بیان کردہ سہولتیں مکینوں کو مہیا کی جائیں۔ کچھ مکین ایک بھی پیسہ نہیں دیتے، لیکن ساری سہولتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مولانا صاحب! شرعی اعتبار سے کیا یہ حرام خوری نہیں ہے؟

ج…… یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے۔ جب اجتماعی سہولتیں سب اُٹھاتے ہیں تو ان کے واجبات بھی سب کے ذمہ لازم ہیں۔ ان میں اگر کچھ لوگ واجبات ادا نہیں کرتے تو گویا دُوسروں کا مال ناحق کھانے کے وبال میں مبتلا ہیں، جو سراسر حرام ہے اور قیامت کے دن ان کو بھرنا ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا: ہمارے یہاں تو مفلس وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو۔ فرمایا: میری اُمت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا، لیکن اس حالت میں آئے گا کہ فلاں کو گالی گلوچ کیا تھا، فلاں پر تہمت لگائی تھی، فلاں کا مال کھایا تھا، فلاں کی خونریزی کی تھی، فلاں کو مارا پیٹا تھا، اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی، پس اگر نیکیاں ختم ہوگئیں مگر لوگوں کے حقوق ادا نہیں


فہرست

ہوئے تو حقوق کے بقدر لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا (نعوذ باللہ)۔ (مشکوٰۃ ص:۴۳۵) اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ قیامت کے دن ایسی حالت میں بارگاہِ الٰہی میں پیش ہو کہ لوگوں کے حقوق (جان و مال اور عزّت و آبرو کے بارے میں) اس کے ذمہ نہ ہوں، ورنہ آخرت کا معاملہ بڑا سنگین ہے۔

## اِمام ابوحنیفہؒ کے آنے کا اشارہ

س...... کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِمام ابوحنیفہؒ کے آنے کا اشارہ فرمایا تھا کہ ایک شخص ہوگا جو ثریا (ستارہ) سے بھی علم لے آئے گا؟

ج...... صحیح بخاری کی روایت: ”لو کان الدین بالثریا“ سے بعض اکابر نے حضرتِ اِمامؒ کی طرف اشارہ سمجھا ہے۔

## کیا دُنیا کا آخری سرا ہے جہاں ختم ہوتی ہے؟

س...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ دُنیا کا آخری سرا کوئی ہے جس پر دُنیا ختم ہوتی ہے یا نہیں؟

ج...... دُنیا کا آخری سرا قیامت ہے، مگر قیامت کا معین وقت کسی کو معلوم نہیں، قیامت کی علامات میں سے چھوٹی علامتیں تو ظاہر ہوچکی ہیں، بڑی علامات میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہے، ان کے زمانے میں دجال نکلے گا، اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، ان کی وفات کے بعد دُنیا کے حالات دگرگوں ہوجائیں گے اور قیامت کی بڑی نشانیاں پے در پے رُونما ہوں گی یہاں تک کہ کچھ عرصے کے بعد قیامت کا صور پھونک دیا جائے گا۔

## حضرت یونس علیہ السلام کے واقعے سے سبق

س...... روزنامہ ”جنگ“ کراچی کے جمعہ ایڈیشن اشاعت ۱۰؍جون ۱۹۹۵ء میں آپ نے ”کراچی کا المیہ اور اس کا حل“ کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے، اس سے آپ کی دردمندی اور دِل سوزی کا بدرجہ اتم اظہار ہوتا ہے، آپ نے سقوطِ ڈھاکہ کے جانکاہ سانحے کا بھی ذکر

کیا ہے اور کراچی کی حالتِ زار میں بھی بیرونی قوّتوں کی سازشوں سے عوام کو آگاہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے کراچی کے قتل وخوں اور غارت گری کو ختم کرنے کے لئے سات نکات پر مشتمل اپنی تجاویز بھی پیش کی ہیں اور امن و عافیت اور اُلفت ومحبت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کے ساتھ دُعا بھی کی ہے۔ آپ کی اس دُعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کو جزائے خیر دے، آمین! آپ نے اس مضمون میں حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کا بھی حوالہ دیا ہے، قومِ یونس نے جس طرح اللہ سے گڑگڑا کر دُعا مانگی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرما کر اس سے اپنا عذاب اُٹھالیا تھا، اسی طرح ہم اہلِ کراچی بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تاکہ وہ عفو ودرگزر سے کام لے کر اپنا عذاب ہم پر سے اُٹھالے اور امن وسکون کی فضا پیدا کردے، آمین! آپ نے حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کے متعلق معارف القرآن ج:۴ ص:۵۷۵ کا اقتباس بھی پیش کیا ہے، اس میں ایک جگہ لکھا ہے: ''حضرت یونس علیہ السلام بہ ارشادِ خداوندی اس بستی سے نکل گئے۔'' قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر چھ مقامات پر ہے۔ ۱-سورۃ النساء، ۲-سورۂ اَنعام، ۳-سورۂ یونس، ۴-سورۂ انبیاء، ۵-سورۃ الصافات اور ۶-سورۃ القلم میں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے تراجم پیش کررہا ہوں۔

سورۂ انبیاء کی آیات: ۸۷، ۸۸ میں ہے:

> ''مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس علیہ السلام) کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہوکر چل دیئے اور انہوں نے سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی دارو گیر نہ کریں گے۔ پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں، میں بے شک قصوروار ہوں۔ سو ہم نے ان کی دُعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح (اور) ایمان داروں کو بھی (کرب و بلا سے) نجات دیا کرتے ہیں۔''

سورۃ الصافات کی آیت:۱۳۹-۱۴۳ میں ہے:

''بے شک یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے، جبکہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے، سو یونس (علیہ السلام) بھی شریکِ قرعہ ہوئے تو یہی ملزم ٹھہرے اور ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا اور یہ اپنے کو ملامت کر رہے تھے، سواگر وہ (اس وقت) تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے۔''

سورۃ القلم آیت:۴۸-۵۰:

''اپنے رَبّ کی (اس) تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے اور (تنگ دِلی میں) مچھلی (کے پیٹ میں جانے) والے پیغمبر یونس (علیہ السلام) کی طرح نہ ہوجایئے۔''

میرا مقصد حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کے متعلق تمام واقعات بیان کرنا نہیں ہے، بلکہ صرف یہ کہنا ہے کہ مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت یونس علیہ السلام ''بہ ارشادِ خداوندی رات کو اس بستی سے نکل گئے تھے'' بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بغیر اِذنِ خداوندی چلے گئے تھے اور ان کی اس لغزش پر اللہ نے ان کی گرفت کی تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے اور انہوں نے جو دُعا کی تھی اس کی تأثیر مسلّم ہے، مصیبت کے وقت ہم اس دُعا کا وِرد کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ حیرت ہے کہ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمد شفیعؒ نے کیسے لکھ دیا کہ: ''حضرت یونس علیہ السلام بہ ارشادِ خداوندی رات کو اس بستی سے نکل گئے تھے''؟

ج…… حضرت مفتی صاحبؒ نے صفحہ:۵۷۳ پر اس بحث کو مدلل لکھا ہے، اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ یہاں دو مقام ہیں، ایک حضرت یونس علیہ السلام کا اپنے شہر نینویٰ سے نکل جانا، یہ تو بامرِ خداوندی ہوا تھا کیونکہ ایک طے شدہ اُصول ہے کہ جب کسی قوم کی


فہرست

ہلاکت یا اس پر نزولِ عذاب کی پیش گوئی کی جاتی ہے تو نبی کو اور اس کے رُفقاء کو وہاں سے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ پس جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو تین دن میں عذاب نازل ہونے کی باطلاعِ الٰہی خبر دی تو لامحالہ ان کو اس جگہ کے چھوڑ دینے کا بھی حکم ہوا ہوگا۔

دُوسرا مقام یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے بستی سے باہر تشریف لے جانے کے بعد جب بستی والوں پر عذاب کے آثار شروع ہوئے تو وہ سب کے سب ایمان لائے اور ان کی توبہ و اِنابت اور ایمان لانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب ہٹالیا۔ ادھر حضرت یونس علیہ السلام کو یہ تو علم ہوا کہ تین دن گزر جانے کے باوجود ان کی قوم پر عذاب نازل نہیں ہوا، مگر ان کو اس کا سبب معلوم نہ ہوسکا۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان کو پریشانی لاحق ہوگئی ہوگی، اور یہ سمجھے ہوں گے کہ اگر وہ دوبارہ بستی میں واپس جائیں گے تو قوم ان کی تکذیب کرے گی، اس تنگ دِلی میں ان کو یہ خیال نہیں رہا کہ اب ان کو وحیٔ الٰہی اور حکمِ خداوندی کا انتظار کرنا چاہئے، اس کے بجائے انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہیں آگے جانے کا ارادہ فرمالیا۔ شاید یہ بھی خیال ہوا ہوگا کہ جس جگہ وہ اس وقت موجود تھے قوم کو ان کا سراغ مل گیا تو کہیں یہاں آکر درپے تکذیب وایذا نہ ہو۔ ذرا تصوّر کیجئے کہ ایک نبی جس نے تین دن میں نزولِ عذاب کی پیش گوئی کی ہو اور یہ پیش گوئی بھی باَمرِ الٰہی ہو، اور پھر اس کے علم کے مطابق یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی اور اصل حقیقتِ حال کا اس کو علم نہ ہو، اس پر کیا گزری ہوگی...؟ ایسی سراسیمگی و پریشانی کے عالم میں کسی اور جگہ کا عزمِ سفر کرلینا کچھ بھی مستبعد نہیں تھا۔ پس یہ تھی وہ اجتہادی لغزش، جس پر عتاب ہوا کہ انہوں نے بغیر حکمِ الٰہی کے آئندہ سفر کا قصد کیوں کیا؟ بعد میں جب کشتی کا واقعہ پیش آیا تب ان کو احساس ہوا اور اس پر بارگاہِ الٰہی میں معذرت خواہ ہوئے۔ جن آیاتِ شریفہ کا آپ نے حوالہ دیا ہے، وہ اسی دُوسرے مقام سے متعلق ہیں، اس لئے حضرت مفتی صاحبؒ نے مقامِ اوّل کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس کے خلاف نہیں۔

## رضا بالقضا سے کیا مراد ہے؟

س...... رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حق تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، پس اگر وہ صابر بنا رہتا ہے تو اس کو منتخب کرتا ہے اور اگر اس کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو اس کو برگزیدہ کرلیتا ہے، مصیبت پر صابر بنا رہتا ہے۔'' پھر قضا پر راضی رہنے سے کیا مراد ہے؟

ج...... یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کے فیصلے سے دِل میں تنگی محسوس نہ کرے، زبان سے شکوہ و شکایت نہ کرے، بلکہ یوں سمجھے کہ مالک نے جو کیا ٹھیک کیا، طبعی تکلیف اس کے منافی نہیں، اسی طرح اس مصیبت کو دُور کرنے کے لئے جائز اسباب کو اختیار کرنا اور اس کے ازالے کی دُعائیں کرنا، رضا بالقضا کے خلاف نہیں، واللہ اعلم!

س...... ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہؓ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم مؤمنین مسلمین ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور راحت پر شکر کرتے ہیں اور قضا پر راضی رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا تم سچے مؤمن ہو!'' سوال یہ ہے کہ اس حدیث مبارک میں: ۱-مصیبت پر صبر سے کیا مراد ہے؟ ۲-راحت پر شکر سے کیا مراد ہے؟ ۳-اور قضا پر راضی رہتے ہیں سے کیا مراد ہے؟

ج...... نمبر۱ اور نمبر۳ اُوپر لکھ دیا، راحت و نعمت پر شکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نعمت کو محض حق تعالیٰ شانہ کے لطف و احسان کا ثمرہ جانے، اپنا ذاتی ہنر اور کمال نہ سمجھے، زبان سے الحمدللہ کہے اور شکر بجالائے اور اس نعمت کو حق تعالیٰ شانہ کی معصیت میں خرچ نہ کرے، اس نعمت پر اِترائے نہیں، واللہ اعلم!

س...... حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ: ''اے داؤد! تم ایک کام کا قصد و ارادہ کرتے ہو اور میں بھی ارادہ کرتا ہوں، مگر ہوتا وہی ہے جو میں ارادہ کرتا ہوں، پس اگر تم میرے ارادے و مشیت پر راضی رہے اور مطیع و فرمانبردار بنے تب تو میں تمہارے گناہ کی

تلافی بھی کروں گا اور تم سے خوش بھی رہوں گا۔ اور اگر میرے ارادے پر راضی نہ ہوئے تو تم کو مشقت و تکلیف میں ڈالوں گا اور انجام کار ہوگا وہی جو میں چاہوں گا، باقی مفت کی پریشانی تمہارے سر پڑے گی۔'' اس حدیث مبارک میں مسلمانوں کو کیا نصیحت مل رہی ہے؟

ج...... یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے پر راضی رہیں، اگر اپنے مزاج اور اپنی خواہش کے خلاف کوئی بات منجانب اللہ پیش آئے تو اس پر دِل اور زبان سے شکوہ نہ کریں۔

## ''قبیلے کے گھٹیا لوگ اس کے سردار ہوں گے'' سے کیا مراد ہے؟

س...... قیامت کی نشانیوں میں ایک حدیثِ رسولؐ ملتی ہے کہ جب گھٹیا اور نیچ لوگ قوم کے سردار یا رہنما بننے لگیں تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ پاکستان میں عموماً اور آزاد کشمیر میں خصوصاً مندرجہ ذیل پیشہ اقوام کو گھٹیا اور نیچ تصوّر کیا جاتا ہے: موچی، درزی، حجام، جولاہا، کمہار، مراثی، ماشکی، دھوبی، لوہار، ترکھان وغیرہ۔ اکثر مندرجہ بالا حدیث کا حوالہ اس وقت دیا جاتا ہے جب مندرجہ بالا پیشہ اقوام کا کوئی فرد کسی اہم منصب پر فائز ہو تو کہا جاتا ہے کہ: ''اب قیامت قریب ہے، فلاں کو دیکھو! وہ کیا تھا اور کیا بن گیا ہے۔'' معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس حدیثِ پاک کا مطلب و مفہوم یہی ہے جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے یا کچھ اور؟ کیا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی مندرجہ بالا پیشہ افراد کو گھٹیا اور نیچ تصوّر کرتے تھے؟ اور کیا واقعی ان لوگوں کو عملی زندگی میں آگے نہیں نکلنا چاہئے؟ تاریخ اور حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں زیادہ تعداد ابتدائی ایام میں اسلام قبول کرنے والے معاشرے کے ستائے ہوئے افراد ہی کی تھی، سرداروں نے تو اسلام کی سخت ترین مخالفت کی تھی اور پھر اسلامی معاشرے میں غلاموں کو بھی وہ عزّت ملی کہ جو انہوں نے خواب میں نہ دیکھی تھی، کئی غلام کامیاب سپہ سالار اور گورنر اور خلیفہ بھی ہوئے اور پھر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ اُونچ نیچ کا دُور دُور تک نشان بھی نہیں ملتا تو پھر یہ بتایا جائے کہ اس قیامت کی نشاندہی والی حدیث سے کون سے گھٹیا لوگ اور نیچ، کمینے مراد ہیں۔

ج...... جس حدیث کا آپ نے پہلے سوال میں حوالہ دیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ''وساد

القبیلة ازدلهم" جس کا مطلب یہ ہے کہ: "کسی قبیلے کا رذیل ترین آدمی اس قبیلے کا سردار بن بیٹھے گا۔" ایک اور حدیث میں ہے: "ان تری الحفاة العراة رعاء الشاة یتطاولون فی البنیان" یعنی تم ایسے لوگوں کو جو برہنہ یا ننگے بدن رہا کرتے تھے، بکریاں چرایا کرتے تھے، انہیں دیکھو گے کہ وہ اُونچی اُونچی، عمارتیں بنانے میں فخر کرتے ہیں۔ ان احادیث میں رذیل اخلاق کے لوگوں کے سردار، اور بھوکوں، ننگوں کے نو دولتیے بن جانے کو قیامت کی علامتوں میں شمار فرمایا ہے۔ جن لوگوں کو دُنیا کے مغرور نیچ اور کمینہ سمجھتے ہیں (حالانکہ اخلاق و اعمال کے اعتبار سے وہ نیک اور شریف ہیں) ان کے عروج کو قیامت کی علامت میں شمار نہیں فرمایا۔

## ہر طرح سے پریشان آدمی کیا بدنصیب کہلا سکتا ہے؟

س...... ایک انسان جس کو اپنی قسمت سے ہر موقع پر شکست ہو، یعنی کوئی آدمی مفلس و نادار بھی ہو، غربت کی مار پڑی ہو، علم کا شوق ہو، لیکن علم اس کے نصیب میں نہ ہو، خوشی کم ہو، غم زیادہ، بیماریاں اس کا سایہ بن گئی ہوں، ماں باپ، بہن بھائی کی موجودگی میں محبت سے محروم ہو، رشتے دار بھی ملنا پسند نہ کرتے ہوں، محنت زیادہ کرے، پھل برائے نام ملے۔ ایسا انسان یہ کہنے پر مجبور ہو کہ: "یا اللہ! جیسا میں بدنصیب ہوں ایسا تو کسی کو نہ بنا" اس کے یہ الفاظ اس کے حق میں کیسے ہیں؟ اگر وہ اپنی تقدیر پر صبر کرتا ہو اور صبر نہ آئے تو کیا کرنا چاہئے؟

ج...... انسان کو جو ناگوار حالات پیش آتے ہیں ان میں سے زیادہ تر انسان کی شامتِ اعمال کی وجہ سے آتے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ سے شکایت ظاہر ہے کہ بے جا ہے، آدمی کو اپنے اعمال کی دُرستی کرنی چاہئے۔ اور جو اُمور غیر اختیاری طور پر پیش آتے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی تو ذاتی غرض ہوتی نہیں، بلکہ بندے ہی کی مصلحت ہوتی ہے، ان میں یہ سوچ کر صبر کرنا چاہئے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کو میری ہی کوئی بہتری اور بھلائی منظور ہے۔ اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو بے شمار نعمتیں عطا کر رکھی ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

عَلٰی کُلِّ حَالٍ“ کہنا چاہئے۔

## کیا مصائب و تکالیف بدنصیب لوگوں کو آتی ہیں؟

س...... میں ذاتی اعتبار سے بڑی خوش نصیب ہوں، مگر میں نے کئی بدنصیب لوگ بھی دیکھے ہیں، پیدائش سے لے کر آخر تک بدنصیب۔ قرآنِ کریم میں ہے کہ اللہ کسی شخص کو اس کی قوّتِ برداشت سے زیادہ دُکھ نہیں دیتا، لیکن میں نے بعض لوگ دیکھے ہیں جو دُکھوں اور مصائب سے اتنے تنگ آجاتے ہیں کہ آخرکار وہ ”خودکشی“ کرلیتے ہیں، آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ جب قرآنِ کریم میں ہے کہ کسی کی برداشت سے زیادہ دُکھ نہیں دیئے جاتے تو لوگ کیوں خودکشی کرلیتے ہیں؟ کیوں پاگل ہوجاتے ہیں؟ اور بعض جیتے بھی ہیں تو بدتر حالت میں جیتے ہیں۔ اس سوال کا جواب قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دیجئے کہ انسانی عقل کے جوابات سے تشفی نہیں ہوتی۔ دُنیا میں ایک سے ایک ارسطو موجود ہے اور ہر ایک اپنی عقل سے جواب دیتا ہے، اور سب کے جوابات مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا جواب قرآنِ کریم اور احادیثِ نبوی سے دیجئے، اُمید ہے جواب ضرور دیں گے۔

ج...... قرآنِ کریم کی جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے، اس کا تعلق شرعی اَحکام سے ہے، اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کسی ایسے حکم کا مکلّف نہیں بناتا جو اس کی ہمت و طاقت سے بڑھ کر ہو۔ جہاں تک مصائب و تکالیف کا تعلق ہے، اگرچہ یہ آیت شریفہ ان کے بارے میں نہیں، تاہم یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اتنی مصیبت نہیں ڈالتا جو اس کی حدِ برداشت سے زیادہ ہو، لیکن جیسا کہ دُوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: ”انسان دھڑ ولا واقع ہوا ہے“ اس کو معمولی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو واویلا کرنے لگتا ہے اور آسمان سر پر اُٹھالیتا ہے۔ جو بزدل لوگ مصائب سے تنگ آکر خودکشی کرلیتے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ان کی مصیبت حدِ برداشت سے زیادہ ہوتی ہے، بلکہ وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے اس کو ناقابلِ برداشت سمجھ کر ہمت ہار دیتے ہیں، حالانکہ اگر وہ ذرا بھی صبر و استقلال سے کام لیتے تو اس تکلیف کو برداشت کرسکتے تھے۔ الغرض آدمی پر کوئی مصیبت ایسی نازل نہیں کی جاتی جس کو

وہ برداشت نہ کرسکے، لیکن بسااوقات آدمی اپنی کم فہمی کی وجہ سے اپنی ہمت وقوّت کو کام میں نہیں لاتا، کسی چیز کا آدمی کی برداشت سے زیادہ ہونا اور بات ہے، اور کسی چیز کے برداشت کرنے کے لئے ہمت و طاقت کو استعمال نہ کرنا دُوسری بات ہے، اور ان دونوں کے درمیان آسمان وزمین کا فرق ہے۔ ایک ہے کسی چیز کا آدمی کی طاقت سے زیادہ ہونا، اور ایک ہے آدمی کا اس چیز کو اپنی طاقت سے زیادہ سمجھ لینا، اگر آپ ان دونوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں تو آپ کا اِشکال جاتا رہے گا۔

## بچپن کی غلط کاریوں کا اب کیا علاج ہو؟

س...... بعد سلام مؤدّبانہ گزارش یہ ہے کہ آپ کا تحریرنامہ ملا، خط پڑھ کر مجھے بہت ہی قلبی سکون ملا ہے، اور اب میں اپنے آپ کو ایک کامیاب انسان سمجھ رہا ہوں، کیونکہ آپ نے مجھے ان دردناک حالات سے نجات دِلانے کا وعدہ فرمایا ہے، میں آپ کا زندگی بھر مشکور رہوں گا۔ آپ کا یہ احسانِ عظیم میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ مجھے اپنی مفید باتوں کے تحت ہدایات دیں کہ میں اب مزید کس طرح اپنی کامیاب زندگی گزاروں؟ مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے کیونکہ آپ میرے لئے فرشتہ صفت انسان ہیں۔

ج......عزیز مکرّم، السلام علیکم! آپ کا علاج مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہے:

۱:...... نابالغی میں جو کچھ ہوا اس پر آپ کا مؤاخذہ نہیں، اس لئے آج سے آپ اپنے آپ کو بالکل پاک اور معصوم سمجھیں (یعنی نابالغی کے اعتبار سے)۔

۲:...... آپ جن عوارض میں مبتلا ہیں، ان میں سے کوئی لاعلاج نہیں، آج سے آپ مایوسی بالکل ترک کردیں اور کامل خوداعتمادی کے ساتھ قدم اُٹھائیں۔

۳:...... اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے سے تعلق پیدا کرکے اپنی ہر حالت اس کو بتایا کریں، اور اس کے مشورے پر عمل کیا کریں۔

۴:...... تمام دُنیا کے افکار سے یکسو ہوکر اپنے کام میں مشغول ہوجائیں، کسی ناکامی اور شکستِ ذہنی کا خیال دِل میں نہ لائیں۔

## کیا حاکمِ وقت کے لئے چالیس خون معاف ہوتے ہیں؟

س…… بزرگوں سے سنا ہے کہ جو کسی ملک کا بادشاہ ہوتا ہے اسے خدا کی طرف سے چالیس (۴۰) عدد خون معاف ہیں، یعنی وہ چالیس انسانوں کو بلاوجہ مرواسکتا ہے، اس کی پوچھ اور پکڑ نہ ہوگی، جبکہ ہم نے جہاں تک سنا اور میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ بادشاہ تو زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے، اس سے زیادہ پوچھ اور پکڑ ہوگی کہ تو نے کس کس سے انصاف کیا؟ کس سے ظلم کیا؟

ج…… خون اور ظلم تو کسی کو بھی معاف نہیں، نہ شاہ کو، نہ گدا کو، نہ امیر کو، نہ فقیر کو، بلکہ حکام سے بازپُرس زیادہ ہوگی، ایسی غلط باتیں جاہلوں نے مشہور کر رکھی ہیں۔

## حرام کمائی کے اثرات کیا ہوں گے؟

س…… شریعت کا فیصلہ اور موجودہ زمانے کے مطابق علمائے دِین اور مفتیانِ شرعِ متین کا حکم سینما سے حاصل ہونے والی کمائی کے بارے میں کیا ہے؟ جو کہ سینما میں فلم چلانے والوں سے ہال کے کرائے کی شکل میں وصول کی جاتی ہے؟ حرام کمائی انسانی اخلاق و کردار پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے؟ اور مجموعی طور پر معاشرے میں کیا بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے؟

ج…… سینما یا اس نوعیت کے دیگر ناجائز معاشی ذرائع کے بارے میں علمائے دِین اور مفتیانِ شرعِ متین کا فتویٰ کس کو معلوم نہیں…؟ جہاں تک حرام کمائی کے انسانی اقدار پر اثرانداز ہونے کا تعلق ہے وہ بھی بالکل واضح ہے، کہ حرام کمانے اور کھانے سے آدمی کی ذہنیت مسخ ہوجاتی ہے اور نیکیوں کی توفیق جاتی رہتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”جس جسم کی پرورِش حرام سے ہوئی ہو، دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔“

## غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بننے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں

س…… جو بچیاں آئے دن غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بن جاتی ہیں، ظاہر بات ہے وہ تو معصوم اور ناسمجھ ہوتی ہیں، چونکہ ان بے چاریوں کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا، اس لئے اگر خدانخواستہ جن معصوموں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہو، کیا اس سے ان کی نئی زندگی پر اثر پڑے گا یا وہ

بے گناہ ہیں؟

ج…… اس معاملے میں وہ قطعاً بے گناہ ہیں، آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔

## نوجوانوں کو شیعہ سے کس طرح بچایا جائے؟

س…… میرا یہ طریقہ ہے کہ میرا کوئی ساتھی شیعہ کے گھیرے میں آتا ہے تو میں فوراً پہنچ جاتا ہوں اور ان سے تقیہ وغیرہ جیسے مسئلے پوچھتا ہوں، جس سے وہ خود پریشان ہوجاتے ہیں، کیا یہ میرا فعل دُرست ہے؟

ج…… مسلمان نوجوانوں کا ایمان بچانے کے لئے آپ جو کچھ کرتے ہیں، وہ بالکل صحیح اور کارِثواب ہے۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوانوں کو دِین سے جوڑا جائے اور بزرگانِ دِین کی خدمت میں لایا جائے جس سے ان میں دِین کا صحیح فہم پیدا ہو اور فتنوں سے حفاظت ہو۔

## بچے کو میٹھا چھوڑنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت والی روایت من گھڑت ہے

س…… درج ذیل حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ ایک عورت کا واقعہ ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیحت کرانی چاہی کہ وہ میٹھا کھانا چھوڑ دے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دن بعد آؤ۔ وہ عورت دو دن بعد آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو نصیحت فرمائی۔ عورت کے اِستفسار پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے پہلے خود چینی کھانا کم کی، پھر نصیحت کی۔ نیز یہ کہ جب تک نیک عمل خود نہ کرو، دُوسرے کو اس کی تلقین نہ کرو۔ براہِ کرم تفصیل اور حوالے سے جواب عنایت فرمائیں، اس لئے کہ یہی بات حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ اس واقعے کو بیان کرکے لوگ یہ کہتے ہیں کہ: ”میاں! جاؤ پہلے خود سو فیصد دِین پر عمل کرلو، پھر ہمارے پاس آنا“ اور یہ کہ: ”تبلیغ تو جائز ہی نہیں ہے مسلمان پر۔“

ج…… یہ روایت خالص جھوٹ ہے، جو کسی نے تصنیف کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردی، دیگر اکابر کی طرف بھی اس کی نسبت غلط ہے، اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے کہ مسلمانوں کو بھلے کام کے لئے نہ کہا جائے اور بُرے کام سے منع نہ کیا جائے۔

## نظر لگنے کی کیا حیثیت ہے؟

س…… ہمارے معاشرے میں یا یوں کہئے کہ ہمارے بڑے بوڑھے ''نظر ہونے یا نظر لگنے'' کے بہت قائل ہیں، خاص طور سے چھوٹے بچوں کے لئے بہت کہا جاتا ہے (اگر وہ دُودھ نہ پیئے یا کچھ طبیعت خراب ہو، وغیرہ) کہ: ''بچے کو نظر لگ گئی ہے'' پھر باقاعدہ نظر اُتاری جاتی ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت کردیں کہ اسلامی معاشرے میں اس کی توجیہ کیا ہے؟

ج…… نظر لگنا برحق ہے، اور اس کا اُتارنا جائز ہے، بشرطیکہ اُتارنے کا طریقہ خلافِ شریعت نہ ہو۔

## حادثات میں متأثر ہونے والوں کے لئے دستور العمل

س…… حضرت! ایک حادثے میں میرے میاں اور صاحبزادے کا انتقال ہوگیا، اس وقت میری حالت نہایت ہی ناقابلِ بیان ہے، صبر نہیں ہوتا، کیا کروں؟ ان کی یاد بھلائے نہیں بھولتی، کیا کروں؟

ج…… پیاری عزیزہ محترمہ! سلّمہا اللہ تعالیٰ وحفظہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے حادثے کا سن کر بے حد رنج و قلق ہوا، اور مجھے ایسے الفاظ نہیں مل پارہے جن سے آپ کو پُرسا دُوں اور اظہارِ تعزیت کروں، اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ! آپ ماشاء اللہ خود بھی خوش فہم ہیں، اور ایک اُونچے علمی و دِینی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں، اُمید رکھتا ہوں کہ چند باتوں کو پیشِ نظر رکھیں گی، ان سے ان شاء اللہ غم ہلکا ہوگا اور قلب کو تسکین ہوگی۔

ا:…… قرآنِ کریم میں حوادث و مصائب پر ''اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے، اور صبر پر بے شمار عنایتوں اور رحمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، اس پاکیزہ

کلمے کو دِل وزبان سے کہا کریں۔

۲:...... ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اور اس کریم آقا کی عنایتیں، شفقتیں اور رحمتیں بندوں کے حال پر اس قدر مبذول ہیں کہ ہم بندے ان کا تصوّر بھی نہیں کرسکتے اور شکر سے عاجز ہیں۔ جن چیزوں کو ہم آفات ومصائب اور تکالیف سمجھتے ہیں ان میں بھی حق تعالیٰ شانہ کی بے شمار نعمتیں، شفقتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں کہ ان تک رسائی سے ہماری عقل وفکر عاجز ہے، بس اِجمالاً یہ عقیدہ رکھا جائے (اور اس عقیدے کو اپنا حال بنالیا جائے) کہ اس کریم آقا کی جانب سے جو کچھ پیش آیا ہے، یہ ہمارے لئے سراسر رحمت ہی رحمت ہے، گو ہم اس کو نہ سمجھ سکیں۔

۳:...... آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے بڑے لوگوں کو یہ حادثہ پیش آیا کہ بچپن ہی میں والدین کا سایہ ان کے سر سے اُٹھ گیا، لیکن عنایتِ خداوندی نے ان کو اپنے سائے میں لے لیا، اور وہ دُنیا میں آفتاب وماہتاب بن کر چمکے، اور ایک دُنیا نے ان کے سائے میں پناہ لی۔ خود ہمارے آقا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ارواحنا وآبائنا واُمہاتنا) کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ ابھی بساطِ وجود پر قدم نہیں رکھا تھا کہ سایۂ پدری سے محروم کردیئے گئے، اور بچپن ہی میں ماں کی شفقتِ مادری بھی چھن گئی، لیکن کریم آقا نے اس یتیم بچے کو ایسا اُٹھایا کہ دونوں جہاں اس کے سائے کے نیچے آگئے، (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہ وبارک وسلم)۔ آپ کے بچے اگر سایۂ پدری سے محروم ہوگئے تو غم نہ کیجئے، اِن شاء اللہ رحمت وعنایتِ خداوندی ان کے سر پر سایہ فگن ہوگی، جو باپ کی شفقت سے ان کے حق میں ہزار درجہ بہتر ہوگی۔ ان بچوں کے غم میں گھلنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کے حق میں کریم آقا سے دُعاؤں اور اِلتجاؤں کی ضرورت ہے۔

۴:...... یہ دُنیا ہمارا گھر نہیں، ہمارا وطن اور ہمارا گھر جنت ہے، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا شعر ہے:

لوگ کہتے ہیں کہ مرگیا مظہر
حالانکہ اپنے گھر گیا مظہر

ہمارے حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے ایک عزیز جناب ظفر احمد تھانوی مرحوم کو ان کے والد ماجد کے سانحۂ اِرتحال پر جو گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا، اس کو بار بار پڑھا کرو۔

۵:......آپ کے شوہر کا حادثہ مکہ و مدینہ کے سفر کے دوران پیش آیا، یہ اِن شاء اللہ شہادت کی موت ہے، حق تعالیٰ شانہ کے یہاں ان کو جو کچھ ملا وہ دُنیا کی مکدّر اور فانی لذتوں سے بدرجہا بہتر ہے، اور آپ کو اس حادثے پر صبر و شکر کرنے کی بدولت جو اَجر و ثواب ملے گا وہ مرحوم کے وجود سے زیادہ قیمتی ہے۔ پس ان کی جدائی سے نہ اِن شاء اللہ ان کو خسارہ ہوگا، نہ آپ کو اور نہ دیگر پسماندگان کو۔

۶:......البتہ ان کی جدائی سے رنج وصدمے کا ہونا ایک فطری اور طبعی اَمر ہے، تاہم اس کا تدارک بھی صبر و شکر، ہمت و اِستقلال اور راضی برضائے مولا ہونے سے ہوسکتا ہے، بے صبری اور جزع وفزع سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، اور آپ کو اور آپ کے بچوں کو ہمیشہ اپنے سایۂ رحمت میں رکھے، اور صبر و شکر اور رضاء بالقضاء کی توفیق عطا فرمائے۔

۷:......دُنیا کی بے ثباتی، یہاں کی راحت وخوشی کی ناپائیداری کو ہمیشہ یاد رکھا جائے، حقوقِ بندگی بجالانے اور آخرت کے گھر کی تیاری میں کوتاہی نہ کی جائے، اور یہاں کی دلِ فریبیوں اور یہاں کے عیش وعشرت اور رنج ومصیبت کے بکھیڑوں میں اُلجھ کر آخرت فراموشی، خدا فراموشی، بلکہ خود فراموشی اختیار نہ کی جائے، یہی مضمون ہے ''اِنَّـا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ'' کا۔

دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں، ہماری کوتاہیوں اور گندگیوں کی پردہ پوشی فرمائیں، اور اپنی رحمتِ بے پایاں کے ساتھ دُنیا میں بھی ہماری کفایت فرمائیں اور آخرت میں اپنے محبوب ومقبول بندوں کے ساتھ ہمیں ملحق فرمائیں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبے میں حضرت عمرؓ روئے تھے یا حضرت ابوبکرؓ؟

س...... ''جنگ'' کا اسلامی صفحہ پڑھا، ریٹائرڈ جسٹس قدیرالدین صاحب اپنے مضمون ''اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے'' میں لکھتے ہیں کہ: ۹/ذی الحجہ کو جمعہ کے روز ۱۰ھ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں جو خطبہ دیا تھا اس میں دینِ اسلام کے مکمل ہونے کی نوید سنائی۔ اس وقت مسلمان خوش ہو رہے تھے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید اب آپ ہم لوگوں میں زیادہ دن نہ رہیں۔ لیکن مولانا صاحب! کچھ دن پہلے یہی مضمون اسلامی صفحے پر شاید مولانا احتشام الحق صاحب نے لکھا تھا، جس میں انہوں نے اسی خطبے کے دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے رونے کے متعلق لکھا تھا، اور ہوبہو یہی الفاظ لکھے تھے۔ براہِ کرم انہی صفحات میں جواب دے کر ممنون فرمائیں تاکہ تسلی ہوجائے۔ پردیس میں عام کتب نہ ہونے کی وجہ سے مطالعے سے محروم ہیں، ورنہ سوال کی نوبت نہ آتی۔ اُمید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

ج...... اس آیت کے نازل ہونے کے موقع پر رونے کا واقعہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کا ہے، مگر جسٹس صاحب نے حدیث کے الفاظ صحیح نقل نہیں کئے، جس کی وجہ سے آپ کو اس واقعے کا اشتباہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کے واقعے سے ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ شاید اب آپ ہم لوگوں میں زیادہ دن نہ رہیں، بلکہ یہ فرمایا تھا: ''اب تک تو ہمارے دِین میں اضافہ ہو رہا تھا، لیکن آج وہ مکمل ہوگیا، اور جب کوئی چیز مکمل ہوجاتی ہے تو اس میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ کمی اور نقصان شروع ہوجاتا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سچ کہتے ہو!''۔

(تفسیر ابنِ کثیر ج:۲ ص:۱۳)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات کے دوران ایک خطبے میں فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دُنیا میں رہے یا حق تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں چلا جائے'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس اشارے کو سمجھ گئے اور رونے لگے، جبکہ دُوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اس وقت نہیں سمجھے۔

## قرآن خواہ نیا پڑھا ہو یا پُرانا، اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے

س...... اکثر محفلِ قرآن خوانی میں بعض مرد یا خواتین کہتے ہیں کہ انہوں نے اب تک گھر پر مثلاً: ۱۰، ۵ پارے پہلے پڑھے ہیں، وہ اس میں شامل کرلیں، یا پھر اکثر قلتِ قارئین کی وجہ سے سپارے گھر گھر بھیج دیئے جاتے ہیں، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... یہاں چند مسائل ہیں:

۱:...... مل کر قرآن خوانی کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے، اگر کی جائے تو سب آہستہ پڑھیں تاکہ آوازیں نہ ٹکرائیں۔

۲:...... آدمی نے جو کچھ پڑھا ہو اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے، خواہ نیا پڑھا ہو یا پُرانا پڑھا ہو۔

۳:...... اِیصالِ ثواب کے لئے پورا قرآن پڑھوانا ضروری نہیں، جتنا پڑھا جائے اس کا ثواب بخش دینا صحیح ہے۔

۴:...... کسی دُوسرے کو پڑھنے کے لئے کہنا صحیح ہے، بشرطیکہ اس کو گرانی نہ ہو، ورنہ دُرست نہیں، واللہ اعلم!

## انبیاءؑ و اولیاءؒ وغیرہ کو دُعاؤں میں وسیلہ بنانا

س...... ایک صاحب نے اپنی کتاب ''وسیلے واسطے'' میں لکھا ہے کہ: جو لوگ مردہ بزرگوں، انبیائے کرامؑ یا اولیاء یا شہداء کو اپنی دُعاؤں میں وسیلہ بناتے ہیں، یہ شرک ہے۔

ج...... ان صاحب کا یہ کہنا کہ بزرگوں کے وسیلے سے دُعا کرنا شرک ہے، بالکل غلط ہے۔

بزرگوں سے مانگا تو نہیں جاتا، مانگا تو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے، پھر اللہ سے مانگنا شرک کیسے ہوا...؟

## عریانی کا علاج عریانی سے

س...... ''عریانی لعنت ہے، ایک کینسر ہے، ملک وملت کے لئے نقصان دہ ہے'' اس قسم کے بیانات پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں، چنانچہ جناب راجہ ظفرالحق وزیر اطلاعات و نشریات کا بیان ہے:

> ''عریانی ایک کینسر کی طرح قوم کے جسم میں پھیلی ہوئی ہے، اسے اگر نہ روکا گیا تو اس کی پتلی دھار، ایک بڑا دھارا بن سکتی ہے، حکومت اس لعنت کو ختم کرنے کا تہیہ کرچکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ میں ملک کے نوجوانوں کو عظیم کردار ادا کرنا ہے۔'' (''جنگ'' کراچی ۱۳رفروری ۱۹۸۲ء)

مگر اس کا علاج کوئی نہیں بتاتا، کوئی نہیں بتاتا، آپ جناب سے درخواست ہے اس کا علاج تجویز فرمادیں۔

ج...... عریانی بلاشبہ ایک لعنت ہے، اور کوئی شک نہیں کہ یہ قوم کے مزاج میں کینسر کی طرح سرایت کرچکی ہے۔ راجہ صاحب کے بقول حکومت اس لعنت کو ختم کرنے اور قوم کو اس کینسر سے نجات دِلانے کا تہیہ کرچکی ہے۔ لیکن حکومت نے اپنے اس تہیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو لائحۂ عمل مرتب فرمایا ہے، وہ بھی راجہ صاحب ہی کی زبانی سن لیجئے:

> ''اطلاعات ونشریات کے وفاقی وزیر راجہ ظفرالحق نے خواتین کو بہترین تعلیم دینے پر زور دیا ہے تاکہ وہ معاشرے میں فعال کردار ادا کرسکیں، وقار النساء گرلز ہائی اسکول راولپنڈی کے سالانہ یومِ اسپورٹس اور جوبلی تقریبات میں بطورِ مہمان خصوصی تقریر کرتے ہوئے راجہ ظفرالحق نے کہا کہ حکومت خواتین کو ایسی تعلیم و

تربیت دینے کے سلسلے میں عملی کردار ادا کر رہی ہے کہ قوم کی بیٹیاں ہر شعبۂ حیات میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرسکیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے، اور اس اعتبار سے انہیں ہر شعبۂ حیات میں مثالی طور پر آگے آنے اور اپنی لیاقت اور صلاحیت کے اظہار کے مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔“

(”نوائے وقت“ کراچی ۱۴ر فروری ۱۹۸۲ء)

گویا عریانی کی لعنت کو ختم کرنے اور اس کینسر سے قوم کو نجات دِلانے کے لئے حکومت نے جو عملی خاکہ مرتب کیا ہے وہ یہ ہے کہ قوم کی بیٹیوں کو گھروں سے نکالا جائے، اور ہر شعبۂ زندگی میں مردوں کے برابر ان کی بھرتی کی جائے، فوج اور پولیس میں آدھے آدمی ہوں، آدھی عورتیں، دفاتر میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مساوی ہو، کابینہ اور شوریٰ میں دونوں کی تعداد نصف و نصف ہو، اسکولوں، کالجوں اور دانش گاہوں میں آدھے لڑکے ہوں اور آدھی لڑکیاں، یہ ہے حکومت کا وہ تیر بہدف علاج جس کے ذریعہ عریانی کا خاتمہ ہوگا اور قوم کو عریانی کے عفریت سے نجات ملے گی...! اس طریقۂ علاج کو یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ حکومت مردوں اور عورتوں کی امتیازی علامات ہی مٹادینا چاہتی ہے، تاکہ ایک صنف کو دُوسری صنف سے جو حجاب ہے، اور جس سے عریانی کا تصوّر اُبھرتا ہے، وہ ختم ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ جب دونوں کے حدودِ عمل کی تفریق مٹ جائے گی تو عریانی آپ سے آپ ختم ہوجائے گی، اور قوم کو اس لعنت کے گرداب سے نجات مل جائے گی، بقول اقبال:

شیخ صاحب بھی تو پردہ کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے!
وعظ میں فرمادیا تھا آپ نے کل صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو؟ جب مرد ہی زَن ہوگئے!

راجہ صاحب نے خواتین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی ”تربیت“ پر بھی زور دیا

ہے، ''تربیت'' ایک مبہم سا لفظ ہے، اس کی عملی تشریح وتفسیر بھی راجہ صاحب نے فرمادی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

''وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات راجہ ظفرالحق نے آج وقارالنساء ہائی اسکول کی طالبہ حاذقہ محمود کے لئے ایک خصوصی اِنعام کا اعلان کیا، اس طالبہ نے اسکول کے جشنِ سیمین پر سالانہ کھیل کود کے موقع پر انتہائی خوش الحانی سے قرآنِ پاک کی تلاوت کی تھی، جہاں وزیر موصوف مہمانِ خصوصی تھے۔ وزارتِ اطلاعات کی جانب سے دیا جانے والا ایک ہزار روپے کا اِنعام کتابوں کی شکل میں ہوگا۔'' (''نوائے وقت'')

س...... آج کل بے دِین طبقہ خصوصاً پڑھے لکھے اور صحافی قسم کے لوگوں نے اسلام کے خلاف لکھنے کا تہیہ کرلیا ہے، حضرت! طبیعت پر بہت ہی اثر ہوتا ہے، کہیں یہ اسلام ڈھانے کی سازشیں تو نہیں؟

ج...... ایوب خان مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے عروج واقبال نصیب فرمایا تو انہیں اکبر بادشاہ کی طرح ''اجتہادِ مطلق'' کی سوجھی، اور دِینی مسائل میں تحریف وکتر بیونت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب بالقابہ کی خدمات حاصل کی گئیں، اور انہوں نے اسلام کے تمام متفقہ مسائل کو ''روایتی اسلام'' کا نام دے کر ان کے خلاف ایک محاذ کھول دیا، اس سے ملک میں بے چینی پیدا ہوئی اور احتجاج کے سیلاب میں نہ صرف ایوب خان کی حکومت بہہ گئی، بلکہ بعد میں جو بھیانک حالات پیش آئے وہ سب کو معلوم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ملک دو نیم ہوگیا اور افراتفری کا ایک ایسا غیرمختتم سلسلہ شروع ہوا جس نے ملک وقوم کو شدید بحران میں مبتلا کردیا۔

سوئے اتفاق سے آج پھر اسلام کے مُسلّمہ مسائل کے خلاف اخباروں کے اوراق سیاہ کئے جارہے ہیں، پروفیسر رفیع اللہ شہاب اور کوثر نیازی ایسے لوگ اسلامی مسائل پر خامہ فرسائی فرمارہے ہیں۔ علمائے اسلام کی تحقیر کی جارہی ہے اور انہیں تنگ نظری وکم فہمی

کے طعنے دیئے جارہے ہیں، ہمیں اسلام کے بارے میں تو الحمدللہ اطمینان ہے کہ نہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی تحریفات سے اس کا کچھ بگڑا، اور نہ موجودہ دور کے متجدّد دین کے قلمی معرکے اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اندیشہ اگر ہے تو ملک وقوم کے بارے میں ہے کہ کہیں خدانخواستہ ہماری شامتِ اعمال کی بدولت ایوب خان کا آخری دور تو واپس نہیں آرہا، اور کیا اسلامی مُسلَّمات کی تحقیر اور علمائے اسلام کی تذلیل کسی نئے طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں ہوگی...؟ ہمیں معلوم ہے کہ حکومت آزادیٔ قلم کا احترام کرتی ہے، اور یہ سب کچھ اگر سرکاری آشیرباد سے نہ ہو تو آزادیٔ قلم کا فیضان ہوسکتا ہے...! لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کا مرتکب ہو تو اس کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جاتا ہے، اور اگر کوئی شخص فوج میں بددِلی پھیلانے کی جرأت کرے تو اس کو آزادیٔ قلم کے احترام کا مستحق نہیں سمجھا جاتا، آخر دینِ اسلام نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کہ کوئی شخص اسلامی مُسلَّمات کے خلاف کتنی ہی نفرت پھیلائے، اس کی آزادیٔ قلم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور علمائے اسلام کی کتنی ہی سوقیانہ تحقیر کرلے، وہ آزادیٔ قلم سے محروم نہیں ہوتا۔ جس ملک وقوم کا خدا اور رسول، اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ یہ رویہ ہو، غور فرمائیے کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ کیا ہوگا...؟

## سفید یا سیاہ عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

س...... حضرت! میرا دوست جمعہ کے دن سفید یا کالا عمامہ پہنتا ہے، اس سے کسی نے کہا کہ: ''تم کب سے بریلوی بن گئے ہو؟'' کیا عمامہ باندھنا بریلوی ہونے کی علامت ہے؟

ج...... سفید یا سیاہ عمامہ پہن سکتے ہیں، البتہ شیعوں کے ساتھ مشابہت ہو تو سیاہ نہ پہنا جائے۔

## اخبارات میں چھپنے والے لفظ اللہ کا کیا کریں؟

س...... اخبارات میں قرآنی آیات کے علاوہ ناموں کے ساتھ اللہ کا نام بھی ہوتا ہے، ان کا کیا کیا جائے؟

ج...... کاٹ کر محفوظ کرلیا جائے تو بہتر ہے۔

## ’’تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں‘‘ کہنے والی بیوی کا شرعی حکم

س…… میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ: ’’میں تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں‘‘ اس واقعے سے اس کے ایمان اور نکاح پر کیا اثر پڑا؟

ج…… تمہاری بیوی ان الفاظ سے مرتد ہوگئی اور تمہارے نکاح سے نکل گئی۔ اگر وہ توبہ کرے تو ایمان کی تجدید کے بعد دوبارہ نکاح تم سے ہوسکتا ہے۔

## متبرک ناموں کو کس طرح ضائع کرسکتے ہیں؟

س…… بہت سے مبارک نام جیسا کہ ’’اللہ، محمد‘‘ ہم لکھتے ہیں، اگر اس کاغذ کو اس طرح پھاڑا جائے کہ اس نام کے اجزاء ہوجائیں، مثلاً: کاغذ کے ایک ٹکڑے پر ’’ا‘‘ اور دُوسرے پر ’’للہ‘‘ آجائے تو کیا ایسے کاغذ کو ضائع کرسکتے ہیں؟

ج…… بہتر ہے کہ ان کو جمع کرکے کسی ڈَبے میں ڈالتے رہیں اور پھر ان کو دریا برد کردیں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو پانی میں بھگوکر الفاظ مٹادیں اور پانی کسی ادب کی جگہ ڈال دیں جہاں لوگوں کے پاؤں نہ آئیں۔

## امانت رکھی ہوئی رقم کا کیا کروں؟

س…… میں کچھ عرصے سے ایک اُلجھن میں مبتلا ہوں، آپ اس کا حل بتاکر ممنونِ احسان کردیں۔ میں کم پڑھا لکھا ہوں، میں جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس کا لب لباب نکال کر بہت جلد میری پریشانی دُور فرمادیں۔ ۹رفروری ۱۹۷۹ء کو ایک شخص مجھ کو ڈھیر ساری رقم بطور امانت دے گیا، ۱۹۸۲ء کو میرے حالات اچانک بدل گئے حتیٰ کہ میں دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھانے کو بھی محتاج ہوگیا، کاروبار میں نقصان ہوا، سب کچھ ختم ہوگیا۔ اب میرے خیالوں میں امانت کی ڈھیر ساری رقم محفوظ تھی جسے اپنے ذاتی کاروبار میں لاکر پھر کفالت کے قابل ہونا چاہتا تھا، مگر پھر فوراً اپنا ارادہ اس خیال کی بنا پر بدل دیا کہ امانت میں خیانت ہوگی اور امانت میں خیانت کرنے والا کبھی نہیں بخشا جائے گا، دُنیا میں بھی سزا


فہرست

ملے گی، اس سے بہتر ہے بھوکا مرجانا، پھر میں اس آدمی کے پاس جاتا ہوں تاکہ اس کی امانت اس کو لوٹادُوں تاکہ ہمارے خیالات بُرے نہ ہوں یا پھر اس سے اجازت لے کر تھوڑی سی رقم بطورقرض حاصل کرلوں، گھر سے چل نکلا، چونکہ وہ میرے گھر سے کافی فاصلے پر رہتا تھا، یعنی دُوسرے علاقے میں، وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ یوم قبل ہارٹ اٹیک ہونے سے فوت ہوگیا ہے اوراس کا دُنیا میں کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے، ماں، باپ، بہن بھائی کوئی بھی نہیں۔ ایسے میں میں اس رقم کا کیا کروں؟ شرعی اَحکام کی بناپر ارشاد فرمائیں احسانِ عظیم ہوگا۔

ج...... جس کا وارث نہ ہو، اس کا ترکہ بیت المال میں داخل ہوتا ہے، آپ چونکہ خود مستحق ہیں اس کو خود بھی رکھ سکتے ہیں، اگر کوئی وارث نکل آیا تو اس کو دے دیجئے۔

## امانت میں ناجائز تصرف پر تاوان

س...... میں نے اپنے ایک دوست محمد سلیم صاحب کو اپنے سالے کے ۳۰ ہزار روپے مضاربت کے لئے دینا چاہے، جب میں ان کے پاس گیا تو وہ نہیں تھے، ان کے بھائی محمد اسلم صاحب کو میں نے وہ روپے دیئے کہ بھائی کو دے دیں۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور محمد اسلم نے وہ روپے بجائے بھائی کے، اس کو دے دیئے، وہ آدمی ابھی تک نہیں آیا کیونکہ وہ ٹھگ تھا۔ کیا ان روپوں کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا؟

ج...... یہ رقم محمد اسلم کے پاس امانت بن گئی، جس میں اس نے ناجائز تصرف کرکے دُوسرے شخص کو دے دی، لہٰذا اس رقم کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا۔

## پیپسی، مرنڈا وغیرہ بوتلوں کا پینا کیسا ہے؟

س...... آج کل ہمارے یہاں بازار میں پیپسی، مرنڈا، ٹیم اور سیون اَپ یہ چاروں مشروبات اس کے علاوہ دیگر مشروبات بہت مقبول ہیں، خاص کر مندرجہ بالا یہ چار، کہنا یہ چاہتی ہوں کہ ایک مرتبہ پیپسی کی فیکٹری جانے کا اتفاق ہوا، جہاں مجھے پتا چلا کہ شکر اور چینی کا محلول تو پاکستان فیکٹری میں تیار ہوتا ہے لیکن ان مشروبات کا اصل جو بھی مادّہ ہے وہ امریکہ سے آتا

ہے، واضح رہے کہ یہ مشروبات پوری دُنیا میں یعنی تمام مسلم اور غیرمسلم ممالک میں بنتے ہیں، فیکٹری والے کے کہنے کے مطابق پوری دُنیا میں اصل مادّہ امریکہ ہی سے آتا ہے، اس ڈَر سے کہ اس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ لیکن یہ بہت بڑا مسئلہ ہے، ہم لوگوں نے ان مشروبات سے پرہیز کرنا شروع کردیا ہے، کیونکہ اب تو ہر جگہ ان ہی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے، نہ پینے پر لوگ کیا سے کیا سمجھتے ہیں، اور یہ جو اکثر چیزیں غیرممالک کی ہوتی ہیں، استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان مشروبات کو استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… میں تو ان مشروبات کو پیتا ہوں، اگر کسی کو تحقیق ہو کہ یہ مشروبات ناپاک ہیں تو نہ پیئے۔

## کیا مقروض آدمی سے قرض دینے والا کوئی کام لے سکتا ہے؟

س…… انسان ایک دُوسرے کے بغیر گزارہ نہیں کرسکتا، خاص کر بھائی بہنوں، رشتہ داروں اور دوست احباب کے بغیر، اب انہیں قرض دینے کے بعد بحالتِ مجبوری ان سے کوئی کام لے سکتے ہیں یا یہ سود ہوگا؟ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ کسی کو قرض دینے کے بعد دُھوپ میں اس کے گھر کے سائے سے بچ کر گزرے اور فرمایا کہ: یہ سود تھا۔ لیکن ہم درج بالا لوگوں کے بغیر کیسے گزارا کریں؟

ج…… اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جو کام قرض دیئے بغیر بھی لے سکتے ہیں، ایسا کام لینا سود نہیں، اور اگر یہ کام قرض کی وجہ ہی سے لیا ہے تو یہ بھی ایک طرح کا سود ہے۔ بزرگ کے جس قصے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، وہ بزرگ ہمارے اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مگر ان کا یہ عمل تقویٰ پر تھا فتویٰ پر نہیں۔

## لڑکیوں کی خرید و فروخت کا کفارہ

س…… جو لوگ لڑکیاں فروخت کرتے ہیں، ان میں لینے اور دینے والا دونوں پر جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کیا توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ یا پھر کفارہ کیا ہے؟


فہرست

ج……لڑکیوں کی خرید وفروخت سخت حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جو لوگ اس میں مبتلا ہیں، ان کو اس گھناؤنے عمل سے توبہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے، یہی توبہ واِستغفار اس کا کفارہ ہے۔

## قطع رحمی کا وبال کس پر ہوگا؟

س……میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک تعلق توڑے رکھا، گویا اس نے اسے قتل کردیا۔'' عرض یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی سے زیادتی کرے تو یہ حدیث کس شخص پر ہے کہ اگر معلوم ہے تو وہ پہلے بولے گا یا یہ کہ جس سے زیادتی ہوئی؟ کیا یہ گناہ دونوں پر ہوگا؟

ج۱:…… یہ حدیث صحیح ہے (مشکوٰۃ شریف ص:۴۲۸ میں ابوداؤد کے حوالے سے نقل کی ہے، ابوداؤد کے علاوہ مسندِ احمد اور مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی ہے):

''عن ابی خراش السلمی رضی الله عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من هجر اخاه سنةً فهو کسفک دمه. رواه ابوداؤد.'' (مشکوٰۃ ص:۴۲۸)

ترجمہ:……''حضرت ابی خراش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس شخص نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق توڑے رکھا، اس نے گویا اس کو قتل کردیا۔''

مقصود اس حدیث سے قطع تعلق کے وبال سے ڈرانا ہے کہ وہ اتنا سنگین گناہ ہے جیسے کسی کو قتل کردینا۔

۲:……دو شخصوں کے درمیان رنجش اسی وقت ہوتی ہے جبکہ ایک شخص دُوسرے پر زیادتی کرے، اور جس شخص پر زیادتی ہوئی ہو ظاہر ہے کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اس کو بدلہ لینے کا بھی حق ہے، (بدلے کی نوعیت اہلِ علم کے سامنے پیش کرکے ان سے دریافت

کرلیا جائے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟) اور طبعی طور پر رنج ہونا بھی لازم ہے، لیکن شریعت نے تین دن کے بعد ایسا رنج رکھنے کی اجازت نہیں دی کہ بول چال اور سلام دُعا بھی بند رہے۔

۳:...... جن دو شخصوں یا بھائیوں کے درمیان رنجش ہو، ان کو چاہئے کہ تین دن کے بعد رنجش ختم کردیں، اور جو شخص اس رنجش کو ختم کرنے میں پہل کرے وہ اَجرِ عظیم کا مستحق ہوگا۔

۴:...... اور جس شخص نے اپنے بھائی پر زیادتی کی ہو، وہ اپنے بھائی سے معافی مانگے اور اس کی تلافی ہوسکتی ہو تو تلافی بھی کرے۔

۵:...... اگر کوئی شخص ظالم ہے، ظلم و زیادتی سے باز نہیں آتا تو اس سے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے، لیکن ایسا قطعِ تعلق نہ کیا جائے کہ سلام کلام بھی بند کردیا جائے اور مرنے جینے میں بھی نہ جایا جائے، بلکہ جہاں تک اپنے بس میں ہو اس کے شرعی حقوق ادا کرتا رہے۔

۶:...... یہ قطعِ تعلق اگر دُنیوی رنجش کی وجہ سے ہو تو جیسا کہ اُوپر لکھا گیا، گناہِ کبیرہ ہے، لیکن اگر وہ شخص بددِین اور گمراہ ہو تو اس سے قطعِ تعلق دِین کی بنیاد پر نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات ضروری ہے۔

## والد کے چھوڑے ہوئے اسلامی لٹریچر کو پڑھیں، لیکن ڈائجسٹ اور افسانوں سے بچیں

س...... تقریباً ڈھائی سال قبل میرے ابو کا انتقال ہوچکا ہے، ہم سب بہن بھائیوں کو اپنے ابو سے شدید عقیدت و محبت تھی اور ہے۔ ہمارا گھرانہ مذہبی گھرانہ ہے اور ہم تمام بہن بھائی صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں اور اسلام کو ہی اپنے لئے ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں۔ اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ: ''اولاد، والدین کے لئے صدقۂ جاریہ ہوتی ہے'' چنانچہ امکان بھر نیک اعمال کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ابو ایک علم دوست انسان تھے، اس لئے ان کی لاتعداد کتابیں ہیں جن میں زیادہ تر اسلامی کتب، قرآنِ کریم وغیرہ ہیں، لیکن ان میں کچھ

ڈائجسٹ وغیرہ (افسانوں کی کتابیں) بھی ہیں، جو کئی درجن پر محیط ہیں۔ ابو کی شدید عقیدت کی بنا پر ہم نے ابو کی ہر چیز کو بہت سنبھال کر رکھا ہوا ہے، اور اس کے بالکل دُرست استعمال کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کا اَجر و ثواب ابو کو پہنچتا رہے، لیکن ان ڈائجسٹوں کا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے؟ کیونکہ عقیدت کی بنا پر کوئی بھی (بہن، بھائی) ان کو رَدّی پیپر والے کو دینے کو تیار نہیں ہوگا، بصورتِ دیگر یہ ڈائجسٹ گھر میں رہیں تو پھر ضرور کوئی نہ کوئی اس میں دِلچسپی لے گا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ان ڈائجسٹوں کو میرے بہن بھائیوں میں سے کوئی پڑھے تو اس کا پڑھنا گناہ تو نہیں ہوگا؟ یا اس کے پڑھنے یا اپنے پاس رکھنے سے میرے ابو کو کوئی تکلیف یا اذیت تو نہیں پہنچے گی؟

ج…… ناول، افسانے اور ڈائجسٹ قسم کی چیزیں اگر فحش اور مخربِ اخلاق نہ ہوں تو ان کا پڑھنا مباح ہے، لیکن فی الجملہ اضاعتِ وقت ہے، اس لئے اگر کبھی تفریح کے لئے یہ چیزیں پڑھ لی جائیں تو گنجائش ہے، لیکن نوعمر لڑکے لڑکیوں کو ان چیزوں کی چاٹ لگ جائے تو وہ حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں اور ضروری مشاغل کو چھوڑ کر انہی کے ہو رہتے ہیں، اس لئے نوجوانوں کو ان سے بچنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ آپ کے والد ماجد اپنے بچوں کے لئے ان کا پڑھنا پسند نہیں کرتے تھے، اس لئے بہتر ہوگا کہ ان کو گھر میں رکھا ہی نہ جائے۔ والد ماجد کے ساتھ آپ لوگوں کی عقیدت و محبت کا تقاضا یہ نہیں کہ آپ ان ڈائجسٹوں کو بھی سنبھال کر رکھیں، بلکہ صحیح تقاضا یہ ہے کہ ان کو گھر سے نکال دیں، خواہ ضائع کردیں یا فروخت کردیں، آپ گھر رکھیں گے یا پڑھیں گے تو آپ کے والد ماجد کو رُوحانی اذیت ہوگی۔

## پاکی کے لئے ٹشو پیپر کا استعمال

س…… کیا پیشاب خشک کرنے کے لئے یا دُوسری نجاست کو صاف کرنے کے لئے ڈھیلوں کی جگہ آج کل بازار میں عام طور پر Toilet Tissue Paper کو استعمال کیا جاتا ہے، جائز ہے؟ اگر کاغذ کے استعمال کے بعد پانی سے صفائی کرلی جائے تو صفائی مکمل

ہوگی یا نہیں؟

ج…… جو کاغذ خاص اسی مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے اس کا استعمال دُرست ہے، اور اس سے صفائی ہوجائے گی۔

## توبہ بار بار توڑنا

س…… میں ایک بیماری میں مبتلا ہوں، کئی دفعہ توبہ کرکے توڑ چکا ہوں، کیا میرے بار بار توبہ توڑنے کے بعد بھی میری توبہ قبول ہوگی؟

ج…… سچے دِل سے توبہ کرلیجئے، حق تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں، سو سال کا کافر بھی بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں، اس لئے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ باقی بیماری کا علاج کراتے رہیں، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں۔

## گالیاں دینے والے بڑے میاں کا علاج

س…… ہمارے محلّہ میں ایک صاحب جو بوڑھے ہیں، مسجد میں بعض اوقات گالیاں دینے لگتے ہیں، کیا ایسے شخص کو جواباً کچھ کہنا جائز ہے؟

ج…… بڑے میاں ضعف کی وجہ سے مجبور ہیں، ان کے سامنے کوئی بات ایسی نہ کی جائے کہ ان کو غصہ آئے۔

## عملی نفاق

س…… کئی لوگ جو ظاہر سے تو بہت نیک ہیں، تبلیغ میں بھی جاتے ہیں، لیکن اس مبارک کام کی آڑ میں غلط حرکتیں کرتے ہیں، کیا ایسے لوگ حدیث کی روشنی میں منافق ہیں؟

ج…… عملی نفاق ہے۔

## علم الاعداد سیکھنا اور اس کا استعمال

س…… میں نے شادی میں کامیابی و ناکامی معلوم کرنے کا طریقہ سیکھا ہے، جو اعداد کے ذریعہ نکالا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے۔


فہرست

ج...... غیب کا علم، جیسا کہ آپ نے لکھا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس لئے علم الاعداد کی رُو سے جو شادی کی کامیابی یا ناکامی معلوم کی جاتی ہے یا نومولود کے نام تجویز کئے جاتے ہیں، یہ محض اٹکل پچو چیز ہے، اس پر یقین کرنا گناہ ہے، اس لئے اس کو قطعاً استعمال نہ کیا جائے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کے بعد مکہ کو وطن کیوں نہیں بنایا؟

س...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کی طرف فرمائی، لیکن جب فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں مستقل رہائش کیوں اختیار نہیں کی؟

ج...... مہاجر کے لئے اپنے پہلے وطن کا اختیار کرنا جائز نہیں، ورنہ ہجرت باطل ہوجاتی ہے۔

## فلور مل والوں کا چوری کی گندم کا آٹا بنا کر بیچنا نیز اس میں شریک ملازمین کا حکم

س...... میں ایک پرائیویٹ فلور مل میں ملازم ہوں، میری ڈیوٹی گندم کے ان سرکاری گوداموں پر ہے جو فلور ملوں کو اپنے کوٹے کے مطابق گندم فراہم کرتے ہیں۔ محترم مفتی صاحب! ان سرکاری گوداموں سے ہم جس وقت ملوں کو گندم فراہم کرتے ہیں تو گودام کا اے ایف سی جو کہ سرکاری ملازم ہے، ہر گاڑی کو وزن کرتے وقت چالیس سے ساٹھ ستر کلوگرام تک گندم کاٹتا ہے، اس بات کا علم تمام مل مالکان کو ہے اور وہ اس بات پر تقریباً راضی بھی ہیں۔ دُوسری بات یہ ہے کہ ان سرکاری گوداموں سے اے ایف سی حضرات چوری چھپے کئی کئی ٹرک گندم پرائیویٹ ریٹ پر ملوں کو فراہم کرتے ہیں اور یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرنے کی بجائے سرکاری اہلکار آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں۔ اب جناب سے اس مضمون کی مناسبت سے چند مسائل پوچھ رہا ہوں، اُمید ہے تفصیلی جوابات عنایت فرمائیں گے۔

س...... کیا مل مالکان ان سرکاری ملازموں سے جو چوری چھپے گندم بیچتے ہیں، پرائیویٹ


فہرست

ریٹ پر یہ گندم خرید سکتے ہیں؟

ج...... یہ تو ظاہر ہے کہ سرکاری ملازمین محض گورنمنٹ کے نمائندے ہیں، لہٰذا ان کا سرکاری گوداموں کے غلّے کو چوری چھپے بیچ دینا جائز نہیں، اور نہ مل والوں کو چوری کا مال خریدنا جائز ہے۔ یہ لوگ معمولی منفعت کے لئے اپنی روزی میں حرام ملاتے ہیں اور اپنی آخرت تباہ کرتے ہیں۔ چور کی سزا شریعت نے ہاتھ کاٹنا رکھی ہے، جب ان کے گناہ پر ان کو سزائیں ملیں گی تو اس وقت کوئی ان کا پُرسانِ حال نہیں ہوگا، اور جو مل مالکان اس خیانت میں شریک ہیں، ان کو بھی برابر سزا ملے گی۔

س...... مل مالکان اگر اس گندم کو خرید کر مل میں پسائی کر کے آٹے کی صورت میں بیچیں تو کیا ان کی یہ کمائی حلال ہے یا حرام؟

ج...... اگر مل مالکان کو یہ علم ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو ان کے لئے نہ پیسنا حلال ہے نہ اس کی اُجرت حلال ہے۔

س...... میں بحیثیت مل ملازم اس گندم کو گاڑیوں میں لوڈ کر کے، وزن کرا کر مل کو سپلائی کرتا ہوں، مجھے مل سے ماہانہ صرف اپنی تنخواہ ملتی ہے، یا بعض ملازمین کو فی لوڈ اپنا کمیشن ملتا ہے، کیا ہمارے لئے یہ تنخواہ یا کمیشن حلال ہوا یا حرام؟

ج...... اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ چوری کا مال گاڑی پر لادا جارہا ہے تو آپ بھی شریکِ جرم ہیں، اور قیامت کے دن اس کے محاسبہ سے بَری الذمہ نہیں ہوسکتے۔

س...... جو گاڑیاں اس گندم کو لوڈ کر کے ملوں کو پہنچاتی ہیں اور فی لوڈ اپنا کرایہ وصول کرتی ہیں، کیا ان کے لئے یہ کرایہ حلال ہے یا حرام؟

ج...... اگر معلوم ہے کہ یہ حرام کا غلہ ہے تو گاڑی والے کے لئے اس کا اُٹھانا بھی حلال نہیں، اور اگر ان کو معلوم نہیں کہ یہ چوری کا مال ہے، تو معذور ہیں۔

س...... جو مزدور اس گندم کو لوڈ کرتے ہیں اور پھر ملوں میں اُتارتے ہیں، یہ لوگ فی بوری اپنا


فہرست

کمیشن لیتے ہیں، کیا یہ کمیشن ان کے لئے حلال ہے یا حرام؟

ج...... اس کا حکم بھی وہی ہے کہ اگر وہ چوری کا مال گاڑی پر اُٹھا رہے ہیں یا اُتار رہے ہیں تو وہ بھی شریکِ جرم ہیں، ورنہ لاعلمی کی بنا پر معذور ہیں۔

**وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ''آپ کے مسائل اوران کا حل''

## مقبول عام اورگراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اورمحاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطافرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چارہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ ودو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۱۱۷۲۳

قانونی مشیر اعزازی:ــــــ منظور احمد میو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت:ــــــــ اگست ۱۹۹۹ء

قیمت:ــــــــ

ناشر:ــــــــ مکتبہ لدھیانوی

18-سلام کتب مارکیٹ

بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: جامع مسجد باب رحمت

پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون:021-32780340 - 021-32780337

www.shaheedeislam.com

نوٹ: Mobile اور IPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے

"Adobe Acrobat" کو "PDF Reader" کے طور پر استعمال کریں۔

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل

جلد نہم

ڈارون کا نظریہ اور اسلام
اعضا کی پیوندکاری خودکشی سے
بچانے کے لیے تین طلاق کا حکم
کنٹیکٹ لینز کی صورت میں
وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر
کا شرعی حکم وغیرہ

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ''آپ کے مسائل اوران کا حل''

## مقبول عام اورگراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پرسختی سے کاربندرہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِعلمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اورمحاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطافرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۳۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مرشد العلماء حکیم العصر شیخِ کامل مرشدی ومولائی مخدومی نائب امیرِ مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی زادہ اللہ شرفاً نے ''اقرأ'' اسلامی صفحے میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے نام سے جو فقہی مسائل کا سلسلہ شروع فرمایا تھا، آج دُنیا بھر کے مسلمان حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے اس رُوحانی سلسلے سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

الحمدللہ! اس سلسلے کی نویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں:

ڈارون کا نظریۂ ارتقاء اور اسلام، سائنس دانوں کے اِلحاد کے اسباب، مذہب اور سائنس میں فرق، خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت، ائمۂ اربعہؒ کے حق پر ہونے کا مطلب، اکابرِ دیوبند کا مسلک، مسئلہ حاضر و ناظر، اعضاء کی پیوند کاری، مسئلہ تقدیر کی وضاحت، رافضی پروپیگنڈا، خودکشی سے بچانے کے لئے تین طلاق کا حکم، تجارتی کمپنیوں میں پھنسی ہوئی رقوم پر زکوٰۃ کا حکم، پرائز بونڈ کی پرچیوں کا حکم، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، کنٹیکٹ لینز کی صورت میں وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر کا شرعی حکم، غیبت اور حقیقتِ واقعہ، ٹی وی ایک اصلاحی ذریعہ، اسلامی شعائر کی توہین، خیالاتِ فاسدہ اور نظرِ بد کا علاج، حقوقِ والدین یا اطاعتِ امیر، جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

اس کتاب کی تدوین وترتیب کے سلسلے میں حضرتِ اقدس کے معاون و رفیق مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب، مولانا محمد نعیم امجد، برادرم عبداللطیف طاہر، برادرم

مولانا محمد طیب لدھیانوی، برادرم عتیق الرحمٰن لدھیانوی نے جو محنت و کاوشیں کیں، اللہ تعالیٰ ان کا بیش بہا بدلہ عطا فرمائے۔

رَبّ العزّت سے اُمیدِ واثق ہے کہ یہ کتاب اِن شاء اللہ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے ساتھ مندرجہ بالا احباب اور جناب میر خلیل الرحمٰن مرحوم، میر جاوید الرحمٰن، میر شکیل الرحمٰن اور ان کی والدہ محترمہ کے علاوہ ان تمام حضرات کے لئے صدقۂ جاریہ ہوگی جو اس میں کسی بھی حد تک شریکِ سفر رہے اور تمام قارئین کے لئے علمی ذخیرہ ہوگی۔

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ أجمعین

خاکپائے حضرتِ اقدس

**محمد جمیل خان**

نائب مدیر "اقرأ روضۃ الاطفال"

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ رَدِّ شمس

س…… گزشتہ دنوں ایک مولانا صاحب نے مقامی مسجد میں اتباعِ رسول کے موضوع پر وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر رکھ کر لیٹے کہ اتنے میں انہیں نیند آگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوگئے، اِدھر عصر کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا، انہوں نے سوچا کہ نماز تو پھر مل جائے گی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح کی قربت نہ جانے پھر نصیب ہوگی یا نہیں؟ اتنے میں سورج غروب ہوگیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی تو سورج غروب ہو چکا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: نماز پڑھنا چاہتے ہو یا قضا پڑھو گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ: قضا نہیں پڑھنا چاہتا! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا، سورج دوبارہ نکل آیا اور حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز تو قضا کرلی مگر زانو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جگایا۔

اس میں تفصیل طلب بات یہ ہے کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز پڑھ لی یا نماز پڑھنے سے پہلے سوگئے یا دونوں نے نماز نہیں پڑھی؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے رہے اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی؟ اور پھر نبی جب سوتا ہے تو غافل نہیں ہوتا، نبی کا دل جاگ رہا ہوتا ہے، بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی سوجائے، اس کی اپنی نماز قضا ہوجائے یا اس کے رفیق کی؟

مولانا کی گفتگو سے مندرجہ بالا اشکالات میرے ذہن میں آئے، امید ہے کہ ان

کا جواب دے کر ممنون فرمائیں گے اور بتلائیں گے کہ آیا یہ واقعہ صحیح احادیث سے ثابت ہے یا واقعہ کی حد تک ہے؟

ج...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ردّ شمس کی حدیث امام طحاوی رحمہ اللہ نے مشکل الآثار (ج:۲ ص:۹) میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، بہت سے حفاظِ حدیث نے اس کی تصحیح فرمائی ہے، امام طحاویؒ نے اس کے رجال کی توثیق کرنے کے بعد حافظ احمد بن صالح مصریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"لا ینبغی لمن کان سبیله العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء الذی روی لنا عنه، لانه من اجل علامات النبوة." (مشکل الآثار ج:۲ ص:۱۱)

ترجمہ:...... "جو شخص علمِ حدیث کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہو اسے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، یاد کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ یہ جلیل القدر معجزاتِ نبوت میں سے ہے۔"

حافظ سیوطی رحمہ اللہ "اللآلی المصنوعه" میں لکھتے ہیں:

"ومما یشهد بصحة ذالک قول الامام الشافعی وغیره ما اوتی نبی معجزة الا اوتی نبینا صلی الله علیه وسلم نظیرها، او ابلغ منها، وقد صح ان الشمس حبست علیٰ یوشع (علیه السلام) لیالی قاتل الجبارین، فلا بد ان یکون لنبینا صلی الله علیه وسلم نظیر ذالک فکانت هذه القصة نظیر تلک."

(مشکل الآثار ج:۱ ص:۳۴۱)

ترجمہ:...... "اور من جملہ ان اُمور کے جو اس واقعہ کے صحیح ہونے کی شہادت دیتے ہیں، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر

حضرات کا یہ ارشاد ہے کہ کسی نبی کو جو معجزہ بھی دیا گیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نظیر عطا کی گئی، یا اس سے بھی بڑھ کر، اور صحیح احادیث میں آچکا ہے کہ سورج، حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے روکا گیا تھا، جبکہ انہوں نے جبارین سے جہاد کیا، پس ضروری تھا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اس کی نظیر واقع ہوتی، چنانچہ یہ واقعہ حضرت یوشع علیہ السلام کے واقعہ کی نظیر ہے۔“

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس قصہ کو موضوعات میں شمار کیا ہے، اور حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی ”منہاج السنۃ“ میں بڑی شد و مد سے اس کا انکار کیا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ”فتح الباری“ میں لکھتے ہیں:

”وهذا ابلغ المعجزات، وقد اخطأ ابن الجوزی فی ایراده فی الموضوعات، وكذا ابن تيمية فی كتاب الرد على الروافض فی زعم وضعه، والله اعلم!“ (ج:۶ ص:۲۲۲)

ترجمہ:...... ”ردِّ شمس کا یہ واقعہ حضرت یوشع علیہ السلام کے واقعہ سے بلیغ تر ہے، ابن جوزیؒ نے اس واقعہ کو موضوعات میں درج کرکے غلطی کی ہے، اسی طرح ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب میں جو ردِّ روافض پر لکھی گئی ہے، اس کو موضوع قرار دے کر غلطی کی ہے۔“

حافظ سیّد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ ”شرح احیا“ میں لکھتے ہیں:

”وهذا تحامل من ابن الجوزی، وقد ردّ عليه الحافظان السخاوی والسيوطی، وحاله فی ادراج الاحاديث الصحيحة فی حين الموضوعات معلوم عند الائمة، وقد ردّ عليه وعابه كثيرون من اهل عصره ومن بعدهم كما نقله الحافظ العراقی فی اوائل نكته على ابن

الصلاح فلا نطیل بذکرہ، وھذا الحدیث صححہ غیر واحد من الحفاظ حتی قال السیوطی ان تعدد طرقہ شاھد علیٰ صحتہ، فلا عبرۃ بقول ابن الجوزی."

(اتحاف شرح احیاٰ ج:۷ ص:۱۹۲)

ترجمہ:......"اس واقعہ کو موضوعات میں شمار کرنا ابن جوزیؒ کی زیادتی ہے، حافظ سخاویؒ اور حافظ سیوطیؒ نے ان پر ردّ کیا ہے، اور ابن جوزیؒ جس طرح صحیح احادیث کو موضوعات میں ذکر کرجاتے ہیں وہ ائمہ کو معلوم ہے، ان کی اس رَوِش پر ان کے معاصرین نے بھی اور بعد کے حضرات نے بھی ان کی عیب چینی کی ہے، جیسا کہ حافظ عراقیؒ نے اپنی کتاب "نکت ابن صلاح" کے اوائل میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو بہت سے حفاظِ حدیث نے صحیح کہا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں کہ: اس کے طرق کا متعدد ہونا اس کی صحت پر شاہد ہے، اس لئے ابن جوزیؒ کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔"

بہرکیف! یہ واقعہ صحیح ہے اور اس کا شمار معجزاتِ نبویؐ میں ہوتا ہے، رہا آپ کا یہ کہنا کہ: "یہ کیسے ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ پڑھی ہو؟" اس کا جواب خود اسی حدیث میں موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام سے بھیجا تھا، جب وہ اس کام سے واپس آئے تو نماز ہوچکی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھا کہ یہ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ: "نبی سوتا ہے تو اس کا دل جاگتا ہے، پھر نماز کیسے قضا ہوسکتی ہے؟" اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کے اوقات کا مشاہدہ کرنا دل کا کام نہیں، بلکہ آنکھوں کا کام ہے، اور نیند کی حالت میں نبی کی آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا ہے، یہی وجہ ہے کہ "لیلۃ التعریس" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا کی نمازِ فجر قضا ہوئی، واللہ اعلم!


فہرست

## اکابرِ دیوبند کا مسلک

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کے بارے میں جو ایک مسجد کا امام ہے اور درسِ قرآنِ کریم بھی دیتا ہے، مسجد علمائے دیوبند کے منتسبین کی تھی اور اس امام صاحب کو بھی ایک دیوبندی کی حیثیت سے رکھا گیا تھا، مگر ان کے خیالات یہ ہیں:

۱:......سورۂ یوسف کے درس میں حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے نکاح کی بحث میں زلیخا کے متعلق کہا کہ: وہ زانیہ، بدکارہ اور کافرہ تھی۔ بعض شرکائے درس نے جب عرض کیا کہ فلاں فلاں تفسیر میں لکھا ہے کہ نکاح ہوا تھا، مثلاً: معارف القرآن میں۔ تو فرمانے لگے کہ: جنہوں نے لکھا ہے وہ بھی بے ایمان لعنتی ہیں!

۲:......تبلیغی جماعت کی سخت مخالفت کرتا ہے، جماعت کو مسجد میں ٹھہرنے نہیں دیتا ہے اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے متعلق کہا کہ وہ مشرک مرگیا اور گالی دے کر کہا کہ: اس نے تبلیغی نصاب میں گند اور شرک بھر دیا ہے۔ تبلیغی نصاب کی توہین کرتے ہوئے اس کو ''کتا بڑی''، ''شتا بڑی'' کے نام سے یاد کرتا ہے۔

۳:......بعض اکابرین علمائے دیوبند مثلاً: حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے بارے میں کہا کہ یہ حضرات مشرک تھے اور حالتِ شرک ہی میں مرے ہیں۔

۴:......وسیلہ بالذوات الفاضلہ (مثلاً: انبیاء علیہم السلام اور صلحائے امت) کو شرک اور کفر کہتا ہے اور جو کوئی کسی بزرگ کے وسیلہ سے دعا مانگے اس کو مشرک کہتا ہے۔

۵:......انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ برزخی فی القبور کا انکار کرتا ہے اور قائلینِ حیات علمائے دیوبند کو مشرک کہتا ہے۔

۶:......سماعِ موتیٰ کے قائلین کو بھی مشرک کہتا ہے۔

۷:......اپنی رائے کے متعلق کہتا ہے کہ: وہ آخری اور حتمی ہے، میں کسی اور عالم حتیٰ کہ اپنے اساتذہ تک کو بھی نہیں مانتا ہوں۔

اب اہلِ محلّہ اشتعال میں ہیں کہ ایسے آدمی کو ہم امام نہیں رکھیں گے، اب اس سلسلے میں آپ سے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

۱:......کیا ایسا آدمی اہلِ سنت والجماعت میں سے ہے؟

۲:......کیا ایسا آدمی دیوبندی کہلائے گا؟

۳:......کیا ایسے آدمی کو مستقل امام رکھنا اور اس کے پیچھے نمازیں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴:......آیا وہ آدمی عامی کفر کے حکم کا مستحق ہوگا اور اس کی بیوی مطلقہ ہوگی؟

ج......سوال میں جن صاحب کے نظریات درج کئے گئے ہیں، اگر وہ واقعی ان نظریات کا حامل ہے تو یہ اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، کیونکہ کسی مسلمان کو (خصوصاً کسی مسلّم الثبوت عالم اور بزرگ کو) بے ایمان، لعنتی اور مشرک جیسے الفاظ کے ساتھ یاد کرنا، عقیدۂ اہلِ سنت کے خلاف ہے۔ وسیلہ بالوجہ المشروع کے اہلِ سنت قائل ہیں، اسی طرح حیاتِ برزخی فی القبور کو مانتے ہیں اور سماعِ موتیٰ صحابہؓ کے دور سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے، اس لئے سماعِ موتیٰ کے قائلین کو مشرک کہنا، گویا -نعوذ باللہ- صحابہؓ کو مشرک قرار دینا ہے، نعوذ باللہ من الزیغ والضلال!

الغرض اس شخص کے نظریات روافض وخوارج کا سرقہ ہیں، اس لئے اہلِ سنت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔

۲:......حضراتِ اکابرِ دیوبند بھی اہلِ سنت ہی کا ایک مکتبِ فکر ہے، جو کتاب و سنت پر عامل، حنفیّت کا شارح، سنت کا داعی، بدعت کا ماحی، ناموسِ صحابہؓ کا علم بردار، حضراتِ اولیاء اللہ کا کفش بردار ہے، لہٰذا جو شخص اہلِ سنت سے منحرف ہو وہ دیوبندی نہیں ہوسکتا، اکابرِ دیوبند کے نظریات زیرِ بحث مسائل میں وہ ہیں جو "المھند علی المفند"



فہرست

میں ہمارے شیخ المشائخ حضرتِ اقدس مولانا الحاج الحافظ الحجة الثقة الامین السیدی خلیل احمد سہارنپوری ثم مہاجر مدنی قدس سرہٗ نے قلم بند فرمائے ہیں، اور اس پر ہمارے تمام اکابر کے دستخط اور تصدیقات ہیں، جو شخص اس رسالہ کے مندرجات سے متفق نہیں وہ دیوبندی نہیں، ہمارے اکابرِ دیوبند واقعتاً اس شعر کا مصداق تھے:

درکف جامِ شریعت درکف سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نہ داند جام و سنداں باختن!

۳:...... چونکہ یہ شخص طائفہ منصورہ اہل سنت سے منحرف ہے اس لئے اس کی اقتداء میں نماز جائز نہیں، اور یہ اس لائق نہیں کہ اس کو امام بنایا جائے، اہل محلّہ کا فرض ہے کہ اس کو امامت کے منصب سے معزول کردیں۔

۴:...... تکفیر کے مسئلے میں یہ ناکارہ احتیاط کرتا ہے، اس لئے اس شخص کو توبہ وانابت کا اور اہل حق سے وابستگی کا مشورہ دیتا ہے، اس شخص کا اصل مرض خودرائی ہے، جس کی طرف سوال کے جزو نمبر:۷ میں ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے:

''اپنی رائے کے متعلق کہتے ہیں کہ: وہ آخری اور حتمی ہے، میں کسی اور عالم کو حتیٰ کہ اپنے اساتذہ تک کو نہیں مانتا۔''

یہی خودرائی اکثر اہل علم کے ضلال وانحراف کا سبب بنتی ہے، خوارج وروافض سے لے کر دورِ حاضر کے کجرولوگوں کو اسی خودرائی نے ورطۂ حیرت میں ڈالا ہے، اس لئے جو شخص صراطِ مستقیم پر چلنے اور راہِ ہدایت پر مرنے کا متمنی ہو اس کو لازم ہے کہ اپنی رائے پر اعتماد کرنے کے بجائے اکابر کے علم وتقویٰ پر اعتماد کرے کہ یہ حضرات علم ومعرفت، فہم وبصیرت، صلاح وتقویٰ اور اتباعِ شریعت میں ہم سے بدرجہا فائق تھے، واللہ اعلم!

## سائنس دانوں کے اِلحاد کے اسباب

س:...... ماہنامہ ''بینات'' کراچی بابت ماہ جمادی الاُولیٰ ۱۳۹۳ھ میں جناب پروفیسر مجتبیٰ کریم صاحب کا ایک مضمون سائنس کی ابتدائی معلومات پر شائع ہوا ہے، موصوف نے پہلے پیراگراف میں لکھا ہے:


فہرست

''کہا جاتا ہے کہ سائنس پڑھنے والا دہریہ ہوتا ہے، مگر یہ واقعہ نہیں ہے، سائنس کے اُصولوں کو غور سے دیکھا جائے تو خداوندِ قدوس کے کرشموں کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا، سائنس دانوں پر دہریہ ہونے کا اِلزام غلط ہے۔''

ج...... راقم الحروف کے خیال میں یہ بات جزوی طور پر تو صحیح ہے، لیکن امریکہ، یورپ، رُوس اور کمیونسٹ ممالک کے سائنس دان اکثر و بیشتر نیم ملحد اور دہریے نظر آئیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ سائنسی ایجادات نے عقل کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا، اور مادّی سطح پر انسان کی راحت و سہولت کی وہ صورتیں وجود میں آئیں جن کا کچھ مدّت پہلے تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، مگر سائنس دان حقیقتِ کبریٰ تک رسائی سے محروم رہے۔

''ایٹم'' کا جگر چیر کر اس کے بنیادی عناصر اور اس کی پنہاں قوّت کی دریافت میں وہ ضرور کامیاب ہوئے مگر انسانیت کے اجزائے ترکیبی اور اس کی قدر و قیمت کا معما ان سے حل نہ ہوسکا۔ انہوں نے تمام علویات و سفلیات کے نظامِ ارتقا کی کڑیاں بڑی محنت سے تلاش کیں، مگر خود انسان کی معراجِ ارتقا اور اس کا مبداء و منتہیٰ کیا ہے؟ اس کا جواب ان سے نہ بن پڑا۔ وہ کائنات کی ایک ایک چیز کے اوصاف و خواص کو ڈھونڈتے پھرے، مگر انسانیت کے اخلاق و اقدار، اور اس کے بننے اور بگڑنے کے اسباب کی جستجو سے وہ ہمیشہ عاجز رہے۔ انہوں نے مختلف اعراض و جواہر کی پیمائش کے مختلف آلات ایجاد کئے، مگر پیمائشِ انسانیت کا پیمانہ ان کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ انہوں نے بڑی حساس خوردبینوں کے ذریعہ چھوٹے سے چھوٹے جراثیم تک دیکھ ڈالے، مگر انہیں ''خودشناسی'' کی کوئی خوردبین میسر نہ آئی، جس سے انہیں خود اپنے نفس کا کوئی جرثومہ نظر آتا۔ الغرض! سائنس کی ترقی نے ایک دُنیا بدل کر رکھ دی، مگر افسوس کہ مشرق و مغرب کے ملحد سائنس دان ''خداشناسی'' اور ''انسان شناسی'' کی دولت سے تہی دامن ہی رہے۔ بلاشبہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا، مگر ہوا، اور سب کے سامنے ہو رہا ہے، ایسا کیوں ہوا؟ آیئے اس ''کیوں'' کا جواب کسی ''خضرِ راہ'' سے دریافت کریں۔ حضرت موسیٰ و خضر (علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ

والسلام) کا جو قصہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا، اسی قصے میں حضرت خضر علیہ السلام کا ایک ایسا فقرہ صحیح بخاری کی حدیث میں مروی ہے، جس سے یہ عقدہ حل ہوجاتا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب طالب علمانہ حیثیت میں حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت کی درخواست کی تو اس کے جواب میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

**"یا موسٰی! انی علٰی علم من علم الله علمنیه لا تعلمه أنت، وأنت علٰی علم من الله علمک الله، لا أعلمه."** (صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۸۸)

ترجمہ:...... "اے موسیٰ! میں اللہ کی جانب سے (عطا کردہ) ایک ایسے علم پر ہوں، جس کو آپ نہیں جانتے، اور آپ اللہ کی جانب سے (عطا شدہ) ایک ایسے علم پر (حاوی) ہیں جس کو میں نہیں جانتا۔"

اور دُوسری روایت میں اس کے بجائے یہ الفاظ ہیں:

**"أما یکفیک أن التوراة بیدیک؟ وأن الوحی یأتیک؟ یا موسٰی! ان لی علمًا لا ینبغی لک أن تعلمه وان لک علمًا لا ینبغی لی أن أعلمه."** (ج:۲ ص:۶۸۹)

ترجمہ:...... "کیا آپ کو اتنا کافی نہیں کہ آپ کے ہاتھوں میں توراۃ موجود ہے، نیز آپ کے پاس وحی آتی ہے؟ اے موسیٰ! میرے پاس جو علم ہے اس کا سیکھنا آپ کے شایانِ شان نہیں، اور آپ کے پاس جو علم ہے اس پر حاوی ہونا میرے بس کی بات نہیں۔"

حضرت خضر علیہ السلام کے اس حکیمانہ فقرے میں جو کچھ سمجھایا گیا، اس کی تشریح کے لئے مندرجہ ذیل نکات ملحوظ رکھے جائیں:

۱:...... حق تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کو دو قسم کے علم عطا کئے گئے ہیں، ایک کائنات کے اسرار و رموز، اشیاء کے اوصاف و خواص اور فوائد و نقصانات کا علم جسے "علمِ کائنات" یا "تکوینی علم" کہا جاتا ہے، تمام انسانی علوم اور ان کے سینکڑوں شعبے اسی "علمِ

کائنات“ کی شاخیں ہیں، مگر معلوماتِ خداوندی کے مقابلے میں انسان کا یہ کائناتی علم سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کی اور پہاڑ کی مقابلے میں ایک ذرّہ کی نسبت بھی نہیں رکھتا۔ اور دُوسرا وہ علم جو خالقِ کائنات کی ذات و صفات، اس کی مرضیات و نامرضیات اور انسان کی سعادت و شقاوت کی نشاندہی کرتا ہے، اسے ”علم الشرائع“ یا ”تشریعی علوم“ سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

۲:...... یہ دونوں علم حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے ہی بندوں کو عطا کئے جاتے ہیں، مگر دونوں کے ذرائع الگ الگ ہیں۔ قسمِ اوّل کے لئے احساس، عقل، تجربہ اور فہم و فراست عطا کئے گئے ہیں، اور جہاں انسانی عقل و خرد کی رسائی نہیں ہوسکتی، وہاں وحی اور اِلہام سے اس کی راہ نمائی کی جاتی ہے، چنانچہ انسان کی دُنیوی زندگی سے متعلقہ تمام علوم کے مبادیات وحی و اِلہام کے ذریعہ سکھائے گئے: ”وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا“۔ مزید براں انسان کی فطرت میں عقلی و تجرباتی علوم میں ترقی کی وافر استعداد رکھی گئی۔ اسی علم کا ایک شعبہ حضرت خضر علیہ السلام کو وہبی طور پر عطا کیا گیا، اور خالقِ کائنات کی ذات و صفات کی معرفت اور اس کی مرضیات و نامرضیات کی پہچان چونکہ انسانی ادراک سے بالاتر تھی، بنابریں اس کا مدار محض عقل و تجربے پر نہیں رکھا گیا، بلکہ اس کی تعلیم کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک مستقل سلسلہ جاری کیا گیا، جس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کو معرفتِ ذات و صفات، مبداء و معاد، سعادت و شقاوت، فضائل و رذائل، عذاب و ثواب کی تفصیلات سے بذریعہ وحی مطلع کیا گیا۔ ان کے سامنے حق تعالیٰ تک پہنچنے کا صاف ستھرا راستہ کھولا گیا، ان کو اس صراطِ مستقیم کی دعوت پر مأمور کیا گیا، اور ان حضرات کو اولادِ آدم کا مقتدا بنا کر پوری انسانیت کی سعادت و شقاوت کو ان کے قدموں سے وابستہ کردیا گیا، یہی وہ علم تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔

۳:...... انبیائے کرام (علیہم السلام) بھی چونکہ انسانی برادری کا ایک معزّز گروہ ہے اور انہیں بھی اس ناسوتی زندگی کی ضروریات بہرحال لاحق ہیں، اس لئے وہ انسان کی

دُنیوی حاجات سے بے خبر نہیں، نہ کسبِ معاش کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، نہ اس زندگی سے متعلقہ علوم کی نفی کرتے ہیں، بلکہ بشرطِ ضرورت خود بھی کسبِ معاش کرتے ہیں۔ البتہ زندگی کی حرکت وسکون اور کسبِ معاش کے ہر طور وطریق پر وہ اس نقطۂ نظر سے بحث کرتے ہیں کہ یہ حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے یا نہیں؟ اور یہ مسافرِ آخرت کے لئے زادِ راہ ہے یا اس کی منزل کو کھوٹا کرتا ہے؟ الغرض! وہ ہر شعبۂ زندگی کے متعلق ہر شخص کو ہدایات دیتے ہیں، جائز وناجائز بتاتے ہیں، اچھے اور بُرے کی نشاندہی کرتے ہیں، مگر خود کسی علم اور فن کو اپنا موضوع نہیں بناتے، بلکہ ''أنتم أعلم بأمور دُنیاکم'' کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں، گویا دُنیا کے کسی علم وفن اور فلسفہ وسائنس کو موضوع بنانا ان کی اعلیٰ وارفع شان سے فروتر چیز ہے۔ یہی مطلب ہے حضرت خضر علیہ السلام کے اس ارشاد کا کہ: ''اے موسیٰ! میرے پاس جو علم ہے اس کا سیکھنا آپ کے شایانِ شان نہیں۔'' یہی وجہ ہے کہ مادّیات کی جو ترقی ان کے اُمتیوں کے ہاتھوں ہوئی خود ان حضرات کے ہاتھ اس سے ملوّث نہیں ہوئے، اور غالباً یہی نکتہ ہے کہ جہاں تک دین کی ترقی کا تعلق تھا ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی محنت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور جب اس پر فتوحات کا دروازہ کھلا تو ہاتھ جھاڑ کر دُنیا سے تشریف لے گئے، اور یہ کام اپنے خلفاء کے سپرد فرمایا۔

۴:...... انبیائے کرام علیہم السلام پر جو علوم کھولے گئے ہیں، وہ صرف انہیں کے لئے نہیں ہیں بلکہ تمام انسانیت ان کی محتاج ہے، اس لئے کہ دُنیا کا کوئی بڑے سے بڑا دانشور، حکیم، سائنس دان اور فلاسفر ان علوم کو انبیاء علیہم السلام کی وساطت کے بغیر حاصل نہیں کرسکتا۔ عام انسانوں کا کمال یہی ہے کہ وہ ان علومِ نبوّت کا کچھ حصہ ان حضرات کے ذریعہ حاصل کرسکیں، نہ وہ تمام علومِ نبوّت کا احاطہ کرسکتے ہیں، اور نہ انبیاء علیہم السلام سے مستغنی ہوکر انہیں علومِ نبوّت کا کوئی شمہ نصیب ہوسکتا ہے۔ یہی مطلب ہے حضرت خضر علیہ السلام کے ارشاد کا کہ: ''اور آپؑ کے پاس جو علم ہے اس پر حاوی ہوجانا میرے بس کی بات نہیں۔'' اگر پرائمری کا طالبِ علم ریاضی کے دقیق مسائل یا ایٹمی نظریہ کی تشریحات سمجھنے سے قاصر ہے تو اس میں قصور ان مسائل کا نہیں بلکہ طالبِ علم کی پست ذہنی کا ہے۔ انبیائے

کرام علیہم السلام کے سامنے دُنیا بھر کے عقلاء و حکماء اور افلاطون و جالینوس طفلِ مکتب ہیں، نہ وہ ان اساتذۂ فطرت (علیہم السلام) سے مستغنی ہوسکتے ہیں، نہ ان کے علوم پر حاوی ہونے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

فلسفہ و سائنس کے ماہرین، علم و دانش اور عقل و فہم کے جس مرتبے پر فائز ہیں اس کی وجہ سے کائنات کی بوقلمونیوں سے بہ نسبت دُوسروں کے زیادہ واقف اور فطرت کی نیرنگیوں کے سب سے زیادہ شناسا ہیں، ان سے یہ توقع بے جا نہیں تھی کہ وہ قدرتِ خداوندی کے سامنے سب سے زیادہ سرنگوں ہوں گے، رسالت و نبوّت کی ضرورت و اہمیت اور انبیائے کرام علیہم السلام کی قدر و منزلت سب سے زیادہ انہی پر کھلے گی، وحیٔ الٰہی سے - جو انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل ہوتی ہے - سب سے زیادہ استفادہ وہی کریں گے، انبیائے کرام علیہم السلام سے وفاداری و جاں نثاری اور اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ سب سے بڑھ کر انہی کی جانب سے ہوگا، لیکن بدقسمتی سے سائنس کی قیادت جن ہاتھوں میں آئی وہ معرفت کے دروازے پر پہنچ کر واپس لوٹ آئے، انہوں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت کو عار سمجھا اور تعلیماتِ نبوّت سے استغنا کا مظاہرہ کیا، یوں ارشادِ خداوندی: ”وَأَضَلَّهُ اللهُ عَلٰى عِلْمٍ“ (اور گمراہ کردیا اس کو اللہ تعالیٰ نے باوجود علم کے) ان پر صادق آیا۔ دورِ قدیم کے فلاسفہ، انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت کے قائل تھے، مگر ان کا کہنا تھا کہ یہ حضرات تو عوام کی اصلاح کے لئے تشریف لائے ہیں جبکہ ہم تہذیب و تربیت کے اس مرتبے پر فائز ہیں جہاں سے نبوّت سے استفادہ کی ضرورت نہیں رہ جاتی: ”ونحن قوم هذبنا أنفسنا“۔ اِدھر دورِ جدید کے فلاسفہ (سائنس دان) غرور و تکبر میں ان سے ترقی یافتہ ثابت ہوئے، انہوں نے انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے مشن کو بنظرِ حقارت دیکھا، انبیائے کرام علیہم السلام کے زُہد و قناعت اور دُنیا سے بے رغبتی، جس کی دعوت انبیائے کرام علیہم السلام کا خاص موضوع ہے، اس سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیا، اور وہ مخصوص علوم، جو انبیائے کرام علیہم السلام کو عطا کئے جاتے ہیں، ان کے بارے میں نہ صرف شک و شبہ بلکہ ضد و عناد کا مظاہرہ کیا، نتیجتاً وہ نہ صرف نورِ ایمان سے محروم رہے بلکہ انسانیت کے اعلیٰ

اخلاق و اقدار سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اب ان کی محنت ''انسان'' اور ''انسانیت'' کے بجائے مٹی اور مٹی سے نکلنے والی چیزوں پر صَرف ہو رہی ہے، چیزیں بن رہی ہیں اور انسانیت بگڑ رہی ہے۔

سائنس اپنی تمام تر افادیت کے باوجود ان مغرور سائنس دانوں کو دہریت و الحاد کے بھنور سے نہ نکال سکی، بلکہ اس کے برعکس وہ سائنس کو ملحد اور دہریہ بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ سائنس کے ان نیم پختہ ادھورے نظریات کی بنا پر (جن کو آج شد و مد سے ثابت کیا جاتا ہے، اور کل ان کے غلط ثابت کرنے پر دلائل دیئے جاتے ہیں) سائنس کے بہت سے مسلم طلبہ نے اسلام کے مقابلے میں دہریت کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا شروع کردیا، یوں دہریت اور بددِینی سائنسی دور کا فیشن بن کر رہ گئی۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے مقابلے میں سائنس دانوں کی اس متکبرانہ رَوِش کا سبب مادّیت کا غلط نشہ تھا، علمائے سائنس نے یہ فرض کرلیا کہ مادّیت کا یہ عروج، یہ برق اور بھاپ، یہ سیارے اور طیارے، یہ ایٹم اور قوّت انسانیت کا کمال بس انہی چیزوں کی خیرہ سامانی ہے، فضاؤں میں اُڑنا، دریاؤں میں تیرنا، چاند پر پہنچنا، سورج کے طول و عرض کو ناپنا اور زہرہ و مشتری کی خبریں لانا، بس یہی انسانیت کی آخری معراج ہے، اور یہ ترقی چونکہ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں نہیں ہوئی اس لئے نہ صرف یہ کہ سائنسی دور، دورِ نبوّت سے افضل ہے، بلکہ یہ ترقی یافتہ لوگ خود تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں، اور اس کا پروپیگنڈا اس شدت سے کیا گیا کہ آج بہت سے مسلمان بھی موجودہ دور کو ''مہذب دور'' سے اور دورِ قدیم کو (جو انبیاء علیہم السلام کا دور تھا) ''تاریک دور'' سے تعبیر کرتے ہوئے نہیں شرماتے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

حالانکہ نبوّت سے کٹ کر جس ترقی پر آج کی دُنیا پھولی نہیں سماتی انبیائے کرام علیہم السلام کی نظر میں اس کی قیمت پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة لما سقٰى كافرًا منها شربةً.'' (مشکوٰۃ)



فہرست

ترجمہ:......''اگر اللہ کے نزدیک پوری دُنیا کی قیمت مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ تک نہ دیتے۔''

انبیائے کرام علیہم السلام کے سامنے آخرت کی لامحدود زندگی ہے، جہاں کی نعمت ولذّت اور راحت وآرام کا تصوّر بھی یہاں نہیں کیا جاسکتا۔ انسان کی کوئی چاہت ایسی نہیں جو وہاں پوری نہ کی جائے، اور کسی قسم کا غم اور اندیشہ ایسا نہیں جس کے لاحق ہونے کا خطرہ وہاں درپیش ہو، زندگی ایسی کہ موت کا احتمال تک نہیں، صحت ایسی کہ مرض کا اندیشہ تک نہیں، جوانی ایسی کہ پیری کا تصوّر تک نہیں، راحت ایسی کہ کلفت کا نام ونشان تک نہیں، سلطنت اتنی بڑی کہ اس کے مقابلے میں یہ زمین وآسمان بیضۂ مور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے جس کی آنکھوں کے سامنے آخرت کی یہ بے حد ونہایت زندگی اپنی تمام تر جلوہ افروزی ونعمت سامانی کے ساتھ پھیلی ہوئی ہو وہ ہماری مکروہات وحوادث سے بھرپور زندگی کو کھیل تماشے سے تعبیر نہ کرے تو اس سے زیادہ صحیح تعبیر اور کیا ہوسکتی ہے...؟ قرآنِ کریم نے بار بار یہ کہہ کر خوابیدہ انسانیت کو خوابِ غفلت سے چونکایا ہے:

''وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.'' (العنکبوت:۶۴)

ترجمہ:......''اور یہ دُنیوی زندگی (فی نفسہٖ) بجز لہو ولعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالمِ آخرت ہے، اگر ان کو علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے (کہ فانی میں منہمک ہوکر باقی کو بھلا دیتے اور اس کے لئے سامان نہ کرتے)۔'' (بیان القرآن)

چار پانچ سالہ بچہ اگر لکڑی کے چند ٹکڑے اِدھر اُدھر جمع کرکے اور انہیں کیف ما اتفق جوڑ کر ''چاند گاڑی'' بنالے تو یہ کھیل اس کی ذہانت کی دلیل ہے، اور اگر ابا میاں بھی صاحبزادے کی نقالی میں اس طرح کی ''گاڑیاں'' بنانے کو زندگی کا موضوع بنالیں تو یہ ذہانت کی نہیں، بلکہ دماغ چل نکلنے کی علامت ہے۔ آپ ننھے بچوں کو ریت اور مٹی کے

گھروندے بناتے روزانہ دیکھتے ہیں، اور اگر آپ کسی دن کسی ''بڑے صاحب'' کو یہی شغل فرماتے دیکھ لیں تو ان صاحب کے بارے میں آپ کی رائے کچھ اور ہوگی۔ کپڑوں کی کترنیں جمع کرکے گڑیاں بنانا ننھی بچیوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے، اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے کبھی ان کی امی جان بھی ان کی راہ نمائی فرماتی ہیں، لیکن اگر بیگم صاحبہ تمام کاموں کو چھوڑ چھاڑ کر گڑیوں کے کھیل ہی کو زندگی کا مشن بنالیں تو علاج کی ضرورت ہے۔

ٹھیک اسی طرح دُنیا کی پوری زندگی اپنی دِل فریبیوں اور فتنہ سامانیوں کے باوجود انبیائے کرام علیہم السلام کی نظر میں ایک کھیل ہے، اور جن لوگوں نے اسی کھیل کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنالیا ہے، جن کی ساری محنت اسی پر صَرف ہو رہی ہے، اور جو اسی کے لئے چلتے پھرتے اور جیتے مرتے ہیں، وہ اگرچہ بزعمِ خویش بہت بڑے کارنامے انجام دے رہے ہیں، نئی نئی ایجادیں کر رہے ہیں، یا بڑی بڑی جمہوریتیں چلا رہے ہیں، مگر انبیائے کرام علیہم السلام کے نزدیک ان کی انسانیت قابلِ علاج ہے۔

فرمایا گیا ہے:

''قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا. اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا.'' (الکہف:۱۰۳، ۱۰۴)

ترجمہ:...... ''آپؐ (ان سے) کہئے کہ کیا تم کو ایسے لوگ بتائیں جن کے کارنامے سب سے زیادہ خسارے میں ہیں؟ (لو سنو!) یہ وہ لوگ ہیں جن کی دُنیا میں کی کرائی ساری محنت (یہیں) ضائع ہوکر رہ گئی، اور وہ (بربنائے جہل) اسی خیال میں ہیں کہ وہ (بڑا) اچھا کام کر رہے ہیں۔''

الغرض! انبیائے کرام علیہم السلام کے دور میں خود ان کے ہاتھوں مادّی ترقی کے نہ ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ ان کا دور آج کے دور کی بہ نسبت -معاذ اللہ- تاریک اور غیرمہذب تھا اور انسانیت نے ارتقا کی ابتدائی منزلیں ابھی طے نہیں کی تھیں، بلکہ اس کا اصل سبب یہ



فہرست

ہے کہ ان کے بلند ترین منصب اور عظیم ترمشن کے مقابلے میں مادّیت کا یہ سارا کھیل بازیچۂ اطفال کی حیثیت رکھتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام ''ایٹم'' کی دریافت کے لئے نہیں آتے، بلکہ وہ اس ذاتِ عالی سے انسانیت کو آشنا کرتے ہیں جن کے ادنیٰ اشارہ ''کُــنْ'' میں ہزاروں ''ایٹم'' پوشیدہ ہیں، ان کی نگہِ بلند صرف کائنات کے باہمی ربط میں کھوکر نہیں رہ جاتی، بلکہ وہ اس پر غور کرتے ہیں کہ کائنات کا، خالق کی قدرت سے کیا ربط ہے؟ ان کا موضوع چیزوں کی محنت نہیں ہوتا، بلکہ انسان سازی کی محنت ہوتا ہے، ان کے نزدیک ان چیتھڑوں کی کوئی اہمیت نہیں جن کو دُنیا کے نابالغوں نے بڑی خوبصورتی سے الماریوں میں سجا رکھا ہے، ان مٹی کے گھروندوں کی کوئی قیمت نہیں جن کو یہ نادان بچے نقش ونگار سے آراستہ کرتے ہیں، اور دُنیا کی ظاہری زرق برق میں ان کے لئے کوئی کشش نہیں جس پر یہ طفلانِ بے شعور ریجھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ وہ ایک فنا پذیر تودۂ خاک کے سوا کچھ نہیں، اسی حقیقت کا اظہار بھی وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''ما لی وللدنیا؟ وما أنا والدنیا الا کراکبٍ استظل تحت شجرة ثم راح وترکھا.'' (مشکوٰۃ)

ترجمہ:...... ''مجھے دُنیا سے کیا واسطہ؟ اور میری اور دُنیا کی مثال تو ایسی ہے کہ ایک راہ رو کسی درخت کے سائے میں اُترا، تھوڑی دیر ستایا، پھر اسے چھوڑ کر چل پڑا (اور پھر اسے دوبارہ وہاں لوٹ کر آنے کی نوبت کبھی نہیں آئی)۔''

اور کبھی لوگوں کو اس حقیقتِ کبریٰ سے یوں آگاہ کرتے ہیں:

''کن فی الدُّنیا کأنک غریب أو عابر سبیل وعد نفسک فی أھل القبور.'' (صحیح بخاری)

ترجمہ:...... ''دُنیا میں ایسے رہو گویا تم یہاں چند روزہ مسافر ہو یا راہ نورد۔ اور یوں سمجھو کہ تم اہلِ قبور کی صف میں شامل ہو (آج نہیں تو کل تمہارا نام بھی پکارا جائے گا)۔''

مابعد الطبعیات سے اندھی بہری سائنس، جس کے نزدیک کسی چیز کو تسلیم کرنے کے لئے اس کو مشاہدے کے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھنا شرط ہے، چونکہ اس حقیقت کو سمجھنے سے عاجز ہے اس لئے وہ ''ایمان بالغیب'' کے تمام سرمایۂ نبوّت کو ایک خندۂ استہزاء کی نذر کردیتی ہے، اور یہاں سے اس کی ملحدانہ شفقت کا آغاز ہوتا ہے۔

الغرض سائنس دانوں کی تمام تر محرومی کا باعث ''نبوّت'' سے انحراف ہے، اور اس انحراف کا باعث جہل و غرور۔ اگر ان پر کائنات کی اندرونی حقیقت کھل جاتی تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ کائنات صرف یہی نہیں جس کا تعلق موت سے قبل کے مشاہدے سے ہے، بلکہ یہ تو اصل کائنات کا ایک حقیر ذرّہ ہے، اور اس ایک ذرّہ کی حقیقت کا بھی ایک ذرّہ آج تک ان پر منکشف نہیں ہوا، اگر اصل کائنات اور پھر کائنات سے آگے خالقِ کائنات کا راز ان پر کھل جائے تو انہیں معلوم ہوجائے کہ کھربوں ڈالر خرچ کرکے چاند سے چار سیر مٹی لے آنا ترقی کی علامت نہیں، بلکہ سفاہت و کم عقلی کا نشان ہے۔ دامنِ نبوّت سے کٹ کر سائنس کی اس ''سفیہانہ محنت'' نے انسانیت کو بے قراری و بے چینی اور کرب و اضطراب کا ''تحفہ'' عطا کیا، اور اس بے چینی کی وقتی تسکین کے لئے مختلف قسم کی مصنوعی تفریحات اور منشیات کا نسخہ تجویز کیا۔ آج کا مفلوج انسان جن اخلاقی، رُوحانی، نفسیاتی اور جسمانی امراض کا تختۂ مشق بن کر رہ گیا ہے، اہلِ عقل کو تجزیہ کرنا چاہئے کہ ان میں ''سائنسی ترقی'' کا حصہ کتنا ہے...؟ راقم الحروف کا ایمان ہے کہ جب تک سائنس کی تگ و دو نبوّت کے تابع نہیں ہوجاتی، جب تک سائنس کا رُخ دُنیا سے آخرت کی طرف نہیں مڑ جاتا اور جب تک سائنس دان انبیائے کرام علیہم السلام کے سامنے اپنے علمی عجز کا اعتراف نہیں کرتے، تب تک سائنس بدستور ملحد رہے گی اور اس کا سارا ترقیاتی کارنامہ انسانیت کی ہلاکت اور بربادی کے کام آئے گا۔ رہا یہ سوال کہ کیا سائنس کو نبوّت کے دامن سے وابستہ کرنا ممکن ہے؟ اس کا جواب مسلم سائنس دانوں کی جرأت و ہمت اور فہم و فراست کا منتظر ہے۔

سائنس کے جدید نظریات نے کٹر سے کٹر دہریت نواز سائنس دانوں کو بھی

''وجودِ خدا'' کے اعتراف پر مجبور کردیا ہے (اگرچہ وہ اتنی جرأت نہیں رکھتے کہ کھل کر اس کا اعلان کریں)، مگر یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ صرف ''وجودِ خدا'' کا مبہم تصوّر دہریت کے مارگزیدوں کا تریاق نہیں ہے، نہ محض اس تصوّر سے ایک آدمی ''خداپرست'' کہلانے کا مستحق قرار پاتا ہے، بلکہ اسے یقین وایمان کی روشنی میں اس سے آگے کے مراحل طے کرنا ہوں گے، یعنی خدا کی صفات کیا ہیں؟ اس عالم کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اس نے انسان کی اچھائی اور بُرائی کے کیا معیار تجویز کئے ہیں؟

## خواب میں زیارتِ نبوی

س...... کیا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن ہے؟ اگر ممکن ہے تو کیسے پتہ چلے کہ یہ خواب سچا ہے؟ بعض لوگ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسری شکل میں دیکھتے ہیں، کیا وہ بھی صحیح خواب ہوگا؟

ج...... صحیحین کی روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد متعدد اور مختلف الفاظ میں مروی ہے کہ:

''من رآنی فی المنام فقد رآنی، فان الشیطان لا یتمثل بی!''

ترجمہ:...... ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا!''

ایک اور روایت میں ہے:

''من رآنی فقد رأی الحق!'' (مشکوٰۃ ص:۳۹۴)

ترجمہ:...... ''جس نے مجھے دیکھا اس نے سچا خواب دیکھا!''

خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ شریفہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی شکل اور حلیہ مبارک میں دیکھے۔ دوم یہ کہ کسی دوسری ہیئت و شکل میں دیکھے۔ اہل علم کا اس پر تو اتفاق ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپؐ کے اصل حلیہ مبارک میں ہو تو ارشادِ نبویؐ کے مطابق، واقعی آپؐ کی زیارت نصیب

ہوئی، لیکن اگر کسی دوسری ہیئت وشکل میں دیکھے تو اس کو بھی زیارتِ نبویؐ کہا جائے گا یا نہیں؟ اس میں علماء کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ یہ زیارتِ نبویؐ نہیں کہلائے گی، کیونکہ ارشادِ نبویؐ کے مطابق خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ آپؐ کو اصلی شکل وصورت اور حلیہ مبارک میں دیکھے، پس اگر کسی نے مختلف حلیہ میں آپؐ کو دیکھا تو یہ حدیثِ بالا کا مصداق نہیں۔ اور بعض اہلِ علم کا قول یہ ہے کہ آپؐ کو خواہ کسی شکل وصورت اور حلیہ میں دیکھے وہ آپؐ ہی کی زیارت ہے، اور آپؐ کے اصل حلیہ مبارک سے مختلف شکل میں دیکھنا خواب دیکھنے والے کے نقص کی علامت ہے۔ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ ''تعطیر الانام فی تعبیر المنام'' میں دونوں قسم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''فعلم ان الصحیح بل الصواب کما قاله بعضهم ان رؤیاه حق علیٰ ای حالته فرضت ثم ان کانت بصورته الحقیقیة فی وقت ما، سواء کان فی شبابه او رجولیته او کهولته او آخر عمره لم تحتج الیٰ تأویل. والا احتیجت لتعبیر یتعلق بالرائی. ومن ثم قال بعض علماء التعبیر: من راٰه شیخا فهو غایة سلم، ومن راٰه شابا فهو غایة حرب، ومن راٰه متبسمًا فهو متمسک بسنته.

وقال بعضهم: من راٰه علیٰ هیئته وحاله کان دلیلًا علیٰ صلاح الرائی وکمال جاهه وظفره بمن عاداه، ومن راٰه متغیر الحال عابسا کان دلیلًا علیٰ سوء حال الرائی.

وقال ابن ابی جمرة: رؤیاه فی صورة حسنة حسن فی دین الرائی، ومع شین او نقص فی بعض بدنه خلل فی دین الرائی. لانه صلی الله علیه وسلم کالمراٰة الصقیلة ینطبع فیها ما یقابلها. وان کانت ذات المراٰة


فہرست

**علی احسن حالہ واکملہ، وھذہ الفائدۃ الکبریٰ فی رؤیاہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ بہ یعرف حال الرائی۔"**

(ج:۲ ص:۲۷۶،۲۷۷)

ترجمہ:......"پس معلوم ہوا کہ صحیح بلکہ صواب وہ بات ہے جو بعض حضرات نے فرمائی کہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بہرحال حق ہے۔ پھر اگر آپؐ کے اصل حلیہ مبارک میں دیکھا خواہ وہ حلیہ آپؐ کی جوانی کا ہو یا پختہ عمری کا، یا زمانہ پیری کا، یا آخر عمر شریف کا، تو اس کی تعبیر کی حاجت نہیں، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل شکل مبارک میں نہیں دیکھا تو خواب دیکھنے والے کے مناسب حال تعبیر ہوگی، اسی بنا پر بعض علمائے تعبیر نے کہا ہے کہ جس نے آپؐ کو بڑھاپے میں دیکھا تو یہ نہایت صلح ہے، اور جس نے آپؐ کو جوان دیکھا تو یہ نہایت جنگ ہے، اور جس نے آپؐ کو مسکراتے دیکھا تو یہ شخص آپؐ کی سنت کو تھامنے والا ہے۔

اور بعض علمائے تعبیر نے فرمایا ہے کہ: جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی شکل و حالت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی درست حالت، اس کی کمالِ وجاہت اور دشمنوں پر اس کے غلبہ کی علامت ہے، اور جس نے آپؐ کو غیر حالت میں (مثلاً) تیور چڑھائے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی حالت کے بُرا ہونے کی علامت ہے۔

حافظ ابن ابی جمرہؒ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی صورت میں دیکھنا، دیکھنے والے کے دین کے اچھا ہونے کی علامت ہے، اور عیب یا نقص کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والے کے دین میں خلل کی علامت ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم


فہرست

کی مثال شفاف آئینہ کی سی ہے، کہ آئینہ کے سامنے جو چیز آئے اس کا عکس اس میں آجاتا ہے، آئینہ بذاتِ خود کیسا ہی حسین و باکمال ہو (مگر بھدی چیز اس میں بھدی ہی نظر آئے گی)، اور خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ شریفہ کا بڑا فائدہ یہی ہے کہ اس سے خواب دیکھنے والے کی حالت پہچانی جاتی ہے۔“

اس سلسلے میں مسندالہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کی ایک تحقیق فتاویٰ عزیزی میں درج ہے، جو حسبِ ذیل ہے:

”سوال:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں اہل سنت اور شیعہ دونوں فرقہ کو میسر ہوتی ہے، اور ہر فرقہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم اپنے حال پر ہونا بیان کرتے ہیں، اور اپنے موافق احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا بیان کرتے ہیں، غالباً دونوں فرقہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں افراط کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا، اور خطراتِ شیطانی کو اس مقام میں دخل نہیں تو ایسے خواب کے بارے میں کیا خیال کرنا چاہئے؟

جواب:...... یہ جو حدیث شریف ہے: ”من رانی فی المنام فقد رانی!“ یعنی جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو اس نے فی الواقع مجھ کو دیکھا ہے، تو اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث خاص اس شخص کے بارے میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورتِ مبارکہ میں دیکھے جو بوقتِ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ تھی، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث عام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وقت کی صورت میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا، یعنی ابتدائے نبوت سے تاوقتِ وفات جوانی اور کلاں سالی اور سفر

اور حضر اور صحت اور مرض میں جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صورتِ مبارک تھی، ان صورتوں میں سے جس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا، یعنی فی الواقع اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوگا۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں سنّی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اسی طرح شیعہ نے کبھی نہ دیکھا ہے، اور فرضیات کا اعتبار نہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چار قسموں پر ہے۔ ایک قسم رؤیائے الٰہی ہے کہ اتصال تعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اور دوسری قسم ملکی ہے اور وہ متعلقاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے، مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسبِ اطہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور محبت میں سالک کا درجہ اور اس کے مانند اور جو امور ہیں تو ان امور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مقدس میں دیکھنا پردۂ مناسبات میں ہو جو فنِ تعبیر میں معتبر ہے۔ اور تیسری قسم رؤیائے نفسانی ہے کہ اپنے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صورت ہے اس صورت میں دیکھنا۔ اور یہ تینوں اقسام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بارے میں صحیح ہیں۔

چوتھی قسم شیطانی ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مقدس میں شیطان اپنے کو خواب میں دکھلائے، اور یہ صحیح نہیں ہوسکتا، یعنی ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ

مقدس کے مطابق شیطان اپنی صورتِ خبیث بنا سکے اور خواب میں دکھلا وے، البتہ مغالطہ دے سکتا ہے، اور تیسرے قسم کے خواب میں بھی کبھی شیطان ایسا کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اور بات کے مشابہ شیطان بات کرتا ہے اور وسوسہ میں ڈالتا ہے، چنانچہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ نجم پڑھتے تھے اور بعض آیات کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو شیطان نے کچھ عبارت خود بنا کر پڑھ دی کہ اس سے بعض سامعین مشرکین کا شبہ قوی ہوگیا، اور یہ روایت اوپر ایک مقام میں مفصل مذکور ہوئی ہے، تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں شیطان نے ایسا کیا تو خواب میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا؟ اسی وجہ سے شریعت میں ان احکام کا اعتبار نہیں جو خواب میں معلوم ہوں، اور خواب کی بات حدیث نہیں شمار کی جاتی۔ اور اگر کاش کوئی بدعتی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں حکم فرمایا ہے اور وہ حکم خلافِ شرع ہو تو اس بدعتی کے قول پر اعتبار نہ کیا جائے گا، واللہ اعلم!‘‘

(فتاویٰ عزیزی ج:۱ ص:۲۸۵ تا ۲۸۷)

گزشتہ دنوں قادیانیوں کے نئے سربراہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ’’خلافت‘‘ کی تائید میں قادیانی اخبار ’’الفضل ربوہ‘‘ میں آسمانی بشارات کے عنوان سے بعض چیزیں شائع کی گئیں، ان میں سے ایک کا تعلق خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ہے، اس لئے اس کا اقتباس بلفظہٖ درج ذیل ہے:

’’دیکھا کہ مسجد مبارک (ربوہ) میں داخل ہو رہا ہوں، ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے، جتنی تیزی سے ورد کرتا ہوں سرور بڑھتا جاتا ہے اور چاندنی واضح ہوتی جاتی ہے۔ محراب میں حضرت

بابا گرونانک رحمۃ اللہ علیہ جیسی بزرگ شبیہ کی صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نور کا ہالہ اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، باوجود کوشش کے شبیہ مبارک پر نظر نہیں ٹکتی۔'' (الفضل ربوہ ۶؍نومبر ۱۹۸۲ء)

علمِ تعبیر کی رو سے اس خواب کی تعبیر بالکل واضح ہے، صاحبِ خواب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھوں کے پیشوا کی شکل میں نظر آنا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کا دین ومذہب - جسے وہ غلط فہمی سے ''اسلام'' سمجھتے ہیں - دراصل سکھ مذہب کی شبیہ ہے، اور ان کے روحانی پیشوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز نہیں، بلکہ سکھوں کے پیشوا بابا نانک کے بروز ہیں۔

اور صاحبِ خواب کو انوارات کا نظر آنا جس کی وجہ سے وہ خواب کی اصل مراد کو نہیں پہنچ سکے، شیطان کی وہی تلبیس ہے جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے، اور ان انوارات میں یہ اشارہ تھا کہ ان کے پیشوا نے بابا نانک کا بروز ہونے کے باوجود تلبیس وتدلیس کے ذریعہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ان کی طرح بہت سے حقیقت ناشناس لوگوں نے دھوکا کھایا۔

چونکہ خواب کی یہ تعبیر بالکل واضح تھی اسی لئے صاحبِ خواب کو مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا ناصر احمد صاحب نے خواب کے اظہار سے منع کیا، چنانچہ صاحبِ خواب لکھتے ہیں:

''پھر (مرزا بشیر احمد صاحب نے) فرمایا: کسی سے خواب بیان نہیں کرنی، خلافتِ ثالثہ کا انتخاب ہوا تو پھر یہ نظارہ لکھ کر (مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں) بھجوادیا۔ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ذریعہ پیغام ملا کہ حضور (یعنی مرزا ناصر احمد صاحب) فرماتے ہیں کہ: خواب آگے نہیں بیان کرنی۔''

(مرزا عبدالرشید وکالت تبشیر ربوہ)

مناسب ہے کہ اس خواب کی تائید میں بعض دیگر اکابر کے خواب وکشوف بھی ذکر کردیئے جائیں۔

۱:......مولانا محمد لدھیانوی مرحوم ''فتاویٰ قادریہ'' میں لکھتے ہیں:

''مولانا صاحب (مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ، صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند) نے حسبِ وعدہ کے ایک فتویٰ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہمارے پاس ڈاک میں ارسال فرمایا، جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ شخص میری دانست میں غیر مقلد معلوم ہوتا ہے، اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیضِ باطنی حاصل نہیں کیا، معلوم نہیں کہ اس کو کس روح کی اویسیت ہے۔''

(فتاویٰ قادریہ ص:۱۷)

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہٗ نے تو اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا کہ مرزا صاحب کو کس روح سے ''فیض'' پہنچا ہے، مگر الفضل میں ذکر کردہ خواب سے یہ عقدہ حل ہوجاتا ہے کہ مرزا صاحب کو سکھوں کے مذہبی پیشوا سے روحانی ارتباط تھا، مرزا صاحب نے جو کچھ لیا ہے انہی سے لیا ہے۔

۲:......''مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لودیانہ میں آکر ۱۳۰۱ھ میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔ عباس علی صوفی اور منشی احمد جان مع مریدان اور مولوی محمد حسن مع اپنے گروہ اور مولوی شاہدین اور عبدالقادر اور مولوی انور محمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ نے اس کے دعویٰ کو تسلیم کرکے امداد پر کمر باندھی۔ منشی احمد جان نے مع مولوی شاہدین وعبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا، بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لودیانہ میں تشریف لائیں گے،

اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا۔

مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادرم نے بعد کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا:

اگرچہ اہلِ مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات خدا جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے، بیان کئے بغیر میری طبیعت کا اضطرار دور نہیں ہوتا، وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو بے دین ہے۔

منشی احمد جان بولا کہ: میں اول کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حسد کرے گا۔

راقم الحروف (مولانا محمد عبدالقادر لودیانویؒ) نے مولوی عبداللہ صاحب کو بعد برخاست ہونے جلسہ کے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلاتأمل کسی کے حق میں زبان طعن کی کھولنی مناسب نہیں، مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ: اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخرالامر یہ کلام خدا جل شانہ نے جو میرے سے اس موقع پر سرزد کرایا ہے، خالی از الہام نہیں!

اس روز مولوی عبداللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے، بلکہ شام کو کھانا بھی تناول نہیں کیا، بوقتِ شب دو شخصوں سے استخارہ کروایا اور آپ بھی اسی فکر میں سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر مع مولوی محمد صاحب و خواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھا ہوں، تین آدمی دور سے دھوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے، جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آگے آتا تھا اس نے دھوتی کو کھول کر تہبند کی طرح باندھ لیا، خواب ہی میں غیب سے آواز



فہرست

آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے۔ اسی وقت سے بیدار ہوگئے اور دل کی پراگندگی یک لخت دور ہوگئی اور یقینِ کُلّی حاصل ہوا کہ یہ شخص پیرایۂ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی مع دو ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا۔ (اس خواب میں بھی یہی اشارہ تھا کہ یہ صاحب ہندومت کو اسلام کا لبادہ اوڑھا رہے ہیں۔ناقل)۔'' (فتاویٰ قادریہ ص:۲)

۳،۴:...... مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے ساتھ جن دو شخصوں نے استخارہ کیا تھا، ان کے بارے میں مولانا محمد صاحبؒ لکھتے ہیں:

''استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے، اور دوسرے شخص نے خواب میں مرزا کو اس طرح دیکھا کہ ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لے کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے، جس کی تعبیر یہ ہے کہ مرزا دنیا کو جمع کرنے کے درپے ہے، دین کی کوئی پرواہ نہیں۔'' (حوالہ بالا)

۵:...... اسی فتاویٰ قادریہ میں ہے کہ:

''شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری مرحوم نے (جو صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے) بروقتِ ملاقات فرمایا کہ: مجھ کو بعد استخارہ کرنے کے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ اس کا دم کی طرف ہے۔ جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے میں پڑا ہوا نظر آیا، جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے، اور یہ بھی میں یقیناً کہتا ہوں کہ جو اہلِ علم اس کی تکفیر میں اب متردد ہیں کچھ عرصہ بعد سب کافر کہیں گے۔ (زنار بھی بطورِ خاص کسی کے ہندو ہونے کی علامت ہے، اس سے الفضل میں درج شدہ خواب کی تائید ہوتی ہے کہ یہ صاحب ہندوؤں سے مستفید ہیں۔ناقل)۔'' (حوالہ بالا)

۶:......مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ''شہادۃ القرآن'' میں (جو ۱۳۲۱ھ میں مرزا صاحب کی زندگی میں شائع ہوئی) لکھتے ہیں:

''جب اس فرقہ مبتدعہ مرزائی کو کوئی پچھلی تفسیر بتائیں تو کفار کی طرح ''اساطیر الاولین'' کہہ کر جھٹ انکار کردیتے ہیں، اور اگر ان کے روبرو حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں تو اسے بوجہ بے علمی کے مخالف و معارضِ قرآن بناکر دور پھینک دیتے ہیں، اور اپنی تفسیر بالرائے کو جو حقیقت میں تحریف و تأویل منہی عنہ ہوتی ہے مؤید بالقرآن کہتے ہیں (ظاہر ہے یہ طرزِ عمل کسی مسلمان کا نہیں ہوسکتا۔ ناقل)، بیچارے کم علم لوگ اس سے دھوکا کھاجاتے ہیں اور ورطۂ تردّدات و گردابِ شبہات میں گھر جاتے ہیں، سو ایسے شبہات کے وقت میں اللہ عزیز و حکیم نے مجھ عاجز کو محض اپنے فضل و کرم سے راہِ حق کی ہدایت کی اور ہر طرح سے ظاہراً و باطناً معقولاً و منقولاً مسئلہ حقہ سمجھایا۔ چنانچہ عنفوانِ شباب میں ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا، اس طرح کہ آپ ایک گاڑی پر سوار ہیں اور بندہ اس کو آگے سے کھینچ رہا ہے، اس حالتِ باسعادت میں آپ سے کادیانی علیہ ما علیہ کی نسبت عرض کی، آپ نے زبانِ وحی ترجمان سے بالفاظِ طیبہ یوں فرمایا کہ: کوئی خطرے کی بات نہیں! اللہ تعالیٰ اس کو جلدی ہلاک کردے گا۔''

(شہادۃ القرآن طبع اول ص:۴)

## مذہب اور سائنس میں فرق

س......مولانا صاحب! گزارش یہ ہے کہ جو طلبہ سائنس پڑھتے ہیں ان کی نظر میں مذہب کے بارے میں عجیب کشمکش پیدا ہوجاتی ہے، اگر وہ سائنس کو مانتے ہیں تو مذہب کو جھٹلا بھی نہیں سکتے، لیکن سائنس میں بعض ایسے مظاہر ہیں جو ایک شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا

کردیتے ہیں۔ اب ہم سائنس میں سب سے پہلے نظریۂ ارتقا کو لیتے ہیں کہ انسان نے بندروں اور بن مانسوں سے ترقی پائی ہے، لیکن قرآنِ کریم میں ارشاد ہے کہ پہلے خدا نے انسان کا مٹی کا بت بنایا، پھر جان ڈالی اور حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا، جبکہ سائنس کہتی ہے کہ جب سے آدم بنا ہے تو حوا اس کے ساتھ ہے بلکہ اسی نے اس کو جنم دیا ہے، اور آدم کو بہشت سے زمین پر نہیں اُتارا گیا، بلکہ اسے پیدا ہی زمین پر کیا گیا ہے۔ اس سے سوال یہ اُبھرتا ہے کہ کیا نعوذ باللہ بندر اور بن مانس یا دُوسرے جانور بھی جنت یا دوزخ میں جائیں گے؟ کیونکہ سائنس کے مطابق ان کی جان بھی تو ہماری جیسی ہے۔

ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ رات کو سورج اللہ تعالیٰ کے پاس سجدے میں گرجاتا ہے، اور صبح کو اسے مشرق کی طرف سے نکلنے کا حکم ہوتا ہے، لیکن ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ رات کو سورج امریکہ میں ہوتا ہے، یعنی زمین کی دُوسری طرف۔

ایک حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ ستارے آسمان کی چھت کے ساتھ رسوں سے باندھے گئے ہیں، قبلہ! اگر خلا میں جاکر دیکھا جائے تو زمین بھی چاند کی طرح آسمان پر نظر آتی ہے، یعنی ہر طرف آسمان ہی آسمان نظر آتا ہے۔ اور سائنس دان کہتے ہیں کہ کوئی چھت نہیں۔ یہ سب باتیں شک میں مبتلا کردیتی ہیں۔

اور ''جن'' کے بارے میں یہ عرض ہے کہ کیا ''جن'' صرف ''جنوں'' کو ماننے والوں ہی کو کیوں پڑتے ہیں؟ انگریز اور رُوسی وغیرہ جو کہ شراب اور دُوسری چیزیں جو کہ انسان کے لئے ناپاک سمجھی جاتی ہیں، استعمال کرتے ہین، لیکن ان کو ''جن'' نہیں پڑتے۔ کیا یہ تمام خیالات ایک انسان کے دماغ کو منجمد نہیں کردیتے اور وہ بلاوجہ خوف و ہراس کی کیفیت میں رہتا ہے؟ کیا مذہب اور سائنس ایک ساتھ چل سکتے ہیں؟ اگر آپ نے جواب نہ دیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ بھی شک میں پڑ گئے ہیں۔

ج...... آپ کا خط تفصیلی جواب کا متقاضی ہے، جبکہ میں فرصت سے محروم ہوں، تاہم اشارات کی زبان میں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ پہلے چند اُصول ذہن نشین کرلیجئے:

ا:...... سائنس کی بنیاد مشاہدہ و تجربہ پر ہے، اور جو چیزیں مشاہدہ یا تجربہ سے

ماورا ہیں وہ سائنس کی دسترس سے باہر ہیں، ان کے بارے میں سائنس دانوں کا کوئی دعویٰ لائقِ التفات نہیں، جبکہ وحی اور نبوّت کا موضوع ہی وہ چیزیں ہیں جو انسانی عقل، تجربہ اور مشاہدہ سے بالاتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے اُمور میں وحی کی اطلاع قابلِ اعتبار ہوگی۔

۲:...... بہت سی چیزیں ہمارے مشاہدے سے تعلق رکھتی ہیں مگر ان کے مخفی علل و اسباب کا مشاہدہ ہم نہیں کرسکتے بلکہ ان کے علم کے لئے ہم کسی صحیح ذریعۂ علم کے محتاج ہوتے ہیں، ایسے اُمور کا محض اس بناپر انکار کردینا حماقت ہے کہ یہ چیزیں ہمیں نظر نہیں آرہیں۔

۳:...... دو چیزیں اگر آپس میں اس طرح ٹکراتی ہوں کہ دونوں کو بیک وقت تسلیم کرنا ممکن نہ ہو تو یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ دونوں صحیح ہوں، لامحالہ ایک صحیح ہوگی اور ایک غلط ہوگی۔ ان میں سے کون صحیح ہے اور کون غلط ہے؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کس کا ثبوت یقینی و قطعی ذریعہ سے ہوا ہے؟ اور کس کا ظن و تخمین کے ذریعہ؟ پس جس چیز کا ثبوت کسی یقینی ذریعہ سے ہو وہ حق ہے اور دُوسری باطل یا مؤوّل۔

۴:...... جو بات اپنی ذات کے اعتبار سے ممکن ہو اور کسی سچے خبر دینے والے نے اس کی خبر دی ہو، اس کو تسلیم کرنا لازم ہے، اور اس کا انکار کرنا محض ضد و تعصب اور ہٹ دھرمی ہے، جو کسی عاقل کے شایانِ شان نہیں۔

۵:...... انسانی عقل پر اکثر و بیشتر وہم کا تسلط رہتا ہے، بہت سی چیزیں جو قطعاً صحیح اور بے غبار ہیں، لوگ غلبۂ وہم کی بنا پر ان کو خلافِ عقل تصوّر کرنے لگتے ہیں، اور بہت سی چیزیں جو عقلِ صحیح کے خلاف ہیں، غلبۂ وہم کی وجہ سے لوگ ان کو نہ صرف صحیح مان لیتے ہیں بلکہ ان کو مطابقِ عقل منوانے پر اصرار کرتے ہیں۔

یہ پانچ اُصول بالکل فطری ہیں، ان کو اچھی طرح سمجھ لیجئے، ان میں سے اگر کسی نکتے میں آپ کو اختلاف ہو تو اس کی تشریح کردُوں گا۔ اب میں ان اُصول کی روشنی میں آپ کے سوالات پر غور کرتا ہوں۔

## نظریۂ ارتقا

مسٹر ڈارون کا نظریۂ ارتقا تو اَب خود سائنسی دُنیا میں دَم توڑ رہا ہے اور سائنس

دانوں میں بدنام ہوچکا ہے، لیکن آپ اسے قرآنی وحی کے مقابلے میں پیش کر کے شبہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ سوال کہ انسان کی آفرینش کا آغاز کیسے ہوا؟ ظاہر ہے کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اور کسی اندازے اور تخمینے کی بنا پر اس بارے میں کوئی دوٹوک بات نہیں کہی جاسکتی۔ موجودہ دور کا انسان نہ تو ابتدائے آفرینش کے وقت خود موجود تھا کہ وہ جو کچھ کہتا چشمِ دید مشاہدہ کی بنا پر کہتا، نہ یہ ایسی چیز ہے کہ انسانی تجربے نے اس کی تصدیق کی ہو، ورنہ ہزاروں برس میں کسی ایک بندر کو انسان بنتے ہوئے ضرور دیکھا ہوتا، یا کسی ایک بندر کو انسان بنادینے کا اس نے تجربہ ضرور کیا ہوتا۔ پس جب یہ نظریہ مشاہدہ اور تجربہ دونوں سے محروم ہے تو اس کی بنیاد اَٹکل پچو تخمینوں، اندازوں اور وہم کی کرشمہ سازیوں پر ہی قائم ہوگی۔ اس کے مقابلے میں خود خالقِ کائنات کا قطعی، غیرمبہم اور دوٹوک ارشاد ہے جسے آپ نے سوال میں نقل کیا ہے۔ اب دادِ انصاف دیجئے کہ ایک مسئلے میں، جو انسانی مشاہدہ وتجربہ سے ماوراء ہے، مسٹر ڈارون اور ان کے مقلدوں کا اَٹکل پچو تخمینہ لائقِ اعتبار ہے یا خدائے علام الغیوب کا ارشاد...؟ اگر وحیٔ الٰہی نے اس مسئلے میں ہماری کوئی راہ نمائی نہیں کی ہوتی تب بھی عقل کا تقاضا یہ تھا کہ ہم ڈارون کے غیرمشاہداتی اور غیرتجرباتی تیر تکوں کو قبول نہ کرتے، کیونکہ اہلِ عقل، عقل کی مانا کرتے ہیں، غیرعقلی قیاسات اور تخمینوں پر اندھادُھند ایمان نہیں لایا کرتے۔ پس نظریۂ ارتقا کے حامیوں کا انسان کے سلسلۂ نسب کو بندر سے ملانا، جبکہ وحیٔ الٰہی اور مشاہدہ وتجربہ اس کی تکذیب کرتے ہیں، تو یہ نظریہ اہلِ عقل کے نزدیک کیسے لائقِ التفات ہوسکتا ہے؟

## حضرت آدمؑ اور جنت

نظریۂ ارتقا کے موجدوں نے انسان کا سلسلۂ نسب بندر تک پہنچا کر انسانی عقل کی جو مٹی پلید کی ہے، اسی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ انسانِ اوّل کے بارے میں ان کے دیگر تخمینوں اور قیاسات میں کتنی جان ہوگی، خصوصاً ان کا یہ کہنا کہ: ''انسانِ اوّل کو جنت سے نہیں اُتارا گیا تھا، بلکہ اسی زمین پر بندر سے اس کی جنس تبدیل ہوئی تھی''، یا یہ کہ: ''حوا اس کی بیوی نہیں بلکہ ماں تھی''۔ کون نہیں جانتا کہ جنت ودوزخ عالمِ غیب کے وہ حقائق ہیں جو

اس عالم میں انسانی مشاہدہ و تجربہ سے بالاتر ہیں، اور جن کے بارے میں صحیح معلومات کا ذریعہ صرف ایک ہے اور وہ ہے انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل شدہ وحی۔ پس جو غیبی حقائق کہ انسان کے مشاہدہ و تجربہ کی دسترس سے قطعاً باہر ہیں اور مشاہدہ کی کوئی خوردبین ان تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی، خود ہی سوچئے کہ ان کے بارے میں وحیٔ الٰہی پر اعتماد کرنا چاہئے یا ان لوگوں کی لاف گزاف پر جو وہم و قیاس کے گھوڑے پر سوار ہوکر ایک ایسے میدان میں ترکتازیاں کرنا چاہتے ہیں جو ان کے احاطۂ عقل و ادراک سے ماوراء ہے...؟ سائنس کے دقیق اسرار و رموز کے بارے میں ایک گھسیارے کا قول جس قدر مضحکہ خیز ہوسکتا ہے، اس سے کہیں بڑھ کر ان لوگوں کے اندازے اور تخمینے مضحکہ خیز ہیں جو وحیٔ الٰہی کی روشنی کے بغیر اُمورِ الٰہیہ میں تگ و تاز کرتے ہیں۔ یہ مسکین نہیں سمجھتے کہ ان کی تحقیقات کا دائرہ مادّیات ہیں، نہ کہ مابعد الطبعیات، جو چیز ان کے دائرۂ عقل و ادراک سے ماوراء ہے اس کے بارے میں وہ جو قیاس آرائی کریں گے اس کی حیثیت رجم بالغیب اور اندھیرے میں تیر چلانے کی ہوگی۔ قطعاً ممکن نہیں کہ ان کا تیر صحیح نشانے پر بیٹھے، وہ خود بھی مدۃ العمر وادیٔ ضلالت کے گم گشتہ مسافر رہیں گے اور ان کے مقلدین بھی۔ مسلمانوں کو اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے اور ان وادیوں میں بھٹکنے کی ضرورت نہیں، بحمداللہ ان کے پاس آفتابِ نبوّت کی روشنی موجود ہے، اور وہ ان اُمورِ الٰہیہ کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں، دن کی روشنی میں کہتے ہیں۔

## سورج کا سجدہ کرنا

سورج کے سجدہ کرنے کی جو حدیث آپ نے نقل کی ہے، وہ صحیح ہے، اور وہ کسی سائنسی تحقیقات یا عام انسانی مشاہدے کے خلاف نہیں۔ انسانی مشاہدہ یہ ہے کہ سورج چلتا ہے، لیکن اس کی رفتار خود اس کی ذاتی ہے یا کسی قادرِ مطلق ہستی کی حکمت و مشیت کے تابع ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب اس حدیثِ پاک میں دیا گیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ آفتاب کے طلوع و غروب کا نظام خودکار مشین کی طرح نہیں، بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے ماتحت ہے، اور وہ اپنے طلوع و غروب کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے اجازت لیتا ہے،


فہرست

ایک وقت آئے گا کہ حسبِ دستور طلوع کی اجازت لے گا، مگر اس کو اجازت نہیں ملے گی، بلکہ اُلٹی سمت چلنے کا حکم ہوگا، چنانچہ اس دن آفتاب بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہوگا اور قریباً چاشت کے وقت جتنا اُونچا ہوجانے کے بعد پھر مغرب کی جانب لوٹ جائے گا اور اس کے بعد قیامت برپا ہونے تک پھر حسبِ معمول طلوع و غروب ہوتا رہے گا۔

اب یہاں چند اُمور لائقِ توجہ ہیں:

اوّل:...... یہ کہ نظامِ شمسی کا حق تعالیٰ شانہ کی مشیت کے تابع ہونا تمام ادیان و مذاہب کا مُسلَّمہ عقیدہ ہے، اور جو سائنس دان خدا تعالیٰ کے وجود کا اقرار کرتے ہیں انہیں بھی اس عقیدے سے انکار نہیں ہوگا۔ جو لوگ اس کارخانۂ جہان کو خودکار مشین سمجھتے ہیں اور اسے کسی صانع حکیم کی تخلیق نہیں سمجھتے، ان کا نظریہ عقل و حکمت کی میزان میں کوئی وزن نہیں رکھتا۔ صانعِ عالم کے وجود پر دلائل کا یہ موقع نہیں کیونکہ میرا مخاطب بحمداللہ مسلمان ہے، اس لئے اس کے سامنے وجودِ باری کی بحث لے بیٹھنا غیرضروری ہی نہیں، بے موقع بھی ہے۔ یہاں صرف اس بات پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جب یہ مُسلَّم ہے کہ نہ صرف نظامِ شمسی بلکہ پورا کارخانۂ عالم ہی اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے تابع ہے تو آفتاب کے روزمرّہ طلوع و غروب کو بھی اسی مشیت کے تابع تسلیم کرنا ہوگا۔ اسی نکتے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے روزمرّہ سجدہ کرنے اور آئندہ دن میں طلوع کی اجازت لینے سے تعبیر فرمایا ہے۔

دوم:...... جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، مشاہدہ یہ ہے کہ ہر آن اور ہر لمحہ سورج کے طلوع و غروب کا عمل جاری ہے، اگر ایک اُفق پر ڈُوبتا ہے تو دُوسرے سے نکلتا ہے، اگر ایک جگہ سفیدۂ صبح نمودار ہوتا ہے تو دُوسری جگہ تاریکیٔ شب کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لئے حدیثِ پاک میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص اُفق (مثلاً مدینہ طیبہ کا اُفق، یا عام آبادی کا اُفق) کو مراد لیا ہو۔ اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ جب آفتاب اس خاص اُفق میں غروب ہوتا ہے تو اگلے دن کے طلوع کے لئے اجازت طلب کرتا ہے، اور اجازت ملنے پر طلوع ہوتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اہلِ ریاضی نے ہفتہ کے دنوں کی تعیین کے لئے آفتاب کا ایک خاص اُفق مقرّر کر رکھا ہے جسے

''ڈیٹ لائن'' کہا جاتا ہے۔ اس خطِ فاصل سے اس طرف جمعہ کا دن ہوتا ہے تو دُوسری طرف ہفتہ کا دن، اگر یہ صورت اختیار نہ کی جاتی تو دنوں کا تعین ہی ممکن نہ ہوتا، کیونکہ آفتاب تو دُنیا میں کبھی غروب ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے ''ڈیٹ لائن'' کے بغیر تاریخ اور دن کے تعین کی کوئی صورت نہیں تھی۔ پس جس طرح اہلِ فن کو دنوں کی تعیین کے لئے ایک خاص اُفق مقرّر کئے بغیر کوئی چارہ نہیں، اسی طرح اگر اس کے طلوع وغروب کے لئے بھی علمِ الٰہی میں اُفق کا کوئی خاص نقطہ متعین ہو جس پر پہنچنے کے بعد اسے اگلے دن کے لئے نئی اجازت لینی پڑے تو اس پر کوئی عقلی اِشکال نہیں۔

دُوسرا احتمال یہ ہے کہ اس اجازتِ طلوع کے لئے کوئی خاص اُفق متعین نہ کیا جائے، بلکہ یہ کہا جائے کہ اس کا کسی بھی اُفق سے طلوع ہونا اجازت کے بعد ہوتا ہے، اور چونکہ اس کا طلوع ہر لحہ کسی نہ کسی اُفق سے ہوتا رہتا ہے اس لئے حدیثِ پاک کا منشا یہ ہوگا کہ آفتاب کی حرکت کا ایک ایک لمحہ خدا تعالیٰ کی اجازت ومشیت کا مرہونِ منّت ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی اس کی حرکت (جس پر طلوع وغروب کا نظام قائم ہے) اجازت کے بغیر جاری نہیں رہ سکتی۔

سوم:...... رہا سورج کا سجدہ کرنا، سو یہ چیز اگر ہم ایسے عامیوں کے لئے اچھوتی اور اچنبھا معلوم ہوتی ہے لیکن اہلِ عقل جانتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہے اور ہر چیز اس کی عظمت وتقدس کی تسبیح پڑھتی ہے۔ لیکن ہر چیز کی سجدہ ریزی وتسبیح خوانی اس کی حالت وفطرت اور شان کے مطابق الگ نوعیت کی ہے، ہم لوگ چونکہ ان کی ''زبانِ بے زبانی'' سمجھنے سے قاصر ہیں، اس لئے ہمیں یہ بات ایک اعجوبہ معلوم ہوتی ہے، اسی کی طرف قرآنِ کریم میں یہ کہہ کر اشارہ فرمایا گیا ہے: ''وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ'' (مگر تم ان چیزوں کی تسبیح کو نہیں سمجھتے)۔ ہم لوگ جو عقل وادراک اور شعور وفہم کا ایک عام درجہ رکھتے ہیں، یہ کہہ کر دِل کو سمجھا لیتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز خدا تعالیٰ کے قبضہ وتصرف میں مسخر ہے، اور ان کا مسخر ہونا ہی ان کا سجدہ وتسبیح ہے۔ لیکن جو حضرات علم وادراک اور عقل وفہم میں عام انسانوں سے بالاتر ہیں، ان کا کہنا ہے کہ کائنات صرف زبانِ حال ہی سے خدا

تعالیٰ کی تسبیح خوانی اوراس کے سامنے سجدہ ریزی کے فرائض انجام نہیں دیتی بلکہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس کے حسبِ حال شعور وادراک کی نعمت عطا کر رکھی ہے، اور ہر ایک کو اس کے مناسب زبانِ گویائی بھی عطا فرمائی ہے، اس لئے ہر چیز اپنے اپنے شعور وادراک کے مطابق خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے اوراپنی اپنی زبان میں اس کی تسبیح پڑھتی ہے:

خاک و باد و آب و آتش بندہ اند

بامن و تو مردہ باحق زندہ اند

بہرحال! آفتاب کا حق تعالیٰ کو سجدہ کرنا بلاشبہ حق اور صحیح ہے، خود قرآنِ کریم میں اس کی تصریح موجود ہے، اب وہ سجدہ زبانِ حال سے ہے یا زبانِ مقال سے؟ اس کی توجیہ ہر شخص اپنے اندازۂ عقل و پیمانۂ فکر کے مطابق کرسکتا ہے۔ اور اگر کسی کی عقل اس کو محض اس لئے نہ مانتی ہو کہ یہ اعجوبہ ہے، تو اس سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دُنیا عجائبِ قدرت ہی کا نام ہے۔

یہ آتشیں کرہ، جسے ہم آفتاب کہتے ہیں، اس کا وجود بجائے خود عجائبِ قدرت کا ایک نمونہ ہے، اور پھر اس کے طلوع وغروب کا نظام ایک مستقل اعجوبہ ہے، اگر خدانخواستہ سورج کبھی ایک آدھ بار ہی طلوع ہوا ہوتا تو دُنیا اس اعجوبہ کے مشاہدہ کی بھی شاید تاب نہ رکھتی، پس جب دُنیا میں ہزاروں اعجوبے ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اور ہم بغیر کسی ہچکچاہٹ اور شرمندگی کے ان عجائبات پر یقین رکھتے ہیں اور محض ان کا اعجوبہ ہونا ہمارے انکار کے لئے وجہِ جواز نہیں بنتا، اور اس کے انکار کرنے والے کے حق میں دیوانہ اور پاگل ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ جو چیز ہمارے مشاہدہ و تجربہ، ہمارے علم و ادراک اور ہماری عقل وشعور سے بالاتر ہو اور ایک شناسائے راز اور دانائے رموز ہمیں اس کی اطلاع دے، ہم محض اعجوبہ ہونے کی بنا پر اس کا انکار کرڈالیں، کیا موجودہ دور کی سائنسی ایجادات ایک عام عقل وفہم کے آدمی کے لئے کم اعجوبہ ہیں...؟ کیا ایک سادہ لوح آدمی کے لئے ان کا انکار کردینا محض اس بنا پر جائز ہوگا کہ اس کی عقل ان عجائب کی گرفت سے قاصر ہے...؟ نہیں...! بلکہ جو شخص اس کی جرأت کرے گا آپ اسے انتہائی درجے کا احمق قرار دیں گے۔ ٹھیک اسی طرح جو لوگ ان عجائباتِ قدرت کا انکار کرتے ہیں جو صرف نبوّت کے علم و

ادراک میں آسکتے ہیں، یہ لوگ بھی اپنی عقل کی پستی کا اظہار کرتے ہیں۔

چہارم: ...... آفتاب کا طلوع وغروب کے لئے اجازت لینا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی حرکت میں ٹھہراؤ پیدا ہوجائے، بلکہ یہ دونوں چیزیں بیک وقت جمع ہوسکتی ہیں کہ اس کی حرکت بھی جاری رہے اور وہ اپنی حرکت جاری رکھنے یا بند کردینے کے لئے اجازت بھی لیتا ہو۔ ہماری جدید دُنیا میں اس کی بہت سی مشاہداتی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، مگر میں اس نکتے کی مزید وضاحت وتشریح ضروری نہیں سمجھتا، اہلِ فہم کے لئے صرف اشارہ کافی ہے۔

## ایک حدیث کا حوالہ

آپ نے ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ: ''ستارے آسمان کی چھت کے ساتھ رسوں سے باندھے گئے ہیں''۔ مجھے ایسی کوئی حدیث یاد نہیں جس کا یہ مضمون ہو، اگر آپ اس کا حوالہ دے سکیں تو اس کے الفاظ ومفہوم ومطالب کے بارے میں کچھ عرض کیا جاسکتا ہے۔ قرآنِ کریم میں دو جگہ (الاعراف:۵۴، النحل:۱۲) ستاروں کو ''مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِہٖ'' فرمایا گیا ہے، یعنی ستارے حکمِ خداوندی کے مسخر ہیں۔ ان کا فضا میں معلق ہونا اسی تسخیر کا ایک مظہر ہے، یہی وہ رسے ہیں جن سے یہ فضائی کرّے بندھے ہوئے ہیں، اور جب اس کائنات کو درہم برہم کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا تو ان کے یہ رسے کھول دیئے جائیں گے اور ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر جھڑ جائیں گے، ان کا آپس میں تصادم قیامتِ کبریٰ کا پیش خیمہ ہوگا۔ پس اگر کسی حدیث میں ستاروں کے رسوں سے بندھے ہوئے ہونے کا ذکر آتا ہے تو اس سے ارادۂ الٰہی کی یہی آہنی زنجیریں مراد ہیں جنھوں نے فضا میں ان محیر العقول ستاروں کو تھام رکھا ہے، مادّی رسوں کی تلاش کی زحمت کیوں اُٹھائی جائے؟ اور اگر سائنس ان خلائی کروں کے استقرار واستحکام کے لئے کششِ ثقل کا کوئی اُصول پیش کرتی ہے تو ہمیں اسے جھٹلانے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر بیں نگاہیں تحریر کو دستِ کاتب کی حرکت کا کرشمہ دیکھتی ہیں لیکن ہاتھ کی حرکت دماغ کی ارتعاشی لہروں کے تابع ہے اور دماغ، رُوح کی حس و حرکت کے تابع ہے، اور رُوح کی رُوح ارادۂ خداوندی ہے۔ اسی طرح ان خلائی سیاروں

کے لئے سائنسی دُنیا میں جو اُصول ونظریات پیش کئے جاتے ہیں وہ اس کی اپنی حدِ پرواز تک صحیح ہیں، اسلام ان کی نفی نہیں کرتا، بلکہ ان اُصولوں میں ارادۂ الٰہی کی کارفرمائی کا عقیدہ پیش کرتا ہے، اور اگر کوئی سائنس دان سلسلۂ اسباب وعلل کی کڑیوں کو درمیان میں ختم کردینے پر اصرار کرتا ہے تو یہ اس کی بصیرت ومشاہدہ کا قصور ہے۔

## جنات کے بارے

جنات کے بارے میں دو باتیں قابلِ ذکر ہیں، ایک یہ کہ آیا جنات کا وجود ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ جنات آدمی کو کوئی تکلیف پہنچاسکتے ہیں یا نہیں؟ جس کو عرفِ عام میں ''جن لگنا'' کہا جاتا ہے۔

جہاں تک جنات کے وجود کا تعلق ہے، قرآنِ کریم میں جنات کا ذکر (''جن'' یا ''جان'' کے عنوان سے) ۲۹ جگہ آیا ہے، اور ''سورۃ الجن'' کے نام سے قرآنِ کریم کی ایک مستقل سورت ہے۔ سورۃ الانعام آیت:۱۲۸ میں صرف جنوں کو اور سورۃ الانعام آیت:۱۳۰، اور سورۃ الرحمٰن آیت:۳۳ میں ''یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ'' کہہ کر ''جن'' اور ''انسان'' کو خطاب ہے۔ سورۃ الرحمٰن کی آیت ''فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ'' میں بھی، جو ۳۱ بار دُہرائی گئی ہے، دونوں کو خطاب ہے۔ سورۃ الجن آیت:۱، اور سورۃ الاحقاف آیت:۲۹ میں جنات کی ایک جماعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ایمان لانے کا تذکرہ موجود ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ طیبہ میں بہت سی جگہ جنات کا ذکر آتا ہے، جس کی تفصیل غیرضروری ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ سے واضح ہوتا ہے کہ:

۱:...... جنات ایک مستقل مخلوق ہے۔

۲:...... ان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔

۳:...... انسانوں کی طرح ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے۔

۴:...... انسان کی طرح وہ بھی اَحکامِ الٰہیہ کے مکلّف ہیں۔

۵:......انسان کی طرح ان میں بھی بعض مؤمن ہیں اور بعض کافر۔

۶:......وہ انسان کی نظر سے اوجھل رہتے ہیں۔

۷:......ان میں سے جو کافر اور سرکش ہوں انہیں ''شیطان'' یا ''مردۃ الجن'' کہا جاتا ہے۔

۸:......ان کا جدِاَعلیٰ ابلیس ہے۔

قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہؐ میں جنات کے بارے میں جتنا کچھ ذکر کیا گیا ہے اسے سامنے رکھ کر ایک مستقل کتاب تألیف کی جاسکتی ہے، اور علمائے اُمت نے اس موضوع پر کتابیں لکھی بھی ہیں، جن میں ''آکام المرجان فی أحکام الجان'' عربی میں مشہور کتاب ہے۔ جو لوگ قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں ان کو تو جنات کا وجود تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں، اور جو لوگ ان کے وجود کی نفی کرتے ہیں ان کے پاس اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ یہ مخلوق ان کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اس لئے اگر یہ اُصول صحیح ہے کہ جو چیز نظر نہ آئے اس کا انکار کردیا جائے تو صرف جنات کے وجود ہی کا نہیں بلکہ ان بے شمار چیزوں کے وجود کا بھی انکار کرنا ہوگا جو آنکھوں سے نظر نہیں آتیں، ان میں سرِفہرست انسان کی اپنی رُوح ہے جسے کسی نے آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ موجودہ سائنس نے ایسے جراثیم کا انکشاف کیا ہے جن کو ایک لاکھ گنا بڑا کردیا جائے تب بھی ان کا نظر آنا مشکل ہے۔ پس اگر یہ اُصول صحیح ہے تو لوگوں کو مشورہ دینا چاہئے کہ تمام غیرمرئی چیزوں کا انکار کیا کریں، لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسے مشورے کو آپ احمقانہ مشورہ کہیں گے، اس لئے کہ اگرچہ یہ چیزیں عام انسانوں کو نظر نہیں آتیں، لیکن آثار و قرائن ان کے وجود کا پتہ دیتے ہیں، اور سائنسی ایجادات نے ایسی بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کرادیا ہے، میں بہ ادب گزارش کروں گا کہ اگر سائنسی دُوربین یا خوردبین سے نظر آنے والے کسی ننھے منے جرثومے پر ''ایمان'' لانا واجب ہے اور اس کو جھٹلانے والا احمق ہے تو نبوّت کی دُوربین اور خوردبین جن چیزوں کا مشاہدہ کرکے ان کے وجود کی خبر دیتی ہیں ان کے وجود پر ایمان لانا کیوں ضروری نہیں...؟ اور ان کو جھٹلانا کیوں حماقت نہیں...؟ جبکہ جھٹلانے والوں کے ہاتھ میں اس

کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ ان کی نظرِ کوتاہ ان چیزوں کے مشاہدے سے قاصر ہے۔

مجھے آپ سے شکایت ہے کہ جنات کے وجود کی بحث کو آپ نے سائنس سے پیدا شدہ اِشکالات میں کیوں جگہ دی؟ سائنس تو (مادّیات کی حد تک) علم و تحقیق کا نام ہے، جبکہ جنات کے وجود کی نفی کسی علم و تحقیق پر مبنی نہیں بلکہ ناواقفی و جہل پر اس کی بنیاد ہے۔ جنات کا وجود کسی سائنسی اُصول سے نہیں ٹکراتا، اور نہ کوئی سائنسی اُصول جنات کے وجود کی نفی کرتا ہے۔ ہمارے اس دورِ جدید کی ایک مصیبت یہ ہے کہ اس میں ''جہل'' کا نام ''علم'' رکھ لیا گیا ہے، اور ''یہ بات میرے علم میں نہیں'' کو اس کے وجود کی نفی پر دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ گویا یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ اشیاء کا وجود ہمارے علم کے تابع ہے، ہمیں کسی چیز کا علم ہے تو وجود بھی رکھتی ہے، اور اگر ہمیں علم نہیں تو سمجھنا چاہئے کہ واقعے میں وہ اپنے وجود سے بھی محروم ہے۔ یہ ہے دورِ جدید کا وہ منفرد اُصول جس کے ذریعہ حقائق و واقعات کو بڑی جرأت سے جھٹلایا جاتا ہے۔

دُوسری بحث یہ کہ آیا جنات آدمی کو لگ سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عقلاً کوئی چیز اس سے مانع نہیں۔ آج مسمریزم اور عملِ تنویم کے ذریعہ دُنیا جن عجائبات کا مشاہدہ کر رہی ہے وہ کسی صاحبِ عقل سے مخفی نہیں۔ پس اگر ایک آدمی اپنے خاص مشقی عمل سے معمول کو مسخر اور کچھ دیر کے لئے اسے آپے سے باہر کرسکتا ہے، اس کی رُوح سے گفتگو کرسکتا ہے اور اس سے جو چاہے اُگلوا سکتا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ اس امکان کا انکار کیا جائے کہ یہی سب کچھ جنات بھی کرسکتے ہیں، جبکہ آدمی اور جن کی قوّت کا مقابلہ چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ ہے۔ پس جو تصرف مسکین چیونٹی کرسکتی ہے کیوں انکار کیا جائے کہ وہی تصرف ہاتھی نہیں کرسکتا...؟

یہ گفتگو تو امکان پر تھی، جہاں تک واقعہ کا تعلق ہے، اس میں شبہ نہیں کہ اس بارے میں بہت سے لوگ توہم پرستی کا شکار ہیں، اور وہ معمولی طبّی امراض پر بھی ''آسیب زدگی'' کا شبہ کرنے لگتے ہیں، کسی صحیح معالج کی طرف رُجوع کرنے کے بجائے وہ غلط قسم کے عاملوں کے چکر میں ایسے پھنستے ہیں کہ مدة العمر انہیں اس جال سے رہائی نصیب نہیں ہوتی، لیکن عوام

کی فضول توہم پرستی کا علاج یہ نہیں کہ واقعات کا بھی انکار کردیا جائے۔ واقعہ یہی ہے کہ بعض شاذ و نادر حالات میں آسیب کا اثر ضرور ہوتا ہے، قرآنِ کریم میں دو جگہ اس کا ذکر آیا ہے۔

ایک جگہ سورۂ بقرہ میں سودخوروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ." (البقرہ:۲۷۵)

ترجمہ:...... "جو لوگ کھاتے ہیں سود، نہیں اُٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص، جس کے حواس کھودیئے ہوں جن نے لپٹ کر۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ارشاد ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ آدمی جس کو شیطان جن نے لپٹ کر خبطی بنادیا ہو۔ حدیث میں ہے کہ کھڑے ہونے سے مراد محشر میں قبر سے اُٹھنا ہے کہ سودخور جب قبر سے اُٹھے گا تو اس پاگل اور مجنون کی طرح اُٹھے گا جس کو کسی شیطان جن نے خبطی بنادیا ہو۔

اس جملے سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جنات و شیاطین کے اثر سے انسان بیہوش یا مجنون ہوسکتا ہے اور اہلِ تجربہ کے متواتر مشاہدات اس پر شاہد ہیں۔ اور حافظ ابنِ قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اطباء و فلاسفہ نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ صرع، بیہوشی یا جنون مختلف اسباب سے ہوا کرتا ہے، ان میں بعض اوقات جنات و شیاطین کا اثر بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے ان کے پاس بجز ظاہری استبعاد کے کوئی دلیل نہیں۔" (معارف القرآن ج:۱ ص:۶۴۷)

دُوسری جگہ سورۃ الانعام میں ہدایت چھوڑ کر گمراہی اختیار کرنے والوں کی مثال

دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

”کَالَّذِی اسْتَھْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَی الْھُدَی ائْتِنَا۔“ (الانعام:۷۱)

ترجمہ:......”مثل اس شخص کے کہ راستہ بھلا دیا ہو اس کو جنوں نے جنگل میں، جبکہ حیران ہو، اس کے رفیق بلاتے ہوں اس کو راستے کی طرف کہ چلا آ ہمارے پاس۔“

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ جنات لپٹ کر آدمی کو مخبوط الحواس بنا دیتے ہیں، اور دُوسری آیت میں اسی مخبوط الحواسی کی ایک مثال ذکر کی گئی ہے کہ شیطان اس کو راستے سے بہکا دیتے ہیں، وہ حیران و سراسیمہ ہو کر مارا مارا پھرتا ہے، اس کے رفقاء اس کو آواز دیتے ہیں کہ ہم اِدھر ہیں، ہمارے پاس آجاؤ، مگر وہ اپنی اس مخبوط الحواسی کی بنا پر ان کی آواز پر بھی توجہ نہیں دیتا۔

رہا آپ کا یہ شبہ کہ: ”جن صرف ماننے والوں کو کیوں لگتے ہیں؟“ آپ کا یہ شبہ بھی اصل حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ تقریبِ فہم کے لئے عرض کرتا ہوں کہ بطور مثال کسی دُور افتادہ بادیہ نشین صحرائی کا تصوّر کیجئے، اسے کوئی خطرناک مرض لاحق ہوتا ہے مگر وہ مسکین اپنی ناواقفی کی بنا پر نہیں سمجھتا کہ اس مرض کے اسباب و علل کیا ہیں؟ اور اس کے علاج کی صحیح تدبیر کیا ہوسکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کے اس جہل کی وجہ سے مرض کے اسباب و علل کی نفی کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہوگا۔ اس مثال کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ امریکہ اور یورپ میں نفسیاتی مریضوں کی جو بہتات ہے وہ ہمارے ہاں بحمداللہ نہیں۔ ان ممالک میں ایسے مریضوں کے لئے بڑے بڑے شفاخانے بھی موجود ہیں، علاج معالجے کی سہولتوں کی بھی فراوانی ہے، ہر مرض کے لئے اعلیٰ درجے کے ماہرین اور متخصّصین بھی موجود ہیں، نفسیاتی معالج بھی ایک سے بڑھ کر ایک موجود ہے، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ان کے ہاں نفسیاتی مریضوں کی تعداد روز افزوں ہے، جن پر کوئی علاج کارگر نہیں ہو پاتا۔ اور آپ، ابنِ قیمؒ کی زبانی اطباء و فلاسفہ کا فیصلہ سن چکے ہیں کہ ان نفسیاتی امراض کے اسباب میں سے

ایک سبب آسیب کا اثر بھی ہوسکتا ہے، جبکہ جدید مغرب اس سبب کا ہی منکر ہے۔ اور عرض کرچکا ہوں کہ اس کے اس انکار کا منشا جہل کے سوا کچھ نہیں۔ اندریں صورت مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جدید مغرب کی مثال اس بادیہ نشین صحرائی کی ہے جو مرض کے اصل سبب سے بے خبر اور جاہل ہے۔ لطیفہ یہ کہ جو لوگ مرض کے اصل سبب کی نشاندہی کرتے ہیں، یہ جاہل ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ فرمایئے! کہ ایسی صورت میں اس کے نفسیاتی مریض لاعلاج نہ ہوں تو اور کیا ہو؟ پس یہ کہنا کہ: ''انگریز اور رُوسی چونکہ جنات کے وجود ہی سے منکر ہیں اس لئے ان کو جنات بھی نہیں لگتے'' حقیقت پسندانہ بات نہیں، بلکہ صحیح یہ ہے کہ مشرق میں تو جنات ہزاروں لاکھوں میں سے کسی ایک آدھ کو لگتے ہیں، لیکن مغرب میں بڑی کثرت سے لگتے ہیں اور بے شمار لوگوں کو مخبوط الحواس اور نفسیاتی مریض بناتے ہیں۔ فرق اگر ہے تو یہ کہ مشرق، جنات کے وجود کا قائل ہے اور نفسیاتی مرض کے اسباب کی فہرست میں ''جن'' لگنے کو بھی شمار کرتا ہے، اس صحیح تشخیص کی بنا پر وہ علاج میں بھی کامیاب ہوجاتا ہے، اِلَّا ماشاء اللہ۔ اس کے برعکس مغرب اپنی ناواقفی، تعصب اور جہل کی بنا پر نفسیاتی امراض کے اس اہم سبب کی نہ تشخیص کرسکتا ہے، نہ اس کے علاج و مداوا کی قدرت رکھتا ہے۔ لیکن کیسی ستم ظریفی ہے کہ آپ قصوروار ''مشرق'' کو سمجھتے ہیں، اور مغرب کے جہل کو بھی ہنر تصوّر فرماتے ہیں، اور یہ کھلی ہوئی بات نہیں سوچتے کہ اگر مغرب کو جن نہیں لگتا تو مشرق کے مقابلے میں اس کے لاعلاج نفسیاتی مریضوں کی اتنی بہتات کیوں ہے؟

## مذہب اور سائنس میں تصادم

رہا آپ کا یہ سوال کہ: ''کیا مذہب اور سائنس ایک ساتھ چل سکتے ہیں؟'' کاش! فرصت ہوتی تو اس نکتے پر تفصیل سے لکھتا، مگر یہاں صرف آپ کے جواب میں اتنا عرض کروں گا کہ مذہب سے مراد اگر وہ غیر فطری اور باطل مذاہب ہیں جو (بطور مثال) ''تین اور ایک تین'' جیسے نظریات پر اپنی بنیادیں استوار کرتے ہیں تو میرا جواب نفی میں ہے۔ سائنس کے مقابلے میں ایسے فرسودہ و بوسیدہ مذاہب نہیں ٹھہر سکتے، نہ اس کے ساتھ چل سکتے ہیں، اور اگر مذہب سے مراد وہ دینِ فطرت ہے جس کا اعلان خالقِ فطرت نے ''اِنَّ

الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَام‘‘ میں فرمایا ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ مذہب سائنس کے ساتھ چل سکتا ہے، چلتا ہے اور اِن شاء اللہ چلے گا، کیونکہ ’’سائنس‘‘ (اگر واقعتاً سائنس ہو) رموزِ فطرت کی نقاب کشائی کا نام ہے اور اسلام خود فطرت ہے: ’’فِطْرَةَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا‘‘۔

فطرت کبھی فطرت سے نہیں ٹکراتی، اس لئے اسلام کو سائنس سے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ سائنس نے بہت سے ان اسلامی نظریات کو قریب الفہم کردیا ہے جن کو قرونِ وسطیٰ کا انسان حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھتا تھا۔ یہیں سے ہمارے اس یقین میں اضافہ ہوجاتا ہے کہ اسلام بلاشبہ خالقِ فطرت کا نازل کردہ دینِ فطرت ہے، اور اگر سائنس دان کوئی ایسا راگ اَلاپتے ہیں جو اسلام کے قطعی نظریات سے ٹکراتا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ فطرت کے خلاف کہتے ہیں۔ اگر آج نہیں تو کل ان کے نظریہ کا غلط اور باطل ہونا ان پر آشکارا ہوجائے گا۔ بادل کے سیاہ ٹکڑے آفتاب کو تھوڑی دیر کے لئے نظروں سے اوجھل ضرور کرسکتے ہیں مگر وہ نہ اس کے وجود کو ختم کرسکتے ہیں، نہ اس کی روشنی کو غائب کرسکتے ہیں۔ اسلام، پوری انسانیت کے لئے آفتابِ ہدایت ہے، اندھے اس سے آنکھیں بند کرسکتے ہیں، گمراہ اور کج رو لوگ اپنے نظریات کے بادل اُٹھا سکتے ہیں لیکن ان بادلوں کو بہرحال چھٹنا ہوگا اور آفتابِ اسلام کی تابانی کو بہرحال چمکنا ہوگا۔

الغرض! سائنس کا کوئی صحیح نظریہ اسلام سے نہیں ٹکراتا، اور جو نظریات بظاہر اسلام سے متصادم نظر آتے ہیں وہ سائنس کے فطری نظریات نہیں بلکہ یا تو خام عقل لوگوں کی ہوا و ہوس کو ’’سائنسی نظریہ‘‘ کا نام دے دیا گیا ہے یا وہ تحقیق و تجسّس کے خلانوردوں کے سفر کی درمیانی منزلیں ہیں جنھیں غلط فہمی و عجلت پسندی سے ’’حرفِ آخر‘‘ سمجھ لیا گیا ہے۔ اس لئے ہمارے نوجوانوں کو ان نظریات سے خائف ہونے یا شکوک و شبہات کی تاریکیوں میں بھٹکنے کی ضرورت نہیں، ان کے پاس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قطعی پیغامِ ہدایت اور دینِ فطرت موجود ہے، آسمان و زمین اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں مگر پیغامِ محمدیؐ میں بال برابر بھی اُونچ نیچ کی گنجائش نہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے نوجوان ایمان و یقین کی غیرمتزلزل قوّت سے آراستہ ہوکر آگے بڑھیں، خود مسلمان بنیں، اور سائنس کو مسلمان

بنائیں۔ سائنس کی مثال تلوار کی ہے، اگر وہ غازیانِ اسلام کے ہاتھ میں ہوگی تو جہاد فی سبیل اللہ کا کام دے گی، اور اگر رہزنوں کے ہاتھ میں ہوگی تو فساد فی الارض میں اضافہ کرے گی، والسلام!

## مسئلہ حاضر و ناظر اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

س...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف! خلاصۃ المرام اینکہ: بندۂ ناچیز ماہنامہ بینات میں آپ کے مضامین پوری دلچسپی سے پڑھتا ہے جو عقائد و اعمال و اخلاق میں کافی مفید ثابت ہوتے ہیں، اور بندہ کو آپ کی علمی قابلیت پر کافی اعتماد ہے، اس لئے پیش آمدہ اشکالات کے ازالہ کے لئے آپ کی ذات ہی کو منتخب کیا ہے، امید ہے کہ آنجنابِ عالی اپنے قیمتی لمحات میں سے کچھ وقت جوابات کے لئے نکال کر محقق بات لکھ کر بندہ کی تسلی و تشفی فرمائیں گے۔

اشکال نمبر:۱:...... آپ نے اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم ص:۴۰ پر حاضر و ناظر کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ کہ آپؐ ہر جگہ موجود ہیں اور کائنات کی ایک ایک چیز آپؐ کی نظر میں ہے، بداہتِ عقل کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں، چہ جائیکہ یہ شرعاً درست ہو، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کو کسی دوسری شخصیت کے لئے ثابت کرنا غلط ہے۔''

اِدھر آپ کا نظریہ پڑھا، اُدھر شیخ اجل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''اقرب التوسل بالتوجہ الی سیّد الرسل بر حاشیہ اخبار الاخیار'' ص:۱۷۰ میں فرماتے ہیں:

> ''وبا چندیں اختلافات و کثرتِ مذاہب کہ در علمائے امت ست یک کس را اختلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باحقیقت بے شائبہ مجاز تو ہم تاویل باقی ست و بر اعمال امت حاضر و ناظر است۔''



فہرست

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت محدث دہلویؒ کے زمانے تک حاضر و ناظر کے مسئلے میں امتِ محمدیہ کے کسی ایک فرد نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ شاہ صاحبؒ کے زمانے کے بعد کسی کا اختلاف شاہ صاحب کے قول کو باطل نہیں کرسکتا۔ نیز اس میں براعمالِ امت کا لفظ ہے، اگر امت کو امتِ اجابت و دعوت دونوں کے لئے عام رکھا جائے اور ابتدا سے انتہا تک تمام کائنات کے احوال کو نگاہِ رسالت پر منکشف مانا جائے، اس میں کون سا استحالہ لازم آتا ہے؟ جیسا کہ شیخ رحمہ اللہ خود تصریح فرما رہے ہیں:

''ہر چہ در دنیاست از زمان آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم گردید۔'' (مدارج النبوۃ ج:۱)

اور اس بارے میں طبرانی کی حدیث بھی موجود ہے:

''ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانی انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا۔''

نیز یہی شیخ رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ ج:۲ ص:۷۸۷ مطبوعہ نولشکور میں فرماتے ہیں:

''بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف است بہ صفات اللہ تعالیٰ و یکے از صفات الٰہی آنست کہ ''انا جلیس من ذکرنی'' و پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم نصیب وافر ست ازیں صفت۔''

نیز مدارج النبوۃ ج:۲ ص:۷۸۹ مطبوعہ نولشکور میں فرماتے ہیں:

''وصیت میکنم ترا اے برادر! بدوام ملاحظہ صورت و معنی او اگرچہ باشی تو بتکلف و مستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیرد روح تو بوے، پس حاضر آید ترا وے صلی اللہ علیہ وسلم عیانا و یابی اورا، و حدیث کنی باوے و جواب دہد ترا وی و حدیث گوید باد و خطاب کند ترا، پس

فائز شوی بدرجہ صحابہ عظام دلاحق شوی بایشاں انشاء اللہ تعالیٰ۔“

موجودہ علماء کی فہم و فراست بھی مسلّم، لیکن متقدمین علماء کی فہم و فراست یقیناً بدرجہا فائق ہے۔ جن دلائل کی بنا پر مسئلہ حاضر و ناظر کی تردید کی جاتی ہے کیا وہ دلائل حضرت محدث مرحوم کے سامنے نہ تھے؟ اگر حاضر و ناظر کا عقیدہ شرک ہوتا تو ایسے عظیم المرتبت شیخ اس عقیدہ کو متفق علیہ علمائے امت کیسے فرماتے ہیں؟ کیا تمام اکابر شرک میں مبتلا تھے؟ نعوذ باللہ من ذالک! اگر آپ کا نظریہ صحیح ہے تو ان عباراتِ بالا کا کیا جواب ہے؟

امید ہے کہ آپ میری اس بات سے پوری تحقیق سے کامل تشفی فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

## الجواب

مسئلہ حاضر و ناظر کے سلسلے میں اس ناکارہ نے یہ لکھا تھا:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ آپؐ روضۂ اطہر میں استراحت فرما ہیں، اور دنیا بھر کے مشتاقانِ زیارت وہاں حاضری دیتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ کہ آپؐ ہر جگہ موجود ہیں اور کائنات کی ایک ایک چیز آپؐ کی نظر میں ہے، بداہتِ عقل کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں، چہ جائیکہ یہ شرعاً درست ہو۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کو کسی دوسری شخصیت کے لئے ثابت کرنا غلط ہے۔“

حضرت اقدس شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا عقیدہ بھی یہی ہے، چنانچہ وہ اپنے رسالہ ”تحصیل البرکات بہ بیان معنی التحیات“ میں (جو کتاب المکاتیب والرسائل میں اڑتیسواں رسالہ ہے) ”السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”اگر گویند کہ خطاب مرحاضر را بود، و آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم دریں مقام نہ حاضر است بس توجیہ ایں خطاب چہ باشد؟

جوابش آنست کہ چوں ورود ایں کلمہ دراصل یعنی در شبِ معراج بصیغہ خطاب بود، دیگر تغیرش ندادند و برہماں اصلی گزاشتند۔

ودر شرح صحیح بخاری میگوید کہ صحابہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بصیغہ خطاب میگفتند وبعد از زمانِ حیاتش ایں چنین میگفتند السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نہ بلفظ خطاب۔''

(تحصیل البرکات بہ بیان معنی التحیات ص:۱۸۹)

ترجمہ:...... ''اگر کہا جائے کہ خطاب تو حاضر کو ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام میں حاضر نہیں، پس اس خطاب کی توجیہ کیا ہوگی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ چونکہ اصل میں یعنی شبِ معراج میں یہ کلمہ صیغۂ خطاب کے ساتھ وارد ہوا تھا، اس لئے اس کو اپنی اصل حالت پر رکھا گیا، اور اس میں کوئی تغیر نہیں کیا گیا۔

اور صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صیغۂ خطاب کے ساتھ سلام کہتے تھے اور آپؐ کے وصال کے بعد ''السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہتے تھے، خطاب کا صیغہ استعمال نہیں کرتے تھے۔''

اور مدارج النبوۃ باب پنجم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص وفضائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وازاں جملہ خصائص ایں را نیز ذکر کردہ اند کہ مصلّی خطاب میکند آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقول خود السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وخطاب نمی کند غیر اورا۔

اگر مراد بایں اختصاص آں داشتہ اند کہ سلام برغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخصوص واقع نہ شدہ است پس ایں معنی موافق است بحدیثے کہ از ابن مسعود رضی اللہ عنہ آمدہ است۔

......واگر مراد ایں دارند کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود غیبت از خصائص است، نیز وجہے دارد۔

وجہ ایں میگویند کہ چوں دراصل شبِ معراج درود بصیغۂ خطاب بود کہ از جانب رب العزت سلام آمد بر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعدازاں ہم بریں صیغہ گزاشتند۔

ودر کرمانی شرح صحیح البخاری گفتہ است کہ صحابہ بعد از فوت حضرت السلام علی النبی میگفتند، نہ بصیغۂ خطاب، واللہ اعلم!"

ترجمہ:......"اور علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں ایک یہ بات ذکر کی ہے کہ نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر خطاب کرتا ہے، آپؐ کے سوا کسی دوسرے کو خطاب نہیں کرتا۔

اگر خصوصیت سے علماء کی مراد یہ ہے کہ نماز میں سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا خصوصیت کے ساتھ کسی دوسرے کے لئے واقع نہیں ہوا تو یہ مضمون اس حدیث کے موافق ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اور اگر علماء کی مراد یہ ہو کہ غائب ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنا آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے تو یہ بات بھی ایک معقول وجہ رکھتی ہے، اور اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ چونکہ دراصل شبِ معراج میں دُرود صیغۂ خطاب کے ساتھ تھا کہ حضرت رب العزت کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

سلام کہا گیا، اس لئے بعد میں اسی صیغہ کو برقرار رکھا گیا۔

اور کرمانی شرح صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرامؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ''السلام علی النبی'' کہتے تھے، صیغۂ خطاب کے ساتھ نہیں کہتے تھے، واللہ اعلم!'' (ج:۱ ص:۱۶۵)

حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہٗ کی ان عبارتوں سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں سمجھتے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب تسلیم کرتے ہوئے سلام بصیغۂ خطاب کی توجیہ فرماتے ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شیخ رحمہ اللہ سے پہلے کے علماء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔ اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حاضر و ناظر کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے، چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ شریفہ کے بعد التحیات میں ''السلام علیک ایہا النبی'' کے بجائے غائب کا صیغہ استعمال کرتے اور ''السلام علی النبی'' کہا کرتے تھے۔

واضح رہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے جو بات کرمانی شرح بخاری کے حوالے سے نقل کی ہے وہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے ہم التحیات میں ''السلام علیک ایہا النبی'' پڑھا کرتے تھے، مگر جب آپؐ کا وصال ہوگیا تو ہم اس کے بجائے ''السلام علی النبی'' کہنے لگے۔'' (صحیح بخاری ج:۲ ص:۹۲۶)

اس ناکارہ نے ''اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم'' میں اس حدیث کو نقل کرکے لکھا تھا:

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقصد اس سے یہ بتانا تھا کہ التحیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے صیغہ سے جو سلام کہا جاتا ہے وہ اس عقیدہ پر مبنی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و موجود ہیں اور ہر شخص کے سلام کو خود سماعت

فرماتے ہیں، نہیں! بلکہ خطاب کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں فرمایا گیا تھا۔“

(ص:۴۷)

اس تمہید کے بعد شیخ رحمہ اللہ کی ان عبارتوں کی وضاحت کرتا ہوں جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔

۱:......”اقرب الی التوسل“ کی جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس میں آپ کے نسخے میں شاید طباعت کی غلطی سے ایک لفظ رہ گیا ہے، جس سے مطلب سمجھنے میں اُلجھن پیدا ہوگئی ہے، میرے سامنے ”المکاتیب والرسائل“ مجتبائی نسخہ ہے جو ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوا تھا، اس میں یہ عبارت صحیح نقل کی ہوئی ہے، اور وہ اس طرح ہے:

”وباچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تأویل دائم و باقی ہست، و بر اعمال امت حاضر و ناظر، و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی است۔“ (ص:۹۵)

ترجمہ:......”اور باوجود اس قدر اختلافات اور کثرتِ مذاہب کے جو علمائے اُمت میں موجود ہیں ایک شخص کو بھی اس میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیاتِ حقیقی کے ساتھ، جس میں مجاز اور تأویل کے وہم کا کوئی شائبہ نہیں، دائم و باقی ہیں۔ اور اُمت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں، اور طالبانِ حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔“

اس عبارت میں زیرِ بحث مسئلہ حاضر و ناظر سے تعرض نہیں بلکہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روضۂ اطہر میں حیاتِ حقیقیہ حاصل ہے، آپؐ کی بارگاہِ عالی


فہرست

میں امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طالبانِ حقیقت کو بدستور افاضۂ باطنی فرماتے ہیں۔

پس ''براعمال امت حاضر و ناظر'' کا وہی مطلب ہے جو عرضِ اعمال کی احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ خصائصِ نبوی کے بیان میں لکھتے ہیں:

''واز اں جملہ آنست کہ عرض کردہ می شود بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعمالِ امت و استغفار می کند مر ایشاں را و روایت کردہ است ابن المبارک از سعید بن المسیب کہ ہیچ روزے نیست مگر آنکہ عرض کردہ میشود بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امت صبح و شام وی شناسد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایشاں را بسیمائے ایشاں و اعمال ایشاں۔''

ترجمہ:...... ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپؐ ان کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔ ابن مبارکؒ، سعید بن مسیّبؒ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ امت کے اعمال صبح و شام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ان کی علامتوں سے اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں۔''

الغرض! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ اقدس میں استراحت فرما ہیں اور وہیں آپؐ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اور انہیں ملاحظہ فرماتے ہیں، یہ نہیں آپؐ ہر جگہ موجود ہیں اور ہر شخص کے ہر عمل کو بچشم خود ملاحظہ فرماتے ہیں، کیونکہ جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے اس بات کے نہ حضرت شیخ دہلویؒ خود قائل ہیں، نہ ان سے پہلے کے اہل علم قائل تھے، اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی یہ عقیدہ رکھتے تھے، ورنہ نماز میں ''السلام علیک ایہا النبی'' کہنے پر ان کو اشکال نہ ہوتا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے

بجائے ''السلام علی النبیؐ'' بصیغۂ غائب کہنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے، واللہ الموفق!

۲:...... مدارج النبوۃ جلد اول کے حوالے سے جو ذکر فرمایا ہے کہ: ''دنیا اول سے آخر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کی گئی ہے اور آپؐ کو اول سے آخر تک اس کے تمام حالات معلوم ہوگئے'' اور طبرانی کی جو حدیث نقل کی ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو پیش کیا، درآں حالیکہ میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے اس کی طرف دیکھ رہا تھا'' اس سے یہ مراد نہیں کہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا علم آپؐ کو ہر لمحہ رہتا ہے، یا یہ کہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کے پاس آپؐ حاضر و ناظر ہیں، بلکہ مراد اس سے کشف اور رؤیت ہے، اس کی مثال ایسی سمجھ لیجئے کہ آپ کسی معزز مہمان کو اپنے کارخانے کی سیر کراتے ہیں، پورا کارخانہ اس کی نظر کے سامنے ہے اور اس کے سارے حالات اسے معلوم ہوگئے، اس کے باوجود یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس معزز مہمان کو کارخانے کی ایک ایک چیز کا تفصیلی علم ہوگیا اور نہ یہ لازم آتا ہے کہ اس کارخانے کی ادنیٰ ادنیٰ جزئیات اس کے ذہن میں ہر لمحہ محفوظ رہا کریں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

> ''واز جملہ معجزاتِ باہرہ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودن اوست مطلع بر غیوب، وخبر دادن بانچہ حادث خواہد شد از کائنات، علمِ غیب اصالۃً مخصوص است بہ پروردگار تعالیٰ وتقدس کہ علام الغیوب است وہرچہ بر زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبعضے از تابعان وے ظاہر شدہ بوحی یا بالہام۔ ودر حدیث آمدہ است: واللہ! انی لا اعلم الا ما علمنی ربی۔'' (مدارج النبوۃ ج:۱ ص:۲۴۶)
>
> ترجمہ:...... ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتِ باہرہ میں سے ایک آپؐ کا مطلع ہونا ہے غیب کی چیزوں پر، اور خبر دینا ہے کائنات کے ان حوادث کی جو آئندہ واقع ہوں گے۔ علمِ غیب دراصل مخصوص ہے پروردگار تعالیٰ و تقدس کے ساتھ جو کہ علام الغیوب ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر یا آپؐ


فہرست

کے بعض پیرووں کی زبان پر جو کچھ ظاہر ہوا وہ وحی والہام کے ذریعہ ہے، اور حدیث میں آیا ہے کہ: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا مگر جو کچھ میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔‘‘

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اس مقام پر جو کچھ فرمایا ہے اس ناکارہ نے یہی کچھ ’’اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم‘‘ میں رقم کیا تھا، شیخ رحمہ اللہ کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علمِ غیب اور چیز ہے اور غیب کی باتوں پر بذریعہ وحی یا الہام کے مطلع ہوجانا دوسری چیز ہے۔ علمِ غیب خاصۂ خداوندی ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور اطلاع علی الغیب بذریعہ وحی اور الہام کی دولت حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ کو حسبِ مراتب حاصل ہے۔

۳:...... تیسری عبارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور اور آپؐ کی صورتِ مبارکہ کے استحضار سے متعلق ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے اس امر کو بیان فرمارہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے اور آپؐ کی ذاتِ بابرکات سے فیض حاصل کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسری معنوی۔ اور تعلق معنوی کی دو قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کا دائمی استحضار رکھا جائے (قسم اوّل: استحضار آں صورت بدیع مثال)۔

اور اس استحضار کے مختلف طریقے بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: تمہیں کبھی خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے تو اسی صورتِ مبارکہ کا استحضار کرو جو خواب میں نظر آئی تھی، اور اگر کبھی خواب میں زیارت نصیب نہیں ہوئی تو:

’’ذکر کن او را و درود بفرست بروے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وباش در حال ذکر گویا حاضر است در پیش در حالتِ حیات، ومی بینی تو او را متادب با جلال وتعظیم وہمت وحیا۔‘‘

ترجمہ:...... ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر، اور آپؐ پر


فہرست

درود بھیج اور یاد کرنے کی حالت میں ایسا ہو کہ گویا تم آپؐ کی حیات میں سامنے حاضر ہو، اور تم اجلال و تعظیم اور ہمت وحیا کے ساتھ آپؐ کو دیکھ رہے ہو۔“

آگے وہی عبارت ہے جو آپ نے نقل کی ہے، پس یہ ساری گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معنوی تعلق پیدا کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کا ذہن میں استحضار رکھنے سے متعلق ہے، خود سوچئے کہ ہمارے زیرِ بحث مسئلہ حاضر و ناظر سے اسے کیا تعلق ہے؟

۴:......اسی طرح آپ کی نقل کردہ آخری عبارت بھی زیرِ بحث مسئلہ سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ جیسا کہ خود اسی عبارت میں موجود ہے: ”دوام ملاحظہ صورت و معنی“ کے ذریعہ روحِ نبویؐ سے تعلق پیدا کرنے کی تدبیر بتائی گئی ہے، جس کا حاصل وہی مراقبہ و استحضار ہے۔ اور اس دوام واستحضار کا نتیجہ یہ ذکر فرمایا گیا ہے کہ: ”پس حاضر آید تراوے صلی اللہ علیہ وسلم عیاناً“، یعنی بذریعہ کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جانا۔

جس طرح خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، اسی طرح بعض اکابر کو بیداری میں زیارت ہوتی ہے، (اور شیخ رحمہ اللہ اسی دولت کے حصول کی تدبیر بتا رہے ہیں) مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانا جائے، یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ مقدسہ سے باہر تشریف لے آئیں، بلکہ خواب کی طرح بیداری میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت متمثل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے ”مدارج النبوۃ“ (قسم اول باب پنجم) میں اس مسئلہ پر طویل گفتگو کی ہے، اس کے آخر میں فرماتے ہیں:

> ”وہمچنا کہ جائز است کہ در منام جوہر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متصور و متمثل گردد بے شوب شیطان، در یقظہ نیز حاصل گردد و آنچہ نائم در نوم می بیند مستیقظ در یقظہ بہ نیند......وتمثیل ملکوتی بصورت ناسوتی امرے مقرر است، واین مستلزم نیست کہ

آنحضرت علیہ السلام از قبر برآمدہ باشد۔

بالجملہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت مثال است، چنانچہ در نوم مرئی شود در یقظہ نیز می نماید۔ وآں شخص شریف کہ در مدینہ در قبر آسودہ وحی است ہماں متمثل میگردد و در یک آن متصور بصور متعددہ، عوام را در منام می نماید وخواص را در یقظہ۔“

ترجمہ:...... ”جس طرح یہ جائز ہے کہ خواب میں شیطانی تمثل کی آمیزش کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر شریف متصور اور متمثل ہوجائے اسی طرح بیداری میں بھی یہ چیز حاصل ہوجائے، اور جس چیز کو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے، بیدار اسے بیداری میں دیکھ لے ......اور ملکوتی چیز کا ناسوتی شکل میں متمثل ہوجانا ایک طے شدہ امر ہے، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس روضۂ اطہر سے باہر تشریف لے آئیں۔

خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کی وفات کے بعد دیکھنا بصورتِ مثال ہوتا ہے، وہ مثال جیسا کہ خواب میں نظر آتی ہے، بیداری میں بھی نظر آتی ہے اور وہ ذاتِ اقدس جو مدینہ طیبہ میں روضۂ مقدسہ میں استراحت فرما ہیں اور زندہ ہیں، وہی بصورتِ مثال متمثل ہوتی ہے، اور ایک آن میں متعدد صورتوں میں متمثل ہوتی ہے، عوام کو خواب میں نظر آتی ہے اور خواص کو بیداری میں۔“

شیخ رحمہ اللہ کی اس عبارت سے واضح ہوجاتا ہے کہ خواب یا بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بصورتِ مثال ہوتی ہے، یہ نہیں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے نکل کر دیکھنے والے کے پاس آجاتے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ حاضر وناظر کے مسئلے

میں شیخ رحمہ اللہ کا عقیدہ وہی ہے جو اس ناکارہ نے لکھا تھا، شیخ رحمہ اللہ کی ان عبارتوں میں جو آپ نے نقل کی ہیں، اس مسئلہ سے کوئی تعرض نہیں۔

۵:...... شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی متعدد کتابوں میں بعض عارفین کے حوالے سے لکھا ہے کہ حقیقتِ محمدیہؐ تمام کائنات میں ساری ہے، چنانچہ ''السلام علیک ایہا النبی'' کی بحث میں مدارج النبوۃ کی جو عبارت اوپر گزر چکی ہے، اس کے متصل فرماتے ہیں:

''و در بعضے کلام بعضے عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلّی بملاحظہ شہود روحِ مقدس آنحضرت و سریان وے در زواری موجودات خصوصاً در ارواحِ مصلیین است و بالجملہ دریں حالت از شہود وجود حضور از آنحضرت غافل و ذاہل نباید بود، بامید ورود فیوض از روح پرفتوح وے صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (مدارج النبوۃ ج:۱ ص:۱۶۵)

یہی مضمون ''تحصیل البرکات''، ''لمعات'' اور ''اشعۃ اللمعات'' میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

اس سے بعض حضرات کو یہ وہم ہوا کہ شیخ رحمہ اللہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، حالانکہ ''حقیقتِ محمدیہ''، ''حقیقتِ کعبہ'' اور ''حقیقتِ قرآن'' حضراتِ عارفین کی خاص اصطلاحات ہیں، جن کا سمجھنا عقولِ عامہ سے بالاتر چیز ہے، حضراتِ عارفین کے حقائق و معارف اپنی جگہ برحق ہیں، مگر انہیں اپنی فہم کے پیمانے میں ڈھال کر ان پر عقائد کی بنیاد رکھنا بڑی بے انصافی ہے۔

## ڈارون کا نظریۂ ارتقا اور اسلام

''گزشتہ دنوں یہاں کے ایک ڈاکٹر صاحب نے جو ''تنظیم اسلامی'' کے بانی ہیں، امریکہ جاکر اپنے خطبات میں یہ فرمایا کہ: ''حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا (اور جو احادیثِ صحیحہ میں محفوظ ہے) وہ صحیح نہیں، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان

نہیں تھا، اس لئے اس مسئلے میں اُمت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لائقِ التفات نہیں، بلکہ فلاسفہ طبیعیین (ڈارون واَتباعہٗ) نے جو نظریۂ ارتقا پیش کیا ہے وہ صحیح ہے۔'' اس سلسلے میں متعدّد حضرات نے ہمیں خطوط بھیجے، ان میں سے ایک کا جواب مع اصل خط کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔''

(سعید احمد جلال پوری)

س…… کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام روح ڈالے جانے سے پہلے بھی زندہ تھے مگر حیوان کی شکل میں، اور اس حیوانی شکل میں بھی وہ جمادات و نباتات کے مراحل سے گزر کر پہنچے تھے۔ واللہ أنبتکم من الأرض نباتا. الآیة ۔ اس آیتِ کریمہ سے وہ شخص اپنے اسی عقیدہ پر استدلال لیتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام کی روح ڈالے جانے سے پہلے کی کیفیت کو وہ شخص ''حیوان آدم'' قرار دیتا ہے۔

یہ شخص حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق کی بابت انہی مراحل سے گزر کر حیوان کی شکل تک پہنچنے کا عقیدہ رکھتا ہے، جن مراحل کا تذکرہ ڈارون نے اپنے ''نظریۂ ارتقا'' میں کیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح صحیح اور واضح احادیثِ مبارکہ کو یہ شخص درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا، چونکہ اس کے نزدیک صرف وہ احادیث قابلِ اتباع ہیں جو علم الاحکام یا حلال و حرام سے متعلق ہوں، علم الحقائق اور حکمت سے متعلق احادیث کی بات ان کے نزدیک دوسری ہے۔

یہ شخص کہتا ہے کہ جو کوئی سمجھتا ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مٹی کا پُتلا بنایا گیا تھا اور پھر اس بے جان پُتلے میں روح پھونکی گئی تھی تو یہ کفر تو نہیں ناسمجھی ضرور ہے۔

یہ شخص حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق تفصیل و تحقیق کو ''امورِ دنیا'' میں سے قرار دیتا ہے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضراتِ صحابہ کرام رضوان


فہرست

اللہ علیہم اجمعین کو کھجوروں کی پیوند کاری کے بابت: ''أنتم أعلم بأمور دنیاکم!'' والی حدیث کو اپنے لئے دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی واضح موقف اختیار نہیں فرمایا تو کوئی بات نہیں کہ یہ معاملہ اُمورِ دنیا میں سے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میدانِ کار نہیں۔

یہ شخص مذکورہ تمام باتیں برسرِ منبر جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے، اس شخص کی متذکرہ بالا باتوں کی روشنی میں دریافت طلب اُمور یہ ہیں:

✽:...... کیا اس شخص کے مذکورہ بالا عقائد کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کہا جاسکتا ہے؟

✽:...... حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق احادیث کے بارے میں اس شخص کا رویہ گستاخی اور گمراہی نہیں ہے؟

✽:...... حضرت آدم علیہ السلام کو ''حیوان آدم'' کہنا گستاخی نہیں ہے؟

✽:...... کیا یہ شخص تفسیر بالرائے کا مرتکب نہیں ہوا؟

✽:...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلافِ امت کا عقیدہ حضرت آدم علیہ السلام کے مٹی کے پُتلے سے بنائے جانے کا ہے یا نہیں؟

✽:...... اس شخص کی بیعت یا کسی قسم کا تعلق اس کے ساتھ آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں تفصیلات سے آگاہ فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ج...... آنجناب نے ان صاحب کے جو افکار وخیالات نقل کئے ہیں، مناسب ہوگا کہ پہلے ان کا تنقیدی جائزہ لیا جائے، بعد ازاں آپ کے سوالوں کا جواب عرض کیا جائے۔

آنجناب کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ان صاحب کے علم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق کے بارے میں کچھ تصریحات فرمائی ہیں، جن کو یہ صاحب ''اُمورِ دنیا'' قرار دیتے ہوئے لائقِ توجہ اور درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے، اس لئے یہاں دو باتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔

اول:...... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی

تخلیق کے بارے میں امت کو کیا بتایا ہے؟

دوم:...... یہ کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات امت کے لئے لائقِ توجہ نہیں؟

## اَمرِ اوّل:

## تخلیقِ آدم علیہ السلام کے بارے میں تصریحاتِ نبوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیقِ جسمانی کی کیفیت اور اس تخلیق کے مدارج کے سلسلے میں جو تصریحات فرمائی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو تمام روئے زمین سے مٹی کا خلاصہ لیا، پھر اس میں پانی ملاکر اس کا گارا بنایا گیا، پھر اسے ایک مدت تک پڑا رہنے دیا گیا، یہاں تک کہ وہ گارا سیاہ ہوگیا، اس سے بو آنے لگی اور اس میں چپکاہٹ کی کیفیت پیدا ہوگئی، پھر اس گارے سے حضرت آدم علیہ السلام کا ساٹھ ہاتھ لمبا قالب بنایا گیا، پھر یہ قالب کچھ عرصہ پڑا رہا یہاں تک کہ خشک ہوکر اس میں کھنکھناہٹ پیدا ہوگئی اور وہ ٹھیکری کی طرح بجنے لگا، اس دوران شیطان اس قالب کے گرد گھومتا تھا، اسے بجا بجا کر دیکھتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ: اس مخلوق کے پیٹ میں خلا ہے، اس لئے اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکے گی۔

پھر اس بے جان قالب میں روح پھونکی گئی اور وہ جیتے جاگتے انسان بن گئے، جب ان کے نصفِ اعلیٰ میں روح داخل ہوئی تو انہیں چھینک آئی اور ان کی زبانِ مبارک سے پہلا کلمہ جو نکلا وہ ''الحمدللہ'' تھا، جس پر حق تعالیٰ شانہ نے ان کو جواب میں فرمایا: ''یرحمک ربک!'' (تیرا ربّ تجھ پر رحم فرمائے)۔ حضرت آدم علیہ السلام جس وقت پیدا کئے گئے اس وقت ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا، اور ان کے تمام جسمانی اعضا اور ظاہری و باطنی قویٰ کامل و مکمل تھے، ان کو نشو و نما کے ان مراحل سے گزرنا نہیں پڑا جن سے اولادِ آدم گزر کر اپنے نشو و نما کے آخری مدارج تک پہنچتی ہے۔

یہ خلاصہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بہت سے ارشادات کا جو حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق کے بارے میں مروی ہیں۔ میں ان بہت سی احادیث میں

سے یہاں صرف چار احادیث کے ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

حدیثِ اوّل:

**”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خلق الله عز وجل آدم على صورته، طوله ستون ذراعا، فلما خلقه قال: اذهب فسلم على اولئك النفر! وهم نفر من الملئكة جلوس، فاستمع ما يحيونك به؟ فانها تحيتك وتحية ذريتك. قال: فذهب فقال: السلام عليكم! فقالوا: السلام عليك ورحمة الله! قال: فزادوه ”ورحمة الله“. قال: فكل من يدخل الجنة على صورة آدم وطوله ستون ذراعا، فلم يزل الخلق ينقص بعده حتى الآن.“**

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۹۱۹، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۰، مسند احمد ج:۲ ص:۲۴۴)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا تھا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا، جب ان کو پیدا کیا گیا تو ان سے فرمایا کہ: جاؤ! اس جماعت کو جاکر سلام کہو۔ یہ فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ پس سنو! کہ یہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں؟ کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے جاکر ان فرشتوں کو ”السلام علیکم!“ کہا، انہوں نے جواب میں کہا: ”وعلیک السلام ورحمۃ اللہ“ فرشتوں نے جواب میں ”ورحمۃ اللہ“ کے لفظ کا اضافہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ آدم علیہ السلام کی


فہرست

صورت پر ہوں گے اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا ہوگا، بعد میں انسانوں کے قد چھوٹے ہوتے رہے جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔“

حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا“ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**”والمعنیٰ ان اللہ تعالیٰ اوجدہ علی الھیئۃ التی خلقہ علیھا لم ینتقل فی النشاۃ احوالا، ولا تردد فی الارحام اطوارا کذریتہ، بل خلقہ اللہ رجلا کاملا سویا من اول ما نفخ فیہ الروح، ثم عقب ذالک لقولہ: وطولہ ستون ذراعا۔“**

(فتح الباری ج:۶ ص:۳۶۶، کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریتہ)

ترجمہ:...... ”اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جس شکل و ہیئت میں پیدا فرمایا ان کو اسی ہیئت و شکل میں وجود بخشا، وہ اپنی ذریت کی طرح پیدائش کے مختلف حالات سے نہیں گزرے، نہ شکمِ مادر میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوئے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق اس طرح فرمائی کہ نفخِ روح کے وقت ہی سے وہ مردِ کامل تھے، اور ان کی تمام جسمانی قوتیں بدرجہ کمال تھیں، اسی بنا پر اس کے بعد فرمایا کہ اس وقت ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔“

اس حدیث کی یہی تشریح اور بہت سے اکابر نے فرمائی ہے۔

حدیثِ دوم:

**”عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ خلق آدم من قبضۃ قبضھا من جمیع الارض فجاء بنو آدم**

**علی قدر الارض، منهم الابیض والاحمر والاسود وبین ذالک والسهل والحزن والخبیث والطیب."**

(ترمذی ج:۲ ص:۱۲۰، ابوداوٗد ج:۲ ص:۶۴۴، مسنداحمد ج:۴ ص:۴۰۰، مستدرک حاکم ج:۲ ص:۲۶۱، صحیح ابن حبان، الاحسان ج:۹ ص:۱۱)

ترجمہ:...... "حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا مٹی کی مٹھی سے، جس کو تمام زمین سے لیا تھا، چنانچہ اولادِ آدم زمین کے اندازے کے مطابق ظاہر ہوئی، ان میں کوئی سفید ہے، کوئی سرخ، کوئی کالا اور کوئی ان رنگوں کے درمیان، کوئی نرم، کوئی سخت، کوئی خبیث کوئی پاکیزہ۔"

حدیثِ سوم:

**"عن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لما صور الله آدم فی الجنة ترکه ما شاء الله ان یترک، فجعل ابلیس یطیف به ینظر ما هو، فلما راٰه اجوف عرف انه خلق خلقا لا یتمالک."**

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۲۷، مسند احمد ج:۳ ص:۲۴۰، مسند طیالسی ص:۲۷۰ حدیث:۲۰۳۴)

ترجمہ:...... "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ بنایا تو اس کو اسی حالت میں رہنے دیا جتنی مدت کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، تو شیطان اس کے گرد گھومنے لگا یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کیا چیز ہے؟ پس جب اس نے دیکھا کہ اس کے پیٹ میں خلا ہے تو اس نے پہچانا کہ اس کی تخلیق

ایسی کی گئی ہے کہ یہ اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکے گا۔“

حدیثِ چہارم:

”عن ابی ھریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الله خلق آدم من تراب، ثم جعله طینا، ثم ترکه حتیٰ اذا کان حماء مسنونا خلقه وصوره، ثم ترکه حتیٰ اذا کان صلصالا کالفخار، قال: فکان ابلیس یمر به فیقول: ”لقد خلقت لامر عظیم!“ ثم نفخ الله فیه من روحه، فکان اول شیء جری فیه الروح بصره وخیاشیمه، فعطس فلقاه الله حمد ربه، فقال الرب: یرحمک ربک! ..... الخ“

(فتح الباری ج:۶ ص:۳۶۴، مسند ابویعلیٰ ج:۶ ص:۹۷ حدیث:۶۵۴۹، مجمع الزوائد ج:۸ ص:۱۹۷)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بنایا آدم علیہ السلام کو مٹی سے، پھر اس مٹی میں پانی ڈال کر اس کو گوندھ دیا، پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ سیاہ گارا بن گیا تو اس کا قالب بنایا، پھر اس کو چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ آگ میں پکی ہوئی چیز کی طرح کھنکھنانے لگا، ابلیس اس کے پاس سے گزرتا تو کہتا کہ: ”تجھے کسی بڑے کام کے لئے بنایا گیا ہے!“ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قالب میں اپنی روح ڈالی، پس سب سے پہلی چیز جس میں روح جاری ہوئی وہ حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھیں اور نتھنے تھے، پس ان کو چھینک آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ”الحمدللہ“ کہنے کا الہام فرمایا، انہوں نے الحمدللہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: ”یرحمک ربک!“

(تیرا ربّ تجھ پر رحم فرمائے)۔‘‘

ان احادیثِ شریفہ کا خلاصہ و مضمون پہلے ذکر کرچکا ہوں، اب اس پر غور فرمایئے کہ ان احادیثِ مقدسہ میں تخلیقِ آدم علیہ السلام کے جو مدارج ذکر کئے گئے اور اس تخلیق کی جو کیفیت بیان فرمائی گئی ہے، قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اس کی تصدیق و تصویب فرمائی گئی ہے۔

اوّل:...... یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بلاواسطہ مٹی سے ہوئی اور یہ ان کی تخلیق کا نقطۂ آغاز اور مبداء اول ہے، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

”اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ، خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ.“ (آل عمران:۵۹)

ترجمہ:...... ”بے شک حالتِ عجیبہ (حضرت) عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالتِ عجیبہ (حضرت) آدم کے ہے کہ ان (کے قالب) کو مٹی سے بنایا، پھر ان کو حکم دیا کہ (جاندار) ہوجا، پس وہ (جاندار) ہوگئے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

دوم:...... یہ کہ اس مٹی کو پانی سے گوندھا گیا، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ.“ (صٓ:۷۱)

ترجمہ:...... ”جب آپؐ کے ربّ نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ: میں گارے سے ایک انسان (یعنی اس کے پتلے کو) بنانے والا ہوں۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

سوم:...... یہ کہ گارا ایک عرصہ تک پڑا رہا، یہاں تک کہ سیاہ ہوگیا، اور اس میں سے بو آنے لگی، چنانچہ ارشاد ہے:

”وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ.“ (الحجر:۲۶)


فہرست

ترجمہ:...... ”اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے، جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

چہارم:...... یہ کہ مزید پڑا رہنے سے اس گارے میں چپکنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی، ارشاد ہے:

”اِنَّا خَلَقْنٰـهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ.“ (الصافات:۱۱)

ترجمہ:...... ”ہم نے ان لوگوں کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

پنجم:...... یہ کہ اس گارے سے قالب بنایا جو خشک ہوکر بجنے لگا، ارشاد ہے:

”وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ ۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ.“ (الحجر:۲۸)

ترجمہ:...... ”اور جب آپؐ کے رب نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے سے بنی ہوگی، پیدا کرنے والا ہوں۔“

”خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ. وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ.“ (الرحمٰن:۱۴،۱۵)

ترجمہ:...... ”اس نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی، پیدا کیا، اور جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

ششم:...... یہ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا قالب مندرجہ بالا مدارج سے گزر چکا تو اس میں روح پھونکی گئی اور یہ ان کی تخلیق کی تکمیل تھی، ارشاد ہے:

”اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ ۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ. فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ

سٰجِدِیْنَ.‘‘ (صٓ:۷۱،۷۲)

ترجمہ:...... ’’جب آپؐ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان (یعنی اس کے پتلے کو) بنانے والا ہوں، سو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی طرف سے روح ڈال دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔‘‘ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

## اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا

قرآن کریم میں یہ بھی صراحت فرمائی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے فرمائی، چنانچہ ارشاد ہے:

’’قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ.‘‘ (صٓ:۷۵)

ترجمہ:...... ’’حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کون چیز مانع ہوئی؟‘‘ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

یہ تو ظاہر ہے کہ ساری کائنات حق تعالیٰ شانہٗ ہی کی پیدا کردہ ہے، مگر حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں جو ارشاد فرمایا کہ: ’’میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے بنایا‘‘ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت و شرف کا اظہار مقصود ہے۔ یعنی ان کی تخلیق توالد و تناسل کے معروف طریقہ سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بدستِ خود مٹی سے بنایا اور ان میں رُوح پھونکی، چنانچہ امام ابوالسعود رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’ای خلقه بالذات من غیر توسط أب و أم.‘‘

(تفسیر ابی السعود ج:۷ ص:۲۲۶)

ترجمہ:...... ’’یعنی میں نے ان کو ماں باپ کے واسطے کے بغیر بذاتِ خود پیدا فرمایا۔‘‘



فہرست

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں: ”خَلَقْتُ بِيَدَيَّ“ (بنایا میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے) فرمانا، اس حقیقتِ کبریٰ کا اظہار ہے کہ ان کی تخلیق تولید وتناسل کے معروف ذرائع سے نہیں ہوئی، یہیں سے اہلِ عقل کو یہ سمجھنا چاہئے کہ جس شخصیت کی تخلیق میں ماں اور باپ کا واسطہ بھی قدرت کو منظور نہ ہوا، اس کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ: ”وہ جمادات، نباتات، حیوانات اور بندروں کی ”جون“ تبدیل کرتے ہوئے انسانی شکل میں آیا“ کتنی بڑی ستم ظریفی ہوگی...! الغرض ”خلقت بیدی“ کے قرآنی الفاظ سے جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے توالد وتناسل کے ذریعہ پیدا ہونے کی نفی ہوتی ہے، وہاں ان کے جمادات، نباتات اور حیوانوں اور بندروں سے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے انسان بننے کی بدرجہ اَولیٰ نفی ہوتی ہے، اس لئے اہلِ ایمان کے نزدیک حق وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور جس کی تفصیلات اوپر گزر چکی ہیں۔

## حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں انبیائے کرام علیہم السلام کا عقیدہ

قرآن کریم کے ارشاد: ”خلقت بیدی“ (بنایا میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے) کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے بعد اب اس پر بھی غور فرمایئے کہ اس بارے میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا عقیدہ کیا تھا؟

حدیث کی قریباً تمام معروف کتابوں (صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداوٴد، ترمذی، ابن ماجہ، موٴطا امام مالک اور مسند احمد وغیرہ) میں حضرت موسیٰ اور حضرت آدم علیہما السلام کا مباحثہ مذکور ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا:

”انت آدم الذی خلقک الله بیده ونفخ فیک من روحه واسجد لک ملٰئکته واسکنک فی جنته.“

(مشکوٰۃ ص:۱۹)

ترجمہ:......”آپ وہی آدم (علیہ السلام) ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی طرف سے

روح ڈالی اور آپ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں ٹھیک وہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو مذکورۃ الصدر آیتِ شریفہ میں وارد ہوئے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنانا اور ان کے قالب میں اپنی جانب سے روح ڈالنا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قالب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اس میں روح ڈالی، وہ توالد و تناسل کے معروف مراحل سے گزر کر انسان نہیں بنے، نہ جمادات و نباتات اور حیوانوں اور بندروں سے شکل تبدیل کرتے ہوئے آدمی بنے۔

## محشر کے دن اہل ایمان بھی اسی عقیدہ کا اظہار کریں گے

حدیثِ شفاعت میں آتا ہے کہ اہل ایمان قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ کے لئے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے عرض کریں گے:

''انت آدم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ واسکنک جنتہ واسجد لک ملٰئکتہ وعلمک اسماء کل شیء.'' (مشکوٰۃ ص:۴۸۸)

ترجمہ:...... ''آپ آدم ہیں، تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے بنایا، اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا، اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا، اور آپ کو تمام اشیاء کے ناموں کی تعلیم فرمائی۔''

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اہل ایمان بھی اسی عقیدے کا اظہار کریں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق حق تعالیٰ شانہ نے براہِ راست اپنے دستِ قدرت سے فرمائی۔ مٹی سے ان کا قالب بنا کر اس میں روح پھونکی اور ان کو جیتا جاگتا


فہرست

انسان بنایا، ان کی تخلیق میں نہ توالد وتناسل کا واسطہ تھا، اور نہ وہ جمادات سے بندر تک ارتقائی مراحل سے گزر کر "انسان آدم" بنے۔

قرآن کریم کی آیاتِ بینات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ طیبات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمودات، اور میدانِ محشر میں اہل ایمان کی تصریحات آپ کے سامنے موجود ہیں، جو شخص ان تمام امور پر بشرطِ فہم وانصاف غور کرے گا اس پر آفتابِ نصف النہار کی طرح یہ حقیقت روشن ہوجائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق کے بارے میں حقیقتِ واقعیہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور ان صاحب کا فلاسفہ طبیعیین کی تقلید میں تخلیقِ آدم علیہ السلام کو کرشمۂ ارتقا قرار دینا، صریح طور پر غلط اور نصوصِ قطعیہ سے انحراف ہے، واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

## امرِ دوم

## احادیثِ نبویہؐ کے بارے میں اس شخص کے خیالات کا جائزہ

اس شخص کا یہ کہنا کہ: "اس مسئلے میں احادیثِ نبویہؐ لائق توجہ اور درخورِ اعتنا نہیں" چند وجوہ سے جہل مرکب کا شکار ہے:

اولاً:...... اوپر قرآن کریم کی جو آیاتِ بینات ذکر کی گئی ہیں انہیں ارشاداتِ نبویہؐ کے ساتھ ملاکر پڑھئے تو واضح ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلیقِ آدم علیہ السلام کے سلسلے میں جو کچھ فرمایا ہے، وہ ان آیاتِ بینات ہی کی شرح وتفصیل ہے، اور جس مسئلے میں قرآن وحدیث دونوں متفق ہوں، کسی مؤمن کے لئے اس سے انحراف کی گنجائش نہیں رہتی، اور جو شخص فرمانِ الٰہی اور ارشادِ نبویؐ کو تسلیم کرنے سے ہچکچاتا ہے، انصاف فرمایئے کہ ایمان واسلام میں اس کا کتنا حصہ ہے؟

ثانیاً:...... بالفرض قرآن کریم سے ان احادیث کی تائید نہ ہوتی تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کو سن کر یہ کہنا کہ: "یہ لائقِ توجہ اور درخورِ اعتنا نہیں!" بارگاہِ رسالتؐ میں نہایت جسارت اور حد درجہ کی گستاخی ہے، جس کے سننے کی بھی کسی مؤمن کو تاب نہیں ہوسکتی کہ اس کے سنتے ہی روحِ ایمان لرز جاتی ہے! کجا کہ کوئی

مسلمان ایسے موذی الفاظ زبان پر لانے کی جرأت کرے، ذرا سوچئے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تخلیقِ آدم علیہ السلام کے بارے میں ان حقائق کو بیان فرمارہے تھے، کوئی شخص (بالفرض یہی صاحب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کہہ دیتا کہ: -نعوذ باللہ- ''یہ آپؐ کا میدانِ کار نہیں، بلکہ یہ ڈارون کا میدانِ تحقیق ہے!'' تو فرمائیے کہ ایسا شخص کس صف میں شمار کیا جاتا...؟

حافظ ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

"وکل من یکفر بما بلغه وصح عنده عن النبی صلی اللہ علیه وسلم او جمع علیه المؤمنون مما جاء به النبی علیه السلام فهو کافر! کما قال اللہ تعالیٰ: ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم."

(المحلیٰ ج:۱ ص:۱۲)

ترجمہ:...... ''اور ہر وہ شخص جس نے کسی ایسی بات کا انکار کیا جو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی اور اس کے نزدیک اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح تھا، یا اس نے ایسی بات کا انکار کیا جس پر اہلِ ایمان کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، تو ایسا شخص کافر ہے! چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: اور جس نے مخالفت کی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی، بعد اس کے کہ اس پر صحیح بات کھل گئی اور وہ چلا اہلِ ایمان کا راستہ چھوڑ کر، تو ہم اسے پھیر دیں گے جدھر پھرتا ہے، اور ہم اسے جھونک دیں گے جہنم میں۔''

ثالثاً:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی جو تفصیلات بیان فرمائی ہیں ان کے بارے میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کو ان کا علم کس ذریعہ سے ہوا؟ ظاہر ہے کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس وحی الٰہی کے سوا کوئی اور ذریعہ نہیں، لہٰذا دلیلِ عقل سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں جو کچھ بیان فرمایا اس کا سرچشمہ وحیٔ الٰہی ہی ہوسکتا ہے، اور اس کو رَدّ کرنا گویا وحیٔ خداوندی کو رَدّ کرنا ہے، ظاہر ہے کہ یہ شیوہ کسی کافر و منافق کا ہوسکتا ہے، کسی مسلمان کا نہیں! خصوصاً جب یہاں اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ اس دور کا ہے جس کو مؤرخین ''قبل از تاریخ'' سے تعبیر کرتے ہیں، جب اس وقت کوئی انسانی وجود ہی نہیں تھا تو اس دور کی تاریخ اور اس واقعہ کی تفصیلات کون قلم بند کرتا؟ ہاں! اللہ تعالیٰ جو آدم علیہ السلام کی تخلیق فرما رہے تھے، یہ پورا واقعہ ان کے سامنے تھا اور اس کی ضروری تفصیلات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تفصیلات سے اُمت کو آگاہی بخشی، اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشاداتِ صحیحہ کو رَدّ کردینا اور فلاسفہ کی ہفوات کی تقلید کرنا، کیا کسی صاحبِ ایمان کی شان ہوسکتی ہے...؟

**رابعاً:**......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: ''حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اس طرح ہوئی'' یہ ایک خبر ہے، اور خبر یا تو واقعہ کے مطابق ہوگی، یا واقعہ کے خلاف ہوگی، جو خبر واقعہ کے مطابق ہو وہ سچی کہلاتی ہے، اور خبر دینے والا سچا سمجھا جاتا ہے، اور جو خبر واقعہ کے خلاف ہو وہ جھوٹی کہلاتی ہے، اور خبر دینے والا جھوٹا قرار پاتا ہے۔ اب یہ صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں جو خبریں دی ہیں، وہ واقعہ کے خلاف ہیں'' اہلِ عقل غور فرمائیں کہ اس کا مطلب کیا ہوسکتا ہے؟ کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تکذیب نہیں؟ اور کیا یہ بات عقلاً ممکن ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر کو غلط بھی سمجھتا ہو اور آپؐ پر ایمان بھی رکھتا ہو...؟ ہرگز نہیں! ''ضدان لا یجتمعان!'' (یہ دونوں ضدیں ہیں، جو کبھی جمع نہیں ہوسکتیں)۔

**خامساً:**......ان صاحب کا یہ کہنا کہ: ''حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ


فہرست

اُمورِ دنیا میں سے ہے، اس لئے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لائقِ التفات نہیں!'' ان کی دلیل کا صغریٰ و کبریٰ دونوں غلط ہیں، اس لئے کہ گفتگو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں ہے، اور ہر شخص جانتا ہے کہ تخلیق اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور خالقیت اس کی صفت ہے، اب ان صاحب سے دریافت کیا جائے کہ حق تعالیٰ شانہ کی صفات و افعال کو بیان کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے یا -نعوذ باللہ- ڈارون کا میدانِ کار...؟ اور یہ کہ اگر صفاتِ الٰہیہ کے بیان میں بھی -بقول اس کے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ لائقِ التفات نہیں تو پھر اور کس چیز میں آپؐ کی بات لائقِ اعتماد ہوگی؟ نعوذ بالله من سوء الفهم و فتنة الصدر!

حق تعالیٰ شانہ کے صفات و افعال وہ میدان ہے جہاں دانش و خرد کے پاؤں شل ہیں، یہ وہ فضا ہے جہاں عقل و فکر کے پَر جلتے ہیں، اور عقلِ انسانی ان حقائقِ الٰہیہ کا ٹھیک ٹھیک ادراک کرنے سے عاجز و درماندہ ہے، جہاں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ فرمانے پر مجبور ہوں:

''اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ!''

ترجمہ:...''یا اللہ! میں تیری تعریف کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں، آپ بس ویسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے خود اپنی ثنا فرمائی ہے۔''

وہاں کسی دوسرے کی عقلِ نارسا کے عجز و درماندگی کا کیا پوچھنا؟ یہی وجہ ہے کہ جن فلاسفہ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کا دامن چھوڑ کر محض اپنی عقلِ نارسا کے گھوڑے پر سوار ہوکر اس میدان میں ترکتازیاں کیں حیرت و گمراہی کے سوا ان کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ یہ حق تعالیٰ شانہ کا انعام ہے کہ اس نے حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ذریعہ ان حقائقِ الٰہیہ میں سے اتنے حصہ کو بیان فرمادیا جس کا انسانوں کی عقل تحمل کرسکتی تھی، کیسی عجیب بات ہے کہ ایک مسلمانی کا دعویدار اس انعامِ الٰہی کا یہ شکر ادا کر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم


فہرست

کے ارشادات کو نالائقِ التفات قرار دے کر فلاسفۂ ملحدین کی دُم پکڑنے کی تلقین کر رہا ہے۔

سادساً:......ان صاحب کا یہ کہنا کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں کوئی واضح موقف اختیار نہیں فرمایا'' خالص جھوٹ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے، کیونکہ گزشتہ سطور میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری وضاحت اور کامل تشریح کے ساتھ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کی مٹی لے کر اس کو پانی سے گوندھا، پھر اس گارے سے آدم علیہ السلام کا ساٹھ ہاتھ کا قالب بنایا، پھر اس قالب میں روح ڈالی، وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام صراحتوں اور وضاحتوں کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ: ''اس مسئلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی واضح موقف اختیار نہیں فرمایا''، اور اگر اتنی صراحت و وضاحت اور تاکید و اصرار کے ساتھ بیان فرمائے ہوئے مسئلہ کے بارے میں بھی یہ کہا جائے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی واضح موقف اختیار نہیں فرمایا'' تو بتایا جائے کہ اس سے زیادہ ''واضح موقف'' کن الفاظ میں بیان کیا جاتا...؟

## ''أنتم أعلم بأمر دنیاکم!'' کی تشریح

ان صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''أنتم أعلم بأمر دنیاکم!'' سے یہ کلیہ کشید کر لیا کہ دنیا کے کسی کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لائقِ الفات نہیں، اس سلسلے میں بھی چند گزارشات گوش گزار کرتا ہوں:

اوّل:......ان صاحب نے اس حدیث کو دیکھنے اور اسے غلط معنی پہنانے سے پہلے اگر قرآنِ مبین کو اُٹھا کر دیکھنے کی زحمت کی ہوتی تو اسے اس حدیث کو غلط معنی پہنانے کی جرأت نہیں ہوتی۔

قرآن کریم میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔'' (الاحزاب:۳۶)

ترجمہ:......"اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا حکم دے دیں کہ (پھر) ان (مؤمنین) کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے، اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

یہ آیتِ شریفہ ایک دنیوی معاملہ کے بارے میں نازل ہوئی، جس کا واقعہ مختصراً یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کرنا چاہا، چونکہ زید غلام رہ چکے تھے، ادھر حضرت زینب بنت جحشؓ قریش کے اعلیٰ ترین خاندان کی چشم و چراغ تھیں، اس لئے ان کے خاندان والوں کو خاندانی وقار کے لحاظ سے یہ رشتہ بے جوڑ محسوس ہوا، اور حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے اس رشتہ کی منظوری سے عذر کردیا، اس پر یہ آیتِ شریفہ نازل ہوئی تو دونوں بہ جان و دل سمع و طاعت بجالائے۔

یہاں دو باتیں بطورِ خاص لائقِ غور ہیں، ایک یہ کہ کسی لڑکی کا رشتہ کہاں کیا جائے اور کہاں نہ کیا جائے؟ ایک خالص ذاتی اور نجی قسم کا دنیوی معاملہ ہے، لیکن کسی شخص کے خالص ذاتی اور نجی معاملے میں دخل دیتے ہوئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ رشتہ منظور فرمادیا تو قرآنِ کریم کی اس نصِ قطعی کی رو سے اس خاندان کو اپنے ذاتی دنیوی معاملے میں بھی اختیار نہیں رہا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کو بہ دل و جان منظور کرلینا شرطِ ایمان قرار پایا۔

دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رشتہ کی جو تجویز فرمائی تھی، کسی روایت میں نہیں آتا کہ یہ تجویز وحیٔ الٰہی سے تھی، لیکن قرآنِ کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ذاتی تجویز کو "اللہ و رسول کا فیصلہ" قرار دے کر تمام لوگوں کو آگاہ کردیا کہ کسی دنیوی معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی تجویز بھی فیصلۂ خداوندی ہے، جس سے انحراف کرنا کسی مسلمان کے لئے روا نہیں!

قرآنِ کریم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رائے کو بھی اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ قرار دیتا ہے، مگر اس بدمذاقی کی داد دیجئے کہ کہنے والے یہ کہہ رہے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کسی دنیوی کام میں معتبر نہیں!''

پھر قرآنِ کریم امت کو تلقین کرتا ہے:

''وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ، وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا.'' (الحشر:۷)

ترجمہ:...... ''رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو کچھ دے دیں اسے لے لو، اور جس سے روک دیں رُک جاوٴ!''

لیکن آج بتایا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو خبر دیں اسے قبول نہ کرو بلکہ ڈارون کی تقلید میں انسان کو بندر کی اولاد قرار دو، انا للہ وانا الیہ راجعون!

دوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کے بے شمار پہلووٴں میں انسانیت کی راہ نمائی کی اور اُمورِ دنیا کی ہزار ہا ہزار گتھیوں کو سلجھایا، جس کو علمائے امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ ''الشفاء'' میں لکھتے ہیں:

''ومن معجزاته الباهرة ما جمعه الله له من المعارف والعلوم وخصه به من الاطلاع علیٰ جمیع مصالح الدنیا والدین ...... الخ.''

ترجمہ:...... ''اور من جملہ آپؐ کے روشن معجزات کے ایک وہ علوم و معارف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے جمع فرمائے اور آپؐ کو (انسانی ضرورت کے) تمام مصالح دنیا و دین کی اطلاع کے ساتھ مخصوص فرمایا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں جو ہمہ گیر

تعلیمات فرمائی ہیں، بلاشبہ اسے معجزۂ نبوت اور تعلیم الٰہی ہی کہا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر طب و معالجات کا باب لیجئے! ظاہر ہے کہ علاج معالجہ ایک خالص بدنی و جسمانی اور دنیوی چیز ہے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طب کے ایسے اصول وکلیات اور فروع وجزئیات بیان فرمائے ہیں کہ عقل حیران ہے، حافظ شیرازی رحمہ اللہ کے بقول:

نگارِ من کہ بہ مکتب نرفت وخط ننوشت

بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

اہل علم نے طب نبویؐ کے نام سے ضخیم کتابیں لکھی ہیں، اور حافظ ابن قیمؒ نے ''زاد المعاد'' میں اس کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کردیا ہے، یہاں بے ساختہ اس واقعہ کا ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے، جو صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی اور حدیث کی بہت سی کتابوں میں مروی ہے کہ: ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ: میرے بھائی کو اسہال کی تکلیف ہے۔ فرمایا: اسے شہد پلاؤ! اس نے شہد پلایا اور آکر عرض کیا کہ: میں نے شہد پلایا تھا مگر اس سے اسہال اور بڑھ گئے۔ فرمایا: اس کو شہد پلاؤ! چار بار یہی قصہ پیش آیا کہ اس کے اسہال میں اضافہ ہوگیا، آپؐ نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ:

''صدق اللہ و کذب بطن اخیک!''

(جامع الاصول ج:۷ ص:۵۱۷)

ترجمہ:...... ''اللہ کا کلام سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے!''

اس نے پھر شہد پلایا تو اسہال بند ہوگئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا جو واقعہ ارشاد فرمایا، اس کے مقابلے میں ان صاحب کا یہ کہنا کہ: ''حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اس طرح نہیں ہوئی'' اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ:

''صدق اللہ ورسولہ! و کذب داروین و الدکتور!''

ترجمہ:...... ''اللہ ورسول کا فرمان برحق ہے! اور ڈارون



فہرست

اور ڈاکٹر جھوٹ بولتے ہیں!“

اور ایک طب اور معالجہ پر ہی کیا منحصر ہے، زندگی کے کسی ایک شعبہ کا تو نام لیجئے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ نمائی نہ فرمائی ہو، اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات سے محروم رہا ہو، چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، بیوی بچوں، عزیز و اقارب اور دوست احباب سے ملنا جلنا، صلح و امن، حرب و ضرب، نکاح و طلاق، بیع و شراء، سیاست و ادب، الغرض دنیوی اُمور میں سے کون سا امر ایسا ہے جس میں معلّمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و تعلیمات کے نقوش ثبت نہ ہوں؟ صحیح مسلم ابوداوٴد، نسائی اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ: یہود اور مشرکین نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا:

”قد علمکم نبیکم کل شیٴ حتی الخراءة؟

قال: اجل!“ (جامع الاصول ج:۷ ص:۱۳۳)

ترجمہ:...... ”تمہیں تو تمہارا نبی ہر چیز سکھاتا ہے یہاں تک کہ ہگنا موتنا بھی؟ فرمایا: ہاں! (ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کے یہ آداب سکھائے ہیں)۔“

اس اعتراض سے یہودی کا مقصود -واللہ اعلم- یا تو مسلمانوں پر نکتہ چینی کرنا تھا کہ تم ایسے نادان اور کودن ہو کہ تمہیں ہگنا موتنا بھی نہیں آتا، تم اس کے لئے بھی نبی کی تعلیم کے محتاج ہو؟ یا اس لعین کا مقصد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا تھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام علوم عالیہ سکھانے کے لئے آتے ہیں، یہ کیسا نبی ہے کہ لوگوں کو ہگنے موتنے کے طریقوں کی تعلیم دیتا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس کے اس بے ہودہ اعتراض سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ یہ فرمایا کہ: ”ہاں! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بول و براز کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں، اور آپؐ نے اس ضمن میں فلاں فلاں آداب کی تعلیم دی ہے۔“ اگر اس کا مقصود مسلمانوں پر اعتراض کرنا تھا تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت الخلاء میں جانے کا طریقہ سیکھ لیا، تم اپنی فکر کرو کہ تم


فہرست

جانوروں کی طرح یہ طبعی حوائج پوری کرتے ہو، مگر تم انسانوں کے طریقہ سے ابھی تک محروم ہو۔ اور اگر اس کا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرنا تھا تو جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے کہ ان طبعی انسانی ضرورتوں کی ایسی تعلیم فرماتے ہیں کہ انسان کی یہ طبعی حاجات بھی تقرب الی اللہ کا ذریعہ بن جائیں، اور یہ چیزیں بھی عبادات کے زمرے میں شمار ہونے لگیں، بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی رعایت کرتے ہوئے استنجا خانے میں جانا بھی عبادت کے زمرے میں آتا ہے۔ چنانچہ ہمارے شیخ المشائخ شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مہاجر مدنی قدس سرہٗ حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں:

”قال علماءنا ان اتیان السنة ولو کان امرا یسیرا کادخال الرجل الایسر فی الخلا ابتداء اولیٰ من البدعة الحسنة وان کان امرا فخیما کبناء المدارس.“

(حاشیہ ابنِ ماجہ ص:۳۰)

ترجمہ:...... ”ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ: سنت کا بجالانا اگرچہ وہ معمولی بات ہو، مثلاً: بیت الخلا میں جاتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے رکھنا، بدعتِ حسنہ سے بہتر ہے، اگرچہ وہ عظیم الشان کام ہو، جیسے مدارس کا بنانا۔“

خلاصہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ اور کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی راہ نمائی نہ فرمائی ہو، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

”انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم!“

(ابوداؤد ص:۳)

ترجمہ:...... ”میں تو تمہارے لئے بمنزلہ والد کے ہوں، میں تم کو تعلیم دیتا ہوں!“


فہرست

اس لئے ان صاحب کا یہ کہنا کہ: ''اُمورِ دنیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان نہیں تھا، اس لئے اُمورِ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول -نعوذ باللہ- لائقِ التفات نہیں'' قطعاً غلط در غلط ہے...!

سوم:...... یہ صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''أنتم أعلم بأمر دنیاکم'' کا مدعا ہی نہیں سمجھے، اس لئے اس سے کشید کرلیا کہ دُنیوی معاملات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لائقِ التفات نہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ اس واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ بطور مشورہ کے تھا، شیخ المشائخ شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ ابن ماجہ میں اس سلسلہ کی روایات کو جمع کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''فعلم ان ھذا الامر منه صلی الله علیه وسلم کان بطریق الاجتھاد والمشورة فما کان واجب الاتباع.'' (حاشیہ ابن ماجہ ص:۱۷۸)

ترجمہ:...... ''پس معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ بطورِ رائے اور مشورہ کے تھا، اس لئے واجب الاتباع نہیں تھا۔''

مشورہ اور حکم کے درمیان فرق حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ سے واضح ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہؓ کو آزاد کردیا، یہ شادی شدہ تھیں، آزادی کے بعد انہوں نے اپنے شوہر مغیثؓ کو قبول کرنے سے انکار کردیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش فرمائی کہ: بریرہ! تم مغیث کو قبول کرلو! انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ حکم ہے یا مشورہ؟ فرمایا: حکم تو نہیں، مشورہ ہے! عرض کیا کہ: اگر مشورہ ہے تو میں قبول نہیں کرتی!

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم خواہ کسی دنیوی امر میں ہو واجب التعمیل ہے، البتہ اگر بطورِ مشورہ کچھ ارشاد فرمائیں تو اس کا معاملہ دوسرا ہے۔

## آیت سے غلط اِستدلال

اس شخص کا آیتِ شریفہ:''واللہ انبتکم من الارض نباتا'' سے ڈارون کے نظریۂ ارتقا پر استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ:''حضرت آدم علیہ السلام بھی جمادات و نباتات اور حیوانات کے مراحل سے گزر کر''انسان آدم'' بنے تھے'' سراسر مہمل اور لایعنی ہے، کیونکہ:

اوّلاً:...... یہ شخص خود تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیقِ جسمانی کی ایک کیفیت بیان فرمائی ہے، جو ان صاحب کے ذکر کردہ نظریہ سے متضاد ہے۔اب ان صاحب کو دو باتوں میں سے ایک بات تسلیم کرنی ہوگی۔ یا تو یہ کہ خود صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم -نعوذ باللہ- قرآن کی اس آیت کا صحیح مفہوم نہیں سمجھے، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت کا وہ مفہوم منکشف ہوگیا ہوتا جو ان صاحب کو القا ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیقِ جسمانی کے بارے میں اس سے متضاد اور مختلف کیفیت بیان نہ فرماتے۔ یا ان صاحب کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ اپنے ذہن سے تراش کر جو معنی قرآنِ کریم کو پہنانا چاہتے ہیں وہ سراسر لغو و لایعنی ہے، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بَری ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ شخص بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ وہ قرآن کے حقائق و معارف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بیان کرسکتا ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

> ''پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم کے بارے میں بیان فرمایا اس سے بڑھ کر ممکن نہیں، بدیہی البطلان ہے۔''

(کرامات الصادقین ص:۱۹، مندرجہ روحانی خزائن ج:۷ ص:۶۱)

الغرض کسی آیتِ شریفہ سے کسی ایسے نظریہ کا استنباط کرنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات کے خلاف ہو، اس سے دو باتوں میں سے ایک بات لازم آتی ہے، یا تو

اس سے -نعوذ باللہ- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیل لازم آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کا مطلب نہیں سمجھے۔ یا اپنی خام خیالیوں کو قرآنِ کریم میں ٹھونسنا لازم آتا ہے، جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”من قال فی القراٰن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار!“ (مشکوٰۃ ص:۳۵)

ترجمہ:...... ”جس شخص نے اپنی رائے سے کوئی مفہوم قرآن میں ٹھونسا، اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے!“

ثانیاً:...... یہ آیتِ شریفہ، جس سے ان صاحب نے نظریۂ ارتقا کو حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے، سورۂ نوح کی آیت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کا وہ خطاب نقل کیا ہے جو انہوں نے اپنی قوم کے کافروں سے فرمایا تھا۔ جو شخص معمولی غور و فکر سے بھی کام لے گا اس سے یہ بات مخفی نہیں رہے گی کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے افراد کو ڈارون کے نظریۂ ارتقا کی تعلیم و تلقین نہیں فرمارہے بلکہ ان لوگوں میں سے ایک ایک فرد کی تخلیق میں حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کے جن عجائبات کا اظہار فرمایا ہے اس کو ذکر فرمارہے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے زمین کی مٹی سے غذائیں پیدا فرمائیں، ان غذاؤں سے اس قطرۂ آب کی تخلیق ہوئی جس سے تم پیدا ہوئے ہو، پھر اس قطرۂ آب کو شکمِ مادر میں مختلف شکلوں میں تبدیل کرکے اس میں روح ڈالی اور تم زندہ انسان بن گئے، پھر نفخِ روح کے بعد بھی شکمِ مادر میں زمین سے پیدا شدہ غذاؤں کے ذریعہ تمہارے نشوونما کا عمل جاری رہا، یہاں تک کہ شکمِ مادر سے تمہاری پیدائش ہوئی اور پھر پیدائش کے بعد بھی تمہارے نشوونما کا سلسلہ جاری رہا، اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے زمین کی مٹی اور اس سے پیدا شدہ غذاؤں کے ذریعہ کیا۔ الغرض ”واللہ انبتکم من الارض نباتا“ میں انسانی افراد کے اس طویل سلسلۂ نشوونما کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے جس سے گزرتے ہوئے ہر انسان نشوونما کے مدارج طے کرتا ہے، اس سلسلہ کی ابتداء مٹی سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا نشوونما کی تکمیل پر۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد

شفیع رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر ''معارف القرآن'' میں ''خلاصۂ تفسیر'' کے عنوان سے اس آیتِ شریفہ کی حسبِ ذیل تفسیر فرمائی ہے، جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی ''بیان القرآن'' سے مأخوذ ہے:

''اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا، (یا تو اس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے اور یا اس طرح کہ انسان نطفہ سے بنا، اور نطفہ غذا سے، اور غذا عناصر سے بنی اور عناصر میں غالب اجزاء مٹی کے ہیں۔''

(معارف القرآن ج:۸ ص:۵۶۲)

لہٰذا اس آیت شریفہ سے (یا دوسری آیاتِ کریمہ سے) ڈارون کے نظریۂ ارتقا کو کشید کرنا اپنی عقل و فہم سے بھی زیادتی ہے اور قرآن کریم کے ساتھ بھی بے انصافی ہے۔

ان صاحب کے جو دلائل آپ نے ذکر کئے ہیں، ان کی علمی حیثیت واضح کرنے کے بعد اب میں آپ کے سوالات کے جواب عرض کرتا ہوں، چونکہ بحث طویل ہوگئی، اس لئے نمبروار آپ کا سوال نقل کرکے اس کے ساتھ مختصر سا جواب لکھوں گا۔

س……۱: کیا اس شخص کے مذکورہ بالا عقائد کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کہا جاسکتا ہے؟

ج……اس شخص کے یہ عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد نہیں، ائمہ اہل سنت بالاجماع اسی کے قائل ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیقِ جسمانی کے بارے میں احادیثِ نبویہؐ میں بیان کیا گیا ہے، اس لئے اس شخص کا یہ نظریہ بدترین بدعت ہے۔

س……۲: حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق احادیث کے بارے میں اس شخص کا رویہ گستاخی اور گمراہی ہے؟

ج……حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق واردشدہ احادیث کے بارے میں اس شخص کا رویہ بلاشبہ گستاخانہ ہے جس کی تفصیل اوپر عرض کرچکا ہوں اور یہ رویہ بلاشبہ گمراہی و کج روی کا ہے۔

س……۳: حضرت آدم علیہ السلام کو ''حیوان آدم'' کہنا گستاخی نہیں ہے؟

ج……حضرت آدم علیہ السلام کو نصوصِ قطعیہ اور اجماعِ سلف کے علی الرغم ''حیوان آدم'' کہنا اور ان کا سلسلۂ نسب بندروں کے ساتھ ملانا ''اشرف المخلوقات'' حضرتِ انسان کی توہین ہے، اور یہ نہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں گستاخی ہے، بلکہ ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی توہین و تنقیص ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں، اب اگر کسی کے باپ کو ''جانور'' یا ''بندر'' کہا جائے تو سوچنا چاہئے کہ یہ گالی ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر کسی (مثلاً: انہی صاحب کو) ''جانور کی اولاد'' یا ''بندر کی اولاد'' کہا جائے تو یہ صاحب اس کو گالی سمجھیں گے یا نہیں؟ اور اس کو اپنی توہین و تنقیص تصور کریں گے یا نہیں؟

س……۴: کیا یہ شخص تفسیر بالرائے کا مرتکب نہیں؟

ج……اوپر ذکر کرچکا ہوں کہ اپنے مزعومہ نظریہ پر قرآنِ کریم کی آیاتِ شریفہ کا ڈھالنا تفسیر بالرائے ہے اور یہ شخص، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی: ''فلیتبوأ مقعدہ من النار!'' کا مستحق ہے، یعنی اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

س……۵: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلافِ امت کا عقیدہ حضرت آدم علیہ السلام کے مٹی کے پُتلے بنائے جانے کا ہے یا نہیں؟

ج……اوپر ذکر کرچکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور تمام سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قالب مٹی سے بنایا گیا، پھر اس قالب میں روح ڈالی گئی تو وہ جیتے جاگتے انسان بن گئے، فلاسفہ طبیعیین نے اس بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ محض اٹکل مفروضے ہیں، جن کی حیثیت اوہام وظنون کے سوا کچھ نہیں، اور ظن و تخمین کی حق و تحقیق کے بازار میں کوئی قیمت نہیں، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ، اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ، وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا.'' (النجم:۲۸)

ترجمہ:……''اور ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں، صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں، اور یقیناً بے اصل

خیالات امرِ حق کے مقابلے میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے۔“

جو قومیں نورِ نبوت سے محروم ہیں، وہ اگر قبل از تاریخ کی تاریک وادیوں میں بھٹکتی ہیں تو بھٹکا کریں، اور ظن و تخمین کے گھوڑے دوڑاتی ہیں تو دوڑایا کریں، اہل ایمان کو ان کا پس خوردہ کھانے اور ان کی قے چاٹنے کی ضرورت نہیں! ان کے سامنے آفتابِ نبوت طلوع ہے، وہ جو کچھ کہتے ہیں دن کی روشنی میں کہتے ہیں، ان کو قرآن و سنت کی روشنی نے ظن و تخمین سے بے نیاز کردیا ہے۔

س……۶: اس شخص کی بیعت یا کسی قسم کا تعلق اس کے ساتھ آپ کے نزدیک کیسا ہے؟

ج……اوپر کی تفصیل سے واضح ہوچکا ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی برحق ہے، اور اس شخص کا فلاسفہ کی تقلید میں ارشاداتِ نبویہؐ سے انحراف، اس کی کج روی و گمراہی کی دلیل ہے، اس لئے اس شخص کو لازم ہے کہ اپنے عقائد و نظریات سے توبہ کرکے رجوع الی الحق کرے اور ندامت کے ساتھ تجدیدِ ایمان کرے، اور کسی شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، اس شخص کی ہم نوائی جائز نہیں، اگر کوئی مسلمان اس کی بیعت میں داخل ہے تو اس کے خیالات و نظریات کا علم ہوجانے کے بعد اس کی بیعت کا فسخ کردینا لازم ہے۔

## ائمہ اَربعہؒ کے حق پر ہونے کا مطلب

س……عرض یہ ہے کہ مسئلہ تقلید میں بندہ ایک عجیب مشکل کا شکار ہے۔ الحمدللہ میں حنفی سنی ہوں، کچھ عرصہ قبل مولانا مودودی کے ”مسلم اعتدال“ کے بارے میں پڑھتا رہا، ان کی رائے یہ ہے کہ جب چاروں امام حق پر ہیں، تو پھر ہم جس وقت جس کے مذہب پر چاہیں عمل کرلیں، کوئی نقصان نہ ہوگا۔ مثلاً: کبھی رفع یدین کرے، کبھی نہ کرے، کبھی امام کے پیچھے سورة پڑھے، کبھی نہ پڑھے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات واقعی متأثر کن ہے جس کے بعد درج ذیل سوالات میرے ذہن میں آئے ہیں:

ا:……چاروں امام کے حق پر ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ایک امام کے نزدیک

امام کے پیچھے قراءت سختی سے منع ہے، جبکہ دوسرا امام اسے ضروری قرار دیتا ہے، اور نہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، (اسی طرح کے اور دوسرے فرق ہیں جو آپ کے علم میں ہیں)۔

۲:...... اگر کوئی شخص کبھی کبھار چاروں اماموں کے مسلک پر عمل کرلے تو کیا حرج ہے؟

۳:...... چاروں اماموں کی باتوں پر عمل، کیا قرآن وحدیث پر عمل نہ ہوگا؟

۴:...... صرف امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کو ضروری سمجھ کر دوسروں کے مسلک پر عمل نہ کرنے کے کیا دلائل ہیں؟

۵:...... عقلی دلائل کے علاوہ چاروں مذہبوں پر عمل نہ کرنے کے شرعی دلائل کیا ہیں؟

۶:...... نیز تقلید کی اہمیت بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کریں اور اہلِ حدیث حضرات جو تقلید کی وجہ سے ہم پر طعن کرتے ہیں، تو ان کی بات کہاں تک درست ہے؟ (آپ کی کتاب اختلافِ امت میں بھی غالباً ان سوالات کے مکمل یا تفصیلی جواب نہیں ہیں)۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں جو فرق ہے تو قرآن وحدیث کے اس سلسلے میں کیا دلائل ہیں؟ کیونکہ اہلِ حدیث حضرات کی خواتین مردوں کی طرح نماز پڑھتی ہیں اور ہماری خواتین سے یہ لوگ دلیل مانگتے ہیں۔

ج...... چاروں اماموں کے برحق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اجتہادی مسائل میں ہر مجتہد اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کا مکلّف ہے۔ چونکہ چاروں امام شرائطِ اجتہاد کے جامع تھے، اور انہوں نے انسانی طاقت کے مطابق مرادِ الٰہی کے پانے کی کوشش کی، اس لئے جس مجتہد کا اجتہاد جس نتیجہ تک پہنچا اس کے حق میں وہی حکمِ شرعی ہے، اور وہ من جانب اللہ اسی پر عمل کرنے کا مکلّف ہے۔ اب ایک مجتہد نے دلائلِ شرعیہ پر غور کرکے یہ سمجھا کہ امام کی اقتداء میں قراءت ممنوع ہے، لقولہ تعالیٰ: "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" ولقولہ علیہ السلام: "واذا قرأ فانصتوا!" وقولہ علیہ السلام: "اذا امن القاری فامنوا!" تو یہ مجتہد ان دلائلِ شرعیہ کے پیشِ نظر مجبور ہوگا کہ اس سے سختی کے ساتھ منع کرے۔


فہرست

دوسرے مجتہد کی نظر اس پر گئی کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہر نمازی کے لئے ضروری ہے، خواہ امام ہو یا مقتدی، یا منفرد، تو یہ اپنے اجتہاد کے مطابق اس کے ضروری ہونے کا فتویٰ دے گا۔

الغرض ہر مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرنے اور فتویٰ دینے کا مکلّف ہے، یہی مطلب ہے ہر امام کے برحق ہونے کا۔

۲:...... جو شخص شرائطِ اجتہاد کا جامع نہ ہو وہ اختلافی مسائل میں کسی ایک مجتہد کا دامن پکڑنے اور اس کے فتویٰ پر عمل کرنے کا مکلّف ہے، اسی کا نام تقلید ہے، پھر تقلید کی ایک صورت تو یہ ہے کہ کبھی کسی امام کے فتویٰ پر عمل کرلیا، کبھی دوسرے امام کے فتویٰ پر، یا ایک مسئلے میں ایک امام کے فتویٰ کو لے لیا، اور دوسرے مسئلے میں دوسرے امام کے فتویٰ کو، لیکن آدمی کا نفس حیلہ جو ہے، اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو عام لوگوں کے بارے میں اس کا احتمال غالب ہے کہ اپنے نفس کو جس مجتہد کا فتویٰ اچھا لگے گا، یا جو فتویٰ نفس کی خواہش کے مطابق ہوا کرے گا اس کو لے لیا کرے گا، اس صورت میں شریعت کی پیروی نہیں ہوگی بلکہ ہوائے نفس کی پیروی ہوگی، اس لئے عوام کو خواہشِ نفس کی پیروی سے بچانے اور انہیں شریعتِ خداوندی کا پابند کرنے کے لئے یہ قرار دیا گیا کہ کسی ایک امام کے پابند ہوجائیں۔

اور بعض صورتوں میں اس بے قیدی سے تلفیق لازم آئے گی، جس کی چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے وضو کی حالت میں عورت کو چھوا، یا اپنے عضو مستور کو ہاتھ لگایا، اس نے کہا کہ: میں اس مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو لیتا ہوں - ان کے نزدیک ان چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا - پھر اس کے بدن سے خون نکلا تو کہا کہ: میں اس مسئلے میں امام شافعیؒ کے قول کو لیتا ہوں کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ تو اس شخص کا وضو بالاجماع ٹوٹ گیا، مگر اس نے بزعمِ خود ایک مسئلے میں ایک امام کے اور دوسرے مسئلے میں دوسرے امام کے قول کو لے کر یہ سمجھا کہ اس کا وضو قائم ہے، ظاہر ہے کہ ایسی تلفیق شرعاً باطل ہے۔

البتہ بعض صورتوں میں اپنے امام مقتداء کے قول کو چھوڑ کر دوسرے امام کے قول

کو لینا جائز اور بعض اوقات بہتر ہے، مثلاً: دوسرے امام کے قول میں احتیاط زیادہ ہے اور یہ شخص کمالِ احتیاط کی بنا پر دوسرے امام کے فتویٰ پر عمل کرتا ہے۔ اس کی ایک مثال ابھی گزر چکی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسِ مرأۃ اور مسِ ذکر ناقضِ وضو نہیں، دوسرے ائمہ کے نزدیک ناقض ہے، تو کوئی حنفی بہ تقاضائے احتیاط اپنے عمل کے لئے دوسرے ائمہ کے قول کو لے تو یہ ورع و تقویٰ کی بات ہے۔ یا امام شافعیؒ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اگر کوئی شافعی المذہب اس مسئلے میں حنفیہ کے فتویٰ پر عمل کرے تو یہ ورع و تقویٰ کی بات ہے۔ لیکن جس مسئلے میں دوسرے امام کے قول پر عمل کرنے میں اپنے امام کی مخالفت لازم آتی ہے، وہاں دوسرے کے قول پر عمل کرنا خلافِ احتیاط ہوگا۔ مثلاً: کوئی شخص فاتحہ خلف الامام کے مسئلے میں امام شافعیؒ کے قول پر عمل کرتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ مکروہِ تحریمی بلکہ حرام کا مرتکب ہوگا، ایسی حالت میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر عمل کرنے والے کے لئے امام شافعیؒ کے فتویٰ پر عمل کرنا احتیاط نہیں، بلکہ ارتکابِ حرام کا اندیشہ ہے جو ظاہر ہے کہ خلافِ احتیاط ہے۔

اور اسی احتیاط کی ایک نوع یہ ہے کہ ایک شخص اگرچہ درجہ اجتہاد پر فائز نہیں لیکن قرآن و حدیث کے نصوص میں اچھی دسترس رکھتا ہے، شریعت کے اصول و مقاصد اور مبادی پر نظر رکھتا ہے، احکام کے علل و اسباب کی معرفت میں اس کو فی الجملہ حذاقت و مہارت حاصل ہے، اس کا دل اپنے امامِ مقتداء کے کسی مسئلہ پر مطمئن نہیں ہوتا بلکہ اس کے مقابلے میں دوسرے امامِ مجتہد کا فتویٰ اسے اقرب الی الکتاب والسنۃ نظر آتا ہے، ایسے شخص کے لئے اس مسئلے میں دوسرے امام کی تقلید کرلینا روا ہوگا، مگر شرط یہ ہے کہ اس دوسرے امامِ مجتہد کے فتویٰ کے تمام شروط و قیود کا لحاظ رکھے، ورنہ وہی تلفیق لازم آئے گی جس کا حرام بالاجماع ہونا اوپر آچکا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ تفقہ اور اجتہاد بڑی ہی نازک اور دقیق ولطیف چیز ہے، ہم ایسے عامیوں کو اس کا ٹھیک ٹھیک سمجھنا بھی مشکل ہے، لہٰذا ہمارے لئے دین و ایمان کی سلامتی اور خود رائی و کج روی سے حفاظت اسی میں ہے کہ ''یک در گیر محکم گیر'' پر عمل کریں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ: ''کبھی رفع یدین کرلیا، کبھی نہ کیا، کبھی امام کے پیچھے

قراءت کی، کبھی نہ کی'' ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو کبھی یکسوئی نصیب نہ ہوگی، بلکہ ہمیشہ متحیر و متردد رہے گا کہ یہ صحیح ہے یا وہ؟ ''پھر کبھی کیا، کبھی نہ کیا'' کا کوئی معیار تو اس کے ذہن میں ہونا چاہئے کہ کبھی کرنے کی وجہ کیا تھی؟ اور کبھی نہ کرنے کا باعث کیا ہوا؟ کرید کر دیکھا جائے تو اس کا سبب بھی وہی تردد وتحیر نکلے گا، اور کبھی دل کی چاہت۔ جبکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ چاروں امام اپنے اجتہاد کے مطابق برحق ہیں تو کیوں نہ ''یک در گیر محکم گیر'' پر عمل کیا جائے؟

۳:......اختلافی مسائل میں بیک وقت سب پر عمل کرنا تو بعض صورتوں میں ممکن ہی نہیں کہ ایک قول کو لے کر دوسرے کو بہرحال چھوڑنا پڑے گا، اور اگر چاروں کے اقوال پر عمل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جس مسئلے میں جس کے قول پر چاہا عمل کرلیا یا جب جی چاہا ایک ہی مسئلے میں ایک کے قول پر عمل کرلیا اور جب جی چاہا دوسرے کے قول پر، تو اس کے بارے میں اوپر عرض کرچکا ہوں، بلاشبہ چاروں اماموں کا عمل قرآن وحدیث ہی پر ہے، گو مدارکِ اجتہاد مختلف ہیں، لہٰذا کسی ایک کی باتوں کو عمل کے لئے اختیار کرلینا بھی قرآن و حدیث پر ہی عمل کرنا ہے۔

۴:......کسی ایک امام کی اقتداء کو لازم پکڑنا (خواہ وہ امام ابوحنیفہؒ ہوں یا امام مالکؒ یا امام شافعیؒ یا امام احمدؒ) اس کی ضرورت تو اوپر عرض کرچکا ہوں کہ تشہی اور تلفیق سے دین کی حفاظت ہم عامیوں کے لئے اسی میں ہے۔ یہ دلیل تو تمام ائمہؒ کی تقلیدِ شخصی کی ہے، اس میں امام ابوحنیفہؒ کی تخصیص نہیں، مگر یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جس امامِ مجتہد کی پیروی کی جائے اس کے اصول وفروع، راجح مرجوح، قوی وضعیف کا علم ہونا ضروری ہے، پاک و ہند اور افغانستان سے لے کر مشرقِ بعید تک امام ابوحنیفہؒ کا مذہب عام طور سے رائج رہا، اور ان ممالک میں فقہ حنفی کی کتابوں کا ذخیرہ اور اس مذہب کے ماہرین بہ کثرت رہے، جن سے رجوع کرنا ہر شخص کے لئے آسان تھا، دوسرے ائمہ کے مذاہب کا رواج ان علاقوں میں نہیں تھا، اس لئے ان علاقوں میں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید رائج ہوئی، جیسا کہ بلادِ مغرب میں مالکی مذہب کا عام چرچا رہا، اور دوسرے مذاہب کا رواج وہاں شاذ ونادر کے حکم میں رہا، اس لئے ان علاقوں میں امام مالکؒ کی تقلید متعین ہوگئی۔ الغرض ہمارے علاقوں میں امام ابوحنیفہؒ


فہرست

کی تقلید اس بنا پر ضروری قرار پائی کہ یہاں فقہ حنفی کے ماہرین موجود رہے، اور بلادِ مغرب میں فقہ مالکی کی تقلید ضروری ٹھہری کہ وہاں اس کے ماہرین موجود تھے، جہاں دوسری فقہ کے ماہرین ہی موجود نہ ہوں وہاں دوسری فقہ پر عمل کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ اور اس پر عمل کیسے ممکن ہے؟

۵:...... گزشتہ بالا نکات کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو اس سوال کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی، اس لئے کہ مطلق تقلید یا تقلیدِ شخصی محض عقلی چیز نہیں، بلکہ شریعتِ مطہرہ کی تعمیل کی عملی شکل ہے، اور جو دلائل شریعت کی پیروی کے ہیں وہی ایک عامی کے لئے کسی امامِ مجتہد کی اقتداء کے مثبت ہیں۔ اور آیتِ شریفہ: ''فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' (النحل:۴۳) اور حدیثِ نبویؐ: ''قتلوه، قتلهم الله، الا سئلوا اذا لم يعلموا، فانما شفاء العيّ السؤال'' (مشکوٰۃ ص:۵۵، بروایت ابی داؤد عن جابرؓ، وابن ماجہ عن ابن عباسؓ) میں اسی کا ضروری ہونا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۶:...... تقلید کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں اوپر واضح ہوچکی ہے، اور سچی بات تو یہ ہے کہ جو حضرات تقلید کی بنا پر ہم ضعفا پر طعن کرتے ہیں، تقلید سے ان کو بھی مفر نہیں، کیونکہ ایک عامی آدمی جو قرآن و حدیث کے فہم میں مرتبۂ اجتہاد پر فائز نہیں، لامحالہ وہ کسی کی مان کر ہی چلے گا، اور مختلف فیہ مسائل میں کسی نہ کسی امامِ مجتہد کی تحقیق پر اعتماد کرنا اس کے لئے ناگزیر ہوگا، مگر ہم ضعفا میں اور ان حضرات میں چند وجوہ سے فرق ہے:

اول:...... یہ کہ ہم ایک امامِ مجتہد کی تحقیق پر عمل کرتے ہیں، جس کی امامت اور درجۂ اجتہاد پر اس کا فائز ہونا تمام اکابرِ امت کو مسلّم ہے (اس کا خلاصہ میں اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم میں قلم بند کرچکا ہوں)، اس کے باوجود ہم دوسرے اکابر ائمہ اور ان کے متبعین کے بارے میں زبانِ طعن دراز نہیں کرتے، بلکہ ان کے حق میں ان کے اجتہاد کو واجب العمل جانتے ہیں۔ اور یہ حضرات اپنے سوا باقی سب کو باطل پرست جانتے ہیں، ان پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں، گویا ان حضرات کے نزدیک عمل بالحدیث کا تقاضا پورا نہیں ہوتا جب تک مقبولانِ الٰہی کی پوستین دری نہ کی جائے اور ان پر گمراہی و باطل پرستی کا فتویٰ

صادر نہ کیا جائے...!

دوم:...... یہ کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق پر عمل پیرا ہیں، جنھوں نے صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا اور صحابہؓ و تابعینؒ کو دین پر عمل کرتے ہوئے بچشم خود دیکھا۔ اور یہ حضرات اکثر و بیشتر امام بخاریؒ یا شیخ ابن تیمیہؒ کی تحقیق کو اَولیٰ و راجح سمجھتے ہیں، اور کبھی ان کو بھی چھوڑ کر حافظ ابن حزمؒ کی تحقیقات کو سرمۂ چشمِ بصیرت سمجھتے ہیں، اب یہ حضرات ہی انصاف فرمائیں کہ صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں (جس کو حدیث شریف میں خیر القرون فرمایا گیا ہے) دین پر بہتر عمل ہو رہا تھا یا مؤخر الذکر اکابرؒ کے زمانے میں؟

سوم:...... یہ کہ ہم لوگوں کو اپنے عامی ہونے کا اعتراف ہے، اس لئے کسی امامِ مجتہد کی اقتداء دین کی پیروی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس یہ حضرات اس کے باوجود کہ ایک آیت یا حدیث کا ترجمہ کرنے کے لئے بھی اردو تراجم کے محتاج ہیں، اپنے آپ کو عامی ماننے میں عار سمجھتے ہیں اور اپنے کو ائمہ مجتہدینؒ کے ہم پلہ بلکہ ان سے بھی بالاتر سمجھتے ہیں!

بہرحال اہل حدیث حضرات اگر ہم عامیوں پر اس لئے طعن کرتے ہیں کہ ہم اپنے جہل کا اعتراف کرتے ہوئے کسی عالم ربانی اور عالم حقانی کی پیروی کو اتباعِ شریعت کے لئے کیوں ضروری سمجھتے ہیں؟ تو ہم ان کی طعن و تشنیع سے بدمزہ نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ ان کے علم و اجتہاد میں برکت فرمائیں، ہم لوگ بھی انشاء اللہ! اکابر ائمہؒ کی اقتداء کرتے ہوئے جنت میں پہنچ ہی جائیں گے۔

وہاں پہنچ کر انشاء اللہ! ان طعن کرنے والے حضرات کو بھی کھل جائے گا کہ ان کے طعن و تشنیع کی کیا قیمت تھی...؟

۷:......عورت کی نماز کے بارے میں ''اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم'' حصہ دوم کے مسئلہ نمبر:۴ میں ضروری تفصیل لکھ چکا ہوں، وہاں ملاحظہ فرمالیا جائے، مگر یہاں ایک نکتہ کا مزید اضافہ کروں گا:

میں نے وہاں تین روایات ذکر کی ہیں، دو مرفوع، ایک خلیفہ راشد حضرت علیؓ کا



فہرست

قول۔ نیز میں نے وہاں یہ بھی ذکر کیا کہ قریب قریب تمام ائمہ اور فقہائے امت، مرد و عورت کی نماز میں (بعض مسائل میں) فرق کے قائل ہیں، جن کی تفصیل ان کی کتبِ فقہیہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔

اہل حدیث حضرات جو نماز کے مسائل میں مرد و زن کی تفریق کے قائل نہیں، وہ عموماً احادیث کے عموم سے استدلال کرتے ہیں، جن میں فرمایا گیا ہے کہ رکوع اس طرح کیا جائے، سجدہ یوں کیا جائے اور قعدہ یوں کیا جائے۔ ان حضرات نے ان احادیث کو مرد و عورت کے لئے عام سمجھا اور جن احادیث کا میں نے اوپر حوالہ دیا ان کو ضعیف قرار دے کر مسترد کردیا۔ حالانکہ اگر ان حضرات نے غور فرمایا ہوتا تو انہیں یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ چاروں اماموں نے مرد و عورت کی نماز میں بعض مسائل میں جو تفریق فرمائی ہے اس کا منشا ستر ہے، جس کی طرف میں ''اختلافِ امت'' میں اشارہ کرچکا ہوں، اور یہ منشا خود احادیثِ صحیحہ میں مصرح ہے، چنانچہ مردوں کے لئے جمعہ اور جماعت کی حاضری کو لازم قرار دیا گیا ہے، لیکن عورتوں کے لئے اسی تستر کی بنا پر ان کا وجوب ساقط کردیا گیا، اور ان کے حق میں: ''وبیوتھن خیر لھن'' (مشکوٰۃ ص۹۶) فرمایا گیا، اس لئے جن احادیث میں دونوں کی نماز میں تفریق کا مضمون وارد ہوا ہے وہ اگر ضعیف بھی ہوں تب بھی وہ عمومات کے مقابلے میں لائق ترجیح ہوں گی، کیونکہ عورت کا عورت ہونا خود اس کے تستر کو چاہتا ہے، پھر ائمہ مجتہدینؒ کا بالاتفاق فیصلہ بھی اسی کا مؤید ہے، امام بخاریؒ نے تعلیقاً ام الدرداء رضی اللہ عنہا کا اثر نقل کیا ہے کہ وہ مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہہ تھیں۔ (ج:۱ ص:۱۱۴)

حافظ ابن حجرؒ کی تحقیق یہ ہے کہ: ''یہ ام الدرداء صغریٰ ہیں جو تابعیہ ہیں، اور تابعی کا مجرد عمل خواہ اس کے مخالف موجود نہ ہو حجت نہیں۔''

اس کے مقابلے میں مسند امام ابی حنیفہؒ کی روایت ہے کہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں کس طرح نماز پڑھا کرتی تھی؟ فرمایا: پہلے چار زانو بیٹھتی تھیں، پھر انہیں حکم دیا گیا کہ سمٹ کر بیٹھا کریں۔'' (لامع الدراری ج:۱ ص:۳۳۱)

ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی خواتین کا عمل جو حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھا، ام الدرداء صغریٰ تابعیہ کے عمل سے اَولیٰ اور انسب ہوگا، اور چونکہ اس حکم اور عمل کا منشا وہی تستر تھا، اس لئے اس علت سے مردوں اور عورتوں کی نماز میں تفریق دوسری جزئیات میں بھی ثابت ہوجائے گی، جو مذکورہ بالا احادیث میں مصرح ہیں، اور ائمہ اربعہ کے درمیان متفق علیہا بھی ہیں۔ وباللہ التوفیق، واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم!

## انبیائے کرامؑ کے فضلات کی پاکی کا مسئلہ

س…… ہماری مسجد میں گزشتہ جمعہ میں ایک خطیب صاحب نے اپنے وعظ میں یہ فرمایا تھا کہ: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب کرکے ایک صحابی کو دیا کہ اس کو باہر پھینک آؤ، ان صحابی نے باہر جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کے جذبے میں وہ پیشاب پی لیا، اس کے بعد تمام زندگی ان کے جسم سے خوشبو آتی رہی۔ اس کے بعد خطیب صاحب نے فرمایا: چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک تھا، اس میں عام انسانوں کی طرح ناپاکی یا بدبو نہ تھی، لہٰذا صحابی کے اس عمل پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

خطیب صاحب کے اس بیان پر مسجد میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا، اکثر لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ واقعہ سند سے خالی ہے، ایسے خطیب کی امامت جائز نہیں جو خلافِ سند واقعات بیان کرکے غیرمسلموں کو اسلام پر تنقید کا موقع دے۔ لوگوں کے اعتراضات مندرجہ ذیل تھے:

۱:…… ایسا کوئی واقعہ مستند کتب میں نہیں ملتا۔

۲:…… اگر ایسا ہوا بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں بشریت کی کوئی خصوصیت نہ تھی اور وہ مکمل نوری تھے۔

۳:…… اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو پیشاب پھینکنے کا حکم دیا تھا تو صحابی کے لئے حکم زیادہ اہمیت رکھتا تھا یا محبت کے جذبات؟

۴:…… دوسرے مذاہب کے لوگوں پر پیشاب پینے کا اعتراض کیونکر کیا جاسکتا

ہے؟ جبکہ وہ بھی عقیدہ رکھتے ہوں کہ ان کے اوتاروں میں بھی ایسے ہی کچھ صفات تھے، وغیرہ وغیرہ۔

مولانا صاحب! آپ اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالنا گوارا کریں گے تاکہ لوگوں کو تسلی ہوسکے، کیونکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام فطرت کے مطابق ہے، اور پیشاب والا معاملہ انسان کی نظر میں خلافِ فطرت ہے، ہم اپنے مذہب کی اشاعت میں غیرمسلموں کو کیسے قائل کرسکتے ہیں؟

ج......لوگوں کے چار اعتراض جو آپ نے نقل کئے ہیں، ان میں پہلا اعتراض اصل ہے، یعنی یہ کہ یہ واقعہ مستند ہے یا نہیں؟ دوسرے سوالات سب اس کی فرع ہیں، کیونکہ اگر کوئی واقعہ ہی ایسا نہ ہو تو پھر یہ سوالات متوجہ نہیں ہوتے۔

اس واقعہ کو تسلیم کرنے کے بعد مسلمانوں کے ذہن میں سوالات کا پیدا ہونا ضعفِ ایمان، ضعفِ محبت اور ضعفِ علم کی وجہ سے ہے، کیونکہ محبت میں سوالات پیدا نہیں ہوا کرتے، اور اگر صحیح علم ہوتا تو یہ توجیہ کرسکتے تھے کہ ممکن ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو کہ آپؐ کے فضلات کا نجس نہ ہونا عام انسانوں سے آپؐ کی امتیازی خصوصیت کی دلیل ہے۔ یہ دوسرے سوال کی توجیہ ہوسکتی تھی۔

تیسرے سوال کی توجیہ یہ ہوسکتی تھی کہ کبھی کبھی جذبۂ محبت غالب آجاتا ہے، اور آدمی اس میں معذور سمجھا جاتا ہے، جیسے صلح نامہ حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ: ''محمد رسول اللہ'' کے لفظ کو مٹادو! انہوں نے عرض کردیا کہ: میں آپ کے نامِ پاک کو نہیں مٹاسکتا! یہ بات انہوں نے حکمِ صریح کے مقابلے میں غلبۂ محبت کی وجہ سے فرمائی تھی، اس لئے اس پر ان کو کوئی عتاب نہیں فرمایا گیا۔

چوتھے سوال کی یہ توجیہ ہوسکتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب نوشی کا حکم فرمایا، نہ اس کا قانون بنایا، البتہ ایک مغلوب المحبت کو معذور سمجھا، اب عام لوگوں کے پیشاب پینے کا جواز اس سے کیسے نکل آیا؟

الغرض ضرورت اس بات کی تھی کہ پہلے یہ معلوم کیا جاتا کہ یہ واقعہ ہے بھی یا

نہیں؟ پھر یہ معلوم کیا جاتا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کا بھی وہی حکم ہے جو ہم ایسے ناپاک لوگوں کے بول و براز کا ہے؟ یا اس سلسلے میں آپ کی کچھ خصوصیات بھی ہیں؟ اس بارے میں علمائے ربانی کی تحقیق کیا ہے؟ اور امام ابوحنیفہؒ و شافعیؒ اور ان کے اکابر متبعین کیا فرماتے ہیں؟ پھر یہ معلوم کیا جاتا کہ ایک حکم سب کے لئے یکساں ہوتا ہے؟ یا بعض اوقات موقع و محل کی خصوصیت سے حکم مختلف بھی ہوسکتا ہے؟

جن مولانا صاحب نے ناواقف اور بے سمجھ عوام کے سامنے بغیر تشریح کے یہ واقعہ بیان کردیا، انہوں نے بھی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا، اور جنہوں نے یہ واقعہ سنتے ہی اعتراضات کی بوچھاڑ کردی اور مسئلہ کی نوعیت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی، انہوں نے بھی کچھ فہم و دانش کا ثبوت نہیں دیا، واللہ اعلم!

## سائل کا دُوسرا خط

''جناب مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی... السلام علیکم۔

محترم! میرے مکتوب کا جواب تو موصول ہوگیا لیکن نامکمل سا ظاہر ہو رہا ہے۔ اصل سوال کا جواب اپنی جگہ قائم ہے۔ یعنی جو واقعہ محترم خطیب صاحب نے بیان کیا تھا اس کا حوالہ کسی مستند راوی یا کتاب کا درکار تھا۔ میں نے چند معترضین کو آپ کا جواب دکھایا تو وہی سوال کیا گیا کہ اس کتاب اور مصنف کا نام بتایا جائے جس میں اس کا ذکر کیا گیا ہے، بلکہ ایک صاحب نے تو یہ بھی فرمایا کہ: ایک مرتبہ کسی جلسے میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا تھا، لیکن جب ان سے اس کی سند مانگی گئی تو وہ بھی نہ دے سکے، بلکہ سند مانگنے والے پر ایمان کی کمزوری کا فتویٰ صادر کرکے لعنت و ملامت کرنے لگے، جیسا کہ آپ نے اپنے جواب میں فرمایا، یعنی: ''اس واقعہ کو تسلیم کرنے کے بعد مسلمانوں کے ذہن میں سوالات کا پیدا ہونا ضعفِ ایمان، ضعفِ محبت اور ضعفِ علم کی وجہ سے ہے۔''

اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ جو عالم یا خطیب کوئی بھی واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرکے بغیر کسی حوالے کے بیان کردے اس کو صدقِ دل سے تسلیم کرلیا جائے ورنہ ضعفِ ایمان کا فتویٰ لگ جائے گا۔ اس طرح تو کچھ علماء (جن کو ہم علماءِ سوء ہی کہہ سکتے

ہیں) بہت سے اپنے مطلب کے واقعات بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کر سکتے ہیں اور آپ اس کو بھی تسلیم کریں گے کہ علماء سوء (جو بظاہر عالم ہی ہوتے ہیں) کو عام آدمی شناخت نہیں کرسکتا، اس کی پکڑ تو اسی وقت ہوسکتی ہے جب وہ واقعات کے ساتھ مستند حوالہ بھی دے۔

ہمیں یہ تسلیم ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور بشر میں افضل تر ہیں، ان کے ساتھ خصوصیات بھی تسلیم کرنا ایمان کا تقاضا ہے، لیکن اس کا کیا جائے کہ آج کا دور مادّیت اور سائنس کا دور ہے، عوام کی اکثریت خاص طور پر مغربی افکار سے متأثر ہے، ان کو مطمئن کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہوسکے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہئے، لہٰذا اگر مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دے سکیں تو لوگوں کی تسلی ہوسکتی ہے:

۱:...... اس واقعہ کا ذکر جس کتاب میں ہے اس کا اور اس کے مصنف کا نام۔

۲:...... صحابی مذکور کے عمل پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات۔

۳:...... دوسرے صحابہ کرامؓ پر واقعہ کے اثرات (جبکہ یہ معلوم ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز نہ صرف پاک ہیں بلکہ خوشبو کے حامل ہیں) اور یہ بھی معلوم ہے کہ صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز سے اپنی جانوں سے زیادہ محبت کرتے تھے، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن اور وضو کے پانی کو بھی اپنے چہروں پر مل لیا کرتے تھے۔''

ج...... میری گزشتہ تحریر کا خلاصہ یہ تھا کہ اول تو معلوم کیا جائے کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اہل علم و اکابر ائمہ دین کی تحقیق کیا ہے؟ ان دو باتوں کی تحقیق کے بعد جو شبہات پیش آسکتے ہیں ان کی توجیہ ہوسکتی ہے، اب ان دونوں نکتوں کی وضاحت کرتا ہوں۔

**امرِ اوّل:**...... یہ ہے کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں ہے یا نہیں؟ حافظ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ''خصائص کبریٰ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات جمع کی گئی ہیں۔ اس کی دوسری جلد کے صفحہ:۲۵۲ کا فوٹو آپ کو بھیج رہا ہوں، جس کا عنوان ہے: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

بول و براز پاک تھا''، اس عنوان کے تحت انہوں نے احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے دو احادیث -جن کو میں نے نشان زد کردیا ہے- کو مع ترجمہ نقل کرتا ہوں:

ا:......''واخرج ابویعلیٰ والحاکم والدارقطنی والطبرانی وابونعیم عن ام ایمن قالت: قام النبی صلی الله علیه وسلم من اللیل الیٰ فخارة فبال فیها، فقمت من اللیل وانا عطشانة فشربت ما فیها، فلما اصبح اخبرته، فضحک وقال: اما انک لا یتجعن بطنک ابدا! ولفظ ابی یعلیٰ: انک لن تشتکی بطنک بعد یومک هذا ابدا!''

ترجمہ:......''ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، طبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے سند کے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت مٹی کے پکے ہوئے ایک برتن میں پیشاب کیا، پس میں رات کو اُٹھی، مجھے پیاس تھی، میں نے وہ پیالہ پی لیا۔ صبح ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: تجھے پیٹ کی تکلیف کبھی نہ ہوگی! اور ابویعلیٰ کی روایت میں ہے کہ: آج کے بعد تم پیٹ کی تکلیف کی شکایت نہ کروگی!''

۲:......''واخرج الطبرانی والبیهقی بسند صحیح عن حکیمة بنت امیمة عن امها قالت: کان للنبی صلی الله علیه وسلم قدح من عیدان یبول فیه ویضعه تحت سریره، فقام فطلبه فلم یجده فسأل عنه فقال: این القدح؟ قالوا: شربته برة خادمة ام سلمة التی قدمت معها من ارض الحبشة. فقال النبی صلی الله علیه

وسلم: لقد احتظرت من النار بحظار!‘‘

ترجمہ:.....’’طبرانی اور بیہقی نے بہ سند صحیح حکیمہ بنت امیمہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لکڑی کا ایک پیالہ رکھا رہتا تھا، جس میں شب کو گاہ و بے گاہ پیشاب کرلیا کرتے تھے، اور اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیتے تھے، آپ ایک مرتبہ (صبح) اُٹھے، اس کو تلاش کیا تو وہاں نہیں ملا، اس کے بارے میں دریافت فرمایا، تو بتایا گیا کہ اس کو برہ نامی حضرت ام سلمہؓ کی خادمہ نے نوش کرلیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس نے آگ سے بچاؤ کے لئے حصار بنالیا۔‘‘

یہ دونوں روایتیں مستند ہیں، اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ان کی تخریج کی ہے، اور اکابرِ امت نے ان واقعات کو بلانکیر نقل کیا ہے، اور انہیں خصائصِ نبویؐ میں شمار کیا ہے۔

**امر دوم:**.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اکابرِ امت کی تحقیق:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ’’فتح الباری‘‘ باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان (ج:۱ ص:۲۷۲ مطبوعہ لاہور) میں لکھتے ہیں:

”وقد تکاثرت الادلة علیٰ طهارة فضلائه وعد الائمة ذالک من خصائصه فلا یلتفت الیٰ ما وقع فی کتب کثیر من الشافعیة مما یخالف ذالک، فقد استقر الامر بین ائمتهم علی القول بالطهارة.‘‘

ترجمہ:.....’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے پاک ہونے کے دلائل حدِ کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں، اور ائمہ نے اس

کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف پایا جاتا ہے، وہ لائقِ التفات نہیں، کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان طہارت کے قول ہی پر معاملہ آن ٹھہرا ہے۔“

ا:......حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری (ج:۲ ص:۳۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت کو دلائل سے ثابت کیا ہے، اور شافعیہ میں سے جو لوگ اس کے خلاف کے قائل ہیں ان پر بلیغ ردّ کیا ہے، اور ج:۱ صفحہ:۹۷۰ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کا قول نقل کیا ہے۔

۲:......امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب (ج:۱ ص:۲۳۳) میں بول اور دیگر فضلات کے بارے میں شافعیہ کے دونوں قول نقل کرکے طہارت کے قول کو مروّجہ قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

”حدیث شرب المرأة البول صحیح رواہ الدارقطنی وقال ھو حدیث صحیح وھو کان فی الاحتجاج لکل الفضلات قیاسًا.“

ترجمہ:......”عورت کے پیشاب پینے کا واقعہ صحیح ہے، امام دارقطنی نے اس کو روایت کرکے صحیح کہا ہے، اور یہ حدیث تمام فضلات کی طہارت کے استدلال کے لئے کافی ہے۔“

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

”صحح بعض ائمة الشافعیة طھارة بولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر فضلاتہ وبہ قال ابوحنیفة کما نقلہ فی المواھب اللدنیة عن شرح البخاری للعینی.“

(رد المحتار ج:۱ ص:۳۱۸ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:......''بعض ائمہ شافعیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ میں علامہ عینیؒ کی شرح بخاری سے نقل کیا ہے۔''

مُلّا علی قاریؒ جمع الوسائل شرح الشمائل (ج:۲ ص:۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۷ھ) میں اس پر طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

**''قال ابن حجر: وبهذا استدل جمع من ائمتنا المتقدمين وغيرهم علىٰ طهارة فضلاته صلى الله عليه وسلم، وهو المختار، وفاقاً لجمع من المتأخرين فقد تكاثرت الادلة عليه وعده الائمة من خصائصه صلى الله عليه وسلم.''**

ترجمہ:......''ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ہمارے ائمہ متقدمین کی ایک جماعت اور دیگر حضرات نے احادیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت پر استدلال کیا ہے، متأخرین کی جماعت کی موافقت میں بھی یہی مختار ہے، کیونکہ اس پر دلائل بہ کثرت ہیں اور ائمہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔''

امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

**''ثم مسألة طهارة فضلات الانبياء توجد فى كتب المذاهب الاربعة.''** (فیض الباری ج:۱ ص:۲۵۰)

ترجمہ:......''فضلاتِ انبیاء کی طہارت کا مسئلہ مذاہبِ اربعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔''

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

"وقد صرح اهل المذاهب الاربعة بطهارة فضلات الانبیاء .... الخ." (معارف السنن ج:۱ ص:۹۸)

ترجمہ:......"مذاہبِ اربعہ کے حضرات نے فضلاتِ انبیاء کے پاک ہونے کی تصریح کی ہے۔"

الحمدللہ! ان دونوں نکتوں کی وضاحت تو بقدرِ ضرورت ہوچکی، یہ واقعہ مستند ہے اور مذاہبِ اربعہ کے ائمہ فقہاء نے ان احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے فضلاتِ انبیاء علیہم السلام کی طہارت کا قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر اعتراض کیا جائے تو اس کو ضعفِ ایمان ہی کہا جاسکتا ہے!

اب ایک نکتہ محض تبرعاً لکھتا ہوں، جس سے یہ مسئلہ قریب الفہم ہوجائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ کے اپنی مخلوق میں عجائبات ہیں، جن کا ادراک بھی ہم لوگوں کے لئے مشکل ہے، اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بعض اجسام میں ایسی محیر العقول خصوصیات رکھی ہیں جو دوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے، اور پہاڑی بکرے کے خون کو نافہ میں جمع کرکے مشک بنادیتا ہے۔ اگر اس نے اپنی قدرت سے حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسامِ مقدسہ میں بھی ایسی خصوصیات رکھی ہوں کہ غذا ان کے ابدانِ طیبہ میں تحلیل ہونے کے بعد بھی نجس نہ ہو، بلکہ اس سے جو فضلات ان کے ابدان میں پیدا ہوں وہ پاک ہوں تو کچھ جائے تعجب نہیں۔ اہل جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد ان کو بول و براز کی ضرورت نہ ہوگی، خوشبودار ڈکار سے سب کا کھایا پیا ہضم ہوجائے گا، اور بدن کے فضلات خوشبودار پسینے میں تحلیل ہوجائیں گے۔ جو خصوصیت کہ اہل جنت کے اجسام کو وہاں حاصل ہوگی، اگر حق تعالیٰ شانہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے پاک اجسام کو وہ خاصیت دنیا ہی میں عطا کردیں تو بجا ہے، پھر جبکہ احادیث میں اس کے دلائل بہ کثرت موجود ہیں، جیسا کہ اوپر حافظ ابن حجرؒ کے کلام میں گزر چکا ہے، تو انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو اپنے اوپر قیاس کرکے ان کا انکار کردینا، یا ان کے

تسلیم کرنے میں تأمل کرنا صحیح نہیں، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

این خورد گردد پلیدی زو جدا
واں خورد گردد ہمہ نور خدا

آخر میں حضراتِ علمائے کرام اور خطبائے عظام سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ عوام کے سامنے ایسے امور نہ بیان کریں جو ان کے فہم سے بالاتر ہوں، وللہ الحمد أولًا وآخرًا!

## فیض الباری اور رافضی پروپیگنڈا

س… ازراہ کرم یہ بتائیں کہ حدیث کی مشہور کتاب بخاری شریف کی علمائے دیوبند نے اب تک کتنی شروح لکھی ہیں؟ اور ان میں سب سے مستند اور بہتر شرح کون سی ہے جسے اعتماد کے ساتھ پیش کیا جاسکے۔ کہا جاتا ہے کہ علامہ محمد انور شاہ کشمیری صاحبؒ نے کوئی شرح لکھی ہے، کیا وہ اپنے صحیح اور مستند متن کے ساتھ مطبوعہ صورت میں مل سکتی ہے؟ اور کیا اس مطبوعہ شرح بخاری کو اعتماد و یقین کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے؟

ج… صحیح بخاری کی کوئی مستقل شرح تو اس وقت ذہن میں نہیں، جو اکابرِ دیوبند میں سے کسی نے لکھی ہو، البتہ اکابر مشائخ دیوبند کے درسی افادات ان کے تلامذہ نے اپنی عبارت میں قلم بند کر کے شائع کئے، ان میں ''لامع الدراری'' حضرت گنگوہیؒ کی تقریر ہے، جو ان کے تلمیذ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ نے جمع کی تھی، اور وہ ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد زکریاؒ ابن مولانا محمد یحییٰ کے حواشی کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اسی طرح امام العصر حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے درسی افادات ان کے تلمیذ حضرت مولانا سیّد بدرِ عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ نے ''فیض الباری'' کے نام سے شائع کئے، حضرت شاہ صاحبؒ اردو میں تقریر فرماتے تھے، مولانا سیّد بدرِ عالمؒ نے ان کو عربی میں منتقل کر کے قلم بند کیا، (اسی طرح حضرت گنگوہیؒ کی مندرجہ بالا تقریر کو بھی حضرت مولانا محمد یحییٰؒ نے عربی میں قلم بند کیا تھا)۔

اس کے بعد ہر سال دورۂ حدیث کے طلبہ اپنے اکابر کی تقریریں قلم بند کرتے ہیں، ان میں سے بعض شائع بھی ہوچکی ہیں۔ جن میں شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی،


فہرست

مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا فخر الدین (نور اللہ مراقدہم) کی تقریریں زیادہ معروف ہیں اور یہ سب اردو میں ہیں۔

س...... ایک شخص جو خود کو عالم دین کہلاتا ہو، اور خود کو اہل سنت و جماعت ثابت کرتا ہو، وہ قرآن شریف میں تحریفِ لفظی کا قائل ہو، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ جبکہ یہی سنا گیا ہے کہ قرآن شریف میں کسی طرح کوئی تحریف ممکن نہیں کیونکہ اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے، امید ہے کہ تحقیقی اور قطعی جواب سے نوازیں گے۔

ج...... اہل سنت میں کوئی شخص قرآن کریم میں تحریفِ لفظی کا قائل نہیں، بلکہ اہل سنت کے نزدیک ایسا شخص اسلام سے خارج ہے۔ اس مسئلہ کو میری کتاب ''شیعہ سنی اختلافات اور صراطِ مستقیم'' میں دیکھ لیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو ان صاحب کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہوگی۔

س...... آپ کی خدمت میں ایک سوال قرآن مجید میں تحریفِ لفظی کے قائل کے بارے میں شرعی حکم کے جاننے کے لئے پیش کیا تھا۔ آپ نے جواب کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ: ''میرا خیال ہے کہ آپ کو ان صاحب کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہوگی'' اس جملے کے بعد میں نے ضروری سمجھا کہ آپ سے مزید اطمینان کروں تاکہ تحریفِ لفظی کے قائل کے بارے میں مجھے یقین رہے کہ شریعت کا حکم کیا ہے؟ اس لئے آپ کی خدمت میں اس عالم دین کے اصل الفاظ پیش کرتا ہوں، وہ فرماتے ہیں:

> ''میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ قرآن میں محققانہ طور پر (معنوی ہی نہیں) تحریفِ لفظی بھی ہے، یا تو لوگوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا کسی مغالطے کی وجہ سے کی ہے۔''

ان الفاظ میں وہ یہی فرما رہے ہیں کہ قرآن کریم میں تحریفِ لفظی ہے، جبکہ ہم نے یہی سنا ہے کہ قرآن کریم اپنے نزول سے آج تک ہر طرح کی تحریف سے محفوظ ہے۔ قرآن میں سامنے سے یا پیچھے سے باطل راہ نہیں پا سکتا اور قرآن کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے، اور یہی سنا ہے کہ قرآن میں کسی طرح تحریف کا قائل کوئی مسلمان نہیں، اگر

کوئی مسلمان کہلانے والا ایسا کہے تو وہ مرتد ہوجاتا ہے۔ اب تک شیعہ فرقہ کے بارے میں سنا تھا کہ وہ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں، لیکن ایک اہل سنت و جماعت کہلانے والے عالم نے تحقیقی طور پر ایسا کیا ہے، اس لئے مجھے بہت تشویش ہوئی کہ قرآن کی ہر طرح حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے، اس کے باوجود قرآن میں تحریف مانی جارہی ہے، اس لئے میں نے حقیقت جاننے کے لئے آپ سے رہنمائی چاہی ہے۔ یہ بھی بتایئے کہ ماضی میں بھی کبھی کوئی سنی عالم قرآن میں تحریفِ معنوی یا تحریفِ لفظی کا قائل رہا ہے؟ امید ہے کہ آپ قطعی شرعی احکام سے آگاہ فرمائیں گے، شکریہ!

ج...... میں پہلے خط میں عرض کرچکا ہوں کہ اہل سنت میں کوئی شخص تحریف فی القرآن کا قائل نہیں، میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ: ''آپ کو ان صاحب کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہوگی'' میرا یہ خیال صحیح نکلا، چنانچہ آپ نے جو عبارت ان صاحب سے منسوب کی ہے وہ ان کی عبارت نہیں، بلکہ غلط فہمی سے آپ نے منسوب کردی ہے۔

اس کی شرح یہ ہے کہ فیض الباری (ج:۳ ص:۳۹۵) میں حضرت ابن عباسؓ کے قول کی (جو صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۶۹ میں منقول ہے) کہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں (مسلمانوں کو) بتادیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کے نوشتہ کو بدل ڈالا، اور کتاب میں اپنے ہاتھوں سے تبدیلی پیدا کردی ہے۔'' اس کی شرح میں حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

> ''جاننا چاہئے کہ تحریف (فی الکتب السابقہ) میں تین مذہب ہیں۔ ۱: ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ کتبِ سماویہ میں تحریف ہر طرح کی ہوئی ہے، لفظی بھی اور معنوی بھی۔ ابن حزمؒ اسی کی طرف مائل ہیں۔ ۲: ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ تحریف قلیل ہے، شاید حافظ ابن تیمیہؒ کا رجحان اسی طرف ہے۔ ۳: اور ایک جماعت تحریفِ لفظی کی سرے سے منکر ہے، پس تحریف ان کے نزدیک سب کی سب معنوی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس (مؤخر

الذکر) مذہب پر لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) قرآن بھی محرف ہو، کیونکہ تحریفِ معنوی اس میں بھی کچھ کم نہیں کی گئی (واللازم باطل فالملزوم مثله)۔اور جو چیز میرے نزدیک محقق ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں (یعنی کتبِ سماویہ میں) تحریفِ لفظی بھی ہوئی ہے یا تو انہوں نے جان بوجھ کر کی یا غلطی کی وجہ سے؟ پس اللہ تعالیٰ ہی اس کو بہتر جانتے ہیں۔''

یہ حضرت شاہ صاحبؒ کی پوری عبارت کا ترجمہ ہے، اب دو باتوں پر غور فرمایئے:

اوّل:...... یہ کہ حضرت ابن عباسؓ کے ارشاد میں اہل کتاب کا اپنی کتاب میں تحریف کردینا مذکور تھا، حضرت شاہ صاحبؒ نے اس سلسلے میں تین مذہب نقل کئے۔ایک یہ کہ اہل کتاب کی کتاب میں تحریف بکثرت ہے۔دوم یہ کہ تحریف ہے تو سہی مگر کم ہے۔سوم یہ کہ تحریفِ لفظی سرے سے نہیں صرف تحریفِ معنوی ہے۔حضرت شاہ صاحبؒ ان تین اقوال کو نقل کر کے اپنا محققانہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ: اہل کتاب کی کتاب میں تحریفِ لفظی موجود ہے، اب رہا یہ کہ یہ تحریف انہوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا غلطی کی وجہ سے صادر ہوئی ہے؟ اس کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔الغرض گفتگو تمام تر اس میں ہے کہ اہل کتاب کی کتاب میں تحریفِ لفظی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو قلیل ہے یا کثیر؟ اسی کے بارے میں تین مذاہب ذکر فرمائے ہیں اور اسی تحریف فی الکتاب کے بارے میں اپنا محققانہ فیصلہ صادر فرمایا ہے، قرآن کریم کی تحریفِ لفظی کا دور و نزدیک کہیں تذکرہ ہی نہیں کہ اس کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ یہ فرمائیں کہ: ''جو چیز کہ میرے نزدیک محقق ہوئی ہے وہ یہ کہ اس میں تحریفِ لفظی موجود ہے۔''

دوم:......شاہ صاحبؒ نے تیسرا قول یہ نقل کیا تھا کہ کتبِ سابقہ میں صرف تحریفِ معنوی ہوئی ہے، تحریفِ لفظی نہیں ہوئی، حضرت شاہ صاحبؒ اس کو غلط قرار دیتے ہوئے ان قائلینِ تحریف کو الزام دیتے ہیں کہ اگر صرف تحریفِ معنوی کی وجہ سے ان کتب کو محرف قرار دیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ قرآن کریم کو بھی محرف کہا جائے۔نعوذ

باللہ- کیونکہ اس میں بھی لوگوں نے تحریفِ معنوی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس سے دو باتیں صاف طور پر واضح ہوتی ہیں، ایک یہ کہ قرآن کریم کی تحریفِ معنوی کے ساتھ اس مذہب والوں کو الزام دینا، اس امر کی دلیل ہے کہ قرآن میں تحریفِ لفظی کا کوئی بھی قائل نہیں۔ دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ اگر حضرت شاہ صاحبؒ -نعوذ باللہ- قرآن کریم کی تحریفِ لفظی کے قائل ہوتے تو صرف تیسرے مذہب والوں کو الزام نہ دیتے، بلکہ پہلے اور دوسرے قول والوں پر بھی یہی الزام عائد کرتے۔

یہ میں نے صرف اس عبارت کی تشریح کی ہے جس سے آپ کو حضرت شاہ صاحبؒ کی بات سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، ورنہ قرآن کریم کا تحریفِ لفظی سے پاک ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں ہوسکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی کتاب مشکلات القرآن کا مقدمہ ملاحظہ فرمالیا جائے۔

حسنِ اتفاق کہ اسی طرح کا ایک سوال امام اہل سنت حضرت مولانا ابوزاہد محمد سرفراز خان صفدر زید مجدہم سے بھی کیا گیا، انہوں نے فیض الباری کی اس عبارت کی وضاحت فرمائی ہے جس سے شیعہ تحریفِ قرآن پر استدلال کرتے ہوئے اسے مناظروں میں پیش کرتے ہیں۔ شیعہ یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ -نعوذ باللہ- فیض الباری میں ہے کہ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری اور مولانا بدر عالم میرٹھی قدس اللہ اسرارہما بھی تحریف کے قائل تھے۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان دامت برکاتہم العالیہ نے اس پروپیگنڈا کا جواب اور غلط فہمی کی وضاحت اپنے ایک مسترشد جناب مولانا عبدالحفیظ صاحب کے نام ایک مکتوب میں فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ اسے عام کیا جائے۔ جس پر موصوف نے اس کی فوٹو اسٹیٹ بھیج کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔ چونکہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہٗ کے مکتوبِ سامی میں درج فیض الباری کی عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ نہ تھا، اس لئے افادۂ عام کی غرض سے اس کا اردو ترجمہ کردیا گیا۔

ذیل میں حضرت مولانا ابوزاہد سرفراز خاں صفدر کی وضاحت انہیں کے الفاظ میں

قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

''امامِ اہلِ سنت کا مکتوب''

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

''عزیز القدر جناب حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب دام مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاجِ گرامی!

عزیز القدر! فیض الباری ج:۳ ص:۳۹۵ میں ہے:

"واعلم ان فی التحریف ثلاثة مذاهب. ذهب جماعة الیٰ ان التحریف فی الکتب السماویة قد وقع بکل نحو فی اللفظ والمعنی جمیعا، وهو الذی مال الیه ابن حزم. وذهب جماعة الیٰ ان التحریف قلیل، ولعل الحافظ ابن تیمیة جنح الیه. وذهب جماعة الیٰ انکار التحریف اللفظی راسًا فالتحریف عندهم کله معنوی، قلت یلزم علیٰ هذا المذهب ان یکون القرآن ایضاً، والذی تحقق عندی ان التحریف فیه لفظی ایضا اما انه عن عمد منهم او لمغلطة، فالله تعالیٰ اعلم به!''

ترجمہ:...... ''معلوم ہونا چاہئے کہ تحریف کے بارے میں تین مذہب ہیں۔ایک جماعت کا خیال ہے کہ کتبِ سماویہ میں تحریفِ لفظی اور معنوی دونوں ہوئی ہیں، ابن حزمؒ اسی کے قائل ہیں۔ دوسری جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ کتبِ سماویہ میں تھوڑی سی تحریف ہوئی ہے، غالباً ابن تیمیہؒ کا جھکاؤ اسی طرف ہے۔ تیسری جمات کی رائے یہ ہے کہ تحریفِ لفظی تو نہیں ہوئی البتہ تحریفِ معنوی ہوئی ہے۔ اس جماعت کے نظریہ کے مطابق لازم آئے گا کہ قرآن مجید بھی تحریف سے خالی نہیں، کیونکہ اس میں بھی تحریفِ معنوی ہوئی ہے۔

لیکن میرے نزدیک محقق بات یہ ہے کہ اس میں تحریفِ لفظی بھی ہوئی ہے، یا تو انہوں نے عمداً ایسا کیا ہے، یا پھر مغالطہ کی بنا پر ایسا ہوا ہے، واللہ اعلم!“

عزیز القدر! اس عبارت میں ”فیھا“ کی جگہ ”فیہ“ لکھا گیا ہے، اصل عبارت یوں ہے:

**”ان التحریف فیھا (ای الکتب السماویة کالتوراة والانجیل وغیرھما) لفظی ایضًا.“**

ترجمہ:...... ”فیھا کی ضمیر کا مرجع کتبِ سماویہ ہیں، یعنی کتبِ سماویہ تورات، زبور وانجیل وغیرہ میں تحریف ہوئی ہے نہ کہ قرآن میں۔ مگر فیہ کی ضمیر مفرد مذکر کی وجہ سے یہ مغالطہ ہوا کہ شاید قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔“

اس کی دلیل فیض الباری ج:۴ ص:۵۳۷ کی یہ عبارت ہے:

**”واعلم ان اقوال العلماء فی وقوع التحریف ودلائلھم کلھا قد قضیٰ عنه الوطر المحشی فراجعه.“**

بخاری شریف کے پچیس پاروں کا حاشیہ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے لکھا ہے، فالج کے حملے کے بعد بقیہ پانچ پاروں کا حاشیہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے کیا ہے۔ سوانح قاسمی از مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اور اس مقام پر حاشیہ میں محشی یعنی حاشیہ لکھنے والے حضرت نانوتویؒ نے حاجت پوری کردی ہے اور مقام کا حق ادا کردیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بخاری ج:۲ ص:۱۱۲۷ کا حاشیہ نمبر:۱)۔

فیض الباری ہی میں اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے

حضرتؒ نے لکھا ہے:

"والذی ینبغی فیه النظر ھٰھنا انه کیف ساغ لابن عباس انکار التحریف اللفظی، مع ان شاھد الوجود یخالفه، کیف وقد نعی علیھم القرآن انھم کانوا یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ وھل ھذا الا تحریف لفظی ولعل مراده انھم ما کانوا یحرفونھا قصدا ولکن سلفھم کانوا یکتبون مرادھا کما فھموہ ثم کان خلفھم یدخلونه فی نفس التوراۃ فکان التفسیر یختلط بالتوراۃ من ھذا الطریق. انتھی." (ج:۴ ص:۳۷)

ترجمہ:...... "یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے تحریفِ لفظی کے نہ ہونے کا قول کس بنا پر کیا ہے؟ حالانکہ شواہد اس کے خلاف ہیں۔ پھر تحریفِ لفظی نہ ہونے کا قول کیونکر ممکن ہے، جبکہ قرآن مجید نے ان کے اس فعلِ قبیح کو ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے لکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ: "یہ اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے!" اور یہی تو تحریف ہے۔ غالباً تحریفِ لفظی نہ ہونے سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ قصداً ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کے اسلاف اپنی کتابوں میں اپنی سمجھ کے مطابق ایک مفہوم لکھ دیتے، لیکن ان کے بعد آنے والوں نے اس (تشریحی نوٹ) کو تورات کے متن میں شامل کرلیا، جس کی وجہ سے اصل اور شرح میں التباس ہوگیا اور یوں تحریفِ لفظی ہوگئی۔"

اس ساری عبارت سے واضح ہوا کہ تحریفِ لفظی توراۃ وغیرہ کتابوں میں ہوئی ہے نہ کہ قرآن کریم میں اور حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تشریح بھی حضرت نے کردی کہ سلف اپنی یاد کے لئے کتابوں میں تفسیری الفاظ لکھتے تھے، خلف نے ان کو بھی متن میں شامل کردیا۔

اس تحریر کو غور سے پڑھیں اور اس کی کاپیاں بناکر اپنی طرف سے علماء میں تقسیم کریں، بڑی دین کی خدمت ہوگی۔ اہل خانہ کو درجہ بدرجہ سلام اور دعائیں عرض کریں اور مقبول دعاؤں میں نہ بھولیں، یہ خاطی بھی داعی ہے۔ والسلام

ابوالزاہد محمد سرفراز۔ از گکھڑ۔“

## مسئلہ تقدیر کی مزید وضاحت

س…… آپ نے اپنے جنگ کے کالم میں ایک خاتون کے سوال ”تقدیرِ الٰہی کیا ہے؟“ کا جواب تحریر فرمایا۔ آپ کے جواب نے ذہن میں پڑی ہوئی گرہ کو پھر سے اُجاگر کردیا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ہر چیز تقدیرِ الٰہی کے تابع ہے، انسان کی زندگی سے متعلق تمام باتیں پہلے سے لکھ دی جاتی ہیں۔

کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے تابع ہے، یہ بات بالکل عیاں ہے، ذہن میں مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ انسان کی زندگی کے تمام معاملات پہلے سے معین اور مقرر کردیئے گئے ہیں، مثلاً: رزق، شادی وغیرہ کے معاملات۔

پھر انسان کی زندگی میں کرنے کے لئے رہ ہی کیا جاتا ہے! یہ ضرور ہے کہ انسان کے ہزاروں سال کے مشاہدے میں یہ ضرور آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ معاملات پہلے سے طے فرمادیتے ہیں، مثلاً: زندگی و موت، شادی جیسے معاملات (حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ تعجب نہیں جو پروردگارِ عالم جوشِ رحمت میں ان معاملات میں بھی ردّ و بدل فرمادیتے ہوں) لیکن اگر تمام معاملات میں یہی صورتِ حال ہے تو انسان خفیف ترین کوشش بھی آخر کس لئے کرے؟

آپ نے زندگی کے تمام معاملات کے لئے جو جواب تحریر فرمایا ہے بلکہ آپ نے


فہرست

فیصلہ کن انداز میں تحریر فرمایا ہے، اس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ انسان کی ساری کوششیں لاحاصل ہیں، اس کی تمام کوششوں کا نتیجہ وہی نکلنا ہے جو اس کی کوشش شروع کرنے سے پہلے لکھا جاچکا ہے، پھر وہ کسی بھی کام کے لئے سعی و کوشش کیوں کرے؟ جبکہ اسے معلوم ہے کہ اس کی ہر ہر سعی کا نتیجہ محض صفر کی شکل میں آنا ہے، نہیں! مولانا صاحب نہیں...! پروردگار اتنے کٹھور نہیں ہوسکتے، یہ محض شاعری نہیں:

نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

میں آپ کی توجہ ارشادِ باری تعالیٰ کے ان الفاظ کی طرف بھی مبذول کرانا چاہوں گی، جس کا ترجمہ ہے کہ:

"ہر شخص کو اتنا ہی ملے گا جتنی اس نے کوشش کی۔"

اب محترم یوسف صاحب! یہ دلیل نہ دیجئے گا کہ انسان کی کوشش کا فیصلہ بھی پہلے کیا جاچکا ہے، یعنی یہ کہ وہ کوشش کتنی کرے گا، یہ دلیل بحث برائے بحث ہوگی، کیونکہ اس کا مطلب وہی ہوجائے گا کہ ہر بات کا فیصلہ پہلے سے کیا جاچکا ہے، جبکہ مندرجہ بالا آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں نکالا جاسکتا۔

خدشہ ہے کہ لاکھوں افراد جو یہ کالم پڑھتے ہیں، آپ کے جواب سے زندگی کی ساری دلچسپیاں کھوچکے ہوں گے یا فکر میں مبتلا ہوچکے ہوں گے۔

## دُعا کا فلسفہ:

آپ کے جواب سے مذہبِ اسلام میں دعا کا جو فلسفہ اور تصور ہے اور جو اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے کی نفی ہوتی ہے، جب آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کی زندگی کے سارے معاملات پہلے فیصل اور طے کردیتے ہیں، انسان کچھ بھی کرے، ہونا وہی ہے جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے، اب اللہ کا کوئی بندہ اپنی کسی مشکل یا مصیبت سے نجات کے لئے پروردگارِ عالم سے التجا اور دعا کرتا ہے تو آپ کے جواب کے موجب وہ گویا دیوار سے سر پھوڑتا ہے، کیونکہ اس کی زندگی میں ہونا تو وہی ہے جو پہلے سے اس کی تقدیر میں لکھا جاچکا ہے، پھر بھلا دعا کے لئے کیا جگہ باقی رہ جاتی ہے، پھر اس کا مطلب کیا ہے؟:

”اللہ تعالیٰ دُعا سننے والے ہیں!“

اور خالق کائنات کے یہ پُرشفقت الفاظ کہ: ”اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو“ کیا معنی رکھتے ہیں؟

یہ بھی یاد رکھئے Rigidity اور رحمت یکجا نہیں ہوسکتے، آپ نے اپنے جواب میں جو کچھ فرمایا ہے اس کے مطابق تو انسان کو ہمدردی سے پُر ان الفاظ کے برخلاف بالکل مایوس ہوجانا چاہئے، کیونکہ بقول آپ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی دعائیں، اس کی التجائیں اور اس کی ساری زندگی کی کوششیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔

تیسری بات جو آپ کے جواب کی تردید کرتی ہے وہ اقوامِ عالم کی تاریخ ہے، آج امریکہ اور پورا یورپ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے، کم از کم مادّی ترقی کے لحاظ سے (ویسے اخلاقی لحاظ سے بھی وہ مسلمانوں سے کہیں بہتر ہیں)، ان کی یہ ترقی صرف اور صرف ان کی اَنتھک محنتوں اور مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اب اگر آپ یہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں پہلے سے ایسا لکھ دیا ہے تو آپ کو وہ تمام باتیں تسلیم کرنا ہوں گی۔ اول یہ کہ: اللہ تعالیٰ نے ان اقوام کی تقدیر میں جن کو ہم کافر اور گمراہ قوم کہتے ہیں کامیابیاں اور آسائشیں لکھی ہیں اور یہ کہ ان کی کوششوں کا ان کو اجر دیتے ہیں۔ دوئم یہ کہ: انہوں نے اپنے پیروؤں اور نام لیوا قوموں کی تقدیر میں ناکامیاں اور ذلت لکھی ہے، اور ان کی کوششوں کو محض ضائع کرنا لکھا ہے، اور یہ کہ آج دنیا بھر میں جو مسلمان ذلت اور رسوائی اُٹھا رہے ہیں اور کیڑوں مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں، تو ان سب تباہ کاریوں میں وہ بالکل بے قصور اور بری الذمہ ہیں، کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ محض تقدیر کا لکھا ہے۔ محترم یوسف صاحب! یہ قوم پہلے ہی اپنی نااہلی اور Corruption میں انتہا کو پہنچ چکی ہے، اب اسے اور بے عملی کا Tranqulizer نہ دیجئے، یہ پہلے ہی خوابِ خرگوش میں بے خود ہے، اسے یہ بتایئے کہ:

ستارہ کیا تری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیٔ افلاک میں ہے خاک زبوں
عطا ہو، رومی ہو، رازی کہ غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے بے آہ سحر گاہی!

ج…… آپ کے تینوں سوالوں کا جواب میری تحریر میں موجود تھا، مگر جناب نے غور نہیں فرمایا، بہرحال آپ کی رعایت کے لئے چند اُمور دوبارہ لکھتا ہوں۔

اول:…… تقدیر کا عقیدہ قرآن مجید اور احادیثِ شریفہ میں مذکور ہے، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام اہلِ حق کا متفق علیہ عقیدہ ہے، اس لئے اس عقیدہ سے انکار کرنا یا اس کا مذاق اُڑانا اپنے دین و ایمان کا مذاق اُڑانا ہے۔

دوم:…… آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کو آئندہ ہونے والے تمام واقعات کا علم تھا، اس علم کو اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ پر لکھ دیا، دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے اسی علم اور اسی نوشتہ کے مطابق ہو رہا ہے، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ بتایئے کہ اس عقیدہ کے کس حصہ سے آپ کو اختلاف ہے؟ کیا آپ کا ایمان نہیں کہ ہر چیز جو وجود میں آنے والی ہے، اللہ تعالیٰ کو ازل ہی سے اس کا علم تھا؟ اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا کو بے علم یا بے علم کو خدا مانتی ہیں؟ اور یہ کفر ہے! اور اگر آپ کہتی ہیں کہ خدا کو علم تو تھا مگر ضروری نہیں جس طرح اس کو علم تھا اسی طرح چیزیں وقوع میں بھی آئیں، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا کا علم غلط نکلا، مثال کے طور پر میرے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک کے حالات، افعال، اقوال، حرکات، سکنات وغیرہ وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم تھیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اللہ تعالیٰ کا -نعوذ باللہ- بے علم ہونا لازم آتا ہے، اور اگر معلوم تھیں تو کیا علمِ الٰہی کے خلاف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ کہیں کہ اس کے خلاف ہوسکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے علم کا غلط ہونا لازم آیا -نعوذ باللہ- اور اگر اس کے خلاف نہیں ہوسکتا تو یہی عقیدۂ تقدیر ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اس کا عقیدۂ تقدیر پر ایمان لانا لازم ہے، ورنہ اس کا دعویٔ ایمان صرف باطل ہے۔

سوم:…… آپ نے یہ دیکھ لیا کہ: ”ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس نے کوشش کی“ لیکن آپ نے یہ کیوں نہیں دیکھا کہ جس قرآن کا حوالہ آپ دے رہی ہیں، اسی قرآن میں یہ بھی تو لکھا ہے:


فہرست

"اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ ..... وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ." (القمر:۴۹اور۵۳)

ترجمہ:......"ہم نے ہر چیز کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا ہے......اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔"

یہی قدر جس کو قرآن ذکر کر رہا ہے "تقدیر" کہلاتی ہے، اور ہر چیز کے پہلے سے لکھے ہوئے ہونے کا قرآن اعلان کر رہا ہے، اب بتائیے کہ یہ تقدیر کا عقیدہ میرا اپنا تراشا ہوا ہے یا قرآن کریم ہی نے اس کو بیان فرمایا ہے؟

چہارم:......رہا انسان کے مجبور ہونے کا سوال! اس کا جواب میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ آدمی فلاں کام کو اختیار و ارادہ سے کر کے جزا و سزا کا مستحق ہوگا، پس تقدیر سے انسان کے اختیار و ارادہ کی نفی نہیں ہوتی، اور انسان کا اختیار تقدیر کے مقابل نہیں، بلکہ تقدیر کے ماتحت ہے۔ لیکن اگر یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ تقدیر کے ماننے پر تو انسان کا بقول آپ کے مجبور ہونا لازم آتا ہے، اور تقدیر کی نفی کی صورت میں اس کا قادرِ مطلق اور خالق ہونا لازم آتا ہے، آپ کے خیال میں انسان کو قادرِ مطلق اور اپنی تقدیر کا خود خالق ماننا کیا اس کو خدائی کے منصب پر بٹھانا نہیں؟

پنجم:......آپ کا یہ سمجھنا کہ اگر تقدیر برحق ہے تو انسان کی کوشش لاحاصل ہے، یہ اس لئے غلط ہے کہ انسان کو ارادہ و اختیار کی دولت دے کر محنت و سعی کا حکم دیا گیا ہے، اور تقدیر (علمِ الٰہی) میں یہ کہلایا گیا کہ فلاں شخص اتنی محنت کرے گا اور اس پر یہ نتیجہ مرتب ہوگا۔ جب محنت و کوشش بھی تقدیر پر لکھی ہوتی ہے اور اس پر مرتب ہونے والا نتیجہ بھی نوشتۂ تقدیر ہے تو محنت لاحاصل کیسے ہوئی؟ اور "نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" تو میرے عقیدے کی تفسیر ہے، تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں مردِ مؤمن کی نگاہ سے فلاں کام ہو جائے گا، یہ بدلی ہوئی تقدیر بھی اصل تقدیر کے ماتحت ہے، اس سے باہر نہیں!

ششم:......آپ نے تقدیر کا مسئلہ سمجھا ہی نہیں، اس لئے دُعا کو تقدیر کے خلاف سمجھ لیا، حالانکہ دعا بھی اسباب میں سے ایک سبب ہے، اور تقدیر میں تمام اسباب بھی تحریر

شدہ ہیں، پس تقدیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ فلاں بندہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے گا تو اس کا فلاں کام ہوجائے گا۔

ہفتم:...... یہیں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تقدیر کا عقیدہ نہ تو اسباب کے اختیار کرنے سے روکتا ہے نہ مایوسی پیدا کرتا ہے، بلکہ اس کے برعکس زیادہ سے زیادہ محنت کی دعوت دیتا ہے، اور مایوسیوں کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ عقیدۂ تقدیر سے جاہل ہیں وہ بسا اوقات حالات سے تنگ آکر خودکشی جیسی حماقت کرلیتے ہیں، لیکن آپ نے ایک پکے سچے مؤمن کو، جو اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان اور بھروسہ رکھتا ہو، کبھی خودکشی کرتے نہیں دیکھا ہوگا۔ عقیدۂ تقدیر پر ایمان رکھنے والے جتنی دعائیں اور التجائیں اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں، دوسرے لوگ نہیں کرتے اور عقیدۂ تقدیر پر ایمان رکھنے والے جتنی محنت کرتے ہیں وہ دوسروں کو نصیب نہیں۔ خود میری مثال آپ کے سامنے ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اپنے ضعف و کمزوری کے باوجود تین آدمیوں کے برابر کام کرتا ہوں، اس لئے آپ کا نظریہ معروضی طور پر غلط ہے۔

ہشتم:...... آپ اقوامِ مغرب کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی احساسِ کمتری کا شکار ہیں، ان کی مادّی ترقی سے مرعوب ہوکر آپ نے ان کو مسلمانوں کے مقابلے میں اخلاقی برتری کی بھی سند عطا کردی۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ انہیں کون سی اخلاقی برتری حاصل ہے؟ کیا ان ممالک میں زنا اور شراب نوشی کی شرح اسلامی ممالک کی نسبت کم ہے؟ آپ کو یاد ہوگا کہ نیویارک میں چند گھنٹوں کے لئے بجلی کی رو چلی گئی تھی تو وہاں چوری، ڈاکہ زنی اور بدمعاشی کا کیسا بازار گرم ہوا تھا؟ کیا ان کی یہی اخلاقی برتری ہے جس کے قصیدے آپ پڑھ رہی ہیں...؟ اور پھر آپ ان کا مقابلہ آج کے مسلمانوں سے کر رہی ہیں ''جن کو دیکھ کے شرمائیں یہود!'' کیا ان مسلمانوں کی بدعملی عقیدۂ تقدیر کی وجہ سے ہے؟ بلکہ عقیدۂ تقدیر اور دیگر صحیح عقائد کے دل میں نہ رہنے کی وجہ سے ہے! اور اقوامِ مغرب کی مادّی ترقی اول تو میری نظر میں اس لائق ہی نہیں کہ اس کی طرف التفات کیا جائے، ان قوموں کو جو مادّی ترقی حاصل ہے، کیا ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ سے پہلے کے

انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی حاصل تھی؟ فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ پر غور کیجئے! یہ مادّیت فرعون کے پاس تھی یا موسیٰ علیہ السلام کے پاس؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مقابلے میں نمرود کو دیکھئے! جو مادّی ساز وسامان اور کروفر نمرود کو حاصل تھا کیا ابراہیم علیہ السلام کو بھی حاصل تھا؟ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر قیصر وکسریٰ کو لیجئے! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ مادّی ساز و سامان حاصل تھا جو قیصر وکسریٰ کو میسر تھا؟ اگر بقول آپ کے اہل مغرب مسلمانوں سے محض مادّی ترقی کی بنا پر فائق ہیں تو ذرا ''اقوامِ عالم کی تاریخ'' پر نظر ڈال کر دیکھئے! کیا دنیا کی آسائشیں انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلے میں گمراہ اور بے خدا قوموں کو حاصل نہیں رہیں؟

جہاں تک محنت وسعی کا تعلق ہے، میں اوپر بتا چکا ہوں کہ یہ تقدیر کے منافی نہیں، اگر بقول آپ کے کافروں کو کامیابیاں اور آسائشیں حاصل ہیں، تو یہ ان کی محنت کے صلے میں نوشتۂ تقدیر ہے، اور اگر بقول آپ کے مسلمان ذلت ورسوائی اُٹھا رہے ہیں تو یہ ان کی بدعملی کے نتیجے میں نوشتۂ تقدیر ہے۔

نہم:......آپ کا یہ خیال سراسر غلط ہے کہ عقیدۂ تقدیر نااہلی، مایوسی اور بے عملی سکھاتا ہے، کوئی مؤمن جو تقدیرِ الٰہی پر صحیح عقیدہ رکھتا ہو وہ کبھی نااہل، مایوس اور بے عمل نہیں ہوسکتا، اس نااہلی و بے عملی کا سبب اپنے دین سے انحراف ہے نہ کہ عقیدۂ تقدیر!

دہم:......آخر میں گزارش کروں گا کہ عقیدۂ تقدیر کا انکار کرکے قرآن کریم اور حدیث شریف کے فرمودات کی نفی نہ کی جائے، عقیدۂ تقدیر برحق ہے! اگر ہم اسے مانیں تب بھی برحق ہے، اور اگر انکار کردیں تب بھی برحق ہے، اس کا صحیح اور برحق ہونا ہمارے ماننے یا نہ ماننے پر موقوف نہیں، اور جب تک اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کی نفی نہ کی جائے، عقیدۂ تقدیر کی نفی ممکن نہیں، آپ کو اختیار ہے کہ عقیدۂ تقدیر پر ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط اور قدرتِ کاملہ کو مان لیں یا عقیدۂ تقدیر کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت سے بھی دستبردار ہوجائیں۔ مشکل یہ ہے کہ آپ نے دین کے بنیادی عقائد کو باقاعدہ سیکھا

نہیں، اس لئے ذہن اُلجھا ہوا ہے، اگر آپ دین کو سمجھنا چاہتی ہیں تو اپنی ادھوری معلومات پر اکتفا نہ کریں بلکہ دین کی کتابوں کو صحیح طور پر پڑھیں، میرا خیال ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب ''بہشتی زیور'' بھی آپ کی نظر سے نہیں گزری، آپ اس کا مطالعہ کریں اور پھر کوئی اشکال ہو تو اس کو رفع کرنے کے لئے حاضر ہوں!

## فقہِ حنفی کی چند نصوص کی صحیح تعبیر

س......۱: اگر کسی عورت کو اجرت دے کر اس کے ساتھ زنا کرے تو اس پر حد جاری ہوگی یا نہیں؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فقہِ حنفی میں اس زنا پر حد نہیں ہے اور اپنی تائید میں یہ حوالہ پیش کرتے ہیں:

**''لو استأجر المرأة لیزنی بها فزنی لا یحد فی قول ابی حنیفة.''**

اس قول کی کیا تعبیر کی جائے گی؟

س......۲: یہ کہ کیا فی الواقع فقہِ حنفی کے بعض یا اکثر مسائل قرآن اور صحیح حدیثوں کے خلاف ہیں؟

س......۳: کیا امام اعظم رحمہ اللہ کے مقلدین کی تقلید ایسی ہے کہ اگر بالفرض امام صاحبؒ کا کوئی مسئلہ قرآن پاک کی آیت یا کسی صحیح حدیث کے خلاف ہو تو حنفی حضرات، قرآن پاک اور حدیثِ رسولؐ کو یہ کہہ کر چھوڑ دیں گے کہ: ''چونکہ یہ آیت یا حدیث ہمارے امام کے قول کے مخالف ہے اس لئے ہم اس کو نہیں مانتے، ہمارے لئے امام کی تقلید اور ان کا مسئلہ لائق تقلید ہے۔'' ایسا کہنا والے کا کیا حکم ہوگا؟

س......۴: جس شخص پر شہوت کا غلبہ ہو اور اس کی زوجہ یا لونڈی نہ ہو تو وہ شہوت میں تسکین حاصل کرنے کے لئے استمنا بالید کرسکتا ہے۔ اُمید ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا، اور زنا کا خوف ہو تو پھر استمنا بالید واجب ہے۔ (بحوالہ شامی ص:۱۵۶)

اُمید ہے کہ آں محترم اپنی ضروری مصروفیات میں سے وقت نکال کر مذکورہ سوالات کے جوابات سے مطلع فرمائیں گے، والسلام علیکم!

ج......ا: جس عورت کو اجرت دے کر زنا کیا ہو صاحبینؒ کے نزدیک اس پر حد ہے، اور درمختار میں فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ:

"والحق وجوب الحد كالمستأجرة الخدمة."

(شامی ج:۴ ص:۲۹)

ترجمہ:......"اور حق یہ ہے کہ حد واجب ہے، جیسے خدمت کے لئے نوکر رکھی ہوئی عورت سے زنا کرنے پر حد واجب ہے۔"

حضرت امام ابوحنیفہؒ شبہ کی بنا پر حد کو ساقط فرماتے ہیں (اور تعزیر کا حکم دیتے ہیں) ان کا استدلال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر سے ہے جس کو امام عبدالرزاقؒ نے مصنف میں بایں الفاظ نقل کیا ہے:

الف:......"اخبرنا ابن جريج قال ثنى محمد بن الحارث بن سفيان عن ابى سلمة بن سفيان: ان المرأة جاءت عمر بن خطاب (رضى الله عنه) فقالت: يا امير المؤمنين! اقبلت اسوق غنمًا، فلقيني رجل، فحفن لى حنفةً من تمر، ثم حفن لى حفنةً من تمر، ثم حفن لى حفنةً من تمر، ثم اصابنى. فقال عمر (رضى الله عنه): قلت: ماذا؟ فاعادت، فقال عمر بن الخطاب (رضى الله عنه) ويشير بيده: مهر! مهر! مهر! ..... الخ."

ترجمہ:......"ہم سے بیان کی جریج نے، وہ فرماتے ہیں کہ: مجھ سے بیان کیا محمد بن حارث بن سفیان نے، وہ روایت کرتے ہیں ابوسلمہ بن سفیان سے کہ: ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ: اے امیر المؤمنین! میں اپنی بکریاں


فہرست

لا رہی تھی، پس مجھے ایک شخص ملا، اس نے مجھے مٹھی بھر کھجوریں دیں، پھر ایک اور مٹھی بھر کھجوریں دیں، پھر ایک اور مٹھی بھر کھجوریں دیں، پھر مجھ سے صحبت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے کیا کہا؟ اس نے اپنا بیان دہرایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرما رہے تھے: مہر ہے! مہر ہے! مہر ہے!“

ب:...... ”وعن سفيان بن عيينة عن الوليد بن عبدالله عن ابى الطفيل ان امرأة اصابها الجوع، فاتت راعيًا، فسألته الطعام، فابىٰ عليها حتىٰ تعطيه نفسها، قالت: فحثىٰ لى ثلاث حثيات من تمر، وذكرت انها كانت جهدت من الجوع، فاخبرت عمر، فكبر وقال: مهر! مهر! مهر! كل حفنةً مهر، ودرا عنها الحد.“

(مصنف عبدالرزاق ج:۷ ص:۴۰۶)

ترجمہ:...... ”نیز عبدالرزاق روایت کرتے ہیں سفیان بن عیینہ سے، وہ ولید بن عبداللہ بن جمیع سے، وہ ابوالطفیل (واثلہ بن اسقع صحابی رضی اللہ عنہ) سے کہ: ایک عورت کو بھوک نے ستایا، وہ ایک چرواہے کے پاس گئی، اس سے کھانا مانگا، اس نے کہا جب تک اپنا نفس اس کے حوالے نہیں کرے گی وہ نہیں دے گا، عورت کا بیان ہے کہ اس نے مجھے کھجور کی تین مٹھیاں دیں، اور اس نے ذکر کیا کہ وہ بھوک سے بے تاب تھی، اس نے یہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا، آپؓ نے تکبیر کہی اور فرمایا: مہر ہے! مہر ہے! مہر ہے! اور اس سے حد کو ساقط کردیا۔“

ان دونوں روایتوں کے راوی ثقہ ہیں، حافظ ابن حزم اندلسیؒ نے یہ دونوں روایتیں المحلّٰی میں ذکر کرکے ان پر جرح نہیں کی بلکہ مالکیوں اور شافعیوں کے

خلاف ان کو بطورِ حجت پیش کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"واما المالکیون والشافعیون فعهدنا بهم یشنعون خلاف الصاحب الذی لا یعرف له مخالف اذا وفق تقلیدهم وهم قد خالفوا عمر، ولا یعرف لهم مخالف من الصحابة ..... بل هم یعدون مثل هٰذا اجماعًا، ویستدلون علی ذالک بسکوت من بالحضرة من الصحابة عن النکیر لذالک."

(محلی ابن حزم ج:۱۱ص:۲۵۰)

ترجمہ:...... "رہے مالکی اور شافعی، تو ہم نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ ایسے صحابی کی مخالفت پر تشنیع کیا کرتے ہیں جس کے مخالف صحابہ میں سے کوئی معروف نہ ہو...... بلکہ اس کو "اجماع" شمار کرتے ہیں اور وہ اس اجماع پر استدلال کیا کرتے ہیں، ان صحابہؓ کے سکوت سے، جو اس موقع پر موجود تھے مگر انہوں نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔"

جب ان حضرات کا یہ اصول ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا واقعہ کو کیوں حجت نہیں سمجھتے باوجودیکہ حضراتِ صحابہ میں سے کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نکیر نہیں فرمائی؟ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھوک کی مجبوری کی وجہ سے اس کو معذور و مضطر سمجھ کر اس سے حد کو ساقط کردیا ہوگا۔

حافظ ابن حزمؒ اس احتمال کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فان قالوا: ان ابا الطفیل ذکر فی خبره انها قد کان جهدها الجوع، قلنا لهم: ..... ان خبر ابی الطفیل لیس فیه ان عمر عذرها بالضرورة، بل فیه انه درا الحد من اجل التمر الذی اعطاها، وجعله عمر مهرا."

(محلی ج:۱۱ ص:۲۵۰)

ترجمہ:......''اگر مالکی اور شافعی حضرات یہ کہیں کہ ابوالطفیلؒ نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے کہ بھوک نے اس خاتون کو بے تاب کردیا تھا (شاید اس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے حد ساقط کردی ہوگی)، ہم ان سے کہیں گے کہ: ...... ابوالطفیلؒ کی روایت میں یہ نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اضطرار کی وجہ سے معذور قرار دیا تھا، بلکہ اس روایت میں تو یہ ہے کہ آپؓ نے کھجوروں کی وجہ سے حد ساقط کردی جو اس شخص نے دی تھیں، اور آپؓ نے ان کھجوروں کو مہر قرار دیا۔''

اس تفصیل سے دو باتیں واضح ہوگئیں، ایک یہ کہ سوال میں جو کہا گیا ہے کہ: ''فقہ حنفی میں اس پر حد نہیں!'' یہ تعبیر غلط ہے، آپ سن چکے ہیں کہ اس مسئلے میں فقہ حنفی کا فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے کہ اس پر حد لازم ہے۔

دوم یہ کہ جو لوگ اس مسئلے میں حضرت امامؒ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں وہ مسئلہ کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے کرتے ہیں، اور ان کا یہ طعن حضرت امامؒ پر نہیں بلکہ درحقیقت ان کے پیش رو حضرت امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر ہے، کسی مسئلہ سے اتفاق نہ کرنا اور بات ہے، لیکن ایسے مسائل کی آڑ لے کر ائمہ ہدیٰ پر زبانِ طعن دراز کرنا دوسری بات ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا کہ زیر بحث صورت حضرت امامؒ (اور ان کے پیش رو حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے نزدیک بھی زنا ہے، حلال نہیں، لیکن شبہ مہر کی وجہ سے حد ساقط ہوگئی، اس لئے یہ سمجھنا بدفہمی ہوگی کہ یہ دونوں بزرگ زنا بالاستیجار کو حلال سمجھتے ہیں، جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے، وللبسط محل آخر!

ج......۲: یہ کہنا کہ: ''فی الواقع فقہ حنفی کے بعض یا اکثر مسائل قرآن اور صحیح حدیثوں کے خلاف ہیں'' قلتِ تدبر کا نتیجہ ہے، فقہِ حنفی میں مسائل کا استناد قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات)، اجماعِ اُمت اور قیاسِ صحیح سے ہے، البتہ ائمہ مجتہدین کے مدارکِ اجتہاد مختلف ہیں، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اجتہاد کی جس بلندی پر فائز تھے

اس کا اعتراف اکابر ائمہ نے کیا ہے۔

ج......۳: سوال میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی خالص تہمت ہے، ابھی اوپر مسئلہ مستأجرہ میں آپ نے دیکھا کہ احناف نے حضرت امام رحمہ اللہ کے قول کو چھوڑ کر صاحبینؒ کے قول کو اختیار کیا اور یہ کہا: "والحق وجوب الحد!" اس قسم کی بہت سی مثالیں پیش کرسکتا ہوں، جہاں لوگوں کو بظاہر نظر آتا ہے کہ حنفیہ حدیثِ صحیح کے خلاف کرتے ہیں وہاں صرف امامؒ کے قول کی بنا پر نہیں، قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت کے قوی دلائل کے پیشِ نظر ایسا کرتے ہیں، اس کی بھی بہت سی مثالیں پیش کرسکتا ہوں، مگر نہ فرصت اس کی متحمل ہے، اور نہ ضرورت اس کی داعی ہے۔

ج......۴: درمختار میں ہے:

"فی الجوهرة: الاستمناء حرام وفیه التعزیر."

ترجمہ:...... "جوہرہ میں ہے کہ: استمنا بالید حرام ہے اور اس پر تعزیر لازم ہے۔"

علامہ شامیؒ نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے:

"قوله: الاستمناء حرام ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشهوة، اما اذا غلبته الشهوة ولیس له زوجة ولا اَمَة ففعل ذالک لتسکینها فالرجا انه لا وبال علیه، کما قاله ابو اللیث، ویجب لو خاف الزنا."

(ردالمحتار ج:۴ ص:۲۷ کتاب الحدود)

ترجمہ:...... "اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا حرام ہے، جبکہ یہ فعل شہوت کو برانگیختہ کرنے کے لئے ہو، لیکن جس صورت میں کہ اس پر شہوت کا غلبہ ہو اور اس کی بیوی اور لونڈی نہ ہو، اگر وہ تسکینِ شہوت کے لئے ایسا کرلے تو امید کی جاتی ہے کہ اس پر وبال نہیں ہوگا، جیسا کہ فقیہ ابواللیثؒ نے فرمایا، اور اگر زنا میں مبتلا ہونے کا

اندیشہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔“

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

**اوّل:**......عام حالات میں یہ فعل حرام ہے، موجبِ وبال ہے اور اس پر تعزیر لازم ہے۔

دوم:......اگر کسی نوجوان پر شہوت کا غلبہ ہو کہ شدتِ شہوت کی وجہ سے اس کا ذہن اس قدر متوحش ہو کہ کسی طرح اس کو سکون و قرار حاصل نہ ہو، اور اس کے پاس تسکینِ شہوت کا کوئی حلال ذریعہ بھی موجود نہ ہو، ایسی اضطراری حالت میں اگر وہ بطورِ علاج اس عمل کے ذریعہ شہوت کی تسکین کرلے تو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے توقع کی جاتی ہے کہ اس پر وبال نہ ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، لیکن اگر کوئی مظلوم دفع ظلم کی خاطر رشوت دینے پر مجبور ہوجائے تو توقع کی جاتی ہے کہ اس مظلوم پر مؤاخذہ نہ ہوگا، یہ فقیہ ابواللیثؒ کا قول ہے۔

سوم:......اگر شدتِ شہوت کی بنا پر زنا میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہوجائے تو زنا سے بچنے کے لئے اس فعلِ بد کا ارتکاب ضروری ہوگا، یہ ایسی صورت ہے کہ کسی شخص کا دو حراموں میں سے ایک میں مبتلا ہوجانا ناگزیر ہے تو ان میں سے جو اَخف ہو اس کا اختیار کرنا لازم ہے۔

فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اس اصول کو ان الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں:

”من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما.“

ترجمہ:......”جو شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو اس کو چاہئے کہ وہ جو ان میں سے اَہون ہو اس کو اختیار کرلے۔“

شیخ ابن نجیمؒ نے ”الاشباہ والنظائر“ کے فن اول کے قاعدہ خامسہ کے تحت اس اصول کا ذکر کیا ہے اور اس کی متعدد مثالیں ذکر کی ہیں، اس کی تمہید میں فرماتے ہیں:

”چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو مفسدے جمع ہوجائیں تو بڑے مفسدے سے بچنے کے لئے چھوٹے کا ارتکاب کرلیا جائے گا۔

امام زیلعیؒ ''باب شروط الصلوٰۃ'' میں فرماتے ہیں کہ اس نوعیت کے مسائل میں اصول یہ ہے کہ جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو جائے اور وہ دونوں ضرر میں مساوی ہوں تو دونوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرلے، اور اگر دونوں مختلف ہوں تو جو برائی ان میں سے اَہون ہو اس کو اختیار کرے، کیونکہ حرام کا ارتکاب صرف اضطرار کی حالت میں جائز ہے اور جس چیز کا ضرر زیادہ ہو اس کے اختیار کرنے میں کوئی اضطرار نہیں۔''

(الاشباہ والنظائر مع شرح حموی ج:۱ ص:۱۲۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی)

استمنا کی جس صورت کو شامی نے واجب لکھا ہے اس میں یہی اصول کارفرما ہے، یعنی بڑے حرام (زنا) سے بچنے کے لئے چھوٹے حرام (استمنا) کو اختیار کرنا، اس کو یوں سمجھنا کہ استمنا کی اجازت دے دی گئی ہے، یا یہ کہ اس کو واجب قرار دیا گیا ہے، قطعاً غلط ہوگا، ہاں! اس کو یوں تعبیر کرنا صحیح ہوگا کہ بڑے حرام سے بچنے کو واجب قرار دیا گیا ہے، خواہ یہ چھوٹے حرام کے ارتکاب کے ذریعہ ہو۔

رہا یہ کہ آدمی کو ضبطِ نفس سے کام لینا چاہئے، نہ زنا کے قریب پھٹکے، اور نہ استمنا کرے، یہ بات بالکل صحیح ہے، ضرور یہی کرنا چاہئے، لیکن سوال یہ ہے کہ جو شخص نفس و شیطان کے چنگل میں ایسا پھنس چکا ہو کہ زمامِ اختیار اس کے ہاتھ سے چھوٹ رہی ہو اور اس کو اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو کہ یا تو فاحشہ کبیرہ کا ارتکاب کرکے روسیاہ ہو، یا اپنے ہاتھ سے غارتگرِ ایمان شہوت کو ختم کردے، ایسی حالت میں اس شخص کو کیا کرنا چاہئے؟ ذرا عقل و شرع سے اس کا فتویٰ پوچھئے...! واللہ اعلم!

## انسانی اعضاء کی پیوندکاری اور خون کا مسئلہ

س...... مولانا صاحب! آج کل انسانی اعضاء کی پیوندکاری کا سلسلہ چلا ہوا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ نئی تحقیقات اور سائنسی ایجادات نے ہمارے لئے ایک چیلنج کی شکل اختیار کرلی ہے،

بعض لوگ ان تحقیقات سے نفع اُٹھانے کو عقل مندی اور اس سلسلے کی غیرشرعی تحقیقات سے بچنے والے حضرات کو تنگ نظر کہتے ہیں، اس طرح خون چڑھانے کا مسئلہ بھی ہے۔ آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

ج...... اس سلسلے میں حال ہی میں حضرت مفتی صاحب مدفیضہم کی تازہ تألیف ''انسانی اعضاء کی پیوندکاری'' کے نام سے شائع ہوئی ہے، جس میں ان دونوں مسائل کے بارے میں متعدّد علمائے کرام (جن کے اسمائے گرامی حضرت مفتی صاحب نے تمہید میں ذکر کردیئے ہیں) کی متفقہ تحقیق کتاب وسنت اور فقہِ اسلامی کے دلائل کی روشنی میں درج کی گئی ہے، اس کا مختصر سا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے، تفصیلی دلائل کے لئے اصل کتاب کا مطالعہ فرمائیے۔

## تمہید

زیرِ نظر مسئلہ انسانی خون اور انسانی اعضاء کے تبادلے کا معاملہ اس زمانے میں ایک ابتلائے عام کا معاملہ ہے، اور مسئلہ کتبِ فقہ میں منصوص نہیں، جب اس کے متعلق پاکستان اور بیرونِ پاکستان سے متعدّد سوالات آئے تو احقر (مفتی صاحب) نے سنتِ اکابر کے مطابق مناسب سمجھا کہ انفرادی رائے کے بجائے ماہر علماء کی ایک جماعت اس میں غور و فکر اور بحث وتمحیص کرکے کوئی رائے متعین کرے، چنانچہ اس کے لئے ایک سوال نامہ مرتب کرکے فقہ وفتویٰ کے مراکز پاکستان میں کراچی، ملتان، پشاور وغیرہ اور انڈیا میں دیوبند، سہارنپور، دہلی وغیرہ میں بھیجے، اکثر حضرات کے جوابات موصول ہوئے، تو ان پر بھی اجتماعی غور وفکر مناسب تھا، مگر ملک گیر وسائل بھی آسان نہ تھے، اس کے لئے جتنے وقت اور طویل فرصت کی ضرورت تھی اس کا میسر ہونا بھی دُشوار تھا، اس لئے بحکم ''ما لا یدرک کله لا یترک کله'' یہ صورت اختیار کی کہ صرف کراچی کے اہلِ فتویٰ علماء کا اجتماع کرکے ان پر غور کیا جائے اور یہ اجتماع جس نتیجے پر پہنچے اس کو منضبط کرکے ملک اور بیرونِ ملک کے اربابِ فتویٰ کے پاس بھیج کر ان کی آراء اور فتاویٰ حاصل کئے جائیں تاکہ یہ ماہرین اہلِ فتویٰ کا اجتماعی فتویٰ ہوسکے۔ اس اجتماع میں حسبِ ذیل حضرات نے شرکت کی، اور مختلف تاریخوں کی پانچ چھ نشستوں میں باہر سے آئے ہوئے جوابات اور اس مسئلے کے ہر پہلو پر

غور کیا گیا اور اس معاملے کے متعلق مذاہبِ اربعہ کی کتابوں کو سامنے رکھا گیا، یہ مجلس اتفاقِ رائے سے جس نتیجے پر پہنچی وہ آئندہ صفحات میں مع دلائل کے لکھا جارہا ہے، اسمائے شرکائے مجلس یہ ہیں:

**دارالعلوم کراچی سے:**

۱:...... محمد شفیع خادم دارالعلوم کراچی۔

۲:...... مولانا محمد صابر صاحب نائب مفتی۔

۳:...... مولانا سلیم اللہ صاحب مدرّس دارالعلوم۔

۴:...... مولانا سحبان محمود صاحب دارالعلوم کراچی۔

۵:...... مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب دارالعلوم کراچی۔

۶:...... مولانا محمد رفیع صاحب دارالعلوم کراچی۔

۷:...... مولانا محمد تقی صاحب دارالعلوم کراچی۔

**مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی سے:**

۸:...... حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ۔

۹:...... مولانا محمد ولی حسن صاحب مفتی مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی۔

۱۰:...... مولانا محمد ادریس صاحب مدرّس مدرسہ عربیہ اسلامیہ۔

**اشرف المدارس سے:**

۱۱:...... مولانا مفتی رشید احمد صاحب مفتی و مہتمم مدرسہ۔

**باہر سے جن حضرات کے تحقیقی فتاویٰ موصول ہوئے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:**

۱:...... حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

۲:...... حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب مفتی خیرالمدارس ملتان۔

۳:...... مولانا عبدالستار صاحب مفتی خیرالمدارس ملتان۔

۴:......مولانا محمد اسحاق صاحب نائب مفتی خیرالمدارس ملتان۔

۵:......مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۶:......مولانا مفتی محمود صاحب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

۷:......مولانا عبداللطیف صاحب معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

۸:......مولانا وجیہ صاحب مفتی دارالعلوم ٹنڈوالہ یار۔

اس مجلس نے خون اور اعضاء کے مسائل کے علاوہ اسی طرح کے دُوسرے اہم اور ابتلائے عام کے مسائل میں بحث و تمحیص کا بھی فیصلہ کیا ہے اور بحمداللہ اس وقت تک بہت سے اہم مسائل زیرِ بحث آکر مجلس کی رائے کی حد تک طے کرکے منضبط کرلئے گئے ہیں، جس میں مسائلِ ذیل شامل ہیں:

۱:......بیمۂ زندگی کا مسئلہ۔

۲:......پراویڈنٹ فنڈ کے سود اور اس فنڈ کی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ۔

۳:......بلاسود بینکاری کا مفصل نظام۔

۴:......یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان سے گوشت خریدنے کا مسئلہ۔

۵:......مشینی ذبیحہ کا مسئلہ۔

اس وقت خون اور اعضاء کے زیرِ بحث مسئلے کے متعلق جس قدر جوابات بیرونی حضرات سے وصول ہوئے یا ارکانِ مجلس نے اپنی تحقیق سے لکھے، ان سب پر غور و فکر کے بعد مجلس جس نتیجے پر پہنچی اس کو ان اوراق میں پیش کیا جاتا ہے۔ ہر ایک کو الگ الگ لکھنے میں تکرار بھی ہوتا اور بے ضرورت ضخامت بھی بڑھتی، اس لئے بحث و تمحیص کے بعد جو کچھ منقح ہوا، اس کو ایک ترتیب سے لکھ لیا گیا اور دلائل کے حوالوں کو عوام کی سہولت کے لئے الگ لکھ دیا گیا ہے، واللہ المستعان!

## مقدمہ

### چند اُصولی مسائل

مسائل کی تفصیل سے پہلے چند اُصولی باتیں سمجھ لینا ضروری ہے، تاکہ آنے

والے مسائل کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

### اوّل:...... ہر حرام چیز انسانیت کے لئے مضر ہے:

خدائے حکیم و برتر نے جن چیزوں کو بندوں کے لئے حرام اور ممنوع قرار دیا ہے خواہ بظاہر ان میں کتنا ہی فائدہ نظر آئے لیکن درحقیقت وہ انسان اور انسانیت کے لئے مضر ہیں اور نفع کے بجائے نقصان کا پہلو ان میں غالب ہے۔ یہ نقصان کبھی جسمانی ہوتا ہے، کبھی رُوحانی۔ پھر کبھی تو اس قدر واضح ہوتا ہے کہ ہر عام و خاص اسے جانتا ہے، اور کبھی ذرا خفی ہوتا ہے جسے حاذق طبیب اور ماہر ڈاکٹر ہی جان سکتے ہیں، اور کبھی اتنا لطیف ہوتا ہے کہ نہ افلاطون و ارسطو کی عقل کی وہاں تک رسائی ہوسکتی ہے، نہ کسی جدید سے جدید آلے کی مدد سے اسے دریافت کیا جاسکتا ہے، بلکہ صرف حاسۂ وحی اور فراستِ نبوّت ہی سے اسے دیکھا اور پہچانا جاسکتا ہے، اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

### دوم:...... تکریمِ انسان اور اس کے دو پہلو

حق تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے انسان کو ظاہری و معنوی شرف و امتیاز بخشا ہے، وہ شکل و صورت میں سب سے حسین اور علم و ادراک میں سب سے فائق پیدا کیا گیا اور اسے کائنات کا مخدوم و مکرم بنایا گیا ہے، اس تکریم و شرف کا ایک پہلو یہ ہے کہ تمام کائنات اسی کی خدمت پر مأمور ہے، بہت سی چیزوں کو اس کی غذا یا دوا کے لئے حلال کردیا گیا ہے، اور اضطراری حالت میں حرام چیزوں کے استعمال کی بھی اسے اجازت دی گئی ہے، اور دُوسرا پہلو یہ کہ انسان کے اعضاء کو غذا اور دوا کے لئے ممنوع اور ان کی خرید و فروخت کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

### سوم:...... علاج میں شرعی سہولتیں:

اسلام کی نظر میں انسانی جان درحقیقت امانتِ الٰہیہ ہے، جسے تلف کرنا سنگین جرم ہے، اس کی حفاظت کے لئے بڑے سامان تیار کئے گئے ہیں، جن کے استعمال کا حکم ہے اور ایسی تدابیر اور علاج معالجے کو ضروری قرار دیا ہے جس سے مریض کی جان بچ سکے، مریض کی سہولت کے لئے نماز، روزہ، غسل، طہارت وغیرہ کے اَحکام الگ وضع فرمائے ہیں، اس

سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ اِضطرار کی حالت میں جان بچانے کے لئے کلمۂ کفر بکنے کی، جو اسلام کی نظر میں بدترین جرم ہے، اجازت دے دی گئی، اسی طرح جو شخص بھوک سے مر رہا ہو اس کے لئے سدِرمق تک خنزیر اور مردار کھانے کو مباح بلکہ ضروری کر دیا گیا۔

**چہارم:…… اِضطرار کا صحیح درجہ کیا ہے؟**

ناواقف حضرات ہر معمولی حاجت کو ''اِضطراری حالت'' کا نام دے لیتے ہیں، اس لئے ضروری ہوا کہ اس کی تنقیح کر دی جائے۔

علامہ حمویؒ ''شرح اشباہ'' میں لکھتے ہیں کہ: یہاں پانچ درجے ہیں: ضرورت (اِضطرار)، حاجت، منفعت، زینت اور فضول۔

**اِضطرار:**…… یہ ہے کہ ممنوع چیز کو استعمال کئے بغیر جان بچانے کی کوئی صورت ہی نہ ہو، یہی وہ اِضطراری صورت ہے جس میں خاص شرائط کے ساتھ حرام کا استعمال مباح ہو جاتا ہے۔

**حاجت:**…… یہ ہے کہ ممنوع چیز کو استعمال نہ کرنے سے ہلاکت کا اندیشہ تو نہیں لیکن مشقت اور تکلیف شدید ہوگی، اس حالت میں نماز، روزہ، طہارت وغیرہ کے اَحکام کی سہولتیں تو ہوں گی مگر حرام چیزیں مباح نہ ہوں گی۔

**منفعت:**…… یہ ہے کہ کسی چیز کے استعمال کرنے سے بدن کی تقویت کا فائدہ ہوگا، اور نہ کرنے سے نہ ہلاکت کا اندیشہ ہے، نہ شدید تکلیف کا، اس حالت میں نہ کسی حرام کا استعمال جائز ہے، نہ روزہ کے اِفطار کی اجازت ہے، کسی حلال چیز سے یہ نفع حاصل ہوسکتا ہو تو کرے، ورنہ صبر کرے۔

**زینت:**…… یہ ہے کہ اس میں بدن کی تقویت بھی نہ ہو، محض تفریحِ طبع ہو، ظاہر ہے کہ اس کے لئے کسی ناجائز چیز کے جواز کی گنجائش کہاں ہوسکتی ہے؟

**فضول:**…… یہ کہ تفریح سے بھی آگے محض ہوس رانی مقصود ہو۔

ہماری بحث چونکہ اِضطرار کی حالت سے ہے، اس لئے یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اِضطرار کی حالت میں کسی حرام چیز کے استعمال کی تین شرطیں ہیں:

الف:......مریض کی حالت واقعتاً ایسی ہو کہ حرام چیز کے استعمال نہ کرنے سے جان کا خطرہ ہو۔

ب:...... یہ خطرہ محض وہمی نہ ہو بلکہ کسی معتمد حکیم یا ڈاکٹر کے کہنے کی بنا پر یقینی ہو، اور کسی حلال چیز سے علاج ممکن نہ ہو۔

ج:......اس حرام چیز سے جان کا بچ جانا بھی کسی معتمد حکیم یا مستند ڈاکٹر کی رائے میں عادۃً یقینی ہو۔

ان شرائط کے ساتھ حرام چیز کا استعمال مباح ہوجاتا ہے، مگر پھر بھی بعض صورتیں اس سے مستثنیٰ رہیں گی، مثلاً ایک شخص کی جان بچانے کے لئے دُوسرے کی جان لینا جائز نہیں، کہ دونوں کی جان یکساں محترم ہے۔

### پنجم:......غیر اِضطراری حالت میں علاج کی شرعی سہولت:

اگر اِضطرار کی حالت تو نہ ہو (جس میں جان کا خطرہ ہوتا ہے) مگر بیماری اور تکلیف کی شدّت سے مریض بے چین ہے (اسی حالت کو اُوپر حاجت سے تعبیر کیا گیا) تو اس صورت میں حرام اور نجس دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ اس کا حکم قرآن و سنت میں صراحتاً مذکور نہیں اس لئے فقہائے اُمت کا اس میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک جائز نہیں، اور جمہور فقہاء مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دیتے ہیں، یعنی کسی معتمد ڈاکٹر یا حکیم کی رائے میں اس کے علاوہ کوئی علاج نہ ہو، اور اس حرام چیز سے شفا حاصل ہونے کا پورا وثوق ہو۔

ان مقدمات کی روشنی میں اب زیرِ بحث دونوں مسئلوں کا حکم لکھا جاتا ہے۔

### خون کا مسئلہ

سوال:......ایک انسان کا خون دُوسرے کے بدن میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:......خون، انسان کا جزو ہے، اور جب بدن سے نکال لیا جائے تو نجس بھی ہے، انسان کا جزو ہونے کی حیثیت سے اس کی مثال عورت کے دُودھ کی ہوگی جس کا استعمال علاج کے لئے فقہاء نے جائز لکھا ہے (عالمگیری ج:۴ ص:۱۱۲، طبع مصر)، خون

کو بھی اگر اسی پر قیاس کرلیا جائے تو یہ قیاس بعید نہیں ہوگا، البتہ اس کی نجاست کے پیشِ نظر اس کا حکم وہی ہوگا جو حرام اور نجس چیزوں کے استعمال کا اُوپر مقدمہ میں ذکر کیا گیا، یعنی:

۱:...... جب مریض اِضطراری حالت میں ہو، اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دیئے بغیر اس کی جان بچانے کا کوئی راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔

۲:...... جب ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کی ''حاجت'' ہو، یعنی مریض کی ہلاکت کا خطرہ تو نہ ہو لیکن اس کی رائے میں خون دیئے بغیر صحت کا امکان نہ ہو تب بھی خون دینا جائز ہے۔

۳:...... جب خون نہ دینے کی صورت میں ماہر ڈاکٹر کے نزدیک مرض کی طوالت کا اندیشہ ہو، اس صورت میں خون دینے کی گنجائش ہے، مگر اجتناب بہتر ہے، کما فی الهندية: ''وان قال الطبيب يتعجل شفائك فيه وجهان.'' (ج:۵ ص:۳۳۵)

۴:...... جب خون دینے سے محض منفعت یا زینت مقصود ہو، یعنی ہلاکت یا مرض کی طوالت کا اندیشہ نہ ہو، بلکہ محض قوّت بڑھانا یا حسن میں اضافہ کرنا مقصود ہو، تو ایسی صورت میں خون دینا ہرگز جائز نہیں۔

**سوال دوم:**...... کیا کسی مریض کو خون دینے کے لئے اس کی خرید و فروخت اور قیمت لینا بھی جائز ہے؟

**جواب:**...... خون کی بیع تو جائز نہیں، لیکن جن حالات میں، جن شرائط کے ساتھ نمبر اوّل میں مریض کو خون دینا جائز قرار دیا ہے، ان حالات میں اگر کسی کو خون بلا قیمت نہ ملے تو قیمت دے کر خون حاصل کرنا صاحبِ ضرورت کے لئے جائز ہے، مگر خون دینے والے کے لئے اس کی قیمت لینا دُرست نہیں۔

**سوال سوم:**...... کسی غیر مسلم کا خون مسلم کے بدن میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:**...... نفسِ جواز میں کوئی فرق نہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ کافر یا فاسق فاجر انسان کے خون میں جو اثراتِ خبیثہ ہیں ان کے منتقل ہونے اور اخلاق پر اثر انداز ہونے کا قوی خطرہ ہے، اسی لئے صلحائے اُمت نے فاسقہ عورت کا دُودھ پلوانا بھی پسند نہیں کیا،

اس لئے کافر اور فاسق فاجر انسان کے خون سے حتی الوسع اجتناب بہتر ہے۔

**سوال چہارم:**......شوہر اور بیوی کے باہم تبادلۂ خون کا کیا حکم ہے؟

**جواب:**......میاں بیوی کا خون اگر ایک دُوسرے کو دیا جائے تو شرعاً نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا، نکاح بدستور قائم رہتا ہے، واللہ اعلم!

## اعضائے انسانی کا مسئلہ

**سوال:**......کسی بیمار یا معذور انسان کا علاج دُوسرے زندہ یا مردہ انسان کے اعضاء کا جوڑ لگا کر کرنا کیسا ہے؟

**جواب:**......اس وقت تک ڈاکٹروں نے بھی زندہ انسان کے اعضاء کا استعمال کہیں تجویز نہیں کیا، اس لئے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ بحث طلب مسئلہ وہ ہے جو آج کل ہسپتالوں میں پیش آرہا ہے، اور جس کے لئے اپیلیں کی جارہی ہیں، وہ یہ کہ جو انسان دُنیا سے جارہا ہو، خواہ کسی عارضے کے سبب یا کسی جرم میں قتل کئے جانے کی وجہ سے، اس کی اجازت اس پر لی جائے کہ مرنے کے بعد اس کا فلاں عضو لے کر کسی دُوسرے انسان میں لگادیا جائے۔

بظاہر یہ صورت مفید ہی مفید ہے کہ مرنے والے کے تو سارے ہی اعضاء فنا ہونے والے ہیں، ان میں سے کوئی عضو اگر کسی زندہ انسان کے کام آجائے اور اس کی مصیبت کا علاج بن جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ یہ ایسا معاملہ ہے کہ عام لوگوں کی نظر صرف اس کے مفید پہلو پر جم جاتی ہے اور اس کے وہ مہلک نتائج نظروں سے اوجھل ہوجاتے ہیں جن کا کچھ ذکر شروع بحث میں آچکا ہے (اصل کتاب میں اس کے مضر پہلوؤں پر مفصل بحث کی گئی ہے، تلخیص میں وہ حصہ حذف کردیا گیا)۔

مگر شریعتِ اسلام کے لئے، جو انسان اور انسانیت کی ظاہری اور معنوی صلاح و فلاح کی ضامن ہے، اس کے مضر اور مہلک نتائج سے صرفِ نظر کرلینا اور محض ظاہری فائدے کی بنا پر اس کی اجازت دے دینا ممکن نہیں۔ شریعتِ اسلام نے صرف زندہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بیکار اعضاء و اجزاء کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے،

اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی ناجائز کہا ہے، اور اس معاملے میں کسی کی رضامندی اور اجازت سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں دی، اور اس میں مسلم و کافر سب کا حکم یکساں ہے، کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے، تکریمِ انسان کو شریعتِ اسلام نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت، کسی حال میں، کسی کو انسان کے اعضاء و اجزاء حاصل کرنے کی طمع دامن گیر نہ ہو، اور اس طرح یہ مخدومِ کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال کی چیزوں سے بالاتر رہیں، جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں اور دواؤں اور دُوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس پر ائمۂ اربعہؒ اور پوری اُمت کے فقہاء متفق ہیں، اور نہ صرف شریعتِ اسلام بلکہ شرائعِ سابقہ اور تقریباً ہر مذہب و ملت میں یہی قانون ہے، واللہ اعلم!

## انسانی اعضاء کی حرمت

س...... میں ایم بی بی ایس کے سال آخر کی طالبہ ہوں، میں آپ کے مشورے اخبار ''جنگ'' کے کالم میں پڑھتی رہتی ہوں، اس وقت میں بھی اپنا ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ اس وقت میری سِول اسپتال کے وارڈ S.I.U.T (سندھ انسٹیٹیوٹ آف یورولوجی اینڈ ٹرانسپلائیزیشن) میں پوسٹنگ لگی ہوئی ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے پاکستان میں پہلی دفعہ Cadaver Kidney Transplantation (مردہ جسم سے گردہ نکال کر زندہ آدمی کے لگانا) ہوا ہے۔ یہ S.I.U.T میں ہی پرفارم کیا گیا ہے اور آج کل میں دُوسرا اس نوعیت کا آپریشن ہونے والا ہے۔ یہ دونوں گردے جو مردہ اشخاص کے جسم سے نکالے گئے، باہر کے ملک سے بھیجے گئے ہیں۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اس وارڈ کی جو ایڈمنسٹریشن ہیں وہ ہم سب اسٹوڈنٹس کے ساتھ مل کر یہ ڈسکشن کرنا چاہتی ہیں کہ آیا اگر کوئی ہم سے کہے کہ ہم مرنے کے بعد اپنے جسم کا کوئی عضو کسی مرتے ہوئے انسان کی جان بچانے کے لئے دے دیں تو ہمارا کیا رَدِّ عمل ہوگا؟ ان کا کہنا ہے کہ کچھ لوگ اسلامی نقطۂ نظر سے اس بات کو غلط سمجھتے ہیں، تو سعودی عرب

بھی ایک اسلامی ملک ہے اور وہاں شاید ۷ یا ۸ سال سے کیڈا یور ٹرانسپلانٹ ہو رہا ہے۔ میری کچھ اور دوستوں کا کہنا یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک انسان کی جان بچانا ساری انسانیت کی جان بچانا ہے۔ تو اس لئے اگر ہم Donorcard بھر دیں کہ ہمارے مرنے کے بعد ہمارے جسم سے ہمارا کوئی بھی عضو نکال کر کسی کے لگا دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

میرا اپنا اس بارے میں یہ خیال ہے کہ اس طرح کرنا مُردے کی بے حرمتی ہے اور یہ اسلام میں جائز نہیں۔ اب میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فرمائیے کہ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ پلیز آپ اپنے دلائل ثبوت کے ساتھ دیجئے گا تاکہ مجھے آپ کا موقف دُوسروں تک پہنچانے اور سمجھانے میں آسانی رہے۔

ج…… اس مسئلے میں آپ کا موقف صحیح ہے، اور آپ کی رفیقاؤں کا موقف غلط ہے، اس سلسلے میں چند باتیں ذہن میں رکھی جائیں:

۱:…… آپ کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے ایسی وصیت کر جائے کہ اس کے جسم کے اجزاء نکال کر کسی ضرورت مند کے بدن میں لگا دیئے جائیں، تب تو اس کے بدن کے اجزاء نکالے جاتے ہیں، ورنہ نہیں۔ گویا یہ اُصول تسلیم کرلیا گیا ہے کہ مرنے والے کی اجازت کے بغیر اس کے بدن کے اجزاء استعمال نہیں کئے جاسکتے۔

۲:…… اب جو لوگ کہ کسی دین و مذہب کے قائل ہی نہیں، یا دین و مذہب کے قائل تو ہیں لیکن ان کا خیال ہے کہ مذہب ہماری زندگی کے جائز و ناجائز سے کوئی تعلق نہیں رکھتا، ایسے لوگوں کو تو مذکورہ بالا اجازت نامے کے لئے مذہب سے اجازت لینے کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا ہمارا دین و مذہب اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ اگر مذہب کی طرف سے اجازت ہو تو مذکورہ بالا وصیت جائز ہوگی، ورنہ ایسی وصیت غلط اور لغو و باطل ہوگی۔

۳:…… یہ اُصول طے ہوا، تو اَب یہ دیکھنا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے اعضاء کا اور اس کے وجود کا مالک بنایا ہے؟ آدمی ذرا بھی غور کرے تو معلوم ہو جائے گا

کہ انسان کا وجود اور اس کے اعضاء اس کی ملکیت نہیں۔

بلکہ یہ ایک سرکاری مشین ہے جو اس کے استعمال کے لئے اس کو دی گئی ہے، اور سرکاری چیز سمجھ کر اس کی حفاظت و نگرانی بھی اس کے ذمہ لگائی ہے، لہٰذا اس کو ان اعضاء کے تلف کرنے کی اجازت نہیں، نہ فروخت کرنے ہی کی اجازت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو خودکشی کی اجازت نہیں بلکہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص خودکشی کرے وہ تا قیامت اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ پس جب انسان اپنے وجود کا مالک نہیں تو اعضاء کو فروخت بھی نہیں کرسکتا، نہ ہبہ کرسکتا ہے، نہ اس کی وصیت کرسکتا ہے، اور اگر ایسی وصیت کر جائے تو یہ وصیت غیر ملک میں ہونے کی وجہ سے باطل ہوگی۔

۴:...... علاوہ ازیں احترامِ آدمیت کا بھی تقاضا ہے کہ اس کے اعضاء کو ''بکاؤ مال' اور استعمال کی چیز نہ بنایا جائے، پس اعضاء ہبہ کی وصیت کرنا احترامِ آدمیت کے خلاف ہے۔

۵:...... عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد آدمی بے حس ہوتا ہے، یہ خیال بھی صحیح نہیں، وہ صرف ہمارے جہان اور ہمارے مشاہدے کے اعتبار سے بے حس نظر آتا ہے، ورنہ دُوسری زندگی کے اعتبار سے اس میں احساس موجود ہے۔ اس بنا پر مردہ کے جسم کی چیر پھاڑ جائز نہیں کہ اس سے مردہ کو بھی ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے جیسی زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے یعنی: ''میّت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔'' (مشکوٰۃ، باب دفن المیّت، فصل دوم کی آخری حدیث نمبر:۱۷۱۴)

۶:...... لوگ اپنی زندگی میں نہ آنکھوں کا عطیہ دیتے ہیں، نہ گردوں کا، کیونکہ جانتے ہیں کہ اس زندگی میں اس کو خود ان اعضاء کی ضرورت ہے، لیکن مرنے کے بعد کے لئے بڑی فیاضی سے وصیت کر جاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس زندگی کو تو زندگی سمجھتے ہیں لیکن مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان نہیں رکھتے، یوں سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اعضاء گل سڑ جائیں گے، خاک میں مل جائیں گے اور ان اعضاء کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ یہی عقیدہ کفارِ مکہ کا تھا اور یہی عقیدہ عام کافروں کا ہے۔ جو مسلمان ایسی وصیت کرتے ہیں وہ بھی انہی کافروں کے عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان نہیں رکھتے۔

الغرض! اعضائے انسانی کی پیوندکاری جائز نہیں، اور ان اعضاء کے ہبہ کی وصیت باطل ہے۔

## کیا نو سال کی عمر میں کوئی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے؟

س...... عورت کے بالغ ہونے کی کم از کم کتنی مدّت ہے؟ بعض لوگ حضرت عائشہؓ کی نو سال کی رُخصتی پر اعتراض کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ مدلل و مفصل جواب دیں۔

ج...... یہ صرف ملحدین اور منکرینِ حدیث کی اُڑائی ہوئی بات ہے، ورنہ لڑکی نو سال کی بالغ ہوسکتی ہے، اس سلسلے میں روزنامہ ''جنگ'' کی خبر ملاحظہ ہو:

> ''برازیل میں ایک ۹ سالہ لڑکی گزشتہ ماہ ایک بچی کو جنم دے کر دُنیا کی کمسن ترین ماں بن گئی۔ اخبار ڈیلی مرر نے بدھ کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے بتایا کہ ماریا ایلاینی جیئرز نے ۲۵؍مارچ کو شمالی برازیل کے قصبہ ژاکوئی میں آپریشن کے ذریعے بچی کو جنم دیا، نوزائیدہ بچی کے باپ کی عمر ۱۶ برس بتائی جاتی ہے۔ ماریا ایلاینی کی خود کی ماں اسے جنم دینے کے بعد مرگئی تھی جس کے بعد سے ایک ۶۲ سالہ بے زمین کاشتکار نے اس کی کفالت کی۔ مرر نے کمسن ماں اور اس کی نوزائیدہ بچی کی تصویر بھی شائع کی ہے۔''
>
> (روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۱۰؍اپریل ۱۹۸۶ء ص:۱۰)

۱۶؍اپریل کے اخبارات میں اس ''کمسن ماں'' اور اس کی نومولود بچی کی تصویریں بھی شائع ہوئی ہیں۔ خیال ہے کہ برازیل کے اخبار ''ڈیلی مرر'' کے حوالے سے یہ عجیب و غریب خبر دُنیا بھر کے اخبارات میں شائع ہوئی ہوگی۔ ماریا ایلاینی کا دُنیا کی سب سے ''کمسن ماں'' بن جانا بلاشبہ ایک اعجوبہ ہے، لیکن یہ واقعہ خود کتنا ہی عجیب و غریب ہو چونکہ وجود اور مشاہدے میں آچکا ہے اس لئے کوئی عاقل یہ کہہ کر اس کا انکار نہیں کرسکتا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے؟


فہرست

صحیح بخاری شریف اور حدیث و سیر اور تاریخ کی تمام کتابوں میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رُخصتی کا واقعہ خود اُمّ المؤمنینؓ ہی کی زبانی یوں منقول ہے:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجھا وھی بنت ست سنین، وادخلت علیہ وھی بنت تسع، ومکثت عندہ تسعًا." (صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۷۱)

ترجمہ:...... "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کیا جب وہ چھ سال کی تھیں، اور ان کی رُخصتی ہوئی جبکہ وہ نو سال کی تھیں، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال رہیں۔"

فقہائے اُمت نے اس حدیث سے متعدّد مسائل اخذ کئے ہیں، مثلاً ایک یہ کہ والد اپنی نابالغ اولاد لڑکی، لڑکے کا نکاح کرسکتا ہے، چنانچہ امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا ہے: "باب النکاح الرجل ولدہ الصغار" یعنی آدمی کا اپنی کمسن اولاد کا نکاح کردینا۔

اس کے ذیل میں حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں:

"قال المھلب: اجمعوا انہ یجوز للأب تزویج ابنتہ الصغیرۃ البکر ولو کانت لا یطا مثلھا، الا ان الطحاوی حکی عن ابن شبرمۃ منعہ فیمن لا توطا، وحکی ابن حزم عن ابن شبرمۃ مطلقًا ان الأب لا یزوج بنتہ البکر الصغیرۃ حتی تبلغ، وتاذن، وزعم ان تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھی بنت ست سنین کان من خصائصہ." (حاشیہ بخاری ص:۷۷۱، فتح الباری ج:۹ ص:۱۹۰)

ترجمہ:...... "مہلبؒ فرماتے ہیں کہ: اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ باپ کے لئے جائز ہے کہ اپنی چھوٹی کنواری بیٹی کا عقد کردے، اگرچہ وہ وظیفۂ زوجیت کے لائق نہ ہو۔ البتہ امام طحاویؒ


فہرست

نے ابنِ شبرمہؒ سے نقل کیا ہے کہ جولڑکی وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں، باپ اس کا نکاح نہیں کرسکتا، اور ابنِ حزمؒ نے ابنِ شبرمہؒ سے نقل کیا ہے کہ باپ چھوٹی بچی کا نکاح نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے، اور اجازت دیدے، ابنِ شبرمہؒ کا خیال ہے کہ حضرت عائشہؓ کا چھ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقد کیا جانا آپؐ کی خصوصیت ہے۔"

گویا اُمت کے تمام فقہاء و محدثین، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں، اور اس پر اَحکام کی تفریع کرتے ہیں، چودہ صدیوں کے کسی عالم نے اس واقعہ کا انکار نہیں کیا، لیکن منکرینِ حدیث اور ملاحدہ اس واقعہ کا (جو حدیث، سیرت، تاریخ اور فقہ کی بے شمار کتابوں میں درج اور چودہ صدیوں کی پوری اُمت کا مُسلّمہ واقعہ ہے) انکار کرتے ہیں، اور انکار کی دلیل صرف یہ کہ نو سال کی بچی کی رُخصتی کیسے ہوسکتی ہے؟ حالانکہ نو سال کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے، چنانچہ "ہدایہ" میں ہے:

"وأدنى المدة لذالک فی حق الغلام اثنا عشرة سنة وفی حق الجارية تسع سنين." (ج:۳ ص:۳۵۶)

ترجمہ:...... "بلوغ کی ادنیٰ مدّت لڑکے کے حق میں بارہ سال اور لڑکی کے حق میں نو سال ہے۔"

بہرحال یہاں اس مسئلے پر گفتگو مقصود نہیں، بلکہ کہنا یہ ہے کہ اگر کوئی عجیب واقعہ اخبارات میں چھپتا ہے تو ہمارے پڑھے لکھے، روشن خیال حضرات کو نہ کوئی اِشکال ہوتا ہے، اور نہ اس کے تسلیم کرنے میں کوئی جھجک محسوس ہوتی ہے، اور نہ کسی کو انکار کی جرأت ہوتی ہے، اور اگر کوئی ایسے واقعہ کا انکار کردے تو ہمارا روشن خیال طبقہ اس کو احمق کہتا ہے۔ لیکن اسی نوعیت کا بلکہ اس سے بھی ہلکی نوعیت کا کوئی واقعہ حدیث کی کتابوں میں نظر آجاتا ہے تو اس کا فوراً انکار کردیا جاتا ہے، اس کا مذاق اُڑایا جاتا ہے، احادیث اور محدثین پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کردی جاتی ہے، اور غریب مُلّا کو پیٹ بھر کر گالیاں دی جاتی ہیں، اور کبھی کبھی

اَز راہِ ہمدردی کتبِ حدیث کی ''اصلاح'' کا اعلان کردیا جاتا ہے، اور ایک دہائی بڑھا کر ''چھ'' کو ''سولہ'' اور ''نو'' کو ''اُنیس'' بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، اور اتنی تمیز سے بھی کام نہیں لیا جاتا کہ جس طرح اُردو میں ''چھ'' کا اِملا ''سولہ'' کے ساتھ اور ''نو'' کا ''اُنیس'' کے ساتھ نہیں ہوسکتا، اسی طرح عربی میں یہ ناممکن ہے۔

سوال یہ ہے کہ اخبارات میں درج شدہ واقعات کو بلاچوں وچرا مان لینا، اور اسی نوعیت کے حدیث میں درج شدہ واقعات پر سوسو طرح کے شبہات ظاہر کرنا، اس کا اصل منشا کیا ہے؟ اس کا منشا یہ ہے کہ ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ رسالت ونبوّت پر ایمان نہیں اور ان کے دِل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احوال اور افعال کی عظمت نہیں، اس لئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے خارقِ عادت واقعات کا بڑی جرأت ودلیری سے انکار کردیتے ہیں۔

## پہلی بیوی کو خودکشی سے بچانے کے لئے تین طلاق کا حکم

س…… کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید کی دو بیویاں ہیں، پہلی کا نام زینب اور دُوسری کا نام نرگس ہے۔ زید کو زینب نے دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی بیوی نرگس کو فوراً طلاق نہیں دے گا تو وہ خودکشی کرلے گی۔ زید اپنی دُوسری بیوی نرگس کو ہرگز طلاق نہیں دینا چاہتا تھا، لیکن زینب کی زبردستی کرنے اور اس کی جان جانے کے خطرے سے بچنے کے لئے اس نے نرگس کی غیرموجودگی میں زینب کے سامنے دو مرتبہ طلاق کہی۔ پھر اس کی مزید زبردستی کی وجہ سے تین مرتبہ، طلاق، طلاق، طلاق کہا، جبکہ نرگس حاملہ بھی ہے، زینب نے تین چار روز بعد نرگس کو یہ بات بتائی، (واضح رہے کہ زید سمجھتا تھا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی)۔ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بات بتائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اس سلسلے میں بہت سے علمائے کرام سے فتویٰ بھی حاصل کئے گئے ہیں جن میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں، براہِ کرم وضاحت فرمائیں کہ کون سا موقف دُرست ہے؟

ج…… اس استفتاء کے ساتھ پندرہ فتاویٰ اس ناکارہ کے پاس بھیجے گئے ہیں، جن کا استفتاء


فہرست

میں حوالہ دیا گیا ہے، ان فتاویٰ کی فہرست درج ذیل ہے:

۱:...... جناب مفتی عبدالمنان۔ تصدیق مفتی عبدالرؤف صاحب، دارالعلوم کورنگی، کراچی۔

۲:...... جناب مفتی کمال الدین۔ تصدیق جناب مفتی اصغر علی، دارالعلوم کورنگی، کراچی۔

۳:...... جناب مفتی انعام الحق۔ تصدیق جناب مفتی عبدالسلام، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی۔

۴:...... جناب مفتی فضل غنی، دارالعلوم جامعہ بنوریہ، سائٹ، کراچی۔

۵:...... جناب مفتی غلام رسول۔ تصدیق مفتی شریف احمد طاہر، جامعہ رشیدیہ ساہیوال (پنجاب)۔

۶:...... جناب مفتی محمد عبداللہ، دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی۔

۷:...... جناب مفتی محمد اسلم نعیمی، مجلس علمائے اہل سنت کراچی۔

۸:...... جناب مفتی محمد فاروق۔ تصدیق مفتی محمد اکمل، دارالافتاء مدرسہ اشرفیہ، جیکب لائن کراچی۔

۹:...... جناب مفتی محمد جان نعیمی، دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، ملیر، کراچی۔

۱۰:...... جناب مفتی غلام دستگیر افغانی، جامعہ ضیاء العلوم، آگرہ تاج کالونی، کراچی۔

۱۱:...... مفتی لطافت الرحمٰن، جامعہ حنفیہ، سعود آباد، کراچی۔

۱۲:...... مفتی محمد عبدالعلیم قادری، دارالعلوم قادریہ سبحانیہ، فیصل کالونی کراچی۔

۱۳:...... جناب مفتی محمد رفیق، دارالعلوم، جامعہ اسلامیہ، گلزار حبیب، سولجر بازار، کراچی۔

۱۴:...... جناب مفتی شعیب بن یوسف، مدرسہ بحرالعلوم سعودیہ، عامل اسٹریٹ کراچی۔

۱۵:...... جناب مفتی محمد ادریس سلفی، جماعت غربائے اہلِ حدیث، محمدی مسجد، برنس روڈ کراچی۔

ان میں سے اوّل الذکر تیرہ فتوے اس پر متفق ہیں کہ نرگس پر تین طلاقیں واقع

ہوچکی ہیں اور وہ حرمتِ مغلظہ کے ساتھ اپنے شوہر پر حرام ہوچکی ہے، نہ رُجوع کی گنجائش ہے اور نہ شرعی حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح کی گنجائش ہے۔

اس ناکارہ کے نزدیک یہ تیرہ فتوے صحیح ہیں کہ نرگس اپنے شوہر پر حرمتِ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی، اب ان دونوں کے میاں بیوی کی حیثیت سے رہنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

اس مسئلے کے دلائل درج ذیل ہیں:

ا:......حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

”اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ... الٰی قوله ... فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ....“ (البقرۃ:۲۲۹،۲۳۰)

ترجمہ:......”وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے، پھر خواہ رکھ لینا قاعدے کے موافق، خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ، اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ (چھوڑنے کے وقت) کچھ بھی لو (گو) اس میں سے (سہی) جو تم نے ان کو (مہر میں) دیا تھا، مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کرسکیں گے، سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابطِ خداوندی کو قائم نہ کرسکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے دینے) میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے، یہ خدائی ضابطے ہیں، سو تم ان سے باہر مت نکلنا، اور جو شخص خدائی ضابطوں سے بالکل باہر نکل جائے، سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں۔ پھر اگر کوئی (تیسری) طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد، یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ (عدّت کے بعد) نکاح کرلے،

پھر اگر یہ اس کو طلاق دیدے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر مل جاویں، بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ (آئندہ) خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے، اور یہ خداوندی ضابطے ہیں، حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو دانش مند ہیں۔“

اس آیتِ شریفہ میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے دو مرتبہ کی طلاق کے بعد تیسری طلاق دے دی تو بیوی حرمتِ مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی، اور تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ تیسری طلاق خواہ اسی مجلس میں دی گئی ہو یا الگ طہر میں، دونوں کا ایک ہی حکم ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”باب من اجاز الطلاق الثلاث“ میں اس آیت کا حوالہ دے کر بتایا ہے کہ تین طلاقیں خواہ بیک وقت دی گئی ہوں، تین ہی نافذ ہو جاتی ہیں۔ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۹۱)

۲:...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا باب کے ذیل میں عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے لعان کا واقعہ ذکر کیا ہے، جس کے آخر میں ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

”کذبت علیها یا رسول الله ان امسکتها، فطلقها ثلاث قبل أن یأمره رسول الله صلی الله علیه وسلم.“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۹۱)

ترجمہ:...... ”یا رسول اللہ! اگر اس کے بعد میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ باندھا، پس انہوں نے قبل اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکم دیتے، اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ تین طلاقیں خواہ بیک وقت دی جائیں، واقع ہو جاتی ہیں۔ اور حافظ ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عویمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر گرفت نہیں فرمائی، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تین طلاقیں بیک وقت دینا صحیح ہے۔ (المحلی ج:۱۰ ص:۱۷۰)

۳:...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ: رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا: یا رسول اللہ! رفاعہؓ نے مجھے طلاق دے دی، پس پکی طلاق دے دی۔ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۹۱)

اس حدیث میں ”پکی طلاق دے دی“ (بت طلاقی) سے مراد تین طلاقیں ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تفصیل دریافت نہیں فرمائی کہ یہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی تھیں یا الگ الگ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے، یعنی حرمتِ مغلظہ۔

۴:...... اسی باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، اس نے دُوسرے شوہر سے (عدّت کے بعد) نکاح کرلیا، اور دُوسرے شوہر نے بھی اس کو طلاق دے دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: کیا وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی؟ فرمایا: نہیں! یہاں تک کہ دُوسرے شوہر سے صحبت بھی کرے، جیسا کہ پہلے سے کی تھی۔ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۹۱)

۵:...... صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ کا واقعہ مذکور ہے کہ: ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دی تھیں، ان کے نفقہ و سکنیٰ کا مسئلہ زیرِ بحث آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے نفقہ و سکنیٰ نہیں ہے۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۴۸۳)

حافظ ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: یہ خبر متواتر ہے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقوں پر اعتراض نہیں فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ خلافِ سنت ہے۔ (المحلی ج:۱۰ ص:۱۷۱)

۶:...... امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین

طلاقیں دے دی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوکر کھڑے ہوئے، پھر فرمایا کہ: کیا میرے موجود ہوتے ہوئے اللہ کی کتاب سے کھیلا جارہا ہے؟ (نسائی ج:۲ ص:۹۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو تین ہوتی ہیں، ورنہ اگر ایک ہی ہوتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غیظ وغضب کا اظہار نہ فرماتے۔

۷:...... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدّد طرق سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو ''البتۃ'' طاق دے دی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ: میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، فرمایا: حلفاً کہتے ہو کہ ایک کا ارادہ کیا تھا؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی اس کو واپس لوٹا دی۔ (ابوداؤد ج:۱ ص:۳۰۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکانہ رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ: ''حلفاً کہتے ہو کہ تم نے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا؟'' اس امر کی دلیل ہے کہ ''البتۃ'' کے لفظ سے بھی اگر تین طلاق کا ارادہ کیا جائے تو تین ہی واقع ہوتی ہیں، چہ جائیکہ صریح الفاظ میں تین طلاقیں دی ہوں۔

قرآن وحدیث کے ان دلائل کی روشنی میں ائمہ اربعہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور تمام محدثین اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں خواہ ایک لفظ سے ہوں، یا ایک مجلس میں، تین ہی شمار کی جائیں گی۔

فتویٰ نمبر:۱۴ ایک اہلِ حدیث کے قلم سے ہے، جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ تین طلاقیں جب ایک مجلس میں دی جائیں تو وہ ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے، لہٰذا نرگس پر ایک طلاق واقع ہوئی، عدّت کے اندر شوہر اس سے رُجوع کرسکتا ہے۔

اہلِ حدیث عالم کا یہ فتویٰ صریحاً غلط اور مذکورہ بالا آیت واحادیث کے علاوہ اجماعِ اُمت کے بھی خلاف ہے، کیونکہ تمام اکابر صحابہؓ اس پر متفق ہیں کہ ایک لفظ یا ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، اور بیوی حرمتِ مغلظہ کے ساتھ حرام


فہرست

ہوجاتی ہے، خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے چند فتاویٰ بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

۱:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں، آپؓ اس کو سزا دیتے اور دونوں کے درمیان تفریق کرادیتے۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۶ ص:۱۱، مصنف عبدالرزاق ج:۶ ص:۳۹۶)

۲:...... زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دے دی، معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا تو اس شخص نے کہا کہ: میں تو یونہی کھیل رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر درہ اُٹھایا اور دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۳، عبدالرزاق ج:۶ ص:۳۹۳)

۳:...... ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں۔ فرمایا: تین طلاقیں اس کو تجھ پر حرام کردیتی ہیں، اور ستانوے عدوان (ظلم و زیادتی اور حدودِ الٰہی سے تجاوز) ہے۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۳)

۴:...... ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں۔ فرمایا: تین طلاقیں اس کو تجھ پر حرام کردیتی ہیں، باقیوں کو اپنی دُوسری عورتوں پر تقسیم کردو۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۳)

۵:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا کہ: میں نے اپنی بیوی کو ۹۹ طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا: پھر لوگوں نے تجھ سے کیا کہا؟ کہنے لگا کہ: لوگوں نے یہ کہا کہ تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی۔ فرمایا: لوگوں نے تیرے ساتھ شفقت و نرمی کرنا چاہی ہے (کہ صرف بیوی کو حرام کہا)، وہ تین طلاقوں کے ساتھ تجھ پر حرام ہوگئی، باقی طلاقیں ظلم و تعدی ہے۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۲، عبدالرزاق ج:۶ ص:۳۹۵)

۶:...... ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا: تین طلاقوں نے اس کو حرام کردیا، باقی ۹۷ گناہ ہیں۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۲)

۷:...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، اس نے اپنے رَبّ کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

(ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۱)

۸:...... ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو سو مرتبہ طلاق دی ہے۔ فرمایا: تین کے ساتھ وہ تجھ پر حرام ہوگئی، اور ۹۷ کا اللہ تعالیٰ تجھ سے قیامت کے دن حساب لیں گے۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۴)

۹:...... ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ فرمایا: تیرے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ندامت میں ڈال دیا، اور اس کے نکلنے کی کوئی صورت نہیں رکھی۔

(ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۱)

۱۰:...... ہارون بن عنترہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ: میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص آیا اور کہا کہ: حضور! میں نے ایک ہی مرتبہ اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے ڈالیں، اب وہ تین طلاق کے ساتھ مجھ پر بائنہ ہوجائے گی یا ایک ہی طلاق ہوگی؟ فرمایا: تین کے ساتھ وہ تجھ پر بائنہ ہوگئی، اور ۹۷ کا گناہ تیری گردن پر رہا۔

(ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۳)

۱۱:...... ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار ایک سو طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا: تین کے ساتھ تجھ پر بائنہ ہوگئی، باقی ماندہ کا گناہ تجھ پر بوجھ ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو ہنسی مذاق بنایا۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۳)

۱۲:...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ: ایک شخص نے ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ فرمایا: اس نے اپنے رَبّ کا گناہ کیا، اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۰)

۱۳:...... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں۔ فرمایا: تین نے بیوی کو اس پر حرام کردیا، باقی

ماندہ زائد رہیں۔ (ابنِ ابی شیبہ ج:۵ ص:۱۳)

۱۴:...... محمد بن ایاس بن بکیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو رُخصتی سے قبل تین طلاقیں دے دیں، پھر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا، وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا، میں بھی اس کے لئے مسئلہ پوچھنے کی خاطر اس کے ساتھ گیا، اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا، دونوں نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک وہ اس سے نکاح نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ وہ دُوسری شادی نہ کرے۔ اس نے کہا کہ: میرا اسے طلاق دینا تو ایک ہی بار تھا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: تیرے لئے جو کچھ بچ رہا تھا وہ تو نے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ (مؤطا امام مالکؒ ص:۵۲۱)

دُوسری روایت میں ہے کہ معاویہ بن ابی عیاش انصاری کہتے ہیں کہ: وہ عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ: ایک بدوی نے اپنی بیوی کو رُخصتی سے پہلے تین طلاقیں دے دیں، اس مسئلے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے پاس جاؤ، میں ان دونوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے چھوڑ کر آیا ہوں، ان سے پوچھو اور واپس آکر ہمیں بھی بتاؤ۔ چنانچہ وہ ان دونوں کی خدمت میں گئے اور ان سے مسئلہ پوچھا، ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوہریرہ! ان کو فتویٰ دیجئے، کیونکہ آپ کے سامنے پیچیدہ مسئلہ آیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک طلاق اس کو بائنہ کردیتی ہے، اور تین طلاقیں اس کو حرام کردیتی ہیں، یہاں تک کہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(مؤطا امام مالک ص:۵۲۱، سننِ کبریٰ بیہقی ج:۷ ص:۳۳۵، شرح معانی طحاوی ج:۲ ص:۳۷)

۱۵:...... عطاء بن یسارؒ کہتے ہیں کہ: ایک شخص عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتویٰ لینے آیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو رُخصتی سے قبل تین طلاقیں دے دیں۔ عطاءؒ کہتے ہیں کہ: میں نے کہا کہ: جس عورت کی رُخصتی نہ ہوئی ہو اس کی طلاق تو ایک

ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ: تو تو محض قصہ گو ہے (مفتی نہیں)، ایک طلاق اس کو بائنہ کردیتی ہے اور تین طلاقیں اس کو حرام کردیتی ہیں، یہاں تک کہ وہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ (حوالہ بالا)

۱۶:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مطلقہ ثلاثہ شوہر کے لئے حلال نہیں رہی، یہاں تک کہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ (طحاوی شریف ج:۲ ص:۳۸)

۱۷:......سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ: عائشہ خثیعمہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے (اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان کی جگہ خلیفہ ہوئے) تو اس خاتون نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلافت کی مبارک باد دی۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا: تو حضرت علیؓ کے قتل پر خوشی کا اظہار کرتی ہے؟ جا تجھے تین طلاق! انہوں نے فوراً اپنے کپڑوں سے اپنے بدن کو لپیٹ لیا اور عدّت میں بیٹھ گئیں، عدّت پوری ہوئی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کا بقیہ مہر اس کو بھیج دیا اور دس ہزار درہم بطور عطیہ کے دیئے، یہ عطیہ جب اس خاتون کو موصول ہوا تو کہا: "متاع قلیل من حبیب مفارق" (جدائی اختیار کرنے والے محبوب کی جانب سے تھوڑا سا سامان آیا ہے)۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو رو پڑے، پھر فرمایا کہ: اگر میں نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی (یا یہ فرمایا کہ اگر میرے والد ماجد نے مجھ سے یہ حدیث نہ بیان فرمائی ہوتی جو انہوں نے میرے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی) کہ: "جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں تین طہروں میں دے دیں، یا تین مبہم دے دیں تو وہ اس کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے" تو میں اس خاتون سے رُجوع کرلیتا۔ (سننِ کبریٰ ج:۷ ص:۳۳۶)

یہ صحابہ کرامؓ کے چند فتاویٰ ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں تین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہؓ بھی شامل ہیں، جو اپنے دور میں مرجعِ فتویٰ تھے، اور اس کے خلاف کسی صحابی سے

ایک حرف بھی منقول نہیں، اس لئے یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ کا اجماعی مسئلہ ہے کہ تین طلاقیں بہ لفظِ واحد تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ چنانچہ چاروں مذاہب کے ائمہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ بھی صحابہ کرامؓ کے اس اجماعی فتویٰ پر متفق ہیں۔ یہی فتویٰ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری (ج:۲ ص:۷۹۱) میں ذکر فرمایا ہے، اور یہی فتویٰ حافظ ابنِ حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جیسا کہ انہوں نے المحلی (ج:۱۰ ص:۱۷۰) میں ذکر کیا ہے۔

الغرض ''تین طلاق کا تین ہونا'' ایک ایسی قطعی و یقینی حقیقت ہے جس پر تمام صحابہ کرامؓ بغیر کسی اختلاف کے متفق ہیں، اکابر تابعینؒ متفق ہیں، چاروں فقہی مذاہب متفق ہیں، لہٰذا جو شخص اس مسئلے میں صحابہ کرامؓ کے راستے سے منحرف ہے وہ روافض کے نقشِ قدم پر ہے اور حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

''وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ، وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔'' (النساء:۱۱۵)

ترجمہ:...... اور جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ، اور چلے سب مسلمانوں کے رَستے کے خلاف تو ہم حوالے کردیں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بُری جگہ پہنچا۔''

اہلِ حدیث مفتی نے اپنے فتوے میں (جو اجماعِ صحابہؓ اور ائمۂ اربعہؒ کے اجماع کے خلاف ہے) جن دو احادیث سے استدلال کیا ہے ان پر کامل و مکمل بحث میری کتاب ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کی پانچویں جلد میں آچکی ہے، جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی حدیث جو رکانہؓ کی طلاق کے بارے میں مسندِ احمد سے نقل کی ہے، یہ اہلِ علم کے نزدیک مضطرب، ضعیف اور منکر ہے، اس کے راوی محمد بن

اسحاق کے بارے میں شدید جرحیں کتب الرجال میں منقول ہیں، اور محدثین کا اس کی روایت کے قبول کرنے نہ کرنے میں اختلاف ہے، بعض اکابر اس کو دجال و کذاب کہتے ہیں، بعض اس کی مطلقاً توثیق کرتے ہیں، اور بعض نے یہ معتدل رائے قائم کی ہے کہ کسی حلال و حرام کے مسئلے میں ابنِ اسحاق متفرد ہو تو حجت نہیں، اسی طرح اس کا اُستاذ داؤد بن حصین بھی خارجی تھا اور عکرمہ سے منکر روایت نقل کرنے میں بدنام ہے، اور عکرمہ بھی مجروح ہے، اور اس پر بہت سے اکابر نے جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی ہے۔

ایک ایسی روایت جو مسلسل مجروح در مجروح در مجروح راویوں سے منقول ہو اس کو اجماعِ صحابہؓ اور اجماعِ اُمت کے مقابلے میں پیش کرنا انصاف کے منافی ہے۔ اور اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ رکانہؓ نے اپنی بیوی کو "البتۃ" طلاق دی تھی، جیسا کہ ابوداؤد کے حوالے سے اُوپر گزر چکا ہے، چونکہ "البتۃ" کا لفظ تین طلاق کے لئے بہ کثرت استعمال ہوتا ہے اس لئے راوی نے "البتۃ" کے معنی تین سمجھ کر مفہوم نقل کردیا، بہرحال صحیح روایت وہ ہے جو امام ابوداؤدؒ نے متعدّد طرق سے نقل کی ہے۔

اسی طرح دُوسری حدیث جو صحیح مسلم سے نقل کی ہے، اس پر بھی اہلِ علم نے طویل کلام کیا ہے اور اس کے بہت سے جوابات ذکر کئے ہیں، سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ ایک شخص تین طلاق الگ الگ لفظوں میں دیتا، یعنی أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، اور پھر کہتا کہ میں نے صرف ایک طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا، اور دُوسری اور تیسری مرتبہ کا لفظ محض تاکید کے لئے تھا تو ابتدائے اسلام میں اس کے قول کو معتبر سمجھا جاتا تھا، اور ایک طلاق کا حکم کہا جاتا تھا، لیکن بعد میں اس کو منسوخ کردیا گیا، اور یہ قرار دیا گیا کہ تین طلاق کے بعد اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا، چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ہی کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے آیتِ شریفہ: "وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ" کی تلاوت کرکے فرمایا:

"وذالک ان الرجل کان اذا طلق امرأته فهو أحق برجعتها وان طلقها ثلاثا فنسخ ذالک، فقال:

الطلاق مرتان.“ (ابوداوٴد ج:۱ص:۲۹۷)

ترجمہ:......”اور یہ یوں تھا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ اس سے رُجوع کرسکتا تھا، خواہ تین طلاقیں دی ہوں، پس اس کو منسوخ کردیا گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: وہ طلاق (جس کے بعد رُجوع ہوسکتا ہے، صرف) دو مرتبہ کی ہے۔“

واقعہ یہ ہے کہ یہ روایت اگر صحیح ہے تو منسوخ ہے، جیسا کہ امام طحاویؒ نے ”باب الرجل یطلق امرأته ثلاثا معا“ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (طحاوی ج:۲ ص:۳۶)

نیز امام ابوداوٴدؒ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی زیرِ بحث حدیث کو ”باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث“ کے ذیل میں نقل کرکے بتایا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ (ابوداوٴد ج:۱ ص:۲۹۹)

ان اُمور سے قطع نظر اہلِ حدیث کے مفتی صاحب کی توجہ چند اُمور کی طرف دِلانا چاہتا ہوں:

اوّل:......ان دونوں روایتوں کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے، جبکہ متواتر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت ابنِ عباسؓ تین طلاق کے تین ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ اگر ان کی ذکر کردہ یہ دونوں روایتیں، جن کا حوالہ مفتی صاحب نے دیا ہے، صحیح بھی ہوں اور اپنے ظاہر پر محمول ہوں اور منسوخ بھی نہ ہوں، اور حضرت ابنِ عباسؓ انہی کے مطابق عقیدہ رکھتے ہوں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کے باوجود وہ اپنی روایت کردہ احادیث کے خلاف فتویٰ صادر کریں؟ ظاہر ہے کہ کسی صحابی کے بارے میں یہ تصوّر نہیں کیا جاسکتا، لامحالہ ان روایات کو منسوخ کہا جائے گا۔

دوم:......فاضل مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سالہ دورِ خلافت میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی

تھیں، عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کا حکم دے دیا تاکہ لوگ اس فعل سے رُک جائیں۔“

حضراتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہلِ سنت اور روافض کے نقطۂ نظر کا اختلاف سب کو معلوم ہے، اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضراتؓ قرآن وسنت کے فیصلوں سے سرِمو انحراف نہیں کرتے تھے، اور کوئی بڑی سے بڑی مصلحت بھی ان کو خلافِ شرع فیصلے پر آمادہ نہیں کرسکتی تھی، اس لئے کہ ”خلیفۂ راشد“ وہی کہلاتا ہے جو ٹھیک ٹھیک منہاجِ نبوّت پر قائم ہو، اس سے سرِمو تجاوز نہ کرے۔ ان حضرات کے جو واقعات یا فیصلے ایسے نظر آتے ہیں جن میں اس کے خلاف شبہ ہوتا ہے ان میں اہلِ سنت ان حضرات کے فیصلوں کو حق مانتے ہیں۔ اس کے برعکس روافض ان کے فیصلوں کو غلط، قرآن وسنت کے خلاف اور وقتی مصلحتوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں، اس لئے وہ ان اکابرؓ کو خلیفۂ راشد نہیں بلکہ نعوذ باللہ خلیفۂ جائر سمجھتے ہیں، چنانچہ طلاقِ ثلاثہ اور متعہ کے مسئلوں میں حضرت عمرؓ کے موقف کو غلط سمجھتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اہلِ حدیث بھی طلاق کے مسئلے میں اُصولی طور پر اہلِ تشیع کے ہم نوا ہیں، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

”وفی الجملة فالذی وقع فی هٰذه المسألة نظیر ما وقع فی مسألة المتعة سواء اعنی قول جابر: انها کانت تفعل فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم وأبی بکر وصدرا من خلافة عمر، قال: ثم نهانا عمر عنها فانتهینا. فالراجع فی الموضعین تحریم المتعة ایقاع الثلاث للاجماع الذی انعقد فی عهد عمر علٰی ذٰلک، ولا یحفظ ان أحدا فی عهد عمر خالفه فی واحدة منهما، وقد دل اجماعهم علٰی وجود ناسخ، وان کان خفی عن بعضهم قبل ذٰلک حتی ظهر لجمیعهم فی عهد عمر، فالمخالف بعد هٰذا الاجماع منابذ له


فہرست

**والجمهور علٰی عدم اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق."** (فتح الباری ج:۹ ص:۳۶۵)

ترجمہ:...... "خلاصہ یہ ہے کہ اس تین طلاق کے مسئلے میں جو واقعہ پیش آیا وہ ٹھیک اس واقعہ کی نظیر ہے جو متعہ کے مسئلے میں پیش آیا، میری مراد حضرت جابرؓ کا قول ہے کہ: "متعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں کیا جاتا تھا، پھر حضرت عمرؓ نے ہمیں منع کردیا تو ہم باز آگئے۔"

پس دونوں جگہوں میں راجح یہ ہے کہ متعہ حرام ہے، اور تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس پر اجماع ہوگیا، اور کسی ایک صحابی سے بھی منقول نہیں کہ ان دونوں مسئلوں میں کسی ایک میں بھی اس نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کی ہو، اور حضراتِ صحابہ کرامؓ کا اجماع اس اَمر کی دلیل ہے کہ ان دونوں مسئلوں میں ناسخ موجود تھا، مگر بعض حضرات کو اس سے قبل ناسخ کا علم نہیں ہوسکا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب کے لئے ظاہر ہوگیا۔

پس جو شخص اس اجماع کا مخالف ہو وہ اجماعِ صحابہؓ کو پسِ پشت ڈالتا ہے، اور جمہور اس پر ہیں کہ کسی مسئلے پر اتفاق ہوجانے کے بعد جو شخص اختلاف پیدا کرے وہ لائقِ اعتبار نہیں۔"

الغرض! اس مسئلے میں اہلِ حدیث حضرات کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجماعی فیصلے سے اختلاف کرنا شیعہ عقیدے کی ترجمانی ہے اور عقیدۂ اہلِ سنت کے خلاف ہے، اور حضرت عمرؓ کا فیصلہ متعہ کے بارے میں صحیح ہے تو یقیناً تین طلاق بہ لفظِ واحد کے بارے میں بھی برحق ہے، اور پوری اُمت پر اس فاروقی فیصلے کی، جس کی تمام صحابہ کرامؓ نے موافقت

فرمائی، پابندی لازم ہوجاتی ہے۔ اور ابنِ عباسؓ کی روایت میں جو کہا گیا ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تین کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا“ اس کے معنی یہ لئے جائیں گے کہ نسخ کے باوجود بعض لوگوں کو علم نہیں ہوا ہوگا، اور وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ تین طلاق بہ لفظِ واحد کو ایک ہی شمار کیا جاتا ہے جبکہ طلاق دینے والے کی نیت تین کی نہ ہو، بلکہ ایک طلاق کی ہو۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس غلط فہمی کو دُور کردیا اور وضاحت کردی کہ یہ حکم منسوخ ہے، لہٰذا آج کے بعد کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے، اور تمام صحابہ کرامؓ نے اس سے موافقت فرمائی۔

اور اگر نعوذ باللہ طلاقِ ثلاثہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت کی بنا پر غلط فیصلہ کیا تھا اور صحابہؓ نے بھی بالاجماع اس سے موافقت کرلی تھی، اور آج اہلِ حدیث حضرات، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غلطی کی اصلاح کرنے جارہے ہیں تو یوں کہو کہ شیعہ سچ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ”متعہ شریف“ پر پابندی لگاکر ایک حلال اور پاکیزہ چیز کو حرام قرار دے دیا، اور صحابہؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلط فیصلے کی ہم نوائی کرلی، نعوذ باللہ، استغفر اللہ!

واضح رہے کہ ان مسئلوں کا حرام و حلال سے تعلق ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ متعہ حرام ہے، اور جس عورت سے متعہ کیا جائے اس سے جنسی تعلق حرام ہے، اسی طرح جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہوں وہ حرمتِ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی، اب اس سے بیوی کا سا تعلق قائم کرنا حرام ہے۔ اہلِ تشیع حضرات، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اس سے جنسی تعلق حرام نہیں بلکہ اتباعِ سنت کی وجہ سے موجبِ ثواب ہے۔ اِدھر اہلِ حدیث، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مطلقہ ثلاثہ حرام نہیں، بلکہ اتباعِ سنت کے لئے اسے بیوی بناکر رکھنا موجبِ ثواب ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

سوم:...... اہلِ حدیث عموماً یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلے سے رُجوع کرلیا تھا، اس فتویٰ میں بھی جناب مفتی صاحب نے یہی بات دُہرائی


فہرست

ہے، چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

''چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے سے رُجوع کرلیا۔''

اہلِ حدیث حضرات نے حضرت عمرؓ پر پہلے تو یہ الزام لگایا کہ انہوں نے کسی وقتی مصلحت کے لئے اس سنت کو تبدیل کردیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ان کے دورِ خلافت تک مسلسل چلی آرہی تھی، اور پھر اس الزام کو مزید پختہ کرنے کے لئے ان پر یہ تہمت جڑ دی کہ انہوں نے اپنی غلطی کو خود بھی تسلیم کرلیا تھا، چنانچہ اس غلطی سے رُجوع کرلیا تھا۔ مفتی صاحب نے یہاں دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے، ایک صحیح مسلم ص:۴۷۷ (جلد کا نمبر نہیں دیا)، حالانکہ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رُجوع کا کوئی ذکر نہیں۔ دُوسرا حوالہ حافظ ابنِ قیمؒ کی کتاب ''اغاثة اللهفان'' کا ہے، جس کا نہ صفحہ ذکر کیا ہے اور نہ جلد نمبر۔ حالانکہ ''اغاثة اللهفان'' میں بھی یہ کہیں ذکر نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے سے رُجوع کرلیا تھا۔ مناسب ہوگا کہ یہاں حافظ ابنِ قیمؒ کی کتاب ''اغاثة اللهفان'' کا صحیح حوالہ نقل کرکے اہلِ حدیث کی اس تہمت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی براءت کی جائے۔

واضح رہے کہ ۱۳۹۱ھ میں سعودی حکومت نے ایک شاہی فرمان کے ذریعہ ''طلاقِ ثلاثہ بہ لفظِ واحد'' کے مسئلے پر غور کرنے کے لئے سعودیہ کے چوٹی کے علماء کی ایک ۱۷رُکنی مجلس تحقیقات تشکیل دی، جس نے طرفین کے دلائل کا جائزہ لے کر اپنا فیصلہ ''حكم الطلاق الثلاث بلفظ واحد'' کے نام سے مرتب کیا اور اسے ''ادارة البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد'' کے ترجمان ''مجلة البحوث العلمية رياض'' نے المجلد الأوّل العدد الثالث ۱۳۹۷ھ میں شائع کیا۔ میں ''اغاثة اللهفان'' کا حوالہ اسی مجلّہ سے نقل کررہا ہوں۔

حافظ ابنِ قیمؒ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فلما رأى أمير المؤمنين ان الله سبحانه عاقب المطلق ثلاثا بان حال بينه وبين زوجته وحرمها عليه

**حتی تنکح زوجا غیره علم ان ذالک لکراهة الطلاق المحرم وبغضه له فوافقه أمیر المؤمنین فی عقوبته لمن طلق ثلاثا جمیعا بان الزمه بها وامضاها علیه.“**

(حکم الطّلاق الثلاث ص:۱۷)

ترجمہ:...... ”پس جب امیر المؤمنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تین طلاق دینے والے کو یہ سزا دی ہے کہ تین طلاق کے بعد اس نے طلاق دینے والے کے درمیان اور اس کی مطلقہ بیوی کے درمیان آڑ واقع کردی اور بیوی کو اس پر حرام کردیا یہاں تک کہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے، تو امیر المؤمنینؓ نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ اس وجہ سے ہے کہ وہ حرام طلاق کو ناپسند فرماتا ہے اور اس سے بغض رکھتا ہے، لہٰذا امیر المؤمنینؓ نے اللہ تعالیٰ کی مقرّر کردہ اس سزا میں اللہ تعالیٰ کی موافقت فرمائی اس شخص کے حق میں جو تین طلاقیں بیک وقت دے ڈالے، اس موافقت کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص پر تین طلاقیں لازم کردیں اور ان کو اس پر نافذ کردیا۔“

آگے بڑھنے سے پہلے حافظ ابنِ قیمؒ کی مندرجہ بالا عبارت پر اچھی طرح غور کرلیا جائے کہ حافظ ابنِ قیمؒ کے بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاق بہ لفظِ واحد کو نافذ اور لازم قرار دینے کے فیصلے میں منشائے خداوندی کی موافقت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے تین طلاق دینے والے کے لئے جو سزا اپنی کتابِ محکم میں تجویز فرمائی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیک وقت تین طلاق دینے والے پر یہ قرآنی سزا نافذ کرکے منشائے الٰہی کی تکمیل فرمادی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ کہ تین طلاق بہ لفظِ واحد تین ہیں، منشائے الٰہی کی تعمیل تھی۔

سبحان اللہ! کیسی عمدہ بات فرمائی ہے، ائمۂ اربعہؒ اور پوری اُمت حضرت عمر رضی


فہرست

اللہ عنہ کے فیصلے کو برحق سمجھتے ہوئے ان کی موافقت ورفاقت میں منشائے الٰہی کی تکمیل کو اپنا دین وایمان سمجھتی ہے، جبکہ اہلِ حدیث حضرات، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے منشائے الٰہی کی مخالفت اور اہلِ تشیع کے منشا کی موافقت کر رہے ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد برحق ہے:

"ان اللہ جعل الحق علٰی لسان عمر وقلبہ."

(مشکوٰۃ ص:۵۵۷)

ترجمہ:......"اللہ تعالیٰ نے حق عمرؓ کی زبان اور قلب پر رکھ دیا ہے۔"

جس شخصیت کو رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے ناطق بالحق قرار دیا، اس کا فیصلہ خلافِ حق ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے عین مطابق ہوگا، اور اس کی مخالفت، حق کی مخالفت اور خدا اور رسول کے منشا کے خلاف ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقطۂ نظر کی مندرجہ بالا وضاحت کرنے کے بعد حافظ ابنِ قیمؒ یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ:

"فان قیل: فکان أسھل من ذٰلک أن یمنع الناس من ایقاع الثلاث ویحرمہ علیھم ویعاقب بالضرب والتأدیب من فعلہ لئلا یقع المحذور الذی یترتب علیہ؟ قیل لعمر اللہ! قد کان یمکنہ من ذٰلک ولذٰلک ندم علیہ فی اٰخر أیامہ وود أنہ کان فعلہ. قال الحافظ الاسماعیلی فی مسند عمر: أخبرنا أبویعلٰی حدثنا صالح بن مالک حدثنا خالد بن یزید بن أبی مالک عن أبیہ قال: قال عمر رضی اللہ عنہ: ما ندمت علٰی شیء ندامتی علٰی ثلاثۃ أن لا أکون حرمت الطلاق، علٰی أن لا أکون أنکحت الموالی وعلٰی أن لا

أكون قتلت النوائح." (حوالہ بالا)

ترجمہ:...... "اگر کہا جائے کہ اس سے آسان تو یہ تھا کہ آپؒ لوگوں کو تین طلاق دینے کی ممانعت کردیتے اور اس کو حرام اور ممنوع قرار دے دیتے اور اس پر ضرب وتعزیر جاری کرتے تاکہ وہ محذور جو اس تین طلاق پر مرتب ہوتا ہے، وہ واقع ہی نہیں ہوتا۔

یہ سوال اُٹھانے کے بعد حافظ ابنِ قیمؒ خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں:

جواب یہ ہے کہ جی ہاں! بخدا ان کے لئے یہ ممکن تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ آخری زمانے میں اس پر نادم ہوئے اور انہوں نے یہ چاہا کہ انہوں نے یہ کام کرلیا ہوتا۔

حافظ ابوبکر الاسماعیلی "مسندِ عمر" میں فرماتے ہیں کہ: ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، کہا ہم سے بیان کیا صالح بن مالک نے، کہا ہم سے بیان کیا خالد بن یزید بن ابی مالک نے اپنے والد سے، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھے جتنی ندامت تین چیزوں پر ہوئی، اتنی کسی چیز پر نہیں ہوئی۔ ایک یہ کہ میں نے طلاق کو حرام کیوں نہ کردیا؟ دوم یہ کہ میں نے غلاموں کا نکاح کیوں نہ کرادیا؟ سوم یہ کہ میں نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو قتل کیوں نہ کردیا؟"

لیجئے! یہ ہے وہ روایت جس کے سہارے اہلِ حدیث حضرات، ابنِ قیمؒ کی تقلید میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس فیصلے سے رُجوع کرلیا تھا کہ تین طلاق تین ہی واقع ہوتی ہے، خواہ ایک ہی مجلس میں دی جائیں یا ایک لفظ سے۔" اہلِ حدیث کی بے انصافی وسینہ زوری دیکھنے کے لئے اس روایت کی سند اور متن پر غور کرلینا ضروری ہے۔

اس کی سند میں خالد بن یزید بن ابی مالک اپنے والد سے اس قصے کو نقل کرتا ہے،

اس خالد کے بارے میں امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

"لم یرض ان یکذب علٰی أبیه حتّٰی کذب علٰی أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم."

(تهذیب التهذیب ج:۳ ص:۱۲۷)

ترجمہ:......"یہ صاحب صرف اپنے باپ پر جھوٹ باندھنے پر راضی نہیں ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر بھی جھوٹ باندھا۔"

یہ جھوٹا اپنے والد کی طرف اس جھوٹ کو منسوب کرکے کہتا ہے کہ میرے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اظہارِ ندامت کو بیان کیا جبکہ اس کے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا اور وہ تدلیس میں بھی معروف تھا۔ (حکم الطّلاق الثلاث ص:۱۰۷)

حافظ ابنِ قیمؒ پر تعجب ہے کہ وہ ایک کذّاب کی مجہول اور جھوٹی روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ندامت ثابت فرمارہے ہیں، اور اہلِ حدیث حضرات پر حیرت ہے کہ وہ اس کو حضرت عمرؓ کے رُجوع کا نام دے رہے ہیں۔

سند سے قطع نظر اب روایت کے متن پر توجہ فرمائیے، روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب کرکے یہ کہا گیا کہ مجھے زندگی میں ایسی ندامت کسی چیز پر نہیں ہوئی جتنی کہ اس بات پر کہ میں نے طلاق کو حرام قرار کیوں نہ دیا.... الخ۔

دین کا ایک مبتدی طالبِ علم بھی جانتا ہے کہ "طلاق" حق تعالیٰ شانہ کی نظر میں خواہ کیسی ہی ناپسندیدہ چیز ہو، بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال قرار دیا ہے اور قرآنِ کریم میں اس کے اَحکام بیان فرمائے ہیں۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی زبان زدخاص وعام ہے کہ:

"أبغض الحلال الی الله الطّلاق."

(مشکوٰۃ ص:۲۸۳ بروایت ابوداؤد)

ترجمہ:......"حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب

سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔“

پس جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال قرار دیا ہو اور صدرِ اوّل سے آج تک جس پر مسلمانوں کا تعامل چلا آرہا ہو، کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو حرام قرار دے کر اس پر پابندی لگانے کا سوچ بھی سکتے ہیں؟ چہ جائیکہ اس قطعاً غلط اور باطل چیز کے نہ کرنے پر شدید ندامت کا اظہار فرمائیں، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خالص بہتان اور افتراء ہے۔

اگر کہا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد مطلق طلاق سے نہیں بلکہ تین طلاق سے ہے، تو اوّلاً یہ گزارش ہے کہ اس روایت میں کون سا قرینہ ہے جو تین طلاق پر دلالت کرتا ہے؟ ثانیاً: فرض کرلیجئے کہ یہی مراد ہے تو سوال یہ ہے کہ تین طلاق کو حرام قرار دینے سے یہ کیسے لازم آیا کہ کوئی اس حرام کا ارتکاب کرے گا تو طلاق واقع نہیں ہوگی؟ آپ دیکھتے ہیں کہ بیوی کو ”تو میری ماں کی مانند“ کہنا حرام ہے، قرآنِ کریم نے اس کو ”منکر من القول“ اور جھوٹ قرار دیا ہے، اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس حرام کا ارتکاب کرکے بیوی سے ظہار کرلے تو کیا ظہار واقع نہیں ہوتا؟ اسی طرح بالفرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین طلاق کو حرام قرار دے کر اس پر پابندی لگانا چاہتے تھے تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ آپؓ نے اپنے اس فیصلے سے رُجوع فرمالیا تھا کہ تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں، بلکہ اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے اور یہ بھی مان لیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر افسوس تھا کہ آپؓ نے تین طلاق پر پابندی کیوں نہ لگادی تو اس سے جمہور کے قول کی مزید تائید ہوتی ہے، کیونکہ اس صورت میں روایت کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے صرف تین طلاق کے نفاذ پر اکتفا کیوں کیا، اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی چاہئے تھا کہ میں تین طلاق کے واقع کرنے پر بھی پابندی لگادیتا اور ایسا کرنے والوں کو بیوی کی حرمتِ مغلظہ کا حکم دینے کے علاوہ ان کی گوشمالی بھی کرتا۔

الغرض! اوّل تو یہ روایت ہی سنداً و متناً غلط اور مہمل ہے، اور اگر بفرضِ محال اس کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امیر المؤمنین فاروقِ

اعظم الناطق بالصدق والصواب رضی اللہ عنہ نے اپنے سابقہ فیصلے سے رُجوع کرلیا تھا۔ حضرت امیرالموٴمنین رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے فیصلے سے رُجوع کو منسوب کرنا آپؓ کی ذاتِ عالی پر سراسر ظلم اور بہتان و افتراء ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اہلِ حدیث حضرات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات سے کیا ضد ہے کہ ان کی طرف پے در پے جھوٹ منسوب کر رہے ہیں اور ان حضرات کو یہ سوچنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ محض وقتی ہوتا یا کسی مصلحت پر مبنی ہوتا یا آپؓ نے اس فیصلے سے آخری عمر میں رُجوع فرمالیا ہوتا تو تمام صحابہ کرامؓ سے ائمہٴ اربعہؒ تک جماہیر سلف وخلف اس فیصلے پر مصر کیونکر رہ سکتے تھے؟

خلاصہ یہ کہ تین طلاق سے تین کا واقع ہونا قطعی برحق ہے، یہی خلیفہٴ راشد امیرالموٴمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ناطق فیصلہ ہے، اسی پر حضراتِ خلفائے راشدینؓ اور اکابر صحابہؓ کا اجماعی فتویٰ ہے، اور اسی پر چاروں فقہائے اُمت و امامانِ ملت متفق ہیں، اس کے خلاف اگر کوئی فتویٰ دیتا ہے، خواہ وہ اہلِ حدیث ہو یا منکرِ حدیث، وہ قطعاً مردُود اور باطل ہے، وماذا بعد الحق الا الضلال! (حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ جاتا ہے؟) کسی شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، یہ حلال نہیں کہ صحابہ کرامؓ اور ائمہٴ اربعہؒ کے اجماعی فتوے کے خلاف تین طلاق کو ایک قرار دے اور مطلقہ ثلاثہ کو حلال قرار دے، حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ۔

فتویٰ نمبر:۱۵ میں (جو غربائے اہلِ حدیث کے مفتی صاحب کا تحریر کردہ ہے) یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ چونکہ نرگس کے شوہر نے پہلی بیوی (زینب) کے جبر واکراہ کی وجہ سے طلاق دی ہے، لہٰذا یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، نہ تین نہ ایک۔

مفتی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

> ”جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ائمہ مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ اور داوٴدؒ وغیرہم کا بھی یہی مسلک ہے کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا مسلک اس

کے خلاف ہے۔ یہ بلا دلیل اور جمہور صحابہؓ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔“

اس سے قطع نظر کہ جبر و اکراہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟ یہاں چند اُمور لائقِ توجہ ہیں:

**اوّل:**...... یہ کہ سوال میں جو واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ زید کی پہلی بیوی زینب نے دھمکی دی تھی کہ اگر نئی بیوی نرگس کو طلاق نہیں دوگے تو میں خودکشی کرلوں گی، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقعہ کی نوعیت اس سے یکسر مختلف تھی۔

ہوا یہ کہ زینب کے شوہر نے اس (نرگس) سے خفیہ شادی کرلی تھی، جبکہ وہ زینب کو حلفاً یقین دلاتا رہا کہ وہ ہرگز شادی نہیں کرے گا، پانچ سال کے بعد شوہر نے یکایک زینب کو اس شادی کی خوشخبری دی اور یہ بھی بتایا کہ نرگس دُوسرے بچے کے ساتھ ماشاء اللہ اُمید سے ہے۔

یہ غیرمتوقع خبر زینب کے ذہن پر بجلی بن کر گری اور اس نے رو رو کر اپنا بُرا حال کرلیا، شوہر سے ہرگز نہیں کہا کہ وہ خودکشی کرلے گی، لیکن شوہر سے اس کی پریشانی نہ دیکھی گئی تو اس نے زینب سے کہا کہ: تم پریشان نہ ہو، میں نرگس کو طلاق دے دُوں گا، اس پر زینب نے کہا کہ: اگر طلاق دینی ہے تو ابھی کیوں نہیں دے دیتے؟ اس پر شوہر نے دُوسری بیوی کا نام لے کر دوبارہ کہا کہ: میں نے اسے طلاق دی، میں نے اسے طلاق دی، اس پر زینب نے کہا کہ: تین طلاقیں دیں۔ شوہر نے اس کے کہنے پر مزید تین بار طلاق دے دی۔

اس واقعہ کو اس کی اصل شکل میں دیکھا جائے تو واقعہ کی نوعیت بدل جاتی ہے اور مفتی صاحب کا فتویٰ نمبر:۱۵ یکسر غیرمتعلق ہوجاتا ہے، اور واضح ہوجاتا ہے کہ خودکشی کی دھمکی کا افسانہ محض مفتیوں کو متأثر کرنے کے لئے تراشا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل دیانت و امانت کا معیار یہاں تک گرگیا ہے کہ لوگ اعلانیہ طلاق دے کر مکر جاتے ہیں، اور حلال و حرام کا مسئلہ پوچھنے کے لئے بھی واقعہ کی اصل نوعیت بیان نہیں کرتے، بلکہ واقعات کو بدل کر اور خودساختہ کہانیاں بناکر مسائل دریافت کرتے ہیں، فالی المشتکی!


فہرست

دوم:......اگر اسی واقعہ کو صحیح فرض کرلیا جائے جو سوال میں ذکر کیا گیا ہے، تب بھی اس پر غور کرنا ہوگا کہ بیوی کی اس قسم کی دھمکی کو شرعاً ''جبر و اکراہ'' کہنا صحیح ہے؟ جبکہ یہ بیوی کی خالی خولی دھمکی تھی، نہ اس کے ہاتھ میں خودکشی کا کوئی آلہ تھا، اور نہ اقدامِ خودکشی کی کوئی اور علامت پائی گئی، اور کیا ایسی خالی دھمکی پر جبر و اکراہ کے شرعی اَحکام جاری ہوں گے؟ مثلاً:

۱:......کیا ایسی خالی دھمکیوں پر اس خاتون کے خلاف اقدامِ خودکشی کا مقدمہ شرعی عدالت میں دائر کیا جاسکتا ہے؟ اور عدالت اس پر اقدامِ خودکشی کی تعزیر جاری کرے گی؟

۲:...... اگر کوئی نیک بخت اپنے شوہر کو دھمکی دے کہ اگر تم داڑھی نہیں منڈواوٴ گے تو میں خودکشی کرلوں گی، کیا عورت کی دھمکی سے مرعوب ہوکر شوہر کے لئے داڑھی منڈانا حلال ہوگا؟

۳:......اگر عورت ایسی ہی دھمکی سے شوہر کو شراب نوشی پر، کلمہٴ کفر بکنے پر یا کسی اور فعلِ شنیع پر مجبور کرتی ہے تو کیا شوہر کے لئے ان افعالِ شنیعہ کے ارتکاب کی اجازت ہوگی؟ (واضح رہے کہ خود مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ جبر و اِکراہ کی حالت میں کلمہٴ کفر بکنے کی بھی اجازت ہے)۔

۴:......کیا عورت کی ایسی دھمکی پر شوہر کے لئے کسی مسلمان کا مال چرانا یا اس کا تلف کرنا جائز ہوگا؟

۵:......عورت دھمکی دیتی ہے کہ: ''غیراللہ کے آگے سجدہ کرو، یا فلاں مزار پر جاکر اس بزرگ سے بیٹا مانگو، اور اس بزرگ کے نام کی منّت مانو، یا اس قسم کے شرکیہ افعال کرو، ورنہ میں خودکشی کرلوں گی''، کیا عورت کی اس دھمکی پر شوہر کے لئے شرکیہ افعال کا ارتکاب جائز ہوگا؟ یقیناً جناب مفتی صاحب میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ شوہر کے لئے بیگم صاحبہ کی دھمکی سے متأثر ہوکر ان کاموں کا کرنا حلال نہیں اور اگر کرے گا تو یہ شخص مجرم ہوگا۔

اس تنقیح سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خود مفتی صاحب بھی ایسی خالی دھمکی کو جبر و اکراہ کی حالت تسلیم نہیں فرماتے، اور اس کی وجہ سے شوہر کو مسلوب الاختیار قرار نہیں دیتے، معلوم ہوا کہ ایسی دھمکی کو شرعاً ''جبر و اکراہ'' قرار دینا صحیح نہیں، اور جس طرح کہ آدمی

ایسی دھمکی کی وجہ سے کلمۂ کفر بکنے پر مجبور نہیں، اسی طرح بیوی کو طلاق دینے پر بھی مجبور نہیں۔

سوم:...... جناب مفتی صاحب نے خود بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک جبر و اکراہ سے دِلائی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے، پس جبکہ میاں بیوی دونوں حنفی ہیں تو یہ تین طلاق حنفی عقیدے کے مطابق تو حرمتِ مغلظہ کے ساتھ واقع ہوگئیں اور بیوی حرام ہوگئی۔ طلاق کے بعد اگر وہ بالفرض لامذہب غیرمقلد بھی بن جائیں تو نکاح تو دوبارہ بحال نہیں ہوسکتا، کیونکہ "**الساقط لا یعود**" عقلاً و شرعاً مُسلَّم ہے، یعنی جو چیز ساقط اور باطل ہوجائے اس کو کسی تدبیر سے بھی دوبارہ نہیں لوٹایا جاسکتا۔

خلاصہ یہ کہ زید کے لئے حلال نہیں کہ تین طلاق کے بعد نرگس کو بیوی کی حیثیت سے رکھے، بلکہ دونوں پر لازم ہے کہ فوراً علیحدگی اختیار کرلیں۔ تین طلاق کے بعد اگر وہ اکٹھے رہیں گے تو زنا اور بدکاری کے مرتکب ہوں گے، جس کا وبال ان کو دُنیا اور آخرت میں بھگتنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے قہر اور غضب سے بچائے۔ ہم دونوں سے گزارش کریں گے کہ وہ اہلِ حدیث کے غلط فتویٰ کی آڑ میں گناہِ کبیرہ کا ارتکاب نہ کریں، ورنہ ان دونوں کی دُنیا و آخرت دونوں برباد ہوجائیں گی، اور اہلِ حدیث کا غلط فتویٰ ان کو دُنیا کی ذِلت و رُسوائی اور حق تعالیٰ شانہ کے قہر و عذاب سے نہیں بچاسکے گا۔ اگر انہوں نے اس غلط فتویٰ کی آڑ میں اجماعِ صحابہؓ اور اجماعِ اُمت کی پروا نہ کی اور خواہشِ نفس کی پیروی کرتے ہوئے تین طلاق کے بعد بھی میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھے رہنے پر اصرار کیا تو اندیشہ ہے کہ مرتے وقت ایمان سلب ہوجائے اور وہ اسلام سے خارج ہوکر مریں۔

## ہوٹلوں میں مرغی کا گوشت

س...... عمرہ یا حج کے لئے سعودی عرب جانا ہوتا ہے تو وہاں قیام کے عرصے میں گوشت خصوصاً مرغی کے گوشت کا استعمال کیسا ہے؟ وہاں جو مرغی آتی ہے وہ دُوسرے ممالک سے آتی ہے، عام پبلک تو خیال نہیں کرتی اور وہ استعمال کرتی ہے، جبکہ دین دار طبقہ خصوصاً تبلیغی حضرات بالکل اس گوشت سے اجتناب کرتے ہیں۔ ہوٹلوں میں سالن اور روسٹ

مرغی وہ استعمال ہوتی ہے جو باہر سے آئی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ سستی بھی ہوتی ہے اور بظاہر اچھی بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم اس روسٹ مرغی یا سالن والی مرغی کو استعمال کریں یا نہیں؟ سعودی حکومت یہ کہتی ہے یا جو مرغی منگواتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ذبیحہ حلال ہے، دُوسری طرف دین دار طبقہ خصوصاً تبلیغی حضرات کو اس پر بالکل اعتبار نہیں، اب آپ سے اس بارے میں دریافت کرنا ہے کہ آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

ج…… باہر ملکوں سے جو مرغی آتی ہے اوّل تو اس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ وہ صحیح طور پر ذبح بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ اس کے علاوہ مرغی کاٹنے والوں کا اُصول یہ ہے کہ جونہی مرغی کو ذبح کرتے ہیں وہ اس کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں تاکہ اس کے پَر وغیرہ صاف ہوسکیں اور تمام آلائش اس کے اندر ہوتی ہے، اس لئے وہ مرغی ناپاک ہوجاتی ہے اور اس کا کھانا حلال نہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے سعودی عرب میں خصوصاً حج وغیرہ کے موقعوں پر ہوٹلوں میں جو مرغیاں روسٹ کی جاتی ہیں وہ اسی قسم کی ناپاک مرغیاں ہوتی ہیں اس لئے ان کا کھانا حلال نہیں۔

## تجارتی کمپنیوں میں پھنسی ہوئی رقوم پر زکوٰۃ کا حکم

س…… علمائے کرام سے سنتے ہیں کہ قرضہ پر زکوٰۃ فرض ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک مسلمان کا اگر کسی پر دس ہزار یا کم و بیش قرضہ ہو تو زکوٰۃ وصول ہونے پر ادا کرنے کا حکم ہے، مگر سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کی اگر ساری جمع پونجی قرضہ میں ہو اور اس کا ملنا بھی دُشوار ہو، جس کی کراچی میں کوآپریٹو اسکینڈل …… زندہ مثال موجود ہے کہ نہ تو جن بھائیوں کی رقمیں پھنس گئی ہیں ان کے ملنے کی اُمید ہے اور نہ ہی وہ نااُمید ہوکر صبر کرسکتے ہیں، لہٰذا اب اگر ایک مسلمان کو اپنے قرضہ والی رقم چالیس سال تک نہیں ملتی تو ۴۰ سال اور بعد میں اس کا کیا حکم ہوگا؟ کیونکہ اس طرح اڑھائی فیصد کے حساب سے تو زکوٰۃ کی مد میں جتنی بھی رقم لوگوں پر قرض ہو وہ زکوٰۃ کی مد میں منہا ہوکر ختم ہوجائے گی۔ اب اگر چالیس سال بعد بھی رقم نہیں ملتی تو کیا ۴۰ سال میں مذکورہ رقم جو زکوٰۃ کی مد میں ختم ہوچکی

ہے زکوٰۃ میں منہا سمجھی جائے گی اور ۴۰ سال کے بجائے اگر ۴۵ سال کے بعد یہ رقم مل جائے تو کیا کرنا ہوگا؟ ذرا تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

ج…… ان تجارتی کمپنیوں میں لوگوں کی جو رقمیں پھنسی ہوئی ہیں ان کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ اس کو سمجھنے سے پہلے اس پر غور کرلینا مناسب ہوگا کہ شرعی نقطۂ نظر سے ان رُقوم کی نوعیت کیا ہے؟

یہ بات تو ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ جن لوگوں نے ان کمپنیوں میں اپنی پونجی جمع کرائی تھی یہ رقمیں ان کمپنیوں کو بطور قرض کے نہیں دی تھیں بلکہ کاروبار میں شراکت اور منافع میں حصہ داری کے لئے دی تھیں۔ چنانچہ ان کمپنیوں نے ان رُقوم کو کاروبار میں لگایا اور اس کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع میں ان رقموں کے مالکان کو شریک کیا۔

ان میں سے بعض کمپنیوں کے بارے میں لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ شریعت کے اُصول مضاربت کے مطابق ان رُقوم سے کاروبار کرتی ہیں، اور شریعت کے مطابق کھاتہ داروں کو منافع کا حصہ تقسیم کرتی ہیں۔ انہوں نے بعض لائقِ اعتماد اہلِ علم سے شرعی اُصول مضاربت کے مطابق کام کرنے کا مکمل خاکہ تیار کرایا، اس کے اُصول و قواعد وضع کئے اور پھر اس مرتب نقشے کے مطابق کاروبار شروع کیا اور یہ حضرات شدّت کے ساتھ اس اَمر کا لحاظ رکھتے تھے کہ کاروبار میں بھی اور منافع کی تقسیم میں بھی کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہونے پائے۔

الغرض! ایسی کمپنیاں جو کھاتہ داروں کے روپے سے شریعت کے اُصول مضاربت کے مطابق کام کرتی تھیں جو رقمیں ان کو دی گئیں وہ قرض نہیں بلکہ ان کے ہاتھ میں امانت تھیں، اور یہ لوگ کھاتہ داروں کی جانب سے کاروبار کرنے کے لئے وکیل تھے اور ان کے ساتھ نفع میں شریک تھے، چنانچہ حضراتِ فقہاءؒ لکھتے ہیں:

> ”مضارب، کام شروع کرنے سے پہلے رأس المال کی رقم کا امین ہوتا ہے، کام شروع کرنے کے بعد وہ اس کی جانب سے وکیل بن جاتا ہے، اور نفع حاصل ہوجانے کے بعد وہ اس کے ساتھ منافع میں شریک ہوجاتا ہے۔“

یہ کمپنیاں اپنے مرتب کردہ نقشے کے مطابق کاروبار کر رہی تھیں اور کھاتہ داروں کو بالالتزام منافع تقسیم کر رہی تھیں کہ یکایک حکومت نے ان کی تمام املاک پر قبضہ کرکے ان کو کاروبار کرنے سے روک دیا، وہ دن اور آج کا دن کہ یہ تمام املاک اور اثاثے حکومت کے قبضہ وتحویل میں ہیں، ان کمپنیوں کے مالکان نے ہر چند حکومت سے اپیلیں کیں کہ حکومت ہمیں اپنی نگرانی میں کاروبار کی اجازت دیدے اور ہم سے ایک ایک پیسے کا حساب لے، یا کم از کم ہمیں اپنے املاک اور اثاثوں کو فروخت کرنے ہی کی اجازت دی جائے تاکہ ہم متأثرین کو ان کی رقمیں لوٹانے کے قابل ہوسکیں، مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا کھاتہ داروں کی طرف سے حکومت کے سامنے ان کمپنیوں کی بدعنوانی کی کوئی شکایت آئی تھی؟ اور انہوں نے حکومت سے مداخلت کی کوئی درخواست کی تھی؟ یا حکومت نے اسکینڈل بناکر ان کمپنیوں پر جبری قبضہ کرلیا؟ جہاں تک کھاتہ داروں کا تعلق ہے ان کی طرف سے ایسی کوئی شکایت منظرِ عام پر نہیں آئی، اور نہ یہ کہ انہوں نے حکومت سے مداخلت کی کوئی درخواست کی ہو، بلکہ اس کے برعکس ان کمپنیوں پر عوام کا اعتماد روز بروز بڑھ رہا تھا اور لوگ سرکاری اداروں اور بینکوں سے رُقوم نکال کر ان نجی تجارتی اداروں میں اپنی رقمیں جمع کرا رہے تھے، بلکہ بعض نے اپنے زیورات اور مکانات تک فروخت کرکے ان اداروں میں رقمیں جمع کرانا شروع کردیں، ان اداروں کی یہ عوامی مقبولیت ہی ان اداروں کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی:

اے روشنیٔ طبع تو بر من بلا شدی

حکومت کے ''ماہرینِ معاشیات'' اور سرکاری ونیم سرکاری مالیاتی اداروں کے بزرجمہروں کو بجاطور پر یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر ان نجی اداروں کی ساکھ بڑھتی رہی اور ان پر عوام کے اعتماد کا یہی عالم رہا تو حکومت کے مالیاتی ادارے اور سرکاری ونیم سرکاری بینک (جو ان کمپنیوں کی وجہ سے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں) یکسر مفلوج ہوکر رہ جائیں گے اور حکومت کے سودی نظام سے عوام کا اعتماد بالکل ختم ہوجائے گا۔ سرکار کے مالیاتی اداروں کے اس درد کا مداوا حکومت نے یہ تجویز کیا کہ راتوں رات ان گستاخ نجی اداروں پر

قبضہ کرلیا اور اس کو اسکینڈل بناکر ان اداروں کے چلانے والوں کو جرمِ بے گناہی کے الزام میں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کردیا۔ جس سے سرکارِ عالی کو دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ حکومت کے جو ادارے جان کنی کی حالت میں دَم توڑ رہے تھے، ان نجی اداروں کا گلا گھونٹ کر ان جاں بلب سرکاری اداروں کو آکسیجن مہیا کردی گئی اور انہیں اپنی موت مرنے سے بچالیا گیا۔ دوم یہ کہ ان نجی اداروں کو ان کی گستاخی کی ایسی سزا دی گئی کہ آئندہ دُوسروں کے لئے عبرت ہو۔ اور کوئی شخص حکومت کے سودی نظام کے جال سے نکل کر شریعتِ محمدیہؐ کے مطابق آزادانہ کاروبار کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔ حکومت نے اپنے اس اقدام کے ذریعہ ان نجی کمپنیوں کا جو حشر کیا اس کو دیکھنے کے بعد انسان تو انسان، اگر بالفرض کوئی معصوم فرشتہ بھی آسمان سے نازل ہوجائے اور وہ عوام سے وعدہ کرے کہ وہ ان کی رقموں کو پوری دیانت و امانت کے ساتھ کاروبار میں لگائے گا، شریعتِ خداوندی کے عین مطابق کاروبار کرے گا، اور پوری دیانت داری کے ساتھ وہ حاصل شدہ منافع کو حصہ داروں پر تقسیم کرے گا، تب بھی عوام کو حوصلہ اور جرأت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے اثاثے اس معصوم فرشتے کے حوالے کردیں، کیونکہ حکومت کے جبری قبضے کی تلوار ان کے سر پر ہمیشہ لٹکتی رہے گی۔ اس کے مقابلے میں وہ حکومت کے سودی اداروں میں رقمیں جمع کرانے کو ترجیح دیں گے، اور ان سے سودی منافع لے کر اپنے دین و ایمان اور اپنے ضمیر کا قتل بہتر سمجھیں گے، شیخ سعدیؒ کے ارشاد: ''سگہا را کشادہ وسنگہا رابستہ'' کی کیسی اچھی تعمیل ہے...؟

ان کمپنیوں پر قبضہ جمانے کے بعد کئی سال سے حکومت، عوام کو رقمیں لوٹانے کے سہانے خواب دِکھا رہی ہے، لیکن آج تک تو وہ شرمندۂ تعبیر نہیں ہوئے، ان غصب شدہ کمپنیوں میں جو نقد اثاثے موجود تھے شنید ہے سرکار دیار میں اثر و رسوخ رکھنے والے حضرات ان سے اپنا حصہ وصول کرچکے ہیں، باقی سامان گلتا رہے، سڑتا رہے، برباد ہوتا رہے، اور غریب بوڑھے پنشنرز، بیوائیں، یتیم بچے اور نادار لوگ چیختے رہیں، چلاتے رہیں، بلبلاتے رہیں، حکومت کے کارپردازوں کو اس کی کیا پروا...؟

بنی اسرائیل کے مظلوموں کی صدائیں فرعون کے بلند و بالا محلات تک کب پہنچتی ہیں؟

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

الغرض! عوام کی یہ رقمیں جو حکومت کے آہنی چنگل میں پھنسی ہوئی ہیں وہ ان کمپنیوں کے پاس امانت تھیں اور حکومت نے ان کمپنیوں کو اپنی تحویل میں لے کر ان عوامی امانتوں پر قبضہ جمالیا ہے اور ایسا مال جس کو حکومت نے زبردستی اپنی تحویل میں لے لیا ہو وہ حضراتِ فقہاءؒ کی اصطلاح میں ''مالِ ضمار'' کہلاتا ہے، اور ''مالِ ضمار'' کی زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ مال دوبارہ وصول نہ ہو جائے اس پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں، اور جب وصول ہو جائے تو مالک اگر پہلے سے صاحبِ نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوا اس وقت اس رقم پر بھی صرف اسی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر اس وصول ہونے والی رقم کا مالک پہلے سے صاحبِ نصاب نہیں تھا تو جب اس رقم پر سال پورا ہو جائے گا تب اس پر اس سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

تاہم اگر کسی کو ان رُقوم کی وصول کا ظنِ غالب ہو، ان کو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

اس ناکارہ نے یہ مسئلہ اپنے علم و فہم کے مطابق لکھا ہے، اگر اس میں اس کوتاہ فہم سے غلطی ہوئی ہو تو اہلِ علم سے استدعا ہے کہ اس کی تصحیح فرماکر ممنون فرمائیں۔



فہرست

## جائیداد میں حصہ

س……عرض ہے کہ ہمارے والد صاحب کے نام ایک مکان ہے، ہم دو بھائی اور پانچ بہنیں ہیں، تین سال پہلے والد صاحب نے یہ مکان ہماری چھوٹی بہن کے نام کر دیا۔ اب بڑی بہن اس مکان میں بچوں کے ساتھ رہ رہی ہیں، جب مکان تیار ہو رہا تھا تو والد صاحب نے بڑی بہن سے ۳لاکھ روپے اُدھار لئے تھے، اس مکان کے آدھے حصے کا کرایہ آٹھ ہزار روپے بھی دو سال سے بہن لے رہی ہیں اور اسی مکان میں رہ رہی ہیں۔ اب وہ کہہ رہی ہیں کہ ۱/۲/۱۹۹۹ء کو میرا قرضہ پورا ہو جائے گا تو میں مکان سے چلی جاؤں گی۔ تمام بہنیں

یہ چاہتی ہیں کہ مجھے مکان میں حصہ نہ ملے، کیونکہ میں پچھلے ۵ سال سے کراچی میں الگ رہ رہا ہوں جبکہ ہمارا مکان حیدرآباد میں ہے، والد صاحب سب بہنوں ہی کی بات مانتے ہیں، ہماری نہیں سنتے۔ میں والد صاحب کا نافرمان نہیں ہوں، جبکہ مکان میری سربراہی میں تیار ہوا، اب خدا جانے کیا ہوا ہے۔

آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں اگر وہ مجھے جائیداد میں سے حصہ نہیں دیتے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج…… اگر انہوں نے یہ مکان اپنی چھوٹی بیٹی کے نام کرادیا، تو یہ ان کی چیز تھی، انہوں نے چھوٹی بیٹی کو دے دی۔ البتہ اگر بغیر ضرورت کے اور بغیر وجہ کے انہوں نے یہ عمل کیا ہے تو وہ گنہگار ہوں گے۔

## پرائز بونڈ کی پرچیوں کی خرید و فروخت

س…… کراچی سمیت ملک بھر میں ''پرائز بونڈ'' اور اب پرائز بونڈ کی پرچیوں کا کاروبار عام ہوگیا ہے، ہر شخص پرچیاں خرید کر راتوں رات امیر بن جانے کے چکر میں ہے، کیا ان پرچیوں کے انعام سے عمرہ یا کوئی بھی نیک کام یا غریبوں، بیواؤں کی امداد کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… یہ پرچیوں کا کاروبار جائز نہیں، اس سے نہ عمرہ جائز ہے اور نہ صدقہ خیرات صحیح ہے، یہ کاروبار بند کردینا چاہئے اور جو رقم اس سلسلے میں حاصل ہوئی ہو وہ غرباء و مساکین کو بغیر نیتِ ثواب کے دے دینی چاہئے۔

## سر کا صدقہ

س…… ایک عامل صاحب نے کہا ہے کہ: جو لوگ مصیبتوں میں مبتلا ہوں ان کو چاہئے کہ بجائے کسی نام کی طرف منسوب کرنے کے صرف اپنے سر کا صدقہ کریں، صدقہ ادا کرنے سے مصائب رفع ہوجاتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ: صدقہ صرف اپنے سر کا ہوتا ہے۔ مگر ہم نے اب تک جب بھی صدقہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کرکے دیا کہ اے اللہ تعالیٰ یہ خیرات آپ کے نام کی ہے، آپ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔



فہرست

حضرت! کیا عامل کا کہنا ٹھیک ہے یا غلط؟ صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور اگر غلط ہے جیسا کہ ہمارا گمان ہے تو اس کی وضاحت فرمادیں عین نوازش ہوگی۔

ج…… اپنے سر کے صدقہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوتا ہے، اس لئے صحیح ہے، اپنی طرف سے صدقہ کرنا یہ صدقہ بھی فی سبیل اللہ ہوتا ہے، عامل کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ صدقہ سے مصیبت ٹلتی ہے۔

## مشروبات پر دَم کرنا

س…… عرض ہے کہ چند مسائل کے حل قرآن وسنت کی روشنی میں مطلوب ہیں۔

ایک کتاب نظر سے گزری جس میں یہ حدیثِ مبارکہ تھی۔ ترجمہ: ''ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔'' (ترمذی)۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ پانی پر کوئی آیت پڑھ کر دَم کرنے کے لئے پھونک ماری جاتی ہے، اس طرح سے پانی میں پھونک مارنا اور وہ پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… پانی پر دَم کرنے کی ممانعت نہیں، سانس لینے کی ممانعت ہے، واللہ اعلم!

## ''ماشاء اللہ'' انگریزی میں لکھنا

س…… ''ماشاء اللہ'' انگریزی حروف میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ رکشوں اور گاڑیوں پر ''ماشاء اللہ'' انگریزی حروف میں لکھا ہوتا ہے، اگر ایسا جائز ہے تو اسپیلنگ بھی دُرست ہونی چاہئے کیونکہ انگریزی میں ''زیر، زبر، پیش، ء'' کے لئے حرف کا سہارا لیا جاتا ہے، میرا مطلب ہے کہ اللہ پاک کا نام صحیح اور دُرست لکھا جانا انتہائی ضروری ہے۔ اگر ''ماشاء اللہ'' انگریزی حروف میں لکھا جاسکتا ہے تو آپ برائے مہربانی اسپیلنگ وغیرہ بھی اخبار میں لکھ دیں تاکہ لوگوں کے لئے آسانی ہو اور دُرست اسپیلنگ لکھ سکیں اور لوگ گناہ اور خطا سے بچ سکیں۔

ج…… میں خود تو انگریزی جانتا نہیں، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ''ماشاء اللہ'' وغیرہ الفاظ کو خود عربی ہی میں لکھا جائے، لیکن اگر کسی کو انگریزی لکھنے کا شوق ہے تو کسی انگریزی دان سے اس کا صحیح تلفظ معلوم کرلے، واللہ اعلم!

## جوتا نہ پہننے کی منّت ماننا دُرست نہیں

س...... مسئلہ یہ ہے کہ میرے دوست نے منّت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام کرادے تو میں ساری زندگی جب تک میں زندہ رہا تب تک ۹ر اور ۱۰ر محرّم الحرام کو جوتے نہیں پہنوں گا اور یہ دو دن ننگے پیر رہوں گا۔ آیا اس کی یہ منّت دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... یہ منّت دُرست نہیں اور اس کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں۔

س...... مذکورہ بالا سوال کی روشنی میں ایک حل طلب سوال یہ ہے کہ اسے دیکھتے ہوئے میں نے بھی منّت مانی کہ اگر اللہ میرے فلاں فلاں کام کرادے یا فلاں فلاں چیزیں مجھے مل جائیں تو میں ان شاء اللہ اس سال محرّم الحرام کی ۹ر اور ۱۰ر تاریخ کو بغیر چپل رہوں گا، اور اللہ تعالیٰ نے میری دُعا سن لی، میں نے محرّم الحرام کی ۹ر اور ۱۰ر تاریخ کو بغیر چپل پہنے دن گزارے اور اس سال میں نے منّت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کرادے تو میں ساری زندگی جب تک زندہ رہوں گا تب تک محرّم الحرام کی ۹ر اور ۱۰ر تاریخ کو بغیر چپل پہنے ہوئے دن گزاروں گا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ مجھے بہت سے لوگوں نے اس طرف توجہ دِلائی کہ یہ منّت ماننا جائز نہیں۔ اب آپ بتائیں کہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا اس منّت کا پورا کرنا ضروری ہے؟

ج...... اُوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ منّت دُرست نہیں اور اس کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں۔

## یتیم بچوں کی پروَرِش کا حق

س...... میری تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں، اور میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، پچھلے مہینے میرا چھوٹا بیٹا عمان میں طویل بیماری کے بعد انتقال کر گیا، اس نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ اس کی بیوی اپنے بچوں کو لے کر سیالکوٹ چلی گئی ہے، میں اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ عمان میں رہتی ہوں اور اس کو میں نے اور میرے بڑے بیٹے نے بہت روکا مگر وہ اپنے تینوں بچوں کو اور اپنا سب سامان وغیرہ لے کر چلی گئی ہے۔ میرے مرحوم بیٹے نے اپنی بیوی کے نام سیالکوٹ میں ایک گھر بنایا تھا اور اس کی بیوی یہاں اسکول میں پڑھاتی ہے۔



فہرست

میری بیوہ بہو کا کیا یہ حق بنتا ہے کہ وہ الگ ہوکر رہے جبکہ میرا بیٹا کہتا ہے کہ وہ اس کو اور اس کے بچوں کو اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے اور ان کا تمام خرچہ برداشت کرسکتا ہے اور اچھی طرح دیکھ بھال کرسکتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ میرے بڑے بیٹے کے چھ بچے ہیں۔

ج…… عدّت کے بعد شرعاً اس کو جانے کا حق تھا، اور بچے اگر چھوٹے تھے تو ان کو اپنی ماں کے پاس رہنا چاہئے۔

س…… میری بیوہ بہو کا مکان پر کیا حق ہے؟

ج…… اگر آپ کے مرحوم بیٹے نے وہ مکان اپنی بیوی کے نام کردیا تھا تو مکان اسی کا ہے، اس میں دُوسرے کسی کا کوئی حق نہیں۔

س…… میرے مرحوم بیٹے کو یہاں سرکار سے کافی روپیہ ملا ہے، اس روپے پر میرا، میری تین بیٹیوں کا اور میرے بڑے بیٹے کا کتنا حق بنتا ہے؟

ج…… اس روپے میں (اور مرحوم کے تمام ترکہ میں) آپ کا (یعنی مرحوم کی والدہ کا) چھٹا حصہ ہے، بیوہ کا آٹھواں حصہ اور باقی تمام مرحوم کے بچوں کا ہے، بچوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کے بھائی اور بہنوں کا کوئی حق نہیں۔

س…… اگر عدّت کے بعد میرے مرحوم بیٹے کی بیوی شادی کرلیتی ہے تو میرے بیٹے کے بچوں کو کون پالے گا؟ میں تو بہت ضعیف ہوں اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔

ج…… اگر بیوہ ایسی جگہ شادی کرلیتی ہے جو بچوں کے لئے نامحرَم ہے تو اس کو بچوں کی پروَرِش کا حق نہیں ہوگا، بلکہ نانی کو، خالہ کو، دادی کو، پھوپھی کو علی الترتیب پروَرِش کا حق ہوگا۔

س…… کیا میرا بڑا بیٹا ان بچوں کو اس کی ماں سے لے سکتا ہے؟

ج…… لڑکیوں کو جوان ہونے کے بعد اور لڑکوں کو سات سال کی عمر پوری ہونے پر لے سکتے ہیں۔

س…… میرے مرحوم بیٹے کے بچوں اور اپنا تمام خرچہ بیوہ خود اُٹھا رہی ہے، وہ کہتی ہے کہ میرے مرحوم شوہر کے بھائی اور بہنوں کا کوئی حق نہیں ہے۔

ج…… میں اُوپر لکھ چکا ہوں کہ مرحوم کے بھائی اور بہنوں کا اس کے چھوڑے ہوئے مال میں


فہرست

کوئی حق نہیں ہے، ماں کا چھٹا حصہ ہے اور بیوہ کا آٹھواں حصہ، باقی سارا مال یتیموں کا ہے، جو اس کو کھائے گا وہ آگ کے انگارے کھائے گا۔

نوٹ:......یتیموں کے مال کی نگہداشت ان کے تایا کے ذمہ ہے، مگر خود نہ کھائے بلکہ بچوں پر خرچ کرے۔

## پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت

س......آج کل جو لوگ گولی مار کر قتل کردیئے جاتے ہیں ان کی میّت کا اسپتال میں پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے، جس سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ جسم پر کتنی گولیاں ماری گئیں؟ کہاں کہاں ماری گئیں؟ پوسٹ مارٹم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ میّت کو مادرزاد برہنہ کرکے میز پر ڈال دیتے ہیں، پھر ڈاکٹر آکر اس کا معائنہ کرتا ہے، عورت، مرد دونوں کا پوسٹ مارٹم اسی طرح ہوتا ہے۔ کیا شریعت میں یہ پوسٹ مارٹم جائز ہے؟ جبکہ میّت کے وارث منع کرتے ہیں کہ ہم پوسٹ مارٹم نہیں کرائیں گے، ایک تو ظلم کہ فائرنگ کرکے قتل کیا اور پھر ظلم قتل کے بعد پوسٹ مارٹم کے ذریعے کیا جاتا ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج...... پوسٹ مارٹم کا جو طریقہ آپ نے ذکر کیا ہے یہ صریح طور پر ظلم ہے اور اس کو فحاشی میں شمار کیا جاسکتا ہے، اور جب ایک آدمی مرگیا اور اس کے قاتل کا بھی پتا نہیں تو اس کی لاش کی بے حرمتی کرنے کا کیا فائدہ؟ لاش وارثوں کے حوالے کردی جائے، اور اگر لاش لاوارث ہو تو اس کی تدفین کردی جائے۔ بہرحال برہنہ پوسٹ مارٹم حد سے زیادہ تکلیف دہ ہے، خصوصاً جبکہ مردوں اور عورتوں کا ایک طرح پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے، یہ چند در چند قباحتوں کا مجموعہ ہے، گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس کو ازرُوئے قانون بند کردے۔

## جھوٹے حلف نامے کا کفارہ

س......ایک مدّت سے ذہنی کشمکش میں گرفتار ہوں، آپ سے رہنمائی کا طالب ہوں، قرآن وحدیث کی روشنی میں مجھے میرے مسئلے کا حل بتائیں۔

میرا شمار ایک ماہر ڈاکٹر میں ہوتا ہے، کچھ عرصہ پہلے تک میں دین سے نابلد تھا،

تین سال قبل میں ایف آر سی ایس کرنے لندن گیا، وہاں انڈیا سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت سے سامنا ہوگیا، اس کے بعد سے میری دُنیا بدل گئی۔ حرام، حلال کا ادراک ہوا، آپ کا کالم بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ پچھلے دنوں حرام کی کمائی کے متعلق آپ کا جواب پڑھا کہ کس طرح گھرانے کا سربراہ اپنے پورے گھر کو حرام کی کمائی کھلا رہا ہے، اور آپ نے جس طرح دُور اندیشی سے اس کی بیوی کو حل بتایا کہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر چلاؤ۔ میں اسی دن سے سخت مضطرب ہوں، میری کہانی یہ ہے کہ بظاہر اچھے نمبر ہونے کے باوجود جب کراچی میں میڈیکل میں داخلہ نہیں ملا تو میں نے جعلی ڈومیسائل بنا کر پنجاب میں ڈاکٹری میں داخلہ لے لیا اور وہاں ہی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ اب ذہن میں یہ کشمکش ہے کہ چونکہ میں نے ڈومیسائل بنواتے وقت حلف نامہ داخل کیا کہ میں لاہور میں پیدا ہوا ہوں جو کہ جھوٹا حلف نامہ تھا۔ اس کے بعد مستقل رہائش یعنی پی آر سی بھی میں نے داخل کیا، اس کے لئے بھی جھوٹا حلف نامہ داخل کیا، تیسری غلطی یہ کی کہ جب ڈاکٹری کا فارم بھرا تو اس میں بھی جھوٹے حلف نامے داخل کئے، جھوٹے لاہور کے ایڈریس لکھے۔ اب آپ مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں کہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے میں نے حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی، جھوٹے حلف نامے داخل کئے، جھوٹ پر مبنی سرٹیفکیٹ (ڈومیسائل اور پی آر سی) جمع کرائے، اگر میں یہ سب کچھ نہ جمع کراتا تو آج ڈاکٹر نہ ہوتا، نہ ہی داخلہ ملتا، اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو مجھے ڈگری عطا ہوئی ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ اور اس ڈگری کی وجہ سے جو آمدنی ہو رہی ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ آیا حرام کمائی میں شمار ہوگا یا حلال کمائی کہلائے گی؟ آپ مجھے آگاہ کریں کہ آیا میری کمائی جو ڈاکٹری کے پیشے سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہیں تو میں کچھ اور کام کرکے اپنے اہل و عیال کو حلال کمائی کھلاسکوں۔

ج...... آپ نے جھوٹے حلف نامے داخل کئے ان کا آپ پر وبال ہوا، جن سے توبہ لازم ہے، جھوٹی قسم کھانا شدید ترین گناہ ہے، اس کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کریں۔ جہاں تک آپ کی ڈاکٹری کا تعلق ہے، اگر آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ہے

اور اس میں کوئی گھپلا نہیں کیا اور آپ میں صحیح طور ڈاکٹر کی استعداد موجود ہے تو آپ کا یہ ڈاکٹری کا پیشہ جائز ہے۔

## مسجد سے قرآن گھر لے جانے کا حکم

س...... ہماری مسجد میں ۷۰۰ قرآن ہیں، پڑھنے والے یومیہ صرف ۱۳ آدمی ہوتے ہیں، رمضان میں لوگ نئے قرآن لاکر رکھ دیتے ہیں، الماری میں جگہ نہیں ہوتی، لہٰذا پچھلے سال کے قرآن بوری میں ڈال دیتے ہیں تاکہ سمندر میں ڈال دیا جائے۔ ہر مسجد میں کم و بیش یہی حال ہے۔ قرآن ضرورت سے زائد ہیں جن کو بوری میں ڈالنے کے بجائے اگر لوگوں کے گھروں میں تقسیم کردیئے جائیں تو لوگ منع کرتے ہیں کہ مسجد کا مال آپ گھروں میں کیوں تقسیم کرتے ہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسجد سے قرآن اُٹھا کر لوگوں میں تقسیم کرسکتے ہیں تاکہ بوری میں ڈالنے اور ضائع ہوجانے سے بچ جائیں جبکہ یہ قرآن مکمل محفوظ ہوتے ہیں۔

ج...... جو قرآن مجید مسجد کی ضرورت سے زائد ہیں، باہر چھوٹے دیہات میں بھجوا دیئے جائیں جہاں قرآن مجید کی کمی ہوتی ہے۔

## گٹر کے ڈھکن کے نیچے اخبار لگانا

س...... کارپوریشن گٹر کے ڈھکن سیمنٹ کے بنوا کر لگاتی ہے، جبکہ سیمنٹ کے ڈھکن کے نیچے کی طرف اخبار چپکا ہوتا ہے، اور اس کو اُکھاڑنا بھی ناممکن ہوتا ہے، ان اخباروں میں اکثر اللہ کا نام اور آیات بھی ہوتی ہیں۔ کیا یہ آیات کی بے ادبی نہیں؟ ان گٹر کے ڈھکنوں کے اُوپر جوتے رکھ کر چلنا جائز ہے؟

ج...... ایسے اخبار جن پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہو گٹر کے ڈھکن کے لئے ان کا استعمال جائز نہیں۔

## تاریخی روایات کی شرعی حیثیت

س...... اسلامی تعلیمات اور قرآن و سنت کی روشنی میں کسی بھی مسئلہ کے حل کے لئے نگاہیں

آپ ہی کی طرف اُٹھتی ہیں، کیونکہ آپ کے عقائد قرآن اور حدیث سے سرمو متجاوز نہیں ہیں۔ آپ کی خدمت میں مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۹۴ء کا روزنامہ جنگ کا تراشا بھیج رہا ہوں، امید ہے آپ اپنے بے پناہ مصروف شیڈول میں سے وقت نکال کر اس کو پڑھیں گے اور اس خاکسار کی اُلجھن کو رفع کریں گے۔ گو کہ اس تراشے میں کوئی ایسی بات نہیں جو میرے ایمان اور عقائد پر کوئی اثر ڈال رہی ہو، مگر جب بھی نگاہ اس طرح کے مضامین پر پڑتی ہے جس میں یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ مضمون نگار کے پاس یہ معلومات کہاں سے آئی ہیں؟ تو شدید اُلجھن پیدا ہو جاتی ہے۔

محترم مولانا! ہم کم علم لوگ یہ خاص طور پر میں اپنے آپ کے لئے کہہ رہا ہوں، ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات اور معلومات جس میں اس کائنات سے لے کر، ایمان و عقائد کے جملہ مسائل موجود ہیں، کا منبع قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ اگر کوئی مضمون نگار کوئی ایسی بات لکھتا ہے جو قرآن سے ثابت نہ ہو اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو نہ بتائی ہو اس کی صحت تسلیم کرنے میں دل بہت لیت و لعل سے کام لیتا ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس مضمون میں مضمون نگار نے غلط باتیں لکھی ہیں، مگر تھوڑا بہت جو قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور احادیث اور ان کی تشریحات پڑھی ہیں اس پر یہ مضمون فٹ نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ اُلجھن اور غلط فہمی محض میری جہالت کی وجہ سے ہو، اس لئے معاملہ آپ کی طرف لوٹاتا ہوں۔ براہِ مہربانی وضاحت کیجئے کہ مضمون نگار نے جو کچھ اس مضمون میں لکھا ہے اس کا مأخذ اور منبع کیا ہے اور اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو اس کی صحت کی سند کیا ہے؟ اور غلط ہیں تو براہ مہربانی بے لاگ تبصرہ فرمادیجئے، شکریہ۔

ج……آپ کی فرمائش پر میں نے منسلکہ مضمون کو پڑھا، اس پر کچھ روایات ہیں اور کچھ مضمون نگار کے اخذ کردہ نتائج اور قیاسات ہیں۔ تاریخی روایات بعض صحابہؓ و تابعینؒ سے مروی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، بہرحال مضمون نگار نے جو اقوال نقل کئے ہیں وہ تفسیر ابن جریر اور کتبِ تفسیر میں موجود ہیں۔ ان روایات و اقوال کی حیثیت محض ایک تاریخی واقعہ کی ہے، جس کا عقیدہ و عمل سے کوئی تعلق نہیں، اور تاریخی روایات پر صحتِ سند کا

بھی زیادہ اونچا معیار برقرار نہیں رہتا، لہٰذا ان کو بس اسی حیثیت سے نقل کیا جائے، نہ صحتِ سند کی ضمانت دی جاسکتی ہے - الا ماشاء اللہ - نہ ان کے تسلیم کرنے پر کسی کو مجبور کیا جاسکتا ہے، اور نہ ان پر کسی عقیدے یا عمل کی بنیاد ہی رکھی جاسکتی ہے۔ یہ اصول نہ صرف زیرِ بحث روایات ہی سے متعلق ہے، بلکہ تمام تاریخی روایات سے متعلق ہے، اس کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث تمام علوم کا سرچشمہ ہے، لیکن قرآن تاریخ کی کتاب نہیں جس میں تاریخی واقعات کو مفصل و مرتب شکل میں بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہو، اسی طرح احادیثِ شریفہ کو سمجھنا چاہئے، اگر کوئی واقعہ قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے یا حدیثِ صحیح میں وارد ہوا ہے تو اس کا ماننا ضروری ہے، ورنہ تردّد و قبول دونوں کی گنجائش ہے۔

مضمون نگار نے "اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ" کی جو تشریح کی ہے اس میں حدود سے تجاوز ہے، حالانکہ اس کے مضمون کا مرکزِ ماخذ تفسیر بغوی ہے، اور اس پر اس جملہ کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں۔ اسی طرح مصنف کے بعض قیاسات بھی محلِ نظر ہیں، جن کی تفصیل کی نہ فرصت ہے، نہ ضرورت ہے!

## غیرمسلموں کا مساجد میں سیر و معائنہ کے لئے داخلہ

س...... مسئلہ کچھ یوں ہے کہ آج کل ملک میں ممالکِ غیر سے حکومتی وفود آتے رہتے ہیں، جن میں غیرمسلم بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو حکومتی اربابِ حل و عقد و صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی رضامندی سے مساجد کی سیر کروائی جاتی ہے، خاص طور پر "فیصل مسجد" اسلام آباد۔ ان وفود میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں، تو ایسی صورتِ حال میں ان عورتوں اور غیرمسلموں کا مساجد میں داخل ہونا کیا جائز ہے؟

ج...... چند مسائل لائقِ توجہ ہیں:

۱:...... مساجد عبادت گاہیں ہیں، تفریح گاہیں نہیں، ان کو تفریح کی جگہ بنالینا نہایت بُری بات ہے۔

۲:...... غیرمسلم کا مسجد میں جانا تو جائز ہے، لیکن یہ آنے والے اکثر لوگ ایسے



فہرست

ہوتے ہیں جنھوں نے غیرستر کا لباس پہنا ہوا ہوتا ہے، ان کے گھٹنے ننگے ہوتے ہیں، عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں، اور ان میں سے بہت ممکن ہے کہ بہت سے لوگوں نے غسلِ جنابت بھی نہ کیا ہو، ایسی حالت میں ان کا مساجد میں آنا حرام اور مسلمانوں کے لئے قابلِ نفرین ہے۔

۳:...... بہت سی عورتیں ایسی ہیں کہ وہ ناپاک حالت میں ہونے کی وجہ سے مساجد میں جانے کی اہل نہیں ہوتیں۔ حیض ونفاس کی حالت میں ہیں یا زچگی کی حالت میں ہیں یا جنابت کی حالت میں ہیں، اور وہ تو چونکہ جاہل ہیں، ان کو مسئلہ معلوم نہیں، نہ ان کے دِل میں اللہ کے گھروں کا احترام ہے، اس لئے بے تکلف وہ بھی آتی جاتی ہیں، ایسی عورتوں کا آنا اور ان کو آنے کی اجازت دینا موجبِ لعنت ہے۔

۴:...... بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اپنے ساتھ کھیل کود کا سامان لئے پھرتے ہیں، کیمرے ان کے گلے میں حمائل ہیں اور کھانے پینے سے ان کو کوئی پرہیز نہیں، چھوٹے بچے کھیل کود میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ الغرض! مسجد کو بہت سی بے حرمتیوں کا نشانہ بنالیا جاتا ہے، اس لئے ان کا آنا صحیح نہیں۔

۵:...... حکومت اگر غیرمسلموں کو اجازت دیتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دِلوں میں اسلام کی عظمت قائم ہو، لیکن حکومت کو چاہئے کہ اس کے داخلے کے لئے خاص شرائط مقرّر کرے۔

## کیا یونین کے غلط حلف کو توڑنا جائز ہے؟

س...... ہمارے ادارے کے لیبر یونین کے دو رہنماؤں نے گزشتہ چند ماہ قبل ہمارے چند ساتھیوں سے فرداً فرداً وفاداری کا حلف قرآن پاک پر ہاتھ رکھوا کر اُٹھوایا، لیکن اب مذکورہ یونین اور اس کے متعلقہ دونوں رہنما حلف اُٹھانے والوں کے حقوق واختیارات کو سلب کر رہے ہیں، ادارے کے مزدوروں کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں اور ذاتی مفادات حاصل کر رہے ہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی مزدور ان کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے تو اسے انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اس صورتِ حال میں ہمارا مذکورہ یونین ومتعلقہ دونوں


فہرست

رہنماؤں کے ساتھ چلنا مشکل ہے۔

## حلف کا متن

''میں فلاں بن فلاں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں یونین کا وفادار رہوں گا، اگر میں غداری کروں گا تو مجھ پر خدا کی مار پڑے گی، اگر میں اس حلف کو توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کی غرض سے مولوی یا عالم سے رُجوع کروں گا تو بھی مجھ پر خدا کی مار پڑے گی۔''

اس حلفِ وفاداری کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس حلف کو توڑا جاسکتا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

ج......کسی فرد یا ادارے یا تنظیم کے ساتھ وفاداری کا ایسا عہد کرنا کہ خواہ وہ جائز کام کرے یا ناجائز، ہرحال میں اس کا وفادار رہے گا، یہ شرعاً جائز نہیں۔ ہاں! یہ عہد کرنا صحیح ہے کہ اچھے اور نیک کام میں وفاداری کروں گا، غلط اور بُرے کام میں وفاداری نہیں کروں گا۔

آپ نے ''حلف نامہ'' کا جو ''متن'' نقل کیا ہے، یہ غیرمشروط وفاداری کا ہے، اور یہ شرعاً ناجائز ہے، خصوصاً اس میں جو کہا گیا ہے کہ: ''کسی مولوی سے بھی رُجوع کروں تو مجھ پر خدا کی مار پڑے'' کے الفاظ بھی ناجائز ہیں۔

۲:......اگر آدمی غلط اور ناجائز قسم کھالے تو اس کا توڑ دینا واجب ہے اور ایسی قسم کھانے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور توبہ کرے۔

۳:......اس حلف کو توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ اس ناجائز حلف کو توڑ کر قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرے، اور قسم توڑنے کا کفارہ قرآنِ کریم میں یہ بیان فرمایا کہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے (اور اگر کھانا کھلانے کی بجائے ہر محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی نقد قیمت دیدے تب بھی صحیح ہے)، یا دس محتاجوں کو لباس پہنائے (ہر محتاج کو اتنا لباس دینا کافی ہے جس میں نماز جائز ہو، یعنی ایک لنگی جس سے ناف سے گھٹنوں تک ستر چھپ جائے)، اور یہ نہ کرسکتا ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

## کنٹیکٹ لینسز کی صورت میں وضو کے مسائل

س......آج کل نظر کی عینک کے بجائے ''کنٹیکٹ لینسز'' کا استعمال بہت عام ہورہا ہے،

کنٹیکٹ **لینس** آنکھ کے اندر (گول کالے والے حصے کے اُوپر) لگایا جاتا ہے۔ یہ پلاسٹک کی گول شکل میں ہے اور آنکھ کے اس حصے کو ڈھانپ لیتا ہے اور پھر اس کو لگانے کے بعد نظر کی عینک کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ ٹرانس پیرنٹ یعنی شفاف بھی ہوتا ہے، اور مختلف رنگوں میں بھی دستیاب ہے۔ پوچھنا یہ ہے مولانا صاحب! کہ کیا **لینس** کی آنکھ میں موجودگی کے دوران اگر نماز کے لئے وضو کیا جائے تو کیا وہ دُرست ہوگا؟ (**لینس** پہننے کے بعد منہ دھویا جاسکتا ہے اگر آنکھ کے اندر پانی بھی چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا، یہ بات ڈاکٹرز کہتے ہیں)۔ براہِ مہربانی آپ اسلامی نقطۂ نظر اور وضو کے قواعد و ضوابط کے مطابق بتائیں کہ آیا وضو دُرست ہوجاتا ہے یا نہیں؟ دُوسری بات یہ ہے کہ روزے میں اس کے لگانے سے کوئی قباحت تو نہیں؟ روزے کے ٹوٹنے یا مکروہ ہونے کا کوئی ہلکا سا بھی احتمال تو نہیں؟

ج…… اس سے وضو اور غسل پر کوئی فرق نہیں پڑتا، اور روزے پر بھی کوئی کراہت لازم نہیں آتی۔

## شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہوگیا

س…… میری عمر ۳۰ سال ہے، میرے والد پی آئی اے میں ڈرائیور تھے جو کہ اب ریٹائرڈ ہوچکے ہیں، میرا ایک بھائی جو کہ ابھی زیرِ تعلیم ہے، میری والدہ دِل کی مریضہ ہیں۔ میری شادی والدین کی رضامندی سے میری پھوپھی کے بیٹے سے انڈیا میں ہوئی ہے، میرے شوہر کا نام سعید شیخ ہے، جس سے میرے دو لڑکے ہیں، لڑکے کی عمر ۱۳ سال اور چھوٹے کی عمر ۱۱ سال۔ میرے شوہر نے اب ہندو مذہب اپنالیا ہے اور انڈیا کی تحریک شوشنا جو کہ ہندو تحریک ہے اس میں شامل ہوگیا ہے، شراب پیتا، جوا کھیلتا اور عورتوں کو گھر میں لاتا، قرآن کو پھاڑ کر زمین پر ڈال کر شراب ڈال کر اطراف ناچ ناچ کر یہ کہتا ہے کہ: ''دیکھو تمہارا اللہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا''، اور یہ کہ: ''جب میں مرجاؤں گا تو مجھ کو جلانا''۔ مولانا صاحب! یہ مجھے ناجائز کاموں کے لئے کہتا ہے اور اپنے ہندو دوستوں کو گھر میں لاکر مجھ سے کہتا ہے کہ میں ان سے غلط تعلقات قائم کروں، جب یہ سب ماننے سے میں انکار کرتی ہوں تو مجھے بہت


فہرست

مارتا ہے اور سگریٹ سے جلاتا ہے۔ ان سب باتوں کی خبر میرے والدین کو ہوئی تو میری والدہ انڈیا آکر مجھے اور بچوں کو پاکستان لے آئیں، مجھے پاکستان آئے ہوئے ۲ سال ۷ مہینے ہوگئے ہیں۔ میرا میرے شوہر سے کوئی رابطہ نہیں ہے، نہ وہ مجھے کوئی خرچ، نہ خط، کچھ بھی نہیں بھیجتا ہے۔ میں گھر کے قریب ایک فیکٹری میں کام کرکے اپنے بچوں کی کفالت کرتی ہوں۔ مولانا صاحب! قرآن وسنت کی روشنی میں میرا ایسے شخص کے ساتھ نکاح ہے یا ختم ہوگیا ہے؟ (میرے شوہر نے گھر میں مندر بنالیا ہے اور بدھ کو پوجا صبح شام کرتے ہیں، اور مجھے نماز روزے کسی بھی چیز کی اجازت نہیں ہے)۔

ج…… جو واقعات سوال میں لکھے ہیں، اگر صحیح ہیں تو شوہر کے مرتد ہوجانے کے بعد نکاح فسخ ہوچکا ہے، اور چونکہ اس عرصے میں عدّت ختم ہوچکی ہے اس لئے آپ اگر چاہیں تو دُوسری جگہ شادی کرسکتی ہیں، پہلے شوہر کے ساتھ اب کوئی تعلق نہیں رہا۔

## چار شادیوں پر پابندی اور مساوات کا مطالبہ

س…… گزشتہ دنوں کراچی میں عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر مختلف سماجی تنظیموں کی جانب سے تقاریب منعقد ہوئیں، جن میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ: ''ایک سے زیادہ شادیوں پر پابندی عائد کی جائے اور عورتوں کو مردوں کے مساوی وراثت کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ اسی طرح شادی اور طلاق میں عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔''

۱:…… اسلامی نقطۂ نگاہ سے ان مطالبات کی کیا اہمیت ہے؟

۲:…… ایسے مطالبے کرنے والے شرعی نقطۂ نگاہ سے کیا اب تک دائرۂ اسلام میں داخل ہیں؟

۳:…… رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات کا مذاق اُڑانے والوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات کے خلاف آواز اُٹھانے والوں کی اسلام میں کیا سزا ہے؟

ج…… ان بے چاری خواتین نے جن کے مطالبات آپ نے نقل کئے ہیں، یہ دعویٰ کب کیا



فہرست

ہے کہ وہ اسلام کی ترجمانی کررہی ہیں، تاکہ آپ یہ سوال کریں کہ وہ دائرۂ اسلام میں رہیں یا نہیں؟ رہا یہ کہ اسلامی نقطۂ نظر سے ان مطالبات کی کیا اہمیت ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مرد کو بشرطِ عدل چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے، عورت کو چار شوہر کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے تو کجا؟ کسی ادنیٰ عقل و فہم کے شخص نے بھی نہیں دی۔ اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے وراثت اور شہادت میں عورت کا حصہ مرد سے نصف رکھا ہے، اور طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے، جبکہ عورت کو طلاق مانگنے کا اختیار دیا ہے، طلاق دینے کا نہیں۔ اب فرمانِ الٰہی سے بڑھ کر اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مسلم معاشرے میں بڑی بھاری اکثریت ایسی باعفت، سلیقہ مند اور اطاعت شعار خواتین کی رہی ہے جنھوں نے اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنا رکھا ہے، واقعتاً حورانِ بہشتی کو بھی ان کی جنت پر رشک آتا ہے، اور یہ پاکباز خواتین اپنے گھر کی جنت کی حکمران ہیں، اور اپنی اولاد اور شوہروں کے دِلوں پر حکومت کررہی ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض گھروں میں مرد بڑے ظالم ہوتے ہیں اور ان کی خواتین ان سے بڑھ کر بے سلیقہ اور آدابِ زندگی سے ناآشنا۔ ایسے گھروں میں میاں بیوی کی ''جنگِ اَنا'' ہمیشہ برپا رہتی ہے اور اس کے شور شرابے سے ان کے آس پڑوس کے ہمسایوں کی زندگی بھی اجیرن ہوجاتی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ''عورتوں کے عالمی دن'' کے موقع پر جن بیگمات نے اپنے مطالبات کی فہرست پیش کی ہے، ان کا تعلق بھی خواتین کے اسی طبقے سے ہے جن کا گھر جہنم کا نمونہ پیش کررہا ہے، اور اس کے جگر شگاف شعلے اخبارات کی سطح تک بلند ہورہے ہیں، اور وہ غالباً اپنے ظالم شوہروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کررہی ہیں، اور چونکہ یہ انسانی فطرت کی کمزوری ہے کہ وہ دُوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھا کرتا ہے اس لئے اپنے گھروں کو جہنم کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھ کر یہ بیگمات سمجھتی ہوں گی کہ جس طرح وہ خود مظلوم و مقہور ہیں، اور اپنے ظالم شوہروں کے ظلم سے تنگ آچکی ہیں، کچھ یہی کیفیت مسلمانوں کے دُوسرے گھروں میں بھی ہوگی، اس لئے وہ بزعمِ خود تمام مسلم خواتین کی طرف سے مطالبات

پیش کر رہی ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی ''آپ بیتی'' ہے، ''جگ بیتی'' نہیں۔ سو ایسی خواتین واقعی لائقِ رحم ہیں، ہر نیک دِل انسان کو ان سے ہمدردی ہونی چاہئے، اور حکومت سے مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ ان مظلوم بیگمات کو ان کے درندہ صفت شوہروں کے چنگل سے فوراً نجات دِلائے۔

میں ایسے مطالبے کرنے والی خواتین کو مشورہ دُوں گا کہ وہ اپنی برادری کی خواتین میں یہ تحریک چلائیں کہ جس شخص کی ایک بیوی موجود ہو اس کے حبالہ عقد میں آنے کو کسی قیمت پر بھی منظور نہ کیا کریں، ظاہر ہے کہ اس صورت میں مردوں کی ایک سے زیادہ شادی پر خودبخود پابندی لگ جائے گی اور ان محترم بیگمات کو حکومت سے مطالبہ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

رہا طلاق کا اختیار تو اس کا حل پہلے سے موجود ہے کہ جب بھی میاں بیوی کے درمیان اَن بن ہو فوراً خلع کا مطالبہ کردیا جائے، ظالم شوہر خلع نہ دے تو عدالت خلع دِلوادے گی، بہرحال اس کے لئے حکومت سے مطالبے کی ضرورت نہیں۔ رہا مرد وعورت کی برابری کا مسئلہ! تو آج کل امریکہ بہادر اس مساوات کا سب سے بڑا علمبردار بھی ہے اور ساری دُنیا کا اکیلا چودھری بھی، یہ مطالبہ کرنے والی خواتین امریکی ایوانِ صدر کا گھیراؤ کریں اور مطالبہ کریں کہ جب سے امریکہ مہذب دُنیا کی برادری میں شامل ہوا ہے آج تک اس نے ایک خاتونِ خانہ کو بھی امریکی صدارت کا منصب مرحمت نہیں فرمایا، لہٰذا فی الفور امریکہ کے صدر کلنٹن صدارت کے منصب سے اپنی اہلیہ محترمہ کے حق میں دستبردار ہوجائیں، اسی طرح امریکی حکومت کے وزراء اور ارکانِ دولت بھی اپنی اپنی بیگمات کے حق میں دستبردار ہوکر گھروں میں جابیٹھیں، پھر یہ خواتین فوراً یہ قانون وضع کریں کہ جتنا عرصہ مردوں نے امریکہ پر راج کیا ہے اتنے عرصے کے لئے خواتین حکومت کریں گی، اور اتنے عرصہ تک کسی مرد کو امریکی حکومت کے کسی منصب پر نہیں لیا جائے گا، تاکہ مرد وزن کی مساوات کی ابتدا امریکہ بہادر سے ہو۔ اگر ان معزّز خواتین نے اس معرکے کو سر کرلیا تو دُنیا میں عورت اور مرد کی برابری کی ایسی ہوا چلے گی کہ ان خواتین کو اخبارات کے اوراق سیاہ

کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی، اللہ تعالیٰ ان خواتین کے حالِ زار پر رحم فرمائیں۔

## مذہب سے باغی ذہن والے کا خواب اور اس کی تعبیر

س…… ایک بچی نے اپنا ایک طویل اور عجیب وغریب خواب ذکر کیا تھا، جس میں طبیعت کی جذباتیت کی بنا پر تشکیک، اِلحاد اور اعمالِ صالحہ سے بے رغبتی کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک خواب بیان کیا، جس میں عالمِ برزخ میں رُوحوں کی آپس میں ملاقات، ملائکہ سے گفتگو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات کے نورانی پَردوں میں زیارت اور اللہ رَبّ رحیم کی مہربان ذات سے شرفِ ہم کلامی کا حسین وجمیل منظر پیش کیا گیا تھا، اس پر چند حروف رقم کرتا ہوں تاکہ خواب کی دُنیا کا کچھ خاکہ بھی سامنے آجائے اور مذکورہ خواب کے کچھ تعبیری پہلوؤں کا تذکرہ بھی ہوجائے۔

ج…… بیٹی! میرے پاس اتنے لمبے خط پڑھنے کی فرصت نہیں ہوتی، مگر تمہارا خط اس کے باوجود اوّل سے آخر تک پورا پڑھا۔ پہلے یہ سمجھ لو کہ خواب میں آدمی کے خیالات جو اس کے تحت الشعور اور لاشعور میں دبے ہوئے ہوتے ہیں، مختلف صورتوں میں متشکل ہوجاتے ہیں، اس لئے یہ پتہ چلانا کہ خواب کے کون سے اجزاء اصل واقعہ ہیں اور کون سے ذہنی خیالات کی پیداوار، بڑا مشکل ہوتا ہے۔

دُوسری بات یہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ خواب کے جو اجزاء آدمی کے ذہنی خیالات سے ماورا ہوں، وہ بھی تعبیر کے محتاج ہوتے ہیں، ان کے ظاہری مفہوم مراد نہیں ہوتے۔

تیسری بات یہ یاد رہنی چاہئے کہ مابعد الموت (قبر اور حشر) کے حالات اس دُنیا میں کامل ومکمل ظاہر نہیں ہوسکتے، نہ بیداری میں اور نہ خواب میں، اس لئے کہ ہماری اس زندگی کا پیمانہ ان کا متحمل ہی نہیں ہوسکتا، اس لئے خواب میں مابعد الموت کے جو مناظر دِکھائے جاتے ہیں، وہ ایک ہلکی سی جھلک ہوتی ہے۔

ان تین باتوں کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اب اپنے خواب پر غور کیجئے، آپ کا ذہن مذہب سے باغی اور خدا کا منکر تھا، موت کے بعد کی زندگی کا قائل نہیں تھا، اس لئے حق


فہرست

تعالیٰ شانہ نے آپ کو خواب میں اس زندگی کے بارے میں (آپ کی قوّتِ برداشت کی رعایت رکھتے ہوئے) چند ہلکے پھلکے مناظر دِکھائے، نانی اماں نے جس پوسٹ آفس کی بات کی تھی، اس سے مراد دُعا و اِستغفار اور ایصالِ ثواب ہے، جو زندوں کی طرف سے مرحومین کو کیا جاتا ہے، اور اَرواح کا آپس میں خوش گپیوں میں مشغول دیکھنا، اس حقیقت کی طرف اشارہ تھا کہ مسلمان اَرواح کی وہاں ملاقات ہوتی ہے، اور فرشتوں کے ساتھ آپ کی گفتگو اور آپ کو رَبّ العالمین سے ملاقات کے لئے جانا اس طرف اشارہ تھا کہ اہلِ ایمان کے ساتھ بہت رحمت و شفقت کا معاملہ کیا جاتا ہے، اور نماز، روزہ اور تلاوت کے بارے میں سوالات اس بات پر تنبیہ تھی کہ وہاں یہی چیزیں کام آتی ہیں جن کو یہاں ہم لوگ ''شغلِ بے کاری'' سمجھا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کہا جانا کہ ''کیسی ہو تم؟'' اس پر آپ کے ان الفاظ سے مجھے تو وجد آگیا کہ ''میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ اس آواز میں کتنی نرمی اور محبت ہوتی ہے، آہ! وہ میٹھی مہربان اور شفقت بھری آواز''۔ واقعی حق تعالیٰ شانہ کے کلام کی شیرینی اور مٹھاس اور اس کی لذّت اور سحر آفرینی کی کیفیت سے الفاظ کا ناطقہ بند ہے، یہ آپ کو ذرا سی جھلک دِکھائی گئی کہ کلامِ الٰہی میں کیا لذّت، تأثیر ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں کا کیا عالم ہوگا جن کو حق تعالیٰ شانہ اپنی ہم کلامی کا شرف عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف سے، محض اپنے فضل سے اپنی ذاتِ عالی کے طفیل ہمیں بھی یہ دولتِ کبریٰ نصیب فرمائیں۔

حق تعالیٰ شانہ کے دیدار کی جو کیفیت آپ نے قلمبند کی ہے، وہ محض ایک ہلکی پھلکی سی تمثیل ہے، ورنہ ساری دُنیا کی ماؤں کی ممتا بھی یکجا کرلی جائے اور پوری کائنات کا حسن و جمال بھی کسی ایک چیز میں مرتکز ہوجائے تو وہ اس پاک ذات کی ادنیٰ مخلوق ہوگی، مخلوق کو خالق سے کیا نسبت؟ اور اس بے مثال ذاتِ عالی کی کیا مثال؟ بہرحال یہ سارے مناظر آپ کے ذہنی پیمانے کے مطابق تھے اور آپ کی ''انکارِ خدا کی آگ'' پر نشتر لگانا تھا کہ کیا یہ سب کچھ دیکھ کر بھی خدا کا انکار کروگی؟ اب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ کا یہ خواب مبارک ہے اور اس میں آپ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنی زندگی کی لائن تبدیل کریں اور

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری میں مشغول ہوجائیں۔ جوان ہونے کے بعد آپ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو جو کوتاہیاں ہوئی ہیں، عبادات میں سستی ہوئی ہے، اس سے توبہ کریں اور ان تمام چیزوں کی تلافی کریں۔ ہاں! یہ بات بھی یاد رکھیں کہ خوابوں سے نہ کوئی ولی بنتا ہے اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس لئے خواب کو کوئی اہمیت نہ دی جائے بلکہ بیداری کے اعمال، اخلاق، عقائد کو دُرست کرنے اور اللہ و رسولؐ کے مطابق بنانے پر پوری توجہ اور ہمت لگانی چاہئے۔ میری معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ مابعد الموت کے یہ تمام مناظر جو آپ کو دِکھائے گئے ہیں ان کی حقیقت اتنی ہی نہیں جو آپ کو دِکھائی گئی، وہاں کے جتنے حالات سمجھ میں آسکتے ہیں وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماچکے ہیں، اس سے زیادہ وہاں کے حالات سمجھ میں نہیں آسکتے جب تک کہ وہاں جاکر ان کا مشاہدہ نہ ہوجائے۔ بہرحال آپ کا فرض ہے کہ اب آپ زندگی کی لائن کو بدلیں تاکہ جب آپ یہاں سے جائیں تو آپ کا شمار ''مؤمنات قانتات'' میں ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی شیخ متبعِ سنت سے اصلاحی تعلق قائم کرلیں اور ان کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں، واللہ الموفق!

## کیا میں زندگی میں وصیت کرسکتا ہوں؟

س...... میرا ارادہ ہے کہ میں سنت کے مطابق اپنی زندگی میں وصیت کروں، میری صرف ایک لڑکی ہے، دُوسری کوئی اولاد نہیں، اور ہم چار بھائی ہیں اور پانچ بہنیں ہیں، جو سب شادی شدہ ہیں، ہم چاروں بھائیوں کی کمائی جدا جدا ہے، اور والد مرحوم کی میراث صرف برساتی زمین ہے جو اَب تک تقسیم نہیں ہوئی، باقی ہر کسی نے اپنی کمائی سے دُکان، مکان خرید کیا ہے، جو ہر ایک کے اپنے اپنے نام پر ہے، اور میری اپنی کمائی سے دو دُکان اور رہائشی مکان ہیں، ایک میں، میں خود رہتا ہوں اور دُوسرے مکان کو کرایہ پر دے رکھا ہے، اور ایک آٹے کی چکی ہے جس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپے ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ میں ایک دُکان لڑکی اور اپنی زوجہ کے نام کروں اور دُوسری دُکان اور چکی اور مکان جو کرایہ

پر ہے ان کے بارے میں خدا کے نام پر وصیت کروں یعنی کسی مسجد یا دینی مدرسہ میں ان کی قیمت فروخت کر کے دے دی جائے، اور بقایا زمین کا میرا حصہ وہ بھائیوں اور بہنوں کو ملے، اور کیونکہ میرا کوئی لڑکا وغیرہ نہیں ہے جو بعد میں میرے لئے دُعا وفاتحہ کرے اس لئے اب میرے دِل میں فکر رہتا ہے کہ میں اپنی تمام جائیداد کی وصیت کر کے دُنیا سے جاؤں اور تمام جائیداد کو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کردُوں جو صدقۂ جاریہ بن جائے، اور میں نے ایک عالمِ دین سے مسئلہ وصیت کا دریافت کیا، اس نے کہا: آپ زندگی میں اپنی جائیداد فروخت کر کے کسی دینی مدرسہ میں لگادیں کیونکہ آج کل بھائی لوگ وصیت کو پورا نہیں کرتے، اس لئے آپ اپنی زندگی میں یہ کام کرلیں۔ لیکن مولانا صاحب! آج کل حالات اجازت نہیں دیتے ہیں کیونکہ میری دس سال کی کمائی ہوئی چیزیں ہیں اور کوئی دُوسرا ذریعہ نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی بسر کروں اور مزدوری نہیں کرسکتا ہوں، زمین وغیرہ برساتی ہے اس پر کوئی بھروسہ نہیں ہے، اگر میں ان کو اپنی زندگی میں فروخت کر کے صدقہ کروں تو ڈَر ہے محتاج ہونے کا، اور اب میری عمر چالیس بیالیس ہے، آپ براہِ کرم میری رہنمائی فرمائیں، کیا کروں؟ اور باقی میرے بھائی وغیرہ سب الحمدللہ اچھی حالت میں ہیں، محتاج نہیں، صاحبِ دولت ہیں، اگر میں کسی اور کو اپنا وکیل مقرّر کروں کہ آپ میرے مرنے کے بعد یہ فروخت کر کے دینی کام میں لگادیں یا کسی عالمِ دین کو وکیل بنادُوں تو کیسا ہے؟ کیونکہ وارثوں پر بھروسہ نہیں ہے، وہ اپنی لالچ میں وصیت کو پورا نہ کریں گے، اس لئے آپ میری جائیداد تقسیم کر کے اور وصیت کے بارے میں بتا کر شکریہ کا موقع دیں۔ میرے وارث یہ ہیں: چار بھائی، پانچ بہنیں، ایک لڑکی، بیوی اور میری والدہ صاحبہ۔

ج...... آپ کے خط کے جواب میں چند ضروری مسائل ذکر کرتا ہوں:

۱:...... آپ اپنی صحت کے زمانے میں کوئی دُکان یا مکان بیوی کو یا لڑکی کو ہبہ کردیں تو شرعاً جائز ہے، مکان یا دُکان ان کے نام کر کے ان کے حوالہ کردیں۔

۲:...... یہ وصیت کرنا جائز ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال مساجد و مدارس میں دے دیا جائے۔

۳:...... وصیت صرف ایک تہائی مال میں جائز ہے، اس سے زیادہ کی وصیت وارثوں کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں، اگر کسی نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی مال میں تو وصیت نافذ ہوگی، اس سے زیادہ میں وارثوں کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگی۔

۴:...... اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ وارث اس کی وصیت کو پورا نہیں کریں گے تو اس کو چاہئے کہ دو ایسے آدمیوں کو جو متقی اور پرہیزگار بھی ہوں اور مسائل کو سمجھتے ہوں، اس وصیت کو پورا کرنے کا ذمہ دار بنادے، اور وصیت لکھوا کر اس پر گواہ مقرّر کردے اور گواہوں کے سامنے یہ وصیت ان کے سپرد کردے۔

۵:...... وفات کے وقت آپ جتنی جائیداد کے مالک ہوں گے اس میں سے ایک تہائی میں وصیت نافذ ہوگی، اور باقی دو تہائی میں درج ذیل حصے ہوں گے:

۱:...... بیوی کا آٹھواں حصہ۔ ۲:...... والدہ کا چھٹا حصہ۔ ۳:-بیٹی کا نصف۔

۴:...... باقی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کا حصہ بہن سے دُگنا ہو۔

## کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر کام کرنے کا حکم

س...... میں کمپیوٹر کے شعبے سے منسلک ہوں اور میری ذمہ داری انٹرنیٹ کے ساتھ ہے، اس میں ہر قسم کے پروگرام ہوتے ہیں۔ کیا شرعی حیثیت سے اس کام کو کرنے کی اجازت ہے؟

ج...... کمپیوٹر جدید دور کی ایسی ٹیکنالوجی ہے جس میں مفید اور مضر دونوں کام لئے جاسکتے ہیں، اس لئے اس کو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ اس میں کوشش کی جاتی ہے کہ جو اس کے بُرے پہلو اور غلط اثرات ہیں اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔ اس شعبہ سے منسلک ہونا اور کام کرنے میں کوئی قباحت نہیں، بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس شعبہ خاص انٹرنیٹ میں زیادہ سے زیادہ اسلام سے متعلق کام کیا جائے اور اس کو کافروں کے لئے آزاد نہ چھوڑا جائے۔

## عیسائی عورت سے نکاح کا شرعی حکم

س...... کوئی مسلمان اپنی مسلمان بیوی کے ہوتے ہوئے کسی دُوسرے غیر مسلم ملک میں



فہرست

صرف ملازمت کی خاطر عیسائی عورت سے شادی کرسکتا ہے کہ نہیں؟ اور ایسا کرنے کی شکل میں اس کا پہلا نکاح کیسا ہوگا؟ باقی رہے گا؟ وہ عیسائی (عورت) اس کے لئے حلال ہوگی؟ اور اس مسلمان شخص کا ایمان باقی رہے گا؟ اور اس کی کمائی، دولت مسجد میں لگانا کیسا ہوگا؟

ج…… پہلے سے مسلمان بیوی کا نکاح میں ہونا تو عیسائی عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے مانع نہیں، البتہ چند دیگر وجوہ کی بنا پر ایسی شادی ناجائز ہے۔

اوّلاً:…… اہلِ کتاب کی جن عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے ان سے مراد وہ اہلِ کتاب ہیں جو دارالاسلام کے شہری ہوں، جن کو ''ذمی'' کہا جاتا ہے، دارالکفر کے باشندے مراد نہیں۔ لہٰذا اسلامی مملکت کی ذمی عورتوں سے، جبکہ وہ اہلِ کتاب دارالحرب میں رہتے ہیں ان کی عورتوں سے نکاح مکروہِ تحریمی ہے (اور مکروہِ تحریمی، حرام کے قریب ہونے کی وجہ سے ناجائز کہلاتا ہے) لہٰذا یہ نکاح منعقد تو ہوجائے گا مگر مکروہِ تحریمی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا اور ایسا کرنے والا گناہگار ہوگا۔

ثانیاً:…… اہلِ کتاب کی عورتوں کے ساتھ نکاح کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ واقعتاً اہلِ کتاب ہوں بھی، محض نام کے عیسائی، یہودی نہ ہوں۔ آج کل کے بہت سے یہود و نصاریٰ صرف نام کے یہودی، عیسائی ہیں، ورنہ واقع کے اعتبار سے وہ قطعاً ملحد ہوتے ہیں، وہ نہ کسی کتاب کے قائل ہیں، نہ کسی نبی کے، نہ دین و مذہب کے، اگر ایسی عیسائی عورت ہو جو صرف قومی طور پر ''عیسائی'' کہلاتی ہے، واقعتاً ملحد اور لادین ہو، اس کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا اور ایسا جوڑا شرعی نقطۂ نظر کے لحاظ سے بدکاری و زناکاری کا مرتکب شمار ہوگا۔

ثالثاً:…… کسی مسلمان نے اہلِ کتاب کی عورت سے شادی کی ہو تو شرعی قانون کے لحاظ سے اولاد مسلمان شمار ہوگی، لیکن دیارِ غیر میں عیسائی عورتوں سے جو شادیاں رچائی جاتی ہیں ان سے پیدا ہونے والی اولاد اپنی ماں کا مذہب اختیار کرلیتی ہے بلکہ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ شادی سے پہلے یہ جوڑا طے کرلیتا ہے کہ آدھی اولاد شوہر کی ہوگی اور آدھی بیوی کے مذہب پر ہوگی، اگر ایسی شرط لگائی جائے تو ایسی شادی کرنے والا مسلمان یہ


فہرست

شرط لگاتے ہی مرتد ہوجائے گا کیونکہ اس نے اپنی اولاد کے کافر ہونے کو گوارا کرلیا اور اس پر رضامندی دے دی، اور کسی کے کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے، لہٰذا ایسی شرط لگاتے ہی یہ شخص ایمان سے خارج ہوکر مرتد ہوجائے گا اور اس کی پہلی بیوی نکاح سے خارج ہوجائے گی۔

**رابعاً:**...... ہمارے بھولے بھالے نوجوان امریکہ وغیرہ کی شہریت حاصل کرنے اور روٹی کمانے کا ذریعہ پیدا کرنے کی خاطر عیسائی عورتوں کے چکر میں تو پڑ جاتے ہیں لیکن ان ممالک کے قانون کے مطابق چونکہ طلاق کا حق مرد کے بجائے عورت کو حاصل ہے لہٰذا ایسی عورتیں جن کے جال میں ہمارے بھولے بھالے نوجوان پھنسے تھے ان کو طلاق دے کر گھر بار پر بھی اور اولاد پر بھی قبضہ کرلیتی ہیں اور یہ شوہر صاحب "خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ" کا مصداق دونوں جہان میں راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے، چونکہ فقہ کا قاعدہ ہے: "المعروف کالمشروط" یعنی جس چیز کا عام رواج اور عرف ہو اس کو ایسا سمجھنا چاہئے کہ گویا عقد کے وقت اس کی شرط رکھی گئی تھی، لہٰذا ان ممالک کے عرف کے مطابق گویا یہ شخص اس شرط پر نکاح کر رہا ہے کہ عورت جب چاہے اس کو طلاق دے کر بچوں پر قبضہ کرلے۔

ان وجوہات کی بنا پر غیرممالک میں مسلمان نوجوانوں کا عیسائی عورتوں سے شادی کرنا ناجائز ہے اور دُوسری وجہ کی بنا پر نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا، اور تیسری وجہ چونکہ موجبِ کفر ہے اس لئے اس صورت میں اس کا پہلی بیوی سے نکاح فسخ ہوجائے گا، اور چوتھی وجہ میں بھی اندیشۂ کفر ہے، البتہ اگر کوئی کفریہ شرط نہیں رکھی گئی تھی اور نہ معروف تھی تو پہلی بیوی اس کے نکاح میں رہے گی، مگر یہ شخص عیسائی عورت سے نکاح کرنے کی بنا پر گناہگار ہوگا، ھٰذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب!

## قبر پر اذان دینا

س...... جناب میرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے آتے ہی ہمیں ایک نئی اُلجھن میں ڈال دیا ہے، وہ یہ کہ وہ میّت کو دفنانے کے بعد تلقین کے بعد بآوازِ بلند اذان دیتے ہیں۔

ج……علامہ شامیؒ نے حاشیہ درمختار میں دو جگہ (ج:۱ ص:۳۵۸، ج:۲) اور حاشیہ بحر میں (ج:۱ ص:۲۶۹) اس کا بدعت ہونا نقل کیا ہے۔

س…… ہمارے ہاں میّت کے ہاتھ ناف پر رکھ دیتے ہیں، یہ طریقہ کس حد تک دُرست ہے یا غلط؟ ہماری رہنمائی فرمائیں، ہم بڑی اُلجھن میں ہیں۔

ج……میّت کے دونوں ہاتھ اس کے پہلوؤں میں رکھے جائیں، سینے پر یا ناف پر نہیں۔

## ترکہ میں سے شادی کے اخراجات نکالنا

س…… ہمارے والد کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں ایک لڑکا ہے، پہلی بیوی کی وفات کے بعد دُوسری بیوی سے سات لڑکیاں ایک لڑکا ہے۔ تین لڑکیوں اور ایک لڑکے کی شادی باقی ہے۔ دسمبر ۱۹۹۳ء میں والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ والد نے جو کچھ چھوڑا ہے اس میں سے غیرشادی شدہ اولاد کی شادی ہوگی، اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔

۱:……وراثت کب تقسیم ہونی چاہئے؟

۲:……کیا وراثت میں سے غیرشادی شدہ اولاد کے اخراجات نکالے جاسکتے ہیں؟

ج……۱: تمہارے والد کے انتقال کے ساتھ ہی ہر وارث کے نام اس کا حصہ منتقل ہوگیا، تقسیم خواہ جب چاہیں کرلیں۔

ج……۲: چونکہ والدین نے باقی بہن بھائیوں کی شادیوں پر خرچ کیا ہے، اس لئے ہمارے یہاں یہی رواج ہے کہ غیرشادی شدہ بہن بھائیوں کے اخراجات نکال کر باقی تقسیم کرتے ہیں۔

دراصل باقی بہن بھائی والدہ کی خواہش پوری کرنے پر راضی ہوں تو شادی کے اخراجات نکال کر تقسیم کیا جائے، اگر راضی نہ ہوں تو پورا ترکہ تقسیم کیا جائے، لیکن شادی کا خرچہ تمام بہن بھائیوں کو اپنے حصوں کے مطابق برداشت کرنا ہوگا۔

## اُردو ترجمہ پر قرآن مجید کا ثواب

س……قرآن مجید کی تلاوت کے بجائے اگر قرآن مجید کا اُردو ترجمہ ترتیب وار پڑھا جائے تو ثواب ملے گا، کیونکہ اگر اُردو ترجمہ کو عربی میں کردیا جائے تو قرآن مجید بن جاتا ہے؟

ج……قرآن مجید عربی میں نازل ہوا ہے اور اس کے ہر لفظ کی تلاوت پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے، ظاہر ہے کہ اس کے ترجمے پر اَجر و ثواب نہیں، اس لئے قرآنِ کریم کی تلاوت کا ثواب تو عربی الفاظ کی تلاوت پر ہی ملے گا، ترجمے کے ذریعہ مفہوم سمجھنے کا ثواب ملے گا، قرآنِ کریم کی تلاوت کا ثواب نہیں ہوگا۔

س……بعض مولوی صاحبان سے سنا ہے کہ جو میاں بیوی اس دُنیا میں نیک اعمال کرتے ہیں تو اگلے جہان میں وہ ایک ساتھ ہوں گے۔ اب اگر مؤمن میاں بیوی میں سے میاں مرجائے اور بیوی دُوسری شادی کرلے جو کہ اس کا اسلامی حق ہے اور دُوسرا شوہر بھی نیک اور متقی ہو تو آخرت میں یہ بیوی کون سے شوہر کے نام سے پہچانی جائے گی اور کس شوہر کے ساتھ ہوگی؟ کیونکہ شوہر تو دونوں نیک اعمال والے ہیں۔

ج……اس میں اہلِ علم کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ بیوی آخری شوہر کے پاس ہوگی، کیونکہ جب اس نے دُوسرا نکاح کرلیا تو پہلے شوہر سے اس کا تعلق ختم ہوگیا۔

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے، جس کو پسند کرے اس کے ساتھ اس کا عقد کردیا جائے گا۔

## معاش کے لئے کفر اختیار کرنا

س……میرے ایک محترم دوست نے چند دن پہلے معاشی حل کے لئے قادیانیت کو قبول کیا، ان سے بات کرنے پر انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا جو فارم میں نے پڑھا ہے اس کی شرائط میں کہیں بھی کفریہ کلام نہیں، مثلاً زنا نہ کرنا، بدنظری نہ کرنا، رشوت نہ لینا، جھوٹ نہ بولنا، اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی علیہ السلام ماننا۔ اور اس نے صرف ضرورت پوری ہونے تک قادیانیت قبول کی ہے اور بعد میں وہ لوٹ آئے گا۔ کیا اس کے اس فعل کے بعد اسلام رہا؟ اگر نہیں تو بیوی بچوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ اگر گھر والوں کو چھوڑنے پر بھی تیار نہ ہو اور اس کی چند جوان اولاد بھی ہیں اور جو مال وہ دے تو اسے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج……مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں کسی قسم کا شبہ

اور تردّد نہیں، اللہ تعالیٰ کی عدالت بھی ان کو کافر و مرتد قرار دے چکی ہے، اور عالمِ اسلام کی اعلیٰ عدالتیں بھی، اس شخص کو اگر اس مسئلے میں کوئی شبہ ہے تو وہ اہلِ علم سے تبادلۂ خیال کرے۔

قادیانیت کا فارم پُر کرنا، اپنے کفر و ارتداد پر دستخط کرنا ہے۔ جہاں تک معاشی مسئلے کا تعلق ہے، معاش کی خاطر ایمان کو فروخت نہیں کیا جاسکتا، اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ وہ بعد میں لوٹ آئے گا، قابلِ اعتبار نہیں۔ جب ایک چیز صریح کفر ہے تو اس کو اختیار کرنا ہی ناروا ہے، اور اس کو اختیار کرتے ہی آدمی دین سے خارج ہوجاتا ہے، تو اس کے واپس لوٹنے کی کیا ضمانت؟

اس شخص کو قادیانیت کی حقیقت اور ان کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا جائے، اگر اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ ان سے توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ اس کے بیوی بچوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کرلیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مرگیا ہے۔

چونکہ یہ شخص قادیانی فارم پُر کرچکا ہے، اس لئے اگر یہ تائب ہوجائے تو اس کو اپنے ایمان کی بھی تجدید کرنی ہوگی، اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا ہوگا (جس کی تفصیل میرے رسائل ''تحفۂ قادیانیت'' اور ''خدائی فیصلہ'' وغیرہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔

## خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

س…… آپ کو زحمت دے رہا ہوں، روزنامہ ''نوائے وقت'' اتوار ۱۰ رجون ۱۹۹۰ء میں ''نورِ بصیرت'' کے مستقل عنوان کے ذیل میں میاں عبدالرشید صاحب نے ''باز اور بڑھیا'' کے عنوان سے ایک اقتباس تحریر کیا (تراشہ ارسالِ خدمت ہے)، جس میں احقر کے علم کے مطابق مصنف نے حدیثِ نبویؐ کی نفی، جہاد بالسیف اور جہاد باللسان کے بارے میں اپنی آراء اور مسواک (سنتِ رسولؐ) کے بارے میں ہرزہ سرائی سے کام لیا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ میاں عبدالرشید صاحب کی کوتاہ علمی اور ہرزہ سرائی کا مدلل جواب عنایت فرمائیں تاکہ احقر اسے روزنامہ ہذا میں چھپوا کر بہت سارے مسلمانوں کے شکوک، جو کہ مصنف نے تحریر ہذا کے ذریعے پیدا کئے ہیں، دُور کرسکے، اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عنایت فرمائیں۔

''نورِبصیرت'' کے عنوان سے لکھا ہوا میاں عبدالرشید کا متذکرہ بالا مضمون یہ ہے:

## ''باز اور بڑھیا''

''رومیؒ نے ایک حکایت لکھی ہے، کسی بڑھیا کے مکان کی چھت پر ایک باز آ کے بیٹھ گیا اور اتفاق سے بڑھیا کے ہاتھ آ گیا، بڑھیا نے اسے پیار کرتے کرتے اس کی چونچ کو دیکھا تو بولی: ہائے افسوس! چونچ اتنی بڑھ گئی ہے اور آگے سے ٹیڑھی بھی ہوگئی ہے۔ پھر اس کے پنجے دیکھے تو اسے اور افسوس ہوا کہ ناخن اتنے بڑھ گئے ہیں۔ بڑھیا نے قینچی لی، پہلے باز کی بڑھی ہوئی چونچ کاٹی، پھر اس کے پنجے ٹھیک کئے، پھر اس کے پَر کاٹ کر دُرست کئے، اس کے بعد خوشی سے بولی: اب یہ کتنا پیارا لگتا ہے!

رومیؒ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ بعض لوگ اچھی بھلی چیزوں کو نکما اور بے کار بنا دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اس کی اصلاح کر دی ہے۔ یہی کچھ ہمارے اسلام سے کیا جارہا ہے۔ ایک طرف، اس کے اندر سے جہاد اور شوقِ شہادت نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ دُوسری طرف، رسوم پر زور دے کر اعمال کو رُوح سے بے گانہ بنایا جارہا ہے، جس سے مسلمانوں میں تنگ نظری، تعصب اور فرقہ پرستی پھیل رہی ہے۔ تیسری طرف، مسلمانوں کو قصے کہانیوں میں اُلجھایا جارہا ہے، جس کے نتیجے میں وہ حقیقت پسندی سے دُور ہو رہے ہیں۔

ایک فوجی افسر نے مجھے بتایا کہ ان کے دفتر کے ساتھ جو مسجد ہے، وہاں نمازِ ظہر کے بعد ایک کتاب پڑھ کر سنائی جاتی ہے، ایک دن ابنِ ماجہ کے حوالے سے یہ ''حدیث'' بیان کی گئی کہ دو اشخاص تھے، ان میں سے ایک نے شہادت کی موت پائی، دُوسرا


فہرست

طبعی موت مرا، کسی نے خواب میں دیکھا کہ طبعی موت مرنے والا شہید سے کئی برس پہلے جنت میں داخل ہوا۔ پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ چونکہ طبعی موت مرنے والے نے نمازیں زیادہ پڑھی تھیں، اس لئے اسے شہید پر فوقیت ملی۔ ہے ماننے والی بات؟ کیا یہ بات اسلام کی تعلیم کے سراسر منافی نہیں؟ متفقہ مسئلہ ہے کہ شہادت کی موت افضل ترین موت ہے، شہید بغیر کسی حساب کتاب کے سیدھا جنت میں جاتا ہے، کیا یہ فوجیوں کے اندر سے شہادت کا شوق ختم کرنے کی کوشش تو نہیں؟

سورۃ الصّف کی چوتھی آیت ہے (ترجمہ): ''اللہ تعالیٰ فی الواقع انہیں محبوب رکھتے ہیں جو ان کی راہ میں صف بستہ لڑیں، جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔''

یہ واضح طور پر لڑائی کے بارے میں ہے۔

لیکن اسی افسر نے مجھے بتایا کہ وہاں اس آیت کو چھوڑ کر آیہ:۱۱ کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے: ''جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد نہیں بلکہ) کوشش کرتے ہیں اپنے اموال سے اپنی جانوں سے۔'' ظاہر ہے کہ کوشش سے مراد تبلیغی دوروں پر جانا ہے۔

ایک اور فوجی افسر نے واقعہ سنایا کہ بہاول پور کی طرف ان کے تین ٹینک بڑی نہر میں گر گئے جوانوں نے تلاش کی، دو مل گئے، تیسرا نہ ملا۔ شام کو کرنل نے جو ماشاء اللہ اسی پرہیزگار جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، جوانوں کا اکٹھا کیا اور کہا: معلوم ہوتا ہے کہ آج تم نے مسواک ٹھیک طرح سے نہیں کی تھی، اس وجہ سے ٹینک نہیں ملا، کل صبح مسواک اچھی طرح سے کر کے آنا۔ دُوسرے دن جوان اچھی طرح سے مسواک کر کے نہر میں اُترے تو تیسرا ٹینک بھی مل گیا۔''

ج……میاں صاحب نے پیرِ رُومیؒ کے حوالے سے ''باز اور بڑھیا'' کی جو تمثیلی حکایت نقل کی ہے وہ بھی بجا، اور اس کو نقل کرکے میاں صاحب کا یہ ارشاد بھی سر آنکھوں پر کہ:

''یہی کچھ ہمارے اسلام کے ساتھ کیا جارہا ہے۔''

چنانچہ میاں صاحب کا زیرِ نظر مضمون بھی اسی کی اچھی مثال ہے، جس میں متعدّد پہلوؤں سے ''روایتی بڑھیا'' کا کردار ادا کیا گیا ہے۔

اوّل:……ایک اُمتی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تعلق ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی سنتے ہی اس کا سر جھک جائے، اور اس کے لئے کسی چون و چرا کی گنجائش نہ رہ جائے، اس لئے کہ ایک اُمتی کے لئے، اگر وہ واقعتاً اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی سمجھتا ہے، سب سے آخری فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وارشاد کے بعد نہ کسی چون و چرا کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف اپیل ہوسکتی ہے، قرآنِ کریم کا ارشاد ہے:

"فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا." (النساء:۶۵)

ترجمہ:……''پھر قسم ہے آپؐ کے رَبّ کی! یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپؐ سے تصفیہ کروالیں، پھر آپؐ کے اس تصفیے سے اپنے دِلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورے طور پر تسلیم کرلیں۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

لیکن ارشادِ ربانی کے مطابق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سن کر میاں صاحب کا سر اس کے سامنے نہیں جھکتا، بلکہ وہ اس کو: ''جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت نکالنے کی کوشش اور رسوم پر زور دے کر اعمال کو رُوح سے بے گانہ بنانے کی غلطی'' سے تعبیر کرتے

ہیں، وہ اس حدیثِ نبوی اور ارشادِ مصطفوی (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کو ''اسلام کی بڑھتی ہوئی چونچ'' سمجھ کر روایتی بڑھیا کی طرح فوراً اسے مقراضِ قلم سے کاٹ ڈالتے ہیں، اور اسلام کی قطع و برید کا یہ عمل ان کے خیال میں ''نورِ بصیرت'' کہلاتا ہے۔ حالانکہ روایتی بڑھیا کی طرح نہ انہیں یہ معلوم ہے کہ اس حدیث شریف کا مدعا کیا ہے؟ نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ وہ اس حدیث شریف کو جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کے منافی سمجھتے ہیں، اور انہیں یہ حدیث شریف اسی طرح فالتو نظر آتی ہے، جس طرح بڑھیا کو باز کی چونچ اور بڑھے ہوئے ناخن فالتو نظر آئے تھے۔

دوم:......میاں صاحب ایک فوجی افسر کے حوالے سے ہمیں بتاتے ہیں کہ:

''ان کی مسجد میں ظہر کے بعد ایک کتاب پڑھ کر سنائی جاتی ہے، ایک دن وہاں ''ابنِ ماجہ'' کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی گئی۔''

یہ کتاب جو ظہر کے بعد پڑھ کر سنائی جارہی تھی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''فضائلِ نماز'' ہے، اور اس میں یہ ''حدیث'' صرف ابنِ ماجہ کے حوالے سے نہیں ذکر کی گئی، بلکہ اس کے حوالے کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا نام درج ہے:

۱:......مؤطا امام مالکؒ　　۲:......مسندِ احمد　　۳:......ابوداؤد

۴:......نسائی　　۵:......ابنِ ماجہ　　۶:......صحیح ابنِ خزیمہ

۷:......صحیح ابنِ حبان　　۸:......مستدرک حاکم　　۹:......بیہقی

۱۰:......ترغیب وترہیب منذری　　۱۱:......درِمنثور

لیکن ان کے فوجی افسر نے بتایا کہ ابنِ ماجہ کے حوالے سے یہ ''حدیث'' بیان کی گئی اور میاں صاحب نے بغیر تحقیق اس کو اپنے کالم میں گھسیٹ دیا۔ شاید میاں صاحب نے روایتی بڑھیا کی طرح قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت کو بھی (نعوذ باللہ) فالتو سمجھا:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا

أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ.“

(الحجرات:٦)

ترجمہ:......”اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو، کبھی کسی قوم کو نادانی سے ضرر نہ پہنچادو، پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

چنانچہ میاں صاحب نے بغیر تحقیق کے اس خبر پر اعتماد کرلیا اور حدیثِ نبوی کو اپنی ناروا تنقید کے نشانے پر رکھ لیا۔

سوم:...... یہ ”حدیث“ جو میاں صاحب کے فوجی افسر کے بقول ابنِ ماجہ کے حوالے سے پڑھی جارہی تھی، مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے مروی ہے:

**ا:......حضرت سعد بن ابی وقاصؓ:**

مؤطا امام مالک ص:١٦١، مسندِ احمد ج:١ ص:١٧٠، صحیح ابنِ خزیمہ ج:١ ص:١٦٠، مستدرک حاکم ج:١ ص:٢٠٠۔

امام حاکمؒ اس کو اپنی سند کے ساتھ نقل کرکے فرماتے ہیں: صحیح الاسناد۔ امام ذہبیؒ تلخیص مستدرک میں فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ امام نورالدین ہیثمیؒ اس کو مسند امام احمد اور طبرانی کے حوالے سے نقل کرکے فرماتے ہیں: مسندِ احمد کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

**٢:......حضرت عبید بن خالدؓ:**

مسندِ احمد ج:٣ ص:٥٠٠، ج:٤ ص:٢١٩، ابوداوٗد ج:١ ص:٣٤٢، نسائی ج:١ ص:٢٨١، سننِ کبریٰ بیہقی ج:٣ ص:٣٧١، مصابح السنۃ ج:٣ ص:٤٤٢، مشکوٰۃ ص:٤٥١۔ یہ حدیث بھی صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

**٣:......حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ:**

مسندِ احمد ج:١ ص:١٦٣، ابنِ ماجہ ص:٢٨١، سننِ کبریٰ بیہقی ج:٣ ص:٣٧٢، مسندِ ابویعلیٰ ج:٢ ص:٩، صحیح ابنِ حبان ج:٥ ص:٢٧٧، مسندِ بزار (کشف الاستار عن زوائد البزار ج:٤ ص:٢٢٧)۔

امام نورالدین ہیثمیؒ اس حدیث کو مسندِ احمد، مسندِ ابویعلیٰ اور مسندِ بزار کے حوالے سے نقل کرکے فرماتے ہیں: ان تمام کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۲۰۴)

۴:......حضرت ابوہریرہؓ:

مسندِ احمد ج:۲ ص:۳۳۳۔

امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں: باسناد حسن۔ (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۲۰۴) اور یہی بات شیخؒ نے امام منذریؒ سے بھی نقل کی۔

۵:......حضرت عبداللہ بن شدادؓ:

مسندِ احمد ج:۱ ص:۱۶۳، مشکوٰۃ ص:۴۵۱، مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۲۰۴ (حضرت شیخؒ نے بھی ان تمام احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے)۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ حدیث متعدّد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے، ائمہ حدیث نے اس کی تخریج فرمائی ہے اور اس کے راویوں کی توثیق و تعدیل فرمائی ہے۔ لیکن ہمارے میاں صاحب کے نزدیک شاید حضراتِ محدثینؒ کی جرح و تعدیل اور تصحیح و تحسین بھی ایک فالتو چیز ہے اور وہ اسے روایتی بڑھیا کی طرح کاٹ دینا چاہتے ہیں۔

چہارم:......صحابہ کرامؓ کے دور سے آج تک اہلِ علم اس حدیث کو سنتے سناتے اور پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں، لیکن کسی کے گوشۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ اس سے جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کی نفی ہوتی ہے، البتہ اس حدیث سے نماز کی فضیلت اور طاعت و عبادت کے ساتھ طویل عمر ملنے کی سعادت پر ضرور استدلال کیا گیا، چنانچہ صاحبِ مصابیح السنۃ اور صاحبِ مشکوٰۃ نے اس حدیث کو "باب استحباب المال والعمر للطاعة" کے تحت ذکر کیا ہے، امام نورالدین ہیثمیؒ نے اسے ایک بار "نماز کی فضیلت" کے بیان میں اور دُوسری بار "باب فیمن طال عمره من المسلمین" کے ذیل میں ذکر کیا ہے، صحیح ابنِ حبان میں یہ حدیث درج ذیل عنوان کے تحت ذکر کی گئی ہے:

"ذکر البیان بأن من طال عمره وحسن عمله قد یفوق الشهید فی سبیل الله تبارک وتعالیٰ۔"

ترجمہ:......''اس اَمر کا بیان کہ جس شخص کی طویل عمر ہو اور عمل اچھا ہو، وہ کبھی شہید فی سبیل اللہ سے بھی فوقیت لے جاتا ہے۔''

الغرض! جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت فی سبیل اللہ کے بے شمار فضائل ہیں، لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ جہاد فرضِ کفایہ ہے اور نماز فرضِ عین ہے، نماز کے تارک پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے، اور نماز ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ دین کا ستون ہے، جس نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا، اور جس نے اس کو گرایا اس نے دین کو ڈھادیا۔ چنانچہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد دین کا سب سے بڑا اور سب سے اہم رُکن نماز ہے، نماز کے ان فضائل کو ذکر کرنے سے یہ کیسے لازم آیا کہ جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کو ختم کیا جارہا ہے؟ اور جو شخص نماز ہی نہیں پڑھتا (جیسا کہ ہمارے معاشرے کی اکثریت کا حال ہے، جن میں فوجی افسر اور جوان بھی شامل ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں کیا جہاد کرے گا؟ اور اس کے دِل میں کیا شوقِ شہادت ہوگا؟ لیکن میاں صاحب کے خیال میں شاید جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کے مقابلے میں نماز، روزہ اور دین کے دیگر اعمال وشعائر بھی فالتو چیز ہیں۔ اس لئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی چیز کی فضیلت کو شہادت فی سبیل اللہ سے بڑھ کر فرمائیں تو میاں صاحب اس کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں، اب انصاف فرمایئے کہ اسلام کے ساتھی روایتی بڑھیا کا کردار کون ادا کر رہا ہے...؟

میاں صاحب سورۃ الصّف کی چوتھی آیت کا ذکر کرتے ہوئے اسے فوجی افسر کے حوالے سے ہمیں بتاتے ہیں کہ:

> ''وہاں اس آیت کو چھوڑ کر آیت نمبر ۱۱ کی تفسیر یوں بیان کی گئی کہ: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد نہیں بلکہ) کوشش کرتے ہیں اپنے اموال سے، اپنی جانوں سے۔
>
> ظاہر ہے کوشش سے مراد تبلیغی دوروں پر جانا ہے۔''

میں پہلے قرآنی آیت کا حوالہ دے چکا ہوں کہ بغیر تحقیق کے سنی سنائی بات پر اعتماد کر کے کوئی کاروائی نہیں کرنی چاہئے، اور میاں صاحب کے فوجی افسر کی روایت کا حال

بھی اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ حضرتِ شیخؒ ایک حدیث کے لئے ایک درجن کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں کہ ان ''فوجی افسر'' کا حافظہ صرف ''ابنِ ماجہ'' کے نام کا بوجھ بمشکل اُٹھاسکا، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بات کیا کہی جارہی ہوگی اور میاں صاحب کے راوی نے اس کو کیا سے کیا سمجھا ہوگا؟

جو بات کہی جارہی ہوگی وہ یہ ہوگی کہ دین کی دعوت و تبلیغ اور مسلمانوں میں اسلامی شعائر قائم کرنے کی جو محنت بھی ہو اس پر ''فی سبیل اللہ'' کا اطلاق ہوتا ہے، خود جہاد فی سبیل اللہ بھی اسی محنت کی ایک شکل ہے، چنانچہ سب جانتے ہیں کہ جہاد سے پہلے مسلمانوں کے اَمیرِ لشکر کی طرف سے کافروں کو یہ دعوت دی جاتی ہے:

✻:......تم اسلام قبول کرلو، تمہارے حقوق بھی وہی ہوں گے جو ہمارے ہیں، اور تمہاری ذمہ داریاں بھی وہی ہوں گی جو ہماری ذمہ داریاں ہیں۔

✻:......اگر تم اسلام لانا نہیں چاہتے تو ہم نے جو اسلام کے قانون کا نظام قائم کر رکھا ہے، اس کے ماتحت رہنے کو قبول کرلو، اور اس کے لئے جزیہ ادا کرو۔

✻:......اگر جزیہ دے کر اسلامی نظام کے ماتحت رہنا بھی قبول نہیں کرتے ہو تو مقابلے کے لئے تیار ہوجاؤ، تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کرے گی۔

اسلامی جہاد کی یہ دفعات ہر طالبِ علم کو معلوم ہیں، جس سے واضح ہے کہ جہاد بھی دعوت الی اللہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہے۔ اس کے بعد دعوت و تبلیغ کے ''فی سبیل اللہ'' ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟ حضراتِ مفسرین نے ''فی سبیل اللہ'' کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے جس سے معلوم ہوگا کہ علمِ دین حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا بھی ''فی سبیل اللہ'' میں داخل ہے، اور حج و عمرہ بھی ''فی سبیل اللہ'' میں شامل ہے، اب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ دین کی سربلندی اور احیائے اسلام کے لئے جو

کوشش بھی کی جائے وہ ''فی سبیل اللہ'' میں داخل ہے، اور اس پر وہی اَجر وثواب مرتب ہوگا جو ''فی سبیل اللہ'' کے لئے موعود ہے تو اس کی یہ بات کیا بے جا ہے؟

میں میاں صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ تبلیغی سفروں پر جانا تو آپ کے خیال میں ''فی سبیل اللہ'' میں داخل نہیں، لیکن ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی وہ تین دفعات جو میں نے ذکر کی ہیں، کیا آپ نے ان کو پورا کرلیا ہے...؟

کیا ہمارے فوجی افسران کافروں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ تم بھی ہمارے دین میں داخل ہوکر ہمارے بھائی بن جاؤ...؟

کیا یہ دعوت دی جاتی ہے کہ اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو اسلامی نظام جو ہم نے قائم کر رکھا ہے، جزیہ دے کر اس کی ماتحتی قبول کرلو؟ اور کیا ہمارے ملک میں واقعتاً اسلامی نظام نافذ بھی ہے جس کی ماتحتی کی کسی کافر قوم کو دعوت دے جائے...؟ جب تک آپ اسلامی نظام نہ قائم کرلیں، اس کی دعوت کیسے دیں گے؟ اور جب تک اس کی دعوت نہ دی جائے، اسلامی جہاد کیسے ہوگا؟ اور اس پر اسلامی جہاد کے فضائل کیسے مرتب ہوں گے؟ کیا میاں صاحب اس معمے کو حل فرمائیں گے...؟

اور مسواک کے بارے میں میاں صاحب نے جو گل افشانی فرمائی ہے، اس کا جواب خود ان کی تحریر کے آخر میں موجود ہے کہ:

''دُوسرے دن جوان اچھی طرح مسواک کرکے نہر میں اُترے تو تیسرا ٹینک بھی مل گیا۔''

اگر سنتِ نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) پر عمل کرنے سے مددِ خداوندی شاملِ حال ہوجائے تو اس پر ذرا بھی تعجب نہیں، اور جب تک مجاہدینِ اسلام سنتِ نبویؐ کے پابند نہ ہوں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد نہیں ہوسکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات اس کے شاہد ہیں، اور خود میاں صاحب نے جو واقعہ نقل کیا ہے وہ بھی اس کی روشن دلیل ہے، لیکن شاید میاں صاحب کے دِل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی کوئی اہمیت نہیں، اس لئے وہ اس صحیح واقعہ کو مذاق میں اُڑانا چاہتے ہیں، اور

روایتی بڑھیا کی طرح باز کے پَر کاٹ دینا چاہتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ فہمِ سلیم عطا فرمائیں۔

## خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر شبہات کی وضاحت

س…… ہمارے ایک دوست جو بڑے فنکار ہیں، وہ اکثر دین کی باتوں پر تبصرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اکثر و بیشتر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: میں اس بات پر حیران ہوں کہ اتنی شدید مصروفیات جہاد اور تبلیغِ دین کے باوجود ان کے پاس اتنا وقت کیسے تھا کہ وہ اتنی شادیاں کرتے اور عورتوں کے حقوق ادا کرسکتے تھے۔ ان کے تبصرہ کا میں کیا جواب دوں؟ وضاحت فرمائیں، مجھے شدید افسوس ہوتا ہے!

ج…… یورپ کے مستشرقین نے اپنے تعصب، نادانی اور جہلِ مرکب کی وجہ سے اسلام کے جن مسائل کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے ان میں ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدّدِ ازواج کا مسئلہ بھی ہے، جس پر انہوں نے خاصی زہر چکانی کی ہے۔ ہمارا جدید طبقہ مستشرقین سے مرعوب اور احساسِ کمتری کا شکار ہے، وہ ایسے تمام مسائل میں - جن پر مستشرقین کو اعتراض ہے - ندامت و معذرت کا انداز اختیار کرتا ہے، اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مغرب کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے ان حقائق کا ہی انکار کردیا جائے، چنانچہ وہ عقلی شبہات کے ذریعہ ان حقائق کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ کے دوست کی گفتگو بھی اسی ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے، وہ بظاہر بڑے معصومانہ انداز میں یہ پوچھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بیویوں کے حقوق کیسے ادا کرتے تھے؟ لیکن سوال کا منشا اصل واقعہ پر اعتراض ہے۔

بہرحال آپ کے دوست اگر چند اصولی باتیں ذہن میں رکھیں تو مجھے توقع ہے کہ ان کے خدشات زائل ہوجائیں گے۔

۱:……سب سے پہلے یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ دین کے مسائل کو خوش طبعی اور ہنسی مذاق کا موضوع بنانا نہایت ہی خطرناک مرض ہے۔ آدمی کو شدت کے ساتھ ان سے پرہیز کرنا چاہئے، خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی (جو اہل ایمان کا مرجعِ

عقیدت ہی نہیں، مدارِ ایمان بھی ہے)، آپؐ کے بارے میں لب کشائی تو کسی مسلمان کے لئے کسی طرح بھی روا نہیں۔ قرآن کریم میں ان منافقوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو اپنی نجی محفلوں میں رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو، قرآن کریم کی آیاتِ شریفہ کو طنز و مذاق کا نشانہ بناتے تھے، جب ان سے بازپُرس کی جاتی تو کہہ دیتے: ''اجی! ہم تو بس یونہی دل لگی اور خوش طبعی کی باتیں کر رہے تھے۔'' ان کے اس ''عذرِ گناہ، بدتر از گناہ'' کے جواب میں ارشاد ہے: ''کیا تم اللہ تعالیٰ سے، اس کی آیات سے اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگی کرتے تھے؟ بہانہ نہ بناؤ، تم نے دعویٰ ایمان کے بعد کفر کیا ہے!'' (التوبہ:۶۵،۶۶)

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آیاتِ الٰہیہ کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی کو دل لگی اور خوش طبعی کا موضوع بنانا کتنا خطرناک ہے، جسے قرآن کریم کفر قرار دیتا ہے! اس لئے ہر مسلمان سے، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، میری ملتجیانہ درخواست ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل کو اپنے ظریفانہ تبصروں کو موضوع بنانے سے مکمل پرہیز کریں، ایسا نہ ہو کہ غفلت میں کوئی غیرمحتاط لفظ زبان سے نکل جائے اور متاعِ ایمان برباد ہوکر رہ جائے، نعوذ باللہ من ذالک!

۲:...... ایک بنیادی غلطی یہ ہے کہ بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند و بالا ہستی کو اپنی سطح پر غور و فکر کرتے ہیں اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات اپنی ذہنی سطح سے اونچی دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اور جن کمالات و خصوصیات سے آپؐ کو نوازا ہے وہ ہمارے فہم و ادراک کی حد سے ماورا ہے، وہاں تک کسی جن و ملک کی رسائی ہے، نہ کسی نبیٔ مرسل کی، جہاں جبریل امین کے پَر جلتے ہوں وہاں ما و شما کی عقلی تگ و دو کی کیا مجال ہے! آپ کے دوست بھی اسی بنیادی غلطی میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات سے ناپتے تو انہیں کوئی حیرت نہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اتنی بیویوں کے حقوق کیسے ادا فرماتے تھے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اپنے اندر اعجاز کا

پہلو رکھتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر سے قلیل عرصے میں بتوفیق خداوندی انسانی زندگیوں میں جو انقلاب برپا کیا اور امت کو روحانی و مادّی کمالات کی جس اوجِ ثریا پر پہنچادیا، کیا ساری امت مل کر بھی اس کارنامہ کو انجام دے سکتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات ایسی ہے جو اپنے اندر حیرت انگیز اعجاز نہیں رکھتی، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں: ”آپ کا کون سا معاملہ عجیب نہیں تھا!“

۳:......آپ کے دوست کو یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ محض عقلی احتمالات یا حیرت و تعجب کے اظہار سے کسی حقیقت، واقعہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً: ایک شخص سر کی آنکھوں سے سورج نکلا ہوا دیکھ رہا ہے، اس کے برعکس ایک ”حافظ جی“ محض عقلی احتمالات کے ذریعہ اس کھلی حقیقت کا انکار اور اس پر حیرت و تعجب کر رہا ہے۔ اہلِ عقل اس ”حافظ جی“ کی عقل و فہم کی داد نہیں دیں گے بلکہ اسے اندھا ہونے کے ساتھ ساتھ ضدی اور ہٹ دھرم بھی قرار دیں گے۔ ٹھیک اسی طرح سمجھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواجِ مطہرات کے حقوق نہایت عدل و انصاف کے ساتھ ادا کرنا ایک حقیقتِ واقعیہ ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت آپؐ کے یہاں نو بیویاں تھیں، ان میں آٹھ کے یہاں باری باری شب باشی فرماتے تھے (حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے رکھی تھی، اس لئے ان کے یہاں شب باشی نہیں فرماتے تھے)۔ (صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص:۲۷۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عدل و انصاف کے ساتھ ازواج کے حقوق ادا فرماتے تھے اور پھر یہ دعا کرتے تھے: ”یا اللہ! جو بات میرے اختیار میں ہے اس میں تو پورا عدل و انصاف سے برتاؤ کرتا ہوں، اور جو چیز آپ کے اختیار میں ہے، میرے اختیار میں نہیں (یعنی کسی بی بی کی طرف دل کا زیادہ میلان) اس میں مجھے ملامت نہ کیجئے!“ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص:۲۷۹)۔ اس قسم کی بہت سی احادیث صحابہ کرام اور خود امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم

اجمعین سے مروی ہیں، گویا یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ازواجِ مطہراتؓ کے حقوق ادا فرماتے تھے بلکہ اس میں آپؐ نے عدل وانصاف کا اعلیٰ ترین معیار قائم کرکے دکھایا، خود ارشاد فرماتے تھے:

''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں!'' (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۲۸۱)

اب اس ثابت شدہ حقیقت پر حیرت وتعجب کا اظہار کرنا اور اس سے انکار کی کوشش کرنا اس پر وہی ''حافظ جی'' کی مثال صادق آتی ہے جو آنکھیں بند کرکے محض عقلی احتمالات کے ذریعہ طلوعِ آفتاب کی نفی کی کوشش کر رہا ہے۔

۴:......اور اگر آپ کے دوست کو اس بات کا شبہ ہے کہ امت کے لئے چار تک شادیوں کی اجازت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چار سے زائد شادیاں کیسے جائز تھیں؟ تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصوصی احکام دیئے تھے، جن کو اہلِ علم کی اصطلاح میں ''خصائصِ نبوی'' کہا جاتا ہے۔ حافظ سیوطیؒ نے ''الخصائص الکبریٰ'' میں، حافظ ابونعیمؒ نے ''دلائل النبوۃ'' میں اور علامہ قسطلانیؒ نے ''مواہب لدنیہ'' میں ان ''خصائص'' کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کردیا ہے۔ نکاح کے معاملے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد خصوصیات تھیں جن کو سورۂ احزاب کے چھٹے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے، ان میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپؐ کے لئے چار سے زائد شادیوں کی اجازت تھی۔

ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے پدری ومادری خاندان کی خواتین میں سے صرف اس سے نکاح کرنا جائز تھا جنھوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کی ہو، آپؐ کے خاندان کی جن عورتوں نے ہجرت نہیں کی تھی ان سے آپؐ کا نکاح جائز نہیں تھا۔ ایک خصوصیت یہ تھی کہ اگر کوئی خاتون مہر کے بغیر آپؐ کے عقد میں آنے کی پیشکش کرے اور آپؐ اس کو قبول فرمالیں تو بغیر مہر کے آپؐ کا عقد صحیح تھا، جبکہ امت کے لئے نکاح میں مہر

کا ہونا ضروری ہے، اگر زوجین نے یہ شرط کرلی ہو کہ مہر نہیں ہوگا تب بھی ''مہرِ مثل'' لازم آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ بیویوں کے درمیان برابری کرنا آپؐ کے ذمہ ضروری نہیں تھا (اس کے باوجود آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان برابری اور عدل وانصاف کی پوری رعایت فرماتے تھے، جیسا کہ اوپر عرض کرچکا ہوں)، جبکہ امت کے وہ افراد جن کے عقد میں دو یا زیادہ بیویاں ہوں ان کے ذمہ بیویوں کے درمیان برابری رکھنا فرض ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

> ''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل اور برابری نہ کرے وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔''

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص:۲۷۹)

الغرض! نکاح کے معاملے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سے خصوصیات تھیں، اور بیک وقت چار سے زائد بیویوں کا جمع کرنا بھی آپؐ کی انہی خصوصیات میں شامل ہے، جس کی تصریح خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

حافظ سیوطیؒ ''خصائصِ کبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ: شریعت میں غلام کو صرف دو شادیوں کی اجازت ہے، اور اس کے مقابلے میں آزاد آدمی کو چار شادیوں کی اجازت ہے، جب آزاد کو بمقابلہ غلام کے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے، تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عام افرادِ اُمت سے زیادہ شادیوں کی کیوں اجازت نہ ہوتی؟

متعدد انبیاء کرام علیہم السلام ایسے ہوئے ہیں جن کی چار سے زیادہ شادیاں تھیں، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی سو بیویاں تھیں، اور صحیح بخاری (ج:۱ ص:۳۹۵) میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو یا ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض روایات میں کم وبیش تعداد آئی ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ان روایات میں تطبیق کی ہے اور وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے یہاں

تین سو بیویاں اور سات سو کنیزیں تھیں۔ (فتح الباری ج:۶ ص:۲۶۰)

بائبل میں اس کے برعکس ذکر کیا گیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیزیں تھیں (۱۔سلاطین، ۱۱۔۳) ظاہر ہے کہ یہ حضرات ان تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہوں گے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نو ازواجِ مطہراتؓ کے حقوق ادا کرنا ذرا بھی محل تعجب نہیں!

۵:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کے بارے میں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی، اور ہر جنتی کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔ اس حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔

(فتح الباری ج:۱ ص:۳۷۸)

جب امت کے ہر مریل سے مریل آدمی کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جن میں چار ہزار مردوں کی طاقت ودیعت کی گئی تھی کم از کم سولہ ہزار شادیوں کی اجازت ہونی چاہئے تھی...!

۶:......اس مسئلہ پر ایک دوسرے پہلو سے بھی غور کرنا چاہئے، ایک داعی اپنی دعوت مردوں کے حلقے میں بلاتکلف پھیلا سکتا ہے، لیکن خواتین کے حلقے میں براہ راست دعوت نہیں پھیلا سکتا، حق تعالیٰ شانہ نے اس کا یہ انتظام فرمایا کہ ہر شخص کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے، جو جدید اصطلاح میں اس کی ''پرائیویٹ سیکریٹری'' کا کام دے سکیں اور خواتین کے حلقے میں اس کی دعوت کو پھیلا سکیں۔ جب ایک امتی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے یہ انتظام فرمایا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، جو قیامت تک تمام انسانیت کے نبی اور ہادی و مرشد تھے، قیامت تک پوری انسانیت کی سعادت جن کے قدموں سے وابستہ کردی گئی تھی، اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و رحمت سے امت کی خواتین کی اصلاح و تربیت کے لئے خصوصی انتظام فرمایا ہو تو اس پر ذرا بھی تعجب نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ حکمت و ہدایت کا یہی تقاضا تھا۔

۷:......اسی کے ساتھ یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت وجلوت کی پوری زندگی کتابِ ہدایت تھی، آپؐ کی جلوت کے افعال واقوال کو نقل کرنے والے تو ہزاروں صحابہ کرامؓ موجود تھے، لیکن آپؐ کی خلوت وتنہائی کے حالات امہات المؤمنینؓ کے سوا اور کون نقل کرسکتا تھا؟ حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان خفی اور پوشیدہ گوشوں کو نقل کرنے کے لئے متعدد ازواجِ مطہراتؓ کا انتظام فرمادیا، جن کی بدولت سیرتِ طیبہ کے خفی سے خفی گوشے بھی امت کے سامنے آگئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت وجلوت کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب بن گئی جس کو ہر شخص، ہر وقت ملاحظہ کرسکتا ہے۔

۸:......اگر غور کیا جائے تو کثرتِ ازواج اس لحاظ سے بھی معجزۂ نبوت ہے کہ مختلف مزاج اور مختلف قبائل کی متعدد خواتین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی سے نجی زندگی کا شب وروز مشاہدہ کرتی ہیں، اور وہ بیک زبان آپؐ کے تقدس وطہارت، آپؐ کی خشیت وتقویٰ، آپؐ کے خلوص وللّٰہیت اور آپؐ کے پیغمبرانی اخلاق واعمال کی شہادت دیتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی زندگی میں کوئی معمولی سا جھول اور کوئی ذراسی بھی کجی ہوتی تو اتنی کثیر تعداد ازواجِ مطہراتؓ کی موجودگی میں وہ کبھی بھی مخفی نہیں رہ سکتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی زندگی کی پاکیزگی کی یہ ایسی شہادت ہے جو بجائے خود دلیلِ صداقت اور معجزۂ نبوت ہے۔ یہاں بطورِ نمونہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں جس سے نجی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس وطہارت اور پاکیزگی کا کچھ اندازہ ہوسکے گا۔ وہ فرماتی ہیں: ''میں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا، اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میرا ستر دیکھا۔'' کیا دنیا میں کوئی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں یہ شہادت دے سکتی ہے کہ مدۃ العمر انہوں نے ایک دوسرے کا ستر نہیں دیکھا؟ اور کیا اس اعلیٰ ترین اخلاق اور شرم وحیا کا نبی کی ذات کے سوا کوئی نمونہ مل سکتا ہے؟ غور کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی زندگی کے ان ''خفی محاسن'' کو ازواجِ مطہرات کے سوا کون نقل کرسکتا تھا...؟

## صحیح بخاری پر عدم اعتماد کی تحریک

س…… مسئلہ یہ ہے کہ صحیح بخاری کی روایات و اسناد پر عدم اعتماد کی تحریک چل رہی ہے، اس تحریک کے پسِ پردہ جو لوگ ہیں اس کی تفصیل و فہرست خاصی طویل ہے، بہرحال نمونے کے طور پر صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ادارہ فکرِ اسلامی کے جنرل سیکریٹری جناب طاہر المکی صاحب، جناب عمر احمد عثمانی صاحب کی کتاب ''رجم اصل حد ہے یا تعزیر'' کے تعارفی نوٹس میں لکھتے ہیں:

> ''اہلِ حدیث حضرات کے علاوہ دُوسرے اسلامی فکر خصوصاً احناف کا امام بخاری کی تحقیقات کے متعلق جو نقطۂ نظر رہا ہے وہ مولانا عبدالرشید نعمانی مدرّس جامعہ بنوری ٹاؤن، علامہ زاہد الکوثری مصری اور انور شاہ کشمیری کی کتابوں سے ظاہر ہے۔
>
> مولانا عبدالرشید نعمانی کی تحقیقات سے صرف ایک اقتباس ملاحظہ ہو:
>
> ''کیا دو تہائی بخاری غلط ہے''
>
> ترجمہ:…… علامہ مقبلی اپنی کتاب الأرواح النوافخ میں لکھتے ہیں:
>
> ایک نہایت دین دار اور باصلاحیت شخص نے مجھ سے عراقی کی ''الفیہ'' (جو اُصولِ حدیث میں ہے) پڑھی اور ہمارے درمیان صحیحین کے مقام و مرتبہ خصوصاً بخاری کی روایات کے متعلق بھی گفتگو ہوئی ….. تو ان صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپؐ سے دریافت کیا کہ اس کتاب یعنی خصوصاً بخاری کی کتاب کے متعلق حقیقتِ اَمر کیا ہے؟
>
> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو تہائی غلط ہے۔

خواب دیکھنے والا کا گمان غالب ہے کہ یہ ارشادِ نبوی بخاری کے راویوں کے متعلق ہے، یعنی ان میں دو تہائی راوی غیر عادل ہیں کیونکہ بیداری میں ہمارا موضوعِ بحث بخاری کے راوی ہی تھے، واللہ اعلم۔''

(دیکھئے: مقبلی کی کتاب الارواح النوافخ ص:۶۸۹، ۶۹۰)

اس اچھوتی اور نادر روزگار دلیل پر طاہر المکی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ ہے بخاری کے فنی طور پر سب سے زیادہ صحیح ہونے کی حقیقت، اس کو ایڈٹ کرنے میں مولانا عبدالرشید نعمانی کے ساتھ جامعہ بنوری ٹاؤن کے مفتی ولی حسن بھی شریک رہے ہیں جیسا کہ اپنی حواشی کے آخر میں نعمانی صاحب نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا ہے، عبدالرشید صاحب فرماتے ہیں:

جب بخاری کے دو تہائی راوی غیر عادل ہیں تو ان کی روایات کی کیا حیثیت جو یقیناً بخاری کی دو تہائی روایات سے زیادہ بنتی ہیں، کیونکہ بہت سے راوی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کئی کئی روایتیں بیان کرتے ہیں۔'' (بحوالہ رجم اصل حد ہے یا تعزیر ص:۳۹)

محترمی! اب آپ مجھے بتائیں کہ کیا مذکورہ حوالے سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے، آیا وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر آپ کے نزدیک صحیح ہے تو کیا میں صحیح بخاری کے نسخے ضائع کردُوں؟ اور کیا مدارس کی انتظامیہ کو بذریعہ اخبار ترغیب دُوں کہ وہ اپنے مدارس کے نصاب سے صحیح بخاری کو خارج کردیں؟ مجھے اُمید ہے کہ میری اس اُلجھن کو دُور فرماکر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ج...... درج بالا خط ملنے پر اس ناکارہ نے حضرت نعمانی مدظلہ العالی کی خدمت میں عریضہ لکھا، جو درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''حضرت مخدوم و معظم! مدت فیوضہم و برکاتہم، السلام علیکم


فہرست

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک صاحب نے طاہر المکی کے حوالے سے آنجناب کی ایک عبارت نقل کرکے تیز وتند سوال کیا ہے۔ یہ اس شخص کا چوتھا خط ہے، میں نے مناسب سمجھا کہ "توجیہ القول بما لا یرضٰی به قائله" کے بجائے آنجناب ہی سے اس سلسلے میں مشورہ کرلیا جائے۔ مختصر سا اشارہ فرمادیا جائے کہ طاہر مکی کی نقل کہاں تک صحیح ہے؟ اور ان صاحب کے اخذ کردہ نتیجے سے کہاں تک اتفاق کیا جاسکتا ہے؟ چونکہ مجھے ہفتہ کے دن سفر پر جانا ہے اس لئے میں اس خط کا جواب کل ہی نمٹا کر جانا چاہتا ہوں۔ دعواتِ صالحہ کی اِلتجا ہے۔

والسلام

خویدکم محمد یوسف عفا اللہ عنہ۔"

حضرتِ موصوف مدظلہ العالی نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا:

"محترمی! وفقنی الله وایاکم لما یحب ویرضٰی!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس وقت درس گاہ میں "الأرواح النوافخ" موجود نہیں، "دراسات اللبیب" معین سندھیؒ کی تعلیقات میں عرصہ ہوا جب تلقی صحیحین کی بحث میں آپس کے اختلاف میں لکھا تھا کہ تلقی کا مسئلہ اختلافی ہے، اختلافی احادیث میں اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں، اس پر بحث کرتے ہوئے کہیں اس خواب کا بھی ذکر آگیا تھا۔ "الارواح" کے مصنف علامہ مقبلی پہلے زیدی تھے پھر مطالعہ کرکے سنی ہوگئے تھے اور عام یمنیوں کی طرح جیسے امیر یمانی، وزیر یمانی، قاضی شوکانی وغیرہ ہیں غیر مقلد ہوگئے تھے، انہوں نے تلقی رواۃ کے سلسلے میں اس خواب کا ذکر کیا تھا، خواب کی جو حیثیت ہے ظاہر ہے،

رواۃ کی تعدیل و تجریح میں اختلاف شروع سے چلا آتا ہے، جیسے مذاہبِ اربعہ میں اختلاف ہے، اس سے نہ کسی چیز کا بطلان لازم آتا ہے، نہ کسی مختلف چیز پر اجماع۔ یہ ہے اصل حقیقت تلقی امت کی بحث کی کہ نہ متون کی ساری امت کو تلقی ہے نہ رواۃ پر، جیسے تمام اختلافی مسائل کا حال ہے۔

قرآنِ کریم کا ثبوت قطعی ہے، لیکن اس کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف ہے، پھر کیا اس اختلاف کی بنا پر قرآنِ کریم کو ترک کردیا جائے گا؟ یہی حال متونِ صحیحین و رُواۃِ صحیحین کا ہے کہ نہ ان کا متن اُمت کے لئے واجب العمل ہے اور نہ ہر راوی بالاجماع قابلِ قبول ہے۔ اب منکرینِ حدیث اس سلسلے میں جو چاہیں رَوِش اختیار کریں۔ قرآنِ کریم کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف تھا، اور رہے گا۔ روایات کے قبول، عدمِ قبول میں مجتہدین کا اختلاف تھا، اور رہے گا، **فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر**۔

والسلام

محمد عبدالرشید نعمانی

۱۴۱۵/۲/۲۵ھ۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرّم و محترم! زید لطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے گرامی نامے کے جواب پر چند اُمور مختصراً لکھتا ہوں، فرصت نہیں، ورنہ اس پر پورا مقالہ لکھتا۔

۱:...... آپ کی اس تحریک کی بنیاد طاہر المکی صاحب کی اس تحریر پر ہے جس کا حوالہ آپ نے خط میں نقل کیا ہے، اور آپ نے اس تحریر پر اس قدر اعتماد کیا کہ اس کی بنیاد پر مجھ سے دریافت فرماتے ہیں کہ:

"مذکورہ حوالے سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر آپ کے (یعنی راقم الحروف کے) نزدیک بھی صحیح ہے تو کیا میں صحیح بخاری کے نسخے ضائع کردُوں؟ اور کیا مدارس کی انتظامیہ کو بذریعہ اخبار ترغیب دُوں کہ وہ اپنے مدارس کے نصاب سے صحیح بخاری کو خارج کردیں؟"

طاہر المکی صاحب کی تحریر پر اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ ان صاحب کا تعلق کہیں منکرینِ حدیث کے طائفے سے تو نہیں؟ اور یہ کہ کیا یہ صاحب اس نتیجے کے اخذ کرنے میں تلبیس و تدلیس سے تو کام نہیں لے رہے؟

طاہر المکی کا تعلق جس طبقے سے ہے، تلبیس و تدلیس اس طبقے کا شعار ہے، اور سنا گیا ہے کہ طاہر المکی کے نام میں بھی تلبیس ہے، اس کے والد میانجی عبدالرحیم مرحوم "مکی مسجد کراچی" میں مکتب کے بچوں کو پڑھاتے تھے، وہیں ان کی رہائش گاہ تھی، اسی دوران یہ صاحب پیدا ہوئے اور "مکی مسجد" کی طرف نسبت سے علامہ طاہر المکی بن گئے، سننے والے سمجھتے ہوں گے کہ حضرت "مکہ" سے تشریف لائے ہیں۔

۲:...... مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی کے حوالے سے اس نے قطعاً غلط اور گمراہ کن نتیجہ اخذ کیا ہے، جیسا کہ مولانا مدظلہ العالی کے خط سے ظاہر ہے، اوّل تو مقبلی زیدی اور پھر غیر مقلد تھا، پھر اس کا حوالہ خواب کا ہے، اور سب جانتے ہیں کہ خواب دینی مسائل میں حجت نہیں۔ پھر مولانا نے یہ حوالہ یہ ظاہر کرنے کے لئے نقل کیا ہے کہ رُواۃِ بخاری کے بارے میں بعض لوگوں کی یہ رائے ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی ایک دینی مدرسہ کے شیخ الحدیث ہیں، اگر ان کی وہ رائے ہوتی جو آپ نے طاہر المکی کی تلبیسانہ عبارت سے سمجھی ہے تو وہ آپ کی تحریک "عدم اعتماد" کے علم بردار ہوتے، نہ کہ صحیح بخاری پڑھانے والے شیخ الحدیث۔

۳:...... طاہر المکی نے امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کو بلاوجہ گھسیٹا ہے، حضرتؒ نے بیس برس سے زیادہ صحیح بخاری کا درس دیا، اور تدریسِ بخاری شروع کرنے

سے پہلے ۱۳ مرتبہ صحیح بخاری شریف کا بغور و تدبر مطالعہ فرمایا اور اس کی تمام شروح کا بغور و تدبر مطالعہ فرمایا، صحیح بخاری کی دو بڑی شرحیں ''فتح الباری'' اور ''عمدۃ القاری'' تو حضرتؒ کو ایسے حفظ تھیں جیسے گویا سامنے کھلی رکھی ہوں۔ (مقدمہ فیض الباری ص:۳۱)

حضرت شاہ صاحبؒ نہ صرف یہ کہ صحیح بخاری کو ''أصح الکتب بعد کتاب اللہ'' سمجھتے ہیں بلکہ صحیحین کی احادیث کی قطعیت کے قائل ہیں، چنانچہ ''فیض الباری'' میں فرماتے ہیں:

''صحیح کی احادیث قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، جمہور کا قول ہے کہ قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں، لیکن حافظ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔ شمس الائمہ سرخسیؒ حنفیہ میں سے، حنابلہ میں سے حافظ ابنِ تیمیہؒ اور شیخ ابنِ صلاحؒ بھی اسی طرف مائل ہیں۔ ان حضرات کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر ان کی رائے ہی صحیح رائے ہے، شاعر کا یہ قول ضرب المثل ہے:

میری بیوی مجھے عار دِلاتی ہے ہماری تعداد کم ہے، میں نے اس سے کہا کہ کریم لوگ کم ہی ہوا کرتے ہیں۔''

(فیض الباری ص:۴۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں لکھتے ہیں:

''محدثین کا اتفاق ہے کہ صحیحین میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں، صحیح ہیں، اور یہ دونوں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں، اور جو شخص ان دونوں کی توہین کرتا ہے وہ متبدع ہے اور مسلمانوں کے راستے سے منحرف ہے۔''

۴:...... کسی حدیث کا صحیح ہونا اور چیز ہے، اور اس کا واجب العمل ہونا دُوسری چیز ہے، اس لئے کسی حدیث کے صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ واجب العمل بھی ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ منسوخ ہو، یا مقید ہو، یا مؤوّل ہو، اس کے لئے ایک عامی کا علم کافی

نہیں، بلکہ اس کے لئے ہم ائمہ اجتہاد رحمہم اللہ کی اتباع کے محتاج ہیں۔ قرآنِ کریم کا قطعی ہونا تو ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے، لیکن قرآنِ کریم کی بعض آیات بھی منسوخ ومؤوّل یا مقید بالشرائط ہیں، صرف انہی اجمالی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں، تفصیل وتشریح کی گنجائش نہیں، واللہ اعلم!

## حقانی صاحب کی حج تجاویز

س…… بتاریخ ۱۶؍جون ۱۹۹۳ء کالم نویس جناب ارشاد احمد حقانی صاحب نے حالیہ نگران حکومت کے زیرِ انتظام حجِ بیت اللہ سے واپسی پر ''حج کے انتظامات، بعض توجہ طلب پہلو'' کے عنوان سے جن خیالات کا اظہار اخبار ''جنگ'' کراچی میں کیا ہے، اس کو پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی اور طرح طرح کے خیالات کے اظہار سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ منیٰ کی ساری غلاظت کو اپنے ساتھ کراچی لے آئے ہیں۔ جس شہر میں ہر راستے پر، ہر زمانے میں اور خصوصاً سخت گرمی کے زمانے میں جو گٹر بہہ رہا ہے اور حتیٰ کہ ہمارے مکان کے دروازے پر پڑوس کے گٹر کا سیاہ سیلاب سارے راستے پر پھیلا ہوا ہے اس کی طرف کسی کی نظر نہیں، جہاں مستقلاً لوگ رہائش پذیر ہیں اور سارے شہر میں گٹر کے ناپاک پانی نے طہارت اور صفائی کو مستقل عذاب اور خطرہ میں ڈال دیا ہے، اس کی اصلاح کے لئے زورِ قلم اور حکومت اور عمال کی توجہ مبذول نہ کراکر مفت کی مہمانی کا حق اس ذہنیت سے ادا کر رہے ہیں جو پاکستان کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ فقہی مسائل میں بھی اپنی قابلیت کا جس طرح اظہار کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کی معلومات کی داد دینے والا سارے عالمِ اسلام میں کوئی نہیں۔

میں، آپ جیسے مُسلّم بزرگ اور مفتیٔ وقت سے اس سلسلے میں رُجوع کرنا ایک اسلامی فریضہ سمجھ کر یہ خط لکھ رہا ہوں کہ برائے کرم جناب ارشاد احمد حقانی صاحب کے اظہارِ خیال کی روشنی میں جو انہوں نے ''طوافِ زیارت'' کے سلسلے میں تحریر فرمایا ہے، اس کی اسلامی اور فقہی حیثیت کیا ہے؟ جیسا کہ ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ:

’’بعض فقہاء کے نزدیک اس بات کی اجازت موجود ہے کہ ’’طوافِ زیارت‘‘ عرفات جانے سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ میرے بہت سے قارئین کے لئے یہ بات باعثِ حیرت ہوگی، لیکن یہ اجازت موجود ہے۔ مگر اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے اور اس پر عمل بھی شاذ ہی کیا جاتا ہے۔‘‘ (کیا یہی صحیح ہے؟)

’’اگر کمزور اور ضعیف حجاج اور خواتین کو اس کی اطلاع دی جائے اور انہیں طوافِ زیارت عرفات جانے سے پہلے ادا کرنے کی ترغیب دی جائے تو دو چار لاکھ حاجی تو ایسا کرسکتے ہیں، جس سے بعد از عرفات کے دنوں میں رش کم کیا جاسکتا ہے۔‘‘

’’ویسے میں اس بات کا بھی حامی اور قائل ہوں کہ عرفات سے واپسی پر کئے جانے والے طوافِ زیارت کے وقت میں بھی توسیع کا جائزہ لیا جانا چاہئے اور جید علماء اس مسئلے پر غور کریں۔‘‘

’’حرم شریف کی غیر معمولی توسیع کے باوجود بیس پچّیس لاکھ افراد کا تین روز میں طوافِ زیارت مکمل کرنا شدید اژدہام پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جس سے ضعیف مردوں اور عورتوں کا تو کجا مضبوط اور جوان حاجیوں کا عہدہ برآ ہونا آسان نہیں۔‘‘

’’طوافِ زیارت کو آسان کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔‘‘

اس کے بعد حقانی صاحب نے منیٰ اور عرفات کے سلسلے میں عام حجاج کی سہولت کے حوالے سے جس طرح جو کچھ لکھا ہے اس سے ہم جیسے مسلمان دین دار حاجیوں کو قطعی اتفاق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے علم و قلم مسلمان کو اس لئے عطا نہیں کیا کہ وہ اپنے کو ساری مخلوق سے بالاتر اور اپنی محدود عقل کو سب سے افضل و برتر سمجھے اور ان خیالات کا ہر موقع پر اظہارِ خیال

کرے۔ سعودی حکومت تو ٹھنڈے پانی کا تھیلا مفت میں حجاجِ کرام کے لئے منیٰ اور عرفات میں مسلسل تقسیم کیا کرتی ہے، اور روز بروز ہر طرح کی سہولت فراہم کر رہی ہے، اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

منیٰ میں میرا بھی قیام تھا، مگر میں نے وہ تعفن اور گندگی نہیں دیکھی جو حقانی صاحب کو نظر آئی، اگر کسی کا قیام بدقسمتی سے کوڑا کرکٹ اور گٹر کے پاس ہو تو پھر بھی اس کا اظہار عوامی انداز سے ہونا چاہئے، یہ اخبار والوں کو بھی لازم ہے کہ ایسے جذباتی برانگیختی کے مضامین کو اخبار میں جگہ نہ دیں، جو اخبار کے رویہ کو متنازع بنادے اور نفرت و فساد کو جنم دے۔ بہرکیف! اس مسئلے پر علماء اور حجاجِ کرام کو اپنے مُسلّمہ واضح خیالات کا اظہار کرنا لازم ہے۔

ج...... جناب حقانی صاحب کا کالم میں نے آپ کا خط موصول ہونے کے بعد اخبار منگوا کر پڑھا، موصوف نے اپنے مضمون (۱۶؍جون ۱۹۹۳ء) کی قسط میں چند مسائلِ شرعیہ پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے ان میں اجتہاد کی ضرورت پر زور دیا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

## پہلا مسئلہ

جناب حقانی صاحب رقم طراز ہیں:

> ''سعودی وزارتِ اطلاعات کے حکام نے عقلمندی کی، ہمیں مزدلفہ سے رات کے گیارہ بجے ہی بسوں پر سوار کرادیا اور سیدھے جمرۃ العقبیٰ پر لے گئے، اس وقت وہاں کوئی ہجوم نہیں تھا اور ہم سب نے سات سات کنکریاں ماریں۔''

موصوف کی اس تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ رات ڈھلنے سے پہلے ہی گیارہ بجے مزدلفہ سے چل کھڑے ہوئے اور آدھی رات سے پہلے پہلے وہ جمرۃ العقبہ کی رَمی سے بھی فارغ ہوچکے تھے۔ اگر میں نے ان کی اس عبارت کا مفہوم صحیح سمجھا ہے تو سعودی حکام کی عقلمندی نے ان سے مناسکِ حج کی ادائیگی میں دو سنگین غلطیاں کرادیں۔ ایک یہ کہ مزدلفہ پر وقوف کرنا حج کے واجبات میں سے ہے، اس کے فوت ہوجانے پر دَم لازم آتا ہے اور

اسے قصداً چھوڑ دینا حرام ہے۔

وقوفِ مزدلفہ کا وقت حنفیہ کے نزدیک یوم النحر (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک نصف شب کے بعد ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک رات کے کسی حصے پر وہاں ٹھہرنا واجب ہے، چونکہ حقانی صاحب اور ان کے رفقاء رات کے گیارہ بجے ہی مزدلفہ سے چل پڑے، اس لئے حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے قول کے مطابق ان کا وقوفِ مزدلفہ فوت ہوگیا، جس کی وجہ سے ان پر دَم بھی واجب ہوا اور گناہ بھی لازم آیا۔

دُوسری غلطی یہ کہ یوم النحر کو جمرۃ العقبہ کی رَمی کا وقت شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک آدھی رات کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک صبحِ صادق کے بعد سے۔ اب اگر حقانی صاحب صبحِ صادق سے پہلے جمرۃ العقبہ کی رَمی سے فارغ ہوچکے تھے تب تو حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک ترکِ واجب کی وجہ سے ان پر دَم لازم آیا اور اگر نصف شب سے پہلے ہی رَمی کرلی تھی تو تمام ائمہ کے نزدیک ان پر دَم لازم ہوا۔

## دُوسرا مسئلہ

حقانی صاحب سفارش کرتے ہیں:

> ”اس ضمن میں کمزور حجاج بالخصوص خواتین کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے کہ وہ اپنا وکیل مقرّر کرکے رَمیٔ جمرات کا فرض ادا کریں۔“

اس ضمن میں یہ وضاحت کافی ہے کہ شریعت نے رَمیٔ جمرات کا وقت بہت وسیع رکھا ہے، مثلاً: پہلے دن یوم النحر کو صرف جمرۃ العقبہ کی رَمی کرنی ہے، مگر اس کا وقت پورے آٹھ پہر (چوبیس گھنٹے) تک پھیلا ہوا ہے، کیونکہ یہ وقت یوم النحر کی صبحِ صادق سے شروع ہوکر گیارہویں تاریخ کی صبحِ صادق تک ہے۔ اور رات کے وقت خصوصاً بارہ بجے کے بعد جمرات پر کوئی ہجوم نہیں ہوتا، اس لئے کمزور مرد اور خواتین رات کو اطمینان سے رَمی کرسکتے ہیں۔ اور رَمیٔ جمرات کے لئے کسی کو وکیل بنانا صرف اس صورت میں صحیح ہے کہ کوئی دن میں

یا رات میں خود چل کر جمرات تک پہنچنے اور رَمی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس لئے حقانی صاحب کی یہ سفارش کہ معذور اور غیرمعذور مرد اور خواتین کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے کہ بغیر عذرِ شرعی کے وہ کسی کو اپنا وکیل مقرّر کردیں، قطعاً لائقِ التفات نہیں۔

## حقانی صاحب کا اپنے اجتہاد پر عمل

حقانی صاحب خود معذور نہیں تھے، لیکن انہوں نے پہلے دن کی رَمی تو وقت سے پہلے کرلی اور باقی دنوں کی رَمی کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

''بقیہ دو دنوں کے لئے میں نے تو اپنے نوجوان ساتھیوں کو وکیل مقرّر کیا اور انہی کے ذریعہ اپنے حصے کے پتھر مروائے۔''

حالانکہ منیٰ کے دنوں میں حاجی کو رَمیٔ جمرات کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا۔

اب اس کو تساہل پسندی کے سوا کیا کہا جائے کہ بغیر کسی عذرِ شرعی کے موصوف نے رَمی کے لئے نوجوان ساتھیوں کو وکیل مقرّر کردیا اور انہی کے ذریعہ رَمی کروالی۔ ظاہر ہے کہ شرعاً ان کا وکیل مقرّر کرنا دُرست نہ تھا، اور وہ ترکِ واجب کے مرتکب ہوئے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انہیں اس ترکِ واجب پر افسوس بھی نہیں بلکہ وہ اس ضمن میں فقہائے اُمت کی ''اصلاح'' کے درپے ہیں، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

''فقہاء نے رَمیٔ جمرات کے حوالے سے بعض ایسے اَحکام اور شرائط مقرّر کر رکھی ہیں غالباً جن میں قدرے اجتہاد کی گنجائش ہے۔''

حضراتِ فقہائے اُمت نے رَمیٔ جمرات کے بارے میں جو اَحکام و شرائط مقرّر کی ہیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے مستنبط ہیں، تمام فقہائے اُمت کے اجماعی فیصلوں کو نظرانداز کرکے نئی راہ اختیار کرنے کا نام ''اجتہاد'' نہیں بلکہ خواہشِ نفس کی پیروی ہے۔

## تیسرا مسئلہ

تیسرا مسئلہ جس میں موصوف نے ''اجتہاد'' کی ضرورت پر زور دیا ہے وہ ہے


فہرست

وقوفِ عرفات سے پہلے طوافِ زیارت سے فارغ ہوجانا، موصوف لکھتے ہیں کہ:

''بعض فقہاء کے نزدیک اس بات کی اجازت موجود ہے کہ طوافِ زیارت، عرفات جانے سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ میرے بہت سے قارئین کے لئے یہ بات باعثِ حیرت ہوگی، لیکن یہ اجازت موجود ہے، مگر اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے اور اس پر عمل بھی شاذ ہی کیا جاتا ہے۔ اگر کمزور اور ضعیف حجاج اور خواتین کو اس کی اطلاع دی جائے اور انہیں طوافِ زیارت، عرفات جانے سے پہلے ادا کرنے کی ترغیب دی جائے تو دو چار لاکھ حاجی تو ایسا کرسکتے ہیں، جس سے بعد از عرفات کے دنوں میں رش کم کیا جاسکتا ہے۔''

جناب حقانی صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک وقوفِ عرفات سے پہلے طوافِ زیارت کرنے کی اجازت موجود ہے۔ یہ اس ناکارہ کے لئے بالکل جدید انکشاف ہے، قریباً نصف صدی تک فقہی کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے بال سفید ہوگئے، لیکن افسوس ہے کہ مجھے ایسے کسی فقیہ کا سراغ نہیں مل سکا جو وقوفِ عرفات سے پہلے طوافِ زیارت سے فارغ ہوجانے کا فتویٰ دیتا ہو۔ اگر موصوف ان ''بعض فقہاء'' کا نام نشان بتادیں تو اہلِ علم ان کے ممنون ہوں گے اور اس پر غور کرسکیں گے کہ ان ''بعض فقہاء'' کے فتویٰ کی قدر و قیمت کیا ہے...؟

جہاں تک اس ناکارہ کے ناقص مطالعے کا تعلق ہے، مذاہبِ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ وقوفِ عرفات سے قبل طوافِ زیارت نہیں ہوسکتا، کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک طوافِ زیارت کا وقت یوم النحر کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک یوم النحر کی نصف شب کے بعد سے اس کا وقت شروع ہوجاتا ہے، گویا یوم النحر کی نصف شب سے پہلے طوافِ زیارت کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ اور جس مسئلے میں مذاہبِ اربعہ متفق ہوں ان کے خلاف فتویٰ دینا ''اجتہاد'' نہیں بلکہ ''اِلحاد'' ہے۔

## القرآن ریسرچ سینٹر تنظیم کا شرعی حکم

س……مولانا صاحب! آج کل ایک نیا فتنہ قرآن سینٹر کے نام سے بہت زوروں پر ہے، اس کا بانی محمد شیخ انگلش میں بیان کرتا ہے اور ضروریاتِ دین کا انکار کرتا ہے۔ ہم اس انتظار میں تھے کہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں آپ کی کوئی مفصل تحریر شائع ہوگی، مگر آپ کے مسائل میں ایک خاتون کے سوال نامہ کے جواب میں آپ کا مختصر سا جواب پڑھا، اگرچہ وہ تحریر کسی حد تک شافی تھی مگر اس سلسلہ کی تفصیلی تحریر کی اب بھی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے ایسی کوئی تحریر لکھی ہو یا کہیں شائع ہوئی ہو تو اس کی نشاندہی فرمادیں، یا پھر ازراہ کرم امتِ مسلمہ کی اس سلسلے میں راہ نمائی فرماویں۔

ج……آپ کی بات درست ہے، ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں میرا نہایت مختصر سا جواب شائع ہوا تھا، اور احباب کا اصرار تھا کہ اس سلسلے میں کوئی مفصل تحریر آنی چاہئے، چنانچہ میری ایک مفصل تحریر ماہنامہ ''بینات'' کراچی کے ''بصائر و عبر'' میں شائع ہوئی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے افادۂ عام کے لئے قارئین کی خدمت میں پیش کردیا جائے، جو حسبِ ذیل ہے۔

''مسلمانانِ ہندوستان کی دلی خواہش اور چاہت تھی کہ ایک ایسی آزاد ریاست اور ملک میسر آجائے جہاں مسلمان آزادی سے قرآن وسنت کا آئین نافذ کرسکیں اور انہیں دین اور دینی شعائر کے سلسلے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، چونکہ مسلمانوں کا جذبہ نیک تھا، اس لئے اس میں جوان، بوڑھے، عوام وخواص اور عالم و جاہل سب برابر کے متحرک و فعال تھے۔ بالآخر لاکھوں جانوں اور عزتوں کی قربانی کے بعد ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو ایک مسلم ریاست کی حیثیت سے پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ قیامِ پاکستان کا مقصد اسلامی نظامِ حکومت یعنی حکومتِ الٰہیہ کا قیام باور کرایا گیا تھا، جس کا عنوان تھا: ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!'' اور یہ ایسا نعرہ تھا جس کے زیرِ اثر تمام مسلمان مر مٹنے کے لئے تیار تھے، حتیٰ کہ وہ مسلمان جن کے علاقے تقسیم ہند کے بعد ہندوستان کی حدود میں آتے تھے وہ بھی اس کے

قیام میں پیش پیش تھے، لیکن: اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی!'' کے مصداق، آج نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی پاکستانی مسلمانوں کو اسلامی نظامِ حکومت نصیب نہیں ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون!

اُلٹا پاکستان روز بروز مسائلستان بنتا چلا گیا، اس میں مذہبی، سیاسی، روحانی غرض ہرطرح کے فتنے پیدا ہوتے چلے گئے، ایک طرف اگر انگلینڈ میں مرتد رشدی کا فتنہ رونما ہوا، تو دوسری طرف پاکستان میں یوسف کذاب نام کا ایک بدباطن دعویٔ نبوت لے کر میدان میں آگیا، اسی طرح بلوچستان میں ایک ذکری مذہب ایجاد ہوا جس نے وہاں کعبہ اور حج جاری کیا، یہاں رافضیت اور خارجیت نے بھی پَر پُرزے نکالے، یہاں شرک و بدعات والے بھی ہیں اور طبلہ وسارنگی والے بھی، اس ملک میں ایک گوہر شاہی نام کا ملعون بھی ہے جن کے مریدوں کو چاند میں اس کی تصویر نظر آتی ہے، اور خود اس کو اپنے پیشاب میں اپنے مصلح کی شبیہ دکھائی دیتی ہے، اس میں ایک بدبخت عاصمہ جہانگیر بھی ہے جو تحفظِ حقوق انسانیت کی آڑ میں کتنی لڑکیوں کی چادرِ عفت کو تارتار کرچکی ہے۔

اسی طرح اس ملک میں ''جماعت المسلمین'' نامی ایک جماعت بھی ہے جو پوری امت کی تجہیل وتحمیق کرتی ہے، یہاں ڈاکٹر مسعود کی اولاد بھی ہے جو اپنے علاوہ کسی کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں، یہاں غلام احمد پرویز کی ذرّیت بھی ہے جو امت کو ذخیرۂ احادیث سے بدظن کرکے اپنے پیچھے لگانا چاہتی ہے، اور ان سب سے آگے اور بہت آگے ایک نیا فتنہ اور نئی جماعت ہے جس کے تانے بانے اگرچہ غلام احمد پرویز سے ملتے ہیں، مگر وہ کئی اعتبار سے غلام احمد پرویز کو پیچھے چھوڑ گئی ہے، غلام احمد پرویز نے امت کو احادیث سے برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی، ہاں! البتہ اس نے چند آیاتِ قرآنی پر بھی اپنی تاویلاتِ باطلہ کا تیشہ چلایا تھا، مگر اس نئی جماعت اور نئے فتنے کے سربراہ محمد شیخ نامی شخص نے تقریباً پورے اسلامی عقائد کی عمارت کو منہدم کرنے کا تہیہ کرلیا ہے، چنانچہ وہ توراۃ، زبور، انجیل اور دوسرے صحفِ آسمانی کے وجود اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت وبرتری اور انبیاءِ کرام کے مادّی وجود کا منکر ہے، بلکہ وہ بھی اصل میں تو مرزا غلام احمد قادیانی کی

طرح مدعیٔ نبوت ہے، مگر وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ناکام حکمتِ عملی کو دہرانا نہیں چاہتا، کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح براہِ راست نبوت اور عقیدۂ اجراء وحی کا دعویٰ کرکے قرآن وسنت اور علمائے امت کے شکنجے میں نہیں آنا چاہتا، یہ تو وہ بھی جانتا ہے کہ وحیٔ نبوت بند ہوچکی ہے، اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے لئے اجراء وحیٔ نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال وکذاب اور واجب القتل ہے۔ اس لئے محمد شیخ نامی اس شخص نے اس کا عنوان بدل کر یہ کہا کہ: ''جو شخص جس وقت قرآن پڑھتا ہے اس پر اس وقت قرآن کا وہ حصہ نازل ہورہا ہوتا ہے، اور جہاں قرآن مجید میں ''قل'' کہا گیا ہے، وہ اس انسان ہی کے لئے کہا جارہا ہے۔'' یوں وہ ہر شخص کو نزولِ وحی کا مصداق بتاکر اپنے لئے نزولِ وحی اور اجراء نبوت کے معاملہ کو لوگوں کی نظروں میں ہلکا کرنے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ وہ اس کو یوں بھی تعبیر کرتا ہے:

> ''انبیاء، اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں اور میں بھی یہی کام انجام دے رہا ہوں۔''

نعوذ باللہ! منصبِ نبوت کو اس قدر خفیف اور ہلکا کرکے پیش کرنا اور یہ جرأت کرنا کہ میں بھی وہی کام کررہا ہوں جو -نعوذ باللہ- انبیاء کرام کیا کرتے ہیں، کیا یہ دعویٔ نبوت اور منصبِ نبوت پر فائز ہونے کی ناپاک کوشش نہیں...؟

لوگوں کی نفسیات بھی عجیب ہے، اگر وہ ماننے پر آئیں تو ایک ایسا شخص جو کسی اعتبار سے قابلِ اعتماد نہیں، جس کی شکل وشباہت مسلمانوں جیسی نہیں، جس کا رہن سہن کسی طرح اسلاف سے میل نہیں کھاتا، ابلیسِ مغرب کی نقالی اس کا شعار ہے، اسوۂ نبوی سے اسے ذرّہ بھر مناسبت نہیں، اس کی چال ڈھال، رفتار وگفتار اور لباس وپوشاک سے کوئی اندازہ نہیں لگاسکتا کہ یہ شخص مسلمان بھی ہے کہ نہیں؟ پھر طرہ یہ کہ وہ نصوصِ صریحہ کا منکر ہے، اور تأویلاتِ فاسدہ کے ذریعہ اسلام کو کفر، اور کفر کو اسلام باور کرانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کان کاٹتا ہے، فلسفۂ اجراءِ نبوت کا نہ صرف وہ قائل ہے بلکہ اس کا داعی اور منادی ہے۔

وہ تمام آسمانی کتابوں کا یکسر منکر ہے، وہ انبیاء کے مادّی وجود کا قائل نہیں،


فہرست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی وجود کی بھول بھلیوں کے گورکھ دھندوں سے آپؐ کی نبوت و رسالت اور مادّی وجود کا انکاری ہے، انبیائے بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتا ہے۔

ذخیرۂ احادیث کو من گھڑت کہانیاں کہہ کر ناقابلِ اعتماد گردانتا ہے، غرضیکہ عقائدِ اسلام کے ایک ایک جز کا انکار کرکے ایک نیا دین و مذہب پیش کرتا ہے، اور لوگ ہیں کہ اس کی عقیدت واطاعت کا دَم بھرتے پھرتے ہیں، اور اس کو اپنا پیشوا اور راہ نما مانتے ہیں۔

اس کے برعکس دوسری جانب اللہ کا قرآن ہے، نصوصِ صریحہ اور احادیثِ نبویہؐ کا ذخیرہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت و کردار کی شاہراہ ہے، اور اجماعِ امت ہے، جو پکار پکار کر انسانوں کی ہدایت و راہ نمائی کے خطوط متعین کرتے ہیں، مگر ان ازلی محروموں کے لئے یہ سب کچھ ناقابلِ اعتماد ہے۔

کس قدر لائقِ شرم ہے کہ یہ حرماں نصیب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کی بجائے اپنے گلے میں اس ملحد و بے دین کی غلامی کا پٹہ سجانے اور اس کی امت کہلانے میں ''فخر'' محسوس کرتے ہیں۔ حیف ہے اس عقل و دانش اور دین و مذہب پر! جس کی بنیاد الحاد و زندقہ پر ہو، جس میں قرآن وسنت کی بجائے ایک جاہل مطلق کے کفریہ نظریات وعقائد کو درجہ استناد حاصل ہو، سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو عقل و خرد چھین لیتے ہیں، جھوٹ سچ کی تمیز ختم ہوجاتی ہے اور ہدایت کی توفیق سلب ہوجاتی ہے۔

گزشتہ ایک عرصہ سے اس قسم کی شکایات سننے میں آرہی تھیں کہ سیدھے سادے مسلمان اس فتنے کا شکار ہو رہے ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں کچھ لکھنے کا خیال ہوا تو ایک صاحب راقم الحروف اور دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ کی کاپی لائے اور فرمائش کی کہ اس فتنہ کے خلاف آواز اُٹھائی جائے، اس لئے کہ حکومت اور انتظامیہ اس فتنہ کی روک تھام کے لئے نہایت بے حس اور غیرسنجیدہ ہے، جبکہ یہ فتنے روز بروز بڑھ رہا ہے، کس قدر لائقِ افسوس ہے کہ اگر کوئی شخص بانیٔ پاکستان یا موجودہ وزیراعظم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوجائے تو

حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آجاتی ہے، لیکن یہاں قرآن وسنت، دینِ متین اور حضراتِ انبیاء اور ان کی نبوت کا انکار کیا جاتا ہے، ان کی شان میں نازیبا کلمات کہے جاتے ہیں، مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی، اور انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ ان ہر دو تحریروں کو یکجا شائع کردیا جائے، تاکہ مسلمانوں کا دین وایمان محفوظ ہوجائے، اور لوگ اس فتنہ کی سنگینی سے واقف ہوکر اس سے بچ سکیں۔

راقم الحروف کا مختصر جواب اگرچہ روزنامہ جنگ کے کالم ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں شائع ہوچکا ہے، مگر دارالعلوم کراچی کا فتویٰ شائع نہیں ہوا، چنانچہ سب سے پہلے ایک ایسی خاتون کا مرتب کردہ سوال نامہ ہے جو براہِ راست اس فتنے سے متأثر رہی ہے، اس کے بعد راقم الحروف کا جواب ہے، اور آخر میں دارالعلوم کراچی کا جواب ہے، اور سب سے آخر میں اختتامیہ کلمات ہیں، چونکہ دارالعلوم کراچی کے فتویٰ میں قرآنی آیات اور دوسری نصوص کے ترجمے نہیں تھے اس لئے افادۂ عام کی خاطر قرآنی آیات اور عربی عبارتوں کے ترجمے کردیئے گئے ہیں، قرآنی آیات کا ترجمہ حضرت تھانویؒ کے ترجمہ سے نقل کیا گیا ہے۔

## سوال نامہ

س…… محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احوال حال کچھ اس طرح ہے کہ بحیثیت مسلمان میں اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے دین کو ضرب پہنچانے اور اس کے عقائد کی عمارت کو مسمار کرنے کی جو کوششیں کی جارہی ہیں، اس کے متعلق غلط فہمیوں کو دُور کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنا چاہتی ہوں۔

محترم! یہاں پر چند تنظیموں کی جانب سے نام نہاد پمفلٹ آڈیو/ ویڈیو کیسٹس کے ذریعے ایسا لٹریچر فراہم کیا جارہا ہے جس سے بڑا طبقہ شکوک وشبہات اور بے یقینی کی کیفیت کا شکار ہورہا ہے۔ پاکستان، جسے اسلامی فلسفہ وفکر کے ذریعے حاصل کیا گیا، اس کے شہر کراچی میں ایک تنظیم ''القرآن ریسرچ سینٹر'' کے نام سے عرصہ چھ سات سال سے قائم ہے، اس تنظیم کے بنیادی عقائد مندرجہ ذیل ہیں:


فہرست

ا:......دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے انسانیت کی بھلائی کے لئے قرآن پاک معجزانہ طور پر اکٹھا دنیا میں موجود تھا، مختلف انبیاء پر، مختلف ادوار میں، مختلف کتابیں نازل نہیں ہوئیں، بلکہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کو مختلف زمانوں میں مختلف ناموں سے پکارا گیا، کبھی توریت، کبھی انجیل اور کبھی زبور کے نام سے۔

قرآن جو جہاں اور جس وقت پڑھ رہا ہے اس پر اسی وقت نازل ہو رہا ہے، اور جہاں ''قل'' کہا گیا ہے وہ اس انسان کے لئے کہا جارہا ہے جو پڑھ رہا ہے۔

۲:......انبیاء کا کوئی مادّی وجود نہیں رہا، اس دنیا میں وہ نہیں بھیجے گئے، بلکہ وہ صرف انسانی ہدایت کے لئے Symbols کے طور پر استعمال کئے گئے اور موجودہ دنیا سے ان کا کوئی مادّی تعلق نہیں۔ قرآن شریف کے اندر وہ انسانی رہنمائی کے لئے صرف فرضی کرداروں اور کہانیوں کی صورت میں موجود ہیں۔

۳:......قرآن شریف میں چونکہ حضورؐ کو زمان حال یعنی Present میں پکارا گیا ہے، لہٰذا حضور بحیثیتِ روح ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہیں، اور وہ مادّی وجود سے مبرا ہیں اور نہ تھے۔

۴:......حضور کی دیگر انبیاء پر کوئی فضیلت نہیں، وہ دیگر انبیاء کے برابر ہیں، بلکہ حضرت موسیٰ بعض معنوں اور حیثیتوں میں یعنی قرآن پاک نے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ کا کثرت سے ذکر کیا، جس کی وجہ سے ان کی فضیلت حضور پر زیادہ ہے، حضور کے متعلق جتنی بھی احادیث تاریخ اور تفسیر میں موجود ہیں وہ انسانوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں۔

ان تمام عقائد کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ قرآن وسنت کے مطابق یہ فتویٰ دیں کہ:

ا:...... یہ عقائد اسلام کی رُو سے دُرست ہیں یا نہیں؟

۲:......اس کو اپنانے والا مسلمان رہے گا؟

۳:......ایسی تنظیموں کو کس طرح روکا جائے؟

۴:......ایسے شخص کی بیوی کے لئے کیا حکم ہے، جس کے عقائد قرآن وسنت کے مطابق ہیں، جو تمام انبیاء، تمام کتابوں، آخرت کے دن اور احادیث پر مکمل یقین اور ایمان رکھتی ہو؟

۵:......آخر میں مسلمانیت کے ناطے اپیل ہے کہ ایسے اشخاص سے بھرپور مناظرہ کیا جائے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سے کوئی بات کرنے کی ہمت نہیں کرسکتا، کیونکہ ہم سچے مسلمان ہیں۔ ایک خاتون۔ کراچی

## راقم الحروف کا جواب

ج......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میری بہن! یہ فتنوں کا زمانہ ہے اور جس شخص کے ذہن میں جو بات آجاتی ہے، وہ اس کو بیان کرنا شروع کردیتا ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلف بیزاری اور انکارِ حدیث کا نتیجہ ہے، اور جو لوگ حدیث کا انکار کرتے ہیں وہ پورے دین کا انکار کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں میں اپنے رسالہ ''انکارِ حدیث کیوں؟'' میں لکھ چکا ہوں کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کے ساتھ بے اعتنائی برتنے والوں اور آپ کے اقوالِ شریفہ کے ساتھ تمسخر کرنے والوں کے متعلق اعلان کیا گیا کہ ان کے قلوب پر خدائی مہر لگ چکی ہے، جس کی وجہ سے وہ ایمان و یقین اور رُشد و ہدایت کی استعداد گم کرچکے ہیں، اور ان لوگوں کی ساری تگ و دو خواہشِ نفس کی پیروی تک محدود ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

''وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ، حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ.'' (محمد:۱۶)

ترجمہ:......''اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کان لگاتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہلِ علم سے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تحقیر کے طور پر) کہتے ہیں کہ: حضرت نے ابھی کیا بات فرمائی تھی؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے اور وہ اپنی نفسانی

خواہشوں پر چلتے ہیں۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

قرآن کریم نے صاف صاف یہ اعلان بھی کردیا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو صرف اسی مقصد کے لئے بھیجا جاتا ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انکار اور آپؐ کے ارشادات سے سرتابی کرنا گویا انکارِ رسالت کے ہم معنی ہے۔ اس طرح آپؐ کی اطاعت کے منکرین، انکارِ رسالت کے مرتکب ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو جب قرآن ہی وحیٔ خداوندی بتلاتا ہے (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی. اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی)، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ طیبات کو جب قرآن ہی ”گفتہ او گفتہ اللہ بود“ کا مرتبہ دیتا ہے، تو بتلایا جائے کہ حدیثِ نبوی کے حجتِ دینیہ ہونے میں کیا کسی شک وشبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے...؟ اور کیا حدیثِ نبوی کا انکار کرنے سے، خود قرآن ہی کا انکار لازم نہیں آئے گا؟ اور کیا فیصلۂ نبوت میں تبدیلی کے معنی خود قرآن کو بدل ڈالنا نہیں ہوں گے؟ اور اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ قرآن کریم بھی تو امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبانِ مبارک سے سنا، اور سن کر اس پر ایمان لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: ”یہ قرآن ہے۔“ یہ ارشاد بھی تو حدیثِ نبوی ہے۔ اگر حدیثِ نبوی حجت نہیں تو قرآن کریم کا ”قرآن“ ہونا کس طرح ثابت ہوگا؟ آخر یہ کون سی عقل و دانش کی بات ہے کہ اس مقدس و معصوم زبان سے صادر ہونے والی ایک بات تو واجب التسلیم ہو اور دوسری نہ ہو...؟

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

''یہ تو میرے میاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کمال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور یہ میرا کلام ہے۔'' ورنہ ہم نے تو دونوں کو ایک ہی زبان سے صادر ہوتے ہوئے سنا تھا۔''

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ: ''قرآن تو حجت ہے، مگر حدیث حجت نہیں ہے۔'' ان ظالموں کو کون بتلائے کہ جس طرح ایمان کے معاملے میں خدا اور رسول کے درمیان تفریق نہیں ہوسکتی کہ ایک کو مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے۔ ٹھیک اسی طرح کلام اللہ اور کلامِ رسول کے درمیان بھی اس تفریق کی گنجائش نہیں کہ ایک کو واجب الاطاعت مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے، ایک کو تسلیم کرلیجئے تو دوسرے کو بہرصورت تسلیم کرنا ہوگا۔ اور ان میں سے ایک کا انکار کردینے سے دوسرے کا انکار آپ سے آپ ہوجائے گا۔ خدائی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ اس کے کلام کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کیا جائے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو ٹھکرادیا جائے، وہ ایسے ظالموں کے خلاف صاف اعلان کرتا ہے:

''......فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللهِ يَجْحَدُوْنَ.'' (الانعام:۳۳)

ترجمہ:......''پس اے نبیؐ! یہ لوگ آپؐ کے کلام کو نہیں ٹھکراتے، بلکہ یہ ظالم، اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں۔''

لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور کلام اللہ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، انہیں لامحالہ رسول اور کلامِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی ایمان لانا ہوگا، ورنہ ان کا دعوئ ایمان حرفِ باطل ہے۔''

جس تنظیم کا آپ نے تذکرہ کیا ہے ان عقائد کے رکھنے والے مسلمان نہیں ہیں،

کیونکہ انہوں نے دین کی پوری عمارت کو مسمار کردینے کا عزم کرلیا ہے، نیز انہوں نے تمام شعائرِ اسلام اور قرآن وحدیث اور انبیاء اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں کا انکار کیا ہے، اور جو لوگ اسلامی معتقدات کا انکار کریں، ان میں تاویلاتِ باطلہ کریں، اور اپنے کفر کو اسلام باور کرائیں، وہ ملحد و زندیق ہیں، اور زندیق، کافر و مرتد سے بڑھ کر ہے، اس لئے کہ وہ بکرے کے نام پر خنزیر کا گوشت فروخت کرتا ہے، اور امتِ مسلمہ کو دھوکا دے کر ان کے ایمان و اسلام کو غارت کرتا ہے، اسی بنا پر اگر زندیق گرفتار ہونے کے بعد توبہ بھی کرلے تو اس کی توبہ کا اعتبار نہیں، اس لئے حکومتِ پاکستان کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو اس الحاد و زندقہ سے روکے، اگر رُک جائیں تو فبہا ورنہ ان پر اسلامی آئین کے مطابق ارتداد و زندقہ کی سزا جاری کرے۔

اہل ایمان کا ان سے رشتہ ناطہ بھی جائز نہیں، اگر ان میں سے کسی کے نکاح میں کوئی مسلمان عورت ہو تو اس کا نکاح بھی فسخ ہوجاتا ہے۔

جہاں تک مناظرے کا تعلق ہے، ان حضرات سے مناظرہ بھی کرکے دیکھا، مگر ان کے دل میں جو بات بیٹھ گئی ہے اس کو قبر کی مٹی اور جہنم کی آگ ہی دور کرسکتی ہے، واللہ اعلم!

## دارالعلوم کراچی کا جواب

### الجواب حامدًا ومصلیًا

۱،۲:...... سوال میں ذکر کردہ اکثر عقائد قرآن و سنت اور اجماعِ امت کی تصریحات اور موقف کے بالکل خلاف ہیں، اس لئے اگر کسی شخص کے واقعتاً یہی عقائد ہیں تو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور اس کے ماننے والے بھی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

مذکورہ نظریات وعقائد کا قرآن وسنت کی رو سے باطل ہونا ذیل میں ترتیب وار تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں:

۱:...... یہ (کہنا کہ قرآن پاک کو مختلف زمانوں میں مختلف ناموں سے پکارا گیا، کبھی تورات، کبھی انجیل اور کبھی زبور، اور مختلف ادوار میں مختلف کتابیں نازل نہیں ہوئی)

کفریہ عقیدہ ہے، کیونکہ پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ صحفِ آسمانی کے علاوہ آسمانی کتابیں چار ہیں، اور قرآن کریم میں اس کی تصریح ہے کہ قرآن کے علاوہ تین آسمانی کتابیں اور ہیں، جن میں سے توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور زَبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی، لہٰذا قرآن کے علاوہ مذکورہ تین کتب کے مستقل وجود کا انکار کرنا درحقیقت قرآنِ کریم کی ان آیات کا انکار کرنا ہے جن میں ان کتابوں کے مستقل وجود کا ذکر ہے، درج ذیل آیات اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ. مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ." (آل عمران:۳،۴)

ترجمہ:..... "اور (اسی طرح) بھیجا تھا تورات اور انجیل کو اس کے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

"وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ." (آل عمران:۶۵)

ترجمہ:..... "حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر ان کے (زمانہ کے بہت) بعد۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

"وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی وَّنُوْرٌ." (المائدۃ:۴۶)

ترجمہ:..... "اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا۔"

"وَلْیَحْکُمْ اَهْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ فِیْهِ." (المائدۃ:۴۷)

ترجمہ:..... "اور انجیل والوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق حکم کیا کریں۔"

"وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ." (المائدۃ:۱۱۰)

ترجمہ:..... "اور جبکہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں

اور توارت اور انجیل تعلیم کیں۔“

”اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ.“ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ:......”جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔“

”وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ.“ (الانبیاء:۱۰۵)

ترجمہ:......”اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوحِ محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین (جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔“

”وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا.“ (الاسراء:۵۵)

ترجمہ:......”اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور ہم داؤد (علیہ السلام) کو زبور دے چکے ہیں۔“

”فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ.“

(آل عمران:۹۳)

ترجمہ:......”پھر توراۃ لاؤ، پھر اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔“

”وَکَیْفَ یُحَکِّمُوْنَکَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِیْهَا حُکْمُ اللهِ.“ (المائدۃ:۴۳)

ترجمہ:......”اور وہ آپؐ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے، جس میں اللہ کا حکم ہے۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ.“ (المائدۃ:۴۴)

ترجمہ:......''ہم نے تورات نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا۔''

''وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ.'' (المائدۃ:۴۶)

ترجمہ:......''اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی تورات کی تصدیق فرماتے تھے۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

''اِنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰةِ.'' (الصّف:۶)

ترجمہ:......''میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (آچکی) ہے، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

''وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا.'' (النساء:۱۳۶)

ترجمہ:......''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے، اور اس کے فرشتوں کا، اور اس کی کتابوں کا، اور اس کے رسولوں کا، اور روزِ قیامت کا، تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

''كُلٌّ اٰمَنَ بِاللهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ.'' (البقرۃ:۲۸۵)

ترجمہ:......''سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ، اور اس کے فرشتوں کے ساتھ، اور اس کی کتابوں کے ساتھ، اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ۔''

اور یہ کہنا کہ: ''قرآن جو جس وقت پڑھ رہا ہے، اس پر اسی وقت نازل ہو رہا ہے، اور ''قل'' اسی کے لئے کہا جا رہا ہے جو پڑھ رہا ہے۔'' یہ بھی تعبیر کے لحاظ سے غلط ہے،

کیونکہ قرآن کریم ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا نازل ہو چکا ہے، اس کے اولین اور آخرین براہ راست مخاطب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اب جو شخص پڑھ رہا ہے وہ قرآن کا اولین اور براہِ راست مخاطب نہیں ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے مخاطب ہے اور اس اعتبار سے اپنے آپ کو مخاطب سمجھنا بھی چاہئے۔

۲:...... یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے (کہ انبیاء کا مستقل کوئی وجود نہیں تھا)، کیونکہ قرآن کریم کی متعدد آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء کا مستقل وجود تھا، وہ دنیا میں لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے اور وہ بشریت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، انہوں نے عام انسانوں کی طرح دنیا میں زندگی گزاری، ان میں بشری حوائج اور مادّی صفات پائی جاتی تھیں، چنانچہ وہ کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے اور انہوں نے نکاح بھی کئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے معجزات بھی ظاہر فرمائے، انہوں نے اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جو اپنے وجود کے لئے مادّہ اور مستقل وجود کا تقاضا کرتی ہیں، اس کے بغیر ان کا وجود اور ظہور ہی محال ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ: ''انبیاء کا مادّی وجود نہیں رہا، قرآن میں وہ صرف فرضی کرداروں اور کہانیوں کی صورت میں موجود ہیں'' بالکل غلط اور قرآن و سنت کی صریح نصوص کے خلاف ہے، اس سلسلے میں درج ذیل آیاتِ قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں:

''كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ.'' (البقرۃ:۲۱۳)

ترجمہ:...... ''سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ خوشی (کے وعدے) سناتے تھے اور ڈراتے تھے اور ان کے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائیں، اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں ان کے امورِ اختلافیہ (مذہبی) میں فیصلہ فرمادیں۔''

”وَمَا نُرسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ.“

(الانعام:۴۸)

ترجمہ:......”اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں۔“

”یٰـمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَأْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا.“

(الانعام:۱۳۰)

ترجمہ:......”اے جماعت جنات اور انسانوں کی! کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم سے میرے احکام بیان کرتے تھے اور تم کو آج کے دن کی خبر دیا کرتے تھے۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً.“ (الرعد:۳۸)

ترجمہ:......”اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ.“ (النحل:۳۶)

ترجمہ:......”اور ہم ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچتے رہو۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا.“ (الاسراء:۱۵)

ترجمہ:......”اور ہم (کبھی) سزا نہیں دیتے جب تک کسی



فہرست

رسول کو نہیں بھیج دیتے۔“

”وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّھُمْ لَیَأْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ.“ (الفرقان:۲۰)

ترجمہ:...... ”اور ہم نے آپؐ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ. وَمَا یَأْتِیْھِمْ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ.“ (الزخرف:۶،۷)

ترجمہ:...... ”اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں، اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔“

”کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ.“ (البقرۃ:۱۵۱)

ترجمہ:...... ”جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات (واحکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور (جہالت سے) تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”وَقَالُوْا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَأْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ.“ (الفرقان:۷)

ترجمہ:...... ”اور یہ (کافر) لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ (ہماری طرح) کھانا کھاتا ہےاور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.“ (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ:......”حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کواللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اوران لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں، اوران کوکتاب اورفہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں۔“

”هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ.“ (الفتح:۲۸)

ترجمہ:......”وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت دی، اورسچا دین (یعنی اسلام) دے کر دنیا میں بھیجا ہے تا کہ اس کوتمام دینوں پرغالب کرے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

”رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ.“

(الطّلاق:۱۰)

ترجمہ:......”ایک ایسا رسول (بھیجا) جوتم کو اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ پڑھ کرسناتے ہیں، تا کہ ایسےلوگوں کوکہ جو ایمان لاویں اوراچھے عمل کریں (کفروجہل کی) تاریکیوں سےنور کی طرف لے آویں۔“

”لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔“ (التوبۃ:۱۲۸)

ترجمہ:......”(اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں، (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمان داروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔“

”یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ۔“ (الحجرات:۲)

ترجمہ:......”اے ایمان والو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو۔“

قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانۂ حال میں جو خطاب کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت قرآن کریم کا نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو رہا تھا اس وقت آپؐ اپنے مادّی وجود کے ساتھ دنیا میں موجود تھے، اس لئے زمانۂ حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا گیا، یہ مطلب نہیں کہ آپؐ بحیثیت روح ہر وقت، ہر جگہ موجود ہیں۔

یہ عقیدہ (رکھنا کہ چونکہ قرآن شریف میں صیغہ حال سے پکارا گیا ہے، اس لئے حضورؐ بحیثیتِ روح ہر جگہ موجود ہیں، اور وہ مادّی وجود سے مبرا ہیں) قرآن و سنت کی صریح نصوص اور اہل السنۃ والجماعۃ کے موقف کے خلاف ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر وقت، ہر جگہ موجود ہیں، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر وقت، ہر جگہ موجود ہیں، تو یہ کھلا ہوا شرک ہے، اور نصاریٰ کی طرح رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے، اور اگر کوئی شخص کسی تأویل کے ساتھ یہ عقیدہ رکھتا ہے تب بھی اس عقیدہ کے غلط اور فاسد ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور ایسا شخص گمراہ ہے۔ ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ ج:۱

ص:۱۱۵، تبرید النواظر مصنفہ مولانا سرفراز صفدر صاحب مدظلہم۔

۴:......اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ مجموعی تمام انبیاء سے افضل ہیں، البتہ بعض جزئیات اور واقعات میں اگر کسی نبی کو کوئی فضیلت حاصل ہے تو وہ اس کے معارض نہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرفِ کلام حاصل ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صفت "خلت" حاصل ہے، وغیرہ وغیرہ، یہ تمام جزئی فضیلتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجموعی فضیلت کے منافی اور اس کے معارض نہیں ہیں۔

اور یہ کہنا کہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جتنی بھی احادیث، تاریخ اور تفسیر میں موجود ہیں وہ انسانوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں۔" درحقیقت احادیثِ نبویہؐ کا انکار ہے، جو کہ موجبِ کفر ہے، پوری امتِ محمدیہؐ کا اس پر اجماع ہے کہ حدیث، قرآن کریم کے بعد دین کا دوسرا اہم مأخذ ہے، قرآن کریم نے جس طرح اللہ رب العزت کے احکام کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے، اسی طرح جنابِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال کی بھی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے، لہٰذا قرآن میں بہت سے ایسے احکام ہیں جن کی تفصیل قرآن میں مذکور نہیں، بلکہ ان کی تفصیلات اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور عمل پر چھوڑ دی ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ان کی تفصیلات اور ان پر عمل کرنے کا طریقہ اپنے قول و فعل سے بیان کیا، اگر احادیث انسانوں کی من گھڑت ہیں تو قرآن کریم کے ایسے احکام پر عمل کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ اور یہ ہمیں کیسے معلوم ہوں گے؟

اور اللہ رب العزت نے جس طرح قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، اسی طرح قرآن کریم کے معانی کی بھی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، اور معانی قرآن کی تعلیم حدیث ہی میں ہوئی، اور جن ذرائع سے قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے، انہی ذرائع سے احادیث بھی ہم تک پہنچی ہیں، اگر یہ احادیث من گھڑت ہیں اور ذرائع قابلِ اعتماد نہیں، تو یہ امکان قرآن کریم میں بھی ہوسکتا ہے، تو پھر قرآن کریم کو بھی -نعوذ باللہ- من گھڑت کہنا لازم آتا ہے، لہٰذا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس طرح قرآن کریم اب تک محفوظ

چلا آرہا ہے، اسی طرح احادیث بھی محفوظ چلی آرہی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا بے نظیر انتظام فرمایا ہے، جس کی تفصیل تدوینِ حدیث کی تاریخ سے معلوم ہوسکتی ہے، لہٰذا احادیث کو انسانوں کی من گھڑت کہانیاں قرار دینا صریح گمراہی اور موجبِ کفر ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ''حجیتِ حدیث'' مصنفہ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم، ''کتابتِ حدیث عہدِ رسالت وعہدِ صحابہ میں'' مصنفہ مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم، ''حفاظت وحجیتِ حدیث'' مصنفہ مولانا فہیم عثمانی صاحب۔

۳:...... مسلمانوں کو چاہئے کہ جو شخص یا تنظیم ایسے عقائد کی حامل ہو اس سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں، اور ان کے لٹریچر اور کیسٹ وغیرہ سے مکمل احتراز کریں، خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں، اور اربابِ حکومت کو بھی ایسی تنظیم کی طرف توجہ دلائیں تاکہ ان پر پابندی لگائی جاسکے۔

۴:...... جو شخص مذکورہ عقائد کو بغیر کسی مناسب تأویل کے مانتا ہے وہ شخص مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس کی مسلمان بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اب اس کے عقد میں کوئی مسلمان عورت نہیں رہ سکتی، اور نہ کسی مسلمان عورت کا اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔

مذکورہ بالا شخص کے عقائد قرآن وسنت، اجماعِ امت اور اکابر علمائے اہل سنت والجماعت کی تصریحات کے خلاف ہیں، اس کے لئے درج ذیل تصریحات ملاحظہ ہوں:

''فی شرح العقائد ص: ۲۱۷: وللہ تعالیٰ کتب انزلها علی انبیاءہ وبین فیها امرہ ونهیه ووعدہ ووعیدہ وکلها کلام اللہ تعالیٰ ..... وقد نسخت بالقرآن تلاوتها وکتابتها بعض احکامها. وفی الحاشیة قوله ''وللہ کتب'' رکن من ارکان ما یجب به الایمان مما نطقت النصوص القرآنیة والاخبار النبویة.''

ترجمہ:...... ''شرح عقائد ص:۲۱۷ میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی (قرآن کے علاوہ) کئی کتابیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

انبیاء پر نازل فرمایا اور ان کتابوں میں امر و نہی، وعدہ و وعید کو بیان فرمایا اور یہ تمام کتابیں کلامِ الٰہی ہیں ......اور قرآن مجید کے نازل ہونے پر ان سابقہ کتب کی تلاوت اور کتابت اور ان کے بعض احکام کو منسوخ کیا گیا۔ اور حاشیہ میں ہے: قولہ ''وللہ کتب'' یعنی ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن یہ بھی ہے کہ ان سابقہ کتب پر ایمان لایا جائے جن کے بارے میں نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ شہادت دیتی ہیں۔''

''وفیه ص:٤٥: والرسول انسان بعثه الله تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام.''

ترجمہ:...... ''اور شرح عقائد ص:۴۵ میں ہے: اور رسول وہ انسان ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف تبلیغِ احکام کے لئے مبعوث فرماتے ہیں۔''

''وفی شرح المقاصد ج:٥ ص:٥: النبی انسان بعثه الله تعالیٰ لتبلیغ ما اوحی الیه وکذا الرسول.''

ترجمہ:...... ''اور شرح مقاصد ج:۵ ص:۵ میں ہے کہ: نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ ان احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجتے ہیں جو ان کی طرف وحی فرماتے ہیں اور رسول کی تعریف بھی یہی ہے۔''

''وفی شرح العقیدة الطحاویة لابن ابی العز ص:٢٩٧٠: قوله: ونؤمن بالملٰئکة والنبیین والکتب المنزلة علی المرسلین نشهد انهم کانوا علی الحق المبین. هٰذه الامور من ارکان الایمان، قال تعالیٰ: "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، کُلٌّ اٰمَنَ بِاللهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ، لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ.''(البقرة:٢٨٥)

وقال تعالیٰ: ”لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ.“ (البقرة:۱۷۷)

فجعل الله سبحانه وتعالیٰ الایمان هو الایمان بهذه الجملة وسمی من آمن بهذه الجملة مؤمنین، کما جعل الکافرین من کفر بهذه الجملة بقوله: وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا.“ (النساء:۱۳۷)

ترجمہ:...... ”اور ابن ابوالعزؒ کی شرح عقیدۂ طحاویہ کے ص:۲۹۷ میں ہے کہ: ہم ایمان لاتے ہیں ملائکہ پر، نبیوں پر اور ان پر نازل ہونے والی تمام کتابوں پر اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ (رسول) سب کے سب حق پر تھے۔ اور یہ تمام امور ارکانِ ایمان میں سے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور مؤمنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ، اور اس کے فرشتوں کے ساتھ، اور اس کی کتابوں کے ساتھ، اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ، اور اس کے پیغمبروں میں سے کسی سے تفریق نہیں کرتے۔“ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”کچھ سارا کمال اس میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو، لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر، اور فرشتوں پر اور کتب پر اور پیغمبروں پر۔“

(ان دلائل سے معلوم ہوا کہ) اللہ تعالیٰ نے ایمان ہی اس چیز کو قرار دیا ہے کہ ان تمام چیزوں پر ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ”مؤمنین“ نام ہی ان لوگوں کا رکھا ہے جو ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ ”کافرین“ ان لوگوں کو کہا گیا


فہرست

ہے جو ان تمام چیزوں کا انکار کرتے ہیں، جیسے کہ ارشادِ الٰہی ہے:
''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے، اور اس کے فرشتوں کا، اور اس کی کتابوں کا، اور اس کے رسولوں کا، اور روزِ قیامت کا، تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔''

''وقال فی الحدیث المتفق علی صحته، حدیث جبریل، وسواله للنبی صلی الله علیه وسلم عن الایمان فقال: ان تؤمن بالله وملٰئکته وکتبه ورسله .... الخ. فهذه الاصول التی اتفقت علیها الانبیاء والرسل صلوات الله علیهم وسلامه، ولم یؤمن بها حقیقة الایمان الا اتباع الرسل.''

ترجمہ:...... ''اور حدیثِ جبریلؑ (جس کی صحت پر بخاری ومسلم متفق ہیں) میں ہے کہ: حضرت جبریلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی تمام کتابوں پر، اور تمام رسولوں پر....'' پس یہ وہ اصول ہیں جن پر تمام پیغمبروں اور رسولوں کا اتفاق ہے، اور اس پر صحیح معنی میں کوئی ایمان نہیں لایا مگر وہ جو انبیاء ورسل کے متبعین ہیں۔''

''وفیه ص: ۳۱۱: واما الانبیاء والمرسلون فعلینا الایمان بمن سمی الله تعالیٰ فی کتابه من رسله، والایمان بان الله تعالیٰ ارسل رسلا سواهم وانبیاء لا یعلم اسماءهم وعددهم الا الله تعالیٰ الذی ارسلهم ..... وعلینا الایمان بانهم بلغوا جمیع ما ارسلوا به علی ما امرهم الله به وانهم بینوه بیانا لا یسع احدا ممن

ارسلوا الیه جهله ولا یحل خلافه .... الخ.

..... واما الایمان بالکتب المنزلة علی المرسلین فنؤمن بما سمی الله تعالیٰ منها فی کتابه من التوراة والانجیل والزبور، ونؤمن بان الله تعالیٰ سوی ذالک کتبا انزلها علی انبیاءه لا یعرف اسمائها وعددها الا الله تعالیٰ.“

ترجمہ:......”اور اسی کتاب کے ص:۳۱۱ پر ہے: رہے انبیاءاور رسول! پس ہمارے ذمہ واجب ہے کہ ان میں سے ان تمام نبیوں پر ایمان لائیں جن کا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے، (اسی طرح) اس پر بھی ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ دوسرے انبیاء اور رسول بھی بھیجے کہ جن کے نام اور تعداد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، یعنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا......اور ہم پر لازم ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء کو جن احکام کے پہنچانے کا حکم دیا تھا، ان انبیاء نے وہ تمام احکام پہنچادیئے، اور انبیاء نے ان احکام کو اتنا کھول کھول کر بیان کردیا کہ امت میں سے ناواقف سے ناواقف آدمی کو بھی کوئی اشکال نہ رہا، اور ان کے خلاف کرنا حلال نہ رہا......اور رہا ان کتابوں پر ایمان لانا جن کو رسولوں پر نازل کیا گیا، سو ہم ان تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نام لیا ہے، یعنی تورات، انجیل اور زبور، اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ اور کتابیں بھی اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں، جن کا نام اور ان کی تعداد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔“

”وفی شرح العقیدة الطحاویة للمیدانی ص: ۱۰۴:

والایمان المطلوب من المکلف ھو الایمان باللہ وملٰئکتہ وکتبہ بانھا کلام اللہ تعالیٰ الازلی القدیم المنزہ عن الحروف والاصوات وبانہ تعالیٰ انزلھا علیٰ بعض رسلہ بالفاظ حادثۃ فی الواح او علیٰ لسان ملک وبان جمیع ما تضمنتہ حق وصدق، ورسلہ بانہ ارسلھم الی الخلق لھدایتھم وتکمیل معاشھم معادھم وایدھم بالمعجزات الدالۃ علیٰ صدقھم فبلغوا عنہ رسالتہ .....الخ۔‘‘

ترجمہ:......’’اور میدانی کی شرح عقیدۂ طحاویہ ص:۱۰۴ پر ہے: مکلّف (یعنی جن وانس) سے جو ایمان مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ: اللہ پر ایمان لانا، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی تمام کتابوں پر، اس طرح ایمان لانا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام، کلامِ ازلی اور قدیم ہے، جو حروف اور آواز سے پاک ہے، اور نیز اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو اپنے بعض رسولوں پر تختیوں میں حادث الفاظ کی صورت میں نازل کیا، یا فرشتہ کی زبان پر اتارا۔ اور نیز وہ تمام کا تمام کلام جس پر کتاب مشتمل ہے حق اور سچ ہے۔ اور اللہ کے رسول جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف ان کی ہدایت، اور ان کی تکمیل معاش و معاد کے لئے بھیجا، اور ان انبیاء کی ایسے معجزات سے تائید کی جو ان انبیاء کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں۔ ان انبیاء نے اللہ کے پیغام کو پہنچایا۔‘‘

’’قال القاضی عیاض فی شرح الشفاء ص: ۳۳۵:

واعلم ان من استخف بالقرآن او المصحف او بشیء منہ او سبہ او جحدہ او حرف منہ او آیۃ او کذب بہ او بشیء مما صرح بہ فیہ من حکم او خبر او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علیٰ علم منہ بذالک او شک فی شیء من ذالک

فهو كافر عند اهل العلم باجماع."

ترجمہ:......"علامہ قاضی عیاضؒ شرح شفاء ص:۳۳۵ میں لکھتے ہیں: جان لیجئے کہ جس نے قرآن یا کسی مصحف، یا قرآن کی کسی چیز کو ہلکا جانا یا قرآن کو گالی دی یا اس کے کسی حصہ کا انکار کیا یا کسی حرف کا انکار کیا یا قرآن کو جھٹلایا، یا قرآن کے کسی ایسے حصہ کا انکار کیا جس میں کسی حکم یا خبر کی صراحت ہو، یا کسی ایسے حکم یا خبر کو ثابت کیا جس کی قرآن نفی کررہا ہے، یا کسی ایسی چیز کی جان بوجھ کر نفی کی جس کو قرآن نے ثابت کیا ہے، یا قرآن کی کسی چیز میں شک کیا ہے، تو ایسا آدمی بالاجماع، اہلِ علم کے نزدیک کافر ہے۔"

"وفی شرح العقائد ص: ۲۱۵: وافضل الانبياء محمد صلى الله عليه وسلم، لقوله تعالىٰ: "كنتم خير امة." ولا شك ان خيرية الامة بحسب كمالهم فى الدين وذالك تابع لكمال نبيهم الذى يتبعونه."

ترجمہ:......"شرح عقائد ص:۲۱۵ میں ہے کہ: انبیاء میں سے سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہ: "تم بہترین امت ہو!" اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امت کا بہترین ہونا دین میں ان کے کمال کے اعتبار سے ہے، اور امت کا دین میں کامل ہونا یہ تابع ہے ان کے اس نبی کے کمال کے، جس کی وہ اتباع کررہے ہیں۔"

"وفى المشكوٰة: عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه سلم: انا سيد ولد آدم يوم القيامة واول من ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع." (رواه مسلم)

ترجمہ:...... ''اور مشکوٰۃ شریف میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، میں پہلا وہ شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی، اور میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں گا، اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔''

''وفی المرقاة ج:۷ ص:۱۰: فی شرح مسلم للنووی ..... وفی الحدیث دلیل علیٰ فضله علیٰ کل الخلق لان مذهب اهل السنة ان الآدمی افضل من الملٰئکة وهو افضل الآدمیین بهذا الحدیث.''

ترجمہ:...... ''اور مرقاۃ ج:۷ ص:۱۰ میں ہے کہ: یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مخلوق پر فضیلت کی دلیل ہے، کیونکہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ آدمی ملائکہ سے افضل ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کی بنا پر تمام آدمیوں سے افضل ہیں (تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہوئے)۔''

الغرض یہ شخص ضال و مضل اور مرتد و زندیق ہے، اسلام اور قرآن کے نام پر مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے، اور سیدھے سادے مسلمانوں کو نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے کاٹ کر اپنے پیچھے لگانا چاہتا ہے۔

حکومتِ پاکستان کا فرض ہے کہ فوراً اس فتنہ کا سدباب کرے، اور اس بے دین کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور اسے ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ اس کی آئندہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں، اور کوئی بدبخت آئندہ ایسی جرأت نہ کرسکے۔

نیز اس کا بھی کھوج لگایا جائے اور اس کی تحقیق کی جائے کہ کن قوتوں کے اشارہ پر یہ لوگ پاکستان میں اور مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی کی فضاء پیدا کر رہے ہیں؟

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عذابِ الٰہی روکنے کا ذریعہ ہے

س...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اِن شاء اللہ بخیریت ہوں گے۔ ''بینات'' کی ترسیل جاری ہے، بروقت پرچہ ملنے پر خوشی کا اظہار کر رہا ہوں۔ خدا کرے ''بینات'' اُمتِ مسلمہ کی اُمنگوں کا آئینہ دار بن جائے۔ ایک عرض ہے کہ یہ دینی رسالہ خالص دینی ہونا چاہئے، کسی پر اعتراض و تشنیع مجھے پسند نہیں، اس سے نفرت کا جذبہ اُبھرتا ہے، صدر ضیاء الحق کے بیانات پر اعتراض یقیناً عوام میں نفرت پھیلنے کا ذریعہ بنتا ہے جس سے مملکت کی بنیادیں کھوکھلی پڑجانے کا خطرہ ضرور ہے، ویسے بھی ملک اندرونی اور بیرونی خطرات سے دوچار ہے، کہیں بھارت آنکھیں دِکھا رہا ہے، تو کہیں کارمل انتظامیہ کی شہ پر رُوس کی آواز سنی جاتی ہے، کہیں خمینی کے اسلامی انقلاب کی آمد آمد کی خبریں سننے میں آجاتی ہیں، کہیں ملک کے اندر ہتھوڑا گروپ، کلہاڑا گروپ وغیرہ کی صدائیں سننے میں آرہی ہیں۔ غرض ایسے حالات میں ذرا سی چنگاری بھی پورے پاکستان کا شیرازہ بکھیر سکتی ہے، اس صورت میں پھر یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ اس بارے میں اگر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے تو نوازش ہوگی۔

ج...... آپ کا یہ ارشاد تو بجا ہے کہ وطنِ عزیز بہت سے اندرونی و بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے، اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ ان حالات میں حکومت سے بے اعتمادی پیدا کرنا قرینِ عقل و دانش نہیں، لیکن آنجناب کو معلوم ہے کہ ''بینات'' میں یا راقم الحروف کی کسی اور تحریر میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے کسی سیاسی فیصلے کے بارے میں کبھی لب کشائی اور حرف زنی نہیں کی گئی:

کارِ مملکت خسرواں دانند

لیکن جہاں تک دینی غلطیوں کا تعلق ہے اس پر ٹوکنا نہ صرف یہ کہ اہلِ علم کا فرض ہے (اور مجھے افسوس اور ندامت کے ساتھ اعتراف ہے کہ ہم یہ فرض ایک فیصد بھی ادا نہیں کر پا رہے) بلکہ یہ خود صدرِ محترم کے حق میں خیر کا باعث ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو امیر المؤمنین حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کا واقعہ سناتا ہوں، جو حضرت مولانا محمد

یوسف دہلوی قدس سرہٗ نے ”حیاة الصحابہ“ میں نقل کیا ہے:

”وأخرج الطبرانی وأبو یعلیٰ عن أبی قنیل[1] عن معاویة بن أبی سفیان رضی الله عنهما أنه صعد المنبر یوم القمامة فقال عند خطبة: انما المال مالنا، والفیٔ فیئنا، فمن شئنا أعطیناه، فمن شئنا منعناه. فلم یجبه أحد، فلما کان فی الجمعة الثانیة قال مثل ذالک، فلم یجبه أحد، فلما کان فی الجمعة الثالثة قال مثل مقالته فقام الیه رجل ممن حضر المسجد فقال: کلا! انما المال مالنا والفیٔ فیئنا فمن حال بیننا وبینه حکمناه الی الله بأسیافنا. فنزل معاویة رضی الله عنه فأرسل الی الرجل فادخله، فقال القوم: هلک الرجل، ثم دخل الناس فوجدوا الرجل معه علی السریر، فقال معاویة رضی الله عنه للناس: ان هٰذا أحیانی أحیاه الله! سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: سیکون بعد أمراء یقولون ولا یردّ علیهم یتقاحمون فی النار کما تتقاحم القردة. وان تکلمت أوّل جمعة فلم یرد علیّ أحد، فخشیت أن أکون منهم، ثم تکلمت فی الجمعة الثانیة فلم یرد علیّ أحد، فقلت فی نفسی: انی من القوم، ثم تکلمت فی الجمعة الثالثة فقام هٰذا الرجل، فردّ علیّ فأحیانی، أحیاه الله!“

(قال الهیثمی (ج:۵ ص:۲۳۶) رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط وأبویعلیٰ ورجاله ثقات، انتهٰی. حیاة الصحابہ ج:۲ ص:۶۸)

---

(۱) کذا فی الأصل (یعنی مجمع الزوائد) والظاهر ”أبی قبیل“ اسمه حی بن هانی المعافری وهو ثقة، کذا فی کتاب الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم الرازی (ج:۱ ص:۲۷۵)۔

ترجمہ:...... ”حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قمامہ کے دن منبر پر تشریف لے گئے، اور اپنے خطبہ میں فرمایا کہ: مال ہمارا ہے اور فئے (غنیمت) ہماری ہے، ہم جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ ان کی یہ بات سن کر کسی نے جواب نہیں دیا۔ دُوسرا جمعہ آیا تو حضرت معاویہؓ نے اپنے خطبہ میں پھر یہی بات کہی، اب کے بھی انہیں کسی نے نہیں ٹوکا، تیسرا جمعہ آیا تو پھر یہی بات کہی، اس پر حاضرینِ مسجد میں سے ایک شخص کھڑا ہوگیا اور کہا: ہرگز نہیں! یہ مال ہمارا ہے، اور غنیمت ہماری ہے، جو شخص اس کے اور ہمارے درمیان آڑے آئے گا ہم اپنی تلوار کے ذریعہ اس کا فیصلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کریں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے اُترے تو اس شخص کو بلا بھیجا، اور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے، لوگوں نے کہا کہ: یہ شخص تو مارا گیا، پھر لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت معاویہؓ کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے، حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ: اس شخص نے مجھے زندہ کردیا، اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ”میرے بعد کچھ حکام ہوں گے جو (خلافِ شریعت) باتیں کریں گے، لیکن کوئی ان کو ٹوکے گا نہیں، یہ لوگ دوزخ میں ایسے گھسیں گے جیسے بندر گھستے ہیں۔“ میں نے پہلے جمعہ کو ایک بات کہی، اس پر مجھے کسی نے نہیں ٹوکا، تو مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میں بھی انہیں لوگوں میں سے نہ ہوں، پھر میں نے دُوسرے جمعہ کو یہ بات دُہرائی، اس بار بھی کسی نے میری تردید نہیں کی تو میں نے اپنے جی میں سوچا کہ میں انہی میں سے ہوں، پھر میں نے تیسرے جمعہ یہی بات کہی تو اس شخص نے مجھے ٹوک دیا، پس اس نے مجھے زندہ کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھے۔“

اور یہ نہ صرف صدرِ محترم کے حق میں خیر و برکت کی چیز ہے، بلکہ اُمت کی صلاح وفلاح بھی اسی پر منحصر ہے، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"والذی نفسی بیده! لتأمرنّ بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عذابًا من عنده ثم لتدعنه ولا يستجاب لكم."

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص:۴۳۶)

ترجمہ:......"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تمہیں معروف کا حکم کرنا ہوگا اور بُرائی سے روکنا ہوگا، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کردے، پھر تم اس سے دُعائیں کرو، اور تمہاری دُعائیں بھی نہ سنی جائیں۔"

ارشاداتِ نبویہ کی روشنی میں راقم الحروف کا احساس یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل عذابِ الٰہی کو روکنے کا ذریعہ ہے۔ آج اُمت پر جو طرح طرح کے مصائب ٹوٹ رہے ہیں، اور ہم گوناگوں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کی "احتسابی حس" کمزور اور "نہی عن المنکر" کی آواز بہت دھیمی ہوگئی ہے۔ جس دن یہ آواز بالکل خاموش ہوجائے گی اس دن ہمیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس روزِ بد سے محفوظ رکھیں۔

## ٹی وی...ایک اصلاحی ذریعہ

س...... اس مرتبہ ۲۰؍ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ بمطابق ۸؍اکتوبر ۱۹۹۳ء کا اخبار پڑھنے کے دوران "مسبوق کی نماز" کے متعلق سوالوں کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ: "ٹی وی ایک لعنت ہے"۔

اس ضمن میں میری گزارشات کو اگر آپ تھوڑی سی توجہ عطا فرمائیں اور مجھے اجازت ہو کہ میں گزارشات پیش کرسکوں، تاکہ میری عقلِ ناقص میں جو خیالات اُمڈ رہے

ہیں ان کی تسلی و تشفی ہوسکے۔ میں اسلامی شعائر کی پابندی کی کوشش کرنے والا ایک حقیر انسان ہوں، مجھے یہ خیال آرہا ہے کہ ادائیگیٔ حج کے دوران حج ادا کرنے کے طریقے ٹی وی سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے، ٹی وی کی مدد سے خانۂ کعبہ کی زیارت زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کونصیب ہوتی ہے، ٹی وی کی مدد سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے قاری صاحبان الفاظ کی ادائیگی اور ساتھ الفاظ کی شناخت کراتے ہیں جس کے باعث عام ٹی وی دیکھنے والوں کو اپنی تلاوت میں غلطیوں کی تصحیح کرنے میں مدد ملتی ہے، ٹی وی کی مدد سے عام لوگوں کونماز پڑھنے اور نماز میں کھڑا ہونے، تکبیر کے بعد ہاتھ اُٹھانے اور پھر ہاتھ باندھ کے صحیح کھڑے ہونے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے، رُکوع، قومہ، قعدہ، سجدہ اور تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ بار بار لوگوں کے ذہن نشین کرایا جاسکتا ہے، لوگ نماز میں کھڑے اکثر ہاتھ ہلاتے اور خشوع وخضوع توڑنے کی حرکتیں کرتے ہیں، ان کو سمعی اور بصری طریقہ ہائے بیان سے سمجھایا جاسکتا ہے۔ ایک وقت میں ایک عالمِ دین ٹی وی پر تقریر کرلے تو سمعی، بصری قوّتیں ناظر و سامع کو وہ کچھ جاننے میں آسانی پیدا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ ٹی وی کو اگر تبلیغِ دینِ اسلام کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ ایک انتہائی مؤثر ذریعہ تبلیغ بن سکتا ہے۔ بلکہ میں تو یہ پروگرام ترتیب دینے کی کوشش میں ہوں کہ ایک عالمِ اسلام کی مرکزی ٹی وی نشریات ہوں جس کے ذریعہ بین الاقوامی زبانوں میں قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کی تعلیمات سمعی و بصری ذریعے سے لوگوں تک دُنیا کے کونے کونے میں پھیلائی جائیں۔ مکۃ المکرّمہ میں بین الاقوامی اسلامی مرکزِ نشریات ہو، اور اس سے مسلم دُنیا اور غیرمسلم دُنیا میں اسلامی نشریات پہنچیں اور تبلیغ کا کام بجائے محدود رکھنے کے عام کیا جائے۔ اسی طرح اسلام کا تبلیغی مرکز تعلیماتِ اسلام کا انسائیکلوپیڈیا تیار کرے، بین الاقوامی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو اور ٹی وی تعلیماتِ اسلامی کے عام کرنے میں استعمال کیا جائے۔ آج ڈش انٹینا کی مدد سے لوگوں کے گھروں میں بین الاقوامی اداروں کے فحش لٹریچر اور اخلاق سوز پروگرام لوگ دیکھتے ہیں، اگر اسلامی بین الاقوامی ٹی وی نیٹ ورک سے اسلامی پاور فل چینل کی مدد سے اسلامی اخلاقیات عام کی جائیں، اخلاقِ اسلامی پر تیار معاشرے کی عملی تصویریں پیش کی جائیں

تاکہ لوگوں کے دِلوں میں اس سکونِ قلب کے حصول کی جانب کشش ہو، وہ لچر اور اخلاق سوز پروگرام دیکھنے کی بجائے اسلامی بین الاقوامی نشریاتی ادارے کی مبنی بر اخلاقیات عملی زندگی کے نمونے دیکھیں اور اسلام کا پیغام جو صرف سمعی ذریعے سے پھیلایا جارہا ہے، بصری ذریعے سے پھیلے مؤثر انداز میں۔ اس اہم ذریعۂ پیغام رسانی سے اسلام کا پیغام عام ہو لہٰذا مندرجہ بالا اُمور ٹی وی کو اور اس کے استعمال کو باعثِ برکت و رحمت بنا سکتے ہیں۔

ج...... آپ کے خیالات تو لائقِ قدر ہیں، مگر یہ نکتہ آپ کے ذہن میں رہنا چاہئے کہ دینِ اسلام، دینِ ہدایت ہے، جس کی دعوت و تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضراتِ صحابہ کرامؓ نے، حضراتِ تابعینؒ نے، ائمۂ دینؒ نے، بزرگانِ دینؒ نے، علمائے اُمتؒ نے اس فریضے کو ہمیشہ انجام دیا۔ ہدایت پھیلانے کا کام انہی حضرات کے نقشِ قدم پر چل کر ہوسکتا ہے، ان کے راستے سے ہٹ کر نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج بھی دین کی دعوت کا کام اسی منہاج پر ہو رہا ہے۔ تبلیغِ دین کے لئے ایسے ذرائع اختیار کرنے کی اجازت ہے جو بذاتِ خود مباح اور جائز ہوں، حرام اور ناجائز ذرائع اختیار کرکے ہدایت پھیلانے کا کام نہیں ہوسکتا، کیونکہ ناجائز ذرائع خود شر ہیں، شر کے ذریعہ شر تو پھیل سکتا ہے، شر کے ذریعہ خیر اور ہدایت کو پھیلانے کا تصوّر ہی غلط ہے۔ ٹی وی کا مدار تصویر پر ہے اور ہماری شریعت نے تصویر سازی کو حرام قرار دیا ہے، اب جو چیز کہ شرعاً حرام ہو اس کو ہدایت پھیلانے کا ذریعہ کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ اس سے شر و گمراہی کو تو فروغ ہوسکتا ہے لیکن اگر آپ چاہیں کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے دِلوں میں ایمان اور ہدایت اُتار دیں تو یہ خیال محض خیال ہے۔ ہزاروں لوگ ٹی وی پر ''دینی پروگرام'' دیکھتے ہیں، لیکن ان میں سے ایک آدمی بھی نہیں ملے گا جس نے ٹی وی دیکھ کر ایمان سیکھ لیا ہو، اور اس نے گناہوں سے توبہ کرکے نیک اور پاک زندگی اختیار کرلی ہو۔ ہاں! بے شمار لوگ ایسے ہیں جو ٹی وی دیکھ کر گمراہ ہوگئے اور ان کے اندر ایمان کی جو رمق باقی تھی اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ آپ نے جتنی بھی مثالیں دی ہیں وہ صحیح ہیں، لیکن ٹی وی کی مثال غلط ہے، کیونکہ میں بتاچکا ہوں کہ ٹی وی تصویر کی وجہ سے


فہرست

نجس العین ہے، اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ ''ٹی وی بُرا نہیں'' غلط ہے۔ خنزیر کا آپ اچھا استعمال کریں یا بُرا، وہ ہر حال میں نجس العین ہے، اس کے اچھے استعمال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

''غرض یہ کہ'' کہہ کر آپ نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی غلط ہے، کیونکہ آپ کا یہ نظریہ کہ ''کوئی چیز بھی بذاتِ خود اچھی یا بُری نہیں'' غلط ہے، میرا کہنا یہ ہے کہ جس چیز کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، وہ بذاتِ خود بُری ہے، اس کو کسی اچھائی کے لئے استعمال کرنا اس سے زیادہ بُرا ہے۔ آپ نے یہ اُصول مقرّر کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھی ہے کہ ہمارے دین نے دُنیا کی کسی چیز کو نہ بذاتِ خود اچھا قرار دیا ہے اور نہ کسی چیز کو بذاتِ خود بُرا قرار دیا ہے، حالانکہ یہ بات صریحاً غلط ہے۔ شریعت نے تمام چیزوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، کچھ چیزیں بذاتِ خود اچھی ہیں، کچھ چیزیں بذاتِ خود بُری ہیں، اور کچھ چیزیں نہ بذاتِ خود اچھی ہیں نہ بُری، آپ کا یہ اُصول تیسری قسم میں تو جاری ہوتا ہے کہ ایسی چیز کا استعمال اچھا ہو تو اچھی ہیں، بُرا ہو تو بُری ہیں۔ لیکن جو چیزیں کہ بذاتِ خود بُری ہیں، نجس العین ہیں، حرام ہیں، ان کی اچھائی بُرائی ان کے استعمال پر موقوف نہیں، ان کا بُرا استعمال ہو تب بھی بُری ہیں، اور اگر بفرضِ محال اچھا استعمال ہو تب بھی بُری ہیں، ٹی وی نجس العین ہے، اس کا بُرا استعمال بھی بُرا ہے، اور اچھا استعمال بھی بُرا ہے، بلکہ بدتر ہے کہ دین کو اس گندگی کے ساتھ ملوّث کرنا بجائے خود ایک جرم ہے۔

## سنت کے مطابق بال رکھنے کا طریقہ

س......۱: بال رکھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کے بال رکھے تھے؟ پٹے رکھے تو کتنے بڑے رکھے تھے؟ اگر چھوٹے بال تھے تو کتنے چھوٹے تھے؟ آج کل انگریزی بال بنائے جاتے ہیں، اس طرح کے بال دین دار اور عام لوگ دونوں رکھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

ج......آج کل جو بال رکھنے کا فیشن ہے یہ تو سنت کے خلاف ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک پر بال رکھتے تھے، اور وہ عام طور سے کانوں کی لو تک ہوتے تھے، کبھی اصلاح

کرنے میں دیر ہوجاتی تو اس سے بڑھ بھی جاتے تھے، لیکن آج کل جو نوجوان سر پر بال رکھتے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں بلکہ غیر قوموں کی نقل ہے۔

س......۲: فجر کی نماز ایک مسجد میں پڑھی، پھر کسی کام سے مسجد سے باہر جانا ہوا، اِشراق کی نماز دُوسری مسجد میں یا گھر پر پڑھ سکتے ہیں یا کہ اسی مسجد میں بیٹھے رہیں؟

ج......اگر کسی ضرورت سے جانا پڑے تو دُوسری جگہ بھی اِشراق کی نماز پڑھ سکتے ہیں، خواہ گھر پر پڑھیں یا کسی اور مسجد میں، البتہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور پھر اپنی جگہ بیٹھا رہے یہاں تک کہ اِشراق کا وقت ہوجائے اور پھر اُٹھ کر دو رکعتیں یا چار رکعتیں اِشراق کی نماز پڑھے تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔

## دین پر عمل کرنے کی راہ میں رُکاوٹیں

س......ہم لوگ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، خدا کا شکر ہے کہ زندگی اچھی گزر رہی ہے، لیکن دُنیا کی نظروں میں تو ظاہر ہے کہ ہم غریب ہیں۔ اس پر ستم یہ کہ ہم الحمدللہ پردہ کو اپنائے ہوئے ہیں، اور آپ تو جانتے ہیں کہ آج کے معاشرے میں غریب لڑکیوں اور خاص کر باپردہ لڑکیوں کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے، جیسے وہ کسی اور دُنیا کی مخلوق ہوں۔ خیر! ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں، اللہ ہم پر رحم فرمائے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ماں باپ ہمارے رشتوں کی طرف سے بہت پریشان ہیں، پہلے تین بہنوں کے رشتے آتے ہی نہیں تھے اور جو آتے تھے وہ بہت آزاد خیال لوگوں کے، آخرکار تھک ہار کر جب بہنوں کی عمریں نکلنے لگیں تو ایسے گھرانوں میں ہی رشتے طے کردیئے گئے کہ جن کے یہاں بس دِکھاوے کو خدا کا نام لیا جاتا ہے، لیکن والد صاحب نے رشتہ طے کرتے وقت شرط رکھی تھی کہ میری بیٹیاں پردہ نہیں توڑیں گی، جو انہوں نے قبول کرلیں اور بالآخر شادیاں ہوگئیں، لیکن آپ خود سوچئے جب گھر کے ماحول میں اس قدر آزادی ہو کہ کوئی لڑکی چادر تک نہ اوڑھتی ہو ایسے ماحول میں پردہ قائم رکھنا کتنا مشکل کام ہے؟ بہرحال اللہ میری بہنوں کو ہمت دے۔ اس ساری کہانی

سنانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بہت سے جاننے والے ایسے ہیں جو بہت نیک ہیں، اس قدر نیک کہ ان کے یہاں اتنا سخت پردہ ہے کہ عورتوں کو کوئی برقع میں بھی آزادانہ پھرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا، اور شریعت کے تمام قوانین کی پابندی ہوتی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب بہت امیر لوگ ہیں، اس لئے وہ لوگ جب اپنے بیٹوں کی شادیاں کرتے ہیں تو امیروں کی بیٹیوں سے ہی کرتے ہیں۔ برائے کرم مولانا صاحب! مجھے بتایئے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ غریبوں کی بیٹیاں صرف اپنی غربت کے باعث ایسے گھرانوں میں بیاہی جانے پر مجبور ہوں جہاں وہ اللہ کے دین کی پابندی نہ کرپائیں جبکہ صاحبِ حیثیت لوگ صرف صاحبِ حیثیت لوگوں سے ہی رشتہ جوڑتے چلے جائیں جبکہ ان کے سامنے ہی ایسے گھرانے موجود ہوں جہاں نیک، شریف، باپردہ لڑکیاں موجود ہوں، کیا ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم بھی تمام عمر اللہ کے دین پر قائم رہ سکیں؟ لیکن ہمیں ایک وقت پر مجبوراً ایسی جگہ جانا پڑتا ہے جہاں ہماری توقع سے بہت مختلف ماحول ملتا ہے، جہاں کوشش کے باوجود دین پر قائم رہنا مشکل ہوجاتا ہے، آخر اس میں کس کا قصور ہے؟ ہم کس سے انصاف مانگیں؟

ج...... آپ کی یہ تحریر تمام دین دار لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے۔ بہرحال اپنے معیار کے شریف اور دین دار گھرانوں کو تلاش کرکے رشتے کئے جائیں، بلکہ اگر کوئی غریب مگر شریف اور دین دار رشتہ مل جائے تو اس کو بڑے پیٹ والے لوگوں پر ترجیح دی جائے۔ اس نوعیت کے مسائل تقریباً تمام والدین کو پیش آتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانے میں دین داری کی یہ قیمت بہت معمولی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ایسے تمام والدین کی خصوصی مدد فرمائیں، آمین!

## غیبت اور حقیقتِ واقعہ

س...... عرض ہے کہ غیبت کے بارے میں مسئلہ بتادیجئے، مثلاً: ایک مولانا نے مسئلہ بیان کیا کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی جس کا قد چھوٹا تھا، اس کے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: حضور! اس عورت کا قد

چھوٹا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! یہ بات غیبت ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ: حضور! یہ بات اس میں تھی، وہی میں نے کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی تو غیبت ہے، اگر اس میں یہ بات نہ ہوتی تو یہ بہتان ہوجاتا۔

مثلاً: میں نے ایک صاحب سے پیسے لینے ہیں، اگر وہ پیسے نہیں دے رہا ہے، میں نے اس کے بھائی سے کہا کہ آپ اس کو کہئے کہ وہ پیسے دے، تو کیا یہ بھی غیبت ہوئی؟ دُوسرا مسئلہ میرا بھانجا مسقط گیا ہوا تھا، واپسی پر میرے گھر میں نہیں ٹھہرا سیدھا لاہور چلا گیا، میں نے اپنی بہن سے اس کی شکایت کی، کیا یہ بھی غیبت ہوئی؟

ج…… یہ غیبت نہیں، واللہ اعلم!

## ''السلام علیکم پاکستان'' کہنا

س…… آج کل ایک مقامی ریڈیو چینل ہے، نشریات مغربی تہذیب اور کلچر کی تقلید کرتے ہوئے ۲۴ گھنٹے مسلسل شروع کی گئی ہیں۔ مخلوط ٹیلیفون کالز کے ذریعہ نہ صرف فحاشی کو فروغ دیا جارہا ہے بلکہ دُوسری طرف مال کا اسراف بھی کیا جاتا ہے۔

پوری پوری رات عورتیں، مرد کمپیئر سے فون پر اپنے دِل کا راز و نیاز بیان کرتی ہیں اور جواباً مرد کمپیئر اظہار اشعار اور گانوں کے ذریعہ کرتا ہے۔ اس پروگرام میں ہر فون کرنے والا پہلے ''السلام علیکم پاکستان'' کہتا ہے، جواب میں بھی اسے ''السلام علیکم پاکستان'' کہا جاتا ہے، یعنی جنت کا کلام ''السلام علیکم'' کی بھی بے ادبی کی جاتی ہے، اور بعض ٹی وی پروگرام میں پنجابی تہذیب کو اُجاگر کرتے ہوئے دیہات کا ماحول پیش کیا جاتا ہے جس میں آنے والے مہمان کو میزبان کہتا ہے: ''بسملیاں! بسملیاں!'' مندرجہ بالا گزارشات کے بعد میرے ذہن میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں:

۱:…… کیا ''السلام علیکم'' کے ساتھ اور کوئی لفظ ملاکر کہنا یعنی ''السلام علیکم پاکستان'' کہنا جائز ہے؟

۲:…… کیا عورتیں ٹیلیفون پر غیرمحرَم سے بے تکلف ہوکر باتیں کرسکتی ہیں؟

۳:…… بسم اللہ کے بجائے جو لوگ (نعوذ باللہ) ''بسملیاں'' کہتے ہیں، اس کا کیا


فہرست

مطلب ہے؟ اور جو لوگ قرآن کی آیتوں کو توڑ مروڑ کر اس طرح پڑھتے ہیں ان کے بارے میں قرآن و حدیث کا کیا فیصلہ ہے؟

ج…… جو لوگ پاکستان میں فحاشی اور عریانی پھیلاتے ہیں، مرنے کے بعد عذابِ قبر میں مبتلا ہوں گے اور ان کے ساتھ ان کے حکمران بھی پکڑے جائیں گے، اس لئے کہ یہ ملک فحاشی کا اڈّا بنانے کے لئے نہیں بنایا گیا تھا، بلکہ یہاں قرآن و سنت کی حکمرانی جاری کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

۱:…… "السلام علیکم" مسلمانوں کا شعار ہے، لیکن اس کا اس طرح استعمال اس شعار کی بے حرمتی ہے۔

۲:……عورتوں کا نامحرم مردوں سے بے تکلف گفتگو کرنا حرام اور ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز کو بھی پردہ بنایا ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "فلا تخضعن بالقول" یعنی بات کرتے وقت تمہاری زبان میں لوچ نہیں آنا چاہئے، اس لئے یہ مرد اور عورتیں گنہگار ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہئے اور اپنے رویے سے باز آجانا چاہئے، ورنہ مرنے کے بعد ان کو اتنا سخت عذاب ہوگا کہ دیکھنے والوں کو بھی ترس آئے گا۔

۳:…… یہ "بسملیاں" مہمل لفظ ہے اور یہ پنجابی تہذیب نہیں بلکہ ایسا کرنے والوں کا قلبی روگ ہے۔

## بدامنی اور فسادات…عذابِ الٰہی کی ایک شکل

س…… آج کے اس پُرمصائب دور میں جبکہ ہم مسلمانوں کے ایمان غالباً تیسرے درجے سے گزر رہے ہیں اور فرقہ واریت اور لسانی بندشوں کا شکار ہیں اس دور میں قتل و غارت، ڈکیتیاں، بدامنی، بدکاری غرضیکہ تمام سماجی بُرائیاں (سوشل لیول) جمگھٹا ڈالے ہوئے ہیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان رکھتے ہیں، ان کے کہنے پر (قرآن و حدیث پر) عمل کرتے ہیں تو بلاشبہ بہت سے مسائل کا حل ملتا ہے، لیکن آزمائشیں بہت ہیں اور صحیح ہیں، گو کہ ہر مسلمان مؤمن نہیں ہوتا، اس لئے آزمائش پر پورا نہیں اُترتا۔ میرا مدعا یہ ہے کہ انسان جو ایک دُوسرے کا خون بہادیتا ہے چاہے وہ اپنی حفاظت میں یا دُوسرے کی دُشمنی میں، یہ

کہاں تک دُرست ہے؟ مطلب یہ کہ کوئی شخص اپنے جان و مال کی حفاظت میں اگر دُوسرے مسلمان کا خون بہادیتا ہے یا اپنی زَن (عورت) چاہے ماں، بہن یا بیوی ہو، اس کی خاطر خون بہادیتا ہے، اگرچہ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ وہ حق پر ہے، لیکن اللہ پر ایمان مکمل ہونے کے بعد اللہ ہمارے جان و مال کی حفاظت کرتا ہے تو ہم کسی صورت میں ہتھیار اُٹھاسکتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کا خون بہاسکتے ہیں؟ کیونکہ عدل و انصاف اس معاشرے میں تقریباً ختم ہوچکا ہے۔

ج……جس بدامنی اور فساد کا آپ نے ذکر کیا ہے، یہ عذابِ الٰہی ہے، جو ہماری شامتِ اعمال کی وجہ سے ہم پر مسلط ہوا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں، تمام ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑنے کا عہد کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام اجتماعی و انفرادی گناہوں اور بدعملیوں کی معافی مانگیں۔ کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کرنا کفر و شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، جس کی سزا قرآنِ کریم نے جہنم میں بتائی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ہر وہ شخص جس کے دِل میں ایمان کا کوئی ذرّہ موجود ہو، اور جو آخرت کی جزا و سزا کا قائل ہو اس کو اس سے سو بار توبہ کرنی چاہئے کہ اس کے ہاتھ کسی مسلمان کے خون سے رنگین ہوں۔ جو مسلمان ان ہنگاموں میں بے گناہ مارا گیا کہ اس کا کسی کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا وہ شہید ہے، اور جو گروہ ایک دُوسرے کو قتل کرنے کے درپے تھے ان میں قاتل اور مقتول دونوں جہنم کا ایندھن ہیں۔ اگر کسی مسلمان پر ناحق حملہ کیا اور اس نے اپنا دفاع کرتے ہوئے حملہ آور کو ماردیا تو وہ گناہ سے بَری ہے اور حملہ آور جو قتل ہوا وہ سیدھا جہنم میں گیا۔ اسی طرح اگر کسی کے بیوی بچوں پر حملہ کیا اور اس شخص کے ہاتھ سے حملہ آور مارا گیا، یہ بھی گناہ سے بَری ہے اور حملہ آور سیدھا جہنم میں پہنچا۔

## خیالاتِ فاسدہ اور نظرِ بد کا علاج

س……مجھ میں ایک مرض یہ ہے کہ جب کسی کو گناہ میں مشغول دیکھتا ہوں تو اس میں دِل کو نکیر ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے، اس کی اور گناہ کی حقارت بھی ہوتی ہے، لیکن جب خود سے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے تو نہ خوف، نہ حقارت، نہ نفرت، نہ انکار، نہ حیا کچھ بھی نہیں ہوتا،

ہاں مخلوق کا خوف ہوتا ہے کہ کسی کو پتہ نہ لگ جائے، ذِلت ہوگی، اس کے باوجود گناہ سے اجتناب نہیں ہوتا۔

ج…… گناہ اور گناہ گار سے کبیدگی تو علامتِ ایمان ہے، تاہم یہ احتمال کہ یہ شخص مجھ سے حالاً و مآلاً اچھا ہو، بس اس کا استحضار کافی ہے، اس سے زیادہ کا انسان مکلّف نہیں ہے۔

س…… خیالاتِ فاسدہ، گندے غلیظ وساوس، نظرِ بد جیسے جرائم کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے، کبھی کبھی فوراً ندامت پشیمانی ہوتی ہے اور کبھی ندامت پاس سے بھی نہیں گزرتی، داڑھی منڈوانے سے، راگ ناچ گانا اس طرح کے ہر گندے فعل سے نفرت ہے، اس کے مرتکبین سے نفرت ہے، لیکن مجھے بے لذّت گناہوں کی خواہشات کا غلبہ رہتا ہے۔

ج…… خیالاتِ فاسدہ، وساوس وغیرہ جن کو آپ مرض سمجھ رہے ہیں یہ مرض نہیں، بلکہ غیراختیاری اُمور ہیں، جن پر مؤاخذہ نہیں، بلکہ مجاہدہ ہے۔ آپ کسی فارغ وقت میں ''مراقبۂ دُعائیہ'' کیا کریں، باوضو قبلہ رُخ بیٹھ کر آنکھیں اور زبان بند کرکے اپنی حالت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کردیں اور دِل میں اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ: یااللہ! میری حالت تو آپ کے سامنے ہے، آپ قادرِ مطلق ہیں، میری حالت اچھی کردیجئے اور مجھے آخرت میں رُسوانہ کیجئے۔

س…… آج کل زیبائش، عریانی عام ہے، جب کبھی ضرورت کے لئے نکلتا ہوں تو غیرمحرَم پر نظرِ بد کے جرم کا ارتکاب ہوجاتا ہے، نظرِ بد سے بچنا میرے جیسے کے لئے تو بہت ہی مشکل ہے۔

ج…… فوراً نظر ہٹالی جائے، خیالات کا ہجوم غیراختیاری ہو تو مضر نہیں، بلکہ ہجومِ خیالات کے باوجود بالقصد دوبارہ نہ دیکھنا مجاہدہ ہے، اور اِن شاء اللہ اس پر اَجر ملے گا، اسی کے ساتھ اِستغفار کرلیا جائے، اِن شاء اللہ غلط خیالات کے اثرات قلب سے دُھل جائیں گے۔

## والدہ کی قبر معلوم نہ ہو تو دُعائے مغفرت کیسے کروں؟

س…… میری والدہ مرحومہ کراچی میں دفن ہیں، میں اکثر ان کی مغفرت کی دُعائیں کرتا رہتا ہوں، اب یہ میری بدنصیبی ہے کہ میں کبھی ان کی قبر پر نہیں گیا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ قبر پر جانا ضروری ہے یا نہیں؟ اور قبر پر نہ جانے سے گھر ہی پر دُعائیں کرنا بیکار تو نہیں؟ دُوسرے یہ کہ


فہرست

قبرستان اگر جاؤں بھی تو والدہ کی قبر کا پتہ نہیں، تو قبرستان میں جاکر والدہ کے لئے کہاں کھڑا ہوکر دُعا کروں اور کیا کیا دُعا کروں؟ کیا وہاں کچھ پڑھنا ہوگا یا ایسے ہی دُعائے مغفرت کروں؟

ج...... اگر آپ کو والدہ کی قبر کا پتا ہی نہیں تو آپ کو جانے کا مشورہ کیسے دُوں؟ البتہ آپ کو نشانی رکھنا چاہئے تھی یا اگر کوئی آدمی جاننے والا ہے تو آپ اس سے پتا کرلیجئے، قبر پر جانے سے میّت کو اتنی خوشی ہوتی ہے کہ جتنا ماں کو اپنے بیٹے سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔ بہرحال ان کو پڑھ کر بخشتے رہنا چاہئے یہ بھی بیکار نہیں ہے۔

## وہم کا علاج کیا ہے؟

س...... میں بی اے کی طالبہ ہوں، ہمارا گھر تھوڑا بہت مذہبی ہے، نماز تقریباً سب ہی لوگ پڑھتے ہیں، لیکن جب سے میں نے نماز شروع کی ہے، آہستہ آہستہ آج ایسی ہوگئی ہوں کہ اگر کسی کا پاؤں لگ جائے تو دھونے بیٹھ جاتی ہوں، اگر جھاڑو کسی کپڑے کو لگ جائے تو فوراً دھوتی ہوں، اگر گیلا پونچھا کمرے میں لگتا ہے تو میں اس سے بچتی ہوں، چھینٹوں سے تو اس طرح بچتی ہوں جیسے انسان آگ سے بچتا ہے، اگر پانی زمین پر گرا اور میرے کپڑوں پر **چھینٹیں** آگئیں تو پائینچے دھوتی ہوں کہ ہر وقت میرے پائینچے گیلے رہتے ہیں، کیونکہ ہمارا چھوٹا سا گھر ہے، آخر کب تک کمرے میں رہا جاسکتا ہے؟ بس میری یہ ہی کیفیت ہے جس کی وجہ سے اب گھر والے مجھے نفسیاتی مریضہ، ذہنی مریضہ اور وہمن کے نام سے پکارتے ہیں، جس پر مجھے دِلی دُکھ ہوتا ہے اور پھر میں یہ سوچتی ہوں کہ اب ایسا نہ کروں گی، لیکن پھر ایسا نہیں کرپاتی۔ خیال آتا ہے کہ اگر کپڑے ناپاک ہوگئے تو نماز نہ ہوگی۔ گھر والے مجھے ہر وقت پانی میں گھسے رہنے سے منع کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مجھے اب اگزیما بھی ہوگیا ہے، لیکن میں کہتی ہوں کہ میرے اُوپر کسی قسم کی چھینٹ نہ آئے۔ گھر والے کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کوئی بچہ نہیں ہے کہ جس کے پیشاب وغیرہ کی چھینٹ سے تیرے کپڑے ناپاک ہوجائیں گے۔ کبھی کبھی جب مجھے اس بات پر ڈانٹ پڑتی ہے تو میرا دِل چاہتا ہے کہ نماز ہی چھوڑ دُوں تاکہ میں ان چیزوں سے نجات پاسکوں، لیکن دِل نہیں مانتا اور نماز کسی

حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ آپ میرے سوال کا جلد از جلد جواب دے کر ذہنی اذیت سے نجات دِلا سکتے ہیں۔

ج…… بیٹی! ایک بات سمجھ لو، اگر پاکی ناپاکی کا مسئلہ اتنا ہی مشکل ہوتا، جتنی مشکل کہ آپ نے اپنے اُوپر ڈال رکھی ہے، تو دُنیا کا کارخانہ ہی بند ہوجاتا۔ آپ کی طرح ہر شخص بس پائینچے دھونے ہی میں لگا رہتا۔ یہ تمھیں وہم کا مرض ہے اور اس کا علاج بہت آسان ہے۔ وہ یہ کہ جن چیزوں کی وجہ سے آپ کو ناپاکی کی فکر لگی رہتی ہے ان کی ذرا بھی پروا نہ کرو، اور جب تمہارا شیطان یوں کہے کہ یہ چھینٹے ناپاک تھے، فلاں چیز ناپاک تھی تو شیطان سے کہا کہ: تو غلط کہتا ہے، میں تیری بات نہیں مانوں گی۔ اگر ایک مہینے تک آپ نے میرے کہنے پر عمل کرلیا تو اِن شاء اللہ تعالیٰ اس وہم کے مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔

## حقوقِ والدین یا اطاعتِ امیر؟

س…… میرا بڑا بیٹا بچپن سے ہی والد کے ساتھ مسجد جاتا رہا، مسجد ہی سے ایک دینی جماعت کے پروگرام سنتا رہا، ہم نے اسے ہمیشہ اچھے ماحول میں رہنے کی تعلیم دی۔ گانے ناچ اور دیگر فضولیات سے دُور رکھا۔ اس لئے وہ دینی جماعت کے بچوں کے رسائل لاتا رہا، ان کے ساتھ اچھے معلوماتی مقابلوں میں حصہ لیتا رہا۔ جب میٹرک کلاس میں گیا تو ہم نے کہا کہ اسکول کا کام پورا کیا کرو، تعلیم پر توجہ دو، مگر وہ کہتا کہ ہمارے ناظم نے فلاں وقت بلایا ہے، فلاں کام ہے۔ باپ صبح کے گئے رات کو آتے، اس نے تعلیم پر توجہ کم دی، نتیجہ یہ نکلا کہ بہت خراب نمبر سے پاس ہوا، مجبوراً ٹیکنیکل تعلیم دِلوائی، وہاں نوکری بھی لگ گئی، لیکن پروگراموں کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ زیادہ سمجھاتی تو کہتا کہ امیر کی اطاعت لازمی ہے، امیر کی اطاعت خدا کے رسولؐ کی اطاعت ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نوکری جاتی رہی، تعلیم بھی ختم ہوگئی۔ گھر سے تعلق کا صرف اتنا حال ہے کہ بہن، بوڑھا باپ کام کرتے ہیں، میں سلائی کرتی ہوں، وہ آتا ہے، ہوٹل کی طرح کھاکر چلا جاتا ہے، بہن بھائیوں پر حکم چلاتا ہے، اسے غرض نہیں کہ کوئی بیمار ہے تو کون ہسپتال لے جارہا ہے؟ کس طرح خرچ چل رہا ہے؟ یہی دُھن دماغ میں ہے کہ جماعت سے نکلنا کفر ہے، امیر کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔

اس کے ساتھی بہت تعریف کرتے ہیں کہ ہر کام میں آگے آگے رہتا ہے، ہر پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے، لیکن حقیقت کوئی ہمارے دِل سے پوچھے، اس بگڑے ہوئے ماحول میں بچیوں سے سودے منگوانے پڑتے ہیں، خود بازار سے سامان اُٹھا کر لانا پڑتا ہے، ایک بچہ ہے وہ زیادہ تر کام کرتا ہے، پڑھنے کے ساتھ ساتھ کام کرکے ہمارے حوالے کردیتا ہے، خدا کے فضل سے نماز روزے کا پابند ہے، یہ آتے ہی اس پر حکم چلاتا ہے، اگر کسی کام کو کہا جائے تو کہتا ہے اس سے کراوٴ۔

چھوٹی بچیوں نے، ماں باپ نے رو رو کر دُعائیں مانگیں تو ایک عارضی نوکری ملی ہے، اس میں بھی یہی حال ہے، دس دن پروگراموں کی نظر ہیں، اب کسی کا استقبال ہے، اب کسی جگہ مظاہرہ ہے، کہیں کے لئے فنڈ اکٹھا کرنا ہے، کسی کو کتابیں دینی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ صرف ایک بچے کا حال نہیں، اس میں بی اے، ایم اے اور دیگر تعلیم یافتہ بچے بھی شامل ہیں جو ذہنی مریض بن چکے ہیں، والدین اور امیر کی اطاعت کے درمیان ان کے ذہن اُلجھ کر رہ گئے ہیں، کبھی کبھی ان پر ترس بھی آتا ہے اور غصہ بھی۔

مولانا صاحب! آپ بتائیے کہ ہم جیسے سفید پوش لوگ جن کی جمع پونجی ایک مکان ہوتی ہے کیا وہ وراثت میں اس طرح کی اولاد کو حق دار بناسکتے ہیں؟ کیا شریعت میں ایسا کوئی قانون ہے کہ ہم اپنی زندگی میں ان کو مکان کی ملکیت سے عاق کرسکیں؟ کیونکہ جب ہماری زندگی میں ان کا رویہ ایسا ہے تو بعد میں تو چھوٹے بہن بھائیوں کا حق مار کر اپنی من مانی کرسکتے ہیں۔ کیا اسلام میں ایسا کوئی تصوّر موجود ہے کہ معاش کی جدوجہد نہ کرے، والدین اور عزیز و اقارب کے حقوق پورے نہ کرے، صرف امیر کی اطاعت کرے؟ اگر ایسا ہے تو ہم ضرور صبر کریں گے، اگر ایسے بچے وراثت کے حق دار ہیں تو ہم خدا کے رسولؐ کی نافرمانی ہرگز نہ کریں گے۔

ج…… نوجوانوں کے مزاج میں جوشِ عمل ہوتا ہے، تجربہ محدود، ذہن ناپختہ، طبیعت میں شاخِ تازہ کی طرح لچک، ان کو کسی اچھے یا بُرے کام میں لگادینا بڑا آسان ہوتا ہے، اور جب ان کے ذہن میں کسی تحریک کی اچھائی بیٹھ جاتی ہے یا بٹھادی جاتی ہے تو وہ اس میں


فہرست

نتائج وعواقب سے بے نیاز ہوکر منہمک ہوجاتے ہیں، اس کے خلاف نہ وہ والدین کی پروا کرتے ہیں، نہ کسی کی نصیحت پر کان دھرتے ہیں۔ اس لئے عام طور سے تمام تحریکوں کا نتیجہ شورشرابے کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ بہت سے نوجوان ان تحریکی سرگرمیوں کی وجہ سے تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں، بہت سے روزگار سے جاتے رہتے ہیں، بہت سے والدین سے باغی ہوکر اپنے عزیز واقارب اور والدین کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ جوانی بھی جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے۔ جب تک یہ نوجوان تحریکاتی جماعتوں کے سرگرم کارکن رہتے ہیں اس وقت تک ان پر دیوانگی کا دورہ رہتا ہے اور جب جنونِ شباب کا دور ختم ہوتا ہے اور عمر میں پختگی آتی ہے تب انہیں پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ ایسے نوجوان دورِ شباب ختم ہونے کے بعد ہمیشہ احساسِ محرومی کا شکار رہتے ہیں، ماں باپ کی بددُعائیں ہمیشہ کے لئے ان کے گلے کا ہار بن جاتی ہیں، اس طرح ان کی دُنیا بھی تباہ ہوجاتی ہے اور آخرت بھی برباد ہوجاتی ہے۔ میں سیاسی قائدین سے اِلتجا کرتا ہوں کہ وہ بھولے بھالے ناتجربہ کار نوجوانوں کو تحریکات کے الاؤ کا ایندھن نہ بنائیں۔ اور ان نوجوانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ والدین سے بغاوت کا راستہ اختیار کرکے کسی کا بُرا نہیں کرتے بلکہ خود اپنا مستقبل تاریک کرتے ہیں۔ ان کی دیوانہ وار تحریکی مصروفیات سے نہ ان کو کچھ ملتا ہے نہ ان کے والدین، اور نہ معاشرے کو۔ آج وطنِ عزیز میں جیسی بدامنی اور شر وفساد ہے، یہ انہی تحریکات کا ثمرۂ تلخ ہے۔ ہمارے جن نوجوانوں کو "کنتم خیر أمّة" کا تاج سر پر رکھ کر نوعِ انسانی کی بھلائی، امن وآشتی اور اسلامی اخوت ومحبت کے مبلغ ہونا چاہئے تھا، وہ ان تحریکات کے نتیجے میں گروہی عصبیت، نفرت وعداوت اور قتل وغارت کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں اور اپنے نبیٔ اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہمارے نوجوانوں کو دینِ قیم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

آپ نے جو پوچھا ہے کہ کیا ان صاحبزادے کو عاق کردیں؟ میرا مشورہ یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کریں، کیونکہ اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا شرعاً جائز نہیں۔ علاوہ ازیں کسی شخص کو اس سے بڑھ کر کیا سزا دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو، (اللہ تعالیٰ ہر


فہرست

شخص کو اس سزا سے محفوظ رکھیں)، پھر اولاد خواہ کیسی بھی ہو والدین کو اس کے لئے خیر ہی مانگنی چاہئے۔ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادے کو عقل و ایمان نصیب فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے والدین کی شکل میں جو نعمت ان کو عطا فرمائی ہے اس کی قدر کرنے کی توفیق سے نوازیں۔

## ہوائی جہاز کے عملے کے لئے سحری و اِفطاری کے اَحکام

س…… ہوائی جہاز کے عملے کے لئے ماہِ رمضان کے روزوں سے متعلق چند سوالات ہیں جن کی وضاحت مطلوب ہے۔ جس طرح ایک مضبوط عمارت کے لئے مضبوط بنیاد ضروری ہے اسی طرح ایمان کے لئے صحیح عقائد اور ان پر عمل ضروری ہے۔ اس ضمن میں علمائے راسخ ہی صحیح نمائندگی کر سکتے ہیں، آپ سے گزارش ہے کہ ان سوالات کے تفصیلی جوابات شریعت اور حنفی علمِ فقہ کی روشنی میں عنایت فرما کر مشکور کریں۔

ہوائی جہاز کے عملے کی مختلف قسم کی ڈیوٹی ہوتی ہے، ایک قسم کی ڈیوٹی کی نوعیت اس طرح کی ہے کہ وہ گھر پر ہی Stand by Duty رہتا ہے، اور اسی صورت میں ڈیوٹی پر چلا جاتا ہے، جبکہ دُوسرا عملہ جو ڈیوٹی پر جارہا تھا Operating Gew عین وقت پر بیمار ہوجائے یا اور کسی وجہ سے اپنی ڈیوٹی پر جانے سے قاصر ہے، ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور زیادہ تر اس قسم کی ڈیوٹی والا Stand by Duty گھر ہی پر رہتا ہے، اس شکل میں اگر عملہ روزہ رکھنا چاہے تو وہ دیر سے دیر کب تک روزہ کی نیت کرسکتا ہے؟

ج…… رمضان کے روزے کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے کرلی جائے تو روزہ صحیح ہے، ورنہ صحیح نہیں۔ ابتدائے صبحِ صادق سے غروب تک کا وقت، اگر برابر دو حصوں میں تقسیم کردیا جائے تو اس کا عین وسط یعنی درمیانی حصہ "نصف النہار شرعی" کہلاتا ہے، اور یہ زوال سے قریباً پون گھنٹہ پہلے شروع ہوتا ہے۔ اگر روزہ رکھنا ہو تو روزہ کی نیت اس سے پہلے کرلینا ضروری ہے، اگر عین نصف النہار شرعی کے وقت نیت کی یا اس کے بعد نیت کی تو روزہ نہیں ہوگا۔

س…… نیت کرنے کے بعد اگر فلائیٹ پر جانا پڑے اور عملے نے روزہ توڑ دیا تو اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟


فہرست

ج…… کفارہ صرف اس صورت میں لازم آتا ہے جبکہ روزہ کی نیت رات میں یعنی صبحِ صادق سے پہلے کی ہو، اگر صبحِ صادق کے بعد اور نصف النہار شرعی سے پہلے روزے کی نیت کی تھی اور پھر روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ (درمختار، شامی)

س…… دو قسم کی فلائٹ ہوتی ہیں، ایک چھوٹی فلائٹ ہوتی ہے مثلاً کراچی سے لاہور یا اسلام آباد وغیرہ، اور واپسی کراچی، صبح جاکر دوپہر تک واپسی یا دوپہر جاکر رات میں واپسی۔ اور دُوسری فلائٹ لمبے دوران کی ہوتی ہے جو ملک سے باہر جاتی ہے، اس صورت میں عملے کو روزہ رکھنا مستحب ہے یا نہ رکھنا؟ زیادہ تر عملہ چھوٹی فلائٹ پر روزہ رکھنا چاہتا ہے۔

ج…… سفر کے دوران روزہ رکھنے سے اگر کوئی مشقت نہ ہو تو مسافر کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے، اور اگر اپنی ذات کو یا اپنے رفقاء کو مشقت لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

س…… ہوائی جہاز کا عملہ دو قسم کے مسافروں میں آتا ہے، دونوں قسم کا عملہ ڈیوٹی پر شمار ہوتا ہے، ایک قسم کا وہ عملہ ہے جس پر جہاز یا مسافروں کی ذمہ داری نہیں ہوتی، وہ سفر اس لئے کر رہا ہے کہ اسے آدھے راستے یا دو تہائی راستے پر اُتر کر ایک دو دن آرام کے بعد پھر جہاز آگے کی منزل کی طرف لے جانا ہے۔ دُوسری قسم کا عملہ وہ ہوتا ہے جس پر جہاز اور مسافروں کی ساری ذمہ داری ہوتی ہے، ان دو قسم کے عملے پر روزے کے کیا اَحکام ہیں؟

ج…… جس عملے پر جہاز اور اس کے مسافروں کی ذمہ داری ہے، اگر ان کو یہ اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی صورت میں ان سے اپنی ذمہ داری کے نبھانے میں خلل آئے گا تو ان کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے، بلکہ دُوسرے وقت قضا رکھنی چاہئے، خصوصاً اگر روزہ کی وجہ سے جہاز اور اس کے مسافروں کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو تو ان کے لئے روزہ رکھنا ممنوع ہوگا۔ مثلاً: جہاز کے کپتان نے روزہ رکھا ہو اور اس کی وجہ سے جہاز کو کنٹرول کرنا مشکل ہوجائے۔

س…… سفر دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک سفر مغرب سے مشرق کی طرف، جس میں دن بہت چھوٹا ہے، جبکہ دُوسرے سفر میں جو مشرق سے مغرب کی طرف ہے اس میں دن بہت لمبا ہوجاتا ہے، سورج تقریباً جہاز کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور روزہ بیس بائیس گھنٹے کا ہوجاتا ہے، اس صورت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ روزہ گھنٹوں کے حساب سے کھول لیتے ہیں، مثلاً پاکستان کے

حساب سے روزہ رکھا تھا اور پاکستان میں جب روزہ کھلا اسی حساب سے انہوں نے بھی روزہ کھول لیا۔ اس صورت میں بعض مرتبہ سورج بالکل اُوپر ہوتا ہے اور جس مقام سے جہاز گزر رہا ہوتا ہے وہاں ظہر کا وقت ہی ہوتا ہے، کیا اس طرح سے روزہ کھول لینا صحیح ہے؟

ج...... گھنٹوں کے حساب سے روزہ کھولنے کی جو صورت آپ نے لکھی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اِفطار کے وقت روزہ دار جہاں موجود ہو وہاں کا غروب معتبر ہے، جو لوگ پاکستان سے روزہ رکھ کر چلیں ان کو پاکستان کے غروب کے مطابق روزہ کھولنے کی اجازت نہیں، جن لوگوں نے ایسا کیا ہے ان کے وہ روزے ٹوٹ گئے اور ان کے ذمہ ان کی قضا لازم ہے۔

س...... اُوپر کے استواء (Higher Latitudes) میں جہاں سورج ۲۰-۲۲ گھنٹے تک رہتا ہے یا اور اُوپر جانے سے چھ ماہ تک سورج غروب نہیں ہوتا اور اگلے چھ ماہ جہاں اندھیرا رہتا ہے وہاں کے لئے کیا اَحکامات ہیں نماز اور روزے کے بارے میں؟ اکثر لوگ ان جگہوں پر مدینہ منوّرہ یا مکہ معظّمہ کے اوقات کا اعتبار کرتے ہوئے نماز اور روزہ اختیار کرتے ہیں، کیا اس طرح کرنا دُرست ہے؟

ج...... مدینہ منوّرہ یا مکہ معظّمہ کے اوقات کا اعتبار کرنا تو بالکل غلط ہے۔ جن مقامات پر طلوع وغروب تو ہوتا ہے لیکن دن بہت لمبا اور رات بہت چھوٹی ہوتی ہے ان کو اپنے ملک کے صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک روزہ رکھنا لازم ہے۔ البتہ ان میں جو لوگ ضعف کی وجہ سے اتنے طویل روزے کو برداشت نہیں کرسکتے وہ معتدل موسم میں قضا رکھ سکتے ہیں۔ ان علاقوں میں نماز کے اوقات بھی معمول کے مطابق ہوں گے۔ اور جن علاقوں میں طلوع و غروب ہی نہیں ہوتا، وہاں دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ وہ چوبیس گھنٹے میں گھڑی کے حساب سے نماز کے اوقات کا تعین کرلیا کریں اور اسی کے مطابق روزوں میں سحر اور اِفطار کا تعین کرلیا کریں۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ وہاں سے قریب تر شہر جس میں طلوع وغروب معمول کے مطابق ہوتا ہے، اس کے اوقاتِ نماز اور اوقاتِ سحر و اِفطار پر عمل کیا کریں۔

س...... بعض حضرات درمیانی استواء (Mid Letitudes) میں بھی اپنی نمازیں اور روزہ مدینہ منوّرہ کی نمازوں اور روزہ کے اوقات کے ساتھ ادا کرتے ہیں، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ ہر شہر کے لئے اس کے طلوع و غروب کا اعتبار ہے، نماز کے اوقات میں بھی اور روزہ کے لئے بھی۔ مدینہ منوّرہ کے اوقات پر نماز روزہ کرنا بالکل غلط ہے اور یہ نمازیں اور روزے ادا نہیں ہوئے۔

س…… کراچی سے لاہور/اسلام آباد جاتے ہوئے گو کہ لاہور/اسلام آباد میں سورج غروب ہوچکا ہوتا ہے اور روزہ کھولا جارہا ہوتا ہے، مگر جہاز میں اُونچائی کی وجہ سے سورج نظر آتا رہتا ہے، اس صورت میں روزہ زمین کے وقت کے مطابق کھولا جائے یا کہ سورج جب تک جہاز سے غروب ہوتا ہوا نہ دیکھا جائے تب تک ملتوی کیا جائے؟

ج…… پرواز کے دوران جہاز سے طلوع و غروب کے نظر آنے کا اعتبار ہے، پس اگر زمین پر سورج غروب ہوچکا ہو مگر جہاز کے اُفق سے غروب نہ ہوا ہو تو جہاز والوں کو روزہ کھولنے یا مغرب کی نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی، بلکہ جب جہاز کے اُفق سے غروب ہوگا تب اجازت ہوگی۔

س…… دُوسری صورت میں جب عین روزہ کھلتے ہی اگر سفر شروع ہو تو جہاز کے کچھ اُونچائی پر جانے کے بعد پھر سے سورج نظر آنے لگتا ہے اور مسافروں میں بے چینی پیدا ہوجاتی ہے کہ روزہ گڑبڑ ہوگیا یا مکروہ ہوگیا، اس کے متعلق کیا اَحکام ہیں؟

ج…… اگر زمین پر روزہ کھل جانے کے بعد پرواز شروع ہوئی اور بلندی پر جاکر سورج نظر آنے لگا تو روزہ مکمل ہوگیا۔ روزہ مکمل ہونے کے بعد سورج نظر آنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تیس روزے پورے کرکے اور عید کی نماز پڑھ کر پاکستان آیا تو دیکھا کہ یہاں رمضان ختم نہیں ہوا، اس کے ذمہ یہاں آکر روزہ رکھنا فرض نہیں ہوگا۔

س…… اگر عملے نے سفر کے دوران یہ محسوس کیا کہ روزہ رکھنے سے ڈیوٹی میں خلل پڑ رہا ہے اور روزہ توڑ دیا تو اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج…… اگر روزہ سے صحت متأثر ہورہی ہو اور ڈیوٹی میں خلل آنے اور جہاز کے یا مسافروں کے متأثر ہونے کا اندیشہ ہو تو روزہ توڑ دیا جائے، اس کی صرف قضا لازم ہوگی، کفارہ لازم نہیں ہوگا، واللہ اعلم!

## تبلیغی جماعت پر اعتراضات کی حقیقت

س...... امید ہے کہ آنجناب بعافیت ہوں گے، اور شب و روز دین کی عالی محنت میں ساعی و کوشاں ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس پر تاحیات ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ (آمین)

یہ بات بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ آپ کی تصنیف و تحریر سے بندہ کے دل میں آنجناب کا جتنا احترام سمایا ہوا ہے شاید اتنا قدر و احترام اپنے والد کا بھی میرے دل میں نہیں ہوگا۔ میرا تعلق چونکہ تبلیغی جماعت کے ساتھ ہے اور تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کی آراء کئی دفعہ نظروں سے گزری ہے، جس میں آپ نے تبلیغی جماعت کی تائید بہت عقیدت مندی اور زبردست ولولے کے ساتھ کی تھی۔ چونکہ یہ کام ہمارا ایک مقصدی فریضہ ہے اگرچہ ہمیں اس کام کو شرحِ صدر کے ساتھ کرنا چاہئے محض تقلیدی طریقہ پر نہیں، لیکن پھر بھی علماء حضرات کی تائید اس پُرفتن دور میں بہت ضروری ہے اور بار بار ضروری ہے۔

اس سلسلے میں آپ سے استدعا یہ ہے کہ آج کل ایک جماعت پھرتی ہے، جن کی اچھی خاصی داڑھی بھی ہوتی ہے، یہ جماعت مختلف شہروں میں آکر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نماز و روزہ اور اس قسم کے اچھے اعمال کی آواز لگاتے ہیں، مثلاً: جھوٹ نہ بولو، چوری نہ کرو، وغیرہ وغیرہ، اور ساتھ ہی رسالے بھی تقسیم کرتے ہیں، جس کا نام ''ضربِ حق'' رکھا ہے اور مصنف کا نام عتیق الرحمٰن گیلانی لکھا ہے۔ اس دفعہ یہ جماعت ہمارے شہر ضلع پشین کوئٹہ میں آئی تھی، اور ساتھ ہی بہت سے رسالے بھی لائے تھے، جلدی جلدی کچھ آوازیں لگا کر رسالے تقسیم کرکے فوراً شہر سے نکل گئے۔

ان رسالوں میں عجیب قسم کی خرافات اور بکواس لکھی ہوئی تھی، رسالے کے اکثر صفحوں پر بڑی بڑی سرخیاں قائم کرکے تبلیغی جماعت پر الزام لگائے تھے، ایک صفحے پر جس کی نقل آپ کے پاس بھیج رہا ہوں آپ کی کتاب ''عصرِ حاضر'' کا سہارا لے کر لکھا تھا کہ مفتی محمد یوسف لدھیانوی نے اس جماعت کو عالمگیر فتنہ قرار دیا ہے، اب تبلیغی جماعت کے اپنے اکابرین نے اس جماعت کو فتنہ قرار دینا شروع کردیا۔

گزارش یہ ہے کہ آپ کے بارے میں میرا سینہ بالکل صاف ہے، لیکن اُمت

کے سادہ لوح انسانوں کا اس فتنے میں پھنسنے کا شدید خطرہ ہے، اس لئے اخبار کے ذریعے اس جماعت کا دجل آشکارا کریں، اور ایک بار پھر تبلیغی جماعت کو اپنے زرّیں خیالات سے نوازنے کی زحمت فرما کر باطل فرقوں کی حوصلہ شکنی کریں، تاکہ ہمارے علاقے کے بلکہ پورے پاکستان کے سادہ لوح باشندے اس فتنے سے بچ جائیں۔

جواب جلد از جلد پوری تفصیل کے ساتھ مطلوب ہے۔

ج……مکرم ومحترم! زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے عتیق الرحمٰن گیلانی نام کے کسی شخص کا ذکر کیا ہے کہ اس نے تبلیغی جماعت کے خلاف پمفلٹ لکھے ہیں، اور ان میں کہا گیا ہے کہ اکابرین نے اس جماعت کو فتنہ قرار دیا ہے، اور یہ کہ اس کے معتقدین تبلیغی جماعت کو بدنام کرنے کے لئے مستقل مہم چلا رہے ہیں، اور بہت سے سادہ لوح لوگ ان سے متأثر ہو رہے ہیں، اس سلسلے میں چند امور لکھتا ہوں، بہت غور سے ان کو پڑھیں:

۱:……تبلیغ والوں کا جس مسجد میں گشت یا بیان ہوتا ہے، اس سے پہلے ان الفاظ میں اس کا اعلان کیا جاتا ہے:

> ''حضرات! ہماری اور سارے انسانوں کی کامیابی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں پر چلنے میں ہے، اس کے لئے ایک محنت کی ضرورت ہے، اس محنت کے سلسلے میں نماز کے بعد بات ہوگی، آپ سب حضرات تشریف رکھیں، اِن شاء اللہ بڑا نفع ہوگا۔''

یہ ہے دعوت وتبلیغ کی وہ ''محنت'' جو تبلیغی جماعت کا موضوع ہے، اور جس کا اعلان ہر مسجد میں ہوتا ہے۔

۲:……اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا یہ وہ پاک مقصد ہے جس کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، اور ان حضرات نے بغیر کسی اجر کے محض رضائے الٰہی کے لئے دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیا، اس راستے میں ان کے سامنے

مصائب و مشکلات کے پہاڑ آئے، انہیں ایذائیں دی گئیں، ان کی تحقیر کی گئی، انہیں ستایا گیا، ان کو گالیاں دی گئیں، انہیں دھمکایا اور ڈرایا گیا، لیکن ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی، بلکہ تمام تر مصائب و مشکلات کو ان حضرات نے محض رضائے الٰہی کے لئے برداشت کیا، اور اس کے لئے جان و مال اور عزت و آبرو کی کسی قربانی سے دریغ نہیں فرمایا۔

حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے جو حالات قرآن کریم اور احادیثِ شریفہ میں بیان فرمائے گئے ہیں، ان میں جہاں یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہ حضرات ایمان و یقین، صبر و استقامت اور بلند ہمتی کے کتنے بلند مقام پر فائز تھے، وہاں یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ دعوت الی اللہ کا مقصد کس قدر عظیم الشان اور عالی مقصد ہے کہ اس مقصد کے لئے حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام نے فوق العادت قربانیاں پیش کیں۔

۳:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوت و رسالت کے منصبِ رفیع پر فائز نہیں کیا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل میں دعوت الی اللہ کا یہ کام، جس کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو کھڑا کیا گیا تھا، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سپرد کردیا گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ." (آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ:...... "اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

نیز ارشاد ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ


فہرست

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ.“

(آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ:......”تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔“

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

ان آیاتِ شریفہ میں دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کے سپرد کر کے اسے ”خیرِ امت“ کا لقب دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کا ”خیرِ امت“ ہونا اسی مبارک کام کی وجہ سے ہے۔

۴:......ان آیاتِ شریفہ میں دعوت الی اللہ کا جو فریضہ امت کے سپرد کیا گیا ہے، الحمدللہ! کہ یہ امت اس فریضہ سے کبھی غافل نہیں ہوئی، بلکہ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک اکابرِ امت اس مقدس خدمت کو بجالاتے رہے ہیں، اور دعوت الی اللہ کے خاص خاص شعبوں کے لئے افراد اور جماعتیں میدان میں آتی رہی ہیں، کبھی قتال و جہاد کے ذریعہ، کبھی وعظ و ارشاد کی شکل میں، کبھی درس و تدریس کی صورت میں، کبھی تصنیف و تالیف کے ذریعہ، کبھی مدارس اور خانقاہوں کے قیام کے طریقہ سے، کبھی اصلاح و ارشاد کے راستہ سے، کبھی قضا و افتا کے ذریعہ سے، کبھی باطل اور گمراہ فرقوں کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ کے ذریعہ، کبھی انفرادی طور پر، کبھی اجتماعی طور پر تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ، یہ سب کی سب دعوت الی اللہ ہی کی مختلف شکلیں اور اس کے مختلف شعبے ہیں۔ الحمدللہ! دعوت الی اللہ کا کوئی میدان ایسا نہیں جس کو امت نے خالی چھوڑ دیا ہو، اور کوئی شعبہ ایسا نہیں، جس میں کام کرنے والی ایک معتد بہ جماعت موجود نہ ہو، فالحمدللہ علی ذالک!

۵:......تبلیغی جماعت جس طرز پر دعوت الی اللہ کا کام کر رہی ہے، یہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقۂ سلف صالحینؒ کے عین مطابق ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد الیاس کاندھلوی ثم دہلویؒ، حضرت قطب الارشاد

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خادم، حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ اور اپنے دور کے تمام اکابرِامت کے معتمد اور منظورِ نظر تھے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک عمل سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، وہ ایمان واخلاص، زہد وتوکل، ایثار وہمدردی، صبر واستقامت، بلند نظری وبلند ہمتی اور اخلاق واوصاف میں فائق الاقران تھے، حق تعالیٰ شانہ نے ان سے دین کی دعوت وتبلیغ کا تجدیدی کام لیا، اور اللہ تعالیٰ نے مادّیت کے جدید طوفان کے مقابلے میں ان پر ''عمومی دعوت'' کا طریقہ منکشف فرمایا، اور انہوں نے ایک عام سے عام آدمی کو بھی دین کی دعوت کے کام میں لگایا، حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے وقت سے آج تک ''تبلیغی جماعت'' اسی نہج اور اسی نقشہ پر دعوت الی اللہ کا کام کر رہی ہے، اور الحمدللہ ثم الحمدللہ اس کے ذریعہ کروڑوں افراد کو حق تعالیٰ نے فسق و فجور کی تاریکیوں سے نکال کر شریعتِ مطہرہ کی پابندی اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی ڈھالنے کا جذبہ عطا فرمادیا ہے۔

۶:...... تبلیغی جماعت کے اس مبارک کام پر لوگوں کی طرف سے ناواقفی کی وجہ سے نکتہ چینیاں بھی ہوئیں، اس کے کام میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش بھی کی گئی، اور ان کو بدنام کرنے کے لئے افسانے بھی گھڑے گئے، لیکن یہ اللہ کا کام ہے، الحمدللہ! کہ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں سے اپنے دین کی دعوت کا کام لے رہا ہے، اور حق تعالیٰ شانہ کی رحمت وعنایت سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اس کام کے لئے کھڑا کرتے رہیں گے۔

۷:...... اس ناکارہ کو ایک عرصہ تک تبلیغی اسفار میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، اور اکابرِ تبلیغ کی نجی سے نجی محفلوں میں بیٹھنے اور ان کے حالات کا بغور مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے، حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ناکارہ کو اس سلسلے میں جس قدر قریب سے قریب ہونے کا موقع ملا ہے، اسی قدر اس کام کی افادیت اور اس کام میں لگنے والے حضرات کی حقانیت اس ناکارہ پر کھلتی گئی ہے، اس لئے یہ ناکارہ کامل انشراح اور پوری بصیرت کے ساتھ یہ اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا کام نہایت مبارک ہے،


فہرست

اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کی نشأۃ ثانیہ کا ذریعہ ہے، اور تمام مسلمان بھائیوں کا اس بابرکت کام میں لگنا دنیا و آخرت کی سعادتوں کا ذریعہ ہے، حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں اور دنیا و آخرت میں اپنے مقبول بندوں کی رفاقت و معیت نصیب فرمائیں۔

## کیا رُؤیتِ ہلال میں فلکیات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

س...... ''رُؤیتِ ہلال کا مسئلہ'' کے عنوان سے مولانا محمد جعفر پھلواری کا ایک مضمون اپریل ۱۹۶۷ء کے ماہنامہ ''ثقافت'' لاہور میں چھپا تھا، جسے اب ابتدائی تعارفی نوٹ کے اضافے کے ساتھ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور، نے کتابچے کی شکل میں ''رُؤیتِ ہلال'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ کیا آنجناب کے نزدیک پھلواری صاحب کی تحقیق لائقِ اعتماد ہے؟ نیز یہ کہ رُؤیتِ ہلال کے بارے میں ان کے موقف سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مدلل تحریر کریں۔

ج...... مولانا موصوف کے رُؤیتِ ہلال کے موقف اور ان کے استدلال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ کے سوال کا جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

موصوف کے اس کتابچے کا موضوع یہ بتانا ہے کہ ''رُؤیتِ ہلال کا حکم فنِ فلکیات پر اعتماد کرنے سے بھی پورا ہوسکتا ہے۔''

موصوف نے اپنی بحث کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے کیا ہے:

''صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان غم عليكم فاقدروا له.'' (رواه الستة الا الترمذی)

ترجمہ:...... ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر اِفطار (عید) کرو، اگر مطلع غبار آلود ہو تو اس کا اندازہ کرلو۔''

موصوف کا خیال ہے کہ ''یہاں اگر ''رُؤیت'' کے معنی کی وضاحت ہوجائے تو مسئلہ بڑی حد تک صاف ہوسکتا ہے۔'' چنانچہ وہ المنجد، اقرب الموارد، البستان، القاموس،


فہرست

لسان العرب، منتہی الارب اور مفرداتِ راغب وغیرہ کے حوالوں سے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ:

''اس میں شک نہیں کہ رُویت کے حقیقی معنی چشمِ سر ہی سے دیکھنے کے ہیں، لیکن دُوسرے مجازی معنوں میں بھی اس کا استعمال کثرت سے ہوا ہے..... اس لئے گویا رُویت کے معنی ہیں ''علم ہوجانا''، چنانچہ کوئی تیس چالیس جگہ قرآن میں بھی لفظِ رُویت کا استعمال حقیقی معنی کے علاوہ مجازی معنوں میں ہوا ہے۔''

اس لئے فاضل مؤلف کے نزدیک ''رُویتِ ہلال کو چشمِ سر کے ساتھ مخصوص کردینے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی'' بلکہ ان کی رائے میں: ''فنِ فلکیات پر اعتماد کرکے بھی وہ اپنا ایمان بالکل محفوظ کرسکتے ہیں۔''

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر رُویتِ ہلال کو چشمِ سر کے ساتھ مخصوص کردینا موصوف کے نزدیک ''غیرمعقول'' ہے، تو کیا یہ طرزِ فکر معقول کہلائے گا کہ ایک شخص لغت کی کتابیں کھول کر بیٹھ جائے اور یہ دعویٰ کرے کہ چونکہ فلاں لفظ حقیقی معنی کے علاوہ متعدّد مجازی معنوں کے لئے بھی آتا ہے اس لئے عرفاً وشرعاً اس کے جو حقیقی معنی مراد لئے جاتے ہیں وہ صحیح نہیں بلکہ ''غیرمعقول'' ہیں، مثلاً: ''ضرب'' کا لفظ لغت کے مطابق کوئی پچاس ساٹھ معنوں کے لئے آتا ہے، اس لئے ''ضرب زید عمروا'' کے جملے سے عرفِ عام میں جو معنی لئے جاتے ہیں (یعنی زید نے عمرو کو مارا) وہ غیرمعقول اور غلط ہیں۔ کیا اسے صحت مندانہ استدلال کہا جاسکتا ہے؟ اور کیا یہ اندازِ فکر اور طرزِ استدلال اہم ترین مسائل کے صحیح حل کی طرف راہ نمائی کرسکتا ہے؟ اس بات سے کس کو انکار ہے کہ رُویت کا لفظ حقیقی معنی کے علاوہ مختلف قرائن کی مدد سے، دُوسرے مجازی معنوں میں بھی کبھی بولا جاتا ہے، مگر رُویتِ ہلال کی احادیث میں یہ لفظ کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟ اس کے لئے لغت کی کتابوں کا بوجھ لادنے کے بجائے سب سے پہلے تو اس سلسلے کی تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ دیکھنا چاہئے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کس سیاق میں؟ کس معنی کے لئے استعمال فرمایا ہے؟ پھر یہ دیکھنا تھا کہ صحابہؓ، تابعینؒ اور ائمۂ مجتہدینؒ نے اس سے کون

سے معنی سمجھے ہیں؟ اُمتِ اسلامیہ نے قرناً بعد قرنٍ اس سے کیا مراد لی ہے؟ اور عرفِ عام میں ''چاند دیکھنے'' کے کیا معنی سمجھے جاتے ہیں؟

لغت سے استفادہ کوئی شجرۂ ممنوعہ نہیں، بلکہ بڑی اچھی بات ہے، کسی زبان کی مشکلات میں لغت ہی سے مدد لی جاتی ہے، اور کسی غیر معروف لفظ کی تحقیق کے لئے ہر شخص کو ہر وقت ڈکشنری کھولنے کا حق حاصل ہے، لیکن جو الفاظ ہر عام و خاص کی زبان پر ہوں، ان کے معنی عامی سے عامی شخص بھی جانتا ہو، اور روزمرّہ کی بول چال میں لوگ سینکڑوں بار انہیں استعمال کرتے ہوں، ان کے لئے ڈکشنری کے حوالے تلاش کرنا کوئی مفید کام نہیں بلکہ شاید اہلِ عقل کے نزدیک اسے بے معنی مشغلہ، بے سود کاوش اور ایک لغو حرکت کا نام دیا جائے، اور اگر کوئی دانشمند لغت بینی کے شوق میں لغت کے مجازی معنوں کی منطق سے شرعی اور عرفی معنوں کو غیر معقول قرار دینے لگے تو ایسے شخص کے لئے بھی ڈکشنری میں جو لفظ وضع کیا گیا ہے اس سے بھی سب واقف ہیں۔

تاہم اگر رُؤیت جیسے معروف اور بدیہی لفظ کے لئے ''کتاب کھولنے'' کی ضرورت وافادیت کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے کہ رُؤیت کا ''ست'' نکالتے وقت فاضل مؤلف نے لغت سے بھی صحیح استفادہ نہیں کیا، نہ ان قواعد کو ملحوظ رکھنا ضروری سمجھا جو ائمۂ لغت نے ''رُؤیت'' کے مواقعِ استعمال کے سلسلے میں ذکر کئے ہیں۔ کیونکہ موصوف نے لغت کی مدد سے رُؤیت کا ست یہ نکالا ہے کہ: ''گویا رُؤیت کے معنی ہیں علم ہوجانا۔'' گویا اہلِ لغت نے اس کے معانی اور ان کے مواقعِ استعمال کے تفصیلی بیان کی جو سردردی مول لی ہے وہ سب فضلہ ہے۔ خلاصہ، مغز اور ''ست'' صرف اتنا برآمد ہوا ہے کہ: ''رُؤیت کے معنی ہیں علم ہوجانا'' جبکہ وہ ان ہی کتابوں میں موجود ہیں جن کا حوالہ موصوف نے دیا ہے، مثلاً: لفظِ ''رُؤیت'' مفعولِ واحد کی طرف متعدی ہو تو وہاں عینی رُؤیت یعنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہوتا ہے، اور جب دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو اس کے معنی ہوں گے جاننا، معلوم کرنا۔ چنانچہ صحاحِ جوہری، تاج العروس اور لسان العرب میں ہے:

''الرؤية بالعين تتعدى الى مفعول واحد

فہرست

وبمعنی العلم تتعدی الٰی مفعولین."

(الصحاح للجوھری ج:۶ ص:۲۳۴۸، تاج العروس للزبیدی ج:۱۰ ص:۱۳۹، لسان العرب لابن منظور الأفریقی مادّۃ: رای)

ترجمہ:...... "اگر رُؤیت سے مراد رُؤیت بالعین ہو تو رُؤیت ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے، اور اگر رُؤیت بمعنی علم کے ہو تو وہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوگا۔"

اسی طرح منتہی الارب میں ہے:

"رُؤیت: دیدن بچشم، وایں متعدی بیک مفعول است، ودانستن، وایں متعدی بدو مفعول۔"

(منتہی الارب ص:۴۲۴، عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری)

صراح میں ہے:

"رای رؤیة: دیدن بچشم متعدالیٰ مفعول ودانستن متعدالیٰ مفعولین۔" (الصراح من الصحاح ص:۵۵۹)

یا یہ کہ رُؤیت کا متعلق کوئی محسوس اور مشاہد چیز ہو تو وہاں حسی رُؤیت مراد ہوگی، یعنی بچشمِ سر دیکھنا، اور جب اس کا متعلق کوئی سامنے کی چیز نہ ہو تو وہاں وہمی، خیالی یا عقلی رُؤیت مراد ہوگی، چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ کی "المفردات فی غریب القرآن" میں ہے:

"ذٰلک الضرب بحسب قوی النفس الاولی بالحاسة وما یجری مجراھا .... الخ."

عجیب اتفاق ہے کہ یہ عبارت فاضل مؤلف نے بھی نقل کی ہے، مگر شاید عجلت میں اسے سمجھنے یا اس تفصیل کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

یا یہ کہ "رای" کے مادّہ سے مصدر جب "رؤیة" آئے تو اس کے معنی ہوں گے: "آنکھوں سے دیکھنا"، اور اگر "رای" آئے تو اس کے معنی ہوں گے: "دِل سے دیکھنا اور جاننا"۔ اور اگر "رؤیا" آئے تو عموماً اس کے معنی ہوں گے: "خواب میں دیکھنا" اور کبھی

''بیداری کی آنکھوں سے دیکھنا'' چنانچہ اساس البلاغہ میں ہے:

''رای رایتہ یعنی رؤیة، ورایتہ فی المنام رؤیا، ورایتہ رای العین، فارایتہ اراءة ورایت الھلال، فترائینا الھلال .... ومن المجاز فلان یری الفلان رایا.''

(اساس البلاغہ ص:۳۱۱، لجار اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری)

ترجمہ:...... ''رای، رایتہ کے معنی دیکھنے کے آتے ہیں جیسے (ورئیتہ فی المنام رؤیا) میں نے اس کو نیند میں دیکھا، اور (رایتہ رای العین) میں نے اس کو آنکھ سے دیکھا، اور (فارایتہ اراءة) میں نے اس کو دِکھلایا دِکھلانا، (ورایت الھلال) اور میں نے چاند کو دیکھا، (فترایینا الھلال) ہم نے دُوسرے کو چاند دِکھلایا۔ اور مجازاً کہا جاتا ہے کہ: فلاں نے فلاں کو خواب میں دیکھا۔''

ممکن ہے مواقعِ استعمال کے یہ قواعد کلیہ نہ ہوں، لیکن عربیت کا صحیح ذوق شاہد ہے کہ یہ اکثر و بیشتر صحیح ہیں۔ یوں بھی فنی قواعد عموماً کلی نہیں، اکثری ہی ہوتے ہیں۔ ان تینوں قواعد کے مطابق ''رُؤیتِ ہلال'' کے معنی سر کی آنکھوں سے چاند دیکھنا بنتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جن ائمۂ لغت نے حقیقی اور مجازی معنوں کو الگ الگ ذکر کرنے کا التزام کیا ہے انہوں نے رُؤیتِ ہلال کو حقیقی معنی یعنی چشمِ سر سے دیکھنے کے تحت درج کیا ہے۔

اسی طرح جن حضرات نے ''فروقِ الفاظ'' کا اہتمام کیا ہے انہوں نے تصریح کی ہے کہ ''رُؤیتِ ہلال'' اور ''تبصر'' کے معنی ہیں چاند دیکھنے کے لئے اُفقِ ہلال کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا، جیسا کہ فقہ اللغہ میں ہے:

''فان نظر الٰی أفق الھلال للیلة لیراہ قیل مبصر.'' (فقہ اللغة ص:۱۰۴، للامام ابو منصور عبدالملک بن محمد الثعالبی)

ترجمہ:...... ''اگر کوئی آدمی رات کو اُفقِ ہلال کی طرف چاند دیکھنے کے لئے نظر اُٹھا کر دیکھے تو بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آدمی چاند کو دیکھنے والا ہے۔''

فاضل مؤلف کے علم و تفقہ کے پیشِ نظر ان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ یہ تمام اُمور ان کی نظر سے نہیں گزرے ہوں گے، یا یہ کہ وہ ائمۂ لغت کی صحیح مراد سمجھنے سے قاصر رہے ہوں گے، مگر حیرت ہے کہ موصوف ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر کے اس ادھوری بات کو لے اُڑے کہ ''رُؤیت کا لفظ چونکہ متعدّد معانی کے لئے آتا ہے، لہٰذا رُؤیتِ ہلال کو چشمِ سر سے مخصوص کردینا غیر معقول ہے''۔ جو حضرات کسی موضوع پر تحقیق کے لئے قلم اُٹھائیں اور اتنے بڑے پندار کے ساتھ کہ ''ہم کسی رائے کو، خواہ وہ اپنی ہو یا قدمائے اہلِ علم کی، حرفِ آخر نہیں سمجھتے'' ان کی طرف سے کم نظری، تساہل پسندی یا پھر مطلب پرستی کا یہ مظاہرہ بڑا ہی افسوس ناک اور تکلیف دہ ہے، جب ''رُؤیت'' جیسے بدیہی اور ''چشم دید'' اُمور میں ہمارے نئے محققین کا یہ حال ہو تو عملی، نظری اور پیچیدہ مباحث میں ان سے دقیقہ رسی، بالغ نظری اور اصابتِ رائے کی توقع ہی عبث ہے۔

یہ تو خیر ائمۂ لغت کی تصریحات تھیں، دِلچسپ بات یہ ہے کہ خود ماہرینِ فلکیات، جن کے قول پر اعتماد کرنا فاضل مؤلف کے نزدیک حفاظتِ ایمان کا ذریعہ ہے، ان کے یہاں بھی رُؤیتِ ہلال کے معنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہی آتے ہیں، مزید یہ کہ ان کے یہاں اس رُؤیت کے دو درجے ہیں، ۱:- طبعی، ۲:- ارادی۔ اگر ہلال، اُفق سے اتنی بلندی پر ہو کہ وہ بلاتکلف دیکھا جاسکے اسے وہ ''طبعی رُؤیت'' قرار دیتے ہیں، اور اگر اتنی بلندی پر نہ ہو بلکہ اتنا نیچے اور باریک ہو کہ اعلیٰ قسم کی دُوربینوں کے بغیر اس کا دیکھنا ممکن نہ ہو اسے ''رُؤیتِ ارادی'' کا نام دیا جاتا ہے، فلکیات کی تصریح کے مطابق قابلِ اعتبار طبعی رُؤیت ہے نہ کہ ارادی، مجلّہ اسلامیہ بہاول پور میں ہے:

> ''مراد از رُؤیت طبعی است، نہ ارادہ کہ بتوسط منظار ہائے جیدہ بہ بیند، چہ دریں حالت ہلال قبل از انکہ بحد رُؤیت رسیدہ باشد، دیدہ مے شود۔'' (زیچ بہادر خانی باب ہفتم در رُؤیتِ ہلال ص:۵۵۶، طبع بنارس ۱۸۵۸ء بحوالہ سہ ماہی مجلّہ جامعہ اسلامیہ بہاول پوری، اپریل ۱۹۶۸ء ص:۵۱، مقالہ مولانا عبدالرشید نعمانی، و ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ مارچ ۱۹۶۳ء ص:۱۸۸)

ترجمہ:...... ''رُؤیتِ ہلال سے مراد طبعی رُؤیت ہے نہ کہ رُؤیتِ ارادی کہ اعلیٰ قسم کی دُوربینوں کے ذریعہ ہلال کو دیکھا جائے کیونکہ اس حالت میں تو ہلال کو اس کے حدِ رُؤیت پر پہنچنے سے قبل بھی دیکھا جاسکتا ہے۔''

اور حضراتِ فقہائے کرامؒ جو شریعتِ اسلامیہ کے حقیقی ترجمان ہیں، وہ بھی اسی پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته'' میں رُؤیتِ حسی یعنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہی مراد ہے، ''بدایة المجتهد'' میں ہے:

''فان النبی صلی الله علیه وسلم قد أوجب الصوم والفطر للرؤیة، والرؤیة انما یکون بالحس، ولو لا الاجماع علی الصیام بالخبر علی الرؤیة لبعد وجوب الصوم بالخبر بظاهر هٰذا الحدیث.''

(بدایة المجتهد لابن رشد ص:۲۸۵)

ترجمہ:...... ''حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم اور فطر کو رُؤیت کے ساتھ خاص کیا ہے اور رُؤیت صرف آنکھ ہی کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے، اور اگر روزوں کے لئے رُؤیت پر حدیث پاک کے ساتھ ساتھ اُمت کا اجماع ثابت نہ ہوتا تو صرف خبر کے ساتھ روزوں کو واجب کرنا (اس حدیث کے ظاہر کی بنیاد پر) مشکل ہوتا۔''

اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے، جیسا کہ ''اَحکام القرآن'' میں ہے:

''قال أبوبکر: قول رسول الله صلی الله علیه وسلم: ''صوموا لرؤیته'' موافق لقوله تعالٰی: ''یسئلونک عن الأهلة، قل هی مواقیت للناس والحج'' واتفق المسلمون علٰی أن معنی الاٰیة والخبر فی اعتبار رؤیة الهلال فی صوم رمضان، فدل ذٰلک علٰی أن رؤیة الهلال هی شهود الشهر.''

(احکام القرآن لابی بکر الجصاص ج:۱ ص:۲۰۱ طبع ۱۳۳۵ھ)

ترجمہ:......''ابوبکر کہتے ہیں کہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: "صوموا لرؤيته" یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول:"يسئلونك عن الأهلة قل هى مواقيت للناس والحج" کے موافق ہے، اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت اور حدیث رمضان کے روزوں سے رُؤیتِ ہلال کے متعلق ہے، تو یہ قول بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رُؤیتِ ہلال سے مراد مہینے کا موجود ہونا ہے۔''

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ''رُؤیتِ ہلال'' کے معنی سر کی آنکھوں سے دیکھنا، قطعی طور پر متعین ہیں، اس میں کسی قسم کے شک و شبہ اور تردّد کی گنجائش نہیں، یہی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے آج تک لئے جاتے رہے ہیں، یہی ائمۂ لغت کی تصریحات سے میل کھاتے ہیں، یہی فلکیات کی اصطلاح کے مطابق ہیں، یہی معنی مزاج شناسانِ نبوّت - فقہائے کرامؒ - نے حدیث سے سمجھے ہیں، اور چودہ صدیوں کی اُمتِ مسلمہ بھی اسی پر متفق ہے۔ مگر فاضل مؤلف کے کمال کی داد دیجئے کہ وہ ڈکشنری کی ناقص، ادھوری اور ہلکی پھونک سے آسمان و زمین کی ہر چیز کو اُڑا دینا چاہتے ہیں۔ کاش! فاضل مؤلف سے یہ عرض کیا جاسکتا، طنز و تشنیع کے طور پر نہیں بلکہ محض دینی خیرخواہی، اسلامی اخوت اور اِخلاص کے طور پر، کہ آپ نے اس مقام پر جو آسان راستہ اختیار کیا ہے، یعنی لغت کھول کر کسی لفظ کے متعدّد معانی نکالو، اور پھر بلاتکلف اس لفظ کے شرعی معنی کو مشکوک کر ڈالو، یہ راستہ جتنا آسان اور مختصر ہے، اس سے کہیں زیادہ پُرخطر بھی ہے، کیونکہ یہ تحقیق و اِجتہاد کی طرف نہیں بلکہ - گستاخی معاف - سیدھا تلبیس و اِلحاد کی طرف جاتا ہے۔ اُمتِ مسلمہ میں خدانہ کردہ اسی کی چلت ہوجائے تو ملاحدہ کی جماعت اسی غلط منطق سے صوم و صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ اور تمام اصطلاحاتِ شرعیہ کو مسخ کرسکتی ہے، کہا جاسکتا ہے کہ ''صلوٰۃ'' کے معنی لغت میں یہ یہ آتے ہیں، لہٰذا ارکانِ مخصوصہ کے ساتھ اسے خاص کردینا غیرمعقول ہے، وقس علیٰ ہٰذا، اس سے ظاہر ہے کہ اس کا انجام دُنیا میں امن و اصلاح نہیں، انتشار اور فساد ہوگا، اور آخرت میں دارالقرار نہیں، دارالبوار ہوگا، اللہ تعالیٰ اہلیت دیں تو اِجتہاد ضرور کیجئے!


فہرست

مگر خدا کے لئے پہلے اِجتہاد اور اِلحاد کے درمیان اچھی طرح سے فرق کرلیجئے! تحقیق نئی ہو یا پُرانی، اس کا حق مُسلَّم! لیکن، خدارا تحقیق اور تلبیس دونوں کے حدود کو جدا جدا رکھئے۔

رُؤیتِ ہلال کی احادیث حضرات عمر، علی، ابنِ مسعود، عائشہ، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، براء بن عازب، حذیفہ بن الیمان، سمرۃ بن جندب، ابوبکرہ، طلق بن علی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، رافع بن خدیج وغیرہم صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی روایت سے حدیث کے مستند مجموعوں میں موجود ہیں، جنھیں اس مسئلے میں کسی صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لئے پیشِ نظر رکھنا ضروری تھا، مگر موصوف نے اپنے خاص مقصد کا پردہ رکھنے کے لئے ان سے استفادہ کی ضرورت نہیں سمجھی، صرف ایک روایت کے جس کے آخری جملے میں قدرے اجمال پایا جاتا ہے، نقل کرکے فوراً لغت کا رُخ کرلیا۔ آیئے! چند روایات پر نظر ڈالیں اور پھر دیکھیں کہ صحابہؓ و تابعینؒ اور فقہائے مجتہدینؒ نے ان سے کیا سمجھا ہے؟ صحیحین میں ہے:

ا:...... ''عن عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الشھر تسع وعشرون لیلة، فلا تصوموا حتی تروہ، فان غم علیکم فأکملوا العدة ثلاثین.'' (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۱۷۴)

ترجمہ:...... ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینہ اُنتیس کا بھی ہوتا ہے، مگر تم ''چاند دیکھے بغیر'' روزہ نہ رکھا کرو، اور اگر (اُنتیس کا) چاند اَبر یا غبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کرلیا کرو۔''

۲:...... ''عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رمضان، فقال: لا تصوموا حتی تروا الھلال، ولا تفطروا حتی تروہ، فان غم علیکم فاقدروا له.'' (متفق علیہ مشکوٰۃ ص:۱۷۴)

ترجمہ:...... ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: (اُنتیس کا) چاند دیکھے بغیر نہ روزے رکھنا شروع کرو اور نہ چاند دیکھے بغیر روزے موقوف کرو، اور اَبر یا غبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو اس کے لئے (تیس دن کا) اندازہ رکھو۔“

۳:...... ”کتب عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) الٰی أھل البصرۃ بلغنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... نحو حدیث ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم زاد: وان أحسن ما یقدر لہٗ اذ رأینا ھلال شعبان لکذا و کذا فالصوم ان شاء اللہ لکذا و کذا الا ان یروا الھلال قبل ذٰلک.“ (ابوداؤد ص:۳۱۸)

ترجمہ:...... ”خلیفۂ راشد عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اہلِ بصرہ کو خط لکھا کہ: ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے۔ یہاں اسی مذکورہ بالا حدیثِ ابنِ عمرؓ کا مضمون ذکر کیا اور اتنا اضافہ کیا: اور بہترین اندازہ یہ ہے کہ ہم نے شعبان کا چاند فلاں دن دیکھا تھا، اس لئے (تیس تاریخ کے حساب سے) روزہ اِن شاء اللہ فلاں دن ہوگا، ہاں! چاند اس سے پہلے (اُنتیس کو) نظر آجائے تو دُوسری بات ہے۔“

۴:...... ”حدثنا حسین بن الحارث الجدلی ..... ان أمیر مکۃ خطب ثم قال: عھد الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننسک الرؤیۃ فان لم نرہ وشھد شاھدا عدل نسکنا بشھادتھا ..... ان فیکم من ھو أعلم باللہ ورسولہ منّی، وشھد ھٰذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واومأ بیدہ الٰی رجل قال الحسین: فقلت لشیخ الٰی جنبی: من ھٰذا الذی اومأ الیہ الأمیر؟ قال: ھٰذا

عبداللہ بن عمر وصدق کان أعلم باللہ منه، فقال: بذٰلک أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم." (ابوداؤد ج:۱ ص:۳۱۹)

ترجمہ:...... "حسین بن حارث جدلی فرماتے ہیں: امیرِ مکہ نے خطبہ دیا، پھر فرمایا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکیداً یہ حکم دیا تھا کہ ہم عید، بقرعید صرف چاند دیکھ کر کیا کریں، اور اگر (اَبر یا غبار کی وجہ سے) ہم نہ دیکھ سکیں (یعنی رُؤیتِ عامہ نہ ہو) مگر دو معتبر اور عادل گواہ رُؤیت کی شہادت دیں، تو ہم ان کی شہادت پر عید، بقرعید کرلیا کریں، اور ایک صاحب جو حاضرِ مجلس تھے، ان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: آپ کی اس مجلس میں یہ صاحب موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اَحکام مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکمِ الٰہی میں نے ذکر کیا ہے یہ اس کے گواہ ہیں۔ حارث کہتے ہیں: میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ: یہ کون صاحب ہیں جن کی طرف امیر صاحب نے اشارہ کیا؟ کہا کہ: یہ عبداللہ بن عمرؓ ہیں، اور امیر صاحب نے صحیح کہا تھا، یہ واقعی خدا و رسول کے اَحکام کے بڑے عالم تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی کا حکم فرمایا ہے۔"

۵:...... "عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: جعل اللہ الأهلة مواقیت للناس، فصوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته فان غم علیکم فعدوا ثلاثین یوما." (رواه الطبرانی کما فی تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۳۲۵، دار احیاء الکتب العربیة مصر، وأخرجه الحاکم فی المستدرک بمعناه وقال: صحیح الاسناد، وأقره علیه الذهبی)

ترجمہ:...... "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے



فہرست

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہلالوں (نئے چاند) کو لوگوں کے لئے اوقات کی تعیین کا ذریعہ بنایا ہے، پس چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر اِفطار کرو، اور اگر مطلع اَبرآلود ہو تو تیس دن شمار کرلو۔“

۶:...... ”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان حال بينكم وبين منظره سحاب أو قترة فعدوا ثلاثين.“ (احکام القرآن للجصاص ج:۱ ص:۲۰۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی اِفطار کرو، اور اگر تمہارے اور اس کے نظر آنے کے درمیان اَبر یا سیاہی حائل ہوجائے تو تیس دن شمار کرلو۔“

۷:...... ”عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صوموا رمضان لرؤيته فان حال بينكم غمامة أو ضبابة فأكملوا عدة شهر شعبان ثلاثين ولا تستقبلوا رمضان بصوم يوم من شعبان.“ (احکام القرآن ج:۱ ص:۲۰۲)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر رکھا کرو، پھر اگر تمہارے درمیان اَبر یا دُھند حائل ہوجائے تو ماہ شعبان کی گنتی تیس دن پوری کرلو، اور رمضان کے استقبال میں شعبان ہی کے دن کا روزہ شروع نہ کردیا کرو۔“

۸:...... ”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تصوموا قبل

رمضان، صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته، فان حالت دونهٔ غيابة فأكملوا ثلاثين يوما.“ (ترمذی ج:۱ ص:۸۷)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان سے پہلے ہی روزہ شروع نہ کردیا کرو، بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر روزہ اِفطار کرو، اور اگر اس کے دیکھنے میں اَبر حائل ہوجائے تو تیس دن پورے کرلیا کرو۔“

۹:...... ”عن أبى البخترى قال: خرجنا للعمرة فلما نزلنا ببطن نخلة ترآئينا الهلال فقال بعض القوم: هو ابن ثلاث، وقال بعض القوم: هو ابن ليلتين، فلقينا ابن عباس (رضى الله عنهما) فقلنا: انا رآئينا الهلال فقال بعض القوم: هو ابن ثلاث، وقال بعض القوم: هو ابن ليلتين. فقال: أى ليلة رأيتموه؟ قلنا: ليلة كذا وكذا، فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مده للرؤية فهو لليلة رأيتموه. وفى رواية عنه: قال: أهللنا رمضان ونحن بذات عرق فأرسلنا رجلًا الى ابن عباس يسأله، فقال ابن عباس (رضى الله عنهما): قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله تعالىٰ قد امده لرؤيته فان اغمى عليكم فأكملوا العدة.“

(مسلم ج:۱ ص:۳۴۸، مشکوٰۃ ص:۱۷۴، ۱۷۵)

ترجمہ:...... ”ابوالبختری کہتے ہیں کہ: ہم عمرہ کے لئے نکلے، بطنِ نخلہ پہنچے تو چاند دیکھنے لگے، کسی نے کہا: تیسری رات کا ہے، اور کسی نے کہا: دُوسری رات کا ہے، بعد ازاں جب ہماری ملاقات ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ: ہم نے چاند دیکھا تھا، مگر بعض کی رائے تھی کہ دُوسری رات کا

ہے اور بعض کا خیال تھا کہ تیسری رات کا ہے۔ فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟ ہم نے عرض کیا: فلاں رات! فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینے کی مدّت کا مدار رُؤیت پر رکھا ہے، لہٰذا یہ چاند اسی رات کا تھا جس رات تم نے دیکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے رمضان کا چاند ذاتِ عرق میں دیکھا (اور ہمارے درمیان اختلافِ رائے ہوا کہ کس تاریخ کا ہے؟) چنانچہ ہم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی اس کی تحقیق کے لئے بھیجا، ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مدار رُؤیت پر رکھا ہے، پس اگر نظر نہ آسکے تو گنتی پوری کرلی جائے۔"

۱۰:...... عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين."

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۱۷۴)

ترجمہ:...... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر اِفطار کرو، پھر اگر وہ اَبر وغبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔"

۱۱:...... "عن ابن عمر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: انا اُمّة اُمّيّة لا نكتب ولا نحسب، الشهر هٰكذا وهٰكذا وعقد الابهام فی الثالثة. ثم قال: الشهر هٰكذا وهٰكذا وهٰكذا يعنی تمام الثلاثين يعنی مرة تسعًا وعشرين ومرة ثلاثين." (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۱۷۴)

ترجمہ:...... "حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم تو اُمتِ اُمیہ ہیں،


فہرست

ہمیں اوقات کی تعیین کے لئے حساب کتاب کی ضرورت نہیں، بس (اتنا جان لو کہ) مہینہ کبھی اتنا، اتنا ہوتا ہے، دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا، اور تیسری مرتبہ ایک اُنگلی بند فرمائی (یعنی اُنتیس کا)، اور کبھی اتنا، اتنا، اتنا ہوتا ہے، یعنی پورے تیس کا، کبھی اُنتیس کا اور کبھی تیس کا۔"

۱۲:...... "عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا رأیتم الهلال فصوموا واذا رأیتموه فأفطروا فان غم علیکم فعدوا ثلاثین یوما." (الفتح الربانی تبویب مسندِ احمد ج:۹ ص:۲۴۸)

ترجمہ:...... "حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھ لو تب اِفطار کرو، پھر اگر مطلع اَبر آلود ہو تو تیس دن گن لو۔"

۱۳:...... "عن قیس بن طلق عن أبیه رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله عزّ وجلّ جعل هٰذه الأهلة مواقیت للناس، صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته فان غم علیکم فاتموا العدة."

(الفتح الربانی ج:۹ ص:۲۴۷)

ترجمہ:...... "طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان ہلالوں (نئے چاند) کو لوگوں کے لئے تعیینِ اوقات کا ذریعہ بنایا ہے، پس چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو، اور چاند دیکھ کر اِفطار کیا کرو، پھر اگر مطلع اَبر آلود ہونے کی بنا پر وہ نظر نہ آئے تو (تیس دن کی) گنتی پوری کرلو۔"

۱۴:...... "عن عائشة رضی الله عنها تقول: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یتحفظ من شعبان ما لا

يتحفظ من غيره ثم يصوم لرؤية رمضان، فان غم عليه عد ثلاثين يوما ثم صام.'' (ابوداؤد ص:۳۱۸)

ترجمہ:...... ''اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جتنا شعبان کے چاند کا اہتمام فرماتے تھے اتنا کسی دُوسرے ماہ کا نہیں فرماتے تھے، پھر چاند دیکھ کر رمضان کا روزہ رکھا کرتے تھے، لیکن مطلع غبار آلود ہونے (اور کہیں سے رُؤیت کی اطلاع نہ ملنے) کی صورت میں (شعبان کے) تیس دن پورے کیا کرتے تھے۔''

۱۵:...... ''عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله عليه وسلم: لا تقدموا الشهر بيوم ولا بيومين الا أن يوافق ذٰلک صوما كان يصوم أحدكم. صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان غم عليكم فعدوا ثلاثين ثم أفطروا.'' (رواه الترمذی وقال حديث أبی هريرة حسن صحيح والعمل علٰی هٰذا عند أهل العلم. ترمذی ج:۱ ص:۱۴۷)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینے کی آمد سے ایک دو دن پہلے ہی روزہ شروع نہ کردیا کرو، البتہ اس دن کا روزہ رکھنے کی کسی کو عادت ہو تو دُوسری بات ہے، بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر اِفطار کرو، اور اگر مطلع غبار آلود ہونے کی وجہ سے وہ نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرکے پھر اِفطار کرو۔''

۱۶:...... ''عن حذيفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: لا تقدموا الشهر حتی تروا الهلال أو تكملوا العدة، ثم صوموا حتی تروا الهلال أو تكملوا العدة.'' (ابوداؤد ص:۳۱۸)

ترجمہ:...... ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینے کی آمد سے پہلے ہی روزہ شروع نہ کردیا کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو یا گنتی پوری نہ کرلو، پھر برابر روزے رکھتے رہو، جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو یا گنتی پوری نہ کرلو۔''

۱۷:...... ''عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لا تقدموا الشهر بصیام یوم ولا یومین الا أن یکون شیء یصومه أحدکم، ولا تصوموا حتی تروه ثم صوموا حتی تروه، فان حال دونه غمامة فأتموا العدة ثلاثین ثم أفطروا، والشهر تسع وعشرون.'' (ابوداؤد ص:۳۱۸)

ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان سے ایک دو دن پہلے ہی روزہ شروع نہ کردیا کرو، اِلَّا یہ کہ اس دن روزہ رکھنے کی کسی کی عادت ہو (مثلاً: دوشنبہ یا پنجشنبہ کا دن ہو)، بہرحال چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو، پھر چاند نظر آنے تک برابر روزے رکھتے رہو، اور اگر اس کے ورے بادل حائل ہوں تو تیس کی گنتی پوری کرلو، تب اِفطار کرو، ویسے مہینے اُنتیس کا بھی ہوتا ہے۔''

۱۸:...... ''عن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب یقول: انا صحبنا أصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم وتعلمنا منهم وانهم حدثونا أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته، فان أغمی علیکم فعدوا ثلاثین، فان شهد ذوا عدل، فصوموا وأفطروا وأنسکوا.'' (سننِ دارقطنی ج:۲ ص:۱۶۸)

ترجمہ:...... ''حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطابؒ فرماتے

ہیں: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت میں رہے ہیں، اور ان ہی سے علم سیکھا ہے، انہوں نے ہمیں بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر اِفطار کرو، اور اگر اَبر و غبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس دن شمار کرلو، لیکن اگر اس حالت میں دو معتبر اور عادل شخص رُؤیت کی شہادت دیں، تب بھی روزہ، عید اور قربانی کرو۔‘‘

ان تمام احادیث کا مضمون مشترک ہے، مگر ہر حدیث کسی نئے افادے پر مشتمل ہے، اس لئے سب کا سامنے رکھنا ضروری ہے، ان احادیث سے حسبِ ذیل اُمور اوّل نظر میں واضح طور پر مستفاد ہوتے ہیں:

۱:...... اسلامی اَحکام میں قمری مہینوں اور سالوں کا اعتبار ہوگا۔

۲:...... قمری مہینہ کبھی اُنتیس کا ہوتا ہے، کبھی تیس کا۔

۳:...... رُؤیتِ ہلال میں سر کی آنکھوں سے چاند دیکھنے کا مفہوم قطعی طور پر متعین ہے، ان احادیث میں کسی دُوسرے معنی کے احتمال کی گنجائش نہیں، چنانچہ ’’بدایة المجتهد‘‘ لابن رشد القرطبیؒ میں ہے:

’’فان العلماء أجمعوا أن الشهر العربی یکون تسعًا وعشرین، ویکون ثلاثین، وعلی أن الاعتبار فی تحدید شهر رمضان انما هو الرؤیة، لقوله علیه الصلوٰة والسلام: ’’صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته‘‘ وعنی بالرؤیة أول ظهور القمر بعد السؤال.‘‘

(بدایة المجتهد لابن الرشد القرطبیؒ ج:۱ ص:۲۰)

ترجمہ:...... ’’علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عربی مہینہ اُنتیس کا بھی ہوتا ہے اور تیس کا بھی، اور اس پر بھی اجماع ہے کہ رمضان کے مہینے کی تحدید صرف رُؤیت سے ہوتی ہے اس لئے کہ حضورِ اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''چاند کو دیکھ کر تم روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ اِفطار کرو'' اور (سائل کے) سوال پر رُویت سے چاند کا اوّل ظہور ہی مراد ہے۔''

۴:...... قمری مہینوں کی تبدیلی کا مدار چاند نظر آنے یا تیس دن پورے ہونے پر ہے، اگر اُنتیس کا چاند نظر آجائے تو نیا مہینہ شروع ہوجائے گا، ورنہ سابقہ ماہ کے تیس دن شمار کرنا لازم ہوگا۔

اَحکام القرآن، ابوبکر جصاص رازیؒ میں ہے:

"وقوله صلى الله عليه وسلم: "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته، فان غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين" هو أصل في اعتبار الشهر ثلاثين، الا أن يرى قبل ذٰلك الهلال، فان كان شهر غم علينا هلاله فعلينا أن نعده ثلاثين، هٰذا في سائر الشهور التي تتعلق بها الأحكام، وانما يصير الى أقل من ثلاثين برؤية الهلال." (ج:۱ ص:۲۰۲)

ترجمہ:...... ''حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر اِفطار کرو، اور اگر (بادلوں کی وجہ سے) چاند نظر نہ آئے تو تیس دن کی گنتی مکمل کیا کرو۔'' یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے، اِلَّا یہ کہ اس سے پہلے چاند نظر آجائے۔ اگر کوئی مہینہ ایسا ہے کہ اس میں بادلوں کی وجہ سے چاند نہ نظر آئے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کو تیس کا شمار کریں، اور یہ اُصول ان تمام مہینوں کے بارے میں ہے جن کے ساتھ اَحکام متعلق ہوتے ہیں اور مہینے کے تیس سے کم ہونے کا اعتبار صرف چاند دیکھنے پر ہوگا۔''

۵:...... اگر اُفق پر اَبر، غبار، سیاہی یا اور کوئی چیز مانعِ رُویت نہ ہو تو اُنتیس کے چاند کا ثبوت ''رُویتِ عامہ'' سے ہوگا، جب پورے علاقے یا ملک کے لوگ چاند دیکھنے میں

کوشاں ہوں، اوراس کے باوجود عام رُؤیت نہ ہوسکے، تو علاقے اور ملک کے صرف دوچار افراد کے دعوے سے ''رُؤیت'' کا ثبوت نہیں ہوگا۔ چنانچہ ان احادیثِ طیبہ میں انفرادی شہادت قبول کرنے کا حکم مطلع اَبر آلود ہونے کی صورت میں دیا گیا ہے، اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں انفرادی شہادت کی بجائے: ''اذا رأیتم'' (جب تم دیکھ لو) فرماکر ''رُؤیتِ عامہ'' پر ثبوتِ ہلال کا مدار رکھا گیا ہے، اور عقلاً بھی یہ بات بدیہی ہے کہ جب مطلع صاف ہو، سب لوگ سراپا اشتیاق بن کر اُفق پر ٹکٹکی باندھے ہوئے ہوں، اور کوئی چیز مانعِ رُؤیت نہ ہو، اس کے باوجود رُؤیتِ عامہ نہ ہوسکے، تو ایسی صورت میں ایک دو افراد کا یہ دعویٰ کہ: ''ہم نے چاند دیکھا ہے'' پوری قوم کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کے مترادف ہے، ظاہر ہے کہ پوری قوم کو اندھا یا ضعیف البصر قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، بلکہ اس کی بجائے اس انفرادی بیان ہی کو غلط ماننا ہوگا، بالخصوص جبکہ بلند و بالا چوٹیوں پر دُوربینوں کی مدد سے بھی چاند نظر نہ آئے تو ان لوگوں کی غلطی یا غلط بیانی اور بھی واضح ہوجائے گی۔

اَحکام القرآن، ابوبکر جصاص رازیؒ میں ہے:

''قال أبوبکر: انما اعتبر أصحابنا اذا لم یکن بالسماء علة شھادة الجمع الکثیر الذین یقع العلم بخبرھم، لأن ذٰلک فرض قد عمت الحاجة الیه، والناس مأمورون بطلب الھلال فغیر جائز أن یطلبه الجمع الکثیر ولا علة بالسماء مع توافی ھممھم وحرصھم علٰی رؤیته ثم یراہ النفر الیسیر منھم دون کافتھم، علمنا أنھم غالطون غیر مصیبین، فاما أن یکونوا راؤا خیالا فظنوہ ھلالا، أو تعمدوا الکذب، وجواز ذٰلک غیر ممتنع، وھٰذا أصل صحیح تقضی العقول بصحته، وعلیه مبنٰی أمر الشریعة. والخطاء فیه یعظم ضررہ ویتوصل الملحدون الٰی ادخال الشبھة علی الاغمار والحشو وعلٰی من لم یتیقن ما ذکرنا من

الأصل." (اَحکام القرآن ج:۱ ص:۲۰۲، طبع ۱۳۳۵ھ)

ترجمہ:...... "امام ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں: جب آسمان پر کوئی بادل وغیرہ نہ ہو تو ہلالِ رمضان کی رُؤیت کے لئے ایک ایسی کثیر جماعت کی شہادت ضروری ہے جس کی خبر سے یہ یقین حاصل ہوجائے کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے، اس لئے کہ روزوں کی فرضیت کی وجہ سے چاند کا دیکھنا فرض ہے اور تمام لوگوں کی ضرورت اس سے متعلق ہے اور لوگ چاند دیکھنے کے لئے مأمور ہیں، پس یہ ممکن نہیں کہ سب لوگ اپنی بھرپور کوشش، ہمت اور رُؤیت کی حرص کے باوجود چاند نہ دیکھ سکیں، لیکن ان میں سے ایک قلیل جماعت کو چاند نظر آجائے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ تھوڑی سی جماعت غلطی پر ہے، بہت ممکن ہے کہ اس جماعتِ قلیل نے کوئی خیالی چیز دیکھی ہو اور اس کو انہوں نے چاند خیال کرلیا ہو، یا جان بوجھ کر جھوٹ بول رہے ہوں، اور یہ اُصول اپنی جگہ ایک صحیح اُصول ہے جس کی صحت کا عقلِ سلیم بھی تقاضا کرتی ہے، اور اس پر شریعت کا اُصول وضع ہوا ہے اور اس میں غلطی کرنا بہت بڑے نقصان کا سبب ہوسکتا ہے، اور اس سے ملحدین، اسلام میں شبہات اور قطع برید پیدا کرسکتے ہیں۔"

۶:...... مطلع غبار آلود ہو تو جیسا کہ احادیثِ بالا میں تصریح ہے، ہلالِ عید کا ثبوت کم از کم دو معتبر عادل اور دیانت دار گواہوں کی چشم دید شہادت سے ہوگا (اور دو عینی شاہدوں کی گواہی پر دو معتبر اشخاص کی گواہی جسے "شہادت علی الشہادت" کہا جاتا ہے، اسی طرح قاضی کے فیصلے پر دو عادلوں کی گواہی (شہادت علیٰ قضاء القاضی) کا حکم بھی یہی ہے، کیونکہ یہ دونوں بھی "حجتِ ملزمہ" ہیں، کما صرح بہ القوم)، صرف ایک شخص کی شہادت یا محض افواہی خبروں کا اعتبار نہ ہوگا۔ جو حضرات اختلافِ مطالع کے قائل نہیں (اور ہمارے فاضل مؤلف ان ہی کے مؤید ہیں) ان کے نزدیک مندرجہ ذیل حدیث کا محمل بھی یہی ہے:


فہرست

"عن كريب أن أمّ الفضل بنت الحارث بعثته الى معاوية بالشام قال: فقدمت الشام، فقضيت حاجتها واستهل عليّ هلال رمضان وأنا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة، ثم قدمت المدينة فى اٰخر الشهر فسألنى ابن عباس ثم ذكر الهلال، فقال: متى رأيتم الهلال؟ فقلت: رأيناه ليلة الجمعة. فقال: أنت رأيته ليلة الجمعة؟ فقلت: راٰه الناس وصاموا وصام معاوية. فقال: لٰكن رأيناه ليلة السبت، فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين يوما أو نراهٗ. فقلت: الا تكتفى برؤية معاوية وصيامه؟ قال: لا! هٰكذا أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم." (ابوداوٗد ص:۳۱۹، ترمذی ج:۱ص:۸۷)

ترجمہ:...... "حضرت کریب فرماتے ہیں: اُمّ الفضلؓ بنت حارث (والدہ ابنِ عباسؓ) نے انہیں حضرت معاویہؓ کے پاس شام بھیجا، میں شام گیا اور اپنے کام سے فارغ ہوا تو رمضان کا چاند مجھے شام ہی میں ہوا، چنانچہ ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا، پھر رمضان مبارک کے آخر میں، میں مدینہ طیبہ واپس آیا، حضرت ابنِ عباسؓ نے مجھ سے حال احوال دریافت کئے، پھر چاند کا ذکر آیا تو دریافت فرمایا: تم نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا۔ فرمایا: تو نے جمعہ کی رات کو خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ فرمایا: لیکن ہم نے سنیچر کی رات کو دیکھا ہے، اس لئے ہم تو اپنے حساب سے تیس روزے پورے کریں گے، اِلَّا یہ کہ خود اُنتیس کا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا آپ حضرت معاویہؓ کی رُؤیت اور روزہ رکھنے (کے فیصلے کو) کافی نہیں سمجھتے؟ فرمایا: نہیں! (کیونکہ ہمیں وہاں کی رُؤیت کا

ثبوت دو ثقہ گواہوں کی شہادت سے نہیں ملا، صرف تمہاری ایک آدمی کی اطلاع ہمارے اِفطار کے لئے حجت نہیں) ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔"

اور جن حضرات کے نزدیک مطالع کا اختلاف معتبر ہے، وہ اس کی توجیہ یہ کریں گے کہ چونکہ ہر علاقے کا مطلع الگ ہے اس لئے ایک مطلع کی رُؤیت دُوسرے علاقے والوں کے لئے کافی نہیں، خواہ اس کا ثبوت صحیح شہادت سے بھی ہوجائے۔

اور مطلع غبار آلود ہونے کی صورت میں ہلالِ رمضان کے لئے، دُوسری احادیث کے مطابق صرف ایک مسلمان عادل یا مستور الحال کی خبر بھی کافی ہوگی، جیسا کہ ابوداؤد میں ہے:

۱:...... "عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: جاء أعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: انی رأیت الهلال یعنی هلال رمضان، فقال: أتشهد أن لا اله الا الله؟ قال: نعم! قال: أتشهد أن محمدًا رسول الله؟ قال: نعم! قال: یا بلال! أذّن فی الناس أن یصوموا غدًا."

(رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجة والدارمی، مشکوٰة ص:۱۷۴)

ترجمہ:...... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک دیہاتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے (عام رُؤیت نہیں ہوئی تھی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ کی توحید کے قائل ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: کیا تم میری رسالت کو مانتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔"

۲:...... "وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال: تراء الناس الهلال، فأخبرت رسول الله صلی الله علیه وسلم انی رأیته، فصام وأمر الناس بصیامه."

(رواه ابوداؤد والدارمی والروایتان فی المشکوٰة ص:۱۷۴)


فہرست

ترجمہ:...... حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
لوگ چاند دیکھ رہے تھے (مگر اَبر کی وجہ سے عام لوگوں کو نظر نہیں آیا)، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے دیکھ لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خبر پر خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔“

۷:...... ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ ہدایات پر نظر ڈالئے تو واضح ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثبوتِ ہلال کے لئے ایک قطعی اُصول اور ضابطہ مقرّر فرمایا، یعنی اُنتیس کو مطلع صاف ہونے کی صورت میں رُؤیتِ عامہ کا اعتبار ہوگا اور مطلع کے غبار آلود ہونے کی صورت میں شہادت کا اعتبار کیا جائے گا، اور دونوں مفقود ہوں تو تیس دن پورے کئے جائیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا عمل اسی ضابطے پر تھا، صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی اُصول کے پابند تھے، اور اُمتِ مسلمہ کو اسی قاعدے کی پابندی کا بار بار تاکیدی حکم فرمایا۔ اور الحمدللہ! اُمتِ مسلمہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بموجب اس کا خوب خوب التزام بھی کیا۔ لیکن کسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنیٰ سے ادنیٰ اور ہلکے سے ہلکا اشارہ اس طرف نہیں فرمایا کہ اس اُصول کو چھوڑ کر اُمت کسی مرحلے میں، کسی دُوسرے طریقے پر بھی اعتماد کرسکتی ہے، کسی حسابی فن سے بھی اس سلسلے میں مدد لے سکتی ہے، یا روزہ و اِفطار کے اوقات متعین کرنے کے لئے کسی دُوسرے اُصول کی طرف بھی رُجوع کرسکتی ہے۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضع فرمودہ اُصولِ رُؤیت کو چھوڑ کر کسی فن پر اعتماد کرنے اور اس کے ماہرین کی طرف رُجوع کرنے سے بھی منشائے نبوّت پورا ہوسکتا تھا، جیسا کہ فاضل مؤلف اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر تھوپنا چاہتے ہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہمیں اس کا کوئی معمولی اشارہ تو ملنا چاہئے تھا؟ یا کم از کم صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ ہدیٰ کی طرف اس اُصولِ نبویؐ سے ہٹ کر کسی دُوسری راہ کو اختیار کرنے کی گنجائش کا کہیں سراغ ملتا؟

دورِ حاضر کی کم سوادی اور ستم ظریفی کا ایک مظہر یہ بھی ہے، کہ جو چیز اپنے ذہنِ

عالی میں آئے اسے کھینچ تان کر بڑوں کی طرف منسوب کرو، اور جو چیز بڑوں سے صراحتاً ثابت ہو، اس سے صاف مکر جاؤ، اور اگر اس طرح نہ بن آتی ہے تو اسے تأویل کے خراد پر چڑھاؤ۔ ''خاندانی منصوبہ بندی'' سے لے کر ''سوشل ازم'' تک جو بات کسی کے ذہن نے اچھی سمجھی، فٹ سے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرڈالا۔ صحابہ کرامؓ کا حال یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارشادات انہوں نے ایک دو بار نہیں، بیسیوں بار اپنے کانوں سے سنے ہوتے تھے، ان کی روایت میں بھی حد درجہ محتاط تھے، مگر ہمارے یہاں اپنے ذہنی وساوس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُصولِ رُؤیت کو اپنانے اور اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہیں: "لا نکتب ولا نحسب" (ہم حساب کتاب نہیں کیا کرتے) کہہ کر اوقات کی تعیین کے باب میں حسابی تخمینوں کی حوصلہ شکنی فرمائی، کہیں دونوں ہاتھوں کے اشارے سے: "الشهر هٰكذا وهٰكذا وهٰكذا" (مہینہ اتنا، اتنا اور اتنا ہوتا ہے) کہہ کر ماہ و سال کے سلسلے میں حساب پر بالکلیہ بے اعتمادی کا اظہار فرمایا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اس مضمون کو سمجھانے کے لئے کہ مہینہ کبھی ۲۹ کا ہوتا ہے، کبھی ۳۰ کا، دونوں ہاتھوں کو چھ دفعہ اُٹھانے اور "هٰكذا" کا لفظ چھ دفعہ دُہرانے کی بہ نسبت ۲۹، ۳۰ کا عدد مختصر بھی تھا اور واضح بھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب ان دو ہندسوں سے ناآشنا بھی نہ تھے۔

چنانچہ صحیح مسلم کی شرح "اکمال اکمال المعلم" المعروف "شرح أُبیّ" میں ہے:

"وفی أحادیث الاشارة هٰذه الارشاد الٰی تقریب الأشیاء بالتمثیل وهو الذی قصده صلی الله علیه وسلم ولم یصنع ذٰلک لأجل ما وصفهم به من الأمیة: "لا یحسبون لا یکتبون" لأنهم لا یجهلون الثلاثین والتسع وعشرین، مع ان التعبیر عنهما باللفظ أخف من الاشارة المکررة وانما وصفهم بذٰلک سدًّا لباب الاعتداد بحساب المنجمین الذی تعتمده العجم فی صومها،


فہرست

وفطرها، وفصولها." (ج:۳ ص:۲۲۳ طبع مصر۱۳۲۷ھ)

ترجمہ:...... "اور جن احادیث میں اشارے سے مہینے کے تیس اور اُنتیس کے ہونے کی مقدار سمجھائی گئی ہے، اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مثالوں کے ذریعہ سے بات کو سمجھنا آسان ہوتا ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے یہ بات سمجھائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (اشارے سے سمجھانے کا طریقہ) اس لئے نہیں اپنایا کہ وہ لوگ وصفِ اُمیّت سے موصوف تھے اور حساب و کتاب کرنا نہیں جانتے تھے، کیونکہ وہ لوگ تیس اور اُنتیس کے لفظ سے جاہل نہیں تھے، حالانکہ بار بار کے اشارے کی بجائے تیس اور اُنتیس کے لفظ سے تعبیر کرنا آسان تھا، لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے بات سمجھائی، اس لئے کہ منجم لوگوں کے حساب کی لوگوں میں عادت پڑ چکی تھی اور اسی پر عجمی لوگ اپنے روزہ اور اِفطار کرنے، اور سالوں کی گنتی کا اعتماد کرتے تھے، اس سے ان کے حساب وغیرہ کا دروازہ بند کرنا مقصود تھا۔"

اسی طرح کہیں: "فلا تصوموا حتی تروه ولا تفطروا حتی تروه" (روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو، اور اِفطار نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو) فرماکر رُؤیت کے بغیر کسی نوع کے حسابی تخمینے پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ و اِفطار کرنے سے اُمت کو صاف صاف منع فرمایا۔ اور کہیں چاند دیکھ کر: "دُوسری تاریخ کا ہے" کا نعرہ لگانے کو قربِ قیامت کی علامت بتلاکر، حسابی طریقوں پر اعتماد سے نفرت دِلائی، اور اسے ذہنی انحطاط اور دینی تنزل کا مظہر قرار دیا، جیسا کہ "کنز العمال" میں ہے:

"عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم: من اقتراب الساعة أن یری الهلال قبلا فیقال: للیلتین، وأن تتخذ المساجد طرقا، وأن یظهر موت الفجاءة." (رواه الطبرانی فی الأوسط، کنز العمال ج:۷ ص:۱۷۶)

ترجمہ:......''حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: من جملہ قربِ قیامت کی علامات کے یہ ہے کہ چاند کو سامنے دیکھ کر کہا جائے گا: ''یہ تو دُوسری رات کا ہے''، اور مساجد کو گزرگاہ بنالیا جائے گا اور اچانک موتیں عام ہوں گی۔''

اور کہیں بلا استثناء اہلِ نجوم کی تصدیق کو ''کفر'' سے تعبیر فرمایا، مگر کسی موقع پر بھی یہ تصریح نہیں فرمائی کہ اہلِ نجوم کی تقویم پر اعتبار کرتے ہوئے بھی چاند کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے، چنانچہ ابوداؤد کی شرح ''المنهل العذب المورود'' میں ہے:

''وحسبک فی ابطال العمل بالحساب والتنجيم قوله تعالٰی: ''قل لا يعلم من فی السمٰوٰت والأرض الغيب اِلَّا الله''، وقوله صلى الله عليه وسلم: ''من أتى عرافا أو كاهنا فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل علٰى محمد صلى الله عليه وسلم.'' (احمد والحاکم)

ومن أحاديث المصابيح: من اقتبس علمًا من النجوم اقتبس شعبة من السحر.'' (ج:۱۰ ص:۳۷)

ترجمہ:......''تیرے لئے علمِ اعداد اور علمِ نجوم کے باطل ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہی قول کافی ہے کہ: ''آپؐ فرمادیجئے آسمان اور زمین میں غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔'' اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''جو آدمی علمِ نجوم جاننے والے یا کاہن کے پاس گیا اور جو کچھ اس نے کہا اور اس نے اس کی تصدیق کی، تو اس نے کفر کیا اس دین کا جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا گیا ہے۔''

اور مصابیح کی احادیث میں ہے کہ: جس نے علومِ نجوم سے کچھ سیکھا، اس نے جادُو کے ایک حصے کو حاصل کیا۔''

ادھر قرآنِ حکیم نے شرعی اُصولِ اوقات کو چھوڑ کر کسی خودساختہ اصطلاح سے ماہ و سال کی اَدل بدل کو، جو جاہلیتِ اُولیٰ کا شعار تھا: ”زیادۃ فی الکفر“ اور زینۂ گمراہی قرار دیا۔ (التوبہ:۲)

ان تمام اُمور کو سامنے رکھ کر ہر شخص جس کی چشمِ انصاف بند نہ ہوگئی ہو، آسانی سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ ثبوتِ ہلال کے شرعی اُصول اور نبوی ضابطے کو چھوڑ کر صرف جنتری کے بھروسے پر روزہ اِفطار کرنا مزاجِ نبوّت سے کہاں تک میل کھاتا ہے؟ منشائے نبوّت کو کہاں تک پورا کرتا ہے؟ اور فاضل مؤلف کے بقول اسے ”رُؤیت کی ترقی یافتہ تعبیر“ کہنا اور اس بدعت کو ”حفاظتِ اِیمان“ کا ذریعہ بتلاکر اس کا پرچار کرنا کہاں تک بجا ہے...؟

علامہ ابنِ عربیؒ شرحِ ترمذی میں اُصولِ رُؤیت کو چھوڑنے اور حسابی طریقوں سے رُؤیت کو ثابت کرنے کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اوہ یا ابن شریح، أین مسألتک الشریحیة؟ وأین صوارمک السریحیة؟ تسلک هٰذا المضیق فی غیر الطریق، وتخرج الی الجهل عن العلم والتحقیق، ما لمحمد والنجوم؟ .... وکأنک لم تقرأ قوله: ”أما نحن أُمّة أُمّیة لا نحسب ولا نکتب، الشهر هٰکذا وهٰکذا وهٰکذا“ وأشار بیدیه الکریمتین ثلاث اشارات وخنس بأبهامه فی الثالثة، فاذا کان یتبرأ من الحساب الأقل بالعقد المصطلح علیه مبینا بالیدین تنبیها علی التبری عن أکثر منهٔ فما ظنک بمن یدعی علیه بعد ذٰلک أن یحیل علٰی حساب النیرین، وینزلهما علٰی درجات فی أفلاک غائبا ویقرنهما باجتماع واستقبال حتی یعلم بذٰلک استهلال.“ (ج:۳ ص:۲۰۸)

ترجمہ:...... ”اے ابنِ شریح! کہاں ہے تیرا مسئلہ شرعیہ؟ تو کشادہ راستہ چھوڑ کر ان تنگ راستوں پر جاتا ہے اور تو علم اور تحقیق

سے نکل کر جہالت کی طرف جاتا ہے..... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور نجوم کی آپس میں کیا نسبت ہے؟ گویا تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں پڑھا کہ: ''ہم اُمی اُمت ہیں، ہم حساب و کتاب کو نہیں جانتے، مہینہ اتنے، اتنے، اتنے کا ہوتا ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک سے تین بار اشارہ کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اپنے انگوٹھے کو بند کرلیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصطلاحی گنتی اور حساب کا مختصر طریقہ چھوڑ کر ہاتھوں کے اشارے سے یہ بات بیان فرمادی تو اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ اس سے زیادہ کو چھوڑ دیا جائے۔ آپ کا کیا گمان ہے اس آدمی کے بارے میں جو اس کے بعد بھی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز علمِ نجوم کے حوالے کی جائے اور وہ ان دونوں کو آسمان کے پوشیدہ درجات پر لاتا ہے اور ان دونوں کو جوڑتا ہے اجتماع اور استقبال کے ساتھ تاکہ اس طریقے سے چاند کو جان سکے۔''

ان احادیث میں صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے طرزِ عمل کی وضاحت بھی موجود ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ ''اُصولِ رُوٴیت'' پر سختی سے کاربند تھے، اور وہ بار بار خطبوں میں، خطوط میں اور نجی مجلسوں میں: ''عهد الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم''، ''هٰكذا أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم'' کہہ کر اُمت کو اسی اُصول پر کاربند رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ چنانچہ پورا ذخیرۂ حدیث و سیر، چھان جایئے، مگر آپ کو کسی صحابی کے بارے میں یہ نہیں ملے گا کہ انہوں نے اُصولِ رُوٴیت کو چھوڑ کر کسی حسابی تخمینے پر اعتماد کرنے کا فتویٰ دیا ہو، یہی وجہ ہے کہ باتفاقِ اُمت، شریعتِ اسلامیہ نے ثبوتِ ہلال کے باب میں اہلِ حساب و فلکیات کی رائے کا اعتبار نہیں کیا، بلکہ ان کی تحقیق کو سرے سے کالعدم اور لغو قرار دیا ہے۔ مثلاً: ماہرینِ فلکیات کی رائے ہو کہ فلاں تاریخ کو چاند ہوگا، لیکن رُوٴیتِ شرعیہ نہ ہوسکے تو باجماعِ اُمت اس رُوٴیت پر اَحکامِ ہلال جاری نہیں

ہوں گے اور ماہرینِ فلکیات کی رائے لغو ہوگی۔

چنانچہ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ "فتح الباری" ج:۴ ص:۹۸، "عمدة القاری" للعینیؒ ج:۵ ص:۱۸۲، ج:۵ ص:۱۹۹، "زرقانی علی المؤطا" ج:۲ ص:۱۵۴، ردالمحتار لابن عابدین الشامیؒ ج:۲ ص:۱۰۰، أحکام القراٰن للجصاصؒ وغیرہ وغیرہ حضرات اکابرؒ کا موقف بھی یہی ہے، یہاں سب کا نام دینا بھی ممکن نہیں، چہ جائیکہ ان کی تصریحات نقل کی جائیں، البتہ امام جصاص رازیؒ کی تصریح تو سن ہی لیجئے! فرماتے ہیں:

"فالقائل باعتبار منازل القمر وحساب المنجمين خارج عن حكم الشريعة وليس هٰذا القول مما يسوغ الاجتهاد فيه، لدلالته الكتاب ونص السنة واجماع الفقهاء بخلافه." (ج:۱ ص:۲۰۲)

ترجمہ:...... "منازلِ قمر اور فلکیات کے حساب پر اعتماد کرنا حکمِ شریعت سے خارج ہے، اور یہ ایسی چیز نہیں جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو، کیونکہ کتاب اللہ، سنتِ نبویہ اور اجماعِ فقہاء کے دلائل اس کے خلاف ہیں۔"

رہا یہ سوال کہ شریعت نے اَحکامِ ہلال کا مدار رُؤیت پر کیوں رکھا؟ فلکیاتی تحقیقات پر کیوں نہیں رکھا؟ ہمارے نزدیک یہ سوال ہی بے محل ہے، بحیثیت مسلمان ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اچھی طرح یہ تحقیق کریں کہ فلاں باب میں شارع نے کیا حکم دیا ہے؟ یہ معلوم ہوجانے کے بعد ہمیں شارع سے یہ پوچھنے کا حق نہیں کہ: "یہ حکم آپ نے کیوں دیا ہے؟" کیونکہ ہمارے مسلمان ہونے کا پہلا نتیجہ اس بات کا قطعی یقین ہے کہ شارع کی طرف سے جو حکم بھی دیا جاتا ہے، اس سے خود شارع کی کوئی غرض وابستہ نہیں، بلکہ وہ سراسر بندوں ہی کی مصلحت کے پیشِ نظر دیا گیا ہے، کبھی اس مصلحت کا اظہار مناسب ہوتا ہے، کبھی نہیں ہوتا، لیکن وہ مصلحت بہرحال اس حکم پر مرتب ہوگی، خواہ بندوں کو اس کا علم ہو یا نہ ہو، اس لئے وہ خود کسی مصلحت کا اظہار فرمادیں تو ان کی غایت عنایت ہے، ورنہ

بندے کو یہ حق کب حاصل ہے؟ کہ وہ اس بات پر اصرار کرے کہ پہلے اس حکم کی مصلحت بتلایئے تب مانوں گا، (اور آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی مصلحت بتلانے کی ہو تب بھی اس ذہنیت کے شخص کو تو کبھی نہیں بتلائی جاسکتی)۔

بہرحال ہمیں یہ تحقیق کرنے کا حق ہے کہ شریعت نے ہلال کا مدار فلکیات پر رکھا ہے یا نہیں؟ اور اسے کسی درجے میں قابلِ اعتبار قرار دیا ہے یا بالکلیہ ناقابلِ اعتماد؟ لیکن یہ سوال ہم نہیں کرسکتے کہ شریعت نے ہلال کا مدار رُؤیت پر کیوں رکھا اور فلکیات وغیرہ پر کیوں نہیں رکھا؟ ہوسکتا ہے کہ اس میں شارع کے پیشِ نظر بندوں کی بہت سی مصلحتیں ہوں، اور وہ صرف رُؤیت پر مرتب ہوسکتی ہوں اور فلکیات پر نہیں۔ مثلاً: دُوسری قوموں کے ماہ و سال کا مدار تقویمی حسابوں پر تھا، شارع نے اس اُمت کی انفرادیت کو محفوظ رکھنے کے لئے جس طرح اور بہت سی چیزوں میں ان کی مشابہت سے اُمت کو بچانا چاہا، اسی طرح ان کی تقویمی مشابہت سے بھی اُمت کو محفوظ رکھنا چاہا، اس لئے ان کو ایک مستقل نظامِ تقویم دیا۔

علامہ اُبیّ رحمہ اللہ کی شرح مسلم میں ہے:

**"سدا لباب الاعتداد بحساب المنجمین الذی تعتمدہ العجم فی صومھا وفطرھا وفصولھا."**

(اکمال اکمال المعلم شرح مسلم للأُبیّ ص:۲۲۷)

ترجمہ:...... "عجم کے لوگ اپنے روزہ اور اِفطار اور سالوں کی گنتی میں منجم لوگوں کے حساب پر جو اعتماد کرتے تھے اور عادت بنائے ہوئے تھے اس عادت کو ختم کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا۔"

یا ہوسکتا ہے، کہ چونکہ دُوسرے حسابی طریقوں سے ماہ وسال کی تعیین فطری اور تحقیقی نہیں تھی بلکہ اختراعی اور تقریبی تھی، چنانچہ انہیں اس کمی بیشی کو برابر کرنے کے لئے "لیپ" کی اصطلاح ایجاد کرنا پڑی، اس کے برعکس اسلام دینِ فطرت تھا، اس نے چاہا کہ اُمتِ اسلامیہ کے ماہ وسال کی تعیین کے لئے "رُؤیت" اور مشاہدہ کا فطری طریقہ مقرّر کیا

جائے، کیونکہ یہ اختراعی اور تقریبی طریقے اس کی فطرت سے میل نہیں کھاتے تھے۔ یا ممکن ہے کہ اس اَمر کی رعایت رکھی گئی ہو کہ چونکہ اسلام کے پورے نظام کی بنیاد تکلف اور تعمق پر نہیں بلکہ سادگی اور سہولت پر رکھی گئی ہے اس لئے ''اسلام کے نظامِ تقویم'' کو بھی مشاہدہ اور رُؤیت جیسے آسان اور سادہ اُصول پر مبنی کیا گیا تاکہ اس نظام کے ''جز و کل'' میں مناسبت رہے، اور اس باب میں اُمت تکلف اور مشقت میں مبتلا نہ ہوجائے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''أقول: لما كان أوقات الصوم مضبوطًا بالشهر القمرى باعتبار رؤية الهلال وهو تارةً ثلاثون يومًا وتارةً تسعة وعشرون وجب فى صورة الاشتباه أن يرجع الٰى هٰذا الأصل، وأيضًا مبنى الشرائع على الأمور الظاهرة، عند الأمّيين دون التعمق والحسابات النجومية بل الشريعة واردة باخمال ذكرها وهو قوله صلى الله عليه وسلم: انا أُمّة أُمّيّة لا نكتب ولا نحسب.'' (حجة الله البالغة للشيخ المحدث الدهلویؒ ج:۲ ص:۵۱)

ترجمہ:...... ''میں کہتا ہوں کہ: جب روزوں کے اوقات کا انضباط قمری مہینوں پر رُؤیتِ ہلال کے اعتبار سے ہے، اور یہ مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی اُنتیس دن کا، تو اشتباہ کی صورت میں اسی اُصول کی طرف لوٹنا واجب ہے، اور نیز اُمیّین کے نزدیک شریعت کی بنیاد اُمورِ ظاہرہ پر ہوتی ہے نہ کہ گہرائی اور علمِ نجوم کے حساب پر، بلکہ شریعت تو اس کے ذکر سے بھی اعراض کرنے کا حکم دیتی ہے، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ہم اُمی اُمت ہیں، ہم حساب و کتاب کو نہیں جانتے۔''

یا ممکن ہے کہ اس چیز کا لحاظ رکھا گیا، کہ نظامِ تقویم بہرحال اوقات کی تعیین کا ایک ذریعہ ہے اور جو قوم ذرائع میں منہمک ہوکر رہ جائے اکثر و بیشتر مقاصد اس کی نظر سے

اوجھل ہوجاتے ہیں، اور فطری طور پر ان کی صلاحیتیں ذرائع ہی میں کھپ کر ضائع ہوجاتی ہیں، اس لئے چاہا گیا کہ اُمتِ مسلمہ کو نظامِ تقویم ایسا دیا جائے جس میں منہمک ہوکر مقصدی صلاحیتیں کھو بیٹھنے کا ذرا بھی اندیشہ نہ ہو، بس آنکھ کھولی، چاند دیکھ لیا، تقویم دُرست ہوگئی، اور سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے، نہ ضرب کی ضرورت، نہ تقسیم کی، نہ محکمۂ موسمیات قائم کرنے کی ضرورت، نہ اس پر ریسرچ کی۔

یا ممکن ہے یہ اَمر پیشِ نظر ہو کہ اس اُمت میں امیر بھی ہوں گے، غریب بھی، عالم بھی، جاہل بھی، مرد بھی اور عورتیں بھی، اور بیشتر عبادات و معاملات کا مدار نظامِ تقویم پر ہے، اس لئے چاہا گیا کہ جس طرح نظامِ تقویم سے متعلقہ اَحکام کے مکلّف اُمت کے سبھی طبقات ہیں، اسی طرح ان کو نظامِ تقویم ایسا دیا جائے جس پر ہر شخص اپنے مشاہدے کی روشنی میں پورے شرحِ صدر کے ساتھ یقین کرسکے۔

یا ممکن ہے کہ شارع کو جو یقین ہلال کے باب میں مطلوب ہے وہ رُؤیت اور مشاہدے پر ہی مرتب ہوسکتا ہو، اس کی نظر میں حسابی جنتری اس یقین کے پیدا کرنے میں ناکافی ہو۔ یا ہوسکتا ہے کہ شارع نے اس اَمر کو پسند نہ فرمایا ہو کہ روزہ و اِفطار تو سب کریں، مگر ان کے اوقات کی تعیین ایک خاص گروہ کے رحم و کرم پر ہو، اس لئے نظامِ تقویم ایسا مقرّر فرمایا کہ ایک عامی بھی اپنے وقت کی تعیین ٹھیک اسی طرح کرسکتا ہے جس طرح ایک ماہرِ فلکیات۔ اور ایک بدوی بھی اسی طرح اپنے اوقات کا حساب لگاسکتا ہے، جس طرح ایک شہری۔ بلکہ بعید نہیں کہ ماہرِ فلکیات یا عالم کی نظر کمزور ہو، اور ایک عامی بدوی کی نظر تیز، اس صورت میں خود ماہرِ فلکیات یا عالم کو مسکین اَن پڑھ کی طرف رُجوع کرنا پڑے۔

الغرض! شارع کے پیشِ نظر بیسیوں حکمتیں ہوسکتی ہیں، اس لئے ہمارا کام یہ نہیں کہ چون و چرا کا سوال اُٹھائیں اور شارع سے بحث و تکرار میں مشغول ہوکر فرصت اور وقت کے ساتھ دین و ایمان بھی ضائع کریں، ہمارا کام تو یہ ہے کہ شارع کی حکمت و شفقت پر ایک دفعہ ایمان لے آئیں، پھر اس کی جانب سے جو حکم دیا جائے اسے اپنے حق میں سراسر خیر و برکت کا موجب اور عین حکمت و مصلحت کا مظہر سمجھ کر اس پر فوراً عمل پیرا ہوجائیں:

زباں تازہ کردن باقرارِ تو
نیگیختن علت از کارِ تو

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ راقم الحروف کا وہ تبصرہ جو موصوف جعفر شاہ پھلواری کی اس کتاب پر ''ماہنامہ'' بینات شعبان ۱۳۸۸ھ کے ''نقد ونظر'' میں شائع ہوا تھا درج کردیا جائے۔

**''رُؤیتِ ہلال'':**...... مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری ہمارے ملک کے مشہور صاحبِ قلم اور ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کے رفیق ہیں، زیرِ نظر کتابچے میں انہوں نے ''رُؤیتِ ہلال اور فلکیات'' کے موضوع پر گفتگو کی ہے۔ کتابچے کے مندرجات پر نظر کرنے سے پہلے اس کی ''شانِ نزول'' کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ موصوف کا تعلق یہاں کے ''حشویہ فرقہ'' سے ہے، جس کا نعرہ موصوف کے الفاظ میں یہ ہے:

> ''حضرات! ہمارے خیال میں ہم پاکستانیوں کی اس وقت کوئی معین شریعت نہیں ہے، پچھلے ادوار کی شریعتوں پر چل رہے ہیں ..... جب ہم ان ''خام مواد'' سے استفادہ کرتے ہوئے ایک بات متعین کرلیں گے اور حکومت اسے نافذ کردے گی تو ہمارے لئے وہی شریعت ہوگی اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہوگی، ضرورت کے وقت مجالسِ قانون ساز یا کوئی اور مقرّر کردہ کمیٹی اس میں بھی ترمیم کرسکتی ہے۔''(۱)

ان حضرات کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام میں ''دین'' اور ''شریعت'' دو الگ الگ چیزوں کے جدا جدا نام ہیں، چنانچہ:

> ''دین تو وہ رُوح اور اِسپرٹ ہے جو تبدیل نہیں ہوسکتی اور

(۱) مولانا جعفر شاہ کا مقالہ ''تعقل و تدبر کے لئے قرآنِ حکیم کی تاکید''، مشمولہ ماہنامہ ''فکر ونظر'' راولپنڈی (از ص:۸۳۲ تا ۸۴۰) ماہِ مئی ۱۹۶۸ء۔ یہ مقالہ راولپنڈی کی بین الاقوامی کانفرنس کے لئے لکھا گیا تھا مگر بروقت گم ہوجانے کی وجہ سے وہاں پڑھا نہیں گیا۔

شریعت اسی رُوح کی تشکیل کا نام ہے، مقصد اِسپرٹ کو باقی رکھنا ہے
اور شکل بدلنے سے اِسپرٹ نہیں بدل جاتی۔'' (حوالہ مذکورہ ص:۸۴۳)

قرآنِ کریم اور سنتِ نبویؐ نے عبادات و معاملات میں حلال و حرام، جائز و ناجائز، فرض و واجب، سنت و مستحب اور صحیح و فاسد کے جو اَحکام نافذ فرمائے ہیں، عام مسلمانوں کے نزدیک وہ واجب التسلیم ہیں، مگر ''حشویہ'' کا خیال ہے کہ یہ صرف اسی دور کی شریعت تھی جس میں دین کی رُوح اور اِسپرٹ کو اس دور کے تقاضوں کے مطابق ملحوظ رکھا گیا تھا، اور ہمیں اسی رُوح اور اِسپرٹ کو باقی رکھتے ہوئے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق اسے بدل کر اس کی جگہ ''نئی شریعت'' وضع کرنی ہے اور وقتی تقاضوں کے مطابق شریعتِ محمدیہؐ میں قطع و برید، کانٹ چھانٹ، ترمیم و تنسیخ اور ردّ و بدل کا نام ''اجتہاد'' ہے، موصوف کے لفظوں میں:

''ناقابلِ ترمیم صرف دین (بمعنی رُوح، اِسپرٹ) ہے، اور شریعت ہر دور میں ترمیم قبول کرسکتی ہے، اور یہیں ''اجتہاد'' کی ضرورت ہوتی ہے۔ ترمیم کا یہ مطلب نہیں کہ شروع سے آخر تک سب کچھ بدل دیا جائے بلکہ (الف) ان شریعتوں میں جو چیز اپنے عصری تقاضوں کے مطابق ہوگی وہ باقی رکھی جائے گی۔ (ب) جس کی ضرورت نہیں اسے ترک کردیا جائے گا۔ (ج) جس جدید شے کی ضرورت ہوگی اس کا اضافہ کردیا جائے گا، اور اس وقت صرف عالمی مصالحِ اُمت کو پیشِ نظر رکھا جائے گا۔'' (حوالہ مذکورہ ص:۸۴۴)

مطلب یہ کہ شریعتِ خداوندی کے اَحکام ''پختہ عقل'' مسلمانوں کے لئے ''خام مواد'' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (شریعت کے لئے ''خام مواد'' کی اصطلاح موصوف نے اس مقالے میں کئی جگہ استعمال کی ہے-ناقل) ان کا برتاؤ شریعت کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو ایک اجنبی تہذیب کے رسوم و قانون کے ساتھ ہوتا ہے، وہ جتنی شریعت کو مفید مطلب پائیں گے باقی رکھیں گے، اور جتنی کو چاہیں ترک کردیں گے، اور جتنا چاہیں اس میں اضافہ کرلیں

گے، عبادات میں بھی اور معاملات میں بھی۔

اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ''عالمی مصالحِ اُمت'' کی تعیین کا حق کس کو حاصل ہے؟ اس کا جواب ''حشویہ'' کے پاس یہ ہے کہ دین میں اجتہاد پر کسی گروہ کی اجارہ داری نہیں بلکہ یہ پوری قوم کا حق ہے، جو وہ اپنے منتخب نمائندوں (مرکزی حکومت اور پارلیمنٹ کے ارکان) کو تفویض کرتی ہے، ان ہی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق ''وقتی تقاضوں'' اور ''مصالحِ اُمت'' کی تشخیص کریں، اگر وہ بھولے سے دن کو ''شب است ایں'' کہہ بیٹھیں تو تمام قوم کا فرض ہے کہ وہ ''اینک ماہ و پروین'' کا اقرار کرے۔

اس تشریح سے معلوم ہوا ہوگا کہ مولانا جعفر شاہ صاحب جس ''اجتہادی حشویت'' یا نئی شریعت کے داعی ہیں، وہ مسٹر پرویز کے نظریۂ ''مرکزِ ملت'' اور مغربی نقالوں کے نظریۂ ''تعمیرِ اسلام'' کا معجونِ مرکب ہے، جس کا مقصدِ وحید پورے اسلام پر نظرِ ثانی کرنا ہے، مگر سرِ دست جو شرعی مسائل اجتہادی ترمیم کے لئے زیرِ غور ہیں، ان کی مختصر فہرست موصوف نے یہ پیش کی ہے:

> ''مثلاً: انشورنس کا جوا، بینکوں کا سود، خاندانی منصوبہ بندی، انتقالِ خون کا مسئلہ، اعضائے انسانی کے دُوسرے جسم میں منتقل کرنے کا مسئلہ، ذرائعِ پیداوار کو قومیانے کا جواز، جنتری کے مطابق چاند کا اعلان، عورتوں کے پردے کی نئی حدبندی، تعدّدِ ازواج، شادی، طلاق، دعوت، ذبیحہ اور سفرِ حج جیسی ''جائز'' چیزوں پر پابندی کا جواز، جہیز کی اصلیت، حضانت کی مدّت، مفقود الخبر کی میعاد، یتیم پوتے کی وراثت، فوٹو، راگ گانے اور تصویر کشی کے جواز کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ۔'' (حوالہ بالا ص:۸۴۶)

مولانا موصوف اپنے رفقاء سمیت اس خدمت پر مأمور ہیں کہ قومی راہ نماؤں کو شریعتِ محمدیہؐ کے جن اُصول و فروع کو منسوخ کرکے ان کی جگہ ''وقتی تقاضوں'' کے مطابق نئی شریعت وضع کرنے کا الہام ہوجائے اس کے لئے رائے عامہ کو ہموار کریں اور علمی سطح پر

لوگوں کو اس کا قائل کریں۔ اس سلسلے میں موصوف جن اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں، جس قسم کے دلائل فراہم کرتے ہیں، اور جس تکنیک کو استعمال کرتے ہیں، زیرِ نظر کتابچہ اس کی اچھی مثال ہے۔

اسلامی اُصول یہ ہے کہ قمری ماہ وسال کا مدار رُویتِ ہلال پر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے اب تک اُمت اسی اُصول پر کاربند رہی ہے، اور روزہ، عید، اِعتکاف، زکوٰۃ، حج، قربانی، عدّت وغیرہ وغیرہ بہت سے اَحکام اسی اُصول سے طے کئے جاتے ہیں، اس کے برعکس مولانا موصوف کا موقف یہ ہے کہ ان چیزوں کے لئے چاند دیکھنے کے بکھیڑے اس ترقی یافتہ دور سے میل نہیں کھاتے۔ ''اس کے لئے نہ رُویتِ ہلال کی ضرورت، نہ علماء کمیٹی کی، نہ گواہیاں گزارنے کی، نہ ٹیلی فون پر تصدیق کرتے پھرنے کی۔'' (ص:۴۱) پس یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ جنتری دیکھ کر بہت پہلے ہی سے عید وغیرہ کا اعلان کردیا کرے اور ہم آنکھیں بند کرکے اس پر آمنا وصدقنا کہا کریں۔ موصوف کے خیال میں ''اس میں کسی قسم کا کوئی شرعی نقصان نہیں، بلکہ شرعی نقصان تو اختلاف کرنے میں ہے۔'' (ص:۴۸)

اب دیکھئے کہ اس شرعی اُصول میں ترمیم کے لئے جس سے بیسیوں اَحکامِ شرعیہ مسخ ہوجاتے ہیں، موصوف نے کیا اجتہادی اُصول وضع کئے ہیں:

''یہ واضح رہے کہ ہم کسی رائے کو، خواہ وہ اپنی ہو یا قدمائے اہلِ علم کی، حرفِ آخر نہیں سمجھتے۔'' (ص:۵)

اپنا ذکر تو موصوف نے بطور تبرک کیا ہے، کہنا یہ ہے کہ شریعت کا کوئی مسئلہ خواہ کتنا ہی صریح اور قطعی کیوں نہ ہو، اور تمام اہلِ علم اس پر متفق ہی کیوں نہ ہوں، اس میں بھی کوئی نہ کوئی نئی اُپچ نکالی جاسکتی ہے، چنانچہ زیرِ نظر مسئلے میں علمائے اُمت متفق ہیں کہ رُویتِ ہلال کے معنی ہیں سر کی آنکھوں سے چاند دیکھنا، مگر مولانا موصوف کے اجتہاد میں:

''یہاں رُویت کے معنی وہ علم ہے جو تاریخی یا فنی شواہد سے حاصل ہوتا ہے یا خواب کی طرح قلب وخیال سے ..... پس رُویتِ ہلال کو صرف چشمِ سر کے ساتھ مخصوص کردینے کی کوئی معقول

وجہ نہیں معلوم ہوتی۔“ (ص:۱۰)

اسی طرح تمام علمائے قانون کے نزدیک شہادت کے معنی ہیں:

”کسی شخص کا حاضرِ عدالت ہوکر گواہی دینا۔“

لیکن مولانا موصوف کے نزدیک یہ صحیح نہیں، بلکہ وہ ”بصیرت بھی کافی ہے جو گمانِ غالب پیدا کردے۔“ (ص:۳۴)

اور مسلمانوں کی شریعت اس کا اعتبار کرے نہ کرے، اور اسے مانے یا نہ مانے، مگر موصوف کے خیال میں:

”محض گواہوں کی شرعی گواہی سے جو غلبۂ ظن پیدا ہوسکتا ہے اس سے کہیں زیادہ موجودہ دور کے فلکیاتی علم سے حاصل ہوجاتا ہے۔“ (ص:۳۴)

الغرض! جب یہ اُصول ایک دفعہ طے ہوجائے کہ: ”پہلوں نے قرآن وسنت اور دین وشریعت کا جو مفہوم سمجھا وہ یا تو سرے سے غلط ہے، یا ان کے دور کے لحاظ سے صحیح ہو تو ہو، کم از کم ہمارے لئے صحیح نہیں“، اس کے بعد شریعتِ الٰہیہ کے ردّ و بدل کے لئے اچھی خاصی گنجائش نکل آتی ہے، اور اس سے اسلامی قطعیات کو بڑی آسانی سے ”حشوی اجتہاد“ کی زد میں لایا جاسکتا ہے۔ دین کے کسی بھی مسئلے کو لے کر اس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے: ”قدیم مسلمانوں کے دور میں یا ان کے خیال میں ایسا ہوگا، لیکن اب ایسا نہیں ہے۔“ موصوف نے فلکیات پر اعتماد کو اسی منطق سے ثابت کرنا چاہا ہے۔ (ص:۲۳)

۲:...... اس ”حشوی اجتہاد“ کا دُوسرا اُصول یہ ہے کہ اُمت کے کروڑوں علماء و فقہاء کے خلاف اگر کسی کا قول کہیں مل جائے، اس کی نقل خواہ کتنی ہی شاذ و مردُود، غلط اور ناقابلِ اعتبار ہو، لیکن اسے وحیٔ آسمانی کی طرح صحیح سمجھ کر اعلان کردو کہ یہ مسئلہ پہلے ہی سے مختلف فیہ چلا آیا ہے، اور ہم فلاں قول کو اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ زیرِ نظر مسئلے میں مولانا موصوف نے مطرف بن عبداللہ، علامہ سبکی، قاضی عبدالجبار، ابنِ مقاتل اور مصنف جمع العلوم کے نام دیئے ہیں، کہ وہ اس فن پر مکمل یا ”غیر مکمل“ اعتماد کرتے تھے (ص:۱۱ تا

۱۳)۔ حالانکہ اوّل الذکر کی طرف اس کی نسبت غلط ہے (فتح الباری ج:۴ ص:۹۴)، علامہ سبکی کا قول مردُود ہے (شامی ج:۲ ص:۱۰۰)، اور باقی بزرگوں کے بارے میں اوّل تو موصوف کو یہی معلوم نہیں کہ وہ کون تھے؟ (حد یہ ہے کہ مصنف جمع العلوم کے نام تک کا اَتا پتا نہیں) علاوہ ازیں ان کا یہ قول بحوالہ شامی، زاہدی کی "قنیہ" سے نقل کیا گیا ہے، جس کے بارے میں خود علامہ شامیؒ کی تصریح یہ ہے کہ وہ ناقابلِ اعتبار ہے (شامی ج:۱ ص:۵۲)۔ لیجئے! چند مجاہیل کے غلط، مردُود، ناقابلِ اعتبار اور گرے پڑے اقوال "اجتہادی قلعہ" تعمیر ہوگیا، اور چودہ صدیوں کو غلط فہمی کا شکار کہنے کا جواز پیدا ہوگیا۔

۳:...... "حشویت" کا تیسرا اُصول یہ ہے کہ موقع پڑے تو جعل و تلبیس اور بعض دفعہ صریح غلط بیانی سے بھی گریز نہ کرو۔ چنانچہ سب کو معلوم ہے امام شافعیؒ اس مسئلے میں پوری اُمت کے ساتھ متفق ہیں، لیکن مولانا موصوف نے امام شافعیؒ سے بھی منوالیا کہ رُؤیتِ ہلال کے بجائے صرف جنتری دیکھ کر چاند کا پیشگی اعلان کیا جاسکتا ہے۔ (ص:۲۵)

اور موصوف کی اس تلبیس کا منشا یہ ہے کہ "یوم شک" میں روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں؟ اس کے بارے میں امام شافعیؒ کے نہیں بلکہ بعد کے مشائخِ شافعیہ کے متعدّد اقوال ہیں جو امام نوویؒ کی "شرح مہذب" اور حافظ ابنِ حجرؒ کی "فتح الباری" میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان ہی میں ایک قول بعض محتاط شافعیہ کا یہ ہے کہ اگر حسابی تخمینہ اس کی تائید کرتا ہو تو جس شخص کو اس کی صحت پر اعتماد ہو اس کے لئے روزہ رکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی کو موصوف نے، غلط فہمی یا جعل سازی کی وجہ سے، یوں مسخ کرلیا کہ امام شافعیؒ اور تمام شافعیہ فنِ فلکیات پر اعتماد کے قائل ہیں۔ (ص:۱۲)

۴:...... "حشویت" کا چوتھا اُصول یہ ہے کہ مختلف قسم کے مغالطوں اور خوش گپیوں کو "قیاس" کا نام دیا جائے، مولانا موصوف کو اس اُصول سے بھرپور استفادہ کی خاصی مشق ہے، مثلاً:

> ۱:...... "اگر ٹیلی فون کی اطلاع پر آج شام کی دعوت قبول کی جاسکتی ہے، تو رُؤیت کی شہادت کیوں قبول نہیں؟" (ص:۲۸)

۲:......''اگر کرنسی نوٹ نقدی کے قائم مقام ہیں تو فلکیات کا فن، رُویت کے قائم مقام کیوں نہیں؟'' (ص:۵)

۳:......''اگر ٹینک چلانا شہسواری کی تعبیر ہے، تو رُویت کی تعبیر جنتری سے کیوں نہیں ہوسکتی؟'' (ص:۵)

۴:......''اگر میراث کی تقسیم میں حساب کتاب پر اعتماد کیا جاسکتا ہے تو چاند میں کیوں نہیں کیا جاسکتا؟''

۵:......''اگر مشکیزے کے بجائے پمپنگ سے وضو کے لئے پانی لیا جاسکتا ہے، تو ہوائی جہاز سے چاند کیوں نہیں دیکھا جاسکتا؟''

۶:......''اگر گوشت کے معاملے میں قصائی پر اعتماد کیا جاسکتا ہے تو چاند کے معاملے میں حکومت پر کیوں نہیں کیا جاتا؟'' (ص:۴۲)

ان ژٹلیات کو نقل کرتے ہوئے بھی قلم کو گھن آتی ہے، مگران حضرات کا جگر گردہ ہے کہ وہ شرعی مسائل کو ان بچکانہ پہیلیوں سے حل کرنا چاہتے ہیں، جس کے لئے نہ علم کی ضرورت، نہ عقل کی، نہ فہم کی، نہ دانش کی۔

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے اسلامی موضوعات پر اسی ''معیار'' کی کتابیں نکلتی رہیں، تو یقین کرنا چاہئے کہ وہ اپنی نیک نامی میں ''ادارۂ طلوعِ اسلام'' اور ''ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی'' سے بھی آگے نکل جائے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله وأصحابه أجمعين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ”آپ کے مسائل اوران کا حل“

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پرسختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اورمحاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل ایک نظر میں

**جلد اوّل**

عقائد، اجتہاد
محاسنِ اسلام
غیر مسلم سے تعلقات
غلط عقائد رکھنے والے فرقے
جنت و دوزخ
توہم پرستی

**جلد دوم**

وضو کے مسائل
غسل و تیمم مسائل
پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل
نماز کے مسائل
جمعہ و عیدین
کے مسائل

**جلد سوم**

نماز تراویح، نفل نمازیں
میت کے احکام
قبروں کی زیارت
ایصالِ ثواب
قرآن کریم، روزے کے مسائل
زکوٰۃ کے مسائل
منت و صدقہ

**جلد چہارم**

حج و عمرہ کے مسائل
زیارت روضۂ اطہر
مسجد نبوی مدینہ منورہ
قربانی، حلال اور حرام جانور
قسم کھانے کے مسائل

**جلد پنجم**

شادی بیاہ کے مسائل
طلاق و خلع
عدت، نان و نفقہ
پرورش کا حق
عائلی قوانین وغیرہ

**جلد ششم**

تجارت یعنی خرید و فروخت
محنت و اُجرت کے مسائل
قسطوں کا کاروبار
قرض کے مسائل
وراثت اور وصیت

**جلد ہفتم**

نام، تصویر، داڑھی، جسمانی وضع قطع، لباس
کھانے پینے کے شرعی احکام
والدین، اولاد اور پڑوسیوں
کے حقوق، تبلیغ، دین
کھیل کود، موسیقی، ڈانس
خاندانی منصوبہ بندی، تصوف

**جلد ہشتم**

پردہ، اخلاقیات
رسومات، معاملات
سیاست، تعلیم اور وظائف
جائز و ناجائز
جہاد اور شہید کے احکام

**جلد نہم**

ڈارون کا نظریہ اور اسلام
اعضا کی پیوند کاری، خودکشی سے
بچانے کے لیے تین طلاق کا حکم
کنٹیکٹ لینز کی صورت میں
وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر
کا شرعی حکم وغیرہ

**جلد دہم**

معجزہ شق قمر، کچھ مفاہیم
کے بارے میں
مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم
فلمی دنیا سے معاشرتی بگاڑ
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## مکتبہ لدھیانوی

18 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

Tel: 021-2780337
Cell:0321-2115502, 0321-2115595, 0321-2115311

جلد دہم

# آپ کے مسائل

## اور اُن کا حل

معجزہ شق قمر، کچھ مفاہیم کے بارے میں

مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم

فلمی دُنیا سے معاشرتی بگاڑ

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ''آپ کے مسائل اور ان کا حل''

## مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک و مشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت و ترویج، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقاریر و تحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِ فرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی و صحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی و سلاست، تبلیغی و اصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن و کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی و فقہی مسائل پر مشتمل کالم ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص و للّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات و جوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر "کلک" کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

"شہیدِ اسلام ڈاٹ کام" کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی

بانی و منتظم "شہیدِ اسلام" ویب پورٹل

www.shaheedeislam.com

info@shaheedeislam.com

0321-9264592

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

بظاہر مئی ۱۹۷۸ء سے شروع ہونے والے مشہورِ زمانہ کالم: ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کا سفر ۱۸؍مئی ۲۰۰۰ء کے روز حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے سانحہ کے موقع پر پورا ہوگیا تھا، لیکن چونکہ دُنیا بھر میں اس کی پھیلی ہوئی کرنیں تاحال ماند نہیں پڑیں، اور اس خزانۂ عامرہ کی باقیات اہلِ محبت کے سینوں اور ذہنوں میں محفوظ ہیں، بلکہ ۲۲ سال تک پوری آب و تاب سے بہنے والے اس بحرِ بیکراں کی موجوں سے چھلکنے والے آبِ زلال کا ذخیرہ اب بھی کاغذ و قرطاس کے تالابوں میں وافر مقدار میں موجود ہے، کچھ کی نشاندہی ہوگئی ہے، جبکہ کچھ ابھی تک پردۂ اخفاء میں ہیں، حضرت شہیدؒ کے متعلقین و منتسبین کی خواہش و اصرار تھا کہ ان جواہر پاروں، علوم و معارف اور فقہ و تحقیق کے شہ پاروں کو بھی یکجا کرکے اُمتِ مسلمہ کے سامنے لایا جائے۔

چنانچہ یہ کام جس طرح حضرتؒ کی زندگی میں آب و تاب سے جاری تھا، حضرتؒ کی شہادت کے بعد بھی بغیر کسی تعطل کے جاری رہا، اور حضرتؒ کی ہدایت کے مطابق ''آپ کے مسائل'' کی دسویں جلد کا کام شروع کردیا گیا، بحمداللہ اب اس جلد کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے، جس کے اہم ترین موضوعات تو وہی ہیں جن کی حضرت شہیدؒ نے خود اپنی زندگی میں نشاندہی فرمائی تھی، جن میں سے مسئلۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علوی مالکی کے بارے میں حضرت شہیدؒ کی تحریرات قابلِ ذکر ہیں، جبکہ اس کے علاوہ دُوسرے وہ مسائل جو حضرتؒ

کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے اور وہ براہِ راست سائلین کے پاس محفوظ تھے، یا جن کی نقول محفوظ کرلی گئی تھیں، اسی طرح چند وہ اہم مسائل بھی اس میں شامل کرلئے گئے ہیں، جو ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی ترتیب کے بعد صفحۂ ''اقرأ'' میں شائع تو ہوگئے مگر کتابی شکل میں نہیں آئے تھے، یوں یہ جلد بھی نویں جلد کی طرح متفرق مسائل اور عنوانات پر مشتمل ہے۔

اِن شاء اللہ جب کتاب کی ترتیبِ جدید ہوگی تو اس جلد کے وہ مسائل جو عقائد و ایمانیات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور معاملات سے متعلق ہیں، وہ متعلقہ ابواب میں درج کردیئے جائیں گے۔ خدا کرے کہ وہ مبارک گھڑی بھی جلد آجائے کہ ہم کتاب کی تخریج اور تحقیق کے بعد اسے نئے سرے سے فقہی ابواب کی ترتیب پر لانے کی سعادت حاصل کرسکیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے رفیقِ محترم مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب کی محنت و کاوش اور عرق ریزی سے تدوین و ترتیب کو نہ سراہوں، اللہ تعالیٰ موصوف محترم کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائیں، علاوہ ازیں مولانا نعیم امجد سلیمی، برادرم مولانا محمد طیب لدھیانوی، برادرم حافظ عتیق الرحمٰن لدھیانوی اور برادرم عبداللطیف طاہرؔ بھی قابلِ مبارک باد ہیں کہ ان حضرات کی سعیٔ جمیلہ سے یہ جلد پایۂ تکمیل کو پہنچی، رَبِّ کریم ہمارے حضرت شہیدؒ اور ہم سب کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنائے، آمین۔

خاکپائے حضرت لدھیانوی شہیدؒ

**محمد جمیل خان**

نائب مدیر ''اقرأ روضۃ الاطفال''

# فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ائمہ اربعہؒ کا مسلک برحق ہے

س...... آپ نے اپنی کتاب میں فقہ حنفی کو ہی گویا معیارِ نجات قرار دیا ہے، سوال یہ ہے کہ دُوسرے ائمہ ثلاثہ کے متبعین کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ میں جہاں رہتا ہوں وہاں فقہ شافعی کے ماننے والے زیادہ ہیں اور میری زندگی بھی امام شافعیؒ کی تقلید میں گزری ہے، میں اپنی زندگی بھر کی عبادات کے بارے میں پریشان ہوں، کیا میرے لئے مسلک کی تبدیلی ضروری ہے؟ اور یہ بظاہر مشکل ہے، کیا امام شافعیؒ کا مسلک کتاب وسنت کے خلاف ہے؟ میری اس اُلجھن کو دُور فرمادیں۔

ج...... آنجناب کی سلامتیٔ فہم اور حق پسندی سے جی خوش ہوا، حق تعالیٰ شانہ مجھے اور آپ کو اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں۔

حضرت امام شافعیؒ چار ائمہ میں سے ایک ہیں، اور چاروں امام برحق ہیں، ان کے درمیان حق و باطل کا اختلاف نہیں، بلکہ راجح و مرجوح کا اختلاف ہے، میں چونکہ حنفی ہوں اس لئے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو اقرب الی الکتاب والسنۃ سمجھتا ہوں، اور امام شافعیؒ اور دیگر اکابر ائمہ کے مسلک کو بھی برحق مانتا ہوں، ان اکابر میں سے جس کے ساتھ اعتقاد و اعتماد زیادہ ہو اسی کے مسلک پر عمل کرتے رہنا اِن شاء اللہ ذریعۂ نجات ہے۔

چونکہ آپ کی طویل زندگی حضرت امام شافعیؒ کے مسلک حقہ پر گزری ہے، اور چونکہ آپ جس علاقے میں رہتے ہیں وہاں فقہ شافعیؒ کے مسائل بتانے والے بہ کثرت ہیں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ آپ کے لئے فقہ شافعی کی پیروی میں سہولت ہے، آپ اسی کو اختیار کئے رہیں۔

کتاب وسنت کے نصوص کی تطبیق میں حضرات ائمہؒ کا نقطۂ نظر مختلف ہوتا ہے، اس

لئے امام شافعیؒ کا پہلو بھی یقیناً قوی ہوگا، اور آپ کے لئے بس اتنا عقیدہ کافی ہے، اور اگر آپ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اختیار کرنا چاہتے ہیں تو شرعاً اس کا بھی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ فقہ حنفی کے مسائل بتانے والا کوئی شخص میسر ہو۔

## پیری مریدی بذاتِ خود مقصود نہیں

س…… چند ماہ قبل حضرت نے میرے ایک عریضہ پر کتاب ''اختلافِ امت اور صراط مستقیم'' کا مطالعہ کرنے کے لئے فرمایا تھا، چنانچہ ہم نے اس کتاب کو بہت غور سے پڑھا اور بہت ہی مفید پایا، الحمدللہ! اس کے مطالعہ سے میرے بہت سے اشکالات دور ہوگئے اور بہت سی باتوں کے متعلق ذہن صاف ہوگیا، خاص کر ایک بہت ہی اصولی بات سمجھ میں آگئی اور دلنشین ہوگئی کہ جب کسی فعل کے سنت و بدعت ہونے میں تردد ہوجائے، بعض علماء سنت کہتے ہوں اور بعض بدعت، تو ترکِ سنت فعلِ بدعت سے بہتر ہے (صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶) یہ بالکل بے غبار اصولی بات ہے اور احتیاط پر مبنی ہے کیونکہ دفعِ مضرّت ہر حال میں مقدم اور اولیٰ ہے، اب صرف ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی باتیں تو بہت ساری ہیں جن میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، یہاں تک کہ جو مروجہ پیری مریدی کا سلسلہ ہم لوگوں کے یہاں ہے اور نفس کی اصلاح کے لئے اس کو بہت ہی ضروری سمجھا جاتا ہے، اس کو بہت سے علماء خاص کر علمائے عرب تو بدعت ہی کہتے ہیں، بلکہ اس کو پیر پرستی اور شرک تک کہتے ہیں۔ تو اس اصول کے تحت تو یہ سب قابلِ ترک ہوجائیں گے، امید ہے کہ حضرت اس کے متعلق کوئی بہت ہی واضح بات ارشاد فرماکر تسلّی فرمادیں گے، کیا اس مروجہ پیری مریدی کے لئے کوئی واضح حکم قرآن مجید یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و ارشادات میں موجود ہے؟ یا چاروں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی نے اس طریقہ کو دین کے فرائض و واجبات میں شامل کیا ہے؟

دُوسری بات یہ تو ظاہر ہے کہ دین میں کوئی نئی بات جو قرآن و سنت اور تعاملِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا ائمہ مجتہدین کے اجتہاد سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے، لیکن ساتھ

ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی نئی بات یا طریقہ دینی مقاصد کے حصول کے لئے بطور تدبیر اختیار کیا جائے تو وہ بدعت نہیں ہے، یعنی احداث فی الدین تو بدعت ہے اور احداث للدین بدعت نہیں ہے، لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر بدعات کی ابتدا للدِّین ہی کرکے ہوئی ہے اور رفتہ رفتہ عوام نے اس کو دین کا حصہ بنالیا اور پھر علمائے کرام نے ان کو بدعات کہنا شروع کردیا۔ مروجہ قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، سوئم وغیرہ یہ جتنی بدعات ہیں سب میں کوئی نہ کوئی دینی فائدہ منسوب کیا جاسکتا ہے، کچھ نہیں تو یہی کہ اس طرح آج کل غفلت زدہ لوگوں کو کبھی کبھار قرآن مجید کی تلاوت کا موقع مل جاتا ہے، اس طرح تو ساری بدعات کا جواز نکل آئے گا، امید ہے حضرت کے واضح ارشادات سے میرے یہ سب اشکالات دور ہوجائیں گے، اپنے جملہ دینی و دنیوی امور کے لئے حضرت سے دعاؤں کی بھی درخواست ہے۔

ج...... بہت نفیس سوال ہے، بڑا جی خوش ہوا، جواب اس کا اجمالاً آپ کے نمبر۲ میں موجود ہے، ذراسی وضاحت میں کئے دیتا ہوں: متعارف پیری مریدی بذاتِ خود مقصد نہیں، اصل مقصد یہ ہے کہ اپنے بہت سے امراض کی آدمی خود تشخیص نہیں کرسکتا، اور بیماری کی تشخیص بھی کرلے تو اس کا خود علاج نہیں کرسکتا، مثلاً مجھ میں کبر، یا عجب ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کا علاج کس طرح کروں؟ تو کسی شخص محقق متبع سنت سے اصلاحی تعلق قائم کرنا اس مقصد کی تحصیل کے لئے ہے، اور بیعت، جس کو عرف عام میں پیری مریدی کہا جاتا ہے، محض اصلاحی تعلق کا معاہدہ ہے، مرید کی جانب سے طلب اصلاح کا اور شیخ کی جانب سے اصلاح کا، اگر کوئی شخص ساری عمر بیعت نہ کرے، لیکن اصلاح لیتا رہے تو کافی ہے، اور اگر بیعت کرلے لیکن اصلاح نہ کرائے تو کافی نہیں۔ الغرض بیعت سے مقصد اصلاح ہے اور اصلاح کا واجب شرعی ہونا واضح ہے، اور مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں نفس کی مثال بچے کی ہے، چنانچہ استاذ اگر مکتب کے بچوں کے سر پر کھڑا رہے تو کام کرتے ہیں، ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو ذرا کام نہیں کرتے، اگر آدمی کسی شیخ محقق کو اپنا نگران مقرر کرلے تو نفس کام کرے گا، اور اگر اس کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو کام


فہرست

کے بجائے لہو ولعب میں لگا رہے گا۔

علاوہ ازیں سنت اللہ یہ ہے کہ آدمی صحبت سے بنتا ہے، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صحبت نبویؐ کا شرف حاصل ہوا تو کیا سے کیا بن گئے، اگر کسی متبع سنت شیخ سے تعلق ہوگا تو اس کی صحبت اپنا کام کرے گی، اس لئے حضرات صوفیاء کی اصطلاح میں بیعت کو ''سلسلۂ صحبت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، گویا علم و عمل کے ساتھ صحبت کا سلسلہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متوارث چلا آتا ہے، الغرض بیعت و ارشاد کو بدعت سمجھنا صحیح نہیں، بلکہ یہ دین پر پابند رہنے کا ذریعہ ہے۔ واللہ اعلم!

## ائمہ اجتہاد واقعی شارع اور مقنن نہیں

س…… ''اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ.'' اس کے مصداق تو ہم سب مقلدین بھی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ جو ہمارے مفتی حرام و حلال بتاتے ہیں ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں، ہم خود نہیں جانتے وہ صحیح کہہ رہے ہیں یا غلط؟ خصوصاً اس آیت کے مصداق وہ غالی مریدین بھی ہیں جو اپنے پیر کا حکم کسی صورت نہیں ٹالتے، چاہے وہ صریح خلاف شریعت ہو، ان کے غلط اقوال کی دور دراز کار تاویلوں سے صحت ثابت کرتے ہیں۔

ج…… اگر کوئی احمق ائمہ اجتہاد رحمہم اللہ کو واقعتاً شارع اور مقنن سمجھتا ہے تو کوئی شک نہیں کہ وہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہے، لیکن اہل اصول کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ''القیاس مظهر لا مثبت.'' یعنی ائمہ اجتہاد کا قیاس و اجتہاد احکام شرعیہ کا مثبت نہیں بلکہ ''مظهر من الكتاب والسنّة'' ہے، جو احکام صراحتاً کتاب و سنت میں مذکور نہیں اور جن کے استخراج اور استنباط تک ہم عامیوں کے علم و فہم کی رسائی نہیں، ائمہ اجتہاد کا قیاس و استنباط ان احکام کو کتاب و سنت سے نکال لاتا ہے، تقلید کی ضرورت اس لئے ہے کہ ہم لوگوں کا فہم کتاب و سنت کے ان احکام تک نہیں پہنچتا، پس اتباع تو دراصل کتاب و سنت کی ہے، ائمہ اجتہاد کا دامن پکڑنے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ ہم اتباع کتاب ہدیٰ کے بجائے اتباعِ ہویٰ کے گڑھے میں نہ گر جائیں اور اکابر مشائخ کی لغزشوں کی تاویل اس لئے ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن قائم رہے، اس لئے نہیں کہ ان کی ان لغزشوں کی بھی اقتداء کی جائے۔

## ائمہ اربعہؒ حق پر ہیں

س……ایک صاحب نے کچھ سوالات کئے تھے جن کا جواب آپ نے قرآن وحدیث سے نہیں دیا بلکہ ہر سوال کے جواب میں آپ نے لکھا کہ ہمارے نزدیک یہ ناجائز ہے، یا ہمارے نزدیک یہ جائز ہے، کہیں آپ نے لکھا ہے کہ حنفی کے نزدیک اس کا جواب یوں ہے، اس جواب سے میں نے اندازہ کیا کہ آپ نبی کو نہیں مانتے ہیں، کیونکہ اگر آپ اللہ اور رسول کو مانتے تو یہی کہتے کہ قرآن وحدیث میں اس طرح ہے، یا یہ کہتے کہ نبی نے اس طرح کیا ہے، فلاں حدیث سے ثابت ہے اور فلاں حدیث سے یہ کام منع ہے؟

ج…… چونکہ ہمارے یہاں اکثریت حنفی حضرات کی ہے اور یہ ناکارہ خود بھی مجتہد نہیں بلکہ امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہے، اس لئے لازمی ہے کہ فتویٰ اس کے موافق دیا جائے گا، اور ائمہ مجتہدینؒ سب کے سب قرآن وسنت کے متبع تھے، اس لئے جب ہم کسی امام مجتہد کا حوالہ دیں گے تو گویا یہ قرآن وسنت کا حوالہ ہے، اس کے بارے میں یہ کہنا کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے، ایسی ہی غلط تہمت ہے جیسا کہ منکرینِ حدیث، حدیث کا حوالہ دینے پر کیا کرتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کو نہیں مانتے۔

س…… کیا چاروں ائمہ، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نعوذ باللہ، اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والے نہیں تھے؟ اور اگر تھے تو پھر ہم ان کی طرف نسبت کیوں کرتے ہیں جب کہ وہ بھی سب نبی ہی کو مانتے تھے تو پھر ہم بھی کیوں نہ کہیں کہ نبی کے نزدیک اس مسئلے کا جواب یوں ہے، فلاں حدیث سے ثابت ہے؟

ج…… یہ چاروں ائمہ رحمہم اللہ، اللہ ورسول کے ماننے والے تھے ان حضرات نے قرآن و حدیث سے استدلال کرکے مسائل بیان فرمائے ہیں اور بعض موقعوں پر اختلاف فہم کی وجہ سے ان کے درمیان اختلاف بھی ہوا ہے، اس لئے ان میں سے کسی ایک کا حوالہ، دراصل اس کے فہم قرآن وحدیث کا حوالہ ہے۔

س……ان چاروں اماموں میں اختلاف کیوں ہے؟ ایک کہتا ہے ہاتھ ناف پر باندھو نماز میں، دُوسرا کہتا ہے ہاتھ سینے پر باندھو، تیسرا کہتا ہے ہاتھ سینے کے نیچے باندھو، چوتھا کہتا ہے


فہرست

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھو، دین میں اگر چاروں طریقے سے ہاتھ باندھنا صحیح ہے، نبی نے اس طرح نماز پڑھی ہے تو پھر ہم تین میں کیوں اختلاف پیدا کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یوں ہے چاروں طریقوں کو حدیث سے ثابت کر کے بتائیے؟

ج…… یہ اختلافات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان بھی ہوئے، چونکہ ان اکابر کے درمیان اختلافات ہوئے اس لئے ہمارے لئے ناگزیر ہوا کہ ایک کے قول کو لیں، اور دُوسرے کے قول کو نہ لیں۔

س…… کیا چاروں اماموں میں سے ایک کی تقلید کرنا واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو نبی نے کہاں فرمایا ہے کہ تقلید ایک امام کی ضروری ہے؟

ج…… قرآن و حدیث پر عمل کرنا واجب ہے، اور اختلاف ہونے کی صورت میں، اور غلبۂ ہویٰ اور فہم ناقص کی صورت میں قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ جن اکابر کا فہمِ قرآن و حدیث مسلّم ہے، ان میں سے کسی ایک کے فتویٰ پر عمل کیا جائے، اس کا نام تقلید ہے۔

س…… کیا اماموں نے بھی کہا ہے کہ ہماری تقلید تم پر واجب ہے؟ اور کیا تقلید نہ کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا؟ جب کہ اس کا عمل قرآن و حدیث کے مطابق ہو اور وہ صرف قرآن و حدیث کو ہی مانتا ہو۔

ج…… ان ائمہ دین پر اعتماد کے بغیر قرآن و حدیث پر عمل ہو ہی نہیں سکتا اور جب قرآن و حدیث پر عمل نہ ہوا تو انجام ظاہر ہے۔

س…… کیا چاروں امامؒ غلط تھے جنہوں نے کسی کی تقلید نہیں کی؟ اور صحابیؓ اور چاروں خلیفہؓ جنہوں نے کسی کی تقلید نہیں کی، وہ صرف قرآن و حدیث کو مانتے تھے، فقہ کا نام و نشان نہیں تھا، تو کیا نعوذ باللہ یہ سب غلط راستے پر تھے؟ انہوں نے دین کو نہیں سمجھا تھا جو بعد کے عالموں نے سمجھا ہے؟

ج…… تقلید کی ضرورت مجتہد کو نہیں غیر مجتہد کو ہے، حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم، اور حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ خود مجتہد تھے، ان کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی، جو شخص ان کی

طرح خود مجتہد ہو اس کو بھی ضرورت نہیں، لیکن ایک عام آدمی جو مجتہد نہیں اس کو تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔

س…… اگر دین تقلید کا نام ہے اور تقلید کرنا ضروری ہے تو کیوں نہ ہم اپنے آپ کو چاروں خلیفہؓ کی طرف نسبت کریں، ایک کہے میں صدیقی ہوں، دُوسرا کہے میں فاروقی ہوں، تیسرا کہے میں عثمانی ہوں، اور چوتھا کہے میں علیؓ کو ماننے والا ہوں، اگر اس طرح کوئی کہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سارے اختلافات ختم ہوجائیں کیونکہ ان چاروں میں کوئی اختلاف ہی نہیں تھا، یہ تو بعد میں ہوا ہے؟

ج…… جس طرح چاروں ائمہ مجتہدینؒ کا مذہب مدوّن ہے، اس طرح چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مذہب مدون نہیں ہوا، ورنہ ضرور ان ہی حضرات کی تقلید کی جاتی اور یہ سمجھنا کہ ان چاروں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا، بے علمی کی بات ہے، حدیث کی کتابوں میں ان کے اختلافات مذکور ہیں۔

س…… کیا عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے؟ مثلاً عورت نماز میں سینے پر ہاتھ باندھے اور مرد ناف پر باندھے، نبیؐ نے اسی طرح بتایا ہے کہ اس طرح کیا جائے؟ اگر ہے تو کون سی حدیث سے ثابت ہے؟ کیا مرد سینے پر ہاتھ باندھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی؟ جب کہ سعودیہ میں حنبلی ہیں اور سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں مرد اور عورت سب ہی اور شافعی بھی سینے پر ہی ہاتھ باندھتے ہیں تو کیا یہ غلط ہیں؟

ج…… عورت اور مرد کے احکام میں بے شمار فرق ہیں، عورت کا ستر الگ ہے مرد کا الگ، اسی طرح ان کے متعلق بعض دُوسرے مسائل میں بھی فرق ہے اور وہ سب قرآن وحدیث سے ہی اخذ کئے گئے ہیں۔

س…… نماز میں رکوع کرنے پر اور رکوع سے اُٹھنے پر رفع یدین کرتے ہیں، یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور اگر منع ہوا تو کون سی صحیح حدیث میں ہے؟ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ لوگ بت رکھ کر لاتے تھے اور بعد میں رفع یدین منع کردیا کہ اب مت کرو، اونچی آمین کہنا کب منع ہوا؟ لوگ کہتے ہیں کہ پیچھے سے لوگ نماز میں بھاگ جاتے تھے، تو آپ نے کہا

آمین اونچا کہا کرو اور بعد میں منع کردیا تو یہ صحیح حدیث سے بتائیے کہ کہاں منع ہے؟

ہم نے مل کر چار پانچ آدمیوں نے یہ سوال کئے ہیں، میں ایک جاہل آدمی ہوں، لیکن یقین صرف قرآن وحدیث پر ہے اس لئے تفصیلاً حدیث سے جواب دیں مکمل۔ میں آپ کو آپ کے رب کا واسطہ دیتا ہوں اور اگر آپ نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہے، تو ہمارے ان سوالوں کا جواب ضرور دیں۔

ج…… رفعِ یدین اور ترک رفعِ یدین دونوں طرف احادیث بھی موجود ہیں اور صحابہؓ وتابعینؒ کا عمل بھی، اسی طرح آمین کے مسئلے میں دونوں طرف احادیث بھی ہیں اور صحابہؓ وتابعینؒ کا تعامل بھی، اختلاف جو کچھ ہے وہ اس میں ہے کہ ان میں سے کون سی صورت افضل ہے؟

جواب تو میں نے عرض کردیا، البتہ اس جواب کو سمجھنے کے لئے بھی علمی لیاقت کی ضرورت ہے، اگر آپ اللہ تعالیٰ کا واسطہ نہ دیتے اور نہ ماں کے دودھ کا ذکر کرتے تب بھی میں جواب دیتا، کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دینا اور کسی کی ماں کے دودھ کا ذکر کرنا کس حدیث سے ثابت ہے؟ اور یہ کہ کیا حدیث میں رفعِ یدین اور آمین ہی کا مسئلہ آیا ہے یا انسانی اخلاق کے بارے میں بھی کچھ آیا ہے؟

## تقدیرِ الٰہی کیا ہے؟

س…… میں عرصہ دراز سے امریکہ میں مقیم ہوں، بعض اوقات عیسائی دوستوں یا غیرمسلموں سے مذہبی نوعیت کی باتیں بھی ہوتی ہیں، دینِ اسلام میں جن چیزوں کا ماننا ضروری ہے ان میں تقدیر پر ایمان لانا بھی ازحد ضروری ہے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہمیں یہ ہی نہیں معلوم ہے کہ تقدیر کیا ہے؟ میں دل سے مانتی ہوں کہ تقدیر کا مکمل طور پر نامعلوم ہونا ہی ہمارے لئے بہتر ہے، لیکن چند موٹی موٹی باتیں تو معلوم ہوں، ہمیں تو یہ کچھ معلوم ہے کہ تقدیر معلق ہوتی ہے اور تقدیر مبرم ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص میرے ہاتھ پر مسلمان ہونا چاہے اور میں اسے کہوں کہ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے تو وہ لازماً پوچھے گا کہ آخر تقدیر ہے کیا؟ اور اس میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں؟ میرا خیال ہے کہ کم از کم موٹی موٹی باتیں ضرور معلوم ہونی چاہئیں، جیسے میں نے کچھ تحقیق کی تو مجھے معلوم

ہوا کہ کم از کم یہ چیزیں ہماری تقدیر میں روزِ اوّل سے لکھی ہیں، ان میں ''پیدائش''، یعنی جیسے جس ماں کے بطن سے پیدا ہونا ہے، ''موت''، جس شخص کی جب، جہاں اور جس طرح موت واقع ہونی ہے، اس کا ایک وقت معین ہے۔ ''رزق''، جس کے بارے میں قرآن کریم میں ہے کہ یہ اللہ ہی ہے جو بڑھاتا ہے اور گھٹاتا ہے، یا کسی کو زیادہ دیتا ہے اور کسی کو ناپ تُلا دیتا ہے۔ چنانچہ آدمی ذاتی سعی کرے یا کچھ نہ کرے، رزق ایک مقدار میں مقرر ہے، چونکہ دورانِ سفر بھی انسان رزق پاتا ہے، سو یوں دکھائی دیتا ہے کہ سفر بھی ہمارے مقدر کا حصہ ہے، لیکن بعض چیزیں مبہم ہیں، جیسے شادی، انسان کے دکھ سکھ، شہرت، بیماریاں، غرض اور بہت سی چیزوں کے بارے میں، میں تحقیق نہ تو کرسکی، اور نہ کرنا چاہتی ہوں، مگر علمائے کرام سے گزارش ہے کہ چار چھ موٹی موٹی باتیں تو بتائیں کہ یہ چیزیں تقدیر کا حصہ ہیں، کیا آپ میری مدد کریں گے؟ بڑی ممنون رہوں گی، خاص کر مجھے یہ بھی بتائیے کہ ''شادی'' انسانی مقدر کا حصہ ہے؟ یعنی پہلے سے لکھا ہوا ہے کہ فلاں لڑکے، لڑکی کی آپس میں ہوگی، یا کچھ یوں ہے کہ کوشش کرکے کسی سے بھی کی جاسکتی ہے، میں نے اس طرح کی ایک حدیث پڑھی ہے کہ ایک صحابیؓ نے کسی بیوہ سے شادی کی، تو ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم نے کسی کنواری سے شادی کیوں نہ کی کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے۔'' اس حدیث سے اندازہ ہوا کہ گویا یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ آدمی کوشش کرے تو کسی سے بھی کرسکتا ہے، مگر شاید یعنی دُوسری احادیث مبارکہ بھی ہوں، آپ میرے سوال کا مکمل جواب دیجئے، ممنون رہوں گی۔

ج...... تقدیر کا تعلق صرف انہی چار چیزوں سے نہیں جو آپ نے ذکر کی ہیں، بلکہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی اور اچھی بری چیز تقدیرِ الٰہی کے تابع ہے، چونکہ انسان کو یہ علم نہیں کہ فلاں چیز کے بارے میں علمِ الٰہی میں کیا مقدر ہے؟ اس لئے اس کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ارادہ و اختیار اور اپنے علم و فہم کے مطابق بہتر سے بہتر چیز کے حصول کی محنت و سعی کرے، مثلاً رزق کو لیجئے! رزق مقدر ہے، اور مقدر سے زیادہ ایک دانہ بھی کسی کو نہیں مل سکتا، مگر چونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کے حق میں کتنا رزق مقدر ہے؟ اس لئے وہ رزق حاصل کرنے کے لئے

زیادہ سے زیادہ سعی و محنت کرتا ہے، لیکن ملتا اتنا ہی ہے جتنا مقدر میں لکھا ہے، ٹھیک یہی صورت شادی کے مسئلے میں بھی پائی جاتی ہے، والدین اپنی اولاد کے لئے بہتر سے بہتر رشتہ کے خواہشمند ہوتے ہیں، اور اپنے علم و اختیار کی حد تک اچھے سے اچھا رشتہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ہوتا وہی ہے جو مقدر میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو فرمایا تھا کہ: ''تم نے کنواری سے شادی کیوں نہ کی؟'' اس کا یہی مطلب ہے تمہیں تو کنواری کا رشتہ ڈھونڈنا چاہئے تھا۔

س...... میں ذاتی اعتبار سے بڑی خوش نصیب ہوں، مگر میں نے کئی بدنصیب لوگ بھی دیکھے ہیں۔ پیدائش سے لے کر آخر تک بدنصیب، قرآن کریم میں ہے کہ اللہ کسی شخص کو اس کی قوت برداشت سے زیادہ دکھ نہیں دیتے، لیکن میں نے بعض لوگ دیکھے ہیں جو دکھوں اور مصائب سے اتنے تنگ آجاتے ہیں کہ آخرکار وہ ''خودکشی'' کرلیتے ہیں، آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ جب قرآن کریم میں ہے کہ کسی کی برداشت سے زیادہ دکھ نہیں دیئے جاتے تو لوگ کیوں خودکشی کرلیتے ہیں؟ کیوں پاگل ہوجاتے ہیں؟ اور بعض جیتے بھی ہیں تو بدتر حالت میں جیتے ہیں۔

اس سوال کا جواب قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیجئے کہ انسانی عقل کے جوابات سے تشفی نہیں ہوتی، دُنیا میں ایک سے ایک ارسطو موجود ہے، اور ہر ایک اپنی عقل سے جواب دیتا ہے، اور سب کے جوابات مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا جواب قرآن کریم اور احادیث نبویؐ سے دیجئے، امید ہے جواب ضرور دیں گے، ممنون رہوں گی۔

ج...... قرآن کریم کی جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کا تعلق تو شرعی احکام سے ہے، اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کسی ایسے حکم کا مکلّف نہیں بناتا جو ان کی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر ہو، جہاں تک مصائب و تکالیف کا تعلق ہے، اگرچہ یہ آیت شریفہ ان کے بارے میں نہیں، تاہم یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اتنی مصیبت نہیں ڈالتا جو اس کی برداشت سے زیادہ ہو، لیکن جیسا کہ دُوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: ''انسان دھڑدلا واقع ہوا ہے۔'' اس کو معمولی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو واویلا کرنے لگتا ہے اور آسمان سر پر

اٹھالیتا ہے، بزدل لوگ مصائب سے تنگ آکر خودکشی کرلیتے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ان کی مصیبت حد برداشت سے زیادہ ہوتی ہے، بلکہ وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے اس کو ناقابل برداشت سمجھ کر ہمت ہار دیتے ہیں، حالانکہ اگر وہ ذرا بھی صبر واستقلال سے کام لیتے تو اس تکلیف کو برداشت کرسکتے تھے، الغرض آدمی پر کوئی مصیبت ایسی نازل نہیں کی جاتی جس کو وہ برداشت نہ کرسکے، لیکن بسااوقات آدمی اپنی کم فہمی کی وجہ سے اپنی ہمت وقوت کام میں نہیں لاتا، کسی چیز کا آدمی کی برداشت سے زیادہ ہونا اور بات ہے، اور کسی چیز کے برداشت کرنے کے لئے ہمت وطاقت کو استعمال ہی نہ کرنا دُوسری بات ہے، اور ان دونوں کے درمیان آسمان وزمین کا فرق ہے۔ ایک ہے کسی چیز کا آدمی کی طاقت سے زیادہ ہونا، اور ایک ہے آدمی کا اس چیز کو اپنی طاقت سے زیادہ سمجھ لینا، اگر آپ ان دونوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں تو آپ کا اشکال جاتا رہے گا۔

## مدار حالات وواقعات پر ہے

س…… ایک اور اشکال حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ پر حضرت علامہ کشمیریؒ اور حضرت علامہ عثمانیؒ کے کفر کے فتویٰ کی وجہ سے بھی پیدا ہوا ہے، کیا مولانا سندھیؒ کے تفردات واقعی اس لائق ہیں؟ آخر دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اور مہتمم نے فتویٰ لگایا ہے تو کوئی بات تو ہوگی نا!

ج…… تکفیر وتفسیق کے مسئلے میں بھی مدار حالات وواقعات پر ہے، امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ پر جو رَدّ کیا اور امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں امام بخاریؒ نے جو کچھ لکھا وہ کس کو معلوم نہیں؟ "لیست بأوّل قارورۃ کسرت فی الاسلام" کی ضرب المثل تو معلوم ہی ہوگی۔

## جن لوگوں کا یہ ذہن ہو وہ گمراہ ہیں

س……۱: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دین کی تعلیم دی تھی وہ مسجد نبویؐ کے ماحول میں یعنی مسجد کے اندر دی، اس تعلیم کے لئے آپؐ نے کوئی الگ مدرسہ جیسی صورت اختیار نہیں کی، یا کوئی الگ جگہ اس کے لئے مقرر نہیں کی تو پھر آج کیوں ہمارے دینی اداروں میں مسجد تو

بہت چھوٹی ہوتی ہے مگر مدارس کی عمارتیں بہت بڑی بڑی بنادی جاتی ہیں، اگر یہ چیز بہتر ہوتی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس چیز کو سب سے پہلے سوچتے، حالانکہ مسجد کا ماحول بہت بہتر ماحول ہے، وہاں انسان لایعنی سے بھی بچ سکتا ہے۔

س……۲: آپؐ نے اصحابِ صفہ کو جو تعلیم دی، بنیادی، وہ ایمانیات اور اخلاقیات کی دی، ان کو ایمان سکھایا، لیکن ہمارے دینی مدرسوں میں جو بنیادی تعلیم دی جاتی ہے وہ بالکل اس چیز سے ہٹ کر لگتی ہے، اور برائے مہربانی میں اپنی معلومات میں اضافے کے لئے اس بات کی وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصحابِ صفہ کو تعلیم دی وہ کیا تھی؟

س……۳: ہمارے مدرسوں سے جو عالم حضرات فارغ ہوکر نکلتے ہیں ان کے اندر وہ کڑھن اور فکرِ دین کے مٹنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے چھوٹنے کی نہیں ہوتی جو فکر اور کڑھن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یا حضرات صحابہؓ کی تھی اور وہ لوگوں سے اس عاجزی اور انکساری سے بات نہیں کرتے جس طرح ہمارے اکابر اور آپ یا اور جو دُوسرے بزرگ موجود ہیں، وہ بات کرتے ہیں۔

س……۴: معذرت کے ساتھ اگر اس خط میں مجھ ناچیز سے کوئی غلط بات لکھی گئی ہو تو اس پر مجھے معاف فرمائیں، اگر اس خط کا جواب آپ خود تحریر فرمائیں تو بہت مناسب ہوگا۔

ج……۱: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے شیخؒ کے ''فضائلِ اعمال'' نامی کتاب کی بھی تعلیم نہیں دی، پھر تو یہ بھی بدعت ہوئی، کیا آپ نے اکابرِ تبلیغ سے بھی کبھی شکایت کی؟

ج……۲: آپ کو کس جاہل نے بتایا کہ ہمارے دینی مدرسوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم والی تعلیم نہیں؟ کیا آپ نے کبھی مدرسہ کی تعلیم کو دیکھا اور سمجھا بھی ہے؟ یا یوں ہی سن کر ہانک دیا، اور رائے ونڈ میں جو مدرسہ ہے اس کی تعلیم دُوسرے مدرسوں سے اور دُوسرے مدرسوں کی رائے ونڈ سے مختلف ہے؟

ج……۳: یہ بھی آپ کو کسی جاہل نے کہہ دیا کہ مدارس میں سے نکلنے والے علماء میں ''کڑھن'' اور دین کے لئے مرمٹنے کی فکر نہیں ہوتی، غالباً آپ نے یہ سمجھا ہے کہ دین کی فکر اور کڑھن بس اسی کا نام ہے جو تبلیغ والوں میں پائی جاتی ہے۔

ج......۴: آپ نے لکھا ہے کہ کوئی غلط بات لکھی ہو تو معاف کردوں، میں نہیں سمجھا کہ آپ نے صحیح کون سی بات لکھی ہے؟

لوگ مجھ سے شکایت کرتے رہتے ہیں کہ تبلیغ والے علماء کے خلاف ذہن بناتے ہیں، اور میں ہمیشہ تبلیغ والوں کا دفاع کرتا رہتا ہوں، لیکن آپ کے خط سے مجھے اندازہ ہوا کہ لوگ کچھ زیادہ غلط بھی نہیں کہتے، آپ جیسے عقلمند جن کو دین کا فہم نصیب نہیں ان کا ذہن واقعی علماء کے خلاف بن رہا ہے، یہ جاہل صرف تبلیغ میں نکلنے کو دین کا کام اور دین کی فکر سمجھے بیٹھے ہیں، اور ان کے خیال میں دین کے باقی سب شعبے بے کار ہیں۔ یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہنچتی ہے کہ دین کے تمام شعبوں کو لغو سمجھا جائے، اور دینی مدارس کے وجود کو فضول قرار دیا جائے، میں اپنی اس رائے کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ تبلیغ میں نکل کر جن لوگوں کا یہ ذہن بنتا ہو وہ گمراہ ہیں اور ان کے لئے تبلیغ میں نکلنا حرام ہے۔

میں اس خط کی فوٹو اسٹیٹ کاپی مرکز (رائے ونڈ) کو بھی بھجوا رہا ہوں تاکہ ان اکابر کو بھی اندازہ ہو کہ آپ جیسے عقلمند تبلیغ سے کیا حاصل کر رہے ہیں...؟

## یہ بدعت نہیں

س...... سالہا سال سے تبلیغی جماعت والے شب جمعہ مناتے چلے آرہے ہیں، اور کبھی بھی ناغہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، خدانخواستہ یہ عمل اس حدیث کے زمرے میں نہیں آتا ہے کہ: ''لا تختصوا ليلة الجمعة...... الخ۔'' اور نیز اس پر دوام کیا بدعت تو نہ ہوگا؟

ج...... تعلیم و تبلیغ کے لئے کسی دن یا رات کو مخصوص کرلینا بدعت نہیں، نہ اس کا التزام بدعت ہے، دینی مدارس میں اسباق کے اوقات مقرر ہیں، جن کی پابندی التزام کے ساتھ کی جاتی ہے، اس پر کبھی کسی کو بدعت کا شبہ نہیں ہوا...!

س...... میں نے ایک کتاب (تحذير المسلمين عن الابتداع والبدع في الدين) کا اردو ترجمہ ''بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم'' مصنف علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی دوحہ قطر، کا مطالعہ کیا، کتاب کافی مفید تھی، بدعات کی جڑیں اکھاڑ پھینک دیں۔ البتہ کفن اور

جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق بدعات کے عنوان سے اپنی کتاب صفحہ ۵۰۶ پر لکھتے ہیں کہ قبر میں تین لپ مٹی ڈالتے وقت ہر لپ کے ساتھ "منها خلقناكم" اسی طرح دُوسرے لپ پر "وفيها نعيدكم" اور اسی طرح تیسرے لپ کے ساتھ "ومنها نخرجكم تارة اخرى" کہنا بدعت ہے، آپ سے التماس ہے کہ اس بارے میں وضاحت کیجئے۔

اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ میّت کے سرہانے سورۂ فاتحہ اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ پڑھنا بدعت ہے، اس کی بھی وضاحت فرمائیں۔ اسی طرح صفحہ ۵۲۱ پر رقمطراز ہیں کہ بعض لوگ صدقہ کی غرض سے پوری قربانی کا گوشت یا معین مقدار کو پکا ڈالتے ہیں اور فقراء کو بلاکر یہ پکا ہوا گوشت تقسیم کردیتے ہیں اس کو بدعت کہا ہے، اور یہ طریقہ عمل جائز نہیں ہے کہا ہے، مہربانی فرماکر اس کی بھی وضاحت سے نوازیں۔

ج...... ان تین چیزوں کا بدعت ہونا میری عقل میں نہیں آیا۔

۱:...... حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس آیت شریفہ کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"وفى الحديث الذى فى السنن: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حضر جنازة، فلما دفن الميّت اخذ قبضة من التراب، فالقاها فى القبر وقال: منها خلقناكم، ثم اخذ اخرىٰ وقال: وفيها نعيدكم، ثم اخرىٰ وقال: ومنها نخرجكم تارةً اخرىٰ." (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۱۵۶)

ترجمہ:...... "اور جو حدیث سنن میں ہے، اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ میں حاضر ہوئے، پس جب میّت کو دفن کیا گیا تو آپؐ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اس کو قبر پر ڈالا اور فرمایا: منها خلقناكم (اسی مٹی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا) پھر دُوسری مٹھی لی (اور قبر میں ڈالتے ہوئے) فرمایا: وفيها نعيدكم (اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے) پھر تیسری مٹھی لی (اس کو قبر میں ڈالتے

ہوئے) فرمایا: ومنھا نخرجکم تارۃً اخریٰ (اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے)۔"

اور ہمارے فقہاء نے بھی اس کے استحباب کی تصریح کی ہے، چنانچہ "الدرر المنتقیٰ شرح ملتقی الابحر" میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ج:۱ ص:۱۸۷)

۲:......اور قبر کے سرہانے فاتحۂ بقرہ اور پائینتی میں خاتمۂ بقرہ پڑھنے کی تصریح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں موجود ہے جس کے بارے میں بیہقیؒ نے کہا ہے: "والصحیح انه موقوف علیه." (مشکوٰۃ ص:۱۴۹)

اور آثار السنن (۲/۱۲۵) میں حضرت لجلاج صحابیؓ کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی:

"ثم سُنَّ علیّ التراب سنًا، ثم اقرأ عند رأسی بفاتحة البقرة وخاتمتها، فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ذالک. رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر، واسنادہ صحیح. وقال الحافظ الهیثمی فی مجمع الزوائد: رجاله موثقون."

(اعلاء السنن ج:۸ ص:۳۴۲ حدیث:۲۳۱۷)

ترجمہ:......"پھر مجھ پر خوب مٹی ڈالی جائے، پھر میرے سرہانے (کھڑے ہوکر) سورۂ بقرہ کی ابتدائی و آخری آیات پڑھی جائیں، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔"

۳:......قربانی کے گوشت کی تقسیم کا تو حکم ہے، اگر پکا کر فقراء کو کھلایا جائے تو یہ بدعت کیوں ہوگئی، یہ بات میری عقل میں نہیں آئی، واللہ اعلم!

## بدعت کی قسمیں

س...... بدعت کی کتنی اقسام ہیں اور بدعت حسنہ کون سی قسم میں داخل ہے نیز بدعت حسنہ کی



فہرست

مکمل تعریف بھی بیان فرمائیں جناب محترم مولانا صاحب میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر آپ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس فتویٰ سے میرا مقصود صرف اپنی اور اپنے دوستوں کی اصلاح ہے، لہٰذا آپ ضرور جواب باصواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ج…… بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت شرعیہ، دُوسری بدعت لغویہ، بدعت شرعیہ یہ ہے کہ ایک ایسی چیز کو دین میں داخل کرلیا جائے جس کا کتاب وسنت، اجماع امت اور قیاس مجتہد سے کوئی ثبوت نہ ہو، یہ بدعت ہمیشہ بدعت سیئہ ہوتی ہے، اور یہ شریعت کے مقابلے میں گویا نئی شریعت ایجاد کرنا ہے۔

بدعت کی دُوسری قسم وہ چیزیں ہیں جن کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھا، جیسے ہر زمانے کی ایجادات۔ ان میں سے بعض چیزیں مباح ہیں جیسے ہوائی جہاز کا سفر کرنا وغیرہ اور ان میں جو چیزیں کسی اور مستحب کا ذریعہ ہوں وہ مستحب ہوں گی، جو کسی امر واجب کا ذریعہ ہوں وہ واجب ہوں گی، مثلاً صرف ونحو وغیرہ علوم کے بغیر کتاب وسنت کو سمجھنا ممکن نہیں اس لئے ان علوم کا سیکھنا واجب ہوگا۔

اسی طرح کتابوں کی تصنیف، مدارس عربیہ کا بنانا چونکہ دین کے سیکھنے اور سکھانے کا ذریعہ ہیں اور دین کی تعلیم و تعلم فرض عین یا فرض کفایہ ہے۔ تو جو چیزیں کہ بذات خود مباح ہیں اور دین کی تعلیم کا ذریعہ و وسیلہ ہیں وہ بھی حسب مرتب ضروری ہوں گی، ان کو بدعت کہنا لغت کے اعتبار سے ہے، ورنہ یہ سنت میں داخل ہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا ہوگا کہ مدارس کے بنانے پر صلوٰۃ وسلام کی بدعت کو قیاس کرنا غلط ہے۔

## انکارِ حدیث، انکارِ دین ہے

س…… ایک صاحب کا کہنا ہے کہ چونکہ احادیث کی بنا پر ہی مسلمان مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، اس لئے احادیث کو نہیں ماننا چاہئے، نیز ان صاحب کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ تو لیا ہوا ہے مگر احادیث کی حفاظت کا ذمہ بالکل نہیں لیا، اس لئے احادیث غلط بھی ہوسکتی ہیں، لہٰذا احادیث کو نہیں ماننا چاہئے۔

ج…… احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو کہتے ہیں، یہ تو ظاہر ہے کہ جو

شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو وہ آپؐ کے ارشادات مقدسہ کو بھی سر آنکھوں پر رکھے گا، اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ماننے سے انکار کرتا ہے وہ ایمان ہی سے خارج ہے۔

ان صاحب کا یہ کہنا کہ مسلمانوں میں فرقہ بندی احادیث کی وجہ سے ہوئی، بالکل غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قرآن کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ کے ارشادات کی روشنی میں نہ سمجھنے بلکہ اپنی خواہشات و بدعات کے مطابق ڈھالنے کی وجہ سے تفرقہ پیدا ہوا، چنانچہ خوارج، معتزلہ، جہمیہ، روافض اور آج کے منکرین حدیث کے الگ الگ نظریات اس کے شاہد ہیں، اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، احادیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا، یہ بھی غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی ضرورت جس طرح آپؐ کے زمانے کے لوگوں کو تھی اسی طرح بعد کی امت کو بھی ان کی ضرورت ہے اور جب امت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور آپؐ کے ارشادات کے بغیر اپنے دین کو نہیں سمجھ سکتی تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد کی امت کے لئے اس کی حفاظت کا بھی انتظام ضرور کیا ہوگا، اور اگر بعد کی امت کے لئے صرف قرآن کریم کافی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات کی اسے ضرورت نہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کو بھی نعوذ باللہ آپؐ کی ضرورت نہ ہوگی، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے کار مبعوث کیا؟

## اختلافِ رائے کا حکم دُوسرا ہے

س...... مشہور عرب بزرگ جناب محمد بن عبدالوہابؒ کے بارے میں حضرات دیوبند کی اصل رائے کیا ہے؟ اور کیا وہ حقیقت حال کا سامنا کرنے سے متذبذب رہے؟

۱:...... حضرت گنگوہیؒ کی رائے اس کے بارے میں معتدل ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

۲:...... حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اسے خارجی کہا ہے۔

۳:...... حضرت مدنیؒ نے الشہاب الثاقب میں بہت سخت الفاظ میں تذکرہ کیا ہے اور اسے گمراہ قرار دیا ہے۔

۴:......ابھی حال ہی میں ایک کتابچہ ''انکارحیات النبی۔ایک پاکستانی فتنہ'' میں (جوحضرت شیخ الحدیثؒ کے غالباً نواسے مولانا محمد شاہد صاحب نے ترتیب دیا ہے اور اسے حضرتؒ کے ایما پر لکھنا بتایا ہے) اسی محمد بن عبدالوہاب کو شیخ الاسلام والمسلمین لکھا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کیا تھا؟ حضرت گنگوہیؒ کی نظر میں داعیٔ توحید یا حضرت علامہ کشمیریؒ کی نظر میں خارجی یا حضرت شیخ الحدیثؒ کی رائے کے مطابق شیخ الاسلام۔

نیز یہ کہ اپنے شیخ ومرشد حضرت گنگوہیؒ سے الگ رائے قائم کرنے کے بعد کیا حضرت مدنیؒ اور حضرت علامہ کشمیریؒ کو حضرت گنگوہیؒ سے انتساب کا حق رہ جاتا ہے یا نہیں؟ یا حضرت شیخ الحدیثؒ، حضرت مدنیؒ سے مختلف رائے اختیار کرکے ان سے ارادت مندی کا دعویٰ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ تسکین الصدور، طبع سوم (مرتبہ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر) میں حضرات اخلاف دیوبند نے ایک اصول طے کیا ہے کہ بزرگان دیوبند کے خلاف رائے رکھنے والے کو ان سے انتساب کا حق نہیں اگرچہ اکابرین دیوبندان کے استاذ ہی کیوں نہ رہے ہوں۔اس فتویٰ پر اوروں کے علاوہ آنجناب کے دستخط بھی ثبت ہیں۔

ج......کسی شخصیت کے بارے میں رائے قائم کرنے کا مدار اس کے بارے میں معلوم ہونے والے حالات پر ہے، جیسے حالات کسی کے سامنے آئے اس نے ویسی رائے قائم کرلی، اس کی نظیر جرح وتعدیل میں حضرات محدثین کا اختلاف ہے، اس اختلاف رائے میں آپ جیسا فہیم آدمی اُلجھ کر رہ جائے، خود محل تعجب ہے۔

اکابر دیوبند سے شرعی مسائل میں اختلاف کرنے والے کا حکم دُوسرا ہے، اور واقعات وحالات کی اطلاع کی بنا پر اختلاف رائے کا حکم دُوسرا ہے، دونوں کو یکساں سمجھنا صحیح نہیں۔

س......وقت ضائع کرنے کی معذرت مگر حضرت والا! ہم علماء کے خدام ہیں، اکابرین دیوبند کے نوکر، انہیں اپنا ''اسوہ'' خیال کرتے ہیں، لیکن ''اسوہ'' مجروح ہو تو ایسے ہی تلخ سوال واشکال پیدا ہوتے ہیں، اس لئے تلخ نوائی کی بھی معذرت۔

ج...... ''اسوہ'' کے مجروح ہونے کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی، ویسے ذہن میں تلخی ہو تو ظاہر ہے کہ آدمی تلخ نوائی پر مجبور و معذور ہی ہوگا۔

## شریعت کی معرفت میں اعتماد علی السلف

س...... شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: ''شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کیا جائے۔'' لیکن آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے اثبات میں اس اصول کو ترک کردیا ہے، نیز قرآن کریم میں ''قَدْ جَآءَکُم مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ'' میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو نہیں، نور کو ثابت کیا گیا ہے۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام ابھی تک گارے مٹی میں تھے کہ میرا نور پیدا ہوا تھا، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بشر تھے تو آپ کا سایہ کیوں نہیں تھا؟ تفصیل سے جواب دیں۔

ج...... آنجناب نے حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے جو اصول نقل کیا ہے کہ ''شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کیا جائے...... الخ'' یہ اصول بالکل صحیح اور درست ہے، اور یہ ناکارہ خود بھی اس اصول کا شدت سے پابند ہے، اور اس زمانے میں اسی کو ایمان کی حفاظت کا ذریعہ اور سلامتی کا راستہ سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس ناکارہ نے اپنی تالیف ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' میں جگہ جگہ اکابر اہل سنت کے حوالے درج کئے ہیں۔

''نور اور بشر'' کی بحث میں آپ کا یہ خیال کہ میں نے اکابر کی رائے سے الگ راستہ اختیار کیا ہے، صحیح نہیں۔ بلکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی، یہی قرآن کریم کا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا، صحابہؓ و تابعینؒ اور اکابر اہل سنت کا عقیدہ ہے، قرآن کریم نے جہاں ''قَدْ جَآءَکُم مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ'' فرمایا ہے، وہیں ''قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ...... الخ.'' بھی فرمایا ہے، اور جن اکابر کے آپ نے حوالے دیئے ہیں وہ بھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور

ہونے کے قائل ہیں وہیں آپ کی بشریت کے بھی قائل ہیں۔

میں نے تو یہ لکھا تھا کہ نور اور بشر کے درمیان تضاد سمجھ کر ایک کی نفی اور دُوسرے کا اثبات کرنا غلط ہے، تعجب ہے کہ جس غلطی پر میں نے متنبہ کیا تھا آپ اسی کو بنیاد بنا کر سوال کر رہے ہیں، اکابرامت میں سے ایک کا نام تو لیجئے جو کہتے ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں، صرف نور ہیں۔

اور پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (نور ہونے کے ساتھ ساتھ) بشر ہونے پر جو عقلی و نقلی دلائل دیئے تھے تو آنجناب نے ان کی طرف التفات نہیں فرمایا، کم سے کم شرح عقائد نسفی، جو تمام اہل سنت کی متفق علیہا ہے، اور فتاویٰ عالمگیری کے جو حوالے دیئے تھے انہی پر غور فرمالیا جاتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مقدسہ ومطہرہ اگر حضرت آدم علیہ السلام سے قبل تخلیق کی گئی ہو، اس سے آپؐ کے بشر ہونے کی نفی کیسے لازم آئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا سایہ نہ ہونے کی روایت اول تو حضرات محدثین کے نزدیک زیادہ قوی نہیں، علاوہ ازیں سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپؐ پر بادل کا ٹکڑا سایہ فگن رہتا ہو، یا جس طرح رُوح کا سایہ نہیں ہوتا اسی طرح غلبۂ نورانیت کی وجہ سے آپؐ کے جسد اطہر پر رُوح کے احکام جاری ہوں، حضرات عارفین تجسد ارواح اور تروح اجساد کی اصطلاحات سے واقف ہیں، بہرحال محض سایہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جانتی ہیں، فرماتی ہیں: "کان بشر من البشر." (مشکوٰۃ شریف ص:۵۲۰) الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا نور ہونے سے کسی کو انکار نہیں، نہ اس ناکارہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ بحث اس میں ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے منافی ہے؟ میں نے یہ لکھا ہے کہ منافی نہیں، بلکہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں ٹھیک اسی طرح سراپا بشر بھی ہیں۔ اگر قرآن کریم، حدیث نبوی اور اکابرامت کے ارشادات میں آنجناب کو کوئی دلیل میرے اس معروضہ کے خلاف ملے تو مجھے اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

نشر الطیب میں جہاں حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے نورِ محمدی (علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کے پیدا ہونے کا لکھا ہے، وہاں حاشیہ میں اس کی تشریح بھی فرمادی ہے، اس کو بھی ملاحظہ فرمالیا جائے۔ (نشر الطیب ص:۵)

## یہ حبِ صحابہؓ نہیں جہالت ہے

س...... آپ کے ہفت روزہ ختم نبوت شمارہ ۳۰، جلد ۶، صفحہ ۹ پر حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تحریر میں ایک جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ ظالم لکھا گیا ہے، کیا یہ سہو ہوا ہے؟ یا عمداً؟ اس لئے آپ کو تکلیف دی گئی ہے کہ ختم نبوت جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جو صحابہ کرامؓ کے دشمن ہیں؟ تاکہ ان کا بندوبست کیا جائے۔

ج...... مکتوب الیہم کی فہرست میں آنجناب نے ازراہِ ذرہ نوازی اس ناکارہ کا نام بھی درج فرمایا ہے، بلاتواضع عرض کرتا ہوں کہ یہ ہیچ مداں اس لائق نہیں کہ اس کا شمار – واللہ ثم واللہ – علماء میں کیا جائے، یہ ناکارہ علمائے ربانیین کا تابع مہمل اور زلّہ باررہا ہے، اور بس۔ ہمارے حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

بہرحال یہ ناکارہ اس ذرہ نوازی پر آنجناب کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس خط کے سلسلے میں چند معروضات پیش کرتا ہے۔

ا:...... سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ ہمارے ممتاز اکابر میں سے تھے، جمعیۃ العلماء ہند کے جنرل سیکرٹری اور امام ربانی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے دست راست تھے، ان کا ترجمہ قرآن، جنت کی کنجی، دوزخ کا کھٹکا، موت کا جھٹکا شہرۂ آفاق کتابیں ہیں، جناب کی نظر سے بھی گزری ہوں گی، انہی کی تصنیفات میں سے ایک ایمان افروز کتاب ''معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے، جو ہفت روزہ ختم نبوت میں ''سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات یا پیشگوئیاں'' کے عنوان سے سلسلہ وار شائع ہو رہی ہے، اور آنجناب کے خط میں جس تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اسی کتاب کی ایک قسط ہے،

اور جن الفاظ پر گرفت کی گئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں، جنہیں حضرت مصنفؒ نے امام بیہقی کی کتاب کے حوالے سے درج کیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

''بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کو باہم ہنستے ہوئے دیکھا، آپؐ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا: اے علیؓ! کیا تم زبیرؓ کو دوست رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! میں ان کو کیسے دوست نہ رکھوں، یہ میری پھوپھی کے بیٹے اور میرے دین کے پابند ہیں۔ پھر آپؐ نے حضرت زبیرؓ سے دریافت کیا: اے زبیرؓ! کیا تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو؟ زبیرؓ نے کہا: میں علیؓ کو کیسے دوست نہ رکھوں، یہ میرے ماموں زاد بھائی ہیں اور میرے دین کے پیروکار ہیں! پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زبیرؓ! ایک دن تم علیؓ سے قتال کروگے اور تم ظالم ہوگے۔ چنانچہ جنگِ جمل میں حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا اور جنگ کی، جب حضرت علیؓ نے ان کو یاد دلایا کہ: کیا تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد ہے کہ: ''تم علیؓ سے قتال کروگے اور تم ظالم ہوگے''؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ: ہاں! یہ بات حضورؐ نے فرمائی تھی، لیکن مجھ کو یاد نہیں رہی تھی۔ اس کے بعد زبیرؓ واپس ہوگئے، مگر ابن جرود نے وادی السباع میں -جو ایک مشہور وادی ہے- حضرت زبیرؓ کو شہید کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی، ویسا ہی ہوا۔ حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ کے مقابل ہوئے اور جب یہ وادی میں سو رہے تھے تو سوتے ہی میں ابن جرود نے ان کو شہید کردیا۔''

(دلائل النبوۃ للبیہقی ج:۶ ص:۴۱۵، کنز العمال ج:۱۱ ص:۳۳۰ حدیث:۳۱۶۵۲)

یہ ناکارہ، انجمن سپاہ صحابہ کے احساسات کی قدر کرتا ہے، لیکن مندرجہ بالا پس منظر کی روشنی میں جناب سے انصاف کی بھیک مانگتے ہوئے التجا کرتا ہے کہ آپ کے خط کا یہ فقرہ ہم خدامِ ختم نبوت کے لئے نہایت تکلیف دہ ہے کہ:

''ختم نبوت میں وہ کون سے لوگ ہیں جو صحابہ کرامؓ کے دشمن ہیں، تاکہ ان کا بندوبست کیا جائے۔''

انصاف کیجئے کہ اگر خدامِ ختم نبوت اس کتاب کے نقل کردینے کی وجہ سے ''دشمنِ صحابہ'' کے خطاب کے مستحق ہیں تو مولانا احمد سعید دہلویؒ اور ان سے پہلے امام بیہقی اور دیگر وہ تمام اکابر جنھوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کس خطاب کے مستحق ہوں گے...؟

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی زیادتی ہے کہ جو انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خدامِ ختم نبوت سے کی گئی، جس کی شکایت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کی جائے گی، اور میں آنجناب سے توقع رکھوں گا کہ آپ اس زیادتی پر معذرت کریں۔

۲:......آپ نے جن اہلِ علم کو خطوط لکھے ہیں، آپ کے لئے زیادہ موزوں یہ تھا کہ آپ ان حضرات سے یہ استفسار کرتے کہ یہ حدیث جو ''ختم نبوت'' میں حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی کتاب میں امام بیہقیؒ کے حوالے سے درج کی گئی ہے، جرح و تعدیل کی میزان میں اس کا کیا وزن ہے؟ وہ فنِ حدیث کی روشنی میں صحیح ہے یا ضعیف؟ یا خالص موضوع (من گھڑت)؟ اور یہ مقبول ہے یا مردود؟ اگر صحیح یا مقبول ہے تو اس کی تاویل کیا ہے؟ جو ایک جلیل القدر صحابی، حواریٔ رسولؐ، احد العشرۃ المبشرۃ کی جلالتِ قدر اور علوِ مرتبت سے میل کھاتی ہو...؟

آپ کے اس سوال کے جواب میں اہلِ علم جو کچھ تحریر فرماتے آپ اسے ''ختم نبوت'' میں شائع کرنے کے لئے بھیج دیتے، یہ ایک بہترین علمی خدمت بھی ہوتی اور اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت و محبت بھی قلوب میں جاگزیں ہوتی۔

مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط میں جس جذباتیت کا مظاہرہ کیا گیا ہے خدانخواستہ آگے نہ بڑھ جائے، اور کل یہ کہا جانے لگے کہ قرآن کریم میں جلیل القدر انبیائے کرام علیہم


فہرست

السلام کو-نعوذ باللہ- ظالم کہا گیا ہے، مثلاً:

آدم علیہ السلام کے بارے میں دو جگہ ہے:

”وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.“

(البقرۃ:۳۵،الاعراف:۱۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے:

”رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ.“ (القصص:۱۶)

حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں ہے:

”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.“ (الانبیاء:۸۷)

اب ایک ”سپاہِ انبیاء“ تشکیل دی جائے گی اور وہ، بزرگوں کے نام اس مضمون کا خط جاری کرے گی کہ: ”ترتیبِ قرآن میں وہ کون لوگ گھس آئے تھے جو انبیائے کرام کے دشمن تھے؟ تاکہ ان کا بندوبست کیا جائے!“

ظاہر ہے کہ انبیائے کرام کا مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے برتر ہے اور ”ختم نبوت“ کو قرآن کریم سے کیا نسبت؟

اب اگر انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں قرآن کریم کے مقدس الفاظ کی کوئی مناسب تاویل کی جاسکتی ہے تو اسی قسم کی تاویل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی بھی کیوں نہ کرلی جائے؟ ختم نبوت میں ”دشمنانِ صحابہ“ کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں؟

## حقوق اللہ اور حقوق العباد

س…..حضرت مولانا صاحب! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ”جہل کا علاج سوال ہے۔“ عہدِ رسالت میں ایک شخص کو جو بیمار تھا غسل کی حاجت ہوئی، لوگوں نے اسے غسل کرادیا وہ بیچارہ سردی سے ٹھٹھر کر مرگیا، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ


فہرست

بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ''اسے مار ڈالا خدا اسے مارے، کیا جہل کا علاج سوال نہ تھا۔''

حضرت ام سلیمؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''خدا حق بات سے نہیں شرماتا، کیا عورت پر بھی غسل ہے (احتلام کی حالت میں)؟''

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں: خدا کی رحمت ہو انصاری عورتوں پر، شرم انہیں اپنا دین سیکھنے سے باز نہ رکھ سکی۔

حضرت اصمعی سے پوچھا گیا: آپ نے یہ تمام علوم کیسے حاصل کئے؟ تو فرمایا: ''مسلسل سوال سے اور ایک ایک لفظ گرہ میں باندھ کر۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے: ''بہت کچھ علم مجھے حاصل ہے لیکن جن باتوں کے سوال سے میں شرمایا تھا ان سے اس بڑھاپے میں بھی جاہل ہوں۔''

ابراہیم بن مہدیؒ کا قول ہے: ''بے وقوفوں کی طرح سوال کرو اور عقلمندوں کی طرح یاد کرو۔''

مشہور مقولہ ہے: ''جو سوال کرنے میں سبکی اور عار محسوس کرتا ہے اس کا علم بھی ہلکا ہوتا ہے۔'' (العلم والعلماء علامہ ابن البر اندلسی)

اس تمہید کے بعد مجھے چند سوالات کرنے ہیں:

''اذا جاء حق اللہ ذھب حق العبد'' اور دُوسرا قول بالکل اس کے برعکس ہے: ''حق العبد مقدم علی حق اللہ'' کون سا قول مستند ہے؟ اور کیا یہ اقوالِ حدیث ہیں؟

ج…… یہ احادیث نہیں بزرگوں کے اقوال ہیں اور دونوں اپنی جگہ صحیح ہیں، پہلے قول کا مطلب یہ ہے کہ جب حق اللہ کی ادائیگی کا وقت آجائے تو مخلوق کے حقوق ختم اور یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مشغول ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو ''قام کأن لم یعرفنا''، اس طرح اٹھ کر چلے جاتے گویا ہمیں جانتے ہی نہیں۔

دوسرے قول کا مطلب یہ ہے کہ حقوق العباد اور حقوق اللہ جمع ہوجائیں تو حقوق العباد کا ادا کرنا مقدم ہے۔

## کیا موت کی موت سے انسان صفتِ الٰہی میں شامل نہیں ہوگا؟

س...... آخرت میں موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لاکر ذبح کردیا جائے گا، اس سے تو ہمیشہ کی زندگی لازم آگئی جو حق تعالیٰ کی صفت ہے، پھر ''مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ'' بھی فرمایا ہے حالانکہ زمین آسمان سب لپیٹ دیئے جائیں گے، ''یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ''۔

ج...... اہل جنت کی ہمیشہ کی زندگی امکان عدم کے ساتھ ہوگی اور حق تعالیٰ شانہ کے لئے ہمیشہ کی زندگی بغیر امکان عدم کے ہے اور امکان ایک ایسا عیب ہے جس کے ہوتے ہوئے اور کسی نقص کی ضرورت نہیں رہ جاتی: ''اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ.'' میں اسی امکان کا ذکر ہے۔

## رُوحِ انسانی

س...... رُوحِ انسانی جو من امرِ ربی ہے، مجرد اور لا یتجزیٰ ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ ایک بچے کی رُوح اور جوان کی رُوح کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے متفاوت ہے، دُوسرے یہ کہ جوان کی رُوح کے لئے تزکیہ درکار ہے کیونکہ وہ نفس کی ہمسائیگی سے شہوات اور رذائل میں ملوث ہوگئی ہے، مگر بچے کی رُوح تو ابھی بے لوث ہے تو چاہئے کہ اس پر حقائق اشیاء منکشف ہوں، مگر ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اس پر ابھی عقل کا فیضان نہیں ہوا، اس سے ثابت ہوا کہ رُوح بذات خود ادراک نہیں رکھتی، یعنی گونگی اور اندھی ہے اور بغیر عقل اس کی کوئی حیثیت نہیں، اور وہ حدیث شریف جس میں منکر نکیر کے بارے میں سن کر حضرت عمرؓ نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ! اس وقت ہماری عقل بھی ہوگی یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے زیادہ ہوگی۔ انہوں نے کہا پھر کچھ ڈر نہیں۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عقل کے بغیر رُوح کسی کام کی نہیں، دُوسری طرف رُوح کے بڑے بڑے محیر العقول کارنامے اور واقعات کتابوں میں ملتے ہیں، بہت سے علماء اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ عقل رُوح اور قلب ایک ہی چیز ہے، نسبت بدلنے سے ان کے نام جدا بولے جاتے ہیں، امام غزالیؒ نے بھی احیاء العلوم میں باب عجائبات قلب میں یہی کہا ہے صوفیاء کا شعر ہے:

عقل و رُوح و قلب تینوں ایک چیز
فعل کی نسبت سے کر ان میں تمیز

ج…… یہ سوال بھی آپ کے حیطۂ علم وادراک سے باہر ہے، جیسا کہ:"من امر ربی" میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، تقریبِ فہم کے لئے بس اتنا عرض کیا جاسکتا ہے کہ اس مادی عالم میں رُوح مجرد کے تمام مادی افعال کا ظہور مادی آلات (عقل وشعور) کے ذریعہ ہوتا ہے اور مادیت کی طرف احتیاج رُوح کا قصور نہیں بلکہ اس عالم مادیت کا قصور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عالم مادیت میں حضرات انبیاء علیہم السلام بھی خورد ونوش کے فی الجملہ محتاج ہیں، کیونکہ رُوح کا جسم کے ساتھ علاقہ پیوستہ ہے، جیسا کہ:"وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ ...." میں اس کی طرف اشارہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر خورد ونوش کے محتاج نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ نزول فرمائیں گے تو آسمان سے مشرقی مینار تک کا سفر تو فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور مینار پر قدم رکھتے ہی سیڑھی طلب فرمائیں گے، کیونکہ اب مادی احکام شروع ہوگئے۔

خلاصہ یہ کہ اس مادی عالم میں رُوح اپنے تصرفات کے لئے مادی آلات کی محتاج ہے، آپ چاہیں تو اپنے الفاظ میں اسے اندھی، بہری، گونگا اور لایعقل کہہ لیں، اور رُوح کا تفاوت فی الافعال بھی اس کے آلات کے تفاوت سے ہے، مگر مادی آلات کے ذریعہ جو افعال رُوح سے سرزد ہوتے ہیں وہ ان کے رنگ سے رنگ جاتے ہیں اور نیک وبداعمال سے مزکی اور ملوث ہوتی ہے، قبر کا بھی تعلق فی الجملہ عالم مادیت سے ہے اور فی الجملہ عالم تجرد سے، اس بنا پر اس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے کہ یہ نہ تو بکل وجوہ عالم مادیت ہے اور نہ عالم مجرد محض ہے، اس لئے عقل وشعور یہاں بھی درکار ہے۔ (والتفصیل فی التفسیر الکبیر ج:۲۱ ص:۳۶ تا ۵۲)

س…… بندہ ایک عامی اور جاہل شخص ہے، علم سے دور کا بھی مس نہیں، کسی دینی ادارے میں نہیں بیٹھا، علمائے کرام سے تخاطب کے آداب اور سوال کرنے کا طریقہ بھی نہیں معلوم، اس لئے گزارش ہے کہ کہیں بھول چوک یا بے ادبی محسوس ہو تو ازراہ کرم اس کو میری کم علمی کے سبب درگزر فرمادیا کریں۔

ج...... آپ کے سوالات تو عالمانہ ہیں، اور آداب تخاطب کی بات یہاں چسپاں نہیں کیونکہ یہ ناکارہ خود بھی مجہول مطلق ہے، یہ تو ایک دوست کا دوست سے مخاطبہ ہے۔

## چرند پرند کی رُوح سے کیا مراد ہے؟

س...... انسان کے علاوہ دُوسری ہزاروں مخلوق چرند، پرند، درند، آبی، صحرائی وغیرہ کی تخلیق کس طرح ہوئی؟ اور کیا ان کو "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" والی رُوح سے بھی کچھ حصہ ملا ہے یا ان میں صرف رُوحِ انسانی ہوتی ہے جو غذا سے حاصل ہوتی ہے؟ اور کیا ان کی ارواح بھی فرشتہ قبض کرتا ہے؟

ج...... یہ تو ظاہر ہے کہ ہر جاندار کی رُوح اَمرِ رَبّ سے ہی آتی ہے، آیت میں ہر رُوح مراد ہے یا صرف رُوحِ انسانی، دونوں احتمال ہیں۔ مجھے اس کی تحقیق نہیں اور تلاش کی فرصت نہیں۔

## یہ ذوقیات ہیں

س...... شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ذات الٰہی اور دُوسرے انبیاء مظہر صفات الٰہی ہیں، اور عام مخلوق مظہر اسمائے الٰہی ہے۔" جب کہ حضرت مجدد صاحبؒ اپنے مکتوب ۴۵ بنام خواجہ حسام الدین میں لکھتے ہیں: "تمام کائنات حق تعالیٰ کے اسماء و صفات کا آئینہ ہے، لیکن اس کی ذات کا کوئی آئینہ ہے اور نہ مظہر، اس کی ذات کو عالم کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں۔"

ج...... یہ امور منصوص تو ہیں نہیں، اکابر کے ذوقیات ہیں اور ذوقیات میں اختلاف مشاہد ہے، بہرحال یہ امور اعتقادی نہیں ذوقی ہیں۔

## "تخلقوا باخلاق الله" کا مطلب

س...... "تخلقوا باخلاق الله" سلوک میں مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات میں جبار، قہار، منتقم، متکبر اور اسی قسم کے اور بھی اسماء ہیں، پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ کی صفات میں شریک ہونا شرک ہے اور دُوسری طرف اس کی صفات سے متصف ہونا درجات کی بلندی کا معیار بھی ہے۔

ج……اسمائے الٰہیہ دو قسم کے ہیں، ایک وہ ہیں کہ مخلوق کو بقدر پیمانہ ان سے کچھ ہلکا سا عکس نصیب ہوجاتا ہے، ان صفات کو بقدر امکان اپنے اندر پیدا کرنا مطلوب ہے، "تخلقوا باخلاق اللہ" سے یہی مراد ہے، مثلاً رؤف، رحیم، غفور، ودود وغیرہ۔ دُوسری قسم وہ اسماء ہیں جن کے ساتھ ذاتِ الٰہی متفرد ہے، وہاں ان اسمائے حسنیٰ سے انفعال (اثر لینا) مطلوب ہے، مثلاً قہار کے مقابلے میں اپنی مقہوریت تامہ کا استحضار، عزیز کے مقابلے میں اپنی ذلت تامہ اور غنی کے مقابلے میں اپنے فقر کا رسوخ، یہاں "تخلقوا باخلاق اللہ" کا ظہور انفعال کامل کی شکل میں ہوگا۔

## کیا بغیر مشاہدہ کے یقین معتبر نہیں؟

س……"وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ…… الٰی…… مُوْقِنِيْنَ." اس سے معلوم ہوا کہ بغیر مشاہدے کے یقین معتبر نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں ان پر صحیفے بھی نازل ہوئے (صحف ابراہیم وموسیٰ) اور بہت سے عجائبات قدرت انہوں نے دیکھے، ہر وقت ان کا اللہ تعالیٰ سے قلبی رابطہ تھا، ان کو ملکوت السمٰوات والارض کی سیر بھی کرائی گئی، اس کے باوجود ان کا قلب مطمئن نہیں ہوتا اور "كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى" کا سوال کرتے ہیں، تو پھر ایک عام سالک جو اللہ کے راستے پر چل رہا ہے اور اپنی لذات کی قربانی دے کر اپنی جان کھپا رہا ہے اور عالمِ قدس سے بشکل صوت وصورت اس پر کوئی فیضان نہیں ہو رہا پھر بھی اس کی طاعت میں کوئی کمی نہیں آتی، ایسی صورت میں وہ زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس کو ملکوت سے کچھ مشاہدہ کرادیا جائے تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو اور استقامت نصیب ہو۔ انبیاء تو ویسے بھی ہر وقت ملکوت کی سیر کرتے رہتے ہیں۔

ج……یقین کے درجات مختلف ہیں، یقین کا ایک درجہ عین الیقین کا ہے جو آنکھ سے دیکھنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور ایک حق الیقین کا ہے جو تجربہ کے بعد حاصل ہوتا ہے، اسی طرح عامہ مؤمنین، ابرار وصدیقین، انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے درجات میں بھی تفاوت ہے، ایمان کا درجہ تو عامہ مؤمنین کو بھی حاصل ہے اور ابرار وصدیقین کو ان کے درجات کے

مطابق یقین کی دولت سے نوازا جاتا ہے اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے مراتب کے مطابق ان کو درجات یقین عطا کئے جاتے ہیں، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال ”کَیْفَ تُحْیِ الْمُوْتٰی“ اس درجہ یقین اور اطمینان جو بلا رُویت ہو پہلے بھی حاصل تھا۔ سالکین اور اولیاء اللہ کو بھی مشاہدات کی دولت سے نوازا جاتا ہے اور بغیر مشاہدات کے بھی ان کو یقین و اطمینان ”ایمان بالغیب“ کے طور پر حاصل ہوتا ہے لیکن ان کے ایمان اور اطمینان کو انبیائے کرام علیہم السلام کے ایمان و اطمینان سے کوئی نسبت نہیں اور وہ ان کے اطمینان اور یقین کا تحمل بھی نہیں کرسکتے ورنہ ہوش و حواس کھو بیٹھیں۔

## آلِ رسول کا مصداق

س...... حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کو آلِ رسول کہا جاتا ہے، حضرت بی بی فاطمہؓ کی وجہ سے، تو کیا وجہ ہے کہ آپؐ کی دُوسری صاحبزادیوں کی اولاد کو آلِ رسول نہیں کہتے؟ حالانکہ حضرت عثمانؓ کی ازواج حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما سے بھی اولاد بہت پھیلی ہے؟

ج...... یہ عزت حضرت فاطمہؓ کی خصوصیت تھی کہ ان کی اولاد آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلائی، دُوسری صاحبزادیوں سے نسل چلی نہیں۔

## ذاتِ حق کے لئے مفرد و جمع کے صیغوں کا استعمال

س...... اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اپنے لئے کبھی تو ”اَنَا“ واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے اور کبھی ”نَحْنُ“، جمع کا صیغہ جیسے: ”اِنِّیْ اَنَا اللہُ“، ”نَحْنَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ“ اس تفریق کی کیا وجہ ہے؟

ج...... اصل تو صیغہ واحد ہے لیکن کبھی کبھی اظہارِ عظمت کے لئے صیغہ جمع استعمال کیا جاتا ہے ”اِنِّیْ اَنَا اللہُ“، میں توحید ہے اور توحید کے لئے واحد کا صیغہ موزوں تر ہے اور ”اِنَّا نَحْنَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ“ میں اس عظیم الشان کتاب کی تنزیل اور حفاظت کا ذکر ہے اور یہ دونوں منزل (نازل کرنے والے) اور محافظ (حفاظت کرنے والے) کی عظمت و قدرت کو

مقتضی ہیں اس لئے یہاں جمع کا صیغہ لانا بلیغ تر ہوا، واللہ أعلم بأسرارہ!

## یہ عباد الرحمٰن کی صفات ہیں

س...... ”وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰـهًا آخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ .... الٰی .... وَیُبَدِّلُ اللهُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ .... الخ“ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے جب کہ یہ آیت عباد الرحمٰن کے بارے میں بہت آگے سے چلی آرہی ہے ”وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ....“ سے لے کر ”وَکَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا“ اور پھر آگے بھی عباد الرحمٰن کی صفات بیان کی گئی ہیں تو درمیان میں کفار کا تذکرہ کہاں ہے؟ معارف القرآن میں بھی یہی لکھا ہے جو آپ نے فرمایا مگر قرینے سے اوصاف اور عیوب عباد الرحمٰن ہی کے معلوم ہوتے ہیں۔

ج...... اگر جاہلیت میں یہ افعال سرزد ہوئے ہوں اور پھر وہ ”اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا“ کے ذیل میں آگئے تو عباد الرحمٰن کے عنوان سے ان کا ذکر کیا جاتا، اور بندہ کا یہ کہنا کہ یہ کفار کے بارے میں ہے جو کہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے ان دونوں باتوں میں تعارض کیا ہے؟ صفات تو عباد الرحمٰن ہی کی بیان ہورہی ہیں ان میں یہ ذکر کیا کہ شرک نہیں کرتے، قتل نہیں کرتے، زنا نہیں کرتے اور الّا کے بعد بتایا گیا کہ جنہوں نے بحالت کفر ان گناہوں کا ارتکاب کیا مگر بعد میں ایمان اور عمل صالح کرکے اس کا تدارک کرلیا وہ بھی عباد الرحمٰن میں شامل ہیں۔

س...... ”اِلَّا مَنْ تَابَ“ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ جنہوں نے بحالت کفر ان گناہوں کا ارتکاب کیا۔ اس میں صرف اتنا اور پوچھنا ہے کہ ”بحالت کفر“ کی صراحت آیت میں کہاں ہے؟ بحالت ایمان مرتکب گناہ بھی تو توبہ سے پاک ہوجاتا ہے۔

ج...... درمنثور میں شانِ نزول کی جو روایات نقل کی ہیں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔

## ڈارون کا نظریہ نفیٔ خالق پر مبنی ہے

س...... درندے پرندے اور ہزارہا مخلوق اللہ کی کس طرح پیدا ہوئی، آپ نے جواب میں


فہرست

فرمایا کہ: ''اس بارے میں کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری۔'' تو اس بارے میں عقیدہ کیا رکھا جائے؟ اگر مذہب اس بارے میں کوئی رہنمائی نہیں کرتا تو مخلوق کے بارے میں ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کو تقویت ملتی ہے۔

ج...... ڈارون کا نظریہ تو نفیِ خالق پر مبنی ہے، اتنا عقیدہ تو لازم ہے کہ تمام اصنافِ مخلوق کو تخلیقِ الٰہی نے وجود بخشا ہے، لیکن کس طرح اس کی تفصیل کا علم نہیں۔

## انسان کس طرح وجود میں آیا؟

س...... جناب مولانا صاحب قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان میں حضرت آدمؑ کو بنایا اور ہم سب ان کی اولاد ہیں مگر ۱۵/۴/۱۹۸۹ء بروز جمعہ کو ہم نے ٹی، وی پر دن کے ۱۰ بجے ایک فلم دیکھی جس میں یہ بتایا گیا کہ انسان مرحلہ وار اس شکل میں آیا یعنی پہلے جراثیم پھر مچھلی بندر وغیرہ اور اس کی آخری شکل آج کے انسان کی ہوئی۔

اب آپ وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ شریعت کا اس بارے میں کیا فیصلہ ہے اور ایک مسلمان کا اس بارے میں کیا ایمان ہونا چاہئے۔ اگر یہ ٹی وی والی فلم غلط ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

ج...... یہ ڈارون کا نظریۂ ارتقاء ہے کہ سب سے پہلا انسان (حضرت آدم علیہ السلام) یکا یک قائم وجود میں نہیں آیا، بلکہ بہت سی ارتقائی منزلیں طے کرتے ہوئے بندر کی شکل وجود میں آئی، اور پھر بندر نے مزید ارتقائی جست لگا کر انسان کی شکل اختیار کرلی، یہ نظریہ اب سائنس کی دُنیا میں بھی فرسودہ ہوچکا ہے، اس لئے اس طویل عرصے میں انسان نے کوئی ارتقائی منزل طے نہیں کی، بلکہ ترقیٔ معکوس کے طور پر انسان تدریجاً ''انسان نما جانور'' بنتا جارہا ہے۔

جہاں تک اہلِ اسلام کا تعلق ہے ان کو ڈارون کے نظریۂ ارتقا پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں، ان کے سامنے قرآن کریم کا واضح اعلان موجود ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے مٹی سے آدم کا قالب بنایا، اسی میں رُوح پھونکی، اور وہ جیتے جاگتے انسان بن گئے۔''

جس فلم کا آپ نے ذکر کیا ہے ممکن ہے کہ ان کا قرآن وحدیث پر ایمان نہ ہو،

اور جن لوگوں نے ٹی وی پر یہ فلم دکھائی وہ بھی قرآن و حدیث کے بجائے ڈارون پر ایمان رکھتے ہوں گے، لیکن جس چیز پر مجھے تعجب ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان میں اس فلم کے دکھائے جانے پر کسی نے احتجاج نہیں کیا، ایسا لگتا ہے کہ وطن عزیز کو غیر شعوری طور پر لادین اور ملحد بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

## کیا حدیث کی صحت کے لئے دِل کی گواہی کا اعتبار ہے؟

س…… حضرت ابی اسیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم مجھ سے مروی کوئی حدیث سنو جس کو تمہارے دل مان لیں اور تمہارے شعور نرم پڑ جائیں اور تم یہ بات محسوس کرو کہ یہ بات تمہاری ذہنیت سے قریب تر ہے تو یقیناً تمہاری نسبت میری ذہنیت اس سے قریب تر ہوگی (یعنی وہ حدیث میری ہوسکتی ہے) اور اگر خود تمہارے دل اس حدیث کا انکار کریں اور وہ بات تمہاری ذہنیت اور شعور سے دور ہو تو سمجھو کہ تمہاری نسبت وہ بات میری ذہنیت سے دور ہوگی اور وہ میری حدیث نہ ہوگی۔'' یہ حدیث کس پائے کی ہے؟ اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو حکم بنایا ہے؟ کیونکہ ہر فرد تو مخاطب ہو نہیں سکتا، اور ہر ایک کی ذہنیت اور سطحِ علم ایک جیسی نہیں۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ: ''جب تم کوئی حدیث سنو تو اس کے بارے میں وہی گمان کرو جو زیادہ صحیح گمان ہو۔ زیادہ مبارک اور زیادہ پاکیزہ ہو۔'' اس حدیث کی سند کیسی ہے؟

ج…… یہ حدیث شریف مسند احمد میں دو جگہ (ایک ہی سند سے) مروی ہے (ج:۵ ص:۴۲۵، ج:۳ ص:۴۹۷)، مسند بزار (حدیث:۱۸۷)، صحیح ابن حبان میں ہے، ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، امام ابن کثیر نے تفسیر میں، زبیدی شارح احیا نے اتحاف میں اور ابن عراق نے ''تنزیه الشریعة المرفوعة'' میں قرطبی کے حوالے سے اس کو صحیح کہا ہے، علامہ ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور عُقیلی نے اس پر جرح کی ہے، شوکانی ''الفوائد المجموعة'' میں کہتے ہیں کہ میرا جی اس پر مطمئن نہیں۔

آپ کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ ہر فرد اس کا مخاطب نہیں ہوسکتا، اس کے مخاطب یا تو صحابہ کرامؓ تھے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سے خاص مناسبت رکھتے تھے، یا ان کے بعد محدثین حضرات ہیں جن کے مزاج میں الفاظ نبویؐ کو پہچاننے کا ملکہ قویہ پیدا ہوگیا ہے، بہرحال عامۃ الناس اس کے مخاطب نہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ دُوسری حدیث میں فرمایا: "استفت قلبک ولو افتاک المفتون"، یعنی اپنے دل سے فتویٰ پوچھو (چاہے مفتی تمہیں فتوے دے دیں) یہ ارشاد اربابِ قلوبِ صافیہ کے لئے ہے، ان کے لئے نہیں جن کے دل اندھے ہوں۔

## عذابِ شدید کے درجات

س…… قرآن پاک میں ہدہد کی غیرحاضری کے لئے بطور سزا یہ الفاظ آئے ہیں: "لَأُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَأَذْبَحَنَّهٗ" سورہ مائدہ میں من وسلویٰ کی ناشکری پر بھی یہ الفاظ ہیں: "فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَا اُعَذِّبُهٗ……" پہلا قول حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور دُوسرا حق تعالیٰ کا، تقریباً ملتے جلتے ہیں، جب کہ ہدہد اور قوم بنی اسرائیل کے جرم میں زمین آسمان کا فرق ہے، ایک چھوٹے سے پرندے کے لئے عذاباً شدیداً کچھ مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے۔

ج…… "عَذَابًا شَدِيْدًا" اور "عَذَابًا لَا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ" کے درمیان وہی زمین آسمان کا فرق ہے جو ہدہد اور بنی اسرائیل کے جرم میں ہے، عذابِ شدید کے درجات بھی مختلف ہوتے ہیں اور جن کو عذاب دیا جائے ان کے حالات بھی مختلف ہیں، ہدہد غریب کو کسی ناجنس کے ساتھ پنجرے میں بند کردینا بھی عذابِ شدید ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے کلام میں بے جا مبالغہ نہیں ہوتا۔

## قرآن میں درج دوسروں کے اقوال قرآن ہیں؟

س…… قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے اقوال بھی دہرائے ہیں، جیسے عزیزِ مصر کا قول: "اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ." یا بلقیس کا قول: "اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا." کیا ان اقوال کی بھی وہی اہمیت اور حقیقت ہے جو کلام اللہ کی ہے؟ بعض واعظین اس طرح بیان کرتے

ہیں دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ'' حالانکہ یہ غیراللہ کا قول ہے، اللہ تعالیٰ نے صرف اس کو نقل کیا ہے۔

ج...... اللہ تعالیٰ نے جب ان اقوال کو نقل فرمادیا تو یہ اقوال بھی کلامِ الٰہی کا حصہ بن گئے اوران کی تلاوت پر بھی ثواب موعود ملے گا (یہ ناکارہ بطور لطیفہ کہا کرتا ہے کہ قرآن کریم میں فرعون، ہامان، قارون اور ابلیس کے نام آتے ہیں اوران کی تلاوت پر بھی پچاس، پچاس نیکیاں ملتی ہیں) پھر قرآن کریم میں جو اقوال نقل فرمائے گئے ہیں ان میں سے بعض پر رد فرمایا ہے جیسے کفار کے بہت سے اقوال، اور بعض کو بلاتردید نقل فرمایا ہے، تو اقوال مردود تو ظاہر ہے کہ مردود ہیں، لیکن جن اقوال کو بلانکیر نقل فرمایا ہے وہ ہمارے لئے حجت ہیں، پس عزیزِ مصر کا قول اور بلقیس کا قول اسی دُوسری قسم میں شامل ہیں اوران کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

## کلامِ الٰہی میں درج مخلوق کا کلام نفسی ہوگا؟

س...... آپ نے فرمایا ''جب غیراللہ کے اقوال اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں نقل کئے ہیں تو وہ بھی کلامِ الٰہی کا حصہ بن گئے۔'' اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اقوال کلامِ الٰہی کا حصہ بن گئے تب بھی یہ کلام نفسی تو نہ ہوئے کیونکہ کلام نفسی تو قدیم ہے اور یہ قول کسی زمانے میں کسی انسان سے ادا ہوئے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دہرادیا، تو یہ اقوال تو مخلوق ہوئے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن سارا غیرمخلوق ہے۔

ج...... مخلوق کے کلام کا کلامِ الٰہی میں آنا بظاہر محلِ اشکال ہے، لیکن اس پر نظر کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی و مستقبل یکساں ہیں تو یہ اشکال نہیں رہتا، یعنی مخلوق پیدا ہوئی، اس سے کوئی کلام صادر ہوا، اللہ تعالیٰ نے بعد از صدور اس کو نقل فرمایا تو واقعی اشکال ہوگا، لیکن مخلوق پیدا ہونے اوراس سے کلام صادر ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا، اوراس علم قدیم کو کلام قدیم میں نقل فرمادیا۔

## ”اَلصَّحَابَةُ کُلُّھُمْ عَدُوْلٌ“ کی تشریح

س...... ”الصحابة کلھم عدول“ ، ”أصحابی کالنجوم“ کیا یہ احادیث کے اقوال ہیں؟ لیکن حدیث تو مستند ہے کہ: ”لوگ حوض کوثر پر آئیں گے، فرشتے انہیں روکیں گے، میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں، جواب ملے گا تمہیں نہیں معلوم انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟“ اس حدیث شریف سے تمام صحابہ کا عدول ہونا بظاہر ثابت نہیں ہوتا (یہ ایک اشکال ہے صرف)، اسی طرح یہ حدیث شریف کہ جس صحابی کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے۔ تو اگر کوئی کہے کہ میں تو عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرتا ہوں اور معاملات میں انصاف نہ کرے اور حوالہ دے ان کے واقعات کا مثلاً عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ جو کیا جب کہ دونوں صفین میں حکم بنائے گئے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقتداء جس سے ہدایت ملے وہ صحابہ کرامؓ کے عقیدے اور رسوخِ ایمان کی ہے جس کی مثال مشکل ہے، ان کے اعمال عادات و اطوار کی اقتداء مراد نہیں؟

ج...... ”أصحابی کالنجوم“ کا مضمون صحیح ہے، مگر الفاظ حدیث کے نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے افعال دو قسم کے ہیں، بعض تو اتباعِ نصوص کی وجہ سے اور بعض بنا بر اجتہاد۔ پھر اجتہادی امور بھی دو قسم کے ہیں، ایک وہ جن پر کسی ایک فریق کا صواب یا خطا پر ہونا ظن غالب سے متعین نہیں ہوا، ایسے اجتہادی امور میں مجتہد کے لئے کسی ایک قول کا اختیار کرلینا صحیح ہے جو مجتہد کے نزدیک ترجیح رکھتا ہو، اور دُوسری قسم وہ ہے کہ ایک فریق کا خطا پر ہونا ظن غالب سے ثابت ہوجائے، ایسے اقوال و افعال میں مخطی کا اتباع نہیں کیا جائے گا، البتہ ان کو اپنے اجتہاد کی بنا پر معذور بلکہ ماجور قرار دیا جائے گا، اس لئے: ”بایھم اقتدیتم اھتدیتم“ کو اس شرط کے ساتھ مشروط کیا جائے گا کہ ان کا خطا پر ہونا غلبہ ظن سے ثابت نہ ہو، البتہ یوں کہا جائے گا کہ انہوں نے بھی اتباعِ ہدایت کا قصد کیا لہٰذا ان پر ملامت نہیں۔ جہاں تک ”الصحابة کلھم عدول“ کا تعلق ہے یہ بھی حدیث نہیں بلکہ اہلِ سنت کا قاعدہ مسلّمہ ہے اور ان اکابر کے ”کلھم عدول“ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ معصوم تھے، جس ہدایت

کو ہم صحابہ کرامؓ سے منسوب کرتے ہیں وہ دو چیزیں ہیں: ایک یہ کہ وہ کبائر سے پرہیز کرتے تھے اوران کے نفوس طیبہ میں اجتناب عن الکبائر کا ملکہ راسخ ہو چکا تھا، دوم یہ کہ اگر کسی سے بتقاضائے بشریت احیاناً کسی کبیرہ کا شاذ و نادر کبھی صدور ہوا تو انہوں نے فوراً اس سے توبہ کرلی اور بہ برکت صحبت نبویؐ ان کے نفوس اس گناہ کے رنگ سے رنگین نہیں ہوئے اور: ''التائب من الذنب کمن لا ذنب له'' ارشادِ نبویؐ ہے اس لئے ان ارتکاب کبیرہ کے باوجود توبہ کی وجہ سے عادل رہے، فاسق نہیں ہوئے، حضرت نانوتویؒ اور دیگر اکابر نے اس پر طویل گفتگو فرمائی ہے میں نے خلاصہ لکھ دیا جو حل اشکال کے لئے اِن شاءاللہ کافی ہے۔

## صحابہ کرامؓ نجومِ ہدایت ہیں

س...... ''أصحابی کالنجوم'' اور ''الصحابة کلهم عدول'' آپ نے فرمایا کہ دونوں اقوال حدیث شریف کے نہیں، اگر ایسا ہے تو کوئی اشکال نہیں، اگر حدیث شریف ہے تو درایت پر پوری نہیں اترتی، اس لئے کہ بہت سے صحابہؓ سے بڑی بڑی لغزشیں ہوئیں، جیسے حضرت امیر معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عبیداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن ابی سرحؓ وغیرہ۔

ج...... ''الصحابة کلهم عدول'' حدیث تو نہیں لیکن اہل حق کا مسلّمہ عقیدہ ہے، اور اکابر کی تقلید میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ بلا استثنا نجومِ ہدایت تھے، اور سب کے سب عادل تھے، لیکن آنجناب نے عدل کے معنی عصمت کے سمجھے ہیں، صحابہ کرامؓ عادل تھے، معصوم نہ تھے، اور عدل کے معنی ہیں عمداً ارتکاب کبائر سے اور اصرار علی الصغائر سے بچنا اور اگر احیاناً معاصی کا صدور ہو جائے تو فوراً توبہ کرلینا۔

جن صحابہ کرامؓ کا نام لے کر آپ نے فرمایا ہے کہ ان سے بڑی بڑی لغزشیں ہوئیں، ان میں سے کون سی غلطی ایسی ہے جس کی معافی کا اعلان اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو چکا ہو؟ اور وہ ''کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی'' کے وعدۂ خداوندی سے مستثنیٰ ہوں، ابن ابی سرحؓ مرتد ہو کر مسلمان ہو گئے تھے، اس کے بعد ان سے کون سی غلطیاں ہوئیں؟ حضرت

عمرو بن العاصؓ، مغیرہ بن شعبہؓ اور امیر معاویہؓ نے جو کچھ کیا وہ ان کی اجتہادی غلطی تھی اور آنجناب کو معلوم ہے کہ اجتہادی لغزش تو عصمت کے بھی منافی نہیں چہ جائیکہ عدل کے منافی ہو۔ قرآن کریم میں نبی معصوم کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ''وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی'' اس میں عصیان اور غوایت کی نسبت کی گئی ہے، مگر یہ فعل اجتہاداً تھا اس لئے یہ عصیان بھی صورتاً ہوا نہ حقیقتاً، اسی طرح صحابہ کرامؓ کی جن جن بڑی غلطیوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ بھی اجتہاداً تھیں جن پر وہ ماجور ہیں نہ کہ مازور۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات نے جو کچھ کیا اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق رضائے الٰہی کے لئے کیا، اگر کسی کا اجتہاد خطا کر گیا تب بھی وہ نہ لائق ملامت ہے اور نہ اس کی اجتہادی خطا کو حقیقتاً غلطی کہنا صحیح ہے، نہ ان کے اجتہادی غلطی عدل کے منافی ہے اور نہ ان کے نجوم ہدایت ہونے کے خلاف ہے۔

## سوءِ ادب کی بو آتی ہے

س...... صحابہ کرامؓ سے محبت رکھنا، عزت وعقیدت سے ان کا ذکر کرنا بندہ کا بھی جزو ایمان ہے، بلکہ اکثر اس میں غلو بھی ہوجاتا ہے، میرا سوال صرف یہ تھا کہ یہ جو قول ہے کہ جس کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے، تو یہ اقتداء میں نے عرض کیا تھا کہ ان کے عقائد اور ایمان کی معلوم ہوتی ہے کہ اس میں جتنا ان کو رسوخ تھا اس کی مثال مشکل ہے، مگر ان کے اعمال میں اقتداء کا حکم نہیں ہے، مجھے خوشی ہے کہ میرے اس قول میں امام مزنیؒ کا قول بھی تائید میں ملا ہے، أصحابی کالنجوم کی شرح میں فرماتے ہیں:

> ''اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ روایت دین میں تمام صحابی ثقہ اور معتبر ہیں اس کے علاوہ اور کوئی معنی میرے نزدیک درست نہیں کیونکہ اگر خود صحابہؓ اپنی رائے ہمیشہ صائب اور غلطی سے مبرا سمجھتے ہوتے تو نہ آپس میں ایک دُوسرے کی تغلیط کرتے اور نہ اپنے کسی قول سے رجوع کرتے حالانکہ بے شمار موقعوں پر وہ ایسا کرچکے ہیں۔''

الحمدللہ ثم الحمدللہ بس یہی مراد تھی، اور یہ میرے اس قول کا مطلب ہے کہ اقتداء



فہرست

صحابہ کرامؓ کے عقائد اور ایمان کی معلوم ہوتی ہے، ان کے اعمال، عادات واطوار کی نہیں، آپ اس سے کہاں تک متفق ہیں؟

ج...... آپ نے حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے متعلق جو الفاظ لکھے تھے ان سے کچھ سوءِ ادب کی بو آتی ہے، عقائد و ایمان تو سب کا ایک ہی تھا اور بیشتر اعمال بھی اور بعض اعمال میں اجتہادی اختلاف بھی تھا، تاہم ''جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے'' کا یہی مصداق ہے، یعنی سب اپنی جگہ حق و ہدایت پر ہیں، جیسا کہ ائمہ اربعہؒ کے بارے میں اہلِ سنت قائل ہیں کہ وہ سب برحق ہیں ان کا ایک دُوسرے کی تردید و تغلیط کرنا بھی بنابر اجتہاد ہے، ہر مجتہد اپنی رائے صائب اور غلطی سے مبرا سمجھتا ہے مگر ظناً۔

## صحابہؓ کے بارے میں تاریخی رطب و یابس کو نقل کرنا سوءِ ادب ہے

س...... آپ نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں جو الفاظ بندے نے لکھے تھے ان سے سوءِ ادب کی بو آتی ہے۔ حق تعالیٰ سوءِ ادب سے محفوظ رکھے، صحابہؓ تو بہت بڑے مرتبوں کے مالک ہیں، بندہ تو ایک فاجر و فاسق مسلمان کی ذات کو بھی عزت کی نظر سے دیکھتا ہے، اس پر بندے کے کچھ اشعار سماعت فرمائیں:

ہر مسلمان کو محبت ہے رسول اللہ سے
ہر مسلمان کو رسول اللہ کی نسبت سے دیکھ

ہر مسلمان محترم تجھ کو نظر آئے گا پھر
جب بھی دیکھے تو مسلمان کو اسی نسبت سے دیکھ

اس سے آگے بھی ایک ادب ہے جو خالق و مخلوق کی نسبت سے ہے:

وہ شرابی ہو کہ زانی فعل مطلق ہے برا
فعل کی تحقیر کر پر ذات کو عزت سے دیکھ

پھر بندے کی نظر میں اس سے بھی آگے اک ادب ہے:

کنبہ سب خالق کا ہے مخلوق ہے جتنی یہاں
کیا نصاریٰ کیا مسلمان سب کو تو عزت سے دیکھ

میرے یہ اشعار عام مخلوقِ خدا کے بارے میں ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ادب کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے، کسی واقعہ کو جو متفق علیہ ہو تاریخ سے یا حدیث سے نقل کرنا مجھ ناچیز کے خیال میں تو سوءِ ادب میں نہیں آتا کیونکہ اس کے مرتکب تو سیکڑوں مؤرخین، مفسرین، محدثین اور علماء و فضلاء ہوئے ہیں، پھر تو وہ سب بے ادب ٹھہرتے ہیں؟

اگر آپ امام مزنیؒ کے قول سے متفق ہیں تو بس وہی بندے کی مراد تھی کہ صحابہؓ کی اقتداء ان کی روایت دین اور ثقاہت ایمان میں معلوم ہوتی ہے نہ کہ ان کے افعال و اقوال و عادات و اطوار اور ذاتی اعمال میں۔ بہت موٹی سی بات ہے کہ جب شارع علیہ السلام کے عادات و اطوار نشست و برخاست جو سنن زوائد کہلاتی ہیں، ان کے اتباع کی امت مسلمہ مکلّف نہیں ہے تو اصحاب رسول کے عادات و اطوار اور افعال کی کیسے مکلّف ہوسکتی ہے؟ بندہ کم علم ہے اس لئے شاید اپنے مافی الضمیر کو اچھی طرح بیان نہیں کرسکا، آپ صاحب علم ہیں یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ میری مراد کیا ہے؟

ج…… تاریخ میں تو رطب و یابس سب کچھ بھر دیا گیا ہے، لیکن ان واقعات کو بطور استدلال نقل کرنا سوءِ ادب سے خالی نہیں، ان کے محاسن سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ان سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئیں ہم جیسے لوگوں کے حوصلے سے بڑی بات ہے۔

امام مزنیؒ کا قول میری نظر سے نہیں گزرا تا کہ یہ دیکھتا کہ ان کی مراد کیا ہے؟ جہاں تک صحابہ کرامؓ کی اقتداء کا مسئلہ ہے بعض ظاہریہ تو ان کے اقوال و افعال کو حجت ہی نہیں سمجھتے، ابن حزم ظاہری اکثر یہ فقرہ دہراتے رہتے ہیں: ”لا حجة فی قول صاحب ولا تابع“، لیکن عامة العلماء کے نزدیک صحابہؓ کے اقوال و افعال بھی لائق اقتداء ہیں البتہ تعارض احوال و افعال کی صورت میں ترجیح کا اصول چلتا ہے جس کو مجتہدین جانتے ہیں، بہرحال ہمارے لئے اس مسئلے پر گفتگو بے سود ہے، ہمارے لئے اتنی بات بس ہے کہ وہ حضرات لائق اقتداء ہیں۔

## حضرت خضر علیہ السلام کے جملہ پر اِشکال

س...... ''فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا'' خضر علیہ السلام نے بظاہر یہاں شرکیہ جملہ بولا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ اپنا ارادہ بھی شامل کردیا حالانکہ بظاہر: ''فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا'' زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ج...... اس قصے میں تین واقعات ذکر کئے گئے ہیں: ۱: کشتی کا توڑنا۔ ۲: لڑکے کو قتل کرنا۔ ۳: دیوار بنانا۔ ان تینوں کی تاویل بتاتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے ''اَرَدْتُّ''، ''اَرَدْنَا'' اور ''اَرَادَ رَبُّکَ'' تین مختلف صیغے استعمال فرمائے ہیں، اس کو تفنن عبارت بھی کہہ سکتے ہیں اور ہر صیغے کا خاص نکتہ بھی بیان کیا جاسکتا ہے:

۱:...... مسکینوں کی کشتی توڑ دینا خصوصاً جب کہ انہوں نے کرایہ بھی نہیں لیا تھا، اگرچہ اپنے انجام کے اعتبار سے ان کا نقصان تھا جس کا بظاہر کوئی بدل بھی نہیں ادا کیا گیا اور ظاہر نظر میں بھلائی کا بدلہ برائی تھا اور شر بلا بدل بلکہ بعد الاحسان تھا، اس لئے ادباً مع اللہ اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور ''اَرَدْتُّ'' کہا۔

۲:...... بچے کا قتل کرنا بھی بظاہر شر تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بدل والدین کو عطا فرمایا جو ان کے حق میں خیر تھا، پس یہاں دو پہلو جمع ہوگئے، ایک بظاہر شر، اس کو اپنی طرف منسوب کرنا تھا اور دُوسرا خیر یعنی بدل کا عطا کئے جانا، اس کو حق تعالیٰ شانہ کی طرف منسوب کرنا تھا، اس لئے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا تاکہ شر کو اپنی طرف اور اس کے بدل کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاسکے۔

۳:...... اور یتیموں کی دیوار کا بنادینا خیرِ محض تھا، جس میں شر کا ظاہری پہلو بھی نہیں تھا، نیز ان یتیموں کا سن بلوغ کو پہنچنا ارادۂ الٰہی کے تابع تھا، اس لئے یہاں خود بیچ میں سے نکل گئے اور اس کو حق تعالیٰ شانہ کی طرف منسوب فرمایا: ''فَاَرَادَ رَبُّکَ'' اس سے معلوم ہوا کہ دُوسرے نمبر پر شرکیہ جملہ نہیں بولا بلکہ شرکت کا جملہ بولا تاکہ شر اور خیر کو از خود تقسیم کرکے بظاہر شر کو اپنی طرف اور اس کے بدل کو جو خیر تھا، حق تعالیٰ کی طرف منسوب کریں، واللہ أعلم بأسرار کلامه!

## اتنا بڑی جنت کی حکمت

س……حدیث شریف میں ہے کہ سبحان اللہ والحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے والے کے لئے جنت میں ہر کلمے کے عوض ایک پیڑ لگایا جاتا ہے، اس طرح بہت سے اعمال پر ایک محل عطا ہونے کی بشارت آئی ہے، انسان اپنی زندگی میں یہ کلمہ طیبہ لاکھوں کی تعداد میں کرتا ہے، تو ان لاکھوں محلات اور باغات کی اس کو کیا ضرورت ہوگی؟ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اگر آدمی فلاں عمل اپنی زندگی کے آخر تک کرتا رہے اور اس پر مرے تو اس کے لئے ایسا ایسا محل تیار کیا جائے گا؟

ج…… دوام کی قید نہیں بلکہ مطلق عمل پر یہ اجر ہے، رہا یہ کہ اتنے لاکھوں محلات کی کیا ضرورت؟ یہ "قیاس غائب علی الشاھد" ہے۔ یہ حدیث تو علم میں ہوگی کہ ادنیٰ جنتی کو آپ کی پوری دُنیا سے دس گنا زیادہ جنت عطا کی جائے گی۔ یہاں بھی آپ کا یہ سوال متوجہ ہوگا کہ اتنی بڑی جنت کو کیا کرے گا؟ بہرحال آخرت کے امور ہماری عقل و قیاس کے پیمانوں میں نہیں سما سکتے، "اعدت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر" حدیث قدسی ہے۔ ایک مرتبہ تبلیغی سفر میں ایک بزرگ فرمانے لگے کہ مولویو! یہ بتاؤ کہ اتنی بڑی جنت کو کوئی کیا کرے گا؟ پھر خود ہی فرمادیا کہ تمام اہل جنت ایک جنتی کی برادری ہے، کبھی آدمی کا جی چاہے کہ پوری برادری کی دعوت کرے، کیونکہ سب معزز مہمان ہیں اس لئے ہر فرد کے لئے ٹھہرنے کو الگ جگہ ہونی چاہئے، لہٰذا ایک جنتی کے پاس اتنی بڑی جنت ہونی چاہئے کہ یہ بیک وقت تمام اہل جنت کو مع ان کے حشم و خدم کے ٹھہرا سکے۔ (مشکوٰۃ ج:۲ ص:۲۹۵)

## جنات کے لئے رسول

س……کہا جاتا ہے کہ انسانوں میں انسان ہی رسول ہوتا ہے اور یہ امر ربی ہے، جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت:۹۶، ۹۵ میں فرمایا:

ترجمہ:……"اور لوگوں کو کوئی چیز ایمان لانے سے مانع نہیں ہوئی، جب ان کے پاس ہدایت آئی، مگر یہ کہ انہوں نے کہا اللہ

نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کہہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے۔“

اس آیت کی روشنی میں وضاحت فرمایئے کہ حدیث میں ایک جگہ ذکر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ سے ملاقات کی تھی اور انہوں نے اسے جنوں کا گروہ قرار دیا تھا، کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے علاوہ جنوں کی طرف بھی رسول تھے، یا جنات کے لئے جن ہی رسول ہونا چاہئے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کے لئے بھی رسول تھے، قرآن کریم میں جنات کا بارگاہ عالی میں حاضر ہوکر قرآن کریم سننا اور ایمان لانا مذکورہ ہے (سورۃ احقاف) فرشتے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات سے پاک ہیں اس لئے ان کو انسانوں کے لئے نبی نہیں بنایا گیا، جنات کے لئے انسانوں کو نبی بنایا گیا، جنات کے لئے جن کا رسول بنایا جانا منقول نہیں۔

## حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دُنیا کے لئے بعثت

س...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں صدی عیسوی میں ساری دُنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے، ”ساری دُنیا میں“ براعظم امریکہ بھی شامل ہے مگر وہاں تک اسلام کی دعوت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اور اس کے بہت عرصہ بعد تک صوفیائے کرامؒ کے ذریعہ بھی نہیں پہنچی، تا آنکہ پندرہویں صدی میں امریکہ دریافت ہوا، ساتویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک - آٹھ سو سال - امریکہ مکمل جہالت کی تاریکی میں ڈوبا رہا۔

امریکہ کے قدیم باشندے، جنہیں ریڈ انڈین کا نام دیا گیا، وہ مظاہر پرست ہی رہے، وہ حضرت نوح علیہ السلام کے کسی بیٹے کی اولاد ہیں؟ جیسا کہ ایشیائی اقوام کو سام کی، افریقی اقوام کو حام کی اور یورپی اقوام کو یافث کی اولاد تسلیم کیا گیا ہے۔

حضرت عقبہ بن نافعؓ نے جس وقت ”بحرِ ظلمات“ میں گھوڑا ڈال دیا اور زمین ختم



فہرست

ہوجانے پر حسرت کا اظہار کیا تھا اس وقت بھی وہاں سے بہت دور امریکہ کی سرزمین موجود تھی۔سوال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اور صحابہ کرامؓ اور صوفیائے عظامؒ کی بصیرت سے امریکہ کیسے بچا رہا؟

ج…… جب معلوم دُنیا میں امریکہ کا وجود ہی کسی کو معلوم نہ تھا تو وہاں دعوت پہنچانے کا بھی کوئی مکلّف نہیں تھا، اور جب امریکہ دریافت ہوا تو وہاں دعوت بھی پہنچ گئی، جن امور کا آدمی مکلّف ہے اور جس پر اس سے قیامت کے دن باز پرس ہوگی، آدمی کو ان امور میں غور کرنا چاہئے، اور جن امور کا وہ مکلّف ہی نہیں ان میں غور وفکر لایعنی اور بے مقصد ہے، جس کا کوئی نتیجہ نہیں، واللہ اعلم!

## کیا قبرِ اَطہر کی مٹی عرش وکعبہ سے افضل ہے؟

س…… میرے پاس ایک کتاب ہے جس کا نام ہے ’’تاریخ المدینۃ المنورہ‘‘ جس کے مؤلف جناب محمد عبدالمعبود ہیں، اور اس پر تقریظ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی والوں کی ہے، تقریظ کی تاریخ یکم فروری ۱۹۷۸ء ہے، مولانا غلام اللہ خان صاحب نے بڑی تعریف فرمائی ہے، اور ایران سے آغا محمد حسین تسبیحی مدظلہم نے کتاب کو اس قدر پسند فرمایا کہ اس کا فارسی ترجمہ کرنے کی پیش کش فرمائی، مزید یہ کہ ولی زماں مفسرِ قرآن حضرت لاہوریؒ کے خلف الرشید حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت مجدہم کی تقریظات نے اس کی افادیت پر مہرِ تصدیق ثبت فرماکر اسے اور بھی چار چاند لگادئے ہیں۔اس کتاب کی فہرست مضامین میں یہ ہے نمبر۱: مکہ معظّمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ؟ نمبر۲: مدینہ طیبہ کی مکہ معظّمہ پر فضیلت۔نمبر۳: مدینہ طیبہ مکہ معظّمہ سے افضل ہے، اب اس کے متعلق تفصیل بڑی طویل ہے میں کوشش کروں گا کہ مختصر بیان کروں، لکھا ہے کہ:

> ’’امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام روئے زمین پر افضل مقامات اور بزرگ ترین شہروں میں مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ ہے زادھما اللہ تشریفًا وتعظیمًا۔اب ان دوشہروں میں سے کس


فہرست

کو دُوسرے پر فضیلت اور ترجیح دی جائے؟ تو اس میں علمائے کرام کے عقول واذہان بھی متحیر ہیں بایں ہمہ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ زمین کا وہ خطہ اور متبرک حصہ جو رحمت للعالمین فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر اور اعضائے شریفہ سے مس کئے ہوئے ہیں وہ نہ صرف مکہ مکرّمہ بلکہ کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہے، سمواتِ سبع تو کجا عرشِ عظیم سے بھی اس کی شان، بالا، اعلیٰ، برتر، اَرفع اور انتہائی بلند ہے۔''

آگے ایک حوالہ یہ بھی تحریر ہے کہ:

''امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابۂ کرام کی ایک جماعت اور حضرت مالک بن انسؒ اور اکثر علمائے مدینہ، مکہ مکرمہ پر مدینہ منورہ کو فضیلت دیتے ہیں، اسی طرح بعض علمائے کرام بھی مدینہ طیبہ کی فضیلت کے قائل ہیں، مگر وہ شہر مدینہ طیبہ کو مکہ مکرمہ کے شہر پر تو فضیلت دیتے ہیں البتہ کعبۃ اللہ کو مستثنیٰ کرتے ہیں اور کعبہ معظّمہ کو سب سے افضل قرار دیتے ہیں، لیکن یہ بات طے شدہ ہے اور اسی پر علمائے متقدمین و متأخرین کا اتفاق ہے کہ قبرِ اطہر سید کائنات رحمت موجودات صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً اور بالعموم افضل واکرم، انصب وارفع ہے خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا کعبۃ اللہ ہو یا عرش مجید ہو، اس کتاب میں حضرت علامۃ العصر الشیخ محمد یوسف بنوری مدظلہ نے معارف السنن جلد:۳ ص:۳۲۳ میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ اس موضوع پر بحث کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قبرِ اطہر، سات آسمانوں، عرش مجید اور کعبۃ اللہ سے افضل ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔''

میرے محترم بزرگ میں اس پر مکمل اتفاق کرتا ہوں اور یہ میرا ایمان ہے کہ اول

ذات اللہ کی ہے اس کے بعد کوئی افضل ذات ہے تو اللہ کے آخری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جو افضل واعلیٰ ہے، باقی ساری چیزیں افضلیت میں کم ہیں، یہ سچ ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کی بڑی عظمت وافضلیت ہے اور عرش عظیم، لوح وقلم وغیرہ کی اپنی اپنی عظمت اور افضلیت ہے، اس کا کوئی بھی مسلمان انکار کرنہیں سکتا، اگر انکار کرے تو وہ مسلمان نہیں، لیکن پہلے اللہ اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میرے محترم بزرگ میرے دوستوں اور احبابوں میں سے بعض حضرات اس کو تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ اور عرش اعظم سے افضل ہو نہیں سکتا اور ایسی باتیں کہنا نہیں چاہئے، اور وہ قرآن کی ٹھوس دلیل چاہتے ہیں، تو لہٰذا میں بہت پریشان ہوں کس کو سچ مانوں اور کس کو غلط، میں حضرت والا سے نہایت ادب واحترام سے گزارش کرتا ہوں کہ قرآن کی دلیل اور احادیث کی روشنی میں تحریری جواب سے نوازیں کہ درست کیا ہے؟

ج...... جو مسئلہ اس کتاب میں ذکر کیا ہے وہ قریب قریب اہل علم کا اجماعی مسئلہ ہے، وجہ اس کی بالکل ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں، کوئی مخلوق بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ آدمی جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے اسی میں دفن کیا جاتا ہے، لہٰذا جس پاک مٹی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کی تدفین ہوئی اسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہوئے تو وہ پاک مٹی بھی تمام مخلوق سے افضل ہوئی۔

علاوہ ازیں زمین کے جن اجزاء کو افضل الرسل، افضل البشر، افضل الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے مس ہونے کا شرف حاصل ہے وہ باقی تمام مخلوقات سے اس لئے بھی افضل ہیں کہ یہ شرف عظیم ان کے سوا کسی مخلوق کو حاصل نہیں۔

آپ کا یہ ارشاد بالکل بجا اور برحق ہے کہ ''پہلے اللہ اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں'' مگر زیر بحث مسئلے میں خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقابل نہیں کیا جارہا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور دُوسری مخلوقات کے درمیان تقابل ہے، کعبہ ہو، عرش ہو، کرسی ہو، یہ سب مخلوق ہیں، اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں، اور قبرِ مبارک کی جسدِ اطہر سے لگی ہوئی مٹی اس اعتبار سے اشرف و افضل ہے کہ جسدِ اطہر سے ہم آغوش ہونے کی جو سعادت اسے حاصل ہے وہ نہ کعبہ کو حاصل ہے، نہ عرش و کرسی کو۔

اور اگر یہ خیال ہو کہ ان چیزوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور روضۂ مطہرہ کی مٹی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، اس لئے یہ چیزیں اس مٹی سے افضل ہونی چاہئیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پاک مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملابست کی نسبت ہے، اور کعبہ اور عرش و کرسی کو حق تعالیٰ شانہ سے ملابست کا تعلق نہیں، کہ حق تعالیٰ شانہ اس سے پاک ہیں۔

## حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح

س…… یکم فروری ۱۹۸۹ء کو ''تفہیمِ دین'' پروگرام میں ٹی وی پر جناب ریاض الحسن گیلانی صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۱ نکاح کئے، جن میں ۱۳ ازواج کو قائم رکھا جبکہ ۸ کو طلاق دی۔ جہاں تک میرے ناقص علم میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کو ایک بُرا فعل ظاہر کیا ہے، جو مجبوراً دینے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ ہمارے علم میں کوئی طلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ کو نہیں دی۔ برائے مہربانی اس کی حقیقتِ حال بیان کی جائے۔

ج…… ۲۱ عقد میرے علم میں نہیں، جہاں تک مجھے معلوم ہے دو عورتوں کو نکاح کے بعد آبادی سے پہلے ان کی خواہش پر طلاق دی تھی۔ میری کتاب ''عہدِ نبوّت کے ماہ و سال'' میں اس کی تفصیل ہے۔

## معجزۂ شق القمر

س…… ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب جو مسجد کے امام بھی ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ شق قمر والا جو معجزہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا تھا وہ صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اس کا ثبوت ہے براہ کرم اس کے متعلق صحیح احادیث لکھ دیں تاکہ ان کی تسلی ہو۔

ج…… شق قمر کا معجزہ صحیح احادیث میں حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت حذیفہ، حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہم سے مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

”انشق القمر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فرقتین، فرقة فوق الجبل وفرقة دونه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اشهدوا.“

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۲۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۷۳، ترمذی ج:۲ ص:۱۶۱)

ترجمہ:…… ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا، ایک ٹکڑا پہاڑ سے اُوپر تھا اور ایک پہاڑ سے نیچے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ رہو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

”انشق القمر فی زمان النبی صلی الله علیه وسلم.“

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۲۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۷۳، ترمذی ج:۲ ص:۱۶۱)

ترجمہ:…… ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

”ان اهل مکة سألوا رسول الله علیه وسلم ان یریهم اٰیة فاراهم انشقاق القمر مرتین.“

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۲۲، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۷۳، ترمذی ج:۲ ص:۱۶۱)

ترجمہ:…… ”اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کوئی معجزہ دکھائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ دکھایا۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے:

"انفلق القمر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اشهدوا." (صحیح مسلم ص:۳۷۳ ج:۲ ترمذی ص:۱۶۱ ج:۲)

ترجمہ:...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۔"

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"انشق القمر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی صار فرقتین علی هذا الجبل وعلیٰ هذا الجبل، فقالوا سحرنا محمد، فقال بعضهم لان سحرنا فما یستطیع ان یسحر الناس کلهم." (ترمذی ج:۲ ص:۱۶۱)

ترجمہ:...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا، یہاں تک کہ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا، اور ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر، مشرکین نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم پر جادو کردیا، اس پر ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر اس نے ہم پر جادو کردیا ہے تو سارے لوگوں پر تو جادو نہیں کرسکتا (اس لئے باہر کے لوگوں سے معلوم کیا جائے چنانچہ انہوں نے باہر سے آنے والوں سے تحقیق کی تو انہوں نے بھی تصدیق کی)۔"

حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ (ج:۳ ص:۱۱۹) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نقل کی ہے، اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (ج:۶ ص:۶۳۲) میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث کا بھی حوالہ دیا ہے۔

امام نوویؒ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

"قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم ترین معجزات میں سے ہے، اور


فہرست

اس کو متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے، علاوہ ازیں آیت کریمہ: ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ'' کا ظاہر وسیاق بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

زجاج کہتے ہیں کہ بعض اہل بدعت نے، جو مخالفین ملت کے مشابہ ہیں، اس کا انکار کیا ہے، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو اندھا کر دیا ہے، ورنہ عقل کو اس میں مجال انکار نہیں۔'' (نووی: شرح مسلم ج:۲ ص:۳۷۳)

## عقیدہ صحیح ہو اور عمل نہ ہو

س...... عیدالفطر کے دن نماز عید کے موقع پر مقامی مولوی صاحب نے کچھ الفاظ کہے کہ کسی کے علم کو مت دیکھو، اس کے عمل کو مت دیکھو عقیدہ درست ہونا چاہئے، عقیدہ درست ہے تو عمل کے بغیر بھی جنت میں جائے گا۔ تو کیا ان کا کہنا درست ہے کہ عقیدہ درست ہونا چاہئے، علم پر عمل کی کوئی ضرورت نہیں؟

ج...... مولوی صاحب کی یہ بات تو صحیح ہے کہ اگر عقیدہ صحیح ہو اور عمل میں کوتاہی ہو تو کسی نہ کسی وقت نجات ہو جائے گی، اور اگر عقیدہ خراب ہو اور اس میں کفر وشرک کی ملاوٹ ہو تو بخشش نہیں ہوگی، لیکن علم اور عمل کو غیر ضروری کہنا خود عقیدے کی خرابی ہے اور یہ قطعاً غلط ہے اس سے مولوی صاحب کو توبہ کرنی چاہئے۔

## تمام علماء کو بُرا کہنا

س...... ایک دن باتوں باتوں میں ایک صاحب کے ساتھ تلخ کلامی ہوگئی، وہ اس طرح کہ وہ صاحب کہنے لگے کہ ایک اسلامی ملک پاکستان سے مال نہیں منگواتا، اس لئے کہ پاکستانی مال میں بہت کچھ فراڈ اور دھوکا اور ملاوٹ کرتے ہیں تو اس لئے وہ پاکستان سے مال نہیں منگواتے، اور اس پر علماء لوگ کچھ نہیں کہتے، پھر کہنے لگے کہ یہ کیسے علماء ہیں کہ ایک دن اخبار میں کوئی خبر آتی ہے ''علماء کا متفقہ فیصلہ'' پھر دُوسرے دن اس علماء کے متفقہ فیصلے کی تردید آجاتی ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہے، تو کہنے لگا کہ یہ کیسے علماء ہیں کہ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ،


فہرست

اور پھر کہنے لگا کہ یہ سب کچھ پیٹ کے مسئلے ہیں، کھاتے پیتے ہیں عیش کرتے ہیں، اور لوگوں سے پیسہ بٹورتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ سب علماء کا لفظ مت استعمال کیجئے، اگر آپ کو کسی سے کوئی شکایت ہے تو اس کا نام لے کر شکایت کریں بغیر نام لئے سب علماء کو برا بھلا کہنا ایمان کے ناقص ہونے کی علامت معلوم ہوتی ہے، براہ کرم اس مسئلے پر روشنی ڈالئے کہ ان کا اس طرح سب علماء کو برا کہنا صحیح ہے؟

ج……علماء کی جماعت میں بھی کمزوریاں ہوسکتی ہیں، اور بعض عالم کہلانے والے غلط کار بھی ہوسکتے ہیں لیکن بیک لفظ تمام علماء کو برا بھلا کہنا غلط ہے، اور اس سے ایمان کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

## یہ الفاظ کلمۂ کفر ہیں

س…… میں نے ایک دن ایک شخص سے یہ کہا کہ چلو ہمارے مولوی صاحب سے مسئلے مسائل پوچھتے ہیں، اگر وہ غلط ہوگا تو ہم بھی اسے چھوڑ دیں گے، اور اس کی بات نہیں سنا کریں گے، تو اس نے جواب میں کہا کہ میں اس کے پاس قطعاً نہیں جاؤں گا چاہے کچھ بھی ہوجائے، اور اس کو نہیں مانوں گا چاہے میری گردن بھی کٹ جائے، میں نے پھر اصرار کیا کہ بات پوچھنے میں کیا حرج ہے، وہ انکار کرتا رہا اور میں اصرار کرتا رہا، حتیٰ کہ اس نے کہا کہ اگر خدا بھی آکر کہہ دے کہ اس مولوی صاحب کو صحیح مانو اور اس کی بات سنو تو بھی میں نہیں مانوں گا، اور نہ بات سنوں گا، جواب طلب بات یہ ہے کہ اس کہنے سے اس کے ایمان و اسلام اور اعمال پر کچھ اثر پڑے گا یا نہیں؟

ج……اس شخص کے یہ الفاظ کہ ”اگر خدا بھی آکر کہہ دے…“ کلمۂ کفر ہیں، اس کو ان الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے، واللہ اعلم!

## مسلوبُ الاختیار پر کفر کا فتویٰ

س…… مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایک عقیدت مند کا بیان رسالہ ”الامداد“ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں یوں لکھا ہے کہ:


فہرست

''اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہوں، لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں، اس کو صحیح پڑھنا چاہئے، اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں، لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے...... اتنے میں بندہ بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا...... لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے، بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دُوسری کروٹ لے کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ ''اللّٰھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی'' حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں، اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دُوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا۔''

کتاب ''عبارات اکابر'' مصنفہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ اور کتاب ''سیف یمانی'' مصنفہ مولانا منظور نعمانی مدظلہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ خواب کی بات تو کسی درجے میں بھی قابلِ اعتبار نہیں، خواب کا نہ اسلام معتبر ہے نہ کفر و ارتداد، نہ نکاح، نہ طلاق اس لئے حالتِ خواب میں جو کلمہ کفریہ صاحبِ واقعہ کی زبان سے سرزد ہوا تو اس کی وجہ سے نہ اس کو کافر کہا جاسکتا ہے، نہ مرتد، کیونکہ وہ شخص اس وقت حسبِ ارشادِ نبوی: ''مرفوع القلم'' تھا اور حالتِ بیداری میں صاحبِ واقعہ کی بے اختیاری اور مجبوری جس کا وہ عذر بیان کرتا ہے وہ از روئے قرآن و حدیث و فقہ ''خطا'' میں داخل ہے۔ اس لئے حالتِ بیداری میں جو درود پاک میں اس سے محمد کی جگہ اشرف علی نکلا وہ خطا کے طور پر نکلا اور شریعت میں جس سے ''خطأً'' کلمۂ کفریہ سرزد ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہیں اور وہ کسی کے


فہرست

نزدیک کافر نہ ہوگا۔

لیکن ہمارے ہاں شہر کھپرو میں فریق مخالف کے ایک مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں اس جواب کا یہ ’’جواب‘‘ دیا کہ:

’’یہ خطا کا بہانہ بیکار ہے جس کی کئی وجوہ ہیں:

اولاً اس لئے کہ ’’خطا‘‘ لاشعوری میں ہوتی ہے، خطا کرنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کیا کہہ دیا اور یہاں پر وہ کہتا ہے کہ اس کو شعور ہے اور وہ اس کو غلطی بھی سمجھ رہا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو کچھ کہتا ہے جان بوجھ کر کہتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ ’’خطا‘‘ لمحہ دو لمحہ رہتی ہے سارا دن خطا نہیں رہتی اور یہاں پر اس کی زبان سے دن بھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کلمہ اور درود میں نہ آیا اور وہ اسی کلمۂ کفر کی تکرار کرتا رہا، خطا کی یہ شان نہیں ہوتی۔

ثالثاً یہ کہ اگر خطا پر مواخذہ نہیں تو اس سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ کلمات کفریہ بکنے والے کا دعویٰ خطا بہر حال مقبول ہے۔ شفا قاضی عیاضؒ میں ہے ’’**لایعذر احد فی الکفر بالجھالۃ ولا بدعوی زلل اللسان**‘‘ ص:۲۸۵ یعنی کفر میں نادانی و جہالت اور زبان بہکنے کا دعویٰ کرنے سے کوئی شخص معذور نہیں سمجھا جاتا، اور فقہ کی کتابوں ’’بزازیہ‘‘ اور ’’ردالمحتار‘‘ میں تصریح ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ کفریہ بکے اور پھر خطا اور زبان کے بہک جانے کا دعویٰ اور عذر کرے تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے، اس لئے واقعہ مذکورہ میں اس کا دعویٰ خطاً قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ اس کلمہ کفریہ بکنے کی وجہ سے کافر ہوگیا اور چونکہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اس کی یہ تعبیر بتائی کہ ’’اس واقع میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ

بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔'' پس چونکہ مولوی اشرف علی تھانوی اس شخص کے کفر پر راضی رہے اور کسی قسم کا انکار نہیں کیا لہٰذا خود بھی کافر ہوگئے کیونکہ رضا بالکفر بھی کفر ہے۔

رابعاً یہ کہ خود دیوبندیوں کے مولوی محمد انور شاہ کشمیری نے اپنی کتاب ''اکفار الملحدین'' ص:۳۷ میں تحریر کیا ہے کہ (ترجمہ) علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۸۶ پر تحریر ہے کہ ''کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد و نیت پر نہیں۔''

اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۷ پر تحریر ہے کہ ''لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا اور تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔'' ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین آمیز کلمات کہنا کفر ہے اور اس بارے میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اگر الفاظ عرف و محاورہ میں صریح توہین آمیز ہیں تو یقیناً اس کو کافر کہا جائے گا اور اس میں کوئی تاویل قبول نہ ہوگی۔ اگر باوجود صراحت کے کوئی تاویل کرے گا تو وہ تاویل فاسد ہوگی اور تاویل فاسد بمنزلہ کفر ہے۔ اور یہاں پر حالت بیداری میں صاحب واقعہ نے زبان سے صراحتہً درود شریف میں اشرف علی نکالا لہٰذا اس میں کوئی تاویل قبول نہیں کی جائے گی، خامساً یہ کہ اگر یہی واقعہ واقعہ طلاق پر قیاس کیا جائے تو طلاق واقع ہوگی؟ یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی اور بعد میں خطا کا عذر کرے اور کہے کہ میں بے اختیار تھا، مجبور تھا، زبان میرے قابو میں نہیں تھی تو کیا اس شخص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی اور ضرور ہوگی تو عجیب بات ہے کہ طلاق واقع ہونے

میں تو یہ عذر مقبول نہ ہو اور مولوی اشرف علی کو اپنا نبی اور رسول اللہ کہنے میں عذر مقبول ہو جائے۔"

اب ہمیں از روئے قرآن و حدیث و فقہ مندرجہ ذیل امور کی تفصیل مطلوب ہے:

۱:...... از روئے قرآن و حدیث و فقہ اسلامی "خطا" کی صحیح تعریف کیا ہے؟ نیز یہ کہ کیا "خطا" ہر حال میں لاشعوری میں ہوتی ہے یا خطا کرنے والے کو کبھی شعور بھی ہوتا ہے؟

۲:...... کیا واقعہ مذکورہ میں باوجود شعور کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ اشرف علی نکل جانا اس کی "خطا" تھی؟ اور کیا "خطا" لمحہ دو لمحہ رہتی ہے یا عرصہ تک بھی رہ سکتی ہے؟

۳:...... جو شخص اپنی زبان سے کلمہ کفریہ بکے اور پھر یہ کہے کہ میں بے اختیار تھا، مجبور تھا، زبان میرے قابو میں نہیں تھی اور مجھ سے خطا سرزد ہوئی تو کیا شریعت اسلامیہ میں اس کا یہ دعویٰ بے اختیاری و خطا کا مقبول ہے؟ مقبول ہونے کی صورت میں صاحبِ شفا قاضی عیاضؒ کی مندرجہ بالا عبارت جو معترض نے پیش کی ہے اور "بزازیہ" اور "ردالمحتار" کی مندرجہ بالا عبارتوں کی توجیہ و مطلب کیا ہے؟

۴:...... اگر شریعت اسلامیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے معاملے میں کسی کی نادانی و جہالت، زبان کا بہکنا، بے قابو ہو جانا، کسی قلق اور نشہ کی وجہ سے لاچار و مضطر ہو جانا، قلّتِ نگہداشت یا بے پروا ہی اور بے باکی یا قصد و نیت و ارادۂ گستاخی نہ ہونا وغیرہ کے اعذار مقبول نہیں اور صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا تو مذکورہ بالا واقعہ کی صحیح توجیہ کیا ہے؟

۵:...... اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو صریح الفاظ میں طلاق دے اور پھر کہے کہ میں بے اختیار تھا، مجبور تھا، میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، خطاً میری زبان سے طلاق کے الفاظ نکل گئے تو کیا اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی اور ضرور ہوگی تو طلاق واقع ہونے میں یہ عذر مقبول نہ ہو اور الفاظ کفریہ صراحۃً زبان سے نکالنے کے بعد "خطا" اور زلل لسانی کا عذر مقبول ہو تو دونوں واقعات میں وجۂ فرق کیا ہے؟ اور اگر الفاظ کفریہ نکالنے کے بعد "خطا" کا عذر مقبول نہ ہو تو پھر بتایا جائے کہ صاحب واقعہ جس نے بحالت بیداری شعور کی

حالت میں اور یہ محسوس کرتے ہوئے بھی کہ میں درود پاک غلط پڑھ رہا ہوں کافر ہے یا نہیں؟
ج…… حدیث شریف میں اس شخص کا واقعہ مذکور ہے جس کی سواری گم ہوگئی تھی، اور وہ مرنے کے ارادے سے درخت کے نیچے لیٹ گیا، آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی سواری بمع زاد و توشہ کے موجود ہے، بے اختیار اس کے منہ سے نکلا ''اللّٰھم انت عبدی وانا ربک!'' (یا اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا ربّ!)۔

یہ کلمۂ کفر ہے، مگر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ فرمایا: ''خطأ من شدة الفرح''، شدّتِ مسرت کی وجہ سے اس کی زبان چوک گئی۔ آپ کے مولوی صاحب اس شخص کے بارے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے؟ اور قرآن کریم میں ہے: ''اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ'' ''لاچاری کی حالت میں کلمۂ کفر زبان سے ادا کرنے پر جبکہ دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے ایمان کا فتویٰ دیا ہے کفر کا نہیں، جو عبارتیں ان صاحب نے نقل کی ہیں ان کا زیرِ بحث واقعہ سے تعلق ہی نہیں۔ ایک شخص اپنے شیخ سے اپنی غیر اختیاری حالت ذکر کرتا ہے اگر اس کے دل میں کفر ہوتا یا زبان سے اختیاری طور پر اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہوتا تو وہ اپنے شیخ سے اس کا اظہار ہی کیوں کرتا؟ جو شخص کسی وجہ سے مسلوب الاختیار ہو اس پر شریعتِ اسلامی تو کفر کا فتویٰ نہیں دیتی، ''لَا یُکَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا''، نصِ قرآنی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مسلوب الاختیار پر کفر کا فتویٰ کس شریعت میں دیا گیا ہے؟ رہا یہ کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مسلوب الاختیار ہے اس کا دعویٰ مسموع ہوگا یا نہیں؟ اگر کسی کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ مسلوب الاختیار تھا یا نہیں، وہ کوئی کلمہ کفر بکتا ہے، یا طلاق دیتا ہے اور بعد میں جب پکڑا جاتا ہے تو مسلوب الاختیار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو چونکہ یہ دعویٰ خلافِ ظاہر ہے اس لئے نہیں سنا جائے گا۔ جو عبارتیں مولوی صاحب نے نقل کی ہیں ان کا یہی محمل ہے، لیکن ما نحن فیہ (مسئلۂ زیرِ بحث) کا اس صورت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس کے الفاظ اس سے پہلے کسی نے نہیں سنے تھے، اس نے از خود اپنے شیخؒ سے ان الفاظ کو ذکر کر کے اپنا مسلوب الاختیار ہونا ذکر کیا، بہرکیف صاحبِ واقعہ تو اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں

اور میں قرآن وحدیثِ صحیح کے حوالہ سے ذکر کرچکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں کرتے۔ اس مولوی صاحب کو اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے پر اعتماد نہیں، اور وہ ایک ایسے شخص کے بارے میں کفر کا فتویٰ صادر کرتا ہے تو اس سے کہا جائے کہ اِن شاء اللہ آپ بھی بارگاہ ربّ العالمین میں پیش ہونے والے ہیں، وہاں تمام اُمور کی عدالت ہوگی، آپ کا مقدمہ بھی زیرِ بحث آئے گا، اپنے تمام فتوے اس دن کے لئے رکھ چھوڑیں، ہم بھی دیکھیں گے کہ کون جیتتا ہے، کون ہارتا ہے؟ اللہ تعالیٰ دلوں کے مرض سے نجات عطا فرمائیں۔ بالکل یہی سوال چند دن پہلے بھی آیا تھا اس کا جواب دُوسرے انداز سے لکھ چکا ہوں، اور وہ یہ ہے:

الزامی جواب تو یہ ہے کہ تذکرۃ الاولیاء وغیرہ میں یہ واقعہ درج ہے کہ ایک شخص حضرت شبلیؒ کے پاس بیعت کے لئے آیا، حضرتؒ نے پوچھا کہ کلمہ کس طرح پڑھتے ہو اس نے کہا ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' فرمایا اس طرح پڑھو ''شبلی رسول اللہ'' اس نے بلاتکلف پڑھ دیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ شبلی کون ہوتا ہے؟ میں تو تمہارا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ فرمائیے! حضرت شبلیؒ اور ان کے مرید کے بارے میں کیا حکم ہے...؟

اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ صاحبِ واقعہ کا قصد صحیح کلمہ پڑھنے کا تھا جیسا کہ پورے واقعہ سے ظاہر ہے، گویا عقیدہ جو دل کا فعل ہے وہ صحیح تھا البتہ زبان سے دُوسرے الفاظ سرزد ہو رہے تھے اور وہ ان الفاظ کو کفریہ سمجھ کر ان سے توبہ کر رہا ہے، اور کوشش کر رہا ہے کہ صحیح الفاظ ادا ہوں، مگر زبان سے دُوسرے الفاظ نکل رہے ہیں وہ ان پر رو رہا ہے، گریہ وزاری کر رہا ہے اور جب تک یہ حالت فرو نہیں ہوتی وہ اس اضطراب میں مبتلا ہے۔ اور جب غیراختیاری حالت جاتی رہتی ہے تو وہ اس کی اطلاع اپنے شیخ کو دیتا ہے تاکہ اگر اس غیراختیاری واقعہ کا کوئی کفارہ ہو تو ادا کرسکے۔ اس پورے واقعہ کو سامنے رکھ کر اس کو کلمہ کفر کون کہہ سکتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی کو غیراختیاری حالت پر مؤاخذہ کرنے کا بھی اعلان فرمایا ہے؟ اگر ہے تو وہ کونسی آیت ہے؟ یا حدیث ہے...؟

۱:...... مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ خطا کا بہانہ بے کار ہے بجا ہے، مگر جو شخص


فہرست

مسلوب الاختیار ہوگیا اس کے بارے میں بھی یہی فتویٰ ہے؟ اگر ہے تو کس کتاب میں؟ ''اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ'' میں قرآن کا فتویٰ تو اس کے خلاف ہے۔

۲:...... بجا ہے کہ خطا فوری ہوتی ہے، لیکن مسلوب الاختیار ہونا تو اختیاری چیز نہیں کہ اس کے لئے وقت کی تحدید کی جاسکے، اگر ایک آدمی سارا دن مسلوب الاختیار رہتا ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے...؟

۳:...... اس نے باختیارِ خود کلمہ کفر بکا ہی کہاں ہے؟ نہ وہ اس کا دعویٰ کرتا ہے، بلکہ وہ تو مسلوب الاختیار ہونے کی بات کرتا ہے، شفا قاضی عیاضؒ کی عبارت کا محمل کیا مسلوب الاختیار ہے؟ نہیں بلکہ قصداً کلمۂ کفر بکنے کے بعد تاویل کرنے والا اس کا مصداق ہے۔

۴:...... جہالت کا، نادانی کا، زبان بہک جانے وغیرہ کا جو حوالہ درمختار اور ردمحتار سے دیا ہے وہ تو اس صورت میں ہے کہ قاضی کے پاس کسی شخص کی شکایت کی گئی، قاضی نے اس سے دریافت کیا، اس نے یہ عذر پیش کیا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ گستاخی ہے، یا یہ کہ زبان بہک گئی تھی، یا یہ کہ میں مدہوش تھا، اور اس کے اس دعویٰ کے سوا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو قاضی اس کے ان اعذار باردہ کو نہیں سنے گا، بلکہ اسے سرزنش کرے گا (نہ کہ اس پر سزائے ارتداد جاری کرے گا)۔

جب زیرِ بحث مسئلے میں نہ کسی نے قاضی کے پاس شکایت کی، نہ اس نے اپنے جرم کی تاویل کی، صاحبِ واقعہ پر جو واقعہ غیر اختیاری گزرا تھا اور جس میں وہ یکسر مسلوب الاختیار تھا اس کو وہ اپنے شیخ کے سامنے پیش کرتا ہے، فرمایئے مسئلہ قضا سے اس کا کیا تعلق؟

۵:...... زیرِ بحث واقعہ کا تعلق صرف اس کی ذات سے فیما بینہ و بین اللہ ہے، اور طلاق کے الفاظ ایک معاملہ ہے جس کا تعلق زوجہ سے ہے، زوجہ نے اس کی زبان سے طلاق کے الفاظ سنے چونکہ معاملات کا تعلق ظاہری الفاظ سے ہے اس لئے زوجہ اس کی بات کو قبول نہیں کرتی، اور عدالت بھی نہیں کرے گی، لیکن اگر واقعتاً وہ مسلوب الاختیار تھا تو فیما بینہ و بین اللہ طلاق نہیں ہوگی۔ چنانچہ اگر عورت اس کی کیفیت پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے مسلوب الاختیار ہونے کو تسلیم کرتی ہے تو فتویٰ یہی دیں گے کہ فیما بینہ و بین اللہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔

۶:......حضرت کشمیریؒ کا حوالہ بجا ہے، مگر یہاں کفر ہی نہیں تھا رضا بالکفر کا کیا سوال...؟

## قضا اور دیانت میں فرق

س...... جناب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحبِ واقعہ مسلوب الاختیار تھا اور جو شخص کسی وجہ سے مسلوب الاختیار ہو جائے تو شریعتِ اسلامی اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتی، لیکن جناب کے اس جواب پر کہ ''وہ صاحب مسلوب الاختیار تھا'' کچھ شبہات تحریر کرتا ہوں جو کہ ''فتاویٰ خلیلیہ'' میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ مدرّسِ اوّل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے اسی واقعہ کے متعلق تحریر کئے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریر میں بہت وقت صرف ہوتا ہے پھر آپ جیسے مصروف شخص کے لئے تو اور بھی مشکل ہے لیکن اگر ان شبہات کی مفصل تحقیق ہو جائے تو جناب کی تحریر اِن شاء اللہ ہزاروں لوگوں کے لئے، جو اکابرین علمائے دیوبند کثر اللہ سوادہم سے بغض و کینہ رکھتے ہیں رُشد و ہدایت کا ذریعہ بن سکتی ہے، شبہات مندرجہ ذیل ہیں:

شبہ اوّل: یہ ہے کہ اس کا یہ دعویٰ کہ ''میں بے اختیار ہوں اور زبان قابو میں نہیں ہے۔'' اس وقت شرعاً معتبر ہو کہ جب اس کی مجبوری و بے اختیاری کا سبب من جملہ ان اسباب عامہ کے ہو کہ جو عامۃً سالب اختیار ہوتے ہیں مثلاً جنون، سکر اکراہ حالت موجودہ میں جو حالت اس شخص کو پیش آئی ہے اس کے لئے کوئی ایسا سبب نہیں ہے جو اسباب عامہ سالب اختیار سے ہو، کیونکہ اس کی بے اختیاری کا سبب کوئی اس کے کلام میں ایسا نہیں پایا جاتا جس کو سالب اختیار قرار دیا جائے۔

شبہ دوئم: یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا سبب ہے بھی تو وہ مولاناؒ کی محبت کا غلبہ ہے اور غلبۂ محبت سوالب اختیار میں سے نہیں ہے، غلبۂ محبت میں اطراء کا تحقق ہو سکتا ہے جس کو شارع علیہ التحیۃ والتسلیم نے ممنوع فرمایا ہے: ''لاتطرونی کما اطرت الیہود والنصاریٰ ولکن قولوا عبداللہ ورسولہ.'' اور اگر غلبۂ محبت اور اس کا سبب سالب

اختیار ہوتا تو ''نہی عن الاطراء'' متوجہ نہ ہوتی بلکہ معذور سمجھا جاتا ''نہی عن الاطراء'' خود دال ہے کہ غلبۂ محبت سالب اختیار نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ''اطراء'' سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہی فرمارہے ہیں لہٰذا شرعاً اس کا یہ دعویٰ معتبر نہ ہوگا۔

شبہ سوئم: یہ ہے کہ یہ شخص اگر اس کی زبان بوقتِ تکلم قابو میں نہیں تھی تو یہ تو اس کے اختیار میں تھا کہ وہ جب یہ جانتا تھا کہ میں بے اختیار ہوں اور مجبور ہوں اور صحیح تکلم نہیں کرسکتا تو تکلم بکلمۃ الکفر سے سکوت کرتا۔ لہٰذا ایسی حالت میں اس کلمہ کے تکلم کا یہ حکم ہوگا کہ اس کو اس میں شرعاً معذور نہیں سمجھا جائے گا، علامہ شامیؒ نے حاشیہ ردالمحتار باب المرتد میں لکھا ہے:

''وقوله لايفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه علىٰ محمل حسن ظاهره انه لايفتى من حيث استحقاقه للقتل ولامن حيث الحكم ببينونة زوجته وقد يقال المراد الاول فقط لان تاويل كلامه للتباعد عن قتل المسلم بان يكون قصد ذالك التاويل وهذا لاينافى معاملته بظاهر كلامه فيما هو حق العبد وهو طلاق الزوجة بدليل ماصرحوا به من انه اذا اراد ان يتكلم بكلمة مباحة فجرىٰ علىٰ لسانه كلمة الكفر خطاء بلا قصد لا يصدقه القاضى وان كان لا يكفر فيما بينه وبين ربه تعالىٰ فتامل ذالك.''

اور علامہ شامیؒ دُوسری جگہ باب المرتد میں لکھتے ہیں:

''وفى البحر عن الجامع الصغير اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمدًا لكنه لم يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لايكفر لان الكفر يتعلق بالضمير على الكفر وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندى لانه استخف بدينه.''

علاوہ ازیں آپ نے صاحبِ واقعہ کی ''مسلوب الاختیاری'' کے ثبوت میں قرآن مقدس کی جو آیت مبارکہ پیش کی ہے یہ آیت مبارکہ تو صاف طور پر مکرہ کے لئے ہے اور صاحبِ واقعہ ظاہر ہے کہ مکرہ نہیں تھا ''اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ''۔

ج…… آپ حضرات کے پہلے گرامی نامہ کا جواب اپنی ناقص عقل وفہم کے مطابق میں نے قلم برداشتہ لکھ دیا تھا، میرا مزاج ردوکد کا نہیں ہے اس لئے جو شخص میرے جواب سے مطمئن نہیں ہوتا اس کو لکھ دیتا ہوں کہ اپنی تحقیق پر عمل کرے، اس لئے آپ حضرات نے دوبارہ اس کے بارے میں سوال بھیجے تو میں نے بغیر جواب کے ان کو واپس کردیا، لیکن آپ حضرات نے یہی سوالات پھر بھیج دیئے، اور بضد ہیں کہ میں جواب دوں اس لئے آپ کے اصرار پر ایک بار پھر لکھ رہا ہوں، اگر شفا نہ ہو تو آئندہ کسی اور سے رجوع فرمائیں اس ناکارہ کو معذور سمجھیں۔

ا:…… حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ اس ناکارہ کے شیخ الشیخ ہیں۔ اور میرے لئے سند اور حجت ہیں۔

۲:…… حضرتؒ نے اس نکتہ پر گفتگو فرمائی کہ آیا قضاءً اس شخص کو مسلوب الاختیار تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ حضرتؒ نے خود بھی تحریر فرمایا ہے کہ فیما بینہ وبین اللہ نہ اس شخص پر ارتداد کا حکم کیا جاسکتا ہے اور نہ تجدید ایمان ونکاح کا اور قضا کا مسئلہ میں پہلے صاف کرچکا ہوں اس کا اقتباس پھر پڑھ لیجئے:

> ''…… جہالت کا، نادانی کا، زبان بہک جانے وغیرہ کا جو حوالہ درمختار اور ردمختار سے دیا ہے وہ تو اس صورت میں ہے کہ قاضی کے پاس کسی شخص کی شکایت کی گئی، قاضی نے اس سے دریافت کیا، اس نے یہ عذر پیش کیا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ گستاخی ہے، یا یہ کہ زبان بہک گئی تھی، یا یہ کہ میں مدہوش تھا، اور اس کے اس دعویٰ کے سوا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو قاضی اس کے ان اعذار باردہ کو نہیں سنے گا، بلکہ اس کو سرزنش کرے گا (نہ کہ اس پر سزائے ارتداد

جاری کرے گا)۔

جب زیرِ بحث مسئلے میں نہ کسی نے قاضی کے پاس شکایت کی، نہ اس نے اپنے جرم کی تاویل کی، صاحب واقعہ پر جو واقعہ غیر اختیاری گزرا تھا اور جس میں وہ ایک مسلوب الاختیار تھا اس کو وہ اپنے شیخ کے سامنے پیش کرتا ہے فرمایئے مسئلہ قضا سے اس کا کیا تعلق؟‘‘

پس جب حضرت خود تصریح فرماتے ہیں کہ فیما بینہ وبین اللہ اس پر نہ ارتداد کا حکم ہوسکتا ہے، نہ تجدید ایمان و نکاح کا، اور یہ قضیہ کسی عدالت میں پیش نہیں ہوا کہ اس پر گفتگو کی جائے کہ قضاءً اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس پر بحث کرنے کا نتیجہ کیا ہوا؟

۳:...... یہیں سے ان تینوں شبہات کا جواب نکل آتا ہے جو آپ نے فتاویٰ خلیلیہ کے حوالے سے کئے ہیں:

اوّل:...... بجا ہے کہ اسباب عامہ سالبۃ الاختیار میں سے بظاہر کوئی چیز نہیں پائی گئی، لیکن سالکین کو بعض اوقات ایسے احوال پیش آتے ہیں، جن کا ادراک صاحب حال کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا، قاضی تو بے شک احوال عامہ ہی کو دیکھے گا، لیکن شیخ، صاحب حال کے اس حال سے صرف نظر نہیں کرسکتا جو سالک کو پیش آیا ہے، اگر وہ مرید کے خاص حال پر نظر نہیں کرتا تو وہ شیخ نہیں بلکہ اناڑی ہے۔ صاحب فتاویٰ خلیلیہ کی بحث تو قضاءً ہے لیکن سلوکی احوال قضا کے دائرہ میں آتے ہی نہیں۔

دوم:......’’غلبۂ محبت اطراء میں داخل ہے جو بنص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ممنوع ہے‘‘ بالکل صحیح ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ یہ غلبۂ محبت قصد و اختیار سے ہو، اور اگر غلبۂ محبت سے ایسی اضطراری کیفیت پیدا ہوجائے کہ زمام اختیار قبضۂ قدرت سے چھوٹ جائے تو اس پر اطراء ممنوع کے احکام جاری نہیں ہوں گے، بلکہ سکر و مدہوشی کے احکام جاری ہوں گے، اولیاء اللہ کی ہزاروں شطحیات کی توجیہ آخر اس کے سوا کیا ہے؟

سوم:......’’جب یہ جانتا تھا کہ زبان قابو میں نہیں تو اس نے سکوت اختیار کیوں

نہ کیا، تکلم بکلمة الکفر کیوں کیا؟'' جو الفاظ اس نے ادا کرلئے تھے ان کے بارے میں تو جانتا تھا کہ زبان کے بے قابو ہونے کی وجہ سے اس نے کلمہ کفر بک دیا، لیکن اس نے سکوت اختیار کرنے کے بجائے صحیح الفاظ کہنے کی کوشش دو وجہ سے کی، ایک یہ کہ اسے توقع تھی کہ اب اس کی زبان سے صحیح الفاظ نکلیں گے، جس سے گزشتہ الفاظ کی تلافی ہوجائے گی، دُوسرے یہ کہ اس کو یہ غم کھائے جارہا تھا کہ اگر اسی لمحہ اس کی موت واقع ہوگئی تو نعوذ باللہ کلمۂ کفر پر خاتمہ ہوا۔ اس لئے وہ کوشش کر رہا تھا کہ زبان سے صحیح الفاظ نکلیں، تاکہ گزشتہ الفاظ کی اصلاح بھی ہوجائے اور سوءِ خاتمہ کے اندیشہ سے نجات بھی مل جائے۔

الغرض یہ تین شبہات جو آپ نے نقل کئے ہیں وہ باب قضا سے ہیں، اور بادنیٰ تامل ان شبہات کو رفع کیا جاسکتا ہے۔

۴:...... رہا یہ کہ صاحب واقعہ تو مکرہ نہیں تھا پھر میں نے آیت شریفہ ''اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ.'' کیوں پڑھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مکرہ میں سلب اختیار نہیں ہوتا، بلکہ سلب رضا ہوتا ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ نے تصریح فرمائی ہے، اور اسی بنا پر حنفیہؒ کے نزدیک مکرہ کی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب کہ صاحب واقعہ مسلوب الاختیار ہے۔ تو آیت شریفہ سے استدلال بطور دلالت النص کے ہے، یعنی جب اکراہ کی حالت میں شرط ''قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ.'' تکلم بہ کلمۂ کفر پر مؤاخذہ نہیں تو جس شخص کی حالت مسلوب الاختیار کی ہو اس پر بدرجۂ اولیٰ مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

۵:...... ہمارے بریلوی بھائیوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر کے رفع درجات کے لئے تجویز فرما رکھا ہے۔ اس لئے ان حضرات کے طرزِ عمل سے نہ ہمارے اکابر کا نقصان ہے، نہ سوائے اذیت کے ہمارا کچھ بگڑتا ہے۔ قرآنِ کریم نے اخیار تک کے بارے میں فرمایا تھا: ''لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ اِلَّا اَذًی'' لیکن اپنے بریلوی دوستوں کی خیرخواہی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ:

ا:...... جن صاحب کے بارے میں گفتگو ہے مدت ہوئی کہ وہ اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں، اور اس احکم الحاکمین نے جو ہر ایک کے ظاہر و باطن سے واقف ہیں، ان صاحب

کے بارے میں فیصلہ کردیا ہوگا، فیصلہ خداوندی کے بعد آپ حضرات کی بحث عبث ہے، اور عبث اور لایعنی میں مشغول ہونا مؤمن کی شان سے بعید ہے۔

۲:...... تمام عدالتوں میں مدعا علیہ کی موت کے بعد مقدمہ داخل دفتر کردیا جاتا ہے، مرحوم کے انتقال کے بعد نہ آپ اس کو تجدیدِ ایمان کا مشورہ دے سکتے ہیں نہ تجدیدِ نکاح کا، یہ مشورہ اگر دیا جاسکتا تھا تو مرحوم کی زندگی میں دیا جاسکتا تھا۔

۳:...... اگر آپ ان صاحب کے کفر کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کا فیصلہ فرمایا ہو تو آپ کا فتویٰ فیصلہ خداوندی کے خلاف ہوا، خود فرمائیے کہ اس میں نقصان کس کا ہوا؟

۴:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

"لاتسبوا الأموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا" (مردوں کو برا بھلا نہ کہو! کیوں کہ انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا اس کو پاچکے ہیں)۔

آپ حضرات ایک قصہ پارینہ کو اچھال کر ارشادِ نبوی کی مخالفت بھی مول لے رہے ہیں، جس مقدمہ کا فیصلہ اعلیٰ ترین عدالت میں فیصل ہوچکا ہے۔ رجم بالغیب کے ذریعہ اس فیصلہ کی مخالفت کا خدشہ بھی سر لے رہے ہیں، عقل و انصاف کے تقاضوں کو بھی پس پشت ڈال رہے ہیں، اور لایعنی کے ارتکاب میں بھی مشغول ہیں۔

ان وجوہ سے میرا خیرخواہانہ مشورہ ہے کہ آپ دیوبندیوں کی ضد میں اپنے لئے یہ خطرات نہ سمیٹیں، بحث و تکرار ہی کا شوق ہے تو اس کے لئے بیسیوں موضوع دستیاب ہیں۔

واللہ الحمد أوّلًا و آخرًا!

مراد ما نصیحت بود و کردیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

## کیا شیعہ اسلامی فرقہ ہے؟

س...... آپ کی تألیف کردہ کتاب "اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم" کی دونوں جلدوں کا مکمل

مطالعہ کیا کتاب بہت ہی پسند آئی اور یہاں ریاض شہر میں اکثریت چونکہ حنابلہ کی ہے جو کہ آمین بالجہر، رفع یدین اور فاتحہ خلف الامام سب کچھ کرتے ہیں مگر اس کتاب کے مطالعہ سے میں اپنے مذہب حنفیہ میں مزید پختہ ہوگیا ہوں اور چونکہ پاکستان میں بھی میرا تعلق قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی جیسے علماء کے ساتھ رہا ہے اور ان سے بحمداللہ بیعت کا سلسلہ بھی ہے اور انہوں نے اہلِ سنت والجماعت کا صحیح معنوں میں جو راستہ ہے وہ ہمیں بتایا اور مذہبِ شیعہ سے بھی کافی واقفیت ہے کیونکہ حضرت قاضی صاحب نے روافض کے تقریباً ہر عقیدہ پر کتاب لکھی ہے اور آپ نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر شیعہ عقیدہ صحیح ہے تو اسلام معاذ اللہ غلط ہے اور اگر اسلام حق ہے تو شیعہ مذہب کے غلط اور باطل ہونے میں کسی عاقل کو شبہ نہیں ہونا چاہئے، جس کا مطلب یہی ہے کہ شیعہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اسلام کے ساتھ ان کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ اب میں آتا ہوں اپنی مقصودی بات کی طرف کہ شیعہ پکے کافر اور زندیق ہیں تو پھر ان کو اسلامی فرقوں میں شمار کرنا میرے ذہن کے مطابق درست نہیں ہے جس طرح کہ آپ نے کتاب کے نام کے نیچے لکھا ہے کہ جس میں صراطِ مستقیم کی ٹھیک ٹھیک نشاندھی کرتے ہوئے مشہور اسلامی فرقوں شیعہ سنی...... الخ یعنی شیعہ کے ساتھ ہمارا اُصولی اختلاف ہے کہ جب ان کا کلمہ اور اذان، نماز دیگر عبادات سب کچھ ہم سے جدا ہے تو پھر اسلامی فرقہ کیسے ہوا اور آپ نے بھی اپنی کتاب میں قوی دلائل سے اس فرقہ کو کافر ثابت کیا ہے۔ اور عام لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ شیعہ مسلمان ہیں اور جب وہ کتاب کے پہلے صفحے کو دیکھتے ہیں تو نہایت تعجب ہوتا ہے۔

ج...... ماشاءاللہ! بہت نفیس سوال ہے، اس کا آسان اور سلیس جواب یہ ہے کہ "اسلامی فرقوں" سے مراد ہے وہ فرقے جن کو عام طور سے مسلمان سمجھا جاتا ہے، یا اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

شیخ ابومنصور ماتریدیؒ، جو عقائد میں حنفیہ کے امام ہیں، ان کی کتاب کا نام ہے "مقالات الاسلامیین"، یعنی "اسلامی فرقوں کے عقائد" اس میں شیعہ، خوارج وغیرہ ان تمام فرقوں کا ذکر آیا ہے جو اِسلام کی طرف منسوب ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سوں پر کفر کا



فہرست

فتویٰ ہے۔ میری جس تحریر کا آپ نے حوالہ دیا ہے اور جس پر اِشکال فرمایا ہے، وہ گویا شیخؒ کی کتاب کے نام کا ترجمہ ہے۔

**اطلاع:**...... اور بھی بعض احباب نے یہی آپ والا اِشکال ذکر کیا تھا، اگرچہ اِشکال کا صحیح جواب موجود ہے جو اُوپر ذکر کرچکا ہوں، تاہم ہم نے کتاب کے نئے ایڈیشن میں ''اسلامی فرقوں'' کا لفظ حذف کردیا ہے۔

## اِمام کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' لکھنا

س...... کیا انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی اور امام کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا صحیح ہے؟ کیونکہ آج کل بچوں کی اسکول کی کتابوں میں جگہ جگہ علیؑ، فاطمہؑ، زینبؑ امام جعفرؑ درج ہوتا ہے پہلے تو مخصوص لوگوں کی کتابوں میں ملتا تھا، لیکن اب پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے جانب سے شائع ہونے والی تمام کتب میں یہ عبارت ملے گی۔

ج......ان اکابر کے نام پر ''علیہ السلام'' لکھنا بھی شیعی عقیدہ کی ترجمانی ہے۔

## شیعہ اثناعشری کے پیچھے نماز

س...... ہماری ایک تنظیم ہے جس کے اراکین کئی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں، ان اراکین کی کثیر تعداد (بڑی اکثریت) سنی ہے، یہ تنظیم لندن کے امپیریئل کالج میں ہے، کالج نے نماز کے لئے ایک کمرہ دیا ہے، طلبہ میں سے ہی کوئی پنج وقتہ نماز پڑھا دیتا ہے جمعہ کی نماز کے لئے بھی طلبہ میں سے کوئی خطبہ پڑھتا ہے اور پھر نماز جمعہ کی امامت کرتا ہے، اب تک امامت اور خطبہ دینے والے طلبہ سنی ہی رہے ہیں کچھ شیعہ (اثناعشری) طلبہ کہتے ہیں کہ ہم بھی خطبہ دیں گے اور نماز پڑھائیں گے سوال یہ ہے کہ کیا اثناعشری شیعہ طلبہ خطبہ دے سکتے ہیں اور کیا یہ نماز کی امامت کرسکتے ہیں، کیا ان کے پیچھے ہماری نماز ہوجائے گی، اگر فتویٰ کے کچھ دلائل بھی تحریر فرمادیں تو نوازش ہوگی۔

ج...... اثناعشری عقیدہ رکھنے والے حضرات کے بعض عقائد ایسے ہیں جو اسلام کے منافی ہیں، مثلاً:

ا:......ان کا عقیدہ ہے کہ تین چار اشخاص کے سوا تمام صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگئے تھے، اور یہ کہ حضرات خلفائے ثلاثہ کافر ومنافق اور مرتد تھے، ۲۵ سال تک تمام امت کی قیادت یہی منافق وکافر اور مرتد کرتے رہے، حضرت علیؓ اور دیگر تمام صحابہؓ نے انہی مرتدوں کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔

۲:...... اثنا عشری علمائے متقدمین و متأخرین کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھپالیا تھا اس کو صحابہؓ نے قبول نہیں کیا، اور موجودہ قرآن اُنہی خلفائے ثلاثہ کا جمع کیا ہوا ہے، اور اس میں تحریف کردی گئی ہے، اصلی قرآن امام غائب کے ساتھ غار میں محفوظ ہے۔

۳:......اثناعشری عقیدہ یہ بھی ہے کہ بارہ اماموں کا مرتبہ انبیاء سے بڑھ کر ہے، یہ عقائد اثناعشری کتابوں میں موجود ہیں۔

ان عقائد کے بعد کسی شخص کو نہ تو مسلمان کہا جاسکتا ہے، اور نہ اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے، اس لئے کسی مسلمان کے لئے اثنا عشری عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں، جس طرح کہ کسی غیر مسلم کے پیچھے نماز جائز نہیں، واللہ اعلم!

## قرآنِ کریم اور حدیثِ قدسی

س...... میں نے خطباتِ بھاولپور مصنفہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پڑھنا شروع کئے ہیں، صفحہ ۶۶ پر ایک سوال کا جواب دیا ہے وہ سوال وجواب یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''سوال۱۰: حدیث قدسی چونکہ خدائے پاک کے الفاظ ہیں تو حدیث قدسی کو قرآن پاک میں کیوں نہیں شامل کیا گیا؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب نہیں سمجھا، یہی اصل جواب ہے کیونکہ ضرورت نہیں تھی کہ قرآن مجید کو ایک لامحدود کتاب بنایا جائے، بہتر یہی تھا کہ قرآن مجید مختصر ہو، ساری ضرورت کی چیزیں اس کے اندر ہوں اور وقتاً فوقتاً اس پر زور دینے

کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چیزیں بیان کریں جو حدیث میں بھی آئی ہیں اور حدیثِ قدسی میں بھی، اس سے ہم استفادہ کرسکتے ہیں لیکن اس کو قرآن میں شامل کرنے کی ضرورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس نہیں فرمائی، حدیثِ قدسی کی جو کتابیں ہیں ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو قرآن پر اضافہ سمجھی جاسکتی ہے، بلکہ قرآن ہی کی بعض باتوں کو دُوسرے الفاظ میں زور دے کر بیان کیا گیا ہے۔‘‘

یہاں آکر میں اٹک گیا ہوں کیونکہ ڈاکٹر صاحب قبلہ کی رائے میرے بنیادی عقیدے سے متصادم معلوم ہوتی ہے میرا ایمان ہے کہ قرآن حکیم مکمل طور پر لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے اور جبرئیل علیہ السلام حسب فرمان خداوندی اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتے تھے، انہیں یاد کراتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے املا کراتے تھے اور صحابہ کرام کو یاد کرواتے تھے یہ بات کہ کیا چیز قرآن حکیم میں شامل کی جائے اور کون سی چھوڑ دی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں نہ تھی، اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ قرآن حکیم ان آیتوں پر مشتمل ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب خیال فرمائیں تو ہماری کتاب بھی بائبل کی طرح ہوگی آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں میری راہنمائی فرمائیں۔

ج……آپ کا یہ موقف صحیح ہے، قرآن کریم کے الفاظ اور معنیٰ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے ہیں اور حدیث قدسی کا مضمون تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اس مضمون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں ادا فرمایا ہے، قرآن مجید میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی، اس لئے یہ کہنا کہ احادیث قدسیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں شامل نہیں فرمائیں، غلط بات ہے، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب بیچارے جو کچھ ذہن میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں، انہوں نے کسی استاذ سے یہ علوم حاصل نہیں کئے، اور ان خطبات بہاولپور میں بہت سی غلطیاں ہیں۔

## جمعہ اور شبِ جمعہ کو مرنے والے کے عذاب کی تخفیف

س…… آپ نے جمعہ ۹ اگست کو ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا کہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات اگر کوئی انتقال کر جائے تو عذاب قبر سے بچتا ہے، جناب اگر ایک آدمی جواری، شرابی، سود خور، نیز ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا ہو، اور وہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات انتقال کر جائے تو کیا ایسا آدمی بھی عذاب قبر سے بچ سکتا ہے؟ اگر اس قسم کا آدمی مرجائے اور لواحقین اس کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کروائیں، صدقہ و خیرات دیں تو کیا اس قسم کے مرحوم کو اجر ملتا ہے؟

ج…… آپ کے اِشکال کو رفع کرنے کے لئے چند باتوں کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

ا:…… گنہگار تو ہم سبھی ہیں، کوئی علانیہ گناہوں میں مبتلا ہے، جن کو سب لوگ گناہ گار سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے گناہوں میں ملوث ہیں جن کو عام طور پر گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا، مثال کے طور پر غیبت کا گناہ ہے، جس کو زنا سے زیادہ سخت فرمایا گیا ہے، اور مثال کے طور پر کسی مسلمان کی بے حرمتی کا گناہ ہے جس کو سب سے بدتر سود فرمایا گیا ہے، ان گناہوں میں ہم لوگ مبتلا ہیں جو زنا اور شراب نوشی و سود خوری سے بدتر ہیں، اگر ہم ایسے گناہ گاروں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے تو کسی گناہ گار کو ہم اللہ کی رحمت سے مایوس کیوں کریں؟

۲:…… حدیث میں جو فرمایا ہے کہ فلاں فلاں کاموں سے عذاب قبر ٹلتا ہے، اور فلاں فلاں چیزوں پر عذاب قبر ہوتا ہے، یہ سب برحق ہیں، اگر کم فہمی کی وجہ سے ہمیں ان کی حقیقت سمجھ میں نہ آئے تو ان پر اعتراض کر کے اپنے دین و ایمان کو غارت نہیں کرنا چاہئے۔

۳:…… مرنے کے بعد انسان کے اچھے برے اعمال کی مجموعی حیثیت کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں، کس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہے؟ اور کس کی بدیوں کا؟ یہ بات اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے، ہم لوگ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں، بلکہ سب ارحم الراحمین کے فیصلے کے منتظر ہیں، اور امید و خوف کی حالت میں ہیں۔


فہرست

۴:......خاص دنوں کی آمد پر قیدیوں کی قید میں تخفیف کا قانون دُنیا میں بھی رائج ہے، اگر یوم جمعہ یا شب جمعہ کی عظمت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ شرابیوں اور سودخوروں کی قید میں بھی تخفیف کردیں تو آپ کو، یا مجھے اس پر کیا اعتراض ہے؟ اور اگر یہ تخفیف اس قسم کے بڑے گناہگاروں کے حق میں نہ ہو تب بھی کوئی اشکال نہیں، حدیث کا مدعا یہ ہے کہ جمعہ اور شب جمعہ کو عذابِ قبر موقوف کردیا جاتا ہے، رہا یہ کہ کن کن لوگوں کا عذاب موقوف کیا جاتا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

## کشف و کرامات حق ہیں

س......ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک بزرگ تھا، ان کے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل مرجاؤں گا، چنانچہ دُوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دور جاکر مرگیا، میں نے اسے غسل دیا اور دفن کیا، جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے، کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی ہوتا ہے۔

یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو ان لوگوں کے بارے میں ہمارا کیا خیال ہونا چاہئے اور ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

ج...... یہ واقعہ صحیح ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات بزرگوں کو کشف ہوجاتا ہے اور مرنے کے بعد باتیں کرنے کے واقعات بھی حدیث میں موجود ہیں۔

## کرامتِ اولیاء حق ہے

س......اسی طرح ایک اور قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا ان کو نہلانے کے لئے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے، نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے کسی کی ہمت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی، ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا۔

کیا یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط؟ جو بزرگ اپنے مریدوں کو ایسی باتیں بتاتا ہے اس کے



فہرست

بارے میں آپ کا خیال کیا ہے؟ برائے مہربانی مجھے راہنمائی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کے ہاتھ چڑھ کر ہم اپنا ایمان خراب کرلیں کیونکہ ہمارے دیوبند عقیدے میں تو یہ چیزیں آج تک نہیں سنیں، اس لئے مجھے یہ نئی معلوم ہوتی ہیں، کہلاتے تو یہ لوگ بھی اہلسنّت والجماعت ہیں، لیکن عقیدے بہت زیادہ ہمارے عقیدے کے خلاف ہیں۔

ج...... بطورِ کرامت یہ واقعہ بھی صحیح ہوسکتا ہے، دیوبندی اہلِ سنت ہیں، اور اہلِ سنت کا عقیدہ تمام عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ''اولیاء کی کرامات برحق ہیں'' اس لئے ایسے واقعات کا انکار اہلِ سنت اور دیوبندی مسلک کے خلاف ہے، اور ان واقعات میں عقیدہ کی خرابی کی کوئی بات نہیں، ورنہ اہلِ سنت کراماتِ اولیاء کے برحق ہونے کے قائل نہ ہوتے۔

## حضرت مہدیؓ کے بارے میں چند سوالات

س...... تاریخ اسلام میں خلافت بنو فاطمہ کا دور پڑھاتے ہوئے ہماری استانی نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ اثنا عشری کے فرقے کے مطابق ان کے بارہویں امام ''امام محمد المہدی'' جو گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری کے بیٹے تھے یہ اپنے والد کے گھر ''سرمن رائی'' سے بچپن میں روپوش ہوگئے تھے، ان کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ وہ قربِ قیامت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آئیں گے، اس لئے امامت کو آگے نہیں بڑھایا اور ان کا لقب ''المنتظر'' رکھا گیا، آپ نے جو امام مہدی کے بارے میں بتایا تو کیا یہ وہی حضرت مہدی ہیں جو امام حسن عسکری کے بیٹے تھے؟

۲:...... آپ نے اپنے جواب میں ''حضرت مہدیؓ'' لکھا، میرے علم کے مطابق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ ہم نے تو عام طور پر صحابہ کرامؓ اور ان خواتین کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا دیکھا ہے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہوا۔

۳:...... امامت کیا ہے؟ کیا یہ خدا کی طرف سے عطا کیا ہوا کوئی درجہ ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام یا پھر کچھ اور؟

۴:...... ایک امام وہ ہیں جو مسجد کے امام ہوتے ہیں، ان کے بارے میں تو بہت

کچھ پڑھا ہے لیکن وہ چار امام یعنی امام مالکؒ اور امام احمدؒ وغیرہ اور وہ امام جو اثنا عشری اور اسماعیلی فرقوں کے بارہ امام ہیں ان میں کیا فرق ہے؟ اور احادیث میں ان کا کیا مقام ہے؟

۵:...... میں الحمدللہ مسلمان اور سنّی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں، لیکن میری اکثر سنّی لوگوں سے ہی یہ بحث رہتی ہے اور میرا کہنا ہے کہ سنّی عقائد کے مطابق صرف چار امام ہیں جن کو ہم مانتے ہیں اور وہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ ہیں، مجھے یہ بات میرے استادوں سے معلوم ہوئی، ان اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ بارہ امام ہیں جو دُنیا میں آئے ہیں، اور ہم بھی انہیں مانتے ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح دُنیا میں ہزاروں پیغمبر آئے اور مسلمانوں کا ان پر ایمان لانا ضروری ہے، لیکن صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا فرض ہے باقی کی تعلیمات پر نہیں، اب بتایئے کہ ہم میں کون صحیح ہے؟ اور اگر واقعی مسلمانوں کے بھی بارہ امام ہیں تو ان کے کیا نام ہیں؟

۶:...... کانا دجال کون تھا؟ کیا اسے بھی زندہ اُٹھالیا گیا یا وہ غائب ہوگیا تھا؟

ج...... جی نہیں! ہمارا یہ عقیدہ نہیں، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدیؓ پیدا ہوں گے، اور جب ان کی عمر چالیس برس کی ہوجائے گی تو مسلمانوں کے امیر اور خلیفہ ہوں گے۔

۲:...... حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، اس لئے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہیں ان کو رضی اللہ عنہ کہنا صحیح ہے۔

۳:...... مسلمان جس شخص کو اپنا امیر بنالیں وہ مسلمانوں کا امام ہے، امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد نہیں کئے جاتے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بطور انعام امام بنایا ہے۔

۴:...... مسجد کے امام نماز پڑھانے کے لئے مقتدیوں کے پیشوا ہیں، چار امام اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے مسلمانوں کے پیشوا ہیں، اور شیعہ اور اسماعیلی جن لوگوں کو امام مانتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا معصوم سمجھتے ہیں، اور ان کا درجہ نبی کے برابر بلکہ نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں، یہ عقیدہ اہل سنت کے نزدیک غلط بلکہ کفر ہے۔

۵:......میں اُوپر چاروں اماموں کا، اور شیعوں کے بارہ اماموں کا فرق بتاچکا ہوں۔

۶:......کانا دجال قربِ قیامت میں نکلے گا، یہ یہودی ہوگا، پہلے نبوت کا پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کے زندہ اٹھائے جانے کی بات غلط ہے۔

## حضرت ابراہیمؑ نے ملائکہ کی مدد کی پیشکش کیوں ٹھکرادی؟

س......ایک حدیث ہے کہ:

۱:......"حدثنا معتمر بن سليمان التيمی عن بعض اصحابه قال جاء جبريل الی ابراهيم عليه السلام وهو يوثق او يقمط ليلقی فی النار قال: يا ابراهيم! الک حاجه؟ قال: اما اليک فلا!"

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ج:۸ ص:۳۴)

۲:......"وروی ابی بن کعب الخ وفيه قال فاستقبله جبريل فقال: يا ابراهيم! الک حاجه؟ قال: اما اليک فلا! فقال: فاسئل ربک! فقال: حسبی من سؤالی علمه بحالی!" (تفسیر قرطبی ج:۱۱ ص:۲۰۳)

۳:......"فاتاه خازن للرياح وخازن المياه يستأذنه فی اعدام النار، فقال عليه السلام: لا حاجة لی اليکم! حسبی الله ونعم الوکيل."

۴:......"وروی ابن کعب الخ وفيه فقال: يا ابراهيم! الک حاجة؟ قال: اما اليک فلا!" (روح المعانی ج:۹ ص:۶۸)

۵:......اسی طرح تفسیر مظہری اُردو ج:۸ ص:۵۴ میں حضرت اُبی بن کعبؓ کی روایت بھی ہے۔

۶:......"وذکر بعض السلف ان جبريل عرض له فی الهواء فقال: الک حاجة؟ فقال: اما اليک فلا!" (البداية والنهاية ج:۱ ص:۱۴۹)

۷:......"وذکر بعض السلف انه عرض له جبريل وهو فی الهواء فقال: الک حاجة؟ فقال: اما اليک فلا! واما من الله فلی." (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۱۸۴)


فہرست

ان مندرجہ بالا روایات کے پیشِ نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کو اس انداز سے بیان کرنا کہ: فرشتے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر حاضر ہوئے اور ابراہیمؑ کو مدد کی پیشکش کی، لیکن ابراہیمؑ نے ان کی پیشکش کو قبول نہ کیا، درست ہے یا نہیں؟

ج:...... یہ تو ظاہر ہے کہ ملائکہ علیہم السلام بغیر اَمر و اِذنِ الٰہی دَم نہیں مارتے، اس لئے سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰات والتسلیمات کو ان حضرات کی طرف سے مدد کی پیشکش بدوں اِذنِ الٰہی نہیں ہوسکتی، لیکن حضرت خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰات والتسلیمات اس وقت مقامِ توحید میں تھے، اور غیراللہ سے نظر یکسر اُٹھ گئی تھی، اس لئے تمام اسباب سے (کہ من جملہ ان کے ایک دعا بھی ہے) دست کش ہوگئے، کاملین میں یہ حالت ہمیشہ نہیں ہوا کرتی: ''گاہے باشد و گاہے نہ، ولکن یا حنظلہ ساعۃ!' ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب!

## حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کے متعلق سوالات

س...... کہا جاتا ہے کہ ہم سب آدمؑ و حواؑ کی اولاد ہیں اس حوالے سے حسب ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

س...... حضرت آدمؑ و حواؑ کی کیا کوئی بیٹی تھی؟

ج...... بیٹیاں بھی تھیں۔

س...... اگر ان کی کوئی بیٹی تھی؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آدم کے بیٹوں سے ہی اس کی شادی ہوئی ہوگی اور اگر ایسا ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب یعنی پوری نوعِ انسانی حرامی ہے؟

ج...... حضرت آدم علیہ السلام کے یہاں ایک پیٹ سے دو اولادیں ہوتی تھیں، ایک لڑکا اور ایک لڑکی، ایک پیٹ کے دو بچے آپس میں سگے بھائی بہن کا حکم رکھتے تھے، اور دُوسرے پیٹ کے بچے ان کے لئے چچازاد کا حکم رکھتے تھے، یہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت تھی، ایک پیٹ کے لڑکے لڑکی کا عقد دُوسرے پیٹ کے لڑکے لڑکی سے کردیا جاتا تھا۔

س...... قصۂ بنی آدم کی روایتی تشریح کے حوالے سے حسب ذیل قرآنی آیات کی کیا تشریح ہوگی؟

الف:...... ''ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا'' (۲۳/۱۲)

یاد رہے کہ مٹی کا پتلا نہیں کہا گیا ہے۔

ج...... ''مٹی کے خلاصہ'' کا مطلب یہ ہے کہ روئے زمین کی مٹی کے مختلف انواع کا خلاصہ اور جوہر، اس سے حضرت آدم علیہ السلام کا قالب بنایا گیا، پھر اس میں رُوح ڈالی گئی۔

ب:...... تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ سے وقار کے آرزومند نہیں ہوتے اور یقیناً اس نے تمھیں مختلف مراحل سے گزار کر پیدا کیا ہے...... اور تمھیں زمین سے اگایا ہے ایک طرح کا اگانا۔ (۷۱/۱۷،۱۳)

یہاں مختلف ''مراحل سے گزار کر پیدا کرنے'' اور ''زمین سے اگانے'' کا کیا مطلب ہے؟

ج...... یہاں عام انسانوں کی تخلیق کا ذکر ہے کہ غذا مختلف مراحل سے گزر کر مادۂ منویہ بنی، پھر ماں کے رحم میں کئی مراحل گزرنے کے بعد آدمی پیدا ہوتا ہے۔

س...... سورۂ اعراف کی آیات ۱۱ تا ۲۵ کا مطالعہ کیجئے، ابتداء میں نوع انسانی کی تخلیق کا تذکرہ ہے، پھر آدمؑ کیلئے سجدہ، پھر اس کے بعد ابلیس کا انکار اور چیلنج، لیکن چیلنج کے مخاطب صرف آدمؑ اور اس کی بیوی نہیں، تثنیہ کا صیغہ استعمال نہیں کیا گیا بلکہ جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا، اس کا مطلب ہے تعداد زیادہ تھی ایسا کیسے ہوگیا؟ جبکہ وہاں صرف آدمؑ و حواؑ ہی تھے، اس کے بعد آدمؑ و حواؑ کا تذکرہ ہے جن کے لئے تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، لیکن آخر میں جہاں ہبوط کا ذکر ہے وہاں پھر جمع کا صیغہ ہے ایسا کیوں ہے؟

ج...... حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے قصہ سے مقصود اولادِ آدم کو عبرت و نصیحت دلانا ہے، اس لئے اس قصہ کو اس عنوان سے شروع کیا کہ ہم نے ''تم کو پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائیں۔'' یہ بات چونکہ آدم علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں تھی، بلکہ ان کی اولاد کو بھی شامل تھی اس لئے اس کو خطاب جمع کے صیغہ سے ذکر کیا، پھر سجدہ کے حکم، اور ابلیس کے انکار اور اس کے مردود ہونے کو ذکر کر کے ابلیس کا یہ انتقامی فقرہ ذکر کیا کہ میں ''ان کو گمراہ کروں گا۔'' چونکہ شیطان کا مقصود صرف آدم علیہ السلام کو گمراہ کرنا نہیں تھا، بلکہ اولاد

آدم سے انتقام لینا مقصود تھا، اس لئے اس نے جمع غائب کی ضمیریں ذکر کیں، چنانچہ آگے آیت:۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ ''اے اولادِ آدم شیطان تم کو نہ بہکا دے، جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا۔'' اس سے صاف واضح ہے کہ شیطان کی انتقامی کارروائی اولادِ آدم کے ساتھ ہے۔

اور ہبوط میں جمع کا صیغہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم و حواء علیہما السلام کے علاوہ شیطان بھی خطاب میں شامل ہے۔

نیز تثنیہ کے لئے جمع کا خطاب بھی عام طور سے شائع و ذائع ہے، اور بایں نظر بھی خطاب جمع ہوسکتا ہے کہ آدم و حوا علیہما السلام کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی خطاب میں ملحوظ رکھا گیا ہو۔

س...... ابتدا میں بشر کا ذکر ہے اور ضمیر واحد غائب کی ہے لیکن جب ابلیس چیلنج دیتا ہے تو ضمائر جمع غائب شروع ہوجاتی ہیں کیوں؟

ج...... اُوپر عرض کرچکا ہوں کہ شیطان کے انتقام کا اصل نشانہ اولادِ آدم ہے، اور شیطان کے اس چیلنج سے اولادِ آدم ہی کو عبرت دلانا مقصود ہے۔

س...... اگر حضرت آدم نبی تھے تو نبی سے خطا کیسے ہوگئی اور خطا بھی کیسی؟

ج...... حضرت آدم علیہ السلام بلاشبہ نبی تھے، خلیفۃ اللہ فی الارض تھے، ان کے زمانہ میں انہی کے ذریعہ احکاماتِ الٰہیہ نازل ہوتے تھے، رہی ان کی خطا! سو اس کے بارے میں خود قرآن کریم میں آچکا ہے کہ: ''آدم بھول گئے'' اور بھول چوک خاصۂ بشریت ہے، یہ نبوت و عصمت کے منافی نہیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ اگر روزہ دار بھول کر کھالے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت برحق تھی

س...... اگر ہمارے تین خلفاء کو حضرت علیؓ سے محبت تھی اور جب حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے نائب و اہلِ بیت اور ان کے عزیز بھائی موجود تھے، اور اگر ان میں کچھ بھی نہ ہو لیکن یہ صفت تو موجود تھی، بقول حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ''جس کا میں مولا اس کا علی مولا۔''

اور حضرت عمرؓ نے آکر حضرت علیؓ کو غدیر خم میں مبارک باد دی تھی کہ ''اے علیؓ آپ خدا کے تمام مؤمنین و مؤمنات وکل صحابہ کرامؓ کے مولا مقرر ہوئے۔'' تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرات خلفاء نے حضرت علیؓ کو خلیفہ کیوں نہیں بنایا؟ اور کیوں سقیفہ میں ان تین خلفاء میں سے کسی نے بھی حضرت علیؓ کو نامزد نہیں کیا؟

ج...... غدیر خم میں جو اعلان ہوا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوستی کا تھا، خلافت کا نہیں، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلیٰ پر کھڑا کیا، اور اپنی بیماری میں ان کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا، حضرت ابوبکرؓ امام تھے، اور حضرت علیؓ مقتدی، اس لئے خلافت بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔

س...... ہمارے تینوں خلفاء نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ مبارک میں شرکت کیوں نہیں کی؟ اور اگر خلافت کا مسئلہ درپیش تھا تو امر خلافت ملتوی کیوں نہیں کیا؟ کیا رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ان کی خلافت تھی؟ اور کیوں ان حضرات نے خبر نہیں دی کہ یہاں خلافت کا مسئلہ درپیش ہے؟ اور حضرت علیؓ سے اس بارے میں مشورہ کیوں نہ کیا؟

ج...... حضرات خلفائے ثلاثہؓ نے جنازے میں شرکت فرمائی ہے، اور یہ طے شدہ بات ہے کہ کسی حاکم کے انتقال کے بعد سب سے پہلے اس کے جانشین کا تقرر کیا جاتا ہے، امت جانشین اور حاکم کے بغیر نہیں رہ سکتی۔

س...... جس طرح ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے آپ اس کو اصولاً کیا کہیں گے؟ الیکشن ہو نہیں سکتا، سلیکشن یہ بھی نہیں ہوسکتا، نومینیشن یہ بھی نہیں، تو کیا معاملہ تھا؟ اور اس کا کیا نام رکھا جائے گا؟ اور کس طرح یہ خلافت جائز قرار دی جائے گی؟

ج...... تمام صحابہ کرامؓ نے (جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی، اس سے بڑھ کر انتخاب (الیکشن) کیا ہوگا...؟ ایک شخص بھی نہیں تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے مقابلے میں خلافت کا مدعی ہو۔

س...... جناب فاطمہؓ کی دلی حالت مرتے دم تک ان تین خلفاء سے کیسی رہی؟ اگر آپ رضا

مند تھیں تو آپ نے اور آپ کے شوہر حضرت علیؓ نے اپنی حیات تک بیعت کیوں نہ کی؟ اور اگر آپ ان لوگوں سے ناراض تھیں اور آپ نے اسی حالت میں انتقال فرمایا تو آپ کا اعتقاد مذہبی وہی ہوا نا جو شیعوں کا ہے؟

ج...... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکرؓ سے راضی تھیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت بھی کی تھی۔

س...... مولانا صاحب میرا آخری سوال یہ ہے کہ ابوطالب کافر تھے یا مسلمان؟

ج...... ان کا اسلام نہ لانا ثابت ہے۔

## علاماتِ قیامت

س...... ہم آئے دن لوگوں سے سنتے ہیں کہ قیامت آج آئی کہ کل آئی، مگر ابھی تک تو نہیں آئی، کیا اس کی کوئی نمایاں علامتیں ہیں جن کو دیکھ کر آدمی سمجھ لے کہ بس اب قیامت قریب ہے؟ ایسی کچھ نشانیاں بتلادیں تو احسانِ عظیم ہوگا۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ زمانے کے بارے میں بہت سے اُمور کی خبر دی ہے، جن میں سے بہت سی باتیں تو صدیوں سے پوری ہوچکی ہیں، بعض کو ہم نے اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے دیکھا ہے، مثلاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ مبارک:

”عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنھا الٰی یوم القیامۃ.“

ترجمہ:...... ”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو قیامت تک اس سے اُٹھائی نہیں جائے گی۔“

”ولا تقوم الساعۃ حتّٰی یلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتّٰی تعبد قبائل من امتی الاوثان.“

ترجمہ:...... ”اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ


فہرست

میری امت کے کئی قبائل مشرکوں سے جاملیں گے، اور یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبائل بت پرستی کرنے لگیں گے۔“

”وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلٰثون، کلھم یزعم انہ نبی اللہ، وانا خاتم النبیین، لا نبی بعدی.“

ترجمہ:......”اور میری امت میں تیس جھوٹے کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں!“

”ولا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاھرین، لا یضرھم من خالفھم حتّٰی یأتی امر اللہ. رواہ ابوداؤد، والترمذی.“ (مشکوٰۃ ص:۴۶۵)

ترجمہ:......”اور میری امت میں ایک جماعت غالب حیثیت میں حق پر قائم رہے گی، جو شخص ان کی مخالفت کرے، وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ (قیامت) آپہنچے۔“

آخری زمانے کی جنگوں کے بارے میں ”ملاحم“ کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد مروی ہے:

”عن ذی مخبر قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ستصالحون الروم صلحا اٰمنا، فتغزون انتم وھم عدوا من ورائکم، فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتّٰی تنزلون بمرج ذی تلول فیرفع رجل من اھل النصرانیة الصلیب فیقول: غلب الصلیب! فیغضب رجل من المسلمین فیدقہ، فعند ذالک تغدر الروم وتجمع للملحمة. رواہ ابوداؤد.“ (مشکوٰۃ ص:۴۶۷)


فہرست

ترجمہ:......''حضرت ذومخبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: تم اہلِ روم (نصاریٰ) سے امن کی صلح کروگے، پھر تم اور وہ مل کر مشترکہ دشمن سے جہاد کروگے، پس تم منصور و مظفر ہوگے، غنیمت پاؤگے اور تم صحیح سالم رہوگے۔ پھر ٹیلوں والی سرسبز وشاداب وادی میں قیام کروگے، پس ایک نصرانی، صلیب اُٹھاکر کہے گا کہ: صلیب کا غلبہ ہوا! اور ایک مسلمان اس سے مشتعل ہوکر صلیب کو توڑ ڈالے گا، تب رومی عہد شکنی کریں گے، اور لڑائی کے لئے جمع ہوں گے۔''

اسلام اور نصرانیت کی یہ جنگ حدیث کی اصطلاح میں ''ملحمة الکبریٰ'' (جنگِ عظیم) کہلاتی ہے، اس کی تفصیلات بڑی ہولناک ہیں، جو ''ابواب الملاحم'' میں دیکھی جاسکتی ہیں، اسی جنگ میں قسطنطنیہ فتح ہوگا اور فتحِ قسطنطنیہ کے متصل دجال کا خروج ہوگا۔

جس امر کی طرف یہاں توجہ دلانا مقصود ہے، وہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام اور اہلِ نصرانیت کا وہ مشترکہ دشمن کون ہے، جس سے یہ دونوں مل کر جنگ کریں گے؟ کیا دُنیا کی موجودہ فضا اسی کا نقشہ تو تیار نہیں کر رہی...؟

## کچھ ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے بارے میں

س......علوی مالکی نام کے ایک مکی عالم کی کتاب کا اردو ترجمہ ''اِصلاحِ مفاہیم'' آج کل زیرِ بحث ہے، بعض حضرات اس کتاب کو دیوبندی بریلوی نزاع کے خاتمہ میں ممد و معاون قرار دیتے ہیں، تو بعض دُوسرے اسے دیوبندی موقف کی تغلیط اور بریلوی مؤقف کی تائید اور تصدیق سمجھتے ہیں، صحیح صورتِ حال سے نقاب کشائی فرما کر ہماری راہ نمائی فرمائی جائے۔

ج......جی ہاں! مکہ مکرمہ کے ایک عالم شیخ محمد علوی مالکی کی کتاب ''مفاهيم يجب ان تصحح'' کافی دنوں سے معرکۃ الآراء بنی ہوئی ہے، پاکستان میں اس کا ترجمہ ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے نام سے شائع کیا گیا، اور اب ہمارے حلقوں میں اس پر اچھا خاصا نزاع برپا ہے۔ ''انوارِ مدینہ، لاہور''، ''الخیر، ملتان'' اور ''حق چار یار، چکوال'' میں اس سلسلہ میں کافی مضامین شائع ہوچکے ہیں۔ کتاب کے ناشر جناب پروفیسر الحاج احمد عبدالرحمٰن زید لطفہٗ نے اس سلسلہ میں اس ناکارہ کی رائے طلب فرمائی، راقم الحروف نے ان کے خط کے جواب میں اس کتاب پر مفصل تبصرہ کا ارادہ کیا، اور چند اوراق لکھے بھی، لیکن پھر خیال آیا کہ اس کے لئے طویل فرصت درکار ہوگی، اس لئے ایک مختصر سا خط ان کی خدمت میں لکھ دیا، چونکہ اس بارے میں استفسارات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، چنانچہ حال ہی میں ایک صاحب کا خط آیا اور اس بارے میں اس ناکارہ سے مشورہ طلب کیا گیا، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کردیا جائے۔

لہٰذا ذیل میں پہلے وہ مختصر سا خط دیا جارہا ہے جو جناب پروفیسر احمد عبدالرحمٰن کے نام لکھا گیا تھا، اس کے بعد وہ مفصل خط پیشِ خدمت ہے، جو انہی کے نام لکھنے شروع کیا تھا، لیکن اسے اَدھورا چھوڑ کر مختصر خط لکھنے پر اکتفا کیا گیا، اور اس کی تکمیل بعد میں کی گئی اور آخر میں چند حضرات کے خطوط اور اس ناکارہ کی جانب سے ان کے جوابات درج کئے جارہے ہیں، والله الموفق لكل خير وسعادة!

## پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم ومکرم جناب پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صاحب زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نامہ کرم مع ہدیہ مرسلہ ''اِصلاحِ مفاہیم'' کافی دنوں سے آیا رکھا تھا، کثرتِ مشاغل نے کتاب اُٹھاکر دیکھنے کی بھی مہلت نہ دی، ادھر خود طبیعت بھی اس طرف مائل نہ ہوئی، یہ ناکارہ تو طاقِ نسیان میں بحفاظت رکھ چکا تھا، یکایک خیال آیا کہ آنجناب منتظرِ جواب ہوں گے، چنانچہ کتاب کو پڑھا، داعیہ پیدا ہوا کہ اس پر کسی قدر مفصل تبصرہ کروں، مگر مشاغل اس کی اجازت نہیں دیتے، اس لئے مختصراً لکھتا ہوں کہ کتاب کے بعض مباحث تو بڑے ایمان افروز ہیں، مگر جنابِ مصنف نے جگہ جگہ مخمل میں ٹاٹ کی پیوندکاری کی ہے، اور شکر میں اپنے منفرد افکار ومفاہیم کا زہر ملادیا ہے، لہٰذا کتاب کے بارے میں اس ناکارہ کی رائے جناب محترم مولانا الحاج الحافظ مفتی عبدالستار دام مجدہٗ (صدر مفتی جامعہ خیرالمدارس، ملتان) کے ساتھ متفق ہے، یہ کتاب ہمارے اکابرِ دیوبند کے مسلک ومشرب کی ہرگز ترجمان نہیں، اور اس سے امت کے درمیان اتحاد واتفاق کی جو اُمیدیں وابستہ کی گئی ہیں وہ نہ صرف موہوم بلکہ معدوم ہیں۔ اس کے برعکس اس ناکارہ کا احساس یہ ہے کہ امت تو امت، یہ کتاب ہمارے احباب کے درمیان منافرت ومغایرت اور تشتت وانتشار کی موجب ہوگی، اگر کتاب کے ترجمہ اور اس کی اشاعت سے قبل اس ناکارہ سے رائے لی جاتی تو یہ ناکارہ نہ ترجمہ کا مشورہ دیتا، نہ اشاعت کا۔ جن حضرات نے اس پر تقریظات ثبت فرمائی ہیں، اس ناکارہ کا احساس ہے کہ انہوں نے بے پڑھے محض مؤلف کے ساتھ حسنِ ظن اور عقیدت سے مغلوب ہوکر لکھ دی ہیں، اور اگر کسی نے پڑھا ہے تو اس کو ٹھیک طرح سمجھا نہیں، نہ ہمارے اکابر کے مسلک کو صحیح طور پر ہضم کیا ہے، بلکہ اس ناکارہ کو یہاں تک ''حسنِ ظن'' ہے کہ بہت سے حضرات نے کتاب کے نام کا مفہوم بھی نہیں سمجھا ہوگا، اگر ان سے دریافت کرلیا جائے کہ ''مفاهيم يجب ان تصحح'' کا کیا مطلب ہے؟ تو شاید

تیر نشانہ پر نہ لگا سکیں۔ چنانچہ اس کا اُردو نام ''اِصلاحِ مفاہیم'' غمازی کرتا ہے کہ فاضل مترجم اس کا مطلب نہیں سمجھے، اُمید ہے کہ ان اجمالی معروضات کے بعد مفصل تبصرے کی حاجت نہ ہوگی، دعواتِ صالحہ کا محتاج اور ملتجی ہوں، والسلام!

**محمد یوسف** عفا اللہ عنہ

۲۰/۷/۱۴۱۵ھ

## دُوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مخدوم و مکرم زیدت الطافہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب کا گرامی نامہ موصول ہوئے کئی دن ہوئے، جس میں اس ناکارہ سے ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے بارے میں رائے طلب کی گئی تھی، مگر یہ ناکارہ جناب کے حکم کی تعمیل سے بوجوہِ چند قاصر رہا:

۱:...... یہ ناکارہ اپنے مشاغل میں اس قدر اُلجھا ہوا تھا کہ ڈاک کا جواب نمٹانے سے بھی عاجز رہا، اور بعض سوالات ایسے تھے جو ایک مقالے کا موضوع تھے، یہ خیال رہا کہ ذرا ان مشاغل سے فرصت ملے تو کتاب کو دیکھوں تب ہی کوئی رائے عرض کرسکوں گا۔ ایسی عدیم الفرصتی میں ایک ضخیم کتاب کا سرسری پڑھنا بھی مشکل تھا، چونکہ آنجناب کا تقاضا بھی سوہانِ رُوح بنا ہوا ہے، اس لئے دُوسرے مشاغل سے صرفِ نظر کرکے کتاب کو دیکھا اور جواب لکھنے کی نوبت آئی۔

۲:...... اس ناکارہ کو اکابرِ سلف کی کتابوں سے اُکتاہٹ نہیں ہوتی، نہ ان کے مطالعہ سے سیری ہوتی ہے، لیکن ہمارے جدید محققین کے اسلوب و انداز سے ایسی وحشت ہوتی ہے کہ ان کی کتابوں کے چند صفحے دیکھنا بھی اس ناکارہ کے لئے اچھا خاصا مجاہدہ ہے، اس لئے اس کتاب کو اُٹھا کر دیکھنے ہی کو جی نہیں چاہا۔

۳:...... یہ ناکارہ، زندگی بھر ملحدین و مارقین سے نبرد آزما رہا، اور اس کا ہمیشہ یہ ذوق رہا کہ:

تیغ براں بہر ہر زندیق باش
اے مسلماں! پیرو صدیق باش!

لیکن اپنوں کی لڑائی میں ''دخل در معقولات'' سے یہ ناکارہ ہمیشہ کتراتا رہا، ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے بارے میں بھی اپنی رائے ظاہر کرنے سے ''پُرحذر'' رہا، کیونکہ یہ کتاب خود ہمارے شیخ نوراللہ مرقدہٗ کے حلقہ میں بھی متنازع فیہ بنی ہوئی ہے۔ میرے محترم بزرگ جناب صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی اس کے پُرزور حامی و مؤید ہیں، انہی کے حکم سے یہ کتاب عربی سے اُردو میں نقل کی گئی، اور انہی کے حکم سے پاکستان میں شائع کی گئی۔ دُوسری طرف حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کے عقیدت مندوں کا ایک بڑا حلقہ اس کتاب کو ''شکر میں لپٹا ہوا زہر'' قرار دیتا ہے۔ اس ناکارہ کا یہ خیال رہا کہ تیری حیثیت ''نہ تین میں، نہ تیرہ میں!''، اس لئے اگر تو اس معرکہ سے گریز ہی کرے تو بہتر ہے، بقول شاعر:

فقلت لمحرز لما التقينا
تجنب لا يقطرك الزحام

چنانچہ قبل ازیں صوفی صاحب زید مجدہٗ کے احباب کی جانب سے ایک رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'' شائع ہوا، اور پھر انہی مضامین کو ''اسلامی ذوق'' نامی رسالہ کی شکل میں شائع کیا گیا، اور اس ناکارہ سے ان دونوں رسالوں کے بارے میں رائے طلب کی گئی، لیکن ''ایاز! بقدرِ خویش بہ شناس'' کے پیشِ نظر اس ناکارہ نے مہرِ سکوت نہیں توڑی، اور ان دونوں رسالوں کے بارے میں کچھ لکھنے سے اغماض کیا۔

۴:...... دراصل سکوت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں کوئی کسی کی سننے کو تیار نہیں، ہر شخص اپنی رائے ایسے جزم اور اتنی پختگی کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ گویا ابھی ابھی جبریل علیہ السلام حکمِ خداوندی سے نازل ہوئے ہیں، جب اپنی رائے پر جزم و وثوق کا یہ عالم ہو تو دُوسرے کی رائے کو کون اہمیت دیتا ہے؟ اختلاف کرنے والا خواہ کتنا بڑا عالم ربانی ہو، اور نہایت اخلاص کے ساتھ اختلافِ رائے کا اظہار کرے اس کو- اِلَّا ماشاء اللہ- ہوائے نفس اور کبر و حسد پر محمول کیا جاتا ہے، ایسی فضا میں تنقیدی و اصلاحی رائے تو مفید و کارگر ہوگی

نہیں، البتہ قلوب میں منافرت اور فتنہ میں اضافہ کا سبب ضرور بنے گی، اس لئے اس ناکارہ نے ایسے نزاعی اُمور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو حرزِ جان بنا رکھا ہے:

"بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر، حتّٰی اذا رأیت شحًا مطاعًا وھوی متبعًا دنیًا مؤثرة، واعجاب کل ذی رأی برأیه، ورأیت امرا لا بد لک منه فعلیک نفسک، ودع امر العوام!" (مشکوٰۃ ص:۴۳۷)

ترجمہ:...... "نیکی کا حکم کرتے رہو، اور برائی سے بچتے رہو، یہاں تک کہ جب دیکھو کہ حرص و آز کی اطاعت اور خواہشات کی پیروی کی جارہی ہے، اور دنیوی مفاد کو ترجیح دی جارہی ہے، اور ہر صاحبِ رائے اپنی رائے پر نازاں ہے، اور تم دیکھو کہ کام ایسا ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، تو اپنی فکر کرو، اور عوام کے قصہ کو چھوڑ دو!"

حضراتِ سلف میں یہ مقولہ معروف تھا کہ اپنی رائے کو متہم سمجھو، یہ حضرات اپنی فہم کو ناقص اور اپنی رائے کو علیل جانتے تھے، اور ہمیشہ اس کے منتظر رہتے تھے کہ کوئی ان کو غلطی سے آگاہ کرے تو وہ اس سے رجوع کرلیں۔ حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: حضرت مولانا سیّد سلیمان ندویؒ اپنی جلالتِ قدر اور علوِ مرتبت کے باوصف فرماتے تھے کہ: ابتدائی دور میں (حضرت حکیم الامتؒ سے تعلق سے قبل) مجھ سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ آپ (حضرت بنوریؒ) جیسے حضرات میری کتابوں کو دیکھ کر غلطیوں کی نشاندہی کردیں تو میں اپنی زندگی میں ان سے رجوع کا اعلان کردوں۔

عارف باللہ حضرتِ اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ: ایک بار مولانا بنوریؒ نے "بینات" میں ایک مضمون لکھا، بعد میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ: یہ بات جو آپ نے لکھی ہے، یہ آپ کی شان کے خلاف ہے! فوراً کہنے لگے کہ: "غلطی ہوئی، معاف کردیجئے! آئندہ نہیں ہوگی۔" حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اس بات کو نقل کرکے فرماتے تھے کہ: "بھئی! مولانا بنوریؒ بڑے آدمی تھے!" حضرتؒ بار بار یہ فقرہ دہراتے۔

یہ ہمارے ان اکابرؒ کے واقعات ہیں جن کو ان گناہگار آنکھوں نے دیکھا، ہمارے شیخ برکۃ العصر، قطب العالم مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہٗ کے یہاں تو مستقل اُصول تھا کہ جب تک ان کی تحریر فرمودہ کتاب کو دو محقق عالم دیکھ کر اس کی تصدیق وتصویب نہیں فرمادیتے تھے وہ کتاب نہیں چھپتی تھی۔ اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے اسلاف سلف صالحینؒ کی بے نفسی، اخلاص وللّٰہیت اور فنائیت کا کیا عالم ہوگا؟ لیکن اب ہمارے یہاں استبدادِ رائے کا ایسا غلبہ ہے کہ نہ کوئی کسی کی سننے کو تیار، نہ ماننے کو- اِلَّا ماشاء اللہ- اس لئے یہ ناکارہ اپنے احباب کے درمیان متنازع فیہ مسائل میں اظہارِ رائے سے ہچکچاتا ہے، کہ اوّل تو اس ناکارہ کی رائے کی کوئی قیمت ہی نہیں، پھر اظہارِ رائے سے اِصلاح کی توقع بہت کم ہوتی ہے، بلکہ اگر اپنی رائے کسی صاحب کے خلاف ہوئی تو قلوب میں منافرت پیدا ہونے کا خطرہ قوی ہے۔

حیاۃ الصحابہ (ج:۲ ص:۱۲۰) میں حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کا ایک خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام نقل کیا ہے، جس کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ: ''ہمیں بتایا جاتا تھا کہ آخری زمانہ میں اس امت کا یہ حال ہوجائے گا کہ ظاہر میں بھائی بھائی ہوں گے، اور باطن میں ایک دُوسرے کے دشمن ہوں گے، ہم نے یہ خط آپ کی ہمدردی وخیرخواہی کے لئے لکھا، خدا کی پناہ! کہ آپ اس کو کسی اور چیز پر محمول کریں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

''آخری زمانے کے بارے میں آپ حضرات نے جو کچھ لکھا ہے، آپ اس کے مصداق نہیں اور نہ یہ وہ زمانہ ہے، یہ وہ زمانہ ہوگا جس میں رغبت ورہبت ظاہر ہوجائے گی، اور لوگوں کی رغبت ایک دُوسرے سے دنیاوی مفادات کی غرض سے ہوگی، بلاشبہ آپ حضرات نے جو کچھ لکھا ہے وہ خیرخواہی و ہمدردی کے طور پر لکھا ہے، اور مجھے اس سے استغنا نہیں، اس لئے ازراہِ کرم مجھے لکھتے رہا کیجئے!''

الغرض! مذکورہ وجوہات کی بنا پر یہ ناکارہ ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے بارے میں آپ

کے حکم کی تعمیل کرنے میں متأمل تھا، اور جی یہی چاہتا کہ میں کچھ نہ لکھوں، لیکن پھر خیال ہوا کہ آپ منتظرِ جواب ہوں گے، اور آپ کو جواب نہ ملنے کی شکایت ہوگی۔ اس لئے محض امتثالِ حکم کے لئے لکھتا ہوں، ورنہ میں جانتا ہوں کہ میں کیا اور میری تحریر کیا؟ دعا کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر فتنہ میں اضافہ کا باعث نہ بنے۔ اللّٰھم انی اعوذ بک من شر نفسی! وہ رحیم وکریم میری تحریر کے شر سے اپنے بندوں کو محفوظ فرمائے، اور میری غلطیوں کی پردہ پوشی فرمائے، انہ رحیم ودود!

کتاب ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے سرسری مطالعہ سے اس ناکارہ نے جو اُمور نوٹ کئے، اگر ان پر مفصل گفتگو کی جائے تو اچھی ضخیم کتاب بن جائے گی، اس لئے جزئیاتِ مسائل پر گفتگو کرنے کے بجائے چند اُصولی اُمور کی نشاندہی پر اکتفا کروں گا، واللہ ولی التوفیق!

اوّل:...... جناب مصنف سعودیہ میں اقامت پذیر ہیں، اور اس ماحول میں ایسے حضرات کی آواز غالب ہے جو ذرا ذرا سی باتوں پر شرک کا فتویٰ صادر کرتے ہیں، توسل کا شدّ ومدّ سے انکار کرتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کی زیارت کے ارادے سے سفر کرنے کو بھی روا نہیں سمجھتے، جناب مصنف کا مطمحِ نظر ان حضرات کی تشدد پسندی کی اصلاح ہے، اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ دلائل کے ساتھ ان حضرات کے رویہ میں لچک اور اعتدال پیدا کیا جائے۔ ہندوپاک کا خرافاتی ماحول جناب مصنف کے سامنے نہیں، اور وہ اس سے واقف نہیں کہ برصغیر پاک وہند کے عوام کیسی کیسی بدعات وخرافات میں مبتلا ہیں، اس لئے ان عوام کی اصلاح جناب مصنف کے پیشِ نظر نہیں۔ اس لئے فطری بات ہے کہ جناب مصنف کی تحریر میں سلفی حضرات کی شدتِ بے جا کی اصلاح کی کوشش تو نظر آتی ہے- کہ یہی ان کی کتاب کا اصل موضوع ہے- لیکن عوام کی غلط روی وکج فکری کی اصلاح ان کی تحریر میں نظر نہیں آتی۔ اس کے برعکس ہمارے اکابرِ دیوبند کو دونوں فریقوں کے افراط وتفریط سے واسطہ رہا، سلفی حضرات کی شدت وخشکی سے بھی، اور عوام کی عامیانہ رَوِش سے بھی، اس لئے ہمارے اکابرؒ افراط وتفریط کے درمیان راہِ اعتدال پر قائم رہے اور انہوں نے بڑی خوبصورتی وکامیابی کے ساتھ میزانِ اعتدال

کے دونوں پلوں کو برابر رکھا:

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نہ داند جام و سندان باختن

الغرض! ان متنازع فیہ مسائل میں جو اعتدال و توازن ہمارے اکابرؒ کے یہاں نظر آتا ہے، اسے یہ ناکارہ "لسان المیزان" سمجھتا ہے۔ یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مصنف کی یہ کتاب ہمارے اکابرؒ کے ذوق و مسلک کی ترجمان نہیں، بلکہ اس کا پلہ اہلِ بدعت کی طرف جھکا ہوا ہے، لہٰذا جن حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ مالکی صاحب کی یہ کتاب ہمارے اکابرؒ کے مسلک کی ترجمانی کرتی ہے، اس ناکارہ کے خیال میں ان حضرات نے نہ تو ہمارے اکابرؒ کے مسلک و مشرب کو ٹھیک طرح سے ہضم کیا ہے اور نہ انہوں نے مالکی صاحب کی کتاب ہی کو دقتِ نظر سے پڑھا ہے۔

دوم:...... کتاب پر بہت سے بزرگوں کی تقریظیں ثبت ہیں، جن کو ایک نظر دیکھنے کے بعد قاری مرعوب ہوجاتا ہے، ان بزرگوں کی تقریظ و تصدیق کے بعد مجھ ایسے کم سواد کے لئے بظاہر اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی، لیکن اس ناکارہ کے خیال میں جن بزرگوں نے اس کتاب پر تقریظیں ثبت فرمائی ہیں، انہوں نے حرفاً حرفاً اس کتاب کا مسودہ پڑھنے اور جناب مصنف کے مقاصد تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش نہیں فرمائی، یا تو ان بزرگوں نے کتاب کا مسودہ دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی، یا ان کو غور و تأمل کا موقع نہیں ملا، محض جناب مصنف کی عقیدت و احترام میں یا بعض کسی لائقِ احترام بزرگ کی تقریظ دیکھ کر انہوں نے بھی کتاب پر صاد کردیا، ایسی تقریظیں لائقِ اعتنا نہیں۔

آج کل محض مصنف کے ساتھ حسنِ ظن کی بنیاد پر تقریظیں لکھنے کا عام رواج ہے، اور اس ناکارہ کے نزدیک یہ رَوِش لائقِ اِصلاح ہے، اور یہ رواج لائقِ ترک ہے۔ خود اس ناکارہ کو ذاتی طور پر اس کے ناخوشگوار نتائج کا تجربہ ہوا ہے، اس ناکارہ کا ذوق خود اپنی کتابوں کے بارے میں یہ رہا ہے کہ اپنی کسی کتاب پر اپنے بزرگوں کو بطورِ "تبرک" چند کلمات لکھنے کی کبھی زحمت نہیں دی، نہ اس کی فرمائش کی، کیونکہ ہمیشہ یہ خیال رہا کہ ان اکابر

کے بے حد قیمتی اوقات میں اتنی گنجائش کہاں؟ کہ مجھ ایسے نابکار کی ژولیدہ تحریر پڑھیں اور اپنے قیمتی اوقات کا خون کریں۔ لامحالہ بغیر پڑھے ہی ''کلماتِ تبرک'' تحریر فرمائیں گے، اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اس نادان کی غلطیاں میرے بزرگوں کے سر آن پڑیں گی۔ چنانچہ اس ناکارہ کا رسالہ ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' جو تمام اکابر نے پسند فرمایا، اور ہند و پاک کے بہت سے ناشرین نے ہزاروں کی تعداد میں اسے شائع کیا، مگر اس ناکارہ نے کسی بزرگ سے تقریظ نہیں لکھوائی، سنا ہے کہ ہمارے شیخ برکۃ العصر نوراللہ مرقدہٗ کی مجلس میں بھی یہ پورا رسالہ حرفاً حرفاً پڑھا گیا، اور حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے سامعہ مبارک سے گزرا، لیکن اس ناکارہ کے دل میں کبھی اس کی ہوس پیدا نہیں ہوئی کہ کسی بزرگ سے اس پر تقریظ لکھوائی جائے، اور اپنے کھوٹے سکوں کو بزرگوں کی تقریظات کی مہر سے چالو کیا جائے (اس ناکارہ کی دو کتابوں پر میرے حضرت بنوریؒ نے مقدمہ تحریر فرمایا تھا، مگر میری خواہش اور فرمائش کے علی الرغم، اس کی تفصیل کا موقع نہیں)۔

الغرض کتاب پڑھے بغیر اس پر تقریظیں لکھوانے اور لکھنے کا رواج اس ناکارہ کے خیال میں صحیح نہیں، یہ رَوِش لائقِ اِصلاح ہے، اس ناکارہ کا خیال ہے کہ جناب علوی مالکی صاحب کی کتاب ''مفاهيم يجب أن تصحح'' (عربی) پر تقریظات کا جو انبار نظر آرہا ہے، یہ جناب مصنف کے احترام میں بغیر کتاب پڑھے لکھی گئی ہیں، یا کسی لائقِ احترام شخصیت کو دیکھ کر ان کی تقلید میں صاد کردیا گیا ہے، اس لئے اگر یہ ناکارہ اس کتاب کے بارے میں ایسی رائے کا اظہار کر رہا ہے جو تقریظ لکھنے والے بزرگوں کی توثیق و تصدیق کے خلاف ہو تو اس کو ان بزرگوں کے حق میں سوءِ ادب کا ارتکاب نہ سمجھا جائے، اور نہ ان اکابر کے علم و فضل کے منافی قرار دیا جائے، کیونکہ بزرگوں ہی کا ارشاد ہے کہ:

گاہ باشد کہ کودک ناداں

بہ غلط بر ہدف زند تیرے

سوم:...... اُوپر عرض کرچکا ہوں کہ جناب مصنف کا اصل مدعا سلفی حضرات کے تشدد کی اِصلاح ہے، جو زیرِ بحث مسائل میں ان کے یہاں پایا جاتا ہے، اور جس میں وہ کسی

نرمی اور لچک کے روادار نہیں، جناب مصنف ان کو اپنی اس شدت میں فی الجملہ معذور بھی سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

''ان کو ہم اپنے حسنِ ظن کی بنا پر معذور سمجھیں گے، اور کہیں گے کہ نیت تو ان کی صحیح ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس طرح ان لوگوں نے کیا ہے، لیکن ہم کہیں گے کہ ان حضرات سے ایک بات رہ گئی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں حکمت و مصلحت اور عمدہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔''

(اِصلاحِ مفاہیم ص:۴۹)

یہ دو اُصول جو جناب مصنف نے کتاب کے آغاز ہی میں قلم بند کئے ہیں، بڑے ہی قیمتی اور زرّیں اُصول ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ داعیانہ اسلوب کی رُوحِ رواں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے مخالفین، ناقدین بلکہ مکفّرین تک کے بارے میں بھی یہ حسنِ ظن رکھا جائے کہ ان کی تنقید کا منشا اگر اخلاص ہے، اور وہ واقعتاً رضائے الٰہی کے لئے ایسا کر رہے ہیں، تو نہ صرف یہ کہ وہ معذور ہیں، بلکہ اِن شاء اللہ مأجور بھی۔

دوم یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے بلند پایہ کام میں بھی حکمت و مصلحت کے مطابق احسن سے احسن طریق اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

مجھے یہ توقع تھی کہ جناب مصنف نے جس داعیانہ اسلوب کی نشاندہی فرمائی ہے، وہ خود بھی اس کی پابندی فرمائیں گے اور ان کی یہ کتاب اسلوبِ دعوت کا شاندار مرقع ہوگی، اور وہ متنازع فیہ مسائل کو قلم بند کرتے ہوئے ایسا عمدہ طریق اپنائیں گے کہ ان کی بات بڑی خوشگواری سے ان کے قاری کے گلے سے اُتر جائے۔ بلاشبہ فطری طور پر ہماری یہ خواہش ہوگی کہ جس بات کو ہم حق اور صحیح سمجھتے ہیں، دُوسرے لوگ بھی اس کی حقانیت کے قائل ہوجائیں، لیکن ہم اپنی بات احسن طریق سے مخاطب کو سمجھانے کے مکلّف ہیں، اس کو منوانے کے ہم مکلّف نہیں، ہم نے بڑی خوش اسلوبی سے اپنی بات مخاطب کے سامنے پیش کردی، ہم اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوگئے، آگے اسے مخاطب مانتا ہے یا نہیں؟ یہ اس کی

ذمہ داری ہے، اور اس کی صوابدید ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ جناب مصنف، جن حضرات کو حسنِ ظن کی بنا پر معذور سمجھتے ہیں، انہی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے داعیانہ اور مصلحانہ اندازِ تخاطب اختیار نہیں فرمایا، بلکہ مناظرانہ ومجادلانہ انداز اختیار کیا ہے۔ اور اگر یہ بات یہیں تک محدود رہتی تب بھی فی الجملہ اسے گوارا کیا جاسکتا تھا، مگر افسوس ہے کہ جناب مصنف نے اپنی تحریر میں ترشی بلکہ تلخی کا عنصر اس قدر تیز کردیا ہے کہ یہ توقع از بس مشکل ہے کہ ان کی بات ان کے مخاطب کے گلے سے بہ آسانی اُتر جائے گی، مصنف نے شاید ہی کوئی نکتہ ایسا اُٹھایا ہو جس میں انہوں نے اپنے مخالفوں کو جاہل، غبی، کم عقل، کم فہم، تنگ نظر، بدفہم جیسے ''خطابات'' سے نہ نوازا ہو۔

مثلاً: ''خالق ومخلوق کا مقام'' کے زیرِ عنوان یہ ذکر کرتے ہوئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائی ہیں، جن کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُوسرے افرادِ بشر سے ممتاز ہیں، مصنف لکھتے ہیں:

> ''یہ اُمور بہت لوگوں پر، ان کی کم عقلی، کم فہمی، تنگ نظری اور بدفہمی کی وجہ سے مشتبہ ہوگئے، تو انہوں نے جلدی سے ان اُمور کے قائلین پر کفر اور ملتِ اسلامیہ سے خروج کا حکم لگادیا۔''
>
> (اِصلاحِ مفاہیم ص:۵۷)

ایک جگہ مخالفین کے موقف کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

> ''یہ واضح جہالت ہے۔'' (اِصلاحِ مفاہیم ص:۶۵)

مترجم کا یہ ترجمہ اصل عربی متن کے مطابق نہیں، اصل متن کے الفاظ یہ ہیں: ''وھذا جھل محض'' (اور یہ ''محض جہالت ہے'' یا ''خالص جہالت ہے'')۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> ''حالانکہ حقیقت میں یہ جہالت وتعنت ہے۔''
>
> (مفاہیم عربی ص:۹۲)

الغرض! کتاب میں مسلسل یہی انداز چلا گیا ہے، اور جناب مصنف نے اپنے


فہرست

موقف سے اختلاف رکھنے والوں کے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے میں کسی تکلف سے کام نہیں لیا ہے، ظاہر ہے کہ اگر جناب مصنف کے پیشِ نظر واقعی اس طبقہ کی اِصلاح ہے تو ان کی اِصلاح اس اندازِ گفتگو سے مشکل ہے، بقول غالب:

نکالا چاہتا ہے کام طعنوں سے تو اے غالب!

ترے بے مہر کہنے پر بھلا وہ مہرباں کیوں ہو؟

اس ناکارہ کا خیال ہے کہ سعودیہ کے جن متشدد حضرات کی اِصلاح کے لئے جناب مصنف نے خامہ فرسائی کی ہے، وہ اس کتاب کے مطالعہ سے اِصلاح پذیر نہیں ہوں گے بلکہ ان متوحش الفاظ وخطابات کو پڑھ کر ان کے موقف میں مزید شدت پیدا ہوجائے گی، اس کتاب کے خلاف جوابی کتب ورسائل کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوجائے گا، ادھر کچھ عرب حضرات مصنف کی تائید وحمایت میں کھڑے ہوجائیں گے، اور قلمی جہاد کریں گے، یوں یہ کتاب متعلقہ حلقہ کی اِصلاح کے بجائے ایک نئے معرکہ کارزار کی راہ ہموار کرے گی۔

یہ تو سعودی ماحول میں اس کتاب کے آثار ونتائج ظاہر ہوں گے، جہاں تک ہمارے ہندوپاک کے ماحول کا تعلق ہے! میں اُوپر ذکر کرچکا ہوں کہ ان متنازع فیہ مسائل میں یہاں تین فریق پہلے سے موجود ہیں، ایک گروہ انہی سلفی حضرات کا ہے جن کا تذکرہ اُوپر آچکا ہے، ان پر تو وہی اثرات ہوں گے جو ابھی ذکر کرچکا ہوں، دُوسرا گروہ ہمارے اکابرِ دیوبند کا ہے، میں بتاچکا ہوں کہ یہ کتاب ہمارے اکابرؒ کے ذوق ومشرب کے ساتھ کوئی میل نہیں کھاتی، دیوبندی حلقہ میں یہ کتاب افتراق وانتشار کو جنم دے گی، کچھ حضرات اس کتاب کی تائید وحمایت میں اکابرِ دیوبند کے مسلک کو اس کتاب کے مطابق ڈھالنے کی سعی فرمائیں گے، اور کچھ حضرات اس سے براءت کا اعلان واظہار فرمائیں گے۔ یوں اہلِ حق کے طبقہ میں ایک نئے انتشار وخلفشار کا دروازہ کھلے گا۔ البتہ تیسرا گروہ بریلوی حضرات کا ہے، وہ اپنے موقف کی تائید وحمایت اور ہمارے اکابرؒ کی تجہیل وتحمیق کے لئے اس کتاب کے خوب حوالے دیں گے، اور کتاب پر ثبت شدہ بھاری بھرکم تقریظات کے ذریعہ ان کو دیوبندی حلقہ پر الزام قائم کرنے میں اچھی خاصی آسانی ہوجائے گی۔ کاش! کہ طباعت

سے پہلے اس سلسلہ میں مشورہ کرلیا جاتا تو اس ناکارہ کی رائے میں اس کی اشاعت آپ کی جانب سے نہ ہوتی۔

چہارم:...... جس طرح ہر شیخ کی ''نسبت'' اپنا ایک خاص رنگ رکھتی ہے، جو اس شیخ کے حلقہ کے اکثر منتسبین پر نمایاں ہوتی ہے، مثلاً: رائے پوری حضرات کی نسبت کا رنگ ان کے حلقہ پر اس قدر نمایاں ہے کہ آدمی دور ہی سے دیکھ کر پہچان جاتا ہے کہ یہ حضرات رائے پوری سلسلہ سے منسلک ہیں۔ اسی طرح حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے حلقہ پر حضرتؒ کی نسبت کا رنگ اتنا نمایاں ہے کہ ایک صاحبِ بصیرت آسانی سے پہچان لیتا ہے کہ ان حضرات پر حضرت حکیم الامتؒ کا رنگ غالب ہے، وعلیٰ ہذا۔ الغرض! جس طرح ہر شیخ کی نسبت کا ایک رنگ ہوتا ہے، اسی طرح ہر مصنف کا بھی ایک خاص رنگ ہوتا ہے، جو اس کے حلقۂ عقیدت پر غالب اور نمایاں ہوتا ہے۔ مودودی صاحب کی تحریر کا ایک خاص رنگ ہے، ڈاکٹر اسرار صاحب کی تحریر کا ایک خاص رنگ ہے، وغیرہ، وغیرہ۔

جناب علوی مالکی صاحب نے بھی زیرِ گفتگو کتاب ''مفاہیم'' میں اپنا ایک خاص رنگ بھرا ہے، جس کی طرف اُوپر اشارہ کرچکا ہوں، یعنی اپنے موقف سے اختلاف رکھنے والوں کو کم عقل، کم فہم، تنگ نظر، جاہل، بدفہم اور متعنت سمجھنا، اب جو حضرات جناب مالکی صاحب سے عقیدت وارادت رکھتے ہوں گے وہ اسی رنگ کو اپنائیں گے، اور یہی رنگ ان پر غالب ہوجائے گا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جناب مصنف سے فرطِ عقیدت کی بناپر ان سے ذرا سا اختلاف کرنے کو بھی تنگ نظری، جہالت و بدفہمی پر محمول کریں گے، یا اس اختلاف کا منشا ضد وعناد اور تعنت وہٹ دھرمی کو قرار دیں گے۔ ظاہر ہے کہ جن حضرات پر یہ رنگ غالب ہو وہ دُوسرے کی بات کو نہ تو صبر وتحمل سے سنیں گے، نہ مسئلے کے دلائل پر غور کریں گے، نہ ان کے لئے ہمارے اکابرؒ کا حوالہ مفید ہوگا، کیونکہ جب ان حضرات کے دل میں بطورِ عقیدت یہ بات جم گئی ہے کہ جناب محمد علوی مالکی صاحب ہی عاقل وفہیم ہیں، وہی عالم وخوش فہم ہیں، اور وہی منصف ووسیع النظر ہیں، تو ان کے مقابلہ میں دوسروں کی بات کیا وقعت رکھے گی؟

یہ ایک ایسی صورتِ حال ہے جس کے تصور ہی سے یہ ناکارہ پریشان ہے کہ

جناب علوی صاحب کے عقیدت مندوں سے افہام وتفہیم کی کیا صورت کی جائے؟ اور ان کے دل پر کس طرح دستک دی جائے؟ واللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ!

اور اس پریشانی میں اس وقت دوچنداضافہ ہوجاتا ہے جب دیکھتا ہوں کہ ہمارے شیخ نوراللہ مرقدہٗ کے حلقہ ہی کے حضرات، جناب مالکی صاحب کے دامِ عقیدت ومحبت کے اَسیر ہیں، اور اپنے اکابرؒ کے مسلک ومشرب کو علوی صاحب کے نظریات پر ڈھال رہے ہیں، فالی اللہ المشتکی! کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں تواضع اور فنائیت جو ہمارے شیخ نوراللہ مرقدہٗ کا خصوصی رنگ تھا، اس کا کوئی شمہ بھی نصیب فرمادے، تو آپس کے تشتت وانتشار کے منحوس سائے سے ہم محفوظ رہیں۔

پنجم:......اس ناکارہ نے یہاں تک جو کچھ لکھا وہ یہ سمجھ کر لکھا کہ جناب شیخ محمد علوی مالکی صاحب خوش عقیدہ عالم ہیں، اور ان کے پیشِ نظر صرف متشدد حضرات کی اِصلاح ہے، لیکن ''حق چاریار'' میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ العالی نے بریلوی مکتب کے رسالہ ماہنامہ ''جہانِ رضا، لاہور'' کے حوالہ سے یہ عجیب وغریب انکشاف کیا ہے کہ جناب مصنف محمد علوی مالکی دراصل بریلوی عقیدہ کے حامل اور فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خان مرحوم کے بیک واسطہ خلیفہ ہیں، اور جناب علوی صاحب کی فاضل بریلوی سے عقیدت کا یہ عالم ہے کہ علوی صاحب ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''نحن نعرف تصنیفاتہ وتألیفاتہ فحبہ علامۃ السنۃ، وبغضہ علامۃ البدعۃ.''

ترجمہ:......''ہم امام احمد رضا کو ان کی تصانیف اور تألیفات کے ذریعہ جانتے ہیں، پس ان سے محبت رکھنا سنت کی علامت، اور ان سے عناد، بدعت کی نشانی ہے۔''

(اس تحریر کے بعد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ العالی کے پورے مضمون کا فوٹو ماہنامہ ''حق چاریار'' سے نقل کیا جارہا ہے۔)

حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی کے اس انکشاف کے بعد غور وفکر کا زاویہ یکسر

بدل جاتا ہے، اور صاف نظر آنے لگتا ہے کہ:

ا:...... ''اِصلاحِ مفاہیم'' دراصل بریلوی مکتبِ فکر کے ایک فاضل اور جناب مولانا احمد رضا خان بریلوی مرحوم کے ایک غالی عقیدت مند کی تالیف ہے، جو بریلوی عقائد ونظریات کی نشر واشاعت کے لئے مرتب کی گئی ہے۔

۲:......اس کتاب کا مدعا صرف سلفیوں کے تشدد کی اِصلاح نہیں (جیسا کہ میں نے بطورِ حسنِ ظن اس کا اُوپر اظہار کیا تھا) بلکہ اس کا اصل ہدف دیوبندی حضرات کے مقابلہ میں بریلوی حضرات کے نقطہ نظر کی بھرپور حمایت وتائید ہے۔

۳:......جاہل، غبی، کم فہم، بدفہم اور متعنت وغیرہ الفاظ کی تکرار سے مقصود دراصل اکابرِ دیوبند (حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی سے ہمارے شیخ برکۃ العصر مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی تک تمام اکابر، نور اللہ مراقدہم) کی تجہیل وتحمیق ہے۔

۴:...... جناب مصنف نے دیوبندی حضرات کی تقریظوں کا جو انبار لگایا ہے اس کی اصل غرض بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تقریظات کا یہ اہتمام دراصل اکابرِ دیوبندؒ کے خلاف خود دیوبندی حضرات سے ''اجتماعی فتویٰ'' لینا ہے، تاکہ یہ تمام تقریظ کنندگان بھی اپنے اسلاف کو جاہل ونادان قرار دینے میں متفق ہوجائیں۔

۵:...... بریلوی حضرات کے خیالات سعودی مشائخ کے بارے میں سب کو معلوم ہیں، لیکن جناب مصنف علوی مالکی نے ازراہِ احتیاط شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کا نام بڑے احترام سے لیا ہے، اور جگہ جگہ ان کے حوالوں سے اپنی کتاب کو مرصع ومزین کیا ہے۔

ایک ایسا شخص جو مولانا احمد رضا خان بریلوی کی محبت کو سنی ہونے کی اور ان کی مخالفت کو بدعتی ہونے کی علامت قرار دیتا ہو، اس سے ان سعودی اکابر کی مدح وتحسین کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ شاید ان کی مجبوری ہے کہ اس کے بغیر سعودی ماحول میں اس کتاب کا شائع ہونا مشکل تھا۔

۶:......میرے محترم بزرگ جناب صوفی اقبال صاحب زید مجدہٗ اور ان کے رفقا

جو جناب مصنف علوی مالکی صاحب کی کتاب کے بے حد مداح ہیں، اور اس کی نشر و اشاعت میں سعیٔ بلیغ فرمارہے ہیں، ان کو بھی اس ناکارہ کی طرح جناب مصنف سے حسنِ ظن رہا ہوگا، اور یہ خیال ہوا ہوگا کہ یہ بزرگ (جو بہت سی نسبتوں کے جامع ہیں) سلفی تشدد کے مقابلہ میں "جہادِ کبیر" فرمارہے ہیں، اس لئے حتی الامکان ان کی اعانت واجب ہے۔ ان حضرات کو جناب مصنف کی حقیقت معلوم نہیں ہوگی، کیونکہ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ:

خبث باطن نہ گردد سالہا معلوم!

اگر یہ روایت صحیح ہے کہ جناب صوفی صاحب زیدمجدہٗ جناب علوی مالکی صاحب کے باقاعدہ حلقہ بگوش بن گئے ہیں، تو یہ بھی اسی ناواقفی اور حقیقت تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ مجھے توقع ہے کہ جلد یا بدیر جیسا ان پر اصل حقائق منکشف ہوں گے تو یہ حضرات اپنے موقف پر نظرِ ثانی میں کسی پس وپیش کا اظہار نہیں فرمائیں گے۔

۷:...... جب شیخ علوی مالکی صاحب کا بریلوی طبقہ سے منسلک ہونا عالم آشکارا ہوچکا ہے، تو ان کی کتاب کے نکات پر دیوبندی بریلوی اتحاد و مفاہمت کی دعوت دینا دراصل دیوبندیوں کو بریلوی حضرات کے موقف کی حقانیت کے تسلیم کرنے کی دعوت دینا ہے، اور یہ بات بھی کچھ کم اعجوبہ نہیں کہ یہ یک طرفہ دعوت دیوبندی اکابر کے منتسبین کی طرف سے دی جارہی ہے۔ مولانا احمد رضا خان مرحوم کی جماعت کا ایک فرد بھی اس دعوت میں نمایاں نہیں، اس لئے دُوسرے لفظوں میں بلاتکلف یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دیوبندیوں کو بریلوی بن جانے کی دعوت ہے، اور یہ کہ ہمارے اکابر جو بدعات کے طوفان کے مقابلہ میں اب تک سدِ سکندری بنے رہے ہیں، اب اس دیوار کو توڑ دیا جائے، اور عوام کو بدعات کی وادیوں میں بھٹکنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا جائے، **ولا فعل اللہ ذالک!**

یہ اس ناکارہ نے ارتجالاً چند نکات عرض کردیئے ہیں، دل کو لگیں تو قبول فرمائیے، ورنہ "کلائے بد بریش خاوند!" امید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے۔

والسلام!

**محمد یوسف** عفا اللہ عنہ

## تیسرا خط

''جناب حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہٗ، اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی مبارک میں برکتیں عطا فرمائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد عرض ہے کہ میں یہ عریضہ نہایت دکھ کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ ایک عرصہ سے حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کا مرید ہوں اور حضرت سے محبت بھی ہے۔ ان کے بارے میں دل بالکل صاف ہے، لیکن کتاب ''اِصلاحِ مفاہیم'' کی تائید کی وجہ سے ایک عالم دین کہتے ہیں کہ: اب ان کا عقیدہ ٹھیک نہیں رہا، لہٰذا تمہاری بیعت درست نہیں، حضرت نے مجھے جو معمولات بتائے ان پر عمل کر رہا ہوں۔ آپ بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے عرض ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میرے لئے جو راستہ اختیار کرنا چاہئے، ارشاد فرمائیں! کیونکہ آپ کو بھی حضرت اقدس شیخ الحدیثؒ سے دولتِ خلافت نصیب ہوئی ہے، اس لئے بہتر رائے دیں گے، شکریہ!

آپ بزرگوں کا عقیدت مند ایک بندۂ خدا

نوٹ:...... یہ حضرات تبلیغی جماعت کے خلاف بھی ذہن بناتے ہیں، اس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔''

## جواب

محترم ومکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت مولانا عزیزالرحمٰن مدظلہٗ کے ساتھ اس ناکارہ روسیاہ کو بھی نیازمندی کا

تعلق ہے، وہ میرے خواجہ تاش ہیں، اور اس ناکارہ سے کہیں بہتر و افضل ہیں، تاہم ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے مضامین سے اس ناکارہ کو اتفاق نہیں، اور یہ ہمارے اکابرؒ حضرت قطب العالم گنگوہی نوراللہ مرقدہ سے لے کر ہمارے شیخ برکۃ العصر قطب العالم قدس سرہٗ تک کے مذاق و مشرب کے قطعاً خلاف ہے۔ اس ناکارہ نے کتاب کے ناشر مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی زید لطفہٗ کے اصرار پر اس کتاب کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان کے نام ایک خط میں کردیا ہے۔

کتاب کے مصنف جناب علوی مالکی صاحب دراصل بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، سنا ہے کہ ہمارے صوفی محمد اقبال صاحب زید مجدہٗ ان سے باقاعدہ بیعت ہوگئے، اس لئے ان کی کتاب کی اشاعت کرنے لگے، واللہ اعلم! یہ روایت کہاں تک صحیح ہے؟ جناب مولانا عزیزالرحمٰن صاحب زیدہ مجدہٗ صوفی صاحب سے بہت ہی اخلاص رکھتے ہیں، اس لئے وہ بھی اپنے رفقا کے ساتھ اس کے پُرزور مؤید ہوگئے، اور اس تحریک کا نام ''دیوبندی بریلوی اتحاد کی مخلصانہ کوشش'' رکھ لیا، حالانکہ ہمارے اکابرؒ کی طرف سے تو کبھی افتراق ہوا ہی نہیں تھا کہ ان کو اتحاد کی دعوت دی جائے، جن حضرات (بریلویوں) کی طرف سے افتراق ہوا تھا ان کو اتحاد کی دعوت و تلقین ہونی چاہئے۔

بہرحال اس ناکارہ کے خیال میں یہ بزرگ جو ''اِصلاحِ مفاہیم'' کی بنیاد پر ''دیوبندی بریلوی اتحاد'' کی دعوت لے کر اُٹھے ہیں، یہ بزرگ اپنی اس تحریک میں مخلص ہیں، تاہم ان کا موقف چند وجوہ سے درست نہیں، والعلم عند اللہ!

اوّل:...... یہ کہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں سالہا سال رہنے اور خلافت و اجازت کی خلعت سے سرفراز ہونے کے بعد ان کا کسی علوی مالکی سے رشتۂ عقیدت و بیعت استوار کرنا چہ معنی؟ کسی کی طرف آنکھ اُٹھاکر بھی نہیں دیکھنا چاہئے تھا، یہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ سے تعلق و وابستگی سے بے وفائی ہے۔

دوم:...... ان حضرات نے جناب علوی مالکی صاحب کی حقیقت اور ان کے



فہرست

نظریات کی گہرائی کو نہیں سمجھا، اور یہ کہ ان صاحب کی شخصیت کی تکوین کن کے ہاتھ سے ہوئی؟ اگر ان حضرات کو علم ہوتا کہ یہ حضرت دراصل جناب مولانا احمد رضا خان کے خانوادہ کے ساختہ پرداختہ ہیں، تو مجھے یقین ہے کہ یہ حضرات ان صاحب کے حلقۂ عقیدت میں شامل نہ ہوتے، اور ان کے نظریات کی ترویج و تشہیر میں اپنی صلاحیتیں صرف نہ فرماتے۔

سوم:...... ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے ذریعہ ان حضرات نے دیوبندی حلقہ کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف و نزاع کا جو میدانِ کارزار پون صدی سے گرم رہا ہے، اس میں غلطی اکابرِ دیوبند ہی کی تھی، اب یہ حضرات چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو ان کی غلطی کا احساس دلاکر اس غلطی کی اصلاح پر آمادہ کیا جائے۔ دُوسری طرف بریلوی حضرات کی اصلاح کی کوشش نام کو بھی نہیں، گویا سارا قصور اکابرِ دیوبند کا تھا، اہلِ بدعت اپنے طرزِ عمل میں سراسر معصوم اور حق بجانب ہیں، چنانچہ بریلوی حضرات اس کو اپنی فتح قرار دے رہے ہیں، اور رسائل میں اس کا برملا اظہار کرنے لگے ہیں، غور کیا جاسکتا ہے کہ اصلاح کی یہ یک طرفہ ٹریفک- خواہ وہ کتنے ہی جذبۂ اخلاص پر مبنی ہو- کہاں تک مبنی برحق اور مثمرِ خیر ہوسکتی ہے؟

چہارم:...... اصاغر کا کام اکابر کی اتباع و تقلید اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے، نہ کہ ان کی اصلاح! یہ ناکارہ اپنے اکابر کا کمترین نام لیوا ہے، اور اپنے اکابر کو اربابِ قوتِ قدسیہ سمجھتا ہے۔ دُوسرے لوگ برسوں کی جھک مارنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچیں گے، میرے یہ اکابرؒ اپنی فراست اور قوتِ قدسیہ کی برکت سے پہلے دن اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے، لیکن ''اِصلاحِ مفاہیم'' کی تحریک کی رُوح یہ ہے کہ ہمارے اکابرؒ نے غلطی کی تھی، اب ان کے اصاغر کو چاہئے کہ اپنے بڑوں کی غلطی کی اصلاح کریں، انا للہ وانا الیہ راجعون!

پنجم:...... ان حضرات نے یہ تو دیکھا کہ اگر دیوبندی، ردِّ بدعات میں ذرا ڈھیلے ہوجائیں تو دونوں گروہوں کے درمیان اتفاق واتحاد کا خوشنما شیش محل تیار ہوسکتا ہے، مگر ان حضرات کی نظر اس طرف نہیں گئی کہ پھر تجدیدِ دین اور ردِّ بدعات کا فرض کون انجام دے گا؟

اور سنت کے اسلحہ سے لیس ہوکر حریمِ دین کی پاسبانی کون کرے گا؟ پھر تو عرس، قوالی اور اس قسم کی چیزیں ہی دین کے بازار میں رہ جائیں گی، ولا فعل اللہ ذالک!

ششم:...... علوی مالکی نسبت ہی کا اثر ہے کہ یہ حضرات جلی یا خفی انداز سے تبلیغ کی مخالفت کرتے ہیں، اور لوگوں کو اس ''بیماری'' سے بچانے کے لئے فکرمند رہتے ہیں، حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ ہمارے شیخ نوراللہ مرقدہٗ تبلیغ کے ستونِ اعظم تھے، اور اہلِ تبلیغ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کی کتابوں اور آپ کی تعلیمات کو حرزِ جان بنائے ہوئے نقل و حرکت کر رہے ہیں، اگر علوی مالکی صاحب کی نسبت کے بجائے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کی نسبت کا رنگ غالب رہتا تو ان حضرات سے بڑھ کر تبلیغ کا کوئی مؤید نہ ہوتا۔

بہرحال یہ ناکارہ سمجھتا ہے کہ یہ حضرات اپنی جگہ مخلص ہیں، لیکن اس تحریک میں ان کی نظر سے کئی چیزیں اُوجھل ہوگئی ہیں، اور میں اب بھی توقع رکھتا ہوں کہ جلد یا بدیر ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔

آپ کے لئے اس روسیاہ کا مشورہ یہ ہے کہ آپ، حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب کی بیعت میں بدستور شامل رہیں، اور ان کے بتائے ہوئے معمولات کو پوری پابندی سے بجالائیں، لیکن علوی مالکی نسبت کا رنگ قبول نہ کریں، بلکہ اپنے اکابر کے ذوق و مشرب پر رہیں، اگر مولانا موصوف آپ کو خود ہی اپنی بیعت سے خارج کردیں تو کسی دُوسرے بزرگ سے تعلق وابستہ کرلیں، اس کے بعد بھی مولانا موصوف کے حق میں ادنیٰ سے ادنیٰ بےادبی کا ارتکاب نہ کریں۔

بلاقصد جواب طویل ہوگیا، سمع خراشی پر معذرت چاہتا ہوں، اور کوئی لفظ آپ کے لئے یا آپ کے شیخ کے لئے ناگوار ہو تو اس پر بلاتکلف معافی کا خواستگار ہوں۔ والسلام!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۴۱۵/۱۲/۲۵ھ

# ضمیمہ جات

## ا:......قاضی مظہر حسین مدظلہ کے انکشافات، ماہنامہ ''حق چاریار'' کا عکس ''مکی مالکی کٹر بریلوی ہیں'':

مولانا محمد بن علوی مالکی موصوف کی تصانیف ''حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف''، اور زیرِ بحث کتاب ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موصوف بریلوی مسلک کے عالم ہیں، یہی وجہ ہے کہ حول الاحتفال کا ترجمہ بھی ''میلادِ مصطفیٰ'' کے نام سے ایک بریلوی عالم نے لکھا ہے اور اس کتاب کی اشاعت بھی بریلوی مسلک والوں نے کی ہے۔ اسی طرح ان کی بعض دُوسری تصانیف کا ترجمہ بھی بریلوی علماء نے کیا ہے۔

۲:......لیکن بریلوی مسلک کے ماہنامہ ''جہانِ رضا'' فروری ۱۹۹۲ء کے مطالعہ سے تو اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ کٹر بریلوی عالم ہیں، چنانچہ اس شمارہ کے ص:۲۶ پر حسبِ ذیل عنوان سے مولانا مکی مالکی کے حالات بیان کئے گئے ہیں:

''خانوادۂ بریلی کا ایک عرب مفکر''

فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر محمد علوی الحسنی المالکی مدظلہٗ

از جناب مفتی محمد خان صاحب قادری مدظلہ العالی

آپ کا اسمِ گرامی محمد، والد کا نام علوی اور دادا کا نام عباس ہے، آپ کا تعلق خاندانِ سادات سے ہے، سلسلۂ نسب ۲۷ واسطوں سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ مسلکاً مالکی اور مشرباً قادری ہیں، کیونکہ آپ کے دادا اور والد گرامی دونوں شہزادہ اعلیٰ حضرت اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا تھے، اور آپ خلیفہ اعلیٰ حضرت خطیبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے ہیں، وہیں پرورش پائی، مسجد حرام مدرسۃ الفلاح اور مدرسہ تحفیظ القرآن الکریم سے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ آپ نہایت قدآور شخصیت کے مالک ہیں۔

بیادِ امام اہلِ سنت مجدد وقت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز
بانی مجلس علیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

**بارگاہ رضویت سے عقیدت** علامہ سید محمد علوی مالکی مکی اپنے علم و فضل کو نورانیت دینے کے لئے بارگاہ رضویت سے اپنا حصہ لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو اسلاف کرام کی شان میں انگشت نمائی اور زبان درازی کرنے والوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں اور انہیں ان کی غلط حرکتوں سے باز رکھنے کی کوشش بھی فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے علم و فضل کے بڑے مدعا ہیں۔ بیعت غالبًا اپنے والد بزرگوار سے ہیں۔ حضور مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ تیسری بار جب حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں بہت سے علماء و مشائخ کو خلافت اجازت نے نوازا وہیں علامہ سید محمد علوی مالکی کو بھی تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔

**امام احمد رضا فاضل بریلوی سے عقیدت** مولانا غلام مصطفیٰ مدرس شرف العلوم (ڈھاکہ) حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت مولانا مفتی سعد اللہ مکی سے ملاقات کی مفتی سعد اللہ مکی کے ایماء پر ان کا وفد علامہ سید محمد علوی مالکی سے ملاقات کے لئے گیا دوران ملاقات مولانا غلام مصطفیٰ نے کہا ہم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اتنا سنتے ہی علامہ مالکی سروقد اٹھ کھڑے ہوئے اور فردًا فردًا سبھی لوگوں سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور بے حد تعظیم کی شربت پلایا گیا، قہوہ پیش کیا گیا انہوں نے اپنی پوری توجہ مولانا غلام مصطفیٰ اور ان کے ہمراہیوں کی جانب فرما دی اور ایک ٹھنڈی آہ بھر کر فرمایا "سیدی علامہ مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کو ہم ان کی تصنیفات اور تعلیقات کے ذریعے جانتے ہیں۔ وہ اہلسنت کے علامہ تھے۔ ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا اہل بدعت کی نشانی ہے"۔

## مولانا ضیاء الدین قادری سے تعلق:

خود مولانا مالکی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جن لوگوں سے میں نے سندِ حدیث حاصل کی ہے، ان میں سے ایک معمر ترین بزرگ جن کی عمر سو سال سے زائد ہے، مولانا ضیاء الدین قادری ہیں، ان کی سند نہایت اعلیٰ و افضل ہے، انہوں نے جن بزرگوں سے روایت کی ہے ان میں سے ہندوستان کی مشہور شخصیت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ ہے، جو شیخ زینی دحلان مفتی مکہ کے ہم عصر ہوئے ہیں۔ اس موضوع پر آپ کی کتاب "الطالع السعید" کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ (ص:۲۷)

یہ مولانا ضیاء الدین صاحب قادری جو مولانا احمد رضا خان کے شاگرد و مرید ہیں، وہی ہیں جن کے مکی مالکی صاحب خلیفہ ہیں۔

## فنِ حدیث میں ڈاکٹریٹ:

آپ نے جامعہ ازہر مصر میں فنِ حدیث اور اُصولِ حدیث کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی۔ (ایضاً ص:۲۷)

آپ نے مختلف تعلیمی، تدریسی، تربیتی اور انتظامی ذمہ داریاں سنبھالنے کے ساتھ ساتھ تیس سے زائد کتب تصنیف کی ہیں، جو عالم اسلام کے لئے رہتی دُنیا تک رہنمائی کا کام دیں گی۔ (ایضاً ص:۳۰)

نمبر:۹...... حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر لاجواب کتاب ہے۔ (ایضاً ص:۳۲)

نمبر:۲۲...... مفاهيم يجب ان تصحح الذخائر المحمدیه، پر لوگوں نے جو اعتراض وارد کر کے غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی، ان کا جواب اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ (ایضاً ص:۳۵)

**بارگاہِ رضویت سے عقیدت:** علامہ سید محمد علوی مالکی مکی اپنے علم و فضل کو نورانیت دینے کے لئے بارگاہِ رضویت سے اپنا حصہ لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ اسلاف کرام کی شان میں انگشت نمائی اور زبان درازی کرنے والوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں

اور انہیں ان کی غلط حرکتوں سے باز رکھنے کی کوشش بھی فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے علم وفضل کے بڑے مداح ہیں۔

بیعت غالباً اپنے والد بزرگوار سے ہیں، حضور مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ تیسری بار جب حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں بہت سے علماء ومشائخ کو خلافت اجازت سے نوازا وہیں علامہ سید محمد علوی مالکی کو بھی تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔ (ایضاً ص:۴۱)

نوٹ: یہ مولانا غلام مصطفیٰ رضا بریلوی، لڑکے ہیں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے۔

**امام احمد رضا فاضل بریلوی سے عقیدت:** مولانا غلام مصطفیٰ مدرس شرف العلوم (ڈھاکہ) حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت مولانا مفتی سعد اللہ مکی سے ملاقات کی، مفتی سعد اللہ مکی کے ایما پر ان کا وفد علامہ سید محمد علوی مالکی سے ملاقات کے لئے گیا، دورانِ ملاقات مولانا غلام مصطفیٰ نے کہا ہم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، اتنا سنتے ہی علامہ مالکی سروقد اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرداً فرداً سبھی لوگوں سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور بے حد تعظیم کی، شربت پلایا گیا، قہوہ پیش کیا گیا، انہوں نے اپنی پوری توجہ مولانا غلام مصطفیٰ اور ان کے ہمراہیوں کی جانب فرمادی اور ایک ٹھنڈی آہ بھر کر فرمایا: ”سیدی علامہ مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کو ہم ان کی تصنیفات اور تعلیقات کے ذریعہ جانتے ہیں، وہ اہلسنّت کے علامہ تھے، ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت اور ان سے بغض رکھنا اہل بدعت کی نشانی ہے۔“ (ایضاً ص:۴۱)

## تبصرہ

مندرجہ بالا حالات وواقعات سے واقف ہونے کے بعد تو یقین کرنا پڑتا ہے کہ مولانا مکی مالکی جو فنا فی البریلویت ہیں، آپ کو مولانا ضیاء الدین صاحب قادری کے علاوہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے لڑکے مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب سے بھی اجازت و

خلافت حاصل ہے، اور آپ اس حد تک مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کے عقیدت مند ہیں کہ ان کو اہلِ حق و اہلِ باطل اور اہلِ سنت و اہلِ بدعت کے لئے معیارِ حق قرار دیتے ہیں، اور غیر مبہم الفاظ میں کہتے ہیں کہ:

''ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا اہلِ بدعت کی نشانی ہے۔''

۲:......مولانا احمد رضا خان بریلوی کی علمِ غیب کے موضوع پر تصنیف ''الدولة المكية بالمادة الغيبية'' (عربی طبع جدید ۱۹۸۷ء) کے افتتاحیہ میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:

''امام احمد رضا کی محبوبیت اور مرجعیت کا جو اس وقت عالم تھا اس کے کچھ آثار اب بھی نظر آتے ہیں۔

آیئے مولانا غلام مصطفیٰ (مدرس مدرسہ عربیہ شرف العلوم راجشاہی بنگلہ دیش) کی زبانی سنئے:

''۱۳۷۲ء میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر چند رفیقوں کے ساتھ مولانا سید محمد علوی (مکہ معظّمہ) کے در دولت پر حاضر ہوئے، جب اپنا تعارف ان الفاظ سے کرایا نحن تلاميذ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمة الله عليه (غلام مصطفیٰ، سفرنامہ حرمین شریفین، بنگلہ دیش مطبوعہ ۱۹۶۰ء ص:۶۶) تو سید محمد علوی سروقد کھڑے ہوگئے اور ایک ایک سے معانقہ و مصافحہ کیا اور پھر فرمایا:

''نحن نعرف تصنيفاته وتأليفاته فحبه علامة السنة وبغضه علامة البدعة.''

ہم امام احمد رضا خان کو ان کی تصانیف اور تالیفات کے ذریعہ جانتے ہیں، ان سے محبت سنت کی علامت ہے، اور ان سے

عناد بدعت کی نشانی ہے۔“ (ایضاً ص:۳۲)

## اکابرِ دیوبند، مولانا احمد رضا خان کی نظر میں

یہ حقیقت کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اپنی کتاب ”حسام الحرمین“ میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، مؤلف ”بذل المجھود“ شرح ابی داؤد و مؤلف ”براہینِ قاطعہ“ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، رحمہم اللہ، پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ چونکہ اکابر کی عبارتوں میں قطع و برید کرکے تکفیر کی مہم چلائی گئی تھی، اس لئے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کے جواب میں ”الشہاب الثاقب“ لکھی، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علمائے دیوبند نے ان کے ردّ میں کتابیں لکھیں۔ ”حسام الحرمین“ کے تکفیری فتووں کی بنا پر ہی علمائے حرمین شریفین نے اکابر علمائے دیوبند کو ۲۶ سوالات بھیجے جن کے جوابات حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے لکھے، جن پر اس وقت کے اکابرِ دیوبند اور علمائے حرمین شریفین نے اپنی تصدیقات لکھی ہیں، ہم دیوبندی بریلوی محاذ آرائی نہیں چاہتے اور نہ ہی ہماری یہ بحث بریلوی علماء سے ہے۔

اس وقت ہماری بحث خصوصی طور پر جناب صوفی محمد اقبال صاحب (مقیم مدینہ منورہ)، مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی سے ہے، جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اور خلفاء میں سے ہیں، کیونکہ ان حضرات نے مولانا مکی مالکی کی کتاب مفاہیم کا اُردو ترجمہ ”اِصلاحِ مفاہیم“ کے نام سے شائع کیا ہے، اور جناب صوفی محمد اقبال صاحب موصوف نے مولانا احمد عبدالرحمٰن صاحب صدیقی (نوشہرہ) کے نام بعنوان ”اُردو ترجمہ شائع کرنے کا مقصد“ اس کتاب کی مکمل تائید کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”زیرِ نظر کتاب ”المفاہیم“ کے اُردو ترجمہ میں فیصلہ ہفت

مسئلہ اور المہند والے ہی مسائل کو علمی دلائل کے ساتھ خوب واضح کیا گیا ہے، جس کو عرب وعجم میں فریقین کے جید علمائے کرام نے خوب سراہا ہے۔'' (ص:۱۲)

اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد صدیق اکبر، چوہڑ (راولپنڈی) نے بھی اپنی تقریظ میں لکھا ہے:

''ہم نے فضیلۃ العلامۃ الجلیل السید محمد بن العلوی المالکی الحسنی المکی دامت برکاتہم کی کتاب ''مفاهيم يجب ان تصحح'' کا مطالعہ کیا، ہم نے اس کو ماشاء اللہ ایسی تحقیقی کتاب پایا جس میں انہوں نے مختلف انواع کے فوائد کو علماء کے وقار اور حکماء کے انداز کا التزام کرتے ہوئے عمدہ انداز میں جمع کیا ہے۔ فجزاه الله خيرًا كثيرًا! اور ہم نے دیکھا کہ جو کچھ اس میں ہے وہ مکمل طور پر متقدمین ومتأخرین جمہور اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے.....الخ۔'' (ص:۲۱)

حالانکہ انہوں نے جو نظریات عرس، انعقادِ محفلِ میلاد اور روحِ نبویؐ کا ان مجالسِ مولود میں حاضر ہونے وغیرہ کے پیش کئے ہیں، ان کے ردّ میں اکابر علمائے دیوبند کتابیں شائع کرچکے ہیں، تو کیا مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کے نزدیک یہ اکابر علمائے دیوبند، جمہور اہلِ سنت والجماعت میں شامل نہیں ہیں۔

۲:...... مولانا مکی مالکی نے مولانا احمد رضا خان صاحب کی محبت کو اہلِ سنت کی، اور ان کے ساتھ بغض کو اہلِ بدعت کی نشانی قرار دیا ہے، ان کے نزدیک مولانا احمد رضا خان صاحب معیارِ حق ہیں اور مولانا احمد رضا صاحب اکابرِ دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں۔

## قولِ فیصل

ہم دیوبندی، بریلوی تنازع بڑھانا نہیں چاہتے، لیکن جب کوئی مسئلہ درپیش آئے گا تو اس کو ہم اکابر علمائے دیوبند کی تحقیق کے مطابق حل کریں گے۔ ہم ان حضراتِ اکابر علمائے دیوبند کو، حضرات خاندان ولی اللّٰہی کے بعد مذہباً اہلِ سنت والجماعت کا


فہرست

ترجمان اور وارث تسلیم کرتے ہیں۔ اب آپ حضرات دو کشتیوں میں پاؤں نہ لٹکائیں، حق واضح ہے، ہم آپ حضرات کو اس وقت تک سابق دیوبندی قرار دیتے رہیں گے جب تک کہ آپ مولانا مکی مالکی موصوف کی کتاب ''المفاہیم'' اور ''حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف'' سے صاف طور پر براءت کا اعلان نہیں کرتے، وما علینا الا البلاغ!

خادمِ اہلِ سنت مظہر حسین غفرلہٗ

۲۶؍شعبان ۱۴۱۵ھ۔''

## ۲:......فضیلۃ الشیخ ملک عبدالحفیظ مکی کا خط:

''مخدوم مکرم محترم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، رزقکم اللہ وایانا محبتہ ورضوانہ، آمین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد!

کچھ دنوں قبل لندن پہنچا تھا، وہاں کچھ دوستوں نے رسالہ ''بینات'' محرم الحرام ۱۴۱۶ھ کا دکھایا، جس میں آں مخدوم کا مضمون بعنوان ''کچھ اِصلاحِ مفاہیم کے بارے میں'' دیکھا پڑھا، اس کتاب اور اس کے مصنف سے متعلق کافی کچھ معلومات چونکہ اس سیاہ کار کے ذہن میں ہیں، آنجناب کا مضمون چونکہ کئی جگہ ایسا رُخ اختیار کرگیا ہے جو نہیں ہونا چاہئے تھا (اس سیاہ کار کے خیال میں)، اور وجہ اس کی بظاہر صحیح معلومات کی عدم دستیابی ہے۔ اس لئے خیرخواہی کے طور پر یہ سوچا کہ آں مخدوم کی وسیع النظری اور وسعتِ صدری و کریمانہ اخلاق سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ضرور یہ چیزیں خدمتِ عالی میں عرض کردوں، ویسے یہ سیاہ کار بھی ہمیشہ یہی کوشش کرتا رہا ہے کہ جھگڑوں میں نہ پڑے اور جو آپ نے اس بارے میں فرمایا ہے، آج کل کے حالات کے بارے میں پورا پورا اس کا مؤید ہے۔ مگر یہاں چونکہ مشکل یہ پڑگئی کہ بظاہر یہ معلومات شاید کسی اور ذریعہ سے آں مخدوم تک نہ پہنچ سکتیں اس لئے جلدی میں بے ترتیبی سے ہی سہی چند ملاحظات نمبروار عرض کروں گا۔ آنجناب اپنی عالی حوصلگی وقوی استعداد سے اِن شاء اللہ خود ہی اس کا منشا ومقصد حاصل کرلیں گے۔

ا:......آں مخدوم نے کئی جگہ پہلے دُوسرے اور تیسرے خط میں یہ اظہار فرمایا ہے کہ (جن حضرات نے اس پر تقریظات ثبت فرمائی ہیں، اس ناکارہ کا احساس ہے کہ انہوں نے بے پڑھے مؤلف کے ساتھ حسنِ ظن کی وجہ سے لکھ دی ہیں.....الخ) حالانکہ یہ بات واقعہ کے بالکل خلاف ہے، چونکہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مدظلہ العالی کے بارے میں بھی اس سیاہ کار کو یہ اندازہ ہوا تھا کہ ان کو بھی بعض لوگوں نے اس کے خلاف مختلف انداز سے اُبھارا اور یہی تأثر دیا تو انہوں نے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کے خلاف باقاعدہ بعض حضرات کو خط لکھا، جس کا اس سیاہ کار کو بہت افسوس ہوا۔ مگر حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب کو اس سیاہ کار نے معذور جانا کہ انہیں صحیح معلومات نہیں تھیں اور لوگوں نے غلط انداز سے بھڑکایا، لہٰذا حضرت کی خدمت میں اس سیاہ کار نے اس بارے میں مفصل عریضہ تحریر کیا، جس کی ایک فوٹو اسٹیٹ اس عریضے کے ساتھ ارسال ہے، آں مخدوم سے گزارش ہے کہ اس عریضے کو ضرور اہتمام سے پڑھ لیں، تاکہ تقریظات کے بارے میں حقیقتِ حال واضح ہوجائے۔

۲:...... پہلے خط میں جو آنجناب نے اخیر میں لکھا ہے کہ (اگر کسی نے پڑھا ہے تو اس کو ٹھیک طرح سمجھا نہیں، نہ ہمارے اکابر کے مسلک کو صحیح طور پر ہضم کیا ہے بلکہ اس ناکارہ کو یہاں تک "حسنِ ظن" ہے کہ بہت سے دُوسرے حضرات نے کتاب کے نام کا مفہوم بھی نہیں سمجھا ہوگا.....الخ) یہ سب کچھ آں مخدوم نے لکھ دیا - یاللعجب - حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ مقرظین میں حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی، حضرت مولانا سید حامد میاں، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہم العالی جیسے حضرات ہیں۔ یہ سیاہ کار اس پر کیا تبصرے کرے...؟ بہرحال آنجناب جو کہ مجسمہ تواضع ہیں، طبیعتِ مبارکہ کے لحاظ سے ایسے جملے ایسے حضرات کے بارے میں باعثِ حیرت وتعجب ہیں، اس لئے یہ شبہ پڑتا ہے کہ کسی نے آنجناب کو بھی اس بارے میں گرمانہ دیا ہو، ورنہ ایسے کیوں لکھا جاتا؟ واللہ اعلم! لندن میں ایک صاحبِ علم وتحقیق نے آں مخدوم کا مضمون پڑھ کر از خود اس سیاہ کار سے فرمایا

مسکراتے ہوئے (ایسا لگتا ہے کہ کسی نے حضرت مولانا لدھیانوی کو بھڑکایا اوران سے یہ مضمون لکھوایا ہے) واللہ اعلم!

۳:...... آں مخدوم نے دُوسرے خط کے دُوسرے صفحہ پر ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کا ذکر بھی فرمایا ہے، اس رسالے کا تازہ ایڈیشن بھی یہ سیاہ کار بھجوار ہا ہے، جس میں اس نابکار کا مفصل مقدمہ بھی ہے، اور وہ اسی غرض سے ارسال ہے کہ جیسے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب کی خدمت میں بھی عرض کیا ہے، اسی طرح آں مخدوم کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ اسے بغور و اہتمام سے ملاحظہ فرمایا جائے اور مقدمہ یا اصل رسالہ میں جو اصلاحات آپ تجویز فرماویں گے، اِن شاءاللہ ان پر عمل کیا جائے گا، بشرطیکہ مقصودِ رسالہ کے خلاف نہ ہو۔ یہ بات حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے بھی طے ہوچکی ہے، وہ بھی بالکل تیار ہیں کہ جو اصلاح ورَدّ و بدل فرماویں گے اِن شاءاللہ کردیا جائے گا، بشرطیکہ رسالہ کا مقصد فوت نہ ہو، اس سے متعلق اصلاحات کے بارے میں چاہے اس سیاہ کار کو مطلع فرمادیا جائے اور چاہے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کو راولپنڈی۔

۴:...... آں مخدوم نے دُوسرے اور تیسرے خط میں حضرت صوفی محمد اقبال صاحب کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ سید علوی مالکی سے بیعت ہوگئے ہیں، تو اس بارے میں عرض ہے کہ اس سیاہ کار کے علم کے مطابق تو سید محمد علوی مالکی کسی کو بیعت ہی نہیں کرتے۔ اس سیاہ کار نے ایک دفعہ صراحتاً ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ: میں کسی کو بیعت نہیں کرتا، البتہ یہ صحیح ہے کہ انہوں نے حضرت صوفی صاحب کو سلسلہ شاذلیہ میں اجازت وخلافت دی ہے، اور یہ آنجناب کے علم میں ہوگا کہ حضرت صوفی صاحب کو کئی مشائخ نے حضرت کے بعد اجازت مرحمت فرمائی، اس سیاہ کار کے علم کے مطابق ان میں حضرت مولانا محمد میاں، حضرت مولانا فقیر محمد اور ایک نقشبندی بزرگ جو کہ غالباً ڈیرہ غازی خان میں تھے، اسی طرح ایک اور جگہ سے بھی غالباً ہوئی ہے، اور تصوف کے لحاظ سے اس میں بظاہر کوئی حرج بھی نہیں، جیسا کہ خود آں مخدوم کو حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس سرہٗ نے اجازت مرحمت فرمائی، اسی طرح اور حضرات کو کئی اور حضرات نے۔

۵:......حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کے ایک مرید نے آں مخدوم کو جو خط لکھا، اس میں انہوں نے نوٹ دیا کہ: ''یہ حضرات تبلیغی جماعت کے خلاف بھی ذہن بناتے ہیں، اس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے'' اور اس کو من وعن آں مخدوم نے مان کر یہ بھی بے چارے سیّد محمد علوی مالکی کے کھاتے میں ڈال دیا، حالانکہ اس سیاہ کار کے یقینی علم کے مطابق سیّد محمد علوی مالکی تبلیغی کام اور تبلیغی اکابرین سے قلبی تعلق رکھتے ہیں، اور خود وہ سعودی حضرات مکہ مکرمہ، جدہ و مدینہ منورہ والے جو پختگی سے تبلیغی کام میں لگے ہوئے ہیں، وہ ہمیشہ ان کی مجلس میں پابندی و اہتمام سے آتے ہیں، بلکہ سیّد محمد علوی صاحب کے ہاں سبقاً سبقاً اور درساً درساً ''حیاۃ الصحابہ'' پڑھائی جاتی ہے، جسے سیّد صاحب طلبہ کو خود پڑھاتے ہیں۔

بہرحال حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہم العالی کے متعلق یہ الزام کہ وہ تبلیغ کے خلاف ذہن بناتے ہیں، اس سیاہ کار کے خیال میں غلط فہمی پر مبنی ہے۔ چونکہ رائے ونڈ والوں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ کے انتقال کے فوراً بعد تبلیغی نصاب سے ''فضائلِ درود شریف'' کو نکال دیا تھا، اور جب ان کا محاسبہ کیا گیا تو ان میں سے ایک صاحب نے غلط بیانیوں سے پُر ایک خط لکھا، جس کے جواب میں ان کی غلط بیانیاں واضح کی گئیں اور یہ کہ یہ کام تبلیغی اُصول کے بھی خلاف ہے.....الخ۔ چونکہ ایسے عناصر کی مخالفت ہوگئی ہوگی اس لئے اس مرید نے یہ سمجھ لیا کہ نعوذ باللہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ نے نفس تبلیغی کام کی مخالفت کی ہے۔ حالانکہ یہ سیاہ کار جانتا ہے کہ حضرت مولانا کے کتنے ہی مریدین اگر کہا جائے کہ ان کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مریدین تبلیغی جماعت میں اہتمام سے لگے ہوئے ہیں اور حضرت مولانا خود ان کا تعارف کئی بار اس سیاہ کار سے کرواچکے ہیں، کئی ان میں سے اپنے اپنے محلوں اور علاقوں کے امیر و ذمہ دار ہیں۔ یہ سیاہ کار یہ سب چیزیں خود دیکھ چکا ہے تو کیسے یقین کرلیا جائے اس الزام کا؟ ہاں! البتہ وہ بات برحق ہے کہ بعض ایسے افراد و عناصر کی ضرور مخالفت کرتے ہوں گے اور کی ہوگی جنھوں نے فضائلِ درود شریف نکالا یا اور کوئی بے اُصولی کی ہو، اور اس طرح کی تنقید و اَفراد کی مخالفت، جماعت کی مخالفت تو نہیں ہوتی، وحاشا ان یکون ذالک! اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب تو حضرت شیخ

قدس سرہٗ کے عاشقِ صادق ہیں، ان سے کیسے ایسی توقع کی جاسکتی ہے؟ نعوذ باللہ!

۶:...... آخری اور اہم بات یہ کہ آنجناب نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے ''حق چار یار'' میں مضمون کی وجہ سے یہ طے کرلیا کہ ''سیّد محمد علوی مالکی دراصل بریلوی عقیدہ کے حامل اور فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خان مرحوم کے بیک واسطہ خلیفہ ہیں'' اھ۔

اس بارے میں یہ سیاہ کار اپنی معلومات آں مخدوم کی خدمت میں بھی اور آپ کے توسط سے حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں بھی پیش کرنا چاہتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں (پھر اس کے بعد اِن شاء اللہ حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ حوالہ جات و دلائل پر بھی کچھ عرض کروں گا):

عرض ہے کہ سیّد محمد علوی مالکی جن کی پیدائش غالباً ۱۳۶۴ھ یا ۱۳۶۵ھ کی ہے، مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، سادات حسنی خاندان ہے، دسیوں پشتوں سے ان کے ہاں علم کا سلسلہ چلا آرہا ہے، علمی لحاظ سے نہایت وجیہ خاندان ہے، ان کے والد سید علوی بن عباس مالکی مرحوم کے ہمارے تمام اکابر سے تعلقات تھے، اور ہمارے اکابر کے بہت زیادہ مداح تھے۔ بچپن سے یہ سیاہ کار خود دیکھ رہا ہے کہ مدرسہ صولتیہ میں ان کا ہمیشہ آنا جانا رہتا تھا، ہمارے آقا حضرت شیخ قدس سرہٗ کی خدمت میں جب تک حیات رہے ہمیشہ بہت ہی محبت و تعلق سے آتے رہے، طرفین سے عجیب مودت و محبت کا معاملہ ہوتا، مرحوم سید علوی صاحب کی طرف سے بہت ہی زیادہ حضرت کا اکرام ہوتا، بالکل حضرت کے شایانِ شان۔ اسی طرح حضرت مولانا خیر محمد صاحب بہاولپوری مکی کے ہاں بھی ان سیّد علوی مالکی صاحب کی ہمیشہ آمد و رفت رہتی تھی، حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب کا ان کے ہاں ہمیشہ جانا اور ان کا بہت اہتمام سے ان کے ہاں آنا۔ ایک دفعہ یہ سیہ کار بھی حضرت مولانا کے ساتھ سیّد صاحب مرحوم کے ہاں تھا تو سیّد صاحب نے حضرت مولانا سعید صاحب کے بہت محبت سے ہاتھ پکڑے اور سب لوگوں کو (حاضرین کو) مخاطب کرکے فرمایا: ''اشھدوا انی احب ھذا الرجل!'' کئی بار جوش و جذبہ میں یہ جملے دہرائے۔ اسی طرح جو بھی اپنے اکابر

ہند و پاک سے مکہ مکرمہ جاتے سب ہی سے تعلق ومحبت کا معاملہ فرماتے، اسی وجہ سے جب ان کے بیٹے یہ سیّد محمد علوی مالکی مصنف ''مفاہیم'' تعلیم سے فارغ ہوگئے تو انہوں نے ان کو دارالعلوم دیوبند تکمیلِ تعلیم کے لئے بھیجا اور جیسا کہ سیّد محمد علوی صاحب نے اس سیاہ کار کو خود سنایا کہ وہ چھ ماہ تک دارالعلوم دیوبند میں مقیم حضرت مولانا معراج الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہمانی ونگرانی میں رہے اور سب اساتذہ خصوصاً حضرت مولانا سیّد فخرالدین صاحب اور حضرت مولانا فخرالحسن وغیرہ سے استفادہ کیا، مگر وہاں طبیعت سخت خراب ہوگئی جس کی وجہ سے رہنا مشکل ہوگیا اور مجبوراً حسرت سے رخصت لے کر پاکستان سے ہوتے ہوئے واپس مکہ مکرمہ چلے گئے اور پھر جامعۃ الازہر سے پی ایچ ڈی کیا۔

خود ان سیّد محمد علوی مالکی کا حال یہ ہے کہ بہت محبت سے اپنے دارالعلوم دیوبند کے قیام کے قصے سناتے ہیں، بلکہ جب رابطہ کی طرف سے ندوۃ العلماء کے پچاس سالہ جشن میں گئے تو اس کے بعد خاص طور سے حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہرالعلوم وہاں کے اکابر سے ملنے واستفادہ کرنے کے لئے گئے۔

حضرت مفتی شفیع صاحب اور حضرت بنوری قدس سرہٗ سے بہت زیادہ تعلق تھا اور ہے، ہمیشہ ان کے تذکرے کرتے ہیں۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے اپنی تقریظ میں اس تعلق کا حوالہ بھی دیا ہے، جب حضرت بنوریؒ ختم نبوت کی تحریک سے قبل حرمین شریفین آئے تو اس وقت اس سیاہ کار نے خود دیکھا کہ مدینہ منورہ میں کئی روز تک لگاتار سیّد محمد علوی مالکی بڑے اہتمام سے حضرت بنوری قدس سرہٗ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

اسی طرح جتنے بھی اکابر علمائے دیوبند ہند و پاک سے حرمین میں آتے، سیّد محمد علوی کا معمول ہے کہ ان کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں۔ رہا ہمارے حضرت شیخ کے ساتھ ان کا تعلق، تو وہ بیان سے باہر ہے، ہمیشہ اپنے والد صاحب کے انتقال کے بعد سے حضرت شیخ کو اپنے والد کی جگہ جانا، بلکہ ''ابی'' کہہ کے ہی مخاطب کرتے، جب بھی حضرت کی خدمت میں آتے (اور اکثر آتے ہی رہتے تھے) ہمیشہ پہلے حضرت شیخ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیتے، پھر کبھی کندھے کو بوسہ دیتے، پھر ماتھے پر بوسہ دیتے، پھر کبھی گھٹنوں کو


فہرست

اور کبھی پاؤں کو بھی بوسے دے دیتے، اور حضرت اس پر محبت و شفقت سے ان کو لپٹا لیتے، حضرت شیخ ان سے بہت بے تکلف رہتے اور مزاح بھی فرماتے، بالکل جیسے اپنے خواص کے ساتھ معاملہ فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے تقریباً تمامی خدام اس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت نے ہمیشہ سید محمد علوی مالکی کے ساتھ باپ کی طرح معاملہ فرمایا اور انہوں نے بیٹے کی طرح۔ حضرت ہی کی نسبت سے انہیں اس سیاہ کار اور دیگر حضرات کے خدام و متعلقین سے نہایت زیادہ اُنس و محبت ہے، ان کے اسباق میں ہمیشہ موقع بموقع اکابر علمائے حرمین وسلف صالحین کے ساتھ ساتھ ہمارے اکابر کا بھی تذکرہ آتا رہتا ہے، اسی ذیل میں ایک واقعہ سنا تا جاؤں کہ کئی سال قبل مولانا سید عبدالقادر آزاد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ: سید محمد علوی مالکی صاحب سے وقت لے لیں، ہم نے ملاقات کرنی ہے اور چونکہ وقت تھوڑا ہے اس لئے مختصر ملاقات ہوگی۔ میں نے وقت لے لیا مغرب سے عشاء تک، یہ حضرات یعنی مولانا آزاد صاحب اور ان کے ساتھی مولانا حنیف جالندھری، مولانا عبدالقوی ملتان اور مولانا ضیاء القاسمی عین مغرب کے قریب آئے، چائے کے بعد مولانا ضیاء القاسمی صاحب نے فرمایا کہ: آزاد صاحب فرمارہے ہیں کہ سیّد محمد علوی سے ملنے جانا ہے، اور میرا دل تو نہیں چاہ رہا چونکہ سنا ہے کہ وہ بریلوی ہے اس کے ہاں مولود ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ: بریلوی دیوبندی جھگڑا ہند و پاک کا ہے! ایک بات یاد رکھیں کہ عرب نہ کوئی پکا دیوبندی ہوتا ہے نہ بریلوی، البتہ اگر آپ مولود شریف کی مجلس ان کے ہاں ہونے کی وجہ سے انہیں بریلوی کہتے ہیں یا جس نے آپ کو بتایا ہے تو یہ بڑی مشکل پڑ جائے گی کیونکہ مولود تو عربوں میں عام ہے۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ بھی ان میں شریک ہوتے ہیں، شیخ محمد علی صابونی جن کی کتابیں مختصر تفسیر وغیرہ دارالعلوم دیوبند میں پڑھائی جاتی ہیں، ان کے ہاں بھی مولود ہوتا ہے، اور شیخ زینی دحلان و شیخ سید برزنجی جن کی اسانیدِ حدیث ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے لی ہیں، ان کے ہاں بھی ہوتا تھا اور خود سیّد الطائفہ مکہ مکرمہ میں شرکت فرماتے تھے اور خود حضرت امام ربانی گنگوہی قدس سرہٗ کو مکہ مکرمہ کے مولود پر اِشکال نہیں تھا، ہندوستان میں وہاں کے حالات کی وجہ سے منع فرمایا تھا..... الخ۔ اس طرح کی بات کی اور

یہ صاف کہہ دیا کہ دیکھئے! بہرحال سیّد محمد علوی مالکی میری معلوماتِ یقینیہ کے مطابق بریلوی تو قطعاً نہیں ہیں، البتہ کٹر دیوبندی بھی نہیں ہیں، البتہ انہیں ہمارے حضراتِ اکابر واصاغر سے خوب تعلق ہے، اگر شرحِ صدر سے جانا چاہیں تو بسم اللہ، ورنہ میں فون کرکے معذرت کرلیتا ہوں کہ یہ حضرات نہیں آرہے۔ انہوں نے آخر طے کیا کہ نہیں، چلتے ہیں، چلنے میں کیا حرج ہے؟ لہٰذا گئے، وہاں پہنچے مغرب کو تقریباً آدھا گھنٹہ ہوچکا تھا، سیّد محمد علوی صاحب ہمارے دیر سے پہنچنے کی وجہ سے طلبہ کو درس دے رہے تھے، غالباً حدیث شریف ہی کا درس تھا، ہمیں دیکھتے ہی انہوں نے اعلان کردیا کہ سبق ختم، چونکہ مہمان حضرات آگئے ہیں، طلبہ نے جو کہ تیس چالیس غالباً ہوں گے، تپائیاں اُٹھانی شروع کردیں۔

اور ہم لوگوں نے آگے بڑھ کر باری باری مصافحہ شروع کیا سب سے پہلے سید عبدالقادر آزاد صاحب کا تعارف ہوا، پھر مولانا محمد حنیف جالندھری کا، جس پر خیرالمدارس کا بھی تذکرہ آیا اور ساتھ حضرت مولانا خیر محمد صاحب اور حضرت اقدس تھانوی کا بھی، پھر اخیر میں مولانا ضیاء القاسمی صاحب نے مصافحہ کیا، جب اس سیاہ کار نے ان کا نام بتایا تو سیّد صاحب نے فرمایا: "**القاسمی نسبة الیٰ من؟**" تو عرض کیا گیا کہ: "**الیٰ قاسم العلوم مدرسة فی ملتان**"، تو سیّد صاحب نے فرمایا: "**والمدرسة نسبة الی الشیخ محمد قاسم النانوتوی الیس ھٰکذا؟**" تو ہم نے کہا کہ: "**نعم!**" تو جھٹ سیّد صاحب نے اپنے ایک شاگرد کو جو تپائی اُٹھا رہا تھا پوچھا: "**تذکر الشیخ محمد قاسم النانوتوی این ذکرناہ الیوم فی الدرس؟**" تو طالب علم نے تپائی دُوسرے کو پکڑا کر کہا کہ: "**نعم....**" اور پھر تفصیل بتائی کہ فلاں مسئلہ چھڑا تھا تو آپ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی رائے بتائی تھی اور اس پر اعتراض اور پھر اس اعتراض کا جواب۔ یہ ساری بات ہورہی تھی اور سیّد صاحب نے مولانا قاسمی کا ہاتھ محبت سے پکڑا ہوا تھا چھوڑا نہیں، سیّد صاحب نے پوچھا طالب علم سے کہ اور کن علماء و مشائخِ ہند کا ہم نے اس بحث میں تذکرہ کیا؟ تو انہوں نے حضرت انور شاہ صاحبؒ اور حضرت بنوریؒ کا بھی نام لیا تو اس پر پھڑک کر مولانا ضیاء القاسمی نے اپنے انداز میں ہاتھ لہرا کر فرمایا: "واہ قاسم نانوتویؒ! تیرے ڈنکے مکے تے مدینے!"

سیّد صاحب نے قاسمی صاحب کا جوش دیکھا تو مجھ سے پوچھا کہ کیا کہا انہوں نے؟ تو میں نے ٹالا کہ ''انہوں نے خوشی کا اظہار کیا ہے!'' تو سیّد صاحب اَڑ گئے کہ انہیں ان کے جوش والے جملے کا لفظی ترجمہ کرکے بتائیں، تو اس سیاہ کار نے اس کا حرفاً حرفاً ترجمہ کردیا، تو اس پر سیّد صاحب سنجیدہ ہوگئے اور جوش میں فرمایا کہ: ''**نعم! کیف لا هو الامام الکبیر المجاهد العظیم الذی جمع بین العلم والعمل والجهاد والرد علی النصاریٰ والهندوس ..... الخ.**'' بہت کچھ تقریباً دو چار منٹ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی ہی سیرتِ مبارکہ، ان کے کارنامے، ان کے علوم و معارف کو ہی بیان کرتے رہے، جس کا ردِّعمل یہ ہوا کہ جب مجلس برخاست ہوئی تو مولانا ضیاء القاسمی مصر ہوئے کہ سیّد صاحب انہیں کوئی ہدیہ دیں اور انہوں نے اپنے سبز ردا جو کندھوں پر تھا (غالباً) وہی ان کو پیش فرمادیا۔

بہرحال یہ ایک واقعہ ہے جس کے گواہ سب کے سب زندہ سلامت ہیں، ان سے تحقیق کی جاسکتی ہے۔

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ چونکہ اس وقت سعودی عرب و خلیجی ممالک میں جو ایک فکری و عقائدی معرکہ برپا ہے، اس میں اگر سلفی حضرات کے بڑے شیخ بن باز ہیں تو اہلِ حق و جمہور اہلِ سنت کے بڑے سیّد محمد علوی مالکی ہی لوگوں کی نظروں میں شمار ہوتے ہیں، اس وجہ سے بریلوی حضرات کی یہ پوری کوشش ہے کہ وہ سیّد محمد علوی مالکی کو بریلوی ثابت کردیں، اس لئے بعض جگہ غلط بیانیاں بھی ہو رہی ہیں اور کہیں مبالغہ بھی (جیسے کہ اخیر میں یہ سیاہ کار ثابت کرے گا) لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ خود سیّد محمد علوی مالکی صاحب اپنے آپ کو کس پلڑے میں ڈالتے ہیں؟ اس سیاہ کار کی یقینی و حتمی معلومات کے مطابق وہ اکابرِ دیوبند کی طرف مائل ہیں، خود اسی تقاریظ کے مسئلے میں دیکھئے کہ انہوں نے صرف علمائے دیوبند ہی کی تقاریظ لی ہیں، یہ نہ کہا جائے کہ بریلوی علماء کی تقاریظ شاید اس لئے نہ لی ہوں کہ ''یہ نجدی سلفی علماء کے مخالف مشہور ہیں، تو اس سے فائدہ نہ اُٹھاسکتے'' چونکہ انہوں نے عرب کے کئی ملکوں کے ایسے علماء کی تقاریظ لی ہیں جو کہ بریلویوں ہی کی طرح ان حضرات نجدی سلفی علماء کے کٹر مخالف سمجھے جاتے ہیں۔

بلکہ اسی سیاہ کار کی قطعی رائے ہے کہ انہوں نے قصداً وعمداً ایسا کیا ہے تاکہ عملاً وہ اکابر علمائے اہل سنت وجماعت (دیوبند) ہی کے پلڑے میں پڑیں، اس کی تائید میں عرض کروں کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی تقریظ میں جو یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:

”فقد رأینا دائمًا شیخنا الامام القطب محمد زکریا الکاندھلوی المدنی قدس الله سرهٗ یحبه حبًّا شدیدًا ویعتبره کأحد ابنائه وهو ایضًا من اعظم المحبین لشیخنا فی حیاته وبعد مماته کما انه عظیم المحبة والتقدیر لمشایخه ومشایخنا الذین استفاد من علومهم وفاضت علیه برکاتهم کامام العصر المحدث الجلیل السید محمد یوسف البنوری الحسینی، والامام المحدث الکبیر السید فخر الدین المرادآبادی شیخ الحدیث بدار العلوم دیوبند، والامام المفتی محمد شفیع الدیوبندی المفتی الاعظم لباکستان، والامام الداعیة المحدث الشیخ محمد یوسف الکاندھلوی وامثالهم قدس الله سرهم، والارواح جنود مجندة ما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف.“

تو جب یہ جملے سیّد صاحب نے تقریظ میں پڑھے تو ہمارے سامنے تقریظ والے ورق کو محبت وعقیدت سے اپنے سر پر رکھا اور یہ الفاظ فرمائے: ”نعم! علی الرأس والعین!“ تو بتایئے ایسے کوئی بریلوی کرسکتا ہے؟ ہاں! یہ ضرور ہے کہ چونکہ یہ دیوبندی بریلوی جھگڑا ہندوپاک کا ہے، انہیں ان زیادتیوں کی خبر نہیں جو بریلوی حضرات نے اکابرِ دیوبند کے ساتھ کی ہیں، اس لئے علمائے عرب کے دل میں بریلویوں کے بارے میں وہ حساسیت (الرجک) بھی نہیں جو عام طور پر دیوبندیوں میں ہوتی ہے، اور یہ ایک طبعی امر ہے اس لئے جب کوئی بریلوی عالم ان کے ہاں جاتا ہے تو وہ حضرات نقاءِ قلب سے اس

سے ملتے ہیں اور اگر وہ عقیدت ومحبت کا اظہار بھی کرے اور ان کے فکری وعقائدی مخالفین کے ساتھ اپنی بدعقیدگی اور دشمنی کا کھل کر اظہار بھی کرے تو وہ ان سے کھل جاتے ہیں۔

ہر علاقے کے کچھ معروضی حالات ہوتے ہیں، جن کے اثرات لازمی ہوتے ہیں، عرب علاقوں خصوصاً سعودیہ اور خلیجی علاقوں میں ومصر وشام میں تین مسائل میں اختلافات چوٹی پر ہیں:

۱:......سلفیت اور اس کے مقابل اشعریت وماتریدیت۔

۲:......تقلید وعدمِ تقلید۔

۳:......تصوف کی حقانیت اور انکارِ تصوف۔

خود ہمارا حال یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس سیاہ کار کے پاس مصر وشام وعرب کا آتا ہے تو حکمتِ عملی سے ان تینوں چیزوں کے بارے میں تحقیق کرتا ہوں کہ وہ ہمارا موافق ہے یا مخالف؟ تو جب کوئی ان تینوں اُمور میں ہمارے اکابر کے موافق ہوتا ہے تو اگر ایسا شخص اجازتِ حدیث وغیرہ مانگتا ہے تو دے دیتا ہوں اور ایسوں سے بے تکلفی ہوجاتی ہے۔ اب کوئی مصر وشام وغیرہ ان ملکوں میں ان کا کوئی مقامی جھگڑا یا اختلافات ہوں اور ان میں سے کسی میں کوئی گمراہی ہونی بھی ممکن ہے تو یہ سیاہ کار معذور ہوگا کہ اس سے لاعلم تھا، اسی طرح وہاں کے علمائے حرمین شریفین کا عموماً حال ہے، گو اب بہت سی باتیں کھل کر سامنے آرہی ہیں۔ سیّد محمد علوی مالکی کے بارے میں یہ سیاہ کار اپنی یقینی معلومات کے مطابق عرض کرتا ہے کہ وہ اپنے اکابر کے بہت ہی قریب اور انتہائی محبّ وچاہنے والے اور ان کے علم وبزرگی کے نہایت اعلیٰ درجے کے مداح، اور ان کے دین ومعرفت میں قربِ خداوندی میں اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کے مقر ومعترف ہیں۔ دیوبندی بریلوی اختلافات کا کچھ ان کو علم ہے اور دل سے چاہتے ہیں کہ یہ اختلافات ختم ہونے چاہئیں اور ان حضرات (بریلویوں) کی طرف سے اکابرِ دیوبند کی تکفیر کا انہیں علم ہے، جس کی وجہ سے اس امر کی شدید اور پُرزور مذمت کرتے ہیں اور اس پر شدید ترین نکیر کرتے ہیں، البتہ یہ چاہتے ہیں دل سے کہ اس وقت جبکہ عالمی کفر، اسلام ومسلمانوں کے خلاف متحد ہوچکا ہے تو دیوبندی

بریلوی اختلافات کو بھی ختم ہونا چاہئے (یہ ان کی خواہش ہے جس کا وہ ہمیشہ اس سیاہ کار سے اظہار کرتے رہتے ہیں)، گو اس کتاب مفاہیم میں یہ جذبہ کارفرما نہیں تھا، بلکہ یہ کتاب تو سلفی حضرات کی طرف سے جب تکفیر بازی کی گئی تو اس کے ردّ میں یہ لکھی گئی کہ تکفیر کرنی غلط ہے۔

اب یہ سیاہ کار حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے دلائل کی طرف آتا ہے، جس سے انہوں نے سیّد محمد علوی مالکی کا بریلوی بلکہ ''کٹر بریلوی'' ہونا مستنبط فرمایا ہے۔ یہاں سفر میں یہ سیاہ کار اصل رسالہ ''حق چار یار'' کی طرف تو رجوع نہ کرسکا، البتہ آنجناب نے جو ''بینات'' میں ان کا پورا مضمون اس امر سے متعلق نقل فرمایا ہے، اسی پر اکتفا کیا گیا ہے، اور اسی لئے ''بینات'' ہی کے صفحات و سطور کے حوالے ہوں گے۔

**دعویٰ نمبر:۱:**...... بینات ص:۴۸ سطر:۱۹ پر ہے کہ: ''آپ خلیفہ اعلیٰ حضرت خطیبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں.....الخ۔''

یہ تو دعویٰ ہے جناب مفتی محمد خان صاحب قادری کا، ماہنامہ ''جہانِ رضا'' میں، مگر اس دعویٰ کی دلیل جو چند سطروں کے بعد دی گئی ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمائیے ''بینات'' ص:۴۸ سطر:۲۴ جو بلفظہٖ یہ ہے:

> ''خود مولانا مالکی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جن لوگوں سے میں نے سندِ حدیث حاصل کی ہے، ان میں سے ایک معمر ترین بزرگ جن کی عمر سو سال سے زائد ہے مولانا ضیاء الدین قادری ہیں.....الخ۔''

تو قصہ اجازتِ طریق و خلافت کا نہیں ہے، بلکہ اجازتِ حدیث کا ہے، اور اس سے کوئی کسی کا خلیفہ نہیں بنتا، بلکہ اجازتِ حدیث کے لئے معتقد ہونا اور ہم مذہب اور ہم عقیدہ ہونا کچھ بھی ضروری نہیں ہے، جیسا کہ اہلِ فن سے مخفی نہیں، لہٰذا یہ دعویٰ تو باطل ہوگیا کہ سیّد محمد علوی مالکی صاحب مولانا ضیاء الدین قادری مدنی کے خلیفہ ہیں۔

**دوسرا دعویٰ:**......ملاحظہ ہو بینات ص:۵۰ سطر:۲۴:

> ''بیعت غالباً اپنے والد بزرگوار سے ہیں، حضور مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ تیسری بار جب


فہرست

حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں بہت سے علماء ومشائخ کو خلافت واجازت سے نوازا وہیں علامہ سید محمد علوی مالکی کو بھی تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔“

اس سیاہ کار کی رائے یہاں بھی یہی ہے کہ یا تو یہ بھی اجازتِ حدیث ہے، جس کو خلافت وطریقت پر محمول کیا گیا ہے، پھر یہ واقعہ کس زمانہ کا ہے؟ اس کی بھی کچھ خبر نہیں، اور کیا نوعیت ہوئی؟ بہرحال دعوے کی کوئی دلیل نہیں ذکر کی گئی۔

بہرحال تیسرے دعوے و دلیل کو ملاحظہ فرمائیے اور بریلویوں کی غفلت اور ہمارے حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی سادگی بھی ملاحظہ ہو:

**تیسرا دعویٰ:**...... بینات ص:۵۱ سطر:۸ اور اسی طرح ص:۵۳ سطر:۸ پر اور ص:۴۹ سطر:۱۵ پر یہ ہے کہ:

”مولانا غلام مصطفیٰ مدرس شرف العلوم ڈھاکہ حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت مولانا مفتی سعداللہ مکی سے ملاقات کی، مفتی سعداللہ مکی کے ایما پر ان کا وفد علامہ سید محمد علوی مالکی سے ملاقات کے لئے گیا، دورانِ ملاقات مولانا غلام مصطفیٰ نے کہا کہ: ہم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، اتنا سنتے ہی علامہ مالکی سروقد اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرداً فرداً سبھی لوگوں سے مصافحہ ومعانقہ فرمایا اور بے حد تعظیم کی، شربت پلایا گیا، قہوہ پیش کیا گیا، انہوں نے پوری توجہ مولانا غلام مصطفیٰ اور ان کے ہمراہیوں کی جانب فرمادی اور ایک ٹھنڈی آہ بھر کر فرمایا:

سید علامہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کو ہم ان کی تصنیفات اور تعلیقات کے ذریعہ جانتے ہیں، وہ اہلِ سنت کے علامہ تھے، ان سے محبت سنی ہونے کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا


فہرست

اہلِ بدعت کی نشانی ہے۔“

اسی طرح ص:۵۱ اور ص:۴۹ پر ہے، مگر دیکھئے ص:۵۲ پر بعینہٖ یہی قصہ جب ڈاکٹر محمد سعود احمد صاحب ”الدولۃ المکیہ“ کے افتتاحیہ میں نقل فرماتے ہیں تو ذرا تحقیقی انداز سے اس کا سن بھی درج فرماتے ہیں، تو لکھتے ہیں بلفظہٖ بینات ص:۵۲ سطر:۶ ملاحظہ ہو:

”آیئے مولانا غلام مصطفیٰ مدرسہ عربیہ اشرف العلوم راجشاہی بنگلہ دیش کی زبانی سنئے، ۱۳۷۲ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر چند رفیقوں کے ساتھ مولانا سیّد محمد علوی مالکی (مکہ معظّمہ) کے در دولت پر حاضر ہوئے..... الخ۔“

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ حاضری ۱۳۷۲ھ میں ہوئی، یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ ممکن ہے کہ سہو ہوگیا ہو اور یہ حاضری ۱۹۷۲ عیسوی سن میں ہوئی ہو، اس لئے کہ جس سفرنامہ سے یہ حکایت نقل کی جارہی ہے وہ ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے جیسا کہ اسی بینات ص:۵۲ سطر:۱۱ پر مذکور ہے۔

اب آیئے دیکھئے ۱۳۷۲ھ میں سیّد محمد علوی مالکی کی عمر شریف مشکل سے آٹھ سال کی ہوگی، اور ظاہر ہے کہ اس عمر میں مذکورہ وفدان سے ملنے نہیں آیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وفدان کے والد بزرگوار سیّد علوی بن عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا ہوگا اور انہوں نے حرمین شریفین کے عام علماء و اشراف کے طریقہ پر جیسے ہر مہمان خصوصاً اگر علماء ہوں تو ان کا بھی اکرام شربت و قہوہ سے کیا، البتہ جو عبارت نقل کی گئی وہ ”اگر ثابت ہوجائے“ اور اس میں بھی مبالغہ نہ ہو تو اسی پر محمول کی جائے گی کہ اس سے مراد انہی مذکورہ تین مسائل ”سلفیت، تقلید، تصوف“ کی بنا پر، بربنائے مخاصمت سلفیوں غالیوں کے یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہوں نہ کہ بمقابل اکابرِ دیوبند، چونکہ ۱۳۷۲ھ یعنی آج سے تقریباً چوالیس سال پہلے علمائے نجد وہابیین سلفیین اور علمائے حجاز اہل سنت و جماعت کا آپس میں اختلاف بہت زوروں پر نہایت گرم تھا۔ دیکھئے ”الشہاب الثاقب“ میں حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہٗ

کے قلمِ مبارک سے اس کا کچھ نمونہ مل جائے گا۔

بہرحال یہ ملاقات جو کہ سیّد محمد علوی کی طرف منسوب کی گئی اور حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بھی اس کے دھوکے میں آگئے اور اس کی بنا پر سیّد محمد علوی پر کٹر بریلویت کا الزام لگاتے ہیں اور اپنی معلومات کے مطابق ''حق واضح'' قرار دیتے ہیں، یہ صاف صاف ثابت ہوگیا کہ نہ ملاقات ہمارے ان سیّد محمد علوی سے ہوئی اور نہ ہی وہ عبارت انہوں نے کہی۔

اس لئے اس سیاہ کار کا یہ پختہ خیال ہے کہ جیسے پہلے دعویٰ میں خلافت مولانا ضیاء الدین سے قطعاً غلط ہے، وہ صرف اجازتِ حدیث ہے، اور یہ تیسرا دعویٰ بھی قطعاً غلط ہے، اسی طرح دُوسرا دعویٰ بھی یا تو اجازتِ حدیث پر ہی محمول ہے اور یا وہ ان کے والد صاحب کا قصہ ہے ان کا نہیں، اور ہے بھی اس زمانے کا جب سارے اُمور مخفی تھے اور وہ تین اُمور جو اُوپر اس سیاہ کار نے ذکر کئے ہیں کہ انہی کو اصل سب سمجھتے ہیں، چونکہ سیّد علوی کو پتہ چلا ہوگا کہ یہ لوگ (بریلوی) ۱:...غالی سلفی نہیں، اشعری یا ماتریدی ہیں۔ ۲:...حنفی کٹر ہیں۔ ۳:...تصوف کو مانتے ہیں بلکہ قادری ہیں، تو انہوں نے ان کو بتایا کہ ہم ان کو اہلِ سنت سمجھتے ہیں، یقین کرتے ہیں اور یہ سب کچھ بمقابل سلفی منکرینِ تصوف وتقلید کے، نہ کہ بمقابلہ اکابرِ دیوبند کے، چونکہ سیّد علوی مالکی مرحوم کی زندگی بھی ساری ہمارے سامنے ہے کہ ہمارے اکابر کے ہمیشہ مداح ومعترف واکرام وتعظیم میں ہمیشہ مبالغہ کرنے والے رہے، خود اپنے بیٹے کو دارالعلوم دیوبند بھیجا، تو کیسے یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ یہ عبارت انہوں نے مقابلہ علمائے دیوبند کہی ہوگی؟

یہ کچھ معلومات ہیں جو عرض کردی گئی ہیں، آں مخدوم سے گزارش ہے کہ اسے خالی الذہن ہوکر ماحول سے متأثر ہوئے بغیر پڑھیں، اور ارشادِ ربانی:

''یٰأیھا الذین اٰمنوا اذا جاء کم فاسق بنبإٍ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین.''

کو ملحوظ رکھا جائے، مزید کسی استیضاح کی ضرورت سمجھیں تو یہ سیاہ کار حاضر ہے، البتہ جو کچھ غلط بنا پر لکھا گیا، گزارش ہے کہ احسن انداز سے اس کا تدارک ضرور فرمالیا جائے، یہی

آں مخدوم سے اُمید ہے۔

وزادکم الله توفیقا لمحابه وقربا لدیه بفضله وکرمه، اٰمین

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

عبدالحفیظ، لندن

۱۹/جولائی ۱۹۹۵ء۔‘‘

## راقم الحروف کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

بخدمت عالی قدر مخدوم و معظم جناب الشیخ المحترم مولانا عبدالحفیظ مکی، حفظہ اللہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کرامت نامہ بسلسلہ ’’اِصلاحِ مفاہیم‘‘ جناب محترم حافظ صغیر احمد زید لطفہٗ کے ذریعہ موصول ہوا تھا، اور لندن سے واپسی پر اس کی نقل مولوی محمد رفیق میمن کے ہاتھ بھی موصول ہوئی، جواب لکھنے بیٹھا تو ہجومِ مشاغل نے آدبوچا، بقول صائب:

دیدن یک روئے آتشناک را صد دل کم است

من بیک دل عاشق صد آتشیں رخسارہ ام

بہرحال مختصراً عرض کرتا ہوں:

**۱،۲:**...... آنجناب نے پہلے اور دُوسرے نمبر میں حصولِ تقریظات کی تفصیل (بحوالہ خط بنام مولانا عاشق الٰہی مدظلہٗ) درج فرمائی ہے، اسے پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ان تقریظات کا مہیا ہونا دراصل آنجناب کی جدوجہد اور وجاہت وشہامت کی کرامت ہے:

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں

مصلحت را تہمتے برآہوئے چیں بستہ اند

قارئین کی سہولت کے لئے مناسب ہوگا کہ آنجناب کے مکتوب بنام مولانا عاشق الٰہی مدظلہٗ کا وہ حصہ جس میں آپ نے حصولِ تقریظات کی تفصیل تحریر فرمائی ہے، یہاں نقل

کردیا جائے:

''......جس زمانے میں یہ سیاہ کار مدینہ منورہ میں مقیم تھا تو غالباً ربیع الاول یا ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ کے کسی دن سید محمد علوی مالکی کا لندن سے فون آیا کہ میں کچھ دن کے لئے لندن آیا ہوا ہوں، حضرت مولانا یوسف متالا صاحب کے ہاں دو روز دارالعلوم بری گزار کر آیا ہوں، انہوں نے جزاہ اللہ خیراً میری بہت خاطر مدارات کی، بڑا جلسہ بھی کرایا، جس میں ہزاروں کا مجمع ہوا، وغیرہ وغیرہ...... پھر یہ بھی بتایا کہ میں نے اپنی کتاب ''**مفاهيم يجب ان تصحح**'' کا ایک نسخہ بھی انہیں ہدیہ دیا جسے پڑھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور خصوصاً جو عالم اسلام کے مختلف علمائے کرام نے تقاریظ لکھی ہیں، ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، تو میں نے کہا کہ: گویا یہ اجماع ہے علمائے اسلام کا نجدیوں کے غلط عقائد و نظریات کے خلاف۔ جس پر حضرت مولانا یوسف متالا نے ہنس کر کہا: مگر اس میں ایک کمی ہے! میں نے پوچھا: وہ کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ: اس میں علمائے اہل السنّت والجماعہ دیوبندی حضرات کی تقاریظ نہیں اور ان کے بغیر اجماع نہیں ہوسکتا، چونکہ ایک عالم ان کے علم کا لوہا مانتا ہے۔ جس پر میں نے کہا کہ: یہ آپ نے سچ کہا اور میں اب فوراً اس کی کوشش کروں گا۔ کچھ اور تفصیل بھی اس ذیل کی بتائی اور پھر یہ کہا کہ: میں ابھی تو فوراً انڈونیشیا، سنگاپور وغیرہ جارہا ہوں، غالباً ایک ڈیڑھ ماہ بعد فلاں فلاں تاریخوں میں چار پانچ دن میرے پاس ہیں، اگر تم بھی ان تاریخوں میں فارغ ہو تو میں سنگاپور سے کراچی آجاؤں گا اور کراچی سے لاہور اکٹھے چلیں گے، چونکہ مجھے تقاریظ میں زیادہ اہمیت ایک تو حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی کی ان کے علم کی وجہ سے، اور


فہرست

دُوسرے مولانا عبدالقادر آزاد کی ان کی سیاسی وجاہت کی بنا پر۔ میں (عبدالحفیظ) نے ان سے وعدہ کرلیا کہ آپ احتیاطاً ایک ہفتہ اس تاریخ سے قبل مجھے فون کرلیں تاکہ بات پکی ہونے پر ان شاء اللہ پاکستان پہنچ جاؤں گا۔

لہٰذا ایک ہفتہ قبل ان کا فون آگیا اور متعین تاریخ سے ایک روز قبل یہ سیاہ کار کراچی پہنچ گیا۔ معہد الخلیل میں حضرت مولانا یحییٰ مدنی مدظلہ کے ہاں مہمان رہے، وہاں سے میں نے سید محمد علوی مالکی سے کہا کہ یہاں کراچی میں ہمارے تین بڑے علمی مراکز ہیں (دارالعلوم، فاروقیہ، بنوری ٹاؤن)، ان کی بھی اگر تقاریظ لے لیں تو بہتر ہوگا، تو انہوں نے اس کو مناسب جانا لہٰذا رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب تو وہاں نہیں ہیں، البتہ دونوں جگہ وقت طے کرکے ہم دونوں مع حضرت مولانا یحییٰ مدنی صاحب کے گئے، دونوں جگہ کے حضرات نے نہایت محبت واکرام کا معاملہ فرمایا اور دونوں نے یہ مناسب سمجھا کہ کتاب ہمیں دے دی جائے، جب آپ پنجاب سے واپس آویں گے تو ہم اچھی طرح مطالعہ کرکے تقریظ لکھ دیں گے۔ سید صاحب اس پر راضی ہوگئے اور ہم لاہور روانہ ہوگئے، وہاں ہم رات کو پہنچے، حضرت حافظ صغیر احمد صاحب وغیرہ حضرات لینے آئے ہوئے تھے، مطار لاہور پر حضرت حافظ صاحب سے پتہ چلا کہ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی تو اگلے دن کسی سفر پر جارہے ہیں، لہٰذا مطار لاہور سے سیدھا حضرت مولانا کاندھلوی کے گھر ہی گئے، وہ منتظر تھے کہ انہیں خبر کردی گئی تھی، مل کر بہت خوش ہوئے، اور جب سید صاحب نے مقصود بتایا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ ابھی تو مجھے کتاب دے دیں رات کو اِن

شاء اللہ مطالعہ کرلوں گا اور صبح آپ میرے ہاں ناشتہ کریں، اسی وقت تقریظ بھی دے دوں گا۔ صبح ہم لوگ ناشتہ کے لئے پہنچے تو حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی نے بہت ہی زیادہ اس کتاب پر خوشی کا اظہار فرمایا، وہاں کے بعض نجدیوں کے غلو کے کچھ لطیفے بھی سنائے اور کتاب کو بہت سراہا، پھر اپنے دست مبارک سے لکھی ہوئی تقریظ مرحمت فرمائی، جس کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

”وفی الحقیقة ان هذا الکتاب یحتوی علٰی موضوع مبتکر ومضامین عالیة تحتاج الیه العلماء والطلاب، وفیه من حسن ذوق المؤلف وعلو فکرته ما تحل به المغلقات فی موضوعات کثیرة فی اصول الدین، ولا شک ان هذا الکتاب کشف الحجاب عن نکات مستورة وبعیدة عن انظار العلماء فجزاه اللّٰه احسن الجزاء واسبغ علیه من نعمه الظاهرة وباطنة. نسأل اللّٰه تعالٰی ان یمتع المسلمین وخاصة اهل العلم به ویعلوه دائما فی مشارق الارض ومغاربها.“

یہ الفاظ اپنے قلمِ مبارک سے شیخ الحدیث علامۂ جلیل حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی قدس سرہٗ نے لکھے ہیں، اور خوشی ومسرت کے اس بارے میں جو آثار ان کے چہرے مبارک پر تھے وہ بیان سے باہر ہیں، اور بہت ہی محبت وشفقت اور اکرام واعزاز کا معاملہ سید محمد علوی صاحب سے کیا جس سے سید صاحب بہت مجوب بھی ہوئے، پھر حضرت مولانا عبیداللہ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کے ہاں دار الاہتمام میں گئے، انہوں نے بھی بہت زیادہ اعزاز و اکرام فرمایا، جامعہ اشرفیہ دکھایا اور دونوں

حضرات نے حضرت کاندھلوی کی تقریظ کی تائید و تصدیق کی۔ پھر یہاں سے مولانا سید عبدالقادر آزاد صاحب سے وعدہ تھا، وہاں گئے، انہوں نے جب حضرت کاندھلوی کی تقریظ دیکھی تو بہت خوش ہوئے، اس وقت مولانا آزاد صاحب نے اپنے کچھ رفقاء و علماء کو بھی مدعو کر رکھا تھا، جن میں حضرت شاہ نفیس صاحب، مولانا عبدالغنی صاحب، مولانا علی اصغر صاحب اور مولانا عبدالواحد صاحب بھی تھے، مولانا آزاد صاحب نے سید صاحب کو پیشکش کی کہ جن الفاظ میں آپ چاہیں ہم تقریظ لکھنے کے لئے تیار ہیں۔ جب ہمارے علمی پیشوا حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی نے پوری رات مطالعہ کے بعد اس کتاب پر یہ تقریظ لکھ دی ہے تو پھر جو چاہیں اس کے بارے میں ہم سے لکھوالیں، مگر سید صاحب نے کہا کہ: نہیں! جس طرح آپ لوگ مناسب سمجھیں لکھ دیں، پھر سب نے مشورہ سے ایک مختصر جامع مضمون تیار کیا، جسے اسی وقت ہاتھوں ہاتھ حضرت نفیس شاہ صاحب مدظلہ العالی نے تحریر فرمادیا، جس کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں:

”بانی اصالة عن نفسی و نیابة عن مجلس علماء باکستان و اعضائه المنتشرین بفضل اللّٰه فی کل مدینة من مدن باکستان و خارجها و الذی یضم نحو عشرین الف عالم لقد اطلعنا علٰی کتاب مفاهیم یجب ان تصحح الذی صنفه فضیلة العلامة السید الشریف محمد بن السید علوی مالکی المکی فوجدناه یحتوی علٰی ما علیه اهل السنة و الجماعة سلفًا و خلفًا، و قد اجاد فیه و افاد بالادلة القرآنیة و الحدیثیة و نرجوا من

الله سبحانه وتعالٰی ان یجمع کلمة المسلمین علی الحق المبین ونحن معه فی جهاده فی الدعوة الی الله ونصرة اهل الحق، اهل السنة والجماعة ..... الخ.“

مولانا عبدالقادر آزاد صاحب نے تقریظ پر دستخط کئے اور اُوپر مذکورہ بالا چاروں حضرات نے اس پر تائید وتصدیق فرمائی.....“

نیز یہ بھی اندازہ ہوا کہ اس ناکارہ نے تقریظات کے بارے میں جو بات محض ظن وتخمین سے کہی تھی، وہ بڑی حد تک صحیح نکلی، چنانچہ جناب نے مولانا محمد تقی عثمانی زید مجدہ کی تقریظ کا بھی حوالہ دیا ہے، یہ اس ناکارہ کی نظر سے نہیں گزری، مگر اب ”البلاغ“ (ربیع الاول ۱۴۱۶ھ، اگست ۱۹۹۵ء) میں شائع ہوچکی ہے، اس کی تمہید سے واضح ہے کہ یکسوئی کے ساتھ کتاب کو دیکھنے کا موقع ان کو نہیں ملا، یہ ان کی ذہانت ودقیقہ رسی تھی کہ انہوں نے ایک شب کے طائرانہ مطالعہ میں بھی کتاب کے اصلاح طلب چند پہلوؤں کی نشاندہی کردی، ورنہ ان کے لمحاتِ فرصت میں اس کی گنجائش نہیں تھی، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ”البلاغ“ ۱۴۱۶ھ میں شائع شدہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کی تقریظ مع ترجمہ اور اس کے ملاحظات بھی یہاں نقل کردیئے جائیں۔

وہ لکھتے ہیں:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ محمد علوی مالکی کی عربی کتاب ”المفاهیم یجب ان تصحح“ آج کل بعض علمی حلقوں میں موضوعِ بحث بنی ہوئی ہے، بالخصوص اس کے اُردو ترجمہ کی اشاعت کے بعد یہ بحث شدت اختیار کرگئی ہے، اس بحث کے دوران یہ حوالہ بھی دیا جارہا ہے کہ احقر نے اس کتاب پر کوئی تقریظ لکھی تھی، اس بنا پر صورتِ حال کی وضاحت کے لئے درج ذیل تحریر شائع کی جارہی ہے:

اس کتاب کے مصنف شیخ محمد علوی مالکی مکہ مکرمہ کے ایک



فہرست

ممتاز و مشہور عالم شیخ سیّد علوی مالکیؒ کے صاحبزادے ہیں، ان کے والد سے اکابر علمائے دیوبند مثلاً: احقر کے والدِ ماجد حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب، حضرت مولانا بدرِ عالم صاحب اور حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری صاحب، رحمہم اللہ، کے تعلقات رہے ہیں، اور انہی تعلقات کی بنا پر ان کے صاحبزادے محمد علوی مالکی علومِ دین کی تحصیل کے لئے کچھ مدت پاکستان میں رہے، اور احقر کے والدِ ماجدؒ اور حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری صاحبؒ سے تلمذ اور استفادے کا شرف حاصل کیا۔ اس زمانہ میں ان سے احقر کی بھی ملاقاتیں رہیں، لیکن ان کے واپس سعودی عرب جانے کے بعد مدتوں ان سے کوئی رابطہ نہ ہوا۔

اب سے چند سال پہلے کی بات ہے کہ اچانک ان کا فون آیا کہ میں کراچی میں ہوں، اور انڈونیشیا سے سعودی عرب جاتے ہوئے صرف آپ سے ایک ضروری بات کرنے کے لئے کراچی میں ٹھہرا ہوں، اور ملاقات کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ وہ دارالعلوم تشریف لائے، ان کے ساتھ محترم مولانا ملک عبدالحفیظ صاحب بھی تھے، اس وقت انہوں نے ذکر کیا کہ نجد کے علماء جن مسائل میں غیرضروری تشدد کرتے ہیں، ان کی وضاحت کے لئے انہوں نے "مفاهيم يجب ان تصحح" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کتاب پر برادرِ معظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہم اور احقر تقریظ لکھے، اتفاق سے اس وقت میں انتہائی مصروف تھا اور ایک دن بعد ایک سفر پر جانے والا تھا۔ احقر نے عذر کیا کہ اس مختصر وقت میں کتاب کو پڑھنا اور تقریظ لکھنا میرے لئے مشکل ہوگا، اس پر انہوں نے عالمِ عرب اور پاکستان کے بعض علماء کی تقریظات دکھائیں، جن

میں کتاب کی بڑی تعریف کی گئی تھی، ان کا کہنا تھا کہ آپ ان تحریروں میں سے کسی پر دستخط کرسکتے ہیں، یا ان کی بنیاد پر چند تائیدی سطریں لکھ سکتے ہیں، جس کے لئے زیادہ وقت درکار نہ ہوگا۔

اس کے جواب میں احقر نے عرض کیا کہ: اگرچہ یہ حضراتِ علماء احقر کے لئے قابلِ احترام ہیں، لیکن تقریظ ایک امانت ہے، اور کتاب کو دیکھے بغیر اس کے بارے میں کوئی مثبت رائے ظاہر کرنا میرے لئے جائز نہیں! انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا، لیکن ساتھ ہی یہ اصرار بھی فرمایا کہ میں کسی نہ کسی طرح کتاب پر نظر ڈال کر اس پر ضرور کچھ لکھوں۔

وقت کی تنگی کے باوجود میں نے ان کے اصرار کی تعمیل میں کتاب کے اہم مباحث کا مطالعہ کیا، اس مطالعہ کے دوران جہاں مجھے ان کی بہت سی باتیں درست اور قابلِ تعریف معلوم ہوئیں، وہیں بعض اُمور قابلِ اعتراض بھی نظر آئے، اس لئے میں نے انہیں فون کیا کہ میں کتاب کی کلی تائید وتقریظ سے قاصر ہوں، کیونکہ اس میں بعض اُمور ایسے موجود ہیں جو قابلِ اعتراض ہیں۔ فاضل مؤلف نے مجھ سے کہا کہ میں وہ قابلِ اعتراض اُمور بھی اپنی تقریظ میں شامل کردوں۔ احقر نے پھر یہ درخواست کی کہ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ میری تحریر پوری شائع کی جائے اور اس میں کوئی حصہ چھوڑا نہ جائے۔ انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد میں نے ایک تحریر لکھی جس میں کتاب کے قابلِ تعریف اور قابلِ اعتراض دونوں پہلوؤں کی ممکنہ حد تک وضاحت کی کوشش کی۔ میرے برادرِ بزرگ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے بھی کتاب کے متعلقہ حصوں کو دیکھنے کے بعد اس تحریر سے اتفاق کرتے ہوئے اس پر

دستخط فرمائے، اور یہ تحریر مؤلف کے حوالے کردی گئی۔

اس کے بعد مجھے اس بات کا انتظار رہا کہ کتاب کے نئے ایڈیشن میں یہ تحریر شائع ہو، لیکن باوجودیکہ کتاب کے کئی ایڈیشن اب تک نکل چکے ہیں، غالباً اس کے کسی ایڈیشن میں میری یہ تحریر شامل نہیں کی گئی۔

اب جبکہ بعض حضرات نے اس کتاب کا اُردو ترجمہ کرکے اسے پاکستان میں شائع کیا تو میرے بارے میں بعض جگہ یہ حوالہ بھی دیا گیا کہ ہم نے بھی اس کتاب پر تقریظ لکھی تھی۔ اس لئے عزیز گرامی قدر مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب سلّمہ نے ضرورت محسوس کی کہ ہماری اس تحریر کا اُردو ترجمہ شائع کردیا جائے، تاکہ لوگوں کو معلوم ہوسکے کہ ہماری تحریر میں کیا بات لکھی گئی تھی۔

چنانچہ انہوں نے ہماری اس عربی تحریر کا سلیس اور واضح ترجمہ کیا ہے، جو ذیل میں پیش کیا جارہا ہے، اس کے ساتھ ہی شروع میں اہلِ علم کے لئے اصل عربی تحریر کا متن بھی شائع کیا جارہا ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہنا ضروری ہے کہ جب میں نے یہ تحریر لکھی تھی تو کتاب عربی میں شائع ہورہی تھی، اور اس کے مخاطب اہلِ علم تھے، اس لئے کتاب کے اچھے یا برے پہلوؤں کی طرف مختصر اشارہ کرکے کتاب میں اس تحریر کی اشاعت میں ہم نے کوئی حرج نہیں سمجھا۔ لیکن چونکہ کتاب کے قابلِ اعتراض پہلو عوام کے لئے مضر اور مغالطہ انگیز ہوسکتے تھے، اس لئے ہماری رائے میں اس کے اُردو ترجمہ کی اشاعت مناسب نہیں تھی، لہٰذا اس تحریر کے اُردو ترجمہ کو کتاب کے اُردو ترجمہ پر تقریظ ہرگز نہ سمجھا جائے، اور نہ تقریظ کی حیثیت میں اسے شائع کرنے کی ہماری طرف سے اجازت ہے۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اصل عربی تحریر مصروفیت اور عجلت کی حالت میں لکھی گئی تھی، جس میں اشارے کافی سمجھے گئے۔ کتاب کے ہر ہر جز پر تبصرہ اس وقت پیشِ نظر نہیں تھا، لہٰذا یہ بات خارج از امکان نہیں کہ جن باتوں پر اس تحریر میں تنقید کی گئی ہے، کتاب میں اس کے علاوہ بھی قابلِ تنقید حصے موجود ہوں، واللہ سبحانہ وتعالی الموفق!

محمد تقی عثمانی

۵ر صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تقریظ علٰی کتاب

## "مفاهیم یجب ان تصحح"

الحمد لله رب العالمین، والصلٰوة والسلام علٰی سیدنا ومولانا محمد النبی الامین، وعلٰی آله واصحابه اجمعین، وعلٰی کل من تبعهم باحسان الٰی یوم الدین.

وبعد! فقد طلب منا الاخ الکریم فضیلة العلامة المحقق الشیخ السید محمد علوی المالکی، حفظه الله ورعاه، ان اتقدم الیه برأی فی کتابه "مفاهیم یجب ان تصحح" وما ذالک الا من تواضعه لله، فانه من اسرة علمیة نبیلة هی اجل من ان تحتاج الٰی تقریظ مثلنا لمؤلفاته، وان والده رحمه الله تعالٰی معروف فی عالم الاسلام بعلمه وفضله، وورعه وتقواه، وانه بفضل الله تعالٰی خیر خلف لخیر سلف، بارمه، ورجاء

لدعواته، وابداء لما اخذنا من السرور والاعجاب بأكثر مباحثه، وما سنح لنا من الملاحظات فى بعضها.

ان الموضوعات التى تناولها المؤلف بالبحث فى هذا الكتاب موضوعات خطيرة ظهر فيها من الافراط والتفريط ما فرق كلمة المسلمين، وآثار الخلاف والشقاق بينهم بما يتألم له كل قلب مؤمن، وقلما يوجد فى هذه المسائل من ينقحها باعتدال واتزان، ويضع كل شىء فى محله، سالكا مسلك الانصاف، محترزا عن الافراط والتفريط.

وان كثيرا من مثل هذه المسائل مسائل فرعية نظرية ليس مدارا للايمان، ولا فاصلة بين الاسلام والكفر، بل وان بعضها لا يسئل عنها فى القبر، ولا فى الحشر، ولا عند الحساب، ولو لم يعلمها الرجل طول حياته لم ينقص ذالک فى دينه ولا ايمانه حبة خردل، مثل حقيقة الحياة البرزخية وكيفيتها، وما الى ذالک من المسائل النظرية والفلسفية البحتة، ولكن من المؤسف جدا انه لما كثر حولها النقاش وطال الجدال، اصبحت هذه المسائل كأنها من المقاصد الدينية الاصلية، او من عقائد الاسلام الاساسية فجعل بعض الناس يتشدد فى امثال هذه المسائل، فيرمى من يخالف رأيه بالكفر والشرک والضلال، وان هذه العقلية الضيقة ربما تتسامح وتتغاضى عن التيارات الهدامة التى تهجم اليوم علٰى اصول الاسلام واساسه، ولكنها


فہرست

تتحمس لهذه الابحاث النظرية الفرعية اكثر من حماسها ضد الالحاد الصريح، والاباحية المطلقة، والخلاعة المكشوفة، والمنكرات المستوردة من الكفار والاجانب.

لقد تحدث اخونا العلامة السيد محمد علوى المالكى حفظه الله عن هذه العقلية بكلام موفق، واثبت ان من يؤمن بكل ما علم من الدين بالضرورة، فانه لا يجوز تكفيره لاختياره بعض الآراء التى وقع فيها الخلاف بين علماء المسلمين قديما.

ثم تحدث عن بعض هذه المسائل الفرعية التى وقع فيها الخلاف بين المسلمين، وطعن من اجلها بعضها بعضا بالتكفير والتضليل، مثل مسئلة التوسل فى الدعاء، والسفر لزيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم، والتبرك بآثار الانبياء والصحابة والصالحين، وحقيقة النبوة والبشرية، والحياة البرزخية، وان الموقف الذى اختاره فى هذه المسال موقف سليم مؤيد بالدلائل الباهرة من الكتاب والسنة، وتعامل الصحابة والتابعين والسلف الصالحين، وقد اثبت بادلة واضحة واسلوب رصين، ان من يجيز التوسل فى الدعاء، او التبرك بآثار الانبيا والصلحاء، او يسافر لزيارة روضة الرسول صلى الله عليه وسلم ويعتقده من اعظم القربات، او يؤمن بحياة الانبياء فى قبورهم حياة برزخية تفوق الحياة البرزخية الحاصلة لمن سواهم، فانه لا يقترف اثما


فہرست

فضلا عن ان يرتكب شركا او كفرا، فان كل ذالک ثابت بادلة القرآن والسنة، وتعامل السلف الصالح واقوال جمهور العلماء الراسخين فى كل زمان.

وكذالک تحدث المؤلف عن الاشاعرة ومسلكهم فى تأويل الصفات، لا شک ان الموقف الاسلم فى هذا هو ما يعبر عنه المحدثون بقولهم: "امرها بلا كيف" ولكن التأويل اتجاه ادّى اليه اجتهاد الاشاعرة حفاظا على التنزيه، ومعارضة للتشبيه، وما اداهم الىٰ ذالک الا شدة تمسكهم بعقيدة التوحيد، وصيانتها عن شوائب التجسيم، وقد نحا هذا المنحى كثير من فطاحل العلماء المتقدمين الذين لا ينكر فضلهم الا جاهل او مكابر، فكيف يجوز رمى هؤلاء الاشاعرة بالكفر والضلال، واخراجهم من دائرة اهل السنة، واقامتهم فى صف المعتزلة والجهمية، اعاذنا الله من ذالک!

وما احسن ما قاله اخونا المؤلف فى هذا الصدد:

افما كان يكفى ان يقول المعارض: انهم رحمهم الله اجتهدوا فأخطاؤا فى تأويل الصفات، وكان الاولٰى ان لا يسلكوا هذا المسلک، يدل ان ترميهم بالزيغ والضلال، نغضب علٰى من عدهم من اهل السنة والجماعة. (ص:٣٩)

وان هذا المنهج للتكفير الذى سلكه المؤلف

سلمه الله فى امثال هذه المسائل، لمنهج عادل لو اختاره المسلمون فى خلافاتهم الفرعية بكل سعة فى القلب ورحابة فى الصدر، لانحلت كثير من العقد، وفشلت كثير من الجهود التى يبذلها الاعداء فى التفريق بن المسلمين.

ثم لا بد من ذكر الملاحظات التى سنحت لنا خلال مطالعة هذا الكتاب، ولا منشأ لها الا اداء واجب الود والنصح لله، وامتثال امر المؤلف نفسه، وهى كالتالى:

١ :...... ان المباحث التى تكلم عنها المؤلف حفظه الله، مباحث خطيرة قد اصبحت حساسة للغاية ووقع فيها من الافراط والتفريط ما وقع، وان ترميم ناحية ربما يفسد الناحية الاخرى والتركيز على جهة واحدة قد يفوت حق الجهة الثانية، فالمطلوب من المتكلم فى هذه المسائل ان يأخذ باحتياط بالغ، ورعاية للجانبين، ويكون علٰى حذر ممن يستغل عباراته لغير حق.

وبما ان هذا الكتاب متجه الٰ ردّ الغلو فى تكفير المسلمين ورميهم بالشرك من اجل تعظيمهم ومحبتهم للرسول الكريم صلى الله عليه وسلم، او الاولياء والصلحاء، فمن الطبيعى ان لا يكون فيه ردّ مبسوط علٰى من يغلو فى هذا التعظيم غلوا نهى عنه الكتاب والسنة، وعلماء الشريعة فى كل زمان ومكان،

ومع ذالک، کان من الواجب فیها اریٰ نظرا الٰی خطورة الموضوع، ان یکون فیه المام بهذه الناحیة ایضا، فیرد فیه، ولو بایجاز، علٰی من یجاوز الحد فی هذا التعظیم بما یجعله موهما للشرک علی الاقل.

۲: ...... وجدنا فی بعض مواضع الکتاب اجمالا فی بعض المسائل المهمة ربما یخطی بعض الناس فهمه، فیستدلون بذالک علٰی خلاف المقصود، ویستغلونه لتأیید بعض النظریات الفاسدة، ومنها مسئلة ”علم الغیب“، فان المؤلف حفظه الله تعالٰی مر علیها مرا سریعا، فذکر ان علم الغیب لله سبحانه وتعالٰی، ثم اعقبه بقوله: ”وقد ثبت ان الله تعالٰی علم نبیه من الغیب ما علمه، واعطاه ما اعطاه“ وهذا کلام حق ارید به انباء الغیب الکثیرة التی اوحاها الله سبحانه وتعالٰی الٰی نبیه الکریم صلی الله علیه وسلم، ولکن من الناس من لا یکتفی بنسبة هذه الانباء الیه صلی الله علیه وسلم، بل یصرح بکونه علیه السلام عالم الغیب، علما محیطا بجمیع ما کان وما یکون الی قیام الساعة، فنخشی ان یکون هذا الاجمال موهما الی هذه النظریة التی طال رد جمهور علماء اهل السنة علیها.

۳: ...... وکذالک قال المؤلف فی نبینا الکریم صلی الله علیه وسلم: ”فانه حی الدارین دائم العنایة بامته، متصرف باذن الله فی شؤونها، خبیر بأحوالها، تعرض علیه صلوات المصلین علیه من امته ویبلغه

سلامهم علىٰ كثرتهم." (ص: ٩١) والظاهر انه لم يرد من التصرف التصرف الكلى المطلق، ولا من كونه "خبيرا بأحوالها" العلم المحيط التام بجميع الجزئيات، فان ذالک باطل ليس من عقائد اهل السنة، وانما اراد بعض التصرفات الجزئية الثابتة بالنصوص، كما يظهر من تمثيله بعرض الصلوات والسلام عليه، واجابته عليها، ولكن نخشى ان يكون التعبير موهما لخلاف المقصود، ومتمسكا لبعض المغالين فى الجانب الآخر.

٤: ...... لقد احسن المؤلف، كما سبقت الاشارة منا الىٰ ذالک، فى تأكيده على الاحتياط اللازم فى امر تكفير مسلم، فلا يكفر مسلم ما دام يوجد لكلامه محمل صحيح، او محمل لا يوجب التكفير على الاقل، ولكن التكفير شىء، ومنع الرجل من استعمال الكلمات الباطلة او الموهمة شىء آخر، والاحتياط فى التكفير الكف عنه ما وجد منه مندوحة، ولكن الاحتياط فى الامر الثانى هو المنع من مثل هذه الكلمات بتاتا.

ومن ذالک قول المؤلف: "فالقائل: يا نبى الله اشفنى واقض دينى، لو فرض ان احدا قال هذا، فانما يريد اشفع له فى الشفاء، وادع لى بقضاء دينى، وتوجه الى الله فى شأنى، فهم ما طلبوا منه الا ما اقدرهم الله عليه وملكهم اياه من الدعاء والتشفع، فالاسناد فى

کلام الناس من المجاز العقلی.‘‘ (ص: ۹۵) وھذا تأویل حسن للتخلص من التکفیر، وھو من قبیل احسان الظن بالمؤمنین، ولکن حسن الظن ھذا انما یتاتی فیمن لا یرفض تأویل کلامہ بذالک، اما من لا یرضی بھذا التأویل بنفسہ، کما ھو واقع من بعض الناس، فیما اعلم، فکیف یؤول کلامہ بما لا یرضٰی بہ ھو؟

وبالتالی، فان ھذا التأویل وان کان کافیا للکف عن تکفیر القائل، ولکنہ ھل یشجّع علی استعمال ھذہ الکلمات؟ کلا! بل یمنع من ذالک تحرزا من الابھام والتشبہ علی الاقل، کما نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن استعمال لفظ ’’عبدی‘‘ للرقیق لکونہ موھما، فالواجب عندی علٰی من یلتمس التأویل لھؤلاء القائلین ان یصرح بمنعھم عن ذالک، لئلا یشجعھم تأویلہ علی استعمال الکلمات الموھمة، فان من یرعی حول الحمٰی اوشک ان یقع فیہ، ومثل ذالک یقال فی کل توسل بصورة نداء، وباطلاق ’’مفرج الکربات‘‘ و ’’قاضی الحاجات‘‘ علٰی غیر اللہ سبحانہ وتعالٰی.

۵:...... قد ذکر المؤلف حفظہ اللہ ان البدعة علٰی قسمین: حسنة وسیئة! فینکر علی الثانی دون الاول، وان ھذا التقسیم صحیح بالنسبة للمعنی اللغوی لکلمة البدعة، وبھذا المعنی استعملھا الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ حین قال: ’’نعمت البدعة ھذہ!‘‘


فہرست

واما البدعة بمعناها الاصطلاحی، فلیست الا سیئة، وبهذا المعنی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل بدعة ضلالة!“

٦:...... لقد کان المؤلف موفقا فی بیان الخصائص النبویة حیث قال: ”والانبیاء صلوات الله علیهم وان کانوا من البشر یأکلون ویشربون ..... وتعتریهم العوارض التی تمر علی البشر من ضعف وشیخوخة وموت، الا انهم یمتازون بخصائص ویتصفون بأوصاف عظیمة جلیلة هی بالنسبة لهم من الزم اللوازم ..... الخ.“ (ص: ١٢٧) ثم ذکر عدة خصائص الانبیاء، ولا سیما خصائص النبی الکریم صلی الله علیه وسلم لئلا یزعم زاعم انه علیه السلام یساوی غیره فی الصفات والاحوال، والعیاذ بالله! والحق ان خصائصه صلی الله علیه وسلم فوق ما نستطیع ان نتصوره ولکننا نعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اجل من ان نحتاج فی اثبات خصائصه الی الروایات الضعیفة، فان خصائصه الثابتة بالقرآن والسنة الصحیحة اکثر عددا، واعلیٰ منزلة، واقویٰ تأثیرا فی القلوب من الخصائص المذکورة فی بعض الروایات الضعیفة، مثل ما روی انه لم یکن له ظل فی شمس ولا قمر، فانه روایة ضعیفة عند جمهور العلماء والمحدثین.

٧:...... یقول المؤلف سلمه الله تعالیٰ: ”ان

الاجتمـا ع لأجل المولد النبوى الشريف ما هو الا امر عـادى، وليس من العبـادة فى شيء، وهـذا ما نـعـتـقده ونـديـن الله تـعـالٰى بــه." ثـم يـقول: "ونحن ننادى بأن تخصيص الاجتماع بليلة واحدة دون غيرها هو الجفوة الكبرىٰ للرسول صلى الله عليه وسلم."

ولا شک ان ذكـر النبى الكريم صلى الله عليه وسـلـم وبيـان سيـرتـه مـن اعـظـم البركات، وافضل السعادات اذا لم يتقيد بيوم او تاريخ، ولا صحبه اعتقاد العبادة فى اجتماع يوم مخصوص بهيـئة مخصوصة، فـالاجتـمـا ع لذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم بهذه الشـروط جـائـز فـى الاصل، لا يستحق الانكـار ولا الملامة.

ولـكـن هناک اتجاها آخر ذهب اليه كثير من الـعلماء المحققين المتورعين، وهو ان هذا الاجتماع، وان كـان جـائزا فى نفس الامر، غير ان كثيرا من الناس يـزعـمـون انه من العبادات المقصودة، او من الواجبات الـدينية، ويخصون له اياما معينة، علٰى ما يشو به بعضهم بـاعتـقـادات واهية، واعـمـال غيـر مشـروعة، ثم من الـصعب علٰى عامة الناس ان يراعوا الفروق الدقيقة بين العادة والعبادة.

فـلو ذهب هؤلاء العلماء، نظرا اليه هذه الامور التـى لا يـنـكـر اهـميتهـا، الٰـى ان يـمتنعوا من مثل هذه الاجتـمـاعات رعاية لاصل سد الذرائع، وعلما بأن درء

المفاسد اولٰی من جلب المصالح، فانهم متمسکون بدلیل شرعی، فلا یستحقون انکارا ولا ملامة.

والسبیل فی مثل هذه المسائل کالسبیل فی المسائل المجتهد فیها، یعمل کل رجل ویفتی بما یراه صوابا ویدین الله علیه، ولا یفوق سهام الملامة الی المجتهد الآخر الذی یخالفه فی رأیه.

وبالجملة فان فضلیة العلامة المحقق السید محمد علوی المالکی حفظه الله تعالٰی ونفع به الاسلام والمسلمین، علی الرغم من بعض هذه الملاحظات، نقح فی هذا الکتاب کثیرا من المسائل التی ساء عند بعض الناس فهمها، فاتی بمفاهیمها الحقیقة، وادلتها من الکتاب والسنة، فارجوا ان یدرس کتابه بعین الانصاف، وروح التفاهم، لا بعماس الجدل والمراء، واسأل الله تعالٰی ان یوفقنا نحن وجمیع المسلمین ان نکون قائمین بالقسط شهداء لله ولو علٰی انفسنا، انه تعالٰی سمیع قریب مجیب الداعین، وصلی الله تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد وآله واصحابه اجمعین!

مفتی محمد رفیع عثمانی　　مفتی محمد تقی عثمانی

رئیس دارالعلوم کراتشی ۱٤　　خادم طلبه بدارالعلوم کراتشی

ترجمہ:...

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامین، وعلی آله واصحابه



فہرست

اجمعین، وعلی کل من تبعهم باحسان الی یوم الدین!

برادرِ مکرم، علامہ محقق جناب شیخ السید محمد علوی مالکی، حفظہ اللہ ورعاہ، نے خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ ان کی کتاب "مفاهیم یجب ان تصحح" پر ہم اپنی رائے تقریظ کی صورت میں پیش کریں، وہ جس شریف علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اس کی بنا پر وہ اپنی تصانیف میں ہم جیسوں کی تقریظ سے بے نیاز ہیں، ان کے والدؒ اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی بدولت عالمِ اسلام میں معروف شخصیت کے حامل تھے اور خود مصنف بحمداللہ اپنے والد گرامی کے جانشین ہیں۔ اس لئے ان کی یہ خواہش درحقیقت ان کی تواضع فی اللہ، علم اور طالبانِ علم سے ان کی محبت، اور ان کی طرف سے تلاشِ حق کی آئینہ دار ہے۔

بہرحال آئندہ سطور کی تحریر کا مقصد ان کی خواہش کی تکمیل بھی ہے اور ان کی دعاؤں کا حصول بھی، نیز جہاں اس تحریر کا مقصد اپنی مسرت کو ظاہر کرنا ہے، کیونکہ کتاب کے اکثر مباحث کو دیکھ کر ہمیں بہت مسرت ہوئی وہاں اس تحریر کے ذریعہ کتاب کے بعض مباحث کے بارے میں اپنا تبصرہ ظاہر کرنا بھی پیشِ نظر ہے۔

مؤلف نے اپنی کتاب میں جن مسائل کو موضوعِ بحث بنایا ہے، بلاشبہ وہ نازک موضوعات ہیں، ان مباحث میں افراط و تفریط نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرکے ان میں اختلاف و افتراق کی فضا کو جنم دیا ہے، جس سے آج ہر مؤمن کا دل دکھا ہوا ہے، ان مباحث میں ایسے افراد کی تعداد بہت کم ہے، جو اعتدال اور توازن کے ساتھ ان مسائل کو پرکھیں، ہر بات کو اپنی صحیح جگہ پر رکھیں، اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے انصاف کا راستہ اختیار کریں۔

ان مسائل میں اکثر مسائل وہ ہیں جو فروعی بھی ہیں اور

نظریاتی بھی، نہ ان پر ایمان کا دار و مدار ہے، نہ یہ مسائل اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں، بلکہ ان میں سے بعض مسائل تو وہ ہیں کہ ان کے بارے میں نہ قبر میں سوال ہوگا، نہ حشر میں، نہ حساب و کتاب کے وقت ان کے بارے میں باز پُرس کی جائے گی۔ اگر کسی شخص کو عمر بھر ان مسائل کا علم نہ ہو تو نہ اس کے دین میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ اس کے ایمان میں رائی برابر فرق آتا ہے، جیسے مثلاً: یہ مسئلہ کہ حیاتِ برزخی کی کیا حقیقت اور اس کی کیا کیفیت ہے؟ اس جیسے مسائل محض نظریاتی اور فلسفیانہ حیثیت رکھتے ہیں۔

لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ انہی جیسے مسائل میں جب بحثیں کھڑی ہوجاتی ہیں اور طویل مناظرے کئے گئے تو یہی مسائل ''دین کے اصلی مقاصد'' یا ''اسلام کے بنیادی عقائد'' سمجھے جانے لگے اور کتنے ہی لوگ ان جیسے مسائل میں تشدد کی راہ اختیار کرکے اپنے مخالفین پر کفر، شرک اور گمراہی کے الزامات عائد کرنے لگے۔ بسا اوقات اس انتہاپسندانہ تنگ نظری کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ ان جیسے فروعی نظریاتی مسائل میں تو بہت پُرجوش ہوتی ہے، مگر اسلام کے اساسی اصولوں پر حملہ آور ان قوتوں کے مقابلہ میں چشم پوشی سے کام لے کر ان سے صرف نظر کرلیتی ہے جو کھلی دہریت، مادر پدر آزادی اور کھلی عریانی کو پھیلانا، اور کفار و اغیار سے درآمد شدہ منکرات کو فروغ دینا چاہتی ہوں۔

برادرم جناب علامہ سیّد محمد علوی مالکی –حفظہ اللہ– نے اس ذہنیت کے بارے میں خاص توفیق کے ساتھ گفتگو کی ہے اور یہ بات ثابت کی ہے کہ جو آدمی دین کی تمام ضروریات پر ایمان رکھتا ہو تو محض اس بنا پر اس کی تکفیر جائز نہیں کہ اس نے ان اختلافی مسائل میں کسی

ایک جانب کی رائے کو اختیار کرلیا ہے، جن میں علمائے اسلام کے مابین شروع سے اختلاف رہا ہے۔

پھر مؤلف نے ان فروعی مسائل میں سے بعض کا ذکر کیا ہے، جن میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہوا، اور کچھ لوگوں نے محض ان مسائل کی وجہ سے دوسروں کو کافر یا گمراہ قرار دیا۔ ان مسائل میں دعا میں وسیلہ کا جواز، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ اطہر کی زیارت کی نیت سے سفر کی اجازت، انبیائے کرامؑ، صحابہؓ اور صلحاء کی نشانیوں سے برکت حاصل کرنا، نبوت، بشریت اور حیاتِ برزخی کی حقیقت میں اختلاف جیسے مسائل شامل ہیں۔

مؤلف نے ان جیسے مسائل میں جو درست موقف اختیار کرلیا وہ بلاشبہ قرآن و سنت کے روشن دلائل، اور صحابہؓ اور سلف صالحینؒ کے تعامل سے ثابت ہے، مؤلف نے واضح دلائل اور قوی اسلوب کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ جو شخص دعا میں توسل کو جائز سمجھتا ہو، یا انبیاء اور صلحاء کی باقی ماندہ نشانیوں کو باعثِ برکت جانتا ہو، یا روضۂ اطہر کی زیارت کو باعثِ ثوابِ عظیم سمجھ کر اس کے لئے سفر کرتا ہو، یا انبیاء علیہم السلام کے لئے قبروں میں ایسی حیاتِ برزخی پر ایمان جو دوسروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے، تو ایسا شخص کسی گناہ کا بھی مرتکب نہیں چہ جائیکہ وہ شرک یا کفر میں مبتلا گردانا جائے، چونکہ یہ سب باتیں قرآن و سنت کے دلائل سے ثابت ہیں، سلف صالحین کا ان پر عمل رہا ہے، اور جمہور علمائے راسخین ہر زمانہ میں اس کے قائل رہے ہیں۔

اسی طرح مؤلف نے اشاعرہ اور ان کی جانب سے صفاتِ باری تعالیٰ میں تأویل کے مسلک پر بھی گفتگو کی ہے، اس میں

تو کوئی شک نہیں کہ سب سے بہتر سلامتی کا موقف تو وہی ہے جسے محدثین نے اپنے اس قول سے تعبیر کیا ہے: "امروها بلا کیف" یعنی بلا کیفیت بیان کئے ان کے قائل رہو، لیکن بہرحال تأویل کا وہ مسلک جسے اشاعرہ نے تشبیہ کے بالمقابل تنزیہ باری تعالیٰ کے پیشِ نظر اجتہادی طور پر اختیار کیا ہے وہ بھی ایک جائز توجیہ ہے، جسے اشاعرہ نے محض عقیدۂ توحید پر مکمل تمسک اور تجسیم کے شبہات سے بچنے کے لئے اختیار کیا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ متقدمین میں سے بہت سے ایسے اکابر علماء نے اس مسلک کو اختیار فرمایا ہے، جن کے علم و فضل سے وہی شخص انکار کرسکتا ہے جو یا جاہل ہو، یا حقائق کا منکر، اس لئے ان اشاعرہ پر کفر و گمراہی کی تہمت لگانا یا انہیں اہلِ سنت کے دائرہ سے نکال کر معتزلہ اور جہمیہ کی صف میں لا کھڑا کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اعاذنا الله من ذالک!

برادر مؤلف نے اس سلسلہ میں کتنی اچھی بات کہی ہے:

"کیا معترض کے لئے اتنا کافی نہیں کہ وہ یہ کہہ دے کہ ان (علمائے اشاعرہ) نے اجتہاد کیا تھا، جس میں ان سے تأویلِ صفات کے مسئلے میں چوک ہوگئی، اور بہتر یہ تھا کہ وہ یہ راستہ اختیار نہ کرتے، بجائے اس کے کہ ہم ان پر کجی اور گمراہی کی تہمتیں لگائیں اور جو شخص انہیں اہل سنت والجماعت میں سے سمجھتا ہو اس پر غضبناک ہوں۔" (ص:۳۹)

ان جیسے مسائل میں مؤلف سلمہ اللہ نے جو فکری راستہ اختیار کیا ہے بلاشبہ وہ اعتدال کا راستہ ہے، جسے اگر مسلمان کشادہ قلبی اور وسعتِ صدر کے ساتھ اختیار کریں تو بہت سی اُلجھنیں دور ہوسکتی ہیں، اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے والی دشمن کی کوششوں پر

پانی پھیرا جاسکتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے دوران بعض ایسے اُمور بھی سامنے آئے جن کے بارے میں اپنا تبصرہ پیش کرنا ضروری ہے اور اس کا مقصد بھی ادائیگیٔ محبت، جذبۂ خیرخواہی نیز مؤلف کے حکم کی اطاعت کے سوا کچھ اور نہیں ہے، وہ اُمور درج ذیل ہیں:

ا:......جن مباحث کے بارے میں مؤلف –حفظہ اللہ– نے گفتگو چھیڑی ہے، وہ مباحث نازک بھی ہیں اور انتہائی درجہ کے حساس بھی، ان مسائل میں افراط و تفریط کی بہت گرم بازاری ہوچکی ہے، ان مسائل میں کسی ایک جانب کی اصلاح بعض اوقات دُوسری جانب میں فساد پیدا کردیتی ہے، اور کسی ایک جہت میں پوری توجہ مرکوز کرلینے سے بھی کبھی دُوسری جہت کا حق بالکل ضائع ہوجاتا ہے، لہٰذا ان مسائل میں گفتگو کرنے کے لئے لازم ہے کہ وہ دونوں جانب کا پورا خیال رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کو اپنائے تاکہ اس کی عبارات خلافِ حق میں استعمال نہ ہوسکیں۔

چونکہ اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ ان لوگوں کے غلو پر ردّ کیا جائے جو عام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، یا ان لوگوں کو مشرک قرار دیتے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء و صلحاء کے ساتھ محبت و تعظیم کا معاملہ کرتے ہیں، اس لئے یہ فطری امر ہے کہ کتاب میں ان دُوسرے لوگوں پر تفصیلی ردّ موجود نہ ہو جو اس تعظیم کے اندر ایسے غلو میں مبتلا ہیں، جس سے کتاب و سنت نے بھی منع کیا ہے، اور علمائے شریعت بھی ہر زمانے میں اور ہر جگہ اس پر ردّ کرتے آئے ہیں، مگر اس کے باوجود ہمارے خیال میں موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر یہ بات ضروری تھی کہ اس جانب بھی توجہ دی جاتی اور

چاہے مختصراً ہی سہی، مگران لوگوں پرضرور ردّ کیا جاتا جو اس تعظیم میں ایسا غلو کرتے ہیں جو کم ازکم موہمِ شرک ضرور ہوجاتا ہے۔

۲:......ہم نے محسوس کیا کہ بعض اہم مسائل میں اتنے اجمال سے کام لیا گیا ہے کہ جس سے لوگوں کو غلط فہمی ہوسکتی ہے، اور وہ اس سے خلافِ مقصود پر استدلال کرتے ہوئے (ان مجمل عبارات کو) اپنے فاسد نظریات کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک ''علمِ غیب'' کا مسئلہ ہے، جس پر مؤلف –حفظہ اللہ– بہت تیزی سے گزر گئے ہیں، انہوں نے اتنا تو ذکر کیا کہ علمِ غیب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے (خاص) ہے، مگر اس کے فوراً بعد لکھا:

''یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو غیب کا جو حصہ سکھایا تھا وہ سکھادیا اور جو دینا تھا وہ دے دیا۔''

یہ بات تو حق ہے جس سے مؤلف کی مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی انباء الغیب کی ایک بڑی تعداد عطا فرمائی۔ لیکن بعض لوگ ان انباء الغیب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس نسبت پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ وہ صراحتاً یہ بات کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''عالم الغیب'' تھے، اور انہیں قیامت تک کا جمیع ما کان وما یکون (جو کچھ ہوچکا اور جو کچھ ہونے والا ہے) کا علمِ محیط حاصل تھا۔ ہمیں ڈر ہے کہ مؤلف کا یہ اجمال کہیں اس نظریہ کا وہم نہ پیدا کردے جس کی جمہور علمائے اہلِ سنت تردید کرتے چلے آئے ہیں۔

۳:......اسی طرح مؤلف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

''بے شک وہ دارین میں زندہ ہیں، اپنی امت کی طرف

مسلسل متوجہ ہیں، امت کے معاملات میں اللہ کے حکم سے تصرف فرماتے ہیں، امت کے احوال کی خبر رکھتے ہیں، آپ کی امت کے درود پڑھنے والوں کا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے، اوران کی کثیر تعداد کے باوجود ان کا سلام آپؐ تک پہنچتا رہتا ہے۔“

(ص:۹۱)

ظاہر تو یہی ہے کہ تصرف سے مؤلف کی مراد تصرفِ کلی مطلق نہیں، اور نہ امت کے احوال سے باخبر رہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کو تمام جزئیات کا علمِ محیط حاصل ہے، کیونکہ ایسا سمجھنا بالکل باطل بھی ہے اور اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف بھی۔ بظاہر مؤلف کی مراد یہ ہے کہ آپؐ کے لئے بعض جزئی تصرفات، نصوص سے ثابت ہیں جیسا کہ خود مؤلف نے مثال میں صلاۃ وسلام کا پیش ہونا اور آپؐ کا جواب دینا ذکر کیا ہے۔ لیکن ہمیں ڈر ہے کہ یہ تعبیر بھی خلافِ مقصود کا وہم پیدا کرنے والی ہے، اور دُوسری جانب کے بعض غلو پسند افراد اس کو اپنا مستدل بنا سکتے ہیں۔

۴:......ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مؤلف نے یہ موقف بہتر اختیار کیا ہے کہ کسی بھی مسلمان کی تکفیر میں پوری احتیاط لازم رکھی جائے، اور جب تک کسی مسلمان کے کلام کا صحیح محمل ممکن ہو یا کم از کم اس کے کلام کا ایسا مطلب مراد لینا ممکن ہو جو اسے کفر سے بچاتا ہو، حتی الامکان اس کی تکفیر نہ کی جائے۔ لیکن (یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے) کہ کسی مسلمان کی تکفیر کرنا اور بات ہے اور مسلمان کو باطل کلمات یا موہم کلمات سے روکنا دُوسرا معاملہ ہے، تکفیر میں تو احتیاط یہ ہے کہ جب تک ممکن ہو سکے تکفیر سے بچا جائے، لیکن دُوسرے معاملے میں احتیاط ہی یہ ہے کہ ان کلمات کے استعمال سے بالکلیہ روکا جائے۔

مؤلف نے اس سلسلے میں لکھا ہے:

''کہنے والے کا یہ کہنا کہ: ''اے اللہ کے نبی! مجھے شفا دے دے اور میرے قرض ادا کردے''، اگر فرض کرلیا جائے کہ کسی نے یہی کہا تو بھی تو اس کی یہی مراد ہوگی کہ اے نبیؐ! آپ شفا کے لئے سفارش فرمادیں اور میرے قرض کی ادائیگی کے لئے دعا فرمادیں اور میرے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ فرمائیں، تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف وہی چیز طلب کی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قدرت دی اور مالک بنایا ہے، یعنی دعا اور سفارش، تو عوام کے کلام میں یہ اسناد مجاز عقلی کے قبیل سے ہے۔''

(ص:۹۵)

تکفیر سے بچنے کے لئے یہ اچھی تأویل ہے، اور یہ مؤمنین کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے پر مبنی ہے، مگر یہ حسنِ ظن وہیں کام دے سکتا ہے جہاں قائل خود اپنے کلام کی اس تأویل کو ردّ نہ کرتا ہو، لیکن اگر کوئی قائل اس تأویل کو بذاتِ خود قبول نہ کرے، جیسا کہ ہمارے علم کے مطابق بعض حضرات کا یہی حال ہے تو پھر اس کے کلام کی وہ تأویل کیسے ممکن ہے جس پر وہ خود راضی نہیں۔

مزید برآں یہ تأویل اگر اس قائل کو تکفیر سے بچا بھی لے تو کیا ان جیسے کلمات کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ ان جیسے کلمات سے اس قائل کو روکا جائے تاکہ ایہام شرک اور مشرکین کے ساتھ تشبیہ کم از کم پیدا نہ ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں اپنے غلام کو ''عبدی'' کہنے سے صرف اس لئے منع فرمایا کہ یہ لفظ موہم تھا۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص:۴۰۷)

اس لئے ہمارے خیال کے مطابق جو شخص ان قائلین کے کلام میں تأویل کا خواہش مند ہو اس پر واجب ہے کہ وہ صراحتاً انہیں اس جیسے کلام سے روکے تاکہ موہم شرک کلمات کے استعمال کی حوصلہ افزائی نہ ہو، اس لئے کہ جو شخص حمی (سرکاری چراگاہ) کے گرد چراتا ہے اس کے حمی میں چلے جانے کا امکان بہت غالب ہے۔ (اشارة الی الحدیث الذی اخرجه الشیخان وفیه: ”ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام، کراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یرتع فیه، الا وان لکل ملک حمی الا ان حمی الله محارمه!“ مشکوٰۃ المصابیح ص:۲۴۱)

اسی طرح ہر وہ توسل جس میں الفاظِ ندا اختیار کئے جائیں یا غیراللہ کے لئے ”مفرج مکروبات“ یا ”قاضی الحاجات“ جیسے الفاظ استعمال کئے جائیں، اسی حکم میں داخل ہیں۔

۵:...... مؤلف –حفظہ اللہ– نے ذکر کیا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: حسنہ اور سیئہ، دُوسری قسم منکر ہے مگر پہلی نہیں۔ بدعت کے لغوی معنی کے اعتبار سے یہ تقسیم صحیح ہے، اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے معروف قول: ”نعمت البدعة هذه!“ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۱۵) میں بدعت کو اسی لغوی معنی میں استعمال کیا ہے، لیکن بدعت اگر اپنے معنی اصطلاحی میں لی جائے تو وہ سیئہ ہی سیئہ ہے، اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کل بدعة ضلالة!“ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح ص:۲۷) یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

۶:...... مؤلف نے بتوفیقِ خداوندی اپنی کتاب میں خصائصِ نبویہ کا بھی ذکر کیا اور فرمایا:

''انبیائے کرام علیہم السلام اگرچہ انسانوں میں سے ہوتے ہیں، کھاتے اور پیتے ہیں ......اوران پر بھی وہ تمام عوارض پیش آتے ہیں جو باقی انسانوں کو پیش آتے ہیں، کمزوری، بڑھاپا، موت وغیرہ، مگر وہ اپنی بعض خصوصیات کے ذریعہ عام انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں، اوران جلیل القدر عظیم الشان صفات کے حامل ہوتے ہیں جو ان کے حوالہ سے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتی ہیں۔''

(ص:۱۲۷)

پھر مؤلف نے انبیائے کرام علیہم السلام اور خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات ذکر فرمائیں تاکہ کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آجائے کہ العیاذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفات اور احوال میں دُوسرے عام انسانوں کے برابر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات ہمارے تصورات سے بھی کہیں بالاتر ہیں، لیکن ساتھ ساتھ ہم یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپؐ کی ذاتِ مبارک اس سے بالاتر ہے کہ ہم ضعیف روایات سے آپؐ کی خصوصیات ثابت کریں۔ اس لئے کہ قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ سے آپؐ کی جو خصوصیات ثابت شدہ ہیں وہ تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور فضیلت میں بھی، نیز قلوبِ انسانی میں ان کی تأثیر، روایاتِ ضعیفہ سے ثابت ہونے والی خصوصیات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ قوی ہے، مثلاً: کتاب میں ذکر کردہ یہ روایت کہ آپؐ کا سایہ مبارک نہ تھا، جمہور علماء اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۷:......مؤلف سلمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مولدِ نبوی شریف کے لئے اجتماعات عادت پر مبنی ایک معاملہ ہے، اس کا عبادت سے کوئی تعلق نہیں، ہم اسی کا اعتقاد رکھتے

ہیں اور فیما بیننا و بین اللہ اسی کے قائل ہیں۔"

پھر آگے لکھتے ہیں:

"ہم اعلان کرتے ہیں کہ صرف ایک رات کے ساتھ اجتماع کو مخصوص کرلینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑی بے وفائی ہے۔" (ص:۲۲۵)

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکرِ مبارک اور آپؐ کی سیرتِ مبارکہ کا بیان انتہائی بابرکت اور اور باعثِ سعادت عمل ہے، جبکہ اسے کسی خاص دن یا خاص تاریخ کے ساتھ مقید نہ کیا جائے، اور یہ بھی اعتقاد نہ ہو کہ کسی خاص دن میں، کسی خاص ہیئت کے ساتھ اجتماع کرنا عبادت ہے، ان شروط کا لحاظ رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذِکرِ مبارک کے لئے اجتماع فی نفسہٖ جائز ہے، جو انکار یا ملامت کا مستحق نہیں۔

لیکن یہاں ایک اور نقطہ نظر ہے جسے محقق اور اہلِ تقویٰ علماء کی ایک بڑی جماعت نے اختیار فرمایا، اور وہ یہ کہ یہ اجتماع خواہ فی نفسہٖ جائز ہو، لیکن بہت سے لوگ اسے عباداتِ مقصودہ یا واجباتِ دینیہ میں سے سمجھتے ہیں، اور اس کے لئے مخصوص دنوں کو متعین کیا جاتا ہے، اور پھر اس میں غلط اعتقادات اور ناجائز افعال کا ارتکاب کیا جاتا ہے، مزید برآں عام لوگوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ عادت اور عبادت کے درمیان دقیق فرق کا خیال رکھیں گے، بڑا مشکل ہے، لہٰذا ان مذکورہ بالا اُمور کے پیشِ نظر کہ جن کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اگر ان متقی علمائے کرام نے یہ موقف اختیار فرمایا کہ سدِّ ذرائع اور جلبِ مصالح پر دفعِ مفاسد کو مقدم رکھنے جیسے اُصولوں کی بنا پر ان جیسے اجتماعات سے رکنا ہی ضروری ہے، تو یقیناً ان کا موقف

دلیلِ شرعی پر مبنی ہے اور ان پر انکار و ملامت بھی ہرگز جائز نہیں۔

ان جیسے مسائل میں وہی راستہ درست ہے جو مجتہد فیہ مسائل میں اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر آدمی اپنے عمل اور فتویٰ میں وہ راستہ اختیار کرے جو اس کی نگاہ میں درست ہے اور جس کا وہ فیما بینہ وبین اللہ جواب دہ ہوگا، اور اسے چاہئے کہ دُوسرے اجتہادی موقف کے قائل حضرات پر ملامت کے تیر برسانے سے گریز کرے۔

خلاصہ یہ کہ ہم نے مذکورہ تبصرہ میں جو گزارشات پیش کی ہیں، ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے محترم جناب علامہ محقق السید محمد علوی المالکی -حفظہ اللہ ونفع بہ الاسلام والمسلمین- نے اپنی کتاب میں ان بہت سے دلائل کو منقح کیا ہے جن کے سمجھنے میں لوگوں کو غلطی ہوتی ہے۔ مؤلف نے ان کا حقیقی مفہوم کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں ذکر کیا ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ان کی کتاب مخاصمت اور مخالفت کے جوش کے بجائے انصاف کی آنکھ سے مفاہمت کی فضا میں پڑھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے حق کی گواہی دیتے ہوئے انصاف قائم کرنے والے بنیں، اگرچہ ہمارے اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو؟ انہ تعالیٰ سمیع قریب مجیب الداعین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!''

مفتی محمد رفیع عثمانی
رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی

مفتی محمد تقی عثمانی
خادم الطلبہ بدارالعلوم کراچی

یہی قصہ مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کے ساتھ ہوا، کہ ان کو بھی ایک رات کی مہلت ملی، چونکہ ان کو کتاب کے اصل ہدف سے پہلے ہی آگاہ کردیا گیا تھا کہ یہ کتاب تکفیر کرنے والے سلفی متشددین کی اصلاح کے لئے لکھی گئی ہے، اس لئے انہوں نے اسی نقطہ نظر سے سرسری دیکھا اور راتوں رات تقریظ لکھ کر صبح ناشتہ پر آپ کے حوالہ کردی، مرحوم زندہ ہوتے اور متنازع فیہ نکات کے بارے میں ان سے رجوع کیا جاتا تو ان کی رائے مولانا محمد تقی صاحب سے مختلف نہ ہوتی، باقی بزرگوں نے مولانا مرحوم کی بھرپور تقریظ دیکھ کر ان کے احترام میں کتاب کو پڑھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی، حد یہ کہ ایک بزرگ نے اپنی طرف سے اصالۃً اور بیس ہزار علماء کی جانب سے نیابتاً صاد کردیا، یہ شاید اپنی نوعیت کی منفرد اور بے نظیر مثال ہوگی۔

۳:...... آنجناب نے ''اکابر کا مسلک و مشرب'' نامی رسالہ کے بارے میں (جس کا ذکر میری تحریر میں استطراداً آگیا تھا) رائے طلب فرمائی ہے، اور یہ کہ ''جو اصلاحات تجویز کی جائیں ان پر عمل کیا جائے گا، بشرطیکہ مقصودِ رسالہ کے خلاف نہ ہو'' یہ ایک مستقل اور تفصیل طلب موضوع ہے، تاہم یہ ناکارہ اتنا عرض کردینا کافی سمجھتا ہے کہ اس ناکارہ کے خیال میں ''مقصودِ رسالہ'' ہی محلِ نظر ہے، جن حضرات نے ہمارے اکابر قدس اللہ اسرارہم کے خلاف فتوے لگائے (اور جن کا سلسلہ تا دَمِ تحریر پوری حدت و شدت کے ساتھ جاری ہے) ان کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی جاتی، نہ کہ ہمارے اکابر کے حاشیہ برداروں کو ''ودوا لو تدھن فیدھنون'' کی راہ پر ڈالنے کی کوشش کی جاتی، اور اہلِ بدعت کو اہلِ سنت منوانے کی راہ اختیار کی جاتی، کیا ہمارے ''اکابر کا مسلک و مشرب'' یہی تھا؟

۴:...... جناب صوفی محمد اقبال دام اقبالہٗ کے بارے میں اس ناکارہ نے سماعی روایت نقل کردی تھی کہ وہ جناب سیّد علوی سے بیعت ہوگئے ہیں، میں آنجناب کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس کی اصلاح فرمادی کہ سیّد علوی تو کسی کو بیعت ہی نہیں کرتے، ''البتہ یہ صحیح ہے کہ انہوں نے حضرت صوفی صاحب کو سلسلہ شاذلیہ میں اجازت و خلافت دی ہے'' انتھٰی بلفظکم الشریف۔ جن صاحب نے مجھ سے نقل کیا تھا، غالباً انہوں نے خلافت و

اجازت ہی کو بیعت کرنے سے تعبیر کردیا ہوگا، بہرحال اس اصلاح پر جناب کا تہِ دل سے ممنون ہوں، گو اس ناکارہ کی تقریع اب بھی صحیح ہے، یعنی شیخ علوی سے حضرت صوفی صاحب کی ہم مشربی و ہم رنگی، اور ان کے مسلک و مشرب کی اشاعت کا جذبہ۔

۵:...... حضرت مولانا عزیزالرحمٰن کے مسترشد کا نوٹ کہ ''یہ حضرات تبلیغی جماعت کے خلاف ذہن بناتے ہیں'' آنجناب نے غلط فہمی قرار دیا ہے، کیونکہ ''حضرت موصوف کے ہزاروں مرید اس کام میں لگے ہوئے ہیں، ہاں البتہ یہ بات برحق ہے کہ بعض افراد و عناصر کی ضرور مخالفت کرتے ہوں گے، جنھوں نے فضائلِ درود شریف کو تبلیغی نصاب سے نکالا'' چلئے! یہ غلط فہمی ہی سہی، اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے شیخ نوراللہ مرقدہٗ کے لوگوں میں کوئی اس مبارک کام کی مخالفت کرنے والا نہ ہو، حضرتِ موصوف کو بھی اس غلط فہمی سے جو ان کے مرید کو ہوئی، رنجیدہ نہ ہونا چاہئے کہ بقول عارف:

دریائے فراواں نشود تیرہ بہ سنگ
عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز

۶:...... آنجناب نے شیخ علوی کا ہمارے اکابر خصوصاً ہمارے شیخ نوراللہ مرقدہٗ کے ساتھ والہانہ تعلق بہت ہی تفصیل کے ساتھ زیبِ رقم فرمایا ہے، اور بریلویت کے ساتھ ان کے تعلق کی تردید فرمائی ہے، اور بریلوی ماہنامہ سے ''حق چاریار'' میں جو کچھ نقل کیا ہے، اس کی بھرپور تغلیط فرمائی ہے، اس سے اس ناکارہ کو بہت ہی انشراح ہوا، فجزاکم اللہ احسن الجزاء! چونکہ قاضی مظہر حسین صاحب اس ناکارہ کی طرح سیّد علوی کے حالات سے واقف نہیں ہوں گے اس لئے ان کا بریلوی پرچہ ''جہانِ رضا'' پر اعتماد کرکے ان کو بریلوی قرار دینا ایک فطری امر تھا۔ اس لئے ان کو (اور ان کی تقلید میں اس ناکارہ کو) تو معذور سمجھنا چاہئے، ''جہانِ رضا'' کا یہ پرچہ فروری ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا، جس میں بڑے دھڑلے سے سیّد علوی کو بریلوی ثابت کیا گیا، پورے تین سال کے عرصہ میں شیخ علوی کی جانب سے یا ان کے مداحوں کی جانب سے کوئی تردید نہیں آئی، نہ کسی وضاحت کی زحمت کی گئی، پھر سیّد علوی کے رسالہ ''حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف'' کا ترجمہ

بریلوی حلقہ کی جانب سے ''میلادِ مصطفیٰ'' کے نام سے شائع کیا جاتا ہے، ادھران کی کتاب کا ترجمہ ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے نام سے ہمارے سامنے آتا ہے، جس میں متنازع فیہ مسائل میں مصنف کا جھکاوٴ بریلویت کی طرف نظر آتا ہے، جبکہ ''جہانِ رضا'' میں ان کا فقرہ بلاخوفِ تردید نقل کیا جاچکا ہے کہ: ''سیدی علامہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کو ہم ان کی تصنیفات وتعلیقات کے ذریعہ جانتے ہیں، وہ اہلِ سنت کے علامہ تھے، ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت ہے، اور ان سے بغض رکھنا اہلِ بدعت کی نشانی ہے'' اور یہ کہ: ''سیّد علوی کو فاضل بریلوی کے خلیفہ ضیاء الدین قادری سے، جو معمر ترین بزرگ تھے، اور جن کی عمر سو سال سے زائد ہے، تمام سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔''

ان تمام اُمور کو پیشِ نظر رکھ کر انصاف کیجئے کہ ایک خالی الذہن آدمی کو جناب مصنف کے بارے میں کیا رائے قائم کرنی چاہئے؟ جناب قاضی مظہر حسین صاحب پر خفا ہونے کے بجائے ہونا یہ چاہئے تھا کہ خود شیخ علوی مالکی کی جانب سے ''جہانِ رضا'' کے مندرجات کی تردید کرادی جاتی، اور انتساب الی البریلویت سے اظہارِ براءت کرادیا جاتا، جب تک یہ نہ ہو میں یا آپ اس کی ہزار تردید کریں اس کی کیا قیمت ہے...؟ تین سال سے علیٰ رؤوس الاشہاد اعلان کیا جارہا ہے کہ وہ بریلوی ہیں، اور جنابِ شیخ اپنے سکوت سے اس پر مہرِ تصدیق ثبت فرما رہے ہیں، آپ کی تردید کو کون مانے گا...؟ اس لئے اگر بریلویت کے انتساب سے ان کی براءت کرانی ہے تو خود انہی کی جانب سے براءت کا اعلان کرائیے، اگر شیخ علوی کی حیات میں یہ کام نہ ہوا تو نہ صرف یہ کہ ہماری توجیہات رائیگاں اور بے سود قرار پائیں گی، بلکہ اندیشہ ہے کہ آپ تینوں بزرگوں (قبلہ صوفی صاحب، آپ اور جناب مولانا عزیز الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ) کو بھی یار لوگ اسی لپیٹ میں نہ ڈالیں کہ: ''یہ تینوں حضرت شیخ محمد مالکی بریلوی کے حلقہ نشین دراصل دیوبندی نما بریلوی تھے، اسی بنا پر دیوبندیوں کو بریلویوں کے ساتھ متحد ہوجانے کے داعی تھے، لہٰذا دیوبندیوں کے مقابلہ میں بریلوی مذہب برحق ہے۔'' یہ صرف خدشات نہیں بلکہ آپ حضرات کی دعوتِ اتحاد پر بریلوی صاحبان نے ایسے شوشے چھوڑنے شروع کردیئے، مرورِ ایام کے بعد نہ جانے اس کو کیا کیا

رنگ دیا جائے گا؟ الغرض جناب کی یہ وضاحتیں ہم خدام کے تو سر آنکھوں پر! آمنا وصدقنا! لیکن جب تک آپ خود جناب شیخ علوی مالکی کی جانب سے بریلویت سے اظہارِ براءت نہیں کراتے، اور خصوصاً اس فقرے سے جو فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے بارے میں ”جہانِ رضا“ نے ان سے منسوب کیا ہے، تب تک مخالفوں پر حجت نہیں قائم ہوگی، اور وہ برابر یہ کہتے رہیں گے کہ فروری ۱۹۹۲ء میں شیخ موصوف کے بریلوی ہونے کا مدلل اعلان کیا گیا، لیکن شیخ نے خود خاموشی اختیار کر کے اس کی تائید کردی، اس کے بعد دوسروں کی وضاحت اور عذر، معذرت کا کیا اعتبار...؟

آخر میں گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر میرے کسی لفظ سے قبلہ صوفی صاحب کی، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی، آپ کی یا کسی اور کی دل آزاری ہوئی ہو، اس سے بصد ندامت غیرمشروط معافی کا خواستگار ہوں، جن ایسے الفاظ کی نشاندہی کردی جائے، نشاندہی کے بعد ان کو قلم زَد کردوں گا، حلفاً کہتا ہوں! مجھے نہ ان بزرگوں سے پرخاش ہے، نہ کدورت، بلکہ جیسا کہ پہلے بھی لکھ چکا ہوں ان کو اپنے سے بدرجہا افضل جانتا ہوں۔

جہاں تک شیخ علوی کی کتاب ”اِصلاحِ مفاہیم“ کا تعلق ہے، وہ آپ کے عرب ماحول میں مفید ہو یا نہ ہو، مگر ہمارے یہاں کے ماحول میں مفید ہونے کے بجائے مضر ہے، کاش! کہ اسے یہاں شائع نہ کیا جاتا۔

آنجناب نے ایک بزرگ کا مقولہ نقل فرمایا ہے کہ لدھیانوی کو بھی کسی نے بھڑکا دیا ہے، یوں تو اس فقرہ کی کوئی اہمیت نہیں، بے چاری مٹی پر ہزار جوتے رسید کردو، اس کو شکایت نہیں ہوگی، تاہم یہ عرض کردینا بے جا نہیں ہوگا کہ مجھے میرے اکابرؒ کے تقدس نے بھڑکایا تھا، بقول عارف رومی:

گفتگوئے عاشقاں در امر ربّ
جوشش عشق است نے ترکِ ادب

جن ”اکابر“ کے انتساب سے ہماری دُنیا و آخرت وابستہ ہے، ایک طبقہ ان کی عزت و حرمت سے کھیل رہا ہو، اور ہم بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کے پلڑے میں اپنا وزن ڈال

رہے ہوں، تو مجھ ایسی مٹی کے لئے بھڑکنا لازم ہے، آپ یا آپ کے محترم بزرگ اس بارے میں جو رائے بھی قائم فرمائیں، آپ کا حق ہے۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رءوف رحیم.

والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

کراچی

## ۳:......مولانا زرولی خان کا خط

محترم ومکرم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ کرے مزاج سامی بخیر ہوں، آنجناب کا بلادِ عرب کے مشہور اور محقق عالم شیخ محمد علوی مالکی پر تبصرہ اور ان کی کتاب مفاہیم اور اس کے ترجمہ اِصلاحِ مفاہیم پر مبسوط تبصرہ نظر سے گزرا، تبصرہ خالص مخلصانہ مگر حد درجہ غیر ناقدانہ اور غیر محتاط ہے، کیونکہ موصوف کی صرف ایک کتاب بلکہ اس کے ترجمہ کو دیکھ کر انہیں بریلوی اور رضاخانی سمجھنا کم از کم ہمارے بزرگوں کا اور آپ جیسے دانش مند شاہکار لکھنے والے کی شان کے لائق نہیں، یہ دیکھ کر حد درجہ حیرت ہوئی کہ تبصرہ نگار کو شیخ علوی اور ان کی مطبوعہ اور متداول کتب کے بارے میں معلومات نہیں ہیں یا ان کے تبصرہ میں کوئی کام نہیں لیا گیا۔ حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم بوجوہ ہم سب کے مخدوم اور کریم بزرگ ہیں، مگر ان کی تحریر اور مزاجِ اقدس کی پُرتشدد جولانیوں میں کبھی کبھی اپنے ہی زیر و زبر ہو جاتے ہیں۔ حضرت والا ہی کے فاضلانہ قلم سے قافلۂ حق کے سالار محمود الملۃ والدّین حضرت اقدس مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ''احتجاجی مکتوب بنام مولانا مفتی محمودؒ'' جیسا سوہانِ رُوح رسالہ شائع ہوا ہے، جس کے بارے میں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ: ہم اہلِ باطل سے

مقابلہ کرتے ہیں تو بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب ہوتے ہیں، لیکن اپنے جو پیچھے سے چھرا گھونپتے ہیں تو اس سے چلا نہیں جاتا۔ حضرت قاضی صاحب کا اخلاص، تدین، منصب احقاقِ حق وابطالِ باطل ہم جیسے خوردہ نالائق تو کیا اکابر صلحاء کے ہاں مسلّمہ ہیں، مگر مسلسل ردّ وقدح کے میدان نے شاید ان کی تحریر میں کچھ اس طرح کی شدت بھی پیدا فرمائی ہے۔ آپ نے اپنی پوری تحریر کی اساس و بنیاد حضرت قاضی صاحب کے انکشافات جو مبتدعین کی جاہلانہ اور مقلوب حکایات پر مشتمل ہے، رکھی ہے۔ میرے خیال میں شیخ علوی کی کتاب آپ نے دیکھی ہی نہیں جس میں انہوں نے محدثِ کبیر حضرت اقدس الشیخ السید محمد یوسف بنوریؒ کے ساتھ اپنا شرفِ تلمذ بخاری وترمذی میں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سے مؤطا امام مالک اور سنن ابی داؤد میں بلکہ صحیح مسلم میں بھی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور دیگر اجلہ علمائے دیوبند سے اپنا شرفِ تلمذ کا ذکر فرمایا ہے۔ شیخ کی کتاب کا نام ''الطالع السعید المنتخب من المسلسلات والاسانید'' ہے، نیز شیخ علوی جامعہ ازہر جانے سے پہلے جامعہ اسلامیہ (مدرسہ عربیہ) میں سال دو پڑھ چکے ہیں، اور اس کا والہانہ عقیدت ومحبت بھرا تذکرہ وہ اپنے حضرات میں اور مجالس میں کرتے رہتے ہیں، حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے ''آپ بیتی'' وغیرہ میں ان کا محبت بھرا برتاؤ اور ان پر اعتماد کا اظہار فرمایا ہے، بلاشبہ شیخ علوی ہمارے علمائے دیوبند کی طرح محدثات مرسومہ میں متشدد نہیں ہیں، لیکن وہ رضا خانی یا بریلوی یا بدعتی ہرگز نہیں ہیں، انعقادِ میلاد کا مسئلہ خود اجلہ محدثین اور سیّد الطائفہ حضرت حاجی صاحبؒ بلکہ اوائل عمر میں خود حکیم الامتؒ کے ہاں بھی رہا ہے، علماء کو وسیع علم اور بسیط معلومات کے ساتھ کچھ علاقائی مسائل کا بھی کبھی ساتھ دینا ہوتا ہے جس میں خطا وصواب کا ایک پہلو غالب رہتا ہے، خدانخواستہ اگر اس قسم کے تبصرے ہمارے جانے پہچانے اور معروف معتمدین پر بغیر تحقیق اور چھان بین کے ہونے لگیں تو کہیں مولوی یونس سہارنپوری کی طرح شیخ ابوالوفاء افغانی اور اپنے زمانے کے امام شیخ زاہد الکوثریؒ جیسے اکابرِ امت پر بدعتی کے احکام صادر نہ ہونے لگیں، آنجناب کے بارے میں تو کبھی ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ آپ صوفی اقبال صاحب یا مولوی عزیز الرحمٰن صاحب کی جماعت تبلیغ یا

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی نسبتِ کریمہ کے دُوسری طرف ملتفت ہونے سے متأثر ہوکر اس قدر غیرمحتاط تبصرہ فرمائیں گے اور یہ کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب اسکندر دامت برکاتہم اور خود حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب مدظلہ شیخ علوی اور ان کے نظریات مجھ سے زیادہ بہت قریب سے جانتے ہیں، کم از کم ان سے مشورہ ضروری تھا، ''بینات'' جو ملک و ملت کا نمائندہ شمارہ ہے اسے کسی ایک فردِ متشدد کے صرف اخلاص اور تقدس کا سہارا لے کر ایسے رجال کے خلاف استعمال نہیں کرنا چاہئے جن پر ہمارے بڑے اعتماد کرچکے ہیں، میں نے یہ چند سطور حضرتِ والا سے قریبی عقیدت اور حضرت کی تحریر اور شوکت تنقید کا غیرمصیب پہلو دیکھ کر لکھی ہیں، اگر تیر نشانے پر بیٹھا تو مناسب اعتذار بینات میں کرنا ہمارے اسلاف کا وطیرۂ دیانت رہا ہے، ورنہ سقطة المتاع کی جگہ ردّی کی ٹوکری ہے:

بشنود یا نشنود من ہائے ہوئی می کنم

قاضی صاحب دامت برکاتہم کا انکشاف کہ شیخ علوی بریلوی عقیدے کے حامل اور مولوی احمد رضا خان کے بیک واسطہ خلیفہ ہیں، اور جناب علوی کی فاضل بریلوی کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ وہ احمد رضا خان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''نحن نعرف تصنيفاته وتأليفاته فحبه علامة السنة وبغضه علامة البدعة.''

واقعی یہ انکشاف و تحقیق عجیب تو کچھ نہیں، غریب و مسکین ضرور ہے، کیونکہ اس کا حوالہ مولوی غلام مصطفیٰ مبتدع ہے، اگر واقعی شیخ علوی کو مولوی احمد رضا سے یہ عقیدت ہے تو اجلہ علمائے دیوبند کو انہوں نے مشائخِ حدیث کیسے تسلیم کیا ہے جن کے بارے میں مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''دیوبندی عقیدہ رکھنے والے کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ ج:۴ ص:۲۲۲)

اور ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ:

''مولوی خلیل احمد، رشید احمد اور غلام احمد اور اشرف علی من
شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر!''

صرف ضیاء الدین مقدسی سے اوراد میں اجازت لینے سے علوی صاحب علمائے دیوبند کے مخالف اور رضاخانی بدعتی بنتے ہیں، تو حضرت بنوری، حضرت مفتی محمد شفیع اور حضرت شیخ الحدیث اور حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمہم اللہ سے اسانیدِ حدیث اور اجازتِ اوراد سے اہلِ حق کے قریب کیوں نہیں مانے جاتے؟ امید ہے کہ ان مختصرات پر آپ غور فرمائیں گے:

اندک پیش تو گفتم غم دل ترسیدن
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

یہ خوش فہمیاں تو اہلِ حق کو بھی لاحق ہوجاتی ہیں، جیسے آپ کی تحریر میں اور قاضی صاحب کی تحریر میں احمد رضا کے لئے ''مولانا'' اور ''مرحوم'' کے الفاظ لکھنا بھی مبتدع کے ساتھ لائق برتاؤ رَوِش کے خلاف ہے، جس کے ردّ میں بہت کچھ مواد موجود ہے، تاہم شیخ علوی کی ضیاء مقدسی بدعتی اور مولوی احمد رضا جیسے مبتدع کے بارے میں خوش فہمی اس درجہ کی ہے ورنہ وہ علمائے دیوبند کے شاگرد اور ان کے مستفید اور ان کے حد درجہ معتقد اور معترف ہیں، جو اِن شاء اللہ العزیز آپ کے سامنے بتدریج آئے گی، والسلام مع التحیة والاکرام!

خادمکم الفقیر
محمد زرولی خان عفی عنہ
۲۴ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

## راقم الحروف کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت مخدوم ومحترم جناب مولانا زرولی خان صاحب، زیدت مکارکم
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!

۱:...... ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے بارے میں اس ناکارہ ونابکار کی جو تحریر شائع ہوئی


فہرست

ہے، اس کے بارے میں آنجناب کا کرامت نامہ موصول ہوکر موجبِ امتنان ہوا، آنجناب کو اس ناکارہ کی ''غیرناقدانہ وغیرمحتاط'' تحریر سے اذیت پہنچی، اس پر نادم ہوں، میرے قلم سے جو لفظ ایسا نکلا جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو، اس پر بارگاہِ الٰہی سے صدقِ دل سے توبہ کرتا ہوں، اور آنجناب سے اور آپ کی طرح دیگر احباب سے، جن کو اس تحریر سے صدمہ پہنچا ہو، غیرمشروط معافی کا خواستگار ہوں۔

۲:...... جو جو الفاظ آنجناب کو غیرناقدانہ اور غیرمحتاط محسوس ہوئے ہوں، ان کو نشان زدہ کرکے بھیج دیجئے، میں ان سے رجوع کا اعلان کردوں گا، اور ان کی جگہ جو محتاط الفاظ استعمال ہونے چاہئیں وہ بھی لکھ دیئے جائیں۔

۳:......شائع شدہ تحریر کے صفحہ:۲۹ سے صفحہ:۴۱ تک جو کچھ لکھا ہے، وہ جناب شیخ محمد علوی مالکی کو ''ایک خوش عقیدہ عالم'' سمجھ کر لکھا ہے، جس کی تصریح صفحہ:۴۱ کے نکتہ:۵ کی پہلی دو سطروں میں موجود ہے، البتہ نمبر:۵ سے جو عبارت شروع ہوتی ہے، وہ جناب قاضی صاحب کے انکشافات پر مبنی ہے، یعنی صرف دو صفحے کی تحریر، لیکن آنجناب نے میری پوری تحریر ہی کو جناب قاضی صاحب کی تقلید کا نتیجہ قرار دے دیا۔

۴:......قاضی صاحب نے ''جہانِ رضا'' کا حوالہ دیا ہے، جو فروری ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا، ساڑھے تین سال بعد اس ناکارہ نے قاضی صاحب کے حوالہ سے اس کا فوٹو شائع کردیا تو سارا نزلہ اس ''غریب مسکین'' پر آگرا، تین ساڑھے تین سال تک کسی عقیدت کیش کو خیال تک نہیں آیا کہ شیخ علوی کو خانوادۂ بریلویت سے منسلک کیا جارہا ہے۔

۵:......''جہانِ رضا'' میں ''خانوادۂ بریلی کا ایک عرب مفکر'' کے عنوان سے ''فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر محمد علوی الحسنی المالکی مدظلہ'' پر پورا ایک مضمون شائع ہوتا ہے، جس میں اعلان کیا جاتا ہے کہ: ''آپ کے دادا اور والد گرامی دونوں شہزادہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا تھے، اور آپ، خلیفہ اعلیٰ حضرت، خطیبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں'' پاکستان کے کسی دیوبندی حلقہ سے اس کے بارے میں ''صدائے برنخواست'' تین سال کے بعد اگر قاضی

صاحب ''جہانِ رضا'' کے اس مضمون کا فوٹو شائع کر رہے ہیں، اور یہ روسیاہ اس کا حوالہ دے ڈالتا ہے، تو یہ روسیاہ بھی مجرم اور قاضی صاحب بھی متشدد، انا للہ وانا الیہ راجعون!

۶:......شیخ علوی کی تالیفِ لطیف ''الطالع السعید'' کا مطالعہ واقعی اس مجہولِ مطلق نے نہیں کیا، اس میں ملاحظہ فرمالیا جائے، اس میں کسی بدعتی کا تذکرہ تو نہیں ہے؟ اگر واقعی ایسا ہو تو کیا تعجب کہ ''جہانِ رضا'' کی روایت (جس کی تردید آج تک اس روسیاہ کے علم میں نہیں آئی) بھی کچھ غلط نہ ہو، کیونکہ خواجہ حافظؒ بہت پہلے فرماگئے ہیں:

اے کبک خوش خرام کجا مے روی بناز

غرہ مشو کہ گربہ زاہد نماز کرد...

اور یہ بھی ممکن ہے کہ:

معشوق ما بہ مشرب باہر کس برابر است

با ما شراب خورد و با زاہد نماز کرد

۷:......جناب علوی صاحب کی دُوسری کتابوں میں ان کی کتاب ''حول الاحتفال النبوی'' بھی تو ہے، جس کو بریلوی حضرات نے اُردو میں شائع کیا ہے، آنجناب نے انعقادِ میلاد کے لئے ''سیّد الطائفہ'' کا حوالہ تو دے دیا، لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اعاظم خلفاء (اور ہمارے اکابرِ دیوبندؒ) کا طرزِ عمل اس بارے میں کیا رہا؟ اور آج شیخ علوی مالکی کی کتاب پر جو ''دیوبندی بریلوی اتحاد'' کی تحریک چل رہی ہے، اس کا انجام کیا ہوگا...؟

۸:......اس ناکارہ نے تو ''اِصلاحِ مفاہیم'' کے ایک دو حوالے، بطورِ نمونہ دیئے تھے، جس میں موصوف نے اپنے نقطۂ نظر سے اختلاف کرنے والوں پر کم عقلی، کم فہمی، تنگ نظری، بدفہمی اور جہالت و تعنت کے فتوے صادر فرمائے ہیں، کتاب کا خود مطالعہ فرمالیجئے اور پھر بتائیے کہ ہمارے اکابرؒ توان فتووں کی زد میں نہیں آئے؟

آخر میں سمع خراشی کی معافی چاہتے ہوئے اصلاح کا طالب ہوں، یہ ناکارہ تو واقعی ''نہ تین میں ہے نہ تیرہ میں!'' میرے اکابرؒ جو فرمائیں ان کا مقلدِ محض ہوں، اور آپ حضرات جو اصلاح فرمائیں وہ سرآنکھوں پر!

اللّٰهم انی اعوذ بک من شر نفسی ومن شر الشیطان وشرکه، ومن الفتن ما ظهر منها وما بطن!

والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۹۱۶/۱/۲۹ء

### ۴:...... جناب محمد ابوزبیر سکھر کا خط

بخدمت اقدس حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم

سلام مسنون!

ماہنامہ بینات کا بندہ مستقل خریدار ہے، محرم الحرام کا رسالہ پڑھ کر بندہ حیران ہوا کہ اِصلاحِ مفاہیم کے سلسلے میں اختلاف کچھ کم ہوا تھا کہ جناب کے مضمون نے تیل چھڑکنے کا کام کیا، آپ تو جانتے ہیں کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی تڑپ خانقاہوں کو آباد کرنے کی تھی، اس کے لئے آپ نے آخری عمر میں مختلف سفر بھی کئے، حضرتؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ کی تڑپ کو لے کر چلنے والے اگر کوئی ہیں تو وہ یہ ہیں حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم، یہ وہ حضرات ہیں جنھوں نے خانقاہوں کو آباد کرنے کے لئے رات دن ایک کردیا اور اس اہم کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا اور پوری دُنیا میں جگہ جگہ اس کام کے لئے یہ حضرات سفر فرما رہے ہیں، اس وقت ان حضرات کے اخلاص کی برکت ہے کہ جگہ جگہ ذکر و درود شریف کی مجالس قائم ہوگئیں اور روزانہ لاکھوں مرتبہ درود شریف پڑھا جارہا ہے، غالی مماتیوں نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح ان کا راستہ بند کیا جائے، آخرکار ان کو یہ موقع ملا اور اصلاح مفاہیم کے اختلاف کو اتنا بڑھایا گیا گویا کہ کفر و اسلام کی جنگ ہورہی ہے، اور ہمارے مخلص حضرات نے اپنے رسالے میں اس اختلاف کو بڑھانے کے لئے وقف کردیئے، اس کتاب کو مشہور کرنے والے درحقیقت یہی لوگ ہیں ورنہ اس کتاب کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ اصلاحِ مفاہیم پر تقریظیں لکھنے والے کئی ایک بزرگ ہیں، لیکن جب تبصرہ کیا جاتا ہے تو سب کو چھوڑ کر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم پر نزلہ اُتارا جارہا ہے، اس کو ناانصافی نہ کہیں اور تو کیا کہیں آنجناب نے بھی اپنے تبصرہ میں اس ناانصافی کا مظاہرہ کیا ہے، آپ جیسے مخلصوں سے ایسی توقع نہ تھی، یہیں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت شیخؒ کے مشن کو لے کر چلنے والوں کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کی جارہی ہے اور ان کو بدنام کیا جارہا ہے، اور اب تو ذاتیات تک نوبت پہنچ گئی ہے، جس کی لپیٹ میں آنجناب بھی ہیں کہ ایک نجی خط کو شائع کرکے عوام کو ان حضرات سے دور کرنے کی کوشش کی ہے، ایک نجی خط تھا اس کو ویسے ہی جواب دے دیا جاتا، آنجناب کا قلم غیروں کے مقابلے میں اپنوں کے لئے بہت سخت تھا۔

دُوسری بات یہ ہے کہ مکی مالکی صاحب نے وہ کتاب سلفیوں کے خلاف لکھی ہے، تبصرہ کے شروع میں آنجناب نے بھی یہی فرمایا لیکن آگے چل کر حضرت قاضی صاحب نے انکشاف فرمادیا کہ وہ ہمارے علماء کے بارے میں لکھا ہے، عجیب بات ہے کہ ہم خود اپنے اکابرین کو گالیاں دلوا رہے ہیں، مکی مالکی صاحب نے اپنی کتاب شفاء الفواد میں ہمارے اکابر کا تذکرہ بڑے عمدہ طریقہ سے کیا ہے، اور ''المہند'' سے تقریباً چھ صفحات اپنی کتاب میں ذکر کئے اور ہمارے اکابرین کا کبار محدثین فی الہند کے نام سے تذکرہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب نے بتایا کہ مکی مالکی صاحب حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضری دیتے اور حضرت شیخؒ ان کو سید ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھ بٹھاتے تھے، اور آج بھی مالکی صاحب کے ہاں حیات صحابہ کی تعلیم کرائی جاتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی نے بتایا کہ مکی مالکی صاحب جب پاکستان تشریف لائے تو میں خود ان کے ساتھ تھا، مختلف علمائے کرام سے انہوں نے اصلاح مفاہیم پر تقریظیں لکھوائیں، تو حضرت مکی صاحب نے عرض کیا کہ: کچھ تقریظیں بریلوی علماء سے بھی لکھوالیں، اس پر مکی مالکی صاحب نے فرمایا کہ: ان میں کوئی بڑا عالم نہیں ہے۔ اب آپ بتائیں ایسے شخص کو جو ہمارے اکابر کی خدمت میں بھی حاضری دے، ہمارے بزرگوں کا تذکرہ بھی کرے اور ہمارے حضرات کی کتاب کی تعلیم بھی

کرائے، اس کو ہم زبردستی بریلوی بنانے کی کوشش کریں اور سلفیوں کے متعلق اس نے جو کچھ لکھا، اس کو اپنے اکابر پر چسپاں کردیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ آنجناب کو اگر مالکی صاحب کے بارے میں کچھ معلوم ہی کرنا تھا تو وہ آپ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی سے معلوم کرتے، حضرت قاضی صاحب کو ان کے بارے میں کیا علم ہے؟ ان کے حالات تو وہی بتاسکتا ہے جو مکہ شریف میں ان کے قریب ہو، حضرت قاضی صاحب کا حال تو یہ ہے کہ بندہ کی پچھلے مہینہ ملاقات ہوئی، نعل شریف پر کچھ بحث چل پڑی، بندہ نے عرض کیا کہ: میرا تعلق حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ سے ہے، اور انہوں نے اپنی کتابوں میں اس کے فوائد ذکر کئے ہیں، اس پر حضرت قاضی صاحب نے فرمایا کہ: حضرت شیخؒ کو چھوڑ دو، ان کی بات کیوں مانتے ہو؟ حضرت تھانویؒ کی بات مانو! اب ان کو تو حضرت شیخؒ سے اتنا بغض ہے اور آنجناب ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔

پھر مکی مالکی صاحب مکہ شریف میں ہیں، وہاں پر دُنیا بھر کے لوگ آتے ہیں، ہر مسلک والے آتے ہیں، اور ان سے بھی مل لیتے ہیں، اور ملاقات کے دوران مالکی صاحب ان کی تعریف فرمادیتے ہیں، تو کیا اس کی وجہ سے وہ کٹر بریلوی ہوگئے؟

آنجناب نے یہ بھی الزام لگایا کہ حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے بے وفائی کی ہے کہ مالکی صاحب کے حلقہ میں داخل ہوگئے ہیں۔

کاش کہ آنجناب اس کی تحقیق فرمالیتے، مالکی صاحب کی کیا حیثیت ہے، حضرت صوفی صاحب زید مجدہٗ کے مقابلے میں یہ سراسر حضرت پر بہتان ہے، قیامت کے دن ان جھوٹے الزامات کا جواب دینا ہوگا، حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم پر ہزار مکی مالکی جیسے قربان ہوجائیں۔

ماہنامہ بینات کے مدیر حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب بھی مکی مالکی صاحب کے اور ان کی کتاب کے مداح ہیں، آنجناب ان سے تحقیق فرمالیتے۔

چند دن قبل بندہ کا صوبہ سرحد جانا ہوا، کئی علماء سے اس سلسلہ میں بات ہوئی، اکثر علماء کی رائے یہ تھی کہ آنجناب ایک بڑی شخصیت ہیں، آپ کا ایک علمی مقام ہے، آپ کو ایسی

باتیں نہیں لکھنی چاہئیں تھیں۔

تحریر کی طوالت کی معافی چاہتا ہوں، اگر کوئی سخت بات محسوس ہو تو اس کی معافی چاہتا ہوں، اللہ پاک تمام قلوب کو حق پر جمع فرمادے، امید ہے کہ دعواتِ صالحہ میں فراموش نہیں فرمائیں گے۔ والسلام محمد ابوزبیر سکھر۔"

## محمد ابوزبیر سکھروی کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم ومکرم! زید مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نامہ کرم لائقِ صد احترام واکرام ہوا، یہ ناکارہ تو واقعتاً "نہ آناں میں ہے نہ ایناں میں"، "نہ تین میں، نہ تیرہ میں۔"

آنجناب کا گرامی نامہ تین مضامین پر مشتمل ہے:

۱:...... اکابرِ ثلاثہ (صوفی صاحب، مولانا مکی اور مولانا عزیز الرحمٰن دامت برکاتہم وزیدت فیوضہم) کا شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے فیض کو عام کرنا، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اخلاص کے ساتھ مزید ترقیات سے نوازیں، یہ ناکارہ ان پر اسی طرح رشک کرتا ہے جس طرح ایک فقیرِ بے نوا کسی رئیس پر رشک کرے، اس لئے اس ناکارہ نے بلاتکلف اپنے خط میں لکھا ہے:

> "حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ کے ساتھ اس ناکارہ و روسیاہ کا بھی تعلق ہے، وہ میرے خواجہ تاش ہیں، اور اس ناکارہ سے کہیں بہتر وافضل ہیں۔"

لہٰذا اس ضمن میں تو آنجناب نے میری معلومات، اور میرے حسنِ ظن میں کوئی اضافہ نہیں فرمایا۔

۲:...... شیخ علوی مالکی کے بارے میں جو کچھ لکھا وہ بریلویوں کے پرچہ "جہانِ رضا" کے حوالے سے لکھا، اگر یہ غلط ہے تو بہت آسان بات ہے، شیخ علوی مالکی صاحب سے "جہانِ رضا" کے مندرجات کی تردید کرادی جائے، میں اس تردید کو شائع کرکے اپنی تفریعات واپس لے لوں گا۔


فہرست

۳:...... حضرت صوفی صاحب مدظلہ کے بارے میں ایک ثقہ راوی کی سماعی روایت درج کی ہے، اگر یہ غلط ہے تو اس سے توبہ کرتا ہوں، اور موصوف سے بھی معافی چاہتا ہوں، مناسب ہوگا کہ اس روایت کی تردید حضرت صوفی صاحب زید مجدہٗ ہی سے کرادی جائے تاکہ اس کو شائع کرکے اس کے ساتھ اپنا توبہ نامہ بھی شائع کردوں۔

ان اُمور کے علاوہ جو بات بھی اس ناکارہ نے غلط لکھی ہو اس کی نشاندہی فرمادی جائے، اس سے بلاتکلف رجوع کرلوں گا۔ اُمید ہے مزاجِ بعافیت ہوں گے، دعاؤں کا محتاج اور ملتجی ہوں۔

والسلام

**محمد یوسف** عفا اللہ عنہ

۱۴۱۶/۲/۲۱ھ

## ۵:...... جناب اختر علی عزیزی کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ
عشق کاریست کہ بے آہ و فغان نیز کنند

محترمی جناب مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج بخیر!

اگرچہ بندہ ماہنامہ ''بینات'' کا خریدار نہیں تاہم مستقل قاری ضرور ہے، اور آپ کے اداریے اور بیانات محبت سے دیکھتا ہے، لیکن اس شمارہ محرم الحرام میں آپ کا مضمون ''کچھ اِصلاحِ مفاہیم کے بارے میں'' نظر سے گزرا، اپنے پیرومرشد، ولی کامل، عالم باعمل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے باغِ تصوف اور چمنستانِ سلوک کے حقیقی وارث ونگران مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کے متعلق آپ کے تحریر کردہ مضمون کا مطالعہ کیا، فطری بات ہے کہ حزن وملال سے رنجیدہ اور غم وفکر سے نڈھال ہوا۔ جنابِ محترم! آپ نے ایک ایسے عظیم مجاہد کے خلاف (بدون تحقیق کے) اوراقِ کثیرہ سیاہ کئے ہیں جو کہ ہر باطل کے خلاف سیفِ بے نیام ہوکر میدانِ


فہرست

عمل میں کودتے ہیں۔ ردّ روافض کا فریضہ ہو، یا مودودی صاحب کے غلط نظریات پر ضربِ کاری کا، مرزائیت کا جنازہ نکالنا ہو یا توہینِ رسالت کیس، ڈاکٹر اسرار احمد کا تعاقب ہو یا پروفیسر طاہر القادری کا مقابلہ ہر موقع پر یہ مجاہد فی سبیل اللہ اغیار اور اسلام دشمن قوتوں کا قلع قمع کرتے ہیں اور مع ہذا مثبت رویہ اور تعمیری سوچ رکھتے ہوئے اکابرِ دیوبند کے نقشِ قدم پر خصوصاً اپنے شیخ قدس سرہٗ کی نیابت کرتے ہوئے ہزاروں مخلوقِ خدا کو اللہ کا پیارا نام سکھایا اور ان کی وساطت سے ان بندگانِ خدا کا تعلق اپنے مولیٰ سے بن گیا (اگر اغماض نہ فرمائیں تو آپ بھی اس کے قائل ہوں گے)، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی توجہ و برکات سے اور اسلوبِ اکابر اپنانے کی وجہ سے راولپنڈی میں (اور جہاں جہاں ان کے مسترشدین ہیں، ان کے علاقوں میں بھی) کتنی مساجد بریلوی مکتبِ فکر والوں سے آزاد ہوکر دیوبندیوں کے ہاتھ آگئی ہیں، خود راقمِ سطور کا جو علاقہ ہے کاٹنگ ضلع مردان، پہلے بریلویوں کے قبضہ میں تھا، ہمارے پانچ چھ علمائے کرام (جو کہ جید مدرس عالم ہیں، اکوڑہ خٹک اور امداد العلوم پشاور سے فارغ التحصیل ہیں اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ سے بیعت ہیں) نے یہاں اپنے شیخ کے اُصول پر کام شروع کیا، الحمدللہ کہ کافی علاقہ بریلویت کے زہر سے بچ گیا، لیکن نہ جھگڑا ہوا، نہ خون خرابہ، اپنے اکابر کے طرز پر ذکر و دورد شریف اور تصوف کا راستہ اختیار کرکے بریلویت کا جنازہ نکل گیا، جس کی تصدیق آپ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب اور مولانا امداد اللہ صاحب مدرسین جامعہ بنوری ٹاؤن سے کرسکتے ہیں، کیونکہ وہ ہمارے علاقہ کے رہنے والے ہیں۔

میرے محترم! آپ نے کتاب ''اِصلاحِ مفاہیم'' اور اصل عربی کتاب پر جو تبصرہ کیا ہے، عجیب ہے، آپ نے لکھا ہے: ''جن حضرات نے اس پر تقریظات ثبت کی ہیں، اس ناکارہ کا احساس ہے کہ انہوں نے بے پڑھے محض مؤلف کے ساتھ حسنِ ظن اور عقیدت سے مغلوب ہوکر لکھ دی ہیں۔'' (ص:۳۰) بات یہ ہے کہ آپ نے صرف کتاب کو دیکھا ہے لیکن کتاب کے پسِ منظر اور پیشِ منظر سے اطلاع حاصل نہیں کی ہے، واقعہ اس کا شاہد ہے کہ جن حضرات نے تقریظات ثبت کی ہیں وہ بعد مطالعہ کتاب کی ہیں، مثلاً: شیخ الحدیث

مولانا محمد مالک کاندھلوی مرحوم نے بغیر مطالعہ کے تقریظ کرنے سے معذرت ظاہر کی تھی، پھر جب مطالعہ فرمایا تو تقریظ ثبت فرمائی (اس کی آپ معلومات کرسکتے ہیں)، اس طرح باقی حضرات کے تقاریظ بھی، لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کا احساس مبارک مبنی بر غلط ہے اور ان حضرات نے تقریظات کتاب پڑھ کر عقیدہ رکھتے ہوئے اظہارِ حق کی بنیاد پر ثبت فرمائی ہیں۔ پھر آپ نے لکھا ہے: ''اگر کسی نے پڑھا ہے تو اس کو ٹھیک طرح سمجھا نہیں، نہ ہمارے اکابر کے مسلک کو صحیح طور پر ہضم کیا ہے.....الخ۔'' (بینات ص:۳۱) تو یہ بھی علم کے سمندر پر اجارہ داری اور ٹھیکیداری کا دعویٰ ہے کہ صرف آپ کا مطالعہ اور فہم ٹھیک ہے، باقی تمام حضرات (شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی، شیخ الحدیث مولانا سید حامد میاں صاحب، خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی نوراللہ مرقدہٗ امیر جمعیت علمائے اسلام، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے ناظم تعلیمات مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب، شیخ الحدیث مولانا عبدالکریم صاحب کلاچی، مولانا عبدالقادر آزاد، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ان جیسے بیسیوں حضراتِ علمائے کرام کا ہاضمہ خراب ہے۔ نہ کتاب کے نام کا مفہوم سمجھتے ہیں اور نہ اکابر علمائے دیوبند (کثر اللہ جماعتہم) کے مذاق سے واقفیت، شاباش! بایں عقل و دانش بباید گریخت۔ پھر تو وہی بات ثابت ہوئی جس سے آپ انتہائی حد تک اظہارِ بیزاری کرچکے ہیں کہ ''اب ہمارے استبدادِ رائے کا ایسا غلبہ ہے کہ نہ کوئی کسی کے سننے کو تیار نہ ماننے کو.....الخ۔'' (بینات ص:۳۴)

لیکن اس تحریر کے باوجود آپ اپنی رائے کو حرفِ آخر اور وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتے ہیں، باقی تمام اکابر علماء کا ہاضمہ خراب ہوگیا بلکہ کتاب کے نام تک نہیں پہنچ سکے، پس مثل سائر صادق ہوا: ''فر من المطر ووقع تحت المیزاب''۔

آپ نے صاحبِ کتاب پر تنقید کی ہے کہ اس نے داعیانہ اسلوب اور مصلحانہ اندازِ تخاطب اختیار نہیں فرمایا.....الخ، (بینات ص:۳۸) تو راقم کہتا ہے:

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر

دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

آپ نے خود حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کے محبوب خلیفہ سرحلقہ عشاق جناب حضرت صوفی اقبال صاحب زید مجدہٗ ہوشیار پوری ثم المدنی اور مجاہد ملت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب اور داعی کبیر مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی اور دیگر خلفائے کرام کو (جو ابھی تک حقیقی طور پر حضرت قدس سرہٗ کے مشن کے نگہبان ہیں) اپنے شیخ کے ساتھ بے وفائی کا طعنہ دیا ہے اور اپنے شیخ سے بے وفائی نعوذ باللہ من ذالک وہ شخص ہی کرسکتا ہے جو کم عقل، کم فہم، تنگ نظر، جاہل، بدفہم اور متعنت ہو، تو جو الفاظ علوی مالکی نے اپنے مخالفین (متشدد سلفی حضرات) کے حق میں استعمال کئے ہیں وہ آپ نے حضرت شیخ کے محبوب خلفائے کرام کے حق میں لکھ دیئے، تو پھر کیوں آپ کا اندازِ تخاطب داعیانہ اور مصلحانہ ہے، اور شیخ علوی کا مناظرانہ ومجادلانہ؟

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

باقی ہمارے شیخ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کے کسی مرید کا خط جو آپ نے نقل کیا ہے کہ حضرت مولانا تبلیغی جماعت کے خلاف ذہن بناتے ہیں، (بینات ص:۴۵)۔ تو یہ محض جھوٹ، بہتان اور ان پر افتراء ہے، لعنت اللہ علی الکاذبین! راقم کا تعلق حضرت مولانا کے ساتھ اس وقت سے قائم ہے جبکہ بندہ مختصر المعانی پڑھ رہا تھا، اور الحمدللہ سالِ رواں بندہ کی تدریس کا چھٹا سال ہے، لیکن تاہنوز ہم نے حضرت مولانا صاحب سے اہلِ تبلیغ اور جماعت والوں کے متعلق سوائے خیرخواہی کے کچھ نہیں سنا۔ رہا بعض مبلغین کی کچھ خامیوں کی نشاندہی کرنا، تو اسے تبلیغ کی مخالفت کہنا اور حضرت شیخؒ کے مشن سے وفائی ٹھہرانا سوءِ ظن ہے، اگر بعض مفاد پرست علماء پر اعتراض برداشت کیا جاتا ہے اور اسے علم اور علماء کی مخالفت سے تعبیر نہیں کیا جاتا، یا بعض جاہل متصوفین پر بغرضِ اصلاح طعن کی جاتی ہے اور اسے تصوف کی مخالفت نہیں سمجھا جاتا (بلکہ حق پرست لوگ خیرخواہی سمجھتے ہیں) تو پھر ناواقف مبلغین کی اصلاح کے لئے اگر ایک عالم باعمل (جو کہ حضرت شیخؒ کے مشن کا باغبان بھی ہو) کسی غلطی کی نشاندہی فرمائے تو وہ کیسے تبلیغی جماعت کی مخالفت اور حضرت شیخ رحمہ اللہ سے بے وفائی ہوگی؟ آپ نے بغیر تحقیق کئے ایک شخص کے خط پر (خدا جانے وہ کون


فہرست

ہے؟ اصدق واکذب) ہمارے شیخ پر بے جا تنقیدات واعتراضات کا دروازہ کھولا ہے، اور اپنے دل کی بھاپ نکالی ہے، کاش کہ آپ اوراق لکھتے وقت فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نٰدمین ذہن میں لاتے اور ایک مجہول شخص کی وجہ سے ایک معروف خدارسیدہ عالم پر نہ برستے، پھر ظلم یہ کہ اس شخص نے آپ سے استفسار کیا ہے، آپ اسے جواب دیتے، لیکن ماہنامہ ''بینات'' میں اس کے چھاپنے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف حضرت مولانا صاحب کے متوسلین کے قلوب کو آزار؟

مع ہذا ستم بالائے ستم یہ کہ کتاب ''مفاہیم'' پر تقریظات تو مختلف علمائے کرام نے کی ہیں، لیکن ہدفِ اعتراض صرف مولانا عزیزالرحمٰن صاحب ہیں، کیا انہوں نے کسی کا باپ مارا ہے؟ آپ کم از کم جامعہ کے ناظمِ تعلیمات سے نمٹ جائیں:

تمہاری زلفوں میں آئی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

باقی آپ نے جن اکابر کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اکابر کا مسلک صحیح طور پر ہضم نہیں کیا ہے، ان میں سے شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاں صاحبؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلویؒ اب اس دارِفنا سے تشریف لے جاچکے ہیں، اور آپ مکرر سہ کرر ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ: انہوں نے حسنِ ظن سے کام لیا ہے، مطالعہ نہیں کیا ہے، ایسا نہیں کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ، تو کیا اموات کے متعلق ایسے اقوال کہنا (جبکہ وہ مبنی برحقیقت بھی نہیں جیسا کہ سابق میں گزرا) بے ادبی نہیں ہوگی؟ اگرچہ آپ کہتے ہیں کہ: ''اس کو ان بزرگوں کے حق میں سوٴادب کا ارتکاب نہیں سمجھنا چاہئے۔'' (بینات ص:۳۷) لیکن یہ ضرور سوءِادب ہوگا جبکہ اکابر کے سروں پر ایسے اُمور تھوپ دیئے جائیں جن سے وہ بری ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے ہم نے کتاب دیکھا مطالعہ کیا اور اسے معتدل اور جامع پایا وغیرہ، اور آپ احتمالات کا سہارا لے کر فرماتے ہیں محض حسنِ ظن ہے، تو آپ کی توجیہ برائے کلامِ اکابر توجیه الکلام بما لا یرضٰی به قائلهٗ کے قبیل سے ہے۔

یہ تمام اُمور اس پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ قاضی مظہر حسین صاحب سے متأثر

ہیں، اور ان کا پریشر آپ پر پڑا ہے، لیکن یاد رہے کہ قاضی مظہر حسین صاحب نے کسی کو معاف نہیں کیا ہے، پرائے تو پرائے ہیں، اپنوں پر ایسی یلغار کرتے ہیں جیسے کہ کفر و اسلام کی جنگ ہو۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے ساتھ ان کی لڑائی ہوتی رہی، اس کے بعد مولانا حق نواز شہیدؒ کے ساتھ، مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا عبداللہ صاحب خطیبِ اسلام آباد، مولانا اعظم طارق، مولانا اسحاق سندیلوی اور ان کے علاوہ مختلف علمائے کرام کے ساتھ جہادِ کبیر کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ تحریک خدام اہلِ سنت سن صغر سے شروع ہوچکی ہے اور ابھی تک صرف چکوال اور جہلم کے مضافات سے باہر نہ نکل سکی، کیونکہ کل قاضی صاحب جن کے دوست تھے، آج ان کے دشمن، اور آج جن کے دوست ہیں کل ان کے ساتھ میدانِ کارزار میں ہوں گے۔

آپ لکھتے ہیں کہ: ''اگر حضرت شیخؒ کی نسبت کا رنگ غالب رہتا..... الخ۔'' (بینات ص:۴۷) تو جناب مکرم! حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی نسبت کا رنگ جتنا حضرت مولانا عزیز الرحمٰن زید مجدہٗ پر چڑھ گیا ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی، بلکہ کئی چیدہ چیدہ علمائے کرام سے سنا ہے کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے حقیقی وارث اور نعم البدل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہیں، اور جتنا کام ردّ فرقِ ضالہ و باطلہ کا ان سے اللہ تعالیٰ نے لیا وہ بھی قابلِ رشک ہے، لہٰذا ایسی شخصیت کے متعلق بدون تحقیق ایسی باتیں منسوب کرنا کسی طرح زیب نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے، ممکن ہے خط میں بعض جملے ناخوشگوار ہوں، لیکن مجروح قلب سے نکلے ہیں لہٰذا برداشت کیا جائے، مع ہٰذا معافی کا خواستگار ہوں۔

راقم السطور

بندہ اختر علی عزیزی

خادم دار العلوم عنارو قیہ کاٹنگ ضلع مردان

۳ رصفر ۱۴۱۶ھ۔''

## جناب اختر علی عزیزی کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم و معظم زیدت الطافہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محبت نامہ موصول ہوکر موجبِ عزت افزائی ہوا، یہ ناکارہ اپنے اسی مضمون میں لکھ چکا ہے کہ یہ ”نہ تین میں ہے، نہ تیرہ میں!“ میں کیا، اور میری رائے کیا؟ کوئی لفظ صحیح لکھا گیا تو مالک کی عنایت، ورنہ اس روسیاہ کی تحریر حرفِ غلط کی طرح مٹادینے کے لائق ہے، اس ناکارہ کو علم کجا؟ انسانوں کی صف میں شمار کرنے کی گنجائش نہیں، کہ یہ خود اپنے کو بہائم سے بدتر سمجھتا ہے، الا أن یتغمدنی اللہ برحمتہ!

میرے اکابر، میری تحریر کے جس لفظ کے بارے میں فرمادیں کہ یہ غلط ہے، اس سے بغیر کسی بحث کے توبہ کرتا ہوں، اس ناکارہ نے کتاب کے بارے میں لکھا تھا کہ یہ ہمارے اکابرؒ کے ذوق و مسلک کی ترجمان نہیں، دیوبندی بریلوی متنازع فیہ مسائل میں ہمارے اکابرؒ کو مخالفین کی جانب سے جو کہا گیا، اور کہا جارہا ہے، ان مسائل میں ہمارے اکابرؒ حق پر تھے، یہ ناکارہ، کم فہم ان مسائل میں کسی لچک کو گوارا نہیں کرتا، نہ مصالحت کو صحیح سمجھتا ہے، جن بزرگوں نے اس کتاب کو ہمارے اکابرؒ کے مسلک کی ترجمان قرار دیا ہے، ان کے بارے میں اپنا احساس لکھا کہ یا تو انہوں نے اس کتاب کو ٹھیک طرح سے پڑھا نہیں یا اس کے مالہٗ و ماعلیہ کا احاطہ نہیں کیا، آنجناب کے تیز وتند عنایت نامہ کے بعد بھی مجھے افسوس ہے کہ یہ ناکارہ اپنے اس احساس میں کوئی تبدیلی نہیں پاتا، ان تقریظ کنندگان کی بے ادبی مقصود نہیں تھی، بلکہ بقول عارف رومیؒ:

گفتگوئے عاشقاں در امر ربّ
جوشش عشق است نے ترکِ ادب

بہرحال اگر اس روسیاہ کا کتاب کے بارے میں یہ خیال غلط ہے تو اس سے سو بار توبہ کرتا ہوں، وما أبرئ نفسی ان النفس لأمارۃ بالسوء الا ما رحم ربی! اور جن بزرگوں کے بارے میں ”ترکِ ادب“ سمجھا گیا ہے، اس سے بھی توبہ کرتا ہوں۔

جن بزرگوں کے آنجناب نے فضائل ومناقب رقم فرمائے ہیں، اس ناکارہ کے علم میں کوئی اضافہ نہیں فرمایا، کیونکہ یہ ناکارہ خود ان کو ''اپنے سے بدرجہا افضل'' لکھ چکا ہے، (اور اس ننگِ بہائم کا ان بزرگوں سے تقابل ہی کیا؟) سیّد علوی کے بارے میں ''جہانِ رضا'' کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے، مصنف ماشاء اللہ بقیدِ حیات ہیں، ان سے ''جہانِ رضا'' کے مضمون کی تردید کرادی جائے تو یہ ناکارہ اپنی تفریعات ونتائج کو بھی علی الاعلان واپس لے لے گا۔

آنجناب نے اس ناکارہ کے بارے میں جو تند وتیز الفاظ استعمال فرمائے ہیں، ان کے لئے حافظؒ بہت پہلے فرماگئے ہیں:

بدم گفتی وخرسندم عفاک اللہ نکو گفتی

یہ میرے مالک کی ستاری ہے کہ اس روسیاہ کے سارے عیوب پر آنجناب کو مطلع نہیں فرمایا، ورنہ ''بترزانم کہ گفتی''، اللہ تعالیٰ اس روسیاہ کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں، اور میرے اکابرؒ کے درجاتِ عالیہ کو بلند سے بلند تر فرمائیں۔

دعواتِ صالحہ کی درخواست ہے، اور کوئی لفظ جناب کی شان کے خلاف صادر ہوا ہو تو ندامت کے ساتھ معذرت اور معافی کی التجا کرتا ہوں، والسلام!

**محمد یوسف** عفا اللہ عنہ

۱۴۱۶/۲/۲۶

## ۶:......مولانا عزیز الرحمٰن کے ایک مرید کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم حضرت اقدس جناب مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خیریت کے بعد عرض ہے کہ بندہ آپ کی رہنمائی چاہتا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ بندہ کا اصلاحی تعلق مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم سے ہے، ان کا اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کا اختلاف پیدا ہوا ہے، چنانچہ ان کی طرف سے

میں نے خود سنا ہے کہ اب وہ فرماتے ہیں کہ یہ بدعتی ہے، فتنہ اقبالیہ یا فتنہ عزیزیہ کہہ کر پکارتے ہیں۔

یہ خط میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ ایک بات کی تصدیق چاہتا ہوں، اور وہ یہ کہ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ کی مجلس میں میں خود بیٹھا ہوا تھا، تو انہوں نے یہ بات آپ کی طرف نسبت کرکے فرمائی کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم نے حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم سے مسجدِ حرام میں معافی مانگی ہے، کیا آپ کے نزدیک ایسی کوئی بات ہوئی ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی اس کی حقیقت سے بندہ کو مطلع فرمادیں کہ ایسا ہوا یا نہیں؟ اور قاضی صاحب کا ہر رسالہ میں ان کا تذکرہ کرنا کیسا ہے؟ اور اب ان میں سے حق پر کون ہے؟ یعنی کون اعتدال پر ہے؟ اور کون اپنے اکابرین کی اتباع کر رہا ہے؟ اور ان کو بدعتی کہنا اور سابق دیوبندی کہنا کیسا ہے؟ مہربانی فرماکر بندہ کی رہنمائی فرمائیں، بندہ بہت زیادہ پریشان ہے کیونکہ اصلاحی تعلق کا معاملہ ہے اور اس میں آج کل کے دور میں دیر نہیں کرنی چاہئے، نیز بندہ کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے ساتھ رکھے اور ان کے ساتھ اُٹھائے، ایمان پر خاتمہ فرمائے اور ہر بدعت سے بچائے، تحریر میں غلطی کی معافی چاہتا ہوں۔

والسلام!

دعاؤں کا محتاج

اجمل حسین



فہرست

## الجواب

برادرِ محترم ............... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب سے اس بندہ کو اختلاف تھا، اور ہے، مگر اس ناکارہ کی عادت کسی کے پیچھے پڑنے کی نہیں ہے، اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ:

”حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کے

خلیفہ کی مجلس میں میں خود بیٹھا تھا، انہوں نے آپ کی طرف نسبت کرکے فرمایا کہ: محمد یوسف نے حضرت مولانا عزیزالرحمٰن دامت برکاتہم سے مسجدِ حرام میں معافی مانگی ہے۔“

یہ واقعہ اُلٹ گیا ہے، اصل قصہ یہ ہے کہ ہمارے دوستوں نے حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم سے گفتگو شروع کردی، اور یہ گفتگو بیت اللہ شریف کے دروازے تک جاری رہی، مولانا عزیزالرحمٰن پٹھان آدمی ہیں، انہوں نے غصہ سے کہہ دیا کہ میں اس پر مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں، میں اس گفتگو سے لاتعلق تھا، لیکن جب انہوں نے مباہلہ کا تذکرہ کیا تو میں نے مولانا محترم کا دامن پکڑا اور کہا کہ: بیت اللہ شریف سامنے ہے، چلئے میں اسی وقت آپ سے مباہلہ کرتا ہوں! اس پر وہ ڈھیلے پڑ گئے اور بات گئی گزری ہوگئی، بعد میں انہوں نے اس پر معذرت کی، یہ خلاصہ ہے ساری کہانی کا۔

مولانا عزیزالرحمٰن میرے پیر بھائی ہیں، میں ان کا احترام کرتا ہوں اور ان کو اپنے سے ہزار ہا درجہ بہتر جانتا ہوں، لیکن مسلکِ علمائے دیوبند کے نام سے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے، میں اس سے بیزار ہوں، اور اس کو اپنے شیخؒ کے مسلک کے خلاف سمجھتا ہوں۔

آپ ان سے اصلاحی تعلق رکھیں اور ان سے اکتسابِ فیض کریں، لیکن ان فضولیات اور لغویات میں اپنے اوقات کو ضائع مت کریں۔ میرا دین وعقیدہ یہ ہے کہ:

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ کی طرف سے لے کر آئے، اور جو کچھ سلف صالحین، صحابہؓ وتابعینؒ، اور ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہٗ تک ہمارے اکابرِ دیوبند نے سمجھا وہ برحق ہے، اگر میری رائے یا کسی اور کی رائے کسی مسئلے میں ان کے خلاف ہو تو وہ قابلِ ردّ ہے!“

والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۴۱۸/۴/۲۰ھ

## ۷:......دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقی یا فروعی؟

## دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں ہمارے یہاں تقریباً دوتین سال سے یہ اختلاف روز افزوں ہوتا جارہا ہے اور ہمارے اکابرِ دیوبند کے منتسبین فریقین میں منقسم ہوتے جارہے ہیں، لہٰذا مندرجہ ذیل اُمور کا مفصل ومدلل بحوالہ کتب جواب باصواب تحریر فرماکر ہماری رہنمائی فرمائیں۔ بریلوی، دیوبندی اختلاف فروعی ہے یا اُصولی اور اعتقادی؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ فریقین کے درمیان یہ اختلاف فروعی ہے، اور ہمارے علمائے دیوبند اور اکابرِ دیوبند نے جو سختی اختیار کی تھی عارضی اور وقتی تھی، کیونکہ دونوں فریق اہلِ سنت والجماعت میں سے ہیں اور مسلکِ حنفی پر قائم ہیں، اشاعرہ اور ماتریدیہ کے بیان کردہ عقائد پر قائم ہیں، بیعت وارشاد میں بھی دونوں فریق صحیح طریقہ پر موجود ہیں۔

اب چونکہ اسلام دشمن عناصر قوت سے اُبھر رہے ہیں، لہٰذا دیوبندیوں اور بریلویوں کو متحد ہوکر ان کا مقابلہ کرنا چاہئے، ماضی کے تجربات کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا ایسا اتحاد عملاً کامیاب ہوگا؟ کیا اس مقصد کے لئے دیوبندیوں کو اپنے اُصولی موقف اور مسائل سے ہٹنا اور عرس ومیلاد اور فاتحہ وغیرہ میں شریک ہونا جائز ہے؟

دُوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اکابرِ دیوبند کا اختلاف بریلویوں سے فروعی ہی نہیں بلکہ اُصولی اور اعتقادی بھی تھا اور ہے، مثلاً: نور و بشر کا اختلاف، علمِ غیب کلی کا اختلاف، مختارِ کل ہونے کا اختلاف، حاضر وناظر، قبروں پر سجود کا اختلاف وغیرہ وغیرہ اہم اور عظیم ہیں، نیز اکابرِ دیوبند کے بارے میں تکفیری فتاویٰ ان کی کتابوں میں ہیں، لہٰذا ان سے اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنی کتابوں سے تکفیری فتاویٰ نکال دیں اور ان سے براءت ظاہر کریں اور اپنے عقائد درست کریں۔

اول الذکر حضرات میلاد شریف اور عرس وغیرہ کے جواز اور استحباب پر اکابرِ دیوبند کے بعض اقوال سے استدلال کرتے ہیں، مثلاً: رسالہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت مولانا



فہرست

اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اقوال سے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا بریلویوں کی مجالسِ میلاد و عرس وغیرہ میں مصلحتاً شریک ہونا جائز ہے؟ کیا ان کے اعمال کو مصلحتاً برداشت کرکے متحد ہونے کی دعوت دینا جائز ہے؟ کیا یہ اختلاف اُصولی اور اعتقادی ہے یا فروعی؟ کیا بریلوی بھی اہل سنت والجماعت ہیں؟

کیا بریلویوں کی بدعات فی نفسہٖ ہمارے حضراتِ دیوبند کے یہاں بھی جائز ہیں اور مباح؟ نقشِ نعلین شریفین کی کیا حقیقت ہے؟ کیا اس سے استبراک، چومنا، سر پر رکھنا وغیرہ جائز ہے؟ یہ مسائل پاکستان میں بہت عام ہوتے جارہے ہیں، ابھی تک علمائے دیوبند کے فتاویٰ کو یہ لوگ اہمیت دیتے ہیں، اُمید ہے کہ یہ لوگ خلافِ شرع اُمور سے باز آجائیں، بینوا وتؤجروا!

فقط والسلام!

المستفتی اسماعیل بدات

از مدینہ منورہ

۱۸/۱۰/۱۴۱۷ھ

## الجواب ومن اللہ التوفیق

حامدًا ومصلیاً ومسلماً، اما بعد!

دُوسری جماعت کا خیال صحیح ہے کہ دیوبندیوں کا بریلویوں سے اختلاف فروعی نہیں بلکہ اُصولی اور اعتقادی بھی ہے، اور پہلی جماعت کا خیال صحیح نہیں ہے کہ فریقین کے درمیان صرف فروعی اختلاف ہے اور دونوں فریق اہل السنّت والجماعت میں سے ہیں اور مسلکِ حنفی پر قائم ہیں، نیز اشاعرہ وماتریدیہ کے بیان کردہ عقائد پر قائم ہیں، بیعت وارشاد میں بھی دونوں فریق صحیح طریقہ پر موجود ہیں، کیونکہ بریلویوں (رضاخانیوں) نے اہل السنّت والجماعت کے عقائد میں بھی اضافہ کیا ہے، اور ایسے فروعی مسائل کو بھی دین کا جزو بنایا ہے جن کی فقہ حنفی میں واقعی کوئی اصل نہیں ہے، مثلاً: عقائد میں چار اُصول اور بنیادی

عقائد بڑھائے ہیں: ا:...نور و بشر کا مسئلہ۔ ۲:...علمِ غیب کلی کا مسئلہ۔ ۳:...حاضر و ناظر کا مسئلہ۔ ۴:...مختارِ کل ہونے کا مسئلہ۔ اور فروعی مسائل میں غیراللہ کو پکارنا، قبروں پر سجدہ کرنا، قبروں کا طواف کرنا، غیراللہ کی منتیں ماننا، قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، میلادِ مروّجہ اور تعزیہ وغیرہ سینکڑوں باتیں ان کی ایجاد ہیں، جو صریح بدعات ہیں۔ اور بیعت و ارشاد میں بھی ان لوگوں نے بہت سی غیرشرعی چیزوں کی آمیزش کرلی ہے، مثلاً: قوالی اور وجد و سماع وغیرہ۔ نیز فریقِ اوّل کا یہ موقف خلافِ واقعہ ہے کہ ہمارے علمائے دیوبند اور اکابرِ دیوبند نے جو سختی اختیار کی تھی وہ عارضی اور وقتی تھی، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ دیوبندیت نام ہی تمسک بالسنہ اور تنفیر عن البدعہ کا ہے، اکابرِ دیوبند کا عمل ہمیشہ "فاصدع بما تؤمر" پر رہا ہے، انہوں نے کبھی دین کے معاملے میں مداہنت نہیں فرمائی، البتہ انہوں نے مقابلہ آرائی اور محاذ آرائی اور تکفیر بازی سے بھی گریز کیا ہے، اور ہمیشہ نرمی اور حکمت سے اصلاحِ حال کی کوشش کی ہے، پس آج بھی ان کے اَخلاف کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ"، "مسلک منقح" سے پہلے کی تصنیف ہے، اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، اور حضرت شیخ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے اقوال ہمارے علم میں نہیں۔ اور بریلویوں کی مجالسِ میلاد اور عرس وغیرہ میں مصلحتاً شریک ہونا بھی جائز نہیں ہے، اور اس کی ممانعت "ودوا لو تدھن فیدھنون" میں مذکور ہے، اور "لکم دینکم ولی دین" میں اشارہ بھی اسی طرف ہے، اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ ج:۵ ص:۳۰۲ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"رسومِ بدعات کے مفاسد قابلِ تسامح نہیں!"

اور ج:۴ ص:۳۸۰ کے سوال و جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عرس وغیرہ بدعات میں جو لوگ شریک ہوتے ہیں، ان کی بےضرورت تعظیم و تکریم کرنے والے بھی "من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام" کا مصداق ہیں۔

اور بعض بدعات کے فی نفسہٖ جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُمور فی نفسہٖ تو جائز ہوتے ہیں، جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کا تذکرہ، مگر


فہرست

التزام اور شرائط و قیود کی پابندی کی وجہ سے وہ چیزیں بدعت کے زمرہ میں داخل ہوجاتی ہیں، اور وہ ناجائز ہوجاتی ہیں۔

اور نقشہ نعل مبارک کی کوئی اصل نہیں ہے، اور استبراک اور اس کو چومنا، سر پر رکھنا بے اصل ہے، اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ ج:۴ ص:۳۷۸ میں اپنے رسالہ "نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ" سے رجوع فرمالیا ہے، واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم!

| الجواب صحیح | حررہٗ | |
| --- | --- | --- |
| العبد نظام الدین | محمد ظفیر الدین | سعید احمد پالن پوری عفا اللہ عنہ |
| مفتی دار العلوم دیوبند | مفتی دار العلوم دیوبند | خادم دار العلوم دیوبند |
| ۲۵/۱۱/۱۴۱۷ھ | ۲۵/ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ | ۲۳/ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ |

## ۸:......مظاہر العلوم سہارنپور کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین (دیوبند) اس بارے میں کہ حضراتِ اکابرینِ دیوبند کا جماعتِ بریلویہ سے جو اَب تک اختلاف رہا ہے، یہ اختلاف فروعی ہے یا اُصولی و عقائد کا اختلاف ہے؟ اور جو بدعات بریلویوں نے اختیار کر رکھی ہیں، مثلاً: تیجہ، بیسواں، چالیسواں، برسی، قبروں پر سالانہ عرس، میلاد کا قیام، اجتماعی سلام وغیرہ ان اُمور کی اکابرِ دیوبند خصوصاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا شیخ الاسلام سیّد حسین احمد مدنیؒ اور ان کے خلفاء و تلامذہ نے جو شدت سے ان کی تردید کی تھی، کیا موجودہ علمائے دیوبند اس پر قائم ہیں؟ یا اس میں کچھ خفت آگئی ہے؟ اور کیا جماعتِ بریلویہ کو کسی بھی اعتبار سے اہل سنت والجماعت میں شمار کیا جاسکتا ہے؟

کیا ان لوگوں کا مذہب حضراتِ اشاعرہ اور حضراتِ ماتریدیہ کے موافق ہے؟

بعض ایسے لوگ ہیں جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب کے مدعی ہیں، انہوں نے یوں کہنا شروع کیا ہے کہ: اکابرِ دیوبند جو

بدعات سے منع فرماتے تھے وہ سدًّا للباب تھا، اور عارضی طور پر ان سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے، اور یہ کہ مصلحتوں کی بنا پر ان بدعات کو اختیار کرلینا چاہئے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی موجودہ حضرات علمائے دیوبند نے بریلویوں کی بدعات کی مخالفت میں کچھ ہلکا پن اختیار کرلیا ہے؟ اور کیا مصلحتاً ہلکا ہوجانا مناسب ہے؟

اور کیا حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہٗ کچے دیوبندی تھے؟ ان کے اکابرؒ نے جو سوچ سمجھ کر بدعات، بریلویہ کا سختی سے مقابلہ کیا تھا، کیا یہ شیخ الحدیثؒ کو گوارا نہیں تھا، ان سے انتساب رکھنے والے جو بعض لوگ بریلویوں کی بدعات (جیسا کہ حال ہی میں ایک پاکستانی صاحب نے ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے) والے اعمال کو مصلحت کے نام سے اختیار کرنا مناسب سمجھتے ہیں، ان لوگوں کی رائے کا کیا وزن ہے؟ کیا ان لوگوں کے انتساب سے حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہٗ کی شخصیت پر حرف نہیں آرہا ہے؟ بینوا تؤجروا!

السائل

اسماعیل بدات، مدینہ منورہ

## الجواب

حضراتِ علمائے دیوبند جن کے اسمائے گرامی سوال میں مذکور ہیں، اور ان کے تلامذہ اور خلفاء سب پکے متبعِ سنت تھے، اور ہر ایسی چیز کے شدت کے ساتھ مخالف ہے جو شرعی اُصول کے مطابق بدعت کے دائرہ میں آتی ہو، چونکہ حسبِ فرمانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بدعت گمراہی ہے، اس لئے اس گمراہی سے امت کو محفوظ رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے، اس سلسلہ میں ان کی چھوٹی بڑی کتابیں معروف و مشہور ہیں، اور ان کے تردیدی مضامین اور فتاویٰ، اور ''البراہین القاطعہ''، ''المہند علی المفند'' اور ''الشہاب الثاقب''، ''امداد الفتاویٰ'' اور ''اصلاح الرسوم'' میں موجود ہیں، انہوں نے سوچ سمجھ کر اپنی عالمانہ ذمہ داری کو سامنے رکھ کر خوب کھل کر نہ صرف بریلویوں کی بدعات کی بلکہ ہر اس بدعت کی

(جو اعتقادی ہو یا عملی) جس کا کسی بھی علاقہ میں علم ہوا، سختی سے تردید فرمائی، ان کی یہ تردید عارضی نہیں تھی۔

بدعت کبھی سنت نہیں ہوسکتی، لہٰذا اس کی تردید بھی عارضی نہیں ہوسکتی، اور اس کی تردید میں ہلکا پن اختیار کرنے کی شرعاً کوئی اجازت نہیں۔

حضراتِ اکابرِ دیوبند نے جو بدعت کی تردید کی اور اس بارے میں جو مضبوطی کے ساتھ اہلِ بدعت کے ساتھ جم کر مقابلہ کیا، ان کی اس محنت اور کوشش سے کروڑوں افراد نے بدعتوں سے توبہ کی، اور سنتوں کے گرویدہ ہوئے۔

آج اگر کوئی شخص یوں کہتا ہے کہ اب بدعتوں کی تردید میں سختی نہ کرنی چاہئے یا مصلحتاً ان کو کسی تأویل سے اپنا لینا چاہئے، ایسا شخص دیوبندی نہیں ہے، اگرچہ اکابرِ دیوبند سے متعلق ہونے کا مدعی ہو۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ بہت ہی پکے دیوبندی تھے، اپنے اکابرؒ کے مسلک سے سرِمو انحراف کرنا انہیں گوارا نہ تھا، ان کی ساری زندگی اور ان کی کتابیں اس پر گواہ ہیں، جو کوئی شخص ان کی طرف بدعت کے بارے میں ڈھیلا پن منسوب کرتا ہے، وہ اپنی بات میں سچا نہیں ہے۔

لفظ ''اہلِ سنت والجماعت'' کا اطلاق حضراتِ اشاعرہ وماتریدیہ پر ہوتا ہے، احمد رضا خاں بریلوی اور ان کی جماعت کا ان دو جماعتوں سے کوئی تعلق نہیں، احمد رضا خاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب کلی مانتے ہیں یا یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے اختیارات سپرد کردیئے گئے تھے، یہ دونوں باتیں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے یہاں کہیں بھی نہیں، نہ کتبِ عقائد میں کسی نے نقل کی ہیں، اور نہ ان کی کتابوں میں ان کا کوئی ذکر ہے، اور یہ دونوں باتیں قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہیں، یہ سب بریلویوں کی اپنی ایجاد ہیں، اگر کوئی شخص بریلوی فرقہ کو اہلِ سنت والجماعت شمار کرتا ہے تو یہ اس کی صریح گمراہی ہے۔

ہم سب دستخط کنندگان کی طرف سے تمام مسلمانوں پر واضح ہوجانا چاہئے کہ اب بھی ہم اسی دیوبندی مسلک پر شدت کے ساتھ قائم ہیں، جو ہمارے عہدِ اوّل کے اکابرؒ سے

ہم تک پہنچا ہے، ہمیں کسی قسم کی خفت گوارا نہیں ہے، وباللہ التوفیق!

محمد عاقل عفا اللہ عنہ
صدر المدرسین

محمد سلمان
قائم مقام ناظم

مقصود علی
مفتی مدرسہ

عبدالرحمٰن عفی عنہ
مفتی مدرسہ

(مہر دار الافتاء مظاہر العلوم سہارنپور)

## ۹:......سبحانک ھٰذا بہتان عظیم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے بعض مخلص احباب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ علوی مالکی صاحب کی کتاب ''اِصلاحِ مفاہیم'' پر میرے تأثرات اور ''بینات'' میں اس کی اشاعت کے بعد کچھ ناعاقبت اندیش حضرات سیدھے سادے مسلمانوں اور میرے احباب میں یہ غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں کہ میں نے اپنی تحریر سے براءت کا اعلان کردیا ہے، اور جناب علوی مالکی صاحب نے ''چشمِ بددور!'' مجھے شاذلیہ سلسلہ میں خلافت دے دی ہے۔ سبحانک ھٰذا بہتان عظیم! میں اپنے شیخ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے بعد کسی دُوسرے سے بیعت واجازت تو کجا، اس نیت سے کسی دُوسرے کی طرف دیکھنا بھی گناہ سمجھتا ہوں! جو لوگ میری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں، میں ایسے حضرات کو اللہ سے ڈرنے اور عنداللہ مسئولیت کی یاددہانی کراتے ہوئے عرض کروں گا کہ کل قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ آپ سے اس بہتان وافتراء کے بارہ میں پوچھ لیں تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا...؟

میں آج بھی علوی مالکی کو بریلوی عقیدہ کا حامل اور مبتدع سمجھتا ہوں، میں نے آج تک اس کی شکل نہیں دیکھی، اور نہ ہی دیکھنا چاہتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے بدعت وہویٰ کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں، اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرتا ہوں۔ والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۱۴۱۹/۸/۲۰ھ

## سایۂ اصلی کا مفہوم

س…… فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک عبارت ہے: ''بلوغ ظل کل شئ سویٰ فیٔ زوال'' اس کا کیا مطلب ہے؟ اور اس استثناء سے کیا مراد ہے؟

ج…… عین نصف النہار کے وقت جو کسی چیز کا سایہ ہوتا ہے، یہ اصلی سایہ کہلاتا ہے، مثل اوّل اور مثل دوم کا حساب کرتے ہوئے سایۂ اصلی کو مستثنیٰ کیا جائے گا، مثلاً عین نصف النہار کے وقت کسی چیز کا سایہ ایک قدم تھا تو مثل اوّل ختم ہونے کے لئے کسی چیز کا سایہ ایک مثل مع ایک قدم کے شمار ہوگا۔

## نماز چھوڑنا کافر کا فعل ہے

س…… احادیث میں آتا ہے کہ جس نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس نے کفر کیا، آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ کفر سے مراد اللہ نہ کرے آدمی کافر ہوگیا یا یہ کہ کفر کیا ہے یہ چھوڑی جانے والی نماز کے بعد جو نماز پڑھی جائے تو درمیان میں جو وقت گزرے کفر کی حالت میں رہا حالانکہ جس نے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا اسے کافر نہیں کہنا چاہئے۔

ج…… جو شخص دین اسلام کی تمام باتوں کو سچا مانتا ہو، اور تمام ضروریات دین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہو، اہل سنت کے نزدیک وہ کسی بدفعلی کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جائے گا، اس حدیث شریف میں جس کفر کا ذکر ہے وہ کفر اعتقادی نہیں بلکہ کفر عملی ہے، حدیث شریف کا قریب ترین مفہوم یہ ہے کہ اس شخص نے کفر کا کام کیا یعنی نماز چھوڑنا مومن کا کام نہیں، کافر کا فعل ہے، اس لئے جو مسلمان نماز چھوڑ دے اس نے کافروں کا کام کیا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو بھنگی کہہ دیا جائے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ واقعتاً بھنگی ہے بلکہ یہ کہ وہ بھنگیوں کے سے کام کرتا ہے، اسی طرح جو شخص نماز نہ پڑھے وہ اگرچہ کافر نہیں لیکن اس کا یہ عمل کافروں جیسا ہے۔

## بے نمازی کو کامل مسلمان نہیں کہہ سکتے

س…… ایک آدمی پورا سال نماز نہ پڑھے تو اسے کامل مسلمان کہا جاسکتا ہے، جمعہ اور عید کی


فہرست

نماز بھی نہیں پڑھتا۔

ج…… اگر وہ شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور نماز کی فرضیت کا بھی قائل ہے مگر سستی یا غفلت کی بنا پر نماز نہیں پڑھتا تو ایسا شخص مسلمان تو ہے لیکن کامل مسلمان اسے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ نماز جیسے اہم اور بنیادی رکن کا تارک ہونے کی وجہ سے سخت گنہ گار اور بدترین فاسق ہے قرآن و احادیث میں نماز کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

## بے نمازی کے دیگر خیر کے کام

س…… بعض حضرات ایسے ہیں کہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، ہر طرح غربأ کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں لیکن جب ان سے کہا جائے بھائی نماز بھی پڑھ لیا کرو، تو کہتے ہیں یہ بھی تو فرض عبادت ہے، کیا بے نمازی کے یہ سارے اعمال قبول ہو جاتے ہیں؟

ج…… کلمۂ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے نماز پنج گانہ ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں، اور نماز نہ پڑھنے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں، زنا، چوری وغیرہ بڑے بڑے گناہ نماز نہ پڑھنے کے گناہ کے برابر نہیں، پس جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ اگر خیر کے دوسرے کام کرتا ہے تو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ قبول نہیں ہوں گے، لیکن ترک نماز کا وبال اتنا بڑا ہے کہ یہ اعمال اس کا تدارک نہیں کر سکتے۔

ان حضرات کا یہ کہنا کہ ''یہ بھی تو فرض عبادت ہے'' بجا ہے، لیکن ''بڑا فرض'' تو نماز ہے، اس کو چھوڑنے کا کیا جواز ہے؟

## مسجد میں نمازِ جنازہ

س…… گزارش یہ ہے کہ ہمارے علاقہ کی جامع مسجد میں کافی عرصہ سے نماز جنازہ بیرون مسجد ہو رہی تھی، اور یہاں مسجد سے متصل ایک بہت بڑا میدان بھی ہے، لیکن تھوڑے ہی دنوں سے مسجد کے امام صاحب نے فرمایا کہ نماز جنازہ مسجد کے اندر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اب اس کو عملی جامہ پہنایا جا چکا ہے، اس نماز جنازہ کا طریق کار کچھ یوں ہے۔

امام صاحب کے محراب کے آگے جنوبی طرف ایک دروازہ اور کھڑکیاں کھلتی ہیں، اور وہاں مسجد کی پچھلی طرف یعنی جنوب سے محراب کے اندر داخل ہونے کے لئے سیڑھیوں کے ساتھ ایک چبوترہ بنا ہوا ہے، جس پر جنازہ رکھ دیا جاتا ہے، امام صاحب اسی چبوترہ پر کھڑے ہوکر اپنے پیچھے ۵، ۷ نمازی کھڑے کردیتے ہیں، اور باقی نمازیوں کی صفیں بدستور مسجد کے اندر رہتی ہیں، یہ چبوترہ محراب سے باہر اور مسجد سے متصل ہے، بس اسی طریق کار سے نمازِ جنازہ ادا کی جارہی ہے۔

مزید برآں مولانا صاحب کا یہ فرمان کہ چونکہ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے لہٰذا فرضوں کے فوراً بعد سنتوں سے پہلے نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے، اور سنتیں اور نفل بعد میں ادا کی جاتی رہتی ہیں، کیا یہ صورتِ حال دُرست اور شرع کے مطابق ہے؟

ج…… امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بغیر مجبوری کے مسجد میں نمازِ جنازہ مکروہ ہے، خواہ میت مسجد سے باہر ہو، جب مسجد کے ساتھ کھلا میدان موجود ہے تو مسجد میں جنازہ نہ پڑھا جائے، کسی مجبوری اور عذر کی بنا پر مسجد میں جنازہ پڑھنا پڑے تو دُوسری بات ہے۔

بہتر تو یہی ہے کہ جنازہ فرضوں کے بعد اور سنتوں سے پہلے پڑھا جائے لیکن اگر سنتوں کے بعد پڑھ لیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے، کیونکہ سنتوں سے پہلے جنازہ پڑھنے میں بعض اوقات نمازیوں کو اور اہلِ میّت کو تشویش ہوتی ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کس طرح پڑھی گئی؟

س…… آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کی امامت کس نے کرائی تھی؟ تفصیل سے لکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کس ترتیب سے پڑھی گئی تھی؟

ج…… حاکم (ج:۳ ص:۶۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کی نمازِ جنازہ کون پڑھے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہوجاؤ تو تھوڑی دیر کے لئے حجرہ سے باہر نکل جانا، سب سے پہلے مجھ پر جبریل نماز پڑھیں گے، پھر میکائیل، پھر

اسرافیل، پھر ملک الموت، پھر باقی فرشتے، اس کے بعد میرے اہل بیت کے مرد نماز پڑھیں گے، پھر اہل بیت کی عورتیں، پھر گروہ در گروہ آکر تم سب مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔

چنانچہ اسی وصیت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی گئی، اس نماز میں کوئی امام نہیں تھا بلکہ صحابہ کرامؓ گروہ در گروہ حجرۂ شریفہ میں داخل ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے، یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ تھی۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک گروہ کے ساتھ حجرۂ نبوی میں داخل ہوئے اور جنازہ پڑھا، اس طرح تیس ہزار مردوں اور عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی، اس مسئلے کی تفصیل حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی کتاب ''سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' (جلد:۳ ص:۱۸۷ وما بعد) میں اور اس ناکارہ کی کتاب ''عہدِ نبوت کے ماہ وسال'' (ص:۳۸۰) میں ملاحظہ کی جائے۔

## گاؤں میں جمعہ

س......ایک بستی جو تقریباً بیس مکانات پر مشتمل ہے، گاؤں میں ایک مسجد ہے اور بازار نہیں اس گاؤں کے آس پاس قریب قریب چند متفرق مکانات پر مشتمل بستیاں ہیں، ہر بستی کی اپنی اپنی مسجد ہے، کل آبادی مردم شماری کے اعتبار سے تقریباً دو اڑھائی سو ہوگی، یہاں ایک عالم بھی موجود ہے، تو ان سب بستیوں کے باشندوں کے مطالبہ پر گزشتہ رمضان المبارک سے ان مولوی صاحب نے لوگوں کو جمع کرکے اس گاؤں کی مسجد میں نماز جمعہ جاری کی ہے اب علاقہ کے حنفی دیوبندی علماء نے اس جمعہ کی تائید کی ہے اس بنا پر کہ تین چار ماہ سے لوگ شوق ورغبت سے حاضر ہورہے ہیں اور جمعہ بند کرنے کی صورت میں لوگوں میں انتشار و افتراق اور شکوک وشبہات پیدا ہوکر فتنہ وفساد کا قوی خدشہ ہے، اور مصر جامع کی تعریف بھی علمائے احناف میں مختلف فیہ ہے اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجۃ اللہ میں جمعہ کے لئے ایک نوع تمدن کی ضرورت پر زور دینے کے بعد ایک نوع تمدن کی تعریف بحوالہ حدیث یہ لکھتے ہیں کہ جہاں عاقل بالغ پچاس مرد رہتے ہوں، ان کے نزدیک جامع کی یہی تعریف ہے اسی پر عمل


فہرست

کیا جائے اور جمعہ کو بند نہ کیا جائے۔

ج...... جو صورت جناب نے تحریر فرمائی ہے حنفی مذہب کے مطابق اس میں جمعہ جائز نہیں، ''مصر جامع'' کی تعریف میں حضرات فقہاء کے الفاظ مختلف ضرور ہیں، لیکن کوئی تعریف میری نظر سے ایسی نہیں گزری جس کی رُو سے بیس مکانات کی بستی میں ''مصر جامع'' کے لقب سے سرفراز ہو سکے۔

رہا یہ کہ لوگوں کے فتنہ وفساد میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے یہ کوئی عذر نہیں، کیا شریعت کو لوگوں کی خواہشات کے تابع کیا جائے گا؟ کہ اگر مسئلہ ان کی خواہش کے مطابق ہے تو ٹھیک ورنہ وہ اسلام ہی کو جواب دے جائیں گے؟ ہاں! ان مولوی صاحب سے برگشتہ ہونا ضروری ہے لیکن اگر مولوی صاحب بھی یہ اعلان کر دیں کہ مجھ سے حماقت ہوئی کہ میں نے محض خود رائی سے جمعہ شروع کرا دیا تو اُمید ہے کہ لوگ ان کو بھی معاف کر دیں گے، اور اگر شرعی مسئلہ کے علی الرغم لوگ جمعہ پڑھتے رہے تو سب کے ذمہ ظہر کی نماز باقی رہے گی، جس کا وبال نہ صرف جمعہ پڑھنے والوں کی گردن پر ہوگا، بلکہ سب کی نماز ہی غارت ہونے کا وبال جمعہ پڑھانے والے مولوی صاحب پر بھی ہوگا۔ اوّل تو شاہ صاحبؒ کا مطلب آپ سمجھے نہیں، علاوہ ازیں شاہ صاحبؒ کسی فقہی مذہب کے امام نہیں کہ ان کی تقلید کی جائے، اور جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ضعیف ہے۔

## عورتوں کا جمعہ اور عیدین میں شرکت

س...... بعض حضرات اس پر زور دیتے ہیں کہ عورتوں کو جمعہ، جماعت اور عیدین میں ضرور شریک کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمعہ، جماعت اور عیدین میں عورتوں کی شرکت ہوتی تھی، بعد میں کون سی نئی شریعت نازل ہوئی کہ عورتوں کو مساجد سے روک دیا گیا؟

ج...... جمعہ، جماعت اور عیدین کی نماز عورتوں کے ذمہ نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت زمانہ چونکہ شر و فساد سے خالی تھا، ادھر عورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

احکام سیکھنے کی ضرورت تھی، اس لئے عورتوں کو مساجد میں حاضری کی اجازت تھی اور اس میں بھی یہ قیود تھیں کہ باپردہ جائیں، میلی کچیلی جائیں، زینت نہ کریں، خوشبو نہ لگائیں اس کے باوجود عورتوں کو ترغیب دی جاتی تھی کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمنعوا نساءکم المساجد وبیوتھن خیر لھن." (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص:۹۶)

ترجمہ:......"اپنی عورتوں کو مسجدوں سے روکو، اور ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صلٰوۃ المرأۃ فی بیتھا افضل من صلاتھا فی حجرتھا وصلاتھا فی مخدعھا افضل من صلوتھا فی بیتھا." (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص:۹۶)

ترجمہ:......"عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا اپنے گھر کی چار دیواری میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور اس کا پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا اگلے کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔"

مسند احمد میں حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، آپ نے فرمایا:

"قد علمت انک تحبین الصلوٰۃ معی، وصلاتک فی بیتک خیر لک من صلاتک فی حجرتک، وصلاتک فی حجرتک خیر من صلاتک فی دارک، وصلاتک فی دارک خیر لک

من مسجد قومک، وصلاتک فی مسجد قومک خیر لک من صلاتک فی مسجدی. قال: فامرت فبنیت مسجد فی اقصیٰ شئ من بیتها واظلمه، فکانت تصلی فیه حتی لقیت الله عزوجل.“(مسند احمد ج:۶ ص:۳۷۱)

”وقال الهیثمی ورجاله رجال الصحیح غیر عبدالله بن سوید الانصاری، و ثقه ابن حبان.“

(مجمع الزوائد ج:۲ ص:۳۴)

ترجمہ:...... ”مجھے معلوم ہے کہ تم کو میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے، مگر تمہارا اپنے گھر کے کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا گھر کے احاطے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور احاطے میں نماز پڑھنا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں (میرے ساتھ) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے یہ ارشاد سن کر اپنے گھر کے لوگوں کو حکم دیا کہ گھر کے سب سے دور اور تاریک ترین کونے میں ان کے لئے نماز کی جگہ بنادی جائے، چنانچہ ان کی ہدایت کے مطابق جگہ بنادی گئی، وہ اسی جگہ نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملیں۔“

ان احادیث سے عورتوں کے مساجد میں آنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشائے مبارک بھی معلوم ہوجاتا ہے، اور حضرات صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذوق بھی۔

یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ سعادت کی بات تھی، لیکن بعد میں جب عورتوں نے ان قیود میں کوتاہی شروع کردی جن کے ساتھ ان کو مساجد میں جانے کی

اجازت دی گئی تو فقہائے امت نے ان کے جانے کو مکروہ قرار دیا، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے:

”لو ادرک رسول الله صلی الله علیه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل.“

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۲۰، صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۸۳، مؤطا امام مالک ص:۱۸۴)

ترجمہ:...... ”عورتوں نے جو نئی روش اختراع کرلی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے، جس طرح بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔“

## اذان سے قبل مروّجہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی شرعی حیثیت

س......۱: کچھ دنوں پہلے میری ایک شخص سے اس بات پر تکرار ہوئی کہ اذان سے قبل مروّجہ صلوٰۃ وسلام جس کا رواج آج کل عام ہوگیا ہے یہ بدعت ہے یا نہیں، میرا موقف یہ تھا کہ اذان سے قبل مروّجہ صلوٰۃ وسلام چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں لہٰذا یہ بدعت ہے اور سنت کے خلاف ہے جبکہ اس شخص کا کہنا تھا کہ مروجہ صلوٰۃ وسلام بدعت تو ہے لیکن بدعت حسنہ ہے اور اس کے کرنے والے کو اجر و ثواب ملے گا اور اپنے موقف کی وضاحت کے لئے اس نے درمختار اور چند اور فقہ کی کتابوں اور بعض علمائے دیوبند کی عبارتوں سے مثلاً مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقیؒ کی کتاب ”علم الفقہ“ کے حوالے سے کہا کہ ان بزرگوں نے بھی مروّجہ صلوٰۃ وسلام قبل الاذان کو بدعتِ حسنہ قرار دیا ہے اور اس کے کرنے کو باعث اجر و ثواب لکھا ہے، مزید اس نے یہ بھی کہا کہ مدارس عربیہ وغیرہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے دور میں نہیں تھے لہٰذا یہ بھی بدعت ہیں پھر تم مدارس وغیرہ کیوں بناتے ہو، از راہ کرم آپ ان چند اُمور کا جواب باصواب عنایت فرماکر میرا اور میرے چند ساتھی دوستوں کا خلجان دُور فرمائیں، اللہ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

ج…… درمختار میں صلوٰۃ وسلام قبل الاذان کو ذکر نہیں کیا بلکہ بعدالاذان کو ذکر کیا ہے، درمختار کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے: فائدہ: اذان کے بعد سلام کہنا ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں سوموار کی رات کو عشاء کی اذان میں ایجاد ہوا، پھر جمعہ کے دن، پھر دس سال بعد مغرب کے علاوہ تمام نمازوں میں، پھر مغرب میں دو مرتبہ اور یہ بدعتِ حسنہ ہے۔

لیکن محشّی نے اس کو ناقابلِ التفات کہا ہے۔ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ سو سال بعد ایجاد ہوئی ہو اس کو دین میں کیسے داخل کیا جاسکتا ہے؟

الغرض درمختار کا حوالہ تو اس نے بالکل غلط دیا اور مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی کتاب ''علم الفقہ'' میرے پاس نہیں۔ اس سے کہا جائے کہ اس کا فوٹو اسٹیٹ مجھے بھیج دیں۔

## بیوی کے زیور پر زکوٰۃ

س……۱: میں نے جمعہ کے اخبار میں پڑھا کہ بیوی کو اپنے زیور کی زکوٰۃ خود دینی چاہئے۔ تو مہربان! وہ بیوی تو اپنے زیور کی زکوٰۃ خود دے سکتی ہے جو کسی بھی قسم کی سروس کرتی ہو، لیکن وہ بیوی کہاں سے دے گی جس کا دار و مدار میاں کی تنخواہ پر ہو؟ اور تنخواہ بھی کم۔ اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

س……۲: میری عمر تقریباً ۴۰ سال ہے، اور میری شادی کو ۵ سال گزر چکے ہیں، میرے یہاں اولاد کوئی نہیں ہوئی، ذرا مہربانی کرکے بتائیں کہ کیا رُکاوٹ ہے؟ میں ڈاکٹر، حکیموں کا اپنی حیثیت کے مطابق علاج کراچکی ہوں، سب کہتے ہیں نارمل ہے، میں اس لئے زیادہ پریشان ہوں کہ میری عمر ویسے ہی کافی ہے اگر اور زیادہ ہوگئی تو کیا ہوگا؟ کیونکہ میرے سسرال والے طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں، ویسے میرے شوہر کی عمر میرے سے کم ہے۔

ج……۱: اگر بیوی کے پاس روپیہ پیسہ زکوٰۃ دینے کے لئے نہیں تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ اتنا زیور رکھا ہی نہ جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہو، دُوسری یہ کہ زیور ہی کا کچھ حصہ فروخت کرکے زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

ج……۲: اٹھارویں پارے میں سورۃ النور ہے، اس کی آیت نمبر: ۴۰ جو ''اَوْ کَظُلُمٰتٍ''

سے شروع ہوکر "فَمَا لَهُ مِن نُّوْرٍ" پر ختم ہوتی ہے، چالیس لونگ لے کر یہ آیت ہر لونگ پر سات سات مرتبہ پڑھیں، جس دن حیض کے غسل سے پاک ہوں ایک ایک لونگ رات کو سوتے وقت کھایا کریں، مسلسل چالیس دن تک کھائیں، اور اُوپر پانی نہ پیا کریں، اور کبھی کبھی اپنے میاں سے ملا کریں، اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اولاد ہوگی، اور یہ نیت کرلیں کہ انشاء اللہ اولاد کو قرآن مجید حفظ کرائیں گے اور دین کا خادم بنائیں گے۔

## تھوڑی تھوڑی کر کے زکوٰۃ ادا کرنا

س...... میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور جس کی زکوٰۃ ۲۵۰۰ روپیہ ہوتی ہے اور میں زکوٰۃ کو اس طرح ادا کرتا ہوں، کہ سال شروع ہوتے ہی زکوٰۃ دینا شروع کر دیتا ہوں کبھی ۵۰، کبھی ۱۰۰ جیسے جیسے ضرورت مند ملتا ہے ویسے دیتا رہتا ہوں اور جیسے ہی سال ختم ہوتا ہے میں اس سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کر دیتا ہوں تو کیا یہ زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

ج...... اگر تھوڑی تھوڑی کر کے زکوٰۃ دی جائے تو بھی ادا ہوجاتی ہے۔

س...... میں واپڈا ملازم ہوں اور مجھے میڈیکل سہولت ملی ہوئی ہے میں نے ڈاکٹر سے جو واپڈا کا میڈیکل آفیسر ہے اس سے دوا لکھوائی اور واپڈا کے میڈیکل اسٹور پر دوا لینے گیا تو اسٹور کیپر نے کہا کہ کچھ دوا ہے وہ لے لو اور جو دوا نہیں ہے اس کے پیسے لے لو تو وہ پیسے لے کر گھر پہنچا تو گھر میں معلوم ہوا کہ آٹا وغیرہ یا اور کوئی ضرورت کی چیز نہیں ہے تو میں نے ان پیسوں کو استعمال کرلیا تو میرے لئے یہ جائز ہے یا نہیں؟ یا ان کی دوا ہی لینی چاہئے تھی۔

ج...... اگر واقعی ضرورت کے لئے دوا لکھوائی تھی تو وہ پیسے آپ کے ہوگئے، ان کا جو چاہیں کریں۔

## اِضطباع ساتوں چکروں میں ہے

س...... مجھ کو جو بھی کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے میں نے اس میں یہی لکھا ہوا پایا ہے کہ اِضطباع "جس طواف میں اِضطباع مسنون ہے" پورے طواف یعنی ساتوں چکروں میں مسنون ہے۔ لیکن ہماری مسجد کے امام صاحب کا کہنا ہے کہ رَمل کی طرح یہ بھی صرف پہلے



فہرست

تین چکروں میں مسنون ہے، ان کو لوگوں نے ٹوکا کہ مسئلہ غلط بتلا رہے ہیں، لیکن وہ اپنی بات پر اَڑے رہے۔ برائے مہربانی بتلائیں کہ حنفی فقہ میں واقعی ایسی کوئی روایت ہے؟

ج…… مناسک ملا علی قاریؒ میں لکھا ہے کہ اِضطباع ساتوں پھیروں میں مسنون ہے علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں:

”وفی شرح اللباب: واعلم ان الاضطباع سنة فی جمیع اشواط الطواف. کما صرح به ابن الضیاء.“

(رد المحتار ص:۴۹۵، ج:۲)

ترجمہ:……”اور شرح لباب میں ہے: واضح ہو کہ اِضطباع تمام چکروں میں مسنون ہے، جیسا کہ ابن ضیاء نے اس کی تصریح کی ہے۔“

س…… میں نے کتابوں میں یہی لکھا ہوا پایا ہے کہ اگر کوئی شخص اِحرام میں مرجائے تو غیرمحرِم کی طرح اس کو کفن دیا جائے، اس کا سر ڈھانکا جائے، کافور اور خوشبو وغیرہ لگائی جائے، لیکن ہماری مسجد کے امام صاحب کا کہنا ہے کہ اس کو اِحرام ہی کے کپڑوں میں دفن کیا جائے، لیکن اگر عورت ہو تو اس کو کفن دیا جائے۔ برائے مہربانی بتلائیں کہ اس معاملت میں حنفی فقہ کیا ہے؟ کیا واقعی مرد کے لئے الگ حکم ہے اور عورت کے لئے الگ؟

ج……حنفیہ کے نزدیک موت سے اِحرام ختم ہوجاتا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص حالتِ اِحرام میں فوت ہوجائے تو اسے بھی عام مرنے والوں کی طرح مسنون کفن دیا جائے گا، اس کا سر ڈھانکا جائے گا اور خوشبو بھی لگائی جائے گی۔ یہ بات دُوسری ہے کہ قیامت کے دن اس کو حالتِ اِحرام میں اُٹھایا جائے گا۔

## وزارتِ مذہبی اُمور کا کتابچہ

س……گزارش ہے کہ آج آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ اس سال ”وزارتِ مذہبی اُمور و اقلیتی اُمور اسلام آباد“ سے ایک کتابچہ حجاجِ کرام کے


فہرست

نام بھیجا گیا ہے جس کا نام ہے ”آپ حج کیسے کریں؟“ یہ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ اور اکتوبر ۱۹۸۰ء کا شائع شدہ ہے، اس کے صفحہ: ۸۹ پر رَمی کے سلسلے میں تحریر ہے کہ: ”بھیڑ زیادہ ہوتی ہے اس لئے عورتیں، بوڑھے اور کمزور مرد وہاں نہ جائیں، وہ اپنی کنکریاں دُوسروں کو دے دیں۔“ اور صفحہ: ۹۴ پر بھی عورتوں کو کنکریاں مارنے کے لئے منع کیا ہے۔ چنانچہ اس سال بہت سی عورتوں نے اس مسئلے پر آنکھ بند کرکے عمل کیا اور تین دن میں ایک دن بھی کنکریاں مارنے، نہ دن میں اور نہ رات میں گئی تھیں، اسی صفحہ: ۸۹ پر لکھا ہے کہ: ”عورتیں اگر جانا چاہیں تو مغرب کی نماز کے بعد جائیں۔“ چنانچہ میں نے بھی اسی پر عمل کیا اور میری خوش دامن نے بھی جو میرے ہمراہ تھیں، اور بھی بہت سی عورتوں نے کہا کہ جب مذہبی اُمور کی وزارت نے اور اپنے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت نے لکھا ہے تب تو بالکل صحیح ہی ہوگا۔

یہاں آنے پر علماء سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا کنکریاں مارنا واجب ہے، اگر دن میں بھیڑ تھی تو رات کو دیر کرکے جب بھیڑ کم ہوجاتی تب جانا چاہئے تھا، اور اس طرح سے ترکِ واجب پر ہر عورت پر ایک ایک دَم واجب ہوتا ہے جو کہ حدودِ حرم ہی میں دیا جائے گا۔ لہٰذا ہم اب کیسے وہاں دَم دینے کا بندوبست کریں؟ اور دَم نہ دینے کی وجہ سے جن جن عورتوں کو معلوم بھی نہیں ہے اور وزارتِ مذہبی اُمور پاکستان کے کتابچے کے مطابق عمل کرکے مطمئن ہیں کہ ہمارا حج مکمل ہوگیا ہے، ان ہزاروں عورتوں کو کس طرح بتلادیا جائے کہ ایک ایک دم حدودِ حرم میں مزید دینے کا بندوبست کرو؟ اور اس کا گناہ کس پر آئے گا؟ اور اس طرح ہزاروں عورتوں کا حج ناقص کرانے کا گناہ کس پر ہوگا؟ جو حکمِ شرعی ہو مطلع فرمائیں۔ (نوٹ) فوٹو اسٹیٹ کتابچے کا منسلک ہے۔

ج…… مسئلہ وہی ہے جو علمائے کرام نے بتایا، خود رَمی نہ کرنا بلکہ کسی دُوسرے سے رَمی کرالینا، اس کی اجازت صرف ایسے کمزور مریض کے لئے ہے جو خود وہاں تک جانے اور رَمی کرنے پر قادر نہ ہو۔

عورتوں کے لئے یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ رات کے وقت رَمی کرسکتی ہیں، اس لئے جن عورتوں نے بغیر عذرِ صحیح کے خود رَمی نہیں کی، وہ واجبِ حج کی تارک ہیں، اور ان

کے ذمہ دَم لازم ہے، وہ کسی ذریعہ سے اتنی رقم مکہ مکرّمہ بھیجیں جس کا جانور خرید کر ان کی طرف سے حدودِ حرم میں ذبح کیا جائے، ورنہ ان کا حج، ترکِ واجب کی وجہ سے ہمیشہ ناقص رہے گا، اور وہ گناہ گار رہیں گی۔

رہا یہ کہ ہزاروں عورتوں نے اس غلط مشورے پر عمل کرکے جو اپنے حج خراب کئے اس کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں گناہ گار ہیں، ایسی غلط کتابیں لکھنے والے بھی، اور ایسے کچے پکے کتابچوں پر عمل کرنے والے بھی۔

جو لوگ حج کا طویل سفر کرتے ہیں، ہزاروں روپے کے مصارف اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، وہ تھوڑی سی یہ زحمت بھی برداشت کرلیا کریں کہ حج پر جانے سے پہلے محقق اور معتبر علمائے دین سے حج کے مسائل معلوم کرلیا کریں، محض غلط سلط کتابچوں پر اعتماد کرکے اپنا سفر کھوٹا نہ کیا کریں۔

ہم وزارتِ مذہبی اُمور سے اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ غلط قسم کے کتابچے شائع کرکے ہزاروں لوگوں کا حج برباد نہ کریں۔

## کرسچن بیوی کی نومسلم بہن سے نکاح

س…… میں ایک کرسچن عورت ہوں، میرا شوہر میری بہن کو بھگا کر اوکاڑہ لے گیا، جب کہ وہ لڑکی بھی عیسائی ہے، دونوں مسلمان ہوئے اور نکاح کرلیا، جبکہ میرے چھ بچے ہیں، نہ مجھے طلاق دی اور نہ بتایا۔ آپ سے عرض یہ ہے کہ آپ کا مذہب اسلام شرعی طور پر اس کی کیا اجازت دیتا ہے کہ دونوں بہنوں سے نکاح جائز ہے؟ اور دونوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے؟ جبکہ ایک عیسائی ہو اور دُوسری مسلمان، تفصیل سے جواب دیں، میرا مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے۔

ج…… شرعاً دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں، اور عیسائی (اہلِ کتاب) میاں بیوی کے جوڑے میں سے اگر شوہر مسلمان ہوجائے تو نکاح باقی رہتا ہے، لہٰذا آپ کا نکاح بدستور باقی ہے، جب تک کہ اس نے طلاق نہ دی ہو، اور جب تک آپ کا نکاح باقی ہے وہ


فہرست

آپ کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا۔ عدالت کا فرض ہے کہ ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرادے، واللہ اعلم!

## ہر ایک سے گھل مل جانے والی بیوی کا حکم

س...... ایک صحابی نے شکایت کی یہ میری بیوی کسی طلبگار کا ہاتھ نہیں جھٹکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے طلاق دے دو۔ صحابی نے عرض کیا کہ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا، حضورؐ نے فرمایا تو پھر اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ یہ روایت کیسی ہے؟ یہ بھی درایت کے خلاف معلوم ہوتی ہے؟

ج...... مشکوٰۃ شریف باب اللعان فصل ثانی میں یہ روایت ہے ابن عباسؓ سے اور اس کے رفع و وقف میں اختلاف نقل کرکے امام نسائی کا قول بھی نقل کیا ہے: "لیس ثابت" اگرچہ اس کی تأویل بھی ہوسکتی ہے کہ: "لا ترد ید لابس" سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک سے گھل مل جاتی ہے، یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ ہوگا کہ اس کی محبت کی وجہ سے یہ حرام میں مبتلا ہوجائے گا۔

## حضرت سودہؓ کو طلاق دینے کے ارادہ کی حکمت

س...... ایک آدمی اپنی بیوی کو اس لئے طلاق دے دے کہ وہ بوڑھی ہوگئی اور اس کے قابل نہیں رہی، اس بات کو کوئی بھی بنظرِ استحسان نہیں دیکھتا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت سودہؓ کو ان کے بڑھاپے کی وجہ سے طلاق دینا چاہی، پھر جب حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تو آپ نے طلاق کا ارادہ بدل لیا۔ یہ بات حضورؐ کی ذاتِ اقدس سے بعید معلوم ہوتی ہے اور مخالفوں کے اس اعتراض کو کہ نعوذ باللہ تعدّدِ ازواج کی غرض شہوت رانی تھی، تقویت ملتی ہے، حالانکہ حضورؐ کو یتیموں اور بیواؤں کا ملجا و ماویٰ قرار دیا جاتا ہے۔

ج...... عرب میں طلاق معیوب نہیں سمجھی جاتی جتنی کہ ہمارے ماحول میں اس کو قیامت سمجھا جاتا ہے، علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں "تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُنَّ

وَتُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ“ فرما کر آپ کو رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دے دیا گیا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کی علیحدگی کا فیصلہ کر لینا کسی طرح بھی محلِ اعتراض نہیں۔ اور ازدواجی زندگی صرف شہوت رانی کے لئے نہیں ہوتی موانست اور موالفت اس کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ بہت ممکن ہے کسی وقت کسی بی بی سے موانست نہ رہے اور طلاق کا فیصلہ کر لیا جائے اور حضرت عائشہؓ کو اپنی باری دے دینا اور اپنے تمام حقوق سے دستبردار ہو جانا حضرت اُمّ المؤمنین سودہؓ کا وہ ایثار تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ تبدیل فرمالیا، اس پر اس سے زیادہ گفتگو کرتا لیکن یہاں اشارہ کافی ہے۔

## نصرانی عورت سے نکاح

س...... نصاریٰ خود حق تعالیٰ کے قول: ”وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَة“ سے مشرک ہیں اور مشرک عورتوں سے نکاح جائز نہیں، جیسا کہ ارشادِ الٰہی: ”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ“ میں اس کی تصریح ہے، پھر نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کیوں جائز ہے؟ جس وقت قرآن اُترا تھا اس وقت بھی قرآن کے مطابق وہ مشرک تھے، لہٰذا یہ کہنا کہ پہلے ان سے نکاح جائز تھا اور اب ناجائز ہے کچھ معقول نہیں معلوم ہوتا۔

ج...... بہت سے اہلِ علم کو یہی اشکال پیش آیا اور انہوں نے کتابیات سے نکاح کو عام مشرکین کے ساتھ مشروط کیا، لیکن محققین کے نزدیک کتابیات کی حلّت ”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ“ کے قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔

س...... آپ نے فرمایا کہ محققین کے نزدیک کتابیات کی حلّت ”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ“ کے قاعدے سے مستثنیٰ ہے، اس جواب سے تسلّی نہیں ہوئی۔

ج...... مطلب یہ کہ نصرانیات کا مشرکات ہونا تو واضح ہے اس کے باوجود ان سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ“ کا حکم کتابیات کے لئے نہیں غیر کتابیات کے لئے ہے۔

## نیوتہ کی رسم

س...... شادی کی تقریب میں جو کھانا کھلاتے ہیں جسے ولیمہ کہا جاتا ہے جو شادی کے

دوسرے دن کیا جاتا ہے بعض حضرات تو کئی دنوں کے بعد ولیمہ کرتے ہیں اور اس کھانے کے بعد وہ لوگ کھانا کھانے والوں سے کچھ رقم لیتے ہیں ۵۰ یا ۱۰۰ جیسی بھی حیثیت ہو اس حساب سے یا پھر جتنے دیئے ہوتے ہیں اتنے یا اس سے زیادہ وصول کرتے ہیں جسے نیوتہ کہتے ہیں اور لینے والا اس نیت سے لیتا ہے کہ میں آئندہ اس کے ولیمہ میں ۱۰۰ کی بجائے ۱۵۰ دوں گا اور دینے والا بھی اس نیت سے دیتا ہے کہ مجھے آئندہ اس سے زیادہ رقم ملے گی تو کیا اس نیت سے نیوتہ لینا اور دینا جائز ہے، اور اگر لینے کی نیت نہ ہو صرف اس لئے دے کہ کہیں رشتہ داروں سے قطع تعلقی نہ ہو یا پڑوس والے برا نہ محسوس کریں اور نہ لینے کی نیت سے کچھ رقم دے کر ولیمہ کھالے تو کیا اس طریقہ سے کھانا کھانے والے پر بھی گناہ ہوگا حالانکہ اس کی واپس لینے کی نیت نہیں ہے۔

ج...... میاں بیوی کی تنہائی جس رات ہو اس سے اگلے دن ولیمہ حسب توفیق مسنون ہے، نیوتہ کی رسم بہت غلط ہے، اور بہت سی برائیوں کا مجموعہ ہے، اس لئے واپس لینے کی نیت سے ہرگز نہ دیا جائے، جو کچھ دینا ہے، ہدیہ کی نیت سے دے دیا جائے، واپسی کی نہ نیت ہو نہ توقع ہو۔

## ''مجھ پر حلال دنیا حرام ہوگی'' کہنے سے طلاق؟

س...... ایک شخص مثلاً زید اپنے گھر بار سے بے ربط عرصۂ تقریباً دو سال سے بالغد و والآصال بہروپ کی زندگی بسر کر رہا ہے، گزشتہ سال ماہ اکتوبر میں متعلقین نے زید سے حقائق معلوم کرنے کے لئے باز پرس کی، منازعت کے بعد مذکور شخص نے روبرو گواہان کے مندرجہ ذیل تحریر دی:

۱:...... ماہ فروری ۱۹۸۸ء تک اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچنے کا پابند رہوں گا۔

۲:...... معینہ مدت تک مبلغ تین سو روپیہ ماہوار اپنی منکوحہ اور بچوں کے نان و نفقہ کے لئے بھیجتا رہوں گا۔

۳:...... انحراف کا نتیجہ مجھ پر حلال دنیا حرام ہوگی۔ یہ یاد رہے مندرجہ ذیل الفاظ سے منحرف ہونے والے کی منکوحہ کو مقاطعہ سمجھا جاتا ہے، لہٰذا زید نے اس سے تجاوز کیا، اس

صورت میں قرآن وسنت کی روشنی میں زید کے لئے کیا حکم ہے؟

ج……فی الخانیة:

"رجل قال کل حلال علی حرام او قال کل حلال او قال حلال الله او قال حلال المسلمین وله امراة ولم ینو شیئاً اختلفوا فیه قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل والفقیه ابو جعفر وابوبکر الاسکاف وابوبکر بن سعید رحمهم الله تعالیٰ تبین منه امرأته بتطلیقة واحدة وان نویٰ ثلاثا فثلاث، وان قال لم انو به الطلاق، لا یصدق قضاءً لانه صار طلاقًا عرفًا. ولهٰذا لا یحلف به الا الرجال."

(فتاوی قاضی خان برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ ص:۵۱۹ ج:۱)

ترجمہ:……"خانیہ میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے کہا کہ: سب حلال مجھ پر حرام ہے، یا ہر حلال، یا یہ کہ اللہ کی جانب سے تمام حلال، یا مسلمانوں کا حلال مجھ پر حرام ہے، اور اس کی بیوی بھی ہے، یا اس نے کوئی نیت نہیں کی، اس میں (علماء کا) اختلاف ہے، شیخ امام ابوبکر محمد بن فضلؒ، فقیہ ابوجعفرؒ، ابوبکر اسکافؒ اور ابوبکر بن سعیدؒ کے نزدیک (یہ الفاظ کہنے سے) اس کی بیوی پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی، اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین طلاق واقع ہوجائیں گی، اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضاءً اس کو سچا نہیں سمجھا جائے گا، کیونکہ عرف میں یہ طلاق کے الفاظ ہیں۔"

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں زید کے الفاظ: "انحراف کا نتیجہ مجھ پر حلال دنیا حرام ہوگی۔" تعلیقِ طلاق کے الفاظ ہیں، پس جب اس نے شرط پوری نہیں

کی تو اس کی بیوی پر فروری ۱۹۸۸ء گزرنے پر طلاق بائن واقع ہوگئی، عدت پوری ہونے کے بعد عورت دوسری جگہ اپنا عقد کرسکتی ہے۔

## تین طلاق کا حکم

س……گزارش خدمت ہے کہ آپ کا کالم بہت مفید ہے، اور لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں، لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی جو طلاق کے بارے میں ہے کہ تین طلاقیں ایک ہی وقت میں دینے کے بعد بغیر مقررہ تین ماہ گزرنے کے طلاق ہوجاتی ہے۔

میاں بیوی کئی سال اکٹھے رہتے ہیں، ان کے پیارے پیارے بچے بھی ہوتے ہیں، انسان ہونے کے ناطے کسی وقت غصہ آہی جاتا ہے، اور بکواس منہ سے نکل جاتی ہے، لیکن بعد میں ندامت ہوتی ہے، تو یقیناً خدا تعالیٰ جو بہت ہی غفور الرحیم ہے معاف فرمادیتا ہے، ورنہ تو کوئی گھر اجڑ جائیں۔

قانون کے تحت تین طلاقیں تین ماہ میں پوری ہوتی ہیں، خواہ ایک ہی وقت میں دی جائیں، تین ماہ گزر جانے کے بعد تو خدا تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا کیونکہ تین ماہ کی مہلت سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اگر تین طلاقیں ایک دم دینے پر فوری طور پر طلاق ہوجاتی ہو تو پھر تو یورپ وامریکہ والی طلاق بن جاتی ہے، جو یقیناً اسلامی نہیں۔

اب اصل بات لکھتا ہوں، جو امید ہے کہ آپ من وعن شائع فرمائیں گے اور جواب سے نوازیں گے تاکہ سب لوگ اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔

آپ کے کالم میں متعدد بار جواب میں پڑھا کہ تین بار ایک ہی وقت دی گئی طلاق، طلاق ہوگئی، مدت کا ذکر نہیں ہوتا کہ کتنے عرصہ کے بعد طلاق واقع ہوگی، یعنی فوری طلاق ہوگئی، قرآن کریم میں تو خدا تعالیٰ نے طلاق کو سخت ناپسند فرمایا ہے، اور صرف انتہائی صورت میں جب گزارے کی صورت نہ ہو، طلاق کی اجازت دی ہے، اور اس میں بھی تین طلاقیں رکھی ہیں تاکہ تین ماہ کے عرصہ میں احساس ہونے پر رجوع ہوسکے۔

انگریزی حکومت میں (یہ قانون اب بھی ہوگا) اگر کوئی شخص بغیر اطلاع دیئے

ڈیوٹی سے غیر حاضر ہوتا تو اگر چھ ماہ کے اندر واپس آجاتا تو وہ فارغ نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ اپنی ملازمت میں ہی رہتا تھا، دہلی میں ایک دوست کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا تھا کہ چھ ماہ کے اندر واپس حاضر ہوجانے سے اس کی ملازمت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری رہی۔

اسی طرح طلاق کے لئے جو تین ماہ کی مدت ہے اس سے طلاق دینے والے کو اس کے اندر طلاق واپس لینے کا حق ہے، ہاں تین ماہ گزر جانے کے بعد واپسی کی صورت نہیں رہے گی، اگر تین طلاقیں ایک ہی وقت میں دینے سے فوراً طلاق ہوجاتی ہے، تو پھر تو یورپ و امریکہ والی طلاق ہوجائے گی جو یقیناً اسلامی نہیں۔

میری ناقص رائے میں ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دی جانے پر آپ کے جواب میں تین ماہ کی مہلت کا بھی ذکر آنا چاہئے، بصورت دیگر گھر بھی اُجڑیں گے اور بچے بھی۔

ج…… شرعی مسئلہ تو وہی ہے جو میں نے لکھا، اور ائمہ اربعہ اور فقہائے امت اسی کے قائل ہیں، آپ نے جو شبہات لکھے ہیں ان کا جواب دے سکتا ہوں، مگر ضرورت نہیں سمجھتا، اگر کسی طرح کی گنجائش ہوتی تو اس کے اظہار میں بخل نہ کیا جاتا، لیکن جب گنجائش ہی نہ ہو تو کم از کم میں تو اپنے آپ کو اس سے معذور پاتا ہوں۔

زہر کھانا قانوناً منع اور شرعاً حرام ہے، لیکن اگر کوئی کھا بیٹھے اور اس کے نتیجے میں ڈاکٹر یہ لکھ دے کہ اس زہر سے اس کی موت واقع ہوگئی ہے تو مجرم ڈاکٹر نہیں کہلائے گا، اس کا قصور صرف اتنا ہے کہ اس نے زہر کے اثر اور نتیجہ کو ذکر کردیا۔

## حرمتِ مصاہرت کے لئے شہوت کی مقدار

س…… علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جب کوئی مرد کسی عورت کو لمس کرتا ہے شہوت کے ساتھ، لیکن اس کو شہوت پہلے موجود تھی، بعد میں اس نے کسی عالم سے پوچھا پھر اس عالم نے کہا کہ اگر پہلے شہوت موجود ہے تو شہوت کا بڑھنا شرط ہے، پھر اس شخص نے کہا کہ چلو میں کسی اور مسلک کو اختیار کرتا ہوں جس میں حرمت مصاہرت لمس سے نہ ہو، پھر تقریباً ایک سال گزرا تو اس شخص نے ہدایہ ثانی اور شرح وقایہ میں وضاحت سے پڑھا کہ شہوتِ لمس وہ معتبر ہے جس سے اس کا ذکر منتشر ہو، اگر ذکر پہلے سے منتشر ہے تو

لمس کی وجہ سے انتشار زیادہ ہوگیا ہو، اب اس نے غور کیا کہ لمس کی وجہ سے انتشار بڑھایا نہیں؟ تو اس کو شبہ نظر آیا اور پہلے کنز الدقائق میں صرف یہ پڑھا کہ لمس بشہوت سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے، یہ معلوم نہ تھا کہ لمس بشہوت کی تعریف کیا ہے؟ اور میرے دماغ میں صرف یہ تھا کہ لمس بشہوت وہ ہے جو عورت کو لمس کرنے سے مذی نکلے، پھر عالم سے اس بنأ پر سوال کیا تھا کہ اگر شہوت پہلے موجود ہے؟ تو اس نے کہا کہ پھر شہوت زیادہ ہو، تو اب ہدایہ ثانی پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ لمس بشہوت کی تعریف یہ ہے اور تعریف معلوم ہونے کے بعد عقل سے غور کرتا ہوں تو شبہ نظر آرہا ہے تو اب اس شبہ کا اعتبار کروں یا نہیں؟ کیا اس صورت میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں، اور علمائے بھی یہ نہ پوچھا کہ لمس بشہوت کی تعریف آپ کو معلوم ہے؟ اور اب عقل سے غور کرتا ہوں تو شبہ نظر آتا ہے تو اس مسئلہ میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں؟ ایک سال تقریباً سوچنے کے بعد شبہ کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟ اب دریافت طلب امور یہ ہیں:

س......۲: اگر شبہ کا اعتبار کیا جائے گا تو وہ عورت سے کیسے پوچھے کہ آپ کو شہوت تھی یا نہیں یا عورت کی شہوت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا؟

س......۳: اگر دوسرے مذہب پر کلی طور پر چلے تو صحیح ہے یا نہیں؟ حالانکہ سارے مذاہب حق ہیں جو بھی آدمی راستہ لے لے۔

ج......۱: "دع ما یریبک الی ما لا یریبک" حدیثِ نبویؐ ہے، جب شہوت کا وجود متیقن ہے اور ازدیادِ شہوت میں شبہ ہے تو حلال و حرام کے درمیان اشتباہ ہوگیا، اور مشتبہ کا ترک بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح حرام کا۔

علاوہ ازیں اقرب یہ ہے کہ انتشار آلہ بھی تصورِ لمس سے ہوا ہوگا، اور لمس سے اس میں زیادتی اقرب الی القیاس ہے، اس لئے نفس کی تاویلات لائق اعتبار نہیں، حرمت ہی کا فتویٰ دیا جائے گا۔

ج......۲: مذاہب اربعہ برحق ہیں، لیکن خواہشِ نفس کی بنا پر ترک مذہب الی مذہب حرام ہے۔ اور اس پر مذاہب اربعہ متفق ہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں انتقال مذہب کی اجازت

نہیں،ھذا ما ظھرلی واللہ اعلم بالصواب!

## عورتوں کے لئے سونے چاندی کا استعمال جائز ہے

س......پچھلے دنوں ایک ماہنامہ بنام ''حکایت'' میں ایک مضمون پڑھا جس کو پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے تحریر کیا تھا! اس مضمون میں پروفیسر صاحب نے ابوداؤد کی چند ایک احادیث کا حوالہ دے کر سونے کے زیورات کو عورتوں پر بھی حرام قرار دے دیا، احادیث کے حوالے پیش خدمت ہیں:

۱:......حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت نے بھی اپنے گلے میں سونے کا گلوبند پہنا تو قیامت کے دن اسے ویسا ہی آگ کا گلوبند پہنایا جائے گا، اور جو عورت بھی اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں پہنے گی تو قیامت کے دن انہیں کی مانند آگ اس کے کانوں میں ڈالی جائے گی۔

۲:......حضرت حذیفہؓ کی ایک بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم چاندی کے زیورات کیوں نہیں پہنتیں کیونکہ تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہنے گی اور اس کی نمائش کرے گی تو قیامت کے دن اسے اس زیور سے عذاب دیا جائے گا۔ (سنن ابوداؤد جلد نمبر۲ صفحہ نمبر۱۴۱۰ مصری ایڈیشن)

مولانا صاحب! مندرجہ بالا احادیث سے تو پروفیسر صاحب کی تحقیق صحیح ثابت ہوئی جب کہ ہمارے علمائے کرام کا فیصلہ اس کے بالکل برعکس ہے، صحیح احادیث سے فیصلہ فرماکر اس مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

ج......ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۵ (مطبوعہ ایچ، ایم، سعید، کراچی) کے حاشیہ میں ہے:

''ھذا الحدیث وما بعدہ وکل ما شاکلہ منسوخ، وثبت اباحتہ، للنساء بالاحادیث الصریحۃ الصحیحۃ وعلیہ انعقد الاجماع، قال الشیخ ابن حجر:



فہرست

النھی عن خاتم الذھب او التختم بہ مختص بالرجال دون النساء، فقد انعقد الاجماع علیٰ اباحتہ للنساء، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ احکم واتم۔"

ترجمہ:...... "یہ حدیث، اس کے بعد کی حدیث اور اس مضمون کی دوسری احادیث منسوخ ہیں، اور سونے کا عورتوں کے لئے جائز ہونا صریح اور صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور اس پر امت کا اجماع منعقد ہوچکا ہے، شیخ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: "سونے کی انگوٹھی اور اس کے پہننے کی ممانعت صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں، چنانچہ اس پر اجماع منعقد ہوچکا ہے کہ سونے کا پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے۔"

ابوداوٴد کی شرح بذل المجھود (ج:۵،ص:۸۷ مطبوعہ کتب خانہ یحیوی، سہارنپور) میں ہے:

"قال ابن رسلان ھذا الحدیث الذی ورد فیہ الوعید علیٰ تحلی النسا بالذھب یحتمل وجوھًا من التاویل: احدھا انہ منسوخ کما تقدم من ابن عبدالبر، والثانی انہ فی حق من تزینت بہ وتبرجت واظھرتہ والثالث ان ھذا فی حق من (لا) تؤدی زکوٰتہ دون من اداھا، الرابع انہ انما منع منہ فی حدیث الاسورۃ والفتخات، لمارائی من غلظہ فانہ من مظنۃ الفخر والخیلاء۔"

ترجمہ:...... "ابن رسلان کہتے ہیں: یہ حدیث جس میں عورتوں کے سونے کے زیور پہننے پر وعید آئی ہے اس میں چند تاویلوں کا احتمال ہے، ایک یہ کہ یہ منسوخ ہے، جیسا کہ امام ابن

عبدالبر کے حوالے سے گزر چکا ہے، دوم یہ کہ یہ وعید اس عورت کے حق میں ہے جو اپنی زینت کی عام نمائش کرتی پھرتی ہو، سوم یہ کہ یہ اس عورت کے حق میں ہے جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتی ہو، اس کے بارے میں نہیں جو زکوٰۃ ادا کرتی ہو، چہارم یہ کہ ایک حدیث میں کنگنوں اور پازیبوں کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ بڑے موٹے موٹے زیور فخر وتکبر کا ذریعہ ہوسکتے ہیں۔‘‘

ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے سونے کے استعمال کی ممانعت کی احادیث یا تو منسوخ ہیں یا مؤول ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے سونے کے استعمال کی اجازت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ کہ اس پر امت کا اجماع ہے، اب اجازت کی دو حدیثیں لکھتا ہوں:

اوّل:...... ’’عن علی رضی الله عنه ان نبی الله صلی الله علیه وسلم اخذ حریرا فجعله فی یمینه واخذ ذهبا فجعله فی شماله ثم قال ان هذین حرام علی ذکور امتی و فی روایة ابن ماجة حل لاناثهم.‘‘

(ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۵ نسائی ج:۲ ص:۲۸۴، ابن ماجہ ص:۲۵۷)

ترجمہ:...... ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا، پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں، اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ میری امت کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔‘‘

دوم:...... ’’عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال حرم لباس


فہرست

الحرير والذهب على ذكور امتى واحل لاناثهم."
(ترمذی ص:۲۰۵ ج:۱، نسائی ۲۸۴ ج:۲) وقال الترمذی: وفی الباب عن عمر، وعلی، وعقبة بن عامر، وام هانی، وانس، وحذيفة، وعبدالله بن عمرو، وعمران بن حصين، وعبدالله بن الزبير وجابر، وابی ريحانة، وابن عمر، والبراء، هذا حديث حسن صحيح."

ترجمہ:...... ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہے۔'' امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں مندرجہ ذیل صحابہؓ سے بھی احادیث مروی ہیں، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ام ہانی، حضرت انس، حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عمران بن حصین، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت جابر، حضرت ابوریحانہ، حضرت ابن عمر، اور حضرت براء رضی اللہ عنہم۔''

## منّت ماننا کیوں منع ہے؟

س...... بعض لوگوں سے سنا ہے کہ نذر کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

ج...... حدیث میں نذر سے جو ممانعت کی گئی ہے علماء نے اس کی متعدد توجیہات کی ہیں، ایک یہ کہ بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ نذر مان لینے سے وہ کام ضرور ہوجاتا ہے، حدیث میں اس خیال کی تردید کے لئے فرمایا گیا ہے کہ نذر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر نہیں ٹلتی، دوم یہ کہ بندے کا یہ کہنا کہ اگر میرے مریض کو شفا ہوجائے تو میں اتنے روزے رکھوں گا، یا اتنا مال صدقہ کروں گا، یہ ظاہری صورت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سودے بازی ہے، اور یہ عبدیت کی شان نہیں۔

## کعبہ کی نیاز

س...... ''وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُم مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ'' کعبے کی نیاز کے اونٹ، ہر تفسیر اور ترجمے میں کعبہ کی نیاز یا کعبہ پر چڑھانے یعنی قربانی کرنے کے اونٹ لکھا ہے، جو ترجمہ ہے: ''وَالْهَدْیَ وَالْقَلائِدَ'' کا، سوال یہ ہے کہ کعبہ شریف بھی تو غیر اللہ ہے پھر اس کی نیاز کیسے ہوسکتی ہے؟

ج...... کعبہ بیت اللہ ہے اس لئے کعبہ کی نیاز دراصل رب کعبہ کی نیاز ہے۔

## کیا نبی کی نیاز اللہ کی نیاز کہلائے گی؟

س...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ان کی نیاز بھی رب کعبہ ہی کی نیاز ہے اسی طرح تمام اولیاء کی نیاز سے پھر کیوں منع کیا جاتا ہے؟

ج...... بہت نفیس سوال ہے، ہدی کے جانور رب کعبہ کی نیاز ہے ان کی نیاز کی جگہ مشاعر حج یعنی حرم شریف ہے، اس لئے مجازاً ان کو کعبہ کی نیاز کے جانور کہا جاتا ہے، بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرامؒ کے کہ ان کی نیاز اللہ کے لئے شرع میں معہود نہیں اس لئے درمختار میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر جو نذریں لائی جاتی ہیں اگر اس سے مقصد وہاں کے فقراء پر صدقہ ہو تو یہ نذر اللہ کے لئے ہے، اس لئے جائز ہے اور اگر خود اولیاء اللہ کی نذر گزارنی مقصود ہو تو یہ حرام ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی جائز نہیں، اس کی مثال بیت اللہ کی طرف سجدہ ہے کہ سجدہ تو حق تعالیٰ شانہ کو کیا جاتا ہے اور جہت سجدہ بیت اللہ ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ جائز نہیں۔

## اولیاء اللہ کے مزارات پر نذر

س...... کعبہ کی نیاز کے اونٹ کے سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر اگر نذر سے مراد وہاں کے فقراء پر تصدق ہو اور ایصال ثواب صاحب مزار کو ہو تو یہ جائز ہے۔

بے شک ربط شیخ اور فیضان شیخ کے حصول کا یہ بہت بڑا ذریعہ ہے اور تمام مشائخ میں اس کا معمول ہے، مگر افسوس کہ ہمارے سلسلے میں اس کا فقدان ہے بلکہ منع کیا جاتا ہے،

میں نے نہیں دیکھا اور سنا کہ کسی نے اپنے شیخ کے لئے صدقہ کیا ہو۔ نقد، کھانا، کپڑا کسی قسم کا بھی نہ گھر پر نہ مزار پر اور نہ دُوسرے اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کا اہتمام ہے، جب کہ حدیث شریف میں تو عام مؤمنین کی قبور کی زیارت کی تاکید کی گئی ہے، اسی طرح اور بہت سے طریقت کے اعمال جن سے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب میں مدد ملتی ہے اور بغرض علاج ہر سلسلے میں رائج ہیں (بدعات کو چھوڑ کر) ہمارے سلسلے میں رائج نہیں، حلقہ بنا کر ذکر کرنے سے بھی اجتناب کرتے ہیں، نماز، روزہ اور دُوسرے فرائض و واجبات تو سالک وغیر سالک دونوں میں مشترک ہیں، تمام مشائخ اس بات پر متفق ہیں خالی نماز روزہ وغیرہ سے نفس کا تزکیہ اور وصول نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ باطنی اعمال، تصحیح نیت، غنیٰ، توکل ماسوا سے گریز اور دُوسری ریاضت و مجاہدات جو متقدمین میں رائج تھے خصوصاً طعام، کلام، منام، انام کی تقلیل وغیرہ نہ ہو۔ مختصر یہ کہ مشائخ ہیں، خلفاء کی لمبی لمبی فہرستیں ہیں، مریدین کی فوج کی فوج ہے، مگر وہ رُوح نہیں اور نہ وہ آثار کسی میں نظر آتے ہیں، جو مجاہدات سے مرتب ہوتے ہیں، الا ماشاء اللہ، جب کہ دُوسرے سلاسل مثلاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بہت سے بزرگوں میں وہ صفات دیکھی گئی ہیں جو اس طریق کے لوازم میں سے ہیں، بعد وفات بھی اپنے مریدین اور عقیدتمندوں پر بذریعہ خواب یا مراقبہ یا واقعہ اپنے فیضان جاری رکھتے ہیں اور ان کی نگہداشت کرتے رہتے ہیں اس طرح جیسے ایک چرواہا اپنی بکریوں کی۔

دُوسری بات یہ کہ شیخ اور پیر طریقت بننے کے لئے جن شرائط اور اوصاف اور باطنی کمالات کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ تمام مستند کتب تصوف میں لکھا ہے اور خاص طور پر امداد السلوک میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر یہ اوصاف شیخ میں نہ ہوں تو اس کا شیخ طریقت بننا حرام ہے، تو جناب یہ باتیں آج کل اکثر مشائخ میں نہیں پائی جاتیں (آپ جیسے کچھ بزرگ یقیناً ان اوصاف کے حامل ہوں گے مگر میں اکثریت کی بات کر رہا ہوں)۔

ج…… ربط شیخ بذریعہ ایصال ثواب اور بذریعہ زیارت قبور ضرور ہونا چاہئے، یہ کثیر النفع ہے، الحمدللہ اس ناکارہ کو اس کا فی الجملہ اہتمام رہتا ہے۔

امداد السلوک کی شرط پر تو آج شاید ہی کوئی پورا اترے، یہ ناکارہ حلفاً عرض کرے کہ اس شرط پر پورا نہیں اترتا تو حانث نہیں ہوگا، اس لئے یہ ناکارہ مشائخ حقہ کی طرف محول کرنا ضروری سمجھتا ہے، پہلے تو مطلقاً انکار کردیتا تھا کہ میں اہل نہیں ہوں لیکن میرے بعض بڑوں نے مجھے بہت ڈانٹا کہ تم حضرت شیخؒ کی اجازت کی توہین کرتے ہو، تب سے اپنی نااہلی کے باوجود بیعت لینے لگا اور اب تو بلاشبہ اور ڈھیٹ ہوگیا ہوں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے جن میں پیر اور شیخ اس روسیاہ جیسے لوگ ہوں، بس وہی قصہ ہے جو تذکرۃ الرشید میں حضرت گنگوہی قدس سرہ نے ایک ڈاکو کے پیر بننے کا لکھا ہے۔

## صرف دِل میں خیال آنے سے نذر نہیں ہوتی

س...... محترم مولانا صاحب! آپ کے جواب سے کچھ تشفی نہیں ہوتی وجہ اس کی یہ ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے، ''جو کچھ تم مانو گے تو اللہ تعالیٰ کو تمہاری نیت کا علم ہوجائے گا'' (سورہ بقرہ:۲۷۰) نیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بے شک تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔'' لہٰذا ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔ (حوالہ صحیح بخاری کتاب الایمان باب النیۃ) دُوسری جگہ ایک اور ارشاد بھی ہے: ''اور تمہارے چہروں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے، آپ نے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خلوص نیت کا مقام دل ہے اور چونکہ سائلہ نے خلوص نیت سے دل میں اس کی منت مانی تھی اور جس کو پورا کرنے کے لئے ابھی تک وہ اپنی ذمہ داری سمجھتی ہیں، مگر اپنے حالات کی وجہ سے معذور ہیں اور خود اس کی ادائیگی نہیں کرسکتی ہیں، لہٰذا آپ سے اس کا حل پوچھا ہے، مگر آپ کا جواب ہے کہ دل میں خیال کرلینے سے نیت نہیں ہوتی جب تک کہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہ کئے جائیں۔

مندرجہ بالا قرآن کی آیت اور دونوں حدیثوں کی روشنی میں آپ کا جواب غیرتسلی بخش ہے، چونکہ سائلہ کی نیت سرسری نہ تھی اور حقیقی نیت تھی جس کی ادائیگی یا متبادل حل کے

لئے وہ بے چین ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ نذر کسی ایسی چیز کو اپنے اُوپر واجب کر لینے کو کہتے ہیں جو پہلے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب نہ ہو اور چونکہ سائلہ نے منت مانی تھی چاہے وہ دل میں خیال کر کے کی ہو اس کی ادائیگی ان پر واجب ہو جاتی ہے بصورت دیگر وہ گنہگار ہوتی ہیں۔

دُوسری ایک اہم بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نذر مت مانا کرو اس لئے کہ نذر تقدیری امور میں کچھ بھی نفع بخش نہیں ہے، بس اس سے اتنا ہوتا ہے کہ بخیل کا مال نکل جاتا ہے، (حوالہ صحیح مسلم کتاب النذر اور صحیح بخاری کتاب الأیمان و النذر ) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی نذر لایعنی اور ممنوع ہیں۔ اور اگر میرے سمجھنے میں کچھ غلطی ہے تو میری اصلاح فرمائیں۔

ج...... نذر کے معنی ہیں کسی ایسی عبادت کو اپنے ذمہ لازم کر لینا جو اس پر لازم نہیں تھی، اور ''اپنے ذمہ کر لینا'' زبان کا فعل ہے، محض دل میں خیال کرنے سے وہ چیز اس کے ذمہ لازم نہیں ہوتی، جب تک کہ زبان سے الفاظ ادا نہ کرے، یہی وجہ ہے کہ نماز کی نیت کر لینے سے نماز شروع نہیں ہوتی جب تک تکبیر تحریمہ نہ کہے، حج وعمرہ کی نیت کرنے سے حج وعمرہ شروع نہیں ہوتے جب تک کہ تلبیہ کے الفاظ نہ کہے، طلاق کا خیال دل میں آنے سے طلاق نہیں ہوتی جب تک کہ طلاق کے الفاظ زبان سے نہ کہے، اور نکاح کی نیت کرنے سے نکاح نہیں ہوتا جب تک کہ ایجاب وقبول کے الفاظ زبان سے ادا نہ کئے جائیں، اسی طرح نذر کا خیال دل میں آنے سے نذر بھی نہیں ہوتی جب تک کہ نذر کے الفاظ زبان سے نہ کہے جائیں، چنانچہ علامہ شامی نے کتاب الصوم میں شرح ملتقیٰ سے نقل کیا ہے کہ ''نذر زبان کا عمل ہے۔''

آپ نے قرآن پاک کی جو آیت نقل کی اس میں فرمایا گیا ہے ''جو تم نذر مانو'' میں بتا چکا ہوں کہ نذر کا ماننا زبان سے ہوتا ہے، اس لئے یہ آیت اس مسئلے کے خلاف نہیں۔

آپ نے جو حدیث نقل کی ہے کہ ''اعمال کا مدار نیت پر ہے'' اس میں عمل اور نیت کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نیت کرنے سے عمل نہیں ہوتا، بلکہ عمل میں نیت کا صحیح ہونا شرط قبولیت ہے، لہٰذا اس حدیث کی رو سے بھی صرف نیت

اور خیال سے نذر نہیں ہوگی جب تک کہ زبان کا عمل نہ پایا جائے۔

دُوسری حدیث میں بھی دلوں اور عملوں کو الگ الگ ذکر کیا گیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دل کے خیال کا نام عمل نہیں، البتہ عمل کے لئے دل کی نیت کا صحیح ہونا ضروری ہے، اور آپ نے جو حدیث نقل کی ہے کہ ''نذر مت مانا کرو'' یہ حدیث صحیح ہے مگر آپ نے اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ''اس قسم کی نذر لایعنی اور ممنوع ہے'' یہ نتیجہ غلط ہے، کیونکہ اگر حدیث شریف کا یہی مطلب ہوتا کہ نذر لایعنی اور ممنوع ہے تو شریعت میں نذر کے پورا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا، حالانکہ تمام اکابرِ اُمت متفق ہیں کہ عبادتِ مقصودہ کی نذر صحیح ہے اور اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

حدیث میں نذر سے جو ممانعت کی گئی ہے علماء نے اس کی متعدد توجیہات کی ہیں، ایک یہ کہ بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ نذر مان لینے سے وہ کام ضرور ہوجاتا ہے، حدیث میں اس خیال کی تردید کے لئے فرمایا گیا ہے کہ نذر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر نہیں ٹلتی، دوم یہ کہ بندے کا یہ کہنا کہ اگر میرے مریض کو شفا ہوجائے تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا اتنا مال صدقہ کروں گا ظاہری صورت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سودے بازی ہے، اور یہ عبدیت کی شان نہیں۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ رہتا نہیں تھا

س…… ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و فاقے کے متعلق سیکڑوں واقعات اور احادیث شریف کا ذخیرہ ہے اور دوسری طرف انہیں کتابوں میں اچھا خاصا سامان مثلاً تیس غلام، سو بکریاں، گھوڑے، خچر، اونٹنیاں وغیرہ کی ملکیت آپؐ کی طرف منسوب کی گئی ہے، ابن قیمؒ کی زاد المعاد اور مولانا تھانویؒ کی نشر الطیب میں اس کی پوری تفصیل ہے، یہ تضاد کیسے رفع ہو؟

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز رہتی نہیں تھی، آتا تھا اور بہت کچھ آتا تھا مگر چلا جاتا تھا، زاد المعاد یا نشر الطیب میں ان چیزوں کی فہرست ہے جو وقتاً فوقتاً آپؐ کے پاس رہیں، یہ نہیں کہ ہمہ وقت رہیں۔

س...... طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضور علیہ السلام ایک مینڈھا تمام امت کی طرف سے اور ایک اپنی آل اولاد کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص قربانی نہیں کرتا تھا۔

ج...... ''قربانی کیا کرتے تھے'' کے الفاظ تو مجھے یاد نہیں، جہاں تک مجھے یاد ہے ایک مینڈھا آپؐ نے قربان کیا اور فرمایا کہ یہ میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہ کرسکیں۔ مشکوٰۃ شریف ص:۱۲۷ میں بروایت مسلم حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مینڈھا ذبح فرمایا اور دعا کی یا اللہ قبول فرما محمد کی طرف سے اور آل محمد سے اور امت محمدیہ کی طرف سے، ایک مینڈھے میں تو دو آدمی بھی شریک نہیں ہوسکتے، اس لئے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ہر شخص قربانی نہیں کرتا تھا صحیح نہیں۔

## عذر کی وجہ سے دعوت قبول نہ کرنا ترکِ سنت نہیں

س...... کسی مسلمان کی دعوت طعام بغیر کسی شرعی عذر کے رد کرنا کیسا ہے؟ حضور علیہ السلام سے کسی کی دعوت کا رد ثابت نہیں بلکہ آپؐ دعوت سے بہت خوش ہوتے تھے، ایک دعوت میں حضرت عائشہؓ کو اصرار کرکے شریک کیا، ایک حجام کی دعوت قبول کرنا بھی آپؐ سے ثابت ہے۔

ج...... قبولِ دعوت بھی مسلمان کے حقوق میں سے ایک حق ہے، اس لئے بغیر عذر کے رد نہیں کرنا چاہئے، البتہ عذر کی نوعیت مختلف ہوسکتی ہے، اگر کوئی محض کسی عذر کی وجہ سے معذرت چاہتا ہے تو اس کو معذور قرار دیا جائے گا تارکِ سنت نہیں۔

## میّت کے گھر کا کھانا

س...... میّت کے گھر کھانا اور جو لوگ میّت کے گھر آئیں ان کو کھلانا دونوں کو علماً منع کرتے ہیں جب کہ بہت سے صحابہؓ اور اہل اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے وصیت کی کہ میرے جنازے میں شریک لوگوں کو کھانا کھلانا، حضرت ابوذرؓ نے بکری اور حضرت عمران بن حصینؓ نے اونٹ ذبح کرکے کھلانے کی وصیت کی، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک میّت کو دفن


فہرست

کر کے اہل میّت کے گھر کھانے کو گئے مگر بکری چونکہ مالک کی مرضی کے بغیر ذبح ہوئی تھی اس لئے بغیر کھائے واپس آگئے۔

ج……میّت والوں کو کھلانے کا تو حکم ہے اس سے منع نہیں کیا جاتا، جس چیز سے منع کیا جاتا ہے وہ میّت کے ایصالِ ثواب کا کھانا کھانا ہے، "طعام المیّت یمیتُ القلب" (مردے کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے) حضرت ابوذرؓ کی وصیت آنے والے مہمانوں کو کھلانے کی تھی اور مہمانوں کو کھلانے سے منع نہیں کیا جاتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس واقعہ کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اس روایت کے نقل کرنے میں صاحبِ مشکوٰۃ سے تسامح ہوا ہے، مشکوٰۃ میں "فاستقبله داعی امراته." کے الفاظ ہیں جس کا مفہوم ہے: "آپ اہلِ میّت کے یہاں کھانے کے لئے گئے" اصل کتاب میں جو الفاظ منقول ہیں اس کا مفہوم ہے: "واپسی میں کسی عورت کے قاصد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔" یہ بلانے والی عورت اہلِ میّت سے نہیں تھی لہٰذا اس روایت سے میّت کے گھر کا کھانا کھانے پر استدلال صحیح نہیں۔

## اہلِ میّت کا گھر میں کھانا

س……آپ نے فرمایا ہے: "جس چیز سے منع کیا جاتا ہے وہ میّت کے ایصالِ ثواب کا کھانا کھانا ہے، اور حضرت ابوذرؓ کی وصیت مہمانوں کو کھلانے کی تھی اور مہمانوں کو کھلانے سے منع نہیں کیا جاتا۔"

ا:……جب کسی کی موت واقع ہوتی ہے تو جو لوگ دور سے اور قریب سے جنازے میں شرکت کے لئے آتے ہیں وہ سب مہمان ہی ہوتے ہیں، بعد دفن وہی لوگ اور ان کی عورتیں کھانا کھاتے ہیں، یہ کھانا کیسا ہے؟

ج……اس کے جواز میں کیا شبہ ہے؟ مگر حکم یہ ہے کہ اہلِ میّت اور ان کے مہمانوں کو دوسرے لوگ کھانا دیں۔

## ایصالِ ثواب کے کھانے سے خود کھانے کا حکم

س……آپ نے فرمایا "ایصالِ ثواب کا کھانا منع ہے" میں جب اپنے والدین یا مشائخ کے


فہرست

ایصال ثواب کے لئے کھانا تیار کراتا ہوں تو اس میں سے خود بھی کھاتا ہوں اور اپنے ہمسایوں اور کچھ فقرأ و مساکین کو بھی دیتا ہوں۔ ابھی عید پر ایک جانور حضور علیہ السلام کی طرف سے ایصال ثواب کیا، خود بھی کھایا اور دوسروں کو بھی کھلایا، کیا یہ سب ناجائز ہوا؟ خانقاہ مشائخ میں جو ہر وقت دیگیں چڑھی رہتی ہیں جس کو عرف میں لنگر کہتے ہیں وہ ایصال ثواب ہی کا کھانا ہوتا ہے جس کو بڑے بڑے اولیأ اللہ بڑی رغبت سے کھایا کرتے تھے، حضرت نظام الدین اولیأ کا لنگر، حضرت گنج شکر رحمہ اللہ کا لنگر مشہور ہے، جس پر وہ اپنے مشائخ کی فاتحہ ایصال ثواب کیا کرتے تھے، سچے عقیدت مند لنگر کی دال اور سوکھی روٹی کو اپنے گھر کے مرغن کھانوں پر ترجیح دیتے اور تبرک کہتے تھے، شہدائے کربلا کو کھانے اور شربت وغیرہ سے ایصال ثواب کرتے ہیں، غنی اور فقیر سب کھاتے ہیں، اور ایصال ثواب صرف کھانے ہی سے نہیں بلکہ ہر نیک کام جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے، کر کے، ہوسکتا ہے؟ لوگ اپنے مردوں کے ایصال ثواب کے لئے درخت لگاتے ہیں، پل، سڑک، کنواں بنواتے ہیں، اس سے غنی فقیر سب مستفید ہوتے ہیں، سو اگر ایصال ثواب کا کھانا ناجائز تو ان اشیأ سے استفادہ بھی ناجائز، حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لئے جو کنواں کھدوایا تھا اس سے بغیر تخصیص غنی فقیر سب مسلمان استفادہ کرتے تھے، جس زمانے کے اعراس جائز تھے وہاں بڑے بڑے مشائخ اولیأ اللہ جاتے تھے اور ایصال ثواب کا کھانا کھایا کرتے تھے۔

ج…… ۱:……ایصال ثواب تو اسی طعام کا ہوگا جو مستحقین کو کھلایا جائے، جو خود کھالیا یا عزیز و اقارب کو کھلایا اس کا ایصال ثواب نہیں۔

۲:……قربانی سے مقصود ''اراقۃ الدم'' ہے، جب آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کر دی تو بشرط قبولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ثواب پہنچ گیا۔ گوشت خود کھالیں یا محتاجوں میں تقسیم کر دیں یا دعوت کر کے کھلا دیں۔

۳:……مشائخ کے یہاں لنگر ایصال ثواب کے لئے نہیں ہوتے بلکہ واردین اور صادرین کی ضیافت کے لئے ہوتے ہیں اور اس کو تبرک سمجھنا مشائخ سے محبت اور عقیدت کی


فہرست

بنا پر ہے، اس لئے نہیں کہ یہ کھانا چونکہ فلاں بزرگ کے ایصالِ ثواب کے لئے ہے اس لئے متبرک ہے۔ اور اس کھانے پر اپنے مشائخ کا نام پڑھنا بھی ان مشائخ کی نسبت کے لئے ہے گویا اپنے مشائخ کو بھی اس ایصالِ ثواب میں شریک کرلیا گیا ہے اور سب سے اہم تر یہ کہ مشائخ کا عمل شریعت نہیں کہ اس کی اقتدا لازمی ہو، البتہ ان اکابر سے ہماری عقیدت اور حسنِ ظن کا تقاضا ہے کہ ہم ان کے افعال و اقوال اور ان کے احوال کی ایسی توجیہ کریں کہ یہ چیزیں شریعت کے مطابق نظر آئیں، اگر ہم کوئی ایسی توجیہ نہیں کرسکتے تب بھی ان کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہوئے یہ سمجھیں کہ ان بزرگوں کے پیشِ نظر کوئی توجیہ ہوگی، الغرض ان پر طعن بھی نہ کریں اور ان کے افعال کو شریعت بھی نہ بنائیں۔

## ضیافت، ایصالِ ثواب اور مکارمِ اخلاق کا فرق

س...... آپ نے فرمایا ہے کہ ایصالِ ثواب تو اسی کھانے کا ہوگا جو مستحقین کو کھلایا جائے، جو خود کھالیا یا عزیز و اقربا کو کھلایا اس کا ایصالِ ثواب نہیں، اس جواب سے مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں:

۱:...... بقول حضرت تھانویؒ ایصالِ ثواب کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کوئی نیک عمل کیا اس پر ہمیں ثواب ملا، ہم نے درخواست کی کہ الٰہی اس عمل نیک کے ثواب کو ہم اپنے فلاں عزیز یا شیخ کو بخشتے ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا: "**اطعموا الطعام**" یہ حکم مطلق ہے اس میں غنی یا فقیر کی کوئی قید نہیں، اب اگر اس حدیث کے امتثالِ امر میں اپنے عزیز و اقربا اور دوسرے بزرگوں کو کھانا کھلاؤں اور نیت کروں کہ الٰہی اس کا ثواب میرے والدین یا شیخ کو ملے تو اس میں کیا شرعی قباحت ہے اور کھانے والوں نے کون سا گناہ کیا؟

۲:...... جیسے پہلے سوال میں عرض کیا تھا کہ ایصالِ ثواب کھانے کے علاوہ سڑک بنواکر، سایہ دار، میوہ دار درخت لگواکر، پانی کی سبیل لگواکر یا کنواں وغیرہ کھدواکر بھی کیا جاتا ہے اور اس سے غنی فقیر سب فائدہ اٹھاتے ہیں، تو اگر ایصالِ ثواب کا کھانا صرف فقرأ اور مساکین کے لئے ہے تو یہ امور بھی صرف ان کے ہی لئے ہونے چاہئیں مگر ایسا نہیں ہے، غنی فقیر سب سائے میں بیٹھتے ہیں، کنویں کا پانی پیتے ہیں، سڑک پر چلتے ہیں، راستے میں سبیل

سے پانی پیتے ہیں، حضرت سعد بن معاذؓ کے کنویں سے جو انہوں نے اپنی ماں کے ثواب کے لئے بنوایا تھا سب مسلمان استفادہ کرتے تھے۔

۳:......شریعت کے فقہاؑ نے جس کھانے کو منع کیا ہے وہ میّت کے گھر کا کھانا ہے، اور وہ بھی مکروہ کہا گیا ہے، اور علت اس کی یہ بیان کی گئی ہے کہ ضیافت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے سو جو کام خوشی کے موقع پر کیا جائے وہ اگر غمی میں ہو تو مکروہ ہے۔ بزرگوں اور اولیاء اللہ کے ثواب کے لئے جو کھانا پکتا ہے وہاں یہ علت نہیں پائی جاتی کیونکہ ان کی وفات کو عرصہ گزر چکا ہوتا ہے اور وہ کوئی غمی کا موقع نہیں ہوتا۔

مولانا سرفراز خان صفدؔر صاحب نے ''راہ سنت'' کتاب میں اس سلسلے میں جتنے بھی حوالے دیئے ہیں ان سب میں موت سے تین دن کے اندر اندر جو ضیافت ہے وہ مکروہ بتائی گئی ہے، برسوں کے بعد مشائخ یا والدین کے ایصال ثواب کے لئے جو کھانا پکاتے ہیں اس کا کوئی حوالہ نہیں، براہ کرم ان تین اشکالات کا نمبروار جواب عطا فرمائیں۔

ج......کھانا کھلانا مکارمِ اخلاق میں سے ہے، مگر نیک کام غرباؑ کو کھانا کھلانا ہے، اسی کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے، خود کھاپی لینا یا دولت مند احباب کو کھلا دینا اور نیت بزرگوں کے ایصال ثواب کی کر لینا یہ عقل میں نہیں آتا، ہاں ایک صورت اور ہے اہل حرمین میں مشہور ہے کہ مکہ مکرمہ میں کوئی شخص کسی کی دعوت کرتا ہے تو یہ دعوت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے کیونکہ حجاج ضیوف الرحمٰن ہیں اور جو مدینہ منورہ میں دعوت کرتا ہے وہ دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہوتی ہے کیونکہ زائرین مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں، پس اس کھانے میں بھی ایصال ثواب کی نیت نہیں ہوتی بلکہ یہ کھانا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کھلایا جاتا ہے۔

## صدقہ نہیں صلۂ رحمی ہے

س......آپ نے سوال کے دوسرے اور تیسرے حصہ کا جواب نہیں دیا، آپ نے فرمایا: ''نیک کام غرباء کو کھلانا ہے'' بندے کے خیال میں ہر ایک کھلانا نیک کام ہے، ''اَطْعِمُوا الطَّعَامَ'' میں غرباء کی تخصیص کہاں ہے؟ ''وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى'' میں

غریب کی تخصیص کہاں ہے؟ غنی فقیر ہر رشتہ دار اس میں آتا ہے۔

ج...... غرباء کو کھلانا صدقہ ہے، ذوی القربیٰ کو دینا صلہ رحمی ہے اور عام لوگوں، وارد ین و صادرین کو کھانا دینا مکارم اخلاق ہے، بزرگوں کے ایصالِ ثواب کے لئے کھانا دینا صدقہ ہے اور علیٰ حبہ کی شرط سب میں ملحوظ ہے، البتہ بزرگوں کی طرف سے کھلانا ضیافت ہے۔

## کیا یہ صدقہ میں شمار نہیں ہوگا؟

س...... اس مرتبہ بھی آپ نے سابقہ سوال کے دوسرے اور تیسرے حصہ کا جواب نہیں دیا، غالباً ذہن سے نکل گیا ہوگا اس لئے وہ سوال دوبارہ منسلک کرتا ہوں، آپ نے فرمایا غریبوں کو کھلانا صدقہ، رشتہ داروں کو کھلانا صلہ رحمی اور عام لوگوں کو کھلانا مکارم اخلاق سے ہے۔ محترم! یہ سارے کام صدقہ ہی کے ذیل میں آتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستے سے کانٹا ہٹانا صدقہ، بیوی کے منہ میں لقمہ دینا صدقہ، ماں باپ کو محبت کی نظر سے دیکھنا صدقہ اور صلہ رحمی کے ضمن میں بھی آپؐ نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرو اپنے رشتہ داروں سے امیر ہوں یا غریب۔''

ج...... میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ کھانا کھلانا مکارم اخلاق میں سے ہے لیکن جو کھانا ثواب کی نیت سے کھلایا جائے اس کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے، قرآن کریم میں ہے: ''وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا'' گھر والوں کو کھلانا بھی صدقہ، دوست احباب کو کھلانا بھی صدقہ مگر ان کھانوں کا ایصال ثواب کوئی نہیں کرتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری ذبح کرائی اور فرمایا اس کا گوشت تقسیم کردیا جائے یہ فرما کر آپؐ باہر تشریف لے گئے واپسی پر پوچھا کہ گوشت سارا تقسیم ہوگیا، عرض کیا گیا کہ صرف ایک ران بچی ہے! آپؐ نے فرمایا سارا بچ گیا بس صرف یہی ران نہیں بچی۔ الغرض اس ناکارہ کے خیال میں ایصال ثواب اس کھانے کا کیا جاتا ہے جو صرف ثواب کی غرض سے کھلایا جائے۔ دوسرے کھانوں میں دوسری اغراض بھی شامل ہوجاتی ہیں خواہ وہ بھی خیر کی اور بالواسطہ ثواب کی ہوں، مگر ان کا ایصال ثواب نہیں کیا جاتا، آپ اگر اس کو عام سمجھتے ہیں تو میں منازعت نہیں کرتا، بس یہ بحث ختم۔

## کنواں یا سڑک کا ایصالِ ثواب؟

س......آپ نے فرمایا ''بس یہ بحث ختم'' اس لئے بندہ حکم عدولی تو نہیں کرے گا، تاہم اس کا جواب آپ کے ذمہ رہے گا کہ کھانا صرف غرباء کو کھلا کر ایصالِ ثواب ہوگا ورنہ نہیں تو لوگ ایصالِ ثواب کے لئے جو سڑک بنواتے ہیں، کنواں کھدواتے ہیں، درخت سایہ دار لگاتے ہیں تو کیا ان کو بھی غرباء کے نامزد کیا جائے گا جب ایصالِ ثواب ہوگا یا جو بھی فقیر غنی اس سے فائدہ اٹھائے ایصالِ ثواب ہوجائے گا؟

ج...... یہ رفاہِ عامہ کے کام ہیں اور صدقۂ جاریہ ہے اور صدقۂ جاریہ کا ثواب منصوص ہے۔

## فرمودۂ رسول سو حکمتیں رکھتا ہے

س...... آپ کا ارسال کردہ جواب مل گیا ہے پڑھ کر مکمل مایوسی ہوئی، آپ نے میرے صرف ایک سوال کا جواب تسلّی بخش دیا ہے، جس کے لئے میں آپ کا شکرگزار ہوں۔

میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ ساز سننا کیوں ناجائز ہے؟ یا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آلات کے ساتھ راگ سننا شریعت اور تصوف میں ناجائز ہے، تو آپ کا مطلب صرف اور صرف یہی ہے کہ بعض بزرگانِ دین جنھیں ہم اور تاریخ تسلیم کرتی ہے، وہ شریعت اور تصوف کے خلاف کام کرتے تھے، اور میں نے سنا ہے کہ جو شخص ایک بھی عمل حضورؐ کی سنت اور شریعت کے خلاف کرے وہ مرشد نہیں شیطان ہے، تو گویا آپ نے بالواسطہ طور پر ان تمام بزرگانِ دین کو جو آلات کے ساتھ محفل سماع سنتے تھے (نعوذ باللہ) ناجائز امور کا مرتکب قرار دیا؟

۲:...... محترم علامہ صاحب میں نے سوال کیا تھا کہ ٹیلیویژن یا اور طرح کی چلتی پھرتی تصاویر دیکھنا کیوں منع ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کیونکہ رسولؐ نے تصاویر سے منع فرمایا ہے اور بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے، تو محترم بزرگ اس اتنی سی بات کا تو ہمیں پہلے ہی علم تھا مگر تسلّی کس چیز کا نام ہے؟ آپ کا علم کیا کسی کو مطمئن کرنے کے لئے نہیں ہوسکتا؟ یہ کوئی جواب نہیں ہے، مجھے اتنا علم ہے کہ حضورؐ نے ہر بات کے لئے اس کا جواز

بیان فرمایا ہے اور میں وہ جواز جاننا چاہتا ہوں۔

۳:...... میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ ایک کتاب میں یہ تحریر تھا کہ اگر کسی نے اپنے مکان کی عمارت کی بلندی ساڑھے گیارہ فٹ سے زیادہ کی، اس پر خدا کا عذاب ہوا، آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں، اور اس رسالہ کی تمام روایات مستند نہیں ہیں۔ میں نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ مستند ہیں یا نہیں؟ یا آپ نے پڑھی ہیں یا نہیں؟ میں نے تو صرف یہی پوچھا تھا کہ آیا یہ درست ہے یا غلط؟

اس سے پہلے میں نے جو خط ارسال کیا تھا اس کے ساتھ ڈاک ٹکٹ بھی تھا واپسی کا، مگر مجھے بیرنگ خط موصول ہوا جس کی مجھے خوشی ہوئی کیونکہ اگر خدا نے روزِ قیامت یہ سوال کیا کہ تم دنیا سے کیا لائے ہو؟ تو صرف میں یہی جواب دوں گا کہ ایک عالم کی گردن پر قرض چھوڑ آیا ہوں، اور اس کے بدلے میں اپنی بخشش مانگوں گا، اگر آپ کو میرا حق رفع کرانا ہے تو اس کے لئے مجھے تلاش کریں بالکل اسی طرح جس طرح آپ نے فرمایا کہ باطنی رہنمائی کے لئے کسی بزرگ کو خود تلاش کرو۔

ج...... آپ کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ خلافِ سنت کرنے والا ولی نہیں ہوسکتا، اس لئے جن بزرگوں کی طرف آلات کے ساتھ راگ سننے کی نسبت کی جاتی ہے یا تو یہ نسبت ہی غلط ہے، یا یہ کہ وہ اس کو جائز سمجھتے ہوں گے، اس لئے معذور ہیں۔

۲:...... جس شخص کی تسلّی ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوسکتی، اس کی تسلّی میرے بس میں نہیں، ارشاداتِ نبویؐ میں حکمتیں ضرور ہیں، اور بحمداللہ بقدرِ ظرف معلوم بھی ہیں، لیکن ان کے بغیر تسلّی نہ ہونا غلط ہے، الحمدللہ ہمیں ایک بھی حکمت معلوم نہ ہو تب بھی فرمودۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سو حکمتیں رکھتا ہے۔

۳:...... جب میں واقف ہی نہیں تو صحیح یا غلط کا کیا فیصلہ کرسکتا ہوں۔

۴:...... ہم نے ٹکٹ لگا کر بھیجا تھا، ممکن ہے اُتر گیا ہو، یا اُتار لیا گیا ہو، اگر ایک ٹکٹ کا قرض آپ کی نجات کے لئے کافی ہوجائے تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔

## مدارس ومساجد کی رجسٹریشن کا حکم

س...... آج کل جو مدارس دینیہ و مکاتب قرآنیہ اور مساجد کو جو کہ وقف للہ ہوتے ہیں، رجسٹرڈ کرایا جاتا ہے، تو اس رجسٹریشن سے کیا وہ ادارہ اپنی وقف للہ کی حیثیت پر باقی رہتا ہے؟ اس رجسٹریشن سے کیا وقف کی حیثیت پر کوئی اثر تو نہیں پڑتا؟ اس سلسلہ کے درج ذیل شبہات کا جواب مطلوب ہے:

۱:...... کیا اس سے وقف للہ کا تحفظ مزید ہو جاتا ہے؟

۲:...... اس سے مسلک کی حفاظت ہو جاتی ہے؟

۳:...... کیا اندرون و بیرون کے شرور سے وہ ادارہ اور اس کے متعلقین ومتعلقات محفوظ ہو جاتے ہیں؟

۴:...... شوریٰ (یعنی رجسٹرڈ باڈی) کو اخلاص و یکسوئی سے کام کرنے کی سہولت ہو جاتی ہے؟ جب کہ رجسٹریشن کے عدم جواز کے سلسلہ میں ایک فتویٰ کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے۔

اس ضمن میں جب حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب زید مجدہ جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا مفتی زین العابدین زید مجدہ دار العلوم فیصل آباد، مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب زیدہ مجدہ دار العلوم کراچی، مولانا مفتی ولی حسن خان ٹونکی زید مجدہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے درج ذیل تحریری جوابات دیئے:

### حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی کا فتویٰ:

س...... مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ہمارا قدیم مدرسہ ہے، جس کی شوریٰ/ سرپرستان ممبران و اکابرین علمائے ہندوستان رہے ہیں۔ اس وقت بھی بفضلہٖ تعالیٰ شوریٰ کے اراکین جید علمأ اور معروف دیندار اور مخیّر تجار ہیں۔ مدرسہ کی اب تک رجسٹریشن نہیں ہوئی تھی، دار العلوم دیوبند کے فتنہ کے بعد اراکین شوریٰ اور ہمدردان مظاہر علوم کی رائے ہوئی کہ مدرسہ مظاہر علوم کو استحکام بخشنے کے لئے اور اندرونی و بیرونی انسانی شرور سے محفوظ رکھنے کے لئے سبب کے طور پر رجسٹرڈ کرالیا جائے، چنانچہ مجلس شوریٰ کے باقاعدہ اجلاس


فہرست

میں (جو کہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم کی بیماری کی وجہ سے نظام الدین میں ہوا) متفقہ طور پر طے پایا کہ مدرسہ مظاہر علوم کی شوریٰ کو رجسٹرڈ کرالیا جائے۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے ضابطہ کے مطابق کسی بھی ادارہ کے تین عہدہ داران ضروری ہوتے ہیں، نمبر ۱: صدر، نمبر ۲: سیکریٹری، نمبر ۳: خازن۔ سیکریٹری کی طرف سے رجسٹریشن آفس میں ادارہ کی رجسٹریشن کی درخواست پیش کرنی ہوتی ہے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم کو سیکریٹری مقرر کیا گیا، چنانچہ ان کے دستخط سے رجسٹریشن کی درخواست داخل کردی گئی، جس کی کاروائی جاری ہے۔

سائل نے آج سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کرانے والے ماہرین اور وکلأ سے رجسٹریشن ایکٹ اور اس کے تحت رجسٹریشن کرانے یا ہونے والے اداروں کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں، یہ تفصیلات بھی لف ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رجسٹریشن سے کسی بھی ادارہ کے کسی بھی وقف کو نقصان پہنچنے کا قطعاً کوئی احتمال نہیں ہے۔ نہ ہی اس میں حکومت کی کوئی مداخلت ہے، بلکہ رجسٹریشن کے بعد ادارہ کی ملکی قانون کے اعتبار سے قانونی حیثیت اس درجہ میں بن جاتی ہے کہ واقعی یہ ایک باقاعدہ ادارہ ہے۔ اور اگر کبھی اس کو اندرونی یا بیرونی شر سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو ملکی قانون کی طرف سے اس کو تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے۔

اندریں صورت آپ سے درخواست ہے کہ کیا رجسٹریشن موجودہ حالات میں کرانا شرعاً جائز بلکہ ضروری نہیں ہے؟ سائل صغیر احمد۔ لاہور

از احقر جمیل احمد تھانوی سابق مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، مفتی خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون حال مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور یہ عرض کرتا ہے کہ آپ کے استفتاء میں صرف دو چیزیں ہیں انہی کے متعلق تفصیل سے عرض ہے:

۱:...... رجسٹریشن شرعاً ضروری ہے اور نہ کرانے پر گناہ ہو، یہ تو نہیں کہا جاسکتا مگر ناجائز بھی نہیں کہا جاسکتا، جیسے تمام بیع ناموں، ہبہ ناموں، وقف ناموں، اقرار ناموں اور اب ایک طویل عرصہ سے نکاح ناموں کا رجسٹریشن جائز ہے مگر شرعاً ضروری کہ جس کے بغیر

صحیح ہی نہ ہو یا نہ ہونے پر گناہ ہو، نہیں ہے، ہاں ایک قسم کی حفاظت کا قانونی ذریعہ ضرور ہے اور صدیوں سے تمام مسلمانوں کا اس پر تعامل بلانکیر ہے، اور عرصہ سے تو نکاحوں، مسجدوں، انجمنوں، دینی وغیر دینی مدارس، رفاہ عام کے اداروں کی رجسٹریشن کا معمول ہے، جو حفاظت کے لئے نہایت مستحسن ہے، خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ انگریزوں کے جمہوریت کے دلفریب پروپیگنڈہ نے اعلیٰ سے اعلیٰ دماغوں کو بھی متأثر کردیا ہے، اکثریت کے بل بوتہ پر یا حکومت کی طرف سے اس کی اعانت پر شخصی قومی بلکہ خدائی اوقاف پر بھی روز روز ڈاکے ڈالے جارہے ہیں، اگر رجسٹریشن سے ان کی حفاظت ہوسکتی ہے تو چونکہ ہر شخص پر اپنی مملوکات اور ہر مسلمان پر خدائی مملوکات یعنی اوقاف کی حفاظت واجب ہے حتیٰ کہ اس کی حفاظت میں: "من قتل دون مالہ فھو شھید" تک جانے کی بھی اجازت ہے اور رجسٹریشن اسبابِ حفاظت میں سے ہے تو ایک درجہ میں استحساناً ضروری ہوجاتا ہے، خصوصاً اس زمانہ میں کہ جب یہ ڈاکے عام ہورہے ہیں، مقدمۃ الواجب واجب، کہنے کی بھی گنجائش ہے مگر حفاظت کے طریقے دوسرے بھی ہیں۔

اس کو مداخلت فی الدین کہنا بے اصل ہے، صدیوں سے سب کو تمام رجسٹریوں کا تجربہ ہورہا ہے کہ رجسٹری سے کسی کی ملک نہ نکاح میں طلاق میں، کسی مسجد وادارہ میں کوئی مداخلت ہے اور نہ رجسٹری کے قانون میں اس کی گنجائش ہے، ہاں مخالفوں کی مداخلت سے ایک گونہ بچاؤ ہے اور یہ سب چیزوں میں ہے اور سب کے تجربہ سے ہے۔

۲: یہ فتویٰ بہ چند وجوہ ناقابلِ اعتبار ہے:

الف:...... مدرسہ کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمود حسن صاحب کے دستخط کے بغیر ہے کسی ناتجربہ کار نوآموز کی اپنی رائے ہے، حقیقت مفتی اعظم سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

ب:...... دستخط کرنے والوں میں کوئی فتوے کا ماہر نہیں اس طرح ایرے غیرے کے تو ہزار دستخط بھی کالعدم ہیں۔

ج:...... مولانا محمد یحییٰ خود مدرسہ کے کہنہ مشق مفتی مدرسہ ہیں برس ہا برس سے کام کرنے والے، وہ کہہ رہے ہیں: "احقر کو سوالات سے پوری لاعلمی ہے"، لہٰذا جن امور



فہرست

پر فتویٰ کی بنیاد ہے اگر وہ صحیح ہوتے تو مدرسہ میں کے برسوں کے مفتی صاحب کے لئے غیر معلوم کیسے ہوسکتے تھے؟

د:...... مفتی محمد یحییٰ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ''معلوم نہیں واقعہ ایسا ہی ہے یا اور کچھ ہے'' انہوں نے بتادیا کہ جب تک واقعات کی تحقیق نہ ہو فتویٰ درست نہیں اس لئے دستخط سے معذوری کردی۔

ہ:...... کوئی بات بغیر ثبوت کے تسلیم نہیں ہوسکتی، جھوٹ کا دعویٰ بغیر ثبوت کے خود جھوٹ بن کر رہ جاتا ہے۔

و:...... لاہور کے اس افسر سے جو اس محکمہ کا خوب ماہر ہے اس کی تحقیق منسلک ہے کہ ''ایسا کوئی اندیشہ نہیں، کوئی مداخلت نہیں ہوتی، بلکہ مخالفوں کے خطرے کا سدباب ہے'' جس سے اس کا ہونا ضروری بات ثابت ہے گو شرعی واجب نہ ہو احتیاطی واجب ہوگا اور برسوں کے سب کے تجربات الگ اور اگر کوئی اندیشہ ہوا تو علیحدگی کی کوشش بھی تو ممکن ہے وقتی مضرات سے تو حفاظت ہوگی۔

ز:...... فتویٰ کا مدار چار نمبروں پر ہے:

اوّل:...... سیکریٹری ہونا جھوٹ ہے، مگر اس کے لئے ان سے ثبوت لیا جاسکتا ہے، اگر نظام الدین میں مجلس شوریٰ کا اجتماع اور سب کا ان کو سیکریٹری بنادینا ثابت کردیا گیا تو یہ دفعہ خود جھوٹ بن کر رہ جائے گی۔

دوم:...... اگر یہ صحیح ہو تو علم و تدبر تو ایک عام مفہوم ہے اس میں اس کے انواع داخل ہیں، علم دین کا مدرسہ بھی داخل ہے اسے جھوٹ کہنا خود جھوٹ ہوگا۔

سوم:...... سوسائٹی انگریزی لفظ ہے جاننے والوں سے مفہوم معلوم کیا جائے بظاہر چند افراد کا مجموعہ ہی تو ہے تو اس کے عموم میں مجلس شوریٰ بھی داخل ہے اس کو دینا، اس کے زیر اہتمام مدرسہ کو دینا ہے نہ کہ ان کی ذاتوں کو اور زیر اہتمام وقف ہے تو وقف کو ہی دینا ہوا جھوٹ کیسے ہوا؟

چہارم:...... ادارہ اور سوسائٹی کے معنی میں عام خاص کی نسبت ہے عام ہر خاص

پر مشتمل ہوتا ہے تو جھوٹ کیونکر ہوا؟

پھر انہی نمبروں کی بنیاد پر چند سوالات قائم کئے گئے ہیں:

سوال ......۱: کا جواب خلاف شرع کیوں ہے جب کہ مجلس شوریٰ اس کی نوع پر مبنی ہے۔

سوال ......۲: مداخلت فی الدین کا امکان۔ اب امکان تو ہر کافر بلکہ ہر غیر متدین حکومت میں ہر وقت ہر مسئلہ میں رہتا ہے آخر ہر حکومت حکومت ہی تو ہے، پھر زندگی ہی منقطع ہو کر رہ جائے گی۔

مگر ایسے امکانات حکم کے مدار نہیں ہو سکتے خصوصاً جب تجربات خلاف کا اعلان کر رہے ہیں۔

سوال ......۳: ٹھیک ہے مگر کذب وملف کا ثبوت ضروری ہے جو عدالت یا تحکیم سے ہو سکتا ہے۔

سوال ......۴: جی ہاں اگر ثبوت شرعی سے فسق ثابت ہو جائے اگر نہ پائے تو جھوٹا الزام لگانے والوں پر تعزیر لازم ہے۔

سوال ......۵: جب کہ زید کا کفر یا فسق ثابت ہو اور توبہ نہ کرنا ثابت ہو، اور معاون کا کفر یا کبیرہ کی مدد اور توبہ نہ کرنا ثابت ہو، ورنہ عدم ثبوت پر الزام سے تعزیر تعذیر ہے۔

ح:......جن مفتی صاحب کا فتویٰ ہے گو وہ بڑے مفتیوں کے اور ان کی تصدیق سے خالی ہوتے ہوئے ناقابل اعتبار ہے پھر بھی ''اگر ایسا ہو'' سے مقید ہے اس لئے جب تک سوال کے مندرجات ثابت نہ ہوں گے یہ فتویٰ ہی نہیں ہے اور اذا فات الشرط فات المشروط۔

ط:......ناواقف صاحبان کے دستخط اسی دھوکہ پر ہوئے کہ واقعہ ایسا ہے......اگر وہ واقعات ثابت نہ ہوئے تو یہ کالعدم ہیں، لہٰذا کوئی چیز قابل اعتبار نہیں۔

ی:...... جب تک ثبوت عدالت یا تحکیم سے ثابت نہ ہوں ان کا الزام تعزیر کا مستحق ہے واللہ اعلم۔

جمیل احمد تھانوی

مفتی زین العابدین کا فتویٰ:

الجواب:...... رجسٹریشن حفاظت کا قانونی ذریعہ ہے اور تقریباً تمام علماً بلکہ پوری امت مسلمہ کا اس پر تعامل ہے بریں بنا بلاتردد صورت مسئولہ میں رجسٹریشن کرانا مستحسن امر ہے بلکہ بقول مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ العالی مقدمۃ الواجب واجب کہنے کی بھی گنجائش ہے۔فقط (مفتی) زین العابدین، فیصل آباد

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی کا فتویٰ:

حامداً و مصلیاً!

دورِ حاضر میں رجسٹریشن کرانا حفاظت کا ایک قانونی ذریعہ ہے، جس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے، اس لئے مساجد و مدارس اور مکاتیب قرآنیہ وغیرہ کو رجسٹرڈ کرانا نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن ہے، اور رجسٹرڈ کرانے سے وقف کا وقف ہونا ہرگز متأثر نہیں ہوتا، وقف بدستور وقف ہی رہتا ہے بلکہ اس کی حفاظت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے جو شرعاً مطلوب ہے۔ واللہ اعلم۔ بندہ عبدالرؤف سکھروی دارالعلوم کراچی

مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کا فتویٰ:

الجواب:

دینی اور مذہبی تعلیمی ادارے کی بقأ اور استحکام میں رجسٹریشن ممد اور معاون ہوتا ہے اور آئندہ پیش آنے والے نزاعات کا فیصلہ بھی اس سے ہوجاتا ہے، اس لئے جائز ہی معلوم ہوتا ہے، رجسٹریشن ہوجانے کے بعد کے خطرات وہم کے درجہ میں ہیں اس لئے اعتبار نہیں جب کہ تجربہ اور عادت سے ثابت ہے کہ غیر مسلم حکومت کا دخل ادارے پر نہیں ہوتا اور وہ حسب سابق اپنی آزادی پر برقرار رہتا ہے اس لئے رجسٹریشن کی کاروائی جائز اور قابل لحاظ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولی حسن

دارالافتاء جامعۃ العلوم اسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۲۳ رصفر ۱۴۰۶ھ

نوٹ:...... استفتاء چونکہ مظاہر علوم سہارنپور سے متعلق ہے اس لئے اپنی رائے سے ضرور مطلع فرماویں۔

ج...... ان اکابر کے تفصیلی جوابات کے بعد میرے جواب کی چنداں ضرورت نہ تھی، مگر چونکہ آنجناب کا حکم ہے اس لئے تعمیل حکم میں چند کلمات پیش خدمت ہیں:

رجسٹریشن کی حقیقت یہ ہے کہ: ”کسی ادارے کی طے شدہ حیثیت پر حکومت کے بااختیار ادارے کی مہر تصدیق ثبت کرانا۔“ تاکہ اس کی حیثیت کو تبدیل نہ کیا جاسکے، پس جس ادارے کی جو حیثیت بھی ہو وہ رجسٹریشن کے بعد نہ صرف یہ کہ بدستور باقی رہتی ہے، بلکہ جو شخص اس کی حیثیت کو تبدیل کرنا چاہے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی ہوسکتی ہے۔

چونکہ فتنہ وفساد کا دور ہے اور بہت سے واقعات ایسے رونما ہوچکے ہیں کہ غلط قسم کے لوگ دینی ومذہبی اداروں کو لاوارث کا مال سمجھ کر ان پر مسلط ہوجاتے ہیں، کبھی اہل ادارہ کو غلط روی پر مجبور کرتے ہیں، کبھی اسی نام سے دوسرا ادارہ قائم کرلیتے ہیں، جس کا نتیجہ عام مسلمانوں کے حق میں انتشار وخلفشار اور اہل دین سے تنفر کے سوا کچھ نہیں نکلتا، اس لئے اکابر کے دور سے آج تک رجسٹریشن کرانے کا معمول بغیر نکیر اور بغیر کسی اختلاف کے جاری ہے، اور فتنوں سے حفاظت کے لئے رجسٹریشن کرانا بلاشبہ مستحسن بلکہ ایک حد تک ضروری ہے، یہ ”تسجیل“ ہی کی ایک صورت ہے جو ہمیشہ اسلامی عدالتوں میں ہوتی رہی ہے، اور جس کے مفصل احکام فتاویٰ عالمگیری جلد ششم میں موجود ہیں، واللہ أعلم وعلمه أتم وأحكم!

## مدرسہ کے چندے کا استعمال

س...... محترم چند باتوں کے متعلق ہر روز سوچتا ہوں اور کوئی بھی فیصلہ کرنہیں سکتا، حق کا متلاشی ہوں، خود مدرسہ جامعہ بنوریہ سے فاضل ہوں اور پشاور یونیورسٹی کا ریسرچ پی ایچ ڈی سکالر ہوں، گاؤں میں مدرسے کی بنیاد رکھی ہے، جس کے لئے میں نے اپنے زیورات دیئے ہیں، اور مدرسہ زیر تعمیر ہے، چند شکوک وشبہات ہیں، عاجزانہ التماس ہے کہ مندرجہ

ذیل مسائل کے بارے میں، میں کیا کروں؟

س......۱: مدرسہ کے لئے جو فنڈ ہے یا جو لوگ چندہ دیتے ہیں، ان میں سے میں مدرسہ کے لئے رسید بک، یا لیٹر پیڈ وغیرہ بنا سکتا ہوں؟

س......۲: مدرسہ کے ساتھ تعاون کرنے والے حضرات کے لئے میں مدرسے کی اس رقم سے کچھ اکرام مثلاً چائے یا کھانا وغیرہ کھلا سکتا ہوں؟

س......۳: مدرسہ کے لئے اپنا علیحدہ راستہ ہے، جو ایک ندی سے گزرتا ہے، کیا اس ندی پر پل مدرسہ کی رقم سے تعمیر کر سکتا ہوں، جب کہ وہ راستہ صرف مدرسہ کا ہے؟

س......۴: فی الحال مجھے پشاور یونیورسٹی میں سروس مل سکتی ہے، لیکن میرا ارادہ ہے کہ میں سروس نہیں کروں گا، صرف مدرسہ میں پڑھاؤں گا، میں، میرے بھائی اور والد صاحب (علمی خاندان ہے) ہم اکٹھے رہتے ہیں، اور وہ میرے ساتھ تعاون کرتے ہیں، میرے اور میری بیوی کے اخراجات پورے کرتے ہیں، اگر بالفرض مجھے ضرورت پڑے تو میں مدرسہ کے فنڈ سے اپنے لئے تنخواہ مقرر کر سکتا ہوں؟ اگر کر سکتا ہوں تو کتنا لینا جائز ہوگا؟

محترم! فکرِ آخرت کی وجہ سے ہر وقت سوچتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین کے نام پر کام شروع کروں اور وہ میرے لئے ہلاکت کا سامان بن جائے، اس لئے آپ سے رابطہ رکھوں گا تاکہ صحیح طریقے پر چل سکوں۔

ج......۱: بنا سکتے ہیں، مگر اس لیٹر پیڈ کو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے استعمال نہیں کر سکتے، صرف مدرسہ کے کاموں کے لئے استعمال ہونا چاہئے، اور اگر ذاتی ضروریات کے لئے آپ کو اس کی ضرورت ہو تو اپنا الگ لیٹر پیڈ بنائیں، اور یہ بھی ضروری ہے کہ مدرسہ کی وہ رقم زکوٰۃ فنڈ کی نہ ہو۔

ج......۲: مدرسہ کے عام چندہ سے نہیں کر سکتے، البتہ خاص اسی مقصد کے لئے چندہ جمع کیا گیا ہو اس سے کر سکتے ہیں۔

ج......۳: کر سکتے ہیں۔

ج......۴: تنخواہ مقرر کر سکتے ہیں، اور اس کے لئے چند دیندار اور ذی فہم لوگوں کو مقرر کر دیا جائے، جن سے آپ مشورہ کر سکیں۔

## کفار اور منافقین سے سختی کا مصداق

س...... "یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت شریفہ کی شق اول پر کما حقہ عمل فرمایا مگر شق ثانی یعنی منافقین کے ساتھ اس کے برعکس نرمی اور شفقت فرمائی، بظاہر یہ بات آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔

ج...... کفار کے مقابلہ پر غلظت سیف و سنان کے ساتھ تھی اور منافقین کے ساتھ باللسان تھی، جہاں نرمی کی ضرورت ہوتی نرمی فرماتے ورنہ سختی، چنانچہ روح المعانی میں ہے کہ ایک جمعہ کے موقع پر آپؐ نے نام لے لے کر منافقوں کو مسجد سے نکلوا دیا۔

"قم یا فلان فانک منافق. قم یا فلان فانک منافق" رئیس المنافقین سے نرمی فرمانا اس کے صاحبزادے کی دلجوئی اور دیگر منافقین کو اخلاق کی تلوار سے کاٹنے کے لئے تھا۔

## "قریب تھا کہ انبیاء ہوجاتے" کا مفہوم

س...... حدیث شریف میں ہے کہ ایک وفد کے لوگ آپؐ کے پاس آئے، ان کے اوصاف سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: "عجب نہیں انبیاء ہوجائیں۔" اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کے ساتھ بھی غالباً ایسا ہی فرمایا تھا کہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے، سوال یہ ہے کہ جب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو "انبیاء ہوجائیں" یا "نبی ہوجاتے" سے کیا مراد ہے؟

ج...... "عجب نہیں کہ انبیاء ہوجائیں" یہ ترجمہ غلط ہے، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: "حکماء علماء کادوا من فقههم ان یکونوا انبیاء" صاحب علم، صاحب حکمت لوگ ہیں قریب تھا کہ اپنے فقہ کی وجہ سے انبیاء ہوجاتے۔ عربی لغت میں یہ الفاظ کسی کی مدح میں انتہائی مبالغے کے لئے استعمال ہوتے ہیں حقیقت کے خلاف استدلال کرنا صحیح نہیں، کیونکہ ان کا زندہ رہنا ناممکن تھا تو نبی ہونا بھی ناممکن ہوا۔ اگر نبوت مقدر ہوتی تو ان کو بھی زندہ رکھا جاتا مگر چونکہ ان کی نبوت ناممکن تھی اس لئے ان کی زندگی میں مقدر نہ ہوا۔ صاحبزادہ گرامی کے بارے میں فرمایا تھا: "اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو صدیق نبی ہوتے۔" یہ روایت بھی

بہت کمزور ہے، پھر یہاں تعلیق بالمحال ہے، یہ بحث میرے رسالے ”ترجمہ خاتم النبیین“ میں صفحہ:۲۷۷، ۲۷۸ پر آئی ہے، اس کو یہاں نقل کرتا ہوں:

”اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادۂ گرامی حضرت ابراہیمؓ کی زیارت کی ہے؟ فرمایا: ”مات صغیرًا، ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ، ولکن لا نبی بعدہ.“ یعنی وہ صغرسنی ہی میں خدا کو پیارے ہوگئے تھے، اور اگر تقدیرِ خداوندی کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کے صاحبزادۂ گرامی حیات رہتے، مگر آپؐ کے بعد نبی ہی نہیں (اس لئے صاحبزادے بھی زندہ نہ رہے)۔

(صحیح بخاری باب من سمی بأسماء الانبیاء ج:۲ ص:۹۱۴)

اور یہی حضرت مُلّا علی قاریؒ نے سمجھا ہے، چنانچہ وہ موضوعاتِ کبیر میں ابن ماجہ کی حدیث: ”لو عاش ابراھیم .... الخ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”الا ان فی سندہ ابوشیبۃ ابراھیم بن عثمان الواسطی، وھو ضعیف لکن لہ طرق ثلثۃ یقوی بعضھا بعضا، ویشیر الیہ قولہ تعالیٰ: ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین.“ فانہ یؤمی بانہ لم یعش لہ ولد یصل الی مبلغ الرجال، فان ولدہ من صلبہ یقتضی ان یکون لبَّ قلبہ، کما یقال: ”الولد سر لابیہ.“ ولو عاش وبلغ اربعین، وصار نبیًّا لزم ان لا یکون نبیًّا خاتم النبیین.“ (موضوعاتِ کبیر حرف ”لو“ ص:۶۹ مطبوعہ مجتبائی قدیم)

ترجمہ:......''اس حدیث کی سند کا ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ضعیف ہے، تاہم اس کے تین طرق ہیں، جو ایک دُوسرے کے مؤید ہیں، اور ارشادِ خداوندی: ''....وخاتم النبیّن'' الخ بھی اسی جانب مشیر ہے، چنانچہ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آپؐ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا، جو بالغ مردوں کی عمر کو پہنچتا، کیونکہ آپؐ کا بیٹا، آپؐ کی صلبِ مبارک سے تھا، اور یہ امر اس کو مقتضی تھا کہ وہ آپؐ کا ثمرۂ ادل (یعنی آپؐ کے محاسن و کمالات کا جامع) ہوتا، جیسا کہ مثل مشہور ہے: ''بیٹا باپ پر ہوتا ہے۔'' اب اگر وہ زندہ رہتا اور چالیس کے سن کو پہنچ کر نبی بن جاتا تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم النبیین نہ ہوں۔''

مُلّا علی قاریؒ کی تصریح بالا سے واضح ہوجاتا ہے کہ:

الف:......آیت خاتم النبیین میں ختمِ نبوت کے اعلان کی بنیاد نفیٔ اُبُـوَّت پر رکھ کر اشارہ اس طرف کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد ہمیں کسی کو نبوت عطا کرنا ہوتی تو ہم آپؐ کے فرزندانِ گرامی کو زندہ رکھتے، اور انہیں یہ منصب عالی عطا فرماتے، مگر چونکہ آپؐ پر سلسلۂ نبوت ختم تھا، اس لئے نہ آپؐ کی اولادِ نرینہ زندہ رہی، نہ آپؐ کسی بالغ مرد کے باپ کہلائے۔

ب:......ٹھیک یہی مضمون حدیث: ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیًّا'' کا ہے، یعنی آپؐ کے بعد اگر کسی قسم کی نبوت کی گنجائش ہوتی تو اس کے لئے صاحبزادۂ گرامی کو زندہ رکھا جاتا، اور وہی نبی ہوتے، گویا حدیث نے بتایا ابراہیمؓ اس لئے نبی نہ ہوئے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ ہی بند تھا، یہ نہ ہوتا تو وہؓ زندہ بھی رہتے اور ''صدیق نبی'' بھی بنتے۔''

## سینۂ نبوی کی آواز

س......ایک روایت میں ہے کہ بوقت نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے بہ جوش وخروش ہانڈی کے ابلنے کی سی آواز بہت زور شور سے آتی تھی، اور ایک جگہ میں نے یہ بھی پڑھا کہ یہ آواز ایک میل تک مسموع ہوتی تھی، یہ حدیث بظاہر درایت کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضورؐ تو رات کو گھر میں داخل ہوتے وقت سلام بھی ایسی آواز میں فرماتے تھے کہ سونے والا جاگے نہیں اور جاگنے والا سن لے، جو آواز ایک میل تک مسموع ہو تو آس پاس والوں کا کیا حال ہوگا؟ بچوں کے تو کان بھی پھٹ سکتے ہیں اور نیند کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ج......ایک میل سے مسموع ہونے کی بات تو پہلی دفعہ آپ کی تحریر میں پڑھی ہے، میں نے ایسی کوئی روایت نہیں دیکھی، سند کے بارے میں کیا عرض کروں؟

## منہ پر تعریف کرنا ہر ایک کے لئے ممنوع نہیں

س......حدیث شریف میں ہے کہ منہ پر تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈال دو، جب کہ حضور علیہ السلام نے خود اپنی شان میں قصیدے سنے ہیں، ایک قصیدے پر حضور علیہ السلام نے کعب بن زہیر کو خوش ہوکر اپنی چادر مبارک عطا فرمائی جو بعد میں حضرت معاویہؓ نے ان سے بیس ہزار درہم میں خرید لی۔

ج...... ہر شخص کے احوال مختلف ہیں، منہ پر مٹی ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ اپنا نفس نہ بگڑ جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس کا دور دور تک بھی احتمال نہیں، پھر ایک شخص جس کے قتل کا حکم فرمادیا وہ اظہار امان وعقیدت کے قصیدہ پڑھتا ہے، بجا طور پر وہ انعام کا مستحق ہے۔

## کیا توبہ سے قتلِ عمد معاف ہوسکتا ہے؟

س......"مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا......الخ" اس آیت میں قتل عمد کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ظاہر کرتا ہے، اور سورۂ فرقان میں "وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ .... اِلَّا مَنْ تَابَ" یہاں

توبہ کے معافی کا وعدہ ہے، کیا پہلی آیت اس آیت سے منسوخ ہے؟

ج...... پہلی آیت اہل ایمان کے بارے میں ہے اور یہ رکوع یہاں سے شروع ہوتا ہے: ”وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ....“ اور سورۂ فرقان کی آیت: ”وَمَنْ تَابَ....“ کفار کے بارے میں ہے، یعنی جن لوگوں نے کفر کی حالت میں ان جرائم کا ارتکاب کیا پھر کفر و شرک سے تائب ہوگئے، ان کے کفر کی حالت کے جرائم پر مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

## بعض عوارض کی وجہ سے مفضول عبادت افضل سے بڑھ جاتی ہے

س...... ایک کتاب میں ایک قول میری نظر سے گزرا، کتاب اور مصنف کا نام یاد نہیں، مفہوم یہ تھا کہ اشراق کی نماز کے لئے طلوع آفتاب تک بیٹھنے سے ہواخوری اور صبح کی سیر زیادہ بہتر ہے۔ یہ بات اس نالائق پر بہت گراں گزری ہے، علامہ عبدالوہاب شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالغفار قوسیؒ اپنے بیٹے کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ کی اتباع میں کدو کی قاشیں انگلی سے تلاش کرکر کے کھانے کے لئے نکال رہے تھے، انہوں نے بیٹے سے کہا کہ بیٹا یہ کدو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا اور اس طرح آپ قاشیں تلاش کرکر کے کھاتے تھے۔ بیٹے نے کہا ابا! مجھے تو کدو بہت گندا لگتا ہے۔ یہ بات سن کر آپ کو اتنی غیرت آئی کہ اسی وقت تلوار سے بیٹے کا سرتن سے جدا کردیا۔ حالانکہ یہ کوئی شرعی خلاف ورزی نہیں تھی، حضور علیہ السلام کی عادت مبارکہ اختیار کرنا محبت کی بات ہے کوئی شرعی حکم نہیں۔

ایک طریقہ نفل عبادت کا جو حضور علیہ السلام سے متفقہ منقول ہے اس کے مقابلے میں اپنی ایک تجویز پیش کرنا اور اس کو افضل بتانا اس کی برائی صاحبان علم پر مخفی نہیں۔ یقیناً یہ ملفوظ بہت سے علماء اور مشائخ نے بھی کہیں پڑھا ہوگا اور لکھنے والا بھی عالم فاضل ہوگا، کیا اچھا ہوتا اگر حاشیہ میں اس کی تاویل بھی لکھ دیتا تاکہ مجھ جیسے کم فہم لوگ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوتے۔ اور تاویل کے بارے میں کیا عرض کروں ایک واقعہ سن لیجئے! حضرت عمر فاروقؓ کے پوتے حضرت بلال سے روایت ہے کہ میرے والد عبداللہ ابن عمر نے یہ حدیث سنائی

کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کے حق سے محروم مت کرو۔'' میرے منہ سے بے اختیار یہ لفظ نکل گیا کہ ''میں تو اپنی بیوی کو مسجد میں نہ جانے دوں گا۔'' اس پر والد نے مجھے بڑی غضبناک نظروں سے دیکھا اور کرخت آواز میں کہا: ''تجھ پر خدا کی لعنت میں تجھے رسول اللہ کا حکم سناتا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں یہ کہتا ہے۔ (جامع البیان العلم وفضلہ علامہ ابن عبدالبر اندلسی) حالانکہ اس کی بڑی معقول تاویل ہوسکتی تھی اور اب بھی اس تاویل کی بنا پر عورتیں مسجد میں نہیں جاتیں۔ لیکن بات وہی غیرت ادب اور محبت وعقیدت کی ہے اور فقیر درویش تو سراپا نیاز وادب ہوتے ہیں جناب کا اس بارے میں کیا تأثر ہے؟

ج...... آپ نے جتنے واقعات نقل کئے ہیں وہ غیر متعلق ہیں، اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک عبادت جو کہ منصوص ہے اور اس کی بڑی فضیلت ہے لیکن بعض عوارض کی وجہ سے دوسری چیز اس سے بڑھ جاتی ہے، اس میں نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد سے معارضہ ہے کہ اس پر آنجناب کے ذکر کردہ واقعات کو لاگو کیا جائے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول کا رد کرنا ہے اور یہ اصول ہے کہ بعض اوقات مفضول عبادت عوارض کی وجہ سے افضل سے بڑھ جاتی ہے اور شریعت میں اس کی بے شمار نظائر موجود ہیں۔

## رزق کے اسبابِ عادیہ اختیار کرنا ضروری ہے

س...... ''وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا'' جب سب کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے تو ہر سال سیکڑوں لوگ بھوک سے کیوں مرجاتے ہیں؟ اور یہ اموات ساری غریب ملکوں ہی میں کیوں ہوتی ہیں؟ مثلاً ایتھوپیا، سوڈان اور دوسرے افریقہ کے غریب ممالک۔ برطانیہ، امریکہ اور فرانس یا یورپ کے دوسرے مالدار ملکوں میں لوگ بھوک سے کیوں نہیں مرتے؟ قحط آسمانی بلا ہے مگر اس میں بھی غرباء کی جانیں جاتی ہیں، مالدار لوگ کسی نہ کسی صورت سے اپنا بچاؤ کرلیتے ہیں۔ ان مشاہدات سے معلوم ہوا کہ یہ آیت اسباب معیشت سے مشروط ہے کہ جس نے اپنے حصول رزق کے مروجۂ زمانہ اسباب اختیار کئے اللہ اس کو رزق ضرور بھیجے گا۔

ج…… آپ کی رائے صحیح ہے، رزق کے اسبابِ عادیہ کا اختیار کرنا بہرحال ضروری ہے اِلَّا یہ کہ اعلیٰ درجہ کا توکل نصیب ہو۔ پرندے اور چرندے اسباب رزق اختیار کرتے ہیں، تاہم ان کو اختیار اسباب کے ساتھ فطری توکل بھی نصیب ہے۔

## شریعت نے اسباب کو مہمل نہیں چھوڑا

س…… ''وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ'' اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: ''آپ کی رائے صحیح ہے۔'' کیا سلف نے بھی اس رائے کے بارے میں کچھ کہا ہے کیونکہ میں نے پڑھا ہے کہ جس نے قرآن پاک کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا اس نے…… اس لئے جب کسی بزرگ سے اس رائے کی تصدیق ہوجائے گی تو پھر یہ اپنی رائے نہ رہے گی اور اس وعید کے دائرے سے باہر ہوجائیں گے۔

ج…… صحیح بایں معنی ہے کہ شریعت نے اسباب کو مہمل نہیں چھوڑا ہے، اگرچہ اسباب، اسباب ہیں ارباب نہیں، رزق تو سب کا اللہ نے اپنے ذمہ رکھا ہے لیکن ہماری نظر چونکہ اسباب سے بالاتر نہیں جاتی اس لئے ہمیں رزق بذریعہ اسباب طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور رزق کو بظاہر مشروط بہ اسباب رکھا ہے، ورنہ اس کی مشیت کے بغیر نہ اسباب، اسباب ہے اور نہ روزی کا حصول اسباب کا مرہونِ منّت ہے۔

## نمرود کے مبہوت ہونے کی وجہ

س…… ''فَاِنَّ اللهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ'' تفسیر عثمانی میں لکھا ہے کہ یہ بات سن کر نمرود کچھ جواب نہ دے سکا حالانکہ جیسے پہلے جواب دے چکا تھا ویسا جواب دینے کی یہاں بھی گنجائش تھی، پوچھنا یہ ہے کہ وہ گنجائش کیا تھی؟ پہلے سوال کے جواب میں تو اس نے ایک بے گناہ کو قتل کردیا اور ایک مجرم کو آزاد کردیا، دوسرے سوال میں کیا کہہ سکتا تھا؟

ج…… ایک گنوار کا لطیفہ ہے کہ اس نے کسی پڑھے لکھے آدمی سے پوچھا: ''بابو جی زمین کا بیچ (مرکز) کہاں ہے؟'' جواب نفی میں ملا، گنوار کہنے لگا تم نے خواہ مخواہ اتنا پڑھ لکھ کر سب



فہرست

ڈبودیا، اتنی بات تو مجھ گنوار کو بھی معلوم ہے، بابو جی نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' اس نے ہاتھ کی لاٹھی سے ایک گول دائرہ بنایا اور اس کے درمیان لاٹھی گاڑ کر کہنے لگا: ''یہ ہے زمین کا درمیان، اگر یقین نہ آئے تو ناپ کر دیکھ لو۔'' اس کو معلوم تھا کہ نہ کوئی پیمائش کر سکے اور نہ اس کے دعوے کو توڑ سکے گا۔

نمرود بھی اگر اس گنوار کے مسلک پر عمل کرتا تو کہہ سکتا تھا کہ آفتاب کو مشرق سے تو میں نکالتا ہوں، تیرا ربّ اب اس کو مغرب سے نکال کر دکھائے۔ لیکن اس کو یہ دعویٰ ہانکنے کی جرأت نہیں ہوئی کیونکہ اسے یقین ہوگیا کہ جو مالک مشرق سے نکالتا ہے وہ مغرب سے بھی نکال سکتا ہے، اگر میں نے یہ دعویٰ کردیا تو ایسا نہ ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کا ربّ مغرب سے نکال کر دکھادے، ''فبھت الذی کفر''۔

## اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونا

س...... حدیث شریف میں اللہ کے خوف سے رونے پر بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے وغیرہ۔ جب کہ اللہ کی محبت، اشتیاق، طلب اور اس کے ہجر میں رونے کی کوئی حدیث یا فضیلت نظر سے نہیں گزری، اوروں کا حال تو معلوم نہیں، بندہ اپنی حالت عرض کرتا ہے کہ خوف سے تو پوری زندگی میں کبھی رونا نہیں آیا، البتہ اس کی یاد، محبت اور ذکر کرتے وقت بے اختیار رونا پہلے تو روز کا معمول تھا (ایک حالت گریہ طاری تھی) اور اب بھی اتنا تو نہیں مگر پھر بھی گریہ طاری ہوجاتا ہے، قرآن پاک سن کر، کوئی رقت آمیز واقعہ سن کر، کوئی ہجر و فراق اور محبوب کی بے اعتنائی کا مضمون سن کر، اپنی حسرت نایافت کا روزنامچہ پڑھ کر، کیا کوئی حدیث اس کے متعلق بھی ہے؟

ج...... یہ تو ظاہر ہے رونا کئی طرح کا ہوتا ہے، محبت و اشتیاق میں رونا اور خوف و خشیت سے رونا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اوّل الذکر مؤخر الذکر سے اعلیٰ و ارفع ہے، پس جب مفضول کی فضیلت معلوم ہوگئی تو افضل کی اس سے خود بخود معلوم ہوجائے گی، مثلاً: شہداء کے جتنے فضائل احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں، صدیقین کے بظاہر اتنے نہیں ملتے، مگر سب جانتے ہیں کہ صدیقین شہدأ سے افضل ہیں، پس جو فضائل شہدأ کے ہیں صدیقین کے ان سے اعلیٰ و

ارفع ہیں۔ علاوہ ازیں خشیت الٰہی سے رونے کی فضیلت اس بنا پر بھی ذکر کی گئی ہے کہ بندے کی حالتِ ضعف وناکارگی کا تقاضا یہی ہے کہ وہ خشیت الٰہی سے روئے، اس لئے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہِ بے چون وچگون کے لائق پوری زندگی کا ایک عمل بھی نظر نہیں آتا، بندہ اپنی بے چارگی کی بنا پر بالکل صفر اور خالی ہاتھ نظر آتا ہے، خطاؤں، غلطیوں اور گناہوں کے انبار در انبار ہیں، لیکن ان کے مقابلے میں نیکی ایک بھی ایسی نہیں جو اس بارگاہ عالی کے شایان شان ہو، اور جس کے بارے میں بندہ جرأت کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ یہ نیکی لایا ہوں۔ ایسی حالت میں عشق ومحبت کے سارے خیالات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور سوائے خوف وخشیت کے کچھ پلّے نہیں رہتا، گویا خوف سے رونے کی فضیلت جن احادیث میں آئی ہے ان میں۔ واللہ اعلم۔ یہ رمز ہے کہ بندے کو ''ایاز قدر خویش بہ شناس'' پر نظر رہے اور عشق ومحبت کے دعوؤں سے مغرور نہ ہوجائے۔

## صنفِ نازک کا جوہرِ اصلی

س...... مولانا صاحب! آج کل ہر طرف عریانی، فحاشی اور بے حیائی کے مناظر اور مظاہرے عام ہو رہے ہیں، کبھی کسی عنوان سے اور کبھی کسی عنوان سے صنفِ نازک کے جوہرِ اصلی، شرم وحیا اور عفت وعصمت کو تار تار کیا جارہا ہے، لیکن اس بے حیائی کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھاتا۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں اُمت کی راہ نمائی فرمادیں، نوازش ہوگی۔

ج...... کسی زمانے میں شرم وحیا، صنفِ نازک کا اصل جوہر، انسانی سوسائٹی کی بلند قدر، اسلامیت کا پاکیزہ شعار اور مشرقی معاشرے کا قابلِ فخر امتیازی نشان سمجھا جاتا تھا۔ اوّل تو انسان کی فطرت ہی میں عفت، حیا اور ستر کا جذبہ ودیعت فرمایا گیا ہے (بشرطیکہ فطرت مسخ نہ ہوگئی ہو)، پھر مسلمانوں کو اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (بآبائنا ھو وأمھاتنا وأرواحنا) کے یہ ارشادات یاد تھے:

ا:...... چار چیزیں تمام رسولوں کی سنت ہیں: حیا، خوشبو کا استعمال، مسواک اور نکاح۔ (ترمذی)



فہرست

۲:...... ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے بڑھ کر "لا اِلٰـہ اِلَّا اللہ" کہنا ہے، اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے، اور حیا، ایمان کا بہت بڑا شعبہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳:...... حیا سراپا خیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

۴:...... حیا، ایمان کا حصہ ہے، اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے، اور بے حیائی، بے مروّتی ہے اور بے مروّتی جہنم سے ہے۔ (مسندِ احمد، ترمذی)

۵:...... ہر دین کا ایک امتیازی خلق ہوتا ہے، اور اسلام کا خلق حیا ہے۔

(مؤطا مالک، ابنِ ماجہ، بیہقی)

۶:...... حیا اور ایمان باہم جکڑے ہوئے ہیں، جب ایک کو اُٹھا دیا جائے تو دُوسرا خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔ (اور ایک روایت یہ ہے کہ) جب ایک سلب کرلیا جائے تو دُوسرا بھی اس کے ساتھ ہی رُخصت ہوجاتا ہے۔ (بیہقی)

انسانی فطرت اور نبوی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ مسلمانوں میں حیا، عفت اور پردے کا عقیدہ جزوِ ایمان تھا، خلافِ حیا معمولی حرکت بھی مذہبی اور سماجی جرم اور سنگین جرم سمجھی جاتی تھی، لیکن مغربی تہذیب کے تسلط سے اب یہ حالت ہے کہ شاید ہمیں معلوم بھی نہیں کہ شرم و حیا کس چیز کا نام ہے؟ مردوں کی نظر اور عورتوں کی حرمت و آبرو سے پہرے اُٹھا دیئے گئے ہیں، سرِ بازار عورتوں کو چھیڑنے، اور بھری بسوں میں عورتوں کے بالوں سے کھیلنے کی خبریں ہم سبھی پڑھتے ہیں۔ سرِشام کراچی، لاہور، پنڈی کے بازار عریانی اور فحاشی میں پیرس کو شرماتے ہیں۔ تعلیمی اداروں سے سینما تک مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط اور جنسی محرکات کا طوفان برپا ہے۔ مخصوص ملازمتوں کے لئے مرد و عورت کے برہنہ معائنے ہوتے ہیں، کیا ہمارے اس گندے معاشرے کو دیکھ کر یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت خیرالاُمم ہے، جسے تمام عالم کی رُوحانی قیادت سونپی گئی تھی؟

ہمارے ایمانی اقدار کا جو بچا کھچا اثاثہ ان طوفانی موجوں کی لپیٹ میں آنے سے محفوظ رہ گیا تھا، اس کے بارے میں ہمارے ناخدایانِ قوم کس ذہن سے سوچتے ہیں؟ اس کا

اندازہ ذیل کی اخباری اطلاع سے کیجئے:

''خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں شرم و حیا کا پردہ چاک کردیا جائے''

سینتا گو ۱۶/اپریل (اپ پ، رائٹر) خاندانی منصوبہ بندی کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں میں منصوبہ بندی سے متعلق شرم و حیا کا پردہ چاک کرنے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ یہ بات یہاں والدین کی بین الاقوامی کانفرنس میں کہی گئی، اس موقع پر پاکستان کے خاندانی منصوبہ بندی کے کمشنر مسٹر انور عادل نے کہا کہ ضبطِ تولید کے لئے مانعِ حمل ادویات کا استعمال چوری چھپے کیا جاتا ہے، جو غلط ہے، اور اس طریقے کو ختم کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ضبطِ تولید کے موضوع پر واضح طور پر اور معاشرے میں ہر جگہ کھلم کھلا تبادلۂ خیال کیا جانا چاہئے۔ مسٹر عادل نے والدین کی آٹھویں بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا ہے کہ پاکستان میں اکثر لوگ اپنے خاندان کی توسیع کی روک تھام کے لئے ضبطِ تولید کے خواہش مند ہیں، لیکن وہ اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ اگر انہیں خاندانی منصوبہ بندی کے ہسپتال میں دیکھا گیا تو ان کے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ عوام کو ضبطِ تولید کے لئے ہر ممکن آسانیاں اور مانع حمل اشیاء فراہم کی جائیں۔'' (روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۱۸/اپریل ۱۹۶۷ء)

جس اہم مقصد کی کامیابی کے لئے شرم و حیا کا پردہ چاک کرنے اور ایمان و اخلاق کی قربانی دینے کی پُرزور دعوت سے ''بین الاقوامی کانفرنس'' کو مشرف فرمایا جاتا ہے اس کے بدترین نتائج پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

"مغربی عورت کو ایک نئے مسئلے کا سامنا"

"ہیمبرگ ۱۴؍اپریل (پ پ ا) مانعِ حمل گولیوں کے استعمال سے عورتوں کی جنسی خواہش میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، چنانچہ معاشرتی اور سیاسی میدان میں مساوی حقوق حاصل کرنے کے بعد اب عورت جنسی معاملات میں بھی اخلاقی روایات کو پسِ پشت ڈال کر مرد جیسا کردار انجام دینے کے لئے بے چین ہے۔ یہ مسئلہ آج کل مغربی جرمنی کے ڈاکٹروں، سائنس دانوں اور ماہرینِ نفسیات و جنسیات کے درمیان موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔ جرمن اور امریکن ماہرین کی حالیہ تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ مانعِ حمل گولیاں استعمال کرنے والی عورتوں میں ایک تہائی سے زائد عورتوں کی جنسی خواہش میں بے حد اضافہ ہوگیا ہے حتیٰ کہ بعض عورتوں کو اپنے بھڑکتے ہوئے جذبات پر قابو پانے کے لئے ڈاکٹروں سے رُجوع کرنا پڑتا ہے۔ امریکہ سوسائٹی آف فیملی پلاننگ کے سائنس دانوں، جرمن ماہرینِ جنسیات و پیدائش دونوں اس نتیجے سے متفق ہیں۔ ہیمبرگ کے ڈاکٹر ہرٹا اسٹول نے لکھا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ جدید دور کی عورت اپنے شوہر کے جذبات بھڑکانے کے نت نئے طریقے استعمال کررہی ہے۔ یہ تمام ماہرین اس اَمر پر متفق ہیں کہ وہ دن دُور نہیں جب عاشق ہونا اور محبت میں پیش قدمی کرنا صرف مردوں کا حق نہ ہوگا، بلکہ بہت ممکن ہے کہ عورتیں اس میدان میں مردوں سے بہت آگے نکل جائیں۔"

## پاکستان میں عریانی کا ذمہ دار کون؟

س...... کیا خواتین کے لئے ہاکی کھیلنا، کرکٹ کھیلنا، بال کٹوانا اور ننگے سر باہر جانا، کلبوں، سینماؤں یا ہوٹلوں اور دفتروں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا، غیرمردوں سے ہاتھ ملانا اور

بے حجابانہ باتیں کرنا، خواتین کا مردوں کی مجالس میں ننگے سر میلاد میں شامل ہونا، ننگے سر اور نیم برہنہ پوشاک پہن کر غیرمردوں میں نعت خوانی کرنا اسلامی شریعت میں جائز ہے؟ کیا علمائے کرام پر واجب نہیں کہ وہ ان بدعتوں اور غیراسلامی کردار ادا کرنے والی خواتین کے خلاف حکومت کو انسداد پر مجبور کریں؟

ج……اس ضمن میں ایک غیور مسلمان خاتون کا خط بھی پڑھ لیجئے، جو ہمارے مخدوم حضرتِ اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی مدظلہٗ کو موصول ہوا، وہ لکھتی ہیں:

''لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوکر پختہ ہوگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان پردے کے خلاف ہے۔ یہ خیال اس کوٹ کی وجہ سے ہوا ہے جو حکومت کی طرف سے حج کے موقع پر خواتین کے لئے پہننا ضروری قرار دے دیا گیا ہے، یہ ایک زبردست غلطی ہے، اگر پہچان کے لئے ضروری تھا تو نیلا برقعہ پہننے کو کہا جاتا۔

حج کی جو کتاب رہنمائی کے لئے حجاج کو دی جاتی ہے اس میں تصویر کے ذریعے مرد و عورت کو اِحرام کی حالت میں دِکھایا گیا ہے۔ اوّل تو تصویر ہی غیراسلامی فعل ہے۔ دُوسرے عورت کی تصویر کے نیچے ایک جملہ لکھ کر ایک طرح سے پردے کی فرضیت سے انکار ہی کردیا۔

وہ تکلیف دہ جملہ ہے کہ: ''اگر پردہ کرنا ہو تو منہ پر کوئی آڑ رکھیں تاکہ منہ پر کپڑا نہ لگے۔'' یہ تو دُرست مسئلہ ہے، لیکن ''اگر پردہ کرنا ہو'' کیوں لکھا گیا؟ پردہ تو فرض ہے، پھر کسی کی پسند یا ناپسند کا کیا سوال؟ بلکہ پردہ پہلے فرض ہے، حج بعد کو۔ کھلے چہرے، ان کی تصویروں کے ذریعہ اخبارات میں نمائش، ٹی وی پر نمائش، یہ سب پردے کے اَحکام کی کھلی خلاف ورزی نہیں؟ .....اور علمائے کرام تماشائی بنے بیٹھے ہیں، سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور بدی کے خلاف، بدی کو مٹانے کے لئے، اللہ کے اَحکام سنا سنا کر پیروی

کروانے کا فریضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کے فضل و کرم سے پاکستان اور تمام مسلم ممالک میں علماء کی تعداد اتنی ہے کہ ملت کی اصلاح کے لئے کوئی دِقت پیش نہیں آسکتی۔ جب کوئی بُرائی پیدا ہو اس کو پیدا ہوتے ہی کچلنا چاہئے، جب جڑ پکڑ جاتی ہے تو مصیبت بن جاتی ہے۔ علماء ہی کا فرض ہے کہ اُمت کو بُرائیوں سے بچائیں، اپنے گھروں کو علماء رائج الوقت بُرائیوں سے، اپنی ذات کو بُرائیوں سے دُور رکھیں تاکہ اچھا اثر ہو......

تعلیمی ادارے جہاں قوم بنتی ہے، غیراسلامی لباس اور غیرزبان میں ابتدائی تعلیم کی وجہ سے قوم کے لئے سودمند ہونے کے بجائے نقصان کا باعث ہیں۔ معلّم اور معلّمات کو اسلامی عقائد اور طریقے اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ طالبات کے لئے چادر ضروری قرار دی گئی، لیکن گلے میں پڑی ہے۔ چادر کا مقصد جب ہی پورا ہوسکتا ہے جب معمر خواتین باپردہ ہوں۔ بچیوں کے ننھے ننھے ذہن چادر کو بار تصوّر کرتے ہیں، جب وہ دیکھتی ہیں کہ معلّمہ اور اس کی اپنی ماں گلی بازاروں میں سربرہنہ، نیم عریاں لباس میں ہیں تو چادر کا بوجھ کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگتا ہے۔ بے پردگی ذہنوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، ضرورت ہے کہ پردے کی فرضیت واضح کی جائے، اور بڑے لفظوں میں پوسٹر چھپوا کر تقسیم بھی کئے جائیں، اور مساجد، طبّی ادارے، تعلیمی ادارے، مارکیٹ جہاں خواتین ایک وقت میں زیادہ تعداد میں شریک ہوتی ہیں، شادی ہال وغیرہ وہاں پردے کے اَحکام اور پردے کی فرضیت بتائی جائے۔ بے پردگی پر وہی گناہ ہوگا جو کسی فرض کو ترک کرنے پر ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، ہمارے معاشرے میں ننانوے فیصد بُرائیاں بے پردگی کی

وجہ سے وجود میں آئی ہیں، اور جب تک بے پردگی ہے، بُرائیاں بھی رہیں گی۔

راجہ ظفرالحق صاحب مبارک ہستی ہیں، اللہ پاک ان کو مخالفتوں کے سیلاب میں ثابت قدم رکھیں، آمین! ٹی وی سے فحش اشتہار ہٹائے تو شور برپا ہوگیا۔ ہاکی ٹیم کا دورہ منسوخ ہونے سے ہمارے صحافی اور کالم نویس رنجیدہ ہوگئے، جو اخبار ہاتھ لگے دیکھئے، جلوۂ رقص ونغمہ، حسن و جمال، رُوح کی غذا کہہ کر موسیقی کی وکالت! کوئی نام نہاد عالم ٹائی اور سوٹ کو بین الاقوامی لباس ثابت کرکے اپنی شناخت کو بھی مٹا رہے ہیں۔ ننھے ننھے بچے ٹائی کا وبال گلے میں ڈالے اسکول جاتے ہیں، کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہیں جہاں غیروں کی نقل نہ ہو۔

راجہ صاحب کو ایک قابلِ قدر ہستی کی مخالفت کا بھی سامنا ہے، اس معزّز ہستی کو اگر پردے کی فرضیت اور افادیت سمجھائی جائے تو اِن شاء اللہ مخالف، موافقت کا رُخ اختیار کرے گی۔ عورت سرکاری محکموں میں کوئی تعمیری کام اگر اسلام کے اَحکام کی مخالفت کرکے بھی، کر رہی ہے تو وہ کام ہمارے مرد بھی انجام دے سکتے ہیں، بلکہ سرکار کے سرکاری محکموں میں تقرّر مرد طبقے کے لئے تباہ کن ہے۔ مرد طبقہ بیکاری کی وجہ سے یا تو جرائم کا سہارا لے رہا ہے یا ناجائز طریقے اختیار کرکے غیرممالک میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔''

بدقسمتی سے دورِ جدید میں عورتوں کی عریانی و بے حجابی کا جو سیلاب برپا ہے، وہ تمام اہلِ فکر کے لئے پریشانی کا موجب ہے۔ مغرب اس لعنت کا خمیازہ بھگت رہا ہے، وہاں عائلی نظام تلپٹ ہوچکا ہے، ''شرم وحیا'' اور ''غیرت وحمیت'' کا لفظ اس کی لغت سے خارج ہوچکا ہے، اور حدیثِ پاک میں آخری زمانے میں انسانیت کی جس آخری پستی کی طرف

ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ: ''وہ چوپایوں اور گدھوں کی طرح سرِ بازار شہوت رانی کریں گے'' اس کے مناظر بھی وہاں سامنے آنے لگے ہیں۔ ابلیسِ مغرب نے صنفِ نازک کو خاتونِ خانہ کے بجائے شمعِ محفل بنانے کے لئے ''آزادیٔ نسواں'' کا خوبصورت نعرہ بلند کیا۔ ناقصات العقل والدِّین کو سمجھایا گیا کہ پردہ ان کی ترقی میں حارج ہے، انہیں گھر کی چاردیواری سے نکل کر زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے، اس کے لئے تنظیمیں بنائی گئیں، تحریکیں چلائی گئیں، مضامین لکھے گئے، کتابیں لکھی گئیں، اور ''پردہ'' جو صنفِ نازک کی شرم وحیا کا نشان ہے، اس کی عفت وآبرو کا محافظ اور اس کی فطرت کا تقاضا تھا، اس پر ''رجعت پسندی'' کے آوازے کسے گئے۔ اس مکروہ ترین ابلیسی پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حوا کی بیٹیاں ابلیس کے دامِ تزویر میں آگئیں، ان کے چہرے سے نقاب نوچ لی گئی، سر سے دوپٹہ چھین لیا گیا، آنکھوں سے شرم وحیا لوٹ لی گئی، اور اسے بے حجاب وعریاں کرکے تعلیم گاہوں، دفتروں، اسمبلیوں، کلبوں، سڑکوں، بازاروں اور کھیل کے میدانوں میں گھسیٹ لیا گیا، اس مظلوم مخلوق کا سب کچھ لٹ چکا ہے، لیکن ابلیس کا جذبۂ عریانی وشہوانی ہنوز تشنہ ہے۔

مغرب، مذہب سے آزاد تھا، اس لئے وہاں عورت کو اس کی فطرت سے بغاوت پر آمادہ کرکے مادر پدر آزادی دِلادینا آسان تھا، لیکن مشرق میں ابلیس کو دُہری مشکل کا سامنا تھا، ایک عورت کو اس کی فطرت سے لڑائی لڑنے پر آمادہ کرنا، اور دُوسرے تعلیماتِ نبوّت، جو مسلم معاشرے کے رگ وریشے میں صدیوں سے سرایت کی ہوئی تھیں، عورت اور پورے معاشرے کو ان سے بغاوت پر آمادہ کرنا۔

ہماری بدقسمتی! مسلم ممالک کی نکیل ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو ''ایمان بالمغرب'' میں اہلِ مغرب سے بھی دو قدم آگے تھے، جن کی تعلیم وتربیت اور نشو ونما خالص ''مغربیت'' کے ماحول میں ہوئی تھی، جن کے نزدیک دین ومذہب کی پابندی ایک لغو اور لایعنی چیز تھی، اور جنھیں نہ خدا سے شرم تھی، نہ مخلوق سے۔ یہ لوگ مشرقی روایات سے کٹ کر مغرب کی راہ پر گامزن ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے اپنی بہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں اور

بیویوں کو پردۂ عفت سے نکال کر آوارہ نظروں کے لئے وقفِ عام کیا، ان کی دُنیوی وجاہت واقبال مندی کو دیکھ کر متوسط طبقے کی نظریں للچائیں، اور رفتہ رفتہ تعلیم، ملازمت اور ترقی کے بہانے وہ تمام ابلیسی مناظر سامنے آنے لگے جن کا تماشا مغرب میں دیکھا جاچکا تھا۔ عریانی و بے حجابی کا ایک سیلاب ہے جو لحہ بہ لحہ بڑھ رہا ہے، جس میں اسلامی تہذیب وتمدن کے محلات ڈُوب رہے ہیں، انسانی عظمت وشرافت اور نسوانی عفت وحیا کے پہاڑ بہ رہے ہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سیلاب کہاں جاکر تھمے گا؟ اور انسان، انسانیت کی طرف کب پلٹے گا؟ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جب تک خدا کا خفیہ ہاتھ قائدینِ شر کے وجود سے اس زمین کو پاک نہیں کردیتا، اس کے تھمنے کا کوئی امکان نہیں:

”رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا. اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا.“ (نوح:۲۶، ۲۷)

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے! عورت کا وجود فطرتاً سراپا ستر ہے، اور پردہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔

حدیث میں ہے:

”المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان.“ (مشکوٰۃ ص:۲۶۹، بروایت ترمذی)

ترجمہ:...... ”عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔“

امام ابونعیم اصفہانیؒ نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں یہ حدیث نقل کی ہے:

”عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما خير للنساء؟ فلم ندر ما نقول، فجاء عليّ رضى الله عنه الٰى فاطمة رضى الله عنها، فأخبرها بذٰلك، فقالت: فهلا قلت له: خير لهن أن لا يرين



فہرست

الرجال ولا یرونهن! فرجع فأخبره بذٰلک، فقال له: من علمک هٰذا؟ قال: فاطمة! قال: انها بضعة منی.

عن سعید بن المسیب عن علی رضی الله عنه انه قال لفاطمة: ما خیر للنساء؟ قالت: لا یرین الرجال ولا یرونهن. فذکر ذٰلک للنبی صلی الله علیه وسلم فقال: انما فاطمة بضعة منی.'' (حلیۃ الاولیاء ج:۲ ص:۴۰،۴۱)

ترجمہ:...... ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: بتاؤ! عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں، اور نہ ان کو کوئی دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا: فاطمہ نے! فرمایا: فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے نا!

سعید بن مسیّبؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ فرمانے لگیں: ''یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں، اور نہ مردان کو دیکھیں۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو فرمایا: واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے!''


فہرست

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت امام ہیثمیؒ نے ''مجمع الزوائد'' (ج:۹ ص:۲۰۳) میں بھی مسندِ بزار کے حوالے سے نقل کی ہے۔

موجودہ دور کی عریانی، اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرّج ہے، جس سے قرآنِ کریم نے منع فرمایا ہے، اور چونکہ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے، اس لئے ان تمام عورتوں کے لئے باعثِ عبرت ہے جو بے حجابانہ نکلتی ہیں، اوران مردوں کے لئے بھی جن کی ناپاک نظریں ان کا تعاقب کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لعن الله الناظر والمنظور اليه.''

ترجمہ:...... ''اللہ تعالیٰ کی لعنت دیکھنے والے پر بھی، اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔''

عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا، شرفِ نسوانیت کے منافی ہے، اوراگر انہیں گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت پیش ہی آئے تو حکم ہے کہ ان کا پورا بدن مستور ہو۔

## فلمی دُنیا سے معاشرتی بگاڑ

س...... محترم مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

برائے نوازش مندرجہ سوالات پر اپنا فتویٰ صادر فرمائیں:

پاکستان میں سینماؤں اور ٹیلیویژن پر جو فلمیں دکھائی جاتی ہیں، ان میں جو ایکٹر، ایکٹرس، رقاصائیں، گویے اور موسیقی کے ساز بجانے والے کام کرتے ہیں۔ یہ ایکٹر، ایکٹرس اور رقاصائیں کسی زمانے کے کنجروں اور میراثیوں سے بھی زیادہ بے حیائی اور بے شرمی کے کردار پیش کرنے میں سبقت لے گئے ہیں۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہیں، بوس وکنار کرتے ہیں، نیم برہنہ پوشاک پہن کر اداکاری کرتے ہیں، اور فلموں میں فرضی شادیاں بھی کرتے ہیں، کبھی وہی ایکٹرس ان کی ماں کا، کبھی بہن کا، اور کبھی بیوی کا کردار ادا کرتی ہے، یہ لوگ اس معاش سے دولت کما کر حج کرنے بھی جاتے ہیں، اور بعض ان میں میلاد اور قرآن خوانی بھی کراتے ہیں، ظاہر ہے کہ مولوی صاحبان کو بھی مدعو کرتے


فہرست

ہوں گے، ان لوگوں کے ذمہ حکومت کی طرف سے انکم ٹیکس کے لاکھوں ہزاروں روپے واجب الادا بھی ہیں، یہ لوگ حج سے آنے کے بعد بھی وہی کردار پھر اپناتے ہیں۔

س......۱: یہ ایکٹر، ایکٹرس، رقاصائیں، گویے اور طبلے سارنگیاں بجانے والے وغیرہ جو اس معاش سے دولت کماتے ہیں، کیا ایسی کمائی سے حج اور زکوٰۃ کا فریضہ ادا ہوتا ہے؟ کیا میلاد اور قرآن خوانی کی محفل میں ان معاش کے لوگوں کے ساتھ شامل ہونا، کھانا پینا وغیرہ شریعت اسلامی کی رو سے جائز ہے؟

س......۲: کیونکہ ان لوگوں کے کردار بے شرمی، بے حیائی کے برملا مناظر فلموں اور ٹیلیویژن پر عام طور پر پیش ہوتے ہیں، کیا شریعت اسلامی کی رو سے ان کے جنازے پڑھانے اور ان میں شمولیت جائز ہے؟

س......۳: کیا علمائے کرام پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ وہ حکومت کو مجبور کریں کہ ایسی فلمیں سینماؤں اور ٹیلیویژن پر ایسے لچر اور بے حیائی کے کردار دکھانے بند کئے جائیں؟ اور کیا خواتین کا فلموں میں کام کرنا جائز ہے؟

والسلام

خیراندیش خاکسار

محمد یوسف-انگلینڈ

ج...... فلمی دُنیا کے جن کارناموں کا خط میں ذکر کیا گیا ہے، ان کا ناجائز و حرام اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہونا کسی تشریح و وضاحت کا محتاج نہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے صحیح فہم اور انسانی حس عطا فرمائی ہو، وہ جانتا ہے کہ ان چیزوں کا رواج انسانیت کے زوال و اِنحطاط کی علامت ہے، بلکہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کا یہ آخری نقطہ ہے، جس کے بعد خالص ''حیوانیت'' کا درجہ باقی رہ جاتا ہے:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ اُمم کیا ہے؟
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

(علامہ اقبالؒ)

جب اس پر غور کیا جائے کہ یہ چیزیں مسلمان معاشرے میں کیسے دَر آئیں؟ اور

ان کا رواج کیسے ہوا؟ تو عقل چکرا جاتی ہے۔ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کی پاک اور مقدس زندگیاں ہیں اور وہ رشکِ ملائکہ معاشرہ ہے جو اسلام نے تشکیل دیا تھا۔ دُوسری طرف سینماؤں، ریڈیو اور ٹیلیویژن وغیرہ کی بدولت ہمارا آج کا مسلمان معاشرہ ہے۔ دونوں کے تقابلی مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے آج کے معاشرے کو اسلامی معاشرے سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہم نے اپنے معاشرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک اَدا اور ایک ایک سنت کو کھرچ کھرچ کر صاف کردیا ہے، اور اس کی جگہ شیطان کی تعلیم کردہ لادینی حرکات کو ایک ایک کرکے رائج کرلیا ہے، (الحمدللہ! اب بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر بڑی پامردی و مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں، مگر یہاں گفتگو افراد کی نہیں، بلکہ عمومی معاشرے کی ہو رہی ہے)۔ شیطان نے مسلم معاشرے کا حلیہ بگاڑنے کے لئے نہ جانے کیا کیا کرتب ایجاد کئے ہوں گے، لیکن شاید راگ رنگ، یہ ریڈیائی نغمے، یہ ٹیلیویژن اور وی سی آر، شیطانی آلات میں سرِفہرست ہیں، جن کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کو گمراہ اور ملعون قوموں کے نقشِ قدم پر چلنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہمارا ''مہذب معاشرہ'' ان فلموں کو ''تفریح'' کا نام دیتا ہے، کاش! وہ جانتا کہ یہ ''تفریح'' کن ہولناک نتائج کو جنم دیتی ہے...؟ مسلمان اس ''تفریح'' میں مشغول ہوکر خود اپنی اسلامیت کا کس قدر مذاق اُڑا رہے ہیں اور اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو کیسے کھلونا بنا رہے ہیں۔

اس فلمی صنعت سے جو لوگ وابستہ ہیں، وہ سب یکساں نہیں، ان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا ضمیر اس کام پر انہیں ملامت کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے ہیں اور انہیں احساس ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ اس گنہگار زندگی پر نادم ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دِل میں ایمان کی رمق اور انسانیت کی حس ابھی باقی ہے، گو اپنے ضعفِ ایمان کی بنا پر وہ اس گناہ کو چھوڑ نہیں پاتے اور اس آلودہ زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی ہمت نہیں کرتے، تاہم غنیمت ہے

کہ وہ اپنی حالت کو اچھی نہیں سمجھتے، بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا ضمیر ان کھلے گناہوں کو "گناہ" تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے، وہ اسے لائقِ فخر آرٹ اور فن سمجھ کر اس پر ناز کرتے ہیں، اور بزعمِ خود اسے انسانیت کی خدمت تصوّر کرتے ہیں، ان لوگوں کی حالت پہلے فریق سے زیادہ لائقِ رحم ہے، کیونکہ گناہ کو ہنر اور کمال سمجھ لینا بہت ہی خطرناک حالت ہے۔ اس کی مثال ایسے سمجھئے کہ ایک مریض تو وہ ہے جسے یہ احساس ہے کہ وہ مریض ہے، وہ اگرچہ بدپرہیز ہے اور اس کی بدپرہیزی اس کے مرض کو لاعلاج بناسکتی ہے، تاہم جب تک اس کو مرض کا احساس ہے، توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے علاج کی طرف توجہ کرے گا۔ اس کے برعکس دُوسرا مریض وہ ہے جو کسی ذہنی و دماغی مرض میں مبتلا ہے، وہ اپنے جنون کو عین صحت سمجھ رہا ہے، اور جو لوگ نہایت شفقت ومحبت سے اسے علاج معالجے کی طرف توجہ دِلاتے ہیں وہ ان کو "پاگل" تصوّر کرتا ہے۔ یہ شخص جو اپنی بیماری کو عین صحت تصوّر کرتا ہے اور اپنے سوا دُنیا بھر کے عقلاء کو اَحمق اور دیوانہ سمجھتا ہے، اس کے بارے میں خطرہ ہے کہ یہ اس خوش فہمی کے مرض سے کبھی شفایاب نہیں ہوگا۔

جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں، ان کے زرق برق لباس، ان کی عیش و عشرت، اور ان کے بلند ترین معیارِ زندگی میں حقیقت ناشناس لوگوں کے لئے بڑی کشش ہے۔ ہمارے نوجوان ان کی طرف حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ان جیسا بن جانے کی تمنائیں رکھتے ہیں۔ لباس کی تراش خراش میں ان کی تقلید و نقالی کرتے ہیں۔ لیکن کاش! کوئی ان کے نہاں خانۂ دِل میں جھانک کر دیکھتا کہ وہ کس قدر ویران اور اُجڑا ہوا ہے، انہیں سب کچھ میسر ہے مگر سکونِ قلب کی دولت میسر نہیں، یہ لوگ دِل کا سکون و اطمینان ڈھونڈھنے کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں، لیکن جس کنجی سے دِل کے تالے کھلتے ہیں وہ ان کے ہاتھ سے گم ہے، ایک ظاہر بین ان کے نعرہ: "بابر بہ عیش کوش! کہ عالم دوبارہ نیست" کو لائقِ رشک سمجھتا ہے، مگر ایک حقیقت شناس ان کے دِل کی ویرانی و بے اطمینانی کو دیکھ کر دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سزا کسی دُشمن کو بھی نہ دے۔ جس جرم کی، دُنیا میں یہ سزا ہو، سوچنا چاہئے کہ اس کی سزا مرنے کے بعد کیا ہوگی...؟

ابھی کچھ عرصہ پہلے فلموں کی نمائش سینما ہالوں یا مخصوص جگہوں میں ہوتی تھی، لیکن ٹیلیویژن اور وی سی آر نے اس جنسِ گناہ کو اس قدر عام کردیا ہے کہ مسلمانوں کا گھر گھر ''سینما ہال'' میں تبدیل ہوچکا ہے۔ بڑے شہروں میں کوئی خوش قسمت گھر ہی ایسا ہوگا جو اس لعنت سے محفوظ ہو۔ بچوں کی فطرت کھیل تماشوں اور اس قسم کے مناظر کی طرف طبعاً راغب ہے، اور ہمارے ''مہذب شہری'' یہ سمجھ کر ٹیلیویژن گھر میں لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر یہ چیز اپنے گھر میں نہ ہوئی تو بچے ہمسایوں کے گھر جائیں گے۔ اس طرح ٹیلیویژن رکھنا فخر و مباہات کا گویا ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے۔ اِدھر ''ٹیلیویژن'' کے سوداگروں نے اَزراہِ عنایت قسطوں پر ٹیلیویژن مہیا کرنے کی تدبیر نکالی، جس سے متوسط بلکہ پسماندہ گھرانوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوئی اور حکومت نے لوگوں کے اس رُجحان کا ''احترام'' کرتے ہوئے نہ صرف ٹیلیویژن درآمد کرنے کی اجازت دے رکھی ہے بلکہ جگہ جگہ ٹیلیویژن اسٹیشن قائم کرنے شروع کردیئے ہیں۔ گویا حکومت اور معاشرے کے تمام عوامل اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں، مگر اس کی حوصلہ شکنی کرنے والا کوئی نہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج ریڈیو اور ٹیلیویژن کے گانوں کی آوازوں سے خانۂ خدا بھی محفوظ نہیں، عام بسوں اور گاڑیوں میں ریکارڈنگ قانوناً ممنوع ہے، مگر قانون کے محافظوں کے سامنے بسوں، گاڑیوں میں ریکارڈنگ ہوتی ہے۔

فلموں کی اس بہتات نے ہماری نوخیز نسل کا کباڑا کردیا ہے، نوجوانوں کا دین و اخلاق اور ان کی صحت و توانائی اس تفریح کے دیوتا کے بھینٹ چڑھ رہی ہے۔ بہت سے بچے قبل اَز وقت جوان ہوجاتے ہیں، ان کے ناپختہ شہوانی جذبات کو تحریک ہوتی ہے جنھیں وہ غیرفطری راستوں اور ناروا طریقوں سے پورا کرکے بے شمار جنسی امراض کا شکار ہوجاتے ہیں، ناپختہ ذہنی اور شرم کی وجہ سے وہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کو بھی نہیں بتاسکتے، ان کے والدین ان کو ''معصوم بچہ'' سمجھ کر ان کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ پھر عورتوں کی بے حجابی، آرائش و زیبائش اور مصنوعی حسن کی نمائش ''جلتی پر تیل'' کا کام دیتی ہے۔ پھر مخلوط تعلیم اور لڑکوں اور لڑکیوں کے بے روک ٹوک اختلاط نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی

ہے۔ راقم الحروف کو نوجوانوں کے روزمرّہ بیسیوں خطوط موصول ہوتے ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارا معاشرہ نوجوانوں کے لئے آہستہ آہستہ جہنم کدے میں تبدیل ہو رہا ہے۔ آج کوئی خوش بخت نوجوان ہی ہوگا، جس کی صحت دُرست ہو، جس کی نشوونما معمول کے مطابق ہو، اور جو ذہنی انتشار اور جنسی انارکی کا شکار نہ ہو۔ انصاف کیجئے کہ ایسی پود سے ذہنی بالیدگی اور اُولوالعزمی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے جس کے نوّے فیصد افراد جنسی گرداب میں پھنسے ہوئے ناخدایانِ قوم کو یہ کہہ کر پکار رہے ہیں:

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش!

جو شخص بھی اس صورتِ حال پر سلامتیٔ فکر کے ساتھ ٹھنڈے دِل سے غور کرے گا وہ اس فلمی صنعت اور ٹیلیویژن کی لعنت کو ''نئی نسل کا قاتل'' کا خطاب دینے میں حق بجانب ہوگا۔

یہ تو ہے وہ ہولناک صورتِ حال، جس سے ہمارا پورا معاشرہ بالخصوص نوخیز طبقہ دوچار ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورتِ حال کی اصلاح ضروری نہیں؟ کیا نوخیز نسل کو اس طوفانِ بلاخیز سے نجات دِلانا ہمارا دینی و مذہبی اور قومی فرض نہیں؟ اور یہ کہ بچوں کے والدین پر، معاشرے کے بااثر افراد پر اور قومی ناخداؤں پر اس ضمن میں کیا فرائض عائد ہوتے ہیں...؟

میرا خیال ہے کہ بہت سے حضرات کو تو اس عظیم قومی المیہ اور معاشرتی بگاڑ کا احساس ہی نہیں، اس طبقے کے نزدیک لذّتِ نفس کے مقابلے میں کوئی نعمت، نعمت نہیں، نہ کوئی نقصان، نقصان ہے، خواہ وہ کتنا ہی سنگین ہو۔ ان کے خیال میں چشم و گوش اور کام و دہن کے نفسانی تقاضے پورے ہونے چاہئیں، پھر ''سب اچھا'' ہے۔

بعض حضرات کو اس پستی اور بگاڑ کا احساس ہے، لیکن عزم و ہمت کی کمزوری کی وجہ سے وہ نہ صرف یہ کہ اس کا کچھ علاج نہیں کرسکتے، بلکہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے بے رحم تھپیڑوں کے سپرد کردینے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ ''صاحب! کیا کیجئے زمانے کے ساتھ چلنا پڑتا ہے'' کا جو فقرہ اکثر زبانوں سے سننے میں آتا ہے وہ اسی ضعفِ ایمان اور عزم و ہمت کی

کمزوری کی چغلی کھاتا ہے۔ ان کے خیال میں گندگی میں ملوّث ہونا تو بہت بُری بات ہے، لیکن اگر معاشرے میں اس کا عام رواج ہوجائے اور گندگی کھانے کو معیارِ شرافت سمجھا جانے لگے تو اپنے آپ کو اہلِ زمانہ کی نظر میں ''شریف'' ثابت کرنے کے لئے خود بھی اسی شغل میں لگنا ضروری ہے۔

بعض حضرات اپنی حد تک اس سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن وہ اس معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں، نہ اس کے خلاف لب کشائی کی ضرورت سمجھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ یہ مرض لاعلاج ہے، اور اس کی اصلاح میں لگنا بے سود ہے۔ ان پر مایوسی کی ایسی کیفیت طاری ہے کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے؟

بعض حضرات اس کی اصلاح کے لئے آواز اُٹھاتے ہیں، مگر ان کی اصلاحی کوششیں صدا بہ صحرا یا نقارخانے میں طوطی کی آواز کی حیثیت رکھتی ہے۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اگرچہ پانی ناک سے اُونچا بہنے لگا ہے، اگرچہ پورا معاشرہ سیلابِ مصیبت کی لپیٹ میں آچکا ہے، اگرچہ فساد اور بگاڑ مایوسی کی حد تک پہنچ چکا ہے، لیکن ابھی تک ہمارے معاشرے کی اصلاح ناممکن نہیں، کیونکہ اکثریت اس کا احساس رکھتی ہے کہ اس صورتِ حال کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اس لئے اُوپر سے نیچے تک تمام اہلِ فکر اس کی طرف متوجہ ہوجائیں تو ہم اپنی نوجوان نسل کی بڑی اکثریت کو اس طوفان سے بچانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر کچھ انقلابی اقدامات کرنے ہوں گے، جن کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

۱:...... تمام مسلمان والدین کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ وہ اپنے گھروں میں ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے فلمی نغمے سناکر اور فلمی مناظر دِکھاکر نہ صرف دُنیا و آخرت کی لعنت خرید رہے ہیں، بلکہ خود اپنے ہاتھوں اپنی اولاد کا مستقبل تباہ کر رہے ہیں۔ اگر وہ خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں، اگر انہیں قبر و حشر میں حساب کتاب پر ایمان ہے، اگر انہیں اپنی اولاد سے ہمدردی ہے تو خدارا! اس سامانِ لعنت کو اپنے گھروں سے نکال دیں۔ ورنہ وہ خود تو مر کر قبر میں چلے جائیں گے، لیکن ان کے مرنے کے بعد بھی اس گناہ کا

وبال ان کی قبروں میں پہنچتا رہے گا۔

۲:...... معاشرے کے تمام بااثر اور دردمند حضرات اس کے خلاف جہاد کریں، محلے محلے اور قریہ قریہ میں بااثر افراد کی کمیٹیاں بنائی جائیں، وہ اپنے محلے اور اپنی بستی کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لئے مؤثر تدابیر سوچیں، اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ نیز حکومت سے پُرزور مطالبہ کریں کہ ہماری نوجوان نسل پر رحم کیا جائے اور نوجوان نسل کے ''خفیہ قاتل'' کے ان اَڈّوں کو بند کیا جائے۔

۳:...... سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ یہ اُصول طے شدہ ہے کہ حکومت کے اقدام سے اگر کسی نیکی کو رواج ہوگا تو تمام نیکی کرنے والوں کے برابر ارکانِ حکومت کو بھی اَجر و ثواب ہوگا۔ اور اگر حکومت کے اقدام یا سرپرستی سے کوئی بُرائی رواج پکڑے گی تو اس بُرائی کا ارتکاب کرنے والوں کے برابر ارکانِ حکومت کو گناہ بھی ہوگا۔ اگر ریڈیو کے نغمے، ٹیلیویژن کی فلمیں اور راگ رنگ کی محفلیں کوئی ثواب کا کام ہے تو میں ارکانِ حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جتنے لوگ یہ ''نیکی اور ثواب کا کام'' کر رہے ہیں ان سب کے ''اَجر و ثواب'' میں حکومت برابر کی شریک ہے۔ اور اگر یہ بُرائی اور لعنت ہے تو اس میں بھی حکومت کے ارکان کا برابر کا حصہ ہے۔ سینما ہال حکومت کے لائسنس ہی سے کھلتے ہیں، اور ریڈیو اور ٹی وی حکومت کی اجازت ہی سے درآمد ہوتے ہیں، اور حکومت ہی کی سرپرستی میں یہ ادارے چلتے ہیں، جو اپنے نتائج کے اعتبار سے انسانیت کے سفاک اور قاتل ہیں۔ میں اپنے نیک دِل اور اسلام کے علمبردار حکمرانوں سے بصد ادب و احترام اِلتجا کروں گا کہ خدا کے لئے قوم کو ان لعنتوں سے نجات دِلایئے، ورنہ: ''تیرے رَبّ کی پکڑ بڑی سخت ہے...!'' خصوصاً جبکہ ملک میں اسلامی نظام کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا ہے، ضروری ہے کہ معاشرے کو ان غلاظتوں سے پاک کرنے کا اہتمام کیا جائے، ورنہ جو معاشرہ ان لعنتوں میں گلے گلے ڈُوبا ہوا ہو اس میں اسلامی نظام کا پنپنا ممکن نہیں۔

۴:...... حضراتِ علمائے اُمت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے خطبات و مواعظ میں اس بلائے بے درماں کی قباحتوں پر روشنی ڈالیں، اور تمام مساجد سے اس مضمون کی

قراردادیں حکومت کو بھیجی جائیں کہ پاکستان کو فلمی لعنت سے پاک کیا جائے۔

الغرض! اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے ان تمام لوگوں کو اُٹھ کھڑے ہونا چاہئے جو پاکستان کو قہرِ الٰہی سے بچانا چاہتے ہیں۔

کہا جاسکتا ہے کہ ہزاروں افراد کا روزگار فلمی صنعت اور ٹیلیویژن سے وابستہ ہے، اگر اس کو بند کیا جائے تو یہ ہزاروں انسان بے روزگار نہیں ہوجائیں گے؟ افراد کی بے روزگاری کا مسئلہ بلاشبہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، لیکن سب سے پہلے تو دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا چند انسانوں کو روزگار مہیا کرنے کے بہانے سے پوری قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلا جاسکتا ہے؟ اُصول یہ ہے کہ اگر کسی فرد کا کاروبار ملت کے اجتماعی مفاد کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کاروبار کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ چوروں اور ڈاکوؤں کا پیشہ بند کرنے سے بھی بعض لوگوں کا ''روزگار'' متأثر ہوتا ہے، تو کیا ہمیں چوری اور ڈکیتی کی اجازت دے دینی چاہئے؟ اسمگلنگ بھی ہزاروں افراد کا پیشہ ہے، کیا قوم و ملت اس کو برداشت کرے گی؟ شراب کی صنعت اور خرید و فروخت اور منشیات کے کاروبار سے بھی ہزاروں افراد کا روزگار وابستہ ہے، کیا ان کی بھی کھلی چھٹی ہونی چاہئے...؟ ان سوالوں کے جواب میں تمام عقلاء بیک زبان یہی کہیں گے کہ جو لوگ اپنے روزگار کے لئے پورے معاشرے کو داؤ پر لگاتے ہیں ان کو کسی دُوسرے جائز کاروبار کا مشورہ دیا جائے گا، لیکن معاشرے سے کھیلنے کی اجازت ان کو نہیں دی جائے گی۔ ٹھیک اسی اُصول کا اطلاق فلمی صنعت پر بھی ہوتا ہے، اگر اس کو معاشرے کے لئے مضر ہی نہیں سمجھا جاتا تو یہ بصیرت و فراست کی کمزوری ہے، اور اگر اس کو معاشرے کے لئے، خصوصاً نوجوان اور نوخیز نسل کے لئے مضر سمجھا جاتا ہے تو اس ضررِ عام کے باوجود اسے برداشت کرنا حکمت و دانائی کے خلاف ہے۔

جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کے لئے کوئی دُوسرا روزگار مہیا کیا جاسکتا ہے، مثلاً: سینما ہالوں کو تجارتی مراکز میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو نظر آئے گا کہ یہ فلمی کھیل تماشے قوم کے اخلاقی ڈھانچے ہی کے لئے تباہ کن نہیں، بلکہ اقتصادی نقطۂ نظر سے بھی ملک کے لئے مہلک ہیں۔ جو افرادی و مادّی قوّت ان لایعنی اور بے لذّت گناہوں

پر خرچ ہو رہی ہے وہ اگر ملک کی زرعی، صنعتی، تجارتی اور سائنسی ترقی پر خرچ ہونے لگے تو ملک ان مفید شعبوں میں مزید ترقی کر سکتا ہے، اس کا مفاد متعلقہ افراد کے علاوہ پوری قوم کو پہنچے گا۔

الغرض! جو حضرات فلمی لائن سے وابستہ ہیں ان کی صلاحیتوں کو کسی ایسے روزگار میں کھپایا جا سکتا ہے جو دینی، معاشرتی اور قومی وجود کے لئے مفید ہو۔

## موت کی اطلاع دینا

س…… چند احادیث مبارکہ آپ کی خدمت میں ارسال ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں ان کا مفہوم لکھ کر مشکور فرمائیے:

ا:…… "عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال ایاکم والنعی فان النعی من عمل جاهلیة." (ترمذی)

۲:…… "عن حذیفة قال اذا مت فلا توذنوا بی احدًا فانی اخاف ان یکون نعیاً وانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ینهیٰ عن النعی." (ترمذی)

جناب مولانا صاحب! یہ تو احادیث مبارکہ ہیں اور ہمارے علاقہ میں یہ رسم و رواج ہے کہ جب کوئی بھی (چاہے امیر ہو یا غریب) مرجائے تو مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں فوت ہوا ہے، نمازِ جنازہ ۳ بجے ہوگا، یا جنازہ نکل گیا ہے، جنازہ گاہ کو جاؤ، تو کیا یہ اعلان جائز ہے یا احادیث کے خلاف ہے؟ اگر خلاف و ناجائز ہو تو انشاء اللہ یہ اعلانات وغیرہ آئندہ نہیں کریں گے، مدلل جواب سے نوازیں۔ نیز یہ بھی سنتے ہیں کہ مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے؟

ج…… عام اہلِ علم کے نزدیک موت کی اطلاع کرنا جائز بلکہ سنت ہے، ان احادیث میں اس "نعی" کی ممانعت ہے جس کا اہل جاہلیت میں دستور تھا کہ میّت کے مفاخر بیان کر کے اس کی موت کا اعلان کیا کرتے تھے۔

## اعلانِ وفات کیسے سنت ہے؟

س…… آپ کا فتویٰ پڑھ کر تسلی نہیں ہوئی آج کل ہمارے محلے میں یہ مسئلہ بہت ہی زیر بحث

ہے، اس لئے اس کا فوٹو اسٹیٹ کرکے آپ کو دوبارہ بھیج رہا ہوں تاکہ تفصیل سے دلیل سے جواب دے کر مشکور فرمائیں، موت کی اطلاع کرنا سنت لکھا ہے تو مہربانی کرکے اس کی دلیل ضرور لکھئے گا۔

س......۱: زمانۂ جاہلیت میں جو دستور تھا اعلان کا، تو وہ کن الفاظ سے اعلان کرتے تھے؟

س......۲: مسجد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؟ اس کا جواب شاید بھول گیا، مہربانی کرکے اس کا جواب جلدی دینا تاکہ اُلجھن دُور ہو، بہت بہت شکریہ۔

ج......

۱:......"فی الحدیث ان النبی صلی الله علیه وسلم نعی للناس النجاشی، اخرجه الجماعة."

ترجمہ:......"حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ نجاشی کی موت کا اعلان فرمایا تھا۔"

۲:......"وفی فتح الباری (۳،۱۱۷): قال ابن العربی، یؤخذ من مجموع الاحادیث ثلاث حالات، الاولیٰ اعلام الاهل والاصحاب واهل الصلاح فهذا سنة، الثانية دعوة الحفل للمفاخرة فهٰذه تکره، الثالثة الاعلام بنوع آخر کالنیاحة ونحو ذالک فهٰذا حرام، وقد نقله الشیخ فی الاوجز (۱،۴۴۳) عن الفتح."

ترجمہ:......"فتح الباری میں ہے کہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ موت کی اطلاع دینے کی تین حالتیں ہیں: ۱:-اہل وعیال اور احباب واصحاب اور اہل صلاح کو اطلاع کرنا یہ تو سنت ہے۔ ۲:-فخر ومباحات کے لئے مجمع کثیر کو جمع کرنے کے لئے اعلان کرنا یہ مکروہ ہے۔ ۳:-لوگوں کو آہ وبکا اور بین کرنے کے لئے اطلاع کرنا اور بلانا یہ حرام ہے۔

۳:...... ”وفی العلائیة: ولا بأس بنقله قبل دفنه وبالاعلام بموته ......الخ. وفی الشامیة: قوله وبالاعلام بموته: ای اعلام بعضهم بعضاً، لیقضوا حقه. هدایة: وکره بعضهم ان ینادیٰ علیه فی الازقة والاسواق، لانه یشبه نعی الجاهلیة، والاصح انه لا یکره اذا لم یکن معه تنویه بذکره وتفخیم...... فان نعی الجاهلیة ماکان فیه قصد الدوران مع الضجیج والنیاحة وهو المراد بدعوی الجاهلیة فی قوله صلی الله علیه وسلم: ”لیس منامن ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة...... شرح المنیة (شامی ۲_۲۳۹) وکذا فی الفتح (۱_۴۶۳).“

ترجمہ:...... ”اور علائیہ میں ہے کہ میّت کو دفن کرنے سے پہلے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے اور موت کے اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں......الخ۔ اور فتاویٰ شامی میں ہے: ”اور اس کی موت کی اطلاع دینا یعنی ایک دوسرے کو اس لئے اطلاع دینا تاکہ اس کا حق ادا کرسکیں، (جائز ہے) اور بعض حضرات نے بازاروں اور گلیوں میں کسی کی موت کے اعلان کو مکروہ کہا ہے کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی موت کی اطلاع دینے کے مشابہ ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے، جب کہ اس اعلان کے ساتھ زمانہ جاہلیت کا سا نوحہ اور مردے کی بڑائی کا تذکرہ نہ ہو...... پس بے شک جاہلیت کی سی موت کی اطلاع وہ ہے کہ جس میں دل کی تنگی اور بین کا تذکرہ ہو، اور یہی مقصود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ: وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے منہ کو پیٹا اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے دعوے کئے۔“

ج……۲: مسجد میں اذان کہنا مکروہِ تنزیہی ہے، البتہ جمعہ کی دُوسری اذان کا معمول منبر کے سامنے چلا آتا ہے۔

## تصویر کا حکم

س……اسی دن ہی آپ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا کہ تصویر حرام ہے جس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کا حوالہ دیا تھا۔ پوچھنا یہ ہے کہ اگر تصویر حرام ہے تو ہمارے ملک سمیت کئی اسلامی ممالک میں کرنسی نوٹوں پر تصویریں ہیں، ہم لوگ یہ تصویری نوٹ جیب میں رکھ کر نماز پڑھتے ہیں، آیا ہماری نماز قبول ہوجاتی ہے؟

ہمارے ملک کے بڑے بڑے علماء سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہیں، آئے دن اخبارات و رسائل میں ان کے انٹرویوز آتے رہتے ہیں، جس کے ساتھ ان کی تصویر بھی چھپتی ہے، لیکن کسی عالم نے اخبار یا رسالے کو منع نہیں کیا کہ انٹرویو چھاپ دیں، اور تصویر مت چھاپنا۔

حج کے دوران مناسک حج بھی ٹی وی پر براہِ راست دکھائے جاتے ہیں کیا یہ بھی ٹھیک نہیں ہے؟ اور دیکھنے والا بھی گناہ گار ہے؟ جب کہ یہ بھی ایک عکس ہے، اس قسم کی بے شمار چیزیں ہیں، جو کہ آپ کو بھی معلوم ہے۔

ج……اس سوال میں ایک بنیادی غلطی ہے، وہ یہ کہ ایک ہے قانون، اور دُوسری چیز ہے قانون پر عمل نہ ہونا۔ میں تو شریعت کا قانون بیان کرتا ہوں، مجھے اس سے بحث نہیں کہ اس قانون پر کہاں تک عمل ہوتا ہے، اور کہاں تک عمل نہیں ہوتا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے، اور تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اب اگر بالفرض ساری دُنیا بھی اس قانون کے خلاف کرنے لگے تو اس سے قانونِ شرعی تو غلط نہیں ہوجائے گا۔ ہاں! قانون کو توڑنے والے گناہ گار ہوں گے، جو لوگ نوٹوں پر تصویریں چھاپتے ہیں، اخبارات میں فوٹو چھاپتے ہیں، حج کی فلمیں بناتے ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ قانون کے مقابلہ میں ان لوگوں کا قول و فعل حجت ہے؟ اگر نہیں تو ان کا حوالہ

دینے کے کیا معنی؟

خوب سمجھ لیجئے کہ پاکستان کا سربراہ ہو، یا سعودی حکمران، سیاسی لیڈر ہو، یا علماء، مشائخ! یہ سب اُمتی ہیں، ان کا قول و فعل شرعی سند نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ان کا حوالہ دیا جائے، یہ سب کے سب اگر اُمتی بن کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر پائیں گے، اور اگر نہیں کریں گے تو بارگاہِ خداوندی میں مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے، پھر خواہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردیں یا پکڑلیں، بہرحال کسی مجرم کی قانون شکنی، قانون میں لچک پیدا نہیں کرتی، ہم لوگ بڑی سنگین غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جب قانونِ الٰہی کے مقابلے میں فلاں اور فلاں کے عمل کا حوالہ دیتے ہیں۔

تصویر والے نوٹ کو جیب میں رکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی بغیر کسی شدید ضرورت کے تصویر بنوانا جائز نہیں اور حج فلم کا بنانا اور دیکھنا بھی جائز نہیں۔

## نعرۂ تکبیر کے علاوہ دُوسرے نعرے

س…… جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ افواجِ پاکستان کے جوان جذبہ جہاد، جذبہ شہادت اور حب الوطنی سے سرشار ہیں اور ملک کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے، جنگ ایک ایسا موقع ہے کہ اس میں موت یقینی طور پر سامنے ہوتی ہے اور ہر سپاہی کی خواہش شہادت یا غازی بننا ہوتی ہے۔

جنگ کے دوران اور مشقوں میں فوجی جوان جوش میں مختلف نعرے لگاتے ہیں مثلاً نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر، نعرۂ حیدری: یا علیؓ مدد۔

اب اصل مسئلہ ''یا علی مدد'' کا ہے ملک بھر کے فوجی جوان ''یا علیؓ مدد'' پکارتے ہیں، لیکن اکثر علماء سے سنا ہے کہ شرکِ عظیم اور گناہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا، تو کیا ''یا علی مدد'' کا نعرہ دُرست ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس نعرے کے بعد اگر موت واقع ہوجائے اور یہ واقعی شرک ہو تو معمولی سی ناسمجھی کی وجہ سے کتنا بڑا نقصان ہوسکتا ہے؟

نیز اکثر مسجدوں اور مختلف جگہوں پر یا اللہ، یا محمد، یا رسول کے نعرے درج ہوتے

ہیں ان کے بارے میں بھی تفصیل سے بیان کریں۔

ج…… اسلام میں ایک ہی نعرہ ہے، یعنی نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر۔ باقی نعرے لوگوں کے خود تراشیدہ ہیں، نعرۂ حیدری شیعوں کی ایجاد ہے، کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں خدائی صفات کا عقیدہ رکھتے ہیں، یہ نعرہ بلاشبہ لائقِ ترک ہے اور شرک ہے۔

''یا محمد'' اور ''یا رسول اللہ'' کے الفاظ لکھنا بھی غلط ہے، اس مسئلے پر میری کتاب ''اختلافِ اُمت'' میں تفصیل سے لکھا گیا ہے اسے ملاحظہ فرمالیں۔

## الٹراساؤنڈ سے رحم مادر کا حال معلوم کرنا

س…… قرآن میں کئی جگہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بعض چیزوں کا علم سوائے اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے اس سلسلے میں سورۂ لقمان کی آخری آیات کا حوالہ دوں گا جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ چند چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کے پاس نہیں ہے، ان میں قیامت کے آنے کا، بارش کے ہونے کا، کل کیا ہونے والا ہے، فصل کیسے اگے گی، اور ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی)۔

جیسا کہ آپ کو علم ہوگا کہ آج کل ایک مشین جس کا نام ''الٹراساؤنڈ مشین'' (Altra Sound Machine) ہے جو کہ شاید اب پاکستان میں بھی موجود ہے، ڈاکٹروں کا دعویٰ ہے کہ اس مشین کے ذریعے یہ آسانی سے بتایا جاسکتا ہے کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے؟ یعنی لڑکی یا لڑکا؟ اور کئی ڈاکٹروں نے اس کو ثابت کر بھی دکھایا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا قرآن وحدیث کی روشنی میں ڈاکٹروں کا یہ دعویٰ کس حد تک درست ہے؟ اور اس مشین کی کیا حقیقت ہے؟ کیا یہ اسلام کے احکام اور قرآن کے خلاف نہیں ہے؟

ج…… قرآنِ کریم کی جس آیت کا حوالہ آپ نے دیا ہے، اس میں یہ فرمایا گیا کہ ''اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ رحم میں ہے۔'' اگر اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کے یا کشف والہام کے ذریعہ کسی کو بتادے تو یہ اس آیت کے منافی نہیں، اسی طرح اگر آلات کے ذریعہ یا علامات کے ذریعہ یہ معلوم کرلیا جائے تو یہ بھی علمِ غیب شمار نہیں کیا جاتا، لہٰذا اس آیت کے خلاف نہیں۔ یہ

جواب اس صورت میں ہے کہ آلات کے ذریعہ سو فیصد یقین کے ساتھ معلوم کیا جاسکے، ورنہ جواب کی ضرورت ہی نہیں، کیونکہ نفی علمِ یقینی اور بغیر ذرائع کے حاصل ہونے والے کی ہے، جبکہ علم ایک تو ظنی ہوتا ہے، اور دُوسرا اسبابِ عادیہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے، اور جو علم کسی کے ذریعہ سے حاصل ہو وہ علمِ غیب نہیں کہلاتا، لہٰذا یہ آیت کے منافی نہیں۔

## فارمی مرغی کے کھانے کا حکم

س...... آپ کو معلوم ہوگا کہ آج کل تقریباً ہر ملک میں مشینی سفید مرغی کا کاروبار عام ہے اور مرغیوں کی پرورش کے لئے ایسی خوراک دی جاتی ہے جس میں خون کی آمیزش کی جاتی ہے، جس سے مرغی جلد جوان ہوتی ہے اور اس غذا کی وجہ سے مرغی کے اندر خود بخود انڈے دینے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسی مرغی اور اس کے انڈے کھانے جائز ہیں؟

ج...... مرغی کی غذا کا غالب حصہ اگر حرام ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے، اس کو تین دن بند رکھا جائے اور حلال غذا دی جائے اس کے بعد کھایا جائے، اور ان کی خوراک میں حلال غالب ہو تو کھانا جائز ہے۔

## حقا کہ بنائے لا اِلٰہ است حسینؓ

س...... گزارش اینکہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک رباعی جو شیعہ فرقہ کے علاوہ اہل سنت والجماعۃ مقررین وعلمائے کرام کی زبانوں پر بھی گشت کررہی ہے، میری مراد ہے:

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ
سرداد ونداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؓ

اسی طرح علامہ اقبال مرحوم کا ایک شعر:

بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است
تا بنائے لا الٰہ گر دیدہ است

اور ظفر علی خان مرحوم کا شعر جس کا آخری حصہ:

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہ اور اشعار مذکورہ بالا کا خط کشیدہ حصہ دِل میں بہت زیادہ کھٹکتا ہے، میرے ناقص علم کے مطابق یہ قرآن وسنت کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا، واضح ہو کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا میرے دل میں نہایت بلند مقام ہے، آپ براہِ کرم اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟

اگر بنائے لا الٰہ حسینؓ نہیں تو از روئے شرع بنائے لا الٰہ کیا ہے؟ ایک عالم دین فرماتے ہیں کہ یہ رباعی ملا معین کاشفی رافضی کی ہے، حضرت خواجہ اجمیریؒ کی نہیں، چونکہ ان کے دیوان ورسائل میں نہیں ملتی، جواب مدلل ومبرہن اور مفصل لکھیں۔

ج...... ظفر علی خان مرحوم کے شعر میں تو کوئی اِشکال نہیں، ''ہر کربلا'' سے مراد ''ہر شہادت گاہ'' ہے، اور شعر کا مدعا یہ ہے کہ قربانی وشہادت احیائے اسلام کا ذریعہ ہے۔

جہاں تک اوّل الذکر رباعی اور اقبال کے شعر کا تعلق ہے یہ خالصتاً رافضی نقطۂ نظر کے ترجمان ہیں، خواجہ اجمیریؒ کی طرف رباعی کا انتساب غلط ہے، اور اقبال کا شعر ''فِی کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ'' کا مصداق ہے۔ لطف یہ ہے کہ رباعی میں ''سر داد و نہ داد دست در دست یزید'' کو، اور اقبال کے شعر میں ''بہر حق در خاک وخوں غلطیدن'' کو ''بنائے لا الٰہ'' ہونے کی علت قرار دیا گیا ہے، حالانکہ توحید، جو مفہوم ہے ''لا الٰہ'' کا حق تعالیٰ کی صفت ہے، بندہ کا ایک فعل اللہ تعالیٰ کی توحید و یکتائی کی علت کیسے ہوسکتا ہے؟ ہاں جو لوگ ائمہ معصومین میں خدا اور خدائی صفات کے حلول کے قائل ہوں ان سے ایسا مبالغہ مستبعد نہیں۔

الغرض یہ رباعی کسی رافضی کی ہے، اور اقبال کا شعر اس کا سرقہ ہے، واللہ اعلم!

## سرکاری افسران کی خاطر تواضع

س...... آڈٹ کے محکمے سے متعلق ہونے کی وجہ سے دُوسرے محکموں میں جاکر آڈٹ کرنا پڑتا ہے، وہ لوگ مہمان سمجھ کر کھانے کا یا چائے کا بندوبست کرتے ہیں، نہ کھانے پر ناراض ہوتے ہیں یا آڈٹ کرنے میں تعاون میں سستی کرتے ہیں، کھانے یا چائے کے پیسے بھی ہمیں ادا نہیں کرنے دیتے، دُوسری جگہ جاکر ان چیزوں کا اپنے بندوبست سے حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے، اس کھانے سے نہ ہم اپنے فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں اور نہ وہ اس وجہ سے تقاضا کرتے ہیں کہ اعتراض معاف کردیئے جائیں، ایسی حالت میں کھانا یا چائے قبول کرنا چاہئے یا نہیں، ہمارے افسران نہ اس چیز کو منع کرتے ہیں نہ قبول کرنے کو کہتے ہیں ہاں خود جائیں تو کھاپی لیتے ہیں۔

ج...... ہمارے معاشرے میں سرکاری افسران کو کھلانے پلانے کا معمول ہے، اس لئے لوگ اس پر بضد ہوتے ہیں، اگر ممکن ہو تو ان سے کہہ دیا جائے کہ ہمیں سفر کے لئے سرکاری خرچ ملتا ہے، اس لئے کھانے پینے کے مصارف ہم خود ادا کریں گے، البتہ تیاری کے انتظامات کردیئے جائیں، اگر لوگ اس پر راضی ہوجائیں تو یہ انتظام کرلیا جائے، ورنہ بحالتِ مجبوری ان کی ضیافت کو گوارا کرلیا جائے، لیکن اس ضیافت کا اثر فرائض کی بجاآوری پر واقع نہ ہو۔

## خرچ سے زیادہ بل وصول کرنا

س...... جب مقام سے باہر جاتے ہیں تو یومیہ خرچہ اور سفرخرچ سرکاری ملتا ہے، اور ہوٹل کا خرچ بھی، مثلاً ایک شخص ریلوے میں اے سی کلاس میں جاسکتا ہے، مگر کسی وجہ سے فرسٹ یا سیکنڈ کلاس میں جاتا ہے اور حکومت سے پیسے اے سی کے لے لیتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر اضافی پیسے فقراء میں تقسیم کردے بلاثواب کی نیت کے تو پھر کیسا ہے؟

ایسے ہی مثلاً دوسو روپے یومیہ پر ہوٹل میں رہ سکتا ہے مگر وہ پچاس روپے والے کمرے میں رہتا ہے لیکن حکومت سے دوسو روپے لے لیتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ اگر

اضافی ۱۵۰ روپے فقرأ میں تقسیم کردے تو پھر کیا جائز ہے؟ جبکہ بغیر نیت ثواب کے ہو۔

ج...... اگر سرکار کی طرف سے اس کی اجازت ہے پھر تو کوئی اِشکال نہیں لیکن اگر اجازت نہیں تو بہتر صورت یہ ہے کہ جتنا خرچہ ہوا ہو اتنا ہی وصول کیا جائے، اور اگر یہ صورت بھی ممکن نہ ہو تو زائد خرچہ کسی تدبیر سے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرادیا جائے، اور اگر یہ صورت بھی نہ ہوسکے تو مساکین کو بغیر نیت صدقہ کے دیدیا جائے۔

## مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہیں نہ کہ دوائی

س...... میرے ایک سوال کا جواب آپ نے دیا ہے جس سے میری ذہنی پریشانی ابھی تک ختم نہیں ہوسکی، میں دوبارہ آپ کو تکلیف دے رہی ہوں امید ہے آپ مجھے معاف کردیں گے۔ میرا سوال یہ تھا کہ:

> ''کیا دوائی کھانے سے بیٹا پیدا ہوسکتا ہے جس کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ: ''بیٹا بیٹی خدا ہی کے حکم سے ہوتے ہیں، اور دوائی بھی اسی کے حکم سے موثر ہوتی ہے اس لئے اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو دوائی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔''

گستاخی معاف! مولانا صاحب میں چاہتی ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب ذرا وضاحت سے دیں کیونکہ میرا دل ابھی بھی مطمئن نہیں ہوا کہ اگر دوائی کھانے سے بھی بیٹا پیدا ہوسکتا ہے تو پھر ہر عورت ہی دوائی کھانی شروع کردے اور دُنیا میں بیٹے ہی بیٹے نظر آئیں، بیٹیاں تو ختم ہوجائیں کیونکہ ہمارے ملک میں تو پہلے ہی بہت جہالت ہے، پہلے تو لوگ داتا صاحب کے مزار پر اور دُوسرے مزارات پر جاکر بیٹا مانگتے ہیں اور اب دوائی سے اگر بیٹا ملنے لگا تو عورتوں کا ہجوم ان کے گھر لگ جائے گا جو دوائی بیچ رہے ہیں اور دوائی بھی ہزاروں میں بیچ رہے ہیں کیا یہ شرک نہیں ہوگا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں جس کو چاہتا ہوں بیٹا دیتا ہوں جس کو چاہتا ہوں بیٹی دیتا ہوں، جب اللہ نے دینا اپنی مرضی سے ہے تو دوائی کیا اثر کرسکتی ہے؟

ج……میری بہن! دواؤں کا تعلق تجربہ سے ہے، پس اگر تجربہ سے ثابت ہوجائے (محض فراڈ نہ ہو) کہ فلاں دوائی سے بیٹا ہوسکتا ہے تو اس کا جواب میں نے لکھا تھا کہ دوائی کا موٴثر ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے جیسے بیماری سے شفا دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے، لیکن دوا دارو بھی کیا جاتا ہے، اور اس کا فائدہ بھی ہوتا ہے، تو یوں کہا جائے گا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ بغیر دواؤں کے شفا دے سکتے ہیں اور دیتے ہیں اسی طرح کبھی دوائی کے ذریعے شفا عطا فرماتے ہیں، دوائی شفا نہیں دیتی، بلکہ اس کا وسیلہ اور ذریعہ بن جاتی ہے، اور جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں دوائی کے باوجود بھی فائدہ نہیں ہوتا۔

اسی طرح اگر کوئی دوائی واقعی ایسی ہے جس سے بیٹا ہوجاتا ہے تو اس کی حیثیت بھی یہی ہوگی کہ کبھی اللہ تعالیٰ دوائی کے بغیر بیٹا دے دیتے ہیں، کبھی دوائی کو ذریعہ بنا کر دیتے ہیں، اور کبھی دوائی کے باوجود بھی نہیں دیتے، جب موٴثر حقیقی اللہ تعالیٰ کو سمجھا جائے اور دوائی کی تاثیر کو بھی اسی کے حکم و ارادہ کی پابند سمجھا جائے تو یہ شرک نہیں، اور ایسی دوائی کا استعمال گناہ نہیں۔

نوٹ: مجھے اس سے بحث نہیں کہ کوئی دوائی ایسی ہے بھی یا نہیں۔

## مریخ وغیرہ پر انسانی آبادی

س……کیا ایک انسانوں کی آبادی اس زمین (جس پر ہم لوگ خود رہتے ہیں) کے علاوہ کہیں اور بھی ہوسکتی ہے؟ جیسے مریخ وغیرہ میں۔ میرا مطلب ہے کہ اسلامی رو سے یہ ممکن ہے یا نہیں اگر ہے تو انبیأ کرام کو تو صرف اس زمین پر خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے جیسے ہم لوگ رہتے ہیں، اگر ممکن ہے تو وہ لوگ حج وغیرہ کس طرح ادا کریں گے؟

ج……آپ اس زمین کے انسانوں کی بات کریں، مریخ اور عطارد پر اگر انسانی مخلوق ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت اور حج وغیرہ کا بھی انتظام کیا ہوگا، آپ ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیں۔

## عورت کی حکمرانی

س...... روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ پر گزشتہ تین مسلسل جمعۃ المبارک (مورخہ ۲۷ جنوری، ۳ فروری اور ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء) سے ایک تحقیقی مقالہ بعنوان عورت بحیثیت حکمران از جناب مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب شائع ہو رہا ہے۔

مفتی صاحب نے ان مقالات میں قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، ائمہ کرام، فقہا اور علماء کے اقوال اور حوالوں سے یہ قطعی ثابت کیا ہے کہ ایک اسلامی مملکت کی سربراہ ''عورت'' نہیں ہوسکتی۔

سیاسی وابستگی سے قطع نظر بحیثیت ایک مسلمان میں خالصتاً اسلامی نقطۂ نگاہ سے آپ سے یہ سوال کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ موجودہ دور کی حکمران چونکہ ایک خاتون ہے، جبکہ قرآن، حدیث، علماء اور فقہاء نے اس کی ممانعت اور مخالفت کی ہے، لیکن اس کے باوجود اہلِ پاکستان نے مشترکہ طور پر ایک عورت کو حکمران بنا کر قرآن اور حدیث کے واضح احکامات سے روگردانی کی ہے۔ کیا پوری قوم ان واضح احکامات سے روگردانی پر گناہ گار ہوئی اور کیا پوری قوم کو اس کا عذاب بھگتنا ہوگا...؟ نیز ہمارے موجودہ اسلامی شعائر اور فرائض پر تو اس کا کوئی اثر نہیں پڑ رہا ہے؟

ج...... حق تعالیٰ شانہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ اُمت کے دوٹوک اور قطعی فیصلہ اور اس کی کھلی مخالفت کے بعد کیا ابھی آپ کو گنہ گاری میں شک ہے؟ براہ راست گناہ تو ان لوگوں پر ہے جنھوں نے ایک خاتون کو حکومت کی سربراہ بنایا، لیکن اس کا وبال پوری قوم پر پڑے گا، مستدرک حاکم کی روایت میں بسند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

''هلكت الرجال حين اطاعت النساء.''

(مستدرک حاکم ج:۴ ص:۲۹۱)

ترجمہ:...... ''ہلاک ہوگئے مرد جب انہوں نے اطاعت کی عورتوں کی۔''

اب یہ تباہی اور ہلاکت پاکستان پر کن کن شکلوں میں نازل ہوتی ہے؟ اس کا انتظار کیجئے...!

## اِبلیس کے لئے سزا

س......قرآن شریف میں اِبلیس کو جن کہا گیا ہے، جس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے اس لئے انکار کیا کہ اس کی تخلیق آگ سے ہے جبکہ انسان کی مٹی سے۔ اِبلیس کو اس کی نافرمانی کی وجہ سے ملعون قرار دیا گیا، اور اس کے اعمال پر چلنے والے انسانوں کو دوزخ کے دردناک عذاب کی خبر دی گئی۔

لیکن کہیں بھی نہیں کہ اِبلیس کی ان حرکات پر اس کے لئے دوزخ کی سزا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا جس کی تخلیق آگ سے ہے اس پر دوزخ کوئی اثر کرے گی؟

ج...... اِبلیس کے لئے دوزخ کی سزا قرآنِ کریم میں مذکور ہے۔ جنوں کی تخلیق میں غالب عنصر آگ ہے، جیسا کہ انسان کی تخلیق میں غالب عنصر مٹی ہے، اور مٹی کا ہونے کے باوجود جس طرح انسان مٹی سے ایذا پاتا ہے، مثلاً: اس کو مٹی کا گولا مارا جائے تو اس کو تکلیف ہوگی، اسی طرح جنوں کے آگ سے پیدا ہونے کے باوجود ان کو آگ سے تکلیف ہوگی۔

## گھوڑے کا گوشت

س......صحیح بخاری شریف جلد نمبر۳ صفحہ نمبر ۲۵۵ سے ۲۵۶ تک مختلف احادیث میں یہ بات لکھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھانا جائز قرار دیا ہے۔ ہمیں بتائیں کہ ان احادیث کا کیا مطلب ہے اور پھر اگر جائز ہے تو آج تک علمائے کرام نے کیوں نہیں بتایا؟

ج......سننِ ابی داؤد ص:۱۷۵، ج:۲ مطبوعہ کراچی میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے گوشت سے منع فرمادیا تھا، چونکہ ایک حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہے، اور دوسری سے ممانعت معلوم ہوتی ہے، اس لئے امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے آپ نے یہ مسئلہ پہلے کسی عالم سے پوچھا نہیں ہوگا اگر پوچھتے تو بتایا جاتا۔

## کیا سب دریائی جانور حلال ہیں؟

س…… جس طرح قرآن مجید کی یہ آیت ہے کہ دریاؤں کے جانوروں کو حلال قرار دیا گیا ہے مگر ہم صرف مچھلی حلال سمجھتے ہیں جبکہ سمندروں میں اور بھی جاندار ہوتے ہیں۔

ج…… قرآنِ کریم کی جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اِحرام کی حالت میں دریائی جانوروں کے شکار کو حلال فرمایا گیا ہے، خود ان جانوروں کو حلال نہیں فرمایا گیا۔ اور شکار حرام جانور کا بھی ہوسکتا ہے، جیسے: شیر اور چیتے کا شکار کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں صرف مچھلی کو حلال فرمایا ہے، اس لئے ہم صرف مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں۔

(نصب الرایہ ج:۲ص:۲۰۲)

## جانور کو خصی کرنا

س…… قربانی کے لئے جو بکرا پالتے ہیں اس کو خصی کردیتے ہیں صرف اس نیت سے کہ اس کی نشو ونما اچھی ہو اور گوشت بھی زیادہ نکلے اور خصوصاً فروخت کرنے والے زیادہ تر خصی کردیتے ہیں تاکہ دام اچھے لگیں۔ جب خصی کرتے ہیں تو بکرا بُری طرح سے چیخ و پکار کرتا ہے، تو کیا جانور پر یہ ظلم ہے یا نہیں؟

ج…… جانور کا خصی کرنا جائز ہے، اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ جہاں تک ممکن ہو کوشش کی جائے کہ جانور کو تکلیف کم سے کم پہنچے۔



فہرست

## داڑھی کٹانا حرام ہے

س…… آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے اور اس کو منڈانا یا کٹانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۱:…… جنابِ عالی! میں نے پاکستان میں ماہِ رمضان میں کئی حافظ دیکھے جو تراویح پڑھاتے تھے اور ڈاڑھی صاف کرتے تھے۔

۲:……سب سے اعلیٰ مثال ہمارے حکیم سعید احمد صاحب ہمدرد والے الحاج حافظ ہیں، ۹۰ سال کی عمر میں ہیں، اپنے رسالے ''ہمدرد صحت'' میں پہلا مضمون قرآن اور

حدیث کا ہوتا ہے، خود لکھتے ہیں، کیا ان کو یہ مسئلہ نہیں معلوم؟

۳:...... یہاں ریاض میں اکثریت لوکل آبادی ذرا سی داڑھی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی فقہ میں جائز ہے۔

۴:...... اس مسئلہ پر ایک قابل، تعلیم یافتہ جو عربی اور حدیث و فقہ کی ڈگریاں رکھتے ہیں، نے گفتگو کی، انہوں نے بھی کہا کہ چھوٹی داڑھی حرام نہیں۔

براہِ کرم تفصیل سے جواب دیں کیونکہ اکثر پاک و ہند کے مسلمان بھی یہاں آ کر ان جیسی ڈاڑھی رکھنے لگے ہیں کیونکہ عمرہ، حج کرنے کے بعد سے نماز کی پابندی بھی کرتے ہیں۔

ج...... فاسق ہیں، ان کی اقتداء میں نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

۲:...... یہ بات حکیم صاحب ہی کو معلوم ہوگی کہ ان کو مسئلہ معلوم ہے یا نہیں؟

۳:...... یہ لوگ غلط کہتے ہیں کسی فقہ میں جائز نہیں۔

۴:...... ان کے پاس ڈگریاں ہیں، لیکن صرف ڈگریوں سے دین آجایا کرتا تو مغرب کے مستشرقین ان سے بڑی ڈگریاں رکھتے ہیں، اس موضوع پر میرا مختصر سا رسالہ ہے ''داڑھی کا مسئلہ'' اس کا مطالعہ کریں۔

## علماء کے متعلق چند اِشکالات

س...... میں چند سوالات لکھ رہا ہوں یہ تمام سوالات کتاب (تبلیغی جماعت، حقائق و معلومات) سے لئے ہیں جس کے مولف (علامہ ارشد القادری) ہیں:

ا:...... دیوبندی گروہ کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب نے اس فرقے اور اس کے بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق نہایت سنگین اور لرزہ خیز حالات تحریر فرمائے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

''محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا، اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا

تھا، اس لئے اس نے اہل سنت والجماعۃ سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا، محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں، اور ان سے قتل وقتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔'' (الشہاب ص:۴۲،۴۳)

جبکہ فتاویٰ رشیدیہ ج:۱ص:۱۱۱ میں حضرت گنگوہی صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے۔''

حضرت! پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ دیوبند کے شیخ مولوی حسین احمد مدنی صاحبؒ نے وہابیوں کے متعلق اتنی سنگین باتیں لکھیں جب کہ حضرت گنگوہیؒ نے ان کے عقائد عمدہ لکھے۔ برائے مہربانی میری اس پریشانی کو دور فرمائیں اللہ آپ کو جزا عطا فرمائیں گے۔

ج...... دونوں نے ان معلومات کے بارے میں رائے قائم کی جو ان تک پہنچی تھیں، ہر شخص اپنے علم کے مطابق حکم لگانے کا مکلّف ہے بلکہ ایک ہی شخص کی رائے کسی کے بارے میں دو وقتوں میں مختلف ہوسکتی ہے، پھر تعارض کیا ہوا؟ علاوہ ازیں تبلیغی جماعت کے بارے میں اس بحث کو لانے سے کیا مقصد؟

۲:......''فتاویٰ رشیدیہ ج:۲،ص:۹ میں کسی نے سوال کیا ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین، مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب میں حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔''

حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ ہم بھی آج تک یہی سمجھ رہے ہیں اور غالباً یہ

درست بھی ہے کہ یہ صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے۔

ج...... بالکل صحیح ہے کہ رحمۃ للعالمین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے لیکن دُوسرے انبیاء و اولیاء کا وجود بھی اپنی جگہ رحمت ہے، اسی کو حضرت گنگوہی قدس سرہ، نے بیان فرمایا، اس کی مثال یوں سمجھو کہ سمیع و بصیر حق تعالیٰ شانہ کی صفت ہے لیکن انسان کے بارے میں فرمایا۔ ''فَجَعَلْنَاہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا'' (سورۃ الدہر) کیا انسان کے سمیع و بصیر ہونے سے اس کا صفتِ خداوندی کے ساتھ اشتراک لازم آتا ہے؟

س:...... ''مولانا قاسم نانوتوی صاحب اپنی ایک کتاب تحذیر الناس میں تحریر فرماتے ہیں کہ...... انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔'' (تحذیر الناس ص:۵)

حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ نبی پر تو اللہ وحی بھی بھیجتے ہیں، کتابیں بھی اترتی ہیں، اللہ سے ہمکلام بھی ہوتے ہیں حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو معراج بھی ہوئی، پھر نبی کے عمل میں اور امتی کے عمل میں تو بہت فرق ہوگیا کیا یہ بات صحیح نہیں؟

ج...... حضرت نانوتویؒ کی مراد یہ ہے کہ عبادات کی مقدار میں تو غیر نبی بھی نبی کے برابر ہوجاتا؟ بلکہ بسا اوقات بڑھ بھی جاتا ہے مثلاً جتنے روزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے مسلمان بھی اتنے ہی رکھتے ہیں بلکہ بعض حضرات نفلی روزہ کی مقدار میں بڑھ بھی جاتے ہیں، اسی طرح نمازوں کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز میں تیرہ یا پندرہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں، اور بہت سے بزرگانِ دین سے ایک ایک رات میں سیکڑوں رکعتیں پڑھنا منقول ہے، مثلاً امام ابو یوسفؒ قاضی القضاۃ بننے کے بعد رات کو دو سو رکعتیں پڑھتے تھے، الغرض امتیوں کی نمازوں کی مقدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نظر آتی ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ پوری امت کی نمازیں مل کر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رکعت کے برابر نہیں ہوسکتیں اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ علم باللہ، ایمان و یقین اور خشیت و تقویٰ کی جو کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی وہ پوری

امت کے مقابلہ میں بھاری ہے، اسی کو حضرت نانوتویؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اصل کمال وہ علم و یقین ہے جو ان اکابر کو حاصل تھا، ورنہ ظاہری عبادات میں تو بظاہر امتی، انبیائے کرامؑ کے برابر نظر آتے ہیں، بلکہ ان کی عبادات کی مقدار بظاہر ان سے زیادہ نظر آتی ہے، جیسا کہ اُوپر مثالوں سے واضح کیا گیا۔

۴:...... ''حضرت تھانوی کے کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہر چند کلمہ تشہد صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ ''لا الہ الا اللہ'' کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ اس کے جواب میں تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔'' (''برہان'' فروری ۱۹۵۲ء ص:۱۰۷)

حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کسی کی محبت میں ہم ایسا کلمہ پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... کسی کی محبت میں ایسا کلمہ نہیں پڑھ سکتے نہ اس واقعہ میں اس شخص نے یہ کلمہ پڑھا، بلکہ غیراختیاری طور پر اس کی زبان سے نکل رہا ہے، وہ تو کوشش کرتا ہے کہ یہ کلمہ نہ پڑھے، لیکن اس کی زبان اس کے اختیار میں نہیں، اور سب جانتے ہیں کہ غیراختیاری امور پر مواخذہ نہیں، مثلاً کوئی شخص مدہوشی کی حالت میں کلمہ کفر بکے تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، اور اس شخص کو اس غلط بات سے جو رنج ہوا اس کے ازالے کے لئے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ یہ کیفیت محبت کی مدہوشی کی وجہ سے پیدا ہوئی، چونکہ غیراختیاری کیفیت تھی لہٰذا اس پر مواخذہ نہیں۔

۵:...... ''ملفوظات الیاس کا مرتب اپنی کتاب میں ان کا یہ دعویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔''

(ملفوظات ص:۵۱)

حضرت پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کیا حضرت جی یعنی مولانا الیاسؒ کا یہ دعویٰ صحیح ہے؟

ج...... انبیاء کے مثل سے مراد ہے کہ جس طرح ان اکابر پر دعوتِ دین کی ذمہ داری تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل میں یہ ذمہ داری امت مرحومہ پر عائد کردی گئی، اس میں کون سی بات خلافِ واقعہ ہے، اور اس پر کیا اشکال ہے؟

۶:...... مولوی عبدالرحیم شاہ باڑہ ٹوٹی صدر بازار دہلی والے ان کی کتاب (اصول دعوت وتبلیغ) کے آخری ٹائٹل پیج پر مولوی احتشام الحسن صاحب یہ مولانا الیاسؒ کے برادر نسبتی ان کے خلیفہ اول ہیں ان کی یہ تحریر ''انتظار کیجئے'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے یہ تحریر انہوں نے اپنی ایک کتاب (زندگی کی صراط مستقیم) کے آخر میں ضروری انتباہ کے نام سے شائع کی ہے لکھتے ہیں:

نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم وفہم کے مطابق نہ قرآن وحدیث کے موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق ہے، جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں ان کی پہلی ذمہ داری ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن وحدیث، ائمہ سلف اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق کریں، میری عقل وفہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاسؒ کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف ''بدعت حسنہ'' کی حیثیت رکھتا تھا اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دین کا اہم کام کس طرح قرار دیا جارہا ہے؟ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جاسکتا، میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے۔''

حضرت برائے مہربانی اس سوال کا جواب ذرا تفصیل سے عنایت کریں کیونکہ میں اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

ج……ان بزرگ کے علم وفہم کے مطابق نہیں ہوگی، لیکن یہ بات قرآن کی کس آیت میں آئی ہے کہ ان بزرگ کا علم وفہم دوسروں کے مقابلے میں حجتِ قطعیہ ہے؟

الحمدللہ! تبلیغ کا کام جس طرح حضرت مولانا الیاسؒ کی حیات میں اصولوں کے مطابق ہورہا تھا آج بھی ہورہا ہے، ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب آرہا ہے، بے شمار انسانوں میں دین کا درد، آخرت کی فکر، اپنی زندگی کی اصلاح کی تڑپ اور بھولے ہوئے انسانوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی لائن پر لانے کا جذبہ پیدا ہورہا ہے، اور یہ ایسی باتیں ہیں جن کو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے، اب اس خیر و برکت کے مقابلہ میں جو کھلی آنکھوں نظر آرہی ہے، تبلیغ سے روٹھے ہوئے ایک بزرگ کا علم وفہم کیا قیمت رکھتا ہے؟

اور ان بزرگ کا اس کام کو ”بدعت حسنہ“ کہنا بھی ان کے علم وفہم کا قصور ہے، دعوت الی اللہ کا کام تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا کام چلا آیا ہے، کون عقل مند ہوگا جو انبیائے کرام علیہم السلام کے کام کو بدعت کہے؟

میں نے اِعتکاف میں قلم برداشتہ یہ چند الفاظ لکھ دئے ہیں، امید ہے کہ موجب تشفی ہوں گے، ورنہ ان نکات کی تشریح مزید بھی کی جاسکتی تھی، مگر اس کی نہ فرصت ہے اور نہ ضرورت۔

ایک خاص بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ علم میں کمزور ہوں ان کو کچے پکے لوگوں کی کتابیں اور رسالے پڑھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ ایسے لوگوں کا مقصود تو محض شبہات و وساوس پیدا کرکے دین سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے۔ اعتراضات کس پر نہیں کئے گئے؟ اس لئے ہر اعتراض لائق التفات نہیں ہوتا۔

## عورت کے لئے کسبِ معاش

س…… مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۲ء روزنامہ جنگ میں محترم بیگم سلمیٰ احمد صاحبہ نے کراچی اسٹاک ایکسچینج کے نومنتخب عہدیداران کے استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے سورۂ نسأ کی آیت:۳۱ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ”عورت جو کماتی ہے وہ اس کا حصہ ہے اور مرد جو کماتا

ہے وہ اس کا حصہ ہے'' لہٰذا عورتوں کو کاروبار کرنے کی اجازت ہے، جب کہ قرآن مجید میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''کہ مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے۔''

قرآن مجید کے ترجمہ سے کہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں کاروبار اعلانیہ کرسکتی ہیں؟ جب کہ ہر شخص کی طرح عورتوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا اور مردوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا، تو محترمہ بیگم سلمٰی احمد صاحبہ نے کاروبار کا مفہوم کہاں سے نکال لیا، اس سے قبل جناب مولانا طاہر القادری صاحب نے بھی مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ریفرنڈم کے زمانہ میں خطاب کے دوران اسی قسم کا ترجمہ کیا تھا، کیونکہ مرحوم نے بھی اس زمانہ میں پاک پتن شریف میں تقریر کرتے ہوئے خواتین کے اجتماع سے خطاب کے دوران یہی ترجمہ کیا تھا کہ عورت کاروبار کرسکتی ہے، جس کی تائید کرنے پر مولانا محترم کو مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا گیا۔

لہٰذا آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ براہ کرم مندرجہ بالا آیت مبارکہ کا صحیح ترجمہ شائع فرماکر امت مسلمہ کو کسی نئے تنازعہ سے بچائیں۔

ج…… یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں۔ اوّل یہ کہ عورت کے لئے کسب معاش کا کیا حکم ہے؟ میں اس مسئلہ کی وضاحت پہلے بھی کرچکا ہوں کہ اسلام نے بنیادی طور پر کسبِ معاش کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالا ہے، اور خواتین کے خرچ اخراجات ان کے ذمہ ڈالے ہیں، خاص طور پر شادی کے بعد اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے، اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے، جس پر دلائل پیش کرنا کارِ عبث نظر آتا ہے، ابلیس مغرب نے صنف نازک پر جو سب سے بڑا ظلم کیا ہے وہ یہ کہ ''مساوات مرد وزن'' کا فسوں پھونک کر عورت کو کسب معاش کی گاڑی میں جوت کر مردوں کا بوجھ ان پر ڈال دیا، اور جن حضرات کا آپ نے تذکرہ کیا ہے وہ اسی مسلک کے نقیب اور داعی ہیں، اور اس کی وجہ سے جو جو خرابیاں مغربی معاشرہ میں رونما ہوچکی ہیں وہ ایک مسلمان معاشرہ کے لئے لائق رشک نہیں بلکہ لائق شرم ہیں۔


فہرست

ہاں! بعض صورتوں میں بے چاری عورتوں کو مردوں کا یہ بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے، ایسی عورتوں کا کسبِ معاش پر مجبور ہونا ایک اضطراری حالت ہے، اور اپنی عفت و عصمت اور نسوانیت کی حفاظت کرتے ہوئے وہ کوئی شریفانہ ذریعہ معاش اختیار کریں تو اس کی اجازت ہے۔

دُوسرا مسئلہ بیگم صاحبہ کا قرآن کریم کی آیت سے استدلال ہے، اس کے بارے میں مختصراً یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ اس آیت شریفہ کا موصوفہ کے دعویٰ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بلکہ یہ آیت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے، کیونکہ اس آیت شریفہ کا نزول بعض خواتین کے اس سوال پر ہوا تھا کہ ان کو مردوں کے برابر کیوں نہیں رکھا گیا؟ مردوں کو میراث کا دوگنا حصہ ملتا ہے، چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

> ”ما قبل کی آیتوں میں میراث کے احکام گزرے ہیں، ان میں یہ بھی بتلایا جاچکا ہے کہ میت کے ورثاء میں اگر مرد اور عورت ہو، اور میت کی طرف رشتہ کی نسبت ایک ہی طرح کی ہو تو مرد کو عورت کی بہ نسبت دوگنا حصہ ملے گا، اسی طرح کے اور فضائل بھی مردوں کے ثابت ہیں، حضرت اُمِّ سلمہؓ نے اس پر ایک دفعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کو آدھی میراث ملتی ہے، اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں۔
>
> مقصد اعتراض کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی تمنا تھی کہ اگر ہم لوگ بھی مرد ہوتے تو مردوں کے فضائل ہمیں بھی حاصل ہوجاتے، بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ کاش ہم مرد ہوتے تو مردوں کی طرح جہاد میں حصہ لیتے اور جہاد کی فضیلت ہمیں حاصل ہوجاتی۔
>
> ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مرد کو میراث میں دوگنا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے تو کیا عبادات و اعمال میں بھی ہم کو نصف ہی ثواب ملے

گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب دیا گیا ہے، حضرت ام سلمہؓ کے قول کا جواب: ''وَلَا تَتَمَنَّوْا'' سے دیا گیا اور اس عورت کے قول کا جواب ''لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ'' سے دیا گیا۔''

(تفسیر معارف القرآن ص:۳۸۸، ج:۲)

خلاصہ یہ کہ آیت شریفہ میں بتایا گیا کہ مرد و عورت کے خصائص الگ الگ اور ان کی سعی و عمل کا میدان جدا جدا ہے، عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی ریس کیا؟ اس کی تمنا بھی نہیں کرنی چاہئے، قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی سعی و عمل کا پھل ملے گا، مردوں کو ان کی محنت کا، اور عورتوں کو ان کی محنت کا، مرد ہو یا عورت کسی کو اس کی محنت کے ثمرات سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

بیگم صاحبہ نے جو مضمون اس آیت شریفہ سے اخذ کرنا چاہا ہے وہ یہ ہے کہ مردوں کی دُنیوی کمائی ان کو ملے گی، عورتوں کا اس میں کوئی حق نہیں، اور عورتوں کی محنت مزدوری ان کی ہے، مردوں کا اس میں کوئی حق نہیں، اگر یہ مضمون صحیح ہوتا تو دنیا کی کوئی عدالت بیوی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری مرد پر نہ ڈالا کرتی، اور عدالتوں میں نان نفقہ کے جتنے کیس دائر ہیں ان سب کو یہ کہہ کر خارج کر دینا چاہئے کہ بیگم صاحبہ کی ''تفسیر'' کے مطابق مرد کی کمائی مرد کے لئے ہے، عورت کا اس میں کوئی حق نہیں، استغفر اللہ! تعجب ہے کہ ایسی کھلی بات بھی لوگوں کی عقل میں نہیں آتی۔

## بچہ اگر دَب کر مر جائے

س...... ہمارے علاقے کی عورتیں بچوں کو اپنے ساتھ ایک بستر پر رات کے وقت سلاتی ہیں، چند واقعات ایسے رونما ہوئے ہیں کہ عورتوں کے یہ بچے اکثر سوتے میں ان عورتوں کے نیچے آ کر مر جاتے ہیں، تو یہاں کے لوگ ان عورتوں کو دو مہینے تک متواتر روزے رکھنے پر مجبور کرتے ہیں، یہاں بہت سے علماء سے اس کے بارے میں جواب طلب کیا، لیکن صحیح جواب سے محروم ہوں۔ اس لئے آپ صاحبان سے اس کے بارے میں صحیح جواب اور راہنمائی کی ضرورت ہے۔



فہرست

ج…… اگر عورت کی کروٹ کے نیچے آکر بچہ مرجائے تو یہ ''قتلِ خطا'' ہے، اور ''قتلِ خطا'' کا حکم خود قرآنِ کریم میں منصوص ہے کہ ایک تو دیت واجب ہوگی جو عورت کے قبیلہ کے لوگ اولیائے مقتول کو ادا کریں گے، دُوسرے قاتل کے ذمہ دو مہینے کے پے درپے روزے لازم ہوں گے، اس لئے ایسی عورتوں پر دو مہینے کے پے درپے روزے لازم ہیں۔

## طالبان اسلامی تحریک

س……۱: مسلمانوں کا جہاد فی سبیل اللہ کی ادائیگی کے لئے طالبان اسلامی تحریک یعنی ''امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم العالیہ'' کے جہادی نظم میں شامل ہوکر کفار وفساق فجار کے خلاف عملی جہاد کرنا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟

س……۲: پوری دُنیا کے کفار وفساق طالبان اسلامی مملکت کے خلاف ہر محاذ پر سرگرم ہیں اس صورتِ حال میں دنیا کے عام مسلمانوں کا طالبان کے ساتھ شامل ہوکر جہاد کرنا کیسا عمل ہے، وضاحت فرمائیں؟

ج…… جہاد فی سبیل اللہ فرض ہے اور امیر المؤمنین ملا عمر کی قیادت میں افغانستان میں طالبان کی جو تحریک شروع ہوئی وہ ٹھیٹھ اسلامی تحریک ہے، اور طالبان کی قائم کردہ حکومت خالص شرعی حکومت ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں، ان کا حکم اسلامی حکومت کے باغیوں کا ہے۔ اس لئے ملا عمر کی زیرِ قیادت کفار اور باغیوں سے جہاد کرنا بالکل جائز ہے، بلکہ ضروری ہے، ان کی اسلامی حکومت ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ تمام اسلامی قوتیں اس کے موافق ہیں اور تمام غیر اسلامی قوتیں اس کے خلاف، اگر افغانستان کے حالات معلوم کرنے ہوں، تو تھوڑے سے سفر کی زحمت اٹھا کر اپنی آنکھوں سے وہاں اسلامی اقدار کا نقشہ دیکھا جاسکتا ہے۔

## جہادِ افغانستان

س…… ایک آدمی مسلمان ہوتے ہوئے علی الاعلان بزبان خود یوں کہنے لگے کہ موجودہ افغانستان کا جہاد بالکل جہاد ہی نہیں بلکہ ایک طرف رُوس کی حمایت اور دوسری طرف امریکہ کی حمایت میں لڑتے ہیں اور دونوں ہی گروہ کافر ہیں، بتائیں کہ ایسا آدمی دائرہ


فہرست

اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

ج...... افغانستان کا جہاد ہمارے نقطۂ نظر سے تو صحیح ہے، لیکن ہر شخص اپنی فکر و فہم کے مطابق گفتگو کیا کرتا ہے۔ یہ صاحب جو دونوں فریقوں کو کافر قرار دے رہے ہیں یہ ان کی صریح زیادتی ہے، اور ان کا یہ سمجھنا کہ ایک فریق امریکہ کی حمایت میں لڑ رہا ہے، یہ ناقص معلومات کا نتیجہ ہے، میں اس شخص کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے کی جرأت تو نہیں کرتا، بشرطیکہ وہ ضروریاتِ دین کا قائل ہو، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اپنی ناقص معلومات کی بنا پر اتنا بڑا دعویٰ کرکے، اور مسلمانوں کو کافر ٹھہرا کر یہ شخص گنہگار ہو رہا ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے، اور دُوسرے لوگوں کو چاہئے کہ اس موضوع پر اس سے گفتگو ہی نہ کریں۔

## مروّجہ میلاد

س...... ہمارے ہاں یہ مسئلہ زیرِ بحث ہے کہ مروّجہ میلاد کیوں ناجائز ہے، حالانکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکار مقدس ہوتا ہے، پھر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے رسالہ ہفت مسئلہ میں اس کو جائز فرمایا ہے، جب کہ دیگر اکابر دیوبند مروّجہ میلاد کو بدعات اور مفاسد کی بنا پر اس کو بدعت کہتے ہیں، اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب سے بھی رجوع کیا گیا، مگر ان کے جواب سے بھی تشفی نہیں ہوئی۔

آنجناب سے اس مسئلے کی تنقیح کی درخواست ہے کہ صحیح صورتحال کیا ہے؟

ج...... محترمان و مکرمانِ بندہ! زیدت مکارمہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نامہ کرم موصول ہوا، یہ ناکارہ از حد مصروف ہے، اور جس موضوع پر لکھنے کی آپ نے فرمائش کی ہے اس پر صدیوں سے خامہ فرسائی ہو رہی ہے، جدید فتنوں کو چھوڑ کر ایسے فرسودہ مسائل پر اپنی صلاحیتیں صرف کرنے سے دریغ ہے، اس لئے اس پر لکھنے کے لئے طبیعت کسی طرح آمادہ نہیں، خصوصاً جب یہ دیکھتا ہوں کہ حضرت مخدوم مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ العالی (جن کے علم و فضل اور صلاح و تقویٰ کی زکوٰۃ بھی اس ناکارہ کو مل جاتی تو بڑا غنی ہوجاتا) کی تحریر بھی شافی نہیں سمجھی گئی تو اس ناکارہ و ہیچ میرز کے بے ربط الفاظ سے کیا تسلی ہوگی؟ لیکن آپ حضرات کی فرمائش کا ٹالنا بھی مشکل، ناچار دو چار حروف لکھ رہا

ہوں، اگر مفید ہوں تو مقامِ شکر، ''ورنہ کالائے بد بریش خاوند۔''

مسئلے کی وضاحت کے لئے چند امور ملحوظ رکھئے!

اوّل:......اس میں تو نہ کوئی شک وشبہ ہے نہ اختلاف کی گنجائش کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکارِ مقدس اعلیٰ ترین مندوبات میں سے ہے، اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ ''میلاد'' کے نام سے جو محفلیں سجائی جاتی ہیں ان میں بہت سی باتیں ایسی ایجاد کرلی گئی ہیں جو حدودِ شرع سے متجاوز ہیں، یعنی مروجہ میلاد دو چیزوں کا مجموعہ ہے، ایک مستحب ومندوب، یعنی تذکارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دوم وہ خلافِ شرع خرافات جو اس کے ساتھ چسپاں کردی گئی ہیں اور جن کے بغیر میلاد کو میلاد ہی نہیں سمجھا جاتا، گویا ان کو ''لازمۂ میلاد'' کی حیثیت دے دی گئی ہے۔

دوم:......جو چیز اپنی اصل کے اعتبار سے مباح یا مندوب ہو، مگر عام طور سے اس کے ساتھ قبیح عوارض چسپاں کرلئے جاتے ہوں، اس کے بارے میں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے؟ اس میں ذوق کا اختلاف ایک فطری چیز ہے، جس کی نظر نفسِ مندوب پر ہوگی اس کا ذوق یہ فیصلہ کرے گا کہ ان عوارض سے تو بے شک احتراز کرنا چاہئے، مگر نفسِ مندوب کو کیوں چھوڑا جائے، بخلاف اس کے جس کی نظر عوام کے جذبات ورجحانات پر ہوگی اس کا فتویٰ یہ ہوگا کہ خواص تو ان عوارض سے بلاشبہ احتراز کریں گے، لیکن عوام کو ان عوارض سے روکنا کسی طرح ممکن نہیں، اس لئے عوام کو اس سیلاب سے بچانے کی یہی صورت ہے کہ ان کے سامنے بند باندھ دیا جائے، یہ دونوں ذوق اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، اور ان کے درمیان حقیقی اختلاف نہیں، کیونکہ جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ نفسِ مندوب کے قائل ہیں، خلافِ شرع عوارض کے جواز کے وہ بھی قائل نہیں، اور جو عدمِ جواز کے قائل ہیں وہ بھی نفسِ مندوب کو ناجائز نہیں کہتے، البتہ خلافِ شرع عوارض کی وجہ سے ناجائز کہتے ہیں۔

سوم:......اس ذوقی اختلاف کے رونما ہونے کے بعد لوگوں کے تین فریق ہوجاتے ہیں، ایک فریق تو ان بزرگوں کے قول وفعل کو سند بناکر اپنی بدعات کے جواز پر استدلال کرتا ہے، دُوسرا فریق خود ان بزرگوں کو مبتدع قرار دے کر ان پر طعن وملامت کرتا

ہے، اور تیسرا فریق کتاب وسنت اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات کو سند اور حجت سمجھتا ہے، اور ان کے بزرگوں کے قول وفعل کی ایسی توجیہ کرتا ہے کہ ان پر طعن وملامت کی گنجائش نہ رہے، اور اگر بالفرض کوئی توجیہ سمجھ میں نہ آئے تب بھی یہ سمجھ کر کہ یہ بزرگ معصوم نہیں ہیں ان پر زبانِ طعن دراز کرنے کو جائز نہیں سمجھتا، پہلے دونوں مسلک افراط وتفریط کے ہیں اور تیسرا مسلک اعتدال کا ہے۔

ان امور کے بعد گزارش ہے کہ حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ کے فعل سے اہلِ بدعت کا استدلال قطعاً غلط ہے، کیونکہ ہماری گفتگو ''میلاد'' کے ان طریقوں میں ہے جن کا تماشا دن رات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اس میلاد کو تو حضرت حاجی صاحبؒ بھی جائز نہیں کہتے، اور جس کو حاجی صاحبؒ جائز کہتے ہیں وہ اہلِ بدعت کے ہاں پایا نہیں جاتا، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ ''مسیح موعود'' کا آنا مسلمان ہمیشہ مانتے آئے ہیں، اور میں ''مسیح موعود'' ہوں لہٰذا قرآن وحدیث کی ساری پیشگوئیاں میرے حق میں ہیں، پس اگر مرزا قادیانی، قرآن وحدیث والا ''مسیح موعود'' نہیں، اور اس کا قرآن وحدیث کو اپنی ذات پر چسپاں کرنا غلط ہے تو ٹھیک اسی طرح اہلِ بدعت کے ہاں بھی حضرت حاجی صاحبؒ والا ''میلاد'' نہیں، اس لئے حضرتؒ کے قول وفعل کو اپنے ''میلاد'' پر چسپاں کرنا محض مغالطہ ہے۔

بہرحال صحیح اور اعتدال کا مسلک وہی ہے جو حضرات اکابرِ دیوبند نے اختیار کیا کہ نہ ہم مروجہ میلاد کو صحیح کہتے ہیں اور نہ ان اکابر کو مبتدع کہتے ہیں یہ تو مسئلے کی مختصر وضاحت تھی، آپ کے بارے میں میری مخلصانہ نصیحت یہ ہے کہ اپنی صلاحیتوں کو دین کی سربلندی اور اپنی اصلاح پر صرف کریں، تاکہ ہم آخرت میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخ رو ہوں، موجودہ دور میں حق طلبی کا جذبہ بہت کم رہ گیا ہے۔ جس شخص نے کوئی غلط بات ذہن میں بٹھالی ہے ہزار دلائل سے اسے سمجھاؤ اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، بس آدمی کا مذاق یہ ہونا چاہئے کہ ایک بار حق کی وضاحت کرکے اپنے کام میں لگے، کوئی مانتا ہے یا نہیں مانتا؟ اس فکر میں نہ پڑے۔

حافظ وظیفۂ تو دُعا گفتن است و بس
دربند آں مباش کہ نہ شنید یا شنید

## فکری تنظیم والوں کے خلاف آواز اُٹھانا

س...... ہم ایک دینی مدرسہ کی مجلس شوریٰ کے ارکان ہیں، مجلس شوریٰ باقاعدہ رجسٹرڈ ہے، مہتمم صاحب، حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے خلیفہ ہیں، قواعد وضوابط میں درج ہے کہ یہ مدرسہ حضرت مولانا نانوتویؒ اور مولانا تھانویؒ کے مسلک ومشرب کے مطابق ہوگا، مہتمم صاحب کے دو صاحبزادے فکری تنظیم سے وابستہ ہیں، اور مجلس شوریٰ کی ناگواری کے باوجود مہتمم صاحب نے انہیں مدرّس تعینات کیا ہوا ہے، باپ کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر صاحبزادوں نے زیادہ مدرّسین دور دور سے لاکر اپنے ہم ذہن بھرتی کروالئے ہیں، اور اپنے باپ (مہتمم صاحب) کو صدرِ مملکت کی طرح بے اختیار کر کے مدرسہ پر اپنا ہولڈ کیا ہوا ہے، جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ یہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا نام لے کر لوگوں کو اپنی تنظیم کی طرف مائل کرتے ہیں، ان کے اپنے ایک استاد کی رپورٹ کے مطابق یہ لوگ ذاتی ملکیت کے قائل نہیں، خمینی کے مداح، جہادِ افغانستان کے مخالف اور روسی نظام کے حامی ہیں، عورت کی سربراہی کے قائل ہیں، تبلیغی جماعت کو گمراہ کہتے ہیں، اسی بنا پر اپنے خلاف ذہن کے اساتذہ کو پریشان کر کے نکلنے پر مجبور کر دیا اور جو طلباء ان کے ہم ذہن نہیں بنے انہیں بھی مدرسہ سے نکال دیا ہے، پشاور کے اخبار نجات مارچ ۱۹۹۸ء کے مطابق اس تنظیم کے ذہن والے طلباء کا داخلہ صوبہ سرحد کے مدارس میں بند کر دیا گیا ہے، مولانا محمد سرفراز صاحب صفدرؔ نصرت العلوم والوں نے بھی ایک سوال کے جواب میں انہیں اسلاف کا مخالف لکھا ہے، اور شر شیطان اور اس کے دوستوں کے شر سے پناہ مانگی ہے، علاوہ ازیں حساب وکتاب میں بھی کچھ گڑبڑ ہونے لگ گئی ہے، مجلس شوریٰ میں مہتمم صاحب اور شیخ الحدیث صاحب جامعہ خیر المدارس ملتان، مدرسہ خیر العلوم خیر پورٹا میوالی کے مہتمم اور ناظم مدرسہ جامعہ عباسیہ صادقیہ منچن آباد کے علاوہ کچھ مقامی ارکان ہیں، مہتمم صاحب یہ تو

تسلیم کرتے ہیں کہ میرے بیٹوں کے نظریات درست نہیں لیکن کہتے ہیں کہ اولاد ہونے کے باعث میں مجبور ہوں، ان کے خلاف کارروائی نہیں کرسکتا، بچوں کی وجہ سے مہتمم صاحب نے شوریٰ کا اجلاس بلانا بھی چھوڑ دیا ہے، قواعد وضوابط کے خلاف، جمع شدہ رقم اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں جمع کرواکر اپنی مرضی سے خرچ کرتے ہیں، ارکانِ شوریٰ اگر ان کو پوچھنا چھوڑ دیں تو مزید جری ہوکر اپنے نظریات پھیلانے میں بہت بڑھ جائیں گے، پوچھ گچھ کرتے رہنے سے قدرے محتاط رہتے ہیں، اس عظیم اور مثالی درسگاہ کو صحیح رخ پر لانے کے لئے ان کا نکالنا ضروری ہے، پوچھنا یہ ہے کہ مسئلے کی رُو سے ہم ارکانِ شوریٰ ان کو نکالنے کی کوشش کرتے رہیں یا خاموش ہوجائیں؟ مہتمم صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے آج تک ان کے پیر صاحب سے ان کے غلط عقائد کی وجہ سے ہاتھ نہیں ملائے۔

ج...... میرا مسلک تو اپنے اکابر کے موافق ہے، مدرسہ کے یہ حضرات اگر اس مدرسہ میں اکابر کے مسلک پر عمل کریں تو دُنیا و آخرت میں ان کو برکتیں نصیب ہوں گی ورنہ اندیشہ ہی اندیشہ ہے۔

رہا یہ کہ آپ حضرات کو اس کے خلاف آواز اُٹھانا چاہئے یا خاموش رہنا چاہئے؟ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اگر آپ کا آواز اُٹھانا مفید ہوسکتا ہے تو ضرور آواز اُٹھانی چاہئے اور اگر فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو حق تعالیٰ شانہ، سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

# مسئلہ
# حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**

**الحمد للہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی، اما بعد!**

جناب محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب.....السلام علیکم!

گزارش ہے کہ چند روز قبل مجھے بھینس کالونی کمرشل ایریا کی گول مسجد میں درسِ قرآن سننے کا اتفاق ہوا، اپنے درس کے دوران مسجد کے پیش امام صاحب نے عذابِ قبر پر درس دیتے ہوئے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں بقیدِ حیات ہیں۔ اور دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے روضۂ اقدس پر حاضری دے گا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے شفاعت کروں گا۔ (مولانا موصوف کا تعلق دیوبند مسلک سے ہے)۔ جبکہ میں نے خود شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب سے سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں اور اس پر حضرت صاحب نے ایک کتاب ''وفات النبیؐ'' بھی لکھی ہے کہ حضور اکرمؐ کو دُنیا کا کوئی علم نہیں ہے۔

جناب والا سے قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ:

۱:......کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں؟

۲:......کیا دنیاوی معاملات کا آپؐ کو علم ہے؟

۳:......کیا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضری دینا ضروری ہے؟ جبکہ حج کے تمام ارکان مکہ مکرمہ میں تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

ج…… آپ کے سوال میں چند مسائل قابلِ تحقیق ہیں:

پہلا مسئلہ:…… مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اس ضمن میں چند اُمور کا سمجھ لینا ضروری ہے:

اوّل:…… یہ کہ محلِ نزاع کیا ہے؟ یہ بات تو ہر عامی سے عامی بھی جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے رحلت فرماگئے ہیں، اور یہ کہ آپؐ اپنے روضۂ مطہرہ و مقدسہ میں مدفون ہیں، اس لئے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی (اور نہ ہونی چاہئے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حیات زیرِ بحث ہے، نہیں! بلکہ گفتگو اس میں ہے کہ دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حیات حاصل ہے، اس کا تعلق جسدِ اطہر سے بھی ہے یا نہیں؟ اس تنقیح سے معلوم ہوگا کہ یہاں تین چیزیں ہیں:

۱:…… دُنیا کی حیات کا نہ ہونا۔

۲:…… برزخ کی حیات کا حاصل ہونا۔

۳:…… اور اس برزخی حیات کا جسدِ اطہر سے تعلق ہونا یا نہ ہونا۔

پہلے دو نکتوں میں کسی کا اختلاف نہیں، اختلاف صرف تیسرے نکتے میں ہے، ہمارے اکابر جسدِ اطہر کو ایک خاص نوع کی حیات کے ساتھ متصف مانتے ہیں۔

دوم:…… اہلِ حق کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر کا عذاب وثواب برحق ہے، چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

”وعذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين وتنعيم اهل الطاعة فى القبر ..... وسؤال منكر ونكير ثابت بالدلائل السمعية.“

(شرح عقائد ص:۹۸)

ترجمہ:…… ”کافروں اور بعض گناہگار اہلِ ایمان کو قبر میں عذاب ہونا اور قبر میں اہلِ اطاعت کو نعمت وثواب کا ملنا اور منکر ونکیر کا



فہرست

سوال کرنا، یہ تمام امور برحق ہیں، دلائلِ سمعیہ سے ثابت ہیں۔“
عقیدہ طحاویہ میں ہے:

”ونؤمن بعذاب القبر ونعیمه لمن کان لذالک اھل، وبسؤال منکر ونکیر للمیت فی قبرہ عن ربه ودینه ونبیه، علٰی ما جاءت به الآثار عن النبی صلی اللہ علیه وسلم وعن اصحابه، والقبر روضة من ریاض الجنة، او حفرة من حفر النار.“

(عقیدہ طحاویہ ص:۲۰،۲۱، مطبوعہ دار المعارف الاسلامیہ، آسیاآباد، بلوچستان)

ترجمہ:...... ”اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قبر میں عذاب یا ثواب اس شخص کو ہوگا جو اس کا مستحق ہو، اور منکر ونکیر قبر میں میت سے سوال کرتے ہیں، اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس پر احادیث وارد ہیں، اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔“

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے رسالہ ”فقہ اکبر“ میں ہے:

”وسؤال منکر ونکیر فی القبر حق، واعادة الروح الی العبد وضغطة القبر وعذابه حق کائن للکفار کلھم اجمعین ولبعض المسلمین.“

(شرح فقہ اکبر ص:۱۲۱ومابعد، مطبوعہ مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:...... ”اور قبر میں منکر ونکیر کا سوال کرنا برحق ہے، اور قبر میں رُوح کا لوٹایا جانا اور میت کو قبر میں بھینچنا اور تمام کافروں کو

اور بعض مسلمانوں کو قبر میں عذاب ہونا برحق ہے، ضرور ہوگا!“

قبر کے عذاب پر قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ متواترہ وارد ہیں، اور سلف صالحین، صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے، چنانچہ شرح عقائد میں چند آیات و احادیث کا حوالہ دینے کے بعد لکھا ہے:

**”وبالجملة الاحاديث فی هٰذا المعنٰی وفی كثير من احوال الآخرة متواترة المعنٰی وان لم يبلغ آحادها حد التواتر.“**

(شرح عقائد ص:۱۰۰، مطبوعہ مکتبہ خیرِ کثیر، کراچی)

ترجمہ:...... ”حاصل یہ کہ عذاب و ثوابِ قبر اور بہت سے احوالِ آخرت میں احادیث متواتر ہیں، اگرچہ فرداً فرداً آحاد ہیں۔“

شرح عقائد کی شرح ”نبراس“ میں ہے:

**”ثم قد روی احاديث عذاب القبر وسؤاله عن جمع عظيم من الصحابة فمنهم عمر بن الخطاب، وعثمان بن عفان، وانس بن مالک، والبراء، وتميم الداری، وثوبان، وجابر بن عبدالله، وحذيفة، وعبادة بن صامت، وعبدالله بن رواحة، وعبدالله بن عباس، وعبدالله بن عمر، وعبدالله بن مسعود، وعمرو بن العاص، ومعاذ بن جبل، وابوامامة، وابو الدرداء، وابو هريرة، وعائشة رضی الله عنهم، ثم روٰی عنهم اقوام لا يحصٰی عددهم.“** (نبراس ص:۲۰۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

ترجمہ:...... ”قبر کے عذاب و ثواب اور سوال کی احادیث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں، جن میں مندرجہ ذیل حضرات بھی شامل ہیں:

حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت انس، حضرت براء، حضرت تمیم داری، حضرت ثوبان، حضرت جابر، حضرت حذیفہ، حضرت عبادہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمرو بن عاص، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو امامہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ، رضی اللہ عنہم، پھر ان سے اتنی قوموں نے روایت کی ہے، جن کی تعداد کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے عذابِ قبر کے باب میں قرآن کریم کی تین آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ احادیث ذکر کی ہیں، جو مندرجہ ذیل پانچ صحابہؓ سے مروی ہیں: حضرت براء بن عازب، حضرت عمر، حضرت عائشہ، حضرت اسماء اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم۔ (دیکھئے صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳)

اس کے ذیل میں حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وقد جاء فی عذاب القبر غیر هذه الاحادیث: منها عن ابی هریرة، وابن عباس، وابی ایوب، وسعد، وزید بن ارقم، وام خالد فی الصحیحین او احدهما، وعن جابر عند ابن ماجة، وابی سعید عند ابن مردویة، وعمر، وعبدالرحمٰن بن حسنة، وعبدالله بن عمرو عند ابی داؤد، وابن مسعود عند الطحاوی، وابی بکرة واسماء بنت یزید عند النسائی، وام مبشر عند ابن ابی شیبة، وعن غیرهم.''

(فتح الباری ج:۳ ص:۲۴۰، دارالنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

ترجمہ:...... ''اور عذابِ قبر میں ان مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی وارد ہیں، چنانچہ ان میں سے حضرت

ابوہریرہ، ابن عباس، ابوایوب، سعد، زید بن ارقم اور ام خالد -رضوان اللہ علیہم اجمعین- کی احادیث تو صحیحین میں یا ان میں سے ایک میں موجود ہیں۔

اور حضرت جابرؓ کی حدیث ابن ماجہ میں ہے، حضرت ابوسعیدؓ کی حدیث ابن مردویہ نے روایت کی ہے، اور حضرت عمرؓ، عبدالرحمٰن بن حسنہؓ اور عبداللہ بن عمروؓ کی ابوداؤد میں ہیں، حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث طحاوی میں ہے، حضرت ابوبکرہؓ اور اسماء بنت یزیدؓ کی احادیث نسائی میں ہیں، اور حضرت ام بشرؓ کی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، اور ان کے علاوہ دُوسرے صحابہؓ سے بھی احادیث مروی ہیں۔''

اور مجمع الزوائد (ج:۳ ص:۵۷، مطبوعہ دارالکتاب بیروت) میں یعلیٰ بن سیابہؓ کی روایت بھی نقل کی ہے۔

یہ قریباً تیس صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی کی فہرست ہے، جو میں نے عجلت میں مرتب کی ہے، اور جن سے عذابِ قبر کی احادیث مروی ہیں، اس لئے قبر کے عذاب وثواب کے متواتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

سوم:...... جب یہ ثابت ہوا کہ قبر کا عذاب وثواب برحق ہے، اور یہ اہلِ حق کا اجماعی عقیدہ ہے تو اب اس سوال پر غور کرنا باقی رہا کہ قبر کا یہ عذاب وثواب صرف رُوح سے متعلق ہے یا میّت کے جسمِ عنصری کی بھی اس میں مشارکت ہے؟ اور یہ کہ اس عذاب و ثواب کا محل آیا یہی حسی گڑھا ہے جس کو عرفِ عام میں ''قبر'' سے موسوم کیا جاتا ہے یا برزخ میں کوئی جگہ ہے جہاں میّت کو عذاب وثواب ہوتا ہے، اور اسی کو عذابِ قبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے تتبع سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب وثواب صرف رُوح کو نہیں ہوتا بلکہ میّت کا جسم

بھی اس میں شریک ہے، اور یہ کہ عذاب وثواب کا محل یہی حسی قبر ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے، مگر چونکہ یہ عذاب وثواب دُوسرے عالم کی چیز ہے، اس لئے میّت پر جو حالات قبر میں گزرتے ہیں، زندوں کو ان کا ادراک وشعور عموماً نہیں ہوتا (عموماً اس لئے کہا کہ بعض اوقات بعض اُمور کا انکشاف بھی ہوجاتا ہے) جس طرح نزع کے وقت مرنے والا فرشتوں کو دیکھتا ہے اور دُوسرے عالم کا مشاہدہ کرتا ہے، مگر پاس بیٹھنے والوں کو ان معاملات کا ادراک وشعور نہیں ہوتا جو نزع کی حالت میں مرنے والے پر گزرتے ہیں۔

ہمارے اس دعویٰ پر کہ عذاب وثواب اسی حسی قبر میں ہوتا ہے اور یہ کہ میّت کا بدن بھی عذاب وثواب سے متأثر ہوتا ہے، احادیثِ نبویہؐ سے بہت سے شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں، مگر چونکہ ان شواہد کا استیعاب نہ تو ممکن ہے اور نہ ضروری ہے، اس لئے چند عنوانات کے تحت ان شواہد کا نمونہ پیش کرتا ہوں:

### ۱:......حدیثِ جرید:

”عن ابن عباس (رضی الله عنه) قال: مر النبی صلی الله علیه وسلم بقبرین (وفی روایة: فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورهما) فقال: انهما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر، اما احدهما فکان لا یستتر من البول، واما الآخر فکان یمشی بالنمیمة. ثم اخذ جریدة رطبة فشقها نصفین فغرز فی کل قبر واحدة. قالوا: یا رسول الله! لم فعلت هٰذا؟ قال: لعله یخفف عنهما ما لم ییبسا.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۵)

ترجمہ:......”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی، جن کو قبر میں عذاب ہورہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان دونوں قبر والوں کو

عذاب ہورہا ہے، اور عذاب بھی کسی بڑی چیز پر نہیں ہورہا ہے (کہ جس سے بچنا مشکل ہو)، ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا، اور دُوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھجور کی) ایک تَر شاخ لی اور اس کو بیچ سے آدھوں آدھ چیرا، انہیں ایک ایک کرکے دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہؓ نے (یہ دیکھ کر) پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید (اس عمل سے) ان کے عذاب میں (اس وقت تک کے لئے) تخفیف ہوجائے جب تک کہ یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔''

یہ مضمون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہے:

۱:......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ۔

(ابن ماجہ ص:۲۹، مجمع الزوائد ج:۱ ص:۲۰۷، فتح الباری ج:۱ ص:۳۲۱)

۲:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(ابن ابی شیبہ ج:۱ ص:۳۷۶، موارد الظمآن ص:۱۹۹، مجمع ج:۳ ص:۵۷)

۳:......حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۱ ص:۲۰۸)

۴:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ۔ (افراد دارقطنی، فتح الباری ج:۱ ص:۳۱۷)

۵:......حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ۔ (نسائی بحوالہ فتح الباری ج:۱ ص:۳۱۹)

۶:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ۔ (مجمع ج:۳ ص:۵۶، فتح ج:۱ ص:۳۲۰)

۷:......حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا۔ (مجمع ج:۱ ص:۲۰۷)

۸:......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ (مجمع ج:۳ ص:۵۷)

۹:......حضرت یعلیٰ بن سیابہ رضی اللہ عنہ۔

(ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۶، مجمع ج:۳ ص:۵۷)

۱۰:......اس نوعیت کا ایک اور واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں


فہرست

ج:۲ ص:۴۱۸ میں منقول ہے۔

۱۱:......اور اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسندِ احمد میں بسندِ صحیح منقول ہے۔ (مجمع الزوائد ج:۲ ص:۵۷)

۱۲:...... نیز اسی نوعیت کا ایک واقعہ مصنف ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۶ اور مسندِ احمد میں حضرت یعلیٰ بن سیابہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (مجمع ج:۳ ص:۵۷)

ان احادیث میں ہمارے دعویٰ پر درج ذیل شواہد ہیں:

*:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے عذابِ قبر کو محسوس فرمانا، اور جن دو شخصوں کو عذابِ قبر ہو رہا تھا ان کی آواز سننا۔

*:......دونوں قبروں پر شاخِ خرما کا گاڑنا۔

*:......اور دریافت کرنے پر یہ فرمانا کہ: شاید ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوجائے جب تک کہ یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔

اگر یہ گڑھا، جس کو قبر کہا جاتا ہے، عذابِ قبر کا محل نہ ہوتا تو ان شاخوں کو قبروں پر نصب نہ فرمایا جاتا، اور اگر میّت کے بدن کو عذاب نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو شخصوں کی آواز نہ سنتے، اور نہ قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے عذابِ قبر کا احساس ہوتا۔

## ۲:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر کو سننا:

اُوپر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے:

"فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورهما."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۴)

ترجمہ:......"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔"

یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے:

۱:......"عن ابی ایوب الانصاری رضی الله عنه قال: خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد ما غربت

الشمس فسمع صوتا، فقال: یهود تعذب فی قبورها.“
(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۴، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶)

ترجمہ:......”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غروبِ آفتاب کے بعد باہر نکلے تو آواز سنی، فرمایا: یہودکو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔“

۲:......”عن انس رضی اللہ عنه قال: بینما رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی نخل لابی طلحة یبرز لحاجته. قال: وبلال یمشی وراءہ یکرم نبی اللہ صلی اللہ علیه ولسم ان یمشی الٰی جنبه، فمر نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم بقبر فقام حتٰی تم الیه بلال، فقال: ویحک یا بلال! هل تسمع ما اسمع؟ قال: ما اسمع شیئا! قال: صاحب القبر یعذب! فسأل عنه فوجد یهودیا.“ (رواه احمد ورجاله رجال الصحیح. مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۶۔ واخرجه فی المستدرک ج:۱ ص:۴۰، وقال صحیح علٰی شرط الشیخین واقره الذهبی.)

ترجمہ:......”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوطلحہؓ کے کھجوروں کے باغ میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جارہے تھے، حضرت بلال آپؐ کے پیچھے چل رہے تھے، ادب کی بنا پر برابر نہیں چل رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ حضرت بلالؓ بھی آپہنچے، فرمایا: بلال! کیا تم بھی سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ عرض کیا: میں تو کچھ نہیں سن رہا! فرمایا: صاحبِ قبر کو عذاب ہو رہا ہے! آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبر کے بارے میں دریافت فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ تو معلوم ہوا کہ یہودی کی قبر ہے۔"

۳:......"عن انس رضی الله عنه قال: اخبرنی من لا اتهم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال: بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم وبلال یمشی بالبقیع، اذ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یا بلال! هل تسمع ما اسمع؟ قال: والله یا رسول الله ما اسمعه! قال: الا تسمع اهل هذه القبور یعذبون فی قبورهم؟ یعنی قبور اهل الجاهلیة."

(رواه احمد ورجاله رجال الصحیح، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۶)

ترجمہ:......"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کسی صاحب نے بتایا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلالؓ بقیع میں چل رہے تھے، اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال! جو کچھ میں سن رہا ہوں، کیا تم بھی سن رہے ہو؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! میں اس کو نہیں سن رہا۔ فرمایا: کیا تم اہلِ قبور کو سنتے نہیں ہو؟ ان کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے!"

۴:......"عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال: دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم محلا لبنی النجار، فسمع اصوات رجال من بنی النجار ماتوا فی الجاهلیة یعذبون فی قبورهم، فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فزعًا فامر اصحابه ان یتعوذوا من عذاب القبر."

(رواه احمد والبزار، ورجال احمد رجال الصحیح. مجمد الزوائد


فہرست

ج:۳ ص:۵۵۔ وکشف الاستار عن زوائد البزار ج:۱ ص:۴۱۲)

ترجمہ:...... ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کی ایک جگہ میں داخل ہوئے تو بنونجار کے چند مُردوں کی آواز سنی، جو جاہلیت کے زمانے میں مرے تھے اور ان کو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گھبرا کر نکلے، اور اپنے صحابہؓ کو حکم فرمایا کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگیں۔“

ان احادیث میں قبروں کے پاس جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر کو سننا مذکور ہے، اگر یہ گڑھے (جن کو قبریں کہا جاتا ہے) عذاب کا محل نہ ہوتے اور قبروں میں مدفون ابدان کو عذاب نہ ہوتا، تو اس عذابِ قبر کا قبروں کے پاس سننا نہ ہوتا۔

## ۳:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی عذابِ قبر کا سننا ممکن ہے:

متعدد احادیث میں یہ مضمون بھی وارد ہوا ہے کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنے کی ہمت نہیں کرسکو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبر کا جو عذاب میں سنتا ہوں وہ تم کو بھی سنا دیتے، اس مضمون کی چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

۱:...... ”عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقیه واذا اقبر ستة او خسمة او اربعة -قال: کذا کان یقول الجریری- فقال: من یعرف هذه الاقبر؟ فقال رجل: انا! قال: فمتی مات هؤلاء؟ قال: ماتوا فی الاشراک! فقال: ان هذه الامة تبتلٰی فی قبورها فلو لا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع


فہرست

منه ..... الحديث.“ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶)

ترجمہ:......”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار ہوکر بنونجار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، اچانک خچر بدک گیا قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گر جاتے، وہاں کوئی چار، پانچ یا چھ قبریں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: جی ہاں! میں جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کب مرے تھے؟ اس نے عرض کیا: حالتِ شرک میں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں، اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنادیتے جس طرح میں سنتا ہوں۔“

۲:......یہی حدیث صحیح ابن حبان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (موارد الظمآن ص:۲۰۲)

۳:......”عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم سمع صوتا من قبر، فقال: متی مات هٰذا؟ قالوا: مات فی الجاهلیة! فسر بذالک وقال: لو لا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم عذاب القبر.“

(سنن نسائی ج:۱ ص:۲۹۰، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶، موارد الظمآن ص:۲۰۰)

ترجمہ:......”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے آواز سنی تو فرمایا: یہ کب

مرا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذابِ قبر ہوتا ہوا سنائی دیتا۔"

۴:......"عن انس رضی اللہ عنہ قال: دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خربًا لبنی النجار کأنہ یقضی حاجتہ فخرج وھو مذعور، فقال: لو لا ان تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر ما اسمعنی." (اسنادہ صحیح، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۷۴۰ حدیث:۴۲۹۴۳)

ترجمہ:......"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے ویرانے میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو گھبرا کر نکلے، اور فرمایا: اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی وہ عذابِ قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں!"

مندرجہ بالا احادیث ہمارے مدعا پر تین وجہ سے شاہد ہیں:

۱:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر کو خود سننا۔

۲:......اور یہ فرمانا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنا دیں، جو میں سن رہا ہوں، جس سے معلوم ہوا کہ عذابِ قبر کا سننا ہمارے حق میں بھی ممکن ہے، اگر عذاب کا تعلق قبر کے گڑھے سے نہ ہوتا تو قبروں کے اس عذاب کے سننے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

۳:......اور یہ فرمانا کہ: اندیشہ یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے، اگر عذاب کا تعلق قبر کے گڑھے سے نہ ہوتا تو اس اندیشہ کی کوئی وجہ نہ تھی۔

۴:......بہائم کا عذابِ قبر کو سننا:

اُوپر حضرت زید بن ثابت اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی احادیث میں


فہرست

عذابِ قبر کے سننے سے جانور کا بدکنا مذکور ہے، یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے کہ مردے کو قبر میں جو عذاب ہوتا ہے اس کو جن وانس کے علاوہ قریب کے سب حیوانات سنتے ہیں، اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

**۱:...... حدیث انس رضی اللہ عنہ:**

”ثم یضرب بمطرقة من حدید ضربة بین اذنیه فیصیح صیحة یسمعها من یلیه الا الثقلین.“

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۷۸، سنن ابوداوٴد ج:۲ ص:۶۵۳، نسائی ج:۲ ص:۲۸۸، مسند احمد ج:۳ ص:۱۲۶، ۲۳۴)

ترجمہ:...... ”پھر اس (مردے) کو لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے، جس سے وہ مردہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن وانس کے علاوہ قریب کے تمام حیوانات سنتے ہیں۔“

**۲:...... حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:**

”فیفتح له باب من جهنم، ثم یضرب ضربة تسمع کل دابة الا الثقلین.“

(رواہ البزار، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۳، کشف الاستار عن زوائد البزار ج:۱ ص:۴۱۳)

ترجمہ:...... ”پھر اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو ماری جاتی ہے ایسی مار کہ اس کو سنتے ہیں تمام جانور سوائے جن وانس کے۔“

**۳:...... حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:**

”ویفتح له باب الی النار ثم یقمعه قمعة بالمطراق یسمعها خلق الله کلهم غیر الثقلین.“

(مسند احمد ج:۳ ص:۴، ۲۹۶، کشف الاستار ج:۱ ص:۴۱۳، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۸)

ترجمہ:...... ”پھر اس (کافر مردے) کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر فرشتہ اس کو ایسا گرز مارتا ہے جس کو جن و انس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سنتی ہے۔“

۴:......حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

”فیضربہ بھا ضربة یسمعھا ما بین المشرق والمغرب الا الثقلین فیصیر ترابًا قال ثم تعاد فیه الروح.“ (سنن ابوداؤد ج:۲ ص:۶۵۴)

ترجمہ:...... ”پس فرشتہ اس کو ایسی ضرب لگاتا ہے، جس کو جن و انس کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے، وہ اس ضرب سے مٹی ہوجاتا ہے۔ فرمایا: پھر اس میں دوبارہ رُوح لوٹائی جاتی ہے۔“

۵:......حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

”انھم معذبون عذابا تسمعه البھائم کلھا.“

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۹۴۲، صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۱۷)

ترجمہ:...... ”مُردوں کو قبروں میں ایسا عذاب دیا جاتا ہے جس کو سب چوپائے سنتے ہیں۔“

۶:......حدیث ام مبشر رضی اللہ عنہا:

”عن ام مبشر قالت: دخل علیَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا فی حائط من حوائط بنی النجار فیه قبور منھم، وھو یقول: استعیذوا بالله من عذاب القبر! فقلت: یا رسول الله! وللقبر عذاب؟ قال: نعم! انھم لیعذبون فی قبورھم تسمعه البھائم.“

(رواہ احمد ورجاله رجال الصحیح، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۶، موارد الظمآن ص:۲۰۰)

ترجمہ:......''حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں ایک دن بنونجار کے باغ میں تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہاں بنونجار کی کچھ قبریں تھیں (انہیں دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگو! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قبر میں عذاب دیا جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! بے شک انہیں اپنی اپنی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے، جسے تمام جانور سنتے ہیں۔''

**۷:......حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:**

''ان الموتٰی لیعذبون فی قبورھم حتٰی ان البھائم تسمع اصواتھم.''

(رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن۔ مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۶)

ترجمہ:......''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مُردوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، یہاں تک کہ چوپائے ان کی آواز سنتے ہیں۔''

**۸:......حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ:**

''کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر وھو یسیر علٰی راحلتہ فنفرت، قلت: یا رسول اللہ! ما شأن راحلتک نفرت؟ قال: انھا سمعت صوت رجل یعذب فی قبرہ فنفرت لذالک.''

(رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ جابر الجعفی وفیہ کلام کثیر وقد وثق، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۶)

ترجمہ:......''ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر تشریف لے جارہے تھے کہ

اچانک سواری بدک گئی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ کی سواری کو کیا ہوا؟ یہ بدک کیوں گئی؟ فرمایا: اس نے ایک شخص کی آواز سنی جس کو اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے، اس کی وجہ سے بدک گئی۔“

ان احادیث میں جن و انس کے علاوہ باقی حیوانات کا عذابِ قبر کو سننا مذکور ہے، ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عذابِ قبر ایک حسی چیز ہے جس کو نہ صرف اس عالم میں محسوس کیا جاسکتا ہے، بلکہ جن و انس کے علاوہ باقی مخلوق کو اس کا ادراک بھی ہوتا ہے، جن و انس کو جو ادراک نہیں ہوتا اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ ان کا ایمان، ایمان بالغیب رہے۔ دُوسری وہ حکمت ہے جو اُوپر بیان ہوچکی ہے کہ اگر عذابِ قبر کا انکشاف انسانوں کو عام طور سے ہوجایا کرتا تو کوئی شخص مُردوں کو قبرستان میں دفن کرنے کی ہمت نہ کرتا۔ بہرحال اس عذاب کا محسوس ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ عذابِ قبر اسی گڑھے میں ہوتا ہے اور یہ کہ میّت کے بدن کو بھی ہوتا ہے۔

## ۵:......عذابِ قبر کے مشاہدہ کے واقعات:

عذابِ قبر کو انسانوں اور جنات کی نظر سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، لیکن بعض اوقات خرقِ عادت کے طور پر عذابِ قبر کے کچھ آثار کا مشاہدہ بھی کرادیا جاتا ہے، اس نوعیت کے بے شمار واقعات میں سے چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۱:......”عن قبیصة بن ذویب رضی الله عنه قال: اغار رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم علی سریة من المشرکین فانهزمت فغشی رجل من المسلمین رجلا من المشرکین وهو منهزم فلما اراد ان یعلوه بالسیف قال الرجل: لا اله الا الله! فلم ینزع عنه حتّٰی قتله، ثم وجد فی نفسه من قتله فذکر حدیثه لرسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فهلا نقبت عنه قلبه! فلم یلبثوا الا قلیلا

**حتّٰی توفی ذالک الرجل القاتل، فدفن فاصبح علٰی وجه الارض فجاء اهله فحدثوا رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: ادفنوه! فدفنوه فاصبح علٰی وجه الارض فجاء اهله فحدثوا رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: ادفنوه! فدفنوه فاصبح علٰی وجه الارض فجاؤوا رسول الله صلی الله علیه وسلم فحدثوه ذالک، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الارض قد ابت ان تقبله فاطرحوه فی غار من الغیران!''** (بیہقی دلائل النبوۃ ج:۴ ص:۳۰۹، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۸۷، مصنف عبدالرزاق ج:۱۰ ص:۱۷۳، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۱۴۷، ۱۴۸ حدیث:۴۰۴۵۴)

ترجمہ:...... ''حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے ایک صاحب نے مشرکین کے ایک دستہ پر حملہ کیا، اس دستہ کو شکست ہوئی، پھر ایک مسلمان نے مشرکوں کے ایک آدمی کو بھاگتے ہوئے جالیا، جب اس پر تلوار اُٹھانے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھا، لیکن مسلمان کلمہ سن کر بھی ہٹا نہیں، یہاں تک کہ اسے قتل کردیا، پھر اس کے ضمیر نے اس کے قتل پر ملامت کی، چنانچہ اس نے اپنا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: تو نے اس کا دل کرید کر کیوں نہ دیکھ لیا؟ تھوڑی مدت گزری تھی کہ اس قاتل کا انتقال ہوگیا، اسے دفن کیا گیا مگر اگلے دن دیکھا گیا کہ وہ کھلی زمین پر پڑا ہے، اس کے گھر کے لوگوں نے یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو دفن کردو! دوبارہ دفن

کیا گیا تو پھر دیکھا کہ زمین پر پڑا ہوا ہے، تین بار یہی ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے، اسے کسی غار میں ڈال دو!“

۲:...... ”عن انس بن مالک رضی الله عنه قال: کان منا رجل من بنی النجار قد قرأ البقرة وآل عمران وکان یکتب لرسول الله صلی الله علیه وسلم فانطلق هاربا حتٰی لحق باهل الکتاب، قال: فرفعوه، قالوا: هٰذا قد کان یکتب لمحمد فاعجبوا به فما لبث ان قصم الله عنقه فیهم فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علٰی وجهها، ثم عادوا فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علٰی وجهها، ثم عادوا فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علٰی وجهها، فترکوه منبوذًا.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۱۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۷۰، واللفظ لہٗ، مسند احمد ج:۳ ص:۱۲۰، ۱۲۱، ۲۴۵، صحیح ابن حبان بحوالہ موارد الظمآن ص:۳۶۵، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۷۸)

ترجمہ:...... ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص ہم سے یعنی بنونجار سے تھا، اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی ہوئی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتا تھا، پھر وہ بھاگ کر اہلِ کتاب سے جاملا، انہوں نے اس کو خوب اُچھالا اور کہا کہ: یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے وحی لکھا کرتا تھا، وہ لوگ اس پر بہت خوش ہوئے، کچھ ہی دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی (یعنی مرگیا)، انہوں نے گڑھا کھود کر اسے دفن کردیا، صبح ہوئی تو زمین نے اس کو باہر پھینک دیا، انہوں نے

اسے پھر دفن کیا، زمین نے اسے پھر باہر پھینک دیا، انہوں نے سہ بارہ دفن کیا، زمین نے اسے پھر اُگل دیا، عاجز ہوکر انہوں نے اسے بغیر دفن کے پڑا رہنے دیا۔‘‘

۳:......’’عن اسامة بن زيد قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا فكذب عليه، فدعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد ميتا قد انشق بطنه ولم تقبله الارض.‘‘

(بیہقی دلائل النبوۃ ج:۶ ص:۳۴۵، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۷۸)

ترجمہ:......’’حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو (کسی کام سے) بھیجا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرکے ایک جھوٹ بولا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا فرمائی، اس کے نتیجہ میں وہ مردہ حالت میں پایا گیا، اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا، اور زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔‘‘

۴:......’’عن عمران قال: شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد بعث جيشا من المسلمين الى المشركين - الىٰ قوله - فلم يلبث الا يسيرا حتىٰ مات فدفناه فاصبح علىٰ ظهر الارض، فقالوا: لعل عدوا نبشه فدفناه ثم امرنا غلماننا يحرسونه فاصبح علىٰ ظهر الارض فقلنا: لعل الغلمان نبشوه، فدفناه ثم حرسناه بانفسنا فاصبح علىٰ ظهر الارض، فالقيناه فى بعض تلك الشعاب. وفى رواية: فنبذته الارض فاخبر النبى صلى الله عليه وسلم، قال: ان الارض لتقبل من هو اشر

منہ، ولٰکن اللہ احب ان یریکم تعظیم حرمة لا الٰہ الا اللہ۔" (سنن ابن ماجہ ص:۲۸۱، دلائل النبوۃ بیہقی ج:۷ ص:۱۲۸)

ترجمہ:...... "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا ایک لشکر کافروں سے جہاد کے لئے بھیجا، (اس کے بعد ایک شخص کے قتل کا واقعہ ذکر کیا)، پھر وہ قاتل چند ہی دنوں کے بعد مرگیا، ہم نے اس کو دفن کیا تو صبح کو کھلی زمین پر پڑا تھا، ہم نے سوچا شاید کسی دشمن نے اس کو اُکھاڑ پھینکا ہے، ہم نے دوبارہ دفن کردیا، اور اس پر اپنے غلاموں کا پہرہ لگادیا، اگلے دن پھر زمین کی سطح پر پڑا تھا، ہم نے سوچا شاید غلام سوگئے ہوں گے، ہم نے تیسری بار دفن کیا اور خود پہرہ دیا، لیکن اگلے دن پھر زمین پر پڑا تھا، بالآخر ہم نے اسے ایک غار میں ڈال دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: زمین نے اسے باہر پھینک دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کی گئی تو فرمایا: زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو قبول کرلیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ تمہیں یہ دکھائیں کہ لا الٰہ الا اللہ کی حرمت کس قدر بڑی ہے!"

۵:...... "عن الحسن البصری ان محلمًا لما جلس بین یدہ علیہ الصلوٰة والسلام قال لہ: آمنتہ ثم قتلتہ؟ ثم دعا علیہ، قال الحسن: فواللہ! ما مکث محلمًا الا سبعًا حتٰی مات فلفظتہ الارض ثم دفنوہ فلفظتہ الارض، ثم دفنوہ فلفظتہ الارض، فرضموا علیہ من الحجارة حتیٰ واروہ فبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ان الارض لتطابق علٰی من ھو شر منہ ولٰکن اللہ اراد ان یعظکم فی حرم ما بینکم لما اراکم

منه.“ (البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۲۲۵، مجمع الزوائد ج:۷ ص:۲۹۴)

ترجمہ:...... ”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: محلم (ایک مسلمان کو قتل کرکے) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اسے امن دینے کے بعد قتل کردیا؟ پھر اس کے حق میں بددعا فرمائی، حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ: محلم اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد مرگیا، تو زمین نے اس کو اُگل دیا، لوگوں نے اسے پھر دفن کیا، تو زمین نے اسے پھر اُگل دیا، بالآخر لوگوں نے اس کے گرد پتھر جمع کرکے اسے چھپادیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ: زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو چھپالیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ منظر تم کو دکھاکر یہ چاہا کہ تمہاری آپس کی حرمتوں کے بارے میں تم کو نصیحت وعبرت دلائیں۔“

۶:...... ”عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: بینما اسیر بجنبات بدر اذ خرج رجل من حفرة فی عنقه سلسلة فنادانی: ”یا عبدالله! اسقنی.“ فلا ادری اعرف اسمی او دعانی بدعایة العرب، وخرج رجل فی ذالک الحفیر فی یده سوط فنادانی: ”لا تسقه فانه کافر!“ ثم ضربه بالسوط حتّٰی عاد الٰی حفرته، فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم مسرعًا فاخبرته، فقال لی: او قد رأیته؟ قلت: نعم! قال: ذاک عدو الله ابوجهل بن هشام! وذاک عذابه الی یوم القیامة!“

(قال الهیثمی رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه عبدالله بن محمد المغیرة وهو ضعیف، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۷)

ترجمہ:......''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: دریں اثنا کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا، اتنے میں ایک گڑھے سے ایک شخص نکلا جس کے گلے میں زنجیر تھی، اس نے مجھے پکار کر کہا: ''اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ۔'' مجھے معلوم نہیں کہ آیا اسے میرا نام معلوم تھا، یا عرب کے دستور کے مطابق اس نے ''عبداللہ'' (اللہ کا بندہ) کہہ کر پکارا، اس گڑھے سے ایک اور آدمی نکلا، جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا، اس نے مجھے پکار کر کہا کہ: ''اس کو پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے!'' پس اس نے پہلے شخص کو کوڑا مارا اور مار مار کر گڑھے کی طرف واپس لے گیا، میں جلدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے واقعی اس کو دیکھا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: یہ اللہ کا دشمن ابوجہل تھا! اور قیامت تک اس کی یہی سزا ہے!'' نعوذ باللہ من ذالک!

۷:......''(وقال) ابن ابی الدنیا حدثنی ابی، حدثنا موسیٰ بن داؤد، حدثنا حماد بن سلمة عن هشام بن عروة، عن ابیه، قال: بینما راکب یسیر بین مکة والمدینة اذ مر بمقبرة فاذا برجل قد خرج من قبر یلتهب نارا مصفدا فی الحدید، فقال: ''یا عبدالله! انضح، یا عبدالله! انضح.'' قال: وخرج آخر یتلوه فقال: ''یا عبدالله! لا تنضح، یا عبدالله! لا تنضح.'' قال: وغشی علی الراکب، وعدلت به راحلته الی العرج، قال واصبح قد ابیض شعره، فاخبر عثمان بذالک فنهی ان یسافر الرجل لوحده.'' (کتاب الروح ص:۹۴)

ترجمہ:...... ”ابن ابی الدنیاؒ کہتے ہیں کہ: مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ: ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے، وہ روایت کرتے ہیں ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے: دریں اثنا کہ ایک سوار مکہ و مدینہ کے درمیان جارہا تھا کہ ایک قبرستان سے گزرا، اچانک ایک شخص قبر سے نمودار ہوا جو آگ سے بھڑک رہا تھا، اور لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا، اس نے کہا: ”اے بندۂ خدا! مجھے پانی دے دو، اے بندۂ خدا! مجھے پانی دے دو۔“ اور ایک اور شخص اس کے پیچھے سے نکلا، اس نے پکار کر کہا: ”اے بندۂ خدا! اسے پانی نہ دینا، اے بندۂ خدا! اسے پانی نہ دینا۔“ اس منظر سے سوار پر غشی طاری ہوگئی اور اس کی سواری اس کو موضع ”عرج“ لے گئی، اور اس صدمہ سے اس شخص کے بال سفید ہوگئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع کی گئی تو آپؓ نے آدمی کے تنہا سفر کرنے سے منع فرمادیا۔“

۸:...... **”وقد ذکر ابن ابی الدنیا فی ”کتاب القبور“ عن الشعبی انه ذکر رجلا قال للنبی صلی اللہ علیه وسلم: مررت ببدر فرأیت رجلا یخرج من الارض فیضربه رجل بمقمعة حتّٰی یغیب فی الارض، ثم یخرج فیفعل به ذالک. فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: ذالک ابوجهل بن هشام یعذب الٰی یوم القیامة!“**

(کتاب الروح ص:۹۳)

ترجمہ:...... ”ابن ابی الدنیاؒ نے کتاب القبور میں امام شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ: ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں بدر سے گزر رہا تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین سے نکلتا ہے تو دُوسرا آدمی اس کو ہتھوڑے سے مارتا ہے، یہاں تک کہ وہ

زمین میں غائب ہوجاتا ہے، وہ پھر نکلتا ہے تو دُوسرا اس کے ساتھ یہی کرتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ابوجہل بن ہشام ہے! اسے قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا۔“

۹:......”(وذکر) من حدیث حماد بن سلمة عن عمرو بن دینار، عن سالم بن عبداللہ عن ابیه، قال: بینما انا اسیر بین مکة والمدینة علٰی راحلة وانا محقب اداوة اذ مررت بمقبرة فاذا رجل خارج من قبره یلتهب نارا وفی عنقه سلسلة یجرها، فقال: ”یا عبداللہ! انضح، یا عبداللہ! انضح.“ فواللہ! ما ادری اعرفنی باسمی ام کما تدعوا الناس؟ قال: فخرج آخر فقال: ”یا عبداللہ! لا تنضح، یا عبداللہ! لا تنضح.“ ثم اجتذب السلسلة فاعاده فی قبره.“ (کتاب الروح ص:۹۴)

ترجمہ:......”اور ابن ابی الدنیا نے حماد بن سلمہ کی روایت سے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں سے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ: انہوں نے فرمایا کہ: دریں اثنا کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اُونٹنی پر سوار ہوکر جارہا تھا، میری سواری پر پانی کا مشکیزہ بھی تھا، ایک قبرستان سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اپنی قبر سے نکل رہا ہے، جس پر آگ بھڑک رہی ہے اور اس کی گردن میں زنجیر ہے، جس کو وہ گھسیٹ رہا ہے، اس نے مجھے پکار کر کہا کہ: ”اے عبداللہ! پانی دو، اے عبداللہ! پانی دو“ پس اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ وہ میرے نام کو جانتا تھا یا جس طرح لوگ کسی کو بندۂ خدا کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح اس نے مجھے بھی پکارا، پھر اس کے پیچھے ایک اور شخص نکلا، اس نے

مجھے پکار کر کہا کہ: ''اے عبداللہ! اس کو پانی نہ دینا، اے عبداللہ! اس کو پانی نہ دینا'' پھر وہ پہلے شخص کی زنجیر کھینچ کر اسے دوبارہ قبر میں لگے گیا۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''کتاب الروح'' میں اس نوعیت کے مزید اٹھارہ واقعات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

''وھذہ الاخبار واضعافھا واضعاف اضعافھا مما لا یتسع لھا الکتاب مما اراہ اللہ سبحانہ وتعالٰی لبعض عبادہ من عذاب القبر ونعیمہ عیانًا، واما رؤیۃ المنام فلو ذکرناھا لجاءت عدۃ اسفار.''

(کتاب الروح ص:۹۹)

ترجمہ:...... ''یہ واقعات اور اس سے دوگنے چوگنے واقعات، جو اس کتاب میں نہیں سما سکتے، ایسے ہیں جن میں اللہ تعالٰی نے بعض بندوں کو قبر کے عذاب وثواب کا مشاہدہ کرادیا، جہاں تک خواب کے واقعات کا تعلق ہے، اگر ہم انہیں ذکر کرنے بیٹھیں تو ان کے لئے کئی دفتر چاہئیں۔''

## قبر میں پیش آنے والے حالات وواقعات:

احادیث شریفہ میں ان حالات وواقعات کو بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے، جو میّت کو قبر میں پیش آتے ہیں، ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات اسی قبر میں پیش آتے ہیں، اور یہ کہ ان حالات کا تعلق میّت کے جسم سے بھی ہے، یہاں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں، ان کے بعد قبر میں پیش آنے والے حالات کا ایک خاکہ پیش کیا جائے گا۔

۱:...... ''عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان العبد اذا وضع فی قبرہ، وتولّٰی عنہ اصحابہ، انہ لیسمع قرع نعالھم،


فہرست

اذا انصرفوا، اتاه ملکان، فیقعدانه فیقولان له: ما کنت تقول فی هذا الرجل، لمحمد؟ فاما المؤمن فیقول: اشهد انه عبدالله ورسوله! فیقال له: انظر الی مقعدک من النار، ابدلک الله به مقعدًا من الجنة! قال النبی صلی الله علیه وسلم: فیراهما جمیعًا. قال قتادة: وذکر لنا انه یفسح له فی قبره. ثم رجع الٰی حدیث انس، قال: واما المنافق، او الکافر - وفی روایة - واما الکافر والمنافق فیقول: لا ادری! کنت اقول ما یقول الناس. فیقال: لا دریت ولا تلیت، ثم یضرب بمطرقة من حدید ضربة بین اذنیه فیصیح صیحة یسمعها من یلیه الا الثقلین!'' (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۷۸، ۱۸۳، واللفظ لہ، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸٦، ابوداؤد ج:۲ ص:٦۵۴، نسائی ج:۱ ص:۲۸۸، شرح السنہ ج:۵ ص:۴۱۵)

ترجمہ:...... ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو دفن کرنے والے اس کے دفن سے فارغ ہوکر لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، تب اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس اگر مردہ مؤمن ہو تو کہتا ہے کہ: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں! پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: اپنے دوزخ کے ٹھکانے کی طرف دیکھ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے میں جنت کا ٹھکانا عطا

فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: پس وہ جنت اور دوزخ دونوں میں اپنے ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ہم سے یہ ذکر کیا گیا کہ پھر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔

لیکن کافر اور منافق، وہ فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ: میں نہیں جانتا (کہ یہ کون ہیں؟) میں تو ان کے بارے میں وہی بات کہتا تھا جو دُوسرے (کافر) لوگ کہتے تھے! پس اس سے کہا جاتا ہے کہ: نہ تو نے خود جانا اور نہ کسی جاننے والے کے پیچھے چلا! پھر لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے، جس سے وہ ایسا چلاتا ہے کہ جن وانس کے علاوہ قریب کی ساری مخلوق سنتی ہے۔“

۲:...... ”عن سمرة بن جندب رضی الله عنه انه قال: كان النبی صلی الله علیه وسلم اذا صلی صلوٰةً اقبل علينا بوجهه فقال: من رأی منكم الليلة رؤيا؟ قال: فان رأی احد قصها، فيقول: ما شاء الله! فسألنا يوم فقال: هل رأی منكم احد رؤيا؟ قلنا: لا! قال: لٰكنی رأيت الليلة رجلين اتيانی فاخذا بيدی واخرجانی الٰی ارض مقدسة، فاذا رجل جالس ورجل قائم بيده كلوب من حديد، يدخله فی شدقه فشقه حتٰی يبلغ قفاه، ثم يفعل بشدقه الآخر مثل ذالک ويلتئم شدقه هذا، فيعود فيصنع مثله، قلت: ما هذا؟ قالا: انطلق! فانطلقنا حتٰی اتينا علٰی رجل مضطجع علٰی قفاه، ورجل قائم علٰی رأسه بفهر، او صخرة، فيشدخ بها رأسه، فاذا ضربه


فہرست

تدهده الحجر، فانطلق اليه ليأخذه فلا يرجع الٰى هٰذا حتّٰى يلتئم رأسه وعاد رأسه كما هو، فعاد اليه فضربه. قلت: ما هٰذا؟ قالا: انطلق! فانطلقنا الٰى نقب مثل التنور، اعلاه ضيق واسفله واسع تتوقد تحته النار، فاذا اقترب ارتفعوا حتّٰى يكادوا يخرجون، فاذا خمدت رجعوا فيها (وفيها) رجال ونساء عراة فقلت: ما هذا؟ قالا: انطلق! فانطلقنا حتّٰى اتينا علٰى نهر من دم فيه رجل قائم، وعلٰى وسط النهر رجل بين يديه حجارة، فاقبل الرجل الذى فى النهر، فاذا اراد ان يخرج رماه الرجل بحجر فى فيه فرده حيث كان، فجعل كلما جاء ليخرج رمى فى فيه بحجر فيرجع كما كان، فقلت: ما هذا؟ فقلت: قد طوفتمانى الليلة فاخبرانى عما رأيت! قالا: نعم! اما الذى رأيته يشق شدقه فكذاب يحدث بالكذبة فتحمل عنه حتى تبلغ الافاق، فيصنع به ما ترٰى الٰى يوم القيامة، والذى رأيته يشدخ رأسه فرجل علمه الله القرآن فنام عنه بالليل ولم يعمل فيه بالنهار، يفعل به الٰى يوم القيامة، والذى رأيته فى النقب فهم الزناة، والذى رأيته فى النهر اٰكل الربا.“ الحديث

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۵، ج:۲ ص:۱۰۴۳، واللفظ لہٗ، ترمذی ج:۲ ص:۵۳۔ یہی روایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، ملاحظہ ہو: موارد الظمآن ص:۴۴۵، مجمع الزوائد ج:۱ ص:۷۶، کنز العمال ج:۱۴ ص:۵۳۷، ۵۳۸۔ مستدرک حاکم ج:۲ ص:۲۱۰)

ترجمہ:...... ”جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت


فہرست

شریفہ تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار و اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ: تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تو عرض کردیا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تعبیر ارشاد فرمادیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ: کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ سب نے عرض کیا: کوئی نہیں دیکھا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمینِ مقدس کی طرف لے چلے، دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دُوسرا کھڑا ہوا ہے، اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے، اس بیٹھے ہوئے کے کلے کو اس سے چیر رہا ہے، یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے، پھر دُوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے، اور پھر وہ کلا اس کا درست ہوجاتا ہے، پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ وہ دونوں شخص بولے: آگے چلو! ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو کہ لیٹا ہوا ہے، سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے، اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے، جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے، پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے، جب وہ اس کے اُٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اب تک لوٹ کر اس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہوجاتا ہے، اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے: آگے چلو! ہم آگے چلے، یہاں تک کہ ہم ایک غار پر پہنچے جو مثل تنور کے تھا، نیچے سے فراخ تھا اور اُوپر سے تنگ، اس میں آگ جل رہی تھی، اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے

ہیں، جس وقت وہ آگ اُوپر کو اُٹھتی ہے اس کے ساتھ وہ سب اُٹھ آتے ہیں، یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہوجاتے ہیں، پھر جس وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے: آگے چلو! ہم آگے چلے، یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے، اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے، اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں، وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے، جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پھر اپنی پہلی جگہ پر جا پہنچتا ہے، پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے تو اسی طرح وہ پتھر مار کر اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ: تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا، اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے؟ انہوں نے کہا کہ: وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اس کے کلے چیرے جاتے تھے، وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہوجاتی تھیں، اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے ہیں۔ اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا، وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علمِ قرآن دیا، رات کو اس سے غافل ہوکر سورہا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا، قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے۔“

(بہشتی زیور حصہ اول سچی کہانیاں حکایت نمبر۴)

۳:......”عن البراء بن عازب رضی الله عنه قال: خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی



فہرست

جنازة رجل من الانصار فانتهينا الى القبر ولما يلحد بعد، فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وجلسنا حوله كأنما علٰى رؤوسنا الطير، وبيده عود ينكت به فى الارض، فرفع رأسه فقال: تعوذوا بالله من عذاب القبر! مرتين او ثلاثا.

زاد فى رواية: وقال: ان الميت ليسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرين، حين يقال له: يا هٰذا! من ربک؟ وما دينک؟ ومن نبيک؟

وفى رواية: ويأتيه ملكان، فيجلسانه، فيقولان له: من ربک؟ فيقول: ربى الله! فيقولان له: ما دينک؟ فيقول: دينى الاسلام! فيقولان له: ما هٰذا الرجل الذى بعث فيكم؟ فيقول: هو رسول الله! فيقولان له: وما يدريک؟ فيقول: قرأت كتاب الله، وٰامنت به، وصدقت!

زاد فى رواية: فذٰلک قوله: "يثبت الله الذين اٰمنوا بالقول الثابت فى الحيٰوة الدنيا وفى الاٰخرة" ثم اتفقا. فينادى مناد من السماء: ان صدق عبدى، فأفرشوه من الجنة، والبسوه من الجنة وافتحوا له بابا من الجنة! فيأتيه من روحها وطيبها، ويفسح له فى قبره مد بصره.

وان الكافر ..... فذكر موته، قال: فتعاد روحه فى جسده، ويأتيه ملكان، فيجلسانه، فيقولان له: من ربک؟ فيقول: هاه! هاه! لا ادرى! فيقولان له: ما دينک؟ فيقول: هاه! هاه! لا ادرى! فيقولان له: ما هذا الرجل الذى بعث فيكم؟ فيقول: هاه! هاه! لا ادرى! فينادى مناد من


فہرست

**السماء: ان كذب، فأفرشوه من النار، والبسوه من النار، وافتحوا له بابا الى النار! فيأتيه من حرها وسمومها، ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه اضلاعه.**

**زاد فى رواية: ثم يقيض له اعمٰى، ابكم، معه مرزبة من حديد، لو ضرب بها جبل لصار ترابا، فيضربه بها ضربة يسمعها من بين المشرق والمغرب الا الثقلين، فيصير ترابا ثم تعاد فيه الروح.“**

(جامع الاصول ج:۱۱ ص:۱۷۷، ابوداؤد ج:۲ ص:۶۵۴، مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۱، مسنداحمد ج:۴ ص:۲۹۶)

ترجمہ:...... ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک انصاری کے جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، قبر پر پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھ گئے، گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ زمین کرید رہے تھے (جیسا کہ گہری سوچ میں آدمی ایسا کیا کرتا ہے)، پھر سر مبارک کو اُوپر اُٹھا کر فرمایا کہ: عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو! دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا، پھر فرمایا کہ: جب لوگ میّت کو دفن کرکے لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ: میرا ربّ اللہ ہے! وہ کہتے ہیں کہ: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ: میرا دین اسلام ہے! وہ کہتے ہیں کہ: یہ آدمی کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ: وہ محمد رسول


فہرست

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں! فرشتے کہتے کہ: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی ہے، میں اس پر ایمان لایا، اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی!

حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد: "یُثَبِّتُ اللہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ." (ابراہیم:۲۷) (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دُنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے) میں جس تثبیت کا ذکر ہے اس سے مردے کا نکیرین کے سوال و جواب میں ثابت قدم رہنا مراد ہے۔

پھر ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے کہ: میرے بندے نے سچ کہا! اس کے لئے جنت سے فرش بچھاؤ، اس کو جنت کا لباس پہنچاؤ، اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو! چنانچہ (اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس) اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے، اور حدِ نظر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی موت کا ذکر کرنے کے بعد اس کی قبر کے حالات کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس کی رُوح اس کے بدن میں لوٹادی جاتی ہے، اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں، پھر اس سے کہتے ہیں کہ تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا! وہ کہتے ہیں کہ: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا! وہ کہتے ہیں کہ: یہ کون آدمی تھا جو تم میں بھیجا گیا؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا! پس آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ: یہ جھوٹ بولتا ہے! اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ، اس کو آگ کا لباس پہناؤ، اور اس کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو! چنانچہ دوزخ کی طرف

دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس اس کو دوزخ کی گرمی اور اس کی لو پہنچتی ہے، اور اس کی قبر تنگ ہوجاتی ہے یہاں تک کہ پسلیاں ایک دُوسری میں نکل جاتی ہیں۔ نعوذ باللہ!

پھر اس پر ایک اندھا بہرا فرشتہ مقرر کردیا جاتا ہے، جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے، اگر وہ گرز پہاڑ پر ماردیا جائے تو وہ مٹی ہوجائے، وہ کافر مردے کو اس گرز سے ایسی مار مارتا ہے جس کو جنوں اور انسانوں کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان کے سارے حیوان سنتے ہیں، وہ گرز لگنے سے مٹی ہوجاتا ہے، پھر اس میں دوبارہ رُوح لوٹائی جاتی ہے۔‘‘

۴:......’’عن ابی هریره رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان المیت یسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرین، فان کان مؤمنا کانت الصلٰوة عند رأسه، وکان الصوم عن یمینه، وکانت الزکٰوة عن یساره، وکان فعل الخیرات من الصدقة والصلٰوة والصلة والمعروف والاحسان الی الناس عند رجلیه، فیؤتی من قبل رأسه فتقول الصلٰوة: ما قبلی مدخل! ویؤتی من عن یمینه فیقول الصوم: ما قبلی مدخل! ویؤتی من عن یساره فتقول الزکٰوة: ما قبلی مدخل! ویؤتی من قبل رجلیه فیقول فعل الخیرات: ما قبلی مدخل! فیقال له: اقعد! فیقعد، وتمثل له الشمس قد دنت للغروب فیقال له: ما تقول فی هذا الرجل الذی کان فیکم؟ وما تشهد به؟ فیقول: دعونی اصلی! فیقولون: انک ستفعل، ولٰکن اخبرنا عما نسألک

عنہ! قال: وعم تسألونی عنہ؟ فیقولون: اخبرنا عما نسألک عنہ! فیقول: دعونی اصلی! فیقولون: انک ستفعل، ولٰکن اخبرنا عما نسألک عنہ! قال: وعم تسألونی؟ فیقولون: اخبرنا ما تقول فی ھٰذا الرجل الذی کان فیکم؟ وما تشھد بہ علیہ؟ فیقول: محمدًا (صلی اللہ علیہ وسلم) اشھد انہ عبداللہ وانہ جاء بالحق من عند اللہ! فیقال لہ: علٰی ذالک حییت، وعلٰی ذالک مت، وعلٰی ذالک تبعث ان شاء اللہ! ثم یفتح لہ باب من قبل النار، فیقال لہ: انظر الٰی منزلک والٰی ما اعد اللہ لک لو عصیت! فیزداد غبطۃ وسرورًا، ثم یفتح لہ باب من قبل الجنۃ، فیقال لہ: انظر الٰی منزلک والٰی ما اعد اللہ لک! فیزداد غبطۃ وسرورًا، وذالک قول اللہ تبارک وتعالٰی: ”یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء.“ قال: وقال ابوالحکم عن ابی ھریرۃ فیقال لہ: ارقد رقدۃ العروس الذی لا یوقظ الا اعز اھلہ الیہ او احب اھلہ الیہ! ثم رجع الٰی حدیث ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال: وان کان کافرًا اتی من قبل رأسہ، فلا یوجد شیء، ویؤتی عن یمینہ، فلا یوجد شیء، ثم یؤتی عن یسارہ، فلا یوجد شیء، ثم یؤتی من قبل رجلیہ فلا یوجد شیء، فیقال لہ: اقعد! فیقعد خائفًا مرعوبًا، فیقال لہ: ما تقول فی ھٰذا الرجل الذی کان فیکم؟ وماذا تشھد بہ علیہ؟ فیقول: ای رجل؟

فیقولون: الرجل الذی کان فیکم! قال: فلا یھتدی له. قال: فیقولون: محمد! فیقول: سمعت الناس قالوا، فقلت کما قالوا! فیقولون: علٰی ذالک حییت، وعلٰی ذالک مت، وعلٰی ذالک تبعث ان شاء اللہ! ثم یفتح له باب من قبل الجنة فیقال له: انظر الٰی منزلک والٰی ما اعد اللہ لک لو کنت اطعته! فیزداد حسرة وثبورًا. قال: ثم یضیق علیه قبره حتّٰی تختلف اضلاعه. قال: وذالک قوله تبارک وتعالٰی: فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمٰی.'' (مستدرک حاکم ج:۱ ص:۳۷۹، واللفظ لہ۔ ابن حبان ج:۶ ص:۶۵۔ موارد الظمآن ص:۱۹۷، ۱۹۸۔ ابن ماجہ ص:۳۱۵۔ ترمذی ج:۱ ص:۱۲۷)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب لوگ مردے کو دفنا کر واپس لوٹتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر اگر مردہ مؤمن ہو تو نماز اس کے سر کی طرف ہوتی ہے، روزہ دائیں طرف ہوتا ہے، زکوٰۃ بائیں جانب ہوتی ہے، اور دُوسری نفلی عبادتیں مثلاً: صدقہ، نفل نماز، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کرنا، اس کی پائینتی کی طرف ہوتے ہیں، اگر کوئی اس کے سر کی طرف آنا چاہے تو نماز کہتی ہے کہ: ادھر راستہ نہیں! اور اگر دائیں جانب سے آنا چاہے تو روزہ کہتا ہے کہ: ادھر سے کوئی راستہ نہیں! اور اگر بائیں جانب سے آنا چاہے تو زکوٰۃ کہتی ہے: ادھر سے کوئی راستہ نہیں! اور پاؤں کی طرف سے آنا چاہے تو نفلی عبادتیں کہتی ہیں کہ: ادھر سے کوئی راستہ نہیں!

پھر فرشتے (منکر ونکیر) اس کو کہتے ہیں کہ: اُٹھ کر بیٹھ! وہ بیٹھ جاتا ہے، تو اس کو ایسا لگتا ہے گویا سورج غروب ہونے کے قریب ہے، فرشتے اس سے کہتے ہیں: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں تھا؟ اور تو اس کے بارے میں کیا گواہی دیتا ہے؟ مردہ کہتا ہے: ٹھہرو! میں ذرا نماز پڑھ لوں! فرشتے کہتے ہیں کہ: نماز خیر تم پڑھتے رہنا، ہم جو کچھ پوچھتے ہیں اس کا جواب دے! وہ کہتا ہے: تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ وہ کہتے ہیں: یہی جو ہم نے سوال کیا ہے، اس کا جواب دو! وہ کہتا ہے: ذرا ٹھہرو! میں نماز پڑھ لوں! وہ کہتے ہیں: یہ تو خیر تم کرتے رہوگے، ہم تجھ سے جو کچھ پوچھتے ہیں وہ ہمیں بتاؤ! وہ کہتا ہے: اور تم مجھ سے پوچھتے کیا ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہمیں یہ بتا کہ یہ شخص جو تم میں تھا، اس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ اور کیا شہادت دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ: تمہاری مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے حق اور سچا دین لے کر آئے! پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: تو اسی عقیدے پر جیا، اسی پر مرا، اور اِن شاء اللہ اسی پر اُٹھایا جائے گا! پھر اس کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول کر بتایا جاتا ہے کہ: دیکھ! اگر تو نافرمان ہوتا تو دوزخ میں تیرا یہ ٹھکانا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے تیری سزا کے لئے یہ سامان تیار کر رکھا تھا! اس سے اس کی مسرت اور شادمانی میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول کر بتایا جاتا ہے کہ: دیکھ! اب جنت میں یہ تیرا گھر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تیری راحت کا یہ سامان تیار کر رکھا ہے! اور حق تعالیٰ شانہ کے مندرجہ ذیل ارشاد کا یہی مطلب ہے:

"یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ." (ابراہیم:۲۷)

ترجمہ:......"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دُنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے۔"

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: سوجاؤ! جیسے دُلہن سوجاتی ہے کہ اس کی محبوب ترین شخصیت کے سوا کوئی نہیں جگا سکتا۔

اگر مردہ کافر ہو تو اگر اس کے سر کی طرف سے آنا چاہیں تو کوئی روکنے والا نہیں، دائیں طرف سے آنا چاہیں تو وہاں بھی کوئی موجود نہیں، بائیں طرف سے آنا چاہیں تو ادھر بھی کوئی چیز موجود نہیں، اور اگر پائنتی کی طرف سے آنا چاہیں تو اس جانب بھی کوئی روکنے والی چیز موجود نہیں، چنانچہ فرشتے اس کو کہتے ہیں: بیٹھ جا! وہ خوفزدہ اور مرعوب ہوکر بیٹھ جاتا ہے، فرشتے کہتے ہیں: یہ شخص کون تھا جو تم میں موجود تھا؟ اور تو اس کے بارے میں کیا گواہی دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے: کون سا آدمی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ: یہی شخص جو تم میں تھا! لیکن وہ نہیں سمجھتا کہ کس آدمی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ پھر فرشتے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی لے کر) کہتے ہیں کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟) وہ کہتا ہے کہ: میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں ایک بات کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی وہی بات کی (کہ -نعوذ باللہ- آپؐ سچے نہیں!)، فرشتے کہتے ہیں کہ: تو اسی عقیدے پر جیا، اسی پر مرا، اور اِن شاء اللہ اسی پر اُٹھایا جائے گا! پھر اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول کر اس سے کہا جاتا ہے کہ: دیکھ! اگر تو فرماں بردار ہوتا تو تیری یہ جگہ تھی، اور

اللہ تعالیٰ نے تیری راحت کا یہ سامان تیار کر رکھا تھا! پس اس کی حسرت و ہلاکت میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دُوسری میں سے نکل جاتی ہیں۔ اور یہی مطلب ہے حق تعالیٰ شانہ کے اس ارشاد کا:

”فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى.“ (طٰہٰ: ۱۲۴)

ترجمہ:...... ”اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا، تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا، اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کرکے (قبر سے) اُٹھائیں گے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

۵:...... ”عن ابی سعید قال: دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصلاہ فرأی ناسا کأنھم یکتشرون، قال: اما انکم لو اکثرتم ذکرھا ذم اللذات لشغلکم عما اری، فأکثروا من ذکرھا ذم اللذات الموت! فانہ لم یأت علی القبر یوم الا تکلم فیہ، فیقول: انا بیت الغربة! انا بیت الوحدة! وانا بیت التراب! وانا بیت الدود! فاذا دفن العبد المؤمن قال لہ القبر: مرحبا واھلا! اما ان کنت لاحب من یمشی علٰی ظھری الٰی فاذ ولیتک الیوم وصرت الٰی فستری صنیعی بک! قال: فیتسع لہ مد بصرہ، ویفتح لہ باب الی الجنة. واذا دفن العبد الفاجر او الکافر قال لہ القبر: لا مرحبا ولا اھلا! اما ان کنت لابغض من یمشی علٰی ظھری الی فاذ ولیتک الیوم وصرت الی، فستری صنیعی بک! قال: فیلتئم علیہ حتی تلتقی علیہ وتختلف اضلاعہ! قال: قال


فہرست

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بأصابعه فأدخل بعضها فی جوف بعض. قال: یقیض اللہ له سبعین تنینا لو ان واحدا منها نفخ فی الارض ما انبتت شیئا ما بقیت الدنیا فینهشنه ویخدشنه حتٰی یفضی به الحساب. قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انما القبر روضة من ریاض الجنة، او حفرة من حفر النار! قال ابوعیسٰی: هذا حدیث حسن غریب لا نعرفه الا من هٰذا الوجه."**

(جامع ترمذی ج:۲ ص:۶۹)

ترجمہ:......"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلّٰی پر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہنس رہے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا کہ: سنو! اگر تم لذتوں کو چور چور کرنے والی چیز کو کثرت سے یاد کرتے تو وہ تم کو اس حالت سے مشغول کردیتی جو میں دیکھ رہا ہوں، پس لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، کیونکہ قبر پر کوئی دن نہیں گزرتا ہے جس میں یہ بات نہ کہتی ہو کہ میں بے وطنی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، پھر جب بندۂ مؤمن اس میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہتی ہے کہ: میرے پشت پر جتنے لوگ چلتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، آج جبکہ تو میرے سپرد کیا گیا ہے اور مجھ تک پہنچا ہے تو تو دیکھ لے گا کہ میں تجھ سے کیسا اچھا برتاؤ کرتی ہوں، چنانچہ وہ اس کے لئے حدِ نظر تک کشادہ ہوجاتی ہے، اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔


فہرست

اور جب بدکار یا (فرمایا کہ) کافر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ: تیرا آنا نامبارک ہے، میری پشت پر جتنے لوگ چلتے پھرتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھا، آج جبکہ تو میرے حوالے کیا گیا ہے، اور میرے پاس پہنچا ہے تو دیکھ لے گا کہ میں تجھ سے کیسا برا سلوک کرتی ہوں، پس قبر اس پر مل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو اس قدر بھینچ دیتی ہے کہ اِدھر کی ہڈیاں اُدھر نکل جاتی ہیں، (اس کو سمجھانے کے لئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دُوسری میں ڈالیں۔ فرمایا: اور اس پر ستر زہریلے سانپ مسلط کردیئے جاتے ہیں، (یہ سانپ اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر ان میں سے ایک زمین پر پھونک مارے تو رہتی دُنیا تک زمین پر کوئی سبزہ نہ اُگے، پس وہ سانپ اسے ہمیشہ نوچتے اور کاٹتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن حساب کے لئے پیش کیا جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا!‘‘

مندرجہ بالا چند احادیث بطورِ نمونہ ذکر کی ہیں، ان میں جو مضامین ذکر فرمائے گئے ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے:

## میّت کا دفن کرنے والے کے جوتوں کی آہٹ سننا

یہ مضمون درج ذیل احادیث میں آیا ہے:

ا:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:



فہرست

”قال: العبد اذا وضع فی قبره وتولی وذهب اصحابه حتٰی انه لیسمع قرع نعالهم.“ (بخاری ج:۱ ص:۱۷۸، ۱۸۳، مسلم ج:۲ ص:۳۸۶، ابوداوٗد ج:۲ ص:۶۵۴، نسائی ج:۱ ص:۲۸۸، شرح السنہ ج:۵ ص:۴۱۵، ابن حبان ج:۶ ص:۴۹)

ترجمہ:...... ”مردہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کو دفن کرنے والے واپس لوٹتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔“

۲:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”قال: فیجلس. قال ابوهریرة: فانه یسمع قرع نعالهم.“ (عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۶۷)

ترجمہ:...... ”اسے بٹھایا جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: پھر وہ (دفن کرکے لوٹنے والوں کے) قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔“

۳:...... مسندِ احمد کے الفاظ یہ ہیں:

”قال ان المیت لیسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرین.“

(مسندِ احمد ج:۲ ص:۴۴۵، حاکم ج:۱ ص:۳۷۹، ۳۸۰، وقال صحیح علٰی شرط مسلم، واقره الذهبی۔ ابن حبان ج:۶ ص:۴۵-۴۸، موارد الظمآن ص:۱۹۶، ۱۹۷، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۴، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۱۹)

ترجمہ:...... ”جب لوگ مردہ کو دفن کرکے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دُوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”ان المیت یسمع حس النعال اذا ولوا عنه

مدبرین۔" (شرح السنہ ج:۵ ص:۴۱۳)

ترجمہ:...... "بے شک میّت جوتوں کی آہستہ سی آہٹ کو بھی سنتا ہے، جب لوگ اسے دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں۔"

۴:...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"فانه يسمع خفق نعال اصحابه اذا ولوا عنه."

(عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۱، احمد ج:۴ ص:۲۹۶، ابوداؤد ج:۲ ص:۶۵۴)

ترجمہ:...... "اور بے شک وہ ان کے قدموں کی چاپ سنتا ہے، جب لوگ اسے دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں۔"

۵:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"اذا دفن الميت سمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرين." (رواه الطبراني في الكبير، ورجاله ثقات. مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۴، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۰۰، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۱۶، درمنثور ج:۴ ص:۸۲)

ترجمہ:...... "میّت کو جب دفن کر کے لوٹتے ہیں تو وہ (میّت) ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔"

۶:...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"حتیٰ يسمع صاحبكم خبط نعالكم."

(مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۳)

ترجمہ:...... "یہاں تک کہ تمہارا ساتھی (میّت) تمہارے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔"

۷:...... عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"قال: ان الميت يقعد وهو يسمع خطو

مشیعیه.‘‘ (اتحاف السادة ج:۱۰ ص:۳۹۷)

ترجمہ:...... ’’میّت کو بٹھایا جاتا ہے اور وہ اپنے رُخصت کرنے والوں کے قدموں کی چاپ کو سنتا ہے۔‘‘

## منکر نکیر کا آنا

یہ مضمون متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب میّت کو دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال و جواب کرتے ہیں، ان کے سوال و جواب کو ’’فتنة القبر‘‘ (قبر میں مردے کا امتحان) فرمایا گیا ہے، حافظ سیوطیؒ، شرح الصدور میں اور علامہ زبیدیؒ، شرح احیاء میں لکھتے ہیں:

’’جاننا چاہئے کہ ’’فتنۂ قبر‘‘ دو فرشتوں کے سوالوں کا نام ہے، اور اس بارے میں مندرجہ ذیل صحابہؓ سے متواتر احادیث مروی ہیں: ابوہریرہ، براء، تمیم داری، عمر بن خطاب، انس، بشیر بن اکال، ثوبان، جابر بن عبداللہ، حذیفہ، عبادہ بن صامت، ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، ابن مسعود، عثمان بن عفان، عمرو بن عاص، معاذ بن جبل، ابوامامہ، ابوالدرداء، ابورافع، ابوسعید خدری، ابوقتادہ، ابوموسیٰ، اسماء، عائشہ (رضی اللہ عنہم)۔‘‘

(شرح الصدور ص:۴۹، اتحاف السادة المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۲)

اس کے بعد ان دونوں حضرات نے ان تمام روایات کی تخریج کی ہے، یہاں پہلے ان احادیث کے مأخذ کی طرف اشارہ کرتا ہوں، جن کو ان دونوں حضرات نے ذکر فرمایا ہے، اس کے بعد مزید احادیث کا اضافہ کروں گا، اور جن مأخذ تک ہماری رسائی نہیں وہاں شرح صدور اور شرح احیاء کے حوالہ سے مأخذ ذکر کئے جائیں گے۔

۱:......حدیثِ انس رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:


فہرست

”اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان لہ.....“

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۷۸، ۱۸۳، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶، ابوداوٴد ج:۲ ص:۶۵۴، نسائی ج:۱ ص:۲۸۸)

ترجمہ:......”اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں.....“

۲:......حدیثِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، جس کے الفاظ یہ ہیں:

”اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداة والعشی، ان کان من اھل الجنة فمن اھل الجنة، وان کان من اھل النار فمن اھل النار، فیقال: ھٰذا مقعدک!“

(بخاری ج:۱ ص:۱۸۴، ترمذی ج:۱ ص:۱۲۷، نسائی ج:۱ ص:۲۹۲، ابن ماجہ ص:۳۱۵)

ترجمہ:......”جب آدمی مرجاتا ہے (تو قبر میں سوال و جواب کے بعد) اس کے سامنے اس کا اصل ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہو تو جنت میں اس کا ٹھکانا اسے پیش کیا جاتا ہے، اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ میں اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، پھر اس کو بتایا جاتا ہے کہ: یہ تیرا ٹھکانا ہے!“

اتحاف السادة المتقین شرح احیاء علوم الدین میں دیلمی کی مسند الفردوس سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

”الظوا السنتکم قول لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ، وان اللہ ربنا، والاسلام دیننا، ومحمدًا نبینا، فانکم تسئلون عنھا فی قبورکم.“

(اتحاف السادة المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۶)

ترجمہ:......”اپنی زبانوں کو کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

کا عادی بناؤ، اور یہ بات بہ کثرت کہا کرو کہ: ''اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے، اسلام ہمارا دین ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں'' کیونکہ تم سے ان اُمور کے بارے میں قبروں میں سوال کیا جاتا ہے۔''

۳:......حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

**''قال: اذا قعد المؤمن فی قبره اتی .....''**

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶، نسائی ص:۲۹۰، ابوداؤد ج:۲ ص:۶۵۴، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۲۷۷)

ترجمہ:......''فرمایا: جب مؤمن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، تو اس کے پاس فرشتوں کی آمد ہوتی ہے۔''

۴:......حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**''یقال: ما علمک بهٰذا الرجل؟ فاما المؤمن -او الموقن- لا ادری ایها قالت اسماء، فیقول: هو محمد رسول الله جاءنا بالبینات والهدی فاجبناه واتبعناه هو محمد ثلاثا.''**

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸، صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۹۸، مؤطا ص:۱۷۶)

ترجمہ:......''میّت سے کہا جاتا ہے کہ: تم اس شخص (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو مؤمن جواب دیتا ہے کہ: حضرت محمدؐ رسول اللہ ہیں جو ہمارے پاس واضح اَحکام اور ہدایت لے کر آئے، ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قبول کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کی، تین مرتبہ کہتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

۵:......حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

**''اذا قبر المیت او قال احدکم اتاه ملکان**

اسود ان ازرقان یقال لاحدھما المنکر والآخر النکیر."

(ترمذی ج:۱ ص:۱۲۷، ابن ماجہ ص:۳۱۵، مستدرک ج:۱ ص:۳۷۹، ابن حبان ج:۶ ص:۴۵)

ترجمہ:......"جب میّت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے، ایک کو منکر اور دُوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔"

۶:......حدیثِ عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

"فاذا دفنتمونی فسنوا علی التراب سنا، ثم اقیموا حول قبری قدر ما تنحر جزور ویقسم لحمھا، حتی استأنس بکم وانظر ماذا راجع بہ رسل ربی."

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۷۶، سنن کبریٰ ج:۴ ص:۵۶)

ترجمہ:......"جب مجھے دفن کرچکو تو مجھ پر مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر تک کھڑے رہنا کہ اُونٹ کو ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کیا جائے، تاکہ مجھے تمہاری موجودگی سے اُنس ہو، اور میں یہ دیکھوں کہ اپنے ربّ کے فرستادوں کو کیا جواب دیتا ہوں؟"

۷:......حدیثِ عثمان رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

"فقال: استغفروا لاخیکم واسألوا لہ بالتثبیت فانہ الآن یسأل!"

(ابوداوٗد ج:۲ ص:۴۵۹، مستدرک حاکم ج:۱ ص:۳۷۰، مشکوٰۃ ص:۲۶، کنزالعمال ج:۷ ص:۵۸، سنن کبریٰ ج:۴ ص:۵۶)

ترجمہ:......"فرمایا: اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اب اس سے سوال وجواب ہو رہا ہے۔"



فہرست

۸:......حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

**"فاذا ادخل المؤمن قبره وتولی عنه اصحابه جاءه ملک شدید الانتهار، فیقول: ما کنت تقول فی هٰذا الرجل؟ ..... الخ."**

(مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۸، مسند احمد ج:۳ ص:۳۴۶، مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۵، الاحسان بترتیب ابن حبان ج:۶ ص:۴۷)

ترجمہ:......"جب مؤمن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کو دفن کرنے والے لوٹتے ہیں، تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے، نہایت جھڑکنے والا، وہ کہتا ہے کہ: تو اس شخص کے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) بارے میں کیا کہتا ہے؟"

۹:......"حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ ہیں:

**"فاما فتنة القبر! فبی تفتنون وعنی تسألون، فاذا کان الرجل الصالح اجلس فی قبره غیر فزع ولا مشعوف، ثم یقال له: فیم کنت؟ فیقول: فی الاسلام!"**

(مسند احمد ج:۶ ص:۱۴۰، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۸، ۴۹)

ترجمہ:......"رہی قبر کی آزمائش! سو تم سے میرے بارے میں امتحان لیا جاتا ہے اور میرے بارے میں تم سے سوال کیا جاتا ہے، پس جب مردہ نیک آدمی ہو تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے، درآں حالیکہ نہ وہ گھبرایا ہوا ہوتا ہے اور نہ حواس باختہ ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: تو کس دین پر تھا؟ وہ کہتا ہے: اسلام پر!"

۱۰:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"اذا دخل الرجل قبره فان کان من اهل السعادة ثبته الله بالقول الثابت، فیسأل: ما انت؟**

**فیقول: انا عبداللہ حیًّا و میتًا!"**

(مصنف ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۷، اتحاف السادۃ المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۶، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۴)

ترجمہ:......"جب آدمی کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر اہلِ سعادت میں سے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قولِ ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں، چنانچہ اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ: تم کون ہو؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ: میں زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ تھا اور مرنے کے بعد بھی!"

۱۱:......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ بھی یہی ہیں۔

۱۲:......حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"وذکر منکرا ونکیرا یخرجان فی افواھما واعینھما النار .... فقالا: من ربک؟"**

(عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۹۰، ۵۹۱)

ترجمہ:......"اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر نکیر کا تذکرہ فرمایا کہ: ان کے منہ سے اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟"

۱۳:......حدیثِ ابورافع رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

**"فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا! ولکنی افففت من صاحب ھٰذا القبر الذی سئل عنی فشک فیّ."** (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۳، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۴۱، اتحاف ج:۱ ص:۴۱۸)

ترجمہ:......"پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! (میں نے تم پر اُف نہیں کی) بلکہ اس قبر والے پر اُف کی ہے،

جس سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے میرے بارے میں شک کا اظہار کیا۔''

۱۴:......حدیثِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ یہ ہیں:

**''ان المیت یسمع خفق نعالھم حین یولون، قال: ثم یجلس فیقال له: من ربک؟ فیقول: اللہ!''**

(مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۴، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۱۶)

ترجمہ:......''میّت کو دفن کرنے والے جب واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے، فرمایا: پھر اس کو بٹھلایا جاتا ہے، پس اس سے کہا جاتا ہے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے!''

۱۵:......حدیثِ ابودرداء رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

**''فجاءک ملکان ازرقان جعدان یقال لھما: منکر ونکیر، فقالا: من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ ..... الخ.''**

(اتحاف السادة المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۷، شرح الصدور ص:۵۵)

ترجمہ:......''پھر تیرے پاس دو فرشتے آئیں گے، جن کی آنکھیں نیلی اور بال مڑے ہوئے ہوں گے، ان کو منکر و نکیر کہا جاتا ہے، وہ دونوں کہیں گے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟''

۱۶:......حضرت بشیر اکال المعوی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**''انی مررت بقبر وھو یسأل عنی فقال: لا ادری! فقلت: لا دریت!''**

(کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۴۲، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۸، شرح الصدور ص:۵۰)



فہرست

ترجمہ:......''بے شک میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تھا، جس سے میرے بارے میں سوال کیا جارہا تھا، اس نے جواب دیا کہ: میں نہیں جانتا! اس پر میں نے کہا کہ: تم نے نہ خود جانا (نہ کسی جاننے والے کی بات مانی!)۔''

۱۷:......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''ان المؤمن اذا مات اجلس فی قبرہ فیقال له: من ربک؟ فیقول: اللہ تعالیٰ! ..... الخ.''

(اتحاف السادۃ المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۸، شرح الصدور ص:۵۵)

ترجمہ:......''جب مؤمن مرجاتا ہے تو اسے اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ!''

۱۸:......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''فاذا وضع فی قبرہ وسوی علیه وتفرق عنه اصحابه، اتاہ منکر ونکیر، فیجلسانه فی قبرہ.''

(اتحاف السادۃ المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۷، شرح الصدور ص۵۴)

ترجمہ:......''جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کو دفن کرنے والے رُخصت ہوجاتے ہیں، تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، پس اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔''

۱۹:......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''کیف انت فی اربع اذرع فی ذراعین، ورأیت منکرا ونکیرا؟ قلت: یا رسول اللہ! وما منکر ونکیر؟ قال: فتانا القبر!'' (اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۴، شرح الصدور ص:۵۴)

ترجمہ:......’’چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی جگہ (قبر) میں تیری کیا حالت ہوگی جب تم منکر اور نکیر کو دیکھو گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! منکر اور نکیر کون ہیں؟ فرمایا: قبر میں امتحان لینے والے فرشتے!‘‘

۲۰:......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**’’ثم سدوا علیک من اللبن واکثروا علیک من التراب، فجاءک ملکان ازرقان جعدان یقال لھما منکر ونکیر.‘‘**

(کتاب الزہد ابن مبارکؒ، بیہقی، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۸-۳۸۹، اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۷، شرح الصدور ص:۵۵)

ترجمہ:......’’تیری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تمہیں قبر میں رکھ کر تمہارے اُوپر اینٹیں چن دیں گے اور ڈھیر ساری مٹی ڈال دیں گے؟ پھر تیرے پاس کیری آنکھوں اور ڈراؤنی شکل کے دو فرشتے آئیں گے، جنہیں منکر ونکیر کہا جاتا ہے۔‘‘

۲۱:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**’’فان منکرا ونکیرا یأخذ کل واحد منھما بید صاحبه ویقول: انطلق بنا ..... الخ.‘‘**

(مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۵، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۰۵، شرح الصدور ص:۴۴، اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۳۶۸)

ترجمہ:......’’جب (مردہ سوالوں کے جواب صحیح دے دیتا ہے تو) منکر ونکیر ایک دُوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ: بس اب یہاں سے چلئے!‘‘

۲۲:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ان الملک یمشی معه الی القبر، فاذا سوی علیه، سلک فیه، فذٰلک حین یخاطب."

(شرح الصدور ص:۴۰، اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۲۲)

ترجمہ:...... "بے شک فرشتہ جنازہ کے ہمراہ قبر کی طرف جاتا ہے، پس جب میّت کو قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو وہ فرشتہ اس کی قبر میں چلا جاتا ہے، اور اس سے مخاطب ہوتا ہے۔"

۲۳:...... حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ویبعث الله الیه ملکین، ابصارهما کالبرق الخاطف، واصواتهما کالرعد القاصف ..... الخ."

(اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۲۶۸)

ترجمہ:...... "(کافر) میّت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے (منکر ونکیر) بھیجتے ہیں، جن کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی اور آواز کڑکتی بجلی کی طرح ہوگی۔"

۲۴:...... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کے علاوہ اس مضمون پر حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کی مرسل بھی ہے۔

## فتنة القبر

قبر میں میّت کے پاس منکر ونکیر کا آنا اور سوال وجواب کرنا، اس کو حدیث شریف میں "فتنة القبر" (یعنی قبر میں مردے کا امتحان) فرمایا گیا ہے، مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے:

۱:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"انهم یعذبون عذابا تسمعه البهائم کلها. فما رأیته بعد فی صلٰوة الا تعوذ من عذاب القبر."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳، ج:۲ ص:۹۴۲، نسائی ج:۱ ص:۲۹۱)

ترجمہ:......"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، جس کو تمام چوپائے سنتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عذابِ قبر سے پناہ ضرور مانگتے تھے۔"

صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"کان یدعو بھؤلاء الدعوات: اللّٰھم فانی اعوذ بک من فتنة النار وعذاب النار وفتنة القبر."** (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۴۷، ترمذی ج:۲ ص:۱۸۷، ابن ماجہ ص:۲۷۲، مسند احمد ج:۶ ص:۵۷، ۲۰۷، مصنف عبدالرزاق ج:۲ ص:۲۰۸، ج:۳ ص:۵۸۹، شرح السنہ ج:۵ ص:۱۵۷)

ترجمہ:......"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے فتنہ اور عذاب سے، اور قبر کے فتنہ سے۔"

مسند حمیدی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**"انکم تفتنون فی قبورکم."**

(مسند حمیدی ص:۹۴، مسند احمد ج:۶ ص:۵۳، ۸۹، ۲۳۸)

ترجمہ:......"قبروں میں تمہارا امتحان (یعنی تم سے سوال و جواب) ہوتا ہے۔"

۲:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"اللّٰھم انی اعوذ بک من العجز والکسل، والجبن والھرم، واعوذ بک من عذاب القبر، واعوذ بک من فتنة المحیا والممات."**

(بخاری ج:۲ ص:۹۴۲، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۴۷، ترمذی ج:۲ ص:۱۸۷، نسائی ج:۲ ص:۳۱۳، مسند احمد ج:۳ ص:۱۷۹، ۲۰۵، ۲۳۶، ۲۶۴، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۵)


فہرست

ترجمہ:......’’اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عجز و کسل سے، بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔‘‘

مسنداحمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”قال: تعوذوا بالله من عذاب القبر، وعذاب النار، وفتنة الدجال! قالوا: وما ذاک یا رسول الله! قال: ان هٰذه الامة تبتلٰی فی قبورها.“ (مسنداحمد ج:۳ ص:۲۳۳)

ترجمہ:......’’فرمایا: اللہ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے، اور دوزخ کے عذاب سے اور فتنۂ دجال سے! صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فتنۂ قبر کیا چیز ہے؟ فرمایا: قبر میں اس اُمت کا امتحان کیا جاتا ہے۔‘‘

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”فان مات او قتل غفرت له ذنوبه کلها واجیر من عذاب القبر.“ (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۹۱)

ترجمہ:......’’پس مرابط اگر مرجائے یا شہید ہوجائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسے عذابِ قبر سے بچالیا جاتا ہے۔‘‘

۳:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعو: اللّٰهم انی اعوذ بک من عذاب القبر ومن عذاب النار.“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۴، نسائی ج:۱ ص:۲۹۰، حاکم ج:۱ ص:۵۳۳، کنزالعمال ج:۲ ص:۱۹۰)

ترجمہ:......’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے

تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے اور دوزخ کے عذاب سے۔''

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''استعیذوا باللہ من عذاب القبر!''

(ترمذی ج:۲ ص:۲۰۰)

ترجمہ:......''اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے!''

سنن ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''من مات مرابطا فی سبیل اللہ اجری علیہ اجر عملہ الصالح الذی کان یعمل، واجری علیہ رزقا، وامن من الفتان.'' (ابن ماجہ ص:۱۹۸، کنزالعمال ج:۲ ص:۴۱۸)

ترجمہ:......''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے مرجائے، اس کے وہ تمام اعمالِ صالحہ جاری رہتے ہیں جو وہ کیا کرتا تھا، اور اس کا رزق جاری رکھا جاتا ہے، اور وہ قبر میں امتحان لینے والوں سے محفوظ رہتا ہے، اس سے سوال و جواب نہیں ہوتا۔''

۴:......حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث (جو پہلے گزر چکی ہے) کے الفاظ یہ ہیں:

''قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبًا فذکر فتنۃ القبر.''

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳، نسائی ج:۱ ص:۲۹۰، مشکوٰۃ ص:۲۶)

ترجمہ:......''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، اس میں فتنۂ قبر کا ذکر فرمایا۔''

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''انہ قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور!''

(ج:۶ ص:۳۴۵)

ترجمہ:...... ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم سے قبروں میں امتحان ہوتا ہے۔''

۵:...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اللّٰھم انی اعوذ بک من البخل، واعوذ بک من الجبن، واعوذ بک من ان ارد الٰی ارذل العمر، واعوذ بک من فتنة الدنیا، واعوذ بک من عذاب القبر.'' (صحیح بخاری ج:۲ ص:۹۴۲،۹۴۳، ج:۲ ص:۹۴۵، نسائی ج:۲ ص:۳۱۳، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۶، ج:۱۰ ص:۱۸۸)

ترجمہ:...... ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بخل سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نکمّی عمر کی طرف اُٹھایا جاؤں، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دُنیا کے فتنہ سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے۔''

۶:...... حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''سمعت النبی صلی الله علیه وسلم وهو یتعوذ من عذاب القبر.''

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۴، ج:۲ ص:۹۴۲، ابن ابی شیبہ ج:۱۰ ص:۱۹۳، مسند احمد ج:۶ ص:۳۶۵، کنز العمال ج:۱۵ ص:۷۳۸)

ترجمہ:...... ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔''

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور.''

(ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۵)



فہرست

ترجمہ:...... ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوتا ہے۔''

کنزالعمال بحوالہ طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''استجیروا باللہ من عذاب القبر!''

(کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۳۸)

ترجمہ:...... ''عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو!''

۷:...... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''فقال: تعوذوا باللہ من عذاب القبر! فقالوا: نعوذ باللہ من عذاب القبر!''

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶، شرح السنہ ج:۵ ص:۱۶۲، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۳، ج:۱۰ ص:۱۸۵، کنز العمال ج:۲ ص:۲۶۳)

ترجمہ:...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے! پس صحابہ کرامؓ کہنے لگے: ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں عذابِ قبر سے!''

۸:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب جھنم ومن عذاب القبر.'' (ترمذی ج:۲ ص:۱۸۷، نسائی ج:۱ ص:۲۹۰، ابن ماجہ ص:۲۷۲، ۲۷۳، مسنداحمد ج:۱ ص:۳۰۵، کنزالعمال ج:۲ ص:۲۶۳)

ترجمہ:...... ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔''

۹:...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''رباط یوم ولیلة خیر من صیام شھر وقیامه، وان مات جری علیه عمله الذی کان یعمله، واجری

علیہ رزقہ، وامن من الفتان." (صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۴۲، سنن کبریٰ بیہقی ج:۹ ص:۳۸، کنز العمال ج:۴ ص:۲۹۴، مسند احمد ج:۵ ص:۴۴۰، مشکوٰۃ ص:۳۳۹، درمنثور ج:۴ ص:۳۶۸)

ترجمہ:...... "ایک دن رات اسلامی سرحد کا پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام وصیام سے افضل ہے، اور اگر یہ شخص مرجائے تو جو عمل وہ کیا کرتا تھا وہ اس کے لئے برابر جاری رکھا جائے گا، اور اس کا رزق بھی جاری رکھا جائے گا، اور یہ شخص قبر کے امتحان سے مأمون رہے گا۔"

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"رباط یوم فی سبیل الله افضل، وربما قال: خیر من صیام شهر وقیامه، ومن مات فیه وقی فتنة القبر ونمی له عمله الی یوم القیامة." (ترمذی ج:۱ ص:۲۰۰، کنز العمال ج:۴ ص:۳۲۶، ۳۲۷، مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۹۰)

ترجمہ:...... "ایک دن اللہ کے راستے میں پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام وصیام سے افضل ہے، اور جو شخص اس حالت میں مرجائے اسے قبر کے سوال وجواب سے بچایا جائے گا، اور اس کا عمل تاقیامت بڑھتا رہے گا۔"

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"من مات مرابطا اجیر من فتنة القبر!"

(مستدرک حاکم ج:۲ ص:۸۰، ابن ابی شیبہ ج:۵ ص:۳۲۷، اتحاف ج:۱۰ ص:۳۸۱)

ترجمہ:...... "جو خدا کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرے، اسے فتنۂ قبر سے پناہ میں رکھا جائے گا!"

۱۰:...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"کان یقول: اللّٰھم انی اعوذ بک من العجز والکسل والجبن والبخل والھرم وعذاب القبر."

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۵۰، نسائی ج:۲ ص:۳۱۴، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۴، ج:۱۰ ص:۱۸۶)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عاجز ہونے سے، کسل مندی سے، بزدلی سے، بخل سے، انتہائی بڑھاپے سے، اور قبر کے عذاب سے۔"

ترمذی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"انہ کان یتعوذ من الھرم وعذاب القبر."

(ترمذی ج:۲ ص:۱۹۷)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے انتہائی بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔"

۱۱:... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"اللّٰھم انی اعوذ بک من الھم والکسل وعذاب القبر." (ترمذی ج:۲ ص:۱۸۸، نسائی ج:۲ ص:۳۱۴، مسند احمد ج:۵ ص:۴۲، حاکم ج:۱ ص:۳۵، ۲۵۲۔ قال صحیح علٰی شرط مسلم، واقرہ الذھبی. ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۴، کنز العمال ج:۲ ص:۱۸۱)

ترجمہ:... "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دنیوی افکار سے، کسل مندی سے اور عذابِ قبر سے۔"

۱۲:... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ من


فہرست

الجبن والبخل وارذل العمر وعذاب القبر وفتنة الصدر." (نسائی ج:۲ ص:۳۱۶، مسند احمد ج:۱ ص:۲۲، ۵۴، ابن ماجہ ص:۲۷۳، مستدرک حاکم ج:۱ ص:۵۳۰، وقال هٰذا حديث صحيح علٰى شرط الصحيحين، واقره الذهبی، ابن ابی شیبہ ج:۲ ص:۳۷۴)

ترجمہ:......"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے بزدلی سے، بخل سے، نکمّی عمر سے، عذابِ قبر سے اور سینے کے فتنے سے۔"

۱۳:......حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"لشهيد عند الله ست خصال: يغفر له من اول دفعة، ويرى مقعده من الجنة، ويجار من عذاب القبر ..... الخ." (ترمذی ج:۱ ص:۱۹۹، ابن ماجہ ص:۲۰۱، مسند احمد ج:۴ ص:۱۳۱، مشکوٰۃ ص:۳۳۳، کنز العمال ج:۴ ص:۴۰۵)

ترجمہ:......"شہید کو چھ انعام ملتے ہیں، اول مرتبہ میں اس کی بخشش ہوجاتی ہے، جنت میں اس کو اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، اور اسے عذابِ قبر سے بچایا جاتا ہے۔"

۱۴:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"لو سألت الله ان يعافيك من عذاب فی النار وعذاب فی القبر، لكان خيرًا لك." (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۳۸، جامع الاصول ج:۴ ص:۳۴۸، مسند احمد ج:۱ ص:۴۳۳، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۴، شرح السنہ ج:۵ ص:۱۶۳)

ترجمہ:......"اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتے کہ تمہیں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے عافیت میں رکھیں، تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا۔"

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**"واعوذ بک من عذاب النار وعذاب القبر."**

(ترمذی ج:۲ ص:۱۷۵)

ترجمہ:......"اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔"

حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**"اللّٰھم انی اعوذ بک ..... من فتنة الدجال وعذاب القبر."** (مستدرک حاکم ج:۱ ص:۵۳۴)

ترجمہ:......"اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں...... دجال کے فتنہ سے اور عذابِ قبر سے۔"

۱۵:......فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"الذی مات مرابطا فی سبیل الله فانه ینمی له عمله الی یوم القیامة، ویأمن فتنة القبر."**

(ترمذی ج:۱ ص:۱۹۵، ابوداؤد ج:۱ ص:۳۳۸، مشکوٰۃ ص:۲۳۲، مستدرک حاکم ج:۲ ص:۷۹، مسند احمد ج:۶ ص:۲۰، موارد الظمآن ص:۳۹۱، اتحاف ج:۱۰ ص:۳۸۱، درمنثور ج:۲ ص:۱۱۴)

ترجمہ:......"جو شخص راہِ خدا میں پہرہ دیتے ہوئے مرجائے، قیامت تک اس کا عمل بڑھتا رہتا ہے، اور وہ قبر کے فتنہ سے مأمون رہتا ہے۔"

۱۶:......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو پہلے گزر چکی ہے) کے الفاظ یہ ہیں:

**"قال: ویأتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له: من ربک؟ ..... الخ."**

(ابوداؤد ج:۲ ص:۶۵۴، عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۱، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۴، ۳۷۵، مسند احمد ج:۴ ص:۲۹۶)

ترجمہ:...... ''اور میّت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، پس اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے یہ سوال کرتے ہیں کہ: تیرا ربّ کون ہے؟.....الخ۔''

۱۷:......حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**''ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ بھن دبر الصلٰوۃ: اللّٰھم انی اعوذ بک من الجبن، واعوذ بک من البخل، واعوذ بک من ارذل العمر، واعوذ بک من فتنۃ الدنیا وعذاب القبر۔''**

(ترمذی ج:۲ ص:۱۹۶، نسائی ج:۲ ص:۳۱۶، ۳۱۷، ابن ماجہ ص:۲۷۳)

ترجمہ:...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے، اور فرماتے: اے اللہ! میں آپ سے بزدلی، بخل، ارذلِ عمر، دُنیا کی آزمائش اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔''

۱۸:......حضرت سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**''من یقتلہ بطنہ لم یعذب فی قبرہ۔''** (ترمذی ج:۱ ص:۱۲۶، نسائی ج:۱ ص:۲۸۸، کنز العمال ج:۴ ص:۴۲۴، مسند احمد ج:۴ ص:۲۶۲، ج:۵ ص:۲۹۲، موارد الظمآن ص:۱۸۶)

ترجمہ:...... ''جو شخص پیٹ کے مرض میں فوت ہوا، اسے عذابِ قبر نہیں ہوگا۔''

۱۹:......حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**''اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب القبر ووسۃ الصدر۔''**

(ترمذی ج:۲ ص:۱۹۰، کنز العمال ج:۲ ص:۱۸۱، عن شعب الایمان بیہقی)

ترجمہ:......''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور سینے کے وسواس سے۔''

۲۰:......حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''اللّٰهم انی اعوذ بک من الکسل ..... واعوذ بک من عذاب القبر، واعوذ بک من النار.''

(نسائی ج:۲ ص:۳۱۶، مسند احمد ج:۲ ص:۱۸۵، ۱۸۶)

ترجمہ:......''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں سستی سے، قبر کے عذاب سے اور آگ سے۔''

۲۱:......حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''کان النبی صلی الله علیه وسلم یتعوذ من خمس: من البخل، والجبن، وسوء العمر، وفتنة الصدر، وعذاب القبر.'' (نسائی ج:۲ ص:۳۱۳)

ترجمہ:......''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے: بخل، بزدلی، بری عمر، سینے کے فتنہ اور عذابِ قبر سے۔''

۲۲:......حضرت راشد بن سعد عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''قال: یا رسول الله! ما بال المؤمنین یفتنون فی قبورهم الا الشهید؟'' (نسائی ج:۱ ص:۲۸۹)

ترجمہ:......''یا رسول اللہ! کیا شہید کے علاوہ تمام مؤمنوں کو قبر میں آزمایا جائے گا؟''

۲۳:......حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''اللّٰهم انی اعوذ بک ..... ومن فتنة المحیا

والممات.“ (نسائی ج:۲ ص:۳۱۶)

ترجمہ:......”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور مرنے کے بعد کے فتنہ سے۔“

۲۴:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”اعوذ بک ..... من عذاب القبر ..... ومن فتنة الغنی ومن فتنة القبر.“ (مستدرک حاکم ج:۱ ص:۵۲۴)

ترجمہ:......”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، دولت کے فتنہ سے اور قبر کی آزمائش سے۔“

۲۵:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”ان هٰذه الامة تبتلی فی قبورها!“

(مسند احمد ج:۳ ص:۳۴۶، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۳۶، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۸)

ترجمہ:......”بے شک یہ امت قبروں میں آزمائی جاتی ہے!“

مصنف عبدالرزاق کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”فامر اصحابه ان یتعوذوا من عذاب القبر.“

(مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۴)

ترجمہ:......”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ: عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرو۔“

۲۶:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو گزر چکی ہے) کے الفاظ یہ ہیں:

”ان هذه الامة تبتلی فی قبورها!“

(مسند احمد ج:۳ ص:۳، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۳)

ترجمہ:......”بے شک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی

جاتی ہے۔“

مجمع الزوائد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”من توفی مرابطا وقی فتنة القبر!“

(مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۹۰)

ترجمہ:......”جو شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔“

مواردالظمآن کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”لو لا ان تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم عذاب القبر الذی اسمع منه، ان هٰذه الامة تبتلٰی فی قبورها.“ (مواردالظمآن ص:۱۹۹، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۴۴)

ترجمہ:......”اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنادے جو میں سنتا ہوں۔“

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین کے الفاظ یہ ہیں:

”من توفی مرابطا وقی فتنة القبر!“

(اتحاف السادۃ المتقین ج:۱۰ ص:۳۸۲)

ترجمہ:......”جو شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔“

۲۷:......حضرت ام بشر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”استعیذوا بالله من عذاب القبر! قلت: یا رسول الله! وللقبر عذاب؟ قال: انهم لیعذبون فی قبورهم عذابًا تسمعه البهائم.“

(ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۴، ۳۷۵، موارد الظمآن ص:۲۰۰، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۶)

ترجمہ:...... ''عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قبر میں عذاب ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ان (کفار) کو قبر میں ایسا عذاب دیا جارہا ہے جسے تمام جانور سنتے ہیں۔''

۲۸:...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ویؤمن من فتان القبر."

(مسند احمد ج:۴ ص:۱۵۰، مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۸۹، اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۳۸۱)

ترجمہ:...... ''جو شخص اسلامی سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔''

۲۹:...... حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"الا! ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقه فتنة القبر وعذاب النار." (مسند احمد ج:۳ ص:۳۹۱)

ترجمہ:...... ''اے اللہ! فلاں بن فلاں آپ کی امان اور آپ کے جوار میں آیا ہے، اسے قبر کی آزمائش سے بچا لیجئے!''

۳۰:...... جارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"اللّٰهم انی اعوذ بک من عذاب القبر وفتنة القبر." (مسند احمد ج:۵ ص:۲۷۱)

ترجمہ:...... ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر اور فتنۂ قبر سے۔''

۳۱:...... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ویجار من عذاب القبر."

(مسند احمد ج:۴ ص:۱۳۱، مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۹۳)

ترجمہ:...... ''اور (شہید) عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔''

۳۲:......حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"کیف بک یا عمر! بفتان القبر."**

(مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۲)

ترجمہ:......"اے عمر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قبر میں تیرے پاس منکر و نکیر آئیں گے؟"

۳۳:......حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"فقال: او ما علمتم ما اصاب صاحب بنی اسرائیل؟ کان الرجل منهم اذا اصابه الشی من البول قرضه بالمقراض فنهاهم عن ذالک فعذب فی قبره."**

(مصنف ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۵، ۳۷۶)

ترجمہ:......"جانتے نہیں ہو کہ بنی اسرائیل کے اس آدمی کے ساتھ کیا ہوا؟ بنی اسرائیل میں سے کسی کو اگر پیشاب لگ جاتا تو اسے مقراض سے کاٹ لیتا، مگر اس شخص نے ان کو اس سے روکا جس کی وجہ سے اسے عذابِ قبر دیا گیا۔"

۳۴:......حضرت یعلیٰ بن شبابہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"ان صاحب هٰذا القبر یعذب ....."**

(ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۶)

ترجمہ:......"بے شک اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔"

۳۵:......حضرت حکم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"اللّٰهم انی اعوذ بک من غلبة العدو ومن غلبة الدین وفتنة الدجال وعذاب القبر."**

(ابن ابی شیبہ ج:۱۰ ص:۱۹۵)

ترجمہ:......"اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دشمن

کے غلبہ سے، قرض کے غلبہ سے، فتنۂ دجال سے اور عذابِ قبر سے۔“

۳۶:...... حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اثر کے الفاظ یہ ہیں:

”فان بها عذابًا من عذاب القبر.“

(ابن ابی شیبہ ج:۵ ص:۳۲۶)

ترجمہ:...... ”بے شک وہاں عذابِ قبر کی طرح کا ایک عذاب ہے۔“

۳۷:...... حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من عذاب النار.“ (کنزالعمال ج:۲ ص:۲۱۰)

ترجمہ:...... ”(اے اللہ!) میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور آگ کے عذاب سے۔“

۳۸:...... حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”حادت عن رجل يضرب في قبره من اجل النميمة.“ (کنزالعمال ج:۱۵ ص:۷۳۹)

ترجمہ:...... ”(میری خچر اس لئے) بدکی ہے کہ ایک شخص کو قبر میں چغل خوری کرنے کی وجہ سے مارا جارہا ہے۔“

۳۹:...... حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”یا میمونة! تعوذی بالله من عذاب القبر.“

(کنزالعمال ج:۱۵ ص:۷۸)

ترجمہ:...... ”اے میمونہ! اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو عذابِ قبر سے۔“

۴۰:...... حضرت ابوالحجاج ثمانی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”یقول القبر للمیت ..... الم تعلم انی بیت الظلمة وبیت الفتنة ..... الخ.“

(کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۴۴، حلیة الاولیاء ج:۶ ص:۹۰، اتحاف ج:۶ ص:۳۰۱)

ترجمہ:......”قبر میّت سے کہتی ہے کہ: کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں اندھیرے اور آزمائش کا گھر ہوں؟“

۴۱:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”من رابط فی سبیل اللہ آمنہ اللہ من فتنة القبر.“ (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۸۹، کنز العمال ج:۴ ص:۲۸۲)

ترجمہ:......”جس شخص نے اسلامی سرحد پر پہرہ دیا، اسے اللہ تعالیٰ فتنۂ قبر سے محفوظ فرماویں گے۔“

۴۲:......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”رباط یوم ولیلة یعدل صیام شهر وقیامه ..... ویوقی الفتان.“

(کنز العمال ج:۴ ص:۳۲۷، مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۹۰)

ترجمہ:......”ایک دن اللہ کے راستے میں پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام وصیام سے افضل ہے.....اور جو شخص اس حال میں مرجائے اسے قبر کے سوال وجواب سے بچالیا جائے گا۔“

۴۳:......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”من مات مرابطا فی سبیل اللہ ..... امن من الفتان ویبعثه اللہ تعالیٰ آمناً من الفزع الاکبر.“

(اتحاف ج:۱۰ ص:۳۸۲)

ترجمہ:......”جو شخص اللہ کے راستہ میں پہرہ دے.....اللہ

تعالیٰ اسے منکر ونکیر کے سوال و جواب سے محفوظ رکھے گا، اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے بھی وہ مأمون رہے گا۔“

۴۴:.....حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”اذا وضع المیت فی قبرہ احتوشته اعماله الصالحة وجاء ملک العذاب، فیقول له بعض اعماله: الیک عنه، فلو لم یکن الا انا لما وصلت الیه.“

(حلیۃ الاولیاء ج:۶ ص:۱۸۹)

ترجمہ:.....”جب میّت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ اسے گھیر لیتے ہیں، اور جب فرشتہ عذاب آنے لگتا ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ میں سے ایک عمل کہتا ہے: اس سے دور رہئے! اگر میں اکیلا ہی ہوتا تب بھی آپ اس کے قریب نہیں آسکتے تھے۔“

۴۵:.....حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”اللّٰھم اغفر لابی سلمة وارفع درجته ..... وافسح له فی قبرہ ونور له فیه.“

(صحیح مسلم، جامع الاصول ج:۱۱ ص:۸۴، ابوداؤد ج:۲ ص:۴۴۵، مسند احمد ج:۶ ص:۲۹۷، بیہقی سنن کبریٰ ج:۳ ص:۳۸۴، شرح السنہ ج:۵ ص:۳۰۰، اتحاف ج:۵ ص:۱۰۳)

ترجمہ:.....”اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور اس کے درجات بلند فرما، اے اللہ! اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس کو منور فرما۔“

۴۶:.....حضرت عوف بن مالک کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”اللّٰھم اغفر له ..... واعذہ من عذاب القبر.“

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۳۱۱، نسائی ج:۱ ص:۲۸۱، مسند احمد ج:۶ ص:۲۳، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۲۹۱، ج:۱۰ ص:۴۰۹)



فہرست

ترجمہ:...... ''اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اسے عذابِ قبر سے نجات عطا فرما۔''

## منکرونکیر میّت کو قبر میں بٹھاتے ہیں

احادیثِ شریفہ میں جہاں میّت کے پاس منکرونکیر کے آنے اور سوال و جواب کرنے کا ذکر آتا ہے، وہاں یہ مضمون بھی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ نکیرین میّت کو بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں، اور وہ سوال و جواب کے لئے قبر میں اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث کا حوالہ دینا کافی ہوگا:

۱:......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

''اتاه ملكان فاقعداه.'' (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۷۸، ۱۸۴، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶، نسائی ج:۱ ص:۲۸۸، ابن حبان ج:۶ ص:۴۹، شرح السنہ ج:۵ ص:۴۱۵، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۳۴، مشکوٰۃ ص:۲۴)

ترجمہ:...... ''قبر میں میّت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں۔''

۲:......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

''اذا اقعد المؤمن فی قبره.....''

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳، ابوداؤد ج:۲ ص:۶۵۴، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۰، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۸۱، مشکوٰۃ ص:۲۵)

ترجمہ:...... ''مؤمن کو جب قبر میں بٹھایا جاتا ہے.....''

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''فیأتیه ملكان فیجلسانه .....''

(مسند احمد ج:۴ ص:۲۸۷، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۲۷)

ترجمہ:...... ''پس اس میّت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں

اور اسے بٹھلاتے ہیں۔"

۳:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"ان المیت یصیر الی القبر فیجلس الرجل الصالح فی قبرہ غیر فزع ولا مشغوف -الٰی قولہ- ویجلس الرجل السوء فی قبرہ فزعًا مشغوفًا."**

(ابن ماجہ ص:۳۱۵، ابن حبان ج:۶ ص:۴۵، موارد الظمآن ص:۱۹۸، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۳۰، شرح الصدور ص:۵۸، مشکوٰۃ ص:۲۵)

ترجمہ:......"بلاشبہ میّت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو نیک صالح آدمی کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے، اس وقت نہ وہ گھبرایا ہوا ہوتا ہے اور نہ پریشان......اور بُرے آدمی کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، اس وقت وہ نہایت گھبرایا ہوا، پریشان ہوتا ہے۔"

مستدرک حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

**"فیقال لہ: اقعد! فیقعد وتمثل لہ الشمس."**

(ج:۱ ص:۳۷۹)

ترجمہ:......"میّت کو کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جا، پس وہ (اُٹھ کر) بیٹھ جاتا ہے، اور اسے سورج (غروب ہوتا ہوا) نظر آتا ہے۔"

مجمع الزوائد میں بروایت طبرانی ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**"فیقال لہ: اجلس! فیجلس، وقد مثلت لہ الشمس للغروب."** (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۱، قال الہیثمی حسن)

ترجمہ:......"پس اسے (میّت سے) کہا جاتا ہے کہ: اُٹھ کر بیٹھ جا! پس وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اسے سورج غروب ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔"

۴:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:


فہرست

"فاذا الانسان دفن فتفرق عنه اصحابه، جاءه ملک فی یده مطراق فاقعده ..... الخ." (مسنداحمد ج:۳ ص:۳، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۷، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۳۷، اتحاف السادۃ المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۷، شرح الصدور ص:۵۵۔ وقال بسند صحیح)

ترجمہ:...... "پس جب کسی انسان کو دفن کرکے اس کے دفن کرنے والے وہاں سے منتشر ہوجاتے ہیں، تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتا ہے، پس وہ اس کو بٹھلاتا ہے....."

۵:...... حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے:

"قال: فینادیه: اجلس! قال: فیجلس فیقول له ..... الخ." (مسنداحمد ج:۶ ص:۳۵۲، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۱، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۳۵، اتحاف السادۃ المتقین ج:۱۰ ص:۴۱۸)

ترجمہ:...... "فرمایا: قبر میں میّت کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور وہ اسے آواز دیتا ہے اور اسے بٹھلا دیتا ہے اور اسے کہتا ہے....."

کنز العمال میں ایک دُوسری روایت میں حضرت اسماء کی حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"ان المؤمن لیقعد فی قبره."

(کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۳۶ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ:...... "بلاشبہ مؤمن کو قبر میں بٹھلایا جاتا ہے۔"

۶:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"فاذا کان الرجل الصالح اجلس فی قبره غیر فزع ولا مشغوف ..... الخ."

(مسنداحمد ج:۱ ص:۱۴۰، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۸، اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۸، شرح الصدور ص:۵۹)


فہرست

ترجمہ:......"جب میّت نیک صالح ہوتو اس کو قبر میں بٹھلایا جاتا ہے اور اس وقت اسے کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں ہوتی۔"

۷:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

**"اما المنافق! فیقعد اذا تولّٰی عنه اهله ....."**

(مسند احمد ج:۳ ص:۳۴۶، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۳۶، اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۶، طبرانی وبیہقی عذاب القبر وابن ابی الدنیا شرح الصدور ص:۵۰)

ترجمہ:......"رہا منافق! تو جب اس کے دفن کرنے والے چلے جاتے ہیں تو اس کو (قبر میں) بٹھلایا جاتا ہے۔"

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**"اذا دخل المیت القبر مثلت الشمس عند غروبها، فیجلس یمسح عینیه ....."** (ابن ماجہ ص:۳۱۶)

ترجمہ:......"جب میّت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اسے سورج غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے، پھر اسے بٹھلایا جاتا ہے اور وہ آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔"

۸:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

**"ان المؤمن اذا مات جلس فی قبره فیقال: من ربک؟"**

(مجمع الزوائد ج:۳ ص:۵۴، وقال: رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن، اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۶، شرح الصدور ص:۵۳)

ترجمہ:......"مؤمن جب مرجاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھلایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟"

۹:......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث میں ہے:

**"ثم جاءک ملکان اسودان ازرقان جعدان اسماءھما منکر ونکیر فاجلساک ثم سألاک ......"**

(ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۹)

ترجمہ:......"پھر تیرے پاس سیاہ رنگ، کیری آنکھوں، ڈراؤنی شکل والے دو فرشتے آئیں گے، جن کے نام منکر اور نکیر ہیں، پھر وہ تمہیں بٹھائیں گے اور تم سے سوال کریں گے۔"

۱۰:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"ان المیت یسمع خفق نعالھم حین یؤتون. قال: ثم یجلس فیقال لہ ..... الخ."**

(اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۶، طبرانی اوسط حسن، شرح الصدور ص:۵۲)

ترجمہ:......"بلاشبہ میّت دفن کرکے واپس جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، فرمایا: پھر اس کو بٹھایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے....."

۱۱:......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"ان المؤمن اذا مات اجلس فی قبرہ ....."**

(اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۸، مجمع الزوائد ج:۷ ص:۴۴، ابن ابی حاتم، طبرانی فی الاوسط، ابن مندہ، شرح الصدور ص:۵۵، ۵۶)

ترجمہ:......"بلاشبہ جب کوئی مؤمن مرجاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔"

۱۲:......حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**"اتاہ منکر ونکیر، فیجلسانہ فی قبرہ ....."**

(اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۴۱۷، شرح الصدور ص:۵۴)

ترجمہ:...... ''میّت کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، اور اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔''

## میّت کا، جنازہ اُٹھانے والوں کے کندھوں پر بولنا

جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے، اور اس کی میّت اُٹھا کر قبرستان لے جائی جارہی ہو، میّت اگر نیک صالح ہو تو کہتی ہے کہ: مجھے میرے ٹھکانے پر جلدی لے جاؤ، اور اگر وہ بدکار ہو تو کہتی ہے کہ: ہائے افسوس! مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے:

''عن ابی سعید رضی الله عنه یقول: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال علی اعناقهم، فان کانت صالحة قالت: قدمونی! قدمونی! وان کانت غیر صالحة قالت: یا ویلها! این تذهبون بها؟ یسمع صوتها کل شیء الا الانسان، ولو سمعها الانسان لصعق.'' (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۴، مسند احمد ج:۳ ص:۴۱، ۵۸، ۸۵، نسائی ج:۱ ص:۲۷۰، سنن کبریٰ بیہقی ج:۴ ص:۲۱، شرح السنہ ج:۵ ص:۳۲۵، کنز العمال ج:۱۵ ص:۵۹۹ حدیث:۴۲۲۷۴)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جب جنازہ رکھا جاتا ہے، پس لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیتے ہیں، تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ: مجھے جلدی لے جاؤ! مجھے جلدی لے جاؤ! اور اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ: ہائے میری ہلاکت! تم اس جنازہ کو کہاں لے جارہے ہو؟ اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے، اور اگر اس کو انسان سن لیتا تو بے ہوش ہوجاتا۔''


فہرست

”عن عبدالرحمٰن بن مهران ان ابا هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا وضع الرجل الصالح علىٰ سريره قال: قدمونى! قدمونى! واذا وضع الرجل يعنى السوء علىٰ سريره قال: يا ويلتى! اين تذهبون بى؟“ (نسائی ج:۱ ص:۲۷۰، سنن کبریٰ بیہقی ج:۴ ص:۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: جب نیک آدمی کی میّت کو جنازہ کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ: مجھے (جلدی) آگے لے چلو! (جلدی) آگے لے چلو! اور جب کسی بدکار آدمی کی میّت کو جنازہ کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ: اے میری ہلاکت! مجھے کہاں لے جارہے ہو؟“

## قبر کا بھینچنا

میّت کو جب دفن کیا جاتا ہے، اس کے پاس منکر و نکیر آتے ہیں اور سوال و جواب کرتے ہیں، پھر مردے کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات قبر مردے کو بھینچتی ہے، اس کو ”ضغطة القبر“ فرمایا گیا ہے، مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے:

**حدیثِ ابنِ عمرؓ:**...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”قال هٰذا الذى تحرك له العرش وفتحت له ابواب السماء وشهده سبعون الفا من الملائكة لقد ضم ضمة ثم فرج عنه.“ (نسائی ج:۱ ص:۱۸۹، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۲۲، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۷، کنز العمال ج:۱۱ ص:۶۸۶، شرح الصدور ص:۴۵، المعتصر من المختصر ج:۱ ص:۱۱۵)

ترجمہ:...... ''فرمایا: یہ وہ تھے جن کی موت پر عرش بھی ہل گیا تھا، اور اس (کی روح) کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے تھے، اور اس کے جنازہ میں ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے تھے، مگر اسے بھی قبر نے بھینچا مگر بعد میں وسیع ہوگئی۔''

**حدیثِ عائشہؓ:**...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''**ان للقبر ضغطة ولو كان احد ناجيا منها نجا منها سعد بن معاذ.**'' (المعتصر من المختصر ج:۱ ص:۱۱۵، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج:۶ ص:۴۵، مسند احمد ج:۶ ص:۵۵، ۹۸، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۶، رجالها رجال الصحيح، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۳۹، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۲۲، البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۱۲۸، شرح الصدور ص:۴۵)

ترجمہ:...... ''بلاشبہ قبر کے لئے بھینچنا ہے، اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو (حضرت) سعد بن معاذؓ ضرور اس سے بچ جاتے۔''

**حدیثِ جابرؓ:**...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''**قال: لقد تضايق على هٰذا العبد الصالح قبره حتى فرجه الله عز وجل عنه.**'' (مسند احمد ج:۳ ص:۳۶۰، ۳۷۷، مشکوٰۃ ص:۲۶، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۴۲، ۶۴۳، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۶، شرح الصدور ص:۴۵، البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۱۲۸)

ترجمہ:...... ''فرمایا: بلاشبہ اس نیک اور صالح آدمی پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کشادگی فرمادی۔''

**حدیثِ ابوہریرہؓ:**...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ویضیق علیه قبره حتی تلتقی اضلاعه."

(مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۶۸، موارد الظمآن ص:۱۹۸،

ابن حبان ج:۶ ص:۴۶، ۴۸، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۰۴)

ترجمہ:..... "اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دُوسرے میں گھس جاتی ہیں۔"

**حدیثِ ابوسعیدؓ:**..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"قال: یضیق علیه قبره حتّٰی تختلف اضلاعه."

(مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۸۴، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۷)

ترجمہ:..... "فرمایا: اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دُوسرے میں گھس جاتی ہیں۔"

**حدیثِ ابن عمروؓ:**..... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ثم یؤمر به فی قبره، فیضیق علیه حتّٰی تختلف اضلاعه." (مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۶۸، ۵۶۷، مجمع الزوائد ج:۲ ص:۳۲۸)

ترجمہ:..... "پھر حکم کیا جاتا ہے اس کے بارے میں اس کی قبر میں، پس قبر تنگ ہوجاتی ہے اس پر، یہاں تک کہ پسلیاں ایک دُوسرے میں نکل جاتی ہیں۔"

**حدیثِ حذیفہؓ:**..... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"عن حذیفة قال: کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم فی جنازة فلما انتهینا الی القبر قعد علٰی شقته

فجعل يردد بصره فيه ثم قال: يضغط فيه المؤمن ضغطة تزول منها حمائله، ويملأ على الكافر نارًا."

(مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۶، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۲۲، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۴۳، شرح الصدور ص:۴۵)

ترجمہ:......"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم ایک جنازے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس جب ہم قبر تک پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کنارے بیٹھ گئے اور اس میں نظرِ مبارک پھرانے لگے، پھر فرمایا کہ: اس میں مؤمن کو ایسا بھینچا جاتا ہے کہ اس سے اس کے کندھے اور سینہ ہل جاتے ہیں، اور کافر کی قبر آگ سے بھر جاتی ہے۔"

حدیثِ ابن عباسؓ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"وعن ابن عباس ان النبی صلی الله عليه وسلم يوم دفن سعد بن معاذ وهو قاعد علٰى قبره قال: لو نجا احد من فتنة القبر او مسئلة القبر لنجا سعد بن معاذ، ولقد ضم ضمة ثم ارخی عنه. رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله موثقون." (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۶، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۴۰، شرح الصدور ص:۴۵)

ترجمہ:......"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا، ان کی قبر کے کنارہ پر بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص قبر کی آزمائش سے یا فرمایا قبر کے سوال سے نجات پاتا، تو البتہ سعد بن معاذؓ نجات پاتے، البتہ تحقیق ایک دفعہ تو

ان کو بھی بھینچا گیا، پھر ان سے کشائش کردی گئی۔“

**حدیثِ انسؓ:**...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”عن انس قال: توفیت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فخرجنا معہ فرأینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مھتما شدید الحزن، فجعلنا لا نکلمہ حتٰی انتھینا الی القبر، فاذا ھو لم یفرغ من لحدہ فقعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقعدنا حولہ، فحدث نفسہ ھنیعۃ وجعل ینظر الی السماء ثم فرغ من القبر فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ فرأیتہ یزداد ثم انہ فرغ فخرج فرأیتہ سری عنہ وتبسم صلی اللہ علیہ وسلم، فقلنا: یا رسول اللہ! رأیناک مھتما حزینا، فلم نستطع ان نکلمک، ثم رأیناک سری عنک، فلم ذالک؟ قال: کنت اذکر ضیق القبر وغمہ وضعف زینب فکان ذالک یشق علیّ فدعوت اللہ عز وجل ان یخفف عنھا ففعل، ولقد ضغطھا ضغطۃ سمعھا من بین الخافقین۔“ (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۷، کنز العمال ج:۱۵ ص:۲۴۲، اتحاف السادۃ المتقین ج:۱۰ ص:۴۲۲، ۴۲۳، شرح الصدور ص:۴۵)

ترجمہ:...... ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین ہیں، پس ہم آپؐ سے بات نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ قبر پر پہنچ گئے تو دیکھا کہ ابھی ان کی لحد سے فراغت نہیں ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھ گئے اور ہم بھی آپؐ کے اردگرد بیٹھ گئے، وہ تھوڑی دیر دل میں کچھ سوچتے رہے اور آپؐ آسمان کی طرف دیکھتے رہے، پھر قبر سے فراغت ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں بہ نفسِ نفیس اُترے، پس میں نے دیکھا کہ آپؐ کا غم بڑھ رہا ہے، پھر آپؐ فارغ ہوگئے، پس باہر نکلے تو میں نے دیکھا کہ: آپؐ کی وہ کیفیت زائل ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پس ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ شدید غمگین اور فکرمند ہیں، اس لئے ہم آپؐ سے بات نہیں کرسکے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپؐ کی وہ کیفیت زائل ہوگئی، فرمایا: اس کی وجہ یہ تھی کہ میں قبر کی تنگی اور غم کو اور زینب کے ضعف کو یاد کرتا تھا، پس یہ چیز مجھ پر شاق گزرتی تھی، پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان سے تخفیف فرمادیں، پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، قبر نے اس کو ایسا بھینچا تھا کہ مشرق و مغرب کے لوگ اس کو سنتے۔‘‘

**حدیثِ ابن مسعودؓ:**...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

’’عن عبدالله بن مسعود قال: اذا ادخل الرجل قبره فان كان من اهل السعادة ثبته الله بالقول الثابت فيسأل: ما انت؟ فيقول: انا عبدالله حيا وميتا واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله. قال: فيقال: كذالك كنت! فيوسع عليه قبره ما شاء الله ويفتح له باب الى الجنة ..... الخ.‘‘

(ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۷، اتحاف ج:۱۰ ص:۴۱۷)

ترجمہ:...... ’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ جب آدمی کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر وہ اہل سعادت میں سے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں، پس اس سے پوچھا جاتا ہے کہ: تو کون ہے؟ پس وہ کہتا ہے کہ: میں اللہ کا بندہ ہوں، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ فرمایا: پس اس کو کہا جاتا ہے کہ: تو ایسا ہی تھا! پس اس پر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے، جتنی کہ اللہ کو منظور ہے، اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے.....الخ۔''

**حدیثِ براء بن عازبؓ:**...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**"فینادی مناد من السماء ان کذب عبدی فافرشوا له من النار، وافتحوا له بابا الی النار، فیأتیه حرها ولمومها ویضیق علیه قبره حتٰی تختلف اضلاعه."**

(کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۲۹، ۲۴۳، ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۸۲)

ترجمہ:......''(دوزخی کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:) پس آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ: میرا بندہ جھوٹ بولتا ہے! پس اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور اس کے لئے آگ کی طرف دروازہ کھول دو، پس اس شخص کو آگ کی تپش اور لو پہنچتی ہے، اور قبر اس پر تنگ ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں۔''

**حدیثِ معاذؓ:**......حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"الضمة فی القبر کفارة لکل مؤمن لکل ذنب بقی علیه ولم یغفر له." (کنزالعمال ج:۱۵ ص:۶۳۹، ۶۴۲)

ترجمہ:...... "قبر میں بھینچنا ہر مؤمن کے لئے کفارہ ہے، ہر اس گناہ کے لئے جو اس پر باقی ہو اور اس کی مغفرت نہ ہوئی ہو۔"

**حدیثِ عبید بن عمیرؓ:**...... عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں

"ثم یسلب کفنه فیبدل ثیابا من نار، ویضیق علیه حتٰی تختلف فیه اضلاعه."

(مصنف عبدالرزاق ج:۳ ص:۵۹۱)

ترجمہ:...... "پھر اس کا کفن چھین لیا جاتا ہے، اور اس کے بجائے آگ کے کپڑے بدل دیئے جاتے ہیں، اور قبر اس پر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس میں اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں۔"

**حدیثِ صفیہ بنت ابی عبیدؓ:**...... حضرت صفیہ بن ابوعبید رضی اللہ عنہا کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"وعن نافع قال: اتینا صفیة بنت ابی عبید فحدثتنا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ان کنت لاری لو ان احدا اعفی من ضغطة القبر لعفی سعد بن معاذ، ولقد ضم ضمة." (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۷)

ترجمہ:...... "حضرت نافع فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، (یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اہلیہ تھیں) تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میرا خیال یہ تھا کہ اگر کسی کو قبر کے بھینچنے سے معافی

مل جائے گی تو سعد بن معاذؓ کو ضرور معافی ملے گی، اور البتہ تحقیق ایک دفعہ تو ان کو بھی بھینچا گیا۔“

**حدیثِ ابوایوبؓ:**...... حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”وعن ابی ایوب ان صبیا دفن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لو افلت احد من ضمة القبر لافلت هٰذا الصبی. رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجال الصحیح.“

(مجمع الزوائد ج:۳ ص:۴۷، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۱۴۰)

ترجمہ:...... ”حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک بچہ دفن کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر کوئی قبر کے بھینچنے سے محفوظ رہتا تو یہ بچہ ضرور محفوظ رہتا۔“

## احادیثِ واقعۂ قلیبِ بدر

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کی رُوح کا اس کے بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، جس سے اس کو ثواب و عذاب کا احساس ہوتا ہے، چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر کفار کے ستّر سردار مارے گئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان سب کو گڑھے میں ڈال دیا جائے، جب سب کو گڑھے میں ڈال دیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گڑھے پر تشریف لے گئے اور فرمایا: اے اہلِ قلیب! کیا تم نے وہ چیز پالی جس کا تم سے ہمارے ربّ نے وعدہ کیا تھا؟ کیونکہ میں نے تو وہ چیز پالی جس کا میرے ربّ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا! حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپؐ ایسے جسموں سے کلام کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ان کو جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے...! مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے:


فہرست

## ”هل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟“

**حدیثِ عائشہؓ:**...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**”عن عائشة قالت: امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالقتلى ان يطرحوا فى القليب، فطرحوا فيه، الا ما كان من امية بن خلف، فانه انتفخ فى درعه فملأها فذهبوا يحرقوه فتزايل فاقروه والقوا عليه ما غيبه من التراب والحجارة، فلما القاهم فى القليب وقف عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا اهل القليب! هل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟ فانى قد وجدت ما وعدنى ربى حقًّا!“**

(مسنداحمد ج:۶ ص:۲۷۶، ج:۲ ص:۳۸، صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳، صحیح مسلم ج:۱ ص:۳۰۳، البدایہ والنہایہ ج:۳ ص:۲۹۳)

ترجمہ:...... ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولین کے بارے میں حکم فرمایا کہ ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا جائے، چنانچہ ان کو ڈال دیا گیا، مگر یہ کہ امیہ بن خلف اپنی زرہ میں پھول گیا تھا، پس اس نے اس کو بھر دیا تھا، اس کو حرکت دینے لگے تو وہ اور زیادہ بڑھتا جاتا، پس اس کو ویسے ہی رکھا اور اس پر کوئی ایسی چیز ڈال دی جو اس کو چھپادے، یعنی مٹی اور پتھر، پس جب صحابہؓ نے ان کو اس قلیب (گڑھے) میں ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کھڑے ہوئے، پس ارشاد فرمایا کہ: اے اہلِ قلیب! کیا تم نے وہ چیز پالی جس کا تم سے تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا؟ کیونکہ میں نے تو وہ چیز پالی جس کا مجھ سے میرے ربّ نے وعدہ کیا تھا!..... الخ۔“


فہرست

**حدیثِ انسؓ:**......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**”عن انس قال: کنا مع عمر بین مکة والمدینة اخذ یحدثنا عن اھل بدر، فقال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیرینا مصارعھم بالامس، قال ھٰذا مصرع فلان ان شاء اللہ غدًا، قال عمر: والذی بعثه بالحق! ما اخطؤا تیک فجعلوا فی بیر، فاتاھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنادی: یا فلان بن فلان! یا فلان بن فلان! ھل وجدتم ما وعد ربکم حقًّا؟ فانی وجدت ما وعدنی اللہ حقًّا! فقال عمر: تکلم اجسادا لا ارواح فیھا؟ قال: ما انت باسمع لما اقول منھم!“** (نسائی ج:۱ ص:۲۹۳، ابن ابی شیبہ ج:۱۴ ص:۳۷۹، مسلم ج:۱ ص:۳۰۳، ج:۲ ص:۳۸۷، مسند احمد ج:۳ ص:۱۰۴، ۱۴۵، ۲۶۳، ۲۸۷، اتحاف ج:۵ ص:۲۳، دلائل النبوة ج:۳ ص:۴۸، درمنثور ج:۵ ص:۱۵۷)

ترجمہ:......”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے، تو آپؓ ہم سے اہلِ بدر کے بارے میں بیان کرنے لگے، پس فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت ہمیں ان کی قتل گاہیں دکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ: یہ اِن شاء اللہ کل فلاں آدمی کی قتل گاہ ہوگی! حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا ہے! وہ لوگ ان جگہوں سے اِدھر اُدھر نہیں ہوئے، پس ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، پس پکار کر فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے پالیا ہے

جو تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا حق؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا، وہ تو میں نے حق پایا! حضرت عمرؓ نے کہا: آپؐ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روحیں نہیں؟ پس ارشاد فرمایا: میں ان کو جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے!''

**حدیثِ عبداللہ بن عمرؓ:**...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''حدثنی نافع ان ابن عمر اخبرہ قال: اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ اھل القلیب فقال: ھل وجدتم ما وعد ربکم حقًّا؟ فقیل لہ: تدعوا امواتا؟ قال: ما انتم باسمع منھم، ولٰکن لا یجیبون!'' (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳، صحیح مسلم ج:۱ ص:۳۰۳، نسائی ج:۱ ص:۲۹۳، مسند احمد ج:۱ ص:۳۸، ۱۳۱، ابن ابی شیبہ ج:۱۴ ص:۳۷۷، البدایہ والنہایہ ج:۳ ص:۲۹۳)

ترجمہ:...... ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گڑھے کی طرف جھانکا جس میں بدر کے کافر مقتول ڈال دیئے گئے تھے، پس فرمایا: کیا تم نے پایا اس چیز کو جس کا تم سے تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا سچ؟ پس عرض کیا گیا کہ: کیا آپؐ بے جان مردوں کو پکارتے ہیں؟ فرمایا: تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دیتے!''

**حدیثِ ابن عباسؓ:**...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''اخرج ابو سھل السری ابن سھل الجند نیسابوری الخامس من حدیثہ من طریق عبدالقدوس

عن ابی صالح عن ابن عباس رضی الله عنهما فی قوله: "انک لا تسمع الموتٰی"، "وما انت بمسمع من فی القبور" قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم یقف علی القتلی یوم بدر ویقول: هل وجدتم ما وعد ربکم حقًّا؟"

(درمنثور ج:۵ ص:۲۴۹)

ترجمہ:..... "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "انک لا تسمع الموتٰی" اور "وما انت بمسمع من فی القبور" (بے شک آپؐ نہیں سناسکتے مردوں کو) اور (آپؐ نہیں سنانے والے ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں) کی تفسیر میں منقول ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے مقتولین پر بدر کے دن اور یوں فرماتے تھے کہ: جو وعدہ تم سے تمہارے ربّ نے کیا تھا، وہ تم نے سچ پایا یا نہیں؟.....الخ۔"

**حدیثِ ابوطلحہؓ:**..... حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"عن ابی طلحة ان نبی الله صلی الله علیه وسلم امر یوم بدر باربعة وعشرین رجلا من صنادید قریش، فقذفوا فی طوی من اطواء بدر خبیث فخبث وکان اذا ظهر علٰی قوم اقام بالعرصة ثلاث لیال فلما کان ببدر الیوم الثالث امر براحلته فشد علیها رحلها ثم واتبعه اصحابه وقالوا: ما نری ینطلق الا لبعض حاجته حتی قام علٰی شفة الرکی فجعل ینادیهم باسمائهم واسماء اٰباءهم: یا فلان بن فلان! ویا فلان بن فلان! ایسرکم انکم اطعتم الله ورسوله؟ فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا


فہرست

**حقًّا! فهل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟ قال: فقال عمر: يا رسول الله! ما تكلم من اجساد لا ارواح لها؟ فقال النبى صلى الله عليه وسلم: والذى نفس محمد بيده! ما انتم باسمع لما اقول منهم.''**

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۵۶۶، مسند احمد ج:۴ ص:۲۹)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن چوبیس آدمیوں کے بارے میں جو قریش کے رئیس تھے، حکم فرمایا کہ ان کو بدر کے گندے اور خبیث گڑھے میں ڈال دیا جائے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر غالب آتے تھے تو اس میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے، جب تیسرا دن ہوا تو اپنی سواری کے بارے میں حکم فرمایا، پس اس کا کجاوہ کسا گیا، پھر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپؐ کے ساتھ تھے، اور ہم نہیں جانتے تھے مگر یہ کہ آپؐ کسی کام کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، یہاں تک کہ کھڑے ہوئے اس گڑھے کے کنارہ پر، پس ان کا اور ان کے باپوں کا نام لے کر پکارنے لگے کہ: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا تم کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کی بات مان لی ہوتی؟ کیونکہ ہم نے تو جو ہم سے ہمارے ربّ نے وعدہ کیا تھا، اس کو سچ پایا! پس کیا تم نے پالیا ہے جو تمہارے ربّ نے (تم سے) وعدہ کیا تھا حق؟ راوی کہتے ہیں کہ: پس حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ ایسے جسموں سے گفتگو فرماتے ہیں جن میں رُوح نہیں؟ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ محمدؐ کی جان اس کے قبضہ میں ہے! تم میری بات کو ان سے زیادہ

نہیں سنتے!"

**حدیثِ موسیٰ بن عقبہؒ:**......حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

**"وامر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتلىٰ قريش من المشركين فالقوا فى قليب بدر ولعنهم وهو قائم يسميهم باسماءهم غير ان امية بن خلف كان رجلا مسمنًا فانتفخ فى يومه فلما ارادوا ان يلقوه فى القليب تفقا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دعوهٗ! وهو يلعنهم، هل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟"**

(دلائل النبوۃ ج:۳ ص:۱۱۷)

ترجمہ:......"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولینِ قریش کے بارے میں حکم فرمایا تو ان کو بدر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا، اور ان پر لعنت فرمائی، اور آپؐ کھڑے تھے ان کا اور ان کے باپوں کا نام لے رہے تھے، سوائے امیہ بن خلف کے کہ وہ موٹا تازہ آدمی تھا، پس اسی دن پھول گیا، پس جب لوگوں نے اس کو گڑھے میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو پھٹ گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو! اور آپؐ ان پر لعنت فرما رہے تھے اور ان سے کہہ رہے تھے کہ: جو وعدہ تم سے تمہارے ربّ نے کیا تھا، تم نے اس کو سچ پایا یا نہیں؟"

## "لا تؤذوا صاحب القبر"

قبر مٹی کا ڈھیر نہیں، بلکہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

قبر والے کو نہ صرف یہ کہ قبر کے ثواب و عذاب کا احساس ہوتا ہے، بلکہ قبر پر

چڑھنے سے بھی اس کو ایذا ہوتی ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان جانے کے آداب بیان فرمائے ہیں، مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے:

**"عن زیاد بن نعیم ان ابن حزم ابا عمارة او ابا عمرو قال: رانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا متکئ علیٰ قبر فقال: قم! لا تؤذ صاحب القبر او یؤذیک."**

(البغوی، کنز العمال ج:۱۵ ص:۵۹۷ حدیث:۴۲۹۸۸)

ترجمہ:...... "حضرت ابو عمارہؓ یا ابو عمروؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُٹھ جاؤ! قبر والے کو ایذا نہ دو، یا فرمایا کہ: قبر سے ٹیک نہ لگاؤ کہ یہ تیرے لئے عذاب کا سبب ہوگا!"

**"عن عمرو بن حزم قال: رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا متکئ علیٰ قبر، قال: لا تؤذ صاحب القبر!"**

(ابن عساکر، مسند احمد، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۰۷ حدیث:۴۲۹۹۰)

ترجمہ:...... "عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں قبر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والے کو ایذا نہ پہنچاؤ!"

**"عن عمارة بن حزم رضی اللہ عنہ قال: رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا علیٰ قبر، قال: انزل عن القبر! لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک!"**

(طبرانی، مستدرک، عمارہ بن حزم ج:۳ ص:۵۹۰، شرح معانی الآثار ج:۱ ص:۳۴۶، کنز العمال ج:۱۵ ص:۶۵۷ حدیث:۴۲۶۰۵، ترغیب ج:۴ ص:۳۷۴، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۶۱)

ترجمہ:......"حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا: قبر والے کو ایذا نہ دے! قبر سے اُتر جا! تاکہ تیرا یہ عمل تیرے لئے عذابِ آخرت کا سبب نہ بنے۔"

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ:

**الف:**......عذاب و ثواب قبر برحق ہے۔

ب:......عذاب و ثواب کا تعلق اسی گڑھے سے ہے، جس کو عرفِ عام میں قبر کہا جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں صراحت فرمائی گئی ہے کہ: "القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار." (قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا)۔

ج:......اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عذاب و ثواب قبر کی احادیث متواتر ہیں اور ان کا انکار ایک مسلمان کے لئے (جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو) ممکن نہیں۔

د:......چونکہ برزخ کے معاملات عام لوگوں کے احساس و مشاہدہ سے ماورا ہیں، اس لئے عذاب و ثواب قبر کا انکار محض اپنے احساس و مشاہدہ کی بنا پر قطعاً غلط ہے، اس لئے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و مشاہدات پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اور وہ بقدر ضرورت اُوپر آچکے ہیں، جو ایک مؤمن کے لئے کافی و شافی ہیں۔

چہارم:......اب تک ہم نے عام اموات کے بارے میں گفتگو کی ہے، اور یہ بتایا ہے کہ ان کا ثواب و عذاب متواتر ہے، جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں، اس پر ایمان لانا فرض ہے، اور اس کے منکر کے حق میں اندیشۂ کفر ہے۔

اب ہم اس پر گفتگو کریں گے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر شریفہ میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے، اور اس پر امت کا اجماع


فہرست

ہے، چنانچہ مذکورہ بالا تقریباً ایک سو پچاس احادیث سے حضرات انبیائے کرام کی حیات (جو عام اموات، شہداء اور صدیقین سے افضل ہیں) دلالت النص سے بطریقِ اَوْلیٰ ثابت ہوتی ہے، چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ اپنے رفیق خاص حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ کے نام لکھے گئے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ا:...... شہداء کے لئے بنص قرآن ''حیات'' حاصل ہے اور مزید دفع تجویز کے لئے ''یرزقون'' کا ذکر بھی کیا گیا ہے، جیسے آج کل محاورہ بھی ہے: ''فلان حی یرزق'' عام اہل برزخ سے ان کی حیات ممتاز ہے۔

۲:...... جب انبیاء کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ وارفع ہے تو بدلالۃ النص یا بالاولیٰ خود قرآن کریم سے ان کی حیات ثابت ہوئی (علیہم الصلوات والتسلیمات) اور جب مرتبہ اعلیٰ وارفع ہے تو حیات بھی اقویٰ واکمل ہوگی۔

۳:...... اس حیات کی اکملیت کے بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں...... ''اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاء.'' اور حدیث: ''اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ.'' اور اس کے علاوہ بھی روایات ہیں...... اور ان احادیث کے شواہد کے طور پر دیگر احادیث صحیح موجود ہیں، مثلاً موسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ ئ حج۔

۴:...... روح کے تعلقات اجساد سے پانچ قسم کے ہیں: (۱) فی حالۃ الجنین، (۲) بعد الولادۃ فی الدنیا اور اس کی دو صورتیں ہیں، (۳) حالتِ نوم میں اور حالتِ یقظہ میں، (۴) بعد الموت فی البرزخ، (۴) بعد البعث فی الحشر۔ ضعیف ترین اول و رابع ہے، قوی ترین خامس اور متوسط دنیوی ہے، ''کَمَا حَقَّقَہُ

الْمُتَکَلِّمُوْنَ وَابْنُ الْقَیِّمِ فِیْ کِتَابِ الرُّوْحِ وَالْقَارِیُ فِیْ شَرَحِ الْفِقْهِ الْاَکْبَرِ"۔

۵:......انبیائے کرام علیہم السلام کی نوم جیسے ممتاز ہے عام نوم سے (اِنَّ عَیْنَایَ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ) اسی طرح ان کی موت کی حالت بھی عام اموات جیسی نہیں، "اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ"، اور عام موتیٰ میں تحقیق موت سے، انقطاع الروح عن الجسد بالکلیہ ہوتا ہے اور یہاں بالکلیہ نہیں ہوتا اور پھر علوِ مرتبہ جتنا ہوتا ہے، اتنا ہی تعلق قوی ہوگا۔

۶:......مفارقۃ الروح عن الجسد سے مفارقت تعلق الروح عن الجسد لازم نہیں آتا۔

۷:......اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو تروح کی کیفیت حاصل ہو، جیسے معراج میں جسد پر رُوح کی کیفیت طاری ہوئی، تجسد ارواح اور تروح اجساد دونوں کی نظیریں عالم شہادت میں ہیں تو عالم ارواح میں کیوں استبعاد کیا جائے جبکہ اس کا تعلق عالم غیب سے ہے۔

۸:......دنیا میں صوفیاء کرام کے یہاں ابدانِ مثالیہ کا تعدد وقت واحد میں، متعدد امکنہ میں ظہور اور آثار کے ثبوت پر مشہور واقعات ہیں، انبیائے کرام کی نقل وحرکت بالا جساد المتر وحہ اس کی نظیر ہوگی۔

۹:......الغرض انبیائے کرام کے لئے حیات، بقائے اجساد، نقل وحرکت، ادراک وعلم سب چیزیں حاصل ہیں۔

۱۰:......یہ حیات، دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے اقویٰ ہے، دُنیا میں ہمیشہ جسد کو رُوح کی خاصیت حاصل نہیں ہوتی

اور برزخ میں ہوتی ہے، اب اگر اس کو حیاتِ دنیوی سے بعض حضرات نے تعبیر کیا ہے تو اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کیا ہے، بہرحال وہ حیاتِ دنیوی بھی ہے اور حیاتِ برزخی بھی، صرف حیاتِ برزخی نہیں جس میں عام شہداء یا اموات بھی شریک ہوں، بلکہ اقویٰ واکمل ہے، اس لئے حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے، بلکہ اس سے بھی اقویٰ ہے۔

اختلاف تعبیرات میں نزاع لفظی ہے، اس دُنیا سے رسمی تعلق منقطع ہونے کے بعد برزخی دور شروع ہوتا ہے، اب جو چاہے اطلاق کیا جائے۔

۱۱:.......اگر احادیث ونصوص میں حیات کا ثبوت ہے اور پھر عدمِ نکاح بالازواج المطہرات اور عدمِ توریث وغیرہ کی علت اصل حیات کو کہا جائے تو درست ہے، بہرحال حکمِ شرعی کی کوئی علت ہی ہوتی ہے، اور یہاں تو علت از قبیل العلل المعتبر ہ کے ہوگی نہ کہ علل مرسلہ کی قسم سے، اور اس علت کی تنقیح، اصول تنقیح المناط اور تحقیق المناط سے زیادہ قطعی ہوگی۔'' (بینات شعبان ۱۳۸۸ھ)

خیرالقرون سے لے کر چودہ صدیوں تک اس مسئلے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف و افتراق نہیں تھا بلکہ تمام اکابرینِ امت نے اپنی اپنی تصنیفات میں اپنے اپنے انداز میں اس مسئلے کو واضح فرمایا، یہاں تک کہ اکابر اسلاف میں سے بعض حضرات نے اس موضوع پر مستقل رسائل تصنیف فرمائے اور ثابت کیا کہ حیاتِ انبیاء کا مسئلہ بالکل واضح، بے غبار اور امت کا اجماعی عقیدہ رہا ہے، اور جس طرح حضرات شہداء کرام کی حیات قرآن کریم سے ثابت ہے، اسی طرح حضرات انبیائے کرام کی حیات بھی بطور دلالت النص قرآن کریم سے ثابت ہے، لیکن ناس ہو خود رائی وخود روی اور اسلاف بیزاری کا کہ اس نے تحقیق کے نام پر جہالت، اور سنت کے نام پر بدعت کو رواج دیا، جس کی وجہ سے نام نہاد محققین نے

جہاں دُوسرے بعض اجماعی مسائل سے انحراف کیا وہاں اس عقیدہ کا بھی انکار کردیا، چنانچہ محدث العصر حضرت بنوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

''انبیائے کرام علیہم الصلوات والسلام کی حیات بعد الممات کا مسئلہ صاف اور متفقہ مسئلہ تھا، شہداء کی حیات بنص قرآن ثابت تھی اور دلالۃ النص سے انبیائے کرام کی حیات قرآن سے ثابت تھی، اور احادیث نبویہ سے عبارۃ النص کے ذریعہ ثابت تھی، لیکن برا ہو اختلاف اور فتنوں کا کہ ایک مسلّمہ حقیقت زیر بحث آکر مشتبہ ہوگئی، کتنی ہی تاریخی بدیہیات کو کج بحثوں نے نظری بنالیا اور کتنے ہی حقائق شرعیہ کو کج فہمی نے مسخ کرکے رکھ دیا، یہ دُنیا ہے اور دُنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ یہاں ہر دور میں کج فہم، کجرو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں، زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے، ملاحدہ و زنادقہ کی زبان کب بند ہوسکی؟ کیا اس دور میں امام حسینؓ کی شہادت کو افسانہ نہیں بتایا گیا؟ اور کہا گیا کہ یہ واقعہ ہے ہی نہیں؟ اور کیا امام حسینؓ کو باغی اور واجب القتل اور یزید (بن معاویہؓ) کو امیر المؤمنین اور خلیفۂ برحق ثابت نہیں کیا گیا؟ کسی صحیح حدیث کو ضعیف بنانے کے لئے کسی راوی کے بارے میں کتبِ رجال میں جرح کا کوئی کلمہ دیکھ لینا بس کافی ہے کہ اس پر بنیاد قائم کی جائے؟ اگر عقل سلیم سے کام نہ لیا جائے اور صرف کسی کتاب میں جرح کو دیکھا جائے تو امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ تمام کے تمام ائمہ مجروح ہوکر دین کا سرمایہ ختم ہی ہوجائے گا۔

الغرض حیاتِ انبیائے کرام علیہم السلام کا مسئلہ بھی تقریباً اسی قسم کی کج بحثوں میں اُلجھ کر اچھا خاصا فتنہ بن گیا، عصمت تو انبیائے کرام کا خاصہ ہے، علماء معصوم تو ہیں نہیں، کچھ حضرات نے



فہرست

دانستہ یا نادانستہ حدیثی وکلامی بحثیں پیدا کردیں اور سمجھا یہ گیا یا سمجھایا گیا کہ اس طرح توسل بالاموات اور استعانت بغیر اللہ وغیرہ وغیرہ بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوجائے گا، گویا علاج یہ تجویز کیا گیا کہ حیاتِ انبیاء سے انکار کرتے ہی یہ مفاسد ختم ہوسکتے ہیں، اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ بارش سے بچنے کے لئے پرنالے کے نیچے جا کر بیٹھ گئے، بہرحال ان تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں، خلفشار کو ختم کرنے کے لئے اربابِ فکر وخلوص نے چند حضرات کے نام تجویز کئے کہ اس اختلاف کو جس نے فتنہ کی شکل اختیار کرلی ہے، ختم کرنے کی کوشش کریں، راقم الحروف کا نام بھی انہیں میں شامل تھا، تجویز یہ ہوئی کہ اس موضوع پر ایک محققانہ کتاب مؤثر انداز میں لکھی جائے اور تشکیک پیدا کرنے والے حضرات کے شبہات کا جواب بھی دیا جائے، اور مسئلے کے تمام گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ بھی کیا جائے، باتفاق رائے اس کام کی انجام دہی کے لئے جناب برادر گرامی مآثر مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز صاحب منتخب ہوگئے، جن کے دماغ میں بحث وتمحیص کی صلاحیت بھی ہے اور قلم میں پختگی بھی، علوم دینیہ اور حدیث ورجال سے اچھی اور قابل قدر مناسبت بلکہ عمدہ بصیرت بھی ہے، مختلف مکان سے غررنقول جمع کرنے کی پوری قدرت بھی ہے اور حسن ترتیب کی پوری اہلیت بھی، الحمدللہ کہ برادر موصوف نے توقع سے زیادہ مواد جمع کرکے تمام گوشوں کو خوب واضح کردیا اور تحقیق کا حق ادا کردیا ہے، میرے ناقص خیال میں اب یہ تالیف (تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور) اس مسئلے میں جامع ترین تصنیف ہے، اور اس دور میں جتنی تصانیف اس مسئلے پر لکھی گئی ہیں ان سب میں جامع، واضح، عالمانہ بلکہ محققانہ ہے، اللہ

تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول سے نوازے اور اس قسم کی مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔" (تسکین الصدور ص:۲۲ تا ۲۴)

اس تمہید کے بعد اب ہم بالترتیب قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے حوالہ سے حیاتِ النبی پر چند گزارشات پیش کریں گے، سب سے پہلے ملاحظہ ہو حیاتِ الانبیاء قرآن کریم کی روشنی میں:

## حیاۃ الانبیاء قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر حیات الانبیاء کا ثبوت اشارتاً، دلالتاً اور اقتضاءً ملتا ہے، ان سب کا احصاء مشکل بھی ہے اور موجب طول بھی، اس لئے اختصار کے پیش نظر چند آیتوں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے:

ا:......"وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ءَالِهَةً يُّعْبَدُوْنَ." (الزخرف:۴۵)

ترجمہ:......"اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے، پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا دُوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے؟"

اس آیت کے ذیل میں صاحب زادالمسیر لکھتے ہیں:

"انه لما اسری به جمع الانبیاء فصلی بهم، ثم قال له جبریل سل من ارسلنا قبلک، الآیة، فقال: لا اسأل، قد اکتفیت، رواہ عطاء عن ابن عباس وهذا قول سعید بن جبیر والزهری وابن زید، قالوا: جمع له الرسل لیلة اسری به فلقیهم وامر ان یسألهم فما شک ولا سأل."

(زادالمسیر فی علم التفسیر ج:۷ ص:۳۱۹)


فہرست

ترجمہ:...... ''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر پہنچایا گیا تو آپؐ کے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا، آپؐ نے نماز میں ان سب کی امامت فرمائی، پھر حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: ''آپ ان سب پیغمبروں سے پوچھئے جن کو ہم نے آپؐ سے پہلے بھیجا ہے.....الخ۔'' پس آپؐ نے فرمایا: ''مجھے سوال کی ضرورت نہیں، میں نے اس پر اکتفا کیا (جو مجھے بتلایا گیا).....
حضرت سعید بن جبیر، زہری اور ابن زید فرماتے ہیں کہ معراج کی رات آپؐ کے لئے تمام انبیائے کرام کو جمع کیا گیا، اس موقع پر آپؐ کی ان سے ملاقات ہوئی اور آپؐ کو حکم ہوا کہ آپؐ ان سے پوچھئے، پس آپؐ کو نہ تو شک تھا اور نہ آپؐ نے پوچھا۔''
تفسیر کبیر میں ہے:

''قال عطاء عن ابن عباس رضی الله عنه لما اسری به صلی الله علیه وسلم الی المسجد الاقصیٰ بعث الله له آدم وجمع المرسلین من ولده فاذن جبریل ثم اقام فقال: یا محمد! تقدم فصل بهم، فلما فرغ رسول الله صلی الله علیه وسلم من الصلاة قال له جبریل علیه السلام: واسأل یا محمد من ارسلنا من قبلک من رسلنا، الآیة، فقال صلی الله علیه وسلم لا اسأل لانی لست شاکاً فیه.'' (تفسیر کبیر ج:۲۷ ص:۲۱۶)

ترجمہ:...... ''حضرت عطاء حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا، اور جب آپؐ مسجدِ اقصیٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام جو ان کی اولاد میں سے تھے سب

کو جمع کیا، پس حضرت جبرئیلؑ نے اذان اور اقامت کہی اور عرض کیا: اے محمدؐ! آگے بڑھیئے اور ان کو نماز پڑھایئے، جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: اے محمدؐ! اور پوچھئے ان سے جن کو ہم نے آپؐ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان سے کچھ نہیں پوچھتا کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔"

تفسیر قرطبی میں اس کی مزید تفصیلات یوں بیان کی گئی ہیں:

"لما اسری برسول الله صلی الله علیه وسلم من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ - وهو مسجد بیت المقدس - بعث الله له آدم ومن وُلد من المرسلین، وجبریل مع النبی صلی الله علیه وسلم، فاذن جبریل علیه السلام ثم اقام الصلاة، ثم قال: یا محمد! تقدم فصل بهم، فلما فرغ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال له جبریل علیه السلام: "سل یا محمد من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن آلهة یعبدون." فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لا اسأل قد اکتفیت." قال ابن عباس: وکانوا سبعین نبیًّا منهم ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ علیهم السلام، فلم یسألهم لأنه کان أعلم بالله منهم، فی غیر روایة ابن عباس: فصلوا خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم سبعة صفوف، المرسلون ثلاثة صفوف والنبیون أربعة، وکان یلی ظهر رسول الله صلی الله علیه وسلم ابراهیم خلیل الله، وعلی یمینه اسماعیل وعلی یساره اسحاق

**ثم موسیٰ، ثم سائر المرسلین فأمهم رکعتین، فلما انفتل قام فقال: "ان ربی أوحی الی أن أسألکم هل أرسل أحد منکم یدعو الی عبادة غیر اللہ؟" فقالوا: یا محمد! انا نشهد انا أرسلنا أجمعین بدعوة واحدة أن لا الٰه الا اللہ وأن ما یعبدون من دونه باطل، وانک خاتم النبیین وسید المرسلین، قد استبان ذالک لنا بامامتک ایانا، وأن لا نبیّ بعدک الٰی یوم القیامة الا عیسیٰ بن مریم فانه مأمور أن یتبع أثرک."**

ترجمہ:...... "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج پر لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور جو ان کی اولاد میں سے انبیاء تھے سب کو اکٹھا فرمایا، جبرئیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، پس جبرئیل نے اذان و اقامت کہی اور عرض کیا: اے محمدؐ! آگے بڑھیئے اور ان کو نماز پڑھایئے، جب آپؐ فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ نے عرض کیا: آپؐ سوال کیجئے ان رسولوں سے جو آپؐ سے پہلے بھیجے گئے تھے کہ کیا ہم نے اللہ کے علاوہ کوئی معبود بنائے تھے کہ جن کی پوجا کی جاتی تھی؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سوال کی ضرورت نہیں کہ میں نے اس پر کفایت کی (جو مجھے بتایا گیا)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہاں ستر نبی تھے، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے، پس آپؐ نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا، اس لئے کہ آپؐ ان سب سے زیادہ اللہ کی جانب سے علم رکھتے تھے، ابن عباسؓ کی روایت کے علاوہ دُوسری روایت میں ہے کہ: پس آپؐ کے پیچھے نماز پڑھنے

والوں کی سات صفیں تھیں، جن میں سے تین صفیں رسولوں کی اور چار انبیاء کی تھیں، آپؐ کے پیچھے متصل حضرت ابراہیم علیہ السلام، دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت اسحٰق علیہ السلام، پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر عیسیٰ علیہ السلام اور پھر تمام انبیاء تھے، آپؐ نے ان کو دو رکعتیں نماز پڑھائی، جب آپؐ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہوگئے اور فرمایا: بے شک میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا رسول بھیجا گیا تھا جو لوگوں کو غیراللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہو؟ ان سب نے کہا: اے محمدؐ! بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم بھیجے گئے ایک (اللہ) کی طرف دعوت دینے کے لئے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے، اور یہ کہ جو لوگ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہے، اور بے شک آپؐ خاتم النبیین اور تمام رسولوں کے سردار ہیں، اور یہ بات اس سے واضح ہوگئی ہے کہ آپؐ نے ہماری امامت فرمائی ہے، اور یہ کہ آپؐ کے علاوہ قیامت تک کوئی دُوسرا نبی نہیں آئے گا، سوائے عیسیٰ بن مریمؑ کے کہ بے شک وہ اس پر مامور ہے کہ وہ آپؐ کی اتباع کرے۔“

اسی طرح اس آیت سے حیات الانبیاء پر استدلال کرتے ہوئے خاتمۃ المحدثین علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ:

**”یستدل به علیٰ حیاة الانبیاء.“**

(مشکلات القرآن ص:۲۳۴، درمنثور ج:۶ ص:۱۶، رُوح المعانی ج:۲ ص:۲۵، جمل ج:۴ ص:۸۸، شیخ زادہ ج:۳ ص:۲۹۸، خفاجی ج:۴ ص:۴۴۴)

۲:......”وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ فَلَا تَکُنْ فِیْ

مِرۡیَةٍ مِّنۡ لِّقَآئِهٖ." (الم سجدہ:۲۳)

ترجمہ:...... "اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں:

"معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار۔" (موضح القرآن)

اور ملاقات بغیر حیات ممکن نہیں، لہٰذا اس آیت میں اقتضاء النص سے حیات النبیؐ کا ثبوت ہوتا ہے، یہاں اصول فقہ کا یہ مسئلہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ جو حکم اقتضاء النص سے ثابت ہوتا ہے وہ بحالت انفراد قوت و استدلال میں عبارت النص کے مثل ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واراد بذالک لقائه صلی الله علیه وسلم ایاه لیلة الاسراء کما ذکر فی الصحیحین وغیرهما، وروی نحو ذالک عن قتادة وجماعة من السلف،....... وکان المراد من قوله تعالیٰ: "فلا تکن فی مریة من لقائه." علی هذا وعده تعالیٰ نبیه علیه السلام بلقاء موسیٰ وتکون الآیة نازلة قبل الاسراء."

(روح المعانی ج:۲۱ ص:۱۳۸)

ترجمہ:...... "اس سے مراد یہ ہے کہ معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں ہے، اور اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت قتادہؒ اور سلف کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے .....اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے" کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا وعدہ فرمایا، اس اعتبار سے یہ

آیت واقعہ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔
تفسیر زاد المسیر میں ہے:

”والثانی من لقاء موسیٰ لیلة الاسراء قاله ابو العالیه ومجاهد وقتادة وابن السائب.“

(زاد المسیر ج:۶ ص:۴۳)

ترجمہ:...... ”دُوسری بات یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات معراج کی رات ہوئی تھی۔“
تفسیر بحر محیط میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

”ای من لقائک موسیٰ ای فی لیلة الاسراء، ای شاهدته حقیقةً وهو النبی الذی اوتی التوراة وقد وصفه الرسول فقال طوال جَعْدٍ کانه من رجال شنؤة حین رأه لیلة الاسراء.....“ (بحر محیط ج:۷ ص:۲۰۵)

ترجمہ:...... ”یعنی آپؐ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کیجئے، یعنی آپؐ نے واقعتاً ان کو دیکھا ہے، اور وہ وہی نبی تھے جن کو تورات دی گئی تھی اور تحقیق آپؐ نے ان کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا وہ لمبے قد کے گھنگریالے بالوں والے تھے، جیسے قبیلہ شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں.....“

۳:...... ”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ.“ (البقرہ:۱۵۴)

ترجمہ:...... ”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں نہ کہو کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے۔“

۴:...... ”بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، فَرِحِيْنَ

بِمَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ." (آل عمران:۱۶۹)

ترجمہ:...... "بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔"

ان دونوں آیتوں کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه يقويه من حيث النظر كون الشهداء احياء بنص القرآن والانبياء افضل من الشهداء." (فتح الباری ج:۶ ص:۳۷۹)

یعنی جب نقل کے اعتبار سے یہ بات ثابت ہوچکی کہ شہداء زندہ ہیں تو عقل کے اعتبار سے بھی یہ بات پختہ ہوجاتی ہے کہ انبیائے کرامؑ زندہ ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام تو شہداء سے ہر حال میں افضل ہیں، اس لئے اس آیت سے ان کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔

غور فرمایئے کہ حافظ الدنیا کس قدر قوت کے ساتھ آیت کریمہ سے بدلالۃ النص بلکہ بدرجہ اولویت حیات الانبیاء کو ثابت فرمارہے ہیں۔

۵:...... "فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ....." (سبأ:۱۴)

ترجمہ:...... "پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کردیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا، سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی۔"

اس آیت سے بھی بطریق دلالۃ النص حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ جب کیڑوں نے مضبوط اور سخت ترین عصائے سلیمانی کو کھالیا تو جسم عنصری کا

کھانا اس سے کہیں سہل اور آسان تھا مگر اس کے باوجود جسم کا ٹکا رہنا بلکہ محفوظ ہونا حیات کی صریح دلیل ہے۔

اسی طرح اس آیت میں ذکر شدہ ''خرورِ سلیمان'' سے بھی حضرات انبیاء کی حیات مبارکہ پر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے زمین پر آجانے کو ''خرّ'' کے لفظ کے ساتھ تعبیر فرمایا مگر اس کو سقط سے تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ ''خرّ'' کا لفظ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں کہیں بھی مذکور ہے وہ زندہ انسان کے جھک جانے یا گر جانے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے، مثلاً:

الف:...... ''وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا.'' (یوسف:۱۰۰)

ترجمہ:...... ''سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔''

ب:...... ''فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا.'' (اعراف:۱۴۳)

ترجمہ:...... ''پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی، تجلی نے ان کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے۔''

لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے سلامت زمین پر آنے سے حیات بعد الوفات کا جو بھی انکار کرتا ہے وہ قرآن کے معارف اور علوم سے ناواقف ہے۔

۶:...... ''وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ.''

(الانعام:۵۴)

ترجمہ:...... ''اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان کی دولت کے ساتھ بارگاہ نبوت پر حاضر ہو، اس کے لئے خداوند قدوس کا اپنے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ آپ اس کو


فہرست

السلام علیکم کی دعا کے ساتھ رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچایئے، تو حق تعالیٰ کا یہ حکم دونوں حالتوں (ماقبل الموت و مابعد الموت) کے لئے عام ہے، یعنی رہتی دُنیا تک کے لئے یہ حکم باقی ہے، جس طرح قرآن کریم کی دیگر آیات کے بارے میں یہ اصول مسلّم ہے کہ اگرچہ ان کے نزول کا واقعہ خاص ہے، لیکن ان کا حکم قیامت تک کے لئے جاری و باقی ہے، اسی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔

۷:......"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا." (النساء:۶۴)

ترجمہ:......"اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے۔"

علمائے امت کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حیات نبویؐ کی ظاہری حیثیت ختم ہونے کے بعد بھی جو مؤمن بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر خداوند قدوس سے طلب مغفرت کرے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی دعا و مغفرت کا مستحق ہوگا، چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے:

"عن عليّ قال قدم علينا اعرابی بعد ما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة ايام، فرمى بنفسه على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وحثا على رأسه من ترابه، فقال: قلت يا رسول الله فسمعنا قولك، ووعيت عن الله فوعينا عنك وكان فيما انزل الله عليك "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم" الآية وقد ظلمت نفسي وجئتك تستغفر لي! فنودي من القبر: انه قد

غفر لک!“ (تفسیر قرطبی ج:۵ ص:۲۶۵،۲۶۶)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے تین روز بعد ایک بدوی نے روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر اس آیت کریمہ کے حوالہ سے مغفرت طلب کی، روایت ہے کہ مرقد اطہر سے صدا آئی: ”انه قد غفر لک!“

ان ارشادات ربانی کے مطابق رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی عالم دُنیا کی حیات ظاہری ختم ہونے کے بعد بھی حاضری دینے والے اُمتی کو سلام علیکم کے جواب سے نوازتی ہے، اور آپ اس کو رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچانے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے پر خداوند قدوس کی طرف سے مامور ہیں، یہ بھی آپؐ کی حیات جاودانی اور اسی مدینہ والی قبر میں حیات پر قرآنی دلیل اور واضح ثبوت ہے، اس کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرے تو منکر کو یہی کہا جاسکتا ہے کہ: اگر تو نہ مانے تو بہانے ہزار...!

## حیاۃ الانبیاء حدیث کی روشنی میں

۱:...... ”عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ. رواه ابو یعلیٰ البزار ورجال ابی یعلیٰ ثقات.“

(مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۱۱، لسان المیزان: حسن بن قتیبۃ ص:۲۴۶، مسند ابو یعلیٰ: ج:۶ حدیث:۳۴۲۵، فتح الباری ج:۶ ص:۴۸۷، المطالب العالیہ ج:۳ ص:۲۶۹ حدیث:۳۴۵۲، احادیث صحیحۃ للالبانی حدیث:۶۲۱، الجامع الصغیر ص:۱۲۴، تکملہ فتح الملہم ج:۵ ص:۲۸، بیہقی حیات الانبیاء ص:۳، الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۴۸، خصائص الکبریٰ ج:۲ ص:۲۸۱، مسند بزار ص:۲۵۶)

ترجمہ:...... ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حضرات) انبیائے کرامؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو روایت کیا

ہے ابویعلیٰ اور مسند بزار نے اور ابویعلیٰ کے تمام راوی ثقہ ہیں۔“

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف الحاوی للفتاویٰ میں حیاتِ انبیاء سے متعلق اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”**حیاة النبی صلی الله علیه وسلم فی قبره هو وسائر الانبیاء معلومة عندنا علمًا قطعیًّا کما قام عندنا من الادلة فی ذالک وتواترت (به) الأخبار.**“ (ج:۲ ص:۱۴۷)

ترجمہ:...... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام کا اپنی اپنی قبروں میں حیات ہونا ہمارے نزدیک علمِ قطعی سے ثابت ہے، اس لئے کہ اس سلسلہ میں ہمارے نزدیک دلائل واخبار درجہ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔“

مزید اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”**قال البیهقی فی کتاب الاعتقاد: الانبیاء بعد ما قبضوا ردت الیهم ارواحهم، فهم احیاء عند ربهم کالشهداء، وقال القرطبی فی التذکرة فی حدیث الصعقة نقلاً عن شیخه: الموت لیس بعدم محض انما هو انتقال من حال الی حال.**“ (الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۴۹)

ترجمہ:...... ”امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ارواح قبض ہوجانے کے بعد ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں، پس وہ اپنے رب کے ہاں شہداء کی طرح زندہ ہیں، علامہ قرطبی نے تذکرہ میں حدیث صعقہ کے ذیل میں اپنے شیخ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ موت کا معنی عدمِ محض نہیں بلکہ ایک حال سے دُوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام موت ہے۔“

مزید آگے چل کر لکھتے ہیں:

”قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ بعد وفاته.“

(الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۴۹)

ترجمہ:......”ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں کہ بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔“

آگے مزید لکھتے ہیں:

”وقال الشیخ تقی الدین السبکی: حیات الانبیاء والشهداء فی القبر کحیاتهم فی الدنیا ویشهد له صلاة موسیٰ فی قبره فان الصلاة تستدعی جسدًا حیًّا.“ (الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۵۲)

ترجمہ:......”شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ انبیاء اور شہداء کی قبر کی حیات ان کی دنیاوی حیات کی مانند ہے، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، کیونکہ نماز پڑھنا زندہ جسم کا تقاضا کرتا ہے۔“

حضرت مجددالف ثانیؒ، حضرت انسؓ کی اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”برزخ صغریٰ چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد واحوال ایں موطن نظر باشخاص متفاوتہ تفاوت فاحش دارد الانبیاء یصلون فی القبور شنیدہ باشند۔“

(مکتوبات دفتر دوم مکتوب:۱۶)

ترجمہ:......”چھوٹا برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں میں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے، اور مختلف


فہرست

اشخاص کے اعتبار سے اس جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں، آپ نے یہ تو سنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔"

۲:...... "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهُ. رواه البیهقی فی شعب الایمان." (مشکوٰۃ ص:۸۷، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۲۸۰، کنز العمال ج:۱ ص:۴۹۲ حدیث:۲۱۶۵، ص:۴۹۸ حدیث:۲۱۹۷، ۲۱۹۸، اتحاف السادۃ المتقین زبیدیؒ ج:۳ ص:۲۸۹، تفسیر درمنثور ج:۵ ص:۲۱۹، فتح الباری ج:۶ ص:۴۸۸، الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۴۷)

ترجمہ:...... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے میری قبر کے پاس سے مجھ پر درود شریف پڑھا، میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔"

## حدیث کی سند پر اشکال کا جواب:

امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی (المتوفی ۹۶۳ھ) اس حدیث کی سند کے ضعف وثقاہت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حدیث من صلّی علیّ عند قبری سمعته، ومن صلّی علیّ نائیًا وکل الله بها ملکًا یبلغنی وکفیٰ امر دنیاه وآخرته وکنت له شهیدًا وشفیعًا (خط) من حدیث ابی هریرة ولا یصح فیه محمد بن مروان وهو السدی الصغیر وقال العقیلی لا اصل لهذا الحدیث (تعقب) بان البیهقی اخرجه فی الشعب من هذا الطریق وتابع


فہرست

السدی عن الاعمش فیه ابومعاویة اخرجه ابو الشیخ فی الثواب قلت وسنده جیّد کما نقله السخاوی عن شیخه الحافظ ابن حجر واللہ تعالیٰ اعلم وله شواهد من حدیث ابن مسعود وابن عباس وابی هریرة اخرجها البیهقی ومن حدیث ابی بکر الصدیق اخرجه الدیلمی ومن حدیث عمار اخرجه العقیلی من طریق علی بن القاسم الکندی وقال علی بن قاسم شیعی فیه نظر لا یتابع علی حدیثه انتهیٰ. وفی لسان المیزان (ج:۴ ص:۲۴۹) ان ابن حبان ذکر علی بن القاسم فی الثقات وقد تابعه عبدالرحمٰن بن صالح وقبیصة بن عقبة اخرجهما الطبرانی.“ (تنزیہ الشریعۃ ج:۱ ص:۳۲۵ طبع بیروت)

ترجمہ:......”حدیث من صلّی علیّ .....الخ، یعنی جس نے میری قبر کے پاس درودشریف پڑھا تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے فرشتہ مقرر کیا ہے جو مجھے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دُنیا و آخرت کے کام پورے کرتا ہے، اور میں اس کے حق میں گواہ اور شفیع ہوں گا، (خطیب بغدادیؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے) یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے اور صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر ہے اور امام عقیلیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں (عقیلی کی اس بات پر گرفت کی گئی ہے کہ) امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس طریق سے اس کی تخریج کی ہے اور ابومعاویہ اعمشؒ سے روایت کرنے میں سدی کا متابع ہے اس کی تخریج امام ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں کی ہے، میں کہتا ہوں کہ



فہرست

ابوالشیخ کی سند جید ہے، جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے اپنے استاد حافظ ابن حجرؒ سے نقل کیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم ۔اور اس حدیث کے حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے شواہد موجود ہیں جن کی تخریج امام بیہقی نے کی ہے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حدیث بھی شاہد ہے جس کی تخریج امام دیلمیؒ نے کی ہے اور حضرت عمارؓ کی حدیث بھی اس کا شاہد ہے جس کی تخریج علی بن القاسم الکندی کے طریق سے امام عقیلیؒ نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ راوی شیعہ ہے اس میں کلام ہے اور اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی گئی مگر لسان المیزان (ج:۴ ص:۲۴۹) میں ہے کہ امام ابن حبان نے علی بن القاسم کو ثقات میں لکھا ہے اور عبدالرحمٰن بن صالح اور قبیصہ بن عقبہ اس کے متابع موجود ہیں۔“

۳:...... ”عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ. قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللهِ! کَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ؟ اَیْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ بُلِیْتَ، قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ.“

(سنن نسائی ج:۱ ص:۲۰۳، ۲۰۴، مستدرک حاکم ج:۴ ص:۵۶۰، ھذا حدیث صحیح علی شرط الصحیحین ولم یخرجاہ، ابوداؤد ج:۱ ص:۲۱۴ (باب الاستغفار)، سنن کبریٰ بیہقی ج:۳ ص:۲۴۹، دارمی ج:۱ ص:۳۰۷ (باب فضل الجمعۃ)، مسند احمد ج:۴ ص:۸، صحیح ابن خزیمہ ج:۳ ص:۱۱۸ حدیث:۱۷۳۳، ابن حبان (باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم


فہرست

ص:۱۱۸، الاحسان بترتیب ابن حبان ج:۳ ص:۸۷ حدیث:۹۰۷، کتاب الروح (ابن القیمؒ) ص:۶۳، کنزالعمال ج:۸ ص:۳۶۸ حدیث:۲۳۳۰۱، ایضاً ج:۷ ص:۷۰۸ حدیث:۲۱۰۳۷، ترغیب منذری ج:۱ ص:۴۹۱، ایضاً ج:۲ ص:۵۰۳، ۵۰۴، نیل الاوطار ج:۳ ص:۳۰۴، ابن ابی شیبہ ج:۶ ص:۵۱۶، ابن ماجہ ص:۷۶، ۱۱۸، شرح الصدور ص:۱۳۷ مطابع الرشید مدینہ منورہ)

ترجمہ:...... ''حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کا انتقال ہوا، اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پس (جمعہ کے دن) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا صلوٰۃ وسلام آپؐ کے انتقال کے بعد آپؐ کو کیسے پہنچے گا؟ حالانکہ آپؐ تو اس وقت مٹی میں مل جائیں گے؟ یعنی آپؐ تو بوسیدہ ہوجائیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عز وجل نے زمین پر اس کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔''

**۴:...... ''عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِی الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ.''**

(نسائی ج:۱ ص:۱۸۹، مسند احمد ج:۱ ص:۴۴۱، ابن ابی شیبہ ج:۲ ص:۵۱۷، موارد الضمآن ص:۵۹۴، مشکوٰۃ ص:۸۶، البدایہ والنہایہ ج:۱ ص:۱۵۴، الجامع الصغیر ج:۱ ص:۹۳، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۲۸۰، الاحسان بترتیب ابن حبان ج:۳ ص:۸ حدیث:۹، ۱۰، مصنف عبدالرزاق ج:۲ ص:۱۵)

ترجمہ:...... ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔''

۵:...... ''عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا، قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ، اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ، فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ.''

(ابن ماجہ ص:۱۱۸، ترغیب ج:۲ ص:۵۰۳، نیل الاوطار ج:۳ ص:۳۰۴، شرح الصدور ص:۱۳۷ مطابع الرشید مدینہ منورہ)

ترجمہ:...... ''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لئے کہ جمعہ کے دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے پڑھتے ہی اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اور موت کے بعد؟ فرمایا اور موت کے بعد بھی، بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر اس بات کو کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔''

۶:...... ''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا

رَدَّ اللهُ عَلَیَّ عَزَّ وَجَلَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔"

(ابوداوٗد ج:۱ص:۲۷۹،مسند احمد ج:۲ ص:۵۲۷،سنن کبریٰ بیہقی ج:۵ ص:۲۴۵، ترغیب وترہیب ج:۲ ص:۴۹۹،کنزالعمال ج:۱ ص:۴۹۸ حدیث:۲۲۰۰، فیض القدیر ج:۵ ص:۴۶۷، مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۱۶۲،وقال فیه عبدالله بن یزید الاسکندرانی ولم اعرفه ومهدی بن جعفر ثقة وفیه خلاف وبقیة رجاله ثقات)

ترجمہ:......"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری رُوح کو میری طرف لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

۷:......"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ۔"

(مسند احمد ج:۲ ص:۳۶۷،ابوداوٗد ج:۱ ص:۲۷۹،خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۲۸۰، مشکوٰۃ ص:۸۶، فتح الباری ج:۶ ص:۴۸۸)

ترجمہ:......"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ مجھ تک تمہارا درود پہنچتا ہے، چاہے تم جہاں بھی ہو۔"

۸:......"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِهٖ! لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ..... ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ! لَاَجَبْتُهٗ. قلت هو فی

**الصحیح باختصار، رواہ ابو یعلیٰ ورجالہ رجال الصحیح۔**" (مسند ابویعلیٰ ج:۱۱ ص:۴۶۲ حدیث:۶۵۸۴، مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۱۱، المطالب العالیہ ج:۴ ص:۲۳ باب حیاتہ فی قبرہ، ج:۴ ص:۳۴۹ حدیث:۴۵۷۴، الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۴۸، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۲۸۰، رُوح المعانی ج:۲۲ ص:۳۵)

ترجمہ:...... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ البتہ نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ..... پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر یہ کہے گا: یا محمد! تو میں ان کو جواب دوں گا۔"

علامہ آلوسیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ:

**"..... انہ (عیسیٰ) علیہ السلام یاخذ الاحکام من نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاھًا بعد نزولہ وھو صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الشریف، واید بحدیث ابی یعلیٰ والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ ابن مریم ثم لئن قام علی قبری وقال یا محمد! لاجبتہ۔"**

(روح المعانی ج:۲۲ ص:۳۵)

ترجمہ:...... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوکر آپؐ سے براہِ راست احکام حاصل کریں گے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں استراحت فرما ہوں گے، اور اس کی تائید ابویعلیٰ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آکر یا محمد کہیں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔"

## حضرات انبیائے کرامؑ سے ملاقات:

حدیث ابوہریرہؓ:

”عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی قَالَ فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهٗ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْئَةٍ قَالَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی فَنَعَتَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِی الْحَمَّامَ وَرَأَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ........“

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۸۹، ۴۸۱، ج:۲ ص:۶۸۴، ۸۳۶، ۸۳۸، صحیح مسلم ج:۱ص:۹۶، ترمذی ج:۲ص:۱۴۱، مصنف عبدالرزاق ج:۵ ص:۳۲۹، مسند احمد ج:۲ ص:۲۸۲، نسائی ج:۲ص:۳۲۹، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج:۱ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی، (حضرت ابوہریرہؓ نے) فرمایا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: پس وہ جوان تھے، میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: لمبے اور کھلے بالوں والے تھے، ایسے جیسے کہ قبیلہ شنوٴہ کے مرد ہوتے ہیں، فرمایا اور میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، پھر آپ نے ان کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: وہ چوڑے جسم کے سرخ رنگ تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی غسل خانہ سے نکل کر آئے ہیں، اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔“

حدیث ابن عمرؓ:

"عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ عِیْسٰی وَمُوْسٰی وَاِبْرَاهِیْمَ، فَاَمَّا عِیْسٰی فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوْسٰی فَاٰدَمُ جَسِیْمُ سَبِطٍ کَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۸۹)

ترجمہ: ......"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شبِ معراج میں) میں نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ، پرگوشت جسم اور چوڑے سینے والے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ اور موزوں ساخت والے تھے، وہ ایسے تھے جیسے (سوڈان) کے طویل القامہ زط ہوتے ہیں۔"

## انبیاء کی امامت:

حدیث ابوہریرہؓ:

"......وَقَدْ رَأَیْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِذَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ ....... وَاِذَا عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ ........ وَاِذَا اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ ....... فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَّمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ ....... قَالَ قَائِلٌ یَّا مُحَمَّدُ! هٰذَا مَالِکُ صَاحِبِ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ ......."

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۹۶، مشکوٰۃ ص:۵۳۰)

ترجمہ:......"میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں

دیکھا، پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں.....اور پھر اچانک دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں.....اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں.....پس اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کو نماز پڑھائی، پس جب میں نماز سے فارغ ہوا.....تو کسی نے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جہنم کے داروغے مالک ہیں، ان سے سلام کیجئے.....''

## حضرت موسیٰؑ کا قبر میں نماز پڑھنا:

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نہ صرف حیات ہیں بلکہ وہ نماز تلذذ بھی ادا فرماتے ہیں، مندرجہ ذیل احادیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

''عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةً اُسْرِىَ بِىْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّىْ فِىْ قَبْرِهٖ.''

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۶۸ طبع رحیمیہ دیوبند، مسند احمد ج:۵ ص:۵۹، ۳۶۲، ۳۶۵، مسند احمد ج:۳ ص:۱۴۸، ۲۴۸، سنن نسائی ج:۱ ص:۲۴۲، کنز العمال ج:۱۱ ص:۵۱۸ حدیث:۳۲۳۸۶، تلخیص الحبیر ج:۲ ص:۱۲۶، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج:۱ ص:۲۱۶ طبع مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل پاکستان)

ترجمہ:...... ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔''

## حیات النبیؐ آثارِ صحابہؓ کی روشنی میں:

۱:......"وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَیْتِیَ الَّذِیْ فِیْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ وَاضِعٌ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً مِنْ عُمَرَ." (مشکوٰۃ ص:۱۵۴)

ترجمہ:......"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں، بلاحجاب داخل ہوجاتی تھی اور میں سمجھتی تھی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دُوسرے میرے والد ماجد، پس جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو اللہ کی قسم میں اس حجرہ میں حضرت عمرؓ سے حیا کی وجہ سے بغیر پردہ کبھی نہ جاتی تھی۔"

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیۂ مشکوٰۃ میں ہے:

"حیاءً من عمر اوضح دلیل علی حیات المیت." (حاشیہ مشکوٰۃ ص:۱۵۴)

ترجمہ:......"حیاءً من عمر کے الفاظ میّت کی زندگی پر واضح دلیل ہیں۔"

اس پر علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں:

"قال الطیبی فیه ان احترام المیت کاحترامه حیًّا." (شرح طیبی ج:۳ ص:۴۱۸ ادارۃ القرآن کراچی)

ترجمہ:......"علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس (حدیث) میں اس امر کی دلیل ہے کہ میت کا احترام بھی اسی طرح کیا جائے جس طرح کہ زندگی میں کیا جاتا ہے۔"

۲:......"عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ فِيْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامَ الْحَرَّةِ حَتّٰى عَادَ النَّاسُ."

(خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۲۸۱، الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۴۸ بحوالہ دلائل النبوۃ، زرقانی ج:۵ ص:۳۳۲،۳۳۳)

ترجمہ:......"حضرت سعید بن مسیّبؒ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس آگئے۔"

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ لکھتے ہیں:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ کما تقرر وانہ یُصلی فی قبرہ باذان واقامۃ." (فتح الملہم ج:۳ ص:۴۱۹)

ترجمہ:......"بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی قبر شریف میں) زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہوچکا، اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔"

## عقیدۂ حیات النبیؐ اور مذاہب اربعہ

حنفیہ کرام:

### فضل اللہ بن حسین تورپشتی الحنفیؒ المتوفی ۶۳۰ھ:

"واز اں جملہ آنست کہ بدانند کہ کالبد وے راز مین نخورد و بوسیدہ نشود وچوں زمین از وے شگافتہ شود کالبد وے بحال خود باشد وحشر وے ودیگر انبیاء چنیں باشد وحدیث درست است کہ ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء ھم احیاء فی قبورھم



فہرست

یصلون. واول ہمہ پیغمبر ما بر خیز داز گور۔“

(المعتمد فی المعتقد باب:۲ فصل:۴ ص:۱۰۷ مطبع مظہر العجائب مدراس ۱۲۸۸ھ)

ترجمہ:..... ”ان خصوصیات میں سے ایک یہ بھی جاننی چاہئے کہ آپ کے جسم مبارک کو زمین نہیں کھاتی اور نہ وہ ریزہ ریزہ ہوگا اور (قیامت کو) جب زمین شق ہوگی تو آپ کا جسم مبارک اپنی حالت میں محفوظ ہوگا، اور اسی وجود مبارک کے ساتھ آپ اور دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام کا حشر ہوگا اور صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام حرام کردیئے ہیں (پھر آگے فرمایا کہ) انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور سب سے پہلے قبر مبارک سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھیں گے۔“

**ملا علی قاری رحمہ اللہ:**

**”فمن المعتقد المعتمد انه صلى الله عليه وسلم حى فى قبره كسائر الانبياء فى قبورهم وهم احياء عند ربهم وان لارواحهم تعلقًا بالعالم العلوى والسفلى كما كان فى الحال الدنيوى فهم بحسب القلب عرشيون وباعتبار القالب فرشيون.“**

(شرح الشفا لعلی القاری علی ہامش نسیم الریاض فی شرح الشفا ج:۳ ص:۴۹۹)

ترجمہ:..... ”عقیدہ جس پر پورا اعتماد ہے وہ یہی ہے کہ حضورؐ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کی ارواح قدسیہ کو عالم علوی اور عالم سفلی کے ساتھ ایک تعلق بھی ہوتا ہے، جیسا کہ دنیاوی حالت میں تھا، پس وہ قلوب کے اعتبار سے عرشی، اور جسم کے اعتبار سے فرشی ہیں۔“

علامہ ابن ہمامؒ المتوفی ٦٨١ھ:

”.....تستقبل القبر بوجهک، ثم تقول السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته ..... وذالک انه علیه السلام فی القبر الشریف المکرم علی شقه الایمن مستقبل القبلة ..... ثم یسئل النبی الشفاعة فیقول یا رسول الله! اسألک الشفاعة یا رسول الله! اسألک الشفاعة ..... ولیکثر دعائه بذالک فی الروضة الشریفة عقیب الصلٰوة وعند القبر ویجتهد فی خروج الدمع فانه من امارات القبول وینبغی ان یتصدق بشیء علی جیران النبی ثم ینصرف متباکیا متحسرًا علی الفراق الحضرة الشریفة النبویة والقرب منها.“

(فتح القدیر ج:۲ ص:۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۹ اواخر الحج، مصر)

ترجمہ:......”تم حضورِ انورؐ کی قبرِ شریف کے سامنے ہوکر السلام علیک ایها النبی ورحمة الله عرض کرو..... اور یہ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبرِ شریف میں دائیں کروٹ قبلہ کی طرف رُخ کئے ہوئے ہیں ......پھر حضورِ انورؐ سے شفاعت کرنے کی التجا بھی کرے اور کہے کہ یا رسول اللہ! میں شفاعت کے لئے سوال عرض کرتا ہوں، روضۂ شریفہ میں درود شریف کے بعد ......اور قبر کے پاس پھر کثرت سے دعا کرے اور آنسو آجانے کی حد تک زاری کرے، کیونکہ یہ قبولیت کی علامات میں سے ہے، اور چاہئے کہ روضۂ اطہر کے مجاورین پر کچھ صدقہ بھی کرے، پھر روتا ہوا اور آپؐ کے قربِ اقدس سے جدا ہونے کا غم ساتھ لیتے ہوئے واپس ہو۔“

شارح بخاری علامہ عینیؒ المتوفیٰ ۸۵۵ھ:

”ومذهب اهل السنة والجماعة ان فی القبر حياةً وموتًا فلا بد من ذوق الموتتين لكل احد غير الانبياء.“ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج:۷ ص:۶۰۱)

ترجمہ:...... ”پورے اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ قبر میں حیات اور پھر موت یہ دونوں سلسلے ہوتے ہیں، پس ہر ایک کو دو موتوں کا ذائقہ چکھنے سے چارہ نہیں، ماسوائے انبیاء کے (کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں، ان پر دوبارہ موت نہیں آتی)۔“

علامہ عینیؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”فانهم لا يموتون فی قبورهم بل هم احياء.“

(”باب فضیلۃ ابی بکر علی سائر الصحابۃ“ عمدۃ القاری شرح بخاری ج:۷ ص:۶۰۰)

ترجمہ:...... ”یقیناً انبیائے کرامؑ اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔“

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی الحنفیؒ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ”اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ“ الآیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

”اراد بالموتتين الموت فی الدنيا والموت فی القبر وهما موتتان المعروفتان المشهورتان فلذالک ذكرهما بالتعريف وهما الموتتان الواقعتان لكل احد غير الانبياء عليهم السلام فانهم لا يموتون فی قبورهم بل هم احياء واما سائر الخلق فانهم يموتون فی القبور ثم يحيون يوم القيامة.“ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج:۸ ص:۱۸۵ جزء:۱۶، باب فضیلۃ ابی بکر علی سائر الصحابۃ، مطبع دارالفکر بیروت)

ترجمہ:...... ”دو موتوں سے ایک وہ موت مراد ہے جو دُنیا

میں آتی ہے اور دُوسری وہ ہے جو قبر میں آتی ہے یہی دو معروف و مشہور موتیں ہیں (اس لئے ان کو الف و لام حرفِ تعریف سے ذکر کیا ہے) ہاں حضرات انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں، وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں بخلاف دیگر مخلوق کے کہ (حساب و کتاب کے بعد) وہ قبروں میں وفات پا جاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔“

**امام ملا علی قاریؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ:**

”ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلوٰۃ من صلی علیھم.“ (مرقات طبع بمبئی ج:۲ ص:۲۰۹)

ترجمہ:..... ”بے شک انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں، اس شخص کو جو ان پر درود پڑھے۔“

**حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ:**

”حیاتِ انبیاء متفق علیہ است، ہیچ کس را در وے خلافے نیست۔“ (اشعۃ اللمعات ج:۱ ص:۶۱۳ مطبع نول کشور لکھنؤ)

ترجمہ:..... ”حضور انورؐ کی حیات ایک متفق علیہ اجماعی مسئلہ ہے، کسی کا (اہلِ حق میں سے) اس میں اختلاف نہیں۔“

**علامہ شرنبلالیؒ: المتوفی ۱۰۶۹ھ:**

”ومما ھو مقرر عند المحققین انه صلی اللّٰه علیه وسلم حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انه احجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات ..... ینبغی لمن قصد زیارة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان یکثر الصلوٰة علیه فانه یسمعها وتبلغ

الیہ."  (مراقی الفلاح ص:۴۰۵ طبع میر محمد کراچی)

ترجمہ:...... "محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور انورؐ زندہ ہیں، آپ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپ لذت بھی اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں........ جو شخص حضور اکرمؐ کی زیارت کرنے کے لئے آئے، اسے چاہئے کہ کثرت سے درود عرض کرے، کیونکہ آپؐ اسے خود سن رہے ہوتے ہیں، اور (دور سے) آپؐ کو پہنچایا بھی جاتا ہے۔"

**علامہ طحطاویؒ المتوفی ۱۲۳۳ھ:**

"(فانہ یسمعھا) ای اذا کانت بالقرب منہ صلی اللہ علیہ وسلم (وتبلغ الیہ) ای یبلغھا الملک اذا کان المصلی بعیدًا."  (طحطاوی ص:۴۰۵ طبع میر محمد کراچی)

ترجمہ:...... "آپؐ صلوٰۃ وسلام کو اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جارہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جارہا ہو۔"

**علامہ ابن عابدین شامیؒ المتوفی ۱۲۵۲ھ:**

"افاد فی الدار المنتقی انہ خلاف الاجماع قلت ما نسب الی الامام الاشعریؒ امام اھل السنۃ والجماعۃ من انکار ثبوتھا بعد الموت فھو افتراء وبھتان والمصرح بہ فی کتبہ وکتب اصحابہ خلاف ما نسب الیہ بعض اعدائہ لان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبورھم وقد اقام النکیر علی افتراء ذالک الامام العارف ابو القاسم القشیری ....."

(رد المحتار، باب المغنم ج:۴ ص:۱۵۱، ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ:...... ''دار منتقیٰ میں ہے کہ: (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت آپؐ کی وفات شریفہ کے بعد اب بھی حقیقتاً باقی ہے اور اُسے صرف حکماً باقی کہنا) خلافِ اجماع ہے۔ میں کہتا ہوں امام اہل سنت امام اشعریؒ کی طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کی حقیقتاً رسالت کے بقا کے منکر تھے، یہ ان پر افتراء اور بہتان ہے، کیونکہ ان کی اور ان کے تلامذہ کی کتابوں میں صراحتاً اس کے برعکس مذکور ہے، دراصل یہ بات ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کردی ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس افتراء کے خلاف امام عارف ابوالقاسم قشیریؒ نے اپنی کتاب میں ردّ کیا ہے۔''

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

''ان المنع هنا لانتفاء الشرط وهو اما عدم وجود الوارث بصفة الوارثية كما اقتضاه الحديث واما عدم موت الوارث بناءً على ان الانبياء احياء فى قبورهم كما ورد فى الحديث.''

(رسائل ابن عابدین ج:۲ ص:۲۰۲ سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ:...... ''بے شک منع یہاں انتفائے شرط کی وجہ سے ہے اور وہ یا تو وارث وجود صفت وارثیت کے ساتھ نہ ہونا ہے جیسا کہ حدیث اس کا تقاضا کرتی ہے، اور یا وارث کی موت کا نہ ہونا اس بنا پر کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔''

علامہ ابن عابدین شامیؒ امام ابوالحسن اشعریؒ کی طرف غلط منسوب عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبورھم وقد اقام النکیر علی افتراء ذالک الامام العارف ابوالقاسم القشیری." (شامی ج:۴ ص:۱۵۱ باب المغنم)

ترجمہ:......"اس لئے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابوالقاسم القشیریؒ نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔"

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ان الانبیاء احیاء فی قبورھم کما ورد فی الحدیث." (رسائل ابن عابدین ج:۲ ص:۲۰۲ سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ:......"حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔"

### علامہ محمد عابد السندیؒ المتوفی ۱۲۵۷ھ:

"اما ھم (ای الانبیاء) فحیاتھم لا شک فیھا ولا خلاف لاحد من العلماء فی ذالک ..... فھو صلی اللہ علیہ وسلم حی علی الدوام." (رسالہ مدنیہ ص:۴۱)

ترجمہ:......"انبیائے کرام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور نہ علماء میں سے کسی کا اس سے اختلاف ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔"

### نواب قطب الدین دہلویؒ المتوفی ۱۲۸۹ھ:

"زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دُنیا کی سی ہے۔" (مظاہر حق ج:۱ ص:۴۴۵)

## حضرات مالکیہ:

### امام مالکؒ المتوفی ۱۷۹ھ:

"نقل عن الامام مالک انه کان یکرہ ان یقول رجل زرت قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم، قال ابن رشد من اتباعه ان الکراھة لغلبة الزیارة فی الموتیٰ وھو صلی اللہ علیه وسلم احیاہ اللہ تعالیٰ بعد موته حیاة تامة واستمرت تلک الحیٰوة وھی مستمرة فی المستقبل ولیس ھذا خاصة به صلی اللہ علیه وسلم بل یشارکه الانبیاء علیھم السلام فھو حی بالحیاة الکاملة مع الاستغناء عن الغذاء الحسی الدنیوی."

(نور الایمان بزیارة آثار حبیب الرحمٰن ص:۱۴ مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی، وکذالک فی وفاء الوفاء ج:۲ ص:۱۳۶۳ مصر)

ترجمہ:...... "امام مالکؒ سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ: "میں نے حضورؐ کی قبر کی زیارت کی۔" امام مالکؒ کے مقلدین میں سے ابن رُشد اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ عام طور پر موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضورؐ وفات شریفہ کے بعد حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپؐ ہی کا خاصہ نہیں، بلکہ تمام انبیاء اس وصف میں آپؐ کے ساتھ شریک ہیں، پس آپؐ غذائے حس دنیوی سے استغنا کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔"

علمائے مالکیہ میں سے امام قرطبیؒ (تفسیر قرطبی ج:۵ ص:۲۶۵) امام ابوحیان اندلسی

(بحرالمحیط ج:۱ ص:۲۸۳) علامہ ابن الحاج، علامہ ابن رشد اندلسی اور ابن ابی جمرۃ وغیرہم نے ان مسائل کا خوب تذکرہ کیا ہے۔

علامہ سمہودیؒ المتوفیٰ ۹۱۱ھ:

"لا شک فی حیاتہٖ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہٖ وکذا سائر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبورھم حیاۃ اکمل من حیوٰۃ الشھداء التی اخبر اللہ تعالیٰ بھا فی کتابہ العزیز۔"

(وفاء الوفاء ج:۲ ص:۱۳۵۲ مطبعۃ السعادۃ مصر)

ترجمہ:...... "وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے بڑھ کر ہے۔"

ایک دُوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"واما ادلۃ حیاۃ الانبیاء فمقتضاھا حیاۃ الابدان کحالۃ الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء۔"

(وفاء الوفاء ج:۲ ص:۱۳۵۵)

ترجمہ:...... "بہرکیف حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دُنیا میں تھی مگر خوراک سے وہ مستغنی ہیں۔"

حضرات شوافع:

شوافع میں سے امام بیہقیؒ اور امام سیوطیؒ نے حیات انبیاء کے عنوان پر مستقل

تصانیف سپردِ قلم کی ہیں، علامہ طیبیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے متعدد حوالے مباحث حدیثیہ کے ضمن میں آپ کے سامنے آچکے ہیں، اور علامہ سبکیؒ نے بھی انہی حقائق کی تصدیق فرمائی ہے۔

علامہ تاج الدین السبکیؒ (المتوفیٰ ۷۷۱ھ) حضرت انسؓ کی حدیث مذکور کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون فاذا ثبت ان نبینا صلی الله علیه وسلم حی فالحی لا بد من ان یکون اما عالمًا او جاهلًا ولا یجوز ان یکون النبی صلی الله علیه وسلم جاهلًا۔“

(طبقات الشافعیة الکبریٰ ج:۳ ص:۴۱۱ طبع دار الاحیاء)

ترجمہ:...... ”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو زندہ کے لئے لازم ہے کہ یا تو وہ عالم ہو اور یا جاہل، اور یہ بات تو ہرگز جائز نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاہل ہوں (معاذ اللہ! تو لامحالہ آپؐ عالم ہوں گے)۔“

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”لان عندنا رسول الله صلی الله علیه وسلم حی یحس ویعلم وتعرض علیه اعمال الامة ویبلغ الصلوٰة والسلام علی ما بینا۔“ (ج:۳ ص:۴۱۲)

ترجمہ:...... ”ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں حس و علم سے موصوف ہیں، اور آپؐ پر امت کے اعمال پیش

کئے جاتے ہیں اور آپؐ کو صلوٰۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہم بیان کرآئے ہیں۔“

نیز علامہ سبکیؒ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ومن عقائدنا ان الانبیاء علیھم السلام احیاء فی قبورھم فاین الموت الی ان قال وصنف البیھقی رحمہ اللہ جزأً سمعناہٗ فی ”حیٰوۃ الانبیاء علیھم السلام فی قبورھم“ واشتد نکیر الاشاعرۃ علی من نسب ھذا القول الی الشیخ۔“ (طبقات ج:۶ ص:۲۶۶)

ترجمہ:.....”ہمارے عقیدہ میں یہ بات داخل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو پھر ان پر موت کہاں؟ (پھر آگے فرمایا کہ) امام بیہقی نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی قبروں میں حیات پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جو خود ہم نے سنا ہے اور جن لوگوں نے امام ابوالحسن اشعریؒ کی طرف یہ غلط بات منسوب کی ہے اشاعرہ نے سختی سے اس کا ردّ کیا ہے۔“

حافظ ابن حجرؒ المتوفیٰ ۸۵۲ھ:

”ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لایعقبھا موت بل یستمر حیًّا والانبیاء احیاء فی قبورھم۔“ (فتح الباری ج:۷ ص:۲۲ طبع مصر)

ترجمہ:.....”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی، بلکہ آپؐ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔“

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

”واذا ثبت انھم احیاء من حیث النقل فانہ

یقوّیه من حیث النظر کون الشهداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشهداء.''

(فتح الباری ج:۶ ص:۴۸۸ دارالنشر الاسلامیہ لاہور)

ترجمہ:......''اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ شہداء نص قرآن کی رو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام تو شہداء سے اعلیٰ اور افضل ہیں (تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)۔''

حضرات حنابلہ:

ابن عقیلؒ:

''قال ابن عقیل من الحنابلة هو صلی الله علیه وسلم حی فی قبره یصلی.'' (الروضۃ البہیہ ص:۱۴)

ترجمہ:......''(حنابلہ کے مشہور بزرگ) ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضورِ انورؐ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔''

## عقیدہ حیات النبیؐ اور اکابرین امت:

امام عبدالقاہر البغدادیؒ المتوفیٰ ۴۲۹ھ:

''واجمعوا علی ان الحیٰوة شرط فی العلم والقدرة والارادة والرؤیة والسمع وان من لیس بحیّ لا یصح ان یکون عالمًا قادرًا مریدا سامعا مبصرًا وهذا خلاف قول الصالحی واتباعهٖ من القدریة فی دعواهم جواز وجود العلم والقدرة والرؤیة والارادة فی المیت.'' (الفَرق بین الفِرق ص:۳۳۷ طبع مصر)

ترجمہ:......''اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ علم، قدرت، ارادہ، دیکھنے اور سننے کے لئے حیات شرط ہے اور اس امر پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ جوذات حیات سے متصف نہ ہو وہ عالم، قادر، مرید اور سننے، دیکھنے والی نہیں ہوسکتی، منکرین تقدیر میں صالحی اور اس کے پیروکاروں کا قول اس کے خلاف ہے، ان کا یہ دعویٰ ہے کہ علم وقدرت دیکھنا اور ارادہ کرنا حیات کے بغیر بھی جائز ہوسکتا ہے۔''

## امام بیہقیؒ المتوفیٰ ۴۵۸ھ:

''ان اللہ جل ثنائہ رد الی الانبیاء ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء..... الخ.''

(حیات الانبیاء ص:۱۴، وفاء الوفاء ج:۲ ص:۱۳۵۲، شرح مواہب زرقانی ج:۵ ص۳۳۲)

ترجمہ:......''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارواح ان کی طرف لوٹا دیئے ہیں، سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔''

## امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاویؒ المتوفیٰ ۹۰۲ھ:

''نحن نؤمن ونصدق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم حیّ یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لا تأکلہ الارض والاجماع علی ھذا.'' (القول البدیع ص:۱۲۵ طبع الٰہ آباد)

ترجمہ:......''ہم اس بات پر ایمان لاتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپؐ کو رزق ملتا ہے اور آپؐ کے جسد اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی، اور

اسی پر اجماع منعقد ہے۔“

## علامہ جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ:

”حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہٖ ھو وسائر الانبیاء معلومة عندنا علمًا قطعیًا لما قام عندنا من الادلة فی ذٰلک وتواترت بہ الاخبار الدالة علی ذٰلک.“ (الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت بحوالہ انباء الاذکیاء)

ترجمہ:......”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے، کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔“

علامہ سیوطیؒ عقیدۂ حیات النبی کے تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان من جملة ما تواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیاۃ الانبیاء فی قبورھم.“ (النظم المتناثر من الحدیث المتواتر کذا فی شرح البوستوی. ص:۴ طبع مصر)

ترجمہ:......”یعنی جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔“

## علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ المتوفی ۹۷۳ھ:

عقیدۂ حیات النبی کے تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”قد صحت الاحادیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم

حی فی قبرہٖ یصلی باذان واقامة.“

(منح المنة ص:۹۲ طبع مصر)

ترجمہ:......”بلا شبہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اوراذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔“

## ملاعلی قاریؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ:

”فمن المعتقد المعتمد انه صلی الله علیه وسلم حیّ فی قبرہٖ کسائر الانبیاء فی قبورهم وهم احیاء عند ربهم وان لارواحهم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون.“

(شرح شفاء ج:۲ ص:۱۴۲ طبع مصر)

ترجمہ:......”قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں، اوراپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اوران کے ارواح کا عالم علوی اورسفلی دونوں سے تعلق ہوتا ہے جیسا کہ دُنیا میں تھا، سو وہ قلب کے لحاظ سے عرشی، اورجسم کے اعتبار سے فرشی ہیں۔“

## شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ:

”حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست۔“ (اشعۃ اللمعات ج:۱ ص:۶۱۳ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ)

ترجمہ:......”حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے کسی کا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

## عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ المتوفی ۱۲۰۶ھ:

"والذی نعتقد ان رتبة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی قبرہ حیٰوۃ مستقرۃ ابلغ من حیات الشھداء المنصوص علیھا فی التنزیل اذ ھو افضل منھم بلا ریب وانہ یسمع من یسلم علیہ."

(بحوالہ اتحاف النبلاء ص:۴۱۵ طبع کانپور)

ترجمہ:...... "جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپؐ اپنی قبر مبارک میں حیاتِ دائمی سے متصف ہیں، جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے، جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ شہداء سے افضل ہیں، اور جو شخص آپؐ پر (عند القبر) سلام کہتا ہے، آپؐ سنتے ہیں۔"

## علامہ قاضی شوکانیؒ المتوفی ۱۲۵۵ھ:

"وقد ذھب جماعة من المحققین الی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیّ بعد وفاتہٖ وانہ یسر بطاعات امتہٖ وان الانبیاء لا یبلون مع ان مطلق الادراک کالعلم والسماع ثابت بسائر الموتیٰ، الی ان قال وورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء انھم احیاء یرزقون وان الحیٰوۃ فیھم متعلقة بالجسد فکیف بالانبیاء والمرسلین وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححہ البیھقی وفی صحیح مسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال مررت بموسیٰ لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم


فہرست

یصلی فی قبرہ.“ (نیل الاوطار ج:۳ ص:۳۰۵ طبع دار الفکر بیروت)

ترجمہ:...... ”بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپؐ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے، حالانکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع وغیرہ تو یہ سب مُردوں کے لئے ثابت ہے (پھر آگے کہا) اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شہداء کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور ان کی حیات جسم سے متعلق ہے، تو حضراتِ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی؟ اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، امام منذریؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“

## نواب قطب الدین خان صاحبؒ المتوفی ۱۲۷۹ھ:

”زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دُنیا کی سی ہے۔“

(مظاہر حق ج:۱ ص:۴۴۵ باب الجمعۃ قبیل فصل الثالث طبع منشی نولکشور لکھنؤ)

## مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادیؒ المتوفی ۱۳۲۹ھ:

”ان الانبیاء فی قبورھم احیاء.“

(عون المعبود ج:۱ ص:۴۰۵ طبع نشر السنہ بوہر گیٹ ملتان)

ترجمہ:...... ''حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔''

### مولانا ابوالعتیق عبدالہادی محمد صدیق نجیب آبادی الحنفیؒ:

''انهم اتفقوا على حيٰوته صلى الله عليه وسلم بل حيٰوة الانبياء عليهم الصلٰوة والسلام متفق عليها لا خلاف لاحد فيها.'' (انوارالمحمود شرح ابی داوٗد ج:۱ ص:۶۱۰)

ترجمہ:...... ''محدثین کرامؒ اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں بلکہ تمام حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات متفق علیہا ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

## اکابر علمائے دیوبند کی تصریحات:

''السؤال الخامس:...... ما قولكم فى حيٰوة النبى عليه الصلٰوة والسلام فى قبره الشريف، هل ذالك امر مخصوص به ام مثل سائر المؤمنين رحمة الله عليهم حيٰوة برزخية.

الجواب:...... عندنا وعند مشائخنا حياة حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم حىّ فى قبره الشريف وحيٰوته صلى الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهى مختصة به صلى الله عليه وسلم وبجميع الانبياء صلوٰت الله عليهم والشهداء لا برزخية كما هى حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطى فى رسالته انباه الاذكياء بحيٰوة



فہرست

**الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیٰوۃ الانبیاء والشہداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلٰوۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلٰوۃ تستدعی جسدًا حیًّا الی آخر ما قال فثبت بھذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذا المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ المأخذ بدیعۃ المسلک لم یُر مثلھا قد طبعت وشاعت فی الناس واسمھا ”آب حیات“ ای ماء الحیات.....الخ“**

(المہند علی المفند ص:۱۳، ۱۴، عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین ص:۲۲۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

ترجمہ:......”پانچواں سوال:...... کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپؐ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

جواب:...... ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپؐ کی حیات دُنیا کی سی ہے، بلا مکلّف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ **انباہ الاذکیاء بحیٰوۃ الانبیاء** میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وشہداء کی قبر میں حیات ایسی

ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے.....الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہوکر لوگوں میں شائع ہوچکا ہے، اس کا نام ''آبِ حیات'' ہے۔''

**حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوریؒ الحنفی المتوفی ۱۲۹۷ھ:**

''والاحسن ان یقال ان حیاتہٗ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتعقبھا موت بل یستمر حیًّا والانبیاء احیاء فی قبورھم۔''
(حاشیہ بخاری ج:۱ ص:۵۱۷)

ترجمہ:......''بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی، بلکہ دوامی حیات آپؐ کو حاصل ہے اور باقی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔''

**قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۳۲۳ھ:**

''قبر کے پاس ......انبیاء کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔''
(فتاویٰ رشیدیہ ج:۱ ص:۱۰۰)

**حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۴۶ھ:**

''ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیّ فی قبرہ کما ان الانبیاء علیھم السلام احیاء فی قبورھم۔''
(بذل المجہود باب التشہد ج:۲ ص:۱۱۷)


فہرست

ترجمہ:...... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔“

**حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہؒ المتوفیٰ ۱۳۵۲ھ:**

**”وقد یتخایل ان رد الروح ینا فی الحیٰوۃ وھو یقررھا فان الرَّدَّ انما یکون الی الحی لا الیٰ الجماد کما وقع فی حدیث لیلۃ التعریس یرید بقولہ الانبیاء مجموع الاشخاص لا الارواح فقط ....... الخ.“**

(تحیۃ الاسلام ص:۳۵،۳۶ مدنیہ پریس بجنور، یوپی)

ترجمہ:...... ”کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ رُوح کا لوٹانا حیات کے منافی ہے حالانکہ ردِّ رُوح حیات کو ثابت کرتا ہے کیونکہ رُوح زندہ کی طرف لوٹائی جاتی ہے نہ کہ جماد کی طرف، جیسا کہ لیلۃ التعریس کی حدیث میں ہے (جب سب حضرات سوگئے تھے اور سورج چڑھنے کے بعد بیدار ہوئے اور اس میں ردِّ رُوح کا ذکر ہے، بخاری ج:۱ ص:۸۳) اور انبیاء احیاء سے حضرات انبیاء کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ کہ فقط ارواح (یعنی وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں)۔“

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

**”ان کثیرًا من الأعمال قد ثبتت فی القبور کالأذان والاقامۃ عند الدارمی وقراءۃ القراٰن عند الترمذی .......الخ.“** (فیض الباری ج:۱ ص:۱۸۳ کتاب العلم، باب من اجاب الفتیاء، طبع مجلس علمی ڈابھیل)

ترجمہ:...... ”قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے، جیسے اذان و اقامۃ کا ثبوت دارمی کی روایت میں، اور قراءتِ



فہرست

قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔“

**حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ المتوفی ۱۳۶۲ھ:**

”بیہقی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں، کذافی المواہب، اور یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذّذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپؐ کو ہر جگہ پکارنا جائز ہے..... الخ۔“

(نشر الطیب ص:۲۰۸، ۲۰۹ طبع کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

اور ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”آپؐ بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں۔“

(التکشف ص:۴۴۶)

**شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ المتوفی ۱۳۶۹ھ:**

”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیّ کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہٖ باذان واقامۃ.“

(فتح الملہم ج:۳ ص:۴۱۹ باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ. المطبعۃ الشہیرۃ بھاندہ پریس جالندھر)

ترجمہ:...... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپؐ اپنی قبر میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔“

**حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ المتوفی ۱۳۷۷ھ:**

”آپؐ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے، بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی، بلکہ بہت وجوہ



فہرست

سے اس سے قوی تر۔“ (مکتوبات شیخ الاسلام مکتوب نمبر:۴۴ ج:۱ ص:۱۲۰ مطبوعہ مکتبہ دینیہ دیوبند یوپی)

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

”وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ (علمائے دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں، اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارے میں تصنیف فرماکر شائع کرچکے ہیں۔“

(نقشِ حیات ج:۱ ص:۱۲۰ مطبوعہ عزیز پبلی کیشنز لاہور)

## عقیدہ حیات النبیؐ پر اجماع

علامہ سخاویؒ المتوفی ۹۰۲ھ:

”نحن نؤمن ونصدق بانه صلی الله علیه وسلم حی یرزق فی قبره وان جسده الشریف لا تأکله الارض والاجماع علی هذا.“

(القول البدیع ص:۱۶۷ مطبعۃ الانصاف، بیروت)

ترجمہ:...... ”ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپؐ کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپؐ کے جسدِ اطہر کو مٹی نہیں کھاتی اور اس عقیدے پر اہلِ حق کا اجماع ہے۔“

### منکرینِ حیات کا حکم:

شیخ الاسلام حضرت علامہ عینیؒ المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:



فہرست

"من انکر الحیٰوۃ فی القبر وھم المعتزلۃ ومن نحا نحوھم واجاب اھل السنۃ عن ذالک."

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج:۸ ص:۲۰۱)

ترجمہ:......"جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی کا انکار کیا ہے اور وہ معتزلہ اور ان کے ہم عقیدہ ہیں، اہل سنت نے ان کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ نے بھی اسی انداز بیان کو اختیار فرمایا ہے کہ منکرین حیات اہل سنت میں سے نہیں:

"قد تمسک بہ من انکر الحیٰوۃ فی القبر واجیب عن اھل السنۃ ..... ان حیٰوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبھا موت بل یستمر حیًا."

(فتح الباری ج:۷ ص:۲۲ طبع مصر)

ترجمہ:......"منکرینِ حیات فی القبر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اہل سنت کی طرف سے ان کا جواب دیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی ایسی ہے کہ دوبارہ اس پر موت نہیں اور آپؐ اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔"

حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ نے بھی اس عبارت کو حاشیہ بخاری جلد:۱ صفحہ:۵۱۷ پر نقل اور تسلیم فرمایا ہے۔

اب تک کی گزارشات سے واضح ہوا ہوگا کہ قرآن وسنت اور اکابر علمائے امت کی تصریحات کی روشنی میں یہ عقیدہ اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس سے دورِ حاضر کے بعض تجدد پسندوں کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا، وہاں یہ بھی واضح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکابرین دیوبند نے "المہند علی المفند" مرتب فرماکر امت کے سامنے یہ حقیقت بھی واضح

کردی کہ علمائے دیوبند اہل سنت کا عقیدہ اس سلسلہ میں بھی وہی ہے جو اسلافِ امت کا تھا۔

مگر بایں ہمہ جب شرذمۂ قلیلہ نے اس اجماعی عقیدہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف اس سے بیزاری کا اظہار کیا گیا بلکہ دورِ حاضر کے اساطین امت نے اس مسئلے کی اہمیت اور حقیقت کو واضح کرتے ہوئے درج ذیل تحریر مرتب فرما کر مشتہر فرمائی اور متفقہ اعلان فرمایا:

## مسئلہ حیات النبیؐ کے متعلق دورِ حاضر کے اکابرِ دیوبند کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان

''حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کے ابدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں، اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلّف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلاواسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیاتِ انبیاء پر ''آبِ حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے، اب جو اس

مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابرِ دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔"

(۱) مولانا محمد یوسف بنوریؒ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵

(۲) مولانا عبدالحق
مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۳) مولانا محمد صادقؒ
سابق ناظم محکمۂ اُمورِ مذہبیہ بہاولپور

(۴) مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ

(۵) مولانا شمس الحق افغانیؒ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(۶) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

(۷) مولانا مفتی محمد حسنؒ
مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

(۸) مولانا رسول خاںؒ
جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(۹) مولانا مفتی محمد شفیعؒ
مہتمم دارالعلوم کراچی

(۱۰) مولانا احمد علی لاہوریؒ
امیر نظام العلماء وامیر خدام الدین لاہور

(تلک عشرة کاملة)

(ماہنامہ پیامِ مشرق لاہور جلد:۳ شمارہ:۴ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ/ستمبر ۱۹۶۰ء)

(بحوالہ تسکین الصدور ص:۳۷)

الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مطہرہ میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے مگر حیاتِ دنیوی سے قوی تر ہے، جو لوگ اس مسئلے کا انکار کرتے ہیں، ان کا اکابر علمائے دیوبند اور اساطینِ امت کی تصریحات کے مطابق علمائے دیوبند سے تعلق نہیں ہے، اور میں ان کو اہلِ حق میں سے نہیں سمجھتا، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں، ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!


فہرست

## حیاتِ برزخی موضوعِ بحث ہے

س...... وفات شریف کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل کو منکر کہنا آپ کے نزدیک شرعی طور پر کیسا ہے؟ اور کیا علماء کی مختلف تحقیقات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاسکتا ہے؟ مثلاً ایک عالم نے دنیاوی زندگی کہا، دُوسرے نے برزخی اخروی کہا، تو کیا پہلے کو شرعی طور پر حق ہے کہ وہ دُوسرے کو منکر کہے؟

ج...... سوال پوری طرح سمجھ میں نہیں آیا، اگر صرف تعبیرات کا اختلاف ہو تو نزاع لفظی ہے، اور اگر نتیجہ و مآل کا فرق ہو تو لائق اعتناء ہے، مسئلۂ حیات میں حیاتِ برزخی ہی موضوعِ گفتگو ہے، نفی و اثبات کا تعلق اسی سے ہے، اگر دونوں فریقوں کا مدعا ایک ہی ہو تو نزاع لفظی ہوگا، نہیں تو معنوی ہوگا۔

س...... مجھ جیسے چند نالائقوں کا خیال ہے کہ مسئلۂ حیات النبیؐ کے ضمن میں علمائے دیوبند نے مولانا حسین علیؒ واں بھچراں کے تلامذہ کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مولانا احمد رضا خان نے اکابرینِ دیوبند سے کیا تھا (یعنی غلط پراپیگنڈہ)، آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ج...... ہر شخص کو حق ہے کہ اپنے خیال کو صحیح سمجھے، لیکن اگر وہ خیال حقیقتِ واقعیہ پر مبنی ہو تو صحیح ورنہ غلط ہوگا، اس ناکارہ کے خیال میں آپ کا خیال حقیقتِ واقعیہ پر مبنی نہیں۔

## رُوح کا لوٹایا جانا

س...... ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر شریف میں حیات ہیں پھر اس حدیث شریف کے کیا معنی ہوئے کہ: ''جب کوئی میری قبر پر درود و سلام پڑھتا ہے تو میری رُوح مجھ پر لوٹادی جاتی ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' سوال یہ ہے کہ جو پہلے سے زندہ ہے، اس پر رُوح لوٹانا کیا معنی؟ دُوسرے یہ کہ آپ کے دربار میں ہر وقت سلام کا نذرانہ پیش ہوتا رہتا ہے تو اس طرح بار بار رُوح کا دخول و خروج تو ایک طرح کا عذاب


فہرست

ہوگیا (نعوذ باللہ) کیا یہ حدیث صحیح بھی ہے؟

ج...... حافظ سیوطیؒ نے اس موضوع پر رسالہ لکھا ہے، اس میں انہوں نے آپ کے سوال کے گیارہ جواب دیئے ہیں لیکن اس ناکارہ کے دل کو ایک بھی نہیں لگا، یا صحیح الفاظ میں ایک بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اس ردِّ رُوح کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر چیز ہے، لیکن یہ ناکارہ یہ سمجھتا ہے کہ دُنیا میں تو ایک طرف آدمی متوجہ ہوتا ہے تو دُوسری طرف توجہ نہیں رہتی، لیکن برزخ میں باوجود اس کے کہ روحِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم مستغرق بہ جمالِ الٰہی ہے، لیکن وہاں - واللہ اعلم - ایک طرف توجہ دُوسری طرف توجہ سے مانع نہیں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں اُمتی بہ یک وقت سلام پیش کرتے ہیں، مگر روحِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی طرف پوری طرح متوجہ ہے، پس "ردّ اللہ علی روحی" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سلام کرنے والے کی طرف رُوح پاک کو متوجہ فرما دیتے ہیں، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال!

## مجلس مقنّنہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان کا فیصلہ

س...... اشاعۃ التوحید کی مجلس مقنّنہ کا فیصلہ ارسالِ خدمت ہے، جواب طلب یہ بات ہے کہ کیا اس فیصلہ کی زد میں اکابرین دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ نہیں آتے جن کا سماعِ انبیاء وحیاتِ انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ ہے؟

فیصلہ کی عبارت مندرجہ ذیل:

"مجلس مقنّنہ اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کا فیصلہ:

سماعِ موتی، کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے،

قرآن میں سماعِ موتی ثابت نہیں ہے، جو لوگ بمشیۃ اللہ

خرقاً للعادۃ عند القبر سماع کے قائل ہیں، وہ کافر نہیں ہیں،

اور جو لوگ سماعِ موتی ہر وقت دور و نزدیک کے قائل ہیں، وہ

ہمارے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔“

کیا یہ فیصلہ شرعاً درست ہے؟ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

صوبیدار اکبر خان۔

ج……سماعِ موتی کے بارے میں حضرت گنگوہیؒ نے فتاویٰ رشیدیہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ صحیح ہے، اور آپ کے مرسلہ پرچہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ غلط ہے، حضرت گنگوہیؒ کے الفاظ یہ ہیں:

”یہ مسئلہ عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے، اس کا کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔“

(فتاویٰ رشیدیہ ص:۸۷، مطبوعہ قرآن محل کراچی)

جب یہ مسئلہ صحابہ و تابعین اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) کے زمانے سے مختلف فیہا چلا آرہا ہے، تو ان میں سے کسی ایک فریق کو کافر قرار دینے والا گمراہ اور خارجی کہلانے کا مستحق ہوگا، واللہ اعلم!

## عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمتِ مسلمہ

س……۱: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ برزخی کے متعلق امتِ مسلمہ و اکابرینِ دیوبند کا عقیدہ کیا ہے؟

س……۲: جو مقرر اپنی ہر تقریر میں حیات النبیؐ کے انکار پر ضرور بولتا ہے، اور قائلینِ حیات کو برا کہتا ہے، کیا وہ اہلسنّت میں سے ہے؟

س……۳: کیا واقعی یہ دیوبندی مسلک کے ترجمان ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے؟

س......۴: کیا عقیدۂ حیاۃ النبیؐ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں؟

س......۵: کیا سماعِ انبیاء اختلافی مسئلہ ہے؟

س......۶: کیا فتاویٰ رشیدیہ جو کہ آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، اصلی ہے؟

س......۷: منکرینِ حیات اپنے معتقدین کو یہ کہتے ہیں کہ اب دیوبند میں بھی تخریب کار شامل ہوگئے ہیں، اس لئے وہاں بھی اصل عقیدہ کی مخالفت ہو رہی ہے، اور بریلوی ذہن کے لوگ وہاں شامل ہوگئے ہیں، کیا یہ تأثر ٹھیک ہے؟

س......۸: مجمع الزوائد ومستدرک وغیرہ میں جو یہ حدیث آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضۂ رسولؐ پر حاضر ہوکر سلام کریں گے، آپؐ ان کا جواب دیں گے، ٹھیک ہے یا نہیں؟

ج......۱: ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، یہ حیات برزخی ہے، جو مشابہ ہے حیات دنیوی کے۔

ج......۲،۳: حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین کو برا بھلا کہنے والا نہ اہلِ سنت والجماعت کا ترجمان ہے، نہ علمائے دیوبند کا!

ج......۴: عقیدۂ حیات، قرآن کریم سے بدلالۃ النص اور حدیث سے صراحۃ النص سے ثابت ہے۔

ج......۵: مجھے اس میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں۔

ج......۶: فتاویٰ رشیدیہ میں سماعِ موتیٰ کی بحث ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں نہیں۔

ج......۷: ''المہند علی المفند'' تو بریلویوں کے مقابلہ میں ہی لکھی گئی ہے، جس پر ہمارے تمام اکابر کے دستخط ہیں، اس میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ شرح وتفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

ج......۸: یہ روایت صحیح ہے اور صحیح مسلم کی روایت اس کی مؤید ہے، واللہ اعلم!

## منکرینِ حیات النبیؐ کی اقتداء؟

س…… ایک عالم یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ برزخی حاصل ہے، بایں صورت کہ آپ علیہ السلام کا جسدِ مبارک اپنی قبر میں صحیح سالم پڑا ہے، لیکن یہ جسم میّت ہے، اس میں حیات نہیں ہے، صرف رُوح کو حیات حاصل ہے، اور رُوح کا کوئی تعلق جسدِ انور کے ساتھ نہیں ہے، جو شخص مذکورہ عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھے وہ پکا کافر اور کراڑ (ہندو) ہے، اس بات کا اظہار وہ اپنی اکثر تقاریر میں کرتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ:

س……۱: آیا ایسا عقیدہ رکھنے والے عالم کے ساتھ عقیدت رکھنا جائز ہے؟

س……۲: آیا اس عقیدے کے حامل امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟

س……۳: ایسے عقیدے کے حامل کی تقاریر سننا شرعاً جائز ہیں یا کہ موجبِ گناہ؟

س……۴: اس عقیدے کا اعلانیہ ردّ کرنا چاہئے یا کہ اس میں سکوت اختیار کرنا بہتر ہے؟

ج…… میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ اطہر میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، اور یہ حیات برزخی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں، اور وہ تمام اُمور جن کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے، بجالاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو حیاتِ برزخیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے، اور اس حیات کا تعلق رُوح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ میرے اکابرؒ کے نزدیک گمراہ ہے، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کی تقریر سننا جائز نہیں، اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

# حیاتِ انبیاء فی القبور کے منکرین کا حکم

محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

روزنامہ جنگ کراچی ۹ر جون ۱۹۹۵ء میں آپ نے لکھا تھا:

''سلف صالحین سے بے اعتمادی:

س...... ایک فرقہ حیات الانبیاء فی القبور، سماعِ موتیٰ، اسی دنیاوی قبر میں حساب و کتاب، تعویذ گنڈہ، واسطے اور وسیلے کے قائلین کو کافر اور مشرک کہتا ہے، اور کہتا ہے کہ حیاتِ انبیاء اور حساب و کتاب یہ سب برزخی معاملے ہیں، برزخی قبر ہر انسان کو ملتی ہے، قبر سے مراد یہ گڑھا نہیں جس کے اندر انسان کو دُنیا میں دفن کردیا جاتا ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ کافر اور مشرک کے فتویٰ کی ابتدا امام احمد بن حنبلؒ سے کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ان عقائد کی ابتداء ان سے ہوئی ہے، اس کے بعد امام ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ سمیت تمام صالحین ان کے کفر و شرک کے فتوے کی زد میں آتے ہیں۔ خدارا! جواب عنایت فرمائیں کہ یہ فرقہ مسلمان ہے یا کافر؟

وجہ سوال یہ ہے کہ میرے ایک ماموں جان اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، اب وہ کراچی ہی میں وفات پاکر وہیں مدفون ہوچکے ہیں، میرا ہر وقت انہیں ایصالِ ثواب اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کو جی چاہتا ہے، مگر ان کے عقائد کی وجہ سے میں جھجکتا ہوں کہ خدانخواستہ یہ فرقہ مسلمان ہی نہ ہو؟

ج...... یہ فرقہ خارجیوں کے مشابہ ہے کہ تمام اکابر اہل سنت کو حتیٰ کہ امام احمد بن حنبلؒ کو بھی کافر و مشرک سمجھتا ہے، اور ان کے عقائد کا منشا سلف صالحین سے بے اعتمادی اور اپنے جہل پر غرور و پندار ہے۔ عقائد کی کتابوں میں بعض اکابر کا قول ہے کہ جو فرقہ تمام سلف صالحین کو گمراہ کہتا ہو، اس کو گمراہ قرار دیا جائے گا، اور جو ان سب کو

کافر قرار دیتا ہو، اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔ بہرحال ان کو کافر قرار دینے میں تو احتیاط کی جائے، مگر ان کی گمراہی میں شک نہیں۔ آپ اس طرح دعا کیا کریں کہ اگر یہ مسلمان تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں۔‘‘

اس جواب کی روشنی میں گویا جو فرقہ حیاتِ انبیاء فی القبور، سماعِ موتیٰ، دنیاوی قبر میں حساب و کتاب، تعویذ گنڈہ اور واسطہ وسیلہ کے قائلین کو مشرک کہے، وہ آپ کے نزدیک خارجیوں کے مشابہ ہے، اور اس کی گمراہی میں کوئی شک نہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے آپ سے چند سوالات کرنا ہیں، آنجناب سے گزارش ہے کہ قرآن و سنت اور مستند حوالوں سے جواب مرحمت فرمائیں، وہ سوالات یہ ہیں:

## سماعِ موتیٰ قرآن کی نظر میں:

۱:......قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایا کہ:

”وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ.“

(پارہ:۲۲، رکوع:۱۵ سورۂ فاطر)

ترجمہ:......”اے نبیؐ آپ قبر میں پڑے ہوؤں (یعنی مردوں) کو نہیں سنا سکتے۔“

ایک اور آیت میں ہے:

”فانک لا تسمع الموتٰی.“ (سورہ روم رکوع:۸)

ترجمہ:......”(اے نبیؐ) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔“

سورۂ نمل میں بھی اسی طرح کی ایک آیت ہے، جو سماعِ موتیٰ کی نفی کر رہی ہے۔ مذکورہ بالا آیات سے سماعِ موتیٰ کی نفی کر رہی ہیں، جبکہ آپ کے جواب (جو کہ جنگ میں شائع ہوا ہے) سے سماعِ موتیٰ کی تائید ہوتی ہے۔

برائے مہربانی ان آیات کا جو اصل مدعا ہے، یعنی ان آیات کا جو اصل مقصد ہے،


فہرست

اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ ان شکوک وشبہات کا ازالہ ہوسکے جو میرے ذہن میں جنم لے رہے ہیں۔

## سماعِ موتیٰ احادیث کی نظر میں:

غزوۂ بدر میں جو کفار مارے گئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نعشوں کو ایک گڑھے میں ڈالا اور گڑھے کے کنارے کھڑے ہوکر فرمایا:

"هل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟"

ترجمہ:...... "تم سے تمہارے پروردگار نے جو وعدہ کیا، وہ تم نے حق پالیا؟"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:

"ما انتم باسمع منهم، ولٰكن لا يجيبون!"

ترجمہ:...... "تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے!"

یہ واقعہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پیش کیا گیا، تو ام المؤمنینؓ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ہرگز نہیں فرمائی تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"انهم الآن ليعلمون ان ما كنت اقول لهم حق!" (بخاری ج:۲ ص:۵۶۷)

ترجمہ:...... "انہوں نے اب تو وہ حق بات جان لی ہوگی جو میں ان سے کہتا تھا۔"

اور آپ ایسی بات فرما بھی نہیں سکتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ

کا ارشاد ہے: اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔'' (یقیناً آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے) (بخاری ج:۲ ص:۵۶۷)

مذکورہ بالا واقعہ بھی سماعِ موتیٰ کا انکار کر رہا ہے، آپ یہ ہم سے زیادہ جانتے ہوں گے کہ حضرت عائشہؓ کا علمیت میں کیا مقام تھا؟ ان سے بہتر مفسرہ، محدثہ، فقیہہ، خطیبہ سب سے بڑی مؤرخہ اور سب سے بڑی ماہرِ انساب شاید دُنیا میں اب تک کوئی پیدا نہیں ہوا، نہ مردوں میں، نہ عورتوں میں، انہوں نے ہی یہ فقہی اُصول پیش کیا تھا کہ جو روایت خلافِ قرآن ہو، وہ ہرگز قابلِ قبول نہ ہوگی، یا اس کی تأویل کی جائے گی یا اس کا رَدّ کیا جائے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ: سماعِ موتیٰ کے انکاری خارجی ہیں، جبکہ یہ تاریخ میں محفوظ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے سب سے پہلے سماعِ موتیٰ کا انکار کیا۔

میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمیں بھی اس پہلو سے آگاہ کریں جو کہ حضرت عائشہؓ کی نظروں سے اوجھل رہا۔

## سماعِ موتیٰ امام ابوحنیفہؒ کی نظر میں:

امام ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو کچھ نیک لوگوں کی قبروں کے پاس آکر سلام کرکے یہ کہتے ہوئے سنا کہ: اے قبر والو! تم کو کچھ خبر بھی ہے اور کیا تم پر اس کا کچھ اثر بھی ہے کہ میں تمہارے پاس مہینوں سے آرہا ہوں اور تم سے میرا سوال صرف یہ ہے کہ میرے حق میں دُعا کرو، بتاؤ! تمہیں میرے حال کی کچھ خبر بھی ہے یا تم بالکل غافل ہو؟

امام ابوحنیفہؒ نے اس کا یہ قول سن کر اس سے دریافت کیا کہ: کیا قبر والوں نے کچھ جواب دیا؟ وہ بولا: نہیں دیا! امام ابوحنیفہؒ نے یہ سن کر کہا: تجھ پر پھٹکار! تیرے دونوں ہاتھ گرد آلود ہوجائیں، تو ایسے جسموں سے کلام کرتا ہے جو نہ جواب دے سکتے ہیں، اور نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں، اور نہ وہ آواز ہی سن سکتے ہیں۔ پھر ابوحنیفہؒ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

”وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ.“

ترجمہ:......”اے نبی! تم ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں، نہیں سنا سکتے۔“

(غرائب فی تحقیق المذاہب وتفہیم المسائل ص:۱)

یہاں بھی وہی سوال ہے کہ امام ابوحنیفہؒ بھی سماعِ موتی کے انکاری تھے، پھر بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ ابوحنیفہؒ کا یہ عمل کیسا تھا؟ ذرا وضاحت کے ساتھ سمجھا دیں۔

واسطے اور وسیلے:

اب میرے سوالات مذکورہ عنوان کے تحت ہوں گے، امید ہے جواب مرحمت فرمائیں گے۔

واسطے اور وسیلے قرآن کی نظر میں:

سورۂ بقرہ آیت:۱۸۶ میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: ”اور اے نبی! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، بندہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں، اور جواب دیتا ہوں، لہٰذا انہیں چاہئے کہ میرا ہی حکم مانیں اور مجھ پر ہی ایمان لائیں۔ یہ بات تم انہیں سنادو، شاید کہ وہ راہِ راست پالیں۔“

سورۂ ق آیت:۱۴ میں ارشاد ہے:

”ہم نے انسان کو بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں جو باتیں اس کے جی میں آتی ہیں، اور ہم اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

سورۂ اعراف آیت:۱۸۰ میں ارشاد ہے:

”اور اللہ کے تمام نام اچھے ہیں، ان ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔“

درج بالا تمام آیات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ہوسکتا ہے کہ ہماری سمجھ میں کوئی خرابی ہو، لہٰذا آپ محترم سے یہ مؤدّبانہ عرض ہے کہ مذکورہ بالا آیات (جو کہ واسطے اور وسیلوں کی نفی کر رہی ہیں) کا درست مفہوم کیا ہے؟

## واسطے اور وسیلے احادیث کی روشنی میں:

ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے یہ دعا کی:

"اے اللہ میں آپ سے اس وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ تمام حمد آپ ہی کے لئے ہے، آپ کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں، آپ مہربان اور احسان کرنے والے ہیں، زمین و آسمان کے بنانے والے ہیں، اے جلال و اکرام والے، اے زندہ، اے بندوبست کرنے والے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۲۱۶)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

"اس نے اللہ کے اسمِ اعظم کے ذریعہ دعا کی ہے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے، قبول ہوتی ہے، اور جب بھی کوئی سوال کیا جاتا ہے، عطا کیا جاتا ہے۔"

مذکورہ حدیث سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ کو کسی نبی، کسی پیر، کسی فقیر کے واسطہ اور وسیلے کی ضرورت نہیں، اور ایسی کوئی دُوسری حدیث بھی ہمیں نہیں ملی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ناموں کے علاوہ کسی دُوسرے واسطے یا وسیلے کا ذکر کیا ہو۔

لہٰذا آپ سے سوال ہے کہ ہم واسطے یا وسیلے کے قائل ہوں تو کیونکر؟ ذرا تفصیل سے جواب عنایت فرمادیں۔

## واسطے اور وسیلے ابوحنیفہؒ کی نظر میں:

یہ بات کسی کو درست نہیں کہ دعا مانگے اللہ سے کسی اور وسیلے سے، بلکہ چاہئے کہ اللہ ہی کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ وسیلہ پکڑے اور یہ بھی نہ کہے کہ مانگتا ہوں تجھ سے بھی فلاں یا ساتھ فرشتوں یا نبیوں کے تیرے اور مثل اس کے۔ (درمختار)

لیجئے! ابوحنیفہؒ کا فتویٰ بھی حاضر ہے، ہم واسطے اور وسیلے کے قائل ہوں تو کیونکر؟ مؤدّبانہ عرض ہے۔

## تعویذ گنڈے:

محترم مولوی صاحب!

تعویذ گنڈوں کا ثبوت یا ذکر ہمیں قرآن میں نہیں ملتا، ہاں احادیث اس کا ردّ کرتی نظر آتی ہیں، مثلاً: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ دم، تعویذ اور تولہ سب شرک ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۳۸۹)

ہماری ناقص عقل تو یہ کہتی ہے کہ قرآن سراسر راہِ ہدایت ہے، اور یہ ہدایت ہم اس کو سمجھ کر ہی حاصل کرسکتے ہیں، نہ کہ تعویذ بنا کر گلے میں ڈالنے سے یا گھول کر پینے سے، ویسے ہم ہدایت کے طالب ہیں، آپ نے جو اس کے نہ ماننے والوں کو خارجی کہا ہے، ضرور آپ کی نظر میں کوئی حدیث، کوئی واقعہ ہوگا، براہِ مہربانی ہمیں بھی اس سے آگاہ فرمائیں، نوازش ہوگی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور شہد دونوں کے بارے میں فرمایا کہ ان دونوں میں مؤمنین کے لئے شفا ہے، تو کیا جس طرح قرآن کو گلے میں لٹکائے، بازو پر باندھتے ہیں، اسی طرح شہد کی بوتلوں کو گلے میں لٹکانے یا بازو پر باندھنے سے شفا مل سکتی

ہے؟ جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

## دنیاوی قبر میں حساب و کتاب:

محترم لدھیانوی صاحب!

مذکورہ بالاعنوان کے تحت میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ دنیاوی قبر میں جو حساب و کتاب کو نہ مانے وہ خارجی کیسے ہے؟ جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''نطفہ کی بوند سے ہم نے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی، پھر اس کے لئے زندگی کی راہ آسان کی، پھر اسے موت دی اور قبر عطا فرمائی۔'' (سورۂ عبس آیات ۱۸ تا ۲۱)

جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو قبر (مٹی والی قبر) میسر نہیں آتی، کچھ کو جانور بھی کھا جاتے ہیں، کچھ پانی میں مر جاتے ہیں، کوئی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، کسی کو لوگ جلا دیتے ہیں، غرض یہ کہ کثیر تعداد میں لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو دنیاوی قبر میسر نہیں آتی، تو پھر قرآن کا یہ دعویٰ کہ ہم انسان کو قبر عطا کرتے ہیں، سے کیا مراد ہے؟

میری ناقص عقل یہ کہتی ہے کہ قرآن کا دعویٰ بالکل سچا ہے اور قرآن میں مذکورہ قبر سے مراد برزخی قبر ہے، جو ہر ایک کو ملتی ہے، اور مردے پر عذاب و راحت کا دور گزرتا ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''آلِ فرعون کو صبح و شام دوزخ کی آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' (سورۂ مؤمنون: ۴۵)

فرعون کی لاش آپ دیکھ لیں یورپ میں محفوظ ہے، لیکن قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ اسے آگ پر پیش کیا جاتا ہے، اس سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عذاب کا یہ دور اس پر کہاں گزرتا ہے؟

فرعون کی لاش (بدن) کو بچانے کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ یونس آیت: ۹۰-۹۲ میں کیا ہے، تا کہ لوگوں کو عبرت ہو۔


فہرست

حیات الانبیاء فی القبور:

محترم لدھیانوی صاحب! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

"ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰـمَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ."

(مؤمنون آیت:۱۵،۱۶)

ترجمہ:...... "دنیاوی زندگی کے بعد تمہیں ایک دن ضرور مرنا ہے، اور پھر روزِ قیامت ہی اُٹھایا جانا ہے۔"

غور طلب بات یہ ہے کہ اس اُصول کے لئے کسی نبی، ولی، بزرگ کی تخصیص نہیں ہے، یہ اُصول عام ہے، اس میں کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ." (الزمر:۳۰)

ترجمہ:...... "بے شک (اے نبیؐ) تم بھی مرنے والے ہو اور ان لوگوں کو بھی موت آنی ہے۔"

یہ آیات ہمیں یہ بتارہی ہیں کہ ہر ذی رُوح نے موت کا مزا چکھنا ہے، چاہے وہ انبیاء ہی کیوں نہ ہوں، موت کا ایک وقت مقرر ہے، اور اس مقرر وقت پر سب کو موت آئے گی یا آتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان واضح آیات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں، تو قرآن کی یہ بات کن لوگوں کے لئے ہے؟ کیا عام لوگوں کے لئے؟ کیونکہ اگر حیات الانبیاء فی القبور کو درست مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کو موت آتی ہی نہیں، اور اگر آتی بھی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے، قبر میں جاتے ہی وہ زندہ ہوجاتے ہیں۔

جبکہ قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ ہر مرنے والا قیامت کے دن ہی اُٹھے گا۔

حیات الانبیاء فی القبور سے متعلق میں ایک واقعہ درج ذیل کر رہا ہوں جو کہ



فہرست

بخاری کی ایک طویل ترین حدیث ہے، اور واقعہ معراج سے متعلق ہے، اس کا آخری حصہ درج ذیل ہے:

''نبی اکرمؐ نے فرمایا..... جبرائیل نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا: میں جبرائیل ہوں، اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں، ذرا اپنا سر اُوپر تو اُٹھائیے، میں نے اپنا سر اُوپر اُٹھایا تو میں نے اپنے سر کے اُوپر ایک بادل سا دیکھا، ان دونوں نے کہا: یہ آپ کا مقام ہے! میں نے کہا کہ: مجھے چھوڑو کہ میں اپنے گھر میں داخل ہوجاؤں! ان دونوں نے کہا کہ: ابھی آپؐ کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے، جس کو آپؐ نے ابھی پورا نہیں کیا ہے، اگر آپؐ اس کو پورا کرلیں تو اپنے اس گھر میں آجائیں گے۔'' (ترجمہ از عبارت ص:۱۸۵ بخاری جلد:۱ مطبوعہ دہلی)

مذکورہ بالا حدیث تو یہ ثابت کر رہی ہے کہ وفات کے بعد نبیؐ مدینہ منورہ کی قبر میں زندہ نہیں، بلکہ اپنے اس گھر میں زندہ ہیں جو جبرائیلؑ نے انہیں معراج کے وقت دکھایا تھا۔

سعید بن مسیّبؒ اور عروۃ بن الزبیرؒ اور بہت سے اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت عائشہؓ نے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تندرستی کے زمانے میں فرمایا کرتے تھے کہ: کسی نبی کو کبھی وفات نہیں دی جاتی جب تک اسے جنت میں اس کا مقام دکھا نہیں دیا جاتا، مقام دکھادیئے جانے کے بعد اس کو انتخاب کا موقع دیا جاتا ہے، چاہے دُنیا میں رہے اور چاہے تو اللہ کی ملاقات کو ترجیح دے، پس جب آپؐ کا آخری وقت آیا اور اس حال میں کہ آپؐ کا سرِ مبارک میرے زانو پر تھا، آپؐ کو تھوڑی دیر کے لئے غش آگیا، عائشہؓ نے کہا:

آخری کلمہ جس کے بعد آپؐ نے کوئی بات نہ کی یہ تھا: اللّٰھم رفیق الاعلیٰ! یعنی آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی رفاقت کو ترجیح دی۔‘‘

(بخاری ص:۹۳۹ جلد:۲ مطبوعہ دہلی)

بخاری کی یہ حدیث یہ ثابت کررہی ہے کہ نبیؐ نے اللہ کی ملاقات کو ترجیح دی، اور اس دُنیا سے چلے گئے، اب اگر ہم انہیں مدینے کی قبر میں زندہ مانیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نبیؐ نے دُنیا والوں کو ترجیح دی اور ان سے تعلق باقی رکھا۔

براہ مہربانی اس کی وضاحت کردیں کہ ان احادیث کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ ہمارے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو۔

بخاری کی ایک حدیث یہ بھی ہے کہ:

’’حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس وقت ہوئی جب ابوبکرؓ مکہ سے قریب ایک مقام پر تھے، اس وقت حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، اور عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کو پھر زندہ کرے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے (منافقوں کے جو خوشیاں منا رہے تھے) ہاتھ اور پیر ضرور کاٹ ڈالیں گے، پھر ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے چادر ہٹائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بوسہ دیا اور کہا کہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان! زندگی اور موت دونوں میں آپ پاکیزہ رہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ آپ کو دو موتوں کا مزہ نہ چکھائے گا، پھر وہ باہر نکل گئے اور عمرؓ سے مخاطب ہوکر کہا: اے قسم کھانے والے! اتنی تیزی نہ کر۔

الزہریؒ کہتے ہیں کہ ابوسلمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ باہر نکلے، عمرؓ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے، اب لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور عمرؓ کو چھوڑ دیا، حمد و ثنا کے بعد ابوبکرؓ نے کہا: سن رکھو کہ تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کرتا تھا، اسے معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے، اور جو اللہ کا پجاری تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی، پھر قرآن کی یہ آیات تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ:...... محمدؐ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے ہیں، پس کیا اگر یہ مرجائیں یا شہید کردیئے جائیں تو تم اُلٹے پیروں پھر جاؤگے اور جو اُلٹے پیروں پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہ پہنچاسکے گا، اللہ تعالیٰ اپنے شکرگزار بندوں کو جزا دے کر رہے گا۔''

(ترجمہ ص:۵۱۷ جلد:۱، ص:۶۴۰ جلد:۲ بخاری)



فہرست

صحابہ کرامؓ اپنے نبی سے بہت محبت کرتے تھے، اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیؐ زندہ ہیں تو کبھی بھی ان کا خلیفہ منتخب نہ کرتے، نہ اپنے نبیؐ کی تجہیز و تکفین کرتے، نہ ان کو قبر میں اُتارتے، بعد میں نہ تو کبھی اجتہاد کی ضرورت پیش آتی، نہ رجال کی چھان بین کی، نہ احادیث کی تحقیق میں محنت صرف کرنا پڑتی، جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی قبر پر پہنچ کر دریافت کرلیتے، ابوبکرؓ، ارتداد کے موقع پر وہاں سے رہنمائی لیتے، عمرؓ قحط کے وقت، عثمانؓ فتنہ کے وقت اور حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ جنگ جمل اور صفین کے موقع پر۔

میری ناقص عقل کے مطابق قبر میں مردہ کے زندہ ہوجانے کا عقیدہ ہی تو قبر پرستی

کی جڑ ہے، کیونکہ جب کسی قبر پرست کو یہ یقین دلایا جائے کہ قبر میں موجود شخص تیری آواز کو سن نہیں سکتا، تیری حاجت کو پورا نہیں کرسکتا، بلکہ اس کو تو خود یہ خبر نہیں کہ کب زندہ کرکے اُٹھایا جائے گا؟ تو قبر پرست، قبر پرستی سے تائب ہوجائے گا۔

محترم لدھیانوی صاحب! اس معاملے پر بھی ہماری راہنمائی کیجئے نوازش ہوگی۔

خط انتہائی طویل ہوگیا ہے، کیا کریں عقائد کے مسائل تھے، جن پر ہماری دوزخ اور جنت کا دار و مدار ہے، کیونکہ جس شخص کے عقائد وہ نہ ہوں جو کہ قرآن و حدیث صحیح نے بیان کئے ہیں، تو وہ شخص لاکھ نیک اعمال کرتا رہے، مثلاً: نماز، روزہ، حج وغیرہ لیکن یہ چیزیں اس کو کوئی نفع نہیں پہنچاسکتیں، کیونکہ سب سے پہلی چیز ایمان ہے۔

محترم! خط طویل ہے جو کہ آپ کا بہت سا قیمتی وقت لے گا، لیکن میں پُرامید ہوں کہ آپ جواب ضرور عنایت فرمائیں گے۔

آپ کے روزنامہ جنگ میں دیئے ہوئے جوابات سے جن شکوک وشبہات نے جنم لیا تھا، میں انہیں ہی معلوم کرنا چاہتا ہوں، اور میں انتہائی مشکور ہوں گا کہ آپ مجھے جوابات سے مطمئن فرمائیں۔

فقط

تحریم احمد صدیقی

مکان نمبر: ۱۷ اے میر فضل ٹاؤن

نزد فضل مسجد والی گلی لطیف آباد نمبر: ۹

۱۰ردسمبر ۱۹۹۵ء

## جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم جناب تحریم احمد صدیقی صاحب۔

سلام مسنون کے بعد گزارش ہے کہ جناب کا گرامی نامہ میرے ایک تحریر کردہ

جواب کے سلسلہ میں، جو ۹/جون ۱۹۹۵ء کے اخبار جنگ میں شائع ہوا تھا، موصول ہوا، جس میں جناب نے سماعِ موتیٰ، حیات فی القبور، تعویذ گنڈے اور توسل وغیرہ مسائل کے بارے میں اپنے موقف کے دلائل پیش کر کے مجھے ان کا جواب لکھنے کے بارے میں فرمایا ہے۔

اس ناکارہ نے اس فرقہ کو "خارجی فرقہ کے مشابہ" کہا ہے، اس کی وجہ سائل کا یہ فقرہ ہے:

> "افسوس کہ یہ لوگ کافر و مشرک کے فتویٰ کی ابتداء امام احمد بن حنبلؒ سے کرتے ہیں، کہ ان عقائد کی ابتداء ان سے ہوئی ہے، اس کے بعد امام ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ سمیت تمام صالحینؒ ان کے فتویٰ کی زد میں آتے ہیں....."

خارجی لوگ بھی اپنے نظریات کے لئے قرآن کے حوالے دیتے تھے، اور صحابہؓ و تابعینؒ، جو ان کے مزعومہ نظریات سے متفق نہیں تھے، ان کو کافر قرار دیتے تھے، اگر آپ حضرات بھی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ سے لے کر امامِ ربانی مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، مسند الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تک اور ان کے بعد کے تمام اکابر و اعاظم پر کافر و مشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں، تو بلاشبہ آپ خارجی فرقہ کے مشابہ ہیں، اس صورت میں آپ کے دلائل پر غور کرنا اور آپ کے استدلال کی غلطی واضح کرنا بے سود ہے، کیونکہ حدیثِ نبویؐ کے مطابق: "**لا یعرف معروفا ولا ینکر منکرا الا ما اشرب من ھواہ!**" آپ کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے، پس جب کوئی شخص اپنے نظریہ پر اتنا پکا ہو کہ اپنے سوا پوری امت کے اکابر و اعاظم کو کافر و مشرک اور بے ایمان سمجھتا ہو، اس سے کسی جزوی مسئلے پر گفتگو کرنا کارِ عبث ہے، البتہ چند نکات آنجناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، ان کی وضاحت فرمادی جائے تو اِن شاء اللہ آنجناب کے ذکر کردہ مسائل پر بھی معروضات پیش کر کے آنجناب سے دادِ انصاف طلب کروں گا۔ وضاحت طلب اُمور یہ ہیں:

۱:...... کیا آپ حضرات ان اکابرامت کو جو ”حیات الانبیاء فی القبور“، سماعِ موتی، اس قبر میں جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے، حساب و کتاب یا سوال و جواب ہونے، تعویذ گنڈے کے جواز اور وسیلہ وتوسل کے قائل ہیں، واقعۃً کافر ومشرک سمجھتے ہیں؟ اور شرعاً ان کے وہ احکام ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے ہیں...؟

۲:...... آپ نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

”ان سے بہتر مفسرہ، محدثہ، فقیہہ، خطیبہ، سب سے بڑی مؤرِّخہ، سب سے بڑی ماہرِ انساب شاید دُنیا میں اب تک کوئی پیدا نہیں ہوا، نہ مردوں میں، نہ عورتوں میں۔“

اگر مذکورہ بالا پانچ مسائل میں سے کسی مسئلے کی وہ بھی قائل ہوں، تو کیا وہ بھی آپ حضرات کے نزدیک -نعوذ باللہ- کافرہ ومشرکہ ہوں گی...؟

۳:...... جو صحابہ کرامؓ ان مسائل میں آپ کے خلاف رائے رکھتے تھے، کیا وہ بھی کافر اور مشرک تھے...؟

۴:...... آپ نے اپنے خط میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا دو جگہ حوالہ دیا ہے، حالانکہ امام ابوحنیفہؒ حیات فی القبر کے قائل ہیں، اور انہوں نے اس مسئلے کو عقائد میں ذکر کیا ہے، سوال یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ بھی اس عقیدہ کی وجہ سے کافر ومشرک ہوئے یا نہیں...؟

۵:...... صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک جو حضرات ان پانچ مسائل کے قائل تھے، وہ تو آپ کی نظر میں کافر ومشرک تھے، اور جو کافر ومشرک کو مسلمان سمجھے، وہ بھی کافر ہوتا ہے! تو کیا چودہ صدیوں کی امت میں کوئی ایسا فرد ہے جو ان مسائلِ خمسہ کا قائل نہ ہو؟ یا ان مسائل کے قائلین کو مسلمان نہ سمجھتا ہو؟ اگر کچھ خوش قسمت افراد ایسے ہیں جو آپ حضرات کے معیار کے مطابق مسلمان ہوں تو ازراہ کرم ہر صدی کے دس دس افراد کے نام لکھ دیجئے...!

۶:......کافر ومشرک کے قول کا بھی اعتبار نہیں، اور اس کی نقل و روایت بھی لائق اعتماد نہیں، تو:

الف:......قرآن کریم کا نقلِ متواتر سے منقول ہونا کیسے ثابت ہوگا؟ جبکہ ناقلینِ قرآن یا تو ان مسائلِ مختلف فیہ میں سے کسی نہ کسی مسئلے کے قائل ہیں، یا قائلین کو آپ کی طرح کافر ومشرک نہیں سمجھتے، اور اُوپر نمبر:۵ میں عرض کرچکا ہوں کہ کافر ومشرک کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے، گویا چودہ صدیوں کی ساری امت کافر ومشرک تھی، ان کافروں اور مشرکوں کی نقل کی ہوئی کتاب کس طرح لائقِ اعتماد ہوگی؟ اور اس سے استدلال کرنا کیسے جائز ہوگا...؟

ب:......ٹھیک یہی سوال ''صحیح بخاری'' کے بارے میں ہوگا، اس میں بے شمار روایتیں آپ کے کافروں اور مشرکوں سے منقول ہیں، اور صحیح بخاری کی جو سند ہم تک پہنچتی ہے ان میں بھی بہت سے اکابر ایسے ہیں جو آپ کے ان مسائل کے کلاً یا بعضاً قائل ہیں، سوال یہ ہے کہ یہ صحیح بخاری جو کافروں اور مشرکوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی، وہ کس طرح لائقِ اعتبار ہوسکتی ہے؟ اور اس سے استدلال کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ بلکہ خود امام بخاریؒ بھی ان مسائل کے کلاً یا بعضاً قائل ہیں، وہ بھی آپ کے نزدیک کافر ومشرک ہوئے، پھر وہ امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد رشید ہیں، اور صحیح بخاری میں ان سے روایتیں لاتے ہیں، جبکہ امام احمد بن حنبلؒ آپ کے نزدیک سرگروہِ مشرکین ہیں، پس ایسے شخص کی کتاب کا کیا اعتبار؟ جو خود بھی مشرک ہو، اور مشرکوں کا شاگرد بھی ہو...!

ج:......حدیث کی تصحیح وتضعیف کا جن اکابر پر مدار ہے، وہ ان مسائلِ خمسہ کے یا تو خود قائل تھے، کلاً و بعضاً، یا کم سے کم ان مسائل کے قائلین کو کافر ومشرک نہیں کہتے تھے، اندریں صورت کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف یا موضوع قرار دینے کی کیا صورت ہوگی...؟

۷:......جو فرد یا فرقہ پوری امت کو کافر ومشرک تصور کرتا ہو، وہ مسلمان کیسے


فہرست

ہوگا؟ اور اسلام کے اُصول وفروع کس سے حاصل کرے گا...؟

مجھے امید ہے کہ آپ ان سات سوالوں کو اچھی طرح سوچ کر، ان کے جوابات رقم فرمائیں گے، پھر آپ کے اُصولِ موضوعہ کی روشنی میں یہ ناکارہ آپ کے مسائل کے بارے میں تبادلہ خیال کرے گا، والسلام!

## قبرِ اقدس پر سماع کی حدود

س...... قبرِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر درود شریف پڑھنا حضراتِ اکابرین دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضورؐ خود سماعت فرماتے ہیں، سوال یہ ہے کہ قبرِ اقدس پر سماع کی حدود کہاں تک ہیں؟

۱:...... آیا حجرۂ عائشہؓ کی حدود؟

۲:...... حضورؐ کے دور کی مسجد کی حدود؟

۳:...... دورِ عثمانی کی مسجد کی حدود جب کہ مسجد کی توسیع کر کے حجرۂ عائشہؓ کو مسجد میں شامل کیا گیا؟

۴:...... موجودہ مسجد؟

۵:...... آئندہ توسیع شدہ حدود مسجد؟

۶:...... حضورؐ کے دور کا شہر مدینہ؟

۷:...... موجودہ شہر مدینہ؟

۸:...... آئندہ کا شہر مدینہ؟

ج...... کہیں تصریح تو یاد نہیں، اکابر سے سنا ہے کہ احاطۂ مسجد شریف میں جہاں سے بھی درود وسلام پڑھا جائے خود سماعت فرماتے ہیں، مسجد کی حدود جہاں تک وسیع ہوں گی وہاں تک سماعت کا حکم ہوگا، اور حجرۂ شریفہ کے قریب سے سلام عرض کرنا أقرب الی الأدب والمحبت ہوگا۔

## قبر کی شرعی تعریف

س......۱: قبر کی شرعی تعریف کیا ہے؟ اگر اس سے مراد شرعاً وہی زمینی گڑھا ہے تو اس کے قبرِ شرعی ہونے پر کیا دلائل ہیں؟

س......۲: منکرینِ حیات کہتے ہیں کہ یہ گڑھا شرعی طور پر قبر نہیں ہے، ورنہ ان افراد کے بارے میں کیا کہا جائے گا جنہیں جلا دیا گیا یا غرق ہونے کے بعد سمندر کی مچھلیاں کھا گئیں؟

س......۳: اگر قبر سے شرعی طور پر یہی گڑھا مراد ہے تو ایک صالح کے لئے اس کی فراخی اور برے کے لئے اس کی تنگی ظاہری قبر کی طرح مشاہدے میں کیوں نہیں آتی؟ اُمید ہے کہ ایک طالبِ علم کی تسلی کے لئے مفصل اور باحوالہ تحریر فرمائیں گے۔

ج...... قبر سے مراد یہی گڑھا ہے جس میں میّت کو دفن کیا جاتا ہے، اسی میں ثواب و عذاب ہوتا ہے، اس کے دلائل بہت ہیں چند ایک کی طرف اشارہ کرتا ہوں:

۱:...... "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان العبد اذا وضع فی قبره وتولیٰ عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعدانه الحديث."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۴)

میّت کو اسی قبر میں رکھا جاتا ہے، اسی میں وہ لوٹنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، اسی میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جو اسی قبر میں اسے بٹھاتے ہیں۔

۲:......"خرج النبی صلى الله عليه وسلم وقد وجبت الشمس فسمع صوتاً، فقال: يهود تعذب فی قبورها."

(بخاری ج:۱ ص:۱۸۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی قبروں سے عذاب کی آواز سن کر فرمایا تھا کہ یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔

۳:......"مر النبی صلی الله علیه وسلم علی قبرین فقال انهما لیعذبان .... الخ." (بخاری ج:۱ ص:۱۸۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہی قبروں پر گزرے تھے اور انہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

۴:...... "بینما النبی صلی الله علیه وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقیه واذا اقبرة ستة اوخمسة او اربعة..... فقال: ان هذه الامة تبتلیٰ فی قبورها، فلولا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه .....الخ." (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶)

اسی ظاہر قبر کے عذاب سے آپ کی سواری بدکی تھی، اور انہی قبروں میں ان لوگوں کو عذاب دیا جارہا تھا اور انہی قبروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبر کا جو عذاب میں سن رہا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دیتا۔

۵:......"قولی: السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین." (صحیح ج:۱ ص:۳۱۴)

"السلام علیکم یا اهل القبور."

(ترمذی ج:۱ ص:۱۲۵)

"السلام علیکم دارقوم مؤمنین."

(ابوداؤد ج:۳ ص:۱۰۵)

انہی قبور میں جانے والوں کو السلام علیکم کہنے کا حکم ہوا، اور انہی قبور کو "دارقوم مؤمنین" فرمایا گیا۔

قبر کا عذاب وثواب عالمِ غیب کی چیز ہے، اس لئے اس کو ہماری نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا، جس طرح خواب کے احوال بیداری والوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ جن لوگوں کو دفن نہیں کیا جاتا کیا بعید ہے کہ ان کے لئے فضا ہی کو قبر بنا دیا جائے؟ بہرحال عذابِ قبر کا انکار کرنا یا نصوص کے برخلاف ''قبر'' میں تأویلیں کرنا تقاضائے ایمان وانصاف کے خلاف ہے، واللہ اعلم!

## عذابِ قبر کے اسباب

س…… جناب مولانا صاحب! مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں نے جب سے مؤرخہ ۲۳؍نومبر ۱۹۹۱ء کے اخبار جنگ میں یہ خبر پڑھی:

''دو مرتبہ لحد کی زمین مل گئی، تیسری مرتبہ سانپ اور بچھو نکل آئے۔

دو سانپوں نے میّت سے لپٹ کر اسے دو حصوں میں تقسیم کردیا، راولپنڈی کے قریب ایک میّت کی عبرت انگیز تدفین۔

راولپنڈی (جنگ رپورٹ) چند روز قبل پیرودھائی راولپنڈی کے قدیم قبرستان میں رونما ہونے والے ایک عبرت انگیز اور ناقابلِ یقین واقعہ نے ایک میّت کی تدفین کے لئے آنے والے سیکڑوں افراد پر رقت طاری کردی۔ تفصیلات کے مطابق ایک شخص کی میّت کو جونہی قبر میں اُتارا گیا، لحد کی جگہ والی زمین یوں آپس میں مل گئی جیسے اسے کھودا ہی نہیں گیا تھا۔ وہاں موجود ایک عالمِ دین کی ہدایت پر دُوسری قبر کھودی گئی، مگر پھر ویسے ہی ہوا، اس پر تمام لوگوں نے استغفار کو وِرد شروع کردیا۔ مولوی صاحب کی ہدایت پر دوبارہ

لحد کھودنے کی کوشش کی گئی تو اس جگہ سے سانپ، بچھو اور مختلف اقسام کے کیڑے مکوڑے یوں نکلے جیسے کسی چشمے سے پانی اُبلتا ہے۔ مولوی صاحب کی ہدایت پر میّت کو قبر میں اُتار دیا گیا، میّت کے قبر میں رکھتے ہی ایک سانپ کمر کے نیچے سے کندھوں کے اُوپر سے، اور دُوسرا سانپ پاؤں کے نیچے سے ہوتا ہوا اُوپر آیا اور دونوں سانپ آپس میں مل گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے میّت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی، جیسے اسے کسی آرے سے چیر دیا گیا ہو، یہ منظر دیکھتے ہی میّت کے ہمراہ آنے والے سیکڑوں لوگوں پر سکتہ طاری ہوگیا۔''

میں عجیب کیفیت میں مبتلا ہوگیا ہوں، اور سوچتا رہتا ہوں کہ اس آدمی نے ایسے کون سے گناہ کئے ہوں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی سزا دی، حالانکہ آج کل کے معاشرہ میں گناہ عام ہوتے جارہے ہیں، لیکن آخر کیا وجہ تھی جو اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سزا دی؟ بے شک اللہ کے بھید اللہ ہی جانتا ہے، لیکن اگر اس کے بارے میں کسی کتاب میں یا آپ کے علم میں ہو تو ضرور بتائیں۔

ج...... عذابِ قبر کا سبب کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے، جو شخص کسی سنگین کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور توبہ کئے بغیر مرجائے، وہ قبر کے ہولناک عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ خصوصاً جو شخص کسی اعلانیہ گناہ کا بغیر کسی جھجک کے مرتکب ہو، اَحکامِ شرعیہ کی تحقیر کرے، یا کمزوروں کے حقوق پامال کرے، اس کے بارے میں زیادہ خدشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھیں! احادیث و روایات میں بہت سے اہلِ معاصی کا عذابِ قبر میں مبتلا ہونا مذکور ہے، ان سے چند واقعات نقل کرتا ہوں:

**۱، ۲:...... چغل خوری اور پیشاب سے پرہیز نہ کرنا:**

بہت سی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے

پاس سے گزرے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان دونوں قبروں والوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا (کہ جس سے بچنا مشکل ہوتا)، ایک تو چغلی کیا کرتا تھا، اور دُوسرا پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔

اس مضمون کی احادیث متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔

### ۳:...... کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا:

متعدد احادیث میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک جہاد میں ایک صاحب نے (جس کا نام محلم بن جثامہ تھا) کسی شخص کو باوجود اس کے کلمہ پڑھنے کے قتل کردیا۔ چند دن بعد قاتل کا انتقال ہوگیا، تو زمین نے اس کی لاش اُگل دی، متعدد بار دفن کیا گیا، لیکن زمین ہر بار اس کی لاش کو اُگل دیتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ: زمین تو اس سے برے لوگوں کو بھی چھپالیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ منظر تم کو اس لئے دکھایا تاکہ تم کو آپس کی حرام چیزوں (جان و مال اور عزت و آبرو) کو پامال کرنے کے بارے میں نصیحت و عبرت ہو۔ (بیہقی، دلائل نبوت ج:۶ ص:۳۰۹، مصنف عبدالرزاق ج:۱۱ ص:۱۷۳، ابن ماجہ ص:۲۸۱، مجمع الزوائد ج:۷ ص:۲۹۴)

### ۴:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جھوٹ بولنا:

متعدد احادیث میں آیا ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جھوٹ بولا تھا، ان کی لاش کو بھی زمین نے قبول نہیں کیا، بلکہ باہر اُگل دیا۔

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۱۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۷۰، بیہقی، دلائل نبوت ج:۶ ص:۲۴۵)

### ۵:...... جھوٹی افواہیں پھیلانا:

صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طویل خواب مذکور ہے، (اور انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے) جس میں برزخ کے بہت سے مناظر

دکھائے گئے۔ اسی میں ہے کہ جھوٹی افواہیں پھیلانے والے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ زنبور سے اس کا ایک کلا گدی تک چیرا جاتا ہے، پھر دُوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے، اتنے میں پہلا کلا ٹھیک ہوجاتا ہے، اس کو پھر چیرتے ہیں، قیامت تک اس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔

۶:......قرآن کریم سے غفلت:

قرآن کریم سے غفلت کرنے والے کے بارے میں دیکھا کہ وہ لیٹا ہوا ہے، ایک شخص بڑا بھاری پتھر لئے اس کے سر پر کھڑا ہے، وہ پتھر سے اس کے سر کو اتنے زور سے پھوڑتا ہے کہ وہ پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے، وہ شخص دوبارہ پتھر اُٹھا کر لاتا ہے، اتنے میں اس کا سر ٹھیک پہلے کی طرح ہوچکا ہوتا ہے، قیامت تک اس کے ساتھ یہی کیا جائے گا۔

۷:......زنا:

زناکار مردوں اور عورتوں کو ایک غار میں دیکھا جو تنور کی طرح نیچے سے فراخ اور اُوپر سے تنگ ہے، اس میں آگ جل رہی ہے، جب آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو وہ لوگ تنور کے منہ تک آجاتے ہیں، اور جب آگ نیچے بیٹھتی ہے تو وہ لوگ بھی نیچے چلے جاتے ہیں، قیامت تک ان کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔

۸:......سود کھانا:

سود خور کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ خون کی نہر میں کھڑا ہے، اور ایک شخص نہر کے کنارے پر کھڑا ہے، جس کے سامنے بہت سے پتھر ہیں، جب وہ سود خور خونی نہر کے کنارے پر آنا چاہتا ہے تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اُٹھا کر زور سے اس کے منہ پر مارتا ہے، اور وہ پھر اپنی پہلی جگہ چلا جاتا ہے، قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

امام بیہقی نے دلائل نبوت (ج:۲ ص:۳۹۲) میں حضرت ابوسعید خدری رضی

اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، جس میں چند مناظر کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں دکھائے گئے، (حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے نشر الطیب (ص:۵۰، مطبوعہ تاج کمپنی) میں بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے) وہ مناظر حسبِ ذیل ہیں:

### ۹:...... حلال چھوڑ کر حرام کھانے والے:

فرمایا: میں نے دیکھا کہ کچھ خوان رکھے ہیں، جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے، مگر ان پر کوئی شخص نہیں اور دُوسرے خوانوں پر سڑا ہوا، بدبودار گوشت رکھا ہے، ان پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔

### ۱۰:...... سود کھانے والے:

آگے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں، جب ان میں سے کوئی شخص اُٹھنا چاہتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ سود کھانے والے ہیں۔

### ۱۱:...... یتیموں کا مال کھانے والے:

آگے دیکھا کہ کچھ لوگ جن کے ہونٹ اُونٹوں کے سے ہیں، اور وہ آگ کے انگارے نگل رہے ہیں، جو ان کے اسفل سے (پاخانے کی جگہ سے) نکل رہے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں۔

### ۱۲:...... بدکار عورتیں:

آگے دیکھا کہ کچھ عورتیں پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ زنا کرنے والی بدکار عورتیں ہیں۔

### ۱۳:...... چغل خور عیب چین:

آگے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پہلو سے گوشت کاٹ کر انہی کو کھلایا جاتا ہے،

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: یہ غیبت کرنے والے، چغل خور اور عیب چین لوگ ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل نبوت (ج:۲ ص:۳۹۸) میں واقعاتِ معراج ہی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، (جسے نشر الطیب میں واقعہ ششم کے ذیل میں نقل کیا ہے) اس میں مندرجہ ذیل مناظر کا ذکر ہے:

### ۱۴:...... نمازِ فرض سے روگردانی کرنے والے:

فرمایا کہ: پھر ایک قوم پر گزر ہوا، جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں، اور جب وہ کچلے جاچکتے ہیں تو پہلی حالت پر ہوجاتے ہیں اور اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ: یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے روگردانی اور سستی کرتے ہیں۔

### ۱۵:...... زکوٰۃ نہ دینے والے:

فرمایا: پھر ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے، اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے، اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھارہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا، اور آپؐ کا ربّ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

### ۱۶:...... غیرعورتوں سے آشنائی کرنے والے:

فرمایا: پھر ایک ایسی قوم پر گزر ہوا، جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے، اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، وہ لوگ اس سڑے ہوئے گوشت کو کھارہے ہیں، اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ آپؐ کی امت میں سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال طیب بیوی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس جائے، اسی میں وہ عورت ہے جو اپنے

حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس جائے اور رات کو اس کے پاس رہے یہاں تک کہ صبح ہوجائے۔

### ۱۷:......لوگوں کے حقوق ادانہ کرنے والا:

فرمایا: پھر ایک شخص پر گزر ہوا، جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے، وہ اس کو اُٹھا نہیں سکتا، اور وہ اس میں اور لالا کر لادتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: یہ کون شخص ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ آپؐ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں، جن کے ادا کرنے پر وہ قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لادتا چلا جاتا ہے۔

### ۱۸:......فتنہ انگیز خطیب اور واعظ:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جارہے ہیں، اور جب کٹ چکتے ہیں تو پھر سابقہ حالت پر ہوجاتے ہیں، اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ گمراہی میں ڈالنے والے فتنہ انگیز خطیب اور واعظ ہیں۔

### ۱۹:...... بڑی بات کہہ کر نادم ہونے والا:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جس میں سے ایک بڑا بیل نکلتا ہے، پھر وہ بیل دوبارہ اندر جانا چاہتا ہے مگر نہیں جاسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: یہ کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے، پھر نادم ہوکر اس کو واپس لینا چاہے، مگر اس کے واپس لینے پر قادر نہیں۔

### ۲۰:......ملاوٹ کرنے والا:

حافظ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے شرحِ

صدور میں حافظ ابن ابی الدنیاؒ کی کتاب القبور سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: عبدالحمید بن محمود کہتے ہیں کہ: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت بیٹھا تھا، اتنے میں کچھ لوگ آئے اور ذکر کیا کہ: ہم لوگ حج کے لئے آئے تھے، ہمارے ایک رفیق کا انتقال ہوگیا، ہم نے اس کے لئے قبر کھودی اور لحد بنائی، جب لحد سے فارغ ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ اس میں ایک کالا ناگ بیٹھا ہے، وہ اتنا بڑا تھا کہ اس نے پوری لحد بھر رکھی تھی۔ ہم نے دُوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی کالا ناگ موجود تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: یہ کالا ناگ اس کے گلے کا طوق ہے، جو اس کو پہنایا جائے گا، جاؤ! جو قبریں تم نے کھود رکھی ہیں، انہی میں سے کسی میں دفن کردو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم اس قبر کے لئے ساری زمین بھی کھود ڈالو تو یہ کالا ناگ تمہیں ہر جگہ موجود ملے گا۔ چنانچہ ہم واپس گئے اور مردے کو انہی گڑھوں میں سے ایک میں دفن کردیا۔ جب ہم حج سے واپس لوٹے تو ہم نے اس کا سامان اس کے گھر پہنچایا اور اس کا قصہ سنایا، اور اس کی بیوی سے پوچھا کہ: یہ شخص کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے بتایا کہ: غلّہ فروخت کرتا تھا، روزانہ گھر کی ضرورت کا غلّہ نکال لیتا اور اتنی مقدار چھٹائی کا بھوسہ خرید کر اس میں ملادیا کرتا تھا۔

(کتاب الروح ص:۱۲۳، شرح صدور ص:۷۵)

### ۲۱:...... ماں کی گستاخی کرنے والا:

حافظ سیوطیؒ نے شرح صدور میں، اصبہانی کی ترغیب و ترہیب کے حوالے سے عوام بن حوشب سے نقل کیا ہے کہ میں ایک دفعہ ایک قبیلے میں گیا، اس کے قریب ایک قبرستان ہے، عصر کے بعد کا وقت ہوا تو ایک قبر پھٹی اور اس میں سے ایک شخص نکلا، جس کا سر گدھے کے سر جیسا تھا اور باقی بدن انسان جیسا تھا، اس نے تین مرتبہ گدھے کی سی آواز نکالی، پھر قبر بند ہوگئی۔ میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ شخص شراب نوشی کیا کرتا تھا، جب شام ہوتی تو اس کی والدہ اس کو کہا کرتی کہ: بیٹا! اللہ


فہرست

سے ڈرو! اس کے جواب میں یہ کہتا کہ: تو گدھے کی طرح ہینکتی ہے! یہ شخص عصر کے بعد مرا، اسی دن سے آج تک روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے اور وہ گدھے کی طرح تین مرتبہ ہینکتا ہے، اس کے بعد اس کی قبر بند ہوجاتی ہے۔

**۲۲:......بغیر طہارت کے نماز پڑھنے اور مظلوم کی مدد نہ کرنے والا:**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک بندے کو قبر میں سو کوڑے لگانے کا حکم ہوا، وہ اللہ تعالیٰ سے سوال و دعا کرتا رہا، بالآخر تخفیف ہوتے ہوتے ایک کوڑا رہ گیا، اس کے کوڑا لگا تو پوری قبر آگ سے بھرگئی، جب یہ عذاب ختم ہوا اور اسے ہوش آیا تو اس نے فرشتوں سے پوچھا کہ: تم لوگوں نے کس گناہ پر مجھے کوڑا لگایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ: تو نے ایک دن نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی، اور تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا، مگر تو نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔ (مشکل الآثار ج:۴ ص:۱۳۱)

**۲۳:......صحابہ کرامؓ کو برا کہنے والا:**

ابن ابی الدنیاؒ نے کتاب القبور میں ابواسحاق سے نقل کیا ہے کہ: مجھے ایک میّت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا، میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ ایک بڑا بھاری سانپ اس کی گردن میں لپٹا ہوا ہے، میں واپس آگیا، اس کو غسل نہیں دیا، پس لوگوں نے ذکر کیا کہ یہ شخص صحابہؓ کو برا کہا کرتا تھا۔ (کتاب الروح ص:۱۲۴، شرح صدور ص:۷۵)

اس قسم کے اور بہت سے واقعات کتاب الروح اور شرحِ صدور میں نقل کئے ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں ان اسباب کو تفصیل سے لکھا ہے، جو عذابِ قبر کا سبب ہیں، یہاں ان کی عبارت کا ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نواں مسئلہ:......سائل کا یہ سوال کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے؟


فہرست

اس کا جواب دو طرح پر ہے: ایک مجمل اور ایک مفصل۔

مجمل جواب: تو یہ ہے کہ اہل قبور کو عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے جہل پر، اس کے حکم کو ضائع کرنے پر اور اس کی نافرمانیوں کے ارتکاب پر۔ پس اللہ تعالیٰ ایسی رُوح کو عذاب نہیں دیتے جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتی ہو، اس کے حکم کی تعمیل کرتی ہو، اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتی ہو، اور نہ ایسے بدن کو عذاب دیتے ہیں، جس میں ایسی پاکیزہ رُوح ہو، کیونکہ قبر کا عذاب اور آخرت کا عذاب بندے پر اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا اثر ہے۔ پس جس شخص نے اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کو غضب ناک اور ناراض کیا، پھر توبہ کئے بغیر مرگیا تو جس قدر اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا تھا، اسی کے بقدر اس کو برزخ میں عذاب ہوگا۔ پس کوئی کم لینے والا ہے اور کوئی زیادہ لینے والا، کوئی تصدیق کرنے والا ہے، اور کوئی تکذیب کرنے والا۔

رہا مفصل جواب! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو شخصوں کے بارے میں بتایا جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا کہ ایک چغل خوری کرکے لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا تھا، اور دُوسرا پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ پس مؤخر الذکر نے طہارتِ واجبہ کو ترک کیا، اور اول الذکر نے اپنی زبان سے ایسے سبب کا ارتکاب کیا جو لوگوں کے درمیان فتنہ اور شرانگیزی کا باعث ہو، اگرچہ وہ سچی بات ہی نقل کرتا تھا۔ اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ جو شخص جھوٹ طوفان اور بہتان تراشی کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فتنہ ڈالنے کا سبب بنے، اس کا عذاب چغل خور سے بھی بڑھ کر ہے، جیسا کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرنے میں اس پر تنبیہ ہے کہ جو شخص نماز کا تارک ہو، کہ پیشاب سے صفائی حاصل کرنا جس کے واجبات و شروط میں سے ہے، اس کا وبال اس سے بھی بڑا ہوگا۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس شخص کا قصہ گزر چکا ہے کہ جس کی قبر پر ایک کوڑا مارا تو وہ آگ سے بھرگئی، کیونکہ اس نے ایک نماز بغیر طہارت کے پڑھی تھی، اور وہ مظلوم کے پاس سے گزرا تھا مگر اس کی مدد نہیں کی تھی۔

اور صحیح بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے، جس میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے کے عذاب کا ذکر ہے۔ نیز اس شخص کے عذاب کا جو قرآن پڑھ کر رات کو سو رہتا ہے اور دن کو اس پر عمل نہیں کرتا۔ نیز بدکار مردوں اور عورتوں کا عذاب اور سود کھانے والے کا عذاب جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برزخ میں مشاہدہ فرمایا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے، جس میں بڑے پتھر کے ساتھ ان لوگوں کے سر پھوڑنے کا ذکر ہے جو نماز میں سستی کیا کرتے تھے، اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کا ذکر ہے کہ وہ جہنم کے زقوم اور پتھروں کو چر رہے تھے، اور جو زناکاری کی وجہ سے سڑا ہوا بدبودار گوشت کھا رہے تھے، اور فتنہ پرور گمراہ کرنے والے خطیبوں اور واعظوں کا ذکر ہے جن کے ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے تھے۔

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے جن میں چند اہلِ جرائم کے عذاب کا ذکر ہے، بعض کے پیٹ کوٹھریوں جیسے تھے، اور آلِ فرعون (جہنمیوں) کے قافلے ان کو روند رہے تھے، یہ سود کھانے والے ہیں۔ بعض کے منہ کھول کر ان میں آگ کے اَنگارے ٹھونسے جا رہے تھے جو ان کے اسفل سے نکل جاتے تھے، یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ بعض عورتیں پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں، یہ بدکار عورتیں ہیں۔ بعض کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہی کو کھلایا جا رہا تھا، یہ غیبت اور عیب چینی کرنے والے ہیں۔ بعض کے تانبے کے ناخن ہیں، جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عزت و آبرو سے کھیلتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ جس غلام نے خیبر کے مالِ غنیمت سے ایک چادرہ چرالیا تھا، وہ چادرہ اس کی قبر میں بھڑکتی ہوئی آگ بن گیا، باوجودیکہ مالِ غنیمت میں خود اس کا بھی حق تھا۔ اب غور کیجئے! کہ جو شخص دُوسرے کا مال ناحق ہڑپ کر جائے، جس میں اس کا کوئی حق نہیں، اس کا کیا حال ہوگا...؟

خلاصہ:...... یہ کہ قبر کا عذاب دل، آنکھ، کان، منہ، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں اور پورے بدن کے گناہوں پر ہے، پس جن لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:

ا:...چغل خور۔۲:...جھوٹ بولنے والا۔۳:...غیبت کرنے والا۔۴:...جھوٹی گواہی دینے والا۔۵:...کسی پاک دامن پر تہمت لگانے والا۔ ۶:...لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد ڈالنے والا۔ ۷:...لوگوں کو بدعت کی طرف بلانے والا۔ ۸:...اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ایسی بات کہنے والا جس کا اس کو علم نہیں۔ ۹:...اپنی گفتگو میں گپ تراشی کرنے والا۔۱۰:...سود کھانے والا۔ ۱۱:...یتیموں کا مال کھانے والا۔۱۲:...رشوت، بھتہ وغیرہ کے ذریعہ حرام کھانے والا۔۱۳:...مسلمان بھائی کا مال ناحق کھانے والا۔۱۴:...اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہری کا مال ناحق کھانے والا۔۱۵:...نشہ پینے والا۔ ۱۶:...ملعون درخت کا لقمہ کھانے والا۔ ۱۷:...زانی۔ ۱۸:...لوطی۔ ۱۹:...چور۔ ۲۰:...خیانت کرنے والا۔ ۲۱:...عہد شکنی کرنے والا۔۲۲:...دھوکا دہی کرنے والا۔۲۳:...جعل سازی اور مکر وفریب کرنے والا۔ ۲۴:...سود لینے والا۔ ۲۵:...سود دینے والا۔ ۲۶:...سود کی تحریر لکھنے والا۔ ۲۷:...سود کی گواہی دینے والا۔ ۲۸:...حلالہ کرنے والا۔ ۲۹:...حلالہ کرانے والا۔ ۳۰:...اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ساقط کرنے اور حرام چیزوں کا ارتکاب کرنے کے لئے حیلے کرنے والا۔۳۱:...مسلمانوں کو ایذا پہنچانے والا۔۳۲:...ان کے عیوب کی ٹوہ لگانے والا۔۳۳:...حکمِ الٰہی کے خلاف فیصلے کرنے والا۔۳۴:...شریعت کے خلاف فتوے دینے والا۔ ۳۵:...گناہ اور ظلم کے کام میں دُوسرے کی مدد کرنے والا۔ ۳۶:...کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔ ۳۷:...اللہ کے حرم میں الحاد اور کج روی اختیار کرنے والا۔ ۳۸:...اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے حقائق کو بدلنے والا۔ ۳۹:...اسمائے الٰہی میں کج روی اختیار کرنے والا۔۴۰:...اپنی رائے کو، اپنے ذوق کو اور اپنی سیاست کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مقدم کرنے والا۔ ۴۱:...نوحہ کرنے والی

عورت۔ ۴۲:...نوحہ کو سننے والا۔ ۴۳:...جہنم میں نوحہ کرنے والے، یعنی راگ گانے والے، سننے والے جس کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ ۴۴:...راگ سننے والے۔ ۴۵:...قبروں پر عمارتیں بنانے والے اور ان پر قندیلیں اور چراغ روشن کرنے والے۔ ۴۶:...ناپ تول میں کمی کرنے والے کہ جب لوگوں سے اپنا حق لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب لوگوں کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ ۴۷:...جبار اور سرکش لوگ۔ ۴۸:...متکبر لوگ۔ ۴۹:...ریاکار لوگ۔ ۵۰:...لوگوں کی عیب چینی کرنے والے۔ ۵۱:...ناحق کا جھگڑا اور کٹ حجتی کرنے والے۔ ۵۲:...سلف صالحین (صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ دینؒ) پر طعن کرنے والے۔ ۵۳:...جو لوگ کاہنوں، نجومیوں اور قیافہ شناسوں کے پاس جاتے ہیں، ان سے سوال کرتے ہیں، اور جو کچھ یہ لوگ بتائیں اس کو سچ جانتے ہیں۔ ۵۴:...ظالموں کے مددگار، جنھوں نے اپنی آخرت کو دوسروں کی دُنیا کے عوض بیچ دیا۔ ۵۵:...وہ شخص کہ جب تم اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نصیحت کرو، تو باز نہ آئے، اور جب اس کے جیسی مخلوق سے ڈراؤ اور بندوں کا خوف دلاؤ تو باز آجائے۔ ۵۶:...وہ شخص کہ جب اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے حوالے سے ہدایت کی جائے، تو ہدایت پر نہ آئے اور اس کی طرف سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے، اور جب اس کو کسی ایسے شخص کی بات پہنچے جس کے ساتھ وہ حسنِ ظن رکھتا ہے (حالانکہ وہ صحیح بات بھی کہہ سکتا ہے اور غلط بھی) تو اس کی بات کو خوب مضبوطی سے پکڑ لے اور اس کی مخالفت نہ کرے۔ ۵۷:...وہ شخص کہ جب اس کے سامنے قرآن پڑھا جائے تو اس سے متأثر نہ ہو، بلکہ بسااوقات اس سے گرانی محسوس کرے، اور جب وہ شیطان کا قرآن (یعنی گانا اور قوالی) سنے، جو زنا کا منتر اور نفاق کا مادہ ہے، تو اس کا جی خوش ہوجائے اور اس پر اس کو وجد آنے لگے، اور اس کے دل سے خوشی کے مظاہر پھوٹنے لگیں، اور اس کا جی چاہے کہ گانے والا بس گاتا ہی جائے، خاموش نہ ہو۔ ۵۸:...اور ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر توڑ

ڈالے (اور توڑنے کی پروانہ کرے)، لیکن یہی شخص اگر کسی بہادر کی قسم کھالے، یا اپنے شیخ سے بری ہونے کی قسم کھالے، یا اپنے کسی عزیز وقریب کی قسم کھالے، یا جواں مردی کی قسم کھالے، یا کسی ایسے شخص کی زندگی کی قسم کھائے جس سے وہ محبت رکھتا ہے اور اس کی تعظیم کرتا ہے، تو قسم کھانے کے بعد اس کو توڑنے کے لئے کسی طرح بھی آمادہ نہ ہو، خواہ اس کو کتنا ہی ڈرایا دھمکایا جائے۔ ۵۹:... کھلے بندوں گناہ کرنے والا، جو اپنے گناہ پر فخر کرے اور اپنے ہم جولیوں کے مقابلے میں کثرت سے اس گناہ کو کرے۔ ۶۰:... ایسا شخص جس کو تم اپنے مال اور اہل وعیال پر امین نہ بنا سکو۔ ۶۱:... ایسا بدخلق اور بدزبان آدمی کہ لوگ اس کی بدزبانی اور شر سے ڈرتے ہوئے اس کو منہ نہ لگائیں۔ ۶۲:... جو شخص کہ نماز کو آخری وقت تک مؤخر کردے، اور جب نماز پڑھے تو چار ٹھونگے لگالے اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے، مگر بہت کم۔ ۶۳:... جو شخص کہ خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ ۶۴:... حج کی وسعت کے باوجود حج نہ کرے۔ ۶۵:... قدرت کے باوجود اپنے ذمہ کے حقوق ادا نہ کرے۔ ۶۶:... جو شخص دیکھنے میں، بولنے میں، کھانے پینے میں، چلنے پھرنے میں احتیاط اور پرہیزگاری سے کام نہ لے۔ ۶۷:... جو شخص مال کے حاصل کرنے میں اس کی پروانہ کرے کہ حلال سے آیا ہے یا حرام سے؟ ۶۸:... جو شخص صلہ رحمی نہ کرے، نہ مسکین پر رحم کرے، نہ بیوہ پر، نہ یتیم پر، نہ جانوروں اور چوپاؤں پر، بلکہ یتیم کو دھکے دے، مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دے، لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرے اور برتنے کی چیزوں سے بھی لوگوں کو منع کرے۔ ۶۹:... اور جو شخص کہ اپنے عیب کے بجائے لوگوں کے عیوب میں، اور اپنے گناہ کے بجائے لوگوں کے گناہوں میں مشغول ہو۔ پس ان تمام لوگوں کو اور ان جیسے دُوسرے لوگوں کو ان جرائم پر قبر میں عذاب ہوتا ہے، ان جرائم کی قلت وکثرت اور صغیرہ وکبیرہ ہونے کے مطابق چونکہ اکثر لوگ ان جرائم کے مرتکب ہیں، اس لئے اہل قبور کی اکثریت عذابِ قبر میں مبتلا ہے، اور عذابِ قبر سے نجات پانے والے بہت کم لوگ ہیں۔ پس قبریں باہر سے مٹی نظر آتی


فہرست

ہیں، لیکن ان کے اندر حسرتیں ہیں اور عذاب ہے۔ باہر مٹی اور منقش پتھروں سے بنی ہوتی ہیں، لیکن ان کے اندر مصائب کے پہاڑ اور سانپوں اور بچھوؤں کی بھرمار ہے، وہ حسرتوں میں ایسی اُبل رہی ہیں، جیسے ہنڈیا اُبلتی ہے، اور ایسا ہونا بھی چاہئے کیونکہ اہل قبور کے درمیان اور ان کی خواہشوں اور آرزوؤں کے درمیان دیوار حائل ہوگئی ہے، اللہ کی قسم! قبریں ایسا وعظ کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے کسی واعظ کے لئے بولنے کی گنجائش نہیں چھوڑی، اور وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ:

> ''اے دُنیا کے آباد کرنے والو! تم ایسے گھر کو آباد کر رہے ہو جو بہت جلد زوال پذیر ہے، اور تم اس گھر کو ویران کر رہے ہو جس میں تم بڑی تیزی سے منتقل ہو رہے ہو، تم نے ان گھروں کو آباد کیا جن کے منافع اور سکونت دوسروں کے لئے ہے، اور تم نے ان گھروں کو ویران کیا کہ تمہاری رہائش ان کے سوا اور کہیں نہیں، یہ گھر دوڑ میں ایک دُوسرے سے آگے نکلنے کا ہے، یہاں اعمال امانت رکھے جاتے ہیں، یہ کھیتی کا بیج ہے، یہ عبرتوں کا محل ہے، ''جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا!'' (یہ آخری فقرہ حدیثِ پاک کا ایک جملہ ہے)۔''
>
> ابن قیم رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا۔

## عذابِ قبر کے سلسلہ میں چند ضروری گزارشات:

۱:...... اللہ کی پناہ! قبر کے عذاب کا منظر بڑا ہی ہولناک اور خوفناک ہے! بندے کو چاہئے کہ اپنی قبر سے غافل نہ ہو، اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو عذابِ قبر کا موجب ہو۔ حدیث میں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر جاتے تو اتنا روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی، عرض کیا گیا کہ: آپ جنت و دوزخ کے تذکرے سے اتنا نہیں

روتے جتنا اس سے روتے ہیں؟ فرمایا کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا ہے کہ:

”ان القبر أوّل منزل من منازل الآخرة! فان نجی منه، فما بعده أیسر منه، ان لم ینج منه فما بعده أشد منه! قال: وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما رأیت منظرًا قط الا والقبر أفظع منه! رواه الترمذی وابن ماجة.“ (مشکوٰۃ ص:۲۶)

ترجمہ:......”قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے! پس اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کی منزلیں اِن شاء اللہ اس سے زیادہ آسان ہوں گی، اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منزلیں اس سے بھی مشکل ہوں گی! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ ہولناک نہیں دیکھا!“

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

”ان یهودیة دخلت علیها فذکرت عذاب القبر، فقالت لها: اعاذک الله من عذاب القبر! فسألت عائشة رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عذاب القبر، فقال: نعم! عذاب القبر حق. قالت عائشة: فما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد صلی صلوٰة الا تعوذ بالله من عذاب القبر. متفق علیه.“ (مشکوٰۃ ص:۲۵)

ترجمہ:......”ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عذابِ قبر

سے پناہ میں رکھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے اس یہودی عورت کا قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو فرمایا کہ: ہاں! عذابِ قبر برحق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے نہیں دیکھا کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی نماز پڑھی ہو جس میں عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ:

''ویل لأهل المعاصی من اهل القبور! تدخل علیهم فی قبورهم حیات سود، اودهم حیة عند رأسه وحیة عند رجلیه، یقرصانه حتٰی یلتقیا فی وسطه فذالک العذاب فی البرزخ الذی قال الله تعالٰی: ومن ورائهم برزخ الٰی یوم یبعثون.''

(تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۲۵۵)

ترجمہ:...... ''ہلاکت ہے اہل قبور میں سے اہل معاصی کو! کالے سانپ ان کی قبروں میں داخل ہوتے ہیں، ایک سانپ سر کی جانب سے اور دُوسرا سانپ پاؤں کی جانب سے، دونوں طرف سے مردے کو کاٹتے ہیں، یہاں تک کہ درمیان میں آکر مل جاتی ہیں (اور مردے کے دو ٹکڑے کردیتے ہیں)، پس یہ ہے برزخ کا وہ عذاب جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور ان کے ورے ایک آڑ ہے اس دن تک کہ لوگ اُٹھائے جائیں گے۔''

۲:......عذابِ قبر کا تعلق چونکہ دُوسرے جہان سے ہے، جس کو برزخ کہا جاتا

ہے، اوراس کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ دُنیا سے پردۂ غیب میں رکھا ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

**”ان ھذہ الامة تبتلی فی قبورھا، فلو لا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه.“** (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶)

ترجمہ:...... ”اہلِ قبور کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنادے جو میں سنتا ہوں۔“ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶)

لیکن اللہ تعالیٰ، بندوں کی عبرت کے لئے کبھی کبھی عذابِ قبر کا مشاہدہ بھی کرادیتے ہیں (جیسا کہ چند واقعات اُوپر گزرچکے ہیں)، واقعہ یہ ہے کہ اگر اس قسم کے واقعات جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔

۳:...... عذابِ قبر سے بچنے کے لئے چند اُمور کا اہتمام ضروری ہے:

اوّل:...... یہ کہ ان تمام اُمور سے اجتناب کیا جائے جو عذابِ قبر کا سبب ہیں، اور جن کا خلاصہ اُوپر ابنِ قیم رحمہ اللہ کے کلام میں گزرچکا ہے، حاصل یہ کہ تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

دوم:...... یہ کہ جو کوتاہیاں اور لغزشیں اب تک ہوچکی ہیں، صدقِ دل سے ان سے توبہ کی جائے، اور جو حقوق اپنے ذمہ ہوں ان کو اہتمام سے ادا کیا جائے، اگر کسی کو ایذا پہنچائی ہو تو اس سے معافی تلافی کرائی جائے، غرضیکہ آدمی ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہے کہ جب وہ دُنیا سے رُخصت ہو تو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے کوئی حق اس کے ذمہ نہ ہو۔

سوم:...... یہ کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کا اہتمام کیا جائے، اُوپر حضرت عائشہ


فہرست

رضی اللہ عنہا کی حدیث گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کا اہتمام والتزام فرماتے تھے۔

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا فرغ احدکم من التشہد الآخر فلیتعوذ باللہ من اربع: من عذاب جہنم، ومن عذاب القبر، وفتنۃ المحیا والممات، ومن شر المسیح الدجال. رواہ مسلم." (مشکوٰۃ ص:۸۷)

ترجمہ:...... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب تم میں سے کوئی شخص آخری التحیات سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے: جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے شر سے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے، فرماتے تھے کہ: یہ دعا کیا کرو:

"اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب جھنم، واعوذ بک من عذاب القبر، واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال، واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات. رواہ مسلم." (مشکوٰۃ ص:۸۷)

ترجمہ:...... "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور

آپ کی پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے۔"

چہارم:...... سونے سے پہلے سورۂ تبارک الذی (الملک) پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ: "یہ عذابِ قبر سے بچاتی ہے۔" ایک اور حدیث میں ہے:

"عن جابر رضی الله عنه: ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لا ینام حتٰی یقرأ الٓمٓ تنزیل وتبارک الذی بیده الملک. رواه احمد والترمذی والدارمی."

(مشکوٰۃ ص:۱۸۸)

ترجمہ:...... "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ سونے سے پہلے الٓمٓ تنزیل اور تبارک الذی بیده الملک پڑھا کرتے تھے۔"

## عذابِ قبر کے سلسلے میں شبہات کے جوابات

س......ایک سوال کے جواب میں جو عذابِ قبر سے متعلق ہے آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"قبر کا عذاب وثواب برحق ہے، قرآن کریم میں اجمالاً اس کا ذکر ہے۔"

محترم! آپ اپنے جواب کے حوالے سے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عنایت کردیجئے، عین نوازش ہوگی:

س......۱: ان قرآنی آیات کی ذرا نشاندہی فرمادیجئے جہاں عذابِ قبر کا تذکرہ ہے، کیونکہ آپ نے خود لکھا ہے کہ قرآن شریف میں ان کا اجمالاً تذکرہ موجود ہے۔

س……۲: یہ عذابِ قبر کیا صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے؟ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے جو اپنے مردے جلا دیتے ہیں؟ بالخصوص ہندو، کیا ان کو عذابِ قبر نہیں ہوتا؟ اگر نہیں ہوتا، تو کیوں نہیں ہوتا؟ اگر ہوتا ہے، تو اس کی نوعیت کیا ہوتی ہے؟

س……۳: مسلمانوں پر اس ''نظرِ کرم'' کی کوئی خاص وجہ؟ یا یوں کہہ لیں ہر اس قوم پر جو مردے دفناتی ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟

س……۴: قرآن شریف میں بچے کو دودھ پلانے کی مدت اور بعض دیگر جزئیات تک کا ذکر ہے، اتنا اہم مسئلہ صرف اجمالی اہمیت کا حامل کیسے ٹھہر گیا؟

س……۵: آپ جواب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''نیک و بد اعمال کی کچھ نہ کچھ سزا و جزا دُنیا میں بھی ملتی ہے اور کچھ قبر میں ملتی ہے، پوری آخرت میں ملے گی، دنیاوی سزا اور قبر کی سزا کے باوجود جس شخص کی بدیوں کا پلہ بھاری ہوگا اس کو دوزخ کی سزا بھی ملے گی، حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں تو ان کی شانِ کریمی ہے۔'' دُوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ ایک ''بادشاہ'' ہے، اگر اس کا دل چاہے گا تو معاف بھی کردے گا، تو سوال یہ ہے کہ اگر کسی نیکوکار سے وہ ''بادشاہ'' ناراض ہوگیا تو اسے بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا، یہ تو بادشاہت ہے، کسی قانون، کسی آئین کے تحت تو ہو نہیں رہا، اس کی مرضی ہے تو ایسا کیوں نہیں ہوگا کہ بیچارہ نیکوکار معلوم ہوا جہنم میں پڑا اسڑ رہا ہے؟ بادشاہت میں تو ایسا ہی ہوتا ہے، ذرا وضاحت کردیں۔

س……۶: جب عذابِ قبر کا خودساختہ وجود ہے، تو ثوابِ قبر کیوں نہیں ہوتا؟ گناہ گاروں کو تو سزا مل رہی ہے، نیکوکاروں کو جزا کیوں نہیں ملتی؟

س……۷: اللہ کی فطرت اس کے قوانین پوری انسانیت کے لئے ایک ہی ہیں، قرآن مجید میں کئی دفعہ ذکر کیا گیا ہے اللہ کی فطرت تبدیل نہیں ہوتی، تو پھر ایسا کیوں ہے کہ جو دفنائے اسے تو آپ کے خودساختہ فرشتے آگھیریں اور جو جلادیں ان کے مزے ہی مزے۔

س......۸: کیا بحیثیتِ مسلمان میں اپنے وصیت نامے میں یہ وصیت کرسکتا ہوں کہ مرنے کے بعد عذابِ قبر سے بچانے کے لئے میری لاش کو دفنایا نہ جائے، جلادیا جائے؟

س......۹: فرعون کی لاش دیگر کئی فراعین کے ساتھ صحیح سلامت موجود ہے، اس کے عذابِ قبر سے متعلق کیا خیال ہے؟

س......۱۰: عذابِ قبر رُوح کو ہوتا ہے یا بدن کو؟ اسے کیسے ثابت کریں گے اور کس معیار پر؟

س......۱۱: یورپ میں آج کل بہت ساری لاشیں تجربات کے لئے لمبے عرصے کے لئے شیشے کے مرتبانوں میں محفوظ کی جارہی ہیں، ان کے عذابِ قبر سے متعلق آپ کیا فرمائیں گے؟

س......۱۲: عذابِ قبر کی ضرورت کیا ہے؟ جب قیامت میں گناہ گار جہنم میں جائیں گے ہی تو انہیں یہ اضافی ''بونس'' دینے کی کیا تک ہے؟ کیا جہنم کا عذاب کافی نہیں؟

ج......۱: سورۂ مؤمن میں ہے:

''اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَّیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ. وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ.'' (مؤمن:۴۶، ۴۷)

ترجمہ:......''وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح اور شام، اور جس دن قائم ہوگی قیامت، حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔ اور جب آپس میں جھگڑیں گے آگ کے اندر پھر کہیں گے کمزور غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع، پھر کچھ تم ہم پر سے اُٹھالو گے حصہ آگ کا؟'' (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اور سورۂ نوح میں ہے:

''مِمَّا خَطِیٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا. فَلَمْ

یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا.“ (نوح:۲۵)

ترجمہ:......”کچھ وہ اپنے گناہوں سے دبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں، پھر نہ پائے اپنے واسطے انہوں نے اللہ کے سوا کوئی مددگار۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

ج......۲،۳: مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں، کفار کو بھی ہوتا ہے، جن مردوں کو جلا دیا جاتا ہے ان کو بھی ہوتا ہے۔

ج......۴: نماز جیسی اہم چیز، جو دین کا رکنِ اعظم ہے، اس کا بھی اجمالی ذکر ہے، نماز کی رکعتوں کی تعداد اور نماز پڑھنے کا طریقہ ارشاد نہیں فرمایا گیا۔ نماز کے بعد دُوسرا رکن زکوٰۃ ہے، اس کا ذکر بھی اجمالاً ہے، مقدارِ زکوٰۃ، شرائطِ زکوٰۃ اور کن کن مالوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ تیسرا رکن روزہ ہے، اس کی بھی مکمل تفصیلات ذکر نہیں کی گئیں۔ چوتھا رکن حج ہے، اس کی تفصیلات بھی علی الترتیب درج نہیں، قرآن کریم کی جو تشریح صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی وہ اُمت کے لئے واجب الاعتقاد اور واجب العمل قرار دی گئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ“ (پھر مقرّر ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول کر بتلانا)، اسی طرح: ”وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ“ (اور جو دے تم کو رسول سو لے لو)، وقولہ تعالیٰ: ”وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ“ (اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے) الی غیر ذالک من الآیات الکثیرة!

ج......۵: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کو ”ملک الناس“ اور ”مالک الملک“ فرمایا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے بادشاہ ہونے پر بھی آپ کو اعتراض ہے؟ اور یہ بات میری کس تقریر سے لازم آئی کہ جزا و سزا بغیر کسی قانون کے ہے؟

ج……۶: قبر میں ثواب بھی ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا!''

ج……۷: اُوپر بتاچکا ہوں کہ دفن ہونے والے اور جلا دیئے جانے والوں کے درمیان تفریق غلط ہے، سب کو قبر کا عذاب ہوسکتا ہے، اور ہوتا ہے۔ ہاں! ہماری فہم وادراک سے بالاتر چیز ضرور ہے، جو صرف انبیائے کرام علیہم السلام کی وحی سے معلوم ہوسکتی ہے، اور فرشتے -نعوذ باللہ- میرے ''خودساختہ'' نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں، جن کے وجود کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں تو انتظار کیجئے، وہ وقت جلد آیا چاہتا ہے جب آپ کو اس عذاب کا مشاہدہ اور تجربہ ہوجائے گا، اس وقت یقین لائیے گا، لیکن افسوس! کہ اس وقت کا ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔

ج……۸: میں تو عذابِ قبر کے منکر کو سچا مسلمان ہی نہیں سمجھتا، کیونکہ وہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات کے علاوہ اُمتِ اسلامیہ کے قطعی عقیدہ کی اپنی جہالت وناواقفی کی وجہ سے تکذیب کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتاچکا ہوں کہ لاش محفوظ ہو، گل سڑ جائے، یا جلادی جائے، کوئی حالت بھی عذابِ قبر سے مانع نہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ جلانے کی وصیت -نعوذ باللہ- کرنا چاہتے ہیں تو آپ بہتر جانتے ہیں، کیا اس کے بجائے یہ آسان نہیں کہ ایمان بالغیب کے طور پر آپ اس عقیدہ ہی کو مان لیں، اگر قبر میں واقعی عذاب ہوتا ہے تو آپ بچ جائیں گے، اور اگر نہیں ہوتا تو آپ کا کوئی نقصان نہیں۔

ج……۹: فرعون کی لاش کو بھی عذاب ہو رہا ہے، قرآن کریم کی جن آیات کا اُوپر حوالہ دیا ہے وہ فرعون اور آلِ فرعون ہی سے متعلق ہیں۔

ج……۱۰: قبر کا عذاب بلاواسطہ رُوح کو ہوتا ہے اور بالواسطہ بدن کو، جس طرح کہ دُنیا کی تکلیف بلاواسطہ بدن کو ہوتی ہے اور بالواسطہ رُوح کو، اور معیار احادیث شریفہ ہیں۔

ج......۱۱: ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو نمبر:۹ کے بارے میں کہہ چکا ہوں، ان کو بھی عذاب ہوتا ہے، مگر مجھے اور آپ کو اس کا ادراک نہیں ہوتا، جس طرح خواب دیکھنے والے پر جو کچھ گزرتی ہے اس کا ادراک پاس بیٹھے جاگنے والے کو نہیں ہوتا۔

ج......۱۲: میرا اور آپ کا کام خدا و رسولؐ کی بات پر ایمان لانا ہے، ان کے کاموں کی ضرورتیں بتانا نہیں۔ جب قبر میں فرشتے عذاب دیں گے ان سے دریافت فرمالیجئے گا کہ اس کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھا دوزخ میں بھیج دو! اضافی ''بونس'' کیوں دیا جارہا ہے...؟

**نصیحت:**......سوالات کا مضائقہ نہیں، مگر آدمی کو گستاخانہ لہجہ نہیں اختیار کرنا چاہئے، خصوصاً اللہ و رسولؐ کی بات پر گستاخانہ لہجہ اختیار کرنا ایمان کے منافی ہے، واللہ اعلم!

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل ایک نظر میں

## جلد اول
عقائد، اجتہاد
محاسنِ اسلام
غیر مسلم سے تعلقات
غلط عقائد رکھنے والے فرقے
جنت و دوزخ
توہم پرستی

## جلد دوم
وضو کے مسائل
غسل و تیمم مسائل
پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل
نماز کے مسائل
جمعہ و عیدین
کے مسائل

## جلد سوم
نماز تراویح نفل نمازیں
میت کے احکام
قبروں کی زیارت
ایصالِ ثواب
قرآن کریم، روزے کے مسائل
زکوٰۃ کے مسائل
منت و صدقہ

## جلد چہارم
حج و عمرہ کے مسائل
زیارت روضۂ اطہر
مسجد نبوی مدینہ منورہ
قربانی، حلال اور حرام جانور
قسم کھانے کے مسائل

## جلد پنجم
شادی بیاہ کے مسائل
طلاق و خلع
عدت، نان ونفقہ
پرورش کا حق
عائلی قوانین وغیرہ

## جلد ششم
تجارت یعنی خرید و فروخت
محنت و اُجرت کے مسائل
قسطوں کا کاروبار
قرض کے مسائل
وراثت اور وصیت

## جلد ہفتم
نام، تصویر، داڑھی، حجامت، وضع قطع، لباس
کھانے پینے کے شرعی احکام
والدین، اولاد اور پڑوسیوں
کے حقوق، تبلیغ، دین
کھیل کود، موسیقی، ڈانس
خاندانی منصوبہ بندی، تصوف

## جلد ہشتم
پردہ، اخلاقیات
رسومات، معاملات
سیاست، تعلیم اور وظائف
جائز و ناجائز
جہاد اور شہید کے احکام

## جلد نہم
ڈارون کا نظریہ اور اسلام
اعضا کی پیوند کاری، خودکشی سے
بچانے کے لیے تین طلاق کا حکم
کنٹیکٹ لینز کی صورت میں
وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر
کا شرعی حکم وغیرہ

## جلد دہم
معجزہ شق قمر، کچھ مفاہیم
کے بارے میں
مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم
فلمی دُنیا سے معاشرتی بگاڑ
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم


# مکتبہ لُدھیانوی

18 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

Tel: 021-2780337
Cell:0321-2115502, 0321-2115595, 0321-2115311